قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد
(محمود)

دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

اخبار

پیغامِ صُلح

ایڈیٹر
دوست محمد

ہر چہار شنبہ (بدھ) کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۹ رجب سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۴ جنوری سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۱

کے عجب بینم ز مغرب آفتاب

(خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم گوہر رقم سے)

عو بخود بردی در افضال باز — حیف باشد گر کنم بر بخت ناز
من کہ سرگرداں پے مرغاں شدم — تو عطا کردی مرا یک شاہباز
آنچہ بنمودی بہ پیر ما بخواب — روز روشن دیدہ ام با چشم باز
لارڈ پیدا شد پے نصرت مرا — گرچہ چوں بیچارگی زہرم گداز
آں خجستہ تا چہل در غوز و خوض — آخرش کردی باو افشائے راز
نعرۂ الحمد مستانہ زنم — میکنم سجدات با عجز و نیاز

کے عجب بینم ز مغرب آفتاب
چشم بر الطافِ تو اے چارہ ساز

جلسہ سالانہ کا اثر ایک خاتون کے دل پر

جلسہ سالانہ کے نظارہ سے متاثر ہو کر ایک خاتون نے ذیل کے فی البدیہہ اشعار میں اپنے جذبات کا اظہار کیا (ملایر)

کیا ہی اچھا ہے نظارہ جلسۂ اسلام کا
دنیوی جلسے نکمے یہ ہے جلسہ کام کا
ہیڈلے اسلام لائے ہیں خدا کے فضل سے
شکر حق یورپ میں بھی جھنڈا گڑا اسلام کا
نور وحدت پہنچا یورپ میں پس از چالیس سال
مل گیا سب کو ثبوت اب احمدی الہام کا
خواجہ صاحب کی یہ ہمت ہے انہیں صد آفریں
... رہیں نام اسلام کا
میسارون ...
احمدیوں ہی کا حصہ کام تھا ... کا
وقت رکھا ہے مقرر حق نے ہر اک کام کا
بن گئی برلن میں مسجد اور نصرت آ گئی
نور وحدت ہو گا واں اور خاتمہ اوہام کا
جس قدر ممکن ہو سب چندے سے دیں ان کو مدد
صدق دل سے دیں مگر مطلب ہو کچھ نام کا
عاجزہ کی ہے دعا دل سے بصد عجز و نیاز
چاند سورج کی طرح ہر جا ہو نور اسلام کا

مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ کو ۱۵ ماہ قید ایک ہزار جرمانہ

یہ خبر نہایت افسوس سے سنی جائیگی کہ آج ۴ جنوری کو مقدمہ لائٹ کا فیصلہ عدالت نے جیل میں جا کر سنایا کہ مولوی محمد یعقوب خاں صاحب کو ہر دو مقدمات میں پندرہ ماہ قید با مشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور چودھری رحمت خاں صاحب اور میاں معراج دین کو تین تین ماہ قید با مشقت کی سزا دی جاتی ہے۔"

ایڈریس

بخدمت

رائٹ آنریبل الحاج لارڈ ہیڈلے الفاروق بالقابہ

من جانب حضرت امیر ایدہ اللہ

مائی لارڈ!

ہم اراکین و معاونین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور حضور والا کی خدمت میں عزت و احترام کا نذرانہ لے کر حاضر ہوئے ہیں اور اپنے اس شہر میں جو ہماری ان سرگرمیوں کا مرکزی مقام ہے جو اشاعت اسلام کے کام کے متعلق ہم کر رہے ہیں۔ آپ کا تہ دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ مائی لارڈ! ہم اس وجہ سے آپ کا خیر مقدم نہیں کرتے کہ آپ سلطنت برطانوی کے ایک معزز رکن ہیں۔ بلکہ ان جذبات عزت و احترام کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ ہمارے مسلمان بھائی اور برطانوی طبقہ رؤسا میں سے سب سے پہلے مبلغ اسلام ہیں۔

آپ کے معزز وجود میں ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ اسلام کو دہرایا گیا ہے۔ اور ہمیں فخر ہے کہ اسلام اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو شاہی اور دیگر معزز ترین خاندانوں کے اراکین کی خدمات کو اشاعت اسلام کے لئے وقتاً فوقتاً حاصل کرتا رہا ہے اور ہم بڑے فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور والا کا قدم اسلام کے شاہی مبلغین کے قدموں پر ہے۔ اس بارہ میں ہم آپ کی اس جرأت پر تحسین و آفرین کی صدا بلند کئے بغیر نہیں رہ سکتے جو آپ نے اعلان اسلام کے ذریعہ سے آپ نے دکھائی۔ مرحوم لارڈ سٹینلے اور سر سٹر برٹن بھی ان لوگوں میں سے تھے جن کا قلب اسلامی صداقت کے نور سے منور ہو چکا تھا۔ لیکن نہ معلوم کن وجوہات کی بنا پر انہوں نے علانیہ اپنے ایمان کا اظہار نہ کیا۔

ہمیں وہ گھبراہٹ اور پریشانی کے دن یاد ہیں جب آپ کے اور ہمارے پیارے بھائی خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان تشریف لے گئے تاکہ مغربی ممالک میں جہاں کی فضا غلط معتقدات دہریت اور مادیت سے مکدر ہو چکی تھی اسلام کے نور کو پھیلائیں۔ ان دنوں میں انگلستان کی ہر ڈاک کا گھبراہٹ سے انتظار رہتا تھا۔ اور ہماری پریشانی آخر کار اس وقت دور ہوئی جب آپ کے قبول اسلام کی خوشخبری ہر چہار اطراف عالم میں بجلی کی طرح دوڑ گئی۔ اور اس حقیقت نفس الامری کا فیصلہ ہو گیا کہ قرآنی صداقتوں کی اشاعت آخر کار ہو کر رہی گی۔

آہستہ آہستہ ہ... ت جیسا کہ ووکنگ مسلم مشن کی بعد کی تاریخ سے ظاہر ہے حقایق و واقعات کی شکل میں مبدل ہوتی چلی گئیں۔ ان کثیر التعداد لوگوں میں سے جو یورپ انگلستان اور جرمنی میں حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں ہم صرف چند مقتدر و معزز خاندانوں کے افراد کے نام لیتے ہیں۔

سر عبداللہ آرچیبالڈ ہملٹن بیرونٹ۔ لیڈی ہملٹن۔ لیڈی ایولین کبلڈ۔ کونٹ ڈی ہاٹر۔ کونٹ یورک وچ۔ سر ولیم رائٹ بیرونٹ۔ کونٹس فاطمہ دنبت کونٹ روپرٹ البرٹ رڈولف ولف ڈی جارج جرمنی)

اور علما و فضلا میں سے ذیل کے نام قابل ذکر ہیں۔

محمد مارمیڈ یوک پکتھال۔ سعید نیلکس والالی۔ پروفیسر ڈاکٹر لیون۔ مسٹر ڈوڈلے رائٹ۔ مسٹر لسٹر کرڈ۔ مسٹر عثمان فشر پرٹر پروفیسر نور الدین سٹیفن۔ پروفیسر جے والی مانٹ۔ ریورنڈ جیمز ووکاکس ڈاکٹر آر کینیڈی سٹوارٹ راس۔ ڈاکٹر مارتوس پی ایچ ڈی برلن پروفیسر شعلیٹنر برلن۔ ڈاکٹر گرائیفلٹ پی ایچ ڈی۔ برلن۔ ڈاکٹر بانننگ پی ایچ ڈی برلن۔ اور اس موقع پر ہم یہ خوشخبری بھی حضور والا کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ انگلستان سے آپ کی روانگی کے تھوڑی دیر بعد ہی یہ دل خوش کن خبر ہمیں موصول ہوئی کہ جناب سر ہیو بریشا

چارلس رنکن کے فرزند اکبر سر ریجنالڈ رینکن بیرونٹ بھی اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے ہیں۔

مائی لارڈ آپ کا وجود اعلان اسلام کے بعد خواجہ کمال الدین صاحب کی یکہ و تنہا کوششوں کے لئے نہایت زبردست امداد و اعانت کا موجب ثابت ہوا۔ اسلام پر آپ کی فاضلانہ تصنیفات ان ملکوں میں جو ہمارے پیارے مذہب کے متعلق غلط بیانیوں سے معمور ہیں لوگوں کی توجہ کو کھینچنے اور تعلیمات اسلام کے مطالعہ کی طرف انہیں مائل کرنے کا باعث ہوئیں۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ مغربی دل و دماغ بہت سی ایسی باتوں سے پاک ہو چکے ہیں جو وہاں کے خود غرض لوگ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے کرتے رہے ہیں۔ اشاعت اسلام کے رستے میں جو آپ کے دل کو اس قدر پیارا اور محبوب ہے آپ کی سرگرمیاں صرف جزائر برطانیہ تک ہی محدود نہیں رہیں بلکہ اس بڑھاپے کے زمانہ میں آپ نے اپنے راحت و آرام کو خدا کی راہ میں قربان کر کے مصر اور جنوبی افریقہ کے دورے کئے جہاں آپ کی خدمات اسلام کافی طور پر بارآور ثابت ہوئیں۔

اسلام کے مذہبی احکام پر عمل پیرا ہونے کا ... جوش و محبت آپ کے دل میں ہے اس کا بہترین اظہار وہ حج ہے جو آپ نے حال ہی میں خانہ کعبہ کا کیا ہے۔ شدید گرمی کے ایام میں عرب کی جلتی ہوئی بے آب و گیاہ سرزمین پر سرد آب و ہوا کے رہنے والے ایک لارڈ کا احرام باندھے ہوئے آنا ایک نہایت دلچسپ منظر ہے جس پر مسلمانوں کو بجا طور پر فخر کرنا چاہیے۔

ان مصائب سے ہم بے خبر نہیں جو اعلان اسلام کے بعد آپ پر وارد ہوئی ہیں۔ اور اس بات کو قطعاً بھلا نہیں سکتے کہ متعصب کیتھولک عیسائیوں نے کس طرح سے آپ کی جاگیر واقع آئرلینڈ میں آپ کے مینور ریذیڈنس کو جلا دیا۔ لیکن ایک سچے مسلمان کی طرح آپ نے ان تمام مصائب کو صبر اور شکر کے ساتھ برداشت کیا۔

جیسا کہ حضور والا کو علم ہے۔ ہماری انجمن کا مقصد و مدعا یہ ہی کہ اسلام کا پاک پیغام تمام دنیا کے اندر پہنچایا جائے۔ اس لحاظ سے ہماری جماعت کوئی سیاسی جماعت نہیں نہ بحیثیت جماعت ہم کسی ملک کے انقلابات میں حصہ لیتے ہیں۔ دعوت اسلام کے کام میں ہماری تمام کوششیں اسلام کی اس تعلیم کی اشاعت تک محدود رہتی ہیں جو قرآن مجید اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں ہمیں ملتی ہے۔ یعنی اسلام کی وہ تصویر ہم دنیا کے سامنے رکھتے ہیں۔ جو تمام فرقی اختلافات سے بالا ہے۔ اس قسم کے اختلافات کو ہم فی الحقیقت ناپسند کرتے ہیں۔ اور اسلام کو فرقہ بندی سے آزاد سمجھتے ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں میں کئی ایک گروہ ہیں۔ اور ہم ان گروہوں میں سے ایک کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ مگر یہ فرقے نہیں بلکہ فروعی امور میں علیحدہ علیحدہ رائے رکھنے والے گروہ ہیں۔ اصولی طور پر ہم اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا۔ نہ ہم کسی ایسے شخص کو جو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اسلام سے خارج کرتے ہیں۔ خواہ دوسرے مسائل میں ان کے خیال کیسے ہی ہوں۔ بشرطیکہ وہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہو۔ ایسا ہی حال آپ نے یقیناً ووکنگ میں دیکھا ہو گا دوسرے مقامات پر بھی جہاں ہمارے آدمی کام کر رہے ہیں یہی ایک چیز ہماری سرگرمیوں کا طرۂ امتیاز ہے۔

مائی لارڈ! اس انجمن کا سنگ بنیاد اسی جگہ جہاں ہم اب آپ سے خطاب کر رہے ہیں ۱۹۱۴ء میں رکھا گیا۔ انجمن کی سرگرمیوں کا لائحہ عمل زیادہ تر ضرورت زمانہ کے مطابق اسلامی لٹریچر پیدا کرنا۔ مبلغین کو تیار کرنا جو دنیا کے مختلف حصوں میں صلح و محبت کا پیغام لے کر جائیں۔ ہندوستان اور بیرون ہند میں اسلامی مشن قائم کرنا۔ اور سب سے آخری بات جو اہمیت کے لحاظ سے کوئی کم درجہ نہیں رکھتی۔ اسلام کی آئندہ نسلوں میں مذہب اسلام اور تاریخ اسلام کا علم پھیلانا ہے اور جو کچھ تھوڑی بہت کامیابی ان چودہ سالوں میں اس لائحہ عمل پر چل کر ہمیں حاصل ہوئی ہے ایسی ہے قرآن کریم کے اس ارشاد کی صداقت ظاہر ہوتی ہے جس میں اس نے فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ اور وہ جو ہمارے رستے میں سخت جد و جہد سے کام لیتے ہیں ہم یقیناً انہیں اپنے رستے پر چلاتے ہیں۔

مائی لارڈ! مذکورہ بالا لائحہ عمل میں جن باتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے ہماری توجہ سب سے بڑھ کر پاکیزہ لٹریچر کی اشاعت کی طرف منعطف رہی ہے اور اس لٹریچر کے پیدا کرنے میں ہم نے قرآن کریم کو درجہ اول پر رکھا ہے۔ فی الحقیقت مسلمانوں کی تبلیغی سرگرمیوں اور ان کی روزانہ زندگی میں قرآن کریم کو ہر دوسری چیز پر مقدم کرنا سب سے زیادہ ہمارا حقیقی مقصد و مدعا ہے اور اس لئے اسلام کی سب سے پہلی خدمت جو ہم نے کی ہے وہ قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کی مکمل تفسیر کی اشاعت ہے یہ ترجمہ اور تفسیر پہلے انگریزی زبان میں کی گئی۔ پھر زیادہ تفصیل کے ساتھ اردو میں شائع ہوئی۔ انگریزی ترجمہ کی دس ہزار سے زیادہ کاپیاں اب تک شائع ہو چکی ہیں۔ اور دنیائے اسلام کے قریباً تمام حصص میں پہنچ چکی ہیں۔ خود مسلمانوں نے جو کچھ فائدہ اس سے حاصل کیا اس کے اعتراف کے پیغامات شمار سے باہر ہیں اور غیر مسلموں میں بھی بہت سے ایسے ہیں جن کو اسلام کی طرف لانے میں اس نے سب سے بڑی مشعل راہ کا کام دیا۔ یہ ترجمہ اب ایک مستند چیز سمجھا جاتا ہے اور جدید مصنفین جو اسلام پر لکھتے رہتے ہیں اپنی تحریرات میں اسی سے کام لیتے ہیں۔ ... کا ترجمہ اب کیا جا رہا ہے۔ یعنی تامل اور تیلگو میں جو جنوبی ہندوستان میں ہندوستانی زبان کی شاخیں ہیں۔ ... زبان میں جو جاوا میں بولی جاتی ہے۔ اور چینی البانوی اور ڈچ زبانوں میں بھی اس کے ترجمے ہو رہے ہیں۔ ایک اور کتاب جو بہت سی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو رہی ہے اور ترکی میں شایع بھی ہو چکی ہے۔ وہ انگریزی "سیرت خیر البشر" ہے یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات۔ اسلامی لٹریچر کے متعلق جس قدر کام اب تک ہوا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کل تین کروڑ نوے لاکھ صفحات اس انجمن کی جد و جہد سے طبع ہو چکے ہیں۔ اور اس کے علاوہ وہ قیمتی لٹریچر ہے جو خود جناب والا اور خواجہ کمال الدین صاحب کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

اخبارات جو اس انجمن کی طرف سے شایع ہوتے ہیں ان میں سے "پیغام صلح" اردو میں ہے "لائٹ" انگریزی میں اور مسلمش ریویو جرمن زبان میں شایع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اسلامک ریویو کا نام قابل ذکر ہے جس نے عالمگیر شہرت حاصل کر لی ہے۔ لٹریچر کے متعلق سب سے زیادہ اہم کام جو انجمن نے کیا ہے۔ وہ صرف اس کا پیدا کرنا ہی نہیں بلکہ مفت تقسیم کا کام بھی ہے۔ انگریزی ترجمۃ القرآن کی تین سو جلدیں یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں مفت بھیجی گئی ہیں۔ اور سینکڑوں کاپیاں رعایتی قیمت پر لوگوں کو دی گئی ہیں ایسا ہی سیرت خیر البشر انگریزی کی بھی پندرہ سو جلدیں لائبریریوں میں مفت بھیجی جا چکی ہیں۔ جرمن سہ ماہی رسالہ مسلمش ریویو بالکل مفت تقسیم ہوتا ہے۔ اور ان سب چیزوں کے علاوہ ساٹھ لاکھ صفحات ٹریکٹ کی شکل میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ ہمارے کام کی دوسری شق بیرونی ممالک اور ہندوستان میں مشنوں کا قیام ہے حضور والا ان معزز احباب سے خود واقف ہیں جو خواجہ کمال الدین صاحب کی معیت میں یا ان کی غیر حاضری میں ووکنگ میں کام کرتے رہے ہیں یعنی مولانا مولوی صدر الدین صاحب۔ مولوی مصطفیٰ خان صاحب خواجہ نذیر احمد صاحب۔ مولوی عبد المجید صاحب مولانا محمد یعقوب خان صاحب۔ یہ سب کے سب ہماری انجمن کے رکن ہیں۔

(باقی بصفحہ ۴)

مقتضی تھی۔ اور جلوس کا ٹھیرنا مشکل تھا۔ اس لئے انجمن کو ناکامی ہی

لارڈ صاحب کی چوتھی تقریر

بھاٹی دروازہ کے قریب اونچی مسجد کے سامنے لارڈ موصوف سے پھر تقریر کے لئے کہا گیا اور انہوں نے پھر وہی اتحاد و اتفاق کی تلقین مسلمانوں کو کی۔ اور اسلام کے اسی اندرونی خطرہ کا ذکر فرمایا جس کا اعلان آپ اس سے پہلے دو تین موقعوں پر کر چکے تھے آپ نے مسلمانوں کے جوش مسرت اور استقبال کا دلی شکریہ ادا کیا اور کھلے لفظوں میں انہیں اس بات کی تلقین کی کہ اگر دنیا میں عزت اور کامیابی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو اس کی ایک ہی صورت ہے۔ کہ فرقہ بندی کو چھوڑ دو اور ملکر کام کرو۔ اسلام کا پیغام اطراف عالم میں لے جاؤ۔ دنیا اس وقت اسلامی اخوت و مساوات کی پیاسی ہے۔ تم باہمی تفرقوں کو چھوڑ کر متحدہ طاقت کے ساتھ اٹھو۔ اور دہریت مادیت اور لونی اور نسلی امتیازات کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی برہان قاطع کے ذریعے سے تہس نہس کر دو

انارکلی بازار میں

یہاں سے گزر کر جلوس بارہ بجے کے قریب خدا خدا کر کے بھاٹی دروازہ سے باہر نکلا اور وہاں سے تیز رفتاری کے ساتھ کچہری روڈ اور گول باغ کی سڑکوں سے ہوتے ہوئے انارکلی میں جا پہنچا یہاں بھی لوگوں کا اژدحام اس قدر تھا کہ حیرت ہوتی تھی۔ بازار کو جھنڈیوں وغیرہ کے علاوہ مسلمان دکانداروں نے قالینوں اور دکانوں کی بہترین اشیاء کی نمائش کے ذریعے سے سجا رکھا تھا۔ اور شاید ہی کوئی موقع ہو جہاں لارڈ صاحب پر کثرت سے پھولوں کی بارش نہ ہوئی ہو۔

پانچویں تقریر

انارکلی بازار کے وسط میں پہنچکر لارڈ ممدوح پھر تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور اس شاندار استقبال کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسی اتحاد و اخوت کی تلقین کی جس کی اس وقت غیروں کے مقابلہ میں اشد ضرورت ہے۔ آپ نے عیسائیت کے غیر معقول اور پیچیدہ معتقدات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام کی تعلیم ایسی تمام الجھنوں سے پاک اور بالکل سادہ ہے۔ اس میں کوئی غیر معقول بات نہیں۔ اس کی عالمگیر اخوت و مساوات ایسی چیز ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں نہیں۔ اس لئے اس اخوت و مساوات کو اپنے اصلی رنگ میں متحدہ طاقت کے ساتھ دنیا میں پیش کرنا چاہیے"۔ اور چھوٹے چھوٹے اختلافات پر ایک دوسرے کو کافر نہ بنانا چاہیے"۔

آپ نے غیر مذاہب کے بالمقابل مسلمانوں کو رواداری کا برتاؤ کرنے کی بھی تلقین کی۔ اور فرمایا کہ ہمیں یہاں تک بردباری سے کام لینا چاہیے"کہ دوسرے لوگ ہمارے اخلاق حسنہ کو دیکھکر خود بخود کھینچے ہوئے چلے آئیں۔

جلوس کا اختتام

قریباً ۱½ بجے جلوس لوہاری دروازہ کے چوک میں پہنچا جہاں سے مقررہ پروگرام کے مطابق اسے شاہ عالمی دروازہ اور موچی دروازہ کی طرف مڑنا تھا۔ اور احمدیہ بلڈنگس پہنچکر ختم ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن لارڈ موصوف کی پیرانہ سالی اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی کہ آپ کو زیادہ دیر تک ایسی تکلیف میں ڈالا جائے کھانے کا وقت بھی گزر رہا تھا اور تین بجے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسہ میں ان کو اپنا خطبۂ صدارت بھی پڑھنا تھا اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ جلوس کو وہیں ختم کر دیا جائے چنانچہ وہاں لارڈ صاحب ممدوح۔ سر میاں محمد شفیع اور خواجہ نذیر احمد صاحب نے تمام لوگوں کا [illegible] لارڈ صاحب موصوف کی موٹر سر میاں محمد شفیع [illegible] آپ کی اقامت کا انتظام [illegible]

پیغام

جو کام وہاں ہوا ہے۔ وہ صرف یہی نہیں کہ ایک ہزار یا اس سے زیادہ انسان دائرہ اسلام کے اندر آ گئے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اہم بات یہ ہے کہ مغرب کے نقطۂ نگاہ میں جو وہ اسلام کے متعلق رکھتا ہے۔ ایک نمایاں تبدیلی پیدا کر دی گئی ہے۔ دوکنگ مشن کے بعد برلن مشن قابل ذکر ہے۔ جس کو ہماری انجمن نے ۱۹۲۲ء میں قائم کیا۔ وسطی یورپ کے عین قلب میں ایک نہایت عالیشان مسجد تعمیر کی گئی۔ جس پر ایک لاکھ پچاس ہزار کے لگ بھگ خرچ ہو گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ جرمن زبان میں ایک سہ ماہی رسالہ صداقت اسلام کو چمکانے کا موجب ہو رہا ہے۔ ستر مرد اور عورتیں جن میں سے کئی ایسے ہیں جن کو علمی حلقوں میں ممتاز ادبی شہرت حاصل ہے۔ قبول اسلام کا علی الاعلان اعتراف کر چکے ہیں۔ ان میں سے بعض کے نام اوپر دیئے جا چکے ہیں۔

ٹرینیڈاد (جزائر غرب الہند) میں ہمارا دو سال کا کام وہاں کی مسلم آبادی میں ایک نئی زندگی کا موجب ہوا ہے۔ اور اسلامی سرگرمیوں کے نشانات اب وہاں صاف طور پر نظر آ رہے ہیں یہاں تک کہ اس دور دراز مقام سے طالب علم ہمارے پاس آئے ہیں تاکہ اپنی مذہبی معلومات کو تکمیل کے درجہ تک پہنچائیں اور اشاعت اسلام کے مقدس کام کو اپنے ملک میں جاری رکھ سکیں

جاوا میں جو ہمارے قریب ہی ہے ایک مشن پہلے قائم کیا تاکہ وہاں کی ساڑھے پانچ کروڑ مسلم آبادی کو خواب غفلت سے بیدار کیا جائے۔ مسلمان قوم وہاں بچ نہیں سکتی تھی جب تک مسیحی مشنوں کا مقابلہ نہ کیا جاتا۔ گزشتہ تین سالوں میں وہاں نہایت عمدہ اور مفید کام ہوا ہے۔ اور بہت سی ضروری کتابیں بالخصوص وہ جن میں مسیحی مذہب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ملائی زبان میں ترجمہ کی گئی ہیں۔ اور اس کے علاوہ اشاعت کا کام اخبارات اور لیکچروں کے ذریعے سے ہو رہا ہے۔

مائی لارڈ اگرچہ اس انجمن کی پیدائش کے وقت سے ہماری سرگرمیاں زیادہ تر مسیحی ممالک میں جاری رہی ہیں۔ تاہم اپنے گھر کو بھی ہم نے بھلا نہیں دیا۔ ہندوستان میں باوجود اس کے کہ صدیوں تک اسلامی حکومت رہی ہے اور باوجود اس کے کہ ہندو اور مسلمان یہاں ہمسایوں کی طرح رہتے ہیں۔ تاہم بدقسمتی سے اسلام کے مذہب اور تاریخ کے متعلق تعلیم یافتہ جماعتوں میں بھی ابھی تک بہت بڑی ناواقفیت پائی جاتی ہے۔ چہ جائیکہ عوام الناس کا جو جہالت کے اندر ڈوبے ہوئے ہیں کوئی ذکر کیا جائے۔

اس بارہ میں ہم آپ کی توجہ ایک اہم امر کی طرف بھی منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں ہندوستان میں سات کروڑ ایسے انسان پائے جاتے ہیں جن کو اعلیٰ ذاتوں کے ہندو اچھوت سمجھتے ہیں ان بدقسمت انسانوں سے کسی قسم کی انسانیت کا سلوک روا نہیں رکھا جاتا۔ ان کا سایہ بھی ایک اعلیٰ ذات کے ہندو کو ناپاک کر دیتا ہے ان کی نجات صرف اسلام ہی میں ہے۔ ان کو انسانیت کا درجہ اگر حاصل ہو سکتا ہے تو صرف اسلام میں جو تمام انسانوں کو پاک کرتا ہے۔ اور ان کو اس حیثیت سے کہ وہ ایک ہی انسانی برادری کے ممبر ہیں مساوات کا درجہ بخشتا ہے۔ اس لئے یہ فرض مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے کہ وہ ان سات کروڑ انسانوں کے پاس اسلامی نور کی روشنی لے جائیں۔ اور ایک ایسی انجمن کے ممبر ہونے کی حیثیت سے جس کا مقصد اسلام کی روشنی کو پھیلانا ہے۔ ہم اپنے اس فرض سے غافل نہیں۔ صرف دو سال ہوئے ہم نے اپنی توجہ کو اس کام میں لگانا شروع کیا۔ اور اب تک ہم خدا کے فضل سے ۲۵۰۰ نفوس کو دائرہ اسلام کے اندر لا چکے ہیں۔

ان تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے اشاعت اسلام کالج کے ذکر کو بھی ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ جس کو ہم نے حال ہی میں مبلغین کے تیار کرنے کے لئے جاری کیا ہے۔

اس کالج میں مقابلہ مذاہب کی تعلیم دی جاتی ہے اور مبلغین میں یہ روح پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کہ مسلمانوں میں اتحاد و اخوت اور دوسرے مذاہب کے متعلق وسیع النظری ہو

لیکن جہاں یہ کالج صرف مبلغین کے تیار کرنے کے لئے ہے وہیں مسلمان لڑکوں کی عام تعلیم کے لئے دو ہائی سکول بھی ہم نے کھول رکھے ہیں۔ ان سکولوں میں ان مضامین کے علاوہ جو یونیورسٹی کی طرف سے مقرر ہو چکے ہیں۔ نوجوان طلبہ کو مذہب اور تاریخ اسلام سے واقف کیا جاتا ہے۔ بہبود رفاہ عام کے کام بھی اس انجمن نے اپنے ذمے لے رکھے ہیں۔ لیکن ان تفصیلات کے اظہار کی ضرورت نہیں۔

مائی لارڈ! یہ اس خدمت اسلام کا مختصر سا خاکہ ہے جو اس انجمن نے اپنے ذمے رکھی ہے۔ اور اب میں اس کے فنڈز کا مختصر لفظوں میں ذکر کر کے اس ایڈریس کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ انجمن کے ابتدائی سترہ مہینوں کا کام تیس ہزار روپے کی آمد و خرچ سے شروع کر کے اس سال ہم دو لاکھ تیس ہزار روپے کی آمد کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں۔ جو ابتدائی سال کی آمد سے سولہ گنا زیادہ ہے۔ اس چودہ سال کے عرصہ میں انجمن کی جائداد غیر منقولہ زمینوں اور عمارات کی صورت میں پانچ لاکھ اڑتیس ہزار روپے کی قیمت کی بن چکی ہے۔ اس کے کتب خانہ میں دو لاکھ روپے سے زیادہ قیمت کی کتابیں ہیں یہ شاندار نتائج اس جوش و اخلاص کا نتیجہ ہیں جو ہر ممبر کے دل میں موجود ہے۔ آخر میں ان ممبران اور معاونین انجمن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جو اس کار خیر میں مدد دیتے رہے ہیں۔ حضور والا کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ آپ نے یہاں آ کر اس جلسہ کی صدارت فرمانے کی تکلیف گوارا فرمائی

میں ہوں

یور لارڈشپ کا مخلص بھائی

محمد علی

پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بقیہ صفحہ

لارڈ ہیڈلے کی تقریر

مسٹر انہی کی تقریر کے دوران میں لارڈ ہیڈلے بھی جلسہ میں تشریف لے آئے اور بعدہ ایک مختصر تقریر کی۔ انہوں نے فرمایا

یہ آخری دن ہے۔ میں آپ کو الوداع کہتا ہوں اور آپ کے کثیر تعداد میں یہاں جمع ہونے اور چندہ سے اس انجمن کی امداد کرنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

کل جو تقریر میں نے کی اس کا بڑا پائنٹ یہ تھا کہ مسلمان اپنے مذہب کو فرقوں میں تقسیم نہ کریں جو خطرہ ہمیں درپیش ہے۔ وہ اندر سے ہے نہ کہ باہر سے۔ باہر کا خطرہ صرف یہ ہے کہ ہم کم و بیش عیسائیوں کی غلط بیانیوں سے تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ لیکن اندرونی خطرہ جو اسلام کے فرقوں سے تعلق رکھتا ہے بیرونی خطروں سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ آپ کو جہاں بیرونی خطرے کے انسداد کے لئے بہت سی کتابیں لکھکر شائع کرنی چاہیئیں وہیں اندرونی خطرہ کے انسداد کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔ اور مسلمانوں میں باہم محبت و اخوت پیدا کرنے اور اختلاف خیالات پر تحمل و بردباری کا طریق اختیار کرنے کی صورت پیدا کرنی چاہیے۔ اسلام کے اندرونی فرقوں سے میری مراد صرف مذہبی فرقے ہیں نہ کہ سیاسی۔ آپ نے پھر حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ میں پھر لاہور آؤنگا تو امید ہے آپ سے ملونگا۔ آپ خواجہ صاحب کے لئے جن کا میں مرید ہوں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے۔

حضرت خواجہ صاحب

لارڈ ہیڈلے کے بعد حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کھڑے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ میں صرف ایک عرض کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ جب کبھی میں یاد آؤں میرے لئے دعا کریں۔ یہ ساری بیماری ایک کرشمہ ہے۔ کئی سال سے شکر آتی تھی۔ ڈاکٹروں سے تو کچھ نہ ہوا خدا نے خود ہی فضل کیا۔ کوئی مصلحت ربی، کوئی تمحیص، کوئی اصلاح، کوئی خباثت نفس کو دور کرنے کے سامان ہیں۔ مرنے کو میں تیار ہوں ایک منٹ کے لئے بھی دنیا کو چھوڑنے کا مجھے افسوس نہیں۔ نہ بیوی بچوں کا تعلق روک ہو سکتا ہے۔ نہ دنیا کا کوئی راحت و آرام موجب کشش ہے۔ بلکہ بعد الموت کی زندگی خدا نے چاہا تو امید ہے کہ بہتر ہوگی اگر مجھے خواہش ہے تو صرف یہ ہے کہ خدمت قرآن کا کوئی کام ہو جائے۔ ممکن ہے خدا کے علم میں کوئی اور بہتر آدمی ہو جو اس کام کو سنبھالنے والا ہو۔ اگر ایسا ہے تو میں جانے کو تیار ہوں تاہم جب کبھی کوئی خیال میرے متعلق آئے اور کوئی موقع میسر ہو (اور میں جانتا ہوں کہ آپ لوگوں کو ایسے موقع میسر آیا کرتے ہیں) اسوقت میرے لئے دعا کریں

لارڈ ہیڈلے کی آمد اور استقبال

جوش اسلامی اور اتحاد کے روح پرور مناظر

شاندار جلوس اور خیر مقدم

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال کا جلسہ سالانہ اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے خاص طور پر کامیاب رہا۔ نہ صرف اس لحاظ سے کہ حاضرین کی تعداد اس سال سالہائے گزشتہ کی نسبت زیادہ تھی، نہ صرف اس لحاظ سے کہ چندہ کی مقدار خدا کے فضل سے سالہائے ماسبق کی نسبت بڑھ گئی۔ نہ صرف اس وجہ سے کہ مقررین و خطیبن اپنی فصیح البیانی اور تصرفات روحانی کی وجہ سے لوگوں کے لئے کشش و جذب کا موجب تھے۔ بلکہ اس وجہ سے بھی کہ اس سال مسیح موعود کے اس مشن اور دلی خواہشات کو دنیا نے عملی رنگ میں پورا ہوتے ہوئے دیکھا جو یورپ کے سفید پرندوں اور اعاظم ارکان الدولۃ کے قبول اسلام سے متعلق تھیں۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ خدا کا مسیح جس مشن کو دنیا میں لے کر آیا تھا۔ اور اس وقت جبکہ کسی کو یورپ میں تبلیغ اسلام کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا اس نے اہل یورپ کی تثلیث سے بیزاری اور توحید کی طرف رجحان کی خبر دی تھی۔ وہ آخر کار صحیح اور سچی ثابت ہوئی۔ یہ اس پاک انسان کی صداقت کا ایک کھلا اور زبردست نشان ہے کاش کوئی آنکھیں کھول کر دیکھے اور عبرت حاصل کرے۔

لارڈ ہیڈلے کی آمد اور جلوس

۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء کا دن لاہور میں ایک یادگاری دن سمجھا جائے گا۔ اس دن وہ عالی مرتبت انسان جو انگلستان میں آج دوسری لارڈ شپ اور دو بیرونیٹشپ یا نوابی کے چار عظیم الشان خطابات کا مالک ہے۔ یعنے عالیجناب ... لارڈ ہیڈلے الفاروق بالقابہ مسلمانان لاہور کو اتحاد و اخوت کا سبق پڑھانے کے لئے لاہور میں آئے۔

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے لارڈ صاحب موصوف آل انڈیا تبلیغ کانفرنس کے جلسہ کی صدارت کے لئے دہلی تشریف لائے تھے اور چونکہ قبول اسلام کے بعد آپ سات ہزار میل کا سفر طے کر کے پہلی مرتبہ ہندوستان وارد ہوئے تھے اس لئے جماعت احمدیہ لاہور کی یہ خواہش ناواجب نہ تھی کہ لارڈ صاحب ممدوح کو اس کے جلسہ سالانہ کی صدارت کی بھی تکلیف دی جائے۔ لارڈ صاحب موصوف نے اس خواہش کو فوراً قبول عطا فرمایا۔ اور ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء کی صبح کو پیسی میں میں لاہور تشریف فرما ہوئے۔

لاہور میں ان کی آمد سے قبل ایک شاندار استقبال کی تیاری ہو چکی تھی۔ شہر کے تمام بڑے بڑے بازاروں میں سے آپ کا جلوس لے جانے کا سامان کیا جا چکا تھا۔ ان تمام بازاروں کو خود وہاں کے رہنے والوں نے جو جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے تھے نہایت عمدگی کے ساتھ سجا رکھا تھا۔ کاغذوں کی جھنڈیوں کے علاوہ جو ہر جگہ لگائی گئی تھیں جگہ جگہ خیر مقدم اور مبارکباد کے شاندار قطعات آویزاں کئے گئے تھے۔ وسیع سڑکوں پر بانس اور کاغذ کے رنگین تختوں سے مصنوعی دروازے بنائے گئے تھے۔ ٹرین کے وقت سے پہلے ہی سٹیشن کے باہر لوگوں کا اژدحام اس کثرت کے ساتھ ہو گیا تھا کہ دور دور تک ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہوئے نظر آتے تھے۔ پولیس کا انتظام نہایت عمدہ تھا۔ پلیٹ فارم پر بہت کم لوگوں کو جانے کی اجازت دی گئی۔ جن میں سے سر محمد شفیع، سر محمد اقبال، میاں عبد العزیز، سید محسن شاہ، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ، میاں عبد الحی لدھیانوی، ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین اور حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ٹرین کے پہنچتے ہی اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے اور سر محمد شفیع اور دو نو مسلم انگریز جن کا ذکر آگے آئے گا لارڈ ہیڈلے کے کمرے میں داخل ہوئے اور لارڈ صاحب کے گلے میں ہار ڈالے گئے۔ حکام میں سے سٹیشن پر مسٹر ایچ لنکن ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، مسٹر نند لال سپرنٹنڈنٹ، مسٹر محمود رشید، مرزا مہدی حسین اور مسٹر فیلبوس موجود تھے سٹیشن کے باہر شیخ محمد صادق انسپکٹر پولیس نولکھا، مسٹر بیٹی آر ہارڈسن اور مسٹر آصف علی حکام پولیس کا انتظام تھا۔ جونہی لارڈ موصوف سٹیشن سے باہر آئے ایک موٹر جو پھولوں سے آراستہ تھی آگے بڑھی اور لارڈ صاحب ممدوح اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں میں اس پر سوار ہوئے۔ ان کے ساتھ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب۔ آنریبل سر میاں محمد شفیع حضرت امیر ایدہ اللہ اور خواجہ نذیر احمد صاحب جو لارڈ ممدوح کے سکرٹری کا کام کرتے تھے تشریف فرما ہوئے۔

لارڈ ہیڈلے کی سب سے پہلی تقریر

موٹر پر سوار ہوتے ہی لارڈ ممدوح نے "برادران دینی" کے الفاظ میں حاضرین کو مخاطب کیا۔ شکریہ ادا کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ میرے دل پر اس استقبال کا بہت بڑا اثر ہوا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس اخوت اسلامی کو جو اسلام کا امتیازی نشان ہے مسلمانوں کی تمام جماعتوں میں کام کرتا ہوا ہر وقت دیکھوں۔ آپ نے مسلمانوں کو باہم اتحاد و اتفاق کی تلقین کی اور فرمایا کہ اسلام کو آج ضرورت ہے کہ دوسروں کے بالمقابل ایک متحدہ جماعت کی شکل میں پیش ہو۔ آج سب سے بڑا خطرہ جو اسلام کو ہے وہ اندرونی ہے نہ کہ بیرونی۔ اور وہ اندرونی خطرہ یہ ہے کہ ہم میں ایسے فرقے پائے جاتے ہیں جو فروعی اختلافات کی بنا پر ایک دوسرے کو اسلام سے خارج کرتے ہیں ضرورت ہے کہ آپ لوگ ان خیالات کو چھوڑیں۔ اور باہم محبت و اتفاق کی بنا ڈالیں۔ تاکہ غیروں کو مسلمانوں کی منتشر طاقت سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت ضرورت ہے کہ مسلمان مل کر ایک متحدہ طاقت کے ساتھ تبلیغ اسلام کا کام کریں۔ کہ اسی میں ان کی زندگی اور کامیابی مضمر ہے۔

جلوس کی ترتیب

اس مختصر تقریر کے بعد جلوس کی روانگی کی تیاری ہوئی۔ سب سے آگے رضاکاروں کا ایک گروہ گھوڑوں پر سوار تھا۔ اور ان کے بعد پنجاب بوائے سکاؤٹس ایسوسی ایشن کے سکاؤٹس تھے۔ اور مسلم ہائی سکول کے طلبا اور کئی ایک رضاکار نظمیں پڑھتے . . . ہوئے جا رہے تھے اس کے بعد لارڈ صاحب موصوف کی موٹر تھی۔ اور ان کی پچھلی موٹر میں دو انگریز نو مسلم سوار تھے۔ جو راولپنڈی میں فوج میں ملازم ہیں ان میں سے ایک ماسٹر محمود ل دو کنگ میں ۱۹۲۰ء یا ۱۹۲۱ء میں راقم الحروف کے سامنے ہی مسلمان ہوئے تھے۔ اور اسلام کے ساتھ ان کی محبت اور شیفتگی کا یہ ایک بین ثبوت ہے کہ وہ جس وقت سے ہندوستان تشریف لائے ہیں اپنے دوسرے ساتھیوں کو اسلام کی طرف بلانے میں کوئی موقع جانے نہیں دیتے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے ساتھ ایک اور انگریز نو مسلم بھی تشریف فرما تھے جن کا نام مسٹر عبد المجید کالنسر ہے۔ اسی موٹر میں خواجہ حسن نظامی بھی تھے۔ جو لارڈ صاحب کے ساتھ ہی دہلی سے تشریف لائے تھے۔ اس کے بعد موٹروں اور تانگوں کی ایک لمبی قطار تھی۔ جن میں بہت سے رؤسائے لاہور اور جماعت احمدیہ لاہور کے چیدہ افراد سوار تھے۔

جلوس کی روانگی

قریباً نو بجے جلوس دہلی دروازہ کی طرف روانہ ہوا۔ رستہ میں مکانوں کی چھتوں دکانوں کے چبوتروں اور بازاروں کی اطراف میں ہر جگہ زائرین فرط اشتیاق سے کھڑے انتظار کر رہے تھے۔ اور شاید ہی کوئی جگہ ایسی آئی ہو جہاں لارڈ ممدوح پر پھولوں کی بارش نہ ہوئی ہو۔ جگہ جگہ پر لوگوں نے باجوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ جو لارڈ ممدوح کی موٹر کو دیکھتے ہی بجنے لگ جاتے تھے۔ دہلی دروازہ پر وہاں کے سبزی بیچنے والوں نے گوبھی آلو شلغم اور دیگر مختلف قسم کی سبزیوں کا ہار بنا کر لٹکا رکھا تھا۔ مختلف جگہوں پر پھولوں کے ہار لارڈ ممدوح کی خدمت میں پیش ہوئے۔

دوسری تقریر

دہلی دروازہ سے گزر کر جلوس وزیر خاں کے چوک میں پہنچا جہاں لارڈ ممدوح نے دوسری تقریر فرمائی اور لوگوں نے فرط اشتیاق اور جوش مسرت کا جو اثر آپ کے دل پر ہوا اس کا اظہار فرمایا ... اتحاد و اتفاق کی تلقین کی اور فرقہ بندیوں میں الجھنے سے منع کیا اور فرمایا کہ اسلام کو سب سے بڑا خطرہ اسی اندرونی اختلاف کا ہے جس کو مسلمان جس قدر جلد دور کر دیں بہتر ہے۔ یعنی چھوٹے چھوٹے فروعی اختلافات پر باہمی محبت و اخوت کو بالائے طاق نہ رکھ دیا کریں اور ایک دوسرے کو کافر بنانا چھوڑ دیں۔

تیسری تقریر

اس کے بعد جلوس وہاں سے روانہ ہو کر کشمیری بازار میں پہنچا جہاں حاجی ملک دین محمد صاحب تاجر کتب نے لارڈ ممدوح کی خدمت میں پھولوں کی ایک ٹوکری پیش کی۔ اس جگہ لوگوں کے اصرار پر لارڈ صاحب نے پھر تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے پنجاب کے اس دار الخلافہ میں آنے اور آپ لوگوں سے ملنے کی خاص خوشی ہے۔ میں اس شاندار استقبال کو جو آپ نے کیا ہے تمام عمر بھلا نہیں سکتا۔ اس سے پیشتر بھی قریباً تیس سال ہوئے میں لاہور میں آیا تھا۔ اس وقت میرا ایسا استقبال نہ ہوا تھا۔ کیونکہ یہ استقبال جو اس وقت کیا گیا ہے اسلام کی اس عالمگیر برادری کا ایک شاندار مظاہرہ ہے جو کل مومنون اخوۃ کے ارشاد قرآنی میں پنہاں ہے۔ آپ نے پھر اسلام کے اس اندرونی خطرہ کی طرف لوگوں کی توجہ کو منعطف کیا۔ جو مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کی وجہ سے اسلام کو اس وقت درپیش ہے۔ اور بڑے زور سے یہ نصیحت کی کہ اگر اسلام کو دنیا میں معزز و ممتاز دیکھنا چاہتے ہو۔ اگر مغرب میں اسلام کی فتح اور کامیابی کی توقع رکھتے ہو تو ان چھوٹے چھوٹے اختلافات کو نظر انداز کر کے باہم مل جاؤ۔ اور ایک متحدہ طاقت سے تبلیغ اسلام کا کام سر انجام دو۔

قصیدہ تہنیت

اس وعظ و نصیحت کے بعد جلوس کشمیری بازار سے گزر کر جب ڈبی بازار کے سرے پر پہنچا تو وہاں مشہور شاعر و جرنلسٹ مسٹر محمد بخش مسلم بی اے نے ایک قصیدہ تہنیت لارڈ ممدوح کی خدمت میں پیش کیا۔ اور نہایت خوش الحانی سے خود پڑھ کر سنایا۔

انجمن خدام المسلمین کا ایڈریس

اس کے بعد جلوس ڈبی بازار میں سے ہوتا ہوا بزازہ ہٹہ میں پہنچا جہاں کناری بازار کے سامنے وہاں کی انجمن خدام المسلمین نے لارڈ ممدوح کو اردو زبان میں ایڈریس دیا۔ جس میں ان کے قبول اسلام اور جذبات اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے دلی مسرت کا اظہار کیا گیا اور یہ امید ظاہر کی گئی کہ اسلام کی اس غربت کے زمانہ میں لارڈ ممدوح کا قبول اسلام مسلمانوں کی فتح و نصرت کا موجب ہو گا۔

اس جگہ یہ بتا دینا غیر موزوں نہ ہو گا کہ یہ انجمن کناری بازار کے بعض نوجوان مسلمانوں نے اس غرض سے قائم کر رکھی ہے کہ مسلمان عورتوں کو ہندوؤں کی دکانوں پر بے حجابانہ جا کر بیٹھنے اور گوٹہ کناری وغیرہ خریدنے سے روکیں۔ اسلامی تجارت کو فروغ دیں۔ مسلمانوں کو مسرفانہ رسوم سے بچانے کی کوشش کریں۔ اور صحیح اسلامی زندگی ان میں پیدا کریں۔ ان اغراض و مقاصد کو لے کر اس انجمن کو قائم ہوئے چند ہی ماہ ہوئے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو جو ایسی پاکیزہ اغراض کو لے کر کھڑے ہوئے ہیں کامیاب فرمائے۔

انجمن نعمانیہ

انجمن خدام المسلمین کا ایڈریس سننے کے بعد جلوس ہیرا منڈی کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں سے بازار حکیماں اور بھاٹی دروازہ کی طرف مڑا رستے میں ٹبی بازار کے پاس انجمن نعمانیہ لاہور کی مشہور درسگاہ ہے جہاں کے معلم اور طلبہ باہر نکل کر عامۃ المسلمین کے جوش مسرت میں اپنی شرکت کا اظہار کر رہے تھے۔ اور ان کے چہرے گویا اس بات کے مظہر تھے کہ

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے

بازار حکیماں اور بھاٹی دروازہ

یہاں سے گزر کر جلوس بازار حکیماں میں پہنچا جہاں مشتاقان زیارت کا ہجوم کے لحاظ سے باقی تمام بازاروں سے سبقت لے گیا ... کی چھتیں۔ دکانوں کے ... اور گلیوں کے ... مرد زن و مرد کے ہجوم سے بھرے پڑے تھے اور کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ لارڈ ممدوح جہاں جہاں مستورات کو دیکھتے کھڑے ہو جاتے۔ اور انہیں جھک کر سلام کرتے اور وہ بھی فرط عقیدت کا اظہار ہاتھ اٹھا کر سلام کے ذریعے کرتی تھیں۔ ایک دو موقعوں پر لارڈ ممدوح کا فوٹو بھی بعض لوگوں نے لینا چاہا۔

جلسہ سالانہ کی مختصر روئداد

لارڈ ہیڈلے کو ایڈریس اور اس کا جواب

لارڈ ہیڈلے کی صدارت پر تقاریر

۲۸ دسمبر ۲۸ء کی کارروائی

جس اعلان جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی کارروائی اسلامیہ کالج کی وسیع گراؤنڈ میں ۲۸ دسمبر ۲۸ء کو تین بجے شروع ہوئی۔ جلسہ سالانہ کا انتظام حسب دستور سابق مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ہی کیا گیا تھا۔ لیکن آج چونکہ لارڈ ہیڈلے کو ایڈریس دیا جانا تھا۔ جس کا جواب سننے کے لئے اسقدر کثرت سے لوگوں کے آنے کی امید تھی۔ کہ جلسہ کا پنڈال ان کے لئے ناکافی تھا۔ اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا۔ کہ آج کی کارروائی اسلامیہ کالج کی گراؤنڈ میں ہو۔ جہاں ایک وسیع شامیانہ کے اندر ڈیس اور کرسیوں بنچوں اور فرش کی نشستوں کا انتظام کیا گیا۔ مجمع کو حد اعتدال کے اندر رکھنے کے لئے منتظمین نے فرش کے علاوہ باقی تمام نشستوں کے لئے ٹکٹ لگا رکھے تھے۔ جن کی قیمت تین روپیہ سے آٹھ آنہ تک تھی۔ تاہم لارڈ ممدوح کی آمد اور جلسہ کے مقررہ وقت سے بہت پہلے پنڈال تماشائیوں سے بالکل لبریز ہو گیا۔ قریباً ساڑھے تین بجے لارڈ ممدوح تشریف فرما ہوئے۔ اور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں میں ڈیس کے اوپر رونق افروز ہوئے۔

حضرت امیر کی تجویز صدارت

ان کے بیٹھتے ہی حضرت امیر جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ نے ایک مختصر تقریر میں تجویز صدارت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اسوقت اس لئے کھڑا ہوا ہوں۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی صدارت کی کرسی اس معزز و مقتدا مہمان کے سپرد کروں جو سات ہزار میل سے چل کر ہم میں آیا ہے میں دو لفظوں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارا یہ مہمان کس عالی خاندان میں سے ہے۔ آپ کا مشہور نام لارڈ ہیڈلے تو آپ نے سنا ہی ہوا ہے۔ لیکن آپ صرف لارڈ ہیڈلے ہی نہیں۔ بلکہ دو پیریجز یعنی دو نوابوں کے ٹائیٹل رکھتے ہیں۔ لورڈ دیر ونیسٹیلی (بیرونٹ بھی ایک قسم کا نواب ہوتا ہے۔) آپ کو حاصل ہیں۔ گویا لارڈ شپ اور بیرونیٹسی کے چار خطابات کے آپ مالک ہیں۔ آپ ایک بہت بڑے شاہی خاندان میں سے بھی ہیں اورین ڈونگل جو شمالی ویلز کا بادشاہ ہو گزرا ہے۔ اس سے آپ کا سلسلہ نسب ملتا ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۹ جنوری ۱۸۵۵ء کی ہے۔ گویا اس وقت آپ ۷۳ سال کی عمر میں ہیں۔ آئندہ جنوری میں ۷۴ سال کے ہو جاینگے۔ اس سن میں اتنا لمبا سفر اختیار کرنا اس جوش ایمانی کو ظاہر کرتا ہے۔ جو آپ کے دل میں اسلام کے لئے بھرا ہوا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم ویسٹ منسٹر سکول میں حاصل کی۔ اور ٹرنٹی کالج لنڈن میں ریاضی کی ڈگری حاصل کی۔ کچھ عرصہ تک آپ مشہور رسالہ سالبری جرنل اور ونچسٹر جرنل کے ایڈیٹر بھی رہے۔ آپ انجینیرنگ کے بڑے ماہر ہیں ۱۸۹۶ء میں آپ ہندوستان بھی آئے تھے۔ اور بارہ مولا سری نگر کی سڑک آپ ہی کے زیر اہتمام تعمیر ہوئی تھی۔

ہمارے لئے جو بات خوشی کا موجب ہے۔ وہ آپ کے پاکیزہ خیالات ہیں۔ جو ہمیشہ سے عیسائیت کے خلاف رہے ہیں۔ وہ چھوٹی عمر میں ہی مسیحی معتقدات سے بیزار تھے۔ اور اسلام کی سادہ تعلیم جو صحیح فطرت کی تعلیم ہے۔ ان کی فطرت میں پہلے ہی سے مرکوز تھی۔

۱۹۱۲ء میں جب خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان تشریف لے گئے۔ اور وہاں انہوں نے تبلیغ اسلام شروع کی۔ تو اسوقت لارڈ موصوف سے بھی راہ و رسم پیدا ہوئی جس کے بعد ان کی میل ملاقات اور اسلام کے متعلق گفتگو کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ انہوں نے قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔ ان سے پہلے انگلستان میں لارڈ سٹینلے بھی ایک مسلمان لارڈ تھے۔ لیکن انہوں نے خدا جانے کن وجوہات کی بنا پر اپنی زندگی میں اپنے اسلام کا اظہار نہیں کیا۔ ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیت کو جب دیکھا گیا۔ تو اس میں لکھا تھا۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ اور میری تجہیز و تکفین اسلامی طریق پر ہو۔ لارڈ ہیڈلے اس لحاظ سے سب سے پہلے لارڈ ہیں۔ جنہوں نے قبول اسلام کا اعلان اپنی زندگی میں کیا۔

قبول اسلام کے بعد لارڈ موصوف نے مختلف طریق سے اسلام کی خدمات سرانجام دیں۔ دین حنیف کی عملی پابندی کا جوش آپ کو حج کے لئے خانہ کعبہ میں بھی لے گیا۔ جہاں اس اخوت و مساوات کا عملی نظارہ آپ نے دیکھا۔ جو اسلام کا امتیاز خصوصی ہے۔ آپ مصر میں بھی تشریف لے گئے۔ اور گذشتہ سال جنوبی افریقہ میں بھی اشاعت اسلام کے لئے پھرتے رہے۔ آپ کو اشاعت اسلام کے ساتھ اس قدر شغف ہے۔ کہ دن رات اسی کام میں لگے رہتے ہیں۔ کتابیں لکھتے ہیں۔ خط و کتابت کے ذریعہ سے تبلیغ کرتے ہیں۔ اور بعض وقت لیکچر بھی دیتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ کو البانیا کا تخت بھی پیش ہوا تھا جس کا آپ نے اس وجہ سے انکار کر دیا۔ کہ آپ کی خدمات صرف ایک ملک کے لئے محدود ہو جاتیں اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں۔ کہ دنیوی بادشاہت کا انکار کر کے آپ نے اسلام کی بادشاہت کو حاصل کیا۔ اسلام میں ایسے بھی لوگ آئے۔ جو بڑے بڑے اعلےٰ خاندانوں میں سے بادشاہتوں کے مالک تھے۔ اور وہ بھی جو غریب تھے۔ اور پھر بادشاہ بن گئے لارڈ ہیڈلے میں دو باتیں جمع ہیں۔ آپ شاہی خاندان میں سے بھی ہیں۔ اور عام حیثیت سے اٹھ کر بادشاہت کے تخت پر بھی پہنچے ان حالات میں ایک اشاعت اسلام کرنے والی انجمن کے لئے اس سے زیادہ موزون پریذیڈنٹ اور کون ہو سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا ارادہ ہو گیا ہے۔ کہ اسلام کا نور بڑے بڑے دلوں کے اندر روشن کرے۔ اسی وجہ سے ایسے عظیم الشان انسان کو اس نے مسلمان بنا کر ہم میں بھیجا ہے۔

سر میاں محمد شفیع کی تقریر

حضرت امیر ایدہ اللہ کے بعد سر میاں محمد شفیع تائید کے لئے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ

”برادران لاہور! میں نہایت خوشی کے ساتھ اس تجویز کی جو میرے لائق دوست مولوی محمد علی صاحب نے پیش کی ہے تائید کرتا ہوں۔ مولوی صاحب ممدوح نے مختصراً لارڈ صاحب کی زندگی کا تذکرہ فرمایا ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا۔ لارڈ موصوف عالی نسب ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں آپ کی عزت اس وجہ سے ہے کہ اشاعت اسلام کا جوش انہیں چھ ہزار میل سے کھینچ کر یہاں لایا ہے۔ یہ انہی کی ہمت اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب کو انگلستان میں کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ لارڈ موصوف خواجہ صاحب کے دست راست ہیں۔ اپنی زندگی کے ۷۳ سالہ مراحل طے کرنے کے بعد اب وقت آیا تھا۔ کہ وہ آرام سے اپنے گھر بیٹھتے۔ مگر جو محبت اور درد اسلامی خدا نے انکے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ وہ کبھی جنوبی افریقہ میں اور کبھی ہندوستان میں انہیں لئے پھرتا ہے ہم باشندگان لاہور تہ دل سے ان کے ممنون ہیں۔ کہ اپنی زیارت اور خیالات کے استفادہ کا یہ موقعہ ہمیں دیا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ انجمن جو اشاعت اسلام کی غرض سے بنائی گئی ہے۔ اس عظیم جلسہ کے لئے لارڈ موصوف کی صدارت کی ہر طرح مستحق ہے“

مولوی ظفر علی خاں صاحب کی تائید

سر میاں محمد شفیع کے بعد مولوی ظفر علی خاں صاحب کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے فرمایا۔

”برادران عزیز! ہماری دینی و دنیوی فلاح اور نجات و کامرانی کا دستور العمل قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۔ آقا حضور نبی کریم صلعم آخر الزمان نبی ہو کر تشریف لائے۔ اور آپ نے اسلام کو پھیلایا اور بتا دیا۔ کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب ہو کر رہیگا۔ کیونکہ یہ کسی خاص رنگ یا نسل و قوم کے لوگوں کے لئے نہیں۔ بلکہ جس طرح سفید رنگ کا انسان اس سے متمتع ہو سکتا ہے۔ ویسے ہی یہ ایک حبشی کے لئے بھی ہے۔ کالے اور گورے مشرق و مغرب چھوت اور اچھوت کا اس میں کوئی امتیاز نہیں ۱۹۱۳ء میں جب میں انگلستان گیا ہوں۔ اور جب خواجہ صاحب کی کوششوں سے لارڈ ہیڈلے کے مشرف باسلام ہونے کا اعلان ہوا ہے۔ تو خواجہ صاحب نے مجھ سے مشورہ کیا۔ کہ لارڈ موصوف کا کیا نام رکھا جائے میں نے اس وقت ان کا نام الفاروق تجویز کیا۔ ان کو دیکھکر آپ پر یہ جیتی جاگتی حقیقت روشن ہو گئی ہو گی۔ کہ رسول اللہ صلعم کا علم ایشیا اور ہمالہ پر ہی نصب ہونے کے لئے نہیں آیا تھا۔ بلکہ یورپ امریکہ میں بھی آپ کا پاک پیغام پہنچنے والا تھا۔ عرب اٹھے۔ اور عجم اور ہندوستان اور چین میں ایک طرف اٹلی تو اطلس مراکو اور سپین میں دوسری طرف پھیل گئے۔ آج اگرچہ لوگ خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ مگر بہرحال ان کی مجاہرانہ کوششوں کا اعتراف ہی کرنا پڑتا ہے۔ اسلام کی وہ حقیقتیں جن کو ایک وقت دنیا ماننے کے لئے تیار نہ تھی۔ آج وہ دیگر مذاہب خود بخود مانتے جا رہے ہیں کل تک ہندو کہتے تھے۔ کہ رانڈوں اور بیواؤں کا نکاح جائز نہیں اور آج بڑے زور سے انکے نکاح کی کوششیں کرتے ہیں۔ کل ہی ذات پات توڑک سمیلن دہلی میں قائم ہوئی۔ یہ سب اسلام کا شرف تھا۔ جو آہستہ آہستہ دلوں میں اثر کرتا جا رہا ہے۔ اور اس کے بعد انگلستان اور امریکہ پر بھی اثر کریگا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں تجویز کی تائید کرتا ہوں۔“

مولوی ظفر علیخاں نے دوران تقریر میں انگریزی زبان میں غالباً لارڈ ممدوح کو سنانے کیلئے ہندے ماترم کے اس اعتراض کو دوہرایا جس میں ان پر یہ الزام دیا گیا تھا۔ کہ وہ پنجوقتہ نمازوں کو اہل یورپ کے لئے ناقابل عمل اور شراب کو جائز سمجھتے ہیں۔ لارڈ موصوف نے اسی وقت سر ہلا کر اس الزام سے اپنی بریت کا اعلان کر دیا

حضرت خواجہ صاحب کا جواب

مولوی ظفر علیخاں کے پیش کردہ اعتراض کا جواب اسی وقت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے انگریزی زبان میں دیا انہوں نے فرمایا۔ کہ اگرچہ مجھے طبی ہدایات اس بات کی اجازت نہیں دیتیں کہ میں کوئی تقریر کروں۔ گذشتہ موقعہ پر صرف آدھ گھنٹہ کی تقریر میرے لئے چھ ماہ کی علالت کا موجب ہو گئی تاہم اس الزام کا جواب دینا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ پرلے درجہ کی بدمعاشی اور کمینگی ہے۔ کہ لارڈ ممدوح پر اس قسم کے اتہام لگائے جائیں۔ حالانکہ اگلے ہی دن انہوں نے دہلی کی خلافت کانفرنس میں جو خطبہ صدارت دیا ہے۔ اس میں اسلام کو امن اور ترقی کا مذہب ثابت کیا۔ اور پنجوقتہ نماز کو ضروری قرار دیا ہے۔ بلکہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر کرتے ہوئے یہاں تک لکھا ہے۔ کہ ایسی پاکیزہ دعا کے ہوتے ہوئے جی چاہتا ہے۔ کہ دن میں پچاس دفعہ نماز پڑھی جائے۔ یہ بھی اسی خطبہ میں انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے شراب کے زہریلے اثرات کو محسوس کیا۔ اور اس سے منع فرمایا۔ ایسے خیالات کے شخص پر اس قسم کے اتہامات لگانا پرلے درجہ کی شرارت اور کمینگی کا نتیجہ ہے۔

اس جواب کے بعد حضرت خواجہ صاحب یہ کہکر بیٹھ گئے۔ کہ میری اسی قدر تقریر مجھے چھ دن تک بیمار رکھنے کے لئے کافی ہے۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال کی تائید مزید

خواجہ صاحب کے بعد ڈاکٹر شیخ سر محمد اقبال کھڑے ہوئے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ کچھ عرصہ ہوا میں نے یورپ کے متعلق لکھا تھا ؎

مکدر کرد یورپ چشمہ ہائے علم و عرفان را

یعنی یورپ نے چشمہ ہاے علم و عرفان کو گدلا کر دیا ہے خیر کہتے ہیں۔ شاعری جزوے است از پیغمبری۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دوست خواجہ صاحب اور ان کے ہم خیالوں کی کوششوں سے یورپ ان چشموں کو اسلام کے ذریعے سے پھر صاف اور پاکیزہ بنا دے۔ اب کم از کم وقت آگیا ہے۔ کہ یورپ یہ محسوس کرنے لگا ہے۔ کہ اس کی نجات اسلام اور صرف اسلام ہی میں ہے۔ وہ تحریک جو ۱۸۱۲ء میں شروع ہوئی۔ اور جس کی وجہ سے یورپ نے نام نہاد تہذیب میں بہت سی ترقیاں حاصل کیں آج اس کی غیر موزونیت تو خود اہل یورپ نے ثابت کر دیا ہے۔ مغربی تہذیب کی بنیادیں متزلزل ہو چکی ہیں۔ گذشتہ دو صدیوں میں وہ دنیا میں قیام امن کے لئے کوشاں رہا ہے۔ لیکن اسے سخت ناکامی کا سامنا ہوا ہے۔ اس کی سلامتی کا انحصار اب محض اسلام پر ہے۔ اور ہماری یہ خوش قسمتی ہے۔ کہ آج ہم برٹش نوبلٹی کے ایک فرد کو اپنے اندر دیکھتے ہیں۔ ایک طرف برٹش نوبلٹی کا فرد ہے۔ دوسری طرف (خواجہ صاحب کی طرف اشارہ کر کے) ہم میں سے ایک غریب آدمی ہے۔

آپ نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے بالمقابل جو چاروں طرف سے ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اکٹھے ہو جانا چاہئیے ہمارے اپنے ملک میں ایک طرف ہندو ہمارے دشمن ہیں۔ جو اس بات پر تلے ہوئے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے نیست و نابود کر دیا جائے۔ اور کہ مسلمانوں کو بحیثیت مسلمان ہندوستان میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ بیوقوف ہیں۔ جو ایسا سمجھتے ہیں۔ ان کو وہم کا لگا ہوا ہے۔ اسلام کو کبھی ہندوستان سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ وہ صدیوں تک ہندوستان پر حکمران رہا ہے۔ اور ہندوستانیوں کے قلوب پر اس کی حکومت ہمیشہ قائم رہیگی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس کے علاوہ ایک اندرونی خطرہ بھی اس وقت مسلمانوں کو درپیش ہے۔ ایک گروہ ہم میں سے پیدا ہوا ہے۔ جو کہتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی کوئی جداگانہ ہستی ہندوستان میں نہیں ہے۔ ایسے لوگ اپنے ہاتھ سے اسلام کو تباہ کر رہے ہیں۔ اسلام کی اس ملک میں جداگانہ ہستی ہے۔ اسلام ارادہ کر چکا ہے۔ کہ اس کی جداگانہ ہستی اس ملک میں رہے گی۔ اسلام کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ ...... اسلام غالب ہو کر رہے گا۔ کسی نے اس موقعہ پر اعتراض کیا۔ کہ کیا انگریزوں کی غلامی میں رہ کر غالب رہے گا۔ اس کے جواب میں سر اقبال نے کہا) آپ کو معلوم نہیں آج تاتاریوں کی مثال زندہ ہو رہی ہے۔ وہی قوم جس کے ہم محکوم ہیں۔ خود مسلمان ہو جائیگی جس کا ایک زندہ ثبوت لارڈ ہیڈلے ہم میں موجود ہیں۔ اسلام کی قوتیں محدود نہیں ہیں۔ ایک وقت تلوار کا تھا۔ آج علم کا زمانہ ہے۔ (چیرز) یہ اندر سے بھی گھستا ہے۔ اور باہر سے بھی اور ہر طرح سے اپنے آپ کو منوا کر رہتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ کل مجھے مولوی ظفر علیخاں صاحب کی (جوابی تقریر کے بعد جلسہ سے چلے گئے تھے) تقریر پڑھ کر بڑا افسوس ہوا۔ میں نے ان کو جاتے ہوئے کہا تھا۔ کہ ذرا ٹھہر جائیں۔ لیکن وہ ٹھہرے نہیں۔ ان کی وہ تقریر بہت ہی افسوسناک ہے۔ اس کی ان سے توقع نہ تھی۔

ان الفاظ کے ساتھ میں اپنے دوست مولوی محمد علی صاحب کی تجویز کی تائید کرتا ہوں۔

لارڈ ہیڈلے کو ایڈریس

اس کے بعد حاضرین کے اتفاق آراء سے لارڈ موصوف کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے لارڈ موصوف کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ جس میں لارڈ ممدوح کو ہدیہ مبارکباد پیش کرنے اور ان کی خدمات کا مختصراً تذکرہ کرنے کے بعد انجمن کی تبلیغی جدوجہد اور اس کے مختلف شعبوں کا خاکہ مختصراً کھینچا گیا تھا۔ یہ ایڈریس بجنسہٖ کسی دوسری جگہ ہدیہ قارئین کرام ہے۔

ایڈریس کا جواب اور خطبہ صدارت

ایڈریس پڑھا جانے کے بعد سر میاں محمد شفیع صاحب نے ناظرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ

"مولانا محمد علی صاحب نے جو ایڈریس پیش کیا ہے۔ اس کا جواب لارڈ صاحب نے قلمبند کر لیا ہوا ہے۔ اور وہ چھپا ہوا موجود ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ لارڈ صاحب موصوف ہاؤس میں ایک لمبے عرصہ تک رہنے کی وجہ سے تھک گئے ہیں۔ اور ان کی پیرانہ سالی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی خدمت میں عرض کر دیا گیا ہے کہ وہ اس جواب میں سے دو تین صفحات پڑھ کر سنا دیں۔ اور اس کے بعد اس کا اردو ترجمہ سنا دیا جائے۔"

اس کے بعد لارڈ موصوف اللہ اکبر کے نعروں میں کھڑے ہوئے۔ اور اپنے فاضلانہ خطبہ کے ابتدائی صفحات پڑھ کر سنائے جس میں انجمن کا شکریہ ادا کرنے اور تمام فرقوں سے اپنی علیحدگی کا اعلان کرنے کے بعد اسلام کی پاک تصویر نہایت اور دلکش الفاظ میں کھینچی گئی تھی۔

اس خطبہ کا ترجمہ مولنا مصطفٰے خاں صاحب بی اے ایڈیٹر اسلامک ورلڈ سے پڑھنے کے لئے کہا گیا جنہوں نے چند ابتدائی صفحات ہی پڑھے اور مغرب کا وقت قریب ہو جانے کے باعث اسے کسی دوسرے وقت کے لئے ملتوی کرنا پڑا۔ اور آج کا پہلا اجلاس ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس

رات کے آٹھ بجے دوسرا اجلاس مسجد احمدیہ بلڈنگس میں شروع ہوا۔ جس میں مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب نے اتحاد بین المسلمین اور شیخ عبدالحق صاحب دہلوی نے فضائل قرآن کریم بر کتب دیگر ادیان کے موضوع پر تقاریر کیں۔ رات کے دس بجے آج کی کارروائی ختم ہوئی۔

۲۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء کی کارروائی

دوسرے دن ۱۰ بجے جلسہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں شروع ہوا سب سے پہلے حافظ محمد حسن صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر گجرات نے ختم نبوت پر تقریر فرمائی۔ اور مختلف پہلوؤں سے ثابت کیا۔ کہ آنحضرت صلعم تکمیل ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اور آپ نے نبوت کو کمال تک پہنچا دیا۔ اس لئے آپ کے بعد اور نبی کی گنجائش امت محمدیہ میں نہیں۔

پنڈت امرچند کا قبول اسلام

حافظ صاحب کے بعد مولانا مولوی صدرالدین صاحب کا وقت تھا ان کے کھڑے ہوتے ہی یہ اعلان ہوا۔ کہ پنڈت امرچند نامی ایک ہندو جو کشمیر سے آئے ہیں مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ انہیں پلیٹ فارم پر بلایا گیا۔ اور حضرت مولنا نے ان کو کلمہ توحید پڑھانے سے پیشتر ذیل کی تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اسلام کو قبول کرنے یا مسلمان ہونے کے لئے کوئی رسم ادا نہیں کرنی پڑتی۔ نہ سر منڈانا یا کپڑے تبدیل کرنے پڑتے ہیں۔ نہ کسی اور رسم کی ادائیگی کی ضرورت پڑتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے وقت میں ہزارہا لوگ مسلمان ہوئے کوئی ان کا عہد رد و بدل نہیں ہوا۔ جس وقت کوئی شخص کسی صداقت کو سمجھ لے۔ وہ اسی وقت مسلمان ہو جاتا ہے۔ اسلام یہ نہیں سکھاتا کہ خدا کا الہام کسی خاص قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو زمین آسمان اور تمام جہانوں اور ملکوں کا بادشاہ ہے۔ اس کا فیض سب ملکوں اور سب قوموں کے لئے یکساں ہے۔ ایک ہی سورج ہے۔ جو سب پر چمکتا ہے۔ سب پر اس کا بادل برستا ہے۔ پھر بڑا ظلم ہوگا۔ اگر کوئی عقلمند اس آسمانی مطالعہ کے بعد یہ اعتقاد رکھے۔ کہ اس کا فیض ایک قوم کو دیا گیا۔ تمام قوموں کی جس طرح جسمانی تربیت ایک بادشاہ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح روحانی تربیت بھی ایک ہی بادشاہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے عرب کے اندر پیغمبر بھیجے شام میں نبی بھیجے۔ حبشیوں کے اندر حبشیوں کو بھیجا۔ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ تو صراحت قرآن سے ثابت ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ اس لئے یقین کرنا چاہئے کہ مشرق اور مغرب میں ہادی اور پیغمبر آئے۔ اس لحاظ سے پنڈت صاحب شرمندہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اسلام کے قبول کی کرنے میں انہوں نے کچھ کھویا نہیں۔ بلکہ کچھ پایا ہے قبول اسلام ہندوؤں کی کتابوں کے ترک کرنے کا نام نہیں۔ آج اگر وہ محمد رسول اللہ صلعم کو قبول کرتے ہیں تو اس سے مراد شیوجی کو چھوڑنا نہیں۔ مسلمان بننا یہی ہے۔ کہ تمام صداقتوں کو قبول کر لیا [illegible] اسلام نے ایک بڑی زبردست اصلاح جو دنیا میں کی [illegible] کہ پنڈتوں کو اور ملاؤں کو اس نے نکال دیا۔ اسلام سے پہلے دنیا میں یہ ایک بہت بڑی لعنت تھی۔ وہ یہ ہے۔ کہ لوگ خود بخود دوسروں کے لیڈر اور پیشوا بن بیٹھتے تھے۔ اس لعنت کو محمد رسول اللہ صلعم نے دور کیا۔ اس ہندوستان میں بھی پنڈت ہیں۔ ان کے بغیر کوئی شخص وید کے پرچار کا مجاز نہیں۔ لیکن اسلام میں کوئی پنڈت نہیں۔ کوئی لیڈر نہیں جو خدا اور انسان کے درمیان حائل ہو۔ اور اس کے توسط سے خدا تک پہنچ سکیں۔ اس لئے پنڈت امرچند صاحب کو اس کی کوئی حاجت نہیں۔ کہ کوئی شخص انہیں مسلمان بنائے۔ یہ تو صرف اس لئے ان کو یہاں کھڑا کیا گیا ہے۔ کہ آپ گواہ ہو جائیں۔ کہ وہ آپ کی برادری میں شامل ہو گئے ہیں۔ ورنہ خدا کی جناب میں یہ اسی وقت مسلمان ہو چکے۔ جب انہوں نے اسلام کی صداقت کو مان لیا۔

اس کے بعد حضرت مولانا نے پنڈت امرچند صاحب کو کلمہ شہادت کا ترجمہ اور تفسیر سنائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ کے ساتھ اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ جو رکھا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی پرستش کا احتمال نہ رہے۔ دنیا کی ساری قوموں کو دیکھو۔ انہوں نے کرشن۔ رامچندر اور عیسےٰ سب کو خدا بنا لیا حالانکہ وہ انسان تھے۔ اس خطرہ کے دور کرنے کے لئے فرمایا۔ محمداً عبدہ ورسولہ۔ محمد رسول اللہ خدا نہیں۔ بلکہ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ گویا آپ نے توحید الہیٰ کے اقرار کے ساتھ یہ زبردست غلامی کا ٹیکا رڈ لکھ کر لگا دیا۔ آنحضرت صلعم کو اس کا بہت خیال رہتا تھا کہ آپ کی ذات کو حد سے نہ بڑھایا جائے۔ ایک دفعہ کسی نے مجلس میں کہہ دیا۔ ماشاء اللہ ورسولہ۔ جیسا اللہ اور اس کا رسول چاہے۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ اجعلتنی للہ ندا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے پنڈت صاحب کو کلمہ [illegible] پڑھایا۔ اور اپنا اصل [illegible] نام [illegible] تھا۔ ہماری جماعت کا کیا مسلک ہونا چاہئے۔ یہ [illegible] ہدیہ قارئین کرام ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک افسوسناک خبر

مولانا کی تقریر کے ختم ہونے پر خان بہادر میاں غلام رسول خاں صاحب نے جو اس اجلاس کے صدر تھے یہ اعلان کیا کہ دہلی سے حکیم اجمل خاں صاحب کی وفات کی خبر آئی ہے جس کو سب کو صدمہ ہوا کیونکہ حکیم صاحب مرحوم کی علالت کی کوئی خبر پیشتر سے سننے میں نہ آئی تھی۔ اس اچانک خبر نے ایک سکتہ کا عالم طاری کر دیا اور اسی وقت جلسہ ملتوی ہو گیا۔ جس کے بعد نماز ظہر کے ساتھ حکیم صاحب کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسٹر محمد بل

نماز ظہر کے بعد جلسہ پھر شروع ہوا۔ اور وہ دو نو انگریز نو مسلم جن کا ذکر قبل ازیں کیا جا چکا ہے۔ تقریر کے لئے سٹیج پر تشریف لائے ان میں سے سب سے پہلے مسٹر محمد بل کا تعارف حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب نے حاضرین سے کرایا۔ اور فرمایا کہ ہمارے بھائی مسٹر بل جو انگلستان میں مسلمان ہوئے تھے۔ آج کل راولپنڈی چھاؤنی میں مقیم ہیں۔ یہ نوجوان جب انگلستان میں مسلمان ہوئے۔ تو ہمارے وعظ سننے تک ان کا علم محدود تھا۔ لیکن جب ہندوستان پہنچے تو اسلام کا جو نقشہ ووکنگ میں الفاظ میں انہیں ملتا تھا۔ وہ یہاں اپنے سامنے عملاً انہوں نے دیکھ لیا۔ انگلستان میں بڑے اور چھوٹے کی بڑی تمیز کیجاتی ہے۔ یہاں تک کہ گرجے میں بھی چھوٹے آدمی کو کوئی موقعہ نہیں مل سکتا۔ کہ بڑے آدمی کے ساتھ کھڑا ہو سکے۔ اسلام میں اس کے خلاف جو برادری کا اصول ہے۔ وہ بہت ہی دلنشین اثر پیدا کرتا ہے۔ اور ہمارے بھائی کو اس بات نے بہت زیادہ موثر کیا ہے اور اب وہ اسلام کے اس قدر دلدادہ ہیں۔ کہ جس پلٹن میں یہ ملازم ہیں۔ وہاں لوگوں کو اسلام کا وعظ کرتے ہیں۔ یہ ہمارے دوسرے بھائی مسٹر عبدالمجید کا لفٹنٹ ووکنگ میں مسلمان بنیں ہیں ہم نے انہیں مسلمان نہیں کیا۔ بلکہ ہمارے بھائی مسٹر [illegible] انہیں مسلمان کیا ہے۔ یہ فرماتے ہیں۔ کہ دو اور بھی انگریز مسلمان ہونیوالے ہیں۔ اور یہ سلسلہ چلا چلتا ہے۔

مسٹر محمد ہل کی تقریر

اس کے بعد مسٹر محمد ہل تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور اسلام پر ایک مختصر اور جامع تقریر فرمائی جس کا ترجمہ بعدہٗ مولوی مصطفےٰ خاں صاحب نے حاضرین کو سنایا۔ مولوی صاحب موصوف نے ترجمہ سنانے سے پیشتر یہ بتایا۔ کہ مسٹر ہل میرے دوران قیام انگلستان میں میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ اور جب وہ ہندوستان آئے ہیں۔ تو میں نے یہ خیال کیا تھا۔ کہ فوج کے اندر وہ اسلام کو اپنے افسروں سے ایک حد تک چھپاتے ہونگے۔ میں پچھلے دنوں میں راولپنڈی گیا۔ تو چھاونی بھی ان کے ملنے کے لئے چلا گیا۔ پہلے سے کوئی اطلاع ان کو نہ دی تھی۔ نہ ان کی جگہ معلوم تھی۔ جب میں وہاں فوج والوں سے دریافت کر رہا تھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ یہاں ہل نام کے تین آدمی ہیں۔ آپ غالباً اس ہل کو تلاش کرتے ہونگے۔ جو مسلمان ہیں۔ اس سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ فوج میں بھی انہوں نے اپنے اسلام کو چھپایا نہیں بہر حال میں ان سے ملا۔ تو بڑے تپاک سے پیش آئے۔ اور بتایا۔ کہ ان کی اسلامی سرگرمیاں ہمارے وہم و خیال سے بڑھی ہوئی ہیں کیونکہ وہ نہ صرف وہاں اپنے اسلام کا اظہار ہی کرتے ہیں۔ بلکہ تبلیغ بھی کرتے ہیں جس کا زندہ ثبوت یہ دوسرے انگریز مسلمان مسٹر عبدالمجید کالنز ہیں۔

اس کے بعد آپ نے مسٹر ہل کی تقریر کا ترجمہ سنایا۔ اور کہا۔ کہ ابتداء میں انہوں نے اس بات پر اظہار مسرت کیا ہے۔ کہ اتنے بڑے اسلامی مجمع میں بیٹھے ہیں۔ اور پھر اپنے اسلام لانے کی وجوہ بیان کی ہیں۔ کہ میں اس خدا کو ماننے والا ہوں۔ جو مشرق و مغرب کا خدا ہے لوگوں نے مجھ سے پوچھا تم کس طرح مسلمان ہو سکتے ہو تمہارا چہرہ سفید ہے۔ اور مسلمان کالے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ مذہب کی بنیاد تو خدا کی تعلیمات پر ہونی چاہئے۔ نہ کہ کسی کے کالے یا گورے ہونے پر۔ پھر بتایا ہے۔ کہ میں ووکنگ میں مسلمان ہوا ہوں۔ اور جو اسلام ووکنگ میں پیش ہوتا ہے۔ وہی صحیح اور اصل اسلام ہے جو لوگ یہاں غلط فہمیاں پھیلاتے ہیں۔ کہ ووکنگ میں اسلام کی کوئی انوکھی تصویر پیش ہوتی ہے۔ جو اصل اسلام نہیں ... غلطی پر ہیں۔ یہ بھی انہوں نے فرمایا ہے۔ کہ میں یہاں آکر خواجہ صاحب ... سے فائدہ نہیں اٹھا سکا۔ کیونکہ وہ بیمار ہیں۔ ان کے لئے دعا کی جائے۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت عاجل عطا فرمائے۔

مسٹر ہل کے بعد مسٹر عبدالمجید کالنز کی تقریر ہوئی جس کا مطلب بیان کرتے ہوئے مولوی مصطفےٰ خاں صاحب نے فرمایا۔ کہ انہوں نے اپنی تقریر کو شروع کیا ہے۔ "میرے بھائیو اور بہنو" کے الفاظ سے گویا ان کا خطاب مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف ہے شروع میں فرمایا ہے۔ کہ پانچ برس کی عمر میں میرے ماں باپ مر گئے۔ اور میں یتیم رہ گیا۔ اس وقت مجھے گرجا جانا پڑتا تھا۔ اور وہاں مجھے ایسی باتیں بتائی جاتی تھیں۔ جو مجھے ہرگز سمجھ نہ آتی تھیں اس لئے میں ان باتوں کو ہرگز نہ مان سکتا تھا۔ اور کبھی دل سے اس کو قبول نہیں کیا۔ یہاں جب میں آیا۔ اور مسٹر ہل سے اسلام کے متعلق گفتگو ہوئی۔ تو یہ معلوم کر کے مجھے مسرت ہوئی۔ کہ اس مذہب میں کوئی اینچ پینچ نہیں۔ بالکل سادہ مذہب ہے۔ میں نے سمجھ لیا کہ حقیقی مذہب یہی ہے۔ انہوں نے یہ بتایا۔ کہ عیسائیت میں آفرینش عالم کو سائنس کی موجودہ تحقیقات کے خلاف بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے وہ خدائی مذہب نہیں ہو سکتا۔ آخر میں کہا۔ کہ میں اپنے بھائی مصطفےٰ خاں کا رسالہ پڑھتا ہوں۔ اس سے اسلام کے سمجھنے میں مجھے بڑی مدد ملی ہے۔ اسلام کو پھیلانے کا بہترین ذریعہ اسلامی لٹریچر ہے

ہمارا طریق تبلیغ

ان ہر دو تقاریر کے بعد مولانا مولوی صدرالدین صاحب جو اس اجلاس کے صدر تھے۔ کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے فرمایا۔ کہ آپ نے کل لارڈ ہیڈلے اور آج مسٹر ہل کی تقریریں سن لیا ہے۔ کہ ہم فرقہ بندیوں سے پاک ہیں۔ کیوں اس کو بار بار دوہرایا جاتا ہے؟ اس لئے کہ وہ مسلمان جنہوں نے ووکنگ نہیں دیکھا۔ وہ سن رکھیں کہ وہ مذہب جو حضرت مرزا صاحب نے سکھایا ہے۔ اور جس کے لئے ہم مرمٹنے کو تیار ہیں۔ وہ فرقہ بندیوں سے پاک ہے۔ اور وہ اسلام کی وہ اصل تصویر ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلعم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر بنا کر دکھائی۔ آنحضرت صلعم سے پیشتر انبیاء جو مختلف قوموں میں آئے۔ ان کی وجہ سے نسل انسانی اخوت و اتحاد کا بیڑا غرق ہو گیا۔ آنحضرت صلعم نے آکر ان سب کو ایک کر دیا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب سے پہلے لوگوں نے اسلام کو ۷۳ نہیں ۷۲ فرقوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کی باہمی کفربازی کو دور کر کے وحدت قومی کی روح ان میں پھونک دی۔ ہمارا قرآن ایک ہے۔ ہمارا رسول ایک ہے۔ کعبۃ اللہ ایک ہے چالیس کروڑ افراد اس قرآن اس رسول اور اس کعبۃ اللہ پر فدا ہیں۔ اس لئے یہ بڑی نا انصافی اور غلطی ہے کہ یہ کہا جائے۔ کہ مسلمانوں میں فرقے ہیں۔ انما المومنون اخوۃ خدائے حکیم نے فرمایا تھا۔ کہ تمام مسلمان بھائی ہیں۔ لیکن آج ہم مسلمانوں نے اسلام کو توڑ مروڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ لیکن لوگو! تم گواہ رہو۔ کہ ہمارے نزدیک اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ اور ہم ہر قسم کی فرقہ بندیوں سے پاک اور آزاد ہیں۔

سالانہ رپورٹ

مولوی صاحب کی اس تقریر کے بعد پروفیسر شیخ محمد عبداللہ صاحب انجمن کی سالانہ رپورٹ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے جو یکم اکتوبر ۲۶ء سے آخر ستمبر ۲۷ء تک انجمن کی کارگزاریوں اور ہر صیغہ کی آمد و خرچ کا ایک مفصل نقشہ ہے۔ اس رپورٹ کے جو مطبوعہ کتابی شکل میں اسی وقت تقسیم کی گئی۔ ضروری حصص پر کسی آئندہ اشاعت میں تبصرہ کیا جائیگا۔ یہاں صرف اسقدر لکھ دینا کافی ہے۔ کہ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ سال زیر رپورٹ میں انجمن کے سارے شعبوں کی کل آمد۔ ۶—۵—۲۱۴۴۵۲ روپیہ ہوئی۔ جو بمقابلہ آمد سال گذشتہ جو ۱۸۹۹۳۴ روپیہ تھی۔ بقدر ۶-۵-۲۴۵۱۹ روپیہ زیادہ ہے۔ اور خرچ ۵—۱۱—۲۱۱۳۲۵ روپیہ ہوا۔ جو بمقابلہ سال گذشتہ کے خرچ کے جو ۱۷۷۰۱۲ روپیہ تھا۔ بقدر ۳—۱۰—۳۴۳۱۲ روپیہ زیادہ ہے اس میں سے امانت کی رقوم اگر نکال دی جاویں۔ تو اصل آمد ۹-۹-۱۸۰۴۴۴ روپیہ اور خرچ ۶—۱۴—۱۷۳۵۰۲ روپیہ ہوتا ہے۔

ان اعداد و شمار کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ امر موجب طمانیت ہے۔ کہ انجمن کی مالی حالت دن بدن ترقی پر ہے۔ اگرچہ سکرٹری صاحب نے اس کی سخت کوشش اور جدوجہد کا ذکر نہیں فرمایا۔ جو سال بھر کے عرصہ میں انجمن کے افسر تحصیل اور خود امیر ایدہ اللہ کو بعض صیغوں کے آمد و خرچ کو برابر رکھنے اور اس اطمینان بخش حالت کو پیدا کرنے کے لئے کرنی پڑتی ہے۔ نہ ہی اس قرضہ کا ذکر فرمایا جس کا اعلان دوسرے دن حضرت امیر نے فرمایا کہ سولہ ہزار تک پہنچا ہوا ہے۔ تاہم ہمارے خیال میں اگر کوئی ایسی صورت ہو سکے۔ کہ اراکین انجمن کا قیمتی وقت چندوں کی وصولی اور مالی زیرباریوں سے انجمن کو بچانے پر صرف ہونے کے بجائے تبلیغی کاموں اور دیگر مقاصد کی تکمیل پر خرچ ہوا کرے۔ تو یہ زیادہ مفید ہو سکتا ہے۔ مگر اس کی ذمہ داری بیرونی جماعتوں اور ان کے سکرٹریوں پر عائد ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے چندے باقاعدہ ماہوار بھیجتے رہیں۔ اور ہر ضروری تحریک پر ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لیں۔ اگر ہمارے دوست خود بخود اپنے فرض کا احساس کر کے آئندہ اس پہلو میں غفلت سے کام نہ لیں۔ تو انجمن کے بہت سے کام نہایت عمدگی کے ساتھ سرانجام پا سکتے ہیں

چندہ

سالانہ رپورٹ پڑھی جانے کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ کا لیکچر شروع ہوا۔ چندہ کی اپیل جو حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب محاسب انجمن کے سپرد تھی۔ بوجہ تنگی وقت حضرت امیر ایدہ اللہ ہی نے اپنے ذمہ لے لی۔ اور اپنے لیکچر کا اسے جزو قرار دے لیا۔ یہ لیکچر بتمام و کمال کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین ہوگا۔ یہاں صرف اتنا بتا دینا کافی ہے۔ کہ حضرت امیر کی اپیل کے جواب میں اسی وقت اور اسکے بعد دوسرے دن جو چندہ ہوا۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نقد ۔۔ ۱۳۶۰۰ روپیہ

وعدہ ۔۔۔۰۰۰

زیور ۔۔ ۱۲۰۰ روپیہ

میزان ۔۔ ۲۱۸۰۰ روپیہ

لارڈ ہیڈلے کا اسلامی خلوص

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر کے شروع ہونے سے پیشتر ہی لارڈ ہیڈلے باقاعدہ جلسہ میں تشریف لے آئے تھے ان سے درخواست کی گئی۔ کہ چند کلمات اپنے دہان مبارک سے حاضرین کو ارشاد فرمائیں۔ قبل اس کے کہ وہ کچھ فرماتے حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب نے لارڈ ممدوح کے اخلاق حسنہ محبت و خلوص اور خدمات اسلام کے متعلق چند باتیں حاضرین کو سنائیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ لارڈ صاحب موصوف کو ہمارے ساتھ اس قدر محبت و خلوص اور پیار ہے کہ اپنے مکان میں انہوں نے ایک کمرہ محض اس غرض کیلئے مخصوص کر رکھا تھا۔ کہ جسوقت ہم سے کسی کو ان کے مکان پر جانے کا اتفاق ہو۔ خواہ دن ہو۔ یا رات۔ لارڈ ممدوح خود مکان پر ہوں۔ یا نہ ہوں۔ ہم بلا تکلف اس کمرہ میں جا ٹھہریں اسوقت ان کے تمام ملازم ہمارے ملازم ہوتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے لندن میں دیر ہو گئی۔ اور لارڈ ممدوح کے مکان پر چلا گیا۔ وہ خود وہاں نہ تھے۔ میں کھانا کھا کر اس کمرہ میں جا کر سو گیا۔ کوئی بارہ بجے کے قریب کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک دودھ کا پیالہ لئے ہوئے میرے سرہانے کھڑے ہیں۔ اور جگا رہے ہیں کہ پہلے اس کو پی لو۔ پھر سونے دونگا۔

جب کبھی کوئی مشکل ہمیں پیش آئی۔ انہوں نے سینہ سپر ہو کر ہمارا ساتھ دیا۔ مشکل سے مشکل کام قبرستان کا تھا۔ جو میں نے ووکنگ میں مسلمان سپاہیوں کے لئے بنوایا۔ لارڈ صاحب نے اس موقعہ پر میری ہمت کو خوب آزمایا۔ اور اس کے بعد جنگ کے اختتام پر وہ گورنمنٹ کے پاس گئے۔ اور حکام سے مل کر کہا کہ کیا وجہ ہے۔ کہ مسلمان اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے دور چل کر آئیں۔ اور ان کے لئے یہاں لندن میں ایک مسجد بھی نہ ہو۔

ایک بات جو ان کے اعتقاد کے متعلق میں پیش کر سکتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک رات میں اور وہ ووکنگ میں اپنے مکان کے سامنے بیٹھے تھے۔ آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ جانتے ہو۔ یہ کہکشاں کیا ہیں؟ جب حضرت محمد رسول اللہ صلعم معراج کو تشریف لے گئے تھے۔ تو ان کا رستہ صاف کر دیا گیا۔ یہ اسی رستے کے نشان ہیں۔

لارڈ ہیڈلے کی تقریر

اس کے بعد لارڈ ممدوح تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بعد فرمایا:۔

بھائیو۔ اور بہنو! السلام علیکم۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اس شاندار استقبال کے لئے جو آپ نے میرا کیا۔ کس طرح سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ آپ کے اس خلوص و محبت نے میرے دل پر نہایت گہرا اثر کیا ہے۔ مولوی صدرالدین ہمارا پرانا دوست ہے۔ ان ریمارکس کے لئے جو اس وقت میرے متعلق کئے گئے ہیں۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ان کے خلوص و محبت کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ میں جسوقت سے آیا ہوں۔ آپ کو اس بات کی طرف بار بار توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کو اس وقت کسی بیرونی دشمن کا اسقدر خطرہ نہیں۔ جس قدر اندرونی دشمن کا خطرہ ہے۔ وہ ہمارا اندرونی خطرہ صرف یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں فرقے پائے جاتے ہیں جو چھوٹے چھوٹے اختلافات پر ایک دوسرے کو اسلام سے نکال دیتے ہیں۔ اس سے ہماری کوششیں کمزور ہو جاتی ہیں میں بمبئی سے لاہور تک یہی کہتا آیا ہوں۔ کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس اندرونی خطرہ کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور نہ صرف مسلمانوں میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ہم سے خیالات میں اختلاف رکھتے ہوں۔ بلکہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی رواداری کا برتاؤ کریں۔ جس رواداری کو میں چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کو اپنا بھائی سمجھا جائے۔ اور بھائیوں کی طرح ان سے سلوک کیا جائے۔ انگلستان میں اسوقت جو حالت ہے۔ اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ لوگ وہاں بالکل تیار ہیں۔ کہ اسلام جیسی عمدہ چیز کو منتے الغور

لے لیں۔ عیسائیت کے معتقدات کو اب بہت کم لوگ مانتے ہیں کیونکہ وہ بڑے ہی غیر معقول ہیں۔ مثلاً یہی عقیدہ کہ خدا تک پہنچنے کے لئے کسی درمیانی واسطہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور کہ حضرت مسیح ہمارے گناہوں کے لئے کفارہ ہو گئے۔ حالانکہ یہ بالکل خلاف عقل بات ہے۔ خدا کے سامنے ہم خود ہی اپنے اعمال کے ذمہ وار ٹھیر سکتے ہیں۔ کوئی دوسرا شخص ہماری ذمہ واری کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکتا۔ اس کے بعد لارڈ موصوف نے مسلمانوں کے روادارانہ خصائص کا ذکر کرتے ہوئے دیگر مذاہب کی تنگدلی اور مذہبی تعصب کا ذکر کیا۔ اور ایک کہانی سنائی کہ ایک جہاز سمندر میں غرق ہو رہا تھا۔ ایک یہودی بھی اس کے ساتھ سطح آب کے نیچے جا رہا تھا۔ کہ ایک ملاح نے جو مسیحی تھا۔ اسے بالوں سے پکڑ کر اوپر کھینچا۔ اور اس سے پوچھا۔ تم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میں یہودی ہوں۔ پوچھا۔ کیا مسیح پر ایمان لاؤ گے؟ جواب دیا۔ نہیں۔ میں نہیں مان سکتا۔ مسیحی ملاح نے اسے پانی میں ایک غوطہ دیا۔ اور دوبارہ باہر نکالا۔ اور پوچھا۔ کیا اب ایمان لاؤ گے؟ تو اس نے جواب دیا۔ نہیں میں ہرگز مسیح پر ایمان نہیں لا سکتا۔ اس نے پھر غوطہ دیا۔ اور پھر باہر نکال کر پوچھا۔ کیا اب ایمان لاؤ گے؟ یہودی بیچارہ نیم مردہ ہو چکا تھا۔ اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ ہاں میں اب ایمان لاتا ہوں۔ ملاح نے اسے سمندر میں پھر پانی کے نیچے پھینک دیا۔ اور کہا۔ جا اب ایمان کی موت مر۔

ایک اور ہندو کا قبول اسلام

لارڈ ہیڈلے اس تقریر کے بعد اپنی قیام گاہ کو واپس تشریف لے گئے۔ جس کے بعد یہ اعلان کیا گیا۔ کہ ایک اور ہندو نوجوان مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ ان کو پلیٹ فارم پر بلایا گیا۔ اور مولٰنا صدر الدین صاحب نے ان کو اسلام کے ضروری خصائص اور خوبیاں بتانے کے بعد کلمہ شہادت پڑھایا۔

اس ہندو نوجوان کا اصل نام مہندر سنگھ موہیال ہے۔ اور وہ انٹرنس پاس ہیں۔ قوم راجپوت سکنہ موضع جلوٹہ ضلع گورداسپور۔ اسلامی نام صلاح الدین رکھا گیا۔

اس کے بعد آج کی کارروائی ختم ہوئی اور جلسہ اگلے دن کے لئے ملتوی ہوا۔

احمدیہ کانفرنس

شام کے قریباً آٹھ بجے مسجد کے اندرونی حصہ میں احمدیہ کانفرنس شروع ہوئی۔ سب سے پہلے جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب محاسب انجمن نے احباب کو یہ بتایا۔ کہ اکتوبر اور نومبر سے انجمن سولہ ہزار روپیہ کی مقروض ہے۔ کیونکہ بہت سے احباب ہیں۔ جنہوں نے بعض خاص وعدے کر رکھے ہیں۔ اور وہ پورے نہیں ہوئے۔ ان وعدوں ہی کی بنا پر بعض کام شروع کر دیئے جاتے ہیں۔ اور جب وہ ایفا نہیں ہوتے۔ تو یا قرض اٹھانا پڑتا ہے یا ان کاموں کو بند کرنا پڑتا ہے۔ جو ہمارے لئے موجب ندامت ہے اس لئے کوئی ایسی صورت ہونی چاہئے۔ کہ اس قسم کی دقتیں پیش نہ آیا کریں۔

اس پر مختلف احباب نے اپنی اپنی تجاویز پیش کرنی شروع کیں۔ جن میں مولوی عصمت اللہ صاحب کی اس تجویز کو قابل عملدرآمد سمجھا گیا۔ کہ یہ جماعت حلفیہ اقرار کرے کہ "ہم بقایا فوراً ادا کر دینگے"

اس تجویز پر عمل درآمد کے لئے سب سے پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ اٹھے۔ اور آپ نے فرمایا کہ

"اگر مولوی عصمت اللہ صاحب کی تجویز پر ہی عمل کرنا ہے تو سب سے پہلے میرا فرض ہے۔ کہ میں اقرار کروں۔ ممکن ہے میرا ہی کوئی اثر ہو۔ اس لئے اگر سب نے کھڑے ہو کر اقرار کرنا ہے کہ بقایا بہت جلد صاف کر دینگے۔ تو میں سب سے پہلے یہ اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی بقایا میرے ذمہ ہو۔ تو کل صبح تک ادا کر دونگا۔ اور آئندہ کبھی کوئی بقایا نہ رہنے دونگا۔"

اس پر مختلف احباب ایک ایک کرکے کھڑے ہونے شروع ہوئے۔ اگرچہ حضرت امیر اور ان میں سے کئی ایک کے ذمہ کوئی بقایا نہ تھے۔ تاہم سب نے اقرار کیا۔ کہ اگر کوئی بقایا ہمارے نام ہو۔ تو ہم فوراً ادا کر دینگے۔ اور آئندہ بقایا نہ رہنے دیں گے۔

مسیح الملک کے متعلق ریزولیوشن

اس کے بعد جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب مرحوم کے سانحہ وفات اور ان کی ہر دلعزیزی اور جماعت احمدیہ کے ساتھ محبت و اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے ان کے خاندان سے اظہار ہمدردی کا ریزولیوشن پیش کیا۔

ریزولیوشن کے جو الفاظ پیش کئے گئے تھے۔ ان میں مسیح الملک کے بجائے حاذق الملک کا لفظ تھا۔ مولانا مولوی صدر الدین صاحب کی تحریک سے اس میں ترمیم کی گئی۔ مولانا موصوف نے ریزولیوشن کی تائید کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ یوں تو حکیم صاحب تمام ہندوستان میں ہر دلعزیز تھے۔ لیکن اس جماعت نے بھی حکیم صاحب کے ذریعہ سے بہت بڑا کام کیا ہے۔ برلن مسجد کے لئے انہوں نے خود بھی چندہ دیا۔ اور دوسروں سے بھی چندہ کر کے دیا۔ جن دنوں میں جرمنی میں تھا۔ وہ بغرض تبدیل آب و ہوا یورپ گئے تھے۔ برلن مسجد کو دیکھ کر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ اور فرمایا۔ کہ میں اس لئے بھی خوش ہوں۔ کہ برلن مسجد کی تحریک نے تمام مسلمانوں کو برانگیختہ کر دیا ہے۔ اور وہ سمجھنے لگے ہیں۔ کہ اسلام بھی دنیا میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ میں نے اکثر لوگوں کو "مسیح الملک" کی مثال دے کر سمجھایا ہے۔ کہ جب حکیم صاحب کو بھی "مسیح الملک" کہا جا سکتا ہے۔ تو ایک مجدد زمانہ کو کیوں نہیں کہا جا سکتا۔ [illegible] لئے حاذق الملک کی بجائے "مسیح الملک" کا لفظ رکھئے۔"

حضرت مولٰنا کی تائید اور باقی تمام احباب کے اتفاق رائے سے یہ ریزولیوشن اسی وقت پاس ہو گیا۔

ذرائع آمد کو بڑھانے کی تجویز

اس ریزولیوشن کے پاس ہونے کے بعد حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے احباب کو توجہ دلائی۔ کہ انجمن کے فنڈز کو زیادہ مضبوط کرنے اور اس کے ذرائع آمد کو بڑھانے کے لئے کوئی تجویز کی جائے۔ جس سے انجمن آئندہ مالی پریشانیوں سے بچی رہے۔ اور اس کے اراکین زیادہ مفید کام سر انجام دے سکیں۔ شاہ صاحب نے خود ہی یہ تجویز پیش کی۔ کہ ہر جگہ ہمارے احباب غیر جماعت مسلمانوں سے بھی چندے لینے کی کوشش کریں۔ انجمن نے اپنے مبلغین سے محصلین کا کام لینا شروع کر دیا ہے۔ اور آئندہ بہت سے لوگوں کو بطور محصل ملازم رکھنے کا ارادہ ہے۔ لیکن ان کے علاوہ اگر ہر جگہ کے احباب اپنے اپنے شہروں میں محصل کا کام کریں۔ تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔ اور انجمن بہت سی مشکلات سے نکل سکتی ہے۔

اس پر بہت سے احباب نے آنریری محصل کے طور پر اپنے اپنے نام لکھائے۔ اور اپنے اپنے شہروں سے چندے وصول کرکے بھیجنے کا وعدہ کیا۔

اس کے بعد دعا کی گئی۔ اور رات کے ۱۱ بجے کانفرنس ختم ہوئی

---

۳۰ دسمبر ۲۷ء کی کارروائی

تیسرے دن کی کارروائی دس بجے صبح میر مدثر شاہ صاحب کے لیکچر سے شروع ہوئی۔ میر صاحب موصوف نے مسئلہ نبوت کے متعلق میاں محمود احمد صاحب کے خیالات پر مبسوط تقریر فرمائی اور حضرت مسیح موعودؑ کے کلام اور تحریرات سے ثابت کیا۔ کہ میاں صاحب مسیح موعودؑ کے صریح خلاف جا رہے ہیں۔ میر صاحب نے یہ بھی بتایا۔ کہ میاں صاحب کے خیالات آج وہی ہیں جو کسی وقت مخالفین سلسلہ کے خیالات تھے چنانچہ مولوی عبد الجبار غزنوی نے ایک موقعہ پر کہا۔ کہ مرزا صاحب نے جو ظلی اور بروزی کے لفظ استعمال کئے ہیں۔ یہ محض دھوکا اور فریب ہے۔ ان کا دعوے حقیقی نبی ہونے کا ہے۔ یہی بات میاں محمود احمد صاحب نے کہی۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام میں نبی کہا گیا ہے۔ ظلی اور بروزی کے الفاظ بطور انکسار کے انہوں نے بڑھا دیئے ہیں۔ اس لئے ہم صرف نبی کہینگے۔ انکسار کے الفاظ کو چھوڑ دینگے۔ ایسا ہی مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اہلحدیث میں ایک موقعہ پر لکھا تھا۔ کہ مرزا صاحب کا دعوے نبوت حمامۃ البشریٰ سے ہی نہیں۔ جو ابتدائی کتابوں [illegible] ہے۔ بلکہ ۱۹۰۱ء میں انہوں نے دعوے نبوت کیا۔ یہی بات آج میاں محمود احمد صاحب کہتے ہیں۔

میر صاحب کے بعد مولانا مصطفےٰ خاں صاحب بی اے ایڈیٹر اسلامک ورلڈ نے "اسلام اور مسیحیت کی کشمکش" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ جو کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین ہوگی۔ ان کے بعد خان شاہ محمد خاں صاحب سابق ریلوے انجینئر نے مسلمانوں کی اقتصادی کمزوری اور اس کا علاج پنجابی زبان میں بیان فرمایا۔ خانصاحب موصوف پنجابی زبان میں تقریر کرنے کا نہایت عمدہ ملکہ رکھتے ہیں۔ اگر بڑے بڑے شہروں کے مختلف محلوں اور دیہات میں ان کی تقاریر ہوں۔ تو بہت زیادہ مفید ہو سکتی ہیں۔

ان کے بعد نماز جمعہ کے لئے جلسہ برخاست ہوا۔ اور دوسرا اجلاس پھر جمعہ کے بعد شروع ہوا۔ جس میں حضرت امیر نے چندہ کے لئے پھر اپیل کی۔ اور ہر طرف سے سیم و زر کی بارش ہونی شروع ہو گئی۔

ایک مصری فاضل کی تقریر

اس کے بعد ایک مصری فاضل سٹیج پر تشریف لائے۔ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ان کا تعارف کرایا۔ کہ وہ مصر سے سلسلہ احمدیہ کا حال سن کر تشریف لائے تھے۔ قادیان بھی گئے۔ اور پھر لاہور میں ہمارے کاموں کو دیکھ کر ہمارے ساتھ شامل ہو گئے۔ ان کا نام مسٹر فہمی ہے۔ اور مصر میں ایک اخبار کے ایڈیٹر اور عربی زبان کے اچھے ادیب ہیں۔

اس تعارف کے بعد مسٹر فہمی نے عربی زبان میں تقریر شروع کی۔ اور چند اشعار سنائے۔

مسٹر فہمی کی تقریر اور اشعار کا ترجمہ جناب عبد [illegible] صاحب شامی نے سنایا۔ جو کچھ عرصہ سے ہماری انجمن میں ملازم ہیں۔ اور ممالک اسلامیہ کے ساتھ عربی زبان میں تبلیغی خط و کتابت میں امداد دیتے ہیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ مسٹر فہمی نے اپنی تقریر میں کہا ہے۔ کہ میں جب لاہور سے ہوتا ہوا قادیان گیا۔ تو وہاں میاں صاحب سے ملا۔ دوران گفتگو میں انہوں نے کہا کہ مسیح موعود کی نبوت [illegible] نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ اور ان سے کہا۔ کہ نبوت کا عقیدہ [illegible] سلسلہ کے لئے بڑا نقصان دہ ہے۔ اور خود سلسلہ احمدیہ کیلئے نقصان دہ ہے۔ میں اس سلسلہ کی تعریف سنکر آیا تھا۔ لیکن عقائد اور خیالات تو کسی طرح ماننے کے قابل نہیں۔ اس کے بعد میں [illegible] بازار میں جا رہا تھا۔ تو کسی نے سلام علیکم کہا۔ اسی وقت ایک [illegible] شخص نے اسے ٹوکا۔ کہ خلیفہ صاحب اس پر ناراض ہیں۔ تو نے سلام علیکم کس لئے کہا۔ اس نے کہا۔ خلیفہ صاحب ناراض ہیں تو ہوں۔ خدا تو ناراض نہیں۔

انہوں نے اس بات پر اظہار افسوس کیا۔ کہ ہندوستان میں پیری مریدی کا رواج ہے۔ قادیان بھی اس سے خالی نہیں۔ پھر قادیان سے واپس آکر لاہوری تحریک کا جب میں نے مطالعہ کیا تو اس کو صحیح راہ پر پایا۔ اس لئے میں اس سلسلہ میں شامل ہو گیا۔

باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۲

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۷ رجب سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۲

دعوتِ مجدد

(از حضرت مسیح موعودؑ)

مرا بمژدہ زغیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدد ایں دین و رہنما باشد،
لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد
عجب مدار اگر خلق سوئے ما بدوند،
کہ ہر کجا کہ غنی مے بود گدا باشد،
گلے کہ روئے خزاں را گہے نخواہد دید
بباغ ماست اگر قسمت رسا باشد
منم مسیح ببانگ بلند مے گویم!
منم خلیفہ شاہے کہ بر سما باشد
مقدر است کہ روزے بریں ادیم زمیں
ہزار ہا دل و جاں بر رہم فدا باشد
زمین مردہ ہمیں خواست عیسوی نفاس
زوعظ بے عملاں خود اثر کجا باشد
زہے خجستہ زمانے کہ سوئے ما آئی!
زہے نصیب تو گر شوق و التجا باشد

احمدیہ میوچل ریلیف فنڈ

سب احمدی احباب حصہ لیں

(جناب سید محمد حسین شاہ صاحب جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

احباب کو معلوم ہونا چاہیے کہ مصائب کے موقع پر برادران کی ذاتی امداد میں بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ اول تو لوگ دوسروں سے مدد لینا عیب سمجھتے ہیں۔ دوسرے بہت لوگ ہیں جو ایسے مواقع پر ایک بھائی کے حالات سے واقف ہوں اور ان کے دل میں امداد کی تحریک پیدا ہو۔ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن نے احمدیہ میوچل ریلیف فنڈ قائم کیا تھا اس کی غرض یہ تھی کہ جب کوئی بھائی اپنے مالک حقیقی سے جا ملے تو اس مصیبت کے وقت کل دوست اس کی امداد کر کے ثواب میں حصہ لے سکیں۔ اس سے صرف ایک بھائی کے بال بچوں کی امداد ہی نہیں ہو جاتی بلکہ قومی وقار بڑھتا ہے۔ اور قومی بچوں اور ممبروں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اس لئے کل جماعت احمدیہ کا فرض تھا کہ اس کا ہر ایک ممبر اس فنڈ میں حصہ لیتا۔ لیکن احباب کو شاید اس کا علم نہیں ہوا۔ اس لئے بہت سے دوست اس ثواب سے ابھی تک محروم ہیں۔ تمام بھائیوں کو چاہیے کہ فوراً اس میں حصہ لیں۔ بڑی بھاری شرط اس میں یہ ہے کہ جب کوئی بھائی انتقال کر جائے تو کل ممبر ایک ایک روپیہ اس کی امداد کے لئے دیں۔ اور پس انداز کرنے کے لئے وہ تھوڑا بہت ماہوار بھی اس فنڈ میں داخل کریں جو بعد از وفات اس کے ورثا کو مع منافع کے واپس کر دیا جائے گا۔

جن

معاونین کرام کا چندہ ختم ہو گیا ہے یا ختم ہونے والا ہے وہ براہ نوازش آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر شکر گزاری کا موقع دیں اور وی پی کا انتظار نہ فرمائیں۔ (مینجر)

پیغام صلح کی دگنی اشاعت

نہایت آسانی سے اس طرح ہو سکتی ہے کہ موجودہ معاونین کرام میں سے ہر ایک صاحب کم از کم ایک نیا خریدار بہم پہنچائیں۔ جو صاحب مستقل طور پر نئے خریدار بہم پہنچائیں گے انہیں وصول شدہ رقوم چندہ پر شکریہ کے ساتھ دس فیصدی کمیشن بھی دیا جائے گا۔ (مینجر)

مشتہرین کیلئے نادر موقعہ

سلسلہ علیہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود پر بعض اعتراضات کے جوابات

(۷)

انت ولدی کا الہام

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

اعتراض۔ جناب مرزا صاحب کے الہام انت ولدی کا کیا مفہوم ہے۔ کیا اس سے عیسائیوں پر کچھ اتمام حجت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی مسیح کو ابن اللہ مانتے ہیں۔

جواب۔ حضرت مرزا صاحب کو "انت ولدی" کا کبھی الہام نہیں ہوا جس کے معنے ہیں تو میرا بیٹا ہے۔ البتہ ایک دفعہ یوں الہام ہوا تھا کہ انت منی بمنزلۃ ولدی۔ کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے بیٹا ہوتا ہے۔ ایک اور دفعہ یوں الہام ہوا تھا کہ انت منی بمنزلۃ اولادی کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے اولاد ہوتی ہے۔ ان دونوں الہاموں میں بمنزلۃ کا لفظ صاف بتا رہا ہے کہ مراد بیان مجاز اور استعارہ ہے نہ کہ حقیقت۔ خواہ مخواہ کا اعتراض کرنا جدا بات ہے۔ اردو میں بھی بولتے ہیں کہ فلاں شخص بمنزلہ میرے بھائی کے ہے۔ یا بیٹے کے ہے۔ سننے والا فوراً سمجھ جاتا ہے کہ وہ شخص حقیقی طور پر بولنے والے کا بھائی یا بیٹا نہیں۔ بلکہ بعض وجوہ سے شخص متکلم اسے اپنے بھائی یا بیٹے کی طرح سمجھتا ہے۔ ان دونوں الہاموں کی تشریح خود حضرت مرزا صاحب کے قلم سے نقل کر دیتا ہوں۔ جن میں یہ بھی بتا دیا ہے کہ یہ کلمہ آپ کی نسبت کیوں اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ پر الہام انت منی بمنزلہ ولدی کی حضرت مرزا صاحب یوں تشریح فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے۔ اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھیرا رکھا ہے۔ اس لئے مصلحت الٰہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز کے لئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو وہ خدا بناتے ہیں اس امت میں بھی ایک ہے جس کی نسبت اس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔"

دافع البلاء صفحہ ۷ پر حضرت مرزا صاحب "انت منی بمنزلۃ اولادی" کی تشریح اپنے قلم سے یوں فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے۔ نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے۔ . . . . خدا کے اس کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھ کر ایمان لاؤ اور اس کی کیفیت میں دخل نہ دو۔ اور حقیقت حوالہ بخدا کرو اور یقین رکھو

کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے

تاہم متشابہات کے رنگ میں بہت کچھ اس کے کلام میں پایا جاتا ہے پس اس سے بچو کہ متشابہات کی پیروی کرو اور ہلاک ہو جاؤ۔ اور میری نسبت بینات میں سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ **قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن**"

پھر اسی الہام "انت منی بمنزلہ اولادی" کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب صفحہ ۱۴۴ تتمہ حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا میں فانی ہونے والے اطفال اللہ کہلاتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے۔ اور خدا بیٹوں سے پاک ہے۔ بلکہ اس لئے استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اسی مرتبہ کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کر کے فرمایا گیا ہے **فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا**۔ یعنی خدا کو ایسی محبت اور دلی جوش سے یاد کرو جیسا کہ بچہ اپنے باپ کو یاد کرتا ہے اسی بنا پر ہر ایک قوم کی کتابوں میں اب یا پتا کے نام سے خدا کو پکارا گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو استعارہ کے رنگ میں ماں سے بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ماں اپنے پیٹ میں اپنے بچے کی پرورش کرتی ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ کے پیارے بندے خدا تعالیٰ کی محبت کی گود میں پرورش پاتے ہیں اور ایک گندی فطرت سے ایک پاک جسم انہیں ملتا ہے سو اولیاء کو جو صوفی **اطفال حق** کہتے ہیں یہ صرف ایک استعارہ ہے ورنہ خدا اطفال سے پاک ہے۔ اور **لم یلد ولم یولد** ہے۔"

حضرت مرزا صاحب نے جو صوفیوں کا محاورہ "اطفال حق" کا ذکر فرمایا ہے اس کا ایک حوالہ مثنوی مولانا روم سے عرض کرتا ہوں دفتر سوم صفحہ ۱۳ پر مولانا روم فرماتے ہیں:۔

اولیا اطفال حق اند اے پسر ؛ در حضور و غیبت آگاہ باخبر
غائبی مندیش از نقصان شاں ؛ کو کشد کین از برائے جان شاں
گفت اطفال من اند ایں اولیاء ؛ در غریبی فرد از کار و کیا

اسی مقام ولایت کا بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحب آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ وہی مقام ہے جس پر پہنچ کر بعض سالکین نے لغزشیں کھائی ہیں اور شہودی پیوند کو وجودی پیوند کے رنگ میں سمجھ لیا۔ اس مقام میں جو اولیاء اللہ پہنچے ہیں یا جن کو اس میں سے کوئی گھونٹ میسر آ گیا ہے بعض اہل تصوف نے ان کا نام "اطفال اللہ" رکھ دیا ہے۔ اس مناسبت سے کہ وہ لوگ صفات الٰہی کے کنار عاطفت میں بکلی جا پڑے ہیں اور جیسے ایک شخص کا لڑکا اپنے حلیہ اور خط و خال میں کچھ اپنے باپ سے مناسبت رکھتا ہے ویسا ہی ان کو بھی ظلی طور پر بوجہ تخلق باخلاق اللہ خدا تعالیٰ کی صفات جمیلہ سے کچھ مناسبت پیدا ہو گئی ہے۔ ایسے نام اگرچہ کھلے کھلے طور پر زبان شرع مستعمل نہیں ہیں مگر درحقیقت عارفوں نے قرآن کریم ہی سے اس کو استنباط کیا ہے کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے **فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا**۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو جیسے تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اگر مجازی طور پر ان الفاظ کا بولنا منہیات شرع سے ہوتا تو خدا تعالیٰ ایسی طرز سے اپنے کلام کو منزہ رکھتا جس سے اس اطلاق کا جواز مستنبط ہو سکتا ہے۔"

حضرت صاحب کی مذکورہ بالا اپنی تشریحات کے بعد کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں رہتی۔ صاف بتا دیا کہ اولیاء اللہ کے بارہ میں مجازاً و استعارہ کے طور پر ایسے الفاظ استعمال ہوا کرتے ہیں اس سے عیسائیوں پر بھی اتمام حجت منظور تھی۔ کہ حضرت مسیح کے متعلق بھی اسی طرح مجاز اور استعارہ کے طور پر "بیٹے" کا لفظ استعمال ہوا تھا جس کو وہ حقیقی معنوں میں لے کر راہ راست سے گمراہ ہو گئے۔

چندہ مستورات!!

بر موقعہ جلسہ سالانہ دسمبر ۲۷ء عیسوی

ویسے تو خدا کے فضل سے سلسلہ کی مستورات ہمیشہ انجمن کے دینی کاروبار میں خصوصیت سے حصہ لیتی رہی ہیں لیکن باقاعدہ شکل میں اور ایک معقول رقم کے رنگ میں یہ سلسلہ دسمبر ۱۹۲۲ء کے سالانہ جلسے شروع ہوا تھا۔ جب ہماری مستورات نے برلن مسجد کے لئے خاص قربانی کر کے نقدی اور زیورات کی شکل میں آٹھ دس ہزار روپیہ جمع کر دیا۔ اس کے بعد ہر جلسہ پر یہ سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ اس سال پھر ہماری مستورات انجمن کے لئے خاص اعانت کا موجب ثابت ہوئی ہیں جن کا بہت بہت شکریہ کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے۔ ان میں مرکز میں رہنے والی مستورات اور خصوصاً سکرٹری صاحبہ انجمن خواتین کا زیادہ حصہ ہے۔ جن کی عملی شمولیت اور کوشش سے انجمن اس قابل ہوئی ہے کہ اپنے کاموں میں اپنے دوش بدوش جماعت کی کل مستورات اور دیگر معاونین کو شامل کر سکے۔

(۱) ایک خاتون معلوم الاسم ۵ر
(۲) اہلیہ صاحبہ چودہری روشن الدین صاحب لاہور چھاونی ۵ر
(۳) اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر حسن علی سمندری صہ ر
(۴) ہمابو بشیر احمد صاحب ممدوٹ صہ ر
(۵) اہلیہ صاحبہ ملک صاحب لاہور صہ ر
(۶) " بابو عبد الرحمن صاحب لاہور صہ ر
(۷) " دین محمد صاحب بٹ صہ ر
(۸) " میاں رحیم بخش صاحب عـہ ر
(۹) " سردار خان صاحب پنڈی بہاءالدین ـــے ر
(۱۰) بنت شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹ ـــے ر
(۱۱) اہلیہ صاحبہ منشی محمد بخش صاحب چک نمبر ۲۵۵ عـہ ر
(۱۲) بنت مولوی خدا بخش صاحب شملوی [illegible]
(۱۳) والدہ صاحبہ ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور [illegible]
(۱۴) اہلیہ صاحبہ مقبول احمد صاحب اورسیر شاہدرہ صہ ر
(۱۵) " ملک الٰہی بخش صاحب لائل پور [illegible]
(۱۶) ہمشیرہ صاحبہ شیخ عبد الرحمن صاحب امرتسر صہ ر
(۱۷) ہمشیرہ (معلوم الاسم) سیالکوٹ [illegible]
(۱۸) اہلیہ صاحبہ مولانا صدر الدین صاحب لاہور [illegible]
(۱۹) " ملک محمد دین صاحب صہ ر
(۲۰) " خان صاحب بابو منظور الٰہی صاحب نقد [illegible] زیور [illegible]
(۲۱) " چودہری علی گوہر صاحب چک ۵ پنیار صہ ر
(۲۲) معرفت اہلیہ صاحبہ سید ممتاز حسین شاہ صاحب لاہور نقد [illegible] زیور صہ ر
(۲۳) اہلیہ صاحبہ حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات [illegible]
(۲۴) " مولوی غلام سرور صاحب [illegible]
(۲۵) " عبد المجید خان صاحب وکیل پشاور [illegible]
(۲۶) معرفت " " " " [illegible]
(۲۷) ایک بزرگ خاتون صاحبہ معلوم الاسم [illegible]
(۲۸) اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب [illegible]
(۲۹) بیگم صاحبہ خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب لاہور [illegible]
(۳۰) اہلیہ صاحبہ قاضی سمیع اللہ صاحب سرگودھا صہ ر
(۳۱) دختران " " " [illegible]
(۳۲) اہلیہ صاحبہ سید الطاف حسین شاہ صاحب لاہور [illegible]
(۳۳) اہلیہ صاحبہ چودھری محمد حسین صاحب لاہور [illegible]
(۳۴) اہلیہ صاحبہ حافظ محمد حسین صاحب گجرات [illegible]
(۳۵) " سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر لاہور [illegible]
(۳۶) " ہدایت اللہ صاحب [illegible]
(۳۷) " سید ممتاز علی شاہ صاحب لاہور [illegible]
(۳۸) " شیخ محمد حیات صاحب انجنیر شیخوپورہ [illegible]
(۳۹) " ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جہلم [illegible]
(۴۰) (عبد الغفور ـ رؤف ـ امتیاز) از جڑانوالہ ـــے ر
(۴۱) متفرق طور پر [illegible]
(۴۲) اہلیہ صاحبہ چودھری ظہور احمد صاحب لاہور [illegible]
(۴۳) بنت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب [illegible]

میزان کل ۵۲۵ ـ ۸ ـ

(باقی دوسرے کالم میں)

(۴۴) محمودہ بنت شیخ نور احمد صاحب مرحوم وعدہ صہ ر
(۴۵) اہلیہ صاحبہ شیخ محمد دین جان صاحب وکیل وعدہ صہ کل [illegible]

زیورات

(۴۶) اہلیہ صاحبہ سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور ـ بالیاں طلائی جڑاؤ دو عدد (جگنو طلائی جڑاؤ ایک عدد تیلے طلائی جڑاؤ دو عدد)
(۴۷) " سید ممتاز حسین شاہ صاحب لاہور ایک عدد ٹیکہ طلائی۔
(۴۸) بیگم صاحبہ خان بہادر ملک محمد حسین صاحب صدر بلدیہ لاہور ـ چوڑیاں طلائی دو عدد
(۴۹) اہلیہ صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ ـ ایک عدد جھمکی طلائی جوڑا
(۵۰) " ملک عبد الرحمن صاحب قصور ـ دو عدد چوڑیاں طلائی
(۵۱) " شیخ عبد الرحمن صاحب سب جج امرتسر ایک جوڑی کڑے طلائی
(۵۲) والدہ صاحبہ شیخ عبد الرحمن صاحب امرتسر ایک عدد جوڑی طلائی
(۵۳) اہلیہ صاحبہ سلطان جان صاحب تحصیلدار گوجر خان ایک انگشتری طلائی
(۵۴) اہلیہ خان شاہ محمد خان صاحب انجنیر ایک جوڑی تیلا ؟ پہنچیاں طلائی۔
(۵۵) ایک بی بی از معاونین ایک سٹ بٹن طلائی۔
(۵۶) معرفت [illegible] خان صاحب دہلی ایک آویزہ جوڑ طلائی۔
(۵۷) [illegible] ایک جوڑی مرکیاں طلائی۔

مذاکرۂ علمیہ

تقدیر مبرم و تقدیر معلق

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

سوال (۱) موت کے کیا معنے ہیں۔ اور کیا معقول دوا علاج سے زمانہ گھٹ بڑھ سکتا ہے اور موت ٹل سکتی ہے؟

(۲) کیا بیماری میں گڑبڑ اور بے قاعدہ علاج کرنے سے انسان اپنی موت کا باعث خود ہو جاتا ہے۔

(۳) کیا اللہ تعالےٰ نے ہر شخص کا زمانہ زندگی پیشتر سے مقرر کر رکھا ہے اور اس میں کسی طریقہ پر رد و بدل یا کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

(۴) دوا علاج بہتر تلاش کرنے کی کیوں ضرورت ہے۔

جواب - یہ چاروں سوالات درحقیقت ایک ہی سوال کے چار حصے ہیں یا ایک ہی سوال کو مختلف شکلوں میں پیش کیا ہے۔ اس لئے جواب ایک ہی جگہ عرض کر دیتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

موت تو صرف جسم انسانی کی زندگی کے خاتمہ کا نام ہے۔ جب یہ جسم اپنی زندگی کو کھو بیٹھتا ہے۔ تو نفس انسانی اس سے جدا ہو کر اپنی ترقی کے لئے ایک دوسرے عالم میں داخل ہو جاتا ہے جسے عالم برزخ کہتے ہیں۔

تقدیر مبرم

اب رہا یہ سوال کہ کیا زندگی انسانی ہر ایک شخص کی پہلے سے مقرر کردہ ہے۔ اور کیا وہ یا کسی طریقہ سے اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ اس امر کے لئے کچھ باتیں اصولی طور پر بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ تو بدیہی امر ہے کہ جب کوئی شخص ایک گھڑی بناتا ہے تو اس کے مقصد کو مد نظر رکھکر وہ ہر ایک کل پرزہ ایک خاص اندازہ سے اس میں بناتا ہے اسی طرح جب یہ کارخانۂ عالم جناب الٰہی نے بنایا۔ تو اس کی پیدائش کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر ایک چیز کو ایک خاص اندازہ سے بنایا اور پھر اسی اندازہ کے مطابق اسے چلایا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ سبح اسم ربك الاعلى الذی خلق فسوىٰ - والذی قدر فهدىٰ یعنی اپنے رب کے نام کی تسبیح کر جس نے پیدا کیا۔ پھر ٹھیک ٹھاک بنایا اور جس نے اندازہ کیا۔ اور پھر ہر چیز کو اس کے مطابق کام میں لگا دیا۔ یہاں صاف صاف فرمایا کہ ہر چیز کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اس سے بہتر اس کام کے لئے پیدائش نہیں ہو سکتی۔ اور ہر چیز کو ایک خاص اندازہ سے پیدا کرکے اپنے اپنے کام میں لگا دیا ہے۔ اس کا نام تقدیر مبرم ہے جسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔

تقدیر اور تدبیر

انسان کو جب خلافت الٰہیہ کے لئے پیدا کیا جیسا کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ سے ظاہر ہے تو اسے اخلاق الٰہیہ سے رنگین کیا۔ اور ادراک اور ارادہ اور خودشناسی اور خود اختیاری دے کر اس قابل بنایا کہ وہ علم کو حاصل کرکے اس کے مطابق عمل کرکے تمام دنیا پر حکومت کرے۔ یہاں تک کہ ملائکہ کو جو مختلف عناصر اور قوتوں پر حکمران تھے۔ انسان کی فرمانبرداری کا حکم دے دیا۔ انسان اپنے ادراک اور عقل سے اپنے کرنے کے کاموں کو سوچتا اور غور کرتا اور اپنے کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تجویزیں اور سعی کرتا ہے۔ جسے تدبیر کہتے ہیں۔ یوں سمجھ لو کہ جس طرح جناب الٰہی جب کسی امر کو خلق کرنا چاہتے ہیں تو اس کے اندازہ کو تقدیر کہتے ہیں۔ اسی طرح انسان جب کسی مقصد کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو جو اس کے لئے اندازہ اور سعی کرتا ہے اسے تدبیر کہتے ہیں۔ اس کی کل تدبیریں اسباب سے وابستہ ہیں۔ وہ جب کوئی نتیجہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے وہ اسباب کو تلاش کرتا ہے اسباب کی اسی تلاش کا نام سعی ہے۔ جس کے متعلق قرآن میں ہے لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ کہ انسان کے لئے نہیں ہے مگر جو وہ سعی کرے۔ گویا سعی کرنا فرض انسانی قرار دیا۔ پس اس تدبیر و سعی کے سلسلہ میں جب وہ صحیح اسباب حاصل کر لیتا ہے تو نتیجہ اس کے حسب منشا نکلتا ہے۔ اور جب اسے صحیح اسباب نہیں ملتے تو نتیجہ اس کے خلاف منشا نکلتا ہے۔ بہرحال اسباب کو تلاش کرنا اور ان سے کام لے کر کسی نتیجہ پر پہنچ جانا یہ انسان کی مقدرت اور وسعت کے اندر رکھا گیا ہے۔ ورنہ انسان کا دنیا میں آنا بے معنی تھا۔ اور اس کے عقل و شعور اور فہم و ادراک کا کچھ فائدہ نہ تھا۔ اور خلافت الٰہیہ ایک مہمل بات تھی۔

تقدیر معلق

پس سلسلہ اسباب و نتائج میں ایک حد تک انسان کو دسترس حاصل ہونا یہ بھی پہلے ہی سے جناب الٰہی نے اندازہ کر لیا تھا۔ اور ہر سبب پر جس سے انسان کام لیتا ہے جو نتیجہ نکلتا ہے اس کا نام تقدیر معلق ہے یعنی جناب الٰہی نے پہلے ہی سے یہ قاعدہ بنا رکھا ہے کہ انسان جب کسی سبب سے کام لے گا تو اس کا نتیجہ ضرور نکلے گا۔ صحیح اسباب سے کام لے گا تو نتیجہ حسب منشا پائے گا۔ غلط اسباب سے کام لے گا۔ تو نتیجہ خلاف منشا نکلے گا۔ اسی تقدیر معلق کے نیچے تمام سعی و عمل اور ترقیات انسانی کا ظہور ہے۔ اس تقدیر کو معلق اسی لئے کہا گیا ہے کہ یہ اسباب سے وابستہ ہے۔ مثلاً ایک مریض کا غلط علاج ہو رہا تھا وہ موت کی طرف جا رہا تھا۔ اچانک صحیح علاج مل گیا۔ اور وہ مریض موت سے بچ گیا تو یہ کہا جائے گا کہ اس کی موت ٹل گئی۔ ایسا تقدیر بھی جو اسباب کے ساتھ وابستہ تھی۔ غرض کہ کل اعمال انسانی اور ترقیات اسی تقدیر معلق سے وابستہ ہیں۔ انسان غلط اسباب سے اپنی عمر کم بھی کر لیتا ہے اور صحیح اسباب سے بڑھا بھی لیتا ہے۔ بد پرہیزیوں سے عمر کم ہو جاتی ہے صحت کے اصولوں پر چلنے سے بڑھ جاتی ہے۔

انسانی عمر میں کمی و زیادتی

غرضیکہ تقدیر معلق میں دونوں باتیں ممکن ہیں۔ خود قرآن میں ہے وما يعمر من معمر ولا ينقص من عمره الا فی کتٰب (سورہ فاطر) یعنی نہ کسی شخص کی عمر زیادہ کی جاتی ہے اور نہ اس کی عمر میں سے کم کیا جاتا ہے۔ مگر وہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی کسی شخص کی عمر میں جو کمی زیادتی ہے وہ کسی قانون اور تقدیر کے نیچے ہوتی ہے۔ یہی وہ تقدیر معلق ہے جس کے نیچے عمر گھٹ بھی سکتی ہے۔ بڑھ بھی سکتی ہے۔ دوسری جگہ سورہ ہود میں کفار کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔ ان استغفروا ربکم ثم توبوا الیه یمتعکم متاعاً حسناً الیٰ اجل مسمی ویؤت کل ذی فضل فضله وان تولوا فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر۔ یعنی اپنے رب کے حضور میں استغفار کرو۔ اور اس کی طرف رجوع کرو وہ تمہیں وقت مقرر تک دنیا میں اچھی طرح رسائے بسائے گا۔ اور اگر تم منہ موڑوگے تو میں ڈرتا ہوں کہ تم پر ایک بڑے سخت دن کا عذاب نازل ہوگا۔" یہاں دونوں تقدیریں صاف نظر آ رہی ہیں ایک تو عمر مقرر شدہ ہے۔ جو تقدیر مبرم۔ یعنی انسانی عمر کا زمانہ ایک محدود زمانہ ہے آخر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ تو تقدیر مبرم ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ اسی کو اجل مسمی فرمایا۔ مگر اس کے اندر انسان کے اپنے اعمال ہیں جو جاذب عذاب ہو کر انسان کو قبل از وقت ہلاک کر دیتے ہیں اور اگر انسان اُن اعمال سے باز آ جائے تو اللہ تعالیٰ اس تقدیر معلق کو ٹال دیتا ہے۔ پس ثابت یہ ہوا کہ انسان کی عمر کا ایک محدود زمانہ اللہ تعالےٰ نے مقرر فرمایا ہے وہ پیدا ہوتا ہے جوان ہوتا ہے۔ بوڑھا ہو کر ومن نعمره ننكسه فی الخلق کے ماتحت گھٹتا گھٹتا آخر کار موت پر ختم ہو جاتا ہے۔ یہ تقدیر مبرم ہے لیکن اس کے اندر اسباب و نتائج کے ماتحت عمر گھٹتی بھی ہے اور بڑھتی بھی ہے یہ تقدیر معلق ہے۔ اسی لئے صحیح اسباب کی تلاش کی جاتی ہے اور صحیح علاج دریافت کئے جاتے ہیں۔ اور درحقیقت یہی تگ و دو تمام علمی انکشافات اور ترقیات کی جڑ ہے۔

تقدیر کے باوجود اسباب کی تلاش ضروری ہے

میں یہ مانتا ہوں کہ تقدیر الٰہی نے اپنی مصلحتوں کے ماتحت کسی کی عمر کم رکھی ہے اور کسی کی زیادہ۔ بالکل ممکن ہے کہ کسی آدمی کی عمر کا زمانہ ۲۰ برس ہی ہو اور ۲۰ برس پر اس کی عمر کا خاتمہ تقدیر مبرم ہو۔ لیکن چونکہ ہمیں قطعاً علم نہیں دیا گیا کہ ہم تقدیر مبرم یا معلق میں فرق کر سکیں اس لئے ہم ہر ایک امر کو جو اسباب و نتائج سے تعلق رکھتا ہے تقدیر معلق ہی فرض کرکے اس کے لئے اسباب اور دعا سے کام لیتے اور ایسا کرنا ہم پر فرض ہے کیونکہ اگر ہم پہلے ہی سے کسی تقدیر کو تقدیر مبرم خیال کرکے تلاش اسباب میں سستی اور غفلت کریں گے تو بالکل ممکن کیا بلکہ اغلب ہے کہ وہ تقدیر معلق ہو اور ہم اپنی حماقت سے جو تقدیر کہ سعی اور دعا سے ٹل سکتی تھی اسے اپنے اوپر وارد کرکے نقصان اٹھالیں۔ پس مومن کا یہ فرض ہے کہ ہر ایک امر کو جو اسباب اور نتائج سے وابستہ ہے اسے تقدیر معلق فرض کرکے سعی اور دعا میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے۔ بڑی بڑی مشکلیں سعی اور دعا سے ٹل جاتی ہیں۔ لیکن جب باوجود سعی اور دعا کے تقدیر وارد ہو جائے تو مومن کا یہ بھی فرض ہے کہ تقدیر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ مان لے کہ یا تو میری سعی میں کوئی نقص رہ گیا یا یہ تقدیر مبرم تھی۔ بہرحال میں اپنے مولا کی مرضی اور تقدیر کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں جو کچھ کیا میرے رب نے صحیح اور درست کیا۔ اگر میری سعی میں کوئی نقص تھا تب اس کا نتیجہ یہی ہونا تھا جو ہوا۔ اور اگر تقدیر مبرم تھی تو میرے رب نے جو کیا یہی درست تھا۔ کیونکہ اس علیم و حکیم ذات کا کوئی فعل بلا حکمت نہیں ہوتا۔

صحیفہ قبض ارواح

سوال - میں نے اکسیر ہدایت میں دیکھا ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب کو اللہ تعالےٰ ایک صحیفہ تیار کرواتے ہیں اور اس میں وہ سب ارواح مندرج ہوتی ہیں جن کا قبض ارواح آئندہ شعبان کی پندرھویں شب سے پیشتر ہوتا ہے کیا اس کا یہی مطلب ہے کہ اس کے سوا اور کوئی موت واقع نہیں ہو سکتی۔

جواب - اکسیر ہدایت میں جو روایت ہو وہ ضروری نہیں کہ صحیح ہو اس روایت کے راویوں کا جب تک پتہ نہ ہو کیا معلوم صحیح ہے یا ضعیف ہے۔ بظاہر درایتاً تو یہ روایت قرآن کی آیات سے تطبیق نہیں کھاتی۔ اور جب تک ہمیں کوئی قرآن سے تطبیق دے کر نہ دکھا دے ہم مجبور ہیں کہ اسے چھوڑ دیں۔ کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کا جو کلام ہوگا وہ قرآن کے خلاف نہ ہوگا۔ خدا کے علم میں تو ہر چیز ازل سے ہے اسے ہر سال کسی صحیفہ کے تیار کرانے کی کیا ضرورت ہے۔ ممکن ہے ملائکہ کو سال بھر کے لئے کچھ احکام جاری ہوتے ہوں۔ لیکن جو کسی حکم کو جاری کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ اس کو منسوخ کرنے کی بھی طاقت رکھتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ یمحوا الله ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتٰب۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب۔ اور یہ بھی قرآن میں آتا ہے کہ "واللہ غالب علیٰ امره" اللہ اپنے امر اور حکم پر بھی غالب ہے۔

تبلیغی حصہ

(جناب مرزا سلطان احمد صاحب قادیان کے قلم سے)

اسلام میں دونوں رنگ کے اندر خیرات کا دینا انسان پر واجب کیا گیا ہے۔ زندگی میں بھی اور بعد از زندگی بھی۔

(۱) زندگی میں تو خود دے سکتا ہے۔ اور خود خرچ کر سکتا ہے بعد بعد از زندگی۔ یا تو وہ خود اپنی زندگی ہی میں کوئی ایسا صیغہ کھول جائے جو اس کے مرنے پر بھی جاری رہے۔ یا کوئی دوسرا شخص اس کے مرنے کے بعد بھی اس کی جانب سے اس کی جائداد میں سے یا اپنے روپیہ میں سے اس کے واسطے روحانی رنگ میں کوئی صدقہ اور خیرات کرے۔

(۲) میری تائی صاحبہ مرحومہ موسومہ حرمت بیگم واقعہ ۲۸ نومبر ۱۹۲۷ء بوقت شام وصال پا چکی ہیں وہ اپنی زندگی میں بھی خفیہ اور علانیہ اپنی جائداد میں سے بہت کچھ صدقہ اور خیرات کرتی تھیں۔ چونکہ اب وہ وفات پا چکی ہیں اور ان کا صلبی بیٹا کوئی نہیں تھا۔ مجھکو اپنا متبنیٰ بناکر بخوشی ساری جائداد قادیان کی میرے نام پر منتقل کر دی۔ آخر تک میرے ساتھ ان کا ایسا ہی سلوک رہا جیسا کہ حقیقی والدہ کا ہوتا ہے۔ میری خیرخواہی اور میری خاطر ان کی طرف سے ویسی ہی ہوتی رہی جیسی کہ حقیقی والدہ سے یا اس سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ ان کی وفات کے بعد ان کے نام پر حتی الامکان اپنی زندگی کے مختصر مراحل میں دنیا اور دین کے نیک کاموں میں خرچ کرتا رہوں بالفعل میں نے یہ تجویز کی ہے کہ ایک ہزار روپے میں تبلیغی فنڈ میں دوں اور یہ رقم ان لوگوں کو دوں جو اب تک اس کے اہل ثابت ہو چکے ہوں۔ میری رائے میں اب تک بلا کسی رو رعایت اور خطرہ کے دو ہی معتبر احمدی فرقے ہی خود کو اس کے اہل ثابت کر چکے ہیں۔

(۱) قادیانی جماعت (۲) لاہوری جماعت۔

چونکہ میں ان دونوں جماعتوں کو اہل تسلیم کرتا ہوں اور دونوں کو ایک ہی مقصد کا شیدائی اور ایک ہی مرکز کا گرویدہ سمجھتا ہوں اس واسطے مبلغ پانصد روپیہ حضرت میاں صاحب کی تحویل میں دیتا ہوں اور پانصد روپیہ حضرت مولوی محمد علی صاحب کے سپرد کرتا ہوں وہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کریں۔ کیونکہ مجھکو یہ روپیہ صرف جائداد مرحومہ سے لینا ہے جو وہ اپنی زندگی میں مجھے دے چکی ہیں جس کے ساتھ کسی اور کا تعلق نہیں۔ اس واسطے میں یہ دونوں رقوم ہر دو مرکزوں یعنی قادیان اور لاہور میں بالاقساط ادا کرنے کا ذمہ لیتا ہوں۔ لہٰذا اس کی ایک نقل الفضل میں اور دوسری نقل پیغام صلح میں شایع ہونے کے لئے بھیجی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ — ۱۷ رجب سنہ ۱۳۴۹ھ — نمبر ۲

سالانہ جلسے کے بعد ہمیں کیا کرنا چاہئے

حضرت مسیح موعودؑ نے سالانہ اجتماع کا جو سلسلہ قائم کیا تھا اس کے جہاں اور بہت سے اغراض تھے۔ ہاں ایک سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ اس سالانہ اجتماع کے ذریعے تبلیغ و اشاعت اسلام جیسا عظیم الشان کام کرنے والی جماعت کے قوائے عمل کو ہر سال از سر نو تازہ کیا جائے۔ مختلف اقوام و ملل کی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ جب کوئی قوم کسی نئے مقصد کو لے کر اٹھتی ہے۔ تو اول اول اس کے افراد میں اس مقصد معین کے حصول کے لئے حد درجہ کا ولولہ اور جوش پایا جاتا ہے۔ لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے فقست قلوبھم کا نقشہ جمتا جاتا ہے۔ قوم کو اپنے مقصد معین سے ایک قسم کا ذہول ہو جاتا ہے جس سے قوائے عمل شل ہو جاتے ہیں۔ اور افراد میں حرکت کے بجائے جمود کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو آخر کار ذلت و مسکنت تک پہنچا دیتی ہے۔ احمدی جماعت کو اسی خطرہ سے محفوظ رکھنے کے لئے امام الزماں نے سالانہ اجتماع کی بنیاد ڈالی۔ تاکہ جماعت کے افراد کو اپنے حقیقی مقصد تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام سے بُعد نہ ہو جائے۔ اور اس عظیم الشان خدمت دین کی طرف ان کی ہمیشہ توجہ رہے۔ اور اس طرح ان کے قوائے عمل بیکار ہونے سے بچ جائیں۔ اور وہ اپنے اصل کام کو بیش از بیش جوش و سرگرمی سے سرانجام دیتے رہیں۔ سالانہ جلسہ کی کامیابی و ناکامی کا اندازہ بھی اسی اہم مقصد کو پیش نظر رکھ کر کرنا چاہئے یعنی سالانہ اجتماع اسی صورت میں کامیاب سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ اس سے افراد قوم کے اندر ایک نیا جوش، نئی امنگیں اور بیش از بیش مستعدی و سرگرمی پیدا ہو جائے۔ اور آئندہ سال کا کام گزشتہ سال سے اگر بہت بڑھ چڑھ کر نہ ہو تو اس سے کم بھی نہ ہو۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ سالانہ جلسہ کا سب سے بڑا مقصد تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے قوم کو بیدار رکھنا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس اہم فریضہ کی ادائیگی کیونکر ہو سکتی ہے۔ تبلیغ کے معنے ہیں دین حق کا دوسروں تک پہنچانا اور اشاعت اسلام کے معنے ہیں اسلام پھیلانا یا دوسروں کو راہ راست پر لانا۔ ظاہر ہے کہ دوسروں کو راہ راست پر اسی صورت میں لایا جا سکتا ہے۔ کہ ہم پہلے خود راہ راست پر گامزن ہوں۔ راستی بلاشبہ دوسرے پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی۔ لیکن اگر اس راستی کو پیش کرنے والا خود اپنے عمل سے اس راستی کے راست ہونے پر مہر لگائے تو پھر اس کی قبولیت اور بھی یقینی ہو جاتی ہے۔ اگر ہم دوسروں کو اسلام میں لانے کے مدعی ہیں تو سب سے پہلے ہمیں خود اسلام پر عامل ہونا چاہئے دوسروں کو نیکی کی ہدایت کرنے سے پہلے خود نیک بننا ضروری امر ہے۔ ورنہ وہی بات ہوگی خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت۔ ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اسی نظر سے اپنی زندگی کو دیکھے۔ اور جہاں جہاں اصلاح کی ضرورت ہو وہاں اصلاح کرے۔ ہماری نیکی صرف ظاہریت اور رسمیات ہی تک محدود نہ ہونی چاہیے۔ بلکہ زندگی کے ہر پہلو میں اس کا جلوہ نمودار ہونا چاہیے۔ نیکی صرف یہی نہیں کہ ظاہر طور پر مومنوں کی سی شکل بنا کر چند رسمی باتوں کو پورا کر دیا۔ بلکہ حقیقی نیکی یہ ہے کہ ہر ایک امر میں احکام قرآن کی پابندی کی جائے۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی خاص خیال رکھا جائے۔ اگر ایک شخص ڈاڑھی رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے لیکن اپنے قرابت داروں کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے یا اسی طرح کسی اور معاملہ میں حقوق العباد کی نگہداشت نہیں کرتا تو ایسا شخص نیک کہلانے کا ہرگز مستحق نہیں۔ ایسا شخص اگر دوسروں کو نیک بننے کی تلقین کرے تو کیا اثر ہو سکتا ہے۔ اس لئے تو قرآن حکیم نے فرمایا ہے لا تقولون ما لا تفعلون دوسروں کو نیک بنانے کے لئے پہلے خود نیک بننے کی ضرورت ہے انبیا و صلحا کی باتیں موثر اور کارگر اسی لئے ہوتی ہیں کہ وہ خود نیک ہوتے ہیں۔ ایک با عمل انسان کی تلقین دوسروں کو نیکی کی طرف مائل کرنے کے لئے ایک خاص طاقت اپنے اندر رکھتی ہے۔ دور کیوں جائیں خود ہماری جماعت میں بعض بزرگ ایسے ہیں کہ وہ جہاں کہیں جاتے ہیں ایک جماعت پیدا کر لیتے ہیں۔ اور اس کو خدمت دین پر لگا دیتے ہیں۔ یہ بات محض زبانی تلقین سے پیدا نہیں ہو جاتی بلکہ ان کی ذاتی نیکی دوسروں پر اثر ڈالتی ہے اور انہیں اپنے رنگ میں رنگین کر لیتی ہے۔ اگر ہم میں کثرت سے ایسے لوگ پیدا ہو جائیں تو جماعت میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہوتی رہے۔ الغرض جس عظیم الشان کام کا ہماری جماعت نے بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ اس کے لئے جس چیز کی سب سے پہلے ضرورت ہے وہ یہی ہے کہ ہم اپنے نفسوں کی اصلاح کریں۔ دوسروں کی اصلاح کرنا بے شک اس سے بڑھ کر شاندار کام ہے لیکن اس کی صلاحیت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے کہ پہلے اپنی اصلاح کی جائے۔ دوسروں کی رہبری کرنے کے لئے پہلے اپنی گمراہی دور کرنا لابدی ہے۔ اور اس کا طریق یہ ہے کہ ہر روز ہم اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں۔ جو کمزوریاں ہمیں دکھائی دیں ان کی اصلاح کے لئے مسلسل کوشش کریں۔ اور جو اچھی باتیں نظر آئیں ان پر مداومت کریں۔ یقین جانئے کہ اصلاح نفس تبلیغ و اشاعت اسلام کا پہلا زینہ ہے۔ جب اس پر دسترس حاصل ہو گئی تو پھر دوسرے تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔

اصلاح نفس کی اہمیت کا ذکر اوپر ہو چکا۔ اب اس کے بعد اصلاح خلق یعنی تبلیغ و اشاعت اسلام کا درجہ ہے۔ اس کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ایک تو اس عملی نمونہ کی ضرورت ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ دوسرے تعلیمات قرآنی کی نشر و اشاعت کی۔ اس دوسری ضرورت کے پورا کرنے کے لئے ہمت اور سرمایہ دونوں درکار ہیں۔ اور اگر سچ پوچھو تو اصل چیز ہمت ہی ہے۔ کیونکہ یہ وہ چیز ہے جو سرمایہ کے سوال کو بھی حل کر دیتی ہے۔ اگر ہم کمر ہمت باندھ لیں تو سرمایہ کا فراہم کر لینا کچھ مشکل بات نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک اس بات کا عہد تو پہلے ہی کر چکا ہے کہ وہ اپنی آمدنی سے ایک حصہ اشاعت اسلام کے لئے دے گا۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس عہد کو پورا کرنے کی انتہائی کوشش کی جائے۔ اور ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہو جس کے ذمہ بقایا چندہ ہو۔ ہر شخص اپنے مقررہ وقت پر مقررہ چندہ ادا کرے جس سے مرکزی انجمن کا بہت سا روپیہ اور وقت جو مطالبات میں صرف ہوتا ہے بچ جائے۔ اور کسی اور مفید کام میں صرف ہو۔ فراہمی سرمایہ کے سلسلہ میں دوسری ضروری بات یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے حلقہ احباب میں فراہمی چندہ کے لئے تحریک کرے۔ اور متواتر ناکامیابی کی صورت میں بھی بددل نہ ہو وہ یہ سمجھ لے کہ اس کا کام محض یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اس نیک کام میں اعانت کرنے کی دعوت دے۔ ماننا یا نہ ماننا لوگوں کا کام ہے جس کو ازل سے سعادت سے حصہ مل چکا ہے وہ ضرور اس دعوت پر لبیک کہے گا۔

تعلیمات اسلامی کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں سب سے پہلے اس بات کا التزام کرنا چاہیے کہ جہاں کہیں کوئی جماعت ہو وہاں درس قرآن کریم کا سلسلہ جاری کیا جائے۔ اور اس کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے اس کے بعد اس لٹریچر کا نمبر آتا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً سلسلہ کی طرف سے شائع ہوتا رہتا ہے۔ خدا کے فضل سے ہمارے سلسلہ نے اسلام پر نہایت مفید اور قابل قدر لٹریچر پیدا کیا ہے۔ جس قدر دنیا میں اس کی اشاعت ہوگی اسی قدر اشاعت اسلام کے کام میں مدد ملے گی۔ پس ہماری جماعت کے ہر فرد کو اس امر کی سعی کرنی چاہیے کہ مسلمانوں اور دیگر قوموں میں سلسلہ کا لٹریچر اشاعت پذیر ہو۔ اس سلسلہ میں اگر اخبارات و رسائل سلسلہ کا نام بھی لے لیا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا کیونکہ اخبارات و رسائل بھی تعلیمات اسلامی کے نشر و اشاعت کے سلسلہ میں بہت مفید کام کر رہے ہیں۔ پس ہر احمدی کو چاہیے کہ وہ اپنے سلسلہ کے اخبارات و رسائل کی توسیع اشاعت کے لئے سعی بلیغ سے کام لے۔

یہ ہے ان فرائض کا مختصر سا خاکہ جو بحالت موجودہ ہم پر عائد ہوتے ہیں اور جن کی بجا آوری کے بعد ہی ہمیں یہ کہنے کا استحقاق حاصل ہوگا۔ کہ ہمارا سنہ ۲۹ء کا سالانہ اجتماع نہایت کامیاب رہا۔

احمدیہ میوچل ریلیف فنڈ

مسلمان عام طور پر غریب ہوتے ہیں۔ اور اسی لئے بوقت مرگ اتنا اثاثہ نہیں چھوڑتے کہ ان کے بعد ان کے عیال فارغ البالی سے گزارہ کر سکیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیوائیں عسرت و تنگدستی میں بسر کرتی ہیں۔ اور بچے زیور تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ زمانہ کا چلن کچھ اس قسم کا ہے کہ اول تو رشتہ دار ایسے موقع پر ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی ایسا کرنا چاہتا ہے تو کر نہیں سکتا۔ ہماری جماعت میں بھی ایسے واقعات پیش آ جاتے ہیں جہاں بیواؤں اور یتیم بچوں کو دوسروں کا دست نگر ہونا پڑتا ہے ان مشکلات کے حل کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے "احمدیہ میوچل ریلیف فنڈ" کے نام سے ایک فنڈ کھولا ہے جس کا کام جماعت کی بیواؤں اور یتیم بچوں کی اعانت ہوگا قواعد و ضوابط اور فارم رکنیت چھپ چکے ہیں۔ جو درخواست آنے پر دفتر انجمن سے مفت مل سکتے ہیں۔ ہر احمدی بھائی کو چاہیے کہ وہ اس فنڈ کا ممبر بنے۔

رسم پرستی کی بھینٹ

رسم و رواج کی پابندی نے مسلمانوں کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ مسلمان قوم ابھی تک بحیثیت مجموعی اس رسم پرستی کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتی۔ حیدر آباد سے یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی ہے کہ ایک تحصیلدار صاحب کی لڑکی کی شادی تھی۔ رسم و رواج کے مطابق لڑکی کو زیورات بھی پہنانے تھے۔ جس کے دینے کا وعدہ ایک ساہوکار نے کر رکھا تھا۔ عین وقت پر جب تحصیلدار صاحب زیورات لینے کے لئے ساہوکار کے پاس گئے تو اس نے انکار کر دیا۔ اس مایوسی کے عالم میں تحصیلدار صاحب نے خودکشی کر لی۔ کیا یہ واقعہ مسلم سوسائٹی کے لئے باعث عبرت نہیں۔ اگر سوسائٹی سے یہ رسم و رواج کی لعنت دور ہو جائے اور اس کی جگہ اسلامی سادگی پیدا ہو جائے تو ایسی ہولناک خودکشیوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے۔

چوری

جناب ملک محمد عمر صاحب نمبردار درمس تنکہ ڈاکخانہ خور [illegible] ضلع کیمبل پور اطلاع دیتے ہیں کہ جب وہ سالانہ جلسہ پر آئے ہوئے تھے تو ان کی عدم موجودگی میں ان کے مکان پر چوری ہو گئی اور چور زیورات اور اسباب کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کی بہت سی کتابیں بھی چرا کے لے گئے۔ صرف دو کتابیں باقی بچی ہیں ملک صاحب فرماتے ہیں کہ کتابوں کی چوری محض اس لئے عمل میں آئی ہے کہ میں ان کتابوں کے ذریعہ سلسلہ کی تبلیغ کرتا تھا۔ اور یہ بات بعض دشمنان سلسلہ کو ناگوار تھی۔ ہمیں اس صدمہ میں ملک صاحب سے دلی ہمدردی ہے اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو آسان کرے۔ اور ان کا مسروقہ مال برآمد ہو جائے۔

مقدمہ لائٹ کا فیصلہ

مسٹر ننکن ایڈیشنل مجسٹریٹ لاہور نے لائٹ کے مقدمہ کا جو فیصلہ دیا ہے وہ گزشتہ پرچہ میں مختصراً شائع ہو چکا ہے۔ سزا بلاشبہ شدید ہے

جاء الحق وزهق الباطل

حال ہی میں ایک علم دوست انگریز مسٹر رکس انگورم سے جو مذہب اسلام کے مطالعہ میں مصروف ہیں۔ اسلام کے متعلق ان کی رائے دریافت کی گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ

"میں گزشتہ چار سال سے اسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں اور میں نے اسے معاشرتی عملی اور مفید مذہب پایا ہے یہ ایک وسیع عملی مذہب ہے۔ جس میں مذہبی آدمیوں کی وساطت تک ہی سب کچھ محدود نہیں۔ میرا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام محض ایک بڑے پیغمبر ہیں۔ اور خدا صرف ایک ہے۔ جو رحیم و رحمان ہے اور جس کے روبرو غریب آدمی اور خلیفہ یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلام کی خوبیاں مسیحیت سے بڑھی ہوئی ہیں۔"

یہ ہے اسلام کے متعلق ایک غیر جانبدارانہ رائے۔ مسٹر رکس انگورم ہی پر کیا موقوف ہے۔ جو شخص بھی تعصب کی عینک اتار کر اسلام کا مطالعہ کرے گا۔ وہ اس کی سچائی اور برتری کا معترف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان خیالات سے نہایت آسانی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کی از حد ضرورت ہے۔ الوہیت مسیح کا باطل عقیدہ اہل یورپ کے دلوں سے اٹھ رہا ہے اور اب وہ اسلام ایسے سادے اور سچے مذہب کی تلاش میں ہیں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ممالک مغربیہ میں چند سال سے تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام شروع کر رکھا ہے۔ اور اس کے جو شاندار نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ وہ اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ اگر صاحب ہمت مسلمان مستقل مالی اعانت سے اس انجمن کو اس قابل بنا دیں کہ وہ یورپ کے ہر ایک ملک میں اپنا تبلیغی مشن قائم کر سکے۔ تو چند سال کے اندر ایک انقلاب عظیم پیدا ہو سکتا ہے۔ کوئی ہے جو اس آواز پر لبیک کہے۔

فریضۂ زکوٰۃ

آج کی اشاعت میں کسی دوسری جگہ زکوٰۃ کے متعلق مفصل احکام درج ہیں۔ ان کے اندراج سے غرض یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو عموماً اور احمدی جماعت کو خصوصاً اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی طرف متوجہ کیا جائے۔ احمدی جماعت خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اسے چاہیے کہ نہ صرف وہ خود اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی توجہ دلائے۔ آج مسلمانوں کے قومی کام قلت سرمایہ کے باعث جس کس مپرسی کی حالت میں ہیں۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اگر مسلمان پابندی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کریں اور اس روپیہ کو مفید قومی کاموں میں صرف کریں۔ تو بہت سے قومی کام چل نکلیں۔ اور چندوں کی مانگ کم ہو جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان قوم اس ضروری فریضہ کی ادائیگی میں نہایت ہی غفلت سے کام لے رہی ہے۔ قوم کے اکثر حصے کو سرے سے اس طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ اور جنہیں اس کی توفیق ملی ہے ان میں سے اکثر اپنی مرضی سے جا و بیجا صرف کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر اسی روپیہ کو کسی نظام کے ماتحت فراہم اور صرف کیا جائے تو بہت سے مفید قومی کام چل نکلیں۔ خدا کے فضل سے احمدی جماعت کا نظام موجود ہے۔ پس ہر صاحب نصاب احمدی کو چاہیے کہ وہ اپنی واجب الادا زکوٰۃ اپنی مرکزی انجمن کو بھیجے۔ اور دوسرے صاحب نصاب مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے اپنی رقوم زکوٰۃ اسی انجمن کو دیں۔ ہر مقام پر احمدیوں کو اس کام کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔

جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

دسمبر ۱۹۳۴ء کے آخری ایام میں الہ آباد میں "آل انڈیا آدی ہندو کانفرنس" کے نام سے اچھوتوں کا ایک جلسہ مسٹر جے اسے گوسئے ایم۔ ایل۔ سی ناگپور کی صدارت میں منعقد ہوا۔ ہندوؤں کی چیرہ دستیوں کا رونا روتے ہوئے جناب صدر نے فرمایا۔

"میری رائے میں ہماری معاشرتی اور مذہبی مشکلات کو دور کرنے کے لیے حکومت خود اختیاری کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہندو راج کا جو تلخ تجربہ ہمکو گزشتہ زمانہ میں ہو چکا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اب بھی اونچی ذات کے ہندوؤں کی حکومت کے ماتحت ہماری حالت پہلے سے بھی بُری ہو گی۔ اس لیے ہندوستان کو سوراج عطا کرنے کے یہی معنے ہوں گے کہ ہماری غلامی کی زنجیروں کو مضبوط کیا جائے۔"

یہ اپنوں کا تلخ تجربہ اور شکایت ہے۔ بیگانوں کا تو ذکر ہی کیا

ہندو ریاستیں اور مذہبی آزادی

آل انڈیا تبلیغ کانفرنس دہلی نے ایک قرارداد کے ذریعہ سے حکومت ہند کو توجہ دلائی ہے کہ وہ ہندو ریاستوں کے مسلمان باشندوں کی مذہبی آزادی میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہونے دے۔ اور ان تمام بالواسطہ یا بلا واسطہ کارروائیوں کا انسداد کرے جن سے عقائد مذہبی کی بنا پر تشدد یا عدم رواداری کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ نیز یہ درخواست کی گئی ہے کہ حکومت ان مقدمات کی تحقیقات کے لئے ایک غیر جانبدار کمیشن مقرر کرے۔ جن میں ہندو ریاستوں کی مسلمان رعایا کے ساتھ مذہبی عدم رواداری کے واقعات پیش آئے اور ایسی تمام شکایات کو دور کرے۔ اور آئندہ ایسی ناجائز کارروائیوں کے روکنے کے لئے موثر انسدادی تدابیر اختیار کرے۔

جب سے شدھی کی رو شروع ہوئی ہے اس وقت سے اس قسم کے مذہبی تشدد اور عدم رواداری کے بہت سے واقعات بعض ہندو ریاستوں میں پیش آئے ہیں۔ حکومت ہند کا فرض ہے کہ وہ امن عامہ کی خاطر ایسی تدابیر اختیار کرے جن سے آئندہ اس قسم کے واقعات کا انسداد ہو سکے۔ ہمارے خیال میں بہتر ہوگا اگر مسلمان ہر مقام پر جلسے منعقد کر کے آل انڈیا تبلیغ کانفرنس کی اس قرارداد کی تائید کریں۔ اور اس طرح اپنے جذبات و حسیات سے حکومت کو آگاہ کریں۔ اکثر ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کی حالت سخت ناگفتہ بہ ہے۔ اور وہ بالکل بے بس ہیں۔ ان کی حالت کو بہتر بنانے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ برطانوی ہند کے مسلمان تقریر و تحریر کے ذریعہ حکومت ہند کو اس بات پر آمادہ کر لیں کہ آئندہ وہ ہندو ریاستوں میں ایسے ناگوار واقعات کا اعادہ نہ ہونے دے۔

بھائی پرمانند کا ایک اور سچ

یادش بخیر۔ بھائی پرمانند کا وجود بھی آریوں میں بسا غنیمت ہے آپ کبھی کبھی ہندوؤں کو بیدار کرنے کے لئے اسلام اور مسلمانوں کے متعلق ایک آدھ سچی بات بھی کہہ گزرتے ہیں۔ آسام اور برما کے دورہ سے واپس آکر آپ نے آسام میں اسلام کی حیرت انگیز اشاعت کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

"آسام کی زمین زرخیز ہے۔ جہاں چالیس پچاس سال پیشتر ایک بھی مسلمان نہیں تھا۔ آج وہاں مسلمانوں کی آبادی ۳۴ فیصدی تک پہنچ گئی ہے"

آریہ دوست کہا کرتے ہیں کہ ہندوستان میں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ اگر بھائی پرمانند کا بیان سچ ہو اور یقیناً اس کو غلط سمجھنے کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے تو پھر بتایئے کہ گزشتہ چالیس پچاس سال کے عرصہ میں آسام پر کونسا جابر مسلمان بادشاہ حکمران تھا۔ جس نے تلوار کے زور سے ۳۴ فیصدی آبادی کو مسلمان بنا لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام پہلے بھی اپنی تعلیم کی سادگی اور پختگی کے باعث پھیلا۔ اور اب بھی دنیا کے مختلف حصوں میں سرعت سے پھیل رہا ہے۔ یہ کہنا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ایک ایسی لغو اور بے دلیل بات ہے جس کا ثبوت خود دشمنان اسلام بھی دینے سے قاصر رہے ہیں۔ بھائی پرمانند کے الفاظ نے اس قدیم فرضی روایت کی کھلے طور پر تردید کر دی ہے۔ کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے طاقت شمشیر چاہیئے۔

اقوال قدسی

(۱) حضرت ابوبکر صدیق روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ میں تم کو بتاؤں کہ کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کون کون سے ہیں۔ ہم نے عرض کی فرمایئے یا رسول اللہ۔ حضور نے فرمایا .... خبردار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ خبردار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ آنحضرت بار بار یہی فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ خاموش نہ ہوں گے۔ (بخاری)

(۲) حضرت جابر سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص میرے ممبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے خواہ وہ ایک سبز مسواک کے متعلق ہو وہ خود اپنی جگہ دوزخ میں بناتا ہے۔ (ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ اگر حقیر سے حقیر چیز کے متعلق بھی جھگڑا ہو تو اس کے متعلق جھوٹی قسم کھانا یا جھوٹی گواہی دینا جہنم خریدنا ہے۔

(۳) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو شخص جھوٹی بات کو ترک نہ کرے اور اس پر عمل کرے خدا اس کی روٹی اور پانی ترک کرنے کی پروا نہیں کرتا۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ روزے کا ثواب بھی اس وقت ملتا ہے جب زبان کو بُری باتوں سے بچایا جائے۔

(۴) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سے دریافت کیا گیا کہ غیبت کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے متعلق ایسی بات کہے جو اسے ناگوار ہو۔ سائل نے عرض کی کہ جو بات میں کہوں اگر وہ سچی ہو تو بھی یہ غیبت ہو گی۔ حضور نے فرمایا ہاں اگر وہ بات سچی ہو تو یہ غیبت ہے۔ اور اگر سچی نہ ہو تو یہ بہتان ہے۔ جو تو نے اپنے بھائی پر باندھا۔ (ابوداؤد)

(۵) حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چغل خور بہشت میں داخل نہ ہوگا۔

(۶) حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ لوگوں پر من گھڑت بہتان نہ باندھا کرو۔ (بخاری)

(۷) حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔ (نسائی)

(۸) اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو اس کے بندوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری)

(۹) خدائے رحمان رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے پس اہل زمین پر رحم کرو۔ تا وہ جو آسمان پر ہے تم پر رحم کرے۔ (ابوداؤد)

(۱۰) وہ شخص یقیناً بدنصیب ہے جس کے دل سے رحم اٹھ گیا۔ (ترمذی باب رحمۃ الناس)

(۱۱) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں قبیلہ حمیر کی ایک گندمی رنگ کی عورت کو دیکھا جسے صرف اس گناہ کی پاداش میں عذاب دیا جا رہا تھا کہ اس نے ایک بلی کو بھوکے پیاسے باندھے رکھا اور اسے نہ کچھ کھانے کو دیا اور نہ اسے کھولا تا وہ چوہے وغیرہ کھا لیتی۔ (مسند امام اعظم)

(۱۲) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ایک بدکار عورت کو اللہ تعالیٰ نے محض اس لئے بخش دیا کہ اس نے ایک دفعہ ایک کنوئیں کے پاس ایک کتے کو زبان نکالے ہوئے دیکھا اور قریب تھا کہ پیاس کی شدت سے مر جائے۔ اس عورت نے اپنی جوتی نکال کر اپنی اوڑھنی سے باندھی اور کنوئیں میں سے پانی نکالکر اس کتے کو پلایا۔ اس پر وہ بخشی گئی۔ صحابہ نے دریافت کیا کہ کیا جانوروں پر رحم کرنے کا بھی ثواب ہے۔ فرمایا کہ ہر ایک جانور پر رحم کرنے سے اجر ملتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۳) حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ آنحضرت نے جانوروں کو ایک دوسرے کے ساتھ لڑانے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۴) تم میں بہترین وہ ہیں جن کی عمریں سب سے زیادہ لمبی اور سب سے اچھے اخلاق ہوں۔

(۱۵) نیک بات کہنا بھی صدقہ اور فیض رسانی ہے۔

(۱۶) جو شخص ایک ایماندار بھائی پر لعنت کرے وہ گویا اس کا قاتل ہے

(۱۷) بدترین خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے وہ تجھے سچا سمجھ رہا ہو لیکن تو جھوٹ بول رہا ہو۔

مراسلات

اسلام اور دیگر مذاہب

(بہ سلسلہ اشاعت گزشتہ)

(شیخ صادق علی صاحب پٹیالوی کے قلم سے)

مسلمان اپنے مذہب کے نام سے شرمندہ نہیں رضیت لکم الاسلام دینا - ہم نے تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا۔ کیا ہی پیارا نام ہے جو اس نے محبوب دین کے لیے پسند فرمایا ہے لن یقبل غیر الاسلام دینا۔ اسلام کے سوا اور کوئی دین پسند نہیں کیا جائے گا - اور ہے بھی یہی - اسلام کے معنی ہی امن اور آشتی کا مذہب ہیں - جس میں ایک طرف اپنے خالق سے اور دوسری طرف اس کی مخلوق سے صلح کی طرف اشارہ ہے۔ لفظ اسلام اپنے ماننے والوں کے اخلاق اور ذہنیت ظاہر کرنے کے لئے ایک کھلی ہوئی وسیع کتاب ہے - مسلمان کو اس امر پر سچا فخر ہے کہ دنیا کے مذہب میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی صحیح اور جامع تعریف ہو سکتی ہے - خدا کی توحید - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت - قرآن کے منجانب اللہ ہدایت کے اقرار اور فرشتوں اور آخرت پر ایمان کا نام اسلام ہے۔ دنیا کے چاروں طرف چلے جاؤ - ہر ایک شخص کا جو مسلمان کہلاتا ہے ان باتوں پر ایمان ہوگا - وہ ان میں سے کوئی اصول کم یا زیادہ نہیں کر سکے گا - یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے - کہ اس وقت جبکہ دنیا میں مذاہب کی عظیم الشان جنگ ہو رہی ہے - سوائے اسلام کے دنیا کا کوئی مذہب اپنی تعریف نہیں کر سکتا - جو اس کے تمام ماننے والوں پر حاوی ہو - اور یہی اسلام کی برتری، صداقت اور منجانب اللہ ہونے کی سب سے زبردست دلیل ہے - اور اسی میں یہ پیشگوئی ہے کہ جس طرح تمام مذاہب کی تعریفیں محو کر دی گئی ہیں اسی طرح ان کے فرضی اور جھوٹے نام بھی مٹا دیئے جائیں گے - ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله - پاک ہے وہ خدا جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا - تاکہ اسے کل مذاہب عالم پر غالب کرے - یہ عجیب بات ہے اور اہل ذوق کے سوچنے کے لائق ہے - کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے ساتھ ہی سوائے عربی کے ان تمام زبانوں کو مٹا دیا گیا جن میں کبھی مختلف آسمانی کتابیں نازل ہوئی تھیں - اور سوائے اسلام کے ان مذاہب کی تعریف بھی صفحہ ہستی سے مٹا دی گئی - جن سے ان کی تخصیص ہو سکتی تھی -

بدھ مذہب کو لو - خدا کو ایک ماننے والا بھی بدھ مذہب کا پیرو خدا کی ہستی کا منکر بھی بدھ - حضرت گوتم کو خدا ماننے والا بھی بدھ اور گوتم کی خدائی کا منکر بھی بدھ - بعینہ یہی حال عیسائیت کا ہے - حضرت مسیح کو خدا ماننے والا بھی عیسائی، حضرت مسیح کو نبی ماننے والا بھی عیسائی اور اس خدائی میں مریم صدیقہ کو شامل کرنے والا بھی عیسائی - غرضیکہ دنیا کا کوئی مذہب لو - اس کی کوئی جامع اور مانع تعریف نہیں ہو سکتی ہندوؤں کی ژولیدہ حالی کا تو ذکر ہی عبث ہے - خدا کو ماننے والا بھی ہندو - خدا کی ہستی سے منکر بھی ہندو - ایک خدا کے بجائے تینتیس کروڑ خداؤں کا پرستار بھی ہندو - ویدوں کو ماننے والا بھی ہندو - ویدوں کو پاؤں سے ٹھکرا دینے والا بھی ہندو چھوت کرنے والا بھی ہندو - اور جس سے چھوت کی جاتی ہے وہ بھی ہندو اس قوم کی ستم ظریفی دیکھئے کہ چوہڑے چماروں اور دیگر اچھوت اقوام کو اب تک مردم شماری میں ہندو لکھواتی ہے - ادھر گورنمنٹ ہے کہ ان کے شور و غوغا سے مرعوب ہو کر ان اقوام کو ہندو لکھتی ہے ان کی تعداد کے مطابق ہندوؤں کو حق نمائندگی دیتی ہے اور ان غاصبوں سے یہ سوال نہیں کرتی کہ اگر یہ اچھوت اقوام ہندو ہیں تو پھر مذہب کے کسی ایک اصول میں تو ان کی دوسرے ہندوؤں سے شرکت ضروری ہے - یہ عجیب قسم کے ہندو ہیں کہ جن کو چھونے سے دوسرا ہندو ناپاک ہو جاتا ہے - گورنمنٹ یہ بھی دریافت نہیں کرتی کہ اگر یہ اچھوت اقوام ہندو ہیں - تو آریہ ان کو شدھ کر کے اور کیا بنا لیتے ہیں - منو کے قوانین ذات

بے شک سخت ہیں - اور ہر ایک مورخ قیامت تک ان کی تلخ سچی کو برا کہتا چلا جائے گا - مگر گورنمنٹ برطانیہ کے عہد حکومت پر بھی ہمیشہ کے لئے یہ ایک بدنما دھبہ رہے گا - کہ وہ باوجود اپنی عظیم الشان طاقت کے ہندو جیسی بزدل اور کمزور اور محض شور مچانے والی قوم سے ہمیشہ دبی رہی - اور اس نے ان اچھوت اقوام کے لئے کچھ نہ کیا - بلکہ ان کے حقوق اسی ظالم قوم کو سپرد کر دیئے جس نے بے شمار صدیوں سے انہیں قعر ذلت میں گرا رکھا ہے -

بظاہر یہ حالات نہایت امید افزا ہیں - اور ان عقائد پر پختہ ایمان ہوتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کی فتح و کامیابی یقینی ہے - مسلمانوں کا خدا ایک ہے - جو جامع جمیع صفات ہے - اور اس پر دلی ایمان سے مسلمان قوم میں حریت و مساوات کا موجود ہونا لازمی ہے - رسول پاک کا اسوۂ حسنہ زندگی کے ہر ایک شعبہ میں فلاح و کامیابی کی ضمانت ہے - یہ وہ طریق عمل ہے جس نے ایک بیکس یتیم کو عرب کا بادشاہ بنا دیا ہے - اور بادشاہ بھی ایسا کہ ابتدائے آفرینش سے مادر گیتی کوئی دوسرا ایسا انسان پیدا نہیں کر سکی جس کا ایسا سچا اور پر جوش احترام ہوتا - آخرت پر ایمان ہر ایک مسلمان کے لئے زبردست دعوت عمل ہے - جو شخص ہر وقت اپنے مالک کے پیش نظر ہے اور اس کی طرف سے کسی خاص خدمت پر مامور ہے - حسن کار پر اس کی عطا و بخشش کا امیدوار اور کوتاہی پر اس کے عتاب سے ترساں ہے - جو اپنے افعال کے لئے ہی نہیں بلکہ اپنے اندرونی پوشیدہ خیالات کے لئے بھی اپنے تئیں کسی دنیوی گورنمنٹ کے نہیں بلکہ اس زبردست ہستی کے سامنے جوابدہ سمجھتا ہے جس کی دل کی انتہائی گہرائیوں پر نظر ہے - اور یہ آخرت پر ایمان کا لازمی جزو ہے - ایسے شخص کی کامیابی میں کیسے شک ہو سکتا ہے - پھر اس کے مذہب کا نام اسلام اس امر کا متقاضی ہے کہ اس کا ماننے والا ذاتی اور قومی وقار کے علاوہ اپنے تمام دوسرے حقوق سے خدا کے لئے دست بردار ہو جائے - اور دوسری تمام دنیا کے حقوق کو اپنے اوپر تسلیم کرے - ایسے باوقار انسان اور ایسی باعزت قوم سے دنیا کی ہر ایک طاقت مغلوب ہو جائے گی - مگر یہ عجیب ہے کہ جہاں اسلام تمام دنیا سے اپنے اصولوں کو منوا رہا ہے - اور ان میں گھر کر رہا ہے - خواہ وہ ابھی اس کا کھلا اعتراف نہ کرتے ہوں - وہاں ہم مسلمان کہلانے والے روز بروز گرے چلے جا رہے ہیں - اس کے وجوہ پر ہم ان شاء اللہ آئندہ اشاعت میں تبصرہ کریں گے

جلسہ سالانہ کیلئے مسلم ہائی سکول لاہور کی مالی امداد

نام	رقم
(۱) ہدایت خاں جماعت دوم	۲-۰-۰
(۲) عبد الباقی صاحب 〃	۱-۰-۰
(۳) عبد العلی صاحب 〃	۱-۰-۰
(۴) جعفر خاں صاحب 〃	۱-۰-۰
(۵) مشیر علی صاحب 〃	۲-۰-۰
(۶) محمد اقبال صاحب 〃	۱-۰-۰
(۷) ضیاء الرحمن صاحب 〃	۱-۰-۰
(۸) عبد الہادی صاحب جماعت نہم	۲-۰-۰
(۹) محمد اشرف صاحب 〃	۱-۰-۰
(۱۰) عبد الرحمن صاحب 〃	۲-۸-۰
(۱۱) عبد الغفور صاحب 〃	۲-۸-۰
(۱۲) عبد النعیم صاحب 〃	۱-۰-۰
(۱۳) تاج محمد صاحب 〃	۱-۰-۰
(۱۴) محمد صادق صاحب 〃	۰-۸-۰
(۱۵) قمر الدین صاحب 〃	۰-۴-۰
(۱۶) محمد ریاست جماعت ششم	۱-۰-۰
(۱۷) محمد اشرف صاحب	۱-۰-۰
(۱۸) فضل الرحمن صاحب	۱-۰-۰
(۱۹) عبد اللہ صاحب	۲-۰-۰

باقی تیسرے کالم میں

اعانت مقدمات

گزشتہ فہرست کے بعد مندرجہ ذیل رقومات احباب سے وصول ہوئی ہیں جنہیں شکریہ کے ساتھ درج اخبار کیا جاتا ہے - اللہ تعالیٰ مخلص احباب کو بہترین ہدیہ عطا فرمائے جنہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ اس مقدمہ کی وجہ سے نہ صرف ہمارے معزز دوست مولوی محمد یعقوب خاں صاحب اور ان کے رفقاء کو ہی مصیبت پہنچی ہے - بلکہ ہر فرد قوم کا اس میں حصہ ہے - اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے -

جن جن احباب کو براہ راست چٹھیاں لکھی گئی ہیں اور انہوں نے ابتک اس میں حصہ نہیں لیا ان کی خدمت میں مکرر التماس ہے کہ موجودہ رقم کفتنی نہیں ہے - براہ مہربانی وہ جلدی اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنے آپ کو اس ثواب سے محروم نہ کریں -

نام	رقم
(۱) معرفت حافظ محمد بخش صاحب حکیم ایل او کاڑہ، مرسلہ حکیم محمد یار صاحب ذوق	۱۱
(۲) از جماعت لاہور چھاؤنی معرفت قاضی عبد العزیز صاحب سکرٹری	۶-۱۰
(۳) از جماعت پشاور معرفت دلاور خاں صاحب سکرٹری	۳۱
(۴) 〃 لائلپور 〃 قاضی محمد فضل خاں صاحب سکرٹری	۵
(۵) 〃 سیالکوٹ معرفت ماسٹر رحیم بخش صاحب سکرٹری	۲۳-۲
(۶) مستری یعقوب علی صاحب جموں	۲۰
(۷) حکیم محمد یار صاحب ذوق از منٹگمری	۶
(۸) از جماعت شملہ معرفت شیخ محمد لطیف صاحب سکرٹری	۵-۰
(۹) از چودھری شاہ دین صاحب جماعت دہلی	۱-۰
(۱۰) سید الف شاہ صاحب فتح جھنگ	۱۲
(۱۱) ماسٹر انعام اللہ خاں صاحب لورالائی	۱-۰
(۱۲) ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ	۱۵-۰
(۱۳) معرفت شیخ محمد نصیب صاحب از فیروزپور	۹۸-۲-۶
(۱۴) متفرق رقومات	۲۸-۹-۶
(۱۵) منشی فضل احمد صاحب	۲-۰
(۱۶) معرفت ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب از دربند	۶-۰
(۱۷) شیخ قمر الدین صاحب سوداگر چشمہ جہلم	۲
(۱۸) میاں غلام حسین صاحب ٹیلر ماسٹر 〃	۵-۰
(۱۹) منشی عبد الکریم صاحب 〃	۱
(۲۰) بابو محمد عالم صاحب 〃	۱
(۲۱) منشی عطا احمد صاحب ٹھیکہ دار 〃	۱-۰
(۲۲) بابو عبد الحنان صاحب 〃	۲-۰
(۲۳) نامعلوم الاسم 〃	۱-۰
(۲۴) از جماعت سفید ڈھیری پشاور	۱۸-۲
(۲۵) احمد دین صاحب بغداد	۲۳-۳
(۲۶) حکیم محمد یار صاحب ذوق معرفت قاضی عبد الرحمن صاحب از مظفر گڑھ	۱-۰
(۲۷) ایم حبیب الرحمن صاحب جمشید پور ٹاٹا نگر	۱-۰
(۲۸) از جماعت شملہ معرفت سکرٹری	۱-۰
(۲۹) ایک مسلم معرفت منیجر اخبار لائٹ	۲۰-۰
(۳۰) خاں صاحب اکبر اینڈ سن معرفت منیجر اخبار لائٹ	۱-۰
میزان کل	۳۲۸-۱۱

دوسرے کالم کا بقیہ

نام	رقم
(۲۰) محمد اسحاق جماعت ششم	۵-۰-۰
(۲۱) محمد امین جماعت پنجم	۱۰-۰-۰
(۲۲) عبد الستار 〃	۱۰-۰-۰
(۲۳) فیض محمد 〃	۰-۸-۰
(۲۴) محمد اسلم جماعت سوم	۱-۰-۰
(۲۵) مشکور الحسن 〃	۰-۸-۰
(۲۶) احمد خاں 〃	۰-۸-۰
(۲۷) ابراہیم چپڑاسی 〃	۱-۰-۰
(۲۸) محمد حکیم جماعت پنجم	۰-۸-۰
میزان کل	[illegible]-۱۲

زکوٰۃ اور اس کے احکام

احمدی احباب کی توجہ کے قابل

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

فرضیت و اہمیت زکوٰۃ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار فرماتا ہے اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور سچے مومنوں کی علامات میں فرماتا ہے یقیمون الصلوٰۃ و یوتون الزکوٰۃ وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نماز کے سوا کوئی عمل ایسا نہیں جس پر قرآن کریم میں اس قدر زور دیا گیا ہو جس قدر زکوٰۃ پر دیا گیا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کو عذاب الیم کی خبر سنائی گئی ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں۔ اور اس سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خبر دیدو۔ کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ اور جس کی زکوٰۃ دیدی جائے خواہ وہ کتنا مال ہو وہ اس آیت کے تحت میں نہیں آتا۔

زکوٰۃ کا نہ دینا مشرکوں اور منکرین قیامت کا شیوہ قرار دیا گیا ہے۔ وویل للمشرکین الذین لا یوتون الزکوٰۃ وھم بالاٰخرۃ ھم کافرون۔ اور مشرکوں پر ویل ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔

کوئی شخص اخوت اسلامی میں داخل ہونے کا اہل نہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتا۔ فان تابوا و اقاموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین۔ سو اگر وہ توبہ کریں اور زکوٰۃ دیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

آنحضرت صلعم سے صحیح حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج۔ پس جو شخص ان پانچ باتوں میں سے ایک کو چھوڑتا ہے۔ وہ اسلام کی بنیاد پر قائم نہیں رہتا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی بذریعہ بیت المال ہی ہو سکتی ہے

قرآن کریم میں اگر ایک طرف مسلمانوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم ہے تو دوسری طرف رسول اللہ صلعم کو حکم ہے کہ وہ زکوٰۃ وصول کریں۔ خذ من اموالھم صدقۃ اور آپ کے بعد ائمۃ المسلمین کو یہی حکم ہے۔ اور جو خیرات کی جائے اس کے متعلق یہ حکم نہیں۔ زکوٰۃ فرض ہے۔ اور دوسرے صدقات بطور نفل ہیں۔ جہاں زکوٰۃ کے خرچ کرنے کی مختلف مدات کا ذکر ہے۔ وہاں یہ بھی ہے کہ والعاملین علیھا یعنی زکوٰۃ میں سے ان لوگوں کو بھی تنخواہیں دی جائیں گی۔ جو اس کے وصول کرنے کے لئے مقرر ہوں۔ جس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا باقاعدہ وصول ہو کر قومی بیت المال میں جمع ہونا ضروری ہے۔ احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاملین زکوٰۃ مقرر کرنے کا ذکر ہے۔ اور وہ سب زکوٰۃ جمع کر کے بیت المال میں جمع کرتے تھے۔ اور آپ نے ہی وہ حساب بھی بتایا جس حساب سے زکوٰۃ مال میں سے لینی چاہیئے۔ اور کسی شخص کے اختیار پر اس بات کو نہیں چھوڑا کہ کس قدر زکوٰۃ دے۔ اور یہ بھی حکم تھا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے کی رائے کے آگے سر جھکایا جائے۔

حضرت ابوبکر کے زمانہ میں جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ کے بیت المال میں داخل کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر نے ان کے ساتھ جنگ کا حکم دیا۔ اور صحابہ نے اس کی صحت کو تسلیم کیا۔ ان سب باتوں سے ظاہر ہے کہ زکوٰۃ ہر شخص اپنی جگہ پر فقراء و مساکین کو دے کر ادائیگی زکوٰۃ کے حکم سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کا ایک بیت المال میں جمع ہو کر وہاں سے مناسب مدات پر خرچ ہونا ضروری ہے چندے جو ہمارے احباب ادا کرتے ہیں۔ وہ بھی انہی دیگر صدقات میں آتے ہیں جو بطور نفل ہیں۔ اصل فرض زکوٰۃ ہے اور اس کا حساب کر کے بیت المال میں داخل کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد چندہ جس قدر کوئی شخص چاہے ادا کرے۔ زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے صدقات میں ہر انسان مجاز ہے۔ جس طرح چاہے انہیں خرچ کرے مگر زکوٰۃ کو اپنی مرضی سے خرچ نہیں کر سکتا۔ ہاں ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم پایا جاتا ہے۔ واذا خرصتم فخذوا ودعوا الثلث فان لم تدعوا الثلث فالربع یعنی جب تم غلہ وغیرہ کا اندازہ زکوٰۃ کے لئے کرو تو اسے لو اور ایک تہائی چھوڑ دو۔ امام شافعی کہتے ہیں۔ تہائی یا چوتھائی زکوٰۃ کے چھوڑ دینے کا حکم اس لئے ہے کہ وہ شخص خود اسے اپنے ہمسایوں اور قریبیوں پر خرچ کرے۔ یعنی ایسے قریبیوں پر جو مستحق زکوٰۃ ہیں۔

نوٹ۔ قرآن کریم اور ان احادیث کے احکام کے مطابق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بیت المال قائم کیا ہے جس میں سب ممبران کی زکوٰۃ کا داخل ہونا ضروری ہے۔ اور آخری حدیث کی منشا کے مطابق ہر زکوٰۃ دہندہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اگر چاہے تو ایک تہائی زکوٰۃ کی چیز اپنے طور پر خرچ کرنے کے لئے رکھ لے۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر کس حساب سے ہے

(۱) نقدی و زیورات۔ نقدی خواہ سونا ہو یا چاندی یا نوٹوں کی صورت میں اپنے پاس جمع ہو یا کسی جگہ امانت کے طور پر جمع ہو زیورات خواہ روپے کو جمع رکھنے کی غرض سے بنوائے گئے ہوں خواہ استعمال کے لئے۔ خواہ شب و روز پہنے جاتے ہوں۔ خواہ رکھے رہتے ہوں۔ ان پر بھی نقدی کی طرح زکوٰۃ ہے۔ مگر ان میں جس قدر چاندی یا سونا لگا ہے۔ اسی پر زکوٰۃ ہے۔ اگر وہ جڑاؤ ہیں تو جڑاؤ پر زکوٰۃ نہیں۔ نہ ہی جواہرات پر زکوٰۃ ہے۔ صرف سونے یا چاندی کی قیمت پر زکوٰۃ ہے۔ جو اس میں لگا ہے۔

زیور کی زکوٰۃ پر احادیث موجود ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک عورت آنحضرت صلعم کی خدمت میں آئی۔ اور اس کی لڑکی کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے۔ آپ نے فرمایا ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ تو فرمایا کیا چاہتی ہو کہ قیامت کے دن یہ آگ کے کڑے ہوں؟

حضرت ام سلمہ نے کچھ سونے کا زیور پہنا تھا۔ اور آپ نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ ایسا مال تو نہیں جس پر عذاب کی خبر قرآن شریف میں ہے۔ تو آپ نے فرمایا جو چیز زکوٰۃ کو پہنچ جائے اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ اور ایسی ہی ایک حدیث حضرت عائشہ کے متعلق ہے۔ یہ تینوں حدیثیں ابوداؤد میں ہیں۔

جس نقدی یا زیور پر پورا سال گزر گیا ہو اگر وہ چاندی یا نوٹوں کی شکل میں ہے۔ تو باون روپے سے زیادہ مالیت ہونے کی صورت میں اور اگر سونا ہے ۷½ تولہ سونے سے زیادہ ہونے کی صورت میں اڑھائی روپیہ فی سیکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔

مال تجارت پر زکوٰۃ ہے

مال تجارت پر زکوٰۃ حدیث نبوی سے اور امت کے تعامل سے ثابت ہے اور مجاہد کے نزدیک وانفقوا من طیبات ما کسبتم تجارت کی زکوٰۃ کے بارہ میں ہے۔ لیکن چونکہ تجارت کا مال بعض وقت ایک مدت تک بغیر نفع دینے کے بھی پڑا رہ سکتا ہے۔ اس لئے ایسے مال تجارت پر جو سال کے اندر فروخت نہیں ہوا کوئی زکوٰۃ نہیں جب وہ فروخت ہوگا اسی وقت اس پر زکوٰۃ بھی واجب الادا ہوگی۔ اور اس وقت صرف ایک ہی سال کی زکوٰۃ واجب الادا ہوگی۔ حضرت امام مالک کا یہی مذہب ہے۔ وانہ ان لم یبع ذالک العرض سنین لم یجب علیہ فی شیء من ذالک العرض من زکوٰۃ وطال زمانہ فاذا باعہ فلیس علیہ الا زکوٰۃ واحدۃ

اور اصول جو شارع علیہ السلام نے مقرر ہے اس کی رو سے بھی یہی بات حق معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ زکوٰۃ کا اصول مویشی میں سے مویشی اور غلہ میں سے غلہ اور نقدی میں سے نقدی ہے۔ لیکن چونکہ جو مال تجارت ان چیزوں کے علاوہ ہے اس میں سے ہر چیز کا جا بجا بیسواں حصہ لینا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک ایک دکاندار کے پاس سینکڑوں اشیا ہوتی ہیں۔ پس مال تجارت پر سے زکوٰۃ صرف بصورت نقدی لی جا سکتی ہے۔ اور یہی عمل رسول اللہ صلعم اور صحابہ کا معلوم ہوتا ہے لیکن نقدی کی صورت میں اس حصہ مال پر زکوٰۃ وصول ہو سکتی ہے۔ جو نقدی کی صورت میں تبدیل ہو چکا ہو۔ مثلاً ایک شخص کی دکان میں پچاس ہزار کا مال ہے اس میں سے سال میں پندرہ ہزار کا مال فروخت ہوا۔ تو گویا یہ پندرہ ہزار کا مال بصورت نقدی تبدیل ہو گیا اور اس پر زکوٰۃ واجب الادا ہو گئی۔ لیکن باقی پر نہیں۔ اور یوں بھی جو مال بند پڑا رہا۔ اور فروخت نہیں ہوا۔ نامی نہیں کہلا سکتا۔ پس تجارت کے مال کی تین صورتیں ہیں۔

اول۔ یہ کہ سارا سرمایہ جو تجارت پر لگایا گیا ہے۔ وہ سال بھر میں واپس نہیں ہوا۔ یعنی کل مال فروخت نہیں ہوا۔ تو زکوٰۃ صرف اس حصہ پر ہے جو فروخت ہوا۔ یعنی سال بھر میں جس قدر مال فروخت ہوا اس پر ۲½ فیصدی کے حساب سے زکوٰۃ ہے۔

دوم۔ یہ کہ سارا سرمایہ بار بار وصول ہوتا اور تجارت پر لگتا رہا۔ مثلاً ایک شخص کے پاس دس ہزار سرمایہ ہے۔ اور اس نے اس کا کچھ سامان خریدا۔ وہ ایک دو ماہ میں فروخت ہوا۔ پھر اس سے اور سامان خریدا۔ اور وہ بھی فروخت ہو گیا۔ اور یوں سال میں کئی دفعہ ہوا۔ تو صرف اصل سرمایہ پر سال میں ایک دفعہ زکوٰۃ بحساب ۲½ فیصدی واجب الوصول ہوگی۔

سوم۔ یہ کہ سرمایہ بصورت کسی انڈسٹری کے ہے۔ جیسے مشین وغیرہ لگا کر کام کا چلانا۔ تو اس صورت میں بھی سرمایہ پر زکوٰۃ ہوگی ان تینوں صورتوں میں حساب سالانہ ہوگا۔ اور ہر سال کی اصل فروخت یا اصل سرمایہ پر زکوٰۃ ہوگی۔ لیکن اگر سرمایہ میں کچھ حصہ قرضہ کا بھی ہے۔ تو قرضہ والا حصہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگا۔ جس قدر سرمایہ یا فروخت بڑھے یا گھٹیں گے اسی قدر زکوٰۃ بھی کم یا زیادہ ہوگی اور تینوں صورتوں میں یہ جائز ہوگا کہ کل فروخت یا کل سرمایہ میں سے ان اخراجات کو منہا کیا جائے جو اس تجارت یا انڈسٹری سے خاص ہیں مثلاً بصورت تجارت کرایہ دکان یا تنخواہ ملازمین دکان اور بصورت انڈسٹری اس کے علاوہ خرچ مرمت مشین وغیرہ۔

غلہ وغیرہ پیداوار زمین پر زکوٰۃ ہے

زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ ہے۔ اور اس کا ذکر قرآن کریم میں خصوصیت سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ انگور، کھجور، زیتون، انار اور مختلف قسم کے کھیتوں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلوا من ثمرہ اذا اثمر واٰتوا حقہ یوم حصادہ۔ اس کے پھل سے کھاؤ۔ جب وہ پھل لائے اور اس کے کاٹنے کے دن اس کا حق دو۔ یہ حق زکوٰۃ ہے۔ اور زمین پر خراج جو ہندوستان میں گورنمنٹ وصول کرتی ہے۔ وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔ کیونکہ حقہ کے اندر نہیں آتا۔ بلکہ وہ گورنمنٹ اپنے آپ کو ایک گونہ مالک زمین قرار دے کر وصول کرتی ہے۔ علاوہ ازیں زکوٰۃ کے خاص مصارف قرآن کریم میں بتائے گئے ہیں جن میں یا دو تر فقراء۔ مساکین۔ مولفۃ القلوب اور جہاد فی سبیل اللہ کا حصہ ہے۔ اور زمین کے خراج کا روپیہ جو گورنمنٹ وصول کرتی ہے۔ ان مصارف پر نہیں لگتا۔ پھر یہ خراج ہر مالک زمین سے وصول ہوتا ہے امیر ہو یا غریب نصاب ہو یا نہ ہو۔ زکوٰۃ صرف اغنیا پر ہے۔ اور جس قدر کسی فصل میں پیداوار ہو اسی کا معینہ حصہ ہے۔ البتہ یہ خراج چونکہ مجبوراً دینا پڑتا ہے اس لئے لازمی اخراجات زمین میں شمار ہوگا۔ گویا زمین کی پیداوار اس قدر کم سمجھی جائے گی۔ مثلاً ایک شخص کے پاس بیس گھماؤں زمین ہے۔ جس میں سے پچاس من گیہوں پیدا ہوتی ہے۔ جس کی قیمت اندازاً ڈیڑھ سو روپیہ سمجھ لو۔ مگر اس زمین پر اسے پچاس روپے خراج سرکار کو بھی دینا پڑتا ہے۔ تو اس کی پیداوار ایک سو روپیہ سمجھی جائے گی اور اسی پر زکوٰۃ محسوب ہوگی۔ ایسا ہی اگر ایک شخص نے دوسرے سے اجارہ لے کر زمین کو کاشت کیا ہے۔ تو جس قدر رقم بطور اجارہ دینی پڑی ہے وہ خرچ لازم میں محسوب ہوگی۔ اور نصاب کا اندازہ بھی اس کی منہائی کے بعد ہوگا۔ لیکن اس صورت اجارہ پر دینے والے نے بھی فی الحقیقت زمین کی پیداوار کا ہی ایک حصہ لیا ہے۔ اس لئے جو رقم وہ بطور اجارہ لے وہ غلہ کے قائم مقام سمجھی جا کر اس پر زکوٰۃ غلہ کی طرح ہی واجب الادا ہوگی۔ گویا یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس زمین کی پیداوار میں دو شریک ہو گئے۔ ایک اصل مالک زمین اور ایک کاشتکار اور ہر ایک پر اس کے حصہ کے مطابق زکوٰۃ ہے۔ بشرطیکہ وہ آمد نصاب سے زیادہ ہو۔

غلہ کا نصاب

حدیث میں کھجور کا نصاب پانچ وسق ہے۔ جو ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع چار مد ہے اور مد ۱⅓ رطل اور رطل آدھ سیر۔ تو اس حساب

سے بیس من پختہ کھجور کا نصاب ہوا ۔ بس یہی نصاب غلوں کا ہے ۔ خواہ گیہوں ہو یا جو یا باجرہ یا چنا یا کوئی اور غلہ جن کا نرخ قریباً قریباً برابر ہے لیکن ایسی پیداوار ارضی جو نسبتاً زیادہ گراں ہے ۔ جیسے کپاس ۔ اس کا نصاب بھی کم ہونا چاہیئے ۔ چنانچہ احادیث میں نہ صرف سونے اور چاندی کے نصاب میں فرق رکھا ہے بلکہ اونٹ گائے بکری سب کے نصاب میں فرق ہے ۔ اور چونکہ ہر چیز کے لیے علیحدہ نصاب مقرر کرنا مشکل ہے ۔ اس لئے ایسی پیداوار ارضی کا جو عام غلوں سے زیادہ گراں ہے سب کا نصاب باون روپے رہے گا جو نقدی کا نصاب ہے ۔ اور نصاب کا حساب یوں کیا جائے گا کہ اول پیداوار ارضی دیکھی جائیگی پھر اس میں سے اسی قدر کمی کی جائے گی جس قدر خراج زمین پر مالک زمین یا سرکار کو دینا پڑا ہے ۔ باقی ماندہ پیداوار اگر بیس من پختہ سے زیادہ ہے یا باون روپے سے زیادہ قیمت کی ہے تو اس پر زکوٰۃ لی جائے گی ۔

زمین کی ہر قسم کی پیداوار پر اگر زمین بارانی ہے یا قدرتی نہروں سے سیراب ہوتی ہے ۔ تو زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی ۔ اگر چاہی یا نہری ہے جس پر آبیانہ ادا کرنا پڑتا ہے ۔ تو بیسواں حصہ ۔

ایسی فصلیں جو زمیندار صرف مویشی کے لیے بوتے ہیں ان پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی ۔ اور ایسا ہی ان ترکاریوں ۔ سبزیوں اور پھلوں پر بھی کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی جو اپنے گزارہ کے لیے کاشت کی جاتی ہیں لیکن جو سبزیاں اور پھل وغیرہ فروخت کے لیے کاشت ہوتی ہیں ۔ اور ایسا ہی جو فصلیں صرف فروخت کے لیے کاشت کی جاتی ہیں ۔ یا فروخت کردی جاتی ہیں ۔ جیسے خربوزہ نیل وغیرہ ان سب میں زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا ہے ۔ لیکن نصاب سہولت کے لیے باون روپے رہے گا ۔ یعنی باون روپے سے زیادہ کی اگر کسی فصل کی فروخت ہے تو اس پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا ہے ۔

جو لوگ زمین کو خود کاشت نہیں کرتے ۔ بلکہ اجارہ یا حصہ پر دے کر دوسروں سے کاشت کراتے ہیں ۔ ان کی پیداوار ارضی ہی روپیہ یا غلہ سمجھا جائے گا ۔ جو وہ وصول کرتے ہیں ۔ اور خراج سرکاری اگر وہ خود ادا کرتے ہیں ۔ تو اس سے منہا کرنے کے بعد اگر نصاب غلہ سے زیادہ ہو یا بصورت روپیہ باون روپیہ سے زیادہ انہیں آمد ہو تو اس پر زکوٰۃ اسی حساب سے ہوگی جو اوپر ذکر ہوا ۔

کرایہ مکانات پر زکوٰۃ

مکانات کے کرایہ پر اگر ایک سال کی آمدنی کرایہ باون روپے سے زیادہ ہو تو زکوٰۃ بحساب اڑھائی روپے فی سینکڑہ ہوگی اپنے رہائشی مکانات پر یا جن مکانات کا کوئی کرایہ وصول نہیں ہوتا ۔ کوئی زکوٰۃ نہیں ۔

مویشی پر زکوٰۃ ہے

جو مویشی زمیندار اپنی اغراض کے لیے رکھتے ہیں ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں ۔ لیکن جہاں گزارہ بھی مویشیوں پر ہو یا تجارت کے لئے رکھے جاتے ہوں ان پر زکوٰۃ ہے ۔

مویشیوں میں اونٹ کا نصاب ۵ اونٹ ہے ۔ یعنی چار اونٹ پر کوئی زکوٰۃ نہیں ۔ پانچ اونٹ پر ایک سال کی ایک بکری ۔ اور آگے اسی حساب سے پچیس اونٹ پر ایک سال سے اوپر کا اونٹ کا بچہ ہے ۔ اس سے زیادہ کی تفصیل چھوڑ دی گئی ہے ۔ جو صاحب ضروری سمجھیں دریافت کرسکتے ہیں ۔ بھیڑ بکری کا نصاب چالیس ہے ۔ یعنی انتالیس بکریوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں چالیس سے لے کر ۱۱۹ تک ایک بکری ایک سو بیس سے لیکر دو سو تک دو بکریاں ۔ دو سو ایک سے تین سو ننانوے تک تین ۔ چار سو میں چار ۔ اس کے بعد ہر سو میں ایک ۔ ہر حال میں اس تعداد پر ایک سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب الادا ہوتی ہے ۔

گائے بھینس کا نصاب ۳۰ ہے ۔ یعنی تیس سے کم گائے بھینس میں زکوٰۃ نہیں ۔ تیس ہوں اور سال گزر جائے تو ایک بچہ ہے جو دوسرے سال میں لگا ہو ۔ چالیس میں ایسا بچہ جو تیسرے سال میں لگا ہو ۔ اس سے زیادہ میں اسی حساب سے ہے ۔

گھوڑوں میں جو تجارت کے لئے ہوں زکوٰۃ ہے چاہے تو ہر گھوڑے میں ایک دینار دیدے ۔ اور چاہے قیمت لگا کر اس کا چالیسواں حصہ دیدے ۔

ہندوستان

— دہلی ۶ جنوری ۔ صوبہ سرحدی کے لئے وزارت حربیہ نے دو نئے ہوائی بیڑوں کی منظوری دی ہے ۔ چھ بیڑے پہلے سے وہاں متعین تھے ۔ اب اس اضافہ سے ان بیڑوں کی مجموعی تعداد آٹھ ہو جائے گی ۔ نئے جنگی طیارے سال آئندہ کے موسم سرما میں اپنے اپنے سرحدی مرکزوں میں پہنچ جائیں گے ۔

— مسز سروجنی نائیڈو کو امریکہ کی طرف سے دعوت دی گئی ہے کہ وہ وہاں مختلف مقامات پر تقریریں کر کے اس زہریلے پروپیگنڈے کا ازالہ کریں جو مس میو نے کتاب ”مادر ہند“ لکھ کر پھیلایا ہے مہاتما گاندھی اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ وہ اس دعوت کو ضرور قبول کرلیں ۔

— مہاشے پریم چند سابق شیخ انعام الحق نائب مدیر اخبار تیج ۶ جنوری کو جامع مسجد دہلی میں دوبارہ مسلمان ہو گئے ۔

— نئی دہلی ۷ جنوری ۔ بھائی پرمانند نے ہندو مہاسبھا کے جنرل سکرٹری کے نام ایک مکتوب لکھا ہے ۔ جس میں کانگرس کی قرارداد اتحاد کے متعلق پنڈت مالویہ کے رویہ پر سخت اعتراض کیا ہے آپ لکھتے ہیں کہ پنڈت مالویہ نے ہندوؤں کی حالت کو کمزور کر دیا ہے انہیں مناسب نہیں تھا کہ مہاسبھا کی مجلس عاملہ کے مشورہ کے بغیر ایسا رویہ اختیار کرتے ضروری ہے کہ مہاسبھا کا ایک اجلاس منعقد کر کے کانگرس کی قرارداد اتحاد پر ہندوؤں کی مجموعی آرا حاصل کی جائیں ۔

آل انڈیا آرین لیگ کی مجلس عاملہ بھی اس قرارداد پر بحث کرنے کے لئے جنوری کے تیسرے ہفتہ بمقام دہلی اپنا اجلاس منعقد کرے گی ۔

— حکومت بہار و اڑیسہ نے ایک کمیٹی زیر صدارت خان بہادر نعیم صوبہ کے مسلم اوقاف کی موجودہ حالت میں رپورٹ کرنے اور ایسی تجاویز پیش کرنے کے لئے جو ان کے انتظام کے لئے ضروری ہوں مرتب کی ہے ۔

ممالک خارجہ

— حکومت برازیل نے فیصلہ کیا ہے کہ اہل شام برازیل کی حدود میں داخل ہو سکیں گے ۔ اس فیصلہ کی اطلاع فرانس کے قونصل متعینہ بیروت کو دیدی گئی ہے ۔

— انگلستان کی پولیس کا نظام اور طریق کار کا مطالعہ کرنے کے لئے کابل سے چھ افغان افسر گئے ہیں ۔

— ایک مصری جریدہ رقمطراز ہے کہ اعلیٰ حضرت امان اللہ خان غازی شہریار افغانستان نے وزیر اعظم مصر سے اس بات کی خواہش کا اظہار فرمایا کہ مصر و افغانستان کے مابین ایک معاہدہ مودت کر لیا جائے ۔

— ترکی کا اخبار جمہوریت طہران کے ایک پیغام کی بنا پر رقمطراز ہے کہ ایران کی وزارت خارجہ نے غازی عصمت پاشا صدر اعظم ترکی کو لکھا ہے کہ کیا ترکی حکومت ایران کے نظام فنون حرب کے خاص پہلوؤں کے مطالعہ کی غرض سے کوئی فوجی وفد بھیجنے کی تجویز سے متفق ہے ۔

— غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے دشمنان اسلام کی ان اڑائی ہوئی خبروں کی تردید کی ہے جن میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور ترکی حکومت اسلام سے منحرف ہوتے چلے جاتے ہیں ۔

— بنی مطیر قبیلہ نجد کے سوار شیخ فیصل الدریش نے سرحد عراق پر تین چار چھاپے مارے ہیں ۔ اب حکومت عراق نے حکومت برطانیہ کی اعانت سے فیصل الدریش کی سرکوبی کے لئے سرحد پر ایک تعزیری مہم بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ وزیر اعظم عراق نے اعلان کیا ہے کہ یہ مہم ایک ماہ میں ختم ہو جائے گی ۔

— ماسکو کے علاقہ میں ایک ہولناک مرض پھیل رہا ہے شدید درد کے بعد مریض کا چہرہ پھول جاتا ہے ۔ آناً فاناً حرارت بدنی تیز ہو جاتی ہے ڈاکٹر اس مرض کی تشخیص سے قاصر ہیں ۔

جلد ۱۵ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۲۴ رجب سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۳

اشاعتِ اسلام کیلئے عطیے

ہمارے مکرم بھائی جناب ڈاکٹر شیخ نظام الدین صاحب پشاور اور قاضی محبوب عالم صاحب عرائض نویس گوجرانوالہ اشاعت اسلام کے لئے سرمایہ فراہم کرنے میں نہایت مستعدی و سرگرمی سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالٰے ان دونوں بھائیوں کو جزائے خیر دے۔

اول الذکر بھائی کی معرفت حال ہی میں حسب ذیل رقوم چندہ وصول ہوئی ہیں

نام معطی	رقم	ارادتاً مد متعلقہ
ڈاکٹر نظام الدین صاحب پشاور	۴	برلن مسجد
منشی عبد المجید صاحب کمپوڈر وکٹوریہ ہسپتال پشاور	۱	"
مرزا خدا بخش خاں صاحب تحصیلدار جمرود پشاور	۱۰	"
صاحبزادہ فضل الرحمٰن صاحب منشیز	۱۰	"
میاں محمد یعقوب خاں صاحب سوداگر پشاور شہر	۱۰	"
بابو شیر محمد صاحب اکونٹنٹ پشاور	۵	"
ٹھیکیدار احمد بخش صاحب کوہاٹ	۱۰	"
میاں نظام جان صاحب سوداگر پشاور شہر	۳	"
سید چاند بادشاہ صاحب بخاری پنشنر	۲	"
خان بہادر بابو شیر جنگ صاحب	۵	"
سردار عبد اللطیف خان صاحب سوداگر رئیس کابلی پشاور	۲۰	"
مولوی عبد العلیم صاحب پشاور	۵	"
ٹھیکیدار بابو امیر الدین صاحب پشاور	۵	"
حاجی عبد الشکور صاحب	۵	"
سید محمود شاہ صاحب	۵	"
میاں خدا بخش صاحب سوداگر	۵	"
میاں حبیب اللہ صاحب سوداگر	۵	"
بابو غلام جیلانی صاحب سوداگر	۵	"
مولانا فاروقی صاحب پروفیسر کالج پشاور	۵	"
میاں محمد عمر صاحب سوداگر پشاور	۱۰	"
میاں محمد اکرم صاحب سوداگر کٹڑہ شہر پشاور	۱۰	"
نظام جان صاحب (بغرض اشاعت اسلام)	۱۰	

میزان ۔۔۔۔۔۔ ۱۶۰ روپیہ

قاضی محبوب عالم صاحب کی معرفت جو رقوم وصول ہوئی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:-

(۱)	خواجہ عبد الصمد صاحب انسپکٹر انکم ٹکس گوجرانوالہ	۵
(۲)	میاں ظہور الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا	۲
(۳)	بابو عبد العزیز صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر	۲
(۴)	بابو دین محمد صاحب وکیل	۵
(۵)	سید احمد حسین شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل	۵
(۶)	پیر ضیاء الدین صاحب قانون گو	۱
(۷)	بابو اللہ بخش صاحب داروغہ صفائی	۲
(۸)	میاں الہ دین پنشنر حوالدار گوجرانوالہ	۱
(۹)	میاں رحیم بخش صاحب پہلوان رستم ہند	۲
(۱۰)	بابو اللہ دتا صاحب بٹ رئیس	۴
(۱۱)	مولوی محمد حسین صاحب وکیل گوجرانوالہ	۱
(۱۲)	قاضی محمد حسین صاحب پنشنر گوجرانوالہ	۱
(۱۳)	بابو حیدر محمد صاحب رئیس	۲
(۱۴)	مہر وزیر صاحب آڑھتی	۱
(۱۵)	بابو عبد الغفور صاحب سب پوسٹ ماسٹر پنڈی بھٹیاں ڈاکخانہ گوجرانوالہ	۵

میزان ۳۹

(سید محمد حسین فنانشل سکریٹری)

ہر احمدی پڑھے

اخبار پیغام صلح ایک جماعتی اخبار ہے۔ اور اس کی اشاعت اسی صورت میں بڑھ سکتی ہے کہ سب سے پہلے جماعت کی طرف سے اس کی ہمت افزائی اور اعانت ہو۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ ہر اردو داں احمدی پہلے خود اس اخبار کا خریدار بنے۔ اور پھر دوسرے مسلمانوں کو اس کا خریدار بنائے۔ بہت سے ایسے اردو داں بھائی موجود ہیں جو ابھی تک پیغام صلح کے خریدار نہیں بنے۔ اگر یہ سب بھائی خود بخود خریدار بن جائیں یا موجودہ احمدی معاونین سعی فرما کر انہیں خریدار بنا دیں اور ان کی رقوم چندہ دفتر میں بھجوا دیں تو اخبار کی اشاعت میں ایک بہت بڑا اضافہ ہو جائے۔ اور اخبار کی مالی حالت سدھر جائے۔ احمدی بھائیوں کی مستعدی و سرگرمی سے مجھے پوری توقع ہے کہ میری یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی بلکہ اس پر گرمجوشی سے لبیک کہا جائیگا۔ اور یکم فروری تک ہزاروں خریدار بن جائیں گے۔ (منیجر)

مولانا محمد یعقوب خان صاحب کا پیغام

معاونین لائٹ اور قوم کے نام

سزا یابی کے بعد فوراً مولانا محمد یعقوب خاں صاحب سے ان کے وکیل نے ملاقات کی جن کی معرفت آپ نے حسب ذیل پیغام بھیجا۔

"حق امر کے لئے تکلیف اٹھانا اکثر آدمیوں کے حصہ میں نہیں آتا میرا ایمان ہے کہ تعمیرات کے لئے مصائب برداشت کرنا ایک قیمتی چیز ہے۔ جو قوم مصائب اٹھانا نہیں جانتی وہ زندہ رہنا بھی نہیں جانتی۔ میں اس سزا کا اسی خوشی سے استقبال کرتا ہوں جس خوشی سے ایک مسلم کو کرنا چاہیئے۔ مجھے تشویش صرف اس امر کی ہے کہ میں انجمن (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام) کو ایک ایسی بازی میں الجھانے کا باعث ہوا ہوں جس میں اس کا فاضل روپیہ خرچ ہوا ہے۔ جو روپیہ کہ اشاعت اسلام میں صرف ہو سکتا تھا۔ میری یہ دلی خواہش ہے کہ احباب اور "لائٹ" کے معاونین و مداح اس کا خیال رکھیں کہ اس مقدمہ میں انجمن کو ایک پیسہ کا بھی بار نہ اٹھانا پڑے۔ دوسری بات جس کا میں اعادہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ لائٹ کا مقصد ہمیشہ بلا تمیز قوم و مذہب اور رنگ عالمگیر انسانی اخوت رہا ہے۔ میرے دل میں ہندوؤں کے لئے نفرت کا شائبہ تک پیدا نہیں ہوا۔ نہ اس وقت جب میں نے یہ مضامین لکھے اور نہ اس وقت جبکہ مجھے ان کے لئے سزا دی گئی ہے حفاظت خود اختیاری کے لئے مردانہ وار جدوجہد ہر ایک کا جائز حق ہے۔ اور خدا کرے کہ یہ نیک نیتی کے ساتھ قائم رہے۔

جن احباب کا چندہ خریداری ختم ہو گیا ہو وہ آئندہ سال کا چندہ بھیجکر مشکور فرمائیں۔

حافظ روشن علی صاحب کی ناکام

منافق کیونکر پیدا ہوتے ہیں؟

ازروئے قرآن وواقعات

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے

میاں محمود احمد صاحب نے جب اپنے خطبۂ جمعہ میں اس بات پر بڑا زور دیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں منافقوں نے آپ پر نہایت گندے الزام لگائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی منافقین نے گندے سے گندے الزام لگائے اور حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ پر بھی فسق و فجور کے الزام لگائے اور بتایا کہ احمدی سلسلہ میں بھی حضرت مسیح موعود کے وقت میں منافقین شامل ہو گئے تھے۔ تو کسی معترض نے دریافت کیا کہ کیا واقعی حضرت مسیح موعود کی زندگی میں منافق جماعت میں شامل ہو گئے تھے۔ اور کیا میاں صاحب کا اشارہ لاہوری احمدی جماعت کی طرف تو نہیں۔ اور کیا یہ الزامات ان بزرگوں پر واقعی ان کی زندگی ہی میں لگے۔ ان سوالات کے جوابات میں میں نے جو کچھ عرض کیا تھا وہ سرسری طور پر محض معترض کے سوالات کو مدنظر رکھکر عرض کیا تھا۔ لیکن اس کے جواب میں اخبار "الفضل" مجریہ ۲۳ر دسمبر ۱۹۲۷ء میں جناب علامہ حافظ روشن علی صاحب کا جو خلافت قادیان کے بازوئے راست ہیں۔ ایک مضمون نکلا ہے۔ جس میں اس خاکسار پر بہت کچھ لے دے کی گئی ہے۔ کہیں کہا کہ "حق پوشی" سے کام لیا گیا ہے۔ کہیں کہہ دیا کہ بڑی تعلی سے یہ مضمون لکھا ہے۔ حالانکہ جن لوگوں کی نظر سے وہ مضمون گزرا ہوگا۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اس میں کہاں تک حق پوشی اور تعلی تھی۔ اور سچ پوچھو تو تعلی تو کچھ مریدوں ہی کو زیب دیتی ہے۔ اور "حق پوشی" بڑے لوگوں کی "حاشیہ نشینی" میں نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ اللہ نے محض اپنے فضل سے ان دونوں حالتوں سے بچا رکھا ہے۔ اس لئے مجھے ان چیزوں کی نہ ضرورت ہے اور نہ مجھے زیب دیتا ہے۔ اس کے علاوہ حافظ صاحب نے قدم قدم پر طعن و تشنیع سے کام لیا ہے اور خوب جلے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ اور بہت سی غیر متعلق باتیں جو اپنے مفید مطلب دیکھیں داخل کر دی ہیں۔ جنھیں میں جواب دیتے وقت نظر انداز کر دینا چاہتا ہوں۔

حافظ صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے میں آسانی کے لئے اسے دو حصوں میں منقسم کر دیتا ہوں۔ ایک تو حضرت مسیح موعود کی زندگی میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں جماعت میں منافقوں کی شمولیت اور دوسرے آنحضرت صلعم، حضرت مسیح موعود اور حضرت مولانا نورالدین کی زندگی میں ان پر گندہ سے گندہ الزام

منافقین کی اقسام

حافظ صاحب نے قرآن کریم سے نکال کر دکھایا ہے کہ منافقین چار طرح سے پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) ضعف طبع جس سے کوئی شخص یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ حق کس طرف ہے۔ "فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا" (بقرہ)

(۲) کسی جماعت میں اس لئے داخل ہونا کہ اس میں تفرقہ ڈالیں اور اس کی جمعیت کو توڑیں۔ وقالت طائفۃ من اھل الکتب آمنوا بالذی انزل علی الذین امنوا وجہ النھار واکفروا اخرہ لعلھم یرجعون (آل عمران)

(۳) کسی قوم سے "جاہ طلبی" کے لئے اتحاد پیدا کرنا" بشر المنافقین بان لھم عذابا الیما الذین یتخذون الکفرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا"

(۴) پہلے تو دل سے ایمان لاتے ہیں پھر بعض مصائب کی وجہ سے نفاق اختیار کر لیتے ہیں۔ یا بعض بداعمالیوں کی وجہ سے جو مومن ہونے کی حالت میں ان سے سرزد ہوتی ہیں۔ نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دل میں نفاق پیدا کیا جاتا ہے۔

پہلے کی مثال ومن الناس من یقول امنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ (عنکبوت)

دوسرے کی مثال ومنھم من عاھد اللہ لئن اتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصالحین فلما اتھم من فضلہ بخلوا بہ وتولوا وھم معرضون فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم

میں جناب حافظ صاحب کا از حد مشکور ہوں کہ انہوں نے نہایت محنت سے کئی قسمیں منافقوں کی قرآن کریم سے نکالیں۔ کاش کہ وہ ان قسموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی پر چسپاں کر کے بھی دکھاتے۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ جس سے یہ ساری بحث بیکار رکھی جاتی ہے لہذا بفضلہ اب میں اس کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن اس سے قبل اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ منافق کی چوتھی قسم میں حافظ صاحب نے دو قسمیں خدا جانے کیوں ایک ہی قسم میں بیان فرما دی ہیں۔ شاید سورۂ عنکبوت کو مکی قرار دے کر اس سے یہ فائدہ اٹھانا چاہا ہے کہ پانچویں قسم بھی چوتھی قسم کے ساتھ مل جانے سے نتیجہ نکل آئے کہ پانچویں قسم کے منافق بھی مکی زندگی میں موجود تھے۔ یا خدا جانے کیا مطلب تھا بہر حال میں حافظ صاحب سے معافی مانگتے ہوئے بات کو صاف کرنے کے لئے چوتھی قسم میں جو دو قسم کے منافق بیان ہوئے ہیں ان میں سے پہلے سورۂ عنکبوت والے منافقین کو چوتھی قسم قرار دیتا ہوں اور سورۂ توبہ والے منافقین کو پانچویں قسم قرار دیتا ہوں۔ اس کے بعد چھٹی قسم اور پیش کر دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سلطنت کے رعب سے بھی منافقوں کو منافقت سے کام لینا پڑتا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے متعلق ایک خاص سورۃ المنافقون نازل ہوئی۔ جو شروع ہی اس طرح ہوتی ہے۔ اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکذبون ٭ اتخذوا ایمانھم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ انھم ساء ما کانوا یعملون

یعنی جب تیرے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹ بولتے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ پھر اللہ کے رستے سے روکتے ہیں۔ اور بے شک بہت برا ہے جو وہ عمل کرتے ہیں۔ یہاں صاف ظاہر ہے کہ وہ حکومت کے ڈر سے علانیہ مخالفت نہ کر سکتے تھے۔ پس جھوٹی قسمیں کھا کھا کر جھوٹی شہادتیں دیا کرتے تھے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں مگر درحقیقت وہ کوئی ایمان نہ رکھتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگ نہایت خطرناک ہوتے ہیں۔ اور درپردہ وہ دین کے دشمن ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو خدا کے رستے سے روکنے کا موجب ہوتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی ڈر نہ تھا تو وہ جھوٹی قسمیں کیوں کھاتے تھے۔ اور ان قسموں کو کس چیز کے لئے ڈھال بناتے تھے۔ اور خواہ مخواہ اپنی ضمیر کے خلاف جھوٹ کیوں بولتے تھے۔ بات یہ ہے کہ وہ اسلام کے دشمن تھے۔ اور اسلام کی قوت کی وجہ سے وہ اب علانیہ طور پر مخالفت کرنے میں اپنا نقصان سمجھتے تھے۔ اس لئے اسلام میں بظاہر شامل ہو کر مسلمانوں کی جماعت کی جڑیں کاٹتے تھے۔

یہ چھٹی قسم وہ ہے جس کو روشن علی صاحب چھوڑ گئے۔ میں بدظنی نہیں کرنا چاہتا کہ وہ دانستہ چھوڑ گئے۔ اس لئے کہ یہ میری بات کی تصدیق کرتی تھی۔ بلکہ میں یوں کہونگا کہ اتفاقیہ رہ گئی۔ اس کے بعد میں حافظ صاحب کی مذکورہ بالا پانچ قسموں کو یکے بعد دیگرے لے کر بات کو زیادہ صاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ کیا یہ قسمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں پیدا ہو سکتی تھیں یا مسیح موعود کی زندگی میں پیدا ہو گئی تھیں۔

قسم اول

قسم اول۔ ضعف طبع۔ جس سے کوئی شخص یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ حق کس طرف ہے۔ میرے خیال میں ایسا آدمی معذور ہے۔ جب ایک شخص طبعاً اس قابل ہی نہیں کہ وہ کوئی فیصلہ کر سکے تو لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا کے نیچے وہ معذور ہے۔ وہ منافقت کیا کرے گا۔ بالخصوص جب اسلام لانے میں ماریں پڑتی ہوں اور مصیبت کا سامنا ہو۔ ایسی حالت میں ایسا کمزور طبع کفر کی جماعت سے نکل ہی نہیں سکتا۔ ہاں جب اسلام میں آنے سے ظاہری نفع بھی ہو تو نفع کے لالچ سے شاید ایسا آدمی چلا آئے مگر تکلیف آئے پردہ ہٹ جائے گا جس کی مثال قرآن میں ہے کہ فلما اضاء لھم مشوا فیہ واذا اظلم علیھم قاموا کہ جب روشنی ہوئی تو چل پڑے جب اندھیرا ہوا تو کھڑے ہو گئے یعنی اسلام میں کچھ نفع دیکھ کر ساتھ ہو لیتے ہیں مگر تکلیف کی برداشت نہیں کر سکتے۔ پس یہ قسم بھی منافقوں کی اسی وقت اسلام میں شامل ہو سکتی ہے جب اسلام میں ظاہری نفع کی امید ہو۔ اور یہ نفع ظاہر ہے کہ اسلام کی فتوحات اور دنیوی شوکت ہی سے وابستہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسی لئے مدنی سورت بقرہ میں ایسے لوگوں کا ذکر آیا ہے۔ یعنی اس وقت جب اسلام قوت پکڑ چکا تھا اگرچہ حافظ صاحب نے جو آیت مثال کے طور پر پیش کی ہے۔ وہ غلط ہے مگر میں طوالت کے خوف سے اس بحث کو نظر انداز کر دیتا ہوں میرا مطلب جو تھا وہ حاصل ہو چکا۔ یعنی ضعف طبع رکھنے والا انسان ایسی صورت میں جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا۔ جب شامل ہونے سے ماریں کھانی پڑتی ہوں۔ اور دکھ اور مصیبت سہنی پڑتی ہو۔ خواہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں ہو یا حضرت مسیح موعود کی بعثت کے دوران میں ہو۔

قسم دوم

قسم دوم۔ کسی جماعت میں اس لئے داخل ہونا کہ اس میں تفرقہ ڈالیں اور اس کی جمعیت کو توڑیں۔ کیا اس چالبازی کی ضرورت اس وقت ہوا کرتی ہے جب کسی جماعت کو ہم علانیہ طور پر نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتے ہوں یا اس وقت پیدا ہوتی ہے کہ جب اسے نقصان نہ پہنچا سکتے ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہ اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے کہ جب اسے علانیہ طور پر ہم نقصان نہ پہنچا سکتے ہوں۔ یا الٹا ہمیں ضرر پہنچ جانے کا اندیشہ ہو۔ جو شخص ایک جماعت کو ضعیف اور کمزور جانتا ہے اور علانیہ طور پر اس کو تباہ کر سکتا ہے اس کو جھوٹ بولکر منافقت سے اس جماعت میں شامل ہونے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جب علانیہ طور پر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر اسے دھوکا اور فریب سے کام لینا پڑتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ یخدعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون۔ منافق اللہ اور مومنوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ اور وہ نہیں دھوکا دیتے مگر اپنے نفسوں کو اور نہیں سمجھتے۔ کیا مکی زندگی میں کفار مکہ کو ان چالبازیوں کی ضرورت پڑی ہرگز نہیں۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کو نہایت کمزور جانتے تھے۔ اور واقعی کمزور بھی تھی۔ جماعت کے افراد گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ رہے تھے۔ خود محمد رسول اللہ صلعم کا گھر گھیر کر ان کی جان لینے کے مشورے ہو چکے تھے۔ ایسی صورت میں اس قسم کی چالبازی کی ضرورت نہ تھی۔ اور نہ کوئی ایسی چالبازی کی گئی۔ البتہ مدینہ میں جب مسلمانوں کو دنیوی قوت حاصل ہو گئی تو دشمنوں کو اس قسم کی چالبازیوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور اسی لئے اس کا ذکر بھی مدنی سورت میں ہے۔

واقعات کی شہادت

کیا حضرت مسیح موعود کی جماعت کو کبھی اتنا طاقتور سمجھا گیا کہ اس کی علانیہ مخالفت کرنے سے لوگ ہچکچائے ہوں۔ خود قادیان کے رہنے والے جو مخالف تھے وہ رو در رو مخالفت کرتے تھے تو باہر والوں کو کس چیز کا ڈر تھا۔ اسی لئے دیکھ لو کہ کبھی یہ نظارہ حضرت مسیح موعود کے وقت میں دیکھنے میں نہ آیا۔ جو امنوا بالذی انزل علی الذین امنوا وجہ النھار واکفروا اخرہ کا مصداق ہوتا۔ کتنے آدمی دانستہ احمدی جماعت میں شامل ہو ہو کر پھر فوراً ہی مرتد ہو جاتے رہے۔ تاکہ جماعت کا شیرازہ بکھر جائے۔ ظاہر ہے کہ ایک بھی نہیں۔ وجہ یہی کہ جماعت میں کوئی دنیوی قوت نہ ہونے کی وجہ سے مخالفوں کو کبھی اس کی ضرورت ہی نہیں ہوئی۔ پس واقعات کی شہادت کو کہاں لیجاؤگے۔

قسم سوم

قسم سوم۔ کسی قوم سے جاہ طلبی کے لئے اتحاد پیدا کرنا۔

قبل اس کے کہ میں اس شق پر بحث کروں میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ حافظ صاحب کی سینہ زوری ہے کہ انہوں نے میری طرف یہ منسوب کر دیا ہے کہ گویا میں صرف سلطنت کو منافق پیدا کرنے کی وجہ قرار دیتا ہوں کچھ شک نہیں کہ سلطنت بھی ایک بہت بڑی وجہ منافقوں کے پیدا کرنے کی ہوتی ہے مگر جو میرا نظریہ تھا وہ یہ تھا کہ منافقت ایک شائبہ شرک کا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں لیعذب اللہ المنافقین والمنفقت والمشرکین والمشرکات ویتوب اللہ علی المومنین والمومنت فرما کر منافقوں کو مشرکوں کے ساتھ ذکر کر کے ان کی آپس کی بہت مشابہت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شائبۂ شرک کا اس لئے ہے کہ منافقت ایک جھوٹ یا وعدہ شکنی ہوتا ہے۔ جو غیر اللہ سے کسی نفع کی توقع یا نقصان کے اندیشہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ نفع کی توقع یا نقصان کا اندیشہ خواہ نبی اور اس کی جماعت کی دنیوی طاقت یا دولت سے ہو یا اس کے بالمقابل مخالف جماعت کی دنیوی طاقت یا دولت سے ہو۔ یا خدا کے مقابل میں اپنی دولت سے اس قدر نفع متوقع ہو کہ خدا کی راہ

میں حزن کرنا ت مشکل ہو جائے۔ بہرحال منافقت کی اصل وجہ غیر اللہ سے نفع کی توقع یا نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ میرا پچھلا مضمون اٹھا کر پڑھ لو کیا میرا نظریہ یہی نہیں جو میں نے بیان کیا۔ البتہ اس وقت سائل نے سوال کو مدنظر رکھ کر گذشتہ مضمون کا پیرایہ اور تھا اور نہایت مجمل طور پر جواب دیا گیا تھا۔

حافظ صاحب کی پیش کردہ آیت

اب اس آیت کو لو جو قسم سوم میں حافظ صاحب نے پیش کی ہے۔ اور وہ یہ ہے بشر المنافقین بان لھم عذابا الیما الذین یتخذون الکفرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ (النساء) اور منافقوں کو خبر دیدو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ جو لوگ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دلی دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں۔ بےشک عزت تو سب کی سب اللہ کے لئے ہے۔

ولایت عربی زبان میں قرب اور نصرت پر دلالت کرتی ہے۔ لہذا اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ مومنوں کے مقابلہ میں جو لوگ کفار کے ساتھ در پردہ دوستی رکھتے اور ان کی نصرت کرتے تھے۔ وہ لوگ منافق ہیں۔ اور مستوجب عذاب ہیں۔ اب آپ ہی انصاف سے کہیں کیا ایسے جاہ طلب اور عزت پسند لوگ کبھی اس جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں جو ذلیل سمجھی جاتی ہو۔ اور طرح طرح کی اہانت اور تکلیف اور سب و شتم کی مورد ہو۔ جیسا کہ مکہ میں مسلمانوں کا حال تھا۔ ایسے لوگ تو دونوں فریقوں میں عزت ڈھونڈتے ہیں۔ مدینہ میں جب مسلمانوں کو برسر اقتدار دیکھا تو بظاہر ان کے ساتھ ہو گئے تاکہ ان میں عزت نصیب ہو۔ لیکن اس طرح کفار کی نظروں سے گر گئے۔ تو در پردہ ان سے بھی ساز باز رکھی کہ وہاں بھی عزت بنی رہے۔ اسی کو قرآن کریم نے دوسری جگہ بیان فرمایا ہے۔ واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں بےشک ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو ان کو بناتے ہیں۔ ایسے عزت پسند لوگ کیا مکہ میں ذلیل ہونے ~~کے لیے مسلمانوں کا ساتھ دیتے~~ استغفر اللہ! ان کا مقصد ہی جاہ طلبی ہوتا ہے۔ مدینہ میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت دیکھی بظاہر ان کے ساتھ شامل ہو گئے تا موقع سے فائدہ اٹھایا جائے۔ در پردہ اپنے کافر بھائیوں سے بھی دوستی اور ساز باز رکھی تا ان میں بھی عزت بنی رہے اسی لئے یہ آیت بھی مدینہ میں نازل ہوئی۔ حضرت مسیح موعود کی جماعت میں کسی جاہ طلب کی شامت آئی تھی جو شامل ہو کر اور مرزائی کہلا کر سب و شتم کا مورد ہوتا۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں اور ذلتیں اٹھاتا۔ کون احمدی تھا جو جاہ طلبی کی خاطر احمدی ہوا تھا اور پھر وہ در پردہ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ سے اپنی عزت بڑھانے کی خاطر در پردہ ساز باز بھی رکھتا تھا۔ اور اس کا مقصد احمدیوں کو نقصان پہنچانا تھا۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی نہیں یہ تو حافظ صاحب بھی مانتے ہوں گے کہ جن کفار سے ولایت کو منع کیا ہے وہ وہی ہیں جو جماعت کے دشمن ہوں اور اس کو تباہ کرنا چاہتے ہوں کیونکہ خود قرآن اس کی تشریح کرتا ہے۔ انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون۔ بےشک اللہ روکتا ہے ان لوگوں سے دوستی کرنے سے جو تم سے دین کے بارے میں جنگ کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے تمہیں تمہارے گھر سے نکالا۔ اور تمہارے نکالنے میں تمہارے مخالفوں کی مدد کی۔ اور جو لوگ ان لوگوں سے دوستی رکھیں گے وہ بےشک ظالم ہیں۔ پس یہ ظاہر ہو گیا کہ ولایت انہی لوگوں سے ممنوع ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہوں۔ یا اسی مناسبت سے جو لوگ احمدیت اور احمدیوں کے دشمن ہوں اور ان کو تباہ کرنا چاہتے ہوں۔ اب فرمائیے حضرت صاحب کی زندگی میں جو لوگ آپ کے ساتھ شامل ہوئے تھے ان میں کون سلسلہ کے دشمنوں سے در پردہ ساز باز رکھ کر جاہ طلبی کا خواہاں تھا۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی نہیں۔ ایسا جاہ طلب اور عزت پسند ایسے ضعیف اور کمزور اور بدنام اور مورد طعن و تشنیع و ظلم و ستم سلسلہ میں آ ہی نہ سکتا تھا

قسم چہارم

پہلے تو دل سے ایمان لاتے ہیں پھر بعض مصائب کی وجہ سے نفاق اختیار کر لیتے ہیں۔ تائید میں یہ آیت پیش کی ہے کہ ومن الناس من یقول امنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ ولئن جاء نصر من ربک لیقولن انا کنا معکم اولیس اللہ باعلم بما فی صدور العلمین۔ فلیعلمن اللہ الذین امنوا ولیعلمن المنفقین

یعنی لوگوں میں سے وہ بھی ہوتے ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے۔ پھر جب اللہ کے رستے میں دکھ دیئے جاتے ہیں تو لوگوں کی ایذا دہی کو خدا کے عذاب کی طرح سمجھتے ہیں۔ اور اگر تیرے رب کی طرف سے کوئی نصرت آ جائے تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ تھے۔ کیا خدا اسے خوب نہیں جانتا۔ جو دنیا جہان کے لوگوں کے دلوں میں ہے۔ پس اللہ ان لوگوں کو بھی ظاہر کر کے رہے گا۔ جو ایمان لائے ہیں اور ان لوگوں کو بھی ظاہر کر دے گا جو منافق ہیں۔

یہ دونوں آیتیں سورہ عنکبوت کی ہیں۔ پہلی آیت جو من الناس سے شروع ہو کر العالمین پر ختم ہوتی ہے۔ اس سورت کی دسویں آیت ہے۔ حافظ روشن علی صاحب اس آیت کو پیش کر کے پھولے نہیں سماتے ہیں۔ اور یہ بتا کر کہ یہ سورہ مکی ہے۔ بہت خوش ہوئے اور تحت فتلی کے طور پر فرمانے لگے کہ بس بس منافقوں کا وجود مکہ میں ثابت ہو گیا۔ کیونکہ مکی سورۃ میں منافقین کا ذکر آ گیا۔ اور قادیانی جماعت نے تو آسمان سر پر اٹھا لیا۔ کہتے پھرے کہ لو جی مکہ میں بھی منافقین رسول اللہ کے ساتھ تھے۔ اور ایک ایک کو اخبار دکھاتے پھرے۔ مجھے ان کی اس خوشی کو دیکھ دیکھ کر تعجب ہوا۔ کہ انسان کو کسی قوم کا بغض کہاں سے کہاں لیجاتا ہے۔ شیعوں کی ایک قوم ہے جو مکہ میں منافقین کے وجود کی قائل ہے۔ وہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور سب صحابہ کو منافقین ہی مانتے ہیں۔ بلکہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی لئے ہجرت کے وقت ہمراہ رہے کہ آپ کو پکڑوا دیں۔ اور غار کے دہانہ پر جب کفار پہنچ گئے تو مینگیں کرکے رونے لگے تا آواز سن کر کفار کو پتہ لگ جائے کہ رسول اللہ اس غار کے اندر ہیں۔ اس قوم شیعہ سے ہمارے قادیانی حضرات کی اس قدر مشابہت ہے۔ کہ حیرت ہو جاتی ہے۔ تشابھت قلوبھم کے ماتحت ایک ہی مسلک پر دونوں قوموں کا قدم ہے

سورہ عنکبوت مکی ہے یا مدنی

بھلا مجھے تو بقول حافظ صاحب کسی "بڑی تفسیر" کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے اگر میں غلطیاں کر جاؤں تو معذور ہوں۔ مگر حافظ صاحب تو علامہ ہیں۔ بڑی بڑی تفسیریں پڑھے بیٹھے ہیں۔ وہ اگر دانستہ اس بات کو چھپا جائیں۔ کہ سورۂ عنکبوت کے بارہ میں مفسرین کی مختلف آرا ہیں بعض کے نزدیک یہ سورہ مکی ہے اور بعض کے نزدیک مدنی۔ تو فرمایئے "حق پوشی" کا مرتکب کون ہوا حافظ صاحب قبلہ یا میں اُمّی؟ جب میں حافظ صاحب کے حکم کے مطابق ایک بڑی تفسیر یعنی تفسیر کبیر مطالعہ کرنے بیٹھا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں نے سورۃ کے شروع ہی میں یہ لکھا ہوا پایا کہ سورۃ العنکبوت مکیۃ وقیل مدنیۃ وقیل نزلت من اولھا الی راس العشر بمکۃ وباقیھا بالمدینۃ اونزل الی اخر العشر بالمدینۃ وباقیھا بمکۃ بالعکس۔ یعنی سورۂ عنکبوت مکی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مدنی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سورۃ کا پہلا حصہ دسویں آیت کے آغاز تک مکہ میں نازل ہوا۔ اور باقی حصہ مدینہ میں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سورت کا پہلا حصہ دسویں آیت تک مدینہ میں نازل ہوا اور باقی حصہ مکہ میں۔

اوپر کے بیان سے اس سورت کے متعلق چار آرا ثابت ہوئیں۔

(۱) سورۃ مکی ہے۔
(۲) سورۃ مدنی ہے۔
(۳) پہلی نو آیتیں مکی ہیں باقی سورہ مدنی ہے۔
(۴) پہلی دس آیتیں مدنی ہیں باقی سورت مکی ہے۔

یاد رہے کہ وہ آیت جو زیر بحث ہے وہ دسویں آیت ہے۔ اس آیت کے متعلق تین آرا تو یہ ہیں کہ یہ مدنی ہے اور ایک رائے ہے کہ یہ مکی ہے۔ جو پہلی نو آیات کو مکی بتاتے ہیں وہ بھی دسویں کو مدنی حصہ میں شمار کرتے ہیں۔ اور جو پہلی دس آیات کے سوا باقی ساری سورت کو مکی بتاتے ہیں۔ وہ بھی دسویں آیت کو مدنی بتاتے ہیں۔ تو پس آیت زیر بحث تین فریق کے نزدیک تو مدنی ہے اور صرف ایک کے نزدیک مکی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کثرت رائے یہی ہے کہ کم از کم یہ دسویں آیت تو ضرور مدنی ہے۔ اور وہ بھی سچے ہیں اس لئے کہ اس میں جو یہ فقرہ ہے ولئن جاء نصر من ربک لیقولن انا کنا معکم۔ کہ جب تیرے رب کی طرف سے نصرت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ تھے۔ یہ نظارہ نصرت کا سوائے مدینہ کے مکہ میں پیش نہیں آیا۔ مکہ میں تو ایک لمبا سلسلہ تکالیف کا تھا جس کے درمیان میں کوئی نصرت کا نظارہ ایسا نظر نہیں آتا کہ جس سے فائدہ اٹھانے کے لئے منافق دوڑے آتے کہ ہم کو بھی مال غنیمت سے حصہ دو ہم بھی تمہارے ساتھ تھے۔ وہ کیوں کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ تھے۔ اسی لئے کہ نصرت الٰہی نے جو فوائد اور غنائم مسلمانوں کے دامن میں ڈال دیئے تھے ان سے وہ بھی حصہ لیں۔ مکہ میں ایسے کون سے لوگ تھے۔ جو تکلیف کے وقت میں غائب ہو جاتے تھے۔ اور جب فتوحات ہوتی تھیں تو مال غنیمت میں حصہ بٹانے آن موجود ہوتے تھے۔ یہ صریح مدینہ کا نظارہ ہے

لیکن حافظ صاحب نے تفاسیر کی ان تمام آرا پر پردہ ڈال کر حضرت مولانا محمد علی صاحب کی تفسیر کے دامن میں پناہ لی ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے لکھ دیا ہے کہ یہ سورت مکی ہے۔ بہت اچھا یونہی سہی مکی سہی۔ حافظ صاحب کے قول کے بموجب مکہ میں کچھ لوگ تھے۔ جو ایمان تو لے آئے تھے مگر کفار کی ایذا دہی سے گھبرا کر کفر میں لوٹ جاتے تھے۔ جیسا کہ ان کے ایک تفسیر کے پیش کردہ حوالہ میں مذکور ہے فاذا اوذوا واصابھم بلاء من المشرکین رجعوا الی الکفر مخافۃ من یوذیھم۔ مگر جب خدا کی کوئی نصرت آتی تھی تو حصہ لینے آن موجود ہوتے تھے۔ آخر خدا نے تنگ آ کر فرمایا کہ ہم مومنوں اور منافقوں میں امتیاز کر کے رہیں گے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی سمجھدار آدمی یہ معنے کریگا۔ کیونکہ جو لوگ کافروں کی ایذا دہی سے تنگ آ کر کفر میں لوٹ گئے۔ ان کے لئے خدا کا یہ فرمانا کس قدر بےمعنی ہے۔ کہ فلیعلمن اللہ الذین امنوا ولیعلمن المنفقین۔ کہ خدا مومنوں اور منافقوں میں امتیاز کر کے رہے گا۔ وہ تو جس وقت کفر میں لوٹ گئے۔ امتیاز خود بخود قائم ہو گیا۔ یہ اب آئندہ کونسا امتیاز ہوگا۔ خدا کے لئے سوچو۔ خدا کے کلام سے مذاق نہ کرو۔ کیا کفر میں ان کا لوٹ جانا کافی امتیاز نہیں کیا خدا العیاذ باللہ ایسے مہمل کلام کیا کرتا ہے۔ جو کوئی عقلمند انسان بھی نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ خدا۔ اگر یہ سورت مکی ہے تو لازماً ماننا پڑیگا کہ اس آیت ومن الناس من یقول امنا باللہ۔ میں کسی فریق کی حالت موجودہ کا ذکر نہیں بلکہ بطور تنبیہ کے ہے۔ فرمایا کہ نوع انسان میں ایسے بھی لوگ ہوا کرتے ہیں کہ جو منہ سے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ لیکن جب اللہ کے رستے میں دکھ دیئے جاتے ہیں تو غیر اللہ کی ایذا دہی سے ایسا ڈرتے ہیں جیسے اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔ ہاں جب نصرت الٰہی سے فتوحات حاصل ہوتی ہیں تو حصہ بٹانے آن موجود ہوتے ہیں۔ یہ بطور قاعدے کے ایک بات بتائی تا مسلمان ہوشیار ہو جائیں۔ اور ان کمزوروں سے اپنے آپ کو بچائیں۔ یہ تنبیہ اس لئے تھی کہ آئندہ ایسے حالات پیش آنے والے تھے۔ جس میں ایک طرف تو کفار کی ایذا دہی اپنی حد کمال کو پہنچنے والی تھی۔ اور دوسری طرف وقت آ گیا تھا کہ نصرت الٰہی بھی اپنا ظہور کرے۔ اور مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوں تو سب کچھ ہجرت کے بعد مدینہ میں پیش آیا۔ مکہ میں تو صرف ایک دشمن تھا قریش مکہ۔ مگر مدینہ میں تو چاروں طرف دشمن ہی دشمن تھے۔ باہر سے مکہ والے اور قریباً تمام قبائل عرب۔ اور اندر سے مدینہ کے مشرک اور یہود کے قبائل سب دشمن۔ ایسی صورت میں ایمان کا بڑا سخت امتحان تھا اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی سے تنبیہ کر دی کہ دیکھنا بڑا سخت امتحان درپیش ہے۔ ایمان اور اخلاص کا نتیجہ نکلنے کا وقت آ گیا۔ اب پتہ لگے گا کہ تم میں سے کون مومن تھا اور کون منافق۔ لیکن الحمد للہ کہ وہ لوگ جو مکہ میں ایمان لائے تھے انہوں نے اسلام کی خاطر گھر چھوڑا۔ وطن چھوڑا اور مدینہ میں آ کر جاں نثاریوں کے وہ نمونے دکھائے کہ دنیا کی تاریخ میں بےنظیر ہیں۔ اور ثابت کر دیا کہ وہ سب کے سب مومن تھے۔ منافق نہ تھے۔ البتہ شیعہ کہتے ہیں کہ وہ منافقت سے ساتھ چلے آئے تھے۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ ان لوگوں سے بڑھ کر اخلاص کا نمونہ کسی نے نہیں دکھایا۔ ذرا سوچو آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے وہ کونسے منافق چلے آئے تھے جو لئن جاء نصر من ربک لیقولن انا کنا معکم کے ماتحت (باقی بر صفحہ ۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۔ ۲ رجب ۱۳۴۶ھ ۔ نمبر ۳

مسلمانوں کا ذوقِ اخبار بینی
قوم کی سرد مہری اور بے اعتنائی

اس ترقی یافتہ زمانہ میں قومی اخبارات قومی ترقی کا ایک بہت بڑا ذریعہ سمجھے جاتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ جو قومیں زندہ کہلانے کی مستحق ہیں یا زندہ رہنا چاہتی ہیں وہ اپنے قومی اخبارات و رسائل کو زندہ رکھنے کی انتہائی کوشش کرتی ہیں ۔ اس پروپیگنڈے کے زمانہ میں قومی اخبارات و رسائل ایک بہت بڑی طاقت ہیں ۔ جس قدر کسی قوم کے اخبارات کی تعداد زیادہ ہوگی اسی قدر اس کی آواز قوی ہوگی ۔ جن قوموں میں زندگی کی امنگیں ہیں ان کے اخبارات میں بھی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں ۔ لیکن جن قوموں پر غفلت کی نیند طاری ہے اور عروج و ترقی کی امنگیں ان کے اندر نہیں ۔ ان کے اخبارات و رسائل بھی ان کی سرد مہری کے باعث نزع کی حالت میں ہیں ۔ ہندو اور مسلمان اخبارات کی تعداد اشاعت اور مالی حالت کا مقابلہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہندو اخبارات کو اپنی قوم کی سرپرستی حاصل ہے ۔ اور مسلمان اخبارات اس سے محروم ہیں وہ مضامین کے اعتبار سے ہندو اخبارات سے اعلےٰ و برتر ہونے کے باوجود اپنی قوم کی بے اعتنائی اور سرد مہری کا شکار ہو رہے ہیں ۔ ہندو اخبار یا رسالہ جو ایک دفعہ بھی میدان صحافت میں نمودار ہوا وہ ناپید نہ ہوا ۔ بلکہ روز بروز ترقی کرتا گیا ۔ لیکن بیسیوں مسلمان جرائد منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے اور چند روزہ بہار دکھا کر ہمیشہ کے لئے نابود ہو گئے ۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندو قوم اپنے اخبارات و رسائل کی دستگیری کرتی ہے ۔ اور مسلمان قوم اس کے خلاف عمل کرتی ہے ۔ ہندو اخبارات کو اپنی قوم سے اپیل کرنے کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے ۔ لیکن مسلمان جرائد اپنی ہستی کو معرض خطر میں دیکھ کر آئے دن اعانت کے لئے اپیل شائع کرتے رہتے ہیں ۔ گو نتیجہ یہی ہوتا ہے

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں ایک خامشی مرے سب کے جواب میں

کسی خاص اخبار کے ساتھ نہیں بلکہ تقریباً سب مسلمان اخبارات کے ساتھ مسلمان ایسا ہی برتاؤ کر رہے ہیں

مسلمانوں میں احمدی جماعت ایک نہایت منظم جماعت ہے اور اس سے یہ امید بجا طور پر کی جا سکتی ہے کہ جس طرح وہ اشاعت اسلام کے معاملہ میں مسلمانوں سے آگے ہے ۔ اسی طرح شوق اخبار بینی میں بھی پیش پیش ہوگی ۔ اور اپنے قومی اخبارات کے ساتھ زیادہ فراخ دلی کا برتاؤ کرتی ہوگی ۔ لیکن افسوس کہ اس امر خاص میں احمدیوں نے اپنے آپ کو دوسرے مسلمانوں سے ممتاز ثابت نہیں کیا ممکن ہے کہ دوسرے اخبارات و رسائل سے ان کا سلوک مستحق ستائش ہو ۔ لیکن پیغام صلح کو ان سے ضرور شکایت ہے ۔ اور اس شکایت میں وہ بالکل حق بجانب ہے ۔ اور وہ شکایت یہ ہے

سب سے اول ہمیں ان احمدی اصحاب سے شکایت ہے جو اردو دان ہو کر بھی اخبار پیغام صلح کے خریدار نہیں بنتے ۔ اخبار پیغام صلح احمدی جماعت کا اخبار ہے ۔ اور احمدی جماعت کے ہر اس فرد کو جو اردو جانتا ہے اس کا خریدار بننا چاہیے ۔ تاکہ وہ حالات سلسلہ سے پورے طور پر آگاہ رہے ۔ یہ اخبار اس بعد کو دور کر دیتا ہے جو مرکز سے دور رہنے اور مرکزی انجمن کی سرگرمیوں سے ناواقف رہنے کے باعث قدرتاً پیدا ہوتا ہے ۔ دوسرے ہمیں ان احمدی معاونین کرام سے شکایت ہے ۔ جو خود تو پیغام صلح کے خریدار ہیں لیکن احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں پیغام صلح کی توسیع اشاعت کے لئے سعی نہیں فرماتے

ایک اور گروہ بھی ہے جس سے ہمیں شکایت ہے ۔ یہ وہ اصحاب ہیں جو عذر ہائے لنگ کی بنا پر اخبار بند کر دینے کی فرمائشیں بھیج دیتے ہیں ۔ مثلاً بعض احباب یہ لکھ دیتے ہیں کہ مجھے اخبار پڑھنے کے لئے فرصت نہیں ملتی ۔ اس لئے اخبار بند کر دیا جائے ۔ یا بعض یہ لکھ کر ٹال دیتے ہیں کہ میں رخصت پر گھر جا رہا ہوں فی الحال اخبار بند کر دیجئے پھر دیکھا جائے گا ۔ غرض اخبار نہ خریدنے کے ایسے ایسے عذر پیش کئے جاتے ہیں کہ بے اختیار ان پر ہنسی آتی ہے ۔

اس سے بڑھ کر ہمیں ان اصحاب سے شکایت ہے جنہیں کافی عرصہ پہلے چندہ ختم ہو جانے کی اطلاع دی جاتی ہے اور وہ انکاری خط نہیں لکھتے ۔ لیکن جب وی پی بھیجا جاتا ہے تو لینے سے انکار کر دیتے ہیں ۔ اور اپنے دو پیسے بچانے کے لئے انجمن کے تین آنے ضائع کرتے ہیں ۔ ان کی یہ کفایت شعاری قوم کے لئے نقصان کا موجب ہوتی ہے ۔ اس کے ترک کرنے کی ضرورت ہے

پیغام صلح اپنے معاونین کرام کے ساتھ شروع ہی سے شریفانہ اور ہمدردانہ برتاؤ کرتا رہا ہے ۔ بہتری ایسی مثالیں موجود ہیں ۔ کہ ایک نئے خریدار نے اخبار جاری کرنے کی فرمائش کی ہے اور چندہ بعد میں بھیجنے کا وعدہ کیا ۔ اخبار جاری کر دیا گیا اور کئی کئی ماہ تک چندے کا انتظار کیا گیا ۔ پھر کئی مطالبات کے بعد بھی چندہ وصول نہ ہونے کی صورت میں اخبار بند نہیں کیا گیا بلکہ مزید انتظار کیا گیا ۔ یہانتک کہ بعض حالتوں میں دو دو تین تین سال بعد چندہ وصول ہوا ہے ۔ بعض دفعہ کئی پرانے خریداروں کو چندہ ختم ہونے پر اطلاع دی گئی اور جب ان کی طرف سے ایک عرصہ تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا ۔ تو ان کی خدمت میں وصولی چندہ کے لئے وی پی بھیجے گئے ۔ جو انکاری ہو کر واپس آئے ۔ لیکن ایسی حالتوں میں بھی اخبار بند نہیں کیا گیا ۔ اور آخر کئی مہینوں بعد ان خریداروں کی طرف سے چندہ وصول ہوا ہے نیز سب ایسے حضرات کا تو ہم شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے جلد یا بدیر چندہ مرحمت فرمایا ۔ لیکن شکایت ہمیں ان اصحاب سے ہے جنہوں نے اس شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھایا ۔ اور اب تمام اخلاقی پابندیوں کو بالائے طاق رکھکر دس دس پندرہ پندرہ روپے بلکہ بعض کر مفرما اس سے بھی زیادہ رقوم لے کر بیٹھ گئے ہیں ۔

گو ہم جانتے ہیں کہ ایسے اصحاب میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو سلسلہ سے تعلق نہیں رکھتے ۔ لیکن پھر بھی ہمیں افسوس آتا ہے کہ انہوں نے ایک ایسے مذہبی اخبار کے ساتھ جو کسی فرد واحد کی ملکیت نہیں بلکہ اشاعت اسلام کرنے والی ایک انجمن کا آرگن ہے اور وہی اس کے اخراجات کی کفیل ہے ۔ ایسا نازیبا سلوک کیا جو ایک سچے اور دیندار مسلم کے شایان شان نہیں ۔

یہ ناشکرگزاری اور احسان فراموشی ہوگی اگر اس شکوے شکایت کے بعد ہم ان اصحاب کا شکریہ ادا نہ کریں جو اپنا چندہ ہر سال نہایت پابندی وقت کے ساتھ ارسال فرماتے ہیں ۔ اور جو اخبار کی توسیع اشاعت کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہتے ہیں ۔

دیوبند کی افسوسناک حالت

دار العلوم دیوبند میں گزشتہ سال سے مناقشات کا سلسلہ جاری ہے ۔ نزاع اور اختلاف کی سب سے بڑی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ کچھ لوگ دار العلوم کے موجودہ نظام سے شاکی ہیں اور اس کی اصلاح چاہتے ہیں لیکن موجودہ منتظمین اس کے مخالف ہیں ۔ اور وہ من مانی کارروائیاں کرنے پر مصر ہیں ۔ اس جھگڑے کی اصل وجہ خواہ کچھ ہی ہوں لیکن فریقین نے ایک دوسرے کے خلاف پروپیگنڈا کا جو طریق اختیار کر رکھا ہے ۔ عوام الناس کو وہ نہ صرف فریقین سے بلکہ علماء سے بدظن کر رہا ہے ۔ دونوں فریق ایک دوسرے کو اس بلند آہنگی سے جھٹلا رہے ہیں کہ پبلک سوائے اس کے اور کچھ نتیجہ نہیں نکال سکتی کہ یا تو دونوں فریق ہی جھوٹے ہیں یا ایک جماعت حق پوشی اور کذب بیانی پر کمر باندھ چکی ہے ۔

انگریز نومسلم کی تبلیغی سرگرمیاں

جناب لارڈ ہیڈلے کو تبلیغ اسلام سے کس قدر شغف ہے اس کا اندازہ اس سے بآسانی ہو سکتا ہے کہ انجمن کے سالانہ جلسہ کے بعد آپ وزیر آباد ۔ راولپنڈی اور پشاور کا دورہ کر چکے ہیں ۔ اور اب سرگودھا تشریف لے گئے ہیں ۔ ہر مقام پر مسلمانوں کی طرف سے آپ کا نہایت شاندار اور پرتپاک خیر مقدم کیا گیا ۔ اور آپ کے خطبات بہت شوق اور دلچسپی سے سنے گئے ۔ اغلباً ۲۱ جنوری کو آپ لاہور واپس تشریف لائیں گے ۔

حافظ فضل احمد کی وفات

جناب حافظ فضل احمد صاحب امین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور چند روز کی بیماری کے بعد ۱۵ جنوری کی صبح کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ۔ حافظ صاحب بہت پارسا اور نیک آدمی تھے جن دنوں میں حضرت مسیح موعود کی مخالفت زوروں پر تھی ان ایام میں آپ نے حضرت صاحب کی بیعت کی اور نہایت سرگرمی سے سلسلہ کی تبلیغ کرتے رہے ۔ جہاں جہاں آپ رہے وہاں کے لوگ آپ کی نیکی کے مداح ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

مسلم ہائی سکول کا اظہار افسوس

۱۶ جنوری ۱۹۲۸ء کو حافظ فضل احمد صاحب کی افسوسناک فوتیدگی کی خبر سے متاثر ہو کر سکول سٹاف و طلبائے مدرسہ کا ایک ماتمی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں مفصلہ ذیل ریزولیوشن تمام طلبائے سکول و ممبران سٹاف نے یک زبان ہو کر پاس کیا ۔

حافظ فضل احمد صاحب سابق مدرس دینیات و سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس کی فوری خبر مرگ مسلم ہائی سکول بدوملہی کے لئے سخت سنسنی خیز اور اضطراب انگیز ہے ۔ حافظ صاحب موصوف نے اس سکول میں اپنی پاکیزہ زندگی کے چند سال نہایت خوش اسلوبی اور ہر دلعزیزی سے بسر کئے ۔ نہ صرف اسکول کا بچہ بچہ بلکہ عام پبلک ان کی خوبیوں کی ثنا خواں ہے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو ریاض جنت میں جگہ دے ۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اس اظہار رنج و ملال میں آج مورخہ ۱۶ جنوری کو سکول باقی وقت کے لئے بند کیا جاتا ہے ۔　　(ہیڈ ماسٹر)

دو نو آریوں کا قبول اسلام

۱۳ جنوری ۱۹۲۸ء کو بعد از نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں حسب ذیل دو تعلیم یافتہ نو آریوں نے دوبارہ اسلام قبول کیا ۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے ۔

ہندووانہ نام	اسلامی نام
پرمانند دیانند	مولوی غلام مصطفیٰ صاحب
مہاشہ شردھانند	محمد الیاس

ڈاکٹروں کی ضرورت

دیہاتی شفاخانے جو مختلف اضلاع میں قریباً ستر ہر سال کھولے جاتے ہیں ان میں مسلمان ڈاکٹروں کے لئے بہت گنجائش ہے ۔ یعنی جن کے ڈپلومے یا ڈگریاں رجسٹر شدہ ہوں ان کے متعلق مختلف اضلاع کے سول سرجنوں اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے سکرٹریوں سے خط و کتابت کرنے سے پتہ مل سکتا ہے سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے بھی مزید واقفیت حاصل کی جا سکتی ہے ۔

خانہ جنگی کی گرم بازاری

چند سال پیشتر حکومت برطانیہ کی طرف سے اہل ہند کو جو اصلاحات عطا ہوئی تھیں ان کی تحقیقات کے لئے اب ولایت سے اہل الرائے اصحاب کا ایک کمیشن آنے والا ہے۔ جسے شاہی کمیشن اور سائمن کمیشن کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ اس کمیشن کے آنے کا اعلان کیا ہوا کہ ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک تفرقہ اور پھوٹ کی ہوا چل گئی۔ ہندو ہندوؤں کے ساتھ الجھ رہے ہیں اور مسلمان مسلمانوں کے ساتھ۔ کہیں مہا سبھائی ہندو کانگرسی ہندوؤں سے بیزاری کا اعلان کر رہے ہیں۔ اور کہیں خلافتی مسلمان کانگرسی ہندوؤں سے یارانہ گانٹھ کر اپنے مسلمان مخالفین سے دست و گریباں ہو رہے ہیں۔ اس کمیشن کے معاملہ پر گو ہندوؤں میں بھی اختلاف آرا ہے اور مہا سبھائی ہندو کانگرسی ہندوؤں کی رائے سے اختلاف کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن متانت و سنجیدگی سے۔ مگر مسلمان جو بدقسمتی سے ہر معاملہ میں اپنی انتہا پسندی کا ثبوت دیئے بغیر نہیں رہ سکتے اس کمیشن کے معاملہ میں بھی اپنی عادت مستمرہ سے کام لے رہے ہیں۔ ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ شاہی کمیشن کا مقاطعہ مفید ہے۔ لیکن دوسرے گروہ کے نزدیک یہ غیر مفید ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ایک دوسرے کے شکوک و شبہات کا دلائل و براہین قاطعہ سے جواب دیتے۔ اور اس طرح اختلاف رائے کو دور کرنے کی کوشش کرتے لیکن ہوتا یہ ہے کہ متانت و سنجیدگی کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مخالفین کی تقریر و تحریر اور شعر و شاعری کے ذریعہ تذلیل و توہین کی انتہائی کوشش کی جاتی ہے۔ جو حضرات کمیشن کے بائیکاٹ کے حامی ہیں وہ حامیان تعاون کو نیچا دکھانے اور ان کو لوگوں کی نظروں سے گرانے کے لئے ان کی ذات پر نہایت رکیک اور ناواجب حملے کر رہے ہیں۔ جو نہایت ہی نازیبا اور اسلامی شان سے گرا ہوا فعل ہے۔ ہمارے خیال میں ہر اس شخص کو جسے قوم کے کسی کسی طبقہ میں اثر و رسوخ حاصل ہو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کرے۔ اس سے مخالف رائے رکھنے والوں کو ہرگز نہ چاہئیے کہ اس پر طعن و تشنیع کا دروازہ کھولدیں۔ اس قسم کے طعن و تشنیع کا نتیجہ سوائے شکر رنجی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ قوم کو ایسے لیڈروں کی ضرورت ہے جو اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوں۔ ایسے لوگ جو جذبات سے مغلوب ہو کر دوسرے کی پگڑی اتارنے پر اتر آئیں یقیناً لیڈری کے قابل نہیں سمجھے جا سکتے۔

افلاس اور بے روزگاری

بدنصیب ہندوستان جہاں تعلیم، تجارت اور ثروت میں مہذب ممالک سے کوسوں پیچھے ہے۔ وہاں غربت و مسکنت اور بیکاری و بے روزگاری میں کوسوں آگے ہے۔ افلاس روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ امراض کی افزونی کا یہ عالم ہے کہ لاکھوں جانیں ہر سال تذر اجل ہو رہی ہیں۔ بے روزگاری کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ ناقص تعلیم کی بدولت لاکھوں نوجوان بیکاری کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ کام کرنا چاہتے ہیں لیکن ملتا نہیں۔ اور ملے بھی کہاں سے جبکہ ہماری تمام ضروریات زندگی یورپ سے آ رہی ہوں۔ اس بے روزگاری اور افلاس نے یہاں تک ہولناک صورت اختیار کر لی ہے کہ آئے دن خبریں سننے میں آتی ہیں کہ فلاں جگہ پر فلاں شخص نے فاقہ کشی سے مجبور ہو کر خودکشی کر لی۔ حال ہی میں مدراس سے یہ ہولناک خبر موصول ہوئی ہے کہ ایک عورت نے فاقہ کشی کے مصائب سے تنگ آ کر پہلے اپنے تین بچوں کو کنوئیں میں گرا دیا۔ پھر خود کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو گئی۔ کیا یہ واقعہ اہل ہند کی بے بسی اور بیچارگی کا اظہار نہیں کر رہا۔ اگر کسی آزاد ملک میں بے روزگاری اور افلاس کے باعث ایسی واردات پیش آئے تو ملک میں ایک کہرام مچ جائے۔ لیکن اس غلام ملک میں آئے دن ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ آزاد ممالک میں انسانی جان کی بہت زیادہ قدر و قیمت سمجھی جاتی ہے اور انسانی جانوں کو اس بے دردی سے ضائع نہیں ہونے دیا جاتا جیسا کہ ہندوستان میں ہو رہا ہے۔ کروڑوں روپیہ ان کی حفاظت کے لئے صرف کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آج کل حکومت انگلستان بے روزگار کا۔ اعانت مساکین۔ اور صحت عامہ وغیرہ رفاہی کاموں میں دس لاکھ پونڈ روزانہ خرچ کرتی ہے۔ کیا ہندوستان میں جس کی آبادی انگلستان سے تقریباً بیس گنا بڑھ کر ہے اس رقم کا عشر عشیر بھی ایسے مفید کاموں میں خرچ ہوتا ہے۔ افلاس اور بے روزگاری کی بدولت اہل ہند تباہ ہو رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اہل ہند کی بے روزگاری کو دور کرنے کے لئے حکومت کوئی موثر تدابیر اختیار کرے۔ اور اعانت مساکین کی غرض سے دارالمساکین کھولے۔ کیا ہمارے محبان وطن بھی ان ضروری امور کی طرف توجہ کریں گے۔

دو اسلامی سلطنتوں کا دوستانہ معاہدہ

یہ خبر عالم اسلام میں نہایت مسرت و شادمانی سے سنی جائے گی کہ مشرق کی دو بڑی اسلامی سلطنتوں افغانستان و ایران کے مابین تین سال کے لئے ایک دوستانہ معاہدہ ہوا ہے۔ فریقین نے عہد کیا ہے کہ ایک دوسرے کے ملک میں کوئی جارحانہ کارروائی نہیں کریں گے۔ اور کسی تیسری سلطنت کے حملہ آور ہونے کے وقت غیر جانبدار رہیں گے۔ اگر اختتام معیاد کے بعد فریقین میں سے کسی نے تنسیخ معاہدہ کے لئے نوٹس نہ دیا تو یہی معاہدہ مزید تین سال تک برقرار رہے گا۔ اگر اسی طرح تمام اسلامی سلطنتیں آپس میں پیمان دوستی کر لیں تو پھر کسی کی مجال نہیں کہ ان کی طرف چشم بد سے دیکھے۔ یورپی سلطنتوں کی جوع الارض سے صرف باہمی اتحاد ہی اسلامی سلطنتوں کو محفوظ و مصئون رکھ سکتا ہے۔

انتقاد

غذا و صحت

یہ کتاب ہمارے سلسلہ کے بزرگ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے فرزند ارجمند جناب ممتاز احمد صاحب فاروقی بی اے آنرز (پنجاب) بی ایس۔ ای۔ای۔ (امریکہ) کی تصنیف لطیف ہے۔ اس کتاب میں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے انسانی غذا اور اصول حفظان صحت کے متعلق نہایت مفید طبی مشورے دیئے گئے ہیں۔ اردو زبان میں اول تو اس موضوع پر کتابیں ہی بہت کم لکھی گئی ہیں۔ اور جو لکھی گئی ہیں ان میں سے اکثر میں طبی سائنس کے جدید انکشافات کو ملحوظ نہیں رکھا گیا لیکن کتاب زیر تنقید میں اس امر کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ اور ان تمام کمیوں اور خامیوں کو دور کر دیا گیا ہے۔ جو پہلی کتابوں میں پائی جاتی تھیں۔

بعض اغذیہ کے متعلق اہل ہند میں جو جو بھی باتیں مشہور ہیں ان کی بھی جگہ جگہ مدلل تردید کی ہے۔ غرض یہ کہ اس موضوع پر اس سے پیشتر جس قدر کتابیں اردو زبان میں لکھی جا چکی ہیں ان سب پر یہ فوقیت رکھتی ہے۔ مصنف کتاب ہذا لائق صد شکر و مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اپنے اہل ملک کے لئے ایسی مفید کتاب لکھی اور اردو لٹریچر میں ایک بیش قیمت اضافہ کیا۔ اکثر اہل ہند اس امر سے ناواقف ہیں کہ انہیں کیا کھانا چاہئے۔ اور کیا نہ کھانا چاہئے جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہیں اس کے متعلق کوئی باقاعدہ تعلیم نہیں ملتی۔ حالانکہ جسمانی صحت کے بقا کے لئے یہ تعلیم نہایت ضروری ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر پنجاب کا محکمہ تعلیم اس مفید کتاب کو تمام مدارس کی مڈل یا ہائی کلاسز کے نصاب میں داخل کر لے۔ اس سے طلباء کو غذا و صحت کے متعلق بہت سی مفید معلومات حاصل ہوں گی۔ جن سے وہ خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔

انسان کو کیا کیا چیزیں کھانی چاہئیں۔ اور کن کن چیزوں سے بچنا چاہئے۔ اس علم کی ہر شخص کو ضرورت ہے۔ پس ہر اس شخص کو جو اردو جانتا ہے اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔ فائدہ عام کی غرض سے قیمت بھی بہت کم رکھی گئی ہے۔ یعنی صرف ۸ آنہ زبان سلیس اور عام فہم۔ کاغذ نفیس اور لکھائی چھپائی عمدہ ہے حسب ذیل پتہ سے طلب کیجئے۔

منیجر دارالکتب اسلامیہ براندرتھ روڈ لاہور

لارڈ ہیڈلے اور اسلام

۱۱ر جنوری کے زمیندار میں ایک آریہ پنڈت سیتہ پال سکرٹری آریہ پبلسٹی بیورو راولپنڈی کی کھلی چٹھی بنام لارڈ ہیڈلے چھپی تھی جس میں اسلام کے متعلق چودہ سوال کئے گئے تھے اس ٹریکٹ میں جو بغرض ریویو موصول ہوا ہے ان سوالات کا جواب دیا گیا ہے اور کوشش یہ کی گئی ہے کہ جواب لارڈ ہیڈلے کی کسی نہ کسی اپنی تحریر سے دیا جائے۔ ضخامت ۴۲ صفحے قیمت ۲ر ملنے کا پتہ منیجر تبلیغی کتب خانہ کشمیری بازار لاہور۔

ضلع فیروز پور میں تین ڈاکوؤں کی گرفتاری

پولیس افسر کی قابل قدر شجاعت

وسط اکتوبر گذشتہ میں بمقام بھاگو علاقہ تھانہ ابوہر ضلع فیروزپور میں پانچ ڈاکوؤں نے سرشام بندوقوں سے مسلح ہو کر نہایت وحشیانہ طریقہ سے پے در پے تین آدمیوں کو نشانہ بندوق بنایا اور تین گھروں سے ڈاکہ اور قتل کی واردات کر کے تین اونٹ اور بہت سا بیش قیمت زیور اور نقد روپیہ لوٹ مار کر کے بھاگ گئے اور جاتے ہوئے موضع گلاب گڑھ سے ایک عورت کو زبردستی اٹھا کر لے گئے اطلاع پہنچتے ہی فوراً مقامی پولیس موقع پر پہنچی۔ باغ علی شاہ ہیڈ کنسٹبل نے پورے ۱۰۰ میل تک تعاقب کیا۔ اور بڑی محنت اور جانفشانی سے اس تعاقب میں ایک ڈاکو کو معہ مال اور عورت کے گرفتار کیا۔ اور اسکے بعد مال مسروقہ اور دیگر ملزمان یکے بعد دیگرے گرفتار ہوئے اور اس طرح ان ظالموں کا خاتمہ ہو کر امن قائم ہوا۔ ابھی یہ معاملہ ختم ہونے نہ پایا تھا اور لوگوں کے دلوں سے اس ظالمانہ لوٹ مار کا نقش دور نہ ہوا تھا کہ ۹ر جنوری ۱۹۲۸ء کو اطلاع پہنچی کہ سکھ والہ علاقہ بلوٹ جو ابوہر سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے تین خطرناک ڈاکو آ گھسے ہیں اور گولی چلا رہے ہیں۔ یہ ڈاکو ریاست پٹیالہ میں واردات قتل و ڈکیتی کے بعد بھاگ آئے تھے اور ان کا تعاقب پولیس پٹیالہ کر رہی تھی۔ اور ڈاکو سکھ والہ کے گاؤں سے ایک زمیندار کے چوبارہ میں زبردستی گھس کر آتشباری کرتے رہے۔ پولیس پٹیالہ نے کوئی صورت گرفتاری نہ پا کر اس چوبارہ کو آگ بھی لگا دی۔ مگر ڈاکوؤں نے اس جائے پناہ کو نہ چھوڑا اور دلیری سے مقابلہ کرتے رہے۔ اور ایک شخص کو بندوق کا نشانہ بھی بنا ڈالا۔ اس اطلاع پر ابوہر سے خان صاحب چودہری عبدالحق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ مسلح گارد پولیس ابوہر زیر کمان باغ علی شاہ تیز رفتاری سے اسی وقت روانہ ہو گئے۔ اور رات کی تاریکی میں موقع پر پہنچ کر گرفتاری کی تدابیر اختیار کرنی شروع کیں۔ دونوں جانب سے تمام رات آتشباری ہوتی رہی۔

یہ خان صاحب چودہری عبدالحق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی ذہانت اور اعلےٰ انتظام کا نتیجہ ہے۔ کہ باوجود تاریکی کے ملزمان کو بھاگ جانے کا موقع نہیں ملا۔ اور صبح ہوتے ہی خان صاحب موصوف نے نہایت دلیری سے تن تنہا اپنی جان پر کھیل کر ان ملزموں کو چوبارہ کے اندر جا کر سمجھایا جہاں ملزم برابر فیر کر رہے تھے اس سمجھانے کا اثر یہ ہوا کہ ملزمین نے پرامن طریق سے معہ اسلحہ کے اپنے کو خان صاحب ممدوح کے حوالے کر دیا۔ اس طریقہ سے مزید اتلاف جان بھی نہ ہوا اور ان کی گرفتاری بھی عمل میں آ گئی۔

ہم خان صاحب کی جانفروشانہ جرات اور قابل قدر بہادری کی داد دیتے ہیں۔ انہوں نے فرائض کی بجا آوری میں نہایت مردانگی اور جوانمردی سے کام لیا۔ اور ایسی نمایاں کامیابی حاصل کی جس کی نظیر اس ضلع کی تاریخ میں موجود نہیں ہے۔ ہم خان صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں اور افسران بالادست کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ ایسے بہادر اور جری افسروں کو جنہوں نے پبلک کے فائدہ کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دی معقول صلہ دیا جائے۔ تاکہ دیگر ملازمین کے لئے قابل تقلید مثال قائم ہو۔

(ایک حق گو)

از ابوہر ضلع فیروزپور۔

(بقیہ صفحہ ۳)

فتوحات کے وقت حصہ مانگنے آن موجود ہوتے تھے - ظاہر ہے کہ کوئی بھی نہیں مکہ سے کوئی منافق ساتھ نہ آیا - پھر یہ کن کا ذکر ہے جو حصہ بٹانے آن موجود ہوتے تھے - ظاہر ہے کہ یہ بطور قاعدے کے بات بتائی تھی کہ منافقوں کا یہ رنگ ہوا کرتا ہے - کہ مصیبت کے وقت ساتھ چھوڑ دیا کرتے ہیں اور فتوحات کے وقت آن موجود ہوتے ہیں - تم میں یہ رنگ نہ ہونا چاہیئے - چنانچہ مکہ میں جو ایمان لائے تھے ان میں یہ رنگ پیدا نہ ہوا - کیونکہ وہاں جو آیا اخلاص سے آیا - البتہ جو مدینہ میں ایمان لانے کے مدعی تھے - ان میں ایسے لوگ بھی تھے - جو مسلمانوں کی بڑھتی قوت کو دیکھکر شامل ہو گئے تھے - ان میں یہ رنگ ضرور نظر آیا - کہ مصیبت کے وقت جب کفار سے مقابلہ ہوا کرتا تھا تو کفر میں نہیں لوٹ جایا کرتے تھے بلکہ عذر معذرت کرکے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا کرتے تھے - البتہ فتح ہو جانے پر حصہ بٹانے آموجود ہوا کرتے تھے - اور اپنا مسلمان ہونا جتا کر حصہ بجزہ لینا چاہتے تھے - اسی لئے اسی آیت میں استقبال کے رنگ میں ان کا ذکر بھی کیا گیا تھا - کیونکہ آئندہ ایسے لوگ شامل ہونے والے تھے - مگر خدا نے اپنے وعدے کے مطابق آخر مومنوں اور منافقوں میں امتیاز کرکے منافقوں کو رد کر دیا - اور یہ مدنی زندگی کے ہی آخر میں ہوا -

مصیبت یہ ہے کہ حافظ صاحب قرآن کی آیت کو واقعات پر چسپاں نہیں کرتے - ورنہ صاف ظاہر ہے کہ اس سورت میں مکہ کے منافقوں کا ذکر نہیں - بلکہ آئندہ پیش آنے والے واقعات کے لئے مسلمانوں کو تیار کیا جا رہا ہے - ساری سورت اسی قسم کی تنبیہ اور پیشگوئیوں سے پُر ہے اور یہی اس کتاب کا کمال ہے - هدى للمتقين اس کی شان ہے - وہ ہر ایسے نازک وقت کے لئے اپنے ماننے والے کو ہدایات مہیا کر دیتی ہے - مگر حافظ صاحب کو اس سے غرض نہیں - وہ تو چاہتے ہیں کہ کسی طرح مکی زندگی میں منافقوں کا وجود ثابت کرکے لاہوری احمدیوں کو منافق بنانے کا امکان نکل آئے وہ لاکھ اس کا انکار کریں مگر شروع سے آخر تک ان کا انداز تحریر مقصد تحریر یہی بتا رہا ہے اور پھر بالکل انکار بھی نہیں - کہیں انکار ہے کہیں اقرار ہے - کہتے بھی گئے اور کرتے بھی گئے -

لاہوری احمدیوں کا طرز عمل

میں کہتا ہوں چلو اگر امکان نکل بھی آئے تو حضرت مسیح موعود کی زندگی میں جو جو نازک اوقات بھی پیش آئے ان میں حضور کے ساتھ لاہوری احمدی سب سے پیش پیش رہے - ہنری مارٹن کلارک کا مقدمہ - کرم دین کا مقدمہ - اور ہیچو قسم دیگر واقعات جب پیش آئے - تو کیا کبھی ایسا ہوا کہ لاہوری احمدی اذا اوذی فی الله جعل فتنة الناس كعذاب الله کا مصداق بنکر آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلتے ہوئے یا غیر احمدیوں میں جا ملے - اور فتوحات کے وقت روٹیاں کھانے آن موجود ہوئے حافظ صاحب! یہ کبھی نہیں ہوا - فالحمد للہ علیٰ ذالک - یہ کوئی شیخی نہیں بلکہ اللہ کا فضل اور احسان ہے - یہانتک کہ خدا کا وہ برگزیدہ لاہوری احمدیوں ہی کے گھروں میں اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوا - اور آخری خدمت بھی انہی لوگوں کے حصہ میں آئی - اور سچ پوچھو تو حضرت مسیح موعود کی زندگی میں کبھی بھی ایسا نظارہ نظر نہیں آیا - کہ کچھ لوگ مصیبت میں ساتھ چھوڑ کر چلے جاتے ہوں اور فتوحات میں حصہ لینے کے لئے آن موجود ہوتے ہوں - اور وہاں حصے ہی کون سے بٹتے تھے جو کوئی آ کر لیتا -

قسم پنجم

پانچویں قسم - بعض بداعمالیوں کی وجہ سے جو مومن ہونے کی حالت میں ان سے سرزد ہوتی ہیں - نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دل میں نفاق پیدا کیا جاتا ہے"

حافظ صاحب اس کی مثال میں سورۂ توبہ کی آیت پیش کرتے ہیں جو مدنی سورت ہے - ومنهم من عاهد الله لئن اتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصالحين - فلما اتاهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون فاعقبهم نفاقا فی قلوبهم الی یوم یلقونه بما اخلفوا الله ما وعدوه وبما كانوا يكذبون - اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اس نے ہمیں اپنے فضل سے دیا تو ہم صدقہ کریں گے اور صالحین میں سے بن جائیں گے - پھر جب خدا نے اپنے فضل سے ان کو دیا - تو اس سے بخل کیا - اور اعراض کرتے ہوئے پشت پھیری پس خدا نے ان کے اس فعل کی پاداش میں مرتے دم تک ان کے دلوں میں نفاق لگا دیا - اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ کرکے اس کے خلاف کیا - اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے -

آیت پیش کردہ سامنے ہے حافظ صاحب لاہوری احمدیوں کو سامنے رکھ کر جو چاہیں نتیجہ نکالیں کیونکہ ایک خاص مقصد ان کے پیش نظر ہے لیکن ہر ایک سمجھدار آدمی جو اس سے نتیجہ نکالے گا وہ یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جن کا معبود خدا نہیں بلکہ پیسہ ہے - وہ پیسہ ڈھونڈتے ہوئے مسلمانوں میں شامل ہوئے - ان کی تلاش اسلام میں خدا کی نہ تھی بلکہ پیسہ کی تھی - خدا کی راہ میں دیتے دلاتے خاک نہ تھے - البتہ جھوٹ موٹ وعدے کیا کرتے تھے - کہ خدا دے گا تو پھر دیکھنا کتنا کچھ دیں گے - جب خدا نے دیا تو پھر کچھ نہ دیا - ان کا معبود پیسہ انہیں مل گیا - پھر انہیں مسلمانوں کی کیا پروا تھی - فرمایا یہ لوگ جھوٹے اور وعدہ خلاف ہیں - ان لوگوں کے دلوں کا نفاق اب مرنے دم تک دور نہ ہوگا - یہ لنكونن من الصلحين - کا جواب ہے - وہ کہا کرتے تھے کہ ہم صالحین میں سے بن جائیں گے - فرمایا وہ صالحین میں سے کیا بنیں گے - ان کے دلوں کا نفاق تو قیامت تک دور نہ ہوگا - اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ نفاق اب پیدا ہو گیا ہے - بلکہ نفاق تو شروع سے تھا جیسا کہ بما كانوا يكذبون سے ظاہر ہے کہ شروع ہی سے جھوٹ بولتے رہے - البتہ مال کے رنگ میں اللہ کا فضل ان پر ہوا تھا - اس سے یہ امکان تھا کہ نعمت کا شکر نفاق کو اخلاص سے بدل دے - مگر جنھوں نے نعمت پا کر بھی شکر نہ کیا اور پیسہ ہی کو معبود بنائے رکھا - پھر ان کے دل کا نفاق جائے تو کس طرح -

اب فرمائیے کیا یہ مکہ کا واقعہ ہے وہاں تو لوگ مال و دولت چھوڑنے آیا کرتے تھے - نہ کہ حاصل کرنے - یا حضرت مسیح موعود کی زندگی میں کوئی دولت ڈھونڈنے آ رہے تھے - اور جب مل گئی تو خدا کے رستے میں انہوں نے خرچ نہ کی - پس میں نے کیا برا کیا تھا جو اپنے پہلے مضمون میں لکھ دیا تھا کہ لاہوری احمدی محض اللہ کے فضل سے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہر ایک عسر و یسر کی حالت میں ساتھ رہے - اور اپنے مالوں سے سلسلہ کی خدمت کرتے رہے کیا یہ آپ کی چوتھی اور پانچویں قسم منافقوں کی نفی نہ تھی اور جب یہ کہا تھا کہ لاہوری احمدی کسی نفع یا جاہ طلبی کے لالچ سے ساتھ نہ ہوئے تھے - اور نہ انہیں حضرت مسیح موعود کی دنیوی قوت کا کوئی ڈر تھا - کہ وہ اندر ہی اندر منصوبے کرتے - تو کیا آپکی پہلی تین قسم کے منافقوں کی اس میں نفی نہ تھی - میں نے سرسری رنگ میں مجملاً بات کہی تھی اس قدر تشریح سے بات نہ کہی تھی لیکن آپ کا حق پوشی اور تعلّی کا الزام دینا کس قدر غلط اور دل آزار ہے

مسیح موعودؑ کی تحریر میں لفظ منافق

باقی رہ گیا آپ کا یہ فرمانا کہ حضرت مسیح موعود کی تحریر سے لفظ منافق نکال کر دکھایا جا سکتا ہے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ تو ثابت ہو گیا کہ وہ منافق جن کی شان میں آیا ہے یخادعون الله والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون - کہ خدا اور مومنوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور دھوکہ نہیں دیتے مگر اپنے نفسوں کو اور سمجھتے نہیں - اور جن کی سزا ہے ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار کہ منافق آگ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے - وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی میں پیدا ہوئے - مکی زندگی میں جب آپ کی شان جمالی تھی ان کا پیدا ہونا ناممکنات میں سے تھا - اسی طرح حضرت مسیح موعود کی زندگی میں جو جمالی شان رکھتی ہے - ایسے منافقوں کا وجود ناممکن تھا البتہ جس طرح حدیث میں اعمال کی بعض کوتاہیوں پر منافق کا لفظ استعمال ہو گیا ہے - جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی منافق فرمایا جو جھگڑنے کے وقت گالی دے - کیونکہ یہ ایمان کامل کی شان کے منافی ہے - اسی طرح حضرت مسیح موعود نے بھی اعمال کی بعض کوتاہیوں پر منافق کا لفظ استعمال کر لیا تو اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ اس رنگ کے منافق تھے - جن کے حالات سے قرآن کی مدنی سورتیں بھری پڑی ہیں - اگر اس رنگ کے تھے تو پھر کیا معنے کہ ان سے اپنی وفات تک اغماض کرتے رہے - اور ان کو یا ایها النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیهم کے ماتحت جماعت سے خارج نہیں کیا - کیا نعوذ باللہ آپ قرآن و سنت کے خلاف عمل کرتے رہے - خدا کے لئے مسیح موعود کی پوزیشن پر تو حملہ نہ کرو - جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے مذکورہ بالا آیت نازل نہیں ہوئی مدینہ میں منافقین مسلمانوں میں ملے جلے رہے - لیکن ضروری تھا کہ ولیعلمن الله الذین آمنوا ولیعلمن المنفقین والی آیت کے وعدے کے مطابق جو سورہ عنکبوت میں نازل ہو چکی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں وقت آجاتا کہ مومنوں اور منافقوں میں امتیاز ہو جاتا - ورنہ دین مشتبہ ہو جاتا - کیونکہ اگلی نسلوں کو دین تو انہی لوگوں سے سیکھنا تھا - جنھوں نے آنحضرت صلعم کے نمونہ کو دیکھا تھا - اگر ان میں منافق ملے جلے رہ جاتے - تو دین سے امان اٹھ جاتا - معلوم نہ ہوتا کہ صحیح نمونہ کونسا ہے اس لئے ضروری تھا کہ آپ کی زندگی ہی میں منافقوں کو جماعت اسلام سے خارج کر دیا جاتا اس آخری فیصلے سے قبل ان لوگوں کو اپنی اصلاح کا بہت موقع دیا گیا مگر جب انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو کھرا کھوٹا الگ کر دیا گیا

پس جن کوتاہ عملیوں کی بنا پر حضرت مسیح موعود نے منافقت کا لفظ استعمال فرمایا اگر ان کے کرنے والے اس قسم کے منافق ٹھہرتے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی میں پیدا ہو گئے تھے تو اس آیت کے ماتحت حضرت مسیح موعود کا فرض تھا کہ اپنی زندگی ہی میں انہیں جماعت سے خارج کر جاتے - تا آپ کا صحیح مسلک مشتبہ نہ ہو جاتا - لیکن آپ کا خارج نہ کرنا بتاتا ہے کہ آپ نے منافق کا لفظ محض بعض عملوں کی کوتاہی پر استعمال فرمایا اور بس - اور سچ بھی یہی ہے کہ حضرت صاحب کی زندگی میں کوئی نفاق سے کیا شامل ہوتا حالات ہی ایسے تھے کہ جو آتا اخلاص سے آتا -

اس کے بعد حافظ صاحب کے ایک فقرے کا جواب دیدینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے - حافظ صاحب فرماتے ہیں:-

"ڈاکٹر صاحب آپ اہل اللہ کی حقیقت کیا جانیں ان کے رعب سے لوہے کی تلواریں پانی ہو کر بہ جاتی ہیں اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر بیخ و بن سے اکھڑ جاتے ہیں"

وغیرہ وغیرہ - مجھے امید ہے اس فقرہ پر مریدین نعرے بار بار کر دیئے ہوں گے - لیکن اس پر صرف اتنا کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ حافظ صاحب قبلہ! جو لوگ اہل اللہ کی دنیوی طاقت سے نہیں بلکہ روحانی طاقت سے مرعوب ہوتے ہیں وہ

منافق نہیں بلکہ مخلص

ہوا کرتے ہیں - اگر آپکو معلوم نہیں تھا تو اب لکھ رکھو (باقی دارد)

ضروری گزارش

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا تھا یا عنقریب ختم ہونے والا تھا انہیں نومبر اور دسمبر [illegible] میں کافی عرصہ پہلے اطلاع دیگئی تھی اس پر بعض اصحاب نے سالانہ جلسہ پر چندہ دیدیا اور بعض نے ازراہ نوازش بذریعہ منی آرڈر بھیج دیا لیکن کچھ حضرات ایسے بھی نکلے جنھوں نے نہ چندہ بھیجا نہ خط کا جواب دیا - ایسے تمام اصحاب کی خدمت میں جنھوں نے انکاری خط نہیں لکھے اب دفتر سے وی پی بھیجے جا رہے ہیں جن کا وصول کرنا اب ان کا قومی اور اخلاقی فرض ہے -

(مینیجر)

مراسلات

قرآن کریم اور دیگر کتب

(شیخ صادق علی صاحب بٹالوی کے قلم سے)

مسلمان اپنی مذہبی کتاب قرآن کریم کی وجہ سے بھی شرمندہ نہیں وہ ان تمام کتابوں پر بھی ایمان لاتا ہے جو وقتاً فوقتاً بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے نازل ہوتی رہیں۔ وہ جانتا ہے کہ قرآن کریم ان تمام کتب سماوی کی بہترین تعلیم کا یکجا حامل ہے۔ وہ اس قرآن کے تاثرات سے بھی واقف ہے جس نے ایک صدی میں اس کے سچے متبعین کو دنیا کے ایک تہائی حصہ کا مالک بنا دیا تھا۔ وہ خوش ہے کہ اس کی مقدس کتاب قرآن کریم تیرہ سو سال سے انسانی ہاتھوں کی آمیزش سے پاک ہے۔ اور اسی وجہ سے اسے یقین کامل ہے کہ قیامت تک کوئی انسان اس میں کمی یا زیادتی نہیں کر سکے گا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کی زبردست پیشگوئی ہر ساعت اس کے ایمان کو قوی رکھتی ہے۔ اور اسے طاقت بخشتی ہے۔ وہ اپنے گرد و پیش دیکھتا ہے کہ اور کسی مذہب کی کتب سماوی انسانی دستبرد سے محفوظ نہیں رہی بلکہ ان میں خدائی تعلیم کم اور انسانی منصوبہ بازی کا دخل زیادہ ہو گیا ہے۔ اور آریوں کی ذہنیت سے تو وہ حیران ہے کہ ستیارتھ پرکاش کو اگرچہ وہ اپنی مذہبی کتاب سمجھتے ہیں۔ مگر باوجود اس روشنی کے زمانہ کے پچاس سال کے قلیل عرصہ میں اس میں دس سے زیادہ دفعہ تبدیلی کر چکے ہیں۔ وہ اپنی خوش قسمتی پر جس قدر اظہار تشکر و امتنان کرے کم ہے کہ اس کی مقدس کتاب تمام فحش تعلیم سے پاک ہے جبکہ دیگر مذاہب کی نام نہاد آسمانی تعلیم کو جوان لڑکیاں شرم و حجاب کو زبردستی ضبط کئے بغیر نہیں پڑھ سکتیں اور ویدوں کی تعلیم کا نتیجہ تو نیوگ اشلوک مت اور سدا م مانگی ہیں۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اسے اس امر پر بھی فخر ہے کہ قرآن کریم منتروں۔ منتروں۔ جنتروں کا مجموعہ نہیں۔ بلکہ اس میں انسان کی سوشل۔ پولیٹیکل اور اخلاقی ترقی کے لئے بہترین ہدایات ہیں۔ وہ انسان کو بے حس حیوان سمجھ کر محض احکام پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ ہر بات میں انسانی عقل۔ غور و فکر اور تدبر سے اپیل کرتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین اس کا طغرائے امتیاز ہے اور اس خوبی کا اسے اس قدر پاس ہے کہ وہ اپنی حقانیت کو انسان کی دلیل بازی پر نہیں چھوڑتا۔ بلکہ ہر دعوے کی خود دلیل دیتا ہے اور ہر امر دینی کے منافع و اضرار بیان کرتا ہے۔ اور اسی پر حرام و حلال کا فیصلہ کرتا ہے۔ وہ انسان کو دنیوی جد و جہد کی کشمکش سے بزدلانہ گریز اور جنگلوں میں آوارہ گردی کی تلقین نہیں کرتا۔ بلکہ اسی دنیا میں رہتے ہوئے اسے کامیاب اور فائز المرام انسان بناتا ہے۔

مسلمان اور آخرت

مسلمان اپنے آخرت کے عقیدے سے بھی شرمندہ نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ یہ دنیا اس کے لئے دار الامتحان ہے۔ اس میں جو کچھ وہ کرتا ہے۔ اس کے ذرہ ذرہ کا اسے حساب دینا ہے۔ اس لئے ہر رات کو سوتے وقت وہ اپنے روزانہ اعمال کا محاسبہ کرتا ہے۔ اور اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس کے ہر کام میں نیکی کا پہلو ہو۔ اس کا مذہب آٹھویں دن گرجا جانے یا صبح شام گھنٹہ بجانے تک محدود نہیں۔ بلکہ جو کام بھی وہ کرتا ہے وہ مذہب کے ماتحت ہے اور اس کے لئے وہ خدا کے نزدیک ذمہ دار ہے۔ عبادات کو وہ اپنا غایت مقصود نہیں سمجھتا۔ بلکہ عبادات کے نتائج اس کا مذہب ہیں اسے مر کر کیڑے کوڑے بننے کا ڈر نہیں۔ بلکہ اس کے لئے حقیقی ترقی کا دروازہ اس دنیا سے گزر جانے کے بعد ہی کھلتا ہے اگر وہ نیک ہے اور اس نے احکام الٰہی کے مطابق زندگی بسر کی ہے۔ تو وہ اپنے خدا کے فضل سے لا انتہا مدارج اور ابدی راحت کا امیدوار ہے اور اگر بدقسمتی سے اس کے اعمال میں کمزوریاں ہیں تو وہ اپنے مولا کی جو قادر مطلق خدا ہے مغفرت اور رحمت سے مایوس نہیں۔ وہ دنیا کی چیزوں کو ڈرتے ڈرتے اور شبہ سے ہاتھ نہیں ڈالتا۔ وہ جانتا ہے کہ اس کے پاک خدا نے اپنی لا انتہا رحمت سے یہ سب دنیا اس کی مکلوم کردی ہے اور ہر چیز کے جائز استعمال سے اس کے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اسے کبھی وہم بھی نہیں ہوتا کہ وہ گدھا یا گھوڑا جس پر وہ سوار ہوتا ہے اور جس کی سرکشی پر کبھی اسے ہنٹر بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ کہیں آواگون کے چکر میں آیا ہوا اس کا باپ یا دادا نہ ہو۔ وہ اپنی تکالیف اور مصائب کو کسی پچھلے جنم کے کرموں کا نتیجہ سمجھ کر مایوس نہیں ہو بیٹھتا۔ بلکہ وہ اپنی تکالیف کو اپنی غلطی کا نتیجہ سمجھتا اور اسے صحیح تدبیر سے درست کر لیتا ہے۔ غرض اس کا عقیدۂ آخرت ہر صورت میں اس کے لئے مبارک ہے۔ اگر وہ بُری زندگی بسر کرتا ہے۔ تو اس کے لئے ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اور پھر اسے یہ بھی اطمینان ہے کہ مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ اس کی بدیوں کو خواہ کسی علاج سے ہو دور کر دیگا اور اس کے لئے غیر متناہی ترقیوں کے دروازے کھول دے گا۔

بہاء اللہ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا

(جناب حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی کے قلم سے)

بہاء اللہ نے نبوت اور امامت کا دعویٰ بالکل نہیں کیا۔ اس نے صاف طور پر خدا اور رب رحمان ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ اس کے دعویٰ الوہیت کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ اگر بہائی فی الحقیقت بہاء اللہ کو خدا نہیں مانتے تو ان کا فرض ہے کہ یہ بتائیں کہ پھر بہاء اللہ سے عبد البہاء (اہل بہا کا خلیفہ) اور دوسرے مقتدر بہائی دعائیں کیوں مانگتے آئے ہیں۔ ہمارے بار بار کے مطالبہ پر بھی بہائیوں کا جواب نہ دینا کہ وہ کیوں الٰہی الٰہی کہہ کر بہاء اللہ سے دعائیں مانگتے اور اس کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔ ثابت کرتا ہے کہ وہ پولوس کے اس قول پر عامل ہیں۔ جو کرنتھیوں باب ۹ میں بیان ہوا ہے۔

" میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں ان کے لئے میں شریعت کے ماتحت بنا۔ تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں۔ اگرچہ خود شرع کے ماتحت نہ تھا۔ بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا تاکہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں "

اسی طرح اہل بہا کبھی گرجا میں چلے جاتے ہیں۔ کبھی مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے شارع "حضرت" بہاء اللہ ذاتہ الاعلیٰ وقل ذکرہ الاتیع نے صاف اعلان کیا کہ اب تمام شرائع سابقہ منسوخ ہیں پھر انہی پر عمل کیوں؟ اس کے جواز کی دلیل اپنے معبود اور مسجود اور شارع کے کلام سے پیش کرنی چاہئے۔ یا محض دھوکا دینے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ کبھی کسی مسلمان سائل کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ بہائی بھی مسلم اسرب العالمین ہیں (کوکب ہند) لیکن جب اس کی غلطی کھولی جاتی ہے تو عاجز آکر لکھنا پڑتا ہے "اہل بہا مسلمانوں کے فرقوں میں سے کوئی فرقہ نہیں" (کوکب ہند جلد پنجم نمبر نہم) غرض بات بات میں دجل ہے۔ کیا اسی کا نام دینداری ہے۔ اگر یہی دین و مذہب ہے تو معلوم نہیں لامذہبی اور دہریت کس چیز کا نام ہے۔

دعویٰ الوہیت

بہاء اللہ کا نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں تھا۔ بلکہ اس کا ربوبیت عظمیٰ اور الوہیت کبریٰ کا دعویٰ تھا۔ بعض بہائی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ صرف اصطلاح کا فرق ہے۔ ورنہ وہ موعود اسلام ہونے کے مدعی ہیں۔ لیکن یہ صریح جھوٹ ہے۔ چنانچہ کتاب الفرائد صـ۲۲ پر لکھا ہے:

ادعائے ایشاں ادعائے نبوت باشد محض وہم وگمان جناب شیخ است "

اور صـ۲۸۲ پر اسی کتاب میں لکھا ہے:

" مقام او مقام نیابت وخلافت وامامت نیست بل ظہور کلی الٰہی ست "

کہ بہاء اللہ کا دعویٰ نبوت۔ امامت اور خلافت کا نہیں۔ بلکہ یہ دعویٰ ہے کہ وہ پورے طور پر خدا کا ظہور اور ہیکل انسانی میں خدا ہے۔

کفریات بہاء اللہ

اور یہ بات ہے بھی صحیح کہ جس کو اللہ اور رب العالمین ہونے کا دعوے ہو وہ نبی اور رسول کیونکر کہلا سکتا ہے [illegible] بہاء اللہ کے دعوے کو منہاج نبوت و رسالت پر نہیں پرکھ سکتے۔ کیونکہ جو الٰہ الناس ہونے کا دعویٰ کرے اس کی سزا تو جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ومن یقل منهم انی اله من دونه فذالك نجزیه جهنم كذالك نجزی الظالمین (انبیا) کہ جو یہ کہتے ہیں کہ میں خدا ہوں تو ان کی سزا جہنم ہے۔ اور ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

بہاء اللہ کا دعویٰ ہے۔ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا المهیمن القیوم۔ (طرازات طراز ششم صفحہ ۱۳ مطبوعہ آگرہ) میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود اور مہیمن و قیوم نہیں۔ پھر کہتا ہے انني انا اللہ لا الٰہ الا انا رب كل شئ۔ (تجلیات۔ تجلی چہارم صـ۹) میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں ہر چیز کا رب ہوں۔ آپ ان حوالوں کا سیاق و سباق۔ آگے پیچھے سب عبارت دیکھ لیں قطعاً یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ خداوند زمین و زماں کا کلام ہے جو اس پر نازل ہو رہا ہے۔ اور میرا چیلنج ہے ہر بہائی کو کہ وہ اس کے کوئی اور معنے کر کے دکھائے یا بتائے کہ اس سے بہاء اللہ مراد نہیں بلکہ خدا ہے۔

بہائیوں کے عقائد

پھر متبوع نے جو کچھ پڑھایا وہی تابعین نے پڑھا۔ اور مانا چنانچہ اہل بہا نمازیں بہاء اللہ کی قبر کی طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں۔ اور اسی کو اپنی دعاؤں کا قبول کرنے والا سمجھتے ہیں جیسا کہ دروس الدیانہ میں لکھا ہے کہ "اجابت کنندہ عیزاونہ" پھر بہاء اللہ کی قبر کو صاف لفظوں میں "معبود جہان" کہتے اور مانتے ہیں۔ چنانچہ دیوان نوش کے صفحہ ۱۲۹ پر ایک بہائی لکھتا ہے کہ "اے معبود و معبود جہان روضہ ابہیٰ"۔ اسی طرح ان بہائیوں کا سلام ہے۔ اللہ اکبر۔ اللہ اعظم۔ اللہ ابہیٰ۔ اللہ اجل۔ اور عبد البہا بہاء اللہ کا بیٹا اور خلیفہ کہتا ہے "ان چاروں کلموں سے مراد بہاء اللہ ہے نہ کوئی اور" (مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

بعض بہائی دھوکا دینے کے لئے کہتے ہیں کہ بہاء اللہ حضرت موسیٰ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مظہر امر اللہ ہونے کا مدعی تھا۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ بہاء اللہ نے کبھی نبوت کا لفظ اپنے لئے استعمال نہیں کیا۔ چنانچہ کتاب الفرائد میں لکھا ہے۔

" نہ در الواح مقدسہ ادعائے نبوت وارشدہ ونہ بر السنہ اہل بہاء لفظ نبی بر آں وجود اقدس اطلاق گشتہ " صفحہ ۲۷۵

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۷۸ پر لکھا ہے:

" ادعائے جمال اقدس ابہیٰ ادعائے ظہور موعود است نہ ادعائے نبوۃ و یا وصایت و نیابت "

کہ بہاء اللہ کا دعوے نبوت۔ امامت اور وصی خلیفہ ہونے کا نہیں پھر اخبار کوکب ہند جو بہائیوں کا رسالہ ہے۔ اور دہلی سے نکلتا ہے۔ اس میں لکھا ہے:

" نہ سید علی محمد باب کا دعویٰ نبوت کا تھا نہ اہل بہا ان کو یا حضرت بہاء اللہ کو نبی مانتے ہیں۔ (جلد ۴ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۱ ربیع الثانی)

شکریہ

مقدمہ لائٹ کے فیصلہ پر بہت سے اصحاب کی طرف سے ہمدردی کے پیغامات موصول ہوئے ہیں ہم ان تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

میں آریہ کیوں ہوا؟

(جناب مولوی غلام مصطفٰے صاحب باجوہ پروفیسر ویدیانند کالج)

جس وقت میں ریاست گونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ کے مدرسہ اسلامیہ میں ہیڈ مولوی تھا۔ اس وقت ایک خط دھامشہ سپتہ پریہ سابق مولوی ابو الفیض محمد صادق کا وصول ہوا۔ جس سے معلوم ہوا کہ محمد الیاس بہی سماج میں اشدھ ہو گئے۔ نیز فتنہ ارتداد کے ہر چہار جانب سے جھونکے چل رہے تھے۔ معاً میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ سنسکرت اور آریہ مذہب کی واقفیت پیدا کی جائے۔ چنانچہ مجھ سے اور مہاشہ دیپ شنکر جی سے خط و کتابت ہوئی۔ اور میں ملازمت ترک کر کے بمبئی آ گیا۔ لیکن وہاں میرے اصل مقصد کا حل ہونا محال تھا۔ اس لئے میں لاہور آریہ سوراج سبھا میں اکتوبر کے تیسرے ہفتہ میں اشدھ ہو گیا میری شدھی کے بعد فوراً ان لوگوں نے مجھکو امرتسر کے سنسکرت کالج میں عربی پروفیسر کی جگہ دی۔ دن بھر درس تدریس میں گزر جاتا اور اصلی مقصد کے حصول کا موقع نہ ملتا تھا۔ البتہ ستیا رتھ پرکاش کا اچھی طرح مطالعہ کیا۔ نیز مہاشے دیو پرکاش جی سے اکثر سوال و جواب ہوئے مگر کبھی مجھکو تسلی بخش جواب نہ ملا۔ غرضیکہ قریب قریب چار ماہ تک ایسی ہی حالت رہی۔ ان ایام میں میں نے اور چند کتب کا مطالعہ کیا۔ نیز ان کے اصل مقصد کو بھی پہنچا۔ کہ اس شدھی سے اصل غرض و غایت کیا ہے۔

تھوڑے عرصہ میں معلوم ہو گیا کہ

شدھی سیاسی تحریک ہے

جو لوگ ابتک اشدھ ہوئے ہیں اگر معمولی سی کوشش کی جائے تو تمام کے تمام واپس آ جائیں گے۔ کیونکہ ان کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ ناگفتہ بہ ہے۔ ان کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو ذلیل کیا جائے۔ اور ان کی تعداد کم کر کے حقوق حاصل کئے جائیں۔ ان ایام میں چند ایسے واقعات پیش آئے جن سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد ہندو پبلک کو دھوکہ دیکر ان سے روپیہ وصول کرنا اور اپنی عزت و توقیر پیدا کرنا ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ جس وقت بریڈلا ہال میں ملیر کھ پہلو ان کو نکٹ ڈاؤن کر دیا گیا۔ سوراج سبھا لاہور نے تو تہیہ کر لیا ہے کہ وہ تمام دنیا کو جب تک آریہ نہ کر لے گی اس پر سونا کھانا پینا حرام ہے مگر ابھی تبلیغ کے معاملہ میں آریہ دوست مسلمانوں کے سامنے طفل مکتب ہیں۔ ان کو ابھی تک نہیں معلوم تبلیغ کیسے کی جائے۔ مجھکو معلوم ہے وہ لوگ میری جانب سے کسی وقت بھی مطمئن نہیں ہوئے۔ اور واقعی نہ ہونا چاہیئے تھا۔ تبلیغ کے معاملہ میں آریوں کو مسلمانوں کی شاگردی کرنی پڑے گی۔

شدھی کیسے کی جاتی ہے

اشدھی کرتے وقت سب سے اہم مسئلہ اشدھ شدگان کے ہاتھ سے کھانا پینا ہے۔ میرے نزدیک کھانے پینے سے مذہب کو کوئی تعلق نہیں اشدھ ہو جانے کے بعد اخباروں کے کالموں میں نہایت ہی فخر سے مہاشے صاحبان تحریر فرماتے ہیں۔ کہ فلاں صاحب کی اشدھی کی گئی اور سب نے ان کے ہاتھ سے مٹھائی کھائی۔ چھوت چھات کے تو آریہ پہلے ہی سے قائل نہیں۔ اگر انہوں نے اشدھ شدہ کے ہاتھ سے کھالیا تو کونسا تیر مارا۔ ایک مہتر اور چمار مسلمان ہو کر ہر شخص کے ساتھ بلاقید ذات کھانا پینا کر سکتا ہے۔ اور مسلمان اس کا جھوٹا پانی پی سکتے ہیں۔ یہ ہے اسلام کی سچی رواداری۔ آریہ کہتے ہیں کہ ہمیں تمام دنیا کو آریہ بنائے بغیر آرام نہیں آسکتا۔ مگر ان سے عرض ہے کہ تم چاہے کتنا چیخو پیٹو مگر اسلام کے سامنے تمکو ہمیشہ شکست ہی ہوگی۔ اور ساتھ ہی ذلت ہوگی۔

اب میں احمدی ہوں

اگر انصاف سے دیکھا جائے تو صحیح اور سچے معنوں میں اسلام پیش کرنے والی احمدیہ جماعت ہے۔ اور اسلام کی جو خدمت یہ جماعت کر رہی ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں۔ میرے نزدیک تو یہی لوگ سچے اور مخلص اسلام کے شیدائی ہیں۔ کہ اپنا عیش و آرام ترک کر کے اسلام کی خدمات انجام دینا اپنا فرض اولین جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ جان سے مال سے کبھی اسلام کی خدمت کرنے سے دریغ نہیں کرتے لہذا ایسے اصحاب کی معیت کون نہیں کر سکتا۔ اب رہے وہ اصحاب جو ان کو بُرا کہتے ہیں۔ ان کی مثال اس شعر سے ظاہر ہوتی ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

احمدیہ جماعت کے اصول مجھے نہایت پسند آئے اور ان لوگوں کی اسلام کے لیے قربانیاں میرے دل پر اثر کر گئیں اس لیے اب میں احمدی ہوں

(باقی آئندہ)

ہندوستان

— راجہ صاحب سانگلی نے اپنی ریاست کی حدود میں گاؤکشی کی ممانعت کر دی ہے۔

— معاصر "زادی" بمبئی لکھتا ہے کہ ریاست خیرپور کی موجودہ کونسل توڑ دی جائے گی۔ اور ایک یورپین ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا جائے گا۔ لیکن ابھی تک اس کا نام نہیں بتایا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ریاست خیرپور کی صورت حالات تشویش سے خالی نہیں

— ریلوے بورڈ نے ٹپالہ سے شاری تک ۲ فٹ ۵ کی پٹڑی پر ریلوے لائن کے تیار کرنے کی اجازت دیدی ہے اس لائن کی مسافت تقریباً ۴۲ میل ہے۔

— انگریزی اخبار ڈیلی ہیرلڈ کے سیاسی نامہ نگار نے یہ خبر مشہور کی ہے کہ اگر موجودہ حکومت برسر اقتدار رہی تو سائمن کمیشن کا کام ختم ہونے پر سرجان سائمن ہندوستان کے وائسرائے مقرر کئے جائیں گے۔

— جنگ عظیم میں گورکھوں نے جو جنگی خدمات سرانجام دی تھیں ان کی یادگار گورکھپور میں قائم کی گئی۔ اس یادگار کی نقاب کشائی کرتے ہوئے افواج ہند کے کمانڈر انچیف نے اپنی تقریر میں گورکھوں کی خدمت کا اعتراف کیا۔ اور ان سے اپیل کی کہ وہ آئندہ جنگ کے لئے تیار رہیں۔ کیونکہ دنیا میں ابھی تک امن کی صبح نمودار نہیں ہوئی۔ آخری جنگ ابھی ہونے والی ہے۔ کمانڈر انچیف کی یہ تقریر بہت معنی خیز ہے۔

— مولانا ابو الکلام آزاد کا ہفتہ وار اخبار الہلال عنقریب کلکتہ سے دہلی میں منتقل ہو جائے گا۔ اور مولانا ممدوح بھی اب دہلی میں مستقل رہائش رکھیں گے۔

ممالک خارجہ

— اندازہ کیا جاتا ہے کہ امسال انگلستان میں طلاق کے مقدمات کی تعداد ساڑھے تین ہزار تک پہنچ جائے گی۔ پچھلے سال یہ تعداد (۲۰۵۹) تھی ان میں سے (۱۰۱۰) مقدمات بیویوں کی طرف سے دائر کئے گئے تھے۔ اور (۱۱۴۹) شوہروں کی طرف سے

— قومی صحت۔ بے روزگاری۔ انشورنس۔ بڑھاپے کے وظائف۔ تعلیم۔ تعمیر مکند۔ مساکین کی اعانت۔ صحت عامہ اور اس نوع کے دوسرے رفاہی کاموں میں حکومت انگلستان آج کل دس لاکھ پاؤنڈ روزانہ خرچ کرتی ہے۔ جنگ یورپ سے پیشتر اس خرچ کی تعداد روزانہ ایک لاکھ بہتر ہزار پونڈ تھی۔

— اہل جرمن نے سینما فلموں کو سیاسی پروپیگنڈا کا ذریعہ بنا لیا ہے چنانچہ قوم پرست جماعت کی طرف سے چار سو سفری سینماؤں کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو تمام ملک کا دورہ کریں گے۔

— برٹش گائنا میں ایک نئی لکڑی دریافت ہوئی ہے جس کو مورا کہتے ہیں۔ اسے کبھی گھن نہیں لگتا۔ اور نہ موسم کا اثر قبول کرتی ہے یہ لکڑی ریل کی پٹڑی میں استعمال کی جائے گی۔

— جمہوریہ ترکی نے اپنے جدید نوٹ جاری کر دیئے ہیں اور سلطانی عہد کے نوٹ اب رفتہ رفتہ کم ہو رہے ہیں۔ جدید نوٹ قدیم نوٹوں سے مختلف ہیں۔ تمام ترکی دفاتر بنک۔ اور مالی مقامات پر جدید نوٹ رائج ہو گئے ہیں۔

— ترکی سلطنت عنقریب ہر قسم کی آہنی مصنوعات کا کارخانہ نہایت وسیع پیمانہ پر کھولے گی۔ وزیر تجارت نے پوری سکیم تیار کر لی ہے جسے وزارت نے منظور کر لیا ہے۔ کارخانہ کے ضروری سامان فراہم کرنے کے لئے سالانہ ۸ ملیون لیرہ منظور ہوا ہے۔ وزیر تجارت لوہے اور کوئلے کی مقدار کا اندازہ کرنے کی غرض سے ملک میں دورہ کر رہے ہیں۔

— وزیر افغانستان نے شہریار غازی کی طرف سے ایک ہزار پونڈ نائب گورنر روم (اطالیہ) کو عطا کیا ہے کہ خیراتی کاموں میں خرچ کیا جائے۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ یکم شعبان ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۵ جنوری ۱۹۲۸ء | نمبر ۴

فریضۂ زکوٰۃ کی ادائیگی

فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا یہ وقت ہے اور اس کی بہترین مستحق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے۔ پس اپنی زکوٰۃ کا روپیہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں۔ اس انجمن نے ۱۹۱۴ء کے بعد اپنے قیام لاہور میں مفصلہ ذیل کام کئے ہیں۔

(۱) برلن (جرمنی) میں قریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ لگا کر ایک عالیشان مسجد بنائی اور ایک مشن قریباً ۲ ہزار روپے ماہوار کے اخراجات پر چلایا جا رہا ہے ایک سہ ماہی رسالہ جرمن زبان میں جاری کیا گیا ہے۔ اس سے پچاس اعلیٰ تعلیم یافتہ جرمن مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور خود تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔

(۲) ووکنگ (انگلستان) کے مشن کو لکھوکھا روپے کے خرچ سے چلایا جا رہا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں انگریزی میں لٹریچر شایع کیا جا رہا ہے اس سے قریباً ایک ہزار اعلیٰ پایہ کے انگریز مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت حاجی لارڈ ہیڈلے الفاروق بالقابہ جو آب ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں اسی انجمن کی مساعی جمیلہ پر الٰہی نصرت کا نشان ہیں۔

(۳) لکھوکھا روپیہ لگا کر انگریزی میں ترجمۃ القرآن شایع کیا ہے جو اس وقت اسلامی لٹریچر میں غیر مذاہب کے لئے ایک مسلمہ مستند کتاب ہے ہر ایک دنیا کی لائبریری میں مفت پہنچایا جا رہا ہے۔

(۴) انگریزی ترجمۃ القرآن کے علاوہ سیرت خیر البشر اور سینکڑوں دیگر انگریزی کتابیں اور لٹریچر مفت شایع کر کے تقسیم کر رہی ہے۔

(۵) ٹرینیڈاڈ میں جب بہت سے مسلمانوں کو عیسائی کیا جا رہا تھا۔ وہاں مسلم مشنری بھیجا کر کل جزیرہ کے مسلمانوں کو جن کی تعداد آٹھ لاکھ تھی ارتداد سے بچا لیا۔

(۶) اردو میں ایک مفصل تفسیر القرآن جس میں موجودہ زمانہ کے کل اعتراضات کا جواب موجود ہے۔ شایع کی اور ماسوا اس کے مقام حدیث اور سیرۃ صحابہ کرام اور بہت سا علم کلام موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے شایع کیا۔

(۷) مبلغین کی ایک جماعت تیار کی جو عیسائیوں اور آریوں کے حملوں کا دندان شکن جواب ہی نہیں دیتی بلکہ اسلام کی صداقت کو واضح کر دیتی ہے۔

(۸) ایک کالج قایم کیا ہے جو اعلیٰ پایہ کے مبلغین تیار کرتا ہے۔ اس کے لئے دس بارہ ہزار روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔

(۹) انگریزی میں اخبار لائٹ اور اردو میں پیغام صلح محض حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے جاری کئے ہوئے ہیں۔

(۱۰) ارتداد کے مقامات پر مبلغین بھجوائے جاتے ہیں۔ داعظوں نے گزشتہ سال میں قریباً دو ہزار نفوس کو دائرہ اسلام میں داخل کیا اور جن کو مرتد ہونے سے بچایا ان کی تعداد بہت ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے کام ہیں جو انجمن کر رہی ہے۔

ان تمام کاموں کو چلانا ایک دو آدمیوں کا کام نہیں۔ کل مسلمان برادران پر اس کی امداد فرض ہے۔ اس لئے میں جملہ برادران کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے صدقات اور زکوٰۃ کے لئے اس انجمن کو بہترین مستحق پائیں گے۔ اور چونکہ یہ فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ ہر مسلمان مرد اور عورت اپنی زکوٰۃ اس انجمن کے محاسب کے نام بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں گے

(خاکسار: سید محمد حسین آنریری فنانشل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

احمدیہ میوچل ریلیف فنڈ

بخدمت سکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک چٹھی متعلق احمدیہ میوچل ریلیف فنڈ آپ صاحبان کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیجی گئی ہے جس کی پشت پر آپ کے شہر کے ممبران جماعت کے نام بھی لکھے ہیں آپ سے التماس ہے کہ اس چٹھی کو معمولی سمجھکر رکھ نہ چھوڑیں بلکہ قومی ہمدردی کو مدنظر رکھتے ہوئے جملہ ممبران جماعت کو اس فنڈ کا ممبر بنا کر سب کا فیس داخلہ وصول کر کے صدر دفتر میں بھجوا دیں۔ یہ فنڈ صرف اس غرض سے کھولا گیا ہے کہ قوم کے بچے افلاس و غربت سے بچے رہیں۔ ہر ایک احمدی ممبر کو اس فنڈ کا ممبر بننا ازبس ضروری ہے۔ لہذا التماس ہے کہ آپ اس قومی تحریک کو کامیاب بنانے میں دل و جان سے کوشش کر کے عنداللہ ماجور ہوں

خاکسار: سید محمد حسین فنانشل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

پیغامِ صلح کا چندہ

بھیجتے وقت کوپن پر اپنا نمبر خریداری اور مفصل پتہ ضرور لکھکر بھیجا کریں۔ بعض اصحاب خریداری نمبر کے بجائے رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸ لکھدیتے ہیں جو بالکل بے کار ہوتا ہے۔ خریداری نمبر نام سے پہلے نمبر خریداری کے سامنے لکھا ہوتا ہے۔ خط و کتابت کرتے وقت اور ترسیل زر کے سلسلے میں ہمیشہ اس نمبر کا حوالہ دیا کریں۔

جو اصحاب اپنا چندہ مقامی جماعتوں کے سکرٹریوں کے پاس جمع کرا دیتے ہیں وہ ازراہ نوازش براہ راست دفتر اخبار کو بھی اطلاع دیا کریں۔ تاکہ ان سے بار بار مطالبہ نہ کیا جائے۔ اور جب سکرٹری جماعت کی طرف سے چندہ وصول ہو تو ان کے کھاتہ میں جمع کیا جا سکے۔ (مینجر)

ملازمت کا نادر موقعہ

سب آرڈینیٹ ریلوے اکونٹ سروس کا امتحان

سب آرڈینیٹ ریلوے اکونٹس سروس کے لئے امیدوار بھرتی کرنے کا امتحان مقابلہ ماہ مئی ۱۹۲۸ء میں ہوگا۔ شرائط داخلہ امتحان عمر ۱۸ سال سے کم اور یکم مئی ۱۹۲۸ء کو ۲۴ سال اور چھ ماہ سے زیادہ نہ ہو۔ آرٹ، سائنس یا کامرس کا ڈگری یافتہ یا اکونٹس میں گورنمنٹ کا ڈپلومہ یافتہ ہو۔ عرضی فارم اور قواعد مطبوعہ کسی سرکاری ریلوے کے چیف آڈیٹر یا کمپنی کی ریلوں کے ایگزیمنر اور یا اکونٹ جنرل ریلوے کے دفاتر سے مل سکتے ہیں۔ تین اسامیاں پر کی جائیں گی۔ تمام درخواستیں بنام اکونٹنٹ جنرل ریلوے دہلی کے نام روانہ کی جائیں۔

محکمۂ فوج کے لئے کاریگروں کی ضرورت

محکمۂ فوج کو موٹر فٹروں ڈرائیوروں کلرکوں اکونٹنٹوں کی اور سٹور کیپروں اور سیروں اور سب اور سیروں کی ضرورت ہے امیدوار جناب میجر الیف کنیر بائرن صاحب اے آئی آر او ٹیکنیکل ریکروٹنگ آفیسر پنجاب میکلوڈ روڈ لاہور سے ملیں۔

دو کلرکوں کی ضرورت

ڈسٹرکٹ میڈیکل افسر آف ہیلتھ اٹک مقام کیمبلپور کو دو کلرکوں کی ضرورت ہے تنخواہ کا گریڈ ۶۰-۸۰-۲-۹۰- اور ۴۰-۸۰-۲-۹۰ ہوگا۔ درخواستیں ۳۱ جنوری تک پہنچ جانی چاہئیں۔

(شیخ محمد عبداللہ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور)

حافظ روشن علی صاحب کی سعی ناکام

آنحضرتؐ کی زندگی میں آپؐ پر فرضی الزامات کا جواب

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

(۲)

میاں محمود احمد صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ میں یہ فرمایا تھا کہ آنحضرت صلعم کی زندگی میں نہایت گندے الزام لگے۔ کہیں زینب کو ننگی نہاتی کو دیکھ کر عاشق ہو جانے کا الزام۔ کہیں کسی لونڈی سے تعلق کا الزام۔ یہ سب آپؐ کی زندگی ہی میں الزام لگے اور جو روایتیں ان کے متعلق ہیں وہ سب صحیح ہیں۔ ہاں منافقوں نے یہ غلط الزام تراشے تھے اور صحابہ نے بیوقوفی سے بلا سوچے سمجھے انہیں روایت کرکے اگلی نسلوں تک پہنچا دیا۔ میں نے اس کے جواب میں یہ عرض کیا تھا کہ آنحضرت صلعم کی زندگی میں یہ الزام نہیں لگے۔ اگر لگے ہوتے تو قرآن میں ان کی تردید ضرور نازل ہوتی۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کی گئی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ضرور اس کی تردید فرماتے یہ جتنی روایتیں اس قسم کی پائی جاتی ہیں سب وضعی اور غلط ہیں۔ اس پر حافظ روشن علی صاحب ۳۰ دسمبر ۱۹۲۳ء کے الفضل میں اپنے "اے منافقوں" والے مضمون میں یوں رقمطراز ہیں۔

> "اس سوال کی کئی شقیں ہیں اول یہ کہ اس امر کا کیا ثبوت ہے کہ آنحضرت صلعم پر کوئی الزام لگایا گیا۔ اس شق سے ڈاکٹر صاحب خود ڈرے ہیں۔ کیونکہ ایسی احادیث تو موجود ہیں انہیں وضعی کہہ کر پیچھا چھڑا دیا ہے۔"

حافظ صاحب کی غیرت

ذرا اوپر کی تحریر کو پڑھیں اور اس مسرت اور امتنان کا اندازہ کریں جو حافظ صاحب کی اس تحریر کے لفظ لفظ سے ٹپک رہا ہے۔ کس خوشی اور اطمینان سے ایسی احادیث کی موجودگی کا جن کی صحت اور قوت سے میں نے ڈر کر محض پیچھا چھڑانے کی کوشش کی ہے اور وضعی کہکر جان چھڑائی ہے۔ خدا کی شان ہے کبھی قادیان میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کے اظہار کے لئے وہ غیرت تھی کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ یا آج خلافت محمودیہ کے صدقہ ایک علامہ دنیا کو جس میں عیسائی اور آریہ بھی ہیں۔ یہ سناتا ہے کہ ہاں وہ روایتیں جن کی سیاہی سے پادریوں نے نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت سیاہ تصویر دنیا کو دکھائی۔ اور راجپال نے اپنی کتاب کو سیاہ کیا۔ وہ روایت کے لحاظ سے سب صحیح ہیں۔ ان کو وضعی کہنے والا محض اپنا پیچھا چھڑاتا ہے۔ جن دنوں راجپال پر مقدمہ چل رہا تھا اس وقت حافظ صاحب سے کوئی پوچھتا تو غالباً وہ خود بھی ان روایتوں کو وضعی بتلاتے۔ لیکن آج جبکہ خلیفہ صاحب کی زبان سے یہ نکلا ہے کہ یہ حدیثیں روایت کے لحاظ سے بالکل صحیح ہیں تو علامہ صاحب فوراً کانٹا بدل دیتے ہیں اور بڑے زور سے اعلان کرتے ہیں کہ ہاں یہ روایتیں صحیح ہیں۔

وضعی روایتیں کیوں گھڑی گئیں؟

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے حضرت خلیفہ ثانی کی اس عقلی دلیل پر توجہ نہیں کی کہ ایسے الزامات ہمعصری میں ناراضگی کی وجہ سے تراشے جاتے ہیں۔ وفات کے بعد کیوں کوئی تراشے گا۔ سو حافظ صاحب کو واضح ہو کہ جس طرح آج وضعی روایتیں خلیفہ کی بات کی تائید میں صحیح قرار دی جا رہی ہیں اور یہ بتایا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر گندے سے گندہ الزام لگا۔ اور حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ پر فسق و فجور کا الزام لگا۔ اسی طرح عباسیوں کی عیش پرستی کے جواز کے لئے سینکڑوں حدیثیں گھڑی گئیں۔ اور ان کذاب اور دروغگو واضعین احادیث میں واقدی کا نمبر سب سے اول ہے۔ جو زینب اور لونڈی والی روایتوں کا اصل ماخذ ہے بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی سلطنت تھی۔ یہ کسی کی جرأت نہ تھی کہ ان کے نبی صلعم پر کوئی نکتہ چینی کر سکے۔ جب نکتہ چینی کا کوئی ڈر نہ تھا تو ان کو اس وقت صرف اس بات کی ضرورت تھی کہ ان کی حسن پرستیوں اور عیش سامانیوں کے جواز کے لئے سند پیدا کی جائے۔ اور جب تک ان اسناد کو خود رسول اللہؐ تک نہ پہنچایا جاتا جواز نہ ہو سکتا تھا۔ ان خلفا اور امرا کے حاشیہ نشینوں میں ایسے علما اور مورخین موجود تھے جو دنیوی طمع اور لالچ کے ماتحت سب ہی کچھ گزرنے کو تیار رہتے۔ واقدی بھی انہی لوگوں میں سے تھا۔ تمام محققین محدثین کے نزدیک وہ کذاب اور دروغگو ہے۔ اس قماش کے اور بھی آدمی اس وقت موجود تھے۔ طبری نے بھی جو زینب والی روایت کو لیا ہے تو واقدی سے لیا ہے۔ اس لئے اس روایت کے وضعی ہونے میں کیسے شک ہو سکتا ہے۔

محققین محدثین کی رائیں

پھر یہ بات صرف میں نہیں کہتا بلکہ محققین محدثین جو حدیثوں کے نقاد ہیں جنہوں نے صحیح روایات اور وضعی روایات کو پرکھا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام روایات وضعی ہیں۔

حافظ ابن حجر جو محدثین میں سب سے زیادہ روایت پرست واقع ہوئے ہیں یعنی کتنی ہی لچر بات ہو اگر روایتاً صحیح ثابت ہو تو وہ ہرگز اسے نہیں چھوڑتے۔ زینب والی روایت کے بارہ میں صاف صاف اپنی کتاب فتح الباری میں سورۂ احزاب کی تفسیر میں جہاں اس واقعہ سے بحث کی ہے لکھتے ہیں کہ یہ روایات ایسی لغو اور غلط ہیں کہ ان کی طرف توجہ کرنا ہی غلطی ہے۔ فرماتے ہیں:-

> "ووردت آثار اخرى اخرجها ابن ابي حاتم والطبري ونقلها كثير من المفسرين لا ينبغي التشاغل بها"

یعنی اور بھی روایتیں ہیں جنہیں ابن ابی حاتم اور طبری نے روایت کیا ہے اور بہت سے مفسرین نے انہیں نقل بھی کر دیا ہے مگر وہ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ ان میں مشغول ہوا جائے۔

حافظ ابن کثیر مشہور محدثین میں ہیں۔ اپنی تفسیر میں زینب والے واقعہ کے متعلق لکھتے ہیں:-

> ذكر ابن ابي حاتم وابن جرير ههنا آثارا عن بعض السلف رضي الله عنهم احببنا ان نضرب عنها صفحا لعدم صحتها فلا نوردها وقد روى الامام احمد ههنا ايضا من رواية حماد بن زيد عن ثابت عن انس رضي الله عنه فيه غرابة تركنا سياقه ايضا۔

یعنی ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے اس موقع پر بعض اسلاف سے چند روایتیں ذکر کی ہیں جن کو ہم ان کی عدم صحت کی وجہ سے نظر انداز کر دینا چاہتے ہیں۔ اور امام احمد نے بھی اس واقعہ کے متعلق انس سے ایک روایت نقل کی ہے۔ جو غریب ہے۔ ہم نے اسی طرح اسے بھی چھوڑ دیا۔

صحابہ کرام پر ناجائز حملے

حافظ صاحب کی پیش کردہ عقلی دلیل کا تو خاتمہ ہو گیا۔ اب میرے اس مطالبہ کا جواب سنیئے کہ اگر زندگی میں الزام لگا تھا تو وحی کے ذریعے برأت کیوں نہ کی گئی۔ فرماتے ہیں:-

> "مگر ڈاکٹر صاحب کو ہوشیار ہو کر سننا چاہیئے کہ واقعہ میں آنحضرت صلعم پر گندے الزام لگائے گئے اور وحی آلہی میں آپ کی بریت کا اظہار بھی کیا گیا لیکن جناب کا فہم اس کے سمجھنے سے قاصر رہا۔"

واہ! وحی میں خوب برأت ہوئی جسے لوگ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ جب تک حافظ روشن علی صاحب جیسے علامہ نہ آن کر سمجھائیں۔ برأت تو ایسی ہونی چاہیئے تھی کہ سب سمجھتے۔ اور کم سے کم وہ صحابہ تو سمجھ لیتے جو بقول آپ کے خلیفہ صاحب کے بیوقوفی سے منافقوں سے ایسی روایات سن سن کر آگے لوگوں کو سناتے رہتے تھے۔ حافظ صاحب نے حضرت عائشہؓ کا واقعہ بھی مثال میں نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ بہتان جو منافقوں نے لگایا تھا اس میں مسطح صحابی اور حمنہ زینب بنت جحش کی ہمشیرہ بھی ملوث ہو گئی تھیں۔ یہ سب سچ ہے لیکن کیا جب حضرت عائشہؓ کی برأت کی آیات نازل ہوئی تھیں اس وقت یہ دونوں بزرگ اپنے قول اور فعل سے تائب اور نادم ہوئے تھے یا نہیں اور کیا پھر اس کے بعد بھی یہ لوگ حضرت عائشہ کے اوپر الزام لگاتے رہے۔ یا اس سے قطعاً باز آ گئے۔ ظاہر ہے کہ باز آ گئے۔ اور تائب ہو گئے۔ تو اگر منافقوں نے خود کوئی الزام آنحضرت پر لگایا تھا اور وحی نے اس سے برأت کر دی تھی تو ایسے صحابی جنہوں نے منافقوں سے سنکر ان الزامات کا یقین کر لیا تھا اپنی روایت بازی سے باز آئے یا نہیں؟ یا آیات کے نزول کے بعد مومن ہوتے ہوئے بھی ایسی لغو روایات آنے والی نسلوں کو پہنچاتے رہے ذرا سوچو! کیا صحابہ آیت برأت کے نزول کے بعد بھی ایسی گندی روایات کا سلسلہ جاری رکھ سکتے تھے۔ یا میری طرح وہ بھی سمجھ نہ سکے۔ صحابہ کجا اور ان فواحش کی اشاعت کجا؟! وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کے متعلق قرآن کا حکم سن چکے تھے ولولا اذ سمعتموه قلتم ما يكون لنا ان نتكلم بهذا سبحانك هذا بهتان عظيم کہ جب تم نے سنا تھا۔ تم نے کیوں نہیں کہہ دیا کہ ہمیں مناسب نہیں ہے۔ کہ ہم اس کے متعلق باتیں کریں۔ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے۔ تو خود نبی کریم صلعم کی ذات کے متعلق وہ بلا سوچے سمجھے منافقوں سے سنکر اس قسم کا چرچا کس طرح کر سکتے تھے اور پھر بقول حافظ صاحب آیت بریت نازل بھی ہو گئی۔ اور تب بھی باز نہ آئے۔ اور اگلی نسلوں کو پہنچا کے چھوڑا میاں! کیوں صحابہ کی عزت کے پیچھے پڑے ہو۔ جانے دو کہیں ادب سے بھی کام لیا کرو۔ یہ روایتیں ہی وضعی ہیں۔

حافظ صاحب کی پیش کردہ آیت

اب آیئے اس آیت کو دیکھیں جو حافظ صاحب نے برأت کے متعلق پیش کی ہے۔ وہ آیت یہ ہے:-

> يا ايها الذين آمنوا لا تكونوا كالذين آذوا موسى فبرأه الله مما قالوا (الاحزاب)

اس کے معنے ہیں کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ان لوگوں کی طرح نہ بنا جنہوں نے موسے کو ایذا دی پھر اللہ نے اس بات سے جو وہ کہتے تھے اسے بری ثابت کیا۔

اس آیت سے تو اتنا نکلا کہ جو نالایقی موسیٰ کے وقت میں بعض لوگوں سے ہوئی تھی وہ تم سے نہ ہونی چاہیئے۔ یہ خطاب مومنوں کو ہے نہ کہ منافقوں کو۔ موسےؑ کی قوم سے کچھ نالایقی ہوئی تھی جس نے موسےؑ کو ایذا دی اور اللہ تعالےٰ نے کسی رنگ میں ان کی برأت ثابت کر دی۔ محمد رسول اللہؐ کی قوم کو اس قسم کی نالایقیوں سے بچنے کی تاکید ہے اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ صحابہ بھی اسی نالایقی کے مرتکب ہو چکے تھے جو موسیٰ کی قوم کے بعض لوگوں سے ہوئی تھی۔ کسی چیز سے بطور تنبیہ کے روکنا اور مخاطب کو محتاط اور ہوشیار کر دینا یہ معنی تو نہیں رکھتا کہ مخاطب اس چیز میں گرفتار بھی ہے حضرت موسےؑ کے صحابہ کا یہ بھی قصہ قرآن میں مذکور ہے کہ انہوں نے جنگ کے وقت کہہ دیا تھا کہ فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون کہ تو اور تیرا رب جاؤ اور جنگ کرو ہم تو یہ بیٹھے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی اسی امر کے مرتکب ہوئے تھے۔ بلکہ انہوں نے اس تنبیہ سے ایسا فائدہ اٹھایا کہ جنگ بدر کے وقت رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ ہم موسےؑ کے صحابہ نہیں ہیں کہ آپ کو کہدیں گے کہ فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون بلکہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے۔ بائیں بھی لڑیں گے۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔

الزام ہی نہیں برأت کیسی؟

الغرض خدا نے اس آیت میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر قطعاً نہ کسی الزام لگنے کا ذکر کیا ہے۔ نہ اس سے برأت کا۔ جب الزام ہی کوئی نہ ہو تو برأت کیسی۔ اگر الزام ہوتا تو اسی طرح صاف صاف برأت فرماتا جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کی تھی۔ خدا کا یہ طرز استدلال نہیں کہ نعوذ باللہ الزام تو لگے رسول اللہؐ پر۔ اور برأت کا قصہ شروع کر دے حضرت موسیٰ کا۔ بھلا اگر کسی شخص پر کوئی الزام لگے اور وہ اپنی برأت یوں کرے کہ مجھ سے پہلے فلاں فلاں شخص پر بھی ایسا ہی الزام لگ چکا ہے۔ اور وہ بری ثابت ہوئے اس لئے مجھ پر جو الزام ہے یہ بھی غلط ہے۔ تو ایسے شخص کو مجسٹریٹ کبھی بری کرے گا؟ ظاہر ہے کہ اسے اپنی برأت پیش کرنی چاہیئے نہ کہ اپنے سے پہلے لوگوں کی۔ اگر پہلے لوگوں پر کوئی الزام بھی لگا اور وہ بری بھی ثابت ہو گئے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ آج جس پر الزام لگتا ہے یا آئندہ جب کبھی بھی کسی پر الزام لگے تو اسے بھی بری سمجھ لینا چاہیئے۔ غرضکہ ایسا بیہودہ استدلال کوئی عقلمند آدمی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ الزام ہی کوئی نہیں تو برأت کیسی۔ منافقوں کی طرف سے یہ الزام ضرور تھا کہ آپ نے اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بی بی سے کیوں نکاح کیا۔ عرب میں چونکہ منہ بولا بیٹا صلبی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کی بیوہ یا مطلقہ اس کے منہ بولے باپ کے لئے بطور محرمات کے تھی اس لئے منافقوں کو چہ میگوئیاں کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اللہ تعالےٰ نے جہاں سورۂ احزاب میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے وہاں صاف طور پر فرمایا کہ ہم نے یہ نکاح اسی خاطر کروایا ہے کہ آئندہ سے منہ بولے بیٹے کو وہ مقام نہ دیا جائے جو صلبی بیٹے کا ہے۔ لہذا اس کی مطلقہ یا بیوہ سے نکاح جائز سمجھا جائے۔ حلو فتم سئلہ۔ مگر اس آیت متنازعہ فیہ میں تو آنحضرتؐ پر کسی الزام لگنے کا ذکر نہیں۔ صرف مسلمانوں کو حکم ہے کہ تم سے کوئی امر ایسا نہیں ہونا چاہیئے جس سے رسول کو ایذا پہنچے۔ جیسے موسےؑ کی قوم میں سے بعض لوگوں نے اپنی باتوں سے موسےؑ کو ایذا پہنچائی۔ اور خدا نے اس الزام سے موسےؑ کو بری ثابت کیا۔ وہ الزام کیا تھا۔ خدا نے اس کی کوئی تشریح نہیں کی۔ لوگوں کے اپنے قیاس ہیں کوئی کہتا ہے قتل کا الزام تھا۔ کوئی کہتا ہے زنا کا الزام تھا۔ بخاری میں لکھا ہے برص میں مبتلا ہونے کا الزام تھا۔ بہرحال کچھ بھی الزام ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ پہلوں کی غلطی سے تنبیہ حاصل کرکے تم ان غلطیوں کے مرتکب نہ ہونا۔ ہاں اسی

آیت سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ کی قوم میں سے کچھ لوگ آپ پر موسیٰ کی طرح الزام لگاتے تو خدا ضرور آپ کو بھی بری ثابت کرتا۔ جیسا کہ موسیٰ کو بری ثابت کیا تھا۔ لیکن آنحضرتؐ کے صحابہ ایسے پاک لوگ تھے کہ وہ اس نالایقی کے ہرگز مرتکب نہیں ہوئے جو موسیٰ کی قوم کے بعض لوگوں سے سرزد ہوئی تھی۔ اس لئے کسی برأت کے ثابت کرنے کی ضرورت بھی پیدا نہیں ہوئی۔

لونڈیوں کے متعلق الزام

اس کے بعد میں لونڈیوں کے متعلق بھی الزام لگنے کا ذکر کر دوں۔ یہ بات مسلم ہے کہ اس زمانہ میں عرب میں لونڈیاں رکھنے کا عام رواج تھا بلکہ شرافت و وجاہت۔ امارت و سرداری کا یہ نشان ہوتا تھا۔ پھر ذرا لیئے اگر آنحضرت صلعم بھی کوئی لونڈی رکھتے تو منافقوں کے لئے یا مسلمانوں کے لئے اس میں طعن یا اعتراض کی کیا گنجائش ہو سکتی تھی۔ وہ تو ان کا مسلم قومی رواج تھا۔ سب شرفا لونڈی رکھتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلعم پر طعن کی گنجائش کہاں تھی۔ اس لئے یہ کہنا کہ یہ اس زمانہ کے منافقوں کا الزام تھا کس قدر غلط اور دانستہ یا نادانستہ ان کے قومی رواج کو نظرانداز کر دینے کا نشان ہے۔

بات اصل میں یہ ہے کہ اسلام نے عرب کے جن بہت سے قومی رواجوں کی بتدریج اصلاح کی ان میں سے ایک لونڈی کا رکھنا بھی تھا۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ بتدریج اصلاح کرتے کرتے آخرکار وہ آیت قرآنی نازل ہوئی جس نے شمشیر براں کی طرح مرد و عورت کے تمام تعلقات کو سوائے نکاح کے منقطع کر دیا۔ ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا اور چاہیئے کہ جن لوگوں کو نکاح نہیں ملتا وہ اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ اس آیت نے تمام تعلقات ختم کر دیئے۔ اور صرف ایک تعلق نکاح کا باقی رکھا۔ جس کے ذریعہ مرد و عورت ایک دوسرے سے تمتع کر سکتے ہیں اور بس۔

عباسیوں کی سلطنت کا زمانہ تھا۔ دولت اور طاقت اپنے عروج پر تھی۔ عیش پرستیوں کے متوالے چاروں طرف ہاتھ پاؤں مار رہے تھے کہ کوئی رستہ حسن پرستی اور عیش پرستی کا نکلے۔ اسلام نے زنا کی سزا بہت سخت رکھی تھی۔ اب سوائے اس کے کوئی صورت نہ تھی کہ لونڈیاں رکھنے کا پرانا قومی رواج از سرنو زندہ کیا جائے۔ حاشیہ نشین ملا موجود تھے جو ان باتوں کے جواز کی تلاش کے لئے مورد انعام واکرام ہوتے تھے۔ وہ ضعیف سے ضعیف روایت ڈھونڈھ کر اس پر ایک طومار کھڑا کر لیتے تھے۔ لیکن خدا جو اسلام کا محافظ تھا۔ ان علماء سوء کے مقابلہ میں ہمیشہ ایسے علماء ربانی کا وجود بھی پیدا کرتا رہا۔ جو ہمیشہ ان روایات کو صداقت کی کسوٹی پر پرکھ کر کھوٹا کھرا الگ کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں محققین۔ محدثین۔ اور قرآن و سنت کے شیدائیوں نے علماء سوء کے ہاتھوں بہت بہت تکلیفیں بھی اٹھائیں۔ مگر انہوں نے حق پرستی کو نہ چھوڑا۔ اور ہمیشہ دودھ اور پانی کو الگ کر کے دکھایا۔ اور علماء سوء کی افترا پردازیوں کو ہمیشہ طشت ازبام کیا۔ یہ انہی علماء سوء کے کرشمے تھے جو عباسیوں کی عیش پرستی کی خاطر مختلف روایتیں وضع کی گئیں۔ انہی میں جہاں حضرت زینب کے واقعہ کے متعلق فرضی روایتیں بنیں وہاں یہ روایتیں بھی پیدا ہو گئیں کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلعم بھی لونڈیوں سے متمتع ہوتے تھے۔ جن میں ماریہ قبطیہ اور ریحانہ کا نام لیا جاتا ہے۔ حالانکہ سچ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے کبھی کوئی لونڈی نہیں رکھی۔ یہ دونوں باتیں سراسر افترا ہیں۔

ماریہ قبطیہ

ماریہ قبطیہ ایک کنیز تھیں جنہیں مصر کے بادشاہ نے ہدیۃً آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ آپ نے انہیں آزاد کر کے نکاح کر لیا۔ چنانچہ وہ آپ کی دوسری ازواج کی طرح حجاب میں رہتی تھیں۔ حالانکہ لونڈیاں حجاب سے مستثنےٰ تھیں۔ حضرت ابراہیم بھی انہی کے بطن سے تھے۔ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا کے حکم کے تحت حضرت ماریہ نے کوئی نکاح نہیں کیا۔ کیونکہ آپ ازواج رسولؐ میں سے تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ ان کی وفات تک دیگر ازواج رسولؐ کی طرح ان کو وظیفہ دیتے رہے۔ ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے ملا کہتا ہے کہ وہ لونڈی تھیں۔ کیونکہ نکاح کرنے کی روایت کوئی اس تک نہیں پہنچی۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر وہ لونڈی ہوتیں تو نہ انہیں حجاب میں رہنے کی ضرورت تھی نہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد انہیں نکاح کرنے سے کوئی چیز روک ہو سکتی تھی۔ حالانکہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ نکاح ثانی سے امیر غریب شریف رذیل کسی کو عار نہ تھا۔ کوئی بیوہ نہ تھی جو نکاح ثانی نہ کر لیتی ہو۔ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کو کیا ہو گیا تھا کہ وہ ان کو دیگر ازواج رسولؐ کی طرح وظیفہ دیتے اور ادب کرتے تھے۔ اور یہ کہاں کی منطق ہے کہ اگر کوئی روایت کسی عورت کے نکاح کی ملا کو نہ پہنچے تو وہ نکاح نہیں ہوا۔ کیا جو میاں بی بی آج دنیا میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں بستے ہیں ان سب کے نکاحوں میں میں شامل تھا۔ یا جو ان میں شامل تھے انہوں نے آکر مجھ سے روایت کی ہے اس لئے میں نے باور کر لیا ہے کہ یہ میاں بی بی ہیں۔ یا اگر یہ بات نہیں ہے تو کیا اب میں یوں سمجھوں کہ سب لوگوں نے بے نکاحی عورتیں رکھی ہوئی ہیں۔ یہ منطق کس قدر غلط ہے ایسے ملاؤں کی کھوپڑیاں کسی عجائب خانہ میں بھیجنے کے قابل ہیں لیکن اسقدر نہیں یہ تو ملا کو مسلم ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رسول اللہ کی وفات کے بعد زندہ رہیں۔

اب صحیح بخاری کی اس حدیث کو پڑھو اور ملا پر سب نفریں کرو۔ حضرت عمرو بن حارث سے جو ام المومنین جویریہ کے بھائی تھے روایت ہے۔

ماترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ درھما ولا دینارا ولا عبدا ولا امۃ ولا شیئا الا بغلتہ البیضاء و سلاحہ وارضا جعلھا صدقۃ۔

یعنی آنحضرت صلعم نے مرتے وقت کچھ نہ چھوڑا نہ درہم۔ نہ دینار نہ غلام۔ نہ لونڈی اور نہ کچھ اور۔ صرف اپنا سفید خچر اور ہتھیار۔ اور کچھ زمین جو عام مسلمانوں پر صدقہ کر گئے۔

اب فرمایئے جب اپنے بعد کوئی لونڈی غلام نہ چھوڑا تو ماریہ کہاں گئیں۔ آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ وہ لونڈی نہ تھیں بلکہ ازواج مطہرات میں تھیں۔ اب ملا کہاں گیا بھاگ گیا!

ریحانہ

ریحانہ یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ میں سے ایک عورت تھی۔ جو گرفتار ہو گئی تھی۔ بعض ارباب سیر نے لکھدیا ہے کہ وہ بحیثیت ایک لونڈی کے آنحضرت صلعم کے حرم میں داخل کر دی گئیں۔ اس واقعہ کو عیسائیوں نے بہت رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ سرے ہی سے غلط ہے ان تمام روایات کا ماخذ یا واقدی ہے یا ابن اسحاق ہیں۔ واقدی کی نسبت تو معلوم ہی ہے کہ وہ دروغگو ہے ابن اسحاق اگرچہ اعتبار کے قابل سمجھے گئے ہیں مگر امام مالک اور بعض اور محدثین نے ان پر جرح کی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی اپنی تصنیف تو کوئی موجود نہیں۔ ابن ہشام نے ابن اسحاق کی کتاب کو زیاد بکائی کے واسطے سے روایت کیا ہے۔ اور زیاد بکائی کو محدثین نے ضعیف اور متروک قرار دیا ہے۔ اس لئے ابن اسحاق کی روایتیں چونکہ بکائی کی معرفت ہمیں پہنچی ہیں اس لئے ان پر سے امان اٹھ گیا۔ پس روایت کے لحاظ سے یہ روایتیں سب کی سب ناقابل اعتبار ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ اسی واقدی کی ایک روایت یہ بھی موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے ریحانہ سے نکاح کیا تھا۔ وہ چونکہ ملا لوگوں کے اپنے مقصد کے خلاف پڑتی تھی اس لئے ادھر توجہ نہیں کی۔ چنانچہ ابن سعد نے واقدی کی جو روایت نقل کی ہے اس میں خود ریحانہ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ فاعتقنی وتزوج بی۔ (ترجمہ) پھر آنحضرت نے مجھ کو آزاد کر دیا۔ اور مجھ سے نکاح کر لیا۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ ریحانہ اگر آنحضرت کے حرم میں داخل ہوئی تو آزاد ہو کر اور باقاعدہ نکاح کر کے۔ لیکن اعلےٰ پایہ کے محققین نے ان روایتوں کو قطعاً ناقابل اعتبار قرار دیا ہے ان کی تحقیقات اس سے بالکل مختلف ہے۔ چنانچہ حافظ بن مندہ جن کی کتاب طبقات الصحابہ تمام محدثین مابعد کا ماخذ ہے۔ اس میں وہ اپنی تحقیقات کو ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔ واسترے ریحانۃ من بنی قریظہ ثم اعتقھا فلحقت باھلھا و احتجبت وھی عند اھلھا (ترجمہ) ریحانہ کو بنی قریظہ میں سے گرفتار کیا گیا۔ پھر اسے آزاد کر دیا۔ تو وہ اپنے خاندان کے لوگوں میں چلی گئیں اور وہیں پردہ نشین ہو کر رہیں۔

حافظ ابن حجر نے بھی اسی تحقیقات پر صاد کیا ہے۔ اور اس عبارت کو نقل کر کے لکھتے ہیں وھذہ فائدۃ جلیلۃ اغفلھا ابن کثیر اور یہ بڑی مفید تحقیق ہے جس سے ابن الاثیر نے غفلت کی۔

حافظ بن مندہ جیسے اعلےٰ پایہ کے محقق محدث کی تحقیق سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرتؐ نے ریحانہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اور وہ اپنے خاندان کے لوگوں میں چلی گئیں۔ اور وہیں پردہ نشین ہو کر رہیں۔ آنحضرت صلعم کے حرم میں نہ لونڈی بن کر داخل ہوئیں۔ نہ بی بی بن کر داخل ہوئیں۔

ان دو واقعات کے علاوہ اگر کوئی اور واقعہ لونڈی سے تمتع کا یا الزام حافظ صاحب یا جناب مرزا محمود احمد صاحب کو یاد ہو تو فرما دیں اس کی بھی تحقیقات کر لی جائے گی۔ مجھے تو ان دو کے علاوہ تیسرے کا علم نہیں۔

(باقی دارد)

فنانشل سکرٹری کا پیغام
جمیع احمدی احباب کے نام

برادران مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض ہے کہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا زکوٰۃ کا مہینہ گزرتا جا رہا ہے۔ جس میں عموماً مسلمانوں میں زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ اس لئے مہربانی فرما کر اس رکن اسلام کو پورا کرنے میں اور انجمن کو مالی قوت پہنچانے کے لئے حسب ذیل ذرائع اختیار فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) یہ چٹھی جلد سے جلد تمام احباب جماعت کو سنا دیں۔

(۲) ہر ایک سے جس قدر زکوٰۃ واجب الوصول ہو وصول کر کے بھجوا دیں یا اگر کچھ دیر ہو تو رقم زکوٰۃ اور تاریخ موعودہ سے اطلاع دیں۔

(۳) جن دوستوں کے متعلق آپ کو یقین ہو کہ ان پر زکوٰۃ واجب الادا ہے اور وہ ادائیگی میں سست معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی نسبت مجھے خاص طور سے اطلاع دیں۔ تاکہ براہ راست ان سے مطالبہ کیا جائے۔

(۴) تمام مستورات کو بالخصوص اس میں شامل فرمائیں۔

(۵) ہر ایک دوست اپنے حلقہ اثر میں اپنے مسلمان دوستوں کو انجمن کی ضروریات اور اس کی خدمات اسلامی بتا کر اس کام کے لئے ان سے زکوٰۃ وصول کر کے انجمن کو بھجوائے۔

یہ وہ کام ہیں جن کے سرانجام دینے سے انجمن کو بڑی قوت پہنچے گی۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بڑے ثواب کے مستحق ہوں گے۔ والسلام

خاکسار

سید محمد حسین آنریری فنانشل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

شاہی کمیشن اور زمینداران سرگودھا

مورخہ ۱۲ جنوری ۲۸ء کو چک نمبر ۳۶ جنوبی ضلع شاہپور میں بصدارت چودھری خورشید عالم صاحب ذیلدار زمینداران علاقہ کا ایک بھاری جلسہ ہوا حاضرین کی تعداد دو تین ہزار تھی جس میں ذیلداران نمبرداران اور زمینداران علاقہ شامل تھے۔ پہلے چودھری خورشید عالم صاحب ذیلدار نے شاہی کمیشن کی آمد کے اغراض نہایت شرح و بسط کے ساتھ حاضرین کے سامنے بیان کئے۔ اور ان فرضی لیڈروں کے حالات سے جو آئے دن اپنی پالیسی بدلتے رہتے ہیں اور بقول "زمان نہ سازد تو با زمانہ بساز" خواہ مخواہ ہمارے رہنما بنے پھرتے ہیں حاضرین کو کما حقہ واقف کیا۔

اس کے بعد چودھری تصدق حسین صاحب ذیلدار اور چودھری علی بخش صاحب نمبردار نے تقریریں کیں۔ اس کے بعد تمام حاضرین نے متفق علیہ ہو کر حسب ذیل قرارداد منظور کی۔

ہم زمینداران علاقہ سرگودھا متفقہ طور پر اعلان کرتے ہیں کہ شاہی کمیشن کا تقرر جو گورنمنٹ نے کیا ہمیں منظور ہے۔ اور ہم اس کمیشن کے تقرر سے خوش ہیں۔ جو ہماری اصلاحات کے لئے آ رہا ہے اور ہم اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اور جو لوگ بائیکاٹ کا شور مچاتے ہیں ہم ان سے متفق نہیں ہیں۔ ہمارے صحیح معنوں میں وہی رہنما ہیں جن کو ہم نے انتخاب کر کے بھیجا ہے۔ اور وہ ہمارے خیالات کی بالکل صحیح ترجمانی کر رہے ہیں۔ یہ شہری لیڈروں کی ٹیں ٹیں شہری آبادی کو مبارک ہو۔ ہم ۹۵ فیصدی دیہاتی آبادی ان کے اس رویہ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ لہذا عام اعلان کے لئے اس قرارداد کی ایک ایک نقل اخبار مسلم آؤٹ لک۔ الفضل۔ پیغام صلح لاہور حمایت اسلام۔ دکٹوریہ پیپر۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ۔ زمیندار انقلاب میں برائے اشاعت بھیجی جائے۔ اور ایک کاپی مخدوم عالی جناب آنریبل ملک فیروز خاں نون منسٹر لوکل سیلف گورنمنٹ پنجاب برائے ملاحظہ جذبات خود خدمت عالیہ میں مرسل کر کے التجا کی جائے کہ ہمارے خیالات کو مدنظر رکھیں۔

منظور حسن حجیمہ۔ چک ۳۶ جنوبی۔ ضلع شاہپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ — یکم شعبان ۱۳۴۶ھ — نمبر ۴

قادیان کا ناگوار قضیہ

جماعت احمدیہ لاہور کی برأت!

مستری فضل کریم صاحب کا اہم اعلان!

قادیان کے ناگوار قضیہ کے متعلق ہم اپنے خیالات کا مفصل اظہار کسی گزشتہ اشاعت میں کر چکے ہیں۔ اب ایک دوست کے ذریعہ مستری فضل کریم صاحب کا ایک مطبوعہ اعلان دستیاب ہوا ہے۔ جو من وعن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس جھگڑے کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ لاہور کے بارے میں جو الزام تراشی کی گئی تھی اس اعلان میں اس کی کافی تردید موجود ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اعلان کثرت سے قادیان میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بعض قادیانی اصحاب نے جو یہ بے پر کی اڑائی تھی کہ جو کچھ ہوا ہے وہ لاہوری جماعت کی انگیخت پر ہوا ہے۔ اس اعلان میں مستری صاحب نے اس سے اپنی بیزاری اور بے تعلقی کا اظہار کیا ہے اصل اعلان یہ ہے:۔

اظہار حقیقت

"الفضل" کی چند اشاعتوں میں میری اور میری اولاد کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ہم منافق۔ شرارت پسند۔ فتنہ پرداز ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے واقعات اگر صحیح بھی ہوں ہم سے منسوب کئے گئے ہیں۔ جو موجودہ حالات ہرگز پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ اس کی نسبت تفصیلی حالات بعد میں ظاہر کرونگا۔ فی الحال اپنی بریت کے لئے محبان ملت کی خدمت میں مختصراً چند ایک الفاظ عرض کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میرے خلاف جو سب سے بڑا الزام ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ میں نے مولوی محمد علی صاحب یا ان کی جماعت کے لوگوں کے سکھلانے بہکانے پر قادیان کی جماعت کو نقصان پہنچانے کی غرض سے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ یہ بات جماعت کے ہر ایک فرد کو صدمہ پہنچانے والی ہے۔ اور مجھ پر ایسے الزامات لگا کر جماعت کو مجھ سے اور میرے لواحقین سے بدظن کیا جا رہا ہے اور جو تکالیف ان ایام میں مجھے پہنچائی گئی ہیں ان کا بیان کرنا بھی اس وقت مناسب خیال نہیں کرتا۔ میں نے جہانتک غور کیا ہے اس کے سوا کچھ کوئی طریقہ اپنی بریت کا نظر نہیں آتا کہ میں اپنے دوستوں کو یہ بتاؤں کہ یہ حالات میرے نفس کی شرارت کا موجب نہیں ہیں۔ میں کیوں نہ اس طریق سے فائدہ اٹھاؤں جس کو حضرت اقدس مسیح الموعود نے اپنی سچائی ظاہر کرنے کے لئے خدا کی مخلوق کے سامنے پیش کیا۔ یعنی آپ نے خداوند کریم کی حضور میں سخت ترین عذاب کی دعا اپنے لئے مانگی۔ جس کو تمام دوست خوب جانتے ہیں۔ سو میں بھی وہی طریق اختیار کرکے دوستوں کے روبرو اپنے آپ کو خدا کی جناب میں پیش کرتا ہوں۔ کہ اے خداوند کریم اگر میرے نفس کی شرارت سے یہ حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ یا اگر مجھے کسی جماعت نے اکسایا ہوا ہے۔ یا میں نے اپنا وطن اپنے عزیزوں کو تیری رضا کے لئے چھوڑ کر نہ آیا ہوں یا میں دلنے، یہاں اگر جماعت سے ایسی کوشش کی ہو کہ میں دولتمند بن جاؤں یا میں نے اپنی اولاد مولوی عبد الکریم مولوی فاضل کی تمام (؟)، اور محمد زاہد جس کو خوف کی وجہ سے کالج سے اپنے پاس بلا لیا ہے) کے لئے جماعت سے وظیفہ کی درخواست کی ہو یا کسی اور دنیاوی غرض سے آیا ہوا ہوں تو پروردگار جس پر سب کچھ عیاں ہے اگر میں نے اس میں کوئی غلط بیانی کی ہو تو مجھ پر دردناک عذاب نازل کرے۔ اور لعنت اللہ علی الکاذبین کا مصداق بنائے تاکہ خدا کی جماعت کی دل شکنی دور ہو۔ اور اگر میں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا تو میرے ارادوں میں برکت دے۔ آمین۔

المشتہر۔ مستری فضل کریم۔ احمدی۔ قادیان

مستری فضل کریم صاحب پر منافقت وغیرہ کے جو الزامات قادیانی اصحاب نے لگائے تھے ان سے مستری صاحب نے اپنی بریت کا اظہار کر دیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے اس الزام کی جو ان پر لگایا گیا تھا۔ اس رنگ میں صفائی نہیں کی۔ جس رنگ میں مستری فضل کریم صاحب نے اپنی صفائی پیش کی ہے حالانکہ مریدین اور عوام الناس کو اطمینان دلانے کے لئے یہ امر نہایت ضروری تھا۔ محض یہ کہہ دینے سے کہ یہ الزام صرف لاہوری جماعت کی شہ پر تراشا گیا تھا لوگ مطمئن نہیں ہو سکتے۔ کیا ہم یہ امید رکھیں کہ جناب میاں صاحب اس الزام سے جو ان پر لگایا گیا تھا اسی طریق سے اپنی برأت کا اظہار کریں گے۔ جس طریق سے مستری صاحب نے کیا ہے۔

اچھوتوں پر وحشیانہ مظالم

پچھلے دنوں اخبارات میں خبر شایع ہوئی تھی کہ دہلی میں اچھوتوں نے ایک جلسہ میں منوسمرتی جلا دی۔ گو اچھوتوں کے اس فعل کو ایک ناواقف حال وحشیانہ ہی سمجھے لیکن منوسمرتی کے ان وحشیانہ اور جابرانہ احکام پر غور کیا جائے جو اچھوتوں کے متعلق اس میں درج ہیں اور جن کی بدولت گزشتہ اور موجودہ زمانہ میں اچھوتوں پر ہولناک مظالم توڑے گئے۔ اور توڑے جا رہے ہیں۔ تو اچھوت اپنے اس فعل پر بڑی حد تک معذور سمجھے جا سکتے ہیں۔ گزشتہ زمانہ کی پرانی داستانوں کے دہرانے کی کیا ضرورت ہے جبکہ بیسویں صدی کے اس مہذب دور میں ہماری آنکھوں کے سامنے اس بے کس مخلوق کو مظالم کا تختہ مشق بنایا جا رہا ہے۔

"الامان" راوی ہے کہ دہلی کے ایک آریہ سماجی لیڈر کو اطلاع ملی ہے کہ ہندو ریاست سولن (شملہ) میں اچھوت اقوام کے ممبروں کو زنار پہننے پر جو کہ آریہ سماج نے شدھی کے بعد از راہ نوازش انہیں عطا کئے تھے۔ سزائے قید وجرمانہ دی گئی ہے۔ اس ہندو ریاست کا یہ فعل گو منوسمرتی کے مطابق ہو لیکن قابل مذمت ضرور ہے۔ ہمیں آریہ سماجیوں کی سمجھ پر بھی رونا آتا ہے۔ کہ جب وہ ان بیچاروں کی قدامت پسند ہندوؤں سے حفاظت نہیں کر سکتے تو یہ کچے دھاگے پہنا کر کیوں ان کی مٹی پلید کرتے ہیں۔ اس زنار پوشی سے سوائے مارپیٹ کے ان بیچاروں کو اور کیا فائدہ ہے۔ بہتر یہی ہے کہ آریہ سماج اس شدھی کے خبط کو دل ودماغ سے نکال دے اور آرام سے معقولیت کی زندگی بسر کرے۔ تاکہ اچھوتوں کو امن چین نصیب ہو۔ ابھی ہندوؤں میں وہ وسعت قلبی پیدا نہیں ہوئی جس کی تبلیغ واشاعت مذہب کے لئے ضرورت ہے۔ اور نہ سردست پیدا ہونے کا امکان ہے۔ پھر ایسی صورت میں کہ ابھی عام ہندو سوسائٹی نووارد مہمانوں کو اپنے اندر کوئی معزز نشست دینے کو تیار نہیں آریہ سماجیوں کا شدھی کے لئے چاروں طرف دوڑے بھاگے پھرنا سخت بے معنی ہے اور پرامن انسانوں کو ذلت ومصیبت میں مبتلا کرنے کے مرادف قرار دیا جا سکتا ہے۔

بہار میں اردو کا رواج

اب تک صوبہ بہار میں عدالتی زبان صرف ہندی تھی۔ لیکن مجلس مقننہ بہار کے تازہ اجلاس میں ایک مسلمان رکن مجلس نے یہ تجویز پیش کی کہ حکومت یہ اعلان کردے کہ ترہت، پٹنہ اور بھاگلپور قسمت کے اضلاع کی دوسری زبان اردو ہے۔ اس پر خوب گرما گرم بحث ہوئی۔ سرکاری ممبر بالکل غیر جانبدار رہے۔ ایک دو ہندو ممبروں نے سخت مخالفت کی۔ لیکن جب ووٹ لئے گئے تو اصل تجویز بارہ دو ووٹوں کے مقابلہ میں چودہ کی تائید سے منظور ہو گئی۔ بہار میں اردو کا رواج پہلے ہی بڑھ رہا تھا۔ اب جبکہ وہ عدالتی زبان بھی قرار دیدی گئی ہے تو اس کے لئے اور بھی ترقی کا راستہ کھل گیا ہے۔ اور صرف بہار ہی پر موقوف نہیں۔ زبان اردو سے عام دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے۔ دکن جہاں کے لوگ چند روز پہلے اردو میں بات کرنا بھی نہ جانتے تھے آج اردو کا مرکز بنا ہوا ہے۔ مدراس میں بھی ادب اردو سے دلچسپی لینے والی انجمنیں بن رہی ہیں۔ پنجاب میں اسے کافی سے زیادہ مقبولیت حاصل ہے۔

ایک محقق کے نزدیک دنیا میں اردو بولنے والوں کی تعداد ۹ کروڑ سے زیادہ ہے۔

فرقہ بندی

لارڈ ہیڈلے نے ہندوستان کے مختلف مقامات پر جو خطبات دیئے ہیں اس میں لارڈ موصوف نے جس بات پر سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان فرقہ بندی سے الگ ہو جائیں کیونکہ ان کی ترقی کی راہ میں یہی چیز سب سے زیادہ حارج ہے۔ لارڈ موصوف کے نزدیک مسلمانان ہند کو باہر سے اتنا خطرہ نہیں جتنا باہمی افتراق سے ہے۔ اور یہ بات ہے بھی صحیح۔ اسی موضوع پر گزشتہ جمعہ کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے خطبۂ جمعہ میں نہایت قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا۔ سب سے پہلے آپ نے یہ بتایا کہ فرقہ بندی واقعی مضر چیز ہے اور ہر احمدی کو بچنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی ایک الگ جماعت بنا کر فرقہ بندی کو تقویت دی ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ کیونکہ فرقہ بندی تو اس چیز کا نام ہے کہ ایک دوسرے کی تکفیر کی جائے۔ اور اس طرح دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ حضرت مسیح موعود نے مسلمانوں کی کبھی تکفیر نہیں کی بلکہ آپ اس تکفیر کے مسئلہ کو مٹانے کے لئے آئے تھے۔ آپ نے خدمت دین کے لئے ایک جماعت بنالی۔ لیکن یہ فرقہ بندی نہیں۔ تقسیم عمل کے لئے جماعت بندی کرنا اور شئے ہے اور فرقہ بندی اور شئے۔ حضرت مسیح موعود نے جماعت بندی بے شک کی ہے۔ لیکن فرقہ بندی سے آپ ہمیشہ مجتنب رہے۔ گو آج بدقسمتی سے فریق قادیان تکفیر کا شاخسانہ کھڑا کرکے فرقہ بندی میں پڑ گیا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کا یہ مشن ہرگز نہ تھا۔ یہ فرقہ بندی امت مسلمہ کے لئے یقیناً زہر قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ خود اس سے بچے اور دوسروں کو بچائے۔

کانگرس ہندو اور مسلمان

مسلمان شروع ہی سے ایک سادہ لوح قوم ہے۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ بسا اوقات دوسری قوموں نے اس کی اس سادہ لوحی سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ ہندو لیڈر مسلمان قوم کے اس وصف سے آگاہ ہیں۔ ان کو جب کبھی مسلمانوں سے کوئی مطلب نکالنا ہوتا ہے وہ دل خوش کن اعلانات سے مسلمانوں کو اپنا ہمنوا بنا لیتے ہیں۔ اور مسلمان یہ سمجھ کر کہ سچے دل سے ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا جا رہا ہے جھٹ ان کے چکمے میں آجاتے ہیں۔ یہی حال اب ہوا ہے۔ گزشتہ اجلاس میں کانگرس نے جو دل خوش کن قراردادیں منظور کی ہیں بعض مسلمان ان سے دھوکہ کھا کر ہندوؤں کے ہمنوا بن گئے ہیں حالانکہ وہ قراردادیں بالکل ناممکن العمل ہیں۔ اور ان پر بھروسہ کرنا محض نادانی ہے۔ بے شک ان قراردادوں میں بعض ایسی ہیں جو بظاہر مسلمانوں کو بھی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن ان میں حقیقت کچھ بھی نہیں۔ وہ محض مطلب برآری کے لئے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے کی غرض سے وضع کی گئی ہیں۔ ان قراردادوں کے ناممکن العمل ہونے کے خود بعض ہندو لیڈر بھی قائل ہیں۔ مہاتما گاندھی ڈاکٹر مونجے اور بھائی پرمانند ان کے متعلق عدم اعتماد کا اظہار کر چکے ہیں خدا جانے مسلمان کس بات پر بھولے بیٹھے ہیں۔

اخبار احمدیہ

الفاروق۔ گزشتہ جمعہ کی نماز جناب لارڈ ہیڈلے نے مسجد احمدیہ لاہور میں ادا کی۔ اور نماز کے بعد بہت دیر تک بزرگان سلسلہ کے ساتھ بات چیت کرتے رہے۔

عطیہ۔ ۲۰ جنوری کو خطبہ جمعہ ختم ہونے پر ایک معزز خاتون نے اپنی ایک قیمتی انگوٹھی اور ایک بیش بہا ہیرا جس کی قیمت تین ہزار روپیہ بتائی جاتی ہے تبلیغ واشاعت اسلام کے لئے حضرت امیر کی خدمت میں پیش کیا۔ اور دعا کے لئے درخواست کی۔ تمام جماعت نے ان کے لئے دعائے خیر کی۔

اپیل ۲۰ فروری ۱۹۲۸ء کو عدالت سشن میں مقدمہ لائٹ کی اپیل کی سماعت ہوگی۔ ملزمین کی طرف سے سر عبد القادر پیروی کریں گے احباب اپنے بھائیوں کی رہائی کے لئے دعا فرمائیں۔

جنازہ غائب۔ سامانہ ریاست پٹیالہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جناب قلندر بخش صاحب ۱۸ جنوری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام احباب مرحوم کا غائبانہ جنازہ پڑھیں۔

مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح علیل ہیں تمام دوست ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

"مداری کے تھیلے"

"۲۰ دسمبر ۱۹۳۵ء کو ڈی اے وی سکول لاہور میں ذات پات توڑنے کے لئے ورن ہوستھا کا نفرنس منعقد ہوئی جس کے صدر بھائی پرمانند تھے اس کانفرنس میں متعدد آریہ سماجیوں نے مخالف و موافق تقریریں کیں ان مقرروں میں ایک مہتہ رامچندر جی شاستری تھے۔ شامت اعمال سے دوران تقریر میں ان کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے کہ :۔

"یہ جاتوں کا جھگڑا شاستروں دھے۔ ہمیں شاستروں کو تیاگنا نہیں چاہیے۔ اور دونوں کو لڑانا نہیں چاہیئے"

بس پھر کیا تھا دیوتا سروپ بھائی پرمانند خم ٹھونک کر پنڈال میں کھڑے ہو گئے اور شاستروں کے خلاف ان الفاظ میں اعلان جنگ کر دیا۔

"ہم شاستروں پر کب تک چلیں گے جب یہ قوانین بنے تھے تب اس دیش میں عیسائی اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی Struggle (جنگ) نہیں تھی اب ان کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے۔ اور اب ان حالات میں ہم شاستروں کے پیچھے نہیں جاسکتے۔ جب کہ مداری کے تھیلے کی طرح ان میں سب کچھ موجود ہے۔ آج ہمارا شاستر انڈین پینل کوڈ ہے۔ نہ کہ دوسرے انیہ شاستر۔

اگر آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے رشی شاستر بنا سکتے تھے تو آج ہمارا بھی ادھیکار ہے کہ ہم بھی حالات زمانہ کے مطابق اپنا شاستر بنائیں۔

(آریہ گزٹ ۲ رجنوری ۱۹۳۶ء)

بھائی پرمانند کا شاستروں کے متعلق یہ اعلان ہندو شاستروں کی بیچارگی اور بےبسی کا بہت بری طرح اظہار کر رہا ہے۔ بھائی پرمانند کے نزدیک قدیم ہندو شاستر زمانہ حال کی ضروریات کے لئے بالکل غیر مکتفی ثابت ہوئے ہیں۔ اور ضرورت ہے کہ ان کو تلانجلی دے کر ایسے نئے شاستر وضع کئے جائیں جو اس زمانہ کی ضروریات کے مطابق ہوں۔ آریہ سماجی کس برتے پر اسلام کے ساتھ ٹکر لگاتے ہیں جبکہ ان کے اپنے گھر کی یہ حالت ہے۔ پہلے اپنے گھر کی حالت درست کریں پھر دوسروں کو دعوت دیں۔ پہلے بھائی پرمانند کی مدد سے ایسے شاستر بنائیں جو ضروریات زمانہ کو پورا کرسکیں۔ پھر شدھی کے لئے واویلا کریں۔

معرکہ حق وباطل

اسلام جب سے دنیا میں آیا ہے کفر کو شکست دیتا رہا ہے ہندوستان میں بھی اس نے قدم رکھتے ہی یہی حال کیا اور دوسرے مذاہب کے پیرووں کو اپنے اندر جذب کرنا شروع کیا۔ جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اس بڑھتی رو کو آریہ سماج نے روکنا چاہا اور اس کے لئے شدھی کی تدبیر نکالی جو آج تک بالکل ناکارہ ثابت ہوئی ہے۔ بیچارے آریہ سماجیوں کو کیا معلوم کہ جو سیلاب عرب سے اٹھ کر ہندوستان تک پہنچ گیا اب ان روکنے سے نہیں رک سکتا۔ دفاع کام تو یا جارحانہ کارروائی کرو۔ اس پر قابو پانا مشکل ہے۔ یہ نور خدا ہے جو پھونکوں سے نہیں بجھایا جاسکتا۔ آریہ سماج کی تاریخ گواہ ہے کہ آج تک اس نے جس قدر سرکردہ مسلمانوں کو شدھ کیا آخر وہ سب کے سب اسلام ہی میں واپس آکر رہے۔

سب سے پہلے غازی محمود دھرمپال کی شدھی کی گئی لیکن چند ہی سال بعد وہ آریہ سماج سے متنفر ہو کر اسلام کے سایہ رحمت میں پناہ گزیں ہوئے۔ سوامی ستیا دیو نے بھی ایسا ہی کیا۔ اب شیخ محمد انعام الحق صاحب سابق مہاشے پرم چندر جی سکرٹری نوآریہ کانفرنس و نائب مدیر اخبار تیج دہلی بھی جن کی شدھی پر آریہ بہت ہی اترا رہے تھے اسلام میں واپس آگئے۔

اس تازہ واقعہ سے آریہ سماجیوں کو جو ندامت ہوئی ہے اس کو وہ یہ کہکر دور کرنا چاہتے ہیں کہ شیخ محمد انعام الحق صاحب احمدی جماعت کے جاسوس تھے۔ جو آریہ سماج کے رازوں سے آگاہ ہونے کے لئے اس میں گھسے تھے۔ چنانچہ اخبار "تیج" اور "بندے ماترم" نے یہ گپ اڑائی ہے۔ یہ تو وہی بات ہے کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے شیخ انعام الحق کہاں اور جماعت احمدیہ کی جاسوسی کہاں۔ شیخ انعام الحق صاحب نہ آریہ ہونے سے پہلے احمدی تھے اور نہ بعد میں۔ پھر یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ وہ احمدی جماعت کے جاسوس تھے۔ کیا معاصر "تیج" اور "بندے ماترم" اس بات کا کوئی ثبوت پیش کرسکتے ہیں کہ شیخ صاحب موصوف آریہ سماج میں احمدیہ جماعت کی جاسوسی کا کام کرتے رہے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس قسم کی الزام تراشی کا انہیں کیا حق ہے؟

آریہ سماج کو یاد رکھنا چاہیے کہ احمدیہ جماعت اس قسم کی چالوں سے بالکل مبرا ہے۔ اس کے پاس حق ہے اور حق کو اپنی فتح کے لئے ایسے اوچھے ہتھیاروں کی ضرورت کبھی نہیں ہوا کرتی۔

شادی خانہ بربادی

اسلام نے دنیا کے سامنے جو نظام معاشرت پیش کیا تھا وہ نہایت سادہ، آرام دہ اور کم خرچ بالانشیں کا مصداق تھا۔ لیکن افسوس کہ مسلمانان ہندوستان رسم و رواج کے جھگڑوں میں پڑکر اس نظام سے کوسوں دور جا پڑے ہیں۔ قرآن اسراف سے احتراز کی تعلیم دیتا ہے۔ لیکن مسلمان ہیں کہ اسراف ان کی گھٹی میں پڑا ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں ان کی یہی عادت کام کر رہی ہے۔ اور امور کو چھوڑ کر ایک شادی کے معاملہ ہی کو لیجئے۔ اوائل اسلام میں شادی کرنا نہایت سہل اور آسان تھا۔ ہر کس و ناکس جب اور جس وقت چاہتا تھا شادی کر لیتا تھا۔ لیکن آج رسوم پرستی کی بدولت شادی اس قدر گراں ہو گئی ہے کہ جب تک کم از کم ہزار بارہ سو روپیہ جیب میں نہ ہو شادی ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک شادی کے لئے ہزاروں بکھیڑے لگا رکھے ہیں۔ کہیں برادری میں ناک رکھنے کے لئے قرض لے کر پرتکلف دعوتوں کا سامان کیا جاتا ہے۔ کہیں جہیز میں بے مصرف چیزیں دے کر روپیہ برباد کیا جاتا ہے۔ اس مسرفانہ رسم پرستی کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ نہ صرف سینکڑوں گھرانے تباہ ہو رہے ہیں بلکہ قوم میں ہزاروں لاکھوں ایسے افراد نظر آتے ہیں۔ جو شادی کی عمر کو پہنچ کر بھی شادی نہیں کرسکتے۔ اس صورت حال سے قوم کی اخلاقی و معاشرتی زندگی میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں جن کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ مسرفانہ رسوم کو ترک کرکے شادی کو اتنا ارزاں کر دیا جائے کہ ہر شخص جب اور جہاں چاہے شادی کرسکے۔ شادی پر پانچ روپے سے زیادہ خرچ نہ ہونا چاہیئے۔ یہ اصلاح تب ہی ہو سکتی ہے جب فارغ البال لوگ عملی نمونہ قائم کریں۔ ضرورت ہے کہ پہلے قوم کے سربرآوردہ لوگ اپنے بچوں کی شادی اس طریق پر کریں۔ پھر ان کی دیکھا دیکھی متوسط طبقہ اصلاح کی طرف راغب ہوگا اور رفتہ رفتہ ساری قوم سے رسم پرستی کی لعنت دور ہو جائے گی۔

زرپرستوں کی فیاضی

کہا جاتا ہے کہ ہندو زرپرست ہیں۔ لیکن قومی معاملات میں ہندو جس دریا دلی سے روپیہ صرف کرتے ہیں اس سے اس مقولہ کا بطلان ہوتا ہے۔ اور باتوں کو چھوڑ کر ایک ہندو یونیورسٹی بنارس ہی کو لیجئے۔ ہندو قوم کی فیاضی کی بدولت اس یونیورسٹی نے نہایت حیرت انگیز سرعت سے ترقی کی ہے۔ پچھلے دنوں یہ اطلاع موصول ہوئی تھی کہ جو عطیات یونیورسٹی مذکورہ کو مل چکے ہیں۔ ان کی تعداد ایک کروڑ روپے تک پہنچ چکی ہے۔

اس کے بعد پنڈت مالوی جی نے کئی ہندو ریاستوں سے لاکھوں روپے فراہم کئے۔ اور جنوری کی اطلاع مظہر ہے کہ مہاراجا نیپال نے یونیورسٹی کے ساتھ ایک آیورویدک کالج قائم کرنے کے لئے دو لاکھ روپیہ عطا کیا ہے۔ اور ۱۴ رجنوری کی خبر یہ ہے کہ اب علاقہ راجپوتانہ سے پنڈت مالوی جی نے یونیورسٹی کے لئے ۱۱ لاکھ، ۲۰ ہزار روپیہ جمع کیا ہے۔ کیا یہ گرانقدر عطیات ہندوؤں کی زرپرستی کا اظہار کر رہے ہیں یا سخاوت کا؟

اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کیا حالت ہے اور ان کی تعلیم گاہوں کا کیا حشر ہے۔ عام مسلمانوں کی اقتصادی حالت یہ ہے کہ پچاس کی آمد ہے تو ساٹھ کا خرچ ہے۔ وہ خود ہی دوسروں کی امداد کے محتاج ہیں۔ تعلیم گاہ کی کیا امداد کریں گے۔ باقی رہا خوش حال طبقہ تو اسے اپنی فضول خرچیوں سے کب فرصت ہے جو تعلیم گاہ کی زبوں حالی کی طرف توجہ دے۔ مسلمانوں کا اللہ ہی بیلی ہے۔

انتقاد

تذکرہ عیسائیت اور اسلام
۱۵۱ صفحات کی بڑی تقطیع کی کتاب ہے۔ جو جناب بشیر احمد صاحب ایم بی اے ایل (لنڈن) نے کینیا کالونی (برٹش ایسٹ افریقہ) سے بغرض ریویو ہمارے پاس بھیجی ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کا بحالت موجودہ ہندوؤں سے اتحاد ناممکن ہے۔ کیونکہ ہر سیاسی معاملہ میں ہندو خود غرضی سے کام لے رہے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ہندوؤں کا پیچھا چھوڑ کر انگریزوں اور عیسائیوں کے ساتھ یارانہ گانٹھنا چاہیئے۔ مصنف نے انگریزی حکومت کی برکات و احسانات گنوا کر اس کو اہل ہند اور خصوصاً مسلمانوں کے لئے آیہ رحمت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس معاملہ میں کسی حد تک غلو سے کام لیا ہے۔ کاغذ معمولی لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت کتاب پر درج نہیں۔ غالباً حسب ذیل پتہ سے مصنف سے مل سکتی ہے

Bashir Ahmad Frank
P.O.Box No.(4) Eldoret Via Nakuru
Kenya Colony (B.E. Africa).

سیرت باقی
اس کتاب میں حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی مدیر رسالہ پیشوا دہلی نے مختلف کتب سے مدد لیکر حضرت سید رضی الدین احمد المعروف بہ خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے سوانح حیات۔ مجرب اعمال و اشغال اور اوراد و وظائف یکجا جمع کئے ہیں۔ کتاب کے بعض حصے نہایت ہی دلچسپ ہیں۔ خصوصاً وہ حصہ جہاں آپ کے حسن اخلاق کا ذکر ہے۔ آپ کے بعض مشہور خلفا کے مختصر حالات بھی اس میں درج کئے گئے ہیں۔ درگاہ خواجہ کی عکسی تصویر اور جناب خواجہ حسن نظامی کا دیباچہ شروع میں موجود ہے۔ آخر میں مولف نے اپنی مختصر سرگزشت اور عکسی تصویر دی ہے۔ لکھائی، چھپائی اور کاغذ نفیس۔ ضخامت علاوہ سرورق ۱۱۶ صفحات قیمت صرف ۱۲؍ ملنے کا پتہ یہ ہے:۔

منیجر رسالہ پیشوا ۔ دہلی۔

سرکار کے خوشامدی اور سرکش
خواجہ حسن نظامی صاحب کی تصنیف لطیف ہے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں خواجہ صاحب نے پہلے دلچسپ انداز میں مثالیں پیش کرکے بتایا ہے کہ سرکشی اور خوشامد کیا چیزیں ہیں۔ اور کیونکر پیدا ہوتی ہیں۔ اور پھر ہندوستان کے بعض چیدہ مسلمان لیڈروں کی خوشامد اور سرکشی کا نقشہ کسی قدر ظریفانہ انداز میں کھینچا ہے۔ یہ رسالہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ کتابت طباعت اور کاغذ عمدہ قیمت صرف ۲؍ ملنے کا پتہ

کارکن حلقہ مشائخ بکڈپو دہلی

تصحیح

گزشتہ پرچہ میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا جو مضمون "حافظ روشن علی صاحب کی سعی ناکام" کے عنوان سے صفحہ ۲ پر شائع ہوا ہے اس میں حسب ذیل غلطیوں کی تصحیح فرمالیں۔

غلط	صحیح
(۱) تعلی تو کچھ مریدوں کو ہی زیب دیتی ہے۔	(۱) تعلی تو کچھ مریدوں میں ہی زیب دیتی ہے۔
(۲) نذر انداز	(۲) نظر انداز
(۳) ھدلمتقین	(۳) ھدی للمتقین
(۴) واضا اظلم علیھم	(۴) واذا اظلم علیھم
(۵) یومر لیتونه	(۵) یوم یلقونه

نمبر ۱ میں "کو" نے مفہوم بدل دیا۔ مطلب یہ تھا کہ تعلی اپنے مریدوں کے درمیان بیٹھکر زیب دیتی ہے۔ یہ مطلب نہ تھا کہ مریدوں کو زیب دیتی ہے۔

خط و کتابت کے وقت ناظرین کرام چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں
(منیجر)

مذہب عمل و ترقی

(از لارڈ فاروق مدظلہ العالی)

ترقی کا مفہوم

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ دنیا میں ترقی و تہذیب کے پیدا کرنے میں اسلام سب سے بڑا عنصر ثابت ہوا ہے۔ اگر انسانی ترقی اپنے اصل مفہوم میں اس بات کا نام ہے کہ ہم اپنے ودیعت کردہ قویٰ کو بہترین طور سے استعمال کریں اور قدرت کی تمام قوتوں کو انسانی خدمت میں لے آئیں تو میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ اسلام اسی پیغام کو نسل انسانی کی طرف لایا۔

عبادت بھی انسانی ترقی کا نام ہے

مذہب قبل از اسلام۔ عبادت نذر نیاز۔ قربانی اور ریاضت کے حدود سے بمشکل ہی باہر نکلا۔ اس میں اخلاقی اور روحانی تعلیمات کا دائرہ بھی ایک حد تک محدود تھا۔ اسلام نے بھی عبادات کے طریق بتائے لیکن سب کا مقصد اسلام نے ترقی و تمدن کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔

الہام کا مقصد

قرآن کریم نے ابتدا ہی میں یہ بتلایا کہ الہام انسان کے قوائے مضمرہ کو نشوونما دینے کے لئے آتا ہے۔ قرآن نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس زمین پر اپنی نیابت کے لئے پیدا کیا اور قدرت کی کل قوتیں اس کی محکوم کر دی گئیں۔ کتاب پاک نے الہام کا یہ مقصد بیان کرکے پھر ان راہوں کو بتلایا ہے۔ کہ جس سے یہ مقصد اعلیٰ حاصل ہو۔

تدبر و تحریک کی تعلیم

نزول قرآن کے وقت قوائے فطریہ سے خدمت لینا کوئی آسان کا کام نہ تھا۔ اس امر کا تو وہم بھی انسان کے دل میں نہ آ سکتا تھا۔ بلکہ قوائے فطریہ کو خادم بنانا ایک گناہ سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ یہی مظاہر فطریہ دنیا کے بہت سے حصوں میں اس وقت انسان کے معبود و مسجود بنے ہوئے تھے۔ وہ تو انسانی تعظیم و عبودیت کے مالک تھے۔ چہ جائیکہ ان معبودوں کو انسان اپنا غلام ٹھیرائے۔ عین اس وقت قرآن کریم ایک جدید بشارت عظمیٰ لایا۔ اس نے اعلان کیا کہ جو کچھ زمین و آسمان کے اندر ہے۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ سیارے۔ بادل۔ دریا اور درخت وغیرہ ہم انسان کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اسی طرح ایک جگہ قرآن کریم نے فرمایا کہ کائنات کی کوئی چیز باطل و بے مصرف نہیں۔ یہ سب کی سب انسانی فائدے کے لئے پیدا ہوئی ہیں وہاں اس فائدے کے حصول کے لئے نشر علم اور ان علمی اکتشافات کی اشاعت کی ضرورت ہے جس سے اس وقت کی دنیا بے خبر تھی۔ اسی لئے قرآن کریم نے کائنات کی مفید انسان مضمرہ حقائق پر غور و تدبر کو خدا کی خوشنودی کا باعث بتلایا۔

آنحضورؐ کی پہلی وحی تحصیل علم کا پیغام تھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا روایت میں آئی ہے۔ آپؐ جناب باری میں اکثر دعا فرمایا کرتے تھے کہ "اے خدا مجھ پر حقائق اشیا کا انکشاف فرما" اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ قبل از اسلام بھی علم دنیا سے مفقود نہ تھا۔ لیکن یہ تو بعض برگزیدہ اشخاص کی جائداد مخصوصہ بنا ہوا تھا۔ اور مغرب میں تو علم و فضیلت کی راہیں کلیسا نے ملعون ٹھیرا دی تھیں۔ قدیمی علوم کی باتیں کلیسی خزینوں میں مقفل ہو کر مورد نفرت و حقارت ہو رہی تھیں۔ اہل کلیسہ کا فائدہ اسی میں تھا کہ عامۃ الناس کو بالکل جہالت و تاریکی کے اندر رکھا جائے۔ چنانچہ جب کبھی مغرب میں علم و تمدن کی کوئی لہر اٹھی یا کسی نے علمی اکتشاف کی طرف توجہ کی تو اس کے خلاف کلیسا کا غیض و غضب بھڑک اٹھا۔ اور متلاشیان حقائق علوم طرح طرح کے شکنجہ عذاب میں کھینچے گئے۔ یورپ سے باہر بھی دماغ انسانی مکدر حالت میں تھا۔ اور قوائے ذہنی ماؤف ہو چکے تھے۔ لیکن عین اس وقت اسلام بنی نوع کو اس تاریکی سے نجات دینے کے لئے ظاہر ہوا۔ چنانچہ غار حرا میں پہلی وحی پاک نازل ہوئی۔ اس نے اعلان کر دیا کہ رب انسان اب انسان کو ذلت سے نکال کر مکرم بنانا چاہتا ہے۔ اور یہ انسانی عظمت و تکریم قلم یعنی لکھنے پڑھنے کی اشاعت اور ان علوم کے حصول سے وابستہ ہوگی جن سے دنیا اس وقت ناواقف تھی۔

کس قدر حیرتناک بات ہے کہ ایک امی لقب پیغمبر ایک ایسے وقت دنیا کو علم و فضیلت اور حصول علوم جدید کا پیغام سناتا ہے جبکہ انسان جہالت اور بے علمی کی ظلمت میں ہی رہنا ایک مذہبی خوبی سمجھ رہا تھا۔ وہ خود تو لکھنا پڑھنا نہیں جانتا لیکن دنیا کو بتلاتا ہے کہ انسانی عظمت و کرامت لکھنے پڑھنے اور علم کی نشر و اشاعت ہی پر منحصر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا علم کی اہمیت و ضرورت پر کوئی اور پیغمبر اس طرح زور دیتا ہوا مجھے نظر نہیں آتا۔ آپ نے حصول علم کو ہر مسلم کا فرض ٹھیرایا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک عالم کی سیاہی کے قطرات ایک شہید کے خون سے زیادہ قیمتی ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ نسل انسانی کے فوائد کے لئے غور و فکر میں ایک رات بسر کرنی بہت سی راتوں کی عبادت سے زیادہ اہم ہے۔

جمود پرور مذاہب کی تعلیمات

آپؐ کے ظہور قدسی کے وقت نسل انسانی کی ترقی کی راہوں میں بہت سی مشکلات حائل تھیں۔ استعدادوں کے متعلق مروجہ باطل خیالات اور غلط معتقدات نے انسانی بلند پروازی کو روک رکھا تھا۔ اگر دنیا کے ایک حصہ کا یہ ایمان تھا کہ گناہ انسان کی فطرت میں ہے اور اس میں شر و بدی کے سوا اور کوئی خیر و خوبی نہیں۔ بلکہ وہ غضب الٰہی کے ماتحت ہے۔ اور کسی قانون پر چلنے کی اس میں استعداد ہی نہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ وہ ترقی کی راہوں سے الگ ہو چکا ہے تو دوسرے کا یہ عقیدہ تھا کہ اس دنیا میں انسان کے حصہ میں تکلیف و مصیبت ہی آئی ہے۔ اور اس کی نجات اس کی فنا پر منحصر ہے۔ ہند و رشی بھی اسی قسم کے فلسفہ کو مانتے تھے۔ مجھے ان عقائد قدیمہ کے خلاف ایک لفظ بھی کہنا منظور نہیں۔ ہاں اس معاملہ میں میں اپنا ایمان ظاہر کر دیتا ہوں کہ اس قسم کا فلسفہ یا ایسی تعلیمات میرے نزدیک ترقی انسانی کا موجب نہیں ہو سکتیں۔ اسلام سے صدیوں پہلے جو حالت جمود نسل انسانی پر طاری تھی میرے اس یقین کو اور پختہ کر دیتی ہے علاوہ ازیں ان دنوں اس پر بھی بعض حلقوں میں کامل یقین نہ تھا۔ کہ کسی کی محنت بھی بار آور ہو سکتی ہے۔ خوش حالی و بدحالی ایک قسم کی لاٹری سمجھی جاتی تھی۔ نیکی کو امر اکتسابی نہ خیال کیا جاتا تھا۔ بلکہ یہ سب امور گویا پہلے ہی سے فیصلہ ہو چکے تھے۔ اور انسان ایک قسمت کے چکر میں پھنسا ہوا خیال کیا جاتا تھا۔ اسلام سے پہلے بہت ہی کم لوگ اس بات کو مانتے تھے کہ انسان کی خوش حالی و بدحالی انسان کے اپنے ہی ہاتھ ہے۔ وہ اپنی کشتی کا ناخدا اور اپنی عمارت زندگی کا انجنیر ہے۔ بلکہ نیکی اور بدی کی دیوں کا ایک کھلونا ہے۔

یوں تو مسئلہ تناسخ بعض فلسفیانہ پہلوؤں سے دلربا ہی نظر آتا ہے لیکن قوت عمل پر اس کا وہی اثر ہے جو عقائد قدیمہ کا تھا۔ ان دونوں مسئلہ ایمان کا بھی قریب قریب یہی حال تھا۔ ایمان بلا عمل ہی نجات کے لئے کافی سمجھا جاتا تھا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ قوائے انسانی کی تباہی کے لئے کافی ہے۔ ان معتقدات اور اس قسم کے فلسفہ کے ماتحت کسی اعلیٰ قسم کی ترقی کا ہونا ناممکن ہے۔ جب ہم تسلیم کر لیں کہ جو ہم پر وارد ہوتا ہے یا جو کچھ ہم کو کرنا ہے وہ پہلے ہی ہو چکا ہے تو پھر اس زندگی میں کوئی بھی چیز اعمال حسنہ کی محرک نہیں ہو سکتی۔ نہ جذب منفعت اور نہ دفع مضرت۔ نہ قوائے انسانی اور ان کی ضرورت استعمال تحریک پاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر مذہب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نسل انسانی پر بے شمار خوش حالیوں اور برکات کو لے کر آتا ہے تو سب سے پہلے اسے ان تمام خیالات کی غلطیوں کو واضح کر دینا چاہیے جو ان مجہولہ ایام میں انسانی ترقی کے حائل ہو رہے تھے۔ اگر انسان کی استعداد مضمرہ نشوونما نہ پائے اور اس طرح حکمت ربی جس نے انسان جیسی مخلوق پیدا کی روبراہ نہ ہو تو پھر اس مذہب کا فائدہ ہی کیا؟ جو چند گیتوں اور عبادتوں میں خدا کی عبادت بتلائے۔ میری ناقص رائے میں سچا مذہب وہی ہے جو انسان کو حالت جمود سے نکال کر اس میں قوت عمل پیدا کر دے۔ اور وہ افضال الٰہیہ سے متمتع ہو کر عملاً ستائش خداوند کرے۔ اور اپنے قویٰ کو مخلوق الٰہی کی خدمت میں لگا دے۔ یہی وہ مذہب ہے جسے قرآن میں پاتا ہوں

عقائد اسلام ترقی انسانی کے معاون ہیں

یہ بات اب ایک علمی صداقت ہو گئی ہے کہ صحیفۂ قدرت کے کل مظاہر قانون کی حکومت تلے ہیں۔ اور ان سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جسے ان قوانین کا علم ہو۔ اور وہ اپنے حالات کو ان قوانین فطریہ کے مطابق کرے۔ لیکن یہ ہمارا علم بھی کسی کام کا نہیں رہتا اگر ہمارا یہ ایمان ہو کہ اس کائنات کا حکمران ایک نہیں بلکہ بیسیوں خدا ہیں قرآن کریم نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ کہ بہت سے خدا تو ایک دوسرے کے خلاف حکم نافذ کریں گے پھر کس کس کے قانون کو سمجھا جائے اور کس کس کے حکم کی اطاعت ہو۔ چنانچہ یونانی قدیمی داستان ہائے ملیہ اور بعض ہندی کتب مذہبی میں دیوتاؤں کی متضاد کشمکش کا نظارہ ہمیں نظر آتا ہے مختلف خداؤں کے تقاضا ہائے مختلفہ کائنات میں ہم آہنگی نہیں۔ بلکہ ایک حالت فساد پیدا کر دیں گے۔ ان حالات میں علمی اکتشافات کی تلاش بے سود ہوگی۔ کیونکہ بہت سے خداؤں کی مختلف مشیتیں متضاد قانون ہی پیدا کریں گی ان حالات میں اسلام دنیا میں نسل انسانی کی اصلاح کے لئے آیا تاکہ وہ انسانی دل و دماغ کو ایسے باطل خیالات اور غلط معتقدات سے پاک اور صاف کر دے۔ اس نے آتے ہی دنیا میں یہ اعلان کیا کہ تمام کائنات ایک قانون میں جکڑی ہوئی ہے۔ اور قانون کا مقنن سوائے اس ایک خالق کے اور کوئی نہیں۔ اسی بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے توحید الٰہی پر اس نے زور دیا۔ اس نے بتایا کہ کائنات کی حکومت کی باگ بہت سے ہاتھوں میں نہیں۔ بلکہ ایک ذات واحد ہی کے ہاتھ میں ہے جس کے قوانین اور طریق حکومت لاتبدیل ہیں۔ اس کی مرضی کے آگے جھک جانا اور اس کے قوانین کی پوری اطاعت کرنا جو اسلام کا لفظی مفہوم ہے نسل انسانی کی مسرت اور مرفہ الحالی کا موجب ہوگا۔ اس کے قوانین وہی ہیں جس کو سائنس کی اصطلاح میں آج "قوانین قدرت" کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے کیا ایک دہریہ بھی ایسے مذہب سے منحرف ہو سکتا ہے؟ اگر قوانین فطریہ کی اس حکومت قہریہ پر اسے ایمان ہے اور انہی قوانین پر اپنی زندگی کے لئے عمل پیرا ہے تو ہر قانون تو ایک مقنن کو چاہتا ہے یہ خدائے اسلام سے پھر وہ کس طرح منکر ہو سکتا ہے؟

اسلام نے یہ بھی تعلیم فرمائی کہ انسان معصیت لے کر نہیں آتا بلکہ وہ پیدائشاً مسلم ہے یعنی فطرتاً قانون پر چل سکتا ہے۔ کیونکہ قانون یعنی شریعت پر نہ چلنے کا نام ہی معصیت ہے۔ قطع نظر اس سے کہ وہ مسلم یا غیر مسلم کے گھر پیدا ہوا۔

اسلام نے یہ بھی بتایا کہ انسان بہترین قوتیں لے کر آیا۔ اس کی خلق ایک حسن تقویم پر رکھی گئی۔ لہٰذا اس کی ترقی کی کوئی حد نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس کی فطرت میں بعض ایسی باتیں بھی ہیں جو اسے اسفل السافلین کی طرف لے جانے والی ہیں۔ لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کی پوری پوری متابعت اختیار کرلے اور صراط مستقیم پر گامزن ہو تو اسے اپنی محنت کا پورا معاوضہ ملے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں کوئی امر ضایع نہیں جاتا۔

لایضیع اجر العاملین

یہ عقیدہ جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ انسانی خیر و خوبی یا اس کی ترقی کسی خاص قوم یا افراد مخصوصہ تک ہی محدود ہے۔ ترقی انسانی کا سنگ راہ ہے۔ قرآن نے اس عقیدہ کی بیخ کنی کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر انسان دوسرے کے برابر ہے۔ ہر ایک کے سامنے عمل و ترقی کا میدان یکساں کھلا ہوا ہے جو ایک کر سکتا ہے وہ دوسرا بھی کر سکتا ہے۔ اسی لئے قومی۔ نسبی۔ لونی امتیازی دیواریں اسلام نے آتے ہی گرا دیں۔ شرافت و کرمت انسانی کو تقویٰ اور صرف تقویٰ ہی سے وابستہ کیا۔ یہ وہ بات ہے جو ہر ایک کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اس بات کو بھی واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ صحیح معتقدات سے جو اعمال پیدا ہوں وہی خدا کے ہاں اہمیت رکھتے ہیں۔ ایمان بلا عمل لا شے ہے۔ اسی ضمن میں یہ بھی تعلیم فرمائی کہ خدا تعالیٰ خیر محض ہے اور اس کی طرف سے شر نہیں۔ خیر ہی آتی ہے۔ بدی اور گناہ انسان کا اپنا اکتساب ہے معصیت اس کے اعمال بد کا نتیجہ ہے نیکی اور بدی ہمارے ہاتھ میں ہے۔ جس طرح کوئی چاہے اپنی زندگی کو قالب میں ڈھال لے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ حسب تعلیم اسلام خیر اور شر کے اندازے خدا کی طرف سے مقرر ہو چکے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ان اندازوں کا علم الہام الٰہی کے ذریعہ یا اپنی کوششوں سے حاصل کریں اور اپنی زندگی کو ان اندازوں کے ماتحت لا کر خیر و شر کے مالک ہو جائیں۔ اسی امر میں انسان کو راہ راست پر رکھنے کے لئے قرآن کریم نے یہ بھی تعلیم کی کہ ہمارا کوئی امر خفیہ یا علانیہ خدا کے علم سے باہر نہیں۔ جس کے لئے ہم خدا کے حضور ذمہ دار نہیں۔ اور انہیں پر جزا و سزا مرتب ہوگی۔ ایک مثقال ذرہ برابر خیر و شر بلا معاوضہ نہیں رہ سکتی۔ صحیح آزادی رائے اور آزادی اعمال حسنہ بیان فرمایا۔ قرآن کریم نے فرمایا کہ ان معاملات میں جو اپنے قوائے عقلیہ سے بہرہ اندوز نہ ہو۔ وہ ایک حیوان ہے۔ جس کی رسی دوسرے کے ہاتھ میں ہے اسلام چاہتا ہے کہ انسان اپنی عقل و فکر کو کام میں لائے اور کسی انسانی شعبہ میں کوئی بھی بات ایسی تسلیم نہ کرے جو عقل۔ تجربہ اور مشاہدہ کے ذریعہ سے پرکھی نہ جا چکی ہو۔ ہمیں حکم ہے کہ مظاہر کائنات کو بصیرت کی نگاہ سے دیکھیں اور گزشتہ اقوام کی تاریخ کو اپنے سامنے رکھیں اور مختلف ممالک میں پھر کر عبرت آموز سبق حاصل کریں۔

عبادت کا اثر انسانی ترقی پر

اسی طرح عبادت اور قربانیوں کا غلط مفہوم انسانی سرگرمیوں کو تباہ کرتا ہے۔ اس سے نہ تو انسان میں جوش عمل پیدا ہوتا ہے اور نہ اس میں ذمہ داری کا احساس رہتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے یہ بتایا کہ تمہاری عبادت کسی کام کی نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل صالح شامل نہ ہو۔ جو کچھ تم حاصل کرنا چاہتے ہو اس کے لئے پوری جد و جہد کرو۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے استعانت طلب کرو۔ اور یہ وہ سبق ہے جسے ہم اپنی روزانہ پنجگانہ نمازوں میں ایاک نعبد و ایاک نستعین کہہ کر دہراتے ہیں۔ ہمیں یقین دلایا گیا کہ اگر ہم ایک قدم اللہ کی طرف بڑھائیں تو وہ سو قدم ہماری طرف چل کر آئے گا۔ لیکن سبقت ہماری طرف سے ہونی چاہئے۔ خدا کی طرف چل کر جانے کے معنے کسی معبد ہی میں چلا جانا نہیں بلکہ اپنے کاروبار میں ربانی قوانین کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے اس میں شک نہیں کہ عبادت بھی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ لیکن خدائے قرآن نہایت ہی واضح الفاظ میں اعلان کرتا ہے۔ کہ ان لوگوں کی دعا جو نعماء الٰہیہ کا کفران کرتے ہیں۔ خدا کی جناب میں سنی نہیں جاتی۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم یا جماعت کی حالت کو نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہ بدل دے۔ وہ صرف انہی کی امداد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

رہبانیت کے مختلف رنگ بھی رضائے الٰہی کے موجب سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ بعض لوگ روحانی رفعت اسی میں سمجھے ہوئے تھے کہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر جنگلوں میں جا کر ڈیرہ جمائیں۔ یہ باتیں ترقی و تمدن کی منافی تھیں۔ اس لئے اسلام نے ان تمام امور کو رد کر کے فرمایا کہ تم دنیا میں رہ کر روحانی کمال کو حاصل کر سکتے ہو۔ اور خدا کا نور دنیا کے ان گھروں میں نازل ہوتا ہے جہاں خدا کی یاد ہوتی ہے اور ہر ایک قسم کی روحانی اخلاقی اور جسمانی طہارت کو حاصل کیا جاتا ہے۔

برادران بغداد کی مساعی جمیلہ

تبلیغ ہند کیلئے چندہ

جناب میاں جی عبدالرحمن سلیمان نے تبلیغ ہند کے لئے بغداد سے مبلغ اکتالیس روپے کی رقم فراہم کر کے دفتر انجمن میں بھیجی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ رقوم چندہ کی تفصیل یہ ہے:—

نام	رقم
(۱) جناب اسمٰعیل محمود صاحب	۵
(۲) جناب محمد یعقوب صاحب	۵
(۳) جناب ابراہیم احمد صاحب	۵
(۴) سید اخلاق حسین قادری	۵
(۵) میاں جی عبدالرحمن سلیمان	۴
(۶) جناب ایم آر مرزا صاحب	۴
(۷) جناب عبدالکریم صاحب	۳
(۸) جناب عبدالرسول صاحب	۲
(۹) جناب محمد عبدالرحمن صاحب بی اے۔	۲
(۱۰) سید خورشید علی صاحب۔	۱
(۱۱) سید مظفر علی صاحب	۱
(۱۲) میاں دین محمد صاحب (نو مسلم)	۱
(۱۳) جناب عبدالرحیم صاحب	۱
(۱۴) جناب مولا بخش صاحب	۱
(۱۵) جناب فیاض احمد خاں صاحب	۱
میزان	۴۱

وی پی نہیں، منی آرڈر بھیجو

جن احباب کا چندہ خریداری ختم ہو گیا ہے وہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور فرمائیں۔ وی پی میں تین آنے زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ اس لئے وی پی نہ منگائیے۔ بلکہ منی آرڈر بھیجئے۔

یکم فروری

تک پیغام صلح کیلئے کم از کم دو نئے خریدار ضرور بنا دیجئے۔ (منیجر)

ہندوستان

— امرتسر میونسپلٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ پیشہ ور گداگروں کے بچوں کے لئے ایک سکول جاری کیا جائے۔

— سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب بہت جلد چار ماہ کی رخصت پر جانیوالے ہیں۔

— کمانڈر انچیف نے فوجی کالج ڈیرہ دون کے لئے ۱۰ طلبہ کو منتخب کیا ہے۔ کالج کی فیس پندرہ سو روپیہ سالانہ ہے۔ مفصل حالات کے لئے "السٹریٹڈ ہینڈ بک" ۱۴ ار میں گورنمنٹ آف انڈیا پرنٹنگ پریس کلکتہ سے طلب کرنی چاہیئے۔

— نارتھ ویسٹرن ریلوے نے پٹیالہ کی نمائش اور دنگل میں شامل ہونے والوں کے لئے رعایتی کرایہ کا اعلان کیا ہے۔ ۲۶ سے ۲۹ جنوری تک فرسٹ اور سکنڈ کلاس والے ایک طرف کا پورا اور دوسری طرف کا نصف کرایہ ادا کر کے واپسی ٹکٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور انٹر اور تھرڈ کلاس والے ایک طرف کے پورے اور دوسری طرف کے نصف کرایہ پر۔

— مہاراجہ بھرتپور نے حکومت ہند کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اور مسٹر مینکنزی ریاست کے منتظم مقرر ہوئے ہیں۔

— سرحد کے ۴۵۰ ہندو جلا وطنوں میں سے ۳۳۰ ہندو واپس سرحد میں جا چکے ہیں۔

— دہلی کے مشہور بیرسٹر مسٹر آصف علی کی شادی سول میرج ایکٹ کے ماتحت ایک خاندانی ہندو لڑکی مس گنگولی سے ہونیوالی ہے۔

— مسٹر سین گپتا سی آئی ای نے وزیر شعبہ صحت عامہ بنگال کو اکیاسی ہزار روپیہ اس غرض سے دیا ہے کہ باریسال میں ایک میڈیکل سکول کھولا جائے۔

ممالک خارجہ

— افغانستان کی وزارت خارجہ نے اس امر کی تردید کی ہے کہ روس اور افغانستان کے درمیان کوئی معاہدہ ہوا ہے۔

— انگلستان میں روس کے کچھ جاسوس گرفتار ہوئے ہیں۔ جو انگریزی فوج کے متعلق اطلاعات فراہم کرنے کی کوشش کر رہے تھے

— قسطنطنیہ کے ایک ظریف اخبار کے منیجر کو حکومت ترکیہ نے اس جرم میں قید و جرمانہ کی سزا دی ہے کہ اس نے شاہ افغانستان کے متعلق ایک ظریفانہ کارٹون شایع کیا تھا۔

— البانیہ میں مسلمان بکثرت آباد ہیں جمہوریہ البانیہ کے صدر احمد زاگو بھی مسلمان ہیں لیکن اس ملک میں قانوناً ایک سے زیادہ شادی کرنا ممنوع قرار دیدیا گیا ہے۔

— معزول قیصر جرمنی دوسری طاقتوں کے ساتھ گفت و شنید کر رہا ہے کہ اسے جرمنی کے علاوہ دوسرے ممالک کی سیر و سیاحت کی اجازت دی جائے۔

— مزدوروں کی روسی انجمن نے برطانوی کانکنوں کی درخواست پر انہیں ۵۰ ہزار پونڈ بلا سود قرضہ دیا ہے۔

— ترکی اور بلغاریہ کے مابین ایک تجارتی معاہدہ کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے۔

ضروری گزارش

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا تھا یا عنقریب ختم ہونے والا تھا انہیں نومبر یا دسمبر ۱۹۲۶ء میں کافی عرصہ پہلے اطلاع دی گئی تھی اس پر بعض صاحبان نے سالانہ جلسہ پر چندہ دے دیا اور بعض نے از راہ نوازش بذریعہ منی آرڈر بھیجدیا۔ لیکن کچھ حضرات ایسے بھی نکلے جنہوں نے نہ چندہ بھیجا نہ خط کا جواب دیا۔ ایسے تمام حضرات کی خدمت میں جنہوں نے انکاری خط نہیں لکھے اب دفتر سے وی پی بھیجے جا رہے ہیں جن کا وصول کرنا ان کا قومی اور اخلاقی فرض ہے۔ (منیجر)

ضرورت ہے

پیغام صلح کی ادارت کے لئے ایک ایسے احمدی نوجوان کی جو سلسلہ احمدیہ سے واقفیت رکھتا ہو اور اردو زبان پر اچھی دسترس رکھتا ہو تنخواہ حسب لیاقت ۵۰ اور ۱۰۰ روپے ماہوار کے درمیان ہوگی نیز ایسے احمدی نوجوانوں کی ضرورت ہے جو انٹرنس تک تعلیم یافتہ دفتری کاروبار سے واقف اور ملازمت کے خواہشمند ہوں۔ تمام درخواستیں معہ نقول اسناد جلد مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں!

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

یہ کون بزرگ ہیں؟

ایک صاحب جنہوں نے کوپن میں نمبر خریداری ۱۲۴۴ بتایا ہے اور نام "غلام محمد سکرٹری مسلم لٹریری کمیٹی" ظاہر کیا ہے بذریعہ منی آرڈر مبلغ پانچ روپے سالانہ چندہ بھیجا ہے۔ جو ۱۷ر جنوری کو دفتر میں وصول ہوا ہے۔ لیکن رجسٹر خریداران میں ان کا نام نہیں ملتا۔ ایک دوسرے صاحب "مظہر" نامی ہیں جن کی طرف سے مبلغ عہ (ایک روپیہ ۲ ر) ۲۴ر جنوری کو وصول ہوئے ہیں لیکن ان کا نمبر خریداری باوجود تلاش کرنے کے نہیں ملا۔ یہ دونوں صاحب اپنے اپنے نمبر خریداری اور مفصل پتہ سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ وصول شدہ چندہ ان کے کھاتے میں جمع کر لیا جائے۔ (منیجر)

ہندوستان

صرف زراعت کی ترقی سے آزاد ہو سکتا ہے

رسالہ "کاشتکار ہند" اب ۲۰ میکلوڈ روڈ لاہور سے شایع ہوتا ہے۔ رسالہ مذکور کا حجم اور سائز بڑھا دیا گیا ہے۔ نیز زر کثیر سے زراعت کے متعلق فوٹو و نقشہ جات درج کرنے کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ اگر آپ کو ترقی زراعت کا شوق ہے اور گوناگوں زراعتی معلومات و تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو نمونہ کا پرچہ مفت منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔ لیکن ہفتہ عشرہ کے اندر خریداری یا عدم خریداری سے ضرور مطلع فرمائیں۔ قیمت سالانہ للعہ محصول ڈاک ۸ر

منیجر کاشتکار ہند ۲۰ میکلوڈ روڈ لاہور

نوایجاد سنہری چوڑیاں

خواتین کیلئے بہترین تحفہ

یہ چوڑیاں نہایت خوبصورت نازک اور منقش حال ہی میں تیار ہو کر آئی ہیں چونکہ انہیں ایک خوش کی شکل میں بنایا گیا ہے ان کے اندر رنگین ریشمی چوڑیاں اس عمدگی سے فٹ کی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بہترین زبرجد یاقوت نیلم اور پکھراج کے نگینے جڑ دیئے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ و روغن میں مطلق فرق نہیں آتا۔ نہ سیاہی دیتی ہیں خواتین کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ ڈھائی روپے میں پانچسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ ہر سائز کی موجود ہیں سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے ورنہ سٹاک ختم ہو جائے گا۔ خالص سونے کی چوڑیاں ان کے سامنے ہیچ ہیں۔ ہر درجہ اور ہر فیشن کی خواتین یہ چوڑیاں پہن رہی ہیں۔ جس گھر میں ایک سٹ جاتا ہے وہاں سے درجنوں کی مانگ آتی ہے۔ آپ بھی اپنی خواتین کو ایسے بیبہا تحفہ سے محروم نہ رکھئے۔ ایک سٹ اس شرط پر ضرور منگوائیے کہ اگر پسند نہ ہو تو واپس کر کے اپنے دام لے لیجئے۔ آٹھ چوڑیوں کا سٹ قیمت ڈھائی روپے ۲؎ تین سٹ یعنی ۲۴ چوڑیوں کی قیمت (۷؎) سات روپے۔

گولڈن انگوٹھیاں

ہر ناپ کی نگ دار نہایت نفیس اور خوبصورت انگوٹھیاں حال ہی میں تیار ہو کر آئی ہیں خالص سونے کی انگوٹھی ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ ایک انگلی میں یہ انگوٹھی پہنئے۔ اور دوسری میں خالص سونے کی انگوٹھی اگر کوئی پہچان جائے تو ہمارا ذمہ۔ کسی جوہری۔ صراف کے پاس لے جائیے وہ بھی فوراً شناخت نہیں کر سکے گا۔ اگر آپ کو انگوٹھی کی ضرورت ہے تو آپ کیوں ناحق پچیس تیس روپے ضائع کرتے ہیں۔ کیوں نہیں صرف ایک روپے میں کام نکالتے۔ قیمت فی عدد ایک روپیہ۔ تین کے لئے ڈھائی روپے۔

کان کے بندے

یہ بندے حال ہی میں جرمنی سے بن کر آئے ہیں آپ نے آج تک ایسے خوبصورت نفیس اور نازک بندے نہیں دیکھے ہوں گے بالکل نیا نمونہ اور نئی چیز ہے قیمت ۱؎ فی جوڑی تین جوڑی کے لئے ۲؎

مینجر گولڈن سٹور پوسٹ بکس نمبر ۴ لاہور

باجلاس خان صاحب سید مراعلی صاحب سب رجسٹرار لاہور

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

دی مسلم بنک آف انڈیا دہلی بذریعہ ٹھاکر داس بنام شیخ رحمت اللہ ولد حبیب اللہ شیخ سکنہ لاہور انارکلی بیسہ اخبار سٹریٹ کوچہ بیوپاریاں

درخواست درباره کرائے جانے رجسٹری رہن نامہ جبراً بلا قبضہ مکان واقع لاہور محررہ ۱۳۱

مقدمہ مندرجہ بالا میں یہ ثابت ہوا ہے کہ تم اراداۃً روپوش ہو اور تعمیل نوٹس سے گریز کرتے ہو۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا تمکو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم بتقرر ۲۸ محکمہ ہذا میں حاضر ہو کر وجہ ظاہر کرو کہ کیوں وثیقہ مندرجہ بالا کی جبراً رجسٹری نہ کی جائے بصورت عدم حاضری تمہارے خلاف کارروائی یکطرفہ کی جائے گی۔

آج ۱۴ جنوری ۱۹۲۸ء بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

آسمان طب کا درخشاں ستارہ

رسالہ حافظ صحت ماہوار

زیر ادارت حکیم مظفر حسین صاحب (اعوان)

بیماریوں سے بچنے کے طریقے بتانے والا۔ تندرستی کا محافظ زندگی کا نگہبان بچوں عورتوں ضعیفوں اور ناتوانوں کو قوی اور مضبوط بنانے والا اور درازی عمر کے اسرار فاش کرنے والا مقبول اور ہر دلعزیز طبی رسالہ ہے سالانہ چندہ ۱؎ نمونہ مفت طلب کیجئے۔ مرض کو روکنا علاج سے بہتر ہے۔ پس اگر آپ بیماری کی زحمت ڈاکٹر کی فیس دواؤں کی لاگت وغیرہ سے بچنا چاہیں تو یہ رسالہ ضرور پڑھیں نفع کا سودا! اگر آپ سالانہ چندہ ۱؎ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں تو آپکو انعامی کتابیں قیمتی ۱؎ مفت مل جائیں گی۔ اور رسالہ سال بھر حاضر ہوتا رہے گا۔ درخواست خریداری معہ چندہ جلد بھیجدیجئے۔

مینجر رسالہ حافظ صحت لاہور

اخبار رشی امرتسر

اتحاد کا سچا حامی اور ہندو مسلم کا وفادار خادم ہے اگر آپ اس گئے گزرے زمانہ میں بھی ہندو مسلم ملاپ کا شاندار نظارہ دیکھنا چاہتے ہیں تو آج ہی مینجر اخبار رشی کو خط لکھکر نمونہ طلب کریں۔ (مشتہر دہندگان کو اس سے بڑھ کر مفید اخبار نہیں مل سکتا۔ کیونکہ رشی تمام اقوام میں ہر دلعزیز ہے۔ **مینجر اخبار رشی امرتسر**

گھر بیٹھے سنو روپیہ ماہوار کماؤ

— وید حکیم بننے کا نہایت ہی سہل اور آسان ذریعہ —

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو صاحب حکیم تلسی پرشاد اگروال کی بنائی ہوئی کتاب "مجربات تلسی" کا بغور مطالعہ کرینگے وہ اپنی اور دوسروں کی ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی عمدگی کے ساتھ کرنے قابل بن جاوینگے اور اگر وہ چاہیں گے تو اسکے ذریعہ دوا علاج میں ویدوں حکیموں ڈاکٹروں و دوا فروشوں کی طرح گھر بیٹھے سینکڑوں روپیہ کمانے لگیں گے، اس میں ہر بیماری کے وہ وہ نایاب نسخے لکھے گئے ہیں جو کوڑیوں میں تیار ہوتے اور اکثر فوراً فائدے دکھلاتے ہیں قیمت فی کتاب مجلد عہ علاوہ محصول

— حکیم تلسی پرشاد اگروال کی گورنمنٹ سے رجسٹری کی ہوئی —

بچوں کے بخار، کھانسی، بدہضمی، دودھ ڈالنا۔ دست ہونا پیٹ پھولنا وغیرہ ہر ایک بیماری کو دور کرنے اور دبلے پتلے بچوں کو موٹا تازہ طاقتور بنانے کے لئے مشہور معروف دوا ہے میٹھا ہونے سے بچے اسکو خوش ہو کر پی لیتے ہیں سب جگہ سوداگروں کے یہاں فروخت ہوتی ہے قیمت فی شیشی ۵؍ محصول ایک سے چار شیشی تک آٹھ آنہ سوداگروں کو بارہ شیشی یعنی ایک درجن کی قیمت ۶ بارہ درجن للعہ روپیہ علاوہ محصول مفت لو۔ جو صاحب ذیل اردو خواں معزز و شریف لوگوں کے نام معہ پورے پتے کے لکھکر بھیجینگے انکو ایک قابل دید کارآمد ۱۲ صحت نامی رسالہ مفت بھیجا جاوے گا۔

المشتہر مینجر بال جیون کاریالیہ علیگڑھ شہر یو۔پی

خاص الخاص چچی کی شاہی مجربات

(زیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ (پنجاب))

موسم سردی کے استعمال کی خاص خاص ٹانک مقوی اعضائے رئیسہ مفرح ہاضم۔ مردوں۔ عورتوں اور بچوں کے لئے ہر قسم کی بیماریوں کی مجرب ادویہ تیار ہیں۔ شاہی یاقوتی ٹانک مروارید شاہی ٹانک گولیاں صہ (۲۵ عدد) یہ دوائیں تمام دنیا میں مشہور ہیں ان کے استعمال کا خاص موسم یہی ہے۔ آپ ان کے فوائد سے پوری واقفیت اسی وقت حاصل کر سکتے ہیں جب استعمال کر کے دیکھیں شاہی ادویہ نہایت اعلیٰ پیمانہ پر بڑی محنت سے تیار کی جاتی ہیں وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو ان شاہی تحائف سے فائدہ اٹھائیں۔ سفوف حجاز ہاضم سمندر کے سفر اور ہاضمہ کی اعلیٰ اور اکسیر دوا ہے۔ قیمت ۲۰ تولہ پانچ روپے۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب دہلوی ممبر آل انڈیا طبی کانفرنس ملازم کپورتھلہ سٹیٹ

مشتہرین کے لئے نادر موقعہ

جو مشتہرین کم از کم چھ ماہ کیلئے اشتہار دیں گے اور ۱۵ فروری ۱۹۲۸ء سے پیشتر معاملہ طے کرینگے انہیں خاص رعایت دیجائیگی

تفصیل چاہو تو خط لکھو بغیر پیشگی مہینہ اشتہار شایع نہ ہوگا

پشاور مشہد و بخارا کی مشہور تحائف

ہر ایک قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی پشاوری لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری قناویز ہر قسم کے مشہدی و بخاری رومال کم و بیش قیمت کے زردار سلمہ ستارہ کا پشاوری کلہ۔ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ خدانخواستہ پسند نہ آئے تو محصول ڈاک منہا کر کے قیمت واپس دی جائے گی۔ خط و کتابت کے وقت پتہ صاف تحریر کریں۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ کریم پورہ پشاور شہر

حکومت نے بھی دیکھ لیا ہے۔ کہ

جس اخبار شہاب کا

ابھی سے گھر گھر چرچا ہے۔ جسکے سحر تحریر نے عورتوں بچوں بوڑھوں اور نوجوانوں کے دلوں اور ذہنوں کو پلٹ کر رکھدیا جسکے پرچوں کو ملک کے گوشے گوشے میں بہترین تحفہ کے طور پر بھیجتے ہیں جس نے غلامی تاریک خیالی۔ رجعت پسندی بے دینی جمود اور غفلت شعاری کے خرمن پر بجلیوں کی بارش برسادی۔ جسکا پڑھنے والا صرف خدا کی غلامی کرتا ہے۔ اور نخوت و غرور و تکبر اور اقتدار پسندی کے بتوں کو ٹھکرا دیتا ہے؛

وہ اخبار معہ شہاب

آگے چل کر کیا کیا نہ کر دکھائیگا؟ "شہاب" معقولیت اور صداقت دجل و باطل کے قلعوں کو توڑ کر رکھدیتا ہے۔ اسکی بے اور رواداری کا ہر طبقہ میں اعتراف ہے "شہاب" کو پڑھنے والے ظلمتکدہ عالم کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں تبلیغ اسلام اور آزادی خیال کے اجالا کر دینے والے ستارے بن جاتے ہیں اس لئے ہر ایک مسلمان کو اپنے منصب جلیل کا احساس کرنا چاہیئے۔ اور اپنے فرائض سے واقفیت حاصل کرنیکیلئے "شہاب" کو مستقل طور پر پڑھنا شروع کر دیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت سالانہ چھ روپے ششماہی ۳؎ اور سہ ماہی ۲؎ ہے۔ نمونہ کا پرچہ مفت۔ پتہ

مینیجر سہ روزہ "شہاب" راولپنڈی

اسلام کا ن حکمت ہی!

یہ بنی نوع انسان کیلئے ایک جادۂ عمل لایا ہی

اگر آپ تعلیم اسلام اور حکمت قرآن حکیم سے کماحقہ واقف ہونے کی ضرورت محسوس فرماتے ہوں تو آپ ہفتہ وار اخبار

العمل

کے خریدار بن جائیں۔ یہ نہایت ہی متانت و سنجیدگی اور ناقابل رد دلائل کیساتھ اسلام کی حقانیت کو ساکنان فرش زمین کی خدمت میں بصد ادب پیش کرتا ہی۔ یہ مسلم و غیر مسلم دونوں کیلئے انشاء اللہ تعالی مشعل ہدایت ثابت ہوگا۔ یہ اپنے قلیل دور حیات میں ہی ہندوستان بھر نیز غیر ممالک کو اپنے نادر و دلکش مضامین سے فیضیاب کرنے لگا۔ مشاہیر اسلام و حق پسند غیر مسلم اسکی خوبیوں کے متعلق اپنی زبردست آراء کا اظہار فرما چکے ہیں۔ مشتہرین کے لئے کلید کامیابی ہی۔ سالانہ چندہ صرف چار روپیہ (للعہ)

نمونہ مفت

منیجر العمل بہرائچ

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور ـ یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۸ شعبان ۱۳۴۶ھ مطابق یکم فروری ۱۹۲۸ء | نمبر ۵

بے ثواب حج

کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں؟

(از قاضی نذیر احمد صاحب بی اے (علیگ) ایل ایل بی۔ راولپنڈی)

میں یورپ اور بعض اسلامی ممالک کی سیاحت کرتا ہوا گزشتہ ستمبر کے آغاز میں وارد حجاز ہوا۔ کہ معظمہ میں جا کر کعبہ اللہ کی زیارت اور حج عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ اور بعض دیگر مقامات کی سیر کر کے حاجیوں کے ایک جہاز "دارہ" پر ہندوستان واپس آیا۔ جو حاجی میرے ہمسفر تھے ان کی تعداد سات سو کے قریب تھی۔ اس طرح مجھے عام حاجیوں کی حالت کے مطالعہ کا عمدہ موقع ملا۔ اب چونکہ پھر وقت آگیا ہے۔ کہ مسلمانوں میں سے کئی خوش نصیب لوگ اس پاک زمین کی سعادت دیدار کے شوق میں عازم سفر ہوں بلکہ ایک قافلہ روانہ بھی ہو چکا ہے میں چاہتا ہوں کہ بعض امور پر خاص طور پر توجہ دلاؤں۔

جس چیز نے میرے دل پر سب سے پہلے اثر کیا وہ حاجیوں کا افلاس اور زبوں حالی تھی۔ حجاج کمیٹیوں یا اس قسم کی دیگر مجالس کی کوششوں کے باوجود ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی حج کے لئے چلی جاتی ہے۔ جن پر از روئے شریعت حج فرض نہیں ہوتا۔ اور جن کا زور اور ضد سے اپنے اوپر حج فرض کر لینا صریح خلاف ورزی منشائے اسلام ہے۔ نہ صرف یہ کہ قریب ۳۰ فیصدی لوگوں کی مالی حالت خراب تھی اور ان میں سے کئی علانیہ بھیک مانگتے تھے۔ بلکہ تقریباً چالیس فیصدی آدمیوں کی جسمانی حالت بھی بہت ناقص تھی۔ یہ لوگ بڑھے بیمار اور ضعیف و ناتوان تھے۔ اور کئی تو ایسے تھے کہ ان کی نسبت جدہ سے روانگی کے وقت ہی ہمکو خدشہ تھا کہ وہ زندہ وطن تک نہ پہنچیں گے چنانچہ چار ایسے آدمی اثنائے سفر میں فوت ہو گئے۔ ان لوگوں کی موت بہت دلگداز اور پرحسرت تھی۔ کیونکہ ان کا غسل و کفن اور نماز جنازہ کے فرائض بے پروائی اور عدم اہتمام کے ساتھ انجام پائے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ان بے کسوں کی نعشیں نیلے پانیوں کی گہرائیوں میں پھینک دینی پڑیں۔ نہ تو دیار نبیؐ کی پر انوار سرزمین میں جگہ پانے کی عزت ملی اور نہ اپنے وطن اور عزیزوں کا قرب حاصل ہوا۔

پروپیگنڈا کی ضرورت ہے

مگر سوال یہ ہے کہ جب حج کا فرض استطاعت اور اہلیت سے مشروط ہے اور اس شرط میں بدنی صحت اسی حد تک شامل ہے جتنی کہ مالی حالت تو پھر کیوں ایسا نہیں ہو سکتا کہ صرف انہی لوگوں کو یہ سفر اختیار کرنے دیا جائے جو ان دونوں شرائط کی رو سے صحیح اہلیت رکھتے ہوں۔ کیوں یہ نہیں کیا جا سکتا کہ حجاج کمیٹیاں ہر مقام پر جہاں ایسے مسافر جمع ہوتے ہیں ایک ایک لائق اور نیک دل مسلمان ڈاکٹر مقرر کریں جو طبی معائنہ کر لیا کریں اور جن مسافروں میں بوجہ کسی بیماری کے یا ضعف و پیری کے سبب کرنت سفر کی تاب و برداشت نہ پائیں ان کو صحت کا سرٹیفکیٹ نہ دیں۔ اور اگر یہ لوگ اصرار کریں تو دین کے عالم موجود ہوں جو ان کو خدا کے احکام سے آگاہ کر کے محبت اور نرمی سے اس بات کا قائل کریں۔ کہ ادائے حج صرف اسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا موجب ہو سکتا ہے جب وہ اس کی مقررہ شرائط کے ماتحت عمل میں آئے۔ اس کے سوا عام طور پر ان ایام میں بہت وسیع اور مخصوص پروپیگنڈا ہونا چاہیئے۔ تاکہ ضعیف اور نیم جان لوگ خصوصاً ایسی عورتیں گھروں سے روانہ ہی نہ ہوں۔ ان کی جگہ صحت مند جوان لوگ اور دولتمند یہ فرض زیادہ تعداد میں ادا کیا کریں۔ مساجد میں یہ باتیں مسلسل و بہیم موضوع وعظ ہوں۔ اور اسلامی اخباروں میں متواتر یہ انتباہ اور تحریص جلی عنوانوں سے جاری رہے۔

میں نے لنڈن کے بعض رسائل میں حالات حج اور حجاج پر جو مضامین دیکھے تھے۔ ان میں حاجیوں کی بدحالی کا بڑا حقارت انگیز نقشہ کھینچا گیا تھا۔ گر میں نے اس کو غیر مسلم راویوں کے بعض و تعصب پر محمول کیا تھا۔ لیکن ذاتی مشاہدے کے بعد میری رائے ہے کہ وہ روایتیں جھوٹی نہ تھیں۔ صرف مبالغہ آمیز تھیں۔ اور یہ بات ناقابل انکار ہے کہ حجاج کی ایک قابل لحاظ تعداد کی حالت ایسی ہی ہے جو میری ناچیز رائے میں اسلام کے لئے موجب عار اور باعث بدنامی بنتی ہے۔

بلیک ہول کا منظر

ایک اور شکایت جس کا علاج ضروری ہے۔ وہ حاجیوں کے جہاز ہیں۔ میں نے ایسے دو جہاز دیکھے ہیں۔ ہم جدہ سے عدن تک "دارہ" میں اور عدن سے کراچی تک "جہانگیر" میں آئے تھے یہ دونوں جہاز مغل لائن کے ہیں۔ جس کی مالک ٹرنر ماریسن اینڈ کمپنی ہے۔ جو کیفیت ...... مسافروں کی ان جہازوں پر میں نے دیکھی اس سے بدتر کیفیت گمان و تصور میں لانی بھی مشکل ہے اصل میں یہ جہاز مسافروں کے لئے نہیں بلکہ بار برداری کے لئے بنائے گئے تھے۔ اور جس جگہ عام طور پر مال بھرا جاتا ہے وہاں حج کے موسم میں مسافروں کو عین اسی طرح بھر دیتے ہیں گویا وہ انسان نہیں بلکہ غلہ کی بوریاں ہیں۔ ہر مسافر کو بستر بچھانے اور اپنا اسباب رکھنے کے لئے جو جگہ دی جاتی ہے وہ انچوں کے حساب سے ناپی جا سکتی ہے۔ فٹوں کا حساب بے محل ہوگا۔

اس کے علاوہ چونکہ جہاز والے کھانے کا کوئی بندوبست نہیں کرتے اور ہر مسافر کو خواہ وہ کسی درجہ کا ٹکٹ رکھتا ہو کھانے کا خود بندوبست کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے ہر چند قدم کے فاصلہ پر چولہا جلایا جاتا ہے اور کھانے کے برتن اور دیگر متعلقہ چیزیں بکھیر دی جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سارا جہاز ایک بڑے میلے اور بے ترتیب باورچیخانہ کا منظر پیش کرتا ہے۔ اور جو نہی آفتاب کی قیامت خیزگرمی سے شروع ہوتی ہے۔ اس میں سب شاد کچھ اور ان کا دھواں ایک نیا اور ناقابل برداشت اضافہ ہوتے ہیں۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

اس پر جگہ کی قلت کے باعث مسافروں میں جنگ و فساد ہوتا ہے۔ اور یہ ایک جدا شکایت پیدا کرتا ہے۔ جدھر دیکھو ایک ہنگامہ جاری ہے خود غرضی اور تنگدلی ہر طرف حکمراں ہے بلکہ اس آخری چیز کا ایک منظر اتنا دردانگیز تھا کہ یہ جہاز ہر صاحب خیال کے لئے مرقع بصیرت تھے۔ میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ کوئی لاغر و بیمار حاجی لڑکھڑاتا ہوا دھوپ سے بچنے کی خاطر اپنی جگہ چھوڑ کر کسی سایہ دار جگہ کی تلاش میں نکلا ہے۔ لیکن چونکہ اس کے کپڑے بہت میلے کچیلے ہیں اور شدید افلاس کے باعث اس کی وضع اور ہیئت بہت غیر دلکش ہے۔ اس لئے جہاں آکر بیٹھا ہے اس کے حاجی بھائیوں نے اس کو اس طرح دھتکار دیا جیسے وہ ناپاک ہے۔ وہ وہاں سے اٹھ کر ضعف کا مارا ہوا آہستہ آہستہ کسی دوسری جگہ پہنچا ہے اور ڈرتے ڈرتے کسی کونے میں ٹک گیا ہے تو وہاں سے بھی بڑی درشتی اور نفرت کے ساتھ اٹھا دیا گیا ہے۔ میں سوچتا تھا کہ آیا یہ وہی لوگ ہیں کہ ابھی تاریخ عالم کی سب سے بڑی قربانی کی یادگار تازہ کر کے واپس آ رہے ہیں کہ اسوۂ خلیل اللہ کی ظاہری تقلید نے ان کے دلوں میں ایثار اور نفس کشی کی کوئی امنگ پیدا نہیں کی۔ کیا شہنشاہ کائنات کے مزار اقدس کا شرف دیدار بالکل بے اثر رہا ہے۔ اور قلوب میں کوئی گداز پیدا نہیں ہوا۔ پھر کیوں بھائی کے دکھ سے بھائی کا دل بے چین نہیں۔ اور کیوں سنگدلی اسی طرح کارفرما ہے جیسے اس پر سعادت سفر سے پہلے ہوتی تھی۔ اس کیفیت کو دیکھ کر مجھے علامہ اقبال کے اس شعر کا مطلب سمجھ میں آگیا

زائران کعبہ سے پوچھے کوئی اقبال یہ
کیا حرم کا تحفہ زمزم کے سوا کچھ بھی نہیں

چند اصلاحی تجاویز

جہاز کی جن تکلیفوں کا ذکر میں نے کیا ہے اس کا علاج میری ناقص رائے میں یہ ہے۔

(۱) جن جہازوں پر حجاج کے جانے کا بندوبست کیا جائے ان کا حجاج کمیٹی کے بعض ہوشیار اور واقف کار نمائندے معائنہ کریں۔ اور بڑی احتیاط سے حساب لگائیں کہ ہر جہاز پر کتنے مسافروں کے لئے جگہ ہے

(باقی بر صفحہ ۶)

حافظ روشن علی صاحب کی سعی ناکام

حضرت مسیح موعودؑ اور مولانا نور الدین مرحوم

کی زندگی میں ان پر فرضی الزامات کا جواب

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

(۳)

جب خطبۂ جمعہ میں میاں محمود احمد صاحب نے علی الاعلان یہ بات فرمائی کہ حضرت مسیح موعود پر ان کی زندگی میں "گندہ سے گندہ" الزام لگا اور یہ منافقوں کا کام تھا۔ تو میں نے اس کے جواب میں کسی معترض کے سوال پر یہ کہا تھا کہ ایسا کوئی الزام نہیں لگا۔ اگر لگتا تو جماعت کو علم ہوتا۔ اور ایسا آدمی یا تو مرتد ہو جاتا یا حضرت صاحب خود اسے جماعت سے خارج کر دیتے۔ اس پر حافظ روشن علی صاحب علامہ اسی "منافقوں" والے مضمون میں میاں محمود احمد صاحب کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جو شخص جماعت میں داخل ہی اس غرض کے لئے ہوا ہے کہ وہ اندر رہ کر مخالفت کرے تو وہ کیونکر مرتد ہونے لگا۔ اور حضرت مسیح موعود نے اسے جماعت سے خارج نہیں کیا۔ ویسے ہی جیسے حضرت نبی کریمؐ نے ان منافقین کو جماعت سے خارج نہیں کیا جنہوں نے حضرت عائشہ پر بہتان باندھا تھا"۔ مگر اس بات کا جواب نہ دیا کہ وہ الزام کہاں لگا کیا کسی اخبار میں اس کا ذکر ہے؟ یا حضرت صاحب کی کسی تحریر یا تقریر میں اس کا ذکر ہے؟ حافظ صاحب تو اس وقت وہاں خود موجود نہ تھے اور حضرت صاحب کی کسی تحریر یا تقریر میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ یہ کہنا کہ الہام ویل لها ولبعلها اس کے متعلق ہے۔ یہ بھی حافظ صاحب کا نرا دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ کیا حضرت صاحب نے اس الہام کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ اس شخص کے متعلق ہے جس نے مجھ پر کوئی الزام لگایا تھا۔ حافظ صاحب کو کس طرح معلوم ہوا کہ اس الہام کا تعلق حضرت صاحب پر کسی الزام کے ساتھ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع۔ حافظ صاحب نے بلا کسی تحقیق کے ایک ایسے ناپاک الزام کو شہرت دینے کے جرم کا ہی ارتکاب نہیں کیا بلکہ اس پر اصرار بھی کیا ہے۔ کیا میاں صاحب کے خطبہ اور حافظ صاحب کی تحریر الفضل سے پہلے بھی کسی کتاب کسی اخبار یا رسالہ میں اسی الزام کا ذکر ہے۔ اگر نہیں تو حافظ صاحب خود غور کر لیں کہ یہ الزام لگانے والے وہ خود ہیں۔ اور بڑا افسوس ہے اس بات کا کہ جس واقعہ کو ایک منافق نے بھی ظاہر کرنا پسند نہ کیا اسے قادیان سے مخلصین مومنین اخباروں میں شائع کر رہے ہیں اور اس کا خود خلیفہ ثانی جمعہ کے خطبہ میں بر سر منبر اعلان کر رہے ہیں۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

حضرت مسیح موعود پر ایسا الزام نہیں لگا

بالفرض محال اگر اس امر کو مان بھی لیا جائے کہ کسی موقع پر کسی شخص کے منہ سے کوئی بیجا کلمہ نکل گیا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کوئی شیطانی وسوسہ ہوگا جو پیدا ہوا اور پھر بعد میں رفع ہو گیا۔ اگر رفع نہ ہوتا تو وہ یقیناً مرتد ہو جاتا کیونکہ پیری مریدی کا تعلق ایسا نہیں کہ وسوسہ اگر کوئی پڑ جائے تو اس کے رفع ہوئے بغیر وہ قایم رہ سکتا ہو۔ اور اگر یہ کہو کہ وہ مرتد اس لئے نہیں ہوا کہ جماعت کے اندر رہ کر مخالفت کرے تو پھر اس نے کیوں نہ مخالفت کی اور کیوں نہ اپنے الزامات کی تشہیر کی۔ اور پھر ایسے خطرناک آدمی کو حضرت صاحب جان بوجھ کر کس طرح اپنی جماعت میں رکھ سکتے تھے۔ کیا نعوذ باللہ اتنی سمجھ نہیں نہ تھی کہ لوگوں کو صحیح واقعہ کا تو علم ہے نہیں یہ اپنی وسوسہ اندازیوں سے جماعت کے لوگوں کے ایمان کو تباہ کر دے گا۔

حضرت عائشہ کا معاملہ

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے معاملہ میں شکل اور تھی۔ اول تو وہ کوئی روحانی مقتدا نہ تھیں۔ کہ ان پر الزام لگنے کے بعد ان کی صداقت پر ایمان باقی نہ رہ سکتا تھا۔ دوسرے وہ واقعہ طشت از بام ہو چکا تھا۔ سب کو اس اتہام کا علم تھا۔ اس معاملہ میں جو برأت کی آیات نازل ہوئی تھیں اس کا بھی علم تھا۔ تہمت لگانے والوں کو جن پر الزام ثابت ہو گیا قذف کی شرعی حد لگائی گئی۔ اور قرآن کے حکم کے ماتحت علی الاعلان سزائیں دی گئیں۔ لہذا سب کو علم ہو گیا کہ فلاں فلاں آدمی تہمت بندی کے مرتکب ہوئے۔ ان کے متعلق قرآن نے اعلان کر دیا کہ ان کی باتوں کا کبھی بھی اعتبار نہ کیا جائے جب تک کہ یہ اپنی اصلاح نہ کریں۔ جیسا کہ سورہ نور میں ہے۔ ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا۔ ایسی صورت میں کوئی اندیشہ باقی نہ رہا کہ وہ اپنی وسوسہ اندازی سے لوگوں کے ایمان کو برباد کریں گے۔ لیکن موجودہ صورت جو حافظ صاحب پیش کر رہے ہیں اس میں نہ تو جماعت کو اس واقعہ کا علم ہے نہ اس شخص کا علم ہے جو اس امر کا مرتکب ہوا۔ لہذا اس شخص کا وجود کس قدر خطرناک ہے۔ اگر وہ وسوسہ اندازی کرنے لگے تو فرمایئے لوگوں کا جنہیں قطعاً اس واقعہ کا علم نہیں ایمان رہ گیا؟ اگر مدینہ کی طرح ہندوستان میں شریعت کی حکومت ہوتی تو اس پر حد قذف جاری کرنا چاہیئے تھا۔ تاکہ لوگ عبرت پکڑتے اور آئندہ اس کی بات پر اعتبار نہ کرتے۔ اور اگر یہ بات ہندوستان میں ناممکن تھی تو کم سے کم یہ تو ضروری تھا کہ جماعت کو خبردار کر دیا جاتا۔ کہ یہ آدمی منافق ہے اس کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے۔ یہ ایک غلط الزام لگا کر لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود خاموش نہ رہ سکتے تھے

پس اگر کوئی الزام ہوتا تو حضرت صاحب ایسا ضرور کرتے جیسا کہ آپ نے گورداسپور والے مقدمہ میں صاف طور پر فرما دیا تھا کہ جب تک مجھ پر سے الزام نہیں ہٹے گا میں عدالت میں گھسیٹے جانے کی پروا نہیں کرتا۔ کیونکہ میں ایک جماعت کا روحانی مقتدا ہوں۔ ضرور ہے کہ پرائیویٹ اور پبلک میں میرا دامن ہر ایک الزام سے بری ہو اور فرمایا کہ یوسفؑ کی مثال ہمارے سامنے ہے وہ جب تک اپنے اوپر سے الزام نہ ہٹوا کے رہے انہوں نے جیل خانہ سے نکلنا بھی پسند نہیں کیا پس ایسے شخص سے یہ کس طرح ممکن تھا کہ اس پر الزام لگے اور وہ چپ کا ہو رہے۔ اور پھر الزام لگانے والے کو بھی جماعت میں فحشاکی اشاعت کے لئے رہنے دے۔ کسی بزرگ کی نسبت کسی شخص کے دل میں کسی وسوسہ کا پیدا ہونا معمولی امر ہے۔ جو بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور مزید تحقیقات سے دور ہو جایا کرتا ہے۔ ایسی صورت میں خاموشی سے اسے اپنے کیرکٹر کا مطالعہ کرنے کے لئے موقع دینا جدا امر ہے۔ لیکن کسی مذہبی پیشوا پر "گندہ سے گندہ" الزام لگنا اور لگانا کوئی کھیل نہیں۔ کہ اس کی طرف توجہ ہی نہ کی جائے اور اس مادہ کو پکنے دیا جائے کیونکہ گندہ الزام تو اس کی پیشوائی کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ جب تک اس سے بریت نہ ہو جائے۔

احسان کا بدلہ

باقی رہا عبد اللہ ابن ابی کے کفن کے لئے رسول اللہ صلعم کا اپنی قمیص کا عطا فرمانا وہ ایک احسان کا بدلہ تھا۔ جو عبد اللہ ابن ابی نے آپ پر کیا تھا۔ رسول اللہ صلعم کے چچا حضرت عباس جب اسلام لائے تو اس وقت ان کے کپڑے بدلوانے پڑے وہ آدمی تھے لحیم شحیم اور بڑے قد و قامت کے۔ عبد اللہ ابن ابی کے سوا کسی مسلمان کا کرتہ ان کے بدن میں نہ آیا۔ چنانچہ اس نے وہ کرتہ آپکے چچا کو دے دیا۔ حضرت نبی کریم صلعم تو بڑے غیور اور فیاض واقع ہوئے تھے آپ نے هل جزاء الاحسان الا الاحسان کے ماتحت اس کے مرنے پر اپنا کرتہ اس کے کفن کے لئے دیدیا۔ تاکہ اس کے کرتہ کے احسان کا بدلہ ہو جائے۔ اور یہاں تک فیاضی سے بدلہ اتارنا چاہا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے بھی تیار ہو گئے۔

حافظ صاحب سے ایک سوال

پس حافظ صاحب نے جس قدر تانا تنا تھا وہ خود بیت عنکبوت ثابت ہوا۔ لیکن ایک سوال پوچھے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ کہ اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود پر ان کی زندگی پر منافقوں نے کوئی گندہ الزام لگایا تو کیا اب ایک تیسرے شخص کو بھی یہ حق حاصل ہو گیا کہ اس پر بھی جب کوئی الزام لگے تو وہ ان دونوں صاحبوں کی زندگی کو پیش کر دے۔ کیا محمد رسول اللہ صلعم وہ انسان نہیں جن کی راستبازی اور عفت و عصمت کا زمانہ قائل تھا۔ آپ بچپن سے صادق اور امین کہلاتے تھے۔ آپ کی کل زندگی کو خدا نے فقد لبثت فیکم عمرا من قبله کی تحدی کے ساتھ کفار کے سامنے پیش کیا۔ کہ اگر جرأت ہے تو کوئی داغ آپ کے چال چلن پر لگا کر دکھاؤ۔ اور کسی کو جرأت نہ ہوئی کیونکہ آپ کا بے داغ کیرکٹر ہر ایک کے پیش نظر تھا۔ اسی طرح کیا حضرت مسیح موعود بچپن ہی سے لوگوں میں نیک اور متقی مشہور نہ تھے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی تک نے براہین احمدیہ کے ریویو میں آپ کی راستبازی کا اعتراف کیا ہے۔ [illegible]

اس ضلع کے بعض عمر لوگوں سے تذکرہ ہوا۔ عقیدے میں وہ آپ کے سخت مخالف تھے۔ لیکن آپ کے کیرکٹر کے بیحد مداح تھے۔ اور آپ کی استجابت دعا کے قائل تھے۔ حضرت مولانا نور الدین صاحب نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں نے قادیان کے بعض لوگوں کے سامنے پانچ سو روپے بطور انعام پیش کئے کہ اگر مرزا صاحب کے کیرکٹر پر الزام لگا سکتے ہو تو لگاؤ۔ مگر وہ لگا نہ سکے تو ایسے بزرگوں کی نسبت اگر کوئی الزام لگائے تو اس کے جھوٹے ہونے میں کیا شک ہے۔ اور اس شخص کے منافق ہونے میں کیا شبہ ہے۔ لیکن اس سے بادشاہ کو یہ حق نہیں مل سکتا کہ ہم پر بھی جب کوئی الزام لگائے تو محمد رسول اللہ صلعم اور مسیح موعود کی طرح اسے منافق قرار دینے کے سوا چارہ نہ ہو۔ کیونکہ ہمیں قد لبثت فیکم عمرا من قبله کا کب دعویٰ ہو سکتا ہے؟ جب تک وہ شان اپنے آپ میں نہ ہو ان کی ریس کرنا اور ان کے ہمراہ میں اڑتے پھرنا غلطی ہے۔

مولانا نور الدین صاحب پر کوئی الزام نہیں لگا

جناب میاں محمود احمد صاحب نے فرمایا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ پر بھی فسق و فجور کے الزام لگے تھے۔ میں نے اس کا انکار کیا تھا۔ اس پر حافظ روشن علی صاحب میاں محمود احمد صاحب کی تائید کرتے ہوئے جواب میں یوں حق شاگردی ادا کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"جیسا خفیہ الزام دینے والے الزام دیتے تھے ویسے ہی ان کی تردید ہو جاتی تھی۔ خفیہ ٹریکٹ اظہار الحق آپ کے ذہن سے نہ اترا ہوگا۔ اور نہ اس کا جواب خلافت احمدیہ اور اظہار حقیقت آپ کو فراموش ہوا ہوگا اگر زیادہ تفصیل کی حاجت ہو تو مولوی محمد علی صاحب سے حکیم فضل دین صاحب مرحوم کے مکانوں کی فروخت کا قصہ اور تجدید بیعت کے وجوہات دریافت کر لیں"

جی۔ جی۔ مجھے سب معلوم ہے اللہ کے فضل سے کچھ بھی ذہن سے نہیں اترا۔ اور نہ کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہے۔ مجھے وہ ٹریکٹ اظہار الحق خوب یاد ہے جو خفیہ تو نہ تھا البتہ گمنام تھا۔ اور جو اس کا جواب ۴۰ انصار اللہ کی طرف سے (جن میں سے بعض نام فرضی طور پر لکھ لئے گئے تھے) نکلا تھا اور بات کا بتنگڑ اور پر کا کوا بنایا گیا تھا اس کا بھی پتہ ہے۔ لیکن ایمان سے کہنا کیا اس ٹریکٹ اظہار الحق میں حضرت مولانا نور الدین صاحب کے کیرکٹر پر کوئی فسق و فجور کا الزام تھا؟ ایسے گمنام ٹریکٹ میں جس کا جو جی چاہے لکھ دے اسے کون پکڑ سکتا ہے؟ لیکن ہاں یہ ہے کہ وہ گمنام تھا مولوی صاحب مرحوم کے کیرکٹر پر اس میں کوئی فسق و فجور کے الزام کا نہ ہونا بتاتا ہے کہ آپ کا کیرکٹر کس قدر بے داغ تھا۔ پھر کتنا افسوس ہے کہ فسق و فجور کے الزام کے لئے آپ اس ٹریکٹ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جس میں حضرت مولانا مرحوم کے چال چلن پر کوئی فسق و فجور کا الزام نہ تھا۔ کچھ شک نہیں کہ قادیانی امت کے کثیر حصہ پر اس اشارہ کا آپ کے حسب منشا اثر پڑ گیا ہوگا جنھیں اس ٹریکٹ کا علم نہیں وہ سمجھے ہوں گے کہ خدا جانے اس میں کیا کچھ گندے الزام ہوں گے۔ لیکن حق یہ ہے کہ اس میں فسق و فجور کا قطعاً کوئی الزام نہ تھا۔ خلیفہ اور انجمن کے جھگڑوں میں خلیفہ کی کسی رائے یا اجتہاد پر اعتراض تھا۔ چونکہ آگ بھڑکانے والے اور خلیفہ کو بدظن کرنیوالوں کا ایک مجمع موجود تھا۔ اس لئے جس شخص نے یہ ٹریکٹ لکھا اسے اپنے نام کے اظہار کی جرأت نہ ہوئی اور یہ اس کی غلطی تھی۔ اس کو چاہیئے تھا کہ کھلم کھلا سامنے آکر اعتراض کرتا۔ اور اپنی تسلی کرا لیتا۔ آخر خلیفہ کوئی خدا کا قائم مقام تو نہیں ہمارا مذہب کوئی رومن کیتھولک عیسائیوں کا مذہب تو نہیں کہ پوپ کی طرح مطاع الکل اور خدا کا مظہر خلیفہ مان لیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں قومی معاملات میں خلیفہ کے اجتہاد پر ایک ایک بڑھیا نے اعتراض کیا۔ پھر حضرت مولانا نور الدین صاحب کے اجتہاد پر کسی کا اعتراض کرنا کیوں منع ہو سکتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو اپنے پہلے خطبہ میں قوم کو فرما دیا تھا کہ وان زغت فقوموني کہ اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ کیا قومی معاملات میں کسی امر پر اس قسم کا اعتراض کرنے کے یہ معنے ہوا کرتے ہیں کہ فسق و فجور کا الزام لگایا گیا؟

تجدید بیعت کا قصہ

اب تجدید بیعت کا قصہ لو۔ حضرت مولانا نور الدین مرحوم خلیفہ تھے اور انجمن اپنا کام حسب معمول کر رہی تھی۔ ہر طرف امن و امان تھا۔ بعض من چلوں نے اس سکون کو اچھا نہ سمجھا۔ اپنے کسی مقصد کے حصول کے لئے چند سوال گھڑے جن میں انجمن اور خلیفہ کے باہم تعلق اور اختیارات پر بحث تھی۔ ان سب کا خلاصہ یہ تھا کہ کیا انجمن خلیفہ کو برطرف کر سکتی ہے؟ خلیفہ انجمن پر حاکم ہے یا اس کا محکوم؟ کیا وہ انجمن کو توڑ سکتا ہے؟ وغیرہ

اس پر مولانا مرحوم نے مختلف دوستوں سے رائے پوچھی اس میں سوال بنانے والے اور قادیان کا بیشتر حصہ تو پہلے ہی سے اس بات پر تلا ہوا تھا کہ انجمن کوئی چیز نہیں۔ خلیفہ ہی سب کچھ ہے وہی مطاع الکل ہے۔ اس فریق کے لیڈر اس وقت شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم تھے اور دوسری طرف انجمن کے ممبروں کا بیشتر حصہ یہ رائے رکھتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کی وصیت کے مطابق آپ کی اصل جانشین اور خلیفہ انجمن ہے۔ لیکن چونکہ انجمن نے اپنے اتفاق رائے سے بوجہ فضیلت علمی و عملی حضرت مولانا نورالدین صاحب کو اپنا امام بنا لیا ہے۔ اس لئے مولانا مرحوم انجمن کے مطاع ہیں۔ مگر یہ امر مولانا صاحب کی ذات سے مخصوص ہے۔ اگر مولانا موصوف کی وفات کے بعد آپ جیسی شخصیت نہیں کوئی نہ ملی جس پر تمام ممبروں کا اتفاق رائے ہو سکے۔ تو انجمن اس کی پابند نہیں کہ وہ ضرور کوئی اپنا امام ہی بنا لے۔ اس فریق کے سرکردہ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی صاحب تھے۔ اس رائے پر شیخ یعقوب علی والی پارٹی بہت بگڑی اور کہا کہ پھر **خلیفہ کا وجود تو محض انجمن کے ریزولیوشن پر ہوا۔** اور یہ ہرگز درست نہیں۔ اور الوصیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ جس دن مولانا مرحوم نے سب کو جمع کیا ہے اس روز دونوں فریق کے بعض غیر ذمہ دار لوگ آپس میں جھگڑتے رہے۔ اور بہت تو تو میں میں ہوتی رہی۔ اس شور و غل سے مولانا مرحوم کی طبیعت بڑی منغض ہوئی۔ انہوں نے بعد میں تقریر کی اور آخر میں یہ فرمایا کہ جب تم مجھے بالاتفاق خلیفہ بنا چکے اور میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو اس کے بعد تم دونوں فریق کو میری زندگی میں اس مسئلہ پر جھگڑنا نہ چاہیے۔ چنانچہ اسی بات پر خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب سے جو ایک فریق کے سرگروہ تھے اور شیخ یعقوب علی صاحب تراب سے جو دوسرے فریق کے لیڈر تھے بیعت لی۔ لیکن یار لوگوں نے تمام بیرونی جماعتوں میں مشتہر کر دیا کہ خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب سے اپنے اس غلط عقیدہ سے توبہ کرائی گئی۔ اور یعقوب علی تراب کی بیعت کو ہضم کر گئے کیونکہ اس کے اظہار سے تو حقیقت کھلتی تھی۔ خواجہ صاحب سے اور مولوی صاحب سے اگر خلیفہ کے اختیارات کے بارہ میں اگر توبہ کروائی تھی تو شیخ یعقوب علی تراب سے جو خلیفہ کو مطاع الکل مانتے تھے کس بات کی توبہ کرائی گئی؟ سچ یہ ہے کہ دونوں فریق کے سرکردوں سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ مولانا مرحوم کی زندگی میں پھر ان امور پر نہ جھگڑیں گے۔ لیکن قربان جایئے مولا کریم کے آخر حق پھوٹ کر نکلتا ہے۔ سترہ برس کے بعد ۱۹۲۵ء کے آخر میں میاں محمود احمد صاحب قوم کو جمع کرتے ہیں۔ اور ان کے سامنے یہ بات پیش کرتے ہیں کہ خلافت کا جو اسلام کی بنیادی اینٹ ہے حضرت مسیح موعود کی الوصیت میں کوئی ذکر نہیں۔ اور جو نظام انجمن کا ۱۹۰۶ء سے چلا آرہا ہے اس کے ماتحت خلیفہ کی خلافت محض انجمن کے ریزولیوشن پر مبنی ہے۔ جو انجمن ریزولیوشن پاس کر کے آج خلیفہ بنا سکتی ہے وہی انجمن ریزولیوشن پاس کر کے کل خلیفہ کو ہٹا سکتی ہے۔ اور چشم زدن میں **قادیان لاہور بن سکتا ہے۔** اس لئے موجودہ نظام انجمن کو بدل کر اور خلیفہ کو مطاع الکل قرار دے کر اس کی خلافت کو انجمن کے ریزولیوشن سے بے نیاز کر دینا چاہیے۔ اور ایسا ہی کیا گیا۔ اب فرمایئے کیا یہ وہی بات نہیں جو اس وقت خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے کہی تھی۔ کہ الوصیت میں خلافت کا کوئی ذکر نہیں خلیفہ محض انجمن کے اپنے ریزولیوشن سے بنا ہے جس پر دوسرا فریق آپے سے باہر ہو گیا تھا۔ آج وہی بات جو میاں صاحب فرماتے ہیں۔ تو سب خوش ہیں۔ پھولے نہیں سماتے۔ یا تو اتنی سمجھ ہی نہیں یا پھر دھڑے بازی کے طور پر یہ سارا معاملہ تھا۔ لیکن میاں صاحب کے اپنے اس اقبال کے بعد حافظ روشن علی صاحب یا ان کے دیگر ہمنوا کیا منہ لے کر یہ بات کہنے کی جرات کرتے ہیں۔ کہ ذرا تجدید بیعت کا قصہ مولوی محمد علی سے پوچھو؟ وہ تجدید بیعت تو آپس میں جھگڑنے کے بارے میں تھی۔ لیکن اگر الوصیت سے جو نتائج مولوی محمد علی صاحب نے نکالے تھے ان سے توبہ کرائی گئی تھی۔ تو آج میاں صاحب کو اب کون توبہ کروائے؟ کیونکہ میاں صاحب نے بھی الوصیت سے وہی نتیجہ نکالا جو مولوی محمد علی صاحب نے نکالا تھا۔ اور نہ صرف نتیجہ نکالا بلکہ اسی نتیجہ کی بنا پر الوصیت کی ہدایات کو منسوخ کر کے انجمن کے لنبت سالہ نظام کو بدل دیا۔ یہ ہوتا ہے حق کا جادو جو سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔ لیکن حافظ صاحب خدا لگتی کہنا! اس سارے واقعہ میں مولوی نورالدین صاحب مرحوم پر فسق و فجور کا الزام کس نے لگایا۔ کب لگا۔ اور کس طرح لگا؟ خدا کے لئے یوں بے پر کی تو نہ اڑایا کرو۔ خلیفہ اور انجمن کے اختیارات پر بحث کا نام فسق و فجور کا الزام لگنا ہوا کرتا ہے؟

حکیم فضل دین مرحوم کی حویلی کا قصہ

اب حکیم فضل دین مرحوم کی حویلی کا قصہ سنو۔ مثل ہے قضیہ زمین برسر زمین۔ میں اس وقت خود ہی میں موجود تھا۔ میرے سامنے وہ حویلی ہبہ ہوئی۔ میرے سامنے ہی وہ فروخت ہوئی۔ اس کے دونوں خریدار میرے ملنے والے۔ مختصر یہ کہ اس حویلی کو کسی زمانہ میں اس کے اصلی مالکوں سے جو سید تھے۔ حکیم فضل دین مرحوم نے کوڑیوں کے مول خریدا تھا۔ جب حویلی انجمن کے نام ہبہ ہوئی۔ اور انجمن نے فروخت کرنا چاہا تو اس کے پرانے مالکوں کی اولاد میں سے ایک سید حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی خدمت میں پہنچا۔ اور ان کی منت سماجت کی۔ کہ اب وقت ہے وہ حویلی ہمیں واپس دلا دی جائے اور ہم سے واجبی قیمت لے لی جائے۔ مولانا مرحوم کو ان کی فلاکت زدہ حالت معلوم تھی۔ اس سید سے نہایت ہمدردی سے پیش آئے اور غالباً حویلی دلوا دینے کا اقرار بھی کیا۔ لیکن ساتھ ہی حکیم فضل دین کا چھوٹا بھائی بھی قادیان پہنچا۔ اس نے اس سید سے بہت بڑھ چڑھ کر حویلی کی قیمت پیش کی۔ مولانا مرحوم نے فرمایا کہ انجمن میں فیصلہ کر لو۔ انجمن والوں نے حکیم فضل دین مرحوم کے چھوٹے بھائی کے ہاتھ فروخت کرنے کا ریزولیوشن پاس کیا۔ کیونکہ وہ قیمت بڑھ کر دے رہا تھا۔ مولانا مرحوم کو اس کا رنج ہوا۔ کہ جب میری مرضی اس سید کو حویلی دینے کی تھی تو میرے مرید ہو کر ان کو ایسا ریزولیوشن پاس کرنا نہ چاہیے تھا۔ جب انجمن والوں کو اس رنجش کا علم ہوا تو انہوں نے معذرت کی۔ کہ ہمیں اس کا علم نہ تھا اور فوراً ریزولیوشن واپس لے لیا اور حویلی سید کو اسی رعایتی قیمت پر دیدی۔ یہ قضیہ تو ختم ہو گیا۔ مگر وہ لوگ جو تاک میں لگے ہوئے تھے انہوں نے حضرت مولانا مرحوم کو خوب بھڑکایا اور فرمایا کہ یہ انجمن والے خلافت کے باغی ہیں۔ ان کو انجمن کو اڑا دو۔ چنانچہ میاں محمود احمد صاحب کا خط تو میری نظر سے بھی گزرا تھا۔ جس میں میاں صاحب نے مشورہ دیا تھا کہ ابھی یہ ایک بیج ہے قبل اس کے کہ بڑا تناور درخت ہو اس بیج ہی کو نکال کر پھینک دو رمضان آ گیا تھا اور مولانا مرحوم اعتکاف میں تھے۔ اور قادیان کے بعض بے فکروں نے یہ خبر اڑا دی تھی کہ مولانا مرحوم جب اعتکاف سے باہر آئیں گے تو بس عین عید کے دن مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب اور بعض دیگر ممبران انجمن کو جماعت سے خارج کر دیں گے۔ غرضیکہ یاروں کو عید کے دن ایک اور عید منانے کی توقع لگ رہی تھی۔ مگر عید آئی اور ان کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا جب مولانا مرحوم نے اپنی اس رنجش کو دور کر دینے کا اعلان کر دیا۔ اور فرمایا کہ میں نے الوصیت کو پڑھا ہے اور خوب پڑھا ہے۔ درحقیقت حضرت مسیح موعود نے انجمن ہی کو اپنا جانشین بنایا ہے۔ لیکن انجمن کے سب ممبران جب مجھے اپنا مرشد بنا چکے ہیں تو اس لئے مجھے مرشد کی حیثیت دینی چاہیے۔ بس قصہ ختم ہو گیا۔

میرا مطالبہ قایم ہے

اب فرمایئے اس واقعہ میں مولانا مرحوم پر "فسق و فجور" کا الزام کس نے لگایا۔ کب لگا اور کس طرح لگا؟ حافظ صاحب! دیکھئے میرا مطالبہ اسی طرح قایم ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ مولانا نورالدین مرحوم پر "فسق و فجور" کا الزام مطلق نہیں لگا۔ آپ ثابت نہ کر سکے کوشش کی مگر ناکام رہے۔ آخر آپ عرصہ تک ان کے شاگرد رہے ہیں کوئی واقعہ ڈھونڈ نکالئے۔ نہیں تو کوئی واقدی تلاش کیجئے۔ یاد رہے کہ بغیر اس کے کام بھی نہیں چلتا۔

فسخ بیعت کا اعلان

جناب مشتاق احمد صاحب راولپنڈی سے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ میں میاں صاحب کی بیعت فسخ کر کے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوتا ہوں۔ اصل خط یہ ہے:-

بخدمت اقدس حضرت امیر قوم ایدہ اللہ

بعد سلام مسنون کے معروض ہوں کہ قریباً اڑھائی برس کا عرصہ گزرا کہ میں نے میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس وقت میری علمی معلومات پوری نہ تھیں۔ اور نہ میں نے حضرت صاحب کی کتب کا پورے طور پر مطالعہ کیا تھا۔ اور نہ مجھے اس سلسلہ کے ہردو فریق کے اختلافات پر عبور تھا۔ بعد میں جب آپ کی جماعت کے بعض آدمیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا تو معلوم ہوا کہ جماعت لاہور اور جماعت قادیان کے مابین اعتقادات میں عظیم الشان فرق ہے۔ مثال کے طور پر ذیل کے چند عقائد بطور نمونہ عرض کرتا ہوں:-

(۱) حضرت مرزا صاحب ایسے ہی نبی ہیں جیسے سابقہ انبیاء۔

(۲) آپ کے انکار سے انسان کافر خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔

(۳) اسمہ احمد کی پیشگوئی کے حقیقی مصداق حضرت محمد رسول اللہ نہیں بلکہ حضرت مرزا صاحب ہیں

(۴) یہ کہ مرزا صاحب ابتدا میں اپنے دعوے کو نہیں سمجھے تھے۔ اس لئے آپ کی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتب مسئلہ نبوت و کفر کے متعلق منسوخ اور قابل حجت نہیں ہیں۔

یہ موٹے چار اختلافات میرے کانوں کو اچھے نہیں لگتے تھے۔ کیونکہ صریحاً قرآن و حدیث کے خلاف تھے۔ جب فریق قادیان سے دریافت کیا گیا کہ آیا واقعی وہ ایسے اعتقادات رکھتے ہیں۔ تو جواب اثبات میں دیا گیا۔

اخبار الفضل کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ اس اخبار میں موٹے حروف میں میرے متعلق بیعت کا اعلان نکلا تھا۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ میں ایک بڑے مولوی کا بیٹا تھا۔ جو حضرت مسیح موعود کے سلسلے کے جانی دشمن ہیں۔ اور چونکہ مجھے اس سلسلہ میں داخل ہونے کی وجہ سے سخت تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس لئے میری طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ عقائد مذکورہ بالا کے متعلق تحقیقات نہ کروں اب میں نے اس کے متعلق تحقیقات کی۔ میرے دل کو بڑی تکلیف ہوتی تھی جب میں قادیان والوں سے یہ سنتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے واقعی یہی عقائد تھے۔ لیکن خدا کا شکر و احسان ہے کہ جہاں تک میں نے خود حضرت صاحب کی کتب کا مطالعہ کیا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف ان اعتقادات کو منسوب کرنا آپ پر محض افترا ہے۔ اس حقیقت کا انکشاف پورے طور پر مجھے اس وقت ہوا جبکہ مجھے راولپنڈی مناظرہ سننے کا موقع ملا تھا۔ اب مجھ پر یہ معمہ کھل گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی کتب میں لفظ نبی و رسول ضرور آیا ہے۔ لیکن جیسا کہ آپ نے خود فیصلہ کر دیا یہ لفظ لغت کی رو سے محض مجاز اور استعارہ کے رنگ میں استعمال ہوئے ہیں۔ جس کو دوسرے الفاظ میں محدث کہتے ہیں۔ یہی اصل حیثیت حضرت مسیح موعود کی ہے۔ جو آپ کی جماعت لاہور پیش کر رہی ہے۔ لہذا چند حروف لکھ کر درخواست کرتا ہوں کہ میں میاں محمود احمد صاحب کی بیعت فسخ کر کے حضور کی بیعت میں شامل ہو کر حضرت مرزا صاحب کے سلسلے میں داخل ہوتا ہوں آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت بخشے آمین۔ اگر مناسب ہو تو یہ اخبار میں شایع فرما دیں۔

خاکسار مشتاق احمد از راولپنڈی

(معرفت مرزا غلام ربانی اسسٹنٹ اگزیمنر محکمہ نقول کچہری راولپنڈی)

خواجہ حسن نظامی پر قاتلانہ حملہ

دہلی ۳۰ رجنوری۔ خواجہ حسن نظامی اپنے خسر کے ہمراہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی مسجد کے قریب موٹر پر جا رہے تھے کہ کسی نے پیچھے سے ان پر پستول کی چار گولیاں چلائیں۔ جن میں سے دو خسر صاحب کو لگیں جو وہیں ٹھنڈے ہو گئے خواجہ حسن نظامی زندہ ہیں۔ پولیس نے رشید احمد نامی ایک لڑکے کو گرفتار کر لیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لڑکا خواجہ صاحب کے عزیزوں میں سے ہے اسلامی حلقوں میں ہیجان و اضطراب ہے۔ تاحال اس حادثہ کو فرقہ وارانہ اہمیت نہیں دی گئی ہے۔ صورت حال پرامن ہے (ایسوسی ایٹڈ پریس)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ؕ

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۸ر شعبان المعظم ۱۳۴۶ھ نمبر ۵

مسئلہ الہام و نبوت

ایک مدعی نبوت کے جواب میں

ایک عاشق اسلام کا بصیرت افروز مکتوب

قادیان میں ایک بزرگ سید احمد نور صاحب مہاجر کابلی رہتے ہیں جو جناب میاں محمود احمد صاحب کے مریدِ باخلاص تھے ہیں۔ اور جن کو کچھ عرصہ سے یہ وہم پیدا ہو گیا ہے کہ وہ نبی ہیں اور اصلاح خلق کے لئے مامور کئے گئے ہیں اس دعویٰ نبوت کو اہل دنیا تک پہنچانے کے لئے ایک دفعہ اشتہار بھی شایع کیا ہے۔ اور نامہ و پیام کے ذریعہ بھی آپ تبلیغ رسالت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگ مولانا غلام حسن صاحب پشاوری کو بذریعہ نامہ و پیام آپ نے دعوت دی جس کے جواب میں مولانا ممدوح نے اس مدعی نبوت کو ایک مشرح و مبسوط مکتوب ارسال کیا ہے۔ جس میں مسئلہ الہام و نبوت پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ چونکہ مکتوب نہایت اہم اور مفید معلومات سے پُر ہے اس لئے ہم رفاہ عام کی غرض سے اسے ایڈیٹوریل کالموں میں جگہ دیتے ہیں۔ (ملایر)

برادر مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے خطوط مجھے پہنچے ہیں۔ میں آپ کی صلاح کی طرف نظر کر کے اس امید میں تھا کہ آپ اس مزلۃ الاقدام سے نکل جائیں گے۔ مگر آپ زیادہ تر اپنی غلط فہمیوں پر مصر ہیں۔ آپ اپنے عقیدہ کی بنیاد صرف اپنے الہام پر نہیں رکھتے۔ بلکہ قرآن کریم کو اپنے عقیدے کا مصداق سمجھتے ہیں آپ جن آیات سے استدلال کرتے ہیں ان کی دلالت صرف اس قدر ہے کہ انبیا دنیا میں آتے رہے ہیں۔ اور جن آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آئندہ انبیا کا آنا ممتنع ہے ان کو آپ نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور یہ مسلم اصول ہے کہ خاص کے مقابلہ میں کسی عام سے استدلال نہیں ہو سکتا ہر چیز جس کا آغاز ہے اس کا ایک انجام بھی ہے۔ نبوت آدمؑ سے شروع ہوئی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ آپ قیاس بمقابلہ نص کرتے ہیں۔ کہ نبوت ایک فیض الٰہی اور دنیا کی اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے یہ کیوں بند ہو۔ سو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ نبوت ایک منصب ہے اور منصب ضرورت کو چاہتا ہے۔ اور دین جس کی تکمیل کے لئے انبیا آتے رہے اس کی تکمیل ہو چکی اس واسطے انبیا کے آنے کی ضرورت نہیں رہی۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ نبوت کے کمالات اور فیوض بھی بند ہو گئے۔ وہ تو جاری ہیں۔ اور مکالمہ الٰہی اسی کا ایک شعبہ ہے یہاں آپ کی یہ غلطی ہے کہ اس ایک جزوی کمال کو آپ نبوت تامہ یا حقیقی نبوت سمجھتے ہیں۔

نبوت کسبی چیز نہیں

آپ "اھدنا الصراط المستقیم" کی دعا سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ صراط مستقیم انبیا کا رستہ ہے اس لئے ہر ایک شخص نبوت کے حصول کی دعا کرتا ہے۔ اور اگر نبوت کے حصول کا دروازہ بند ہو تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔ اس میں شک نہیں کہ ہر ایک شخص اس راہ پر چلنے کی دعا مانگتا ہے جو انبیا نے بتائی ہے مگر اس کا یہ مفہوم نہیں کہ جو انبیا کی راہ پر چلتا ہے وہ نبی ہو جاتا ہے۔ بلکہ مفہوم اس کا صرف یہ ہے کہ جو انبیا کی راہ پر چلتا ہے وہ انبیا کے کمالات سے رنگین ہو جاتا ہے اور جو چیز انبیا کی خصوصیات سے ہے وہ روک لی جاتی ہے کیونکہ اس کی ضرورت ہر فرد کے لئے نہیں ہے۔ مثلاً شریعت کا لانا انبیاء کی خصوصیات میں سے ہے اور اس کو آپ بھی مانتے ہیں کہ آپ کو حاصل نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ بھی تو ایک نعمت ہے یہ آپ سے یا اوروں سے کیوں روک لی گئی۔ اس کا سبب یہی ہے کہ اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اور حقیقی اور نبوت کاملہ صرف یہی ہے اور باقی کمالات میں سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ اجزاء نبوت میں سے ہے اور اس کو نبوت ناقصہ اور بروزی اور مجازی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ نبی خود بھی یہی دعا کیا کرتے تھے! آیا وہ نبوت مانگتے تھے جو ان کو حاصل تھی۔ اور عورتیں بھی یہی دعا مانگتی ہیں حالانکہ عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ پس وہ ہر نماز میں طلب محال کرتی ہیں۔ اس آیت یا اسی قسم کی اور آیات سے جو کچھ آپ نے سمجھا ہے واقعات بھی اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ اگر نبوت کا دروازہ کھلا تھا تو اول اس کے مستحق صحابہؓ تھے۔ جنہوں نے نبی صلعم کی گود میں پرورش پائی تھی۔ اور جن کی تعریف قرآن میں موجود ہے ان میں سے کسی نے اپنے لئے اس کا دعا نہیں کیا۔ اور تیرہ سو سال گزر گئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو کوئی نبی نہیں دیا۔ آیا اس قدر صدیوں میں کسی میں ایمان اور عمل صالح نہیں پایا گیا۔ الہام کے دعوے تو ہزاروں نے کئے۔ مگر نبوت کا دعوے کسی نے نہیں کیا۔ اور اگر کسی کے دماغ میں یہ جنون سمایا تو خائب و خاسر ہی رہا اگر یہ کسب کا نتیجہ ہوتا تو آج تک ہزاروں نبی ہو چکتے۔

ختم نبوت اور قرآن

اب میں آپ کو قرآن کریم کی وہ آیات سناتا ہوں جو باب نبوت کو مسدود قرار دیتی ہیں۔ ماکان محمدٌ ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمانی ابوت کی نفی کی ہے۔ اور روحانی ابوت کا اثبات کیا ہے۔ جو لفظ رسول اللہ کا مفہوم ہے اور لفظ خاتم النبیین سے اس ابوت کو قیامت تک قایم کیا ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوت روحانی کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ رسول اللہؐ کے بعد اور کوئی نبی نہ آئے۔ ورنہ پھر اس آنے والے کی روحانی ابوت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ یہ آپ یاد رکھیں کہ خاتم النبیین کا ترجمہ از روے لغت از روے اقوال امام، از روے حدیث، از روے جملہ مفسرین سوائے ختم کنندہ نبیین اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ الحاد ہے کہ کوئی شخص لغت عرب کو چھوڑ کر اور اس کو چھوڑ کر جسؐ پر قرآن نازل ہوا۔ اپنی طرف سے کوئی اور معنے ایجاد کرے جسؐ پر یہ قرآن نازل ہوا ہے اسی نے اس کا ترجمہ لا نبی بعدی کیا ہے اور اس مفہوم کو اس قدر مختلف عبارات میں ادا کیا ہے کہ اب کسی کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ اس کی کوئی اور تاویل کر سکے۔ یہاں گنجائش نہیں ورنہ میں وہ سب احادیث نقل کر دیتا۔

ختم نبوت پر دوسری آیت

دوسری آیت فبای حدیث بعدہ یؤمنون جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قرآن کے بعد یہ لوگ کس کلام پر ایمان لائیں گے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کے بعد کوئی ایسا کلام نازل نہیں ہوگا جو مومن بہ ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن کے بعد کوئی نبی آ جائے تو اس کا الہام مومن بہ ہوگا جیسا کہ آپ بھی اپنے الہام کو مومن بہ سمجھتے ہیں۔ اور اس پر ایمان نہ لانے والے کو کافر قرار دیتے ہیں۔

تیسری آیت

تیسری آیت۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کی فرمانبرداری کرو اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرو اور اپنے اولوالامر کی۔ اگر کسی شے میں تمہارے درمیان (یعنی اولوالامر اور تمہارے درمیان یا تمہارے اپنے درمیان) تنازعہ ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیرو اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ اس میں تین مطاع قرار دیئے ہیں۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اولوالامر۔ مگر اولوالامر کی اطاعت کو اللہ اور رسول یعنی محمد صلعم کی اطاعت کے تابع کیا ہے۔ یعنی کسی امر میں تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے تو فیصلہ اللہ اور اس رسولؐ یعنی محمد صلعم کی طرف رجوع ہوگا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کے سوا تیسری ہستی اولوالامر ہے جس کے ساتھ ہمارا اختلاف بھی ہو سکتا ہے اور اگر اس کا حکم اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف ہو تو اس کی اطاعت واجب نہیں۔ بلکہ وہ خود اللہ اور رسول کے حکم کے تابع ہے۔ اب اگر اس امت میں کوئی نبی آ جائے تو وہ واجب الاطاعت ہوگا۔ اور یہ ضرور نہیں ہوگا کہ اس کے حکم کو اللہ اور رسول کے حکم کے تابع کیا جائے۔ کیونکہ وہ خود خدا کا حکم سنا دے گا۔ اور اس صورت میں یہ آیت منسوخ ہوگی۔ بلکہ اس کے ساتھ قرآن کریم کی اور کئی آیات منسوخ ماننی پڑیں گی۔ اور یہ اس آیت کے برخلاف پڑے گا جس میں اکمال دین کا ذکر ہے۔

چوتھی آیت

چوتھی آیت۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ ترجمہ۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔ اگر اس آیت کے بعد کوئی حکم ایسا آ جائے جو مومن بہ یعنی معمول بہ ہو اور کوئی وجود ایسا آ جائے جو مومن بہ ہو اور ایمانیات میں جو اسلام نے قرار دی ہیں اضافہ ہو جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اکمال دین نہیں ہوا اور اسلام کے لئے کوئی حالت منتظرہ ابھی باقی تھی۔ یہ آپ یاد رکھیں کہ مجدد کا آنا اکمال دین کے منافی نہیں۔ اس واسطے کہ وہ کوئی نیا حکم نہیں لاتا۔ اور نہ کسی پرانے حکم کو منسوخ کرتا ہے۔

پانچویں آیت

پانچویں آیت وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔ ترجمہ اور اس طرح ہم نے تم کو امت وسطا بنایا۔ تاکہ تم لوگوں پر شہید ہو۔ اور یہ رسولؐ تم پر شہید ہو۔ پس الناس پر شہادت کا منصب تب ہی درست ہو سکتا ہے کہ الرسول کے بعد کوئی اور رسول نہ آئے۔ ورنہ اس پر اور اس کی امت پر اس امت کو شہادت کا حق نہیں رہے گا۔ یہ یاد رہے کہ ہر کامل نبی مطاع مطلق ہوتا ہے اور وہ امتی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ امتیت اور نبوت کا مفہوم باہم متباین ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ جو شخص خود امت میں داخل ہو اس کو دوسرے امتی پر اطاعت مطلقہ کا حق کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم میں ایسی آیات بکثرت ہیں کہ اگر قرآن کے نزول کے بعد نبی یا انبیا کا آنا تسلیم کیا جائے تو ان آیات کا حکم منسوخ ہو جاتا ہے اور چونکہ قرآن کے کسی حکم کا نسخ جائز نہیں ہے اس واسطے کسی نبی کا آنا باطل ہے۔

ختم نبوت پر احادیث کی شہادت

اب میں یہاں چند احادیث صحیحہ کا بھی ذکر کر دیتا ہوں اگرچہ آپ کے عقائد کے لوگوں نے احادیث کا مرتبہ اس قدر گھٹا دیا ہے کہ وہ اپنے اجتہادات اور قیاسات کے مقابلہ میں ان کو کوئی وزن نہیں دیتے اور یہ وہ قدم ہے جو ضلالت کے گڑھے کی طرف اٹھ رہا ہے۔ مثلی ومثل الانبیا کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین (بخاری ومسلم)

(ترجمہ) میری اور جملہ انبیا کی مثال ایک ایوان کی ہے۔ جو خوبصورت بنا کر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی دیکھنے والے اس کے گرد پھر کر اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے ہیں سوائے اس اینٹ کی جگہ کے۔ سو میں نے اس اینٹ کی جگہ پر کی۔ مجھ پر وہ عمارت ختم کر دی گئی اور مجھ پر رسول ختم کر دیئے گئے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں "میں وہ اینٹ ہوں اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔"

دوسری حدیث

دوسری حدیث۔ فضلت علی الانبیاء بست ...... وختم بی النبیون (مسلم) مجھے چھ چیزوں سے جملہ انبیاء پر فضیلت دی گئی ...... آخری الفاظ یہ ہیں۔ مجھ پر انبیا ختم کر دیئے گئے۔

تیسری حدیث

انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین ...... الخ (احمد) میں خدا کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا گیا ہوں۔

چوتھی حدیث

چوتھی حدیث۔ انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر

میں رسولوں کا پیشوا ہوں اور کوئی فخر کی بات نہیں۔ اور میں نبیوں کا ختم کرنیوالا ہوں اور کوئی فخر کی بات نہیں۔

پانچویں حدیث

پانچویں حدیث۔ ان لی أسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحوا اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی (بخاری ومسلم)
میرے کچھ نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں جس کے ذریعہ اللہ کفر کو مٹاتا ہے۔ اور میں حاشر ہوں جس کے دونوں قدموں پر لوگ زندہ ہوتے ہیں۔ اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے۔ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

چھٹی حدیث

قال رسول اللہ صلعم لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (بخاری ومسلم) رسول اللہ صلعم نے علی (رضی اللہ عنہ) سے کہا تو مجھے ایسا ہے جیسا کہ ہارون موسے کے لئے۔ مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ الغرض اس مفہوم کو ادا کرنے والی کہ محمدؐ رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ایام الشہر کے برابر حدیثیں ہیں۔ ان کی تاویل میں یہ لکھنا کہ ان سے شارع نبی کی نفی ہے۔ نص کی کسی عبارت سے ثابت نہیں ہوتا۔ اور علاوہ اس کے جیسا کہ میں نے ابتدا میں ذکر کیا ہے ایسا ملہم جو کوئی شریعت نہ لائے اس کو نبی کا نام لغتہً اور مجازاً دیا جاتا ہے نہ کہ اصطلاحاً وحقیقتہً۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو جزوی نبوت قرار دیا ہے۔ جہاں یہ فرمایا ہے کہ لا یبقی من النبوۃ الا المبشرات۔ ایسے ملہم کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے الہام میں نبوۃ کا لفظ دیکھ کر نبوت کا دعوے کرے۔ اور اپنے تئیں حقیقی نبی ٹھہرا کر لوگوں کو اپنی نبوت پر ایمان لانے کے لئے بلائے۔ جس پر آپ ایمان لا کر اور اس کو مسیح موعود اور حقیقی نبی سمجھ کر ایسے منصب جلیل نبوت پر فائز ہوئے ہیں۔ اس نے بھی لفظ نبی کو جو اس کے الہام میں پایا جاتا ہے۔ مجاز پر حمل کیا ہے۔ آپ اس کی اتباع سے کیوں باہر جاتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ملفوظات یہاں ذکر کر دوں آپ فرماتے ہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود (رح)

آپ (رسول صلعم) نے لا نبی بعدی کہکر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنیوالے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا۔ (ایام الصلح)

میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے محدث ہوں اور اس نے مجھے صدی کے سر پر بھیجا۔ (آئینہ کمالات)

اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں بلکہ جیسا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں وہ صرف ایک جزوی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔ (توضیح المرام)

اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیا ہیں۔ اور آنجنابؐ کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شوشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جلشانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں (نشان آسمانی)

نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی۔ اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔ (حاشیہ چشمہ معرفت)

بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیا کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ (حاشیہ انجام آتھم)

میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلعم کے بعد بکلی بند ہو گئے۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔ (کیا آپ بھی ان میں سے ہیں) (سراج منیر)

آنحضرت صلعم نے بار بار فرمایا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ (حاشیہ کتاب البریہ)

صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ (ازالہ اوہام)

سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ (حقیقۃ الوحی) میرا نام اللہ کی طرف سے نبی بطور مجاز رکھا گیا ہے نہ بوجہ حقیقت

سفلی الہام اور وحی الٰہیہ

یہ ایک نمونہ ہے ان ملفوظات کا جو حضرت مسیح موعود کی کتب میں بکثرت درج ہیں۔ جو کچھ میں نے اوپر لکھا ہے۔ یہ سب اس صورت کے لئے ہے کہ آپ کے الہام الٰہی سرچشمے سے ہوں۔ مگر یہ بھی معرض شک میں ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جیسا کہ ایک مشین کے ذریعے جواب ایجاد ہوا ہے انسان ان آوازوں کو سن لیتا ہے جو کرہ ہوائی میں اپنی لہریں قایم رکھتی ہیں۔ اسی طرح انسان کے اندر بھی یہ خاصیت جو مشین کے اندر پیدا کی جاتی ہے موجود ہے۔ جب بعض حالات کے ماتحت کسی انسان کے اندر اس صفت کا ظہور ہوتا ہے تو وہ کرہ ہوائی میں حرکت کرنے والی آوازوں کو کانوں کے رستے سنتا ہے۔ اور ان کو الہام خیال کرتا ہے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک انسان ایسی آوازوں کو جذب کرتا ہے۔ جو اس کی اپنی طبیعت کے ساتھ موافقت رکھتی ہوں۔ کبھی وہ صوت جو کرۂ ہوائی میں سے سنائی دیتی ہے اس کی اپنی ہی صدائے بازگشت ہوتی ہے۔ کبھی یہ صدائیں ایسی مخلوط اور بے ترتیب کانوں میں پڑتی ہیں کہ سامع ان کا کوئی مفہوم قرار نہیں دے سکتا۔ اور نہ ان کو مرتب کر سکتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک مجلس میں بہت سے آدمی باتیں کر رہے ہوں تو جس شخص کی بات سننے کی طرف کوئی متوجہ بھی ہو تو وہ اس کو ان مخلوط صداؤں سے بمشکل ممیز کر کے سمجھ سکتا ہے۔ کرۂ ہوائی کے ان اثرات سے شارع رسولوں کی وحی کو محفوظ کرنے کے لئے وحی کے وقت ان کے ظاہری حواس معطل کر دیئے جاتے تھے۔ جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسلات ربہم واحاط بما لدیہم واحصی کل شیٔ عددا۔ جو کچھ میں نے سفلی الہام کے متعلق اوپر لکھا ہے یہ اس آیت کی تفسیر ہے جس کی تاویل سے مفسرین حیران تھے۔ جن کو اس نظام کی آگاہی نہ تھی۔ وہ آیت یہ ہے۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم (ترجمہ) ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر اس کی قراءت میں شیطان القا کر دیتا ہے۔ پھر اللہ شیطان کا القا مٹا دیتا ہے اور اپنی آیات کو محکم رکھتا ہے۔ اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

صداقت الہام کا معیار

اب میں آپ کے الہام اور دعوے کے متعلق کچھ ذکر کرتا ہوں میرا یہ خیال ہے کہ آپ کے الہام کانوں کے ذریعہ آتے ہیں۔ اگر صورت یہی ہے تو آپ حضرت زکریا علیہم کی طرح اطمینان کے لئے اپنے الہام کی صداقت کا ایک نشان اللہ تعالیٰ سے طلب کریں۔ حضرت زکریا کا الہام بھی کانوں سے سنائی دیا تھا اور انہوں نے ضرورت محسوس کی تھی کہ نشان سے اس کی تصدیق کرائیں۔ اگر آپ کو کوئی نشان دیا جائے تو تحدی کے ساتھ اس کا اعلان کریں۔ تاکہ بعد اس اعلان کے اگر وہ نشان ظہور میں آئے تو لوگوں پر جن کو آپ اپنے اوپر ایمان لانے کے لئے بلاتے ہیں حجت ہو۔ آپ کا یہ فرمانا کہ آپ کی بعض باتیں پوری ہو جاتی ہیں یا آپ کے بعض خواب سچے ہو جاتے ہیں۔ اس متاع کی مذہب کے بازار میں کبھی خریداری نہیں ہوئی۔ یہ باتیں جیسا کہ قرآن ناطق ہے غیر مسلمین میں بھی پائی جاتی ہیں اس کا منبع ہمیشہ ملکوتی نہیں ہوتا۔ دعووں کی بنیاد یا کسی دعوے کو تسلیم کر لینے کی بنیاد کبھی خوابوں پر نہیں رکھنی چاہیئے۔

درین ورطہ کشتی فروشد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

اطمینان کے تین ذریعے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اطمینان کے تین ذرایع بتائے ہیں علم ہدیٰ۔ کتاب منیر۔ دلیل عقلی۔ دلیل نقلی۔ پھر دلیل نقلی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ہدیٰ یعنی اپنا الہام۔ کتاب منیر یعنی دوسرے کا الہام۔ جس کو نبی کہتے ہیں۔ ان کے سوا باقی مجادلہ ہے۔ ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدی ولا کتاب منیر (ترجمہ) بعض لوگ اللہ کے حق میں مجادلہ کرتے ہیں بغیر اس کے کہ ان کے پاس علم یا ہدیٰ یا کتاب منیر ہو۔ ایسے الہام جو کان سے داخل ہوتے ہیں انہی کے متعلق حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی میں تنبیہ کرتے ہیں کہ ان کو اس وقت تک کوئی وزن نہ دیا جائے جب تک نصرت الٰہی اس کے ساتھ نہ ہو اور اس کے لئے [illegible]

جو مامور کے قلم سے نکلی ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ میں نے ابتدا میں آپ کو لکھا تھا کہ آپ حقیقۃ الوحی کا مطالعہ کریں جو ملہمین کی تنبیہ کے لئے لکھی گئی ہے۔ اب میں الہام کی اور صورتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اگر آپ کے الہامات کان کے دروازے سے داخل نہیں ہوتے تو آپ براہ مہربانی اس کی کیفیت سے آگاہ کریں کہ ان پر ہم کو سوچنے کا موقع ملے اور کچھ رائے قایم کی جا سکے۔ میں یہاں ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کا یہ عقیدہ کہ نبوت کے لئے ضرورت شرط نہیں ہے قطعاً باطل ہے۔ قرآن کریم ناطق ہے کہ ان من شیٔ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم (ترجمہ) کوئی چیز نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں مگر ہم اس کو ایک مقرر اندازے سے اتارتے ہیں۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل (ترجمہ) ہم نے اس (قرآن) کو ضرورت پر نازل کیا ہے اور حق کے ساتھ اترا ہے۔ دنیا میں جب روحانی امراض کثرت سے پیدا ہو جاتے ہیں اور معمولی علما وصلحا اس کے چارہ سے عاجز آجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک شخص کو ملکوتی ہتھیار دے کر مبعوث کرتا ہے۔ جو موجودہ فسادات کی اصلاح کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے تعلیم پا کر ایسی تجاویز کرتا ہے۔ جن سے فسادات میں کمی ہو جاتی ہے۔ اور امن پھیل جاتا ہے۔ اس واسطے قرآن کریم نے رسولوں کا نام امین رکھا ہے۔ جس سے مراد ہے زمین پر امن پھیلانے والا۔ اور نیز ان کا نام مبین رکھا ہے یعنی حق اور باطل کو جدا کر دینے والا۔ پس یہاں اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص آپ کے زعم میں نبی ہو کر آیا اس کے مرتے ہی کیا ضرورت پیدا ہوگئی جس کے لئے آپ مبعوث ہوئے۔

آپ کی تشریف آوری کا مقصد کیا ہے

پہلے تو آپ جو پیغام لے کر آئے ہیں وہ ہمیں سنا ئیے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ منشا کبھی نہیں ہوا کہ صرف کسی کی شخصیت منوائے اور اس شخص کے ہاتھ میں کوئی کام نہ دے۔ آپ اپنی بعثت کا ایک مقصد بتائیں اور اس کو پورا کرنے کے لئے سامان مہیا کریں۔ مسیح موعود کے متبعین بھی کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں اور اب تک آپ نے ان میں سے کسی ایک کے حق پر ہونے پر روشنی نہیں ڈالی۔ آپ جن فیوض دینے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ ان کی تشریح کریں۔ اور ان کے حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو نظام بتایا ہے اس کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ آپ جانتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ محمد صلعم کے بعد کوئی حقیقی نبی نہیں آسکتا اور نہ کوئی جدید حکم لا سکتا ہے۔ آپ کے ماحول میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو آپ کے ہم عقیدہ ہیں۔ آپ اپنا دعویٰ اول ان کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ معلوم ہو کہ باوجود کہ وہ نبوت کے جاری ہونے کے قائل ہیں۔ آپ کے دعوے کے قبول کرنے میں ان کو کیا عذر ہے اور جن لوگوں میں آپ رہتے ہیں ان کو آپ کے حالات کا زیادہ علم ہو سکتا ہے بہ نسبت ان کے جو آپ سے دور ہیں۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

(غلام حسن از پشاور)

انگریزی ترجمۃ القرآن ایک امریکن کی نگاہ میں

جن مغربی لائبریریوں کو حضرت امیر ایدہ اللہ کے انگریزی ترجمۃ القرآن کی جلدیں بھیجی گئی تھیں ان میں سے ایک ورجینیا پالٹکنک انسٹی ٹیوٹ لائبریری بلیکس برگ ورجینیا ہے۔ جس کے لائبریرین مسٹر رینف ایم [illegible] کی طرف سے جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو ایک مکتوب موصول ہوا ہے۔ جس میں اس ترجمۃ القرآن کی عظمت کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا گیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

جناب عالی۔ میں غیر معمولی شکریہ کے ساتھ واجب التعظیم مولوی محمد علی صاحب کے عالمانہ اور ادیبانہ ترجمۃ القرآن کی رسید کی اطلاع دیتا ہوں۔ میں نے کئی دفعہ یہ خواہش کی تھی کہ ہم اپنی الماریوں کو ایسی تصنیف سے زینت دینی چاہیئے۔ کیونکہ یہی دن ہیں جبکہ اہل امریکہ تقریباً تمام مذاہب کے متعلق معلومات بہم پہنچا رہے ہیں۔

تمہید (قرآن) اسلامی معتقدات وارکان کی بہترین تفسیر ہے۔ جو میں نے پڑھی ہے۔ اور تفسیر القرآن روشن خیالی پیدا کرنے والی ہے۔ میں اس امکا یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا یہ شاندار تحفہ طلبا کو پیش کر دیا جائے گا۔ اور اس کا مطالعہ بہت مفید ہوگا۔

مغربی لائبریریوں میں ترجمۃ القرآن پہنچا کر ہم اسلام کی سب سے بڑی خدمت کرسکتے ہیں جو تبلیغ اسلام کا نہایت موثر ذریعہ ہے۔ جن جماعتوں نے قرآن کریم بھجوانے کے لئے رقوم کا وعدہ کر رکھا ہے وہ اپنی اپنی رقوم جلد ارسال فرمائیں تاکہ ان کی طرف سے دوسری مغربی لائبریریوں کو جہاں ابھی تک قرآن کریم نہیں بھیجا گیا۔ اب بھجوایا جاسکے۔

انجمن ترقی تعلیم مسلمانان ہند امرتسر کیلئے ممبران کی ضرورت

یہ انجمن سنہ ۱۹۱۰ء سے قائم ہے۔ زیر ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ء میں اس کی رجسٹری ہو چکی ہے۔ انٹرنس پاس طلبا کو وظائف اس شرط پر دیئے جاتے ہیں کہ وہ تعلیم سے فارغ ہو کر برسر روزگار ہو جائیں تو جتنی رقم انہوں نے بطور وظیفہ حاصل کی ہو بذریعہ اقساط ماہواری واپس ادا کر دیں۔ اس انجمن کی خصوصیات یہ ہیں

(۱) انجمن کے وظائف سے مسلمانوں کا کوئی فرقہ محروم نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ فرقہ کا سوال ہی نہیں اٹھایا جاتا۔ صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ درخواست کنندہ مسلمان ہے۔

(۲) تقسیم وظائف کے وقت کسی مقام یا صوبہ کی تخصیص نہیں کی جاتی ہے۔ صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ درخواست کنندہ واقعی مستحق ہے۔

(۳) قوم کا روپیہ کفایت شعاری سے خرچ کیا جاتا ہے۔ کسی عمارت یا بڑے ٹھاٹ پر خرچ نہیں کیا جاتا۔

اس انجمن نے اب تک پونے دو لاکھ روپیہ وظائف پر خرچ کیا ہے۔ جس میں سے ۶۰ ہزار روپیہ ان صاحبان کی طرف سے واپس آ چکا ہے۔ جنہوں نے دوران تعلیم میں وظیفہ لیا تھا۔ اور اس وقت ایک لاکھ ۱۰ ہزار کے قریب سرمایہ قرض حسنہ یعنی وظائف کی صورت میں چڑھا ہوا ہے۔ جو اپنے اپنے وقت پر واپس وصول ہو کر پھر آئندہ کے مستحقین کو دیا جائے گا۔

اب تک قریباً سات سو طلبا انجمن سے امداد پا کر برسر روزگار ہو چکے ہیں۔ جن میں سے بعض خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہیں۔

اس وقت قریباً چالیس طلبا امداد پا رہے ہیں۔ جن پر قریباً ۸۰۰ روپیہ ماہوار خرچ ہو رہا ہے۔ اس خرچ کے علاوہ قریباً دو سو روپیہ ماہوار دفتر کا خرچ ہے۔

انجمن کے اس سرمایہ کو جو فارغ شدہ طلبا سے واپس وصول ہوتا ہے۔ بلاکم وکاست اسی غرض کے لئے مخصوص و محفوظ رکھنے کے لئے کہ وہ آئندہ بھی وظائف ہی پر خرچ ہو۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ دفتر کا خرچ کسی اور ذریعہ سے پورا ہو اس کی یہی صورت ہے کہ بہت سے بہی خواہان قوم انجمن کے ممبر بن جائیں۔ تاکہ وہ انجمن کو اپنا کام چلانے کے لئے مشورہ دینے میں بھی شامل ہو سکیں۔ اور انجمن کے دفتر کا خرچ بھی پورا ہو جایا کرے ایسی مفید انجمن کے قیام و استحکام میں مدد دینا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس لئے انجمن کی ممبری کے قواعد شائع کر کے ذی وسعت بہی خواہان قوم کی خدمت میں التماس ہے کہ براہ نوازش انجمن کا ممبر ہونا منظور فرمائیں۔ اور منظوری کی اطلاع دفتر انجمن میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

نوٹ۔ جو صاحب انجمن ہذا سے فائدہ اٹھا چکے ہیں ان کا بالخصوص یہ فرض ہے کہ انجمن کی امداد کی استدعا پر سب سے پہلے لبیک کہیں۔

خاکسار

(سکرٹری انجمن ترقی تعلیم مسلمانان ہند امرتسر)

قواعد ممبری انجمن ترقی تعلیم مسلمانان ہند امرتسر

(۱) ہندوستان کا ہر ایک مسلمان جس کے دل میں مسلمانوں کی بہتری کا درد ہو۔ اس انجمن کا ممبر ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے ارادہ کی اطلاع سکرٹری انجمن کو دے اور فیس داخلہ و چندہ ماہواری ادا کرنے کو تیار ہو

(۲) ہر ایک ممبر کو ایک روپیہ فیس داخلہ اور ایک روپیہ ماہوار چندہ دینا ہوگا۔

(۳) جو ممبر یکمشت پانسو روپے ادا کرے وہ اس انجمن کا لائف ممبر سمجھا جائے گا۔

(۴) ممبروں کا ایک سالانہ اجلاس بمقام امرتسر ہوگا جس کی تاریخ مقرر کر کے ہر ایک ممبر کی خدمت میں اطلاع دی جاتی ہے اس اجلاس میں ممبروں کی کثرت رائے سے ٹرسٹیان و عہدیداران انجمن کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ اور سال گزشتہ کی کارروائی کے متعلق رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔

(۵) سالانہ جلسہ کے علاوہ انجمن کا اجلاس مندرجہ ذیل صورتوں میں ہوگا :-

(ا) جب ٹرسٹیان جو قواعد کی رو سے منتخب ہوں گے بکثرت رائے انجمن کا اجلاس ضروری سمجھیں۔

(ب) جب کم سے کم دس ممبران انجمن انعقاد جلسہ کے لئے صاحب پریزیڈنٹ کی خدمت میں تحریری درخواست مع وجوہ ضرورت پیش کریں۔

(نوٹ) اگر کوئی ممبر انجمن کا کسی مستحق طالب علم کی درخواست امداد پر (جس کی چھپی ہوئی فارم دفتر سے مل سکتی ہے) تصدیق یا سفارش کرے گا تو اس پر ٹرسٹیان کے جلسہ میں غور ہوگا۔

نمونہ درخواست ممبری

بخدمت سکرٹری صاحب انجمن ترقی تعلیم مسلمانان ہند۔ امرتسر

السلام علیکم۔ میرا نام درج فہرست ممبران انجمن کریں۔ میں ایک روپیہ فیس اور تین روپے پیشگی چندہ سہ ماہی بذریعہ منی آرڈر بھیجتا ہوں اور آئندہ ہر سہ ماہی کے شروع میں تین روپے چندہ سہ ماہی بھیج دیا کرونگا۔ مورخہ ماہ سنہ ۱۹۲ء

نام اور پورا پتہ :- . . . .

(دستخط . . . . . .)

صیغہ صنعت وحرفت کی رپورٹ

شاندار ترقیات

یہ دیکھنا موجب مسرت و اطمینان ہے کہ صوبہ پنجاب کا صیغہ صنعت وحرفت نہایت قابل قدر کام انجام دے رہا ہے۔ اور اس کے وجود سے صوبہ کی صنعت و حرفت کو بہت کچھ تقویت حاصل ہوئی ہے۔ اس وقت ہمارے پیش نظر وہ رپورٹ ہے جو صیغہ مذکورہ کے کام بابت سنہ ۱۹۲۷ء سے تعلق رکھتی ہے۔ اور حسن اتفاق سے ہیں وہ تبصرہ بھی دستیاب ہو گیا ہے جو پنجاب گورنمنٹ نے اس کی رپورٹ پر کیا ہے۔ اگرچہ اس مختصر مضمون میں اس قدر گنجائش نہیں کہ صوبہ مذکور کی مفصل کارگزاری کا ذکر کر کے اس کو زیر بحث لایا جائے اس لئے ہم بامر مجبوری نہایت مختصر طور پر بعض ضروری امور ہی کا ذکر کریں گے۔

رپورٹ زیر بحث کے سرسری مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۲۷ء میں صیغہ صنعت وحرفت کے اخراجات میں نمایاں اضافہ ہوا۔ سال ماسبق میں اخراجات بقدر ۳۴۲۴۷۵۷ روپیہ ہوئے تھے لیکن سال زیر رپورٹ میں ان کی مقدار ۹۹ ۳۳۷۳ تک پہنچ گئی ہے ادھر تو اخراجات میں اضافہ ہوا جیسا کہ مذکورہ بالا اعداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ادھر آمدنی میں کمی رہی مگر یہ کمی کچھ بہت زیادہ نہ تھی۔ کیونکہ سال ماسبق کی رقم ۲۵۸۲۷۵ کے مقابلہ میں سنہ ۱۹۲۷ء کی آمدنی ۲۵۰۶۴۴ رہی بیان کیا گیا ہے کہ اس کمی کا بڑا سبب اس محصول کی منسوخی تھا جو دہلی سے تیار شدہ اشیا پر لگایا جاتا تھا۔

تفصیلات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انڈسٹریل سکولوں پر جو اخراجات ہوتے ہیں ان میں اضافہ ہوا۔ سال ماسبق میں انڈسٹریل سکولوں پر جو رقم خرچ کی گئی تھی۔ اس کی مقدار ۶۸۶۹۶ روپیہ تھی لیکن سال زیر رپورٹ میں ۹۲ ۱۵۹۵ روپیہ تک پہنچ گئی۔ ایک نیا سکول لدھیانہ میں کھولا گیا۔ اور منٹگمری ڈسٹرکٹ بورڈ سکول کو صوبجاتی بنانے کے متعلق منظوری دی گئی۔ بالفاظ دیگر اس کارروائی کے معنے یہ ہیں کہ انڈسٹریل سکولوں کو ترقی دے کر صیغہ صنعت وحرفت صوبہ کی صنعت وحرفت کو ترقی دینے کے لئے بالواسطہ طور پر کوشش کر رہا ہے جو ہر لحاظ سے مناسب اور قابل ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں پنجاب گورنمنٹ کے تبصرہ سے یہ معلوم کرنا موجب مسرت و اطمینان ہے کہ انڈسٹریل سکولوں کے ساز و سامان کی اصلاح کے متعلق تجاویز گورنمنٹ کے زیر غور ہیں۔ اور وہ اس مقصد کے لئے حال ہی میں بہت سی رقوم بہم پہنچا چکی ہے۔ صنعتی تعلیم کو زیادہ مضبوط بنانے کے لئے بھی گورنمنٹ غور کر رہی ہے۔ اور توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس باب میں کوئی تسلی بخش فیصلہ کر سکے گی۔ اس سلسلہ میں یہ امر بھی کچھ کم قابل ذکر نہیں کہ گورنمنٹ انسپکٹر آف انڈسٹریل سکولز کے تقرر کی منظوری حال ہی میں دے چکی ہے یہ انسپکٹر تمام وقت سرکاری کام انجام دے گا۔ اور انڈسٹریل سکولوں کا معائنہ کرے گا صنعت وحرفت کی مقبولیت کا اندازہ کرنے کے لئے صرف یہ واقعہ کافی ہے کہ سال زیر بحث میں انڈسٹریل سکولوں میں تعلیم پانے والوں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا۔ سال ماسبق میں اس قسم کے طلبا کی تعداد ۲۲۰۵ تک محدود تھی۔ لیکن سال زیر بحث میں وہ ترقی کر کے ۲۷۸۷ تک پہنچ گئی۔ اس ضمن میں یہ امر قابل غور ہے کہ ان طلبا میں سے بقدر نصف طلبا ان طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کا پیشہ صنعت وحرفت نہیں ہے۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل سکول لاہور کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے وہ توقع سے کہیں زیادہ ہے اور گورنمنٹ کے تبصرے سے ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ موجودہ سکول کو وسیع کرنے یا اس قسم کے اور سکول کھولنے کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ کیونکہ اکثر طالب علموں کو داخلہ نہ ملنے کے باعث مایوس ہو کر واپس جانا پڑتا ہے۔ یہ دیکھنا بھی تسلی بخش ہے کہ گورنمنٹ زنانہ انڈسٹریل سکول اور لیڈی مینارڈ انڈسٹریل سکول کی مقبولیت بھی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اور ان کی طالبات کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ گورنمنٹ کے تبصرے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ویونگ فیکٹری شاہدرہ جس کی منظوری سال زیر رپورٹ میں دی گئی ہے۔ عنقریب کام کا آغاز کرنے والی ہے۔ یہ فیکٹری جولاہوں اور تعلیم یافتہ اشخاص کو ٹرین کرنے کے لئے آسانیاں بہم پہنچائے گی۔ گورنمنٹ ٹینری شاہدرہ کے مستقبل کے مسئلہ پر بھی گورنمنٹ نے غور کیا ہے اور فیصلہ ہوا ہے کہ اس کو بند کر دیا جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ انتظامات کئے گئے ہیں کہ مظاہرہ کرنے والی جماعتیں دیہات کا دورہ کر کے چماروں کو دباغت کے کام کی ٹریننگ دیں۔

رپورٹ مظہر ہے کہ سال زیر رپورٹ میں آرٹس اینڈ کرافٹس ڈپو لاہور کے کاروبار کی مقدار میں کمی واقع ہوئی۔ جس کا باعث یہ تھا کہ خریداری کم ہو گئی۔ سال ماسبق میں یہ آمدنی بقدر ۶۰۲۰۳ روپیہ تھی جو سال زیر رپورٹ میں کم ہو کر ۴۱۰۰۰ روپے تک محدود رہی گورنمنٹ نے اپنے تبصرے میں یہ توقع ظاہر کی ہے۔ کہ جائنٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کے قیام سے صوبہ کی صنعتی خوشحالی میں ترقی ہو گی جو ہماری رائے میں کسی اعتبار سے بھی بیجا اور بے محل نہیں۔ امید ہے کہ جن لوگوں کو صنعت وحرفت کی ترقی کے مسئلہ سے دلچسپی ہے۔ وہ صیغہ صنعت وحرفت کی رپورٹ اور گورنمنٹ کے تبصرے کا مطالعہ کر کے بہت خوش ہونگے

(ایک صنعت گر)

(بقیہ صفحہ اول)

اور جو تعداد جس جہاز کے لئے اس طرح مقرر کر دی جائے اس سے زیادہ مسافر وہ جہاز نہ اٹھانے پائے۔

(۲) جس طرح ٹکٹوں کی رقم واپسی کے لئے پہلے سے لی جاتی ہے اسی طرح کھانے کے لئے بھی ایک رقم لے لی جایا کرے۔ اور جہاز والے یا خود یہ کام اپنے ذمہ لیں یا ٹھیکیدار رکھے جائیں۔ جو مقررہ قیمتوں پر معین قسم اور مقدار کا کھانا بہم پہنچایا کریں۔ تاکہ مسافر کو خود کھانا نہ پکانا پڑے۔ اور نہ باورچی خانہ کا کل سامان اٹھانا پڑے۔

(۳) ہر جہاز پر ایک ذی فہم اور نیک دل آدمی کو حاج کمیٹی کی طرف سے افسر یا رضاکار مقرر کر دیا جایا کرے۔ جو حجاج کے مشیر عمومی کا کام کرتا جائے۔ اور جہاز کپتان کو کمپنی کی طرف سے ہدایت ہو کہ اس رضاکار کو جو تجویزیں مسافروں کے آرام کی نسبت ہوں یا جو شکایت وہ انتظام کے بارے میں کرے ان پر مخصوص توجہ دی جائے۔ ایسا افسر یا رضاکار حاجیوں کے بے شمار چھوٹے چھوٹے جھگڑوں کا بھی فیصلہ کر دیا کرے گا۔

(۴) جہاز راں کمپنیوں کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ حاجیوں کے جہاز پر اگر سب کے سب نہیں تو اکثر ملازم مسلمان ہوں تاکہ حجاج کے ساتھ جو زیادہ تر غریب، سادہ اور ناواقف ہوتے ہیں مہر و محبت کا برتاؤ کریں۔ جہازوں کا غیر مسلم عملہ عموماً وبیشتر سختی اور حقارت سے پیش آتا ہے۔

میں اگلی قسط میں انشاء اللہ تعالیٰ سلطان ابن سعود کی حکومت و انتظامات کے ان پہلوؤں کا ذکر کرونگا۔ جن کا حاجیوں سے تعلق ہے۔

ضرورت نکاح

ہمارے ایک نوجوان دوست کو جو زمیندار قوم سے ہیں اور پولیس میں تھانیدار ہیں نکاح کی ضرورت ہے۔ ان کی خواہش کسی احمدی زمیندار خاندان سے تعلق پیدا کرنے کی ہے۔ خط وکتابت بذریعہ [illegible]

کیا آپ کو یاد ہے؟

کہ آپ کے محترم بھائی مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر اخبار "لائٹ" نے جیل میں جاتے ہی آپ کے نام کیا پیغام بھیجا تھا۔ اگر یاد ہے تو بتائیے آپ نے اب تک اس پر کہاں تک عمل کیا ہے۔ کتنی دوڑ دھوپ کی اپنی محبت کا کیا ثبوت دیا۔ مقدمہ کے لئے کتنا روپیہ فراہم کیا۔ اور کتنا انجمن کو بھیجا۔ اور اگر آپ اس پیغام کو بھول چکے ہوں۔ تو پھر سن لیجئے۔ مولانا ممدوح نے فرمایا تھا۔

"درحقیقت امر حق کے لئے تکلیف اٹھانا اکثر آدمیوں کے حصہ میں نہیں آتا میرا ایمان ہے کہ تعمیر ملت کے لئے مصائب برداشت کرنا ایک قیمتی چیز ہے جو قوم مصائب اٹھانا نہیں جانتی وہ زندہ رہنا بھی نہیں جانتی۔ میں اس سزا کا اسی خوشی سے استقبال کرتا ہوں جس خوشی سے ایک مسلم کو کرنا چاہیئے۔ مجھے تشویش صرف اس امر کی ہے کہ میں انجمن کو ایک ایسی بازی میں الجھانے کا باعث ہوا ہوں جس میں اس کا خاصہ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ وہ روپیہ جو اشاعت اسلام میں صرف ہو سکتا تھا میری یہ دلی خواہش ہے کہ احباب اور لائٹ کے معاونین و مداح اس کا خیال رکھیں۔ کہ اس مقدمہ میں انجمن کو ایک پیسہ کا بھی بار نہ اٹھانا پڑے"

کیا اس پیغام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آپ نے کوئی قدم اٹھایا ہے۔ آپ کے بھائی نے آپ کے لئے قید و بند کی مصیبت جھیلی لیکن آپ نے اس کے لئے کونسی تکلیف اٹھائی۔ ذرا انصاف سے اپنے دل میں سوچیئے کہ آپ کو اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیئے تھا۔ اور آپ نے کیا کیا ہے۔ بے شک بعض بھائیوں نے اس سلسلہ میں انجمن کا بہت کچھ ہاتھ بٹایا ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام قوم اس معاملہ میں مالی ایثار سے کام لے۔ اس سلسلہ میں ایک بھائی کی طرف سے نہایت ہی پردرد مکتوب موصول ہوا ہے۔ ضرورت ہے کہ ایسا ہی درد ہر بھائی کے دل میں پیدا ہو۔ وہ بھائی حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں:-

بحضور قبلہ ام جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب خاں صاحب کی سزا کی خبر سے دل کو سخت صدمہ ہوا۔ یعقوب خاں صاحب کی ذات اور تعلیم تشدد اور نفرت پھیلانے کا الزام ایسی متضاد باتیں ہیں جن کے اجتماع کی حکمت کو سوائے اللہ تعالےٰ کے شاید کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ ہاں سنت الٰہی یہ ضرور نظر آتی ہے کہ محافظ عصمت یوسف پر حیب بے عصمتی کا الزام لگا کر جیل خانہ میں پہنچایا جاتا، تو یہ عزیز بنایا جانے کا مقدمہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو۔ نماز فجر میں دعا کو جب بے اختیار دل چاہا تو طبیعت استمداد کے لئے تلاوت آیۃ الکرسی کی طرف مائل ہوئی۔ اور سب سے پہلے رکوع کی پہلی آیت میں حکم انفقوا شدید ترین اثر کرنے والے رنگ میں اور آیت کے آخر میں الفاظ والکافرون ھم الظالمون پر پہنچ کر کچھ طبیعت رکی کہ ایسے موقع پر انفاق کے بغیر استمداد ایک ضائع ہونیوالا فعل نہ ہو۔

میں بعض حالات کے ماتحت آجکل کچھ ایسی مشکلات میں ہوں کہ میں ایک مردہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ان حالات سے نکالے کہ یخرج الحی من المیت اس کی صفات میں ہے۔ یہی حالات جلسہ سالانہ میں حاضری سے مانع رہے۔ جس کی خلش شاید مدت العمر نہ جائے۔ مجھے اس ارشاد الٰہی کی تعمیل کا کوئی معقول ذریعہ نظر نہ آیا۔ سوائے اس کے کہ میں نے یہ فیصلہ کیا کہ تا میعاد سزا خاں صاحب دو روپے کی ذلیل رقم ماہوار اپنے ماہواری چندے میں اضافہ کردوں۔ یہ نام نہاد اپنے دل کو دھوکہ دینے والی بات ہے کہ اس سے تعمیل ارشاد الٰہی ہو گئی۔ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حقیقی معنوں میں تعمیل کی توفیق دے۔ باقی خیریت۔ والسلام خاکسار (قلام)

تمام رقوم وزر اعانت محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام آنی چاہئیں۔

مقدمہ لائٹ کے اپیل کی سماعت ۶ رفروری ۱۹۲۸ء کو عدالت سشن لاہور میں ہوگی احباب دعا فرمائیں اور زر اعانت فراہم کرکے دفتر انجمن میں ارسال فرمائیں۔

ہندوستان

— لارڈ اردن آئندہ جولائی میں رخصت پر جائیں گے اور ان کی جگہ سر ہنری وسن گورنر بمبئی عارضی طور پر وائسرائے ہند مقرر ہوں گے

— اچھوتوں کی مختلف انجمنوں نے اعلان کیا ہے کہ ہمیں اعلیٰ ذاتوں کے ہندو سیاست دانوں پر کوئی اعتماد نہیں۔ اور ان کے بجائے ہمیں پارلیمنٹری کمیشن کے ارکان سے انصاف کی زیادہ امید ہے اس لئے ہم ضرور کمیشن سے تعاون کریں گے اور اپنی اصلی حالت اس کے سامنے پیش کرکے انصاف کے خواہاں ہوں گے۔

— انڈین نیشنل کانگرس کی آل پارٹیز کانفرنس کے اجلاس منعقدہ بنارس میں یہ تجویز ہوئی ہے کہ ۳ رفروری کو طول و عرض ہند میں ہڑتال کی جائے جس روز کہ شاہی کمیشن ساحل ہند بمبئی میں قدم رکھے گا اس تجویز کو کامیاب بنانے کے لئے خلافتی اور کانگرسی لیڈر ملک کا دورہ کر رہے ہیں اور بڑے بڑے شہروں میں پبلک جلسے منعقد کرکے لوگوں کو کمیشن کے مقاطعہ اور ہڑتال کی ترغیب دے رہے ہیں۔

— شاہی کمیشن ہندوستان میں دو ماہ ٹھیر کر وزیروں اور ممبران کونسل سے مشورہ کرے گا اور قانون ساز جماعتوں کی کارروائی دیکھے گا۔

— پٹیالہ کی نمائش کے موقعہ پر جنوری کے آخر میں جو شہرہ آفاق کشتیاں ہونے والی تھیں ان کا نتیجہ یہ ہوا کہ امام بخش پہلوان نے گونگے کو پچھاڑ دیا۔ اور گاماں پہلوان نے پولینڈ کے مشہور و معروف پہلوان زبسکو کو پچھاڑ دیا۔ گاماں پہلوان کو رستم دوراں ہونے کا تمغہ ملا ہے

— وائسرائے نے ڈاکٹر مونجے کے اس ریزولیوشن کے اسمبلی میں پیش ہونے کی اجازت نہیں دی۔ کہ ہندوستانی طالب علموں کے لئے جسمانی ورزشیں اور تفنگ بازی کی مشق لازمی کر دی جائے۔

— کونسل آف سٹیٹ کے ایک ممبر نے ہندوستان میں پریوی کونسل قایم کئے جانے کا ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

— کہا جاتا ہے کہ وسط فروری تک بنگال کے تمام سیاسی نظربند رہا کر دیئے جائیں گے۔

— کونسل آف سٹیٹ میں ایک ممبر اس مطلب کا ریزولیوشن پیش کریں گے کہ وزیر ہند کا دفتر ہٹا دیا جائے۔

— لاڑکانہ میونسپلٹی میں مشترکہ انتخاب کا طریقہ جاری کر دیا گیا ہے سارے شہر کا صرف ایک وارڈ ہوگا۔ جو ۱۵ ہندو اور دس مسلمان ممبروں کا انتخاب کرے گا۔

— چند روز سے دھاریوال کے کارخانہ میں مزدوروں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ مسٹر بلر ہڑتالیوں کی رہنمائی کر رہے ہیں۔

— کاٹھیاواڑ پولیٹیکل کانفرنس کے موقع پر جو عنقریب منعقد ہونیوالی ہے مہاتما گاندھی کی صدارت میں ایک ستیہ گرہ منڈل قایم کیا جائیگا جو ہندوستانی ریاستوں کی مطلق العنانی کے خلاف ستیہ گرہ کرے گا

— بلدیہ لاہور کے اہلکاروں نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے ایک انجمن بنائی ہے اور بلدیہ سے درخواست کی ہے کہ وہ اس انجمن کو تسلیم کرے۔

— سر محمد شفیع نے اعلان کیا ہے کہ شاہی کمیشن سے مقاطعہ کرنا اور ہڑتال منانا دونوں چیزیں اہل ہند کے مفاد کے خلاف ہیں۔

— بلدیہ لاہور نے صاحب صدر کی تحریک پر فیصلہ کیا ہے کہ دستکاری سکھانے کے لئے لاہور میں ایک یا دو سکول بلدیہ کی طرف سے فی الفور کھولے جائیں۔ اہل لاہور کو خالص اور عمدہ دودھ بہم پہنچانے کے لئے ایک ڈیری کھولنے کی تجویز بھی زیر غور ہے۔

— لندن ۲۵ رجنوری۔ دفتر ہند نے ایک اعلان شایع کیا ہے کہ انڈین میڈیکل سروس میں مستقل شاہی کمیشن کی بہت سی اسامیاں خالی ہیں اگر کوئی میڈیکل افسر کمیشن لینے کا خواہشمند ہو تو انڈیا آفس کے ملٹری محکمہ میں درخواست دے۔

— مدراس کی مجلس مقننہ نے یہ قرارداد منظور کی ہے کہ مدراس ہائی کورٹ میں کم از کم ایک مستقل جج مسلمان ہو۔

— پنڈت دوارکا پرشاد مصر ایم ایل اے نے اسمبلی میں جو قرارداد اس مضمون کی پیش کرنے کی اطلاع دی تھی کہ حکومت ہند ہندوستان میں منافرت پیدا کرنے کا موجب بنی ہوئی ہے۔ اس کے پیش کرنے کی اجازت زیر دفعہ ۱۵ ب سٹینڈنگ آرڈر نہیں دی گئی۔

— ہندو اخبارات کی اڑائی ہوئی یہ گپ بالکل غلط ثابت ہوئی کہ قاضی عبدالرشید کے پستول سے [illegible]

ممالک خارجہ

— امریکہ میں جب سے شراب کی ممانعت ہوئی ہے اس وقت سے شراب پینے والوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ گزشتہ سال ۷ لاکھ ۱۱ ہزار آدمی اس جرم میں پکڑے گئے ہیں۔

— فرانس اور اٹلی کے مابین ایک معاہدہ کے لئے گفت و شنید ہونے والی ہے۔

— ایک برطانوی اخبار نویس رقمطراز ہے کہ برطانیہ میں شرح پیدائش بہت کم ہو گئی ہے۔ ۱۵ لاکھ ایسے گھر ہیں جہاں کوئی بچہ دکھائی نہیں دیتا اس کی وجہ برتھ کنٹرول سوسائٹی کا وجود بیان کیا جاتا ہے۔

— تاجدار افغانستان نے پیرس کے غربا میں تقسیم کرنے کے لئے ایک ہزار پونڈ کی گرانقدر رقم عطا فرمائی ہے۔ اس سے پیشتر آپ ایک ہزار پونڈ اعانت مساکین کے لئے روم میں بھی دے چکے ہیں۔

— حکومت ایران کے بھاری ٹیکس کی وجہ سے جنوبی ایران کے عرب کسانوں نے بغاوت کر دی تھی جواب ایرانی فوج کے ذریعہ فرو کی گئی ہے۔

— ٹرکی میں تین رجعت پسندوں کو اس جرم میں پھانسی دی گئی ہے کہ وہ مصطفےٰ کمال پاشا اور دوسرے ترک لیڈروں کی جان لینے کا ارادہ رکھتے تھے۔

— وزارت تعلیمات ترکیہ نے ایک صنعتی یونیورسٹی قایم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تعلیم ۱۹۳۰ء سے شروع ہو جائے گی۔ انجنیرنگ کی تعلیم کا خاص انتظام ہوگا۔

— چین کے علاقہ شانٹنگ میں قحط نے نہایت نازک حالت پیدا کر دی ہے۔ والدین شکم پری کے لئے اپنی بالغ لڑکیاں سات روپے سے پندرہ روپے تک فروخت کر رہے ہیں۔

— شاہ افغانستان کے خیر مقدم کے لئے جرمنی میں عظیم الشان تیاریاں ہو رہی ہیں اور ان کے قیام کے لئے قدیم شاہی محلات خریدنے کی تجویز ہو رہی ہیں۔

— حکومت یمن کے پاس اس وقت بالکل جدید طرز کے آلات حرب موجود ہیں۔ جو جرمنی۔ ترکی۔ امریکہ کے بنے ہوئے ہیں۔ امام یحییٰ نے کارتوسوں کی ایک نئی مشینری خریدی ہے۔ جس میں ۲۵ ہزار کارتوس بن سکتے ہیں۔ امام کے پاس بارود کا ایک کارخانہ بھی ہے۔ جو ترکوں کے عہد کی باقیات میں سے ہے۔ امام کی باقاعدہ فوج ساٹھ ہزار ہے جس میں دس ہزار کا عنقریب اضافہ ہو جائے گا۔ ملک میں جبری بھرتی کا قانون نافذ ہے۔ اور فوجی تعلیم ترکی طریق پر ہوتی ہے۔ رضاکاروں کی تعداد ۲۰ ہزار ہے۔ امام کے پاس آٹھ ہوائی جہاز بھی ہیں۔

— حکومت فرانس نے دولت ایران کو اطلاع دی ہے کہ اس کو ایران میں جو مراعات سیاسیہ حاصل تھیں ان سے دست بردار ہونے اور جدید معاہدہ کرنے کے لئے وہ تیار ہے۔

— شامی لیڈر امیر شکیب ارسلان نے اپنے مکتوب میں اپنے ایک دمشقی دوست کو لکھا ہے کہ میں اب میدان سیاست سے علیحدہ ہو کر صرف علمی اور ادبی زندگی بسر کرونگا۔

— حکومت حجاز نے ایک موٹر ڈرائیوری کا سکول کھولا ہے تاکہ حجاز کے نوجوان اس میں مہارت حاصل کر سکیں۔

— حکومت ایران نے جمعیۃ الاقوام کے پاس ایک احتجاج نامہ بھیجا ہے جو معاہدہ جدہ و برطانیہ کی دفعہ ۶ سے متعلق ہے۔ اس دفعہ ۶ کی رو سے سلطان ابن سعود ذمہ دار ہیں کہ وہ بلاد بحرین کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات کی حفاظت کریں۔ دولت ایران کا دعوے ہے کہ بحرین اس کی ملکیت میں شامل ہے۔

— حکومت افغانستان نے ملک کی صنعتی اور تجارتی ترقی کے لئے جلال آباد میں ایک زراعتی کالج قایم کیا ہے جس کے پروفیسروں میں ایک جرمن ماہر فن بھی شامل ہے۔

— حکومت ایران نے ایک امریکن سکول سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ انجیل کے ساتھ قرآن کریم کو بھی درسیات میں شامل کرے۔ لیکن مشنری سکول نے اس مطالبہ کو منظور کرنے کے بجائے سکول ہی بند کر دیا۔

— چینی سپہ سالاران جنگ کی ایک کانفرنس پیکن میں بدیں غرض بلائی گئی ہے کہ ملک میں خانہ جنگی کا خاتمہ کر دیا جائے اس کے ساتھ ہی یہ کوشش بھی ہو رہی ہے کہ جنگی اور ملکی نظام کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔

ضروری گزارش

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا تھا یا عنقریب ختم ہونے والا تھا انہیں نومبر یا دسمبر ۱۹۴۳ء میں کافی عرصہ پہلے اطلاع دی گئی تھی اس پر بعض اصحاب نے سالانہ جلسہ پر چندہ دے دیا اور بعض نے ازراہ کرم بذریعہ منی آرڈر چندہ بھیج دیا لیکن کچھ حضرات ایسے بھی نکلے جنہوں نے نہ چندہ بھیجا نہ خط کا جواب دیا۔ ایسے تمام حضرات کی خدمت میں جنھوں نے انکاری خط نہیں لکھے۔ اب دفتر سے وی پی بھیجے جا رہے ہیں جن کا وصول کرنا ان کا قومی اور اخلاقی فرض ہے۔ مینجر

ضرورت ہے

پیغام صلح کی ادارت کے لئے ایک ایسے احمدی نوجوان کی جو سلسلہ احمدیہ سے واقفیت رکھتا ہو۔ اور اردو زبان میں کافی مہارت ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت ۵۰ اور ۱۰۰ روپے ماہوار کے درمیان ہوگی۔

نیز ایسے احمدی نوجوانوں کی ضرورت ہے جو انٹرنس تک تعلیم یافتہ۔ دفتری کاروبار سے واقف اور ملازمت کے خواہشمند ہوں۔ تمام درخواستیں معہ نقول اسناد جلد مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور)

یہ کون بزرگ ہیں؟

یہ کون بزرگ ہیں جنھوں نے کوپن میں اپنا نمبر خریداری ۱۲۴۴ بتایا ہے اور نام "غلام محمد سکرٹری مسلم لٹریری کمیٹی" ظاہر کیا ہے۔ بذریعہ منی آرڈر مبلغ پانچ روپے سالانہ چندہ روانہ کیا ہے جو ۱۷ جنوری کو دفتر میں موصول ہوا ہے لیکن رجسٹر خریداران میں ان کا نام نہیں ملتا۔

ایک دوسرے صاحب "مظہر" نامی ہیں جن کی طرف سے مبلغ ایک روپیہ دو آنے (۱/۲) ۲۴ جنوری کو وصول ہوئے ہیں۔ لیکن ان کا نمبر خریداری باوجود تلاش کرنے کے نہیں ملا۔ یہ دونوں صاحب اپنے اپنے نمبر خریداری اور مفصل پتہ سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ وصول شدہ چندہ ان کے کھاتے میں جمع کر لیا جائے۔

(مینجر)

وی پی نہیں، منی آرڈر

جن احباب کا چندہ خریداری ختم ہو گیا ہے وہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور فرمائیں۔ وی پی میں تین آنے زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ اس لئے وی پی نہ منگایئے بلکہ منی آرڈر روانہ کیجئے۔ تاکہ آپ کو اور ہمیں دونوں کو سہولت بھی رہے اور تین آنے زیادہ بھی خرچ نہ ہوں۔

فروری کے اندر اندر

آج ہم اپنے تمام احباب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا انھوں نے پیغام صلح کی کوئی خدمت کی ہے؟ ذرا دل میں منصف ہوں کہ اب تک آپ نے کیا خدمت کی ہے۔ اگر آپ کم از کم دو خریدار فروری کے اندر اندر پیغام صلح کو بہم پہنچا دیں تو ہم سمجھیں گے کہ آپ نے اپنے اخلاقی اور قومی فرض کو بطریق احسن پورا کر دیا۔ اور یہ کوئی ایسا دشوار کام بھی نہیں۔ صرف آپ کی توجہ اور کوشش درکار ہے اور بس۔

(مینجر)

نو ایجاد سنہری چوڑیاں

خواتین کے لئے بہترین تحفہ

یہ چوڑیاں نہایت خوبصورت نازک اور منقش حال ہی میں تیار ہو کر آئی ہیں چونکہ انہیں ایک خول کی شکل میں بنایا گیا ہے ان کے اندر رنگین ریشمی چوڑیاں اس عمدگی سے فٹ کی گئی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ بہترین زبرجد یاقوت نیلم اور پکھراج کے نگینے جڑ دیئے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے۔ لیکن رنگ و روغن میں مطلق فرق نہیں آتا۔ نہ سیاہی دیتی ہیں۔ خواتین کے لئے بہترین تحفہ ہے ڈھائی روپے میں پانچسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہے۔ ہر سائز کی موجود ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں جلد منگوایئے ورنہ سٹاک ختم ہو جائیگا۔ خالص سونے کی چوڑیاں ان کے سامنے ہیچ ہیں۔ ہر درجہ اور ہر فیشن کی خواتین یہ چوڑیاں پہنتی ہیں۔ جس گھر میں ایک سٹ جاتا ہے وہاں سے درجنوں کی مانگ آتی ہے۔ آپ بھی اپنی خواتین کو ایسے بے بہا تحفہ سے محروم نہ رکھیں ایک سٹ اس شرط پر ضرور منگوایئے کہ اگر پسند نہ ہو تو واپس کر کے اپنے دام لے لیجئے۔ آٹھ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپے (۲/۸) تین سٹ یعنی چوڑیوں کی قیمت سات روپے (۷/-)

گولڈن انگوٹھیاں

ہر ناپ کی نہایت نفیس اور زنانہ خوبصورت انگوٹھیاں حال ہی میں تیار ہو کر آئی ہیں۔ خالص سونے کی انگوٹھی ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ ایک انگلی میں یہ انگوٹھی پہنئے۔ اور دوسری میں خالص سونے کی انگوٹھی۔ اگر کوئی پہچان جائے تو ہمارا ذمہ ہر کسی جوہری صراف کے پاس لے جایئے وہ بھی فوراً شناخت نہ کر سکے گا اگر آپ کو انگوٹھی کی ضرورت ہے تو آپ کیوں ناحق پچیس تیس روپے ضائع کرتے ہیں۔ کیوں نہیں صرف ایک روپے میں کام نکالیے۔ قیمت فی عدد ایک روپیہ (تین کے لئے ڈھائی روپے)

کان کے بندے

یہ بندے حال ہی میں جرمنی سے بن کر آئے ہیں آپ نے ایسے خوبصورت نفیس اور نازک بندے آج تک نہیں دیکھے ہوں گے۔ بالکل نیا نمونہ اور نئی چیز ہے۔ قیمت ایک روپیہ فی جوڑی۔ تین جوڑی کے لئے ۲/۸

مینجر گولڈن سٹور پوسٹ بکس نمبر ۴۷ لاہور

پیغام صلح میں اشتہار دیجئے

گھر بیٹھے سو روپیہ ماہوار کماؤ

— وید حکیم بننے کا نہایت ہی سہل اور آسان ذریعہ —

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو صاحب حکیم تلسی پرشاد اگروال کی بنائی کتاب مجربات تلسی کا بغور مطالعہ کر لینگے وہ اپنی اور دوسروں کی ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی عمدگی کے ساتھ کرنے قابل بن جاوینگے اور اگر وہ چاہیں گے تو اس کے ذریعہ وہ علاج میں بڑے حکیموں، ڈاکٹروں، دوا فروشوں کی طرح گھر بیٹھے سینکڑوں روپیہ کمانے لگیں گے، اس میں ہر بیماری کے وہ وہ نایاب نسخے لکھے گئے ہیں جو کوڑیوں میں تیار ہوتے اور اثر فوری کے کرشمے دکھلاتے ہیں قیمت فی کتاب مجلد عمہ علاوہ محصول

— حکیم تلسی پرشاد اگروال کی گورنمنٹ سے رجسٹری کی ہوئی —

بچوں کے بخار، کھانسی، بدہضمی، دودھ ڈالنا، دست ہونا، پیٹ پھولنا، وغیرہ ہر ایک بیماری کو دور کرنے اور دبلے پتلے بچوں کو موٹا تازہ طاقتور بنانے کے لئے مشہور معروف دوا ہے میٹھا ہونے سے بچے اس کو خوش ہو کر پی لیتے ہیں سب جگہ سوداگروں کے ہاں فروخت ہوتی ہے قیمت فی شیشی ۸ محصول ایک سے چار شیشی تک آٹھ آنہ سوداگروں سے بارہ شیشی یعنی ایک درجن کی قیمت ۶ بارہ درجن للعہ روپیہ علاوہ محصول مفت لو۔ جو صاحب دس اردو خواں معزز و شریف لوگوں کے نام معہ پتے لکھ کر بھیجیں گے انکو ایک قابل دید و کارآمد چراغ صحت نامی رسالہ مفت بھیجا جائیگا

المشتہر۔ مینجر بال جیون کاریالیہ علیگڑھ شہر (یو۔ پی)

خاص الخاص چھچھی کی شاہی مجربات

(زیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

موسم سردی کے استعمال کی خاص خاص ٹانک مقوی اعضائے رئیسہ مفرح۔ ہاضم مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے ہر قسم کی بیماریوں کی مجرب ادویہ تیار ہیں۔ شاہی یاقوتی ٹانک ۴ پنی تولہ۔ شاہی ٹانک گولیاں عہ (۲۵ عدد) یہ دوائیں تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ ان کے استعمال کا خاص موسم یہی ہے۔ آپ ان کے فوائد سے پوری واقفیت اسی وقت حاصل کر سکتے ہیں جب استعمال کر کے دیکھیں۔ شاہی ادویہ نہایت اعلٰے پیمانہ پر بڑی محنت سے تیار کی جاتی ہیں۔ وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو ان ہی تحائف سے فائدہ اٹھائیں۔ سفوف حجاز ہاضم سمندر کے سفر اور ہاضمہ کی اعلیٰ اور اکسیر دوا ہے۔ قیمت ۲۰ تولہ پانچ روپے (۵/-)

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب دہلوی۔ ملازم کپورتھلہ سٹیٹ

پشاور مشہد و بخارا کی مشہور تحائف

ہر ایک قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی پشاوری لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری قنادیز ہر قسم کے مشہدی و بخاری رومال کم و بیش قیمت کے زر بیدار سلمہ ستارہ کا پشاوری کلہ۔ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ خدانخواستہ پسند نہ آئے تو محصولڈاک منہا کر کے قیمت واپس دی جائے گی۔ خط و کتابت کے وقت پتہ صاف تحریر فرمایئے۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ کریم پورہ پشاور شہر

روئے زمین کے مسلمانوں کے لئے ہفتہ وار

بشارت

ایک ہفتہ وار ہر ماہ کی یکم ۸-۱۵-۲۴ تاریخ کو شائع ہونے والا اخبار جو ملکی سیاست اور واقعات حاضرہ پر بے لوث بحث کرنے والا اعلیٰ ادبی اخلاقی۔ تمدنی۔ تاریخی معاشرتی طبی اور مذاقی مضامین کا دلچسپ اور مفید مرقع ممالک اسلامیہ کے حالات کا مجموعہ شایع کرتا ہے قیمت سالانہ للعہ ششماہی عہ ممالک غیر سے ۷ نمونہ مفت

مینجر اخبار بشارت جلالپور جٹاں گجرات پنجاب

اشتہار

زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت لفٹنٹ سردار منشی منصب علی خان صاحب بہادر ڈسٹرکٹ جج گوجرانوالہ دیوا سنگھ پسر جیوا سنگھ قوم نجار ساکن موضع رسول پور بنام ویرام بالغ۔ پکھی ودرکاش نابالغان بولدیت ویرام برادر خود بسلیا اھرونلی قوم کھتری سکنہ بوسٹر ڈگریداران ہرنام سنگھ پسر جیوت سنگھ نجار سکنہ رسول پور مدعا علیہم رسپانڈنٹان

اپیل بنا راضی ڈگری اخراج دعویٰ مدعی بحکم منصف صاحب درجہ اول مورخہ ۲۹ جون ۱۹۴۳ء برائے منسوخی ڈگری مذکور

مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعی اپیلانٹ کی درخواست و بیان حلفی سے ظاہر ہے کہ ہرنام سنگھ رسپانڈنٹ پر تعمیل سمن معمولی طور پر نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کا پتہ نہیں ہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ عدالت ہذا میں رسپانڈنٹ مذکور بتاریخ ۱۹ فروری ۱۹۴۴ء حاضر ہو کر جواب دہی کرے کہ کیوں اپیل اپیلانٹ منظور نہ کیا جائے بصورت دیگر کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائیگی

۱۹ جنوری ۱۹۴۴ء ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور۔ یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۴۶ مطابق ۸ر فروری سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۶

بزم احباب

جناب خان صاحب مولوی محمد منظور الٰہی صاحب لاہور کی قلم سے

جرمنی

مولوی فضل کریم خاں صاحب لکھتے ہیں کہ پروفیسر بیکر نے جو آج کل جرمنی کا وزیر تعلیم ہے۔ ۱۹۰۷ء میں اسلام اور مسیحیت پر ایک چھوٹی سی کتاب لکھی تھی جس کا انگریزی ترجمہ ۱۹۰۹ء میں چھپ چکا ہے۔ اس میں اسلام پر بہت سے اعتراضات کئے گئے ہیں۔ مثلاً صفحہ ۱۸ پر ایک اعتراض یہ ہے :-

آپ لاہور اور باہر کے احباب سے اس مضمون پر مدلل بحث کرائیں۔ کیونکہ یورپ کے اکثر مستشرقین نے یہ اعتراض اٹھایا ہے۔ گویا یہ ایک عام اعتراض ہے۔

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ حافظ محمد حسن صاحب۔ خان غلام محمد خاں صاحب۔ پروفیسر محمد شفیع صاحب۔ شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم۔ایس۔سی۔ اس مضمون پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ مدیر)

البانیا

حافظ علیسی صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کے ۱۸ر جولائی کے خط کے لئے مشکور ہوں۔ جسے ہم نے نہایت دلچسپی سے مطالعہ کیا اور اپنے رسالہ میں درج کر دیا تاکہ ہمارے باہر کے احباب بھی اس کے مضمون سے مطلع ہو سکیں۔ اس نے البانیا کے مسلمانوں کے دلوں کو مسرت سے بھر دیا۔ کہ ہمارے بھائی دنیا کی روحانی ترقی کے رہبر بنے ہوئے ہیں ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کامیابی آپ کی انجمن کو ہو رہی ہے اس کا عشر عشیر بھی کسی دوسری سوسائٹی کو نصیب نہیں۔ اس خط و کتابت نے ہمارے باہمی تعلقات کو مضبوط کر دیا ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ اپنے نظام دینی سے بھی آپ کو مطلع کریں۔ ہمارا یہاں ایک ہائی سکول ہے جو خوب ترقی کر رہا ہے۔ اور ہمارے چند عالم بھائی مختلف اسلامی کتب کے تراجم اپنی مادری زبان میں شایع کر رہے ہیں۔ جنھیں ہم اپنی قوم میں مفت تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ عوام میں بیداری پیدا ہو۔ میں پھر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری قوم خدمت اسلام کے کام سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹے گی۔ اور ہمیشہ اپنے دین کی وفادار رہے گی۔ ہمیں آپ کے خدمت اسلام کے کام سے گہری دلچسپی ہے۔ اس لئے ہمیں آپ سے خاص محبت پیدا ہو گئی ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ سلسلہ خط و کتابت مستقل طور پر جاری رہے آپ کی تعلیم خاص طور پر ہماری توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

ہالینڈ

مسٹر سگن صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر کی یونیورسٹی لائبریری میں آپ کا ترجمۃ القرآن دیکھا۔ جسے آپ نے مفت نذر کیا ہے۔ اس کا مطالعہ میرے لئے بجد تسکین کا موجب ہوا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اپنے ذاتی کتب خانہ کے لئے بھی اس کی ایک جلد آپ سے حاصل کروں۔

ٹرینیڈاڈ (امریکہ)

عزیز شیخ عبدالرحمن صاحب جو ہمارے ہاں سے تعلیم حاصل کر کے اپنے وطن واپس تشریف لے گئے ہیں لکھتے ہیں۔

بندہ ۲۶ر نومبر ۱۹۲۷ء کی شام کو اپنے وطن پہنچ گیا ہے۔ جماعت کی دعا کی برکت سے بندہ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ جس روز سے میں جہاز سے اترا ہوں۔ اسی روز سے میں نے تبلیغ کا کام اور اشاعت احمدیت کا کام شروع کر دیا ہے۔ میں جب ۱۹۲۱ء میں ہندوستان آیا تھا۔ تو جناب مولوی فضل کریم خاں صاحب (حال امام برلن جرمنی) کو ٹرینیڈاڈ چھوڑ گیا تھا۔ جناب مولوی صاحب موصوف کا یہاں آنا یہاں کے مسلمانوں کے لئے ایک رحمت ثابت ہوا۔ واپسی پر اب یہاں کے مسلمانوں کی حالت دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ لوگوں کے طبائع میں بڑی بھاری تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ جماعت کی ترقی کے لئے وسیع میدان ہے۔ جس دن سے میں یہاں آیا ہوں بہت عدیم الفرصت ہوں۔ جن اصولوں کی میں نے لاہور میں تعلیم پائی تھی انہیں یہاں پھیلانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ لوگ میری باتیں سن کر بہت متعجب ہوتے ہیں۔ کہ ایک چھوٹا سا بچہ کیسی علمی باتیں کرتا ہے۔ میں انہیں یہی کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ میں نے جماعت احمدیہ لاہور کی برکت سے سیکھا ہے۔ گو میں کوئی بڑا عالم نہیں لیکن مجھ میں صرف ایک ہی چیز کام کر رہی ہے۔ اور وہ احمدیت کی روح ہے اور میرا یقین ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود صادق تھے۔ اس لئے جو شخص بھی آنجناب کی جماعت میں داخل ہو کر ان کے مشن کو پورا کرے گا۔ وہ انشاءاللہ ضرور کامیاب ہوگا۔ جو لٹریچر میں ہمراہ لایا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ تقسیم کر رہا ہوں۔ کم فرصتی کے باعث دوسرے بھائیوں کو ابھی تک مل بھی نہیں سکا۔ میری کامیابی کے لئے جماعت کے سب احباب خاص طور پر دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ خادمان اسلام کی ایک مضبوط جماعت اس طرف پیدا کر دے۔ آمین۔

کینیا کالونی (مشرقی افریقہ)

برادر عبدالحکیم صاحب لکھتے ہیں کہ لائٹ اخبار کی امداد کے متعلق آپ کا گرامی نامہ دیکھا۔ میرے خیال میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان حالات میں اخبار کی مدد کرے۔ آپ مہربانی کر کے اخبار میرے نام جاری کر دیں۔ سالانہ چندہ ۱۰ شلنگ ارسال خدمت ہوگا۔ چونکہ میں مسلمان ہوں اس لئے مجھے ہر ایک مسلم اور مومن سے خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو دلی ہمدردی و انس ہے۔ لیکن آپ تو حضرت میرے ہر ایک مسلم کے وہ قابل قدر بزرگ ہیں جو اپنی آپ نظیر ہیں۔ آپ سے خدا نے وہ کام لیا ہے جو ان کے بعد کسی شخص کو نصیب نہیں ہوا۔ یعنی قرآن پاک کا ترجمہ انگریزی زبان میں کر کے بلاد یورپ میں تبلیغ اسلام کا دروازہ کھول دیا۔ آپ کا یہ کام ہمیشہ کے لئے قایم و دایم رہیگا اللہ تعالیٰ آپ کو اس مبارک کام کے لئے دین و دنیا میں اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج نصیب کرے۔ اس حیثیت میں آپ ہر ایک مسلمان کے لئے قابل قدر بزرگ ہیں۔ اور سمجھنے والوں کے نزدیک بے شک آپ امیر المومنین ہیں۔ یہاں پر قادیانی جماعت کی بری حالت ہونے کی وجہ سے احمدی جماعت کو بالخصوص بڑی نفرت سے دیکھا جاتا ہے۔

ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ)

برادر اے ڈی قادری صاحب لکھتے ہیں کہ عرصہ سے کوئی خط نہیں ملا۔ موانع بخیر۔ دو ماہ سے اخبار بھی نہیں ملا۔ ۵۰ شلنگ بذریعہ رجسٹری بھیجتا ہوں۔ اس میں سے اخبار کا چندہ دے کر باقی اشاعت اسلام کی مد میں دیدیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صاحبان کو اس مبارک کام میں کامیاب کرے۔

شمالی امریکہ

مسٹر نارس صاحب لکھتے ہیں کہ دو سال ہوئے میں نے ایک قرآن کریم آپ سے منگوایا تھا۔ چند روز ہوئے یہاں کے ایک اخبار نویس دوست نے میری الماری میں اسے دیکھ لیا۔ اور پڑھ کر بجد مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ اسے بھی ایک جلد منگوا دی جائے۔ جس کے لئے میں نے اس سے وعدہ کر لیا۔ میں آپ کو سات ڈالر بیس سنٹ بذریعہ ڈاک خانہ بھیج رہا ہوں جو غالباً اکیس روپے کے برابر ہوں گے۔ مہربانی کر کے ایک جلد قرآن کریم انگریزی اور ایک لاکٹ والا قرآن بھیجدیں۔ اگر کچھ بچ رہے تو اخبار لائٹ میں دیدیں۔ اور اگر یہ روپیہ کم ہو تو مجھے لکھدیں کمی فوراً پوری کر دونگا۔ لیکن قرآن جلد بھیجدیں۔

چند ماہ ہوئے مجھے آپ کا خط ملا تھا۔ جس کے ساتھ سیرت خیر البشر انگریزی اور کچھ احمدیہ لٹریچر تھا جنہیں میں نے نہایت دلچسپی سے پڑھا لیکن کم فرصتی کے باعث جواب نہ دے سکا۔

اگر آپ کا کوئی دوست مجھے عربی میں خط لکھے تو باعث شکر گزاری ہوگا۔ میں عربی کا عالم نہیں کیونکہ میں نے اسے یہاں سیکھا ہے جو مصری وشامی لب ولہجہ پر منحصر ہے۔ اور اغلاط سے پُر ہے اس کی ایک بھاری وجہ یہ بھی ہے کہ میں نے پہلے اسے بولنا سیکھا۔ اور اس کے بعد لکھنا اس کے بعد میں نے قرآن مجید اور عربی الف لیلہ کا مطالعہ کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنا عربی کا علم وسیع کروں۔ اس لئے آپ کسی دوست کو عربی خط لکھنے کی تاکید کر دیں۔

امریکہ کے باشندے اسلام سے بالکل ناواقف ہیں اور جو واقف ہیں۔ انہوں نے اسے اچھی طرح سمجھنے کی کوشش نہیں کی یہاں تک کہ تعلیم یافتہ امریکن لوگوں کا بھی یہ خیال ہے کہ ہر مسلمان کے پاس تلوار ہوتی ہے۔ اور وہ ہزاروں بیویاں رکھتا ہے۔ یہاں بہت سے شامی مصری اور چند ترک نقل مکانی کے ذریعہ آباد ہیں۔ ہمارے شہر کی آبادی دس لاکھ ہے جس میں سے پانچ ہزار شامی ہیں جو عربی بولتے ہیں۔ ان میں سے بمشکل دس فیصدی مسلمان ہیں۔ باقی سب کے سب عیسائی ہیں۔ نیو یارک میں بہت سے مسلمان ہیں اور ایک سیاح شہر کے ایک حصہ میں بہت سی دکانوں اور سٹوروں پر عربی نام دیکھ سکتا ہے۔ نیو یارک سے تین عربی روزانہ اخبارات نکلتے ہیں۔ ایک خالص اسلامی اخبار نیو یارک سے ہفتہ میں تین بار شایع ہوتا ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو اس کی چند کاپیاں بھیجدوں۔

نیونس (شمالی امریکہ)

برادر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے کئی اخبارات میں آپ کی انجمن کی خدمات اسلامی کا حال پڑھا۔ جس سے مجھے دلی خوشی حاصل ہوئی اور دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی آپ کے کام میں ہر ممکن مدد دوں۔ اس لئے مہربانی فرماکر اپنے اخبارات کا ایک ایک نمونہ مجھے بھیجدیں۔ خواہ وہ کسی زبان میں ہوں۔ نیز آپ ان واعظین کے نام تحریر فرمائیں جو مختلف ممالک یورپ میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ اور اپنی کارگزاریوں کی مفصل رپورٹیں بھیجدیں۔

نائیجیریا (مغربی افریقہ)

برادر طامی صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے ایک دوست کے وسیلے سے آپ کا پتہ معلوم ہوا۔ میں نے ابھی حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے۔ اور میری خواہش ہے کہ میں اصول اسلام اور نماز کو صحیح طور پر سیکھ لوں۔ میرا خیال تھا کہ تمام مسلمان ایک ہی طرز پر نماز ادا کرتے ہیں۔ لیکن ایک مصری مسلمان کو نماز ادا کرتے دیکھکر مجھے تعجب ہوا کہ وہ کسی اور طرز پر نماز ادا کر رہا تھا۔ میں نے عربی سیکھنی شروع کر دی ہے اگر آپ اپنی نماز انگریزی کی کتاب مجھے بھیجدیں تو امید ہے وہ زیادہ مفید ہوگی۔ میں ایک چھوٹا سا پمفلٹ آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ اسے پڑھکر اپنی رائے سے مطلع کریں۔ میرا اصل وطن جزیرہ جمیکا ہے۔ اور یہاں عارضی طور پر تجارت کے لئے آیا ہوا ہوں۔ یقین ہے کہ آپ کا لٹریچر میری تسکین کا موجب ہوگا۔

شمالی امریکہ

برادر ڈی۔ ایل۔ بی صاحب لکھتے ہیں کہ میں قریباً چھ ماہ بیمار سے غیر حاضر رہا۔ اس لئے خط نہ لکھ سکا۔ امید ہے آپ معاف فرمائیں گے آجکل بھی بہت مصروفیت ہے۔ اس لئے مفصل نہیں لکھ سکتا۔ تاہم میرا دل ہر وقت آپ کے خیال میں رہتا ہے۔ تبلیغ اسلام کے لئے چند روپے بطور امداد بھیجتا ہوں قبول فرماکر مشکور فرمائیں۔

فلسطین

ڈاکٹر محمد ہادی صاحب بیت المقدس سے لکھتے ہیں ترجمۃ القرآن انگریزی پہنچا۔ جس عالم نے اس کا مطالعہ کیا۔ وہ آپ کی جماعت کے اس نیک کام اور عظیم الشان خدمت اسلام کے کام سے بہت خوش ہوا۔ ترجمہ نہایت صحیح اور معقول ہے۔ سب لوگ آپ کی ہمت کی داد دیتے ہیں۔ کہ کس طرح آپ لوگ رات دن خدمت اسلام کے کاموں میں منہمک ہیں۔ کاش کہ ہم لوگ بھی توفیق پا سکتے۔ کہ آپ کا تتبع کرکے خدمت دین کا کام کر سکتے۔ بہرحال ہم سب کی دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنے مقاصد عالیہ میں کامیاب کرے۔

حقیقت مسیح موعود

(از مولینا فضل کریم خان صاحب درانی امام برلن)

پیشتر اس کے کہ مولانا صاحب کا مضمون درج کیا جائے اس بات کا جتا دینا ضروری ہے کہ انہوں نے یہ مضمون علمی نقطہ نگاہ سے لکھا ہے اور دوسرے احباب کو جو علمی مذاق رکھتے ہیں دعوت دی ہے کہ وہ عالمانہ رنگ میں اس مضمون پر اپنے خیالات کا اظہار کریں نہ کہ ناقدانہ رنگ میں۔ (مدیر)

اس امر پر کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم مسیح موعود نہ تھے میرے دلائل مختصراً یہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ مسیح نہ تھے کیونکہ انہوں نے کبھی مسیح ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ چونکہ آپ کے زمانہ سے کوئی پچاس سال پیشتر سے اور آپ کے زمانہ کے قریباً ایک سو سال بعد تک یہودیوں میں مسیح کے آنے کی توقعات بہت زور پر تھیں (خاصکر ۰۰۰۰ عیسوی میں اور ۱۳۲ء) اور اناجیل اس زمانہ میں لکھی گئیں۔ (یعنی ۷۰ اور ۱۴۰ء میں) اس لئے عیسائیوں نے جس طرح دوسری تعلیمات اپنے میں جذب کریں اسی طرح حضرت عیسےٰ کو بھی مسیح کا خطاب دے دیا۔ گو یہ خطاب اس قدر کمزور طریق پر دیا گیا کہ اناجیل سے آج بھی حضرت عیسےٰ کا دعوی مسیحیت ثابت نہیں ہوتا۔ چونکہ رومی حکومت یہودیوں کو دبانا چاہتی تھی اس لئے ان کی بحث کمزور پڑ گئی۔ اور حضرت عیسےٰ عیسائیوں کے پروپیگنڈا اور یورپین اقوام کی جہالت کی وجہ سے مسیح مشہور ہوگئے۔ فرق صرف اتنا رہا کہ جو کچھ توقعات یہودی لوگ مسیح سے رکھتے تھے عیسائیوں نے بعثت ثانی کے لئے اٹھا رکھیں۔ اناجیل میں حضرت عیسےٰ کی بعثت ثانی کے متعلق جس قدر پیشگوئیاں ہیں میں ان کو محض طفل تسلیاں خیال کرتا ہوں ان میں حقیقت بالکل نہیں۔ میں حضرت عیسےٰ کی بعثت ثانی اور بعثت ثانی کی پیشگوئیوں کا بالکل منکر ہوں۔ یہ محض قصے ہیں جو توہم پرستوں نے بنا رکھے ہیں۔ اب صاف ظاہر ہے کہ جب حضرت عیسےٰ خود مسیح نہیں تو ان کا مثیل کیسے مسیح ہو سکتا ہے۔ (میں لفظ مسیح کو اس کے اصلی تاریخی اصطلاحی معنے میں استعمال کرتا ہوں جو معنے یہودیوں میں مسلم تھے) نہ تو قرآن میں اور نہ احادیث میں مسیحیت کا خیال کہیں ملتا ہے۔ میں نے برلن یونیورسٹی کے ایک یہودی مستشرق کے سامنے بھری جماعت میں یہ دعویٰ کیا تھا۔ اور سب کو ماننا پڑا کہ حدیث قرآن اور اسلامی لٹریچر میں مسیحیت کا خیال موجود نہیں۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کی جرأت رکھتا ہوں کہ مسیحیت کا عقیدہ اسلامی عقیدہ حیات بعد الموت کے خلاف ہے۔ بہرحال قرآن کریم میں اس خیال کا موجود نہ ہونا قابل توجہ ہے۔ دوسری طرف قرآن کریم میں حضرت عیسےٰ کو بار بار المسیح کے نام سے پکارا گیا ہے۔ چونکہ قرآن میں مسیحیت کے خیال کی طرف اشارہ تک نہیں تو ضرور ہے کہ المسیح کے لفظ میں کوئی عقیدہ پوشیدہ نہیں۔ عقائد صاف اور بین طور پر بیان ہوا کرتے ہیں۔ محض ناموں کے پردہ میں نہیں ہوتے۔ چونکہ قرآن میں مسیحیت کا خیال موجود نہیں اس لئے مفسرین نے مختلف توجیہات اس نام کی کی ہیں۔ اگر قرآن کریم میں مسیحیت کا خیال موجود ہوتا تو توجیہ آسان ہوتی۔

چونکہ موجود نہیں توجیہات مختلف ہوئیں۔ کوئی اس کے معنے سیاح کرتا ہے اور کوئی برگزیدہ۔ برگزیدہ تو حضرت عیسےٰ نہیں کہلائے جا سکتے کیونکہ دیگر انبیا پر وہ کوئی خاص فوقیت نہیں رکھتے گویا وجہ امتیاز ندارد ہے۔ سیاح ہونے کا کوئی مستقل ثبوت نہیں اور نہ اس میں کوئی عقیدہ پوشیدہ ہے۔ قرآن کریم میں خود المسیح کا لفظ علم آیا ہے۔ بطور خبر کے نہیں آیا۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا۔ کہ عیسیٰ ابن مریم المسیح ہے۔ محض نام کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اور قرآن کریم میں یہ لفظ صرف اس لئے استعمال ہوا کہ قرآن کے نزول سے پیشتر پانصد سال تک یہ نام حضرت عیسےٰ کے لئے استعمال ہوتا رہا تھا۔ یہاں تک کہ المسیح سے مراد یہودی عقائد کا مسیح نہیں تھا بلکہ وہ ناصری نبی جس کا نام حضرت عیسےٰ تھا یعنی مسیح نام عیسےٰ نام کا مترادف بن گیا تھا۔ پس میں کہتا ہوں کہ قرآن کریم میں المسیح محض بطور اسم علم استعمال ہوا ہے۔ اس میں کوئی عقیدہ پوشیدہ نہیں۔

قرآن کریم میں اس نام کا استعمال اس بات کی شہادت نہیں کہ حضرت عیسےٰ قرآن کی رو سے وہی مسیح تھے جن کے آنے کی توقع یہودیوں کو تھی۔

بحث کے نتائج

مختصراً یہ کہ بعثت مسیح کے متعلق کوئی قابل اعتبار پیشگوئی کسی قابل اعتبار کتاب میں موجود نہیں۔

(۱) پرانے عہدنامہ میں اس کا ذکر بالکل نہیں۔ جن کتابوں میں ذکر ہے وہ نہ یہودیوں میں قابل سند اور نہ عیسائیوں میں قابل اعتبار ہیں اور وہ حضرت عیسےٰ سے بعد کے زمانہ میں تصنیف ہوئیں تھیں۔

(۲) اناجیل سے ثابت ہے کہ حضرت عیسےٰ نے مسیح ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا اور پہلی صدی عیسوی کے پہلے تین چوتھائی حصوں میں یہ لقب حضرت ابن مریم کے لئے استعمال نہیں ہوا۔ یعنی واقعہ صلیب سے کم از کم پچاس سال بعد تک ایسا نہیں ہوا

(۳) بروئے قرآن کریم حضرت عیسےٰ ایک نبی تھے۔ نبوت اور مسیحیت ایک دوسرے کے متضاد چیزیں ہیں۔ اگر وہ نبی تھے تو مسیح نہیں ہو سکتے اور اگر مسیح تھے تو نبی نہیں ہو سکتے۔

(۴) حضرت عیسےٰ مسیح نہیں تھے صرف ان کے پیروؤں نے ان کو مسیح کا خطاب دے دیا۔ قرآن کریم کا نزول اس لقب کے رواج پانے کے پانصدی بعد ہوا۔ اور علم کے طور پر قرآن کریم میں استعمال ہوا ورنہ اس میں کوئی دینی مسائل پوشیدہ نہیں۔

یہ اعتراض کہ اس سے مسئلہ وحی پر اثر پڑتا ہے صحیح نہیں۔ وحی اور الہام کا منشا لوگوں کو علم سکھانا ہوتا ہے۔ اور اس لئے کہ لوگ الہام کا منشا سمجھ لیں یہ ضروری ہے کہ الہام الٰہی میں وہی استعارات محاورات اصطلاحات اور اعلام وغیرہ ہوں جو مخاطب لوگوں میں پہلے ہی سے جاری ہوں۔ الہام کا مقصد اعلےٰ لوگوں کو روحانی حقایق سکھانا ہوتا ہے نہ کہ نئے نام یا تاریخی واقعات۔ ایک نام مسیح مشہور ہے جس کے اصل معنے بھی لوگ بھول چکے ہیں۔ اس کے استعمال سے لوگوں کو سمجھانے میں آسانی ہوتی ہے۔ اور عقائد یا حقائق پر کوئی اثر بھی نہیں پڑتا۔ پس یہ نام استعمال کر لیا گیا۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت عیسےٰ مسیح نہیں تھے۔ اور نہ انہوں نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اگر وہ مسیح ہونے کا دعوےٰ کر دیتے تو ان کی دماغی صحت پر شک کرنے کا امکان ہوتا۔ جیسا کہ آج کل یورپ میں شک کیا جاتا ہے۔

مصلح موعود

اب اس پر ایک سوال یہ پیدا ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب کو ہم کیا کہیں۔ کیا وہ مسیح موعود نہیں تھے۔ میں کہتا ہوں کہ تھے اور ضرور تھے بشرطیکہ اس لفظ مسیح کو محض محاورہ سمجھا جائے۔ حدیث میں ابن مریم کی بعثت کا ذکر ہے۔ مسیح کی بعثت کا نہیں۔ اور ابن مریم بھی محض استعارہ کے رنگ میں ورنہ اصل ابن مریم تو مر چکا معاملہ صاف ہے۔ حضرت نبی کریمؐ نے دیکھا کہ امت مسلمہ پر ایک سخت وقت آنے والا ہے۔ اور یہ سختی عیسائیوں کی طرف سے ہوگی اور چونکہ عیسائیت حضرت عیسےٰ کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے اور جھوٹے مسیحیت کے دعوے کرتی ہے۔ اس لئے اس مسیحی فتنے کا نام مسیح الدجال رکھا گیا۔ ضروری تھا کہ اس فتنہ کی روک تھام کے لئے ایک انسان کھڑا ہو۔ اسلام میں مجدد ہر صدی کے سر پر آتے ہیں ان میں سے ایک مجدد کا فرض تھا کہ وہ اس مسیحی فتنہ کا مقابلہ کرے اس مناسبت سے اس مجدد خصوصی کا نام ابن مریم رکھا گیا۔ اور چونکہ ابن مریم کا نام ایک دفعہ مسیح مشہور ہو چکا ہے اس لئے مثیل ابن مریم موعود کے لمبے جملے کے بجائے سیدھا مسیح موعود کہہ دیا جاتا ہے اور بقول۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

الغرض حضرت مرزا صاحب مرحوم ومغفور مجدد ہیں جن کی بعثت کی غرض یہ ہے۔ یعنی جن کے سپرد یہ کام ہے کہ عیسائیوں کے فتنے کا مقابلہ کریں۔ اور اس نسبت سے انہیں ابن مریم کہو یا مسیح موعود کہو۔ یا جو جی چاہے کہو۔ بات صرف اتنی ہے کہ حضرت صاحب مجدد تھے اور مجدد ہوا کرتے ہیں۔ ہر ایک مجدد کے سامنے ایک خاص کام ہوا کرتا ہے۔ اس کے زمانہ کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس چودھویں صدی کے مجدد کے سپرد یہ کام ہوا کہ مسیحی فتنہ کا مقابلہ کرے۔ صرف اتنی بات ہے۔ اور کس قدر چھوٹی سی بات ہے لیکن بڑتا ہے تو اس لئے کہ لفظ مسیح کو ایک ہوا بنا لیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ہم حضرت صاحب کو مسیح موعود کہہ کر پکارتے ہیں۔

توحقیقت میں ہمارا منشا مصلح موعود ہوتا ہے یعنی وہ خاص مصلح مامور جس کا وعدہ حضرت نبی کریم نے فرمایا۔ اور جس کے متعلق عیسوی فتنہ کا مقابلہ تھا۔

جماعت احمدیہ کی ترقی کی ضرورت

پس ہر ایک شخص جو مرزا صاحب کو مجدد مانتا ہے اور موجودہ زمانہ کے حالات کو دیکھ کر ہمارے مقاصد کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہے اور ہمارے کام میں ہر طرح سے مدد کرتا ہے۔ میرے نزدیک وہ احمدی ہے۔ واقعہ میں وہ احمدی نہیں۔ اس لئے کہ وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں۔ ایسے لوگوں کو جماعت میں شامل کر لینا چاہیئے جو آج سست ہیں کل مضبوط ہو جائیں گے۔ اور تمام قوت کے ساتھ خدمت و اشاعت اسلام کے کام میں لگ جائیں گے۔ لیکن ان میں اشاعت اسلام کے واسطے اس قسم کا مضبوط جذبہ تب ہی پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری جماعت میں شامل ہو جائیں۔ ایک منظم جماعت میں شامل ہونا بہت اخلاقی اور روحانی قوت کا موجب ہوا کرتا ہے۔ پس تمام ان لوگوں کو جو حضرت صاحب کو مجدد مانتے ہیں جماعت میں شامل کر لینا چاہیئے۔ فی زمانہ مجددیت کے معنے ہی وہ ہیں جو مسیح موعود کے لفظ میں مضمر ہیں۔ محض ایک لفظی نزاع ہے۔ یہ لفظی نزاع دور ہونی چاہیئے محض ایک لفظ بنائے فساد بنا ہوا ہے۔ اس لفظ کی تشریح ہونی چاہیئے اور لوگوں کا راستہ جو اس جماعت میں شامل ہونا چاہتے ہیں آسان کر دینا چاہیئے۔ مشکل نہیں بنانا چاہیئے۔ اسلام کی حالت آج بہت نازک ہو رہی ہے۔ ضرورت ہے کہ تمام مسلمان باہم مل کر مدافعت کریں۔ احمدیہ جماعت لاہور نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دیا ہے۔ بہت لوگ جو احمدیہ جماعت میں شامل نہیں انجمن کے کام کی تعریف کرتے ہیں۔ لیکن بہت کم ہیں جو عملی امداد کرتے ہیں اسلام کی حالت مسلمانوں کے باہمی اتفاق کی متقاضی ہے۔ چونکہ ہماری جماعت اس کام کو سب سے بہتر کرتی ہے۔ اور کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ احمدیہ جماعت کے حلقہ اثر کو بڑھایا جائے۔ اور جماعت کی تعداد میں اضافہ ہو۔ اس اضافہ کے رستے میں کونسی رکاوٹیں ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو عقائد میں کچھ بھی اختلاف نہیں۔ تنگ دل جاہل ملاؤں کا میں ذکر نہیں کرتا۔ میں ایک سادہ معمولی تعلیم یافتہ مسلمان کا ذکر کرتا ہوں۔ دنیا میں ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان موجود ہیں جو وہی اصول رکھتے ہیں جو ہماری جماعت رکھتی ہے۔ ان میں سے ہزاروں نہیں لاکھوں ہیں جو اسلام کا درد رکھتے ہیں۔ لیکن چونکہ اکیلے اکیلے ہیں کسی خادم اسلام جماعت سے ان کا تعلق نہیں اس لئے بے کس اور بے بس ہیں۔ وہ ہماری جماعت میں شامل ہونے سے گھبراتے ہیں۔ ایک عادت کی وجہ سے دوسرے بعض الفاظ ان کو پریشان کرتے ہیں۔ جن کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ ایسے الفاظ کی حقیقت کا اظہار ان کے سامنے کھلے الفاظ میں کر دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ جلد سمجھ سکیں۔

احباب جہلم کے عطیات

جہلم سے مندرجہ ذیل رقوم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو موصول ہوئی ہیں۔ اس امداد کے لئے معطیوں کا اور وصول کنندگان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جزاھم اللہ احسن الجزا

(سید محمد حسین فنانشل سکرٹری)

نام معطی	مد چندہ	رقم
میاں محمود دین صاحب	لائٹ اخبار	سے ر
بابو محمد عالم صاحب	زکوۃ	ما ر
چودھری فیروز دین صاحب	اشاعت اسلام	۵ ر
بابو محمد انور صاحب کلرک		عہ ر
میاں محکم دین صاحب	زکوۃ	صہ ر
نا معلوم الاسم	اشاعت اسلام	للعہ ر
چودھری فضل احمد صاحب	لائٹ	صہ ر
نا معلوم الاسم	زکوۃ	عہ ر
چودھری مہر دین صاحب	اشاعت اسلام	عـ۵ ر
منشی عطا محمد صاحب ٹھیکیدار	زکوۃ	۵ ر
شیخ محمد شفیع صاحب وکیل	زکوۃ	۵ ر
شیخ غلام محی الدین صاحب	زکوۃ	۵ ر

ہندوؤں کا بے تاج بادشاہ

جس کی گرفت مسلمانوں پر مضبوط ہو رہی ہے

جناب مولانا عبداللہ صاحب منہاس مرسلہ

لالہ لاجپت رائے نے پنڈت مدن موہن مالوی کو ہندوؤں کا بے تاج بادشاہ قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو ٹریبون ۲۶ جنوری ۱۹۲۷ء) پنڈت جی کے اس استحقاق کے وجوہ ہم سب کو معلوم ہیں پنڈت جی کے دل کی گہرائیوں میں ہندو مذہب اور ہندو قوم کی انتہائی محبت کا جذبہ موجود ہے۔ وہ ان ہندوؤں میں ہیں جن کا طغرائے امتیاز "ہندوستان ہندوؤں کے لئے" ہے۔ ان کی حب قومی اگر مصلحت اسے مجبور نہ کرے ہندوستان میں ہندوؤں کے سوا کسی اور کی حکومت گوارا نہیں رکھتی۔ پنڈت جی کی زندگی ایک ایسی ہندو قوم کے تیار کرنے میں گزری ہے جس کی طاقت عظمت اور دولت و ثروت کی مثال کوئی اور قوم پیش نہ کر سکے۔ ان کی تمام سرگرمیوں تمام اولوالعزمیوں اور حوصلہ مندیوں کا مآل کار ہندو قوم کا انتہائی عروج و صعود ہے۔ اس لئے اگر ان کو گاندھی جی کا دور ختم ہونے کے بعد ہندوؤں کا بے تاج بادشاہ تسلیم کر لیا جائے تو اس کی مناسبت اور موزونیت میں کسی کو کیا کلام ہو سکتا ہے۔

ہندوستان کا بے تاج بادشاہ بننے کی آرزو!

لیکن پنڈت جی کا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو "ہندوؤں" کا نہیں بلکہ "ہندوستان کا بے تاج بادشاہ" تسلیم کر لیا جائے ان کی یہ خواہش قدرتی ہے جناب گاندھی جو دنیا پیدا کرنا چاہتے تھے وہ کتم عدم سے وجود میں نہیں آئی۔ وہ اپنے مقصد میں ناکامیاب رہے ہندوستان کی رہنمائی کی جگہ خالی پڑی ہے۔ اور ہندوؤں کے بے تاج بادشاہ کی آرزو کو غیر قدرتی نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ تمام ہند کا والی اور رہنما بن جائے اس کے نزدیک اس مدعا کے لئے صرف ایک قدم بڑھانے کی ضرورت تھی۔ وہ قدم بڑھایا جا چکا ہے اور حضرت مولانا ابوالکلام آزاد۔ جناب مولانا محمد علی جناب مولانا شوکت علی اور دیگر رہنمایان اسلام کا ان کی ہمنوائی اختیار کر لینا لازمی طور پر یہ اہمیت اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ اگر پہلے جناب گاندھی کی فرمانروائی کو تسلیم کرتے تھے تو اب وہ جناب مالوی کی حکومت کو مانتے ہیں

بے تاج بادشاہ کی ایک غلطی!

لالہ لاجپت رائے نے بے تاج بادشاہ کی ایک غلطی واضح کی ہے اس توضیح میں مسلمانوں کے لئے ایک درس عبرت موجود ہے اگر وہ چشم بینا رکھتے ہیں۔ غلطی یہ ہے کہ ۱۹۲۶ء میں جب سوراجیوں کے گروہ نے منتخب ہو جانے کے بعد کونسلوں سے روٹھ جانے کی پالیسی اختیار کی تھی تو پنڈت صاحب اس وقت اس روٹھ جانے کو اپنی قوم کے لئے مضر خیال فرماتے تھے۔ اور حالانکہ وہ اپنے عقیدتمند رائے دہندگان سے یہ وعدہ بھی کر چکے تھے کہ وہ روٹھنے کے بجائے اسمبلی میں جا کر تعاون سے کام کریں گے۔ آج ۱۹۲۷ء میں انہوں نے کانگرس کی قرارداد کے ماتحت اس پالیسی کی زبردست حمایت کی ہے۔ اور اس غلطی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہندو قوم کو ایک مصیبت عظمیٰ سے دوچار ہونا پڑا ہے

ہندوؤں کے لئے مصیبت عظمیٰ

اس مصیبت عظمیٰ کی تفصیل سنئے۔ قوم پسند ہندو لالہ صاحب کے قول کے مطابق اس بات کا عہد کر چکے ہیں کہ وہ "قومی" زبان (ہندی) اور "قومی" رسم خط (دیوناگری) کی حمایت پر کمربستہ رہیں گے۔ اگرچہ پنجاب اور صوبہ سرحدی میں اردو کے بجائے ہندی اور دیوناگری کی ترویج کے لئے مجاہدہ نہیں کرتے اور ہندو مسلم اتحاد اور ان ہر دو صوبوں کی اکثریت کے پاس خاطر سے "ایثار" سے کام لے رہے ہیں تو بہار و اڑیسہ میں اردو کے عدالتی زبان تسلیم کئے جانے کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ بایں ہمہ ہندو کانگرسیوں کے کونسل سے روٹھ کر چلے جانے کا یہ ثمر نکلا ہے کہ وہاں اردو کو عدالتی زبان کا درجہ دے دیا گیا۔ اور یہ ایک ایسی سنگین غلطی ہے جس کے لئے لالہ صاحب "ہندوؤں کے بے تاج بادشاہ" کو کسی صورت میں معاف نہیں کر سکتے۔ یہ غلطی جس پالیسی کا نتیجہ ہے وہ لالہ صاحب کی رائے عالی میں ہندوؤں کے لئے بالخصوص تباہی خیز ہے۔ اور اس کا ایک تازہ ثبوت بہار و اڑیسہ کا یہ تازہ واقعہ ہے کہ وہاں اردو کو جسے مسلمانوں سے خاص نسبت ہے عدالتی زبان مان لیا گیا۔

مسلمانوں کے لئے درس عبرت

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ جب ہندو دماغ اردو زبان کی ہر دلعزیزی اور عالمگیری کو نظر انداز کر کے محض اتنی سی بات پر اس کو رائج الوقت زبانوں کی صف سے محو کر دینا چاہتے ہیں کہ اس نے پیروان اسلام کی آغوش میں پرورش پائی ہے اگرچہ اس کی رگوں میں ہندو خون دوڑ رہا ہے تو کیا وہ اس کو گوارا کرے گا کہ زمانہ مستقبل میں ان کے مخصوص اسلامی حقوق و فوائد کو تسلیم کر لیا جائے اور ان کو اسی احترام و وقعت کی نظر سے دیکھا جائے جس کے وہ حقیقت میں مستحق ہیں

لالہ صاحب کا ہندو دماغ یہ دیکھ کر تلملا اٹھا ہے کہ بہار و اڑیسہ میں اردو کو عدالتی زبان قرار دے دیا گیا ہے۔ اور وہ مطالبہ کرتا ہے کہ جب اس صوبہ کے ۱۲ فیصدی مسلمان اردو کو یہ رتبہ دلا سکتے ہیں۔ تو صوبہ پنجاب کے ہندو اور سکھ جن کی آبادی اس صوبہ میں ۴۷ فیصدی ہے کیوں ہندی اور دیوناگری کے لئے ایجیٹیشن نہ کریں۔ اور مسلمان اس کو کیوں منظور نہ کریں؟

سراب پر چشمہ رواں کا دھوکہ

حال میں کانگرس کے پلیٹ فارم سے جو اخوت و موانست کے چشمے ابلے ہیں۔ ان کی حقیقت کا اندازہ اسی ایک واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ جو لوگ آپ کو مستقبل کی حکومت میں برابر کا شریک کرنے کا وعدہ دلاتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنی پوزیشن سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹنا چاہتے وہ اپنے انتخاب جداگانہ کو پسند نہیں کرتے۔ وہ سندھ کی علیحدگی اور صوبہ سرحد میں اصلاحات کے نفاذ پر مصلحتاً رضامند ہو گئے۔ مگر یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ مسئلہ ملازمت پر وہ غور ہی نہیں کرنا چاہتے۔ حالانکہ اگر کل کو مزید اختیارات مل گئے تو ان سے وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے جن کو آج کل سرکاری محاکم و دفاتر میں اکثریت نصیب ہے۔ اردو سے یہ ستم ظریف برابر فائدہ اٹھا رہے ہیں مگر ان کا دل یہ چاہتا ہے کہ یہ زبان قصہ ماضی بن جائے۔ جب ان کے عمل کی یہ کیفیت ہے تو آپ کو ان کے ایفائے عہد کا گمان کیوں ہے کیا یہ آپ کی سادہ دلی کی دلیل نہیں ہے کہ آپ اپنے اہل وطن "سبز باغ" کو "چمنستان بہار" اور ان کے "سراب" کو آپ مصفے و شیریں کا چشمہ رواں تصور کر رہے ہیں؟

کمزور اور غیر منظم جماعت

لالہ صاحب فرماتے ہیں کہ "ایک کمزور اور غیر منظم جماعت بجائے خود ایک لعنت ہے۔ ایسی قوم ہر شخص کے وہم اور تلون کا نشانہ بنی رہتی ہے۔ وہ نہ تو کسی مخصوص پالیسی کو نافذ کرنے کی قدرت رکھتی ہے۔ اور نہ اپنے فوائد کی حفاظت کر سکتی ہے۔ قوانین فطرت قطعاً ناقابل تغیر ہیں۔ اور وہ بے بس مخلوق۔ جماعتوں یا قوموں کا کوئی لحاظ نہیں کرتے۔"

یہ الفاظ لالہ صاحب نے ہندو قوم پر منطبق کئے ہیں اور بتایا ہے کہ اس لحاظ سے ہندوؤں کا مستقبل نہایت تاریک اور اندوہگیں نظر آتا ہے۔ ان کے نزدیک بہار و اڑیسہ میں اردو کا عدالتی زبان تسلیم کر لیا جانا اس انتہا کی ابتدا ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ الفاظ ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں پر صادق آتے ہیں۔

فریب کاریوں کا طلسم

مسلمان کمزور اور غیر منظم ہیں۔ اس لئے جو جماعت جب چاہتی ہے اپنی مرضی سے ان کو رد کر دیتی ہے۔ یا قبول کر لیتی ہے۔ وہ ایک کھلونا ہیں موم کی ناک ہیں۔ وہ کبھی کسی کے دل بہلاؤ کا سامان ہیں۔ کبھی کسی کا آلہ مطلب برآری ہیں۔ اور جب ضرورت نہ ہو تو ان کو ردی اشیاء کے گودام میں پھینک دیا جاتا ہے۔ یہ ان کی کمزوری اور بدنظمی کی ایک روشن دلیل ہے۔ کہ اگر وہ کل گاندھی مہاراج کے پاؤں چوم رہے تھے تو آج مالوی جی کے آگے سجدہ ریز ہیں۔

کل اگر ان کی غلامانہ ذہنیت نے گاندھی جی کو ہندوستان کا بے تاج بادشاہ تسلیم کیا تھا تو آج "ہندوؤں کا بے تاج بادشاہ" اور ہندو دنیا کی سب سے بڑی شخصیت (جیسا کہ لالہ لاجپت رائے نے ان کی صفت کہا ہے) ان سے خراج اطاعت وصول کر رہی ہے۔ ان حالات میں ہم کو لالہ جی کے الفاظ میں مسلمانوں کا مستقبل نہایت تاریک اور اندوہگیں نظر آ رہا ہے۔ اور جو لوگ اس حقیقت سے آشنا ہو چکے ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ اپنے حجروں سے باہر نکلیں اور ان فریب کاریوں کے طلسم کو توڑ دیں جن کا شکار سادہ لوح مسلمانوں کو بنایا جا رہا ہے۔

ناظرین خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں اور پتہ صاف اور خوشخط لکھا کریں۔ (منیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۶　۱۵ شعبان المعظم ۱۳۴۶ھ　نمبر ۶

فرقہ بندی اور جماعت احمدیہ

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

ولاتکونوا من المشرکین ہ من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا۔ کل حزب بما لدیھم فرحون (الروم ۳۱-۳۲) اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ ہو گئے ہر ایک گروہ اسی پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔ **ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شئ** (الانعام ۱۶) جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ ہو گئے، ان سے تیرا کوئی تعلق نہیں۔

فرقہ بندی کے مضرات کا احساس

آج دنیا کی ہر ایک قوم فرقہ بندی کے نقصانات کو محسوس کر کے اس حالت سے نکلنے کی کوشش کر رہی ہے۔ عیسائی جن کے اندر اصولی اختلاف موجود ہے۔ اور ان کے کوئی سے دو فرقے اپنے مذہب کے اصول پر متحد نہیں آج یہاں تک اس فرقہ بندی سے تنگ آئے ہیں کہ عیسائیت سے بیزار کرنے والی وجوہ میں سے یہ ایک بڑی بھاری وجہ ہو گئی ہے۔ اور وہ آئندہ اگر کوئی اور مذہب اختیار کریں گے تو اس مذہب کو اختیار کریں گے جو فرقہ بندی سے آزاد ہو۔ ہندو جن کا نہ سب کا ایک خدا نہ سب کا ایک رسول نہ سب کی ایک الہامی کتاب ہے۔ وہ بھی آج فرقہ بندی کی بلا سے آزاد ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ بلکہ فرقہ بندی سے آزاد ہو کر ایک نیا اتحاد بنا رہے ہیں۔ جس کی بنا آپس میں محبت نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کا بغض ہے۔ یہی ان کی سنگھٹن ہے لیکن مسلمان جو سب سے بڑھ کر فرقہ بندی کے نقصان سے تباہ ہوئے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ ایک یہی قوم ہے جس کو اب تک یہ احساس نہیں کہ ان کی فرقہ بندی نے اسلام کو کس قدر کمزور کر دیا ہے۔ وہ مسلمان جن کا خدا ایک۔ جن کی کتاب ایک جن کا رسول ایک۔ جن کی نماز ایک روزے ایک۔ زکوٰۃ ایک۔ حج ایک۔ کلمہ ایک۔ قبلہ ایک۔ افسوس ہے کہ اگر اتحاد نہیں کر سکتے تو وہی نہیں کر سکتے۔

قرآن کریم کا فرقہ بندی سے روکنا

دنیا کی مذہبی کتابوں میں قرآن شریف ہی ایک کتاب ہے جس نے فرقہ بندی سے صریح الفاظ میں روکا ہے۔ جیسا کہ آیات مندرجہ عنوان سے ظاہر ہے۔ بلکہ فرقہ بندی کو اس قدر برے رنگ میں دکھایا ہے کہ ایک جگہ تو یہ فرمایا کہ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے اور گروہ گروہ بن جانے والے لوگ مشرک ہیں۔ پس مسلمانوں کو جو ایک خدا کے پرستار ہیں اور جن کو **اقم وجھک للدین حنیفا** کا حکم ہے۔ نہ چاہیئے کہ وہ مشرکوں میں سے ہو جائیں۔ یعنی گروہ گروہ ہو کر دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور دوسری آیت میں فرمایا کہ ایسے لوگ جو دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیتے اور گروہ گروہ بن جاتے ہیں ان سے اے رسول تیرا کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ انہیں تجھ سے کچھ نسبت ہے۔ ظاہر ہے کہ اس آیت میں مسلمانوں ہی کا ذکر بطور پیشگوئی ہے۔ عیسائی اور یہود تو کوئی نسبت رسول اللہ صلعم سے قائم نہیں کرتے جو انہیں یہ کہنے کی ضرورت ہوتی کہ انہیں آپ سے کوئی نسبت نہیں۔ نسبت کی نفی کی ضرورت اسی حالت میں ہے جب ایک قوم اپنی نسبت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قائم کر رہی ہو۔ انہیں صاف الفاظ میں بتا دیا کہ اگر دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو گے تو محمد رسول اللہ صلعم سے بھی تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ پس فرقہ بندی بروئے قرآن شریف وہ چیز ہے جو مشرکوں میں سے بنا دیتی ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت رہنے نہیں دیتی۔

فرقہ بندی اور اختلاف

فرقہ بندی سے کیا مراد ہے۔ قرآن کریم نے اس کے لئے لفظ اختیار فرمائے ہیں۔ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ اور گروہ گروہ بن جانا۔ ان الفاظ کا مفہوم تو ظاہر ہے۔ لیکن بعض دلوں میں ایک غلط خیال جاگزیں ہے۔ اسے دور کرنا بھی ضروری ہے۔ اس حکم کا یہ منشا نہ تھا اور نہ ہو سکتا ہے کہ ایک اتنی بڑی قوم کے اندر جو روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہے اختلاف رائے کا ہونا لازمی تھا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اختلاف امت کو رحمت فرمایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف میں بھی امت کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ کیونکہ اختلاف اظہار رائے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اظہار رائے سے انسان کے قوائے عقلی و ذہنی منجھتے اور ترقی کرتے ہیں۔ اسلام میں اتحاد کی بڑا زبردست موجود ہے۔ اور وہ اتحاد اصول دین پر ہے۔ مگر اس میں اختلاف کے لئے بھی اس قدر وسعت ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں۔ فرقہ بندی اور اختلاف دونوں ایک چیز نہیں۔ فرقہ بندی ایک لعنت ہے اور اختلاف ایک رحمت ہے۔ مسائل پر اختلاف خود صحابہ رضی اللہ عنہم کے اندر موجود تھا۔ حالانکہ ان کے سامنے قرآن شریف نازل ہوا۔ انہوں نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا اور آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ براہ راست ان کے کانوں تک پہنچے۔

فرقہ بندی کیا چیز ہے

فرقہ بندی اسلام میں خوارج کے وجود سے پیدا ہوئی۔ جیسا کہ روایات میں صاف طور پر ان کے متعلق آیا ہے۔ **شقوا عصا المسلمین** انہوں نے مسلمانوں کی جمعیت کو توڑ دیا۔ کیوں؟ اس لئے نہیں کہ انہیں بعض مسائل میں صحابہ سے اختلاف تھا۔ کیونکہ اختلافات تو صحابہ میں بھی موجود تھے۔ بلکہ اس لئے کہ انہوں نے ہی مسلمانوں میں تکفیر کی ابتدا کی اس وقت حضرت علی اور حضرت معاویہ کی جنگ تھی۔ اور خوارج اصل میں حضرت علی کے طرفدار تھے۔ مگر ان کا مطالبہ یہ تھا کہ حضرت علی حضرت معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیں۔ حضرت علی نے اس سے انکار کیا اور صاف فرمایا کہ **اخواننا بغوا علینا لا نکفرھم ولا نفسقھم** وہ بھی ہمارے بھائی مسلمان ہیں جنھوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ ہم ان کو کافر اور فاسق قرار نہیں دیتے۔ قرآن کریم کی آیات متذکرہ عنوان پر غور کیا جائے تو ان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں دو باتوں سے روکا ہے۔ دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا اور گروہ گروہ بن جانا۔ اور یہ دونوں باتیں تکفیر سے پیدا ہوتی ہیں۔ ہر گروہ جو دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ خواہ وہ بڑا ہو اور اپنے کو سواد اعظم کہے۔ مگر فی الحقیقت جب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے والوں کی تکفیر اس نے کی تو ایک امت مسلمین کے گروہ گروہ بنا دیئے۔ اور جو حیثیت سب مسلمانوں کے ایک ہونے کی تھی۔ اسے باقی نہیں رہنے دیا۔ اور دین یوں ٹکڑے ٹکڑے ہوا کہ اصل دین ان چند مسائل کو سمجھ لیا گیا جن میں ایک گروہ کا دوسرے سے اختلاف ہے۔ اور اصول دین کی کوئی پروا باقی نہیں رہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ساری بحث ان چند فروعی مسائل پر صرف ہو جاتی ہے۔ اور ان چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں اس قدر انہماک ہوتا ہے کہ اصل دین برباد بھی ہو رہا ہو تو اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔ بس فرقہ بندی کی بنیاد تکفیر مسلمین پر ہے اور اس کا ظاہر نشان قوم میں یہ پیدا ہو جاتا ہے کہ آپس کے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں پڑ کر قوم کی قوت اور استحکام کا کام کرنے کی اہلیت جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ وہ قوت جو دین یا قوم کی ترقی پر صرف ہونی چاہیئے تھی ایک دوسرے کی بربادی کی فکر میں صرف ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم نے جب ایک عظیم الشان اسلامی برادری کی بنیاد رکھی اور **انما المومنون اخوۃ** ارشاد فرمایا تو اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کے اختلافات کو نظر انداز نہیں کیا۔ بلکہ عین اسی موقعہ پر یہ بھی فرما دیا **ان طائفتان من المومنین اقتتلوا** اگر مومنوں کے دو گروہوں کا یہاں تک بھی اختلاف ہو کہ وہ ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگیں اور باوجود ایک دوسرے سے جنگ کرنے کے دونوں کو مومن بھی فرمایا۔ یہی وہ سبق ہے جس کو مسلمانوں نے بھلا دیا۔ مسلمانوں میں دوسرے مذاہب کے ساتھ جس قدر رواداری کی تعلیم ہے۔ اس سے بڑھ کر اپنے اندر رواداری کا حکم تھا۔ کہ ہم ایک دوسرے کے اختلاف رائے کو برداشت کرنا اور اس کے خیالات کی عزت کرنا سیکھیں۔ اور ہماری موجودہ حالت یہ ہے کہ جہاں کسی نے اختلاف رائے کیا فوراً اسے کافر بے ایمان قرار دے کر ہر قسم کا دکھ پہنچانا اور تکلیف دینا ثواب کا کام سمجھ لیا گیا اسلام کے لئے مصیبت یہ نہیں کہ اس میں ایک دوسرے سے اختلاف رائے رکھنے والے پیدا ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ اسلام کی ترقی کے لازمی سامانوں میں سے ایک سامان ہے۔ بلکہ مصیبت یہ ہے کہ اختلاف رائے کی برداشت مسلمانوں میں نہیں رہی۔ حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کس قدر فراخدلی سے ایک دوسرے کی اختلاف رائے کو برداشت کرتے تھے۔ اب بالفرض ایک شخص بعض مسائل میں دوسرے سے اختلاف رائے کرتا ہے۔ اور کچھ لوگ ایک کی رائے کو پسند کرتے ہیں اور کچھ دوسرے کی رائے کو۔ اور یوں یہ دو جماعتیں بن جاتی ہیں تو یہ فرقہ بندی نہیں ہے بلکہ فرقہ بندی اس وقت شروع ہوتی ہے۔ جب اپنے بھائی کو اختلاف رائے کی وجہ سے کافر بنا دیا جاتا ہے۔ اور اسے گردن زدنی قرار دے کر ہر طرح کا نقصان پہنچانا ثواب سمجھا جاتا ہے۔ فرقہ بندی کا ارتکاب اس سے نہیں ہوتا کہ ایک شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھتا ہوا۔ قرآن کریم کو خدا کا کلام یقین کرتا ہوا مسلمانوں کے بعض خیالات کو یا بعض رسوم و رواجات کو خلاف قرآن و حدیث سمجھے اور سمجھے کیونکہ اس طرح تو مسلمانوں کی اصلاح کا دائرہ ہی ہمیشہ کے لئے بند ہو گا بلکہ فرقہ بندی اس چیز کا نام ہے کہ جہاں کسی نے اختلاف رائے کا اظہار کیا تو جھٹ اسے کافر اور بے ایمان قرار دے کر ساری ہمت کو اسی کی بربادی پر صرف کر دیا۔ مسلمانوں کے اختلافات اس دن **اختلاف امتی رحمۃ** کے مصداق ہو جائیں گے جس دن ان کے اندر سے تکفیر کی لعنت دور ہو گی۔ اور ان کی ہمت ایک دوسرے کی تباہی پر صرف ہونے کے بجائے اسلام کو اپنے دشمنوں سے بچانے پر صرف ہو گی۔ جب تک وہ ایک دوسرے کو کافر ٹھیرا کر اپنی ہی بربادی پر تلے ہوئے ہیں۔ اس وقت تک وہ اسلام کو اپنے دشمنوں سے کبھی نہیں بچا سکتے۔ یہاں تو دن رات فرضی کافروں کو مٹانے کی فکر ہے اور ادھر حقیقی کافر اسلام کو کھائے جاتے ہیں۔ اس بیماری نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ جب مسلمانوں میں کہیں ملکی معاملات میں اختلاف ہوتا ہے اور سیاسی طور پر ایک فریق دوسرے فریق کی رائے سے اختلاف کرتا ہے تو وہاں بھی سارا زور ان مسلمانوں کو بدنام کرنے اور ان کے طرح طرح کے نام رکھنے اور ان کو ہر قسم کا نقصان پہنچانے میں صرف ہوتا ہے۔ اور اسے خدمت اسلام کا کام سمجھا جاتا ہے۔ ایک شخص جسے کل تک ہم سر پر اٹھاتے تھے آج اسے پیروں کے نیچے روند کر خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اس نے سیاسی طور پر ہمارے ساتھ اختلاف رائے کیوں کیا؟

اہل حدیث

غرض اسلام کے اندر کسی اصلاح کے لئے کسی شخص یا گروہ کا کھڑا ہونا فرقہ بندی نہیں اور نہ یہ فرقہ بندی ہے کہ کچھ لوگ اس کے ساتھ ہو کر اس اصلاح کے کام میں اس کے معاون ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی زندگی کا مقصد اس بات کو قرار دے لیتے ہیں کہ وہ اس اصلاح کے کام کو تکمیل تک پہنچائیں گے۔ اور نہ یہ فرقہ بندی ہے کہ وہ جماعت ایک خاص نام سے موسوم ہو جاتی ہے یا خود اپنے لئے کوئی نام تجویز کر لیتی ہے۔ مثال کے طور پر میں اہل حدیث کی جماعت کو لیتا ہوں جنھیں عام لوگ وہابی کہتے ہیں۔ ابتداءً اس جماعت کا مسلمانوں کی اصلاح کے ایک کام کو ہاتھ میں لے کر کھڑا ہونا فرقہ بندی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس کے یوں کھڑا ہونے سے اسلام کو نقصان نہیں بلکہ یقیناً فائدہ پہنچا۔ اور مسلمانوں کے اندر ایک نئی زندگی اس جماعت کے وجود سے پیدا ہوئی۔ کئی قسم کی غلامیوں سے اس جماعت نے مسلمانوں کو پاک کیا۔ البتہ یہ میں ضرور کہوں گا کہ اس کی بعد کی حالت پر فرقہ بندی کا نام زیادہ چسپاں ہوتا ہے۔ کیونکہ اس اصلاحی کام کو چھوڑ کر وہ انہی چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں پڑ گئی اور سارا زور آمین اور رفع یدین کے جھگڑوں پر اور دوسروں کو مشرک اور بے ایمان بنانے پر صرف ہونے لگا۔ اور اس کی آخری حالت اب یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اہل حدیث کا گروہ آپس میں اسی قسم کے بے معنی جھگڑوں پر اتر آیا ہے جن کی پہلے ہی مسلمانوں میں کثرت تھی۔ ایک ادنےٰ اختلاف رائے پر۔ قرآن شریف کی ایک آیت کو ایک یا دوسری طرح پر تفسیر کرنے پر۔ ان میں ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگ رہے ہیں۔ اور خدمت اسلام کے کام کی طرف سے توجہ ہٹ کر فروعی مسائل پر ساری توجہ صرف ہونے لگی ہے۔

جماعت احمدیہ

اسی طرح جو لوگ جماعت احمدیہ کو اسلام کے فرقوں میں ایک فرقہ کا اضافہ قرار دیتے ہیں وہ بھی اسی اصولی غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہاں جماعت احمدیہ کا اگر کوئی امتیاز عام علماء سے نظر آتا ہے

تو وہ ابتدا سے ایک ہے۔ یعنی یہ کہ شروع ہی سے آپ کی طبیعت کا رجحان فروعی مسائل کے جھگڑوں کی طرف نہیں ہوا۔ حالانکہ اس زمانہ میں جب آپ نے مذہبی میدان میں قدم رکھا مسلمان آپس کے اندر نہایت ہی چھوٹے چھوٹے جھگڑوں پر لڑ مر رہے تھے۔ اور علماء کا سوائے اس کے کچھ شغل نہ تھا کہ ادنےٰ ادنےٰ باتوں پر ایک دوسرے کی تکفیر کریں۔ مگر آپ کا قدم ابتدا ہی سے ان تمام جھگڑوں سے بلند رہا۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی آپ نے اس کے اندر داخل ہونا پسند نہیں کیا۔ عین جوانی میں جو جوش جذبات کا وقت ہوتا ہے۔ آپ اگر کسی کام میں مصروف نظر آتے ہیں تو وہ عیسائیت کی تردید ہے جو اس وقت مسلمانوں کو کھائے جا رہی تھی۔ اس کے بعد آریہ سماج کا ظہور ہوا تو آپ کی توجہ اس طرف بھی ہوئی اور آریہ سماج کی پرزور تردید کی۔ الغرض ابتدا ہی سے بجائے اس کے کہ آپ مسلمانوں کے اندرونی جھگڑوں میں جو چھوٹے چھوٹے مسائل پر باہم ہو رہے تھے کوئی حصہ لیتے۔ آپ کی توجہ خود اسلام کی حفاظت اور اشاعت کی طرف رہی۔ آپ کا دامن فرقہ بندیوں کی نکمی بحثوں سے جنھوں نے مسلمانوں کو خود تھکا کر رکھا تھا۔ بالکل پاک رہا۔ اور میدان مذہب میں آپ کا قدم اس سطح سے بہت بلند رہا جس سطح پر اس وقت علماء کام کر رہے تھے۔ آپ کے لئے میدان عمل مسلمانوں کے اندرونی جھگڑے ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ہوئے۔ بلکہ آپ کا روئے سخن تمام تر غیر مذاہب کی طرف رہا۔

مسیح اور مہدی کے متعلق مسائل

مسائل فروعی میں سے دو امور ایسے تھے جن کی طرف حضرت مرزا صاحب نے توجہ فرمائی۔ مگر وہ بھی صرف اس لئے کہ ان کا تعلق اسلام کی اشاعت اور اسلام کی حفاظت سے تھا۔ دو غلطیاں مسلمانوں میں عام طور پر پھیل چکی تھیں۔ جن کا دور کرنا حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے ضروری تھا۔ یہ دو غلطیاں مسیح اور مہدی کی آمد سے تعلق رکھتی تھیں ایک یہ کہ حضرت مسیح چوتھے آسمان پر اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور کسی وقت پھر زمین پر نازل ہوں گے۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت مسیح کے نزول کے ساتھ ایک مہدی بھی آئے گا۔ جو دین اسلام کو تلوار کے زور سے پھیلائے گا۔ یہ دونوں باتیں اشاعت اسلام کے رستے میں سخت روک تھیں۔ اسلام کا مقابلہ سب سے بڑھ کر اس وقت عیسائیت کے ساتھ تھا۔ اور عیسائیوں کے ہاتھ میں یہ ایک زبردست ہتھیار مسلمانوں کے گمراہ کرنے کے لئے تھا۔ کہ مسیح بشر سے بڑھ کر کچھ ہے۔ کیونکہ وہ زندہ آسمان پر ہے اور کھانے پینے کی احتیاج نہیں رکھتا۔ حالانکہ سب بشر حتیٰ کہ رسول بھی بموجب تصریح قرآنی ماجعلنھم جسدًا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین کھانے پینے کے محتاج تھے۔ اور حضرت مسیح کے جسم میں تغیر نہیں آتا اور وہ الآن کما کان کے مصداق ہیں حالانکہ یہ خاصہ صرف ذات باری کا ہے۔ چونکہ اس رستے سے اسلام پر حملہ ہوتا تھا۔ اور خود اشاعت اسلام میں یہ رکاوٹ تھی اس لئے حضرت مرزا صاحب نے اس غلطی کو دور کر کے اشاعت اسلام کے کام کو صحیح رستے پر ڈالا۔ ایسا ہی یہ عام خیال کہ مہدی آئے گا تو تلوار سے اسلام پھیلائے گا۔ اشاعت اسلام کے رستے میں رکاوٹ تھی۔ اور اس بنا پر غیر مسلموں کو اسلام سے متنفر کیا جا رہا تھا۔ اس لئے اس غلطی کو بھی آپ نے دور کیا۔ اور ہر دو امور کو خلاف قرآن و حدیث ثابت کر کے اشاعت اسلام کی سڑک کو صاف کیا۔

غرض حضرت مرزا صاحب کا کام فرقہ بندی کے خیالات سے پاک اور بہت ارفع تھا۔ آپ کے سامنے اسلام کی حفاظت کا سوال تھا اندرونی چھوٹے چھوٹے جھگڑوں پر آپ نے کبھی ایک لمحہ بھی ضائع کرنا پسند نہیں کیا۔ آپ کے سامنے رفع یدین اور بلند آمین۔ اور سینے پر ہاتھ باندھنے پر کشت و خون ہوئے۔ مقدمات ہوئے تکفیر ہوئی مگر آپ کی جماعت میں دونوں قسم کے لوگ شامل تھے۔

اس بات کا افسوس ہے کہ آپ کی جماعت کا ایک حصہ فرقہ بندی کے دھندے میں پڑ گیا۔ اور مسلمانوں کی تکفیر کا کام اختیار کر کے اسی سطح پر اتر آیا جس پر پہلے علماء باہم جھگڑ رہے تھے۔ جس کا نتیجہ اگر اس غلطی سے رجوع نہ کیا گیا تو یقیناً یہ ہوگا کہ اشاعت اسلام کے کام کی توفیق آہستہ آہستہ چھین جائے گی۔ لیکن خدا کے فضل سے آپ کے صحیح مسلک پر بھی ایک جماعت قائم ہے اور اس کا اثر اور اقتدار روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اسی جماعت نے اپنی آواز کو مسلمانوں کی تکفیر کے خلاف اٹھایا۔ یہاں تک کہ آج اور بھی کئی ایک جماعتیں اس فرقہ بندی سے نقصان کو محسوس کرنے لگی ہیں۔ جو لوگ ہماری اس جماعت کے خلاف فرقہ بندی کا الزام دیتے ہیں وہ محض غلط فہمی یا حسد سے ایسا کہتے ہیں۔ یہی ایک جماعت ہے جس نے فرقہ بندی کی بنیاد پر زبردست ہتھیار چلایا ہے۔ باقی رہے اختلافات تو وہ کسی نقصان کا موجب نہیں ہو سکتے۔ اور نہ کسی جماعت کا کوئی نام رکھا جانا فرقہ بندی ہے۔ اگر اسلام میں ایک ہزار جماعتیں بھی ایسی ہوں جن کی اصل غرض ایک یا دوسرے شعبے میں مسلمانوں کی اصلاح یا اسلام کی اشاعت ہو۔ تو وہ فرقہ بندی نہیں کیونکہ وہ سب اسلام کو قوت پہنچانے والی ہوں گی۔

حضور نظام کی دریادلی

پانچ لاکھ روپے کا شاندار عطیہ

لندن میں عالیشان مسجد

حضور نظام دکن کی فیاضیاں مشہور ہیں آج کل حاجی لارڈ ہیڈلے حیدرآباد دکن میں ریاست کے مہمان ہیں آپ نے خاص لندن میں تعمیر مسجد کی ضرورت جتائی جس پر حضور نظام نے پانچ لاکھ روپیہ جیب خاص سے دینے کا وعدہ کیا ہے اور اس کے علاوہ جس قدر روپیہ درکار ہوگا وہ ریاست کی طرف سے دیا جائے گا۔ اس مسجد کا نام اغلباً نظام ماسک (مسجد نظام) رکھا جائے گا۔ لندن جیسے مرکزی شہر میں واقعی ایک ایسی شاندار مسجد کی ضرورت تھی جس کی تعمیر کا بیڑا حضور نظام نے اٹھایا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے ارادوں میں برکت دے اور اس خانہ خدا کو ہزاروں لاکھوں انگریزوں کی ہدایت کا سرچشمہ بنائے۔

برلن مسجد کو

علیا حضرت ہر ہائنس بیگم صاحبہ بھوپال کا عطیہ

گزشتہ سال مولانا مولوی صدرالدین صاحب ہر ہائنس بیگم صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور برلن مسجد کی مشکلات کا ذکر کیا تھا۔ جو اس وقت نامکمل حالت میں پڑی تھی۔ اس پر بیگم صاحبہ نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ضرور اس کار خیر میں حصہ لیں گی۔ چنانچہ اب ۲۲ جنوری کو مولوی صاحب موصوف اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب پھر ہر ہائنس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہر ہائنس نے دریادلی سے پانچ ہزار روپیہ برلن مسجد کے فنڈ میں عطا فرمایا جزاہا اللہ احسن الجزاء۔ علیا حضرت کے شاہانہ عطیات دینی اور رفاہی کاموں میں اتنی کثرت سے نظر آتے ہیں کہ ان کی نظیر شاہان وقت میں کم ملتی ہے۔ اس گرانقدر عطیہ کیلئے ہم تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کا دین و دنیا میں حامی و ناصر ہو۔ آمین

مسلمان اور سنسکرت

انڈین ریڈیو میں مسٹر یعقوب علی صاحب ممبر لیجسلیٹو اسمبلی کا ایک نہایت دلچسپ مضمون شائع ہوا ہے۔ جس سے نہ صرف مسلمانوں کی علم دوستی پر روشنی پڑتی ہے بلکہ یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کے قدیم علم ادب اور زبان سنسکرت کو زمانہ کی دستبرد سے بچانے میں بہت کچھ سعی کی۔ اس اہم مضمون کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) سلطان زین العابدین جس نے کشمیر کو جنت نظیر بنانے میں زر خطیر صرف کیا اکبر اعظم سے کئی سو سال پہلے تخت کشمیر پر جلوہ افروز تھا۔ یہ سلطان سنسکرت کا بے مثل عالم تھا۔ اس نے اپنی قلمرو میں ایک عظیم الشان دار الترجمہ قائم کیا۔ جس کے اہتمام میں کئی ایک فارسی اور عربی کی نادر کتب کا سنسکرت میں اور نوادرات سنسکرت کا عربی اور فارسی میں ترجمہ کیا گیا۔ مہابھارت کا بزبان فارسی پہلی مرتبہ اسی کے عہد میں ترجمہ کیا گیا۔ عہد اکبر کے اکابر فضلاء کو مہابھارت کا صحیح تر ترجمہ کرنے میں اس ترجمے سے بعید مدد ملی۔

(۲) فیروز شاہ تغلق نے کتب خانہ جوالا مکھی کی متعدد سنسکرت کتابوں کا ترجمہ کرایا۔ اور اس زمانہ کے یگانۂ روزگار فاضل مولینا عزیز الدین نے "فیروز شاہی" کے نام سے ایک کتاب کی صورت میں زبان سنسکرت کی ایک تصنیف کو جو علم ہیئت کے متعلق تھی فارسی کے قالب میں ڈھالا۔

(۳) حضرت امیر خسرو کو کون نہیں جانتا آپ کو اکثر علوم میں کافی دسترس تھی۔ آپ اعلےٰ درجہ کے سنسکرت داں تھے۔ اور بھاشا کے ایسے شاعر تھے کہ اس پائے کا شاعر شاید ہی کوئی ہو۔ لیکن یہ جو عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ آپ بھاشا کے سب سے پہلے مسلمان سخن طراز تھے۔ یہ غلط ہے۔ آپ سے قریباً دو سال پیشتر فاتح سومنات غازی محمود غزنوی کے درباری شاعر سلیمان مسعودی کا ایک دیوان بھاشا میں موجود ہے۔

(۴) جہانگیر کے زمانہ میں ملا مسیح پانی پتی نے رامائن کو فارسی میں منظوم کیا۔ جہانگیر خود بھی سنسکرت خوب جانتا تھا۔ اس کے عہد میں سوامی جودھ روپ ویدوں کا زبردست عالم تھا۔ وہ پرانے بزرگوں کی طرح جنگل میں رہتا تھا۔ جہانگیر اس دشوار گزار صحرا میں بنفس نفیس پہنچا۔ اور وہاں پہنچ کر اس نے دو دوان پنڈت کی جو توقیر و منزلت کی اس کی مفصل کیفیت "تزک جہانگیری" میں درج ہے۔ جہانگیر کا بھائی شہزادہ دانیال اور ملا نوری ان قادر الکلام شعراء میں سے ہیں جن پر بھاشا بجا طور پر ناز کر سکتی ہے۔

(۵) شاہ محمد بلگرامی جو اکبر اور جہانگیر کے عہد میں حصار کا گورنر تھا بھاشا میں اس کی بذلہ سنجی اپنا ہمسر نہیں رکھتی۔

(۶) ایک دفعہ راجہ سورج سنگھ نے ایک ہندو سخنور کو جہانگیر کی خدمت میں پیش کیا۔ جہانگیر اس کے کلام سے محظوظ ہوا۔ اور ایک ہاتھی بطور داد یا انعام دیا۔

(۷) محمد ہاشم خرم نے جو عربی کا علامہ تھا "مہابھارت" کو حفظ کیا

(۸) غازی اورنگ زیب نور اللہ مرقدہ کا فارسی گو شاعر ہندی میں بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا کرتا تھا۔ اس نے ایک کتاب "علم موسیقی" بزبان ہندی تصنیف کی

(۹) عہد عالمگیر ہی میں مولانا شیخ غلام مصطفےٰ مراد آبادی بھی تھے۔ جن کو ہندو لٹریچر پر اتنا عبور تھا اور بھاشا اور ہندی میں اتنا درک تھا کہ کئی ایک بڑے فاضل پنڈت برہمن آپ کے مرید اور چیلے تھے۔

(۱۰) محمد شاہ کے زمانہ میں ہیئت کی مشہور ادق اور درسی کتاب "شرح چغمینی" کا بعض عربی فضلاء نے بھاشا میں ترجمہ کیا۔

(۱۱) دربار اکبری کی زینت "فیضی" کو اس سلسلے میں جو مقام حاصل ہے وہ محتاج تشریح نہیں۔

مختصر یہ کہ اگر غازی محمود غزنوی سے شروع کر کے محمد شاہ تک کے زمانہ میں تاریخ کو پیش نظر رکھیں تو ہزارہا واقعات ایسے پیش کئے جا سکتے ہیں کہ مسلمان بادشاہوں نے ہندوستان پر لاتعداد احسانات کئے ہیں مگر ہمارے برادران وطن جب حق و انصاف کے گلے پر چھری پھیرنا شروع کرتے ہیں تو تمام حقائق و واقعات کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور پھر تمام صفحات تاریخ ہند میں انہیں ہر جگہ یہی مصرع لکھا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ

عالمگیر ہند کش تھا ظالم تھا ستمگر تھا

جسمانی تعلیم

اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ انسان کے لئے دماغی اور جسمانی تعلیم دونوں ضروری ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دی جاسکتی - قدیم زمانہ میں بھی دماغی تعلیم کے ساتھ جسمانی تعلیم اور جسمانی تعلیم کے ساتھ دماغی تعلیم دی جاتی تھی - اگر سائنس اور آرٹ کی دلچسپیوں سے قطع نظر کرلی جائے تو اس صورت میں یہ کہنا بالکل خالی از مبالغہ ہوگا کہ جسمانی تعلیم دماغی تعلیم سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔

اگرچہ بعض لوگ جو اپنے آپ کو جسمانی تعلیم کا ماہر بتاتے ہیں دنیا کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ جسمانی تعلیم کے رموز ونکات کا جاننا ہر شخص کا کام نہیں - لیکن دراصل جسمانی تعلیم کے فن میں کوئی ایسی بات نہیں جو عوام کے عقل وفہم سے بالاتر ہو - جسے صرف چند خاص لوگ ہی جان سکتے ہوں جسمانی تعلیم بیک وقت سائنس بھی ہے اور آرٹ بھی اور سائنس اور آرٹ ایسی چیزیں ہیں کہ ہر توجہ کرنے والا شخص ان پر عبور کامل حاصل کرسکتا ہے

زمانہ حال میں جبکہ دنیا روز بروز ترقی کررہی ہے اور بہبود انسانی کے ذرائع ووسائل بڑی سرگرمی کے ساتھ تلاش کئے جا رہے ہیں - یہ نہایت ضروری ہے کہ جسمانی تعلیم کی اہمیت کا قرار واقعی طور پر احساس کیا جائے بالخصوص ہندوستان میں جہاں شرح اموات حیرت ناک حد تک بڑھی ہوئی ہے اور مختلف مہلک امراض کے باعث ہر سال بے شمار جانیں نذر اجل ہوجاتی ہیں - اس کی سخت ضرورت ہے -

جسمانی تعلیم کے سلسلے میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ جسم انسانی کی ساخت اور امراض انسانی کے اسباب کا علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے - جب ہمارے ملک کے ہر لڑکے اور لڑکی کو حفظان صحت کے عام ابتدائی اصولوں کا علم ہوجائے گا - تو ملک کے طول وعرض میں ایک بالکل نئی زندگی پیدا ہوجائے گی -

بچوں کے لئے کھیل اور جوانوں کے لئے تفریح نہایت ضروری چیزیں ہیں - اور اگر ان کا انتظام نہ کیا جائے گا تو لابدی ہے کہ بچے گلیوں میں کھیلتے پھریں جہاں گندگی اور تنگی کے باعث امراض کے جراثیم موجود ہوتے ہیں - اور جوان کوئی ایسا شغل اختیار کرلیں جو ان کی آئندہ زندگی پر بُرا اثر ڈالے - اگر ہماری میونسپلٹیاں اور پبلک کی بہبودی کا کام کرنے والی جماعتیں بچوں اور جوانوں کے کھیل اور تفریح کے لئے کوئی معقول انتظام کریں تو یہ ایک بڑی خدمت ہوگی - مثال کے طور پر ہم یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ پہلے گراونڈ اور ہال وغیرہ کا انتظام بآسانی کیا جاسکتا ہے - اس سلسلے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جسمانی تعلیم کا انتظام ایک ماہر اور اعلےٰ چال چلن رکھنے والے استاد کی نگرانی میں ہو - ورنہ بچوں اور جوانوں میں غنڈے پن کے طور طریق پیدا ہوجانے غیر اغلب نہیں - طالب علموں کے متعلق ہماری تجویز یہ ہے کہ ان کے تعلیمی انسٹی ٹیوشنوں میں داخلہ کے وقت ان کا طبی امتحان کیا جائے اور جو طالب علم علاج سے درست ہوسکتے ہوں ان کا باقاعدہ علاج کرایا جائے - بے محل نہ ہوگا اگر یہاں اس امر کا بھی اظہار کیا جائے کہ طالب علموں کے لئے جسمانی تعلیم لازمی کردی جائے - تاکہ ان میں سے کوئی طالب علم اپنی کاہلی یا غفلت کے باعث اس سے محروم نہ رہ جائے اسی طرح اسکولوں اور کالجوں کے طلباء کے لئے بھی ضروری قرار دیا جائے کہ وہ جسمانی تعلیم کے امتحانات بھی پاس کریں -

بہرحال یہ امر ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ زمانہ مستقبل میں جسمانی تعلیم بہت کچھ کام دے گی - اور اس لئے اس کی اہمیت کو کسی لحاظ سے بھی کم نہیں سمجھا جاسکتا - امید کرنی چاہیے کہ میونسپلٹیاں اور پبلک کی بہبود کے لئے جد وجہد کرنے والی جماعتیں اس مسئلہ پر بہت جلد توجہ مبذول کریں گی اور اس سلسلہ میں اپنے فرض کی انجام دہی کو ایک شغل مسرت آفریں سمجھیں گی - اس سلسلہ میں یہ بیان کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عام پبلک کی طرف سے مخلصانہ اشتراک عمل ناگزیر ہے - کیونکہ اس کے بغیر ایسی کوئی سکیم جامہ عمل میں لائی نہیں جاسکتی - جسمانی تعلیم جہاں ایک طرف جسم کی مضبوطی اور صحت کی ضامن ثابت ہوگی - وہاں دوسری طرف اس سے تعلیم پانے والوں کے کیرکٹر پر بھی نہایت خوشگوار اور قابل تعریف اثر پڑے گا - (حقیقت نہم)

مولوی دوست محمد صاحب

کچھ عرصہ سے علیل ہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ دردِ دل سے آپ کی صحت کے لئے دعا کریں -

انتظام اقوام جرائم پیشہ کی رپورٹ

(ایک وطن دوست کے قلم سے)

انتظام اقوام جرائم پیشہ پنجاب کی رپورٹ بابت سنہ ۱۹۲۷ء اس وقت ہمارے پیش نظر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رپورٹ مذکور کی تیاری میں قابل تعریف سلیقہ اور لیاقت سے کام لیا گیا ہے رپورٹ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ سال زیر بحث میں جرائم پیشہ لوگوں کے رجسٹریشن میں نمایاں اضافہ ہوا ہے - پیشتر اس قسم کے لوگوں کی تعداد ۱۰۶۸۵ تک محدود تھی جو سال زیر رپورٹ میں ۱۲۱۹۲ تک پہنچ گئی - اس تعداد میں مکرر رجسٹریشن بھی شامل نہیں جن کی تعداد ۲۸۲ بتائی گئی ہے - جن لوگوں کو رجسٹریشن سے مستثنیٰ کردیا گیا ہے ان کی تعداد سال زیر بحث میں ۱۵۵۲۲ ظاہر کی گئی ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ سالہائے ماسبق میں استثناء کی کارروائیاں زیادہ آزادی کے ساتھ عمل میں آئیں - اور معیار کو بھی کسی قدر کم کردیا گیا - لیکن مکرر رجسٹریز کی تعداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے ان ریمارکس پر خاص توجہ دی ہے جو پچھلے سال کی رپورٹ پر گورنمنٹ نے کئے تھے فی الحقیقت جرائم کے انسداد کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اقوام جرائم پیشہ کے افراد کی پوری پوری نگرانی کی جائے - اور مستثنیٰ شدہ میں سے جو لوگ ذرا بھی مشتبہ نظر آئیں ان کا مکرر رجسٹریشن کرلیا جائے اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے مکرر رجسٹریشن کی تعداد میں جو اضافہ ہوا ہے وہ بہت حوصلہ افزا ہے - رپورٹ کے مطالعہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عادی مجرموں کی ۱۱ ٹولیوں کے کیس زیر تحقیقات تھے - جن میں سے ایک ٹولی کو جرائم پیشہ طبقہ میں شمار کرلیا گیا - اس کے متعلق جناب گورنر باجلاس کونسل کے تبصرہ میں درج ہے کہ وہ اس کارروائی کا نتیجہ احتیاط کے ساتھ دیکھیں گے - اقوام جرائم پیشہ کے رجسٹر شدہ افراد نے سنہ ۱۹۲۷ء میں جو جرائم کئے ان کی تعداد اعتدال سے متجاوز نہیں ہوئی - اور سنہ ۱۹۲۶ء کے اعداد وشمار کے مقابلہ میں نمایاں طور پر کمی رہی - بالفاظ دیگر اس کے یہ معنے ہیں کہ انتظام کی عمدگی سے یہ قابل تعریف نتیجہ ظہور پذیر ہوا ہے - بخلاف اس کے غیر رجسٹر شدہ افراد کے ہاتھوں جو جرائم سرزد ہوئے ان کی تعداد بدستور زیادہ ہے ڈپٹی کمشنر نے اپنی رپورٹ میں ریمارک کیا ہے - کہ اقوام جرائم پیشہ کی بستیوں کے ۵۰ فیصدی باشندے ابھی تک ایسے ہیں کہ اگر ان کو موقع ملے تو وہ ارتکاب جرائم سے باز نہ رہیں - سبب یہ ہے کہ پبلک ان کے معاملہ میں وہ توجہ نہیں دیتی جو اسے درحقیقت دینی چاہیئے - صوبہ پنجاب کے مختلف طبقے اقوام جرائم پیشہ کے افراد کو سوسائٹی میں داخل کرنے کے خلاف ہیں اور ان کی طرف سے ہمیشہ قابل اعتراض حد تک تغافل برتتے رہے ہیں -

رپورٹ میں اس امر کی بھی صراحت کی گئی ہے کہ سال زیر بحث میں اقوام جرائم پیشہ کی بستیوں اور سکھوں کی تعداد میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے - البتہ آبادی میں ۵۹۸ کا اضافہ ہوا - جس کے معنے یہ ہیں کہ آبادی کی تعداد ۹۳۱۳ تک پہنچ گئی ہے - ڈپٹی کمشنر کا خیال ہے کہ اگلے دو سال میں کم از کم ایک ہزار لوگوں کے نئے گنجائش کا انتظام کرنا پڑے گا - رپورٹ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ زرعی بستیاں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں - اور توقع کی جاتی ہے کہ علاقہ نیلی بار میں اس قسم کی جدید دو بستیاں قائم کی جائیں گی - اس سلسلہ میں یہ معلوم کرنا کچھ کم موجب دلچسپی نہیں کہ زمانہ حال میں زرعی بستیوں کی تعداد ۱۵ ہے - اور سال زیر رپورٹ میں ان میں کام سلوک اور صحت کی حالت ہر طرح قابل تعریف اور تسلی بخش رہی - اس کے ساتھ ہی یہ دیکھنا بھی موجب اطمینان ہے کہ اقوام جرائم پیشہ کی بستیوں میں کوآپریٹو انسٹی ٹیوشنوں اور سینٹ جانس ایمبولینس کا کام ترقی کرتا رہا -

یہ ایک حقیقت ہے کہ اقوام جرائم پیشہ کے افراد کی اصلاح کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے اور اس طرح ان کو مہذب بنا کر سوسائٹی کا مفید عنصر بنایا جائے اس سلسلہ میں اگرچہ یہ امر قابل اطمینان ہے کہ اقوام جرائم کے سکول جانے والے لڑکوں کی تعداد ایک ہزار ایک سو سے ایک ہزار سات سو ایک تک پہنچ گئی ہے لیکن اس کے باوجود اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ بقول ڈپٹی کمشنر بہت سے لڑکے تعلیم نہیں پاتے اور اگرچہ سکول جانے والے لڑکوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے لیکن مجموعہ سنہ ۱۹۲۲ء کی تعداد کے مقابلہ میں کم ہے -

رپورٹ پر گورنر باجلاس کونسل نے جو تبصرہ کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس صیغہ کو معرض وجود میں آئے دس سال ہوئے ہیں اور اگرچہ اس کا مقصد ابھی حاصل نہیں ہوا ہے لیکن بایں ہمہ اس نے نہایت قابل قدر خدمات انجام دی ہیں - صیغہ مذکور کا مقصد بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اقوام جرائم پیشہ کے افراد اصلاح پاکر عام سوسائٹی کا مفید عنصر بن جائیں - اس میں شک نہیں کہ اس ضمن میں صیغہ مذکور کو بہت کچھ کام کرنا پڑے گا - لیکن اس کے ساتھ ہی اس میں بھی شک نہیں کہ عام پبلک کو بھی اپنے طرز عمل میں تبدیلی کرنی پڑے گی کیونکہ جب تک ایسا نہ ہوگا تب تک محض صیغہ متعلقہ کے کام سے کوئی اطمینان بخش نتیجہ ظہور میں نہ آئے گا - امید کی جاتی ہے کہ عام پبلک اپنی ذمہ دار اور فرض کا احساس کرے گی - اور جرائم پیشہ لوگوں کو سوسائٹی کا مفید عنصر بنانے کے لئے امداد کا قدم بڑھائے گی -

رستم زماں گاماں اور زبسکو کے مختصر حالات

گاماں رستم عالم ہے

۲۷ جنوری کی صبح کو ہندوستان کے مایۂ ناز گاماں پہلوان کی یورپ کے مشہور دیو صفت پہلوان زبسکو کے درمیان رستم عالم کا تصفیہ کرنے کے لئے پٹیالہ میں کشتی ہوئی - اور صرف ایک منٹ میں فیصلہ ہوگیا کہ یہ فخر ہندوستان ہی کو حاصل ہے کہ اس کے ایک فرزند رستم عالم گاماں نے بجلی کی تیزی کے ساتھ زبسکو کو اٹھا کر زمین پر دے پٹخا - دوسرے لمحہ میں گاماں زبسکو کی چھاتی پر سوار تھا - پولینڈ کے سینڈو نے زمین پر گر کر کچھ کوشش کی مگر آخر کار بالکل مغلوب کرلیا گیا اور فیصلہ ہوگیا کہ رستم عالم کلمہ توحید پڑھنے والا اور نبی ہاشمی صلعم کا غلام گاماں ہے -

"گاماں شیر ہے اور پہلوان ہے"

یہ زبسکو کے الفاظ ہیں - وہ بہت دل شکستہ ہوچکا تھا - اور جب وقت گاماں ہز ہائینس نواب صاحب بہادر بھوپال سے چاندی کا گرز جو رستم عالم ہونے کا نشان ہے لے رہا تھا تو اس وقت زبسکو غسل کے واسطے روانہ ہوچکا تھا - دنگل میں ۴۰ ہزار کے قریب تماشائی تھے - جن میں مختلف مقامات سے آئے ہوئے زیادہ تھے ہز ہائینس مہاراجہ پٹیالہ - ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال - مہاراجہ کپورتھلہ جنید جام صاحب نوانگر - نواب صاحب مالیر کوٹلہ - مہارانا دھولپور اور سر ہارکوٹ بٹلر - مسٹر پٹیل - سر بیزلا سکاٹ اور بہت سے یورپین اور والیان ریاست موجود تھے -

لندن کا دنگل اور زبسکو کا فرار

سنہ ۱۹۱۰ء میں لندن میں زبسکو اور گاماں کے درمیان ڈھائی گھنٹے کشتی ہوئی تھی - مگر پہلے دن برابر کا جوڑ رہا - اور دوسرے دن پر کشتی ملتوی ہوگئی - مگر زبسکو دوسرے دن لڑنے نہ آیا - اور اس طرح گاماں کو رستم عالم ہونے کی سند میں پیٹی دی گئی تھی مگر اس مرتبہ جیسا کہ نامہ نگار نے لکھا کہ بمبئی میں زبسکو نے کہا تھا کہ اسے یقین ہے کہ وہ گاماں کو زیر کرے گا - مگر خدا کو ہندوستان کی عزت رکھنا منظور تھی اور یہ شرف رستم عالم گاماں کی قسمت میں تھا -

فتحمند گاماں کے حالات زندگی

رستم زماں گاماں کی عمر اس وقت ۴۴ سال کی ہے قد ۵ فٹ ۷ انچ یعنی حریف زبسکو سے تین انچ چھوٹا ہے - وزن ۲۴۰ پونڈ ہے یعنی زبسکو کے وزن سے ۵ پونڈ کم ہے - گاماں بچپن ہی میں یتیم ہوگیا تھا دس سال کی عمر میں اس نے آبائی پیشہ پہلوانی اختیار کیا اور ابھی تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ وہ آسمان شہرت کا آفتاب بن گیا - بہت سی کامیاب کشتیاں لڑیں جن میں سے پندرہ بہت مشہور ہیں - ان سب میں کامیاب رہا اور کسی میں نہیں پچھڑا - معلوم ہوا ہے کہ ان کشتیوں میں سے زیادہ تر ہندوستان کے غیر مسلم پہلوانوں سے ہوئی تھیں

سنہ ۱۹۱۰ء میں جب انگلستان میں نمائش ہوئی تو وہ اپنے بھائی رستم ہند امام بخش کے ساتھ وہاں گیا - اور رستم زماں کا اعزاز حاصل کرنے کے لئے تمام یورپ کے پہلوانوں سے مبارز طلب ہوا پہلے تو انہوں نے ٹالا مگر جب اعلان پر اعلان ہوا تو یورپ کے مشہور پہلوانوں نے کہا کہ پہلے چھوٹے پہلوانوں سے کشتی لڑ کر فیصلہ کرلو جب یہ مرحلہ بھی طے ہوگیا تو ایک مشہور پہلوان ڈاکٹر رولر سے کشتی ہوئی پہلی مرتبہ تین منٹ میں اور دوسری مرتبہ سات منٹ میں چاروں شانے چت کردیا

اس کے بعد ایک مشہور جرمن پہلوان سے بھی مقابلہ ہوا۔ اور اسے بھی زیر کیا۔ دو جاپانی پہلوانوں کو للکارا مگر وہ مقابلہ میں نہ آئے۔ سوزرلینڈ کے دو دیوصفت پہلوان مقابلہ میں آئے تو گاماں نے ان کی پسلیاں توڑ ڈالیں۔ امام بخش نے ایک اطالوی پہلوان کو زیر کیا۔ زبسکو جو پولینڈ کا رہنے والا ہے یہ تمام یورپ میں "رستم زماں" تسلیم کیا جاتا تھا جب گاماں تمام مشہور پہلوانوں کو زیر کر چکا تو یہ مقابلہ میں آیا۔ اول مرتبہ تین گھنٹے تک کشتی رہی مگر برابر چھوٹی۔ دوسرے روز زبسکو باوجود قرارداد کے نہ آیا۔ اور اس نے رستم زماں کا خطاب گاماں کے حصہ میں آیا جس پر پٹیالہ کی فتح نے مہر کر دی۔ زبسکو بڑے دعوے کے ساتھ آیا تھا۔ مگر قدرت نے ہندوستان کے ایک پرستار توحید کی لاج رکھ لی

مفتوح زبسکو کے حالات

زبسکو پولینڈ کا رہنے والا ہے۔ آٹھ زبانیں جانتا ہے۔ وکیل بھی ہے۔ مگر اس نے وکالت پر پہلوانی کو ترجیح دی۔ اس کا قد ۵ فٹ ۱۰ انچ طویل اور وزن ۲۴۵ پونڈ ہے۔ اب اس کی عمر ۴۰ سال ہے چہرہ دیوہیکل ہے۔ یہ یورپ کے تقریباً تمام نامی گرامی پہلوانوں کو زیر کر چکا ہے۔ اور یورپ کے ہر ایک رستم زماں پہلوان کو زیر کر کے خود رستم زماں کا لقب اختیار کر لیا تھا۔ اب یہ لقب قدرت نے گورے پہلوانوں سے چھین کر ایک کالے پہلوان کو عطا کر دیا۔ جو خدائے واحد کا پرستار۔ دین اسلام کا حامی اور مفتوح ہندوستان کا ایک فرد ہے خدا اس کی فتح کو ہندوستان اور اسلام کی فتح کا پیش خیمہ قرار دے

اقوال قدسی

(۱) آپس میں ایک دوسرے کو تحائف دیا کرو کہ اس طرح محبت بڑھتی ہے اور دل کی کدورتیں دور ہو جاتی ہیں۔ (ترمذی)

(۲) جب تم کسی بیمار کی عیادت کے لئے آؤ تو اس کی درازی عمر کے لئے ضرور دعا کرو کہ اس سے بیمار کا دل خوش ہوتا ہے۔ (ترمذی)

(۳) بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ مریض کی عیادت کرو اور قیدی کو مخلصی دلاؤ۔ (بخاری ابی داؤد)

(۴) جب تین شخص یک جا بیٹھے ہوں تو دو شخصوں کو آپس میں سرگوشیاں نہیں کرنی چاہئیں۔ کہ اس سے تیسرا شخص آزردہ ہوگا۔ (ابو داؤد)

(۵) جو شخص مر چکے ہیں ان کی نیکیاں بیان کرو اور برائیوں سے زبان کو روکو (ابو داؤد)

(۶) مظلوم کی بد دعا سے بچو خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو (ابو داؤد)

(۷) جانوروں کو آپس میں نہ لڑایا کرو (")

(۸) کبھی ایسا وعدہ نہ کرو جسکو تم پورا نہیں کر سکتے۔ (مسلم)

(۹) جو شخص خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ ہمسایہ کی عزت کرے اور اس کو ایذا نہ دے۔ (ترمذی)

(۱۰) مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمانوں سے تین دن سے زیادہ ناراض رہیں۔ اور قطع تعلق رکھیں۔ (مسلم بخاری)

(۱۱) خدا کے نزدیک سب سے اچھا وہ ہے جو ہمسایہ کے نزدیک اچھا ہے۔ (ترمذی)

(۱۲) جس نے اپنے بھائی کو ملنا ایک سال تک ترک کیا وہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے بھائی کا خون کیا ہے۔ (ابو داؤد)

(۱۳) جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں۔ اور جس میں ایفائے عہد کی صفت نہیں اس کا کچھ دین نہیں (احمد)

(۱۴) جو شخص قرض تکبر سے پاک رہ کر مر گیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۱۵) حرام چیزوں سے پرہیز کرو تم سب لوگوں سے زیادہ عبادتگزار بن جاؤ گے۔ اللہ کی طرف سے جو کچھ ملتا ہے اس پر راضی رہو تم سب لوگوں سے بے پروا ہو جاؤ گے۔ اپنے ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرو تم مومن بن جاؤ گے۔ دوسرے لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ تم مسلم کہلاؤ گے۔ زیادہ نہ ہنسا کرو۔ ہنسی کی کثرت دل کو بجھا دیتی ہے۔ (ترمذی)

(۱۶) ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ہر ہفتہ کے اندر غسل کیا کرے اور غسل میں اپنا سر اور بدن دھویا کرے (ترمذی)

(۱۷) مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دیدیا کرو

(۱۸) میں اس شخص کو جنت دلانے کی ضمانت دیتا ہوں جو مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کرے گا۔

(ابو داؤد و نسائی)

ایک مسلمان عورت آریوں کے چنگل سے رہا

۲۷ جنوری کی شام کو ۵ بجے ایک مسلمان عورت ریلوے سٹیشن دہلی پر آریہ والنٹیروں کے چنگل سے بچالی گئی۔ جو دہلی میں موجود ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ عورت ۱۵ روز کا عرصہ ہوا کہ علی گڑھ سے لاہور اپنے شوہر کے پاس جا رہی تھی دہلی سٹیشن پر آریہ والنٹیروں نے اس کو اتار کر سبزی منڈی کے آشرم میں پہنچا دیا۔ جہاں ایک ہفتہ تک اس کو مقید رکھا۔ اور ۲۱ جنوری کو سے بیربل اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر۔ اسٹیشن ملوا کلکتہ کے ہاتھ دو صد روپے میں فروخت کر دیا۔ عورت سے کہا گیا کہ بابو جی تم کو لاہور تمہارے خاوند کے پاس پہنچا دیں گے تم ان کے ساتھ جاؤ۔ چنانچہ وہ بابو جی کی رہنمائی میں روانہ کر دی گئی۔ جب وہ ملوا پہنچی تو اس نے کہا کہ یہ تو لاہور نہیں ہے تم مجھے کہاں لے آئے میں یہاں نہیں رہوں گی۔ عورت کا بیان ہے کہ اس کو وہاں ہر طرح زدوکوب کیا گیا مگر اس نے وہاں رہنا قبول نہیں کیا۔ مجبوراً بابو جی اسے دہلی واپس لائے تاکہ آشرم میں پہنچا کر اپنی رقم واپس لیں۔ دہلی کے سٹیشن پر خود ڈاکٹر سکھدیو اور تارہ ملیب والنٹیر وغیرہ موجود تھے۔ اسٹیشن سے باہر لا کر اس کو آشرم کی طرف لے جانے لگے تو اس نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی میں مسلمان ہوں۔ آریہ اس کو زبردستی لے جانے لگے عورت نے شور و غل مچایا۔ دارالسلام دہلی کا رضا کار فتح یاب خاں وہاں موجود تھا اس نے عورت سے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ عورت نے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ چنانچہ ڈاکٹر سکھدیو۔ بابو بیربل۔ اور عورت کو کوتوالی پہنچا دیا گیا عورت نے اپنا نام کریماً اور خاوند کا نام عبداللطیف بتایا۔ بیربل نے کہا کہ میں نے دو سو روپے ڈاکٹر سکھدیو کو دیکر اس عورت سے شادی کی ہے ڈاکٹر صاحب نے اس عورت کا نام پاربتی بتایا تھا۔ میں اسے لیکر ملوا گیا جب یہ وہاں نہ رہی تو اسکو واپس لیکر آیا ہوں سکھدیو نے روپیہ لینے سے انکار کر دیا۔ پولیس آشرم میں بھی تحقیقات کر رہی ہے۔ عورت شیخ نور احمد سوداگر کی ضمانت پر رات کو ۲ بجے

دارالسلام دہلی ... کو پولیس نے چھوڑ دیا۔ اس عورت کا سامان اور کپڑے اس وقت تک آشرم میں ہیں جس کا آریوں کو اقرار ہے۔

اب ہم پولیس سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا یہ جرم نہیں ہے اور قانون کی زد میں نہیں آتا۔ اگر یہ جرم ہے اور یقیناً جرم ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مجرموں پر مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ پولیس کی بے جا حمایت مجرموں کی حوصلہ افزائی کا باعث ہوتی ہے۔ (مبلغ دہلی)

یہ چھڑی کس بھائی کی ہے؟

سالانہ جلسہ کے دنوں میں کسی بھائی کی چھڑی بھول سے میری دکان پر رہ گئی ہے جس بھائی کی ہو وہ نشان بتا کر مجھ سے لے سکتے ہیں۔

غلام محمد جلد ساز۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

دعا کرو

انجمن کے اعزازی مبلغ مولوی محمد فردوس صاحب زیدہ ضلع پٹنہ سے لکھتے ہیں کہ ان کا اکلوتا بیٹا بیمار ہے۔ اس کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔ نیز زیدہ کی جماعت کی ترقی کے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔

وی پی نہیں، منی آرڈر بھیجو

جن حضرات کا چندہ ختم ہو گیا ہے یا عنقریب ختم ہونے والا ہے ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنا چندہ ازراہ کرم بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں۔ وی پی طلب نہ کریں۔ کیونکہ وی پی میں ۳/ زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ اور چونکہ یہ ۳/ صرف ایک شخص کی طرف سے نہیں بلکہ ایک ہزار خریداروں کی طرف سے خرچ ہوتے ہیں اس لئے ہر سال تقریباً تین ہزار آنے ضائع ہو جاتے ہیں۔ بس ہمیشہ چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجو

ہندوستان

— شاہی کمیشن کی آمد پر ۳ر فروری کو ہندوستان کے بہت سے شہروں میں ہڑتال ہوئی۔ لاہور۔ میرٹھ اور کانپور محفوظ رہے مدراس میں ہڑتالیوں نے خطرناک صورت اختیار کرلی جس پر پولیس کو گولی چلانی پڑی دو آدمی جاں بحق ہو گئے۔ اور ۵۰۔۶۰ کے قریب زخمی ہوئے۔

— پنجاب پراونشل مسلم لیگ کی کونسل نے شاہی کمیشن کے صدر سر جان سائمن کو حسب ذیل برقی پیغام بھجوایا ہے۔

ہم آپ کے اور آپ کے رفقا کے ہندوستان میں وارد ہونے پر دلی خیرمقدم کرتے ہیں۔ اس کونسل کو پختہ امید ہے کہ حکومت خوداختیاری کے لئے ہندوستان کی سیاسی ترقی کے متعلق آپ کی سرگرم کوششیں بارآور ہوں گی۔ اور آپ اقلیتوں کے مفاد کی کامل حفاظت کریں گے۔

— رنگون پورٹ کے کمشنروں نے رنگون یونیورسٹی کی امداد کے لئے ایک لاکھ روپے کا گرانقدر عطیہ پیش کیا ہے۔

— علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں حسب ذیل قرارداد پیش کریں گے۔

یہ کونسل ہز اکسلنسی گورنر باجلاس کونسل سے سفارش کرتی ہے کہ ہنگامہ فسادات لاہور سنہ۱۹۲۷ء کے بلوؤں میں جن اشخاص کو سزائیں دی گئی ہیں انہیں ازراہ ترحم خسروانہ رہا کردیا جائے۔

— بمبئی ۴ر فروری۔ فارس روڈ کی میونسپل ورکشاپ کے ۱۵۰ کارکنوں نے آج کام چھوڑ دیا ہے ان کا مطالبہ ہے کہ جن پچاس کارکنوں کو ۳ر فروری، جمعہ کے دن غیرحاضر رہنے پر معطل کردیا گیا ہے ان کو بحال کیا جائے۔ حکام نے مطالبہ پورا کرنے سے انکار کردیا ہے حکام کے انکار کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے مسٹر سوا کا نے بلدیہ بمبئی کے اجلاس میں تحریک التوا پیش کی جو ۲۱ آرا کی موافقت اور ۲۳ کی مخالفت سے نامنظور ہوگئی۔

ممالک خارجہ

ترکی میں ۲۵ کروڑ ۵۰ لاکھ ترکی پونڈ کا کپڑا بنا جاتا ہے اور ۱۵ کروڑ ۶۰ لاکھ کا ممالک خارجہ سے آتا ہے۔ اب حکومت ترکیہ ملکی صنعت کو ترقی دینے کی غرض سے باہر کے کپڑے پر گراں محصول لگانے کے سوال پر غور کر رہی ہے اور ۲ کروڑ پونڈ کے سرمایہ سے ایک جدید سرکاری بنک قایم کر رہی ہے۔

— دولت ایران نے فیصلہ کیا ہے کہ فرانس سے ایک ماہر آثار قدیمہ طلب کیا جائے جو تاریخی یادگاروں کے انکشاف کے علاوہ ملک کے تمام کتب خانوں اور عجائب خانوں کا منتظم اعلےٰ ہوگا۔

— مغربی ممالک کی طرح کابل میں بھی جدید اصلاحات نافذ کی گئی ہیں اور بلدیہ کابل کو شہر کی صفائی وغیرہ کے اختیارات دیئے گئے ہیں۔

— برطانیہ میں آج کل ۱۸۵۷ عورتیں مجسٹریٹ ہیں۔

— ترکی کے وزیر امور مذہبی نے حکم جاری کیا ہے کہ مسجدوں میں آئندہ وعظ عربی کی جگہ ترکی زبان میں کئے جائیں۔ وزیر نے ایک کتاب کی بہت سی جلدیں مفتی کے پاس روانہ کی ہیں۔ جس میں پچاس وعظ درج ہیں۔ یہ ترکی زبان میں ہیں اور وہ خطیبوں کے مسجدوں میں وعظ کرنے میں بطور نمونہ کام دیں گے۔

— انگورہ اور طہران کے درمیان لاسلکی پیغام رسانی کا سلسلہ قایم ہوگیا ہے۔

— مصر میں غیر ملکی امتیازات کے متعلق جو کانفرنس قاہرہ میں ہو رہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت اٹلی بھی اس کے حق میں ہے اور آمادگی شرکت کی اطلاع دے چکی ہے۔

— پیرس کی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرانسیسی حکومت شام ولبنان کے سیاسی حالات کے لئے مضطرب ہے۔ اور اس نے ہائی کمشنر شام کو پیرس بلایا ہے تاکہ بحث وتمحیص ہوسکے۔

— حکومت عراق اور ایران میں دوستی اور مودت کے علایق قایم کرنے کے متعلق گفت وشنید ہو رہی ہے۔

— جو کمیٹی ترکی وشامی سرحد کے تعین کے لئے مقرر ہوئی تھی اس نے فیصلہ کردیا ہے کہ پرانی سرحد جس کا ذکر معاہدہ انگورہ میں ہے باقی رہے۔ فرانسیسی اور شامی دونوں اس پر متفق ہیں۔

نوایجاد سنہری چوڑیاں
خواتین کے لیے بہترین تحفہ

یہ چوڑیاں نہایت خوبصورت نازک اور منقش حال ہی میں تیار ہوکر آئی ہیں چونکہ انہیں ایک خول کی شکل میں بنایا گیا ہے ان کے اندر رنگین ریشمی چوڑیاں اس عمدگی سے فٹ کی گئی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے بہترین زبرجد یاقوت نیلم اور پکھراج کے نگینے جڑ دیئے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجیے لیکن رنگ روغن میں مطلق فرق نہیں آئے گا۔ نہ سیاہی دیتی ہیں۔ خواتین کے لئے بہترین تحفہ ہے ڈھائی روپے میں پانچ سو روپے کا کام نکالا جاسکتا ہے۔ ہر سائز کی موجود ہیں سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں جلد منگوائیے۔ ورنہ اسٹاک ختم ہو جائے گا۔ خالص سونے کی چوڑیاں ان کے سامنے ہیچ ہیں۔ ہر درجہ اور ہر فیشن کی خواتین یہ چوڑیاں پہن رہی ہیں۔ جس گھر میں ایک سٹ جاتا ہے وہاں سے درجنوں کی مانگ آتی ہے۔ آپ بھی اپنی خواتین کو ایسے بے بہا تحفہ سے محروم نہ رکھیے۔ ایک سٹ اس شرط پر ضرور منگوائیے کہ اگر پسند نہ ہو تو واپس کرکے اپنے دام لے لیجیے۔ آٹھ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپے (۲/۸) تین سٹ کی قیمت ۶/۸ ،

گولڈن انگوٹھیاں ہر ناپ کی نہایت نفیس اور نہایت خوبصورت انگوٹھیاں حال ہی میں تیار ہوکر آئی ہیں خالص سونے کی انگوٹھی ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ ایک انگوٹھی سونے کی پہنیے اور دوسری انگلی میں یہ انگوٹھی۔ اگر کوئی پہچان جائے تو ہمارا ذمہ۔ کسی جوہری صراف کے پاس لے جائیے وہ بھی فوراً شناخت نہ کرسکے گا اگر آپ کو انگوٹھی کی ضرورت ہے تو آپ کیوں ناحق پچیس تیس روپے ضایع کرتے ہیں کیوں نہیں صرف ایک روپے میں کام نکالتے۔ قیمت فی عدد صرف ایک روپیہ (تین کے لئے ۲/۸)

کان کے بندے یہ بندے حال ہی میں جرمنی سے بن کر آئے ہیں۔ آپ نے ایسے خوبصورت نفیس اور نازک بندے آج تک نہیں دیکھے ہوں گے۔ بالکل نیا نمونہ اور نئی چیز ہے۔ قیمت ایک روپیہ فی جوڑی تین جوڑی کے لیے ۲/۸

مینجر گولڈن سٹور پوسٹ بکس نمبر ۴۱ لاہور

ضرورت ہے

پیغام صلح کی ادارت کے لئے ایک ایسے احمدی نوجوان کی جو سلسلہ احمدیہ سے واقفیت اور اردو زبان میں کافی مہارت رکھتا ہو تنخواہ حسب لیاقت پچاس اور ۱۰۰ روپے ماہوار کے درمیان دیجائے گی۔

نیز ایسے احمدی نوجوانوں کی ضرورت ہے جو انٹرنس تک تعلیم یافتہ۔ دفتری کاروبار سے واقف اور ملازمت کے خواہشمند ہوں۔ تمام درخواستیں معہ نقول اسناد جلد مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

فروری کے اندر اندر

ہر احمدی دوست کا یہ اخلاقی اور قومی فرض ہے کہ کم از کم دو خریدار ضرور پیغام صلح کے لئے فروری کے اندر اندر بہم پہنچائے۔ اگر آپ ہمت کرلیں تو صرف ایک دن کی کوشش میں اپنے حلقہ احباب میں سے دو کو خریداری اخبار پیغام صلح پر آمادہ کرسکتے ہیں۔

خاص الخاص جڑی بوٹی کی شاہی مجربات

(بسرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

موسم سردی کے استعمال کی خاص خاص ٹانک مقوی اعضائے رئیسہ مقوی ہاضم۔ مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے ہر قسم کی بیماریوں کی مجرب ادویہ تیار ہیں۔ شاہی بادشاہی ٹانک ۶ ر فی تولہ۔ شاہی ٹانک گولیاں ۵/ (۲۵ عدد) یہ دوائیں تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ ان کے استعمال کا خاص موسم یہی ہے۔ آپ ان کے فوائد سے پوری واقفیت اسی وقت حاصل کرسکتے ہیں جب استعمال کرکے دیکھیں۔ شاہی ادویہ نہایت محنت اور احتیاط سے بڑے اعلےٰ پیمانہ پر تیار کی جاتی ہیں۔ ایک اور دوا ہم نے خاص طور پر حاجیوں کے لئے تیار کی ہے یعنی سفوف حجاز ہاضم سمندر کے سفر اور ہاضمہ کی اعلےٰ اور اکسیر دوا ہے۔ قیمت ۲۰ تولہ ۱/ مع محصولڈاک

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب دہلوی ملازم کپورتھلہ سٹیٹ

پشاور مشہد اور بخارا کی مشہور تحائف

ہر ایک قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی پشاوری لنگیاں لیڈی شوٹ کے مشہدی وبخاری قنادیز ہر قسم کے مشہدی رومال کم وبیش قیمت کے زری دار سلمہ ستارہ کا پشاوری کلہ۔ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ خدانخواستہ پسند نہ آئے تو محصولڈاک منہا کرکے قیمت واپس دیجائیگی خط وکتابت کے وقت پتہ صاف تحریر فرمائیے

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ کریم پورہ پشاور شہر

لفافہ میں بند سوالوں کا جواب

آپ پانچ سوال اپنی حسب منشا لکھ کر لفافہ میں مضبوط بند کرکے ہمارے پاس بھیجدیں۔ ہم بغیر لفافہ کھولے آپ کے سوالوں کا جواب معہ ہدایات کے بذریعہ وی پی قیمتی ۱۰/ آپ کو بھیجدیں گے۔ آپ کا بند لفافہ بھی آپ کو واپس روانہ کردیا جائے گا۔

برٹش امپائر اسٹرالوجر ۵ فیروز پور سٹی۔

عظیم الشان رعایت

یکم مارچ سنہ۱۹۲۸ء تک جو صاحب ایک سال کیلئے پیغام صلح میں اشتہار دیں گے ان سے فی صفحہ ۱۰/ اجرت لیجائے گی

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۲۲ رشعبان سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۵ رفروری سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۷

طوفان بن کہ ہے تری فطرت میں انقلاب

(جناب مولانا سید وحیدالدین صاحب سلیم)

ذرہ نہ بن کہ تجھ کو بنائیں گے آفتاب
شبنم کا قطرہ کیوں ہو جو تو بن سکے سحاب
وہ خاک ہو کہ جس میں ملیں ریزہائے زر
وہ سنگ بن کہ جس سے نکلتے ہیں لعل ناب
کیوں پیچ و تاب موج کے سانچے میں تو ڈھلے
پیدا جو کر سکے تو سمندر کا اضطراب
چڑیوں کی طرح دانہ پہ گرتا ہے کس لئے
پرواز رکھ بلند کہ تو بن سکے عقاب
وہ چشمہ بن کہ جس سے ہوں سرسبز کھیتیاں
رہرو کو تو فریب نہ دے صورت سراب
کیوں ٹمٹمائے کرمک شب تاب کی طرح
بن سکتا ہے تو اوج فلک پر اگر شہاب
کیا لے گا خاک مردہ و افتادہ بن کے تو
طوفان بن کہ ہے تری فطرت میں انقلاب

"ملاپ" کا پیچ و تاب

اعلیٰ حضرت حضور نظام نے لارڈ ہیڈلے الفاروق کو لنڈن میں مسجد بنانے کے لئے ۵ لاکھ روپیہ عطا فرمایا۔ اس پر اخبار "ملاپ" کا ایڈیٹر غصہ و غم سے پیچ و تاب کھا رہا ہے اور جل بھن کر ۱۶ رفروری ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں نظام حیدرآباد کی مسلم نوازی کے عنوان سے اپنی قلبی خباثت کا اظہار کر رہا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ ریاست کشمیر میں ہندوؤں کی آبادی آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کے پسینے کی کمائی ہندو ملازموں کی جیب میں جا رہی ہے۔ کیا کبھی ایڈیٹر "ملاپ" نے اس پر اپنے رنج کا اظہار کیا۔ مہاراجہ بھرتپور نے مسلمانوں کی مسجدوں کو گروا دیا ایڈیٹر ملاپ کے کانوں پر جوں تک نہ چلی۔ حضور نظام تعمیر مسجد کے لئے روپیہ عطا فرماتے ہیں تو "ملاپ" کے غصہ کی انتہا ہی نہیں رہتی۔ سچ ہے حسد اور تعصب انسان کو اندھا کر دیا کرتے ہیں۔

ضرورت ہے
دفتر تحصیل کیلئے محصلین کی

انجمن کو اپنی اغراض کی تکمیل کے لئے اور ہر قسم کی آمدنیوں کو وسعت دینے کیلئے دو ایسے کارکنوں کی ضرورت ہے جو دورہ پر رہ کر مختلف شہروں میں کام کریں لاہور ہیڈ کوارٹر رکھنے کی صورت میں مہینے میں تین ہفتے دورہ پر رہنا ہوگا اور ایک ہفتہ ہیڈ کوارٹر میں اور اگر اپنی اہل و عیال وغیرہ اپنی سکونت ہی میں رہنے دیں تو مسلسل پانچ ماہ دورہ کر کے ایک ماہ اپنے گھر رخصت پر رہ سکیں گے سر دست ہمیں ایک ہوشیار آدمی کام کرنے والا دہلی کے لئے چاہئے۔ جو اسے مرکز بنا کر ہندوستان کے علاقہ میں کام کرے اور دوسرا آدمی کی تمام سرحد کے لئے ضرورت ہے جو ضلع ہزارہ پشاور کوہاٹ بنوں وغیرہ میں کام کرے گا۔ درخواست کنندہ کو سلسلہ سے واقفیت ہونی ضروری ہے۔ تمام درخواستیں ۲۵ رفروری تک بھیج جائیں۔ زیدہ اور پشاور کی جماعت سرحد کے لئے موزوں آدمی تجویز کر کے مشکور کریں۔

(دفتر انجمن احمدیہ لاہور)

دو عجیب و غریب سوال

ایڈیٹر اخبار اہل حدیث نے مولوی عمرالدین صاحب شملوی سے حسب ذیل دو سوالوں کا جواب طلب کیا ہے:۔

(۱) کیا آپ کے پاس کسی لڑکی کا خط ہے یا آپ نے دیکھا ہے جس میں اس نے اپنا حال و خیال متعلقہ برتاؤ خلیفہ قادیان لکھا ہے۔

(۲) کیا آپ کے پاس کوئی ایسا خط بھی ہے یا آپ نے دیکھا ہے کہ کسی لڑکی نے کسی سہیلی کو لکھا ہے کہ:۔
"بوقت ۔۔۔۔ کہتے تھے۔ حمل کا اندیشہ نہیں ہے"

حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ جواب دیں۔ مثبت ہو یا منفی مگر حلف مؤکد بعذاب کے ساتھ ہو۔

(اخبار اہل حدیث ۱۰ رفروری ۱۹۲۸ء)

ضرورت ہے

وزیرآباد سے جناب شیخ نیاز احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ وزیرآباد کی مسجد احمدیہ کے لئے ایک لائق امام کی ضرورت ہے۔ جو وعظ بھی کر سکے اور بچوں کو تعلیم بھی دے سکے انگریزی میں خط و کتابت بھی کر سکے۔ احمدیت سے پورا پورا واقف ہو مبلغ پچاس روپے ماہوار تنخواہ دی جائے گی۔ جو احمدی بھائی اس دینی کام کے لئے اپنی خدمات کو پیش کرنا چاہیں وہ سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی معرفت خط و کتابت کریں۔

وی پی نہیں منی آرڈر بھیجو

وی پی منگانے میں ہمارا نقصان ہے۔ اگر ایک ہزار خریداروں میں سے ہر شخص وی پی کے بجائے منی آرڈر کے ذریعے چندہ بھیجنا شروع کر دے تو تین ہزار آنے ضائع ہونے سے بچ رہیں۔ ہمیں سہولت اور آپ کو فائدہ اسی صورت میں ہے کہ منی آرڈر کے ذریعے چندہ روانہ کیا جائے۔

(منیجر)

مسئلہ کثرتِ ازدواج

آنحضرت صلعم پر عیسائیوں اور آریوں کا سب سے بڑا اعتراض

آریہ سماجیوں اور عیسائیوں کو بالعموم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر سب سے بڑا یہ اعتراض ہے کہ آپ کے ازدواج میں ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ اور یہ امر شہوت رانی اور حظوظ نفسانی حاصل کرنے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں رکھتا۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے اسی مسئلہ کو حل کرلیا جائے۔ اور اس اعتراض کا حقیقی جواب دے دیا جائے۔

جواب اعتراض کے بنیادی مسائل یہ ہیں

اس اعتراض کے جواب اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے تین باتوں پر غائر نگاہ ڈالنے کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

(۱) اول یہ کہ قانون فطرت میں کوئی ایسی دفعہ بھی موجود ہے جس سے ایک سے زیادہ نکاح کرنے یا مسئلہ تعدد ازدواج کے جواز پر روشنی پڑسکے یا نہیں۔

(۲) دوم یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے مذہبی رہنماؤں یعنی پیغمبروں اور رشیوں منیوں میں کثرت ازدواج کا رواج تھا یا نہیں

(۳) سوم یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کثیر الازدواجی کن حالات واسباب کے ماتحت تھی۔ آیا ان میں سے کوئی سبب لذت نفسانی حاصل کرنا بھی تھا یا نہیں۔

مذکورہ بالا ہر سہ امور کا تصفیہ ہو جانے کے بعد خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ کہ عیسائی اور آریہ سماجی اعتراض میں کہاں تک اصلیت کی بو موجود ہے۔ اور کہ وہ اعتراض واقعات کے بالمقابل کیا وزن وحقیقت رکھ سکتا ہے۔

بروئے قانون فطرت تعدد ازواج کا جواز ثابت ہے

امر اول کے متعلق غالباً اتنا کہہ دینا ہی کافی ہوگا کہ فاطر فطرت نے مرد میں قوت فاعلہ اور عورت میں قوت منفعلہ پیدا کردی ہے۔ اور قوت منفعلہ کا یہ خاصہ ہے کہ ایک ہی وقت میں افعال متعددہ کا اثر قبول نہیں کرسکتی اور اس صورت میں اس کی فطری طاقت انفعال یا اثر پذیری بالکل باطل ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے عورت کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ایک وقت میں ایک ہی مرد سے تعلق پیدا کرے۔ اس بات کو بالفاظ دیگر یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ قانون فطرت کی سب سے پہلی دفعہ یہ ہے کہ ایک عورت ایک ہی مرد سے تعلق خاوندی پیدا کرے۔

رسم کثرت البعول

اس فطری قانون الٰہیہ کے برخلاف ایک زمانہ میں ہندوستان کے اندر کثرت البعول کی رسم شد و مد کے ساتھ جاری تھی یعنی ایک ہی وقت میں ایک عورت کئی کئی خاوند کرلیتی تھی۔ مہارانی دروپدی کی پانچ پانڈوں کے ساتھ اسی رسم کے ماتحت شادی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر لیبان تمدن ہند میں تحریر فرماتے ہیں کہ بھارت ورش کی بعض ہندو اقوام میں باینہمہ روشنی تہذیب ابھی تک یہ رسم موجود ہے اگرچہ ہمیں اس بات کا کوئی علم نہیں کہ یہ رسم کس زمانہ میں کن اسباب سے جاری ہوئی تھی۔ کیونکہ ہندو لوگ فن تاریخ نویسی سے بالکل ناآشنا تھے۔ زبان سنسکرت کا خزانہ تاریخی کتابوں کی دولت سے بالکل تہیدست ہے۔ ممکن ہے کہ یہ رسم ویدک رشیوں کے زمانہ میں انہی کی تعلیم سے پیدا ہوئی ہو اور انہوں نے خود اس کو رواج دیا ہو۔ چونکہ ویدک رشیوں کے حالات بالکل ظلمت میں ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ سنیاسی تھے یا ان کے گھروں میں متعدد بیویاں موجود تھیں۔ پھر ایک ایک رشی کے گھر میں ایک ایک بیوی تھی یا ایک ایک رشی کئی کئی بیویوں کا خاوند تھا۔ اور وہ بیویاں ایک ہی خاوند پر قانع تھیں یا رسم کثرۃ البعول کے ماتحت کئی کئی خاوندوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ تاریخی طور پر ان باتوں کی تردید یا تائید میں ایک لفظ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ تردید ہوگی تو صرف قوت واہمہ کی نقشبندی اور خیال آفرینی سے۔ اور تائید ہوگی تو محض قوت متخیلہ کی نکتہ آفرینی اور بلند پروازی سے۔ دونوں صورتوں میں حقیقت کو کوئی بھی دخل نہ ہوگا۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعات کو علل واسباب کی عینک سے دیکھنے والا دوربین انسان مہابھارت کو پڑھ کر اور بعض ہندو اقوام میں رسم کثرت البعول کے آثار دیکھ کر یہ نتیجہ نکالے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ یہ رسم ویدک رشیوں ہی کی مقدس تعلیمات کا دھندلا سا پرتو ہے۔ اور انہی کی مقدس یادگار باقی رہ گئی ہے۔

خیر یہ تو معلوم ہوگیا کہ قانون فطرت کا اٹل حکم صرف یہ ہے کہ ایک عورت ایک ہی مرد سے تعلق خاوندی پیدا کرے اور اس کے مرجانے یا اس سے مذہبی اور قانونی آزادی حاصل کئے بغیر دوسرے خاوند سے تعلق پیدا نہ کرے۔ مگر مرد کی حالت اس سے بالکل برعکس ہے اس میں قوت فاعلہ موجود ہے جو کسی صورت میں اس بات کی پابند نہیں کہ ایک ہی عورت کو اس سے اثر پذیر بنا کر پھر اسے معطل کردے دراں حالیکہ صاحب قوت فاعلہ ایک ہی وقت میں کئی کئی عورتوں کو اثر پذیر بنا سکتا ہے۔ جب کہ یہ امر صاحب قوت فاعلہ کی حالت کو دیکھ کر مشاہدہ میں آسکتا ہے۔ تو بداہتہً یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ قانون فطرت کی دوسری دفعہ یہ ہے۔ کہ مرد کو اپنی قوت وضرورت کے لحاظ سے اجازت ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں بھی کرے تو کوئی ممانعت نہیں۔ ہاں اس معاملہ میں کامل احتیاط ضرور درکار ہے۔ اور واقعی اور حقیقی ضرورت کے بغیر اس امر کی اجازت نہیں۔ عام قانون یہی ہے کہ ایک مرد کے لئے ایک ہی عورت ہو۔ مگر مستثنےٰ صورتوں میں تعدد کی ممانعت نہیں۔ اس بات کو دوسرے لفظوں میں اس طرح پر بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ فاطر فطرت نے عورت ومرد میں شہوت کی قوت صرف اس لئے پیدا کی ہے تاکہ یہ دنیا بقائے نسل سے آباد رہے۔ اور یہ گلشن انواع واقسام کے خوش رنگ پھولوں سے تر و تازہ اور شاداب رہے۔ قوائے شہوانی کی یہ غرض اگر ایک مرد کے گھر میں کئی کئی بیویاں بھی ہوں تو فوت نہیں ہوتی۔ برعکس اس کے اگر ایک ایک عورت کے کئی کئی خاوند ہوں تو یقینی طور پر یہ غرض فوت ہو جائے گی۔ اور عورت کسی خاوند سے بھی اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ رہے گی۔ اس لئے ثابت ہوا کہ قانون فطرت کی دفعات میں ایک مرد کو مخصوص حالات کے ماتحت ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت موجود ہے۔ پس کوئی کثیر الازدواج آدمی اس لحاظ سے مورد اعتراض نہیں بن سکتا کہ اس نے ایک سے زیادہ بیویاں کرکے خلاف قانون فطرت کام کیا ہو ایک حکیم نے عقلی طور پر تعدد ازدواج کو اس طرح پر ثابت کیا ہے کہ:۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے مرد میں بہ نسبت عورت کے زیادہ قوت رکھی ہے۔ اور فطری زیادتی اس امر کی مقتضی ہے کہ مرد کو ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

(۲) مرد عورت کے باہمی تعلق سے اصل غرض بقائے نسل ہے اور بقائے نسل کا یہ حال ہے کہ مرد جتنی جورواں کرے اتنی ہی زیادہ اولاد بھی ہوسکتی ہے۔ اور عورت دس شوہر کرکے بھی ایک بچے سے زیادہ جن نہیں سکتی۔ پس عورت کو مرد سے اس معاملہ میں کسی حالت میں مساوات نہیں۔ اور یہیں سے حکمت اس بات کی مقتضی معلوم ہوتی ہے کہ اس نے مرد کو کئی عورتوں کے لئے اور عورت کو ایک ہی خاوند کے واسطے پیدا کیا ہے۔

(۳) عورت جننے کے واسطے ہے نہ جنوانے کے واسطے اور مرد جنوانے کے لئے ہے نہ جننے کے لئے۔ پس عورت بہت سے شوہر کرنے کے واسطے نہیں بلکہ بہت سی اولاد جننے کے لئے ہے۔ اور مرد کئی عورتیں کرنے کے لئے تو ہوسکتا ہے مگر بچے جننے کے لئے نہیں

قدیم زمانہ میں تعدد ازدواج کی رسم

امر دوم کے متعلق تو یہ بات صاف ظاہر ہے۔ محتاج دلیل نہیں ساری دنیا جانتی ہے کہ قدیم زمانہ میں قریباً قریباً تمام قوموں اور جملہ اہل مذاہب میں کم وبیش رسم تعدد ازدواج جاری رہی ہے اہل یونان بھی اس رسم کے پابند تھے۔ اہل روما میں بھی تعدد ازدواج کی مخالفت نہ تھی۔ افلاطون نے بھی تعدد ازدواج کے جواز میں کتابیں لکھیں عرب میں تعدد ازدواج کا عام رواج تھا۔ خود ہندوؤں میں بھی یہ رسم کثرت سے جاری تھی۔ منو مہاراج تک اپنے دھرم شاستر میں تعدد ازدواج کی اجازت دیتے ہیں۔

ہندوؤں میں تعدد ازدواج

مہاراجہ رام چندر جی [illegible] کی تین رانیاں تھیں۔ کوشلیا۔ سمترا۔ کیکئی۔

پانڈو کی دو بیبیاں تھیں کنتی۔ مادری

راجہ شنتنو کی دو بیبیاں تھیں گنگا۔ ست ولی

بچتر ویرج کی دو بیبیاں اور ایک لونڈی تھی۔ امبا۔ امبکا۔ امبالکا۔

سری کرشن مہاراج کی سینکڑوں گوپیاں تھیں۔ مگر لالہ لاجپت رائے جی کو صرف آٹھ کا اقرار ہے۔ کچھ ہی کیوں نہ ہو تعدد تو پھر بھی ثابت ہے۔

مہاراجہ یدھشٹر۔ ارجن۔ بھیم۔ نکل۔ سہدیو۔ دروپدی کے سوا اور بھی رانیاں رکھتے تھے۔

مذہبی طور پر منو مہاراج اپنی مشہور ومعروف سمرتی میں تحریر فرماتے ہیں برہمن کی کرم سے یدی چاروں استریاں ہوں تو ان کے آپن ہوئے پتروں کے دستے میں دھاگ کی ودھی کہی ہے۔

منو سمرتی ادھیا ۹ شلوک ۱۴۹ مترجمہ پنڈت راجا رام صاحب پروفیسر سنسکرت ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور

راجا کھانا کھاکر استریوں کے ساتھ محل میں بہار کرے۔ ادھیا ۷ اشلوک ۲۲۱۔ اس مضمون کے منو سمرتی میں اور بھی اشلوک ہیں مگر سردست انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ العاقل تکفیہ الاشارہ۔

وید بھگوان پر نظر ڈالی جائے تو اور بھی عجیب وغریب عالم نظر آتا ہے۔ اس میں ایک مرد کے لئے عورتوں کی کوئی حد نہیں جتنی چاہے کرسکتا ہے۔ یعنی لامحدود اور بے انتہا تعدد ازدواج کی اجازت ہے۔ ذیل کے منتر سے اس امر پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

اے ور (خاوند) جو کچھ بستر ہے وہ باہر ہو اور جو کچھ باہر ہے وہ بستر ہو۔ اے ناپ ناشک ور سرو سندری (نہایت خوبصورت) کنیاؤں (عورتوں) کے من کو گرہن کر۔ اتھرووید کانڈ ۲ سوکت ۳ منتر ۴ بحوالہ اتھرو وید بھاش مترجمہ پنڈت کھیم کرن داس آریکا ۲۲۳

اس منتر میں جس لفظ کا ترجمہ عورتیں یا کنیائیں ہے وہ کنیا نام ہے۔ لفظ کنیا نام بھو وچن یعنی جمع ہے۔ اور بلا حد ایک سے زیادہ عورتوں پر بولا جاتا ہے۔

انبیائے کرام اور تعدد ازدواج کے متعلق ان کا طریق عمل

بائیبل کے مطالعہ سے بھی تعدد ازواج کا اثبات ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت یعقوبؑ۔ حضرت موسٰیؑ۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھروں میں ایک نہیں بلکہ کئی کئی بیبیاں موجود تھیں۔ تعدد ازدواج نے ان بزرگوں کے تقدس میں کوئی فرق نہیں آنے دیا پھر کوئی وجہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر تعدد ازدواج کی وجہ سے طعن کیا جاسکے۔

بربنا ر تعدد ازدواج آنحضرت صلعم پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا

جبکہ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا کہ ایک سے زیادہ شادیاں کرلینا قانون فطرت کے خلاف نہیں۔ اور قدیم زمانہ میں جملہ اقوام عالم میں ایک سے زیادہ شادیاں کرلینے کا رواج موجود تھا۔ بڑے بڑے پیغمبروں اور مصلحان دین نے بھی کئی کئی شادیاں کیں۔ خود ہندوؤں کے مقدس بزرگ بھی اس رسم کے پابند تھے۔ تو کثیر الازدواجی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔ تاہم ابھی تک امر سوم کی تنقیح باقی ہے۔ مزید تشریح اسی میں لکھی جائے گی۔

آنحضرت صلعم کی کثیر الازدواجی کن حالات واسباب کے ماتحت تھی؟

صفحات تاریخ پر نگاہ ڈالنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال جوانی کے عالم میں جب کہ شہوانی قوتیں اور نفسانی خواہشیں عروج پر ہوتی ہیں صرف ایک ہی بی بی پر اکتفا فرمایا اور اس کی زندگی تک دوسری شادی کا نام نہیں لیا۔ حالانکہ بی بی بھی ادھیڑ عمر کی تھی۔ پچیس برس کی عمر سے لے کر پچاس برس کی عمر تک صرف ایک ہی بی بی پر اکتفا فرمانا کیا اس امر پر دال نہیں کہ کثیر الازدواجی نفسانی خواہشوں اور شہوانی قوتوں کو فروغ دینے کے لئے نہ تھی۔ ابتدائی پچیس سال بھی اس قدر پاکیزگی اور اس قدر زہد وورع کے بسر ہوتے ہیں کہ مخالفین تک کو اعتراف ہے کہ آپ کا زمانہ عنفوان شباب کمال تقوٰی وپرہیزگاری کے ساتھ بسر ہوا ہے۔

کیا وہ مقدس ذات جس نے ۶۳ سالہ زندگی میں سے ابتدائی پچیس سال کمال تجرد اور تقوٰی سے بسر کئے ہوں اور کسی قسم کا کوئی داغ اپنے اوپر نہ آنے دیا ہو اور ربع صدی تک اس کے تجرد و تفرد پر کوئی چیز غالب نہ آسکی ہو۔ اس زمانہ کو نہایت پاکیزگی اور تجرد کے ساتھ

بسر کرکے اگر ایسی خاتون کے ساتھ شادی کرے جو کہ عمر میں اس سے پندرہ سال بڑی ہو اور اس سے پہلے مختلف اوقات میں دو شوہروں کی بیوی رہ کر کئی بچوں کی ماں بن چکی ہو۔ پھر اس کے ساتھ اپنی عمر کا بہترین حصہ کمال محبت و دلبستگی کے ساتھ کاٹ دیا ہو اور پچاس سال کی عمر تک کسی اور عورت کے ساتھ شادی کرنے کا خیال تک نہ کیا ہو اور مرنے کے بعد اس کی یاد کو ہمیشہ تازہ رکھا ہو۔ کسی ملامت کی ہدف بن سکتی ہے؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیا ایسے شخص کی نسبت اعلےٰ سے اعلےٰ رائے قائم نہیں ہوتی؟ اور کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ اس تزویج کی وہی وجہ تھی جو عام پرستاران حسن کی شادیوں میں پائی جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پچیس برس کی عمر تک کمال تجرد و تفرد اور تقویٰ کے ساتھ بے لوث زندگی بسر فرمانا اور پھر پچاس سال کی عمر تک صرف ایک معمر بی بی پر اکتفا فرمانا صریحی طور پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کی مبارک زندگی خواہشات نفسانی اور قوائے شہوانی کے تموج سے بالکل پاک تھی۔ مگر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال فرما جانے کے بعد کچھ زمانہ ایسا آجاتا ہے کہ ازدواج مطہرات سے حجرات آباد ہوتے ہیں۔ یہ زمانہ طبعی طور پر قوائے شہوانی کے تموج کا زمانہ نہیں بلکہ انحطاط کا ہے۔ ایسے عالم میں کہ قوائے شہوانی انحطاط پذیر ہوں آپ کا متعدد شادیاں کر لینا اس بات پر ہرگز دلالت نہیں کرتا کہ یہ امر قوائے شہوانی کے جوش سے سرزد ہوا تھا۔ جوش قویٰ کا زمانہ تو پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ اور آپ نے ارشاد بھی فرما دیا تھا۔ ما لی فی النساء من حاجۃ مجھے عورتوں کی کوئی حاجت نہیں۔ دارمی بروایت سہل بن سعد۔ بنا بریں کہنا پڑے گا کہ ان شادیوں کے خاص اسباب تھے۔ غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس قدر نکاح کئے ان کی بنیاد دینی فوائد اور قومی و ملکی مصالح تھے جن کا حاصل ہونا تزویج کے بغیر ناممکن تھا۔

ام المومنین زینبؓ بنت جحش۔ عائشہ صدیقہؓ اور حفصہؓ کے نکاح خالص اسلامی اور دینی مصلحتوں اور حکمتوں پر مبنی تھے۔ حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کے نکاح نے حفاظت قرآن اور نشر احادیث اور تعلیم مستورات کے متعلق وہ وہ کام کئے کہ بیان سے باہر ہیں۔ مادر زینب بنت جحش کے نکاح نے تبنیت کے خیالی بت کو توڑ پھوڑ کر چور چور کر دیا۔ اور صدیوں کے بیہودہ رواج کی اصلاح کر دی۔

ام المومنین ام حبیبہ کا باپ ابوسفیان عمائد قریش میں سے تھا۔ اور اسی گھر میں قوم کا جنگی نشان بھی رہا کرتا تھا۔ جب کبھی یہ جھنڈا باہر لاکر کھڑا کیا جاتا تو قوم کے تمام افراد اس جھنڈے کے تلے مجتمع ہو جاتے مگر اس تزویج کے بعد ابوسفیان کہیں مسلمانوں کے خلاف فوج کشی کرتا نظر نہیں آتا۔ بلکہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد خود بھی اسلامی جھنڈے کے تلے پناہ گزیں ہو جاتا ہے۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح نے صلح و امن اور اسلام کی اشاعت میں اچھے سے اچھے نتیجے پیدا کئے۔ حالانکہ اس سے پہلے نجد والے ستر اسلامی واعظوں کو دھوکے سے قتل کر چکے تھے اور ان سے کئی دفعہ نقض امن اور فتنہ و فساد کے واقعات ظاہر ہو چکے تھے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ ایک ڈاکہ زن آدمی تھا۔ مگر اس قدر ذی اثر تھا کہ قبیلہ بنی مصطلق کا ہر فرد اس کے اشارے پر چلتا تھا۔ اور چونکہ اس کو مسلمانوں سے دلی عناد تھا۔ اس لئے حضرت جویریہ کے نکاح سے پیشتر مسلمانوں کے برخلاف ہر ایک جنگ میں اس قبیلہ کی شرکت نظر آتی ہے۔ مگر اس نکاح کے بعد وہ نقشہ ہی بدل جاتا ہے۔ نہ مخاصمتیں باقی رہتی ہیں نہ مسلمانوں کے برخلاف اس قبیلہ کا کوئی فرد ہی شریک جنگ ہوتا ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے کوئی یہودی مسلمانوں کے برخلاف کسی جنگ میں شریک نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس نکاح سے پیشتر ہر ایک جنگ میں یہود کا تعلق پوشیدہ ہو یا ظاہر ضرور نظر آتا ہے۔

ایسی ہی وجوہ اور ایسے ہی اغراض و مصالح تھے جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک سے زیادہ نکاح کرنے پر مجبور کیا۔ مبداء فیاض نے جسے عقل سلیم عطا فرمائی ہے وہ اس مقام پر بے ساختہ پکار اٹھے گا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسا کرنا نہایت ضروری تھا۔ اور اسی میں ملک و قوم اور مذہب کو فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ اور آپ کا متعدد نکاح کرنا ایسے اسباب و مصالح کے ماتحت تھا۔ اور ان سے نفسانی لذات حاصل کرنا ہرگز ہرگز مقصود نہ تھا۔ نفسانی لذات حاصل کرنا تو انہی لوگوں کی شادیوں میں ہو سکتا ہے۔ جن کی الہامی کتاب اس طرح شائقوں کے لئے سامعہ نواز اور مژدہ رساں ہو:۔

"یہ پتی (خاوند) کی کامنا (خواہش) کرتی ہوئی کنیا (نوجوان عورت) آئی ہے۔ اور میں (عورت) کی کامنا والا (خواہش والا) میں آیا ہوں۔ میں اس طرح (جوش و خروش اور توجہات نفسانی) کے ساتھ آیا ہوں جیسے ہنہناتا ہوا گھوڑا۔"

اتھروید کانڈ ۲ سوکت ۳۰ منتر ۵ بحوالہ اتھروید بھاشی مترجمہ پنڈت کھیم کرن داس آریہ کانڈ ۲ صفحہ ۳۴۰

نہ اس ذات بابرکات کے نکاحوں میں جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم موصول ہو۔

یا ایھا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیاۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلا وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجراً عظیما (سورہ احزاب ۲۸ و ۲۹)

واذکرن ما یتلےٰ فی بیوتکن من ایات اللہ والحکمۃ ان اللہ کان لطیفاً خبیرا (سورہ احزاب ۳۴)

اے نبی اپنی بی بیوں سے کہدے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں سامان دوں اور تمھیں اچھی طرح سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کیا ہے۔ . . . . . اور اسے یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتوں اور حکمت سے پڑھا جاتا ہے۔ اللہ باریک باتوں کا جاننے والا خبردار ہے۔

(عصمت اللہ)

کیا آپ کو یاد ہے؟

کہ آپ کے محترم بھائی مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر اخبار لائٹ نے جیل میں جاتے ہوئے آپ کے نام کیا پیغام بھیجا تھا اگر یاد ہے تو بتایئے آپ نے اب تک اس پر کہاں تک عمل کیا ہے کتنی دوڑ دھوپ کی اپنی محبت کا کیا ثبوت دیا۔ مقدمہ کے لئے کتنا روپیہ فراہم کیا اور کتنا انجمن کو بھیجا۔ اور اگر آپ اس پیغام کو بھول چکے ہیں تو پھر سن لیجئے۔ مولانا ممدوح نے فرمایا تھا۔

"حق امر کے لئے تکلیف اٹھانا اکثر آدمیوں کے حصہ میں نہیں آتا میرا ایمان ہے کہ تعمیر ملت کے لئے مصائب برداشت کرنا ایک قیمتی چیز ہے۔ جو قوم مصائب اٹھانا نہیں جانتی وہ زندہ رہنا بھی نہیں جانتی میں اس سزا کا اسی خوشی سے استقبال کرتا ہوں جس خوشی سے ایک مسلم کو کرنا چاہئے۔ مجھے تشویش صرف اس امر کی ہے کہ میں انجمن کو ایک ایسی بازی میں الجھانے کا باعث ہوا ہوں جس میں اس کا خاصا روپیہ خرچ ہوا ہے۔ وہ روپیہ جو اشاعت اسلام میں خرچ ہو سکتا تھا۔ میری یہ دلی خواہش ہے کہ احباب اور لائٹ کے معاونین و مداح اس کا خیال رکھیں کہ اس مقدمہ میں انجمن کو ایک پیسہ کا بھی بار نہ اٹھانا پڑے۔"

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ بخیریت کاروبار دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بھی اللہ کے فضل سے اب نسبتاً تندرست ہیں اللہ انکو صحت کامل عطا فرمائے۔

—— مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولانا عصمت اللہ صاحب اکولہ برار میں آریہ سماج سے مناظرہ کرنے گئے تھے۔ وہاں ڈپٹی کمشنر کے حکم سے مناظرہ تو روک دیا گیا مگر ان ہر دو صاحبان نے مختلف مقامات پر تقریریں کیں۔ جن میں آریہ سماج کے مذہب اور عقائد کو بے نقاب کیا گیا۔ پبلک پر ان تقریروں کا بہت اچھا اثر ہوا اور آریہ سماجی وہاں شدھی کے پرچار سے ناکام واپس آئے۔ اب ہر دو مولوی صاحبان لاہور واپس آگئے ہیں۔

—— شیخ محمد یوسف صاحب اور پنڈت قادر بخش صاحب علاقہ سیالکوٹ اور جموں کی طرف گئے ہوئے تھے اس دورہ میں ایک مقام پر انہوں نے کچھ بازیگر مسلمان کئے ہیں۔ چودہری غلام حیدر صاحب رئیس بدوملہی کی مساعی قابل تعریف ہیں جنھوں نے اپنے علاقہ کے بازیگروں میں اسلامی تحریک پیدا کر دی ہے [illegible]

قطعات تاریخ

بتقریب تشریف آوری حاجی لارڈ ہیڈلے باالقابہٗ

ہمارے دوست مرزا نعیم بیگ صاحب چغتائی گوالیاری نے جو اردو زبان کے بہت بڑے انشا پرداز ہیں۔ اور ہندوستان بھر کے ادبی رسالے انکی قلمی رنگینیوں کے مرہون منت ہیں۔ ہمارے پاس اپنے والد محترم جناب مرزا ابراہیم بیگ صاحب چغتائی۔ المتخلص بہ میرزا اکبرآبادی کے وہ قطعات تاریخ ارسال فرمائے ہیں جنھیں جناب میرزا صاحب نے لارڈ ہیڈلے الفاروق باالقابہ کے ورود ہندوستان پر تہنیت مقدم کے طور پر تحریر فرمایا ہے۔ میرزا صاحب کا کلام نہایت مرصع ہے اور ہم شکریہ کے ساتھ درج اخبار کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

الحمد للہ والمنۃ کہ حضرت رائٹ آنریبل حاجی فاروق ہیڈلے محترے از خاندان شاہی دولت انگلس کہ عالم و فاضل ماہر کامل سائنس و فلسفہ بکمال وسیع النظری حق مبنی دین اسلام قبول کرد۔

اتباع سنت انبیائے عظام و سنت پاک نبی کریم خیر الانام فخر الاولین والآخرین ختم المرسلین سرتاج بنی آدم بر خود لازم گرفتہ از جاہ و جلال دنیاوی بے نیاز شد تخت و تاج البان رد کرد۔

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی ؎ دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند

زہے عز و شرف کہ بکمال عزم و شغف در کار تبلیغ و ہدایت ملت بیضا و در صلاح و فلاح خلائق ہمہ اوقات عزیز خود میگزارد و خوشنودی خدا و مقبولیت عام حاصل کردہ بہترین توشہ می اندوزد۔ جزاہ اللہ فی الدارین خیرا۔

بہر تبلیغ آمدہ در ملک ہندوستان ہم ؎ حاجی فاروق ہیڈلے صاحب مسلم نیک نام
تاکہ باشد دائماً خوش مقدمش را یادگار ؎ میرزا گو یدمبلغ باصفا و باکمال
۱۳۴۶ھ

چوں مشرف شد بدیں آں محترم ؎ حاجی فاروق ہیڈلے صاحب نکو
تخت البان را نکردہ ہم قبول ؎ فضل ایزد دائماً باشد براو
میرزا خواہی چو احسن یادگار
تاج شاہی کرد رد صادق بگو!
۱۳۴۶ھ

تاج و تخت البان ناکردہ قبول ؎ حاجی فاروق ہیڈلے دیں راسراج
میرزا خوش گفت سال یادگار ؎ بے نیاز از جب ہائے تخت و تاج
۲۳ ۶ ۱۹

دین بیضا را مبلغ باصفا ؎ آمدہ بالخیر در ہندوستاں
از دل مومن برآمد این دعا ؎ دائماً فیضش بماند در جہاں
مقدمش را میرزا گفتم سال
حاجی فاروق ہیڈلے فخر زماں!
۱۳ ھ ۴۶

حبذا مرد مسلماں باکمال ؎ دعوت تبلیغ در ہر گوشہ داد
میرزا گوید برائے یادگار ؎ حاجی فاروق ہیڈلے خیر العباد
۱۳ ھ ۴۶

(آگرہ ہندوستان، شعبان المکرم ۱۳۴۶ھ)

قبول اسلام

۱۰ رفروری کو مسجد کوٹ بدوملہی میں چودہری غلام حیدر صاحب کی امداد سے ہمارے مبلغین کے ہاتھ پر مندرجہ ذیل لوگ مسلمان ہوئے

(۱)	رام چند	اسلامی نام	عبداللہ
(۲)	حکم سنگھ	"	حکم دین
(۳)	لکشمی	"	آمنہ
(۴)	خوشحال کور	"	رحیم بی بی
(۵)	راج کور	"	کریم بی بی

مسجد روضہ مزنگ میں مولوی عبدالرحمن صاحب کے ہاتھ پر ایک مسیحی خاتون نے اسلام قبول کیا اسلام نام زینب النسا بیگم رکھا گیا۔

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ — شعبان المکرم ۱۳۴۶ھ — نمبر ۷

ہمارا اور ہماری قوم کا فرض

پیغام صلح ہفتہ میں دو مرتبہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ پیغام صلح آسمان احمدیت کا چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ قوم کے حقیقی جذبات کی ترجمانی کرنا اور قوم کے سامنے صحیح مسلک پیش کرنا اس کے فرائض میں داخل ہے۔ احمدیت کا حقیقی مفہوم دنیا کے سامنے لانا اور احمدیت کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنا اسلام کی سچائی اور صداقت پر روشنی ڈالنا۔ مخالفین کے اعتراضات کا بعنوان شائستہ رد کرنا۔ مسلمانوں کو پیغام مصالحت دینا۔ ان کے درد دکھ میں شریک ہونا ان کی خوشی میں اظہار مسرت کرنا اس کے حقیقی اور اصلی کام ہیں۔ پیغام صلح اپنے ان فرائض کو پورا کرنے میں آج تک انتھک کوشش کرتا رہا ہے۔ جو بات قوم کے لئے مفید معلوم ہوئی اسے قوم کے سامنے پیش کرنے سے پہلو تہی نہیں کی۔ جہاں کہیں احمدیت پر اعتراض آیا۔ پیغام صلح سینہ سپر ہو بیٹھا اور جہاں کہیں احمدیت کے متعلق غلط فہمی پیدا ہوئی فوراً اسے رفع کرنے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ آریوں اور عیسائیوں کا کونسا اعتراض ہے جس کا جواب پیغام صلح نے نہیں دیا۔ اور قوم کا کونسا صحیح جذبہ ہے۔ جس کی ترجمانی کرتے ہوئے اسے نہیں سراہا۔ مسلمانوں کے عام دکھ میں غمگین ہوا تو پیغام صلح۔ خوشی میں شریک ہوا تو پیغام صلح۔ ایسے بہترین اخبار کی طرف اگر قوم کی مجموعی توجہ منعطف نہ ہو تو تعجب کا مقام ہے۔

اگر مذکورہ بالا امور پیغام صلح کے فرائض میں داخل ہیں تو حلقہ اشاعت کا وسیع کرنا اور ہر احمدی کے ہاتھوں تک پہنچا دینا قوم کے فرائض میں داخل ہے۔ قوم کو چاہیئے کہ اپنے فرض کی طرف خصوصیت سے توجہ کرے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش ہے اور انجمن کا ارادہ ہے کہ پہلے کی طرح اسے پھر ہفتہ میں دو بار کر دیا جائے اور پہلے سے زیادہ کیا بلحاظ خوبی اور کیا بلحاظ کاغذ اور چھپائی کی خوش اسلوبی کے اچھا اور عمدہ بنا دیا جائے۔ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور خاکسار راقم الحروف عیسائیت آریہ سماج اور احمدیت و اسلام کے متعلق مسلسل مضامین لکھیں۔ اور کوئی ایسی اشاعت نہ ہو جس میں ان کا مذکورہ بالا عنوانوں پر کوئی نہ کوئی مضمون نہ ہو۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی اپنے دلچسپ اور بہترین مضامین سے اخبار کو رنگین کرتے رہیں۔ عملہ ادارت میں بھی مناسب ردوبدل کر دیا جائے غرض یہ کہ اخبار کو آگے سے شان و شوکت کے ساتھ شایع کیا جائے۔

اس صورت میں اخراجات بہت بڑھ جائیں گے اور ان کو پورا کرنے کی اس کے سوا اور کوئی سبیل نہیں کہ قوم اپنے فرض کی طرف پوری جانفشانی سے توجہ دے۔ اور اخبار کی توسیع اشاعت میں حد سے زیادہ کوشش کرے۔ یہ کوئی بڑی بات بھی نہیں اگر اخبار کا ہر ایک خریدار اپنے دل میں اس بات کا عہد کرلے کہ میں ایک سال میں کم از کم دس خریدار بہم پہنچا دونگا تو پھر کوئی شک نہیں کہ اخراجات بھی پورے ہو جائیں گے اور کارکنان اخبار کی حوصلہ افزائی بھی ہو جائے گی اور اخبار آگے سے زیادہ شان و شوکت اور خوبی و عمدگی کے ساتھ نکلنے لگ جائے گا۔

(محمد عصمت اللہ)

تقدیس کی آڑ میں شکار

"الجمعیۃ" دہلی نے صبیب نمبر مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۸ء میں ایک مضمون "جمعیۃ العلمائے ہند کی تبلیغی خدمات" کے عنوان سے شایع ہوا ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ہندوستان میں شعلہائے ارتداد کے بھڑکنے سے لیکر آج تک جو کچھ کام ہوا ہے وہ سب جمعیت ہی نے کیا ہے۔

ہمیں اس مضمون کے پڑھنے سے سخت افسوس ہوا کہ تقدیسین جمعیت نے تقدس کی آڑ میں جھوٹ کو سچ بنانے کی ناجائز کوشش سے کام لے کر صرف دروغ ہی کو فروغ دیدیا ہے۔ اس مضمون میں سب سے پہلا جھوٹ یہ ہے کہ یہ بے سروپا دعویٰ کر دیا گیا ہے کہ فتنہ ارتداد کی روک تھام میں سب سے پہلے جمعیت ہی نے کام کیا۔ حالانکہ جب فتنہ ارتداد رونما ہوا اس وقت جمعیت کا شعبہ تبلیغ ہی پردہ عدم میں پوشیدہ تھا۔ اور اراکین جمعیت تبلیغ کے نام سے بھڑکتے تھے۔ جبکہ شعبہ تبلیغ ہی موجود نہ تھا تو اس مقدس گروہ کو حلقہ ارتداد میں کام کرنے کا حق سب سے پہلے کہاں سے حاصل ہو گیا۔ فتنہ ارتداد کی روک تھام میں سب سے پہلے جس انجمن نے کام شروع کیا وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہی اسی انجمن کے مبلغ سب سے پہلے حلقہ ارتداد میں پہنچے۔ مولانا عبدالحق صاحب مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام۔ شیخ محمد یوسف صاحب گرنیتھی۔ چودہری سردار خاں صاحب۔ پنڈت قادر بخش صاحب۔ حکیم اللہ دتا صاحب۔ ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ مولوی دوست محمد صاحب اس وقت حلقہ ارتداد میں پہنچے جب جمعیت کے ماتحت شعبہ تبلیغ کا وجود ہی نہ تھا۔ ان مجاہدوں نے حلقہ ارتداد میں پہنچکر انسداد ارتداد اور تبلیغ اسلام کی جن مساعی جمیلہ سے کام لیا اس وقت کے اخبارات ان کے تذکروں سے بھرے پڑے ہیں۔ جمعیت العلما اس وقت خواب غفلت میں پڑی خراٹے لے رہی تھی۔ اور انسداد ارتداد یا تبلیغ اسلام کا خیال تک اس کے آستانہ تقدیس تک نہیں گزر سکتا تھا۔

اکثر ہمدردان قوم نے جمعیت کو ترغیب بھی دی کہ تبلیغ کا کام اپنے ہاتھ میں لے مگر چونکہ اس وقت کارکنان جمعیت کے دماغوں پر ہندو نوازی اور کانگرسی پالیسی کا بھوت سوار تھا۔ انہوں نے اس اہم خدمت کو اپنے ہاتھوں میں لینا پسند نہ کیا۔ اور صاف جواب دے دیا کہ جمعیت العلما ایک پولیٹیکل باڈی ہے۔ تبلیغ کے کام میں حصہ نہیں لے سکتی۔

مگر جب اس مقدسین کے گروہ نے دیکھا کہ میدان ارتداد احمدیوں کے ہاتھوں میں آ گیا۔ اور عام مسلمان ان کی مساعی جمیلہ کی داد دینے لگے تو پھر جمعیت کے ماتحت ایک شعبہ تبلیغ قایم کرنے کی سوجھی اور شعبہ تبلیغ نے احمدیوں کے خلاف ادھم مچانا شروع کر دیا۔ کیا اسی کا نام انسداد ارتداد ہے۔ اور اسی کو تبلیغ اسلام کہتے ہیں۔ سچ ہے

اگر حقیقت اسلام در جہاں این ست
ہزار خندہ کفر است بر مسلمانی

جمعیت العلما کے شعبہ تبلیغ کے کام کو اگر سرسری نظر ڈال کر بھی دیکھا جائے تو صرف یہ ہیں:-

(۱) حلقہ ارتداد میں جا کر مختلف انجمنوں کے مدارس کو توڑا اور ان کی جگہ خود چودہری بن کر بیٹھنے کی کوشش کی۔

(۲) حلقہ ارتداد میں مسلمانوں کو کافر بنایا۔ اور فتوے بازی کی وہ بھرمار کی کہ الٰہی توبہ۔

(۳) کبھی احمدیوں سے بھڑے کبھی بریلویوں کے پیچھے پڑے کبھی شیعوں کی خبر لی۔ کبھی نیچریوں پر ہاتھ صاف کیا۔ کسی کو کافر بنایا۔ کسی کو مرتد کہا۔ کسی سے خلا ملا کو حرام قرار دیا کسی سے ملنا جلنا موقوف کرایا۔

(۴) جمعیت تبلیغ الاسلام انبالہ کو توڑنے اور اس کی حیثیت کو ملک کی نگہ سے گرانے کی بے انتہا کوشش کی۔

(۵) خود مرکزی حیثیت حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے اور چندہ بٹورا۔

(۶) اخبارات میں سب کچھ بن کر دھواں دھار مضامین لکھے اور دوسروں کا کیا کرایا اپنے نام پر لگا کر مشتہر کر دیا۔

کیوں نہ ہو جامۂ تقدیس کی آڑ قایم رہے سب کچھ مباح ہے
مگر دنیا جانتی [illegible] بانگ باطن میں

بالکل سچ ہے۔ سچ ہے

ریش سفید شیخ میں ہے ظلمت فریب
اس مکر چاندنی پہ نہ کر نا گمان صبح

نامہ نگار الفقیہ کی جدت

بریلوی حضرات کو معلوم نہیں کہ دیوبندیوں اور اہل حدیث سے اتنی خصومت کیوں ہے۔ کہ اپنے اظہار خیالات کے وقت روش اعتدال کو بھی مدنظر نہیں رکھتے اور جب کبھی میدان تحریر میں جولانی دکھلاتے ہیں تو طوفان اٹھائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ دیانتداری اور صداقت جو قدیم الایام سے علما کا پسندیدہ شیوہ رہا ہے اظہار خصومت کے وقت ان حضرات کے نزدیک تک پھٹکنے نہیں پاتا۔

علمائے دیوبند اور حضرات اہل حدیث دونوں خدا کو ایک مانتے ہیں دونوں شرک و بدعت سے حد درجہ نفرت کرنے والے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان عقائد کے اظہار میں ایک نہیں بلکہ سینکڑوں کتابیں لکھ چکے ہیں۔ مگر نامہ نگار اخبار "الفقیہ" ۲۱ فروری ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں "اتباع قرآن و سنت اور اہل سنت و جماعت" کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان حضرات دیوبند اور حضرات اہل حدیث نے نہ خدا کو چھوڑا نہ رسولؐ کو جل وعلیٰ وصلے اللہ علیہ وسلم۔ کیا اسی کا نام شان عالمانہ ہے اور اسی کو راست بازی کہتے ہیں۔ عام کھلا کر جھوٹ بولنا اور دوسروں پر افترا کرنا کہاں کی ایمانداری ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ علمائے دیوبند اور حضرات اہل حدیث امکان کذب باری کے مسئلہ کے قائل ہیں۔ اور اسی قسم کے چند مسئلے اور بھی ہیں۔ جن پر ان حضرات کو شدت سے اصرار ہے۔ اگرچہ یہ عقیدے ان حضرات کے خود تراشیدہ عقیدے ہیں۔ قرآن و حدیث اور اسلام ان کے جوابدہ نہیں۔ مگر تاہم ان سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حضرات خدا اور رسول کے بھی منکر ہو گئے۔

علمائے اہل حدیث اور حضرات دیوبند کو نامہ نگار الفقیہ کا یہ افترا یقیناً ناگوار گزرے گا۔ مگر انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ چاہ کن را چاہ در پیش۔ حضرات بریلی کا یہ افترا دیوبندیوں اور اہل حدیث کے اس افترا کی سزا ہے جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کے متعلق اپنی تحریروں اور تقریروں میں کیا۔

نامہ نگار الفقیہ یہ بھی لکھتا ہے کہ قادیانیوں سے ہمیں کیا مطلب کہ انہوں نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنالی اور ہم سے نکل گئے۔ حالانکہ یہ بھی بہتان عظیم ہے۔ نہ تو احمدیوں نے کوئی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ہی بنائی ہے اور نہ آپ سے علیحدہ ہی ہوئے ہیں۔

احمدیوں کے دماغ میں آپ کی طرح تکفیر کے انڈے بچے نہیں دیئے کہ مسلمانوں کو کافر بنا بنا کر ان سے علیحدہ ہو جاتے۔ وہ تو تمام کلمہ گو مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہیں۔ کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔ بلکہ دن رات اسی کوشش میں سرگرم ہیں کہ آپ لوگوں کا عطا کردہ تکفیر کا طوق لعنت مسلمانوں کے گلے سے اتار دیں۔ پھر یہ کہنا کہاں کی صداقت اور کہاں کی ایمانداری ہے کہ وہ ہم سے نکل گئے۔ آپ خود انہیں کافر کہہ کر الگ ہو گئے۔ وہ تو مسلمان کے مسلمان ہی رہے۔ اور آپ کا پھندا آپ ہی کے گلے کا ہار ہو گیا۔ یہ بھی غلط ہے کہ احمدیوں نے ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنائی ہے۔ احمدیوں کے وہی عقائد ہیں جو قرآن اور حدیث میں مذکور ہیں۔

وہ خدا پر اور اس کے موصوف بصفات حسنہ ہونے پر۔ خدا کے رسولوں پر فرشتوں پر۔ تقدیر پر۔ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں۔ اس طرح پر کہ آپ کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکتا۔ اور یہ بھی مانتے ہیں کہ الٰہی مکالمہ و مخاطبہ کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ اور اس امت میں اولیا مجدد ہوتے رہیں گے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بھی اپنی صدی کے سچے مجدد تھے۔

کہیئے ان میں سے کونسا عقیدہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ہے ذرا آنکھوں میں کحل حقیقت ڈالکر دیکھئے۔ کنیت بنا لینے اور ہلا سے نسبت لگا کر سینکڑوں نسبتیں پیدا کر لینے سے انسان انسان نہیں بن سکتا۔

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز!
لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

مذاکرہ علمیہ

آخری مسجد کا مطلب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

سوال۔ ممکن ہے کہ آپ کی نظر سے نئے علم کلام کی جزئیات سے میں ہاگزری ہوں اس لئے عرض ہے ملاحظہ ہو دعوۃ الامیر از میاں محمود احمد صاحب قادیانی صفحہ ۳۷:۔

"رسول کریم نے فرمایا کہ انی اخر الانبیاء اور لا نبی بعدی ...... اگر آخر الانبیا کے آنے کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو آخر المساجد کے بعد دوسری مسجدیں کیوں بنوائی جاتی ہیں"۔ پھر ملاحظہ ہو صفحہ ۳۸:۔ "لا نبی بعدی کے بھی یہ معنے نہیں کہ آپ کی بعثت کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا"

جواب۔ آپ کی عنایت کا شکریہ کہ مجھے نئے علم کلام سے مطلع فرمایا واقعی یہ نیا علم کلام ہے بلکہ عجیب وغریب علم کلام ہے۔ میاں صاحب کا یہ فرمانا کہ لا نبی بعدی کے یہ معنے نہیں کہ "آپ کی بعثت کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا" کس قدر عجیب وغریب ہے۔ اگر یہ معنے نہیں تو اور معنے ہی کیا ہو سکتے ہیں۔ دو تو لفظ ہیں لا نبی اور بعدی اس میں کیا کوئی تاویل کرے۔ اور کیا کوئی پیچ ڈالے۔ مگر تاہم میاں صاحب کو اصرار ہے کہ اس کے یہ معنے نہیں کہ "نبی کریم صلعم کی بعثت کے بعد کوئی نبی نہیں" تو اس علم کلام کی جدت اور انوکھے پن میں کسے کلام ہو سکتا ہے؟

باقی رہا آخر الانبیاء کے مقابل میں آخر المساجد کو پیش کرنا۔ میرے خیال میں اس میں ان کے مفید مطلب بات کوئی نہیں۔ کیا "خاتم" کی طرح "آخر" کے معنے بھی مہر لگانا کریں گے۔ آخر کے معنے کسی لغت یا زبان عرب کے محاورہ میں مہر لگانا نہیں۔ رہ گئے آخر المساجد کے معنے۔ اس کے معنے تو صاف ہیں کہ آنحضرت صلعم نے جو قبلہ قایم کیا ہے وہ آخری ہے۔ اس کے بعد اور کوئی قبلہ نہیں جس طرح آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں اسی طرح آپ کا قبلہ آخری قبلہ ہے۔ کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ نبی کی مسجد اس کا قبلہ ہوا کرتا ہے نہ کہ کوئی اینٹ پتھر کی عمارت۔ کیونکہ درحقیقت قبلہ ہی اس کی اتباع کا نشان ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے سے دوسرے لوگ نہایت آسانی سے اس کے متبعین کو شناخت کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے وماجعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ اور ہم نے نہیں بنایا اس قبلہ کو جس پر تو قایم ہوا۔ مگر تاکہ امتیاز کر دیں اس شخص کا جو اس رسول کا متبع ہو اس شخص سے جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ صلعم کے متبع کا دوسرے لوگوں سے امتیاز کرنے کے لئے یہ قبلہ قایم کیا گیا جس پر آنحضرت صلعم قایم ہوئے اسی لئے رسول کریم صلعم نے یہ بھی فرمایا کہ اہل قبلہ کی تکفیر مت کرو۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے امتی ہونے کا نشان ان میں موجود ہے۔ پس آخر المساجد کے معنے ہی یہ ہیں کہ آپ کا قبلہ آخری قبلہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ اس کے معنے یہ تو نہیں ہو سکتے۔ کہ اب کوئی مسجد نہیں بنے گی۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں خدا کی عبادت قایم کرنے آئے تھے نہ کہ مٹانے۔ پس آپ کس طرح فرما سکتے تھے کہ میرے بعد اب مسجد نہ بنے گی۔ مسجدیں تو بنی تھیں اور مدینہ کی مسجد نبوی سے مختلف شکلوں اور وضعوں کی بنی تھیں اور لاکھوں کی تعداد میں بنیں۔ تو پھر سوائے اس کے آپ کا مطلب اور کیا تھا کہ میرا قبلہ آخری قبلہ ہے۔ کیونکہ یہی وہ قبلہ ہے جس کی وجہ سے کوئی مسجد مسجد کہلاتی ہے۔ اگر کوئی مسجد اس قبلہ پر نہ ہو تو وہ مسجد ہی نہیں۔ پس یہی وہ چیز تھی جو آپ کی رسالت کے امتیازی نشانوں میں سے ایک تھی۔ اور جو درحقیقت ہر مسجد کے لئے بطور اس کی روح اور حقیقت کے تھی اور ہے۔ اور جس میں اب قیامت تک کوئی تبدیلی نہیں۔ کیونکہ آپ کی آخری رسالت کی طرح یہ قبلہ بھی آخری ہے۔ اور یہی قبلہ ہے جس کی وجہ سے ہر مسجد مسجد کہلانے کی مستحق ہے۔ پس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آخری مسجد یہی قبلہ ہے جس کے بعد کوئی قبلہ نہیں۔ اور جس قبلہ پر بننے سے خود ہر ایک مسجد درحقیقت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی مسجد کہلائے گی۔ کیونکہ ہر مسجد اپنے رو بہ قبلہ ہونے کی زبان حال سے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر گواہی دے رہی ہے۔

شب برات

سوال۔ شب برات کی کیا اصلیت ہے۔ کیا یہ اسلامی تیوہار ہے

جواب۔ کوئی اصلیت نہیں۔ ملا لوگوں نے حلوا کھانے کا ڈھچر نکال رکھا ہے۔ بچوں نے پٹاخے چلانے اور ہاتھ منہ جلانے کا شغل بنا رکھا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ پندرھویں رات کو ماہ شعبان میں کوئی خاص علم احکام جناب الٰہی سے نافذ ہوتے ہیں۔ ایسی روایت میری نظر سے کوئی نہیں گزری۔ ممکن ہے ہو تو پھر یہ پتہ نہیں کہ یہ روایت کہاں تک صحیح ہے۔ ممکن ہے رمضان کی لیلۃ القدر کے بدلے اس رات کو غلط فہمی سے سمجھ لیا گیا ہو لیکن اگر کچھ اصلیت بھی ہو تو نتیجہ صرف اتنا نکلے گا کہ اس رات کو عبادت اور دعا کرو۔ حلوا اور پٹاخے تو پھر بھی نہ نکلے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس دن بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلعم کو حلوا پکا کر کھلایا تھا۔ کیونکہ آپ کا دانت اسی تاریخ کو جنگ احد میں شہید ہوا تھا۔ یہ سب بے اصل باتیں ہیں۔ جنگ احد کی یہ تاریخ نہیں۔ اور نہ کسی نے حلوا پکایا۔ یہ کہنا کہ پٹاخوں سے مردے ڈر کر بھاگیں گے۔ یہ بچوں کا مذاق ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہ سب کچھ بدعت ہے۔ دین میں ان باتوں کی کوئی اصل نہیں۔

درود شریف اور اجرائے نبوت

سوال۔ درود نبوت کے لئے پڑھا جاتا ہے۔ میاں محمود احمد صاحب کے ایک خطبہ جمعہ سے یہی مفہوم نکلتا ہے۔

جواب۔ واہ کیا خوب۔ گویا پڑھنے والا جب یہ دعا کرتا ہے کہ **اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد**۔ یعنی اے اللہ تو محمد رسول اللہ پر خاص رحمتیں نازل فرما اور آپ کے متبعین پر خاص رحمتیں نازل فرما تو اس کے یہ معنے ہیں کہ اے اللہ تو اس امت میں سے ایک بندہ کو نبی بنا دے۔ جو محمد رسول اللہ کی نبوت و رسالت کو منسوخ کر کے خود آپ کی کرسی پر بیٹھ جائے اور آپ کی متبع امت پر یہ رحمت نازل ہو کہ وہ سب کی سب نئی نبوت کے آجانے سے چشم زدن میں کافر بن کر رہ جائے اور جب تک وہ اس نئے نبی پر ایمان نہ لائے باوجود خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ کی رسالت پر ایمان رکھنے کے جہنم کی سزاوار اور دائرہ اسلام سے خارج قرار پائے۔ اور چونکہ خود میاں محمود احمد صاحب نے یہ مانا ہے کہ نئے نبی کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے جب کہ پہلی امت گمراہ ہو جائے۔ تو دوسرے لفظوں میں حضرت محمد صلعم اور آپ کی متبع امت پر درود کے یہ معنے بھی ہوئے کہ اے اللہ سب کی سب امت گمراہ ہو جائے تاکہ اس امت کا ایک بندہ نبی بنے۔

مجھے امید نہیں کہ میاں صاحب نے درود شریف سے اجرائے نبوت نکالا ہو۔ کیونکہ ایسے معنے کرنے بچوں کا کھیل ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ رحمتوں کے نزول میں دونوں قسم کی رحمتیں ظاہری و باطنی مد نظر ہیں مگر رحمت کے نزول کے یہ معنے نہیں ہوا کرتے کہ وہ درحقیقت زحمت ثابت ہو۔ اور بجائے ترقی کے تنزل پیدا کر دے۔ محمد رسول اللہ پر خاص رحمت کے نزول کا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ پر اس قدر رحمت کا نزول ہو کہ آپ کا فیضان نبوت کبھی ختم نہ ہو۔ بلکہ ترقی کرتا چلا جائے۔ اور آپ کی امت پر خاص رحمت کے نزول کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا قدم ہمیشہ ترقی ظاہری و باطنی کی طرف پڑے۔ تنزل کی طرف کبھی نہ پڑے۔ میاں صاحب کی طرف جو معنے منسوب کئے گئے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت معطل و منسوخ ہو جاتی ہے۔ اور امت کفر کے گڑھے میں جا پڑتی ہے۔

ویدوں کا اردو ترجمہ

مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی مبلغ اسلام نے ویدوں کو اردو میں ترجمہ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ترجمہ ہو جانے سے پبلک کو خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ وید جس کی تعریف میں آریہ سماجی زمین آسمان کے قلابے ملاتے ہیں کس قدر وقعت کی چیز ہے۔ سر دست مولانا نے یجر وید کے بیس ابتدائی ادھیایوں کا ترجمہ کر دیا ہے جو چھپ کر تیار ہے اور دار الکتب [illegible]

ہندوستان

— نئی دہلی ۱۴ر فروری۔ آج پھر فرقہ وار مسائل پر بحث شروع ہوئی سکرٹری صاحبان کہتے ہیں کہ مباحثہ کے دوران میں ابتدا سے آخر تک خوشگوار فضا قایم رہی۔ لیکن کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا مباحثہ زیادہ تر مخلوط یا جداگانہ نیابت اور سندھ کی علیحدگی پر تھا۔ کل شام کو پھر اجلاس ہوگا۔

— نئی دہلی ۱۴ر فروری۔ آل پارٹیز کانفرنس نے آج پھر اجلاس منعقد کیا۔ مدراس کانگرس کی قرارداد کے مطابق ہندو مسلم مفاہمت اور اقلیتوں کے حقوق پر پانچ گھنٹہ بحث ہوتی رہی۔ کارروائی خفیہ تھی اخبار کے نمائندوں کو شامل ہونے کی اجازت نہ تھی سکرٹری صاحبان کی زبانی معلوم ہوا کہ کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ پس پھر اجلاس منعقد ہوگا۔

— لاہور ۱۴ر فروری۔ ملک برکت علی سینیر وائس پریذیڈنٹ پنجاب پراونشل مسلم لیگ نے ۹ر فروری کو حسب ذیل برقی پیغام سر جان سائمن کے نام بھجوایا ہے۔

پنجابی مسلمانوں کی غالب اکثریت مسٹر جناح کی ہمنوا ہے۔ سر شفیع کا پیغام گمراہ کن ہے۔ وہ صرف اپنے اور چند ایسے رجعت پسندوں کے نمائندے ہیں جن کی زندگی کا مقصد حکام کی ہاں میں ہاں ملانا اور اس امید میں ملک کے بہترین مفاد کی مخالفت کرنا ہے کہ ان کو فضیلت حاصل ہو جائے۔ ہندوستانی مسلمانوں کی لیگ کلکتہ نے عام اجلاس میں سر شفیع کی لیگ کو معزول کر دیا ہے۔

— حکومت نے افریدی قبائل کے مواجب اس بنا پر روک رکھے ہیں کہ خارج شدہ ہندوؤں کے قرضے ادا نہیں کئے گئے۔ اب یہ رقم مواجب ادا کئے گئے ہیں۔

ممالک خارجہ

— ڈیلی میل کا نامہ نگار مقیم برسلز رقمطراز ہے کہ جمعہ کی صبح کو اعلیحضرت اپنے دست مبارک سے ڈاڑھی مونڈ رہے تھے کہ اچانک استرہ حلق پر لگ گیا۔ جس سے شدید زخم آیا۔ شام کی ضیافت کے بعد آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ اٹھا کر چارپائی پر لے گئے۔ شاہی ڈاکٹری امداد کے لئے بلجیم کے ایک ڈاکٹر کو طلب کیا گیا۔ جب آپ سوئٹزرلینڈ کو روانہ ہوئے تو آپ کے گلے پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

— ۱۳ر فروری۔ ایکوڈی پریس نے اطلاع دی ہے کہ اعلیحضرت مصطفیٰ کمال پاشا انگورہ کے بازار میں یکایک غش کھا کر گرے اور دیر بعد بڑی مشکل سے ہوش میں آئے۔

— بیروت کے ایک پیغام سے پایا جاتا ہے کہ طرابلس قسطنطنیہ اور یورپ کی ریلوے لائن مکمل ہو گئی ہے۔ ۱۷ر جنوری کو اس کا افتتاح ہونے والا تھا۔ جس کے دوسرے دن طرابلس سے پہلی گاڑی روانہ ہونے والی تھی۔

— الاہرام قاہرہ۔ قسطنطنیہ کے ایک پیغام کے حوالہ سے رقمطراز ہے کہ عدالت فوجداری کی حراست میں ۷۰ ملزم مقید ہیں ان کی تحقیقات شروع ہو گئی ہے۔ ان کے بیان سے ایک ایسی خفیہ انجمن کے وجود کی تصدیق ہوتی ہے جو ماسکو کی ہدایات پر ٹرکی میں بولشویکی تحریک کا پروپیگنڈا کر رہی ہے۔ اور جمہوریت ٹرکی کو تباہ کرنا چاہتی ہے۔

— لندن ٹائمز کے ایک بیان سے معلوم ہوا ہے کہ علی ابن حسین (سابق شاہ حجاز) نے مستقل طور پر عراق میں سکونت اختیار کر لی ہے اور حکومت عراق نے اسے تیرہ ہزار ایکڑ زمین نوے سال کے لئے عطا کی ہے۔

— فرانسیسی پارلیمنٹ میں صحرائے افریقہ میں ریلوے کی تعمیر کے لئے ایک مسودہ پیش ہونے والا ہے۔ اس لائن پر سوا کروڑ فرینک کے خرچ کا اندازہ ہے۔ جس میں سے چالیس لاکھ فرانس۔ تیس لاکھ الجزائر اور دس لاکھ مراقش دے گا۔ باقی رقم دوسری ریلوے کمپنیوں سے لی جائے گی۔

لفافہ میں بند سوالوں کا جواب

آپ پانچ سوال اپنی حسب منشا لکھکر لفافہ میں مضبوط بند کرکے ہمارے پاس بھیجدیں۔ ہم بغیر لفافہ کھولے آپ کے سوالوں کا جواب معہ ہدایات کے بذریعہ وی پی ۱۲ آپ کو بھیجدیں گے۔ آپ کا بند لفافہ بھی آپ کو روانہ کردیا جائے گا۔

برٹش امپائر آسٹرالوجر ۵ فیروز پور سٹی

میری ذاتی پچاس سالہ مجربات

زیادہ لفاظی کی ضرورت نہیں تجربہ شرط ہے

(۱) اکسیر بواسیر۔ خونی ہو یا بادی متواتر ایک ماہ کے استعمال سے رفع ہو جاتی ہے۔ خوراک ایک ماہ ۵ر
(۲) حبوب ضیق۔ ضیق النفس دمہ کا حکمی علاج فیدرجن ۱۲ر
(۳) حبوب عنبری۔ مقوی اعضائے رئیسہ مفرح دل و دماغ اور مولد خون صالح فیدرجن ۱ر

علاوہ ازیں ہر قسم کی بیماری کے متعلق آپ ہم سے خط و کتابت کرنے میں فائدہ میں رہیں گے۔

حکیم حاذق محمد نواز حاہاشمی معالج امراض جسمانی و روحانی
نواں محلہ متصل عیدگاہ جہلم

مسلمانوں کا ہفتہ وار انگریزی اخبار

ینگ مسلم دہلی

چندہ سالانہ ۵ر ششماہی ۳ر قیمت فی پرچہ دو آنے

نومبر ۱۹۲۷ء سے حضرت خواجہ حسن نظامی نے جاری کردیا۔ ہر ہفتہ ۱۲ صفحے کے مضامین۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ چھپائی بہت عمدہ اور قیمت صرف پانچ روپے سالانہ مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی ضروریات و مطالبات کے مضامین شائع کرتا ہے۔ مسلمان طلبہ کے لئے اسلامی تاریخ اور اسلامی آرٹ کے مضامین بھی ہوتے ہیں۔ خواجہ حسن نظامی کے دلچسپ اردو مضامین کے ترجمے بھی ہر ہفتہ درج کئے جاتے ہیں۔
ہر مسلمان کو جیسے انگریزی ہفتہ وار کی ضرورت تھی۔ وہ سب چیزیں اس اخبار میں ہوتی ہیں۔ محض دو مہینے کے اندر اسکی اشاعت اسی واسطے بہت زیادہ ہو گئی کہ یہ اخبار مسلمانوں کی ضروریات و مطالبات کے حسب حال مرتب کیا جاتا ہے۔
طلبہ سے قیمت چار روپے لی جاتی ہے ششماہی ۲ر

منیجر ینگ مسلم دہلی

نوایجاد سنہری چوڑیاں

یہ چوڑیاں نہایت خوبصورت نازک اور منقش حال ہی میں تیار ہوکر آئی ہیں۔ چونکہ انہیں ایک خول کی شکل میں بنایا گیا ہے ان کے اندر رنگین ریشمی چوڑیاں اس عمدگی سے فٹ کی گئی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے بہترین زبرجد یاقوت نیلم اور پکھراج کے نگینے جڑ دیئے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ روغن میں مطلق فرق نہیں آئے گا۔ نہ یا ہی دیتی ہیں خواتین کے لئے بہترین تحفہ ہے ڈھائی روپے میں پانسو روپے کا کام نکالا جا سکتا ہے ہر سائز کی موجود ہیں سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں۔ جلد منگوائیے ورنہ سٹاک ختم ہو جائے گا۔ خالص سونے کی چوڑیاں ان کے سامنے ہیچ ہیں ہر درجہ اور ہر فیشن کی خواتین یہ چوڑیاں پہن رہی ہیں جس گھر میں ایک سٹ جاتا ہے وہاں سے درجنوں کی مانگ آتی ہے۔ آپ بھی اپنی خواتین کو ایسے بے بہا تحفہ سے محروم نہ رکھئے۔ ایک سٹ اس شرط پر ضرور منگائیے کہ اگر پسند نہ ہو تو واپس کرکے اپنے دام لے لیجئے۔ آٹھ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپے تین سٹ کی قیمت ۷ر

گولڈن انگوٹھیاں ہر ناپ کی نہایت نفیس اور خوبصورت انگوٹھیاں حال ہی میں تیار ہو کر آئی ہیں۔ خالص سونے کی انگوٹھی ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ ایک انگلی میں سونے کی انگوٹھی پہنئے اور دوسری میں یہ انگوٹھی اگر کوئی پہچان جائے تو ہمارا ذمہ کسی جوہری صراف کے پاس لے جائیے وہ بھی فوراً شناخت نہ کر سکے گا اگر آپ کو انگوٹھی کی ضرورت ہے تو آپ کیوں ناحق پچیس تیس روپے ضائع کرتے ہیں کیوں نہیں صرف ایک روپے میں کام نکالتے قیمت ۱ر فی عدد تین کے لیے ۲ر

کان کے بندے نہایت نفیس بندے ابھی جرمنی سے بنکر آئے ہیں بنا نمونہ ہیں قیمت ایک روپیہ فی جوڑی۔ تین جوڑی کے ۲ر

منیجر گولڈن سٹور پوسٹ بکس نمبر ۱۴ لاہور

خاص الخاص چوٹی کی شاہی مجربات

(ریاست کپورتھلہ سٹیٹ)

موسم سردی کے استعمال کی خاص خاص ٹانک مقوی اعضائے رئیسہ مفرح ہاضم مردوں اور عورتوں اور بچوں کے لئے ہر قسم کی بیماریوں کی مجرب ادویہ تیار رہیں۔ شاہی یاقوتی ٹانک ۸ر فی تولہ۔ شاہی ٹانک گولیاں ۵ر (۲۵ عدد) یہ دوائیں تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ ان کے استعمال کا خاص موسم یہی ہے۔ آپ ان کے فوائد سے پوری واقفیت اسی وقت حاصل کر سکتے ہیں جب استعمال کرکے دیکھیں شاہی ادویہ نہایت محنت اور احتیاط سے بڑے پیمانہ پر تیار کی جاتی ہیں۔ ایک اور دوا ہم نے خاص طور پر حاجیوں کے لئے تیار کی ہے یعنی سفوف حجاز ہاضم جو سمندر کے سفر اور ہاضمہ کی اعلیٰ اور اکسیر دوا ہے۔ ۲۰ تولہ ۱۲ر

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب دہلوی حال ملازم کپورتھلہ سٹیٹ

پشاور مشہد و بخارا کی مشہور تحفے

ہر ایک قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی۔ پشاوری لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری قناویز ہر قسم کے مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے زر بدار سلمہ ستارہ کا پشاوری کلہ۔ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا خدانخواستہ پسند نہ آئے تو علاوہ محصولڈاک کے قیمت واپس دیجائیگی۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ کریم پورہ پشاور شہر

ہندوستان کی حقیقی ترقی کے خواہشمند

ملکی صنعت کی قدر کریں!

پیتل کی خوبصورت پالش شدہ پائیدار ہاتھوں میں سیر بھر نفیس و لذیذ کومالی سویاں تیار کرنے والی نوایجاد

مشین سیویاں (نوایجاد)

نقشہ نوایجاد مشین سیویاں
پروپرائٹرز
ایم فضل کریم عبدالکریم قادیان پنجاب

ایجنٹوں کو معقول کمیشن

پرزے مختصر و مضبوط۔ وزن کم۔ حجم معمولی

۱۰ر ہمارے اس نوایجاد کے سب سے پہلے کارخانہ قائم شدہ ۱۹۱۴ء کی تیار کردہ

حوالہ اخبار ضرور دیں پتہ صاف و خوشخط

قیمت معین مع مصارف (محصول) ۱۲ر دو عدد مبلغ ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک و خیانت

منیجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان (پنجاب)

گھر بیٹھے سو روپیہ ماہوار کماؤ

— وید حکیم بننے کا نہایت ہی سہل اور آسان ذریعہ —

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو صاحب حکیم تلسی پرشاد اگروال کی بنائی کتاب تجربات تلسی کا بغور مطالعہ کرلیں گے وہ اپنی اور دوسروں کی ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی عمدگی کے ساتھ کرنے قابل بن جاویں گے اور اگر وہ چاہیں گے تو اس کے ذریعہ وہ علاج میں بیدوں حکیموں، ڈاکٹروں و دوا فروشوں کی طرح گھر بیٹھے سینکڑوں روپیہ کمانے لگیں گے، اس میں ہر بیماری کے وہ نایاب نسخے لکھے گئے ہیں جو کوڑیوں میں تیار ہوتے اور اشرفیوں کے فائدے دکھلاتے ہیں قیمت فی کتاب مجلد ۱ر علاوہ محصول

— حکیم تلسی پرشاد اگروال کی گورنمنٹ سے رجسٹری کی ہوئی —

بال جیون گھٹی (رجسٹرڈ)

قیمت ۵ر — قیمت ۵ر

بچوں کے بخار، کھانسی، بدہضمی، دودھ ڈالنا، دست ہونا، پیٹ پھولنا، وغیرہ ہر ایک بیماری کو دور کرنے اور دبلے پتلے بچوں کو موٹا تازہ طاقتور بنانے کے لئے مشہور معروف دوا ہے میٹھا ہونے سے بچے اس کو خوش ہوکر پی لیتے ہیں سب جگہ سوداگروں کے یہاں فروخت ہوتی ہے قیمت فی شیشی ۵ر محصول ایک سے چار شیشی تک آٹھ آنہ سوداگروں سے بارہ شیشی یعنی ایک درجن کی قیمت ۳ بارہ درجن ۱۲ روپیہ علاوہ محصول مفت لو۔ جو صاحب دس اردو خواں معزز و شریف لوگوں کے نام معہ پورے پتے کے لکھکر بھیجیں گے انکو ایک قابل دید و کارآمد چراغ صحت نامی رسالہ مفت بھیجا جائیگا

المشتہر۔ منیجر بال جیون کاریالیہ علیگڑھ شہر (یو۔پی)

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۲۹ شعبان سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۲ فروری سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۸

بزم احباب

مترجمان جناب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب لاہور

فرانس

مسٹر رنگنس صاحب لکھتے ہیں کہ میں اپنے شہر سے باہر گیا ہوا تھا جبکہ آپ کا خط اور پیکٹ مجھے ملے اس کے بعد مکان کی تبدیلی نے جلدی شکریہ ادا کرنے میں تعویق ڈال دی۔ جنگ عظیم سے پہلے ہمارے شہر کی لائبریری میں بہت سے نایاب نسخے قرآن مجید کے تھے۔ جنگ کی تباہی سے ہم مشکل ایک نسخہ قرآن شریف مترجمہ بی۔ بیلی اینڈ ر مطبوعہ ۱۸۴۳ء بچا سکے ہیں۔ ہم آپ کی فیاضی کے بہت مشکور ہیں۔ کیونکہ اب ہمارے مطالعہ کنندگان کے سامنے ایک سائنٹفک ترجمہ قرآن موجود ہے۔ جس میں اصل متن ترجمہ اور نوٹ نہایت تحقیق و تدقیق سے دیئے گئے ہیں۔ ہم نے آپ کا نام اپنے کتب خانہ کے خاص ہمدردوں میں لکھ لیا ہے۔ مہربانی فرما کر ہمارا شکریہ قبول کیجئے اس قابل قدر تحفہ کے لئے جو آپ نے ہمیں بھیجا ہے۔

اٹلی

میجر تو ازالی (جو ہمارے مکرم دوست چوہدری محمد اقبال صاحب شیدائی کے ذریعے سے مسلمان ہوا ہے) لکھتا ہے کہ فرانسے واپسی پر مجھے آپ کی کتابیں ملیں جن کے لئے نہایت مشکور ہوں۔ ان کا مطالعہ میرے لئے نہایت مفید اور دلچسپی کا موجب ہوگا۔ قرآن کریم انگریزی میرے پاس موجود ہے۔ اس لئے اسے بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں۔ طلبا کس تاریخ آپ کے ہاں سے روانہ ہوں گے۔ تاکہ میں ان کے یہاں پہنچنے کی تاریخ معلوم کر سکوں۔ انہیں ہدایت دیدیں کہ جب وہ جنوا یا وینس پہنچیں تو گاڑی سے سیدھے میلان چلے جائیں۔ اور بورا ہوٹل میں جوارزاں اور آرام دہ ہے قیام کریں۔ میں وہاں ان کی ملاقات کے لئے جاؤنگا۔ اور یونیورسٹی کے ارکان سے تعارف کراؤنگا۔ نیز دوسرے ہمدردوں سے بھی ان کی ملاقات کراؤنگا۔ تاکہ وہ ان کا ہر طرح خیال رکھیں۔ جنوا یا وینس پہنچکر وہ مجھے تار دیدیں میں فوراً ان کی ملاقات کے لئے آجاؤنگا۔

جزیرہ سائپرس

برادر فواد صاحب الجنبر لکھتے ہیں :- جو کچھ ہمدرد اور تکلیف آپ میرے لئے برداشت کر رہے ہیں میں اس کے لئے تہ دل سے ممنون ہوں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو بار آور کرے گا۔ میں بھی خاموش بیٹھا ہوا نہیں ہوں۔ بلکہ ہر چہار طرف ہاتھ پاؤں مار رہا ہوں۔ مجھے اس بات سے دلی خوشی ہوئی کہ مولوی درانی صاحب اتنے سالوں کے بعد وطن جا رہے ہیں۔ انہیں میرا اسلام کہدیں۔ سرکاری مطبوعات کا ملنا دشوار ہے یہاں کی مردم شماری دو ایک سال بعد ہوگی۔ لیکن جہاں تک میرا علم ہے اس جزیرہ میں ساٹھ ہزار کے قریب مسلمان آباد ہیں۔ ان میں سے دس ہزار نے ترکی رعایا بننا پسند کیا ہے۔ اس لئے بہت سے ترکی سلطنت کو ہجرت کر گئے ہیں۔ باقی بھی آہستہ آہستہ نقل وطن کر رہے ہیں۔ تعلیمی اور اقتصادی طور پر یونانی ہم سے بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ ان کی آبادی تین لاکھ کے قریب ہے۔ ہمارے بہت سے بڑے بڑے مسلمان ان کے مقروض ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کی تمام جائدادیں آہستہ آہستہ ان کے قبضہ میں جا رہی ہیں۔ تین ہفتہ وار ترکی اخبار یہاں سے شائع ہوتے ہیں۔

فرانس

ہمارے نامہ نگار خصوصی لکھتے ہیں کہ گزشتہ ڈاک میں لارڈ ہیڈلے کا خطبہ صدارت دہلی والا پڑھا۔ نہایت قابل تحسین ہے۔ کاش ہندی مسلمان ان کے الفاظ پر عمل کریں۔ اور اس لغو ایجیٹیشن سے باز آجائیں جو ملک و ملت کی تباہی کا موجب ہے۔ ہمارے پنجاب کے جس قدر لیڈر ہیں۔ وہ بالکل ابن الوقت ہیں۔ اور بہت ہی خود غرض۔ ان کا مسلمان قوم کی نمائندگی کا دعوے کرنا میں صحیح نہیں سمجھتا۔ وہ قوم صرف اپنی اپنی ذات کو سمجھتے ہیں۔ کیا یہ لوگ قوم کے ٹھیکیدار ہیں۔ ان کی ہر ایک بات میں خود غرضی پائی جاتی ہے۔ جب وہ کسی لیکچر میں انتہائی قابلیت دکھاتے ہیں تو ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی بڑے عہدے پر فائز ہو جائیں کیا کوئی غریب مسلمان ان کے دروازوں کے اندر داخل ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں !

ہماری جماعت کا سیاسیات میں حصہ لینا اس کے نصب العین کے بالکل خلاف ہے۔ خانصاحب کے مقدمہ کا امید ہے فیصلہ ہو گیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد رہائی دلائے۔

ریلوے میں ملازمت

نارتھ ویسٹرن ریلوے ٹریننگ سکول لائل پور کے ۱۰ ... اگودام و گڈز ہیں بکنگ، پارسل، اور لگیج کلرکوں کے نئے جو اعد اپریل سے ... شروع ہوگا۔ ایک سو امیدواروں کی ضرورت ہے۔

(۱) لیاقت امیدوار کم از کم انٹرنس پاس ہو۔

(۲) عمر ۱۸ سال سے کم اور ۲۲ سال سے زیادہ نہ ہو۔

(۳) ایک روپیہ قیمت ادا کر کے درخواست کا فارم اپنے ہاتھ سے بھر کر ۸ مارچ ۱۹۲۸ء کو مندرجہ ذیل ڈویژنوں کے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کے دفاتر میں دستی پیش کرے۔

(۴) فارم درخواست ہر بڑے سٹیشن سے مل سکیگا۔

(۵) مختلف ڈویژنوں کے دفاتر میں حاضر ہو کر عرضیاں پیش کرنے کی جگہ اور اوقات حسب ذیل ہیں :-

(۱) دہلی ڈویژن صبح دس بجے تیس ہزاری کے افسروں کے ڈاک بنگلہ پر جملہ امیدوار حاضر ہوں۔

(۲) فیروز پور دفتر ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ متصل ریلوے سٹیشن چھاؤنی فیروزپور گیارہ بجے صبح۔

(۳) لاہور۔ دفتر ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ متصل پرانے دفاتر ریلوے بوقت دس بجے صبح۔

(۴) راولپنڈی ٹریفک انسٹیٹیوٹ متصل ریلوے سٹیشن راولپنڈی دس بجے صبح۔

(۵) ملتان دفتر ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ متصل انجن شیڈ چھاؤنی سٹیشن دس بجے صبح۔

(۶) کراچی۔ دفتر ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ متصل کراچی شہر ریلوے سٹیشن بارہ بجے صبح۔

(۷) کوئٹہ۔ دفتر ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ متصل کراچی شہر ریلوے سٹیشن دس بجے صبح۔

مسلمان نوجوانوں کو ہر جگہ کثیر تعداد میں حاضر ہو کر کوشش کرنی چاہئے جن درخواست کنندگان کے والد یا قریبی عزیز ریلوے میں ملازم ہوں ان کے لئے بہت نادر موقع ہے۔

مذاکرہ علمیہ

حجر اسود

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کی قلم سے)

سوال - بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حجر اسود بت پرستی ہے۔

جواب - وہ بکواس کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ سے بڑھ کر بتوں کا دشمن دنیا میں کوئی نہیں گزرا۔ آپ نے تمام کفار کے سامنے بڑے زور سے یہ وحی الٰہی سنائی کہ **قل یا ایھا الکفرون۔ لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عابدون ما اعبد۔ ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عبدون ما اعبد۔ لکم دینکم ولی دین**۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اے کافرو جن کی تم پرستش کرتے ہو ان معبودوں کی پرستش نہ میں نے کبھی کی نہ کرتا ہوں اور نہ کبھی کرونگا۔ پھر اپنا اور میرا دونوں کا انجام دیکھ لینا۔ چنانچہ آپ نے ان تمام معبودان باطل اور ان کے پرستاروں پر فتح پائی۔ اور ایک ایک بت کو خانہ کعبہ سے نکال باہر کیا۔ اور تمام تصویریں مٹا دیں۔ پھر نہ صرف کعبہ سے بت نکالے۔ بلکہ ملک عرب سے بت نکال دئیے یہانتک کہ ہر مذہب میں جو جو بت گھسا ہوا تھا ان سب کو توڑ دیا اور اپنے متبعین کے تو قلوب میں سے بھی ہر ایک غیر اللہ کا بت توڑ کر نکال دیا اور آپ کے متبعین وہ بت شکن قوم ہوئی کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ ایسے شخص کی نسبت یہ کہنا کہ حجر اسود کو بت پرستی کے لئے رہنے دیا میرے خیال میں پرلے درجہ کی بدمعاشی ہے۔ کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ حجر اسود کوئی بت نہ تھا۔ وہ ایک ان گھڑا پتھر تھا۔ جو کعبہ کے ایک کونے پر طواف شروع کرنے کے لئے بطور ایک نشان کے لگا ہوا تھا۔ ایام جاہلیت میں جب بت پرستی کا زور تھا کبھی کسی بت پرست تک نے اس کی پوجا نہ کی۔ تو چہ جائیکہ ایک موحد انسان اس کی پوجا کرے اور پوجا کیوں کرے۔ کیا قرآن میں کوئی اس کا ذکر ہے۔ یا رسول اللہ صلعم نے اس کے کوئی اوصاف بیان کئے تھے۔ ظاہر ہے کہ مطلق نہیں۔ ایک مربع گھر کے ایک کونہ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور نشان کے ایک پتھر لگا دیا تھا جہاں سے وہ طواف کی ابتدا کرتے تھے۔ اور اسی جگہ آکر ختم کرتے تھے۔

کتب تواریخ کی شہادت

یہ میں نہیں کہتا پرانی تاریخیں یہی کہتی ہیں۔ چنانچہ تاریخ مکہ موسوم بہ اعلام باعلام بیت الحرام میں ہے۔ **فقال ابراھیم لاسمٰعیل علیھما الصلوٰۃ والسلام یا اسمٰعیل ائتنی بحجر اضعہ حتی یکون علما للناس یبتدون منہ الطواف** (ترجمہ) پھر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیل سے کہا کہ ایک پتھر لاؤ تاکہ میں ایسی جگہ نصب کردوں جہاں سے لوگ طواف شروع کریں۔

اب فرمائیے کسی بات کے لئے بطور نشان کے کوئی پتھر لگا دینا بھی بت پرستی ہے۔ کیا گول چکر کی جو دوڑ ہوتی ہے اس میں کسی نشان سے دوڑ شروع کرنا اور وہیں آن کر ختم کرنا بت پرستی ہوا کرتی ہے۔ حضرت اسمٰعیل نے حضرت ابراہیم کے حکم کی تعمیل میں ایک ان گھڑا سیاہ رنگ کا پتھر جسے کعبہ کی تعمیر کے وقت معماروں نے بیکار سمجھ کر پھینک دیا تھا اٹھا لیا اور حضرت ابراہیمؑ نے اسے کعبہ کے ایک کونہ پر بطور نشان کے نصب کر دیا۔ تاکہ لوگ یہاں سے طواف کی ابتدا کیا کریں۔ بس ختم شد

رد کیا ہوا پتھر

ہاں ان دونوں نبیوں کے اس فعل میں مشیت الٰہی نے ایک زبردست پیشگوئی مضمر رکھی تھی۔ کعبہ دنیا میں سب سے پہلا گھر خدا کی عبادت کے لئے بنا تھا جسے دو نبی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ مل کر دوبارہ تعمیر کر رہے ہیں۔ اس کی تعمیر میں جو پتھر ناکارہ سمجھ کر رد کر دیا گیا تھا آخر کار وہی کونے کا سرا بنتا ہے۔ جس سے طواف شروع ہوتا ہے۔ اس میں اشارہ یہ تھا کہ دنیا میں نبی جو بھی مذہب لاتے ہیں وہ درحقیقت خدا کی عبادت کے لئے ایک عمارت کھڑی کرتے ہیں۔ تمام دنیا کی اقوام میں نبی آئے اور خدا کے گھر کی تعمیر میں سعی اور کوشش کرتے رہے۔ لیکن عرب کے ریگستان میں بنی اسمٰعیل ایک قوم تھی۔ جو ناکارہ پتھر کی طرح ردکی ہوئی پڑی تھی۔ یہانتک کہ ان کے اپنے بھائی بنی اسرائیل قوم بھی اسے حقارت سے ٹھکرا کر رد کر چکے تھے۔ اور خدا کا عہد جو حضرت ابراہیمؑ سے ان کی اولاد کے بارہ میں تھا۔ اس سے بھی خارج کر چکے تھے۔ وہی ردکی ہوئی قوم خدا کے گھر کے کونہ کا سرا بنتی ہے۔ کیونکہ وہی قوم اپنے اندر سے اس عظیم الشان انسان محمد رسول اللہ صلعم کو پیدا کرتی ہے جو نبوت کے مکان کی آخری اینٹ ثابت ہوا اور جسے خدا کے گھر میں سب سے بلند مقام ملا۔ ہمیشہ کے لئے یہ تاج اسی کے سر پر رکھا گیا کہ بغیر اس کی اتباع کے خدا کے قرب اور رضا کی راہیں سب مسدود ہیں۔ کیونکہ وہ سب بگڑ چکیں اور یہ راہ محفوظ ہے۔ اب ہمیشہ کے لئے وہی وہ کونے کا سرا ہے جس سے خدا کی عبادتوں کی ساری راہیں شروع ہو کر خدا تک پہنچتی ہیں اور کسی نبی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔ مگر اسے ہوا۔ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ جو ہماری نظروں میں عجیب ہیں۔ اسی کو خدا سے وحی پاکر حضرت داؤدؑ نے اس طرح گایا ہے:-

"وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا ہے۔ کونے کا سرا ہو گیا ہے۔ یہ خداوند سے ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے۔" (زبور ۱۱۸۔ ۲۲۔ ۲۳)

حضرت مسیح کی پیشگوئی

اسی کی طرف حضرت مسیح علیہ السلام نے انگورستان والی مثال میں اشارہ کیا ہے جس میں وہ خدا کی بادشاہت یعنی نبوت کو انگورستان کے ایک باغ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ مالک نے یہ انگورستان جن باغبانوں کے سپرد کیا تھا انہوں نے اس کی قدر نہ کی اور مالک نے جب کوئی نوکر ان کی طرف بھیجا اسے قتل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ یہانتک کہ بیٹے کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ یہ بنی اسرائیل قوم کی طرف اشارہ تھا جو نبیوں کو قتل کرتے رہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ مالک اب خود آئے گا۔ وہ اس باغ کو ان سے لے کر دوسرے باغبانوں کو دے گا۔ جو وقت پر اس کا پھل دیں گے۔ اور یہ واضح کرنے کے لئے کہ وہ لوگ بنی اسمٰعیل ہوں گے فرماتے ہیں "تم نے نوشتے میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راجگیروں نے ناپسند کیا وہی کونہ کا سرا ہوا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہے۔ اور ہماری نظروں میں عجیب ہے اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کے پھل لائے دی جائے گی۔ جو اس پتھر پر گرے گا چور ہو جائیگا۔ پر جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔ (متی ۲۱۔ ۴۲۔ ۴۴)

یہ پیشگوئی کس شان و شوکت سے پوری ہوئی کہ دنیا حیران ہے۔ کجا وہ ردکی ہوئی قوم بنی اسمٰعیل عرب کے بیابانوں میں پڑی ہوئی اور کجا ختم نبوت کا عالی مقام جس سے اللہ کے دین کی تکمیل ہوتی ہے اور جس کی پیروی کل بنی نوع انسان کے لئے قیامت تک فرض قرار دی جاتی ہے۔ خدا کی اس زبردست پیشگوئی کے لئے بطور نشان کے وہ رد کیا ہوا پتھر آج تک خدا کے گھر کے کونے کا سرا بنا ہوا ہے تاکہ آنے والی تمام نسلیں دیکھیں اور اس عبرت انگیز اور سبق آموز نشان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور خدا کی قدرتوں کا اندازہ کریں کہ کس طرح وہ مردوں کو جلاتا ہے اور گرے ہوؤں کو اٹھاتا ہے۔ اگر خدا کی قدرت کے لئے یہ کونے کا پتھر بطور نشان اور سبق کے نہ ہوتا تو کبھی کا اس کو پھینک کر کوئی زیادہ خوبصورت پتھر بلکہ کوئی زر و جواہر سے مرصع نشان لگایا جا سکتا تھا۔ جہاں سے طواف شروع ہو سکتا تھا۔ کیونکہ کعبہ کی پتھریلی عمارت کے دوسرے پتھروں کی طرح وہ بھی ایک پتھر ہے۔ اور پتھر بھی نہایت گھٹیا جو اسی لئے رد کیا جا چکا تھا۔ لیکن اس گھٹیا پتھر کا جسے معماروں نے ناقابل سمجھ کر رد کر دیا تھا۔ کونہ کا سرا بننا چونکہ ایک عبرت خیز نشان ہے جس سے ہر ایک انسان سبق لے سکتا ہے کہ دنیا میں وہ اگرچہ کتنا ہی حقیر مقام پر کیوں نہ ہو لیکن خدا کی رضا کو حاصل کر کے وہ بلند سے بلند مقام کو حاصل کر سکتا ہے۔ اس لئے اس پتھر کو بطور نشان کے اپنی جگہ پر قائم رہنے دیا۔

بوسہ پرستش کا نشان نہیں

باقی رہا یہ امر کہ اس کو بوسہ کیوں دیا جاتا ہے۔ سو واضح ہو کہ اول تو بوسہ کوئی پرستش کا نشان نہیں۔ پرستش میں ضروری ہوتا ہے۔ کہ جس کی پرستش کی جائے اس کی عظمت اس قدر دل میں ہو کہ اس سے انسان متاثر ہو کر اس کی طرف توجہ تام کرے۔ دوسرے اس کی حمد کرے تیسرے اس سے کچھ دعا کرے۔ دنیا جانتی ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی اسے ایک پتھر سمجھتا ہے جو ایک نشان ہے جہاں سے وہ طواف شروع کرتا ہے۔ اور جہاں وہ طواف کو آکر ختم کر دیتا ہے۔ اگر اسے خدا کے اس عظیم الشان فضل کا نشان سمجھتے ہوئے جو بنی اسمٰعیل اور بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ محبت سے بوسہ دیدے تو اس کے معنے پرستش کرنا پرلے درجے کی حماقت ہے۔ پھر کیا ایک شوہر اپنی بیوی کی بھی پرستش کرتا ہے۔ یا باپ اپنے بچے کی پرستش کرتا ہے جب اس کو بوسہ دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جوش محبت کا یہ ایک نشان ہے دراصل ساری عبادت حج کی بطور خود ایک عاشقانہ رنگ رکھتی ہے۔ ایک سچے عاشق کی طرح ایک مسلمان اپنا گھر بار چھوڑ کر اپنے محبوب حقیقی کی تلاش میں نکل پڑتا ہے۔ پھر اپنا تمام زیب و زینت کا لباس اتار پھینک کر کفن کی طرح دو چادریں لپیٹ لیتا ہے۔ نہ حجامت بنواتا ہے نہ کوئی زینت کا سامان اختیار کرتا ہے۔ ننگے سر دیوانہ وار اپنے محبوب کے گھر کے گرد پروانہ کی طرح گھومتا ہے اور جب ایک دفعہ صدقہ ہو لیتا ہے تو اپنے محبوب کے گھر کے ایک کونہ پر ہی بوسہ دے کر دل کی بھڑاس نکال لیتا ہے۔ اگر یہ ممکن ہوتا کہ خدا کو بوسہ دیا جا سکتا تو یقیناً وہ اپنے محبوب کی دست بوسی کرتا لیکن یہ ناممکن ہونے کی وجہ سے وہ گھر کے ایک کونہ پر ہی آستان بوسی کر لیتا ہے۔ یہ صرف محبت کا اظہار ہے۔ اس میں حجر اسود کی کوئی خصوصیت نہیں۔ چونکہ طواف کا جو قربان ہونے کا نشان ہے۔ ایک چکر اسی جگہ ختم ہوتا ہے جہاں حجر اسود ہے اس لئے لازمی طور پر وہی نشان جس کا کونہ کا سرا ہونا ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ کو بھی اپنے محبوب حقیقی کے حضور میں بلندی اور ترقی حاصل کرنے کے لئے ایک یادگار کا کام دیتا ہے بوسہ گاہ بن گیا ورنہ رسول اللہ صلعم سے کعبہ کے دوسرے کونہ پر بھی بوسہ دینا ثابت ہے جہاں حجر اسود نہیں ہے۔

بوسہ اظہار محبت کا نشان ہے

چنانچہ صحیح مسلم میں یہ حدیث موجود ہے:-

عن ابن عباسؓ قال لم ار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستلم من البیت غیر الرکنین الیمانیین۔ یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلعم کو کعبہ کو بوسہ دیتے نہیں دیکھا۔ سوائے دونوں یمانی رکنوں کے۔

اگر ایک یمانی رکن پر حجر اسود فرض کر لیا جائے تو ظاہر ہے کہ دوسرے رکن پر حجر اسود نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت ابن عباس نے دونوں رکنوں پر بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ بوسہ دینا محض ایک اظہار محبت الٰہی ہے جو ایک عاشق اللہ سے نثار اور صدقہ ہوتے ہوئے اپنے محبوب کے گھر کے کسی کونہ پر یا ایک دفعہ صدقہ ہو کر جس کونہ سے شروع کیا تھا۔ وہیں آکر اس نشان پر سرزد ہوتا ہے۔ جو الٰہی فضلوں کے لئے بطور ایک یادگار کے ہے اس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔

اظہار افسوس

پیغام صلح مورخہ ۱۵ فروری میں پہلے صفحہ پر جو مضمون "دو عجیب و غریب سوال" کے عنوان سے کسی دوسرے اخبار سے نقل کیا گیا ہے۔ میں نے اسے بہت افسوس سے پڑھا ہے۔ پیغام صلح کی شان اس سے بلند ہونی چاہئے۔ کہ اس میں ایسے مضمون نقل کئے جائیں مجھے امید ہے کہ آئندہ اس قسم کے مضامین کا اس میں اعادہ نہ ہوگا۔ اختلافی مسائل پر اگر کچھ لکھا جائے تو ہرج نہیں۔ کیونکہ وہ ایک دینی امر ہے۔ اور ہمارے نزدیک مسلمانوں کی تکفیر اتحاد اسلام کو برباد کرنے والی چیز ہے۔ اس لئے اس کی جس قدر مخالفت کی جائے کم ہے۔ میں اپنے احباب کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایسی باتوں میں پڑنے سے جن سے کوئی غرض حاصل نہیں ہوتی۔ حتی الوسع پرہیز کریں۔ اور **ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ** پر عمل کریں۔ غرض کسی جماعت کو یا فرد کو راہ راست پر لانا ہونی چاہئے نہ کسی کی تذلیل۔

خاکسار (محمد علی)

عطیات

		روپیہ
چراغ دین صاحب بیرون کابلی گیٹ پشاور	زکوٰۃ	۲۰
چودھری کرم الٰہی عبد العزیز صاحبان سوداگر پشاور	"	۱۰
الٰہی بخش محمد حسین صاحبان سوداگران پشاور	"	۵
میاں اللہ دتا صاحب کابلی گیٹ پشاور	"	۵
چودھری الٰہ بخش صاحب سوداگر پشاور	اشاعت اسلام	۸-۲
حیاب محمد و محمد شفیع صاحبان پشاور	"	۸-۲
کل میزان		۴۴

(سید محمد حسین فنانشل سیکرٹری)

مسیح کے حواریوں کی فتحمندی

یاایہا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ کا حکم ہر مسلمان کے لیئے اور ہر زمانہ کے لئے ہے۔ من انصاری الی اللہ کی آواز جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں بلند ہوئی تھی اسی طرح بلکہ اس سے کسی قدر بڑھکر آج دو ہزار سال کے بعد پھر یہ آواز محمد رسول اللہ کے طفیل ایک مسیح کی زبان سے نکلی ہے۔ مبارک ہیں وہ جنھوں نے حواریوں کی طرح نحن انصار اللہ کہہ کر اس مبارک آواز کو لبیک کہا اور فایدنا الذین اٰمنوا علےٰ عدوھم فاصبحوا ظاہرین کے حکم کے ماتحت ان کو ہر جگہ فتح مندی کا تاج پہنایا گیا۔ اگر انگلستان میں کلمۂ طیبہ کو گونجایا تو انہوں نے۔ جرمنی کے فلسفی دماغوں کو اسلام کے قدموں پر جھکایا تو انہوں نے۔ امریکہ کو کلمہ پڑھایا تو انہوں نے۔ چین۔ تاتار۔ فارس۔ ترکستان غرضیکہ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں ان انصار اللہ نے اعلائے کلمۃ اللہ کے فرض کو بطریق احسن پورا نہ کیا ہو۔ یہ شہید ہوئے سنگسار کیئے گئے۔ ماریں کھائیں۔ قیدیں بھگتیں مگر دنیا کو ہرگز دین پر مقدم نہیں کیا۔ بلکہ ہر جگہ دین ہی کو دنیا پر مقدم کیا۔ کوئی سیر و تفریح کے لیئے بلاد غیر کو جاتا ہے اور کوئی سزا بھگتنے کے لیئے عبور دریائے شور کیا جاتا ہے مگر یہ اللہ کے پیارے رسول اللہ کے دلارے اپنے بال بچوں۔ خویش اقارب اور وطن کو چھوڑکر محض کلمۂ حق کی تبلیغ و اشاعت کے لیئے مختلف ولایتوں میں جاتے ہیں۔ اگر ان کی اس قدر تن دہی اور جان نثاری پر بھی فاصبحوا ظاہرین کا حکم اللہ پورا نہ کرے تو پھر کس قوم کے لیئے یہ حکم نافذ کیا گیا۔ کیا ان کے لیئے جو دشمنان دین اسلام ہیں؟

یہ مسیح ہندوستان میں پیدا ہوا۔ ہندوستان میں رہا اور ہندوستان ہی میں اس کی وفات ہوئی۔ اس کو اول جنھوں نے پہچانا اور قبول کیا وہ بھی ہندوستان ہی کے باشندے تھے۔ پس ہر لحاظ سے ہندوستان ہی زیادہ مستحق تھا کہ اس کے حواری اس ملک میں کام کرتے۔ مگر برعکس اس کے دیکھا یہ جاتا ہے کہ ان کی زیادہ توجہ ممالک غیر کو کلمہ پڑھانے پر لگی رہی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ نبی اپنے وطن میں بے عزت ہوتا ہے اسی اصول کے ماتحت ہندوستان نے اس مسیح ثانی کی بے حد اور سر توڑ مخالفت کی۔ خود انہوں نے اسے غیر مسلم طبقہ میں کام نہ کرنے دیا۔ مجبوراً اس کے حواریوں کو علاقہ غیر میں اپنا کام شروع کرنا پڑا اور خیال یہ کیا کہ شاید ہندوستان کے مسلمان خود اس ملک کو سنبھال لیں گے۔ لیکن جب مدت مدید تک مسلمانوں نے کوئی توجہ نہ کی اور مخالفین اسلام بالخصوص شدھی کے پرچارک اس حد تک بڑھ گئے کہ آقائے نامدار کی ذات والاصفات پر گندے الزامات لگاکر ہزارہا سیدھے سادے مسلمانوں کو مرتد کر لیا تو فوراً انہی حواریوں نے ہندوستان کو سنبھالا۔ اور امت مرحومہ کو ارتداد کے گڑھے میں گرنے سے بچایا اس کام میں ان کو صدہا مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا مگر اللہ نے اس میدان میں بھی انہی کو فتحمندی بخشی۔ چنانچہ اب ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ آریوں۔ عیسائیوں کو مغلوب کرنے والا اگر کوئی گروہ ہے تو یہی چند حواری ہیں۔ آئے دن مناظروں کے حالات شایع ہوتے رہتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی۔ اور جناب مولانا عصمت اللہ صاحب کے ذریعے سے علاقہ برار اکولہ میں جو کامیابی آریہ سماجیوں کے بالمقابل اسلام کو ہوئی وہ اخبار البرہان مورخہ ۱۰ رجنوری کے حسب ذیل بیان سے ظاہر ہے:۔

اکولہ کے مسلمانوں کو مناظرہ کا کبھی خیال بھی نہ تھا۔ ۱۳ راگست ۲۷ء کو باباخلیل داس چترویدی کا دیدادر قرآن پر جو وعظ ہوا تھا اس کے دوسرے روز آریہ سماج کے سکرٹری کی ایک چٹھی ہمیں ملی۔ اس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ سماج پنڈت رامچندر کے ذریعے باباخلیل داس چترویدی سے مناظرہ کرانا چاہتی ہے۔ یہ پہلا چیلنج تھا۔ آخر دسمبر ۲۷ء میں پنڈت رامچندر پھر اکولہ آئے۔ اور انہوں نے اپنی تقریروں میں مذہب اسلام، قرآن پاک اور اس کی تعلیمات پر بیجا حملے اور اعتراضات کیئے۔ مقامی مولانا عبدالرؤف صاحب پیش امام مسجد کچھی نے پنڈت مذکور کے جلسوں میں باجازت صدر اپنی تقریروں میں جوابات دیئے۔ بلکہ پنڈت جی نے اپنی آخر روز کی تقریر میں مولانا سے ایک مختصر سا مناظرہ بھی کیا۔ مگر مولانا نے جب پنڈت جی کو عربی صرف و نحو کے اصول سے گرفت کیا تو سوائے آئیں بائیں شائیں کے ان سے کچھ بن نہ پڑا۔ وقت ختم ہونے پر اس جلسہ میں پھر خواہش ظاہر کی گئی کہ پنڈت رامچندر اور باباخلیل داس صاحب چترویدی سے اکولہ میں واپس آنے پر مناظرہ ہونا چاہیئے۔ وہ ۵ رجنوری تک اکولہ واپس آجائیں گے۔ یہ دوسرا چیلنج تھا جو مسلمانوں کو دیا گیا اس جلسہ میں انسپکٹر پولیس مسٹر گورے لال و دیگر سب انسپکٹران پولیس اور ہندوؤں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ پنڈت جی حسب وعدہ جاکر ۳ رجنوری کو پھر اکولہ آئے۔ اور انہوں نے اپنی پہلی ہی تقریر میں اس مرتبہ بھی کہا کہ میں آگیا ہوں۔ اگر مسلمان مناظرہ کرانا چاہتے ہیں تو اپنے علما کو بلوائیں۔ یہ تیسرا چیلنج تھا۔ جس کی وجہ سے ہمکو بھی تیار ہونا پڑا۔ باباخلیل داس اور دیگر انجمنوں کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی کہ آریہ مناظرہ کرانے کے خواہشمند ہیں۔ چنانچہ جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی۔ مولانا عصمت اللہ صاحب لاہوری۔ مبلغان جماعت احمدیہ اور مولانا خلیل داس باباسیوان سے ۷ رجنوری کی دوپہر اور شام کو اکولہ تشریف لائے جن کے تشریف لانے کی اطلاع بذریعہ پوسٹر دو روز قبل دیدی گئی تھی لیکن مناظرہ کے متعلق جیسا کہ آریوں کا طریقہ ہے اور جیسا کہ سنتے آئے ہیں۔ کہ وہ میدان عمل میں نہیں آسکتے۔ آخر وہی نتیجہ نکلا جو ہمارا خیال تھا۔ مناظرہ رکوادیا گیا۔ عام خیال یہ ہے کہ مناظرہ روکے جانے کی کارروائی جو بروقت عمل میں لائی گئی ہے۔ سماجیوں کی اندرونی سازش کا نتیجہ ہے۔ اور جو پولیس کی اعانت سے کامیاب ہوگئی۔ مناظرہ پر دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہوگیا۔ اور اس کا پتہ دفعہ ۱۴۴ کے امتناعی حکم نامہ کی عبارت سے بھی چلتا ہے۔ کہ پولیس نے مذکور بالا چیلنجوں میں سے شاید ایک کا بھی مجسٹریٹ سے ذکر نہیں کیا ورنہ طرفین کی رضامندی کا حال سن کر مجسٹریٹ صاحب امتناعی حکم نافذ نہ فرماتے اور نہ پبلک کی خواہشات کا خون ہوتا۔

الغرض ان حواریوں کی عالمگیر کامیابی اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ یہ گروہ صداقت پر ہے تب ہی تو اللہ کی تائید اور نصرت اس گروہ کے ساتھ ہے۔ پس اے دوستو اب انتظار کس وقت کا ہے۔ اٹھو ہمت کرو !! اور اس گروہ کا ساتھ دو !!!

مکوشید اے جوانان تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضہ ملت شود پیدا

(محمد یوسف گرنتھی)

آریہ سماج کو شکست فاش

ہمعصر الآمان رقمطراز ہے کہ مورخہ ۲۰ رجنوری کو دہلی میں شیخ عبدالحق صاحب اور پنڈت رامچندر جی کا مناظرہ ہوا مضمون یہ تھا کہ تبلیغی مذہب اسلام ہے یا آریہ سماج ؟ شیخ صاحب نے منودھرم شاستر سے یہ ثابت کیا کہ شودر کی پیدائش کی غرض برہمن کی غلامی ہے شودر اگر مال جمع کرے تو برہمن اسکو بزور چھین لے۔ شودر اگر برہمن کو دھرم اپدیش کرے تو اس کے منہ اور کانوں میں جلتا تیل ڈالنا چاہیئے۔ برہمن کا نام لے کر پکارے تو زبان کاٹ ڈالنی چاہیئے۔ برابر بیٹھے تو چوتڑ کاٹ ڈالنا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ جس مذہب میں سوسائٹی کے ایک بہت بڑے عنصر کے ساتھ اتنا صریح ظلم ہو وہ کس طرح تبلیغی مذہب ہوسکتا ہے۔ اس کے جواب میں پنڈت رامچندر آریہ مناظر نے کہا کہ منوسمرتی کے حوالجات چونکہ وید کے خلاف ہیں اس لئے ہم ان کو نہیں مانتے۔ اور تقسیم کار کے لحاظ سے مسلمانوں میں بھی علما۔ سپاہ۔ تاجر اور خادم ہیں۔ شیخ صاحب نے جواب دیا کہ منوسمرتی کو چھوڑکر ستیارتھ پرکاش کو بھی خیر باد کہنا پڑے گا کیونکہ ستیارتھ پرکاش کا دارومدار منوسمرتی پر ہے اور پھر جو باتیں میں نے منوسمرتی سے دکھائی ہیں سوامی دیانند صاحب کی تعلیم میں بھی ویسی ہی موجود ہیں۔ مثلاً سوامی صاحب فرماتے ہیں کہ شودر خواہ کتنا ہی نیک چلن اور خاندانی ہو وہ وید کو نہیں پڑھ سکتا۔ شودر کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا برہمن کو نہ کھانا چاہیئے۔ شودر کا فرض برہمن کی سیوا کرنا ہے۔ شودر کا نکاح برہمن سے نہیں ہوسکتا۔ شودر کی شدھی نہیں ہوسکتی۔ شودر کا اپ نین نہیں ہوسکتا۔ پس صاف ثابت ہے کہ آریہ مذہب تبلیغی نہیں۔ اور مسلمانوں میں تقسیم کار ضرور ہے مگر مذہبی حقوق میں پوری مساوات ہے۔ ایک چمار مسلمان ہوکر بڑے سے بڑے شہنشاہ کے برابر کھڑا ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے ان کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہے۔ ان نو مسلم چمار کا نکاح ایک سیدانی سے ہو سکتا ہے۔ اسلام نے غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ قطب الدین ایبک کی تاریخ بطور سند موجود ہے۔ آریہ مناظر شیخ صاحب کے دلائل کا کوئی رد نہ کرسکا۔ فالحمد للہ کہ شیخ صاحب کے ذریعے اسلام کو فتح حاصل ہوئی۔

اعلان فسخ بیعت

عرصہ تقریباً آٹھ نو سال کا ہوا کہ میں نے میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر احمدیت کی بیعت کی تھی۔ اور وقتاً فوقتاً میں قادیان جاتا رہا اس کے بعد مجھے دونوں فریق کے مبلغین سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہا دوران کی طرف سے دلائل و مناظرات بھی سنتا رہا اور اپنی طرف سے خوب تحقیقات کرتا رہا۔ اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور نہ حضور نے کسی مسلمان کو کافر کہا تھا۔ میاں صاحب کے عقائد جو انہوں نے اپنی کتاب حقیقت النبوۃ وغیرہ میں درج کئے ہیں۔ وہ حضرت صاحب کی کھلی کھلی تحریرات کے برخلاف ہیں۔ نیز مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آئے دن وہ حسب ضرورت وقت عقائد کی تبدیلی اور ترمیم کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً ایک وقت وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔ اور اب یہ کہتے ہیں کہ ہمارا کیا حق ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ہم ان کو مسلمان نہ کہیں۔ علاوہ ازیں قادیان میں جو نئے فتنے اور واقعات رونما ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق میں نے اچھی طرح سے تحقیقات کی ہے۔ اور میری ضمیر نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ ان حالات کی موجودگی میں میں میاں صاحب کی بیعت سے اپنے آپ کو الگ کردوں۔ اور اب میں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں اور مسئلہ نبوت کے متعلق میری بہت کچھ تسلی اور اطمینان حضرت مولانا میر مدثر شاہ صاحب گیلانی پشاوری کے بیان اور تشریح سے ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ اور تمام احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطا فرمائے۔

اس اعلان فسخ بیعت کو اخبار پیغام صلح میں شایع کیا جائے۔

خاکسار احمدالدین ولد کریم بخش۔ موضع ڈھگری گھمناں ڈاکخانہ جو بالیہ ضلع سیالکوٹ حال وارد لاہور۔ متصل داتا گنج بخش صاحب

اعلان

انجمن تبلیغ الاسلام چونڈہ کا دوسرا سالانہ جلسہ بتاریخ ۳۰-۳۱ مارچ اور یکم اپریل ۲۸ء بمقام چونڈہ منعقد ہوگا۔

عالیجناب سر رحیم بخش صاحب۔ خان بہادر صاحبزادہ سید محمد حسین صاحب ایم ایل سی مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلی۔ مولوی سلیمان صاحب پٹیالہ۔ میر غلام بھیک صاحب نیرنگ۔ مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی۔ ابوالاثر حفیظ صاحب جالندھری۔ حکیم سمیع اللہ صاحب سکیش۔ سید غلام علی صاحب۔ مولوی عبداللطیف صاحب عارف گجراتی۔ مولانا عبدالمجید صاحب قریشی۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب و دیگر مشہور و معروف واعظین تشریف فرما ہوں گے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ تشریف لاکر عنداللہ ماجور ہو۔ رہائش۔ خوراک کا خاطرخواہ انتظام کیا گیا ہے اپنی تشریف آوری سے خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ ریلوے سٹیشن پر استقبال کیا جاسکے۔

نیازمند

پریزیڈنٹ خان عبدالمجید بی اے بیرسٹر ایٹ لا

ضرورت

میونسپل کمیٹی کوہ مری کو ایک اورسیر کی ضرورت ہے۔ کوئی دوست درخواست کرنا چاہیں۔ تو سکرٹری صاحب میونسپل کمیٹی کوہ مری کے نام درخواست بھیجدیں۔

فیصلہ آج سشن جج بہادر نے "فائٹ" کے مرافعہ کا فیصلہ سنا دیا مولوی محمد یعقوب خاں صاحب کی سزائے قید ۱۵ ماہ کی جگہ چھ ماہ اور جرمانہ بجائے ایک ہزار کے پانچ صد روپیہ اور چودھری رحمت خاں صاحب بحال اور معراج دین صاحب کو رہا کردیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ — ۲۹ رشعبان المعظم ۱۳۴۶ھ — نمبر ۸

یجر وید کے متعلق آریہ سماجی دعاوی کی حقیقت

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

دنیائے آریہ سماج میں جس بلند آہنگی کے ساتھ ویدوں کی تعریف و ستائش کا غلغلہ بلند ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ ستائش تو موجود ہے مگر جس کی ستائش کی جاتی ہے وہ سینکڑوں حجابوں میں پوشیدہ ہے۔ مدح تو ہے مگر ممدوح کا پتہ نہیں لگتا۔ تعریف موجود۔ معرف مستور۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قسم کی بے معنے تعریفوں سے آریہ سماج کا مدعا کیا ہے۔ تعریف تو معرف کو پہچاننے کے لئے ہوتی ہے۔ معرف کے چہرے سے نقاب نہ اٹھے اور دیکھنے والوں کو اس کا رخ زیبا نظر نہ آئے تو تعریف سے فائدہ ہی کیا؟

عیسائیوں نے بائیبل کو خدا کا کلام مانا۔ اس کی تعریف کے راگ گائے مگر پبلک کو بائیبل سے روشناس کرانے میں کوئی کمی نہیں کی سینکڑوں زبانوں میں اس کے ترجمے شایع کر دیئے۔ اور پبلک کو اس بات کے اندازہ کرنے کا پورا پورا موقع دیا کہ وہ تعریف کو دیکھ کر معرف کو پہچانے اور معلوم کرے کہ معرف درحقیقت تعریف کا مصداق ہے یا نہیں۔ مسلمان قرآن پاک کو وحی الٰہی سمجھتے اور یقین کرتے ہیں۔ اس لئے وحی و الہام کی حقیقت پر ایک نہیں بلکہ سیکڑوں کتابیں لکھ ڈالیں اور ان میں قرآن پاک کے منزل من اللہ ہونے کے وہ وہ قاطع دلائل بیان کئے کہ کسی مخالف کو آج تک ان کے جواب دینے کی جرات نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کی تعریفیں کیں اس کی تعلیمات کی خوبیوں پر ہزاروں کتابیں لکھیں مگر صرف تعلیمات قرآنی کی خوبیوں اور تعریفوں پر ہی بس نہیں کر دی۔ بلکہ مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے شائع کئے۔ تفسیریں لکھیں۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ جس کی ہم تعریف کرتے ہیں وہ درحقیقت اس تعریف کا مصداق ہے تعریفیں نرا ڈھکوسلا نہیں۔ معرف کو پہچنوا دیتی ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ جو تعریف کی، قرآن مجید ہی سے لے کر کی۔ جو دعویٰ کیا۔ قرآن مجید ہی کی بنا پر کیا۔ جو کچھ لکھا قرآن مجید ہی کے خزانے سے لے کر لکھا۔ کوئی ایسی بات نہیں کی جس کی اصل قرآن مجید میں موجود نہو۔

اسی طرح قریبًا قریبًا ہر مذہبی گروہ نے اپنی اپنی الہامی کتابوں کے ساتھ سلوک کیا۔ مگر آریہ سماج پھر بھی اس کلیہ سے مستثنےٰ ہے۔

ویدوں کی تعریف میں تو آریہ سماج نے زمین آسمان کے قلابے ملائے مگر آج تک ہندی کے سوا کسی دوسری زبان میں ان کا ترجمہ شایع نہیں کیا۔ آریہ سماج کے پاس روپے کی کمی نہیں۔ ترجمہ کرنیوالوں کا گھاٹا نہیں۔ پریس بھی موجود ہیں۔ ساز و سامان بھی مہیا ہے۔ مگر پھر بھی ویدوں کے ترجمے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ ہو نہ ہو اس میں بھی کوئی راز ہے۔ دیانند مہاراج کی تصنیف کردہ ستیارتھ پرکاش وغیرہ کے کتنے ترجمے ہوئے کس کس زبان میں ہوئے۔ کون نہیں جانتا۔ اگر ترجمے نہیں ہوئے تو ویدوں کے بیامر بلا وجہ نہیں۔ کوئی نہ کوئی راز ضرور ہے۔ ویدوں کی تعریف میں لکچر پر لکچر دیئے گئے۔ کتابوں پر کتابیں لکھی گئیں۔ مگر وید پھر بھی ترجمے سے محروم رہے۔ یہ کیوں؟ کوئی نہ کوئی راز تو ضرور ہوگا۔

یہ سربستہ راز طلسم ہوشربا سے کم نہیں۔ اس کی پردہ کشائی کے لئے بہت بڑی ہمت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جب تک ویدوں کا ترجمہ نہ ہو راز نہیں کھل سکتا۔ مسلمان الا ماشاء اللہ سنسکرت پڑھے ہوئے نہیں علما کو تکفیر کے دلچسپ مشغلے سے فرصت کہاں۔ کہ سنسکرت خوانی کی طرف توجہ دے سکیں۔ پھر ترجمہ کرے تو کون۔ اور اس سربستہ راز کی پردہ کشائی ہو تو کس سے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارے فاضل دوست مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے اس سربمہر خم کا منہ کھول دیا۔ اور ویدوں کے اردو ترجمے کی طرف عنان توجہ منعطف کر دی۔ چنانچہ یجروید کے ابتدائی بیس ادھیاؤں کا ترجمہ شایع بھی ہو چکا ہے۔ ہم اس ترجمہ کو دیکھکر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مذکورہ راز کا نصف حصہ تو ضرور کھل گیا ہے۔ باقی ترجمے کی تکمیل پر آشکارا ہو جائے گا۔ جتنا حصہ کھلا ہے اس کا نتیجہ صرف یہ ہے کہ آریہ سماج کا ویدوں کے ترجمے کی طرف توجہ نہ دینا بہت بڑی دانشمندی ہے۔ ویدوں کا ترجمہ ہو جانے سے آریہ سماجی مذہب کا قایم رہنا مشکل ہے۔ جب تک عام آریہ پبلک ویدوں سے ناواقف ہے اس وقت تک انہیں الہامی سمجھکر عظمت سے دیکھتی رہے گی۔ اور انہیں ان تمام تعریفوں کا مصداق سمجھتی رہے گی۔ جنھیں سوامی جی مہاراج یا دوسرے آریہ لیڈروں نے کیا ہے۔ ترجمہ ہو گیا۔ تو مطالعہ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ اور پول کھل جائے گی اور معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ آریہ لیڈر کہتے ہیں وہ ویدوں میں نہیں آریہ لیڈروں کی تعریفیں نری تعریفیں ہی تعریفیں ہیں۔ مصداق کمیسر بھی نہیں۔ مولانا کے ترجمے نے لفظًا نہیں تو معنًا ویدوں کے متعلق آریہ دعووں کا پول کھول دیا ہے مولانا اپنے ترجمے میں کہاں تک کامیاب ہوئے اور ترجمہ کس پایہ کا ہے۔ کن اصول پر مبنی ہے ان امور پر انشاء اللہ اگلی اشاعت میں روشنی ڈالیں گے۔ سردست اتنا کہہ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ترجمہ اپنی حیثیت میں لاجواب ہے مہذب اور رنگین بنانے کی بڑی کوشش کی گئی ہے۔ دلچسپ اور دلکش بنانے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی۔ پھر بھی اگر کہیں پھیکا پن نظر آجائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اصل کتاب کا پھیکا پن ہے۔ پھیکے کو میٹھا بنانا بڑا مشکل ہے۔

پیغام صلح ہفتہ میں دوبار

ہم نے اس سے پہلے پرچہ میں لکھا تھا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش ہے اور انجمن کا ارادہ ہے کہ پیغام صلح کو پہلے کی طرح ہفتہ میں دوبار کر دیا جائے۔ اس صورت میں ہر ایک احمدی بھائی کو دس دس خریدار بہم پہنچانے کا اہتمام کرنا ضروری ہوگا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے اپنے اجلاس مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۲۸ء میں اخوی مکرم شیخ فضل الرحمن صاحب لائل پوری کی تحریک پر یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ شروع مارچ ۱۹۲۸ء سے اخبار کو ہفتہ میں دوبار کر دیا جائے۔ اور ہر ایک اشو کے چھ صفحات ہوں۔ اور قیمت چھ روپے سالانہ ہو۔ طلبہ سے (للعہ چار روپے) سالانہ لی جائے اور بعض غربا سے رعایتًا بھی چار روپے لئے جا سکیں گے۔

شیخ فضل الرحمن صاحب موصوف نے جہاں پیغام صلح کو ہفتہ میں دوبار کرنے کی تحریک کی ہے۔ وہاں اس خیال کو بھی ظاہر فرمایا ہے کہ اس صورت میں سخت ضرورت ہے کہ سوا لیسے مجاہد احمدی میدان عمل میں آئیں جو کہ اس امر کا حتمی وعدہ کریں کہ سال میں دس خریدار بہم پہنچا دیں گے۔ اگر کسی وجہ سے مہیا نہ ہوں تو اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے غربا کے نام جاری کرا دیں گے۔ شیخ صاحب ممدوح سب سے پہلے خود اپنے آپ کو میدان عمل میں لاتے ہیں۔ اور پیغام صلح کے لئے دس خریدار بہم پہنچانے کا وعدہ کرتے ہیں۔ پیغام صلح شیخ صاحب ممدوح کی خدمت میں اس مبارک خیال پر ہدیۂ تشکر و امتنان پیش کرتا ہے۔ اور امید کرتا ہے کہ بہت جلد ایسے سو مجاہد بھائی اپنا نام پیش کریں گے جو سال بھر میں دس دس خریدار بہم پہنچائیں۔ اخبارات ہی سے اقوام کی زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ اور اخبارات ہی زندہ اقوام کا نشان ہیں۔ دنیائے اسلام میں احمدی ہی صحیح معنوں میں اشاعت اسلام کا کام انجام دے رہے ہیں۔ ان کا اخبار بھی دیگر اخبارات سے ممتاز ہونا چاہیئے۔ کیا بلحاظ خوبی مضامین اور کیا باعتبار کثرت اشاعت۔ خوبی مضامین کا کام تو ہمارے ذمہ ہے۔ انشاء اللہ ہم تندہی اور جانفشانی سے کام کریں گے۔ اور قوم دیکھ لیگی کہ پرچہ نے کہاں تک ترقی کی ہے۔ کثرت اشاعت کا کام قوم کے ہاتھوں میں ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہر بھائی شیخ فضل الرحمن صاحب کی صدا کو لبیک کہے دوسرے اخبارات کی نسبت قیمت بھی کچھ زیادہ نہیں۔

عملہ لائیٹ کا مرافعہ

عملہ لائیٹ کے مرافعہ کا مسٹر ٹیپ سشن جج بہادر نے ۲۰ رفروری ۱۹۲۸ء کو فیصلہ سنا دیا۔ اور ایک مقدمہ میں خان صاحب مولوی محمد یعقوب خان صاحب کی سزا میں چھ ماہ قید اور ۵۰۰ روپے جرمانہ کی تخفیف کر دی۔ اور دوسرے مقدمہ میں اپیل کو منظور فرما کر بری کر دیا چودھری رحمت خان صاحب سابق پبلشر اور شیخ معراج الدین پرنٹر کی گزشتہ سزا کو کافی سمجھ کر رہا کر دیا۔ جج صاحب ممدوح کا یہ فیصلہ اگرچہ اس قابل ہے کہ اس پر ان کا شکریہ ادا کیا جائے۔ کیونکہ صاحب مجسٹریٹ کی سختی کو نرمی سے تبدیل کر دیا ہے۔ گو چونکہ ابھی تک فیصلہ ہمارے پاس نہیں پہنچا پوری پوری رائے نہیں دی جا سکتی۔ مگر پھر بھی یہ کہنا کچھ بیجا نہیں کہ اس وقت تک جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے وہ صرف آریہ پریس کی شورش بیجا کا نتیجہ ہے۔ ورنہ خانصاحب ممدوح جیسے ہندو مسلم اتحاد کے حامی اور متین اور مہذب لکھنے والے انسان کے لئے یہ سزا بھی نہایت سخت ہے۔ سر عبدالقادر اور علامہ اقبال کے اعلیٰ دلائل نے تو صاف طور پر ظاہر کر دیا تھا کہ خان صاحب ممدوح بالکل بے قصور ہیں۔ اور چودھری رحمت خان صاحب پبلشر اور شیخ معراج الدین پرنٹر کا تو سرے سے کوئی قصور ہی نہیں۔ معلوم نہیں کہ عدالت نے سر عبدالقادر اور علامہ اقبال کے دلائل پر کیا رائے قائم کی۔ یہ تو فیصلہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا۔ سردست رائے لگانا بہت مشکل ہے۔

علامہ اقبال اور سر عبدالقادر نے جس محنت و جانفشانی سے اس مقدمہ کی پیروی کی ہم اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں امید ہے کہ بہت جلد اس فیصلہ کی ہائی کورٹ میں چارہ جوئی کی جائیگی سب بھائی اپنے مخلص مجاہد کی رہائی کے لئے صدق دل سے دعا کریں۔

آریوں کی سعی ناکام

ملاپ مورخہ ۱۷ رفروری ۱۹۲۸ء میں تحریر ہے کہ ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ لالہ بشن دیال صاحب وکیل نے میونسپل ہال دہلی میں سوامی شردھانند کی تصویر لگانے کی تجویز ریزولیوشن میونسپل کمیٹی میں پیش کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس کو مسٹر جانسن چیرمین میونسپل کمیٹی نے اپنے خاص اختیارات سے روک دیا ہے۔

ملاپ کو چیرمین صاحب کے مذکورہ بالا فیصلہ پر بہت رنج ہے مگر ہمارے خیال میں چیرمین صاحب کا یہ فیصلہ تحسین و آفرین کے قابل ہے اگر حکیم اجمل خان صاحب مرحوم کی تصویر کے میونسپل ہال میں آویزاں کئے جانے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ تو اس سے یہ قیاس کر لینا کہ شردھانند کی تصویر بھی وہیں آویزاں کر دی جائے۔ بالکل غلط اور نارواقیاس ہے۔ حکیم صاحب مرحوم تمام عمر ہندو مسلم اتحاد کے قیام میں کوشاں رہے۔ مگر شردھانند صاحب نے اسی اتحاد کی جڑ پر کلہاڑا رکھا حکیم صاحب تمام ہندوستانیوں کے بلالحاظ فرقہ و مذہب خیر خواہ تھے۔ اور وہ ہمیشہ ہندوستانیوں کی بہتری و بہبودی میں کوشاں رہے۔ آج تک حکیم صاحب مرحوم کی نسبت کسی شخص کو کوئی ایسی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ مگر شردھانند صاحب مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور آریہ سماجیوں کو عروج پر پہنچانے میں منہمک رہے۔ اور آریہ سماج کا مفاد ہی ان کی زندگی کا اعلےٰ مقصد بنا رہا۔ کیا ایسے شخص کی تصویر کسی ایسے مقام پر آویزاں کئے جانے کا حق رکھ سکتی ہے۔ جو پبلک مقام ہو اور جس میں ہندو مسلمانوں کو برابر کا حق حاصل ہو۔ ہرگز نہیں۔ ملاپ کو چاہیئے کہ سوامی جی کی تصاویر کو آریہ سماجی مندروں میں آویزاں کرنے کی سفارش کرے۔ اپنے دفتر میں لگوائے۔ اسے یہ ہرگز حق نہیں کہ میونسپل کمیٹی دہلی کے چیرمین صاحب کے منصفانہ فیصلہ پر اظہار ناراضی کرے۔ مگر پھر بھی ہمیں اپنے سماجی دوستوں کی سعی ناکام پر افسوس ہے۔

جس کی کوشش کا کچھ نہ ہوا انجام
رحم اس بے ہنر پہ آتا ہے!

حضرت امیر فرماتے ہیں کہ عید کی نماز کا یہ انتظام کرنا چاہیئے کہ جہاں ایک ایک دو دو آدمی ہیں وہ کسی قریب کے مقام پر اکٹھے ہو کر نماز عید ادا کیا کریں۔ آئندہ اس پر تفصیلی نوٹ لکھا جائے گا۔

نکاحِ عائشہ رضی اللہ عنہا

پرکاش کی تہذیب

مولانا داؤد راہبن نے اخبار لائٹ میں ستیارتھ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند پر ایک نقادانہ مضمون لکھا تھا۔ ایڈیٹر پرکاش نے اس کے برخلاف ۹ ار فروری کے پرچے میں ایک نہایت ہی گندہ اور غیر تہذیب مضمون حوالہ قلم کیا ہے۔ اور اس میں لگے ہاتھوں بلا وجہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح پر بھی اعتراض جڑ دیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس لایعنی اعتراض کا جواب لکھ دیا جائے۔

ایڈیٹر پرکاش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ سال کی عمر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح ہو جانے پر اعتراض ہے۔ بنائے اعتراض صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کم عمری ہے۔ مگر یہ کم عمری عرب جیسے گرم ملک میں قابل لحاظ نہیں کہی جا سکتی۔ جہاں آٹھ نو سال کی عمر میں لڑکیاں بالغہ ہو جاتی ہیں۔ سن بلوغ آب و ہوا اور مرز بوم کی تاثیر پر موقوف ہے۔ اور اسی وجہ سے مختلف ممالک میں ہمیشہ مختلف ہی رہا ہے۔ عرب کو ہندوستان پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ ڈاکٹر بون صاحب جو علوم طبعی اور طبابت کے بڑے ماہر خیال کئے جاتے ہیں۔ اور انگریزوں میں بہت محقق مشہور ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ گرم ممالک میں عورتیں آٹھ یا نو سال کی عمر میں شادی کے قابل ہو جاتی ہیں اس لئے یہ کہنا کہ جناب صدیقہ رض کی عمر آنحضرتؐ سے بہت چھوٹی تھی قطعاً قابل اعتراض نہیں۔ چھ یا سات سال کی عمر میں آپ کا نکاح ہوا۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نو برس کی عمر میں نکاح ہوا تھا۔ چنانچہ بخاری میں حضرت عائشہ ہی سے مروی ہے - وتزوجنی بعدھا بثلث سنین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے تین برس بعد مجھ سے نکاح کیا۔ حضرت خدیجہ کے انتقال کے وقت حضرت عائشہ کی عمر تقریباً چھ سال کی تھی۔ اس لحاظ سے نکاح کے وقت نو سال کی ہوئی۔ بخاری باب فضل خدیجہ۔ طبقات ابن سعد میں ایک روایت بدیں الفاظ بھی آئی ہے۔ تزوجنی وانا بنت تسع سنین۔ بوقت نکاح میری عمر نو برس کی تھی۔ چونکہ رخصتی نکاح سے تین برس بعد ہوئی اس لئے علی اختلاف الاقوال نو یا دس یا بارہ سال کی عمر میں رخصتانہ ہوا۔ اور اس وقت آپ کا بالغہ ہونا بالکل یقینی امر ہے۔

معلوم نہیں ایڈیٹر پرکاش کیوں اسے نامناسب قرار دیکر اعتراض جڑ رہا ہے۔ مناسبت ہمیشہ نکاح کرنے والا یا اس کے اعزہ اور لڑکی یا اس کے اولیا دیکھا کرتے ہیں۔ انہیں مناسب معلوم ہوتا ہے تو نکاح کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ نکاح کا ہونا ہی اس بات کی دلیل ہوا کرتا ہے کہ سب نے مناسب سمجھ کر اپنی مرضی سے نکاح کیا۔ اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب صدیقہ رض سے نکاح کیا۔ اور لڑکی والوں کی مرضی سے کیا اور مناسب سمجھ کر کیا۔ پھر اس نکاح کو نامناسب کہنا ایک مضحکہ خیز بات ہے۔

فریقین کی طرف سے اس نکاح کے بارہ میں جو وجہ مناسبت تھی اوراق تاریخ پر نظر ڈالنے سے بآسانی دریافت ہو سکتی ہے۔ کچھ زیادہ فکر و غور کی محتاج نہیں سنئے۔ آنحضرت صلعم اسلام کی تبلیغ کرنے۔ اور اسلامی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کے لئے مامور تھے۔ اس میں عورت و مرد کی کوئی خصوصیت نہ تھی۔ مردوں میں اسلام کی اشاعت کرنا اور اس کی تعلیم کو پھیلانا تو اس قدر مشکل نہ تھا جس قدر صنف نازک میں اس کام کا انجام دینا دشوار تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے۔ کہ مستورات کو اسلام کی تعلیم مستورات ہی کے ذریعہ سے دیں۔ کیونکہ مستورات کے متعلق بعض باتیں ایسی بھی ہیں جنھیں ایک حیادار انسان عورتوں کے سامنے بیان کرنے سے شرماتا ہے۔ اور عورتوں کو بھی ایک غیر آدمی کی زبان سے ایسی باتیں بالمشافہ سنتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ دقت اسوقت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے جس وقت کوئی ایسی بات پورے طور پر سمجھ میں نہ آئے۔ اور سوال و جواب کے ذریعے سے سمجھنی پڑے اس لئے ضرورت تھی کہ آنحضرت صلعم کی زوجیت میں کوئی نہایت ہی ذہین و فطین بیوی موجود ہوتی۔ اور اس کے ذریعہ سے عام مستورات میں تعلیم اسلام کی اشاعت کی جاتی۔ مگر اس ڈیوٹی کو کوئی نوجوان یا ادھیڑ عمر کی عورت پورا نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ اس کی تربیت اپنے آبائی طریق پر ہوئی ہوتی۔ اور یہ بھی ممکن تھا کہ پرانے رسوم و رواج کا کوئی مخفی اثر دماغ میں موجود ہوتا۔ جس کی موجودگی تبلیغ احکام اسلام کی حقیقی اہمیت سے مانع ہوتی۔ اس اہم فریضہ کو احسن طریقہ سے وہی بیوی انجام دے سکتی تھی۔ جس کے کانوں میں پیدا ہوتے ہی اللہ اکبر کی آواز پہنچی ہو۔ اور یوم ولادت ہی سے مسلمہ کہلانے کا حق رکھتی ہو۔ ماں بھی مسلمہ ہو باپ بھی مسلم ہو۔ کافرانہ خیالات سے انہیں بالکل ہی ناآشنا ہو۔ ذہین بھی ہو فطین بھی ہو۔ معہذا اخلاق نبوی ہی میں نشو و نما پائے اور خلق نبوی ہی کے رنگ میں رنگین ہو کر ہر معاملہ میں مجتہدانہ رائے رکھتی ہو۔ آپ کے احکام کو اچھی طرح پر سمجھ سکے۔ اور انہیں من و عن محفوظ رکھ سکے۔ اور ان سے استنباط مسائل پر پوری قدرت رکھتی ہو۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ اس وقت عرب کے اسلامی حلقے میں جناب صدیقہؓ کے سوا اور کوئی بھی ایسی عورت موجود نہ تھی۔ جس میں یہ تمام اوصاف موجود ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی نظر انجام بین نے حضرت عائشہ صدیقہ ہی کو انتخاب فرمایا۔ آگے چلکر واقعات نے بتا دیا کہ حضور سرورِ کائناتؐ کا یہ انتخاب اشاعت دین کے لئے خصوصیت سے موزوں نکلا۔ محدثین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آدھا دین حضرت عائشہ ہی کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں سے ۱۷۴ حدیثوں پر شیخین نے اتفاق کیا ہے۔ امام زہری کا قول ہے۔ کانت عائشۃ اعلم الناس یسئلھا الاکابر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ عائشہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالمہ تھیں۔ بڑے بڑے صحابہ ان سے پوچھا کرتے تھے۔ عروہ بن زبیر فرماتے ہیں۔ ما رأیت احدا اعلم بالقرآن ولا بفریضۃ ولا بحلال ولا بفقہ ولا بشعر ولا بطب ولا بحدیث العرب ولا نسب من عائشۃ۔ قرآن فرائض۔ حلال حرام۔ فقہ۔ شاعری۔ طب۔ عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم عائشہ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام عین الاصابہ فیما استدرکتہ عائشۃ علی الصحابہ ہے۔ اس رسالہ میں وہ حدیثیں جمع کی گئی ہیں۔ جن میں حضرت عائشہؓ نے اپنے معاصرین کی غلطیاں ظاہر کی ہیں۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مسائل میں آپ کی رائے نہایت صائب اور مجتہدانہ تھی۔ یہ تھی مناسبت جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا۔ اب یہ دیکھنا باقی رہ گیا ہے کہ لڑکی والوں نے اس میں کیا مناسبت دیکھی اور کس لئے نو عمر لڑکی کو آپ کے نکاح میں دے دیا۔

حضرت صدیق اکبر قریشی سردار تھے۔ اور آپ کی نظر میں آنحضرت صلعم سے بڑھ کر کوئی بھی عزیز نہ تھا۔ ہر حال میں آپ کی رفاقت کا دم بھرتے تھے۔ غار میں بھی آپ کی رفاقت کی تھی۔ اور نہیں چاہتے تھے کہ آپ کو کسی قسم کا کوئی گزند پہنچے۔ گر آپ کا خاندان ابھی مخالفت پر تلا ہوا تھا اور برابر مخالفانہ کارروائی کئے جاتا تھا۔ ان کے شر و فساد اور مخالفانہ کارروائیوں کو روکنے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دیں۔ تاکہ رشتہ داروں کے غصے کی آگ رشتہ ہو جانے کی وجہ سے ٹھنڈی پڑ جائے۔ اور بعد ازاں علانیہ مخالفت نہ ہو۔ کیونکہ اس زمانہ میں اہل عرب کا عام دستور تھا کہ اگر دو قبیلے باہم عداوت برتتے ہوتے اور ایک قبیلہ اپنی لڑکی دوسرے قبیلے کے کسی لڑکے کو دیدیتا تو پھر مخالفت و عداوت کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا تھا۔ چھ یا سات برس کی عمر میں نکاح کرنے سے یہی بہت بڑی غرض تھی۔ اس جدید تعلق نے ایک نئے اتحاد کی بنیاد ڈالدی۔ اور جو مقاصد کہ اس سے حاصل ہونے خیال کئے گئے تھے سب بآسانی حاصل ہو گئے۔ چنانچہ اس نکاح کے بعد پھر خاندان ابوبکر کی طرف سے آنحضرت صلعم کے برخلاف کسی مخالفت کا کھلم کھلا اظہار نہیں ہوا۔

اب تو اچھی طرح واضح ہو گیا کہ دونوں طرفوں نے خوب غور کر کے اور پوری مناسبت دیکھ کر نکاح کیا تھا۔ ایڈیٹر پرکاش کا اس حکیمانہ نکاح پر اعتراض کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ فالحمد للّٰہ۔

نادان معترض کو اعتراض کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں بھی منہ ڈالکر دیکھ لینا چاہیئے تھا تا اسے دوسروں کی آنکھ کا تنکا نظر آنے سے پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر نظر آ جاتا۔ فضلائے یورپ رامائن کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں۔ اور آریہ سماج کے مسلمہ لیڈر لالہ لاجپت رائے جی اپنی کتاب تاریخ ہند حصہ اول میں ان کی رائے بدیں الفاظ نقل کرتے ہیں کہ سیتا جی کی شادی چھ سال کی عمر میں ہوئی تھی (تاریخ ہند صفحہ ۵۹) اگرچہ یہ تو نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ شادی کس مناسبت کی بنا پر تھی۔ اس مناسبت کا علم تو لالہ جی ہی کو ہوگا۔ تاہم ہمیں یہ حق حاصل ہو گیا کہ نادان اور کم ظرف معترض سے اسی کی سفیہانہ رائے کے مطابق یہ دریافت کریں کہ رامچندر جی مہاراج نے ایسا کیوں کیا۔ بادی النظر میں تو یہ بات نامناسب معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے مالو دھرم شاستر کے حکم کی تعمیل ہو جس میں یہ لکھا ہے کہ ۲۴ برس کا آدمی آٹھ برس کی لڑکی کے ساتھ شادی کرے۔ منو ۹/۹۴۔ خوبصورت رد ب والا خاندان چاہیئے لڑکی خواہ [illegible] دستور کے مطابق [illegible] منو [illegible]

(محمد عصمت اللہ)

انجیر اور زیتون کی تمثیل (۲)

(مولانا عبد الحق صاحب فاضل ودیارتھی کے قلم سے)

شریعت کا وہ شرارہ جو طور سینا پر چمکا۔ زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ بڑھتا اور زیادہ روشن ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل اس کی روشنی میں اٹھے اور دنیا کی دو عظیم الشان گھاٹیوں سلطنت اور نبوت پر فائز المرام ہوئے کیسی عظیم الشان سلطنت جس کی داغ بیل حضرت موسےٰ جیسے مقدس ہاتھوں ڈالی گئی۔ وہ زیتون کا ایک ہونہار پودہ تھا جو ۵۰۰ سال تک متواتر اپنی شان و شوکت میں ترقی کرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ داؤد اپنے خداوند کے گھر میں زیتون کا ایک ہرا بھرا درخت تھا۔ سلیمان اس کا ایک خوشنما پھل تھا۔ دنیا کے بادشاہ اس کے سائے کے نیچے پناہ پکڑتے تھے۔ اس کی ڈالیاں اس قدر مضبوط اور اس کی شاخیں ایسی موٹی کہ بادشاہوں کے عصا اس سے بنائے جائیں۔ اس کا تیل اس قدر مقدس کہ بادشاہت کا چراغ اس سے روشن کیا جائے۔ اور شاہوں کے سر اس سے مسح کئے جائیں۔

کس قدر عظیم المرتبت نبوت کہ دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے وہ ایک ہزار برس کا انجیر کا درخت تھا کہ جس کا سایہ کبھی بنی اسرائیل سے گم نہ ہوا۔ اور وہ پھل سے خالی نہ ہوا۔ بنی اسرائیل جو ان فرخندہ ایام میں خدا کے گھر کے ساتھ دیوار بدیوار بستے تھے۔ جن کے آستانے خدا کے آستانے کے پاس اور جن کی چوکھٹیں خدا کی چوکھٹ سے اس طرح ملی ہوئی تھی کہ خدا اور ان کے درمیان صرف ایک دیوار تھی۔ اس قدرت و جلال اور قربت کے مقام میں بنی اسرائیل نے وہ گھنونے کام شروع کر دیئے کہ خدا کے مقدس نام کو ناپاک کرنے والے اور اس کی قدرت و جلال کو بدنام کرنے والے تھے۔ خداوند کے قہر کی بجلی ان پر چمکی زیتون اس کے غضب سے پہلی بار اکھاڑ گیا۔ اور پوربی ہوا نے پہلی بار اس کے میوے خشک کر ڈالے۔ اس کی مضبوط ڈالیاں توڑی گئیں سوکھ گئیں۔ اور ایک جھڑی ہے جو اس کی ڈالیوں کی بنی ہوئی تھی۔ آگ نکل کے اس کو کھا گئی۔ اور اس کی کوئی موٹی ڈالی نہ رہی کہ سلطنت کا عصا ہو۔ یہ نوحہ ہے اور نوحہ کے لئے رہیگا۔ اور یہ سب کچھ حضرت داؤد کی بد دعا اور حضرت سلیمان کے بعد ہوا۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ بنی اسرائیل اس شجر زیتون کے گر جانے پر سوگوار بیٹھتے اور اپنی آئندہ بدکرداریوں اور تازہ شرارتوں سے توبہ کرتے مگر ان کے دل اور بھی سخت ہو گئے۔ اس لئے خداوند نے ان کے دلوں کی خواہش کے مطابق انہیں ناپاکی میں چھوڑ دیا۔ جس طرح انہوں نے خدا کے مقدس گھر کی بے حرمتی کی اسی طرح اس نے انہیں برباد کر دیا اور اپنا قہر ساری قوم پر اور اس کا غضب اس کی ساری فوجوں پر اترا تاہم خداوند نے ابراہیم کے ساتھ اپنا عہد یاد کیا۔ اور بنی اسرائیل کے پراگندہ گلہ کو راہ راست پر لانے کے لئے اس نے سلیمان کے بعد بھی چھوٹے موٹے انبیا کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر ان کے دل سخت سے سخت تر ہوئے۔ یہاں تک کہ خداوند کا حکم بنی اسرائیل کو پہنچا۔ کہ تیری ناپاکی میں خباثت ہے۔ کیونکہ میں تجھے پاک کیا چاہتا ہوں مگر تو پاک ہونا نہیں چاہتی تو اپنی ناپاکی سے پھر پاک نہ ہو گی۔ جب تک میں اپنا قہر تجھ پر نازل نہ کر چکوں مجھ خداوند نے یہ کہا ہے یہ ہو جائے گا۔ اور میں اسے کر دنگا میں نہ ٹلوں گا نہ چھوڑوں گا۔ نہ چھوڑونگا۔ مگر وہ خدا کی آواز کے شنوا نہ ہوئے۔

بالآخر خدا کا مسیح ان کی نجات کے لئے آیا۔ ہر چند کہ اس کا آنا حلم اور مسکنت کا آنا تھا۔ مگر اس حلم و انکسار کے اندر خدا کے غضب کی ایک تلوار بھی اور اس کے قہر کی ایک کلہاڑی تھی۔ کہ جو بنی اسرائیل کی جڑوں پر رکھی گئی۔ وہ اس ہزار سالہ انجیر [3] کے درخت سے جو کبھی ثمرے خالی اور پتوں سے محروم نہ رہا پھل کا متمنی تھا۔ بھوک سے بیقرار ہو کر اس درخت کی طرف آیا۔ دل میں انجیر کے شیریں پھل کا تصور تھا۔ زبان سے رال ٹپکی پڑتی تھی للچائی ہوئی نگاہیں درخت پر لگی تھیں۔ مگر ہرے بھرے پتوں میں صرف ایک سراب عمل تھا جو گرسنہ کو پھل کا یقین دلاتا تھا۔ لیکن وائے محرومی اور ہائے حسرت! وہاں پھل نہ تھا۔ صرف پتے تھے۔ خدا کے مسیح کی پیاسی نگاہیں اس کے لئے بیکار رہیں۔

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳)

---

[1] زبور ۵۲ آیت ۸ [2] حزقیل باب ۴۳ - [3] انجیل متی باب ۲۱ - آیت ۱۹ - مرقس باب ۱۱ - آیت ۱۲ -

میاں صاحب کے اعلان پر اصولی نظر

خدا شر بر انگیزد کہ خیر ما دراں باشد

احباب کو معلوم ہے کہ پچھلے پانچ چھ سال سے میں نے میاں صاحب یا آپ کی جماعت کے متعلق کبھی کچھ نہیں لکھا اور ایسا ہی دوسرے احباب بھی اس ناخوشگوار بحث میں پڑنے سے ہمیشہ احتراز کرتے رہے ہیں کیونکہ بعض اوقات غلطی کو دور کرنے پر اصرار غلطی پر قایم کرنے کا موجب ہو جاتا ہے۔ میرا اور جماعت کے اکثر دوستوں کا ہمیشہ یہ یقین رہا ہے۔ کہ میاں صاحب یا آپ کی جماعت کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فی الحقیقت نبی تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی آپ کے نہ ماننے والوں کو دل سے کافر جانتے ہیں۔ مگر بعض وجوہ سے جن کا نام "مصلحت وقتی" ہے۔ (مکتوب میاں صاحب اسمی جناب محمد عثمان صاحب احمدی لکھنؤ) ایسا اعتقاد ظاہر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ورنہ اگر جماعت قادیان حضرت میرزا صاحب کو نبی سمجھتی ہوتی تو ان کے اس اعتقاد نبوت کا ان کی روزمرہ کی زندگی پر بھی کوئی اثر ہوتا۔ حضرت مسیح موعود کی وحی عبادات ہی میں داخل ہوتی۔ یا کم از کم پانچ اوقات اذان ہی میں مسجد کے بلند میناروں سے سیدنا حضرت مسیح موعود کی نبوت کی شہادت ادا کی جاتی ایسا ہی حضرت مسیح موعود کے نہ ماننے والوں سے اسلامی تعلقات روا نہ رکھے جاتے۔ یہانتک کہ انہیں سلام علیک کہنے میں سبقت کرنا تو درکنار ان کے سلام علیک کا جواب بھی نہ دیا جاتا۔ مگر درحقیقت ایسا کبھی نہیں ہوا۔ بلکہ حضرت اقدس کی نبوت یا ان کے نہ ماننے والوں کا کفر محض اخبارات کے صفحوں پر ہی رہا ہے۔ جن کی باگ بیشتر بابی خیالات کے علمداروں کے ہاتھوں ہی میں رہی ہے۔ اور جو جماعت احمدیہ میں بابی خیالات کی نشر و اشاعت کے لئے میرزا صاحب کی نبوت کے خیالات کو تقویت دینا ضروری سمجھتے رہے ہیں۔ اگرچہ غور سے پڑھنے والے اس وقت بھی الفضل کے ہر ایک پرچے میں ہر دو قسم کے خیالات دیکھ سکتے ہیں۔ مگر جب سے بابی مدیران الفضل نے الفضل سے الگ ہو کر کھلے طور پر بہائیت کو قبول کر لیا ہے۔ میاں صاحب اور آپ کی جماعت کے عقائد اور سرگرمیوں میں ایک انقلاب عظیم رونما ہو گیا ہے ابھی بہت عرصہ نہیں گزرا کہ مسجد لندن کی افتتاحی رسم ادا کرنے کے لئے ایک غیر احمدی مسلمان شہزادے کا انتخاب کیا گیا۔ اور جب اس نے بعض وجوہ کی بنا پر یا بقول احمدی احباب بعض دشمنوں کی سازش سے اس نیک اور عظیم الشان فرض کی ادائیگی سے معذوری ظاہر کی تو پھر بھی اس رسم کے ادا کرنے کے لئے قرعہ ایک اور واجب التعظیم غیر احمدی مسلمان لیڈر ہی پر پڑا۔ ان حالات کو دیکھ کر عامۃ المسلمین میں مسجد لندن کے متعلق خوشی کے خیالات پیدا ہوئے۔ انہوں نے ایک قدم اور بڑھایا اور نمازوں کی امامت میں بھی احمدی اور غیر احمدی کی تفریق اٹھا دینے کے لئے مطالبہ کیا۔ اب اگر غیر احمدی کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں تو ان کے اس مطالبہ کا صرف ایک ہی جواب تھا۔ کہ چونکہ غیر احمدی کافر ہیں ان کے اقتدا میں نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ مگر یہ جواب ہزارہا مطالبات کے جواب میں ایک دفعہ بھی نہیں دیا گیا۔ بلکہ ہمیشہ ایک ہی جواب الفضل میں شایع ہوتا رہا۔ کہ چونکہ اس مسجد کے متولی احمدی ہیں اس لئے حق امامت انہی کو حاصل ہے۔ اگر اس کے ساتھ یہ بھی ایزاد کر دیا جاتا۔ کہ چونکہ احمدی جماعت کے برخلاف مولویوں نے فتوے کفر دے رکھا ہے۔ اور جب تک مسلمان ان مولویوں کو اس فتوے کے واپس لینے پر مجبور نہ کریں یا پھر ان مولویوں سے علانیہ اظہار بیزاری و نفرت نہ کریں احمدی جماعت کا ہر ایک فرد ان کے پیچھے نماز ادا کرنا حرام سمجھتا ہے۔ تو زیادہ بہتر اور مبارک ہوتا۔

اسی سلسلہ کے ثبوت میں ایک اور اہم اعلان ہے۔ جو مستری فضل کریم اور مولوی عبدالکریم صاحبان جماعت احمدیہ سے اخراج کے متعلق میاں صاحب نے ۲۲ ر نومبر کے الفضل میں شایع فرمایا ہے۔ ہمیں یہاں مستری فضل کریم اور مولوی عبدالکریم صاحبان کے جماعت احمدیہ سے اخراج یا اس وقعیہ نامرضیہ سے جو ان کے اخراج کا باعث ہوا کوئی بحث نہیں۔ اور نہ ہمیں اس شورش اور اس کے وجوہ و عواقب کا کوئی علم ہے۔ بلکہ مجھے تو مستری فضل کریم صاحب سے کبھی ذاتی تعارف بھی نہیں ہوا۔ البتہ مولوی عبدالکریم سے اگر یہ فی الواقع وہی صاحب ہیں۔ بٹالہ میں ملنے کا اتفاق ہوا ہے اور سب احمدی احباب قادیان کو جاتے ہوئے ان سے ملکر ہی جایا کرتے تھے اور وہ بھی حسب حیثیت ہر ایک شخص سے مہمان نوازی سے پیش آتے تھے۔ بہرحال یہ امور ہماری بحث سے خارج ہیں۔ ہماری بحث محض اس اعلان سے ہے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں "بعض لوگوں نے جو جماعت میں کہلاتے ہیں۔ لیکن باطن میں بوجہ نفاق ان کو کوئی تعلق نہیں ہے اور نظام سلسلہ کے خلاف شورش برپا کر رکھی ہے . . . . اس لئے میں انہیں جماعت سے خارج کرنے کا اعلان کرتا ہوں" جماعت میں کہلانا اور باطن میں منافق ہونا کوئی بڑی وقبیح بات نہیں۔ اس کے لئے کوئی ثبوت ہونا چاہئے۔ محض بعد میں یہ کہنے سے کہ فلاں شخص منافق تھا۔ درحقیقت منافق نہیں بن جاتا۔ اور نہ عقلمندوں کے نزدیک اس بات کی کوئی عزت ہوتی ہے۔ اور پھر یہ ایسا الزام ہے جو سیدنا حضرت مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ ڈاکٹر صاحبان اور شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور مسیح موعود کے ایسے پاک نفس اور جلیل القدر اصحاب پر بھی لگایا جا چکا ہے۔ حالانکہ محض ان احباب کے کارناموں ہی پر احمدیت کو فخر ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ اس لئے جماعت سے اخراج کے لئے یہ الزام معقول اور وزنی نہیں۔ البتہ الزام کا دوسرا حصہ قابل غور ہے۔ کہ ان ہر سہ اور ان کی قماش کے بعض اور اشخاص نے میاں صاحب اور نظام سلسلہ کے خلاف شورش برپا کر رکھی ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر جماعت احمدیہ اسلام کے ہم معنے اور قایم مقام ہے۔ اور غیر از جماعت لوگ کافر ہیں۔ تو مستری فضل کریم اور ان کے رفقا کو خارج از جماعت کرنے کے لئے میاں صاحب کو قرآن یا حدیث سے سند لانی چاہئے تھی۔ کہ جو شخص خلیفہ یا خلیفہ کے سکرٹری صاحبان کے خلاف شورش کرے وہ کافر ہے۔ قرآن و حدیث ان ہزلیات سے پاک ہیں۔ تو دوسری صورت یہ رہ جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ خدا کے مسیح نے خدا کے حکم کے ماتحت قایم کی جو خدمت اسلام کرے وہ ایک نظام کے ماتحت ہے جو شخص اس نظام سے انحراف یا سرتابی کرتا ہے وہ اس سوسائٹی کا ممبر نہیں رہ سکتا۔ اور یہی حق ہے۔

یہاں میں میاں صاحب کی مبارک خدمت میں مشورۃً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ ان کے اعلان سے معلوم ہوتا ہے مستری فضل کریم اور ان کے رفقا کو میاں صاحب اور ان کے سکرٹری صاحبان کے خلاف بعض سنجیدہ شکایات ہیں۔ اس لئے میاں صاحب کا مستری صاحب کو محض اپنے حکم سے جماعت سے خارج کر دینا دنیا کے ہر قانون کی رو سے ناجائز ہے۔ اور خود میاں صاحب کی پوزیشن کو نازک بنا دیتا ہے۔ اس وقت مستری صاحب کی حیثیت ایک فریق مقابل کی ہے اس میں چھوٹائی یا بڑائی کو دخل نہیں اس لئے فیصلے کے واسطے ایک ثالث ہونا چاہیے تھا۔ جو مولوی فضل کریم وغیرہم کی شکایات پر غور کرتا اور میاں صاحب جو کچھ اپنے اور نظام سلسلہ کے متعلق فرمانا چاہتے اس پر بھی وہ غور کرتا۔ پھر فیصلہ ہونا چاہیے تھا۔ سو یہ ثالث قادیان میں موجود تھا۔ اور وہ صدر انجمن احمدیہ ہے۔ اس جھگڑے سے یہ یقینی ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن ہے۔

مجھے امید ہے کہ حضرت میاں صاحب اور آپ کی جماعت کے افراد اس امر پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے اور کھلے طور پر اعتراف فرمائیں گے کہ غیر از جماعت مسلمان کافر نہیں۔ اور اس لئے حضرت مسیح موعود نبی نہیں۔ اس اقرار میں خود میاں صاحب آپ کی جماعت اور عامۃ المسلمین کی بھلائی ہے۔ ان کا یہ اعلان مسلمانوں میں ایک نئی روح پیدا کر دے گا۔ اور تکفیر بازی کے مشغلہ پر جو مولویوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ ایک کاری ضرب ہوگا۔ کم از کم ساری دنیا میں اشاعت اسلام کی ذمہ دار اور کفار کو دعوت اسلام دینے والی واحد جماعت ۳۳ کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے الزام سے بچ جائیگی علاوہ ازیں اس امر کے علانیہ تسلیم کرنے میں جو ہم اپنے دل کی گہرائیوں میں مانتے ہیں ہرج بھی کوئی نہیں۔ کیونکہ امت محمدیہ میں کوئی ملہم و محدث خواہ کتنا ہی عظیم الشان کیوں نہ ہو۔ اس کا انکار مستلزم کفر نہیں ہاں یہ ایک گناہ ہے جو انسان کو بہت سی برکات سے محروم کر دیتا ہے خدا کرے کہ وہ دن جلد آئے کہ پھر دونوں جماعتیں متحد ہو کر کام شروع کریں۔ اور اسلام کا نام ساری دنیا میں بلند ہو۔ (آمین)

خاکسار

صادق علی (پٹیالہ)

(بقیہ صفحہ ۵)

اور اس کی ساری جد و جہد یقیناً بے سود نکلی اس لئے کہ درخت پر سے پھل کا موسم گزر چکا تھا۔ اس کی انتہائی عمر بھر کی کوششوں کا نتیجہ صرف یہ نکلا کہ درخت جڑ سے سوکھ گیا۔ ہر کھرے پتے رخصت ہو گئے۔ اس کی زندگی کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔ اور اس کی بار آوری کی ساری امیدیں ایک ایک کر کے جاتی رہیں

تم مسیحا سہی اب گھر کو سدھارو اپنے ؛ کوئی بچتا نہیں جب اس کی کمر جاتی ہے

اور وہ مسیح کہ جسکو احیائے موتے پر ناز تھا۔ اپنی ساری شان مسیحائی کے ساتھ اس درخت کی سرسبزی کا نہیں بلکہ مردنی کا باعث ٹھیرا۔ اس لئے کہ وہ بنی اسرائیل کی آخری ساعت کا نشان تھا۔ کہ جس نے حضرت ابراہیم کے ایک فرزند کے ساتھ خدا کے وعدہ کو ۱۵ صدیوں تک پورا کیا۔ اور بالآخر اس کی لاولد موت کے باعث نبوت اور سلطنت کا ورثہ اس کے بھائی اسمٰعیل کی اولاد کو واپس ملا۔ اور یہ سب کچھ اگرچہ ہماری نگاہوں میں عجیب ہے مگر خدا کے وعدے کے عین مطابق تھا۔ مبارک ہے وہ جو اس مردہ شجر سے پھل کی امید چھوڑ کر اس شجر طیبہ سے اپنا پیوند جوڑتا ہے۔ جس کی جڑ زمین میں مضبوط اور شاخیں آسمان میں بلند ہیں۔ جو کسی وقت بھی اپنے نام لیواؤں کو پھل سے محروم نہیں رکھتا۔ اور وہ شجر طیبہ اسلام ہے۔

مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون

(باقی دارد)

متی کی انجیل باب ۲۷ - آیت ۸ سے قرآن کریم سورہ ابراہیم

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگان سلسلہ بعافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— شیخ محمد ابراہیم صاحب سوداگر چرم گوجرہ کا نکاح ۲۳ر جنوری کو ڈاکٹر جلال الدین صاحب نے پڑھایا۔

— ملک بہادر صاحب احمدی نمبردار چک ۵۶۶ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور دعا کے طالب ہیں۔

— شیخ محمد حسین صاحب بوٹ مرچنٹ گوجرہ کے ہاں فرزند تولد ہوا ہے۔ نام احمد حسین رکھا گیا

— مرزا محمد اسلم بیگ صاحب کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ ان کے والد مرزا حاکم بیگ صاحب ۲ ر فروری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے احباب دعائے مغفرت کریں۔

— مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی اور مولانا عصمت اللہ صاحب آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر علی پور ضلع مظفرگڑھ تشریف لے گئے ہیں۔

— حسب ذیل احباب صحت و کامیابی کے لئے دعا چاہتے ہیں۔

اخویم علی محمد خاں صاحب کشمیر۔ اخویم عبدالستار صاحب شیراز (ایران) اخویم سید تصدق حسین صاحب بغداد (عراق)

— ہمارے احباب میں سے اگر کسی دوست کو کشمیر سے کوئی چیز مثل زعفران۔ بادام۔ زیرہ۔ اخروٹ۔ گل بنفشہ۔ نمدہ یا رقندی۔ نقش و نگار والے پارچات وغیرہ درکار ہوں تو بذریعہ جوابی ٹکٹ ذیل کے احباب سے ذریعہ منگوانے میں کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ نہیں ہے۔

(۱) مولوی محمد نورالدین صاحب قاری دازہ پورہ۔ سرینگر کشمیر۔

(۲) غلام احمد صاحب احمدی۔ کلاشپورہ۔ نورتہ برج۔ سرینگر کشمیر۔

ان کے علاوہ کشمیر میں ہمارے بہت سے دوسرے دوست شال مرچنٹ ہیں۔ انشاء اللہ اپنے بھائیوں سے معاملہ تجارت کرنے میں بہت سی مشکلات سے بچنے کی امید ہے۔

— یہ خبر گزشتہ اشاعت میں درج کی جا چکی ہے کہ جناب محمد عمر خاں صاحب رئیس و نمبردار شنکہ کے مکان پر جبکہ وہ سالانہ جلسہ پر لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ چوری ہو گئی جس میں دیگر سامان کے علاوہ کتب سلسلہ احمدیہ بھی جاتی رہیں۔ اب یہ بھائی اطلاع دیتے ہیں کہ چور گرفتار ہو گیا ہے اور ان کی کتب واپس مل گئی ہیں۔

— خان صاحب عبدالستار خاں بی اے ایل ایل بی اکولہ علاقہ برار سے مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام کو ایک خط میں لکھتے ہیں کہ آپ نے اور مولانا عبدالحق صاحب نے یہاں کی مسلم پبلک پر حیرت انگیز اثر چھوڑے ہیں۔ اور اکولہ کی عزت تو آپ کی تشریف آوری سے خدا نے دگنی کر دی فالحمد للہ

ہندوستان

— لاہور ۱۵ فروری۔ نارنگ کے سٹیشن پر ایک سکھ نے ایک مسافر کو جو گاڑی پر چڑھنا چاہتا تھا کرپان سے زخمی کیا۔ جب ٹی ٹی نے اس کو روکا تو اس نے ٹی ٹی کے بھی گلے پر کرپان چلائی اور اس کو ہلاک کر دیا۔

— چند روز ہوئے لاہور میں ایک پٹھان نے چھ لاکھ روپے کی مالیت کا ایک ہیرہ صرف چھ ہزار میں فروخت کیا۔ ہیرہ اب سرکار کے خزانہ میں ہے۔ پولیس مصروف تفتیش ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ پونہ کے ایک معزز مرہٹہ خاندان کی لڑکی پتلا بائی عنقریب ایک مسلمان مسٹر ہاشمی کے ساتھ شادی کرنے والی ہے۔

— انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ اجتماع مورخہ ۶-۷-۸ اپریل کو ہوگا۔

— ۱۷ فروری کو لاہور میں ۳½ بجے صبح سخت زلزلہ محسوس ہوا زلزلہ کے بعد دس منٹ تک گاڑی کی آواز کی طرح گونج آتی رہی۔

— دہلی ۱۷ فروری۔ چونکہ عنقریب ہی دہلی میں پرنسیس کانفرنس ہونے والی ہے۔ اس لئے شہر میں خاص طور پر چہل پہل ہے مہاراجہ صاحب الور۔ نواب صاحب رامپور۔ مہاراجہ صاحب ڈونگرپور اور دیویداس دہلی پہنچ گئے ہیں۔

— نئی دہلی ۱۸ فروری۔ آج مجلس وضع قوانین میں ۶۲ آرا کے مقابلہ پر ۶۸ آرا کی اکثریت سے سائمن کمیشن پر عدم اعتماد کے اظہار کا ریزولیوشن پاس ہو گیا۔

ممالک خارجہ

— اتحاد قاہرہ کی خبر ہے کہ مکہ معظمہ میں بجلی کی روشنی کا انتظام ہو رہا ہے اور موٹروں کا ایک کارخانہ جدہ میں کھلنے والا ہے جس کے لئے دو انگریز ماہرین رکھے گئے ہیں۔

— لندن ٹائمز کے ایک بیان سے معلوم ہوا ہے کہ علی ابن حسین سابق شاہ حجاز نے مستقل طور پر عراق میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ اور حکومت عراق نے اسے تیرہ ہزار ایکڑ زمین نوے سال کے لئے عطا کی ہے۔

— پیرس ۱۲ فروری۔ شاہ افغانستان نے ایک فرانسیسی کمپنی کو فرمائش بھیجی ہے کہ ۷۵ زبردست قلعہ شکن توپیں افغانستان کے لئے تیار کی جائیں۔

— بیروت کا ایک پیغام مظہر ہے کہ طرابلس سے ایک نئی ریلوے لائن قسطنطنیہ ہوتی ہوئی یورپ سے ملا دی گئی ہے۔ چنانچہ اب ایک سپیشل ٹرین اس لائن سے سفر کرے گی۔

— ترکی میں بولشویک پروپیگنڈا کرنے والے چند ملزم گرفتار کرلئے گئے ہیں۔

— جرمنی سے امریکہ تک اور لندن سے نیو یارک تک ٹیلی فون کا سلسلہ جاری ہونے والا ہے۔

— لندن۔ جزائر برطانیہ میں باد و باراں کا سخت طوفان آیا بہت سی جانیں تلف ہوئی ہیں۔ صدہا مکانات کو نقصان پہنچا۔

نوایجاد سنہری چوڑیاں
یہ چوڑیاں نہایت خوبصورت نازک اور منقش حال ہی میں تیار ہو کر آئی ہیں چونکہ انہیں ایک خول کی شکل میں بنایا گیا ہے ان کے اندر رنگین نشیں چوڑیاں اس عمدگی سے فٹ کی گئی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے بہترین زبرجد یاقوت نیلم اور پکھراج کے نگینے جڑ دیئے گئے ہیں۔ برسوں استعمال کیجئے لیکن رنگ روغن میں مطلق فرق نہیں آئے گا۔ خواتین کے لئے بہترین تحفہ ہے
ہر سائز کی موجود ہیں
تین سٹ (۲۴ چوڑی) کی قیمت سات روپے۔
گولڈن انگوٹھیاں
کان کے بندے
منیجر گولڈن سٹور پوسٹ بکس نمبر ۴۸ لاہور
سودمند
مسلمانوں کو تباہ کن رسم و رواج سے بچانے والا اور کفایت شعاری سکھانے والا دوران کی اقتصادی اور مالی حالت کو بہتر بنانے والا ماہوار رسالہ چندہ سالانہ صرف دو روپے۔ ملنے کا پتہ
منیجر رسالہ سودمند بدایوں (یوپی)
مسلمانوں کا ہفتہ وار انگریزی اخبار
ینگ مسلم دہلی
ہر مسلمان کو جیسے انگریزی ہفتہ وار کی ضرورت تھی۔ وہ سب چیزیں اس اخبار میں ہوتی ہیں
منیجر ینگ مسلم دہلی
گھر بیٹھے سو روپیہ ماہوار کماؤ
وید حکیم بننے کا نہایت ہی سہل اور آسان ذریعہ
حکیم تلسی پرشاد اگروال کی گورنمنٹ سے رجسٹری کی ہوئی
بال جیون گھٹی رجسٹرڈ
المشتہر منیجر بال جیون کاریالیہ علیگڑھ شہر (یوپی)
پیتل کی خوبصورت پالش شدہ پائیدار منٹوں میں سیروں
نفیس و لذیذ و مالی سیویاں تیار کرنے والی نوایجاد
مشین سیویاں (نوایجاد)
نقشہ نوایجاد مشین سیویاں
حوالہ اخبار ضرور دیں۔ پتہ صاف و خوشخط
منیجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان (پنجاب)
دی رائل ہومیوپیتھک انسٹی ٹیوٹ دہلی
ہومیوپیتھی، الیکٹرو ہومیوپیتھی، بائیوکیمسٹری اور دندان سازی کی تعلیم
لفافہ میں بند سوالوں کا جواب
آپ پانچ سوال اپنی حسب منشا لکھ کر لفافہ میں مضبوط بند کر کے ہمارے پاس بھیج دیں
بھیج دیں گے۔ آپ کا بند لفافہ بھی آپ کو واپس کر دیا جائے گا۔
لاہور عہد مغلیہ میں
ہماری جدید تاریخی مطبوعات
بستان حرم
تذکرہ ابراہیم ادھم
قیمت صرف ۸ر رعایتی ۸ر
غازی محمد بن قاسم
پتہ ظفر برادرس تاجران کتب ظفر منزل لاہور

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور، یوم چہار شنبہ مطبوعہ ۷ رمضان ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۹ فروری ۱۹۲۸ء | نمبر ۹

بزم احباب

(از خاں صاحب مولوی محمد منظور الٰہی صاحب لاہور)

جاوا

اخویم مرزا ولی احمد بیگ صاحب اپنے تازہ خط میں عزیز محمد عرفان صاحب جاوی کو لکھتے ہیں کہ کچھ عرصے میں اپنے تبلیغی کاموں میں اس قدر مصروف رہا کہ کسی دوسرے کام کی طرف توجہ نہ دے سکا۔ اس لئے مجبوراً سلسلہ خط و کتابت رک گیا۔ ایک مبلغ کے لئے باہر کے ممالک میں جو مشکلات اور مصروفیات ہوتی ہیں۔ وہ آپ پر بخوبی روشن ہیں۔ بہر دست میرے حالات اچھے ہیں۔ اور جو کام میں یہاں کر رہا ہوں وہ خدا کے فضل سے بار آور ہیں۔ اور آئندہ کے لئے ترقی کی بہت امید دلاتے ہیں۔ سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ یہاں کی انجمن محمدیہ نے ہمارے مشن کے خلاف پروپگنڈا جاری کر کے مجھے ہر پہلو سے نشانہ بنا رکھا ہے۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ بہت سے روشن خیال نوجوانوں نے جب ہمارے معتقدات اور حضرت مسیح کی تعلیم کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کیا تو وہ انجمن محمدیہ کی فرقہ وارانہ بیہودگی سے دل برداشتہ ہو کر ہمارے ہم خیال ہو گئے اور ہمارے مشن کے کام کی داد دینے لگے۔ اسے انجمن محمدیہ نے بُرا محسوس کیا۔ اور میرے اور ہمارے مرکز لاہور کے خلاف بہت سے اتہام اور منصوبہ بازی شروع کر دی۔ یہاں تک کہ علانیہ طور پر اخبارات اور عوام میں مشہور کر دیا۔ کہ مرزا ولی احمد بیگ گورنمنٹ کا خیر خواہ ہے۔ اور اس کی غرض مذہبی تبلیغ نہیں بلکہ جاوا کے مسلمانوں کو متفرق کر کے برباد کرنا ہے۔ انجمن مذکور نے لوگوں کے دلوں میں یہ بدگمانی ڈال دی کہ محمد حسنی (جو انجمن محمدیہ کے ارکان میں سے تھا) کافر اور مرتد ہو گیا ہے۔ کیونکہ اس نے حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیم کا مطالعہ کر کے حق کو پا لیا تھا۔ جاپا سوگیتا صاحب اور ان کی بیوی صاحبہ کی نسبت اس قدر غلط بیانی سے کام لیا کہ اخبارات کے ذریعے مشہور کر دیا کہ وہ عیسائی ہو گئے ہیں۔ مختصر یہ کہ انجمن محمدیہ کا اصل مقصد اب یہ رہ گیا ہے کہ ہمارے مشن کو یہاں سے نیست و نابود کر کے تمام نوجوانوں کو احمدیت سے باز رکھا جائے۔

جاوی علما کی شرارتیں

۱۸ نومبر ۱۹۲۷ء کو ایک ہندوستانی ملا عبد العلیم صدیقی یہاں آیا اسے بلوانے کی اصل غرض ہمیں گالیاں دلوانا تھی۔ وہ تین دن ارکان انجمن محمدیہ کا مہمان رہا۔ آخر ایک دن اعلان کیا گیا کہ مولوی مذکور اسلام کی خوبیوں پر لکچر دے گا۔ لیکن عنوان محض دھوکے کے لئے تھا۔ اور لیکچر میں سوائے ہماری جماعت کو بُرا بھلا کہنے کے اور کچھ نہ تھا۔ چار گھنٹے یہ لکچر رہا۔ جلسے کے صدر حاجی کو سوائے ملاں مذکور کو اس گندہ دہانی سے منع تک نہیں کیا۔ بلکہ تقریر کو سنتا رہا۔ ان لوگوں کا اصل مقصد یہ تھا کہ ہم سے لوگوں کو بدگمان کر کے اپنا مولویانہ اقتدار قائم کریں۔ لیکچر کے خاتمہ پر میں نے اور محمد حسنی۔ عبدالکافی اور ارشاد نے ان غلط بیانیوں کی تردید کے لئے وقت مانگا۔ لیکن صدر نے صرف پانچ منٹ کی اجازت مجھے دی۔ میں نے چار گھنٹہ کی فضول بکواس کی تردید پانچ منٹ میں کرنی غیر ضروری سمجھی اس لئے وقت نہ لیا جلسہ کے بعد محمد حسنی کا محض احمدیت کی وجہ سے استہزا اڑایا گیا۔ اور انجمن محمدیہ سے علیحدہ کئے جانے کا ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ پھر زنانہ مدارس اور مساجد میں مشہور کیا گیا کہ احمدی معجزات کے منکر ہیں۔ مثلاً حضرت عیسےٰ کا پرند بنانا۔ اسلام کا بزور شمشیر پھیلنا۔ نبی کریم کی ڈاڑھی مبارک سے پانی نکلنا وغیرہ معجزات پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ اس بات کے قائل ہیں کہ خداوند کریم اس زمانہ میں بھی اپنے بندوں سے ہمکلام ہوتا ہے۔ جس طرح کہ پہلے زمانوں میں ہوتا تھا۔

محمد حسنی صاحب انجمن محمدیہ کے رکن تھے۔ اس لئے انجمن کے کاغذات و سامان وغیرہ ان کے گھر پر تھا۔ ان کے احمدی ہو جانے کی وجہ سے جبکہ وہ سرکاری ملازمت پر باہر گئے ہوئے تھے۔ ان کے گھر سے انجمن کے آدمی کاغذات وغیرہ اٹھا لائے۔ اور محمد ہاشم کے گھر لے گئے الحاصل انجمن محمدیہ وہ انجمن آج کل نہیں رہی جو آپ کے والد صاحب کی زندگی میں تھی۔ بلکہ اب تو صرف دقیانوسی خیال کے لوگوں کی ایک مجلس رہ گئی ہے۔ اور بجائے ترقی کے روز بروز تنزل پر ہے۔ درس قرآن بند ہے۔ فقہ پر ہی سارا زور ہے۔ آپ خوب محنت سے تحصیل علوم کریں تاکہ اپنے والد بزرگوار کے طریق پر انجمن کو قائم کر سکیں۔

عیسائیت کا فروغ

عیسائی مذہب مسلمان علما کی بیوقوفیوں کی وجہ سے ترقی کر رہا ہے جا بجا عیسائی مدارس قائم ہیں۔ گرجے بن رہے ہیں۔ لوگوں کا رجحان ان کی طرف ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ جاوا کے شاہی خاندان میں سے کئی آدمی عیسائی ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف تھیاسوفی قدم جما رہی ہے اور جا بجا سکول کھول رہی ہے۔

سارے واقعات احباب کے سامنے پیش کریں اور میری ترقی کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔

(نوٹ) مندرجہ بالا خط ہمارے ان احباب کے لئے تازیانہ عبرت ہے۔ جو محض اس بات سے خوش ہو جاتے ہیں کہ مسلمان ہمارے کام کی تعریف کر کے ہمارے کام سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس لئے وہ ہمیں جماعت میں شامل کرنا اتنا ضروری نہیں سمجھتے۔ کوئی وقت تھا کہ جاوا کے علما اور جملہ اخبارات ہماری جماعت کی خدمات اسلام کے معترف تھے اور سب میں ہمارا چرچا تھا۔ برادرم مرزا ولی احمد بیگ صاحب نے اس عارضی جوش کو حقیقی جوش خدمت اسلام کا سمجھا۔ اور جماعت کی ترقی کی طرف سے غفلت برتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں کا عارضی جوش ٹھنڈا پڑ گیا اور جو مخالف طاقتیں مرعوب ہو کر خاموش ہو گئی تھیں وہ میدان میں آ گئیں اور مشکلات کا سامنا پڑ گیا۔ ہمارے احباب کو پورے طور پر سمجھ لینا چاہیئے کہ جب تک کوئی شخص باقاعدہ جماعت میں شامل ہو کر خدمت اسلام کا عہد نہیں کرتا۔ اس کے جوش کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔ الا ماشاء اللہ لیکن مرزا صاحب گھبرائیں نہیں۔ بلکہ سارا زور جماعت کی ترقی میں لگا کر اپنی موجودگی کا مخالفین کو پورا پورا احساس کرا چھوڑیں۔ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ (محمد منظور الٰہی)

ہنگری

پروفیسر جرمنوس صاحب لکھتے ہیں کہ میں ابھی بلقان سے واپس آیا ہوں جہاں میں تمام موسم گرما رہا۔ واپسی پر آپ کا خط اور رسالہ کی چھپوائی کی رقم ملی۔ اس لئے میں آپ کی تشویش کو دور کرنے کے لئے یہ خط جلدی لکھ رہا ہوں۔ جو قدرتاً میری اتنی لمبی خاموشی کے باعث آپ کے دل میں پیدا ہوئی ہوگی۔ انشاء اللہ رسالہ اسلام ہنگری زبان میں عنقریب چھپوا کر آپ کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ عوام میں اس کے متعلق بہت دلچسپی کا اظہار ہوگا۔ میں دوبارہ آپ سے تاخیر کی معافی کا خواستگار ہوں۔ یقین ہے کہ موسم سرما اسلام کے لئے خوشگوار نتائج پیدا کرے گا۔ اور مغربی لوگ اسے بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے۔

ٹرینیڈاڈ

ٹرینیڈاڈ کی جماعت نے اخویم محمد علی صاحب کی معرفت بالعلب امداد مقدمہ لائنٹ کے لئے روانہ فرمائے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ معطی صاحبان کو بہت بہت جزائے خیر دے۔ اس سے پہلے برادر محمد ابراہیم صاحب بھی اسی مد میں ٹرینیڈاڈ سے ۱۲/۲۴ رقم بھیج چکے ہیں۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔

درخواست دعا

جناب سید احمد حسین شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل گوجرانوالہ کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں احباب کرام درد دل سے ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

۱۷ فروری ۱۹۲۰ء

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ......
وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المؤمنون لعلکم تفلحون۔

(سورہ نور ۲۴: ۳۰ - ۳۱)

پچھلے جمعہ کے بعد شاہ صاحب (سید محمد حسین شاہ صاحب ایم۔ ایس) نے عورتوں کے پردہ کے متعلق کچھ ذکر کیا تھا اور مجھے بھی اس میں مخاطب کیا تھا۔ اور یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ میں اس مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ میرے لئے آسان تر موقع یہی ہے کہ خطبہ جمعہ میں اپنے خیالات ظاہر کر دوں ... ۱۹۰۰ء میں میں نے ریویو آف ریلیجنز میں پردہ کے عنوان سے اپنے خیالات کا تفصیلی طور پر اظہار کیا تھا۔ پھر اس کے بعد انگریزی اور اردو ترجمۃ القرآن میں۔ اب آپ کی اطلاع کے لئے مختصراً پھر ان خیالات کو دہراتا ہوں تاکہ اس بارہ میں میرا خیال اگر کسی کو اس کی ضرورت ہو معلوم ہو جائے۔

قرآن کریم اور پردہ

جس چیز کو ہم پردہ کہتے ہیں قرآن کریم میں اس کا ذکر ایک تو سورۂ احزاب میں ہے۔ اور دوسرے سورۂ نور کی ان آیات میں جو میں نے ابھی پڑھی ہیں۔ اسی صورت میں ایک اور آیت بھی ہے جو بعد میں بیان کرونگا۔ سب سے پہلا حکم جو پردہ کے بارہ میں نازل ہوا ہے وہ سورہ احزاب کی آیت حجاب ہے۔ **واذا سألتموھن متاعا فسئلوھن من وراء حجاب** ۔ یعنی جب تم نبی کریمؐ کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو۔ جہاں تک میری تحقیق ہے یہ سب سے پہلا حکم ہے۔ جو پردہ کے متعلق نازل ہوا اس کے شان نزول میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نبی کریم صلعم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے پاس ہر قسم کے لوگ آتے ہیں نیک بھی اور بد بھی۔ اس لئے بہتر ہوگا اگر آپ اپنی ازواج کو پردہ کرایا کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی گو یہ حکم رسول اللہ کی بیویوں کے لئے ہے لیکن دوسری مومن عورتیں بھی اس میں شامل ہیں۔ اس حکم کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ گھروں کے اندر غیر محرم لوگوں کا بلاتکلف آنا جانا نہ ہو بلکہ اگر عورتوں سے کوئی کام ہو تو پردہ کے پیچھے سے وہ چیز مانگ لیا کریں یا بات کر لیا کریں۔

یہودیوں اور منافقوں کی ایذادہی

پردہ کا ایک اور حکم بھی ہے۔ جو حقیقت میں بدمعاشوں کی ایذادہی سے بچنے کے لئے تھا۔ چونکہ بعض یہودی اور منافق مدینہ میں مسلمان عورتوں کو ایذا دیا کرتے تھے۔ یعنی ان سے چھیڑ چھاڑ کیا کرتے تھے۔ اور جب ان سے باز پرس کی جاتی تھی۔ تو یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم نے انہیں لونڈیاں سمجھ لیا تھا۔ ہمیں علم نہ تھا کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اس شرارت کا سدباب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ **یا ایھا النبی قل لازواجک وبنٰتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذالک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین** (سورہ احزاب ۳۳: ۵۹) اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں سے اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اوڑھ لیا کریں تاکہ پہچان لی جایا کریں (کہ یہ آزاد ہیں) اور اس طرح شریروں کی ایذادہی سے محفوظ رہیں۔ حقیقت میں یہ پردہ کا حکم نہیں بلکہ ایذا سے بچنے کے لئے ایک امتیازی نشان قائم کیا ہے۔ میں نے اسے پردہ میں محض اس لئے شامل کیا ہے کہ لوگ اسے بھی پردہ کا حکم سمجھتے ہیں۔

عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا

آیت حجاب میں پردہ کا وہ حکم ہے جو گھر کی چار دیواری سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسا کہ ابھی کہہ چکا ہوں سورۂ نور کی آیات جو میں نے پڑھی ہیں۔ ان میں پردہ کا وہ حکم ہے جو گھر ... سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ اس میں عورتوں کو چادریں اوڑھنے کا ... ہے۔ معلوم ہوا کہ عورتیں گھر سے باہر نکلتی تھیں۔ اگر باہر نکلتی ہی نہ تھیں تو یہ حکم بلا ضرورت تھا اور بخاری میں حدیث موجود ہے جس میں بالصراحت عورتوں کو اپنی ضروریات کے لئے باہر جانے کی اجازت ہے **قد اذن لکن ان تخرجن لحاجتکن** ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عورتوں کو اپنی ضروریات کے لئے باہر نکلنے کی اجازت ہے۔ پس سورہ نور میں یہ بتایا کہ عورتیں باہر نکلیں تو کس طرح باہر نکلیں۔ جو آیات سورہ نور کی میں نے ابھی پڑھی ہیں ان میں عورتوں اور مردوں دونوں کو اول یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے یکساں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح عورت کی نظر مرد کے چہرہ پر پڑ سکتی ہے۔ مرد کی نظر عورت کے چہرہ پر پڑ سکتی ہے۔ تو دونوں کو حکم دیا ہے کہ ایک دوسرے کے سامنے آئیں تو نگاہ نیچی کر لیا کریں۔ پھر اس سے آگے عورتوں کو مزید حکم یہ دیا ہے کہ وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ سوائے اس حصہ کے جو عادتاً کھلا رہتا ہے۔ اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔ یہ بھی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر سے باہر نکلنے کے متعلق حکم ہے یعنی جب باہر نکلیں تو ایک تو مرد اور عورتیں دونوں اپنی نظر نیچی رکھیں اور دوسرے عورتیں یہ مزید احتیاط کریں کہ وہ چادر یا دوپٹہ جو سر پر اوڑھتی ہیں اسے سامنے کی طرف سینے پر بھی ڈال لیا کریں اور پھر دوسری دفعہ زینت کے اظہار کے متعلق ذکر کرکے فرمایا ہے کہ اپنے خاوندوں اور باپوں وغیرہ قریبی رشتہ داروں کے سامنے اپنی زینت کو ظاہر کر سکتی ہیں۔

الا ما ظہر

الا ما ظہر منہا سے کیا مراد ہے اس پر مفسرین کے اقوال مختلف ہیں ابن جریر نے دونوں قسم کے اقوال نقل کرکے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ الا ما ظہر کے اندر منہ اور ہاتھ دونوں داخل ہیں **الا ما ظہر** کی تفسیر الا الوجہ والکفین سے کی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اپنی ضرورت کے لئے باہر نکلے تو ہاتھ اور منہ کھلے رکھ سکتی ہے۔ اس وقت جو پردہ کا مفہوم لیا جاتا ہے اس کے لحاظ سے فوراً لوگ کہہ اٹھیں گے کہ اگر عورتوں اور مردوں کو منہ اور ہاتھ ننگے رکھنے کی اجازت ہے تو پھر پردہ کاہے کا ہوا۔ افسوس ہے کہ چند آسودہ حال شہروں میں رہنے والے لوگ سب کو اپنے پر قیاس کر لیتے ہیں۔ اور ان ۹۵ فیصدی مسلمانوں کو بالکل نظرانداز کر دیتے ہیں۔ جن کا کام منہ اور ہاتھ کھلا رکھے بغیر ہو ہی نہیں سکتا ہمیں اس امر کا فیصلہ کرتے وقت ان ۹۵ فیصدی لوگوں کو نظرانداز نہ کرنا چاہیئے۔ بھلا غور تو کرو کتنی غریب مسلمان عورتیں اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ اور اس کے لئے انہیں منہ اور ہاتھ کھلا رکھنا پڑتا ہے۔ کیا تم انہیں بے غیرت کہو گے۔ میرے خیال میں تو وہ بڑی ہی باغیرت ہیں۔ کہ محنت مزدوری کرکے اپنا پیٹ پالتی ہیں اور کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کرتیں۔ اور ان بھیک مانگنے والی عورتوں سے بدرجہا بہتر ہیں جو برقعے پہن کر گھروں میں مانگتی پھرتی ہیں۔ منہ اور ہاتھ کھلا رکھنا کوئی بے غیرتی نہیں ہے۔ میں کسی کو یہ نہیں کہتا کہ وہ ضرور ایسا کرے۔ لیکن قرآن جو کچھ کہہ رہا ہے اس کے سنانے پر میں مجبور ہوں۔

پردہ کب سے شروع ہوتا ہے

یہاں میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ پردہ کب اور کس عمر سے شروع ہوتا ہے ہندوستان میں نہایت تشدد سے کام لیا جاتا ہے آٹھ آٹھ نو نو برس کی بچیوں کے سر پر برقعے کا ٹوکرا رکھ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ پردہ کی ابتدا محیض سے شروع ہوتی ہے۔ اسماء بنت ابی بکرؓ نبی کریم صلعم کے پاس آئیں اور انہوں نے نہبت باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ جن سے جسم نظر آتا تھا۔ تو نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اے اسماء، جب عورت حیض کی عمر کو پہنچ جائے تو پھر مناسب نہیں کہ اس کے بدن کا کوئی حصہ سوائے اس کے نظر آئے اور آپ نے اپنے منہ اور ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔ یہ حدیث جو ابوداؤد میں پائی جاتی ہے اس امر کا قطعی فیصلہ کر دیتی ہے کہ الا ما ظہر سے مراد ہاتھ اور منہ ہی ہے۔ اور پردہ کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب لڑکی بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے۔

پردہ کے متعلق سورہ نور میں ایک اور حکم بھی ہے ... آیت میں ہے **والقواعد من النساء التی لا یرجون نکاحا فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن غیر متبرجٰت بزینۃ** ۔ یعنی بڑی عمر کی عورتیں جو نکاح کی امید نہیں رکھتیں ان کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے اوپر کے کپڑے یعنی بڑی چادر نہ اوڑھا کریں۔ مگر اپنے حسن کی نمائش کرنے والی نہ ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پچاس سال کی عمر کی عورتوں کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ باہر نکلیں تو اپنے معمولی لباس پر ایک اور چادر اوڑھا کریں۔ بلکہ وہ اپنے معمولی لباس ہی میں باہر نکل سکتی ہیں۔ اور یوں ہر قسم کے کاروبار میں پوری آزادی سے حصہ لے سکتی ہیں۔

پردے میں افراط و تفریط

اسلام نے عورتوں کو کاروبار سے نہیں روکا۔ وہ محنت مزدوری کر سکتی ہیں کھیتوں میں جا سکتی ہیں۔ جنگی خدمات سرانجام دے سکتی ہیں۔ نبی کریمؐ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں مسلمان خواتین یہ سب کام کرتی تھیں۔ جنگوں میں جانا۔ زخمیوں کو اٹھانا۔ ان کی تیمارداری کرنا اور ضرورت پڑنے پر لٹھ لیکر دشمن سے مقابلہ پر کھڑا ہو جانا تاریخ سے ثابت ہے۔ بے شک حسن کی نمائش کے لئے باہر نکلنے کی اجازت نہیں۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ ضروریات کے لئے بھی باہر نکلنا ممنوع ہے۔ ضرورت کے لئے گھر سے باہر جانا ان کے لئے جائز ہے۔ مثلاً اگر صحت کو برقرار رکھنے کے لئے تازہ ہوا کی ضرورت ہے تو وہ ہوا خوری کے لئے باہر جا سکتی ہیں۔

افسوس ہے کہ مسلمان عورتوں پر تو پردہ کی سخت پابندیاں عائد کر دیتے ہیں۔ مردوں سے کوئی نہیں پوچھتا کہ تمہارے منہ میں کئے دانت ہیں۔ حالانکہ مردوں کو بھی غض بصر کا حکم دیا گیا ہے۔ جس پر آج کل بہت کم عمل کیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں عورتوں کو پردہ کا حکم بتلانے کی اتنی ضرورت نہیں جتنی مسلمان مردوں کو غض بصر کی ضرورت ہے۔

ایک بزرگ بی بی کا ایثار

(حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اس دفعہ سالانہ جلسہ میں خواتین حاضرات میں ایک بزرگ بی بی بھی شامل تھیں جنہوں نے جلسہ کی ... کارروائی کو نہایت دلچسپی سے دیکھا اور بعض فی البدیہہ اشعار بھی موزوں کئے جو اخبار پیغام صلح میں چھپ چکے ہیں اور اپنا ایک قیمتی زیور طلائی جس کی قیمت ساٹھ روپیہ عطا فرما کر چندہ میں بھی شرکت اختیار کی۔ اس کے بعد وہ وقتاً فوقتاً نماز جمعہ میں بھی شامل ہوتی رہی ہیں۔ ان محترم بی بی کے دل میں جو محبت اور درد اسلام کے لئے ہے وہ ان کی اس نظم سے ظاہر ہو رہا ہے اور لفظوں کے ساتھ انہوں نے اپنے عمل سے بھی اس بات کو ثابت کر دیا۔ مگر وہ محبت اور ترقی کر گئی۔ قریب ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ وہ جمعہ میں تشریف لائیں تو ایک نہایت قیمتی ہیرا جو مدت سے ان کے پاس چلا آتا تھا اور وزن میں تین رتی ہے۔ وہ عین خطبہ جمعہ میں میرے پاس بھیج دیا کہ اس کو خدا کی راہ میں لگا دیا جائے۔ یہ ہیرا انہوں نے ایک خاص غرض کے لئے رکھا تھا۔ مگر بالآخر خدا کے دین کی محبت پر سب دنیوی اغراض کو قربان کر دیا۔ **جزاھا اللہ احسن الجزاء** ۔ یہ مثال ایثار کی بے نظیر مثالوں میں سے ہے۔ اور اس تاریکی میں جب جمود اور جہالت نے مسلمانوں کو دین کی طرف سے بالکل غافل کر رکھا ہے۔ یہ وہ روشنی کی جھلک ہے جو بتاتی ہے کہ مسلمان قوم خدا کے فضل سے ایک زندہ قوم ہے۔ اور مسلمان خواتین میں اب بھی سلف صالحات کی یادگار باقی ہیں۔ دوسری محترم خواتین اگر غور کریں تو وہ زیور جو ان کے بکسوں یا ڈبیوں میں بند پڑے ہیں اور جن پر شاید وہ خدا تعالیٰ کا حق زکوٰۃ بھی ادا نہ کرتی ہوں ان کا کیسا پاک مصرف یہ ہے کہ انہیں دین کی اس بیکسی کے وقت میں دین کی تائید کے لئے خرچ کیا جائے۔ اور ان سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا میں روشن کیا جائے اور ان کے ساتھ وہ زینت حاصل کی جائے جو ہمیشہ کی زندگی میں ہمیشہ کی راحت کا موجب ہو۔ یہاں تک کہ جب انسان کے دنیا سے چلنے کا وقت آئے تو اس کے دل کو یہ غم نہ ہو کہ وہ فلاں اپنی محبوب چیز کو پیچھے چھوڑ رہا ہے بلکہ یہ راحت ہو کہ اس نے اپنا سب سے قیمتی مال آگے بھیج رکھا ہے۔

بزرگ بی بی نے ان دو ماہ کے اندر اس عظیم الشان ایثار کے علاوہ ایک اور قابل قدر نمونہ پیش کیا ہے کہ ہماری مسجد کے سامنے جو چند پلاٹ خالی پڑے ہیں جن پر جماعت نے لائبریری بنانے کا ارادہ کیا ہے انہیں دیکھ کر یہ کہا کہ ان کی دو کنال زمین احمدیہ بستی میں ہے۔ جو ان کے فرزند نے نو سو روپے میں خریدی تھی وہ زمین انہوں نے خود لے لی ہے۔ اور وہ چاہتی ہیں کہ یہ فروخت ہو جائے تو اس کی قیمت کا کل روپیہ مسجد کی اس تکمیل کے کام پر لگا دیا جائے۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء۔ یہ ایثار کے عدیم المثال نمونے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرمائے اور اس بزرگ خاتون کے گھر کو اپنی دینی و دنیوی برکات سے بھر دے۔ کوئی صاحب اگر اس ٹکڑے کو خرید لیں تو وہ نہ صرف ایک نیک کام میں معاون ہوں گے بلکہ ...

بیمہ اور شریعت اسلامیہ

(مولانا عبدالستار صاحب پروفیسر اشاعت اسلام کالج لاہور)

قال اللہ تعالیٰ ۔ ھو انشاءکم من الارض واستعمرکم فیہا (ہود)

قیام سلسلہ نسل انسانی کے بے شمار اغراض ہیں ۔ اگر ان تمام اغراض کو معرض تحریر میں لایا جائے تو ایک ضخیم مجلد بن سکتی ہے ۔ لیکن میں ان تمام اغراض میں سے صرف ایک غرض کو بیان کرنا چاہتا ہوں جس کا تعلق اموال سے ہے ۔

وہ غرض کیا ہے؟

وہ استعمار فی الارض ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے مندرجہ صدر آیت میں بوضاحت فرما دیا ہے ۔" خداوند تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے تمکو زمین سے پیدا کیا ۔ اور اس کی آبادی تم سے چاہی " تاریخ اور مشاہدہ اس بات کے شاہد ہیں کہ استعمار فی الارض یا آبادی روئے زمین بدون ارتقائی التمدن کے مشکل بلکہ ناممکن ہے ۔

تمدن کی حقیقت

تمدن نسل انسانی کا اخلاقی ، دماغی ، مالی حیثیت سے ترقی کرنے کا نام ہے ۔ اور بالکل صاف ظاہر ہے کہ یہ سہ گانہ ترقیات باہمی تعاون ہی سے حاصل ہوتی ہیں ۔ اور تعاون ایک متحدہ قومیت کا مقتضی ہے ۔ جب تک تمام افراد ملت متحدہ قومیت کے رنگ سے رنگین نہ ہوں ۔ اس وقت تک تعاون کا حقیقی مفہوم خارج میں نہیں پایا جائے گا ۔

ہماری روزمرہ کی زندگی اس بات کی گواہ ہے کہ انسانی زندگی مجموعہ حوادث ہے ۔ مصائب اور تکالیف ناگزیر ہیں ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات دوسروں سے ہمدردی اور اپنوں سے نیکی تمام مذاہب کا عموماً اور مذہب اسلام کا خصوصاً ایک نہایت ضروری مسلم اصول ہے ۔ اس لئے اس رب العالمین نے ہماری ترتیب اور احتیاج کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام بنی نوع انسانی کو مخاطب کرکے فرمایا وتعاونوا علی البر والتقویٰ ۔ تم نیکی اور تقویٰ کے طریقوں میں باہمی تعاون کیا کرو ۔ تعاون علی البر والتقویٰ کا مفہوم نہایت ہی وسیع ہے ۔ یعنی جملہ تعاونات ، تعاون اخلاقی ۔ تعاون علمی ۔ تعاون عملی تعاون مالی پر مشتمل ہے ۔ اور یہ جملہ تعاون ہم کو اس وقت ہی مل سکتے ہیں جب کہ ہم مالی حالت میں بحیثیت قوم ترقی حاصل کریں ۔ خداوند تعالےٰ نے اموال کو قوم کی بقا کا موجب قرار دیا ہے ۔ اور متعدد مقامات پر اموال کی حفاظت کے احکام کا اصدار اور اس کے متعلق قوانین کا ارشاد فرمایا ہے ۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا ہے ۔ ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاماً وارزقوھم وقولوا لھم قولاً معروفاً "

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ حکام اور مدبرین قوم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ تم اپنے اموال کو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا سہارا بنایا ہے ان لوگوں کے ہاتھ میں جو مال کی حفاظت کرنا نہیں جانتے نہ دو ۔ ہاں ان اموال کے ذریعہ سے ان کو رزق دو اور کپڑا پہناؤ ۔ اور اچھی بات کہتے اور بتاتے رہو ۔ یعنی ان اموال کو منافع اور آمدنی کا ذریعہ بناؤ ۔ تاکہ اس نفع سے ان کا گزارہ ہوتا رہے ۔ " وقولوا لھم قولاً معروفا " سے چند نصیحتانہ فقرے مراد نہیں ۔ بلکہ مراد یہ کہ ان کو نیکیوں کی طرف توجہ دلاتے رہو کہ اسراف مال کا انجام اچھا نہیں ۔ کیونکہ جس قوم کا مال تباہ ہوجاتا ہے وہ گر جاتی ہے ۔ اور سطح زمین پر اس کی ہستی نیستی کے برابر ہوجاتی ہے ۔ اور اس کو ہمیشہ دوسروں کا غلام بنکر رہنا پڑتا ہے ۔ خلاصہ یہ کہ علمی اور عملی طور پر ان کی تربیت میں سعی اور کوشش کی جانی چاہیئے ۔

ترقی اموال کے ذرایع

مالی ترقی کے ذرایع میں سے بہترین ذریعہ تجارت ہے ۔ اور قرآن کریم سے صاف ظاہر ہے کہ مالی لین دین میں صرف ربا اور قمار کی صورت ممنوع ہے ۔ باقی وہ تمام طریقے جو پہلے سے رائج ہیں یا اب زمانہ حال میں شیوع پذیر ہو رہے ہیں ۔ وہ سب کے سب تجارت کے مفہوم میں داخل ہیں جو لوگ تجارت کے بعض انواع کو ربا یا قمار کے مفہوم میں داخل کرلیتے ہیں انہوں نے فی الحقیقت ربا اور قمار کے مفہوم کو کما حقہ نہیں سمجھا ہے

(۱) ربا فی الحقیقت قرض پر منافع لینے کا نام ہے ۔

(۲) قمار کھیل میں کسی خاص شرط پر غالب فریق کا مغلوب فریق سے کسی چیز کے مستحق ہوجانے کا نام ہے ۔

(۳) بیمہ کمپنی کے قواعد کے پڑھنے سے صاف نظر آئے گا کہ بیمہ کے وہ معاہدات جو کمپنی کے ساتھ ہوتے ہیں ۔ وہ ربا یا قمار کے مفہوم کے ماتحت نہیں آسکتے ۔

یہ بھی مسلم امر ہے کہ مذہب اسلام وسیع تجارت کا حامی ہے اور جس قدر زور اسلامی دنیا کی الہامی کتاب (قرآن شریف) نے تجارت پر دیا ہے ۔ دوسرے مذاہب کی الہامی کتابوں میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا ۔ اور وسیع تجارت صرف بنکوں اور کمپنیوں کے قیام ہی سے ہوسکتی ہے ۔ تو معلوم ہوا کہ وسعت تجارت کے لئے بنکوں اور کمپنیوں کا قیام ایک ضروری جزو لاینفک ہے ۔

قرآن کریم کی آیات متعلقہ تجارت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند پاک کا مبارک منشا یہی ہے کہ تمہاری تجارت قومی رنگ میں ہونی چاہیئے ۔ شخصی تجارت نہایت محدود ہوتی ہے ۔ اور محدود ہونے کے باعث سے فائدہ بھی کم ہوتا ہے ۔ اور نہ شخصی تجارت سے قوم دولتمند ہوسکتی ہے قومی دولتمندی کا راز صرف قومی تجارت (بنکوں اور کمپنیوں) میں مضمر ہے ۔ اسی راز کو مدنظر رکھتے ہوئے خداوند کریم جل علیٰ شانہ نے قرآن کریم میں جہاں جہاں تجارت کی طرف توجہ دلائی ہے ۔ وہاں پر تمام جمع کے صیغے استعمال فرماکر تمام قوم کو مخاطب کیا ہے ۔ ایک جگہ بھی واحد مفرد صیغے کا استعمال نہیں ۔

آمدم برسر مطلب

بیمہ کمپنیوں کے پراسپکٹس کا مطالعہ کرنے کا بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تمام وہ معاہدات جو بیمہ کمپنیوں نے مرتب کئے ہیں وہ سب کے سب معاملہ بالدین کے ماتحت آجاتے ہیں ۔ اور معاملہ بالدین کے تمام شعبے نص قرآنی " یا ایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ " سے ثابت ہیں اور شرعاً تمام معمول بہا ہیں ۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ قرآن کریم کے مفہوم کو محدود کرکے بعض طریقوں کو ناجائز قرار دے ۔ جیسا کہ بعض فقہا نے کیا ہے ۔ اور جو شخص اس کا مرتکب ہوگا ۔ اس کا یہ فعل نسخ کے مترادف سمجھا جائے گا ۔

علمائے اسلام کی غلطی

ظاہر ہے کہ جو لوگ اپنا روپیہ بنکوں یا بیمہ کمپنیوں کی تحویل میں دیتے ہیں ان کا مدعا اس فعل سے بنکوں اور کمپنیوں کو قرض دینا یا ان سے جوا کھیلنا نہیں ہوتا اور جو منافعہ بنکوں یا کمپنیوں کی طرف سے ان کو ملتا ہے وہ اس وجہ سے کہ سود کے نام سے یاد کیا جاتا ہے مسلمان لوگ اس کو نہیں لیتے ۔ یا ان معاہدات سے ابتداءً اجتناب کرتے ہیں لیکن یہ ان کی سخت غلطی ہے ۔ ہاں ان کی غلطی نہیں بلکہ علمائے ملت کی غلطی ہے ۔ کہ اب تک انہوں نے اس مسئلہ پر غور نہیں کیا ۔ یا غور کیا تو اس کو کسی صحیح اصل کے ماتحت نہیں لا سکے ۔ اور قوم کو ہمیشہ کے لئے دنیاوی برکات سے محروم رکھا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ قوم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ صرف نام رکھنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی ۔

بیمہ شرکت فی التجارت ہے

حقیقت یہ ہے کہ جو معاہدات بیمہ کمپنیوں کے ساتھ ہوتے ہیں ۔ وہ تمام شرکت فی التجارت کے قریب میں آجاتے ہیں خواہ معاہدہ کنندہ مقررہ اصل راس المال یکمشت دیں ۔ یا اقساط پر ۔ بہرحال کل روپیہ یا جز ادا کرنے کے بعد وہ شخص فی الحقیقت کمپنی کے ساتھ شریک فی التجارت ہوجاتا ہے ۔ لیکن چونکہ وہ خود عامل نہیں ۔ اس لئے وہ شرط لگاتا ہے کہ بصورت نقصان میں (معاہدہ کنندہ) نقصان کا ذمہ دار نہ ہوں گا ۔ راس المال ہمارا محفوظ رہے گا ۔ اس لئے منافع بھی بہت کم اولاً مقرر اور منفع کرلیتا ہوں یعنی بجائے پندرہ فیصدی کے صرف پانچ فیصدی میں لونگا باقی نفع ونقصان تمہارا ہوگا ۔ خدارا بتایا جائے کہ اس معاہدہ میں شرعاً کیا نقص ہے ۔ اگر یہ معاہدہ نادرست ہے تو پھر ہمکو بتایا جائے کہ قرآن کریم نے ان لوگوں کے لئے جو خود تجارت کے حساب کتاب کو سمجھنے سے قاصر ہیں کیا راہ بتائی ہے ۔ کیا یہ کہ وہ لوگ تجارت نہ کریں ۔ اور اپنے اموال کو نہ بڑھائیں ۔

الغرض ہمیں ان الفاظ " بیمہ زندگی ۔ بیمہ شادی ۔ بیمہ تعلیم ۔ بیمہ جائداد " کا تتبع نہیں کرنا چاہیئے ۔ بلکہ ہمیں ان حقایق پر غور کرنا چاہیئے جو ان الفاظ کے اندر مخفی ہیں ۔ اور جن کو خود کمپنیوں کے واضعین نے ہمارے سامنے رکھ دیا ہے ۔

مذکورہ بالا تشریح کے بعد میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اسلامی اقتصادیات سے واقف ہو اور قوم کے اقتصادی پستی کے متعلق اس کے دل میں درد ہو ۔ وہ ضرور میری اس رائے کو بنظر استحسان دیکھے گا ۔ لہٰذا بواقعات بالا مجھے کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی جو مجھے بیمہ زندگی ۔ بیمہ تعلیم ۔ بیمہ شادی کے جواز کے حق میں حکم دینے سے روکے ۔ ہاں بیمہ جائداد کا مسئلہ کسی قدر مزید وضاحت طلب ہے سو اس کے متعلق عرض ہے ۔

جائداد کا بیمہ بھی جائز ہے

جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں ۔ انسانی زندگی مجموعہ حوادث ہے مصائب وتکالیف شدنی ہیں ۔ اور بالکل صاف ظاہر ہے کہ انسان جس قدر کسی کام میں وسعت اختیار کرتا جاتا ہے ۔ اتنا ہی اس کی ذمہ داری بڑھتی چلی جاتی ہے ۔ جائدادوں کی تباہی فی الحقیقت قوم کی تباہی ہے ۔ اور ان کی حفاظت فی الواقعہ قوم کی حفاظت ہے ۔ بالفرض اگر ایک کثیر الاموال شخص کی جائداد کسی ناگہانی آفت سے تباہ ہوجائے تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ صرف شخصی نقصان ہے بلکہ اس کو بھی قومی نقصان سمجھنا چاہیئے ۔ کیونکہ قوم مجموعہ افراد کا نام ہے قوم بمنزلہ ایک جسم کے ہے ۔ اور یہ تباہی رسیدہ شخص اس کا ایک عضو ہے اور ایسے مصیبت زدہ شخص کی اعانت تمام بنی نوع انسان کا شرعاً اہم ترین فرض ہے ۔ اور صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے نقصانات کے متعلق قوم کے چند افراد نہیں بلکہ قوم ہی ہوسکتی ہے ۔ اندریں حالات اگر قوم حسب صوابدید ایسے ناگہانی نقصانات کے تدارک کے لئے ایک کمپنی بنام " کمپنی اعانت مصیبت زدگان " بنائے اور اس کی ترقی اور بقا کے لئے مناسب قوانین وضع کرے اور اس کے ممبران معیادی یا میعادی پر حسب لحاظ جائداد مناسب بلکہ نا مناسب کم چندہ عائد کرے ۔ تا خدانخواستہ اگر ثانی الحال ان ممبران میں سے کسی کو ناگہانی نقصان پہنچ جائے ۔ تو اس قومی سرمایہ سے اس کی مناسب امداد کی جائے گی ۔

کیا قوم کے اس فعل (قیام کمپنی) پر از روئے اصول دین کوئی اعتراض ہوسکتا ہے ؟ اور کیا وہ اعانت جو قومی سرمایہ سے مصیبت زدہ کو دی جاتی ہے ۔ جوئے کے مفہوم کے ذیل میں آسکتی ہے ؟ کوئی عاقل بھی اس کا جواب اثبات میں نہیں دے سکے گا ۔ چونکہ مسلمانوں میں قومی حیات کا احساس نہیں ۔ اس لئے انہوں نے ایسی کمپنیاں " بیمہ زندگی ۔ بیمہ شادی ۔ بیمہ تعلیم ۔ بیمہ حفاظت جائداد " کے قیام کی طرف کوئی توجہ نہیں کی ۔

اندریں حالات اگر کوئی شخص اپنے فوائد کو مدنظر رکھ کر غیر قوم کی کسی کمپنی کے ساتھ معاہدہ کرے تو میرے خیال میں وہ کسی شرعی الزام کے ماتحت نہیں آسکتا ۔ بلکہ انسان کا فطری فرض ہے کہ وہ ان خاص حالات (ربا ۔ قمار ۔ سرقہ) کے ماسوا باقی ہر طرح وہ اپنی مالی حالت کی درستی کے لئے جدوجہد کرتا رہے ۔ کہ شرعاً وعقلاً وہ اس پر مامور ہے ۔ اگر وہ ایسا نہ کرے گا شرعاً وعقلاً مجرم ٹھیرایا جائے گا اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں حفاظت اموال پر بہت زور دیا ہے لیکن حفاظت کے تفصیلی طریقوں کو ہماری عقلوں پر چھوڑا ہے ۔ کیونکہ یہ انسان کا فطری فعل ہے ۔ جیسے حالات ہوں ویسا ہی وہ حفاظت کی ذمہ داری کو انجام دے ۔ اللہ بس باقی ہوس والسلام

پشاور میں شر انگیز رسائل کی اشاعت

ہمارے پاس دو رسالے اردو وفارسی موسومہ " نور صدق " مصنفہ قاضی محمد یوسف پشاوری پہنچے ہیں ۔ یہ کریمی پریس لاہور کے چھپے ہوئے ہیں ۔ اور ان کی زیادہ تر اشاعت پشاور میں ہو رہی ہے ۔ اس رسالہ میں خصوصاً بزرگان سلسلہ احمدیہ لاہور کو جی بھر کے کوسا ہے ۔ اور ہماری جماعت کی سب سے بڑی ہستی جن کے نام نامی اور خدمات اسلامی سے ہر مسلمان واقف ہے ۔ یعنی حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کو بے اندازہ اور بے نقط گالیاں دی ہیں ۔ دیگر علمائے اسلام کی بھی خوب خبر لی ہے حتیٰ کہ مختلف فرمانروائے حکومت اسلامیہ کو بھی نہیں چھوڑا ۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت سرحد ان شر انگیز اور منافرت خیز رسائل سے بے خبر نہ ہوگی ۔ اور وہ ضرور ان کی اشاعت کو روکنے کے لئے جلد کوئی موثر کارروائی کرے گی ۔

ریلوی ملازمت

سابقہ اعلان کے مطابق ۸ مارچ ۱۹۴۸ء کو جملہ ریلوے ڈویژنوں کے دفاتر میں کمرشل کلرکوں کی بھرتی تھی لیکن اب محکمۂ ریلوے نے بجائے ۸ مارچ ۱۹۴۸ء کے ۲۰ مارچ ۱۹۴۸ء تاریخ انتخاب مقرر کی ہے ۔ درخواست کنندگان آخری تاریخ بحوالہ دفاتر میں حاضر ہوں ۔ ۲۰ مارچ ۱۹۴۸ء کو ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ملتان کے دفتر میں گریجویٹ گارڈ بھرتی ہونگے ۔ تنخواہ پچھتر روپے سے شروع ہوگی ۔

شیخ محمد عبداللہ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۷ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ نمبر ۹

علمائے اسلام کا مشغلہ تکفیر
افتراق و تشتت کا ہولناک منظر

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم ،
کہ با من انچہ کرد آں آشنا کرد ،

ہمارے خیال میں اس افسوسناک حقیقت سے کسی سمجھدار مسلمان کو انکار نہ ہوگا کہ آج کل ہماری قوم ایک نہایت ہی نازک اور خطرناک دور سے گزر رہی ہے۔ اس کے سامنے بے شمار خطرات و مصائب ہیں۔ چاروں طرف تباہی و بربادی کے طوفان امنڈ رہے ہیں۔ اور ہمارا ہر قدم بجائے ترقی و عروج کے ذلت و ادبار کی طرف اٹھ رہا ہے۔ روح عمل قریباً فنا ہو چکی ہے۔ جمود و سکون کی مدہوشی چھائی ہوئی ہے۔ افلاس، جہالت اور بداخلاقی کی لعنتیں بہت بُری طرح ہم پر مسلط ہیں۔ اور اگر موجودہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مستقبل کا اندازہ لگائیں تو دل لرز جاتا ہے۔ یہ اس قوم کی حالت اس ملک کے اندر ہے جس نے دور دراز ملک سے آکر ہزاروں برس تک اس ملک پر حکومت کی تھی۔

جب ہم اس اکبر ناک حالت پر آنسو بہانے کے بعد اس کے اسباب و علل پر غور کرتے ہیں تو ہماری سمجھ میں اس کی سب سے بڑی وجہ مسلمانوں کی بے اتفاقی اور خانہ جنگی آتی ہے جس کے سب سے زیادہ ذمہ دار ہمارے علمائے کرام ہیں۔ اگر مسلمانوں میں فرقہ بازی کی لعنت نہ ہوتی تو یقیناً ہمیں یہ روزِ بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ فرقہ بازی کی وجہ سے مسلمانوں پر جو جو آفتیں نازل ہوئیں ان کا کہاں تک ذکر کیا جائے۔ شیعہ اور سنی کی منافرت باد تند سے سلطنت عباسیہ کا چراغ گل ہوا۔ اسپین میں آٹھ سو سالہ اسلامی حکومت کا خاتمہ بھی اسی افسوسناک وبا سے ہوا۔ خیر یہ گئے گزرے زمانہ کی باتیں ہیں۔ تاریخ کی اوراق گردانی بعد میں کر لی جائے گی۔ آج جو کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے اس پر ہی غور کر لیجئے۔

اس وقت جبکہ ہمارے لئے چاروں طرف ارتداد کے خوفناک جال بچھائے جا چکے ہیں۔ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کا خاتمہ کر دینے کا عزم مصمم کر لیا گیا ہے۔ آریوں اور عیسائیوں نے اپنی پوری قوت سے ہم پر دھاوا بول دیا ہے۔ ذرا علمائے کرام کی طرف دیکھئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ وہ دعوت و تبلیغ اور اصلاح مسلمین کے فرض مقدس کو ادا کرنے کے بجائے کس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ آہ! ان کی تمام سرگرمیاں دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے بجائے اپنوں کو تباہ کرنے کے لئے صرف ہو رہی ہیں۔ ان کی زبانیں وعظ و ارشاد کے بجائے مسلمانوں پر لعن طعن کرنے کے لئے وقف ہو گئی ہیں۔ اور ان کا قلم پرستاران توحید کے لئے کفر کے فتوے تحریر کرنے میں مصروف ہے۔

فتنۂ ارتداد اپنی پوری قوت سے رونما ہو چکا ہے مسلمانوں کی تعلیمی، اقتصادی اور اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ مسلمان نوجوان اور شریف گھرانوں کی عورتیں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں اسلام کی بابرکت اور پرامن گود سے نکل نکل کر کفر کے جال میں پھنس چکی ہیں۔ اس کے علاوہ مغرب کی طرف سے دہریت و لامذہبی کا سیلاب بھی تیزی سے چلا آ رہا ہے۔ لیکن ہمارے علمائے کرام اپنے مشغلۂ تکفیر اور خانہ جنگی میں اس قدر منہمک ہیں کہ ان کو کسی بات کی بھی پروا نہیں۔

کہیں شیعہ سنی علما آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ کہیں بریلوی حضرات دیوبند والوں کے کفر کے فتووں پر اپنی مہریں اور دستخط ثبت کر رہے ہیں۔ کہیں قادیانی حضرات اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ تعمیر کرنے میں مصروف ہیں۔ غرضیکہ کہاں تک ماتم کیا جائے۔ اسلامی مکاتب و مدارس اجڑ چکے۔ قرآن و حدیث کے درس کا سلسلہ بند ہو گیا۔ تبلیغ اور اصلاح کی فکر نہیں۔ اب لے دے کے یہی مشغلۂ تکفیر باقی رہ گیا ہے

ایسے وقت میں جبکہ حوادث ہمیں پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ تم متفقہ قوت سے دشمنوں کا مقابلہ کرو۔ ہمارے علمائے کرام ہمیں دست و گریباں کرا رہے ہیں۔ ہمارا خدا ایک۔ رسول ایک۔ قرآن ایک۔ قبلہ ایک لیکن ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ ذرا اغیار کی طرف دیکھو کہ باوجود اختلاف شدید کے کس طرح شیر و شکر ہو رہے ہیں۔

آج ہم بھی مسلمانوں سے یہی کہنا چاہتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اس ملک میں عزت اور چین سے زندگی بسر کرو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تاریخ اندلس کے افسوسناک واقعات کا اعادہ ایک بار ہندوستان میں نہ ہو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے بھائی بچے اور عورتیں ارتداد کے جال میں نہ پھنسیں تو اس کا واحد علاج یہی ہے کہ ان کفر باز علما کی غلامی سے اپنے آپ کو آزاد کیا جائے۔ اور ہم آپس میں دست و گریباں ہونے کے بجائے ایک دوسرے سے نہایت خلوص سے گلے ملیں اور ایک عزم راسخ کے ساتھ اپنے بچاؤ اور اصلاح کا کام شروع کر دیں اگر اب بھی ہم نے اپنی آنکھیں نہ کھولیں اور خواب غفلت کو نہ چھوڑا تو اس کے نتائج نہایت ہی افسوسناک اور تباہ کن ہوں گے۔

اس کے ساتھ ہی ہم نہایت ادب سے علمائے کرام کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کی طرف ان کو متوجہ ہونا چاہیئے۔ دلوں کے بھیدوں کو جاننے والا اللہ جانتا ہے کہ ہمارا ارادہ کسی پر طعن یا حملہ کرنے کا ہرگز نہیں۔ یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے نہایت خلوص سے عرض کیا گیا ہے۔ ایک مصیبت زدہ انسان جس کے سامنے اپنی قوم کی تباہی کا منظر ہے۔ جس کی آنکھیں اس کی غفلت اور جمود پر آنسو بہا رہی ہوں۔ جس کا دل آنے والے خطرات کو محسوس کر کے دھڑک رہا ہو وہ کسی پر طعن کر ہی کیا سکتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ سچی بات کڑوی ہوتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم کہتے ہیں کہ ہر ایک سمجھدار آدمی کا فرض ہے کہ وہ سچی بات سنے اور اس پر عمل کرے۔ خدا کرے ہماری یہ آواز صدا بصحرا ثابت نہ ہو۔

اشدھی کا طوفان

اس وقت جبکہ مسلمان لیڈروں نے اپنی تمام تر توجہ بعض معمولی سیاسی امور کی طرف مبذول کر رکھی ہے۔ ہندو رہنماؤں کے چند دلکش وعدوں نے انہیں بہت بُری طرح مسحور کر دیا ہے۔ اور وہ اپنی قوم کے بچاؤ اور اصلاح سے بالکل بے نیاز ہو کر بعض تباہ کن شرائط پر ہندوؤں سے سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ دیکھنا چاہیے کہ دوسری طرف کیا ہو رہا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندو اپنے بعض اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اتحاد اور دوستی کا پیغام دے رہے ہیں۔ اور کہا جا رہا ہے کہ ہم اب ایک پائیدار اتحاد کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا فعل ان کے قول کی پکار پکار کر تردید کر رہا ہے۔ اور وہ بدستور ہندو راج کے قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دینے کی تیاریاں ہو رہی ہیں بھولے بھالے اور جاہل مسلمانوں کو پھانسنے کے لئے چاروں طرف ارتداد کے خوفناک جال بچھائے جا رہے ہیں۔ جگہ جگہ اشدھی بازوں کے کیمپ قائم ہیں اور یہ افتراق انگیز سرگرمیاں روز بروز ترقی پر ہیں۔

اس وقت ۲۵ر فروری کا "پرتاپ" ہمارے پیش نظر ہے جس میں "بڑودہ میں شدھی کی دھوم" کے عنوان سے مفصلہ ذیل خبر درج ہے:-

"بڑودہ کی اطلاع مظہر ہے کہ کلو ضلع بھڑوچ میں راؤ صاحب داؤ بھائی پرشوتم داس ڈیسائی ممبر کونسل کی زیر صدارت عظیم الشان شدھی سمیلن منعقد ہوا جس میں ۱۲ر فروری کو دس مواضعات کے سینکڑ پٹی داروں کے تین سو خاندان شدھ کئے گئے .... جناب صدر نے حاضرین سے اپیل کی کہ وہ شدھ شدہ بھائیوں کو اپنی برادری میں شامل کریں۔ ایک سہ بھوج ہوا جس میں تعلیم یافتہ پٹی دار شامل ہوئے۔

کیا مسلمانوں [illegible] گزری؟ کیا اپنی قوم کے تین سو خاندانوں کو کفر و ارتداد کے خوفناک جنگل میں پھنس جاتے دیکھ کر ان کے دل میں درد کی کوئی ٹیس نہیں اٹھی؟ کیا وہ اس قسم کے دردناک واقعات کے اندر اپنے لئے کوئی تباہ کن خطرہ محسوس نہیں کرتے؟ اگر ان سوالات کا جواب نفی میں نہیں بلکہ اثبات میں ہے تو ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے علمائے کرام اور لیڈر کیوں خاموش ہیں۔ کیا ان کی آنکھیں اس وقت کھلیں گی جب پانی سر سے گزر جائے گا۔ اور مسلمانوں کو اپنی مکمل تباہی و بربادی پر ماتم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا۔ کہاں ہیں قوم کی رہبری کا دعویٰ کرنے والے لیڈر؟ کس بسم اللہ کے گنبد میں پڑے ہوئے ہیں ہمارے علمائے کرام؟ یہ جمود و سکون کا عالم کیوں طاری ہے؟ ہمیں ذرا دل خوش کن وعدوں اور دلفریب امیدوں سے قطع نظر کر کے حقایق و واقعات پر غور کرنا چاہیئے۔ اور اپنی آنکھیں کھولنی چاہئیں۔ اپنے بستر غفلت کو چھوڑنا چاہیئے۔ اور اپنے دست و بازو کو حرکت دینی چاہیئے۔ ہندو مسلم اتحاد و اتفاق کو ہم دل و خواہش سے پسند کرتے ہیں لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ برادران وطن کی دلداری کی خاطر اپنے مسلمان بھائیوں کو طوفان ارتداد سے بچانے کی سعی و جہد بھی ترک کر دی جائے۔

حالات و قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماجی ہندو ریاستوں اور ہندوستان کے بعض دوسرے علاقوں میں اشدھی کا کام اپنی پوری قوت سے شروع کرنے والے ہیں۔ ہمیں بھی اس خوفناک طوفان کا مقابلہ کرنے کے لئے جلد تیار ہونا چاہیئے۔

خون ناحق

ناظرین کسی گزشتہ اشاعت میں یہ خبر ملاحظہ فرما چکے ہوں گے ۱۴ فروری کو شاہدرہ اور نارووال کے درمیان نارنگ کے سٹیشن پر ایک سکھ مسمی کپور سنگھ نے بابو شجاع الدین صاحب ٹی ٹی کو بلا وجہ اپنی کرپان سے شہید کر دیا اس افسوسناک واقعہ کی تفصیل جو اخبارات میں شائع ہوئی ہے وہ یہ ہے۔ کہ ۱۴ر فروری کو جس وقت گاڑی نارنگ کے سٹیشن پر پہنچی تو ایک مسافر کو گاڑی پر سوار ہونے سے روکنے کیلئے کپور سنگھ نے کرپان سے زخمی کر دیا۔ یہ دیکھ کر بابو شجاع الدین نے پائدان پر چڑھ کر کپور سنگھ سے وجہ دریافت کی اس نے کرپان کا ایک کاری وار کر کے شجاع الدین کا گلا کاٹ دیا۔ اس حادثہ کی خبر پا کر ایک تحصیلدار اور ایک افسر مال جو اس ٹرین میں سفر کر رہے تھے نیچے اترے مگر قاتل نے دو کرپانیں نکال کر ان کو بھی قتل کی دھمکی دی۔ آخر ایک قریب کے گاؤں سے ایک بندوق کے لائسنس دار کو بلا کر بعد مشکل گرفتار کیا گیا۔

یہ واقعہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ نہیں۔ اس سے پیشتر بھی بیسیوں اسی قسم کے واقعات وقوع پذیر ہو چکے ہیں۔ ہمارے سکھ بھائی اپنے کرپان کا جسے وہ اپنا مذہبی شعار بتاتے ہیں ناجائز استعمال کرتے رہتے ہیں۔ جو ان کے لئے نہایت قابل افسوس ہے۔ ہمیں سکھوں کے کرپان رکھنے پر کوئی اعتراض نہیں لیکن سکھوں کے علاوہ دوسری اقوام کو اس سے محروم کر دینا ایک بہت بڑی بے انصافی ہے۔ جس کی تلافی کی طرف حکومت کو جلد متوجہ ہونا چاہیئے۔ اگر دوسری اقوام کو بھی سکھوں کی طرح کرپان رکھنے کا حق نہ دیا گیا تو اندیشہ ہے کہ اس قسم کے واقعات آئندہ اس سے بھی زیادہ رونما ہونے لگیں گے۔ اور یہ بھی خطرہ ہے کہ دوسری اقوام کو اس بے انصافی کا جو زبردست احساس ہو رہا ہے وہ کوئی افسوسناک صورت اختیار کرے۔ اس لئے ہم نہایت زور سے مسلمان اور ہندو ارکان اسمبلی و کونسل کو اس ضروری امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ حکومت کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کریں۔

بابو شجاع الدین مرحوم اپنے فرائض کی ادائیگی کے وقت شہید کئے گئے ہیں اس لئے حکام ریلوے کو چاہیئے کہ وہ مرحوم کے اہل و عیال کے لئے کوئی خاطر خواہ انتظام کریں۔

شکریہ

جناب ڈاکٹر محمد شریف صاحب سول سرجن ڈیرہ غازی خان نے یکصد روپیہ مقدمہ "لائٹ" کی امداد میں عطا کیا ہے۔ جو وہ بیس روپے ماہوار کے حساب سے پانچ قسطوں میں ادا فرمائیں گے۔

جناب ڈاکٹر صاحب ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ خدا انہیں اجر عظیم دے اور دوسرے بھائیوں کو بھی ان کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین۔

مدراس میں ڈاکٹر زویمر کی بوکھلاہٹ

حال ہی میں مشہور معاند اسلام ڈاکٹر زویمر مدراس تشریف لے گئے اور مسلمانوں کو صلائے عام دی کہ وہ آئیں اور ان کے سامنے بیٹھ کر آیہ کریمہ **وما قتلوہ وما صلبوہ** پر ان کی تقریر سنیں۔ ایک پادری کی طرف سے ایسا اعلان ہو اور احمدی وہاں نہ پہنچیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ مدراس کے احمدی پہنچے اور تقریر سننے کے بعد جماعت احمدیہ کے سکرٹری جناب محمد عزیز اللہ صاحب نے ڈاکٹر صاحب موصوف سے پوچھا کہ آیا سوال کی اجازت ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے اس سوال کا جواب دینے سے پہلے یہ سوال کیا کہ کیا آپ احمدی ہیں۔ جو جوابًا ثبات میں ملا تو ان کے چھکے چھوٹ گئے۔ ساری شیخی کرکری ہو گئی۔ اور یوں گویا ہوئے کہ میں بہت تھکا ہوا ہوں۔ جب اس روکھے پھیکے جواب نے احمدیوں کے ارمان نہ نکلنے دیئے تو انہوں نے اپنے شوق کو پورا کرنے کیلئے یہ صورت نکالی کہ تقریر ختم ہونے کے بعد Did Jesus Die on the Cross? (کیا مسیح صلیب پر مرا؟) والا ٹریکٹ تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جس پر ڈاکٹر صاحب اور ان کے حواری بہت برافروختہ ہوئے۔ انہوں نے وہ مضمون پھاڑ دیا۔ اور ایک احمدی نوجوان کے ہاتھ سے زبردستی اشتہار چھیننے کی کوشش کی اور کہا کہ تم نے ہال میں کیوں اشتہار تقسیم کئے ہیں۔ میں تمہیں پولیس کے حوالے کرونگا غرض یہ کہ ڈاکٹر صاحب پر عجب بوکھلاہٹ طاری تھی۔ جناب عزیز اللہ صاحب نے ہال سے باہر آکر حضرت مسیح اور آنحضرت صلعم کی اخلاقی تعلیم پر ایک مبسوط تقریر کی جس سے ایک مشنری لیڈی بہت کچھ متاثر ہوئی۔

"ملاپ" کی رگ حمیت پھڑک اٹھی

"ملاپ" کے ایڈیٹر کو اس بات کی سخت شکایت ہے کہ بعض دولتمند اور تعلیم یافتہ ہندو ایک بیوی کے ہوتے ہوئے بھی دوسری شادی کر لیتے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو سکے اس فعل قبیح کا انسداد کر دیا جائے۔ ہمارے خیال میں ایڈیٹر صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین و آفرین ہے اگر وہ ایک سے زیادہ شادیوں کو سوسائٹی کے حق میں مضر خیال کرتے ہیں۔ تو ضرور انسدادی تدابیر عمل میں لائیں۔ مگر ہمیں اس بات کا افسوس ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب نے اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں اس بات پر کوئی روشنی نہیں ڈالی کہ وید مقدس میں بھی ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی ممانعت ہے اگر مقدس وید ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کو ناجائز قرار دیتا ہے۔ تو پھر بعض ہندو بزرگوں نے جنہیں آج تک ہندو دنیا رشی منی کہتی چلی آئی ہے۔ کیوں ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ اور اگر وید مقدس میں اس امر کی ممانعت نہیں تو پھر مہاشہ جی کو کیا حق ہے کہ جو دولتمند اور تعلیم یافتہ ہندو ویدک احکام کے مطابق عمل پیرا ہوتے ہیں انہیں اس عمل سے روکیں۔ بہرحال مہاشہ جی کو ناکام اور بے معنی سعی کرنے کی بجائے سب سے پہلے اس امر کا فیصلہ کر لینا چاہیئے کہ وید مقدس میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت بھی ہے۔ یا نہیں۔ ہمیں تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو دولتمند اور تعلیم یافتہ ہندو ایسا کرتے ہیں وہ ویدک احکام کے مطابق عمل پیرا ہوتے ہیں اور پرانے رشیوں منیوں کی تقلید کرتے ہیں۔ مہاشہ ملاپ کو چاہیئے کہ پہلے اپنے جدید مذہب کا قانون مرتب کر لے پھر کسی کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دے۔

ہندو اور شادی بیوگاں

لاہور کا آریہ اخبار "پرکاش" اپنی ۲۶ رفروری کی اشاعت میں "سناتنی ریتی سے بدھوا بواہ" کے عنوان سے لکھتا ہے:-

"لدھیانہ میں حال میں ایک سناتن دھرمی مارواڑی خاندان میں بدھوا بواہ ہوا ہے ...... ہونے کو تو بدھوا ہوتے رہتے ہیں لیکن اس میں خصوصیت یہ ہے کہ یہ بواہ سناتنی پنڈتوں کے ہاتھوں اور سناتنی ریتی سے سرانجام پایا ہے پنجاب کے سناتنی پریس نے بدھوا بواہ کے لئے آریہ سماج کو کوسنا اپنا پرم کرتو سمجھ رکھا ہے دیکھیں اس سناتنی ردھوا بواہ کے متعلق وہ کیا روش اختیار کرتا ہے وکشنا کا معاملہ ہے غالبًا خاموشی ہی اختیار رکھے گا"

پرکاش نے سناتنوں کو تو طعنہ دے دیا لیکن اسے یہ سوچنا چاہیے کہ آریہ سماج کے بانی نے بدھوا بواہ کے متعلق کیا لکھا ہے۔ اور اس کو وہ زمانہ یاد کرنا چاہیے کہ آریہ سماجی بھی بدھوا بواہ کو ایک مہاپاپ سمجھتے تھے۔ اصل میں اسلام ہی کی تعلیم ہے کہ بیوہ عورتوں کا نکاح کر دیا جائے۔ آریہ سماج نے ضروریات زمانہ سے مجبور ہو کر اس اسلامی تعلیم کو تسلیم کر لیا ہے اور اب سناتنی بھی کرتے جاتے ہیں۔ اس بارہ میں پرکاش ان کو طعنہ دینے کا حق نہیں رکھتا۔ کیونکہ سوامی دیانند جی مہاراج نے سناتنی پنڈتوں سے کم بدھوا بواہ کی مخالفت نہیں کی۔

نماز عید

گزشتہ اشاعت میں احباب نے نماز عید کے متعلق حضرت امیر کا ارشاد ملاحظہ فرما لیا ہوگا۔ ہمارے خیال میں وہ اپنے اندر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور ہمیں تمام احباب سے امید ہے کہ وہ اس پر عمل پیرا ہوں گے۔

عید الفطر دراصل مسلمانوں کا ایک سالانہ اجتماع ہے جس کی اہم ترین غرض یہ ہے کہ کسی بڑی بستی اور اس کے نواح کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر آپس میں ملیں اور ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت حاصل کریں۔ اور اسی اجتماع کی خاطر نماز عید کو اہمیت دی گئی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے آج کل مسلمان عید کے اصلی مقصد کی طرف سے غافل ہو رہے ہیں اور انہوں نے اس کو ایک معمولی تیوہار سمجھ کر تفریح طبع کا ایک ذریعہ بنا لیا ہے۔

ہم اپنے تمام احمدی بھائی بہنوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس عظیم الشان تیوہار کی اصل غرض و غایت کو سمجھیں اور اس سے کما حقہ فائدہ اٹھائیں۔ یعنی عید کی نماز اکٹھے ہو کر ادا کریں۔ تعداد کی کمی کا خیال نہ کرنا چاہیئے۔ جہاں دو چار احمدی بھی موجود ہوں ان کو چاہیئے کہ وہ کسی مناسب مقام پر اکٹھے ہو کر نماز عید ادا کریں۔ اس طرح انشاء اللہ انہیں بہت سے فوائد حاصل ہوں گے۔

حج اور نماز باجماعت

مشتاق احمد صاحب ملازم ریلوے پولیس کراچی سٹی سٹیشن نے الفضل مورخہ ۱۷ رفروری ۳۸ء میں اعلان کیا ہے کہ "جو احمدی احباب اس سال حج کے لئے تشریف لے جائیں وہ یہاں کراچی پہنچ کر مجھے ضرور ملیں"۔ ہم بھی امید کرتے ہیں کہ احباب قادیان میں جو صاحب حج کے لئے تشریف لیجانا چاہیں وہ مشتاق احمد صاحب مذکور سے ضرور ملاقات کریں تاکہ وہ ان کے آسائش و آرام کا کافی انتظام کر سکیں۔ مشتاق احمد صاحب نے غالبًا اس مبارک موقع پر باجماعت نمازوں کا بھی کچھ نہ کچھ بندوبست ضرور کر لیا ہوگا۔ اور اگر نہیں کیا تو کیا قادیانی احمدیوں نے اپنے سابقہ عقیدہ متعلقہ نماز میں ترمیم کر لی ہے۔ اور غیر احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنے کو جائز قرار دے لیا ہے۔

بیمہ کے متعلق اظہار خیال فرمائیے

اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ جناب مولانا عبد الستار صاحب پروفیسر اشاعت اسلام کالج لاہور کا ایک مضمون بعنوان "بیمہ اور شریعت اسلامیہ" درج ہے۔ ہمارے خیال میں بیمہ کا مسئلہ دور حاضرہ کا ایک اہم ترین مسئلہ ہے۔ ہم سلسلے کے تمام احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس مضمون کو بغور ملاحظہ فرما کر اپنی رائے کا اظہار فرمائیں گے۔ کیا اچھا ہو کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم جن کی طرادش قلم سے پیغام صلح کے صفحات مزین ہوتے رہتے ہیں اس اہم مسئلہ پر بھی توجہ فرمائیں۔ ہمارے نزدیک اس مسئلہ کے متعلق جو آج کل اپنی پوری قوت سے رونما ہے بہت جلد ہمیں کوئی فیصلہ کر لینا چاہیئے۔

نام اور پتہ لکھیئے

۲۰ رفروری کو سری نگر سے ایک احمدی بھائی کا کارڈ جس میں دعا کے لئے درخواست کی گئی ہے۔ حضرت امیر کی خدمت میں آیا ہے لیکن انہوں نے اپنا نام اور پتہ نہیں لکھا۔ حضرت امیر ان کا نام اور پتہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان کو بہت جلد تحریر کرنا چاہیئے۔

آریہ سماج اور اچھوت

دلائل اور واقعات کی بنا پر ہم اس حقیقت کو کئی بار بے نقاب کر چکے ہیں کہ ہندوؤں نے اپنے مذہبی احکام کی بنا پر ہندوستان کے بدنصیب انسانوں یعنی اچھوتوں پر جس قدر ظلم کئے ہیں ان کی مثال تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی۔ لیکن آج ہندو محض سیاسی اغراض و مقاصد کو مد نظر رکھ کر ان اچھوتوں کو جن کے لئے ان کی مقدس مذہبی کتاب منوسمرتی میں نہایت ہی انسانیت سوز قوانین موجود ہیں جن پر ہزاروں سال سے عمل ہو رہا ہے اپنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ جگہ جگہ دلت ادھار سبھائیں قایم ہیں۔ پنجاب میں اچھوتوں میں جو جماعتیں کام کر رہی ہیں ان میں سے دیانند دلت ادھار منڈل ہوشیارپور خاص طور پر قابل ذکر ہے حال ہی میں اس کی کارگزاری کی تفصیل آریہ سماجی اخبارات میں شایع ہوئی ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

دیانند دلت ادھار منڈل پنجاب ہوشیارپور مہرشی بھگوان دیانند کی جنم شتابدی کے شبھ اوسر پر سھاپت ہوا تھا۔ اس دو ڈھائی سال کے عرصہ میں منڈل نے پنجاب میں دلت ادھار کا جو شاندار کام کیا ہے۔ اور سہند وجاتی کی جو سیوا منڈل کے سیوکوں نے کی ہے اس کا پورن سماچار تو آریہ بھائیوں کو منڈل کی دونوں ورشوں کی سالانہ رپورٹوں سے گیات ہو ہی گیا ہوگا۔ اس منڈل کے پاس ۵۰ کے لگ بھگ اپدیشک ہیں اور ایک ہزار ماہوار خرچ ہے۔ (پرتاپ ۲۶ رفروری)

کیا یہ الفاظ اسلام کے محو خواب فرزندوں کے لئے جو دنیا میں اخوت و مساوات کی ایک نوید جانفزا لے کر آیا ہے باعث عبرت نہیں؟ کیا یہ افسوسناک امر نہیں کہ وہ مسلمان جن کی زندگی و بقا کا راز ہی تبلیغ کے فرض مقدس کی ادائیگی میں مضمر ہے۔ وہ تو خاموش بیٹھے ہوئے ہیں لیکن وہ ہندو جو آج سے چند سال پہلے تک تبلیغ کو ایک گناہ عظیم سمجھتے رہے ہیں آج سیاسی اغراض کے لئے اچھوتوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔

اچھوت جاتیوں میں تبلیغ و اشاعت کا ایک وسیع میدان موجود ہے۔ اگر اس وقت ہم نے اس میدان میں کام شروع نہ کیا تو ممکن ہے کہ ہمیشہ کے لئے ہمارے ہاتھ سے یہ زریں موقع جاتا رہے۔ لیکن آہ! اس طرف توجہ کون کرے۔ ہمارے لیڈروں نے اپنی بیشتر تمام تر توجہ سائمن کمیشن جیسے مسائل کی طرف مبذول کر رکھی ہے باقی رہے علمائے کرام تو انہیں اپنے مشغلہ تکفیر ہی سے کب فرصت ہے کہ اس طرف دھیان دیں۔

"آد ڈنکا"

معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کے اچھوت بھائیوں نے "آد دھرم منڈل" جالندھر کی طرف سے جالندھر ہی سے ایک ہفتہ وار اخبار "آد ڈنکا" نکالنا شروع کیا ہے۔ جس کے ایڈیٹر مسٹر ٹھاکر چند ہیں۔ اس کے پہلے ہی پرچہ میں گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ہمیں ہندوؤں سے بالکل جداگانہ حقوق عطا کئے جائیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حکومت منوسمرتی کی اشاعت کو ممنوع قرار دے۔ کیونکہ اس میں ہندوؤں کو آدی دھرمیوں پر ظلم و ستم کرنے کی انسانیت سوز تعلیم دی گئی ہے۔ معزز معاصر "انقلاب" اس کے متعلق لکھتا ہے "ہم آد دھرم منڈل اور اخبار "آد ڈنکا" کے کارپردازوں کی خدمت میں یہ مشورہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اپنے رسائل اعلانات اور اخبارات اردو میں بھی شایع کیا کریں بلکہ "آد ڈنکا" میں چار صفحے اردو کے فی الفور بڑھا دیں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ایک اس اخبار کے فوائد کا دائرہ وسیع ہو جائے گا دوسرے اس کے مضامین مسلمانوں میں بھی پڑھے جا سکیں گے یعنی مسلمان اخبار نویس آپ کی سرگرمیوں سے مطلع رہیں گے۔ اور آپ کو ہر طرح کی مدد بہم پہنچا سکیں گے۔"

ہم انقلاب کے مندرجہ بالا الفاظ سے بالکل متفق ہیں۔ اور دیانت کی رو سے اس کی تائید کرتے ہیں۔ اور اپنے مظلوم آد دھرمی بھائیوں کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کو ہر قسم کی جائز اور مناسب مدد کرنا اپنا ایک مذہبی۔ قومی۔ اور ملکی فرض سمجھتے ہیں۔

جلسہ تقسیم انعامات

جی ایچ مسلم ہائی سکول بدوملہی (سیالکوٹ)

۲۶ رفروری ۱۹۳۸ء کا دن مسلم ہائی سکول بدوملہی کی تاریخ میں یادگار رہے گا کہ ہمارے ہیڈ ماسٹر مرزا حبیب الرحمٰن صاحب بی اے کی مساعی جمیلہ سے جناب ٹی بی دگنر بہادر ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ مسز ڈکین معہ اپنی دو صاحبزادیوں کے تشریف فرما تھیں۔ علاوہ علاقہ کے معزز اور برآوردہ زمینداروں کے لاہور۔ سیالکوٹ۔ نارووال اور پسرور اور مضافات کے سرکاری عہدیدار بھی شریک جلسہ ہوئے۔ جن میں سے خواجہ عبد المجید صاحب افسر مال شیخ عبدالحق صاحب سب جج۔ پنڈت بدری داس تحصیلدار۔ ماسٹر عبد الکریم صاحب پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول پسرور۔ مسٹر کلیمنٹ و مسز کلیمنٹ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لاہور سے ہماری انجمن کے سکرٹری شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم۔ ایس سی اور ہمارے سکول کے منیجر جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب بی اے بی ٹی بھی اس موقع پر تشریف لے آئے تھے۔ سب سے پہلے جناب ڈپٹی کمشنر بہادر نے سکول کی والی بال اور ہائی ٹیز کی کھیلیں ملاحظہ فرمائیں۔ از اں بعد معہ لیڈیز اور دیگر رفقاکے آپ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ آپ اور آپ کے رفقا کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ چیرز کے نعروں میں آپ کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ جلسہ کی کارروائی قرآن شریف کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ ایک طالب علم کی مختصر سی نظم کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب نے سال گزشتہ کی مفصل رپورٹ بیان فرمائی۔ ازاں بعد صاحب بہادر نے اپنے ہاتھ سے انعام تقسیم فرمائے۔ اس کے بعد آپ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا کہ مجھے اس جلسہ کی شرکت سے بڑی خوشی ہوئی۔ جن طلبہ نے انعامات حاصل کئے میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ اور جو اس سال انعام حاصل نہیں کر سکے امید ہے کہ وہ اگلے سال حاصل کر سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مدرسہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ جس پر میں ہیڈ ماسٹر صاحب اور سٹاف کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس کے بعد دن کی کارروائی ختم ہوئی۔

رات کو طلبہ نے صید ہوس کا ڈرامہ کیا۔ حاضرین نے جم غفیر کے اندر صاحب بہادر معہ لیڈیز اور دیگر رفقا کے تشریف فرما ہوئے۔ اور آخر تک سارا کھیل بڑے اطمینان سے دیکھا۔ آپ کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ ڈرامہ میں گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ کافی دیر ہو چکنے کے باوجود آپ آخر تک ڈرامہ دیکھتے رہے۔ لاگ بک جو آپ نے تحریر فرمائی ہے اس پر یہ مدرسہ جس قدر فخر کرے کم ہے۔ ڈرامہ کے متعلق آپ نے جس قدر اظہار خوشنودی فرمایا وہ شاید ہی کسی اور مدرسہ کے متعلق کسی آفیسر نے ظاہر کیا ہو۔ غرضیکہ جلسہ ہر طرح سے کامیاب رہا۔

(مرتضےٰ خاں بی اے سکرٹری جلسہ از بدوملہی)

علم معدنیات کے مطالعہ کیلئے وظیفہ

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

گورنمنٹ آف انڈیا ایک وظیفہ کے لئے درخواستیں طلب کرتی ہے۔ جو دوسو پونڈ سالانہ معہ ۴۰ پونڈ بونس کی مالیت کا ہوگا۔ اور انگلستان میں علم معدنیات کے مطالعہ کے لئے تین سال تک دیا جائے گا۔ وظیفہ حاصل کرنے کے لئے جو امیدوار ہوں ان کی عمر یکم ستمبر ۱۹۳۸ء کو ۲۱ سال سے کم اور ۲۵ سال سے زیادہ نہ ہو۔ امیدوار کے لئے کم سے کم تعلیمی قابلیت یہ ہونی چاہیئے کہ وہ کسی ہندوستانی یا برطانوی یونیورسٹی کی کیمسٹری اور علم الطبیعات میں بی ایس سی کی ڈگری حاصل کر چکا ہو یا اس کے پاس کوئی اور اس کے مساوی ڈگری ہو۔ نیز ریاضی میں کافی مہارت رکھتا ہو اور لازمی ہے کہ امیدوار نے انجنیرنگ میں کوئی عملی نصاب ختم کیا ہو۔ یا اسے دھاتوں کے یا انجنیرنگ یا کیمیکل کارخانے میں عملی طور پر صنعتی تجربہ حاصل رہا ہو۔

تمام درخواستیں ۱۵ مارچ ۱۹۳۸ء تک صاحب سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا محکمہ صنعت و مزدوری۔ نئی دہلی موصول فرمائیں گے اور انہی سے درخواست کے مجوزہ فارم اور وظیفہ ملنے کے متعلق مفصل قواعد و شرائط کی کاپی دستیاب ہو سکتی ہے۔ ہر درخواست کے لئے ایک روپیہ بطور فیس آنا چاہیئے جو بصیغہ منی آرڈر بھیجا جانا چاہیئے۔

مسلمان اور اشاعت اسلام

(جناب محمد یوسف صاحب گرنتھی کے قلم سے)

دنیا میں مسلمان کے آنے کی غرض محض اشاعت دین ہے۔ باقی تمام باتیں یعنی روٹی کمانا۔ شادی کرنا اور دیگر دنیاوی تعلقات یہ سب کچھ ضمنی باتیں ہیں۔ اگر مسلمان کی اصل غرض دنیا میں راج کرنا یا شادی کرنا۔ یا مال دولت جمع کرنا ہوتی تو آقائے نامدار مخالفوں کو یہ جواب نہ دیتے کہ اگر تم سورج کو میرے داہنے ہاتھ میں اور چاند کو بائیں ہاتھ میں دیدو تب بھی میں تبلیغ دین کا کام نہیں چھوڑ سکتا۔ بلغ ما انزل علیك کا صریح حکم شاہد ہے کہ مسلم کے پیدا ہونے کی اصل غرض تبلیغ و اشاعت دین ہے۔ آیت کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر صاف تبلا رہی ہے کہ مسلم گروہ دنیا میں اشاعت دین سلیم کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں۔ افسوس کہ آج مسلم کہلانے والے اپنے اس ضروری فرض کو فراموش کر بیٹھے ہیں۔

مسلمانو! اٹھو دین کو دنیا پر مقدم کرو اور اشاعت اسلام کے کام میں لگ جاؤ۔ ساری دنیا تو درکنار خود ہندوستان ہی میں اس قدر اچھوت قومیں آباد ہیں کہ کوئی حد نہیں۔ سانسی۔ بھیل۔ گونڈ۔ دراوڑ۔ برڑ۔ بازیگر۔ یہ خانہ بدوش اقوام ہیں۔ چمار چوہڑے۔ کولی۔ بٹوال۔ میگھ۔ ڈوم ان کے علاوہ ہیں۔ غرض کہ مختلف قومیں ہیں جن کو آریہ بزرگوں نے مدت مدید تک مذہب سے ناآشنا رکھا۔ اول تو وہ مذہب ہی کچھ نہ تھا۔ کیونکہ خدا کو محدود و مجسم ماننا۔ بتوں کو پوجنا۔ واحد لاشریک کے بجائے تینتیس کروڑ کو خدا ماننا خدا کی قدرت سے انکار کر کے آواگون کے ظنی خیالات پر دنیا کے قیام کا انحصار تسلیم کرنا وغیرہ اس قدر نامعقول اعتقادات تھے جن کو خیرباد کہہ کر خود اس مذہب کے بزرگوں نے اسلام قبول کیا۔ جو قانون قدرت کے مطابق۔ انسانی فطرت کے موافق اور عقل سمجھ کے ساتھ ساتھ چلنے والا تھا۔ مثال کے طور پر حضرت بابا نانک ہی کو لے لیجئے جو ہندوؤں کے اعلےٰ خاندان میں پیدا ہوئے ہندو مذہب کے تمام کتب خانہ کو چھان مارا۔ ویدوں کا مطالعہ کیا اور مختلف مقامات پر جن کو ہندو مقدس سمجھتے تھے جا جا کر وہاں کے اندرونی حالات یعنی عملی لیکچر دن کو دیکھا مگر آخر ان کو بھی کہنا پڑا۔

وید پاٹھ سنسار کی کار،\
پڑھ پڑھ پنڈت کرہ وچار\
وید پڑھے پڑھ پڑھ رہے ہارے\
ایک تل نہیں قیمت پائی!

پھر جب اسلام کا مطالعہ کیا تو زبان حال سے بول اٹھے کہ:۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے\
کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے

دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسے خوابیں\
خالی ہیں ان کی قابیں خوان ہدیٰ یہی ہے

باوجودیکہ مذہب ایسا بے نور عقل سے کوسوں دور۔ جس میں کوئی چیز کام کی نہیں۔ انسانی ہمدردی نام کو نہیں۔ مگر پھر بھی مندرجہ بالا اقوام کے لئے اس مذہب کی کتابوں کا پڑھنا نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن تھا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ منقولات کے علاوہ تاریخی واقعات اس قسم کے موجود ہیں کہ شودر کو وید پڑھنے یگہ کرنے اور دیگر عبادات مذہبی کے بجا لانے میں قطعاً کوئی استحقاق حاصل نہیں ہے۔ رام چندر جی جیسے بزرگ مذہبی پابندی کے باعث ایک شودر کو محض اس وجہ سے قتل کر دیتے ہیں کہ وہ تپ کر کے بڑا بننا چاہتا تھا۔ ہماری بات کا یقین نہ ہو تو موجودہ سناتنی بزرگوں سے پوچھ لیجئے۔

اچھوت اقوام کی بیداری

لیکن اب ان قوموں کے اٹھنے کا وقت آگیا ہے۔ جگہ جگہ جلسے کرکے یہ لوگ ہندو اعتقادات سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں بلکہ بعض جگہ تو مذہبی کتابوں کو جن میں ان قوموں کو ذلیل و رذیل رکھنے کی تعلیم دی گئی تھی۔ مجمع عام میں جلا دیا گیا۔ مسلمانو! اب تمہاری ذرا سی توجہ بہت کچھ کام کر سکتی ہے۔ اس بھروسہ پر مت بیٹھے رہو کہ اللہ تمہاری کوشش کے بغیر تم کو کچھ دے دیگا۔ اگر ایسا کرنا ہوتا تو ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا نہ دیتا۔ جو کسان بغیر کھیت میں بیج ڈالے خدا سے دعا مانگتا ہے کہ میرے کھیت میں بارش ہو اور گندم خوب پیدا ہو۔ اس سے بڑھ کر کوئی بیوقوف نہیں۔ دعا مانگو اور ضرور مانگو اللہ سے مدد چاہو۔

مگر یاد رکھو کہ ایاک نستعین سے پہلے ایاک نعبد ہے یعنی مدد مانگنے سے پہلے خود کچھ کرلو۔ عبادت کا مطلب یہی ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کا یہ مطلب نہیں کہ خدا اس بات کا محتاج ہے کہ اس کو کوئی سبحان اللہ یا رحمٰن کہکر اس کی خدائی کو پورا کرے بلکہ وہ تو غنی عن العالمین ہے۔ عبادت کا مطلب یہ ہے کہ انسان خدا کی دی ہوئی چیزوں اور قوتوں کا صحیح استعمال کرے۔ اپنی طرف سے تمام کوشش کرکے اس کا نتیجہ خدا پر چھوڑ دے۔ اور نتیجہ کی کامیابی کے لئے اس سے امداد طلب کرے۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ آیت صریح ہے۔ لا تقنطوا من رحمة الله برحق ہے مگر جہاں لا تقنطوا من رحمة الله لکھا ہے وہیں ان رحمت الله قریب من المحسنین بھی تو موجود ہے۔ احسان جاذب رحمت ہے احسان تم کرو۔ رحمت اللہ کرے گا۔

بنی اسرائیل نے ملک کنعان کو حاصل کیا۔ مگر لڑائی کرکے۔ وہ بھی تو انہیں کے آباؤ اجداد تھے جنہوں نے فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون اور ملک کنعان سے محروم رہ گئے۔ یہ نمونہ ہے کہ تا انسان کوشش کرے اور اللہ کے وعدے کو پورا ہوتے دیکھے۔ آقائے نامدار نے فتح مکہ کے لئے دس ہزار قدسیوں تلواروں تیروں۔ اونٹوں۔ گھوڑوں وغیرہ سب سامانوں کو استعمال کیا مگر جب مکہ فتح ہوا تو سجدہ میں گر گئے اور فرمایا کہ یہ سب کچھ ان اسباب کا نتیجہ نہیں بلکہ اے اللہ یہ تیرے فضل کا کرشمہ ہے۔ یہ نمونہ ہے کہ تا انسان اپنی کوشش پر اترا کر ٹھوکر نہ کھائے۔ بلکہ اسباب کو استعمال کرے اور نتیجہ خدا پر چھوڑ دے۔

مالی ایثار کی ضرورت

پس اے مسلمانو! آج تم کو دین محمدی کے لئے وہی جوش و خروش دکھانا چاہیئے جو تمہارے بزرگوں نے دکھایا تھا۔ یعنی اپنے خون سے اس شجر اسلام کو سینچا تھا۔ شکر ہے کہ آج خون دینے کا موقع نہیں ہے ورنہ شاید اس امتحان میں ہم پاس نہ ہو سکتے۔ آج قلم اور روپے کی ضرورت ہے جہاں کہیں آپ کے زیر اثر یہ قومیں بستی ہوں ان کو حلقہ بگوش اسلام کر کے قعر مذلت سے نکال لیجئے۔ مظلوم کی حمایت عین اسلام ہے۔ یہ قومیں فی الواقع مظلوم ہیں ان کو کسی مذہب نے حقوق مساوات نہیں دیئے۔ یہ شرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ نیچ سے اونچ کر دیتا ہے۔ شاہ و گدا کو ایک مقام پر لا کھڑا کرتا ہے۔ اگر اب بھی آپ نے وقت کو غنیمت نہ جانا تو وہ دن دور نہیں کہ تمہاری بھی وہی درد شا ہوگی جو آج ان اقوام کی ہے۔ اور اگر اس وقت تم نے ہوش سنبھال لئے تو یقین جانو کہ یدخلون فی دین الله افواجا کا دل خوش کن منظر بہت جلد دکھائی دینے والا ہے۔ صرف کوشش اور ہمت درکار ہے۔ بڑھو کہ وقت ہاتھ سے جا رہا ہے۔

قبول اسلام

یدخلون فی دین الله افواجا کا دل خوش کن منظر

مولوی آفتاب الدین صاحب مبلغ شیلانگ (آسام) اپنے ایک تازہ خط میں اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے مشن کی بدولت اسلام روز بروز اس علاقہ میں ترقی کرتا جا رہا ہے۔ حال میں ایک ہندو لڑکی نے اسلام قبول کیا ہے۔ جس کی شادی ایک معزز مسلمان نوجوان سے کر دی گئی ہے۔

احمد آباد گجرات سے ایک انگریز نو مسلم کا خط آیا ہے۔ جس نے اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد اسے قبول کیا ہے۔ اور ہم سے انگریزی کتب طلب کی ہیں۔

گروہ (بنگال) سے ایک اور نوجوان انگریز نے اسلام قبول کرنے کا اعلان بھیجا ہے۔ اور اپنی آئندہ زندگی کو خدمت اسلام کے لئے وقف کر دینے کا اظہار کیا ہے۔

اگر ہمارے درست تعلیم یافتہ اور غیر مسلم ہندوؤں اور عیسائیوں وغیرہ کو اپنا اسلامی لٹریچر دکھلاتے رہیں تو انشاء اللہ یہ طبقہ یقیناً اسلام کی آغوش میں آجائے گا۔

۹ دسمبر ۱۹۳۷ء سے ۲۴ فروری ۱۹۳۸ء تک اٹھارہ اشخاص مولانا محمد عبد اللہ خاں فاضل دیو بند صدر مدرس مدرسہ اشاعت العلوم لائل پور کے ہاتھ پر مشرف با سلام ہوئے۔ جن میں سات آٹھ عورتیں بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالےٰ استقامت بخشے۔

مولوی ثناء اللہ خاں غازی کے ہاتھ پر چار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ غازی صاحب انجمن اصلاح المسلمین ٹوبہ ٹیک سنگھ کے سکرٹری ہیں۔

ہندوستان

— نئی دہلی ۲۴ر فروری - ۲۳ر فروری کو لقام ڈیرہ دون ہز ایکسلنسی گورنر جنرل، یا ہز ایکسلنسی وائسرائے ہند کا ایک خریطہ مہاراجہ پرتاب سنگھ والی نابھہ کی خدمت میں پیش کیا جس میں مرقوم تھا۔ کہ مجھے یہ اطلاع دینے میں بڑی مسرت ہوئی کہ ملک معظم قیصر ہند نے آپکو ریاست نابھہ کا حکمران تسلیم کرلیا ہے - اس لئے میں آپ کی گدی نشینی پر یور ہائینس کو دل سے مبارکباد دیتا ہوں کہ عرصہ دراز تک حکومت کرتے رہیں - اور رعایا کی فلاح و ترقی کا موجب ہو۔

— معلوم ہوا ہے کہ شیخ محمد امین بیرسٹر ایٹ لا نومسلم انگریزی زبان میں سیرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ ممالک یورپ میں مفت تقسیم کی جائے - جو حضرات سیرت نبوی کے متعلق کتب یا رسالے شیخ صاحب موصوف کو بھیجیں گے - وہ ثواب دارین کے مستحق ہوں گے -

— ناسک ۲۴ر فروری معلوم ہوا ہے کہ مہاراجا اندور نے شنکر اچاریہ ڈاکٹر کورٹ کوٹی سے درخواست کی ہے کہ وہ مس ملر کو شدھ کریں -

بعد کی اطلاع مظہر ہے کہ شنکر اچاریہ نے مس ملر کی شدھی کرنے کا فیصلہ کرکے سابق مہاراجا اندور کو اطلاع دیدی ہے شدھی غالباً ۵ر مارچ کو ہوگی - اور ۱۳ر مارچ کو برات کی رسم ادا کی جائے گی -

— ۲۲ر فروری کو بلدیہ کلکتہ نے وہ سپاسنامہ پاس کیا جو شہر کی طرف سے ڈاکٹر انصاری کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔

— مجلس وضع قوانین ہند کے اجلاس میں مولوی یعقوب کے ایک سوال کے جواب میں حکومت نے بیان کیا کہ پچھلے دنوں خواجہ حسن نظامی پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا خفیہ پولیس اس کی تحقیقات کررہی ہے - تحقیقات کہاں تک ہوئی یہ ابھی بتانا مناسب نہیں - ایک اور سوال کے جواب میں حکومت کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حملے کی تہہ میں کوئی خاص مقصد کام کر رہا تھا -

ممالک خارجہ

برلن ۲۲ر فروری - آج اعلٰے حضرت شاہ افغانستان اور علیا حضرت ملکہ معظمہ سوئٹزرلینڈ سے سپیشل گاڑی کے ذریعے پہنچے - حکومت اور اخبارات اور عوام کی طرف سے نہایت پرتپاک استقبال کیا گیا - پریذیڈنٹ ہنڈنبرگ نے شہریار غازی اور ملکہ افغانستان کو ایک دعوت دی - جس میں ۱۲۰ مہمان تھے مہمان اور میزبان دونوں نے گرمجوشانہ تقریریں کیں -

— برلن ۲۳ر فروری - اعلٰے حضرت شاہ افغانستان کے جرمنی تشریف لانے کی یادگار قایم رکھنے کے لئے حکومت جرمنی نے ان کی خدمت میں ۱۰ نشستوں کا ایک ہوائی جہاز نذر کیا پہلے بھی اس قسم کے ہوائی جہاز افغانستان میں موجود ہیں - شہریار افغانستان اور ملکہ معظمہ ہوائی جہازوں کا شیڈ دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے - جرمنی کا دعویٰ ہے کہ اس شیڈ میں ہوائی جہازوں کی آخری ایجاد بھی موجود ہے -

— فلسطین میں ۳۱۵ سرکاری سکول ہیں جن میں ۲۰۰۷۰ لڑکے تعلیم پاتے ہیں - اور ۷۷۲ اساتذہ تعلیم دیتے ہیں - اس ملک کی تمام درسگاہوں کی تعداد ۸۳۵ ہے جن میں ۲۴۴۳ معلم اور ۲۲۹۲۰ طلبہ داخل ہیں -

— اخبار الاہرام قاہرہ قسطنطنیہ کے ایک برقی پیغام کے حوالہ سے لکھتا ہے - کہ قسطنطنیہ کی دیواروں پر اشتہار چسپاں کئے گئے ہیں - جن میں لکھا ہے کہ باشندگان شہر کو سوائے ترکی زبان کے اور کسی زبان میں گفتگو کرنے کی اجازت نہیں -

— فرانس کے وزیر تعلیم کا بیان ہے کہ حکومت فرانس نے افغانستان اور فرانس کے درمیان علمی اور تعلیمی تعلقات قایم کرنے کے متعلق ایک عہدنامہ مرتب کیا ہے - شاہ افغانستان اور فرانسیسی وزیر کے درمیان اس معاملہ میں طویل بحث و تمحیص ہوتی رہی -

— لندن ۲۱ر فروری - افغانی سفارت خانہ ۲۸ر فروری کو یوم آزادی منائے گا -

سائیکل کی چوری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ایک عدد سائیکل مع بیگ جو کہ انجمن نے عبدالشکور محصل انجمن کو فراہمی چندہ کے لئے خرید کرکے دی تھی مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۲۸ء بوقت ایک بجے دن کے احمدیہ بلڈنگس لاہور کی مسجد کے بڑے دروازے کے پاس کھڑی کی ہوئی تھی - کوئی شخص چرا کرلے گیا ہے - بائیسکل کا نمبر K.B.1979 - میکر ہرکلیز ہے - تمام بھائی خیال رکھیں اگر چور پکڑا جائے تو فوراً دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام میں اطلاع ارسال فرمائیں -

بیگ میں مندرجہ ذیل کاغذات تھے -

(۱) کاپی چندہ ۱۷۵۰ اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام قیمتی فی رسید ۴ر رسیدات از ۱۷۴۹ تا ۱۷۵۰۰

(۲) ۹۶ برلن مسجد قیمت فی رسید ۱۰ر رسیدات از نمبر ۹۹۰۴ تا ۱۰۰۰۴

(۳) ۳ وصولی چندہ عام قیمت فی رسید ۱ر از نمبر ۱۵ تا ۱۰۰

(۴) ۳ ” ” ۴ از نمبر ۶۳ تا ۱۰۰

(۵) ۱۲ ” ” ۵ از نمبر ۵۳۲ تا ۶۰۰

(۶) رجسٹرات برائے وصولی چندہ ۳ عدد

(۷) چند ایک متفرق کاغذات -

(سید محمد حسین فنانشل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

نقشہ مسجد شماری منگالو

ہر صوبہ کے مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ مجھے اپنے علاقہ کی مسجدوں کے شمار کرنے میں مدد دیں اور اس کے لئے چھپا ہوا نقشہ مسجد شماری مجھ سے منگالیں اور خانہ پوری کرکے واپس بھیج دیں - یہ کام تبلیغ کو وسعت دینے اور موثر بنانے کے لئے تجویز کیا گیا ہے - نقشہ وہی اصحاب منگائیں جن کو اس کام میں دلچسپی ہو اور کام کرنے کی فرصت بھی ہو -

(حسن نظامی دہلی)

خاص الخاص چھوٹی کی شاہی مجربات

(ذیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

موسم سردی کے استعمال کی خاص خاص ٹانک مقوی اعضائے رئیسہ مفرح ہاضم مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے ہر قسم کی بیماریوں کی ادویہ تیار رہتی ہیں شاہی یاقوتی ٹانک ۸ رتی تولہ شاہی ٹانک گولیاں (۲۵ عدد) قیمت ہے یہ دوائیں تمام دنیا میں مشہور ہیں شاہی ادویہ نہایت محنت سے بہت اعلٰے پیمانہ پر تیار کی جاتی ہیں - وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو ان شاہی تحائف سے فائدہ اٹھائیں - سفوف حجاز ہاضم خاص طور سے حاجیوں کے لئے تیار کیا گیا ہے جو سمندر کے سفر اور ہاضمہ کے لئے ایک بیش بہا چیز ہے - قیمت ۲۰ تولہ پانچ روپے -

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب دہلوی ملازم کپورتھلہ سٹیٹ

ویدوں کا اردو ترجمہ

مشہور مناظر اسلام مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت ویدوں کا اردو ترجمہ کر رہے ہیں - یجر وید کا ترجمہ شایع ہوچکا ہے جس کی قیمت رفاہ عام کی غرض سے صرف ہے علاوہ محصول ڈاک رکھی گئی ہے - ملنے کا پتہ یہ ہے :-

مینجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نو ایجاد سنہری چوڑیاں

یہ چوڑیاں نہایت خوبصورت نازک اور مشغش حال ہی میں تیار ہو کر آئی ہیں چونکہ انہیں ایک خول کی شکل میں بنایا گیا ہے ان کے اندر رنگین و نگین چوڑیاں اس عمدگی سے فٹ کی گئی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے بہترین زبرجد یاقوت نیلم اور پکھراج کے نگینے جڑے گئے ہیں - برسوں استعمال کیجئے مگر ان کے رنگ و روغن میں مطلق فرق نہیں آسکے گا - زیبائش دیتی ہیں - خواتین کے لئے بہترین تحفہ ہے ڈھائی روپے میں پانسو روپے کا کام نکالا جاسکتا ہے ہر سائز کی موجود ہیں - سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ فروخت ہوتی ہیں جلد منگوایئے ورنہ سٹاک ختم ہو جائے گا - خالص سونے کی چوڑیاں ان کے سامنے ہیچ ہیں ہر درجہ اور ہر حیثیت کے خواتین کے لئے بہترین تحفہ ہے - جس گھر میں ایک سٹ جاتا ہے وہاں سے درجنوں کی مانگ آتی ہے - آپ بھی اپنی خواتین کو ایسے بے بہا تحفہ سے محروم نہ رکھیے - ایک سٹ اس شرط پر ضرور منگوایئے کہ اگر پسند نہ ہو تو واپس کرکے اپنے دام لے لیجئے - آٹھ چوڑیوں کی قیمت ڈھائی روپے - تین سٹ (۲۴ چوڑی) کی قیمت سات روپے -

گولڈن انگوٹھیاں

ہر قسم کی نہایت نفیس اور خوبصورت انگوٹھیاں حال ہی میں تیار ہو کر آئی ہیں خالص سونے کی انگوٹھی ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی - ایک انگلی میں سونے کی انگوٹھی پہنئے اور دوسری میں یہ انگوٹھی اگر کوئی پہچان جائے تو ہمارا ذمہ - کسی جوہری صراف کے پاس لیجائیے وہ بھی فوراً شناخت نہ کرسکے گا - اگر آپ کو انگوٹھی کی ضرورت ہے تو آپ کیوں ناحق بیش بہا روپے ضایع کرتے ہیں - کیوں نہیں صرف ایک روپے میں کام نکال لیتے - قیمت فی عدد ایک روپیہ تین کے لئے ڈھائی روپے -

کان کے بندے

یہ نہایت نفیس بندے ابھی جرمنی سے بن کر آئے ہیں - نیا نمونہ قیمت ایک روپیہ فی جوڑی تین جوڑی کے لئے دو روپے بارہ آنے (ڈاکخرچ)

مینجر گولڈن سٹور پوسٹ بکس نمبر ۴ لاہور

دی آل ہومیوپیتھک انسٹی ٹیوٹ دہلی

(نمبر ۲۵ رجسٹرڈ زیر ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ء)

ہومیوپیتھی - الیکٹرو ہومیوپیتھی - بائیوکیمسٹری اور دندان سازی کی تعلیم اور ڈپلومہ حاصل کرنے کے لئے ڈاکٹر آر گپتا ایچ - ایم - ڈی پرنسپل دی آل ہومیو انسٹی ٹیوٹ چاندنی چوک دہلی سے پراسپکٹس مفت منگائیے

لفافہ میں بند سوالوں کا جواب

آپ پانچ سوال اپنی حسب منشا لکھکر لفافہ میں بند کرکے ہمارے پاس بھیجدیں - ہم بغیر لفافہ کھولے آپ کے سوالوں کا جواب مع ہدایات کے بذریعہ وی پی ۱۲ آپکو بھیجدیں گے - آپ کا بند لفافہ بھی آپ کو روانہ کردیا جائے گا -

برٹش امپائر آسٹرالوجر P فیروزپور سٹی

پشاور مشہد اور بخارا کی مشہور تحفے

ہر ایک قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی پشاوری لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی بخاری قناویز ہر قسم کی مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے زریدار سلمہ ستارہ کا پشاوری کام - مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا اگر خدانخواستہ پسند نہ آئے تو علاوہ محصول ڈاک کے قیمت واپس دی جائے گی -

المشتــــــــہر

میاں محمد غلام حید احمدی جنرل مرچنٹ کریم پورہ پشاور شہر -

پیغام صلح کی توسیع اشاعت میں سعی فرمانا آپ کا قومی فرض ہے

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۳ رمضان ۱۳۴۶ھ مطابق ۶ مارچ ۱۹۲۸ء | نمبر ۱

خلقِ عظیم

(مولانا سید اظہر حسن زاہدی صاحب بی۔ اے)

کیوں نہ ہو مشہور عالم خلق محبوب خدا،
کوئی ان جیسا نہ ہوگا اور نہ ان جیسا ہوا،
چند دینار اک یہودی کے تھے ذمہ آپ کے
ایک دن ان کا تقاضا اس یہودی نے کیا،
آپ نے فرمایا اس دم تو نہیں کچھ میرے پاس
جلد لیکن میں ادا کر دوں گا یہ قرضہ ترا،
آپ کے اصحاب کو غصہ بہت آیا، مگر
آپ نے ان سے کہا اس پر نہ ہو سختی ذرا،
اس کا میں مقروض ہوں اس سے نہ کوئی کچھ کہو
میں نہیں رکھتا کسی پر ظلم کو ہرگز روا،
ظہر سے لے کر عشا تک آپ واں ٹھیرے رہے
اس یہودی سے نہ مطلق آپ نے جھگڑا کیا
دوسرے دن آپ جب بیٹھے نماز صبح سے
وہ یہودی سخت نادم ہو کے قدموں پر گرا،
اور بولا تو نبی ہے اس میں کوئی شک نہیں
کلمہ توحید بھی پھر ساتھ ہی اس نے پڑھا،
جو علامات آپ کی مذکور تھیں توریت میں
وہ ہیں بالکل ٹھیک اور ان میں نہیں غلطی ذرا

اسلام کا پیغام

(لارڈ ہیڈلے کی بصیرت افروز تقریر)

حیدر آباد دکن کے باغ عامہ دار البلد میں لارڈ ہیڈلے الفاروق نے اسلام کے پرامن مذہب ہونے پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی جسکے بعض حصص ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

اسلامی خدا کی شفقت

ایک طرف تو عبادت اور قربانیوں کے غلط تصور نے اور دوسری طرف کفارہ قایم مقامی کے عقیدے نے انسان میں کارپردازی کے ذوق کو پست اور اس کے احساس ذمہ داری کو ضعیف کر دیا۔ اس لئے اسلام نے یہ اعلان کیا کہ محض عبادت بغیر سعی حسنہ کے بے سود ہے۔ جس امر کا حصول مطلوب ہے اس کے لیے انتہائی کوشش کرو پھر اس کے بعد اپنے رب سے امداد کی دعا کرو۔

ہمیں یقین دلایا گیا ہے کہ اگر ہم ایک قدم اللہ کی طرف اٹھائیں تو وہ سو قدم ہمارے پاس آ جائے گا۔ اگر ہم اس کی جانب چلکر جائیں تو وہ ضرور ہماری طرف دوڑتا ہوا آئے گا۔ لیکن حرکت کی ابتدا ہمیشہ ہماری جانب سے ہونی چاہیے۔ خدا کی طرف چلنے سے صرف یہی مراد نہیں کہ کسی عبادت گاہ کی طرف ہم جائیں بلکہ اپنے اعمال میں قوانین وسنن الٰہی کی پابندی بھی کریں۔ اس میں شک نہیں کہ دعا کامیابی کا ایک ذریعہ ہے۔ اور قرآن پاک فرماتا ہے کہ ایسے شخص کی دعا جو اللہ کی نعمتوں کا کفران کرتا ہے مستجاب نہ ہوگی۔ اللہ کسی قوم کی حالت نہ بدلے گا تاوقتیکہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے وہ صرف انہیں مدد دے گا جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

رہبانیت کی بیخکنی

برہمنیت اور ہر قسم کے رہبانی اعمال مردود قرار پائے جن لوگوں نے ترک دنیا اور جنگل بیابان میں گوشہ نشین ہونے کو روحانی ترقی کا ذریعہ تصور کیا تھا۔ انہیں کہا گیا کہ خدا کا ذکر صرف انہیں مکانوں میں آتا ہے جہاں خدا کی یاد ہوتی ہے اور جسمانی، اخلاقی اور روحانی تزکیہ کے ہر اصول کی پابندی کی جاتی ہے۔ ہر شخص جو خدا اور خدا کے بندوں کا سچا خادم ہے اور حقوق اللہ او حقوق العباد کی رعایت پر پابند رہے۔ وہ دنیوی کاروبار میں مصروف رہنے کے باوجود روحانیت کے بلند مقام حاصل کر سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قربانیاں جائز رکھی گئیں لیکن ان کے مقصد او منشا میں تجدید ہو گئی۔ اعلان کیا گیا کہ جانور کا خون اور گوشت اللہ تک نہیں پہنچتا بلکہ تمہارا تقوی اللہ تک پہنچتا ہے جانوروں کی قربانی سبیل اللہ میں ایثار نفس کا سبق دیتی ہے۔ اور قربانی کے جانور کا گوشت مذبح الٰہی کے چلانے کے عوض محتاجوں اور مفلسوں کو کھلانے کا حکم ہوا۔ قایم مقامی کے کفارہ کے متعلق قرآن نے فرمایا کہ کسی کا بوجھ کوئی دوسرا نہ اٹھائے گا۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا خمیازہ اٹھائے گا۔ اور جو کچھ بویا ہے وہی کاٹے گا۔

حصول دولت اور اسلام

قرآن فرماتا ہے کہ کسی کو حق نہیں کہ اللہ نے جن چیزوں کو اپنے بندوں کی زینت کے لئے پیدا کیا ہے انہیں حرام ٹھیرائے۔ دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ نے زمین میں اور دریاؤں کی تہہ میں خزانے رکھ دیئے ہیں۔ آدمی کی زینت کے لئے اس کو کان کنی اور جہاز رانی کی ترغیب ہوئی مگر دنیا سے افلاس کا نابود ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ کسی کو فطرت کے انعامات زیادہ ملتے ہیں لیکن کسی کو کسی نہ کسی قسم کی محرومی ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو سعی اور حسن عمل کی ترغیب دلانے کے لئے فرمایا گیا کہ مفلسی گناہ نہیں بلکہ انبیا کا تاج فخر ہے۔

احمدیت

(جناب مولانا عصمت اللہ صاحب مناظر اسلام کے قلم سے)

ناعاقبت اندیش مسلم علما احمدیت پر اعتراض کرنے کو اپنا فخر خیال کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ احمدیت درحقیقت سچے اور ٹھیٹھ اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔ اس پر اعتراض کرنا اسلام پر اعتراض کرنا ہے۔ مسلم علما تو شاید اس نتیجہ پر تعصب کی وجہ سے جلدی نہ پہنچ سکیں مگر آریوں نے اس نکتہ کو سمجھ لیا ہے۔ وہ انہی مولویوں کے اعتراضات کو لیکر اسلام کے منہ آتے ہیں۔ مولوی تو بھولے نہیں سماتے کہ ہم نے احمدیت پر دل کھولکر اعتراضات کردیئے۔ مگر آریہ خوش ہو جاتے ہیں کہ ہم نے اسلام پر اعتراضات کرنے سیکھ لئے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اسلام اور احمدیت دو جدا گانہ چیزیں نہیں۔ اس لئے مولویوں کی جدت طبع کے نتائج سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں مگر افسوس مولوی نہیں سمجھتے۔ کہ ہمارے یہ اعتراضات احمدیت کو نقصان پہنچانے کے بجائے آریہ سماج کو تقویت دے رہے ہیں۔ کاش مولوی اس حقیقت کو سمجھتے۔ اور احمدیت کو مورد اعتراضات شنیعہ نہ بناتے۔

سمجھنے والے آج بھی سمجھتے ہیں کہ اسلام کے اعتقادات آج بھی وہی ہیں جو تیرہ سو برس پیشتر موجود تھے۔ ان میں ایک حرف تک کی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہوسکتی ہے۔ نہ کسی کو کمی بیشی کرنے کا اختیار ہے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور زمان صحابہ کرام میں اصطلاحات فلسفہ کی آمیزش کے بغیر مسلمان ایمان رکھتے تھے کہ خدا ایک ہے۔ صفات حسنہ کے ساتھ موصوف ہے۔ فرشتے حق ہیں۔ انبیا حق ہیں۔ تقدیر حق ہے قیامت آنے والی ہے۔ مرنے کے بعد اٹھنا سچ ہے۔

اسلامی عقائد اور یونانی فلسفہ

جب فلسفہ یونان کا عربی میں ترجمہ ہوا اور مسلمانوں میں انقلاب خیالات کا سیلاب موجزن ہوگیا۔ اعراض و جواہر۔ حدوث و قدم وغیرہ پر جا بجا بحثیں ہونے لگیں۔ شکوک و شبہات نے اسلامی عقائد میں دخل پایا اور بات بات پر جھگڑے ہونے لگے۔ تو صیانت عقائد اسلام کے لئے علمائے کرام نے علم کلام کے نام سے ایک علم ایجاد کیا جس میں اسلام کے ہر عقیدے کو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے ثابت کیا اور فلسفے کے بعض غلط اور بے بنیاد مسائل کی تردید کی۔ مگر اثبات و تردید میں انہی اصولوں سے کام لیا جو اہل فلسفہ کے نزدیک مسلمات میں سے تھے اس لئے علم کلام کی کتابوں میں بامر مجبوری انہی اصطلاحات کا استعمال کرنا پڑا جنہیں اہل فلسفہ نے ایجاد کیا تھا۔ شدہ شدہ نوبت یہاں تک آپہنچی کہ کثرت استعمال سے وہ اصطلاحیں ہر کہ ومہ کی زبان پر چڑھ گئیں۔ اور اسلامی عقائد کا جزو لاینفک ہوگئیں۔ اور ہر مسلمان علم کلام کی کتابوں کو علم عقائد کی کتابیں سمجھنے لگا۔ اور اسلامی عقائد کو معلوم کرنے کے لئے کتب کلامیہ کی طرف رجوع کرنا ضروری اور لازمی قرار پاگیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ فلسفیانہ اصطلاحیں جو ہماری کتب علم کلام میں استعمال ہوئیں عین اسلام نہ تھیں نبوت کے پاک زمانہ اور صحابہ کرام کے وقت میں ان کا قطعاً استعمال نہ ہوتا تھا۔ مگر مقتضیات زمانہ سے ان کا استعمال ہونے لگا۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو کچھ ہوا تائید اسلام کی خاطر ہوا اور بجا ہوا۔ ہم لوگ ان پاک ائمہ دین کے مشکور و ممنون ہیں۔ انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا کہ شجر اسلام پھولا اور پھلا۔ مگر جس زمانہ میں ہم پیدا ہوئے یہ زمانہ ہی اور ہے۔ نہ وہ فلسفہ رہا اور نہ اس کے اصول ہی رہے۔ یورپ کے فلسفہ نے انہیں توڑ پھوڑ کر پھینک دیا اور خود ان کی جگہ سنبھال لی۔ وہ فلسفہ بھی تقویم پارینہ ہو کر رہ گیا۔

زمانہ دگر گونہ آئیں نہاد

شد آں مرغ کو خایہ زریں نہاد

فلسفہ جدید اور تحریک احمدیت!

اب نیا فلسفہ ہے نئی اصطلاحیں ہیں نئے نئے اعتراض ہیں۔ ہر امر میں تجربہ اور مشاہدہ کا سوال اٹھتا ہے۔ ضرورت تھی اور بہت بڑی ضرورت تھی۔ کہ اس نئے فلسفے کے بالمقابل تائید اسلام کے لئے نئے ہتھیار ایجاد کئے جاتے۔ اور اس کو اسی چمک دمک کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر دیا جاتا جس چمک دمک کے ساتھ وہ زمانہ رسالت میں موجود تھا۔ احمدیت نے اگر کوئی کام کیا تو یہی کہ سائنس اور فلسفہ کے اعتراضات کی دھجیاں اڑائیں۔ عیسائیت کے طلسم کو توڑا آریہ مذہب کے اوہام باطلہ کے قلعہ کو گرایا۔ مسئلہ توحید و نبوت کی صداقت پر وہ دلائل دیئے کہ باید و شاید۔ انہی باتوں کی بنا پر اسلام کی حقیقی توضیح کا نام احمدیت ہے۔ اور نئی زمانہ اسی کی بہت بڑی ضرورت بھی تھی۔ جدھر دیکھو فلسفہ و سائنس کا دور دورہ ہے۔ سکولوں اور کالجوں کی چار دیواری میں اسی کا جلوہ ہے۔ ریلوں کے بھاپ گئے۔ ہوائی جہازوں کے اڈے۔ رزم کے میدانوں۔ بزم کی آرائشوں میں اسی کی جلوہ نمائی ہے۔ کوئی دماغ نہیں جس میں سائنس کے خیالات نے انڈے بچے نہ دیئے ہوں۔ ایسی حالت کا لازمی نتیجہ ہے کہ مذہب کے متعلق مختلف قسم کے شکوک و شبہات پیدا ہوں۔ صرصر دہریت عقائد صحیحہ کے گلزار کو دھکا لگا رہی ہے۔ علما تو ایسی حالت دیکھ کر بھی تسبیح خوانی میں مصروف رہے۔ زیادہ سے زیادہ ہوا تو کفر کا فتوے لگا کر بےفکر ہو گئے۔ مگر احمدیت نے کمر ہمت باندھ کر اس حالت کا مقابلہ کیا اور اس مقابلہ میں پوری پوری کامیابی حاصل کی۔ ایسی حالت میں احمدیت اسلام سے کیونکر جدا ہوسکتی ہے۔ اور اسلام احمدیت کے بغیر کیونکر قائم رہ سکتا ہے۔ نادان ہیں وہ مولوی جو ایسی حالت کو دیکھتے ہوئے بھی احمدیت پر اعتراض کرنا فخر سمجھتے ہیں۔ کاش یہ نادان دوست احمدیت پر اعتراض کرنے کے بجائے کسی کا نجیئٹ کے شکوک و شبہات کا ہی ازالہ کرتے۔ یا آریہ سماج کے اعتراضات کے بخیئے ادھیڑتے اور عیسائیت کو نیچا دکھاتے۔ ایسا کرنے کی تو طاقت نہیں۔ اب بسم اللہ کے گنبد میں بیٹھ کر مسلمانوں ہی کی تکفیر کے پیچھے نہ پڑیں تو اور کریں بھی کیا۔ حیف ہے ایسی فہمید پر اور تف ہے ایسی سمجھ پر

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم

کہ با من آنچہ کرد آں آشنا کرد

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

دوستو! یہ نام کے مولوی تو اپنی عادت سے مجبور ہیں انہیں اپنے دلچسپ مشغلہ تکفیر میں مشغول رہنے دو۔ خود اپنا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے کی فکر کرو زمانہ حاضرہ کے مقتضیات کی روشنی میں احمدیت کا مطالعہ کرو۔ اور دیکھو کہ اس نے اپنے پاکیزہ مقاصد میں کس قدر کامیابی حاصل کی ہے۔ خود بخود احمدیت کی صداقت تم پر واضح ہو جائے گی اگر یہ مقولہ سچا ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے تو احمدیت کے زریں کارناموں پر نگاہ ڈالو۔ ہم انشاء اللہ اس مطالعہ میں تمہارا ہاتھ بٹا دیں گے۔ اور احمدیت کا ایک ایک کارنامہ تمہارے سامنے رکھتے جائیں گے۔ اور اسی کے ضمن میں ان اعتراضات کا بھی قلع قمع کرتے جائیں گے۔ جو کہ دیوبندیوں اور اہل حدیث کی طرف سے اس کی صداقت پر وارد کئے گئے ہیں۔

بیمہ اور مسلمان

(جناب حکیم محمد طاہر شہباز بی اے کے قلم سے)

۹ار فروری ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں مدیر کا نوٹ اور مولوی عبدالستار صاحب کا مضمون بعنوان "بیمہ اور شریعت اسلامیہ" بغور دیکھا۔ مولوی صاحب کی قوت استدلال اور جرات تحریر قابل داد ہے۔

بیمہ کمپنی باہمی امداد اور برادرانہ ہمدردی کا ایک نہایت مفید شعبہ ہے جس کا بنیادی اصول صرف اسی قدر ہے کہ بعض دفعہ جو قوم کے تندرست اور کمائو ممبر جن پر سارے کنبہ کی پرورش کا دارومدار ہوتا ہے دفعۃً کسی حادثہ یا وبا کا شکار ہو کر اپنے پسماندگان کے لئے روزی کے تمام دروازے بند کر جاتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں خاندان کو تباہی سے بچایا جائے تاکہ قوم بحیثیت مجموعی ترقی کے بعد تنزل کی طرف عود نہ کرے۔ بیمہ کفایت شعاری۔ دور اندیشی۔ اپنے لواحقین کی پرورش۔ قوم کے یتامے کی نگہداشت اپنی ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرنے کے لئے بہترین گر ہے مختلف بیمہ کمپنیوں کے پراسپکٹس دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹری لحاظ سے صحیح و سالم تندرست آدمی ساٹھ پینسٹھ سال سے پہلے نہیں مرتا۔ یہ رائے محض قیاس نہیں بلکہ افراد عالم کے طبی ریکارڈ کی اوسط پر مبنی ہے۔ پس اگر کوئی شخص اپنی اس طبعی عمر کو پورا کرے تو اس کے لئے کافی وقت ہوتا ہے کہ وہ اپنی یا اپنی اولاد یا اپنی قوم کی متعلقہ ذمہ داریوں سے بوجہ احسن سبکدوش ہوسکے۔ لیکن اکثر حالتوں میں موت قبل از وقت واقع ہو جاتی ہے۔ اور اجتماعی نقطہ نگاہ سے قوم پر ایک زبردست بوجھ پڑ جاتا ہے۔ جس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے قومی فنڈ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور آخر کار حکما کی دماغی قوت نے اس کو بیمہ کمپنی کی صورت میں عملی جامہ پہنایا۔ اس فنڈ میں ہر ممبر اپنی استطاعت کے مطابق کچھ نہ کچھ روپیہ جمع کرتا ہے جو تجارت میں لگ کر قومی سرمایہ کو بڑھاتا اور محتاجوں کی امداد کے کام آتا ہے۔ اور ان دونوں فائدوں میں روپیہ جمع کرنے والا شریک ہے۔

تو اپنا جمع کردہ روپیہ مع منافع کے واپس لے سکتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس کو اس مدت سے پہلے پیغام اجل بھیجے تو جس طرح وہ اپنی زندگی میں یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرتا ہے اسی طرح دوسرے ممبر اس کے بچوں اور دوسرے لواحقین کی امداد کرتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ دنیا کا کوئی مذہب اور بالخصوص اسلام جو ایک اجتماعی مذہب ہے اور باہمی ہمدردی کے بہترین اصول پیش کرتا ہے۔ کس طرح اس کو ناجائز قرار دے سکتا ہے۔

بیمہ جوا نہیں ہے

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اکثر لکھے پڑھے تعلیم یافتہ مسلمان بھی بیمہ کے دستور العمل سے بے خبر ہیں۔ بعض کہتے ہیں یہ جوا ہے ان کو یہ نہیں سوجھتی کہ جو شخص اپنے بیوی بچوں والدین وغیرہ کو ایسی کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ کر مرتا ہے۔ کہ وہ دوسرے دن روٹی کو محتاج ہوں وہ کس قدر خطرناک جوا باز ہے۔ والدین نے کس قدر تکالیف سے اس کی پرورش کی اور اس کو کمانے کے لائق بنایا۔ لیکن جب وہ خود بوڑھے ہوئے اور کمانے کے کام کے نہ رہے تو بیٹا بھی چلتا بنا۔ ان کی ساری عمر کی کمائی اس ایک داؤ میں ہر گئی۔ بیوی کو بیاہا۔ جب تک جیے جیے۔ اور پھر اچانک دھکا دیکر میاں صاحب وہ گئے۔ دھڑا دھڑ بچے پیدا کئے۔ اور یہ نہ سوچا کہ انسان کی عمر پانی کا بلبلا ہے۔ ذرا میں دم نکل گیا تو یہ کیا کھائیں گے۔ فرماتے ہیں اللہ رازق ہے۔ بالکل ٹھیک۔ مگر اللہ کی یتیم پروری اور بیکس نوازی کے طریقے آپ روز گلیوں میں ملاحظہ فرماتے ہیں۔ مرنے والے مرجاتے ہیں اور پسماندگان کو قوم کے سپرد کر جاتے ہیں۔ ایسے بے زر لوگوں کا بوجھ بہرحال قوم کو اٹھانا پڑتا ہے۔ روپیہ ہر حال میں قوم کا خرچ ہوتا ہے۔ ہاں اگر ان کی پرورش کرنے والے مرنے سے قبل بیمہ کی صورت میں ان کی پرورش کا انتظام کر جاتے تو قومی فنڈ سے عزت کے ساتھ ان کی پرورش ہوتی۔ لیکن جب ایسی پیش بندی نہیں کی جاتی تو پھر ان کے پسماندگان کو عزت کے ساتھ نہیں بلکہ ذلت کے ساتھ قوم کے آگے دست سوال دراز کرنا پڑتا ہے۔

جوئے میں بازی دو شخصوں کے درمیان ہوتی ہے۔ ایک کی جیت دوسرے کی ہار ہے۔ بیمہ میں ہار ممکن ہی نہیں۔ مدد دینے والا بھی فائدہ میں قوم بھی فائدہ میں۔ کسی کو نقصان نہیں۔ پھر یہ جوا کیونکر ہوا؟ کبھی جوابازوں کی حالت پر بھی غور کیا۔ آج ہزاروں روپے کا داؤ جیتا کل کوڑی پاس نہیں۔ سب ہر گیا۔ جوا باز کا وجود اس کے رشتہ داروں اور بیوی بچوں کے لئے ایک مصیبت بلکہ لعنت کے برابر ہے۔ نقدی اور زیورات تو ایک طرف پہننے کے کپڑے اور گھر کے برتن تک ہار آتے ہیں۔ اور بعض قمار بازی کے عاشق تو بیوی تک ہار چھوڑتے ہیں۔ برخلاف اس کے بیمہ بیمہ کرنیوالے اور اس کے لواحقین کے لئے سراسر رحمت ہے۔

بیمہ کے فوائد

اس سے کفایت شعاری کی عادت راسخ ہو جاتی ہے۔ انسان اپنے لواحقین کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو پہچانتا ہے۔ قوم کے محتاجوں کے متعلق اپنے فرض کو سمجھتا ہے۔ اس کو اطمینان ہوتا ہے کہ زندہ رہے گا تو اس کا روپیہ مع منافع بڑھاپے میں کام آئے گا۔ مرگیا تو بیوی بچوں کے لئے سہارا ہوگا۔ اس کا ایثار اس کے لواحقین کے دل میں اس کی عزت اور محبت کو بڑھا دیتا ہے۔ اور وہ کسی ناشدنی واقعہ سے بالکل بے دست و پا ہو کر نہیں رہ جاتا۔

جوا اس نیت سے کھیلا جاتا ہے کہ انسان بغیر محنت کے دوسرے کا روپیہ لے لے۔ بیمہ میں یہ نیت ہرگز نہیں ہوتی۔ کہ انسان کچا پس ساٹھ روپے دے کر مرجائے۔ اور اس کے وارث ہزاروں روپے لے کر عیش و عشرت کی زندگی بسر کریں۔ ہر انسان اپنی زندگی کی قیمت اس سے زیادہ سمجھتا ہے۔ اور اس کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دیر تک زندہ رہے روپیہ کمائے اور اپنا جمع کردہ روپیہ خود واپس لے۔ لیکن چونکہ وہ تجارتی اور معاشرتی نکتہ نگاہ سے قوم کی قوت کو مضبوط کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کی جائز طور پر یہ خواہش ہوتی ہے کہ مصیبت کے وقت قوم بھی اس کی یا اس کے پسماندگان کی مدد کرے۔ جس کو قوم بطیب خاطر منظور کرتی ہے۔

جوا کھیلتے وقت کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کتنے عرصہ میں کیا ہارے گا یا جیتے گا۔ مگر بیمہ کراتے وقت طرفین وقت اور مقدار روپے کا قطعی فیصلہ کر لیتے ہیں اور پوری کوشش سے دیکھ لیتے ہیں کہ سودے میں گھاٹا تو نہیں۔ کمپنی والے صحت کے متعلق ڈاکٹری معائنہ کرتے ہیں اس کے دوستوں سے اطلاع بہم پہنچاتے ہیں۔ اس کے رشتہ داروں کی عمروں پر غور کرتے ہیں۔ اس کی گزشتہ اور باقی ماندہ عمر کا اندازہ لگاتے ہیں۔ بیمہ کرانے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ میں اتنی قسطوں میں اتنا روپیہ ادا کرونگا اور پھر اس قدر واپس لوں گا۔

عبرتناک اعداد و شمار

آج کل مسلمان اپنے مقدس فرض یعنی تبلیغ و اشاعت اسلام سے جس قدر بے اعتنائی کا برتاؤ کر رہے ہیں اس کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ صدہا بار اس کا رونا رویا جا چکا ہے۔ مسلمانوں کے غفلت و جمود کے مقابل جب ہم حریفوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا حال معلوم کرتے ہیں تو دل بیچین ہو جاتا ہے۔ آریہ سماج اشدھی کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے جو سرتوڑ کوشش کر رہا ہے اس کا ذکر کئی بار انہی صفحات پر ہو چکا ہے لیکن اس وقت ہم عیسائی مبلغین کے متعلق چند اعداد و شمار پیش کرنا چاہتے ہیں۔

آج سے ڈیڑھ سو سال قبل ہندوستان میں عیسائیوں کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں تھی۔ لیکن آج وہ ترقی کرتے کرتے پچاس لاکھ کے قریب ہو گئے ہیں۔ ہندوستان کیا ممالک اسلامی کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوگا جہاں ان کی تبلیغی کوششیں جاری نہ ہوں۔ اس وقت ہندوستان میں ۱۴۷ عیسائی مشن جاری ہیں۔ جن میں ۵۰۳۳ یورپین اور ۴۴۳۴۸ ہندوستانی مبلغین کام کرتے ہیں۔ ان مشنوں کے زیر اہتمام ۳۱ چھاپہ خانے ۸۹ زراعتی درسگاہیں ۹۳۴ کوآپریٹو سوسائٹیاں ۵۱ کالج ۲۲۷ ہائی سکول ۱۳۴ صنعتی درسگاہیں ۷۰ معلمی کی درسگاہیں ۴۸۱ شفاخانے ۲۲۴ یتیم خانے ۱۶۱ زنانہ یتیم خانے ۱۳۹ اخبارات و رسائل اور ۲۰۹ متفرق درسگاہیں جاری ہیں۔ ان شاندار اعداد و شمار کو مدنظر رکھتے ہوئے عیسائیوں کے وسیع اور منظم تبلیغی نظام کی اہمیت اور اس کے کام کی نوعیت بخوبی اور نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

یہ اس قوم کی تبلیغی سرگرمیوں کی ایک مجمل اور سرسری روئداد ہے جس کے ہاں اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ کا کوئی حکم نہیں جس کے نبی نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ میں صرف بنی اسرائیل کی بھولی بھٹکی بھیڑوں کو راہ راست پر لانے کے لئے اس دنیا میں آیا ہوں۔ کاش مسلمان ان اعداد و شمار سے کوئی عبرت حاصل کریں۔ اور ان کے اندر عمل کا کوئی سچا جذبہ پیدا ہو۔

مسلمان نکاح خواں توجہ کریں

اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ بڑودہ اپنی ریاست کے قانون شادی میں کئی ترمیمات کرنے والے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم ترمیم یہ ہوگی کہ

"بیاہ کرنے والے پروہتوں کے لئے یہ لازمی ہو جائے کہ وہ بیاہ کے منتروں کا درست ترجمہ (مطلب) بھی فریقین کو سمجھایا کریں۔ اور زیادہ تر بیاہ میں ایسی زبان کا استعمال کیا کریں جسے فریقین آسانی سے سمجھ سکیں"

ایک ہندو ریاست کے روشن خیال حکمراں کا یہ خیال سب سے زیادہ مسلمان نکاح خوانوں کے لئے باعث عبرت ہونا چاہیے۔ آج کل عام طور پر مسلمان نکاح خواں نکاح کے موقع پر چند آیات قرآنی اور کچھ عربی فقرات جنہیں عام طور پر فریقین اور حاضرین بالکل نہیں سمجھتے پڑھ دیتے ہیں۔ چونکہ فریقین کو نکاح کے وقت نکاح کی غرض و غایت اور اس کے متعلق مذہبی احکام نہیں سنائے جاتے اس لئے بعد کو بعض ناگفتہ بہ باتیں رونما ہوتی ہیں آج کل مسلمانوں کی خانگی زندگی جو روز بروز خراب ہو رہی ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نکاح کی غرض و غایت اور میاں بیوی کے حقوق و فرائض فریقین کے ذہن نشین نہیں کئے جاتے۔ مسلمان قوم کے ذمہ دار افراد کو اس طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

قارئین کرام

کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ وہ اخبار کا کم از کم ایک ایک نیا خریدار بنا کر اپنی اسلامی اور قومی ہمدردی کا ثبوت دیں۔

(مینجر)

جن

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں دفتر سے اطلاع دی جا چکی ہے۔ براہ کرم اپنا اپنا چندہ جلد بذریعہ منی آرڈر بھیج کر ممنون فرمائیں۔ وی پی کا انتظار نہ فرمائیں کہ اس میں خرچ بھی زیادہ ہے اور سہولت بھی نہیں۔ اگر آپ وقت اور روپیہ کا بیجا صرف پسند نہیں کرتے تو آج ہی منی آرڈر ارسال فرمایئے۔

مذاکرہ علمیہ

شراب کی تجارت اور مسئلہ تناسخ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قلعہ سی)

مجھے افسوس ہے کہ ایک دوست کا خط میرے کاغذوں میں عرصہ تک گم رہ کر اب ملا۔ جس کا جواب دینے لگا ہوں امید ہے وہ بزرگ معاف فرمائیں گے۔ (بشارت احمد)

سوال - کیا مسلمانوں کے لئے ہندوستان میں یا جہاں ہندو راج ہو وہاں تجارت شراب درست ہے۔

جواب - قطعاً درست نہیں۔ ہندو راج ہو یا اسلامی راج ہو یا برٹش راج ہو۔ برائی ہر جگہ برائی ہے۔ ہندو راج میں برائی بھلائی قرار نہیں دی جا سکتی۔

سوال - بحالت اس کے کہ ایک مسلمان مجبور ہو اور اس کی تجارت کسی صورت میں چل نہ سکے جب تک کہ شراب نہ فروخت کرے۔ کیا شراب فروخت کرتا ہے یا لائسنس حاصل کر سکتا ہے؟

جواب - لائسنس حاصل کر سکتا ہے یا نہیں یہ تو محکمہ آبکاری کے عمال جانتے ہوں گے۔ میں تو فقط اتنا بتلا سکتا ہوں کہ کوئی مسلمان شراب کے فروخت کرنے پر مجبور نہیں ہو سکتا۔ کیوں کسی مسلمان کی تجارت بغیر شراب کے چل نہیں سکتی؟ آپ نے کوئی مثال پیش نہیں کی۔ کہ فلاں طریق پر تجارت بغیر شراب بیچے نہیں چل سکتی۔ میری سمجھ میں کوئی ایسی شکل نہیں آتی مسلمان کہاں اور شراب کا بیچنا کہاں؟

مسئلہ تناسخ کی لغویت

سوال - ایک نوزائیدہ بچہ پیدا ہوتے ہی ایک سخت مرض میں مبتلا ہوتا ہے، اور شدت مرض سے ایک عرصہ تک شدید تکلیف اٹھاتا ہے۔ اگر اس کو گزشتہ جنم کے گناہوں کا خمیازہ نہ سمجھا جائے تو کس جرم میں یہ نوزائیدہ تکلیف میں مبتلا ہوا؟

جواب - یہ کس طرح ثابت ہوا کہ دنیا میں جو بھی کسی کو تکلیف پہنچتی ہے وہ کسی گزشتہ جنم کے گناہوں کا خمیازہ ہوتا ہے؟ اور یہ گزشتہ جنم کیا! یہ کس نے ثابت کر کے دکھایا کہ ہر ایک انسان جو پیدا ہوتا ہے وہ اس سے پہلے بھی کسی انسانی پیکر میں اس دنیا میں موجود تھا۔ شاید آپ کہیں کہ تناسخ والے ایسا کہتے ہیں، تو کہتے ہی ہیں یا کبھی ثابت بھی کیا۔ دنیا میں دکھ اور سکھ دیکھ کر بعض پرانے لوگوں نے یہ تھیوری بنائی تھی کہ شاید ہم اس دنیا میں انسانی پیکر میں پہلے تھے اور ہم نے گناہ کیا تھا۔ اس کی سزا مل رہی ہے۔ مگر کوئی اس کا ثبوت؟ ثبوت کچھ نہیں۔ محض ایک دعوےٰ کر دینا بغیر کسی دلیل کے کوئی چیز نہیں۔ میں تمام عمر اس کے ثبوت کی تلاش میں رہا۔ مگر ہر جگہ سوائے دعوے کے ثبوت کوئی نہ ملا۔ غلطی سے لوگ دعوے کو دلیل سمجھ کر گھبرا جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک نہایت غلط تھیوری تھی۔

قوانین کو فنا کرنے والا نظریہ

اس سے تمام دنیا کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اور انسانی عمل کی کل ذمہ داریاں اور خوبیاں اٹھ جاتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص قتل ہو گیا یہ اس کے گزشتہ جنم کا پھل تھا۔ پھر قاتل کو کیوں پھانسی دی جائے۔ کیا جلاد جو کسی مجرم کو پھانسی دیتا ہے۔ اسے بھی اس کے عوض میں کوئی پھانسی چڑھایا کرتا ہے۔ اسی طرح کسی مقتول کا قاتل خدائی جلاد ہے۔ جس نے خدا کی منشا سے مقتول کے گزشتہ جنم کی اسے سزا دی۔ پھر اسے سزا دینا کیا معنے رکھتا ہے۔ کوئی شخص کسی غریب سے ہمدردی کیوں کرے۔ کیونکہ اس کی غربت کسی گزشتہ جنم کی خدائی سزا ہے۔ ایک مجرم کی مدد کرنے والا خود مجرم ہونا چاہیے۔ کسی بیمار کی بیماری اسے خدائی سزا ہے۔ اس کا علاج بیکار اور اس سے ہمدردی جرم ہونا چاہیے۔ تناسخ کی تھیوری تو دنیا کے تمام قوانین کو فنا کر دیتی ہے۔ پس سمجھ میں نہیں آتا کہ بغیر کسی ثبوت کے کس طرح آپ نے فرما دیا کہ کیا بچہ کی تکلیف کسی گزشتہ جنم کی سزا ہے۔ ارے صاحب گزشتہ جنم کیا معنے؟ یہ کس نے آج تک ثابت کیا کہ کوئی گزشتہ جنم بھی تھا بلکہ تمام شواہد اس کے خلاف ہیں۔

مسئلہ ارتقا کا فیصلہ

آج سائنس کی ترقیات نے اور مسئلہ ارتقا نے تو اس تھیوری کا تختہ ہی الٹ دیا۔ انہوں نے ثابت کر کے دکھا دیا کہ دنیا کی ہر چیز ترقی کی طرف جا رہی ہے۔ اور انسان تدریجاً نباتات سے حیوانات کی اور حیوانات سے انسان کی منزل پر پہنچا ہے۔ آدمی کا کتا بلی بننا یا بلی کا آدمی بن جانا ایک پرانا جہالت کا خیال ہے۔ جس کے اندر حقیقت کوئی نہیں۔ ... زحمت ہے تو آپ نکل آیئے۔ انسان اسی جنم میں آ کر ابتدائی ... ہوا ہے۔ اس سے قبل کوئی ایسا جنم نہ تھا۔ موجودہ جنم میں جو اعمال انسان کرتا ہے۔ اس کی جزا و سزا کے لئے عالم آخرت ہے جو اس عالم کے بعد ہے۔ ہاں بعض دفعہ کسی عمل کی جزا یا سزا اس دنیا میں بھی مل جاتی ہے مگر یہ مصلحت ربی اور حکمت الٰہی پر منحصر ہوتا ہے۔

مرض کے اسباب

پس یہ ضروری نہیں کہ مرض جو ہو وہ ہمیشہ اعمال ہی کی سزا ہو۔ انبیاء اور اولیاء بھی بیمار ہوتے ہیں۔ کفار اور فجار بھی بیمار ہوتے ہیں۔ جس کسی کے جسم میں ایسے اسباب پیدا ہو جائیں جو مرض کو قبول کرنے میں ممد ہوں وہ شخص مرض قبول کر لیتا ہے۔ خواہ بوڑھا ہو یا بچہ۔ بد ہو یا نیک یہ قدرت کے قوانین ہیں جو مادی دنیا پر حاوی ہیں۔ بچہ کو تو ہوش بھی نہیں ہوتا کہ وہ اپنی تکلیف کو سمجھے۔ اس کی بیماری تو ایک درخت یا ایک جانور کی بیماری کی طرح ہوتی ہے۔ اس کو دکھ اور سکھ کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ وہ تو فطرت کے تقاضہ سے دکھ پر روتا اور سکھ پر ہنستا ہے۔ اس کا احساس جانور یا درخت کی طرح کا احساس ہے۔ البتہ ایک ہوش والا انسان بیماری میں اپنے صبر اور رضا بالقضا سے اپنے اخلاق فاضلہ کو ترقی دے لیتا ہے اور ایک بے وقوف اپنی بے صبریوں سے اپنے اخلاق کو بگاڑ لیتا ہے۔ گویا بیماری اور دکھ درحقیقت انسان کی ان تمام قوتوں اور استعدادوں کے نشوونما کے لئے آتے ہیں جن کا تعلق صبر سے ہے۔ اور سکھ انسان کی ان تمام قوتوں اور استعدادوں کے نشوونما کے لئے آتے ہیں جن کا تعلق شکر سے ہے۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ مختصر یہ کہ دکھ اور سکھ دو ذرائع ہیں جن سے انسان کی روحانی ترقی وابستہ ہے۔ جو دکھ میں صبر اور رضا۔ شجاعت اور استقامت صدق اور وفا کے نمونے دکھاتا ہے۔ وہ کس قدر منازل سلوک کو طے کر گیا۔ اسی طرح جو سکھ میں شکر نعمت الٰہی کرتا ہے۔ اور حلم اور انکسار اور تواضع اور فروتنی اور تقویٰ اور طہارت سے کام لیتا ہے وہ بھی قرب کے مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔ پس دکھ اور سکھ تو ترقیات کے ذرائع ہیں اور مادی دنیا کے قوانین سے وابستہ ہیں۔ جو شخص بھی ان قوانین میں سے کسی کی زد میں آ گیا وہ دکھ میں مبتلا ہو گیا یا سکھ پا گیا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر اور دیگر بزرگان سلسلہ بعافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ۲ رمارچ ۱۹۳۶ء کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک امریکن نوجوان مسٹر جان ڈی کروز نے مولانا صدرالدین صاحب پرنسپل اشاعت اسلام کالج لاہور کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ مولانا صاحب موصوف نے انگریزی زبان میں اسلام کے اصول سمجھائے جس پر مسٹر جان ڈی کروز نے انکی قبولیت کا اعلان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے استقامت بخشے

— راولپنڈی میں ایک اور انگریز مسٹر سٹیٹ (عبداللہ) نے قبولیت اسلام کا اعلان حضرت امیر کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس نے ۲۰ رجنوری کو مسلمانوں کی موجودگی میں اسلام قبول کیا ہے۔ گو وہ کئی برس سے اسلامی عقائد رکھتا تھا لیکن چونکہ اس نے اسلام کے بارہ میں نہ کچھ سنا تھا نہ پڑھا تھا۔ اس لئے بالکل بے خبر تھا۔ اور اب اسلام قبول کرنے پر وہ ایک سچا اور بہتر کرسچین ہو گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے کبھی تھا اس نے لکھا ہے کہ مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اسلامی اخوت نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے جس کا نمونہ میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ میں آپ کی کتاب اسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں مہربانی کر کے مجھے اور کتابیں بھی بھیج دیں۔ تاکہ میں اسلام سے پورے طور پر واقف ہو سکوں۔

— اخویم غلام محمد صاحب کلرک محکمہ ریشم خانہ کشمیر کی اہلیہ صاحبہ عرصہ سے بیمار ہیں جس کی وجہ سے انہیں سخت پریشانی ہے جملہ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

— اسی طرح عزیز عبدالرحمٰن ولد محمد منظور الٰہی گزشتہ ایک ہفتہ سے بیمار ہے۔ اس کو اس سال انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں شریک ہونا ہے احباب ماہ رمضان میں خاص طور پر اس کی صحت اور امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کریں۔

— مولوی یعقوب خان صاحب بفضلہ تندرست ہیں انہوں نے سنٹرل جیل لاہور سے جو پیغام بھیجا ہے وہ کسی دوسری جگہ درج ہے۔

مسلم ہائی سکول لاہور کا معائنہ

۲۳ر فروری ۱۹۲۸ء کو انسپکٹر صاحب مدارس حلقہ لاہور نے مسلم ہائی سکول لاہور کا سالانہ معائنہ فرمایا۔ سکول سے باہر گلی میں سکاوٹ ماسٹر صاحب نے اپنے ٹروپ کو ساتھ لے کر ان کا پر جوش خیر مقدم کیا اور انسپکٹر صاحب اور ان کے معاونین کے گلوں میں پھولوں کے ہار ڈالے پھران کو سکاوٹوں کی دو رویہ صفوں میں سے گزار کر سکول کے دروازہ تک پہنچایا۔ جہاں ہیڈ ماسٹر صاحب نے ان کا استقبال کیا۔ انسپکٹر صاحب نے سکول کے کمروں کا معائنہ فرمایا۔ عام ضبط و صفائی کو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ دو باتوں کے متعلق خاص طور پر اظہار خوشنودی فرمایا۔ اول یہ کہ ہر کمرہ میں ایک بڑا اور خوش نما " " زینت دیوار ہے جو لڑکوں کی روزانہ زندگی کے لئے مشعل راہ ہے۔ دوم یہ کہ کوئی سجاوٹ بناوٹی اور وقتی نہ تھی۔ وقتی اور بناوٹی سجاوٹ کا طلبا کے اخلاق پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ استاد صاحبان انسپکٹر صاحبان کو ایک قسم کا دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

مینویل ٹریننگ کلاس کے کام کو ملاحظہ فرما کر نہایت محظوظ ہوئے لڑکوں کا کاغذ کا کام دیکھا پھران کو لکڑی کا کام کرنے کا حکم دیا۔ سکیم کو بغور دیکھا اور ہیڈ ماسٹر صاحب کو اس نہایت مبارک مفید اور کارآمد مشغلہ کے متعلق مبارکباد دی۔ اور حتی الوسع ہر طرح امداد دینے کا وعدہ فرمایا۔

مینویل ٹریننگ کلاس کا کام کچھ ایسا دلکش معلوم ہوا کہ جملہ ہم رکاب افسران صاحبان نے لڑکوں کو بار بار کمرہ تعلیم سے عملی کام کے لئے بلایا اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو ایسی اچھی طرح کام کرتے ہوئے دیکھکر بہت مسرت کا اظہار کیا۔

مینویل ٹریننگ کلاس کے معائنہ کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب نے سکول کی "ماس ڈرل" اور " " دکھانے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ ڈرل ماسٹر صاحب نے بگل بجایا اور ہر کمرہ سے لڑکے قطار در قطار نہایت ترتیب و چستی سے نکل کھڑے ہوئے انسپکٹر صاحب ڈرل اور کھیلوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور اس امر کو خاص طور پر نوٹ کیا کہ استاد صاحبان لڑکوں کے ساتھ خود بھی کھیلوں میں حصہ لیتے ہیں۔

پڑھائی کے متعلق جملہ افسران صاحبان نے نہایت تسلی بخش رائے کا اظہار فرمایا۔ سٹاف اور طلبہ اس بات سے نہایت متاثر ہوئے کہ جملہ افسران نہایت خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور بجائے نکتہ چینی کے ہمدردانہ مشورہ اور رہبری کے نصب العین کو مد نظر رکھا۔ جس کے لئے میں سٹاف اور طلبہ کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کامیابی کے لئے ہیڈ ماسٹر صاحب خاص طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ قوم کا فرض ہے کہ وہ ایسے لایق اور نیک خادم قوم کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کرے۔ اور اپنے بچوں کو ان کی تعلیم اور فیض صحبت سے مستفید ہونے کا موقع دے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی عرض کرنے کے قابل ہے کہ ہمارے سکول کے ساتھ جو بورڈنگ ہاؤس قایم ہے وہ اپنی چند خصوصیتوں کے لئے نہایت ممتاز ہے مثلاً بچوں کا نماز پنجگانہ میں باقاعدہ شریک ہونا شام کو مولوی صدر الدین صاحب کے درس قرآن مجید سے فائدہ اٹھانا اور ان کے چال چلن کی حفاظت کے لئے ہیڈ ماسٹر صاحب کا خود بورڈنگ ہاؤس میں موجود ہونا وغیرہ یہ ایسی باتیں ہیں کہ ہر بورڈنگ ہاؤس میں اور خصوصاً لاہور جیسے شہر میں میسر نہیں ہو سکتیں۔ ڈپٹی انسپکٹر صاحب نے بورڈنگ ہاؤس کا معائنہ فرمایا۔ تو صفائی اور انتظام کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

حکیم محمد طاہر شہباز

تصحیح

گذشتہ اشاعت میں صفحہ ۳ پر "بیمہ اور شریعت اسلامیہ" کے عنوان سے جو مضمون شایع ہوا ہے اس کے دوسرے کالم میں "بیمہ شرکت فی التجارت ہے" کے نیچے سطر ۲ میں "شرکت فی التجارت کے قریب ہے" کے بجائے "شرکت فی التجارت کے تحت" ہونا چاہیئے۔ احباب درست کرلیں

آریہ سماج علی پور کا سالانہ جلسہ

۲۵-۲۶- فروری ۱۹۲۸ء کو آریہ سماج علی پور کا سالانہ جلسہ ہوا۔ اور ۲۴ر فروری کو نگر کیرتن ہوا۔ نگر کیرتن میں سخت ترین بیہودہ سرائی سے کام لیا گیا اور سخت اشتعال انگیز نظمیں پڑھی گئیں اور مسلمانوں کو دل کھول کر گالیاں دی گئیں۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کے برخلاف بھڑکانے میں کوئی کسر باقی نہیں رہنے دی گئی۔ ۲۵-۲۶- فروری کے اجلاسوں میں دلآزاری اور اشتعال انگیزی کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا گیا۔ یوں تو ہر ایک اپدیشک دل آزاری اور اشتعال انگیزی میں آتش کا پرکالا بنا ہوا تھا۔ مگر ستیہ دیو نامی اپدیشک اس معاملہ میں سب سے بڑھ کر ثابت ہوا۔ اس جہالت کے پتلے کی تقریر میں سچی اور معقول بات تو کوئی تھی ہی نہیں۔ ساری تقریر ہزلیات و خرافات کا مجموعہ تھی۔ اپنے خیال کی تائید میں جن کتابوں کے حوالے پیش کرتا تھا۔ عجیب بات یہ ہے کہ وہ ابھی تک نہانخانہ عدم سے باہر بھی نہیں نکلیں۔ ایک اپدیشک کے لئے یہ امر کس قدر شرمناک ہے کہ وہ اپنی تقریروں کو فرضی کتابوں کے حوالوں سے مزین کرکے پبلک کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور اس سے زیادہ خطرناک یہ امر ہے کہ آریہ حاضرین میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ نکلا جو اس کی اس نامعقول حرکت پر گرفت کرتا۔ یا ٹوکتا۔ معلوم ہوتا ہے آریہ سماج میں نیک و بد کی شناخت کی روح ہی مردہ ہو چکی ہے اور اس قدر جہالت پھیل گئی ہے کہ سچ اور جھوٹ کی تمیز تک باقی نہیں رہی ورنہ کسی اپدیشک کی کیا مجال کہ ایک سمجھدار جماعت کے سامنے جہالت کی بات کہہ سکے۔ اس بیہودہ سرا اپدیشک کے متعلق صرف یہی شکایت نہیں کہ وہ اپنے لیکچر میں فرضی کار روائی سے کام لیتا ہے۔ بلکہ سب سے بڑی شکایت یہ ہے کہ اس کی زبان اور اس کا طرز بیان اس قدر گندہ واقع ہوا ہے کہ بے شرمی بھی شرم سے پانی پانی ہو جاتی ہے۔ دوسرے مذاہب کے بزرگوں کو گالیاں دینا اور دوسرے مذاہب والوں کا دل دکھانا اس کے لئے ایک معمولی سی بات ہے۔ ہمیں تعجب ہے کہ اس دل آزار اپدیشک کی گندی تقریروں پر توہین مذاہب کا قانون ہوتے ہوئے نوٹس کیوں نہیں لیا گیا۔ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ ایسے بد زبان اپدیشک کے منہ میں جلد سے جلد کوئی کانٹے دار لگام دے دے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں نہ کہیں اس کی بد لگام زبان کا شعلہ خرمن امن و سکون میں آگ لگا دے گا۔

علی پور کی مسلم پبلک آریہ اپدیشکوں کی دل آزاریوں اور اشتعال انگیزیوں سے بہت دکھی ہو رہی تھی۔ اور جذبات ہیجان میں تھے۔ کہ مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی اور مولانا عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام اور مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے متعدد تقریروں میں آریہ اعتراضات کے بخیئے ادھیڑ دیئے۔

(نامہ نگار)

(ایڈیٹر کے کالم کا بقیہ) اس کے مقابلہ میں مسلمان اگر جائز طور پر بھی تبلیغ کا کام کریں تو آریہ سماجی کونسل تک جا پہنچتے ہیں۔ اب میں اصل واقعات کو پیش کرکے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

اصل واقعات

علی پور میں آریہ سماج اٹھائیس سال سے قایم ہے جو سات سال سے مسلمانوں کو خصوصیت سے تنگ کر رہی تھی۔ سالانہ جلسوں میں مذہبی تہواروں میں ہفتہ وار اجلاسوں میں اپنے لیکچر اور بھجنوں سے جو بد زبانیوں سے بھرے ہوتے تھے مسلمانوں کی غریب قوم کو ستایا جاتا تھا۔ اور مقابلہ کے لئے للکارا جاتا تھا۔ یہ گندی نظمیں اور بیہودہ لیکچروں کے نوٹ ہمارے پاس موجود ہیں طوالت کے خیال سے یہاں درج نہیں کئے جاتے۔ یہاں کے مسلمانوں نے ایک مدت تک لگاتار ان کی بد زبانی برداشت کی آخر کب تک کر سکتے تھے۔ صرف انہوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے ایک مبلغ کے لئے درخواست کی تو انجمن نے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کو عرصہ دو سال کا ہوا بھیج دیا۔ انہوں نے فرقہ وارانہ سوال کو الگ رکھکر آریہ سماج کے ان اعتراضات کا جواب دینا شروع کیا جو وہ چھ سات سال سے کر رہے تھے پندرہ سو نفوس کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ بہت سی اسلامی دکانیں کھلوائیں شروع میں جب مرزا صاحب یہ خدمات انجام دے رہے تھے تو مقامی آریہ سماجی پولیس سٹیشن پر دوڑے سپرنٹنڈنٹ پولیس لالہ چنی لال تھے انہوں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کا پہلو دفاعی ہے جارحانہ نہیں اس کے بعد قتل کی دھمکیاں دیں جعلی خط لکھے جب یہ حربہ بھی کامیاب نہ ہوا تو لالہ بودھ راج وکیل کی معرفت کونسل میں سوال پیش کرا دیا۔ آہ سے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا ✽ وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ضلع مظفر گڈھ میں سماجی حرکات

مبلغین اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش

۲۴ر فروری کا پرتاب رقمطراز ہے کہ لالہ بودھ راج صاحب وکیل ملتان ممبر لیجسلیٹو کونسل نے ۲۰ فروری ۱۹۲۸ء کو مندرجہ ذیل سوالات کونسل میں پیش کئے ہیں۔

کیا فنانشل ممبر بتائیں گے کہ کیا آپ کے نوٹس میں لایا گیا ہے کہ علی پور ضلع مظفر گڈھ میں ایک آدمی ایسے طریقوں پر فرقہ وار پروپیگنڈا کرتا رہا ہے جب سے امن میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے؟ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کسی پولیس افسر نے مولوی کو پروپیگنڈا کرنے سے روک دیا لیکن اس پولیس افسر کی تنبیہ کے باوجود اس پروپیگنڈا میں مصروف رہے؟ اگر مذکورہ بالا دو حصوں کا جواب اثبات میں ہے تو کیا آنریبل ممبر اس معاملہ میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

یہ وہ سوالات ہیں جو لالہ بودھ راج نے آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھکر اور تصویر کا ایک رخ دیکھکر کونسل میں پیش کئے۔ وکیل صاحب نہ علی پور کے رہنے والے۔ نہ مولوی کے مشیروں کے لیکچر سننے والے پھر انہیں یہ کس طرح معلوم ہو گیا کہ ایک مولوی صاحب منافرت پھیلا رہے ہیں۔ دو سال کے عرصہ میں ایک ہندو سپرنٹنڈنٹ پولیس اور سکھ ڈپٹی کمشنر کی موجودگی میں وکیل صاحب کو کس طرح توقع ہو گئی کہ اس عرصہ میں مولوی صاحب نے فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کی جرأت کی۔

جواب تو وہی کافی ہے جو سر جعفری مونٹ نے دیا اور مختصر طور پر بتلا دیا کہ ابھی تک ان کے لیکچروں سے منافرت پھیلنے کا اندیشہ نہیں۔ لیکن پھر بھی ہم مسلمان بھائیوں اور ہندو بھائیوں کو جو اتحاد کے حامی ہیں۔ اور رات دن اتحاد اتحاد کی رٹ لگاتے ہیں۔ اپنے حقوق کے تحفظ کی خاطر اصل حالات کو واقعات کی روشنی میں رکھنا مناسب سمجھتے ہیں۔ تا ان اصحاب کو معلوم ہو کہ آریہ قوم کہاں تک مسلمانوں کو جائز حقوق دینے کے لئے دل سے متمنی ہے۔ اور آریہ لغات میں جائز و ناجائز کے کیا معنے ہیں۔

آریہ سماج کی افسوسناک روش

یہ تو ایک مسلم امر ہے کہ آریہ سماج ایک تنگ نظر جھگڑالو اور مذاہب عالم کو غلط طور پر پیش کرنے والی جماعت ہے۔ اور اس جماعت کو ان کے لیڈروں کی طرف سے بیسیوں سرٹیفکیٹ مل چکے ہیں۔ ذیل میں مہاتما گاندھی جیسے صلح کل اور صاف دل لیڈر کی رائے پیش کی جاتی ہے:

"آپ جہاں کہیں بھی آریہ سماجیوں کو پائیں گے وہاں زندگی اور سرگرمی موجود ہو گی۔ تنگ نظری اور لڑائی کی عادت کی وجہ سے وہ یا تو دیگر مذاہب کے لوگوں سے لڑتے رہتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔"

آگے چل کر فرماتے ہیں:-

"آریہ سماجی اپدیشک کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی جتنی کہ دیگر مذاہب کی بدگوئی کرنے کے وقت ہوتی ہے۔"

یہ وہ فتویٰ ہے جو مہاتما جی نے آریہ سماجی پرچارکوں کا کھینچا ہے لیکن وہ کیا کریں۔ جبکہ ان کے پیرو مرشد کا عملی نمونہ بھی ایسا ہی ہو۔ سچ ہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج ✽ تا ثریا میرود دیوار کج

اگر آریہ سماج کے بانی میں یہ کمزوری نہ ہوتی تو انہیں اس قسم کی جرأت نہ ہوتی۔ ان کی ستیارتھ پرکاش کا بارھواں تیرھواں چودھواں سملاس اس امر پر شاہد ناطق ہے۔ کہ آریہ سماج کی بدگوئی۔ دریدہ دہنی محض اس کتاب اور ان کے پرنیتا دیانند کی وجہ سے ہے۔ مہاتما جی نے مندرجہ ذیل عبارت میں سوامی جی کے متعلق رائے ظاہر فرمائی ہے:

"پنڈت دیانند جی نے اپنے دھرم کو تنگ بنا دیا ہے۔ میں نے آریہ سماج کی بائیبل ستیارتھ پرکاش کو پڑھا ہے میں نے اتنے بڑے ریفارمر کی تصنیف کردہ اس سے زیادہ مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی .... انہوں نے جانتے ہوئے جینی دھرم۔ اسلام۔ عیسائیت اور خود ہندو دھرم کو غلط طور پر ظاہر کیا ہے"

یہ تو ہے آریہ سماج کی ذہنیت جس کا اظہار مہاتما جی جیسے بے نفس انسان نے کیا ہے۔ اس کے بعد جب اصل واقعات سامنے رکھے جائیں گے تو ان کی روشنی میں صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ آریہ سماج کا پروپیگنڈا محض افترا پر مبنی ہے اور یہ ان کی ایسی چالاکی ہے جس کی آڑ میں وہ گندہ سے گندہ لٹریچر پیدا کرتے ہیں ان کے لیکچرار اور بھجنیک خصوصاً دھرم بھکشو۔ رام چندر دہلوی۔ کالی چرن اور ست دیو وغیرہ تمام ہندوستان میں منافرت خیز لیکچر دیتے ہیں۔ (باقی ایڈیٹر کے کالم میں)

رہا یہ سوال کہ جو روپیہ ہم نے اپنی محنت سے نہیں کمایا وہ ہم خود یا ہماری اولاد کیوں کھائے۔ اس کا جواب میں اوپر دے چکا ہوں۔ بیمہ کرانے والے کیلئے کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ خود نہ کمائے اور دوسروں کے کمائے ہوئے روپے سے فائدہ اٹھاسکے۔ میعاد مقررہ گزرنے پر وہ اپنی کمائی کا جمع کردہ روپیہ مع منافع واپس لیتا ہے۔ باقی رہ گئی اس کی اولاد سو وہ بچپن میں کچھ کام کرنے کے قابل نہیں ہوتی اور بعض دفعہ بڑی ہو کر بھی بزرگوں کا اندوختہ بغیر محنت کے حاصل کرتی ہے۔ جس طرح اس روپے کا کھانا ایک انفرادی واسطے سے جائز ہو جاتا ہے اسی طرح کمانے والے کا بے وقت فوت پر بیمہ کا روپیہ ایک اجتماعی (سوشل) حق کے ماتحت بالکل حلال ہے۔

سود کا ڈھکوسلہ

بیمہ کے متعلق جو اعتراضات سود کے تحت میں پیش کئے جاتے ہیں وہ چنداں اہمیت نہیں رکھتے۔ کمپنی تجارت سے فائدہ اٹھاتی ہے اور اس کا ایک حصہ جس کی ادائیگی کمپنی پر کسی طرح لازم نہیں ہوتی اور جس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ وہ روپیہ جمع کرنے والے کو دیتی ہے۔ تاہم اگر کسی کے خیال میں یہ منافع سود ہی ہو تو یہ امر بھی بیمہ کرانے میں رکاوٹ نہیں اگر وہ مقررہ میعاد تک زندہ رہے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ اپنا جمع کردہ روپیہ واپس لے اور زائد روپیہ جو کمپنی نے اس کو بطور منافع روپیہ واپس کرتے وقت اپنی خوشی سے پیش کیا ہے۔ اپنے مصرف میں نہ لائے اور ان محتاجوں کی امداد پر خرچ کرے جن کو بحالت اضطرار اللہ تعالیٰ نے حرام چیزیں کھانے کی بھی اجازت دے رکھی ہے۔ اگر بیمہ کرانے والا اس میعاد سے پہلے مر جائے اور اس کی اولاد اس عمر کو پہنچ چکی ہو کہ وہ صرف اس کے اپنے پس انداز کمائے تک خود کمانے کے قابل ہو جائے تو وہ بھی زائد روپیہ دوسروں کی امداد میں صرف کردے۔ لیکن اگر اس کی اولاد یا والدین وغیرہ اپنی مدد آپ کرنے سے قاصر ہیں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ اس اضطرار کی حالت میں قوم کی پیش کردہ امداد کو کیوں شکریے کے ساتھ قبول نہ کریں۔ کیونکہ اگر قوم کی امداد کو حرام سمجھا جائے تو خودکشی کو پرلے درجہ کا تقویٰ ماننا پڑے گا اور اس اصول کے ماتحت کہ جو روپیہ کسی نے خود جمع نہیں کیا کیوں لے۔ پنشن اور پراویڈنٹ فنڈ کے تمام فائدے بھی حلال نہ رہیں گے۔

ہر مسلمان کو بیمہ کرانا چاہیئے

اندریں حالات ہر ذمہ دار مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی کا ضرور بالا بیمہ کرائے۔ ورنہ وہ نہ صرف ایک اخلاقی اور معاشرتی گناہ عظیم کا مرتکب ہوگا بلکہ عملاً مذہب کو انسانی بہبودی کا دشمن ثابت کرے گا۔ ہر نوجوان کو جب وہ خود اپنی روزی کمانے کے قابل ہو جائے۔ فوراً بیمہ کرا لینا چاہیئے۔ کہ سالانہ یا سہ ماہی نہایت ہی قلیل سی قسط پر نہایت معقول رقم کا بیمہ ہو جاتا ہے۔ جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے یا یوں کہئے کہ جوں جوں باقی ماندہ عمر کم ہوتی جاتی ہے۔ بیمہ کی قسط بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ مثلاً ایک بیس سالہ نوجوان جس قدر قسط دیکر ایک ہزار روپے کا بیمہ کرا سکتا ہے چالیس سالہ مرد کو اس سے دگنی قسط دینی پڑتی ہے لیکن بیس سالہ جوان کی صورت میں کمپنی کی ذمہ داری چالیس سال اور چالیس سالہ مرد کی صورت میں بیس سال تک ہوتی ہے۔

مسلمانوں میں بڑے بڑے حق مہر باندھنے کا رواج ہے مگر یہ سب کچھ محض دکھاوا ہوتا ہے۔ عورت کو مؤجل یا غیر مؤجل کوئی حصہ کبھی ادا نہیں کیا جاتا۔ کیا اچھا ہو کہ شادی کرتے وقت لڑکی والے تمام خلاف شرع اخراجات کو اڑا کر صرف لڑکے کی زندگی کا بیمہ کرائیں تاکہ صحت کے متعلق طبی معائنہ بھی ہو جائے اور لڑکی کی آئندہ عمر کے لئے بھی کچھ سہارا ہو جائے

جن محکموں میں پراویڈنٹ فنڈ کاٹنے کا رواج ہے وہ ملازم کی تنخواہ سے وضع کردہ رقم سے تو اس کی زندگی کا بیمہ کرا دیا اور اپنی امداد کو بنک میں جمع کرائیں۔ ملازمت سے الگ ہونے پر قواعد کے مطابق بنک والی رقم بانٹ لی جائے۔ اور ملازم کی رقم سے زندگی کا بیمہ بدستور جاری رہے۔ اور وہ جہاں چاہے اس سے فائدہ اٹھائے

تنبیہ

میں نے زندگی کے بیمہ کی ایک ایسی صورت پیش کی ہے جس پر کوئی شرعی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ لیکن میری اس تحریر سے یہ نتیجہ نکالنا کہ میں ہر قسم کے بیمہ کو شرعاً جائز سمجھتا ہوں غلط ہوگا۔ بیمہ کی بعض قسمیں میرے نزدیک غیر مفید اور مشتبہ ہیں۔ مثلاً ساری زندگی کا بیمہ، تعلیم یا شادی کا بیمہ۔ اگر کوئی بات کسی بھائی کی سمجھ میں نہ آئی ہو تو مجھ سے دریافت کرسکتے ہیں۔ میرا مضمون کچھ لمبا ہو گیا ہے مزید بحث کی یہاں گنجائش نہیں۔ البتہ کسی آئندہ اشاعت میں بیمہ کی مختلف صورتوں پر بحث کرکے میں بتاؤں گا کہ ان میں سے کون کونسی صورتیں مفید اور ضروری ہیں اور کون کونسی غیر مفید اور مشتبہ۔

ویدوں کے رشی

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کی قلم سے)

خوشا نصیب ہندوستان کہ جس کی خاک میں ان بزرگ ہستیوں کے ذرات کی چمک ہے کہ جنھوں نے اس جنت نشان کے اندر اس تمدن کو پیدا کیا جو اس قدر عرصہ دراز گزر جانے کے بعد بھی اقوام عالم کے لئے باعث حیرت و عبرت ہے۔ جن کی زبان اور جن کا لٹریچر علما کی ایک بہت بڑی جماعت کو اپنی طرف متوجہ کئے ہوئے ہے۔ اس وقت ان رشیوں کی اولاد ترقی کے ایک نئے دور میں سے گزر رہی ہے۔ وہ قوم جس کا ماضی قدیم تمدن کی ایک زندہ یادگار ہے۔ یہ کس قدر افسوس اور رنج کی بات ہے کہ اس کی گزشتہ تاریخ پر جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ اور مادر ہند کے یہ فرزند خواب غفلت میں پڑے سوتے ہیں۔ ماضی کی غلط کاریوں اور استقبال کی بیداری کے لئے ضرورت ہے سچے اور صحیح واقعات کی جن کا مطالعہ علم النفس کی روشنی میں کیا جائے۔

ہندو علما کی ایک بڑی جماعت کا اب یہ ایک قطعی فیصلہ ہے کہ ویدوں کے اندر جس قسم کے تمدن اور خیالات کے آثار ملتے ہیں وہ ان شخصیتوں کے زور بازو اور کلام کا نتیجہ ہیں جن کو ویدوں کی زبان میں رشی یا شاعر کہا گیا ہے۔ اور وہی رشی یا شاعر ویدوں کے مصنف تھے۔ اس لئے مادر ہند کے ان قابل فرزندوں کے متعلق ہمیں سب سے پیشتر اپنی تحقیقات کے دائرہ کو مکمل کرنا چاہیئے۔ اور ہمیں یہ افسوس ہے کہ اس وقت تک اردو زبان میں اس موضوع پر کوئی قابل ذکر کتاب نہیں لکھی گئی کہ جس میں ان علمائے سلف کے سوانح حیات اور خیالات کو یکجا جمع کیا گیا ہو۔ اگر ہم ہندوستان کے اس تمدن کو جس کو ویدک زمانہ کی تہذیب کہا جاتا ہے۔ دوبارہ ہندوستان میں لانا چاہتے ہیں تو ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قومیں ابن الوقت مصلحت پرست سیاسی گرگٹوں اور بلند آہنگ اخبار نویسوں کی جذبہ انگیز افسانہ طرازیوں سے نہیں بلکہ اپنے تاریخی ماضی کے بعد افراد کی اعلےٰ ذہنی اور اخلاقی قابلیتوں سے بنتی ہیں اور اس کے لئے ہمیں ضرورت ہے اس امر کی کہ ہم اپنے اعلےٰ ملکی و مذہبی ہیروز اور رفارمروں کے سوانح حیات کو اپنی آنکھوں کے سامنے لائیں۔ اور یہ چھپی ہوئی کلیاں ہماری مشام روح کو طاقت و قوت پہنچائیں اور اگر ہم فی الحقیقت ویدک تہذیب کو تمدن یورپ پر قربان کئے بیٹھے ہیں تو پھر ملک و قوم کو اس ویدک تہذیب کے طلسم ہوش ربا میں نہ پھنسائیں۔ بلکہ مندروں اور معبدوں میں بھی سنسکرتی استوتروں کی بجائے مغرب کے گیت گائیں اس مختصر سی تمہید کے بعد اب ہم ویدوں کے رشیوں کے سوانح حیات کا ایک گلدستہ اس امید کے ساتھ پیش کرتے ہیں کہ شاید اسی کی تند و تیز خوشبو سے آریہ ورت کے خواب میں اپنی گہری نیند سے بیدار ہوں

مہرشی وشوامتر کا نسب اور خاندانی حیثیت!

ہندوستان کی پرکیف فضا میں سب سے پیشتر جو روشنی افق پر نمودار ہوئی وہ رگوید کے مجموعہ حاضرہ کی زبان میں وشوامتر کہلائی جو اپنے حسب نسب اور ذاتی کمالات کے لحاظ سے دوگونہ روشنی سے منور ایک ستارہ تھا۔ "دیو جاد یو جاتو" (دیوتا نسب اور دیوتا خصلت) اس کی شان میں وید کے الفاظ ہیں بلحاظ نسب وہ اگر مشہور چھتری قوم چندربنسی راجہ پرُروا والی قنوج کے خاندان سے راجا کشک کے بیٹے گادھی کا نور چشم تھا تو ذاتی شخصیت کے اعتبار سے خود جناب اندر کا ظل اور اوتار تھا۔ کہتے ہیں کہ راجا اشیرتھا کہ بیٹے کشک نے اندر دیوتا جیسا طاقتور بیٹا اپنے ہاں پیدا ہونے کی امید میں ریاضت شاقہ اختیار کی اس پر اندر نے خوش ہو کر اس کو یہ بشارت دی کہ میں خود جنم لے کر تیرے گھر میں جلوہ افروز ہونگا۔ حسب بشارت اندر وشوامتر کی شکل میں وجود پذیر ہوا۔ سائن آچاریہ اپنی رگوید کی تفسیر رگوید منڈل ۳ سوکت ۵ منتر ۱۱ پر لکھا ہے کہ اسی لئے اندر کو وید میں کشک کا بیٹا کر کے پکارا گیا ہے۔ رگوید کی انوکرمنیکا میں بھی یہی قصہ درج ہے۔ اس لئے یہ کوئی غیر مستند حوالہ نہیں بلکہ رگوید منڈل ۳۔ سوکت ۵۳ منتر ۹ سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کہ وشوامتر کشک خاندان سے تھا۔

یہ رشی رگوید کے تیسرے منڈل کا مصنف ہے۔ چنانچہ رگوید کی فہرست مضامین (انوکرمنی) میں زمانہ قدیم سے لکھا ہوا آتا ہے۔ (ا سیہ منڈل دشتہ وشوامترا پرشتی) کہ اس تیسرے منڈل کا رشی وشوامتر ہے۔ اس سے علاوہ اس تیسرے منڈل کے متن میں بھی اس کا نام ۶ مرتبہ اور اس کے خاندانی بزرگ کشک کا نام نو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ باقی سارے رگوید میں اس کا نام تین مرتبہ سے زیادہ نہیں ملتا۔ ابتدا میں یہ رشی ترتسو قوم کے راجا سُداس کا پروہت تھا۔ چنانچہ نرکت جو ویدوں کی نہایت معتبر اور مستند لغت ہے اس میں لکھا ہے:-

"وشوامترہ رشہ سداسہ پیجوانسیہ پروہتو بہُو"

"رشی وشوامتر پیجون کے بیٹے سُداس کا پروہت ہوا ہے" (نرکت ادھیائے ۲ کھنڈ ۲۴)

کچھ عرصہ کے بعد وشوامتر نے راجا سُداس کو چھوڑ دیا۔ اور بھرت قوم کے ساتھ چلا ملا۔ جو سداس کے ساتھ برسرپیکار تھی۔ اس کی وجہ سُداس کی اس کے ساتھ بدسلوکی اور وششٹ رشی کی بجاحمایت تھی جو اس کا رقیب تھا۔ رگوید سے اس کا ثبوت یوں بھی ملتا ہے کہ وششٹ رشی کے منتروں یعنی منڈل سات میں سُداس راجہ کا نام ۲۰ دفعہ سے زیادہ آیا ہے اور وشوامتر کے منتروں یعنی منڈل ۳ میں صرف ۲ مرتبہ ذکر کیا گیا ہے۔

وشوامتر کا دریا روکنے کا معجزہ

سداس راجا سے رخصت ہو کر وشوامتر نے دریائے ستلج اور بیاس کے سنگم (مقام اتصال) کے قریب ایسا وہ عظیم الشان معجزہ دکھایا۔ جو بھرتوں میں آج تک بطور یادگار مشہور ہے۔ یہ واقعہ کہا جاتا ہے کہ "ہری کے پتن" یا گنر ہری کی وجہ تسمیہ سمجھا جاتا ہے علاوہ رگوید منڈل ۳ سوکت ۳۳ میں اس کا ذکر فخریہ لہجہ میں کیا گیا ہے۔ اور دریا کے ساتھ وشوامتر کا مکالمہ بزبان حال مذکور ہے۔ اس نے منتر پڑھ کر دریاؤں کو تو روک لیا۔ مگر بھرتوں کو سُداس کے مقابلہ میں کامیاب نہ کرسکا۔ وہ اس وقت اپنی شکست خوردہ بھرتوں کو ساتھ لے کر آرہا تھا پیچھے سے دشمنوں کے تعاقب کا خوف تھا آگے دریا موجزن ملے۔ یہ وشوامتر کی کرامت کام آئی اور وہ بنی اسرائیل کی طرح دریا سے صحیح و سالم پار اُتر گئے۔

وشوامتر اور وششٹ کی باہمی آویزش

وششٹ رشی کے ساتھ ان کی اچھی خاصی دشمنی تھی۔ والمیکی رامائن کا نڈ اغلک ۵۶-۵۱ میں لکھا ہے کہ وشوامتر نے اپنے اقبال کے دنوں میں وششٹ کی کٹیا کو ملاحظہ کیا۔ اور بہت سی عجیب گائیں وہاں دیکھ کر بے شمار خزانے ان کے بدلے میں پیش کئے مگر وششٹ نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر وشوامتر نے اس سے جبراً چھین لینے کی تیاری کی اور ایک عرصہ تک یہ کشمکش جاری رہی۔ اور اس کا نتیجہ وشوامتر کی شکست تھی۔ اس کی وجہ یہ سمجھی گئی کہ وشوامتر ذات کا کشتری تھا اور وششٹ برہمن اور ویدک دھرم کی تصریحات کی بنا پر کشتری کسی صورت میں بھی برہمن پر غالب نہ آسکتا تھا۔ اس لئے وشوامتر نے سب کام چھوڑ کر پہلے برہمن پن کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔ حوالجات تو یہی کہتے ہیں کہ آپ نے ہزاروں برس تک ریاضتہائے شاقہ (؟) سے اختیار کیں

وشوامتر کا تصور ایک عورت توڑتی ہے

اسی اثنا میں یہ واقعہ بھی رونما ہوا کہ مینکا نام ایک خوبصورت عورت نے آپ کی عبادت میں خلل ڈالنے کی نیت سے پھسلانا چاہا۔ آپ اس وقت سمادھی لگائے (حضور جائے) بیٹھے تھے۔ عورت کا چتر چل گیا۔ اور اس عورت کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی بازاروں میں عام طور پر اس کے متعلق تین مختلف تصاویر ہندوؤں کا ذوق نظر آدیزاں نظر آتی ہیں۔ آخری تصویر میں مینکا لڑکی کو لے کر وشوامتر کے پاس آتی ہے۔ اور وہ اپنا منہ دوسری طرف موڑ کر اپنے بازو سے آنکھیں بند کئے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔ لڑکی جو اس تپو بھنگ (تصور شکن) واقعہ سے پیدا ہوئی ہندوستان کی تاریخ میں ایک مشہور عورت گزری ہے۔ جس کا نام سکنتلا تھا (اسی سکنتلا کے نام پر کالیداس مشہور ہندی شاعر نے سکنتلا ناٹک لکھا ہے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وشوامتر کو اپنی اس فروگذاشت پر سخت ندامت ہوئی اور انہوں نے اس لڑکی کی شکل تک دیکھنا گوارا نہ کی۔ مہرشی کی اس بے اعتنائی کو دیکھ کر مینکا کو سخت غصہ آیا اور وہ اس ننھی جان کو جنگل میں پھینک کر چلی گئی اس کے تھوڑی دیر بعد کنو رشی کا وہاں سے گزر ہوا۔ اور انہوں نے اس بچی کو اٹھا لیا اور اپنی کٹیا میں لاکر اس کی پرورش کا انتظام کیا۔ یہ لڑکی جوان ہو کر راجہ دشینت کے عشق کا شکار ہوئی جو شکار کھیلتا ہوا اتفاقاً ادھر آنکلا تھا۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

پیغام صلح

جلد ۱۶ — ۱۲ر رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ — نمبر ۱

پیغام صلح ہفتہ میں دو بار

معاونین کرام سے چند گزارشات

توسیع اشاعت کی ضرورت

خیال یہ تھا کہ یکم مارچ ۱۹۲۸ء سے اخبار ہفتہ میں دو بار کر دیا جائے اور پہلا پرچہ منگل کے روز ۶ر مارچ کو شایع ہو لیکن مشکل یہ آپڑی کہ اخبار کے ہفتہ میں دو بار شایع ہونے کے متعلق جو نیا ڈکلریشن داخل کیا گیا تھا حاکم ضلع کی طرف سے اس کی نقل ڈاک خانہ میں ۶ر مارچ سے قبل نہیں پہنچ سکی اور جب تک وہ نہ پہنچتی ڈاک خانہ از روئے قواعد ۶ر مارچ کو اخبار نہیں لے سکتا تھا۔ یہ مجبوری و معذوری تھی جس کی وجہ سے پہلا پرچہ ۶ر مارچ شایع نہیں کیا جا سکا۔ اور اس کے بجائے ۶ر اور ۹ر مارچ پرچے آٹھ صفحات پر یکجا حاضر خدمت ہو رہے ہیں انشاءاللہ آئندہ پابندی وقت کا خاص خیال رکھا جائے گا۔ اور قارئین کرام کو شکایت اور بیجا انتظار کا کوئی موقع نہ دیا جائے گا۔

آئندہ اخبار ہفتہ میں دو بار چھ صفحات پر منگل اور جمعہ کے روز پابندی وقت کے ساتھ شایع ہوا کرے گا۔ کیا باعتبار کاغذ، کتابت و طباعت اور کیا بلحاظ مضامین اس کو دلچسپ اور مفید بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے گا۔ مستقل عنوانات حسب ذیل ہوں گے مقالہ افتتاحیہ اور شذرات۔ مذاکرہ علمیہ۔ جواہر ریزے۔ (قرآن و حدیث)، تاریخ اسلام۔ احمدیت۔ آریہ سماج یا عیسائیت۔ اخبار جہان۔ ہندوستان اور ممالک خارجہ کی تازہ خبریں۔ اور اشتہارات۔ ان کے علاوہ ہفتہ وار بزم احباب اور خطبہ جمعہ ہوا کرے گا۔ اس امر کی انتہائی کوشش کی جائے گی کہ ہر پرچہ میں ان مستقل عنوانات پر کچھ نہ کچھ لکھا جائے۔

یہ ہم کسی گزشتہ اشاعت میں عرض کر چکے ہیں۔ کہ اخبار کے ہفتہ میں دو بار ہونے سے جہاں انجمن کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ وہاں قارئین کرام اور دیگر احمدی احباب کے ذمہ بھی کچھ فرض عائد ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اخبار کی توسیع اشاعت کے لئے انتہائی جد و جہد کی جائے اخبار کی موجودہ خریداری اس قابل نہیں کہ وہ ان نئے اخراجات کی متحمل ہو سکے۔ ہاں اگر ہر ایک احمدی اس بات کا عہد کرے کہ وہ اخبار کے لئے کچھ نہ کچھ نئے خریدار ضرور پیدا کرے گا تو اخبار اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو سکتا ہے۔ اور اس مالی اعانت سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ جو انجمن کی طرف سے اسے ملتی ہے اور اس طرح بہت سا روپیہ اشاعت اسلام اور انجمن کی دیگر اغراض کے لئے بچ سکتا ہے۔ انجمن کے ایما سے جناب منیجر صاحب اخبار کی طرف سے ایک مطبوعہ چٹھی شایع کی جا رہی ہے۔ جو عنقریب احباب کی خدمت میں پہنچے گی۔ اس چٹھی میں ایک تو مستطیع احمدی احباب سے یہ اپیل کی گئی ہے کہ وہ یا تو کم از کم دس نئے خریدار بہم پہنچائیں یا اس قدر خریداروں کی قیمت اخبار یعنی ۶۰ روپے عطا فرمائیں جن کے وصول ہونے پر غریب بھائیوں کے نام اخبار جاری کر دیئے جائیں گے۔ اور دوسرے جو بھائی ابھی تک اخبار کے خریدار نہیں بنے انہیں خریدار بننے اور دوسروں کو خریدار بنانے کی تحریک کی گئی ہے۔ ہمیں کامل توقع ہے کہ قوم اس اپیل کا حوصلہ افزا جواب دے گی۔ اور اپنے قومی آرگن کی اشاعت میں مسلسل سعی سے اس قدر عظیم الشان اضافہ کر دے گی کہ وہ تعداد اشاعت کے لحاظ سے اسلامی اخبارات میں اسی طرح ممتاز ہو جائے جس طرح جماعت احمدیہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام میں ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ شیخ فضل الرحمٰن صاحب لائلپوری نے جن کی تحریک پر انجمن نے اخبار کو ہفتہ میں دو بار شایع کرنے کا فیصلہ کیا ہے عملی طور پر بھی اس کار خیر میں سبقت سے کام لیا ہے۔ آپ نے مبلغ ۳۰ روپے اپنی جیب خاص سے بھیجکر پانچ اشخاص کے نام اخبار جاری کرا دیا ہے اور باقی پانچ خریداروں کی قیمت بھی عنقریب بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ہمارا خیال ہے کہ دوسرے بھائی بھی اس نیک مثال کی جلد پیروی کریں گے۔ اور اس بات کو اپنے عمل سے ثابت کر دیں گے کہ وہ اپنے قومی اخبار کی ترقی و بہبودی کے لئے از حد تڑپ رکھتے ہیں۔ یکم اپریل کے بعد کوئی لکھا پڑھا احمدی ایسا نہ رہنا چاہیئے کہ جو پیغام صلح کا خریدار نہ ہو۔ ہر مقام پر جہاں باقاعدہ جماعت موجود ہے سکرٹری صاحب کی طرف سے زبردست تحریک ہونی چاہیئے کہ جماعت کے تمام اردو دان افراد اخبار کے خریدار بنیں۔ غیر از جماعت احباب میں بھی توسیع اشاعت کے لئے خاص کوشش کرنی چاہیئے۔

آخر میں یہ گزارش کر دینا بھی بے محل نہ ہوگا کہ آج سے اخبار کا سالانہ چندہ بجائے پانچ روپے کے چھ روپے ہوگا۔ طلبا سے چار روپے سالانہ لئے جائیں گے۔ جو اصحاب سال رواں کے لئے پانچ روپے کے حساب سے چندہ دے چکے ہیں وہ از راہ کرم چھ روپے سال کے حساب سے بقیہ چندہ بذریعہ منی آرڈر جلد ارسال فرما کر ممنون فرمائیں وی پی کا انتظار نہ کیجئے اس میں طرفین کا بہت سا روپیہ اور وقت ضایع ہوتا ہے۔

مولانا محمد یعقوب خان صاحب کا پیغام

مولانا یعقوب خاں صاحب سابق ایڈیٹر "لائٹ" نے سنٹرل جیل لاہور سے اپنے ساتھیوں چودھری رحمت خاں صاحب بلاد اور شیخ معراج دین صاحب کی معرفت حضرت امیر ایدہ اللہ اور قوم کے نام حسب ذیل پیغام بھجوایا ہے:۔

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرے دونوں ساتھی رہا ہو گئے مجھے اپنی تکلیف کا اس قدر خیال نہیں تھا۔ میں ہی لکھنے والا تھا۔ اور ان کی تکلیف کا باعث ہوا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ مرحلہ جو بیت ضروری تھا طے ہو گیا۔ آپ کو خود اور دیگر احباب کو جو وقت اور کوشش کی قربانی کرنی پڑی اس کا بھی ہمیں تھوڑا احساس نہیں۔ پھر انجمن کو زیر بار ہونا پڑا۔ ان تمام باتوں کی مجھے شرمساری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کی جزا دے۔ میری طرف سے احباب انجمن کی خدمت میں ان کی اس تمام سرگردانی کا شکریہ پیش فرما دیجئے۔ اس احساس شرمساری کے علاوہ مجھے ذاتی طور پر کوئی اور جسمانی تکلیف نہیں۔ مطالعہ کرتا رہتا ہوں میجر چوپڑا سپرنٹنڈنٹ کا سلوک بڑا شریفانہ ہے۔ صحت بھی خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ دعا کے لئے گزارش ہے۔"

سنگھٹنی سپرٹ کا عود

کانگرس کے اجلاس مدراس میں جو چند دل خوش کن قراردادیں منظور کی گئی تھیں ان میں ملک کی رائے عامہ کو بالکل ملحوظ نہیں رکھا گیا تھا اور اس لئے ان کی کامیابی پہلے ہی سے مخدوش تھی۔ مہاتما گاندھی جیسے ہندو مسلم اتحاد کے حامی نے کانگرس کی کارروائی کو بچوں کا کھیل بتایا تھا۔ چنانچہ ابتدا واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ قراردادیں محض چند خود سر لیڈروں کے سمجھوتہ کا نتیجہ تھیں۔ ان میں رائے عامہ کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ ہندو من حیث القوم ان سے متفق نہ تھے۔ صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ کی علیحدگی کے متعلق پنجاب ہندو مہاسبھا کے اجلاس لاہور میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے وہ نہایت حوصلہ شکن اور کانگرس کی قراردادوں پر پانی پھیرنے والے ہیں۔ اجلاس کے صدر ڈاکٹر گوکل چند نارنگ ایم۔ ایل۔ سی نے "پین اسلامزم" کے خوف سے لرزہ بر اندام ہو کر فرمایا

"سندھ کی علیحدگی کے معنے ایک علیحدہ صوبے کے ہیں پھر سندھ سے قسطنطنیہ تک یک لخت مسلم علاقہ بن جائیگا۔ یہاں مسلم آبادی ہوگی اور اس طرح سندھ سے ترکی تک تنظیم اسلام قایم ہو جائے گی"

ایک ڈاکٹر گوکل چند نارنگ ہی پر کیا موقوف ہے اکثر ہندو لیڈروں میں یہی سنگھٹن کی روح عود کر رہی ہے۔ صوبہ سرحد میں اصلاحات کا نفاذ، صوبہ سندھ کی علیحدگی۔ جماعتی نیابت غرض کوئی چیز بھی جو مسلمانوں کے حق میں مفید ہو انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اگر یہی لیل و نہار ہیں تو ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت معلوم۔

شدھی سبھا کی سرگرمیاں

بھارتیہ ہندو شدھی سبھا کی تازہ اطلاعات اگر صحیح ہیں تو یہ کہنا پڑیگا کہ شدھی سبھا نے از سر نو پوری سرگرمی سے ملک کے مختلف حصوں میں کام شروع کر دیا ہے۔ ریاست بڑودہ میں تین سو شیخ خاندانوں کی شدھی کی خبر پہلے دی جا چکی ہے۔ اب تازہ خبر یہ ملی ہے کہ دہلی کے گرد و نواح میں کئی سو آدمی اور گوڑ میں دو ہزار اشخاص شدھ کیے گئے ہیں کیا حریفوں کی ان سرگرمیوں میں مسلمانوں کے لئے کوئی درس عبرت نہیں کیا وہ بدستور محو تماشا رہیں گے۔ اور اپنے دین متین کی حفاظت و اشاعت کے لئے کچھ کر کے نہ دکھائیں گے۔

علمائے دہلی کی بے راہ روی!

مثل مشہور ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن اچھا ہوتا ہے۔ یہ مثل موجودہ علمائے اسلام پر جس قدر صادق آتی ہے اس قدر شاید ہی کبھی اور شخص یا جماعت پر آتی ہو۔ علما کے تنگ خیال اور کوتہ اندیش طبقہ نے اسلام پرستی اور رہنمائی کا دعوی کرتے ہوئے مسلمانوں کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے شاید کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی نہ پہنچا سکا ہوگا۔ ان کی تاریک خیالی تو ضرب المثل ہو حالات و رفتار زمانہ سے انہیں کوئی واسطہ نہیں۔ اصلاح ان کے نزدیک کفر و بدعت ہے۔ وہ درس نظامیہ کو جو آج سے صدیوں پہلے کے حالات و ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا تھا۔ اسی کو آج کل بھی بہترین نظام تعلیم خیال کر رہے ہیں۔ یعنی اس میں ترمیم و اضافہ کرنا ان کے نزدیک ایک گناہ عظیم ہے۔ اگر ہمارے یہ علمائے کرام نہ ہوتے تو یقیناً مسلمانوں کو اپنی تعلیمی پستی پر یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ جب انگریزی تعلیم جاری ہوئی تو برادران وطن فی الفور اس کی طرف متوجہ ہوئے اور چند سال کے اندر ہی فارغ التحصیل ہو کر ملک کے تمام دفتروں اور محکموں پر قبضہ جما لیا۔ اور اب تک ان پر جائداد موروثی کی طرح قابض ہیں۔

لیکن اس وقت علمائے کرام اٹھے اور اپنی پوری قوت سے مسلمانوں کو اس ضروری چیز کے حصول سے روکا اور اس کو کفر و الحاد قرار دیا۔ جن دور اندیش اور درد مند مسلمانوں نے اس بارہ میں مسلمانوں کو خبردار کرنا چاہا ان کی انتہائی مخالفت کی گئی حتےٰ کہ ان پر کفر کے فتوے جڑ دیئے گئے۔ اس کا نتیجہ جو نکلا وہ سب کے سامنے ہے۔ تعلیمی دوڑ میں ان علما کی مہربانی کی وجہ سے مسلمان بہت پیچھے رہ گئے اور حریف ان کے سب قسم کے حقوق بہت بری طرح پامال کر رہے ہیں۔ اس تلخ تجربہ کے بعد ہمارے علما پھر ایک بار اسی غلطی کا اعادہ کر رہے ہیں۔ دہلی میں چھ سال سے زیادہ عمر کے بچوں کے لئے پرائمری تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے دہلی کے علما نے اس حکم کے صادر ہوتے ہی ایک فتویٰ دے دیا۔ کہ یہ حکم بالکل غلط ہے۔ اور مسلمان بچوں کے لئے ہرگز ہرگز تعلیم لازمی قرار نہ دی جائے یعنی انہیں گلیوں میں آوارہ ہی پھرنے دیا جائے تاکہ وہ شرمناک گیت اور عاشقانہ غزلیں گاتے رہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

علما نے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ مسلمان بچے اگر سکولوں میں داخل کر لئے گئے تو وہ قرآن شریف اور دیگر مذہبی کتب کی تعلیم حاصل نہ کر سکیں گے۔ ہر ایک صاحب فہم کے نزدیک دہلی کے "روشن خیال" علما کی یہ دلیل ایک ڈھکوسلہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ اگر انہیں مذہبی تعلیم کا اس قدر خیال ہے (جو کہ ضرور ہونا چاہیئے) تو ان کا فرض ہے کہ وہ مذہبی تعلیم کو ان سکولوں میں بھی جاری کرائیں یا میونسپلٹی کو مسلمان بچوں کیلئے علیحدہ سکول کھولنے پر مجبور کریں۔ اگر اس میں بھی انہیں کامیابی نہ ہو تو سکول کے وقت کے بعد ان بچوں کی مذہبی تعلیم کا کوئی خاطر خواہ بندوبست کریں لیکن مسلمان بچوں کو ان سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے سے روکنا بالکل غیر دانشمندانہ فعل ہے علمائے دہلی کو ذرا اپنے حجروں سے باہر نکل کر بھی دیکھنا چاہیے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

زمانہ کا رخ کدھر ہے۔ انقلابات کی ہوا کس زور سے چل رہی ہے۔ اور قوموں کی دوڑ کس قدر تیز ہے۔ ہم دہلی کے مسلمانوں سے نہایت زور سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ ہرگز ہرگز اپنے بچوں کو سکولوں میں جانے سے نہ روکیں۔ اور نہ لازمی تعلیم کی مخالفت کریں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ اور اس کے ساتھ ہی مذہبی تعلیم کا بھی کوئی تسلی بخش بندوبست کر لیں۔

ہندوستان

سر آغا خان نے دس ہزار روپیہ بمبئی کے ایک ہسپتال اور ڈیڑھ ہزار روپیہ بمبئی کی ایک ادبی انجمن کو عنایت فرمایا ہے۔

— کونسل آف سٹیٹ نے مسٹر چاری کا یہ ریزولیوشن نامنظور کر دیا۔ جو اس مطلب کا تھا کہ ہندوستانی ریلوے انجنیرنگ کا سنٹرل کالج قائم کیا جائے تاکہ غیر ہندوستانیوں کی بھرتی رک جائے۔

— امرتسر یکم مارچ شرومنی اکالی دل کی طرف سے سابق مہاراجہ نابہ کو ان کی نظر بندی پر مندرجہ ذیل برقی پیغام بھیجا گیا ہے۔ حکومت نے حضور کیساتھ جو ناانصافی اور تشدد کیا ہے۔ شرومنی اکالی دل اسے سختی کے ساتھ محسوس کرتا ہے۔ اور حضور کو یقین دلاتا ہے۔ کہ غلط کاروں کو راہ راست پر لانے کیلئے پنتھ ہر ممکن کوشش کریگا۔

— جنوبی ہند کا دورہ ختم کرنے بعد شاہی کمیشن کے ارکان براہ راست لاہور آئیں گے۔

— آجکل کلکتہ میں برطانی مال خصوصاً کپڑے کے مقاطعہ کی تحریک زوروں پر ہے۔ یکم مارچ کو شہر کے ۳۲ حصوں میں ۳۲ جلسے یک وقت ہوئے اور ان سب میں اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ووٹ لئے گئے۔

— آل انڈیا ہندو مہاسبھا کا گیارھواں سالانہ جلسہ ۶-۷-۸ اپریل ۱۹۲۸ء کو جبل پور میں ہوگا۔ اہم سیاسی امور پر بحث و تمحیص ہوگی۔

— آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلہ جات اور ان فیصلوں کے متعلق ہندو مہاسبھا کے رویہ پر غور کرنے کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک اجلاس ۵ مارچ کو دہلی میں منعقد ہوگا جس میں شامل ہونے کے لئے ہندوستان کے تمام سربرآوردہ مسلمان رہنماؤں کو مدعو کیا گیا ہے۔

— رنگون ۲۹ فروری۔ غلام آزاد کرانے والی مہم نے اپنی کارگذاری کے متعلق جو رپورٹ پیش کی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس سال انہوں نے برما میں ۶۳ ۷ غلام آزاد کرائے

— حضور نظام حیدر آباد دکن نے جامعہ عثمانیہ کی عمارت کے لئے ایک کروڑ روپیہ کی منظوری دی ہے اس عمارت کے متصل ہی ایک ہزار ایکڑ زمین کا ایک رقبہ ہوگا جس میں زراعت وغیرہ کے متعلق عملی تجربات کئے جائیں گے۔ اور طلبہ کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا جائے گا۔

— مولانا عبد المجید صاحب قریشی نے اعلان کیا ہے۔ کہ بعض وجوہ کی بنا پر انہوں نے ۸ ۲ فروری ۱۹۲۸ء سے اخبار تنظیم کی ادارت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ آپ تنظیم مساجد کے نام سے ایک ماہوار رسالہ جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

— ریاست میسور کی اقتصادی کانفرنس میں تعلق بورڈ کی رپورٹ پر بحث ہوئی۔ ریاست میں لازمی ابتدائی تعلیم جاری کرنے کے سوال پر غور ہوا۔ اکثریت نے اس فیصلہ کا خیر مقدم کیا۔

— معلوم ہوا ہے کہ سوراجی ممبران نے آسام کونسل کے آئندہ اجلاس میں آئینی کمیشن پر عدم اعتماد کا ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

— انٹرمیڈیٹ ہائی سکول ایجوکیشنل بورڈ صوبجات متحدہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۹۳۱ء سے کوئی شادی شدہ لڑکا ہائی سکولوں کے امتحان میں نہیں بیٹھ سکے گا۔ جو طلبا ۱۹۲۸ء سے پہلے کے شادی شدہ ہیں۔ وہ اس شرط سے مستثنےٰ ہیں۔ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم سے اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سفارش کی گئی ہے۔

— ریاست حیدر آباد دکن میں مرض طاعون نے بہت تباہی کی ہے اب کچھ کم ہو رہا ہے۔

— ملدیہ لاہور نے بناسپتی گھی پر چالیس فیصدی محصول لگاتے ہوئے بناسپتی گھی فروخت کرنے والوں کے لئے لائسنس کے حاصل کرنے اور دکان پر بورڈ لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔

— لندن میں نظام حیدر آباد دکن کی طرف سے جو مسجد نظامیہ تعمیر ہونے والی ہے اور جس کے لئے نظام نے ۵ لاکھ روپیہ کا گرانقدر عطیہ عنایت فرمایا ہے۔ اسکی تکمیل میں اہل حیدر آباد انتہائی فیاضی اور سخاوت کا ثبوت دے رہے ہیں چنانچہ اور عطیات کی رقم دس لاکھ سے زائد ہو چکی ہے۔ کل رقم جو تعمیر میں صرف ہوگی۔ اس کا اندازہ پندرہ لاکھ ہے۔

ممالک خارجہ

دولت ایران نے محض از یاد روابط مودت و یک جہتی کی خاطر ۲۲ ہزار تومان (ایک لاکھ ۶ ہزار روپیہ کابلی) طہران میں سلطنت افغانستان کے سفارت خانہ کی تعمیر کے لئے مخصوص کئے ہیں سلطنت ایران کے اس دوستانہ طریق عمل کو افغانی حلقوں میں بنظر استحسان و امتنان دیکھا گیا ہے۔

— انگورہ اور طہران کے درمیان لاسلکی پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے۔

— بلدیہ پیرس غریب مسلمانوں کی جو پیرس کے مختلف محلوں میں آباد ہیں۔ حالت کو بہتر بنانے کے لئے مشغول ہے۔

— ترکی میں پچاس ترک بالشویک پروپیگنڈا کرتے ہوئے گرفتار ہوئے ہیں۔ اب ان کے خلاف قسطنطنیہ میں مقدمہ چل رہا ہے۔

— حکومت روسیہ نے ۱۹۲۸ء کے بجٹ میں رفاع ملک کے لئے ۱/۲ ۷ کروڑ پونڈ اور دیگر فوجی مصارف کے لئے ۵ کروڑ پونڈ کا خرچ رکھا ہے۔

— پیرس ۲۸ فروری۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جمعیت الاقوام کے اجلاس ستمبر میں ہسپانیہ بھی شامل ہوگا۔ جو سال گذشتہ انتخاب میں نہ آنے باعث روٹھ گیا تھا۔ یقینی جانے کی وجہ یہ ہے۔ کہ مسئلہ طنجہ کے متعلق فرانس و ہسپانیہ کے درمیان مفاہمت ہو گئی ہے۔

— حکومت ترکیہ ایک نیا محکمہ بنا رہی ہے۔ جو شہر انگورہ کو از سر نو تعمیر کرنے کا کام کریگا اس مقصد کے لئے ہر سال بیس لاکھ پونڈ کے مصارف مختص کئے گئے ہیں۔

— برطانیہ پارلیمنٹ میں وزیر خارجہ نے اس سوال کے جواب میں کہ آیا قاہرہ کے نواح سے برطانی فوج اٹھالی جائے گی۔ بیان کیا کہ میں بہت جلد اس گفتگو کے متعلقہ کاغذات اجلاس کی میز پر رکھنے والا ہوں۔ جو اس موضوع کے متعلق سفرائے مصر سے ہوئی۔

— مراکش کے اکابر و عمائد نے صدر جمہوریہ فرانس کے پاس ایک درخواست بھجوانے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس میں فرانسیسی پارلیمنٹ میں اہل مراکش کو نمائندگی کے حقوق عطا کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

— فرانس اور بلجیم میں ایک تجارتی عہد نامہ کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے۔

— نیویارک کی ایک انجمن نے اعلان کیا ہے کہ اس وقت امریکہ میں چالیس لاکھ بیکار ہیں۔

— ایک مصری اخبار رقمطراز ہے کہ بادشاہ افغانستان نے افغانی سفارت خانہ کے مصر میں قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور سلطنت افغانستان کی طرف سے ترکی سفیر محی الدین پاشا فرائض سفارت سرانجام دیں گے۔ اس کے متعلق فارسی میں ایک عہد نامہ بھی مرتب ہو گیا ہے۔ جسے وزیر خارجہ مصر نے تصدیق کے لئے افغانستان بھیجا ہے۔

— حکومت ترکیہ نے دو ترکی اخبار نویسوں کو اس جرم میں دس دس ماہ قید اور ایک ایک سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے کہ انہوں نے موجودہ شاہ ایران کے متعلق ایک توہین آمیز کارٹون شائع کیا تھا۔

— ایران افواج کے افسر اعلےٰ کو جنگی عدالت کے فیصلہ کے مطابق گولی سے اڑا دیا گیا۔ جرم یہ تھا کہ اس نے موجودہ شاہ ایران کے قتل کی سازش میں شرکت کی تھی۔ اس کے دوسرے ساتھیوں کو مختلف میعاد کی سزائے قید دی گئی ہے۔

— ترکی حکومت نے ڈاکٹر ای رولڈ برگ مشیر وزارت زراعت جرمنی کو اپنے ہاں دعوت دی ہے تاکہ وہ ترکی کی زراعتی درسگاہوں کا اہتمام کریں۔ وزارت زراعت جرمنی نے یہ بات منظور کر لی ہے اور ڈاکٹر صاحب عنقریب انگورہ جانے والے ہیں۔ ترکی حکومت اور جرمن ماہرین سیاست کو بھی مدعو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

"پیغام صلح کی" توسیع اشاعت کی کوشش کرنا آپ کا قومی فرض ہے

سیالکوٹ کنٹونمنٹ بورڈ

جدید انتخاب شدہ کنٹونمنٹ بورڈ سیالکوٹ چھاؤنی کا پہلا اجلاس ۲۷ فروری ۱۹۲۸ء کو صبح دس بجے منعقد ہوا اور شیخ عنایت اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ ڈسٹرکٹ پبلک اور فرم میسرز غلام قادر اینڈ کے منیجنگ پرائٹر بورڈ کے وائس پریزیڈنٹ منتخب ہوئے۔ پچھلی مرتبہ بھی یہی صاحب وائس پریزیڈنٹ تھے۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۶ ار رمضان سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۹ مارچ سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۱۱

جواہر ریزے

ق

(۱) جو لوگ اللہ کے رستے میں مارے گئے ہیں ان کو مرا ہوا خیال نہ کرنا (یہ مرے نہیں) بلکہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو روزی ملتی ہے۔ اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دے رکھا ہے۔ اس میں مگن ہیں۔ اور ان کی (کامیابی کی) وجہ سے بھی جو ابھی ان کے پیچھے ہیں (زندہ ہیں) خوش ہوتے ہیں۔ ان پر نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہیں۔ (آل عمران ۱۴- ۱۶۸- ۱۶۹)

(۲) اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے (مقدور) دیا ہے اور وہ (راہ خدا میں) اس کے خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں وہ اس (بخل) کو اپنے حق میں اچھا نہ پائیں گے۔ بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے۔ (کیونکہ) قیامت کے دن وہی ان کے گلے کا ہار بنایا جائے گا جس میں وہ بخل کرتے ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کی ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے۔ (آل عمران ۱۴ ۱۷۹)

ح

(۱) ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تم اپنے میں سے کسکو پہلوان شمار کرتے ہو۔ صحابہ نے جواب دیا۔ کہ اس شخص کو جسے لوگ نہ پچھاڑ سکیں۔ فرمایا نہیں بلکہ (حقیقی پہلوان) وہ ہے جو غضب کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے (ابوداؤد)

(۲) حضرت ابوسعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ بردبار وہی ہے جو ذو عشرہ ہو . . . اور دانا وہی ہے جو تجربہ کار ہو۔

(۳) حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ نبی کریمؐ نے قبیلہ عبد القیس کے شیخ اشج سے فرمایا کہ تجھ میں دو عادتیں ایسی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں۔ ایک بردباری اور دوسری آہستگی (مسلم)

(۴) (آپس میں) مصافحہ کیا کرو کہ اس سے بغض جاتا رہے گا۔ اور ہدیہ دیا کرو کہ اس سے محبت پیدا ہوگی۔ اور بخل جاتا رہے گا۔

(۵) تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جو دوسروں کو کھانا کھلائے۔

(۶) جب تک تو متواضع نہ ہو زاہد نہیں بن سکتا۔

(۷) مہمان کے لئے تکلف نہ کیا کرو۔

تاریخِ اسلام

بچوں کے ساتھ حسن اخلاق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ بہت پیار اور محبت سے پیش آتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ بچوں کے پاس سے گزرتے تو خود انہیں سلام کرتے آپ کے دوست حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ بچے کھیل رہے تھے۔ آپ کا وہاں سے گزر ہوا میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے سبقت کر کے ان بچوں کو سلام کیا

جب آپ سفر سے تشریف لاتے تو جو بچے راستے میں ملتے ان میں سے کسی کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے بٹھا لیتے۔ جب حضور بغرض حج مکہ تشریف لے گئے تو بنو ہاشم کے لڑکوں نے آپ کا استقبال کیا آپ نے محبت کی وجہ سے ان کو اپنی اونٹنی پر آگے پیچھے بٹھا لیا۔

ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں بچپن میں انصار کے کھجوروں کے باغ میں چلا جاتا اور ڈھیلوں سے مار کر کھجوریں گراتا۔ ایک دفعہ لوگوں نے مجھے پکڑ لیا۔ اور رسول اللہ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے پوچھا ڈھیلے کیوں مارتے تھے؟ میں نے کہا کھجوریں کھانے کے لئے۔ فرمایا جو کھجوریں زمین پر ٹپکی ہیں ان کو اٹھا کر کھا لیا کرو۔ ڈھیلے نہ مارا کرو۔ یہ کہکر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر دعا کی۔

حضرت انسؓ چھوٹے سے بچے تھے۔ اور آپ ہی کی خدمت میں رہا کرتے تھے آپ از راہ محبت ان کو اے دو کان والے کہکر بلایا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک روز آپ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا میں نے کہا خدا کی قسم میں ہرگز نہ جاؤنگا۔ لیکن میرے دل میں یہ بات تھی کہ جس کام کے لئے آپ نے ارشاد فرمایا ہے اسے ضرور کرونگا۔ میں وہاں سے چلا تو راستے میں کچھ بچے کھیلتے ہوئے مل گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ کھیل میں مشغول ہوگیا۔ اتنے میں پیچھے سے آکر کسی نے میری گردن پکڑ لی مڑکر جو دیکھا تو رسول اللہ ہنس رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں اے انس! جاؤ وہ کام کرو جس کے لئے میں نے کہا تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ جاتا ہوں۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نے دس سال تک آنحضرت کی خدمت کی لیکن اس تمام عرصہ میں حضورؐ نے مجھے کبھی جھڑکا تک نہیں سبحان اللہ کیا شان حلیمی ہے۔

ایک دفعہ ایک جنگ میں چند بچے جھپٹ میں آکر مارے گئے آپکو علم ہوا تو بہت ناراض ہوئے۔ ایک شخص نے کہا کہ وہ تو کفار کے بچے تھے۔ آپ نے فرمایا کسی کے ہوں۔ خبردار بچوں کو قتل نہ کیا کرو۔

آپ کی عادت تھی کہ جب فصل کا نیا میوہ آپ کی خدمت میں پیش ہوتا تو حاضرین مجلس میں سے جو سب سے کم سن بچہ ہوتا پہلے اسے دیتے۔ بچوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے۔ ایک دفعہ اسی طرح آپ بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی آپ کے پاس آیا وہ یہ دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور کہنے لگا کہ تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو لیکن میرے دس بچے ہیں میں نے اب تک ان میں سے کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا اگر اللہ تمہارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کروں۔

اسلامی اخوت و مساوات

جنگ بدر میں سواری کے جانوروں کی کمی تھی ایک ایک اونٹ تین تین آدمیوں کے حصے میں آیا۔ نبی کریمؐ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابولبابہ کے حصے میں ایک اونٹ آیا۔ باری باری سے دو سوار ہو جاتے اور ایک پیدل چلتا۔ خود نبی کریمؐ بھی اپنی باری پر پیادہ پا چلتے اور اپنے ہمراہیوں کو اونٹ پر سوار ہونے کا حکم دیتے۔ کیا تاریخ عالم میں ایسی مساوات و اخوت کی کوئی مثال مل سکتی ہے؟

مذمت سوال

ایک شخص نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر آہستہ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے گھر میں تین دن سے فاقہ ہے۔ ایک دانہ حلق سے نیچے نہیں اترا۔ کیا ایسی مجبوری و معذوری کی حالت میں میرے لئے سوال کرنا جائز ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز بھی نہیں۔ جواب ملا کہ صرف ایک کمبل اور لکڑی کا ایک پیالہ موجود ہے۔ فرمایا ان کو فروخت کر دو۔ اور ان کے دام سے کلہاڑی خرید کر جنگل سے لکڑیاں لایا کرو۔ اور ان کی فروخت سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی شکم پری کرو۔ حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ سوال کرنا نہایت شرمناک فعل ہے اس سے احتراز لازم ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

۲۹ رفروری کی اشاعت میں مولانا عبد الستار صاحب پروفیسر اشاعت اسلام کالج لاہور کا ایک مضمون "بیمہ اور شریعت اسلامیہ" کے عنوان سے نکلا ہے جس سے بعض احباب کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ بھی جواز سود کی قائل ہوگئی ہے۔ مسئلہ سود کے متعلق جماعت احمدیہ کا وہی مسلک ہے جو حضرت مسیح موعود کا تھا۔ یعنی سود کا روپیہ اشاعت اسلام کے کام میں خرچ ہو سکتا ہے ذاتی مصرف میں نہیں لایا جا سکتا۔ اسی اشاعت میں اس اہم ترین مسئلہ کے متعلق حضرت امیر کا ایک مضمون شائع ہو رہا ہے۔ احباب بغور مطالعہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۔ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۴۶ ۔ نمبر ۱۱

اشدھی اور ہمارے فرائض

ہماری غفلت شعاریاں اور حریفوں کی تیاریاں

دیکھ مسجد میں شکست رشتۂ تسبیح شیخ !
بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ ! !

سائمن کمیشن کے سلسلے میں ہندو رہنماؤں نے اپنی چند اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ہندو مسلم اتحاد کا راگ الاپنا شروع کیا تھا اس کو سن کر اکثر مسلمان لیڈر مست ہو گئے ۔ اور اپنی سادگی اور کم فہمی کی وجہ سے واقعات و حقائق اور گزشتہ بیشمار تلخ تجربات کو پس پشت ڈال کر یہ سمجھنے لگے کہ درحقیقت ہندو اپنے دلوں کو حسد، تعصب اور بغض و کینہ سے پاک و صاف کرکے خلوص اور نیک نیتی سے ہمارے گلے ملنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں ۔ اور اب ایک پائدار اتحاد ضرور ہو جائے گا ہندو رہنماؤں کے دلفریب کلمات اور اتحاد کی امید موہوم سے متاثر ہو کر مسلمان لیڈر اپنی قوم کی تمام ضروریات اور مفاد سے یکسر علیحدہ ہو گئے اور آنکھیں بند کرکے ہندوؤں کی ہاں میں ہاں ملانے لگے ۔ تبلیغ اسلام کو بند کرنے کے لئے آوازیں اُٹھیں ۔ مسلمانوں کی تنظیم و اصلاح کی مبارک اور اشد ضروری تحریکیں یکایک غیر ضروری بلکہ نقصان دہ قرار دی گئیں بعض مسلمان اپنے کانگرسی لیڈروں کے طرز عمل کو دیکھ کر یہ سمجھنے لگے کہ اب ہندوؤں کے دل صاف ہو گئے ۔ ان کی طرف سے ہمکو کوئی خطرہ نہیں ۔ لیکن دور اندیش نگاہیں در پردہ جو کچھ ہو رہا تھا اسے دیکھ رہی تھیں ۔ سمجھدار دماغ ہندوؤں کے دل خوش کن دعدوں کی اصل غرض و غایت کو خوب اچھی طرح سے سمجھ گئے تھے ۔ اور انہوں نے صاف صاف اور واضح طور پر بتا دیا تھا کہ اتحاد کے راگ محض اس لئے گائے جا رہے ہیں کہ مسلمان جنھوں نے ابھی ابھی خواب غفلت سے بیدار ہو کر آنکھیں کھولی ہیں اور ایک آدھ کروٹ لی ہے ۔ ان نغموں سے مسحور ہو کر پھر سو جائیں ۔ کیونکہ ایک بیدار شخص کی نسبت ایک سوئے ہوئے آدمی کو نقصان پہنچانا اور تباہ کرنا بہت سہل ہوتا ہے ۔

آج واقعات ان دور اندیش بزرگوں کے ایک ایک لفظ کی تائید کر رہے ہیں ۔ مسلمان لیڈروں نے اتحاد کے نشے میں اپنی تمام تر توجہ چند معمولی سیاسی معاملات کی طرف مبذول کر دی ۔ ۔ اور ہندو رہنما خاموشی سے اشدھی جیسی تحریکوں کی تکمیل میں مصروف رہے اور آج انہوں نے موقع پاکر اپنی پوری قوت سے دھاوا بول دیا ہے لیکن مسلمان لیڈروں کے کان پر جوں تک نہیں رینگی ۔

گزشتہ چند روز کے سماجی اخبارات پر ایک سرسری نظر ڈالیئے تو معلوم ہو جائے گا کہ اشدھی کا طوفان کس زور سے اُمڈا چلا آ رہا ہے ۔ شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہوگا کہ دس بیس مسلمانوں کے ارتداد کی افسوسناک خبریں نہ پڑھی جاتی ہوں ۔ فرزندان توحید کے خاندان کے خاندان اور بستیوں کی بستیاں اس طوفان ارتداد میں بہی جا رہی ہیں ۔ چاروں طرف سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں ۔ لیکن کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا ۔ مسلمان لیڈر کانفرنسوں اور جلسوں میں مصروف ہیں ۔ علمائے کرام کے لئے شیعہ سنی اور مقلد غیر مقلد کے مناقشات اور ان کا محبوب مشغلہ تکفیر ہی کیا کم ہے کہ وہ اس طرف متوجہ ہوں ۔ آہ ! آج غریب و بے کس مسلمانوں کی نگاہیں اپنے علما اور لیڈروں کی طرف اٹھ اٹھ کر ناکام اور مایوس واپس آ رہی ہیں ۔

جب حالات اس درجہ خراب ہوں تو ہمیں کیا کرنا چاہیئے ؟ یہ ایک سوال ہے جو ہر ایک دردمند مسلمان کے دل میں قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے ۔ اور آج ہم اس اہم ترین سوال ہی کا جواب دینا چاہتے ہیں ۔ وہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے فرائض کو سمجھنا اور ادا کرنا چاہیئے ۔ اگر مسلمان لیڈر خاموش ہیں اور علما پر سکون و جمود کی مردنی چھائی ہوئی ہے تو کوئی پروا نہیں ہمیں اللہ کا نام لے کر اٹھنا چاہیئے ۔ کوئی کچھ سمجھے لیکن ہم اس سچی بات کو پکار کر کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اب اسلام کا مستقبل ان علما کے ساتھ نہیں بلکہ غریب اور نوجوان مسلمانوں کے ساتھ وابستہ ہے، اور آج اسلام اپنی اس بے کسی کی حالت میں اپنے غریب اور نوجوان فرزندوں ہی سے قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے ۔ اور ہمیں اس کے لئے پورے طور پر تیار ہو جانا چاہیئے ۔ یہ سچ ہے کہ حالات بہت خراب ہیں اپنی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے ۔ حریفوں کی تیاریاں نہایت زبردست ہیں ۔ لیکن ناموافق حالات ہی میں جبکہ چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہوں کامیابیاں اپنا روشن چہرہ چھپا چکی ہوں قدم قدم پر مصائب و خطرات دکھائی دے رہے ہوں کام کرنا بہادری ہے ۔

اب زیادہ اگر مگر کرنے کی ضرورت نہیں ۔ زمانہ ہمیں اپنے بچاؤ کی آخری مہلت دے رہا ہے ۔ ہم بہت سو چکے اب بیدار ہونا چاہیئے اور اپنے بستر غفلت کو خیر باد کہہ کر مصروف عمل ہو جانا چاہیئے حریفوں کی زبردست تیاریاں ۔ طریق کار اور اس کے نتائج ہمارے لئے ایک درس عبرت ہیں ۔ ہمیں ان سے کچھ سبق سیکھنا چاہئے ہم باتیں بہت بنا چکے اب کچھ خاموش اور ٹھوس کام کرنے کی ضرورت ہے ۔ آج ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی زبان کو بند کرکے اپنے دماغ پر زور دیں اور عملی کام کی طرف متوجہ ہوں آپ اس اشدھی کے طوفان کو روکنے کے لئے کیا کر سکتے ہیں ۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ صحبت میں بالتفصیل بیان کریں گے ۔ اور اس کے علاوہ اشدھی کی تحریک کے نشیب و فراز پر بھی روشنی ڈالیں گے ۔ لیکن اس وقت ایک ضروری امر کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں ۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا کام آپ کے سامنے ہے ۔ اس نے گزشتہ چودہ پندرہ سال میں جو کچھ کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اس کی مخلصانہ کوششوں اور ان کے شاندار نتائج کا اعتراف اشد ترین مخالفوں نے بھی کیا ہے ۔ آج بھی تمام سمجھدار مسلمانوں کی نگاہیں اسی کی طرف اُٹھ رہی ہیں ۔ اور وہ پہلے سے زیادہ سرگرمی سے اس طوفان ارتداد کا مقابلہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ لیکن ضروریات کے مقابلہ میں اس کے پاس سرمایہ بہت کم ہے ۔ ہمارے خیال میں تمام مسلمانوں کو عموماً اور احمدی احباب کو خصوصاً چاہیئے کہ وہ اس وقت جبکہ اسلام پر حریفوں کی یورش ہو رہی ہے ۔ انجمن کی دل کھول کر امداد کریں ۔ ہم اس بارہ میں کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتے ۔ ہمیں امید ہے کہ اس وقت جبکہ کفر اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ اسلام کے مقابل صف آرا ہو چکا ہے اور للکار للکار کر مقابلہ کی دعوت دے رہا ہے کوئی مسلمان اس انجمن کی مدد کرنے سے دریغ نہ کرے گا ۔

"پرکاش" کی ہرزہ سرائی !

"الفضل" قادیان میں ایک خاتون کا مضمون شایع ہوا ہے ۔ جس میں جاہل مسلمان گھرانوں میں مسلم خواتین کی جو حالت ہے اس کی اصلاح کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے اس میں ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ "لڑکا ہوش سنبھالنے کے ساتھ ہی ماں کو محکوم بہنوں کو رعیت اور بیوی کو پیر کی جوتی تصور کرتا ہے" لاہور کا مشہور آریہ اخبار "پرکاش" اپنے مخصوص جاہلانہ آمیز انداز میں اس مضمون پر رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے : ۔

> "کاش ! اسلام عورت کو پیر کی جوتی کے عقیدے کے بجائے مرد کا نصف ہونے کے عقیدے کا قائل ہوتا تاکہ مسلم مستورات کو اس اسلامی عقیدے کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی "

ہم حیران ہیں کہ آریہ اخبار کی اس تحریر کے متعلق کیا کہیں ۔ کاش ! "پرکاش" کو خدا تھوڑی سی عقل دیتا اور وہ اس بات کو سمجھ سکتا کہ یہ فقرہ بعض جاہل مسلمانوں کے طرز عمل کے متعلق لکھا ہے اسلامی احکام کچھ اور ہیں ۔ کاش ! پرکاش کا آریہ سماجی ایڈیٹر یہ رائے زنی کرنے سے پہلے اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر اسلامی احکام پر ایک سرسری نظر ڈال لیتا تو پھر یقیناً یہ ہرزہ سرائی نہ کرتا ۔ اسلام ہی دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جس نے عورتوں کو ان کے غصب شدہ حقوق دلائے اور نہایت بلند مرتبہ عطا کیا ۔ کاش ! پرکاش ایسا فضول اور بے معنے اعتراض کرنے سے پیشتر ہندو دھرم اور ہندو قوم میں عورتوں کا جو درجہ ہے اس کا دھیان کر لیتا ۔ اور تو اور بیچاری ہندو عورت آج تک حقوق وراثت سے بھی محروم ہے ۔

اسلام کی طرف ایک اور قدم

معلوم ہوا ہے کہ بڑودہ کونسل نے ہندو لا میں اس غرض سے ترمیم کرنے کے لئے کہ عورتوں کو حق وراثت مل سکے ایک سب کمیٹی بنائی ہے ۔ ہندوؤں کی ایک ترقی یافتہ ریاست کی کونسل جس معاملہ پر آج ضرورت زمانہ سے مجبور ہو کر غور کرنے پر آمادہ ہوئی ہے ۔ اسے اسلام آج سے ساڑھے تیرہ سال پیشتر حل کر چکا ہے ۔ اس نے صاف اور تاکیدی حکم دے دیا ہے کہ عورتوں کو حق وراثت ملا کرے ۔ اور اس کے متعلق نہایت اعلیٰ اور مکمل ضوابط بھی مرتب کرکے دے دیئے ۔ ہندو اب تک ذات پات کو توڑ کر اور بدھوا بیاہ کو جاری کرکے اور کئی اس قسم کی باتوں کو عملی صورت میں تسلیم کرکے اسلام کی طرف کئی قدم اٹھا چکے ہیں ۔ عورتوں کے حق وراثت کے متعلق غور کرنا بھی اسلام کی طرف ایک اور نیا قدم اٹھانے کے مترادف ہے ۔ ہم منتظر ہیں کہ کب وہ دن آئے گا جبکہ ہندو احباب کا آخری قدم اسلام کی طرف اٹھے گا اور عملاً وہ ہمارے ہمرکاب ہوں گے ۔ کاش "پرکاش" کی قماش کے ہرزہ سرا اخبار ان حقایق پر غور کریں ۔

مسلم یونیورسٹی کی مالی حالت

ہمیں یہ معلوم کرکے بیحد افسوس ہوا کہ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کی مالی حالت روز بروز خراب ہو رہی ہے شیخ عبداللہ صاحب جو یونیورسٹی کے خازن ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ سنہ ۲۴-۱۹۲۵ء کے بعد یونیورسٹی کی آمدنی میں صرف ۱۷ فیصدی اضافہ ہوا ۔ اور اخراجات میں ۲۸ فیصدی بیشی ہو گئی ہندوستانی مسلمانوں کے پاس لے دے کر مسلم یونیورسٹی علی گڈھ ہی ایک ایسی تعلیم گاہ ہے جس پر وہ بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں ۔ کیا اس کی یہ نازک مالی حالت ان کے لئے باعث ندامت نہیں ؟ علیگڈھ سے تھوڑی دور ہی بنارس میں برادران وطن کی ہندو یونیورسٹی بھی موجود ہے جس کی مالی حالت روز بروز بہتر ہوتی جاتی ہے ۔ کاش اہل ثروت مسلمان جو عام طور پر اپنا روپیہ لہو و لعب میں ضائع کرتے ہیں اپنی اس واحد قابل قدر درس گاہ کی طرف متوجہ ہوں ۔

ہندو دنیا

آپ اس پرچہ کی ترتیب میں ایک نمایاں اور مفید تبدیلی دیکھیں گے اخبار کو ہفتہ میں دو بار کرنے کے ساتھ ہی کئی نئے اور مستقل عنوانات قایم کئے ہیں جن میں سے ایک "ہندو دنیا" بھی ہے ۔ بدقسمتی سے ہندوستان کے ایک مشنری فرقے یعنی آریہ سماج کی مسلسل کوششوں نے ہندو قوم کو مسلمانوں کا ایک حریف بنا دیا تھا ۔ آج اشدھی اور سنگٹھن کے سورما اس فکر میں ہیں کہ کم از کم ہندوستان میں مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے ۔ اور تاریخ عالم کو ایک بار پھر اندلس کے واقعات کو دہرانے کی ضرورت محسوس ہو ۔ یہ نامبارک سرگرمیاں روز بروز زیادہ وسیع ہو رہی ہیں ۔ مسلمانوں کا ان سے بیخبر رہنا ان کی مکمل تباہی کا باعث ہوگا (خاکم بدہن) اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو ان سے ہر وقت باخبر رکھا جائے ۔ اسی غرض سے ہم نے اخبار میں یہ مستقل عنوان رکھا ہے جو انشاء اللہ پوری احتیاط سے مرتب کیا جائے گا ۔ اس پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہندوؤں کی تمام تحریکوں اور سرگرمیوں کا ایک حد تک اندازہ ہو جایا کرے گا ۔ ہم قارئین کرام سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس کالم کو بغور دیکھا کریں تاکہ اس عنوان کو مستقل طور پر اخبار میں رکھنے کی غرض پوری ہو جائے ۔

اعلان

شیخ محمد نصیب کو پشاور، ہزارہ، کامل پور، راولپنڈی، جہلم، گجرات، اور گوجرانوالہ کے اضلاع میں حساب و کتاب کی پڑتال نظام جماعت اور وصولی بقایا چندہ کے لئے بھیجا گیا ہے ۔ ان مقامات کے جملہ احباب سے عموماً اور پریزیڈنٹ و سکرٹری صاحبان کی خدمت میں خصوصاً التماس ہے کہ وہ اس کام میں ہر طرح سے امداد فرمائیں میں مشکور ہونگا ۔

(سید محمد حسین فنانشل سکرٹری دفتر تحصیل احمدیہ بلڈنگس لاہور)

مذاکرہ علمیہ

انیس سے کیا مراد ہے؟

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی قلم سے)

سوال - قرآن کریم میں ذکر ہے کہ جہنم پر انیس فرشتے مقرر ہیں انیس کیوں ؟ مفصل بحث کی جائے۔

جواب - آخر اس قدر جلدی کیوں ہے جب مرنے کے بعد زندگی پر ہیں ایمان ہے تو کچھ علم وہاں کے لئے بھی رہنے دیجئے۔ اس دنیا میں تو کافی ہے کہ عالم آخرت کی چیزوں کی تفصیل میں ہم نہ پڑیں - اور ان پر بالاجمال ایمان رکھیں اس میں کیا قابل اعتراض بات ہے کہ جہنم پر انیس فرشتے مقرر ہیں - آخر مقرر کرنے والے نے کوئی مصلحت رکھی ہوگی - یہ کیا ضرور ہے کہ ہمیں ان تمام مصلحتوں کا علم ہو - کیا یہ ممکن نہیں کہ جہنم میں انسان کی اصلاح کے لئے جو سزائیں مقرر ہیں وہ انیس قسم کی ہوں اور ان پر انیس آفیسر مقرر ہوں - اس کی تفصیل کا علم تو خود سزا دینے والے کو ہوگا کیا ہم گورنمنٹ سے جا کر پوچھا کرتے ہیں کہ آپ نے فلاں محکمہ میں اتنے افسر کیوں مقرر کر رکھے ہیں - وہ اپنی مصلحتوں کو خود سمجھتے ہیں اور ان میں استفسار کرنے والوں کو دخل درمعقولات کا مرتکب جانتے ہیں - لیکن میں نے تو قرآن کو پڑھا ہے مجھے وہاں انیس کا لفظ تو نظر آیا مگر انیس فرشتوں کا ذکر کہیں نظر نہیں آیا - کیوں نہ میں وہ آیات یہاں نقل کردوں ؟

آیت زیر بحث اور اس کے معنے

سورۂ مدثر میں آتا ہے -

ساصلیه سقر ٥ وما ادرٰىك ماسقر ٥ لا تبقی ولا تذر - لواحة للبشر - علیها تسعة عشر ٥ وما جعلنا اصحٰب النار الا ملٰئكة و ماجعلنا عدتهم الا فتنة للذین كفروا - لیستیقن الذین اوتوا الكتٰب ویزداد الذین اٰمنوا ایمانا ولا یرتاب الذین اوتوا الكتٰب والمؤمنون و لیقول الذین فی قلوبهم مرض والكٰفرون ماذا اراد اللّٰه بهٰذا مثلا كذٰلك یضل اللّٰه من یشاء ویهدی من یشاء وما یعلم جنود ربك الا هو وما هی الا ذكرٰی للبشر ٥

عنقریب ہم اس کو سقر میں پہنچائیں گے اور تو کیا سمجھا کہ سقر کیا چیز ہے - وہ باقی نہیں رکھتی - نہ چھوڑتی ہے - چمڑے کو متغیر کرنے والی ہے اس پر انیس ہیں اور ہم نے آگ کے داروغہ نہیں بنائے مگر فرشتے - اور ان کی گنتی کو نہیں بنایا مگر فتنہ ان لوگوں کے لئے جو منکر ہیں تاکہ وہ لوگ جنھیں کتاب دی گئی یقین کریں - اور جو ایمان لائے وہ ایمان میں بڑھیں اور اہل کتاب اور مومنین شک میں نہ پڑیں اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور کافر لوگ کہیں کہ اللہ نے اس مثال سے کیا مراد رکھی ہے - اسی طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تیرے رب کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ آپ اور یہ صرف انسان کے لئے یاد دہانی ہے -

انیس فرشتوں کا کہیں ذکر نہیں ہے

اوپر کی آیات میں الفاظ علیها تسعة عشر ہیں جس کے معنے ہوئے اس پر یعنی سقر پر انیس ہیں - یہ مطلق کہیں نہیں ہے - کہ انیس فرشتے ہیں مفسرین نے فرشتوں کا قیاس یوں لگایا کہ اس سے آگے دوسری آیت میں آتا ہے کہ آگ کے داروغے نہیں ہیں مگر فرشتے - اس لئے فرض کر لیا گیا کہ ہو نہ ہو یہ انیس فرشتے ہیں - جو آگ کے داروغہ ہیں - حالانکہ وہاں یوں نہیں کہ اس پر داروغہ انیس ہیں - وہاں تو صرف اس قدر ہے کہ اس پر انیس ہیں اب اس انیس کو انیس فرشتے آگ کے داروغہ فرض کر لیں تو پھر اگلی آیات مطلق سمجھ میں نہیں آتیں اور اعتراض پر اعتراض پیدا ہونے لگتا ہے مثلاً جب یہ فرمادیا کہ ماجعلنا عدتهم الا فتنة للذین كفروا کہ فرشتوں کی گنتی کافروں کے لئے موجب فتنہ ہوتی ہے - تو پھر خواہ مخواہ ان کی گنتی انیس کی بتا کر فتنہ کیوں ڈالا - جب اس کا کوئی منشا نہ تھا - اصحاب کہف کی تعداد پر بحث کرنے سے تو روک دیا - اور فلا تمار فیهم فرما کر ان کی تعداد میں جھگڑنے کو منع فرما دیا - کیونکہ خواہ مخواہ کا فتنہ پڑتا تھا - تو پھر یہاں جب خود بھی فرما رہے ہیں کہ فرشتوں کی گنتی بیان کرنے سے فتنہ پڑتا ہے تو پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ انیس فرشتے فرما کر خواہ مخواہ کا فتنہ ڈال دیتے اور پھر اس سے اہل کتاب کو یقین کس طرح پیدا ہوسکتا تھا اور مومنوں کا ایمان کیسے بڑھ سکتا تھا - جیسا کہ اگلی آیات میں فرمایا لیستیقن الذین اوتوا الكتٰب ویزداد الذین اٰمنوا ایمانا ولا یرتاب الذین اوتوا الكتٰب والایمان - تاکہ جو لوگ اہل کتاب ہیں ان کو یقین ہو جائے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا ایمان بڑھے اور اہل کتاب اور مومنوں کو کوئی شک نہ باقی رہ جائے - سمجھ میں نہیں آتا کہ محض اتنا کہہ دینے سے کہ سقر پر انیس فرشتے ہیں یعنی جہنم کے داروغہ انیس ہیں - کس طرح اہل کتاب کو آنحضرت صلعم کی رسالت پر یقین پیدا ہوسکتا تھا - اور مومنوں کا ایمان بڑھ سکتا تھا - اور ایسی حجت تمام ہوسکتی تھی کہ کسی کو کوئی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ سکتی تھی -

جملہ معترضہ

پس اصل معنے تو اللہ کو معلوم ہیں مگر جہاں تک میری سمجھ کام کرتی ہے ماجعلنا اصحٰب النار الا ملٰئكة وما جعلنا عدتهم الا فتنة الذین كفروا جملہ معترضہ ہے - اور یہ مفسرین نے بھی مانا ہے اور یہ جملہ معترضہ اس لئے لایا گیا ہے کہ اس بات کو ذہن نشین کر دیا جائے کہ انیس سے مراد انیس داروغے جہنم کے نہ لے لے جائیں - کیونکہ خدا کی یہ شان نہیں کہ وہ خواہ مخواہ کوئی تعداد جہنم کے داروغوں کی بیان کرکے لوگوں کے لئے اعتراض کے واسطے کوئی فتنہ پیدا کر دے - فرمایا جہنم کے داروغے تو فرشتے ہیں اور چونکہ فرشتوں کی تعداد بیان کرنا موجب فتنہ ہے اس لئے انیس سے کہیں انیس داروغے نہ سمجھ لینا اور آخر میں جا کر ما یعلم جنود ربك الا هو فرما کر بتا دیا کہ خدا کے لشکر کی تعداد سوائے خود اس کے اور کوئی نہیں جانتا - پس یہ انیس جہنم کے داروغہ تو نہیں -

فتح مکہ کی پیشگوئی

اس کے علاوہ ایک اور بات قابل غور ہے وہ یہ کہ اس انیس کی تعداد کو سنکر خود کفار کا قول یہاں بیان کیا ہے - کہ ماذا اراد الله بهٰذا مثلا کہ اللہ نے اس مثال سے کیا مراد رکھی ہے - جس سے صاف ثابت ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت کسی کو پتہ نہ تھا کہ اس انیس سے کیا مراد ہے کافروں کو تو خیر کیا علم ہوسکتا تھا خود مومنوں کو بھی علم نہ تھا کہ انیس سے کیا مراد ہے - ورنہ وہ کافروں کو بتا نہ دیتے - کیونکہ اگر انیس سے مراد جہنم کے داروغہ ہوتے تب تو معاملہ صاف تھا - کوئی ابہام نہ تھا - نہ مومنوں کے لئے کوئی پردہ تھا اور نہ کافروں کے لئے لیکن دونوں کا اس کی حقیقت سے بے خبر ہونا اور جناب الٰہی کا اس تعداد کو اتنی اہمیت دینا کہ اہل کتاب پر حجت تمام ہونے اور مومنوں کے ازدیاد ایمان کا موجب ہونے کو اس سے وابستہ کرنا بتاتا ہے کہ یہ کوئی زبردست پیش گوئی تھی - جس کے ظہور پر اہل کتاب کو یقین پیدا ہوسکتا تھا اور مومنوں کا ازدیاد ایمان ہونا یقینی تھا - اور پھر اہل کتاب کے لئے کوئی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہ سکتی تھی - اور یہی حق ہے کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک پہلو کا اخفا رکھا تھا - اور یہ سنت اللہ ہے کہ پیشگوئی میں ایک پہلو اخفا کا ہوا کرتا ہے جو اپنے وقت پر ظاہر ہو کر اللہ تعالیٰ کے علم غیب اور قدرت نمائی پر دلیل واضح قائم کرکے ایمانوں کو بڑھاتا ہے - اور اس دقیق در دقیق علم غیب کے اظہار سے مدعی کی صداقت پر یقین پیدا ہو جاتا ہے - یہی بات اس جگہ معلوم ہوتی ہے - نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی زمانہ بعثت کا تھا ایک طرف آپ کی بیکسی بے بسی ضعف اور کمزوری - تنہائی اور بیچارگی تھی - اور دوسری طرف تمام اہل مکہ کی مجتمع قوت کے ساتھ مخالفت اور سرشوری تھی اور وہ دن رات حضرت نبی کریم صلعم اور معدودے چند مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے تھے - اس وقت خدا کا کلام نازل ہوتا ہے - کہ ساصلیه سقر - یعنی ان مخالفوں کو سقر کا عذاب پہنچے گا - سقر کیا ہے اس کی تفصیل خود کی - کہ ایک ایسا عذاب ہوگا جو کسی کو بھی باقی نہ چھوڑے گا - اور سب اس میں گرفتار ہوں گے - اور لوگوں کے چہروں کو ذلت اور دکھ سے متغیر کر دے گا - دیا در ہے کہ سقر کے لغوی معنے بھی یہی ہیں مثلاً سقرته الشمس یعنی دھوپ نے اسے متغیر کر دیا) اور یہ فتح مکہ کے دن ہوا - جب مکہ کے رہنے والے تمام کے تمام مخالفین ذلیل و خوار ہو کر نبی کریم صلعم کے سامنے حاضر ہوئے - وہ اس غیور اور بہادر قوم کے لئے سقر کا دن تھا - جس نے کسی کو باقی نہ چھوڑا - اور جس نے ان کے چہروں کو شرمندگی اور ذلت کی آگ سے متغیر کر دیا - اور اس دن مومنوں کا ایمان زیادہ ہوا - کیونکہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوئیں - اور جو کچھ اسلام کی ذلت اور بیکسی کی انتہائی حالت میں کہا گیا تھا وہ اس دن پوری قوت اور شوکت کے ساتھ پورا ہوا - اور اہل کتاب کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر اس روز یقین پیدا ہوا کیونکہ آپ دس ہزار برگزیدہ اصحابؓ کے ساتھ فاران یعنی مکہ کے پہاڑوں سے ظاہر ہوئے اور آپ کے دائیں ہاتھ میں قرآنی شریعت تھی - اور یہ نقطہ بلفظہ اسی طرح پورا ہوا جس طرح تورات میں لکھا تھا - کہ خداوند دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوگا - اور اس کے دائیں ہاتھ میں آتشی شریعت ہوگی پس یہی وہ پیشگوئی تھی جس کے پورا ہونے پر جہاں مومنوں کا ایمان زیادہ ہوا - وہاں وہ اہل کتاب کے دلوں میں یقین پیدا ہونے کا بھی موجب بنی اور ان پر حجت تمام ہوگئی -

انیس سے انیس سال مراد ہیں

اور یہ واقعہ اس سورۃ کے نزول کے انیس سال بعد ظہور میں آیا کیونکہ یہ سورۂ مدثر کی ابتدائی آیتوں میں سے ہے گو یا سورۂ علق کی ابتدائی آیتوں کے بعد اس کی ابتدائی آیتوں کا نزول ہے - جس میں قم فانذر فرما کر آپ کو قوم کے انذار کے لئے کھڑا کیا گیا - اور یہ ایام فترت کے بعد ہوا - جس کا عرصہ چھ ماہ بتلایا جاتا ہے - پس بعثت کے پہلے سال کے آخری نصف حصے میں سورہ مدثر کی ابتدائی آیات کا نزول ثابت ہے - باقی کا حصہ اس سورۃ کا جس میں علیها تسعة عشر واقع ہے - ظاہر ہے کہ جب آپ نے سال یا چھ ماہ لوگوں کو دعوت و تبلیغ کی ہوگی تب ہی نازل ہوا ہوگا آخر مخالفت شروع ہوئی ہوگی تب تو یہ وعید کی آیات نازل ہوئیں اس کے لئے سال یا چھ ماہ کا وقفہ ضروری ہے - کیونکہ لوگوں پر حجت تمام ہو - تو وہ عذاب کے مستوجب ٹھہریں - پس بعثت کے سال یا ڈیڑھ سال بعد ان آیات کا نزول معلوم ہوتا ہے - اور فتح مکہ ۸ھ ماہ رمضان میں ہوئی ہے - اگر حساب کرو تو ان آیات کے نزول کے بعد بارہ یا ساڑھے گیارہ سال مکہ کے اور سات یا ساڑھے سات سال مدینہ کے جو فتح مکہ سے قبل گزرے جمع کرنے سے انیس سال بنتے ہیں - جن کے گزرنے پر سقر کا عذاب مخالفین پر نازل ہوتا ہے - اور جس نے ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا اور جس نے ان کے چہروں کو ندامت اور ذلت سے متغیر کر دیا - اسی لئے فرمایا تھا کہ علیها تسعة عشر یعنی اس سقر پر انیس ہیں وہ انیس کیا تھے اسے بعد میں واقعات انیس سال ثابت کرتے ہیں - گو یا وہ عظیم الشان نشان جو مومنوں کا ایمان بڑھانے والا تھا - اور اہل کتاب پر حجت تمام کرتی تھی - اور جو ابھی غیب کے پردوں میں تھا - اس پر انیس سال کے پردے پڑے ہوئے تھے - جن کے یکے بعد دیگرے اتر جانے کے بعد اس کا ظہور ہوتا ہے - اور جو مومن اور اہل کتاب دونوں پر حجت تمام کر دیتا ہے - اور مخالفین کا منہ بگاڑ دیتا ہے - اور اللہ تعالیٰ کے دقیق در دقیق علم غیب کے سامنے ہر ایک منکر کا سر جھکا دیتا ہے پھر آیات قرآنی پر غور کرکے دیکھو تو صاف طور پر وہ کوئی ایسا امر معلوم ہوتا ہے جس سے اہل کتاب پر حجت تمام ہوتی نظر آتی ہے - اور مومنوں کا ازدیاد ایمان ہوتا نظر آتا ہے - گو یا وہ نشان دونوں کے لئے مشترکہ طور پر مفید ہے - اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا تھا کہ اس کی پیشگوئی تورات میں بھی ہو اور قرآن میں بھی ہو - اور یہ مشترک پیشگوئی فتح مکہ ہی کی تھی جو ان آیات کے نزول کے انیس سال بعد پوری ہوئی - فتح مکہ کے متعلق تو قرآن بھرا پڑا ہے - جن کا اعادہ یہاں تحصیل حاصل ہے - مثلاً ان الذی فرض علیك القراٰن لرادك الی معاد کہ جس نے تجھ پر قرآن فرض کیا وہی تجھ کو مکہ کی طرف لوٹائے گا - اور اسی قسم بیسیوں پیشگوئیاں بھری پڑی ہیں - تورات میں استثنا باب ۳۳ میں یہ پیشگوئی بڑی صفائی سے موجود ہے -

"خداوند سینا سے آیا - اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا - دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی "

فاران مکہ کی پہاڑیوں کا پرانا نام ہے - حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم دس ہزار صحابہ کے ساتھ ان پہاڑیوں سے ظاہر ہوتے ہیں - اور مکہ فتح کرتے ہیں - اور ایک نئی شریعت قرآن کی شکل میں آپ کے ہاتھ میں تھی - اس طرح اہل کتاب پر بھی حجت تمام ہوئی اور مومنوں کا ایمان بھی زیادہ ہوا -

بیمہ زندگی و بیمہ جائداد

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

اس موضوع پر مولوی عبدالستار صاحب نے پیغام صلح مورخہ ۲۹ رفروری میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ چونکہ ان مسائل کے متعلق عام طور پر سوالات بہت آتے رہتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان سوالات کے سارے پہلوؤں پر پوری بحث ہو جائے۔ مولوی عبدالستار صاحب نے بیمہ کے سوال کے ساتھ ہی بنک کے سود کے سوال کو بھی ملا دیا ہے۔ مگر یہ دونوں سوالات بالکل الگ الگ ہیں۔ بنک کے سود کے متعلق حضرت مسیح موعود کا فتوے صاف الفاظ میں صرف اس قدر ہے کہ "ایسا روپیہ اشاعت دین کے کام میں خرچ کیا جائے"۔ پس بیموں میں جو حصہ سود کا آئیگا۔ اسے ہم اسی حکم کے ماتحت رکھیں گے۔ اور بیمہ کے سوال کو بنک کے سود کے سوال سے علیحدہ رکھکر حل کرنا بہتر ہوگا۔

فی الحقیقت زندگی اور جائداد کے بیمے ایک ہی رنگ کے ہیں ایک اور قسم کے بیمے بھی ہیں جیسے خطوط اور پارسلوں کے بیمے۔ جن کا جواز قریبًا قریبًا مسلم ہے۔ ان بیموں اور زندگی یا جائداد کے بیموں میں ایک امر مشترک ہے۔ اور ایک فرق بھی ہے۔ امر مشترک تو یہ ہے کہ بیمہ کرنے والی کمپنی (ڈاکخانہ ہو یا ریلوے) بیمہ کرانے والوں سے ہر بیمہ پر تھوڑی سی رقم وصول کرتی ہے۔ اور اگر وہ چیز ضائع ہو جائے تو اس کی پوری قیمت بیمہ کرانے والے کو ادا کرتی ہے۔ زندگی یا جائداد کے بیمہ میں بھی یہ صورت ہے کہ بیمہ کرنے والی کمپنی بیمہ کرانے والے سے تھوڑی رقم سالانہ یا باقاعدہ وصول کرتی رہتی ہے۔ اور اگر وہ جائداد ضائع ہو جائے یا بیمہ کرانے والے کی زندگی ختم ہو جائے تو جائداد کی پوری قیمت یا زندگی کے بیمہ کی صورت میں موعودہ رقم کل کی کل ادا کرتی ہے گویا دونوں صورتوں میں بہت سے لوگوں سے تھوڑی تھوڑی رقم وصول کرکے تھوڑے سے لوگوں کو جن کی چیز ضائع ہو جائے بڑی رقم ادا کی جاتی ہے جس میں ایک رنگ باہمی امداد کا آجاتا ہے۔ اور فرق دونوں میں یہ ہے کہ خطوط یا پارسلوں کے بیمہ میں زیادہ حفاظت کے لئے وہ رقم بطور معاوضہ ہو جاتی ہے۔ لیکن زندگی یا جائداد کے بیمہ میں کمپنی کسی چیز کی حفاظت نہیں کرتی البتہ اس کی رقم کی ذمہ داری لیتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا جواب

حضرت مسیح موعود سے بھی یہ سوال ہوا تھا۔ جو ذیل میں درج ہے۔

سوال۔ بعض لوگ جو عمارتوں کے بیمے کسی بیمہ کمپنی سے آتشزدگی وغیرہ کے متعلق کراتے ہیں اس کی بابت حضور کیا فرماتے ہیں۔

جواب۔ سود اور قماربازی کو الگ کرکے دوسرے اقراروں اور ذمہ داریوں کو شریعت نے صحیح قرار دیا ہے۔ قماربازی میں ذمہ داری نہیں ہوتی۔ دنیا کے کاروبار میں ذمہ داری کی ضرورت ہے پس ان معاملات میں دیکھ لو کہ سود یا قمار کی کوئی جزو تو نہیں۔ اگر صرف اقرارات ہوں تو ان کو شریعت نے جائز رکھا ہے۔ کہ جن میں ذمہ داری ہوتی ہے۔ (فتاوی احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۴۲)

اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک معاملہ میں قمار یا جوئے کا رنگ ہے تو وہ جائز نہیں۔ اور کسی اقرارنامہ کے ذریعہ سے کوئی ذمہ داری لی جائے تو وہ جائز ہے۔ تو پس سوال صرف اس قدر ہوگا کہ آیا زندگی یا جائداد کے بیمہ میں قماربازی یا جوا تو نہیں۔ ظاہر ہے کہ جوا ایک کھیل ہے جس میں اتفاقی ہار جیت سے مال کا ہیرپھیر ہوتا ہے۔ لیکن بیمہ میں کھیل کوئی نہیں اور نہ کوئی ہار جیت ہے۔ بلکہ ایک قسم کے اقرار کے ذریعہ سے ذمہ داریاں پیدا ہوتی ہیں۔ البتہ اس کا تعلق اتفاقی حادثہ سے ضرور ہے۔ یعنی اتفاقی حادثہ سے جائداد تلف ہو جاتی ہے۔ یا کوئی آدمی مر جاتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا محض اتفاقی حادثہ کی وجہ سے ان ذمہ داریوں کو جوئے کی تعریف کے اندر لایا جا سکتا ہے۔ جو بیمہ میں لی جاتی ہیں؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہو تو یہی اتفاقی حادثات کا سوال خطوط اور پارسلوں کے بیمہ میں بھی موجود ہے اس کا کیا جواب ہوگا؟ علاوہ ازیں یہ محض اتفاق نہیں بلکہ ایک ایسا اتفاقی امر ہے جو انسان کے فعل سے نہیں بلکہ قضا و قدر سے تعلق رکھتا ہے۔ جسے انگریزی میں ایکٹ آف گاڈ یا خدا کا فعل کہا جاتا ہے۔ اور جوئے میں اتفاق انسان کے فعل سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی دو شخصوں کے کھیل سے وہ اتفاق پیدا ہوتا ہے جس سے ایک جیتتا اور دوسرا ہارتا ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا ہر قسم کا بیمہ قریبًا قریبًا امداد باہمی کا رنگ تو اپنے اندر نہیں رکھتا۔ یعنی فی الحقیقت مصیبت کے وقت کسی شخص کی امداد تو اس کی تہ میں نہیں؟ یہ تو ظاہر ہے کہ بیمہ میں فائدہ اسی شخص کو ہوتا ہے جس پر کوئی مصیبت وارد ہوتی ہے۔ اگر چند لوگ باہم ملکر یہ صورت پیدا کرلیں کہ وہ تھوڑا تھوڑا چندہ ادا کرتے رہیں گے اور جب ان میں سے کسی پر کوئی خاص مصیبت آئے تو اسی چندہ سے ایک خاص حد تک اس کی مدد کی جائیگی تو ظاہر ہے کہ یہ صورت کسی طرح قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ عین تقاضائے ہمدردی انسانی ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ آیا بیمہ خواہ کسی قسم کا ہو اس میں غالب پہلو یہ تو نہیں کہ مصیبت کے وقت کسی شخص کے ساتھ ہمدردی ہو؟

علمائے اسلام کیلئے صلائے عام

یہ وہ سوال ہیں جو بیمہ زندگی اور بیمہ جائداد کے متعلق پیدا ہوتے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس پر کھلی بحث ہو اور نہ صرف اپنی جماعت کے اہل الرائے اور اہل علم احباب کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان سوالات پر اپنے خیالات کا اظہار کریں بلکہ جملہ علمائے اسلام کی خدمت میں یہ درخواست ہے کہ وہ ان سوالات پر ایک غائر نظر ڈال کر اپنی رائے سے ممنون فرمائیں۔ پیغام صلح کے کالم ایسے مضامین کے لئے کھلے ہونگے اور اگر کوئی صاحب کسی اور اخبار میں اس پر مضمون لکھیں تو اس کی ایک کاپی راقم کو بھجوا دیں۔ سوالات صرف دو ہیں۔

(۱) آیا بیمہ جائداد یا بیمہ زندگی میں جوئے کا کوئی حصہ ہے اور یہ محض ایک کھیل ہے جس میں چند اشخاص اتفاقی ہار جیت کے سبب سے شامل ہوتے ہیں؟

(۲) آیا بیمہ جائداد میں مصیبت کے وقت کسی شخص کی ہمدردی کا خیال غالب ہے یا نہیں؟

ویدوں کے رشی

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

عجیب بات یہ ہے کہ جناب اندر کی معشوقہ بھی یہی مینکا سمجھی جاتی ہے چنانچہ ان کے حسن وعشق کا قصہ بہت سی مستند کتابوں میں مرقوم ہے۔ رگوید منڈل ا سوکت ۱۵ منتر ۱۳ سے بھی سائنا چاریہ نے بطور کنایہ یہی مطلب نکالا ہے لیکن شترونش برہمن میں اس کی پوری پوری تفصیل موجود ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اندر دیوتا راجا ورکھن اشو کی بیٹی پر عاشق ہو گیا۔ اور اس کو اپنے قابو میں لانے کے لئے راجا مذکور کی بیوی کی شکل اختیار کرکے اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لئے شتپتھ برہمن جیسی مستند کتاب کے کانڈ ۳ ادھیائے ۳ برہمن کنڈکا ۱۸ اور رگوید ۱/۵۱/۱۳ میں اندر کو ورکھن اشو کی بیوی کہا گیا ہے۔

وشوامتر برہمن کیسے بن گیا

رشی وشوامتر کے متعلق سناتن دھرم والوں اور آریہ سماج میں ایک معرکۃ الآرا بحث یہ بھی ہے کہ وشوامتر کشتری خاندان سے نسبت رکھتا ہوا برہمن کیسے بن گیا۔ کیونکہ از روئے دھرم شاستر اور مستند روایات و قوانین ویدک دھرم کوئی کشتری، ویش اور شودر برہمن نہیں بن سکتا۔ جیسے گدھے کا گھوڑا بن جانا ناممکن ہے اسی طرح ایک ذات والے کا دوسری ذات میں آنا بھی ناممکن ہے ایک طرف تو منو یہ کہتا ہے

برہمنم دش ورشم تو شت ورشم تو بھومی پم

پتا پترو د جانیات برہمن دستو تیوہ پتا

کہ دس برس کا برہمن اور سو برس کا چھتری دونوں باپ بیٹے کی طرح باہم ادب آداب ملحوظ رکھیں دس برس کا برہمن لڑکا باپ اور سو برس کا چھتری بیٹے کا رتبہ رکھتا ہے۔ دیکھو منوسمرتی ادھیائے اول اشلوک ۱۳۵۔

دوسری جگہ منو کا یہ بھی ارشاد ہے کہ رگادھی کا بیٹا عاجزی اختیار کرنے کی وجہ سے کشتری کا بیٹا ہوتے ہوئے برہمن بن گیا۔ (منو ۷/۴۲)

یہ ایک حقیقت ہے کہ منوسمرتی کی بنا پر ورن پیدائش کے لحاظ سے ہے جو شخص برہمنوں کے گھر میں پیدا ہوتا ہے۔ وہی برہمن ہے اور جو کشتری ماں باپ کے گھر پیدا ہوتا ہے وہی کشتری ہے۔ اور یہ ذات پات کی حد بندی ایشور کرت (خدا کا فعل) سمجھی جاتی ہے اس کو توڑنے والے کے لئے سخت وعید ہے۔ اور راجا کو حکم ہے کہ وہ اپنے ملک میں اس حد بندی کی حفاظت کرے۔ کوئی کشتری برہمن کا اور کوئی ویش کشتری کا اور شودر ان تینوں کا پیشہ اختیار نہ کرنے پائے اگر ایسا کرے تو اس کو سخت سزا دے۔ اور اگر راجا ایسا نہیں کرے گا اور اس امر کی دیکھ بھال میں سستی کرے گا تو اس کی سلطنت کی خیر نہیں یہ منو کے دسویں ادھیائے کا خلاصہ ہے

گادھی کا قصہ

سوامی دیانند بانی آریہ سماج نے یجروید بھاشیہ کے تیسویں باب میں ذات کو پیدائش سے تسلیم کیا ہے سوت اور پولکس وغیرہ ذاتوں کو بلحاظ پیدائش کے پیشہ اختیار کرنے کا ذکر کیا ہے ویدوں میں قدم قدم پر ورن سورن (ذات اور اپنی ذات) کی الجھنیں موجود ہیں جس کے متعلق یہاں بحث کرنے کی گنجائش نہیں۔ آریہ بھائیوں کے ہاتھ میں دو تین قصوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ ان میں سے ایک قصہ وشوامتر کا بھی ہے۔ کہ وہ چھتری ہوکر برہمن بن گئے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ قصہ عقل و دانش کی میزان میں کتنا وزن رکھتا ہے۔ اس پر بار بار زور دیا جاتا ہے کہ بھنگی اور چمار بھی وید پڑھ کر چند سالوں میں برہمن بن سکتے ہیں۔ کیونکہ وشوامتر کشتری ہوکر برہمن بن گئے۔ اس لئے اس بحث کو طے کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس قصہ کو مہابھارت کی زبان سے من وعن سن لیا جائے۔ تاکہ لوگ یہ اندازہ کرسکیں کہ اس قصہ کی حقیقت کیا ہے اور اس کا پایہ کتنا؟

کشک کا بیٹا گادھی اپنے ہاں بیٹا پیدا ہونے کی خواہش میں بن باسی ہو گیا۔ اس اثنا میں اس کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ستیہ وتی رکھا گیا۔ اس کی شادی چیون رشی کے بیٹے رچیک رشی سے ہو گئی۔ شادی کے بعد ستیہ وتی کی ماں نے کہا کہ تیرا خاوند رچیک بڑا عابد و زاہد ہے۔ اس سے عرض کیجو کہ مجھکو بھی ایک بیٹا دیدے ماں کی یہ عرضداشت ستیہ وتی نے اپنے خاوند کے گوش گزار کی رشی صاحب نے قبول کی اور بطور عمل یہ ٹوٹکا بتا دیا کہ پاک ہونے پر تیری ماں پیپل کے درخت کی پوجا کرے۔ اور تو درخت گولر کی پرستش کیجو اور اس کے ساتھ ہی دو پنڈیاں (ایک قسم کا لڈو) علیحدہ علیحدہ نشانات سے نشان کرکے حوالے کیں۔ اور ارشاد کیا کہ ان میں سے ایک برہمن بیٹا کرنے والی تو کھا لینا اور کشتری بنانے والی اپنی ماں کو دیدینا۔ اس سے تم دونوں حاملہ ہو جاؤ گی۔ اس کے بعد ماں بیٹیوں نے آپس میں کچھ سمجھوتہ کیا اور اپنے اپنے درخت اور پنڈیوں کو ادل بدل کر لیا۔ رچیک رشی آخر رشی تھے۔ بیوی کا حمل دیکھ کر بھانپ گئے اور خفا ہوکر بولے معلوم ہوتا ہے پنڈیوں میں ادل بدل ہو گیا ہے نہ صرف پنڈیوں میں بلکہ درخت کی پوجا میں بھی برعکس کارروائی ہوئی ہے۔ اے ستیہ وتی میں نے تیری پنڈی میں کامل برہمن بن رکھا تھا اور تیری ماں کی پنڈی میں پورا کشتری پن رکھا تھا جس سے تیرا بیٹا برہمن پیدا ہو اور تیری ماں کی گود میں کشتری ہو تم نے کس لئے آپس میں ادل بدل کر لیا۔ اب اس کا واجب تبدیلی ہے تیری ماں کے گھر میں برہمن بیٹا پیدا ہوگا اور تیرے گھر میں کشتری جنم لے گا۔ اپنی ماں کی پٹی پر یہ تو نے اچھا نہیں کیا۔ یہ سنکر ستیہ وتی بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑی۔ اور کچھ دیر بعد جب اس کو ہوش آیا تو اس نے اپنے خاوند سے منت سماجت کی مگر تیر (کمان) سے نکل چکا تھا بیٹی کے گھر میں جمدگنی پیدا ہوا اور ماں کی گود کو وشوامتر جیسا بیٹا ملا۔

ویدک دھرم میں فضیلت پیدائش ہی سے ہے

اس قصہ کی بنا پر وشوامتر اگرچہ پیدائش ہی سے ایک گونہ برہمن پیدا ہوا۔ اور یہ فی الحقیقت رچیک رشی کی ساری کرامت تھی۔ یا ماں کی ہشیاری کہ اس نے برہمن بننے کا مصالحہ بدل کر کھا لیا۔ تو بھی وشوامتر کامل برہمن نہ بن سکا اور وششٹ رشی کے مقابلہ میں جو برہمن تھا۔ اس کی منتر بازی کسی کام نہ آئی۔ اور وہ شکست کھا گیا۔ اور یہ اثر اس خون کا تھا جس سے اس کا جسم ماں کے پیٹ میں بنا تھا۔ چنانچہ بالآخر وشوامتر کو اس پیدائشی اثر کو دور کرنے کے لئے رامائن کہتی ہے کہ دس ہزار برس تک سخت سے سخت ریاضتیں اختیار کرنا پڑیں۔ اس واقعہ سے ذات بدل جانے کا خیال پیدا کرنے والے آریہ غور کریں کہ یہ ذات کی تبدیلی کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ قصہ بذات خود اس خیال کی لغویت اور خلاف مذہب ہونے کو پکار پکار کر تبلا رہا ہے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ایسا ہو سکتا ہے تو بھی یہ بات کوئی مذہبی اصول نہیں بن سکتی۔ اتنے بڑے عظیم الشان اصول کو ثابت کرنے کے لئے تاریخ کے کسی ظنی اور غیر معقول واقعہ کو پیش کرنا آریہ سماج کے خیال کی کمزوری کو ثابت کر رہا ہے۔ برہمن اور کشتری کا ایک ہو جانا یا ساتھ ساتھ چلنا وہ خواب ہے جو آریہ ورت میں ویدوں کے زمانہ سے لیکر آج تک کسی کو دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا۔ ایک رشی اس خیال کو جس حسرت بھری تمنا سے دیکھنا چاہتا ہے وہ خود ویدوں میں مذکور ہے

یتر برہم چ کشترم چ سمیننچو چرتہ سہ ÷ تم وشیم پنیم پرگیشیم تیر دیوہ سہ اگنینا

جہاں برہمن اور کشتری مل کر ساتھ ساتھ چلتے ہیں اس مقدس ملک کو میں جانوں جہاں دوسرے دیوتا اگنی کے ساتھ پھرتے ہیں۔

برہمن اور کشتری تو انسان ہیں ان انسانوں کے علیحدہ علیحدہ دیوتا بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر نہیں رہ سکتے۔ اگنی برہمنوں کا دیوتا اور اندر کشتریوں کا دیوتا ہے لیکن پروہت (عبادات میں امام) ہونے کے قابل صرف اگنی ہی ہے۔ جس طرح دیوتاؤں میں اگنی پیش امام ہے اسی طرح انسانوں میں پروہت برہمن ہے۔

(باقی دارد)

ایک اعتراض کا جواب

(مولانا عصمت اللہ صاحب مناظر اسلام کی قلم سے)

میرے ایک دوست لکھنؤ سے خط لکھکر دریافت فرماتے ہیں کہ انما التوبۃ علی اللہ کے کیا معنے ہیں۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ پر توبہ کا واجب ہونا سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ توبہ خدا پر واجب نہیں بلکہ بندے پر ہے۔

میں نے خط کا جواب تو لکھدیا ہے مگر چونکہ اس قسم کے اعتراضات بالعموم ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ خواطر عامہ کی تسلی کے لئے اس جواب کو شایع کر دوں۔

صراح میں ہے توبہ بازگشتن از گناہ یقال تاب الی اللہ وتاب اللہ علیہ اے وفقہ لہا۔ قاموس میں ہے تاب الی اللہ تعالیٰ رجع عن المعصیۃ وتاب اللہ علیہ وفقہ للتوبۃ اورجع بہ من التشدید الی التخفیف اورجع علیہ بفضلہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ توبہ کے معنے گناہ سے پھرنے اور باز رہنے کے ہیں۔ مگر جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ تو اس کے معنے بندے کو توفیق توبہ دینے یا بندے کی توبہ کو قبول کرنے کے ہوتے ہیں۔ اس صورت میں یہ معنے ایک طرح سے مجازی ہوں گے۔ مگر ایسا مجاز کلام عرب میں عام طور پر شایع ہے شاید ہی کوئی لغت اس سے خالی ہو۔ ایسے مجازی معنوں کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا صلہ حرف علے سے لاتے ہیں جیسے تاب اللہ علیہ یعنی خدا نے اسے توفیق توبہ دی۔ یا اس کی توبہ قبول فرمائی۔ پس آیت مذکورہ کے یہ معنے ہوں گے کہ بندہ کی توبہ کا قبول کر لینا یا اسے توفیق توبہ عطا فرمانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اب اعتراض بالکل رفع ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ معترض کو مفہوم آیت کے سمجھنے میں ٹھوکر لگی ہے۔ اور بس۔ اگر وہ اعتراض کرنے سے پہلے کتب لغت کی طرف رجوع کر لیتا۔ تو اعتراض ہی نہ کرتا۔ مذکورہ بالا اعتراض ایک اور طریقے سے بھی رفع کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ لفظ التوبہ سے قبل لفظ قبول مضاف محذوف ہے۔ اور حذف مضاف کا کلام عرب میں عام دستور ہے۔ اس صورت میں تقدیر یوں ہوگی۔ کہ انما قبول التوبۃ علی اللہ یعنی توبہ کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور بس اب مجازی معنوں کی بھی ضرورت نہ رہی اور اعتراض بھی باطل ہو گیا۔

استفسار

بندہ نہایت مشکور ہوگا اگر پیغام صلح کے ناظرین میں سے کوئی صاحب مفصلہ ذیل سوالات پر روشنی ڈالیں۔ اور مجھے براہ راست یا بذریعہ پیغام صلح اطلاع دیں۔

(۱) ہندوستان میں ایسے کسقدر مدرسے ہیں اور کہاں کہاں ہیں جن میں عربی کی تعلیم باقاعدہ دیجاتی ہے۔ (حنفی، شیعہ، اہلحدیث، احمدی خواہ کسی فرقہ کے ہوں۔ (۲) کیا ہندوستان میں عربی علم ادب کی ترقی کے لئے کوئی انجمن لیگ وغیرہ مثل انجمن ترقی اردو کے قایم ہے اگر ہے تو کہاں ہے۔ (۳) کیا کسی صاحب نے عربی اور اردو میں ایسی مکمل قاموس (ڈکشنری) بترتیب حروف ہجا تصنیف کی ہے۔ جس سے اردو کے لفظ کی فوراً عربی عربی کے لفظ کی فوراً اردو معلوم ہو سکے۔ اگر ہے تو کہاں سے مل سکتی ہے اگر نہیں تو کیا یہ علمائے ہند کی غفلت قابل افسوس نہیں؟ اور کیا کوئی صاحب اب اس کام کو کرنے کے لئے محض خدمت عربی کے خیال سے تیار ہیں؟ بندہ ایسے صاحب کی علمی طور سے مدد کرنے کو تیار ہے۔

المستفسر:- علی احمد خاں اسسٹنٹ انجینئر خادم انجمن اہلحدیث (عدن - ملک عرب)

ہندوستان

— دہلی ۲۷ فروری - خواجہ حسن نظامی کے حسرتی شہادت کے مقدمہ کی سماعت آج مسٹر روپ نرائن آنریری فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کی عدالت میں شروع ہوگئی ہے۔ آج خواجہ صاحب کا بیان ڈاکٹر کی شہادت اور وکیل ملزم کی جرح ہوئی۔ آئندہ پیشی ۱۲ و ۱۳ مارچ کو ہوگی۔

— فساد گڑھ مکتیشر کے ملزموں کی اپیل سشن جج میرٹھ کی عدالت میں پیش ہوئی۔ ۲۲ ہندوؤں کو عدالت نے بری کر دیا۔ جنھیں عدالت ماتحت نے چھ ماہ تک کی سزا دی تھی۔ باقی ملزمین کی سزا بحال رہی۔

— فرید آباد ۳ مارچ۔ کل رات یہاں ہندو مسلم فساد ہو گیا ہے جس میں متعدد ہندو مسلمان زخمی ہوئے۔ (تیج)

— نئی دہلی ۳ مارچ ایک ہمدرد نے جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے پانچ ہزار روپے کی قیمت کی کتابیں حکیم اجمل خاں میموریل فنڈ کو نذر کی ہیں۔

— ہندوستان کے والیان ریاست کی جو کانفرنس بمقام دہلی منعقد ہوئی ہے اس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ ہر ایک والی ریاست اپنے ذاتی اخراجات کے لئے اپنے ممالک محروسہ کی آمدنی میں سے پانچ یا دس فیصدی سے زیادہ رقم صرف نہ کرے۔

— ۴ اور ۵ مارچ کی درمیانی شب کو لارڈ سنہا حرکت قلب کے بند ہو جانے سے یکایک وفات پا گئے۔

— سکھ لیگ نے یکم اپریل کا دن مہاراجہ نابھہ کے لئے یوم دعا قرار دیا ہے۔ اس روز سکھ جابجا جلسے کریں گے۔

— دہلی کے مشہور مصنف مرزا حیرت انتقال فرما گئے۔

— معلوم ہوا ہے کہ جناح مسلم لیگ نے آل پارٹیز کانفرنس کی تجاویز مسترد کر دی ہیں۔

— ہندو مہا سبھا کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں آل پارٹیز کانفرنس کی تجاویز پر بہت بحث وتمحیص ہوئی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔

ہندو دنیا

— حال ہی میں کلود ضلع بھڑوچ میں راؤ صاحب داؤ دبھائی پرشوتم داس ڈلیسائی ممبر کونسل کے زیر صدارت ایک شدھی سمیلن ہوئی۔ جس میں دس دیہات کے شیخ پتی داروں کے تین سو خاندانوں کی شدھی کی گئی (پرکاش)

— آریہ سماج بڑودہ کا سالانہ جلسہ ۲۴-۲۵-۲۶ فروری کو ہونے والا تھا۔ اس کے متعلق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بڑودہ نے حکم دیا ہے کہ جلسے کے سلسلے میں کوئی جلوس نہ نکالا جائے۔ (پرکاش)

— ۲۰ فروری کو ۱۲ بجے دن کے بھارتیہ ہندو شدھی سبھا کا سالانہ جلسہ نارائن سوامی کی زیر صدارت گوروکل اندر پرستھ میں ہوا جس میں سالانہ رپورٹ بھی پڑھی گئی۔ جس سے معلوم ہوا کہ سبھا مذکور کو گزشتہ سال ۵۲ ہزار کی آمدنی ہوئی اور ۷۰ ہزار خرچ ہوا۔ شردھانند پریس کے لئے گیارہ ہزار روپے چندہ ہوا۔ اس سبھا کا ماہوار آرگن یعنی "شدھی سماچار" کئی ہزار چھپتا ہے۔

— بڑودہ کونسل نے ہندو لا کی اس قسم کی ترمیم پر غور کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی بنائی ہے کہ ہندو عورتوں کو حق وراثت مل سکے۔

— ریاست حیدر آباد میں حسب ذیل مقامات پر آریہ سماج قائم ہے (۱) بلی کڑ - (۲) گلبرگہ (۳) حیدر آباد (۴) بلارم (۵) مومن آباد (۶) دھارا عرف فتح آباد (۷) ادگیر (دھرم پرکاش)

— بھارتیہ ہندو شدھی سبھا دہلی کی شاخ ہتیہ ممباران کے ذریعہ موضع مدھوانی میں شدھی سبھا کے ایک اپدیشک پنڈت لچھمنانند جی کی کوشش سے ۱۲ آدمیوں کی شدھی ہوئی۔ جس میں لوگوں نے نہایت گرمجوشی سے حصہ لیا ہے۔ (پرکاش)

— مہاراجہ صاحب اندور کی محبوبہ مس ملر کے متعلق فیصلہ ہو گیا ہے یہ شدھی ۱۴ مارچ کو بمقام ناسک شری شنکر اچاریہ کی زیر نگرانی ہوگی۔

— مہاراجہ اندور نے ایک پرائیوٹ ملاقات کے دوران میں بمقام مدراس فرمایا کہ میں نے خدمت عامہ کا تہیہ کر لیا ہے۔ اور ساتھ ہی مس ملر نے ہندو مہا سبھا کے اجلاس کی شرکت کا مہاراجہ موصوف کی معیت میں تہیہ کیا ہے۔

ممالک خارجہ

— روم ۲۷ فروری - نیم سرکاری طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ اٹلی کی فوجوں نے طرابلس الغرب کے مقام زلہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور معرکہ آرائیوں کے بعد مجاہدین کو سخت شکست دی۔ چار سو مجاہدین شہید ہوئے اٹلی کا نقصان ۲۰۰ جوانوں کا بیان کیا جاتا ہے۔

— لندن ۲۰ فروری - سفارت خانہ افغانی میں افغانستان کا جشن استقلال منایا گیا۔ جس میں صدہا افغان اور برطانوی سربرآوردہ حکام شامل تھے۔ افغانی وزیر مختار نے معزز مہمانوں کا قونصل خانے کے دروازہ پر استقبال کیا۔

— ہیمبرگ (جرمنی)، کیوبا (جاپان)، بمبئی اور بغداد میں عنقریب مصری سفارت خانے کھولے جائیں گے۔ ۱۹۲۸ء کے بجٹ میں ان کے لئے منظوری دی جا چکی ہے۔

— افغانستان کے سفیر متعینہ پیرس قسطنطنیہ پہنچ گئے ہیں آپ انگورہ جا رہے ہیں تاکہ وہاں دولت جمہوریہ ترکیہ کے ساتھ اعلیٰحضرت امیر امان اللہ خاں کی سیاحت ٹرکی کا پروگرام طے کریں۔ معلوم ہوا ہے کہ ٹرکی میں اعلیٰحضرت کا پرتپاک خیر مقدم کیا جائے گا۔

— معلوم ہوا ہے کہ زائرین بیت الحرام کے آرام و آسائش کے لئے حکومت فرانس کی طرف سے بیروت میں ایک عالیشان مسجد اور مسافر خانہ زیر تعمیر ہے۔

— ایران میں ایک قومی بنک کے قیام کی تجویز ہو رہی ہے۔

— مصر کی حکومت نے برطانوی پارلیمنٹ کی تجاویز مسترد کر دیں۔ کیونکہ اس میں یہ شرط بھی موجود تھی کہ برطانوی فوجیں مزید دس سال تک مصر میں رہیں گی۔

— ثروت پاشا نے عہدۂ وزارت سے استعفیٰ دیدیا ہے شاہ فواد نے استعفے پر نظر ثانی کرنے کے لئے ثروت پاشا سے کہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ تاہم آپ نے وعدہ کیا ہے کہ جب تک نئی وزارت قایم نہیں ہولی میں ہی کام کرتا رہونگا۔ وفد کے رہنما نحاس پاشا نے غیر سرکاری طور پر اطلاع دیدی ہے کہ موجودہ حالات میں میں مدار المہام کا عہدہ قبول نہیں کر سکتا۔

— السیاسۃ کا نامہ نگار بغداد سے رقمطراز ہے کہ حکومت عراق ہر سال ۹ شعبان کو شریف حسین بن علی کی بغاوت کی سالگرہ مناتی ہے۔ شریف حسین آج کل جزیرہ قبرص میں نظر بند ہیں۔ اس سال بھی یہ تقریب منائی گئی۔ تمام اہلکاران حکومت نے اس میں شرکت کی۔ مختلف انجمنوں نے شاہ فیصل کو مبارکباد کے پیغام بھجوائے۔

— اخبار السیاسیہ کا عراقی نامہ نگار لکھتا ہے کہ سابقہ حکومت نے اخبارات "الزمان" اور "نزہت" کو حکومت عراق کے نظام پر نکتہ چینی کرنے کے جرم میں بلا تحقیقات بند کر دیا تھا۔ موجودہ حکومت نے اس پابندی کو دور کر دیا ہے۔

— مشرقی اقوام کی بین الاقوامی کانفرنس ۲۴ اگست ۱۹۲۸ء کو بمقام آکسفورڈ منعقد ہوگی۔ مصر کی طرف سے جامع ازہر کے عربی کے پروفیسر ڈاکٹر طہٰ حسین اس کانفرنس میں شامل ہوں گے۔ وزیر مالیات نے مصری مندوب کے اخراجات سفر کی منظوری دیدی ہے۔

— جریدہ الاتحاد قاہرہ کا بیان ہے کہ حکومت افغانستان فوجی تعلیم حاصل کرنے کے لئے افغانی طلبہ متواتر ٹرکی بھجوا رہی ہے۔ تھوڑے دن ہوئے ۲۹ طلبا ٹرکی بھجوائے گئے جن کی عمریں ۱۳ سال سے ۱۹ سال تک ہیں۔ یہ طلبہ پہلے ٹرکی زبان سیکھنے کے لئے سکولوں میں داخل کئے جائیں گے۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد ان کو جنگی درسگاہ میں داخل کیا جائے گا۔

— لنڈن ۲ مارچ محکمہ بحر اعلان کرتا ہے کہ جاپانی اسٹیمر کنکی مارو پر چینی قزاقوں نے حملہ کیا۔ جہاز کو ساحل کی طرف کھینچ لائے اور جزیرہ ناربورا کے قریب اسے لوٹ لیا ملاح اور افسر کو کوئی جسمانی نقصان نہ پہنچا۔

— لندن ۳ مارچ۔ کانڈر لاکریمپس کل شب زخمی ہو گئے۔ وہ اشخاص کو جو ان کے لیکچر میں خلل انداز ہو رہے تھے۔ نکالنے کی کوشش میں زخمی ہوئے۔

— رگبی ۳ مارچ۔ سر آسٹن چیمبرلین برطانوی وزیر خارجہ اپنے پرائیویٹ سکرٹری کے ساتھ آج صبح جینوا روانہ ہو گئے ہیں اور پیر کے روز جمعیت الاقوام کے اجلاس میں شریک ہوں گے۔

پشاور مشہد اور بخارا کے مشہور تحفے

ہرقسم کی چھوٹی بڑی مشہدی پشاوری لنگیاں۔ لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری قنادیز ہرقسم کے مشہدی رومال کوہیش قیمت کے زرید ار سلمہ ستارہ کا پشاوری کلہ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ خدانخواستہ پسند نہ آئے تو علاوہ محصول ڈاک کے قیمت واپس دی جائے گی۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ کریم پورہ پشاور

خاص الخاص جوڑی کی شاہی مجربات

(بسرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

موسم سردی کے استعمال کی خاص خاص مقوی اعضاء رئیسہ مفرح ہاضم مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے ہر قسم کی بیماریوں کی مجرب ادویہ تیار ہیں۔ شاہی یاقوتی ٹانک مرد توند شاہی ٹانک گولیاں (۲۵ عدد) پانچ روپے۔ یہ دوائیں تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ آپ ان کے فوائد سے پوری آگاہی اسی وقت پاسکتے ہیں جب استعمال کرکے دیکھیں۔ شاہی ادویہ نہایت محنت اور احتیاط سے بڑے پیمانہ پر تیار کی جاتی ہیں۔ ایک اور دوا ہم نے خاص طور پر حاجیوں کے لئے تیار کی ہے یعنی سفوف جہاز ہاضم جو سمندر کے سفر اور ہاضمہ کی اعلےٰ اور اکسیر دوا ہے۔ ۲۰ تولہ ۵؍

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب دہلوی حال ملازم کپورتھلہ سٹیٹ

میرے ذاتی پچاس سالہ مجربات

زیادہ لفاظی کی ضرورت نہیں تجربہ شرط ہے (۱) اکسیر بواسیر خونی ہو یا بادی متواتر ایک ماہ کے استعمال سے رفع ہو جاتی ہے۔ خوراک ایک ماہ پانچ روپیہ۔ (۲) حبوب ضیق۔ ضیق النفس کا حکمی علاج فی درجن سے دو تین روپیہ) (۳) حبوب عنبریں مقوی اعضاء رئیسہ مفرح دل و دماغ اور مولد خون صالح فیدرجن چھ روپیہ (۶) علاوہ ازیں ہر قسم کی بیماری کے متعلق آپ ہم سے خط و کتابت کرنے میں فائدہ میں رہیں گے۔

حکیم حاذق محمد نواز خاں ہاشمی معالج امراض جسمانی و روحانی

نزال محلہ متصل عیدگاہ جہلم

دی رائل ہومیوپیتھک انسٹی ٹیوٹ دہلی،

(نمبر ۳۵ رجسٹرڈ زیر ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ء)

ہومیوپیتھی الیکٹرو ہومیوپیتھی بائیوکیمسٹری اور دندان سازی کی تعلیم اور ڈپلومہ حاصل کرنے کیلئے ڈاکٹر آر آر گپتا ایچ ایم ڈی پرنسپل دی رائل ہومیو انسٹی ٹیوٹ چاندنی چوک دہلی سے مفت پراسپیکٹس منگا لیجئے۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۰ رمضان سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۱۲

جواہر ریزے

ق

(۱) (مسلمانو) تمہارے مالوں (کے نقصان) اور تمہاری جانوں (کے زیاں) میں ضرور تمہاری آزمائش کی جائے گی۔ اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے ان سے اور مشرکین سے تم بہت ہی ایذا دینے والی باتیں بھی سنو گے۔ اور اگر صبر کئے رہو اور پرہیزگاری اختیار کئے رہو تو بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔ (آل عمران ۳: ۱۸۵)

(۲) اور جو لوگ اپنے کئے سے خوش ہوتے اور کیا (کرایا کچھ بھی) نہیں اور اس پر یہ چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو تو ایسے لوگوں کی نسبت ہرگز خیال نہ کرنا کہ یہ لوگ عذاب سے بچے رہیں گے۔ بلکہ ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔ (آل عمران ۳: ۱۸۶)

(۳) شہروں میں کفار کا چلنا پھرنا تمکو مغالطہ میں نہ ڈالے یہ تھوڑے سے فائدے ہیں پھر (آخرکار) ان (کافروں) کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور بہت ہی بری جگہ ہے۔ (آل عمران ۳: ۱۹۵ - ۱۹۶)

(۴) مسلمانو! (ان تکلیفوں کو جو خدا کی راہ میں تمکو پیش آئیں) برداشت کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی تعلیم دو۔ اور تیار رہو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔ (آل عمران ۳: ۱۹۹)

ح

(۱) دو خصلتیں کسی مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ ایک بخل اور دوسری کج خلقی۔ (ترمذی)

(۲) فرمایا تم میں سے کون ایسا شخص ہے۔ جو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال سے محبت کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے ایسا کوئی بھی نہیں۔ جو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال کو عزیز سمجھے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ انسان کا مال وہی ہے جو اس سے آگے نکل گیا۔ (یعنی اس کے مرنے سے پہلے کار خیر میں صرف ہو گیا۔ جو پیچھے رہا وہ اس کے وارث کا مال ہے۔ (بخاری)

(۳) فرمایا۔ ابن آدم کہتا ہے یہ میرا مال ہے۔ یہ میرا مال ہے لیکن اے ابن آدم تیرا کوئی مال نہیں سوائے اس کے جو تو نے کھا کر اڑا دیا یا پہن کر گلا دیا۔ یا خیرات دے کر محفوظ کر لیا۔ (مسلم ترمذی)

(۴) وہ شخص بہشت میں داخل نہ ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے امن میں نہ ہو۔ (بخاری مسلم)

تاریخ اسلام

دریوزہ گری کی مذمت عمل سے

ایک روز حضرت عمرؓ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ کہ باہر سے یہ دردناک صدا ان کے کان میں پہنچی "دو دن کا بھوکا ہوں للہ کچھ دلوا دیجئے" آپ کا دل ہل گیا روٹی اٹھا کر فوراً باہر نکل آئے اور سائل کو بلا کر دینے لگے۔ جب اس نے روٹی لینے کے لئے جھولی پھیلائی تو آپ نے دیکھا کہ اس کی جھولی پہلے ہی روٹیوں سے پر ہے آپ نے جھولی فوراً اونٹ کے آگے پلٹ دی۔ اور فرمایا "او ظالم! تیری جھولی روٹیوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور پھر بھی یہ صدا لگاتا پھرتا ہے کہ میں بھوکا ہوں۔ جا تجھے کچھ نہیں ملے گا۔ تو مسلمانوں میں کاہلی اور مفت خوری کا مرض پھیلا رہا ہے۔

آجکل کے جو مسلمان اپنی خیرات سے پیشہ ور گداگروں کی ہمت افزائی کرتے ہیں انہیں اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

عدل فاروقی

ملک شام کی فتح کے بعد فاروق اعظم اور قیصر روم کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے اور سلسلہ رسل و رسائل بھی جاری ہو گیا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے بعض امور سلطنت کی سرانجام دہی کے لئے اپنے قاصد کو قیصر روم کے دربار میں بھیجا۔ تو آپ کی زوجہ محترمہ ام کلثوم نے اس قاصد شاہی کے ہاتھ قیصرۂ روم کے پاس عطر کی چند شیشیاں بھیجیں قیصرہ نے عطر کا تحفہ لے لیا اور انہی شیشیوں کو جواہرات سے بھر کر حضرت ام کلثوم کے پاس بھیج دیا۔ جب حضرت عمرؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اپنی بیوی سے جواہرات لیکر بیت المال میں جمع کر دیئے۔ اور انہیں تھوڑا سا معاوضہ دے دیا۔ اور فرمایا کہ گو عطر تمہارا تھا لیکن قاصد جو لے کر گیا تھا وہ سرکاری تھا۔ اور اس کا خرچ بھی بیت المال پر پڑا۔ اس لئے جواہرات محض تمہارا حق نہیں ہو سکتے۔

بیت المال پر خلیفہ کا اختیار

ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم بیمار ہو گئے۔ طبیب نے علاج میں شہد تجویز کیا۔ بیت المال میں شہد موجود تھا۔ اور بات بالکل معمولی تھی لیکن آپ نے بلا اجازت بیت المال سے لینا پسند نہ کیا۔ مسجد نبوی میں جا کر مسلمانوں سے کہا کہ اگر آپ لوگ اجازت دیں تو علاج کے لئے بیت المال سے تھوڑا سا شہد لے لوں۔ یہ تھا وہ اختیار جو خلیفہ وقت کو بیت المال پر حاصل تھا کہ اجازت لئے بغیر تھوڑا سا شہد بھی نہ لے سکتے تھے۔ اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے بہت کچھ درس موعظت موجود ہے جن کے ہاتھوں میں مسلمانوں کا قومی سرمایہ ہے۔

حضرت خالد کی معزولی

اسلام کے مشہور جرنیل حضرت خالدؓ کے نام نامی سے کون ناواقف ہے۔ ان کو بارگاہ رسالت سے سیف اللہ کا پاکیزہ خطاب ملا۔ فتوحات عراق و شام میں انہوں نے بے نظیر شجاعت و تدبر کا اظہار کیا۔ دشمنوں پر ان کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی کہ جب انہیں یہ معلوم ہوتا کہ لشکر اسلام خالدؓ کی قیادت میں جنگ آزما ہونے کے لئے آرہا ہے تو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلتے۔ اہل فوج اور رعایا میں ان کی ہردلعزیزی مسلم تھی۔ لیکن باوجود ان تمام اوصاف و محاسن کے جب فاروق اعظم کو یہ معلوم ہوا کہ خالد نے ایک شاعر کو گرانقدر رقم محض ایک قصیدے کے صلے میں دی ہے۔ تو انہوں نے فوراً اس کا سوال سے جواب طلب کیا اور جب تحقیقات سے یہ الزام صحیح ثابت ہوا تو بلا کسی خوف و خطر کے ایسے ہردلعزیز حاکم کو یکقلم معزول کر دیا۔ اس برطرفی کے لئے حضرت فاروق اعظم نے جو مدلل وجوہ پیش کئے وہ قابل شنید ہیں۔ فرماتے ہیں "خالد نے جو اس قدر زر و پیہ ایک قصیدے کے صلے میں شاعر کو دے دیا۔ اگر انہوں نے بیت المال میں سے دیا۔ تو وہ مسلمانوں کا مال ہے انہوں نے خیانت کی۔ اس لئے وہ برطرفی کے قابل ہیں۔ اور اگر اپنے پاس سے دیا تو اسراف کیا۔ اور ایک مسرف مسلمانوں کا امیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس حالت میں بھی وہ قابل معزولی ہیں۔"

ایک رقت انگیز منظر

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ملک شام کا دورہ کیا اور ہر ایک ضلع میں ٹھیر کر رعایا کی شکایتیں سنیں اور ان کی داد رسی کی۔ دورہ ختم کرنے کے بعد آپ نے دارالخلافہ کا رخ کیا۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ اپنی رعایا کے حال سے خبردار رہتے اور محتاجوں اور مظلوموں کی داد رسی کے لئے معمولی لباس میں بغیر کسی ظاہری ٹیپ ٹاپ اور خدام کے تن تنہا پھرا کرتے تھے تو راستے میں ایک خیمہ جو نظر پڑا تو آپ سواری سے اتر کر دریافت حال کے لئے خیمے کے قریب تشریف لے گئے۔ وہاں ایک بڑھیا نظر آئی۔ اس سے پوچھا کہ کیا تمہیں عمر کا کچھ حال معلوم ہے اس نے جھلا کر کہا۔ ہاں شام سے روانہ ہو چکا ہے لیکن خدا اسے غارت کرے آج تک مجھکو اس کے ہاں سے ایک حبہ بھی نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا اتنی دور کا حال عمر کو کیونکر معلوم ہو سکتا ہے۔ بڑھیا بولی اگر اسکو رعایا کا حال معلوم نہیں ہو سکتا تو خلافت کیوں کرتا ہے۔ اس جواب سے حضرت عمرؓ پر سخت رقت طاری ہوئی اور آپ بے اختیار رو پڑے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶　　۲۰ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ　　نمبر ۱۲

الفضل کا بیجا الزام!

(مولوی عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۹ مارچ ۲۸ء اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں ہم پر ذیل کے الزامات لگاتا ہے۔

(۱) مستریوں کے فتنے کی آڑ لے کر ایک عرصہ سے پیغام صلح میں غلاظت اچھالی جا رہی ہے۔

(۲) حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پیغام صلح کو شرارت کا پورا پورا موقع دیا۔

(۳) مولانا ممدوح کا اظہار افسوس صرف دفع الوقتی کے لئے ہے۔

(۴) جب سے ذاتیات کے خلاف کچھ نہ لکھنے کا اقرار ہوا ہے۔ ہم نے نہایت سختی کے ساتھ اس کی پابندی کی ہے۔ مگر پیغام صلح نے اس معاہدہ کی پروا نہیں کی۔

(۵) اگر حضرت مولانا محمد علی صاحب کی جماعت ان کے اقرار کو مناسب وقعت دینی چاہیے تھی مگر انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔

حیرت کا مقام ہے کہ مذکورہ بالا الزامات میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس میں صداقت اور سچائی کی بو تک بھی موجود ہو۔ مگر ان خود تراشیدہ الزامات کی بنا پر "الفضل" اس غلط نتیجہ تک آ پہنچا ہے کہ اب ہم بھی اپنے سابقہ خیال میں تبدیلی کرنے پر مجبور ہیں۔

الفضل اپنے خیال میں تبدیلی کرے یا نہ کرے یہ اس کو اختیار ہے۔ مگر ہم مذکورہ بالا الزامات کی حقیقت پر روشنی ڈالے بغیر نہیں رہ سکتے۔

(۱) جب سے قادیان میں نئے فتنہ کا آغاز ہوا پیغام صلح نے اس کے متعلق سوائے دو تین امور کے کچھ نہیں لکھا اور وہ بھی اپنی بریت میں۔ کیونکہ جب عام طور پر میاں صاحب کی جماعت میں یہ خیال پایا گیا جس کے متعلق ہمارے پاس کئی جگہ سے خطوط بھی آئے کہ یہ جو کچھ قادیان میں میاں صاحب کے مرید میاں صاحب کے متعلق کہہ رہے ہیں یہ لاہوری جماعت کی شرارت ہے۔ تو ہم مجبور تھے کہ اپنی بریت کا اظہار کرتے اگر اس کے سوا کچھ اور ہے تو الفضل کا فرض تھا کہ اس کا حوالہ دے کر بتاتا کہ فلاں مقام پر کوئی ذاتی حملہ کیا گیا ہے۔

ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ ۱۵ فروری کے پیغام صلح میں "دو عجیب و غریب سوال" کے عنوان سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے دو سوال ضرور چھاپ دیئے گئے جنھیں مولوی صاحب موصوف نے ایک خط کے ذریعہ سے مولوی عمر الدین شملوی سے پوچھا تھا۔ اگرچہ ان سوالات کے چھاپ دینے سے بھی توہین مقصود نہ تھی۔ بلکہ الزامات کا اندفاع اور معاملے کی صفائی مدنظر تھی۔ اور ایک صحیح دینی جماعت کی اس سے بڑھ کر غرض بھی نہیں ہو سکتی مگر چونکہ اس سے دوسرا پہلو بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس سے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کی احتیاط پسند طبیعت نے گوارا نہ فرمایا کہ ایسے سوال اخبار میں درج ہوں اس لئے اظہار افسوس کر دیا۔ اور برائے آئندہ ایسی تحریرات سے منع فرما دیا۔ کیا حضرت مولانا کا یہ رویہ اس قابل نہ تھا کہ "الفضل" اس پر شکریہ کا اظہار کرتا۔ مگر بجائے اس کے اس پر برا کہا گیا۔

(۲) الفضل کو چاہیے تھا کہ حضرت مولانا پر پیغام صلح کو شرارت کا موقع دیدینے کا الزام عائد کرنے سے پہلے پیغام صلح کی ان تحریرات کو واضح کرتا جو ایڈیٹر صاحب الفضل کے نزدیک مذکورہ الزام عائد کرنے کا سبب بنیں۔ بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہے کہ گناہ تو بتایا نہ جائے اور گنہگار کہہ دیا جائے۔ اس نا ملایم طریق سے تو صرف یہی سمجھا جاتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب "الفضل" کے دل میں حضرت مولانا اور پیغام صلح کی طرف سے صرف کینہ و بغض بھر رہا ہے۔ اور اسے نکالنے کے لئے وہ اِدھر اُدھر کے حیلے حوالے ٹٹول رہے ہیں۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ وہ باہمی معاہدہ کے بعد سے پیغام صلح کی کوئی ایسی تحریر تو پیش کریں جس میں اس کے خلاف معاہدہ غلاظت اچھالی ہو۔ اور ناحق شرارت کی ہو۔ اگر کوئی ایسی تحریر پیش نہیں ہو سکتی تو پھر ایسے بے معنی الزام عائد کرنے سے شرم کرنی چاہیے۔

(۳) تیسرا الزام بھی بالکل بے تکا ہے۔ اظہار افسوس کو دفع الوقتی کہنا کن اسباب پر مبنی ہے۔ کیا کسی نے کوئی باز پرس کی تھی جس پر دفع الوقتی کی گئی ہو۔ افسوس کہ الفضل نے اس بات کے لکھنے میں اپنی پرانی بدگمانی کی طرف عود کیا ہے۔

(۴) "الفضل" پیغام صلح پر تو یہ الزام لگاتا ہے کہ اس نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔ اور خود معاہدہ کی پابندی کا دعویٰ کرتا ہے کیا اسے یاد نہیں کہ شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کے متعلق اس میں کیا لکھا گیا تھا۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ پیغام صلح نے ہرگز معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کی اور ذاتیات کے خلاف ایک حرف تک نہیں لکھا ہاں قادیان والوں کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی ہوئی اور ضرور ہوئی۔ جس کا ثبوت اسی اخبار میں کسی جگہ موجود ہے۔ شاید انہوں نے میاں صاحب کو امام واجب الاتباع نہیں سمجھا یا خود میاں صاحب ہی نے انہیں ایسی شرارت کرنے کا پورا پورا موقع دے دیا۔ قاضی محمد یوسف پشاوری کا رسالہ "در عدن" اس پر شاہد ہے۔ کیا الفضل یا میاں صاحب نے دفع الوقتی کے طور پر ہی اس پر کچھ لکھا۔ یا اس کے مصنف کو ایسی ناپاک باتوں سے روکا۔ ان صریحی باتوں پر دعیان دیگر ایڈیٹر "الفضل" کو سوچنا چاہیے کہ معاہدہ کی خلاف ورزی کس نے کی۔ لاہور والوں نے یا قادیان والوں نے۔ قصور اپنا اور ہدف اعتراض لاہور والوں کو بنایا جائے۔

(۵) حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی جماعت ان کے اقرار پر عمل کرنا اپنے لئے سرمایہ سعادت سمجھتی ہے۔ اور آج تک ان کے کسی اقرار کو دیدہ و دانستہ پس پشت نہیں ڈالا۔ "الفضل" کو چاہیے تھا کہ جماعت کے ایسے عمل کو حیز تحریر میں لا کر دکھاتا اور پھر دعوے کرتا۔ مگر جو اپنے منہ میاں مٹھو بننے کے عادی ہیں ان کے لئے ایسا کرنا ناممکن ہے۔ ہم بڑے ادب سے ایڈیٹر صاحب کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں کہ اس بے راہ روی کو چھوڑ دیں۔ اور یقین جانیں کہ پیغام صلح نے معاہدہ کے بعد ایک لفظ تک ذاتیات کے خلاف نہیں لکھا۔ ورنہ صاف ظاہر ہے کہ موجودہ فتنے کے متعلق کیا کچھ لکھا جا سکتا تھا۔ آریہ اور غیر احمدی اخباروں نے کیا کچھ لکھا۔ مگر پیغام صلح نے تو احترازاً للمعاند اس کو بھی نقل نہیں کیا۔ اور اسی بات کو پسند کیا کہ کچھ نہ لکھا جائے۔ البتہ جو بیجا اتہام ہم پر اپنی جماعت میں پھیلائے گئے ان کی تردید ہمارا فرض تھا۔ اور آئندہ ہم اسی اصول کے پابند ہیں الفضل کا اختیار ہے جو چاہے لکھے اگر ذاتیات کی بحث کے نہ ہونے کی وجہ سے اخبار پھیکا پڑ گیا ہے تو جس طرح چاہے اسے دلچسپ بنائے ہم صرف اصولی بحث کریں گے۔ اختلافی مسائل کو زیر بحث لانا اور بات ہے اور ذاتیات کے خلاف قلم اٹھانا اور بات۔ پیغام صلح اختلافی مسائل پر روشنی ڈالے گا۔ اور ڈنکے کی چوٹ اپنے عقائد کی صحت پر دلائل دے گا۔ ذاتیات کے خلاف نہ اس نے قلم اٹھایا ہے نہ اٹھائے گا۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کا جلسہ سالانہ

شمالی ہند کے مسلمانوں کی سب سے بڑی تعلیمی انسٹی ٹیوشن یعنی انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ اپریل کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ یہ انجمن ایک عرصہ دراز سے نہایت خاموشی سے مسلمانوں کی خدمت کر رہی ہے۔ اس کے زیر اہتمام ایک کالج تین ہائی سکول اور زنانہ اور مردانہ مڈل سکولز وغیرہ نہایت کامیابی سے جاری ہیں ہمیں امید ہے کہ مسلمانان پنجاب ہر طرح سے اس جلسے کو بارونق اور کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے۔

سنگھٹنی ہتھکنڈے

"مسٹر شمس الدین حسن مدیر خاور کا بیان ہے کہ کلکتہ میں ڈاکٹر منی لال نے بتایا کہ لالہ ہردیال سے امریکہ میں ہماری ملاقات ہوئی تو لالہ جی نے ہم سے فرمایا کہ "جب تم ہندوستان واپس جاؤ تو پڑھے لکھے مسلمان نوجوانوں کی حالت تباہ کرنے کی کوشش کرو انہیں شراب پینے کے لئے مدد دو اور ان کے لئے عیاشی کے سامان مہیا کرو۔"

(مدینہ ۲۸ فروری و یکم مارچ)

ہندو سنگٹھن کے ایک مشہور سورما کے یہ الفاظ کسی تبصرہ کے محتاج نہیں سنگٹھنیوں کے جو ارادے ہیں۔ ان الفاظ سے ان کا ایک حد تک اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ الفاظ لالہ ہردیال نے کسی وقتی جوش سے متاثر ہو کر ہرگز نہیں کہے ہوں گے بلکہ کافی سوچ بچار کے بعد ان کو زبان سے نکالا ہوگا۔ اور جو کچھ کہا ہے اس کے مطابق عمل کرنے کی کافی تیاری کر لی ہوگی۔ بالفرض محال اگر ایسا نہ بھی ہو تو ان الفاظ سے ہندو سنگٹھن کے سورماؤں کے پست جذبات اور ناپاک نیتوں کا تو ضرور پتہ چل سکتا ہے۔ کاش وہ مسلمان لیڈر جو مالوی اینڈ کو کے ساحرانہ اور پر فریب اتحادی نغموں سے مسحور ہو گئے ہیں ان حقایق پر بھی غور کریں۔

ایک افسوسناک غلط بیانی!

ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ایک صاحب پیر لطف اللہ شاہ تھے جو موضع پدلیہ تحصیل اسلام آباد ریاست کشمیر کے رہنے والے ہیں۔ اور آجکل ڈلہوزی میں مقیم ہیں۔ انہوں نے چنبہ میں جا کر چند ہفتے ہوئے ایک تقریر کی جس میں بیان کیا کہ مہاراجہ جموں و کشمیر نے مسلمانان ریاست کو جبراً اشاعت اسلام کے مقدس فرض کی ادائیگی سے روک رکھا ہے خصوصاً احمدیہ جماعت کو۔ والی کشمیر کے متعلق پیر صاحب نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں قطعاً کوئی صداقت نہیں۔ جہانتک ہمیں معلوم ہے ان کی ریاست میں مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کے متعلق کوئی بندش نہیں اور یہ تو ہم نہایت وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اس بارہ میں جماعت احمدیہ کو ذرہ بھر بھی کوئی شکایت نہیں۔ البتہ ریاست جموں کے کام ریاست نے سب مسلمانوں کے لئے بہت سی شرمناک رکاوٹیں پیدا کر رکھی ہیں جن کا اظہار بارہا پیغام صلح میں ہو چکا ہے۔

عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیاں

ہم کسی گزشتہ اشاعت میں "ہولناک اعداد و شمار" کے عنوان سے ہندوستان میں عیسائیوں کی انسٹی ٹیوشنوں کی کیفیت بیان کر چکے ہیں۔ اس سے ناظرین کرام کو عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا۔

بائیبل سوسائٹی کی تازہ رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۹۲۶ء میں یعنی صرف ایک سال کے قلیل عرصہ میں محض کلکتہ کے تبلیغی مرکز سے بائیبل کے ۱۹ لاکھ ۸ ہزار نسخے ہندوستان کی مختلف زبانوں میں چھاپ کر تقسیم کیے گئے۔

کیا دن رات آپس میں دست و گریباں ہونے والے مسلمانوں نے شب و روز معمولی سیاسی مسائل میں محو رہنے والے مسلم لیڈروں نے اور ذرا ذرا سی باتوں پر کفر کے فتوے دینے والے علماء نے کبھی ان حقایق پر بھی غور کیا؟ جاہل اور مفلس مسلمانوں کے لئے عیسائی اور آریہ جماعتوں نے خوفناک جال چاروں طرف بچھا رکھے ہیں وہ ان سے کیوں بے خبر ہیں عیسائیوں کی سرگرمیاں آپ کے سامنے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ تنہائی کے وقت اپنے کام کا ان سے موازنہ کریں۔ عیسائیوں نے تو تقریباً سوا انیس لاکھ بائیبل کے نسخے ہندوستان کی مختلف زبانوں میں چھاپ کر تقسیم کر دیئے۔ لیکن انہوں نے قرآن کریم کی اشاعت کے بارے میں کیا کیا! آہ! اس کا جواب ان کے پاس سوائے ندامت اور خاموشی کے اور کیا ہے۔ کاش مسلمان اب بھی خواب غفلت سے بیدار ہو کر حریفوں کے حملوں اور اپنے بچاؤ کا بندوبست کریں۔

مذاکرۂ علمیہ

"نفخ صور" اور "ملائکہ"

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

سوال - "صور" کیا ہے؟ ابوداؤد اور ترمذی میں لکھا ہے کہ "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صور ایک بگل ہے جو پھونکا جائے گا" اور پھر اس بگل کے بجنے کے جو نتائج ہوں گے وہ لغویات کی حد تک پہنچتے ہیں۔ خدا ہی جانتا ہے کہ حضرت اسرافیل اس پرانی دنیا کے شمال یا جنوب، مشرق یا مغرب میں کھڑے ہوں گے یا نئی دنیا کے۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ "صور" محض ایک استعارہ ہے "پہلا صور" موجودہ سلسلہ زندگی کو ختم کرنے کا نشان ہوگا اور "دوسرا صور" نئے سلسلہ زندگی کے شروع ہونے کا نشان ہوگا۔ آپ کا کیا خیال ہے اور ان روایات کو آپ کیسا سمجھتے ہیں؟

جواب - میں آپ کے خیال سے متفق ہوں۔ بگل کا پھونکا جانا حالت کے انقلاب کا نشان ہوتا ہے۔ ہمارے موجودہ زمانہ میں کسی لشکرگاہ میں جب بگل بجتا ہے تو اس کا مطلب فوج کی حالت موجودہ کو کسی نئی حالت میں بدلنے کا ہوتا ہے بگل کے بجنے میں سپہ سالار کی طرف سے فوج کو کسی خاص حالت کو اختیار کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ جو پہلے سے مختلف ہوتی ہے۔ چنانچہ بگل بجتے ہی نقشہ بدل جاتا ہے۔ اسی طرح موجودہ عالم کا نقشہ بدل کر کسی دوسرے عالم کو شروع کرنے کے لئے جو احکام الٰہی جاری ہوں گے۔ انہیں استعارہ اور مجاز کے طور پر بگل کے پھونکے جانے سے تعبیر کیا گیا۔ تاکہ انسان کما حقہ سمجھ سکے۔ کیونکہ عالم باطن کے رموز کو وہ اس وقت تک نہیں سمجھ سکتا۔ جب تک اس کو بالمقابل عالم ظاہر میں سے اسی قسم کی چیزوں کو بطور استعارہ استعمال کر کے نہ سمجھایا جائے۔

ملائکہ اسباب باطنی ہیں

اصل میں سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ ملائکہ اور ان کے افعال کے متعلق جب ہم کوئی تحریر پڑھتے ہیں تو اس وقت بھول جاتے ہیں کہ ان کا تعلق عالم باطن سے ہے عالم ظاہر سے نہیں۔ ملائکہ اسباب ظاہری اور مسبب الاسباب حقیقی یعنے اللہ تعالیٰ کے درمیان اسباب باطنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات چونکہ وراء الوراء اور تمام علایق مادی سے منزہ اور مقدس ہے۔ اس لئے عالم اسباب مادی اور خود جناب باری کے درمیان ضرور تھا کہ افعال الٰہیہ کے ظہور کے لئے کچھ اسباب باطنی بھی ہوتے۔ پس جناب باری نے عالم مادی میں اپنے افعال کو معرض ظہور میں لانے کے لئے جو باطنی اسباب و ذرائع خلق کر رکھے ہیں ان کا نام ملائکہ ہے۔ مثلاً ایک شخص جب لکھتا ہے تو وہ اس مطلب کے لئے کہ اس کا ہاتھ سیاہی سے آلودہ نہ ہو ایک قلم ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کی مقدس و منزہ ذات عالم اسباب مادی کو خلق کرتی اور اس میں تصرفات کرتی ہے۔ تو اپنے تقدس و تنزہ کی وجہ سے وہ ہر مادی سلسلہ اسباب کے شروع کرنے میں ایک سبب باطنی ضرور رکھتی ہے۔ جسے ملک یا فرشتہ کہتے ہیں۔ مگر وہ اسی طرح جناب الٰہی کے یدِ قدرت میں ہوتا ہے جیسے لکھنے والے کے ہاتھ میں قلم ہوتا ہے۔ جس طرح قلم کا منشا یہ ہے کہ انگلی سیاہی سے آلودہ نہ ہو اسی طرح ملک کے وجود کا منشا یہ ہے کہ مادی دنیا اور اس کے سلسلہ اسباب سے جناب الٰہی کی ذات بابرکات منزہ اور پاک رہے۔ ذات باری کا مسبب الاسباب ہونا اس بات کا متقاضی تھا کہ مادی دنیا بلکہ تمام کائنات کا سلسلہ اسباب خود اس جناب تک منتہی ہو اور مادہ کا تعلق براہ راست جناب الٰہی سے ہو نہیں سکتا تھا۔ اس لئے ضرور تھا کہ مادی سلسلہ اسباب کی آخری کڑی روحانی یا باطنی ہوتی۔ جو جناب باری سے تعلق رکھتی۔ یہی روحانی کڑی ملائکہ کے نام سے موسوم ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مختلف قوتوں اور صفات کا مظہر ہوتے ہیں۔ جن کا عالم مادی سے براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے نیچے اسی طرح بلاچون و چرا کام کرتے ہیں جس طرح قلم لکھنے والے کے ہاتھ میں کام کرتا ہے۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتے مگر وہی جو مشیت الٰہی ہوتی ہے۔ وہ اسباب ظاہری کے ہر سلسلہ کے ابتدا میں سبب باطنی ہوتے ہیں جس کا تعلق ایک طرف تو خدا سے ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف عالم ظاہر سے سبب باطنی ہونے کی وجہ سے ان کا ہر ایک فعل باطنی رنگ رکھتا ہے۔ اور باطن ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ البتہ ان کے اور ان کے افعال کے متعلق محاورات اور اصطلاحات وہی استعمال ہوتے ہیں جو ہم عالم ظاہر کی چیزوں کے متعلق برتتے ہیں کیونکہ بغیر اس کے دماغ انسانی نہیں سمجھ سکتا۔ اسی لئے جب یہ محاورات اور اصطلاحات کتب الٰہیہ میں یا زبان نبوی پر استعمال ہوتے ہیں تو اس سے مراد ہمیشہ ان کا باطنی پہلو ہوتا ہے نہ کہ ظاہری اور مادی۔ اسی بات کے نہ سمجھنے سے غلطی لگا کرتی ہے۔

ملائکہ کی منادی

ایک دفعہ میں نے سرسید مرحوم کی لائف حیات جاوید مرتبہ مولانا حالی مرحوم میں پڑھا۔ کہ کسی عیدگاہ میں مولوی صاحب عید کے خطبہ میں فرما رہے تھے۔ کہ بھائیو مسلمانو! عید کے دن صبح کو ملائکہ منادی کرتے پھرتے ہیں کہ "مسلمانو! عید کی نماز پڑھنے چلو" اس پر کالج کے طلبہ نے مذاق اڑایا کہ "یہ خوب منادی ہے کہ منادی کرنے والے کی آواز کسی کو نہیں آتی"۔ مجھے یہ واقعہ پڑھکر صدمہ ہوا۔ اتفاق سے جس کالج کے طلباء نے مذاق اڑایا تھا۔ اسی کالج کے ایک پروفیسر مجھے مل گئے۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر کر کے پروفیسر صاحب سے کہا کہ غلطی یہی ہے کہ ملائکہ کی منادی کو ایک چوہڑے کی منادی پر قیاس کر لیا گیا۔ جو ہاتھ میں ڈگڈگی لئے چلاتا پھرتا ہے کہ "خلق خدا کا۔ ملک بادشاہ کا۔ حکم مجسٹریٹ صاحب بہادر کا۔ فلاں جگہ درخت نیلام ہوگا"، حالانکہ یہی بات غلط ہے۔ ملائکہ کا تعلق نفس انسانی سے صرف بذریعہ قلب ہوتا ہے جو انسان کا باطنی حصہ ہے۔ یعنی کسی ہدایت کے لئے وہ انسان کے نفس پر جو بھی اثر ڈالتے ہیں۔ اور جو تحریک بھی کرتے ہیں اس کے قلب پر کرتے ہیں۔ پس ان کی منادی کی چوٹ قلب پر پڑتی ہے نہ کہ ہمارے ظاہری کانوں پر۔ کیا یہ سچ نہیں کہ عید کی صبح کو ہر مسلمان کے قلب میں نماز عید پڑھنے کے لئے ایسی زبردست تحریک ہوتی ہے کہ نیک ہو یا بد۔ نمازی ہو یا بے نمازی۔ سب کے سب اسی ایک تحریک کے ماتحت بندھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہ ہم نے آج سب سے پہلے عید کی نماز پڑھنی ہے۔ اور یہ تحریک اس زور کی ہوتی ہے۔ کہ بدمعاش سے بدمعاش جس نے کبھی خدا کے سامنے سر نہ جھکایا ہو۔ وہ بھی آج خدا کے سامنے سربسجود ہونے کے لئے تیار نظر آتا ہے بڑے بڑے افسران سرکاری اور راعلے عہدیدار اور نئی روشنی کے جنٹلمین جنہیں باوجود مسلمان کہلانے کے خدا کے آگے سر جھکانے کی ضرورت تمام سال محسوس نہیں ہوتی وہ بھی عید کی صبح کو نماز کے لئے عیدگاہ یا مسجد میں نظر آ جاتے ہیں۔ بظاہر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ایسا ہوتا ہے۔ عید کی نماز فرض نہیں۔ صرف سنت ہے فرض نمازوں کو ترک کرنے والے کیوں محض ایک سنت کو ادا کرنے اس اہتمام سے آتے ہیں۔ لیکن کیا اس سے صاف نظر نہیں آتا۔ کہ عید کی صبح کو ملائکہ کی تحریک نماز کی کس قدر زبردست ہوتی ہے۔ یہ کیسی زور کی منادی ہوتی ہے جس پر چھوٹا بڑا نیک و بد سبھی لبیک کہہ اٹھتے ہیں۔

اسرافیل اور صور

اسی طرح اسرافیل اور صور کا معاملہ ہے۔ موجودہ عالم کے سلسلہ کو ختم کرنے اور دوسرے عالم کے سلسلہ کو شروع کرنے کے لئے فرشتہ کے ذریعہ جو حکم الٰہی صادر ہوگا اور اس کا وقوع عالم ظاہر میں ہوگا اس کی عظمت و ہیبت اور جبروت کا بہترین تصور اور نقشہ سوائے اس کے انسانی ذہن میں نہیں آ سکتا۔ کہ سے اس انقلاب کی شکل میں پیش کیا جائے جو بگل بجنے پر ظہور میں آتا ہے۔ جیسے اسرافیل فرشتہ انقلاب عالم کے لئے ایک ذریعہ باطنی ہے۔ اسیطرح ظاہر ہے کہ اس کا صور بھی احکام الٰہیہ کو معرض ظہور میں لانے کے لئے ایک ذریعہ باطنی ہوگا۔ وہ ایک الٰہی حکم کا اعلان ہوگا۔ جو اچانک تمام کائنات عالم کے اسباب باطنی یعنے ملائکہ کے لئے اس انقلاب کے شروع کرنے کا نشان ہوگا۔ جس کے ساتھ ہی اس پرانی دنیا کا نقشہ بدل کر ایک نیا عالم معرض ظہور میں آ جائے گا۔ وہ ایک ایسا باطنی بگل ہوگا۔ جسے اس کائنات کا ہر ذرہ سنے گا۔ اور اس پر عمل کرے گا اس کے سننے کے کان باطنی ہوں گے۔ نہ کہ ظاہری۔ وہ بگل پیتل یا تانبے کا مادی نہیں۔ جس کی آواز کچھ دور جا کر رہ جاتی ہے بلکہ وہ ایسا باطنی بگل ہے کہ اس کی آواز ہر مخلوق تک پہنچے گی۔ پس جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ کوئی فرشتہ پیتل یا تانبے کا مادی بگل لئے کھڑا ہے وہ جاہل ہے۔ وہ ملائکہ کی حقیقت سے ناواقف محض ہے۔

ایک شرانگیز تحریر

معاصر انقلاب مورخہ ۱۰ر مارچ ۱۹۳۶ء "امام جماعت احمدیہ توجہ فرمائیں" کے عنوان سے "در عدن" نامی ایک رسالہ کا جسے قاضی محمد یوسف پشاوری نے شایع کیا ہے۔ سخت شاکی ہے۔ کہ اس میں شہریار افغانستان کو نہایت ناپاک گالیاں دی گئی ہیں۔ اور صدائے احتجاج بلند کر کے جناب میاں محمود احمد صاحب سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مصالح ملی کو مدنظر رکھکر اس کتاب کی اشاعت کو بند کرا دیں۔ کیونکہ یہ سات کروڑ مسلمانوں کے جذبات منافرت کو برانگیختہ کرنے والی ہے۔

ہمارے خیال میں معزز معاصر کا یہ مطالبہ کچھ بیجا نہیں۔ "در عدن" درحقیقت گالیوں کا ایک پلندہ ہے۔ اور اس میں صرف شہریار افغانستان ہی کو برا بھلا نہیں کہا گیا۔ بلکہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام و دیگر بزرگان دین کو وہ صلواتیں سنائی گئی ہیں کہ توبہ ہی بھلی مثلاً ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

> بروگو ہرزہ گوئے بدزبان را ؛ علمدار گروہ باغیاں را
> کمائے پر از تعصب مرد جاہل ؛ چرا خوانی تو ناقص مرد کامل

ان مغو اشعار میں ہرزہ گو۔ بدزبان۔ علمدار گروہ باغیاں۔ پر از تعصب مرد جاہل سے مراد معاذ اللہ حضرت مولانا ممدوح الصدر کی ذات گرامی ہے۔

اسیطرح:-

> بگوش ہوش بشنو اے عراقی ؛ بمیخانہ نہ خواہی جام و ساقی

لفظ عراقی سے بھی مولانا ممدوح ہی مراد ہیں۔

اور بھی ملاحظہ ہوں:-

> الا اے باغی از امر خلافت ؛ چرا کردی تو انکار از نبوت
> نہ تنہا منکر از محمود گشتی ؛ ز احمد منحرف مردود گشتی
> خدا وندا چہ شد ایں باغیاں را ؛ ز راہ عقل و دیں افتادگاں را
> بگفت مردک ایم اے و بی اے ؛ نگردد کاملے ناقص نبیے
> نوشتش بعدہٗ آنخواجہ پلے ؛ بہ پیغام نظام اور ا نبیے

یعنی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب

> بہ پیشاور علمدار بغاوت ؛ دہد چوں کذب و بہتان را اشاعت

حضرت مولانا مولوی غلام حسن صاحب پشاوری۔

> بیہدہ انجمن بھی جسپہ قابض ؛ بنے بیٹھے تھے لاہوری روافض
> شنو اے مدعی دیدہ بےنور ؛ ازیں راہے نہ خواہی گشت منصور
> نہ تنہا ایں دو حشمت کو گزشتہ ؛ دلت چوں دیدہ ات بےنور گشتہ

یہ اقتباسات اس خرمن بوالفضولی کے چند دانے ہیں۔ ورنہ وہ رسالہ اول سے آخر تک اسی قسم کی خرافات سے بھرا ہوا ہے۔ جبکہ میاں محمود احمد صاحب اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کے درمیان معاہدہ ہو چکا تھا کہ مسائل متنازعہ کے سوا ذاتیات کے خلاف کوئی بات نہ لکھی جائے گی تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس معاہدہ کے ہوتے ہوئے اس قسم کا تہذیب سوز رسالہ شایع کر دیا گیا جناب میاں صاحب کے مرید تو ان کو امام واجب الاتباع تسلیم کرتے ہیں۔ پھر امام واجب الاتباع کے معاہدہ کا احترام نہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ جناب میاں صاحب احتراماً للمعاہدہ اس ناپاک رسالے کی اشاعت کو جلد از جلد روک دیں گے۔ یہ رسالہ قطع نظر اس بات کے کہ باہمی معاہدہ کے سخت خلاف ہے ملک کی فضا کو سخت خراب کرنے والا اور سات کروڑ مسلمانوں کے جذبات منافرت کو برانگیختہ کرنے والا ہے۔

(بندہ محمد عصمت اللہ)

درخواست دعا

رمضان کا مہینہ ہے اور آخری عشرہ کا آغاز ہے کیا میرے احباب جو میرے لئے درد رکھتے ہوں میرے لئے جناب الٰہی میں دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت جسمانی و روحانی عطا فرمائے اور میری کچھ معروضات جناب الٰہی میں ہیں ان پر نگاہ کرم فرمائے۔ شاید کسی کی سنی جائے۔ والسلام

(خاکسار بشارت احمد۔ اسسٹنٹ سرجن جہلم)

جرمن زبان میں ترجمہ قرآن

حضرت امیر ایدہُ اللہ کے قلم سے

مجھے اس بات کا پورا احساس ہے کہ ایک مختصر سی جماعت پر پہلے ہی بہت بوجھ ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت بھی کام کرنے پر ہی آتی ہے۔ اور اس لئے مجھے خوشی ہے کہ ہمارے ایک مکرم دوست کی تحریک سے جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کی تحریک شروع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ ہمارا اس کام کو ہاتھ میں لینا مزید افضال الٰہی کا جاذب ہوگا۔ کچھ کوشش ہم کریں گے تو باقی سامان وہ اپنے فضل سے کردے گا۔ جرمنی میں مشن کا جاری ہونا۔ پھر ایک سہ ماہی رسالے کا جاری ہونا اور پھر کم و بیش ایک لاکھ روپے کے خرچ سے ایک مسجد کا بن جانا یہ سب کچھ اسی کے فضل سے ہوا ہے۔ ہماری جماعت نے اس میں ابتدا کی اور پہلا قدم اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنی نصرت کے دروازے کئی رنگوں میں کھول دیئے کہ یہ سب کام تکمیل کو پہنچ گئے۔ مگر ظاہر ہے کہ جو کچھ وہاں ہو چکا وہ اس وقت تک نامکمل ہے۔ جب تک کہ ہم ان لوگوں کی اپنی زبان میں ترجمہ قرآن کریم ان کے سامنے نہیں لاتے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس ملک میں اشاعت اسلام کا اصل بیج یہی ترجمہ ہوگا۔

ایک جرمن علامہ کا اعتراف

قرآن ہی وہ چیز ہے جو سب سے بڑھ کر انسان کے دل کو اپیل کر سکتی ہے۔ مشہور جرمن علامہ گیٹی نے جو موجودہ یورپ کی بزرگ ترین ہستیوں میں سے ہے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ جب بھی ہم قرآن کو پڑھنا شروع کرتے ہیں، ابتدا میں خواہ کتنی ہی اس سے بیزاری ہو مگر یہ جلد اپنی طرف کھینچ لیتا اور بالآخر احترام اور عزت کے جذبات سے دل کو بھر دیتا ہے۔ اشاعت اسلام کے سلسلے میں اتنی بڑی خدمت اور کوئی نہیں۔ جیسے کہ قرآن کریم کو ہر قوم کی زبان میں ترجمہ کرکے اس قوم تک پہنچا دیا جائے۔

جرمن ترجمہ قرآن کے محرک

اس تحریک کی ابتدا ہمارے مکرم دوست ملک غلام محمد صاحب نے کی۔ جن کی طرف سے انجمن کو اس وقت پندرہ سو روپیہ سالانہ کی امداد مل رہی ہے۔ انہوں نے جرمن میں ترجمہ قرآن کریم کی خاطر اس امداد کو دو سو روپے ماہوار کر دیا۔ گویا ان کی طرف سے ان کی سابقہ امداد میں ۷۵ روپے ماہوار کی امداد کا اضافہ جرمن ترجمہ کے لئے ہوا۔ اس وقت ترجمہ کے خرچ کا اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ دو یا تین سال تک اگر پانچ سو روپے ماہوار کی رقم کا انتظام ہو جائے تو ترجمہ کا کام تکمیل کو پہنچ سکتا ہے اور اس کے چھپوانے کا انتظام اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسے رنگ میں ہو جائے گا کہ جماعت پر مزید بوجھ نہ ہو۔ پچھلے جمعہ میں لاہور کے احباب کے سامنے اس تجویز کو رکھا گیا تو اسی وقت یہ کل امداد ۱۸۰ روپے تک پہنچ گئی۔ اور امید ہے کہ سارے احباب لاہور اس میں حصہ لیں گے تو دو سو روپے ماہوار سے زائد رقم صرف لاہور سے ہو جائے گی۔ اس صورت میں صرف تین سو روپے ماہوار کی رقم ہے جسے باقی احباب کو پورا کرنا ہے

انفاق فی سبیل اللہ کی ضرورت

رمضان کے مہینے میں اس تجویز کی ابتدا کو میں ایک بابرکت آغاز سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس مبارک مہینہ کو قرآن کریم سے خاص تعلق ہے۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس و بینات من الھدیٰ والفرقان۔ اور امید ہے کہ ہمارے احباب جن کی ہمت بلند سے پہلے انگریزی ترجمہ کا عظیم الشان کام ہو چکا ہے۔ اس دوسرے قدم کے اٹھانے میں اسی ہمت بلند سے کام لیں گے اور رمضان کے اندر اندر ہر جگہ احباب جماعت یہ تحریک کرکے اس بابرکت کام میں جلد سے جلد حصہ لیں گے۔ تاکہ بقیہ تین سو روپے کی رقم بھی پوری ہو جائے۔ احباب لاہور نے جو سب سے بڑھ کر ہر ایک خدمت دین کے کام میں حصہ لیتے ہیں۔ جس فراخدلی سے اس کا خیر مقدم کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ دوسرے احباب ان سے پیچھے نہ رہیں گے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ موجودہ کسی کام میں کمی کرکے اس کام کو شروع نہیں کیا گیا۔ اس لئے اس کا اثر پہلے چندوں پر کچھ نہ پڑنا چاہئے۔ یہ مزید خدمت کا کام ہے تکلیف اٹھائے کے بغیر تو دنیا کا کوئی کام نہیں ہوتا پھر قرآن کریم کو دنیا میں پہنچانے کے لئے جو جو تکلیفیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ساتھیوں نے اٹھائیں ان سے اس تکلیف کو کیا نسبت ہے۔ جو ہمارے چند پیسوں کے دینے سے ہمیں ہوگی۔ لیکن ان پاک لوگوں کے ساتھ اس فعل سے ہمیں ایک نسبت پیدا ہو جائے گی۔ کون جانتا ہے کہ اس کے مال کا وہ کون سا حصہ ہے جو سب سے زیادہ اس کے لئے برکت کا موجب ہوگا۔ ہم اپنی اولاد کی تعلیم پر اور شادیوں پر ہزاروں روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ جائداد بنانے پر بہتیرا خرچ کر دیتے ہیں۔ اپنی آسائش اور اپنی اولاد کی آسائش کے لئے شب و روز خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے اگر کبھی کبھی ہماری زندگی میں ایسے اوقات بھی آتے رہیں۔ جب ہمیں خدا کی راہ میں مزید قربانیاں کرنی پڑیں۔ تو اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہئے جب تک ہم خدا کے لئے تکلیف نہ اٹھائیں گے خدا کی راہ میں کام کرنے کے دعوے بھی ہیچ نہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ جہاں جماعتیں ہیں وہاں مجموعی طور پر اور جہاں الگ الگ احباب ہیں وہ اپنے طور پر فوراً اطلاع دے کر عنداللہ ماجور ہوں گے کہ وہ کس حد تک اس کام میں حصہ لیں گے۔ ساتواں حصہ ماہوار خرچ کا تو خود غلام محمد صاحب نے دے دیا ہے اگر تین اور دوست بھی ملک صاحب کی طرح ہمت کریں تو یہ رقم بہت جلد پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن کم و بیش اپنی اپنی ہمت کے مطابق سب کو حصہ لینا چاہئے۔ یہ صرف تین سال کے لئے ہے۔

خطبہ جمعہ

(فرمودہ ۹ مارچ ۱۹۶۲ء)

(از حضرت امیر ایدہُ اللہ)

الرا۔ کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور۔۔۔۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم۔ (ابراہیم: ۱تا۴)

ان آیات کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

نزول قرآن کی غرض

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم کو نازل کرنے کی غرض محض یہ ہے کہ وہ لوگوں کو تاریکی میں سے نکال کر روشنی میں لائے۔ اور فی الحقیقت انبیائے علیہم السلام کے مبعوث ہونے کی یہی غرض ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو تاریکی میں سے نکال کر روشنی میں لائیں۔ جو شخص یا جماعت یا قوم انبیا علیہم السلام کے نقش قدم پر چلنا چاہتی ہے۔ اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ بھی اس فرض مقدس کو یعنی لوگوں کو تاریکی میں سے نکال کر روشنی میں لانے کو اپنا اولین فرض سمجھے اور لوگوں کی اصلاح کرے۔ اصلاح کا کام بظاہر بہت اچھا نظر آتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس حقیقت کو بھی ہمیں نظر انداز نہ کرنا چاہئے کہ جو شخص اپنی قوم کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ قوم شروع میں اس کی انتہائی مخالفت کرتی ہے۔

دو قسم کے مدعیان اصلاح

اصلاح کے مدعی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو کسی مخالفت یا نقصان کی پرواہ کئے ہوئے اپنے اس فرض مقدس کو ادا کرتے ہیں اور یہی انبیا علیہم السلام کا طریق ہے۔ دوسرے وہ جو اس بات کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ لوگوں کو اپنا مخالف بنانے اور ناراض کرنے کے بغیر اس اہم ترین فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔ لیکن اس طرح وہ کبھی بھی اپنا فرض ادا نہیں کر سکتے ان پر لوگوں کی ناراضگی اور مخالفت اور اپنی بدنامی کا خوف اس قدر غالب ہوتا ہے کہ وہ حق بات کے کہنے میں تامل کرتے ہیں۔ میں کسی پر اعتراض یا حملہ نہیں کرتا بلکہ نہایت افسوس سے اس حقیقت کو بیان کرنا چاہتا ہوں کہ آجکل مسلمانوں میں اصلاح کے مدعی زیادہ تر دوسری قسم کے ہی لوگ ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا طریق اصلاح

حضرت مسیح موعود کا طریق اصلاح بالکل انبیا علیہم السلام سے ملتا جلتا تھا۔ میں آپ کو وہ وقت یاد دلانا چاہتا ہوں جب کہ آپ نے وفات مسیح کا اعلان کیا۔ اور دفعۃً تمام عالم اسلامی میں ان کی مخالفت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اس دعوے سے پیشتر آپ اسلامی ہند میں نہایت عزت و وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ اگر کوئی دنیا پرست ہوتا تو ہرگز اس بات کو گوارا نہ کرتا کہ اپنی بنی بنائی عزت کو خطرہ میں ڈال کر ایک ایسی بات کو اس طرح علی الاعلان دنیا کے سامنے پیش کرے۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے کسی بات کی بھی پرواہ نہ کی مخالفین نے اپنی تمام قوت اس صدائے حق کو دبانے کے لئے صرف کر دی۔ لیکن ان کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے آدمی بھی دیئے جیسے کہ اس وقت اللہ کو مددگار رہے اور وہ آدمی اپنے تمام عزیز و اقارب اور دنیوی فوائد کو ٹھکرا کر اور اپنے آپ کو دنیا سے کاٹ کر حق کی خدمت کے لئے قادیان پہنچ گئے

مخالفت محبت سے بدل جاتی ہے

جہاں یہ ضروری ہے کہ اول اول صدائے حق کی مخالفت ہو اس کے ساتھ یہ بھی لازمی ہے کہ بعد کو یہ مخالفت محبت سے بدل جائے انبیا علیہم السلام کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ قرآن کریم میں وعدہ بھی ہے۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمٰن ودًّا جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے دلوں میں محبت پیدا کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ رفتہ رفتہ ان کی مخالفت کم ہونی شروع ہوئی۔ اور اب یہ روز بروز کم ہو رہی ہے۔ اور اس کی جگہ محبت پیدا ہوتی جاتی ہے مخالفین نے جب ان کے کام اور اعمال کو دیکھا تو وہ ان کی محبت اور عزت پر مجبور ہو گئے۔

نیک اعمال کا درجہ

اصل میں دنیا میں سب سے بڑی چیز نیک اعمال ہی ہیں جو شخص نیک عمل کرتا ہے لوگ اس کی عزت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اپنی جماعت ہی کی طرف دیکھو شروع شروع میں اس کی کتنی مخالفت ہوئی لیکن اب وہ مخالفت دور ہو گئی ہے اس کی وجہ خدمت اسلام کے کام ہیں۔ کچھ نہ کچھ کام تو ہوتا ہی رہتا ہے لیکن بعض کام اپنی اہمیت اور عظمت کی وجہ سے لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ ایسے چند کاموں نے ہماری جماعت کے متعلق بہت سی بدگمانیوں کو دور کر دیا ہے۔ اس زمانہ میں جب کام کرنے والے آدمی بھی بہت تھوڑے تھے اور سرمایہ بھی کچھ نہ تھا تاہم چند ہمت کے کام کرکے دنیا کو دکھلا دئے جرمنی میں ایک مشن کھول دیا۔ ایک عالیشان مسجد تعمیر کر دی انگریزی میں قرآن کا ترجمہ کر دیا۔ ہندوستان میں بھی تھوڑا بہت کام کیا انہی کاموں کی وجہ سے لوگ ہماری مخالفت کرنے کے بجائے عزت کرنے لگے اور ہمکو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

طریق کار

اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ آئندہ بھی اسی طریق کار سے ہم اصلاح کا حقیقی کام کر سکتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اس وقت ہماری مخالفت ہے۔ اور بعض لوگ ہمارے نام کو سن کر ہی کسی کام میں شامل ہونے سے انکار کر دیتے ہیں۔ مگر اس مخالفت دور کرنے کا علاج بھی یہ نہیں کہ ہم اس پہلے طریق کار کو چھوڑ دیں بلکہ امر حق کو علی الاعلان کہتے ہوئے خدمت اسلام کے کام کرکے دکھانے چاہئیں۔ تاکہ لوگوں کی بدگمانی دور ہو اور ہی ایک کام کی طرف میں آپ کو اس وقت توجہ دلانا چاہتا ہوں آیات میں نے پڑھی ہیں ان میں سے آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر رسول کو اسی کی قوم کی زبان میں بھیجا۔ تاکہ وہ لوگوں کے سامنے کھول کھول کر باتیں بیان کرے۔ اب جب رسولوں کے آنے کا سلسلہ بند ہو گیا اور خاتم النبیین آ چکے تو اس ارشاد کی تعمیل کس طرح ہو اس کا طریق صرف ایک ہی ہے۔ کہ اس پاک کتاب کو جو دنیا کو ظلمات سے نکالنے کے لئے آئی ہے۔ ہر ایک قوم تک اس کی زبان میں ترجمہ و تفسیر کرکے پہنچایا جائے۔

ترجمہ قرآن کی ضرورت

یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ جو کہ دنیا کی ہدایت و اصلاح کے لئے نازل ہوا تھا اب تک بہت کم زبانوں میں ہوا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس کلام پاک کا پورا پورا مطلب دوسری زبان کے الفاظ میں ادا نہیں کر سکتے۔ مثلاً لفظ رحمٰن یا سبحان ہی کو لیجئے کسی دوسری زبان میں کوئی ایسا جامع لفظ نہیں۔ جو ہم ان الفاظ کے بجائے استعمال کر سکیں۔ لیکن ہم ترجمہ کرنے پر مجبور رہیں۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ساری قوموں کو عربی زبان سکھائی جائے اور پھر قرآن کریم اس کے سامنے پیش کیا جائے بلکہ ہمیں مختلف زبانوں میں اس کے تراجم شایع کرنے ہوں گے انگریزی میں قرآن کریم کا ترجمہ شایع کیا۔ اور یہاں سے کثیر تعداد

بہت سی سعید روحیں اس کے ذریعہ ہدایت پاگئیں۔

ایک نئی تحریک

میں جانتا ہوں کہ ہماری چھوٹی سی جماعت نے اپنے ذمے بہت سا کام لے رکھا ہے۔ بلکہ وہ اپنی بساط سے زیادہ خدمت کر رہی ہے۔ اور بظاہر اس پر مزید کسی قسم کا بوجھ ڈالنا مناسب نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بات بھی فراموش نہ کرنی چاہیے کہ زندگی حرکت اور عمل ہی میں ہے۔ سکون وجمود میں نہیں۔ مانا کہ ہم کافی قدم اٹھا چکے ہیں لیکن پھر بھی ہمیں اور آگے قدم بڑھانا چاہیے اور برابر بڑھائے چلا جانا چاہیے۔ کیونکہ ترقی اور زندگی اسی میں ہے۔ اگر ہم آگے قدم بڑھانا چھوڑ دیں گے اور یہ خیال کریں گے کہ جو کچھ کر لیا ہے وہ کافی ہے تو یہ یقینی بات ہے کہ ہمارا قدم پیچھے ہٹنے لگے گا۔ ہم نے جرمنی میں مشن بھی کھول دیا اور ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار اس پر صرف کر رہے ہیں اور ایک عالیشان مسجد بھی تعمیر کرلی۔ لیکن ہم لوگوں کی اصلاح تب تک نہیں کرسکتے جب تک کہ ان کی زبان میں ان کے سامنے کتاب الٰہی کو پیش نہ کریں۔ اس لئے اس مسجد اور مشن کی اصل غرض کو پورا کرنے کے لئے جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کی اشد ضرورت ہے۔

سبقت کرنے والا بھائی

مجھے اس تحریک کی اس لئے جرات ہوئی ہے۔ کہ ہمارے ایک بھائی نے اس بارے میں خود سبقت کی ہے۔ ملک غلام محمد صاحب ہماری جماعت کے ایک پرجوش اور مخلص کارکن ہیں۔ وہ اس سے پہلے پندرہ سو روپے سالانہ سے سلسلہ کی امداد کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ تحریک کی کہ اگر جرمنی میں ترجمہ قرآن کا کام شروع کر دیا جائے تو میں ۷۵ روپے ماہوار یا نوسو روپیہ سالانہ اس رقم میں اضافہ کرنے کو تیار ہوں اور آئندہ پورے دوسو روپیہ ماہوار چندہ دونگا۔ مولوی صدرالدین صاحب سے مشورہ کیا گیا تو ان کا اندازہ یہ ہے کہ اگر ہماری جماعت دوسال کے لئے پانسو روپے ماہوار کا انتظام کردے تو جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ہوسکتا ہے۔

ملک صاحب تو چاہتے تھے کہ ان کی ساری رقم دوسو روپے ماہوار ہی اس کام پر لگادی جائے لیکن چونکہ ہماری دوسری ضروریات مجبور کرتی ہیں کہ ہم ان کے پہلے چندے کو وہیں پر صرف کریں اس لئے ان کی رقم سے پچہتر روپے ماہوار ترجمے پر صرف ہوں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ دوسال کے بجائے تین سال ہمکو وقت رکھنا چاہیے۔ تو ان تین سال کے لئے پانچسو روپے ماہوار کا انتظام کرنا ہے جس میں سے چھٹا یا ساتواں حصہ دے کر ایک دوست نے سبقت کی ہے۔ اور باقی کے لئے اب دوسرے احباب سے کوشش کرنی ہے۔ جن احباب کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے۔ وہ حسب استطاعت اس میں ایک ماہوار رقم لکھوادیں۔ چھ ماہ تک چندہ وصول ہونے کے بعد عملی کارروائی ترجمہ کی شروع ہوگی۔ تاکہ چندہ کی طرف سے اطمینان ہوجائے مگر میں چاہتا ہوں کہ پہلا قدم اسی رمضان کے مہینہ میں اٹھایا جائے۔ اور سردست تین سال کے لئے ہی یہ وعدہ ہونا چاہیے۔

یجروید کا اردو ترجمہ

جناب پنڈت راج نرائن صاحب ککٹ شاستری ایڈیٹر اخبار بھیشم یجروید کے اردو ترجمہ پر اپنی رائے کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:-

"یہ ترجمہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لیکچرار مولوی عبدالحق نے کیا ہے جو ۳۸۴ صفحوں کی ضخیم کتاب کی شکل میں ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت عمدہ ہیں۔ اس کے شروع میں جو "مقدمہ" دیا گیا ہے اس کی چند باتوں سے ہمیں اتفاق نہیں۔ مثلاً شروع میں صرف ایک ہی وید بتلایا گیا ہے۔ کیونکہ یہ امر واقعات کے خلاف ہے اسیطرح یہ لکھنا بھی درست نہیں کہ ویدوں نے اپنا نام وید نہیں بتایا۔ کیونکہ ویدوں ہی میں خود چاروں ویدوں کا ذکر صفائی طور پر آتا ہے۔ غرض ایسی ہی چند باتوں سے ہمیں اتفاق نہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے وید کے ترجمہ کو جہانتک دیکھا ہے۔ وہ درست ہے۔ یہ ترجمہ شکل یجروید کا ہے۔ اس کے متعلق بہت کچھ محنت اور جانفشانی سے کام لیا گیا ہے۔ فٹ نوٹس میں کچھ تشریحات بھی دی ہیں۔ جن کا تعلق شت پتھ برہمن کے ساتھ ہے۔ اور اسی طرح کاتیاین سوتر کے حوالے بھی دیئے ہیں گو یا شکل یجروید بھاشا ٹیکا کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔"

(اخبار بھیشم مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۳۰ء)

ہندوستان

— شہریار دکن کی حکومت نے فیصلہ کرلیا ہے کہ عثمانیہ یونیورسٹی کی تعمیر "آدی کامت" میں جو شہر حیدرآباد کے مضافات میں ہے کی جائیگی اس عمارت پر ایک کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ اس میں متعلق بھی ہونگے لائبریری بھی۔ زراعتی کالج بھی اور تجربہ کے لئے کھیت چڑیا گھر۔ اور انجنیرنگ اور دوسرے علوم وفنون کے کالج بھی ہوں گے۔

— پونہ ۶ر مارچ ٹاٹا کمپنی کا جو کارخانہ کھانڈلی میں ہے اس کے پنجابی گورکھا اور کراڑی ملازموں کے درمیان سخت فساد ہوگیا ہے۔ جس میں تقریباً ۵۰ آدمی زخمی ہوگئے اور بہت سے جھونپڑے جلادیئے گئے۔

— مدراس ۷ر مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر رنگناتھ مدلیار اور مسٹر اروگیہ سوامی مدلیار نے جو مدراس کے وزیر ہیں استعفیٰ دیدیا ہے۔

— لاہور ۱۰ر مارچ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ۱۴ر مارچ کو شاہی کمیشن کی ممبر پنجاب کونسل کے اجلاس میں شریک ہوں گے۔

— نیشنل کونسل آف وومن کا اجلاس زیر صدارت مہارانی بڑودہ بمبئی میں ہونے والا ہے۔

— ہندوستان کے اکثر مقامات کے طلبہ نے ۳ر فروری کی ہڑتال میں جو حصہ لیا ہے اس کے خلاف انگلستان کے پریس اور پلیٹ فارم پر اظہار خیالات کیا جارہا ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ خاندان ہلکر کے افراد نے مس ملر کی شدھی اور مہاراجہ اندور کی شادی کی مخالفت شروع کر رکھی ہے اور چھوٹی مہارانی کی طرف سے بدستور فاقہ کشی جاری ہے۔

— دہلی ۷ر مارچ۔ آج شام آل پارٹیز کانفرنس کی کمیٹی کا آخری اجلاس منعقد ہوا۔ رپورٹ کے متعلق ہندو اور مسلمان ممبروں میں کچھ اختلاف ہوگیا۔ اس پر مسلمان ممبران جلسہ سے اٹھ کر چلے گئے۔

— کلکتہ ۵ر مارچ۔ مسٹر ایس سنہا جو اس وقت سوئٹزرلینڈ میں ہیں لارڈ سنہا کے جانشین ہوگئے

— مدراس میں [illegible] ایک انجمن قائم کی جائے گی۔

ہندو دنیا

— کانپور ۳ر مارچ لالہ لاجپت رائے، راجہ رام پال سنگھ، بھائی پرمانند، مسٹر انند سروپ مسٹر ادرسنگھ، مسٹر چنتامنی اور مسٹر کیلکر کے نام کانپور ہندو سبھا نے آل انڈیا ہندو مہاسبھا کے آئندہ اجلاس کی صدارت کے لئے جو جبل پور میں ہوگا پیش کئے ہیں۔

— دہلی ۷ر مارچ۔ ہندو کمار سبھا کا سالانہ اجلاس جو ڈاکٹر مونجے کی صدارت میں منعقد ہوا تھا دو دن کے بعد ختم ہوگیا۔ ڈاکٹر مونجے بھائی پرمانند اور دیش بندھو گپتا نے تقریریں کیں۔

— نرپاسرائے یکم مارچ۔ گیدڑ گنج گاؤں کے ہندوؤں نے گزشتہ شیوراتری کو پوجا کے موقع پر مسلمانوں کے گھروں میں آگ لگادی۔ مسلمانوں کے ۱۲۵ مکانات جل گئے۔ گاؤں مذکور ریاست دربھنگہ میں ہے۔

— شدھی سبھا آگرہ کی رپورٹ مظہر ہے کہ سبھا مذکور نے سال ۱۹۲۸ء میں ۱۳۳۷ اشخاص کو مرتد کرکے برادری میں شامل کیا اور ان میں سے دس جنم کے مسلمان تھے۔ شدھی سبھا مذکور کے کارکنوں کے ذریعہ ۸۷ بچوں ۲۴ بیواؤں اور تقریباً ۳۰۰ بے یار و مددگار آدمیوں کی گئی امسال ۸۴۸ روپیہ آمدنی ہوئی اور ۷۹۹۲ روپیہ خرچ کیا گیا۔ (تیج)

— مہاراجہ جام صاحب نوانگر نے بنارس ہندو یونیورسٹی کو سالانہ بارہ ہزار روپیہ امداد دینا منظور کیا ہے۔ اس رقم سے کیمسٹری کا یونیورسٹی میں ایک الگ شعبہ کھولا جائے گا۔

— پنڈت ستیہ کام جی ایڈیٹر "ارجن" کی میعاد قید ختم ہونیوالی ہے غالباً آپ ۱۰ر مارچ تک رہا ہوں گے۔

— اندور کی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ گو شروع شروع میں گورنمنٹ آف انڈیا نے مہاراجہ اندور کی مس ملر کے ساتھ شادی کی مخالفت کی تھی۔ مگر اب اس نے اجازت دیدی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ گورنر جنرل کے ایجنٹ نے مداخلت نہ کرنے کا یقین دلایا ہے۔

ممالک خارجہ

— حکومت ترکیہ ایک انجمن بنارہی ہے۔ جو شہر انگورہ کو نئے طریقے سے تعمیر کرے گی۔ اس کام کے لئے دو لاکھ پونڈ الگ کر دیئے گئے ہیں۔

— حکومت روس اور ایران میں ہوائی جہازوں کی آمد و رفت کے متعلق مساویانہ حیثیت کا ایک معاہدہ مرتب ہوگیا ہے یعنی جو حقوق ایران میں روسی ہوائی جہازوں کو حاصل ہوں گے۔ وہی ایرانی ہوائی جہازوں کو روس میں حاصل ہوں گے۔

— افغانستان کی اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں شدید برف باری کی وجہ سے قحط رونما ہو رہا ہے۔

— ٹوکیو ۷ر مارچ پرنسس ہسنا جو بادشاہ کی سب سے چھوٹی شہزادی ہے۔ وفات پاگئی ہے۔

— جاپان اور کینیڈا کی گورنمنٹوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک دوسرے کے سفیران کے دارالخلافہ میں قیام کریں۔

— لندن کے اخبار آبزرور نے ہندوستان کا مضحکہ اڑایا ہے کہ وہ اپنے ملک کا کانسٹی ٹیوشن بھی مرتب نہیں کرسکتے۔

— معلوم ہوا کہ سلطان ابن سعود نے عراق کے خلاف اعلان جنگ کردیا ہے۔ (حافظ وہبہ نے اس خبر کی تردید کی ہے۔)

— بیروت کا ایک پیغام مظہر ہے کہ یونان کے دارالحکومت ایتھنز اور طرابلس الشام کے درمیان قسطنطنیہ اور سلانیک کے راستے ایکسپریس ٹرین چلانے کے متعلق مفاہمت مکمل ہوگئی ہے۔ یونان کے ایک وفد نے اس سلسلے میں بیروت میں حکام کے ساتھ معاملہ طے کرلیا ہے۔

— نئے افغانی سال میں جس کا آغاز ۲۱ر مارچ کو ہوگا۔ افغانستان میں بہت سی جدید اصلاحات جاری کی جائیں گی۔

— لندن ۵ر مارچ۔ ریجنٹ پارک لندن میں ایک بدھ مندر کی تعمیر کے لئے جگہ خریدلی گئی ہے۔ اور تعمیر کا کام غالباً اپریل کے آخر میں شروع ہوگا۔ مندر پر ۱۰ ہزار پونڈ خرچ ہوں گے اور ۳۰۰ عبادت گزاروں کے لئے جگہ ہوگی۔

— وزیر جنگ برطانیہ نے اعلان کیا ہے کہ اب گھوڑوں جانوروں اور سپاہیوں کی جگہ بھی مشینوں کے آلات ہلاکت سے کام لیا جائے گا

— اٹلی کے سپہ سالار کا انتقال ہوگیا۔

— ترکی میں دیواروں پر اس قسم کے بڑے بڑے پوسٹر لگائے گئے ہیں کہ سوائے ترکی زبان کے کوئی شخص دوسری زبان نہ بولے۔

— ہانگ کانگ ۳ر مارچ۔ موجودہ برطانوی چینی تعلقات کو وسیع کرنے پر زور دیا جارہا ہے۔ کینٹن کے قائد اعظم جنرل لوئی چائی سوم آجکل یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اسٹیشن پر برطانوی گورنر نے ان کا خیرمقدم کیا۔ ایک دعوت کے موقع پر لوئی چائی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت تعلقات کو وسیع کرنے کی سخت ضرورت ہے اگر چینی برطانوی معاہدہ طے پاگیا تو شہر اور زیادہ پرامن ہوجائے گا۔

— برلن ۵ر مارچ پارلیمنٹ کی میزانیہ کمیٹی نے دس ہزار ٹن کے جنگی جہاز کی ساخت کے لئے ایک کروڑ مارکس کی منظوری دیدی ہے یہ جنگی جہاز بحیرہ بالٹک میں جرمنی بندرگاہوں کی حفاظت کرے گا اور مشرقی پروشیا کے تحفظ کا کام انجام دے گا۔

— اس وقت حجاز میں سرکاری وغیر سرکاری موٹروں کی تعداد ۲۳۸ ہے۔

— ام القریٰ کی تازہ اشاعت سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۱ر شعبان تک ۳۰۱۱۹ حاجی پہنچے ہیں۔

— سلطان ابن سعود نے حجاز کے اندر نجدی پیداوار بالخصوص خرما پر سے محصول اٹھالیا ہے۔ تاکہ اس کی تجارت فروغ پائے۔

— افغانستان نے جن افغان نوجوانوں کو فن پرواز کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے روس بھیجا تھا ان کے واپس آنے پر انہیں غیرملکی ہوابازوں کی جگہ مقرر کردیا گیا ہے۔ اور گیارہ نوجوانوں کی ایک اور جماعت روانہ ہونے والی ہے۔ جو اٹلی میں ہوابازی کی تعلیم حاصل کرے گی۔

— شاہ افغانستان لندن سے ۴ر اپریل کو واپس لوٹیں گے۔

— آستانہ میں مساجد کی کثرت اور ان کی ویرانی کو دیکھ کر نظامت امور مذہبی نے ان مساجد کے حالات کی تحقیق کی طرف اپنی توجہ مبذول کی ہے۔

"بیمہ اور شریعت اسلامیہ"

(جناب سید عبدالمجید صاحب کپور تھلوی کے قلم سے)

اس عنوان سے مولانا عبدالستار صاحب نے ۲۰ فروری کے پیغام صلح میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ مسلمانوں پر ایک احسان کیا ہے۔ واقعی ہر چیز کو ربا یا قمار کہہ کر اس سے علیحدہ ہو جانا سخت ناعاقبت اندیشی ہے۔ میں نے خود اس کے متعلق کافی غور کیا ہے۔ مجھے مولانا موصوف کی رائے سے کلی اتفاق ہے۔ کہ بیمہ شریعت اسلامیہ کے خلاف نہیں ہے اس کے لئے وجوہات ہیں۔ میں زیادہ تفصیلات میں جانا مناسب نہیں سمجھتا۔ نفس مسئلہ کو دیکھنا ہے۔ جائز ذرائع سے روپیہ بڑھانا کسی مذہب میں بھی ناجائز نہیں ہے۔ تو کسی دین میں بھی حرام نہیں پس اس کے متعلق خامہ فرسائی تحصیل حاصل ہے۔

بیمہ نہ ربا ہے نہ قمار

دیکھنا یہ ہے کہ کیا بیمہ میں ربا یا قمار کو دخل ہے۔ میں کہونگا کہ بالکل نہیں ربا کا تو اس میں نام تک نہیں۔ اور اگر قدرے قلیل منافع جو برائے نام منافع ہے۔ تو وہ ربا میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ مولانا کے ایک تحتی عنوان "بیمہ شرکت فی التجارت ہے" میں ظاہر کیا ہے۔ تمام بیمہ کمپنیاں تجارتیں کرتی ہیں۔ ان کے منافع نہایت قلیل مقدار میں حصہ داروں کو دیتی ہیں۔ اگر علما یہ فرمائیں کہ اس میں نقصان تو ہے ہی نہیں فائدہ ہی فائدہ ہے تو اسے یہ جواب دیا جانا چاہیئے کہ شریعت نے یہ کہاں لازمی قرار دیا ہے کہ ضرور ایسا ہی سودا کرنا چاہیئے جس میں نقصان ہو یا نقصان کا احتمال ہو۔ اور اگر یہ شرط بھی ضروری ہی سمجھی جائے تو میں یہ کہونگا کہ بیمہ کمپنیاں ٹوٹ جاتی ہیں تو سارا روپیہ ہی ضائع ہو جاتا ہے۔

بیمہ اور میوچل ریلیف فنڈ

اب میں بیمہ کمپنیوں کے ایک دوسرے پہلو پر مثال دیکر روشنی ڈالونگا۔ اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو لاہوری احمدی جماعت نے ایک فنڈ "میوچل ریلیف فنڈ" (چندہ امداد باہمی) کے نام سے قائم کیا ہے۔ وہ ان اصولوں پہ کام کرتا ہے۔ اگر اس کے ایک ہزار ممبر ہیں تو ہر ممبر ایک روپیہ ماہوار ادا کرتا ہے یوں سمجھئے کہ اگر جنوری میں زید اس کا ممبر بنا تو اس نے ایک روپیہ جنوری کا چندہ داخل کر دیا۔ فروری میں ایک روپیہ اس نے پھر داخل کیا۔ مارچ میں اس کی موت واقع ہو گئی اس کے علاوہ پانچ ممبر اور فوت ہوئے مارچ میں ۹۹۴ روپے وصول ہوئے کیونکہ چھ ممبر جو فوت ہو چکے ان کا چندہ تو نہ آئے گا۔ بالفرض دفتری خرچ وغیرہ ۹۴ ہے باقی ۹۰۰ ان چھ ممبروں میں تقسیم ہو جائے گا۔ اس طرح ہر ایک ممبر کے پسماندگان کو ۱۵۰ روپے وصول ہوئے۔ اب زید نے کل دو روپے چندہ دیا مگر ۱۵۰ وصول کر لئے کیا یہ ربا یا قمار ہے۔ اسے کوئی بھی سمجھدار شخص یہ نہ کہے گا۔ بعینہٖ یہی صورت بیمہ کمپنیوں کی ہے۔ چونکہ ان کے کاروبار وسیع پیمانہ پر ہیں۔ اور محفوظ سرمایہ کثیر ہے۔ اب یوں خیال فرمایئے کہ ایک شخص ۰۰۰... کے لئے زندگی بیمہ کراتا ہے وہ اس کی عمر اور صحت کے لحاظ سے ایک خاص رقم ماہوار کا چندہ اس پر عائد کر دیتے ہیں۔ یہ ایک مفہوم ذہنی ہے کہ تمام بیمہ کرانے والے امداد باہمی کے اصول پر کام کر رہے ہیں۔ اور ان کی ایک برادری ہے۔ پس روپیہ آتا جاتا ہے وہ کام پر لگتا ہے اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ جو بیمہ والے سالہائے مقررہ سے پہلے مر جاتے ہیں۔ وہ مقررہ رقم لے لیتے ہیں۔ کیونکہ کمپنی کے پاس دوسرے بیمہ والوں کا کافی روپیہ کام پر لگا ہوتا ہے۔ کمپنی پاس سے نہیں دیتی۔ اگر کمپنی میں بھی نئے بیمہ کرانے والے بند ہو جائیں تو سارا کام زمین پر آ رہے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کے امداد باہمی کے کام کو قمار یا ربا کیوں سمجھ لیا جاتا ہے۔

اب انجمن کا "چندہ امداد باہمی" اگر تجارتی اغراض پر لگا دیا جائے اور اس میں منافع ہونا شروع ہو جائے۔ تو اس تجارت کے نفع میں سے کچھ حصہ داروں کو بھی مل جایا کرے تو یہ ربا کس طرح ہوا۔

مسلمانوں کی بدقسمتی

دراصل افسوس یہ ہے کہ اس قسم کے مسائل کا حل بدقسمتی سے انہی لوگوں کے سپرد ہوتا ہے۔ جو نہ جانتے ہیں کہ تمدن کیا چیز ہے نہ یہ سمجھتے ہیں کہ اقتصادیات کے اصول کیا ہیں۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ دنیا میں زندہ رہنے کے لئے کیا امور ضروری ہیں۔ نہ تجارت کے اصول کو سمجھتے ہیں نہ شرکت کے رموز کو نہ تمدن جدید سے واقف نہ دنیا کی ترقیوں سے آگاہ۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ اس قسم کے مسائل پر رائے زنی کرنے کے اہل کیسے ہو سکتے ہیں۔ لیکن لطف یہ ہے کہ روپیہ جمع کرنے میں وہ خود کسی سے پیچھے نہیں رہتا۔ جیسے کہ سعدی علیہ الرحمۃ نے کافی مطالعہ کے بعد یہ کہا ہے

یکے دنیا بروم آموزند تا خود زر بسیم و غلہ اندوزند

ہر شنبہ اور جمعہ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۲۳ رمضان ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۱۳

بزم احباب

مرتبہ خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب

فرانس

چودھری محمد اقبال صاحب شیدائی مارسیلز سے جناب سید محمد حسین شاہ صاحب کو لکھتے ہیں کہ اخبار پیغام صلح سے معلوم ہوا کہ آپ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ جلسہ کا حال بھی پڑھا۔ دل بے انتہا خوشی ہوئی۔ لیکن برادرم خاں صاحب کا پندرہ ماہ کے لئے قید فرنگ میں جانا بہت سخت بے چینی کا موجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھے۔ مصائب و آلام آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں رونے دھونے سے نہ کبھی مصیبتیں کم ہوئیں اور نہ ہونگی۔ اس لئے انسان کو ہر مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہئے۔ اور ہر تکلیف کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ صبر و استقلال کے سامنے تمام آلام و مصائب سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ میری طرف سے خاں صاحب کو محبت بھرا اسلام پہنچا دیجئے گا۔ کئی روز سے میں بھی بیمار تھا مگر اب صرف کھانسی باقی ہے۔ غریب الوطنی میں بیماری عجیب بدمزہ چیز ہے۔ بقول غالب مرحوم ؎

پڑیئے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار
اور اگر مر جایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

خود ہی بیمار اور خود ہی تیماردار۔ اگر بستر پر لیٹ رہوں تو بیماری زیادہ بڑھنے کا اندیشہ۔ اس لئے ادھر ادھر پھرتا رہتا ہوں۔ جب تھک جاتا ہوں تو کسی قہوہ خانہ میں دم لینے کو بیٹھ جاتا ہوں نہ کوئی دوست ہے نہ غمگسار جو پرسان حال ہو۔ انسانوں کے جنگل میں شب و روز رہتا ہوں لیکن اجنبی کا اجنبی۔ اللہ اللہ کیا زندگی ہے۔ لیکن باینہمہ گھبراہٹ نزدیک تک نہیں پھٹکتی۔ اگر کبھی دل گھبراتا ہے تو دوست احباب کو خط لکھتا رہتا ہوں اس طرح دل بہلتا رہتا ہے۔ اکثر ہندوستانی آتے ہیں ان سے کبھی بول چال ہو گئی تو طبیعت اور بدمزہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جو لوگ یورپ آتے ہیں وہ اس قدر آزاد ہو جاتے ہیں کہ سوائے لغویات کے کوئی دوسری بات ہی ان کے دماغ میں نہیں آتی۔ عورتوں کے پیچھے کتوں کی طرح بھاگے بھاگے پھرنا ان کا شیوہ ہو جاتا ہے اگر ان سے دینی گفتگو نہ کی جائے تو پھر وہ ملنے سے گریز کرتے ہیں۔

مارسیلز فسق و فجور کا مرکز ہے۔ بعض گلیاں تو ایسی ہیں کہ وہاں سے گزرنا محال ہو جاتا ہے۔ ہر قدم پر فاحشہ عورتیں چلاتی ہیں۔ شام کے بعد تو ان گلیوں میں جانا وبال جان ہو جاتا ہے۔ یہاں کی ایک سینما ہیں جو بلیو سینما کہلاتے ہیں۔ جنہیں ایسی فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ کہ بیاہ بجز شہوات نفسانی کی تمام حرکات شروع سے لے کر آخر تک دکھائی جاتی ہیں۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ وہاں سینما میں مادرزاد برہنہ نوجوان لڑکیاں جن کی عمر ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ سال سے زیادہ نہیں ہوتی۔ تماشہ دیکھنے والے کے دائیں بائیں بیٹھ جاتی ہیں اور ایسی حرکات کرتی ہیں۔ جن سے زاہد صد سالہ کا وضو بھی شکست ہو جائے۔ میرے اس بیان سے یہ خیال نہ فرمایئے کہ میں نے خود یہ چیزیں دیکھی ہیں۔ واللہ باللہ ہرگز نہیں لیکن ان ہندوستانیوں سے سنی ہیں جنہوں نے یہ سینما دیکھا ہے۔ مجھے بھی متعدد مرتبہ بعض ہندوستانیوں نے ترغیب دلائی لیکن میں نے ہر دفعہ انکار کر دیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ جب کبھی طبیعت نے کمزوری دکھائی آپ کی پاکیزہ صحبت کی یاد نے فوراً روک دیا۔ اگر ہندوستان میں میری تربیت آپ جیسے بزرگوں کے ہاتھ سے نہ ہوتی تو خدا جانے میری کیا حالت ہوتی۔

میرے دوست میجر تو ازانی شاید کابل جائیں گے۔ میں ان کو مجبور کر رہا ہوں کہ وہ ہندوستان کے راستے جائیں۔ اور لاہور میں ایک دو روز کے لئے ٹھہریں۔ اور آپ سے ملیں۔ اگر وہ گئے تو ضرور آپ سے ملیں گے۔ میں ان کو آپ کے لئے خط بھی دونگا۔ وہ بہت ہی اچھا اور قابل آدمی ہے۔ کیا عجب ہے کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ اگر میں اٹلی میں رہتا۔ تو بہت کچھ کام کرتا۔ لیکن بعض وجوہ سے مجھے یہاں آنا پڑا اور خدا جانے کب تک یہاں ٹھہروں۔ لیکن خط و کتابت میری تمام دوستوں سے ہے۔ بہت ممکن ہے کہ میں اسی مہینے روما جاؤں۔ بشرطیکہ سفر کا انتظام ہو گیا۔

امیر امان اللہ خاں کا ہر جگہ شاندار خیر مقدم ہو رہا ہے ان کی بیوی نے پردہ کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ اس کے فوٹو اخبارات میں خوب شائع ہوتے ہیں اور اس کی خوبصورتی کی بھی خوب تعریف ہوتی ہے۔ معلوم نہیں کابل جاکر بھی یہی عالم رہتا ہے۔ یا پھر پردہ داری ہو جائے گی۔ کابلی ملاؤں اور امیر کے درمیان اب اعلان جنگ ہوگا۔ خدا معلوم کس کی فتح ہوگی۔ مگر جہاں تک میرا قیاس ہے ملاازم کا دور اب ختم ہو چکا ہے انہوں نے اسلام کی انتہائی تذلیل میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ملاازم کا اسلام جہالت اور لغویت کا ایک مرقع ہے۔ اور ان حضرات کی بدولت مسلمانوں کی حالت ہر جگہ بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ خدا جانے ہندوستان کب تک ان ننگ انسانیت ملاؤں کے قبضہ میں رہے گا انہوں نے مسلمانوں کو نہ دین کا رکھا اور نہ دنیا کا۔

ہندوستانی پردہ نہ جانے کس کی ایجاد ہے۔ اسلامی تاریخ میں تو اس کا نشان نہیں ملتا۔ بلکہ تاریخ بتاتی ہے۔ کہ مسلمان عورتیں میدان جنگ میں مردوں کے دوش بدوش جدال و قتال میں شرکت کرتی تھیں۔ پردہ کے حامی یہ کہتے ہیں کہ اس کی بدولت سوسائٹی بہت سی برائیوں سے بچ جاتی ہے۔ لیکن غور سے دیکھا جائے تو معاملہ برعکس نظر آئے گا۔ پردہ دار عورتیں بھی ویسی ہی فاحشہ ہو سکتی ہیں جیسے غیر پردہ دار عورتیں۔ میرے خیال میں اخلاق کی درستی تعلیم سے زیادہ ہو سکتی ہے نہ کہ ہندوستانی برقعے سے جو کئی بیماریوں کی جڑ ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ آپ بزرگ اس خاص مسئلہ کی طرف زیادہ توجہ دیں۔

ٹرینیڈاڈ

برادر محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ ہم سب بھائی دردِ دل سے مولوی محمد یعقوب خاں صاحب کی رہائی کے لئے خدا کے حضور میں دعا کرتے ہیں۔ جو خدمات اسلام وہ لائٹ کے ذریعہ سے بجا لا رہے ہیں وہ ایسی قیمتی ہیں کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسے موقع پر لائٹ کی مدد کرے۔ یہاں کی احمدی جماعت کے کل میں ممبر ہیں۔ جنہوں نے آٹھ ڈالر کی حقیر رقم امداد لائٹ کے لئے جمع کی ہے۔ جو بذریعہ منی آرڈر بھیجی جا رہی ہے۔ ہمیں مسلمانوں اور غیر مسلموں میں تقسیم کے لئے کچھ رسائل مفت اشاعت سے بھیجدیں۔ برادر تجمل حسین صاحب بخیریت ہیں۔ گزشتہ چند ایام انہیں کچھ تکلیف رہی۔ سب برادران سے السلام علیکم کہدیجئے۔

ترکی

قسطنطنیہ میں الحاج یوسف زادہ وحیدی و شرکاؤ نے غیر ممالک سے تجارت کرنے کا انتظام کیا ہے۔ مسلمان تاجروں کو ترکی مصنوعات کو اپنے ممالک میں فروغ دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اپنے ممالک کی اشیا وہاں بھیجنی چاہئیں۔ حاجی صاحب موصوف نہایت دیانتداری سے ہر قسم کے تجارتی معاملہ میں مدد دیں گے۔ ان کا پتہ یہ ہے۔

استنبول ۔ مرجانوف خاں ۔ پوسٹ بکس ۱۴۱ عدد۔

تار کا پتہ:۔ ملی شرکت ۔ استنبول (ترکی)

(نوٹ) خط و کتابت عربی میں کی جائے۔

رومانیا

پروفیسر ڈاکٹر الگزنڈر توازی صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کی انجمن نے جو انگریزی ترجمۃ القرآن کریم ہمارے سکول کی لائبریری کو مفت نذر کیا ہے۔ میں اس قیمتی تحفے کے لئے اپنی سوسائٹی کی طرف سے آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمارے کئی طلبا اور پروفیسر جو انگریزی جانتے ہیں اور اسلام کے بارے میں تحقیقات میں مصروف ہیں۔ اپنے اس کام میں آپ کے تحفے کو نہایت قابل قدر امداد تصور کریں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ — ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ — نمبر ۱۳۱

شرانگیزی کا نیا ڈھنگ

بلیدان چترا ولی کی اشاعت سینما کے ذریعہ

ہماری مدت سے یہ خواہش ہے کہ ہم کسی فرقہ وارانہ موضوع پر کچھ نہ لکھیں اور پیغام صلح کے صفحات کو اصلاح مسلمین اور تبلیغ اسلام ہی کے لئے وقف رکھیں لیکن افسوس آریہ سماج کی افتراق پسندی نے ہماری یہ خواہش کبھی بھی پوری نہ ہونے دی۔ اس کی روز بروز بڑھتی ہوئی شر انگیزیاں ہر بار ہمارے سامنے کوئی افسوسناک واقعہ یا شر انگیز تحریر پیش کرتی ہیں۔ کہ ہمیں مجبوراً اپنے فرائض کو محسوس کرتے ہوئے اپنے قلم کو حرکت دینی پڑتی ہے۔ سارا ملک فرقہ وارانہ کشیدگی سے ایک جہنم زار بن چکا ہے ہندو مسلمانوں کی سر پھٹول انتہائی درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ لیکن آریہ سماجی [illegible] کے دل ٹھنڈے نہیں ہوئے۔ ویسے تو شروع سے دوسرے مذاہب کے بانیوں اور پیرؤوں کو گالیاں دینا اور ان کے متعلق بے معنے الزامات تراشنا آریہ سماجیوں کا محبوب ترین مشغلہ رہا ہے۔ [illegible] ہندوستان کے تمام سمجھدار اور انصاف پسند بزرگوں نے اس قابل نفرت عادت کو آریہ سماجیوں کی ایک نمایاں خصوصیت تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے ان کی افسوسناک اور منحوس سرگرمیاں بہت کچھ ترقی کر گئی ہیں۔ گزشتہ چند سال کے عرصہ میں بہت سا اشتعال انگیز اور گندہ لٹریچر ان کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اور اس سے جو نتائج نکلے وہ بھی ملک کے سامنے ہیں۔ راجپال نے ایک دل آزار اور بیہودہ کتاب لکھی اور ایک منظم کوشش کے ذریعہ نہایت وسیع پیمانہ پر اس کی اشاعت کی۔ خدا خدا کرکے اس کی اشاعت کا سلسلہ کسی حد تک بند ہوا تو اس کے بعد ایک اور باتصویر کتاب اسی راجپال کی طرف سے موسوم "بلیدان چترا ولی" شایع ہوئی۔ جو فرضی داستانوں، بعید از قیاس اور من گھڑت افسانوں کا ایک مجموعہ تھی۔ اس میں مسلمانوں کے خیالی مظالم سنا سنا کر ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا گیا تھا۔ اور نفرت دلائی گئی تھی۔ اس کے شائع ہونے پر اسلامی پریس نے آواز بلند کی تو گورنمنٹ نے اس کو ضبط کر لیا۔ لیکن مسلمانوں اور گورنمنٹ دونوں کو آریہ سماجیوں کی ہمت اور عزم راسخ کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ انہوں نے اس کتاب کے ضبط ہونے پر بھی ہمت نہ ہاری۔ بلکہ اس کی اشاعت کا ایک نہایت ہی موثر ذریعہ اختیار کر لیا۔ یعنی اب وہ بلیدان چترا ولی کے فرضی افسانوں کو میجک لینٹرن کے ذریعہ جگہ جگہ دکھلاتے پھرتے ہیں۔ ہمارے ایک دوست کا یہ خیال بالکل درست ہے:-

> "اگر یہ کتاب ضبط نہ ہوتی تو بمشکل پانچ فیصدی لوگوں کے مطالعہ میں آتی مگر اس طریقہ سے سو فیصدی لوگوں میں اس کی اشاعت ہو رہی ہے۔ اور تمام ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف زہریلا مواد بھرا جا رہا ہے"

ہندو مسلمانوں کو طعنے دیا کرتے ہیں کہ تم کو ہندوستان سے محبت نہیں . . . . تم اس کی فلاح و بہبود اور آزادی کے خواہاں نہیں۔ لیکن ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کی محبت کا تمہارے کونسا ثبوت اور اس کی فلاح و بہبود اور آزادی کی خواہش کا کیسا اظہار ہے ؟ . . . کہ اس قسم کی مکروہ اور شرمناک شر انگیزیوں کے ذریعے اس کو فرقہ وارانہ کشیدگی کا ایک دوزخ بنا دیا جائے۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہندوستان کی ترقی اور آزادی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہندو مسلمانوں کی نااتفاقی اور کشمکش ہے۔ اور اس کی تمام تر ذمہ داری آریہ سماج پر عائد ہوتی ہے۔

اس سے پہلے بھی ہمارے پاس مختلف ذرائع سے اس بارے میں اطلاعات پہنچ چکی ہیں۔ اب ایک نہایت قابل وثوق ذرائع سے تازہ اطلاع میاں چنوں ضلع ملتان سے ملی ہے۔ کہ چند روز ہوئے وہاں آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر مہاشہ گیان چند پرچارک نے کتاب بلیدان چترا ولی کی تصاویر بذریعہ میجک لینٹرن دکھائیں۔ اور اس کے ساتھ ہی نہایت اشتعال انگیز اور گمراہ کن لیکچر بھی دیئے۔ جن سے وہاں کی پبلک پر بہت ہی برا اثر پڑا۔

راجپال کی پہلی کتاب نے کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ لیکن کسی ایک ہندو رہنما نے اظہار افسوس تک نہ کیا۔ بلکہ ہندو قوم نے اپنی تمام تر طاقت اور رسوخ راجپال کی حمایت اور اس گندی کتاب کی اشاعت میں صرف کر دیا۔ اور قریب قریب یہی طرز عمل انہوں نے بلیدان چترا ولی کے متعلق اختیار کر رکھا ہے۔ اس لئے ہم ہندو لیڈروں سے اس بارے میں کچھ کہنا بے فائدہ سمجھتے ہیں۔ آج کل قریب قریب تمام ہندو رہنما اشدھی اور سنگٹھن کے نشے میں سرشار ہیں۔ اور مسلمانوں کو ہندوستان سے جلا وطن کرکے ہندو راجیہ قایم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ ہاں ہمیں مسلمانوں سے اس کے متعلق کچھ کہنا ہے۔ اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی کہ آریہ سماجیوں کا اس قسم کی شرانگیزیوں سے مقصد ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اکسانا اور مسلمانوں کو اشتعال دلانا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ آریہ سماجیوں کی اس قسم کی حرکتوں سے اشتعال میں نہ آئیں۔ اور صبر و ضبط سے کام لیں۔ اور ان کو روکنے کے لئے مقامی حکام کو موثر طریقہ پر توجہ دلائیں۔ اسلامی پریس اور مسلمان لیڈروں کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی پوری قوت سے گورنمنٹ کو اس اہم ترین معاملہ پر توجہ دلائیں۔ تاکہ وہ اس سلسلہ کو جلد سے جلد بند کر دے۔

ہم ارباب حکومت کے بھی یہ بات گوش گزار کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ آریہ سماجیوں کی ان مفسدانہ سرگرمیوں کے انسداد کی فوری ضرورت ہے اگر اس میں تساہل یا اغماض سے کام لیا گیا تو ملک کے امن و امان کے تباہ ہو جانے کا سخت اندیشہ ہے۔

ایک افسوسناک رسم

ہندوستان کے بعض علاقوں خاصکر سندھ کے مسلمانوں میں یہ افسوسناک رسم موجود ہے کہ وہاں کے بعض امرا اور مشائخ اپنی لڑکیوں کی شادی نہیں کرتے۔ اور قرآن شریف کے ساتھ لڑکی کا نکاح کرکے ساری عمر اسکو اپنے گھر میں ہی بٹھا رکھتے ہیں۔ ان بدنصیب لڑکیوں کے سامنے پھر دو ہی راستے ہوتے ہیں یا تو وہ اپنی شاداب جوانی کو رو رو کر اور سرد آہیں بھر بھر کر گذار دیں یا نفسانی خواہشات سے مجبور ہو کر اپنی عصمت و عفت کو برباد کریں۔ کراچی کے اخبار الوحید سے معلوم ہوا ہے کہ چند روز ہوئے سندھ میں ایک اسی قسم کی شادی ہوئی ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کفار اپنی نو عمر لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ اسلام نے اس ظلم کو نہایت سختی سے روکا اور رسول کریم نے اپنی پوری کوشش اس بدرسم کے انسداد میں صرف فرمائی۔ لیکن کیا آج یہ ظلم جو مسلمان اپنی نوجوان لڑکیوں سے کرتے ہیں کفار کے ظلم سے بھی زیادہ دل ہلا دینے والا نہیں، کفار تو اپنی بے سمجھ اور نو عمر بچیوں کو زندہ دفن کرکے ان کا قصہ ہی ختم کر دیتے تھے۔ لیکن آج کل کے سرگشتہ رسم و رواج مسلمان اپنی نوجوان اور سمجھدار لڑکیوں کو ساری عمر نامرادی کی آگ میں جلاتے رہتے ہیں۔

بعض قدامت پسند ہندو بر نہ ملنے کی وجہ سے اپنی لڑکیوں کی شادی پیپل کے درخت وغیرہ سے کر دیا کرتے تھے۔ لیکن اب یہ رواج روز بروز کم ہو رہا ہے۔ اور ہندو قوم کے ریفارمر ایسی بیہودہ رسوم کے انسداد کے لئے انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے لیڈروں اور علما کے پاس اپنی قوم کی ان مظلوم اور نوجوان لڑکیوں کے لئے ایک ناتمام آہ بھی نہیں۔

جہانتک ہمارا خیال ہے آجکل کے یہ ناعاقبت اندیش مسلمان انہی خیالات و جذبات سے متاثر ہو کر ان معصوم لڑکیوں پر ظلم کرتے ہیں جن سے متاثر ہو کر کفار عرب اپنی بچیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ ظلم کی ظاہری صورت ذرا مختلف ہے۔ لیکن خیالات و جذبات قریب قریب ایک ہی ہیں۔ آہ! کوئی ہے جو اس دردناک حقیقت پر ماتم کرے۔ جن خیالات و رسوم کی بیخ کنی کے لئے اسلام آیا تھا۔ اور جن کے انسداد کے لئے رسول کریم نے ہمیشہ وعظ و نصیحت کی آج مسلمان انہی میں مبتلا ہیں۔ ہم مسلمانوں کے تمام ذمہ دار اصحاب سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس بدرسم کے انسداد کی طرف بہت جلد متوجہ ہوں ورنہ ان بدنصیب لڑکیوں کی دبی دبی سی آہیں مسلمان قوم کی تباہی کا باعث ہونگی۔ معلوم ہوا ہے کہ سندھ کے بعض مشائخ سب سے زیادہ اس لعنت میں گرفتار ہیں۔

جرمن زبان میں ترجمہ قرآن

گزشتہ اشاعت میں ناظرین کرام نے حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک مضمون اور خطبہ جمعہ ملاحظہ فرمایا ہوگا جس میں جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کے متعلق بہت کچھ بیان کیا گیا ہے اس ترجمہ کی ضرورت و اہمیت کے متعلق کچھ لکھنا ہمارے خیال میں غیر ضروری ہے۔ کوئی سمجھدار مسلمان اس کی ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا۔ یورپ کی تمام زبانوں میں سوائے انگریزی کے کوئی صحیح ترجمہ قرآن موجود نہیں۔ اور جن زبانوں میں تراجم موجود ہیں وہ زیادہ تر متعصب پادریوں کے شایع کردہ ہیں۔ جو انہوں نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نفرت اور غلط فہمیاں پھیلانے کے شرمناک مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے شایع کئے تھے۔ خدا کے فضل سے یورپ میں اشاعت اسلام کا ایک وسیع میدان موجود ہے۔ وہاں کے باشندے عیسائیت اور دہریت سے بیزار ہو رہے ہیں اور روز بروز نئے خیالات پیدا ہوتے جاتے ہیں جن کی وجہ سے ہماری تبلیغی کوششیں کامیاب ہو سکتی ہیں۔ جرمنی میں ہمارا مشن قایم ہو چکا ہے۔ مسجد کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ لیکن یہ چیزیں بغیر ترجمہ قرآن کے کوئی خاص نتیجہ پیدا نہیں کر سکتیں۔ اس لئے ہم تمام احباب سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس طرف متوجہ ہوں۔ اور اپنی استطاعت کے مطابق اس کار خیر میں حصہ لیں۔ اب اعلان ہو چکا ہے۔ دنیا کو معلوم ہو گیا ہے کہ جماعت احمدیہ جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کے لئے آمادہ ہے۔ گویا قدم اٹھ چکا ہے۔ اب اس قدم کو آگے ہی بڑھنا چاہیئے اور جو کچھ ہم نے کہا ہے اس کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچا دینا چاہیئے۔

جزائر فجی میں اشدھی کا طوفان

معزز ہمعصر "ہمدرد" دہلی میں مسٹر اے رحمن صاحب سکرٹری فجی مسلم لیگ کا ایک مکتوب شایع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں آریہ سماجیوں نے جو طوفان ارتداد برپا کیا ہے اس کی خوفناک اور امن سوز لہریں جزائر فجی تک بھی جا پہنچی ہیں اور بہت سے مسلمان اس میں بہہ گئے ہیں۔ اور باقی سخت خطرے میں ہیں۔ جزائر فجی میں مسلمانوں کی تعداد کل آٹھ ہزار ہے۔ اور وہ نہایت پسماندہ اور غربت کی حالت میں ہیں۔ اور ہندوؤں کی تعداد ۵۸ ہزار ہے۔ آریہ سماجیوں نے نہایت زور شور سے اشدھی کا کام شروع کر دیا ہے اور تمام ہندو جو عام طور پر متمول ہیں ان کی ہر قسم کی مدد کر رہے ہیں۔ اس لئے وہاں پر مسلمانوں کا ایمان سخت خطرہ میں ہے۔ مسٹر اے رحمن نے اپنے مکتوب میں مولانا محمد علی مدیر "ہمدرد" سے مفصلہ ذیل الفاظ میں درخواست کی ہے:-

"جناب محترم!

ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ آپ ہندوستان کی مرکزی تبلیغ کانفرنس یا کسی اور جماعت پر اپنا اثر ڈالکر اسے آمادہ کریں۔ کہ وہ اپنے قابل مبلغین میں سے کم از کم ایک مبلغ کو (جو انگریزی زبان سے لازمی طور پر اچھی طرح واقفیت رکھتا ہو) فجی بھیجدیں۔ متوقع ہوں کہ آپ حتی الامکان ہماری مدد کریں گے۔"

کاش فجی کے مسلمانوں نے جو آواز بلند کی ہے۔ مسلمانان ہند اپنے بیدار سینوں اور تبلیغی انجمنیں اس نازک وقت میں ان قابل رحم مسلمانوں کی دستگیری کریں۔

آریہ سماج

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل ودیارتھی کے قلم سے)

ویدک دھرم میں عورت کی حیثیت

ایڈیٹر صاحب اخبار "پرکاش" کا نوٹ "اسلام میں عورت کی حیثیت" میں نے پیغام صلح میں پڑھا۔ اس نوٹ میں قرآن کریم یا حدیث صحیح کی بنا پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔ بلکہ بعض مسلمانوں کے غلط خیالات کو لے کر اسلام کو ہدف ملامت بنایا گیا ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر میرے دل میں ایک تحریک ہوئی اور ذیل کا مضمون اس کا نتیجہ ہے۔

از منہ قدیم کے علماء مذہبی فلاسفروں خصوصاً ہندو رشیوں نے عورت کو سمجھنے کی بہت ہی کم کوشش کی ہے۔ ان کے خیالات کی پرواز صرف یہیں تک تھی کہ عورت ایک سراپا چمن، گلزار بہار اور بستان عیش ہے۔ جہاں مرد تنہائی کی وحشت اور دل کی کلفت دور کرنے کے لئے آسکتا ہے۔ تاہم اس کی خوشبو روحانیت کے لئے سم، اس کی نسیم تقدس کے لئے سموم اور اس کا رنگ نجات کے لئے مہلک ہے۔ وہ ایک عالم نکہت آباد ضرور ہے مگر وہ اپنے خاوند کی ملکیت اور مرد کے کامل تصرف کی ایک چیز ہے۔ آریہ ورت کے اکثر مرتاض رشیوں کو صحرا کے ریت، پہاڑوں کے غار۔ دریاؤں کے کنارے اور جنگلوں کی وحشت اسی لئے پسند تھی کہ وہ عورتوں کی آبادی سے دور اور جنس لطیف کے وجود سے یکسر خالی تھی سورگ لوک یا عالم بہشت کے رہروؤں، مکتی و نجات کے طلبگاروں اور خدا سے ملنے والوں کے لئے نہ صرف رہبانیت اور کامل تجرد ضروری تھا بلکہ اگر سوء اتفاق سے متاہل ہو بھی چکے ہوں تو سنیاس اختیار کرنا اور اس جوئے کو ہمیشہ کے لئے اتار پھینکنا ہی لابدی تھا۔ عیسائیت میں اگر عورت نے مرد کو بہشت سے نکالا تھا تو ویدک دھرم نے بھی عورت کی معیت میں اس کا حصول ناممکن قرار دے دیا۔ کیا عورت دنیا میں اسی لئے آئی کہ وہ مرد کو بہشت میں داخل ہونے سے روکے یا اس کی نجات کے لئے سنگ راہ ہو کر رہے۔ عالم انسانیت میں عورت کے متعلق یہ ناپاک اور ذلیل خیالات اس وقت تک عزت کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے جب تک دنیا رہبانیت اور سنیاس کے فرضی تقدس کو ٹھکرا کر اسلام کی حلقہ بگوش نہیں ہوتی۔ اسلام کی نگاہ میں عورت اور مرد دونوں مل کر اس جنت کو تیار کرتے ہیں۔ جس کے اندر اعمال صالحہ کی نہریں بہتی ہیں اور ہمیشگی کے باغ لہلہاتے ہیں۔

عورت کے متعلق وید کا ارشاد

وید جس کی نسبت ہمارے آریہ دوستوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ کل انسانیت کی ہدایت اور تعلیم کے لئے نہ صرف سب سے پہلی بلکہ ایک ہی کتاب ہے اس میں قدرت کی اس نہایت ہی لطیف صنعت کی یہ قدر کی گئی ہے۔

نا دئی استر تیانی سکھیانی سنتی
سالا ورکا نام ہردیان اتیا

"عورتوں کے ساتھ کوئی دوستی نہیں ہو سکتی۔ عورتوں کے دل درحقیقت بھیڑیوں کے بھٹ ہیں" (رگوید منڈل ۱۰۔ سوکت ۹۵۔ منتر ۱۵)

ایک اور منتر میں کہا گیا ہے "اندرو چت گھاتد ا بردیت استریاہ اشانسیم منہ۔ اتو آہ کرتم رگھم" "اندر (آریوں کے ایشور) نے خود یہ کہا ہے کہ عورت کا دل ضبط اور قرار سے خالی ہے اور وہ عقل کی میزان میں ایک نہایت ہی ہلکی چیز ہے۔" (رگوید منڈل ۸ سوکت ۳۳۔ منتر ۱۷)

ان دونوں منتروں سے عورت کے متعلق چار حکم حاصل ہوتے ہیں

(۱) کسی عورت کے ساتھ مستقل تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔

(۲) عورت کا دل ایک دھوکے کی ٹٹی ہے۔

(۳) ہر ایک عورت کی عصمت مشتبہ ہے۔

(۴) میزان عقل میں اس کا درجہ صفر ہے۔

یہ ہیں اصولی رنگ میں فطرت نسوانی کے اربعہ عناصر جو وید نے ظاہر کئے ہیں۔ اب ان چار اجزا سے مرکب اس انسان نما وجود کے لئے جو دھرم شاستر مدون کیا جائے گا۔ اس کی دفعات کی نوعیت کا اندازہ ایک ذی ہوش محقق بہتر طور پر کر سکتا ہے۔ وید و شاستر پر سرسری نظر دوڑانے سے ویدک دھرم میں عورت کی حیثیت پر جو دفعات ہمیں ملی ہیں وہ ہم ساری کی ساری تو بوجہ قلت گنجائش یہاں درج نہیں کر سکتے البتہ ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

ہندو قانون میں عورت کا درجہ

ویدک دھرم کی رو سے عورت کی حیثیت مالک کی نہیں بلکہ مملوکہ کی ہے۔ مالک اور مملوک میں فرق صرف یہ ہے کہ مالک جو کچھ کماتا ہے وہ اس کا مال کہلاتا ہے اور اس پر اس کو کلی اختیار ہوتا ہے۔ لیکن مملوک جو کچھ کماتا ہے وہ اس کے مالک کا مال ہے۔ مثلاً انسان جو کچھ کماتا ہے وہ اس کا مال ہے۔ لیکن گھوڑا جو کچھ کماتا ہے وہ اس کا اپنا نہیں بلکہ اس کے مالک کا مال ہے، ہمارے اس دعوے کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) عورت جو کچھ کماتی ہے وہ اس کے خاوند کا مال ہے۔ اس لئے عورت اور شودر کو دھرم شاستر میں نردھن کہا گیا ہے۔ (دیکھو منو ادھیائے ۸ شلوک ۴۱۶ $\frac{۹}{۱۹۹}$ یجر ۲)

(۲) لڑکی باپ کی جائداد کی وارث نہیں (اتھروید $\frac{۱}{۱}$ یجر $\frac{۸}{۵}$ نروکت $\frac{۳}{۴}$ منو ادھیائے ۹ شتپتھ برہمن کانڈ ۴ ادھیائے ۴ برہمن ۲ کنڈکا ۱۳ وغیرہ)

(۳) آریہ ورت میں کبھی کسی عورت نے اپنے خاوند سے ورثہ میں حکومت کو حاصل نہیں کیا۔

(۴) اگر کسی بیوہ کو اپنے خاوند کی طرف سے جائداد ملتی ہے تو اس کو اس جائداد کی بیع و فروخت کا اختیار نہیں۔

(۵) لڑکی کی شادی کو کنیا دان یا لڑکی کو خیرات کرنا کہا جاتا ہے دان مملوکہ چیز کا ہوتا ہے مالک کا نہیں۔

(۶) اولاد ذکور کے نہ ہوتے ہوئے بھی لڑکی وارث نہیں بلکہ متبنے جو غیر کا بیٹا ہوتا ہے وہ وارث ہوتا ہے۔ (منو ادھیائے ۹۔ اور ضرورت نیوگ)

(۷) عورتوں کے فروخت کرنے کا جواز (نروکت $\frac{۳}{۴}$)

(۸) لڑکی ہونے کی حالت میں ماں باپ کی۔ جوان ہو کر خاوند کی اور ماں ہو کر بیٹے کی ماتحت رہے۔ (منو $\frac{۵}{۱۴۸}$)

(۹) جن لڑکیوں کے بھائی نہ ہوں ان کے شادی ناجائز کیونکہ ان کی اولاد باپ کی طرف نہیں بلکہ نانا کی طرف منسوب ہوگی۔ (اتھروید $\frac{۱}{۱۷}$ نروکت $\frac{۳}{۴}$ رگوید $\frac{۵}{۶}$ ۴)

(۱۰) نکاح ثانی کی ممانعت ہے کیونکہ ایک کی جائداد بلا وجہ دوسرے کے قبضہ میں اپنی مرضی سے نہیں جا سکتی۔

(۱۱) خلع کی ممانعت۔ یعنی خاوند خواہ کیسا ہی ظالم کیوں نہ ہو مگر عورت کو اس سے علیحدہ ہونے کی اجازت نہیں۔ اس لئے کہ مالک کو اپنی مملوکہ پر اختیار کلی حاصل ہے۔

(۱۲) ایک اعلیٰ ذات کا مرد ادنیٰ ذات کی کئی عورتوں سے شادی کر سکتا ہے لیکن کوئی اعلیٰ ذات کی عورت قانوناً ادنیٰ ذات کے مرد سے شادی نہیں کر سکتی۔ اگر کرے تو شادی اور اولاد دونوں ناجائز نہ عورت خرچ لے سکتی ہے نہ اولاد ورثہ۔

(۱۳) ماں باپ کے فوت ہو جانے پر لڑکی بھائی کی ماتحت رہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

(۱۴) لڑکیوں کی موجودگی میں لڑکا پیدا کرنے کے لئے نیوگ کا حکم ہے (ستیارتھ پرکاش مضمون نیوگ اور منوسمرتی)

(۱۵) ویدوں اور شاستروں میں شوہر کے لئے پتی اور بیوی کے لئے پتنی اور بھاریا وغیرہ الفاظ سے ظاہر ہے کہ مرد مالک عورت مملوکہ اور بوجھ ہے۔

(۱۶) بیٹے کے لئے سنسکرت میں پتر اور بیٹی کے لئے دہتر ہے پتر کے معنے "پنیا تی یہ ترائتے سہ پترا" جو پاک کرتا ہے باپ دادوں کو روحانی قرضہ سے جو بچاتا ہے۔ نرک سے وہ پتر ہے۔ وغیرہ وغیرہ دیکھو نروکت $\frac{۲}{۱۱}$ منو $\frac{۹}{۱۳۸}$۔ دہتر کے معنے دور رکھا الدی گئی دفع کر دی گئی۔

(۱۷) ایتریا برہمن میں لکھا ہے۔

یاونتہ پرتھویا م بھوگا یاونتو جات ودیسی
یاونتو اپسو پرانینام بھویاں پتر پشتتہ

زمین آسمان اور ان دونوں کے درمیان یعنی عالم برزخ میں جتنے عیش و راحت کے سامان انسان کے لئے ہو سکتے ہیں۔ اس سے بہت زیادہ بیٹے میں باپ کے لئے ہوتے ہیں۔"

کیا کہیں ویدک لٹریچر میں عورت اور لڑکی کے متعلق بھی اس قسم کا کوئی حوالہ مل سکتا ہے۔ اگر نہیں مل سکتا تو اسلام پر اعتراض کے بہانے ڈھونڈھ کر خوشی میں بغلیں بجانے والوں کو ماتم کرنا چاہیئے۔ اور اپنی توجہات [illegible]

عورت کے متعلق مذہبی قوانین!

(۱) ویدک دھرم میں عورت اور مرد دونوں کے لئے نجات کے علیحدہ علیحدہ راستے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے راستے پر چل کر یا ایک ہی راہ پر دونوں چل کر نجات کو حاصل نہیں کر سکتے۔ مرد اپنے زور بازو سے مکتی مارگ (نجات کے رستے) کو پکڑ سکتا ہے۔ لیکن عورت کی نجات خاوند پر مرمٹنے سے ہو سکتی ہے۔ وہ براہ راست مکتی کو حاصل نہیں کر سکتی اس کی تمام تر عبادات پتی سیوا (خاوند کی خدمت) ہے۔ دیکھو منو $\frac{۵}{۱۵۵}$

(۲) ویدک رشیوں نے جب کبھی اور جہاں کہیں بھی لاکھوں روپے کے خرچ اور خیرات سے یگیہ تپ اور دعائیں کیں وہ سب بیٹوں کے لئے کیں کبھی بیٹی کے لئے نہیں کیں۔ کیا لڑکیوں کی ملک میں ضرورت ہی نہ تھی۔ دیکھو یجروید $\frac{۶}{۱۰۰۵}$ $\frac{۱۲}{۱۵}$ $\frac{۲۳}{۳۴}$ وغیرہ

(۳) باپ دادوں کا روحانی قرضہ (پتری ان) بیٹا ہی اتارتا ہے

(۴) بیٹا ہی باپ دادوں کو دوزخ سے بچاتا ہے نہ کہ بیٹی۔ (منو $\frac{۹}{۱۳۵}$ نروکت $\frac{۳}{۴}$)

(۵) دس دس بیٹوں کے لئے وید نے دعائیں سکھائی ہیں ایک لڑکی کے لئے بھی تو کوئی دعا ہوتی۔ دیکھو یجروید $\frac{۱۹}{۴۸}$

(۶) عورتوں کے لئے تعلیم کی ممانعت منو میں صاف ہے وید میں اس کے لئے کوئی حکم نہیں۔ منو $\frac{۹}{۱۸}$ وغیرہ

(۷) صغر سنی میں شادی کرنا دھرم شاستر کا قانون اور حکم ہے (دیکھو منو $\frac{۹}{۴}$ $\frac{۹}{۱۴}$)

(۸) آریہ ورت میں لکھو کھا مذہبی عورتیں اپنے خاوندوں کی نعش پر پروانہ وار ستی ہوئیں لیکن کیا کبھی کوئی مرد بھی اپنی بیوی پر ستی ہوا

(۹) دھرم شاستروں میں ستی عورت کی عزت زندہ رہنے والی بیوہ سے بدرجہا افضل خیال کی گئی ہے۔

(۱۰) باایں ہمہ عورت کی عصمت و پاکیزگی کے متعلق دھرم شاستروں برہمن گرنتھوں اور ویدوں کا کیا خیال ہے۔ اس کے لئے منو ادھیائے ۹ شتپتھ برہمن رگوید اور یجروید کا مطالعہ نہایت ضروری ہے بعد کے لٹریچر میں بھرتری کا ہری نتک اور یوگ وشسٹ بھی قابل دید ہیں جن کے اندر عورت کو بدترین خلائق قرار دیا گیا ہے۔

(۱۱) اس بیسویں صدی کے ریفارمر سوامی دیانند نے ہندوؤں مسلمانوں۔ عیسائیوں اور دیگر مذاہب کو گالیاں دینے کے لئے مستقل باب کے باب لکھے مگر دختر کشی اور ستی کی وحشیانہ رسم کے خلاف کچھ نہ لکھا حالانکہ ان کے زمانہ میں یہ تحریک زوروں پر تھی

(۱۲) شادی کے لئے عورتوں کی شکل چال ڈھال ہر ایک کی جانچ پڑتال دھرم شاستر نے سکھائی۔ لیکن لڑکوں کی جانچ پڑتال کا ذکر نہیں کیا۔ دیکھو منوسمرتی۔

(۱۳) نجات اور سنیاس کے لئے عورتوں سے علیحدگی کی کیوں ضرورت ہے کیا وہ اس کے حصول کے لئے سنگ راہ ہے۔

(۱۴) ویدک سورگ (ویدوں کی بہشت) میں جب ایک مرد کے لئے استریوں کے جھنڈ ہوں گے۔ تو بقول سوامی دیانند ایک عورت کے لئے کیا ہوگا۔ (دیکھو اتھروید کانڈ ۴ سوکت ۳۴۔ منتر ۲۔ کٹھ اپنشد رشو تیاسو ترا اپنشد اور مہابھارت)

(۱۵) مردوں کے لئے اتھرو وید نے قوت اور طاقت کے لئے عجیب و غریب نسخے ٹوٹکے اور منتر سکھائے۔ مگر عورتوں کی قوت اور طاقت کے لئے کوئی نسخہ اور ٹوٹکا تجویز نہ کیا۔

(۱۶) مہابھارت سے پہلے اس کے زمانہ میں اور ویدک دھرم کی بعض شاخوں میں جن کا ذکر اقوام ہند کے تذکروں میں بھی ملتا ہے۔ اور رسم نیوگ کی بنا پر اب بھی عورت مشترکہ مملوکہ چیز معلوم ہوتی ہے۔

یہ ہے ویدک دھرم میں عورت کی حیثیت کہ جس پر ہم آئندہ ہر ایک عنوان کے ماتحت مفصل بحث کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ تو سرسری طور پر اس مضمون کا استقصا تھا۔

مذاکرۂ علمیہ

"دابۃ الارض"

(ایک بزرگ کے قلم حقیقت رقم سے)

سوال۔ قرآن و حدیث میں جو دابۃ الارض کا ذکر ہے اس سے کیا مراد ہے؟ قرآن و حدیث سے اس پر روشنی ڈالی جائے۔

جواب۔ قرآن سے تو معاملہ بالکل صاف ہے۔ البتہ احادیث میں یوں آتا ہے کہ جب لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر "دابۃ الارض" کو بطور سزا کے مسلط کرے گا۔ وہ کیا ہوگا اس کے متعلق اس قدر مختلف اور متضاد روایات آگئی ہیں کہ اہل تحقیق کے نزدیک وہ سب کی سب روایات پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔ جناب صاحب روح معانی نے یہی لکھا ہے کہ ان روایتوں کا اختلاف اور تضاد ان سب کو پایۂ اعتبار سے گرا دیتا ہے۔ ایسے موقعوں پر قرآن کا فیصلہ جس میں اصل پیشگوئی موجود ہے نہایت متانت سے۔ جو روایت اس کے مطابق ہوگی وہ صحیح ہے۔ باقی درست نہیں ہو سکتیں۔ اور اصل میں پیشگوئی صحیح طور پر سمجھ ہی میں اس وقت آتی ہے جب وہ پیشگوئی ظہور میں آجاتی ہے۔ پیشگوئیوں میں اکثر استعارے ہوتے ہیں۔ اور لوگ استعاروں کو حقیقت پر محمول کر لیتے ہیں جس سے مفہوم کچھ کا کچھ بن جاتا ہے اور انسان پیشگوئی کی اصل حقیقت سے دور جا پڑتا ہے۔ اور یہ غلطی اس وقت کھلتی ہے جب پیشگوئی معرض وقوع میں آ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں قرآن کے اصل الفاظ پر غور کرنے سے اور ان کو واقعات حاضرہ کے ساتھ تطبیق دینے سے تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ یہ پیشگوئی سورۃ النمل میں اس طرح مذکور ہے۔ **واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بآیٰتنا لا یوقنون** اور جب قول ان پر واقع ہو جائے گا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک دابہ نکالیں گے۔ جو ان سے کلام کرے گا۔ اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

دو قابل غور الفاظ

اس آیت میں دو الفاظ قابل غور ہیں۔ (۱) ایک تو تکلمہم یہ تکلیم سے ہے اس کے ایک معنی تو کلام کرنا ہیں۔ اور دوسرے معنی مجروح یعنی زخمی کرنا ہیں۔ اور یہ معنی لغت میں بہت مشہور ہیں (۲) دوسرا لفظ دابہ ہے جس کے معنی مطلق جاندار کے ہیں۔ خواہ وہ زمین پر رینگنے والا کیڑا ہو۔ خواہ انسان ہو۔ قرآن میں ایسے انسانوں پر یہ لفظ بولا گیا ہے جو زمین کے فرزند ہوں یعنی جن کی نظر دنیا سے اوپر نہیں اٹھتی۔ اور وہ دنیا کے پرستار ہوں اور آسمان سے ان کا کوئی تعلق نہ ہو۔ چنانچہ سورۃ السبا میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ناخلف بیٹے کو دابۃ الارض ہی کہا گیا۔ اسی طرح سورۃ النحل میں ہے **ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمھم ما ترک علیھا من دابۃ ولکن یؤخرھم الیٰ اجل مسمی ج فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون**۔" اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے پکڑتا تو کوئی دابہ نہ چھوڑتا لیکن وہ انہیں ایک وقت مقرر تک مہلت دیتا ہے۔ پس جب ان کا وقت مقرر آ جائے گا وہ ایک گھڑی بھی پیچھے رہ نہیں سکتے۔ اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔" اب ظاہر ہے کہ یہاں دابہ سے وہی لوگ مراد ہیں جو ظلم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور جو دنیا کے کیڑے ہیں۔ خدا کے نیک بندے اور حیوان نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ سزا "بظلمھم" ان کے ظلم کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ بے گناہوں کو سزا دینا خدا کا کام نہیں ہو سکتا۔ دوسرے "ہم" کی ضمیر عقلاء کی طرف ہوتی ہے۔ اس میں غیر ذوی العقول شامل نہیں ہو سکتے۔ پس اس آیت میں پہلی جگہ جنھیں الناس فرمایا تھا۔ اور ان کی پکڑ کی وجہ ان کا "ظلم" بتلایا تھا انہیں کو آگے چل کر دابہ فرمایا۔ گویا وہ زمین کے کیڑے ہیں جن کی نگاہ زمین سے اوپر نہیں اٹھتی۔ اور جو اپنے ظلم کی وجہ سے مستحق عذاب ہیں۔ سورۃ فاطر میں بھی اسی طرح دابہ ظالم اور دنیا پرست انسانوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔

دابۃ الارض سے انسان مراد ہیں

اب دابۃ من الارض کی پیشگوئی والی آیت پر غور کرو گے تو مطلب صاف نظر آ جائے گا۔ کہ یہ کوئی انسان ہیں جو دنیا کے فرزند ہیں۔ جن کی نگاہ دنیا سے اوپر نہیں اٹھتی۔ خود تکلمہم کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ دابہ انسان ہوگا۔ جو کلام کرے گا۔ جانور تو کلام نہیں کیا کرتا۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ جب لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات پر یقین نہ رہے گا۔ تو ان پر قول واقع ہو جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کوئی بات جو سختی یا عذاب سے تعلق رکھتی ہے۔ ان کے حق میں پوری ہو جائے گی۔ اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے زمین سے ایک دابہ نکالے گا۔ جو ان سے باتیں کرے گا یا انہیں زخمی کرے گا۔ یہاں دابہ بطور جنس کے واقع ہوا ہے۔ اور حدیث میں آتا ہے کہ وہ مشرق میں بھی نظر آئے گا اور مغرب میں بھی۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین پر پھیلی ہوئی قومیں ہیں جو مشرق و مغرب میں یکساں پھیل جائیں گی۔ پس آیت کا مطلب صاف ہو گیا کہ جب مسلمانوں کو آیات اللہ پر وہ یقین نہ رہے گا جو انسان کے اندر قوت عمل پیدا کر دیتا ہے اور اس لئے وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بھی چھوڑ دیں گے۔ تو ان کے لئے بطور سزا ایک ایسی مخلوق نکل پڑے گی جو بالکل زمین پر جھکی ہوئی ہوگی۔ جیسے موجودہ عیسائی قومیں اور آریہ سماج وغیرہ ہیں۔ اور جو اپنے کلام سے مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کریں گے۔ اور یہ زمینی کیڑے اسلام پر جس کا سرچشمہ آسمان ہے۔ اپنی زبان کی چھریوں سے ایسے ناپاک حملے کریں گے کہ مسلمانوں کے دل خون ہو جائیں گے۔ اور طرح طرح سے انہیں نقصان پہنچانے اور ان کے کمزور کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ مسلمانوں کی ایمانی اور عملی کمزوریوں اور ان کے اشاعت و تبلیغ اسلام کے کام کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ہوگا۔ کہ دنیا پر گری ہوئی قومیں اس پاک مذہب پر جس کا سرچشمہ آسمان ہے حملے کرنے کے لئے دلیر ہو جائیں گے۔ یہاں "تکلمہم" کا لفظ بطور اعجاز کے واقع ہوا ہے کیونکہ جہاں اس کے ایک معنے کلام کرنا ہے وہاں دوسرے معنے زخمی کرنا بھی ہیں۔ ظاہر ہے کہ محض کلام کرنا کوئی ایسی بات نہ تھی جو کسی پیشگوئی میں قابل ذکر ہوتی۔ پس اس لفظ کے استعمال میں جناب الٰہی کے مد نظر اس کے معنے کے دونوں پہلو تھے یعنی جہاں ایک طرف تو یہ تبلایا کہ وہ قومیں جنھیں دابہ من الارض کہا گیا ہے۔ وہ کوئی جانور نہ ہوں گے بلکہ انسان ہوں گے جو کلام کرتے ہوں گے۔ گو زمین کے فرزند ہونے کی وجہ سے وہ دابۃ الارض کے مصداق ٹھہرے۔ وہاں دوسری طرف یہ بھی تبلا دیا کہ ان کے کلام ایسے ہوں گے جو زخمی کرنے والے ہوں گے۔ اور ظاہر ہے کہ کلام کا زخم دل پر پڑتا ہے۔ پس دیکھو کہ عیسائی اقوام کے پادریوں نے اور آریہ سماج نے جن کی نگاہیں کبھی دنیا سے اوپر نہیں اٹھتیں کس طرح اسلام پر اپنی زبان کی چھریوں سے حملے کر کے مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا ہے۔ اور کر رہے ہیں۔ اگر ان کا تعلق آسمان سے ہوتا تو یہ ایسی گندہ دہنی نہ کرتے۔ اور یہ ایسا عذاب ہے کہ اس سے بڑھ کر ایک مسلمان کے لئے اور کیا دکھ ہو سکتا ہے۔ آریہ سماج مشرق سے ہے اور عیسائی اقوام اور ان کے پادری مغرب سے ہیں۔ پس خدا کی باتیں پوری ہوئیں۔ اور وہ قول واقع ہو گیا جس کا ذکر قرآن میں تھا۔ اب بھی مسلمان سنبھلیں اور اپنی ایمانی اور عملی حالت کو درست کریں۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی اشاعت اسلام اور تبلیغ کے کام میں لگ جائیں تا خدا ان پر رحم کرے۔ اور اس دکھ سے نجات ملے۔ **انہ کان توابا۔** اللہ رجوع برحمت کرنے والا ہے۔

تصحیح

۹ مارچ ۱۹۳۸ء کے اخبار پیغام صلح میں میرے مضمون "انیس ۱۹ سے کیا مراد ہے" میں دو غلطیاں کتابت کی ہو گئی ہیں جن کی تصحیح ضروری ہے۔

(۱) "لواحۃ للبشر" کے معنے چھپ گئے ہیں "دچمڑے کو متغیر کرنیوالی" حالانکہ میں نے لکھا تھا "چہرے کو متغیر کرنے والی"۔

(۲) کالم ۳ کی سطر ۸ میں چھپ گیا ہے "یہ سورہ مدثر کی ابتدائی آیتوں میں سے ہے"۔ میں نے لکھا تھا "سورہ مدثر بعثت کی ابتدائی سورتوں میں سے ہے"۔ وہ آیات جن میں "علیھا تسعۃ عشر" آیا ہے وہ ہرگز سورہ مدثر کی ابتدائی آیات میں سے نہیں بلکہ بعد کی آیتوں میں سے ہے۔ پس احباب اصلاح کر لیں۔ بغیر اس کے مطلب فوت ہو جاتا ہے۔

(خاکسار بشارت احمد)

سلسلہ احمدیہ

شیعہ نامہ نگار کی غلط فہمی

(مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

اخبار شیعہ لاہور مورخہ ۹ مارچ ۱۹۳۸ء میں ایک مضمون "الہام حسن لابطال حیل الفتن" شائع ہوا ہے جس میں مضمون نگار نے بزعم خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے مسئلے کو نص قطعی سے ثابت کر دکھانے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مضمون مذکورہ پر تنقیدی نظر ڈالی جائے۔ اور دکھایا جائے کہ مضمون نگار کہاں تک اپنے دعوے میں داد تحقیق دے سکا ہے ہمیں اس بات کی کوئی شکایت نہیں کہ مسئلہ حیات و ممات مسیح علیہ السلام کے متعلق مضمون نگار کا عقیدہ صحیح نہیں۔ اور واقعات کے برخلاف ہے۔ ہر ایک شخص کو اخلاقی اور قانونی حق حاصل ہے کہ وہ صحیح یا غلط جو چاہے عقیدہ بنا لے۔ اس حق کے برخلاف آواز اٹھانا ہمارا کام نہیں۔ البتہ ہمیں شکایت ہے اور بہت بڑی شکایت ہے کہ تحریر مضمون کے وقت مضمون نگار کا قلم سخت بدلگام ہو گیا ہے۔ نہ اس نے تہذیب کی رعایت رکھی ہے نہ متانت کی۔ جا بجا سوقیانہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور بازاری زبان میں دشنام دہی سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔ ہم بمقتضائے **اذا مروا باللغو مروا کراما** اس کے دل آزار اور اشتعال انگیز فقرات سے قطع نظر کرتے ہوئے اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

حیات مسیح پر دلیل

مضمون نگار کے نزدیک ذیل کی آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے لئے نص قطعی ہے۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم و امہ ومن فی الارض جمیعا۔ وللہ ملک السمٰوٰت والارض وما بینھما یخلق ما یشاء واللہ علیٰ کل شیء قدیر

قابل مضمون نگار اس آیت سے حسب ذیل نتائج اخذ کرتا ہے

اوّل یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت مجیدہ کے وقت نزول تک زندہ تھے۔

دوم یہ کہ مرزا صاحب نے بزعم خود جس قدر خود ساختہ ثبوت وفات مسیح کے بہم پہنچائے ہیں وہ تمام تر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روز پیدائش سے ایک سو بیس برس بعد تک کے لئے ہیں۔

ہر دو نتیجے جو مذکورہ بالا آیت سے اخذ کئے گئے ہیں ان کی بنیاد بقول مضمون نگار صرف اسی بات پر ہے کہ اگر وہ (عیسیٰ) زندہ نہ ہوں تو اللہ میاں کا یہ جلیل الشان دعوے کہ اگر میں عیسیٰ اور اس کی ماں اور تمام اہل ارض کو مار دینا چاہوں تو کوئی میرا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔ بالکل بے بنیاد ٹھہرے گا۔ کیونکہ مردوں کو مارنا کوئی بہادری اور دلاوری نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی معقول اور طاقتور آدمی کو یہ فقرہ زیب دے سکتا ہے۔ کہ وہ اپنی قدرت و طاقت کے اظہار کے لئے کہے کہ اگر میں فلاں مردے کو مار دوں تو کوئی میرا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔

مضمون نگار کی غلطی

مضمون نگار صاحب کو مذکورہ بالا آیت کے سمجھنے میں سخت ٹھوکر لگی ہے۔ اور وہ حرف "ان" کو اگر کے معنوں میں لے کر غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں اس آیت میں حرف "ان" اگر کے معنوں میں نہیں بلکہ اذ کے معنوں میں ہے۔ کتاب مغنی اللبیب میں لکھا ہے کہ ان اذ کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ تفسیر بیضاوی کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ **ذھب بعض النحاۃ الیٰ ان ان تکون بمعنی اذ۔** بعض نحویوں کا خیال ہے کہ ان اذ کے معنوں میں بھی آتا ہے قرائن بتائیں گے کہ کون کون سے معنے کس کس مقام پر چسپاں ہوں گے مضمون نگار نے قرائن کی طرف توجہ نہیں کی۔ اور بلا وجہ ایک مشترک المعنی لفظ کا ایک معنوں میں محصور کر کے عمارت کھڑی کر دی۔ **ومن فی الارض جمیعا** کے الفاظ صریحاً اس بات کا قرینہ ہیں کہ یہاں ان کے معنے "اگر" نہیں بلکہ "جب" ہیں۔ اگر ان کے معنے "اگر"

سنے پائیں تو لازم آجائے گا کہ نزول آیت کے زمانہ تک حضرت عیسٰے علیہ السلام کی والدہ بھی زندہ تھیں۔ اور اس زمانہ کے تمام لوگ بھی حیات تھے یا اگر نہیں تو عیسٰے علیہ السلام کی زندگی کیونکر ثابت ہو سکے گی۔

آیت کے صحیح معنے

اس زمانہ کے تمام لوگوں کا مر جانا اور جناب مریم علیہا السلام کا زندہ نہ رہنا اس بات کا قرینہ ہے کہ ان اگر کے معنوں میں نہیں۔ اذ یعنی جب کے معنوں میں ہے۔ اور جس طرح اس زمانہ کے تمام لوگ مر چکے اور جناب مریم بھی زندہ نہ رہیں اسی طرح مسیح علیہ السلام بھی وفات پا گئے۔ نہ کسی نے مردے کو مار دوں کہا۔ اور نہ کوئی ایسی غیر معقول بات ہی بیان کی۔ مردے کو مارنے کا خیال صرف مضمون نگار صاحب کی خوش فہمی اور قابلیت ہی سے پیدا ہوا ہے اور بس۔ ورنہ قرآن پاک اس قسم کی مزخرفات سے بکلی پاک ہے۔

آیت بالا کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں وہ یقیناً کافر ہیں۔ کہہ دو کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم اور اس کی ماں اور تمام اہل ارض انسانوں کو مارنے کا ارادہ کیا تو اللہ کے مقابلہ پر کوئی کچھ بھی نہ کر سکا۔ اللہ ہی کا ارادہ پورا ہو کر رہا۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بادشاہت اللہ ہی کو زیب دیتی ہے۔ جسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

فرمایئے! اس آیت کے کس لفظ سے مسیح علیہ السلام کی زندگی پر استدلال ہو سکتا ہے۔ یہ آیت تو زندگی کے بجائے مسیح علیہ السلام کی ممات پر دلالت کرتی ہے۔ اور جب اس سے مسیح علیہ السلام کی موت ثابت ہو گئی تو مضمون نگار صاحب کے تمام مستخرجہ نتائج بھی غلط ہو گئے۔

پہلا نتیجہ تو اس لئے غلط ہوا کہ آیت ممدوحہ کی صریح دلالت عیسٰے علیہ السلام کی موت پر ہے۔

دوسرا اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ وفات مسیح خود ساختہ نہیں بلکہ آیات قرآنی سے مستخرج ہے جن میں سے ایک آیت بالا بھی ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کا کوئی ثبوت وفات مسیح ایسا نہیں جس کا مبنی قرآن کریم نہ ہو۔ اور جو عیسٰے علیہ السلام کے روز پیدائش سے ایک سو بیس برس تک کے لئے محدود ہو۔

الوہیت مسیح کی تردید

ہاں یہ صحیح ہے کہ طول عمر کی وجہ سے کوئی خدا یا خدا کا شریک نہیں بن سکتا۔ لیکن اس میں بھی کیا شک ہے کہ عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کی زندگی اور قیام آسمانی کو ان کے خدا یا ابن خدا ہونے کے لئے دلیل ٹھہرایا ہے۔ اور مضمون نگار صاحب کا عقیدۂ حیات مسیحؑ ان کے خیال کا ممد و معاون بن گیا ہے۔ اور اس میں بھی کیا شک ہے کہ عقیدہ حیات مسیح کا رد طلسم تثلیث کو توڑنے اور نصرت توحید کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور یہ کوئی دعوے کی بات نہیں۔ عیسائیوں نے مسیح کو خدا اور ابن خدا کہا اور دلیل یہ دی کہ وہ اب تک آسمانوں پر زندہ ہے۔ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اس لئے اس میں الوہیت کی صفتیں موجود ہیں۔ اسی کی تردید آیت ممدوحہ میں بیان کر کے تبلا دیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے مسیح کو مارنے کا ارادہ فرمایا تو کوئی بھی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہ ہوا اور اس کا ارادہ پورا ہو کر رہا۔ اور مسیح یقیناً وفات پا گئے۔ پھر وہ خدا کیونکر ہو سکتے ہیں۔ انہیں خدا یا خدا کا بیٹا کہنا یقیناً کفر ہے

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ایسٹر کی چھٹیوں کے لئے رعایتی واپسی ٹکٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ہر سٹیشن سے ۳۰ر مارچ سے لے کر ۹ر اپریل ۲۸ء تک ہر طرف ۱۰۰ میل سے زیادہ سفر کرنے کے لئے مل سکیں گے یہ ٹکٹ ۱۶ر اپریل ۲۸ء تک کار آمد ہوں گے۔ شرح کرایہ حسب ذیل ہے۔

درجہ اول و درجہ دوم درجہ۔ ایک طرف کا پورا اور ایک طرف کا ½ کرایہ

درمیانہ درجہ ایک طرف کا پورا کرایہ اور ایک طرف کا ½ کرایہ۔

تیسرا درجہ۔ ایک طرف کا سالم کرایہ اور دوسری طرف کا ¾ کرایہ ہوگا۔

ہندوستان

— اندور ۱۷ر مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ اندور اور سینیر مہارانی میں صلح ہو گئی ہے۔ اور مہارانی نے مس ملر سے مہاراجہ کی شادی کی مخالفت ترک کر دی ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ رائل کمیشن لائل پور میں ۱۵ر مارچ کو پہنچیگا۔

— مجلس وضع قوانین ہند میں ایک عیسائی ممبر نے بیان کیا کہ ۱۹۲۲ء میں ہندوستان کی تمام سرکاری ریلوں پر جتنے افسر اور کلرک ملازم رکھے گئے ان کی تعداد تقریباً گیارہ ہزار تھی۔ جن میں مسلمان صرف ۸۸ تھے۔ جو اصل تعداد کا ۱۲۸ واں حصہ ہیں۔

— پشاور ۵ر مارچ۔ آل پارٹیز کانفرنس دہلی نے صوبہ سرحد کے بعض ہندو مسلمان سکھ رہنماؤں کو شرکت کی دعوت دی تھی لیکن انہوں نے شامل ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے معاملات کا فیصلہ خود کریں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ گول میز کانفرنس منعقد کرنے پر غور کر رہے ہیں۔

— جام نگر ۷ر مارچ۔ ریاستوں کی تحقیقات کرنے والی کمیٹی آج یہاں پہنچی۔ اور اس نے بیدی بندر کا معائنہ کیا۔

— مدراس ۶ر مارچ مجسمہ نیل کی بیحرمتی کرنے کے سلسلے میں جو ستیہ گرہ شروع ہوا تھا۔ اس میں بہت سے رضا کار جیل بھجوائے جا چکے ہیں۔ اب ستیہ گرہ کمیٹی نے اس کو بند کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

— اخبار الوحید کراچی لکھتا ہے کہ ڈوکری تعلقہ میں ایک سید نے اپنی کنواری لڑکی کی شادی قرآن شریف سے کر دی۔

— بنگلور ۸ر مارچ مشیر الملک سیر حمزہ حسین سابق دیوان میسور کا انتقال ہو گیا۔

— ناسک ۱۲ر مارچ۔ آج مس ملر اور دیگر خواتین کی ایک جماعت جس میں مس ملر کی نانی اور مہاراجہ کی رشتہ دار عورتیں شامل ہیں بذریعہ کلکتہ میل یہاں پہنچی۔ اسٹیشن پر مس ملر کا شاندار استقبال کیا گیا۔ مس ملر جگت گورو شنکر اچاریہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور ایک گھنٹہ تک دونوں کی گفتگو ہوتی رہی اس کے بعد مس ملر نے اپنے ہندو ہونے کا اعلان کر دیا۔

ہندو دنیا

— معلوم ہوا ہے کہ پنڈت مدن موہن مالوی ۱۷ر مارچ کو لاہور آ رہے ہیں۔ تلک سکول آف پالیٹکس کے زیر اہتمام "لاجپت رائے" ہال کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ مسٹر جیکر بھی تشریف لا رہے ہیں۔

— اچھوتوں کے سرگرم رہنما سوامی شودرانند دلت ادھار منڈل ہوشیار پور کی کوششوں سے شدھ ہو گئے۔ (پرتاب ۱۳ر مارچ)

— آل انڈیا شردھانند دلت ادھار سبھا دہلی کی ماہ فروری کی رپورٹ شایع ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گوڑگاؤں۔ حصار میرٹھ۔ بلند شہر۔ رہتک وغیرہ مقامات میں شدھی کا پرچار کیا گیا ہوا تا ضلع دہلی میں شدھیاں کی گئیں۔ کئی چاروں کو یگیوپوت دیا گیا۔ گلاولی ضلع بلند شہر میں ایک دلت ادھار کانفرنس ہوئی۔

— پونہ میں سیواجی کے بت کی گورنر بمبئی ۱۴ر مارچ کو نقاب کشائی کریں گے۔ یہ بت ۱۵ فٹ اونچا اور ۵ ٹن وزنی ہے۔

— گوا میں جہاں پرتگیزی حکومت ہے۔ چند روز ہوئے دو ہزار سے زیادہ ہندوستانی عیسائی شدھ ہوئے۔

— گورکل کانگڑی کا سالانہ جلسہ ۵ اپریل کو ہوگا۔ اس کے لئے بڑے زور و شور سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔

— نیروبی (برٹش ایسٹ افریقہ) میں آریہ سماج قایم ہو گیا ہے اور اس نے پرچار کا کام شروع کر دیا ہے۔

— جبانہ ضلع میرٹھ میں مولے جاٹوں کی شدھی ۴ ہزار آدمیوں کی موجودگی میں ہوئی۔

— یکم مارچ ۱۹۲۸ء کو رونا باجرہ ضلع رہتک میں جانگڑہ برہمنوں نے ایک پنچایت کر کے عیسائی اور مسلمان ہوئے لوگوں کو برادری میں شامل کر لینے کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اس پنچایت میں ۲۹ سو گاؤں کے جانگڑہ چودھری شامل ہوئے۔ ایک خاندان کی شدھی کی گئی جسے برادری نے فوراً اپنا لیا۔

— ڈیرہ دون۔ ۸ر مارچ کو ہندو سبھا کے دفتر میں ایک پندرہ سالہ پٹھان لڑکی کی شدھی سوامی دھرمانند نے کرائی۔

ممالک خارجہ

— ماسکو ۸ر مارچ۔ سوویٹ گورنمنٹ نے گرجا میں "سروس" کے خلاف پابندی دور کر دی ہے۔

— شاہ افغانستان نے جرمنی کا دورہ ختم کر دیا ہے۔ ۹ر مارچ کو آپ پیرس میں پہنچے اور ۱۴ر مارچ کو انگلستان پہنچنے کی خبر ہے جہاں آپ کے خیر مقدم کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔

— چین کے شہر لیانگ میں جس کی آبادی تقریباً ۵ لاکھ ہے منتشر شدہ فوجی سپاہیوں نے کسانوں کی جماعتوں سے مل کر خوب قتل عام کیا اور لوٹ مار کی۔ بودھ مت کے ۳۰۰ بھکشوؤں کو پکڑ کر ایک مندر میں قید کر دیا اور اس کے بعد مندر کو نذر آتش کر دیا گیا۔

— پیرس ۹ر مارچ۔ مس گایتری ایک ہندو خاتون پیرس کی گھوڑدوڑ میں سب سے اول رہی ہیں۔ آپ کی عمر ۱۶ سال کی ہے۔

— واشنگٹن ۷ر مارچ امریکہ اور فرانس کے عہدنامہ ثالثی پر سینیٹ کے دستخط ہو گئے ہیں۔ اس عہدنامہ میں خالص اندرونی معاملات کے علاوہ تمام تنازعات کا جو دوسرے ممالک سے ہوں عدالت ثالثان کے سپرد کر دینے کا فیصلہ ہوا ہے۔ اس عہدنامہ کی تمہید میں جنگجوئی کو ممنوع قرار دیا ہے

— جنیوا ۴ر مارچ جمعیت الاقوام کے سکرٹری جنرل موسیو ٹیبلا کا ایک برقی پیغام موصول ہوا ہے جس میں تجویز پیش کی گئی ہے کہ کانفرنس تخفیف اسلحہ کے ضمنی کمیشن میں شامل ہونے کے لئے ٹرکی کو بھی دعوت دیجائے

— قسطنطنیہ الاہرام کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ عدالت عالیہ کے حکم سے پولیس نے سابق وزیر بحریہ احسان بک کو گرفتار کر لیا ہے اس وقت وہ حوالات میں ہیں حکومت ترکی کی طرف سے ان پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

— دولت جمہوریہ ترکیہ نے ان روسی پناہ گزینوں کو جو قلمرو ترکی میں آباد ہیں حکم دیا ہے کہ وہ ۶ر فروری ۱۹۲۸ء تک اپنے وطن چلے جائیں۔

— ہائی کمشنر کے دفتر نے حکومت مصر کے دفتر خارجہ کو اطلاع دی ہے کہ حکومت ہند کا ایک نمائندہ مصر کی ریلوے کے انتظامات دیکھنے کے لئے آنے والا ہے۔ چنانچہ وزارت رسل و رسائل اس کے لئے سہولتیں مہیا کر رہی ہے۔

— طہران ۱۱ر مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ایران نے بحرین کے متعلق برطانیہ کی یادداشت کا جواب مرتب کر لیا ہے۔ جو عنقریب برطانیہ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اطلاع ملی ہے کہ اس سلسلے میں حکومت ایران نے تاریخی مواد جمع کر لیا ہے۔

— بلغاریہ کے اخبارات کا بیان ہے کہ افغانوں کا ایک تجارتی وفد بعزم یورپ عنقریب کابل سے روانہ ہونے والا ہے۔ یہ وفد روس، جرمنی، فرانس، اور بلجیم میں علم و تجربہ حاصل کرنے کے لئے جائے گا۔

— الاہرام قاہرہ لکھتا ہے کہ قسطنطنیہ اور اس کے مضافات میں سخت ژالہ باری ہوئی۔ سردی کی شدت اس قدر ہو گئی کہ ۱۸۹۵ء سے اس کی مثال نہیں ملتی۔ بحرہ اسود اور بحرہ مارمورہ میں جہاز رانی بند ہو گئی بھیڑیئے برف باری کے خوف سے پہاڑوں پر سے اتر آئے۔ ایک ایک میٹر برف پڑی ہوئی ہے۔

— پیرس ۱۲ر مارچ۔ اعلیٰحضرت امیر امان اللہ خاں ان کی ملکہ معظمہ آج یہاں سے بعزم کیلے روانہ ہو گئے۔ لنڈن تشریف لے جانے سے پیشتر آپ ایک رات کیلے ہی میں بسر کریں گے۔

— لندن ۱۳ر مارچ۔ شہزادہ ولیعہد انگلستان۔ لارڈ ریڈنگ۔ کرنیل رکھام افغانی وزیر اور دیگر سرکردہ اصحاب بادشاہ افغانستان کا استقبال کرنے کے لئے شاہی ٹرین میں بعزم ڈوور لندن سے روانہ ہو گئے۔ شاہی ٹرین کی وہ گاڑیاں جن میں امیر امان اللہ خاں اور ان کی ملکہ معظمہ سفر کریں گی۔ موسم بہار کے پھولوں سے خوبصورتی کے ساتھ آراستہ کی گئی ہیں۔

— الاہرام کو معلوم ہوا ہے کہ بیروت۔ شام اور دمشق میں سخت برفباری کی وجہ سے ۵ ۲ر فروری کو آمد و رفت بند ہو گئی۔ اور دمشق کی ڈاک نہیں آئی۔

— لنڈن ۱۳ر مارچ۔ دار العوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کرنیل امیری نے کہا کویت میں ہندوستانی فوجیں نہیں بھیجی جا رہی ہیں اور اس افواہ میں بھی کوئی صداقت نہیں کہ سلطان ابن سعود نے اعلان جہاد کر دیا ہے۔

— برلن ۵ر مارچ۔ جرمنی ایک جدید کروزر تعمیر کرنے والا ہے جس کی تیاری پر ایک کروڑ مارکس صرف ہوں گے۔

لفافہ میں بند سوالوں کا جواب

آپ پانچ سوال اپنے حسب منشا لکھکر لفافہ میں بند کرکے ہمارے پاس بھیجدیں ہم بغیر لفافہ کھولے آپ کے سوالوں کا جواب معہ ہدایات کے بذریعہ وی پی ۱۲؎ آپ کو بھیجدیں گے۔ آپ کا بند لفافہ بھی آپ کو واپس بھیجدیا جائے گا۔

برٹش امپائر اسٹرالوجر P فیروزپور سٹی۔

ہندستان کی تبلیغی انجمنوں کا واحد آرگن

"مبلغ"

ہندوستان کے پایہ تخت دہلی سے ہفتہ میں دوبار نہایت آب وتاب سے شایع ہوکر اپنی تبلیغی شعاعوں سے ہندوستان کے ہر گوشہ کو منور کر رہا ہے۔ ملک وقوم کی خدمت اس کا شعار پاسداری مذہب وملت اس کا شیوہ ہے۔ آزادی وطن اور قومی مطالبات کا علمبردار۔ دلچسپ اور کارآمد خبروں کا مرقع ہے نمونہ مفت طلب کرکے مطالعہ کیجئے چندہ سالانہ للعہ ششماہی ۱۲؎ سہ ماہی ۱۲؎

منیجر اخبار مبلغ دہلی۔

پشاور مشہد و بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی پشاوری لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی بخاری قنا دیز ہر قسم کے مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے زر یدا سلسلہ ستارا کا پشاوری کلہ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا خدانخواستہ پسند نہ آئے تو علاوہ محصول ڈاک کے قیمت واپس دیجائیگی۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور شہر

خاص الخاص چوٹی کے مجربات

(دلبسر پرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

موسم سردی کے استعمال کی خاص خاص ٹانک مقوی اعضائے رئیسہ، مفرح اعظم، معدہ، عورتوں اور بچوں کے لئے ہر قسم کی بیماریوں کی مجرب ادویہ تیار ہیں۔ شاہی یاقوتی ٹانک ۸ر فی تولہ شاہی ٹانک گولیاں (۲۵ عدد) پانچ روپے۔ یہ دوائیں تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ ہم نے ایک اور دوا خاص طور پر حاجیوں کے لئے تیار کی ہے۔ یعنی سفوف جہاز ہاضم جو سمندر کے سفر اور ہاضمہ کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ۲۰ تولہ کی قیمت صرف پانچروپے۔ آپ پورے فوائد سے جبھی آگاہی پاسکتے ہیں کہ ایک دفعہ استعمال کرکے دیکھیں۔

شاہی حکیم مولوی نذیر محمد صاحب دہلوی ملازم حال کپورتھلہ سٹیٹ

میرے پچاس سالہ مجربات

زیادہ لفاظی کی ضرورت نہیں۔ تجربہ شرط ہے۔

(۱) اکسیر بواسیر خونی ہو یا بادی متواتر ایک ماہ کے استعمال سے رفع ہوجاتی ہے۔ خوراک ایک ماہ پانچروپے۔

(۲) حبوب ضیق النفس کا حکمی علاج فی درجن تین روپے۔

(۳) حبوب عنبریں مقوی اعضائے رئیسہ مفرح دل ودماغ۔ مولد خون صالح فی درجن چھ روپے علاوہ ازیں ہر قسم کی بیماری کے متعلق آپ ہم سے خط وکتابت کرنے میں فائدہ میں رہیں گے۔

حکیم حاذق محمد نواز خاں ہاشمی معالج امراض جسمانی وروحانی نواں محلہ متصل عیدگاہ جہلم۔ پنجاب

رسالہ کاشتکار ہند

اب ۲۰ میکلوڈ روڈ لاہور سے شایع ہوتا ہے۔ رسالہ کا حجم بڑھا دیا گیا ہے نیز رسالہ زراعت کے متعلق فوٹو ونقشہ جات درج کرنے کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ اگر آپ کو ترقی زراعت کا شوق ہے تو نمونہ مفت طلب کیجئے۔ قیمت سالانہ للعہ محصول ڈاک ۱۲؎

منیجر کاشتکار ہند ۲۰ میکلوڈ روڈ لاہور

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۷ رمضان ۱۳۴۶ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۲۸ء | نمبر ۱۴

جواہر ریزے

ق

(۱) لوگو! اپنے پروردگار کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک ہی اصل سے پیدا کیا ہے۔ (النساء ۴ : ۱)

(۲) اور یتیموں کے مال ان کے حوالے کرو۔ اور مال طیب کے بدلے مال حرام نہ لو۔ اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے (النساء ۴ : ۲)

(۳) اور کم عقل لوگوں کو اپنے مال حوالے نہ کرو جن کو اللہ نے تمہارے لئے سہارا بنایا ہے۔ اور تم انہیں ان کے ذریعے سے کھانے کے لئے دو۔ اور انہیں کپڑا پہناؤ۔ اور انہیں نرمی سے سمجھا دو۔ اور یتیموں کو دنیا کے کاروبار میں لگائے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچیں۔ اس وقت اگر انہیں صلاحیت دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔ اور ایسا نہ کرنا کہ ان کے بڑے ہونے کے اندیشے سے فضول خرچی کرکے جلدی جلدی ان کا مال کھا ہی ڈالو۔ اور جو (ولی) امیر ہو تو اسے (مال یتیم کے اپنے اوپر خرچ کرنے سے) بچا رہنا چاہیئے۔ اور جو محتاج ہو وہ مناسب طور پر (کچھ) کھالے۔ پھر جب تم ان کے مال ان کے حوالے کرو تو ان کے سامنے گواہ کرلو اور اللہ کافی حساب لینے والا ہے۔ (النساء ۴ : ۵ و ۶)

ح

(۱) آنحضرت صلعم نے جب حضرت معاذ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں ان الفاظ میں نصیحت کی۔ " اللہ کا تقویٰ کرو جہاں کہیں تم ہو۔ اور بدی کا تعاقب نیکی کے ساتھ کرو۔ وہ اس کو مٹا دے گی۔ اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ "

(۲) جو ہم مسلمانوں سے دغا کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا (مسلم ترمذی)

(۴) حلال چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ بری چیز ہے۔ (ابوداؤد)

(۵) رسول اللہ صلعم نے رشوت دینے والے اور بوجہ حکمرانی رشوت لینے والے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔ (ابوداؤد)

(۶) ایمان قتل کی ڈھال ہے کسی مومن کو قتل کا مرتکب نہ ہونا چاہیئے۔ (")

(۷) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا۔ نہ عورت کو نہ خادم کو۔ ہاں خدا کی راہ میں جہاد ضرور کرتے تھے۔ اور ایسا اتفاق بھی کبھی نہیں ہوا کہ آپ کو کوئی دکھ پہنچایا گیا ہو اور آپ نے اس دکھ پہنچانے والے سے انتقام لیا ہو۔ ہاں جب حدود اللہ کی اہانت ہوتی تھی تو آپ محض خدا کے لئے بدلہ لیتے تھے۔

(۸) کسی شخص کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہوسکتے۔ (مسلم)

تاریخ اسلام

قرآن کریم کا پیدا کردہ انقلاب

قبول اسلام سے پیشتر تمیم داری اور عدی بن بدار دونوں عیسائی تھے۔ اور مکہ اور شام کے درمیان تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ دونوں مکہ سے شام کی طرف بغرض تجارت گئے تو ایک مسلمان زید بن ابی مریم بھی بعزم تجارت ان کے ساتھ ہولیا۔ شام میں پہنچکر زید قضائے الٰہی سے فوت ہوگیا۔ اور مرتے وقت اس نے اپنا تمام مال و اسباب اپنے ان دونوں ہمراہیوں کے سپرد کیا اور وصیت کی کہ مکہ پہنچکر میرا مال میرے ورثا کو دیدینا۔ اس مال میں ایک چاندی کا پیالہ تھا۔ جو مرصع زر تھا۔ تمیم داری اور عدی نے یہ جام ایک ہزار روپے میں فروخت کردیا۔ اور اس کی قیمت آپس میں برابر بانٹ لی۔ اور متوفی کا باقی مال اس کے ورثا کو دیدیا۔ ورثا کو اتفاق سے اسباب میں سے متوفی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک فہرست اسباب ملی جس میں چاندی کے اس جام کا بھی ذکر تھا۔ اس پر ورثا نے جام کا مطالبہ کیا۔ تمیم داری اور اس کے ساتھی نے کہا جو مال متوفی نے ہمارے سپرد کیا تھا وہ ہم نے آپ لوگوں کو دیدیا۔ اور کسی چیز کا ہمیں علم نہیں۔ اس واقعہ سے کچھ عرصہ بعد تمیم داری آنحضرت صلعم کی خدمت میں باریاب ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ایک روز آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ کہ اس آیت پر پہنچے یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ اے ایمان والو! ناجائز طریقہ سے ایک دوسرے کا مال مت کھاؤ۔ آپ کا دل دہل گیا۔ فوراً پانسو روپیہ گھر سے لاکر زید کے وارثوں کو دیدیا۔ اور جام کی فروخت کا سارا قصہ بیان کرکے ندامت اور معذرت کا اظہار کیا۔ اللہ اللہ کیا پاک طینت لوگ تھے۔

پھرتے ہی پھرتے دشت دیوانے کدھر گئے
وے عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

علم دوستی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تحصیل علم ہر مسلم اور مسلمہ پر فرض ہے۔ حضور کی بعثت کے وقت عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج بہت کم تھا۔ علامہ بلاذری کا بیان ہے کہ اس وقت قریش میں کل ۱۷ اشخاص ایسے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ انہی میں حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ صحابہ عظام شامل تھے۔ اسلام کے عروج سے پہلے بہت کم لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ لیکن اسلام کے بعد آنحضرتؐ کی سعی و کوشش سے بہت سے لوگ اس فن سے واقف ہوگئے۔ بیان کیا جاتا ہے سنہ ۲ھ میں بدر کی جنگ میں قریش کے جو قیدی پکڑے گئے تھے ان میں سے کچھ تو فدیہ لیکر چھوڑ دیئے گئے۔ اور جو فدیہ ادا نہیں کرسکتے تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ انہیں یہ کہا گیا کہ ان میں سے ہر شخص دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائے۔ تو اسے آزاد کردیا جائیگا اس طریقہ سے بہت سے مسلمانوں نے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا۔ چنانچہ جن لوگوں نے اس طرح علم حاصل کیا انہی میں حضرت زید بن ثابت کاتب وحی بھی تھے۔

خلق عظیم

حضرت جابرؓ کے والد عبداللہؓ جنگ احد میں شہید ہوگئے۔ تو آنحضرتؐ نے حضرت جابرؓ کا غم غلط کرنے کے لئے فرمایا۔ کیا تو اس پر خوش نہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تیری ماں بنے اور میں تیرا باپ بنوں" اللہ اللہ کیا فرحت بخش اور محبت آمیز فقرہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تمام عمر حضرت جابرؓ کا یہ حال رہا کہ جب کبھی یہ فقرہ ان کو یاد آجاتا تو خوشی کے مارے ان کا چہرہ ارغوانی ہوجاتا۔

خلیفہ کا ایک عامی کے مقابلہ میں قسم کھانا

حضرت زید بن ثابت مدینہ کے شہر کے قاضی یعنی سٹی مجسٹریٹ تھے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک مقدمہ میں بحیثیت مدعا علیہ کے ان کی عدالت میں پیش ہوئے۔ مقدمہ ابی بن کعب نے ان پر چلایا تھا۔ حضرت عمر جس وقت حضرت زید بن ثابت کی عدالت میں حاضر ہوئے تو حضرت زید نے تعظیم دی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ تمہارا پہلا ظلم ہے۔ یہ کہہ کر ابی کے برابر بیٹھ گئے۔ اس مقدمہ میں ابی کے ہاتھ میں کوئی گواہ یا ثبوت نہ تھا۔ اور حضرت عمر کو ان کی بات سے انکار تھا۔ ابی نے قاعدہ کے موافق حضرت عمر سے کہا کہ آپ قسم کھائیں لیکن حضرت زید نے ان کے رتبہ خلافت کا پاس کرکے ابی سے درخواست کی کہ خلیفہ کو قسم سے معاف رکھو۔ حضرت عمر اس طرفداری پر نہایت رنجیدہ ہوئے اور زید کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ "جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمر دونوں برابر نہ ہوں۔ تم منصب قضا کے قابل نہیں سمجھے جاسکتے"

اسیران جنگ سے مشفقانہ سلوک

جنگ بدر میں جو قریش گرفتار کئے گئے تھے آنحضرت نے ان کو دو دو چار چار کرکے صحابہ پر تقسیم کردیا۔ اور حکم دیا کہ انہیں ہر طرح سے آرام پہنچایا جائے اس ارشاد کی تعمیل صحابہ کرام نے اس طرح کی کہ خود کھجوریں کھا کر گزارہ کرتے اور اسیران جنگ کو کھانا کھلاتے۔ انہی اسیران جنگ میں حضرت مصعب بن عمیر کے بھائی ابو عزیز بھی تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جن انصاریوں کے ہاں میں قید تھا۔ وہ دونوں وقت کھانا لاتے تو روٹی میرے آگے رکھ دیتے اور کھجوریں خود کھاتے۔ مجھے ندامت ہوتی اور میں روٹی ان کے ہاتھ میں دیدیتا لیکن وہ پھر مجھی کو لوٹا دیتے۔ اس حسن سلوک سے اسیران جنگ بہت متاثر ہوئے اور ان میں سے کئی جلد مسلمان بھی ہوگئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ نمبر ۱۴

جرمن زبان میں ترجمہ قرآن

اہل ہمت کیلئے ایک اور میدان عمل!

ناظرین کرام گزشتہ اشاعتوں میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک مضمون، خطبہ جمعہ اور ایک مختصر سا نوٹ اسی موضوع پر ملاحظہ فرما چکے ہونگے اور انہیں بہت کچھ معلوم ہو چکا ہوگا۔ اس اشاعت میں جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب فنانشل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ایک مفصل اعلان "اسلام کے لئے عیدی دو" کے عنوان سے شایع ہو رہا ہے۔ یہ بھی اسی کے متعلق ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرام اسے بھی غور سے ملاحظہ فرمائینگے اور اسے عملی صورت میں لانے کے لئے انتہائی جدوجہد کریں گے۔

جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کی ضرورت پر کافی لکھا جا چکا ہے تبلیغ و اشاعت اسلام مسلمانوں کا اہم ترین فرض ہے۔ بلکہ مسلمان پیدا ہی اس لئے کئے گئے ہیں کہ وہ دین برحق کی تبلیغ و اشاعت کریں۔ اور اس فرض مقدس کی ادائیگی ہی میں مسلمانوں کی زندگی و ترقی کا راز مضمر ہے۔ ذرا اپنی چودہ سو سالہ تاریخ پر ایک نظر ڈالئے تو آپ کو صاف معلوم ہو جائے گا کہ جب تک ہم اس محبوب و اہم ترین فرض کی ادائیگی میں منہمک رہے تب تک علم، دولت سلطنت، اقبال و عروج ہمارے ہمرکاب رہے۔ اور جب اس سے غافل ہو گئے تب سے دیکھ لو جہالت، ذلت، افلاس اور غلامی جیسی آفتیں ہم پر مسلط ہو گئیں۔ اور ہم روز بروز تنزل اور بربادی کے خوفناک اور تباہ کن غار میں گرتے جا رہے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنی عظمت رفتہ پھر حاصل کر لیں تو اس کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ ہم اس فرض مقدس کی طرف جس سے ہم غافل ہو چکے ہیں پھر متوجہ ہوں۔ اور اپنی پوری قوت اس کے ادا کرنے پر صرف کر دیں۔ قرن اول کے مسلمانوں کی فتوحات تاریخ عالم کے سب سے زیادہ حیرت ناک اور مبہوت کن واقعات میں سے ہیں۔ عرب کے چند بے سروسامان آدمی اٹھتے ہیں اور بڑی بڑی پرشوکت اور ساز و سامان رکھنے والی سلطنتوں سے ٹکراتے ہیں اور انہیں پاش پاش کر کے رکھ دیتے ہیں۔ بادیہ عرب کے یہ حدی خواں شتربان خالی ہاتھ گھر سے نکلتے ہیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا پر اپنی فتح کے نقارے بجاتے ہوئے اس طرح چھا جاتے ہیں کہ دنیا ان کی تعریف کے گیت گانے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ دنیا بھر کے مورخین ان حالات و واقعات پر حیران ہوں تو ہوں۔ لیکن ایک مسلمان کے لئے اس میں حیران ہونے والی بات کوئی نہیں۔ ان لوگوں کے دلوں میں دین برحق کی تبلیغ و اشاعت کا ایک زبردست جذبہ پنہاں تھا اور یہی ان کی ان محیر العقول کامیابیوں کا سبب ہوا۔ آج بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ تاریخ عالم ایک بار اپنے ان محیر العقول واقعات کو پھر دہرا سکتی ہے۔ ہم دنیا کو ایک مرتبہ اور بھی محو حیرت بنا سکتے ہیں۔ اگر ان بے سروسامان عربوں نے دنیا کو دنگ کر دیا تھا تو ہم بیکس ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بھی یہ کچھ مشکل نہیں بشرطیکہ ہم اپنے دلوں کے اندر وہی لگن اور جذبہ پیدا کر لیں جو ان کے دلوں میں موجود تھا۔

اشاعت اسلام کی جس قدر ضرورت آجکل ہے اور جس قدر کامیابی موجودہ حالات میں ہو سکتی ہے شاید اس سے پہلے کبھی نہ ہو سکتی تھی۔ ہم دوسرے ممالک سے قطع نظر کر کے صرف یورپ ہی کو لیتے ہیں۔ زمانہ کے انقلابات نے وہاں کے باشندوں کی ذہنیت میں بھی ایک عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا ہے۔ اور وہ روز بروز عیسائیت سے متنفر ہو رہے ہیں۔ گویا عیسائیت کا رنگ ان سے اتر چکا ہے۔ اور اب وہ ایک دھلے ہوئے صاف کپڑے کی مانند ہیں اور ان پر نہایت آسانی سے اسلام کا رنگ چڑھایا جا سکتا ہے۔ یورپ میں جو لامذہبیت کی ایک زبردست رو چل رہی ہے وہ دراصل اشاعت اسلام کے لئے ایک شاہراہ تیار کر رہی ہے۔ اگر ان لوگوں پر عیسائیت کا رنگ چڑھا ہوا ہوتا تو ہمیں دو کام کرنے پڑتے۔ ایک عیسائیت کا رنگ چھڑانا اور دوسرے اسلام کی دعوت دینا۔ لیکن اب خدا کے فضل سے قدرتاً ہمارا کام ہلکا ہو گیا ہے۔ پہلا کام زمانہ کی زبردست رو خود ہی انجام دے رہی ہے۔ ہمارے لئے صرف دعوت اسلام کا کام ہی باقی رہ جاتا ہے۔ اگر اب بھی ہم اشاعت اسلام کا فرض انجام نہ دیں۔ اور یہ سعادت دارین حاصل نہ کریں تو ہم سے زیادہ اور کون بدنصیب ہوگا ہمارے بزرگوں نے بے شمار مصائب اٹھا کر اشاعت اسلام کا فرض ادا کیا اگر ہم موجودہ زمانہ کی سہولتوں کے باوجود اس سے غفلت کریں تو ہم سے زیادہ نکما اور کون ہوگا؟

یورپ میں اشاعت اسلام کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ان لوگوں کی زبان میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت بکثرت کی جائے۔ گزشتہ کئی صدیوں سے پادریوں نے اپنے اغراض و مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام کے خلاف بہت سی غلط فہمیاں پھیلائیں۔ اور انہوں نے فضا کو اس قدر مسموم کیا کہ وہاں کے سیاستدانوں، مورخوں، مضمون نگاروں پر اثر کئے بغیر نہ رہ سکی۔ ان متعصب پادریوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیاں ہی ان ممالک کے باشندوں کے قبول اسلام میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اگر اسلامی لٹریچر ان تک پہنچا دیا جائے۔ تو یہ رکاوٹ فی الفور دور ہو سکتی ہے۔ اسلامی لٹریچر میں سے بہترین کتاب کتاب اللہ ہی ہے۔ ہم کامل وثوق سے کہتے ہیں کہ اگر یورپین زبانوں میں قرآن کریم کے صحیح تراجم شایع ہو جائیں۔ تو ایک قلیل عرصہ میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد حلقہ بگوش اسلام ہو سکتی ہے ہمارا اپنا تجربہ اس بات کا شاہد ہے۔ ہم نے انگریزی میں ترجمہ قرآن شایع کیا اور اس سے توقع سے بڑھ کر کثیر فوائد حاصل ہوئے۔ اور مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچ گیا۔ جرمنی میں ہمارا مشن قائم ہو چکا ہے۔ ایک عالیشان مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔ یاد رکھئے یہ سب تک کچھ بھی نہیں۔ جب تک جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ یہ کام بھی ان لوگوں ہی کو کرنا ہوگا۔ جنہوں نے وہاں مبلغ بھیجے اور ایک عالیشان مسجد بنائی۔

آپ کو اس سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ کی جماعت جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شایع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ بلکہ اب تو یہ ارادہ عمل کی صورت بھی اختیار کر چکا ہے۔ باقاعدہ تیاریاں شروع ہو گئی ہیں اور ان کا اعلان بھی کر دیا گیا ہے۔ گویا عملی قدم اٹھ چکا ہے۔ ہم تمام احباب سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اس اٹھے ہوئے قدم کو غیور اور باہمت مردوں کی طرح آگے بڑھانا چاہتے ہیں یا نکمے اور پست ہمتوں کی طرح پیچھے ہٹا لیں گے؟ جو کچھ کہا گیا ہے اس کو پورا کیا جائے گا یا یہ لکھے ہوئے الفاظ ہمارے لئے جگ ہنسائی کا باعث ہوں گے؟ ہم اس سوال کا جواب الفاظ سے نہیں بلکہ عمل سے چاہتے ہیں۔

عید آ رہی ہے۔ تمام احباب اس روز طرح طرح کی خوشیاں منائیں گے اپنے اہل و عیال کے لئے رنگ برنگ کے کپڑے اور چیزیں خریدیں گے دوست و احباب کو تحفے تحائف بھیجے جائیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ یہ سب کچھ کیجئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے ایک اہم ترین اسلامی فرض کو بھی یاد رکھئے گا۔ اور عید کے روز چند چاندی یا تانبے کے ٹکڑے اس کار خیر کے لئے بھی دیدیجئے جو آپ کے لئے سعادت دارین کا باعث ہوں گے۔ ہم تمام احباب سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ عید کے روز جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کے مرحلہ کو نہ بھول جائیں بلکہ اس کی تکمیل کے لئے انتہائی کوشش سے چندہ جمع کریں۔ جن مقامات پر جماعتیں قائم ہیں وہاں سکرٹری صاحبان کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے اور یہ کوشش کرنی چاہئے کہ حضرت امیر کے ارشاد کے مطابق تمام احباب ایک جگہ جمع ہو کر نماز عید ادا کریں۔ اس طرح دیگر فوائد کے علاوہ ان کو ترجمہ قرآن کے لئے چندہ کی اپیل کرنے کا بھی ایک بہترین موقع ہاتھ آ جائیگا جہاں جماعتیں نہیں وہاں کے احباب سے ہم امید کرتے ہیں کہ وہ فرداً فرداً ہی اس کار خیر میں حصہ لیں گے۔ اس کے علاوہ ہم اپنی احمدی بہنوں سے بھی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ بھی اس کام میں مردوں کا ہاتھ بٹائیں اور اپنی گزشتہ روایات کو قائم رکھیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اس موقع پر دختران اسلام ضرور اپنے فرض کو ادا کریں گی۔ اور مردوں سے کسی حالت میں بھی پیچھے نہیں رہیں گی۔

نیکی کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

مس ملر کی شدھی

آخر سابق مہاراجہ اندور نے باوجود انتہائی مخالفت کے میدان مار ہی لیا اور اپنی امریکن محبوبہ مس ملر کو شدھ کر کے دھرم پتنی بنانے میں کامیاب ہو ہی گئے۔ تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ ۱۳ مارچ کو ناسک کے مقام پر دریائے گوداوری کے کنارے سناتن دھرمیوں کے پیشوائے اعظم گورو شنکر اچاریہ کی موجودگی میں شدھی کی رسم نہایت شان و شوکت اور دھوم دھام سے ادا کی گئی اور اب عنقریب شادی ہو جائے گی۔ تمام ہندو اخبارات عموماً اور آریہ سماجی اخبارات خصوصاً اس اطلاع کو نہایت جلی عنوانوں سے شایع کر رہے ہیں اور اسے ہندو دھرم کی کامیابی اور صداقت کا ایک زبردست ثبوت بتاتے ہیں۔ ہندوؤں کی اس طفلانہ خوشی پر کسی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن اگر مس ملر کی شدھی کے تمام مراحل کو سامنے رکھ لیا جائے تو ہر ایک انصاف پسند شخص یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ مس ملر کی تبدیلی مذہب میں مذہبی خیالات اور جذبات کو بالکل دخل نہیں اور یہ سب حضرت عشق ہی کی کارگزاریاں ہیں۔ مس ملر کا نام بدل دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے خیالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس نے اپنی تقریر میں صاف طور پر کہہ دیا ہے۔ کہ:-

> میں آپ کو یہ صاف تبلا دینا چاہتی ہوں کہ کسی مذہب سے قطع تعلق کرتے ہوئے مجھے رنج ضرور محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ اس مذہب میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جسے بلا نقصان اٹھائے ترک کیا جائے مجھے امید ہے کہ مسیحیت کی سچی سپرٹ ہمیشہ میرے دل میں رہے گی۔ اور آئندہ زمانہ میں میری تسکین و تسلی کا موجب ہوگی۔ (دیتج ۱۷ مارچ)

مگر یہ کوئی اچنبہ کی بات نہیں۔ اس سے پہلے شدھی عام طور پر سیاسی اغراض و مقاصد کو مدنظر رکھ کر کی جاتی تھی۔ اب مہاراجہ اندور جیسے عشاق کے لئے بھی اس تحریک کے ذریعے آسانیاں پیدا ہونے لگی ہیں۔ ورنہ یہ ایک حقیقت ہے کہ از روئے مذہب ہندو مذہب کے دروازے دوسروں کے لئے بند ہیں۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی رو نے بعض سیاست دان ہندوؤں کے دل میں اشاعت مذہب کا خیال پیدا کر دیا ہے۔

خیر مہاراجہ اندور کو اپنی مراد حاصل ہو گئی۔ ہندوؤں کی روز بروز گھٹتی ہوئی تعداد میں ایک آدمی کا اضافہ ہو گیا۔ ہمارے آریہ سماجی دوستوں کو خاص طور پر بغلیں بجانے کا موقع مل گیا۔ سر دست ہم ان سب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ لیکن اس معرکہ کی شدھی اور شادی سے جو نتایج پیدا ہوں گے ان کا پبلک کو ابھی انتظار کرنا چاہئے۔

جداگانہ نیابت

آل پارٹیز کانفرنس کے اجلاس میں جداگانہ نیابت پر گرما گرم بحث ہوئی۔ مخالفین اور موافقین نے طرح طرح کی دلائل پیش کیں۔ ہمارے خیال میں ایک غیر جانبدار ہستی یعنی مسز اینی بسنٹ نے اس اہم ترین مسئلہ کے متعلق جو رائے ظاہر فرمائی اس کو اس طویل بحث اور اہم معاملہ کا فیصلہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ "یا تو حکومت کے حق میں رائے دینی پڑے گی۔ یا جداگانہ نیابت کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ میں آخر الذکر کو کم خطرناک سمجھتی ہوں۔ اس لئے اس کی تائید کرتی ہوں" اجلاس میں مرکزی سکھ لیگ کا ایک خط بھی پڑھا گیا جس میں جداگانہ نیابت پر زور دیا گیا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پنڈت موتی لال نہرو چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمان مخلوط انتخاب کو تسلیم کر لیں۔ اور مولانا محمد علی نے دبی زبان سے ان کی تائید کرتے ہوئے مسلمانوں کی آواز کو دبانا بھی چاہا مگر باوجود ان تمام کوششوں کے اکثریت جداگانہ نیابت کے حق میں رہی۔ ہم ان اصحاب کو جنہوں نے مخلوط انتخاب کے خلاف رائے دی تھی مبارکباد دیتے ہوئے حکومت اور برادران وطن پر ایک بار پھر اس حقیقت کو واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ موجودہ حالات میں مسلمان مخلوط انتخاب کو کسی صورت میں بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ اور جو چند مسلمان لیڈر غلط فہمی یا اور کسی وجہ سے مخلوط انتخاب کی تائید کرتے ہیں ان کی آواز کو سات کروڑ مسلمانوں کی آواز سمجھ لینا ایک بہت بڑی غلطی ہوگا۔

پیغام صلح

کا سالانہ چندہ اب ۴ روپیہ ہے۔ بعض احباب ابھی تک پانچ روپے سالانہ چندہ بھیج رہے ہیں یہ غلط فہمی اب دور ہو جانی چاہئے۔ نیز جن اصحاب کا چندہ اب ختم ہو چکا ہے یا عنقریب ختم ہونے والا ہے۔ انہیں دفتر سے اطلاعی خطوط لکھے جا چکے ہیں۔ وہ براہ کرم اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ وی پی کا انتظار نہ کریں۔ اس میں خواہ مخواہ زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ (مینیجر)

بیمہ اور شریعت اسلامیہ

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

(جناب مولانا احمد صاحب کے قلم سے)

جو رقم کسی کو اس شرط اور غرض سے دی جائے کہ وہ محفوظ رہے اور واپسی کے وقت اس کے ساتھ کچھ زائد رقم بغیر کسی محنت اور مشقت کے مل جائے یہ سود کے تحت میں آتا ہے۔ چاہے اس غرض کے لئے بنک میں روپیہ جمع کیا جائے یا بیمہ کمپنی کے پاس جمع کرایا جائے۔ یا کسی اور شخص کو دیا جائے۔ جو روپیہ کسی کو دیا جائے وہ اسے تجارت میں لگائے یا کسی اور کاروبار میں اور شرط یہ ہو کہ کاروبار والا روپے کے مالک کو ماہوار یا سالانہ کچھ رقم بطور منافع تجارت دے گا۔ اگرچہ وہ تھوڑی ہی ہو۔ اور اگرچہ کاروبار والا کاروبار میں نفع کے بجائے نقصان ہی کیوں نہ اٹھائے۔ تو میرے نزدیک یہ بھی سود میں شامل ہے۔ اور اسے شرکت فی التجارت قرار دینا صحیح نہیں۔ شرکت فی التجارت جب ہوگی کہ روپیہ والا نفع و نقصان دونوں صورتوں میں شریک ہو اور جس طرح منافع لیتا ہے نقصان اور تاوان میں بھی شریک ہو۔ یہ کہنا کہ چونکہ وہ منافع کی بہت تھوڑی رقم لیتا ہے اس لئے وہ نقصان کا ذمہ دار نہیں۔ اس کے لئے کوئی اصل نہیں۔ اور تجارت کے کاروبار اور اس کے مد و جزر اور اتار چڑھاؤ کا کوئی اعتبار ہے ایک کاروباری شخص جو آج کروڑپتی ہے کل اس کا دیوالہ نکل سکتا ہے۔ اس لئے میرے نزدیک یہ صورت شرکت فی التجارت کی نہیں۔ بلکہ شرکت فی المنافع کی ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے کہ کسی کو کچھ رقم دیدی جائے۔ وہ اس پر کام شروع کر دے نفع میں روپے والا شریک ہو اور نقصان سارا کام کرنے والے کا ہو۔ میرے خیال میں یہ صورت بھی سود ہی کے تحت میں آتی ہے۔ اور کوئی بات اسے سودی صورت سے جدا نہیں کر سکتی۔

جوئے کی تعریف

اگر دو شخصوں کا آپس میں اس طرح اقرار ہو کہ بعض خاص شرائط کے ماتحت ایک دوسرے کو کچھ رقم دے اور وہ رقم کسی مال یا خدمت کا معاوضہ نہ ہو بلکہ صرف شرط کی بنا پر ہو اگر وہ شرط پوری ہوئی تو بلا معاوضہ وہ رقم چلی جائے گی اور اگر پوری نہ ہوئی تو بلا معاوضہ اس کے ہاتھ کوئی رقم آ جائے گی تو یہ جوا ہے۔ اور میرے خیال میں اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ شرائط کا وجود مروجہ کھیل کے رنگ میں ہو۔ یا اقرار کرنے والوں کا اپنا فعل ہو۔ جب سورہ روم میں رومیوں کے فارس والوں پر غالب آنے کی پیشگوئی کی گئی تو حضرت ابوبکرؓ اور ابی بن خلف نے آپس میں چند اونٹوں کی شرط لگائی۔ کہ اگر بضع سنین میں رومی غالب ہوئے تو ابی بن خلف اتنے اونٹ حضرت ابوبکر کو دے گا۔ اگر غالب نہ ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ ابی بن خلف کو اتنے اونٹ دیں گے۔ جب یہ پیشگوئی پوری ہوئی تو اکثر مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر نے ابی بن خلف یا اس کے [illegible] شرط کے مطابق اونٹ لے لئے۔ اس اقرار اور شرط کو اکثر مفسرین نے جوا ٹھیرایا ہے تو شرط حضرت ابوبکرؓ نے کیوں لگائی۔ اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس وقت جوئے کی حرمت کی آیات نازل نہ ہوئی تھیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ ان اونٹوں کو صدقہ میں دیدو۔ یعنی اگرچہ اس وقت جوئے کی حرمت نازل نہ ہوئی تھی تو بھی ایسے مال کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے لئے اپنے استعمال میں لانا پسند نہیں کیا۔ اس لئے انہیں حکم دیا کہ اسے صدقہ کر دیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور ابی بن خلف کا اقرار اور شرط لگانا نہ کھیل تھا اور نہ ان کے اپنے فعل پر تھا۔ بلکہ ایک صداقت کے پورا ہونے پر تھا۔ اور خدا کے فعل اور خبر کی سچائی پر تھا۔

امداد اور معاوضہ

امداد اور معاوضہ میں فرق ہے۔ ایک شخص کسی کو کوئی چیز مستعار دیتا ہے کہ چند دن اسے استعمال کر کے فائدہ اٹھا لے اور اس کا معاوضہ نہیں لیتا یہ امداد ہے۔ ایک شخص بغیر کسی معاوضہ کے کوئی چیز کسی کو بطور تملیک دیتا ہے۔ یہ امداد ہے۔ یا بغیر کسی معاوضہ کے اپنی جائداد کی آمدنی ہمیشہ کے لئے کسی کو دیدیتا ہے یہ امداد ہے جیسا کہ وقف کی صورت میں ہوتا ہے۔ ایک شخص اگر کسی کو اس شرط پر اپنا کوئی مال یا اس کا منافع دیتا ہے کہ اس کے عوض وہ بھی اسے کچھ دے تو یہ امداد نہیں بلکہ معاوضہ کا معاملہ ہے۔ اس لئے جو شخص کسی کو اس شرط پر کچھ ہبہ کرتا ہے۔ کہ اس کے عوض وہ بھی کچھ دے۔ اور اگر کچھ معاوضہ نہ ملے تو ہبہ پھیرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ تو یہ ہبہ نہیں بلکہ اصل میں معاوضہ ہے اور نام کا ہبہ ہے۔

خطوط اور پارسلوں کا بیمہ

اب میں بیمہ کو لیتا ہوں۔ خطوط اور پارسلوں کا بیمہ معاملہ اجرت ہے۔ اور ڈاک خانہ والے اپنی خدمت کا معاوضہ لیتے ہیں۔ بیمہ دار کا کچھ مال ہوتا ڈاک خانہ والے اسے ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچاتے ہیں۔ اور اس کا معاوضہ لیتے ہیں۔ اگر بیمہ تلف ہو جائے (تلف کرنے والے ڈاک خانہ والے ہوتے ہیں۔ یا ان کی بے احتیاطی سے اور کوئی تلف کر دیتا ہے) تو وہ نقصان بھرتے ہیں۔ پس خطوط اور پارسلوں کا بیمہ محض زبانی اقرار نہیں۔ بلکہ معاوضہ کا معاملہ ہے۔ ڈاک خانہ والے جو کچھ رقم لیتے ہیں۔ اپنی خدمت کے عوض لیتے ہیں۔ اور بیمہ تلف ہونے کی صورت میں جو نقصان بھرتے ہیں وہ اپنے قصور کی وجہ سے بھرتے ہیں نہ محض زبانی اقرار سے۔

بیمہ جائداد یا بیمہ زندگی میں جو رقم کمپنی کو دی جاتی ہے وہ کسی خدمت کا معاوضہ نہیں۔ اور کمپنی جو کچھ بیمہ دار کو دیتی ہے وہ کمپنی نے کسی قصور کی وجہ سے نہیں۔ اور جس رقم کی ادائیگی کا ذمہ کمپنی لیتی ہے۔ اس کا استحقاق بھی بیمہ دار کو نہیں۔ اس بنا پر میرے خیال میں بیمہ خطوط و پارسل اور بیمہ جائداد یا زندگی بالکل دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اور امر مشترک کچھ بھی نہیں۔

بیمہ دار کا تعلق براہ راست کمپنی سے ہے۔ اور بیمہ کے پراسپکٹس میں جو قواعد مندرج ہیں وہ کمپنی اور بیمہ داروں کے درمیان برتنے کے لئے ہیں۔ بیمہ داروں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ہر ایک بیمہ دار کے حقوق کی ذمہ دار براہ راست کمپنی ہے۔ نہ کہ اور بیمہ دار۔ وہ جو کچھ دیتا ہے وہ بھی کمپنی کو دیتا ہے اور کمپنی جو کچھ دیتی ہے وہ بھی اپنی طرف سے دیتی ہے۔ اگر اور بیمہ دار نہ ہوں یا تھوڑے ہوں جن کی رقموں سے وہ رقم پوری نہیں ہوتی جو ایک بیمہ دار کو دیتا ہے تو بھی کمپنی کے ذمہ اپنے قواعد کی رو سے اپنی مشروط رقم واجب الادا ہوگی۔ پس بیمہ داروں کا آپس میں امداد کا سوال یہاں آتا ہی نہیں۔

سوال صرف بیمہ دار اور کمپنی کے درمیان تعلق کا رہ جاتا ہے۔ کہ جو رقم بیمہ دار کمپنی کو دیتا ہے یا جو کمپنی بیمہ دار کو دیتی ہے۔ وہ کس نہج کا ہے اور کس رنگ کا ہے۔ اور کمپنی نے جو قواعد بیمہ کے لئے بنائے ہیں۔ اس سے ہمدردی کی بو آتی ہے یا سود کی۔ اس بحث کی تو کوئی ضرورت نہیں۔ کہ بیمہ دار جو رقم ادا کرتا ہے تو وہ اس غرض کے لئے کمپنی کو ادا کرتا ہے کہ مصیبت کے وقت زائد رقم مل جائے۔ بیمہ کراتے وقت سب سے پہلا خیال یہی آتا ہے اور بیمہ کرانے کا باعث اور محرک یہی امر ہے۔ اس غرض کے لئے چاہے بنک میں روپیہ جمع کرایا جائے۔ چاہے کسی تجارت پیشہ کو دیا جائے۔ چاہے بیمہ کمپنی کو دیا جائے۔ سب کا ایک ہی حکم ہے۔ اگر بنک یا تجارت پیشہ سے زائد رقم لینا سود ہے۔ تو بیمہ کمپنی سے لینا بھی سود ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ بیمہ کمپنی زائد رقم مصیبت کے وقت دیتی ہے۔ اور بنک اور کاروباری آدمی ماہوار یا سالانہ ادا کرتا ہے۔ جس کے لئے مصیبت کا وقت شرط نہیں۔ لیکن صرف اسی قدر فرق سے حکم میں کوئی فرق نہیں آتا۔ سب صورتوں میں زائد رقم ملنے کے خیال سے روپیہ جمع کرایا جاتا ہے۔ اور روپے سے کاروبار چلایا جاتا ہے۔ سود یا تجارت۔ اور خاص شرائط کے ماتحت زائد رقم دی جاتی ہے۔ کمپنی مفت کسی کی امداد نہیں کرتی۔ لوگوں کا روپیہ لے کر اس سے کاروبار کرتی ہے۔ اور فائدہ اٹھانے کے بدلے میں کچھ زائد رقم دیتی ہے۔ اور باقی سودی معاملات میں بھی یہی ہوتا ہے۔

باہمی ہمدردی کا ڈھکوسلا

بیمہ کے قواعد سے صاف نظر آتا ہے کہ ان کا مقصد ہمدردی کرنا نہیں۔ بلکہ اپنے مفاد ہی کا خیال مدنظر ہے۔ میرے پاس اس وقت لکشمی انشورنس کمپنی کے پراسپکٹس ہیں ان سے میں چند حوالے نقل کرتا ہوں۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ کمپنی والوں کے دلوں میں کوئی ہمدردی نہیں۔ صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے:۔

"کمپنی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ تمام بیمہ جات ناقابل ضبطی ہیں .... ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بیمہ جاری ہو جانے کے تین سال بعد خواہ کسی وجہ سے زرچندہ کی ادائیگی نہ ہو تو کوئی بیمہ ہرگز ضبط نہ ہوگا (یعنی تین سال کے اندر زرچندہ کی ادائیگی سے اگر بیمہ دار عاجز ہو جائے تو بیمہ ضبط ہو جائے گا۔ اور کمپنی کے پاس جمع کردہ روپیہ بھی گیا) بلکہ کمپنی اس کے بیمہ جات کو اتنے عرصہ کے لئے قائم رکھے گی جتنے عرصہ کے لئے ان کا زر [illegible] یا واپسی ادائیگی چندہ کو کافی ہوگی .... اور ایسی حالت میں جو رقم کمپنی اپنے پاس سے ادا کر کے بیمہ کو جاری رکھے گی۔ وہ بیمہ دار کے ذمہ قرضہ تصور ہوگا۔ اور چھ روپیہ سینکڑہ سالانہ سود بحساب مرکب ششماہی شمار ہوگا .... جو بیمہ دار فارغ البالی کی حالت میں ادا کر سکتا ہے"۔ (بیمہ دار کے ساتھ ہمدردی کے لئے اس پر چھ روپیہ سالانہ سود لگایا اور روپیہ اپنے پاس رکھا۔ یہ خوب ہمدردی ہے)

پراسپکٹس کے صفحہ ۱۵ پر درج ہے:۔

"جب ایسا غیر ادا شدہ چندہ جو کمپنی بیمہ کو جاری رکھنے کے لئے ادا کرے گی معہ سود زر واپسی کی رقم سے بڑھ جائے گا اور بیمہ دار اس کی ادائیگی کا کوئی انتظام نہ کرے گا۔ تو بیمہ دار کے کل حقوق کالعدم ہو جائیں گے اور کمپنی ہر قسم کی ذمہ داری سے بالکل بری ہو جائے گی۔" (اس صورت میں بھی اصل روپیہ بیمہ دار کا ضائع ہوا) اگر تین سال یا اس سے زیادہ چندہ ادا کرنے کے بعد کوئی بیمہ دار کسی وجہ سے چندہ ادا نہ کر سکتا ہو اور اپنا [illegible] واپس لینا چاہے۔ اور بیمہ منسوخ کرانا چاہے تو اس کو ادا شدہ چندہ کا کم از کم ۳۰ فیصدی بعد منہائی چندہ سال اول واپس مل سکتا ہے۔

یعنی سال اول کا چندہ تو سارا ہضم ہوا۔ اور باقی مدت کا ساٹھ فیصدی یا کم۔

اب سوال یہ ہے کہ بیمہ دار کا یہ چندہ کل کا کل جب تین سال کے اندر اندر وہ چندہ سے عاجز ہو جائے یا جب کسی کا قرضہ معہ سود جو بیمہ جاری رکھنے کے لئے دیتی ہے۔ جمع شدہ چندہ سے بڑھ جائے۔ یا سال اول کا کل چندہ اور باقی مدت کا ساٹھ فیصدی جب بیمہ دار زرچندہ سے عاجز ہو کر بیمہ کو منسوخ کرانا چاہے کیوں ہضم کیا جاتا ہے۔ جب اس پر مصیبت آئی اور زرچندہ سے عاجز ہوا اس کے ساتھ اور کوئی ہمدردی نہیں کی جاتی تو اس کا اپنا جمع شدہ چندہ کیوں ضبط کیا جاتا ہے۔ کمپنی کا ایسی مصیبت کے وقت اس کے جمع شدہ چندہ کو ضبط کر لینا بتاتا ہے کہ بیمہ کمپنی کی غرض ہمدردی ہرگز نہیں۔ ایک طرف بیمہ دار کا مدعا [illegible] سے رہ گیا۔ دوسری طرف جو کچھ ہمدردی کرنے والوں کے پاس جمع کیا تھا اس پر انہوں نے قبضہ جما لیا۔ اور بیمہ دار کا یہ چندہ بلا جرم اور بلا معاوضہ صرف ایک شرط کی بنا پر ضبط ہو گیا۔ اور اگر بیمہ دار صرف دو تین سال کا چندہ جمع کر کے مر جائے تو بیمہ کا کل روپیہ اس کے وارثوں کو ملتا ہے۔ اس کو اگر جیت نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے۔ بعض صورتوں میں بیمہ دار کا اصل روپیہ بغیر کسی جرم اور معاوضہ کے تباہ ہو جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ بغیر کسی معاوضہ کے صرف شرط موت پر یا جائداد کے جل جانے سے ایک بڑی رقم بیمہ دار لے لیتا ہے اور صرف ایک شرط کی بنا پر ایک دوسرے سے روپیہ لے لینا ہار جیت اور جوئے کا ہم شکل ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ بیمہ کمپنی نے بیمہ میں شرط مصیبت لگائی ہے اور باقی جوؤں میں مصیبت کی شرط نہیں ہوتی۔ کوئی اور شرط ہوتی ہے لیکن صرف اس بات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کمپنی ہمدردی کرتی ہے۔ کیونکہ وہ اصل چندہ بھی بعض شرائط کے پورا نہ ہونے سے ضبط کر لیتی ہے۔

بیمہ سود اور جوا

بیمہ میں سود اور جوا دونوں کا رنگ موجود ہے۔ کمپنی کے پاس اس غرض سے روپیہ جمع کرایا جاتا ہے کہ مصیبت کے وقت زائد رقم ملے اس لحاظ سے اس کی مشابہت سود سے ہے۔ لیکن یہ زائد رقم چونکہ بعض شرائط کے ماتحت ملتی ہے۔ جن کے پورا نہ ہو سکنے کی صورت میں بیمہ دار کا اصل چندہ بھی ضبط ہو جاتا ہے۔ لہذا اس لحاظ سے جوئے سے بھی اس کی مشابہت ہے۔ اگر بیمہ دار کا اصل چندہ ضبط نہ ہوا کرے تو پھر سود سے اس کی مشابہت باقی رہ جاتی ہے۔

بالفرض اگر بیمہ جائداد یا بیمہ زندگی صریح سود اور جوا نہ بھی ہو تو اس کا مشکل ضرور ہے۔ ایک پہلو ہمدردی کا بھی اگر نکالا جائے تو وہ بہت کمزور ہے مگر سود اور جوئے کا پہلو اس میں بھی ہے اور نمایاں طور پر ہے۔ جس طرح صریح حرام سے احتراز لازم ہے اسی طرح مشتبہ امور سے بھی احتراز ضروری ہے۔ اس بارہ میں بخاری کی حدیث نقل کرتا ہوں تاکہ جن کے دلوں میں حدیث کی عزت ہے اور اباحت پسند طبیعت نہیں رکھتے وہ اس پر غور کریں۔

بقول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات لا یعلمها کثیر من الناس۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حلال بھی کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے۔ اور دونوں کے درمیان شبہ کی باتیں ہیں۔ جن کو بہت لوگ نہیں جانتے۔ فمن اتقی المشبهات استبرا لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات کراع یرعی حول الحمی یوشک ان یواقعه۔ پس جو مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا۔ اور جو شخص شبہ باتوں میں پڑا تو اس کی مثال چرواہے کی ہے جو چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے۔ قریب ہے کہ اس کے اندر گر جائے۔ الا ان لکل ملک حمی الا ان حمی اللہ فی ارضه محارمه۔ سن لو ہر بادشاہ کے لئے چراگاہ ہوتی ہے۔ اور اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔

اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشتبہ کاموں سے احتراز کرنا ایسا ہی ضروری ٹھیرایا ہے جس طرح حرام چیزوں سے احتراز کرنا ضروری ہے اور یہ بتایا ہے کہ مشتبہ کاموں کا ارتکاب کرنا کھلے حرام کاموں میں پڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

مولوی محمد یعقوب خان صاحب

لاہور ۱۶ مارچ۔ آج مولانا محمد یعقوب خان صاحب سابق ایڈیٹر اخبار لائٹ لاہور جیل سے میانوالی جیل میں تبدیل کر دیئے گئے اور ان کو بغیر ہتھکڑیوں کے لیجایا گیا۔ ان کی صحت بفضلہ تعالی اچھی ہے تمام احباب ان کے لئے دعا کریں کہ خداوند تعالی انہیں جلد بخیریت واپس لائے۔

اسلام کے لئے

عیدی دو

اور

جرمن زبان میں ترجمۃ القرآن شایع کرادو

اپنے پیارے بچوں کے لئے تو سنا کرتے تھے۔ یہ اسلام کے لئے عیدی ایک نئی آواز ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کی مختصر تشریح کر دی جائے۔ عید کے دن کچھ پیسے بچوں کو دیئے جاتے ہیں۔ تا وہ اچھے کپڑے پہن کر اچھے کھانے کھا کر اور خوشبوئیں لگا کر خوشی حاصل کریں۔ اور سجے ہو کر نماز کو جائیں اور مسلمان دنیا کی نگاہ میں ایک مہذب قوم نظر آئے۔ لیکن اسلام تو بفضلہ ایک نہایت ہی خوبصورت مذہب ہے۔ بذاتہ نور علیٰ نور ہے۔ نور علیٰ نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء میں قرآن کریم نے خود اسے نور فرمایا۔ پھر حضرت مجدد علیہ السلام نے فرمایا ؎

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا

کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

پھر علامہ دہر گیٹے جرمن فلاسفر نے لکھا کہ دشمن سے دشمن بھی اگر قرآن کو پڑھے تو پیشتر اس کے کہ اسے ختم کرے۔ اس کا عاشق بن جاتا ہے۔ غرضیکہ ہر کوئی جو اسے دیکھتا ہے وہ خوش ہوتا ہے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسے عیدی کی کیا ضرورت ہے جواباً عرض ہے کہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اسلام دین کامل ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ کہ سوائے اس دین کے اللہ اور کوئی دین بارگاہ الٰہی میں قبول نہ کیا جائے گا۔ لیکن آپ سب کو معلوم ہے کہ عیسائی پادری اپنے مریدوں کو اس کی چمک سے بچانے کے لئے چودہ سو سال سے اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اسلام اور نبی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پر مختلف افترا باندھ کر ان کو ایسی ایسی بری شکلوں میں پیش کیا جائے کہ عیسائی دنیا اس معشوق کی شکل دیکھنے کے خیال سے بھی بیزار رہے۔ اور یہ حربہ پادریوں کا ایسا کاری نکلا کہ آج تک یورپ میں اسلام کا قدم نہ جم سکا۔ اس بات کو سمجھتے ہوئے ہندوستان میں ہمارے برادران وطن خاصکر آریہ سماج نے اپنی ہندو جاتی کو اسلام کے اثر سے بچانے کے لئے پادری یورپ کے نقش قدم پر چلنے کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں دیکھا۔ اور اسلام اور حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایسی گندہ اور فحش غلط بیانیاں کیں کہ اس کی مثال صفحہ دنیا میں پہلے نہیں ملتی یہاں تک کہ غیر تو کیا خود ناواقف مسلمان بچے اس پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر اسلام سے روگردانی اختیار کر رہے ہیں۔ ایسے وقت میں زمانہ کے مجدد کے ذریعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اصل مرض کو سمجھتے ہوئے لکھوکھا روپیہ صرف کر دیا۔ تاکہ لوگوں کو اصل اور خوبصورت چہرہ اسلام کا دکھایا جائے اور اس دجل کو پاش پاش کیا جائے اس کے لئے قرآن کریم کے انگریزی، اردو۔ اور تامل زبانوں میں ترجمے اور تفسیریں شایع کیں جن میں ان غلط بیانیوں کا ازالہ کیا گیا۔ جن سے علمائے زمانہ بالکل ناواقف تھے۔ مبلغین کی ایک جماعت مہیا کی تاکہ وعظوں۔ لیکچروں اور مباحثوں سے اسلام کی خوبیاں دنیا پر ظاہر کریں۔ اور جہاں کوئی اعتراض تحریری یا تقریری اسلام کے خلاف نکلے وہیں اس کا محققانہ جواب سے سر کچل دیا جائے۔ اردو، انگریزی اور جرمن زبان میں رسائل و اخبار جاری کئے۔ تاکہ اخباری دنیا کو اسلام کے خلاف غلط بیانیوں کا ترکی بترکی جواب دیا جا سکے۔ انگلینڈ۔ جرمنی۔ جاوا۔ امریکہ اور مختلف ہندوستان کے حصص میں مشن جاری کئے۔ تاکہ مخالفین کے گھروں میں جا کر اسلام کی حفاظت و اشاعت کی جا سکے۔ لیکن باوجود اس بیش بہا سعی کے اسلام کے خوبصورت چہرے سے جو نقاب اٹھانے کا کام ہے اس کا ابھی عشر عشیر بھی نہیں ہو سکا۔ کیونکہ ہمارے فنڈز محدود ہیں۔ اس لئے ضروری ہو گیا کہ ہر فرزند اسلام اس کو اپنا فرض سمجھے کہ جو صدقہ، زکوٰۃ، خیرات یا خوشی و غمی میں راہ مولیٰ دیتا ہے وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو دے کیونکہ نہ صرف حفاظت و اشاعت اسلام کے کام میں بلکہ دیانت و امانت میں یہ انجمن اپنی مثال آپ ہے۔ ایسا کرنے سے آپ مجاہدین اسلام کے گروہ میں شامل ہو جائیں گے۔

عید کی تقریب پر لکھوکھا روپیہ نفسانی خوشی کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ ہزارہا بچوں کو عیدی دی جاتی ہے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا دین مبین سے بڑھ کر ایک مسلمان کے لئے کوئی اور عزیز چیز دنیا میں ہو سکتی ہے؟ پھر کیا موجودہ حالت میں دین اللہ سے بڑھ کر اور کوئی حاجتمند ہو سکتا ہے؟

حضرت مجدد زبان مبارک سے فرماتے ہیں۔ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید

دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے برلن ملک جرمنی میں ایک عالی شان مسجد مکمل کر دی ہے۔ اور ہزارہا روپیہ خرچ کر کے ایک مشن چلایا جا رہا ہے قریباً ستر (۷۰) آدمی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ اب ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ انہیں **قرآن کریم کا ترجمہ** پہنچایا جائے۔ اس کے شایع کرنے کے لئے بھی انجمن نے فیصلہ کر لیا ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس کام میں انجمن کی امداد کرے ہم نے عید کے موقع پر یہ **تحریک** کرنی مناسب سمجھی ہے کہ ہر درد دل رکھنے والا مسلمان اپنی طرف سے۔ اپنی مستورات کی طرف سے اپنے بچوں کی طرف سے عید کے موقع پر اس فنڈ میں دل کھول کر **عیدی** دے اور جو رقم جمع ہو وہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو پہنچا دے۔ یہ روپیہ جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرانے پر صرف کیا جائے گا۔ نیز اس کے لئے ہر مسجد کے دروازے کے باہر رضاکاران انجمن صندوقچیاں لئے کھڑے ہوں گے۔ برادران اسلام سے امید ہے کہ وہ اسلام کی عیدی اس میں ڈالتے جائیں گے۔ تاکہ ہم دنیا کو دکھا سکیں کہ تعلیم اسلام پر قدم مارنے سے انسان نجات پا سکتا ہے یہ ترجمہ علامہ دہر ڈاکٹر ماڈوس صاحب پی ایچ ڈی۔ نومسلم کے ذریعہ جناب مولانا محمد علی صاحب ایم اے۔ امیر قوم احمدیہ۔ اور جناب مولانا مولوی صدر الدین صاحب بی اے مسلم مشنری برلن کی زیر نگرانی کرایا جائیگا بالآخر پھر عرض ہے کہ جو صاحب اس اشتہار کو پڑھیں وہ خود بھی اس فنڈ میں حصہ لیں اور دیگر برادران اسلام کو بھی حصہ لینے کے لئے تحریک کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان بھائیوں کے دلوں میں اس کے لئے اثر پیدا کر دے۔ آمین۔ ؎

بکوشید اے جواناں تا بہ دیں قوت شود پیدا

بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

باصحاب نبیؐ بنگر کہ چوں شد کار ندانی

کہ او تا بند دیں پیشۂ نصرت شود پیدا

خاکسار سید محمد حسین فنانشل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مسلمانان علی پور کا جلسہ عام

آج بتاریخ ۶ / مارچ بعد از نماز جمعہ مسلمانان علاقہ علی پور کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق آرا پاس کیا گیا۔

چونکہ علی پور ضلع مظفرگڑھ میں ہندو اصحاب کی ایک شوریدہ سر پارٹی بنی ہوئی ہے جس نے کچھ عرصہ سے مختلف ہندو اخبارات میں مقامی حالات کی غلط تصویر پیش کرنی شروع کر دی ہے۔ اور مسلمانوں کے خلاف ناجائز الزامات کا طومار باندھ رکھا ہے۔ اس پارٹی کی پشت پر مقامی آریہ سماج اور دیگر معزز ہندوؤں کا ہاتھ ہے۔ چونکہ اس پارٹی کا وجود امن عامہ کے لئے نہایت مضر اور خطرناک ہے لہذا ہم مسلمانوں کا یہ عظیم الشان جلسہ پارٹی مذکورہ کے ان ناجائز و اخلاق سوز طرز عمل پر نفرین و ملامت کا ریزولیوشن باتفاق آرا پاس کر کے ذمہ داران اعلےٰ حکام کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ اس پارٹی کی کسی تحریری و تقریری کارروائی کو کسی قسم کی وقعت نہ دیں۔ اور قرار دیتا ہے کہ اس ریزولیوشن کی ایک ایک کاپی شایع کرنے کے لئے تمام اخبارات کو بھیجی جائے۔

محرک۔ مرزا مظفر بیگ صاحب شاطع مسلم مشنری۔

(۱) موید سردار بلو خاں ذیلدار علی پور

(۲) سید امیر شاہ صاحب رئیس و زمیندار بستی فقیر شاہ

(۳) مولوی واحد بخش صاحب میونسپل کمشنر و نمبردار علی پور

(۴) ملک محمد روشن علی صاحب نمبردار

(۵) میاں خان محمد صاحب میونسپل کمشنر علی پور

(۶) قاضی محمد نواز صاحب (۷) شیر محمد صاحب (۸) واحد بخش صاحب۔

جائنٹ سکرٹری انجمن تحفظ اسلام علی پور

مسائل صلوٰۃ العید

صدقہ فطر اور عید فنڈ

رمضان المبارک قریب الاختتام ہے۔ جس کے بعد عید الفطر آتی ہے اس کے متعلق چند مسائل حوالہ قلم ہیں۔

صلوٰۃ العید دو رکعت ہوتی ہے۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں۔ قرأت تکبیروں کے بعد پڑھنی چاہیئے۔ دونوں رکعتوں میں سورۂ ق۔ والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ پڑھنی چاہیئے۔ عید الفطر میں صبح کے وقت صلوٰۃ العید سے پہلے کھانا کھا کر جانا چاہیئے۔ کھجوریں کھانا سنت ہے۔ صلوٰۃ العید سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ سوائے فجر کے۔ عید کے دن عیدگاہ کو راستہ تبدیل کر کے جانا چاہیئے۔ یعنی جس راستے جائیں۔ اسی راستے سے نہ آئیں۔ عیدگاہ کو پیدل جانا چاہیئے۔ عید کے دن کپڑے اچھے پہنے۔ خوشبو وغیرہ لگائے۔ عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستے میں تکبیریں پڑھتا جائے۔ ارتفاع شمس سے لے کر زوال تک نماز عید کا وقت ہوتا ہے۔ امام خطبہ میں احکام صدقہ تبلائے۔ اور لوگوں کو وعظ کرے ایک ہی خطبہ ہوتا ہے۔ بعد میں دعا امر مسنون نہیں۔

عید کے دن عورتیں بھی عید کی نماز پڑھنے کے لئے بر عایت پردہ جائیں۔ خطبہ صلوٰۃ العید کے بعد ہوتا ہے۔ عید میں اقامت اور اذان نہیں کہی جاتی۔

اس عید کے موقعہ پر صدقۃ الفطر کے نام سے کچھ صدقہ ہر ایک مسلمان کی طرف سے دیا جانا واجب ہے۔ ہر ایک وہ شخص جو کسی کنبے کا کفیل ہو صاحب نصاب ہے۔ اس پر واجب ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر کے تمام لوگوں بلکہ چھوٹے بچوں تک کا صدقہ دے۔

صدقہ کی مقدار نصف صاع گیہوں ہے۔ صاع چار مد کے برابر ہے مد ایک پیمانہ کا نام ہے۔ جس میں ۱۳ چھٹانک گیہوں آتے ہیں اس حساب سے نصف صاع یا ایک سیر گیہوں فی کس یا اس کی قیمت بحساب ۱۰/۶ سیر فی روپیہ ۳ / فی کس واجب الادا ہے۔

صدقہ فطر کے علاوہ عید کے موقع پر حضرت مسیح موعود نے ایک روپیہ بطور عید فنڈ دینے کے لئے کہا ہے۔ جو اشاعت اسلام کی ضروریات کے لئے بہت کچھ کام آ سکتا ہے۔ عید ایک خوشی کا دن ہے اس لئے جہاں اور بہت سا روپیہ عیش و عشرت کے سامانوں پر مسلمان خرچ کرتے ہیں اگر اشاعت اسلام جیسے اہم مقصد کے لئے دیدیا کریں تو اس میں بہت کچھ مدد مل سکتی۔

ہمارے تمام احباب کو چاہیئے کہ صدقہ عید الفطر اور عید فنڈ اپنی اپنی جماعت کے سکرٹری کے پاس نماز عید سے پہلے جمع کرا دیں۔ نماز عید کے بعد صدقہ فطر نہیں ہوتا۔ جہاں باقاعدہ انجمنیں نہ ہوں وہاں سے براہ راست محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیج دیں۔ امید ہے کہ احباب ان چند ضروری باتوں کو یاد رکھیں گے اور صدقہ فطر اور عید فنڈ جمع کرنے میں پورے اہتمام سے کام لیں گے۔

یجروید کا اردو ترجمہ

اخبار "رشی" امرتسر کی رائے

ترجمہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے فاضل اور مشہور مبلغ و ماہر سنسکرت مولانا عبد الحق صاحب نے کیا ہے۔ جو ۷۰۰ صفحوں کی ضخیم کتاب کی شکل میں ہے۔ لکھائی۔ چھپائی اور کاغذ سب عمدہ ہیں اس کے شروع میں جو مقدمہ دیا گیا ہے بڑے غور و خوض پر مبنی اور نہایت مفید معلومات سے پر ہے۔ فاضل مترجم نے کوزہ میں دریا بند کر دیا ہے ہم نے وید کے ترجمہ کو جہاں تک دیکھا ہے۔ وہ درست ہے یہ ترجمہ شکل یجروید کا ہے۔ اس کے متعلق بہت کچھ جانفشانی سے کام لیا گیا ہے۔ فٹ نوٹس میں تشریحات بھی دی ہیں۔ جن کا تعلق شت پتھ برہمن وغیرہ کتب سے ہے۔

پروف ریڈر کی غفلت سے چند غلطیاں بھی رہ گئی ہیں۔ مثلاً ادھیائے ۱۸ صفحہ ۲۰۷ پر ۲۸ شلوک کے بعد ۲۹ کی جگہ ۶۹ لکھا گیا ہے امید ہے اگلے ایڈیشن میں ان کی تصحیح کر دی جائے گی۔ قیمت ہے مندرجہ بالا پتہ سے طلب فرمائیں۔

رشی ۹ مارچ ۱۹۳۲ء جلد ۱ نمبر ۵۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

جرمن ترجمہ قرآن

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کے کئے جانے کا انجمن نے فیصلہ کرلیا ہے۔ مجاہدین اسلام یعنی ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا فرض ہے کہ اس جہاد کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ایک اپنی اپنی جگہ مستعد ہو جائے۔ اور ثواب حاصل کرے۔ خصوصاً عید کے موقعہ پر جہاں ہمارے بھائی مسلمان جو حامل قرآن قوم ہے لاکھوں روپیہ دوسری خوشیوں میں خرچ کرتے ہیں ان کو اس خدمت میں حصہ لینے کے لئے تحریک کی جائے اشتہارات چھپوا کر ہر ایک ممبر کی خدمت میں ارسال ہیں۔ ان کو مناسب موقعہ پر چسپاں کردیں۔ اور عید کے دن وفد بن کر عیدگاہ کے سامنے نمازیوں سے چندہ جمع کرنے کا انتظام کریں۔

خاکسار سید محمد حسین

(فنانشل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

مسلم ہائی سکول لاہور

جلسہ اساتذہ مسلم ہائی سکول کی ایک میٹنگ ۷ ماہ حال کو زیر صدارت جناب مولوی سید غلام مصطفےٰ صاحب منعقد ہوئی۔ جس میں ذیل کے ریزولیوشن پاس ہوئے۔

(۱) جملہ اساتذہ مسلم ہائی سکول اپنے محترم محمد ابراہیم جی صاحب ٹھیکیدار جوہنسبرگ جنوبی افریقہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنھوں نے بڑی جانفشانی سے ۳۵ پونڈ ۲ شلنگ ۶ پنس کی گرانبہا رقم فراہم کرکے سکول کی اعانت کے واسطے بھیجی۔

(۲) دیگران اصحاب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اس کار خیر میں حصہ لے کر اسلامی ہمدردی کا ثبوت دیا۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم ان کے کاموں میں برکت دے۔ اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی سکول کو یاد کرتے ہوئے اس سے زیادہ اخوت اسلامی کا ثبوت دیں گے۔

اس ریزولیوشن کی ایک کاپی معہ رسید صاحب موصوف کو بھیجی گئی۔

(نیاز مند بشیر حسین)

زنانہ صنعتی نمائش

خواتین فی الفور شرائط طلب کریں

دیسی صنعتوں اور دستکاریوں کو گھروں میں وسعت دینے اور مستورات میں دستکاری و صنعت کا شوق پیدا کرنے کے لئے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس کی تقریب پر ایک زنانہ صنعتی نمائش منعقد کی جائے گی۔ جس میں ہر مذہب و ملت کی خواتین کو مختلف صنعت کاریوں کے لئے انعامات اور تمغے دیئے جائیں گے۔

نمائش کے لئے جو خواتین اپنی تیار کردہ اشیا بھیجنا چاہیں وہ دفتر انجمن حمایت اسلام لاہور سے مفصل شرائط طلب فرمائیں۔ صنعتی اشیا بہرصورت ۲۰ مارچ تک پہنچ جانی چاہئیں۔ جو ماہ اپریل میں واپس بھیجدی جائیں گی۔

۲۳ مارچ کو بتقریب عید سعید پیغام صلح کے دفتر میں تعطیل ہوگی ناظرین کرام اس تاریخ کے پرچہ کا انتظار نہ فرمائیں۔

ہندوستان

— نئی دہلی ۱۲ مارچ۔ دیسی ریاستوں کی تحقیقاتی کمیٹی بڑودہ سے حیدرآباد و میسور جائے گی اور اپریل میں کشمیر پہنچے گی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کمیٹی ۱۸ اپریل کو بمبئی سے انگلستان روانہ ہو جائے گی۔ اور روانگی سے قبل بعض سرکردہ والیان ریاست اسے ضیافت دیں گے۔

— قونصل جنرل مملکت افغانستان نے ۱۰ مارچ کو مملکت افغانستان کی آزادی کی سالگرہ منائی۔ اس موقع پر متعدد معززین دہلی کو میڈن ہوٹل میں مدعو کیا گیا۔

— کلکتہ ۷ مارچ۔ پٹنہ کے بیرسٹر مسٹر سلیم جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے یہ وصیت کر گئے ہیں کہ میرا ایک ہزار روپیہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے صرف کیا جائے اور ایک ہزار روپیہ تبلیغ کے لئے۔

— معلوم ہوا ہے کہ پنڈت اندر ایڈیٹر "ارجن" دہلی فیروزپور جیل سے ۱۲ جون کو رہا کئے جائیں گے۔ (پرتاب)

— دہلی ۱۳ مارچ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ لیڈی ارون انگلینڈ جا رہی ہیں آپ ۲۴ مارچ کو بمبئی سے روانہ ہوں گی۔

— لکھنؤ ۱۵ مارچ۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا سالانہ اجلاس زیر صدارت ہز ہائنس میر صاحب خیرپور سندھ ٹون ہال کلکتہ میں منعقد ہوگا۔

— گورنمنٹ برہما نے مزید ۲۰ سوسائٹیوں کو زیر دفعہ ترمیم ضابطہ فوجداری خلاف قانون قرار دیا ہے۔

— سیالکوٹ میونسپل کمیٹی میں سائمن کمیشن کے استقبال کا ریزولیوشن پاس نہ ہو سکا۔

— عورتوں کے ایک ڈیپوٹیشن کے اس مطالبہ پر کہ پنجاب کی میونسپلٹیوں میں عورتوں کو بھی نامزد کیا جائے۔ وزیر لوکل سلف گورنمنٹ نے حوصلہ افزا جواب دیا ہے۔

— مہاراجہ بھرت پور عملی طور پر بالکل بے اختیار ہو جانے کی وجہ سے عنقریب یورپ جانے والے ہیں۔ ریاست کا اختیار عملی طور پر انگریز دیوان کے ہاتھ میں ہے۔

— احمدآباد ۵ مارچ ڈاکٹر انصاری نے مہاتما گاندھی کی صحت کا معائنہ کیا۔ آپ کی رائے میں ان کی صحت رفتہ رفتہ بہتر ہوتی جا رہی ہے۔

ہندو دنیا

— یوپی کے تمام اچھوتوں نے اپنی کانفرنس میں یہ طے کیا ہے کہ کم عمری میں شادی نہ کی جائے۔ کنوؤں، مندروں اور سڑکوں کی آزادی نیز اچھوت اقوام کے بچوں کو تعلیمی وظائف دینے کی استدعا کرتے ہوئے ہندوؤں کے ذلیل برتاؤ کی شکایت کی۔ اور اچھوتوں سے درخواست کی کہ وہ اپنے پیشے کو ذلیل نہ سمجھیں۔

— مہاشہ ست کام سابق ایڈیٹر اخبار "ارجن" دہلی رہا ہو گئے ہیں۔

— سناتن دھرم پرتی ندھی مہا سبھا پنجاب امرتسر نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ اپریل کو پنجاب پراونشل سناتن دھرم کانفرنس کا سپیشل اجلاس منعقد کیا جائے۔

— ناسک ۱۳ مارچ۔ آج مس طرکی شدھی کی رسم ادا کی گئی۔

— آل انڈیا سنسکرت ساہتیہ سمیلن کا بارھواں سالانہ جلسہ گوروکل کانگڑی میں ۵-۶ اپریل کو ہوگا۔

— بھٹہ گل پشر ضلع منٹگمری میں ۱۰۰ نائیکوں کو اشدھ کیا گیا۔

— گوروکل برندابن کا سالانہ جلسہ ۵، ۶، ۷، ۸ اپریل کو ایسٹر کی تعطیلات میں ہوگا۔ اس میں کئی راجہ اور رئیس بھی شامل ہوں گے۔ اور اس موقع پر بہت سی کانفرنسیں رئیسوں اور راجاؤں کی صدارت میں منعقد ہوں گی۔

— کلکتہ کے چودھری چھاجو رام ایم۔ ایل۔ سی نے ذات پات توڑک منڈل کو ایک ہزار کی رقم دان دی ہے۔

— مہاراجہ اندور اور مس طرکی شادی پر دونوں مہارانیاں راضی ہوگئی ہیں۔

— لاہور کے قوم پرست ڈاکٹر گوپی چند بھارگو ممبر کونسل نے ایک بیوہ سے شادی کرلی ہے۔ اس سے بھارگو برادری میں شادی بیوگان کے رواج پذیر ہونے کی امید ہے۔ بھارگو برادری کے افراد عام طور پر بہت قدامت پسند ہیں۔

— یکم بیساکھ سے اخبار "ملاپ" لاہور کا ایک روزانہ ہندی ایڈیشن بھی شایع ہوا کرے گا۔

— بنگال پراونشل ہندو کانفرنس کا اجلاس ۱۲، ۱۳ اپریل کو میمن سنگھ میں ہوگا۔ بھائی پرمانند اور ڈاکٹر مونجے نے دعوت قبول کرلی ہے۔

— جوانہ ضلع میرٹھ میں ۱۴ آدمیوں کی شدھی کی گئی۔

ممالک خارجیہ

— قسطنطنیہ اور قاہرہ کے درمیان ۳ فروری سے ریلوے لائن کا افتتاح ہوگیا ہے۔ نئی لائن قسطنطنیہ سے طرابلس (شام) تک ہے۔ جہاں سے مسافر حیفہ تک موٹروں پر سفر کریں گے۔ اور وہاں سے قاہرہ تک ریل کا سفر ہے۔

— ولایتی اخبارات مظہر ہیں کہ صدر جمہوریہ ترکیہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا علیل ہیں۔

— بادشاہ و ملکہ افغانستان ۱۳ مارچ کو انگلستان پہنچے۔ دوور اور وکٹوریا کے مقامات پر پرنس آف ویلز نے پرجوش استقبال کیا۔ اس کے بعد آپ نے ہز میجسٹی منسٹروں اور سیکرٹری آف سٹیٹ آفیسوں سے ملاقات کی لندن کی کونسل کی طرف سے آپ کو ایڈریس پیش کیا گیا۔

— ایرانی گورنمنٹ نے اعلان کردیا ہے اور گورنمنٹ ہند کو اطلاع دیدی ہے کہ ہندوستانی سکہ کو وہ تسلیم نہیں کرتی۔ ایرانی ڈاکخانوں میں اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔

— لندن ۱۳ مارچ۔ تمام انگلستان پر برف کا طوفان چھایا ہوا ہے۔ بازاروں میں ۵ فٹ سے زائد برف پڑی ہوئی ہے۔ تمام راستے بند ہیں۔

— جنوبی امریکہ میں ایک نئی قوم دریافت ہوئی ہے جو کپڑے نہیں پہنتی اور لمبی ڈاڑھیاں رکھتی ہے۔

— ٹوکیو ۱۲ مارچ۔ جاپان کے ساحل بحرالکاہل پر سخت طوفان برپا ہوا جس کی وجہ سے ۵ جہاز تباہ ہوگئے۔

— میکسکو میں ایک شخص کو اس شبہ میں گرفتار کیا گیا ہے کہ وہ صدر میکسکو کو قتل کرنے کی سازش میں شریک تھا۔ سازشیوں کا ارادہ صدر کے ہوائی جہاز سے بم گرا کر تباہ کردینے کا تھا۔

— رگبی ۱۳ مارچ۔ آج شاہ افغانستان اور ملکہ افغانستان لندن پہنچے تو ان کا سرکاری اور غیر سرکاری طور پر پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ شاہ اور ملکہ افغانستان ڈاؤننگ ہال پہنچ گئے۔ جہاں باشندگان لندن کا زبردست ہجوم تھا۔ اس کے بعد شاہ افغانستان ویسٹ منسٹر ایبی کی طرف روانہ ہوئے اور "نامعلوم سپاہی" کے مزار پر پھول چڑھائے۔ ملک معظم نے ان کو قصر بکنگھم میں ایک شاندار دعوت دی جس میں ۵۰ سرکردہ برطانی اور غیر ملکی مہمان شریک تھے۔

— لزبن کے قریب ایک پہاڑ کے پھٹ جانے سے بہت ہولناک منظر پیش آیا۔ جانی نقصان کوئی نہیں ہوا۔

— لندن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اہل یورپ مس طرکی شدھی پر ناخوش ہیں۔ کیونکہ اس کی شدھی سے ان کے جذبات کو دھکا لگا ہے۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۴ شوال سنہ ۱۳۴۶ مطابق ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۱۵

جواہر ریزے

ق

(۱) ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکہ میں تھوڑا ہو یا بہت مردوں کا حصہ ہی (دیا ہی)، ماں باپ اور رشتے داروں کے ترکہ میں عورتوں کا بھی حصہ ہے اور یہ حصہ ہمارا ٹھیرایا ہوا ہے)، اور جب تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین موجود ہوں تو ان کو اس میں سے کچھ دو۔ اور ان کو اچھی بات کہو۔ اور وارثان کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ خود (اپنے مرنے) پیچھے اولاد ضعیف چھوڑ جاتے تو ان پر ان کو کیسا کچھ (ترس (رحم) آتا۔ تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں۔ اور ان سے سیدھی طرح بات کریں۔ جو لوگ ناحق ناروا یتیموں کے مال خورد برد کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب دوزخ میں پڑیں گے

(سورہ النساء ۴: ۸ تا ۱۰)

(۲) اور جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلے گا اس کو اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور حدود اللہ سے بڑھ چلے اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ اور وہ اس میں رہیگا اور اس کو ذلت کی مار دی جائے گی۔ (سورہ النساء ۴: ۱۳ ، ۱۴)

ح

(۱) ایک شخص نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں ہجرت اور جہاد کے متعلق آپ کے احکام کا خواستگار ہوں۔ تاکہ مجھے اللہ تعالیٰ سے اجر ملے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے اس نے کہا ہاں دونوں زندہ ہیں۔ فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے اجر چاہتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اپنے والدین کے پاس لوٹ جاؤ۔ اور ان کی اچھی طرح سے خدمت کرو (مسلم)

(۲) ایک شخص نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا کون شخص سب سے زیادہ حقدار ہے۔ فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا کون؟ فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر یہی سوال کیا۔ فرمایا تیری ماں اس نے پھر دریافت کیا کون؟ فرمایا (اس کے بعد) تیرا باپ پھر تیرا قریبی رشتہ دار اور پھر اس سے کم قریبی رشتہ دار (ابوداؤد)

(۳) باپ بہشت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے چاہو تو (باپ کی نافرمانی کرکے) اس دروازے کو ڈھا دو۔ چاہو تو (اس کی فرمانبرداری کرکے) اسے بچا لو۔ (ترمذی)

(۴) جو شخص اس بات کا متمنی ہے کہ (جب وہ آئے تو) لوگ اس کے واسطے تعظیماً کھڑے ہوں۔ تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں سمجھ رکھے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد

(تاریخ اسلام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس برس کی عمر میں نبوت ملی۔ نبوت کے بعد آنحضرت کا جو کچھ عمل تھا وہ ان اتبع الا ما یوحیٰ الی سے ظاہر ہے۔ باقی رہا زمانہ قبل از نزول وحی اس کے متعلق بھی دوست اور دشمن دونوں متفق ہیں کہ آپ کی وہ زندگی بھی پاک اور منزہ تھی۔ اور آپ ہمیشہ ان برائیوں سے الگ رہے۔ جو اس وقت ملک عرب میں رائج تھیں۔ توفیق الٰہی ہر وقت آپ کے شامل حال رہی اور آپ کو کسی ایسی بات میں ملوث نہ ہونے دیا جو شان نبوت کے خلاف ہو۔ اس زمانہ میں ملک عرب میں داستان گوئی کا عام رواج تھا شب کو لوگ اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر کسی ایک جگہ اکٹھے ہوتے اور ان میں سے جو شخص اس فن کا ماہر ہوتا وہ کوئی داستان بیان کرتا۔ اور لوگ نہایت اشتیاق سے سنتے۔ ایک دفعہ رسول اللہ نے بھی ایک ایسے ہی جلسہ میں شامل ہونا چاہا۔ اتفاق سے راستے میں ایک شادی کی تقریب تھی اس کے دیکھنے میں جو مشغول ہوئے تو آپ پر نیند نے اس قدر غلبہ کیا کہ آپ وہیں سو گئے۔ اور صبح تک وہیں سوتے رہے۔ ایک دفعہ اور بھی ایسا ہی اتفاق پیش آیا۔ آپ کی زندگی میں یہی دو مواقع پیش آئے جب آپ نے افسانہ گوئی کی مجالس میں شریک ہونے کا ارادہ کیا۔ لیکن ارادہ الٰہی کچھ اور ہو چکا تھا۔ اس نے دونوں دفعہ ان مجالس کی شرکت سے جن میں سوائے افسانہ گوئی کے اور کوئی برائی بظاہر نظر نہیں آتی تھی۔ آپ کو بچا کر بتا دیا کہ آپ کی شان ان مشاغل سے بالاتر تھی۔ کون ہے جو ایسی پاکیزہ زندگی بسر کرنے والے پر حرف رکھ سکے جس کی بے لوث زندگی پر مخالفین تک شہادت دیتے ہوں ابوسفیان نے قیصر روم کے دربار میں آنحضرت کے اطوار و اخلاق کے متعلق جو شہادت دی تھی وہ ابھی تک صفحات تاریخ پر موجود ہے۔ سر ولیم میور جیسے نکتہ چیں کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ:-

"ہماری تمام تصنیفات محمد صلعم کے بارہ میں ان کے چال چلن کی عصمت اور ان کے اخلاق و اطوار کی پاکیزگی پر جو اہل مکہ میں کمیاب تھی متفق ہیں"

اسی لئے تو قرآن حکیم نے نہایت بلند آہنگی سے دنیا کے سامنے یہ دعوے پیش کیا تھا۔

فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون؟

میں نے اس سے پیشتر تمہارے اندر ایک عمر گزاری ہے۔ پھر تم کیوں عقل سے کام نہیں لیتے؟

اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد - ظہور اسلام سے قبل عرب میں فسق و فجور کا دور دورہ تھا۔ اخلاقی حالت کی پستی کا یہ عالم تھا کہ بدی اور بے حیائی کے کاموں کو کارہائے نمایاں سمجھا جاتا۔ اور بزم و رزم میں ان پر علانیہ اور بطاوش فخر کیا جاتا۔ اسلام نے آکر ایسا عظیم انقلاب پیدا کیا کہ بدی کی جگہ نیکی نے لے لی اور وہ لوگ جن کے ہاں شب و روز بزم سرور و طرب لگی رہتی تھی عابد اور زاہد بن گئے بدکار بدکاری سے تائب ہو کر نیکوکار اور پرہیزگار بن گئے۔ تفصیلات کا بیان موقع نہیں۔ صرف ایک واقعہ مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔ جب مکہ معظمہ میں مسلمانوں کو کفار مکہ نے سخت تنگ کیا تو آنحضرت اور آپ کے رفقاء یکے بعد دیگرے ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ پہنچ گئے۔ لیکن بعض اپاہج اور معذور مسلمان اپنی مجبوریوں اور معذوریوں کے باعث مکہ ہی میں رہ گئے۔ جنہیں مظالم کفار کا تختہ مشق بننا پڑتا تھا۔ ایک صحابی رات کے اندھیرے میں مکہ میں داخل ہوتے اور ایسے معذور لوگوں میں سے کسی ایک کو اٹھا کر مدینے لے جاتے۔ ایک مدت تک وہ یہی کام کرتے رہے۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ جب وہ مکہ میں داخل ہوئے تو ان کی مٹھ بھیڑ ایک ایسی کافر عورت سے ہو گئی جس کے ساتھ قبل از اسلام ان کا میل جول رہا تھا۔ عورت نے پھر دیرینہ خواہش ظاہر کی۔ صحابی نے جواب دیا کہ اب اسلام نے یہ کام ہم پر حرام کر دیا ہے۔ عورت نے ڈرایا کہ اگر تو میری بات نہیں مانے گا۔ تو میں ابھی تجھے پکڑوا دونگی۔ اور قریش تجھے قتل کر دیں گے۔ صحابی نے نہایت بے باکی سے جواب دیا کہ اگر مجھے آگ میں بھی جھونک دیا جائے تو منظور ہے لیکن خدا اور رسول کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرونگا۔ یہ تھا وہ انقلاب جو ملک عرب میں رسول اللہ کے انفاس قدسیہ نے پیدا کیا تھا۔

احتساب فاروقی - اپنے زمانہ خلافت میں حضرت عمرؓ کا یہ معمول تھا کہ جب کسی شخص کو کسی علاقہ کا گورنر بنا کر بھیجتے تو مجمع عام میں اس سے یہ شرائط منوا کر تحریر لے لیا کرتے تھے کہ گورنر اپنے گھوڑے پر سوار نہ ہوگا۔ باریک کپڑے نہ پہنے گا۔ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھائے گا۔ اور اپنے دروازہ پر کوئی دربان نہ رکھیگا اور محتاجوں اور مظلوموں کی فریاد کے لئے اس کا دروازہ ہر وقت کھلا رہے گا اس کے علاوہ تقرر کے وقت گورنر کے تمام خانگی مال و اسباب اور جائداد کی فہرست بھی لے لی جاتی تھی تاکہ بعد میں اگر رشوت وغیرہ کے ذریعہ کوئی جائداد پیدا کرے تو اس کا علم ہو سکے۔ ان تمام شرائط پر نہایت سختی سے عمل کرایا جاتا تھا۔ اور اگر کبھی کسی گورنر کے متعلق شکایت ہو تو حضرت عمر سخت احتساب کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بازار میں سے گزر رہے تھے۔ کہ ایک شخص نے آواز دی اے عمر! کیا تو اپنے گورنروں کے لئے چند قوانین مقرر کر کے عذاب الٰہی سے بچ نہ گیا؟ کیا تجھے یہ معلوم ہے کہ وہ ان قوانین پر عمل بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ والی مصر عیاض بن غنم باریک کپڑے پہنتا ہے۔ اور اس کے دروازہ پر دربان بیٹھا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے فریادیوں کو دادخواہی کا موقع نہیں مل سکتا۔ حضرت عمر

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶　۴ رشوال المکرم سنہ ۱۳۴۶ھ　نمبر ۱۵

تحریک اشدھی کے نشیب و فراز

مسلمانانِ ہند کے لئے شاہراہِ عمل

(۱)

جب سے تحریک اشدھی کا آغاز ہوا ہے تب سے ہندوستان فتنہ وفساد کا گھر بن گیا ہے اس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہیں کہ اس تحریک کا آغاز امن وامان، صلح اور آشتی، رواداری اور مفید قومی تحریکات کے لئے پیغام اجل ثابت ہوا۔ گزشتہ پانچ چھ سال کے واقعات کو سامنے رکھ لیجئے۔ پھر ہمارے اس دعوے کی صداقت آپ پر ظاہر ہو جائے گی۔ اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی کہ ہندو دھرم میں جنم کے ہندوؤں کے علاوہ اور کسی کے لئے جگہ نہیں ہے۔ اور اس حقیقت کو واقعات ودلائل اور ہندوؤں کی تاریخی اور مذہبی کتب کے حوالجات سے بارہا ثابت کیا جا چکا ہے۔ خیر اس سے تو ہمیں کوئی غرض نہیں کہ ہندو دھرم تبلیغی مذہب ہے یا نہیں لیکن انہوں نے اس خالص سیاسی تحریک یعنی اشدھی کو جو نہایت چالاکی سے مذہبی رنگ دے دیا ہے اس کو مذہبی دنیا یقیناً نفرت کی نگاہ سے دیکھے گی۔ آریہ سماجیوں نے اس سیاسی تحریک کی تکمیل کے لئے جس کا مقصد غیر ہندوؤں کا خاتمہ کرکے ہندوستان میں ہندو راجیہ قائم کرنا ہے جو امن سوز اور غیر شریفانہ ذرائع اختیار کئے ہیں۔ اس پر تو کوئی انصاف پسند آدمی اظہار ملامت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور ہم نے بھی ہمیشہ اس کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔

تحریک اشدھی اپنے آغاز سے اب تک جن جن مراحل سے گزری ہے اس سے مسلمانوں کو مطلع کرنا نہایت ضروری ہے۔ لیکن یہ بجائے خود ایک مستقل موضوع ہے۔ اس لئے ہم اسے نظر انداز کرتے ہیں۔ آئندہ اس کے متعلق کچھ لکھیں گے۔ سردست ہمارا مقصد حامیان اشدھی کے ارادوں، ان کے طریق کار اور اس کے نتائج سے غفلت شعار مسلمانوں کو آگاہ کرنا ہے۔ اشدھی کے موجودہ دور جدید سے جس کی ابتدا گزشتہ چھ سال سے ہوئی ہے پہلے بھی دوبار اشدھی کا طوفان بپا ہو چکا ہے۔ لیکن اس کی اہمیت موجودہ زبردست اور عالمگیر طوفان کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ اس لئے ہمیں گزرے ہوئے واقعات سے باخبر ہونے کے بجائے موجودہ نازک حالات کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اشدھی کے طوفان کا رخ زیادہ تر مسلمانوں ہی کی طرف ہے۔ اور اس نے سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں ہی کو پہنچایا ہے۔ دراصل ہندوستان میں اسلام کو کمزور کرنے ہی کے لئے یہ تحریک وجود میں آئی ہے۔ طوفان بپا ہو چکا ہے۔ اور اس کی تباہ کاریاں آپ کے سامنے ہیں۔ اپنی قوم کی دردناک حالت بھی آپ سے پوشیدہ نہیں۔ ہمارا گزشتہ رویہ بھی بیحد قابل افسوس ہے۔ آج وقت ہمیں آخری مہلت دے رہا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ اس طوفان کو روکنے اور اپنے بچاؤ کے ذرائع پر سنجیدگی سے غور کریں۔

جب سے موجودہ فتنہ ارتداد کا آغاز ہوا ہے تب سے مسلمانوں نے اس کو روکنے کے لئے جو کچھ کیا وہ اخبار بین اصحاب سے مخفی نہیں تبلیغی انجمنیں بھی قائم ہوئیں۔ کانفرنسیں اور جلسے بھی منعقد کئے گئے۔ میدان ارتداد میں مبلغ بھی بھیجے گئے۔ دردمند مسلمانوں نے اپنی قوم کی حالت زار پر ٹھنڈی آہیں بھی بھریں اور گرم گرم آنسو بھی بہائے غرضیکہ یہ سب کچھ ہوا۔ لیکن اس سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ کیونکہ ایک منظم اور باقاعدہ حملے کا جواب اس طرح کے وقتی جوش کی سرگرمیوں سے کبھی بھی کامیاب طریق پر نہیں دیا جا سکتا۔ مسلمانوں نے جو کچھ کیا۔ محض وقتی جوش سے متاثر ہو کر کیا۔ اگر مذہبی احساس اور خلوص کو ان سرگرمیوں سے علیحدہ کر لیا جائے تو مجنونانہ حرکات اور مسلمانوں کی ان سرگرمیوں میں تھوڑا ہی سا فرق رہ جاتا ہے۔

کیا یہ واقعہ نہیں کہ جب کبھی اشدھی کے طوفان کی خطرناک لہریں زیادہ بلند ہوئیں تو مسلمان تڑپ اٹھے، اور اس طوفان سے بچنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد ہی پھر اس گہری نیند میں سو گئے جس سے بیدار ہوئے تھے۔ اور حریف ان کی غفلت سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہے اگر کبھی ان بدنصیبوں پر جلد غفلت کی تباہ کن نیند طاری نہ ہوئی تو انہوں نے اتحاد کے ساحرانہ نغمے سنا سنا کر ان کو سلا ہی دیا۔

اشدھی کی سیاسی تحریک کے راستے میں جس پر مذہبیت کا خوشنما اور فریب دہ غلاف چڑھا دیا گیا ہے۔ بہت سی رکاوٹیں تھیں۔ اور آریہ ساجی مدتوں ان کو دور کرنے میں مصروف رہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یوپی۔ بہار اور بنگال میں جو آئے دن سینکڑوں مسلمان اشدھ ہوتے رہتے ہیں۔ یہ موجودہ کوششوں کے نتائج ہی نہیں، بلکہ اس کے لئے تیس چالیس سال سے صبر آزما مساعی جاری تھیں۔ کیا ملکانوں کو چند ماہ کے عرصہ میں اشدھ ہونے پر آمادہ کر لیا گیا تھا؟ نہیں بلکہ گوروکل کانگڑی کے قیام سے پہلے اس نواح میں اس کے متعلق کام شروع ہو گیا تھا۔ یہ جو کچھ ہوا ہے ایک خاموش منظم اور مستقل کوشش کا نتیجہ ہے۔ اگر مسلمان اس کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو یقینی طور پر انہیں اس سے بھی زیادہ خاموش ٹھوس اور منظم مساعی کی ضرورت ہے وقتی جوش وخروش سے اب تک نہ کچھ ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا۔

آج کل زمانہ کی رفتار بہت تیز ہو گئی ہے۔ دنیا میں انقلابات کے مدوجزر اب بہت جلد جلد وقوع پذیر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ اشدھی ایک سیاسی تحریک ہے۔ حامیان اشدھی زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان کے طریق کار میں بہت جلد تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ہمارے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ ان کے طریق کار سے واقف ہوں۔ ان کی نقل وحرکت پر ہماری نظر رہے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو ہماری تمام کوششیں بے سود ہیں۔ جب طوفان کے رخ ہی کا پتہ نہیں، تو بچاؤ کی تدبیر بھلا کیسے ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہمارے خیال میں اشدھی کے طوفان کے رخ سے مسلمانوں کو باخبر کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

ہم ایک عرصہ سے اس خطرناک طوفان کو دیکھ رہے ہیں۔ حالات و قرائن حامیان وکارکنان اشدھی اور فتنہ ارتداد کو روکنے والے بعض مسلمانوں سے تبادلہ خیالات کرنے اور بعض دوسرے ذرائع سے اطلاعات وحالات معلوم کرنے کے بعد جو کچھ ہماری سمجھ میں آیا ہے وہ ہم مسلمانوں کو بتا دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اس اہم فرض کی ادائیگی ہی اس مسلسل مضمون لکھنے کی وجہ ہے کیا مسلمان تھوڑی دیر کے لئے ہماری ان باتوں پر غور کریں گے؟

قرآن کریم کی غلط طباعت

یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانان ہند باوجود قرآن کریم کی محبت کے دعویدار ہونے کے اس مقدس کتاب کی طباعت کی طرف سے روز بروز غافل ہو رہے ہیں ایک وقت تھا کہ صحیح طباعت کے لئے خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔ اور اس کو مسلمان اپنے لئے سعادت دارین خیال کرتے تھے۔ لیکن اب قرآن کریم کو محض تجارتی نکتہ خیال سے چھاپا جاتا ہے۔ اول تو غیر مسلم تاجران کتب دھڑا دھڑ غلط قرآن شریف چھاپ رہے ہیں۔ ان کو کوئی بند کرنے والا نہیں۔ دوسرے مسلم تاجران کتب بھی اس بارے میں بہت غفلت برت رہے ہیں۔ اس کے متعلق بعض دردمند مسلمانوں نے کئی بار آواز اٹھائی ہے۔ لیکن اب تک اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ ہمارے خیال میں اب مسلمانوں کو اس اہم ترین معاملہ کو زیادہ دیر تک کھٹائی میں نہ ڈالنا چاہیئے۔ سب سے پہلے کوئی ایسا قانون وضع کرانا چاہیئے جس کی موجودگی میں کوئی غیر مسلم قرآن شریف کو نہ چھاپ سکے۔ کیونکہ موجودہ حالات میں برادران وطن سے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ قرآن شریف کو صحت وتعظیم کے ساتھ چھاپ سکیں۔ وہ دن گئے کہ منشی نولکشور آنجہانی جیسے غیر متعصب ہندو مسلمان باوضو کاتبوں سنگ سازوں اور پریس مینوں کے زیر اہتمام قرآن شریف چھپواتے تھے۔ ہمارے خیال میں اسمبلی کے مسلم ممبران اور تمام اسلامی پریس کو جلد اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ باقی رہے مسلم تاجران کتب سو ان کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہیئے کہ وہ قرآن کریم کی طباعت میں صحت کا زیادہ خیال رکھیں۔ اگر کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ اسلامی انجمنیں اس اہم فرض کو اپنے ذمہ لے لیں تو زیادہ اچھا ہو۔

ویدک تہذیب کا دلخراش منظر

معاصر "پارس" اپنی ۸ر مارچ کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ "احمد آباد کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے کہ اچھوت لڑکوں پر محض اس قصور پر کہ وہ مرہٹوں کے بھجنوں میں شریک ہوئے تھے ایسے سخت مظالم توڑے گئے ہیں جن کو سنکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مرہٹوں نے ان پر حملہ کرکے ان کی سونے کی انگوٹھیاں چھین لیں۔ ان کی مونچھوں کے بال کاٹ دیئے گئے سر میں تیل اور پٹی ملکر ان کے جسموں پر مل دیا گیا۔ ان کے گلے میں پرانی جوتیوں کے ہار ڈالے گئے"۔

ان انسانیت سوز مظالم کے متعلق جو عین ہندوؤں کی مذہبی کتاب "منوسمرتی" کے احکام کے مطابق ہیں۔ ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ البتہ اپنے آریہ سماجی دوستوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ اسی برتے پر دنیا کے تمام مذاہب پر بیہودہ اعتراضات کرتے ہیں۔ اور یہی وہ خصوصیات ہیں۔ جن کی بنا پر ویدک دھرم کو دنیا کا واحد عالمگیر مذہب کہکر ساری دنیا میں پھیلانے کا دعوے کیا جاتا ہے۔ کیا یہی وہ پراچین سبھیتا اور تہذیب ہے جس کو ہندوستان میں رواج دینے کے ارادے ہو رہے ہیں اور اس کو ہندوستان کی فلاح کا واحد ذریعہ بتایا جا رہا ہے۔ کاش آریہ اخبار دوسرے مذاہب کے متعلق طرح طرح کی بہتان طرازیاں کرنے سے پیشتر ان حقایق پر بھی غور کر لیا کریں۔

مسلمانانِ فجی کی خبر لو

کسی گزشتہ اشاعت میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جزائر فجی میں آریہ سماجیوں نے اشدھی کا کام شروع کر دیا ہے وہاں ہندو نہایت متمول اور کثیر تعداد میں ہیں۔ اور مسلمان تعداد میں کم ہونے کے علاوہ نہایت مفلس اور جاہل بھی ہیں۔ اس لئے بہت خطرے میں ہیں۔ آریہ پرچارکوں کو ہندوستان سے برابر مدد ملتی رہتی ہے۔ لیکن وہاں کے چند دردمند اور حساس مسلمانوں کو کوئی مدد دینے والا نہیں۔ جزائر فجی کی مسلم لیگ کے سکرٹری نے ایک مبلغ کے لئے بھی مسلمانان ہند سے درخواست کی تھی۔ لیکن ابھی تک مسلمان سوائے چیخ پکار مچانے کے کچھ نہیں کرنے پائے۔ لیکن حریفوں نے اپنی سرگرمیوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ اور اپنا ایک قابل ترین مشنری فجی روانہ کر رہے ہیں۔ غالباً اخبار بین اصحاب مہتہ جیمنی جی مشہور آریہ پرچارک کے نام سے واقف ہونگے آپ عرصہ تک ممالک غیر میں ویدک دھرم کی تبلیغ واشاعت کا کام انجام دیتے رہے ہیں وہ آسٹریلیا جانیوالے تھے۔ لیکن اب انہوں نے فجی کا رخ کر لیا ہے۔ آریہ سماج کا ایک مشہور اور قابل ترین پرچارک فجی کے غریب الدیار اور جاہل و نادار مسلمانوں کو ارتداد کے خوفناک جال میں پھانسنے چلا ہے کیا ہندوستان کے مسلمان اب بھی کوئی عملی قدم نہ اٹھائیں گے؟

گورو شنکر آچاریہ کی صاف گوئی

مس ملر کی شدھی کے بعد انڈین ڈیلی ہیرلڈ کے نامہ نگار نے اس "شاندار اور معرکہ" کی شدھی کے روح رواں اور سناتنی ہندوؤں کے پیشوائے اعظم گورو شنکر آچاریہ سے پوچھا کہ آپ مہاراجہ سے مس ملر کی شادی کو پسند کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا "مجھے صرف اس کی شدھی سے غرض ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں اس شادی کے خلاف ہوں۔ اگر وہ آپس میں ایک دوسرے کے نامرد یا مرد رہنا چاہتے ہیں تو بہن بھائی کی طرح رہ سکتے ہیں"

گورو شنکر آچاریہ نے اپنے مذہبی احکام کے خلاف اور راسخ الاعتقاد ہندوؤں کی چیخ پکار اور ناراضگی کے باوجود مس ملر کو اشدھ تو کر لیا۔ لیکن آخر وہ ایک مذہبی پیشوا ہیں اس بات کو کیسے گوارا کر لیتے کہ ایک اشدھ شدہ لڑکی ایک اعلےٰ ہندو خاندان کی رکن بن جائے۔ اور اس طرح ہندو قوم کی روایات کا خاتمہ ہو جائے۔ خیر اب تو یہ شادی ہو چکی ہے مہاراجہ نے اپنے سب سے بڑے پیشوا کی مرضی کے خلاف مس ملر کو بہن کے بجائے بیوی بنا لیا ہے۔ تاہم ہم گورو جی کی صاف گوئی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ انہوں نے اپنی رائے کا اظہار فرما کر اس بات کو صاف کر دیا کہ زمانہ کے حالات سے مجبور ہو کر کسی گرفتار بلا کو اشدھ تو کر لیا جا سکتا ہے لیکن اس کو ساتھ نہیں ملانا چاہیئے۔

اعلان فسخ بیعت کی حقیقت

پیغام صلح مورخہ یکم فروری ۱۹۲۸ء کے صفحہ ۳ پر "فسخ بیعت کا اعلان" کے عنوان سے جناب مشتاق احمد صاحب راولپنڈی کا ایک اعلان شایع ہوا تھا جس کی تردید اخبار الفضل مورخہ ۶ ار مارچ میں کی گئی ہے اس تردیدی اعلان میں جناب مشتاق احمد صاحب لکھتے ہیں کہ جو اعلان پیغام صلح میں شایع ہوا وہ میرا لکھا ہوا نہیں تھا۔ بلکہ ایک دوسرے شخص نے لکھکر بھیجدیا تھا۔ اس کے متعلق مولوی غلام ربانی صاحب اسسٹنٹ اگزیمنر محکمہ نقول راولپنڈی لکھتے ہیں کہ اعلان مندرجہ پیغام صلح میری آنکھوں کے سامنے مشتاق احمد صاحب نے لکھا تھا۔ اور جو کچھ الفضل کے پرچہ مورخہ ۶ ار مارچ ۱۹۲۸ء میں لکھا گیا ہے وہ بالکل غلط اور افترا ہے۔ کیا مشتاق احمد صاحب اس چشم دید گواہ کی بھی تکذیب کریں گے؟

دوئی کو چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

بیمۂ جان و مال

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

بیمہ کے پیچیدہ مسئلہ کو حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ سلجھا کر پیش کیا ہے۔ آپ نے سود کو بیمہ سے الگ کر کے گویا مشکل کو بڑی حد تک حل کر دیا ہے۔ بیمہ کی رقم پر جو سود ملتا ہے وہ تو حضرت مسیح موعودؑ کے فتوے کے ماتحت اشاعت اسلام پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔ اپنی ذات پر خرچ نہیں کر سکتے پس سود کا جھگڑا جب چک گیا تو اب بحث خالی بیمہ کرنے کرانے کی رہ گئی۔ جو لوگ بیمہ کو ناجائز سمجھتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ جوا ہے۔ اور جوا اس وجہ سے ہے کہ یہ game of chance گیم آف چانس ہے۔ یعنی ایک ایسا کھیل ہے جس کا پانسہ چانس یعنی اتفاق پر منحصر رہتا ہے۔ مثال سے یہ بات ذرا زیادہ صفائی سے سمجھ میں آجائے گی۔ مثلاً ایک شخص نے اپنی زندگی کا بیمہ کرایا۔ بیس برس کے بعد اسے دس ہزار روپے بیمہ کرنے والی کمپنی دے گی۔ بشرطیکہ وہ برابر ماہوار ایک خاص معین رقم ادا کرتا رہے۔ یہ ماہوار رقم اتنی ہوتی ہے کہ اگر اس کو جمع کیا جائے تو بیس برس کے عرصہ میں قریباً قریباً اتنی ہی رقم بن جائے گی جتنی وہ کمپنی دے گی اس میں تو (چانس) اتفاق کوئی نہیں۔ اس شخص کو فائدہ صرف اتنا ہے کہ اکثر لوگ کچھ ماہوار رقم پس انداز نہیں کر سکتے۔ اور کریں بھی تو وہ کسی ضروری موقعہ پر خرچ ہو جاتی ہے۔ بیمہ کے ذریعہ سے جمع کی کرائی رقم اپنے بڑھاپے میں یکدم مل گئی جو اس کے بہت کام آسکتی ہے۔ اور کمپنی کو فائدہ یہ ہے کہ وہ رقم چونکہ اسے بیس برس سے برابر ملتی چلی آئی۔ اس رقم کو تجارت پر لگا کے وہ فائدہ اٹھاتی رہی۔ اس صورت میں نہ تو کوئی چانس ہے۔ اور نہ جوا ہے۔ البتہ اگر وہ شخص اس بیس برس کی مدت کے اندر مر جائے تو کمپنی کو دس ہزار روپیہ بہرحال دینا پڑے گا۔ اس صورت میں چانس نظر آتا ہے۔

قرعہ اندازی

لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہر معاملہ میں کوئی چانس کا پہلو پیدا ہوتا ہو تو وہ جوا قرار پائے گا۔ اگر ایسا ہو تو پھر تجارت بھی جوا ٹھہرے گی۔ کیونکہ اس میں بھی ایسے ایسے نازک چانس آتے ہیں کہ بڑی بڑی دکانیں بیٹھ جاتی ہیں۔ یا منٹوں میں لاکھوں کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر ایک مثال ہمارے سامنے لاٹری کی ہے۔ لاٹری جو جمع شدہ روپوں پر پڑتی ہے۔ اور قرعہ اندازی سے وہ جمع شدہ رقم ایک شخص لے جاتا ہے۔ صریح جوا ہے۔ اور اس کے گیم آف چانس ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن یہی قرعہ اندازی جائز ہو جاتی ہے جب معاملہ عدل و انصاف کا آجاتا ہے۔ مثلاً ہمارے نبی کریمؐ جب جنگوں پر تشریف لے جاتے تھے تو چونکہ کئی بی بیاں تھیں ان میں سے جس کسی کو بھی ساتھ لیجانے کے لئے انتخاب کرتے تو دوسری بی بیوں کی دل شکنی کا موجب ہو جاتا۔ اس لئے آپ قرعہ اندازی کر کے جس بی بی کا نام نکلتا اسے ساتھ لیجاتے۔ اس میں کسی کو شکایت نہ ہو سکتی تھی۔ اسی طرح شرعاً قرعہ اندازی کے ذریعہ مال کے حصص بھی تقسیم ہو سکتے ہیں۔ ان امور سے معلوم ہوا کہ اگرچہ چانس یہاں موجود ہے مگر مقصد چونکہ نیک ہے۔ اور دوسرے کو نقصان پہنچا کر خود نفع اٹھانا نہیں ہے۔ اس لئے یہ جوا نہیں ہے۔ جوئے میں جو چانس ہوتا ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ فریق ثانی کو زک دے کر اس کے نقصان سے ہم فائدہ اٹھائیں۔ ہر دو فریق اپنی اپنی جگہ یہی چاہتے ہیں۔ اور اس طرح دونوں کا مقصد ایک دوسرے کی ضد ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر ایک فریق دوسرے کو اس وقت اپنا دشمن سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ تو نوبت لڑائی اور مار کٹائی کی آجاتی ہے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ ٹینس یا بیڈ منٹن۔ کرکٹ یا فٹ بال کے کھیلوں میں دیکھ لو۔ دونوں فریق میں خواہ آپس کے دوست اور عزیز ہی کیوں نہ ہوں لیکن ایک فریق اگر ہار جائے تو دوسرے کو خون کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ اپنا عزیز دوست اگر کوئی پائنٹ جیت جائے تو اس وقت وہ بھی برا لگنے لگتا ہے۔ وجہ یہ کہ انسانی فطرت نہیں چاہتی کہ وہ کسی سے ہار جائے۔ یہ ہار جیت چونکہ عارضی ہوتی ہے اس لئے وہ کھسیاہٹ بھی عارضی ہوتی ہے۔

جوئے کی مذمت

لیکن جس صورت میں ہار جانا مالی نقصان کا موجب ہو تو ظاہر ہے کہ کس قدر نفرت اور عداوت اور بغض کے جذبات کو ترقی ہوگی۔ ایسی صورت میں بارہا قتل و خون تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے جوئے کو عمل شیطان قرار دیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ و البغضآء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون۔ بے شک شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور بغض پیدا کر دے۔ اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے کیا تم باز آؤ گے؟ کیا صحیح نقشہ فطرت انسانی کا کھینچا ہے۔ جوئے کی ہار جیت کے جوش میں خدا تو کیا اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ ہارا ہوا فریق جیتنے والے کا دشمن ہو جاتا ہے اور ہمیشہ انتقام کے جذبات اس کے سینے میں پنہاں رہتے ہیں۔ خواہ وہ جوئے کی شکل میں پھر انتقام لے یا کسی اور شکل میں یا کم از کم بغض کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔

بیمہ جوا نہیں

اب دیکھنا یہ ہے کہ جو چانس بیمہ میں ہے کیا اس میں ہر دو فریق کا مقصد ایک دوسرے کو زک دینا ہے۔ جس سے عداوت اور انتقام کے جذبات برانگیختہ ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ یا دونوں کا مقصد نیک ہے۔ یہ تو مسلم ہے کہ بیمہ کرنے والی کمپنی تو دن رات بیمہ کرانے والے شخص کی جان کی خیر منایا کرتی ہے اور جو شخص بیمہ کراتا ہے اس کا مقصد کبھی یہ نہیں ہوتا کہ وہ مر کر کمپنی کو زک دے اور نقصان پہنچائے۔ کمپنی سے بڑھ کر وہ خود اپنی جان کی خیر مناتا ہے۔ پس مقصد دونوں کا یہ ہے کہ وہ نہ مرے اور کمپنی کو نقصان نہ ہو۔ بلکہ وہ فائدہ اٹھاتی رہے البتہ اگر خدا کی طرف سے اس شخص کو موت آجائے تو اس صورت میں مرنے والا اس امر پر مطمئن ہوتا ہے کہ میرے اہل و عیال کو ایک معقول رقم مل جائے گی۔ پس در اصل یہ ایک طریقہ پسماندگان کی امداد کا ہوا۔ نہ کہ جوئے کا۔ اس شخص کے دل میں دانستہ مر کر کمپنی کو نقصان پہنچانے کا کوئی خیال نہیں۔ وہ اپنی موت ہرگز نہیں چاہتا۔ اگر موت چاہتا تو جوا ہوتا۔ مگر وہ موت ہرگز نہیں چاہتا۔ بلکہ موت آجانے کا جو چانس ہر فرد بشر کو لگا ہوا ہے اس چانس کی صورت میں وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے اہل و عیال کی کچھ دستگیری ہو۔ اس چانس کے خلاف وہ خود عمر بھر کوشش کرتا رہا۔ لیکن بایں ہمہ اگر وہ چانس آگیا تو اس کا کیا قصور۔ ایسی صورت میں اگر کمپنی اس کے بچوں کی پرورش کے لئے ایک معقول رقم دے دے تو یہ امداد باہمی کی صورت ہوئی۔ زندگی میں وہ شخص کمپنی کی ماہ بماہ مدد کرتا رہا۔ مرنے پر کمپنی نے اس شخص کے اہل و عیال کی مدد کر دی۔ یہ جوا کس طرح ہوا۔ یہ تو امداد باہمی ہوئی۔

بیمہ جائداد

اسی طرح مال کا بیمہ ہے۔ کوئی نہیں چاہتا کہ میرا مال ضائع ہو جائے بلکہ اس مال کی حفاظت کے لئے وہ بیمہ کراتا ہے۔ وہ کمپنی کی ماہوار ایک معین رقم سے مدد کرتا ہے۔ اس شرط پر کہ اگر اس کا مال ضائع ہو جائے تو کمپنی اس کی مدد کرے۔ یہ امداد باہمی ہوئی یا جوا ہوا۔ شاید کوئی یہ کہے کہ کسی کا مال بکتا نہ ہو تو وہ بیمہ کرا کے آگ لگا دے۔ اور کمپنی سے رقم وصول کر لے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پھر جعلسازی۔ دھوکہ اور فریب ہوا۔ جو جوئے سے بڑھ کر گناہ ہے۔ بس ایسی جعل سازیوں کو الگ کر کے اصول کا سوال اگر لیا جائے گا تو یہ ایک شکل امداد باہمی کی نظر آئے گی نہ کہ جوئے کی۔

آخری التماس

میں نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ کوئی بیمہ کے جواز کا فتویٰ نہیں ہے۔ بلکہ اپنی سمجھ کے مطابق استدلال کیا ہے۔ ممکن ہے اس میں غلطی ہو۔ اس لئے میں ہر مخالف دلیل کو سننے کے لئے اور اپنی غلطی کو ماننے کے لئے تیار رہوں۔ جب تک مخالف دلیل نہ سنی جائے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

احمدیت کی بنیاد

محبت پر ہے نفرت پر نہیں

(مولانا عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

پرکاش ۱۸ مارچ میں ایک مضمون "احمدیت کی بنیاد نفرت پر ہے محبت پر نہیں" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جس میں مضمون نگار نے اپنا خیال اس طرح ظاہر کیا ہے:۔

"دنیا میں مذاہب کی کمی نہیں۔ ان کے عقائد میں اختلاف ہے لیکن ان میں تمام مذاہب میں یہ اصول مشترکہ پاؤ گے کہ ان کی بنیاد محبت پر ہوگی نہ کہ نفرت پر اور سچ پوچھو وہ مذہب ہی کیا جو خدا کی ہستی کا عقیدہ رکھے اور خدا کے بندوں کے خلاف نفرت پھیلانا اپنا شعار بنائے۔ لیکن جن لوگوں نے احمدیت کا بغور مطالعہ کیا ہے انہیں یہ بات فوراً کھٹک جائے گی کہ یہ ایک جماعت ہے جو مذہبی ہونے کا دعوے کرتی ہے۔ لیکن اس کی بنیاد نفرت پر ہے"

ہمارا خیال تھا کہ اس پادر ہوا خیال کی تردید میں قلم کو جنبش دیتے اور بتلاتے کہ احمدیت کی بنیاد محبت پر ہے نفرت پر نہیں۔ مگر ہم ایڈیٹر صاحب پرکاش کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اسی اخبار کے صفحہ ۸ پر ذیل کا نوٹ تحریر کر کے ہمیں اس زحمت سے بچا دیا۔ اور خود ہی اپنے خیال کی تردید کر دی۔ نوٹ قابل ملاحظہ ہے:۔

"اس امر واقعہ کے باوجود کہ احمدیوں کی تعداد مٹھی بھر ہے۔ ان کی ہمت قابل داد ہے کہ ان کا پرچار کشتیر بڑا دستر ہے۔ بھارت ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں ان کے مشن قائم ہیں۔ جو احمدی تبلیغی سرگرمیوں کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔ ان ممالک ہی میں نہیں جہاں مذہبی پرچار کی کھلم کھلا آزادی ہے بلکہ ان اسلامی ممالک میں بھی احمدی مشن کام کر رہے ہیں جہاں انہیں مرتد گردان کر اسلام کے ماتحت ان کے قتل کو کار ثواب مانا جاتا ہے۔ گویا احمدی ہیں کہ جان کو ہتھیلی پر رکھ کر بھی اپنے جھوٹے یا سچے عقائد کا پرچار کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور ان کی یہی لگن ہے کہ ان کے خلاف اصول عقل و سائنس عقائد کو ان ممالک میں بھی سن لینے کے قابل بنا دیتی ہے۔ جو دینی دنیوی ہر ایک چیز کی بنیاد دلائل پر رکھتے ہیں؟"

اب ہم معزز معاصر سے پوچھتے ہیں کہ بقول ان کے جو جماعت مٹھی بھر ہونے کے باوجود اپنا تبلیغی مشن اس قدر زبردست رکھتی ہو کہ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں اس کے مشن قائم ہوں اور وہ اس کی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنے ہوئے ہوں اور احمدی مخالفوں کے نرغے میں جان کو ہتھیلی پر رکھ کر بھی تبلیغ کا کام کرنے سے نہ رکیں۔ کیا ایسی جماعت کی بنیاد بھی نفرت پر ہو سکتی ہے؟ آپ نے مقدمات تو قائم کئے محبت کے اور نتیجہ نکالا نفرت کا۔ آپ کی اس انوکھی منطق کا کیا کہنا۔

> ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مہاشہ جی احمدیت کی بنیاد نفرت پر نہیں۔ محبت پر ہے۔ کیونکہ اس طریقہ حقہ کے امام نے جملہ مذاہب کے بزرگوں کو واجب الاحترام قرار دیا۔ اور بتلایا کہ دہریہ کے سوا ہر مذہب کا سرچشمہ الہام ہے۔ تمہیں حق حاصل نہیں کہ کسی مذہب کے مقدس بزرگ کا برے لفظوں میں نام لو۔ یا کسی الہامی کتاب کی توہین کرو۔ یہ اور بات ہے کہ بعض مذاہب کے ماننے والوں نے اپنے بزرگوں کی نسبت مافوق العادت غیر معقول اور غیر مہذب باتیں منسوب کر کے کتابوں میں لکھدی ہوں۔ یہ لکھنے والوں کا قصور ہے ان سے ان بزرگوں پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ ایسا ہی الہامی کتابوں میں اپنی طرف سے آمیزش کر دی ہو تو اس سے اصل الہامی کتاب داغدار نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ پاک اور پیارا اصول ہے جو دنیا بھر کے مذاہب کو محبت و اتحاد اور مصالحت کا پیغام دئے ہوئے ہے کیا آریہ سماج میں بھی کوئی ایسا نیم ہے۔ اگر نہیں تو یہ کیوں نہ کہا جائے کہ آریہ سماج کی بنیاد ہی نفرت پر ہے۔ محبت پر نہیں۔ یہ احمدیت ہی کا کام تھا کہ کرشن جی مہاراج کی زندگی پر غلط بیانیوں اور گند د نویسیوں کے جو تو بر تو پردے پڑے ہوئے تھے ان سب کو اٹھا کر کرشن جی مہاراج کا اصلی چہرہ دکھلا دیا۔ تبلائیے یہ محبت کا کرشمہ تھا یا نفرت کا۔ کوئی ایسی مثال آریہ سماج میں بھی تو دکھلائیے۔ اگر نہیں ملتی تو صاف کہہ دیجئے کہ اس کی بنیاد نفرت پر ہے۔ محبت پر نہیں جس مذہب کی بنیاد محبت پر ہوگی۔ وہ دوسرے مذاہب کے بزرگوں کی کبھی توہین نہیں کرے گا۔ مہاشہ جی شاید آپ نے ستیارتھ پرکاش نہیں پڑھی یا پڑھ کر بھول گئے۔ ورنہ آپ احمدیت کی نسبت ایسا بودا خیال ہرگز ظاہر نہ فرماتے۔ اور آپ کو معلوم ہو جاتا کہ جس مذہب کی نفرت پر بنیاد ہے وہ آریہ سماج ہے۔

تیرھواں۔ چودھواں باب پڑھئے۔ (باقی دوسرے کالم میں)

(تیسرے کالم کا بقیہ) عیسائیوں اور مسلمانوں کے بزرگوں کو گالیوں سے بھرا پڑا ہے۔ بارھواں باب دیکھئے جینیوں اور بدھوں کو بے نقط سنائی ہیں اور گیارھویں باب میں سناتنیوں شاکت مت والوں سکھوں کبیر پنتھیوں وغیرہ کو برا بھلا کہا گیا ہے۔ اور ان کے بزرگوں کی توہین کی گئی ہے۔ فرمائیے یہ باتیں محبت کی ہیں یا نفرت کی۔ بات یہ ہے کہ جس عینک سے آپ نے احمدیت کو دیکھا ہے وہ عینک ہی نفرت کی ہے۔ اس سے محبت کا چہرہ نظر نہیں آسکتا۔

آپ یہ بھی مانتے ہیں کہ یورپ والے احمدیوں کی باتیں اور ان کے عقائد تسلیم کر لیتے ہیں۔ اور اس پر یہ غضب بھی ڈھاتے ہیں کہ احمدیوں کے عقائد اصول عقل و سائنس کے خلاف ہیں۔ آپ کا کیا کہنا۔ خود ہی اپنی تردید کر دی۔ بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کہ آپ احمدیوں کے عقائد کو اصول عقل و سائنس کے خلاف بھی ٹھہرائیں اور یہ بھی فرمائیں کہ یورپ کے عقلا انہیں تسلیم کر لیتے ہیں۔ کیا خوب... حافظ نباشد والی بات ہے۔ مہاراج آپ کا فرض تھا کہ احمدیوں کے وہ عقائد جو آپ کے خیال میں اصول عقل و سائنس کے خلاف تھے تحریر فرماتے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا اور کر بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ احمدیوں کا کوئی عقیدہ عقل انسانی کے خلاف نہیں ہے البتہ آریہ سماج کے عقائد بکثرت عقل و سائنس کے خلاف ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) "سرشٹی اُتپتی کے وقت انسان جوان پیدا ہوئے تھے"۔ اس مفروضہ کی عقلی دلیل کیا ہے اور کس سائنس دان نے اسے مانا ہے؟ (۲) "مکتی اور سکھ بھی بوجھ ہے" یہ کس سائنس داں کا قول ہے۔ اور کیوں خلاف عقل نہیں؟ (۳) "دنیا کی عمر ایک ارب ۹۶ کروڑ کئی لاکھ اور کئی ہزار برس کی ہے"۔ یہ خیال کس سائنس داں کے قول کے مطابق ہے۔ اور اس کی عقلی دلیل کیا ہے۔

یہ تین باتیں صرف بطور مثال لکھی گئی ہیں ورنہ ایں خانہ تمام آفتاب است۔ ہم سینکڑوں محال عقل آریہ سماج کے عقائد لکھنے کو تیار ہیں۔ اور انہی محال عقل عقائد کا نتیجہ ہے کہ یورپ والوں میں سے کسی نے آج تک اس مذہب کو لبیک نہیں کہا۔ کوئی عقل کی بات دیکھتے تو ضرور لبیک کہتے۔

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ

(مولانا عصمت اللہ صاحب مناظر سلسلہ احمدیہ کے قلم سے)

مہاجر دیو بند کا رمضان نمبر ہمارے سامنے ہے اور اپنے فاضل ایڈیٹر کے نتائج افکار کو دکھلا رہا ہے۔ کبھی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدیر مہاجر کورانہ تقلید کے قفس سے چھٹکارا حاصل کر کے بلند خیالی کی فضا میں سرگرم پرواز ہیں۔ اور اتنا اونچا اڑ گئے ہیں کہ ملک کی موجودہ حالت اور برادران وطن کا رویہ انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ اور بدیں الفاظ ہندو مسلم اتحاد کی رٹ لگا دیتے ہیں۔

"یہ ایک حقیقت باہرہ ہے کہ ہندوستان کی سیاسی و قومی فلاح کے لئے ہندو مسلم جماعتوں کا متفق و متحد ہو کر سرگرم عمل ہونا ضروری ہے"

اور کبھی اتنا نیچے اتر آتے ہیں کہ اتحاد بین المسلمین بھی گوارا نہیں معلوم ہوتا۔ اور سچے مسلمانوں کی جماعتوں کو نام نہاد مسلم جماعتوں کا خطاب عطا فرماتے ہیں۔ ان کی ترقی کو دیکھ نہیں سکتے۔ آتش حسد سے جل بھن کر بدیں الفاظ شور مچا دیتے ہیں۔

"دل تڑپ گیا۔ اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ جب ہم نے اس خبر کو سنا کہ نام نہاد مسلم قادیانی جماعت کا امام سو آدمیوں کو لے کر اسلامی تبلیغ پر لیکچر دینے کو چلا"

کبھی کہتے ہیں کہ علمائے دارالعلوم دیوبند نے

"ایک طرف الحاد و زندقہ کے اس سیلاب کو روکا جو یورپ سے تمام ممالک و اقوام کے مذاہب و ملل کو بہائے ہوئے چلا آ رہا تھا اور اس کا پورا مقابلہ کیا۔ دوسری طرف آریت کی اس آگ کو بجھایا جو یوپی سے شروع ہو کر تمام ہند کو جلا ڈالنے کے ارادے سے مشتعل کی گئی تھی"

اور کبھی یوں فرماتے ہیں کہ:۔

"اسلام کا نام لیکر فلسفہ الحاد کی اشاعت کرنے والی مجلسوں کا مقابلہ کیا اور کامیاب مقابلہ کیا"

گویا کہ ان کی نظر میں بعض مسلم جماعتیں بھی ملحد ہیں اور اشاعت الحاد کر رہی ہیں۔ معاصر موصوف کی یہ چہار رنگی محل حیرت و استعجاب ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ پانچواں رنگ بھی آ پڑھا ہے۔ ذرا اس کا چوکھا پن بھی ملاحظہ ہو:۔

"ہم اتحاد کے لئے تبلیغ جیسے اہم فریضے کو فراموش کر چکے مگر برادران وطن نہایت سرگرمی سے شدھی کی ساعی میں مصروف ہیں"

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اگر فاضل مدیر مہاجر کے خیال میں اتحاد ہندو مسلم ضروری ہے۔ تو اتحاد بین المسلمین کیوں ضروری نہیں اور مسلم جماعتوں کو نام نہاد مسلم جماعتیں کیوں کہا جاتا ہے۔ ہندو تینتیس کروڑ دیوتاؤں کے پجاری ہیں۔ اور اصنام پرستی کی وجہ سے نور توحید سے عاری ہیں۔ آریہ توحید کے مدعی تو ہیں مگر روح و مادہ وغیرہ کی قدامت کا عقیدہ ان کے دعوے کا ابطال کر رہا ہے۔ جناب رسالتمآب صلعم کو گالیاں دینا اسلامی عقائد پر استہزا کرنا۔ تعلیم قرآن کے برخلاف کتابیں لکھنا اسلام کو مٹانے کی کوشش کرنا مسلمانوں کے جائز حقوق کا چھیننا اس قوم کا شعار ہے۔ مگر اس قوم کے ساتھ اتحاد کر لینا فاضل مدیر کے نزدیک ضروری ہے۔ مگر وہ مسلم جماعتیں جو کہ توحید کے قائل اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں کمربستہ ہیں۔ نماز پڑھتی ہیں۔ قرآن پر عمل کرنا ضروری سمجھتی ہیں۔ لیکن دیوبندیت کی قائل نہیں۔ ان کے ساتھ اتحاد کرنا ٹھیک نہیں۔ انہیں چڑانے کے لئے نام نہاد مسلم جماعتیں کہنا جائز ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ معزز معاصر کی یہ نرالی منطق کہاں تک حق بجانب ہے۔

دیوبندیوں کی خدمات جلیلہ

حضرت دیوبندیت رہنے دیجئے آپ اسلام کی خیر منائیے۔ اسلام سب میں مشترک ہے۔ سب فرقے اسلام کے مدعی ہیں۔ سب کلمہ گو ہیں۔ ہندو مسلم اتحاد کی فکر پیچھے کیجئے۔ سب سے پہلے انہیں مسلمان سمجھ کر گلے سے لگائیے تکفیر کا وظیفہ چھوڑ دیجئے۔ پھر دیکھئے کہ مسلمانوں کا نظام تبلیغ کس قدر زبردست ہو جاتا ہے۔ یہ آپ کی کمزوری ہے کہ ہندو مسلم اتحاد پر فریضہ تبلیغ کو بقول اپنے قربان کر بیٹھے ہیں۔ حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ ہندو مسلم اتحاد قربان ہو تو ہو مگر فریضہ تبلیغ ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ اسی کوتاہی کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ علمائے دارالعلوم کو آپس ہی میں الجھنا پڑ گیا۔ آپ کا یہ فقرہ کہ "اسلام کا نام لے کر فلسفہ الحاد کی اشاعت کرنے والی مجلسوں کا مقابلہ کیا اور کامیاب مقابلہ کیا" اس بارہ میں ہم مفصل پر پوری پوری روشنی ڈال چکے ہیں۔

حق بھی یہی ہے کہ جن اسلامی جماعتوں نے صیانت اور حفاظت اور تبلیغ اسلام کا کام انجام دیا۔ انہیں آپ کے دارالعلوم والوں نے کافر کہنے اور دائرہ اسلام سے خارج کرنے میں کوئی کمی نہیں کی۔ سرسید مرحوم نے صیانت اسلام اور تحفظ حقوق مسلمانان ہند کے لئے اپنی آپ کو وقف کر دیا۔ اور جہاں تک ہو سکا اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے قربانیاں کیں۔ یہ اور بات ہے کہ کسی مقام پر ان سے لغزش ہو گئی ہو۔ آخر وہ انسان تھے اور انسان سے خطا کا سرزد ہو جانا ممکن ہے مگر یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی نیت بری تھی۔ اور وہ ملحد تھے۔ لیکن آپ کے دارالعلوم والوں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ملحد کہا۔ کافر کہا۔ بے دین کہا۔ کاش ایسے دس بیس اور بھی ملحد دنیا میں پیدا ہو جاتے تو مسلمانوں کو موجودہ مصائب کا سامنا نہ ہوتا۔ معاف کیجئے گا یہ سب مصیبتیں آپ کے دارالعلوم والوں ہی کی مہربانیوں اور کرم فرمائیوں کا نتیجہ ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام اور اسلام کے سچے فدائی تھے۔ جنہوں نے اپنی ساری پاکیزہ زندگی تبلیغ و حفاظت اسلام کے لئے وقف کر دی۔ کتابیں لکھیں تو اسی غرض کے لئے۔ تقریریں کیں تو اسی مقصد کے لئے۔ مناظرے کئے تو اسی مدعا کے لئے۔ کہیں عیسائی لڑے تو انہیں پچھاڑا۔ کہیں آریوں نے سر اٹھایا تو انہیں نیچا دکھایا۔ یورپ تک تبلیغ اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ اور اپنی پاک زندگی میں سرفروشوں کی ایک جماعت بھی پیدا کر دی۔ جس کا مقصد بھی وہی ہے۔ جو خود حضرت ممدوح الصدر کا تھا اس جماعت کے امیر حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے قرآن پاک کا انگریزی میں ترجمہ کر کے بلاد یورپ کو دعوت اسلام دی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے حالات انگریزی میں لکھ کر یورپ والوں کو حضورؐ کی غلامی میں آنے کی طرف بلایا۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے یورپ میں سینکڑوں انگریزوں کو مسلمان بنایا۔ بیسیوں کتابیں انگریزی جرمن وغیرہ زبانوں میں صداقت اسلام پر لکھیں۔ ووکنگ میں کامیاب مشن کھولا برلن میں لاکھوں روپیہ خرچ کر کے عالیشان مسجد بنائی۔

بلاہور آ و بنگر از سر صدق	جمال روئے مستان محمدؐ
چہ مستیہا براہش می نمایند	سرے دارند قربان محمدؐ
رخ اسلام یورپ را نمایند	ہم اوراخوبی شان محمدؐ

اس پر بھی آپ کے دارالعلوم والے اس سرفروش جماعت کو یہ انعام عطا فرماتے ہیں کہ وہ کافر ہے۔ بے دین ہے۔ اس کے ساتھ ملنا جلنا کھانا پینا قطعاً حرام ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو فرمایئے تبلیغ اسلام کا کیا کام ہوا۔ یہی کہ کافروں کو مسلمان بنانے کے بجائے مسلمانوں کو کافر بنا دیا ان ھذا لشیٔ عجاب

مغربی الحاد و زندقہ اور دیوبند

باقی رہا یہ دعوے کہ

"الحاد و زندقہ کے اس سیلاب کو روکا جو یورپ سے تمام ممالک و اقوام کے مذاہب و ملل کو بہائے ہوئے چلا آ رہا تھا۔ اور اس کا پورا مقابلہ کیا۔ آریت کی اس آگ کو بجھایا جو یوپی سے شروع ہو کر تمام ہند کو جلا ڈالنے کے ارادے سے مشتعل کی گئی تھی"

سو دعوائے بلا دلیل ہے اور دانشمندوں کے نزدیک ہرگز قابل تسلیم نہیں یورپ کے سیلاب الحاد و زندقہ کو وہ لوگ روک سکتے ہیں جو اس کے منبع سے واقف ہوں۔ جنہوں نے یورپ کے فلسفیانہ علوم کو خود ان کی زبان میں پڑھا ہو۔ اور علوم عربیہ اور اپنے مذہبیات سے اس قدر واقف ہوں کہ فلسفہ یورپ کو مذہب کے مقابل پڑا کر اسے مذہب سے تطبیق دینے اور عدم تطبیق کی صورت میں اس کی تردید کرنے پر پورے پورے قادر ہوں۔ صدرا شمس بازغہ۔ ہدیہ سعیدیہ۔ قاضی مبارک قطبی وغیرہ کتابوں کے پڑھ لینے سے فلسفہ یورپ کی تردید نہیں ہو سکتی۔ اور نہ وہ سیلاب ہی روکا جا سکتا ہے جو بقول آپ کے یورپ کی طرف سے مذاہب و ملل کو بہا لے ہوئے آ رہا ہے کہئے آپ کے دارالعلوم والوں نے کبھی انگریزی کا منہ بھی دیکھا۔ کبھی فلسفہ جدیدہ کی کوئی کتاب بھی پڑھی کسی لیبارٹری میں بیٹھ کر تجربے کئے۔ جرمن سیکھی۔ لاطن سیکھی۔ اگر نہیں تو اتنا بڑا دعوے کیوں

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

آریت کی آگ

آریت کی آگ کو بجھانے کے لئے بھی جس پانی کی ضرورت ہے وہ دارالعلوم کی چاردیواری میں قطعاً نایاب ہے۔ اس آگ کو بجھانے کا ساز و سامان انہی لوگوں کے پاس ہے جنہیں ہندو علوم پر پوری پوری دسترس ہے۔ ویدوں کو جانتے ہیں۔ شاستروں کو پہچانتے ہیں۔ درشنوں سے واقف ہیں۔ سمرتیوں سے آگاہ ہیں۔ برہمن گرنتھوں پر عبور رکھتے ہیں۔ ہندو اتہاسک پستکوں کے ماہر ہیں۔ کوشش، بیاکرن، نیائے وغیرہ پر پورا عبور ہے۔ گیتا اور اپنشدوں کی گتھیوں کو سلجھا سکتے ہیں۔ مختلف ہندو بھاشاؤں سے آگاہ ہیں۔ دارالعلوم میں تو ان اوصاف کا ایک آدمی بھی موجود نہیں۔ پھر یہ آگ کس نے بجھائی؟ ممکن ہے آسمان سے فرشتوں کا نزول ہو گیا ہو۔ یا ہمارے فاضل دوست نے خواب میں یہ نظارہ دیکھ لیا ہو۔ ورنہ ظاہر میں تو دارالعلوم اس آگ کو بجھانے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اردو ستیارتھ پرکاش اگر یہ بھاشا بھومکا وغیرہ کتابیں پڑھ لینے سے آگ بجھانے کی قوت نہیں پیدا ہو سکتی۔ ہاں یہ فخر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی جماعت کو حاصل ہے جس کے اکثر افراد انگریزی علوم کے ماہر۔ فلسفہ جدیدہ سے آشنا۔ عربی علوم کے جاننے والے۔ جرمن وغیرہ زبانوں پر دسترس رکھنے والے۔ سنسکرت پڑھے ہوئے۔ ہندو شاستروں سے واقف معہذا تبلیغ اسلام کے راستے میں سرکف ہیں۔ یورپ میں پہنچے تو یہ۔ جرمنی میں گئے تو یہ۔ امریکہ میں گئے تو یہ۔ انگریزوں کو مسلمان بنایا تو انہوں نے جرمنوں کو مسلمان کیا تو انہوں نے۔ امریکنوں کو حلقہ اسلام میں لائے تو یہ نہ کوئی دارالعلوم والا دیوبندی وہاں پہنچا۔ اور نہ کسی نے یہ کام کر کے دکھایا

خانہ جنگی ہی میں حضرت مرد ہیں!

سیلاب ارتداد کو روکا تو انہی سرفروشوں نے روکا۔ حلقہ ارتداد میں سب سے پہلے پہنچے تو یہی پہنچے۔ آریوں سے مناظرے کئے تو انہوں نے۔ شدھی کی آگ پر پانی ڈالا تو انہوں نے۔ علمبردار ارتداد یعنی سردھانند جی کو بھی اس کا اقرار تھا چنانچہ انہوں نے دہلی کی نیشنل اتحاد کانفرنس میں حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کی موجودگی میں کہا تھا کہ دیوبندا ور جمعیت علما والے اگر حلقہ ارتداد میں بیٹھے رہیں تو ہمارا کوئی ہرج نہیں۔ یہ نہایت شریف ہیں۔ کسی کو کچھ نہیں کہتے۔ البتہ احمدیوں کو اس جگہ سے نکال دینا چاہیئے۔ یہ جہاں جاتے ہیں ہمیں آرام نہیں لینے دیتے۔ دارالعلوم والے ایک مدت کے بعد حلقہ ارتداد میں گئے بھی تو جو ہتھیار اغیار کے لئے لے گئے تھے اپنوں ہی پر چلانے شروع کر دیئے۔ کسی کو کافر بنایا کسی کو مرتد۔ یہ ہے اصلی حقیقت اس حفاظت و تبلیغ اسلام کی جو دارالعلوم دیوبند والوں سے ہوئی۔ معلوم نہیں کہ معزز معاصر کس بنا پر اتنی بڑی بلند آہنگی کے ساتھ دارالعلوم والوں کے گن گا رہا ہے۔ اب خلیل خاں کے فاختہ اڑانے کا زمانہ نہیں رہا۔ معزز مدیر کو سوچ سمجھ کر صحیح صحیح بات لکھنی چاہیئے۔ یوں تو ہم بھی قائل ہیں کہ دیوبند والے بہت اچھے ہیں۔ بہت بڑے فاضل ہیں مگر اس کا کیا علاج کہ خود فاضل مدیر کو بھی اقرار ہے

"اس کے دائرہ اہتمام کی برکت سے وہ ناگوار حالات رونما ہیں جن سے آج ہر درد مند دارالعلوم اور بہی خواہ مدرسہ کے قلب میں اضطراب و بے چینی ہے"

"اگر مجلس شوریٰ اپنی جانبدارانہ پالیسی کو بدل کر دارالعلوم کی اس موجودہ زبوں حالت کو درست کر دیتی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بجائے اس خلفشار و ابتری کے دارالعلوم کے فرزند و اکابر تبلیغ اسلام کی بہترین مہمات میں مصروف ہو جاتے"

"ہمارے دارالعلوم کے اہل حل و عقد مجلس شوریٰ اور دارالعلوم کا ذمہ دار دائرہ اہتمام اپنے آرگن میں اکابر و بزرگان دارالعلوم اور جماعت مصلحین کو گالیاں دے رہا ہے اور محض اپنے اقتدار اپنے نفسی اغراض کے استحکام کے لئے دارالعلوم کو تباہ کرنے میں سرگرم ہے"

مولانا شبلی مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہمیں جس چیز نے کھویا وہ تفریق و تحزب تھی
یہی وہ شے ہے جو بربادی مسلم کے درپے ہے
مگر اب تو در و دیوار تک اس کا اثر پہنچا
وضو خانہ الگ اک چیز ہے مسجد الگ شے ہے

(بقیہ صفحہ اول)

محمد بن مسلمہ کو دریافت حالات کے لئے مصر بھیجا۔ اور اسے حکم دیا کہ عیاض جس حالت میں ہو اسی حالت میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ محمد بن مسلمہ جب مصر پہنچا۔ تو اس نے دیکھا کہ واقعی عیاض باریک کپڑے پہنے ہوئے ہے اور دروازہ پر دربان بھی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے خلیفہ کے حکم کی تعمیل کی اور عیاض بن غنم کو دربار خلافت میں لا حاضر کیا۔ حضرت عمرؓ نے جب دیکھا کہ عیاض باریک کرتہ پہنے ہوئے ہے تو وہ کرتہ اتروا کر کمبل کا کرتہ پہنایا اور بکریوں کا ایک گلہ دے کر فرمایا کہ اے عیاض اجنگل میں جاؤ اور بکریاں چرایا کرو تم انسانوں پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہو۔ رعب فاروقی کے مارے بیچارہ عیاض کوئی عذر نہ کر سکا بکریوں کو ہانکتا ہوا دبی زبان سے یہ کہتا جاتا تھا یا امیر المومنین! اس زندگی سے تو موت بہتر ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ برا کیوں مناتے ہو۔ تمہارے باپ کا نام غنم اسی لئے پڑا تھا کہ وہ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اس سزا سے عیاض کو ایسی عبرت اور نصیحت حاصل ہوئی کہ بقیہ عمر اپنے فرائض منصبی میں کبھی قصور نہ کیا۔ اور تمام عمر سادگی میں بسر کر دی۔

"شیعہ" اخبار سے ضروری خطاب

(مولانا عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

ہمارا نصب العین اس سے بہت بلند ہے کہ فرقی تنازعوں میں الجھ کر تضیع اوقات کریں۔ ہم تمام کلمہ گو مسلمانوں کو خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور لا تکفر اھل القبلہ کے زریں اصول پر کاربند ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ باہمی جھگڑوں سے الگ ہو کر غیر مسلم طبقہ میں اسلام کی اشاعت کریں۔ اور متشککین فی الاسلام کے شکوک وشبہات کا ازالہ کرکے انہیں اسلام کے جادہ مستقیم پر قائم رکھیں۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ بعض کوتہ اندیش حضرات ہم سے الجھنے کو سب سے بڑا کارنامہ سمجھ رہے ہیں۔ دیوبندی بزرگوں کا سنہری کارنامہ ہمارے برخلاف کتابیں رسالے لکھنا اور اخباریں چھاپنا ہے۔ بریلویوں کے پاس بھی یہ نعمت عظمٰے موجود ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو کہ فی زماننا ہذا گروہ اہل حدیث کے سردار ہیں۔ اسی رنگ میں رنگین ہیں۔ انہیں بارہا کہا گیا اور سمجھایا گیا کہ ؎

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

مگر صدائے برنخواست والا مضمون ہو گیا۔ اور یہ بزرگ اپنی ضد پر اڑے رہے۔ البتہ شیعہ دوستوں نے معدودے چند آدمیوں کے سوا اس خاردار رستے میں قدم نہیں رکھا تھا۔ مگر شیعہ اخبار لاہور نے اس مافات کی تلافی کردی اور احمدیت کے سنگین قلعہ پر گولہ باری کرنا اپنا فرض خیال کر لیا چنانچہ ہماری نظر سے اس کا کوئی پرچہ ایسا نہیں گزرا جس میں احمدیوں کو نکو سنا گیا ہو۔ شیعہ اخبار مختار ہے جو چاہے سو کہے ہم گالی کا جواب گالی سے دینے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔

وہ اپنی خو نہ بدلیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں

ہم اہلبیت کرام کا احترام اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا ارشاد ہے ؎

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچۂ آل محمد است

معزز معاصر کو چاہیے کہ ہم سے الجھنے کے بجائے ہمارا ساتھی بنے۔ اور تبلیغ اسلام کے مہتم بالشان کام میں ہمارا ہاتھ بٹائے۔ ملایانہ جدل کو تہہ کر رکھے۔ باہمی منافرت کے سوا آج تک ملایانہ جدل سے کوئی فائدہ نہ پہنچا یا اسی نامعقول مجادلے نے مخالفین اسلام کو تقویت پہنچائی۔ شیعہ سنیوں سے الجھے اور سنیوں کے صحیح یا غلط عیوب نکال کر کتابیں لکھیں۔ تقریریں کیں تو اس کے جواب سنیوں نے بھی شیعوں کے صحیح یا غلط عیوب نکال کر دیئے اور کتابوں کی کتابیں لکھ ڈالیں۔ تقریروں پر تقریریں کیں۔ اس سے کسی کا مذہب تو نہ بدلا۔ مگر منافرت ضرور بڑھ گئی۔ اور مخالفوں کو تیز و تند ہتھیار دستیاب ہو گئے۔ شیعوں کی کتابوں سے سنیوں پر اعتراض کئے گئے۔ اور سنیوں کی کتابوں سے شیعوں پر تیر برسائے گئے۔ کیا معزز معاصر بھی اسی طریق پر کاربند ہو کر مخالفین کی تقویت کا باعث بننا چاہتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر اس خاردار رستے میں قدم رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟

اہلبیت کے فضائل و مناقب پر فلسفیانہ اور معقول مضامین لکھے ہم شوق سے پڑھیں گے۔ معارف و حقائق اسلامی کا اظہار کرے ہم انہیں محبت کے کانوں سے سنیں گے۔ معزز معاصر اس امر سے ناواقف نہیں کہ ہر ایک شخص کے پاس، کوئی مانے یا نہ مانے اپنی صداقت و سچائی کے کچھ نہ کچھ دلائل ضرور موجود ہوتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کا مشن ہی یہ ہے کہ دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ کرے۔ اور اسلام کی صداقت کو ہر کہ و مہ کے کانوں تک پہنچائے۔ پھر اس جماعت کے پاس اپنی صداقت کے دلائل کی کیا کمی ہو سکتی ہے۔ یہ جماعت کسی حملے سے گھبرانے والی نہیں بحمد اللہ اس کے پاس دلائل و براہین کے ہتھیاروں کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ مگر اس کا استعمال مخالفوں پر ہونا چاہیے۔ نہ کہ اپنوں پر۔ معزز معاصر جتنا چاہے دور بھاگے۔ پرے ہٹے۔ مگر ہم تو اسے اپنا ہی سمجھتے ہیں۔ اور برملا کہتے ہیں۔ تم آتے آؤ نہ آئے نہ آؤ۔ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہے۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو گیا ہے یا عنقریب ختم ہونیوالا ہے وہ بذریعہ منی آرڈر چندہ روانہ فرمائیں وی پی کا انتظار نہ کریں۔ کہ خواہ مخواہ ۳ر زیادہ خرچ ہوں گے۔ (منیجر)

ہندوستان

— معلوم ہوا ہے کہ سائمن کمیشن مارچ کی آخری تاریخ کو بمبئی سے انگلستان روانہ ہو جائے گا۔ سرجان سائمن لاہور ہی سے دہلی واپس چلے جائیں گے۔ تین ممبر پشاور جائیں گے اور وہاں سے سیدھے بمبئی پہنچ جائیں گے۔

— راولپنڈی سے ایک نیا انگریزی مسلم اخبار "فرنٹیئر آبزرور" کے نام سے عنقریب جاری ہونے والا ہے اس کے ایڈیٹر مسٹر ڈی سل اسپن سابق ایڈیٹر مسلم آؤٹ لک ہوں گے۔ چنانچہ آپ راولپنڈی پہنچ گئے ہیں۔

— موضع اول ضلع متھرا کے مسلمان بوچڑوں اور ہندو باشندوں میں ۷ مارچ کو ہولناک فساد ہو گیا۔ فساد کا سبب ایک ہندو عورت تھی جو ایک مسلمان بوچڑ کے پاس رہنا چاہتی تھی۔ فساد میں ۲۰ مسلمان شہید ہوئے اور بوچڑوں کے مکان لوٹ لئے گئے۔ ہندو ایک بھی نہیں مارا گیا۔

— سابق مہاراجہ اندور مس ملر کے علاج کی غرض سے یورپ جانیوالے ہیں۔ مس ملر ورم معدہ کے مرض میں مبتلا ہیں شاید اپریشن کی بھی ضرورت پڑ جائے۔

— صوبجات متحدہ کے بعض علاقوں میں پلیگ اور ہیضہ کی وبا روز بروز زور پکڑ رہی ہے۔

— وزیر آباد ۲۳ مارچ۔ مولانا ظفر علی خاں صاحب مالک زمیندار عید کی تقریب پر لاہور سے کرم آباد جا رہے تھے۔ کہ پولیس نے رستے میں آپ کو زیر دفعہ ۱۴۷ تعزیرات ہند گرفتار کر لیا۔ اور حاضر عدالت ہونے کے لئے ۵۰۰ روپے کی ضمانت طلب کی۔ لیکن مولانا نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد پولیس نے انہیں زیر حراست کرکے لاہور کے بورسٹل جیل میں پہنچا دیا۔ یہ گرفتاری ۲۰ مارچ کو لاہور میں سائمن کمیشن کی آمد پر جو مظاہرہ ہوا تھا اس کے سلسلے میں ہوئی ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص نے پندرہ برس کی مسلسل محنت اور جانفشانی کے بعد اردو کے ایسے مرکب اور مفرد الفاظ کو ایک محدود اور مختصر تعداد میں جمع کر لیا ہے جن کو کام میں لانے سے ٹائپ اور ہاتھ کی لکھائی میں کوئی فرق نظر نہیں آتا بلکہ ہاتھ کی لکھائی سے یہ ٹائپ بدرجہا زیادہ خوبصورت ہوگا۔

— پٹنہ ۲۲ مارچ۔ آج گورنر نے بہار و اڑیسہ کی کونسل کو ختم کر دیا۔

ہندو دنیا

— بنارس ۱۵ مارچ۔ اودھ پراونشل ہندو کانفرنس فیض آباد میں زیر صدارت ڈاکٹر مونجے ۲۴۔۲۵۔ مارچ کو ہوگی۔

— بنارس ۱۵ مارچ۔ ۲۴۔۲۵۔۲۶ مارچ کو لالہ لاجپت رائے کی صدارت میں ایک اچھوت ادھار کانفرنس منعقد ہوئی۔

— پروپیگنڈا۔ سکرٹری آریہ پرتی ندھی سبھا یو۔پی۔ میرٹھ سے اطلاع دیتے ہیں کہ حال ہی میں ۱۴ گاؤں کے ایک ہزار اچھوتوں کو آریہ سماج میں داخل کر لیا گیا۔

— پونہ ۱۵ مارچ۔ گوا میں دو آریہ اپدیشکوں کو وہاں کی حکومت نے گرفتار کر لیا ہے۔ یہ اپدیشک اشدھی کی تحریک کے سرغنہ تھے۔ اور چند روز ہوئے انہوں نے دو ہزار عیسائیوں کو اشدھ کیا تھا۔

— لالہ لاجپت کی کتاب "ناشاد ہندوستان" جو مس میو کی مشہور عالم کتاب "مدر انڈیا" کے جواب میں لکھی گئی ہے آئندہ ماہ شائع ہو جائے گی۔

— مس ملر کی شادی مہاراجہ اندور سے نہایت دھوم دھام سے قدیم رسم و رواج کے مطابق ہو گئی۔ اس تقریب میں کثیر تعداد میں مہمان شریک تھے۔

— گوروکل وشو ودیالیہ کانگڑی کے سالانہ جلسے کے موقع پر ۸ اپریل کو آل انڈیا آریہ کانگرس کا سپیشل اجلاس ہوگا۔

— آل انڈیا اچھوت ادھار کمیٹی دہلی نے فیصلہ کیا ہے کہ ۲۲ مارچ سے ۲۸ مارچ تک تمام ملک میں اچھوت ادھار ہفتہ منایا جائے۔

— بمبئی ۲۲ مارچ۔ آریہ سماج کے زیر اہتمام تقریباً ایک ہزار اچھوتوں کو آریہ بنا کر یگیوپویت دیئے گئے۔

— بمبئی میں ایک انگریز ڈاکٹر ڈبلیو ایچ آر مرے ایم۔ڈی کو اشدھ کیا گیا ہے۔

— لاہور ۲۵ مارچ۔ آج شام کے وقت لالہ لاجپت رائے کی کوٹھی میں پنڈت مالویہ نے لالہ لاجپت رائے ہال کا بنیادی پتھر رکھا۔ پتھر رکھنے سے پیشتر گتکے کی کھیلیں ہوئیں۔ اور شام کے ساڑھے چھ بجے راجہ دھیان سنگھ کی حویلی میں کتھا کی گئی۔

ممالک خارجہ

— معلوم ہوا ہے کہ بادشاہ افغانستان کو ضروری تار کے ذریعہ واپس افغانستان بلایا گیا ہے اس لئے انہوں نے روس کا دورہ ملتوی کر دیا ہے۔

— لارڈ برکنہیڈ تپ ولرزہ میں مبتلا ہیں درجہ حرارت بڑھ گیا تھا اب کچھ افاقہ ہو گیا ہے۔

— حکومت حجاز نے اعلان کر دیا ہے کہ کوئی نومسلم اس وقت تک حجاز میں داخلہ کا حقدار نہیں۔ جب تک اس کے پاس تصدیق نامہ قبول اسلام نہ ہو۔

— اعلیحضرت شہریار افغانستان نے سیاحت جرمنی کے دوران جرمنی کے پریذیڈنٹ ہنڈن برگ اور چانسلر مارکس کو "سردار" کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ جس کے رو سے دونوں صاحبان افغانستان کے "ڈیوک" ہو گئے۔

— معلوم ہوا ہے کہ عدن میں طاعون کا مرض پھیل گیا ہے۔

— قاہرہ ۱۷ مارچ۔ حضرت سعد زاغلول پاشا مرحوم کے جانشین مصطفےٰ پاشا نحاس نے قلمدان وزارت قبول فرما لیا ہے۔ اور آپ نے وزارت بھی مرتب کر لی ہے۔ اس وزارت میں خود نحاس پاشا وزیر اعظم اور وزیر داخلہ ہیں۔ واصف پاشا غالی وزیر خارجہ ہوئے ہیں۔

— واشنگٹن ۱۸ مارچ۔ دارالمبعوثین نے کثرت آرا سے بحری پروگرام منظور کر لیا ہے۔ جدید جنگی جہازوں کی تیاری میں ۲۷ کروڑ ۴۰ لاکھ ڈالر صرف ہوں گے۔

— لنڈن ۲۳ مارچ۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا پھیپھڑے کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ اور ان کو بہت دیر تک آرام کرنے کی ضرورت ہے۔

— قاہرہ ۱۴ مارچ۔ حسین رشدی پاشا کا انتقال ہو گیا۔ آپ دوران جنگ عظیم میں مصر کے وزیر اعظم رہے تھے۔ اور دولت برطانیہ کے ساتھ آپ نے دوستدارانہ طریق سے اشتراک عمل کیا تھا۔

— لنڈن ۱۶ مارچ۔ آج شاہ کابل نے موٹر میں لنڈن کے مختلف حصوں کا گشت لگایا۔ سہ پہر کے وقت برمنگھم رونق افروز ہوئے۔ اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے لارڈ میئر و لیڈی میئرس اور شہر کے معتدد لوگ موجود تھے۔ شام کے وقت برمنگھم سے مراجعت فرمائے لنڈن ہوئے آپ نے لنڈن میں مختلف چیزیں خریدیں۔ جن میں انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا ایک لاسلکی کا آلہ ایک خوردبین اور ایک سنیموگراف ہے۔

— لنڈن ۲۳ مارچ۔ آج بادشاہ افغانستان مع ملکہ معظمہ موٹر کے ذریعہ اکسفورڈ کو روانہ ہو گئے ہیں۔ جہاں آپ کو ایک اعزازی ڈگری دی جائیگی۔

— علیا حضرت ملکہ افغانستان چونکہ گزشتہ دنوں بہت مصروف رہی ہیں اس لئے وہ آج کل آرام فرما رہی ہیں۔

— شنگھائی ۲۲ مارچ۔ جاپان میں ٹوکیو اور یاکوہاما و دیگر مقامات میں کمیونسٹوں کی کافی گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں۔ کمیونسٹوں کو کونے کونے سے تلاش کرکے گرفتار کیا جا رہا ہے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ تقریباً ایک ہزار اشخاص گرفتار ہو چکے ہیں۔

— لنڈن ۲۱ مارچ۔ ہاؤس آف لارڈز میں یہ تحریک منظور کر لی گئی ہے کہ ہندوستانی معاملات کے لئے مندرجہ ذیل لارڈز کی ایک سٹینڈنگ جائنٹ کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ لارڈ لٹن۔ لارڈ چیمسفورڈ۔ لارڈ ہیرس۔ لارڈ سمنگٹن۔ لارڈ ایمپتھل۔ لارڈ النگٹن۔ لارڈ ہارڈنگ۔ لارڈ ساؤتھ برو۔ لارڈ کلانڈ۔ لارڈ میلٹن اور لارڈ اولیور

— شاہ افغانستان کو اکسفورڈ یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹر آف سول لا کی اعزازی ڈگری پیش کی گئی۔

— جنیوا ۲۲ مارچ۔ اعلان شائع کیا گیا ہے کہ ہسپانیہ نے لیگ آف نیشن میں دوبارہ شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اہل لنڈن اس اعلان سے بہت خوش ہیں۔

— لنڈن ۲۳ مارچ۔ دریائے ٹیمز میں پھر طغیانی آنے کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ ویسٹ منسٹر سٹی کونسل کے افسر موٹر کشتیوں میں دریا کا گشت لگا رہے ہیں۔ پولیس ان کے ہمراہ ہے۔ پانی عام سطح سے ۲۴ انچ زیادہ ہو گیا ہے۔ مشرقی اور مغربی دونوں حصوں میں سخت اندیشہ لاحق ہو رہا ہے۔

— برلن ۲۳ مارچ۔ سابق قیصر جرمنی کے بہنوئی کو جرمنی سے اس لئے خارج البلد کر دیا گیا ہے۔ کہ نہ اس کی کوئی قومیت ہے۔ اور نہ کوئی کام کاج کرتا ہے۔ چونکہ اس کی صحت بھی اچھی نہیں ہے۔ اس لئے تا صحت یابی ملک میں قیام رکھنے کی مہلت عطا کی گئی ہے۔

— دارالعوام کے مشہور ممبر مسٹر سڈنی سبکدوش ہو گئے ہیں۔ کیونکہ آپ کی عمر ۷۰ سال سے زیادہ ہو چکی ہے۔

رقوم بلا تفصیل

معین رقوم خزانہ انجمن میں وصول شدہ ہیں لیکن ان کی تفصیل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے امانت رکھی ہوئی ہیں۔ جن احباب کی ہوں وہ جلد اس کے متعلق مجھے اطلاع دیں ورنہ کچھ انتظار کے بعد سب کو عطیۂ اشاعت اسلام میں منتقل کر دیا جائے گا۔

تاریخ وصولی		نام فرستندہ		رقم
۲/۲۸	۱۱	حیرالدین صاحب پوسٹ نمبر ۸ بمبئی		۱۶ — ۹
۵/۲۷	۱۹	ایم آئی اصفہانی	طہران	۶ — ۸
۶/۲۷	۹	منشی الہ دین صاحب	بغداد	۲۰ — ۰
۱۰/۲۸	۵	نام وغیرہ بھی معلوم نہیں کوئی شخص مسجد میں مجھے دے گیا تھا۔		۱۰ — ۰

(خاکسار سید محمد حسین فنانشل سکرٹری)

جماعت راولپنڈی کا جلسہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا آٹھواں سالانہ جلسہ مورخہ ۶-۷-۸ اپریل ۱۹۳۰ء حسب معمول میدان میلہ اساں میں منعقد ہوگا کانفرنس مذاہب اور اسلامی کانفرنس اس جلسہ کی نمایاں خصوصیات ہونگی کانفرنس مذاہب کے لئے آریہ سماج عیسائی وغیرہ مذہبی جماعتوں کو اور اسلامی کانفرنس کے لئے اہل حدیث حنفی۔ شیعہ۔ قادیانی احمدی وغیرہ علما اور دیگر فضلائے اسلام کو دعوت شرکت دی جا رہی ہے تفصیلاً بعد میں شایع کی جائینگی۔

المعلن

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

یہی موقع ہے

بگڑی کو بنانے کا — اجڑی کو بسانے کا

یہی وقت ہے روتوں کو ہنسانے کا روٹھوں کو منانے کا۔ یہی گھڑی ہے خواہش کے مطابق مراد حاصل کرنے کی جسکے واسطے ہزاروں کیا لاکھوں نے سر توڑ کوشش کی مگر حاصل نہ ہوا جسکے لئے خوفناک بھیانک جنگلوں بیابانوں۔ اور پہاڑوں کی گہری کندراؤں کی خاک چھانی مگر نہ پایا۔

وہی آج ہم آپ کو مفت دیتے ہیں

ہر مذہب و ملت کے لوگ ہمالہ تانترک کوچ یعنی ہمالہ کی جڑی کی خواہش رکھتے ہیں ہر جگہ ہر وقت انسان کو اس کے حاصل کرنے کی دلی تمنا ہے۔ مہاتما جی نے جسے نہایت محنت سے ہمالہ پربت پر پھر کر اور مدت مدید تک جوگیوں سنیاسیوں فقیروں اور دنیا کی ہر تن خدمت میں مصروف رہ کر حاصل کیا ہے ہم آج آپ کو مفت دے رہے ہیں۔ کل ضرورت مند اس سے خالی نہ رہے

ہمالہ تانترک کوچ یعنی ہمالہ کی جڑی

خاص وقت میں نہایت عجیب و غریب تراکیب سے تیار کیا جاتا ہے اس کے بیشمار فوائد میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں جسکے پاس یہ کوچ ہوگا دنیا بھر کی نعمتیں اسے میسر ہونگی۔ اگر آپ کسی مقدمہ میں گرفتار ہیں یا کسی بیماری میں مبتلا ہیں یا کسی مصیبت کا سامنا ہے۔ تو کوچ منگوا کر نجات حاصل کیجئے۔ اگر آپ کسی حاکم کی خوشنودی کے طالب ہیں۔ اگر آپ سے افسر ناراض رہتے ہیں اگر آپ کی آمدنی کے دروازے بند ہیں۔ یا آپ کے روزگار میں ترقی نہیں ہوتی۔ تو کوچ منگوا کر مطلب برآری کیجئے۔ اگر آپ کو اولاد کی خواہش ہے۔ یا اولاد پیدا ہو کر مر جاتی ہے یا اولاد نرینہ سے محروم ہیں تو کوچ منگوا کر مراد دل حاصل کریں۔ اگر آپ کو کسی دشمن سے نقصان کا خدشہ ہے یا ہر کام میں نقصان اٹھاتے ہوں یا امتحان میں پاس ہونا چاہیں۔ تو اس کوچ کی مدد حاصل کریں۔

غرضیکہ

دنیا داروں کا کوئی عقدہ نہیں جو اس سے حل نہ ہو۔ اور آپ کے دل کی ہر خواہش پوری نہ ہو۔ اگر کاروباری دکاندار استعمال کریں تو کام میں دوگنی ترقی ہو۔ معاوضہ برائے خرچ اخراجات صرف تین روپیہ محصول ڈاک وغیرہ معاف۔

نوٹ ہمالہ تانترک کوچ یعنی ہمالہ کی جڑی کو حسب ضرورت اپنے پاس رکھنے کے سوا اور کسی قسم کا کوئی عمل یا جنتر منتر جلہ وغیرہ بالکل نہیں کرنا پڑتا۔ کیونکہ یہ بالکل نیا اور بے نظیر ایجاد ہے۔

پچاس روپیہ نقد انعام

اس شخص کو دیا جائے گا جو ہمارے سرٹیفکیٹوں کو غلط ثابت کرے لاتعداد میں سے نمونۃً صرف دو چٹھیاں نقل کی جاتی ہیں۔

جناب من رست سری اکال۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے آپ سے ہمالہ کی جڑی منگوائی تھی۔ کیونکہ مجھ پر ایک سنگین مقدمہ تھا۔ اور ایک افسر مجھ پر سخت ناراض تھا ان کا مدعا مجھے تکلیف پہنچانے کا تھا۔ میں نے دوران میں بہت روپیہ لگایا مگر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آئی۔ ایک دوست سے آپ کے کوچ کی تعریف سنی جسے میں نے منگوا کر اس کا فائدہ اٹھایا۔ اس کی تاثیر اور اثر اتنا زبردست ہوا کہ پہلے ہی دن مقدمہ کی نوعیت بدل گئی واقعی عجیب چیز ہے میں اب بالکل آزاد ہوں آپ کی جان کو دعا دیتا ہوں۔ میرے لایق کوئی خدمت ہو تو اطلاع دیں۔ آپ کا تابعدار (سردار) حکم سنگھ پسر سوار شیر سنگھ نمبردار چک دھرم سنگھ منٹگمری۔

مکرمی۔ آپ کا ارسال کردہ تانترک کوچ استعمال کیا۔ آپ یہ پڑھ کر خوش ہوں گے کہ آپ کا کوچ وہ کام کر سکتا ہے جسے انسان زر کثیر خرچ کر کے بھی نہیں کر سکتا۔ اس کوچ سے میں نے اس قدر فائدہ اٹھایا جس کا عوض ادا کرنا مشکل ہے اس نے میری حسب منشا خواہشات کو پورا کیا۔ اس لئے میں تہہ دل سے مشکور ہوں اور آپ کی ہر سیوا کو حاضر ہوں۔

دیا بو، گر دھاری لال ازدواں رئیس بھنکہ گورنمنٹ کنٹریکٹر بولہ۔

کوچ منگوانے کا پتہ۔

ہمالہ تنتر لاج پوسٹ سلینہ فیروز پور

خاص الخاص چوٹی کی مجربات

(بسرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

موسم سردی کے استعمال کی خاص خاص ٹانک مقوی اعضائے رئیسہ مفرح ہاضم مردوں۔ عورتوں۔ بچوں کے لئے ہر قسم کی بیماریوں کی مجرب ادویہ تیار ہیں شاہی یاقوتی ٹانک ۸ فی تولہ۔ شاہی ٹانک گولیاں (۲۵ عدد) پانچ روپے۔ یہ دوائیں تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ ہم نے ایک اور دوا خاص طور پر حاجیوں کے لئے تیار کی ہے۔ یعنی سفوف حجاز ہاضم جو سمندر کے سفر اور ہاضمہ کے لئے ایک نادر اور عمدہ چیز ہے۔ ہاضمہ کے لئے اکسیر ہے پانچ روپے ۲۰ تولہ کی قیمت یعنی ایک روپے میں ۴ تولہ۔ آپ ان دواؤں کے فوائد سے اسی وقت آگاہ ہو سکتے ہیں کہ ایک دفعہ استعمال کر کے دیکھیں۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب دہلوی ملازم حال کپورتھلہ سٹیٹ

پشاور مشہد اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی پشاوری لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری قناویز ہر قسم کے مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے

سلمہ ستارہ کا زرید ار پشاوری کلہ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا اگر پسند نہ آئے تو محصول کے سوا قیمت واپس دی جائے گی۔

پتہ: میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ کریم پورہ پشاور شہر

سرمہ کامل

یہ سرمہ تقریباً ۱۴ اجزا سے مرکب ہے اور بالخصوص یہ قیمتی ادویہ اس میں منزد ہیں۔ ممیرہ۔ یاقوت زمرد مروارید۔ دہنہ فرنگ۔ سونے چاندی کے ورق۔ کشتہ تانبہ۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ سرمہ تمام امراض چشم خصوصاً ضعف بصر کے لئے بہتر چیز ہے۔ بینائی کو اس قدر قوت بخشتا ہے کہ یہ سرمہ تمام امراض چشم کو دور کر کے چھ ہفتہ میں ضرور عینک چھڑا دیتا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ جوان بوڑھے سب کے لئے یکساں اثر رکھتا ہے۔ قیمت شیشی کلاں تین روپے خورد ڈیڑھ روپیہ نمونہ ۹ کے ٹکٹ بھیج کر طلب کیجئے۔

مرہم داد

داد کی بیداد دنیا میں مشہور ہے۔ اس کی تکلیف وہی جانتا ہے جو اس میں مبتلا ہو۔ یہ مرہم داد کی حکمی دوا ہے اور چند روز میں جلد کو صاف اور ملایم کر دیتا ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں داد کبھی ہوا ہی نہ تھا۔ قیمت ڈبیہ کلاں عہ ڈبیہ خورد ۱۱ر نمونہ ۱۲ر

مینیجر چشمہ کامل دہلی

میری پچاس سالہ مجربات

زیادہ لفاظی کی ضرورت نہیں تجربہ شرط ہے۔

(۱) اکسیر بواسیر خونی ہو یا بادی متواتر ایک ماہ کے استعمال سے دفع ہو جاتی ہے۔ خوراک ایک ماہ پانچ روپے

(۲) حبوب ضیق النفس دمہ کا حکمی علاج فی درجن تین روپے

(۳) حبوب عنبریں مقوی اعضائے رئیسہ۔ مفرح دل و دماغ مولد خون فی درجن چھ روپیہ دے، علاوہ ازیں ہر قسم کی بیماری کے متعلق آپ ہم سے خط و کتابت کرنے میں فائدہ میں رہیں گے۔

حکیم حاذق محمد نواز خاں ہاشمی معالج امراض جسمانی و روحانی نواں محلہ متصل عیدگاہ جہلم (پنجاب)

ایک دفعہ پیغام صلح میں ضرور اشتہار دیجئے۔

ہومیوپیتھک تعلیم حاصل کرنے کا نادر موقعہ

اگر آپ بلا امداد استاد گھر بیٹھے ڈاکٹری قابلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو فوراً ایک روپیہ ہمراہ درخواست بھیجکر طلب ہومیوپیتھی کی معرکۃ الآرا تصنیف۔ پیام صحت کے خریدار بن جائیں۔ پیام صحت کا وی پی پیکٹ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچتا رہے گا۔ اس میں ایک ماہ کے مطالعہ کے لئے پر از معلومات کافی مضمون ہوتا ہے۔ علم طب کی اس نادر کتاب کا مسودہ تین ہزار صفحات کا ہے۔ اور ۲۰۰ تصاویر سے مزین ہے بارہ ماہواری اقساط میں شایع ہو رہی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اس کے مطالعہ سے معمولی لیاقت کا انسان بھی یقیناً طبی لیاقت حاصل کر سکتا ہے۔ درخواستیں جلد بھیجئے۔

منیجر ہومیوپیتھک۔ میڈیکل ہال چھاؤنی فیروز پور

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۔ شوال المکرم ۱۳۴۶ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۲۸ء | نمبر ۱۶

بزم احباب

(مرتبہ خان صاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

ٹرینیڈاڈ

عزیز عبدالرحمن صاحب لکھتے ہیں کہ میں جس دن سے ٹرینیڈاڈ پہنچا ہوں اسی دن سے میں نے اشاعت اسلام و تبلیغ احمدیت کا کام شروع کر دیا ہے اس جزیرہ کے سب مسلمان احمدی خیال کے ہیں۔ اور میرے لیکچروں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ صرف چند تنگ دل ملاؤں نے میری مخالفت شروع کر دی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ تم ہر وقت قرآن ہی کو لیتے ہو۔ ہمارے بزرگوں کو نہیں مانتے۔ کیا وہ بزرگ جو کچھ لکھ گئے وہ بے وقوف تھے۔ اس کے جواب میں میں یہی کہتا ہوں کہ میں قرآن و حدیث کو مقدم رکھتا ہوں ان کے خلاف جو کچھ ہوگا وہ ماننے کے قابل نہیں۔ اس پر مجھے کافر اور بے وقوف کہا جاتا ہے لیکن میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں صرف اللہ تعالےٰ کے حضور وہی دعا کرتا رہتا ہوں جو حضرت نبی کریمؐ نے کی تھی۔ کہ اے میرے خدا یہ قوم نہیں جانتی تو اس کو ہدایت دے۔ یہاں کے مسلمانوں کی حالت بہت خراب ہے کوئی بیس ہزار سے زائد مسلمانوں کی آبادی میں ایک بھی اسلامی مدرسہ نہیں۔ اور نہ گھروں میں بچوں کو دینی تعلیم دی جاتی ہے لڑکے اور لڑکیاں سب کے سب عیسائی مشنری سکولوں میں جاتے ہیں اور بڑے ہو کر عیسائی بن جاتے ہیں۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ اسلام کیا چیز ہے نوجوان عورتیں یورپین فیشن اختیار کرتی جا رہی ہیں مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر نہ مجھے دن کو چین ہے نہ رات کو آرام۔ میں سات سال کے بعد اپنے عزیزوں سے آکر ملا ہوں لیکن گھر پر صرف دو چار دن رہا۔ میری والدہ صاحبہ گھر پر کچھ آرام کرنے کے لئے کہتی ہیں لیکن میں جواب دیتا ہوں کہ میں اسلام کا سپاہی ہوں اور اسلام کے لئے اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہوں۔ سپاہی کے لئے آرام کہاں۔ میں گھر سے روانہ ہو کر تمام جزیرہ میں چکر لگا کر مسلمانوں کی حالت کا مطالعہ کر رہا ہوں تاکہ کچھ اصلاحی کام کیا جائے۔ اور مسلمانوں میں بیداری کی روح پھونکی جائے۔ اخراجات سفر اپنی جیب سے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی میرا معاون و مددگار ہے۔

ہمارے احباب نے جو شاخ قائم کر رکھی ہے وہ کسی نظام پر مبنی نہیں اور عملاً بہت کم کام ہو رہا ہے۔ سید تجمل حسین صاحب سے ملاقات ہو چکی ہے وہ بڑے پرجوش ہیں ہمارا ارادہ ہے کہ یہاں کی جماعت کو خوب مضبوط کیا جائے۔ بیعت شدہ تو تیس آدمی ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے بیعت نہیں کی وہ بھی اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں ایسے اشخاص کو میں باقاعدہ بیعت میں شامل کرنے کی کوشش میں ہوں۔ بہت سے لوگ اس پر راضی ہیں اور امید ہے کہ باقی بھی باقاعدہ جماعت میں شمولیت اختیار کر لیں گے۔ سید تجمل حسین صاحب کو یہاں کی شاخ کا سکرٹری مقرر کیا گیا ہے آئندہ ہمارے کام کی رپورٹ وہ بھیجا کریں گے۔

یونان

احمد راسم صاحب علاقہ تھریس سے لکھتے ہیں کہ یہاں آپ کا مرسلہ قرآن کریم انگریزی پہنچا۔ جس کے لئے ہم مشکور ہیں۔ اسے ایک امریکن لیڈی مس ہیٹی نے دیکھ کر بہت پسند کیا۔ اور کہا کہ وہ اسکے ذریعہ سے ان امریکنوں میں تبلیغ اسلام کرے گی جو اس علاقہ میں مقیم ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میں کثرت مشاغل کے باعث آپ کو باقاعدہ خط نہ لکھتا رہا۔ میں آجکل یہاں معلم کا کام کرتا ہوں۔ جو میرے گاؤں سے دو گھنٹہ کی مسافت پر ہے اور عمدہ تاکو کا مرکز ہے۔ میں نے سورہ یوسف پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کے چند نسخے آپ کو عنقریب بھیجونگا۔

ہنگری

جبرائیل جیکی موحد عیسائیوں کے پادری صاحب لکھتے ہیں۔ میں یہاں کے موحد عیسائیوں کے مشن ہوس کی طرف سے انگریزی ترجمۃ القرآن کے لئے جو آپ نے ہماری لائبریری کے لئے مفت نذر کیا ہے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ ہمارے کتب خانہ کا ایک قیمتی خزانہ ہوگا۔ اور ہم اسے اپنے تمام ممبران کے زیر مطالعہ لائیں گے۔ جتنا زیادہ ہم ایک دوسرے سے رابطہ اتحاد و محبت کر کے باہمی واقفیت پیدا کریں۔ اتنا ہی ہم اس بات کو سمجھنے کے قابل ہو سکیں گے کہ ہم ایک ہی نسل انسان کے ممبر ہیں۔ اور باہم بھائی بھائی ہیں۔ یہ قیمتی کتاب جو آپ نے ہمیں بھیجی ہے ہم کو اس عظیم الشان پیغمبر کی صحیح تعلیم سمجھنے میں بہت مدد دے گی۔

آسٹریا

ڈاکٹر کرٹز صاحب گراز سے لکھتے ہیں کہ ہمیں آپ کا ترجمۃ القرآن انگریزی وصول ہوا۔ جسکو دیکھکر ہمیں دلی مسرت حاصل ہوئی۔ آپ نے ہماری لائبریری کو ایک نہایت ضروری اور بے بہا تحفہ سے مالا مال کر دیا ہے۔ اور ہم اس قیمتی تحفہ کے لئے آپ کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اس لئے بھی کہ آپ نے ہماری لائبریری کے لئے خاص توجہ سے کام لیا ہے۔

دمشق الشام

اخویم محمد ادیب عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ ڈیڑھ ماہ ہوا آپ کا خط آیا تھا لیکن علالت کے باعث ابھی تک جواب نہ دے سکا۔ اب خدا کے فضل سے صحت کلی حاصل ہو گئی ہے۔

کچھ عرصہ سے میرے اور ایک مسیحی بنام الظون الخوری سکنہ ناصرہ فلسطین کے درمیان اسلام اور مسیحیت کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ جب وہ یہاں آیا۔ تو اس کے ساتھ زبانی گفتگو کر کے اسلام کے محاسن اسکو واضح کئے گئے۔ خدا کا فضل ہے کہ میرے کلام نے اس پر اثر کیا۔ اور اس کا سینہ محبت اسلام کے لئے کھل گیا۔ اور پندرہ روز ہوئے کہ وہ اسلام میں داخل ہو گیا جس سے مجھے دلی مسرت حاصل ہوئی۔ کہ آخر کار خدا نے اس پر صراط مستقیم کھول دیا فالحمد للہ۔ اب وہ مجھ سے تعلیم قرآن اور فرائض اسلام سیکھ رہا ہے تاکہ اس کا ایمان زیادہ مضبوط ہو جائے۔ اور وہ اپنے وطن واپس جا کر اپنے رشتہ داروں اور قوم کو اسلام کی دعوت دے سکے۔ اس کا نام محمد علی المہتدی رکھا گیا۔ یعنی تیمناً حضرت امیر کا نام اور المہتدی اس نے اپنا لقب اختیار کیا کیونکہ یہ ہدایت خدا کی طرف سے ہے۔ میں نے اس نومسلم بھائی کو جماعت لاہور کی خدمات اسلام سے آگاہ کیا جس سے وہ بڑا خوش ہوا اور ارادہ ظاہر کیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے خط لکھکر اسلام قبول کرنے کی حقیقت بیان کرے۔ مہربانی کر کے حضرت امیر اور دیگر ارکان انجمن و مسجد برلن کی تصاویر بھیجدیں۔ تاکہ یہاں کے اخبارات میں شائع کرائی جائیں حضرت استاد المغربی سے السلام علیکم انہوں نے مجھے اخبار الاحرار دیا ہے جس میں ان کے لیکچر کا خلاصہ شایع ہوا ہے۔ تاکہ آپ اس کا ترجمہ لائٹ و دیگر اخبارات میں شایع کر سکیں۔

میں آپ کو اخبار الف باء کا ایک پرچہ بھیجتا ہوں جس میں ایک شخص ابو عبدالمجید نے محمد نہمی المصری کے خلاف مضمون شایع کیا ہے۔ جس کا ذکر پیغام صلح میں بھی درج تھا۔ اخویم محمد یعقوب خاں صاحب کے مقدمہ کے بارہ میں اطلاع دیں کہ اب تک کیا کارروائی ہو چکی ہے۔ میں اور دوسرے احباب باقاعدہ ان کیلئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد اس مشکل سے رہائی عطا فرمائے۔ اور دشمنان اسلام پر انہیں نصرت عطا کرے۔

دمشق

محمد علی المہتدی دمشق سے حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں۔ السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں سچ فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام اور اس پر میں غیور صاحب النسب الطاہر بھائی سید محمد ادیب عبدالعزیز صاحب کا ان کی غیرت دینی اور قیمتی نصائح کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جو عرصہ سے دین حنیف میں لانے کے لئے مجھ سے خط و کتابت کر رہے تھے۔ اور میرے سوالات کا جو دین اسلام اور مسیحیت کے بارہ میں ہوتے تھے تسلی بخش جواب دیتے رہے۔ اور ہر دو ادیان کا مقابلہ کر کے ہر معاملہ میں دین اسلام کی برتری ثابت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میں دین اسلام کی سچائی کا قائل ہو گیا۔ اور ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر توحید کا قائل ہو گیا اور اب اپنے بھائی سے تعلیم قرآن و فرائض اسلام کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں اور انہی کے ذریعہ سے مجھے جماعت لاہور کی خدمات کا علم ہوا۔ اس لئے میں نے یہ خط لکھا ہے کہ مجھے اپنی جماعت میں داخل کر لیا جائے۔ تاکہ میں اسلام کی ہدایات اور برکات سے کافی حصہ پا سکوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۔ ۷ رشوال ۱۳۴۶ھ نمبر ۱۶

تحریک اشدھی کے نشیب و فراز

مسلمانان ہند کیلئے شاہراہ عمل

(۲)

ہمارے خیال میں اس بات کو بیان کر دینا ضروری ہے کہ ہندوؤں نے شدھی کی تحریک کن خیالات سے متاثر ہو کر اور کن اغراض و مقاصد کو مدنظر رکھ کر جاری کی ہے۔ گو اس سے پیشتر بھی اس بات کو بارہا بیان کیا جا چکا ہے۔ لیکن اس وقت بھی اس کا اعادہ ضروری ہے۔ اشدھی کی تحریک کا آغاز آریہ سماج نے کیا ہے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریک کے اغراض و مقاصد کو بیان کرنے سے پہلے اس فرقے کے متعلق بھی چند ضروری باتیں لکھ دیں۔

عام طور پر آریہ سماج کو ایک مذہبی فرقہ خیال کیا جاتا ہے۔ مسلمان بھی اس کو ایک مذہبی جماعت سمجھتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے سچ یہ ہے کہ آریہ سماج پر مذہبیت کا ایک پرزیب غلاف چڑھا ہوا ہے۔ جو لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے۔ لیکن یقین جانئے کہ آریہ سماج پورے سولہ آنے ایک سیاسی جماعت ہے۔ اس وقت تفصیل کا موقع نہیں۔ مختصر یہ ہے کہ ہندو قوم کے تمام خیالات۔ اعتقادات۔ رسوم وغیرہ ایسے ہیں جو موجودہ زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ موجودہ زمانہ میں ان بے معنی باتوں کو کوئی با سمجھ انسان قبول نہیں کر سکتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان فضول اعتقادات اور رسوم کو چھوڑ کر ہندو جوق در جوق مسلمان اور عیسائی ہونے لگے۔ ہندوستان میں کم و بیش بارہ سو سال سے تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ موجودہ اور گزشتہ صدی میں جس قدر اضافہ مسلمانوں کی تعداد میں ہوا۔ اس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ حالانکہ اس زمانہ میں ہندوستان میں زبردست اسلامی سلطنت موجود تھی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جوں جوں تعلیم کی اشاعت اور جہالت کا خاتمہ ہوتا گیا توں توں ہندو ہندو مذہب کو ترک کرنے اور اسلام کو اختیار کرنے پر مجبور ہوتے گئے۔ ایک طرف زمانہ کی زبردست رو تھی جس کے سامنے ٹھیرنا ناممکن تھا۔ دوسری طرف ہندوؤں کی قدامت پرستی تھی جس کو وہ چھوڑنا نہیں چاہتے تھے اس کا لازمی نتیجہ یہی تھا کہ سمجھدار اشخاص ہندو سوسائٹی سے علیحدہ ہو جائیں یہ حالات تھے جن میں سوامی دیانند نے اسلام۔ عیسائیت اور مغربی تہذیب و تمدن سے متاثر ہو کر ہندوؤں کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا اور اپنے اس مقصد کی تکمیل کے لئے ایک جماعت قایم کی۔ اسی کا نام آریہ سماج ہے۔ چونکہ ہندو قوم بہت قدامت پسند ہے۔ اس لئے آریہ سماج نے ان تمام اصلاحات کو جو سوامی دیانند نے اسلام۔ عیسائیت اور مغربی تہذیب و تمدن کی خوشہ چینی سے حاصل کی تھیں مذہب کا رنگ دے کر ہندوؤں میں رائج کیا۔ اور اپنے آپ کو بھی دنیا کے سامنے ایک خاص مذہبی جماعت کی حیثیت سے پیش کیا۔ اور کوشش کی کہ اپنی تمام سرگرمیوں کو مذہبی رنگ میں جاری رکھے۔

مورتی پوجا کا کھنڈن۔ اشدھی۔ بدھوا بواہ۔ ذات پات کا توڑنا۔ اچھوت ادھار وغیرہ آریہ سماج کے تمام کارنامے سامنے رکھ لیجئے۔ ہندو مذہب کی تعلیمات سے ان کا دور کا تعلق بھی نہیں۔ آریہ سماج کی اس حکمت عملی میں بہت سی مصلحتیں پوشیدہ تھیں جو اس کی کامیابی اور ہر دلعزیزی کا باعث ہوئیں جس زمانہ میں آریہ سماج قایم ہوا ہے۔ اس زمانہ میں دنیا جمہوریت کی طرف کافی طور پر متوجہ ہو چکی تھی۔ ہندوستان اس بارہ میں دنیا کے اکثر ممالک سے گو بہت پیچھے تھا اور بظاہر یہاں کے لوگ جمہوریت سے ناآشنا معلوم ہوتے تھے۔ لیکن دراصل یہ بات نہیں تھی۔ دبی زبان سے اصلاحات اور حکومت خود اختیاری کا مطالبہ کرنے والے بہت سے ہندوستانی پیدا ہو چکے تھے۔ بلکہ گورنمنٹ نے خود میونسپل کمیٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کو قایم کر کے ہندوستانیوں کو ایک حرکت دے دی تھی۔ یہ حالات تھے کہ سوامی دیانند نے اپنا کام شروع کیا۔ اور اس کی دور اندیش نظروں نے بھانپ لیا۔ کہ عنقریب کثرت تعداد اور ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی ایک خاص اہمیت حاصل کرے گی۔ اور ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ ہندو روز بروز کم ہو رہے ہیں۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے انہوں نے اشدھی کی تحریک کا آغاز کیا۔ گو ان کی زندگی میں اور ان کے مرنے کے بعد عرصہ تک اس تحریک کو کامیابی نہ ہو سکی۔ تاہم اس کی ابتدا انہی نے کی تھی۔ ہندوؤں میں بہت سی اصلاحات جاری کرنے اور اچھوت ادھار سے ہندوؤں کو دوسرے مذاہب میں جانے سے روکا۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کو برائے نام اور مطلب برآری کے لئے اپنے ساتھ شامل کرنے کی تدبیر اشدھی کے ذریعہ پوری ہو گئی۔ آپ اشدھی کی تحریک کے تمام مراحل کو سامنے رکھ لیجئے۔ آپ پر یہ بات بخوبی ظاہر ہو جائے گی کہ ہندوستانیوں کو اصلاحات ملنے اور ان کے اس قسم کے مطالبات کے ساتھ ساتھ ہی اس تحریک کے بانیوں کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ آج کل جو چاروں طرف اشدھی کا طوفان بپا ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ عنقریب ہندوستانیوں کو اصلاحات کی ایک اور قسط ملنے کی امید ہے جس کے ذریعے ہندوستان حکومت خود اختیاری کے زیادہ قریب ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی باتیں ہیں جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اشدھی اور اچھوت ادھار کی تحریکیں محض تعداد میں اضافہ کرنے کی غرض سے جاری کی گئی ہیں۔ اگر اشدھی مذہبی تحریک ہی ہوتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ باوجود ایک مسلسل چیخ پکار کے اشدھی کے حامی اور کارکن اشدھ شدہ لوگوں کو مساوی حقوق نہ دیتے۔ ہم قدامت پسند سناتنیوں کا ذکر نہیں کرتے۔ کٹر آریہ سماجیوں کی طرف ہی دیکھ لیجئے کہ آج تک انہوں نے شدھ شدہ لوگوں کو مساوی حقوق نہیں دیئے۔ کیا کوئی شدھ شدہ آریوں کی کسی قابل ذکر انسٹی ٹیوشن کا عہدہ دار ہے؟ کیا کسی شدھ شدہ کو آریوں نے کسی کونسل۔ میونسپل کمیٹی یا ڈسٹرکٹ بورڈ میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے؟ کیا کسی باحیثیت آریہ نے کسی شدھ شدہ سے رشتہ ناطہ کیا ہے؟ ان تمام سوالات کا جواب یقینی طور پر نفی میں ہے بلکہ اکثر آریہ سماجی حلقوں میں ان کے ساتھ نہایت ہی ذلیل اور انسانیت سوز سلوک کیا جاتا ہے۔ اگر اشدھی مذہبی تحریک ہوتی تو یہ اندھیر ہرگز نہ ہوتا۔ مسلمان اپنے مذہبی احکام کی بنا پر اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نومسلموں کو قبول اسلام کے ساتھ ہی مسلمانوں کے مساوی حقوق حاصل ہو جاتے ہیں۔ عیسائیوں کے ہاں تبلیغ کا کوئی حکم نہیں۔ اور عیسائیت کی تبلیغ میں بھی سیاسی مقاصد کو بہت کچھ دخل ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ کم و بیش مذہبی خیالات بھی عیسائیت کی تبلیغ کے محرک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں بھی نئے آدمیوں کے ساتھ وہ شرمناک اور انسانیت سوز سلوک روا نہیں رکھا جاتا جو آریہ سماجی نو آریوں کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ اشدھی کی تحریک جاری ہوئے کم و بیش نصف صدی کا طویل عرصہ ہو گیا۔ لیکن آپ نہیں دیکھ رہے کہ نو آریوں کی فلاح و بہبود کے لئے ابتک آریہ سماج نے کوئی قابل ذکر قدم نہیں اٹھایا۔

آریہ اخوت اور مساوات کا معیار

۲۵ مارچ کو پنڈت مالویہ نے لاہور میں سر ڈینس آف دی پبلک سوسائٹی کے زیر اہتمام "شردھانند اچھوت ادھار آشرم" کا افتتاح کیا۔ اس تقریب پر دو بھنگی بچوں نے کانشی کے اس پنڈت کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالنے چاہے۔ ان معصوم بچوں کو پنڈت جی نے اجازت دیدی اور جب وہ ہار پہنا چکے تو ان کی پیٹھ پر محبت سے ہاتھ پھیرا۔ سماجی اخبارات اس معمولی واقعہ کو اس طمطراق اور نمایاں طریق سے شایع کر رہے ہیں کہ گویا کوئی قلعہ فتح کر لیا ہے۔ کئی اخباروں نے اس پر صرف نوٹ ہی نہیں بلکہ لیڈنگ آرٹیکل اور نظمیں بھی لکھی ہیں۔ راجہ رامچندر جی کو لنکا فتح کرنے پر بھی اتنی مسرت نہ ہوئی ہوگی جتنی سماجی اخبارات اس واقعہ کے وقوع پذیر ہونے پر منا رہے ہیں چنانچہ "پرتاپ" اپنی ۲۵ مارچ کی اشاعت میں یوں بغلیں بجاتا ہے۔

> "اس کے بعد دو بھنگی بچوں نے پنڈت مدن موہن مالویہ جی کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اس وقت کا نظارہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا حاضرین جلسہ جوش و خروش سے پھولے نہ سماتے تھے۔ جب پنڈت مالویہ نے ان بچوں کی پیٹھ پر محبت کے جذبات سے بھرپور ہاتھ پھیرا تو جلسہ گاہ میں واہ واہ کی صدائیں سنی گئیں۔"

انا للہ آج اس بیسویں صدی میں بھی اس معمولی سے واقعہ پر کہ ایک عیار سی پنڈت نے اپنے جیسے انسانوں کے ہار پہن لئے اور ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر دیا خوشی منائی جاتی ہے۔ اور اس کو ایک تاریخی واقعہ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس کی شان میں قصیدے تصنیف کئے جا رہے ہیں۔ آریوں کی اس طفلانہ خوشی سے زیادہ لاہور کے قدامت پسند سناتنیوں کا وہ ماتم موجب حیرت ہے جو انہوں نے اس پر اٹھایا کہ ہائے پنڈت مالویہ نے بھنگی کے لڑکے کو چھو کر ہندوؤں کی مقدس مذہبی کتاب "منوسمرتی" کے انسانیت سوز احکام کو کیوں کر ادا کیا یہی اس "عالمگیر" ویدک دھرم کی وہ تہذیب اور عدیم المثال اخوت و مساوات ہے جس کا راگ آریہ سماجی گلے پھاڑ پھاڑ کر الاپ رہے ہیں؟ اور جس کو ہندوستان کے علاوہ یورپ و امریکہ اور اسلامی ممالک میں پھیلانے کے لئے مشن تیار ہو رہے ہیں۔ کاش آریہ اخبارات دوسرے مذاہب پر من گھڑت اور بے بنیاد الزام عائد کرنے سے پیشتر ان حقایق پر بھی غور کر لیا کریں۔

حضور نظام اور سنگٹھنی ہندو

ہمیں نہایت دکھ اور افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کی افتراق پسند جماعت آریہ سماج ملک اجہانی اور پنڈت مالویہ اینڈ کو نے محض تعصب کی وجہ سے ہندو قوم کے اندر مسلمانوں کے خلاف بغض و عناد اور دشمنی کا جو ذلیل اور افسوسناک جذبہ پیدا کیا تھا۔ اس سے نہایت ہی افسوسناک نتایج ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اس طرح غلام ہندوستان کی بدنصیبیوں اور مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اب تو ہندوؤں کا یہ ناپاک جذبہ ایک طرف نمک جنون کی حد تک پہنچ گیا ہے اور حرکتوں کے علاوہ اب کچھ عرصہ سے سنگٹھنی ہندو ایک نہایت منظم کوشش کے ماتحت اسلامی ریاستوں کو بدنام کرنے اور بعض دوسرے ذرایع سے نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کبھی حیدرآباد دکن اور بھوپال کے خلاف زہر اگلا جاتا ہے کبھی بہاول پور اور خیر پور کے متعلق بے بنیاد باتیں مشہور کی جاتی ہیں۔ خاصکر ریاست حیدرآباد اور حضور نظام کی ذات تو ان کی نگاہوں میں خار کی طرح کھٹک رہی ہے سنگٹھنی اخبارات کا اس ریاست کے متعلق جو طرز عمل ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اب چند برس سے وہ ریاست حیدرآباد کی رعایا کی کانفرنس کے نام سے ہر سال انگریزی علاقہ میں ایک جلسہ کرتے ہیں جس میں زیادہ تر مہاراشٹر کے زہریلے سنگٹھنی اور ریاست کے بعض نمک حرام ہندو شامل ہوتے ہیں اس جلسہ میں حضور نظام کے خلاف زہریلی تقریریں ہوتی ہیں۔ اور ریزولیوشن پاس کئے جاتے ہیں۔ اس سال بھی اس کانفرنس کا سالانہ اجلاس پونہ میں ہوا۔ اور ایک ریزولیوشن پاس کر کے ریاستوں کی تحقیقاتی کمیٹی یعنی بٹلر کمیٹی کے پاس تار کے ذریعے بھیجا گیا۔ کہ ریاست کے ہندو سخت تکلیف میں ہیں گورنمنٹ اس طرف متوجہ ہو۔

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ہندوستان کی تمام ہندو مسلمان ریاستوں میں حضور نظام کی ریاست سب سے زیادہ روادار ہے۔ اور اس میں ہندوؤں کو مسلمانوں کے مساوی بلکہ ان سے بھی زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ اور یہ جو کچھ ہو رہا ہے محض تعصب اور بغض و عناد کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ ہم اس نمک حرام اور شورش پسند ٹولی کو بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ حضور نظام کو بدنام کرنا اور نقصان پہنچانا اس قدر آسان نہیں جس قدر انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔ اور انشاء اللہ سنگٹھنیوں کی یہ ناپاک مساعی کبھی بھی کامیاب نہیں ہونگی۔ مسلمانوں کو بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ریاست حیدرآباد ان کی شاندار اسلامی سلطنت کی آخری یادگار ہے۔ اور اس کے قیام سے اس گئی گزری حالت میں بھی ان کا سر کسیقدر بلند ہے۔ اور باوجود دشمنوں کی انتہائی سرگرمیوں کے اس کفرزار ہند میں وہ بُری بھلی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ اس اسلامی ریاست یا اس کے دیندار اور روشن دماغ حکمران پر کسی قسم کی آنچ آئی تو انہیں ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ اس لئے اس سنگٹھنی فتنے کا کچھ بندوبست کرنا چاہئے۔

مصنوعی آٹا

بدنصیب ہندوستان کی شرح اموات دنیا کے تمام ممالک سے زیادہ ہے۔ سب سے زیادہ رنجدہ بات یہ ہے کہ روز بروز کچھ ایسے سامان پیدا ہوتے جا رہے ہیں جن سے اس مصیبت میں اضافہ ہو رہا ہے چند سال سے مصنوعی گھی (بناسپتی گھی) ہندوستان میں فروخت ہو رہا ہے۔ اس کے استعمال سے ہندوستانیوں کی صحت پر جو برا اثر پڑا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اب سنا ہے کہ اسی قسم کی ایک اور لعنت یعنی مصنوعی آٹا یہاں کے بازاروں میں آنے والا ہے جو بناسپتی گھی کی طرح دیکھنے میں بالکل اصلی آٹے کی مانند ہے اگر گھی کی طرح یہ آٹا بھی بکنے لگا تو ہندوستانیوں کی رہی سہی صحت بھی تباہ ہو جائے گی۔ گورنمنٹ اور ہر ایک مذہب و ملت کی ذمہ دار جماعتوں کو فی الفور اس طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

مذاکرۂ علمیہ

"مثال کا فلسفہ"

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جہلم)

سوال - ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقھا۔ اس آیت کا ربط ما قبل سے کیا ہے۔ تمام قرآن میں بعوضہ کی مثال کہیں نہیں پھر اس اعتذار کا کیا مطلب؟ مفسرین جو اس کا سبب نزول ذکر عنکبوت و ذباب قرار دیتے ہیں ٹھیک نہیں۔ کہاں مکی سورت میں سوال اور نزول جواب مدینہ میں اور وہ بھی اس طرح کہ بجائے موضوع سوال کے ایک الگ چیز بعوضہ کا ذکر

جواب - اس آیت میں مچھر کی مثال پر اعتذار تو نہیں۔ جب قرآن میں مچھر کی مثال ہی کوئی نہیں تو اس پر اعتذار کیسا؟ اس آیت میں تو مثال دینے کا فلسفہ بیان فرمایا ہے۔ اس رکوع میں دعویٰ کیا تھا کہ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورۃ من مثلہ الخ کہ تم اس کتاب سے جو ہم نے اپنے بندہ (محمد صلعم) پر اتاری ہے شک میں ہو تو اس جیسی ایک سورۃ بنا لاؤ۔ یاد رہے کہ قرآن کا مقصد ھدی للمتقین ہے۔ پس اس شان کی کتاب یا اس جیسی ایک سورۃ کا مطالبہ کیا جو دنیا کو ہدایت ایسی فصیح اور بلیغ اور پرحکمت اور پرمعانی طریق پر کرتی ہو اور اپنے اندر ایسا اثر اور کمال رکھتی ہو جو قرآن نے عربوں پر کرکے دکھا دیا۔ اور پھر یہ تحدی کی کہ جاؤ اپنے سب مددگاروں کو بلاؤ اگر کبھی تم اس جیسی ایک سورۃ نہ لا سکو گے۔ اور کبھی نہ لا سکو گے پھر وعید کا ذکر کیا۔ کہ ایسے مکمل اور کامل ہدایت نامہ کے انکار کا نتیجہ لازماً آگ ہے۔ اور اس کے اتباع کا نتیجہ یقیناً جنت ہے۔

ناکام و نامراد مخالفین جو خدا اور اس کے رسول کی تحدیوں کے مقابلہ میں عہدہ برآ تو ہو نہیں سکتے۔ ایسے موقعے پر نہایت لچر اور بودے اعتراض شروع کر دیتے ہیں جیسے ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب علمائے مکفرین نے یہ الزام لگایا کہ یہ شخص عربی سے نابلد ہے۔ تو آپ نے عربی کی بعض کتابیں لکھ کر تحدی کی کہ جاؤ تم بھی اس جیسی کتاب اتنے عرصہ میں بنا لاؤ جتنے عرصہ میں میں نے لکھی ہے۔ خود معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے عربی کا علم کس کو دیا ہے بڑے بڑے فضیلت اور علم کے مدعی مولوی ایک رسالہ تک جواب میں لکھ نہ سکے۔ اور لگے پھر اعتراض کرنے۔ کہیں کہہ دیا کہ یہاں صرفی نحوی غلطی ہے۔ کہیں کہہ دیا کہ یہ عربی کا محاورہ نہیں ہے۔ جن کا نہایت دندان شکن جواب دیا گیا۔ اور مطالبہ عربی کتاب بالمقابل لکھنے کا بار بار کیا گیا۔ لیکن کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ بالمقابل کوئی عربی کتاب لکھ کر دکھاتا۔ اسی طرح جب کل عرب بلکہ کل دنیا کے سامنے قرآن نے اپنے بے نظیر کلام ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور تحدی کی کہ اگر تمہیں اس کے خدا کے کلام ہونے میں شک ہے تو جاؤ سب انسان مل کر بلکہ ہر زمانہ کے انسان سب کے سب اکٹھے ہو کر اس جیسی ایک سورۃ بنا لاؤ۔ اگر یہ ایک انسان کا کلام ہے تو کیا وجہ ہے کہ سب دنیا کے انسان مل کر اس جیسی ایک سورت نہ بنا سکیں۔ تو جرأت تو کسی کو بھی نہ ہوئی خالی ڈینگیں مارتے رہے کہ لو نشاء لقلنا مثل ھذا۔ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس طرح کلام کہہ لیں۔ جس کے لاف گزاف ہونے میں شک ہی کیا ہو سکتا ہے جس حالت میں کہ مخالفین کفار نے اسلام کو مٹانے کے لئے ناخنوں تک کا زور لگایا مگر یہی نہ ہو سکا کہ ایک سورت تین آیتوں کی اس جیسی بنا لاتے۔ اور اس طرح اسلام پر ایک کاری ضرب لگاتے۔ مگر خدا کے کلام اور اس کی تحدی کا مقابلہ انسان کیسے کر سکتا ہے۔

پس بالمقابل سورۃ لانے کی ہمت تو نہ ہوئی البتہ قرآن کی مثالوں پر لچر اور بودے اعتراض شروع کر دیئے۔ جیسا کہ اسی آیت میں آگے چل کر ان کا اعتراض درج ہے۔ کہ واما الذین کفروا فیقولون ماذا اراد اللہ بھذا مثلاً۔ کہ کافر کہتے ہیں کہ خدا نے اس مثال سے کیا مراد رکھی ہے۔ یہ تحقیر کے رنگ میں کہا بات یہ تھی کہ قرآن ہمیشہ سادی مثالیں پیش کیا کرتا ہے۔ جس سے ایک عالم اور ایک جاہل یکساں فائدہ اٹھاتا ہے۔ وہ ہمیشہ ایسی مثالیں پیش کرتا ہے۔ جو صحیفۂ قدرت میں ایک راہ چلتے کو بھی نظر آتی ہیں۔ وہ انہی باتوں کی طرف توجہ دلاتا، جسے انسان روز دیکھتا ہے۔ اور اندھوں کی طرح ان سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتا خود قرآن نے اس کا ذکر کیا ہے۔ فرماتا ہے وکاین من آیۃ فی السموت و الارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون کہ آسمان اور زمین میں کس قدر نشان ہیں جن پر سے لوگ گزر جاتے ہیں۔ اور ان کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ سارا قرآن اسی قسم کی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ چونکہ خدا کا قول ہے اس لئے صحیفہ قدرت کی طرف جو خدا کا فعل ہے۔ توجہ دلا کر ایک طرف تو اپنے کلام الٰہی ہونے پر مہر صداقت لگاتا ہے۔ کیونکہ ضرور ہے کہ خدا کا قول اور فعل آپس میں مطابق ہو دوسرے چونکہ یہ کلام کل بنی نوع انسان کے لئے تھا۔ اس لئے صاف اور صریح صحیفہ قدرت کی مثالیں جو قرآن دیتا ہے۔ عالم و جاہل کو یکساں مفید پڑتی ہیں

ایک عقلمند انسان قرآن کے اس اعجاز پر حیران رہ جاتا ہے۔ اور اس کے منجانب اللہ ہونے پر اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ مگر ایک جاہل مخالف تحقیر سے اسے دیکھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہ بات ہی کیا ہے جس کی طرف توجہ دلائی گئی۔ یہ تو ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ لیکن وہ احمق اتنا نہیں سمجھتا کہ اس روزمرہ کے مشاہدہ سے کبھی اس نے وہ نتیجہ نکالا جو قرآن نے نکالا۔ امثال کی یہی خوبی اور یہی کمال تو ہوتا ہے کہ کمال سادگی سے نہایت صاف اور صریح مشاہدہ کی طرف توجہ دلا کر باریک سے باریک مسائل دینیہ و روحانیہ کو حل کر دے اور یہ چاروں قرآن میں بدرجہ کمال واحسن پائی جاتی ہیں۔

اسی فلسفہ کو یہاں بیان فرمایا ہے۔ قرآن کے بے نظیر ہونے کے دعوے اور اس کی تحدی پر جب مخالفین سے کچھ نہ بنا تو کہنے لگے کہ بھلا قرآن جو مثالیں پیش کرتا ہے ان میں کیا دھرا ہے۔ نہایت سادہ سادہ باتیں اور روزمرہ کی ادنےٰ ادنےٰ چیزوں کی مثالیں پیش کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقھا بے شک اللہ تعالےٰ اس بات سے شرم نہیں کرتا کہ وہ کوئی ایسی مثال پیش کر دے جو بوجہ اپنی سادگی کے مچھر کی طرح حقیر ہو یا اس سے بھی بڑھ کر ہو۔ یاد رہے کہ بعوضہ عربی زبان میں ادنےٰ اور حقیر چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے اضعف من بعوضۃ یعنی مچھر سے بھی کمزور۔ اسی طرح یہاں بعوضہ محض اس کے ادنےٰ ہونے کے اظہار کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یعنی ایسی مثال جو بعوضہ ہو یعنی مچھر کی طرح حقیر اور ادنےٰ ہے۔ فما فوقھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حقیر مثال۔ یہاں خود مثال کو بعوضہ یعنی مچھر کہا ہے۔ کسی مچھر کی مثال کا ذکر نہیں ہے۔ اور بعوضہ محض حقارت کے اظہار کے لئے بطور استعارہ استعمال ہوا ہے اور یہ حقارت کا اظہار کفار کی طرف سے تھا۔ جو بوجہ ان کی سادگی کے انہیں حقیر سمجھتے تھے۔ والا وہ مثالیں تو اپنے اندر نہایت عظیم الشان حقیقتیں رکھتی ہیں کفار کی اس تحقیر کے جواب میں فرمایا کہ مثال بظاہر نہایت سادہ اور بقول تمہارے ادنےٰ سہی مگر ایک عقلمند کا یہ فرض ہے کہ اس کی حقیقت پر غور کرے اگر وہ نتائج صحیح رکھتی ہیں اور ان مثالوں سے صحیح اصول بنتے ہیں تو پھر خدا کی خدائی کے یہ امر مخالف کیوں قرار دیا جائے کہ مثال نہایت سادہ اور بین ہے جس کی وجہ سے مخالفین اسے مچھر کی طرح حقیر سمجھتے ہیں۔ مثال کی یہ خوبی نہیں ہوتی کہ وہ بہت ادق اور مشکل ہو۔ بلکہ خوبی یہ ہوتی ہے کہ اپنی سادگی کے ساتھ وہ حق ہو یعنی برمحل ہو اور صحیح ہو اور اس کے نتیجہ سے جو اصول مستنبط ہوتا ہو اس سے فائدہ اٹھانے والا صحیح رستے پر بڑھ کر ترقی کرے۔ چنانچہ اسی مقصد کو ان الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں۔ فاما الذین آمنوا فیعلمون انہ الحق من ربھم کہ بے شک جو لوگ ایمان لاتے ہیں پس وہ جان لیتے ہیں کہ بلاشبہ وہ حق تھا۔ ان کے رب کی طرف سے تھا۔ یعنی مخالف تو اس مثال سے نفع نہیں اٹھاتا۔ لیکن ایمان لانے والا اپنی تحقیقات میں ہمیشہ اسے صحیح اور برمحل اور حق پاتا ہے۔ اور جب اس پر وہ عمل کرتا ہے تو اپنے رب کی ربوبیت سے حصہ پاکر وہ ترقی کرتا ہے اور اس وقت وہ بطور حال کے محسوس کرتا ہے کہ یہ مثال اس کے رب نے بڑی سچی دی تھی۔ ہاں ایک کافر جو اس ہدایت کی نعمت کا شکرگزار نہیں وہ یہی بکتا رہتا ہے کہ لو جی یہ مثال ہی کیا ہوئی۔ اس کا مطلب ہی کیا ہے۔ وہ اپنے تکبر اور خود پسندی میں ایک سچی مثال سے جو اسی کے بھلے کے لئے تھی فائدہ نہیں اٹھاتا اور محروم رہ جاتا ہے۔ اور گمراہی میں پڑا رہتا ہے جیسا کہ یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیراً کہہ کر فرمایا کہ ان ہدایت سے بھری ہوئی مثالوں کے ہوتے ہوئے بھی بہت سے لوگ گمراہی میں پڑے رہ جاتے ہیں۔ اور بہت لوگ کامیابی کی منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہ وہ ہوتے ہیں جو تکبر نہیں کرتے۔ اور حق سے فائدہ اٹھا کر ربوبیت الٰہی کے نیچے اپنے تئیں لے آتے ہیں۔ پس مذکورہ بالا آیت میں مثال کے اس فلسفہ کو بیان کیا ہے کہ مثال کی سادگی کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے بلکہ یہ دیکھو کہ وہ مثال حق ہے یا نہیں۔ یعنی برمحل اور صحیح اصول کو پیش کرتی ہے یا نہیں۔ اور جو اصول اس سے مستنبط ہوتا ہے وہ انسان کے نفع اور ترقی کا موجب ہے یا نہیں۔ اگر یہ سب کچھ اس میں موجود ہے اور باایں ہمہ وہ نہایت سادہ ہے جس سے عالم اور جاہل یکساں فائدہ اٹھاتے ہیں تو پھر اس کے اعجاز ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔

درخواست دعا گزشتہ اخبار میں میرے دورہ کا اعلان ہوا تھا چونکہ پشاور کے علاقہ میں دورہ کرتے ہوئے بیمار ہو گیا اور مجبوراً لاہور واپس آگیا۔ اس لئے اعلان شدہ دورہ ملتوی ہو گیا ہے احباب کو اطلاع رہے۔ دعا کا خواستگار رہوں۔

(خاکسار محمد نصیب از لاہور)

(۲) مجھے اس سال امتحان انٹرنس میں شریک ہونا ہے اس لئے تمام بزرگوں سے دعا کا طالب ہوں۔ (محمد عبداللہ مسلم ہائی سکول)

بیمہ اور شریعت اسلامیہ

ایک استفسار

عنوان مندرجہ بالا پر مولانا احمد صاحب کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۶ء نظر سے گزرا۔ اس کے شروع حصہ میں شرکت فی التجارت اور شرکت فی المنافع پر بحث فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

"جو روپیہ کسی کو دیا جائے وہ اسے تجارت میں لگائے یا کسی اور کاروبار میں اور شرط یہ ہو کہ کاروبار والا روپے کے مالک کو ماہوار یا سالانہ کچھ رقم بطور نفع تجارت دے گا اگرچہ کاروبار والا کاروبار میں نفع کے بجائے نقصان ہی کیوں نہ اٹھائے تو میرے نزدیک یہ بھی سود میں شامل ہے۔ اور اسے شرکت فی التجارت قرار دینا صحیح نہیں۔ شرکت فی التجارت جب ہوگی کہ روپیہ والا نفع اور نقصان دونوں صورتوں میں شریک ہو اور جس طرح منافع لیتا ہے۔ نقصان اٹھانے میں بھی شریک ہو .... (تجارت کے کاروبار اور اس کے مدوجزر اور اتار چڑھاؤ کا کوئی اعتبار ہے۔ ایک کاروباری شخص جو آج کروڑپتی ہے کل اس کا دیوالہ نکل سکتا ہے۔ اس لئے میرے نزدیک یہ صورت شرکت فی التجارت کی نہیں بلکہ شرکت فی المنافع کی ہے۔"

شاید مولانا صاحب کو معلوم نہیں۔ یا وہ بھول گئے ہیں کہ جب کسی کاروباری آدمی یا کسی کمپنی یا بنک کا دیوالہ نکلتا ہے تو ان لوگوں کو جن کا روپیہ اس کاروباری کمپنی یا بنک میں ہوتا ہے۔ حصہ رسدی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ الائنس بنک لمیٹڈ آف شملہ . . . . . فیل ہوا۔ اور جن لوگوں کا روپیہ اس میں تھا۔ سب کو نقصان برداشت کرنا پڑا جب تک بنک یا کمپنی یا کاروباری آدمی بحیثیت مجموعی فائدہ میں رہتا ہے۔ اس کا فائدہ روپے والے کو بھی ملتا ہے مگر جب صورت دگرگوں ہوتی اور اس کو بارآور ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ تو وہ دیوالیہ ہو جاتا ہے یعنی اپنے حسابات کو سرکاری نگرانی میں پڑتال کے لئے کھول دیتا ہے۔ تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ اس کی کسی بد دیانتی سے نقصان نہیں ہوا۔ اس صورت میں روپے والے کو بھی نقصان میں "حصہ بقدر جثہ" برابر اور ضرور شریک ہونا پڑتا ہے۔ اس لئے روپیہ والا صرف شریک فی المنافع ہی نہیں بلکہ شریک فی الخسارہ بھی ہے۔ یہ شرکت فی التجارت نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا مولانا صاحب اس پر مزید روشنی ڈالیں گے۔ (ایک مستفسر)

قرآن کریم کا جرمن ترجمہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے قرآن کریم کا جرمن زبان میں ترجمہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو دو جرمن نومسلم علماء زبان جرمن انگریزی و عربی سے زیر نگرانی مولانا مولوی صدرالدین صاحب کرایا جائے گا۔ اسلام کا درد رکھنے والے مسلمانوں کے لئے اس کار خیر میں شرکت حاصل کرنے کا بڑا عمدہ موقع ہے۔ گزشتہ سال انجمن نے دو ہزار جلد حیات سیرت نبوی کی دنیا کی سب بڑی بڑی لائبریریوں کو مفت نذر کیا اس سال پانصد قرآن کریم انگریزی یورپ امریکہ وغیرہ کے کتب خانوں کو مفت دیا جا رہا ہے۔ اس کار ثواب میں بھی شرکت کرنا اسلام کے لئے بیحد مفید ہے۔

خاکسار محمد دین جان (ایڈووکیٹ ہائیکورٹ)
اسسٹنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

عطیہ اشاعت اسلام

حسب ذیل رقوم چندہ منشی خدابخش صاحب گرداور قانون گو ندآباد کی معرفت وصول ہوئی ہیں:-

(۱) منشی نوردین صاحب عہ/
(۲) سید باغ علی شاہ عہ/
(۳) چوہدری سردار خاں عہ/
(۴) چوہدری علی احمد عہ/
(۵) طفیل حسین ولد محبوب علی شاہ عہ/
(۶) منشی عبداللطیف ۵ر/
(۷) منشی محمد ابراہیم عہ (۸) منشی سلطان عہ/ (۹) منشی غلام رسول عہ
(۱۰) منشی محمد دین صاحب عہ (۱۱) میر امتیاز حسین صاحب عہ (۱۲) قاضی اصغر علی عہ/ (۱۳) قاضی محمد اسلام عہ (۱۴) چوہدری کالو عہ

کل رقم ۔۔۔

مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۶۱ء

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ)

فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک ..... وکان اللہ علیٰ کل شئ مقیتا ۔ (النساء ۸۴-۸۵)

پہلی آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنی ذات سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ یہی لڑائیاں جو اس وقت کفار کے مقابل پر اسلام کو تباہی سے بچانے کے لئے کی جاتی تھیں انہی کے متعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا فقاتل فی سبیل اللہ اے نبی تو خود اللہ کے رستے میں جنگ کر۔ لا تکلف الا نفسک ۔ ہر شخص اپنی جان کے لئے ہی مکلف ہوتا ہے۔ سو پہلا حکم تو تیرے ہی لئے ہے ۔ کیونکہ حق کو پھیلانے کے لئے پہلا شخص تو ہے جس کو ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے ۔ اس لئے حق کو برباد کرنے کی جو کوششیں ہوتی ہیں ۔ جو شخص حق کو تباہ کرنا چاہتا ہے اس کا مقابلہ کرنے کی ذمہ داری بھی اول تجھ پر ہی عائد ہوتی ہے ۔ وحرض المومنین ہاں مسلمانوں کو بھی تحریض دلاؤ کہ وہ بھی حق کو بچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا ۔ قریب ہے کہ اللہ کافروں کی جنگ کو روک دے ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی کی ضرورت اس لئے پیش آئی تھی کہ دشمنان اسلام اسلام کو تباہ کرنا چاہتے تھے ۔ کیونکہ فرمایا عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا ۔ یہ کافروں نے جو جنگ چھیڑ رکھی ہے جس وقت مسلمانوں کی طرف سے اس کا مقابلہ شروع ہوا تو وہ رک جائے گی۔ گویا ابتدا کافروں کی طرف سے ہوئی ہے ۔ مسلمانوں کا اٹھنا صرف اسے روکنے کے لئے ہے ۔ واللہ اشد باساً و اشد تنکیلا ۔ اللہ تعالیٰ طاقت میں سب سے زیادہ قوی اور سخت عبرتناک سزا دینے والا ہے ۔ من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منہا ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا وکان اللہ علیٰ کل شئ مقیتا ۔ جو شخص اچھی شفاعت کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے ۔ اور جو شخص بُری شفاعت کرے اس کو اس میں سے حصہ مل جائے گا ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قابو رکھتا ہے بظاہر ابھی لڑائی کا ذکر ان آیات میں تھا اور ابھی شفاعت کا ذکر آ گیا ۔ یہ شفاعت کیسی ہے اور اس کا یہاں کیا تعلق ہے ۔ ایک تو وہ شفاعت ہے جو نبی کریم صلعم قیامت کے دن فرمائیں گے ۔ مگر اس کا یہاں ذکر نہیں بلکہ یہ کوئی ایسی شفاعت ہے ۔ جسکے متعلق فرمایا ہے کہ اچھی شفاعت کرنیوالا کچھ عوض لے گا ۔ اور بُری شفاعت کرنے والا کچھ بوجھ اٹھائے گا اس سے معلوم ہوا کہ یہ قیامت کی شفاعت نہیں بلکہ کوئی اور شفاعت ہے جو اس دنیا میں ہر شخص کر سکتا ہے ۔ اس کی تفسیر حدیث میں آئی ہے ۔ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا ومن سن سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بھا ۔ جو شخص اچھا رستہ قائم کرتا ہے اس کے لئے اس کا اجر ہے ۔ اور اس کا بھی جو اس پر عمل کرے ۔ یعنی جو شخص نیک رستہ قائم کرتا ہے اس کے لئے خود اس پر عمل پیرا ہونے کا اجر تو ہے ہی ۔ جو دوسرے لوگ اس پر چلیں گے ان کا بھی اجر اس کو ملیگا اور اسی طرح جو شخص برا رستہ قائم کرتا ہے ۔ وہ ایک تو اس پر چل کر خود بُرا نتیجہ پاتا ہے اور دوسرے جو اور لوگ اس بُرے رستہ پر چلتے ہیں ان کی بھی برائیوں کا بوجھ اسے اٹھانا پڑتا ہے ۔

شفاعت حسنہ اور شفاعت سیئہ

یہی مراد یہاں شفاعت حسنہ اور شفاعت سیئہ سے ہے ۔ شفاعت کا لفظ شفع سے نکلا ہے ۔ وتر اور شفع دو لفظ ہیں ۔ وتر کے معنے اکیلا شفع کے معنے جفت کے ہیں ۔ تو مطلب یہی ہے کہ جو شخص کوئی نیک رستہ قائم کرتا ہے دوسروں کو نیکی پر لگاتا ہے اس نے شفاعت حسنہ کی ۔ اور اگر برے رستے پر ڈالا تو یہ شفاعت سیئہ ہے ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت جو قیامت کے دن ہوگی اس کا نظارہ تو قیامت ہی کو دیکھنے میں آئے گا ۔ اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے وہ بے نظیر ہوگی ۔ لیکن دنیا میں جو شفاعت آپ نے کی ہے اس کی نظیر بھی دنیا میں نظر نہیں آتی ۔ اور واقعات عالم آپ کی اس شفاعت کے بے نظیر ہونے پر شاہد ہیں ۔ اتنے نیک رستوں پر آپ نے لوگوں کو ڈالا ۔ اتنے برے رستوں سے ان کو نکالا کہ اس کی انتہا نہیں ۔ بدترین برائیوں سے نکال کر اعلےٰ اخلاق کے رستوں پر ڈالا وہ تو خیر ایک وسیع مضمون ہے ۔ کہ کن کن نیک رستوں پر آپ نے ڈالا لیکن ہم نے بھی اس شفاعت حسنہ کا ایک نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ ایک شخص ہمارے سامنے اٹھتا ہے اور ایسا نیک رستہ ہمارے سامنے رکھ دیتا ہے کہ موجودہ زمانہ میں اس سے بڑھ کر کامیابی اور نیکی کا رستہ کوئی نہیں ۔ اسلام کی اشاعت اسلام کا دنیا میں پہنچانا جس پر حضرت مرزا صاحب نے ہمیں لگایا ۔ یہ ایسا طریق تھا کہ مسلمان اس رستے کو بھول چکے تھے ۔ اسلام کے اندر لوگوں کو داخل کرنا تو ایک طرف انہیں بحث اس بات سے تھی کہ مسلمانوں کو کافر کس طرح بنایا جا سکتا ہے ۔ یہ ایک سنت سیئہ تھی جو خدا جانے کس طرح پیدا ہوئی ۔ لیکن اتنی ترقی کر گئی ہے اور اتنی دماغوں میں سما گئی ہے ۔ کہ سمجھتے ہیں یہی ایک طریق ہے جس سے اسلام کی خدمت کر سکتے ہیں ۔ سوچتے رہتے ہیں کہ کس ادنےٰ سی ادنےٰ بات پر لوگوں کو اسلام سے باہر نکالیں ۔ اس کے بالمقابل ایک شخص جو خود بھی کفر کے فتوے سے باہر نہیں ۔ اتنا بڑا فتوے لگایا گیا کہ سرسید پر بھی ایسا سخت فتوے نہیں لگا ۔ اور لوگوں کو تو ان کی زندگی ہی میں کافر بنایا جاتا ہے اور مسلمانوں سے الگ کیا جاتا ہے لیکن مرزا صاحب کے متعلق یہاں تک کہا گیا کہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہ کیا جائے ۔

حضرت مرزا صاحب کا کام

لیکن ان سب باتوں کے بالمقابل اس نے ایک سنت حسنہ قائم کی اپنے ساتھیوں سے اس نے کہا کہ مت پروا کرو اس بات کی کہ لوگ تمہیں کیا کہتے ہیں تم اسلام کے پیغام کو دنیا میں لے جاؤ ۔ اس رستے میں چھوٹے چھوٹے جھگڑے بھی اسے پیش آئے ۔ لیکن تمام جھگڑوں کا مقابلہ کرتے ہوئے رستہ صاف کرکے آگے بڑھتے چلے گئے ۔ اس نے کہا کہ مت انتظار کرو کسی مسیح کی آمد کا ۔ مسیح بھی اگر آج زندہ ہوتا تو اسلام کی خدمت اور اشاعت ہی اس کا کام ہوتا ۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی ۔ غرض ایک سنت حسنہ نیک رستہ پر آپ نے ڈالا ۔ بڑی قدر ہوتی ہے انسان کی جب نیک رستے پر لوگوں کو ڈال دیا جائے ۔ حضرت مرزا صاحب کے بڑے بڑے مخالف بھی آج اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ کہ مرزا صاحب نے بڑا کام کیا ہے ۔ آج تو اشاعت اسلام کا بڑا چرچا سنتے ہو ۔ اس زمانہ میں کوئی اس کا نام بھی لیتا تھا ۔ اس زمانہ میں سب سے پہلے حضرت مرزا صاحب نے اس تحریک کو شروع کیا ۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تحریک کس قدر زبردست ہوتی جا رہی ہے ۔ لارڈ ہیڈلے کے ہندوستان میں استقبال کا نظارہ جن لوگوں نے دیکھا ہے انہوں نے شاید کبھی غور نہیں کیا ۔ کہ ان سارے شاندار نظاروں کی بنیاد کس نے رکھی ایک حد تک تو لوگوں کی نظر جاتی بھی ہے اور انہیں یہ کہنا پڑتا ہے ۔ کہ اگر خواجہ کمال الدین صاحب نے اس کام کی ابتدا نہ کی ہوتی تو یہ نظارے بھی دیکھنے میں نہ آتے ۔ بالفاظ دیگر اگر خواجہ کمال الدین نہ ہوتا تو لارڈ ہیڈلے بھی نہ ہوتا ۔ لیکن میں اس سے آگے بڑھتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اگر حضرت مرزا صاحب نہ ہوتے تو خواجہ کمال الدین بھی نہ ہوتا ۔ اور نہ لارڈ ہیڈلے مسلمان ہوتا ۔ اور ایک خواجہ کمال الدین اور لارڈ ہیڈلے پر کیا موقوف ہے ۔ ساری جماعت احمدیہ جو کام کر رہی ہے ۔ اس کو دیکھو کہ آیا وہ اسلام کے حق میں مفید ہے یا مضر ۔ اچھے بھلے سمجھدار لوگ اب تک احمدیوں کو نفرت یا اجنبیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ لیکن غور کرو کہ یہ کام جو انہوں نے کئے ہیں بے ایمانوں کے کام ہیں ؟ وہ عقائد کی بحث تو ممکن ہے کسی کی سمجھ میں نہ آ سکے ۔ لیکن اس قدر تو سمجھ میں آ سکتا ہے کہ اسلام کی حالت ان احمدیوں کے بغیر اچھی ہوتی یا بُری ۔ ذرا تھوڑی دیر کے لئے اس کام کو الگ کر دو جو حضرت مرزا صاحب کے وجود سے پیدا ہوا ہے ۔ انگلستان کے اسلامی مشن ۔ جرمنی کا مسلم مشن ۔ برلن کی مسجد ۔ امریکہ کا مشن ۔ اور دوسرے بہت سے مشن جو احمدیہ جماعت نے مختلف ملکوں میں قائم کئے ہیں ۔ ان عظیم الشان کاموں کو الگ کر دو جو ان مشنوں سے پیدا ہوئے مثلاً لارڈ ہیڈلے ۔ سر آرچیبالڈ ہملٹن ۔ مارماڈیوک پکتھال ۔ ڈاکٹر مارکوس اور بیسیوں اور یورپین نومسلم جن کے ناموں سے آج مسلمانوں کا دل خوش ہوتا ہے ۔ ان انگریزی تصانیف کو بھی الگ کر دو جن کے ذریعہ علوم اسلامی کی اشاعت میں ہم نے حصہ لیا ۔ قرآن کریم کے انگریزی ترجمے ۔ سیرت نبوی صلعم ۔ ینابیع المسیحیت ۔ دی آئیڈیل پرافٹ ۔ اور بہت سا اور مذہبی لٹریچر ۔ اس سب کام کو بھی الگ کر دو ۔ پھر ہندوستان میں آریوں سے جو مقابلہ اس جماعت نے کیا ہے اور اسلام کو غیروں کی دسترس سے بچانے کی پوری کوشش کی ہے ۔ نہ صرف مناظر پیدا کئے نہ صرف ان کے بالمقابل عام لٹریچر شایع کیا بلکہ ویدوں کا ترجمہ بھی شایع کیا گیا ۔ ان سب کو بھی الگ کر دو ۔ اور اب فرمایئے کہ یہ سب کام نہ ہوئے ہوتے تو کیا اسلام کا اس میں فائدہ تھا یا ان کاموں کے ہونے سے اسلام کو قوت پہنچی ہے ۔ تو حضرت مرزا صاحب کے وجود سے فائدہ پہنچا یا نقصان ؟

واقعات کی منطق

یہ واقعات کی منطق ہے ۔ عقائد کا جھگڑا تو ختم نہیں ہوتا ۔ لیکن واقعات کی منطق بڑی سخت ہوتی ہے ۔ یہ کسی بحث اور حجت کو آگے نہیں چلنے دیتی ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جتنا یہ کام ترقی کرے ۔ جتنا یہ کام بڑھتا چلا جائے ۔ جتنے تاگے اس میں ملتے جائیں اتنا ہی زیادہ اسلام کے لئے فائدہ ہے ۔ یہ وہ شفاعت حسنہ ہے جو مرزا صاحب نے کی اور کس قدر اچھے رستے پر لوگوں کو ڈالا میں تو اپنے دوستوں کو بار بار کہتا ہوں کہ دیکھو اگر آج اسلام کے لئے اچھے دن نہیں آتے تو یہ ہماری اپنی کمزوریوں کا نتیجہ ہے ۔ ورنہ جو نتائج پیدا ہوئے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی رستہ اسلام کے لئے اصل کامیابی کا رستہ ہے ۔ کاش اس نمونہ اس پھل کو جو ہمیں ملا ۔ دیکھ لینے کے بعد اس کی تائید پورے طور پر کی جاتی ۔ سستی اور غفلت کو چھوڑ دیا جاتا ۔ اور زیادہ اچھے نتائج پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ۔ اصل بات یہ ہے کہ میں خود آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم کو بھی خود یہ فکر ہونی چاہئے کہ ہم بھی کوئی نیک رستہ قائم کریں ۔ اور ہم میں سے ہر ایک جہاں کہیں اور جس حالت میں بھی ہو اس رستہ پر گامزن ہے ۔ احمدی اور دین کی اشاعت لازم ملزوم باتیں ہو گئی ہیں لیکن اس کے علاوہ ہم کو بھی کوئی اور نیک رستے قائم کرنے چاہئیں ۔ ہم میں سے ہر ایک کو مسلمانوں کی خدمت اور بھلائی کا کوئی نہ کوئی رستہ تلاش کرنا چاہیئے ۔ یہ ایک دن کا مضمون نہیں ۔ کل عید ہے ۔ میں عید کے خطبہ میں بتاؤنگا کہ آپ لوگ بھی اور ہم میں سے ہر ایک کس طرح سے من سن سنۃ حسنۃ کا مصداق ہو سکتا ہے ۔ اور قیامت تک کے لئے اس کا اجر لے سکتا ہے ۔ یہ ایک نہایت ضروری مضمون ہے میں کل اس کو مفصل بیان کرونگا اور بتاؤنگا کہ وہ کون سے رستے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم شفاعت حسنہ کا فرض سرانجام دے سکتے ہیں ۔

"درعدن کی حقیقت اور "الفضل"
کے مغالطے کا ازالہ !

(از مولانا عصمت اللہ صاحب)

پیغام صلح مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۱ء میں "ایک شرانگیز تحریر" کے عنوان سے معاصر "انقلاب" کی تائید میں ایک مختصر سا نوٹ شایع ہوا تھا ۔ "انقلاب" نے ۱۰ مارچ کے پرچہ میں "درعدن" نامی ایک رسالہ کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کی تھی ۔ اور میاں محمود احمد صاحب کو توجہ دلائی تھی کہ وہ مصالح ملی کو مدنظر رکھکر اس مکروہ کتاب کی اشاعت کو جلد از جلد بند کرا دیں ۔ کیونکہ یہ کتاب سات کروڑ مسلمانوں کے جذبات منافرت کو برانگیختہ کرنے والی ہے ۔ پیغام صلح نے روزنامہ "انقلاب" کے اس خیال کی تائید کر دی ۔ کیونکہ کتاب مذکور قطع نظر اس بات کے کہ درحقیقت مسلمانان ہند کے جذبات منافرت کو برانگیختہ کرنے والی ہے ۔ اس دوستانہ معاہدہ کے بھی قطعاً برخلاف ہے ۔ جو میاں محمود احمد صاحب اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ کے درمیان ۱۹۲۶ء میں ذاتیات کے برخلاف نہ لکھنے کے متعلق ہو گیا تھا ۔

"الفضل" نے اس سچے اور صحیح نوٹ سے ایک غلط نتیجہ نکالا ۔ اور ۲۰ مارچ کے پرچہ میں "پرانی نظموں کے متعلق بے جا شور" کے عنوان سے ایک مضمون تحریر کرکے سارا الزام پیغام صلح کے سر تھوپ دیا ۔ "انقلاب" نے ۱۰ مارچ کو نوٹ لکھا اور ۱۳ کو پیغام صلح نے اس کی تائید کی ۔ "الفضل" لکھتا ہے کہ "غیر مبائع اصحاب نے نہ صرف اپنے اخبار "پیغام صلح" میں بلکہ دوسرے اخبارات کے ذریعہ بھی ایک نیا فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کی" ۔ اگر پیغام صلح پہلے لکھتا ۔ اور انقلاب اس کی تائید کرتا تو خیر الفضل کے پاس کوئی بہانہ بھی ہوتا ۔ مگر یہاں تو سرے سے معاملہ ہی بالعکس ہے ۔ "انقلاب" پہلے لکھتا ہے اور پیغام صلح چند روز بعد اس کی تائید کرتا ہے ۔ شاید ایڈیٹر صاحب "الفضل" کو کوئی خواب آیا ہوگا جس کی بنا پر غیر مبائع اصحاب کو مورد الزام بنا کر جو کچھ دل میں آیا بلا تکلف لکھ دیا ۔

ایڈیٹر صاحب الفضل غور فرمائیں کہ ہماری طرف سے تو اس معاملہ میں کوئی ابتدا نہیں ہوئی ۔ پھر الزام کیسا ۔ ذاتیات کے برخلاف نہ لکھنے کا معاہدہ ۱۹۲۶ء میں ہوتا ہے ۔ اور "درعدن" نومبر ۱۹۲۸ء میں جبکہ شاہ افغانستان کی آمد آمد کا غلغلہ ہندوستان میں بلند ہوتا ہے ۔ اور کوئٹہ ۔ کراچی بمبئی میں سرکاری و غیر سرکاری طریق پر ان کے استقبال کی دھوم دھام سے تیاریاں ہو رہی ہیں ۔ پہلی بار شایع کی جاتی ہے ۔ اس طریق اشاعت کو دیکھکر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ نیا فتنہ نہیں ۔ پھر ہمارے دیرینہ کرمفرما از راہ کرم فرمائی یہ کیسا تحریر فرماتے ہیں کہ غیر مبائع حضرات نے نیا فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کی ۔ کیا خوب ۔ فتنہ خود کھڑا کریں اور الزام ہم پر لگائیں ۔ ہم مان لیتے ہیں کہ نظمیں پرانی ہیں ۔ اور وقتاً فوقتاً مختلف اخبارات میں چھپتی رہی ہیں ۔ مگر کتابی صورت میں ان کا کہیں وجود نہ تھا ۔ مدت کی بھولی بسری چیز کو از سر نو مرتب کرنا اور از سر نو کتابی صورت میں لا کر چھاپنا فتنہ انگیزی نہیں تو اور کیا ہے ۔ ۱۹۲۶ء کا باہمی معاہدہ اور آمد بادشاہ کابل کے غلغلے پر مسلمانوں کا جوش مسرت ایسی مکروہ اور بوسیدہ نظموں کو از سر نو کتابی صورت میں لا کر شایع کرنے اور گلے سڑے مردے کے قالب میں از سر نو روح پھونکنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا تھا ۔ ہمارے مبائع اصحاب نے بلا وجہ ایک نیا فتنہ کھڑا کرکے معاہدہ شکنی کی اور مسلمانان ہندوستان کے دلوں کو دکھایا

ایڈیٹر صاحب "الفضل" کا پرانی نظمیں لکھکر پہلو بچانا بالکل بے معنی ہے اس سے تو بحث ہی نہیں کہ نظمیں پرانی ہیں یا نئی۔ بحث تو اس سے ہے۔ کہ وہ کتابی صورت میں کب شایع ہوئیں۔ معاہدہ سے پہلے یا پیچھے۔ غازی امان اللہ خان بادشاہ افغانستان کی تشریف آوری کے غلغلے سے پہلے یا عین اسی موقع پر۔ اگر یہ کتاب باہمی معاہدے اور بادشاہ افغانستان کی تشریف آوری کے غلغلے سے پہلے چھپ چکی تھی تو کوئی مضائقہ کی بات نہ تھی۔ ورنہ اس کتاب کا باہمی معاہدہ کے بعد اور شاہ افغانستان کی تشریف آوری کے غلغلے کے وقت چھپ جانا اس کے سوا اور کوئی نتیجہ ہی نہیں رکھتا کہ شایع کنندہ کا مقصد معاہدہ کو توڑنا اور مسلمانان ہند کے جذبات منافرت ہی کو برانگیختہ کرنا ہے۔

در عدن ہمارے پاس پہلے سے موجود تھی۔ اور ہم جانتے ہی تھے۔ کہ یہ کتاب ملک کے خرمن امن میں آگ لگا دینے والی ہے۔ ہمیں حق حاصل تھا کہ اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے۔ مگر ہم نے صبر کیا اور چپ رہے۔ مگر جب الفضل نے اپنے متعدد پرچوں میں ہم پر یہ الزام لگایا کہ معاہدہ کے برخلاف قادیان کے جدید فتنے میں ہم معاون ہیں تو پھر مجبوراً ہم نے اس معاملہ میں اپنی پوزیشن صاف کی۔ اور بتلایا کہ معاہدہ شکنی کی ابتدا ہماری طرف سے نہیں ہوئی۔ اصحاب قادیان کی طرف سے ہوئی ہے۔ اور سب سے پہلے انہوں نے در عدن نامی کتاب شایع کرکے خلاف ورزی معاہدہ کے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ اگرچہ ہمارا ابھی تک یہ خیال ہے کہ یہ جو کچھ ہوا ہے میاں صاحب کی اطلاع کے بغیر ہوا ہے۔ کیونکہ جناب میاں صاحب کو تو بالضرور اپنے معاہدہ کا پاس ہوگا۔ اور ضرور ہوگا۔ اور چونکہ وہ آج کل تمام مسلمانوں سے بھی اتحاد قایم کرنے کے خواہشمند ہیں۔ اس لئے لکھا گیا تھا۔ کہ احتراماً للمعاہدہ اور رفع شر کے لئے ضرور اس کتاب کی اشاعت کو بند کرا دیں ہمارے اس دوستانہ مشورے پر الفضل کو ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ جناب میاں صاحب کو آمادہ کر دینا چاہیئے کہ وہ جلد از جلد اس مکروہ کتاب کی اشاعت روکدیں۔ کیونکہ اس کا روکدینا رفع شر اور احترام معاہدہ کے لئے ازبس ضروری ہے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

تبلیغ ۔ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ انجمن ضلع مظفرگڑھ میں نہایت سرگرمی سے تبلیغ و اشاعت اسلام اور اصلاح رسوم کا کام کر رہے ہیں شیخ محمد یوسف صاحب اور پنڈت قادر بخش صاحب ضلع سیالکوٹ کی اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام کا فرض سرانجام دے رہے ہیں۔

قبول اسلام ۔ مولانا عبد الحق اٹاری سے لکھتے ہیں کہ اس دورہ میں ان کے ہاتھ پر ایک ہندو خاندان نے جو چار اشخاص پر مشتمل تھا اسلام قبول کیا۔

الوداعی پارٹی ۔ انجمن کے سابق سکرٹری پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب تبلیغ و اشاعت اسلام کی غرض سے انجمن کی طرف سے جرمنی جانے والے تھے اس لئے ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء کو بوقت عصر ملازمین دفتر انجمن نے آپ کو الوداعی پارٹی دی جس میں حضرت امیر قوم بھی رونق افروز ہوئے۔ اس موقعہ پر پروفیسر صاحب موصوف نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں اپنے بھائیوں سے یہ استدعا کی کہ وہ ان کے لئے دعائے خیر کریں۔ اسی روز شب کو پروفیسر صاحب بمبئی روانہ ہوگئے۔ بہت سے احباب آپ کی مشایعت کے لئے سٹیشن پر موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور ان کے اس سفر کو کامیاب کرے

ولادت جناب عبد العزیز صاحب صدیقی گرداور قانون گو خیرپور سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے احباب اس کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں۔

وفات ۔ جناب میر اکبر خان صاحب کلرک دفتر چیف کمشنر پشاور اطلاع دیتے ہیں کہ جناب صندل خان صاحب جو نہایت مخلص احمدی تھے۔ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ مرحوم نے اپنی جائداد کا کچھ حصہ انجمن کے نام وصیت کیا ہے۔ احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

توسیع اشاعت اخبار پیغام صلح کی توسیع اشاعت کے لئے دفتر سے احباب کے نام چٹھیاں لکھی جا چکی ہیں۔ امید ہے کہ احباب اس معاملہ میں انتہائی جد و جہد سے کام لیں گے اور سال کے اختتام سے پیشتر کم از کم دس دس خریدار بہم پہنچا دیں گے۔

ضلع فیروزپور میں حکیم محمد یار صاحب فوق کے ہاتھ پر چار مرتدین نے دوبارہ اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔

ہندوستان

— لاہور ۲۶ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ شاہی کمیشن اپنے دورہ سرحد میں خیبر اور ملاکنڈ بھی جائے گا۔

— نئی دہلی ۲۵ مارچ۔ رانی صاحبہ منڈی نے صغرسنی کی شادی کو روکنے کی غرض سے ایک انجمن انسداد شادی بچگان ہند قایم کی ہے جس کی آپ صدر ہیں۔

— حکومت افغانستان نے چھ طلبا کو اپر انڈیا گلاس ورکس انبالہ میں شیشے کا کام سیکھنے کے لئے بھیجا ہے۔

— مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر و مالک "زمیندار" اخبار ضمانت پر رہا ہوگئے ہیں۔

— نئی دہلی ۲۶ مارچ۔ آج بعد از دوپہر سر جان سائمن نے آنریبل مسٹر پٹیل کے ساتھ چائے نوشی کی۔ شاہی کمیشن کے دو اور ارکان نے بھی مسٹر پٹیل کے مکان پر حاکران سے ملاقات کی۔

— بمبئی ۲۴ مارچ۔ آج رنپورہ نامی میل سٹیمر سے لیڈی اروِن انگلستان روانہ ہوگئیں۔

— یکم اپریل سے تیسرے درجہ کے مسافروں سے جو ۵۰ میل سے زیادہ سفر کریں گے۔ کرایہ ریل زائد میلوں کے لئے ۳ پائی کے بجائے ۲½ پائی فی میل لیا جائے گا۔ ۳۰۰ میل سے زائد سفر ہونے کی صورت میں ۲ پائی سے لے کر ڈیڑھ پائی فی میل تک کرایہ لیا جائے گا۔

— بمبئی ۲۴ مارچ۔ عنقریب ہندوستانی ریاستوں کی تحقیقاتی کمیٹی یہاں سے دہلی کو روانہ ہو جائے گی۔ ارکان کمیٹی گورنمنٹ ہاؤس میں قیام پذیر ہیں جہاں وہ گورنمنٹ بمبئی کے وزراء سے بعض اہم امور میں مشورہ کر رہے ہیں

— مختلف مقامات پر ۳۰ مارچ کو یوم برار منانے کی تحریک ہو رہی ہے۔ اس روز بعد نماز عصر و مغرب استرداد برار اور ترقی دولت و اقبال شہریار دکن کے لئے دعائیں مانگی جائیں گی۔

— لارڈ ہیڈلے نے لنڈن میں نئی مسجد تعمیر کرنے کے لئے ۶۰ ہزار پونڈ ہندوستان سے جمع کئے ہیں

ہندو دنیا

— امرتسر ۲۶ مارچ مہاشہ پریم پرکاش سکرٹری سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا کا تار مظہر ہے کہ لالہ مدن لال آہوجہ سناتن دھرم سیشن کانفرنس کی صدارت کریں گے۔ جو طالب پور میں ۱۲ اور ۱۳ اپریل کو ہوگی۔ اس موقع پر مہابیر دل کانفرنس اور ینگ مین کانفرنس بھی منعقد کی جائے گی۔

— سیالکوٹ ۲۶ مارچ۔ ایسٹر کی تعطیلات میں سکھ تعلیمی کانفرنس بمقام منٹگمری ہوگی۔

— آریوں کی مشہور تعلیمی انسٹی ٹیوشن کنیا مہا ودیالیہ جالندھر کا سالانہ جلسہ ۷۔۸۔۹۔ اپریل کو ہوگا۔

— گوجرانوالہ میں ایک عیسائی لیڈی ڈاکٹر کو اشدھ کیا گیا۔

— پالی گھاٹ ۲۶ مارچ۔ ریاست ٹراونکور کے ایک مقام پونن کنام میں ۴۰ عیسائی خاندان اشدھ کئے گئے جن کے لئے ایک علیحدہ مندر تعمیر کرنے کی تجویز ہو رہی ہے۔

— بنارس ۲۷ مارچ۔ یہاں اچھوت ادھار ہفتہ زور شور سے منایا جا رہا ہے۔ ہر روز شہر کے مختلف حصوں میں جلسے ہوتے ہیں جلوس نکالے جاتے ہیں۔

— ہردوار ۲۷ مارچ ۹ سے لیکر ۱۲ اپریل تک اس جگہ تیرتھ مندر مٹھ سدھار کانفرنس منعقد ہوگی جس کے صدر پنڈت مالویہ ہوں گے

— لاہور میں پنجاب ساہتیہ سمیلن کی سرپرستی میں یکم اپریل سے عورتوں کو ہندی پڑھانے کے لئے شام کی جماعتیں جاری کی جائیں گی۔

— پونہ ۲۴ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر مونجے اور پونہ کے دو پانڈے چتپاون شاستری عنقریب شدھی کی تحریک کی توسیع اور ان لوگوں کو جنہیں سوامی آنند مورتی پیشتر ازیں شدھ کرکے ہندو دھرم میں داخل کر چکے ہیں۔ مدد کرنے کے لئے گوا تشریف لے جانے والے ہیں توقع کی جاتی ہے کہ یہ دورہ ماہ اپریل کے دوسرے ہفتہ میں شروع ہوگا۔ (ٹائمز آف انڈیا)

— لالہ دیش بندھو گپتا ڈائرکٹر اخبار "تیج" دہلی میونسپل انتخابات میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

ممالک خارجہ

— ماسکو ۲۵ مارچ۔ عشق آباد کی خبر ہے کہ ایک ایرانی مجتہد سید حسین کو سویٹ حکومت کے خلاف ایجی ٹیشن کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے اس نے مسلم خواتین کی آزادی اور رشوت خوری کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔

— مسٹر کاپور مشہور اخبار نویس سابق ایڈیٹر پایونیر الہ آباد آج کل جنرل ڈائر کی سوانح عمر لکھنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

— لنڈن ۲۳ مارچ۔ ٹرکی نے جمعیۃ الاقوام کے داخلہ کے لئے درخواست دی ہے جو آئندہ اجلاس میں پیش ہوگی۔

— لنڈن ۲۲ مارچ۔ وزیر خارجہ نے شاہ امان اللہ خان کی سیاحت برطانیہ کی فلمیں تیار کرنے کا انتظام کیا ہے۔ فلموں کی نقول فارسی الفاظ کندہ کرکے افغانستان بھی بھیجی جائیں گی۔

— لندن ۲۶ مارچ رائٹر کو یہ اعلان کرنے کی اجازت دی گئی ہے کہ شاہ امان اللہ خان نے انگلستان میں جو کچھ دیکھا ہے اس سے انہیں بہت خوشی ہوئی ہے۔ انگریزوں کو برطانیہ کے شاہی خاندان سے جو محبت ہے اس کا آپ پر بڑا اثر پڑا ہے۔ جس جوش سے آپ کا ہر جگہ استقبال کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ لوگ غیر ملکی تاجداروں کا استقبال کرنے کے لئے تیار ہیں۔

— روم ۲۶ مارچ مسولینی وزیر اعظم اطالیہ نے اس امر کی ممانعت کر دی ہے کہ بچوں کے نام سوشلسٹ اور کمیونسٹ لیڈروں کے نام پر رکھے جائیں۔

— لنڈن ۲۷ مارچ۔ آج شاہ و ملکہ افغانستان لنڈن سے صوبجات کی سیاحت کی غرض سے روانہ ہوں گے۔ ۴ اپریل کو وہ انگلستان سے پیرس کو روانہ ہوں گے وہاں ایک ڈاکٹر سے طبی مشورہ لینے کے بعد اگر موجودہ پروگرام میں تبدیلی نہ ہوئی تو پولینڈ۔ روس۔ ٹرکی اور ایران کا دورہ کریں گے۔

— ہانکو ۲۷ مارچ چینی کمیونسٹوں کو دھڑا دھڑ سزائے موت دی جا رہی ہے۔ چنگ سی سے اطلاع ملی ہے کہ ۱۵ مارچ سے ۲۱ مارچ تک ۶ دن میں ۵۶ کمیونسٹوں کو سزائے موت دی گئی ہے۔

— شنگھائی ۲۶ مارچ۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مارچ ۱۹۲۷ء کے ناخوشگوار واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے غیر ملکیوں کی حفاظت کے لئے برطانیہ اور نانکن کی گورنمنٹ میں سمجھوتہ نہیں ہو سکا۔ سر مائلز لیمپسن پیکن واپس آگئے ہیں۔ چینی پرانے عہد ناموں کو بدل دینا چاہتے ہیں لیکن انگریز ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں۔

— روم کے ایک مشہور پادری دینٹوری پر ایک نوجوان نے چاقو سے قاتلانہ حملہ کیا۔ پادری کی گردن پر زخم آیا۔ لیکن وہ بچ گیا۔ حملہ کرنے والے کو گرفتار کر لیا۔ یہ وہی پادری ہے جس نے چرچ اور حکومت کے تعلقات کے خوشگوار بنانے کے لئے مسولینی اور پوپ میں سمجھوتہ کرایا تھا۔

— لندن ۲۶ مارچ کونسل کے ایک حکم کے ذریعے بارود کے سوا اور ہر قسم کے آتشگیر مادوں کی فروخت ممنوع قرار دی گئی ہے کیونکہ حال ہی میں پستولوں اور کارتوسوں کی بکثرت خفیہ فروخت کا پتہ لگا تھا

— تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ حجاز میں اب سڑک کی دشواریاں دور ہوگئی ہیں۔ پرانے کاروانوں کے علاوہ موٹر لاریوں کی سروس جاری کی گئی ہے۔ حجاز تجارت میں ترقی کر رہا ہے۔ دیوانی اور فوجداری عدالتوں کا انتظام عمدہ ہے۔ حجاز کے جدید سکے "ریال" کی قیمت ایک روپیہ ۶ آنہ ہے۔ قرش کی قیمت ایک آنہ ہے۔

— لنڈن میں جو ایک بدھ مندر تعمیر ہونے والا ہے وہ اجنٹا کی غاروں کے نمونہ پر بنایا جائے گا۔ اور بدھ مت کے پرچار کے لئے تین بھکشو لنڈن بھیجے جائیں گے جن کے اخراجات سیلون کا ایک متمول آدمی برداشت کرے گا۔

— میکسکو ۲۲ مارچ۔ چہارشنبہ کو شام کے وقت میکسیکو شہر میں سخت زلزلہ رونما ہوا۔ اس کا اثر امریکہ کی بارہ ریاستوں تک پھیل گیا دو آدمی ہلاک اور تقریباً ۲۰ آدمی مجروح ہوئے۔

— برطانی مندوب لارڈ لائڈ نے مصر کے ممتاز اور سرکردہ علما اور محاکم شرعیہ کے ججوں کو ۲۱ مارچ کی شام کو چائے کی دعوت دی۔

— عراق سے ایک ہزار ایرانی نقل مکان کرکے ایران پہنچ گئے ہیں یہ اطلاع "السیاسہ" میں ایک ایرانی اخبار کے حوالے سے چھپی ہے۔

حیرت انگیز رعایت صرف اپریل کیلئے

مشتہرین کو اس سے بہتر موقع کبھی نصیب نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم نے ایک مہینہ کیلئے شرح اجرت میں حیرت انگیز تخفیف کر دی ہے۔

تفصیل چاہو تو ایک کارڈ کی قربانی کرو (مینیجر پیغام صلح)

جماعت راولپنڈی کا جلسہ سالانہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا آٹھواں سالانہ جلسہ مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ اپریل ۱۹۲۸ء کو حسب معمول میدان میلہ ایساں میں منعقد ہوگا۔ کانفرنس مذاہب اور اسلامی کانفرنس اس جلسہ کی نمایاں خصوصیات ہونگی۔ کانفرنس مذاہب کے لئے آریہ سماج عیسائی وغیرہ مذہبی جماعتوں کو اور اسلامی کانفرنس کیلئے اہلحدیث حنفی، شیعہ، رفاہ عامی احمدی وغیرہ علما کو شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ تفصیلات بعد میں شائع ہونگی۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔

ضرورت ہے

ایسے مڈل اور انٹرنس پاس طلبا کی جو کہ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کے خواہشمند ہوں مفصل حالات ۲/ کے ٹکٹ بھیجکر معلوم کیجئے۔

نشنل ٹیلیگراف کالج نئی سڑک دہلی

خاص الخاص جچی تلی شاہی مجربات

(دلبر پسند کپورتھلہ اسٹیٹ)

اس موسم کے استعمال کی خاص خاص ٹانک مقوی اعضائے رئیسہ مفرح ہاضم مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے ہر قسم کی ادویہ تیار رہتی ہیں شاہی یاقوتی ٹانک ۱۰ روپیہ تولہ۔ شاہی ٹانک گولیاں (۲۵۰ عدد) پانچ روپے۔

یہ دو دوائیں تمام دنیا میں مشہور ہیں ہم نے ایک اور دوا خاص طور پر حاجیوں کے لئے تیار رکھی ہے یعنی سفوف حجاز ہاضم جو سمندر کے سفر اور ہاضمہ کے لئے ایک نادر و عمدہ اکسیر ہے۔ ۲۰ تولہ کی قیمت پانچ روپے۔ یعنی ایک روپیہ میں ۴ تولہ۔ جب تک آپ ایک دوا کو استعمال نہ کریں تب تک اس کے فوائد سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب دہلوی ملازم حال کپورتھلہ اسٹیٹ

پشاور مشہد اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری تناویز ہر قسم کے مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے سلمہ ستارہ کا زردار پشاوری کلہ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ اگر پسند نہ آئے تو صرف محصول منہا کر کے قیمت واپس دیجائے گی۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ کریم پورہ پشاور

سرمہ کامل

یہ سرمہ تقریباً چالیس اجزا سے مرکب ہے۔ اور بالخصوص یہ قیمتی ادویہ اس میں ضرور ہیں۔ ہیرا۔ یاقوت۔ زمرد۔ مروارید۔ دہنہ فرنگ۔ سونے چاندی کے ورق کشتہ تانبہ۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ سرمہ تمام امراض چشم خصوصاً ضعف بصر کے لئے بہترین چیز ہے۔ بینائی کو اس قدر قوت بخشتا ہے کہ تمام امراض چشم کو دور کر کے چند ہفتوں میں عینک چھڑا دیتا ہے۔ پھر لطف یہ کہ جوان بوڑھے سب کے لئے یکساں اثر رکھتا ہے۔ قیمت شیشی کلاں ۳/ خورد ڈیڑھ روپیہ نمونہ ۲/ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کیجئے۔

مرہم داد

داد کی بیماری دنیا میں مشہور ہے۔ اس کی تکلیف وہی جانتا ہے۔ جو اس میں مبتلا ہو۔ یہ مرہم داد کی حکمی دوا ہے۔ اور چند روز میں جلد کو صاف اور ملایم کر دیتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہاں داد کبھی ہوا ہی نہ تھا۔ قیمت ڈبیہ کلاں ۱/ خورد ۸/ اور نمونہ ۴/ پتہ

مینیجر چشمہ کامل دہلی

میرے پچاس سالہ مجربات

زیادہ تعارف کی ضرورت نہیں تجربہ شرط ہے:-

(۱) اکسیر بواسیر۔ خونی ہو یا بادی متواتر ایک ماہ کے استعمال سے دفع ہو جاتی ہے۔ خوراک ایک ماہ پانچ روپیہ۔

(۲) حبوب ضیق النفس دمہ کا حکمی علاج قیمت فی درجن تین روپیہ

(۳) حبوب عنبرین مقوی اعضائے رئیسہ۔ مفرح دل و دماغ مولد خون فی درجن ۱۲ روپیہ علاوہ ازیں ہر قسم کی بیماری کے متعلق آپ ہم سے خط و کتابت کرنے میں فائدہ میں رہیں گے۔

حکیم حاذق محمد نواز خاں ہاشمی معالج امراض جسمانی و روحانی
بوآں محلہ متصل عیدگاہ جہلم پنجاب

یہی موقعہ ہے

بگڑی کو بنانے کا — اجڑی کو بسانے کا

یہی وقت ہے روتوں کو ہنسانے کا روٹھوں کو منانے کا۔ یہی گھڑی ہے خواہش کے مطابق مراد حاصل کرنے کی جس کے واسطے ہزاروں کیا لاکھوں نے سر توڑ کوشش کی مگر حاصل نہ ہوا۔ جس کے لئے خوفناک بیابانوں جنگلوں بیابانوں اونچے پہاڑوں گہری کندراؤں کی خاک چھانی مگر نہ پایا

وہی آج ہم آپ کو مفت دیتے ہیں

ہر مذہب و ملت کے لوگ ہمالہ تانترک کوچ یعنی ہمالہ کی جڑی کی خواہش رکھتے ہیں ہر جگہ ہر وقت انسان کو اس کے حاصل کرنے کی دلی تمنا ہے۔ مہاتماجی نے جسے نہایت محنت سے ہمالہ پربت پر پھر کر مدت مدید تک جوگیوں سنیاسیوں فقیروں اور اولیا کی ہمہ تن خدمت میں مصروف رہ کر حاصل کیا۔ اسے ہم آج آپ کو مفت دیتے ہیں۔ کوئی ضرورتمند اس سے خالی نہ رہے

ہمالہ تانترک کوچ یعنی ہمالہ کی جڑی

خاص وقت میں نہایت عجیب و غریب تراکیب سے تیار کیا جاتا ہے اس کے بے شمار فوائد میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں۔ جس کے پاس یہ کوچ ہوگا دنیا بھر کی نعمتیں اسے میسر ہونگی۔ اگر آپ کسی مقدمہ میں گرفتار ہیں یا کسی بیماری میں مبتلا ہیں یا کسی مصیبت کا سامنا ہے۔ تو کوچ منگوا کر نجات حاصل کیجئے۔ اگر آپ کسی حاکم کی خوشنودی کے طالب ہیں اگر آپ سے افسر ناراض رہتے ہیں اگر آپ کی روزی کے دروازے بند ہیں یا آپ کے روزگار میں ترقی نہیں ہوتی تو کوچ منگوا کر مطلب براری کیجئے۔ اگر آپ کو اولاد کی خواہش ہے۔ یا اولاد پیدا ہو کر مر جاتی ہے۔ یا اولاد نرینہ سے محروم ہیں۔ تو کوچ منگوا کر مراد دل حاصل کریں۔ اگر آپ کو کسی دشمن سے نقصان کا خدشہ ہے یا ہر کام میں نقصان اٹھاتے ہوں۔ یا امتحان میں پاس ہونا چاہیں تو اس کوچ کی مدد حاصل کریں۔

غرضیکہ

دنیا والوں کا کوئی عقدہ نہیں جو اس سے حل نہ ہو۔ اور آپ کے دل کی ہر خواہش پوری نہ ہو۔ اگر کاروباری دکاندار استعمال کریں۔ تو کام میں چوگنی ترقی ہو۔ معاوضہ برائے خرچ اخراجات صرف تین روپے محصولڈاک معاف

نوٹ ہمالہ تانترک کوچ یعنی ہمالہ کی جڑی کو حسب ضرورت اپنے پاس رکھنے کے سوا اور کسی قسم کا کوئی عمل یا جنتر منتر تنتر وغیرہ بالکل نہیں کرنا پڑتا۔ کیونکہ یہ بالکل نیا اور نئی بنائی ہے۔

پچاس روپے انعام

اس شخص کو دیا جائے گا جو ہمارے سارٹیفکیٹوں کو غلط ثابت کر دے لاتعداد میں سے نمونتہً صرف دو چٹھیاں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) جناب من ست سری اکال۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے آپ سے ہمالہ کی جڑی منگوائی تھی۔ کیونکہ مجھ پر ایک سنگین مقدمہ تھا۔ اور ایک افسر مجھ پر سخت ناراض تھا۔ ان کا ارادہ مجھے تکلیف پہنچانے کا تھا۔ میں نے دوران مقدمہ میں بہت سا روپیہ لگایا۔ مگر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ ایک دوست نے آپ کے کوچ کی تعریف کی جسے میں نے منگوا کر اس کا فائدہ اٹھایا۔ اس کی تاثیر اور اثر اتنا زبردست ہوا کہ پہلے ہی دن مقدمہ کی نوعیت بدل گئی۔ واقعی عجیب چیز ہے۔ میں اب بالکل آزاد ہوں آپ کی جان کو دعا دیتا ہوں میرے لائق کوئی خدمت ہو تو اطلاع دیں۔ آپ کا تابعدار

(سردار) حکم سنگھ پسر سردار شیر سنگھ نمبردار چک دھرم سنگھ گڑھ

(۲) مکرمی آپ کا ارسال کردہ تانترک کوچ استعمال کیا۔ آپ یہ پڑھ کر خوش ہوں گے کہ آپ کا کوچ وہ کام کر سکتا ہے جسے انسان زرکثیر خرچ کر کے بھی نہیں کر سکتا۔ اس کوچ سے میں نے اس قدر فائدہ اٹھایا کہ جس کا عوض ادا کرنا مشکل ہے۔ اس نے میری حسب منشا خواہشات کو پورا کیا اس لئے میں دل سے مشکور ہوں اور آپ کی ہر سوا کو حاضر ہوں۔

(بابو) گردھاری لال۔ اگروال رئیس بینکر و گورنمنٹ کنٹریکٹر پوپلہ

کوچ منگوانے کا پتہ۔

ہمالہ تنتر لاج پوسٹ سیلنہ فیروزپور

نولکھا ہار سنہری

آپ نے بلا مبالغہ یقین جانیے کہ آج تک نہ دیکھا ہوگا۔ ایسا خوبصورت ہار ... روپیہ تین ہار دو روپیہ

مینیجر زنانہ کاروبار لاہور

بڑھیا عمدہ کپڑا منگاؤ

اگر آپکو واقعی ہی اعلیٰ درجہ کے کپڑے کی ضرورت ہو وے تو آپ ہم سے منگوائیں۔ اگر ناپسند ہووے تو آپ پھر ہم کو واپس کر دیں اور اس سے بڑھکر آپکی کیا تسلی ہو سکتی ہے: کلاہ پشاوری فیشن گول شکل کا بڑھیا زردار جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے فی کلاہ ڈیڑھ روپیہ: ریشمی مشہدی لنگی رنگ سیاہ کنارے نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ فی لنگی چھ گز لمبی چار روپے دو آنہ: ریشمی رومال مختلف رنگوں کے فی درجن تین روپے: ریشمی ازار بند زردار مختلف رنگوں کے فی درجن تین روپے: تولیا پلنگ پر بچھانے کا نہایت ہی خوشنما اور اعلیٰ درجہ کا فی تولیا تین روپے: ریشمی جراب فی جوڑا بارہ آنے: جائے نماز پھولدار فی جائے نماز ڈیڑھ روپیہ: جلدی منگائیں: ملنے کا پتہ:-

مینیجر سودیشی کھدر پرچارک کمپنی لودیانہ

ہومیوپیتھک تعلیم حاصل کرنے کا نادر موقعہ

اگر بلا امداد استاد گھر بیٹھے ڈاکٹری قابلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو فوراً ایک روپیہ ہمراہ درخواست بھیجکر طب ہومیوپیتھی کی معرکۃ الآرا تصنیف "پیام صحت" کے خریدار بن جائیے۔ پھر کا دی پی ہر ماہ آپ کو پہنچتا رہے گا۔ اس میں ایک ماہ کے مطالعہ کے لئے پورا معلومات کا مضمون ہوتا ہے۔ علم طب کی اس نادر کتاب کا مسودہ تین ہزار صفحات کا ہے۔ اور ۲۰۰ تصاویر سے مزین ہے۔ بارہ ماہواری اقساط میں شائع ہو رہی ہے۔ ہمارا دعوٰی ہے کہ اس کے مطالعہ سے معمولی لیاقت کا انسان بھی یقیناً طبی لیاقت حاصل کر سکتا ہے۔

مینیجر ہومیوپیتھک میڈیکل ہال چھاونی فیروزپور

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۱ رشوال ۱۳۴۶ھ مطابق ۳ راپریل ۱۹۲۸ء | نمبر ۱۷

خطبہ عید الفطر

مورخہ ۲۴ رمارچ ۱۹۲۸ء

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ)

سورۂ فاتحہ پڑھ کر فرمایا۔ ہر قوم کے لئے کوئی عید کوئی خوشی کا دن ہوتا ہے۔ اور یہ ہماری عید ہے۔ یہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ یہ ہماری عید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عید، محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم کی عید ہے۔ ویسے ہمارے گھروں میں بھی بعض وقت خوشی کے موقعے آتے ہیں جب ہم گھر کے چند آدمی مل کر کسی بات پر خوشی مناتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر برادریوں میں خوشی کے ایسے موقعے آتے ہیں جب تمام برادری مل کر خوشی مناتی ہے۔ مگر یہ عید کا دن اتنا بڑا خوشی کا موقع ہے کہ آج تمام روئے زمین پر جہاں جہاں کوئی محمد رسول اللہ صلعم کا نام لیوا ہے اس کے لئے خوشی کا دن ہے۔ یہ ایک اتنا بڑا اجتماع کا دن ہے کہ اس کی نظیر دوسرے اجتماعوں میں نہیں ملتی۔ گھروں میں بھی ہم اکٹھے ہوتے ہیں۔ برادریوں میں بھی اجتماع ہونے میں بعض وقت شہروں کے لوگ بھی اکٹھے ہوتے ہیں لیکن آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے جمع ہونے کا دن ہے۔ یہ اس برادری کے اکٹھے ہونے کا موقع ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلعم نے پیدا کی ہے۔ ایک برادریاں تو ہم میں ہیں نسب کے لحاظ سے یا قوم یا وطن کے لحاظ سے کوئی کشمیری برادری ہے کوئی مغل ہے کوئی سید ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر برادری وہ ہے۔ جو ہم سب کے مورث اعلے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قایم کی۔ کسی دوسری برادری کے اجتماع میں اتنی خوشی نہیں ہوتی۔ جتنی خوشی اس اسلامی برادری کے اجتماع میں حاصل ہوتی ہے۔ بات یہی ہے دوسرے اجتماعوں میں چند وہ لوگ جن سے قریبی تعلقات ہوں۔ ہمارے ساتھ خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ باقی اپنے کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ سو دو سو آدمی جمع ہو جائے گا۔ لیکن اس اسلامی برادری کے اجتماع میں ہر چھوٹا بڑا امیر غریب۔ بوڑھا جوان جتنے مسلمان ہوں گے سب کے سب اکٹھے ہوں گے۔ یہ خوشی ایسی ہے کہ ساری کی ساری قوم اس میں جمع ہوتی ہے۔ بہت بڑی برادری کی بنیاد رکھی ہے

انسانوں کو جکڑنے والے طوق

یہ وہ برادری ہے جس میں تمام وہ حد بندیاں توڑ دی گئیں جو دنیا میں عموماً رنگ کے اعتبار سے نسل کے اعتبار سے اور نسب کے اعتبار سے قایم کی گئی ہیں۔ اس کے برخلاف اس برادری کی بنیاد کس بات پر رکھی۔ جہاں نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر کیا۔ وہاں فرمایا کہ آپ کا کام یہ ہے یضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم تاکہ ان کے بوجھان کے اوپر سے اتار دے۔ اور جو طوق ان پر تھے ان کو دور کرے کتنا بڑا کام ہے۔ آپ جانتے ہیں قید کے اندر ہونا کتنی بڑی مصیبت ہے جب انسان کے گلے میں طوق ہوں اور پھر وہ بوجھ سے دبا ہوا ہو تو کتنی بڑی مصیبت ہوتی ہے۔ وہ دونوں حالتوں کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ نبی بوجھ بھی اتارتا ہے اور طوق بھی دور کرتا ہے۔ یہ طوق کیا ہیں؟

دوسری جگہ سورہ یٰسین میں فرمایا ہے انا جعلنا فی اعناقھم اغلالا فھی الی الاذقان فھم مقمحون ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک ہیں۔ پس ان کے سر اونچے کے اونچے ہی رہ جاتے ہیں۔ اغلال غل کی جمع ہے۔ غل وہ ہے جس کے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھ دیا جاتا ہے اور جس کے ہاتھ اس طرح گردن کے ساتھ باندھ دیے جائیں پھر وہ نہ گردن کو ادھر کر سکتا ہے نہ ادھر۔ پھر فرماتا ہے کہ ان کی یہ حالت ہے وجعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا فاغشینٰھم فھم لا یبصرون۔ ہم نے ان کے سامنے بھی روک بنا دی ہے۔ اور پیچھے بھی اور ان پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پس وہ نہیں دیکھتے۔ کیا سچ مچ عرب کے لوگوں کی یہ حالت تھی؟ کیا ابوجہل اور دوسرے مخالفین اسلام کے ہاتھ فی الواقعہ ان کی گردنوں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے؟ یہ قیامت کا نقشہ نہیں بلکہ ان کی دنیا کی حالت بیان کی ہے۔ اور مفسرین نے اس کو تسلیم کیا ہے کہ یہ دنیا ہی کی حالت کا نقشہ ہے۔ یہ طوق جن کو ہماری ظاہری آنکھیں نہیں دیکھتیں مگر پیغمبر کی باریک نگاہ ان کو دیکھ رہی تھی۔ رسم و رواج کی زنجیریں ہیں جو انسانوں کو جکڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ ان سے کسی طرح نکل نہیں سکتے۔ یہ زنجیریں فی الواقعہ اسی قسم کی ہیں۔ کہ انسان کو باندھ دیتی ہیں یہ اسے ایسا مجبور کر دیتی ہیں کہ کچھ نہیں کر سکتا۔ بیٹے کی شادی کا موقع آتا ہے۔ خواہ کتنا چاہے کہ جائداد بچ جائے۔ لیکن نہیں بچ سکتی۔ جائداد رہن ہو جاتی ہے لیکن رسم و رواج کی زنجیریں نہیں ٹوٹ سکتیں۔ کتنا بھی چاہے کہ کچھ نہ کرے۔ اور اگر نہ کرے تو کیا کوئی مار دے گا؟ مگر نہیں۔ یہ زنجیریں اتنی بڑی لعنت کے طوق ہیں کہ ان سے رہائی مشکل ہے۔

نبی کریم کا پیدا کردہ انقلاب

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہی زنجیروں کو توڑنے کے لئے آئے تھے اور آپ نے ان زنجیروں کو توڑ کر ایسے لوگ پیدا کئے جو رسم و رواج کی ان لعنتوں سے بالکل آزاد تھے ان کی گردنوں میں رسم و رواج کی سخت ترین زنجیریں صدیوں سے پڑی چلی آتی تھیں مگر ادھر قرآن کریم کی کوئی آیت نازل ہوتی اور وہ زنجیر ہزاروں نہیں لاکھوں گردنوں سے اتر کر پاش پاش ہو جاتی۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں عرب کا سارا ملک ان لعنتی طوقوں سے بکلی آزاد ہو گیا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس لئے تشریف لائے تھے۔ آپ کی تشریف آوری کا مقصد یہی تھا کہ یہ جو زنجیریں پڑی ہوئی ہیں۔ ان کو اتار دیا جائے۔ اور آپ نے یہ کر کے دکھا ہی دیا۔ احسان تو بڑا بھاری ہے لیکن ہم لوگوں نے اس کو کہاں تک تسلیم کیا ہے کس حد تک اس کی قدر کی ہے فرض کیجئے ایک ہندو یا عیسائی مسلمان ہوتا ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہندو اور عیسائی مذہب کی باتوں کو ویسا ہی مانتا رہے اور مسلمان ہو جائے۔ اگر وہ ان باتوں کو مسلمان ہو کر باقی رکھتا ہے۔ تو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ لیکن فرض کیجئے کہ ان باتوں کو بھی وہ ترک کر دیتا ہے لیکن مسلمانوں میں شامل ہو کر وہ ان سے کیا لے گا۔ کیا وہی رسوم اور وہی تمام باتیں آج مسلمانوں میں نہیں جو ہندوؤں میں پائی جاتی ہیں پھر ایک ہندو مسلمان ہو کر کونسی برادری میں شامل ہوگا۔ آیا ہم مسلمانوں میں آکر وہ انہی باتوں کو نہ کرے گا جو ہم میں پائی جاتی ہیں۔ اور کیا وہ ہماری باتیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا حصہ ہیں یا طاغوت کی مروج کردہ باتیں ہیں۔ افسوس ہے کہ ہم نے اسلامی برادری کی خصوصیات کو اپنے اندر سے مٹا دیا ہے۔ اور ان باتوں کو اپنے اندر لے لیا ہے جن کو مٹانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تھی۔

رسم و رواج کی غلامی

میں نے کل کہا تھا من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا۔ جو نیک رستہ کوئی قایم کرے اسے اس کا اجر ملے گا۔ آؤ ہم کوئی نیک نمونہ قایم کر کے دکھائیں تو کسی نیک رستہ پر لوگوں کو چلائیں۔ اس وقت مسلمان قوم سیدھی گڑھے کی طرف جا رہی ہے۔ اور نہیں جانتی کہ جس رستہ پر وہ چل رہی ہے۔ وہ سیدھا ایک اتھاہ گڑھے کی طرف لے جانے والا ہے جہاں سے باہر نکلنا ناممکن ہے۔ کیا کوئی اس گڑھے میں سے اوپر چڑھا سکتا ہے۔ وہ شخص ہرگز اوپر نہیں چڑھا سکتا جو خود اسی گڑھے میں گر رہا ہو۔ لوگ روتے ہیں کہ نوے کروڑ روپیہ ہندوؤں کا قرضہ مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ اور مسلمان ہندوؤں کے اقتصادی طور پر غلام ہو چکے ہیں۔ ان کے ہاتھ بک چکے ہیں۔ ان کا کمایا ہوا مال غیر کی ملک ہے۔ لیکن غور کر کے دیکھو تو ان نوے کروڑ میں سے نواسی کروڑ فضول رسموں کے لئے اٹھایا گیا ہے۔ اور انہی رسوم و رواج کے طوق نے غلامی کا وہ پھندا ہماری قوم کے گلے میں ڈال دیا ہے۔ جس سے رہائی مشکل ہے۔ نوے کروڑ روپیہ ہماری غلامی کی پہلی زنجیر ہے۔ اور یہ زنجیر ٹوٹ نہیں سکتی جب تک رسم و رواج کی زنجیروں کو توڑا نہ جائے بلکہ غلامی کی زنجیر کیوں مضبوط ہوتی جا رہی ہے۔ اس لئے کہ وہ روپیہ جو قوم کی مضبوطی کا موجب ہوتا وہ قوم کی تباہی پر صرف کیا جا رہا ہے۔ اس غلامی سے نہیں نکالا جا سکتا چاہے سوراج لے لیں یا حکومت مل جائے۔ خوب یاد رکھئے جب تک اس رسم و رواج کی زنجیر کو ہم نہ توڑیں گے اس وقت تک غلامی سے نہیں نکل سکتے۔ کیا ہوتا ہے جب مسلمانوں کے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے اگر لڑکی پیدا ہوگئی تب تو خیر خاموشی ہی میں گزر جاتی ہے اور اگر لڑکا ہو گیا تو پھر بے طرح روپیہ اڑنے لگتا ہے۔ کہیں ڈوم آجاتے ہیں کہیں دیگیں چڑھ جاتی ہیں۔ وہ روپیہ جو اس کی تعلیم اور اس کی زندگی کو بہتر بنانے پر صرف ہونا چاہئے تھا۔ اس کو پہلے ہی برباد کر دیا جاتا ہے۔ کیا وہ بچہ قیامت کے دن ماں باپ کا دامن نہ پکڑے گا۔ کہ انہوں نے اس کے فائدہ کے بجائے اس کی بربادی کا سامان کیا۔ پھر ختنہ کا موقعہ آتا ہے۔ اور تو اور غریب آدمی بھی جن کے دو دو سو چار چار سو روپے کے مکان ہیں وہ بھی ایسے موقعہ پر مکان کو رہن کر دیتے ہیں۔ تا کہ کسی طرح ختنہ کی رسم بڑی شان و شوکت سے ادا ہو۔ اور برادری میں ناک رہ جائے۔ پھر کچھ نیک کاموں کی رسمیں بھی ہوتی ہیں۔ جن کے ساتھ بھی بربادی کے سامان پیدا کر لئے گئے ہیں مثلاً بسم اللہ ہے۔ آمین ہے۔ ایسے موقعوں پر بھی بے طرح روپیہ ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر شادی کا موقع آتا ہے۔ بڑے بڑے شاندار لباس اور کپڑوں کی تیاریاں ہوتی ہیں۔ زیورات بنتے ہیں دور دور سے لوگوں کو بلایا جاتا ہے۔ ناچ رنگ اور طرح طرح کی رسم و رواج پر بے دریغ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ جن کو خدا نے کچھ روپیہ دیا ہے وہ تو لاکھوں روپیہ اڑا دیتے ہیں۔ اور غریب بھی جہاں تک ممکن ہوتا ہے قرض اٹھاتے اور خرچ کرتے ہیں بالآخر ایک غم کا موقع آتا ہے یعنی موت اس وقت پھر بربادی ہے۔ کہیں قل کہیں سوئم،

(باقی بر صفحہ ۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۱۱ر شوال المکرم ۱۳۴۶ھ نمبر ۱۷

تحریک شدھی کے نشیب و فراز
مسلمانان ہند کیلئے شاہراہ عمل

(۳)

ہندوؤں کی تمام مذہبی کتب دیکھ جایئے آپ کو کہیں بھی کسی غیر ہندو کو ہندو بنانے کا جواز نہیں ملے گا۔ ان کی تاریخ کوئی اس قسم کا مستند واقعہ پیش نہیں کر سکتی اسکے علاوہ جب کبھی حامیان اشدھی اور مخالفین اشدھی میں مباحثہ ہوتا ہے تو حامیان اشدھی کے پاس اس کے جواز کی کوئی دلیل نہیں ہوتی ہم خود ایسے بہت سے مباحثوں میں شریک ہوئے ہیں ہمیشہ حامیان اشدھی کو شکست کھاتے ہی دیکھا ہے اگر وہ کوئی دلیل دیتے ہیں تو یہی کہ ہندو مر رہے ہیں۔ ان کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے اس روگ کا علاج اشدھی کے سوا اور کچھ نہیں۔

ہندو مہا سبھا کے جلسوں میں جن اصحاب کو شریک ہونے کا موقع ملا ہے۔ یا جن تک ان کی کارروائی کے حالات صحت کے ساتھ پہنچے ہیں ان کو بخوبی معلوم ہے کہ ہمیشہ آریہ سماجیوں نے قدامت پسند ہندوؤں سے یہی کہا کہ ہم اسی لئے لوگوں کو اشدھ کر رہے ہیں کہ ہندوؤں کی تعداد میں اضافہ ہو۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ حقوق حاصل کر سکیں۔ آپ بے شک ان کو کوئی ورن نہ دیں اور ان سے روٹی بیٹی کے تعلقات نہ رکھیں۔ چنانچہ ہندو مہا سبھا نے یہ فیصلہ کر کے شائع کر دیا ہے کہ غیر ہندوؤں کو اشدھ تو کیا جا سکتا ہے لیکن ان کو کوئی ورن نہیں دیا جا سکتا۔ دہلی اور کلکتہ میں ہندو مہا سبھا کے جو سے کے اجلاس ہوئے تھے۔ اس میں قدامت پسند ہندوؤں نے اشدھی کے خلاف نہایت زور سے آواز اٹھائی تھی اس وقت سوامی شردھانند اور ان کے چیلے چانٹوں نے ہاتھ جوڑ جوڑ کر ان سے کہا تھا کہ ہندوؤں کو اپنی تعداد بڑھانے دو مالوی اینڈ کو نے بھی ان کی تائید کی تھی ہمارے خیال میں مفصلہ بالا باتوں کو بیان کر دینے کے بعد۔ اشدھی کو سیاسی تحریک ثابت کرنے کے لئے کسی مزید دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔

حامیان اشدھی کے موجودہ طریق کار اور ان کے ارادوں سے مسلمانوں کو باخبر کرنے سے پیشتر چند باتوں کو بیان کر دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ تحریک اشدھی کے تمام مراحل کو پیش نظر رکھنے کے بعد سرسری طور پر اس کو تین ادوار پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ فی الحال ہمارے لئے ان ادوار کا صحیح زمانہ تعین کرنا مشکل ہے۔ پہلا دور سوامی دیانند کی زندگی ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ اس نے ایک دو آدمیوں کی اشدھی کر کے مثال بھی قائم کر دی تھی۔ لیکن آریہ سماج کو ابھی تک یہ جرأت نہ ہوئی تھی کہ وہ کھلم کھلا مسلمانوں اور عیسائیوں کو اشدھ کرے۔ کیونکہ اس کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اور اس کی تمام تر توجہ اپنے آپ کو مضبوط بنانے میں صرف ہو رہی تھی اس دور میں چند گنتی کی اشدھیوں کے سوا عملی طور پر کچھ نہ ہوا۔ لیکن سمجھدار آریہ سماجی اپنی قوم کی ذہنیت میں مسلسل کوششوں سے ایک تغیر پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ پہلے آریہ سماجیوں کی ایک کثیر تعداد کے لئے کسی غیر ہندو کو اشدھ کرنے کا خیال بھی ناقابل برداشت تھا۔ لیکن دوسرے دور کے شروع ہونے سے پیشتر ان کے خیالات میں بہت بڑی تبدیلی ہو چکی تھی۔ دوسرے دور کا آغاز پنڈت لیکھرام کے زمانہ میں ہوا۔ اور ۱۹۱۹ء کی قومی تحریکات کی پیدائش تک رہا۔ اس دور میں کھلم کھلا اشدھی کے لئے کوششیں شروع ہو گئیں۔ اور آریہ سماج نے غیر ہندوؤں کو اشدھ کرنا اپنا ایک نہایت ضروری فرض قرار دے لیا۔ نومسلموں کی بستیوں پر دھاوے ہونے لگے۔ یوپی اور ہندوستان کے بعض دوسرے علاقوں میں گاؤں کے گاؤں اشدھ کر لئے گئے۔ اس کے علاوہ اکے دکے مسلمانوں کو بھی کافی تعداد میں اشدھ کیا گیا۔ مہاتما دھرمپال۔ پنڈت ستیہ دیو۔ شانتی سروپ وغیرہ ...

[illegible] ... سے بڑا کام شائع ہوا اور دوسرے فرقوں کے ہندوؤں کی ذہنیت میں انقلاب پیدا کرتا ہے۔ آریہ سماجیوں کی ذہنیت میں پہلے دور کے اندر ہی ایک زبردست تغیر ہو چکا تھا۔ دوسرے دور کے اندر دوسرے تمام فرقوں کے ہندوؤں کو اشدھی کی تحریک میں شامل کرنے کے لئے تیار کیا گیا۔ اور اس میں بہت بڑی کامیابی ہوئی۔ کانگرس کے عروج کے ساتھ ہی حامیان اشدھی کی تمام سرگرمیاں بظاہر ٹھنڈی پڑ گئیں بڑے بڑے آریہ سماجی لیڈر قومی تحریکات میں شامل ہو گئے۔ ہندو مسلم اتحاد کے دلکش گیت اور ترانوں سے ہندوستان کی فضا گونج اٹھی۔ شیخ و برہمن گلے مل گئے۔ اور عام طور پر سمجھا جانے لگا۔ کہ سوراج کے خواب کی تعبیر اب چند روز میں نکلنے والی ہے سادہ لوح مسلمان مطمئن ہو کر خلافت اور کانگرس کے لئے وقف ہو گئے۔ لیکن پس پردہ کچھ اور ہوتا رہا۔ عین اس وقت جب بدنصیب اور غفلت شعار مسلمان ایک عالم خود فراموشی میں خیال ہی خیال میں حکومت خود اختیاری کے مزے لے رہے تھے ۱۹۲۳ء میں یکایک ارتداد کی ایمان سوز بجلیاں چمکیں اور ان مسلمانوں نے جن کے کان ہندوستان کی مکمل آزادی کا مژدہ جانفزا سننے کے منتظر تھے سنا کہ متھرا۔ آگرہ۔ اور بجنور وغیرہ کے علاقے میں ہزاروں فرزندان توحید کو فریب۔ دھوکے۔ لالچ اور بعض دوسرے ناجائز طریقوں سے مرتد کر لیا گیا ہے بس یہی تیسرے دور یعنی موجودہ دور کا آغاز ہے۔ اس میں اب تک جو کچھ ہوا ہے اور اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے آپ کے سامنے ہے۔ حامیان اشدھی آئندہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اور جس طریق اور طرز پر کرنا چاہتے ہیں وہ ہم آئندہ اشاعت میں بتائیں گے۔

مس ملر کی اشدھی اور اچھوت

آریہ پریس نے مس ملر کی اشدھی پر نہایت فخرمندانہ انداز اور تخریہ لہجہ میں اظہار خیال کیا۔ رسم اشدھی کی تفاصیل کو نہایت طمطراق سے نمایاں طریق پر شائع کیا۔ اور اس افسانہ حسن و عشق کو مذہبی رنگ دینے کے لئے انتہائی کوشش کی۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ اس نے بعض پر لطف اور سبق آموز واقعات کو عمداً نظر انداز کر دیا۔ پبلک کو ناسک کے اچھوتوں کا مشکور ہونا چاہیے جنہوں نے ایک پر از معلومات پمفلٹ شائع کر کے یہ واقعات اس کے سامنے رکھ دیئے معلوم ہوتا ہے کہ اشدھی کے وقت مس ملر کو۔ پنج گویہ دگائے کے پیشاب دہی۔ دودھ۔ گھی اور گوبر کا مقدس مکسچر) نوش جان کرنے پر ہر چند مجبور کیا گیا لیکن ہندو دھرم کی اس شیدائی نے اس کو پینے سے صاف انکار کر دیا حالانکہ سناتنی نکتہ خیال سے اس کے بغیر اشدھی جائز ہی نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ شدھی کے وقت برہمنوں اور اچھوتوں میں ہاتھا پائی بھی ہوئی۔ اشدھی کی تقریب میں یورپین اور مسلمانوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ لیکن اچھوتوں کو جو درشن کرنے آئے تھے اس جگہ داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ جہاں ہون ہو رہا تھا۔ اور انہیں دور فاصلہ پر کھڑے رہنے کا حکم دیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اچھوتوں کے رہنما مسٹر راج بھوج سوامی شنکر اچاریہ کے قریب جا بیٹھے۔ یہ دیکھ کر منتظمین شدھی لال پیلے ہو گئے اور ان کو اٹھ جانے کو کہا اس پر ہاتھا پائی ہوئی جس پر مسٹر راج بھوج کی کلائی پر زخم آئے اور ان کی گھڑی ٹوٹ گئی۔

مس ملر کو گائے کا پیشاب اور گوبر پینے پر مجبور کرنا ایسا واقعہ ہے کہ اس کے متعلق ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ اور نہ کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔ یہ ہندو دھرم ہی ہے جو شدھ یعنی پاک کرنے کے لئے ایسی ناپاک چیزوں کے پینے کو لازمی قرار دیتا ہے۔ البتہ ہم گورو شنکر اچاریہ کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی ضرور جرأت کریں گے کہ آپ ایک سات سمندر پار کی بھولی بھالی لڑکی کو اشدھ کرنے کی بجائے ان ہندی اچھوتوں کو جو ہزاروں سالوں سے ہندو دھرم کے مظالم برداشت کر رہے ہیں۔ گلے لگانے کی کوشش کرتے۔ تو زیادہ اچھا تھا

ہندوؤں میں طلاق کا رواج

سر ہری سنگھ نے اسمبلی میں ایک بل پیش کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ خاوند کے نامرد۔ مخنث اور کوڑھ وغیرہ جیسے امراض کا شکار رہنے کی حالت میں ہندو عورتوں کو طلاق کا حقدار سمجھا جائے۔ مشہور آریہ سماجی اخبار "ملاپ" اپنی ۲۸ مارچ کی اشاعت میں اس بل پر رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے "یہ بل ایک ہولناک انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ ہندو دھرم کسی حالت میں طلاق کو جائز شمار نہیں کر سکتا" اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ بل ایک انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن اس کو ہولناک کہنا اور سمجھنا غلطی ہے۔ واقعات روزمرہ بیسیوں ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں۔ کہ میاں بیوی میں بعض وجوہ کی بنا پر کشیدگی ہو جاتی ہے۔ اور ان کا ایک دوسرے سے وابستہ رہنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں سوائے طلاق کے اور کوئی چارہ نہیں۔ ہندو دھرم اور ہندو سوسائٹی ایسی حالت میں مردوں کے لئے بہت کچھ سہولتیں مہیا کرتی ہے۔ لیکن بے بس اور مظلوم ہندو عورتوں کے لئے سوائے اپنی بدنصیبیوں پر ماتم کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ ہندو خواتین ہزاروں برسوں سے یہ ظلم برداشت کر رہی ہیں اور انہوں نے مدتوں اپنی بے بسی پر ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھریں اور گرم گرم ... [illegible] ... دوستوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ زمانہ کا رخ بدل گیا ہے۔ اب اس قسم کی ظالمانہ پابندیوں کو وہ زیادہ عرصہ کے لئے برداشت نہیں کر سکتیں۔ اور اس قسم کی پابندیوں کی تائید میں آواز اٹھانا گویا فطرت سے جنگ کرنا ہے۔ جس میں انہیں یقینی طور پر عبرت ناک شکست نصیب ہوگی۔ یورپ و امریکہ پر صدیوں تک اسلام پر طلاق کے قانون کی وجہ سے نہایت بیجا اعتراضات کئے۔ آخر اس کو مجبوراً اسی فطری قانون کے آگے جھکنا پڑا۔ ہم نہایت وثوق سے کہہ دیتے ہیں کہ عنقریب آریہ سماجیوں کو بھی اس بارے میں یورپ کی تقلید کرنی پڑے گی۔ ؎

آنچہ دانا کند کند ناداں ❊ لیک بعد از خرابی بسیار

ہم سر ہری سنگھ صاحب کی خدمت میں بھی مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے ہندو خواتین کو ظلم سے بچانے کے لئے مبارک جدوجہد شروع کی ہے خدا انہیں کامیابی عطا فرمائے۔ کیا یہ ہندوؤں کا اسلام کی طرف ایک نیا قدم نہیں!

پنڈت مالوی اور بھنگی لڑکے

گزشتہ اشاعت میں ہم نے آریہ اخوت و مساوات کا معیار کے عنوان سے آریہ اخبارات کی اس ظالمانہ مسرت اور قدامت پسند ہندوؤں کی ناراضگی پر اظہار خیال کیا تھا جو محض پنڈت مالویہ کے بھنگی لڑکوں کے ہار پہن لینے اور ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر دینے کے معمولی واقعہ کی بنا پر ظہور پذیر ہوئی تھی۔ لاہور کے سناتنی اخبار "وِشیشم" نے اس بارہ میں ایک نہایت ہی پر لطف انکشاف کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اچھوت کو چھو لینے سے سناتن دھرم اور سناتن عظمت میں مطلق کوئی فرق نہیں آتا۔ شاستروں کا حکم ہے کہ یاترا۔ کشتی میدان جنگ۔ جلسہ گاہ اور بازاروں کی بھیڑ بھاڑ میں اچھوتوں کو چھو لینے سے کوئی ہرج واقع نہیں ہوتا۔ البتہ :-

"ہمارے دھرم شاستر یہ ضرور بتلاتے ہیں کہ ایسے مواقع سے واپسی پر کپڑوں سمیت اشنان کر لینے سے دوش (پاک) ہو جاتا ہے اور ہم اس امر کے عینی شاہد ہیں کہ پوجیہ پنڈت مالوی جی نے اس نمائش سے لوٹتے ہی کپڑوں سمیت اشنان کیا۔ اور یوں سناتن دھرم کی شان کو برقرار رکھا"

قدامت پسند سناتنیوں میں پنڈت مالویہ کے بھنگی لڑکوں کو چھو لینے سے جو غم و غصہ کی آگ بھڑکی تھی وہ اس اشنان کی خبر کو سن کر بجھ گئی ہوگی۔ دیکھیے آریہ اخبارات جنہوں نے اس واقعہ پر قصائد اور لیڈنگ آرٹیکل لکھے تھے اب کیا مدح و ثنا کرتے ہیں۔

ہم پنڈت مالویہ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جلسوں اور کانفرنسوں کے سٹیجوں پر اور اخبارات و رسائل کے صفحات میں اپنے آپ کو اچھوتوں کا محسن بتانا اور ان کو گلے لگانا اور گھر آ کر محض اس وجہ سے کہ ایک اچھوت کو چھو لیا ہے کپڑوں سمیت اشنان کرنا دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

کیا یہی وہ "عالمگیر" ہندو دھرم اور شاندار ہندو اخوت و مساوات ہے جن کو ہمارے آریہ سماجی بھائی ان اسلامی ممالک میں پھیلانا چاہتے ہیں جہاں ایک غریب سے غریب مسلمان بھی غازی مصطفےٰ کمال پاشا۔ غازی امان اللہ خان۔ سلطان ابن سعود اور بادشاہ رضا خان پہلوی کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو کر مسجد میں نماز ادا کرتا ہے۔ اور ان کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھا سکتا ہے

دارالعلوم دیوبند میں قتل

ہندوستان کی مشہور اسلامی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کچھ عرصہ سے ایک تباہ کن باہمی کشمکش کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ اب معزز معاصر "مدینہ" کے ذریعہ ایک نہایت ہی افسوسناک خبر معلوم ہوئی ہے چند روز ہوئے پشاوری اور بنگالی طلباء میں لڑائی ہوئی۔ چند طلباء زخمی ہوئے اور عبدالرسول پشاوری طالب علم نے ایک بنگالی طالب علم کو قتل کر دیا۔ واضح رہے کہ دارالعلوم کے طلباء کی دو پارٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ ایک سٹرائک کرنے والے طلباء ہیں اور دوسرے وہ جن کا سٹرائک سے کوئی تعلق نہیں۔ فساد کی تفصیلات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ افسوسناک سانحہ اس پارٹی بازی کا ایک تلخ ثمرہ ہے۔ آہ آج پھوٹ کی تباہ کن وبا اسلامی مدارس میں بھی پہنچ گئی ہے۔ ان کے صحن جدال و قتال کے میدان بنے ہوئے ہیں۔ جن درسگاہوں سے اتحاد اسلامی کے علمبردار اور پیغامبر نکلنے چاہیے تھے۔ ان کے ہونہار ایک دوسرے ہی کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر دارالعلوم کی اس بدنظمی اور طوائف الملوکی کو دور کرنے کی طرف جلد توجہ نہیں کی گئی تو اس سے زیادہ ہوشربا حادثات کے لئے مسلمانوں کو منتظر رہنا چاہیے۔ کیا مسلم رہنما اور علمائے کرام اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ ایک اسلامی درسگاہ کو باہمی کشمکش اور خونریز معرکہ آرائیوں سے بچا لیں؟

مذاکرہ علمیہ

درود شریف سے اجرائے نبوت کے لئے شور و غوغا

دنیا کا نیا دور ، نبیوں کا نیا سلسلہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جالندھر کے قلم سے)

نبوت جو دنیا کے لئے خدا کی طرف سے ہدایت لایا کرتی ہے دنیا کے لئے ایک رحمت ہے۔ نبوت نہ ہوتی تو انسان گمراہ ہوتا۔ جب سے انسان پیدا ہوا ربوبیت الٰہی نے ساتھ ساتھ اس کی روحانی پرورش کے لئے نبوت کا بھی سامان کیا یہاں تک کہ ایک نبوت کی عمر ختم ہو جاتی یعنے جو ہدایت کہ ایک نبی لایا تھا وہ یا تو اس قابل نہ رہتی کہ زمانہ کے لئے مفید ٹھیرے اور زمانہ کسی نئی ہدایت کا مقتضی ہوتا۔ یا وہ تعلیم مٹ جاتی یا مسخ ہو جاتی اور اس طرح اس ہدایت کے لانے والے نبی کا فیض دنیا سے اٹھ جاتا تو خدا تعالیٰ فوراً دوسری نبوت کو قائم کر دیتا۔ جو زمانہ کے مطابق ہدایت لاتی یا مسخ شدہ یا گم شدہ ہدایت کو دوبارہ ضروری ترمیم و تنسیخ کے بعد قائم کر دیتی۔ ان ہدایات کو مان کر ان پر عمل کرنے والے لوگ مومن کہلاتے اور جو کسی موقع پر ان کا انکار کرتے وہ کافر ٹھیر کر خدا کے گروہ سے خارج قرار پاتے۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا اور ہر نئی نبوت کے آنے پر ماننے والے مومن اور نہ ماننے والے کافر قرار پاتے رہے۔ یہاں تک کہ مشیت الٰہی نے یہ چاہا کہ تمام دنیا کے لئے ایک واحد اور کامل و مکمل دین ہو جس میں کسی ترمیم و تنسیخ کی گنجائش باقی نہ رکھی جائے۔ اور جس کے ماننے والے ہمیشہ کے لئے مومن و مسلم کہلائیں۔ اور کبھی کافر نہیں۔ اس لئے اس کے واسطے ایسی عظیم الشان اور عالمگیر نبوت دنیا میں قائم کی جائے جس کی تعلیم کبھی نہ بگڑے نہ گم ہو۔ نہ اس میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت ہو۔

آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں چنانچہ اس غرض کے لئے محمد رسول اللہ صلعم کو مبعوث کرکے ایسا مکمل ہدایت نامہ آپ کو عطا فرمایا کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہ تھا۔ یعنی قرآن جیسی کامل کتاب آپ کو عطا فرمائی۔ جو قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے کافی تھی۔ پھر اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی جیسا کہ فرمایا انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کہ بے شک ہم نے ہی ذکر اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ پس جب محمد رسول اللہ کی لائی ہوئی ہدایت ایسی مکمل اور محفوظ تھی کہ قیامت تک اس کی تعلیم اور فیض کا سلسلہ ممتد تھا۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ قیامت تک کے لئے آپ کی نبوت زندہ اور آپ کا فیضان نبوت جاری رہے گا۔ اسی لئے آپ کو خاتم النبیین قرار دیا یعنی آپ کے بعد اب نبی کوئی نہیں۔ کیونکہ نبی کی تو جب ضرورت ہوتی کہ آپ کی لائی ہوئی ہدایت ناقص ہوتی۔ یا اس کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہوتا۔ یا زمانہ کے لحاظ سے اس میں ترمیم و تنسیخ کی گنجائش ہوتی۔ جب یہ معاملہ نہ تھا تو پھر محمد رسول اللہ کی نبوت کے فیضان کی موجودگی میں کسی نئی نبوت کے آنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔

مجدد آتے رہیں گے ہاں امتداد زمانہ سے جو غفلت لوگوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ یا بہت سی بدعات دین میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یا خدا کی کتاب کے علم کے متعلق لوگوں کے دلوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ ان باتوں کے دور کرنے کے لئے ایسے برگزیدوں کی بعثت ضروری تھی۔ جو دین کی تجدید کرتے اور مجدد کہلاتے۔ وہ درحقیقت اسی نبوت محمدیہ کی چمک دکھلانے کے لئے بطور شیشے کے ہیں۔ جو نبوت محمدیہ کے انوار کو مصفٰے اور مجلیٰ کرکے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

الغرض نبوت محمدیہ کو جناب الٰہی نے ایسی رحمت قرار دیا جو تمام عالموں کے لئے تھی۔ اور کبھی منقطع ہونے والی نہ تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ کہ ہم نے نہیں بھیجا تجھے مگر تمام عالموں کے لئے رحمت بناکر۔ پس یہ وہ رحمت تھی جو ہمیشہ کے لئے بنی آدم کو دی گئی جس کا فیضان کبھی منقطع ہونے والا نہ تھا پس جب ہم دعا کرتے ہیں کہ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد جس کے معنے ہیں کہ اے اللہ محمد صلعم پر اور آپ کے متبعین پر خاص رحمتوں کا نزول فرماتا رہے کہ ان خاص رحمتوں کے نزول میں یہ بات بھی آجائے گی کہ آپ کی نبوت کا فیضان بیش از بیش جاری رہے۔ اور آپ کے متبعین سے اس کا فیضان کبھی بھی منقطع نہ ہو۔

قادیانی بزرگوں کا خیال خام مگر قادیانی بزرگ یہ کہتے ہیں کہ اس دعا کا مقصد یہ ہے کہ اے اللہ امت محمدیہ میں نبی پیدا کر۔ ظاہر ہے کہ یہ معنے درود شریف کے کسی لفظ کے تو نہیں ہیں۔ ان بزرگوں نے بطور نتیجہ کے یہ مطلب نکالا ہے کہ رحمت میں چونکہ نبوت بھی ہے اس لئے نئی نبوت کی آمد کے لئے دعا اس میں شامل ہے۔ لیکن غور کرو تو اس معنے کی لغویت صاف عیاں ہے۔ اگر رحمت میں اس طرح جو چاہیں شامل کریں تو کیوں نہ نئی کتاب اور نئی شریعت بھی اس دعا میں شامل سمجھی جائے۔ کیا شریعت یا کتاب الٰہی رحمت نہیں تھی کیا آل ابراہیم کو کتابیں اور شریعتیں نہیں ملتی رہیں؟ پھر کیوں نہ شریعت کا اجرا بھی اس سے نکال لیا جائے۔ اور پھر یہ عجیب رحمت محمد رسول اللہ صلعم پر نازل ہونے کی تمنا ہے جو نہیں نازل ہو سکتی۔ جب تک کہ خود محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کا فیضان منقطع نہ ہو۔ کیونکہ اگر محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کا فیضان دائمی طور پر دنیا میں جاری ہے تو پھر نئی نبوت کی بھی ضرورت نہیں۔ نئی نبوت کی ضرورت تو اس وقت ہوگی جب آپ کا فیضان منقطع ہو جائے گا۔ پس درود شریف میں یہ دعا کہ اے اللہ محمد رسول اللہ پر ایسی رحمت نازل فرما کہ آپ کا فیضان منقطع ہو جائے اور دنیا میں نبی آجائے، نبوت محمدیہ سے کس قدر بیزاری ظاہر کرتا ہے! معلوم ہوتا ہے مولوی فاضل اللہ دتا صاحب جالندھری نبوت محمدیہ سے بہت بیزار ہیں جو اس دھوم سے درود شریف سے اجرائے نبوت نکال رہے ہیں۔ اور روز روز دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ محمد صلعم پر بس ایسی رحمت نازل فرما کہ اس نبوت کا خاتمہ ہی ہو جائے۔ اور ہمیں نیا نبی عطا فرما۔ اور امت محمدیہ پر ایسی خاص رحمتیں نازل فرما کہ نت نئے نبی آتے رہیں۔ اور یہ کافر بنتے رہے اور کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ مسلمانوں کو مذہباً کافر بن جانے کے اندیشہ سے نجات نصیب ہو۔

حضرت مسیح موعود کا مذہب پھر ایسے لغو معنے کرکے جالندھری صاحب بہت اتراتے ہیں اور مجھ پر ذاتی حملے کرکے دل کے جلے پھپھولے پھوڑتے ہیں مگر تماشا دیکھو کہ اپنے زعم میں لتاڑا مجھے اور زد پڑی نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود پر۔ کیونکہ اس زمانہ میں یہ خیال خود حضرت مسیح موعود ؑ کا پیدا کردہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد کسی نبی کا آنا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کے لئے باعث ہتک ہے اور اس سے اسلام کا تختہ ہی الٹ جاتا ہے۔ مثلاً آپ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:-

> "لیکن خدا تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اس امت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسر شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھیگا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ایک ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی الٹا دیوے حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔"

اب فرمایئے جناب جالندھری صاحب! مجھ پر تو آپ برس پڑے تھے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبوت کو نبوت محمدیہ کے منافی شان قرار دیا۔ اور کہنے لگے کہ نبوت تو ایک رحمت ہے۔ لیکن اب حضرت مسیح موعود کو کیا کہو گے؟ ان سے بھی لڑو گے کہ حضرت یہ آپ کیا فرما رہے ہیں کہ نبوت جیسی رحمت کو اسلام کا تختہ الٹا دینے کا موجب قرار دے رہے ہیں۔ لیکن بات سچی یہ ہے ع سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست افسوس ہے کہ آپ کی نظر گہری نہیں۔ ورنہ سمجھ لیتے کہ نئی نبوت کا آنا محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کے فیضان کے منقطع ہونے پر دلیل ہے۔ ورنہ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کی موجودگی میں کسی نئی نبوت کی ضرورت کیا؟

میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو آپ کا یہ استدلال صحیح نہیں کہ پھر حضرت ابراہیم نے یہ دعا کیوں کی کہ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم الخ۔ اس لئے کہ آنحضرت صلعم سے قبل نبوتیں قومی اور وقتی تھیں ایک وقت پر جاکر نبوت کا فیضان اور نبوت کی تعلیم ختم ہو جاتی تھی۔ اور اس بات کی ضرورت ہوتی تھی کہ کوئی نیا نبی آئے۔ اس لئے اس کے لئے دعا کرنا نہایت معقول بات تھی۔ اور حضرت ابراہیم اپنی اس اولاد کے لئے دعا کرتے ہیں جو مکہ میں بسائی تھی۔ کہ ان میں نبی بھی مبعوث ہو۔ اور انہیں کتاب اور شریعت بھی عطا فرما۔ (آپ نے نبوت کو تو لے لیا اور شریعت کو چھوڑ گئے یہ حق پرستی تو نہ ہوئی) یہ دعا نہایت معقول تھی ان کو اس کی ضرورت تھی لیکن جو لوگ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت سے فیض یافتہ ہیں جس کے فیضان کا سلسلہ قیامت تک ممتد ہے۔ اور جو ایسی رحمت ہے کہ وہ کسی وقت بھی ساتھ نہیں چھوڑتی۔ کیا انہیں بھی جائز ہوگا کہ وہ کسی نئے نبی کی بعثت کے لئے دعا کریں۔ کیا ان کا دل نبوت محمدیہ سے بھر گیا؟ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں نئے نبی کی بعثت کے لئے دعا کرنے کے مقاصد صرف دو ہو سکتے ہیں۔

(۱) یا تو دعا کرنے والا نبوت محمدیہ کی طوالت سے تنگ آ کر اب اس جوے کو اتار پھینکنا چاہتا ہے۔ اور نئے نبی کی اطاعت کا خواہشمند ہے۔

(۲) اور یا وہ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کو بھی **وقتی** مانتا ہے۔ اس لئے اس کے ختم ہو جانے کے ڈر سے نئے نبی کے لئے چلاتا اور دعا کرتا ہے۔ ورنہ وہ محمد رسول اللہ صلعم کی زندہ نبوت کے ہوتے ہوئے کیوں نئی نبوت کا متمنی ہے۔

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری اتنے بھولے تو نہیں کہ اتنی ذرا سی بات بھی نہ سمجھیں اور خواہ مخواہ کا شور و غوغا مچادیں۔ بات یہ ہے کہ یہاں پانی مرتا ہے۔ کچھ دال میں کالا ضرور ہے۔

میاں محمود احمد صاحب کا عقیدہ معلوم ہوتا ہے اندر ہی اندر اب قادیانی بزرگ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کو وقتی ماننے لگے ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ حال ہی میں جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اپنے درس قرآن میں جو الفضل مجریہ ۱۴ فروری ۲۳ء میں شائع ہوا عجیب و غریب انکشاف اسی امر کے متعلق فرمایا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ کائنات عالم میں سات ہزار سال کا ایک دور ہوتا ہے جس کے مکمل ہونے پر پھر ایک نیا دور سات ہزار سال کا شروع ہو جاتا ہے گویا پہلے دور پر قیامت آجاتی [illegible] اور نیا سلسلہ انبیا کا چلتا ہے چنانچہ جس سات ہزار سال کے دور کے اندر محمد رسول اللہ صلعم مبعوث ہوئے تھے وہ اب ختم ہو چکا۔ اور حضرت مسیح موعود سے دنیا کا نیا دور سات ہزار سال کا شروع ہوا ہے اس نئے دور کے آدم حضرت مسیح موعود ہیں۔ آپ اس دور کے پہلے نبی ہیں جن کے ساتھ نبیوں کا ایک نیا سلسلہ اسی طرح شروع ہوتا ہے جس طرح گزشتہ دور کے آدم سے شروع ہوا تھا۔ ان کے اپنے الفاظ سنو جناب میاں صاحب فرماتے ہیں:-

> "میرا اپنا عقیدہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دور کے خاتم ہیں اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہی ہیں۔ کیونکہ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا۔ اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق فرمایا جری اللہ فی حلل الانبیاء اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلوں میں آئے ہیں۔ جس طرح پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم علیہ السلام اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانہ کے آدم ہیں آئندہ آنے والے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں"

یہ لیجئے پچھلے دور کے خاتم نبی بھی حضرت مسیح موعود اور اگلے دور کے آدم بھی حضرت مسیح موعود۔ محمد رسول اللہ نہ کسی کے خاتم نہ کسی کے آدم۔ چلو قصہ ہی ختم ہوا۔ میاں صاحب کے عقیدہ کے مطابق جس دور میں محمد رسول اللہ صلعم مبعوث ہوئے تھے۔ اس کے نبیوں کا سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع ہوا۔ اور محمد رسول اللہ پر نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود پر وہ سلسلہ ختم ہوا۔ یعنی پچھلے دور کے خاتم الانبیاء اور آخری نبی حضرت مسیح موعود تھے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت تو صرف گزشتہ دور کے اثنا میں حضرت موسیٰ و عیسیٰ و دیگر انبیاء کی طرح ہو گزری ہے مگر اب وہ دور ہی ختم ہے۔ اس لئے اس نبوت کا وقت بھی ختم ہو چکا۔ رہ گیا اگلا دور اس کے آدم اور آئندہ آنے والے نبیوں کے ابتدائی نقطہ حضرت مسیح موعود ہیں۔ دیکھا کیا صفائی کا ہاتھ پھیرا ہے؟ پچھلے دور کے نبیوں کے خاتم مسیح موعود۔ اگلے دور کے نبیوں کے آدم مسیح موعود۔ پتہ نہیں لگتا محمد رسول اللہ صلعم کہاں چلے گئے! اب اس نئے دور اور نئے نبیوں کے سلسلے میں فاضل جالندھری صرف حضرت مسیح موعود پر اور آنے والے نبیوں پر درود پڑھا کریں۔ کہ نبیوں کی بھرمار رہے۔ جو دور گزر چکا جس کے انبیاء گزر چکے جن پر قیامت قائم ہو چکی ان پر درود پڑھنا کیا معنے رکھتا ہے۔ اب ہم دنیا کے اس نئے دور میں ہیں جس کے آدم حضرت مسیح موعود ہیں۔ اب وہی وہ نقطہ ہیں جس کے اندر آنے والے انبیاء پنہاں ہیں۔ اب ہمیں اپنے دور کی خیر منانی چاہیئے۔ پچھلی نبوتوں کا وقت ختم ہو چکا اور نبوت محمدیہ اب گزرے ہوئے دور کی باتیں ہیں۔ یہی وہ سانحہ ہے جس کی وجہ سے نئی نبوتوں کی آمد کے لئے جالندھری صاحب کو دعا کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ورنہ ایک شخص جو رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا کے مطابق ہمیشہ کے لئے اللہ کو اپنا رب مانتا۔ اسلام کو اپنا دین جانتا۔ اور محمد رسول اللہ صلعم کو اپنا نبی پسند کر لیتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اسے نئے نبیوں کے آنے کے لئے دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کو اب پسند نہ کرتا ہو۔ اور اس سے بیزار ہو گیا ہو یا آپ کی نبوت کو وقتی سمجھتا ہو۔ اور اس کی عمر ختم ہو جانے پر کسی اور نبی کی نبوت کو مانگتا ہو۔ سو یہ عقیدہ جناب میاں محمود احمد صاحب کے درس کے نوٹوں نے حل کر دیا۔ معلوم ہو گیا کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت دنیا کے گزشتہ دور کی آخری نہیں بلکہ ایک درمیانی نبوت تھی اور وہ دور اب ختم ہو گیا۔ لہذا اس نبوت کا وقت بھی اب ختم ہو چکا۔ اب نیا دور شروع ہے اور نئے نبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ جس کے آدم یعنی پہلے نبی حضرت مسیح موعود ہیں۔ اور آئندہ آنے والے نبیوں کے لئے آپ بطور اصل اور نقطہ کے ہیں۔ میاں محمود احمد صاحب نے یہ عقیدہ کہاں سے لیا اس کا ہمیں علم نہیں۔ قرآن اس کے خلاف ہے۔ حدیث اس کے خلاف ہے۔ خود حضرت مسیح موعود اس کے مدعی نہیں بلکہ ان کا تو یہ دعوےٰ تھا کہ وہ مجدد الف آخر ہیں۔ اور وہ ساتویں ہزار کے ابتدا میں آئے ہیں۔ دنیا کا جو موجودہ دور بنی نوع انسان کا گزر رہا ہے اس میں سے چھ ہزار سال گزر گئے کے بعد ساتویں ہزار کے شروع میں آپ کا ظہور ہوا ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود کے نزدیک ابھی موجودہ دور میں سے ہزار سال باقی ہیں۔ مگر میاں صاحب اسے ختم کرکے نیا دور شروع کر رہے ہیں۔ اسی طرح جری اللہ فی حلل الانبیاء میں حضرت مسیح موعود تو اپنے آپ کو گزشتہ انبیاء کے حلوں میں بتاتے ہیں۔ مگر میاں صاحب آئندہ نبیوں کے حلوں میں بتاتے ہیں۔ الغرض قرآن۔ حدیث۔ حضرت مسیح موعود کی کتب تو سب اس کے خلاف ہیں۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ میاں صاحب کی یہ اپنی ایجاد بندہ ہے۔ لیکن اللہ دتہ صاحب جالندھری سلامت رہیں، وہ سر پاؤں کا زور لگا کر حق مریدی ادا کریں گے۔

احمدیہ انجمن راولپنڈی کا آٹھواں سالانہ جلسہ ۶، ۷، ۸ اپریل کو میدان میلا اسپان میں ہوگا حضرت امیر قوم ایدہ اللہ مولوی صدر الدین صاحب مولوی عبد الحق صاحب مولوی عصمت اللہ صاحب لاہور سے اور میر مدثر شاہ صاحب پشاور سے تشریف لائیں گے۔ شاہ محمد خاں صاحب انجنیر بھی شریک ہوں گے۔ بیرونجات کی جماعتوں سے جو دوست حضرت امیر کی ملاقات کی خاطر شریک جلسہ ہونا چاہیں اگر وہ ۴ اپریل تک ذیل کے پتہ پر پہنچنے کی اطلاع دیدیں تو ان کی رہائش اور خورد و نوش کا انتظام انجمن کے ذمہ ہوگا۔ انجمن کے مہمانوں سے مہمان خانہ کے لئے معاوضہ [illegible] نہ لیا جائیگا۔ بستر ہے مہربانی کرکے ہمراہ لائیں۔

غلام ربانی سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی۔

اسلامی پردہ

(جناب مولانا غلام حسن صاحب پشاوری کے قلم سے)

اگر لوگ اس عام سنت کو جو دنیا میں علی العموم پائی جاتی ہے ذہن نشین رکھیں کہ کوئی شریعت یا رواج اپنی اصلی بنیاد پر قایم نہیں رہ سکتا۔ اور اس میں افراط تفریط جاری رہتی ہے تو مصلحین کو اپنے کام میں بہت دشواریاں پیش نہ آئیں۔ لیکن دشوار تو یہ ہے کہ لوگ اس تغیر کو جو مرور زمانہ سے ان کے دین یا رواج میں آہستہ آہستہ پیدا کر دیا ہے محسوس نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ایک سرسری نظر ڈالنے والا انسان بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ زمانہ کی گردش کسی چیز کو بھی سکون کی حالت میں نہیں رہنے دیتی۔ اور اس کو مختلف قالبوں میں ڈھالتی ہے۔ کیا کسی انسان کو اس بات کا سمجھنا مشکل ہے کہ اس کے خیالات ہمیشہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ پس اگر ایک مصلح آکر اسے یہ کہتا ہے کہ تیرا دین اس حالت میں نہیں رہا جو آغاز میں تھا۔ تو وہ جھنجھلا کر کیوں اس کا انکار کرتا ہے۔ اگر دو مختصر باتیں جو مسلمات میں سے ہیں لوگ ذہن نشین کر لیں تو مصلحین کا راستہ بہت صاف ہو جاتا ہے۔ ایک یہ کہ دنیا میں مصلحین آیا کرتے ہیں دوم یہ کہ لوگ ہمیشہ اپنے دین یا رواج میں تغیر کرتے رہتے ہیں۔ اور صراط مستقیم پر قایم نہیں رہتے۔

چار قسم کے رواج

میرا اصلی مضمون اسلامی پردہ ہے۔ اب میں اپنے اصلی مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور یہ دکھاتا ہوں کہ شرعاً اس کی اصلی صورت کیا ہے۔ اور اس کے اندر کیا تغیرات واقع ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں میں ان کے مختلف طبقات کے حالات کے مطابق چار قسم کے رواج کا وجود پایا جاتا ہے۔

(۱) عورتیں گھروں میں بند رکھی جاتی ہیں انہیں باہر نکلنے کی اجازت نہیں۔ یہاں تک افراط کی جاتی ہے کہ نابالغ بچے بھی اندر نہیں جا سکتے۔

(۲) عورتیں گھر سے باہر جا سکتی ہیں۔ مگر اپنا سارا بدن معہ چہرہ برقعہ سے ڈھانک کر۔ اکثر حالتوں میں ان دونوں انواع کو غیر محرموں سے بات کرنا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے۔

(۳) عورتیں برقعہ میں چہرہ کھلا رکھ کر باہر پھرتی ہیں۔

(۴) بغیر برقعہ کے باہر کھلی پھرتی ہیں۔

امور تنقیح دو ہیں

اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ بتایا جائے کہ کونسا رواج شریعت کے مطابق ہے۔ یہ امر تو مسلمات سے ہے کہ عورت کے لئے برقعہ یا چادر اوڑھ کر باہر پھرنا جائز ہے۔ اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ آیا چہرہ کھلا رکھنا جائز ہے یا نہیں اور آیا غیر محرم سے باتیں کرنا جائز ہے یا نہیں۔ امور تنقیح طلب یہی دو ہیں۔ اسلام سے ماقبل زمانہ جاہلیت میں عرب کے اندر یہ عام رواج تھا کہ عورتیں اپنے پورے سنگھار کے ساتھ کھلی پھرتی تھیں۔ اور اپنی زینت کو فخریہ مردوں پر ظاہر کرتی تھیں۔ اور ایسی قبیح رسم سے جو بد نتائج پیدا ہو سکتے ہیں وہ بھی سیلاب کی طرح رواں تھے۔ ان کے بے حجاب مکانات سرایوں کی طرح ہر ایک کی آمد و رفت کے لئے کھلے تھے۔ قرآن کریم نے ان کی اصلاح اس طرح شروع کی۔ قال اللہ تعالے۔ یاایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا (نور) (ترجمہ) "اے مومنو اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں ان کی اجازت اور ان سے سلام علیک کئے بغیر نہ جایا کرو"۔ اس حکم کے نازل ہوتے ہی وہ کھلی آمد و رفت جو غیروں کے گھروں میں ہوتی تھی رک گئی۔ یہ اصلاح کا پہلا قدم تھا۔ اس استیذان کے علاوہ ایک اور استیذان کا حکم بھی نازل ہوا جو اسی سورہ نور کے آٹھویں رکوع میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔ یاایھا الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلاث مرات تا واللہ علیم حکیم (ترجمہ) اے مومنو! (اندر آنے کے لئے) تم سے اذن طلب کیا کریں۔ تمہارے مملوک اور تمہارے نابالغ بچے تین دفعہ نماز فجر سے قبل اور دوپہر کے قیلولہ کے وقت جب تم لباس اتارتے ہو۔ اور نماز عشا کے بعد۔ یہ تین تمہارے ستر کے اوقات ہیں۔ تمہارے اور ان کے لئے کوئی مضائقہ نہیں کہ ان اوقات کے سوا وہ بے اذن آئیں جائیں، (کیونکہ) وہ ہر وقت تمہارے پاس آنے جانے والے ہیں۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے۔ اور اللہ علم والا حکمت والا ہے"۔ نابالغ بچے جب بالغ ہو جائیں تو وہ بھی (جملہ اوقات) میں اسی طرح اذن طلب کریں جس طرح ان سے پہلے (بالغ مرد) اذن طلب کرتے تھے۔ پہلا استیذان جملہ بالغ مردوں کے لئے جملہ اوقات میں ہے اور دوسرا استیذان ممالیک اور نابالغ بچوں کے لئے جو گھر میں ہر وقت آمد و رفت رکھتے ہیں۔ صرف تین اوقات مذکورہ سے مخصوص ہے مذکورہ بالا حکم کے ماتحت محرم اور غیر محرم مرد اذن کے ساتھ گھر میں آ سکتے تھے۔ اس واسطے اس امر کی ضرورت بھی ہوئی کہ عورتیں ایام جاہلیت میں جس بے حجابانہ طریق سے اپنے گھروں کے اندر رہتی تھیں اس کی بھی اصلاح کی جائے۔ تاکہ مردوں اور عورتوں کی مخلوط سوسائٹی وہ شکل اختیار نہ کرے۔ جو مردوں کی باہمی سوسائٹی میں پائی جاتی ہے۔ اس کے لئے ذیل کا حکم نازل ہوا۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم (الی) لعلکم تفلحون (نور) (ترجمہ) مومنوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ بات ہے۔ (وہ لوگ) جو صنعتیں کریں گے ضرور اللہ کو خبر ہے۔ اور مومنہ عورتوں سے بھی کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ ان لوگوں پر۔ خاوند یا خاوند کا باپ۔ اپنے بیٹے۔ خاوند کے بیٹے۔ اپنے بھائی۔ اپنے بھتیجے۔ اپنے بھانجے۔ اپنی عورتیں اپنے مملوک۔ ایسے خادم جو شہوت نہیں رکھتے۔ لڑکے جو عورتوں کی باتوں سے آگاہ نہیں۔ اور اپنے پاؤں کو اس طرح زمین پر نہ ماریں کہ ان کے پوشیدہ زیور کا اظہار ہو۔ اور مومنو تم اللہ کے آگے (اگلی کرتوتوں سے) توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ ان آیات میں چند عیوب کی اصلاح کے احکام ہیں۔ جو عرب سوسائٹی میں پائے جاتے تھے۔ وہ احکام یہ ہیں۔ غض بصر۔ شرمگاہ کی حفاظت۔ گزشتہ گناہوں سے توبہ (خاص عورتوں کے لئے) دوپٹہ کی بکل مارنا۔ اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دینا۔ مگر ان اشخاص پر جو اوپر مذکور ہوئے غیروں پر صرف وہ زینت ظاہر کرنا جو کھلی رکھنی پڑتی ہے۔ اپنے پاؤں کو زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ زیور کی آواز مردوں کی توجہ جذب کرے۔

زینت اور ما ظہر منہا کے معنے

ان آیات مذکورہ بالا میں لفظ زینت اور ما ظہر منہا قابل بحث ہیں۔ کہ ان سے کیا مراد ہے۔ حضرت ابن عباس اول سے مقامات زینت اور دوسرے سے چہرہ اور ہتھیلی مراد لیتے ہیں۔ اور حضرت ابن مسعود اول سے لباس اور سنگار اور دوم سے اسی کا ظاہری حصہ۔ اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہے کہ اول کے نزدیک چہرہ اور ہتھیلیوں کا کھلا رکھنا جائز ہے۔ اور دوسرے کے نزدیک ناجائز۔ مگر یہ اختلاف عورت کے باہر پھرنے کے متعلق ہے۔ ان ہدایات کے نزول پر عرب سوسائٹی پر یہ اثر ہوا کہ گھروں میں مردوں کی کھلی آمد و رفت بند ہو گئی اور عورتیں اپنے گھروں میں بھی بکل مار کر رہنے لگیں۔ اور جب باہر پھرتیں تب بھی بکل مار کر پھرتیں۔ جس سے گردن اور سینہ کا وہ حصہ جو کرتہ کے شق سے نمایاں رہتا تھا مستور ہو جاتا تھا۔ اس وقت عورتیں جو کرتہ پہنتی تھیں اس کا شق سینہ پر ہوا کرتا تھا۔ ان ہدایات پر عمل درآمد نے ایک اور ضرورت پیدا کر دی اور وہ یہ تھی کہ بعض اوقات کوئی غیر محرم مرد اندر داخل ہونے کے لئے آتا تھا تو قیم خانہ موجود نہیں ہوتا تھا۔ گھر کی مالکہ کو اس کے ساتھ گفتگو کرنی پڑتی تھی۔ اس کے لئے یہ ہدایت نازل ہوئی کہ واذا سئلتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب (احزاب) (ترجمہ) جب ان سے (حرم ہائے نبی) کوئی متاع مانگو تو حجاب کے پیچھے کھڑے ہو کر مانگو۔ اس سے دو مسئلے حل ہوئے۔ اول یہ کہ بیگانہ مرد کے ساتھ عورت کا بات کرنا جائز ہے۔ دوم یہ کہ عورت اس کے سامنے بے حجاب کھڑی نہ ہو۔ اس کا سارا جسم سائل سے محجوب رہے حتیٰ کہ چہرہ بھی آ گیا۔ عورتوں کے بکل مار کر پھرنے سے ایک اور شکایت پیدا ہوئی اور وہ یہ تھی کہ بعض منافق جو لونڈیوں کو چھیڑ چھاڑ کرنے کے عادی تھے۔ اصیل اور شریف عورتوں کو بھی چھیڑتے تھے۔ اس واسطے اس کے چارہ کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ یاایھا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین (احزاب) (ترجمہ) اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنین کی بی بیوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادریں لپیٹ لیا کریں۔ (باہر جانے کے وقت) اس سے غالباً پہچان پڑیں گی (کہ اصیل ہیں) اور کوئی چھیڑے گا نہیں۔ لفظ جلباب کی تشریح جو آیت میں واقع ہوا ہے۔ لغت اور تفسیروں میں اس طرح کی گئی ہے۔

جلابیب

جلباب ایک چادر اوڑھنی سے بڑی ہوتی ہے جو سر سے پاؤں تک ڈھانک لیتی ہے۔ پس ارخاء جلباب سے یہ مراد ہے کہ عورت اپنا سارا بدن معہ چہرے کے ڈھانک لے۔ ابن تیمیہ علیہ الرحمۃ جن کا تبحر علم الکتاب اور سنت میں مسلم ہے سورۂ نور کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جو ارخاء جلابیب کا حکم دیا ہے یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابن مسعود کا قول صحیح ہے۔ عبیدۃ السلمانی نے ذکر کیا ہے کہ مومنوں کی عورتیں چادریں سروں پر اس طرح لپیٹ لیتی تھیں کہ سوائے آنکھوں کے جن کا کھلا رکھنا رستہ دیکھنے کے لئے ضروری ہوتا تھا۔ ان کے بدن کی کوئی چیز کھلی نہیں رہتی تھی۔ اور صحیح حدیث میں پایا گیا ہے کہ احرام والی عورتوں کو نقاب اور دستانوں کے استعمال سے منع کیا جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر محرم عورتیں نقاب اور دستانے استعمال کرتی تھیں جو ان کے چہروں اور ہاتھوں کو مستور رکھتی تھیں۔ جب وہ آیات نازل ہوئی تھیں جن میں یہ حکم ہے ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن۔ تو مومنوں کی عورتوں نے اپنی اوڑھنیاں درمیان سے چیر لیں اور ان کے دونوں پلے اپنی گردنوں میں لٹکا لئے۔ اور جیب اس شق کو کہتے ہیں جو قمیص کے طول میں ہوتا ہے۔ جب اوڑھنی اوپر اوڑھی جاتی ہے تو اس کی گردن مستور ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد عورتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنی چادریں اپنے اوپر لپیٹ لیں۔ یہ حکم اس حالت کے لئے ہے کہ عورت اپنے گھر سے باہر نکلے۔ جب اپنے گھر میں ہو تو یہ حکم اس کے لئے نہیں ہے...... بات یہ ہے کہ حجاب کا حکم عورتوں پر اس غرض سے رکھا گیا ہے کہ ان کے چہرے اور ہاتھ نظر نہ آئیں۔ اور یہ حجاب اصیل اور آزاد عورتوں کے لئے مخصوص تھا۔ ورنہ لونڈیوں کے سر اور ہاتھ اور چہرے باہر پھرنے کے وقت ننگے رہتے تھے۔ اور عجائز میں سے بھی عجوزہ مستثنیٰ ہیں جنہیں شہوت مرچکی ہو۔ ان کے لئے جائز ہے کہ جلباب استعمال نہ کریں۔ اور باہر پھرنے کے وقت چہرہ کھلا رکھیں۔ اگر غیر عجوزہ عورات کے لئے بھی چہرہ کا کھلا رکھنا جائز ہوتا تو عجائز کو اس پردہ سے مستثنیٰ رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔

مخالفین پردہ کے دلائل

بعض علما نے چہرہ اور ہاتھوں کا کھلا رکھنا جائز رکھا ہے۔ ان وجوہ سے جو اس قول کی تائید میں ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ مردوں کو جو غض بصر یعنی نیچی نگاہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے بدن کا کوئی حصہ کھلا بھی رہتا ہے جس پر نظر پڑ سکتی ہے۔ ورنہ جملہ بدن کے مستور رہنے کی حالت میں نظر کے نیچے رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس قول کا قائل اس امر سے غافل تھا کہ صرف مسلمانوں کی عورتیں برقعہ پوش ہی باہر نہیں پھرتیں بلکہ اور ملل کی عورات بھی باہر کھلی پھرا کرتی ہیں۔ اور ان سے بھی غض بصر ضروری ہے۔ دوم بعض صحابہ اور مفسرین کے قول سے استدلال کیا گیا ہے جنہوں نے ما ظہر منہا کی تفسیر وجہ اور یدین یعنی چہرہ اور ہاتھ کی ہے۔ اس میں تو شک نہیں کہ ما ظہر منہا سے مراد چہرہ اور ہاتھ لئے گئے ہیں لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ استثنا عورتوں کے باہر پھرنے کے متعلق ہے۔ یہ تو عورتوں کی گھریلو زندگی کے متعلق ہے۔ عورتوں کے لئے گھروں میں یہ جائز نہیں کہ سوائے چہرہ اور ہاتھوں کے بدن کا کوئی اور حصہ ننگا رکھیں۔ چونکہ گھروں میں عورتوں کے سینوں کا کچھ حصہ قمیص کے چاک کے سبب جو سینوں پر تھا برہنہ رہتا تھا۔ اور گردنیں بھی برہنہ رہتی تھیں۔ اس واسطے قرآن کریم نے حکم دیا کہ عورتیں اپنی اوڑھنیاں اپنے جیوب یعنی اپنے سینوں کے چاکوں پر ڈال لیں۔ ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن۔ عورتوں نے اس کی تعمیل یوں کی کہ اوڑھنیاں درمیان سے چاک کر لیں۔ ایک پلہ گردن کے ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف ڈال لیا۔ اور اس طرح سے ان کی گردنیں اور سینوں کا برہنہ حصہ مستور ہو گیا۔

سوم ابوداؤد اور بیہقی کی ایک حدیث سے استدلال کیا گیا ہے جو حضرت عائشہ سے مروی ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ اسماء بنت ابی بکر حضرت رسول صلعم کی خدمت میں آئیں اور وہ باریک لباس پہنے ہوئے تھیں۔ آپ نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو یہ صحیح نہیں کہ اس کے بدن کا کوئی حصہ سوائے چہرے اور ہتھیلی کے دیکھا جائے۔ اس حدیث سے عورت کے باہر پھرنے کے متعلق کوئی استدلال نہیں ہو سکتا۔ یہ تو عورت کی عام حالت اور روز مرہ کے دستور کے متعلق ہے کہ عورت کو عموماً ایسی حالت میں رہنا چاہئے کہ سوائے چہرے اور ہاتھوں کے اپنے بدن کا کوئی حصہ ننگا نہ رکھے۔

یہ اس واسطے فرمایا کہ رقیق لباس کے سبب سے جو اسماء کے بدن پر تھا اس کے بدن کے اور حصے بھی نظر آتے تھے۔ مقتضیات زمانہ کے ماتحت بعض رسوم خلاف شرع عموماً رواج پا جاتی ہیں۔ ایسی رسوم کو آنحضرت نے ہمائی فہرست میں لانے کے بجائے فقہا نے ایک اصطلاح عموم بلویٰ ایجاد کی ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی رسم قوم میں عام طور پر رائج ہو گئی اور قوم اس کو ترک نہیں کر سکتی تو کہہ دیتے ہیں کہ لوگ اس میں عام طور پر مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس واسطے اس کے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں رہا۔ اس پر انکار ترک کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ بجائے سنت قایم ہو جاتی ہے۔ اس طرح کی سنتوں کی جگہ رسوم لے لیتی ہیں۔ ریش تراشی، تبرج جاہلیت یعنی عورتوں کا باہر کھلے پھرنا انہی بدعات میں سے ہیں جن کو عموم بلویٰ میں رکھنے کا وقت آ گیا ہے۔ اور یہ فتوے دیا جاتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں با تو عورتیں اسی طرح کھلی پھرتی تھیں جس طرح اس وقت فرنگستان کی لیڈیاں اور بعض مسلمین کی بی بیاں پھرتی ہیں۔ اسلام نے ان کی اصلاح کے لئے یہ حکم دیا وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی (ترجمہ) اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جاہلیت اولے کے زمانہ کی طرح اپنا حسن اور سنگار ظاہر کرتی پھرو۔ عبیدا اول کی کی شارحین نے اس کی تعیین کی اور خوب کی۔ مگر آیت میں اولے کا لفظ اشارہ کرتا ہے کہ ایک زمانہ جاہلیت اخرے کا بھی آئے گا۔ اور وہ یہی زمانہ ہے۔ الغرض بدن حسن کی بہار صرف چہرہ میں ہے اور وہی جاذب ہے۔ اور محل فتنہ ہے اور پردہ کی غرض اسی کا مستور رکھنا ہے۔ ورنہ معمولی لباس سے سوا جو بدن کو ڈھانکے ہوتا ہے چادر اوڑھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعودؑ نے جو نمونہ پیش کیا ہے وہ عین شریعت کے مطابق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عورت چادر یا برقعہ اوڑھ کر اور چہرہ بھی چھپا کر باہر پھر سکتی ہے ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں اس سے کہ غیر قوموں کے رسم و رواج سے متاثر ہو کر اپنی شریعت کو...

(بقیہ صفحہ اول) کہیں چالیسواں ہے برادریوں کی دعوتیں ہوتی ہیں تاکے پیٹ کی خوب پوجا کی جاتی ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے روپیہ برباد کرنے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔

محمد رسول اللہ کی برادری کہا جائے گا کہ یونہی کیا برادری میں ناک نہیں رہتی لیکن کونسی برادری ہیں؟ ایک برادری تو وہ ہے جو کسی گمنام باپ دادا یا قومیت کی وجہ سے ہے اور ایک وہ عظیم الشان برادری ہے جس میں آج مسلمان جگہ جگہ جمع ہیں۔ جسکے مورث اعلےٰ محمد رسول اللہ صلعم جیسے عظیم الشان نبی ہیں ان میں سے کس برادری کو مقدم کرتے ہو۔ کیا محمد رسول اللہ صلعم کی برادری کو مقدم کرتے ہو یا باپ دادا کی؟ چند رشتہ داروں کے سامنے تو ناک رہ گئی لیکن محمد رسول اللہ کے سامنے کٹ گئی۔ کتنا ظلم ہے کہ خدا اور رسول کی نافرمانی میں اپنا مال برباد کیا جاتا ہے اور فرمانبرداری کرکے اپنے مال کو بچایا نہیں جاتا۔ اگر محمد رسول اللہ صلعم کی برادری کو مقدم کرتے ہو تو آؤ اور ان باتوں کو چھوڑ دو۔ عموماً لوگوں کو خدا اور اس کے رسول کے حکم کو ماننا اس لئے دشوار معلوم ہوا کرتا ہے۔ کہ اس میں کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس حکم کے ماننے میں تو خرچ بھی نہیں ہوتا بلکہ کچھ بچتا ہے۔ یہی برادری ہے جس میں سب سے بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے آؤ اس برادری کو جس کے مورث اعلےٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مقدم کرو۔

اصلاح کا بیڑا اٹھاؤ میں نے کل کہا تھا کہ میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں جو من سن سنۃ حسنۃ کی مصداق ہو۔ سوال یہ ہے کہ آیا اس رسم و رواج کے بارہ میں آپ کی جماعت کوئی نمونہ قائم کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟ اس وقت مسلمانوں میں ساٹھ ستر فیصدی زمیندار ہیں۔ جو ہندوؤں کے مقروض ہیں ان کی فصلیں اپنی فصلیں نہیں۔ وہ صرف مزدور ہیں۔ جو اس وقت تک زمینوں پر کام کرتے ہیں جب تک فصل تیار نہیں ہوتی۔ اور جب تیار ہو گئی تو دوسرے آکر اسے لے جاتے ہیں۔ شہروں میں بھی مسلمانوں کی جائدادیں ان کے ہاتھوں سے نکل کر ہندوؤں کے پاس چلی جا رہی ہیں۔ ایسے وقت میں تمہاری جماعت اگر اٹھے اور نمونہ قائم کرے تو سنت حسنہ کو رواج دے سکتی۔ ایک بالکل چھوٹی سی چیز ہے کچھ خرچ نہیں ہوتا بلکہ مال بچتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ برادری میں عزت نہیں ہوگی ممکن ہے چھوٹی برادری میں عزت نہ ہو لیکن اس عظیم الشان برادری میں تو بجد عزت ہوگی جس کے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آؤ عہد کرو۔ مرد ہو۔ جو عورتیں ہیں وہ بھی مرد بنیں سب سے زیادہ نقصان اس طبقہ کی طرف سے پہنچتا ہے۔ کیونکہ عورتیں ہی مردوں کو مجبور کرتی ہیں۔ لیکن تم اس شخص کو کیا کہو گے جو آنکھیں بند کر کے روپے پھینکتا چلا جائے۔ ایسا ہی بیوقوف ہے وہ شخص جو آنکھیں بند کر کے اپنی جائداد اور روپے کو فضول رسموں پر برباد کرتا ہے۔ اگر تم مسلمان قوم کو بچانا چاہتے ہو تو آؤ جس طرح سے یہ نمونہ قائم کیا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والا کلمان ہے۔ اور اس کو کافر کہنا جائز نہیں۔ اسی طرح یہ بھی نمونہ قائم کرو کہ جب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا تو محمد رسول اللہ کی عزت مقدم ہے۔ دیکھو صحابہؓ نے کس قدر اعلےٰ نمونہ قائم کیا۔ بڑی بڑی لعنت رسمیں ان میں تھیں جب قرآن کا ایک حکم آگیا تو یکلخت ان کو ترک کر دیا۔ اور نہ کسی برادری کی پرواکی اور نہ کسی دوست اور رشتہ دار کی۔ جو برادری لتیں اس دنیا میں بھی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ کیونکہ مال کو تباہ کرنے کا نتیجہ جہنم کے سوا اور کیا ہے۔ اور آخرت میں اس کا کہنا ماننے سے جہنم ہی کا وارث ہونا پڑے گا۔ اس برادری کو راضی کر کے کیا لوگے۔ اس برادری کی عزت ہیچ ہے۔ اپنی جگہ تو چھوڑے اور چار بھی اپنی برادری میں عزت رکھتے ہیں۔ اور اپنی ذلت کی حالت سے نکلنا نہیں چاہتے۔ کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہو کر ہم بھی ایک ذلیل حالت پر راضی ہو جانے کے لئے تیار ہیں؟ میں اب سوال کرتا ہوں کہ کیا یہ سب بھائی جو یہاں بیٹھے ہیں اپنی عید کو حقیقی عید بنانے کے لئے تیار ہیں۔ (آوازیں "ضرور") تو پھر رسم و رواج کی زنجیروں کو توڑ کر پھینک دو۔ اور غلامی سے نکل کر آزادی کی حقیقی خوشی کو حاصل کرو۔ یہ میں نہیں کہتا کہ کچھ بھی خرچ نہ ہو۔ خرچ تو کرنا پڑتا ہے۔ مگر جو اس غرض سے خرچ کرتے ہیں کہ ناک کٹ جائے گی۔ ان کے اس خرچ کو قرآن نے ریاکاری کا خرچ کہا ہے۔ تم جو کچھ خرچ کرو خدا کے لئے کرو۔ برادریوں کے لئے نہ کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری عید ہمارے لئے حقیقی عید بنے۔ آج اگر تم بھی اپنے سروں کو محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی میں دیدو تو حقیقی عزت پا سکتے ہو۔ اور دوسروں کی غلامی سے نکل سکتے ہو۔ تم دنیاداری کی برادریوں کو کیا کرو گے تمہاری برادری بڑی وسیع ہے اور آج خدا نے تمہیں اس بڑی برادری کے اندر ایک اور چھوٹی سی برادری بھی دیدی ہے جس کی بنا تقوے پر ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنے پر ہے تم اس میں شرکت اختیار کرو۔ اس سے تمہاری بڑی عزت ہوگی۔ لوگ اس کام کے لئے تمہاری اتنی عزت کریں گے جس کی انتہا نہیں۔

سادگی اختیار کرو بس یہ ایک بات تھی جو آپ مردوں اور عورتوں سے کہنی تھی کہ رسم و رواج کو ترک کر دیں اور فضول خرچی کو چھوڑ دیں۔ بہت لوگ ہیں جو اپنی آمدنیوں سے بڑھ کر خرچ کرتے ہیں اور پھر قرض مانگتے پھرتے ہیں۔ دوسروں سے قرضہ مانگتے ہیں اور نیت یہ ہوتی ہے کہ کبھی دینا نہیں۔ خوب یاد رکھو جب تم کسی سے قرض مانگنے جاتے ہو تو تمہاری وہی عزت اس کی نظر میں ہوتی ہے جو ایک فقیر کی۔ جب وہ مانگنے آتا ہے تمہاری نظروں میں عزت ہوتی ہے۔ اس لئے قرضوں کے طریق کو چھوڑ دو۔ اور یا تو اپنی آمدنی کو بڑھاؤ اگر بڑھا سکتے ہو۔ یا خرچ کم کرو۔ اپنی آمدنی کے اندر گزارہ کرو بلکہ آمدنیوں میں سے کچھ بچاؤ۔ تاکہ مصیبت کے وقت تمہارے کام آئے۔ قرضوں کا طریق پسندیدہ طریق نہیں۔ ہاں بے شک علے نوائب الحق امداد بھی ایک دوسرے کی کرنی پڑتی ہے۔ کچھ مصیبتیں پیش آجاتی ہیں ان میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن عام طور پر جتنا ممکن ہو اپنے آپ کو سادہ بناؤ۔ سادہ زندگیاں بسر کرنے کی کوشش کرو۔ یہ مت سمجھو کہ کپڑوں کی وجہ سے تمہاری عزت ہوتی ہے۔ کپڑے سادہ ہوں تو زیادہ عزت ہوتی ہے۔ لباس کے معاملہ میں آج بڑا روپیہ برباد ہوتا ہے۔ ایسا کپڑا ہونا چاہیئے۔ اس قسم کی سلائی ہو ایسا فیشن ہو۔ اتنے بوٹ ہوں یہ سب اسراف ہیں۔ اگر کسی کو خدا نے دیا ہے تو خیر مگر میں اس کو بھی کہونگا کہ اس وقت موقع یہ ہے کہ روپیوں سے روپے کو بچاؤ تاکہ خدا کی راہ میں خرچ کر سکو۔ قرآن کریم نے جو فرمایا ہے ما ذا ینفقون۔ قل العفو اس کا مطلب یہی ہے کہ جب مال کے خرچ کرنے کا موقع آئے تو رکو نہیں۔ اور جب موقع نہ ہو تو فضول خرچ نہ کرو۔ لوگ کہتے ہیں کیا کریں۔ چندے ہی چندے دینے پڑتے ہیں۔ یہ سچ ہے۔ لیکن ان چندوں ہی میں تمہاری زندگی ہے۔ عیسائیوں میں دیکھو ایک آواز اٹھتی ہے۔ لاکھوں اور کروڑوں روپیہ جمع ہو جاتا ہے۔ ان کے بے اولاد لوگ اپنی جائدادیں قومی کاموں کے لئے وصیت کر جاتے ہیں۔ سکھوں کو دیکھو چھوٹی سی قوم ہے۔ لیکن مال کے لحاظ سے کتنی مضبوط ہے۔ ان میں سے ہر ایک چندے دیتا ہے لیکن مسلمان نیکی کے موقع پر دینے بھی لگتے ہیں تو یا پیر کو دیتے ہیں یا مولوی کو کوئی حق نہیں کسی پیر یا مولوی کا ان کو کہو کہ جاؤ کماؤ اور کھاؤ۔ خدا نے بہتیر بازو دیئے ہیں۔ ان سے کام لو۔ غرض جہاں تک ممکن ہو اپنے روپے کو بچاؤ اور بچا کر نیک کاموں پر صرف کرو کہ اسی میں تمہاری اور قوم کی زندگی ہے۔

اخبار احمدیہ

—— انجمن اسلامیہ ہوشیارپور نے اپنے سالانہ جلسہ پر تقریر کرنے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ کو دعوت دی تھی۔ اس لئے آپ یکم اپریل کو ہوشیارپور تشریف لے گئے۔

—— انجمن اسلامیہ جموں کے سالانہ جلسے پر تقریر کرنے کے لئے جناب مولانا صدرالدین پرنسپل اشاعت اسلام کالج لاہور یکم اپریل کو لاہور سے تشریف لے گئے ہیں۔

—— مولانا عصمت اللہ صاحب مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام اپنا لیکچر دینے پر اسارہ ضلع میرٹھ گئے ہیں۔

درخواست دعا۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کچھ دنوں سے عارضہ درد جگر بیمار ہیں۔ احباب ان کے لئے خاص طور پر دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ موصوف کو صحت کلی عطا فرمائے اور خدمت دین کے لئے تادیر سلامت رکھے۔ آمین۔

سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے والے احباب

۱۷ مارچ ۱۹۲۸ء سے لے کر ۳۰ مارچ ۱۹۲۸ء تک حسب ذیل احباب داخل جماعت ہوئے

(۱) فیض محمد صاحب ولد خیر محمد صاحب پٹھان بھاٹی گیٹ محلہ چوبالا نزد مکان ڈاکٹر نبی بخش صاحب۔

(۲) عبدالعزیز صاحب عرف باندو ولد کریم جو بانڈو ساکنہ تادہ پورہ ڈاکخانہ کوٹھی باغ ضلع خان یار سرینگر۔

(۳) اہلیہ صاحبہ عطا محمد صاحب وٹرنری اسسٹنٹ گڑھ شنکر۔

(۴) سید مشتاق احمد صاحب ولد حاکم علی شاہ صاحب انسپکٹر ٹیکس جہلم۔

(۵) شیخ انعام الحق صاحب ہوشیارپوری۔

(۶) محمد عمر صاحب معرفت سید عبدالجبار شاہ صاحب مقام سعتانہ ڈاکخانہ دربند ضلع ہزارہ۔

(۷) عبدالرحیم صاحب ولد بابو عبدالمنان صاحب محلہ ٹوپیا جہلم۔

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

—— پنڈت قادر بخش صاحب مبلغ انجمن لکھتے ہیں کہ موضع ماناوالہ میں بازیگروں کا اجتماع تھا۔ آریہ اور سکھوں نے انہیں بہت کچھ ترغیب دی کہ شدھ ہو جاؤ۔ لیکن انہوں نے صاف جواب دیدیا۔ توقع ہے کہ اگر انہوں نے تبدیلی مذہب کیا تو اسلام ہی قبول کریں گے۔

ہندوستان

—— نئی دہلی ۲۷ مارچ۔ آج گورنمنٹ نے ضمنی مطالبات زر منظور کر دیئے جن میں سائمن کمیشن کے وہ مصارف بھی شامل ہیں جو سال رواں میں پیش کئے گئے ہیں۔

—— مراد آباد میں طاعون زوروں پر ہے۔

—— حکومت بنگال کے سرکاری دفاتر اپریل میں ایسٹر کی تعطیلات کے بعد دارجلنگ میں کھلیں گے۔

—— ڈاکٹر رابندرا ناتھ ٹیگور ماہ اپریل میں یورپ جانے والے ہیں موسم گرما میں آپ جنوبی فرانس میں رہیں گے۔ جہاں وہ اپنی تقریریں تیار کریں گے جو اکتوبر اور نومبر میں انگلستان میں پڑھیں گے۔

—— بمبئی ۲۷ مارچ۔ وارن روڈ پر ملکہ وکٹوریہ کا جو مجسمہ نصب ہے کسی شخص نے اس کا تاج اکھاڑ ڈالا اور دیگر شاہی نشانات بھی مسمار کر دیئے۔ پولیس مجرم کی تلاش میں ہے لیکن ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

—— سر دیا کشن کول پہلی تنخواہ پر پھر پٹیالہ کے وزیر اعظم بن گئے ہیں لیکن ان کی رہائش لاہور ہی میں رہے گی۔

—— ڈاکٹر اینی بسنٹ اپنے اخبار "نیو انڈیا" کو عنقریب دوبارہ جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

—— دیوبند کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ دارالعلوم میں عبدالرسول نامی ایک طالب علم نے ایک بنگالی طالب علم کو قتل کر دیا ہے۔

—— بمبئی ۱۳ مارچ۔ سر کریم بھائی ابراہیم آج شام کے ساڑھے تین بجے حرکت قلب کے بند ہو جانے سے یکایک وفات پا گئے۔

—— دہلی ۳۰ مارچ خان بہادر پیرزادہ محمد حسین صاحب ایم اے سی آئی ای پنشنر جج جائنٹ سکرٹری طبیہ کالج دہلی جمعرات اور جمعہ کی شب کو عارضہ یرقان انتقال فرما گئے۔

—— پنجاب میں نوجوانوں کی کانفرنس کا اجلاس ۱۱-۱۲-۱۳-۱۴ اپریل کو امرتسر میں ہونے والا ہے استقبالیہ کمیٹی بن گئی ہے۔

ممالک خارجہ

لندن ۲۸ مارچ۔ انجمن ہلال احمر انگلستان جس کے اغراض و مقاصد بیمار اور مصیبت زدہ لوگوں کو امداد بہم پہنچانا ہے۔ اب باضابطہ رجسٹری کر کے لمیٹڈ کمپنی بن گئی ہے۔

—— میکسیکو شہر ۲۶ مارچ۔ جنرل اوبریگن نے جو جمہوریہ میکسیکو کی صدارت کے امیدوار ہیں یہ تجویز پیش کی ہے کہ میکسیکو میں شراب کی فروخت بند کی جائے۔

—— الاہرام قاہرہ رقمطراز ہے کہ فرانسیسی ہائی کمشنر نے طرابلس الشام اور حمص کے مابین جدید ریلوے لائن کی تعمیر کو منظور کر لیا ہے۔ اس کے تمام مصارف سرکاری خزانے سے ادا کئے جائیں گے۔

—— مصطفےٰ کمال پاشا کی علالت کی خبر بالکل بے بنیاد ہے۔

—— حکومت ترکیہ نے موتمر تخفیف اسلحہ (جنیوا) میں شامل ہونے کی دعوت کو منظور کر لیا ہے۔

—— حکومت مصر و حجاز کے مابین موسم حج میں حاجیوں کو سہولتیں بہم پہنچانے کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے۔

—— امین بے واصف مشہور مصری ادیب انتقال فرما گئے۔

—— حکومت ترکی نے پچاس روسیوں کی جلاوطنی کا حکم نافذ کیا ہے جو روس کی پولیٹیکل پارٹی سے تعلق رکھتے تھے۔ حکومت ترکی نے یہ کارروائی حکومت روس کے مشورہ سے کی ہے۔

—— یہ خبر بالکل بے بنیاد ہے کہ شاہ افغانستان امریکہ جا رہے ہیں البتہ یہ صحیح ہے کہ وہ روس تشریف لے جائیں گے۔

—— لندن ۲۶ مارچ۔ سیام کے جنگلوں کی سیاحت کے دوران میں ایک امریکن سیاح نے ایک قدیم شہر کا سراغ لگایا ہے جو سیام کے جنگلوں میں مدفون ہے یہ شہر بنکاک سے ۱۷۵ میل کے فاصلہ پر واقع اور یہ یقین کیا جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں اس کی آبادی دس لاکھ نفوس پر مشتمل تھی۔

—— ۲۹ مارچ۔ شاہ افغانستان مانچسٹر سے آج بذریعہ موٹر کار لورپول پہنچے۔ راستہ میں صابون سازی کے شہر پورٹ سن لائٹ کا بھی معائنہ فرمایا۔ لورپول میں لارڈ میئرس مارگریٹ بیون نے بڑی عزت اور احترام کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا۔ اور ٹون ہال میں سرکاری دعوت دی۔ لارڈ میئرس مارگریٹ بیون نے ملکہ معظمہ کی خدمت میں ایک طلائی کردہ پیش کیا جو گھوڑے کی نعل کی شکل کا بنا ہوا تھا۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ شنبہ مطبوعہ ۱۴ر شوال سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۶ر اپریل سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۱۸

جواہر ریزے

ق

(۱) اللہ کے نزدیک توبہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو جہالت سے بدی کر بیٹھتے ہیں۔ پھر جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ پس انہی پر اللہ (رحمت) سے متوجہ ہوتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور توبہ ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو بدیاں کرتے رہتے ہیں یہانتک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آ موجود ہوتی ہے۔ تو کہتا ہے۔ اب میں نے توبہ کی۔ اور نہ ان لوگوں کے لئے جو کافر ہونے ہی کی حالت میں مرجاتے ہیں۔ یہی ہیں جن کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (النساء ۴: ۱۸-۱۷)

(۲) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ عورتوں کو زبردستی ورثہ میں لو اور نہ ان کو اس لئے روک رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے اس کا کچھ حصہ لے لو۔ سوائے اس کے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ اور ان کے ساتھ پسندیدہ طور سے میل جول رکھو۔ پھر اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو تو ہوسکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت سی بھلائی رکھدے۔ (النساء ۴: ۱۹)

(۳) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے مالوں کو آپس میں ناحق نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو۔ اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے۔ اور جو شخص حد سے نکل کر اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اسے آگ میں داخل کریں گے۔ اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

ح

(۱) ہر دین کے لئے ایک خلق ہے اور اسلام کا خلق حیا ہے (مالک)

(۲) حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے۔ اللہ تعالےٰ سے حیا کرو جیسا کہ حیا کرنے کا حق ہے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ہم اللہ تعالےٰ سے حیا کرتے ہیں۔ الحمد للہ۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ سے حیا کرو جیسا کہ حیا کرنے کا حق ہے یعنی سر کی اور جو کچھ اس میں ہے۔ (سر آنکھ کان منہ وغیرہ) ان کی حفاظت کرو اور پیٹ اور جو اشیا اس میں پڑتی ہیں ان کا خیال رکھو۔ اور موت اور مصیبت کو ہر وقت یاد رکھو۔ اور جو شخص آخرت کا دھیان رکھتا ہے وہ دنیوی زینت کو ترک کر دیتا ہے اور آخرت کو اس سے مقدم رکھتا ہے۔ پس جس نے ایسا کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے پوری پوری حیا کی (ترمذی)

(۳) جب آنحضرتؐ نے حضرت معاذ کو یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تو ان کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی اتق الله حيثما كنت واتبع السيئة الحسنة تمحها وخالق الناس بخلق حسن (ابن کثیر)

اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اختیار کرو جہاں کہیں تم ہو اور بدی کا تعاقب نیکی کے ساتھ کرو۔ وہ اس کو مٹا دے گی۔ اور لوگوں کے ساتھ اچھے خلق سے پیش آؤ۔

تاریخ اسلام

مسلمانوں کی حق گوئی

حکومت کا رعب و اقتدار ایسی زبردست چیز ہوتا ہے کہ اس کے اثر سے بڑی بڑی آزاد خیال قومیں اور صاف گو افراد حق گوئی کو خیرباد کہہ دینے پر مجبور ہوجاتے ہیں حقیقتاً یہی راست گوئی سب سے زیادہ قابل تعریف ہوتی ہے۔ جس کے حکومت کے اغراض و مقاصد سے متصادم ہونے کا خطرہ ہو۔ ایسے خطرناک مواقع پر جذبہ راستگوئی بیچارگی کے باعث اکثر دب کر رہ جاتا ہے۔ نہ زبان حرکت میں آتی ہے نہ قلم جنبش میں۔ سلاطین کے یہ دونوں ہتیار تلوار کے سامنے کند ہوجاتے ہیں۔ اقوام عالم میں یہ فخر صرف مسلمانوں ہی کو حاصل ہے کہ ان کی زبان و قلم حکومت کی تلوار سے ہمیشہ بے خوف رہی بڑے بڑے جبار حاکموں کے سامنے بھی سچ کہنے سے ان کا قدم نہیں ڈگمگایا۔ بنو امیہ اور عباسیہ کے عہد میں شہنشاہیت اور حکومت پرستی کا عبث دور تھا۔ لیکن اس گئے گزرے زمانہ میں بھی بہتیرے خدا کے ایسے بندے موجود تھے جو ثابت قدم رہے۔ اور حق کہنے میں کسی سے نہیں دبے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مامون الرشید کے دربار میں ایک شاعر نے یہ قصیدہ پڑھا کہ "اے امیرالمومنین! اگر تو رسول اللہ کے انتقال کے موقع پر موجود ہوتا تو خلافت کا جھگڑا سرے سے پیدا ہی نہ ہوتا۔ دونوں گروہ تیرے ہاتھ پر بیعت کر لیتے۔" اس پر وہیں سر دربار ایک منچلے نے اٹھ کر یہ کہدیا کہ "تو جھوٹ کہتا ہے۔ امیرالمومنین کا باپ (حضرت عباس جو دولت عباسیہ کے مورث اعلےٰ ہیں۔) وہاں موجود تھا اس کو کس نے پوچھا" جواب گو گستاخانہ تھا لیکن سچ تھا۔ مامون الرشید کو بھی اس کی تحسین کرنی پڑی۔

اسلامی مواخات

جب کفار مکہ نے مذہب کی بنا پر مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کیا اور پانی سر سے گزرنے لگا تو مسلمانوں نے خدا اور رسولؐ کے حکم کے بموجب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ان مہاجرین میں غریب بھی تھے۔ دولتمند بھی لیکن مدینہ پہنچ کر سب کی حالت تقریباً ایک جیسی بے سروسامانی کی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ جو لوگ مرفہ الحال تھے وہ گریزاں ہوتے وقت اپنے ساتھ کچھ نہ لیجا سکتے تھے۔ کیونکہ وہ کفار سے چھپ کر نکلنے تھے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور مہاجرین کی بے سروسامانی ملاحظہ فرمائی تو آپ نے خیال فرمایا کہ مہاجرین اور انصار کے درمیان سلسلہ اخوت قائم کردیا جائے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک روز آپؐ نے حضرت انس بن مالک کے مکان میں مہاجرین اور انصار دونوں کو طلب فرمایا۔ جب لوگ جمع ہوچکے تو آپ نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں۔ پھر مہاجرین اور انصار دونوں میں سے دو دو شخص کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔ اس وقت مہاجرین کی تعداد ۴۵ تھی۔ اس مواخات کو جو رسول اللہ نے قائم کی تھی انصار نے اس خوبی سے نباہا کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انصار مہاجرین کو اپنے اپنے گھر لے گئے۔ اور ہر ایک چیز کا جائزہ دے کر کہدیا کہ آدھا مال آپ کا ہے اور آدھا ہمارا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے بھائی سعد بن الربیع بنائے گئے تھے۔ وہ جب اپنے گھر کی ہر ایک چیز کا جائزہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو دے چکے تو آخر میں فرمایا کہ میری دو بیویاں ہیں۔ ایک بیوی کو میں طلاق دے دیتا ہوں تاکہ اس سے آپ نکاح کرلیجئے۔ لیکن حضرت عبدالرحمٰن نے شکریہ کے ساتھ انکار کردیا اور کہا خدا یہ سب کچھ آپ کو مبارک کرے۔ مجھے صرف بازار کا راستہ بتا دیجئے۔ انہوں نے قینقاع کے مشہور بازار کا راستہ بتا دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے بازار میں جاکر کچھ گھی اور پنیر خریدا اور سر پر رکھ کر ادھر ادھر بیچنے لگے۔ چند ہی روز میں ان کے پاس کافی سرمایہ ہوگیا اور انہوں نے شادی کرلی۔ کچھ عرصے بعد ان کی تجارت کو یہ فروغ ہوا کہ ان کا مال تجارت سات سات سو اونٹوں پر لد کر مدینہ میں آتا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں خاک پر ہاتھ ڈالتا ہوں تو وہ سونا ہوجاتی ہے۔

انصار زیادہ تر زمیندار تھے۔ اور ان کی جائداد جو کچھ تھی وہ نخلستان تھے۔ انہوں نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ یہ نخلستان ہم میں اور ہمارے مہاجر بھائیوں میں برابر تقسیم کر دیئے جائیں۔ چونکہ مہاجر زیادہ تر تجارت پیشہ تھے۔ اور کھیتی باڑی کے کام سے ناآشنا تھے اس لئے ان کی طرف سے رسول اللہ نے انکار کردیا۔ انصار نے کہا کہ مہاجرین کھیتی باڑی میں ہماری مدد نہ کریں۔ ہم سب کام خود سرانجام دے لیں گے۔ جو کچھ پیداوار ہوگی اس کا نصف ہم اپنے بھائیوں کو دیا کریں گے۔ مہاجرین نے یہ بات منظور کرلی لیکن مہاجرین کے اس طرز عمل سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ وہ آرام پسند یا نذر و خیرات پر گزارہ کرنے والے تھے۔ بات اصل میں صرف اس قدر تھی کہ وہ فن زراعت سے ناواقف تھے اس لئے اس کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں تھے۔ باقی تجارت اور دیگر پیشوں میں انہوں نے خوب ترقی کی اور سخت مشقت کر کے بہت جلد اپنی مالی حالت درست کرلی۔ حضرت عبدالرحمٰن کی مثال اوپر بیان ہوچکی ہے۔ اسی طرح اور بہت سے صحابہ نے تجارتی کاروبار شروع کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ وغیرہ اکابر صحابہ سب تجارت کا پیشہ کیا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ایک روایت ہے جس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ جب حضرت ابوہریرہ پر لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ کثرت سے روایت کرتے ہیں حالانکہ دوسرے صحابہ اس قدر روایت نہیں کرتے۔ تو انہوں نے فرمایا:۔

"اس میں میرا کیا قصور ہے۔ اور لوگ بازار میں تجارت کیا کرتے تھے اور میں شب و روز بارگاہ رسالت میں حاضر رہتا تھا۔"

جب سے

پیغام صلح ہفتہ میں دو بار ہوا ہے اس کی سالانہ قیمت پانچ کے بجائے صرف چھ روپے سالانہ کردی گئی ہے۔ لیکن بعض احباب اب تک پانچ ہی روپے ارسال فرما کر سالانہ چندہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہوجاتے ہیں۔ اگرچہ اخبار پر بھی سالانہ قیمت درج ہے لیکن ہم اس اعلان کے ذریعہ بھی ناظرین کو مطلع کرتے ہیں کہ آئندہ براہ کرم چھ روپے ارسال فرمایا کریں۔ (منیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۔ ۱۴ ارشوال المکرم ۱۳۴۶ھ نمبر ۱۸

تحریک شدھی کے نشیب و فراز

مسلمانان ہند کے لئے شاہراہ عمل

(۴)

حامیان و کارکنان شدھی کے ارادوں اور طریق کار کو معلوم کرنے سے پہلے اس امر کی بات کو ایک بار پھر اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ آج آریہ سماجیوں کے علاوہ دوسرے فرقوں کے ہندوؤں کی ایک کثیر تعداد شدھی کی حامی و مددگار ہے۔ اول تو آریہ سماج اپنی بیچارگی و بے بسی کا دور ختم کر کے خوب مستحکم و مضبوط ہو گیا ہے کم از کم تعلیم یافتہ اور نوجوان ہندوؤں میں اس کے کام کو اچھی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ کہنا مبالغہ آمیز نہیں کہ جہاں تک شدھی اور دیگر اصلاحی تحریکات کا تعلق ہے ۹۰ فیصدی سے زیادہ تعلیم یافتہ ہندو عملی طور پر آریہ سماجی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ ہندو سوسائٹی کے اندر آریہ سماجیوں کو اچھوتوں کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ برادریاں ان کا سوشل بائیکاٹ کر رہی تھیں لیکن آج ہندو اسی آریہ سماج کو اپنا رہنما اور نجات دہندہ خیال کرتے ہیں اور کئی سناتنی لیڈر کھلم کھلا کہتے پھرتے ہیں کہ اگر کسی آریہ سماجی کے ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو ہمارے سینے میں تیر لگ جاتا ہے۔ گو آریہ سماج کی دشنام دہی کی عادت کے باعث سناتن دھرمی آریہ سماجیوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اس قبولیت کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جو کام پہلے چند لاکھ آریہ سماجیوں کی ہمت سے ہو رہا تھا۔ اب اسے ساری ہندو قوم اپنی متفقہ قوت سے انجام دے رہی ہے۔ اس کے علاوہ بعض سناتنی اور جینی ہندوؤں نے بھی شدھی کے کام کو انجام دینے کے لئے سبھائیں قائم کر لی ہیں۔ اور اس طرح وہ اس میدان میں آریہ سماج کے دوش بدوش چلنے کی جد و جہد کر رہے ہیں۔ بنگال کا ہندو مشن بہت بڑی حد تک غیر آریوں ہی کی ہمت و سعی کا زیر بار احسان ہے۔ بعض مقامات پر جینیوں نے بھی مسلمانوں کو شدھ کیا ہے۔ سناتن دھرمی سے شدھیوں کی خبریں تو اب کثرت سے سنی جاتی ہیں۔ یہ انقلاب ایسا ہے جس پر مسلمانوں کو ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔

تحریک شدھی کی ناکامی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہندو غیر ہندوؤں کو جذب نہیں کر سکتے۔ لیکن اب ہندو اسلام کی تعلیم سے متاثر اور زمانہ کی رو سے مجبور ہو کر جو ذات پات کے بندھن توڑنے پر آمادہ ہو رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہی غیر ہندوؤں کے ہندو دھرم میں جذب ہونے کے امکانات بھی پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ غیر ہندو عورتوں کو تو جذب کرنے کے لئے عملی قدم بھی اٹھایا جا چکا ہے۔ اور ہندو قوم کی حالت کو دیکھتے ہوئے اس اٹھے ہوئے قدم کو کامیاب بھی کہا جا سکتا ہے۔ گو شدھی ایک سیاسی تحریک ہے تاہم اس کی کامیابی یا ناکامی کا ہندو قوم پر ایک نہایت ہی گہرا اثر پڑے گا۔ اس لئے اب ہندو لیڈر بھی اس اہم ترین مسئلہ پر غور کر رہے ہیں کہ غیر ہندوؤں کو کس طرح اپنے اندر جذب کیا جائے۔ اس میں ان کو کامیابی ہو گی یا نہیں اس کے متعلق فی الحال ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ان میں اسلامی اخوت و مساوات جیسے جذبات کبھی بھی پیدا نہیں ہو سکتے۔ اور نہ وہ شدھ شدہ لوگوں کو اپنا جیسا انسان تسلیم کر سکتے ہیں۔ سیاسی ضروریات و تحریکات مذہبی احکام و جذبات کا مقابلہ کبھی آج تک نہ کر سکی ہیں نہ آئندہ کر سکیں گی۔ اگر بعض مذہب فروش بداخلاق اور دل پھینک نوجوانوں کو نظر انداز کر کے دیکھا جائے تو شدھ ہونے والے مسلمانوں میں چار قسم کے آدمی ملیں گے۔

(۱) نو مسلم برادریاں۔

(۲) مصیبت زدہ عورتیں۔

(۳) علمائے سو کے ستائے ہوئے اور اسلامی احکام و تعلیمات سے بے خبر نوجوان۔

(۴) فاقہ مست اور ہندوؤں کے ہاتھ بیدست مسلمان۔

دیگر اقوام کی طرح مسلمانوں میں جو بعض مذہب فروش افراد پیدا ہو گئے ہیں ان کا وجود بے حد قابل افسوس ہے۔ مسلمان قوم آج کل ایک نہایت ہی افسوسناک دور انحطاط سے گزر رہی ہے۔ اس میں ایسے لوگوں کا پیدا ہو جانا لازمی ہے۔ اس کا واحد علاج یہی ہے کہ قوم کے نوجوانوں اور بچوں میں خودداری اور مذہب پرستی کے صحیح جذبات پیدا کئے جائیں۔ کیرکٹر کے معیار کو بلند اور ارفع بنایا جائے اور سوسائٹی میں صحیح جذبہ احتساب پیدا کیا جائے۔

اس کے بعد ہم ان مفلس مسلمانوں کو لیتے ہیں جو اپنے افلاس سے تنگ آ کر اور ہندو زمینداروں حکام اور ساہوکاروں کے اثر کی وجہ سے شدھ ہو جاتے ہیں محض مالی مشکلات اور روزگار کی کمی کی وجہ سے اپنے مذہب کو خیرباد کہہ دینا نہایت ہی کمزور ضمیر اور پست کیرکٹر والوں کا کام ہے۔ مگر تاہم ضرور کہیں گے کہ ایسے مسلمانوں کے مرتد ہونے کی ذمہ داری ان سے زیادہ سوسائٹی اور مسلمان علما اور لیڈروں پر ہے۔ مسلمانوں کا افلاس ان کی بہت سی مصیبتوں کا باعث ہے۔ اس کو دور کرنے کی طرف قوم کے ذمہ دار افراد کو جلد متوجہ ہونا چاہئے۔

ہم نے شدھ ہونے والے مسلمانوں میں بعض تعلیم یافتہ نوجوانوں کو بھی شامل کیا ہے جو اپنی غلط فہمی، علمائے اسلام کے مشغلہ تکفیر، مسلمانوں کی کمزوریوں اور صحیح اسلامی تعلیمات کی بےخبری کی وجہ سے شدھ ہو جاتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں کے شدھ ہو جانے کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ لیکن ایسے واقعات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ علمائے اسلام کے مشغلہ تکفیر نے مسلمانوں کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچائے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسلمان نوجوان مذہب سے متنفر ہوتے جا رہے ہیں۔ تو بعض ان میں سے عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کے جال میں بھی جا پھنستے ہیں۔ اس کا علاج سوائے اس کے اور کیا ہے کہ اسلامی مدارس میں صحیح اسلامی تعلیم کا بندوبست کیا جائے۔ اور مسلم سوسائٹی کو علمائے سو کے اثر و اقتدار سے آزاد کیا جائے۔

جن تین قسم کے شدھ ہونے والے مسلمانوں کا ذکر اوپر ہو چکا ہے وہ عام طور پر تھوڑی مدت بعد پھر دائرہ اسلام میں واپس آ جاتے ہیں۔ مذہب فروش اور افلاس زدہ گروہ کو جب تک وہاں کھانے پینے کے لئے ملتا رہتا ہے وہ بظاہر ہندو بنے رہتے ہیں۔ اس کے بعد فوراً دھوتی اتار اور چوٹی کٹوا کر کلمہ پڑھ لیتے ہیں۔ تعلیم یافتہ نوجوان بھی زیادہ دیر تک وہاں پر نہیں ٹک سکتے۔ ویدک دھرم کی خامیاں، ہندو سوسائٹی کی بیہودگیاں اور ذلیل برتاؤ ان کو بھی جلد واپس آنے پر مجبور کرتا ہے۔ یہ امر نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ آریہ سماجیوں کے لئے بھی موجب حیرت ہے کہ آج تک آریہ سماج کسی تعلیم یافتہ مسلمان کو بھی جذب نہیں کر سکا۔ یہ تین گروہ جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ایسے ہیں جو یقینی طور پر پھر واپس آ جاتے ہیں اس لئے اب آریہ سماجی ان کو شدھ کرنے سے ذرا کتراتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کی شدھیاں ان کو کسی قسم کا فائدہ پہنچانے کے بجائے سخت نقصان پہنچاتی ہیں۔ اب انہوں نے اپنی تمام تر توجہ مسلمان عورتوں اور نو مسلم برادریوں کو شدھ کرنے کی طرف مبذول کر رکھی ہے۔ اور ان کا ارادہ ہے کہ حتی الامکان ایسے ہی اشخاص کو شدھ کیا جائے۔ عورتوں اور نو مسلم برادریوں کو شدھ کرنے سے ان کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے واپس جانے کا خطرہ اور لوگوں سے نسبتاً کم ہے۔

عید پر فساد

مسلمانوں میں نا اتفاقی اور باہمی کشمکش روز بروز ترقی پر ہے اور اس سے نہایت ہی افسوسناک نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ اگر یہی حالت رہی تو خاکم بدہن ہندوستان کو بھی دوسرا اندلس بننا پڑے گا۔ تازہ اطلاع ہے کہ عید کے روز کراچی کی عیدگاہ میں سنی اور اہلحدیث مسلمانوں میں فساد ہو گیا کئی آدمی زخمی ہوئے۔ انا للہ

اسلام نے عید کا تیوہار اس لئے مقرر کیا تھا کہ مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر خدا کا شکر ادا کریں۔ آپس میں محبت سے گلے ملیں اور اپنی فلاح و بہبود کے لئے تجویزیں سوچیں اور اس طرح دنیا پر ثابت کریں کہ مسلمان ایک خدا پرست، مہذب اور منظم قوم ہے۔ لیکن آج مسلمان اس مقدس تیوہار کو بھی آپس میں لڑ جھگڑ کر مناتے ہیں۔ اس روز ان کے ہاں لاٹھیاں چلتی ہیں۔ گالی گلوچ ہوتی ہے۔ وہ آپس میں گلے ملنے کے بجائے ایک دوسرے کو خاک و خون میں تڑپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس طرح خدا اور اس کے رسول کے سچے دین کو دنیا کی نظروں میں اپنے اعمال کی وجہ سے رسوا کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی برادریوں، محلوں، انجمنوں، بستیوں اور مسجدوں میں نا اتفاقی پہلے ہی سے موجود تھی اور جنگ و جدال اور جدال و قتال کے مناظر آئے روز دیکھے جاتے تھے۔ اب مدرسوں اور عیدگاہوں میں بھی معرکہ آرائیاں شروع ہو گئی ہیں۔ دیکھئے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اور یہ ناؤ کس گھاٹ لگتی ہے۔

ایسے فسادات کو بند کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ تمام اسلامی جماعتیں ایک دوسری کے خلاف نفرت پھیلانا ترک کر دیں۔ اور ہر مسجد میں جمعہ کے روز عوام کو اسلامی رواداری، اخوت اور وسعت قلبی کے محاسن سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ آپس میں محبت کرنا سیکھیں۔

ہندو مسلم فسادات کے نتائج

گزشتہ ماہ صوبہ متحدہ کی کونسل کے ایک ممبر نے حکومت سے دریافت کیا کہ اس صوبہ میں ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۷ء تک کتنے بلوے ہوئے اور ان میں ہندو مسلمانوں کا کس قدر نقصان ہوا۔ اس کے جواب میں حکومت نے مفصلہ ذیل دلخراش اعداد و شمار پیش کئے۔

۱۹۲۳ء میں ۱۱ بلوے ہوئے جن میں ۸ ہندو اور ۲۰ مسلمان مارے گئے ۶۵۹ ہندو اور ۱۵۰ مسلمان زخمی ہوئے۔ ۱۷ ہندو اور ۱۴ مسلمان سزایاب ہوئے۔

۱۹۲۴ء میں ۱۸ بلوے ہوئے جن میں ۱۰ ہندو اور ۷ مسلمان مارے گئے۔ ۴۱۳ ہندو اور ۱۴۷ مسلمان زخمی ہوئے ۱۵۸ ہندو اور ۱۷۱ مسلمان سزایاب ہوئے۔

۱۹۲۵ء میں ۱۲ بلوے ہوئے۔ جن میں ۳ ہندو اور ۴ مسلمان مارے گئے ۱۶۰ ہندو اور ۷۷ مسلمان زخمی ہوئے۔ ۸۴ ہندو اور ۳۲ مسلمان سزایاب ہوئے۔

۱۹۲۶ء میں ۱۵ بلوے ہوئے۔ ۷ ہندو اور پانچ مسلمان مارے گئے۔ ۱۷۱ ہندو اور ۸۷ مسلمان زخمی ہوئے اور ۱۰۲ ہندو اور ۱۴۲ مسلمان سزایاب ہوئے۔

۱۹۲۷ء میں ۲۷ بلوے ہوئے ۱۱ ہندو اور ۸ مسلمان مارے گئے ۲۰۴ ہندو اور ۳۸۳ مسلمان زخمی ہوئے ۴۱ ہندو اور ۹ مسلمان سزایاب ہوئے۔

یہ صرف ایک صوبہ کے اعداد و شمار ہیں۔ سارے ہندوستان کو ہندو مسلم فسادات کی وجہ سے جو نقصانات برداشت کرنے پڑے ہیں ان کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔ یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ ہندو مسلمانوں کی نا اتفاقی ہی ہندوستان کی ترقی و آزادی کی راہ میں سب سے بڑی روک ہے اور فسادات کی سب سے بڑی وجہ ہمارے آریہ سماجی اور سنگٹھنی بھائیوں کی شر انگیزیاں ہیں۔ کاش ان اعداد و شمار کو دیکھنے کے بعد ان کو بدنصیب ہندوستان پر کچھ رحم آ جائے۔ یہ اعداد سب سے زیادہ مسلمانوں کے لئے باعث عبرت ہیں۔ ان فسادات میں ۳۹ ہندو اور ۵۲ مسلمان مارے گئے۔ ۴۲۰ ہندو اور ۳۷۴ مسلمان سزایاب ہوئے۔ ۱۵۶۶ ہندو اور ۸۳۷ مسلمان زخمی ہوئے۔ مسلمان ہی زیادہ تعداد میں مارے بھی گئے۔ اور مسلمان ہی زیادہ تعداد میں سزایاب بھی ہوئے۔ زخمی ہونے والوں میں البتہ ہندوؤں کی تعداد بظاہر زیادہ ہے لیکن ان میں فرضی زخمی بہت زیادہ شامل ہوں گے۔ جن کو کبھی فسادات سے واسطہ پڑا ہے۔ وہ برادران وطن کی چالوں کو سمجھتے ہیں۔ اصل میں زخمی بھی زیادہ تر بدنصیب مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ فسادات میں پہلے مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہتا ہے زخمی بھی وہی زیادہ ہوتے ہیں۔ بعد میں مقدمات کی عدم پیروی اور بعض دوسری ناقابل بیان وجوہ کی بنا پر بلا قصور سزائیں بھی انہیں کو زیادہ ملتی ہیں۔ دراصل یہ اعداد و شمار غیبی اشارے ہیں جو مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ اپنی جسمانی اور مالی حالت کی اصلاح کرو اور سرکاری عدالتوں اور دوسرے محکموں میں اپنے پورے حقوق حاصل کرو۔ ورنہ تمہاری مکمل تباہی میں کوئی کسر باقی نہیں۔

خون کا قشقہ

سنگٹھنی ہندوؤں نے گزشتہ دنوں قصبہ اول ضلع متھرا کے مسلمانوں پر جو مظالم توڑے تھے اس پر صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے مسلمانان آگرہ نے ایک جلسہ کیا جس کی روئداد معزز معاصر "انقلاب" میں شائع ہوئی ہے۔ جس کے چند الفاظ یہ ہیں:

"انہوں نے (سنگٹھنی ہندوؤں نے) مذہبی جوش سے اندھے ہو کر روزہ دار بچے کا خون ناحق بہایا اور اس کے خون سے اپنے ماتھے پر تلک لگایا۔ سنگٹھن کے جھنڈے پر بھی اس کا خون لگایا گیا۔ مسجد کو ناپاک کیا۔ قرآن مجید کی بے حرمتی کی اور مسلمان زن و مرد کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں۔ اور گاؤں کو لوٹ لیا۔"

اللہ اللہ!! مسلمان اپنے اعمال کی وجہ سے اس حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ لوگ اپنی جھنڈیوں کو رنگنے اور ماتھوں پر تلک لگانے کے لئے ان کے روزہ دار بچوں کو ذبح کر رہے ہیں۔ آہ آج ان کا خون پانی سے بھی زیادہ ارزاں ہو گیا ہے۔ نہ ان کی مساجد محفوظ ہیں نہ مذہبی کتب۔ ہم وحشی صفت سنگٹھنیوں کو کیا کہیں اور کس منہ سے کہیں۔ یہ سب کچھ ہماری دن رات کی سر پھٹول کے نتائج ہیں۔ اگر مسلمان دن رات لڑنے جھگڑنے کے بجائے آپس میں متحد ہوتے تو ایسا ہرگز نہ ہوتا۔ کیا ہندوستان کے غافل مسلمان اپنے قصبہ اول کے مصیبت زدہ بھائیوں کی خبر لیں گے؟ یاد رہے کہ آج جو کچھ صوبہ متحدہ کے قصبہ اول میں ہوا ہے۔ وہ کل پنجاب، بنگال، صوبہ سرحد غرض کے تمام ہندوستان کے صوبجات میں ہو سکتا ہے۔ خدارا خواب غفلت سے جاگو!

ہم ارباب حکومت سے بھی یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ سرکار انگریزی کے راج میں غریب و بے کس مسلمانوں کا خون اس قدر ارزاں کیوں ہے؟ سنگٹھنی رہنماؤں کو بھی معلوم ہونا چاہیے کہ تاریخ ان کے ان "کارناموں" پر ہمیشہ ماتم کرے گی اور ان کی آنے والی نسلیں ان واقعات کو معلوم کر کے ندامت کی وجہ سے اپنی گردنیں نیچی کر لیا کریں گی۔

مذاکرہ علمیہ

غزوہ تبوک کا موسم

"ہر حال میں قرآن کی شہادت حق ہے"

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

سوال - وقالوا لا تنفروا فی الحر قل نار جھنم اشد حرا۔ آیت سے پتہ چلتا ہے کہ غزوہ تبوک کے ایام میں سخت گرمی تھی - اور ارباب سیر بھی اسے تسلیم کرتے ہیں - بلکہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ ایام فصل کی کٹائی کے بھی تھے - مگر حساب جنتری کے رو سے اگر دیکھا جائے تو ایام غزوہ تبوک کے وسط نومبر میں ملتے ہیں - چنانچہ علمائے حال نے بھی یہی تسلیم کیا ہے - شبلی اور قاضی سلیمان نے بھی اس کی تصریح کی ہے لیکن ان ایام میں اتنی گرمی کہاں حسب بیان قرآن حکیم غزوہ تبوک کا وقوع شمسی حساب سے کس ماہ میں واقع ہوتا ہے - مدلل فرمائیں تاکہ شرح صدر ہو -

جواب - مجھے تو اس سوال کو پڑھ کر تکلیف ہی ہوئی - قرآن کریم خود فرماتا ہے کہ غزوہ تبوک کے وقت منافقین نے آپس میں یہ کہا کہ گرمی میں گھروں سے مت نکلو اس پر وعید ہوتا ہے کہ کہدے جہنم کی آگ تو اس سے بھی زیادہ گرم ہے - صریح لفظوں میں ہے کہ گرمی کے دن تھے - اور گرمی بھی ایسی کہ گھروں سے نکلنے میں تکلیف کا سامنا تھا - بس ختم شد - سمجھ میں نہیں آتا کہ کس بات پر اعتراض ہے - اجی قرآن کریم کوئی ڈھکی چھپی کتاب تو نہ تھی کہ کوئی اسے پڑھتا نہ تھا اور جو کچھ رطب و یابس اس میں چاہا لکھ دیا - وہ تو ایسی کتاب تھی کہ ایک ایک آیت دوست دشمن سب کو پڑھ کر سنائی جاتی تھی - پانچ وقت نمازوں میں پڑھی جاتی تھی سینکڑوں آدمی زبانی حفظ کرتے تھے - اگر کوئی غلط واقعہ اس میں درج ہو جاتا یعنی گرمی نہ ہوتی اور لکھ دیا جاتا کہ گرمی تھی - اور پھر خود بخود یہ فقرہ بھی گھڑ کر منافقوں کی طرف منسوب کر دیا جاتا کہ لاتنفروا فی الحر یعنی گرمی میں سفر کے لئے نہ نکلو تو نہ صرف منافقوں اور کفار اور یہود کو کیا اچھا اعتراض کا موقع ملتا - اور منافق تو گلے کا ہار ہو جاتے کہ حضرت اس سردی میں ہماری مت ماری ہوئی تھی کہ کہتے کہ گرمی میں سفر کے لئے نہ نکلو - اس قدر غلط بیانی کہ سردی کو گرمی کہہ دیا - اور پھر یہ کہ بعض بے گناہوں کے ذمہ لگا دیا کہ انہوں نے یہ کہا کہ گرمی میں گھروں سے نہ نکلو - اتنا کذب تو خود صحابہ کو بھی سلا دیتا - وہ ایسے جاں نثار لوگ حق کے شیدائی کیا یہ نہ سوچتے کہ یہ عجیب خدا کا کلام ہے - جو سرتاپا کذب ہے

نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات

دراصل اعتراض آپ کو ہوا ہے شبلی کی سیرۃ النبی پر جس میں غزوہ تبوک کو اکتوبر نومبر میں لکھ دیا ہے - یہ اعتراض قرآن پر نہیں - کیونکہ قرآن میں کسی قمری مہینہ کا ذکر نہیں کہ ہم جنتری کا حساب لگا کر اسے شمسی سالوں سے تطبیق دیتے دیتے اکتوبر نومبر پر جا پہنچیں - پس جب قرآن میں کسی مہینے کا ذکر نہیں تو وہ کیا چیز ہے جس سے حساب لگایا جائے - اور وہ کونسی جنتری ہے جو بغیر مہینے کی تعیین کے کہہ دے گی کہ غزوہ تبوک اکتوبر نومبر میں ہوا تھا - قرآن نے موسم کا ذکر کیا ہے کہ گرمی کا موسم تھا - بس ختم شد - جن لوگوں نے حساب لگایا ہے قرآن کے باہر سے کسی کتاب سے لگایا ہے - اگر وہ قرآن سے تطبیق کھائے گا تو صحیح ہے نہیں کھاتا تو غلط ہے - کیونکہ یہ بات کہ وہ موسم گرمی کا تھا قرآن نے صاف ذکر کر دیا ہے اور گرمی میں گھر سے نہ نکلنے کا الزام منافقین پر ان کے منہ پر لگایا ہے - اس لئے یہ واقعہ تو غلط نہیں ہو سکتا کہ وہ موسم گرمی کا تھا - اور مزہ یہ کہ خود مولانا شبلی مرحوم نے بھی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ :-

"سوئے اتفاق یہ کہ سخت قحط اور شدت کی گرمیاں تھیں - ان اسباب سے لوگوں کو گھر سے نکلنا شاق تھا -" (سیرۃ النبی صفحہ ۴۰۹)

پس یہ تو مولانا شبلی مرحوم یا ان کے جانشین مولوی سلیمان صاحب سے پوچھنا چاہئے کہ حضرت آپ کا حساب اکتوبر نومبر والا مع شدت کی گرمیوں کے کس طرح تطبیق کھائے گا - آپ قرآن کی آیت کو کیوں محل اعتراض میں لے آئے وہ تو ایک کسوٹی ہے جس سے جو روایت یا جنتری تطبیق کھائے گی وہ صحیح ہے ورنہ غلط ہے قرآن کی آیت تو بطور اصل کے ہے - اس سے تو یہ نکلتا ہے کہ غزوہ تبوک سخت گرمیوں میں ہوا تھا - ہاں مولانا شبلی نے سیرۃ النبی میں لکھ دیا ہے - کہ رجب ۹ھ مطابق اکتوبر نومبر ۶۳۰ء - اس کے ذمہ دار مولانا مرحوم ہیں ہم نہیں - بہر حال اس کی تشریح تین طرح ہو سکتی ہے -

(۱) موسم کا فرق - بعض ملکوں کے موسم ہمارے ملک سے مختلف ہیں مثلاً ہمارا ملک جو خط استوا سے شمال کو ہے - دسمبر جنوری میں نہایت سرد ہوتا ہے اور جون جولائی میں نہایت گرم - مگر جو ملک خط استوا سے جنوب کو ہیں وہ دسمبر جنوری میں نہایت گرم اور جون جولائی میں نہایت سرد ہوتے ہیں - مکہ اور مدینہ خط استوا سے شمال کو ہیں - اس لئے گرمیوں کے مہینے تو وہی ہونے چاہئیں جو ہمارے ملک کے ہیں لیکن خط استوا کے شمال میں بھی جو ملک ہیں ان میں بھی موسم کا بڑا فرق ہوتا ہے مثلاً مارچ اپریل پنجاب میں موسم بہار کے نہایت خوشگوار مہینے ہیں - لیکن ہندوستان یعنی یوپی اور بنگال - احاطہ بمبئی اور مدراس میں یہ مہینے خاصے گرم ہوتے ہیں - یوپی اور بنگالہ اور دکن میں برسات کا موسم بہت پر بہار ہوتا ہے مگر پنجاب میں نہایت گرم ہوتا ہے - غرضیکہ اس طرح موسموں کا فرق ہوتا ہے - گرم ریگستانی علاقوں میں گرمی اکتوبر تک چلی چلتی ہے - ایک جگہ میں خود اکتوبر میں رات کو باہر سوتا رہا ہوں - پس عرب میں بھی اگر اکتوبر تک گرمی رہتی ہو تو کچھ محل تعجب نہیں اور بالخصوص جب امساک باراں کی وجہ سے قحط ہو تو پھر اس سال گرمی غیر معمولی طور پر زیادہ ہوتی ہے - جس سال غزوہ تبوک ہوا ہے اس سال امساک باراں کی وجہ سے عرب میں قحط پڑا ہوا تھا - پس لازمی بات ہے کہ اکتوبر میں دن بہت گرم ہوتا ہوگا - جس میں سفر سخت تکلیف دہ ہونا چاہئے -

(۲) اور اگر مذکورہ بالا میرا قیاس صحیح نہیں تو پھر حساب میں غلطی ہے - یہ حساب خود مولانا شبلی مرحوم نے کیا یا انہوں نے زمانہ حال کے کسی دوسرے مصنف سے نقل کیا - دونوں صورتوں میں حساب غلط ہے - حساب کرنے والے نے اس روایت کو لے لیا - جس میں ماہ رجب ۹ھ میں غزوہ تبوک ہونے کا ذکر ہے - اس زمانہ کی جنتری تو آج کوئی موجود نہیں - پس آج سے تیرہ سو برس پیچھے کو حساب چلایا - ایسی صورت میں ذرا سی غلطی کہیں سے کہیں لے جاتی ہے مہینوں کیا بلکہ بعض دفعہ برسوں کی غلطی پڑ جاتی ہے - پس حساب میں غلطی ہو جانے کی وجہ سے ماہ رجب اکتوبر نومبر میں جا پڑا -

(۳) اور اگر بالفرض اس حساب کو درست مان لیا جائے تو پھر وہ روایت غلط ہے جو غزوہ تبوک کو ماہ رجب میں بتلاتی ہے - کیونکہ حساب کے رو سے ماہ رجب ۹ھ اگر ۶۳۰ء کے اکتوبر نومبر میں پڑتا ہے تو پھر یہ روایت یقیناً غلط ہے جو کہتی ہے کہ ماہ رجب میں غزوہ تبوک ہوا کیونکہ احادیث میں تواتر سے یہ آتا ہے کہ ان دنوں سخت گرمی تھی - اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود قرآن کہتا ہے - کہ غزوہ تبوک سخت گرمیوں میں ہوا - اس لئے ایسی روایت جو قرآن اور احادیث متواترہ کے خلاف ہے قبول نہیں کی جا سکتی -

بہر حال یا تو ماہ رجب والی روایت غلط ہے یا حساب جنتری والا غلط ہے یا اکتوبر میں موسم غیر معمولی طور پر گرم تھا - کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ غزوہ تبوک سخت گرمیوں میں ہوا تھا - اس سے انکار نہیں ہو سکتا -

---

سود اور شرکت فی التجارت

(جناب مولانا احمد صاحب کے قلم سے)

میں نے اپنے مضمون شائع شدہ پیغام صلح ۲۰ مارچ ۱۹۳۶ء میں لکھا تھا کہ جو رقم کسی کو اس شرط اور غرض سے دی جائے کہ وہ محفوظ رہے اور اس کے ساتھ کچھ زائد رقم بغیر کسی محنت اور مشقت کے مل جائے - یہ سود کے تحت میں آتی ہے - چاہے اس غرض کے لئے بنک میں روپیہ جمع کیا جائے - یا بیمہ کمپنی کے پاس جمع کیا جائے - یا کسی اور شخص کو دیا جائے - اور یہ بھی لکھا تھا کہ اس غرض سے جو روپیہ جمع کرایا جائے اور روپے والا نقصان میں شریک نہ ہو اور ماہوار یا سالانہ کوئی معین رقم اس سے لے لے جس کے پاس روپیہ جمع ہو تو یہ شرکت فی التجارت نہیں بلکہ شرکت فی المنافع ہے - اور کوئی بات اسے سودی صورت سے جدا نہیں کرتی -

میں نے یہ مضمون اصولی رنگ میں لکھا تھا - اور اس کی بنیاد اور دارومدار روپیہ جمع کرانے کی نیت پر رکھا تھا - کہ روپیہ جمع کرانے کی غرض یہ ہو کہ سرمایہ محفوظ رہے اور اس پر کچھ زائد رقم مقررہ ماہوار یا سالانہ ملے - اگرچہ جسے روپیہ دیا ہو وہ کاروبار میں نقصان ہی کیوں نہ اٹھائے - اس مضمون میں میں نے یہ بحث نہیں چھیڑی تھی کہ بنک میں کیا ہوتا ہے - تجارتی کاروبار والے کے ساتھ یا کسی کمپنی کے ساتھ روپیہ والوں کے تعلقات اور شرائط کیسی ہوتی ہیں - اس مضمون پر تو کوئی اعتراض نہیں پڑتا - لیکن پھر بھی ایک دوست نے ازراہ کرم بات کو صاف کرنے کی غرض سے اصولی مضمون کو چھوڑ کر واقعات کی بنا پر بطور استفسار مندرجہ ذیل سوال کیا ہے - جو پیغام صلح مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا ہے -

سوال - شاید مولانا کو معلوم نہیں یا بھول گئے - کہ جب کسی کاروباری آدمی یا کسی کمپنی یا بنک کا دیوالہ نکلتا ہے تو ان لوگوں کو جن کا روپیہ اس کاروبار میں یا کمپنی یا بنک میں ہوتا ہے حصہ رسدی نقصان اٹھانا پڑتا ہے........ اس لئے روپیہ والا شریک فی المنافع ہی نہیں بلکہ شریک فی الخسارہ بھی ہے - یہ شرکت فی التجارت نہیں تو اور کیا ہے -

جواب - یہ مجھے معلوم ہے اور یاد بھی ہے کہ جب کوئی کاروباری آدمی یا کمپنی یا بنک دیوالیہ ہو جاتا ہے تو جن کا روپیہ اس میں ہوتا ہے - وہ بھی اپنے روپے میں بقدر حصہ نقصان اٹھاتا ہے - لیکن اس سے روپے والے کا شریک فی التجارت ہونا ثابت نہیں ہوتا - شرکت فی التجارت جب ہوگی کہ جس سال زیادہ نفع کاروبار میں ہوا ہے اس سال روپے والے کو نفع ... اور جس سال تھوڑا نفع ہوا ہو اس سال نفع میں سے تھوڑا حصہ ملے - اور جس سال کچھ بھی نفع نہ ہوا ہو اس سال روپے والے کو کچھ بھی نفع نہ ملے - اور جس سال نقصان ہوا ہو دیوالہ نکلنے کا اعلان نہ ہوا ہو اس سال بقدر حصہ نقصان اٹھائے - ان چاروں صورتوں میں روپے والے کو ماہوار یا سالانہ ایک معین رقم دینا اور روپے والے کا اسے لینا - اس بات کی دلیل ہے کہ روپے والا تجارت میں شریک نہیں - اگر وہ تجارت میں شریک ہوتا تو نفع کی زیادت اور کمی اور نفع نہ ہونے میں اور نقصان میں بھی شریک ہوتا - اگرچہ دیوالہ نکلنے کا اعلان نہ بھی ہوا ہو - لیکن جب تک دیوالہ نکلنے کا اعلان نہ ہوا ہو تب تک بنک وغیرہ اپنے قواعد کی رو سے روپے والے کو ماہوار یا سالانہ ایک مقرر زائد رقم دینے پر مجبور ہے - اور روپے والا حسب قواعد بنک وغیرہ اس زائد رقم کا حقدار ہے - اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ روپے والے کو جو کچھ رقم اصل روپے سے زائد ماہوار یا سالانہ ملتی ہے - وہ کاروبار کا نفع نہیں - اگر کاروبار کا نفع ہوتا تو نفع کی رقم نفع کی زیادت کے ساتھ زیادہ اور نفع کی کمی کے ساتھ کم ہوتی اور نفع نہ ہونے کی صورت میں نہ ہوتی - اور کاروبار میں نقصان کی صورت میں اصل روپے میں سے بقدر حصہ کم ہوتا - اگرچہ دیوالہ نکلنے کا اعلان نہ بھی ہوا ہو - لیکن ایسا نہیں ہوتا اس لئے یہ شرکت فی التجارت نہیں - اور میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ شرکت فی المنافع بھی نہیں - اور روپے والے کو جو کچھ ملتا ہے وہ منافع کا حصہ نہیں - بلکہ ایک فالتو رقم ہے جو اسے بہرحال ملتی ہے - اگرچہ نفع نہ بھی ہوا ہو یا نقصان بھی ہوا ہو اور دیوالہ نہ نکلا ہو - اگر منافع کا حصہ ہوتا تو بہر صورت نہ ملتا اور مقرر رقم بھی نہ ہوتا -

اس کے علاوہ ایک اور دلیل ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنک میں روپیہ جمع کرانے والے نقصان میں حصہ بقدر حصہ اٹھانے کے لئے تیار نہیں - جب کبھی بھی بنک کے عملہ کے ذریعہ یا اور کسی ذریعہ سے یہ پتہ لگ جاتا ہے کہ فلاں بنک نے کاروبار میں نقصان اٹھایا ہے - اور عنقریب وہ دیوالیہ ہونے والا ہے تو اس وقت روپیہ جمع کرانے والوں کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی - اور وہ دیوانوں کی طرح بنک کی طرف دوڑتے ہیں - کہ قبل اس کے کہ بنک لین دین بند کر دے ہم اپنا روپیہ مع منافع نکال لائیں - تاکہ نفع کے بجائے اصل روپیہ بھی تباہ نہ ہو جائے - اور بنک کے ساتھ ہمیں بھی نقصان میں سے حصہ بقدر حصہ نہ اٹھانا پڑے اور بنک کے ساتھ شرکت فی المنافع کے بجائے شرکت فی الخسارہ نہ ہو جائے - اس وقت تک سننے میں نہیں آیا کہ ایسا بھی کوئی ایماندار کبھی پیدا ہوا کہ اسے بنک کے دیوالہ نکلنے کا علم ہوا ہو کہ عنقریب وہ دیوالیہ ہونے والا ہے اور اس نے روپیہ نکالنے کی کوشش نہ کی ہو اور اس بات پر آمادگی ظاہر کی ہو کہ جو نقصان ہونے دو جب ہم نفع لیتے ہیں تو نقصان بھی اٹھائیں گے - اور یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ لوگ صرف مقرر نفع کی خاطر بنک میں روپیہ جمع کراتے ہیں اور نقصان اٹھانے کے لئے تیار نہیں -

رہا یہ امر کہ دیوالیہ ہو جانے کی صورت میں روپیہ والا حصہ بقدر حصہ نقصان اٹھا لیتا ہے تو یہ بحالت مجبوری ہے - اس وقت گورنمنٹ کا قانون درمیان میں آ جاتا ہے - اور بنک قانون کی پناہ میں لوگوں کو روپیہ نہیں دیتا یا نہیں دے سکتا اور روپے والے مطالبہ بھی نہیں کر سکتے - لوگوں کی نیت اور اغراض کا امتحان جب ہو سکتا ہے کہ حالت اختیاری میں وہ نقصان میں حصہ بقدر حصہ اٹھانے کے لئے تیار رہیں - جبر اور اکراہ اور قانون کی صورت میں ان کی نیت اور اخلاص کا امتحان نہیں ہو سکتا - اگر دیوالیہ ہو جانے کی صورت میں نقصان اٹھانا شرکت فی التجارت ہے تو یہ جو کابلی لوگ پنجاب، ہندوستان، بنگال میں لوگوں کو ... کے لئے پچیس فیصدی سود ماہوار کے حساب سے روپیہ دیتے ہیں یا ساہوکار لوگ زمینداروں کو کاروبار کے لئے روپیہ دیتے ہیں - اور اس پر ان سے ماہوار یا سالانہ کچھ رقم وصول کرتے ہیں تو وہاں بھی دیوالیہ ہو جانے کی صورت میں بعض وقت کابلی اور ساہوکار اپنے اصل روپے میں نقصان اٹھاتے ہیں تو کابلیوں اور ساہوکاروں کا یہ معاملہ کیوں شرکت فی التجارت نہیں - اور وہ کیوں صریحی سودی معاملہ شمار ہوتا ہے - اس صورت میں بنک اور کابلی اور ساہوکاروں کا معاملہ یکساں ہے جس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ بنک ہمارے روپے سے فائدہ اٹھاتا ہے اور ہمیں اس فائدہ میں سے کچھ رقم دیتا ہے - اسی طرح کابلی اور ساہوکار کہہ سکتے ہیں کہ جب ہم نے کاروبار کے لئے روپیہ دیا ہے - وہ اس سے نفع اٹھاتا ہے اور ہمیں اس میں سے کچھ رقم دیتا ہے یا اس کے عوض کچھ رقم دیتا ہے - اور جس طرح بنک دیوالیہ ہو جانے کی صورت میں روپے والے کے لئے اصل روپے میں نقصان اٹھانے کا موجب ہو جاتا ہے - اسی طرح کابلی اور ساہوکار بھی اصل روپے میں نقصان اٹھاتے ہیں - جب وہ شخص دیوالیہ ہو جائے جسے انہوں نے روپیہ دیا ہو - اگر بنک کا معاملہ شرکت فی التجارت ہے تو کابلیوں اور ساہوکاروں کا معاملہ کیوں شرکت فی التجارت یا شرکت فی المعاملہ نہیں ؟ اگر ساہوکاروں کا معاملہ اور کابلیوں کا معاملہ شرکت فی التجارت نہیں تو بنک کا معاملہ بھی شرکت فی التجارت نہیں -

احمدیت اور مدیر اہلحدیث کی ناراضگی

(مولانا عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

ہم نے ۱۰ر مارچ ۱۹۲۸ء کے پیغام صلح میں ایک مضمون "احمدیت اور اسلام" کے عنوان سے لکھا تھا۔ اور اس میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ احمدیت اور اسلام میں کوئی منافات نہیں۔ بلکہ احمدیت درحقیقت سچے اور ٹھیٹھ اسلام ہی کا دوسرا نام ہے الاسلام هو الاحمدیۃ والاحمدیۃ هی الاسلام

تعجب ہے ہمارے دیرینہ کرمفرما جناب مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب مدیر اہلحدیث امرتسر ہماری اس تحریر اور ہمارے اس خیال سے سخت ناراض ہوئے اور جوش ناراضگی میں ۲۳ر مارچ ۱۹۲۸ء کے اہلحدیث میں ہمارے برخلاف "احمدیت اور اسلام مولوی عصمت اللہ کو جواب" کے عنوان سے ایک مضمون لکھ مارا اور اپنی عادت کے مطابق ہمیں صلواتیں سنائیں اور سخت دارو گیر کی۔ مولانا ممدوح ہمارے کرم فرما ہیں۔ اور ہمیں ایک مدت سے ان کی خدمت میں شرف نیاز حاصل ہے ہم نہیں چاہتے کہ پرانے تعلقات پر یک قلم پانی پھیر کر سختی کا سختی سے اور اشتعال کا اشتعال سے جواب دیں۔ بلکہ ہم اپنی جوابی تحریر میں انشاء اللہ مولانا کے احترام کو مدنظر رکھیں گے اور متانت و سنجیدگی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے۔ کیونکہ اس سے کوئی معتدبہ فائدہ تو حاصل نہیں ہو سکتا۔ الٹا اسلامی اخلاق پر حرف آتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں:۔

"احمدیت اور اسلام ایک کیسے ہوئے کیا ایسے ایک ہیں جس کو منطقی اصطلاح میں متساوی یا مترادف کہتے ہیں"

مولانا! ہم اپنے مضمون میں پہلے ہی عرض کر چکے ہیں۔ کہ احمدیت درحقیقت سچے اور ٹھیٹھ اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔ اگر اسلام کے چہرۂ نورانی پر موجودہ زمانے کے علماء کی تنگ خیالیوں۔ کورانہ تقلیدوں اور زوائد آراء و خیالات کے پردے نہ پڑتے اور بدقسمتی سے انہی کو عین اسلام دیکھا جاتا۔ تو لفظ احمدیت سے اسلام کی تعریف کرنے کی قطعاً ضرورت ہی نہ پڑتی۔ مگر آج چند بریلویوں اور مٹھی بھر دیوبندیوں یا آپ پر کفر کا فتوے لگانے والے گنتی کے اہلحدیثوں کے ذاتی خیالات کو جن سے آپ بھی متفق نہیں ہیں۔ اسلام سمجھا جانے لگا۔ تو ضرورت پڑی کہ لفظ احمدیت سے اس کی تعریف کر دی جائے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ جو احمدی مسلمان ہے وہ اسلام کو انہی معنوں میں لیتا ہے۔ جن معنوں میں کہ جناب رسالتمآب صلعم اور آپ کے خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لیا تھا۔ اور اس کے وہی عقیدے ہیں جو ان بزرگوں کے تھے۔ زمانہ موجودہ کی جدت طرازیوں حاشیہ آرائیوں اور تنگ خیالیوں اور تکفیر بازیوں وغیرہ سے اسے کوئی تعلق نہیں اس لحاظ سے احمدیت اور اسلام میں کوئی منافات نہیں۔ جو اسلام ہے وہی احمدیت ہے اور جو احمدیت ہے وہی اسلام ہے۔ غالباً اب تو جناب کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ احمدیت اور اسلام اس طرح پر ایک ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ احمدیت اور اسلام میں کونسی نسبت ہے۔ تساوی و ترادف کی یا عموم خصوص مطلق۔ یا من وجہ کی۔ سو دو لفظ جواب یہ ہے کہ مسلمہ مقولہ الاسلام هو الفطرۃ والفطرۃ هی الاسلام میں جو نسبت پائی جاتی ہے۔ وہی نسبت الاسلام هو الاحمدیۃ والاحمدیۃ هی الاسلام میں موجود ہے۔ چلئے جواب پورا ہوا اور چھٹی ملی۔

مولانا! اس سے تو آپ کو بھی انکار نہیں ہوگا کہ اس دنیا کے تختہ پر ایسے بھی اہلحدیث عالم موجود ہیں جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ تنفس۔ مساواۃ۔ مصافحہ۔ مس غیرہ مشی وغیرہ بھی صفات الٰہیہ میں داخل ہیں۔ یعنی خدا سانس بھی لیتا ہے۔ دشمنی بھی کرتا ہے۔ ہاتھ بھی ملاتا ہے۔ خوش طبعی بھی کر لیتا ہے۔ چلتا پھرتا بھی ہے اور پھر یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ هو شخص ومرء لا کالاشخاص کہ وہ شخص اور آدمی ہے۔ مگر دوسرے اشخاص اور آدمیوں کی طرح نہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ هو سبحانه فی جهة الفوق ومکانه العرش خدا جانب فوق میں ہے اور اس کا مکان عرش ہے۔ یہ بھی انہی کا عقیدہ ہے ولله تعالیٰ صورة هی احسن الصور ويقدر ان يتجلى ويظهر فی ای صورة شاء خدا کی صورت تو ہے مگر سب سے اچھی ہے۔ (قادر ہے) وہ جس صورت میں چاہے اپنی تجلی دکھائے اور اپنا ظہور کرے۔ ولله حقو اور خدا کی تہی گاہ بھی ہے۔ ہدیۃ المہدی مصنفہ مولوی وحید الزمان صاحب حیدرآبادی میں اسی طرح کی صفات کی پوری پوری تفصیل موجود ہے۔ مولوی عبدالاحد نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب آپ کی تکفیر کے متعلق تحریر کی ہے۔ اس میں بھی اس قسم کی سینکڑوں باتیں موجود ہیں انصاف سے کہئے۔ اگر احمدیت نے ایسے نالائم اعتقادات کی جو صریحاً اسلام کے برخلاف ہیں۔ تردید کر دی اور اسلام کو اسی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا جس رنگ میں خود اسے پیغمبر اسلام اور آپ کے خلفائے عظام نے پیش کیا تھا تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح نہ ہوگا کہ احمدیت اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔

مولوی صاحب ارشاد فرماتے ہیں "آئیے ہم انصاف کی بات بتائیں۔ تمہارے مسلمات پر بھی صحیح یہ ہے کہ اسلام اور احمدیت عام اور خاص مطلق ہیں۔" ہم کہتے ہیں بہت اچھا یونہی سہی۔ مگر اب اسلام اور احمدیت کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت مان لینے سے یہ تو کہنا ہی پڑے گا کہ ہر احمدی تو ضرور مسلمان ہوتا ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر مسلمان بھی احمدی ہو۔ حیرت کی بات ہے کہ آپ احمدیت اور اسلام کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت بھی تسلیم فرمائیں۔ اور اسے انصاف کی بات بھی کہہ دیں۔ مگر آگے چل کر یوں ارشاد فرمائیں کہ "ہم سے پوچھو تو احمدیت اسلام سے بالکل ایک الگ مفہوم ہے" یعنی اسلام اور احمدیت میں عموم خصوص مطلق کی نسبت بھی نہیں۔ بلکہ تباین کلی ہے۔ ان هذا لشئ عجیب معاف کیجئے گا ایک چھوٹے سے مضمون میں اتنی بڑی لڑکھڑاہٹ آپ کی شان علم و فضل کے کتنی برخلاف ہے۔ کیا اس کی وجہ حق کی عداوت ہی تو نہیں؟

آپ کہتے ہیں "احمدیت میں اسلام کے سوا ایک اور چیز ملی ہوئی ہے۔ یعنی مرزا غلام احمد سے عقیدت۔ پس احمدیت مرکب ہے اسلام اور اس عقیدت سے جو مرزا غلام احمد کے ساتھ ہے" اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہمیں حضرت مرزا صاحب سے دلی عقیدت ہے۔ مگر یہ عقیدت اس لحاظ سے ہے کہ وہ اپنی صدی کے مجدد اور مصلح ہیں۔ اور ان کا کام ہی اسلام کو مولویانہ آمیزشوں سے پاک کرنا اور اسے اپنے اصلی رنگ میں دکھا دینا ہے اور بس۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے اس فرض کو احسن طریقے سے پورا کیا۔ نہ اپنی طرف سے کچھ بڑھایا نہ کچھ گھٹایا۔ بنابریں احمدیت معرف ہے اور اسلام معرف، دونوں میں کوئی منافات نہیں۔ جسے حقیقی اسلام کو دیکھنا ہو وہ آئینہ احمدیت میں دیکھے۔ اور جسے احمدیت کی تحقیق منظور ہو وہ مولویانہ آمیزشوں کے حجاب اتار کر اسلام کے بے نقاب چہرے پر نگاہ ڈالے۔ اسے نور اسلام احمدیت کی رہنمائی کرے گا اور احمدیت اسے اسلام کے قدموں میں لا ڈالے گی۔ احمدیت میں اسلام کے سوا کسی چیز کی آمیزش نہیں۔ بلکہ احمدیت ہی بلا آمیزش یعنی ٹھیٹھ اسلام کا دوسرا نام ہے۔ آمیزشیں تو آپ کی طرف ہیں جنہیں دور کرنے کے لئے مجدد کی ضرورت پڑی آپ الٹا انہیں احمدیت میں دکھانا چاہتے ہیں۔ کیا یہ اسلام میں خود ساختہ آمیزش نہیں۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لے گئے اور وہ اب تک زندہ ہیں۔ قرب قیامت میں آسمانوں سے نزول فرمائیں گے۔

ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے آیا تو انہوں نے اس کے ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ جس سے اس کی ایک آنکھ بھی پھوٹ گئی۔

خدا بھی اپنا قدم دوزخ میں رکھے گا۔

مولانا جسے منظور ہو وہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی تحقیق کرے اس سے کسے انکار ہے۔ مگر یہ بھی کوئی تحقیق ہے کہ نام تو دعوے کا اور انحصار کرے پیشگوئیوں پر۔ کیا پیشگوئیاں بھی دعویٰ کہلاتی ہیں۔ آپ تو مولوی فاضل ہیں۔ مولوی فاضل ہو کر اتنی بڑی غلطی کیوں کرتے ہیں۔

آخر الکلام آپ کے اس استفسار کو بھی لے لیتا ہوں کہ آپ کو احمدی کہا جا سکتا ہے یا نہیں۔ سنئے۔ آپ اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور احمدی نہیں کہتے۔ اور یہ امر اس بات کا مستلزم ہے کہ ابھی تک اسلام کی وہ کامل حقیقت جس کا اقرار احمدیت کا طرہ امتیاز ہے آپ کے سامنے پردہ اختفاء میں ہے اس لئے اس امر میں ہم بھی آپ ہی کے ہمزبان ہو کر آپ کو مسلمان تو کہتے ہیں مگر احمدی نہیں کہتے۔ کیونکہ احمدی حقیقی مسلم کا نام ہے اور حقیقی اسلام احمدیت کو کہتے ہیں۔

قاضی محمد یوسف کے مکروہ رسالے

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا!

قاضی محمد یوسف صاحب ساکن مردان ضلع پشاور نے جو گورنمنٹ ہاؤس پشاور میں چیف کمشنر صاحب بہادر کے ناظر ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا چند رسالے گرمدن نامی اردو۔ فارسی۔ پشتو میں شائع کئے۔ کچھ مفت تقسیم ہوئے۔ باقی ان کی لائبریری میں ۳ر فی جلد فروخت ہو رہے ہیں۔ ان رسالوں کے شر انگیز اور ناپاک الفاظ کی نسبت چند اخبارات انقلاب و ترجمان سرحد وغیرہ میں مضامین شائع ہوئے۔ کہ اس میں افغانستان کے بلند ہمت شہریار غازی کے متعلق ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔ اور اس حالت میں جبکہ شہریار موصوف اپنے وطن سے نکل کر اپنے فضائل و محاسن کے باعث ساری دنیا سے خراج تحسین و عقیدت وصول کر رہا ہے۔ انقلاب نے میاں محمود احمد صاحب امام جماعت قادیان کو جو مشورہ دیا تھا وہ موقع اور محل کے لحاظ سے نہایت ہی قیمتی اور موزوں تھا۔ کہ اس مکروہ کتاب کی اشاعت کو بند کرا دیں۔ مگر اس نیک مشورے پر عمل پیرا ہونے کے بجائے الفضل نے اپنی فتنہ زا فطرت کے مطابق الٹی یہ کوشش شروع کی اور اس الزام سے صفائی اور بریت کا راز محض اسی میں مضمر سمجھا کہ وہ یہ الزام بھی جماعت احمدیہ لاہور کے سر مڑھ دے۔ جیسا کہ اس سے پہلے بھی جب کبھی امام جماعت قادیان یا کسی اور فرد پر کوئی الزام لگتا رہا ہے تو بجائے اس کے کہ اصلی واقعات کا انکشاف کیا جائے یا دلائل قویہ سے اس کی تردید کی جائے۔ وہ انہی اوچھے ہتھیاروں سے کام لیتا رہا ہے۔ کہ یہ غیر مبائع اصحاب لاہور نے فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور بمصداق اس کے دشمنی انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ میاں صاحب کے مریدوں کی طبیعت کا رجحان بھی فوراً اسی طرف عود کر آتا ہے۔ مگر انصاف پسند اور ذی ہوش انسان پر واقعات کی موجودگی میں تاویلات رکیکہ کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔

چونکہ اب بھی الفضل نے یہی الفاظ اپنی اشاعت مورخہ ۲۰ر مارچ ۱۹۲۸ء میں لکھے ہیں کہ "ہمارے دیرینہ کرم فرما غیر مبائع اصحاب نے نہ صرف اپنے اخبار پیغام صلح میں بلکہ دوسرے اخبارات کے ذریعہ بھی ایک نیا فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے" اس لئے ہمارا بھی فرض ہے کہ اصلی واقعات کے چہرہ پر جو پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے اسے بے حجاب کر دیں۔

اس تمہید کے بعد الفضل نے دو وجوہ بھی اس کتاب کی صفائی میں تحریر کئے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) بعض مسلمان اخبارات دھوکے میں آگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ کیٹ حال میں شائع کئے گئے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قاضی محمد یوسف احمدی کے دیرینہ اردو فارسی نظموں کے مجموعے جو عرصہ ہوا شائع ہو چکے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ان پرانی نظموں کا مجموعہ آج سے بہت عرصہ قبل شائع کیا۔

(۲) ہم نے شاہ کابل کے ہندوستان میں وارد ہونے پر ان کی پوری پوری تعظیم و تکریم کی۔ تہنیت اور مبارکبادی کے پیغام بھیجے۔

یہ باتیں الفضل کے لئے دل خوش کن اور بریت کے لئے کافی ہوں تو ہوں مگر انہوں نے ایک طرح مان تو لیا کہ یہ رسالے گندے اور ناپاک الفاظ سے پر ہیں گو بہت عرصہ قبل شائع کئے گئے ہیں۔ اس لئے قاضی محمد یوسف اس الزام سے بری ہے۔ کیونکہ اس نے الفاظ کے گندے اور ناپاک ہونے یا نہ ہونے پر کوئی بحث نہیں کی صرف بہت عرصہ قبل شائع ہونے کے عذر کو معقول سمجھا ہے ورنہ چاہئے ہم آپ کے اس فقرے کی تشریح

قاضی محمد یوسف کا اعتراف

میں کہ "بہت عرصہ قبل شائع کیا" آپ کے جو شیلے قاضی محمد یوسف مصنف رسالہ ہذا کی تحریری شہادت پیش کئے دیتے ہیں۔ قاضی صاحب نے انقلاب اور ترجمان سرحد کے مضامین کے جواب میں ایک مضمون اخبار شہاب مورخہ ۲۱ر مارچ ۱۹۲۸ء میں شائع کرایا ہے وہ لکھتا ہے۔ کہ یہ مجموعہ نومبر ۱۹۲۷ء میں طبع ہوا۔ اور اعلیٰ حضرت امیر ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو وارد ہندوستان ہوئے۔ یعنی اس مجموعہ کے طبع ہونے اور اعلیٰ حضرت ممدوح کے وارد ہندوستان ہونے میں صرف چند روز کا فرق ہے۔ لیکن دراصل چند روز کا بھی فرق نہیں۔ شہریار افغانستان کی ورود ہندوستان کی خبریں کئی ماہ پیشتر یعنی نومبر ۱۹۲۷ء سے پہلے اخبارات کے ذریعہ تمام دنیا میں گشت لگا رہی تھیں تو کیا قاضی محمد یوسف پشاوری ناظر چیف کمشنر کو بالکل لاعلمی تھی۔ ہمارے خیال میں تو قاضی محمد یوسف کو عین اس وقت ان نظموں کے جمع کرنے اور طبع کرانے کا شوق دامنگیر ہوا۔ جبکہ انہیں علم ہو چکا تھا کہ چند دنوں میں اعلیٰ حضرت شہریار افغانستان ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھنے والے ہیں۔ اور پھر خاص وقت پر یہ رسالے تقسیم اور فروخت کرنے شروع کئے گئے۔

اب الفضل کا یہ کہنا کہ ان پرانی نظموں کا مجموعہ آج سے بہت عرصہ قبل شائع ہوا کس قدر مضحکہ خیز ہے۔ (باقی اسی صفحہ کے دوسرے کالم میں دیکھئے)

(تیسرے کالم کا بقیہ) بلکہ ان کی اصطلاحی ڈکشنری جس میں بہت عرصہ قبل کے معنے چند دن ہوا کرتے ہیں نئی روشنی کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہے۔

دوسری وجہ اپنی صفائی میں یہ پیش کرتے ہیں کہ ہم نے شاہ کابل کے وارد ہندوستان ہونے پر ان کی پوری پوری تعظیم و تکریم کی۔ تہنیت و مبارکباد کے تار بھیجے۔ گویا آپ کے دلوں میں بادشاہ افغانستان کی حسن عقیدت اور محبت بھری ہوئی ہے۔ مگر گستاخی معاف اگر مصنف رسالہ ہذا کے دل میں بھی شہریار غازی کی کچھ تعظیم تھی تو وہ ہم صفحے کے رسالہ میں سے دس بیس شعر جن میں غازی بادشاہ اور ان کے والد مرحوم کی نسبت نہایت نالائم مکروہ اور پلید الفاظ تھے کم کر دیتا تو کیا اس کے شاعرانہ جوہر میں بٹہ لگ جاتا۔ یا کتاب کا حجم کم ہو کر کتاب کی قیمت میں کچھ فرق آنے سے عظیم الشان مالی نقصان کا اندیشہ تھا۔

الفضل نے تعظیم و تکریم کے سوال کو بھی اسی مضمون میں اس طرح حل کر دیا ہے:۔

"مگر باوجود اس کے کہ اس وقت تک بھی کابل ہمارے حق میں ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا" پہلے کابل آپ کے حق میں کیسا تھا؟ ایسا تھا کہ جب روح فرسا واقعات نے دنیا بھر کی آنکھوں میں اندھیر کر رکھی تھی اور جب مظلوم و بے بس احمدیوں کی دردناک شہادت پر ساری دنیا کے دردمند آنسو بہا رہے تھے" کیا ایڈیٹر صاحب الفضل بتائیں گے کہ جب اب بھی کابل آپ کے حق میں ایسا ہی ہے جیسا پہلے تھا تو ان جذبات کی موجودگی میں آپ نے مبارکباد کے پیغام کس دل سے بھیجے ہوں گے؟

ہم معتقد دعویٰ باطل نہیں ہوتے ؛ سینے میں کسی مرد کے دو دل نہیں ہوتے

الفضل کو بہترین مشورہ ہم یہی دے سکتے ہیں کہ ان تاویلات کو چھوڑ کر رسالے کی اشاعت بند کرا دے۔

جرمنی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ

اور اس کیلیے مجاہدین فی سبیل اللہ کی قابل قدر قربانیاں

الحمد للہ کہ انجمن کا قدم ہر آن خدا کے فضل سے ترقی کی شاہراہ پر جا رہا ہے جس کام کے لیے اللہ تعالے نے اپنے مجدد و مسیح موعود کو اس زمانہ میں مبعوث فرمایا تھا وہ کام اپنی صحیح شکل میں اور پورے زور کے ساتھ اس انجمن کے ہاتھوں سے ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ جس کی مقبولیت چار دانگ عالم میں خود اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا کی جناب میں بھی یہ کام مقبول ہو چکے ہیں۔ ووکنگ مشن کا قیام۔ قرآن پاک کا انگریزی میں ترجمہ و تفسیر۔ پھر اردو میں۔ پھر سیرت رسول پاک صلعم مختلف زبانوں میں۔ پھر اور کثیر لٹریچر۔ مسلم ہائی سکول لاہور کی عظیم الشان عمارت۔ برلن مسجد کی عظیم الشان عمارت۔ یہ سب کام خدا کے فضل سے ہو چکے اب یہ ایک اور عظیم الشان کام کرنے کا انجمن نے پختہ ارادہ کیا ہے۔ وہ قوم جس کے ہاتھوں سے لاکھوں روپے کے کام ہو گئے۔ کوئی وجہ نہیں کہ چھ سات سو روپے کا ماہوار خرچ تین سال کے لئے پورا کرنے کا انتظام کر کے اس کام کو بھی پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے۔ پھر کام بھی کیا؟ خدا کے کلام کو لوگوں تک ان کی اپنی زبان میں پہنچانا وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم کونسا وہ دل ہے جس میں یہ خواہش نہیں کہ کوئی کلمۂ حسنہ اس کے ذریعہ سے مخلوق خدا تک پہنچ کر اس کی بھلائی کا موجب ہو۔ لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ کے کلام سے بڑھ کر کوئی کلمہ حسنہ نہیں۔ کتب انزلنہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربھم الی صراط العزیز الحمید۔ پس ہر بھائی کو جو اسلام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے میں اس کام میں انجمن کی امداد کے لئے دعوت دیتا ہوں۔ ہمیں دو طور کی ضرورت ہے۔ اول یکمشت عطیہ جات کی تاکہ جرمن نو مسلمین کا آمد و رفت کا سفر خرچ اور دیگر ابتدائی اخراجات خرید کتب جرمنی وغیرہ نکل سکیں۔ دوم تین سال کے لئے ماہوار مستقل امداد تاکہ اس کام کے مکمل ہونے تک متعلقہ اخراجات پورے ہو سکیں۔ اب تک اس بارہ میں جو کچھ ماہوار وعدے ہو چکے ہیں۔ ان سب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اور یکمشت وصولی برنگ عطیہ جات بجواب اشتہار عیدی کا اعلان شکریہ کے ساتھ درج کیا جاتا ہے۔ (سید محمد حسین)

نمبر شمار	نام معطی	رقم عطیہ
(۱)	خان صاحب چودہری گل محمد خان صاحب پلیڈر فیروزپور	۱۰۰—۰—۰
(۲)	خان صاحب غلام محمد صاحب داروغہ جیل لاہور	۴—۰—۰
(۳)	فراہم شدہ از شہر لاہور بذریعہ صندوقچیاں	۴۳—۲—۹
(۴)	شیخ محمد جان صاحب منجانب جماعت وزیر آباد	۷—۳—۰
(۵)	ڈاکٹر برکت علی صاحب سہارنپور	۵—۰—۰
(۶)	خان سعادت علی خان صاحب رامپور	۴—۰—۰
(۷)	ایم محمد سکندر صاحب سرینگر	۱—۰—۰
(۸)	مولوی رحیم بخش صاحب منجانب جماعت سیالکوٹ	۴۶—۱۲—۰
(۹)	منشی ثناء اللہ امرتسری	۲—۰—۰
(۱۰)	قاضی عبد العزیز صاحب لاہور چھاؤنی	۱۲—۷—۰
(۱۱)	قاضی نثار محمد صاحب جماعت پسرور	۳—۴—۰
(۱۲)	منجانب مرحومہ زوجہ ماسٹر غلام علی صاحب	۵—۰—۰
(۱۳)	ڈاکٹر حسن علی صاحب سمندری	۶—۰—۰
(۱۴)	سید شاہ محمد صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس من جانب جماعت ضلع فیروزپور	۱۱۲—۴—۰
(۱۵)	معرفت مرزا عزیز بیگ صاحب پٹیالہ	۲—۰—۰
(۱۶)	شیخ عبد الحق صاحب سپرنٹنڈنٹ کرشنگر	۲—۰—۰
(۱۷)	معرفت چودہری جعفر خان صاحب نمبردار و میر شیر شاہ صاحب پتووال پنڈ دادنخان	۲۲—۱—۰
(۱۸)	معرفت محمد بخش صاحب چک ۲۵۵ انیس پورہ لائلپور	۱۹—۷—۶
(۱۹)	معرفت چودہری شاہ دین صاحب از دہلی	۹—۰—۰
(۲۰)	خواجہ عنایت اللہ شال مرچنٹ سرائے گیارہ	۱—۰—۰

(نوٹ) محمد بخش صاحب نے جو لائل پور سے ۱۹—۷—۶ رقم ارسال فرمائی ہے وہ انہوں نے بڑی محنت سے گھر گھر پھر کر تقریباً ۵۰ گھروں سے جمع کی ہے جزاہ اللہ احسن الجزا۔

خاکسار سید محمد حسین

فنانشل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور احمدیہ بلڈنگس۔

ہندوستان

— پٹنہ ہائیکورٹ کے جدید چیف جسٹس مسٹر کورٹنی ٹیرل نے اپنے عہدہ کا چارج لے لیا ہے۔

— بمبئی ۳ر اپریل۔ سر کاؤس جی جہانگیر نے پارسی لڑکوں کے لیے ایک مدرسہ جاری کرنے کے لیے ۱۵ لاکھ روپیہ عطا کیا ہے۔

— کلکتہ ۲ر اپریل۔ مسٹر جے بوس آنریری طبیب کلکتہ کے میئر منتخب ہوئے ہیں۔

— نئی دہلی ۲ر اپریل۔ کل رات کو گورنر مدراس شمال مغربی سرحد کا دورہ کرنے کے لئے دہلی سے روانہ ہو گئے ہیں۔

— دہلی ۳ر اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جناح اور ڈاکٹر ضیاء الدین احمد انگلستان جا رہے ہیں۔

— ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کا استعفےٰ منظور کر لیا گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ ان کی جگہ مسٹر عبد الرؤف پرو وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی مقرر ہوئے ہیں

— الہ آباد ۱۳ر مارچ۔ آج دوپہر پنڈت جواہر لال نہرو نے الہ آباد زنانہ یونیورسٹی کا بنیادی پتھر رکھنے کی رسم ادا کی۔ آپ نے اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا کہ ہندوستان اس وقت تک آزاد نہیں ہو سکتا جب تک یہاں کی مستورات تعلیم یافتہ اور آزاد نہ ہوں۔

— ایک مسلمان خاتون مس فضیلت النساء نے حال ہی ڈھاکہ یونیورسٹی سے ریاضی میں ایم اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ اب زبان سنسکرت میں ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

— بمبئی ۱۳ر مارچ۔ سائمن کمیشن کے ممبر "ملتان" جہاز کے ذریعے انگلستان روانہ ہو گئے ہیں۔ بندرگاہ پر پولیس کا انتظام بہت زیادہ نہ تھا کیونکہ لوگوں نے کوئی مظاہرہ نہیں کیا تھا۔

— کلکتہ ۱۳ر مارچ معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کا مشہور مخالف شراب پسی فٹ اسی سال میں ہندوستان آ رہا ہے۔ وہ کلکتہ۔ مدراس۔ لاہور۔ پشاور وغیرہ مقامات کا دورہ کرے گا۔

— ۲۹ر مارچ کو دہرہ دون میں زلزلہ آیا۔

ہندو دنیا

— جبل پور ۲ر اپریل۔ آل انڈیا سناتن دھرم سبھا کا سالانہ اجلاس ۶ر اپریل کی شام کو ہندو سبھا کے پنڈال میں بصدارت پنڈت مدن موہن مالویہ منعقد ہوگا۔ مجلس استقبالیہ بن گئی ہے۔ پنڈت دوارکا پرشاد بھارگو چیرمین مقرر ہوئے ہیں۔

— دہلی ۳ر اپریل۔ آل انڈیا شدھی سبھا کے سکرٹری نے بھوپال کی شہزادی کو اس امر پر مبارکباد کا تار دیا ہے کہ انہوں نے کونسل ہال بھوپال کے افتتاح کے وقت رسم پردہ چھوڑ دی۔

— گوروکل ہردوار ۴ر اپریل۔ رام دیو جی گورنر گوروکل کانگڑی بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ سالانہ جلسے کی تیاریاں زور شور سے جاری ہیں ہردوار پلیگ سے بالکل مبرا ہے۔ لوگوں کی آمد شروع ہو گئی ہے۔ ہزارہا کے مجمع کی امید کی جاتی ہے۔

— پالگھاٹ ۲۰ر مارچ۔ آریہ سماج کے جنوبی ہند کے مشن نے مغربی ساحل پر شدھی کی ایک زبردست مہم شروع کر دی ہے۔ اچھوت پن کے خلاف زبردست پروپیگنڈا جاری ہے۔ سماج کا رکن علاقہ میں دورہ کر رہے ہیں۔

— لاہور ۳۰ر مارچ۔ عدالت عالیہ میں پنڈت اندر کی اپیل جو انہوں نے سشن جج دہلی کے فیصلے کے خلاف دائر کی تھی خارج کر دی گئی۔ فاضل جج نے چھ ماہ کی قید محض اور تین سو روپیہ جرمانہ کی سزا برقرار رکھی ہے۔

— بمبئی ۲ر اپریل۔ ہندوؤں کے ایک عظیم الشان جلسے میں جس میں بہت سے اچھوت بھی شامل تھے۔ دیش بندھو گھاٹ پر پنڈت مدن موہن مالویہ نے ایک لیکچر دیا۔

— جھانسی ۱۳ر مارچ۔ آج پنڈیل کھنڈ ہندو سمیلن کی صدارت کرنے کے لئے لالہ لاجپت رائے جھانسی تشریف لائے۔

— دہلی ۳۰ر مارچ۔ آریہ سماجی خواتین کا ایک جلسہ تیلی واڑہ کے دھرم شالہ میں منعقد ہوا۔ رامیشوری نہرو صدر تھیں۔ وہ ویدی دیوی نے سوامی دیانند بانی آریہ سماج کی زندگی پر لیکچر دیتے ہوئے ان کی خدمات کا تذکرہ کیا اور درخواست کی کہ ہندو دیویاں بھی ان کی تقلید کریں۔

— دہلی ۲ر اپریل لالہ لاجپت رائے اچھوت ادھار کے کام کے لئے مالابار اور جنوبی ہند کی طرف روانہ ہو گئے۔

ممالک خارجہ

— پیکن ۲ر اپریل۔ ایک چینی اخبار اطلاع دیتا ہے کہ چینی سپہ سالار مارشل وو پے فو جنگی زندگی سے کنارہ کش ہو کر تبت کے ایک مندر میں گوشہ نشین ہو گیا ہے۔

— مجلس ملیہ انگورہ وزیر محکمہ عدالت کی سفارش کے مطابق مذہبی معاملات کے قانون میں بعض اہم تبدیلیاں کرنے والی ہے۔

— حکومت ٹرکی نے شاہ افغانستان کے ورود مسعود کے شایان شان انتظام کرنے کے لئے ساٹھ ہزار پونڈ کا سامان خرید کیا ہے۔

— ٹرکی میں متواتر کئی زلزلے آئے جن سے سمرنا میں ۵۰ آدمی ہلاک اور کئی مجروح ہوئے۔ ایک سالم گاؤں اور دوسرے گاؤں کا نصف حصہ تباہ ہو گیا۔

— مس میو اپنی مشہور عالم کتاب مدر انڈیا کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

— شاہ ایران رضا خاں اور مصطفےٰ کمال پاشا صدر جمہوریہ ترکی عنقریب یورپ کی سیاحت کریں گے۔

— السیاسۃ قاہرہ کو طہران سے معلوم ہوا ہے کہ ایرانی اخبارات میں یہ خبر نشت نگاری ہے کہ حکومت ایران حکومت برطانیہ کی یادداشت متعلقہ بحرین کے جواب کی تیاری میں مصروف ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت ایران نہایت اعتدال کے ساتھ اپنے حقوق ملکیت متعلقہ بحرین ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے

— ولایتی جریدہ "نیئر ایسٹ" کا سیاسی مقالہ نگار رقمطراز ہے کہ سلطان ابن سعود نے عراق و شرق اردن کے خلاف کوئی اعلان جنگ نہیں کیا البتہ برطانیہ نے کویت پر قبضہ کر لیا ہے۔ کویت ایک خود مختار بندرگاہ ہے۔ اور خلیج فارس کے دہانے پر واقع ہونے کے باعث اس کی سیاسی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ یہ برطانیہ کی حمایت میں آئے ہوئے عراق اور سلطان ابن سعود کے ممالک محروسہ کے درمیان بطور حد فاصل کے واقع ہے۔

— طہران یکم اپریل۔ شاہ ایران آئندہ ہفتہ خوزستان اور مغربی ایران کا دورہ کرنے والے ہیں۔ اس دورہ کی عرصہ سے تجویز ہو رہی تھی۔

— لندن ۲۸ر مارچ۔ وائکونٹ کیو لارڈ چانسلر مسلسل خرابی صحت کی وجہ سے برطانوی کابینہ سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

وٹرنی جنرل کا عہدہ سر تھامس انسکپ کو دیا گیا ہے۔ ۔۔۔ کو سالسٹر جنرل مقرر کیا گیا ہے۔ سر ڈگلس ہاگ کو لارڈ کا خطاب بھی دیا گیا ہے۔ آئندہ وہ دار الامرا میں بیٹھا کریں گے۔ وائیکونٹ کیو کے مستعفی ہونے پر انہیں ایک جاگیر عطا کی گئی۔

— لندن ۲۹ر مارچ وزارت ہوائی نے اعلان کیا ہے کہ ہوائی میکرانیک اور کمپ سے شرق پر دن میں ہوائی جہاز کے تباہ ہو جانے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

— انگورہ میں ایک انجمن جمعیتہ المصارف کے نام سے قائم ہوئی ہے۔ اس کا مقصد ان طلبہ کی امداد و اعانت کرنا ہے جو ملک میں یا ملک سے باہر تعلیم پا رہے ہیں۔ اور افلاس کی وجہ سے سلسلہ تعلیم جاری رکھنے سے معذور ہیں

— لنڈن ۲۹ر مارچ۔ لارڈ کیو جو ایک فاضل قانون دان تھے انتقال کر گئے۔

رگبی ۲ر اپریل۔ آج صبح شاہ و ملکہ افغانستان محل ونڈسر میں گئے جہاں ملک معظم اور ملکہ معظمہ نے ان کا استقبال کیا۔ اور قلعہ کی سیر کی۔ اس کے بعد انہوں نے لنچ کھایا۔ شاہ و ملکہ افغانستان اسلحہ خانہ آرائش دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہفتم کی قبر پر پھولوں کا ہار چڑھایا اور بعزم فرانس وہاں سے رخصت ہوئے

— شاہ افغانستان کے امریکہ جانے کی اطلاع بے بنیاد ہے البتہ آپ روس اور ایران ہوتے ہوئے فرانس جائیں گے جہاں چند روز آرام فرما کر غالباً انگورہ تشریف لے جائیں گے۔

اخبار پیغامِ صلح

ایڈیٹر سردار خان — اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

ہر سہ شنبہ اور جمعہ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۸ر شوال ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۰ر اپریل سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۱۹

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم

(از حضرت مسیح موعودؑ)

موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم
حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

آنرا کہ حق بہ جنت خلدش مقام داد
چوں برخلاف وعدہ بروں آرد از ارم

چوں کافر است منکر این راز ای فتی
غیوری خدا بشرش کرد ہمسرم

ماموروم و مرا چہ دریں کار اختیار
رواین سخن بگو بخداوند آمرم

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

جانم گداخت از غم ایمان اے عزیز!
دیں طرفہ ترکہ من بگمان تو کافرم

گوش دلم بجانب تکفیر کس کجاست
من مست جامہائے عنایات دلبرم

بزم احباب

(مرتبہ صاحبزادہ چودھری محمد منظور الٰہی صاحب لاہور)

فرانس بیرن ہون صاحب لکھتے ہیں کہ پہلے پہل میں نے آپ کی تحریک کا حال مولانا برکت اللہ صاحب مرحوم سے رجو جاپان میں پروفیسر تھے ۱۹۱۱ء میں سنا جبکہ میں ارکنسک میں پروفیسر تھا۔ اور اب مجھے اپنے فرانسیسی بھائی پروفیسر پرویسٹ حبیب اللہ سے مفصل حال معلوم ہوا۔ کہ یہی تحریک دنیا کے سب سے بڑے خطرے میٹریلزم (مادیت) کو نیست و نابود کر سکتی ہے۔ میں نے اپنی تمام عمر مشرق میں گزاری ہے۔ بطور ایک اہلکار اور بطور ترجمان کمان افسر افواج چین بطور پروفیسر۔ اور پھر فرانس میں آذربائیجان کا نمائندہ ہو کر مجلس صلح میں آیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ یورپین لوگوں کے نزدیک شیطان نے خدا کی جگہ لے رکھی ہے۔ اور جہاں تک عملی زندگی کا سوال ہے خدا کو بالکل بھلا دیا گیا ہے۔ مشنری لوگ زندہ خدا پر زندہ ایمان پیدا کرنے سے قاصر ہیں نوآبادیوں کے دیسی لوگ ان کے اصولوں کو سمجھ نہیں سکتے محض اندھے رواجوں کی وجہ سے ان کی کچھ عزت کرتے ہیں۔ یورپ اور امریکہ کی مدد کے سہارے کی وجہ سے چین میں چند ہزار نو عیسائی ہیں۔ لیکن مسلمان بغیر کسی سہارے کے کئی ملین ہیں۔ یہی حال افریقہ کا ہے۔ صرف جاوا ہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں کے کچھ مسلمان عیسویت میں جذب ہو رہے ہیں۔ لیکن نو عیسائی لوگ بھی خدا کے منکر ہیں۔ اور کسی مذہب کے لئے بھی مفید نہیں چین میں تبلیغ کا بڑا وسیع میدان ہے۔ جہاں کے لوگوں کا کوئی خاص مذہب نہیں۔ کچھ لوگ طاؤطائی اور کنفیوشس فلاسفی کے دلدادہ ہیں موجودہ تحریک مادیت پر مبنی ہے۔ اور آزادی کے حصول کے لئے قومی تحریک نہیں بلکہ کسی نئی چیز کی مانگ کے لئے ہے۔ حل طلب سوال یہ ہے کہ کیسے تھوڑی سی تعداد سے گری ہوئی انسانیت کو ابھارا جا سکتا ہے۔ روس کی کمیونزم چینیوں کے مناسب حال نہیں۔ چین کے رہنما سن یٹ سین دسکنہ ہوائی) ماساؤ اور عیسائی جرنیل فنگ عوام کے مفاد سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور اپنے ذاتی مفاد کے لئے ایک دوسرے سے جنگ آزما ہیں۔

یورپین لوگوں نے کونسا نیک نمونہ دکھایا ہے۔ جو بالکل مادہ پرست ہیں۔ ان کو ایک نئے مذہب کی ضرورت بڑے زور سے محسوس ہو رہی ہے۔ انگلستان جرمنی وغیرہ ممالک میں اسلام کی ترقی سلسلہ احمدیہ کی کوششوں کا نتیجہ ہے جہاں لارڈ ہیڈلے اور اعلیٰ طبقہ کے لوگ اس تحریک میں شامل ہو رہے ہیں۔ یہی حال امریکہ کا ہے۔ پیرس میں ہماری انجمن اور برادران اسلام کی امداد سے مسجد بنی تھی۔ لیکن انجمن کے صدر کی وفات کے بعد وہ انجمن برائے نام رہ گئی۔ گورنمنٹ تمام یورپین مسلمانوں سے خائف رہتی ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کے بجائے۔ ٹیونس۔ الجیریا اور مراکو تک میں مادیت اور لامذہبی کی حمایت پائی جاتی ہے۔ شام میں دروزیوں کی بغاوت محض حکام کی ناواقفی کا نتیجہ تھی۔ میں کردستان میں گورنر رہ چکا ہوں جہاں آرمینیوں کردوں۔ یزیدیوں۔ سنی و شیعہ مسلمانوں کی آبادی ہے۔ جو ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ میں سارے علاقہ پر ایک یورپین سکوڈرن بادی گارڈ اور ملکی ملیشیا کی امداد سے جو سارے مسلمان تھے۔ باامن حکومت کر سکتا تھا۔ میں ہندوستان کبھی نہیں گیا۔ صرف لنکا اور سنگاپور دیکھا ہے۔ لیکن مختلف ممالک کے حالات کا مطالعہ کر لینے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو مذہب بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ صرف اسلام ہی ہے اور اسی لئے میں آپ کی تحریک سے جس کا مقصد اشاعت اسلام ہے گہری دلچسپی رکھتا ہوں۔ میرا بہت سامالی نقصان ہو گیا ہے اور جتنی مالی امداد میں پہلے دے سکتا تھا اب نہیں دے سکتا۔ کیونکہ گزشتہ زلزلہ نے میرے ٹکر دی کے کارخانہ کو جاپان میں تباہ کر دیا۔ اور یہ میری عادت کے خلاف ہے کہ کسی سوسائٹی کا اعزازی ممبر ہوں۔ اس لئے میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کی امداد کا کونسا طریق اختیار کروں۔ کیونکہ ہم باہمی اتحاد و تعاون سے دنیا کو ایک سچا مذہب بجائے مادیت کے دے سکتے ہیں۔ میں اس کام کے لئے اپنے آپ کو اور جو مال و اسباب میرے پاس بچ رہا ہے آپ کی نذر کرتا ہوں۔ تاکہ دنیا سے مادیت کو اڑا دیا جائے۔ بغیر خدا کے انسان کی زندگی دشوار ہے۔ روس والوں نے مذہب کو نابود کر کے دہریت کی بنیاد ڈال دی ہے۔ لینن ایک قسم کا خدا سمجھا جاتا ہے۔ ترک نئے انتظام سے ناخوش نظر آتے ہیں۔ یقیناً انہوں نے بہت سی اصلاحات کی ہیں جو جسم کے لئے مفید ہیں۔ بجائے اس کے کہ ترک متحدہ اسلام کے سرگروہ ہوتے ترکی ایک چھوٹی سی قوم نظر آتی ہے۔ جس کی باگ ڈور جدید سالونیکا کے یہودیوں کے ہاتھ میں ہے۔ ایشیا۔ امریکہ وغیرہ میں میرے مختلف اقوام اور مختلف مذاہب کے دوست ہیں۔ جو مادیت کے خطرات کو محسوس کرتے ہیں۔ لیکن ان کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔ اس بیماری کا علاج صرف آپ کے پاس ہے۔ ہمیں باہمی اتحاد سے کام کرنے کے ذرائع معلوم کرنے چاہئیں۔ میری ذاتی ضروریات کچھ بھی نہیں اور میری طبیعت آرام پسند نہیں۔ کیونکہ فطرتاً میں سادہ غذا کھانے والا۔ چار نو تماکو سے متنفر ہوں۔ لیکن یہ سب جسمانی آرام کی چیزیں ہیں۔ مجھے روحانی تسکین درکار ہے۔ آپ میرے اس خط کو شائع کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ مجھے روحانی روشنی نہ صرف اپنے لئے بلکہ ان تمام کے لئے جو امداد کے طالب ہیں۔ درکار ہے ع چوں بیاید بہار باز آید۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ — ۱۸ شوال المکرم ۱۳۴۶ھ — نمبر ۱۰۱

تحریک اشدھی کے نشیب و فراز

مسلمانان ہند کیلئے شاہراہ عمل

(۵)

یہ کوئی نقلی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے کہ آریہ سماج آج تک کسی سمجھدار مسلمان کو اپنے اندر جذب نہیں کر سکا۔ زمانہ ہزار بدل جائے ہندو اپنے اندر لاکھ اصلاحات کر لیں لیکن جب تک وہ ہندو کہلاتے ہیں اور ان کے دماغوں میں مذہبی خیالات موجود ہیں وہ ایسا کبھی بھی نہیں کر سکیں گے۔ ہندو مذہب کا تنگ دائرہ۔ اس کی بے شمار خامیاں، ہندوؤں کی تنگ نظری اور بہت سی بھیانک رسوم ایسی چیزیں ہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی سلیم الفطرت غیر ہندو ہندو سوسائٹی سے رشتہ نہیں جوڑ سکتا۔ اگر کبھی جوڑ بھی لے گا تو بہت جلد اسے توڑنے پر مجبور ہو جائے گا۔ چنانچہ بہت سے واقعات اس کے شاہد ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہیے کہ وہ تمام نو مسلم اقوام جن کی معاشرت رسوم اور خیالات ابھی تک ہندوانہ ہیں۔ بہت جلد اشدھی کے جال میں پھنس جاتی ہیں اور پھر ان کو اس جال سے نکالنا ایک نہایت ہی مشکل کام ہوتا ہے۔ بلکہ بعض واقعات تو اس کو ناممکن ثابت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملکانے۔ سنجوگی۔ شیخ۔ مولے جاٹ وغیرہ آریوں کی معمولی کوششوں سے سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں اشدھ ہو جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات اسلامی مبلغ انتہائی کوششوں کے باوجود ان کو ارتداد کے خوفناک گڑھے سے نکالنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

اس وقت ہندوستان میں لاکھوں نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کروڑوں مسلمان ایسے موجود ہیں جن کے رسم و رواج اور ۔ ۔ معاشرت بالکل ہندوانہ ہے۔ ملکہ یوپی۔ گجرات۔ بہار۔ بنگال۔ سندھ اور بعض پہاڑی علاقوں میں ایسے مسلمان بھی موجود ہیں جو کلمہ طیبہ تک نہیں پڑھ سکتے۔ ان کے سروں پر ایک ایک فٹ لمبی چوٹیاں موجود ہیں۔ اور ان کے نام فتح سنگھ اور جے سنگھ وغیرہ ہیں اور ان کا اسلام یہی ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کا ختنہ کراتے ہیں اور مُردوں کو دفن کرتے ہیں نہ ان کو اسلام کے اصولوں سے کچھ واقفیت ہے نہ وہ اسلامی احکام و فرائض سے باخبر ہیں۔ یہ صورت حال مسلمانوں کے لئے نہایت شرمناک اور نقصان دہ ہے۔ انہی لوگوں کے لئے آریہ جگہ جگہ جال بچھا رہے ہیں یو۔پی۔ بہار۔ بنگال۔ اور کاٹھیاواڑ میں نہایت زور و شور سے کام شروع ہو چکا اور اس سے جو نتائج ظاہر ہو رہے ہیں وہ آپ سب کو معلوم ہیں۔ اب ہمیں بعض نہایت قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اشدھی کے ۔ ۔ ۔ کام کو اور زیادہ وسیع کیا جا رہا ہے۔ اور آریہ عنقریب اپنی پوری قوت سے یوپی اور سندھ پر دھاوا بولنے والے ہیں۔ یہ صرف قیاسات ہی نہیں بلکہ حقایق ہیں۔ اب تک آریوں نے جو کچھ کیا وہ اس کے مقابلہ پر کچھ بھی نہیں جو کہ وہ عنقریب کرنے والے ہیں۔ ہر جگہ اشدھی بازوں کے کیمپ قایم ہو چکے ہیں چپکے چپکے کام ہو رہا ہے۔ جال بچھ رہے ہیں مگر ان مسلمانوں کو جنھوں نے اپنی آنکھیں عمداً بند کر رکھی ہیں۔ کچھ بھی نظر نہیں آتا۔

سب کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں جس قدر مسلمان نظر آ رہے ہیں وہ زیادہ تر صوفیائے کرام کی تبلیغی مساعی کے نتائج ہیں۔ وہ اقوام جن کی معاشرت ۔ ورسم و رواج ہندوانہ ہے انہوں نے تو یقینی طور پر ان قدسی نفس اور پاک انسانوں کے روحانی فیض سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا تھا کیا اس سے کسی کو انکار ہو سکتا ہے کہ اگر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیر میں قیام پذیر نہ ہوتے تو اس کفرستان ۔ ۔ میں جوڑ کے اور بہادر راجپوتوں کا مرکز ہے ایک بھی مسلمان نظر نہ آتا۔ اگر حضرت [illegible] حضرت نظام الدین اولیا اور دیگر بزرگ نہ ہوتے تو ملکانے اور مولے جاٹ وغیرہ اقوام کا بھی فرزندان توحید میں شمار نہ ہوتا۔ جن اصحاب کو ہندو قوم کی مذہبی ذہنیت، قدامت پرستی۔ اور تنگ نظری سے پوری پوری واقفیت ہے۔ وہ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آج سے کئی صدیاں پہلے جب کہ توہم پرستی۔ چھوت چھات اور ذات پات کی لعنت ہندوستان میں اب سے بہت زیادہ موجود تھی۔ اور لوگ بہت بری طرح رسم و رواج اور اعتقادات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ان اقوام کو دائرہ اسلام کے اندر داخل کرنا کس قدر مشکل کام تھا۔ صوفیائے کرام نے اس کام کو کیا اور نہایت خوش اسلوبی سے کیا۔ لیکن بعض مصلحتوں اور مشکلات کی وجہ سے وہ ان کو اچھی طرح اسلامی تعلیم سے آشنا نہ کر سکے۔ اور اس وقت یہ بات ناممکن بھی تھی اس کے بعد جب ان کی اصلاح کا موقع آیا۔ ان کے جانشینوں نے غفلت برتی وہ بزرگ جنھوں نے ہزاروں مصائب برداشت کر کے اس کفرزار ہند میں اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام بلند کیا تھا۔ ان کے جانشین عرسوں اور قوالیوں میں اس طرح مصروف ہوئے کہ کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا کہ ہمارے بزرگوں اور پیشواؤں کے لگائے ہوئے باغوں کی کیا حالت ہے۔ نہ علمائے کرام نے اپنے فرائض کو کبھی پورے طور پر محسوس کیا۔ شاہان اسلام تو ہمیشہ ان معاملات سے علیحدہ ہی رہے۔

صدیاں گزر گئیں مسلمان اپنے ان بے علم بھائیوں سے بے تعلق اور بے خبر رہے اور ایسا رویہ اختیار کیا کہ گویا وہ اسلامی سوسائٹی کا کوئی حصہ ہی نہیں۔ وقت آیا کہ ان لوگوں کو جنھیں مسلمانوں نے ایک عضو معطل قرار دے کر اپنے سے علیحدہ کر دیا تھا۔ ان کے لئے آریہ سماج نے اپنے بازو پھیلا دیئے۔ بلکہ منہ کھول دیا۔ اور آج یہی غریب سب سے زیادہ اشدھی کے بے پناہ حملوں کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں مسلمانوں کی تباہ کن غفلت بدستور موجود ہے۔ جب کبھی اشدھی کے طوفان کی کوئی لہر زیادہ بلند ہوتی ہے تو مسلمانوں میں بھی ایک حرکت جس کو کسی نیم بسمل کی تڑپ کہنا زیادہ موزوں ہے عارضی طور پر پیدا ہوتی ہے اس کے بعد کچھ بھی نہیں۔

ظاہر ہے ان حالات کی ذمہ داری کن افراد پر عائد ہوتی ہے۔ اب وقت نہیں کہ ان کو الزام دیا جائے۔ یا ان سے کسی قسم کا مواخذہ کیا جائے۔ بلکہ اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ان نیم مسلم اقوام کو آریوں کے حملوں سے بچانے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ ان کو اچھی طرح اسلامی تعلیم سے آگاہ کیا جائے۔ ہندو معاشرت اور ہندو رسم و رواج ان سے دور کئے جائیں اور سب سے زیادہ وہ ہندوانہ خیالات جو ان کے دماغوں میں رچے ہوئے ہیں وہ نکالے جائیں۔ اور ان کو راسخ الاعتقاد اور باعمل مسلمان بنایا جائے اور یہ کام علما اور مشایخ کا ہے اب وقت آگیا ہے کہ مشایخ اپنی خانقاہوں اور خلوت کدوں سے باہر نکلیں۔ اور علمائے اسلام آپس کے اختلافات کو پشت ڈال کر میدان عمل میں آئیں۔ اور اسلام کی لٹتی ہوئی عظمت کی حفاظت کریں پنجاب میں اس قدر نازک حالت نہیں لیکن یو۔پی میں جا کر دیکھیے کہ وہاں شہروں میں مکتب و مدارس موجود ہیں۔ عالیشان مساجد بھی دکھائی دیتی ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کا بھی چرچا ہے۔ مگر داڑھی منڈوانے اور ٹخنے سے نیچا پاجامہ پہننے پر کفر کا فتوے بھی بعض جگہ مل جاتا ہے۔ آمین خفی اور آمین بالجہر جیسے معمولی مسائل پر معرکہ آرائیاں بھی ہوتی ہیں۔ دیوبند۔ بریلی۔ سہارنپور۔ مرادآباد اور دہلی میں شاندار اسلامی مدارس موجود ہیں۔ لیکن ان کے نواح میں جو حالت ہے وہ نہایت ہی دردناک ہے۔ اور وہاں جا کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم ہندوؤں کی بستیوں میں آگئے ہیں۔ اور وہاں کے بسنے والوں کے اسلام کا پتہ صرف مردم شماری کی فہرستوں ہی سے چل سکتا ہے۔

ہم علمائے کرام کو نہایت ادب سے یہ تلخ مگر سچی بات کہہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ان کی غفلت، باہمی اختلاف۔ اور روز روز کی سر پھٹول ہی مسلمانوں کی پستی و ادبار کی سب سے بڑی وجہ ہے اور وہ دنیا اور خدا کے سامنے اس کے جواب دہ ہیں۔ انہوں نے اپنے اس طرز عمل سے بہت بڑی حد تک اپنا اثر و رسوخ اور وقار ضائع کر لیا ہے۔ اگر اب بھی انہوں نے اپنے فرائض کو محسوس نہ کیا اور اپنے طرز عمل کو نہ بدلا تو ان کا رہا سہا اقتدار بھی ختم ہو جائے گا۔ اور مسلمانوں کی بربادی کا گناہ عظیم ان کے سر ہوگا۔ کاش ہماری کمزور آواز ان کے کانوں تک پہنچ جائے۔

دختران اسلام کفر کے جال میں

قارئین کرام کسی گزشتہ اشاعت میں ڈیرہ دون کی یہ خبر ملاحظہ فرما چکے ہوں گے کہ وہاں ایک پٹھان لڑکی مریم کو اشدھ کر کے اس کا نام شانتی دیوی رکھا گیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ایک آریہ اخبار ہی کی زبان سے سنیئے:۔

" شانتی دیوی کی شادی کانپور کے رہنے والے شری ٹھاکر گوپال سنگھ جی کے ساتھ بڑی دھوم سے ہوئی اور بارات نکالی گئی بارات میں ڈیرہ دون کے رئیس وکلا اور کئی معززین شامل ہوئے۔ شادی کے موقعہ پر مرد عورتوں کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی ۔ ۔ ۔ ۔ خاوند اور بیوی دونوں ایک موٹر پر سوار ہو کر جلوس اور باجہ کے ساتھ اپنے قیام گاہ کو گئے " (پرتاب ۱۰ اپریل)

غفلت شعار مسلمانو! تم نے سنا یہ کیا ہوا؟ مریم کا ارتداد تمہاری ذلت غفلت اور بے بسی کا مظاہرہ تھا۔ اس کی شادی کا جلوس تمہاری غیرت کا جنازہ تھا بارات کے باجے تمہاری قومی موت کا اعلان کر رہے تھے۔ براتیوں کے مسرت آمیز نعرے نہایت ہی دل خراش طعنے تھے۔ بشرطیکہ تم انہیں سمجھو۔ ہم کہنا تو نہیں چاہتے لیکن کہے بغیر رہا بھی نہیں جاتا کہ مریم ہماری اسلامی بہن تھی اگر آج ہماری شامت اعمال اور غفلت کی وجہ سے اس کے ساتھ ایسا ہوا ہے تو کل کو ہماری دوسری بہنوں کے ساتھ بھی ایسا ہو سکتا ہے یہ یاد رہنا چاہیے کہ اگر مسلمانوں نے اپنی غفلت نہ چھوڑی تو انہیں اس سے بھی بڑھ کر مناظر دیکھنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

اللہ! انقلاب زمانہ کا یہ کیسا دل کو تڑپا دینے والا منظر ہے کہ مسلمان جو کبھی دنیا کی سب سے زیادہ غیور قوم تھی۔ آج اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو کفر کے جال میں پھنستے ہوئے اس خاموشی سے دیکھ رہے ہیں گویا کچھ ہو ہی نہیں رہا۔ کیا ہمارے علمائے کرام اور لیڈران عظام نے یہ خبر سنی؟ اور اس کے نتائج پر غور کیا ہے؟

تازیانہ عبرت

تازہ اور مصدقہ خبر ہے کہ آل انڈیا شدھی سبھا کانفرنس میں جو ۷ اپریل کو جبل پور میں منعقد ہوئی تھی گورو شنکر اچاریہ نے اپنی صدارتی تقریر میں اعلان کیا ہے کہ سر تکوجی راؤ (سابق مہاراجہ اندور) نے مجھے ایک لاکھ روپے کا گرانقدر عطیہ اور چھ ہزار روپے سالانہ کی امداد اس غرض سے دینے کا وعدہ کیا کہ ہندو مبلغین تیار کرنے کے لیے ایک مدرسہ قایم کیا جائے۔ اور بیرون ہند میں پروپیگنڈا کرنے کے لئے مبلغین بھیجے جائیں۔

معلوم ہے کہ یہ گرانقدر عطیہ کس نے دیا اور اس کا اعلان کس کی زبانی ہوا؟ یہ کونسی قوم ہے جو مبلغین کا مدرسہ اس غرض سے قایم کرنے والی ہے کہ ممالک غیر میں پروپیگنڈا کیا جائے۔ یہ خطیر رقم دینے والا ایک سناتنی راجہ ہے اور اس کا اعلان سناتنیوں کے پیشوائے اعظم کی زبانی ہوا ہے اور سناتنی ہندو بھی اب ممالک غیر میں اپنے مبلغ بھیجا کریں گے۔ کل تک جو قوم غیر ہندو کو ہندو دھرم میں داخل کر لینے کے خیال کو بھی گوارا نہیں کر سکتی تھی۔ اور جن کے ہاں سمندر پار جانا مہا پاپ تھا۔ آج وہ اپنی قومی ضرورتوں اور زمانہ کے انقلاب سے مجبور ہو کر یہ سب کچھ کر رہی ہے لیکن وہ مسلمان جن کا سب سے اہم اور مقدس مقصد ہی تبلیغ اسلام ہے۔ خاموش ہیں۔ بے خبر ہیں۔ نہ انہیں اپنا فرض یاد ہے نہ حریفوں کی جدوجہد کی کچھ خبر ہے۔ کیا یہ واقعہ ہمارے لیے ایک تازیانہ عبرت نہیں؟

کاش مسلمان اب بھی خواب خرگوش سے بیدار ہو کر اپنے بھولے ہوئے فرض کو ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ کاش گورو شنکر اچاریہ اور مہاراجہ تکوجی کی مثال ہمارے مشغلہ تکفیر میں مشغول علما اور لہو و لعب میں مصروف امرا کے طرز عمل میں کوئی مفید اور خوشگوار تغیر پیدا کر دے۔

کیا ہمارے احباب جرمن زبان میں ترجمۃ القرآن فنڈ اور اشاعت اسلام کالج کی مالی مدد کرنے سے اب بھی غافل رہیں گے؟

تنظیم المساجد

مسلمانوں کی نا اتفاقی اور انتشار ہی ان کی پستی و ادبار کا سب سے بڑا سبب ہے اور یہ ایک طے شدہ بات ہے۔ کہ جب تک مسلمان متحد نہ ہوں گے تب تک وہ کسی کام میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اب تک مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے لیے بے شمار تجاویز سوچی گئیں۔ اور بیسیوں تدابیر کی گئیں لیکن بدقسمتی سے ان میں کوئی بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ خواجہ حسن نظامی صاحب تنظیم المساجد کی مبارک تحریک کے ذریعے یہ مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے خیال میں اس روگ کا یہی واحد علاج ہے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے اس اہم ترین موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا اور اس کٹھن کام کو انجام دینے کے لیے نہایت مفید اور سہل تدبیریں بتائی تھیں جن کو تمام مسلمانوں نے نہایت قدر کی نظر سے دیکھا تھا۔ امید ہے کہ خواجہ صاحب مولانا کے زریں خیالات سے فائدہ اٹھائیں گے۔

تنظیم المساجد کا کام جس قدر ضروری ہے۔ اسی قدر کٹھن اور نازک بھی ہے۔ اس کے لیے نہایت ہی احتیاط، دانشمندی اور ایک زبردست عزم اور ان تھک مساعی کی ضرورت ہے۔ ہم خواجہ صاحب کی کامیابی کے لیے دست بدعا ہیں۔ خدا ان کو صحیح طریق کار سمجھنے اور اس پر کاربند ہونے کی توفیق بخشے۔

مذاکرۂ علمیہ

انسانی ترقی کا معراج اور انسانی تنزل کی انتہا

شجرہ ملعونہ کی تشریح

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

سوال - وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس والشجرة الملعونة فی القرآن (بنی اسرائیل) شجرۂ ملعونہ کی تفسیر عموماً مفسرین شجرۃ الزقوم قرار دیتے ہیں جس کی جائے پیدائش قرآن حکیم اصل دوزخ بتاتا ہے - انها شجرة تخرج فی اصل الجحیم چنانچہ وہ تو عالم اخروی میں ہوگا مگر چونکہ عالم آخرت عالم دنیا کے حقائق اشیاء کے ظہور اور بروز کا نام ہے پس شجرہ ملعونہ کی تفسیر اس عالم دنیا کے اعتبار سے بھی ہو جس کا مصداق دنیا میں بھی موجود ہو۔ لہذا اس کی تشریح کی بھی ضرورت ہے - یا یوں خیال فرمایئے کہ اس شجرۃ الزقوم سے کیا تعبیر لی جائے - کیونکہ عالم کشف کے احوال تعبیر طلب ہوا کرتے ہیں۔

جواب - سورہ بنی اسرائیل کی مذکورہ بالا آیۃ متنازعہ فیہ میں درحقیقت انسانی ترقی و تنزل کا نقشہ کھینچا ہے - الرؤیا سے مراد یہاں معراج نبوی ہے جس کا ذکر شروع سورت میں کیا تھا - الرؤیا اس لئے کہا گیا کہ وہ تمام مشاہدات آنحضرت صلعم کی قلب کی آنکھ نے دیکھے تھے - کیونکہ جس طرح رویت کہتے ہیں جسمانی آنکھ سے دیکھنے کو - اسی طرح رؤیا کہتے ہیں قلب کی باطنی آنکھ سے دیکھنے کو - اس میں خواب اور کشف دونوں شامل ہیں - معراج ایک عظیم الشان کشف تھا - جو عین بیداری کی حالت میں ہوا - مگر جو آنکھ دیکھ رہی تھی - وہ قلب کی آنکھ تھی نہ کہ جسم کی - جیسا کہ خود قرآن میں معراج کے متعلق آتا ہے کہ ما کذب الفؤاد ما رأی - یعنی جو کچھ محمد رسول اللہ نے دیکھا وہ دل نے جھوٹ نہیں دکھایا تھا - بلکہ آپ کے قلب کے شیشۂ صافی میں عالم روحانی کا جو عکس بھی پڑا وہ صحیح پڑا - اور قلب کے ذریعہ جو کچھ بھی دیکھا وہ صحیح اور درست تھا - پس یہ رؤیا جو معراج کی شکل میں نظر آیا - اس کا مقصد یہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کا وہ مقام عالی دکھایا جائے - جس پر آپ بوجہ اپنے ایمان کامل اور معرفت تامہ اور علم اور عمل کے پہنچ چکے تھے - اور جس کی وجہ سے آپ خلافت الٰہی کے مصداق ٹھہر چکے تھے - گویا انسان کی پیدائش کے وقت جو مقصد جناب الٰہی نے بیان فرمایا تھا کہ انی جاعل فی الارض خلیفه کہ میں زمین میں خلیفہ پیدا کرنے لگا ہوں - وہ وعدہ اگرچہ صدہا انبیاء اور مقربین اور اکابر کے وجود میں پورا ہوتا آیا - مگر اس کے معراج اور اس کے کمال کے انتہائی نقطے پر جو شخص پہنچا وہ محمد رسول اللہ صلعم ہی تھے - جو تمام انبیاء اور مقربین اور کل ملائکہ مقربین حتیٰ کہ جبریل کے مقام سے بھی آگے نکل گئے - اور آپ کی روح اور قلب نے وہ مقام قدس اور تنزہ حاصل کیا - کہ براہ راست بلا واسطہ کسی فرشتہ کے جناب الٰہی سے واصل اور ہمکلام ہوئے - یہ تو وہ مقام ترقی اور کمال اور کامیابی کی انتہا تھی جو انسان کے احسن تقویم پر پیدا ہونے اور علم و عمل سے خلافت الٰہیہ کے وارث ہونے کا نتیجہ تھا۔

مقام تنزل لیکن اس کے بالمقابل وہ مقام تنزل تھا جس پر انسان ابی اور استکبار کی وجہ سے ملعون ہو کر پہنچ جاتا ہے - لعنت خدا سے دوری کو کہتے ہیں - ابلیس نے جب خدا کے حکم کی نافرمانی کی اور اس نافرمانی کے ساتھ کوئی معافی نہ چاہی بلکہ بوجہ تکبر کے اصرار کیا - تو وہ ملعون اور مردود ہوا - اسی طرح جو شخص شیطان کی تحریک سے اس ممنوعہ درخت کا پھل کھاتا ہے جو ابی اور استکبار کے جہنم سے پیدا ہوتا ہے - وہ بھی لعنتی ہو کر راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے قرآن میں ابلیس کے متعلق آتا ہے ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین اس نے حکم سے نافرمانی کی اور تکبر کیا پس کافروں میں سے ہو گیا - اس کے ساتھ ہی آدم کو حکم ہوتا ہے وقلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة ...... ولا تقربا هذه الشجرة فتکونا من الظالمین - ہم نے کہا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور جہاں سے مرضی ہو با فراغت کھاؤ پیو - اور اس درخت کے پاس نہ جانا - پھر تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے - هذه کا اشارہ قریب کے لئے ہے - جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مشارٌ الیہ درخت میں کہیں قریب ہی ذکر ہے - اور وہ وہی ابی و استکبار کا درخت تھا جس کا پھل کھا کر ابلیس لعنتی ہوا تھا - درخت اسے بطور استعارہ کے فرمایا کیونکہ انسان کا عمل ایک بیج ہوتا ہے - جو نشوونما پا کر اپنا پھل بہت برا لاتا ہے - چنانچہ قرآن میں بھی کلمہ طیبہ کو شجرۂ طیبہ فرمایا اور کلمہ خبیثہ کو شجرۂ خبیثہ فرمایا - دیکھو سورۂ ابراہیم - ومثل کلمة خبیثة کشجرة خبیثة کہ کلمۂ خبیثہ مانند ایک شجرۂ خبیثہ کے ہے - پس یہی وہ شجرۂ خبیثہ ہے جس کے نزدیک جانے سے انسان کو روکا گیا ہے - کیونکہ اس کا پھل یعنی نتیجہ بہت برا تھا - اور کلمۂ خبیثہ یا شجرۂ خبیثہ وہی ابی اور استکبار ہے جس کے ساتھ جہنم لازم ملزوم ہے کیونکہ ایسی نافرمانی جو اپنے ساتھ استغفار اور توبہ نہیں رکھتی - بلکہ شوخی اور تکبر سے گناہ پر اصرار رکھتی ہے وہ لعنت کا موجب اور جہنم کا درخت ہوتی ہے - پس وہ ایک شجرۂ ملعونہ ہے جس کی جڑ جہنم میں ہے - دیکھو آدم سے بھی نافرمانی ہو گئی تھی مگر شوخی اور تکبر نہ تھا - بلکہ عاجزی اور استغفار اور توبہ تھی - اس لئے رحمت الٰہی نے اسے اپنی حفاظت میں لے لیا - ابلیس نے بھی نافرمانی کی - مگر اس کے ساتھ شوخی اور تکبر سے اس نافرمانی پر اصرار تھا - اس لئے وہ لعنتی اور مردود ہوا پس یہی وہ شجرۂ ملعونہ ہے جس کا قرآن میں ذکر ہے - اور جس کی جڑ جہنم میں ہے اور جو قیامت میں زقوم کے درخت کی شکل میں انسان کو نظر آئے گا زقوم اس لئے کہا کہ زقوم مرکب ہے ذق اور ام سے اور ام مخفف ہے انک انت العزیز الکریم سے - قرآن میں آتا ہے کہ جب اس ملعون درخت کا پھل کھانے کو دیا جائے گا تو اس شخص کو کہا جائے گا کہ ذق انک انت العزیز الکریم (سورہ دخان) کہ چکھ تو تو بڑا غالب اور بزرگی والا تھا - یعنی دنیا میں تو نے بوجہ اپنی مزعومہ بڑائی اور تکبر کے حق کو قبول نہ کیا - اور خدا کی نافرمانیوں میں تکبر سے اصرار کرتا رہا - تو اب اس کا پھل چکھ - پس زقوم میں اشارا اسی ابی اور استکبار کے پھل کی طرف ہے جس کے چکھتے وقت انسان کی مزعومہ بڑائی اور نافرمانی پر اصرار کرنے کی یاددہانی کرائی جائے گی - پس اس درخت کا نام جو انسان کے ابی اور استکبار سے پیدا ہوتا ہے زقوم سے زیادہ کوئی موزوں نہیں ہو سکتا - اور اس کی جڑ جہنم کے سوا اور کہیں نہیں ہو سکتی۔

آیت کا مطلب اب اس آیت کو پڑھو تو مطلب صاف ہے واذ قلنا لک ان ربک احاط بالناس وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس والشجرة الملعونة فی القرآن ونخوفهم فما یزیدهم الا طغیانا کبیرا ہ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی مخالفت اور شرارت اور سرشوری پر ہم نے جب تجھے کہا کہ بیشک تیرے رب نے جو تجھے ترقی اور کمال پر پہنچانا چاہتا ہے لوگوں کا احاطہ کر رکھا ہے کوئی تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا اور کوئی تیرے مقابلہ پر کامیاب نہیں ہو سکتا چنانچہ اپنی ربوبیت کے ثبوت میں ایک عظیم الشان کشف میں تیری ترقی اور کمال اور کامیابی کی معراج تجھے دکھائی - اور ساتھ ہی یہ بھی قرآن میں بتایا کہ یہ جو آج بڑے اور بزرگ بنے پھرتے ہیں - درحقیقت یہ وہ بیج بو رہے ہیں جس کا نتیجہ لعنتی درخت ہے جس کا ذکر قرآن میں ہم کر چکے ہیں - اور جس کا پھل لعنت اور ذلت اور ناکامی اپنے اندر رکھتا ہے - تو اس پر لوگوں نے ٹھٹھے کئے اور مذاق اڑایا - اور تیری باتوں کو اپنے اعتراضوں اور طعنوں کا تختہ مشق بنایا - ہم تو ان لوگوں کو ڈرانا چاہتے ہیں - لیکن یہ اپنی سرکشیوں میں اور زیادہ بڑھتے ہیں پس اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ابلیس کی طرح اپنے تکبر اور نافرمانیوں کی وجہ سے ملعون اور مردود اور ناکام اور ہلاک ہوں - اور تیرا صدق اور صبر اور استقامت اور وفا تجھے تیرے مراتب میں اور بڑھائیں - اور تیری کامیابیوں کو جو معراج میں تجھے دکھائی گئی ہیں زیادہ نزدیک کر دیں - چنانچہ اس آیت کے ساتھ اگلی آیت میں آدم اور ابلیس کا ذکر کر کے بتا دیا کہ یہ نظارہ عنقریب اپنی پوری شان و شوکت سے ظہور پذیر ہونے والا ہے - جو محمد رسول اللہ کی خلافت حقیقی اور آپ کے منکرین متکبرین کے ملعون و مخذول ہونے پر بطور ایک عظیم الشان نشان کے ہوگا - اور ایسا ہی ہوا - معراج کو جانے والا اپنے تمام مقاصد دینی و دنیوی میں کامیاب ہوا اور ابی و استکبار کے شجرۂ ملعونہ کے چکھنے والوں پر آخر وہ دن آ گیا کہ دنیا میں بھی ذلت اور ناکامی کا پھل نصیب ہوا - اور آخرت میں بھی زقوم کے وارث ہوئے - ذق انک انت العزیز الکریم بدر اور فتح مکہ پر بھی نظر آیا - اور جہنم میں بھی نظر آئے گا۔

اخبار احمدیہ

لاہور - انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے بھی تقریر فرمائی۔

تبلیغ - پروفیسر محمد عبداللہ صاحب جو جرمنی میں اسلام کی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے ہیں ، ، اپریل کو بمبئی سے جہاز پر سوار ہو کر عازم جرمنی ہو گئے اسی روز مولوی عزیز بخش صاحب کے فرزند رشید ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بھی بعزم انگلستان جہاز پر سوار ہوئے وہ P.H.D کی ڈگری حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جلسہ - احمدیہ انجمن راولپنڈی کے سالانہ جلسہ پر انجمن کی طرف سے مندرجہ ذیل حضرات تشریف لے گئے (۱) جناب مولانا صدر الدین صاحب پرنسپل اشاعت اسلام کالج لاہور (۲) مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت (۳) مولانا عصمت اللہ صاحب (۴) میر مدثر شاہ صاحب - جلسہ نہایت پر رونق ہوا۔

اصلاح - مرزا مظفر بیگ صاحب مبلغ انجمن ضلع مظفر گڑھ میں مسلمانوں کی مالی اور معاشرتی اصلاح میں بہت سرگرمی سے کام کر رہے ہیں اسلامی تجارت کے فروغ کے لئے بھی کوشش ہو رہی ہے [illegible] رہیں۔

ویدوں کے رشی

خاندان کشک کے رشی وشوامتر کے سوانح حیات

(گذشتہ سے پیوستہ)

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

مہرشی وشوامتر جن کو ویدنے خود مہرشی اور نورانی پیدائش والے کا خطاب دیا - ان کے متعلق یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ وہ رگوید کے منڈل تین کے مصنف تھے بلکہ وید کے پہلے تین منڈلوں میں ان کا اور ان کی اولاد کا ذکر بکثرت موجود ہے ان کے متعلق مہابھارت میں بھی بہت کچھ مذکور ہے چنانچہ ان کی زندگی کا ایک عجیب واقعہ مہابھارت شانتی پرو حصہ دوم ادھیائے ۱۴۰ میں یوں لکھا ہے:-

"ایک مرتبہ بہت بڑا قحط پڑا اس خطرناک وقت میں مہان رشی وشوامتر نے اپنی بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر جائز اور ناجائز خوراک کی تلاش میں ادھر گردش کرنا شروع کیا - ایک دن جنگل میں وہ ایک گاؤں میں پہنچا - جو ظالم شکاریوں سے آباد تھا چھوٹا سا گاؤں مٹی کے ٹوٹے پھوٹے برتنوں سے اٹا پڑا تھا - کتوں کی کھالیں ادھر ادھر پڑی تھیں - سوروں اور گدھوں کی ہڈیوں اور کھوپریوں کے ڈھیر جابجا لگے تھے - کفن کے کپڑے جابجا پڑے تھے - اور مردوں پر مستعمل ہاروں سے گاؤں آراستہ تھا - کئی قسم کے زینت کے کام سانپ کی کینچلی سے بنائے گئے تھے - کوؤں کی کائیں کائیں - مرغیوں کی ککڑ کوں اور گدھوں کی مکروہ آواز سے وہ گاؤں گونج رہا تھا - باشندے آپس میں لڑتے اور جھگڑتے تھے - تمام اطراف میں دیوتاؤں کے مندر تھے - جن پر الوؤں اور دیگر بھیانک جانوروں کی تصاویر بنی ہوئی تھیں آہنی گھنٹوں کی صدائیں ان سے بلند ہوتی تھیں - گاؤں میں ہر طرف کتوں کا دور دورہ تھا بھوک سے بے بس ہو کر کھانے کی تلاش میں وشوامتر اس گاؤں میں داخل ہوا اور حتی المقدور کھانے کی کسی چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کی - کشک کے بیٹے نے اگرچہ بار بار بھیک مانگی تاہم اس کو نہ گوشت ملا - نہ چاول - نہ پھل اور نہ کوئی اور چیز کھانے کو ملی - تب اس نے کہا میری تکلیف بہت ہی بڑی ہے - آہ کھینچ کر تھا بہت سے چنڈالوں کے اس گاؤں میں وہ گر پڑا - رشی نے کمال غور سے سوچا اب میرے لئے بہتر کیا ہے - اس بیچارگی کی حالت میں اس ناگہانی موت سے بچنے کے ذرائع پر وہ غور کرنے لگا - تب اس نے کتے کے گوشت کا ایک بہت بڑا ٹکڑا اپنے سامنے دیکھا جو ابھی ابھی چھری سے ذبح کیا گیا تھا - اور ایک چنڈال کی جھونپڑی کے فرش پر پڑا تھا - رشی نے سوچا اور ارادہ کیا کہ وہ اس گوشت کو چرا کر لے جائے - اس نے اپنے دل میں کہا کہ اب جان کو بچانے کے لئے اور کوئی چارہ نہیں مصیبت کے وقت میں چوری جائز ہوتی ہے - خواہ کتنا بھی بڑا انسان کیوں نہ ہو یہ اس کو عظمت سے محروم نہیں کرتی - برہمن بھی اپنی جان بچانے کے لئے اس کو کر سکتا ہے یہ ایک یقینی بات ہے - سب سے پہلے دھرم شاستر کی رو سے ، اس کو ذلیل انسان کے گھر سے چوری کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے - اگر اس میں ناکامی ہو تو پھر مساوی ذات والے کے گھر اگر اس میں بھی ناکامیابی ہو تو ایک شریف اور نیک آدمی کے گھر بھی چوری کر لینی چاہیئے تو اب مجھے جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں - اس گوشت کو چرا لینا چاہیئے میں اس چوری میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا - اس لئے مجھے ضرور اس کتے کی ران کو چرانا چاہیئے اس تجویز کو پاس کر لینے کے بعد وشوامتر چنڈال کے قریب ہی زمین پر لیٹ گیا تھوڑی دیر کے بعد یہ دیکھ کر کہ رات بہت گزر گئی ہے - اور چنڈالوں کا تمام گاؤں سو رہا ہے وشوامتر آہستہ سے اٹھ کر اس جھونپڑے کے اندر گھس گیا - چنڈال جو اس کا مالک تھا آنکھوں پر پٹی رکھے جھوٹ موٹ نیند کے خراٹے لے رہا تھا - حقارت کی نگاہ سے اس کو دیکھ کر اس نے ملامت آمیز لہجہ میں وشوامتر کو کہا - کون ہے جو دروازہ کی کنڈی کھول رہا ہے تمام چنڈالوں کا گاؤں سو رہا ہے - صرف میں ہی جاگ رہا ہوں ابھی ہوشیار تم جو کوئی بھی ہو قتل کر دیئے جاؤ گے - یہ ایک سخت کلام تھا جو رشی کے کانوں تک پہنچا - دہشت اور شرم کے مارے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا - اور چوری کے خوف سے اس کا دل تھرتھرانے لگا - اور اس نے چنڈال کو کہا عمرت دراز باد - میں وشوامتر رشی ہوں میں یہاں فاقہ زدہ آیا تھا - اے مقدس روح تو مجھکو مت مار - اگر تم بالکل جاگتے ہی ہو - اس مقدس روح رشی کے یہ الفاظ سن کر چنڈال خوف کے مارے اٹھ کھڑا ہوا - اور وشوامتر کے قریب آ گیا اور ادب سے ہاتھ باندھ کر اور آنکھوں میں آنسو بھر کر اس نے کشک کے بیٹے سے کہا اے برہمن تم رات کے وقت یہاں کیا تلاش کرتے ہو؟ چنڈال سے مخاطب ہو کر وشوامتر نے کہا میں بھوک سے بہت لاچار ہوں اور فاقہ کی شدت سے مرنے کو تیار ہوں - میں نے ایسی حالت میں کتے کی ران کو اٹھا لینے کی ٹھانی تھی - بھوک سے بے بس ہو کر میں گنہگار رہا ہوں - جو خوراک تلاش کرتا ہے اس کے لئے کوئی شرم نہیں - یہ بھوک ہے جو مجھے گناہ پر آمادہ کرتی ہے اس لئے میں کتے کی ران لینا چاہتا تھا - بھوک نے میری ویدوں کی تعلیم کو مکدر کر دیا ہے - میں نحیف اور حواس باختہ ہوں مجھے حلال اور حرام کی تمیز نہیں رہی - اگرچہ میں یہ جانتا ہوں کہ یہ گناہ ہے - تاہم میں اس کتے کی ران کو لینا چاہتا ہوں -

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۸ء

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ)

فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم ..... الی ......
یاایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (آل عمران - رکوع ۲۰)

مسلمانوں کی وہ کامیابی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا آپ کے بعد ہم کو نظر آتی ہے اس کی وجوہ کو اگر غور سے تلاش کیا جائے تو ایک ہی بڑی بھاری وجہ ان کی کامیابی کی نظر آتی ہے اور وہ ان کا صبر ہے یعنی دکھوں اور تکلیفوں کی برداشت، مصائب کا مقابلہ، بلند ہمت ۔ یہی چیز ان کی کامیابی کی اصل جڑ تھی۔

یہاں جو آیات میں نے پڑھی ہیں ان سے پہلے ایک دعا کی تعلیم دی ہے۔ اور یہاں سے اس کی قبولیت کا ذکر شروع ہوتا ہے ۔ اس قبولیت کا نشان کیا ہے انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثیٰ ۔ کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہ ہوگا ۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت ۔ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم ۔ جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے واوذوا فی سبیلی اور میرے رستہ میں انہیں دکھ دیا گیا ۔ وقاتلوا وقتلوا اور انہوں نے جنگ کی اور وہ قتل کئے گئے ۔ لاکفرن عنھم سیاٰتھم ایسے لوگوں کی برائیاں تکلیفیں مصیبتیں میں دور کر دیتا ہوں ولادخلنھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر پھر انہی کو بہشتوں میں داخل کرتا ہوں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ۔ گویا قبولیت دعا کا وعدہ بھی انہی لوگوں کے ساتھ ہے جو خدا کے رستے میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں ۔ یہاں تک کہ قتل بھی کئے جاتے ہیں تب قوم کامیاب ہوتی ہے۔

مشکلات کا مقابلہ

اور ان آیات کے آخر پر بطور نصیحت فرمایا یاایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ۔ اے ایمان والو مشکلات اور مصائب میں صبر سے کام لو وصابروا ۔ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ صبر دکھاؤ ۔ یعنی دکھوں اور تکالیف کی برداشت میں دوسروں سے بڑھ جاؤ ۔ ورابطوا اور حفاظت کرو ۔ یہ نہیں بتایا کہ کس کی حفاظت کرو ۔ دین کی حفاظت ۔ قوم کی حفاظت ۔ وطن کی حفاظت ۔ اپنے نفس کی حفاظت سب کچھ اس کے اندر آ جاتا ہے ۔ اگر غور کیا جائے تو یہی بات تھی اصبروا و صابروا پر عمل جس نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی اسلام کی ابتدائی تاریخ کو اگر پڑھا جائے تو اور کوئی چیز نہیں جس نے مسلمانوں کو اتنی کامیابی عطا کی ہو جتنی کامیابی انہیں صبر کی وجہ سے نصیب ہوئی ۔ اسلام کی جتنی تعلیمات ہیں ان میں بھی صبر کا سکھانا اسلام کی بڑی بھاری غرض ہے مصائب اور دکھوں میں اپنے آپ کو برداشت کے قابل بنانا یہ اسلام کا سب سے بڑا سبق ہے ۔ یہاں تک کہ نماز بھی صبر کو پیدا کرنے کے لئے ہے اور حج کی بھی یہی غرض ہے ۔ منہ سے تو ہر انسان کہہ لیتا ہے کہ وہ بہت صبر اور برداشت کر سکتا ہے ۔ لیکن جب تک کوئی شخص صبر کا عادی نہ ہو اس وقت تک مصیبتوں کی برداشت کی طاقت اس میں نہیں آ سکتی ۔ قومیں اسی وقت زندہ ہوتی ہیں ۔ جب ان میں دکھوں کے اٹھانے اور مصائب کو برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہو ۔ جب صبر اور حوصلہ کے ساتھ وہ مشکلات کا مقابلہ کر سکیں ۔ اور مشکلات میں ہمت کو نہ ہاریں ۔ میں نے کہا ہے کہ نماز بھی صبر کو پیدا کرنے کے لئے ہے ۔ بلاشبہ بڑی آسائش اور آرام کو نماز کے لئے چھوڑنا پڑتا ہے ۔ انسان کام کاج سے تھکا ہوا ہوتا ہے ۔ یا اس کے سونے کا وقت ہوتا ہے تو اسی وقت نماز کے لئے بلایا جاتا ہے ۔ اس وقت آرام کو چھوڑ کر نماز میں جانا صبر کی طاقت انسان میں پیدا کرتا ہے ۔ ایسا ہی روزے کے متعلق فرمایا لعلکم تتقون ۔ یہ اس لئے تم پر فرض کیا گیا کہ قوت عمل تمہارے اندر پیدا ہو ۔ روزہ خود بڑے بھاری دکھوں اور تکلیفوں کا انسان کو عادی بنانے کے لئے ہے ۔ لیکن مسلمانوں نے رمضان کے مہینے کو ایک کفارہ بنا رکھا ہے ۔ اس مہینہ میں عبادات اور نمازوں وغیرہ پر خوب زور دیا جاتا ہے ۔ اور جونہی رمضان گزرا سب کچھ ترک کر دیتے ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس روزے کی غرض یہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا کہ انسان میں تقویٰ اور قوت عمل پیدا ہو یا یہ ہے کہ اس مہینہ میں ثواب کی ایک گٹھڑی باندھ کر رکھ لی جائے ۔ رمضان کے دنوں میں مسجدیں خوب معمور ہوتی ہیں فرض نمازوں کے علاوہ روزہ کھولکر بیس بیس رکعت تک مسجدوں میں آ کر پڑھتے اور سیپارا سارا قرآن سنتے ہیں ۔ لیکن ادھر رمضان گزرتا ہے اور ادھر مسجدیں خالی ہو جاتی ہیں ۔ بہت سے مسلمان ہیں جو جمعۃ الوداع کو مسجد میں آتے اور قضاء عمری پڑھ کر چلے جاتے ہیں ۔ مگر بہت لوگ ہیں جو قضائے عمری کے خیال کو لغو سمجھتے ہوئے خود ماہ رمضان کو قضائے عمری کا سامان سمجھتے ہیں۔

صوم و صلوٰۃ کی غرض

میں کہتا ہوں کہ کیا رمضان کی غرض یہ تھی کہ اس مہینہ میں ثواب کی گٹھڑیاں باندھ کر رکھ لی جائیں یا روزہ اس لئے ہے کہ اتقا پیدا ہو اور قوت عمل بڑھے ۔ اپنے آپ کو صبر کا عادی بنانا یہ غرض ہے روزے کی ۔ خدا کو اس سے کوئی خوشی نہیں ہوتی کہ تیس دن انسان بھوکا اور پیاسا رہے ۔ اس کو خوشی اس بات سے ہوتی ہے کہ تم میں صبر اور برداشت کا مادہ پیدا ہو ۔ تم میں قوت عمل ترقی کرے اگر خدا کو خوش کرنے کے لئے کوئی قوت تم میں پیدا نہیں ہوتی ۔ تو بیکار ہے تمہارا تیس دن تک بھوکا رہنا اور عبادات کرنا ۔ اس ثواب اور عذاب کو چھوڑ کر حقیقی ثواب اس بات میں ہے کہ اپنے نفس کو دکھوں کا عادی بناؤ اور قوت عمل اس میں پیدا کرو ۔ جتنا زیادہ اپنے نفس کے اندر عمل کی طاقت پیدا کرو گے اتنا ہی تمہارے لئے فائدہ کا موجب ہوگا ۔ ہر شخص اپنے نفس کا خود مطالعہ کر کے دیکھ سکتا ہے کہ وہ کہاں تک عمل کی طاقت رکھتا ہے ۔ کہاں تک دکھوں کی برداشت اس میں ہے ۔ اقرا کتابک کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا ۔ اپنے نفس کی کتاب تمہارے سامنے کھلی ہے ۔ اس کو پڑھ کر دیکھ سکتے ہو ۔ اپنے نفس کا خود مطالعہ کر سکتے ہو کہ کہاں تک وہ عمل کا عادی ہوا ہے ۔ کہاں تک اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنی آسائش کو چھوڑنے میں اسے خوشی محسوس ہوتی ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کیا غرض تھی تمہارے روزوں اور تراویح کی ؟ تراویح جو نوافل ہیں اور جن کو اس طرح مسجد میں آ کر رسول اللہ نے پڑھا بھی نہیں ۔ اس کو اتنی دور دور سے آ کر تم پڑھتے ہو اور فرض نمازوں کے لئے چل کر نہیں آتے ۔ یہ کس کا حکم تم مان رہے ہو ۔ اپنے نفس کا یا محمد رسول اللہ کا ؟ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ؛ ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

افسوس ہے کہ لوگوں نے اپنے ہوا و ہوس کو معبود بنا رکھا ہے وہ نماز جس کے لئے وہ روزوں میں گھنٹہ گھنٹہ بھر کھڑے رہتے ہیں بعد میں پانچ منٹ آ کر کھڑے نہیں ہو سکتے ۔ رسول اللہ کا حکم اگر ماننا ہوتا تو فرض نمازوں کو باجماعت پڑھنے کی زیادہ فکر ہوتی ۔ روزہ فی ذاتہ کوئی چیز نہیں ۔ محض ایک قوت پیدا کرنے کا سامان ہے ۔ جس شخص کے اندر یہ قوت پیدا ہو جائے وہی روزے سے حقیقی فائدہ اٹھاتا ہے۔

رسم و رواج کی اصلاح کرو

میں نے عید کے خطبہ میں اس پر زور دیا تھا کہ ہم کو اس رسم و رواج کو چھوڑنا چاہیئے کہا جاتا ہے کہ اس کی برادری ہو تو اس کو پتہ لگے کہ برادریوں میں کیا کچھ کرنا پڑتا ہے یہ غلط ہے ۔ میں نے تو صرف ایک بھلائی کی بات کہی تھی کہ اپنے روپے کو بچاؤ یہ تمہیں بہتر کام دے گا ۔ اس کو جو تم برادری کی خوشنودی کے لئے برباد کرتے ہو اگر خدا کی خوشنودی کو مدنظر رکھو تو اس سے تمہیں بہت سا فائدہ ہو سکتا ہے ۔ لیکن کہلائیں احمدی ۔ مجدد کے ہاتھ پر بیعت کریں اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے بجائے دنیا کو دین پر مقدم کریں ۔ جاؤ اور دوسری قوموں کو جا کر دیکھو قوم کی بہتری کے لئے وہ کیا کیا کام کرتے ہیں ۔ کیا تم مسلمان قوم کو تباہی سے بچانے کے لئے اس قدر کام نہیں کر سکتے کہ فضول اخراجات اور رسوم و رواج سے اپنے آپ کو الگ کر لو ۔ اگر تمہارے سامنے مشکلات ہیں ۔ تمہارے گھروں، تمہاری بیویوں اور برادریوں کی طرف سے اگر مشکلات ہیں تو جاؤ اور خدا کے آگے گرو ۔ اس سے امداد طلب کرو ۔ اپنے اندر قوت پیدا کرو ۔ اگر تمہارے اندر قوت ہو تو تمام مشکلات کو سر سے ٹھکرا سکتے ہو ۔ اٹھو اور ہمت کرو تاکہ دوسرے لوگ تمہارے نمونہ سے سبق حاصل کریں ۔ ایک نئے رستے پر مسلمان قوم کو ڈال دو ۔ جو انہیں تباہی کے گڑھے سے نکال کر فلاح کے مقام کی طرف لے جانے والا ہو۔

اللہ تعالےٰ آپ کو اور مجھے اور تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ اپنے نفسوں کی خوشنودی پر خدا و رسول کی خوشنودی کو ہم مقدم کریں ۔ جس دن ہمارا یہ مقصد ہو گیا کہ خدا خوش ہو جائے یقیناً خدا اس وقت تمہارے لئے رستے بھی ایسے پیدا کرے گا جو تباہی کے گڑھے سے نکالنے والے ہوں۔

خطبہ ثانی

تین بڑے ضروری کام ہیں جو میں چاہتا ہوں کہ اس وقت آپ لوگ کریں ۔ بیان تو میں نے کر دیئے ہیں ۔ لیکن اب میں چاہتا ہوں کہ کچھ آدمی ہم میں سے نکلیں ۔ جو جماعتی رنگ میں ایک نظام کے ماتحت ان کاموں کو کریں ۔ ایک تو یہی رسم و رواج کے کاٹنے کا کام ہے ۔ ایک کام ہے بیماروں کی خبرگیری اور ان کے دکھوں میں امداد ۔ ایک تیسرا کام ہے سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کے لئے کوشش کرنا ۔ بلکہ ایک چوتھا کام بھی ہے مسلمانوں کی تجارت کو ترقی دینا ۔ لیکن یہ کام چونکہ کچھ نہ کچھ ہو رہا ہے ۔ اس لئے میں نے اس کو الگ کر رکھا ہے ۔ اگرچہ مسلمان قوم کا حافظ بہت کمزور ہے آج سے چند ماہ پیشتر اس کا بہت زور تھا کہ مسلمانوں ہی سے سودا لیا جائے لیکن آج بازار میں جا کر دیکھو معلوم نہیں ہوتا کہ کسی مسلمان کے وہم میں بھی یہ بات ہو ۔ ہندوؤں ہی سے زیادہ تر مسلمانوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے ۔ بعض لوگوں کو اس سے غلطی لگتی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو مسلمانوں سے سودا خریدنے پر زور دیا جاتا ہے تو اس سے منافرت پھیلتی ہے ۔ لیکن یہ غلط ہے کہ اس کی غرض منافرت پھیلانا ہے ۔ کم از کم سمجھدار ہندو تو اس کو برا نہیں مناتے کہ مسلمان اپنی تجارت کو فروغ دیں ۔ اصولاً یہ کوئی بری بات نہیں ۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ایک شخص بیمار ہے اور دوسرا تندرست ہے ۔ ضروری ہے کہ دوائی بیمار ہی کے منہ میں ڈالی جائے ۔ روپیہ قوم کا خون ہے ۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما ۔ یعنی تمہارے مالوں ہی سے تمہاری زندگی ہے ۔ قوم کا خون اس وقت بہہ رہا ہے کیونکہ اس کا روپیہ اس کے ہاتھ سے نکلتا جا رہا ہے ۔ کوئی ایسی تجویز جس سے قوم کا روپیہ قوم کے اندر رہنے کی صورت ہو فوراً اختیار کرنی چاہیئے ۔ آپ کو چاہیئے کہ مسلمانوں میں اس خیال کو پھیلائیں ۔ کہ وہ اپنا روپیہ دوسروں کے پاس جانے سے بچائیں اور اسے اپنی قوم کی قوت کا موجب بنائیں ۔ ان چار کاموں کے لئے کوئی آدمی باہر نکلیں اور وہ جماعتی صورت میں ان کاموں کو لیکر اٹھ کھڑے ہوں ایک ایک کام کے لئے الگ الگ جماعتیں ہونی چاہئیں ۔ ایک گروہ تو رسم و رواج کو توڑنے کے لئے ہو ۔ دوسرا بیماروں کی خبرگیری کو اپنا مقصد قرار دے تیسرا سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو بھجوانا اپنا فرض سمجھے ۔ اور چوتھا مسلمانوں کی تجارت کو فروغ دے ۔ اس کے لئے آپ لوگوں میں سے جو شخص جس کام کو کرنا چاہتا ہو اس کے لئے اپنے آپ کو والنٹیر کرے اور مجھے رقعہ لکھ کر بھیج دے کہ میں فلاں کام کو کرنا چاہتا ہوں۔

عید فنڈ و فطرانہ

جماعت علیگڈھ کی طرف سے حسب ذیل عطیات موصول ہوئے ہیں اللہ تعالےٰ معطی صاحبان کو جزائے خیر دے۔

(۱)	مسٹر گل سلوک صاحب	۴—۱
(۲)	مسٹر در ملوک صاحب	۴—
(۳)	مسٹر عزیز مرزا صاحب	۴—۱
(۴)	مسٹر ڈبلیو رسول صاحب	۰—۱
(۵)	مسٹر عبدالرحیم صاحب	۴—۱
(۶)	مسٹر عبدالکریم صاحب	۴—
(۷)	مسٹر شیخ رؤف احمد صاحب	۴—۱
(۸)	پروفیسر عنایت علی صاحب	۸—۲

میزان ۰—۹ روپیہ

عطیہ جات برائے ترجمۃ القرآن جرمنی

من جانب طلباء و پروفیسر صاحبان علیگڈھ کالج حسب ذیل رقوم موصول ہوئی ہیں

(۱)	مسٹر گل سلوک صاحب طالب علم بی اے کلاس	۸—۲
(۲)	مسٹر در ملوک صاحب طالب علم لا کلاس	۸—۲
(۳)	مسٹر شیخ رؤف احمد صاحب ایف اے کلاس	۰—۲
(۴)	مسٹر عبدالکریم صاحب ایف اے کلاس	۰—۱
(۵)	پروفیسر غلام سرور صاحب	۰—۱
(۶)	مسٹر فیض محمد صاحب جماعت نہم	۰—۱
(۷)	مسٹر عطاء اللہ صاحب ایف اے کلاس	۰—۱

میزان ۰—۱۱

کل میزان بیس روپے عـــہ

ترجمۃ القرآن جرمنی کے لئے جناب غلام رسول صاحب بوچہ کی معرفت یہ رقوم پہنچیں اور عید فنڈ میں بھی بعض رقوم پہنچی ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام معطی	عید فنڈ	برائے ترجمۃ القرآن جرمنی
ماسٹر غلام رسول صاحب	عـہ/	عـہ/
بابو عبدالعزیز صاحب	عـہ	عـلـہ
بابو عبدالرحمٰن صاحب	عـہ/	عـہ/
میاں نواب علی صاحب	۴/	۴/
میاں عبداللہ صاحب	عـہ/	عـہ
ماسٹر حسن دین صاحب	.	۸/
میاں غلام حسن صاحب	.	عـہ
منشی دانشمند صاحب	.	عـہ
متفرق		عـہ/
میزان	للعـہ/	[illegible]

کل میزان [illegible]

(سید محمد حسین فنانشل سکرٹری)

ضلع مظفرگڑھ میں سنگٹھنی ہتھکنڈے

مسلمانوں کو مرعوب کرنیکی چالیں

قبل ازیں علاقہ علی پور ضلع مظفرگڈھ کے ہندو اصحاب کی ذہنیت اور مفسدہ پردازیوں کے متعلق جرائد میں مضامین شایع ہو چکے ہیں۔ اور حالات کی صحیح تصویر پبلک کے سامنے لائی جاچکی ہے۔ خیال تھا کہ تحصیل علی پور کے ہندو اصحاب آئندہ اپنے رویہ کی اصلاح کرتے ہوئے امن کی پرسکون فضا کو اپنی ناجائز حرکات سے تباہ و برباد نہ کریں گے مگر افسوس کہ ہندوؤں نے ابھی تک اپنا رویہ نہیں بدلا۔ اور بیش از بیش مفسدہ پردازیوں میں سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں چنانچہ حال ہی میں علاقہ جھگی والا میں تمبت کے میلے کے موقع پر آریہ سماجیوں نے مہتم قوم کے کچھ آدمیوں کو اشدھ کرکے ان کا جلوس نکالا۔ اس جلوس میں ہندو ننگی تلواریں لے کر شریک ہوئے۔ اور بہت اشتعال انگیز حرکات کیں۔ علاوہ گندے اور ناپاک بھجنوں کے ادم کے جھنڈے کا وہ مشہور گیت بھی گایا گیا جس نے علاقہ کوہاٹ میں قیامت برپا کر دی تھی۔

جس مہتم قوم کے کچھ آدمیوں کو اشدھ کیا گیا وہ قوم خنزیر کا شکار کرتی اور کھاتی ہے۔ ایک خنزیر کھانے والی قوم کو اپنے ساتھ ملا کر ان کا جلوس نکالنا مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگانے کے ارادہ سے تھا۔ مسلمانوں نے اپنے ایمان کے تحفظ کی خاطر اس علاقہ کے ہندو دکانداروں سے کھانے پینے کی چیزیں خریدنا بند کر دیں اس پر علاقہ جھگی والا کے ہندو دوڑے دوڑے مظفرگڈھ پولیس سپرنٹنڈنٹ کے پاس پہنچے۔ اور اصل حالات کو نہایت بددیانتی سے چھپا کر لگے رونے اور شور مچانے کہ ہمیں مسلمانوں سے خطرہ پیدا ہو گیا ہے ڈاکہ زنی کی وارداتیں ہونیوالی ہیں ہماری جان و مال سخت خطرے میں ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ پولیس مسلمان ڈاکوؤں اور لٹیروں کا بندوبست کرے۔ اور علاقہ جھگی والا میں پولیس کی گاردیں ہماری حفاظت کریں۔ ہندوؤں کے اس بناوٹی رونے چیخنے سے پولیس سپرنٹنڈنٹ متاثر ہو گیا اور جھٹ پولیس کی گاردیں علاقہ جھگی والا میں فرضی مسلمان ڈاکوؤں کے قلع قمع کرنے کے لئے بھیج دیں۔ مگر پولیس کو وہاں نہ کوئی ڈاکو نظر آیا نہ لٹیرا۔ ہندوؤں کے خطرات غلط ثابت ہوئے۔ پر پولیس جس طرح گئی تھی اسی طرح واپس گئی سال گزشتہ بھی علاقہ جھگی والا کے ہندوؤں نے اسی طرح پولیس میں واویلا مچا کر گاردیں منگوائی تھیں۔ مگر گارد کو ڈاکہ اور قتل و خونریزی کے کوئی آثار نہ پاکر مجبوراً واپس جانا پڑا تھا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ دفعہ ۱۸۲ کے ماتحت ان مفسد اور شریر ہندوؤں کے خلاف کوئی کارروائی کی جاتی جنھوں نے قتل و خونریزی و ڈاکہ زنی کا جھوٹا خطرہ ظاہر کرکے پولیس کو خواہ مخواہ پریشانی میں ڈال دیا تھا اور اگر ایسا کیا جاتا تو یقیناً ان مفسد ہندوؤں کو پھر ایسی مفسدہ پردازی کی کبھی بھی جرأت نہ ہوتی۔ مگر افسوس کہ حکام بالا دست نے اس طرف مطلق توجہ نہ کی اور معاملہ کو معمولی سمجھ کر رفع دفع کر دیا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امسال پھر ان مفسد ہندوؤں کو پرانے مگر خطرناک گیت الاپنے کی جرأت ہوئی اور پولیس کی طاقت کے مظاہرہ سے شریف اور باامن مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے کی کوشش کی۔ سال گزشتہ کی طرح اس دفعہ بھی پولیس کو نہ کوئی ڈاکو نظر آیا نہ کسی جگہ کوئی ڈکیتی کی واردات ملی۔ پس کیا وجہ ہے کہ ان مفسد ہندوؤں کے خلاف دفعہ ۱۸۲ کے ماتحت کارروائی نہ کی جائے۔ جو برابر دو سال سے پولیس کو بے وجہ پریشانی میں ڈال رہے ہیں۔ اور ناحق مسلمانوں جیسی باامن اور شریف قوم کو بدنام کر رہے ہیں اگر اب کی دفعہ بھی ان مفسدہ پردازوں کو یونہی چھوڑ دیا گیا تو وہ آئندہ بھی جب چاہیں گے بلا وجہ اسی طرح پولیس کو بلا بلا کر پریشان کیا کریں گے۔ ہم حکام بالادست کو نہایت زور سے توجہ دلاتے ہیں کہ وہ علاقہ جھگی والا تحصیل علی پور ضلع مظفرگڈھ کے ان ہندوؤں کے خلاف جنھوں نے پولیس کی امداد غلط خطرات کا اظہار کرکے طلب کی فوراً کوئی کارروائی کریں۔ تاکہ آئندہ کے لئے ایک نمونہ قایم ہو اور شریر لوگوں کو امن عامہ میں خلل انداز ہونے کا موقع نہ مل سکے۔ اور نہ کسی شریف و باامن قوم کے متعلق کسی قسم کی غلط فہمی پھیل سکے۔ اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہمیں خطرہ ہے کہ اس کے نتائج نہایت ہی خراب نکلیں گے۔ کیونکہ ان مفسد ہندوؤں کی آئے دن کی یہ مفسدہ پردازیاں کسی نہ کسی صورت میں ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لائیں گی۔ کیا ہماری اس درخواست پر حکام توجہ فرمائیں گے۔

خاکسار محمد نواز بقلم خود

(جائنٹ سکرٹری انجمن تحفظ اسلام علی پور ضلع مظفرگڈھ)

ہندوستان

— پشاور ۴ر اپریل معلوم ہوا ہے کہ موسم سرما کے آخر میں پنڈت موتی لال نہرو افغانستان کی سیر کریں گے۔ اور حکومت افغانستان کے مہمان ہوں گے۔

— دہلی ۲ر اپریل۔ دیسی ریاستوں کے قانونی مشیر سر لزلی سکاٹ ۱۲ر اپریل کو انگلینڈ جائیں گے۔

— بھاول نگر ۳ر اپریل۔ آج نواب صاحب بھاولپور نے بھاول نگر، کوٹسٹان ریلوے کی افتتاحی رسم ادا کی۔

— امسال پنجاب یونیورسٹی کے میٹریکولیشن اور ایس ایل سی کے امتحان میں ۱۶۱۲۸ طلبہ امتحان میں شریک ہوں گے۔ اور کل صوبہ پنجاب میں اس امتحان کے ۱۱۰ مرکز ہیں۔

— دہلی ۳ر اپریل۔ وائسرائے آج شام کو پنجاب کے دورے کے لئے روانہ ہو گئے۔

— بمبئی ۵ر اپریل۔ غیر مساوی عمر کی شادیوں کے انسداد کے لئے حکومت بمبئی عنقریب ایک مسودہ قانون پیش کرنے والی ہے۔ جس کی رو سے ایسی شادیاں کرنے والوں کو سزائے قید و جرمانہ دی جائے گی۔

— علی گڈھ ۴ر اپریل۔ رجسٹرار مسلم یونیورسٹی اطلاع دیتے ہیں کہ یونیورسٹی کے امتحانات کی تاریخوں میں تبدیلی کی افواہ غلط ہے۔ علی گڈھ میں طاعون قطعاً نہیں ہے۔ اور امتحانات کی تاریخوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

— پشاور ۴ر اپریل۔ ممبران اسمبلی نے اپنا سرحد کا دورہ ختم کر دیا ہے آج انہوں نے ملاکنڈ اور جمرود کا معائنہ کیا۔ شام کے وقت نواب اکبر خان نے ہوتی مردان میں ایک پارٹی دی۔ اسی شب کو تمام ممبر ٹیکسلا کو روانہ ہو گئے ہیں۔

— ٹیکسلا ۵ر اپریل۔ آج سر محمد حبیب اللہ نے عجائب خانہ کا افتتاح کیا۔

— مدراس ۴ر اپریل۔ برطانی ہند اور ریاست ہائے ہند کے مختص الصوبہ کوآپریٹو بنکوں کی کانفرنس کا اجلاس ۸۔ ۹۔ ۱۰ر جون کو منعقد ہوگا۔ آنریبل مسٹر رام داس صدر ہوں گے۔

ہندو دنیا

— ڈھاکہ ۲ر اپریل۔ کل ہندو مہا سبھا نے چھ مسلمانوں کو شدھ کرکے جنیو پہنائے۔ شدھی کے وقت بہت سے لوگ جلسے میں حاضر تھے۔

— بنارس ۵ر اپریل۔ گزشتہ رات مالوی جی نے اپنا چوتھا لیکچر ختم کیا آپ نے ہندوؤں کو سنگٹھن کرنے کی تلقین کی اور کہا کہ جگہ جگہ سناتن دھرم سبھائیں قایم کی جائیں۔ اور آریہ سماجیوں اور سناتنیوں کو اپنے اختلافات بھلا دینے چاہئیں۔

— ہندی کا ایک مشہور اخبار لکھتا ہے، مہاتما گاندھی سیاسیات میں ناکامی کے بعد اس دھرم پر تالی کو مٹانا چاہتے ہیں جو رشیوں منیوں نے دایم کی تھی آپ نے حال ہی میں مدراس کے لوگوں کو دو ھواؤں سے شادی کرنیکا مشورہ دیا ہے۔ گاندھی جی نے اس طرح سے مذہب کو بدنام کرکے اپنے آپ کو مہاتما، کے لقب کے ناقابل ثابت کیا ہے۔

— آریہ نوجوان سماج دمجلس نوجوان، کراچی کا سالانہ جلسہ ۲۷ر مئی سے ۳۰ر مئی تک منایا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی سندھ آریہ سمیلن بھی ہوگا۔

— اورنگ آباد ضلع علیگڑھ میں ۲۷۔ اچھوتوں کو اشدھ کیا گیا تھا۔

— دہلی میں ہندی بھاشا کے پرچار کے لئے ایک زبردست سبھا قایم کی گئی ہے۔

— ہردوار ۶ر اپریل۔ آج پونے چار بجے گورکل میں تباہ کن آتشزدگی رونما ہوئی اور آگ نے فوراً ہی تمام خیمہ جات کو گھیر لیا تین چوتھائی (ہم) خیمہ جات جل گئے۔ نقصان جان بالکل نہیں ہوا۔

— دیانند منڈل ہوشیارپور کے مشہور کارکن مہاشہ ناہر سنگھ جی نے ریاست جموں میں کام شروع کر دیا ہے اور ۳۴ ڈوموں کو اشدھ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

— آریہ سماج ہوشیارپور نے ایک مسلمان کو اشدھ کرکے اس کا نام اشور چند رکھا۔

— مالابار میں اشدھی اور اچھوت ادھار کا کام نہایت زور شور سے جاری ہے۔

— کرنال میں اشدھی کا کام زور و شور سے جاری ہے چند روز ہوئے ۷۰ کے قریب نٹ قوم کے افراد کو شدھ کیا گیا۔

— ضلع میرٹھ میں شدھی کے کارکن دورہ کر رہے ہیں۔

ممالک خارجہ

— گزشتہ سال قسطنطنیہ میں ضیق النفس سے چالیس ہزار انسان بیمار ہوئے اور اس وبائی مرض سے دس ہزار جانیں ضایع ہوئیں۔

— بیروت کے جدید مصری سفیر صاحب الفخام امین توفیق بے آج شام کے دارالحکومت میں پہنچ گئے ہیں۔

— روم کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ شاہ اطالیہ عنقریب طرابلس کا دورہ فرمائیں گے۔

— لندن یکم اپریل۔ سمرنا کے زلزلے کے متعلق جو حالات اب معلوم ہوئے ہیں ان سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ دراصل سمرنا کے قریب ۱۵۰ آدمی ہلاک اور ۵۰۰ مجروح ہوئے اور بہت سے مکان اور دکانیں تباہ ہو گئی ہیں۔

— چینی قوم پرستوں کا ایک وفد قسطنطنیہ میں بدیں غرض وارد ہوا ہے تاکہ ان اسباب و علل کا مطالعہ کرے جو ترکی قوم کی ترقی کا موجب ہوئے ہیں۔

— سوئٹزرلینڈ کی پارلیمنٹ نے سارے ملک میں سزائے موت منسوخ کرنے کا ریزولیوشن پاس کر دیا ہے۔

— طہران یکم اپریل۔ لارستان میں سرحدی قبائل اور سرکاری فوج میں خفیف سی جنگ ہوئی چنانچہ سرکاری فوج نے آہستہ آہستہ قبائل کو قابو کر لیا ہے۔

— لندن ۵ر اپریل۔ برٹش پارلیمنٹ ۱۷ر اپریل تک ملتوی کر دی گئی ہے۔

— لندن ۴ر اپریل۔ آج افغانی سفیر مقیم لندن نے جاپانی سفیر کے ساتھ افغانستان اور جاپان کے درمیان دوستانہ معاہدہ پر دستخط کر دئے ہیں۔ اس معاہدہ کی رو سے ٹوکیو اور افغانستان میں سفیر مقرر ہو جائیں گے اور دونوں ممالک کے باشندوں کو تجارتی اور دیگر امور میں سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی۔

— حکومت شام نے امسال حجاج کی آسائش کے لئے خاص انتظامات کئے ہیں۔

— ترکی حکومت نے بیس غیر ملکی بیمہ کمپنیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ترکی میں اپنا کاروبار بند کر دیں۔ کیونکہ انہوں نے ملک کے جدید قانون کی اطاعت سے انکار کر دیا ہے۔

— روس میں شاہ افغانستان کے استقبال کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں حکومت کے تمام اعلے افسر اسٹیشن پر آئیں گے۔ اعلیحضرت بالشویک فوجوں کا بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ آپ کو اس عمارت میں ٹھیرایا جائے گا جو کبھی زمانہ میں روس کے سب سے بڑے تاجر کی ملکیت تھی۔

— حادثہ نانکن کے متعلق صوبہ جات متحدہ امریکہ کے وزیر اور حکومت نانکن میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ موخر الذکر معافی مانگنے اور ایک لاکھ فرانک بطور تاوان ادا کرنے کو تیار ہے۔

— یہ خبر ابھی تصدیق طلب ہے کہ ٹراٹسکی کے کسی نے گولی مار دی اور وہ مر گیا ہے۔

— امیر لشکر عبداللہ خاں طہماسپی وزیر امور عامہ ایران لارستان کا دورہ کر رہے تھے کہ خرم آباد کے قریب لار قبیلہ سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی جس میں وہ مارے گئے۔ اس خبر کے موصول ہوتے ہی پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ شاہ ایران کل خرم آباد روانہ ہو گئے ہیں۔

— قسطنطنیہ ۳ر اپریل۔ اصلاح پسند مذہب کو حکومت سے علیحدہ کرنے کی تجویز کر رہے ہیں۔ تقریباً ۱۰۹ ڈپٹیوں نے جن میں عصمت پاشا بھی شامل ہیں اس تجویز پر دستخط کر دئیے ہیں کہ کانسٹی ٹیوشن سے ان دفعات کو خارج کر دیا جائے جن میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ حکومت ترکی کا مذہب اسلام ہے

— سکرٹری آل انڈیا خلافت کمیٹی بمبئی نے مفتی حیفہ سے موصول شدہ مندرجہ ذیل پیغام شایع کر دیا ہے۔

عیسائی مشنری جان بوجھ کر فلسطین میں پیغمبر اسلام کی بیحرمتی کر رہے ہیں ان کی دشنام دہی ناقابل برداشت ہو گئی ہے۔ اس شرانگیزی کے لئے گورنمنٹ ذمہ دار ہے۔ آپ کا تعاون اور تائید نہایت ضروری ہے۔

— حکومت مصر کاغذ سازی کا ایک کارخانہ کھولنے والی ہے۔

— ۳ر رمضان تک ۵۰۸۴۴ حجاج براہ دریا مکہ معظمہ پہنچ چکے ہیں۔

— کابل سے ۵۰ طلبہ کی ایک جماعت فن پرواز سیکھنے کے لئے اٹلی جا رہی ہے۔

— اعلیحضرت شاہ افغانستان انگلستان کی سیر و سیاحت سے فارغ ہو کر آخری مرتبہ ملک معظم سے رخصت ہو لئے۔ آپ چند روز فرانس میں قیام فرمانے کے بعد روس ترکی اور ایران تشریف لے جائیں گے۔

موسم بہار کا شگوفہ
ورد وبوں اُٹھے کہ زکام وہ بھی نہیں کرتے ہیں
بدن کندن بنادیتی ہے اکسیر اعظم کہتے ہیں
آجکل موسم بہار نے انسان پر بھی اپنا اثر ڈالنا شروع کر دیا ہے یعنے لوگوں کے بدن میں جوش خون کے آثار دانوں کی شکل میں نمودار ہونے لگے ہیں۔ ان حیوانی شگوفوں کی زیادتی بعض وقت انسان کو اس قدر بے چین کرتی ہے کہ اُسے جینا محال ہو جاتا ہے۔ ان تمام دکھوں کو دُور کرنے کے لئے ہمارا تیار کردہ
جوہر عشبہ چوب چینی رجسٹرڈ
نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے انگریزوں۔ ہندوؤں۔ مسلمانوں۔ سکھوں وغیرہ میں ہر دلعزیز ہے۔ یہ تجربہ سے مفید ثابت ہوا ہے کیونکہ اس کے استعمال سے خون صاف ہو کر بدن کندن کی طرح دمکنے لگتا ہے۔ ثبوت کے لئے دفتر میں لاکھوں سرٹیفکٹ موجود ہیں۔ یہ مشہور و معروف خون صاف کرنے والی دوا ہماری ایجاد ہے۔ جو جڑی بوٹیوں عشبہ۔ چوب چینی۔ مہندی۔ چرائتہ نیم۔ عناب وغیرہ کو خاص کیمیائی ترکیب سے ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ بچے۔ جوان۔ بوڑھے۔ عورت۔ مرد سب کے لئے ہر حالت میں یکساں مفید ہے۔ خوش ذائقہ ہے حکیم۔ وید۔ ڈاکٹر اس کی خوبیوں کے معترف ہیں۔
مصفی خون جوشاندہ کا لمبا چوڑا نسخہ لکھنے کی بجائے یہ بے ضرر خوش ذائقہ مرکب مریض کو پلانا بہتر سمجھتے ہیں۔ جس کی ایک چھوٹی سی خوراک جوشاندہ کے کڑوے بدذائقہ بڑے پیالہ سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ انہی اشیا کے جوہروں کی ملاوٹ ہے۔ زیادہ تعریف لکھنے کی بجائے یہ عرض کرنا بہتر ہے کہ دُنیا جانتی ہے کہ شمالی ہند کا مشہور و معتبر دواخانہ جو سنہ ۱۸۹۳ء سے مستقل اور نیک نامی سے جاری ہے۔ غلط دعوے نہیں کرتا۔
قیمت فی شیشی کلاں (چھ اونس) تین روپے (۳؎) خورد شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ؎) محصول ڈاک بذمہ خریدار
ملنے کا پتہ۔ مینیجر دواخانہ ڈاکٹر حکیم حاجی غلام نبی صاحب زبدۃ الحکماء موچی دروازہ لاہور (پنجاب)

کیا آپ جانتے ہیں
کہ
الخلیل
اخبار الخلیل اگرچہ
چار ورق کا اخبار ہے مگر دوسرے اخبارات سے مقابلہ کر کے دیکھیئے تو اس کی قیمت روز روشن
کی طرح نمایاں ہو جاتی ہے۔ وہ کیوں اس لئے کہ نہایت اہتمام کے ساتھ تازہ بتازہ خبریں ہر ہفتے روز آپ کو پہنچاتا ہے
پھر لطف یہ کہ مع ماہوار ایڈیشن کے سالانہ چندہ بہت ہی کم ہے۔
یعنی صرف
چھ روپیہ سالانہ ششماہی تین روپیہ چار آنے
سہ ماہی ایک روپیہ بارہ آنے نمونہ مفت
پھر آپ
کیوں الخلیل کی قیمتی خدمات اتنے کم داموں میں حاصل نہیں کرتے۔
خط وکتابت کا پتہ:۔ مینیجر الخلیل میرٹھ شہر

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۲۱ شوال سنہ ۱۳۴۶ مطابق ۱۳؍اپریل سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۲

جواھر ریزے

ق

(۱) اے مسلمانو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ عورتوں کو زبردستی ورثہ میں لو اور نہ ان کو روک رکھو اس لئے کہ اس کا کچھ حصہ لے لو جو تم نے انہیں دیا ہے سوائے اس کے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ اور ان کے ساتھ پسندیدہ طور سے میل جول رکھو۔ پھر اگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو۔ تو ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت سی بھلائی رکھدے۔ اور اگر تم ایک بی بی کی جگہ دوسری بی بی سے نکاح کرنا چاہو اور تم اسے سونے کا ڈھیر دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ نہ لو کیا تم اسے بہتان سے اور کھلے گناہ کے ساتھ لیگے؟ اور تم اسے کس طرح لے سکتے ہو۔ حالانکہ تم میں سے ایک دوسرے تک پہنچ چکا ہے اور وہ تم سے مضبوط عہد لے چکی ہیں۔ (سورہ النساء ۴: ۱۹ - ۲۱)

(۲) ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہیں۔ مگر جو گزر چکا بے شک یہ بیحیائی اور سخت بیزاری کی بات ہے اور بُری راہ ہے۔ تم پر یہ عورتیں) حرام کی گئی ہیں۔ تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں۔ اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمکو دودھ پلایا ہے اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیبیوں کی مائیں اور تمہاری پالی ہوئی لڑکیاں جو تمہاری حفاظت میں ہوں (اور) ان عورتوں (کے بطن) سے ہوں جن پر تم داخل ہو چکے ہو۔ اور اگر تم ان پر داخل نہ ہوئے۔ تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے ان بیٹوں کی بیبیاں جو تمہاری پیٹھوں سے ہوں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو اکٹھا کرو۔ مگر جو گزر چکا۔ بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور تمام بیاہی ہوئی عورتیں سوائے ان کے جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے یہ تم پر اللہ کا فرض کیا ہوا ہے۔ اور جو اس کے سوا ہیں وہ تمہارے لئے حلال ہیں۔ (اس طرح) کہ تم اپنے مالوں کے ساتھ ان کو چاہو۔ نکاح میں لاکر۔ نہ شہوت رانی کرتے ہوئے۔ سو تم ان میں سے جنکے ساتھ نفع اٹھانا چاہو۔ تو انہیں ان کے مقرر شدہ مہر دیدو۔ اور تم پر اس کے متعلق کوئی گناہ نہیں جب مہر مقرر کرنے کے بعد آپس میں رضا مند ہو جاؤ۔ بے شک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ (النساء ۴: ۲۲ - ۲۴)

تردید گزشتہ پرچہ میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ کے تقریر کرنے کی جو خبر شائع ہوئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

تاریخ اسلام

تبلیغ اسلام کا ولولہ جب حضرت ابوذر غفاری کو معلوم ہوا کہ مکہ میں آنحضرت صلعم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو دریافت حال کے لئے اپنے بھائی کو مکہ بھیجا۔ ان کے بھائی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور واپس جاکر رسول اللہ کے حالات سے اپنے بھائی کو اطلاع دی ابوذر کو اطمینان نہ ہوا۔ آخر خود مکہ پہنچکر آنحضرت کی خدمت میں باریاب ہوئے اور پوچھا کہ آپ کا کیا دعوےٰ ہے؟ آنحضرت نے اسلام پیش کیا۔ ابوذر اسلام کی تعلیم سن کر بے اختیار پکار اٹھے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ۔ چونکہ اس زمانہ میں مسلمان کمزور تھے اور جو شخص علانیہ اسلام کا اظہار کرتا تھا کفار اسے طرح طرح کی اذیتیں دیتے تھے۔ اس لئے رسول اللہ نے ابوذرؓ کو نصیحت کی کہ وہ اپنے اسلام کا علانیہ اظہار نہ کریں ورنہ مصیبت کا سامنا ہوگا۔ حضرت ابوذرؓ وہاں سے خانہ کعبہ میں پہنچے اور وہاں کفار کے ایک گروہ کے سامنے بلند آواز سے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ بس پھر کیا تھا۔ اللہ دے اور بندہ لے۔ اس قدر پیٹے کہ بیہوش ہوگئے۔ قریب تھا کہ جان ہی سے جاتے۔ کہ رسول اللہ کے چچا حضرت عباسؓ موقعہ پر پہنچ گئے۔ اور قریش سے یہ کہکر ان کا پیچھا چھڑایا کہ یہ بنی غفار سے ہیں۔ تم لوگ تجارت کے لئے شام کو جاتے ہو تو ان کے گھروں کے پاس سے گزرتے ہو۔ اگر تم اس بدسلوکی سے باز نہ آئے تو عجب نہیں کہ یہ تم پر چڑھ دوڑیں۔ اور تمہاری تجارت بند کرادیں۔ حضرت عباس کی یہ تدبیر کارگر ہوئی۔ اور قریش مزید ایذا دہی سے باز آگئے۔ خدا خدا کرکے جان تو بچی لیکن یہ وہ نشہ نہ تھا جسے ترشی اتار دے۔ حضرت ابوذر کے دل و دماغ میں تبلیغ اسلام کا وہ جذبہ موجزن تھا کہ جان کی بھی پروا نہ تھی۔ دوسرے ہی روز پھر کعبہ میں جا گھسے اور توحید کا وعظ سنانے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پھر پٹے جب خوب پٹ چکے تو ان سے کہا گیا کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ قتل کردئے جاؤگے۔ آپ نے جواب دیا کہ جب تک زندہ ہوں اس کام سے باز نہیں رہ سکتا۔ جب قتل ہو جاؤنگا رک جاؤنگا۔ اللہ اللہ اسلام کے ساتھ کیسا عشق تھا۔ اس واقعہ میں موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کے لئے جو تبلیغ و اشاعت اسلام سے یکسر غافل ہیں بہت کچھ سبق موجود ہے

رومی قاصد کا قبول اسلام جب جنگ یرموک میں عیسائی مسلمانوں کی شمشیر خارا شگاف سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو زر و مال کے ذریعہ سے کام نکالنا چاہا۔ عیسائیوں نے عساکر اسلامیہ کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ کی طرف جارج نامی ایک عیسائی سردار کو قاصد بنا کر بھیجا۔ جس وقت یہ قاصد مسلمانوں کے کیمپ میں پہنچا۔ اس وقت مغرب کی نماز ہو رہی تھی۔ مسلمانوں کے طریق عبادت سے وہ اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوگئی۔ نماز ختم ہو چکنے کے بعد اس نے اسلام کے متعلق حضرت ابوعبیدہ سے چند سوالات کئے جن میں سے ایک یہ تھا۔ کہ حضرت عیسےٰ کی نسبت آپ کے مذہب کا کیا خیال ہے حضرت ابوعبیدہ نے قرآن کریم کی یہ آیات پڑھ دیں۔ یا اھل الکتٰب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القٰھا الیٰ مریم ...... جب مترجم نے ان آیات کا ترجمہ سنایا تو رومی قاصد بے اختیار پکار اٹھا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ جارج نے کہا میں بطیب خاطر مسلمان ہوتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ بقیہ زندگی آپ ہی کے زیر سایہ بسر کروں۔ حضرت ابوعبیدہ نے جواب دیا کہ ہم جماعت اسلام پر بین الاقوامی بدعہدی کا شبہ گوارا نہیں کرنا چاہتے۔ آپ فی الحال اپنے کیمپ میں چلے جائیں اور اگر آپ ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو کل تشریف لے آئیے گا۔ چنانچہ اگلے روز جارج عیسائی کیمپ سے بھاگ کر اسلامی کیمپ میں آگیا۔

ایثار کی شاندار مثال ایک دفعہ مدینہ منورہ میں ایک فاقہ زدہ شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سوال کیا کہ سخت بھوکا ہوں کچھ کھانے کو دیا جائے۔ آنحضرت نے گھر سے دریافت کیا کہ آیا کچھ کھانے کے لئے ہے۔ جواب آیا کہ سوائے پانی کے اور کچھ نہیں۔ اس پر رسول اللہ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کوئی ہے جو آج ان کو اپنا مہمان بنائے حضرت ابوطلحہ نے جواب دیا کہ میں حاضر ہوں۔ حضرت ابوطلحہ مہمان کو گھر تو لے گئے لیکن وہاں بھی برکت ہی تھی۔ بیوی نے بتایا کہ صرف بچوں کے لئے کھانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بچوں کو سلا دو۔ اور چراغ گل کرکے کھانا مہمان کے آگے رکھدو۔ جب کھانا مہمان کے آگے رکھا جا چکا۔ تو حضرت ابوطلحہ اور ان کی بیوی بھی مہمان کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے۔ لیکن یونہی ہاتھ چلا رہے تھے اور کھاتے کچھ بھی نہیں تھے۔ غرض یہ تھی کہ مہمان خوب سیر ہو کر کھالے۔ اور یہ سمجھکر کہ میزبان بھی ساتھ کھا رہے ہیں۔ ان کی خاطر کچھ باقی نہ چھوڑدے۔ غرض یہ کہ میاں بیوی دونوں بھوکے بیٹھے رہے۔ اپنے بچوں کے لئے جو کچھ کھانا تھا وہ مہمان کو کھلا دیا۔

تواضع کی انتہا ایک روز حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار ہو کر ایک کوچہ میں سے گزر رہے تھے کہ ایک کوٹھے پر سے کسی نے آپ پر خاک کا ایک طشت گرا دیا (باقی پر صفحہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۲۱ شوال ۱۳۴۶ھ نمبر ۲

تحریک شدھی کے نشیب و فراز

مسلمانان ہند کے لئے شاہراہ عمل

(۶)

اب ہم اپنے مضمون کے نہایت ہی اہم اور دردناک حصہ پر آ پہنچے ہیں۔ مسلم خواتین کے ارتداد کے متعلق کچھ کہتے ہوئے ہر ایک مسلمان کا دل دکھتا ہے لیکن افسوس کہ حالات ہمیں اس ناخوشگوار فرض کو ادا کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ بہت سے ذمہ دار اور دردمند مسلمان درد دل سے مجبور ہو کر اس دردناک موضوع کے متعلق خاموش ہی رہے اس وقت لکھتے ہوئے ہمارا دل بھی تڑپ رہا ہے۔ مگر اس افسانہ بربادی کو کہہ ہی لینے دیجئے۔ جو کچھ ہو رہا ہے اس کو ہم آخر کس لئے چھپائیں جبکہ ہماری بدنصیب آنکھیں ان سے بھی زیادہ تباہ کن مناظر دیکھنے والی ہیں۔ وقت تھا کہ کسی مسلمان خاتون کے ارتداد کا خیال تک ہمارے لئے ناقابل برداشت تھا اور ہم ایک عورت کی عزت و عصمت کو بچانے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ لیکن یہ اس دور عروج واقبال کی باتیں ہیں جب ہم میں دینی حرارت تھی۔ ہمارے خون میں غیرت کا جوش اور بازو میں قوت موجود تھی۔ لیکن اب تو یہ نوبت آ پہنچی ہے کہ ہر روز بیسیوں مسلمان عورتیں مرتد ہوتی ہیں۔ اغیار اس قابل نفرت کام کے لئے مدت سے ایک منظم کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ہم نہایت خاموشی اور اطمینان سے اپنی تباہی و بربادی کے منظر کو دیکھ رہے ہیں۔ راکھ کے اندر بھی چند دبی ہوئی چنگاریاں موجود ہوتی ہیں لیکن مسلمانوں کی بےحسی تو نہایت ہی مایوس کن ہے۔

اشدھ ہونے والی مسلم خواتین کے ارتداد پر ہم نے بہت غور کیا اس سلسلے میں ان خواتین کے حالات اور خیالات معلوم کئے اور راشدھ کرنے والوں سے بھی تبادلہ خیالات کے بہت سے مواقع میسر آئے۔ ہمارے خیال میں ارتداد کے مفصلہ ذیل اسباب ہیں:-

(۱) بے جوڑ شادیاں اور عورتوں کو خلع کا حق حاصل نہ ہونا۔
(۲) والدین، شوہر اور سسرال کی بدسلوکیاں۔
(۳) شادی بیوگان کا بند ہو جانا۔
(۴) مذہبی تعلیم سے ناواقفیت اور اخلاقی کمزوریاں۔
(۵) افلاس اور مردوں کی عیاشی۔

آج کل کے مسلمانوں میں دو بڑے عیب ہیں ایک وہ اپنے فرائض کو سمجھنے اور ان کی ادائیگی سے بالکل غافل ہیں۔ دوسرے انہیں اپنی خامیوں اور غلطیوں کے اعتراف میں بےحد تامل ہوتا ہے۔ مسلم خواتین کے ارتداد کے مندرجہ بالا تمام وجوہ پر غور کیجئے۔ اس کی قریب قریب تمام ذمہ داری مردوں پر عائد ہوتی ہے۔ اور ہم نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ جہاں کہیں کسی مسلمان عورت کے مرتد ہونے کا افسوسناک واقعہ ہوتا ہے۔ وہاں کے مسلمان اندھا دھند اس کو گالیاں دینے اور برا بھلا کہنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بعض دردمند اور حساس مسلمان اپنی قوم کی بربادی پر آنسو بھی بہاتے ہیں لیکن ارتداد کی اصل وجوہ اور اس کے دور کرنے پر بہت کم غور ہوتا ہے۔ بہتر ہوگا کہ آج ہم اس موضوع پر ذرا تفصیل سے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ مسلمانوں کی پستی اور بربادی کی ایک بڑی وجہ ان کی معاشرتی خرابیاں اور ان کی خانگی زندگی کی بےاطمینانی ہے اور یہ سب کچھ بے جوڑ شادیوں کے افسوسناک نتائج ہیں۔ اسلام نے مرد اور عورت کو اپنا شریک زندگی منتخب کرنے کا پورا پورا حق دیا ہے لیکن افسوس ہے کہ رسم و رواج پجاریوں اور بزرگی کے دعویداروں نے نوجوان لڑکے لڑکیوں سے یہ حق چھین لیا۔ خاصکر غریب اور بیکس لڑکیوں کی خواہشات کو نہایت بےدردی سے ٹھکرا دیا جاتا ہے اگر ایک نوجوان اور سمجھدار لڑکی اپنے ہونے والے شوہر کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کردے۔ تو ان کی عزت تباہ ہو جاتی ہے۔ لیکن جب شریف زادیاں عیسائیوں اور آریوں کے جال میں جا پھنسیں اس وقت ان کی عزت اور خودداری کو صدمہ نہیں پہنچتا۔ حالات میں کافی تغیر ہو چکا ہے لیکن مسلمان گھرانوں میں نوے فیصدی سے زیادہ رشتے اب بھی لڑکے اور لڑکیوں کی منشا معلوم کئے بغیر ہوتے ہیں۔ لڑکے اور لڑکی کو کچھ خبر بھی نہیں ہوتی۔ خاندان کے بوڑھے مرد اور عورتیں بیٹھ کر ان کی زندگی کا فیصلہ کر دیتے ہیں۔ اس فیصلہ کی اپیل پھر کہیں نہیں ہو سکتی۔ ہمارے بزرگ اس طرز عمل کے نقائص اور اس کے تباہ کن اور عبرتناک نتائج سے پوری طرح باخبر ہیں لیکن پھر بھی اس میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ رشتوں کے بارے میں بزرگ بالکل دخل نہ دیا کریں بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ فریقین کے اظہار رائے کو ضروری سمجھا جائے اور نہ ہمارا یہ مدعا ہے کہ مسلمانوں میں یورپین اقوام کی طرح کورٹ شپ کی رسم جاری کر دی جائے۔ بلکہ ہماری یہ خواہش ہے کہ جس طرح اس مغربی رسم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح ہندوانہ رسم و رواج کی لعنت کو بھی دور کیا جائے۔ اور ان کی جگہ اسلامی احکام کی پابندی کی جائے۔ شریعت نے جس طرح مردوں کو طلاق کا حق دیا ہے اسی طرح عورتوں کی سہولت کے لئے خلع کے قوانین وضع کئے ہیں لیکن آج بدقسمتی سے مرد اپنا حق ہر جائز و ناجائز صورت میں بلا دریغ استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن عورتوں سے ان کا حق زبردستی چھین لیا گیا ہے۔ اس طرح بہت سی خرابیاں رونما ہو رہی ہیں۔ مسلمانوں کے بہت سے گھر دوزخ کے نمونے بنے ہوئے ہیں۔ مردوں کی زندگیاں تلخ ہو رہی ہیں۔ عورتیں اپنی بدنصیبیوں پر آنسو بہا رہی ہیں۔ جب بعض بدقسمت عورتوں کو اپنی نجات کا اور کوئی رستہ نظر نہیں آتا تو وہ مجبوراً ارتداد کے جال میں پھنس جاتی ہیں۔ ہم کئی ایسی مسلمان عورتوں کو جانتے ہیں جو انہی مصیبتوں سے تنگ آکر مرتد ہوئی ہیں۔ اگر مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے تو اس خرابی کا انسداد ہو سکتا ہے اور مسلمان عورتیں بہت بڑی حد تک مرتد ہونے سے بچ سکتی ہیں۔

(۱) نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی ہرگز نہ کی جائے۔
(۲) شادی کے بارہ میں لڑکے اور لڑکی کی رائے کو مقدم رکھا جائے اگر وہ غلطی پر ہوں تو زور اور منت سماجت کے بجائے نرمی سے سمجھایا جائے اور جب تک وہ دل سے آمادہ نہ ہو جائیں رشتہ ہرگز نہ کیا جائے۔
(۳) لڑکے اور لڑکی کی عمر، مذاق و دیگر حالات کا لحاظ رکھا جائے۔
(۴) عورتوں کے لئے خلع کا حق تسلیم کیا جائے۔

سوراج یا ہندو راج؟

ناگپور کے مشہور لٹھ باز ڈاکٹر مونجے میں ہزار عیب سہی لیکن ان میں صاف بیانی کا ایک بہت بڑا وصف موجود ہے۔ ہندو لیڈر اپنے دل کے ارادوں کو بعض مصلحتوں کی وجہ سے صاف طور پر ظاہر نہیں کرتے۔ لیکن ڈاکٹر موصوف ان کا اعلان نہایت زور و شور سے کر دیتے ہیں۔ چند روز ہوئے صوبہ اودھ کی ہندو سبھا کا تیسرا سالانہ اجلاس اجودھیا میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت کا فخر انہی حضرت کو حاصل تھا۔ انہوں نے اپنے خطبہ صدارت میں صاف صاف کہہ دیا:-

> "جس طرح انگلستان انگریزوں کا۔ فرانس فرانسیسیوں کا اور جرمنی جرمنوں کا ہے اسی طرح ہندوستان ہندوؤں کا ہے ہندو سوراج چاہتے ہیں۔ لیکن ہندومت کو قربان کر کے نہیں چاہتے۔ اگر مسلمان بغیر کسی سودے اور لین دین کے اشتراک عمل کرنا چاہتے ہیں تو ہندو بھی ان کے دوش بدوش آگے بڑھیں گے۔ ورنہ ہندوؤں کو تیار رہنا چاہئے کہ وہ آزادی کی جنگ بغیر کسی دوسری قوم کی امداد کے لڑیں محض اس وجہ سے کہ ہندوستان ان کا ہے"

مندرجہ بالا الفاظ کسی تبصرے کے محتاج نہیں۔ ڈاکٹر مونجے کے خیالات اور الفاظ ہندو رہنماؤں کے دلی ارادوں کی مکمل تصویر ہیں۔ کیا ہم ان الفاظ کی روشنی میں ان مسلمان رہنماؤں سے جو آنکھیں بند کر کے ہندوؤں کی ہاں میں ہاں ملانے کو وطن و ملت کی سب سے بڑی خدمت سمجھتے ہیں پوچھ سکتے ہیں کہ ہندو جس قسم کا سوراج قائم کرنا چاہتے ہیں وہ سوراج ہوگا یا ہندو راج؟ ابھی سوراج ملا نہیں۔ نہ اس کے ملنے کی فی الحال کوئی توقع ہے۔ لیکن مسلمانوں کو ڈانٹ بتائی جا رہی ہے کہ تم کسی سمجھوتہ بغیر اشتراک عمل کرنے ہو تو کرو۔ ورنہ کچھ ضرورت نہیں۔ یعنی کام کرو اور حقوق کا نام نہ لو۔ ہم ڈاکٹر مونجے کی قماش کے ہندو لیڈروں کو بتلا دینا چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنے حقوق کا تسلی بخش تصفیہ کئے بغیر ہندوؤں سے اشتراک عمل کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اور انشاء اللہ مسلمانوں کی مدد کے بغیر ڈاکٹر مونجے کی ...... قوم قیامت تک بھی سوراج حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیگی۔

ڈاکٹر مونجے کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس قوم کی وطنیت سے وہ انکار کر رہے ہیں اور جس کو وہ لاپروائی سے نظرانداز کر دینا چاہتے ہیں۔ وہ قوم مسلمان قوم ہے جسکے آستانہ حکومت پر صدیوں تک آپ کی قوم کی پیشانیاں سجدہائے اطاعت و فرمانبرداری بجا لاتی رہی ہیں۔ اور اس قوم کی تعداد اب سے تقریباً دس برس پیشتر سات کروڑ تھی اور ابکی مردم شماری کے اعداد اور زیادہ نمایاں طور پر اس کی اہمیت تعداد آپ کے سامنے پیش کر سکیں گے۔ انشاء اللہ۔

ہم غلامی کو ایک بدترین لعنت سمجھتے ہیں اور اس بات کے دل سے متمنی ہیں کہ ہندوستان آزادی کے قابل ہو کر جلد از جلد آزادی حاصل کرے لیکن ہم سوراج کے نام سے وہ ہندو راج نہیں چاہتے جس کا ایک مظاہرہ چند روز ہوئے قصبہ اول ضلع متھرا میں ہو چکا ہے۔ یا جس کی ایک جھلک ہندو ریاستوں میں نظر آتی ہے۔

ترک اور آریہ

تازہ اطلاع مظہر ہے کہ ٹرکش پارلیمنٹ میں عصمت پاشا وزیر اعظم ٹرکی کی سیاسیات سے مذہب کو علیحدہ کرنے کی تجویز منظور ہو گئی ہے۔ آئندہ کے لئے حکومت ٹرکی کا سرکاری مذہب کوئی نہیں ہوگا۔ اور پارلیمنٹ کے صدر اور ممبروں کو حلف اللہ کے نام پر نہیں بلکہ اپنی عزت کے نام پر اٹھانا پڑے گا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس خبر میں کہاں تک صداقت ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ دنیا کی دیگر اقوام کی طرح ترک بھی روز بروز مذہب سے لاپروا ہو رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہمیں اس حقیقت کو بھی نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے کہ بعض طاقتیں ترکوں کو دنیا کے مسلمانوں میں بدنام کرنے کے لئے آئے دن طرح طرح کی غلط خبریں گھڑ کے شائع کرتی رہتی ہیں۔ ان حالات میں مزید تفصیلات معلوم کئے بغیر اس خبر کی صحت و عدم صحت کے متعلق کچھ کہنا نہایت مشکل ہے ترکوں کی روش کو مدنظر رکھتے ہوئے جہاں یہ خبر درست ہو سکتی ہے وہاں اس کے غلط ہونے کے امکانات بھی موجود ہیں۔

آریہ اخبارات اس خبر سے بہت شاداں و فرحاں نظر آتے ہیں چنانچہ انہوں نے اس خبر کو نہایت نمایاں طور پر شائع کیا۔ اور اس پر لیڈر اور نوٹ لکھے ہیں۔ اور اپنی اپنی جگہ تمام آریہ ایک احمقانہ مسرت کا اظہار کر رہے ہیں اصل بات یہ ہے کہ آریہ ایک لامذہب فرقہ ہے۔ ترکوں کی خدا پرستی سے دوری کی خبریں سنکر ان کو اس لئے خوشی ہوتی ہے کہ دنیا میں ان جیسے چند اوٹ پٹانگ اور ملحد آدمی پیدا ہو گئے ہیں۔ اس کے سوا اور کیا وجہ ہو سکتی ہے کیونکہ ٹرکی میں آریہ مشن کے قائم کرنے کے خواب کی تعبیر تو انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بھی نہیں نکلے گی۔ آریوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ترک مسلمان ہے اور مسلمان رہے گا۔ چاہے آزادی کی رو میں بہہ کر اس سے کچھ غلطی ہو جائے۔

زر پرستوں کی فیاضی

پرتاپ اپنی ۱۱ اپریل کی اشاعت میں لکھتا ہے "گورو کل کے سالانہ جلسے کے خاتمہ پر آچاریہ رامدیو نے روپے کے لئے اپیل کی۔ انہوں نے حاضرین سے درخواست کی کہ وہ "گورو کل شردھانند فنڈ" کے ممبر بھرتی کریں۔ جو دس روپیہ یا زیادہ سالانہ دیا کریں۔ اپیل کا معجزہ نما اثر پڑا۔ دیویوں نے اپنے زیورات اور انگوٹھیاں دان دیدیں۔ اسی وقت آٹھ ہزار روپیہ نقد جمع ہو گیا۔ اس سال کے چندہ کی کل میزان ایک لاکھ ۱۵ ہزار روپیہ نقد ہے اور ۲۴ ہزار روپے کے وعدے ہیں"

مسلمانو! اس کا نام ہے زندگی یہ ہے وہ عزم اور احساس جس سے قومیں کشمکش حیات میں کامیاب ہوتی ہیں۔ کاش کسی اسلامی انسٹی ٹیوشن کو بھی اس قسم کا اعلان کرنے کا فخر حاصل ہوتا۔ دیکھئے برادران وطن کی یہ قابل تقلید مثال ہمارے احباب کے اندر کوئی حرکت پیدا کرتی ہے یا نہیں۔ اور وہ جرمن زبان میں ترجمہ قرآن فنڈ کے لئے روپیہ فراہم کرنے میں اپنی مستعدی کا کوئی ثبوت دیتے ہیں یا نہیں مسلمان عام طور پر ہندوؤں کو زر پرست کہتے ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ جب کبھی کسی قومی کام کے لئے ان زر پرستوں سے اپیل کی جاتی ہے تو وہ نام نہاد فیاضوں سے فیاضی میں بڑھ جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی فیاضی کا ثبوت قول سے نہیں بلکہ عمل سے دیں۔ اگر وہ ایسا کرنے لگیں تو ان کی کوئی اسلامی اور قومی تحریک مالی مشکلات کی شکایت کبھی نہ کرے جب تک وہ صرف زبانی فیاضی سے کام لیتے رہیں گے اسوقت تک وہ عملاً سب سے پیچھے رہیں گے۔ اور جب قول اور عمل دونوں ایک جیسے ہو جائیں گے تو وہ عمل اور ترقی کے میدان میں دوسروں کے برابر اور بعض سے آگے نظر آئیں گے۔

مذاکرۂ علمیہ

مسلمانوں کے باہمی اختلاف کی حقیقت

جماعت اور نام اتحاد بین المسلمین میں روک نہیں

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

ہر ایک عقلمند جانتا ہے کہ نام تعارف کے لئے ہوا کرتا ہے تفرقہ کے لئے نہیں ہوتا۔ کسی جماعت میں اگر کسی کا نام زید ہو اور کسی کا بکر تو اس کے یہ معنے نہیں کہ اس جماعت میں تفرقہ پڑ گیا۔ ہر ایک فرد۔ ہر ایک قوم، ہر ایک سوسائٹی اپنے اندر کچھ نہ کچھ امتیاز خصوصی رکھتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا ایک نام رکھ دیا جاتا ہے۔ اس نام کے رکھ دینے سے اس چیز کی تمام خصوصیات سامع کے ذہن میں فوراً آ جاتی ہیں۔ اور اس طرح مخاطب کو سمجھانے کے لئے اس چیز کی ساری تشریح و تعریف کو بار بار دہرانے سے انسان بچ جاتا ہے جو نام نہ ہونے کی صورت میں لوگوں کو سمجھانے کے لئے ضروری ہوتا۔ نام رکھنے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ تقریر یا تحریر میں ہر ایک چیز کی تشریح و تعریف کو بار بار دہرانا نہ پڑے۔ اگر دنیا میں نام نہ ہوتا تو قیامت آ جاتی ایک سطر لکھنی یا ایک فقرہ بولنا مصیبت ہو جاتا۔ نام لیتے جاؤ اور ہر ایک چیز مع اپنی کل تعریف اور خصوصیت کے سامع کے ذہن میں آتی چلی جاتی ہے مثلاً نوع انسان میں سے ایک خاص نسل کے لوگوں کو افغان کا نام دیا جاتا ہے اور ایک دفعہ لوگوں کو سمجھا دیا جاتا ہے کہ افغان سے مراد فلاں قوم ہے اس کے بعد کوئی ضرورت نہیں رہتی کہ جب اس قوم کا ذکر کیا جائے تو اس کی خصوصیات کو جتلانے کے لئے ایک لمبی تعریف بھی ساتھ کی جائے صرف افغان کا نام لیتے ہی وہ تمام تعریف جو اس کی ہے فوراً سننے والے کے ذہن میں آ جاتی ہے۔ اب اگر کوئی اتحاد و اتفاق کا شیدائی یہاں رونے بیٹھ جائے کہ تم نے نسل انسانی میں تفرقہ ڈال دیا جب سب انسان ہیں تو کسی ایک حصہ نوع کو افغان کا نام کیوں دیا۔ اور دوسرے کو مغل کیوں کہا اور تیسرے کو سید کیوں کہا تو سوائے اس کے کہ اس شخص کی عقل پر گریہ و زاری کی جائے اور کیا کیا جائے۔ افغان کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ انسان نہیں ہے۔ بلکہ ایک حصۂ نسل انسانی کو دوسرے حصۂ نسل انسانی سے امتیاز کرنے اور تعارف کرانے کے لئے یہ نام دیا گیا۔ والا وہ ویسے ہی انسان ہیں جیسے دوسرے

قرآن کریم کا فیصلہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس ضرورت کو تسلیم کیا ہے اور اسے خود اپنا فعل قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا کہ ہم نے تمہیں بنایا شاخ شاخ اور قبیلے قبیلے۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ گویا انسانوں کا مختلف قوموں اور خاندانوں میں منقسم ہونا خود مشیت الٰہی ہے تو کیا اس سے یہ سمجھیں کہ نعوذ باللہ خود اللہ تعالیٰ وحدت انسانی کا دشمن ہے۔ کہ لوگوں کو قبیلوں اور قوموں میں تقسیم کر کے تفرقہ ڈال دیا۔ بلکہ قبیلوں اور قوموں کو تو چھوڑو خود ہر ایک انسان کو شکل و صورت اور اخلاق و عادات میں دوسرے سے مختلف بنا کر دنیا کو اختلاف و تفرقہ سے بھر دیا۔ کیوں نہ سب کو ایک ہی شکل و صورت کا بنا دیا۔ تا وحدت کا ایک عجیب نظارہ نظر آتا۔ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ "لتعارفوا" ایک کو دوسرے سے امتیاز کس طرح کیا جاتا۔ پس جب ہر ایک شخص دوسرے سے مختلف ہے۔ تو ضروری تھا کہ ہر ایک کا تعارف کرانے کے لئے اس کی کچھ تعریف خصوصی ہوتی جسے ہر موقع پر دہرانا ایک مصیبت تھا۔ اس تعریف خصوصی کا ایک مختصر لفظ قائم مقام بنایا گیا جسے نام کہتے ہیں۔ جب ہم نے زید کا نام لیا تو معاً سننے والے کے دماغ میں اس کی تمام تعریف خصوصی آ گئی جو اس کی شخصیت رکھتی تھی۔ جب ہم نے کہا موسیٰ تو وہ تمام تعریف و تشریح مخاطب کے ذہن میں آ گئی جو اس شخصیت سے وابستہ تھی۔ اسی طرح جب کہا افغان تو وہ تمام تعریف خصوصی ذہن میں آ گئی جو اس قومیت سے وابستہ تھی اس کے یہ معنے نہیں کہ زید یا موسیٰ یا افغان انسان نہیں۔ اور نہ یہاں کوئی عقلمند گریہ و زاری کرے گا۔ کہ اتحاد انسانی کو تباہ کرنے کے لئے یہ سب کارروائی کی گئی ہے بلکہ سب جانتے ہیں۔ کہ نام ایک دوسرے سے تعارف کے لئے رکھا جاتا ہے۔

طریق خداوندی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہی طریق اختیار کیا ہے پہلے تو دیگر مذاہب سے امتیاز کے لئے امت محمدیہ کا نام اسلام رکھا جیسا کہ رضیت لکم الاسلام دینا سے ظاہر ہے۔ لیکن مسلمانوں میں سے جب کسی خاص گروہ کو تعارف کرانے کی ضرورت پڑی تو مہاجرین اور انصار کے نام بھی خود خدا ہی نے تجویز کئے اس کا فائدہ یہ ہے کہ مہاجرین اور انصار کا نام سنتے ہی ان مسلمانوں کی تمام تعریف و تشریح فوراً ذہن میں آ جاتی ہے جن کا یہ نام رکھا گیا تھا اور ہر دفعہ ایک لمبی تشریح کرنے سے وقت اور دماغ بچ گیا۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے تفریق کی بنا نعوذ باللہ خود خدا نے رکھی۔ یا یہ کہ مہاجرین اور انصار مسلمان نہ تھے۔ یقیناً وہ مسلمان تھے۔ ان ناموں سے صرف ان مسلمانوں کی بعض خصوصیتوں کا اظہار مقصود تھا۔ اسی طرح شیعہ سنی حنفی شافعی۔ احمدی کا نام رکھنے سے ہرگز کسی کا بھی یہ مقصود نہیں کہ وہ لوگ مسلمان کا نام اپنے لئے پسند نہیں کرتے اس لئے انہوں نے اپنا یہ نام رکھ لیا ہے۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ اور اگر کوئی انہیں اسلام سے خارج کہے تو لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ تو پھر معترضین کا یہ اعتراض کرنا کہ امت محمدیہ کے مذہب کا نام اسلام ہی ہونا چاہیئے اور کوئی دوسرا نام نہیں ہونا چاہیئے کس قدر خلاف واقعہ ہے۔ کون کہتا ہے کہ امت محمدیہ کا نام اسلام نہیں ہونا چاہیئے، سب ہی امت محمدیہ کے مذہب کا نام اسلام کہتے ہیں۔ خدا نے اس کا یہی نام رکھا پھر کسی کو کیا عذر ہے۔ لیکن امت کے اندر خاص خاص خیالات کے لوگوں کو اگر کسی نام سے پکارا جائے تاکہ ان کی خصوصیات کا پتہ لگ جائے تو کیا یہ خود سنت اللہ کی پیروی نہیں۔ کیا خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ کے اندر بعض لوگوں کو تعارف کے لئے مہاجرین اور بعض کو انصار نہیں کہا؟

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں پس یہ غلط ہے کہ مسلمانوں میں سے کوئی گروہ اپنے مذہب کو اسلام کے سوا کوئی اور نام دیتا ہے۔ سب کا یہی دعویٰ ہے کہ ان کا مذہب اسلام ہے اور وہ مسلمان ہیں۔ کوئی نہیں کہتا کہ میں مسلمان نہیں ہوں۔ لیکن مسلمانوں میں مختلف خیالات رکھنے والے لوگ موجود ہیں۔ اس کا انکار نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی یہ ممکن ہے کہ تمام امت محمدیہ متحد الخیال ہو۔ اسلام کے کامل اور محفوظ مذہب ہونے کا نشان ہی یہ ہے کہ تمام امت میں اصول میں اختلاف کہیں نظر نہیں آتا۔ اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ لیکن ان اصول سے جو فروع مستنبط ہوتے ہیں ضرور ہے کہ ان میں اختلاف ہو۔ جب خیالات انسانی میں اختلاف موجود ہے تو کیا وجہ ہے کہ جو فروعات ان خیالات کے ماتحت مستنبط ہوں گے ان میں اختلاف نہ ہو۔ اس لئے ان اختلاف خیالات کا انکار کرنا واقعات کا انکار کرنا ہوگا۔

مسلمانوں کے باہمی اختلافات کی حقیقت پس اسلام کے اندر فروعات میں اختلاف ہونا ایک طبعی امر ہے ان اختلاف خیالات اور اختلاف اجتہادات نے مختلف گروہ اسلام کے اندر پیدا کر دیئے۔ خلافت کا جب جھگڑا اٹھا اور اس میں لوگوں نے اختلاف آرا کیا تو تین قسم کے لوگ پیدا ہو گئے تعارف کے لئے ان کا نام شیعہ۔ سنی۔ اور خوارج رکھا گیا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ تینوں اب مسلمان نہیں رہے۔ بلکہ ان کے مختلف خیالات کے تعارف کے لئے سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ ان کا کوئی نام رکھ دیا جائے۔ تا سامع کے ذہن میں وہ تمام خصوصیات جو کسی ایک گروہ سے مختص تھیں آ جائیں۔ اسی طرح جب مسائل کے استنباط اور اجتہاد میں طبعاً اختلاف پیدا ہوا تو کسی نے ایک بزرگ کے اجتہاد کو ترجیح دی اور کسی نے دوسرے بزرگ کے اجتہاد کو ترجیح دی۔ ایک حنفی کہلائے، دوسرے شافعی۔ تیسرے مالکی کہلائے، چوتھے حنبلی۔ اس کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ مسلمانوں میں مسائل کے اجتہادات کے بارہ میں فلاں فلاں بزرگ کے اجتہادوں کو ترجیح دینے والے لوگ موجود ہیں۔ اس کا کبھی یہ مطلب نہ تھا۔ کہ یہ لوگ اپنا نام مسلمان نہیں رکھتے۔ اور حنفی شافعی رکھتے ہیں بلکہ مسلمانوں کے درمیان میں خیالات کے امتیاز اور تعارف کے لئے یہ نام تجویز کئے گئے۔ ایک فریق ایسا اٹھا جس نے مسائل کے اجتہادات میں کسی بزرگ کے اجتہادات کی تقلید ضروری نہ سمجھی اس نے اپنا نام دوسروں سے امتیاز و تعارف کے لئے اہل حدیث رکھا

احمدی نام رکھنے کی وجہ ایک اور فریق نے چودھویں صدی کے مجدد کی آواز پر لبیک کہا اور ان کے ساتھ مل کر نرمی اور صلح۔ دلائل اور براہین کے ساتھ حفاظت و اشاعت اسلام کے کام میں لگ گئے۔ اور رسول کریم صلعم کو خاتم النبیین سچے معنوں میں تسلیم کر لیا۔ اور ان کے بعد کسی نبی کے آنے کے خواہ وہ نیا ہو یا پرانا قائل نہ رہے۔ اور اپنے نبی کریم صلعم کی تعلیم . . . کو دنیا میں پھیلانا امت کا فرض اولین قرار دے کر دن رات اسی خدمت میں منہمک ہو گئے انہوں نے اپنی اس مجاہد جماعت کا نام تعارف کے لئے احمدی رکھ لیا جب کسی جماعت کی کوئی ہستی وجود میں آئے گی تو ضرور ہے کہ اس کا کوئی نام ہو تاکہ باہمی تعارف اور امتیاز کے لئے آسانی ہو اگر ایسا نہ کیا جائے تو ہر دفعہ اس کے ذکر پر ایک لمبی تشریح اور تعریف کرنی پڑے گی جو ایک بڑی مصیبت اور ناممکن العمل بات ہے۔ اگر احمدی اپنا کوئی نام تجویز نہ بھی کرتے۔ تب بھی دوسرے لوگ تعارف کے لئے ان کا کوئی نام خود تجویز کر لیتے۔ اور تجویز کر لیتے کیا معنی کر ہی لیا تھا۔ وہ مرزائی کہلاتے تھے۔ انہیں کہا گیا مرزائی نہ کہو احمدی کہہ لو۔ رسول کریم صلعم کے دو نام تھے احمد اور محمد۔ احمد جمالی نام تھا۔ اور محمد جلالی۔ احمد کے معنے ہیں بہت حمد کرنے والا۔ محمد کے معنے ہیں تعریف کیا گیا چونکہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت جمالی رنگ میں خدمت اسلام کر رہی تھی اور خدا کی حمد کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کرتی تھی اس لئے حضرت نبی کریم صلعم کے جمالی نام احمد کی طرف منسوب کر کے احمدی اپنا نام رکھا۔ اس میں اشارہ یہ بھی تھا کہ خدا کی حمد کو دنیا میں پھیلانا جماعت کا مقصد اصلی ہے۔

ہمارا مذہب اسلام ہے احمدی نام رکھنے سے حاشا وکلا یہ معنے ہرگز نہیں کہ ہم نے مسلمان کا نام چھوڑ کر احمدی نام اختیار کر لیا۔ ہرگز نہیں۔ ہم تو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں البتہ ملا لوگ ہمیں کافر کہتے ہیں مگر ہم رات دن ان سے اسی امر کے لئے برسر پیکار ہیں کہ ہم مسلمانوں کو تم کافر کیوں کہتے ہو۔ خود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:

ماسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ مارا امام و پیشوا

اندریں دیں آمدہ از مادریم — ہم بریں از دار دنیا بگزریم

پھر یہ کس قدر افترا ہے کہ کہا جائے کہ ہم نے مسلمان کا نام ترک کر کے احمدی نام اختیار کیا۔ ہمارا مذہب اسلام ہے اور ہم مسلمان ہیں ہاں مسلمانوں کے درمیان ہمارے فروعی اختلافات جو ہماری جماعت کو ایک امتیازی رنگ دیتے ہیں اس بات کے متقاضی تھے کہ ان کے تعارف کے لئے جماعت کا کوئی نام رکھا جائے تاکہ جب ہم اپنی جماعت کا تعارف کرانے لگیں تو ہر دفعہ ساری توضیح و تشریح نہ کرتے پھریں۔ صرف احمدی کہہ دینے سے مخاطب کے ذہن میں ساری تعریف آ جائے۔

اتحاد بین المسلمین کی ایک ہی صورت ہے یہ خیال غلط ہے کہ نام رکھنے سے تفرقہ پیدا ہوتا ہے مسلمانوں میں ہر ایک مسلمان کا ایک الگ نام ہے۔ تو کیا اس سے تفرقہ پڑتا ہے۔ جب اختلاف آرا ہوگا اور مختلف رائے اور مختلف خیالات لوگوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیں گے تو ان کا نام رکھو یا نہ رکھو گروہ تو مختلف بن گئے۔ نام نہ رکھنے سے وہ اختلاف تو مٹ نہیں سکتا۔ تم نہ رکھو زمانہ رکھ لے گا۔ جب اتحادی ہوا ہندوستان میں چل رہی تھی تب بھی لوگوں نے سوآراجی اور خلافتی نام رکھ ہی لئے تھے۔ آخر کسی خاص خیال کے آدمیوں کو تعارف کے لئے کوئی نام دینا پڑے گا۔ سر سید احمد خان مرحوم کے ہم خیال لوگوں نے خود کوئی نام نہ رکھا اپنے آپ کو صرف مسلمان کہتے پھرے مگر زمانہ نے تعارف کے لئے نیچری نام رکھوا کے چھوڑا۔ وجہ یہ ہے کہ یہ فطرت انسانی ہے کہ وہ تعارف کے لئے کوئی نام رکھے اختلاف دنیا میں اٹل ہے۔ اس کے ساتھ ناموں کا وجود میں آنا فطرت انسانی ہے اس سے لڑنا قدرت سے لڑنا ہے۔ ان میں اتحاد کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ خدا نے قرآن میں جو اصول اسلام مقرر کر دیئے ہیں انہیں سب مل کر مضبوطی سے پکڑے رکھیں اور فروعات کے اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کو خارج از اسلام نہ کریں۔

کفر بازی سے باز آؤ جب تک اصول میں سب متحد ہیں فروعات کے اختلاف سے ایک دوسرے کے دشمن نہ بن جائیں۔ اخوت اسلامی کی بنیاد اصول اسلامی پر رکھیں۔ فروعات کے اختلاف پر بے شک طبع آزمائیاں کریں۔ مگر ان کی وجہ سے ایک دوسرے کو کافر اور خارج از اسلام نہ کہیں۔ اور ایک دوسرے کی جڑیں نہ کاٹیں۔ یہی صورت اتحاد کی ہے اور اسی طرح اختلاف امتی رحمۃ ہو سکتا ہے۔ اس نکتہ کو اگر کسی نے سمجھا ہے تو صرف لاہوری احمدی جماعت نے سمجھا ہے۔ وہ اسی اصول پر کاربند ہے اور ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے۔ اگر اس پر مسلمانوں کی تمام جماعتیں کاربند ہو جائیں تو آج اتحاد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس اصول پر کاربند نہ ہوں تو پھر بے شک سب جماعتوں کا نام مٹا کر دیکھ لو ان کا آپس کا لڑنا۔ اور عداوت اور تکفیر بازی کبھی دور نہ ہوگی۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے آج دیکھ لو دیوبند کے علما بھی حنفی اور بریلی کے علما بھی حنفی مگر آپس میں وہ تکفیر بازی کے بازار گرم ہیں کہ الامان۔ (باقی پانچویں صفحہ کے پہلے کالم میں دیکھئے)

باطنیہ یا اسمٰعیلیہ فرقہ

(مولانا عصمت اللہ صاحب کی قلم سے)

مسلمانوں میں ایک فرقہ ہے جسے باطنیہ کہتے ہیں۔ اس نام کی بظاہر یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ فرقہ اپنے عقائد کو دوسروں کے سامنے بیان نہیں کرتا اور انہیں اپنے خانہ دل ہی میں مخفی دستور رکھتا ہے۔ اس فرقہ کی ابتدا حضرت امام جعفر صادق کے زمانہ میں ہوئی۔ امام ممدوح نے اسمٰعیل نام اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد مقرر فرمایا تھا۔ یا بالفاظ دیگر اپنے بعد اسمٰعیل کے لئے نص امامت کر دی تھی مگر چونکہ اسمٰعیل کا امام ممدوح ہی کی زندگی میں انتقال ہو گیا۔ اس لئے اسمٰعیل کے بجائے حضرت موسےٰ کاظم کو اپنا ولیعہد بنایا۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ اسمٰعیل نے ایک دفعہ شراب پی لی تھی۔ اس لئے ولیعہدی یا وصائت کے عہدے سے برطرف کر دیئے گئے۔ مگر ایک گروہ نے امام ممدوح کے اس حکم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور کہا کہ امام کسی کو اپنا وصی مقرر کرنے اور ولیعہد بنا دینے کے بعد برطرف کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس لئے امام کا حکم صحیح نہیں۔ اور نہ حضرت موسےٰ کاظم امام ہو سکتے ہیں۔ امامت اسمٰعیل ہی کا حق ہے۔ اور وہی امام ہیں۔ جس گروہ کا یہ عقیدہ تھا۔ اس گروہ نے اپنے آپ کو اسمٰعیلیہ کہا۔ اور مخفی طریق پر اپنے عقائد کی دعوت شروع کر دی۔ چونکہ یہ دعوت حد سے زیادہ احتیاط کے ساتھ عمل میں آتی تھی اور کسی پر اس کا راز ظاہر نہیں ہونے پاتا تھا۔ اس لئے لوگوں نے اس کو باطنیہ کہنا شروع کر دیا۔ تاریخوں میں اختلاف ہے کہ یہی گروہ ملاحدہ اور قرامطہ کے نام سے پکارا گیا یا ملاحدہ اور قرامطہ اس سے الگ تھے بعض کی تو یہی رائے ہے کہ قرامطہ اور ملاحدہ باطنیہ ہی تھے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ باطنیہ ان سے بالکل الگ ہیں۔ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ عباسیہ و ہوا خواہان ایشاں از کمال عداوت قرامطہ را داخل اسمٰعیلیہ شمردہ اند (جلد چہارم صفحہ ۵۳) صاحب روضۃ الصفا اپنے اس خیال کی تصدیق میں لکھتے ہیں کہ جوہر جو المعز لدین اللہ کا وزیر جنگ تھا۔ بعض قرامطہ کو ان کے افعال ناشائستہ کی وجہ سے سخت سزا دے دی تھی۔ اور بعض بھاگ کر حدود شام میں جا چھپے تھے۔ اگر قرامطہ بھی اسمٰعیلی یا باطنی ہوتے تو ان کے ساتھ یہ سلوک کیوں روا رکھا جاتا۔ یہ دلیل اگرچہ بودی ہے اور وضاحت سے مقصود پر دال نہیں۔ مگر تاہم اس امر پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے کہ بعض کے نزدیک اسمٰعیلیہ یا باطنیہ اور قرامطہ و ملاحدہ الگ الگ گروہ یا فرقے ہیں۔ اور بعض کے خیال میں باطنیوں اور اسمٰعیلیوں کے دوسرے نام قرامطہ اور ملاحدہ ہیں۔ اسمٰعیلیوں یا باطنیوں کا سلسلہ امامت حسب ذیل ہے :-

حضرت علی۔ حضرت امام حسن۔ حضرت امام حسین۔ حضرت زین العابدین حضرت امام محمد باقر۔ حضرت امام جعفر صادق۔ امام اسمٰعیل۔ امام محمد۔ امام عبداللہ۔ امام احمد۔ امام حسین۔ امام مہدی۔ امام قائم۔ امام منصور۔ امام معز۔ امام عزیز۔ امام حاکم۔ امام ظاہر۔ امام مستنصر۔

امام مستنصر باللہ پر آکر ایک اور اختلاف کا آغاز ہوتا ہے اور وہ یہ کہ مستنصر نے پہلے اپنے بڑے بیٹے نزار کو اپنا ولیعہد یا وصی بنایا تھا۔ یا بالفاظ دیگر نزار کے نام نص امامت و خلافت کر دی تھی۔ پھر کسی وجہ سے ناراض ہو کر مستعلی باللہ احمد کو اپنا قائم مقام بنایا۔ اس پر دو فریق ہو گئے۔ پہلے فریق نے یہ کہا کہ مستنصر باللہ نزار کو ولی عہد یا وصی بنا کر معزول نہیں کر سکتا۔ نزار ہی امام ہے۔ اور مستعلی باللہ کی امامت و خلافت نادرست ہے۔ حسن بن صباح اور حکیم ناصر خسرو اسی گروہ کے داعیوں میں سے تھے اس زمانہ میں ہز ہائینس آغا خاں اسی گروہ کے پیشوا ہیں۔ فریق دوم نے مستعلی باللہ کی امامت و خلافت کو صحیح مانا مستنصر کے بعد مستعلی باللہ اور اس کے بعد آمر باحکام اللہ طیب امام ہوئے۔ بمبئی اور اس کے گرد و نواح کے بوہرے اسی فریق میں سے ہیں۔ اس لحاظ سے فرقہ اسمٰعیلیہ یا باطنیہ کے دو گروہ ہیں آغا خانی اور بوہرے۔ دونوں فریق اپنے بزرگوں کی اتباع اور تقلید کرتے ہوئے آج تک اپنے عقائد کو دوسروں کے سامنے بیان کرنے سے احتراز کرتے ہیں۔

ائمہ مذکور الصدر میں سے مہدی نے افریقہ میں سلطنت قائم کر لی تھی اور مہدیہ نام ایک شہر اور قلعہ کی بنیاد رکھ کر اسے اپنا دارالخلافہ بنا لیا تھا۔ اس خلیفہ کے تفصیلی حالات دیکھنے ہوں تو روضۃ الصفا اور ابن خلکان دیکھنا چاہئے۔ معز کے زمانہ میں اس کے وزیر جنگ جوہر نے مصر کو فتح کر لیا اور شہر قاہرہ کی بنیاد رکھی۔ پھر مہدیہ کے بجائے قاہرہ دارالخلافہ ہو گیا۔ غرضیکہ مہدی سے لے کر آمر باحکام اللہ تک سب امام علی الترتیب مصر و افریقہ کی سلطنت کے والی ہوئے۔ ان میں سے بعض خلفا کے زمانہ میں علم و فن کو بھی بہت ترقی ہوئی۔ بڑے بڑے کتب خانے قائم کئے گئے مسجدیں مدرسے تعمیر ہوئے۔ اور بڑے بڑے رفاہ عام کے کام ہوئے جامع ازہر بھی انہی کے زمانہ کی یادگار ہے۔ مگر بعض خلفا کے زمانہ میں ظلم و جور بھی انتہا کو پہنچ گیا۔ تاریخ عرب مصنفہ موسیو سدیو فرانسس میں لکھا ہے جب خلیفہ حاکم ۳۸۶ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا تو گویا ابلیس ہی تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے رعایا پر بڑی بلا نازل کی۔ نہایت ہی تشدد کیا۔ اس کے پیچھے ہاتھوں میں ہتھیار لئے غلام پھرا کرتے تھے۔ کوئی شخص اگر خلیفہ کو ذرا بھی ناراض کرتا۔ خواہ کیسی ہی ادنےٰ بات کیوں نہ ہو تو وہ اسے ذبح کرا دیتا تھا۔ وہ اپنے قصر سے کچھ کاغذ کے پرچے لکھ کر پھینکا کرتا تھا۔ جو کوئی انہیں پاتا اس کے لئے حکم تھا کہ فلاں امیر کے پاس لے کر جائے۔ جب وہ وہاں جاتا تو وہ امیر اسے کھول کر پڑھتا اگر اس میں لکھا ہوتا کہ اسے اس قدر درہم دے دے تو وہ اسے درہم دے دیتا۔ اور اگر اس میں لکھا ہوتا کہ اس شخص کو اس قدر عذاب و عقاب کرے۔ تو وہ اسے ویسے ہی عذاب میں ڈال دیتا۔ اس نے جاسوس مقرر کر رکھے تھے۔ جو اسے اچھے برے تمام واقعات و معاملات کی آ کر خبریں دیا کرتے تھے۔ اس سے مخلوق کو یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ وہ ہر شے کو بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے۔ اور بغیر بتائے جان جاتا ہے۔ اس لئے وہ اس کی خدا کی طرح پرستش کرنے لگے تھے۔ بعض لوگ اس کے دعوے الوہیت کو صحیح مانتے تھے۔ حمزہ فارسی۔ ابن الہادی علی الترمذی نے بیان کیا ہے کہ زمانہ ماضیہ میں اللہ تعالیٰ کئی مرتبہ صورت بشریہ میں مجسم ہو کر دنیا میں آیا ہے۔ اب حاکم بامر اللہ کی صورت میں اس نے ظہور کیا ہے۔

(تاریخ عرب ترجمہ مولوی عبدالغفور خاں رامپوری صفحہ ۲۰۸)

آنریبل جسٹس امیر علی تحریر فرماتے ہیں " حاکم ذود دیوانگی کے آثار ظاہر کرنے لگا۔ وہ عجیب و غریب احکام نافذ کرتا۔ ذرا سی غفلت پر سزائے موت کا حکم دیدیتا۔ بڑھتے بڑھتے اس کا مرض حد اعتدال سے گزر گیا بغیر کسی وجہ کے اس نے کئی سربرآوردہ اشخاص قتل کرا دیئے۔ (تاریخ اسلام جسٹس امیر علی صفحہ ۴۳۵)

حاکم درحقیقت ایک نئے مذہب کا بانی تھا اس کے پیرو اس کو خدا کا اوتار سمجھتے تھے۔ اس کے قتل ہو جانے پر وہ کہتے تھے کہ وہ خود غائب ہو گیا ہے۔ پھر پوری شان و شوکت کے ساتھ دوبارہ نزول کرے گا (ص)

آمر باحکام اللہ بدچلن۔ عیاش نکلا۔ وہ ظالم۔ خودسر۔ اوباش اور لاابالی تھا۔ (تاریخ مذکور صفحہ ۴۳۸)

روضۃ الصفا میں ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ قیصر کا ایک ایلچی معز کے پاس آیا اور خلوت میں معز سے ہمکلام ہوا۔ اور کہا " دراں نوبت کہ دربلاد مغرب بپابوسی تو رسیدم حشمت و عظمت و ابہت تو در چشم من چناں نمود کہ از مہابت تو وجودم ناچیز شد۔ واز نور روئے تو چناں مرتبہ روشن شد کہ پنداشتم کہ واجب الوجودی " (روضۃ الصفا جلد چہارم صفحہ ۵۵)

بیانات بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ باطنیوں اور اسمٰعیلیوں کے بعض امام مسئلہ حلول کے قائل تھے۔ اور یہ سمجھتے تھے کہ خدا ہم میں سما گیا ہے۔ یا ہم بصورت انسان خدا ہیں۔ ایسے ہی وجوہ کی بنا پر علامہ جلال الدین سیوطی کی رائے ان کی نسبت اچھی نہیں ہے۔ چنانچہ تاریخ الخلفا کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ :-

ان کی امامت اور خلافت کے صحیح نہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان میں سے اکثر زندیق اور خارج از اسلام تھے۔ بعض سے انبیاء علیہم السلام کی گستاخی کا بھی اظہار ہوا۔ بعض نے شراب کو مباح کر دیا۔ بعض نے اپنے لئے سجدے کا حکم کیا۔ (دیباچہ تاریخ الخلفا ص)

یوسف اعینی کہتے ہیں کہ قیروان کے علما کا اس پر اتفاق ہے کہ بنی عبید کا حال مرتدوں اور زندیقوں جیسا ہے۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ لوگ علم غیب کے بھی مدعی تھے۔

اسمٰعیلی یا باطنی لوگ انہیں خلفائے فاطمئین مصر کہتے ہیں۔ مگر مخالفین انہیں عبیدئین کا نام دیتے ہیں۔ وجہ یہ کہ ان کے سلسلہ نسب میں کلام ہے۔

بعض مورخ انہیں فاطمی سمجھتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں ان کا دادا مجوسی تھا۔ قاضی عبدالجبار بصری کا قول ہے۔ کہ خلفائے مصر کے دادا کا نام سعید تھا اس کا باپ مذہب کا یہودی اور ذات کا لوہار اور تیر گر تھا۔ قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہیں کہ عبید اللہ الملقب بہ مہدی کا دادا جس کا نام قداح تھا مجوسی تھا عبید اللہ نے مغرب میں آ کر علوی ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر علمائے نسب میں سے کسی نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ ابن طبا طبا علوی نے عبید اللہ سے اس کا حسب نسب دریافت کیا تو عبید اللہ نے اپنی نصف تلوار میان سے باہر نکال کر جواب دیا کہ یہ میرا نسب ہے اور حاضرین دربار پر اشرفیاں پھینک کر کہا کہ یہ میرا حسب ہے۔ آنریبل جسٹس امیر علی بالقابہ کے نزدیک یہ تمام خلفا صحیح النسب تھے۔ ان کے حسب و نسب کے متعلق کسی کو زیادہ تحقیق منظور ہو تو ابوالفدا اور ابن خلکان کا مطالعہ کرے۔ اس چھوٹے سے مضمون میں زیادہ بحث کی گنجائش نہیں۔

اسمٰعیلیوں یا باطنیوں کے ائمہ مذکورہ بالا میں سے حسب ذیل ۳ امام مستور کہلاتے ہیں عبداللہ۔ احمد۔ حسین۔ طیب۔ ان کے ستر و اختفا کی وجہ بعض خلفائے بنی عباس کی مخالفت تھی۔ جس سے انہیں اپنی جان کا خوف ہر وقت دامنگیر خاطر رہتا تھا۔ اور یہی سیاسی وجہ اپنے عقائد و دعوت کو پوشیدہ رکھنے کی تھی۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ اس زمانہ کے مقتضیات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ وجہ نہایت معقول معلوم ہوتی ہے۔ اور ان کے داعی اندر ہی اندر لوگوں میں خلفائے بنی عباس سے نفرت و عداوت کا بیج بو رہے تھے اور اسی غرض سے اسمٰعیلی اماموں کے محامد و فضائل اور عباسیوں کے معائب و رذائل تصنیف کرتے رہتے تھے۔ بہرحال کچھ بھی ہو۔ اس زمانہ میں اپنے عقائد کا چھپانا کچھ معنے رکھتا تھا۔ مگر آج وہ زمانہ نہیں ہے اور نہ وہ وجوہ ہی موجود ہیں پھر معلوم نہیں کہ اسمٰعیلی حضرات کس بنا پر آج اپنے عقائد کو چھپاتے ہیں۔ آج تو کوئی ان کی مخالفت پر تلا ہوا نہیں۔ اور نہ ان ہی کو کسی کا خوف و ڈر ہے پھر اس پوشیدگی اور اس ستر و اختفا کی کیا ضرورت ہے۔

اسمٰعیلیوں میں حکیم ناصر خسرو جیسے بڑے بڑے عالم حکیم فقیہ اور فلاسفر گزرے ہیں اور انہوں نے بڑی بڑی قابل قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اسمٰعیلی داعیوں اور عالموں کی الماریاں ان سے بھری پڑی ہیں۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ ایک کتاب بھی ان میں سے نہیں چھپی۔ اور نہ آج تک کسی کو دیکھنی ہی نصیب ہوئی۔ بمبئی اور برار کے دوروں میں مجھے اکثر اسمٰعیلی ذی علموں سے ملنے کا اتفاق ہوا جب کبھی مذہبی امور پر ان سے گفتگو کا موقع ملا تو چپ کے سوا کوئی جواب نہ تھا دوسرے مذہب والوں پر نکتہ چینی کرنے کے وقت بہت دلیر تھے۔ مگر جب اپنا موقع آتا تھا تو زبان کے دروازہ پر قفل پڑ جاتا تھا۔

اکولہ میں ایک حکیم صاحب ملے۔ جن کی علمی قابلیت قابل تعریف تھی خیالات کے گلشن میں بلبل کی طرح چہچہاتے رہتے تھے۔ اور ہر امر میں نقادانہ رائے دیتے تھے مگر بایں ہمہ جب گھر کی بات چھڑ جاتی تھی تو سارا علم و فن رفو چکر ہو جاتا تھا اور ساری باتیں بھول جاتے تھے۔

برہان پور میں اس فرقے کے اکثر عالموں سے ملاقات ہوئی بجیدہ سے پیچیدہ علمی عقدوں کی گرہ کشائی کرنے والے نظر آئے۔ گھر کی بات چلی تو جواب یہ تھا کہ ہم نہیں جانتے۔ ایک گریجویٹ صاحب ملے۔ میں نے انہیں ذرا لتاڑا تو کھسیانے ہو کر بولے۔ ہم بے لاچار ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ عالم ہونے کے باوجود یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ یہ چھپن دنیا میں زندہ رہنے کے نہیں ہیں۔ زمانہ کہتا ہے تمہارے بزرگ اپنے عقائد کو چھپانے میں معذور رکھے۔ تم معذور نہیں ہو۔ جب وہ وقت نہیں رہا نہ تقاضے نہیں رہے وہ مخالفین نہیں رہیں۔ تو تم اپنے عقائد و خیالات کو کیوں چھپاتے ہو۔ اگر تمہارے پاس سچائی ہے تو اسے ظاہر کر دو۔ ورنہ جو سچائی کا راستہ ہو اسے اختیار کرو۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

درخواست دعا۔ ماسٹر سراج الدین صاحب ساہی گورنمنٹ ہائی سکول سرگودھا لکھتے ہیں کہ آپ امسال بی اے کے امتحان میں شریک ہونے والے ہیں احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

اعلان نکاح (۱) سرگودھا ۲ اپریل۔ بوقت شام جناب میر مجتبیٰ علی صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی کا نکاح حمیدہ بیگم بنت بابو صفدر جنگ صاحب مرحوم سے بعوض پانچہزار روپیہ حق مہر پڑھا گیا میر صاحب موصوف نے اس نکاح کی تقریب پر مبلغ ۱۰۰ روپے اشاعت اسلام کے لئے عنایت فرمائے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو بابرکت کرے اور دین و دنیا کی بہتری کا موجب بنا دے۔

(۲) سرگودھا ۸ اپریل ۱۹۳۸ء۔ بوقت شام جناب شیخ فضل کریم صاحب ٹھیکیدار سرگودھا کا نکاح سعیدہ بیگم بنت بابو صفدر جنگ مرحوم سے بعوض پانچہزار روپے حق مہر پڑھا گیا۔

شیخ صاحب موصوف نے اس نکاح کی تقریب پر مبلغ سو روپے اشاعت اسلام کے لئے عنایت فرمائے۔ اس کے علاوہ ان کے احباب نے بھی اس شادی کی خوشی میں مبلغ سو روپے اشاعت اسلام کے لئے فراہم کر کے عنایت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ اور اللہ تعالیٰ اس نکاح کو بابرکت کرے۔ اور دین و دنیا کی بہتری کا موجب بنائے۔

نگرانی۔ " لائٹ " کے مقدمہ کی نگرانی ہائیکورٹ میں کی گئی تھی جو خارج ہو گئی۔

(بقیہ صفحہ تین)

ظفر علی صاحب ایڈیٹر زمیندار کی پارٹی ۔ محمد علی صاحب ایڈیٹر ہمدرد کی پارٹی اور خواجہ حسن نظامی کی پارٹی کوئی نام نہیں رکھتی ۔ مگر وہ جوتیوں میں دال بٹتی رہتی ہے کہ تو بہ ہی بھلی "زمیندار" "سیاست" اور وزیر خاں کی مسجد کے مولانا اور پیر جماعت علی شاہ یہ سب ایک ہی جماعت کے مختلف ممبر ہیں مگر ایک دوسرے کے دست و گریباں ہی نظر آتے ہیں ۔ اصل بات تو یہ ہے کہ جب اسلام کی عزت کی پروا نہ ہو اور نفسانیت مد نظر ہو تو پھر لڑنے کے لئے تنکے کا پہاڑ بن جاتا ہے ۔ دوسری طرف بالمقابل دیکھ لو ۔ قومیت اور سیاست کی خاطر سناتن دھرم اور آریہ سماج ۔ سکھ اور جینی ۔ برہمو سماج اور دیو سماج باوجود اس کے کہ نام الگ ۔ جماعتیں الگ ۔ اصول الگ ۔ مگر زمانہ کی ہوا کو دیکھ کر سب متحد ہوئے چلے جا رہے ہیں ۔ پس نام اور جماعت کا تو بہانہ ہے ۔ لڑنے کو دل چاہے تو بھائی بھائی آپس میں لڑتے ہیں ۔ اتحاد کی شکل یہی ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو نشان اسلام سمجھا جائے اور اسی کلمہ پر عمل ہو یعنی خدا ہمارا مقصود ہو اور نفسانیت کو ہم الوداع کہیں اور محمد رسول اللہ صلعم کے امتی کو کافر اور خارج از اسلام نہ کہیں ۔

کام کیلئے جماعت کی ضرورت ہے

باقی رہا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ جماعت ہی کیوں بنائی جائے جو نام کی ضرورت پڑے ۔ یہ ان لوگوں کی باتیں ہیں جو دنیا میں کام نہیں کیا کرتے ۔ صرف بیٹھے بیٹھے زبانی باتیں اور خیالی قلعے بنایا کرتے ہیں ۔ جو کام کرنے والے لوگ ہیں وہ جانتے ہیں کہ بغیر جماعت کے دنیا میں کوئی اہم کام نہ کبھی ہوا ۔ اور نہ آئندہ کبھی ہو سکتا ہے ۔ انفرادی کام ناقص ۔ بہت مختصر اور جلد فنا ہو جانے والا ہوا کرتا ہے ۔ کیونکہ وہ اس فرد کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے ۔ مگر جو کام جماعت کے سپرد ہوتا ہے ۔ وہ مکمل اور وسیع پیمانہ پر ہوتا ہے اور دیرپا ہوتا ہے ۔ اگر ایک ممبر مرتا ہے تو اس کا قائم مقام دوسرا ممبر ہو جاتا ہے ۔ اسی لئے خود اللہ تعالےٰ نے اشاعت اسلام جیسے اہم کام کے لئے قرآن کریم میں صاف طور پر یہی فرمایا کہ اس کے لئے ایک جماعت ہو فرماتے ہیں ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت جو خیر یعنی اسلام کی طرف لوگوں کو بلائے اور نیک کام کرنے کا حکم دے ۔ اور بری باتوں سے روکے اور یہی لوگ ہیں جو فلاح پانیوالے ہیں" پس احمدی جماعت خدا کے حکم کے ماتحت ایک داعی الی الخیر جماعت ہے جو اشاعت اسلام کے لئے کھڑی ہوئی ہے ۔ اور اپنے سید و مولیٰ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی نام احمد کی طرف منسوب کرکے اپنے آپ کو اس لئے احمدی کہتی ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حمد کو کثرت سے پھیلانا اس کا مقصود اصلی ہے ۔ جس کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی تھی اور صرف وہی ایک ایسی جماعت ہے جو ایسے اصول پر قائم ہے جس کے ذریعہ کل دنیا کے مسلمان متحد ہو سکتے ہیں ۔ اور وہ یہ ہے کہ کسی کلمہ گو کو کافر خارج از اسلام نہ کہا جائے ۔ مبارک ہے وہ جو اس کے ساتھ شامل ہو کر مسلمانوں کے اتحاد کی بنیاد کو مضبوط کرتا ہے ۔ اور حفاظت و اشاعت اسلام کے کام کو ترقی دیتا ہے ۔ کیونکہ کام کی ترقی جماعت کی ترقی پر منحصر ہے ۔

داعی الی الخیر جماعت

اس داعی الی الخیر جماعت کا نام احمدی جماعت تو محض دوسری مسلمان جماعتوں میں تعارف کرانے کے لئے ہے جس کے بغیر چارہ نہیں ۔ ورنہ وہ مسلمان ہے ۔ اور اس کا مذہب اسلام ہے ۔ وہ ہی جو فطرت کا مذہب ہے اور جو قرآن لایا ۔ خود حضرت مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں ۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں،
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں،
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

ہندوستان

— مدراس ۹ر اپریل ۔ آج تھیوسیافیکل سوسائٹی کے ہال میں ہندوستانی مستورات کی ایسوسی ایشن کا سالانہ جلسہ نہایت شان و شوکت سے منایا گیا بہت سی لائق اور معزز خواتین نے شرکت کی

— نواب سکندر حیات خاں آف واہ ریاست بہاولپور کے نئے چیف منسٹر مقرر ہوئے ہیں ۔

— رائے بچھور مدراس میں باشندگان ریاست حیدر آباد کی ایسوسی ایشن کا ایک جلسہ امیر منزل میں منعقد ہوا ۔ جس میں ریاست کے بڑے بڑے زمیندار امرا اور رؤسا شامل ہوئے ۔ اس میں گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مسولی پٹم کی بندرگاہ حضور نظام کو واپس دے دے اس کے علاوہ سنگٹھنی لیڈرر یاست کے خلاف جو شرارتیں کر رہے ہیں ان پر اظہار نفرت کیا گیا ۔

— نئی دہلی ۶ر اپریل بٹلر کمیٹی کی تحقیقات عنقریب ختم ہو جائے گی اور ارکان کمیٹی ۵ ۲ر اپریل کو بمبئی سے انگلستان روانہ ہو جائیں گے ۔ نیز دیسی ریاستوں میں اصلاحات کی غرض سے وزیر ہند کے ساتھ گفت و شنید کرنے کے لئے مہاراجہ کشمیر ۔ مہاراجہ پٹیالہ ۔ مہاراجہ الور ۔ نواب صاحب بھوپال اور راؤ صاحب کچھ انگلستان جائیں گے ۔

— پشاور ۹ر اپریل ۔ کوہاٹ درہ کے پہاڑوں میں سخت آندھی آئی جس سے بہت نقصان ہوا ۔ چار آدمی ہلاک اور دو گم ہو گئے فصل اور مویشیوں کا بھی بھاری نقصان ہوا ۔

— آج کل جگہ جگہ جلیانوالہ باغ کے واقعہ کی یادگار میں قومی ہفتہ منایا جا رہا ہے ۔ لاہور ۔ امرتسر ۔ دہلی ۔ گوجرانوالہ میں نہایت شاندار جلسے ہوئے

— بنارس ۷ر اپریل ۔ ڈیلی ٹیلیگراف لندن میں جو رپوٹیں شائع ہوئی ہیں ان کے سلسلے میں معلوم ہوا ہے کہ پنڈت مدن موہن مالویہ حسب معمول وائسرائے سے ملے تھے اور آپ نے سر جان سائمن سے ملاقات نہیں کی پنڈت جی کا بیان ہے کہ کمیشن کے متعلق آپ کی رائے میں ذرہ بھر تبدیلی نہیں ہوئی ۔ اور آپ اسی رائے پر قائم ہیں کہ موجودہ صورت حالات کا واحد علاج یہ ہے کہ شاہی حکم کے ذریعہ کمیشن میں اسمبلی کے منتخب کردہ چھ یا سات ہندوستانی ممبر شامل کئے جائیں ۔

ہندو دنیا

— ہندو مہاسبھا نے آل پارٹیز کانفرنس کی رائے پر اظہار ناپسندیدگی کرتے ہوئے سندھ کی علیحدگی کے خلاف ریزولیوشن پاس کر دیا ۔

— گورو کل کا جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا ۔ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے قریب نقد چندہ جمع ہوا ۔ پچاس ہزار کے قریب وعدے ہوئے گورو کل کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد بھی رکھا ۔ اس موقع پر بہت سی کانفرنسیں بھی ہوئیں ان میں سے اشدھی کانفرنس اور آرین لیگ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ اس سال اس جلسہ میں بہت سے ہندو والیان ریاست بھی شریک ہوئے ۔

— جبل پور میں ہندو سبھا کے سالانہ اجلاس کے موقع پر اشدھی سبھا اور دلت ادھار سبھا کے اجلاس بھی منعقد ہوئے ۔

— ہوشیار پور ۸ر اپریل ۔ پنبہ چل ضلع کانگڑہ کے کمبر پنچی معہ ان کے لیڈر پچیس کے اشدھ ہو گئے ہیں یہ لیڈر بیس سال سے تحریک اشدھی کی مخالفت کر رہا تھا ۔

— کلکتہ میں آریہ سماج نے ۲ عیسائی عورتوں کو اشدھ کیا اشدھی کے موقع پر بڑا بازار کے تمام بڑے بڑے ہندو اور ہندو اخباروں کے ایڈیٹر موجود تھے ۔

— جبل پور ۹ر اپریل ۔ آج پنڈت مالویہ نے شریمتی راجکماری بائی ناٹھ الیہ کا سنگ بنیاد رکھا ۔

— راولپنڈی ۸ر اپریل آریہ کانگرس کے اجلاس میں جس کے صدر لالہ ہنسراج تھے دو اہم ریزولیوشن پاس کئے گئے (۱) ہندی کی تمام آریوں کو ضرور پڑھنی چاہئے ۔ (۲) شادیوں پر جو جہیز دیا جاتا ہے اس کا مظاہرہ بند کر دیا جائے ۔

— جالندھر شہر ۷ر اپریل ۔ کنیا مہا ودیالہ جالندھر کا سالانہ اجلاس نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا ۔ مہارانی کپورتھلہ نے طالبات کو انعامات تقسیم کئے ۔

ممالک خارجہ

— میکسیکو ۶ر اپریل ٹکیولا میں باغیوں اور حکومت کے مابین جنگ ہوئی چار سپاہیوں کی جانیں تلف ہوئیں ۔

— لنڈن ۷ر اپریل ۔ لیڈی اروِن آج سہ پہر کو لندن بخیریت پہنچ گئی ہیں ۔

— مصر نے برطانیہ کو اس کے مطالبات کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ برطانیہ کا مطالبہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کا مرادف ہے اس جواب ۱۹۲۲ء کے اعلان اور چار مخصوص امور کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا حالانکہ اسی اعلان پر مصر کی موجودہ آزادی اور اس کے دستور کی بنیاد قائم ہے

— انگورہ ۷ر اپریل ۔ سیاست سے مذہب کی علیحدگی کے سلسلہ میں مجلس ملیہ میں یہ تحریک پیش ہونے والی ہے کہ مذہبی معاملات کے محکمہ کو اڑا ہی جائے ۔

— آئرلینڈ کا ایک وفد روس گیا تھا ۔ اس نے واپس آکر ایک اعلان شائع کیا ہے ۔ اس میں لکھا ہے کہ روس کو بدنام کرنے کے لئے عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اس ملک کی حکومت مذہب سے دست کش ہو گئی ہے حالانکہ یہ غلط ہے ۔ روس میں ہر ایک شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہے ۔ صرف ماسکو میں ۱۴۰۰ گرجے ہیں جہاں لوگ ہر اتوار کو جمع ہو کر مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں ۔

— جنیوا ۱۵ر مارچ ۔ جمعیۃ الاقوام کے اخراجات کے متعلق فرانس انگلستان ۔ جرمنی اور اٹلی میں سرگرم مباحثہ شروع ہے چاروں دول کے وزرائے خارجہ ایک دوسرے پر طرح طرح کے الزام و اتہام لگا رہی ہیں

— معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کی مس میو مدر انڈیا کے طرز پر مصر کے متعلق ایک کتاب لکھنے والی ہے ۔

— المقطم قاہرہ مکہ معظمہ کے ایک پیغام کے حوالے سے لکھتا ہے کہ سلطان ابن سعود اور امام یحییٰ حمید الدین کے وفود مکہ معظمہ روانہ ہو گئے ہیں امام یحییٰ کے وفد میں محمد بن محمد ۔ قاسم بن حسین اور ایک اور رکن شامل ہے ۔

— پیرس ۹ر اپریل ۔ شاہ افغانستان معہ ملکہ ثریا برلن روانہ ہو گئے

— شاہ افغانستان کے استقبال پر جرمنی نے پچاس ہزار پونڈ کی رقم خرچ کی ہے ۔

— امریکہ میں ایلی نائیس ایک آبادی ہے ۔ جس کے باشندے زمین کے گول ماننے سے انکار کر رہے ہیں ۔ ان میں سے ایک شخص اب آمادہ ہوا ہے کہ دنیا کی آخری حد معلوم کرے ۔ ایک شخص نے اس آبادی کے باشندوں کو زمین کے گول ہونے کا قائل کرنے والے آدمی کے لئے دو ہزار پونڈ انعام کا اعلان کیا ہے ۔

— برلن ۱۰ر اپریل ۔ شہریار غازی اور ملکہ معظمہ برلن پہنچ گئے ہیں اور افغانی قونصل خانہ میں فروکش ہیں ۔ آپ کسی ماہر امراض حلق ڈاکٹر سے مشورہ لیں گے ۔

— رگبی ۱۰ر اپریل سلطان ابن سعود نے حکومت برطانیہ کی اس تجویز کو منظور کر لیا ہے کہ سر گلبرٹ کلیٹن جدہ میں حاضر ہو کر ان سے آئندہ خوشگوار تعلقات کے قیام کے لئے بہت اہم معاملات میں گفت و شنید کریں مسٹر گلبرٹ غالباً ماہ اپریل کے آخر میں جدہ پہنچ جائیں گے ۔

— معلوم ہوا ہے کہ شاہ افغانستان مصوری (فوٹوگرافی) میں مہارت تامہ رکھتے ہیں ۔ اور سینما کے فلم تیار کر سکتے ہیں ۔ اور اپنے ملک میں جدید ترین کوڈاک کا استعمال کرتے ہیں ۔

— قسطنطنیہ ۱۰ر اپریل ۔ حزب العمال کے بین الاقوامی معاملی دفتر کے ڈائرکٹر اور جمعیت الاقوام کے نمائندے شلیمر کو گولی کا زخم آیا گولی نکال لی گئی ہے ۔ زندگی کو کوئی خطرہ نہیں رہا ۔ پولیس مصروف تحقیقات ہے

— تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ کویت کے متعلق جو اطلاعات آئی تھیں وہ غلط ہیں ۔ کویت اور نجد کے باہمی تعلقات میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی ہے ۔

— مقتدر ایرانی حکام اور غیر ملکی ماہرین ایران کے بڑے بڑے شہروں اور ٹرکی ۔ ترکستان ۔ افغانستان اور ہندوستان کے درمیان موٹروں کی آمد و رفت قائم کرنے کے لئے سڑکیں بنانے کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں شاہ ایران خود بھی اس تجویز کی پوری حمایت کر رہے ہیں ۔

— قسطنطنیہ ۱۰ر اپریل ۔ سیاست اور مذہب کو جدا کرنے کے متعلق مجلس ملیہ میں جو مسودہ قانون پیش ہوا ۔ باتفاق رائے منظور ہو گیا ۔

— شام اور ٹرکی کے درمیان جزیرہ ابن عمر کے متعلق کچھ عرصہ سے ایک تنازعہ برپا تھا ۔ ٹرکی اس علاقہ کی دعویدار تھی ۔ لیکن جنرل الرسنٹ نے اس کا فیصلہ شام کے حق میں کیا ۔ اب اس معاملہ پر پھر غور ہونے والا ہے ۔

بقیہ صفحہ اول

جس سے آپ کے کپڑے خاک آلودہ ہو گئے۔ آپ بغیر کسی اظہار رنج و ملال کے گھوڑے سے اترے اور کپڑے جھاڑ کر آگے کو چل دیئے ایک شخص نے جو یہ ماجرا دیکھ رہا تھا۔ آپ سے عرض کیا کہ آپ چپ چاپ چلے دیئے ہیں یہ ٹھیک نہیں۔ کم از کم خاک گرانے والے کو تنبیہ تو کر دی ہوتی۔ آپ نے فرمایا بھائی میرا نفس آگ کے لائق ہے اگر خاک ہی پر اکتفا ہو جائے تو اور کیا چاہیئے۔ سبحان اللہ کیا تواضع ہے۔

ختنہ

سوال ۔ ختنہ کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ آیا بچوں کا ختنہ کرنے کے متعلق کوئی قرآن کریم کا حکم ہے۔ مہربانی کر کے مفصل ارشاد فرمائیں

(محمد اسمٰعیل سنیٹری انسپکٹر)

جواب ۔ ختنہ کے متعلق قرآن کریم میں کوئی صریح حکم نہیں البتہ یہ سنت ابراہیمی ہے۔ بخاری کتاب الانبیا میں ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنا ختنہ آپ کر لیا۔ اس وقت ان کی عمر اسی برس کی تھی۔ اور جیسا کہ بخاری کے باب کیف کان بدء الوحی کی آخری حدیث میں ہے کہ یہ سنت حضرت ابراہیم کی دو بڑی نسلوں یہود اور عرب دونوں قوموں میں چلی آتی تھی۔ اسلام نے جہاں دیگر مذاہب کی اور اچھی باتوں کو اپنے اندر لے لیا ہے (صحف مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ) ختنہ کو بھی اپنے اندر لے لیا۔ اور ساری عرب قوم میں جو ابراہیمی سنت تواتر سے چلی آتی تھی۔ اسے قائم رکھا۔

ابو داؤد میں ایک روایت ہے جس میں ذکر ہے عشر من الفطرۃ دس کام فطرۃ میں ہیں۔ فطرۃ کی تفسیر شارحین حدیث نے انبیا کی سنت قدیمہ سے کی ہے۔ اور بعض نے سنت الاسلام سے اس کی تفسیر کی ہے اور ان دس میں ختنہ کو بھی شامل کیا ہے۔ اور یہ سنت مسلمانوں میں عمل تواتر سے آج تک چلی آئی ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ سے اسلام کے ظہور تک یہود اور عرب میں تواتر کے ساتھ چلی آتی تھی کتب احادیث کی روایات میں اس فطرۃ کو سنت الانبیا یا سنت الاسلام کہا گیا ہے۔ لیکن اگر اس کا ذکر کتب حدیث میں نہ بھی ہوتا تو بھی ختنہ کا سنت الاسلام ہونے کے لئے تمام مسلمانوں کا اس پر تواتر کے ساتھ عمل کرنا ہی کافی ہے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے مسلمانوں میں جاری کرنے کا حکم دیا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم قرآن کریم کے صریح احکام یا اس سے استنباط پر مبنی ہوتا ہے۔

خاکسار

احمد ۔ ازا احمدیہ بلڈنگس لاہور

بزمِ احباب

(جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب کالاہو)

مشرقی افریقہ (ٹانگانیکا)

برادرانے ذی قادری صاحب لکھتے ہیں کہ قبل ازیں یکصد شلنگ کا پارسل آرڈر ارسال کر چکا ہوں۔ غالباً آپ کو مل گیا ہوگا۔ بعض مجبوریوں کے باعث میں آپکو خط نہ لکھ سکا۔ جس کا مجھے ازحد افسوس ہے۔

شریف محسن صاحب کی رپورٹ ارسال ہے جو میں نے جلدی میں لکھی ہے اگر آپ ان کی حمایت کریں تو یہ بڑے کام کرنے والے ہیں۔ ان کی حمایت کرنا آپ پر فرض ہے۔ کیونکہ آپ کی انجمن کا بڑا مقصد تبلیغ اسلام ہی ہے۔

کوہ کلیمان جارو مشرقی افریقہ میں ایک نہایت پرفضا اور دلفریب پہاڑ کا نام ہے۔ اس کی گنبد نما برفانی چوٹی کا نظارہ نہایت پرلطف اور قابل دید ہے اس پہاڑ کے چاروں طرف ہزارہا چشمے ٹھنڈے پانی کے بہتے ہیں۔ اس لئے یہ پہاڑ بڑا سرسبز اور شاداب ہے۔ اس پہاڑ کے گردا گرد عیسائیوں نے اپنے سکول اور شفاخانے کھول رکھے ہیں۔ اور کئی افریقن لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا رکھا ہے۔ اسی علاقہ میں ایک مسلمان عرب درویش شریف محسن صاحب تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ شریف صاحب شافعی خیالات کے پرجوش مبلغ اسلام ہیں۔ آج تک نہایت خاموشی سے اشاعت اسلام کے کام میں مصروف رہے ہیں۔ اپنا صدر مقام موشی مقرر کرکے وقتاً فوقتاً ادھر ادھر پھر کر لوگوں کو دعوت اسلام دیتے رہے ہیں۔ دو سال ہوئے ان کے ذریعے دو ہزار سے زائد عیسائی اسلام میں داخل ہوئے۔ جس نے عیسائی حلقوں میں تہلکہ مچا دیا۔ اس لئے اب عیسائی پادریوں نے ان کے خارج البلد کرانے کا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ کبھی تو شریف صاحب پر جاسوس ہونے کا الزام لگایا۔ اور کبھی فتنہ برپا کرنے والا مشہور کیا۔ جو کچھ بھی ان سے ہو سکا انہوں نے ہر طرح شریف صاحب کو بدنام کرنا چاہا۔

عیداضحیٰ ۱۳۴۴ھ کے موقع پر مقام بوماگانیے کے مسلمانوں نے شریف صاحب کو نماز عید پڑھانے کے لئے بلوا بھیجا۔ وہ قریباً ۲۰ یوم مقیم رہے اور سولہ عیسائیوں کو داخل اسلام کیا۔ پھر ۱۹ محرم ۱۳۴۵ھ کو مقام کبوٹو کے مسلمانوں کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ وہاں کے چیف سے ملاقات کی اور اپنے آنے کا مقصد ظاہر کیا۔ جس پر چیف نے کہا کہ ملک سرکار کا ہے ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ آپ بخوشی محفل میلاد اور مجالس وعظ منعقد کریں۔ شریف صاحب پندرہ یوم تک وہاں پند و نصائح کرتے رہے۔ جن کے اثر سے ۳۸۵ عیسائی مسلمان ہو گئے۔ اس خبر نے پادریوں کو حواس باختہ بنا دیا۔ اور ایک فرنچ پادری شریف صاحب سے ملنے آیا۔ اور دریافت کیا کہ کتنے آدمی مسلمان ہو گئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ان نومسلموں سے ہی دریافت کر لیجئے۔ چنانچہ دریافت کرنے پر نومسلموں نے ۳۸۵ تعداد بتائی۔ اس پر پادری صاحب آپے سے باہر ہو گئے اور نومسلموں کو سخت سست کہنا شروع کر دیا۔ پھر شریف صاحب سے دریافت کیا کہ وہ کب تک قیام رکھیں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہاں کے مسلمانوں کی دعوت پر آیا ہوں جب تک وہ چاہیں رکھیں گے۔ پادری صاحب نے انہیں کہا کہ آپ یہاں سے فوراً چلے جائیں اور موشی میں قیام رکھیں جس کو مسلمان ہونا ہوگا وہ خود بخود آپ کے پاس آجائے گا۔ ہم لوگ مدت سے عیسویت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور سالہا سال کے بعد بھی ہمیں اتنے آدمی نہیں مل سکے۔ پھر پادری صاحب نے وہاں کے مسلمانوں کو علیحدگی میں بلا کر ڈرایا دھمکایا۔ اور کہا کہ شریف صاحب کو فوراً واپس بھیج دو ورنہ فساد ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ لیکن لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ شریف صاحب ہمارے عالم اور سید ہیں۔ ان کی خدمت کرنا ہمارے لئے باعث سعادت ہے۔

عیسائی پادریوں کی نوازشیں۔ کبوٹو میں کل ۴۲ مسلمان تھے جن کی ایک چھوٹی سی مسجد تھی جو گھاس پھوس کی بنی ہوئی تھی۔ اب ۳۸۵ مسلمانوں کے اضافہ نے توسیع مسجد کی ضرورت لاحق کر دی۔ اس لئے بڑی مسجد بنانے کی تجویز منظور ہوئی۔ شریف صاحب نے لوگوں سے قانون دریافت کیا جس پر لوگوں نے کہا کہ موجودہ چھوٹی مسجد کی تعمیر کے لئے اپنے چیف سے ہم نے اجازت طلب کی تھی۔ اس نے حکام بالادست کو رپورٹ کی جنھوں نے مسلمانوں کی تعداد دریافت کی۔ ہم نے چیف کو اس کی اطلاع دی لیکن دو ماہ تک کچھ جواب نہ آیا۔ آخر ہم پھر اس کے پاس گئے۔ تو اس نے کہا کہ یہاں سب عیسائیوں کی زمین ہے اس لئے مسجد بنانے کی اجازت نہیں مل سکتی اگر مسجد بنانی ہی ہے تو اپنی زمین پر مسجد بنا لو سو ہمارے ایک بھائی راشد نے اپنی زمین مسجد کے لئے دیدی۔ جس پر ہم نے یہ مختصر مسجد بنا لی۔ اس لئے اب حسب دستور سابق ہم اپنی زمین پر مسجد بنا سکتے ہیں۔ نئی مسجد کے لئے جمیس نام مسلمان نے اپنی زمین پیش کی۔ جس کی پیمائش کرکے علامت کے طور پر چھ لکڑیاں قائم کر دی گئیں۔ چیف کو جب اس بات کا علم ہوا کہ مسلمان اپنی زمین پر مسجد بنانا چاہتے ہیں تو اس نے جمیس کو بلا کر دریافت کیا جس پر اس نے مثبت میں جواب دیا۔ اس پر چیف نے کہا کہ تم اس جگہ مسجد نہ بناؤ۔ میں تم کو جگہ دیتا ہوں وہاں بناؤ۔ جمیس نے جواب دیا کہ آپ کی نشان دادہ جگہ بہت دور ہے۔ اس لئے وہ مسجد کے لئے موزوں نہیں۔ اس پر چیف نے کہا کہ چند روز انتظار کرو۔ وہ شریف صاحب سے مل کر اس امر کا تصفیہ کرے گا۔ لیکن باوجود اس وعدہ کے چیف نے شریف صاحب سے کوئی فیصلہ نہ کیا۔ بلکہ اس کی طرف سے دو نوٹس ایک بنام جمیس اور دوسرا بنام شریف محسن صاحب آیا۔ کہ چونکہ مقام سوکا میں مسجد بغیر اس کی اجازت کے بنائی گئی ہے اس لئے اسے دو بجے تک گرا دینے کا حکم دیا جاتا ہے اگر مقررہ وقت تک اسے نہ گرایا گیا تو چیف کے آدمی اسے گرا دیں گے۔ اور مزدوری مسلمانوں کو دینی پڑے گی۔ اس کے جواب میں شریف صاحب نے ایک چٹھی حاکم ضلع [illegible] نام لکھی۔ اور معہ جمیس کے خود بھی جا کر اس سے ملے۔ اس نے کہا کہ شریف صاحب اوالی اور قاضی وغیرہ بڑے بڑے آدمیوں کو آنا چاہیے۔ چنانچہ دوسرے دن یہ سب حاکم ضلع کے پاس گئے۔ اس نے شریف صاحب سے دریافت کیا کہ سوکا میں مسجد کس کے حکم سے بنی۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ آج تک سوکا میں گئے تک نہیں۔ اور نہ وہ گاؤں دیکھا ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ مقام کبوٹو میں پہلے ۴۲ مسلمان تھے۔ جن کے پاس چھوٹی سی مسجد تھی اب ۳۵۰ عیسائی مسلمان ہو گئے ہیں۔ چونکہ سابقہ مسجد ان سب کے لئے ناکافی تھی۔ اس لئے مسلمان چیف کے سابقہ احکامات کے مطابق اپنی زمین پر بڑی مسجد بنانا چاہتے ہیں۔ حاکم ضلع نے جواب دیا کہ آپ مسجد کی تعمیر کے لئے درخواست دیں وہ خود اس بارہ میں مدد دے گا۔ اس پر شریف صاحب نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مسجد تو ابھی بنی ہی نہیں۔ آپ نے جو نوٹس دیا ہے کہ مسجد گرا دی جائے۔ آپ فرمائیں کہ کونسی مسجد گرا دی جائے۔ حاکم ضلع نے مکرر استعجاباً دریافت کیا کہ کیا ابھی تک مسجد نہیں بنی۔ معلوم ہوتا ہے یہ کوئی شرارت کا معاملہ ہے۔ اس نے دوبارہ مسجد کی تعمیر کے لئے درخواست دینے کا حکم دیا اور کہا کہ اس میں یہ بھی لکھیں کہ یہ زمین کس کی ہے۔ طول عرض کتنا ہے اس کے اردگرد کیا ہے۔ قرب و جوار میں آبادی کس کی ہے۔ شریف صاحب نے کہا کہ زمین کا مالک تو موجود ہے آپ کو جو کچھ دریافت کرنا ہے اس سے کر لیں۔ چنانچہ اس نے جمیس سے سب باتیں دریافت کرکے تحریری درخواست لانے کا حکم دیا۔ ابھی درخواست دینے کی تیاری ہو رہی تھی کہ ایک دن صبح کے وقت چیف نے راشد سے آکر کہا کہ تمہاری زمین پر جو چھوٹی سی مسجد ہے اسے آج بارہ بجے تک گرا دو۔ اگر نہ گراؤ گے تو ہمارے آدمی آکر اسے گرا دیں گے۔ راشد نے جواب دیا کہ اس کے لئے کم از کم پندرہ روز کی مہلت ملنی چاہیے۔ لیکن چیف نے نہ مانا۔ مسلمان بارہ بجے تک منتظر رہے لیکن کوئی مسجد گرانے کے لئے نہ آیا۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ شاید چیف اپنے ارادہ سے باز آگیا ہوگا اس لئے بعد نماز ظہر تمام مسلمان ایک میل کے فاصلہ پر شریف صاحب کا وعظ سننے کے لئے چلے گئے۔ عصر کے وقت عین وعظ کے درمیان خبر ملی کہ مسجد شہید کر دی گئی۔ اس پر تمام مسلمان جوش میں آگئے۔ اور مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ لیکن شریف صاحب جو پادریوں کے ہتھکنڈوں اور فریبوں سے واقف تھے۔ لوگوں کو قابو میں رکھا اور سمجھایا کہ یہ سب عیسائی پادریوں کی شرارتیں ہیں۔ کہ اشاعت اسلام کے کام میں رکاوٹ پیدا ہو۔ کبھی مجھے جاسوس کہا جاتا ہے کبھی شرارت پسند۔ حالانکہ میں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کچھ بھی نہیں۔

(باقی پر صفحہ ۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۲۵ رشوال المکرم ۱۳۴۶ھ نمبر ۲۱

تحریک شدھی کے نشیب وفراز

مسلمانان ہند کیلئے شاہراہ عمل

(۷)

(از محمد انعام الحق ہوشیارپوری)

اسلام نے عورتوں سے حسن سلوک اور ان کے حقوق کی حفاظت کی بہت تاکید کی ہے۔ لیکن افسوس مسلمان اس کا بہت کم خیال رکھتے ہیں۔ بہت سے گھرانوں میں لڑکیوں اور عورتوں کی ناگفتہ بہ حالت ہے۔ میکے میں انکو ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ سسرال میں طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی ہیں۔ بعض ظالم شوہر بھی اپنی بیویوں کو بہت دکھ دیتے ہیں۔ ان تمام خرابیوں کا نتیجہ بعض اوقات عورتوں کے ارتداد کی شکل میں نکلتا ہے۔

قرآن نے نہایت زور سے اور صاف طور پر حکم دیا ہے کہ جو بیوہ عورتیں قابل شادی ہوں ان کی شادی کردی جائے۔ لیکن ہندوستانی مسلمانوں نے ہندوانہ رسم ورواج کے خوفناک گرداب میں پھنسکر اس خداوندی حکم کو پس پشت ڈال دیا۔ اب تو یہ حالت ہوگئی ہے کہ دولتمند اور معزز گھرانوں میں بیوہ کی شادی ایک بہت بڑا جرم اور بے عزتی خیال کی جاتی ہے۔ آج ہزاروں نہیں لاکھوں نوجوان بیوائیں بیٹھی اپنی قسمت اور اپنے بزرگوں کی جان کو رو رہی ہیں لیکن کوئی اس لعنت کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اکثر بڑے بڑے علما اور مشایخ کے گھرانوں میں بھی اس ہندوانہ رسم کے بت کی پوجا ہورہی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اکثر مسلمان عورتیں محض اسی وجہ سے ارتداد کے جال میں جا پھنستی ہیں۔ رسم ورواج کی زنجیریں خواہ کتنی ہی بھاری کیوں نہ ہوں لیکن وہ قدرتی خواہشات کو نہیں روک سکتیں۔ ان بدنصیب بیواؤں کے سامنے دو ہی راستے ہوتے ہیں۔ یا تو وہ اپنی جوانی رو روکر اور سرد آہیں بھر بھر کر گزاریں یا کسی ہندو بدھوا آشرم جاکر پناہ لیں۔ ظاہر ہے کہ یہ لعنت مسلمانوں میں ہندوؤں سے آئی ہے۔ لیکن آج کل ہندو بدھوا بواہ کے لئے سرتوڑ کوششیں کررہے ہیں۔ آریوں کے علاوہ قدامت پسند سناتنیوں اور جینیوں نے اس میدان میں عملی قدم رکھدیا ہے۔ اور امید ہے کہ وہ عنقریب اپنے مذہبی احکام کو ٹھکراتے ہوئے اپنی قوم سے یہ لعنت دور کردیں گے۔ لیکن مسلمان ابھی تک خواب خرگوش میں محو ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ جلد شادی بیوگان کو رواج دینے کے لئے ایک زبردست اور منظم کوشش عمل میں لائیں۔ اور اس راہ میں جس قدر رکاوٹیں ہیں ان کو دور کردیں۔ اس کے علاوہ لاوارث بیواؤں کی حفاظت کا بھی کوئی خاطر خواہ بندوبست ہونا چاہیے۔ مسلمان ان کی خبر نہیں لیتے اور آریوں کے آشرموں نے ان کے لئے اپنے دروازے کھول رکھے ہیں۔

ویسے تو مسلمان لڑکوں کی مذہبی تعلیم کا بھی کوئی معقول انتظام نہیں نوجوان مسلمانوں کی مذہبی حالت نہایت خراب ہے۔ لیکن عورتوں کی مذہبی تعلیم و تربیت کی طرف تو مطلق دھیان نہیں دیا جاتا۔ ہندو قوم جو آج سے نصف صدی پیشتر عورتوں کو مذہبی تعلیم دینا ایک پاپ سمجھتی تھی اور وید وغیرہ مذہبی کتب کا مطالعہ ان کے لئے جرم تھا۔ آج لڑکیوں کی مذہبی تعلیم کا اہتمام بھی لڑکوں کی طرح ہی کرتی ہے۔ اور ہندو خواتین اپنے مذہبی احکام اور قومی تاریخ سے روز بروز واقف ہوتی جاتی ہیں۔ مسلمان عورتیں ایک طرف توہم پرستی اور ہندوانہ رسم ورواج کے دلدل میں پھنسی ہوئی ہیں۔ دوسری طرف مغربی تہذیب کا طوفان انہیں بہاکر کہیں سے کہیں لے جارہا ہے اور ان کی اخلاقی حالت بھی کمزور ہوتی جارہی ہے۔ مذہب سے عدم واقفیت مسلمان عورتوں کے ارتداد میں ایک حد تک معاون بن جاتی ہے۔ مسلمانوں کو اس بارہ میں جلد کوئی موثر عملی قدم اٹھانا چاہیئے۔

افلاس اور مردوں کی عیاشی بھی مسلم خواتین کے ارتداد کی ایک بڑی وجہ ہے۔ ایک مفلس آدمی کیا کچھ نہیں کرگزرتا۔ حضور صاحب اس کے ساتھ عیاش مردوں کی بے اعتنائی، ظلم اور عورتوں کی اخلاقی کمزوریاں بھی شامل ہوجائیں تو اس کے نتایج بہت ہی تباہ کن ہوجاتے ہیں۔ صاحب فہم حضرات اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

اس سلسلہ میں ہم ایک ضروری بات کو جو ہمیں نہایت تحقیق سے معلوم ہوئی ہے ظاہر کردینا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ مسلمان عورتوں کو ارتداد کے جال میں پھانسنے کے لئے آریہ سماجی ایک وسیع، خاموش اور منظم کوشش کر رہے ہیں۔ محض فرضی اور بے بنیاد باتیں لکھ کر دوسری اقوام کو بدنام کرنا اور اپنی قوم کے افراد میں رنج اور جوش پیدا کرنا ہمارے خیال میں ایک نہایت ہی ذلیل فعل ہے۔ ہم جو کچھ لکھیں گے نہایت تحقیق کے بعد اور اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر لکھیں گے۔ ویسے تو ہمیں بعض نہایت عجیب وغریب باتوں کا علم ہوچکا ہے۔ جن کو فی الحال ظاہر کرنا قرین مصلحت نہیں۔ سردست ہم ان چند باتوں کی طرف جو پبلک میں آچکی ہیں۔ توجہ دلانا کافی سمجھتے ہیں۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں ہندوؤں کے بدھوا آشرم موجود ہیں جہاں پر لاوارث اور غریب بیوائیں رکھی جاتی ہیں۔ آشرموں کے آدمی سٹیشنوں شہر اور اس کے نواح میں چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اور ہندو عورتوں کے علاوہ بعض مسلمان عورتوں کو بھی گھیر لاتے ہیں۔ ان آشرموں کے اندر پہنچ کر پھر ان کا باہر نکلنا ایک نہایت مشکل امر ہوتا ہے۔ یہ آشرم عام طور پر پولیس کی دسترس سے بھی باہر ہوتے ہیں۔ لاوارث مسلمان عورتوں کے لئے یہ آشرم کفر کی ایک ایسی خوفناک دلدل ہیں جس میں ایک دفعہ پھنس جانے کے بعد نکلنے کی کوشش کرنے سے وہ اور دھنستی چلی جاتی ہیں۔ دہلی کے ایک بدھوا آشرم کے حالات جو سوامی شردھانند کے داماد ڈاکٹر سکھدیو کے زیر انتظام ہے پبلک میں آچکے ہیں۔ ان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب ہندو عورتوں سے ان آشرموں کے اندر اس قسم کا ناواجب سلوک کیا جاتا ہے۔ تو بھولی بھٹکی مسلم خواتین کی کیا حالت ہوگی۔ ہندو مردوں کے علاوہ ہندو عورتیں بھی اشدھی کے کام میں حصہ لینے لگی ہیں۔ اور آریہ سماج کے اندر ہندو عورتوں کی ایک ایسی جماعت تیار ہورہی ہے جس کا مقصد ہی مسلم خواتین کے اندر پرچار کرنا ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے محلوں میں ہندو عورتیں آپ کے دیوار بہ دیوار رہتی ہیں سکولوں میں آپ کی لڑکیوں کو پڑھاتی ہیں۔ شفاخانوں میں علاج کرتی ہیں۔ ریل گاڑیوں میں مسلمان عورتیں ان کی ہمسفر ہوتی ہیں۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ہندو خواتین کی یہ تبلیغی جدوجہد آپ کے لئے کس قدر مصیبتوں کا باعث ہوگی کل تک یہی ہندو عورتیں اس قدر تنگ خیال تھیں کہ اپنے اوپر کسی غیر ہندو کا سایہ تک پڑنے نہ دیتی تھیں۔ آج وہ کام کرنے کے لئے تیار ہوگئی ہیں جس کا کسی کو وہم وگمان بھی نہ ہوسکتا تھا۔ اب تک مسلمان عورتوں کی ایک خاص تعداد ان کی ساعی سے اشدھ ہوچکی ہے۔

مسلمان عورتوں کو اشدھ کرنے کا جنون ہندوؤں میں اس حد تک ترقی کرچکا ہے کہ جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ہم ذاتی طور پر ایک ہندو عورت کو جانتے ہیں جس نے اس بات کا عہد کر رکھا ہے۔ کہ میں اپنے چھوٹے بھائی اور بیٹے کی شادی اشدھ شدہ مسلمان لڑکیوں سے کروں گی۔ ہم ایک بہت بڑے آریہ لیڈر کے نوجوان بھانجے سے بھی واقف ہیں۔ جو اس انتظار میں ہے کہ کوئی قابل مسلمان لڑکی اشدھ ہو تو میں اس سے شادی کروں۔ بعض ہندو ڈاکٹر، دکاندار، جوتشی وغیرہ بھی اس معاملہ میں اشدھی بازوں کے ممد ومعاون ہیں۔ ہمارے خیال میں ان تمام حقایق کو معلوم کرلینے کے بعد کوئی دردمند مسلمان آرام سے نہیں بیٹھ سکتا۔

"پرتاب" کی کذب بیانی

مشہور آریہ اخبار "پرتاب" گورو کل کے سالانہ جلسہ کے حالات بیان کرتے ہوئے اپنی ۱۵ را پریل کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"گورو کل کے پچھلے سالانہ جلسے پر لاہوری احمدیوں کا ایک جاسوس گیا تھا۔ اس نے وہاں جاسوسی کا کام شروع کیا جب اس کو اس کام سے روکا گیا تو اس نے اخبارات میں تار دیدیا بعد ازاں میں رپورٹ کردی کہ مجھے گورو کل والوں نے حبس بیجا میں رکھا ہے۔"

خدا جانے سماجی اخبارات پر احمدیہ جماعت کا اس قدر خوف کیوں طاری رہتا ہے کہ "پرتاب" نے گزشتہ سال کے حالات کو مبالغہ آمیز اور غلط طریق پر بیان کرنا ضروری سمجھا۔ "پرتاب" نے جو کچھ لکھا ہے بالکل جھوٹ اور افترا ہے جاسوسی کا کام آریہ سماجیوں ہی کو مبارک رہے۔ البتہ گزشتہ سال "پیغام صلح" کا ایک رپورٹر اور دو آدمی احمدیہ جماعت کی طرف سے گئے تھے۔ رپورٹر آخر وقت تک جلسہ میں شامل رہا۔ اور تقریریں نوٹ کیں۔ جلسے کے دوسرے دن اس کو پل پر روکنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکی۔ اخبارات کے رپورٹروں کو جاسوس کہنا انتہا درجہ کی حماقت ہے۔ اس طریق پر تمام اخبارات کے رپورٹر جاسوس ہوسکتے ہیں۔ جن میں "پرتاب" اور "پرکاش" بھی شامل ہیں۔

باقی دو آدمی جو انجمن کی طرف سے گئے تھے انہوں نے ویدک دھرم کے متعلق ٹریکٹ تقسیم کئے۔ جس سے آریہ سماجیوں کو خواہ مخواہ آگ لگی۔ ظاہر ہے کہ ٹریکٹ تقسیم کرنا کوئی جرم نہیں۔ اگر وہاں کے منتظمین اس کو روکنا چاہتے تھے تو شرافت سے روکتے۔ لیکن ویدک تہذیب کے اس اڈے میں ان آدمیوں سے ایسا شرمناک سلوک کیا گیا کہ کمینہ سے کمینہ میزبان بھی اپنے مہمانوں سے نہیں کرسکتا جس کی تفصیل قارئین پیغام صلح کو معلوم ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ آریہ سماجی اخبارات ہمیشہ احمدیہ جماعت کے خلاف بے بنیاد اور من گھڑت باتیں شایع کرتے ہیں جن پر کوئی انصاف پسند اور معقول شخص اظہار ملامت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

گروکل اور ہندو والیان ریاست

اس سال گروکل کانگڑی کے سالانہ جلسہ میں ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس میں بہت کو ہندو والیان ریاست بھی شامل ہوئے۔ بعض جلسوں کی صدارت بھی انہوں نے کی۔ اور تمام کانفرنسوں اور جلسوں میں عام آریوں کی طرح ذوق وشوق سے حصہ لیتے رہے۔ ریاست شاہ پور کے راجہ سرنا ہرسنگھ جی رااوراجہ کا واقعہ خاص طور قابل ذکر ہے۔ ۲ را پریل کو گوروکل میں آگ لگ گئی۔ اس وقت راجہ شاہ پور قیام گاہ سے خود تشریف لائے۔ اور آگ کو فرو کرنے میں عام آدمیوں کے ساتھ شرکت کی۔ اور کہا کہ "گوروکل میرا گھر ہے جب میرے گھر میں آگ لگ رہی ہو تو میں آرام سے کیسے بیٹھ سکتا ہوں"

گروکل ایک خاص مذہبی انسٹی ٹیوشن ہے جس کے قیام کا واحد مقصد یہ ہے کہ ایسے نوجوان پیدا کئے جائیں جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرسکیں۔ مسلمانوں کے یہاں بھی تبلیغی جلسے اور کانفرنسیں ہوتی ہیں چند نیم مردہ تبلیغی انسٹی ٹیوشن بھی موجود ہیں۔ کاش مسلمان والیان ریاست میں بھی کوئی راجہ شاہ پور جیسا حساس رئیس پیدا ہوجائے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین کی ایڈ ہوم

اس سال گروکل کے سالانہ جلسہ پر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے پرنسپل ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب بھی شریک ہوئے۔ انہوں نے اپنی ایک تقریر میں گروکل کے سناتکوں (فارغ التحصیل طلبا) کو مخاطب کرکے کہا "سناتکو! میں جانتا ہوں کہ آپ کی پرورش ویدک دھرم کے خیالات میں ہوئی ہے۔ اور میں خوش ہوں کہ آپ ویدک دھرم کا پرچار کریں گے .... یاد رکھنا دھرم انسان کو انسانوں سے ملانے کے لئے ہے نہ کہ انہیں ایک دوسرے سے جدا کرنے کے لئے۔ اپنے دھرم کا خوب پرچار کرو لیکن ایسے طریق سے جس سے خلق خدا میں نفرت نہ بڑھے۔ بلکہ محبت پیدا ہو۔" (پرتاب ۱۵ را پریل)

ڈاکٹر صاحب کی نصیحت نہایت اعلےٰ اور قابل قدر ہے لیکن افسوس کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ نصیحت ایسے لوگوں کو کی جو اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھائیں گے۔ آریہ سماجی تھا مگر گروکل کے سناتکوں سے یہ امید رکھنا کہ وہ اپنے دھرم کا پرچار ایسے طریق پر کریں گے جس سے خلق خدا میں نفرت نہ بڑھے بلکہ محبت پیدا ہو بالکل لاحاصل ہے جب تک آریہ سماج میں سوامی دیانند جی اور پنڈت لیکھرام کی روح موجود ہے تب تک آریہ سماجی ایسا ہرگز نہیں کرسکتے۔

مسلم یونیورسٹی کی نازک حالت

ویسے تو ہندوستانی مسلمانوں کی سب سے بڑی دنیوی درسگاہ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ ایک عرصہ سے باہمی تفرقات کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے لیکن ڈاکٹر ضیاء الدین احمد کے مستعفی ہوجانے کے بعد حالات بہت زیادہ نازک ہوگئے ہیں۔ اسلامی اخبارات میں اس کے متعلق کافی لکھا جاچکا ہے۔ اور لکھا جارہا ہے۔ ہم نہ کچھ کہنا چاہتے ہیں اور نہ یہ ہمارا منصب ہے کہ ہم اس کے متعلق کچھ عرض کریں۔ البتہ واقعات کو دیکھ کر دل میں ایک درد ضرور اٹھتا ہے۔ ایک طرف مسلم یونیورسٹی باہمی تنازعات کی وجہ سے برباد ہورہی ہے۔ دوسری طرف دارالعلوم دیوبند میں کشت وخون تک نوبت جاپہنچی ہے۔ علیگڈھ کے قریب بنارس میں ہندو یونیورسٹی روز بروز ترقی کررہی ہے۔ اور دیوبند سے تھوڑے سے فاصلہ پر گروکل کانگڑی نہایت کامیابی سے جاری ہے۔ لیکن مسلمانوں کی یہ دو بڑی دینی ودنیوی درسگاہیں آپس کی نااتفاقی کی وجہ سے موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں کیا اس نازک صورت حالات کے ہوتے بھی مسلمانوں کو اپنی تباہی میں کچھ شک ہے؟ دعا ہے کہ خدا اس بدنصیب قوم کی حالت پر رحم کرے۔ معلوم نہیں مسلمان علما اور لیڈر کس مرض کی دوا ہیں۔

مذاکرہ علمیہ

انسان کے اشرف المخلوقات ہونے پر گواہیاں

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

سوال ۔ والتین والزیتون ۔ میں تین کا اشارہ کس طرف ہے؟ جس طرح زیتون کا اشارہ حضرت مسیح کی تعلیم کو ہ زیتون والی کی طرف ہے ۔ اسی طرح تین کا اشارہ بھی الگ کسی طرف ہونا چاہیئے ۔ تین و زیتون دونوں کا مصداق ایک قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ بعض مفسرین اسے ہجرت گاہ حضرت ابراہیم قرار دیتے ہیں ۔ یہ کہاں تک صحیح ہے اور کس طرح مرتبط ہے ۔ کیا کوہ زیتون کی طرح جبل تین کا کوئی جغرافی یا تاریخی ثبوت ملتا ہے؟

جواب ۔ تین اور زیتون سے کیا مراد ہے اس کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے معلوم نہیں آگے چل کر کیا کیا انکشافات ہوں گے ۔ لیکن موجودہ علم کی بنا پر اور اپنی سمجھ کے مطابق میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ تین اور زیتون اور طور سینین اور بلد الامین کو بطور گواہ پیش کر کے اس حقیقت کو بتایا ہے کہ انسان احسن تقویم پر پیدا کیا گیا ہے ۔ یعنی مخلوق میں سب سے بہتر مخلوق اور اپنے اندر استعداد کاملہ رکھتا ہے ۔ سینا تو وہ مشہور پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ کو تورات ملی ۔ جس کی تعلیم کا نمونہ حضرت موسےٰ کے وجود میں دنیا نے دیکھا ۔ اور بلد الامین وہ مشہور شہر مکہ ہے جس نے حق کی امانت کو ادا کیا ۔ اور ہمیشہ کرتا رہے گا ۔ جہاں سے وہ صادق اور امین مبعوث ہوا ۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود میں تمام دنیا کے لئے بہترین نمونہ ثابت ہوا ۔ اس مناسبت سے معلوم ہوتا ہے کہ تین اور زیتون سے بھی مراد ان پہاڑیوں کی طرف اشارہ ہو جو شام اور فلسطین میں ہیں ۔ یہ پہاڑیاں کچھ ایسے نمایاں پہاڑ نہیں ہیں کہ دنیا کے جغرافیہ میں ان کا ذکر کیا جائے ۔ سینکڑوں پہاڑیاں ہندوستان میں ہیں جن کا ذکر جغرافیہ ہندوستان میں نہیں ۔ پس کسی پہاڑی کا ذکر کسی جغرافیہ میں نہ ہونا اس بات پر دلیل نہیں کہ اس پہاڑی کا وجود ہی نہیں ۔ جغرافیہ میں تو زیتون کی پہاڑی کا بھی ذکر نہیں ۔ آخر بائیبل ہی سے آپ نے لیا ۔ اسی طرح وہ مفسرین جو اسی ملک کے رہنے والے یا اس کے قریب کے رہنے والے تھے اگر لکھیں کہ اس نام کی پہاڑی شام میں موجود ہے ۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے رد کر دیا جائے اور جبکہ قرائن بھی ان آیات میں یہی ہوں ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ظرف بیان کر کے مظروف مراد لیا ہے جو علم ادب کا مشہور قاعدہ ہے ۔ مثلاً ہم اگر یوں کہیں کہ دہلی اس بات پر گواہ ہے کہ مسلمانوں نے کیسی پر شوکت حکومت کی تو مراد اس سے یہ ہوگا کہ دہلی میں تاریخی طور پر جو کچھ واقعات ہوئے وہ مسلمانوں کے عروج اور شوکت پر گواہ ہیں ۔ اسی طرح یہاں سینا کا پہاڑ یا مکہ کا شہر اس بات پر کہ انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا ہے کس طرح گواہ ٹھہر سکتا ہے ۔ سوائے اس کے کہ اس پہاڑ یا شہر کے ساتھ کچھ تاریخی واقعات بھی ایسے وابستہ ہیں کہ ان پہاڑوں یا شہر کا نام لیتے ہی وہ لازم ملزوم کی طرح سامنے آ جاتے ہیں ۔ اور جو انسان کے احسن تقویم ہونے پر گواہ ہیں ۔ بعض پہاڑیاں اپنے درختوں اور پھلوں کی وجہ سے بھی نام پا لیتی ہیں ۔ مثلاً ایبٹ آباد میں ایک پہاڑی پر چیڑ کے درخت ہیں ۔ وہ چیڑوں والی پہاڑی کہلاتی ہے ۔ اسی طرح شام اور فلسطین پر زیتون اور انجیر کے درختوں کی وجہ سے یہ پہاڑیاں زیتون اور تین کی پہاڑیاں کہلاتی ہیں ۔ جس طرح طور سینا اور مکہ کے ساتھ تاریخی حالات وابستہ ہیں ۔ اسی طرح تین اور زیتون کے ساتھ بھی کچھ تاریخی حالات اور روحانی تمثیلات وابستہ ہیں ۔ نہ صرف ان پہاڑیوں کے ساتھ بلکہ ان کے درختوں کے ساتھ بھی پہاڑیوں سے جو تاریخی حالات وابستہ ہیں وہ اس طرح ہیں کہ تین وہ پہاڑی ہے جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی عبادتگاہ اور نزول وحی کا مقام ہے ۔ زیتون وہ پہاڑی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ ہے ۔ (دیکھو تفسیر عزیزی وغیرہ) اور پھلوں سے اس طرح کہ انجیر کا وہ درخت ہے جس پر حضرت عیسےٰ نے لعنت کی اور زیتون کا وہ درخت ہے جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے برکت کے لئے دعا کی ۔ اب میں الگ الگ لیتا ہوں ۔

پہاڑیوں سے استدلال

تین کی پہاڑی پر جو تعلیم حضرت عیسےٰ پر نازل ہوئی ہے وہ جمالی رنگ کی نہایت پسندیدہ تعلیم ہے جس میں فروتنی منکسر المزاجی اور صبر اور حلم کی ہدایت ہے گویا اخلاق انسانی کا جمالی پہلو اپنی نہایت خوبصورت شکل میں ہمیں دکھایا گیا ہے ۔ لیکن جمالی رنگ کی تعلیم نامکمل رہ جاتی اگر اس کے ساتھ آخر کار مصائب کی انتہائی حالت میں ایثار اور قربانی کا نمونہ ہمارے سامنے نہ آئے ۔ اور یہ نہایت اعلےٰ پیمانہ پر ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سوانح میں نظر آتا ہے ۔ کہ کس طرح آپ نے اپنی محبوب ترین چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر کے آخر کار اپنے وطن مالوف عراق عرب کو ترک کر کے شام کی طرف ہجرت کی اور زیتون کی پہاڑی پر آ کر قیام کیا ۔ لیکن باایں ہمہ دونوں باتیں اخلاق انسانی کا صرف جمالی پہلو ہیں ۔ اب ضرورت تھی کہ اخلاق انسانی کا جلالی پہلو بھی دکھایا جاتا اور وہ حضرت موسیٰ کی زندگی میں نظر آتا ہے ۔ کہ کس طرح آپ کی توجہ اور دعا سے ایک ظالم اور سرکش بادشاہ فرعون اپنی سزا کو پہنچتا ہے ۔ اور شریروں اور بدمعاشوں کو سزا دینے اور دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے آپ نے کیسی جلالی شریعت بنی اسرائیل قوم کو دی جو سینا کے پہاڑ پر نازل ہوئی ۔ اخلاق انسانی کے یہ مختلف مظاہرے گو انسان کے کمال کو اس کے مختلف پہلوؤں سے دکھاتے ہیں ۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ انسان احسن تقویم نہیں قرار دیا جا سکتا جب تک یہ تمام پہلو اخلاق فاضلہ کے کسی ایک شخص میں نہ دکھائے جائیں اور یہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نظر آئے جو مکہ کے شہر سے اٹھے ۔ آپ نے ۱۳ سال تک مکہ میں جمالی رنگ کے وہ اعلےٰ اخلاق دکھائے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں ۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام تو رومن گورنمنٹ کی پر امن حکومت میں تھے ۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم مکہ کے خونخوار درندوں کے درمیان میں تھے ۔ جہاں کسی قانون کی حکومت نہ تھی ۔ صدق و صبر اور حلم اور استقامت کا جو نمونہ تیرہ سال کی لمبی مدت میں آپ نے دکھایا ہے دنیا کی تاریخ اس سے بہتر پیش کرنے سے قاصر ہے سو اس طرح جب جمالی رنگ کے اخلاق فاضلہ کا ظہور کامل طور پر آپ سے ہو چکا تو اب وقت آیا ۔ کہ نمونہ ابراہیمی دکھایا جائے ۔ چنانچہ آپ اپنا سب کچھ قربان کر کے نہایت بے سروسامانی کی حالت میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے جہاں یہود اور تمام قبائل عرب کی عداوت کی آگ چاروں طرف بھڑک رہی تھی مدینہ زیتون کی پہاڑ کی طرح پر امن اور خاموش نہ تھا ۔ جہاں آنے سے حضرت کی مصائب کی آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی ۔ بلکہ مدینہ کے اندر یہودی جیسے شریر اور شریر لوگوں سے اور باہر تمام سرکش قبائل عرب سے مقابلہ تھا ۔ گویا آپ ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے نکل کر ایک دوسری شعلہ مارتی ہوئی آگ میں کود پڑے ۔ حکم الٰہی کے ماتحت یہ اتنی عظیم الشان اور بے نظیر قربانی تھی جس کا نمونہ دنیا کی تاریخ نے نہ کبھی دیکھا اور نہ کبھی دیکھے گی ۔ اتنی بڑی قربانی کے بعد اب وہ وقت آیا کہ اخلاق فاضلہ کے جلالی رنگ کا نمونہ دکھایا جائے اب شریر اور بدخواہ دشمنوں کو سزا دی جاتی ہے ۔ ملک میں امن قائم کرنے کے لئے قانون کا تازیانہ چلتا ہے ۔ لیکن اس وقت بھی جب جلالی رنگ کے اخلاق ظہور میں آ رہے تھے ۔ تو دنیا نے وہ نمونہ دیکھا جس نے حیران کر دیا ۔ اس نے ایک بادشاہ کو رعیت کا صحیح معنوں میں خادم دیکھا ۔ بھوکوں کا پیٹ بھرنے کے لئے اس بادشاہ کو فاقہ کرتے دیکھا ۔ دولت کا دریا بہتے ہوئے بھی اس شہنشاہ کو چٹائی پر سوتے دیکھا ۔ اسے اس دولت اور حکومت سے اسقدر الگ پایا ۔ جتنا ایک بادیہ نشین فقیر کو ۔ اسے دنیا کے سمندر کے بیچوں بیچ دنیا سے الگ پایا ۔ نہ صرف دنیا سے الگ بلکہ اپنے نفس سے بھی الگ ۔ وہ اپنے خونخوار دشمنوں کو باوجود تسلط اور غلبہ کے بخش دیتا ہے ۔ وہ اپنے نفس کے لئے کبھی انتقام نہیں لیتا ۔ اس کی زندگی اور موت سب اللہ کے لئے نظر آتی ہے ۔ پس یہ وہ نمونہ تھا جس نے انسان کے احسن تقویم ہونے پر مہر لگا دی ۔ کیلئے انسان میں کونسا نمونہ اخلاق فاضلہ کا تھا جو محمد صلعم میں نظر نہیں آ گیا ۔ ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کس خوبصورتی سے آپ پر صادق آتا ہے ۔ اس کامل نمونہ میں اخلاق فاضلہ جس ترتیب سے نظر آئے اسی ترتیب کو جناب الٰہی نے بیان کرتے ہوئے مدنظر رکھا ہے ۔ پہلے تین یعنی مسیحی جمالی اخلاق ۔ پھر زیتون یعنی ابراہیمی اخلاق ایثار اور ہجرت کے ۔ پھر طور سینا ۔ یعنی موسوی جلالی اخلاق فاضلہ ۔

درختوں اور پھلوں سے استدلال

اب انجیر اور زیتون کے درختوں اور پھلوں کی گواہی بھی سن لو ۔ حضرت ابراہیم کے دو بیٹے تھے ۔ اسمٰعیل اور اسحاق ۔ آپ نے دونوں کے لئے دعا کی اور دونوں کو برکت دی ۔ چنانچہ حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں بنی اسرائیل کے انبیا کا سلسلہ چلا ۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں تمام نبیوں کے جامع حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اب ایک طرف تو قرآن کریم میں سورہ نور میں نور محمدی کو درخت زیتون سے روشن قرار دے کر اس سے مشابہت دی ہے ۔ اور دوسری طرف بائیبل میں انجیر کے درخت کو سلسلہ اسرائیلی سے تشبیہ دی ہے ۔ چنانچہ یرمیاہ کا کشف باب ۲۴ میں اس طرح مذکور ہے ۔ ”دو ٹوکریاں انجیروں کی خداوند کے ہیکل کے سامنے دھری تھیں ۔ ایک ٹوکری میں اچھے سے اچھے انجیر تھے .... اور دوسری ٹوکری میں بُرے سے بُرے انجیر“ اور پھر آگے چل کر اچھے انجیروں کو بنی اسرائیل کے اچھے لوگ قرار دیا ہے اور بُرے انجیروں کو بُرے لوگ ۔ اور حضرت عیسےٰ کے مشہور انجیر کے درخت پر لعنت کرنے کے واقعہ میں بھی درحقیقت اسی طرف اشارہ ہے ۔ دیکھو متی باب ۲۱ ۔ ۱۸ ”اور جب صبح کو شہر میں جانے لگا اسے بھوک لگی ۔ تب انجیر کا ایک درخت راہ کے کنارہ دیکھکر اس پاس گیا ۔ اور جب پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پایا ۔ تو کہا اب سے تجھ میں کبھی پھل نہ لگے ۔ وہیں انجیر کا درخت سوکھ گیا“ اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کو انجیر پر کیا خفگی آ سکتی تھی کہ اس پر پھل نہیں ۔ کیونکہ وہ پھل کا موسم بھی نہ تھا ۔ اصل میں یہ ایک تمثیل تھی جسے لفظ پرست انجیل نویسوں نے واقعہ کا رنگ دے دیا ۔ انجیر کا درخت سلسلہ بنی اسرائیل کے قائم مقام تھا اس پر پتے تھے پھل نہ تھا ۔ یعنی ظاہری طور پر کچھ افعال اچھے نظر آتے تھے ۔ مگر وہ بھی رسمی تھے اور حقیقت سے خالی تھے ۔ حضرت مسیح نے بتا دیا کہ آئندہ یہ درخت سوکھ گیا ۔ اور اس میں کوئی نبی نہ آئے گا ۔ یہود کے انکار اور ایذادہی اور شرارتوں اور ظاہر پرستیوں کے نتیجہ میں یہ لعنت حضرت مسیح کی زبان سے ان پر پڑی ۔ یہ لعنت انجیر کے درخت پر نہ تھی ۔ بلکہ سلسلہ اسرائیلی پر پڑی تھی ۔ انجیر تو قائم مقام سلسلہ بنی اسرائیل کا تھا اور لطف یہ کہ دوسری طرف حضرت ابراہیمؑ نے زیتون کے درخت کو دعا دی ۔ دراصل وہ دعا اسی سلسلہ اسمٰعیلی کے لئے تھی جن میں ایک عظیم الشان رسول پیدا ہونے کے لئے آپ جناب الٰہی میں دعا کرتے رہے تھے ۔ اب دونوں سلسلوں کو بالمقابل رکھو ایک طرف انجیر ہے ۔ جو بنی اسرائیلی سلسلہ کا قائم مقام ہے ۔ اس پر جناب عیسٰی کی زبان سے لعنت پڑتی ہے ۔ اور اس کا سلسلہ روحانی اور فیض آسمانی ختم ہو جاتا ہے دوسری طرف زیتون ہے جو سلسلہ محمدی کا قائم مقام ہے ۔ اور اس کے لئے جو ابراہیمی دعا تھی اس کے ظہور کا وقت آتا ہے ۔ چنانچہ اسی ترتیب کی وضاحت کے لئے لف ونشر مرتب کے طور پر تین کے مقابلہ میں طور سینین کا ذکر فرمایا اور زیتون کے مقابلہ میں بلد امین کا ذکر فرمایا ۔ جہاں سلسلہ محمدیہ کی بنیاد رکھی گئی ۔ اور امین کے لفظ میں یہ اشارہ تھا کہ اب یہ امانت خداوندی سلسلہ محمدیہ کے حصے میں ہمیشہ کے لئے ودیعت کی گئی ہے ۔ یہ موسوی سلسلہ کی طرح عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے ۔ ان دونوں سلسلوں کو بالمقابل رکھ کر دیکھنے سے کیسی صفائی سے نظر آ جاتا ہے کہ انسان اچھے عمل کر کے بلاشک وشبہ اشرف المخلوقات ثابت ہوتا ہے ۔ اور بدعملوں سے اسفل السافلین بن جاتا ہے ۔ سلسلہ موسویہ کی تاریخ بھی یہی بتاتی ہے اور سلسلہ محمدیہ کی تاریخ بھی یہی سبق ہمارے سامنے پیش کرتی ہے ۔

محکمہ زراعت پنجاب

(از محکمۂ اطلاعات پنجاب)

محکمہ زراعت پنجاب کا ارادہ ہے کہ وہ ایک رسالہ موسومہ بہ ”پنجاب کے پھلدار درختوں کی کاشت کرنے والوں کا رہنما“ شائع کرے جس میں پھل اگانے والوں ۔ ذخیرہ رکھنے والوں اور باغبانی کے سامان کرنے والوں اور بڑے بڑے تاجروں کے نام اور پتے دیئے جائیں گے ۔ اس قسم کے رسالے کی مدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی ۔ کیونکہ جو اصحاب پھلوں کی کاشت میں دلچسپی رکھتے ہیں ۔ اور جس کے لئے پنجاب میں وسیع میدان ہے ۔ اس قسم کی واقفیت محکمۂ زراعت سے حاصل کرنے کے لئے درخواستیں کرتے رہے ہیں جو اشخاص (اور فرمیں دکانیں) اس رسالہ میں اپنے نام شامل کرانے کی خواہشمند ہوں انہیں مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ فروٹ سپیشلسٹ گورنمنٹ پنجاب لائل پور سے اس بارہ میں خط وکتابت کریں ۔ فروٹ سپیشلسٹ صاحب نہایت خوشی سے بغیر کسی اجرت کے تمام متعلقہ واقفیت بہم پہنچائیں گے اور موصول بھی کریں گے ۔

جرمن زبان میں ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کے جرمن زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے سرمایہ کی ازحد ضرورت ہے ۔ جن احباب نے ابھی تک اس کار خیر میں حصہ نہیں لیا وہ جلد سے جلد اس زریں موقعہ سے فائدہ اٹھائیں ۔

در عدن اور الفضل

(جناب مولانا عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

در عدن تہذیب سوز اور دل آزار رسالہ ہے۔ کسی خاص وجہ سے جسے ایڈیٹر "الفضل" خوب جانتا ہے۔ اور قرائن سے ہم بھی پہچانتے ہیں شایع کر دیا گیا ہے۔ پیغام صلح نے چند سطروں میں اس کی تہذیب سوز اور دل آزار روش پر اشارہ کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ ایسے قسم رسائل کی اشاعت روک دینی چاہیئے۔ اس آواز پر تقاضائے شائستگی یہ تھا کہ اسے ممنوع الاشاعت قرار دے کر اپنی فراخ حوصلگی و عالی ظرفی کا ثبوت دے دیا جاتا۔ مگر ایڈیٹر "الفضل" جس کا دماغ اس قسم کی چھیڑ چھاڑ سے بہت مانوس ہو چکا ہے کب گوارا کر سکتا تھا کہ باہمی سر پھٹول کا سد باب ہو۔ اسے تو ایسا موقع خدا دے تا کہ وہ اپنی افتاد طبیعت کے موافق فتنہ انگیزی کا ساز و سامان مہیا کر سکے یہی وجہ تھی کہ اس نے "در عدن" جیسی تہذیب سوز اور اشتعال انگیز کتاب کی حمایت میں خامہ فرسائی کرنا اپنا شعار بنا لیا۔

مرزا غالب مرحوم نے منشی ہرگوپال تفتہ کے نام ۳۰۔ یا ۳۱ دسمبر ۱۸۵۸ء کو ایک خط لکھا تھا جو انہیں شروع جنوری ۱۸۵۹ء کو ملا۔ اور انھوں نے اس کا دوسرے ہی دن جواب لکھ بھیجا۔ اس پر مرزا غالب مرحوم نے ظریفانہ انداز میں ان کو لکھا:۔

"دیکھو صاحب یہ باتیں ہمیں پسند نہیں۔ ۱۸۵۸ء کے خط کا جواب تم ۱۸۵۹ء میں بھیجتے ہو۔ اور مزہ یہ ہے کہ جب تم سے کہا جائے گا تو یہ کہو گے کہ میں نے دوسرے ہی دن تو جواب لکھا ہے"

اللہ اللہ! اس انداز کا کیا کہنا۔ دو ہی فقروں میں بات بھی کہہ دی۔ اور سچی کہہ دی۔ حقیقت پر بھی پردہ نہیں ڈالا۔ مکتوب الیہ کی بے قصوری بھی جتلا دی۔ اور کلام میں بھی لطف پیدا کر دیا۔ مگر اس سے بڑھکر لسان قوم ترجمان حقیقت جناب ایڈیٹر صاحب الفضل کا کمال قابل داد ہے۔ در عدن نومبر ۱۹۲۷ء میں جبکہ شاہ افغانستان کی ہندوستان میں آمد آمد کا غلغلہ ملبند ہو رہا ہے شائع ہوتا ہے۔ اور اعلیحضرت دسمبر ۱۹۲۷ء میں اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین ہندوستان کو مشرف فرماتے ہیں۔ معاصر انقلاب ۱۰ مارچ کے پرچہ میں اس ناپاک رسالے کی مکروہ اور فتنہ انگیز تحریر پر صدائے احتجاج ملبند کرتا ہے۔ اور پیغام صلح ۱۳ مارچ کے پرچہ میں اس کی تائید کرتا ہے۔ تو ترجمان حقیقت صاحب یوں گوہر افشانی کرتے ہیں۔

"قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کی کئی سال کی پرانی اردو فارسی نظموں کا مجموعہ گذشتہ سال شایع ہوا۔ لیکن پیغام صلح نے حال میں اس کے خلاف فتنہ انگیزی شروع کی"

ہمارے محترم کرم فرما کا کمال انشا پردازی تو دیکھو کہ حقیقت کے چہرے پر پردہ ڈالنے کے لئے سال گزشتہ و رسال حال کے الفاظ کا ایسا انوکھا نقاب تیار کر دیا کہ کھلی کھلی حقیقت ایک عقدہ لاینحل ہو کر رہ گئی۔ اور ہمارے محترم کے لئے میدان تحریر نہایت وسیع ہو گیا۔

کیا یہ امر غلط ہے کہ در عدن نومبر ۱۹۲۷ء میں شایع ہوتا ہے اور یہ وہی مہینہ ہے جس میں والی افغانستان کی آمد آمد کا تذکرہ اخبارات میں ہو رہا تھا۔ اور مسلمانان ہندوستان جوش مسرت سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ اور کیا یہ صحیح نہیں کہ دسمبر ۱۹۲۷ء میں بادشاہ ممدوح ہندوستان میں تشریف آور ہوئے۔ اس موقع پر ایسے رسالہ کا جس میں شاہ ممدوح الشان کی نہایت سخت توہین کی گئی ہو شایع کیا جانا ہرگز ہرگز نیک نیتی پر محمول نہیں کیا جا سکتا یقیناً اس کا ناپاک مدعا مسلمانان ہندوستان کے اندر آتش اشتعال کا بھڑکانا ہے۔ یہ کوئی عذر نہیں کہ در عدن پرانی نظموں کا مجموعہ ہے۔ نظمیں پرانی ہوں تو ہوں مگر انہیں ایسے نازک موقع پر مرتب کرنا اور گلی سڑی ہڈیوں کو گمنامی کی قبروں سے نکال کر کتاب کی صورت میں شایع کر کے از سر نو زندہ کر دینا اشتعال انگیزی اور دل آزاری نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا در عدن کا اس سے پہلے کہیں وجود تھا۔ اگر نہیں تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے کہ اس گندے پلندے کو مسلمانوں کا دل دکھانے کے لئے ہی ایسے وقت پر شایع کیا گیا ہے۔

میاں محمود احمد صاحب اس کی اشاعت کو روک دیں۔ تو نہایت ہی بہتر بات ہے مسلمان بھی خوش ہو جائیں گے اور ہیجان بھی پیدا نہ ہو گا۔ ورنہ ضرورت ہے۔ کہ حکومت کے ارباب بست و کشاد اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیں اور اس ناپاک پلندہ کو ممنوع الاشاعت قرار دیدیں۔

پیغام صلح کو شکایت ہے کہ احمدیہ جماعت لاہور کے بزرگوں کی سخت توہین کی گئی ہے۔ اور انہیں مغلظ گالیاں دی گئی ہیں۔ اس لئے اس کی اشاعت اس معاہدہ کے سخت برخلاف ہے جو کہ میاں محمود احمد صاحب سے ذاتیات کے برخلاف نہ لکھنے کے متعلق ہوا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ پیغام صلح کی اس شکایت پر اس رسالہ کی اشاعت کو روک دیا جاتا۔ مگر ایڈیٹر صاحب الفضل کے معنی آفرین دربار میں اس شکایت کی رسائی کہاں دنیا میں معاہدے ہو کر مصالحتیں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ مگر ان کا مقصد مابعد کی اصلاح ہوتی ہے نہ کہ ماقبل کی۔ معاہدہ ہمیشہ مابعد پر اثر انداز ہوا کرتا ہے ماقبل پر نہیں۔ مگر ایڈیٹر صاحب الفضل تحریر فرماتے ہیں:۔

"رہا وہ معاہدہ جس کا پیغام (صلح) نے ذکر کیا ہے اگر وہ ان تحریروں پر بھی حاوی ہے جو اس سے قبل شایع ہو چکی ہیں۔ تو خود غیر مبائعین کو اپنی وہ تمام تحریریں تلف کر دینی چاہئیں۔ جن میں جماعت احمدیہ کے خلاف ذاتی حملے کئے گئے ہیں"

ان فقرات میں نقطہ گر نے فاضل ایڈیٹر صاحب کے مفہوم کو ذرا مبہم سا بنا دیا تھا مگر ہم مشکور ہیں کہ انہوں نے آگے چلکر اس ابہام کو بالکل دور کر دیا ہے۔ اور اپنا دلی مطلب بالشرح واضح کر کے معاہدہ کے مفہوم پر روشنی ڈال دی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"ان کتابوں میں سے ایک کے متعلق ہم کسی گزشتہ پرچہ میں پیغام صلح کو خاص طور پر توجہ دلا چکے ہیں"

فاضل ایڈیٹر صاحب کی یہ معنی آفرینی صرف در عدن کی بیجا حمایت کے لئے ہے ورنہ وہ خود جانتے ہیں کہ معاہدات مصالحت ہمیشہ مابعد پر اثر انداز ہوا کرتے ہیں۔ ماقبل سے بحث نہیں ہوتی۔ ورنہ میاں محمود احمد صاحب اور دیگر مصنفین قادیان کی وہ تمام تحریریں جن میں جماعت احمدیہ لاہور کے ارکان کی نسبت اشتعال انگیز الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اس قابل تھیں کہ ان کی اشاعت قطعاً بند کر دی جاتی۔ مگر چونکہ یہ تمام تحریریں معاہدہ سے ماقبل کی ہیں۔ اس لئے ان کی اشاعت کو روک دینے کے متعلق ہماری طرف سے کوئی مطالبہ نہیں ہوا۔ در عدن معاہدہ سے مابعد کی کتاب نہیں اس کی اشاعت کتابت طباعت۔ ترتیب سب کچھ معاہدہ سے مابعد کا ہے اور اسی وجہ سے یہ مطالبہ بھی ہوا۔ مگر ؎

کون سنتا ہے کہانی میری

اور پھر وہ بھی زبانی میری

کیا یہ قرین انصاف ہے؟ کہ معاہدہ سے مابعد کی خلاف معاہدہ شائع کردہ کتاب کے روک دیئے جانے کے مطالبہ پر ہمیں کہا جائے کہ اپنی وہ تمام تحریریں تلف کرو جن میں جماعت احمدیہ کے خلاف ذاتی حملے کئے گئے۔ کیا ایڈیٹر صاحب الفضل نے اس مطالبہ سے پہلے میاں محمود احمد صاحب اور ان کے ہمنواؤں کی ان تحریروں کو جن میں جماعت احمدیہ لاہور کے برخلاف ذاتی حملے کئے گئے ہیں تلف کر دیا ہے۔ اگر نہیں تو پھر ایسا ناجائز اور غیر معقول مطالبہ کیوں؟

ہم اب بھی یہی کہتے ہیں کہ مناسب ہی نہیں بلکہ نہایت ضروری امر ہے۔ کہ در عدن جیسی ناپاک اشتعال انگیز اور خلاف معاہدہ کتاب کی اشاعت کو جلد از جلد روک دیا جائے۔

عطیات

مندرجہ ذیل رقوم چودھری غلام حسن صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر لوپیوالا کی معرفت پہنچی ہیں۔ اللہ تعالیٰ معطی صاحبان کو جزائے خیر دے

نمبر شمار	نام معطی	صدقہ فطر	عید فنڈ	ترجمۃ القرآن ڈلہوا
(۱)	غلام حسن صاحب	عکا/	عہ/	
(۲)	اہلیہ صاحبہ غلام حسن صاحب			عہ/
(۳)	عبد السلام صاحب			عہ/
(۴)	اہلیہ عبد المجید صاحب			عہ/
(۵)	نظام الدین صاحب	عا/	عہ/	معہ/
(۶)	رحیم بخش صاحب	عہ/	عہ/	
(۷)	مستری اللہ دتا صاحب	ع ۴/		
(۸)	مستری رمضان صاحب	۸/		
(۹)	ڈاکٹر عبد المجید صاحب			للعہ/
(۱۰)	غلام حسین صاحب برائے پیغام صلح			عہ/
(۱۱)	منشی غلام نبی صاحب		عیدفنڈ عہ/	

کل میزان ممسے ۱۲/

خاکسار

سید محمد حسین۔ فنانشل سکرٹری

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت ہیں۔ اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

مراجعت۔ مولوی غلام ربانی صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل مانسہرہ ضلع ہزارہ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے عزیز جناب فضل حق صاحب گلاسگو یونیورسٹی سے بی۔ سی۔ ایس (انجنیرنگ)، اور ڈپلومہ سی۔ پی۔ ای حاصل کر کے ۷ اپریل کو واپس وطن پہنچ گئے ہیں۔ تحصیل مانسہرہ کے ہندو مسلمانوں نے آپ کا نہایت پرتپاک خیر مقدم کیا۔ آپ انسٹی ٹیوشن آف انجنیرز۔ اینڈ شپ بلڈرز آف سکاٹلینڈ کے ایسوشیٹ ممبر بھی منتخب ہو چکے ہیں۔

توسیع اشاعت ہمارے مکرم بھائی فضل داد انچارج کلرک دفتر سرکار رجسٹرار کوآپریٹیو سوسائٹیز کیمبل پور لکھتے ہیں کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء میں جن چار باتوں کے لئے اپیل کی گئی ہے ان کے سلسلے میں حتی المقدور کوشش کرتا رہونگا۔ وہ چار امور یہ ہیں۔

(۱) اصلاح رسم و رواج۔

(۲) بیماروں کی خبر گیری اور اعانت۔

(۳) سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کے لئے جائز کوشش کرنا۔

(۴) مسلمانوں کی تجارت کو ترقی دینا۔ اس سرگرم بھائی نے یہ عہد کیا ہے ۱۹۲۸ء میں پیغام صلح کو دس نئے خریدار بہم پہنچا دیں گے۔ دو خریدار دے بھی چکے سلسلہ کی تبلیغ میں بھی آپ خاص مستعدی سے کام لے رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی ہمت میں برکت دے۔

جلسہ راولپنڈی مولوی غلام ربانی صاحب اسسٹنٹ انجینیر محکمہ نہر راولپنڈی لکھتے ہیں کہ جلسہ بڑی کامیابی سے ہوا۔ پہلے روز چونکہ جناب مولوی صدر الدین صاحب نہیں پہنچ سکے تھے۔ اس لئے لوگ کثرت سے جمع نہ ہوئے۔ دوسرے روز خوب رونق ہوئی۔ کل آٹھ اجلاس ہوئے۔ لوگوں کا اشتیاق یہاں تک بڑھ گیا کہ ہم کو تیسری رات کے لئے بھی جلسہ بڑھانا پڑا۔ لوگ بڑے شوق سے رات کے ایک بجے تک سنتے رہے۔ باوجودیکہ جلسہ گاہ شہر سے بہت دور تھا۔ پھر بھی خوب رونق تھی۔

غائبانہ جنازہ چودھری غلام حسن صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر لوپیوالہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کی لڑکی مسماۃ قیوم بیگم کل ۱۰ اپریل کو اس جہان فانی سے انتقال فرما گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ کے سسرال والے تو قادیانی تھے۔ مگر اس کا تعلق جماعت احمدیہ لاہور سے تھا۔ اور چندہ بھی اسی جماعت کو دیا کرتی تھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اس کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہمیں اس صدمہ میں چودھری صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے۔ احباب مرحومہ کے لئے غائبانہ جنازہ پڑھیں۔

۱۳ اپریل کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ لاہور میں مرحومہ کا غائبانہ جنازہ پڑھا گیا۔

تبلیغ تبلیغ اسلام کی غرض سے حکیم اللہ دتا صاحب منشی فاضل سہالہ کولپور تشریف لے گئے ہیں۔ جہاں وہ شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کی جگہ کام کریں گے۔ اور شیخ صاحب مولانا عصمت اللہ صاحب کے ہمراہ دورہ پر جائیں گے۔

اصلاح رسوم ضلع مظفر گڑھ میں مرزا مظفر بیگ صاحب مسلمانوں اور نومسلموں میں اصلاح رسوم کا کام کر رہے ہیں۔

(بقیہ صفحہ اول کالم ۳)

اسلام فتنہ کو برا سمجھتا ہے اور امن کی تعلیم دیتا ہے۔ اور میں افضلاً امن کو دوست رکھتا ہوں۔ عیسائی پادری ایسی حرکات کے ذریعہ مسلمانوں کو اشتعال دلانا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ لوگ صبر سے کام لیں۔ اس پر لوگوں کا جوش تو ٹھنڈا ہو گیا لیکن تمام مسلمان بھوکے پیاسے غمزدہ ساری رات وہیں پڑے رہے۔ اور دوسرے دن سب مل کر حاکم ضلع کے پاس گئے۔ اس نے کہا کل آؤ۔ جب دوسرے دن پہنچے تو اس نے چار آدمیوں کو اندر بلا لیا۔ اور باقی باہر کھڑے رہے۔ حاکم ضلع نے پوچھا کیسے آئے؟ مسلمانوں نے کہا کہ کیا مسجد آپ کے حکم سے شہید کی گئی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ شریف صاحب نے اسے کہا کہ اس واقعہ سے ہمیں سخت صدمہ پہنچا ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کے ماتحت کثرت مسلمان آباد ہیں مذہبی آزادی کے اوعاکے باوجود ہمارے مذہب کی اتنی توہین قابل شرم ہے۔ اگر میں امن قائم نہ رکھتا تو بڑے فساد کا اندیشہ تھا۔ حاکم ضلع نے شریف صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آپ پندرہ دن تک صبر کریں۔ ان سب باتوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور جنہوں نے مسجد گرائی ہے۔ انہیں سزا دی جائے گی لیکن آپ مسلمانوں کو باامن رہنے کی تلقین کرتے رہیں۔ اس کے بعد ایک دن حاکم ضلع نے چیف اور کبوتو کے مسلمانوں کو بلایا۔ مسلمانوں کا بیان حاکم ضلع نے نہ لکھا لیکن جو کچھ چیف نے کہا اسے غور سے سنکر مسلمانوں کو کہا کہ اگر تم چیف کو راضی کر لو تو تمہیں مسجد کی تعمیر کی اجازت دی جائے گی۔ اس پر مسلمان عدل و انصاف سے ناامید ہو گئے۔ پھر شریف صاحب نے کمشنر کو درخواست دی جس نے درخواست تو واپس کر دی اور شریف صاحب کو بلا کر کہا کہ آپ کا چیف پر مقدمہ کرنا سراسر غلطی ہے اور یہ ایک معمولی بات ہے آپ نے اسے کھینچ تان کر بڑا بنا دیا ہے شریف صاحب نے کہا کہ مقدمہ واقعی بڑا ہے۔ کیونکہ معاملہ مذہبی ہے۔ کمشنر نے دریافت کیا کہ شہید شدہ مسجد کتنے عرصہ سے بنی ہوئی تھی۔ جواب دیا گیا کہ دو برس سات مہینہ سے۔ پھر اس نے حقیقت حال کے دریافت کرنے کا وعدہ کیا۔ اور کہا کہ اگر چیف اور دوسرے عیسائی راضی ہو گئے تو مسجد بنانے کی اجازت دی جائے گی۔ پھر اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے مسجد چھوٹی سی تھی اور گھاس پھوس کی تھی۔ شریف صاحب نے کہا کہ بڑی چھوٹی کا سوال نہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ مسجد تو تھی۔ کمشنر نے پھر دوبارہ تحقیقات کرنے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد بھی شریف صاحب کوشش کرتے رہے لیکن فیصلہ عیسائیوں ہی کے حق میں ہوتا رہا۔ آخر انصاف سے ناامید ہو کر مجبوراً خاموش ہو گئے۔

ایک دوسرا گاؤں مشامی بھی کلیمان جارو کے دامن میں واقع ہے۔ جہاں عیسائیوں کا بہت زور ہے۔ یہاں بھی شریف صاحب کی کوشش سے بہت سے عیسائی مسلمان ہو گئے۔ پہلے انہوں نے ایک چھوٹی سی مسجد بنائی پھر اس کی توسیع کی گئی مکمل ہو جانے پر افتتاحی تقریب پر محفل میلاد منعقد کی گئی۔ اور شریف صاحب کو بھی دعوت شمولیت دی گئی۔ کبوتو کے واقعات سے شریف صاحب واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے بطور احتیاط مسلمانوں کو کمشنر صاحب کو اطلاع دینے کے لئے کہا چنانچہ وہاں کے پانچ معزز مسلمان کمشنر صاحب کے پاس گئے۔ اور کہا کہ انہوں نے اپنی مسجد کی مرمت کی ہے اور اس خوشی میں محفل میلاد منعقد ہوگی۔ آپ بھی شریک ہوں اور شریف صاحب کو بھی اجازت شمولیت دیں۔ کمشنر نے عذر کیا کہ اگر اسے سفر در پیش نہ ہوتا تو وہ ضرور شریک مجلس ہوتا۔ تم لوگ اپنے چیف سے بھی مشورہ کر لو۔ حاجی احمد صاحب نے جواباً کہا کہ چیف سے انہوں نے اجازت حاصل کر لی ہے۔ اس پر کمشنر نے اجازت دیتے ہوئے دریافت کیا کہ میلاد کب ہوگا۔ شریف صاحب نے جواب دیا کہ کل اور پرسوں یعنی ۲۶ ر ۲۷ ر نومبر ۱۹۶۲ء کو۔

۲۶ ر نومبر کو شریف صاحب معہ دیگر معزز مسلمانان موشی کے لاریوں پر سوار ہو کر مشامی پہنچے۔ شام کی نماز مسجد میں ادا کی۔ جسے مسلمانوں نے عمدہ طور پر جھنڈیوں اور طلائی پرچوں سے سجا رکھا تھا۔ سب طرف سے اسلام کی شوکت کا نظارہ نظر آتا تھا۔ عشا کے بعد مولود شروع ہوا۔ جو صبح تک رہا۔ ۲۷ کی صبح کی نماز کے بعد شریف صاحب نے ساحلی زبان میں وعظ شروع کیا۔ ظہر کی نماز تک مجلس وعظ و نصائح قائم رہی۔ بعد ظہر سب نے ملکر کھانا کھایا۔ عصر کے وقت بہت سے ہندی مسلمان بھی اس جلسہ کو دیکھنے کے لئے آئے کیلے کے پتوں کا دسترخوان بنایا گیا۔ اور سب ہندی مسلمانوں کو بھی کھانا کھلایا گیا۔ چند عیسائی بھی شریف صاحب سے ملنے آئے انہیں بھی کھانا کھلایا گیا بعد نماز مغرب ہندی مسلمان واپس چلے گئے۔ دوبارہ بعد مغرب محفل میلاد منعقد کرنے کی تجویز پاس ہوئی۔ ابھی مسلمان میلاد کے انتظام میں مصروف تھے کہ ایک مسلمان نے آکر شریف صاحب سے کہا کہ انہیں چیف بلاتا ہے۔ جو باہر سڑک پر کھڑا ہے۔ چنانچہ شریف صاحب جا کر اس سے ملے اور کہا کہ آپ کے آنے سے خوشی ہوئی۔ چلئے اندر تشریف لے چلئے۔ چیف نے کہا کہ وہ اس لئے آیا ہے کہ ایک عیسائی اور ایک مسلمان کا باہمی جھگڑا ہو گیا ہے اور مسلمان نے عیسائی کو سخت پیٹا ہے۔ اس لئے سب عیسائی آپ سے بدظن ہو گئے ہیں آپ فوراً مجلس میلاد کو برخاست کر کے موشی چلے جائیں۔ شریف صاحب نے ہر چند کہا کہ وہ فتنہ کرنے والوں کو خواہ وہ عیسائی ہوں یا مسلمان بہت برا جانتے ہیں۔ لیکن چیف نے ایک نہ مانی اور کہا کہ آپ فوراً چلے جائیں ورنہ سب عیسائی فساد پر آمادہ ہیں۔ اگر فساد بڑھ گیا تو میرے ہاتھ سے بھی انتظام جاتا رہے گا۔ شریف صاحب نے جواب دیا کہ میں امن کو دوست رکھتا ہوں اس لئے آپ کا حکم ماننے کو تیار ہوں۔ واپس آکر شریف صاحب نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ جسے سنکر مسلمان بگڑے لیکن شریف صاحب کے سمجھانے بجھانے سے خاموش ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ کھانا تیار ہو رہا ہے سب بھائی کھا کر چلے جائیں۔ کھانے کی تیاری ہو رہی تھی کہ باہر سے پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔ مسلمان مسجد کے اندر ہو گئے۔ باہر کے فانوس وغیرہ ٹوٹ گئے۔ جلدی میں عورتوں کے پارچات اور کئی برتن گم ہو گئے۔ مسلمان سخت جوش میں آ گئے لیکن شریف صاحب نے انہیں قابو میں رکھا۔ پتھروں کی بارش بند ہو جانے پر مسلمان مسجد سے باہر آئے تو دیکھا کہ چیف باہر دروازہ پر کھڑا ہے۔ شریف صاحب نے کہا کہ ہم موشی جاتے ہیں۔ لیکن اس نے کہا کہ صرف موشی کے مسلمان آپ کے ہمراہ جائیں مشامی کے مسلمان نہ جائیں رات کو دس بجے دوبارہ چیف مسجد میں آیا اور سلیمان مالک زمین سے دریافت کیا کہ کیا سارے مسلمان چلے گئے۔ اس نے کہا ہاں جس پر اس نے سلیمان کو ڈرایا دھمکایا۔

۲۸ ر نومبر کو۔ کمشنر۔ سینیر کمشنر اور پولیس افسر شریف صاحب کے مکان پر آئے اور ان سے مشامی کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے سارا حال سنا دیا جس پر کمشنر نے انہیں دو بجے دفتر میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ دو بجے معہ دو معزز مسلمانوں کے شریف صاحب کمشنر کے دفتر میں حاضر ہوئے۔ جس نے ان سب کو کرسی دی۔ اور تینوں سے سارا حال دریافت کیا۔ اور پھر کہا کہ وہاں کے عیسائیوں نے ایک درخواست دی ہے۔ کہ شریف صاحب کو مشامی آنے سے روکا جائے۔ ورنہ فساد کا اندیشہ ہے۔ اور یہ درخواست گورنر تک جائے گی۔ جب تک اس درخواست کا جواب نہ آجائے آپ مشامی ہرگز نہ جائیں۔

۲ ر دسمبر کو مشامی کے نومسلم معہ چند معززین کے کمشنر صاحب کی ملاقات کے لئے آئے اول تو اس نے انکار کر دیا۔ لیکن جب اصرار کیا گیا تو اس نے ملاقات کا وقت دیا۔ مسلمانوں نے سارا حال بیان کیا کہ ہم نے جو کچھ کیا آپ کی اجازت سے کیا۔ لیکن عیسائیوں نے خواہ مخواہ شرارت برپا کر دی ایک معزز مسلمان حاجی احمد صاحب نے کہا کہ یہ فتنہ آج کا نہیں بلکہ عرصہ سال سے عیسائی لوگ ہم پر اسی قسم کا ظلم کر رہے ہیں۔ اور مساجد کے ساتھ تو انہیں خاص عداوت ہے۔ سابق کمشنر اور سابق چیف کا سلوک ہم سے اچھا رہا۔ لیکن موجودہ چیف ہماری مساجد اور مسلمین کے ساتھ نہایت برا سلوک کرتا رہا ہے۔ کمشنر نے جواب دیا کہ وہ اس بارہ میں کچھ نہیں کر سکتا عیسائیوں نے گورنر کو عرضی دی ہے۔ جو حکم وہاں سے آئے گا اسی پر عمل کیا جائے گا۔

عیسائیوں کا پروپیگنڈا - عیسائیوں نے بڑا زبردست پروپیگنڈا شریف صاحب کو خارج البلد کرانے کا کر رکھا ہے۔ اگر مسلمان بھی ان کی حمایت میں آواز بلند کرتے تو اسلام کی تبلیغ کے لئے مفید ہوتا۔ لیکن افسوس نہ کسی معزز مسلمان یا کسی اسلامی انجمن نے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیا ہر جگہ عیسائیوں کی امداد کی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ ملاں لوگ بھی شریف صاحب کے خلاف خفیہ طور پر شرارت کرتے رہے ہیں۔ اور اسلامی ہمدردی کو جانتے بھی نہیں کہ کس بلا کا نام ہے۔ یہ لوگ پرلے درجے کے کاہل بداعمال بدکردار ہیں۔ ان کے افعال کی وجہ سے عیسائی لوگ مسلمانوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ کیا یہی اسلام ہے جس کی طرف تم عیسائیوں کو بلاتے ہو۔ اگر کسی پادری یا عیسائی کے ساتھ کسی اسلامی ملک میں یہی سلوک ہوتا جو شریف صاحب اور مسلمین کے ساتھ یہاں ہوا ہے۔ تو تمام دنیا میں شور مچ جاتا۔ افریقہ میں عیسائی ہر جگہ مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم کر رہے ہیں اور اسلام کی ترقی میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں۔ سابق میں بہت سے چیف مسلمان تھے۔ مگر اب صرف عیسائی کو چیف بنایا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر عیسائی بنا لیا جاتا ہے دوسرے خط میں برادر موصوف لکھتے ہیں۔ کہ

دوسرا مکتوب عیسائیوں نے جب شریف صاحب کے خلاف پروپیگنڈا شروع کیا تو شریف صاحب نیروبی تشریف لے گئے تا کہ اس معاملہ کو نیروبی کی انجمن اسلامیہ کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور امید تھی کہ نیروبی کے بڑے بڑے خطاب یافتہ مسلمان اور اسلام کی ہمدردی کا دعویٰ کرنے والے مسلمان عیسائیوں کے اس خطرناک پروپیگنڈے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں گے۔ لیکن انہوں نے ذرا بھی ہمدردی سے کام نہ لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی پروپیگنڈا کامیاب ہو گیا اور گورنر نے شریف صاحب اور ان کے ایک مرید کو موشی سے خارج البلد ہو جانے کا حکم دیدیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(نوٹ) نیروبی کے مسلمان جو عالیشان مسجد کی تعمیر کے لئے اسلامی دنیا میں روپے کے لئے بڑے زور سے پروپیگنڈا کر رہے ہیں انکی شہری مساجد کس کام آئیں گی جب اندرون علاقہ سے اسلام نیست و نابود ہو رہا ہے۔ نیا مرکز اشاعت اسلام کا تو جب وہ قایم کریں گے دیکھا جائیگا۔ اپنے موجودہ بھائیوں کی اس کام میں مدد نہ کرنا ان کی نااہلیت ثابت کر رہا ہے۔ (م)

اصلاح رسوم کے متعلق

احمدیہ کانفرنس لاہور کا فیصلہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کے چند گزشتہ خطبات سے جو پیغام صلح میں شایع ہو چکے ہیں احباب کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ اس بات کے دل سے متمنی ہیں کہ اصلاح رسوم کے معاملہ میں احمدی قوم ایک قابل تقلید نمونہ پیش کرے۔ یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ کون کون سی رسوم ترک کی جائیں اور کون کون سی باقی رکھی جائیں ۱۸ ر اپریل کی شام کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں آپ نے مقامی احباب کی ایک کانفرنس منعقد کرائی اس کانفرنس میں جو کچھ فیصلہ ہوا وہ دوسرے احباب کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ تمام بھائی اس کو غور سے مطالعہ فرمائیں۔ اور آئندہ کے لئے اس کو اپنا لائحہ عمل بنائیں۔

(۱) پیدائش

(۱) پیدائش سے بیشتر۔ پیدائش کے وقت اور پیدائش کے بعد برادری کی بھاجی۔ برادری میں مٹھائی کی تقسیم اور برادری کو کھانا کھلانا یہ سب رسوم بند کی جائیں۔

(۲) باجے۔ مراثی۔ ڈھول وغیرہ پر جو اسراف عمل میں لایا جاتا ہے۔ اس کو روکا جائے۔

(۳) عقیقہ محض ذی استطاعت اصحاب کریں۔ محض گوشت تقسیم کیا جائے۔ رشتہ داروں۔ دوستوں اور مساکین کے درمیان۔ دعوت کی صورت میں کھانا نہ دیا جائے۔

(۲) ختنہ

ختنہ کے موقع پر کسی دعوت یا کسی دوسری رسم پر روپیہ برباد نہ کیا جائے۔

(۳) بسم اللہ اور آمین

بسم اللہ اور آمین پر کوئی رسم عمل میں نہ لائی جائے نہ شیرینی تقسیم کی جائے نہ کوئی دعوت دی جائے۔

(۴) منگنی

منگنی کے موقع پر صرف لڑکے اور لڑکی کے لئے مختصر تحائف کا تبادلہ عمل میں لایا جائے۔ باقی تمام بربادکن رسوم کو ترک کیا جائے۔ منگنی اور شادی کے درمیانی عرصہ میں تہواروں پر کچھ صرف نہ کیا جائے۔

(۵) شادی

(۱) برات مختصر ہونی چاہیئے۔ براتیوں کی تعداد پچاس سے متجاوز نہ ہو۔ برات جس قدر مختصر ہوگی قابل تعریف ہوگا۔

(۲) ولیمہ کی دعوت پر اپنی ایک ماہ کی آمد سے زیادہ خرچ نہ کیا جائے۔

(۳) حق مہر فرضی اور نمود کے لئے نہ ہو۔ دینے کی غرض سے مقرر کیا جائے اور استطاعت کے مطابق۔

(۶) موت

موت پر کوئی رسم نہیں ہوگی۔ قل۔ دسواں۔ چالیسواں وغیرہ سب ترک کئے جائیں۔ البتہ جنازہ کے ساتھ قبرستان تک سب احباب جائیں۔

تاوان

جو صاحب ان مقرر کردہ قراردادوں کے برخلاف عمل درآمد کریں گے اس سے مقاطعہ کی صورت اختیار کی جائے گی اور اس کے ان کاموں میں شرکت نہیں کی جائے گی۔

جن احباب

کے چندے ختم ہو گئے ہیں یا عنقریب ختم ہونیوالے ہیں

وہ بذریعہ منی آرڈر چندہ بھیجکر مشکور فرمائیں (منیجر)

ہندوستان

— مولوی محمد یعقوب صاحب نائب صدر اسمبلی کی تجویز ہے کہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے پرو وائس چانسلر کے عہدہ پر کسی لائق یورپین کا تقرر کیا جائے۔

— کلکتہ ۱۰ اپریل۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے سلسلے میں ایک صنعتی نمائش کا افتتاح ہوا اور لکھنؤ کے یتیم خانہ کی رُوداد پڑھی گئی۔ میر صاحب خیرپور کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ وہ یتیم خانہ کو مستقل طور پر دو ہزار روپیہ سالانہ دیا کرینگے۔

— کلکتہ ۱۰ اپریل۔ ہوڑہ کے بھنگیوں کی ہڑتال تمام وارڈوں میں پھیل گئی ہے۔ تین ہزار اشخاص بیکار ہیں۔ شہر میں غلاظت پڑی ہوئی ہے جس سے وبا پھیل جانے کا اندیشہ ہے۔

— کھڑک پور کی ریلوے ہڑتال ختم ہو گئی ہے۔

— ۱۲ اپریل کو مدراس کے ایک غلہ کے گودام میں آگ لگ گئی۔

— موضع تالگڑھ (قصور) میں سکھ اور ہندو مسلمانوں کو اذان دینے سے روکتے ہیں۔

— الہ آباد میں مسٹر جسٹس سلیمان نے بطور قائم مقام چیف جسٹس کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

— نئی دہلی ۱۰ اپریل۔ سردار محمود طرزی ۱۴ اپریل کو بمبئی پہنچے آپکے ساتھ شاہ امان اللہ خاں کی دو بہنیں، اور شاہ ممدوح کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی بھی ہے۔

— احمد آباد ۱۰ اپریل۔ بچوں کے اغوا کی وارداتوں سے سکولوں میں لڑکوں کی حاضری کم ہو گئی ہے اس لئے امتحانات ۱۴ اپریل تک ملتوی ہو گئے ہیں۔

— کشمیر کے موگہ پہاڑ میں کوئلہ کی ایک کان برآمد ہوئی ہے۔

— اخبار ریزنیس اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ نواب صاحب مالیرکوٹلہ نے اہلِ ہندو اور سکھ رعایا کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے ریاست میں گائے کے گوشت کی ممانعت کر دی ہے۔ یہاں تک کہ ملحقہ برطانوی علاقہ سے گوشت لانا قطعی ممنوع قرار دیدیا ہے۔

— شملانگ ۱۰ اپریل۔ آسام کونسل نے آسام میں پرائمری تعلیم کے لئے ۵۰ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے۔

ہندو دنیا

— مہاراجہ اندور نے مس ملر کے لئے ایک خاص محکمہ بنا دیا ہے۔ جس کا کام یہ ہے کہ مس ملر کے قیمتی سامان کا انتظام کرے۔

— مدراس میں ایک ہندو دھرم کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز زیرِ غور ہے اس کی صدارت غالباً لالہ لاجپت رائے کریں گے۔

شردھانند آل انڈیا میموریل ٹرسٹ نے گوا میں تحریک شدھی کے لئے ۵ ہزار روپیہ دیا ہے۔

— کوسیلا ۱۱ اپریل۔ ایک نومسلم اور اس کی بہن کو شدھ کیا گیا۔

— مہاراجہ اندور عنقریب یورپ جانے والے ہیں۔

— الہ آباد ۱۱ اپریل۔ ہندو شاستر کی چھان بین اور ہندو مذہب کی اصلاح کے لئے آل انڈیا ایسوسی ایشن کی ایک شاخ الہ آباد میں بھی قائم ہوئی ہے۔ یہ ایسوسی ایشن پونہ کی مرکزی ایسوسی ایشن کے ساتھ مل کر کام کرے گی۔ اس کے صدر جسٹس سر تیدیا ناتھ سین قرار پائے ہیں۔

— کراچی ۱۰ اپریل۔ ایک تعلیم یافتہ جاپانی مسٹر نوشی کو شدھ کر کے اس کا نام آنند رکھا گیا۔

— گورنمنٹ جموں و کشمیر نے ایک گشتی چٹھی اس مطلب کی تمام دفاتر میں جاری کی ہے۔ کہ کوئی سرکاری ملازم تبلیغ و شدھی کی کسی کارروائی میں کوئی حصہ نہ لے۔

— دہلی ۱۳ اپریل۔ لالہ سری رام ایم اے۔ رئیس دہلی نے بنارس ہندو یونیورسٹی کے لئے ۵ لاکھ روپے کی جائداد دیدی ہے۔ رجسٹری پنڈت مالویہ کے نام ہو گئی ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ دلیش بندھو فنڈ میں ۲۰ ہزار روپیہ جمع ہو گیا ہے۔

— ہردوار ۱۰ اپریل۔ سادھو وسوانی نے آج تیرتھ سدھار کانفرنس کی صدارت فرمائی اور اسکے بعد راولپنڈی کو روانہ ہو گئے۔

— مس ملر کی اپنی جائداد کی آمدنی تقریباً ۵۰ ہزار پونڈ سالانہ ہے اس جائداد کے انتظام کے لئے مہاراجہ اندور جو محکمہ قائم کر رہے ہیں وہ مس ملر کو ذاتی اخراجات کے لئے اس میں سے ۲ ہزار پونڈ سالانہ دیا کریگا۔

ممالک خارجہ

— ۱۰ مارچ تک ۵۰ ہزار حجاج براہ سمندر مکہ معظمہ پہنچ چکے ہیں۔

— ایک معاہدہ کی بنا پر جو افغانستان اور روس کے مابین طے پایا تھا تاشقند اور کابل کے درمیان ہوائی جہازوں کی آمد و رفت کا انتظام ہو گیا ہے۔

— کاراکاس ۹ اپریل۔ فوج نے بغاوت کر دی ہے مگر اب بہ جلد دبا دیا گیا۔ باغیوں نے دو افسروں کو ہلاک کر دیا۔ بہت سے سپاہی مارے گئے۔

— برلن ۱۱ اپریل۔ شاہ افغان پر آج اپریشن کیا گیا جو کامیاب ہوا۔

— عصمت پاشا وزیر اعظم ترکی نے اخبارات کے نمائندوں سے دورانِ ملاقات میں بیان کیا کہ حکومت ترکی اس وقت ملک کے اقتصادی اور مالی مسائل کی اصلاح میں مصروف ہے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ حکومت ترکی ایک بنک کھولنے والی ہے۔

— قسطنطنیہ ۱۱ اپریل۔ مجلس ملیہ کی تحقیقاتی کمیٹی نے جنابِ بے سابق وزیر تجارت کے متعلق فیصلہ کیا ہے کہ ان کا چالان عدالت عالیہ میں کیا جائے۔ ان کے خلاف الزام یہ تھا کہ انہوں نے ۵ لاکھ پونڈ کے غلہ درآمد کے اجارہ میں بددیانتی کی تھی۔

— سابق قیصر جرمنی کا دوسرا شاہزادہ پرنس ایتل فریڈرچ ایک مالدار بیوہ سے شادی کرنے والا ہے اس نے اپنی پہلی بیوی کو طلاق دیدی تھی۔

— مکہ معظمہ سے خبر آئی ہے کہ جدہ محکمہ علم جرائم کے مہتمم اعلےٰ ڈاکٹر گرک مشرف باسلام ہو گئے ہیں۔ اسلامی نام ڈاکٹر عبدالعلی رکھا گیا۔ آپ ہالینڈ کے باشندہ ہیں۔ آپ کی صحت خراب ہے علاج کے لئے ہالینڈ جا رہے ہیں ... کے بعد آپ واپس آ جائیں گے۔

— گزشتہ ہفتہ شاہ اٹلی اور مسولینی کو قتل کرنے کی روم میں سازش کی گئی تھی۔

— انگلستان میں اس وقت ۱۸۹۲ عورتیں مجسٹریٹی کی خدمت پر مامور ہیں۔

— بیان کیا جاتا ہے کہ حجاز نجد اور یمن کے ترکی نمائندے عبدالغنی سنی بے جدہ کو روانہ ہو گئے ہیں۔ یہاں سے آپ صنعا تشریف لے جائیں گے۔ جہاں اپنے کاغذات امام یحییٰ کے روبرو پیش کریں گے۔

— سابق شاہ ترکی خلیفہ عبدالمجید خاں آج کل نائس میں مقیم ہیں حال ہی میں آپ کا ستر ہزار فرانک کا نقصان ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے سکرٹری خلیل بے نے یہ رقم غبن کر کے قماربازی میں ضائع کر دی۔

— دمشق۔ مولوی جلال الدین شمس قادیانی مبلغ کو جن پر پچھلے دنوں قاتلانہ حملہ بھی ہوا تھا۔ حکومت نے نوٹس دیا ہے کہ ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر شہر دمشق سے چلے جائیں چنانچہ مبلغ مذکور حیفہ میں چلے آئے ہیں۔ اور مزید احکام کے منتظر ہیں۔

— ماسکو سے خبر آئی ہے کہ بالشویک لیڈر لینن کے دماغ کے ۳۱ ہزار ٹکڑے اس بات کو معلوم کرنے کے لئے گئے کہ اس میں غیر معمولی چیز کونسی ہے۔

— لندن ۱۱ اپریل۔ انگلستان کے شہرۂ آفاق اخبار نویس ایڈورڈ انوٹڈ کا انتقال ہو گیا۔

— ٹوکیو ۱۰ اپریل۔ ایک سرکاری رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں لکھا ہے کہ اشتراکیوں نے تمام جاپان کے معاشرتی نظام کو بدلنے کی سازش کر رکھی تھی۔ اور اس میں روسی رہنماؤں کا بھی ہاتھ تھا۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطابق ۲۸ شوال ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۲۸ء | نمبر ۲۲

بزم احباب

(مرتبہ خان صاحب جناب چودہری محمد منظور الٰہی صاحب لاہور)

فرانس بیرن ہودون صاحب کا جو مکتوب ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء کے پیغام صلح میں شایع ہوا تھا اس کا کچھ آخری حصہ جگہ کی قلت کی وجہ سے درج ہونے سے رہ گیا تھا جو اب قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں:- (مدیر)

مجھے روحانی روشنی نہ صرف اپنے لئے بلکہ ان تمام کے لئے جو امداد کے طالب ہیں درکار ہے ع چون بیاید بہار باز آید ؛ اور اس روحانیت کا سرچشمہ احمدیت ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے ۱۹۰۸ء میں وفات نہیں پائی وہ جسمانی طور پر ہم سے غائب ہیں۔ لیکن آپ کی روحانیت دنیا میں مردوں کو زندگی عطا کر رہی ہے۔ ہمیں فرنچ نومسلموں کی اسلامی تعلیم کے لئے یہاں انجمن کا ایک سکول قایم کرنا چاہیے۔ جس کے لئے میں اپنا بورڈنگ ہوس دینے کو تیار ہوں مجھے اپنا تبلیغی لٹریچر تقسیم کے لئے بھیجدیا کریں۔ میں ہندوستان کے لوگوں کو بڑے زور سے کہتا ہوں کہ وہ تعلیم کے لئے یورپ نہ آئیں بلکہ لاہور جائیں۔

شمالی امریکہ مسٹر براؤن صاحب ورجینیا سے لکھتے ہیں کہ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب کے عالمانہ اور مدلل ترجمۃ القرآن انگریزی کے پہنچنے پر جو آپ نے ہماری انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری کے لئے بھیجا ہے آپ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ عرصے سے میری دلی خواہش تھی کہ ہماری الماریوں میں ایسی کتاب موجود ہو۔ خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ امریکہ کے لوگ قریباً تمام مذاہب کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں۔ قرآن کا دیباچہ اسلام کے اصول و عبادات کا بہترین نمونہ پیش کرتا ہے۔ اور میں نے آج تک ایسا عمدہ اور مدلل خلاصہ اصول اسلام کا نہیں پڑھا۔ تفسیر قرآنی سینہ کو نور سے بھر دیتی ہے۔ آپ یقین رکھیں کہ آپ کا قیمتی تحفہ ہم اپنی یونیورسٹی کے طلباء اور علماء میں پورے طور پر شایع کریں گے اور سب لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

جرمنی ایم۔ اے رفیقی صاحب لکھتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تصنیف کردہ کتب کی مفت تقسیم کے بارہ میں ہر ایک سچا مسلمان اس خبر سے نہایت خوش ہوگا۔ اور انجمن کی ان کوششوں کو جو وہ اسلام کو اپنے صحیح معنوں میں پھیلانے کے لئے کر رہی ہے۔ بنظر استحسان دیکھے گا۔ یہ انجمن ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج مذہب سے لاپروا یورپین ممالک اپنا رجحان تعلیم قرآن کی طرف کرتے جا رہے ہیں۔ ہمیں اس بات سے مسرت حاصل ہوتی ہے۔ کہ انجمن نے اپنا دائرہ عمل بہت وسیع کر لیا ہے۔ اور یہ میری رائے ہے کہ ہر ایک تعلیم یافتہ اور سنجیدہ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ مادی اور اخلاقی طور پر انجمن جیسی کہ وہ اپنے عمل اور مشورہ سے انجمن کی مدد کرے۔ کیونکہ یہ اسی انجمن کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ مسلمانان ہند میں ہر روز ایک نئی روح کام کرتی نظر آتی ہے۔

آپ نے مجھ سے جرمنی کی لائبریریوں کی فہرست طلب کی تھی تاکہ آپ ان کو اپنی کتابیں بھیج سکیں۔ میں انشاء اللہ چند روز تک اس کی تعمیل کر دونگا۔ لیکن سلونیک ممالک مثل پولینڈ، فنلینڈ، روسیہ، لتھوینڈ وغیرہ کے مسلمانوں کے پتے روانہ کرنے کے بارہ میں عرض ہے کہ میں ابھی آپ کو چند مسلمانوں کے پتے دیتا ہوں جن سے میری واقفیت ہے۔ باقی پھر کسی موقع پر بھیجدوں گا۔ گزشتہ موسم گرما میں موسیٰ جار اللہ بے روسی عالم نے جو ترجمۃ القرآن بزبان ترکی کرنے کے لئے مشہور ہے۔ مجھ سے احمدیہ لٹریچر مہیا کر دینے کے لئے کہا تھا۔ جو عربی یا ترکی زبان میں ہو۔ جس کے لئے میں نے مسٹر درانی سے مشورہ کیا۔ لیکن بدقسمتی سے ان کے پاس اس وقت کوئی کتاب نہ تھی۔ اس لئے مسجد لنڈن کا حوالہ دیا لیکن وہاں سے بھی کچھ نہ ملا۔ اور انہوں نے لاہور اور قادیان لکھنے کے لئے کہا۔ چنانچہ میں نے موسیٰ جار اللہ صاحب کو اسی کے مطابق کہہ دیا انہوں نے مجھے بتا دیا کہ ان کی آپ سے خط و کتابت جاری ہو گئی ہے۔ اور اب وہ قادیانی فریق کی کتب بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ موسیٰ جار اللہ کے علاوہ اوفہ ترکستان و تاشقند، سمرقند۔ اور بخارا (قدیم) میں بہت سے مسلمان عالم ہیں اوفہ میں مسلمان علماء کی ایک مختصر سی جماعت ہے۔ جو تمام روسی مسلمانوں کی مذہبی ضروریات کی نگران ہے۔ اور جسے روسی حکومت تسلیم کرتی ہے۔ دوسری جماعتیں یا افراد بیرون ملک سے کسی سے تعلقات نہیں رکھ سکتے۔ سوائے اس مرکزی جماعت کی وساطت کے۔ جتنے پتے میں نے لکھے ہیں۔ یہ سب تاتاری النسل ہیں اور عربی زبان کا پورا پورا علم رکھنے کے علاوہ روسی اور ترکی بھی جانتے ہیں۔ یہاں جرمنی میں عبد البر مجید جو ایک کازانی ملاں کا صاحبزادہ ہے۔ کازانی عربی جاننے کے علاوہ جرمن، روسی، ترکی اور قدرے انگریزی بھی بول سکتا ہے مسٹر شلبی عرب جنہے یہاں تمام اقوام اور خیالات کے مسلمانوں کی تنظیم کی ہے اور ان کے لئے اسلامی تعلیم کے ہفتہ وار کورس مقرر کر رکھے ہیں۔ وہ اپنی مادری زبان کے علاوہ انگریزی، ترکی، جرمن زبانیں بول سکتا ہے۔ اور "ایکو اسلام" وغیرہ اخبارات شایع کرتا ہے۔

فرانس پیرس سے ایک معزز لیڈی لکھتی ہے کہ یہ امر مسرت آمیز تعجب کا موجب ہوا۔ جبکہ مجھے آپ کا خط اور کتابیں پہنچیں۔ جن کے لئے دلی شکریہ قبول کیجیئے۔ ان کو پاکر مجھے بیحد خوشی حاصل ہوئی۔ اور میں انہیں نہایت دلچسپی سے مطالعہ کر رہی ہوں۔ آپ یقین جانئے کہ ان کا آنا میرے لئے دلی خوشی کا باعث ہوا۔ میں ہمیشہ کوشش میں رہتی ہوں کہ مجھے ہندوستان سے نئی کتابیں پہنچتی رہیں۔ کیونکہ میں آپ لوگوں کے حالات، مذہب اور لٹریچر کو گہری نظر سے [illegible] بھی میں اس قسم کا

ہنگری ماسٹر جیکی صاحب لکھتے ہیں کہ جو تحفہ آپ نے سیرۃ خیر البشر کی صورت میں ہمیں بھیجا ہے اس کے لئے ہم تہ دل سے مشکور ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بڑی دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ اور ہمارے ممبران بیا کثرت سے شایع ہوگا۔ اور یورپین لوگوں کے دلوں کو آپ کے نزدیک کر دے گا۔ اور عظیم الشان پیغمبر کی صحیح تعلیمات کا نقشہ ان کے سامنے کھینچ دیگا جتنی سچائی ہم ایک دوسرے کی معلوم کریں اتنا ہی ہم ایک دوسرے سے محبت کرنے میں ترقی کریں گے۔ اور دنیا کے بڑے بڑے مذاہب اس طرح لگ دنیا میں دیرپا امن قایم کر سکتے ہیں۔

شام برادر محمد ادیب عبد العزیز صاحب دمشق سے لکھتے ہیں سیرۃ خیر البشر مجھے اور استاد المغربی صاحب کو ملیں۔ میں نے اپنی کاپی شام کے وزیر معارف استاد محمد کرد علی کو تحفہ کے طور پر دی کہ اس کا مطالعہ کرکے اس پر تقریظ لکھیں۔ پھر مکتب عمومی میں طلباء کے فائدے کے لئے رائج کرے۔ استاد کرد علی وزیر معارف مجمع علمی عربی کا رئیس ہے اور گزشتہ ماہ میں ہی وزارت کے عہدہ پر مقرر ہوا ہے۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ بعد مطالعہ وہ اس پر تقریظ لکھے گا۔ اور اسے مجمع العلمی کے رسالے میں شایع کرے گا۔

استاد المغربی صاحب بھی کتاب کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی اسے ایک انگریزی دان عالم کو مطالعہ کے لئے دیا ہے تاکہ اس پر تقریظ لکھے اور لائبریری میں داخل کر دے۔ میں آپ کو نہایت خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ تونیق بک شامی جس نے انگریزی قرآن مجید و سیرۃ پر تقریظ لکھی تھی۔ گزشتہ وزیر اشغال عامہ دولت شام مقرر ہو گیا ہے جس سے آپ پر واضح ہو جائیگا کہ یہاں کے اعلیٰ طبقے کے لوگ آپ کے کام کی قدر کرتے ہیں۔ اور آپ کے ساتھ ہیں۔ ان حالات میں ضرورت ہے کہ یہاں سے اپنے سلسلہ کا ایک اخبار جاری کیا جائے۔ کیونکہ یہ وقت عمل کا ہے اور قادیانیوں کے غلو سے نفرت کھا کر دمشق کے اکثر لوگ آپ کی جماعت کے ہمدرد بن گئے ہیں۔

اطلاع قابل توجہ احباب

انجمن نے اپنی اغراض کی تکمیل اور فراہمی روپیہ کے واسطے محصلین کو رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اس وقت پانچ کس اس کام پر مامور ہیں۔ شیخ محمد نصیب صاحب جن سے سب دوست تقریباً واقف ہیں۔ اور حکیم محمد یار صاحب فوق ہیڈ کوارٹر جلال آباد۔ ضلع فیروزپور۔ مولوی لال حسین صاحب ہیڈ کوارٹر لوبہ ٹیک سنگھ۔ ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب و مولوی محمد اشرف صاحب ہیڈ کوارٹر دہلی۔ انجمن کے یہ کارکن جہاں جہاں پہنچیں سب دوست مہربانی فرما کر ان کی امداد فرمائیں۔ اور ان سے فائدہ اٹھا کر انجمن کے لئے کوئی فائدے اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۸ ۔ ۲۸ شوال المکرم ۱۳۴۶ھ نمبر ۲۲

تحریک شدھی کے نشیب و فراز

مسلمانان ہند کے لئے شاہراہ عمل

(از محمد انعام الحق)

(۸)

ہم نے ہر چند اختصار سے کام لیا لیکن پھر بھی مضمون کافی طویل ہو گیا باوجود اس کے بعض پہلوؤں پر اچھی طرح روشنی نہ ڈالی جا سکی۔ تاہم ہماری کوشش یہی رہی کہ کسی ضروری بات کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ ہمیں امید ہے کہ ناظرین کرام کو تحریک شدھی کی غرض و غایت، حامیان شدھی کے ارادوں اور طریق کار کا ایک حد تک اندازہ ہو گیا ہوگا۔ آج کل جو کچھ ہو رہا ہے اور عنقریب جو زبردست دھاوا بولا جانے والا ہے اس سے وہ کما حقہ واقف ہو گئے ہوں گے۔ حالات آپ کے سامنے ہیں۔ حریف کی تیاریاں اور ارادے آپ کو بتا دیئے گئے ہیں۔ اب آپ کے لئے اپنے فرائض کو معلوم کرنا نہایت آسان ہو گیا ہے۔

آپ کے اسلامی قلعہ پر پے در پے حملے ہو رہے ہیں (خاکم بدہن) اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا ارادہ کر لیا گیا ہے۔ ہماری آئے دن کی خانہ جنگیوں سے قلعہ کی سنگین و مستحکم دیواریں کمزور ہو چکی ہیں جگہ جگہ ان میں رخنے پڑ گئے ہیں سارے سپاہی محو غفلت ہیں۔ ہمارا سامان رسد ختم ہو چکا ہے۔ دشمن کی فوجیں نزدیک آ پہنچی ہیں۔ عنقریب چاروں طرف سے محاصرہ کر لیں گی۔ ان کے فاتحانہ نعروں سے ہمارے دل مضطرب ہو رہے ہیں۔ آہ مسلمان قوم آج نا اتفاقی اور انتشار کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ اس کی اخلاقی۔ اقتصادی۔ اور جسمانی حالت تباہ ہو چکی ہے۔ اس کے علما اور لیڈر آپس میں دست و گریباں ہیں۔ اس مایوسی و تباہی کی خوفناک کالی گھٹا میں کفر و ارتداد کی بجلیاں بار بار کوند رہی ہیں۔ وہ قوم جو ہزاروں میلوں سے متلاطم سمندر کی لہروں کی طرح فاتحانہ انداز سے ہندوستان میں آئی تھی۔ اور اپنی روانی میں کفر و شرک کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گئی تھی۔ آج کفر و شرک اس کو بہا لے جانے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ اور وہ ایک عالم بے بسی میں چپ چاپ ان دھمکیوں کو سن رہی ہے۔ اس ہولناک مصیبت کا واحد علاج یہی ہے کہ اپنے قلعہ کی مرمت کی جائے۔ یعنی مسلمان قوم کی اصلاح ہونی چاہئے۔ اس سے نا اتفاقی جہالت اور افلاس کی لعنت کو دور کیا جائے اس کی تنظیم کے لئے جدوجہد کی جائے۔ یہ سب کچھ درست لیکن اس کام کو کرے کون؟ اس کا ہم کیا جواب دیں۔ ہماری نگاہ انتخاب بار بار اٹھ کر مایوس و نامراد واپس آ رہی ہے۔ یہ کام مسلمان علما کا تھا۔ مسلمان مشایخ اس فرض کو ادا کرتے مسلمان لیڈر ادھر متوجہ ہوتے۔ مگر آج کس کی جرأت ہے کہ اس بارہ میں ان لوگوں کو کچھ کہے۔

آج ہمارے علما آپس میں دست و گریباں ہیں۔ ان کو اپنے محبوب مشغلہ تکفیر ہی سے کب فرصت ہے کہ وہ ادھر دھیان دیں انہیں قوم کی تباہی و بربادی کے غم اور اس کی اصلاح کے فکر سے کیا واسطہ۔ انہیں تو اپنے گنبد دستار کی تعمیر کے لئے اینٹیں چاہئیں خواہ خانہ دین کو گرا کر ہی مہیا کی جائیں۔ رہے مشایخ ان کے لئے عرس اور قوالیاں ہی کافی ہیں۔ اور وہ اسی شغل میں مگن ہیں ان کی اس بے حسی کو دیکھ کر حضرت معین الدین چشتیؒ اور حضرت داتا گنج بخشؒ جیسے بزرگوں کی روحیں بھی تڑپ رہی ہونگی۔ باقی رہے مسلمان لیڈر سو وہ سیاسی جلسوں اور کانفرنسوں کے سٹیجوں پر اپنا پارٹ نہایت خوبی سے ادا کر رہے ہیں۔ برادران وطن کے دلکش مگر فریب وہ اتحادی نغمات کو وجد میں لا رہے ہیں ان سے اور کسی قسم کی امید رکھنا حماقت ہے۔ اب ہماری نگاہ مایوس کے لئے ایک ہی سہارا باقی ہے اور وہ نوجوانوں کا وجود ہے۔

جب ہم اپنی تاریخ کی اوراق گردانی کرتے ہیں۔ اور دوسری اقوام کے نوجوانوں کی حالت کو دیکھتے ہیں تو مسلمان نوجوانوں کی حالت بھی حوصلہ شکن ہی معلوم ہوتی ہے۔ تاہم اب اگر مسلمان کسی گروہ سے اپنی امیدیں وابستہ کر سکتے ہیں تو وہ یہی گروہ ہے۔ تاریخی واقعات اور موجودہ حالات کو سامنے رکھو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مختلف اقوام و ممالک کی ترقی و اصلاح کے لئے سب سے زیادہ کام ان کے نوجوانوں نے کیا ہے۔ آج مسلمان قوم کو بھی ضرورت ہے کہ اس کے نوجوان بیدار ہو کر مصروف عمل ہوں۔

اے مسلمان نوجوانو! مسلمانوں کی درماندہ قوم کی آخری امید تم ہی ہو کیا تم اپنے فرائض کو محسوس نہ کرو گے؟ اسلام کے حقوق کو تم ادا نہ کرو گے۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تاریخ ہند اندلس کے عبرتناک واقعات کو ایک بار پھر ہندوستان میں دہرائے؟ کیا تم اس بات کو خاموشی سے برداشت کر لو گے۔ کہ اس کفرستان ہند میں جس کے ایک ایک چپہ کو تمہارے اسلاف نے اپنی لاشیں دیکر خریدا تھا مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے؟ حریفوں کے کیمپ میں جو مشورے ہو رہے ہیں کیا ان کا تمہیں علم نہیں؟ آج کل جو کچھ ہو رہا ہے اسے تم نہیں دیکھ رہے؟ ہماری چودہ سو سالہ عظمت لٹ رہی ہے۔ جاہل اور مفلس مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں۔ تمہاری مسلمان بہنوں کو طرح طرح سے کفر کے جال میں پھانسا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کو ہندو بنا کر ہندو راج قائم کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو اپنے مذہبی احکام کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اخلاقی اور قانونی حدود کے اندر رہ کر دشمنوں کا جان توڑ مقابلہ کرو۔ اور عہد کر لو کہ جب تک اپنی قوم کو تباہی کے گڑھے سے نکال لو گے دم نہ لو گے۔ اس گئی گزری حالت میں بھی تم بہت کچھ کر سکتے ہو۔ تمہاری قوم نے اپنی دینی حرارت سے کبھی خالد بن ولید، محمد بن قاسم اور طارق جیسے شعلے پیدا کئے تھے۔ کیا اب اس کی راکھ میں چند چنگاریاں بھی نہیں۔ جو اس میں ہاتھ ڈالنے والے کے ہاتھ پر آبلے ڈال سکیں۔ اٹھو دیر نہ کرو۔ زمانہ تمہیں آخری مہلت دے رہا ہے۔ اگر اس وقت بھی تم بیدار نہ ہوئے تو تاریخ عالم ہمیشہ کے لئے تم پر نفریں کرے گی۔ اور زمانہ مستقبل کے مورخ کا قلم تمہارے متعلق نہایت افسوسناک الفاظ لکھے گا۔ اٹھو خدا کا نام لو اور میدان عمل میں آ جاؤ۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ جیسا کہ اس سے بیشتر کئی مرتبہ کر چکا ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

ایک صاحب نے ہمارے پاس حسب ذیل اعتراض لکھ کر بھیجا ہے:۔

"غالباً ۱۰ مارچ ۲۸ء کے الفضل میں ایک شخص غلام محمد قادیانی نے اپنی بیوی عائشہ کی وفات پر اس کی زندگی کے حالات لکھے ہیں۔ عنوان ہے "عائشہ کی موت"۔ اس میں خاوند غلام محمد کہتا ہے کہ میری عورت حضرت مرزا صاحب کے پاؤں دبایا کرتی تھی مٹھی چاپی کیا کرتی تھی۔ جب تاریخوں کا مقابلہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکی عائشہ اس وقت بھر جوان تھی۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت صاحب کو اس کا پاؤں دبانا بہت پسند تھا۔ یہ واقعہ غالباً سیرت مسیح موعود میں بھی آیا ہے جو کہ قادیان سے نکلی ہے۔ ایک غیر احمدی نے خطرناک اعتراض کیا ہے کہ مرزا صاحب غیر محرم عورتوں سے مٹھی چاپی کرایا کرتے تھے"۔

اخبار الفضل میں جناب غلام محمد صاحب کا جو بیان شائع ہوا ہے وہ ہم نے پڑھا ہے اس میں اس خاص واقعہ کے متعلق صرف اس قدر الفاظ ہیں۔

"حضور (حضرت مرزا صاحب) کو مرحومہ (عائشہ) کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔ حضور نے ایک مرتبہ مرحومہ کو دعا دے کر فرمایا کہ اللہ تجھے اولاد دے"۔

جن میں اس بات کی کوئی تصریح نہیں کہ خدمت کے وقت مرحومہ کی عمر کیا تھی۔ اور یہ خدمت تواتر سے ہوتی رہی یا کسی خاص موقعہ پر۔ سیرت المہدی میں عائشہ مرحومہ کے متعلق جو واقعہ مندرج ہے۔ وہ ایک اور امر کے متعلق ہے اس میں پاؤں دبانے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ "مٹھی چاپی" کا لفظ بھی جو بہت وسیع معنے رکھتا ہے معترض صاحب کا طبع زاد ہے۔ مرحومہ کے خاوند کا بیان صرف پاؤں دبانے کے متعلق ہے۔ اس میں مٹھی چاپی کرنے کا کوئی ذکر نہیں۔ مندرجہ بالا الفاظ کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ مرحومہ کے خاوند کا یہی منشا ہو کہ کسی خاص موقعہ پر مرحومہ نے حضرت مسیح موعود کے پاؤں دبائے تھے۔ اور یہ خدمت آپ کو پسند آئی اور آپ نے مرحومہ کو دعا دی۔ اور اس کا امکان بھی تھا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کو بیرونی اطراف کا دورہ ہوا کرتا تھا۔ ایسے وقت یا اوقات میں اگر کسی خادمہ نے (اور یہی حیثیت اس وقت عائشہ کی تھی) پیر دبائے ہوں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت صاحب غیر محرم عورتوں سے مٹھی چاپی کرایا کرتے تھے۔ کیونکہ بیماری کی حالت ان امور میں [illegible] کی صحبت میں بیٹھنے والے بھی لوگ جانتے ہیں کہ آپ غیر محرم عورتوں کے بارے میں بہت محتاط رہتے تھے۔ پس اگر کوئی شخص یہ غیر معمولی واقعہ بیان کرتا ہے کہ اس کی بیوی نے کبھی حضرت صاحب کے پاؤں دبائے تھے۔ تو اس کو اسی صورت میں قبول کیا جا سکتا ہے جو آپ کی۔۔۔ زندگی کے دوسرے حالات اور واقعات کے مطابق ہو اور وہ صورت وہی استثنائی صورت ہو سکتی ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے۔

سنگٹھنی شرارت کا نیا دور

اسلامی ریاستیں آریوں اور سنگٹھنی ہندوؤں کی نظروں میں خار کی طرح کھٹک رہی ہیں۔ اور وہ ان کے حسن انتظام رواداری اور ان کے حکمرانوں کی ہر دلعزیزی کو دیکھ کر جلے جاتے ہیں۔ اب کچھ عرصہ سے وہ حسد اور تعصب کے جنون میں بہت بری طرح مبتلا ہو کر اسلامی ریاستوں کے خلاف نہایت شرمناک کارروائیاں کر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں مہاراشٹر کے سنگٹھنیوں کی شوریدہ ٹولی نے پونا میں جمع ہو کر اعلیٰحضرت حضور نظام کے خلاف جو ذلیل حرکتیں کیں۔ اس کا حال قارئین کرام کو معلوم ہو چکا ہے۔ اب تازہ اطلاع ہے کہ سوامی چدانند سکرٹری بھارتیہ شدھی سبھا دہلی نے ہز ہائنس نواب صاحب بھوپال کو ایک دھمکی آمیز خط لکھا ہے جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ریاست کے قانون ارتداد کو منسوخ کر دیا جائے۔ اس خط کو جو اکثر آریہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے ہم نے نہایت غور سے پڑھا اس کے بہت سے جملے نہایت اشتعال انگیز اور گستاخانہ ہیں۔ اس کے علاوہ کئی فرضی اور من گھڑت واقعات بھی درج ہیں۔ اور آخر میں دھمکی دی ہے کہ اگر ایک ماہ کے اندر نواب صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو اخبارات میں باقاعدہ پروپیگنڈا کیا جائے گا۔

ہم خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں یہ شرارت ہندوؤں میں خواہ مخواہ جوش پیدا کرنے اور بھوپال اور اس کے حکمران کو بدنام کرنے کے لئے کی گئی ہے سوامی چدانند جی مہاراج شہرت اور اثر و رسوخ کی دوڑ میں اپنے رقیبوں یعنی سوامی رامانند۔ نارائن سوامی پنڈت اندر اور دیش بندھو سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور بھوپال کے قانون ارتداد کے "عذر لنگ" کو بہانہ بنا کر انہوں نے یہ شرارت شروع کی ہے تاکہ شوریدہ سر سنگٹھنیوں میں نام پیدا کریں۔ ہم حیران ہیں کہ شدھی بازوں کو جو روشن خیالی، انصاف پسندی، اور رواداری کے ٹھیکیدار بنے پھرتے ہیں۔ ریاست بھوپال کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کا کیا حق حاصل ہے۔ جبکہ بے شمار ہندو ریاستوں میں اس سے کہیں زیادہ سخت قوانین نافذ ہیں۔ جو مسلمانوں کے لئے بے شمار مصیبتوں کا باعث ہیں۔ نیپال کے "رام راج" میں مسلمانوں کے ساتھ جو وحشیانہ سلوک ہوتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جینبہ اور کاٹھیاواڑ کی بعض ریاستوں میں مبلغین اسلام کے لئے جو رکاوٹیں ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ ہندوؤں کی سب سے زیادہ "روشن خیال" ریاست بڑودہ اور بھرت پور گوالیار اور راجپوتانہ کی بعض ریاستوں میں مسلمانوں کے ساتھ جو ظالمانہ برتاؤ کیا جاتا ہے اس سے اب بچہ بچہ واقف ہو چکا ہے۔ اگر آریوں میں انصاف پسند اور امن دوست آدمیوں کا بالکل خاتمہ نہیں ہو گیا تو ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ ان حالات کے ہوتے ہوئے ریاست بھوپال کے خلاف چیخ پکار مچانے کا انہیں کیا حق حاصل ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ بھوپال کو ذلیل دھمکیاں دینے کے بجائے نیپال میں وحشت و بربریت کا خاتمہ کریں۔ ریاست جینبہ کے قوانین منسوخ کرائیں۔ اس کے بعد وہ والی بھوپال سے جو کچھ کہہ سکتے ہیں مودبانہ طور پر کہیں۔

جرمن زبان میں ترجمہ قرآن

جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کی تجویز احباب کے سامنے پیش کئے کافی عرصہ ہو گیا ہے اور بار بار اس نیک اور اخروی کام کی مدد کے لئے اپیل کی گئی ہے بعض احباب نے اس طرف توجہ بھی دی لیکن ہمیں افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ احمدی بھائی بہنوں نے بحیثیت مجموعی اس بارے میں کوئی حوصلہ افزا اور قابل تعریف قدم نہیں اٹھایا۔ ہماری چھوٹی سی جماعت کو بہت سے کام کرنے ہیں۔ اب تک تو چاہئے تھا کہ ہم اس کام کے لئے حسب ضرورت سرمایہ فراہم کر لیتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ ہم ایک بار پھر نہایت زور سے تمام احباب کو متوجہ کرتے ہیں کہ یکمشت چندوں کے علاوہ تین سال کے لئے مستقل امداد کا بھی ذکر کیا جائے۔ آریہ اور عیسائی اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے جو کچھ کر رہے ہیں اس کی تفصیل آپ پیغام صلح کے ذریعے معلوم ہوتی رہتی ہے۔ کاش ہم اس سے کچھ سبق حاصل کریں۔ اور جو کوشش وہ اپنے جھوٹے دین کو پھیلانے کے لئے کر رہے ہیں ویسی کوشش ہم خدا کے سچے دین کو پھیلانے میں دکھائیں۔ بلاشبہ بعض احباب نے ترجمہ قرآن کے لئے حتی الوسع چندے ارسال کئے ہیں مگر ضرورت ہے کہ جماعت کا ہر فرد اس طرف خاص توجہ [illegible]

سلسلۂ احمدیہ

سوال و جواب

(مولانا عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

س۔ کیوں جناب یا انت منی و انا منک کے کیا معنی ہیں۔ کیا اس کے یہ معنے نہیں کہ مرزا صاحب خدا کے بیٹے ہیں۔ اور خدا مرزا صاحب کا باپ؟

ج۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ۔ عقل کے ناخن لیجئے۔ اور سوچ سمجھ کر دیکھ بھال کر اعتراض کیجئے۔ انت منی و انا منک کے وہی معنے ہیں جو کہ حدیث انت منی و انا منک کے ہیں۔ یا ثلاث من لم تکن منہ فلیس منی و لا من اللہ میں لیس منی و لا من اللہ کے ہیں۔ یا حدیث ہم منی و انا منہم کے ہیں۔ اگر ان تینوں حدیثوں سے کسی کے باپ یا بیٹا ہونے پر دلالت نہیں ہوتی اور یقیناً نہیں ہوتی تو پھر انت منی و انا منک سے یہ مراد کیوں لی جائے۔

س۔ آخر اس الہام کے کچھ معنے بھی ہیں یا نہیں؟

ج۔ بتا تو دیا کہ اس الہام میں منی اور منک کے وہی معنے ہیں جو تینوں مذکورہ حدیثوں میں منی۔ منک۔ من اللہ۔ اور منہم کے ہیں۔ پھر یہ سوال کا اعادہ کیوں اور بے فائدہ سے حاصل ہی کیا۔

س۔ بات یہ ہے کہ یہ حدیثیں نہ تو ہم نے سنی ہیں۔ نہ کسی مولوی نے سنائی ہیں۔ ہمیں کیا خبر کہ ان کے کیا معنے ہیں۔ ہمارے مولوی صاحبان تو اس قسم کی حدیثیں ہمیں سناتے ہی نہیں وہ تو مرزا صاحب پر اعتراض کرنا سکھا دیتے ہیں۔ اگر ایسی حدیثیں ہمیں بتا دیا کریں تو پھر مرزا صاحب پر اعتراض ہی کیونکر ہو سکے۔ آپ مہربانی کر کے مناظرانہ رنگ چھوڑ دیجئے۔ اور مرزا صاحب کے الہام کے صحیح معنے سمجھائیے۔

ج۔ بہت اچھا سنئے۔ انت منی۔ تو مجھ سے ہے۔ یعنی میرے مقبولوں کے گروہ میں شامل ہے۔ اور رات دن میری توصیف و تحمید میں مصروف رہتا ہے۔ اور دوسروں کو اسی رستہ پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔ خود میری توحید کا اقراری ہے۔ اور دوسروں سے اس کا اقرار کراتا ہے۔ اس لئے انا منک میں تجھ سے ہوں۔ یعنی اس زمانہ میں تیری وجہ سے میرے اوصاف و محامد اور توحید کا نور دنیا میں روشن ہے۔ تیرا وجود میرے ہونے کی دلیل ہے اور میرا وجود تیری ہستی کا سبب ہے۔ ؎

مرے ہونے نے دکھلایا ہے تیرے حسن کا عالم
نہ میں ہوتا تو دنیا میں ترا چرچا ہی کیا ہوتا

یہ ایک مشہور حدیث قدسی ہے کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ میں ایک کنز مخفی تھا۔ مجھے یہ امر اچھا معلوم ہوا کہ پہچانا جاؤں۔ اس لئے خلقت کو پیدا کر دیا۔ نتیجہ یہ کہ میں نے خلقت کو پیدا کیا اور وہ میرے عرفان کی دلیل بن گئی۔ بعینہ مذکورہ بالا الہام سے یہ مراد ہے تو میری مخلوق میں سے ہے اور میں تیری وجہ سے پہچانا جاتا ہوں۔ میں تیرا خالق ہوں اور تو میری ہستی کی دلیل ہے۔ انت منی و انا منک۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔ یا قمر یا شمس انت منی و انا منک۔ یعنی اے چاند۔ اور اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ حضرت صاحب خود اس کی تشریح میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اب اس فقرے کو جو شخص جس طرف چاہے کھینچ لے۔ مگر اصل معنے اس کے یہ ہیں کہ اول خدا نے مجھے قمر بنایا۔ کیونکہ میں قمر کی طرح اس حقیقی شمس سے ظاہر ہوا۔ اور پھر آپ قمر بنا۔ کیونکہ میرے ذریعہ سے اس کے جلال کی روشنی ظاہر ہوئی۔ (اربعین؟ صفحہ ۳۵)

س۔ مرزا صاحب حضرت عیسےٰ کی طرح ابن اللہ ہونے کے مدعی ہیں اس لئے سچے اور صادق نہیں کہلا سکتے۔

ج۔ حضرت مرزا صاحب نے ابن اللہ ہونے کا کہیں دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ عیسائیوں نے ابن اور بیٹے کے الفاظ سے جو اناجیل میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت آئے ہیں دھوکا کھایا ہے۔ اور عیسےٰ علیہ السلام کو ابن اللہ تصور کر لیا۔ خود دعویٰ کرنا تو ایک طرف رہا۔ حضرت مرزا صاحب نے تو عیسائیوں کی اس غلطی کو بھی رفع کر دیا۔ اور بتلا دیا کہ عیسےٰ علیہ السلام بھی ابن اللہ نہیں ہیں اناجیل کے الفاظ استعارہ و مجاز کے رنگ میں ہیں۔ مخالفین نے جہاں حضرت مرزا صاحب پر اور افترا کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت مرزا صاحب ابن اللہ ہونے کے مدعی ہیں۔ محقق کی یہ شان نہیں کہ مخالفین کے بہتانوں پر یقین کرے۔ مرزا صاحب کی ذات اس قسم کے لچر دعووں سے بالکل پاک ہے۔

س۔ کیا انت منی بمنزلۃ ولدی و انت منی بمنزلۃ اولادی مرزا صاحب کے الہام نہیں اور کیا ان سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ درحقیقت ابن اللہ ہیں

ج۔ الہام تو صحیح ہیں مگر ان سے ابن اللہ کا دعویٰ مفہوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اول تو الہام میں لفظ منزلت موجود ہے جو صریحاً اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ آپ ابن اللہ نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کے نزدیک وہ قدر و منزلت رکھتے ہیں جو کسی بیٹے کو باپ کے نزدیک ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر ماں باپ سے بڑھ کر مہربان ہونا ایک مسلم امر ہے۔ نتیجہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک صاحب قدر و منزلت ہیں۔ اور وہ ان پر ماں باپ سے بڑھ کر مہربان ہے۔ ثانیاً یہ کہ مذکورہ بالا الہامات از قبیل استعارہ و مجاز ہیں۔ جس طرح کسی کو شیر کہہ دینے سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہ درحقیقت شیر ہے۔ اسی طرح بمنزلۃ اولادی یا ولدی کہہ دینے سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ آپ درحقیقت ولد ہیں۔ جس طرح کسی کو شیر کہہ دینے سے اس کی بہادری کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ اسی طرح بمنزلہ اولادی یا ولدی کہہ دینے سے یہ مراد ہے کہ جسے ان الفاظ سے مخاطب کیا گیا ہے وہ خطاب کرنے والے کے نزدیک صاحب منزلت ہے۔ اس قسم کے مجازات و استعارات میں سے یہ حدیث بھی ہے الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ اس حدیث کا ترجمہ مولانا حالی مرحوم اس طرح فرماتے ہیں:-

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا ۔ کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا
وہی دوست ہے خالق دوسرا کا ۔ خلائق سے ہے جس کو رشتہ ولا کا

یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں جو لوگ مقام فنا تک جا پہنچتے ہیں وہ اطفال اللہ کہلاتے ہیں۔ اسی اصطلاح کی رعایت سے حضرت مولانا رومؒ اپنی مثنوی میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اولیا اطفال حق اند اے پسر ۔ در حضور و غیبت آگہ با خبر

حضرت مرزا صاحب تتمہ حقیقت الوحی میں فرماتے ہیں کہ خدا میں فانی ہونیوالے اطفال اللہ کہلاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ وہ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے اور خدا بیٹوں سے پاک ہے۔ بلکہ اس لئے استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اسی مرتبہ کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کر کے فرمایا گیا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا۔ یعنی خدا کو ایسی محبت اور دلی جوش سے یاد کرو جیسا کہ بچہ اپنے باپ کو یاد کرتا ہے۔ اسی بنا پر ہر ایک قوم کی کتابوں میں اب یا پتا کے نام سے خدا کو پکارا گیا ہے۔ ...... سو اولیا کو جو صوفی اطفال حق کہتے ہیں۔ یہ صرف ایک استعارہ ہے۔ ورنہ خدا اطفال سے پاک اور لم یلد ولم یولد ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۴)

اب مزید تسلی کے لئے حضرت مرزا صاحب کی تحریرات میں بھی الہامات بالا کی تشریح سن لو۔ انت منی بمنزلۃ ولدی کی تشریح میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"خدا تعالےٰ بیٹوں سے پاک ہے۔ اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے" (حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶)

انت منی بمنزلۃ اولادی کی تشریح میں ارشاد ہے:-

"یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خدا ہوں۔ یا خدا کا بیٹا ہوں لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز و استعارہ میں سے ہے۔" (دافع البلاء)

س۔ مانا کہ اس تشریح سے اعتراض اٹھ جاتا ہے۔ مگر ایسے الفاظ استعمال کرنے ہی کی کیا ضرورت تھی۔ جس سے ناحق کا نزد پیدا ہو جائے۔

ج۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور اس کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں۔ جس زمانہ میں تورات اتری تھی یا انجیل نازل ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں عام طور پر خدا کے لئے باپ اور نیک بندوں کے لئے بیٹے کا لفظ بولا جاتا تھا۔ مگر انہی لفظوں سے عیسائیوں نے دھوکا کھایا اور مجاز کو حقیقت پر محمول کر بیٹھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ ویسے ہی الفاظ کسی مقبول بندے کے لئے استعمال کر کے بتا دیا جاتا کہ باپ سے حقیقی باپ یا بیٹے سے حقیقی بیٹا ہرگز مراد نہیں اللہ تعالیٰ اتخاذ ولد سے بالکل پاک ہے۔ اسی بنا پر حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں انت منی بمنزلۃ ولدی اور انت منی بمنزلۃ اولادی بھی موجود ہیں۔ حضرت مرزا صاحب بھی اس باریک نکتے کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

"چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں نے حضرت عیسےٰ کو خدا ٹھیرا رکھا ہے۔ اس لئے مصلحت الٰہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر اس عاجز کے لئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو خدا بناتے ہیں۔ اس امت میں بھی ایک ہے۔ جس کی نسبت اس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں"

ناظرین کرام خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں اور نام اور پتہ صاف۔ اور خوشخط لکھا کریں شکستہ خط میں دستخط کر دینے سے نام سمجھ میں نہیں آتا۔ سخت دقت ہوتی ہے۔ (منیجر)

صغر سنی کی شادی

از جناب ممتاز احمد صاحب فاروقی بی اے آنرز (پنجاب) ایس ایس ای ای (امریکہ)

ہندوؤں میں زمانہ قدیم سے بچپن کی شادی کا رواج بالکل عام رہا ہے جب مسلمان ہندوستان میں آ کر آباد ہوئے تو انہوں نے بھی جہاں ہندوؤں کی اور فضول رسوم کو اختیار کیا وہاں اس بچپن کی شادی کا رواج بھی ان کے ہاں ترقی پکڑتا گیا۔ اگرچہ ہندوؤں کی نسبت بہت کم۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے ممالک کے مسلمانوں میں یہ رواج النادر کالمعدوم ہے۔ اس رواج نے نہ صرف فرقہ اناث ہی پر بیجا ظلم توڑا ہے بلکہ ہندوستانی قوم کی جسمانی اور روحانی حالت کو بھی بہت ابتر بنا دیا ہے۔ مس میو نے اپنی کتاب "مدر انڈیا" میں خاص طور پر اس پر روشنی ڈالی ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی کئی ایک عبرتناک مثالیں بھی دی ہیں۔

آخر ہندوستانی لیڈروں کی آنکھیں بھی کھلیں۔ اور باوجود سخت مخالفت کے مسٹر ہربلاس سارڈا نے مجلس وضع قوانین ہند میں ایک بل پیش کر دیا ہے جس کی رو سے بچپن کی شادی کو قانوناً ممنوع قرار دیا جائے گا۔ پہلے یہ بل صرف ہندوؤں تک محدود رکھا گیا تھا۔ مگر جب یہ مسودہ ابتدائی بحث و مباحثہ کے بعد ایک منتخب کمیٹی کے سپرد کیا گیا تو اس میں دو اہم ترمیمیں کر دی گئیں۔ ایک یہ کہ اس مسودہ قانون کو تعزیزی بنا دیا جائے۔ یعنی اگر کسی شادی میں لڑکے کی عمر ۱۸ سال اور لڑکی کی عمر ۱۶ سال سے کم ہوگی تو لڑکے کو یا ایسی شادی کرانے والوں (والدین و سرپرست وغیرہ) کو ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا ایک ماہ قید محض کی سزا دی جائے گی۔ دوسری یہ کہ اس قانون کو صرف ہندوؤں ہی پر نہیں بلکہ تمام قوموں پر عائد کر دیا جائے۔ اب یہ مسودہ قانون حکومت ہند کے گزٹ میں استصواب رائے عامہ کے لئے شائع کیا گیا ہے۔ اس منتخب کمیٹی میں بعض مسلمان ممبر بھی تھے۔ جنہوں نے اس مسودہ کی حمایت کی۔ پچھلے دنوں جو آل انڈیا لیڈیز کانفرنس دہلی میں منعقد ہوئی تھی ان کا ایک وفد وائسرائے کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ یہ مسودہ قانون ضرور پاس کر کے ملک میں رائج کر دینا چاہیئے۔ وائسرائے نے ان کو بہت تسلی بخش جواب دیا اور کہا کہ گورنمنٹ خود اس کے حق میں ہے۔

پرانے خیالات کے ہندوؤں نے اس بل کی شروع ہی سے مخالفت کی تھی۔ مگر اب تو ہمارے اسلامی لیڈر اور اخبارات بھی میدان کارزار میں کود پڑے ہیں۔ اور شور مچا دیا ہے کہ مسلمان گورنمنٹ کی اس مداخلت فی الدین کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتے۔ اور یہ شریعت اسلام پر حملہ ہے۔ جب شریعت صغر سنی کے نکاح کو جائز تصور کرتی ہے تو خدا کے سوا اور کوئی اس کو بدل نہیں سکتا۔ مقام تعجب ہے۔ کہ اور ہزاروں باتیں خلاف شرع مسلمانوں میں رائج ہیں مثلاً شریعت نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے مگر حکومت کی "شرع محمدی" نے ان کا یہ حق غصب کر لیا ہے۔ لیکن نہ تو گورنمنٹ کو اس کی پروا ہے اور نہ ہمارے "اسلامی" اخبارات اور لیڈروں کو۔ نتیجہ یہ ہے کہ کئی ایک مسلمان عورتیں ظالم شوہروں سے نجات پانے کے لئے عیسائی اور آریہ ہو گئیں۔ اب جبکہ ایک مفید تحریک ملک میں شروع کی گئی ہے تو سب کے قلم اس کے خلاف صفحۂ قرطاس پر جولانیاں دکھانے لگے۔ مثال کے طور پر ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ذبیحہ بقر مسلمانوں پر فرض نہیں۔ لیکن جائز ضرور ہے اب اگر قانوناً ذبیحہ بقر کو ممنوع قرار دیا جائے تو مسلمان اس کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کریں گے۔ آؤ دیکھیں کہ یہ دلیل کہاں تک درست ہے۔ ذبیحہ بقر میں دو فائدے مد نظر ہیں۔ اول یہ کہ عید الضحےٰ کے موقع پر قربانی کے لئے ایک گائے میں سات مسلمان شریک ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمانوں کے لئے کم خرچ بالا نشیں ہے۔ دوسرے یہ فائدہ ہے کہ گائے ایک قوم کا معبود ہے۔ گو مسلمان کسی دوسری قوم کو اس کے معبود غیر اللہ کو چھوڑنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ مگر بہر حال اس جانور کو معبود بنانے میں ہرگز مدد نہیں دے سکتے۔ وہ ایک جانور ہے جس کو خدا نے ہمارے لئے حلال کر دیا ہے۔ اس لئے اس کا کھانا نہ صرف ہمارے لئے جائز ہے بلکہ ساتھ ساتھ اصنام باطلہ کو توڑنا اور نیچا دکھلانا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رح کا ایک کشف ہے کہ اگر ہندوستان کے مسلمان گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دیں گے تو وہ تباہ ہو جائیں گے۔ اس میں بھی یہی راز مخفی ہے کہ مسلمان گائے کا گوشت چھوڑ دینے سے گویا ایک معبود باطل کی عزت اور رتبہ بڑھانے میں مدد دیں گے اور ہندوؤں کا زور بڑھ جائے گا۔ خیر یہ بات تو جملہ معترضہ کے طور پر بیچ میں آ گئی۔ مگر چونکہ یہ ایک دلیل کے طور پر پیش کی گئی تھی۔ اس لئے میں نے اس کا جواب دینا ضروری سمجھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس میں تو کچھ فوائد بھی مضمر ہیں لیکن صغر سنی کی شادی میں بھلا کیا فوائد مخفی ہیں۔ ایک اسلامی اخبار اس سلسلہ میں لکھتا ہے:-

"ہمارے نظام معاشرت میں اکثر اوقات ایسے مواقع آ جاتے ہیں کہ بعد بلوغ اچھا رشتہ نہ مل سکنے کے خوف سے قبل بلوغ کا نکاح ناگزیر ہو جاتا ہے اس قسم کے نکاح پر کوئی پابندی قانوناً عائد کرنا صریح مداخلت فی الدین ہے اور حکومت کو اس کا خیال بھی اپنے دماغ میں نہ لانا چاہیئے۔ لڑکے لڑکی کی شادی کرنے والے

ہولی اور ایسٹر

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

لوگ سمجھتے ہیں کہ دنیا اب اپنی پرانی جہالت سے نکل کر روشنی میں آگئی ہے۔ تو ہمات اور باطل پرستیوں کا دور ختم ہو چکا ہے۔ اب ہر شخص جس بات کو اختیار کرتا ہے سوچ سمجھ کر اور عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر اختیار کرتا ہے لیکن خدا کا کلام اس کی تکذیب کرتا ہے۔ اور بتلاتا ہے کہ دنیا کا کثیر حصہ ہمیشہ ہمیشہ "بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا" کا مصداق رہا ہے۔ اپنی بطالت پروری اور اوہام پرستی کی سند اپنے باپ دادوں کے رسم و رواج سے دیتا چلا آیا ہے۔ "لو کان اباءھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون"، اگرچہ ان کے آباو اجداد حقیقت حال سے ناآشنائے محض اور ہدایت سے یکسر خالی تھے۔

انہی میں کا ایک نمونہ ہولی اور ایسٹر کا ایک تیوہار یا جشن و زینت کے چند دن بھی ہیں۔ دنیا کے اکثر سورج پرست مذاہب کی تاریخ میں اواخر دسمبر سے ان خطرناک دنوں کا آغاز ہوتا ہے۔ جن کو زندگی کا خاتمہ اور موت کی آمد کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ سورج دیوتا پہان دنوں ایک موت طاری ہو جاتی ہے یعنی دن چھوٹے اور رات لمبی ہو جاتی ہے اور یوں گویا وہ تاریکی کے مقابلہ میں شکست کھا کر مردہ اور بے اثر ہو جاتا ہے۔ ماہ مارچ یا پھاگن کے آخری ہفتہ میں وہ دوبارہ زندہ ہوتا ہے۔ اس واقعہ کو سورج پرست، قوموں نے عجیب و عجیب قسم کے مختلف افسانوں کا رنگ دیا ہے کہیں کرشن (وشنو (سورج)، کا اوتار ہو کر ارجن (دن)، کے ساتھ ہو کر کوروں (تاریک رات)، یا کالی مخلوق سے جنگ کرنے کے لئے آتے ہیں۔ جب جنگ میں کرشن (سورج) کو فتح حاصل ہوتی ہے۔ تو گوپیوں (سورج کی روشن کرنوں) کے ساتھ ہولی کا تیوہار منایا جاتا ہے۔ اور ایک دوسرے رنگ کی پچکاریاں پھینکی جاتی ہیں۔

کہیں راون کالی رات کی شکل میں رام چندر (سورج) کی بیوی سیتا (شفق) کو چرا کر لیجاتا ہے۔ رام (سورج) اس کی تلاش میں شمال سے جنوب کی طرف جاتا ہے۔ وہاں اس کو راون کے علاوہ کنبھ کرن جو راون کا بھائی ہے ملتا ہے یہ شخص چھ مہینے سوتا رہتا ہے ایک دن جاگتا ہے یہ قطب جنوبی کے قریب سورج کا جو نظارہ ہے اس کو ظاہر کر رہا ہے۔ رام (سورج) اس کو ہلاک کرتا ہے۔ دن نکل آتا ہے پھر اس کا مقابلہ راون یعنی تاریکی۔ رات سے ہوتا ہے جس پر بالآخر رام موت کے منہ میں جا کر کامیاب ہوتا ہے۔ رام چندر اس جنگ میں سورج کے رتھ پر سوار ہو کر لڑتے ہیں۔ گویا خود سورج دیوتا ہیں۔ راون (لمبی اور تاریک رات) کو قتل کیا جاتا ہے اور سیتا (شفق) رام (سورج) کو واپس ملتی ہے۔ باپ کے ملک سے خط استوا سے رام کے چلے جانے پر ملک میں تاریکی اور اندھیر چھا جاتا ہے۔ ظلم کی حکومت ہوتی ہے۔ لیکن جب رام واپس آتا ہے تو اودھیا روشنی سے جگمگا اٹھتی ہے۔ یہ ہے رامائن یا رام چندر اور راون کے قصہ کی حقیقت جو آج علم کی روشنی میں معلوم ہوتی ہے۔ نہ کوئی رام تھا اور نہ کوئی کرشن بلکہ یہ صرف سورج کے مختلف مناظر کی داستان ہے۔ جو رامائن اور بھاگوت کے اندر افسانہ کے رنگ میں بیان کی گئی ہے۔

ہولی کیا ہے؟ لفظ ہولی کے معنے ہو ہو کرنے یا خوشی کا نعرہ بلند کرنے کے ہیں۔ جب بھگوان کرشن (سورج) رات کے ساتھ اپنی جنگ سے فارغ ہوتے ہیں (دسمبر، جنوری، فروری کی تاریک اور سرد راتوں کے بعد سورج کو مارچ میں فتح نصیب ہوتی ہے) تو اس وقت ماہ پھاگن کی آخری تاریخوں میں یہ تیوہار منایا جاتا ہے۔ اور ہو ہو کی خوشی کے نعرے بلند کئے جاتے ہیں۔ گوپیوں (سورج کی کرنوں) کے ساتھ رنگین کھیل کھیلا جاتا ہے اور سورج دیوتا یا کرشن خوشی میں آ کر اپنے رنگ کی پچکاریاں گوپیوں یعنی کرنوں پر پھینکتے ہیں۔ اس موسم میں اس رسم کا منایا جانا آریہ قوم میں بہت ہی پرانے زمانہ سے چلا آتا ہے۔ چنانچہ یجروید کے وہ منتر جن کا ترجمہ عام طور پر فحش سمجھ کر نہیں کیا جاتا۔ اور ان میں عورتیں برہمنوں کے ساتھ بطور تمسخر کچھ کلام کرتی ہیں اور بالمقابل برہمن بھی ویسا ہی جواب دیتے ہیں۔ اس کے منانے کا زمانہ بھی شتپتھ برہمن نے پھاگن کا آخری ہفتہ ہی بتلایا ہے۔ (جب شتپتھ برہمن جیسا مستند گرنتھ خود ان وید منتروں کا شان نزول یہ بیان کرتا ہے تو اس رسم کے قدیم ہونے میں کیا شک ہے؟)

ایسٹر کیا ہے یہ بھی سورج پرست قوموں کے مشہور دن ہیں جن میں سورج دیوتا دوبارہ زندہ ہوتا اور لوگوں میں خوشی اور چہل پہل کو پیدا کرتا ہے عیسویت کی تاریک گھڑیوں میں اس رسم کو بھی اپنا لیا گیا ورنہ اس کا جناب مسیح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ نئی زندگی اور نئے عہد کے یہ وہ پرانے دن ہیں جو کہیں ہولی کے رنگ میں کہیں نوروز کی شکل میں اور کہیں ایسٹر کے نام سے منائے جاتے ہیں۔ ایسٹر سے پہلے جناب مسیح اگر دوزخ میں جلتے ہیں تو جناب رام چندر کو بھی پاتال میں اہی اور مہی گرفتار کر کے لے جاتا ہے۔ اور یوں کمار یا روح القدس اس کو وہاں سے چھڑا لاتا ہے۔ وہاں اگر مسیح دشمنوں کے ہاتھوں صلیب پر مر جاتے ہیں تو ادھر جناب لکشمی ملک مورچھت ہو جاتے ہیں اور ہنومان پہاڑ پر سے بوٹی لا کر ان کو زندہ کرتا ہے۔ تو وہاں مسیح بھی دوبارہ زندہ ہو جاتے ہیں۔

رسم و رواج کی غلامی سے بیزاری
ایک نہایت نیک مثال

(مولوی مرتضٰے خاں صاحب بی اے کے قلم سے)

رسم و رواج کی غلامی جو مسلمانوں کے گلے کا طوق بن کر نہ صرف ان کی اقتصادی تباہی بلکہ ان کے اخلاق و ایمان کی بربادی کا موجب بن رہی ہے اس کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے بمصداق "من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا" خطبہ عید کے اندر ایک نہایت واضح اور بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ اور ان قبیح اور مذموم رسوم کا جن میں ہماری قوم مبتلا ہے۔ ایک حد تک مفصل بیان فرمایا۔ آخر تقریر پر اپنی جماعت سے مخاطب ہو کر اپیل کی کہ وہ رسم و رواج کی پابندیوں کو توڑنے کے لئے کھڑی ہو جائے۔ آپ نے فرمایا "اگر تم مسلمان قوم کو بچانا چاہتے ہو تو آؤ جس طرح سے یہ نمونہ قائم کیا ہے کہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والا مسلمان اور اس کا ذکر کرنا جائز نہیں اسی طرح یہ نمونہ بھی قائم کرو کہ جب لا الہ الا اللہ پڑھ لیا تو محمد رسول اللہ کی عزت مقدم ہے...... رسم و رواج کی زنجیروں کو توڑ کے پھینک دو اور غلامی سے نکل کر آزادی کی حقیقی خوشی حاصل کرو"

۲۔ مارچ کے خطبہ کے دوران میں آپ نے پھر ارشاد فرمایا:-

"ہم کو اس رسم و رواج کو چھوڑنا چاہیئے۔ کیا تم مسلمان قوم کو تباہی سے بچانے کے لئے اس قدر کام نہیں کر سکتے کہ وہ فضول اخراجات اور رسم و رواج سے اپنے آپ کو الگ کرے۔ اگر تمہارے سامنے مشکلات ہیں۔ تمہارے گھروں، تمہاری بیویوں اور تمہاری برادریوں کی طرف سے اگر مشکلات ہیں تو جاؤ اور خدا کے آگے جا کر گرو۔ اور اس سے امداد طلب کرو۔ اور اپنے اندر قوت پیدا کرو۔ اگر تمہارے اندر قوت ہو تو تم تمام مشکلات کو پاؤں سے ٹھکرا سکتے ہو۔ اٹھو اور ہمت کرو تاکہ دوسرے لوگ تمہارے نیک نمونہ سے سبق حاصل کریں۔ ایک نئے رستے پر ساری قوم کو ڈال دو جو انہیں تباہی کے گڑھے سے نکال کر فلاح کے مقام کی طرف لے جانے والا ہو"

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

ان مواعظ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۴ اپریل کو بعد از نماز مغرب احمدیہ جماعت کا ایک اجتماع ہوا جس میں جماعت کا ایک کثیر حصہ موجود تھا۔ اس اجتماع میں جو خانہ خدا کے اندر محض خدا و رسول خدا کے حکم کے مطابق اور قوم کو گمراہ اور برباد کن رسوم سے بچانے کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔ ان تمام رسوم قبیحہ کی نشاندہی کر دی گئی۔ جو قوم کی زندگی کے لئے سوہان روح بن رہی ہیں۔ اور تمام افراد جماعت نے علمی بحث و تمحیص کے بعد یک زبان ہو کر اقرار کیا۔ کہ وہ "ان تمام مذموم رسوم کو اپنے گھروں سے نکال پھینکیں گے۔ اور جن امور کے لئے شریعت غرا نے مکلف نہیں ٹھہرایا ان میں مبتلا ہو کر اپنے لئے تباہی کا گڑھا نہیں کھودیں گے"۔ معلوم ہوتا ہے کہ مشیت ایزدی خود اس تحریک کی مؤید و معاون ہے۔ لاہور کے اندر یہ جلسہ منعقد ہوا۔ بیرونی احباب کی طرف سے الگ ایسی مبارک اطلاعیں آنی شروع ہو گئی ہیں۔ جن میں قوم کے صالح اور دور اندیش افراد یہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ رسم و رواج کی رگ جان کو کاٹ ڈالیں گے۔ چنانچہ اس وقت ہم اپنے مکرم بھائی فضل داد صاحب کیمبلپور کا نام پیش کرتے ہیں جنہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ رسم و رواج کو توڑنے کی کوشش کرنے کا خدا کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نیک بھائی کو جزائے خیر دے۔ درحقیقت بابو صاحب نے جو مثال قوم کے سامنے پیش کی ہے وہ نہایت ہی نیک مثال ہے۔ جماعت کو چاہیئے کہ وہ بابو صاحب موصوف کی نیک مثال سے سبق حاصل کریں۔ اور آئندہ کے لئے عہد کر لیں کہ باوجود تمام رکاوٹوں اور مشکلات کے رسم و رواج کے پاس بھی نہیں پھٹکیں گے اور جس مرض نے قوم کے بہترین قویٰ کو کھا لیا ہے اس سے بچانے کے لئے حتی الامکان کوشش کریں گے۔

پیغام صلح جب سے ہفتہ میں دو بار جاری ہوا ہے تب سے اخراجات میں کافی اضافہ ہو گیا ہے اس کے پورا ہونے کی صرف یہ صورت ہے کہ احباب میں سے ہر ایک دو دو نئے خریدار مہیا کرے۔ (منیجر)

مذاکرۂ علمیہ
احکام ازدواج

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم

سوال - حضرت نوح علیہ السلام و حضرت لوط علیہ السلا
تھیں تو خدا کے رسولوں سے ان کا تعلق زوجیت کیونکر جائز ہو
کا نکاح آپس میں جائز ہی نہیں چہ جائیکہ خدا کے نبیوں کا جائز

جواب - کافر مرد کا مومن عورت سے تو نکاح واقعی جا
کیا کافر عورت سے مومن مرد کا بھی نکاح جائز نہیں؟ یہ آپ
نکال لیا؟ کیا سورۂ مائدہ میں اہل کتاب کا فر عورتوں سے نکا
موجود نہیں؟ والمحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلـ
اجورھن الخ (المائدہ) پھر حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کے
کیوں؟ اور کیا یہ سچ نہیں کہ نبوت چالیس سال کی عمر میں ملتی
نوحؑ کا اور حضرت لوطؑ کا نکاح ضروری ہے کہ اس سے بہت
پس جب ابھی نبوت ملی ہی نہ تھی تو مومن اور کافر کا امتیاز کیسا
ان کا نکاح ناجائز نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے وہ عورتیں نوحؑ ا
قبل کسی کتاب پر ایمان رکھتی ہوں۔ اور اگر ایسا نہ بھی ہو تب بھی
کیونکہ نبی کی بعثت کے بعد عرصہ تک زناشوئی کے تعلقات کو
اس میں مرد مسلمان ہو جائے یا عورت۔ ایک لمبی مہلت
کا حکم ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلعم کے وقت میں ہوا۔ بعثت
کے سالہا سال بعد آخر کار مدینہ میں یہ حکم نازل ہوا فان
فلا ترجعوھن الی الکفار لاھن حل لھم ولا
...... ولا تمسکوا بعصم الکوافر (الممـ
کو مومنات ہیں سے پاؤ تو انہیں کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ۔
حلال نہیں اور نہ وہ کافر ان عورتوں کو حلال ہیں......
کی ناموس پر قبضہ نہ رکھو۔ چنانچہ حضرت نوحؑ اور حضرت
ایک لمبی مہلت کے باوجود ایمان نہ لائیں تو آخر کار کٹ گ

سوال - کافر و مومن کے نکاح کی ممانعت کس آیـ

جواب - کافر مرد مومن عورتوں کے لئے حلال نہ
ممتحنہ کی آیت سے میں اوپر دکھا چکا ہوں۔ رہ گئیں کافـ
سورہ مائدہ کی آیت سے ثابت کر آیا ہوں کہ اہل کتاب کا
مردوں کا نکاح جائز ہے۔ البتہ بت پرست عورت
مومن مرد کا نکاح جائز نہیں۔ جیسا کہ سورۂ بقر میں ہے۔
حتی یومن۔ کہ مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک

سوال - اگر بے مرضی خاوند کے عورت اپنی لڑکی کا کسـ
جائز ہے؟ یا خاوند اپنی عورت کی مرضی کے بغیر اپنی لڑکی کا نکا
ہو سکتا ہے؟ حالانکہ قرآن شریف میں والدین کا لفظ

جواب آپ نے اوپر کی کسی بات کے متعلق کوئی حوا
نہ دیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ جس والدین کے لفظ کی طرف آ
وہ قرآن شریف میں کہاں اور کس مطلب کے لئے استعمال
تک آپ حوالہ نہ دیں میں جواب کیا دوں؟

سوال - آیت خلق السموات والارض فی ستۃ ا
کی پیدائش کے وقت تو ابھی دن تھا ہی نہیں چھ دن
جواب - آپ کا اعتراض صحیح ہے۔ جب نہ آسـ
نہ چاند۔ تو موجودہ دن رات کا وجود کہاں سے ہو سکتا
کے معنے یہاں چھ دن کرتا ہے وہ غلطی کرتا ہے۔ یوم کا
وسیع معنوں میں آتا ہے۔ ایک لمحہ کو بھی یوم کہتے ہیں۔
ایک سال کو۔ سو سال کو۔ ہزار سال کو۔ پچاس ہزا
مطلق زمانہ کو بھی یوم کہہ دیتے ہیں۔ پس جبکہ ابھی آسمان
کا وجود ہی نہ تھا جس سے دن اور سالوں کا شمار ہوتا
یہاں یوم کے معنے مطلق زمانے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے۔
کہتے ہیں۔ اور انگریزی میں ایج (age) کہتے ہیں
آسمان کو اپنی پیدائش میں چھ زمانوں یا چھ دور۔ یا چھ

بزرگوں کو چاہیے کہ جب تک زوجین بالغ نہ ہو جائیں رخصت کی رسم عمل میں نہ لائیں یعنی خلوت صحیحہ نہ ہونے دیں۔ تاکہ بچپن کی شادی کے مضرات کا سد باب ہو سکے ...."

واہ سبحان اللہ۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔ ان حضرت سے کوئی پوچھے کہ بغیر نکاح میں ایجاب و قبول اور لڑکے لڑکی کی رضامندی جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ وہ کہاں گئی۔ اور اس کے کیا معنے ہوئے جبکہ لڑکا لڑکی دونوں ابھی گود کے بچے ہوں اور انہیں یہ خبر بھی نہیں کہ شادی چیز کیا ہے۔ اور آیا یہیں ابا جان اور اماں جان کوئی تماشا دکھانے لے جا رہے ہیں یا ہماری آئندہ قسمتوں کا فیصلہ ہونے لگا ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بچپن کی شادیاں بہت کم کامیاب اور باعث راحت زوجین ثابت ہوتی ہیں۔ اور جسمانی صحت تباہ و برباد ہوتی ہے وہ الگ۔ چاہے بقول ایڈیٹر صاحب اخبار مذکورہ بالا رخصت کی رسم بعد ہی میں عمل میں لائی جائے۔

یہی ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ جن عورتوں سے نکاح حرام ہے اس کی فہرست قرآن میں موجود ہے اس میں نابالغ یا نابالغہ کا کہیں ذکر نہیں۔ آئیے اب دیکھیں کہ قرآن کریم اس کے متعلق کیا کہتا ہے۔ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے "فانکحوا ما طاب لکم من النساء الخ (ترجمہ) ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں ...." اب بتایئے کہ ایک چار پانچ برس یا چھوٹی عمر کا بچہ عورتوں کے معاملہ میں پسندیدگی یا ناپسندیدگی کس طرح کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ شادی اور زن و شو کے تعلقات کو سمجھنے ہی سے قاصر ہے؟ اس جگہ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ابا جان اور اماں جان بچہ کو گودی میں اٹھا کر اس کی شادی کرا آئیں۔ بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ نکاح کے لئے پسندیدگی ضروری ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مرد عورت کو اور عورت مرد کو شادی سے پہلے دیکھ کر پسند کر لیں۔ اور ان کی رضامندی سے شادی ہو۔ یہ بات بچپن کی شادی میں مفقود ہے۔ دوسرے لفظ النساء خلاف قیاس جمع ہے امرۃ کی جو ایک جوان بالغ عورت پر بولا جاتا ہے نابالغ چھوٹی لڑکی کو تو عربی میں صبیہ کہتے ہیں۔ اس لئے یہاں نہ صرف یہی مراد ہے کہ مرد جوان ہو بلکہ عورت بھی جوان ہو۔ تب باہمی پسندیدگی سے شادی ہو۔

سورۃ النساء ہی میں آگے چل کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وابتلوا الیتمیٰ حتّٰی اذا بلغوا النکاح۔ یعنی تم یتیموں کا امتحان لیتے رہو یہاں تک کہ جب وہ شادی کی عمر کو پہنچ جائیں۔ پھر فرمایا۔ فان اٰنستم منھم رشدا فادفعوا الیھم اموالھم (ترجمہ) تب اگر تم ان میں عقل کی پختگی پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔ اب نکاح کے اصل معنے عقد یا شادی ہیں۔ مگر یہاں نکاح کو پہنچنے سے مراد حد بلوغ کو پہنچنا ہے جب انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس کی شادی کی جائے اور اس میں عقل کی پختگی آ جائے (جو ایک چھوٹے بچے میں نہیں ہوتی) یہاں بلوغ کے بجائے لفظ نکاح رکھنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نکاح یا عقد کا تعلق بلوغ سے ہے۔ کیونکہ یہاں نکاح اور بلوغ کو ہم معنے قرار دیا ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہوا کہ صغرسنی یا بچپن کی عمر میں شادی کرنی جائز نہیں۔ بلوغ کا سن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اٹھارہ سال اور امام شافعیؒ کے نزدیک پندرہ سال ہے۔ اور حضرت ابن عباس سے بھی لڑکے کے بلوغ کو پہنچنے کی عمر اٹھارہ سال ہونے کی روایت ہے۔

صحابہ کرام کی زندگیوں میں ہمیں کوئی مثال صغرسنی کی شادی کی نظر نہیں آتی۔ صرف لے دے کے یہ کہا جاتا ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نکاح فرمایا تو اس وقت آپ چھ یا سات برس کی تھیں اور رخصتی تین سال بعد ہوئی یعنی آپ اس وقت ۹ یا ۱۰ برس کی تھیں۔ سب سے پہلی بات جو میں اس کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی شادیاں بعض خاص مصلحتوں اور ضرورت وقتی پر مبنی تھیں۔ آپ نے ۹ شادیاں کیں۔ مگر عام مسلمانوں کے لئے چار شادیوں سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ اسی طرح اگر بالفرض آپ نے کسی خاص وجہ یا مصلحت کی بنا پر حضرت عائشہؓ سے ۹-۱۰ برس کی عمر میں شادی کی جس عمر میں عرب جیسے گرم ملک میں ایک لڑکی کا بلوغت کی عمر کو پہنچ جانا بالکل قرین قیاس ہے، ہم مسلمانوں کو بھی اندھا دھند بلا وجہ اس کی تقلید کسی طرح جائز نہیں خاص طور پر جبکہ صغرسنی کی شادی سے نہ صرف عورت اور مرد کی صحت اور جسمانی حالت ہی خراب ہوتی ہے۔ بلکہ اولاد نہایت ناقص الجسم اور ناقص العقل پیدا ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شادی کے وقت کی عمر میں بھی اختلاف ہے۔ کتاب اکمال فی اسماء الرجال میں جو اسمائے رجال کی ایک مستند کتاب ہے یہ لکھا ہے کہ حضرت اسماءؓ جو حضرت عائشہ صدیقہ کی حقیقی بہن تھیں حضرت عائشہؓ سے پورے دس برس بڑی تھیں۔ اور ۷۳ھ میں سو برس کی عمر پا کر آپ کا انتقال ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماءؓ ۲۷ سال قبل ہجرت پیدا ہوئیں۔ اور اس لحاظ سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پیدائش ہجرت سے ۱۷ سال قبل ہوئی۔ ہجرت سے تین سال قبل آپؓ کا نکاح مسلمات سے ہے۔ گویا اس وقت آپ کی عمر چودہ کی تھی اور رخصت کے وقت آپ کی عمر ۱۷ سال تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بہرحال اس لمبی بحث سے میرا مطلب یہ ہے کہ اسلام صغرسنی کی شادی کو بنظر استحسان نہیں دیکھتا۔ بھلا اسلام جیسا کامل۔ سچا اور فطرت انسانی کے عین مطابق مذہب کب اس قسم کی بات جائز قرار دے سکتا ہے جس سے نہ صرف ایک ہی خاندان بلکہ قوم کی قوم تباہ ہو جائے۔ خود نبی کریمؐ نے ۲۵ سال کی عمر میں پہلی شادی کی اور وہ بھی حضرت خدیجہ سے جن کی عمر اس وقت چالیس سال کی تھی۔ یورپین اقوام کے مضبوط ڈیل ڈول لمبے قد و قامت۔ اچھی صحتوں اور طویل عمروں کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ سن بلوغت کو پہنچ چکنے کے کافی دیر بعد شادی کرتے ہیں۔

اصل میں ہندوستان میں صغرسنی کی شادیوں کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ والدین خود اپنے بچوں کی شادیاں کرتے ہیں اور تمام اخراجات کے خود متحمل ہوتے ہیں اور لڑکوں اور لڑکیوں کی مرضی اور رائے بہت کم پوچھی جاتی ہے۔ اس لئے وہ اس فرض کو جہاں تک جلدی ہو سکے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ موت کا کچھ پتہ نہیں کہ کب آ جائے۔ اور چونکہ لڑکی اور لڑکے کی مرضی کا بہت کم خیال کیا جاتا ہے اس لئے صغرسنی میں اگر کوئی رشتہ اچھا ملتا ہو تو جلدی سے کر لیتے ہیں کہ شاید بعد میں ایسا عمدہ رشتہ ہاتھ نہ آئے۔ لیکن اگر سب لوگ قانوناً اس بات پر مجبور کئے جائیں کہ اپنے بچوں کی صغرسنی میں شادی نہ کریں تو پھر "شاید بعد میں ایسا عمدہ رشتہ ہاتھ نہ آئے" کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ دوسرے وہ رشتہ عمدہ بھی ثابت نہ ہوگا جو صغرسنی میں کیا جائے۔ کیونکہ لڑکے لڑکی کی مرضی۔ پسندیدگی اور طبیعتوں کے موافق یا غیر موافق ہونے کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی تھی اگر والدین لڑکے اور لڑکی کے نام سے ساتھ ساتھ بنک میں روپیہ جمع کراتے جائیں تو اگر وہ ان کے بلوغت کے پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو جائیں تب بھی لڑکے لڑکی کی شادی کے لئے کافی روپیہ بنک میں جمع ہو چکیگا اور اگر ان کے بلوغت کو پہنچنے کے بعد تک زندہ رہیں تو بہتا۔ وہی جمع شدہ روپیہ ان کی شادیوں پر لگا دیں۔ بہرحال صغرسنی کی شادی کی ضرورت نہیں رہتی۔

اس لئے اسلامی اخباروں اور اسلامی لیڈروں کی خدمت میں میری گزارش ہے کہ آپ لوگ بے فائدہ اس مسودہ قانون کی جو صغرسنی کی شادیوں کو ممنوع اور تعزیری قرار دینے کے لئے بنایا گیا ہے مخالفت نہ کریں۔ اور اپنا الّو سیدھا کرنے کو شریعت اسلامی کو ایک کھیل نہ بنائیں شریعت اسلامی صغرسنی کی شادی کو بنظر استحسان نہیں دیکھتی اس لئے کم از کم آپ لوگ اس حربہ کو ہاتھ میں لے کر مسلمانوں کو مخالفت پر آمادہ نہیں کر سکتے۔

میں اپنی اسلامی بہنوں اور مستورات کی خدمت میں خاص طور پر عرض کرونگا کہ صغرسنی کی شادی کو روکنے میں وہ اپنا پورا زور لگائیں۔ اخباروں میں اور لیکچروں میں اس بات پر اصرار کریں کہ یہ نیا قانون ٹھیک ہے۔ اور یہ ضرور پاس ہونا چاہیئے۔ کہ اس میں نہ صرف فرقہ اناث کا بلکہ تمام ملک و قوم کا بھلا ہے۔

ترجمۃ القرآن جرمنی کیلئے یکمشت امداد کا شکریہ

اس تحریک کے متعلق اب تک تمام جماعت نے توجہ نہیں کی یکمشت اور تین سال کے لئے وقتی امداد دونوں صورتیں اس کام کے لئے درپیش ہیں سب احباب کو ہر دو طریق پر خود بھی بیش از پیش حصہ لینا چاہیئے۔ اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں بھی اس کے لئے تحریک کر کے امداد حاصل کرنی چاہیئے۔ اس سے پیشتر چند فہرستیں یکمشت امداد کے متعلق شایع کی جا چکی ہیں ان کے علاوہ جو رقم اور وصول ہوئی ہے وہ اب شکریہ کے ساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

خواجہ عنایت اللہ صاحب سوداگر گیا ۵ء، میاں احمد علی صاحب جماعت مرار ۵ء، ڈاکٹر سعید احمد صاحب ایبٹ آباد ۱۰ء، منشی حبیب اللہ صاحب جلال پور جٹاں ۵ء، چوہدری مبارک احمد صاحب کوہاٹ ۵ء، قریشی محمد حیات صاحب سرگودھا ۵ء، مولوی عبدالرحمٰن صاحب جنبہ ۵ء، ایم محمد اسلم صاحب جماعت سامانہ ۱۰ء، قاری محمد نور الدین صاحب جماعت سرگودھا ۲ء، ڈاکٹر مناظر حسین صاحب قریشی چک ۷۹/۲۷ ۵ء، شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیر آباد ۵ء، ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب بحرین ۵ء، سید امجد علی شاہ صاحب ازرتنگ ۵ء، قاضی محمد فضل قادر صاحب جماعت لائل پور ۱۴ء، مستری یعقوب علی صاحب جماعت جموں ۵ء، سید الف شاہ صاحب فتح جنگ ۵ء

خاکسار سید محمد حسین

(فنانشل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر اور دیگر بزرگان سلسلہ بعافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن جہلم کے سالانہ جلسہ پر جو ۲۰ تا ۲۲ اپریل ۱۹۲۸ء ہوگا تشریف لے جا رہے ہیں۔ جہاں ہفتہ اور اتوار کے دن آپ کے دو لیکچر (۱) اسلام میں راہ نجات اور (۲) اسلام میں رواداری پر ہوں گے۔

— مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب و پنڈت محمد یوسف صاحب تبلیغ کانفرنس فیروز آباد میں شمولیت کے لئے جو ۲۰ تا ۲۲ اپریل ۱۹۲۸ء کو قرار پائی ہے تشریف لے گئے ہیں۔

— پنڈت قادر بخش صاحب اور حکیم اللہ دتا صاحب ضلع سیالکوٹ میں تبلیغ اسلام اور اصلاح رسوم میں مصروف ہیں۔

— مرزا مظفر بیگ صاحب نہایت کامیابی سے ضلع مظفر گڑھ کے مسلمانوں کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔ تحصیل علی پور کے علاقہ کی دیہاتی عورتوں کا غیر مسلم دکانداروں سے آ کر سودا وغیرہ خریدنا بالکل بند ہو گیا ہے۔ اور مختلف گاؤں میں اسلامی دکانیں کھلتی جا رہی ہیں۔

— شلانگ (آسام) میں ہمارا اسلامی مشن مولوی آفتاب الدین صاحب مبلغ اسلام کی جانفشانی سے خوب ترقی کر رہا ہے۔ گزشتہ مہینہ کے آخری ایام میں پندرہ غیر مسلم داخل اسلام ہوئے۔ تعلیم یافتہ طبقہ کی خاطر ایک پبلک اسلامی لائبریری اور بک شاپ کھول دی گئی ہے۔ ۵ اپریل کو مسٹر بردولی لیڈر سوراج پارٹی کے زیر صدارت ایک عام جلسہ کیا گیا جس پر صاحب صدر نے ریمارک دیئے کہ انہوں نے گزشتہ آٹھ دس سال میں ایسا عمدہ لیکچر کہیں نہیں سنا۔ ہندو ارکان کونسل زور دے رہے ہیں کہ اس قسم کا ایک اور لیکچر دیا جائے۔ جہاں دوسرے ہماری خدمات کے معترف ہیں وہاں ہمارے اپنے بھائیوں کا یہ حال ہے کہ ملانے ذرا ذرا سی اختلافی بات پر لڑنے جھگڑنے کو تیار رہیں۔ اور ان کا سارا زور اس بات پر ہے کہ یہ اسلامی مشن کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مختلف طریقوں سے ہماری مدد کے لئے راستے کھول رہا ہے۔ کھسیہ زبان کا پہلا پمفلٹ ختم ہو چکا ہے لیکن اس کی مانگ برابر جاری ہے۔ دوسرا پمفلٹ چھپنے کو تیار ہے اگر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہمت دے اور ہم مشن کے لئے مستقل طور پر مکان خرید لیں تو یہ امر نو مسلمین اور ہمارے ہمدردوں کے لئے نہایت تسکین کا موجب ہوگا۔ اس سے کام مضبوط بنیاد پر چل پڑے گا۔ اور مشن کئی مشکلات سے بچ جائے گا۔

— مولوی حکیم محمد یار صاحب فوقؔ ضلع فیروز پور میں تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ اور حال ہی میں چند اشخاص نے آپکے ذریعہ اسلام قبول کیا ہے

— بمبئی سے اخویم محمد علی صاحب عرب امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کے خواستگار ہیں۔

— خان محمد عجب خان صاحب رئیس زیدہ ضلع پشاور چند روز کے لئے احباب لاہور سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔ ۱۶ اپریل کو واپس چلے گئے۔

— مولوی لال حسین صاحب مبلغ اسلام ضلع لائل پور میں تبلیغ اسلام اور اصلاح رسوم وغیرہ کے کام میں مصروف ہیں۔ ۱۱-۱۲ اپریل کو دو غیر مسلم ان کے ذریعہ سے داخل اسلام ہوئے۔

— مستری آغا محمد صاحب چار باغ اخبار کی توسیع اشاعت کے لئے بہت کوشش فرما رہے ہیں۔ ایک خریدار پہلے دے چکے ہیں۔ دو اور نئے خریدار بہم پہنچانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

— منشی عبدالشکور صاحب کی اہلیہ اور لڑکا دونوں بیمار ہیں احباب انکی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ محمد حسین فضل الرحمٰن صاحبان کا جو خط بھی میرے نام آتا ہے اس میں ان کا پتہ اس قدر بدخط لکھا ہوا ہوتا ہے کہ میں پڑھ نہیں سکتا۔ اس لئے ان کے خط کا جواب بھی نہیں لکھ سکتا اگر خط کا جواب چاہیئے تو پتہ صاف لکھیں۔

ایک ضروری اعلان

تمام جماعتوں اور دوستوں کی خدمت میں تاکیداً عرض ہے کہ وہ تمام قسم کا روپیہ جو انجمن کے متعلق ہو ہمیشہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر بھجوایا کریں۔ میرے نام یا کسی اور کے نام پر نہ بھیجا کریں۔ اس طرح انجمن تک روپیہ پہنچنے میں دیر ہو جاتی ہے۔ اور غلطی کا بھی احتمال ہے

خاکسار سید محمد حسین (محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

ہندوستان

— انبالہ ۱۴ اپریل - مرکزی جمعیت تبلیغ الاسلام کے زیر اہتمام صوبہ متوسط میں ایک پراونشل تبلیغ کانفرنس بمقام ساولی نہایت کامیابی سے منعقد ہوئی۔

— دہلی ۱۴ اپریل - بھارت یدک سبھا نے مسٹر ٹی ایل وسوانی سے درخواست کی ہے کہ ہالینڈ کی یوتھ پیس کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے ہالینڈ جائیں یہ کانفرنس آئندہ اگست میں منعقد ہوگی۔

— لاہور ۱۴ اپریل - آج سید برادران کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ ہوگیا عدالت نے ہر دو ملزمان کو مجرم قرار دیا اور سید حبیب کو تین ماہ قید محض اور مبلغ پانصد روپیہ جرمانہ۔ بالصورت عدم ادائیگی جرمانہ تین ماہ قید مزید محض۔ اور سید عنایت شاہ ایڈیٹر ریاست کو ایک ماہ قید محض اور ایک صد روپیہ جرمانہ یا بالصورت عدم ادخال جرمانہ تین ماہ مزید قید محض کا حکم دیا ہے۔

— ریاست میسور کی انتظامی کمیٹی میں غیر سرکاری ممبروں نے ایک بل پیش کیا ہے جس کے مطابق عورتوں کو بھی والدین کی جائداد میں حصہ ملے گا۔ میسور کی کانفرنس نسواں نے اس بل کی پرزور حمایت کی ہے۔

— دکن میں قاضی پیٹ سے بلار شاتک جو اہم ریلوے لائن نکلنے والی تھی وہ تکمیل کے قریب ہے۔ یہ لائن یکم مئی کو کھل جائے گی۔ اس سے مدراس اور دہلی کا سفر بہت آسان ہو جائے گا۔ دو سو میل یعنی ۱۲ گھنٹے کی بچت ہو جائے گی۔

— محکمہ پیمائش ہندوستان نے وزیراعظم نیپال کی درخواست پر نیپال کی پیمائش کرلی۔ پیمائش شدہ رقبہ ۵۵ ہزار میل مربع ہے۔

— بنارس اور کانپور میں قومی ہفتہ نہایت کامیابی سے منایا گیا ہے

— کلکتہ ۱۴ اپریل - ایک فرانسیسی ہوا باز ڈیو سے کلکتہ میں دو دن میں پہنچا ہے۔

— ایڈیٹر صاحب حبل المتین کی صاحبزادی محترمہ فرخ سلطان صاحبہ ایم اے کلکتہ یونیورسٹی کے قانون کے انٹرمیڈیٹ امتحان میں کامیاب ہوئی ہیں آپ پردہ نشین ہیں۔

— سر شفیع عنقریب تبدیل آب و ہوا کی غرض سے انگلستان جانے والے ہیں۔

— بمبئی کے انیس کارخانوں کے تئیس ہزار مزدوروں نے ہڑتال کردی ہے۔

ہندو دنیا

— پونہ ۷ اپریل - ہنومان جینتی کے دن برہم چرج آشرم کے کارکنوں کی کوشش سے آٹھ سو گونڈوں کو ہندو بنایا گیا۔

— لالہ لاجپت رائے نے مدراس میں ہونے والی ہندو دھرم کانفرنس کی صدارت منظور کرلی ہے۔

— کانپور ۱۱ اپریل - آج ال انڈیا کتیا کانفرنس میں بدھوا واہ یعنی شادی بیوگان کے مسئلہ پر آزاد خیال اور قدامت پسند ہندوؤں میں فساد ہوگیا کئی آدمی زخمی ہوئے۔

— ہردوار ۱۴ اپریل - لدھیانہ کے مہاشہ لبھو رام نے ۳۰ ہزار روپیہ میں سے جس کی گورکل میں سوامی دیانند کا بت نصب کرنے کے لئے ضرورت ہے ۲۴ ہزار روپیہ فراہم کرلیا ہے۔

— مدراس ۱۴ اپریل - جنوبی ہند کے مقام ویرا لر میں اچھوتوں اور ہندوؤں میں فساد ہوگیا ہے۔ اچھوت مندر میں داخل ہونا چاہتے تھے اور ہندو ان کو روکتے تھے۔

— ڈنگ پور ۱۲ اپریل - آج ایک عیسائی مشنری کو اشدھ کیا گیا۔

— مہاراجہ اندور (سابق) اور مس ملر مسوری گئے ہیں۔

— بمبئی ۱۴ اپریل - ہندو مردوں کو جلانے کے لئے شمالی گھاٹ پر نئی قسم کی مشین لگائی جائے گی۔ میونسپلٹی نے ایک لاکھ روپیہ منظور کیا ہے۔

— آل انڈیا شدھی سبھا دہلی ریاست بھوپال کے قانون ارتداد کو منسوخ کرانے کے لئے جد و جہد کر رہی ہے۔

— پنڈت مالویہ نے ہندو یونیورسٹی کے لئے ایک کروڑ روپیہ کی اپیل کی ہے

— سابق مہاراجہ اندور نے سیواجی کے ایک وفادار کتے کی یادگار قائم کرنے کے لئے جو اس کی چتا کے ساتھ جل گیا۔ پانچ ہزار روپے عطا کئے ہیں۔

— فیروزپور میں ایک مسلمان لڑکی سکھ ہوگئی۔

— موضع جھل والا ضلع لاہور میں ۲۵۰ اچھوت اشدھ کئے گئے۔

— سابق مہاراجہ اندور نے آل انڈیا شدھی سبھا کے ایک وفد سے دوران ملاقات میں فرمایا کہ تحریک اشدھی کے لئے وسعت خیالی اور رواداری کی سخت ضرورت ہے نیز اس کے لئے ہندوستان کے اندر و باہر کافی میدان ہے۔

ممالک خارجہ

— مکہ معظمہ میں اس وقت تک ۵۴۷۹۰ حجاج پہنچ چکے ہیں۔

— لنڈن ۱۲ اپریل - افغانی سفارت خانہ نے بادشاہ امان اللہ خاں کی طرف سے ملک معظم کو کتابوں کے تین نادر اور قیمتی نسخے تحفتاً پیش کئے ہیں۔

— حکومت فرانس نے ایک کمیٹی صحرائے اعظم کی ریلوے لائن کی تعمیر کے لئے قائم کی ہے اور ۱۲ کروڑ فرانک کا بجٹ منظور کیا گیا ہے۔

— لنڈن ۱۳ اپریل - مس میو مصنفہ مدر انڈیا آج کل برلن میں ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا کہ میں نے مدر انڈیا اس لئے لکھی ہے کہ اپنے ہم وطنوں کو ہندوستان کی اصلی حالت سے آگاہ کردوں۔ عرصہ سے ہندو نوجوان امریکہ میں آکر لیکچر دیتے رہے ہیں۔ جن میں اپنے ملک کی تعریفیں کرتے تھے۔

— ٹوکیو ۱۰ اپریل - جرمن ماہرین جاپان میں بے تار خبر رسانی کا بڑا سٹیشن تیار کر رہے ہیں۔ جو اس سال کے آخر پر کام دینے لگے گا۔

— برلن ۱۳ اپریل - سیکزنی (برلن) میں لوہے کی چیزوں کے کارخانوں میں ڈھائی لاکھ مزدور اس وجہ سے کام چھوڑنے والے ہیں کہ ان میں سے ۲۰ ہزار نے ہڑتال کردی ہے۔

— رگبی ۱۴ اپریل - فری سٹیٹ آف آئرلینڈ نے اپنا سکہ الگ بنالیا ہے۔

— طہران ۱۵ اپریل - طہران اور بوشہر کے درمیان ہوائی ڈاک کا سلسلہ قائم ہوگیا ہے۔ ۹ گھنٹہ میں ڈاک ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جائے گی۔

— شرق اردن کی حکومت نے دولت برطانیہ کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے اس کی ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ اگر ضرورت کا تقاضا ہوا تو شریف امیر عبداللہ کا جانشین مقرر کرنے کے کل اختیارات بحق شاہ انگلستان محفوظ ہوں گے۔

— سائمن کمیشن ۱۴ اپریل کو لندن پہنچ گیا۔

— اس وقت تک مصر کے پانچ ہزار عازمین بیت الحرام نے پاسپورٹ حاصل کرنے کے درخواستیں دی ہیں۔

— فرانس اور الجیریا میں سرکاری ٹیلیفون کا سلسلہ قائم ہوگیا ہے۔

— لندن ۱۵ اپریل - حکومت اطالیہ نے ایک ہوائی مہم کی تیاری کا اعلان کردیا ہے آج یہ مہم قطب شمالی کی تحقیقات کے لئے اٹلی سے روانہ ہوگی۔

— امیر فیصل بن سلطان ابن سعود عبدالعزیز اپنے حجازی نمائندہ کے ہمراہ ماہ ذیقعد میں مصر جانے والے ہیں۔ تاکہ حکومت حجاز کے تسلیم کرلینے پر حکومت مصر کا شکریہ ادا کریں۔ اس کے بعد امیر موصوف ترکی تشریف لے جائیں گے۔ وہاں سے بعض یورپی ممالک میں جائیں گے۔

— فرانس کے مشہور ہوا باز موسیو لی برکس تمام دنیا کے گرد چکر لگا کر پیرس پہنچ گئے۔ لوگوں نے ان کا نہایت شاندار خیر مقدم کیا۔

— لنڈن ۱۳ اپریل - لارڈ لٹن نے ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ ہندوستانیوں کو ان کی دیسی زبانوں میں تعلیم دی جانی چاہئے۔ کیونکہ انگریزی کے ذریعہ سے تعلیم حاصل کرنا ان کے لئے مشکل ہے۔

— مشہور ہندوستانی اشتراکی مسٹر ایچ۔ این رائے۔ جو جرمنی اور دیگر یورپین ممالک میں ہندوستان کی آزادی کا پروپیگنڈا کرتے تھے۔ آج کل چین میں سرگرم کار ہیں۔

بیدولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

(از حضرت مسیح موعودؑ)

ابنائے روزگار ندانند راز من،
من نور خود نہفتہ ز چشمان شپرم
امروز قوم من نہ شناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم
بعد از خدا بعشقِ محمد مخمرم،
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم
من در حریم قدس چراغ صداقتم
دستش محافظ است ز ہر باد صرصرم
ہر دم فلک شہادت صدقم ہمید ہد
زیں کدام غم کہ زمیں گشت منکرم
واللہ کہ ہمچو کشتی نوحم ز کردگار
بیدولت آنکہ دور بماند ز لنگرم
ایں آتشے کہ دامن آخر زماں بسوخت
از بہر چارہ اش بخدا نہر کوثرم
من نیستیم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

جواہر ریزے

ق

(۱) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے مالوں کو آپس میں ناحق نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے۔ اور جو شخص حد سے نکل کر اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اسے آگ میں داخل کریں گے۔ اور یہ اللہ پر آسان ہے
(النساء ۴: ۲۹ - ۳۰)

(۲) اگر تم ان بڑی بدیوں سے بچتے رہو جن سے تم کو روکا جاتا ہے تو ہم تمہاری برائیاں تم سے دور کر دیں گے۔ اور تم کو عزت کی جگہ میں داخل کریں گے (النساء)

(۳) اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ اور قریبیوں کے ساتھ بھی اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی پڑوسی اور دور کے پڑوسی اور پاس والے ساتھی اور مسافر اور ان ساتھیوں کے جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ بیشک اللہ اسے پسند نہیں کرتا جو تکبر کرنے والا فخر کرنے والا ہے۔ جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور اسے چھپاتے ہیں۔ جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے۔ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو اپنے مالوں کو دکھلانے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ یوم آخرت پر اور جس کا ساتھی شیطان ہو تو وہ بہت ہی برا ساتھی ہے
(النساء ۴: ۳۶ - ۳۸)

ح

(۱) جو شخص خدا کا واسطہ دے کر تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دو اور کچھ مانگے تو اسے دیدو اور جو تمہاری دعوت کرے اسے قبول کرو اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اسے اس کا بدلہ دو۔ اور اگر بدلہ دینے کی توفیق نہ رکھو تو اس کے حق میں نیک دعا کرو۔ یہاں تک کہ اس کا بدلہ اتار دو۔ (بخاری)

(۲) میری امت کا دوسرے ممالک میں سیاحت کے لئے جانا بھی خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ (ابو داؤد)

(۳) جس شخص نے محض ریاکاری اور دکھاوے کی غرض سے ایسی وضع بنا رکھی ہے جس کا وہ اہل نہیں۔ تو گویا اس نے مکر و فریب کے دو لباس پہن رکھے ہیں۔ (ترمذی)

(۴) جو شخص ایک چڑیا کو بھی لہو و لعب کے طور پر بے فائدہ مار ڈالے گا قیامت کے دن وہ چڑیا اس کے خلاف بارگاہ خداوندی میں فریاد کرے گی کہ اے اللہ اس شخص نے مجھے بے فائدہ مار ڈالا۔ حالانکہ اس فعل سے اسے کوئی بھی فائدہ نہ تھا۔ (نسائی)

تاریخ اسلام

معاہدہ کی پابندی

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر قریش نے سہیل بن عمرو کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ جب شرائط صلح طے ہو چکیں جن میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مکہ کے کافروں یا مسلمانوں میں سے اگر کوئی شخص مدینہ جائے تو واپس کر دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ میں چلا جائے تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا اور معاہدہ لکھا جا رہا تھا۔ تو اس وقت سہیل کے بیٹے ابو جندل جو اسلام لانے کے باعث کفار کے مظالم کا تختہ مشق بنے ہوئے تھے۔ پا بہ زنجیر بھاگ کر اسلامی کیمپ میں پہنچے اور امداد طلب کی۔ سہیل نے کہا "محمد! صلح کی تعمیل کا یہ پہلا موقعہ ہے اس (ابو جندل) کو شرائط صلح کے مطابق مجھے واپس دیدو" آنحضرتؐ نے فرمایا "ابھی معاہدہ قلمبند نہیں ہو چکا" سہیل نے کہا کہ تو ہمیں صلح بھی منظور نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اچھا انہیں یہیں رہنے دو۔ لیکن سہیل نے اس سے انکار کر دیا۔ آپؐ نے بہتیرا اصرار کیا۔ لیکن سہیل کسی طرح ابو جندل کو چھوڑنے پر رضامند نہ ہوا۔ قصہ مختصر یہ کہ معاہدہ پر دستخط ہو گئے۔ ابو جندل کو کفار نے بہت زدوکوب کیا تھا۔ اور ان کے جسم پر زخموں کے نشان تھے۔ جو انہوں نے نہایت ہی رقت انگیز لہجے میں تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں کو دکھائے اور کہا۔ اے بھائیو کیا تم مجھے پھر انہی ظالموں کے سپرد کرتے ہو۔ ان فقرات سے مسلمان تڑپ اٹھے۔ حضرت عمر یہ منظر ضبط نہ کر سکے۔ اور رسول اللہ کی خدمت میں باریاب ہو کر عرض کیا کہ ایسی کمزور شرائط پر صلح نہ کرنی چاہیے۔ آنحضرتؐ نے انہیں سمجھایا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں خدا کے حکم سے کر رہا ہوں اور خدا میری ضرور مدد کرے گا۔ اور ابو جندل کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ "ابو جندل! صبر و ضبط سے کام لو۔ خدا تمہارے لئے اور دوسرے مظلوموں کے لئے کوئی راستہ نکالے گا۔ صلح اب ہو چکی۔ اور ہم ان لوگوں سے بدعہدی نہیں کر سکتے"

غرض یہ کہ بیچارے ابو جندل کو جس طرح آیا تھا اسی طرح واپس جانا پڑا۔ اس وقت مسلمان جوش میں تھے اور اگر رسول اللہ ذرا بھی اشارہ فرما دیتے تو فدائیوں کی خارا شگاف تلوار کفار کا فیصلہ کر کے ایک ابو جندل کیا دوسرے مظلوموں کو بھی چھڑا سکتی تھی۔ لیکن وہ جو دوسروں کو عہد کی پابندی سکھانے آیا تھا۔ کس طرح بدعہدی کرتا۔ اس نے ایسے نازک موقعہ پر عہد کی پابندی کر کے دکھا دیا کہ مسلمانوں کو نازک سے نازک موقع پر بھی اپنے عہد پر قائم رہنا چاہیے چاہے وہ اپنے جانی دشمنوں ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو۔ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۲ر ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ نمبر ۲۳

اصلاح رسوم

اہل ہمت کو دعوت عمل

دیکھیں تو کس طرح انہیں ہوتا نہیں اثر
لو آج نامہ لکھتے ہیں خون جگر سے ہم

ہمارا خیال ہے کہ آپس کی نااتفاقی اور سر پھٹول کے بعد مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان رسم ورواج کی پابندی نے پہنچایا ہے۔ پس یہ کس قدر افسوسناک اور دل کو تڑپا دینے والی حقیقت ہے کہ وہ قوم جو صرف اسی لئے پیدا کی گئی تھی۔ کہ دنیا کو رسم ورواج کی دلدل سے نکال کر آزادی بخشے آج خود اس میں بہت بُری طرح پھنسی ہوئی ہے۔ رسم ورواج کی تباہ کاریاں ہمارے سامنے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں دولتمند مسلمان اس کی بدولت مفلس ہو گئے ان کی اولاد در بدر ماری ماری پھر رہی ہے۔ بے شمار جائدادیں بنیوں کی نذر ہو چکی ہیں۔ خاندانوں کے خاندان بے گھر ہو گئے۔ اور ہو رہے ہیں لیکن ہماری غفلت و مدہوشی میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔

قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ پر ایک نظر ڈالئے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ جب کوئی قوم تباہ ہونے کو ہوتی ہے تو اسے اچھی باتوں سے نفرت اور تباہ کن اور نقصان دہ عادات و رسوم سے محبت ہو جاتی ہے۔ اور وہ باوجود یہ جاننے کے کہ وہ ایک غلط راستے پر چل رہی ہے۔ اپنے رویئے میں کوئی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ آج تک بہت سی عظیم الشان اقوام اس صفحۂ دنیا پر پیدا ہوئیں ان کے دور زوال و انحطاط پر غور کیجئے۔ سب کی یہی حالت نظر آئے گی۔ خیر تاریخ کی ورق گردانی بعد میں کر لی جائے گی۔ آج ذرا آپ اپنی قوم پر ہی نظر کیجئے۔ کیا آج مسلمانوں کو ہر ایک اچھی چیز سے نفرت اور بری چیز سے محبت نہیں؟ کیا وہ جان بوجھ کر تباہی و بربادی کے رستے پر نہیں چل رہے؟ ہر ایک شخص جس کی آنکھوں میں بصارت اور دماغ میں سوچنے اور سمجھنے کی قوت موجود ہے اس سوال کا جواب نہایت افسوس سے نفی نہیں بلکہ اثبات میں دے گا۔ مدت سے اصلاح رسوم کا شور برپا ہے ارادے کئے گئے۔ کمیٹیاں بنیں۔ بلکہ بعض جگہ تو لوگوں نے حلف بھی اٹھائے۔ لیکن اگر عملی لحاظ سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کا قدم اصلاح کی طرف نہیں بلکہ روز بروز تباہی کی طرف جا رہا ہے۔

اب ہم تباہی و بربادی کے انتہائی درجہ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ وقت تھوڑا ہے۔ زمانہ ہمیں آخری مہلت دے رہا ہے۔ مناسب ہے بالکل سیدھے سادے طریق پر چند باتیں عرض کر دیں۔ ہمارے خیال میں اب مسلمانوں کو اپنے متعلق ایک آخری فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ کہ وہ مٹ جانا چاہتے ہیں یا زندہ رہنا۔ اگر ہمیں یہی منظور ہے کہ ہم مٹ جائیں تو خیر ورنہ ہمیں دیدہ و ہوش وا کر کے اصلاح کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ اگر یہی حالت رہی تو وہ وقت دور نہیں جبکہ ہم اس طرح تباہ ہو جائیں گے کہ ہمارے عروج و اقبال کی طرح ہماری تباہی کی داستان بھی تاریخ عالم میں اپنی مثال آپ ہی ہو گی۔ اور اگر ہمیں زندہ رہنا منظور ہے تو اس کے لئے ہمیں ایک جان توڑ جدوجہد کے لئے فی الفور تیار ہو کر میدان عمل میں آ جانا چاہیئے یاد رکھئے جب پس ماندہ اقوام ترقی کرنا چاہتی ہیں تو انہیں بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ کامیابی کوئی آسان چیز نہیں۔ وہ بے شمار قربانیوں کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔

اس وقت اصلاح رسوم کا کٹھن اور ضروری کام ہمارے سامنے ہے۔ رسم ورواج کے نقصانات عیاں ہی ہیں۔ عیاں را چہ بیان۔ تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہر کوئی ان کے مضرات سے واقف ہے۔ اس کام کو ہمارے علما مشائخ اور لیڈر نہایت آسانی اور خوبی سے کر سکتے تھے۔ عورتیں رسم ورواج کی زیادہ پابند ہوتی ہیں۔ علما اور مشائخ کو ان کی اصلاح پہلے کرنی چاہیئے تھی۔ لیکن موجودہ حالات میں اس گروہ سے کسی قسم کی امید رکھنا بے سود ہے۔ ان کے لئے اور بہت سے مشاغل ہیں۔ گزرے ہوئے زمانہ کے واقعات کو بھول جایئے اس دور فتن کے علما میں نہ رہنمائی کی قابلیت۔ نہ رضا کاری کی سعادت۔ باقی رہے سیاسی لیڈر سو وہ خود ایک تباہ کن رو میں بہے جا رہے ہیں۔

ہماری بیکار عوام اور نوجوانوں کے لئے ہے۔ اب پانی سر سے گزر رہا جا رہا ہے۔ خدا کے لئے کچھ فکر کرو۔ کسی گزشتہ اشاعت میں احمدیہ لیفلٹ کی مختصر کارروائی اور تجاویز آپ کی نظر سے گزری ہونگی۔ اس کو ایک لائحہ عمل سمجھئے۔ اور خدا کا نام لے کر کام شروع کر دیجئے۔ ہر ایک اصلاحی تحریک کے کارکنوں کے لئے اپنی اصلاح سب سے مقدم ہے احمدی جماعت دنیا میں مسلمانوں کی ایک عملی اور زندہ جماعت سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اس کا فرض ہے کہ وہ اس رسم ورواج کے بت کو جس کی پوجا مسلمانوں کے گھر گھر میں ہو رہی ہے توڑ ڈالے۔ ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ خدا اور رسولؐ کے احکام کے سامنے برادریوں کی پابندیوں کو ٹھکرا دے اور اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دے کہ فی الحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کر چکا ہے ؎

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

یہ کام فی الفور شروع کر کے بہت جلد ختم کر دینا چاہیئے۔ پہلے گھر کی اصلاح کرو۔ اس کے بعد مسلمانوں کے دیگر فرقوں اور برادریوں کی طرف توجہ کی جائے گی۔

آخر پر ہم اپنی احمدی بہنوں کی خدمت میں بھی خدا اور رسول کا واسطہ دے کر یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس کام میں مردوں کا ہاتھ بٹائیں اصلاح رسوم کی تحریک میں ان کی قدامت پسندی اور ضد سب سے بڑی روک ہے۔ اگر یہ روک دور ہو جائے تو پھر اس مبارک تحریک کی کامیابی انشاء اللہ یقینی ہے۔ خدا کرے ہماری یہ صدا، صدا بصحرا ثابت نہ ہو۔

سوراج کی برکات کا نمونہ

آج کل ہندوستانی سوراج حاصل کرنے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں ان کی یہ کوشش کس حد تک کامیاب ہو گی یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ ہاں موجودہ حالات میں اس بات کا اندازہ لگانا نہایت آسان ہے کہ یہ سوراج کس قسم کا ہو گا اور اس کو ہندو راج کہنا صحیح ہو گا یا نہیں۔ آج تک ہندوستان کو جو تھوڑے بہت حقوق ملے ہیں۔ اس سے ہندوؤں نے جو ناجائز فائدے حاصل کئے ان کی طویل فہرست سامنے رکھ لیجئے۔ پھر آپ یقینی طور پر یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ یہ سوراج ہندو راج ہو گا۔ جو مسلمانوں کو اس سے بھی زیادہ خوفناک اور مضبوط غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دے گا جس میں آج کل وہ جکڑے ہوئے ہیں۔ ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ نیپال کے "رام راج" میں جو اندھیر مچا ہوا ہے اس کو سب جانتے ہیں برٹش انڈیا میں بھی جہاں کہیں ان برادران یوسف کا بس چلتا ہے وار کئے بغیر نہیں رہتے۔

کچھ عرصہ سے ہندو اپنی اکثریت کے نشے میں آکر گاؤکشی کو جبراً بند کرانا چاہتے ہیں۔ کئی مقامات پر میونسپلٹیوں وغیرہ میں اس کے متعلق رزولیوشن پیش ہو کر پاس ہو چکے ہیں۔ جس کو سوراج کی برکات کی پہلی قسط سمجھنا چاہیئے۔ یہ بارہا ثابت کیا جا چکا ہے کہ اقتصادی لحاظ سے گاؤکشی سے ہندوستان کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ بعض صورتوں میں اس سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

ہندوؤں کے تمام فرقے گائے کی عزت کرتے ہیں۔ اور ان کے ہاں اس معمولی جانور کو ایک مقدس دیوتا کی حیثیت دیدی گئی ہے۔ اور مسلمان انسان ہو کر ایک جانور کے آگے جھکنا انسانیت کی انتہائی توہین خیال کرتے ہیں۔ تاہم ہمیں ان کی گاؤ پرستی سے کچھ تعرض نہیں۔ اور ہم مذہبی رواداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہندوؤں کے جذبات کا مناسب خیال بھی رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن یہ کیا بیہودگی ہے کہ مسلمانوں کو بھی قانوناً مجبور کیا جاتا ہے کہ ہماری طرح اس جانور کا احترام کرو۔ اور اپنی غذا حاصل کرنے کے لئے اسے ذبح نہ کرو۔ کیونکہ ہندو دھرم اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ہندو اور خاص کر آریہ مسلمانوں کو تنگ خیال اور مذہبی جنون کا طعنہ دیا کرتے ہیں۔ اور خود آزاد خیالی اور رواداری کا دعویٰ کیا کرتے ہیں۔ لیکن ان کی اس قسم کی کارروائیاں تو ان کی جہالت اور تعصب کا ثبوت دیتی ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں ہندو مسلم مصالحت کے لئے جس قدر کوششیں کی گئی ہیں وہ محض اسی وجہ سے ناکام رہی ہیں کہ ہر موقعہ پر ہندو لیڈر گائے کی دم کو اس طرح پکڑ کر بیٹھے کہ چھوڑنے میں نہ آئے۔

ہم اپنے ہندو بھائیوں کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ اب دنیا بہت ترقی کر چکی ہے۔ اور وہ ایک معمولی جانور کی پرستش کو اچھی نظر سے نہیں دیکھ سکتی۔ اگر آپ ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانا چاہتے ہیں تو اس سے پہلے غریب مسلمانوں کو کم از کم خوراک کی آزادی تو دیدیجئے۔

مسلمان برادران وطن کی اس قسم کی حرکتوں کو جوان کی آزادی میں مخل ہیں نہایت تشویش سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کو اس قسم کا سوراج جو دراصل ہندو راج ہو گا کسی صورت منظور نہیں۔

ایک نیا فتنہ

اب "قوم پرست" ہندو ایک نئے بھیس میں ظاہر ہوئے ہیں کچھ عرصہ سے انہوں نے یہ رٹ لگانی شروع کی ہے کہ ہندوستان کی غلامی پستی اور افلاس کی ساری ذمہ داری مذہب پر ہے۔ اگر ہندوستانی مذہب کو تلانجلی دے دیں۔ تو ہندوستان چٹکی بجانے میں آزاد ہو سکتا ہے چنانچہ گزشتہ دنوں امرتسر میں کانگرس اور نوجوانوں کے جو جلسے ہوئے ان میں اسی قسم کی ہرزہ سرائی کی گئی۔ اس کے بعد لاہور میں کانگرس کا ایک جلسہ ہوا جس میں بہت سے کٹر آریہ سماجی بھی شریک تھے۔ اس میں بھی یہی کہا گیا کہ اب نوجوانوں کو مذہب کے خلاف جہاد شروع کر دینا چاہیئے۔ مسلمان لیڈر کہتے ہیں کہ ہندو لیڈروں نے مغربی خیالات سے متاثر ہو کر اس قسم کا طرز عمل اختیار کیا ہے ممکن ہے یہ بات کسی حد تک ٹھیک ہو۔ لیکن ہندو لیڈروں کی اس تبلیغ الحاد کا اصل مقصد کچھ اور ہے۔ جو ہم معزز ہمعصر "انقلاب" کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں:۔

"مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ یہ قوم پرستی نہیں۔ شدھی کی تحریک ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے یہ "مذہبی" تھی اب "سیاسی" ہے مقصد وہی ہے کہ مسلمانوں کو خدا اور رسولؐ اور اسلام سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اور پھر ہندو سبھا اپنی من مانی کارروائیاں کرتی رہے۔ کیونکہ جب مذہب ہی اڑ گیا تو مسلمانوں کے حقوق کا مطالبہ بالکل بے معنے ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس جدید فتنے سے محفوظ رکھے۔" (انقلاب ۱۹ر اپریل)

ہمیں انقلاب کے ان الفاظ سے کلی اتفاق ہے اور ہم اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ اور ہر مسلمان کہے گا۔

ہم برادران وطن کو صاف صاف بتا دینا چاہتے ہیں کہ مسلمان اس "سوراج" کو اپنے لئے ایک لعنت سمجھتے ہیں جو انہیں اسلام سے کنارہ کشی کرنے کے بعد حاصل ہو۔ خدا مسلمان لیڈروں کو ہندوؤں کی اس گہری چال کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

لالہ لاجپت رائے کی صاف گوئی

ابھی مس ملر کی شدھی پر خوش ہو کر مہاراج اندر اور گوروشنکر اچاریہ اور ان کے چیلے چانٹے یورپ اور امریکہ کے رہنے والوں کو شدھ کرنے کے منصوبے ہی گانٹھ رہے تھے کہ لالہ لاجپت رائے نے اپنے خیالات کا اظہار کر کے ان کا سارا مزہ کرکرا کر دیا۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"میں گوروں کے ہندو دھرم قبول کرنے پر ہمیشہ شک کرتا ہوں۔ کئی بار یہ محض شوق اور عجائبات سے کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ اقتصادی منفعت کے خیال سے کیا جاتا ہے۔ بہت سے یورپین لوگ جو ہندو ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے تبدیل مذہب میں کوئی غرض پنہاں ہے۔" (پرتاپ ۱۱ر اپریل)

لالہ جی نے جو کچھ فرمایا ہے، بالکل درست ہے۔ لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ صرف یورپین لوگوں ہی کے شدھ ہونے میں کوئی غرض پنہاں نہیں ہوتی۔ بلکہ آج تک کسی ہندوستانی عیسائی یا مسلمان نے بھی ہندو دھرم کی خوبیوں سے متاثر ہو کر اس کو قبول نہیں کیا۔ اور نہ اس دھرم میں کوئی ایسی بات ہے جو ایک سمجھدار راد دیانتدار شخص کو اپیل کر سکے۔ کیا اب بھی کوئی عقلمند آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ مس ملر ہندو دھرم کی خوبیوں کو دیکھ کر شدھ ہوئی ہے؟

اگر شدھی باز ہندو ممالک غیر میں ہندو مشن بھیجنے سے پہلے لالہ جی کے الفاظ پر غور کر لیں تو بہت سے بیجا مصارف کے بوجھ سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جب ہندو آج تک ہندوستان میں کسی پڑھے لکھے سمجھدار شخص کو اپنے اندر جذب نہیں کر سکے تو پھر خدا جانے کس بل بوتے پر یورپ امریکہ اور ممالک اسلامیہ میں پرچار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو قیامت تک بھی پورا نہ ہو گا۔ نہ یہ کام ان کے قابو کا ہے۔ ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

مذاکرۂ علمیہ

اسلامی پردہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

مرد و عورت کے باہمی تعلقات اس قدر نازک ہیں کہ ان میں افراط و تفریط بڑی تکلیفوں اور بداخلاقیوں کا موجب ہو جاتی ہیں۔ قرآن کریم نے جس اعتدال پر اسے قائم کیا تھا وہ بے نظیر ہے اور نہایت سادہ ہے۔

(۱) گھر میں غیر محرم مردوں کا بے وجہ آنا جانا قطعاً ناپسند کیا۔ اگر صاحب خانہ موجود ہو تو اجازت لے کر آئیں۔ جیسا کہ فرمایا لا تدخلوا البیوت حتیٰ تستاذنوا کہ گھروں میں نہ داخل ہو جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور اگر صاحب خانہ موجود نہ ہو اور عورتیں بھی وہ کام نہ کرتی ہوں تو ان سے گفتگو کے لئے فسئلوھن من وراء حجاب فرمایا کہ پردہ کی آڑ سے جو کچھ پوچھنا یا مانگنا چاہو پوچھ لو یا مانگ لو۔

(۲) گھر میں پس پردہ یا باہر بالمقابل مرد و عورت کی باہمی گفتگو میں یہ تاکید کی کہ عورت کا طرز کلام نہایت باوقار اور متانت آمیز ہو۔ ناز و ادا اور لاڈ اور نخرے سے نہ ہو۔ جو مبادا کسی مرد کے دل میں کوئی بری تحریک پیدا کرنے کا موجب ہو جائے۔ فرماتے ہیں ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلوبھم مرض وقلن قولا معروفا۔ اگر تم متقی بننا چاہتی ہو تو دبی زبان سے کسی سے بات نہ کیا کرو۔ ایسا کرو گی تو جس کے دل میں کسی طرح کا کھوٹ ہے وہ خدا جانے تم سے کس طرح کی توقعات پیدا کر لے گا۔ اور بات بھی کرو تو صاف۔ اور عمدہ جیسا کہ پاکیزہ لوگوں کا دستور ہوتا ہے۔

موجودہ زمانہ کی پارٹیاں

(۳) پہلے زمانہ میں میلوں تماشوں میں عورتیں شامل ہو کر اپنا بناؤ سنگھار دکھایا کرتی تھیں اور آج کل مردانہ پارٹیوں اور جلسوں اور تھیٹروں میں حسن کے جلوے اور سنگھار کا کمال دکھاتی ہیں۔ اس بناؤ اور سنگھار کو قطعاً منع کر دیا۔ فرمایا وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ کہ اپنے گھروں میں بیٹھا کرو۔ اور جاہلیت کے زمانہ کی طرح بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرا کرو۔ گویا بتایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے۔ گھر کے انتظام اور بچوں کی تعلیم و تربیت سے گھر کو نمونہ جنت بناؤ سنگھار کر لیا اور پارٹیوں اور کلبوں میں مارے مارے پھرا کئے اور مردوں سے حسن کی داد لیتے پھرے۔ یہ قرآن نے قطعاً منع کر دیا۔

ضرورت کیلئے گھر سے باہر جانا جائز ہے

(۴) اس سے مطلب یہ نہ تھا کہ ضرورت کے لئے بھی گھر سے نہ نکلیں مثلاً تعلیم یا صحت کی درستی اور ہوا خوری یا اور ضروری کام کاج کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت دی۔ مگر ساتھ ہی یہ فرمایا کہ لا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن۔ کہ زینت ظاہر نہ کریں مگر جو چارو ناچار ظاہر ہو۔ اور اپنے سینے پر دوپٹہ کا بکل ماریں۔ اب یہ تو صاف ظاہر ہے کہ الا ما ظھر منھا میں آنکھیں دیکھنے کے لئے۔ ناک ہوا سونگھنے کے لئے اور منہ بولنے کے لئے ضرور شامل ہوگا۔ اسی طرح ہاتھ کام کرنے کے لئے بعض دفعہ چارو ناچار کھلتا ہے۔ غرضیکہ یہ چیزیں جن کا کھلا رہنا لابد ہے۔ چھوڑ کر باقی تمام اپنی زینت یعنی بناؤ سنگھار کو چھپانا ضروری ہے سینے پر بکل مارنے کا علیحدہ ذکر دو وجہ سے کیا۔ اول تو یہ کہ شرم و حیا کا تقاضا یہ تھا کہ اس کا حجاب دوہرا ہو۔ یعنی وہ چھپ تو صرف قمیص سے بھی سکتا ہے۔ مگر اس کے ابھار کا اخفا بھی اس قدر ضروری قرار دیا۔ کہ دوپٹے کا بکل اس پر مارا جائے۔ دوم اگلی آیت میں فرمایا تھا کہ لا یبدین زینتھن الا لبعولتھن الخ اپنی زینت کا اظہار نہ کریں۔ سوائے اپنے شوہروں۔ شوہروں کے باپوں۔ یا اپنے بیٹوں یا شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائی یا بہن کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا لونڈیوں یا بوڑھے خادموں یا نابالغ لڑکوں کے۔ پس اگر سینے کے چھپانے کو عام طور پر زینت ہی میں شامل رکھا جاتا تو پھر اس کے یہ معنے ہوتے کہ اپنے خسر اور بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اور بوڑھے خادموں کے سامنے سینہ کھلا رکھنے میں ہرج نہیں حالانکہ یہ منشاء الٰہی نہیں۔ سینہ کا چھپانا ہر حال میں تھا۔ خواہ وہ محرم کے سامنے ہو یا غیر محرم کے۔ اس لئے سینے کے چھپانے کا حکم الگ دیا۔ مطلب اس دوسری آیت کا یہ ہے کہ عورتوں کو اپنے سنگار کو اپنے شوہروں یا مذکورہ بالا اقارب سے چھپانے کی ضرورت نہیں جن سے چھپانے کی ضرورت ہے وہ ان لوگوں سے ماسوا ہیں۔

باہر کس طرح نکلنا چاہیے

(۵) باہر نکلنے میں چہرہ کا اتنا حصہ جس میں آنکھیں منہ اور ناک ہے۔ کھلا رہنا تو مجبوری ہے اگرچہ یہ بھی ایک زینت کا حصہ ہے۔ مگر الا ما ظھر میں داخل ہے لیکن اس کے علاوہ بال، لباس، زیور وغیرہ کو چھپانا ضروری ہے۔ سورۂ نور میں زینت کے چھپانے کا حکم تو ہے۔ مگر طریق مذکور نہیں۔ صرف سینے پر بکل مارنے کا ذکر کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ صرف اس قدر زینت کے چھپانے کے لئے کافی نہیں۔ اور دراصل وہ ایک علیحدہ حکم ہے۔ جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ اور اسی لئے اسے زینت کے چھپانے کے حکم عمومی سے علیحدہ رکھا گیا ہے پس سورۂ نور میں زینت کے چھپانے کا حکم تو ہے۔ مگر طریق مذکور نہیں۔ زینت کے چھپانے کے طریق کو سورۂ احزاب میں ذکر فرمایا ہے یا ایھا النبی قل لازواجک وبنتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذالک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین۔ وکان اللہ غفوراً رحیماہ

اے نبی! اپنی بی بیوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر ایک چادر اوڑھ لیا کریں۔ اس طرح اقرب ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اور کوئی انہیں چھیڑے گا نہیں۔ اور اللہ غفور و رحیم بھی اپنی رحمت سے انہیں ڈھانک لے گا۔ گویا باہر نکلتے وقت اپنے اوپر ایک چادر یا ہر قسم کوئی لباس اوڑھ لیا جائے۔ جو سوائے آنکھوں اور منہ اور ناک اور ہاتھوں کے باقی حصہ زینت مثلاً بال۔ لباس زیور وغیرہ کو ڈھانک لے۔ جلباب میں علاوہ بڑے چادرے کے ایسا برقعہ یا اوورکوٹ اور سر کی نقاب بھی شامل ہو سکتی ہے جس میں آنکھیں اور ناک اور منہ کھلا رہے۔ اور ہاتھ کام کرنے کے لئے کھلے رہیں۔ اس جلباب سے وہ بوڑھی عورتیں مستثنیٰ ہیں جو زینت اور سنگار نہیں کرتیں جیسا کہ آیت والقواعد من النساء التی لا یرجون نکاحا فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن غیر متبرجت بزینۃ وان یستعففن خیر لھن واللہ سمیع علیم سے ظاہر ہے یعنی وہ بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی اب امید باقی نہیں رہی اگر اپنے کپڑے وغیرہ اتار رکھیں بشرطیکہ ان کو اپنا بناؤ سنگار دکھانا منظور نہ ہو تو کچھ ہرج نہیں۔ اور اگر احتیاط رکھیں تو بہت بہتر ہے۔ اور اللہ باتوں کو سنتا اور عملوں کو دیکھتا ہے۔ اس آیت سے دو نتیجے نکلتے ہیں ایک تو یہ کہ ثیاب سے یہاں مراد جلباب ہے۔ یعنی کپڑے اتار رکھنے سے مراد ہے کہ باہر نکلتے وقت ان کو اوپر چادر لینے کی ضرورت نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ وہ برہنہ جسم یا برہنہ سر باہر پھر سکتی ہیں۔ بلکہ صاف فرما دیا ہے کہ یہ اجازت بھی اس شرط پر مشروط ہے کہ اپنی زینت نہ دکھاتی پھریں جس سے معلوم ہوا کہ جس کپڑے کے اتار دینے کا حکم ہے وہ زینت کے علاوہ کپڑا ہے۔ جو زینت کو چھپانے کے کام آتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ جلباب تھا۔ اور اس سے یہ بھی صاف ہو گیا کہ جلباب اور خمار ایک چیز نہیں۔ کیونکہ اول تو خمار خود ایک زینت ہے۔ دوپٹے اور ساڑی بڑی بڑی خوبصورت ہوتی ہیں دوم بوڑھی عورتوں کو یہاں برہنہ سر بغیر دوپٹہ کے سینے کو ڈھانپے ہوئے باہر نکلنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ زینت کو جو چیز چھپاتی تھی اسے اتار دینے کی اجازت ہے۔ کیونکہ اب ان میں زینت کو دکھانے کی ہوس باقی نہیں رہی۔ دوسرا نتیجہ یہ بھی اس آیت سے نکلتا ہے کہ وہ غریب محنت کش عورتیں جن کے جسم پر کوئی زینت کا سامان نہیں۔ اور نہ ان کا منشا ہے۔ کہ وہ زینت دکھاتی پھریں۔ انہیں بھی جلباب کی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ جلباب کا منشا تو زینت کو چھپانا تھا۔ جب زینت ہی نہیں تو اس کا چھپانا کیا۔ چہرہ جلباب میں بھی کھلا تھا بغیر اس کے بھی کھلا ہے۔

چہرے کا کھلا رکھنا مجبوری امر ہے

(۶) رہ گیا یہ اعتراض کہ جب چہرہ کا ایک بڑا حصہ کھلا رہتا ہے تو کیا وہ کافی کشش مرد کے لئے نہیں رکھتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مجبوری ہے اور اسی لئے الا ما ظھر میں داخل ہے۔ اور پھر کیا یہ سچ نہیں کہ بعض مردوں کا حسن ایسا زبردست ہوتا ہے کہ اس کی طرف عورت کا دل بے اختیار کھنچتا ہے تو کیا یہ ضروری نہیں کہ مرد بھی اپنے چہرے پر نقاب رکھیں۔ ہم مرد ہی کر عورت کے حسن کی کشش کو تو سمجھ سکتے ہیں۔ مگر کچھ دیر کے لئے عورت کی جگہ اپنے آپ کو رکھ کر مرد کے حسن کی کشش کو بھی مدنظر رکھیں۔ تب اندازہ ہو کہ یہ دونوں امور کس قدر ناقابل عمل ہیں۔ کہ دونوں کے چہرہ کو چھپا دیا جائے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ مرد میں یہ کشش کم ہے۔ اور عورت میں بہت زیادہ ہے۔ اور عورت چونکہ زیور اور لباس اور مختلف آرائشوں اور سنگاروں سے اپنے حسن کو ایک سے ہزار درجہ بڑھا لیتی ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ عورت کے سنگار کو غیر محرموں کو دکھانے سے روکا جائے۔ لیکن چہرہ کس طرح ڈھک دیا جائے کیا اس کو دیکھنے نہ دو گے۔ خدا کی صاف اور تازہ ہوا سونگھنے نہ دو گے۔ کیا اسے بات نہ کرنے دو گے۔ ہاتھ سے کام کرنے نہ دو گے۔ اس کا ایک ہی علاج تھا اور وہ قرآن نے کر دیا۔ کہ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم اور قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن۔ یعنی مومن مردوں سے کہو کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور مومن عورتوں سے کہو کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں۔ ایک دوسرے کے چہرے کی طرف گھورنے کی ضرورت آنکھیں نیچی رکھنے کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں ... جائیں

آخر ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی عورتوں کو قید کر کے اپنا نصب ... کر ہی لیا۔

اسلام کا اصل مقصد اور سلف صالحین کا عمل

(۷) اور یہ میں مانتا ہوں کہ چونکہ چہرہ کھلا رہنا ہے اس لئے باہر نکلتے وقت چہرہ پر سنگار کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ مثلاً آنکھوں میں سرمہ و کاجل ڈال کر اور چہرہ پر پوڈر اور ہونٹوں پر سرخی لگا کر اور رخساروں پر خال بنا کر گھر سے باہر نکلنا درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ایسی زینتیں ہیں جو الا ما ظھر منھا میں نہیں آ سکتیں۔ انسان اس کے لئے مجبور نہیں ہے۔ پس عورت جب گھر سے باہر نکلے تو بغیر چہرے کے سنگار کے نکلے۔ اور اگر کسی زنانہ پارٹی یا شادی میں جانا ہو جہاں چہرہ پر سنگار کر کے جانا ضروری ہے۔ تو پھر ایسی صورت میں چہرہ کو چھپانا پڑے گا۔ اور اگر چھپانا نہیں ہے۔ تو چہرہ پر سنگار نہ کریں۔ پس اندریں صورت اگر اوورکوٹ کی طرح کوئی برقع سلا لیا جائے جس کے اوپر کی ٹوپی الگ ہو۔ اور اس میں ایک باریک نقاب ہو۔ جو عام طور پر الٹی رہے۔ لیکن سنگار کے موقع پر چہرہ پر ڈال لی جائے۔ تو میرے خیال میں قرآن کا منشا پورا ہو جاتا ہے۔ اور برقع خواہ سیاہ ہو یا سفید یا کسی اور رنگ کا مگر بہت قیمتی اور ریشمی اور بجائے خود زینت نہ ہونا چاہئے۔ مثلاً اس میں فیتے اور فرل اور بیلیں لگانا مناسب نہیں۔ کیونکہ برقعہ کا منشا زینت کو چھپانا ہے۔ نہ کہ خود زینت بن جانا۔ اسلام کا اصل مقصد تو عورت کے سنگار اور زینت کو چھپانا تھا۔ لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ عورت کو چھپانا چاہئے۔ حالانکہ قرآن کا قطعاً یہ منشا نہ تھا کہ عورت ایک ایسی چیز ہے جسے چھپایا جائے بلکہ منشا یہ تھا کہ غیر محرم مردوں سے عورت اپنی زینت اور سنگار کو چھپائے سلف صالحین کی عورتیں کبھی مردوں سے نہیں چھپیں۔ بلکہ صحابہ کو جو جنگیں کفار سے پیش آئیں۔ ان میں ہمیشہ عورتیں ساتھ رہیں۔ یرموک کی جنگ میں کفار پر مردوں کے ساتھ حملہ کیا۔ پس قرآن کے ساتھ تعامل بھی اسی مذکورہ بالا پردہ کا حامی ہے

ضروری اعلان

دو شخص مسمیان میر محمد یعقوب ساکن امروہہ ضلع مرادآباد اور محمد احمد خان ساکن ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام پر بلا اجازت انجمن مذکور اپنے نام فرضی ظاہر کر کے لوگوں سے چندہ اکٹھا کر کے خورد برد کر رہے ہیں۔ چنانچہ سہارنپور سے انہوں نے چندہ وصول کیا ہے اور غالباً اس وقت تک اسی نواح یا یوپی میں پھر رہے ہیں۔ اس لئے عام اعلان کیا جاتا ہے کہ مذکوران انجمن ہذا کے محصل نہیں ہیں اگر ان کے پاس انجمن کی رسیدیں ہوں تو وہ مال مسروقہ ہے۔

حلیہ

ان دونوں کا حلیہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) میر محمد یعقوب عمر ۳۲ سال۔ قد درمیانہ جسم بھاری۔ رنگ سانولہ۔ ڈاڑھی کتری ہوئی۔ زبان ہندوستانی۔

(۲) محمد احمد خان عمر ۲۰-۲۲ سال۔ قد لمبا۔ جسم پتلا۔ رنگ گورا۔ ڈاڑھی منڈی ہوئی۔ زبان پنجابی۔

المعلن

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ایک اور اعلان

تمام جماعتوں اور دوستوں کی خدمت میں تاکیداً عرض ہے کہ وہ تمام روپیہ جو انجمن کے متعلق ہو ہمیشہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتے پر بھجوایا کریں۔ میرے نام یا کسی اور کے نام پر نہ بھیجا کریں اس طرح انجمن تک روپیہ پہنچنے میں دیر ہو جاتی ہے اور غلطی کا بھی احتمال ہے۔

خاکسار

سید محمد حسین محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ناظرین پیغام صلح

اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ چندہ ختم ہوتے ہی آئندہ سال کے لئے بذریعہ منی آرڈر چندہ روانہ کیا کریں۔ وی پی کے منتظر نہ رہیں ایک تو وقت اور دوسرے ۳ زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ پس ہمیں بھی سہولت اسی میں ہے اور آپ کو بھی فائدہ اسی بات میں ہے کہ منی آرڈر کے ذریعہ چندہ بھیجا کریں۔

(منیجر)

ویدک دھرم میں عورت کا درجہ (۲)

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

آفتاب اسلام کے طلوع کے ساتھ ہی اس رات کی صبح ہو چکی جس کے اندر نسل انسانی کے ایک حصہ نے اپنی جیسی دوسری صنف پر دست تظلم کو روا رکھا تھا زمانہ کی ان تاریک گھڑیوں میں ایک ہی خاک کے یہ سب پتلے آپس میں ایک دوسرے پر اس طرح چھا جاتے تھے جس طرح کھڑے پانی پر کائی اور درخت پر اکاس بیل کہ ان کے زیر دست کو آزادی کا سانس تک لینا نصیب نہ ہوتا تھا۔ آدم کے فرزندوں کی بدبختی اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ انہوں نے خداوند عالم کی اس عظیم المرتبت نعمت جنت کو شیطان کی وسوسہ اندازی سے پامال کر دیا۔ اور عالم کی اس حقیقی بہشت کو اپنی بدمستیوں سے سنسان بنا دیا۔ عورت جس کی پیدائش کی غرض ہی یہ تھی کہ آدم کے بیٹے اس کی آغوش محبت میں بیٹھ کر پرورش پائیں اور اس کے قوائے ذہنیہ اسی مادر جنت کے قدموں کے نیچے مجسم پرورش ہوں اور اسی کی زیر ہدایت ان کے دماغ ابتداء طفولیت سے حسن سنجادی کی طرف مائل پرواز ہوں۔ اور اسی کے ساتھ حسن معاشرت سے اخلاق و تہذیب نفس کے جذبات تربیت پذیر ہوں۔ اسی عورت کو انہوں نے مرد کی ایک مملوکہ چیز سمجھ کر اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈالا اور وہ جسکے قدموں کے نیچے ایک جنت تھی اسی کو نجات کی منزل میں سنگ راہ سمجھ لیا۔ عورت کی اس انتہائی ذلت پر دنیا کی کتنی صدیاں گزریں۔ اور نئے سرے سے اس کے حقوق اور اکرام کو برباد کرتی ہوئی گزر گئیں۔ آریہ ورت کی سرزمین میں یہ ایک اور بھی پردرد داستان ہے۔ کہ جس میں ہندو عورت کی وفا اور ویدک دھرم کی جفا کی طویل تاریخ مرقوم ہے ؎

وہ قصے اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے
تڑپ اٹھو گے۔ رو اٹھو گے سنکر داستاں اسکی

مسٹر باسورتھ سمتھ مصنف محمد اینڈ محمڈن ازم نے کیا خوب کہا کہ "اگر کسی مذہب کی سچائی پرکھنے کے لئے اس امر کو معیار قرار دیا جائے کہ اس نے اس زمانہ کی حالت کے موافق عورتوں سے کیا رعایت کی اور غرباء و مساکین اور مظلوم لوگوں کے لئے کیا کیا تو محمدؐ کا مذہب بیشک اس آزمائش کی برداشت کر سکتا ہے" خیر اولادکم البنات " تمہاری بہترین اولاد لڑکیاں ہیں۔

" نعم الولد البنات المخدرات " بہترین اولاد پردہ دار لڑکیاں ہیں۔

اذا المؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت ۔ جبکہ پوچھی جائے گی جیتی گاڑی گئی بیٹی کہ کس گناہ میں قتل کر دی گئی۔ لڑکیوں کے متعلق اسلام کی اس تعلیم کو سامنے رکھ کر ویدک دھرم میں لڑکی کی حیثیت کو تلاش کرو۔

ویدک دھرم میں لڑکی کی حیثیت

ایک ہی شاخ کے دو پھول اور ایک ہی ماں کے دو جگر کے ٹکڑے

ایک کے لئے تمنائیں اور آرزوئیں ہیں۔ چھ چھ ماہ کے زر خطیر کے خرچ سے یگیہ اور قربانیاں ہیں۔ دیوتاؤں اور پتروں کے عالم ارواح میں خوشی اور شادمانی کے شادیانے ہیں۔ اور دوسرے کی آمد بدبختی اور نحوست کی آمد ہے۔ وہ اگر شادی کے سہرے کی زیب و زینت ہے تو یہ ماں کی مردہ لاش پر حسرت اور ماتم کا پھول ہے۔ نہ اس کے لئے ویدک دعائیں ہیں نہ یگیہ اور نہ قربانیاں ہیں۔ مردہ بزرگوں کے عالم ارواح میں الگ ایک سوگ اور ماتم بپا ہے۔ وہ آتا ہے تو نہ صرف ایک ہی باپ کی بہنیں ورثہ سے محروم ہو جاتی ہیں اور بھائی جائداد کا وارث سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ اکثر صورتوں میں ننہال کی لڑکیاں بھی باپ کی کمائی کے لئے منہ تکتی رہ جاتی ہیں۔ اور یہ ان کے مال کا بھی حقدار سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ جس شخص کی اولاد نرینہ نہ ہو اس کی جائداد نیوگ سے پیدا شدہ پرائے لڑکے یا متبنٰے یا لڑکی کے بیٹے کو ملتی ہے اور ان کی اپنی اولاد اناث محروم کر دی جاتی ہے۔ بہرحال لڑکا جائداد کا مالک ہے۔ چاہے اپنا ہو یا پرایا۔ لڑکی ہر رنگ میں محروم ہے۔ نیوگ سے پیدا شدہ پرایا بیٹا۔ اور غیر کا پیدا کردہ بیٹا متبنٰے ہو کر حقدار اور اپنی بیٹی خون کی پیدائش ہو کر محروم۔ بیٹا آئے تو ماں کی عزت کو چار چاند لگا دے اور بیٹی ماں کی رہی سہی ساکھ کو خاک میں ملا دے۔ کیونکہ دھرم شاستر اور سوامی دیانند دونوں اس بات پر متفق ہیں۔ کہ لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا کرنے والی عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے بیٹا پیدا کرے۔ یہ کہیں نہ لکھا کہ جو عورت لڑکے ہی لڑکے پیدا کرے اس کو فوراً چھوڑ کر دوسری عورت سے ایک لڑکی بھی پیدا کرے۔

خدا کا غضب بیٹے دس ہوں پر لڑکی ایک نہ ہو یہ وید کی تعلیم! ایسا لڑکیاں نہ ہوتیں تو صرف لڑکوں سے دنیا آباد رہ جاتی۔ لو سنو لڑکی کے متعلق وید اور دھرم شاستر کیا کہتے ہیں اور اولاد نرینہ کے لئے ویدوں میں جو دعائیں درج ہیں انہیں دیکھیے۔

اولاد نرینہ کیلئے ویدک دعائیں

وِبْسُوت اُدیتہ ایش تے سوم پیتھ تسمن مقسو۔ اشرد اسمی نرد وچیسے ددھاتن یداشیر داہ دمپتی دامم اشنوتہ پوتا پتر دجایتے وندتے وسو دھادشوا ؟ ارپا ایدھتے گرہے (یجروید ادھیائے ۸ منتر ۵)

لفظی ترجمہ (ودسوت ادتیہ) روشن سورج (ایش) یہ (تے) تیرا (سوم پیتھ) پینے کے قابل سوم ہے (تسمن) اس میں (متسو) لطف اٹھاؤ (آشیرداہ) دعائیہ (اسمی) میرے اس (وچسے) کلام میں (نرہ) اے لوگو (شردھاتن) اعتبار کرو (یت) جو (دمپتی) یگیہ کرنے والا مرد اور اس کی بیوی ہے۔ (دامم) ثواب کو (اشنوتہ) حاصل کریں (پومان) نر (پترہ) بیٹا (جایتے) پیدا ہو (وندتے) حاصل کرے (وسو) دولت (ادھ) پھر (وشوا ہا) ہمیشہ (ارپ) بے گناہ ہو کر (گرہے) گھر میں (ایدھتے) ترقی کو حاصل کرے۔

مطلب:۔ اے روشن سورج یہ تیرا پینے کے قابل سوم رس ہے اس میں لطف اٹھا۔ میرے اس دعائیہ کلام میں اے لوگو اعتبار کرو۔ جو یگیہ کرنے والا مرد اور اس کی بیوی ہے ثواب کو حاصل کریں۔ نرینہ بیٹا پیدا ہو دولت کو حاصل کرے۔ پھر بے گناہ ہو کر ترقی کو حاصل کرے۔

اس منتر سے تین باتیں ظاہر ہیں۔

(۱) اولاد کی پیدائش کے لئے میاں بیوی کا یگیہ کرنا

(۲) یگیہ کر کے نرینہ اولاد کو حاصل کرنا۔

(۳) نرینہ اولاد کا باپ کی جائداد کا وارث ہونا۔

اس منتر کا یہ مفہوم یجروید کی اعلےٰ سے اعلےٰ تفسیر میں موجود ہے شتپتھ برہمن جو یجروید کی سب سے مستند تفسیر ہے اس میں اس منتر کے تحت میں صاف لکھا ہے کہ:۔

" اب دوسری نظروں کو وہ مخلوط کرنے سے پورا کرتا ہے۔ مگر اس (منتر) کو کم کرتا یا گھٹاتا ہے۔ کیونکہ گھی ایک ہتھیار ہے اور اس گھی کے ہتھیار سے دیوتاؤں نے اپنی بیویوں کو کاٹ دیا۔ اور ان کو نامرد بنا دیا۔ اور اس سے وہ کاٹے جا کر اور نامرد بنائے جا کر نہ تو وہ کسی چیز کی مالک ہوتی ہیں اور نہ کوئی ورثہ ہی حاصل کرتی ہیں۔ اسی طرح اب وہ اسی گھی کے ہتھیار سے بیویوں کو کاٹ ڈالتا ہے۔ اور ان کو نامرد بناتا ہے۔ اور اس طرح وہ کاٹے جا کر اور نامرد بنائے جا کر نہ تو وہ خود مالکانہ حیثیت رکھتی ہیں۔ اور نہ ورثہ ہی حاصل کرتی ہیں۔

شتپتھ کا منترے دو منتر مندرجہ بالا کی بنا پر صاف ہے کہ عورت مالکانہ شخصیت نہیں بلکہ مملوکہ چیز ہے اس لئے وہ ورثہ کی حقدار نہیں۔ (دیکھو شتپتھ برہمن کانڈ ۴۔ ادھیائے ۴ برہمن ۲۔ کنڈکا ۱۳) یجروید ادھیائے ۸ منتر ۱۰ میں آتا ہے۔

پرجا پتی ورکھا اسی ریتو دھا ریتو مئی دھیہی ؎
پرجا پتے تے ورکھنو ریتو دھسہ ریتو دھام اشی ؎

اے مخلوق کے مالک تو سیراب کرنے والا ہے۔ تو نطفہ دینے والا ہے نطفہ مجھے دے۔ اے مخلوق کے مالک آپ سیراب کرنے والے ہیں نطفہ رکھنے والے ہیں۔ (نطفہ رکھنے والے لڑکے بیٹے) کو میں حاصل کروں۔ اس منتر میں نرینہ اولاد کے لئے دعا مانگی گئی ہے۔ اور اسی طرح ویدوں کے بیسیوں منتروں میں صرف بیٹے کے حصول کے لئے دعائیں موجود ہیں۔

دس دس بیٹوں کے لئے دعا

یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۴۸ میں آتا ہے۔ (ادم) یہ (دے) میری (موہیہ) سوختی ندر (پرجنم) اولاد پیدا کرنے والی (اسنو) ہو (دش ویرم) دس بہادر بیٹوں کی (سروگنم) پوری فوج (سوستیے) خوش کرنے کے لئے ہو۔

یہ میری سوختی نذر اولاد پیدا کرنے والی ہو۔ دس بہادر بیٹوں کی پوری جماعت میرے خوش کرنے کے لئے ہو۔

ویدوں میں نہ صرف دس دس بیٹوں کی پوری فوج کے لئے دعائیں سکھائی گئی ہیں۔ بلکہ صریح طور پر بیٹی نہ ہونے کی بھی دعائیں تعلیم کی گئی ہیں

بیٹا ہو بیٹی نہ ہو

اتھروید کانڈ ۶ سوکت منتر ۳ میں لکھا ہے:۔ استری سوییم انیتر ددھت۔ پومانسم ادو دھت اہا

(استری سوییم) اولاد اناث دوسری جگہ دے اور یہاں ضرور اولاد نرینہ ہی مہیا کر دے۔ اسی طرح۔ ینگ لکش جابا یا مام پومانسم استریم کرن تنگ نام نیم دیوتا پیدا ہونے والے کی حفاظت کرے۔ مذکر کو مونث نہ کرے دیکھو کانڈ ۸ سوکت ۶ منتر ۲۵

بیٹی منحوس اور بیٹا نور ہے

ایتریا برہمن ۷۔۱۵ میں بیٹی کی پیدائش کو منحوس (کرپنم) لکھا ہے۔ اور بیٹے کی بابت "جیوتر ہا پترہ پرمے دیومن" یعنی بیٹا آسمان بلند میں روشنی ہے اسی طرح تیتریا سگھتا میں لکھا ہے کہ "لسمات استریم جاتان پرسنتی اُت پومانسم ہرنتی" یعنی اسی لئے لڑکی جب پیدا ہوتی ہے تو اسے رد کر دیتے ہیں۔ اور لڑکے کو لے لیتے ہیں" (دیکھو تیتریا سگھتا ششم ۵۔۱۰)

لڑکی کے متعلق یہ وہ خیالات ہیں جن کی وجہ سے دنیا میں دختر کشی جیسی ہولناک رسم پیدا ہوئی۔ لڑکیوں اور عورتوں کے حقوق کو ملیامیٹ کیا گیا۔ صنف نازک پر ظلم و ستم کو روا رکھا گیا۔ اسلام اور صرف اسلام ہی نے اس مظلوم اور بے کس جنس لطیف کی حمایت میں اذا المؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت ۔ ظالموں کے دل پر لرزہ ڈال دینے والے الفاظ میں بازپرس کا اعلان کیا۔

اخبار الفضل کے مشتاق احمد کو دوستانہ مشورہ

مرد ہو تو میدان میں آؤ

مشتاق احمد صاحب ولد منشی عبداللہ صاحب میر منشی سنا ہے پہلے میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی بیعت کی تھی۔ اس کے بعد مشتاق احمد مذکور ہماری طرف آ گیا۔ کئی دفعہ اس کے ساتھ تبادلہ خیالات بھی ہوا۔ اور ہمارے سالانہ جلسہ پر بھی گیا۔ واپسی پر کئی دفعہ میرے مکان پر آیا اور کہا کہ مجھ پر اب حق کھل گیا ہے۔ میں میاں محمود احمد صاحب کی بیعت فسخ کرنے کا اعلان کرنا چاہتا ہوں میں نے اس کو کئی دفعہ ٹال دیا۔ صرف خیال یہ تھا کہ اس کو پورے طور پر انشراح صدر ہو جائے۔ ایک دفعہ میں نے محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر سے بھی ذکر کیا کہ مشتاق احمد فسخ بیعت کا اعلان کر کے ہماری جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے اس نے بھی یہی کہا کہ فی الحال ٹال دو۔ اگر خود اعلان کرنا چاہتا ہے تو اس کی مرضی۔ یہ محمد اسمٰعیل صاحب مشتاق احمد کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ اور ہماری جماعت کے جوشیلے ممبر ہیں۔ ان دنوں مشتاق احمد مذکور گھر سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ اور انہی محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس دو ماہ سے رہتے تھے۔ اور خورد و نوش بھی انہی کے ذمہ تھا۔ ایک دفعہ خود مشتاق احمد میرے مکان پر آئے۔ اور کہنے لگے کہ فسخ بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔ میں نے کہا پوری تحقیقات کر لو ممکن ہے آپ کی تحقیق ادھوری ہو اور بعد میں آپ کو اپنا خیال بدلنا پڑے۔ اس نے کہا میں اپنی تحقیقات پوری کر چکا ہوں یہ کہا اور قلم لیکر اپنے ہاتھ سے ایک اعلان لکھکر میرے حوالہ کیا۔ جس کو میں نے من و عن پیغام صلح میں شایع کرا دیا۔ اس تحریر میں میں سچ عرض کرتا ہوں کہ ایک حرف چھوڑ ایک نقطہ بھی میرے قلم کا نہیں ہے۔

اس کے بعد اخبار الفضل مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۳۵ء میری نظر سے گزرا جس کو پڑھ کر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی یہ اعلان بھی مشتاق احمد کے نام سے شایع ہوا۔ اس میں مشتاق احمد نے صاف انکار کر دیا۔ کہ فسخ بیعت کا اعلان جو پیغام صلح میں شایع ہوا ہے۔ میرا نہیں ہے اور کہ پیغام صلح نے افترا کیا ہے۔ ادھر قادیانی کیمپ میں شور مچ گیا۔ اور ہماری ایمانداری پر آوازے پر آوازے کسنے جانے لگے۔ ادھر بعض قارئین پیغام صلح نے مجھ کو لکھا کہ مشتاق احمد کے متعلق کیا بات ہے میں نے ایک مختصر سا نوٹ قارئین پیغام صلح کے لئے شایع کرا دیا۔ جس میں میں نے ایمانداری سے سچ سچ لکھ دیا کہ جو اعلان پیغام صلح میں شایع ہوا ہے وہ حقیقت میں مشتاق احمد کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور خدا شاہد ہے کہ اس میں ذرہ بھر جھوٹ کی ملاوٹ نہیں۔ اس کے بعد میں نے مشتاق احمد سے ملاقات کی اور دریافت کیا۔ کہ آیا جو مضمون اخبار "الفضل" ۱۶ مارچ میں آپ کے نام پر شائع ہوا اور جس میں آپ کے اعلان فسخ بیعت مشتہرہ اخبار "پیغام صلح" کی تردید کی گئی ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھکر دیا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ کیا یہ حقیقت نہیں کہ پیغام صلح والا اعلان فسخ بیعت آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا تھا۔ اس کے جواب میں مشتاق احمد صاحب نے جو تحریر روبرو دو گواہوں کے لکھ کر میرے حوالے کی وہ یہ ہے۔

" مکرمی مولوی غلام ربانی صاحب سکرٹری سلام علیکم۔
آپ کے استفسار کے جواب میں عرض ہے کہ جو اعلان ۱۶ مارچ ۱۹۳۵ء کے الفضل میں میری طرف منسوب کیا گیا ہے وہ میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہرگز نہیں ہے۔ میں اس بات سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا کہ جو اعلان پیغام صلح میں میرے متعلق شایع ہوا ہے۔ وہ میرے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ میری طرف "الفضل" کا یہ منسوب کرنا کہ الفضل کا تمام اعلان میرا ہے، خلاف واقعہ ہے۔

خاکسار مشتاق احمد از راولپنڈی ۲۷ مارچ ۱۹۳۵ء

تحریر بالا ہماری موجودگی میں تحریر ہوئی ہے اور مشتاق احمد صاحب کی قلمی تحریر ہے۔ (دستخط) قاضی بدر الدین محلہ جھنگی (دستخط) خدا بخش جھنگی شہر راولپنڈی

تحریر مذکورہ بالا ہمارے پاس محفوظ ہے ۔ اگر اب بھی کسی کو شک ہو کہ یہ تحریر مشتاق احمد صاحب کی نہیں ہے تو ہم ہر طرح سے اس کی تسلی کرا سکتے ہیں ۔ مشتاق احمد مر تو نہیں گیا راولپنڈی میں موجود ہے ۔ میں بھی راولپنڈی میں رہتا ہوں اور قادیانی جماعت کے آدمی بھی موجود ہیں سہل علاج یہ ہے کہ راولپنڈی کے مبائعین مشتاق احمد کی موجودگی میں مجھے بلا کر تحریر مذکورہ بالا کی تصدیق کرا لیں ۔ اگر مذکورہ بالا تحریر مشتاق احمد صاحب کی ثابت نہ ہو تو میں دس روپے تاوان دینے کا وعدہ کرتا ہوں ۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ الفضل اور اس کے حواری میدان تحقیقات میں ہرگز نہیں آئیں گے .. .. ..

.. ..

.. .. اگر اس حقیقت کے بعد بھی الفضل اپنی دیرینہ عادت کو نہیں چھوڑے گا تو پھر ایک مشتاق احمد کیا ہزاروں مشتاق احمد اپنی دل لگی کے لئے پیدا ہو سکتے ہیں ۔ اور پیغام صلح کو بدنام کرنے کے لئے ایسے لوگوں سے کافی سے زیادہ مواد مہیا ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ جھوٹ کی کوئی حد بندی نہیں ہو سکتی نہ اس کا طول ہے اور نہ عرض کہ ناپا جائے ۔

یک شد دو شد

الفضل مورخہ ۱۰ اپریل میں ایک مشتاق احمد کا اعلان نکلا ہے ۔ جس کے عنوان میں مشتاق احمد از راولپنڈی لکھا ہے ۔ اس اعلان کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشتاق احمد میری ملاقات مورخہ ۲۷ مارچ والی کی صرف اس قدر تصدیق کرتا ہے ۔ کہ میں اس سے ملاقی ہوا ۔ مگر باقی واقعات سے قطعی انکار کرتا ہے ۔ اور کہتا ہے کہ میں نے کوئی تحریر لکھ کر نہیں دی ۔ خوب ۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اگر یہ بات درست ہے کہ یہ دونوں انکاری اور تردیدی اعلانات جو الفضل میں مشتاق احمد کے نام سے شائع ہوئے ہیں ۔ حقیقتاً درست ہیں ۔ اور دونوں اعلانات مشتاق احمد کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں ۔ تو ہر عقلمند کے نزدیک میاں صاحب کا یہ مرید ایک پاگل ہے جس کا نام مشتاق احمد ہے دیوانہ ہے ۔ فی الحال مجھے شبہ ہے کہ الفضل والے اعلانات مشتاق احمد کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے نہیں ہیں ۔ یہ ممکن ہے کہ کسی کاغذ پر اس نے دستخط کر دیئے ہوں اور مبائعین میں سے کسی نے اوپر مضمون لکھ مارا ہو ۔ یہ شبہ اسی صورت میں دور ہو سکتا ہے جس صورت میں میں نے مذکورہ بالا تحریر کے متعلق ایک تجویز پیش کی ہے کہ وہ مجلس میں پیش کی جائے ۔

مشتاق احمد سے خطاب

کیا یہ حقیقت نہیں کہ پیغام صلح والا مضمون فسخ بیعت آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر تیار کرایا ۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ۲۷ مارچ کی ملاقات کے موقع پر آپ نے تسلیم کیا کہ پیغام صلح والا مضمون واقعی آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے کیا یہ حقیقت نہیں کہ اسی ۲۷ تاریخ کو آپ نے اپنا تحریری بیان روبرو دو معتبر گواہوں کے دیا جس میں آپ نے تسلیم کیا کہ پیغام صلح والا مضمون واقعی میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے ۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ نے تحریراً مجھے کہا کہ الفضل میں جو مضمون میرے نام سے شائع ہوا ہے وہ یونہی میری طرف منسوب کیا گیا ہے میرا لکھا ہوا نہیں ہے ۔ باوجود ان باتوں کے آپ اپنی تحریرات سے صاف انکار کرتے چلے جاتے ہیں ۔ اور مجھے بدنام کر رہے ہیں ۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ سوائے دیوانہ کے کوئی شخص اپنے ہاتھ کی تحریر سے انکار نہیں کر سکتا ۔ ہم آپ کو دوستانہ نصیحت کرتے ہیں ۔ کہ آپ اس اطلاع کے پہنچنے پر اپنی تحریر کا اقرار کریں ۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ ضرور اپنی تحریر کا اقرار کریں گے جو اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ ہے ۔ ہاں اگر واقعی آپ کی عقل ٹھکانے نہیں تو پھر امر مجبوری ہے ۔ اس امر کے متعلق امید ہے الفضل بھی بہتر فیصلہ دے سکتا ہے ۔ کیونکہ اس کا دعوےٰ ہے کہ مشتاق احمد ایک جوشیلہ مبائع ہے ۔ ابھی تک اس کے حسن عقیدت میں فرق نہیں آیا ۔

ان واقعات کی موجودگی میں مجھ کو پیغام صلح والے اعلان فسخ بیعت کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ۔ یہ بحث کرنا فضول ہے کہ آیا جو حالات اس اعلان میں لکھے گئے وہ درست ہیں یا نہیں ۔ اگر درست اور صحیح ہیں تو پیغام صلح کی تائید اور اگر واقعات جھوٹے لکھے گئے ہیں تو میاں صاحب کا ایک مرید اور فدائی خلافت لکھنے والا ہے ۔ نہ کوئی اور ۔

بہر حال ہم انتظار کریں گے اور دیکھیں گے کہ مشتاق احمد صاحب اب کیا فرماتے ہیں ۔ اور الفضل کو دوستانہ مشورہ دیتے ہیں کہ اگر آپ کو تحقیق حق منظور ہے تو آپ مہربانی کر کے اس تجویز کو جو میں نے اوپر لکھدی ہے ۔ منظور فرمائیں ۔ دین کے معاملہ میں ایچ پیچ نہیں چاہیئے ۔

خاکسار

مرزا غلام ربانی

محکمہ نقول کچہری راولپنڈی

مسئلہ کفر و اسلام

۱۹۳۲ء میں مفتی عبدالعزیز صاحب ساکن کوٹلہ سلطان خاں علاقہ گنج شہر پشاور نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں خط لکھ کر دریافت کیا تھا کہ آیا آپ قادیانی جماعت کو کافر کہتے ہیں یا نہیں ۔ اس کے جواب میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے مفتی صاحب موصوف کو حسب ذیل مکتوب لکھا تھا :-

جناب مفتی صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

مسلمانوں کو کافر قرار دینا ایک بیماری ہے ۔ جو ہماری قوم کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی ہے ۔ آپ کے علاقہ میں تو میں نے سنا ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو حقہ پینے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں ۔ اور آج یہی حالت سب مسلمانوں کی ہے ۔ وہ اس فکر میں رہتے ہیں کہ کوئی مسلمان جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر بنانے کا رستہ نکل آئے ۔ اور یہ فکر نہیں کہ کسی کافر کو مسلمان بنانے کے لئے رستہ کھل جائے ۔ آپ کو بھی دعوت عمل میں اگر کوئی امر مزید دریافت طلب نظر آیا تو یہی کہ میں میاں محمود احمد صاحب قادیانی اور ان کے پیروؤں کو جو حضرت مرزا صاحب کو نبی کہتے ہیں کافر قرار دیتا ہوں یا نہیں ۔ اور پھر آپ نے مجھے یہ الزام دیا ہے کہ میں اس قسم کے سوالوں کے جواب میں کچھ گول مول سی بات کہہ جاتا ہوں ۔ آپ تو مفتی کہلاتے ہیں ۔ آپ کو چاہیئے تھا کہ میری وہ تحریر پیش کرتے ۔

میں تو اس معاملہ میں بہت واضح مذہب رکھتا ہوں جسکو نہ کہیں گول مول کرنے کی ضرورت ہے نہ چھپانے کی ۔ میں ہر ایک کلمہ گو کو جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے مسلمان سمجھتا ہوں ۔ ہاں جو لوگ کسی مسلمان کو کافر قرار دیں ان پر بموجب حدیث یہ سزاوار ہوتا ہے ۔ کہ وہ کفر الٹ کر ان پر پڑتا ہے ۔ لہذا میں ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا لیکن انہیں دائرہ اسلام سے خارج بھی قرار نہیں دے سکتا ۔ خواہ وہ مولوی اور مفتی ہوں جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کو کافر کہا ۔ اور خواہ وہ میاں محمود احمد صاحب اور ان کے ایسے پیرو ہوں جو کلمہ گو مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں ۔ اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں ۔ اس پر آپ اعتراض کرتے ہیں کہ اول میں نے لکھا ہے کہ جناب مرزا صاحب دعوی نبوت کرنے والے کو کافر اور کاذب جانتے کا اعلان کرتے ہیں ۔ یہ سچ ہے مگر میاں محمود احمد صاحب نے دعوی نبوت نہیں کیا نہ ان کے پیروؤں نے جن کی نسبت آپ کو کفر کا فتوےٰ بکار ہے ۔ رہا یہ کہ وہ آنحضرت صلعم کے بعد ایک شخص کو نبی مانتے ہیں ۔ سو غالباً آپ خود بھی مانتے ہیں ۔

دوم یہ کہ میں نے لکھا ہے کہ جس شخص نے بیسیوں مرتبہ کھلے الفاظ میں انکار نبوت کیا اس کی طرف دعوی نبوت منسوب کرنا اس سے بڑھ کر غلطی ہے ۔ جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا بنانے والوں نے کی ۔ یہ بھی درست ہے اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا انکار نہایت کھلے الفاظ میں کیا ہے ۔ تو ایسے شخص کی طرف دعوی نبوت منسوب کرنا بلاشبہ بڑی بھاری غلطی ہے اور غلطی کا بڑا ہونا اس لحاظ سے ہے کہ اس کے خلاف اس قدر واضح دلائل موجود ہیں ۔ مگر میں نے اسے غلطی کہا ہے ۔ کفر نہیں کہا ۔ ایک انسان کو خدا بنانا کفر ہے مگر آنحضرت صلعم کے بعد ایک نبی کا ماننا غلطی ہے ۔ اور اس غلطی میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مسیح کے خود آنے کے قائل ہیں ۔ جو یقیناً ایک نبی ہیں ۔ مگر با ایں ہمہ جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور اپنے تئیں مسلمان کہلاتے ہیں میں بھی انہیں مسلمان ہی کہونگا ۔ بابی اپنے تئیں مسلمان نہیں کہتے میں بھی انہیں مسلمان نہیں کہتا ۔ لیکن جو شخص اپنے تئیں مسلمان کہتا ہے میرا حق نہیں کہ میں اسے کافر بناؤں ۔ خواہ وہ غلطی بھی کرے ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سب غلطیوں پر غالب ہے ۔ وہ اس ایک کلمہ کی وجہ سے مسلمان کہلاتے ہیں خواہ کتنی غلطیاں بھی کریں ۔ ان غلطیوں کی اصلاح کی ضرورت ہے ۔ اور وہ اصلاح بھی اس صورت میں جلدی ہو سکتی ہے کہ ہم انہیں مسلمان قرار دیں ۔ نہ کہ کافر ۔

خاکسار

محمد علی

مسئلہ نماز و امامت

ایک شخص نے مسئلہ نماز و امامت کے متعلق چند سوالات لکھکر جواب کے لئے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے پاس بھیجے تھے ۔ جن کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے حسب ذیل تحریر بغرض اشاعت ہمارے پاس بھیجی ہے ۔ (مدیر)

مخدومی و مکرمی ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ آپ کے سوالات کا جواب عرض خدمت ہے ۔

(۱) حضرت مسیح موعود کا صاف فتوی ہے کہ کسی غیر احمدی مکفر مکذب کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے ۔ جس شخص نے دنیا میں آکر اس اصول کو زندہ کیا کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہا جائے ۔ اس نے اس اصول پر چلانے کے لئے اس کے دوسرے پہلو کو بھی لیا کہ جو شخص کلمہ گو کو کافر کہے اس پر تعزیری کفر پڑے گا ۔ یعنی اس کے ساتھ ہم مسلمانوں کا سا سلوک نہیں کریں گے ۔ اس کے پیچھے ہم نماز نہیں پڑھیں گے اور یہ تعزیر خود رسول کریم صلعم کی قائم کردہ ہے ۔ ۲۴ء اکتوبر میں ہماری جماعت کی کانفرنس ہوئی تھی ۔ اس میں حضرت صاحب کے اس فتوے پر بحث ہوئی فتوے صاف تھا اور مبنی بر احادیث صحیح تھا ۔ اس میں کچھ شک نہیں سوال صرف اس قدر تھا کہ کیا حالات موجودہ میں بھی یہ فتوے عائد ہوتا ہے ۔ آخر بالاتفاق یہ فیصلہ ہوا کہ ابھی تک حالات ایسے ہیں کہ یہی فتوی ہمارا دستور العمل ہونا چاہیئے ۔ حضرت مسیح موعود کے فتوے کے ساتھ جماعت کا بالاتفاق یہ فتوے شائع ہوتا ہے ۔ اس کے بعد کسی شخص کو جو مسیح موعود کو ماننے کا مدعی ہو اور جماعت کے فیصلے کے سامنے جو شوریٰ سے طے ہو سر تسلیم خم کرنے کا مدعی ہو کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی ۔

(۲) جو غیر احمدی مکفر مکذب نہ ہو اس کے پیچھے نماز اگرچہ جائز ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ ہمارا مستقل امام ہو سکتا ہے ۔ ہم کسی ضرورت کے وقت اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں ۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اپنی جماعت ترک کر کے اس کے پیچھے نماز جا پڑھیں ۔ یہ فعل ناجائز ہے اور جماعت کے انتشار کا موجب ہے ۔ اگر سب لوگ اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھ لیا کریں تو جماعت تو خاک میں مل گئی ۔ جو منشاء اللہ تعالےٰ کا جماعت بنانے کا تھا وہ ہم نے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا ۔ اور ہم اس کے لئے خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گے ۔ خدا نے مسیح موعود کو بھیجا ۔ اس کے ذریعہ ایک جماعت بنائی ۔ وہ ایک زندہ اور کام کرنے والی جماعت ہے ۔ اس کے وجود کو محض اپنی سہل انگاریوں کی وجہ سے برباد کر دینا کیا موجب ناراضگی جناب باری نہ ہوگا ۔ ہمارے کل فرائض اپنے نفس کے لئے ہی نہیں بلکہ کچھ جماعت کے متعلق بھی ہیں ۔ جماعت کا ایک جگہ جمع ہونا ۔ اور ہر جمعہ کسی نہ کسی نئی تحریک یا کام کے لئے جماعت کا مستعد ہونا اس کی زندگی کی دلیل ہے محض رسمی جمعہ کوئی چیز نہیں ۔ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ جمعہ کو تمام امامتیں باطل ہو کر صرف ایک امامت رہ جاتی ہے ۔ پھر سوائے اس شخص کی امامت کے جسے خدا نے زندہ امام بنایا ہے اور کس کی امامت جمعہ کو رہ سکتی ہے ۔

(۳) حدیث میں جو جواز ہے کہ فاسق فاجر کے پیچھے نماز جائز ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ ضرورت کے وقت پڑھ لینے میں ہرج نہیں ۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ مستقل طور پر اسے امام بنا لو ۔ خود حدیث میں شرط امامت ہے کہ امام قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو ۔ اچھا جانتا ہو ۔ متقی ہو ۔ پھر جو شخص امام وقت کو نہیں مانتا اس کو متقی مان کر امام وقت کے ماننے والے پر ترجیح دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتا ۔ کیا تقویٰ کا تقاضا یہ نہیں کہ وہ خدا سے ڈر کر امام وقت کے دعوے پر غور کرے ۔ اور اسے مانے ۔ جو ایسا نہیں کرتا ہم اسے اپنا امام نہیں بنا سکتے ۔

(۴) جمعہ ایسے مریض پر معاف ہو سکتا ہے جو بوجہ مرض کے مسجد نہ پہنچ سکے جو شخص کئی میل صبح کو سیر کرتا ہو ۔ تمام دن بیٹھ کر اپنا کام نہایت مستعدی سے کر سکتا ہو ۔ وہ جمعہ کا یقیناً مکلف ہے ۔ رسول کریم صلعم نے تو اندھے کو بھی مسجد میں آنے سے معاف نہیں کیا تو وہ کونسا عذر قابل قبول ہو سکتا ہے ۔

والسلام خاکسار

بشارت احمد عفی عنہ

ہندوستان

— دہلی ۱۶ر اپریل - خواجہ حسن نظامی کے مکانات کو آگ لگ گئی خوش قسمتی سے ان کا قیمتی کتب خانہ جس میں لاکھوں روپے کی کتابیں تھیں محفوظ رہا - آتشزدگی کی وجہ ابھی تک معلوم نہیں -

— حیدر آباد دکن کی پولٹیکل کانفرنس ۵ رمئی کو زیر صدارت این سی کیلکر منعقد ہوگی -

— مدراس ۱۶ر اپریل - مسٹر سرینواس آینگر ۵ رمئی کو راجپوتانہ جہاز کے ذریعہ ولایت روانہ ہو جائیں گے -

— تقریباً ۳۲ والیان ریاست مع اپنے قانونی مشیروں کے بمبئی پہنچ گئے ہیں -

— مدراس میں مرض چیچک کا بہت زور ہے -

— آج کل گاندھی جی رسم پردہ کے خلاف جد وجہد کر رہے ہیں -

— راجہ صاحب منڈی نے حکم دیا ہے کہ کوئی شخص ۱۶ سال سے کم عمر کی لڑکی اور ۱۸ سال سے کم عمر کے لڑکے کی شادی نہ کرے -

— اطلاع ہے کہ حضور نظام کی حکومت نے اردو کا نستعلیق ٹائپ تیار کر لیا ہے - اور اسے وہ اپنے سرکاری پریس میں استعمال بھی کر رہے ہیں - یہ ٹائپ عنقریب بازار میں آ جائے گا -

— پشاور ۱۷ر اپریل - گزشتہ شب کو افریدی شہر کی فصیل کو توڑ کر شہر والوں پر حملہ آور ہوئے - پولیس نے مقابلہ کیا - آخر وہ پسپا ہو گئے جان کا نقصان بالکل نہیں ہوا -

— بمبئی ۱۶ر اپریل - سابق خلیفۃ المسلمین کا بھتیجا گاندھی آشرم احمد آباد میں گاندھی جی کی ملاقات کی غرض سے آیا ہوا ہے -

— ۱۸ر اپریل کو وائسرائے نے دہرہ دون کے ملٹری کالج کا معائنہ کیا -

— لالہ کشور رام پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں یہ قرارداد پیش کریں گے کہ پنجاب کونسل مارشل لا کے قیدیوں کی فوری رہائی کے لئے حکومت سے سفارش کرتی ہے -

پشاور ۲۰ر اپریل - شہزادہ کابل اور شاہی خاندان کے دیگر افراد وزیر خارجہ کی معیت میں گزشتہ شام یہاں پہنچے -

— لاہور میں طاعون کی وبا روز بروز ترقی پکڑ رہی ہے محکمہ حفظان صحت کو حفظ ماتقدم کی تدابیر عمل میں لانی چاہئیں -

ہندو دنیا

— ساڈھورہ ضلع انبالہ میں ایک نو آریہ کی کوشش سے آریہ سماج قایم ہو گیا ہے -

— ایک تعلیم یافتہ مسلمان کو بڑودہ میں اشدھ کیا گیا -

— آئندہ سال کے لئے ہندو مہاسبھا کے پردھان ڈاکٹر مونجے منتخب ہوئے ہیں -

— ناگپور میں دو نومسلم عورتوں کو اشدھ کیا گیا -

— مہاراجہ منڈی نے داس میموریل فنڈ میں ایک ہزار روپیہ دیا -

— بھائی پرمانند نے "ملاپ" کے نمائندے سے دوران ملاقات میں کہا کہ پنڈت مالویہ اور لالہ لاجپت رائے اگر ہندو مہاسبھا سے مستعفی ہو جائیں تو اچھا ہے -

— مہاراجہ جنید نے ہائی کورٹ قائم کرنے کے احکام جاری کر دیئے ہیں -

— بنگال کے ہندو مشن نے گزشتہ ماہ میں ۱۲۰۰ آدمیوں کو اشدھ کیا

— ضلع کانگڑہ میں دیانند دلت ادھارمنڈل ہوشیار پور کے پانچ پرچارک کام کر رہے ہیں - چند روز ہوئے انہوں نے ۴۰ خاندانوں کو اشدھ کیا -

— چنیوٹ میں ایک ہندو نوجوان کو بدھوا بواہ کے مخالفین نے محض اس وجہ سے قتل کر دیا کہ اس نے ایک بیوہ سے شادی کر لی تھی -

— آریہ سماج نیروبی (افریقہ) ماہ اگست میں اپنی سلور جوبلی منائے گا -

— مدراس ۲۰ر اپریل - لالہ لاجپت رائے کو پدم نابھ سوامی کے مندر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی -

— آریہ اپدیشک پرتی ندھی سبھا اپنا ایک اعلیٰ درجہ کا پریس کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے -

— معلوم ہوا کہ بنگال پراونشل ہندو سبھا کانفرنس میں شرکت کے لئے بھائی پرمانند ڈاکٹر مونجے اور دوسرے ہندو لیڈر وہاں پہنچ گئے ہیں -

— سندھ میں بارھویں آرین کانفرنس کا اجلاس ۲۹ تا ۳۰ مئی زیر صدارت شری نارائن سوامی منعقد ہوگا - تیاریاں ہو رہی ہیں -

ممالک خارجہ

— چین میں پھر خانہ جنگی شروع ہو گئی ہے -

— امریکہ میں ساڑھے تین لاکھ مرد و زن جرائم پیشہ ہیں اور گزشتہ سال اس ملک میں ۱۲۰۰۰ قتل کی وارداتیں ہوئیں -

— قسطنطنیہ ۱۷ر اپریل - عدالت عالیہ نے احسان بک کو دو سال قید کی سزا کا حکم سنا دیا ہے - آئندہ کے لئے وہ کوئی سرکاری عہدہ بھی حاصل نہ کر سکیں گے -

— لندن شہر متعدی امراض کی روک تھام کے لئے ہر سال ۹ لاکھ پونڈ خرچ کرتا ہے -

— معلوم ہوا ہے کہ شاہ افغانستان ایک ہفتہ تک روس میں قیام فرمائیں گے -

— ٹوکیو (جاپان) ۱۸ر اپریل - آج یہاں خوفناک آتشزدگی کی واردات ہوئی ہے - جس سے ایک ہزار سے زیادہ عمارات جل کر خاکستر ہو گئیں

— لندن ۱۷ر اپریل - ہندوستان سے واپسی کے بعد آج سر ارٹن دارالعوام میں شریک ہوئے - دوسرے ممبروں نے آپ کا تالیوں سے استقبال کیا -

— مسجد ووکنگ میں عید الفطر کی نماز ادا کرنے کے لئے تین سو مسلمان جمع ہوئے ایرانی - ہندوستانی - افغانی وغیرہ ہر قوم کے نمائندے موجود تھے - کچھ سفارت خانوں کے نمائندے بھی نماز میں شریک ہوئے

— دمشق میں ابتدائی انتخابات میں قوم پسند جماعت کے امیدواروں کو بہت زیادہ کامیابی ہوئی -

— عراق میں بھی انگریزی ٹوپی کا رواج روز بروز ترقی پر ہے نوجوان طبقہ عام طور پر ٹرکی کی تقلید کے حق میں ہے -

— اندازہ لگایا گیا ہے کہ انگلستان میں ہر سال ایک کھرب ساٹھ ارب سگرٹ استعمال کئے جاتے ہیں -

— قندھار کے قریب سونے کی ایک کان دریافت ہوئی ہے -

— جنگ یورپ کے زمانہ سے عراق میں روسی تجارت کا سلسلہ منقطع تھا - لیکن اب پھر ایران کے واسطے سے شروع ہو گیا ہے - شکر اور کپڑے کے متعدد نمونے روس سے آئے ہیں - جو انگریزی مال سے بہت ارزاں ہیں - ان نمونوں کا بغداد کے بازاروں میں بہت اثر ہوا

— صوفیہ ۱۹ر اپریل - کل رات ساڑھے نو بجے ایک اور زلزلہ آیا جو اس زلزلہ سے بھی زیادہ شدید تھا جو گزشتہ شنبہ کو آیا تھا - اس سے سخت نقصان ہوا ہے -

— ۹ر شوال تک جدہ میں ۵۵۰۹۴ حاجی پہنچ چکے ہیں -

— پولینڈ کی گورنمنٹ نے ایک اعلان جاری کیا ہے جس میں ۱۹ سال سے کم عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کو حکماً بند کر دیا ہے کہ وہ ایسے سینما میں نہیں جا سکتے جس میں لڑکیوں اور لڑکوں کے بوسہ بازی کے نظارے دکھائے جاتے ہیں -

— قاہرہ کا اخبار "اتحاد" رقمطراز ہے کہ شاہ افغانستان قاہرہ یونیورسٹی کے طرز پر ایک یونیورسٹی کابل میں قایم کرنا چاہتے ہیں -

— مصر میں ایک نیا قانون بننے والا ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کسی افسر پولیس کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ کسی پبلک جلسہ کو منتشر ہونے کا حکم دے -

— طہران ۲۰ر اپریل - اب صوبہ سیستان میں عام طور پر صورت حال اطمینان بخش ہے - بعض باغی سرداروں نے جنرل افیسر کمانڈنگ خراسان کے پاس پہنچ کر اطاعت قبول کر لی ہے - اور اپنی حرکتوں پر اظہار افسوس کیا ہے -

— سر گلبرٹ کلیٹن سلطان ابن سعود سے حکومت حجاز و عراق کے باہمی تعلقات کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے لندن سے روانہ ہو گئے ہیں -

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۶ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۲۸ء | نمبر ۲۴

بزم احباب

(مرتبہ جناب حافظ صاحب محمد منظور الٰہی صاحب لاہور)

شام

اخویم محمد ادیب عبد العزیز صاحب دمشق سے لکھتے ہیں کہ عرصہ سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا۔ موانع بخیر ہوں۔ مسجد برلن کی افتتاح کا اعلان بذریعہ تار معلوم ہوا۔ جسے مصر اور شام وغیرہ کے اخبارات نے شائع کیا میں ایک عربی اخبار کا ٹکڑا روانہ کرتا ہوں جس میں یہ خبر درج ہے۔ میں نے جملہ احباب دمشق کو اس تار سے اطلاع دی جس سے سب مسرور ہوئے اور جماعت کے لئے مزید توفیق خدمت اسلام کی دعا کی۔ ہم سب کی طرف سے اس خدمت دین کے لئے مبارکباد و قبول ہو۔

میں آپ کو پہلے اطلاع دے چکا ہوں کہ یہاں کے فرانسیسی ہائی کمشنر ہیرت المسیو پونسو نے خاص احکام کے ذریعہ مولوی جلال الدین شمس قادیانی کو جملہ بلاد شام سے خارج کر دیا ہے۔ اور یہ سب دعوئ نبوت مسیح موعود کی تبلیغ کی وجہ سے ہوا۔ جس سے سخت شورش برپا ہو گئی۔ اور رائے عامہ میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ دمشق کے اکثر لوگ جماعت لاہور اور اس کی تعلیم کے بارہ میں مجھ سے پوچھتے رہتے ہیں۔ جلال الدین شمس نے اس حکم سے اپنے رئیس محمود بشیر الدین کو بذریعہ تار مطلع کیا۔ جہاں سے اسے جواب آیا کہ وہ حیفہ (فلسطین) کو چلا جائے۔ چنانچہ اب وہ یہاں سے چلا گیا۔ اس کے جانے سے اہل شام مسرور ہیں۔

مجھے اور حضرت استاد المغربی کو رمضان میں افطاری کے لئے محمد علی بک العابد ولد احمد عزت پاشا العابد الکاتب الثانی سلطان عبد الحمید عثمانی سابق بادشاہ استنبول نے اپنے گھر مدعو کیا۔ علاوہ ہمارے اور چند دوسرے احباب کے محمد ادیب آل تقی الدین بھی موجود تھے۔ کھانا کھانے وقت عقائد احمدیہ جماعت لاہور اور قادیانی غلو پر بحث شروع ہو گئی میں نے اور حضرت استاد المغربی نے جماعت لاہور کے عقائد صحیحہ اور خدمات اسلام و مسلمین کو واضح طور پر بیان کیا۔ جس کا سامعین پر بہت اثر ہوا۔ خصوصاً محمد ادیب پر۔ جنہوں نے کہا کہ وہ اپنی تازہ تصنیف کا ایک نسخہ جماعت لاہور کے امیر کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کرنا چاہتا ہے میں نے اسے کہا کہ تمہارا ہدیہ تو قبول ہوگا لیکن تمہاری کتاب کی ایک فصل کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔ اس نے دریافت کیا وہ کونسی ہے۔ میں نے کہا نزول عیسےٰ از آسمان اور تمہارا اعتقاد کہ حضرت عیسےٰ آسمان میں زندہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اس نے بعض احادیث سے ایسا سمجھا ہے میں نے کہا کہ بعض احادیث موضوعہ بھی ہیں۔ اور قرآن کریم احادیث کی سچائی کی کسوٹی ہے۔ پھر میں نے وفات مسیح پر قرآنی آیات کی تلاوت کی جن کو اس نے قبول کر لیا۔ اور وعدہ کیا کہ کتاب کے دوسرے حصہ میں وہ نزول مسیح کے مسئلہ کی غلطی کو درست کر دے گا۔ جملہ حاضرین نے بھی وفات مسیح کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا۔ اور ظہور مسیح موعود کا امت محمدیہ میں سے حضرت نبی کریم کے نقش قدم پر برائے تجدید اسلام قبول کر لیا۔ دوسرے دن انہوں نے اپنی کتاب کا ایک نسخہ جس میں تواریخ دمشق کی بحث ہے لاہور روانہ کرنے کے لئے بھیج دیا اور اپنے ہاتھ سے انہوں نے اس پر ہدیہ کے الفاظ لکھ دیئے۔

مہربانی کر کے برلن مسجد کا فوٹو بھیج دیں۔ تاکہ مختلف اخبارات و رسالجات میں شائع کر دی جائے۔ حضرت امیر و جملہ احباب کی خدمت میں ہم سب بھائیوں کی طرف سے السلام علیکم۔

عربی ممالک میں تبلیغ احمدیت

جیسا کہ احباب پر عربی ممالک کی خط و کتابت سے ظاہر ہے ہمارے سلسلہ لاہور کے عقائد صحیحہ اور خدمات اسلام کو قریباً تمام ممالک اسلامی میں قبولیت حاصل ہے۔ اسلامی ممالک میں قادیانی غلو پھیلنے سے قاصر ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کی تمام کی تمام عربی کتابیں ہمارے عقائد کی تائید میں ہیں۔ ان کی اشاعت قادیانی عقائد کو ملیامیٹ کر دیتی ہے۔ اس ملک میں قادیانی لوگ حضرت مسیح موعود کی اردو عبارتوں کو خواہ کتنا مروڑ توڑ لیں۔ لیکن اہل زبان عربوں کے سامنے ایسی کوششیں رائگاں ہیں۔ قادیانیوں نے قوم کا ہزارہا روپیہ ایران، شام، مصر، عراق میں برباد کیا۔ اور وہاں ان کے مبلغین کام کرتے رہے۔ اس کے بالمقابل ہم نے محض خط و کتابت اور ترسیل کتب حضرت مسیح موعود پر ہی اکتفا کیا۔ یا چند اجلی مضامین عربی اخبارات میں شائع کرائے۔ ہماری اس تھوڑی سی کوشش پر اللہ تعالیٰ نے نہایت مفید نتائج مرتب کئے کہ قریباً تمام اسلامی ممالک میں ہمارے بیعت شدہ ممبر موجود ہیں۔ افسوس ہے کہ مالی کمزوری کی وجہ سے انجمن نے عربی ممالک میں اپنے عقائد صحیحہ اور خدمات اسلام کو عوام کے سامنے پیش کرنے کی طرف توجہ نہیں دی ورنہ یقین تھا کہ ہمارا سلسلہ بیرونی ممالک میں بہت ترقی کر جاتا۔

عربی خط و کتابت کے لئے بھی پورے وقت کا کوئی آدمی نہیں ہے فلسطین کے ایک دوست ہمارے اشاعت اسلام کالج میں پروفیسر ہیں۔ وہی تھوڑا سا وقت اس کام کے لئے دیتے ہیں۔ میں اردو میں خطوط لکھتا ہوں وہ انہیں عربی جامہ پہنا دیتے ہیں۔

بیرونی ممالک اسلامیہ میں تبلیغ احمدیت کا سوال قوم کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ ان ممالک میں پادری صاحبان عیسویت کی اشاعت پر پورا زور لگا رہے ہیں۔ احمدیت کی تبلیغ ان کے اثر کو ان ممالک سے مٹا دے گی اور مسلمانوں میں اشاعت اسلام کا جوش پیدا ہو جائیگا جس کے ذریعہ سے وہ عرب کے عیسائیوں اور یہودیوں کو جذب کر لیں گے

شام کے احباب دمشق سے ایک عربی اخبار نکالنے کی تجویز پیش کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ مرکز لاہور سے اخبار لائٹ کے طرز پر ایک پندرہ روزہ عربی اخبار جاری کیا جائے۔ جس کی ادارت کے لئے ایک عرب دوست کی خدمات حاصل کی جائیں۔ جو اخبار کے علاوہ خط و کتابت میں بھی مدد دے۔ جو احباب اس تجویز کے حامی ہوں اور اس میں مالی حصہ لے سکیں۔ وہ اپنے ناموں اور جتنی امداد بآسانی دینے کے قابل ہوں اس سے مجھے اطلاع دے کر مشکور کریں۔ مالی امداد طلب نہ کی جائے گی جب تک کہ انجمن اخبار کے اجرا کا یہاں سے یا شام سے قطعی فیصلہ نہ کرے۔ اور یہ فیصلہ مالی امداد پر منحصر ہے۔

خاکسار
(جائنٹ سکرٹری)

مسدس

(از جناب ڈاکٹر غلام نبی صاحب ضلع ہزارہ)

حضرت مرزا غلام احمد نور خدا ، ناقصان را ہیر کامل کاملاں کا رہنما
ہے مجدد وقت کا اور دین کا ہے پیشوا ، علم اس کا بحر بے پایاں زفیض کبریا
ہو گیا حیران میں ان کے نوشتے دیکھ کر
دین کی تائید میں وہ کارنامے دیکھ کر

ہاتھ میں ان کے قلم ہے یا کہ وہ شمشیر ہے ، کاٹتی ہے کفر کے پھندوں کو کیا تحریر ہے
ہر بیاں مردہ دلوں کو باعث تنویر ہے ، مصحف رخسارۂ اسلام کی تفسیر ہے
نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

سامنے ان کے براہیں کے ٹھہر سکتی نہیں ، ظلمت شرک و ضلالت بے شبہ بالیقیں
نور کا جلوہ نظر آتا ہے ہر ناظرین ، ہے چراغ ایزدی روشن برائے راہ دیں
نائب ختم رسل ان کا وجود با سعود
ہے مثیل عیسیٰ مریم مبارک یہ شہود

خرمن باطل کو اس نے اک نگاہ برق سے ، کر دیا اکدم جلا کر مثل خاکستر اسے
عارف کامل مجدد دین کے پہلے بھی تھے ، اپنا اپنا کام کر کے سب جہاں سے چل دیئے
جامع اوصاف سب کا وہ ہوا ہے بیگماں
جس طرح تھے مرسلوں میں سرور کون و مکاں

میری قسمت میں نہ تھا ہونا شرف دیکھ کر ، زندگی میں ایسے کامل پیشوا کو پیشتر
اب یہی تدبیر اچھی ہے دلا جلدی تو کر ، بیعت حضرت میں شامل ہو بلا خوف و خطر
ہاتھ پر ان کے خلیفے کے جو ہیں لاہور میں
فاضل بے مثل ہیں وہ متقی اس دور میں

اب ہوا معلوم صابر کو ہے ان کا مرتبہ ، عمر ساری میں اگرچہ تا صرو غافل رہا
اے مسلمانو! ذرا سوچو تمہیں کیا ہو گیا ، کس لئے تم بھاگتے ہو ایسے آقا سے بھلا
ہوش آتا ہے بشر کو ٹھوکریں کھانے کے بعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ — ۶ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ — نمبر ۲۴

قارئین کرام سے چند گزارشات

عرض حال اور شکوہ

آج ہم اپنی پریشانی خاطر ان سے
کہنے جاتے تو ہیں پر دیکھئے کیا کہتے ہیں

کئی ہفتے سے ہم ارادہ کر رہے تھے کہ قارئین کرام کی خدمت میں "پیغام صلح" کی نسبت کچھ عرض کریں لیکن ہمیں اس فریب امید نے روکے رکھا کہ جن سے کچھ کہنا ہے شاید وہ خود ہی متوجہ ہوں اور ہمیں ان باتوں کو دہرانے کی ضرورت پیش نہ آئے جو اس سے پیشتر کئی بار گوش گزار کی جا چکی ہیں لیکن افسوس ایسا نہ ہوا۔ اور اب ہم اس بات پر مجبور ہیں کہ عرض حال اور شکوہ کے لیے اپنے قلم کو حرکت دیں۔ قدرت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ کوئی طاقت بغیر جدوجہد کے کامیابی و ترقی حاصل نہیں کر سکتی۔ جب کبھی بھی اقوام یا اشخاص نے ترقی حاصل کی ہے ان کو پہلے کامیابی سے ہمکنار ہونے سے پہلے جدوجہد کی کٹھن منازل کو ضرور طے کرنا پڑا ہے۔ قدرت کا یہ ایک ایسا اٹل قانون ہے کہ نہ آج تک بدلا ہے نہ آئندہ بدلے گا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی آپکو معلوم ہونا چاہیے کہ آج ہم جس زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں اقوام کے لیے وہ اتنی سخت جدوجہد کا زمانہ ہے کہ اس سے پہلے دنیا نے شاید ایسا سخت زمانہ نہ دیکھا ہوگا۔ آج قوموں کو ترقی کے لیے ہی نہیں بلکہ اپنی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے انتہائی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ جو قوم اس میدان سے ذرا دیر کے لیے بھی قدم ہٹاتی ہے۔ اس کو طوفان انقلاب کی تند لہریں اس طرح برباد کر دیتی ہیں جس طرح دریا کی طغیانی ریتیلے کناروں کو بہا کر لیجاتی ہے۔ اس لیے تمام اقوام کے لیے یہ لازمی ہو گیا ہے کہ وہ اپنے افراد کو ہر وقت جدوجہد کے لیے تیار رکھیں اور حالات زمانہ سے جلد جلد انہیں خبردار کرتی رہیں۔ اور اس ضروری کام کو انجام دینے کا سب سے زیادہ آسان ذریعہ اخبارات و رسائل ہی ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ زندہ اور ترقی یافتہ اقوام کا پریس بھی کامیاب اور منظم ہے۔ ایک ماہر سیاسیات کا قول ہے کہ اگر کسی قوم کی ترقی کا اندازہ لگانا چاہو تو اس کے اخبارات و رسائل کو دیکھو ہمارے خیال میں یہ قول حرف بحرف صحیح ہے۔ یہ حقوق طلبی کا زمانہ ہے اور حقوق اسی کو مل سکتے ہیں جو ان کی طلب کے لیے اپنی آواز بلند کرتا ہے آج کل خاموشی موت کے مترادف سمجھی جاتی ہے۔

ان تمام باتوں کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آپ ذرا اپنی حالت پر غور کیجیے۔ آپ احمدی ہیں۔ آپ نے خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر خدمت اسلام کا ارادہ کیا ہے۔ آپ مسلمانوں کی پسماندہ قوم کے سپاہی ہیں۔ جو اسکو پستی اور تنزل کے گڑھے سے نکال کر ترقی و عروج کی شاہراہ پر لانا چاہتے ہیں۔ آپ نے ایک ایسے کام کو اپنے ذمہ لیا ہے جس کی ہمت موجودہ زمانہ میں اور کسی گروہ کو نہیں پڑتی۔ آپ کسی تنہائی کے وقت ذرا سوچیے تو سہی کہ آپ کے پریس کی کیا حالت ہے۔ آپ کے اخبارات کامیاب ہیں یا نہیں۔

پیغام صلح آپ کی جماعت کا واحد اردو آرگن ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ احمدیہ جماعت کے افراد کی کثیر تعداد اردو خواں ہے۔ لیکن اخبار کی حالت ایسی ہے جس پر کوئی جماعت فخر نہیں کر سکتی۔ اور باتیں تو ایک طرف رہیں اس کی آمد و خرچ بھی برابر نہیں۔ جو ایک اخبار کو جاری رکھنے کے لیے ضروری بات ہے۔ اخبار کی مالی حالت کافی طور پر غیر اطمینان بخش تھی لیکن انجمن [illegible]

کر دیا۔ ہم چاہتے تھے کہ جو احباب اس کو ہفتہ میں دو بار کر دینے کا بار بار تقاضا کر رہے ہیں وہ اس کی توسیع اشاعت کے لیے بھی کوشش فرمائیں گے لیکن افسوس یہ امید بر نہ آئی۔ کئی بار اس طرف توجہ دلائی گئی اکثر احباب کی خدمت میں دفتر پیغام صلح کی طرف سے خطوط بھی بھیجے گئے اور یہ مطالبہ کیا گیا کہ کم از کم سو ایسے احمدی مجاہد میدان میں نکلیں جو اس بات کا ذمہ لیں کہ دس دس خریدار ہم پہنچا دیں گے۔ اگر یہ معمولی مطالبہ پورا ہو جاتا تو اخبار کی مالی حالت ایک حد تک درست ہو جاتی۔ خطوط ارسال کیے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا۔ لیکن یہ صدا صدا بصحرا ہی ثابت ہو رہی ہے۔

پیغام صلح ملکی، مذہبی اور ملی خدمات آپ کے سامنے ہیں۔ دوستوں کے علاوہ دشمنوں نے بھی اس کا بارہا اعتراف کیا۔ اسلامی اخبارات عام طور پر اس کے مضامین کے اقتباس شائع کرتے رہتے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے ہندی مسلمانوں کے ذمہ دار افراد اور ارباب حکومت تک اس کی آواز کی رسائی ہے۔ اور اس نے ہمیشہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں اسلامی اخبارات کے سامنے ایک قابل تقلید مثال پیش کی ہے لیکن افسوس کہ احباب کی غفلت کی وجہ سے اس کی مالی حالت ہمیشہ خراب رہی جو ہمارے لیے باعث شرم ہے۔

ہر ہفتہ متعدد خطوط موصول ہوتے ہیں جن میں شکایت ہوتی ہے کہ اخبار کا کاغذ اچھا نہیں۔ صفحات کم ہیں۔ احباب کی شکایتیں ہمارے سر آنکھوں پر لیکن کاش احباب شکایت کرنے سے پیشتر ہماری مجبوریوں اور معذوریوں پر غور کر لیتے۔ اخبار جب ہفتہ وار تھا تو قیمت پانچ روپے تھی۔ ہفتہ میں دو بار کرنے سے خرچ تقریباً دوگنا ہو گیا۔ لیکن توسیع اشاعت کی امید موہوم پر قیمت میں برائے نام ایک روپے کا اضافہ کیا گیا دوسرے اخبارات کو اشتہارات سے کافی آمدنی ہو جاتی ہے۔ لیکن ہم نے یہ دروازہ اپنے اوپر بند کر رکھا ہے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ شرمناک ادویات کے اشتہار شائع کر کے جماعت کے وقار کو نقصان پہنچایا جائے اس کے بعد آپ غور کیجیے کہ چھ روپے سالانہ میں اس سے اچھا کاغذ کس طرح لگایا جا سکتا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کی ظاہری شکل و صورت بھی اس کے مضامین کے لحاظ سے دیدہ زیب ہو۔ تو ذرا ہمت کیجیے اور اس کے لیے ایک ایک نیا خریدار بہم پہنچا دیجیے۔ ورنہ اس طرح سے باتیں بنانا ایک زندہ جماعت کے افراد کے لیے زیبا نہیں۔

اخبار کسی کی ذاتی ملکیت نہیں۔ انجمن اس کی مالک ہے اور وہی اس کے خسارہ کو پورا کرتی ہے۔ کیا آپ یہ گوارا کر سکتے ہیں کہ اخبار کے اخراجات کا بوجھ انجمن پر رہے حالانکہ اس کو پورا کرنا آپ کا فرض ہے؟ اور آپ کی غفلت کا تاوان اس انجمن کو ادا کرنا پڑے جس کے ذمہ آگے ہی بے شمار فرائض ہیں۔

گو گزشتہ تجربات حوصلہ شکن ہی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم قوی امید رکھتے ہوئے احباب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فرداً فرداً بھی توسیع اشاعت کے لیے کوشش کریں۔ اور ناظرین سے بحث جلد از کم سو ایسے اصحاب نکلیں جو اس سال کے اندر دس دس خریدار بہم پہنچانے کا وعدہ کریں۔ یا اس قدر خریداروں کا چندہ اپنی گرہ سے ادا کر کے اخبار جاری کرائیں۔

اس بارہ میں ہم احمدی بہنوں کو بھی متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس قومی اخبار کے کچھ حقوق ان پر بھی عائد ہوتے ہیں کیا وہ ان کو ادا کریں گی؟ پیغام صلح احمدی خواتین کے لیے اسی قدر مفید ہے جس قدر احمدی مردوں کے لیے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہماری بہنیں اس بارہ میں مستعدی کا ثبوت نہ دیں۔

ہمیں جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔ اس کو سننا اور اس پر عمل کرنا آپ کا فرض ہے۔ پیغام صلح آپ کی چیز ہے۔ اگر آپ اس کا خیال رکھیں گے تو اس سے آپ کو فائدہ ہوگا۔ اگر بدستور غفلت برتی تو اس کا نقصان بھی آپ ہی کو اٹھانا پڑے گا۔

جہالت سمجھیں یا شرارت؟

مشہور آریہ اخبار "پرتاب" نے ۱۵ اپریل کی اشاعت میں اپنی عادت [illegible] مجبور ہو کر احمدیہ جماعت لاہور پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے گزشتہ سال گورودکل کے سالانہ جلسہ پر اپنے جاسوس بھیجے تھے۔ اس کا جواب ہم ۲۰ اپریل کے پرچہ میں دے چکے ہیں۔ اس کی تردید تو اس سے نہ ہو سکی لیکن ۲۵ اپریل کی اشاعت میں پھر اسی غلط بیانی کا اعادہ کیا ہے۔ مہاشہ کرشن نے ایک مضمون "مسلمان اور آریہ" کے عنوان سے لکھا ہے جس میں فرماتے ہیں

"آج تک جتنے بھی معزز مسلمان گورودکل میں آئے ہیں وہاں کے سلوک کے مداح پائے گئے ہیں۔ ہاں مسلم جاسوس کے [illegible] پچھلے سال جب ایک احمدی جاسوس نے جلسہ گورودکل میں شرارت کرنی چاہی تو اسے روکنا پڑا۔"

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ اب پھر اس کا اعادہ کرتے ہیں کہ جاسوسی کا کام آریہ سماجیوں کو مبارک رہے۔ ہماری طرف سے آج تک اس قسم کی کارروائیاں نہیں کی گئیں۔ ہم نے کبھی بھی کہیں کوئی جاسوس نہیں بھیجا۔ البتہ گزشتہ سال پیغام صلح کا رپورٹر اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے دو آدمی گئے تھے۔ اخبار کے رپورٹروں اور انجمن کے نمائندوں کو جاسوس کہنا انتہائی جہالت ہے۔ جس کا ثبوت "پرتاب" بار بار دے رہا ہے۔

اگر گورودکل میں کوئی خفیہ کارروائی نہیں ہوتی۔ اور سب کچھ کھلم کھلا ہوتا ہے جیسا کہ آریہ سماجیوں کا دعویٰ ہے تو پھر معلوم نہیں ان کو مسلم جاسوس کا خیال ہر وقت کیوں ستاتا رہتا ہے۔ آریہ اخبارات کا بار بار مسلم جاسوس! مسلم جاسوس!! کی رٹ لگانا اور ان کے خوف سے سراسیمہ ہونا یہی بتلاتا ہے کہ وہ ضرور گورودکل میں کوئی خفیہ اور خلاف قانون کارروائی کرتے ہیں۔ جس کا پردہ فاش ہو جانے کا ڈر ہر وقت ان کو لگا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ ہر مسلمان کو جو جلسہ میں شریک ہوتا ہے اپنی فتنہ پرست فطرت کی وجہ سے جاسوس سمجھ لیتے ہیں۔

آریہ اخبارات کی اس قسم کی ہرزہ سرائیوں کو ہم قابل التفات نہیں سمجھتے۔ اس خیال سے کہ "پرتاب" کی ہتک آمیز طرزی سے کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو یہ چند سطریں لکھ دی ہیں۔ یہ امید رکھنا کہ "پرتاب" اپنی اس قسم کی حرکتوں سے باز آ جائے گا اور آئندہ اس قسم کی جہالت یا شرارت کا ارتکاب نہ کرے گا بالکل لاحاصل ہے۔ وہ اپنی فطرت سے مجبور ہے۔

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

ریاست جموں و کشمیر اور مسلمان

ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ نیپال۔ بھرتپور وغیرہ کے "رام راج" میں جو کچھ ہوتا ہے اس کو تو جانے دیجیے۔ ان ریاستوں میں بھی جن کے حکمرانوں کو روادار اور روشن خیال کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے حقوق پر برادران وطن قبضہ کیے بیٹھے ہیں۔ اس وقت ریاست جموں و کشمیر کے اعداد و شمار ہمارے پیش نظر ہیں۔ گو والی جموں و کشمیر کی تعریفیں بہت سننے میں آئی ہیں۔ اور بذات خود وہ بہت روشن خیال حکمران ہیں لیکن یہ اعداد و شمار بتلاتے ہیں کہ مسلمانوں کو آپ کے راج میں ابھی تک وہ حقوق نہیں ملے جن کے وہ مستحق ہیں۔ ریاست کے ۳۲ محکمہ جات یعنی صرف خاص وزارتوں۔ محکمہ صنعت و حرفت۔ محکمہ معدنیات۔ جنگلات۔ تعلیم میڈیکل عدالت، پولیس۔ تار وغیرہ میں کل عہدہ داروں کی تعداد ۱۸۱ ہے جن میں ۱۲۷ ہندو ۳۳ مسلمان۔ اور ۲۱ انگریز ہیں۔ اس ریاست میں جس کی ۹۵ فیصدی آبادی مسلمان ہو ۱۸۱ اسامیوں میں سے صرف ۳۳ مسلمانوں کو ملیں۔ ہمیں امید ہے کہ حضور مہاراجہ سر ہری سنگھ اس صورت حال کی اصلاح فرما کر اس بے تعصبی کا عملی ثبوت دیں گے جس کا اعلان انہوں نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے وقت کیا تھا اور جس کی بجا طور پر ان کی روشن خیالی اور انصاف کیشی سے توقع کی جاتی ہے۔

اشدھی سبھا کا فیصلہ

تازہ خبر ہے کہ آل انڈیا اشدھی سبھا نے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے جس میں آریہ سماجیوں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ جو لوگ اشدھ ہوں ان سے تقریریں ہرگز نہ کرائی جائیں۔ لوگ بعض اغراض و مقاصد کو لے کر یا کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اشدھ ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ان کی واپسی یقینی ہوتی ہے۔ آریہ سماجی ان سے پہلے پہل خوب تقریریں کراتے ہیں اور بھولے بھالے ہندوؤں سے اشدھی کے لیے روپیہ بٹورتے ہیں۔ جب یہ لوگ کھلم کھلا واپس ہو کر آریہ سماج کا پول کھول دیتے ہیں تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ اس قسم کے واقعات سے خائف ہو کر اشدھی سبھا نے یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے لیکن ایک بات ہم اشدھی سبھا کے سیکرٹری سوامی چدانند جی مہاراج سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ جب تک اس قسم کے اشدھ شدہ لوگوں کی نمائش نہ کی جائے گی تب تک "دھن" کیسے اکٹھا ہوگا؟

جائداد اور زندگی کا بیمہ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ)

اس مضمون پر کئی ایک مضامین اخبار پیغام صلح میں نکل چکے ہیں اور کافی بحث ہو چکی ہے۔ جہاں تک جائداد کے بیمے کا سوال ہے۔ حضرت مسیح موعود نے جو جواب دیا ہے وہ صاف اور واضح ہے۔ وہ سوال و جواب مفصل میں بجنسہٖ نقل کرتا ہوں۔ (فتاوی احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۴۲)

"سوال۔ بعض لوگ جو عمارتوں کے بیمے کسی بیمہ کمپنی سے آتشزدگی وغیرہ کے متعلق کراتے ہیں اس کی بابت حضور کیا فرماتے ہیں۔

جواب حضرت مسیح موعود ۔ سود اور قمار بازی کو الگ کر کے دوسرے اقراروں اور ذمہ واریوں کو شریعت نے صحیح قرار دیا ہے۔ قمار بازی میں ذمہ داری نہیں ہوتی۔ دنیا کے کاروبار میں ذمہ داری کی ضرورت ہے پس ان معاملات میں دیکھ لو کہ سود یا قمار کی کوئی جزو تو نہیں۔ اگر صرف اقرارات ہوں ان کو شریعت نے جائز رکھا ہے۔ کہ جن میں ذمہ داری ہوتی ہے۔ چونکہ اس قسم کے سوالوں کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اس لئے حجۃ اللہ نے فرمایا لا تسئلوا عن اشیاء - قرآن شریف میں حکم ہے کہ بہت کھوج نکال کر مسائل نہ پوچھنے چاہئیں۔ مثلاً اب کوئی دعوت کھانے جائے تو اس خیال میں لگ جائے کہ کسی وقت حرام کا پیسہ اس کے آیا ہوگا۔ پھر اس طرح تو آخر دعوتوں کا کھانا ہی بند ہو جائے گا۔ خدا کا نام ستار بھی ہے۔ ورنہ دنیا میں عام طور پر راستباز کم ہوتے ہیں مستور الحال بہت ہوتے ہیں۔ یہ بھی قرآن میں لکھا ہے ولا تجسسوا یعنی تجسس مت کرو۔ ورنہ اس طرح تم مشقت میں پڑو گے۔"

سوال تھا کہ عمارتوں کے بیمے لوگ کراتے ہیں۔ جواب ہے۔ کہ سود اور قمار بازی کو الگ کر کے دوسرے اقراروں اور ذمہ داریوں کو شریعت نے صحیح قرار دیا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عمارتوں کے بیمے کو حضرت مسیح موعود نے ان اقرارات اور ذمہ داریوں میں سے قرار دیا ہے۔ چنانچہ قمار بازی کو الگ کرنے کے لئے یہ بھی فرمایا کہ قمار بازی میں ذمہ داری نہیں ہوتی۔ اب ظاہر ہے کہ بیمہ میں ذمہ داری ہے۔ پس بیمہ میں قمار بازی کوئی نہیں۔ اور ویسے بھی اگر ادنےٰ تامل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جوا محض ایک کھیل ہے۔ معاملات کے رنگ کا کوئی معاملہ نہیں۔ اور بیمہ ایک معاملہ ہے۔ محض اسی بات پر کہ جوا ایک ایسا کھیل ہے جس میں ہار جیت چانس یا اتفاق پر ہے۔ اور بیمہ میں جو ذمہ داری پیدا ہوتی ہے اس کا تعلق بھی آتشزدگی وغیرہ کے اتفاقی حادثات سے ہے۔ ایک کو دوسرے سے کوئی مشابہت نہیں پیدا ہو جاتی۔ اگر ان ادنےٰ ادنےٰ باتوں پر معاملات دنیا کی جوئے سے مشابہت قرار دی جائے تو تجارت کے بہت سے معاملات کو بھی جوئے سے مشابہت ہو جائے گی۔ جہاں نفع نقصان کا تعلق اتفاقی حادثات سے ہوتا ہے۔ اور نہ بیمہ میں قمار کا کوئی جزو نظر آتا ہے۔ اور جہاں تک جائداد کے بیمہ کا سوال ہے سود کا تو قطعاً اس میں کوئی جزو نہیں سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ بیمہ کمپنیاں اپنا روپیہ سود پر لگاتی ہیں۔ مگر اس سے خود بیمہ میں سود کا جزو نہیں آ جاتا۔ ورنہ ہر ایسے شخص سے مالی معاملہ کرنا جو سود لیتا یا دیتا ہو سود کا جزو بن جائے گا۔ اور دنیا کے کاروبار نا ممکن ہو جائیں گے۔ پس جائداد کا بیمہ حضرت صاحب کے اس فتوے کی رو سے ناجائز قطعاً نہیں۔ اور یہی فیصلہ ۲۲ اپریل کو ہماری جنرل کونسل کے اجلاس میں بھی ہوا ہے۔

زندگی کا بیمہ اس کے بعد دوسرا سوال زندگی کے بیمہ کا ہے۔ مگر جائداد کے بیمہ کا سوال حل ہو جانے کے بعد یہ چنداں مشکل نہیں رہتا۔ سوائے اس کے کہ اس میں سود کا ایک جزو شامل ہو جاتا ہے۔ یعنی بعض صورتوں میں کچھ سود جمع شدہ روپے پر بیمہ کرانے والے کو ملے گا سو اس کے متعلق اگر یہ احتیاط کر لی جائے کہ یہ سود کا روپیہ اشاعت اسلام پر خرچ کر دیا جائے۔ تو زندگی کا بیمہ جائداد کے بیمہ کی طرح ہو جائے گا۔ فرق صرف یہ ہوگا کہ جائداد کے بیمہ میں ہر سال نیا معاہدہ ہوتا ہے اور زندگی کے بیمہ میں ایک ہی معاہدہ کئی سالوں پر حاوی ہوتا ہے۔ اصولاً دونوں قسم کے بیمے مصیبت میں ہمدردی کے اصول پر مبنی ہیں۔ اور یہ خیال کہ چونکہ بعض حالات میں جب اقرار کنندہ قسط دینے سے انکار کر دیتا ہے تو اس کا دیا ہوا روپیہ ضبط ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہمدردی پر اس کی بنا نہیں صحیح نہیں۔ اگر یہ شرط نہ ہو تو کام کا چلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اصولاً یہی بات درست ہے کہ بیمہ کی اصل بنیاد ہمدردی پر ہے۔ اگر سو آدمی جائداد کا بیمہ کراتے ہیں تو ان میں سے اغلباً ننانوے ایسے ہوں گے جن کو جائداد کا کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ حالانکہ وہ قسط موعودہ برابر ادا کرتے رہتے ہیں۔ اگر سو آدمی زندگی کا بیمہ کراتا ہے تو اس سے کوئی دس آدمی ایسے ہوں گے جو قبل از وقت فوت ہو جائیں گے۔ اور باقی نوے اپنی پوری قسط ادا کریں گے۔ یہ دس فیصدی جو کسی مصیبت کے ماتحت آ جاتے ہیں فی الحقیقت باقی نوے کی اقساط سے فائدہ اٹھانے والے ہوتے ہیں۔ یہ ایک گونہ اعانت علی نوائب الحق ہے۔ ہاں بیمہ کرنے والی کمپنی بھی اس سے کچھ فائدہ اٹھا لیتی ہے اور بعض وقت اسے نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ تو اس سے بھی یہ معاملہ جو فی الحقیقت لین دین کا اقرار اور ذمہ داری ہے ناجائز نہیں ہو جاتا۔ اصولاً لین دین کا ہر ایک معاملہ شرعاً جائز ہوگا جب تک کہ اسے ناجائز ٹھہرانے کے لئے کافی وجوہ نہ ہوں۔ اور دونوں قسم کے بیموں میں جوئے کا کوئی جزو نہیں۔ البتہ زندگی کے بیمہ میں جو سود کا جزو آ جاتا ہے اسے آسانی سے علیحدہ کر دیا جا سکتا ہے۔

ویدوں کے رشی

مہرشی وشوامتر

(گزشتہ سے پیوستہ)

(مولانا عبدالحق فاضل سنسکرت کے قلم سے)

انسانی زندگی کے نشیب و فراز اسی امر کے متقاضی ہیں کہ اس کے لئے جو قانون کوئی عقلمند وضع کرے اس میں کمزور اور ضعیف - بیمار اور بے کس، مجبور اور مضطر کے لئے رعایت اور تخفیف کو مدنظر رکھے - جو مقنن ہر ایک قسم کے حالات اور مختلف حیثیات میں ایک ہی قاعدہ کلیہ کے نفاذ کا حکم دیتا ہو عقل سلیم کی نگاہ میں وہ بلاشبہ ایک ظالم اور کوتہ اندیش مقنن ہے۔ اس لئے تقریباً تمام مذاہب نے انسان کی عام حالت اور حالت اضطرار کو مدنظر رکھ کر دھرم اور مذہب کے اصول و فروع کو وضع کیا ہے۔ قرآن کریم کی بنا پر خون اور سور قطعی حرام ہیں۔ تاہم وہ شخص جو بھوک سے مضطر ہو اور کھانے کے لئے حلال شے میسر نہ ہو تو اس کے لئے اتنی مقدار میں اس کا استعمال جائز ہے جس سے صرف اس کی جان بچ رہے - مہرشی وشوامتر کا یہ نمونہ عالم اضطرار میں حفاظت جان کی ایک مثال ہے۔ چنڈال جو آپ سے مناظرہ کر رہا ہے وہ حقیقت حال سے بے خبر ہے اور دھرم کے قوانین کی لچک سے یکسر ناواقف ہے۔

چنڈال - ناپاک آدمی کا فعل ہمیشہ کے لئے ناجائز تصور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ناجائز فعل کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتا پس تو دھوکے میں پڑ کر گناہ مت کر۔

وشوامتر - ایک انسان جو رشی ہے وہ گناہ نہیں کر سکتا۔ موجودہ حالت میں ہرن اور کتا دونوں یکساں ہیں۔ اس لئے میں اس کتے کی ران کو کھاؤں گا۔

چنڈال - برہمنوں سے التجا کر کے رشی اگستیہ نے وہ کام کیا تھا۔ حالات کے ماتحت وہ گناہ نہیں ہو سکتا تھا۔ صداقت وہی ہے جس میں گناہ نہ ہو۔ برہمنوں کے قوانین کے مطابق جو تینوں قسم کے فرائض کے پابند ہیں۔ اصول کی حفاظت کرنی چاہیئے اور ان کو ہر طرح قائم رکھنا چاہئے۔

وشوامتر - میں برہمن ہوں۔ میرا یہ جسم میرا دوست ہے۔ یہ مجھے بہت پیارا ہے۔ اور مجھ سے بہت ہی تعظیم کا مستحق ہے۔ جسم کی حفاظت کے لئے میں اس کتے کے گوشت کی ران کو لینا چاہتا ہوں۔ اس کام میں اس قدر مشتاق ہو گیا ہوں کہ میں تم اور تمہارے خوفناک بھائیوں کی اب کچھ پروا نہیں کرتا۔

چنڈال - لوگوں نے اپنی جانیں دیدیں مگر انہوں نے حرام استعمال نہیں کیا۔ ان کی تمام خواہشات پوری ہوئیں۔ جنہوں نے بھوک کو اس دنیا میں جیت لیا۔

وشوامتر - میرے متعلق پوچھتا ہے۔ میں نے ہمیشہ دھرم کے عہد کو محفوظ رکھا اور میرا دل پرامن ہے اور تمام مذہبی عظمت کو قائم رکھنے کے لئے میں ناپاک کھانا کھاؤنگا۔ یہ امر ظاہر ہے کہ اس قسم کا کام ایک مقدس روح کے لئے مہذب سمجھا جائے گا۔ اور ناپاک روح کے لئے یہی کتے کا گوشت کھانا گناہ کا ارتکاب کہلائے گا۔ اگر میرا استنباط غلط بھی ہو تو بھی میں اس کام کرنے سے تیرے جیسا نہ ہو جاؤنگا۔

چنڈال - یہ ایک فیصلہ شدہ امر ہے کہ میں تمکو جہاں تک بن پڑے اس گناہ سے روکنے کی کوشش کروں۔ ایک ناجائز کام کرنے سے برہمن اپنے بلند مقام سے گر جاتا ہے۔ اسی لئے میں تمہارے ساتھ یہ تنازعہ کر رہا ہوں

وشوامتر - چارپائے پانی کے گھاٹ پر مینڈکوں کے کھلے جانے کے اندیشے کے بغیر جاتے ہیں۔ تمہیں کوئی حق نہیں ہے کہ تم سچائی کی تلقین کرو اپنے متعلق غور مت کرو۔

چنڈال - میں آپ کا دوست ہو گیا ہوں۔ اس لئے میں آپ سے اس طرح کلام کرتا ہوں۔ جو بہتر ہے وہ کیجئے۔ لالچ نہ کیجئے جو گناہ کا کام ہے۔

وشوامتر - اگر تم میرے ایسے دوست ہو کہ میرے بھی خواہ ہو تو کیا تم مجھے اس مصیبت سے نکالتے ہو۔ اس صورت میں کتے کی ران کا گوشت کاٹ کر میں صداقت کی بنا پر اپنے آپ کو بچایا ہوا خیال کرونگا۔

چنڈال - میں گوشت کا یہ ٹکڑا آپ کے سامنے پیش کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ نہ میں خاموشی سے آپ کو اپنی اس خوراک کو چرانے کی اجازت دیتا ہوں۔ اگر میں آپ کو یہ گوشت دیدوں اور آپ اس کو برہمن ہونے کی حیثیت سے لے لیں تو ہم دونوں آئندہ جہان میں بدبختی کے طبقے میں نیچے جائیں گے۔

وشوامتر - اس گناہ کے ارتکاب سے آج میں یقیناً اپنے آپ کو بچا لوں گا۔ جو بہت ہی مقدس ہے۔ اپنی جان بچا کر آئندہ بہت ہی نیکی اور تقدس روح کے کام کرونگا۔ مجھے بتاؤ دونوں میں سے بہتر کیا ہے۔

چنڈال - ہر شخص اپنا محاسبہ خود کر سکتا ہے جبکہ وہ اپنی ذات اور کنبے کے فرائض کو ادا کر رہا ہو۔ تم خود جانتے ہو کہ دونوں کاموں میں سے گناہ آمیز کونسا ہے۔ جو کتے کے گوشت کو پاک کھانا سمجھتا ہے وہ ہر ایک چیز کے لینے میں باک نہیں کرے گا۔

وشوامتر - پلید کھانے کے لینے میں گناہ ہے یا اس کے کھانے میں۔ جب کسی کی جان خطرہ میں ہو تو ایسے تحفے کو قبول کرنے یا کھانے میں کوئی گناہ نہیں پلید شے کے کھانے کے متعلق جب وہ تباہی اور بربادی اپنے پیچھے نہ لائے۔ اور جب فعل محض معمولی اثر پیدا کرے تو یہ کوئی اہم معاملہ نہیں ہے۔

چنڈال - اگر پلید کھانا لینے کے لئے آپ کی یہی دلیل ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ آپ ویدوں اور آرین تہذیب کا ادب نہیں کرتے۔ جو کچھ تم کرنے کے لئے تیار ہو اس کو جان کر میں دیکھتا ہوں اے برہمنوں میں اس جیسا کوئی گناہ نہیں کہ پلید اور پاک کھانے کے بارہ میں لاپروائی برتی جائے۔

وشوامتر - یہ نہیں جاتا کہ ایک شخص ممنوع کھانا استعمال کرنے سے کوئی گناہ کرتا ہے۔ یہ صرف روایتی حکم ہے جو بتاتا ہے کہ ایک شخص شراب پینے سے گر جاتا ہے۔ دوسرے ممنوع کام بلکہ کوئی گناہ بھی کسی کے اتقا کو برباد نہیں کیا کرتا۔

چنڈال - وہ عالم شخص جو کتے کا گوشت بری جگہ سے استعمال کرتا ہے ایک ناپاک ذلیل اور ایک بدبخت آدمی کے ہاں سے وہ ایک ایسا فعل کرتا ہے جو کبھی کسی نیک انسان نے نہیں کیا۔ ایسے کام سے واسطہ رکھنا اس کو یقیناً سخت عذاب کی جگہ لے جائے گا۔

آخر میں اس روایت کا راوی بھیشم پتامہ کہتا ہے کہ یہ الفاظ کوشک کے بیٹے (وشوامتر) سے کہہ کر چنڈال خاموش ہو گیا۔ تب وشوامتر نے نیک خیال سے اس کتے کی ران کے گوشت کو لے لیا۔ اس کتے کے گوشت کے ٹکڑے کو اپنی جان بچانے کے لئے حاصل کر کے مہرشی اس کو جنگل میں لے گیا۔ اور اپنی بیوی کے ساتھ اس کو کھانے کا ارادہ کیا۔ اس نے خیال کیا کہ پہلے دیوتاؤں کو خوش کر کے وہ اس کو بعد میں اپنی مرضی کے مطابق کھائے گا۔ برہمنوں کی رسم کے مطابق اس نے آگ جلا کر نذر پیش کرنے کے طریق پر خود ہی اس گوشت کو نذر کی ہنڈیا میں پکانا شروع کیا۔ تب اس نے دیوتاؤں کی تعظیم کے لئے رسوم کو ادا کرنا شروع کیا۔ اور مردہ بزرگوں کی ارواح کے لئے اس نذر کو تقسیم کر کے کہ جتنے حصص میں اس کی تقسیم ضروری تھی اور مقدس صحائف کی ہدایات کے موافق تھی۔ اور اندر کی سرداری میں پکانا شروع کیا۔ دیوتاؤں کی تعظیم میں رسومات کو پورا کر کے اور مردوں کی ارواح کے لئے۔ اور ان کو پورے طور پر خوش کر کے وشوامتر نے خود اس گوشت کو استعمال کیا۔ اور بعد وہ اپنی ریاضت اور پرستش سے اپنے تمام گناہوں کو دور کر کے رشی نے ایک مدت کے بعد ایک عجیب کامیابی کو حاصل کیا۔

مذاکرہ علمیہ

حضرت لوطؑ کے قصہ کی حقیقت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جالندھر کے قلم سے)

سوال۔ حضرت لوط علیہ السلام کافروں کو اپنی بیٹیاں دینی کیوں پسند فرماتے تھے۔ نیز کافر بے تعداد تھے۔ اور لڑکیاں چند ایک تھیں۔ یہ جواب حضرت لوطؑ کا بظاہر معقول نہ تھا۔ کس کس کافر کو اپنی بیٹی دیتے۔

جواب۔ آپ کا اعتراض معقول معلوم ہوتا ہے۔ اول تو ان بدمعاشوں کو بیٹیاں نکاح میں دینا بےمعنی تھا۔ کیونکہ ایسے کافروں بدمعاشوں کو بیٹیاں دینا ان لڑکیوں پر کس قدر ظلم تھا۔ اور پھر کس کس کو بیٹی دیتے۔

قبل اس کے کہ میں اس امر پر بحث کروں میں متنازعہ فیہ آیات نقل کر دیتا ہوں۔ حضرت لوط کی قوم حضرت لوط سے ان کے مہمانوں کا مطالبہ کرتی ہے۔ تو حضرت لوط فرماتے ہیں یا قوم ھٰؤلاء بناتی ھن اطھر لکم فاتقوا اللہ ولا تخزون فی ضیفی (سورہ ہود) اے میری قوم یہ میری بیٹیاں میں تمہارے لئے بہت پاکیزہ ہیں۔ پس اللہ سے ڈرو اور مہمانوں کے بارے میں میری رسوائی نہ کرو۔ وہ جواب میں کہتے ہیں لقد علمت ما لنا فی بناتک من حق وانک لتعلم ما نرید کہ تو خوب جانتا ہے ہم کو تیری بیٹیوں پر کوئی حق نہیں۔ اور تو خوب جانتا ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ پھر سورہ الحجر میں انہی لوگوں کا قول مذکور ہے اولم ننھک عن العالمین۔ کیا ہم نے سب لوگوں سے تجھے روک نہیں دیا تھا جس کے جواب میں حضرت لوط فرماتے ہیں۔ ھٰؤلاء بناتی ان کنتم فاعلین یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم کرنا چاہتے ہو۔

مشکل یہ آن پڑی ہے کہ یہ پہلے سے سمجھ لیا گیا ہے کہ لوطؑ کی قوم کے لوگ لوط کے مہمانوں سے بدکاری کرنے آئے تھے۔ پس اس خلاف فطرت فعل سے ان کو روکنے کے لئے گویا حضرت لوطؑ ہر قسم کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی لڑکیوں کو ان کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ چونکہ زناکاری بجائے خود ایک بڑا گناہ ہے اور ایک نبی کی شان سے یہ بہت بعید ہے کہ وہ ایک گناہ سے ہٹانے کے لئے دوسرے گناہ کی طرف ترغیب دے۔ اور پھر اس کام کے لئے اپنی لڑکیاں پیش کرے۔ اس لئے اس عقدہ کی تاویل و تشریح ضروری سمجھی گئی۔ چنانچہ اس کی متعدد تاویلیں کی گئیں۔

پہلی تاویل چونکہ ایک نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی شخص کو زناکاری کے لئے اجازت دے۔ اس لئے ایک نبی کا اپنی لڑکیوں کو پیش کرنا کبھی بھی بغیر نکاح کے نہیں ہو سکتا۔ پس اگرچہ یہاں نکاح کا ذکر نہیں مگر یہ مقدر ماننا پڑے گا کہ انہوں نے نکاح کے واسطے ہی اپنی لڑکیاں پیش کی تھیں گویا اس طرح حضرت لوط نے ان لوگوں کو اپنے مہمانوں سے بدکاری کرنے سے روکنا چاہا تھا۔ جہاں تک میری سمجھ ہے مجھے یہ تاویل کمزور معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ عورتیں تو ان کے گھروں میں بھی موجود تھیں۔ اگر ان کے گھروں میں عورتیں نہ ہوتیں اور عورتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس خلاف فطرت گناہ میں ملوث تھے۔ تب تو یہ علاج درست ٹھہرتا۔ کہ ان لوگوں کا نکاح کر دیا جاتا لیکن جب یہ بات نہ تھی ان کے گھروں میں عورتیں موجود ہوتے ہوئے انہیں یہ بدعادت تھی تو پھر یہ علاج تو بیکار تھا۔ سوائے اسکے کہ نبی کی لڑکیاں شریر اور بدمعاشوں کے نکاح میں دیدی جاتیں جو بجائے خود لڑکیوں پر ظلم تھا اور نبی کی شان سے بھی بعید تھا۔ اور پھر دو یا تین لڑکیاں اتنے لوگوں سے کس کس کے نکاح میں آتیں۔

دوسری تاویل حضرت لوط نے اپنی لڑکیاں محض انہیں شرمندہ کرنے کے لئے پیش کی تھیں۔ گویا حضرت لوط کو یقین تھا۔ کہ وہ ایسی جرات ہرگز نہ کریں گے۔ صرف اس طریق پر ان کو شرمندہ کرنا مقصود تھا۔ لیکن ایسے بدمعاشوں کے سامنے اس طریق پر اپنی لڑکیاں پیش کرنا ایک نبی کی عزت اور شان کے خلاف ہے اور پھر ان لوگوں کا صاف صاف یہ کہنا کہ لقد علمت ما لنا فی بناتک من حق۔ کہ تو جانتا ہے کہ ہم کو تیری بیٹیوں پر کوئی حق نہیں۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ انہوں نے اس پیش کرنے کو حقیقت پر محمول کیا۔

تیسری تاویل بنات سے مراد قوم کی عورتیں ہیں۔ کیونکہ قوم کی عورتیں نبی کی بیٹیوں کے بجائے ہوتی ہیں۔ اور نبی بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے یہ بات کسی قدر معقول معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس تاویل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لوط نے ان کو مرد و عورت کے پاکیزہ تعلق کی طرف توجہ دلا کر خلاف فطرت افعال شنیعہ سے باز رکھنے کے لئے کوشش کی۔ لیکن اول تو کافرہ عورتیں نبی کی بیٹیوں کی بجائے نہیں ہوتیں۔ لیکن پھر اس کا جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ نبی نہ سہی۔ بڑا بوڑھا سہی۔ ہر ایک بزرگ بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے۔ لیکن ان کا جواب میں یہ کہنا لقد علمت ما لنا فی بناتک من حق وانک لتعلم ما نرید۔ کہ بے شک تو جانتا ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں اور تو جانتا ہے جو ہم ارادہ رکھتے ہیں۔ بتاتا ہے کہ جس امر کی طرف حضرت لوطؑ نے توجہ دلائی تھی اس میں وہ کوئی اپنا حق نہیں سمجھتے تھے۔ اپنی بی بیوں کی نسبت یہ کہنا کہ ہمارا ان میں کوئی حق نہیں ایک مہمل اور بےمعنی بات ہے۔ اور پھر حضرت لوط نے اگر قوم کی عورتوں کو مجازاً بیٹی کہہ لیا تھا تو خیر کہہ لیا تھا مگر قوم کے لوگوں کا اپنے کلام میں اپنی عورتوں کو لوط کی بیٹیاں قرار دے کر باتیں کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ ان کی باتیں صاف صاف بتلاتی ہیں کہ حقیقت میں حضرت لوط کی بیٹیوں کا ہی معاملہ درپیش ہے۔

تشریح میری سمجھ کے مطابق اس کی تشریح اس طرح ہے کہ جیسا کہ بائیبل میں مذکور ہے ”یہ ایک مرد یہاں گذران کرنے آیا“ (پیدائش ۱۹:۹) حضرت لوط باہر سے آ کر اس بستی میں بسے تھے۔ ان کی بیوی اسی بستی کی رہنے والی تھی۔ ان بستیوں میں طوائف الملوکی تھی۔ ہر ایک بستی والے اپنی بستی میں کسی غیر معروف اجنبی کو داخل ہونے سے روکتے تھے۔ جب تک اس نووارد کی کافی ضمانت نہ ہو اسے قید کر لیتے تھے۔ اور اس سے طرح طرح کی بدسلوکی کرتے تھے۔ حضرت لوط باہر کے رہنے والے تھے انہیں بھی روکا گیا تھا۔ کہ باہر سے کوئی مہمان ان کے پاس نہ آنے پائے۔ اسی لئے جب ان کے پاس خدا کے بھیجے ہوئے مہمان آتے ہیں۔ تو وہ بےاختیار کہہ اٹھتے ہیں۔ ھٰذا یوم عصیب آج کا دن بڑا سخت ہے۔ کیونکہ ان کو خیال تھا کہ بستی کے لوگ ان کی وجہ سے بہت تنگ کریں گے۔ نبوت کے دعوے اور بستی کے لوگوں کے افعال شنیعہ کے خلاف وعظ کرنے سے بستی کے لوگ ویسے بھی حضرت لوط کو تنگ کرنے کے بہانے ڈھونڈتے تھے۔ نووارد مہمانوں کے آنے سے بڑھ کر اور کونسا بہانہ ہو سکتا تھا جس سے حضرت لوط کو تنگ کیا جا سکتا تھا۔ وہ فوراً پہنچے جیسا کہ قرآن میں لکھا ہے وجاءہ قومہ یھرعون الیہ ان کی قوم ان کے پاس دوڑتی ہوئی آئی۔ مطلب یہ تھا کہ ان مہمانوں پر قبضہ کیا جائے۔ اور اس طرح حضرت لوطؑ کو ذلیل کیا جائے۔ قبضہ کرنے کے بعد ان کی نیت بدچلنی کی بھی تھی یہ ایسے بدچلن لوگوں سے بعید نہ تھا۔ کم از کم حضرت لوط کو اس کا گمان غالب تھا۔ کہ یہ بدمعاش کسی کام سے بھی فرق نہیں کریں گے جیسا کہ ومن قبل کانوا یعملون السیئات سے (یعنی وہ لوگ اس سے پہلے بھی بدعمل کیا کرتے تھے) ظاہر ہے۔ ممکن ہے ایسے واقعات اس بستی میں پہلے بھی ہوئے ہوں۔ کہ نووارد لوگوں کو قبضہ میں کر کے ان سے بدچلنی کی گئی ہو۔ لیکن اس وقت بستی کے لوگوں کا حضرت لوط کے پاس آنا بظاہر صرف اسی غرض سے تھا کہ نووارد مہمانوں کو بوجہ اجنبی اور مشتبہ ہونے کے اپنے قبضہ میں کیا جائے چنانچہ مہمانوں پر قبضہ کرنے کی جو وجہ پیش کرتے ہیں وہ صاف لفظوں میں یہی ہے کہ اولم ننھک عن العالمین۔ کیا ہم نے تجھے تمام دنیا کے لوگوں سے نہیں روک رکھا تھا۔ یعنی باہر کے ہر ایک آدمی کے آنے سے تجھے جب روک دیا تھا تو کوئی وجہ نہیں کہ اب نووارد مہمانوں کو ہم اپنے قبضہ میں نہ کریں حضرت لوط مہمانوں کی اس بےعزتی اور اپنی اس تذلیل سے بچنے کے لئے ایک تجویز پیش کرتے ہیں وہ یہ کہ ھٰؤلاء بناتی ان کنتم فاعلین کہ یہ میری بچیاں ہیں۔ اگر تم کو قبضہ کرنا ہے تو ان پر قبضہ کر لو۔ یعنی اپنے اعتماد اور تسلی کے لئے ان بچیوں کو بطور یرغمال اپنے پاس رکھ لو۔ مطلب یہ تھا کہ میرے مہمان شریف آدمی ہیں۔ کسی قسم کے جاسوس یا مشتبہ آدمی نہیں۔ جب تک یہ میرے مکان میں رہیں تم میری بچیوں کو بطور یرغمال اپنے پاس رکھ لو۔

پہلا اعتراض یہاں دو اعتراض پیدا ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ ان کنتم فاعلین کے کیا معنے ہیں۔ بدقسمتی سے اس کے معنے لوگوں نے یہ سمجھ لئے کہ اگر تم صحبت کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ یہ معنی اس جگہ کرنے غلط ہیں۔ فعل کے معنے تو بہت وسیع ہیں۔ ہر ایک کام پر بولا جا سکتا ہے ان کنتم فاعلین کے صحیح معنے یہ ہیں کہ تم جس مقصد کے لئے آئے ہو اگر وہ ضرور پورا کرنا ہے تو پھر میری بیٹیوں کو لیجاؤ۔ لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ چونکہ بدکاری کرنے آئے تھے۔ اس لئے حضرت لوطؑ نے اس کام کے لئے اپنی بیٹیاں پیش کر دیں۔ یہ غلط ہے۔ وہ مہمانوں پر قبضہ کرنے آئے تھے۔ حضرت لوطؑ نے یہ فرمایا کہ اگر تم جو چاہتے ہو وہی کرگزرنا ہے تو مہمانوں کے بجائے میری بیٹیوں پر قبضہ کر لو۔ اور ان کو بطور یرغمال اپنے پاس رکھ لو۔ اسی لئے حضرت لوط کی قوم کے لوگوں نے صاف طور پر جواب دیدیا کہ لقد علمت ما لنا فی بناتک من حق وانک لتعلم ما نرید کہ ہم تیری بیٹیوں پر کیوں قبضہ کریں۔ ہمیں ان پر قبضہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اور تو جانتا ہے جو ہم ارادہ کر کے آئے ہیں۔ یعنی تیرے مہمانوں پر قبضہ کرنے کا۔ ان پر بوجہ نووارد ہونے قبضہ کرنا وہ اپنا حق سمجھتے تھے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ بیٹیوں پر قبضہ کر کے ان سے بدکاری کا احتمال بھی تو ہو سکتا تھا۔ لیکن تھوڑے سے تدبر سے اس اعتراض کی غلطی صاف نظر آ سکے گی اول تو یہ خود بخود فرض کر لیا گیا ہے کہ وہ لڑکیاں بالغ اور جوان تھیں ان کو مہمانوں کا قائم مقام بناتے بناتے اس طرف کسی کا خیال ہی نہ گیا۔ کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ لڑکیاں ابھی کمسن اور نابالغ ہوں۔ اور یہی قرینہ درست ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے کلام کو دیکھو جو قرآن نے نقل کیا ہے۔ وہ باوجود باپ ہونے کے اور اپنی لڑکیوں کے لئے فطری طور پر غیرت رکھنے کے اس بات سے نہایت مطمئن ہیں کہ ان لڑکیوں کو ان لوگوں کے ہاتھ سے کسی قسم کا گزند نہیں پہنچ سکتا۔ وہ اپنی لڑکیوں کو بطور یرغمال جب ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تو کیسے صاف لفظوں میں فرماتے ہیں ھٰؤلاء بناتی ھن اطھر لکم۔ یہ میری بیٹیاں ہیں تم انہیں اپنے قبضہ میں رکھو۔ یہ تمہارے لئے نہایت پاکیزہ ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو احتمال بدچلنی کا مہمانوں کو قبضہ میں لینے سے تھا۔ وہ ان لڑکیوں کو قبضہ میں لینے سے نہ تھا۔ اور دونوں فریق اس بات کو جانتے تھے کہ ان پر قبضہ کرنے میں پاکیزگی قائم رہ سکتی ہے۔ اگر کسی قسم کی بھی گندگی کا احتمال ہوتا تو ھن اطھر لکم بالکل بےمعنی ٹھہر جاتا۔ وہ کس طرح ان کے لئے پاکیزہ ٹھہر سکتی تھیں۔ پس یہ آیت کھلے طور پر بتلا رہی ہے کہ حضرت لوطؑ اور ان کی قوم دونوں جانتے تھے کہ ان لڑکیوں کو عارضی طور پر قبضہ میں کر لینا کسی گندگی اور بدچلنی کا موجب نہ ہو سکتا تھا وجہ یہی کہ وہ نابالغ کم عمر بچیاں یا بالفرض اگر بالغ ہوں تو بھی اس بستی کے لوگوں کی بھانجیاں بھتیجیاں تھیں کیونکہ ان کی ماں اسی بستی کی لڑکی تھی۔ اور وہ کسی کی بہن اور کسی کی بھانجی بھتیجی لگتی تھی۔ وہ لوگ ان نابالغ بچیوں کی عزت پر حملہ نہ کر سکتے تھے۔ اسی لئے حضرت لوطؑ کو اطمینان تھا اور اسی وجہ سے نہایت دلیری سے اپنی بچیوں کو بطور یرغمال پیش کرنے میں تامل نہیں کیا۔ بلکہ انہیں یہی ایک راہ نظر آئی جس میں ان لوگوں کا بھی طہارت و تقویٰ رہ سکتا تھا۔ اور مہمانوں پر قبضہ کر لینے کی صورت میں جو ان کے ساتھ بدچلنی کا اندیشہ تھا وہ اس صورت میں قطعاً نہ تھا۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— غازی ثناء اللہ خاں صاحب سیکرٹری انجمن اسلامیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور لکھتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے مبلغ مولوی لال حسین صاحب اس جگہ نہایت کامیابی سے تبلیغ اسلام کے کام میں مصروف ہیں۔ حال ہی میں تین غیر مسلموں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے۔

— مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب ابھی تک یوپی کے دورے سے واپس نہیں آئے۔

— محمد احمد خاں ساکن ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور جس کے متعلق گزشتہ پرچہ میں اعلان ہوا تھا۔ شملہ میں گرفتار ہو گیا ہے۔ میر محمد یعقوب ساکن امروہہ ابھی تک ہاتھ نہیں آیا۔

— زندگی اور جائداد کے بیمہ کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک فیصلہ کن مضمون لکھا ہے جو اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ ضرور پڑھیئے۔

— حکیم محمد یار فوق صاحب مبلغ انجمن ضلع فیروزپور میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام نہایت کامیابی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ حال ہی میں چھ غیر مسلموں نے ان کے ذریعہ اسلام قبول کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔

بعض احباب

کا سالانہ چندہ پیغام صلح ختم ہو گیا ہے بعض کا عنقریب ختم ہونے والا ہے دفتر سے ان کے نام چٹھیاں بھی لکھی جا رہی ہیں براہ کرم اپنا اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں۔ وی پی طلب نہ کریں۔ اس میں دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ ہر وی پی پر ۳ ر زیادہ خرچ ہوتے ہیں اگر سال میں پانسو وی پی روانہ کئے جائیں تو گویا ڈیڑھ سو آنے یعنی تقریباً ایک سو روپیہ بلاوجہ ڈاکخانہ کو دیدیا گیا۔ جو منی آرڈر کی صورت میں بچ سکتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ سہولت بھی اسی میں ہے کہ روپیہ بذریعہ منی آرڈر وصول ہو۔ امید ہے احباب ضرور توجہ فرمائیں گے۔

جہلم میں تعصب و حسد کی تازہ مثال

(از سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم)

ہم کو اپنے گناہوں اور کمزوریوں کا اعتراف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہر وقت اس کی مغفرت اور رحمت کے طلبگار ہیں۔ لیکن اس بات پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ الفضل مجریہ ۱۸ اپریل ۱۹۳۷ء میں "مسلمانان جہلم کا جلسہ وعظ اور غیر مبائعین کی ناشائستہ حرکات" کے عنوان سے جو ایک مضمون نکلا ہے۔ اس میں بہت کچھ کذب اور بہتان سے کام لیا گیا ہے اور اس بات سے بھی بہت افسوس ہوا۔ کہ بغیر تحقیقات کے مدیر الفضل نے نہایت خوشی خوشی اس قسم کے مضمون کو اپنے کالموں میں جگہ دی ہے۔ اس کا عنوان شاید خود ایڈیٹر صاحب نے یا جہلم کے مقامی قادیانی احمدیوں نے تجویز کیا ہوگا۔ کیونکہ اس میں غیر مبائعین کی اصطلاح اصل حقیقت پر سے پردہ برانداز ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ "الفضل" کا کالم سہواً اور معدودے چند غیر احمدیوں کے جلسے کو "مسلمانان جہلم کا جلسۂ وعظ" کا عنوان دیا جائے۔ کسی محلے کے چند ترکھانوں اور سناروں اور ہم قسم لوگوں کے ایک نہایت معمولی بے سروپا جلسہ کو مسلمانان جہلم کا جلسہ کہنا گویا وہ مثل ہے کہ "تین بکاین اور لالہ جی باغ میں" دراصل یہ مسلمانان جہلم کی ہتک ہے کہ ایسے لوگ ان کے نمائندے سمجھے جائیں۔ اور بالفرض اگر یہ جلسہ تمام مسلمانان جہلم کا بھی جلسہ ہوتا تو ہمیں اس کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ جب ہمارے مرشد اور امام حضرت مسیح موعودؑ کو کافر کہا گیا۔ اور ہمیں خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ اور انہی لوگوں میں سے بعض نے جن کا مضمون آج الفضل میں چھپتا ہے ہمیشہ حضرت مسیح موعود کو گالیاں دیں۔ اور اپنے علماء سے گالیاں دلوائیں۔ تب ہم نے ان کی باتوں کی پرواہ نہ کی۔ تو آج یہ نئے فیشن کی تقلید میں ناحق کے ملامت کے ووٹ انشاء اللہ ہماری استقامت میں فرق نہیں لا سکتے۔ وہ شوق سے ملامت کے ووٹ پاس کریں۔ ہم ان کی طرف توجہ کرنا بھی تضیع اوقات سمجھتے ہیں لیکن اتہامات سے بریت کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

جلسہ کن لوگوں کا تھا

خدا جانے منہ پر کیا ناک لگا کر یہ لوگ الفضل میں اپنا مضمون دینے گئے تھے حالانکہ خود الفضل اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کے نزدیک یہ غیر احمدی لوگ کافر خارج از اسلام اور یہود اور نصاریٰ کے مترادف ہیں۔ اور ان کے عقیدہ کے رو سے یہ مسلمانان جہلم کا جلسہ نہ تھا بلکہ جہلم کے یہودیوں کا جلسہ تھا اور ان کا مولوی ان کے عقیدے کے مطابق محض ایک یہودی فریسی اور فقیہی یا عیسائی پادری تھا جو اپنے ہم مشربوں کے جلسے میں لکچر دے رہا تھا۔ اور سچ پوچھو تو وہ مولوی لیکچر کے وقت کچھ عیسویت کے رنگ میں رنگا ہوا سمجھدار لوگوں کو نظر آ رہا تھا کیونکہ شروع سے آخر تک وہ حضرت عیسٰیؑ کی خصوصیات کے راگ گاتا رہا اور اس کے سوا کوئی فقرہ وعظ و نصیحت کا اس کے لیکچر میں نہ تھا۔ لوگوں کو تو یہ بتایا گیا تھا کہ یہ جلسہ وعظ کا ناچ کے خلاف ہے۔ لیکن احمدیوں کی مسجد کی طرف منہ کر کے مولوی صاحب حضرت عیسٰیؑ کی خصوصیات ہی کا راگ گاتے رہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ باتیں کنجری کے ناچ کا جواب کس طرح ہو سکتی ہیں۔ مولوی صاحب یقیناً خدا کے سوا کسی اور کو خالق اور شافی امراض اور غیب دان ماننا شرک سمجھتے ہوں گے۔ لیکن ان تمام باتوں کو وہ حضرت عیسٰیؑ میں منوانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے انہوں نے حضرت نبی کریم کی وفات کے حالات سینکڑوں دفعہ سنے ہوں گے مگر کبھی غیرت نہ آئی لیکن حضرت عیسٰیؑ کی وفات کا نام آتے ہی وہ آپے سے باہر ہو جاتے تھے اور گلا پھاڑ پھاڑ کر ان کو زندہ آسمان پر چڑھانے لگتے تھے سب انبیاء اور اولیاء کے باپوں کا ذکر پڑھتے ہوں گے۔ خود سرور انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا ذکر سنا ہوگا۔ مگر کبھی غصہ نہ آیا۔ اور مسیح کا باپ تجویز ہوا تو وہ غیرت آئی کہ الامان اور درحقیقت یہ وہی آگ تھی جس نے احمدیوں کی مسجد کے سامنے جلسہ کر دیا۔ نہ معلوم یہ غیرت حضرت عیسٰیؑ کے لئے کیوں ہے کیا یہ مسیحیت کا درپردہ اثر تو مسلمانوں پر نہیں پڑ گیا۔

مسجد کے سامنے ناچ

اصل میں بات اتنی ہوئی کہ سورۂ مریم کا درس کرتے ہوئے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے کہیں مسیحؑ کے باپ کا ذکر کر دیا۔ اور صاف کہہ دیا کہ مجھے تو مسیحؑ کا باپ قرآن سے صاف نظر آتا ہے لیکن اگر کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو اس میں جھگڑے کی کوئی بات نہیں۔ یہ ایک علمی مسئلہ ہے اس میں اپنے فہم اور ذوق کے مطابق اگر کوئی کسی خیال کا پابند ہے تو کچھ ہرج نہیں۔ جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس بات کا چرچا جہلم میں ہوا۔ لوگوں کے لئے ایک نئی بات تھی بہت بھڑکے ہمارے قادیانی دوستوں نے جو ایسے موقعوں کے لئے تاک میں لگے رہتے ہیں۔ اس آگ پر اور تیل چھڑکا۔ دوسرے دن ایک غیر احمدی بزرگ درس میں تشریف لائے۔ بہت سے اعتراض کئے مگر جلد وہ سمجھ کر چلے گئے۔ دوسرے دن شام کو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو تو درد جگر کا سخت دورہ پڑا۔ وہ تو صاحب فراش ہو کر مسجد میں آنے کے ناقابل ہو گئے۔ چنانچہ ابھی تک بوجہ ضعف اور کمزوری کے وہ سوائے جمعہ کے مسجد میں نہیں آتے۔ درس بھی بند ہے۔ مسجد کی شام کی رونق جاتی رہی سنسان ہو گیا۔ جس محلہ میں مسجد ہے اسی محلہ میں ایک غیر احمدی پولیس افسر رہتے ہیں۔ ان کے ہاں شادی تھی۔ انہوں نے مسجد کو جو سنسان پایا تو اس کے قریب کے میدان میں اپنی شادی کا جلسہ جا دیا اور ناچ بھی کروایا۔ اس ناچ سے نہ ہمارے احمدیوں کو کچھ واسطہ نہ غرض۔ ناچ کرانے والا غیر احمدی جلسے میں شامل ہونے والے غیر احمدی۔ اس محلہ کے دو تین احمدی بچارے اپنے بچوں کو اس جلسہ سے واپس لانے کے لئے وہاں تک جا کر اپنے بچوں کو لے کر چلے آئے۔ ان کے روکنے سے کوئی نہ رکا۔ البتہ ان سے غلطی یہ ضرور ہوئی کہ پولیس کی معرفت ناچ نہ بند کروایا۔ مگر فساد کا اندیشہ اور محلہ داری کی وجہ سے انہوں نے ایسا نہ کیا۔ اور نہ انہوں نے اپنی جماعت کو خبر کی کیونکہ وقت نہ تھا۔ ورنہ جماعت کی طرف سے صدائے احتجاج بلند کی جاتی مسجد کی چھت ہرگز تماشائیوں کے لئے وقف نہیں ہوئی۔ یہ محض جھوٹ ہے البتہ محلہ کے کوٹھوں پر غیر احمدی مستورات کا جم غفیر تماشا دیکھ رہا تھا۔ ان میں ہرگز ہرگز کوئی احمدی عورت شامل نہ تھی۔

پس یہ کس قدر قابل شرم ہے۔ کہ ناچ کرائیں غیر احمدی بیلیں دیں غیر احمدی۔ اور اس طرح احمدیوں کی مسجد کی خود تذلیل کریں۔ اور ان کی شرافت اور امن پسندی سے ناجائز فائدہ اٹھائیں اور پھر مطعون کریں احمدیوں کو۔ اگر کسی نام کے احمدی کی طرف خاص اشارہ ہو تو یاد رہے کہ عرصہ ہو چکا وہ ہماری جماعت سے عملی طور پر الگ ہو چکا ہے۔ لیکن پھر ان قادیانی بزرگ کا بھی تو الفضل میں ذکر کرنا تھا جو ایک سرکاری افسر ہیں اور جلسۂ ناچ میں موجود تھے۔ بلکہ ان کی نام کی بیلیں تو بڑے زور شور سے دی گئیں۔

اس جلسہ کے ختم ہونے کے بعد دوسری یا تیسری رات کو اس محلے کے بعض غیر احمدی صاحبان نے ایک مولوی صاحب کو لے کر اسی میدان میں جلسہ کیا۔ جلسے کے لئے ایک ایک آنہ احمدی غیر احمدی سب سے مانگتے پھرے۔ بتایا یہ گیا کہ ناچ کے خلاف وعظ ہوگا۔ ہم نے بھی سمجھا کہ اچھا ہوا یہ لوگ اب اپنی قوم کی اصلاح کرنے لگے ہیں۔ بہت اچھا ہو جو ناچ رنگ کی محفلیں شادی بیاہوں سے اڑا دی جائیں۔ مگر حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جلسۂ وعظ میں سوائے حضرت عیسٰیؑ کی خصوصیات کے اور کوئی ذکر نہ ہوا احمدیوں کی مسجد کی دیواروں کو سامنے رکھ کر مولوی صاحب نے اپنا راگ الاپنا شروع کر دیا۔ کہ حضرت مسیح خالق طیور تھے۔ شافی امراض تھے۔ احیائے موتیٰ کرتے تھے۔ غیب داں تھے۔ ابھی تک حی و قیوم زندہ الآن کما کان آسمان پر موجود ہیں۔ ان کا باپ کوئی نہ تھا۔ وہ محض روح القدس سے پیدا تھے۔ اس جلسہ میں اسی محلہ کے صرف دو چار احمدی موجود تھے۔ ہماری جماعت موجود نہ تھی۔ جب جلسہ ختم ہو چکا۔ اور دعا بھی ہو چکی تو ایک قادیانی احمدی نے مولوی صاحب پر حیات مسیح کے بارے میں کچھ اعتراض کیا اس کی تائید میں ایک لاہوری احمدی بھی بول پڑے۔ مولوی صاحب ایسے سٹ پٹائے کہ الٹے پلٹے جواب دینے شروع کر دیئے۔ اسی اثناء میں لاہوری احمدی نے پیدائش انسانی کے متعلق جو قرآن میں سنت اللہ ہے مولوی صاحب سے کچھ دریافت کیا۔ گفتگو کے اثنا میں قرآن کی ضرورت پڑی۔ ہمارے ایک نوجوان دوست قرآن لے آئے۔ قرآن سے یہ لوگ بہت گھبرایا کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن پر نظر پڑنی تھی کہ اراکین جلسہ کو اپنی شکست نظر آنے لگی صدر اہل حدیث کے بھائی صاحب نے جو آنہ آنہ جمع کرتے رہے تھے اور جلسہ کے بانی مبانی تھے مفر اسی میں دیکھا کہ شور ڈال دیا جائے۔

لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون۔ یعنی یہ قرآن نہ سنو اور اس میں شور ڈال دو تاکہ تم غالب رہو۔ چنانچہ ان صاحب نے قرآن لانے والے کو چھٹتے ہی گالی دی۔ جو قرآن لایا تھا وہ ایک جوان آدمی تھا۔ گرم خون رکھتا تھا۔ اور پہلے ہی ان لوگوں سے اس بات پر چڑا ہوا تھا کہ یہ لوگ احمدیوں کے درس قرآن کو گرنتھ پڑھنے کے مترادف قرار دیا کرتے تھے۔ اس نے بھی صدر اہل حدیث کے بھائی کو جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ بس پھر کیا تھا وہ اکیلا تھا۔ اور یہ اتنے بہت آدمی۔ خوب جھڑپ ہوئی۔ ہر ایک عقلمند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اتنی کثرت کے مقابل میں ایک آدمی کہاں تک عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ اس بچارے کو ان لوگوں نے بہت مجرا بھلا کہا اور اسے چور کوتوال کو ڈانٹے۔ دوسرے دن ریزولیوشن بھی ملامت کا خود ہی پاس کر دیا لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر ریزولیوشن پاس کرنا تھا۔ تو اس ایک آدمی کے خلاف پاس کر دیتے۔ ساری جماعت نے ان کا کیا قصور کیا تھا۔ جو تمام لاہوریوں کے خلاف ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ ایک شخص کے پرائیویٹ جھگڑے کو ساری احمدی جماعت سے ساتھ کیا تعلق؟ اور وہ جھگڑا بھی جلسہ ختم ہو جانے کے بعد ہوا۔ جلسہ کے درمیان میں کسی نے کچھ نہیں کہا۔ بعد میں ایک شخص کا پرائیویٹ جھگڑا ایک دوسرے شخص سے ہوتا ہے۔ اس شخص کو احمدی جماعت کا نمائندہ کیوں فرض کر لیا گیا۔ اور پھر خود اس کو جس قدر چاہا گالیاں دیں۔ کیا احمدی کی گالی گالی ہوا کرتی ہے اور غیر احمدیوں کی گالیاں منہ سے پھول جھڑا کرتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس احمدی نوجوان کے خلاف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کو برداشت کرنا چاہئے تھا۔ لیکن کیا یہ سچ نہیں کہ سب سے پہلے جس نے گالی دی وہ صدر اہل حدیث کا بھائی تھا۔ جو ایک غیر احمدی ہے۔ اس نے گالی دی تو اس احمدی کو جوش آ گیا۔ پھر یہیں تک نہیں۔ دوسری رات کو پھر اسی جگہ فساد کی نیت سے انہی محلہ داروں نے جلسہ کیا۔ ہم نے اپنی جماعت کو منع کر دیا کہ کوئی وہاں نہ جائے۔ مبادا فساد ہو۔ اور امن میں خلل ہو۔ انہوں نے میدان خالی پا کر جو چاہا کہا اور جو چاہے ریزولیوشن پاس کئے۔ یہی وہ گائیں کا جلسہ تھا جس کی رپورٹ اخبار الفضل میں بڑی شان و شوکت سے شائع ہوئی ہے۔ اور اعلان کیا جاتا ہے کہ اس میں جہلم کے لاہوری احمدیوں کے خلاف ملامت کے ووٹ پاس ہوئے بہت اچھا احمدیوں کے خلاف ووٹ پاس کئے اچھا کیا۔ گالیاں دیں اچھا کیا لیکن کیا اپنے غیر احمدی بھائی کے خلاف بھی کوئی ملامت کا ووٹ پاس کیا جس نے ناچ کرایا تھا۔ لیکن کیسے کرتے۔ وہ گھر کا بھیدی ہے۔ اگر کان ہلائیں تو وہ سارے کچے چٹھے کھول کر دھر دے۔ اور وہ تنہا کتنے ماتوں کے پول کھول کر۔ لیکن خیر اگر اس کے خلاف ریزولیوشن نہ پاس کیا گیا تو کم سے کم ناچ کے متعلق کوئی ریزولیوشن پاس کیا ہوتا۔ کہ آئندہ مسلمان اس قسم کی ناشائستہ حرکت شادی بیاہوں میں نہ کیا کریں۔ مگر اس کے متعلق کچھ کرتے تو لوگوں کے لئے رستے میں مشکلات پڑتیں۔ اور ایسا کیوں کرتے کوئی ناچ سے تو رنج نہ تھا خود ان لوگوں میں سے آدمی بیٹھے کئی ایک تماشا دیکھ رہے تھے۔ یہ تو ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور ہیں۔ یہاں تک کہ انجمن کا نام تک فرضی ہے۔ اصل میں رنج تو سارا حضرت مسیح کی خصوصیات توڑنے اور بالخصوص ان کے باپ کا عقیدہ رکھنے کا تھا۔ وہی تعصب اور حسد تھا جس نے یہ جلسہ کرایا۔ اور ریزولیوشن پاس کرائے۔ لاہوری احمدیوں کے خلاف کچھ بھی مل جائے وہ ہمارے قادیانی دوستوں کے لئے موجب شادمانی ہوتا ہے یہاں تک کہ کوئی شخص لاہوری احمدی ہونے لگے تو اول تو اسے اپنی طرف کھینچتے ہیں اور اگر نہ کھنچے تو کہنے لگتے ہیں۔ "آپ محمدی سے احمدی کیوں بنتے ہیں؟" انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔ تو وہ کیوں اس قسم کی غیر ذمہ دار تحریر کو اپنے اخبار الفضل میں شائع نہ کروا لیتے اگرچہ وہ غیر احمدی تھا جو وعظ کر رہا تھا۔ حضرت مسیحؑ کے متعلق تمام خصوصیات کو منواتا تھا جس کی زد تمام احمدیوں قادیانی لاہوری دونوں پر پڑتی تھی۔ مگر مسیح کے باپ کے عقیدہ میں چونکہ وہ قادیانیوں کا ہمنوا تھا۔ اس لئے لاہوریوں پر زد مارنے کے لئے ہمارے قادیانی دوست شریک کا رشتہ گنوانے کے لئے اپنی بھینس گنوانے کو تیار ہو گئے۔ غرضیکہ یہ ہے اصل حقیقت مسلمانان جہلم کے جلسۂ وعظ اور غیر مبائعین کی ناشائستہ حرکات" اور مبائعین کی دینی غیرت اور فہم اور انصاف کی۔ !

(راقم سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جہلم)

ہندوستان

— اخبار "تیج" دہلی اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ خواجہ حسن نظامی کو "خان بہادر" کا خطاب ملنے والا ہے۔

— اندازہ کیا گیا ہے کہ سب سے زیادہ اندھے ہندوستان میں ہیں۔

— بمبئی ۲۱ اپریل۔ بٹلر کمیٹی آج ولایت روانہ ہو گئی۔

— بمبئی ۲۰ اپریل۔ والیان ریاست کے ایوان نے آج اپنے مطالبات کی یادداشت بٹلر کمیٹی کے حوالہ کر دی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کمیٹی اپنی سفارشات باضابطہ شائع نہیں کرے گی۔ بلکہ براہ راست حکومت ہند کو بھجوا دے گی۔

— مسٹر خورشید حسن بہار واڑیسہ کے سرکاری مطبع کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ آپ پہلے ہندوستانی ہیں جو اس منصب پر سرفراز ہوئے ہیں اس وقت آپ کی عمر صرف ۴۴ سال کی ہے۔

— سر شفیع ۲۱ اپریل کو بمبئی سے ولایت روانہ ہو گئے۔ روانگی سے پیشتر انہوں نے انڈین ڈیلی میل کے نمائندے سے بیان کیا کہ تحریک مقاطعہ کمزور ہو رہی ہے۔ اور سائمن کمیشن کے واپس آنے تک یعنی ماہ اکتوبر میں مطلع بالکل صاف ہو جائے گا۔

— غلاف کعبہ جو کہ ہندوستان میں تیار ہوا ہے ۲۱ اپریل کو دہلی میں اس کی نمائش کی گئی ہزاروں آدمیوں نے زیارت کی بیان کیا جاتا ہے کہ غلاف نہایت خوبصورت ہے۔ یہ عنقریب مکہ معظمہ روانہ کیا جائیگا۔ اس کے ساتھ علما کی ایک جماعت بھی جائے گی۔

— یو۔پی میں طاعون کا زور کم ہو رہا ہے۔

— پرتاب لکھتا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں حج کے لئے حجاز جانے والے ہیں۔

— معلوم ہوا ہے کہ زبسکو نے گاما کو چیلنج دیا ہے کہ وہ امریکہ میں آکر کشتی کرے۔ زبسکو نے اس کو ۶۰ ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا ہے۔

— لاہور ۲۵ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کو مقامی ڈی۔اے۔وی کالج میں لیکچر کی اجازت نہیں دی گئی۔

ممالک خارجہ

— بحرہ خضر کے ساحلی مقام بندر عباس سے محمرہ تک ریلوے لائن تعمیر کرنے کی جو تجویز درپیش تھی اس کا اجارہ حکومت ایران نے امریکن اور جرمن کمپنیوں کو دیدیا ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ حکومت حجاز کے جدید سکے نہایت خوبصورت ہیں بعض ماہرین کا خیال ہے کہ ان سے مسکوکات کی دنیا میں ایک قیمتی اضافہ ہوا ہے۔

— افغانستان میں عنقریب بہت سی تعلیمی اصلاحات ہونے والی ہیں۔

— ٹوکیو ۲۲ اپریل نیشنل حلقوں میں خبر پھیل رہی ہے کہ انہوں نے تنیفک نامی مقام کو فتح کر لیا ہے۔ نیز مخالفین کے تمام ہسپتال زخمیوں سے بھر گئے ہیں۔

— ایتھنز ۲۲ اپریل۔ گزشتہ شب اس جگہ چار زلزلے آئے جو نہایت خوفناک تھے۔ لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر باہر چلے گئے۔ لاکھوں کا مالی نقصان ہوا۔

— البانی پارلیمنٹ کے ایوان اعلےٰ نے شادی کے جدید قانون کو منظور کر لیا ہے جس کی رو سے تعداد ازدواج کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین شادی جائز قرار دی ہے۔

— برلن ۲۳ اپریل۔ عمل جراحت سے صحت یاب ہونے پر بادشاہ افغانستان نے ملازمین ہسپتال کو بیش بہا انعامات عطا فرمائے۔

— قسطنطنیہ میں ترکوں نے ایک تجارتی کمپنی قائم کی ہے جو یورپی تاجروں کی وساطت کے بغیر عالم اسلام کے ساتھ تجارت کرے گی۔

— صوفیہ ۲۲ اپریل۔ فلپوپولس اور دوسرے تباہ شدہ علاقہ میں اب تک زلزلہ کی حرکت محسوس ہو رہی ہے اور زمین کے اندر سے بھی گڑگڑاہٹ کی آوازیں آ رہی ہیں۔

— پٹرنس میں دوبارہ جرمن قونصل خانہ قایم ہو گیا ہے۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۰ ذیقعد سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق یکم مئی سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۲۵

غربت اسلام

(از حضرت مسیح موعودؑ)

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اگر یاراں کنوں بر غربت اسلام رحم آید
باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا

بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

ہمی بینم کہ دادار قدیر و پاک می خواہد
کہ باز آں قوت اسلام و آں شوکت شود پیدا

مرا دجال و کذاب و تبراز کافراں فہمند
نمی دانم چرا از نور حق نفرت شود پیدا

عجب دارید اے ناآشنایاں غافلاں از دیں
کہ از حق چشمۂ حیواں دریں ظلمت شود پیدا

فراموشت شدہ اے قوم احادیث نبی اللہ
کہ نزد ہر صدی یک مصلح است شود پیدا

بزم احباب

(مرتبہ خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

فرانس

پروفیسر پروسٹ (حبیب اللہ) صاحب لکھتے ہیں۔ میں آپ کی مرسلہ کتابوں اور ٹریکٹوں کا جو جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے شائع ہوئی ہیں۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں ان کا مطالعہ کر رہا ہوں اور اپنے لکچروں اور مضامین میں ان کا ذکر کرتا رہونگا۔ میں نے ان میں سے کچھ تو اپنے دوست ہیرن ہوڈن صاحب کو دیدی ہیں۔ جو آپ کو براہ راست خط لکھے گا۔ میں اپنی بیعت کا فارم پر کر کے بھیج رہا ہوں۔ آپ مزید فارم بیعت بھیج دیں۔ تاکہ دوسرے یورپین اور افریقن مسلمانوں کو جماعت میں منسلک کیا جائے۔ کم از کم چندہ کی مقدار سے جو ہر ایک ممبر جماعت کو خدمت اسلام کے لئے دینا ضروری ہے۔ اطلاع دیں۔ میں آپ کو چند مشہور فرنچ نومسلموں کے پتے بھیجتا ہوں ان میں سے ہر ایک کو سلسلہ کا لٹریچر بھیج دیں۔ آٹھ دس فرنچ فضلاء بڑے مخلص مسلمان ہیں۔ ان کی جماعت میں شمولیت اشاعت اسلام کے کام کو فرانس میں بہت ترقی دے گی۔ ان کے علاوہ میں چند علماء کے پتے بھیجتا ہوں۔ جنہیں اسلام سے بہت دلچسپی ہے اور یقین ہے کہ آپ کا لٹریچر انہیں اسلام میں لے آئے گا۔ قریباً ایک مہینہ ہوا کہ میں نے اخلاق اسلام پر پیرس میں لکچر دیا تھا۔ اور اسلام کی پاکیزہ اور بےعیب تعلیم کو جس میں شراب اور زنا سے نفرت دلائی گئی ہے لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا اس کا وہاں بہت اچھا اثر ہوا۔ انگریزی قرآن کی قیمت ہمارے ملک کے موجودہ تبادلہ سکہ کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے ورنہ ہم لوگ اسے منگوا لیتے۔ میں انشاءاللہ مضامین کے ذریعہ سے برلن کے رسالہ کو مدد دیتا رہونگا اور الجیریا اور ٹیونس کے حلقوں میں بھی تبلیغ سلسلہ کی کوشش کرونگا۔ جملہ برادران سلسلہ کی خدمت میں سلام عرض کر دیں۔

دوسرا خط میرزا عبدالرحمٰن مالک (سروین نومسلم) پیرس سے لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کا خط ماہ گزشتہ جون میں ملا مجھے فارسی زبان کا ایک پرچہ مل گیا تھا۔ اس سال مالی مشکلات کے باعث میں مطالعہ جاری نہ رکھ سکا۔ اخبار مجھے باقاعدہ ملتا رہتا ہے۔ جس کے لئے میں بہت مشکور ہوں۔

پروفیسر مسینیو صاحب برسلز سے لکھتے ہیں۔ کہ ہم آپ کے سیرۃ خیر البشر ... انگریزی اور قرآن شریف کے نسخہ کے بحد مشکور ہیں۔ جو آپ نے ہماری سوسائٹی کی لائبریری کے لئے بھیجا ہے۔ ہمارے انگریزی دان ممبر ان سے یقیناً بہت فائدہ حاصل کریں گے۔ میں اس ہفتہ کی ڈاک سے اپنے رسالہ کی دو کاپیاں بھیج رہا ہوں۔ جن کا مطالعہ آپ کے لئے دلچسپی کا موجب ہوگا۔ آخری صفحہ پر ہماری تالیفات کی فہرست بھی موجود ہے۔

ایک عرب دوست کا خط برادر محمد علی حاجی سلین صاحب لیبی سے لکھتے ہیں کہ آپ کا عنایت نامہ پہنچا جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اور ہر ایک مسلمان آپ کی جماعت کی خدمات اسلام کے لئے جو وہ بہت سی مصیبتیں اٹھا کر دنیا میں اعلائے کلمۃ الحق کر رہی ہے معترف ہے۔ آپ کا یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ آپ کی جماعت کی خدمات اسلام سے مشرق و مغرب دونوں متاثر نظر آتے ہیں۔ مولوی صاحب! میں عرب ہوں اگر میری اردو میں کوئی نقص ہو تو معاف کیجئے گا۔ میں باوجود ایک عرب ہونے کے اردو سے خاص دلچسپی رکھتا ہوں۔ اور اس کے بولنے سے مجھے ایک قسم کا لطف آتا ہے۔ آپ براہ نوازش حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب کا فوٹو میرے لئے بھیج دیجئے، مشکور ہوں گا۔ اور اگر تکلیف نہ ہو تو اپنا بھی۔ مجھے جب کسی احمدی کا خط آتا ہے تو بڑی مسرت ہوتی ہے۔ میں عنقریب اپنا فوٹو آپ کو بھیجونگا۔ افسوس ہے کہ میں لاہور میں حضرت امیر کی خدمت میں حاضر نہیں ہوں ورنہ خدمت اسلام میں ضرور حصہ لیتا۔ دوم فکر معاش کی مشکلات ہیں۔ میں ہمیشہ اخبار "المسلم" میں اسلامی مضامین لکھتا رہتا ہوں یہ ایک اسلامی اخبار ہے۔ نہ کہ بہائی! اور اس کی غرض یہ ہے کہ اسلام عروج پر ہو میں نے بہائیوں کے رد میں چار پانچ مرتبہ انگریزی زبان میں بحوالجات کتب بہائیہ مضامین لکھے جس سے ان کے غضب کی انتہا نہ رہی۔ انہوں نے ایک پنجابی مبلغ کے ذریعہ سے جو خود انگریزی سے محروم ہے اور جو پہلے قادیانی پارٹی کا ممبر تھا۔ ایک طول طویل مضمون اس عنوان پر کہ مسٹر محمد علی کا چیلنج منظور ہے لکھوایا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ان دشمنان اسلام کے رد میں مضامین لکھنا بھی ایک خدمت اسلام ہے۔ آپ یاد رکھیں کہ میں بہائیوں کا پیچھا ہرگز نہ چھوڑونگا حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے بارے میں میں نے پھر سے جانچ پڑتال شروع کر دی ہے۔ آپ کوئی ضخیم عمدہ کتاب ارسال کریں۔ جو پوری حقیقت پر مشتمل ہو۔ مرسلہ مختصر پمفلٹ میرے لئے کافی نہیں۔ میں ہر چیز کو بہت غور و خوض سے دیکھتا ہوں۔ پھر جا کر کہیں قبول کرتا ہوں۔

میں میٹرک کا طالب علم ہوں اور چند روز کے بعد امتحان دونگا۔ آپ سے امید ہے کہ میری کامیابی کے لئے دعا کریں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ نمبر ۲۵

ڈاکٹر ذاکر حسین اور آریہ اخبارات

دروغ بافی کا عجیب و غریب نمونہ

ہم حیران ہیں کہ آریہ سماج باوجود اپنے آپ کو مذہبی جماعت کہنے اور کہلانے کے ایسی حرکتیں کیوں کرتا رہتا ہے۔ جس کو دنیا کا کوئی مذہبی فرقہ جائز قرار نہیں دیتا۔ آریہ سماج اپنے جنم دن سے لے کر آج تک جن مراحل سے گزرا ہے ان سب کو سامنے رکھ لیجئے۔ آپ کو صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس نے ہمیشہ اپنے مقاصد کے لئے ایک پُرفریب اور عیارانہ پروپیگنڈا سے کام لیا اور آج بھی اس کی ترقی و بقا کا سارا دارومدار اسی ریت کی دیوار پر ہے۔ آریہ سماجی جب کبھی مسلمانوں کے ہاں اپنے جاسوس بھیجنا چاہتے ہیں تو اس سے پیشتر یہ مشہور کر دیتے ہیں کہ ہمارے جلسوں اور کانفرنسوں میں مسلمانوں کے جاسوس آتے ہیں۔ جب کبھی کہیں غریب مسلمانوں پر حملہ کرنا ہوتا ہے۔ تو اس سے کئی ماہ قبل آریہ اخبارات اور مقررین یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ مسلمان فساد برپا کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہمارا ناک میں دم کر رکھا ہے پولیس میں رپورٹیں کی جاتی ہیں۔ مقامی حکام کے پاس وفود جاتے ہیں اعلیٰ حکام کے پاس تاریں دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد جو کچھ کرنا ہوتا ہے کر لیتے ہیں۔ اغوا، عصمت دری، لوٹ مار وغیرہ کی ذہنی داستانوں میں یہی مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔

یہ جو کچھ ہوتا تھا حریفانہ رنگ میں ہوتا تھا۔ لیکن اب اس آریہ سماجی پروپیگنڈا نے ایک نہایت خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ جو یقیناً پہلے طرز عمل کی نسبت مسلمانوں کے لئے زیادہ باعث نقصان اور آریوں کے لئے باعث شرم ہے۔ گورو کل کانگڑی جو آریہ مبلغین کی ایک مشہور درس گاہ ہے اس کا جلسہ ہر سال ہوتا ہے۔ چند سال سے بعض اسلامی انجمنوں کے نمائندے بھی اس میں شریک ہوتے ہیں۔ اس سال بعض دیگر انجمنوں کے علاوہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے پرنسپل ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب اور چند طلباء بھی شریک ہوئے۔ اور وہاں طلباء میں ایک مناظرہ ہوا۔ جس میں جامعہ ملیہ کے طلبہ کو کامیابی ہوئی اور انہوں نے انعام حاصل کیا۔ انعام چاندی کا ایک ہنس تھا۔ جو کنول کے پھول پر کھڑا تھا۔ اس انعام کو "شردھانند ٹرافی" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نے اس ٹرافی کو حاصل کرتے وقت رسمی طور پر مناسب وقت ایک تقریر بھی کی۔ جس میں کارکنان گروکل کا شکریہ ادا کیا۔ آریہ اخبارات نے اس تقریر کو اس طریق پر بگاڑا کہ اس کا مطلب کچھ سے کچھ ہو گیا۔ اور اس میں ایسے فقرات اپنی طرف سے شامل کر دیئے۔ جن کا ایک مسلمان کی زبان سے ادا ہونا ناممکن ہے۔ اور اس حرکت میں تمام قابل ذکر آریہ اخبارات "تیج" "پرتاپ" "پرکاش" وغیرہ شامل ہیں۔

اس تحریر کو شائع کرتے ہوئے آریہ اخبارات نے نوٹ اور لیڈر لکھے ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کی تعریفیں کی گئیں اور اس مجنونانہ جوش میں "پرتاپ" تو بالکل بے خود ہو گیا۔ اور ڈاکٹر صاحب کا ذکر کرتے کرتے احمدیہ جماعت پر برس پڑا۔ پہلے اس نے اپنی ۱۵ اپریل کی اشاعت میں لکھا ہے:۔

"گورو کل کے پچھلے سالانہ جلسے پر لاہوری احمدیوں کا ایک جاسوس گیا تھا اس نے وہاں جاسوسی کا کام کیا۔ جب اس کو اس کام سے روکا گیا تو اس نے اخبارات میں تار دے دیا۔ اور رپورٹ کر دی کہ مجھے گورو کل والوں نے حبس بیجا میں رکھا ہے"۔

اس کے بعد ۲۵ اپریل کو اسی جہالت کا اعادہ ان الفاظ میں کیا گیا۔

"آج تک جتنے بھی مسلمان گورو کل میں آئے وہاں کے سلوک کے مداح پائے گئے ہیں ہاں مسلم جاسوسوں کے ساتھ ضرور مختلف سلوک کیا جاتا ہے پچھلے سال جب ایک احمدی جاسوس نے جلسہ گورو کل میں شرارت کرنی چاہی تو اسے روکنا پڑا"۔

ان بہتان طرازیوں کا جواب ہم اس سے پہلے دے چکے ہیں جس کی تردید کا حوصلہ "پرتاپ" کو نہیں ہوا۔ ہم ان بہتان طرازیوں اور ڈاکٹر ذاکر حسین کی تقریر کو دیکھ کر ہی بھانپ گئے تھے کہ اس دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔ جو باتیں ڈاکٹر ذاکر حسین کی تقریر کا نام دے کر شائع کی جاتی ہیں وہ در اصل آریہ اخبارات کے رپورٹروں اور ایڈیٹروں کی دروغ بافی کی شرمندۂ احسان ہیں۔ شکر ہے ہمارا خیال صحیح نکلا۔ کل "پیام تعلیم" (جو جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کا اخبار ہے) کا تازہ پرچہ موصول ہوا۔ جس سے صحیح حالات معلوم ہوئے۔ آریہ اخبارات میں جو کچھ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کی تقریر کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس کا خلاصہ یہ تھا۔

(۱) ٹرافی پر (یعنی چاندی کے ہنس پر) سوامی شردھانند کی تصویر ہے

(۲) ڈاکٹر صاحب نے یہ کہا کہ سوامی جی کی یہ تصویر ہمارے لئے ایک بیش بہا نعمت ہے اور ہم اس کو اپنے ہاں نمایاں جگہ پر رکھیں گے اور جب اس پر ہماری نظر پڑا کرے گی تو ہمکو یاد آ جائے گا کہ ایک مجنون اور پاجی مسلمان نے ان کو شہید کیا تھا۔ اور اس طرح ہماری گردنیں ندامت کی وجہ سے جھک جایا کریں گی۔

(۳) ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نے قاضی عبدالرشید صاحب پر لعنت ملامت کی تھی۔

اب ذرا "پیام تعلیم" کا بیان بھی سنیئے۔

"ڈاکٹر صاحب موصوف نے ججوں کے مبارکباد دینے پر شکریہ کی جو تقریر فرمائی تھی اس کا مفہوم اسکے سوا اور کچھ نہ تھا کہ ایک ایسی درسگاہ سے اور ایک ایسے نام کی ٹرافی لے جانا میرے لئے یقیناً چند در چند مسرت و خوشی کا باعث ہے۔ اور کون مسلمان ہے جسکے لئے واقعتاً یہ امر خوشی کا موجب نہ ہوگا"۔

اس کے بعد لکھا ہے:۔

"تیج اور پرتاپ" کے خوش مذاق نامہ نگار کی عقل سلیم اس کے بجائے کہیں اور جا پہنچی۔ ہم میں سے جتنے لوگ وہاں موجود تھے وہ یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس پوری تقریر میں نہ کہیں عبدالرشید کا نام آیا اور نہ کسی شخص پر لعنت اور ملامت کی گئی۔ چہ جائیکہ وہ بھی ایک مسلمان پر ہوئی"

اس کے بعد انعام کی نسبت لکھا ہے:۔

"جو انعام جامعہ کو ملا ہے وہ اصل میں ایک نہایت خوشنما چاندی کا ہنس ہے جو کنول کے پھول پر کھڑا ہے۔۔۔۔۔ لیکن "تیج" اور "پرتاپ" کی علمیت و واقفیت کی داد دیجئے۔ کہ "شردھانند ٹرافی" اور شردھانند کی تصویر میں انہیں کوئی فرق نظر نہ آیا۔

(پیام تعلیم ۱۲ اپریل)

دونوں بیانات آپ کے سامنے ہیں۔ آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ آریہ اخبارات نے کس عیاری سے یہ قابل نفرت فعل انجام دیا ہے ہوڑ "اور "پیام تعلیم" میں صحیح حالات شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن ان دروغ باف آریہ اخبارات نے کسی بات کی تردید کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص مقصد کو مدنظر رکھ کر یہ کمین کھیلا گیا ہے۔

آریہ اخبارات سے گلہ شکوہ فضول ہے۔ جب ان کی زندگی کا واحد مقصد ہی دروغ بافی ہو تو پھر وہ اس قسم کی حرکتیں نہ کریں تو اور کیا کریں۔ اشدھی ایک خالص سیاسی تحریک ہے۔ اور گروکل اس تحریک کے کارکن بہم پہنچانے کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ لہذا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس قسم کی حرکتیں کرے۔ جب اشدھی کے سلسلے میں ہر قسم کی دروغ بافی دھوکہ۔ فریب۔ لالچ وغیرہ کو جائز سمجھا جاتا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ گروکل کے مقاصد کے حصول کے لئے اشدھی بازوں کی پیروی نہ کی جائے مہاشہ کرشن بڑے فخر سے لکھتے ہیں کہ "آج تک جتنے معزز مسلمان گوروکل میں آئے ہیں وہاں کے سلوک کے مداح پائے گئے ہیں" گزشتہ سال ویدک تہذیب کے اس اڈے میں احمدیہ جماعت کے نمائندوں کے ساتھ جو شرمناک برتاؤ کیا گیا تھا وہ سب کو معلوم ہے۔ اس سال ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس کی داستان بھی آپ نے سن لی۔ باوجود اس کے نہایت ڈھٹائی سے کہا جاتا ہے کہ جتنے معزز مسلمان گوروکل میں آئے ہیں وہاں کے سلوک کے مداح پائے گئے ہیں۔ اگر یہ اچھا سلوک ہے تو معلوم نہیں برا سلوک کسے کہتے ہیں؟ یا تو مہاشہ جی ان مسلمانوں کو "معزز" نہیں سمجھتے جن کے ساتھ برا سلوک روا رکھا گیا۔ یا اچھے اور برے سلوک کا امتیاز ان کی متعصب اور سنگدلی ذہنیت سے چھن چکا ہے۔

مہاشہ کرشن کا ایڈیشن ہے کہ "مسلمانوں کو یہ وہم دور کر دینا چاہیئے کہ آریہ سماجی ان کے دشمن ہیں۔ مسلمان اپنے مذہب کا پرچار کریں اور آریہ اپنے دھرم کا۔ کوئی ایک دوسرے کو نہ روکے۔ ہاں جتنا بھی پرچار ہو پریم سے ہو۔ اور ناجائز وسائل کسی صورت میں بھی اختیار نہ کئے جائیں"۔ مہاشہ کی نصیحت سر آنکھوں پر۔ مسلمان تو پہلے ہی اس پر کاربند ہیں لیکن آریہ سماجیوں نے ہمیشہ اشدھی کی تحریک کے سلسلے میں ناجائز وسائل اختیار کئے۔ آج کل بھی ان سے کام لے رہے ہیں۔ جس کی ایک تازہ مثال یہی دروغ بافی ہے جس سے مہاشہ جی کا دامن بھی ملوث ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

یہ معاملہ بظاہر معمولی معلوم ہوتا ہے اور اس قسم کی حرکتیں آریہ اخبارات کا شیوہ قرار پا چکی ہیں۔ اس سارے قصہ کو بیان کرنے سے ہماری غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کی چالوں کا ایک حد تک اندازہ ہو جائے ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کو بھی ان کی نسبت بہت حسن ظن تھا۔ اب ان کو بھی اس دروغ بافت ٹولی کی اصل حقیقت معلوم ہو گئی ہو گی۔ وہ مسلمان لیڈر بھی اس واقعہ سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں جو ان برادران یوسف سے اتحاد کرنے کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کرنے کو تیار ہیں۔

ذلت کی انتہا

آپ نے بنیوں کے مقروض مسلمانوں کو بے عزت ہوتے دیکھا ہوگا۔ عدالتوں میں ان کی خواری کا منظر بھی آپ نے دیکھا ہوگا۔ ان کی قیمتی زمینوں اور مکانوں کو کوڑیوں کے مول بکتے ہوئے بھی دیکھا ہوگا۔ بنیوں کے مقروض ہو جانے کی وجہ سے جس طرح مسلمان ان کے غلام ہو جاتے ہیں اس کی کیفیت بھی آپ کو بخوبی معلوم ہوگی۔ اب ان سب سے بڑھ کر ایک اور نئی بات سنئے۔ معزز معاصر "زمیندار" اپنی ۲۵ اپریل کی اشاعت میں رقمطراز ہے:

"مسلمانوں کی زبوں حالی کے اسباب پر ایک دوست سے گفتگو ہو رہی تھی انہوں نے فرمایا کہ ہماری قوم اگر اس ملک میں ذلیل ہے تو اس کا سب سے بڑا سبب افلاس اور جہالت ہے۔ اپنے اس دعوے کے ثبوت میں انہوں نے سررشتہ تعلیم پنجاب کے ایک مہتمم مدارس کا تجربہ پیش کیا جو ضلع میانوالی سے تعلق رکھتا ہے۔ مہتمم صاحب دورہ کرتے ہوئے جب ایک مدرسہ میں پہنچے۔ اور اس کے رجسٹروں کا معائنہ کیا تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ بعض مسلمان لڑکوں کے باپ ہندوؤں کے نام رکھتے ہیں۔ عند التحقیقات معلوم ہوا کہ ضلع میانوالی کے مسلمان بنیا مہاجنوں کے پھندے میں ایسی بری طرح پھنسے ہوئے ہیں کہ جب اصل چھوڑ سود بھی ادا نہیں کر سکتے تو مجبوراً اپنی بیویاں ان کے پاس گرو رکھ دیتے ہیں۔ کیونکہ مول اور بیاج کے ہولناک تقاضوں سے بچنے کی آخری تدبیر ان بدبختوں کے پاس یہی رہ گئی ہے"۔

غفلت شعار مسلمانو! یہ کوئی افسانہ نہیں۔ بلکہ ایک حقیقت ہے آہ! یہ اس قوم کا حال ہے۔ جس کی غیرت و خودداری دنیا بھر میں مسلم تھی۔ آہ جو کبھی اپنی ایک خاتون کی عصمت و عزت کی خاطر اپنے ہزاروں نوجوانوں کے گلے کٹوا لیتی تھی جو صرف اپنی خواتین ہی کی نہیں بلکہ غیر اقوام کی خواتین کی عصمت و عزت کی حفاظت کرنا بھی اپنا فرض سمجھتی تھی اور تاریخ شاہد ہے کہ اس نے اس مقدس فرض کو ہمیشہ نہایت ایمانداری سے ادا کیا۔ جس کی مثال آج تک کوئی دوسرا پیش نہ کر سکا۔

جو باتیں کبھی مسلمانوں کے وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتی تھیں انہوں نے اب تلخ حقیقتوں کی شکل اختیار کر لی ہے۔ حکومت چھن چکی۔ علم و فن ہاتھ سے کھو چکے۔ مال و دولت عیاشیوں اور فضول خرچیوں میں برباد ہو گیا اب مسلم خواتین کی عزت و عصمت بھی خطرے میں ہے۔ چشم فلک نے یقیناً انقلاب زمانہ کا اس سے زیادہ دردناک اور عبرت انگیز منظر نہ دیکھا ہوگا۔

یہ سب نتیجہ ہے مسلمانوں کی ناعاقبت اندیشیوں اور رسم و رواج کی پابندیوں کا۔ عام طور پر روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ جو مسلمان ساٹھ روپے ماہانہ کماتا ہے وہ اکسٹھ خرچ کرتا ہے یعنی آمد کم اور خرچ زیادہ۔ کچھ تو اس بے اعتدالی سے روزمرہ کے خرچ اخراجات میں قرض کا سلسلہ جاری رہتا ہے کچھ اتفاقیہ ہنگاموں مثلاً شادی غمی میں لازمی طور پر قرض لینا پڑتا ہے۔ ادائیگی کی کوئی شکل ہوتی نہیں کیونکہ پہلے ہی خرچ آمد سے زیادہ ہے۔ یہی قرضہ رفتہ رفتہ ہولناک نتائج کا سبب بن جاتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ جس کی آمدنی ساٹھ روپے ہو اس کا خرچ پینتالیس روپے ہو اس سے زیادہ ہرگز نہ ہو۔ پانچ روپے ماہوار بیماری، مہمانداری یا اور اسی قسم کی اتفاقیہ ضروریات کے لئے علیحدہ رکھے جائیں۔ اور دس روپے ماہوار بیٹی۔ بیٹا کی شادی بیاہ وغیرہ کی اہم تقریبوں کے لئے پس انداز ہونے چاہئیں تاکہ عین وقت پر سود خواروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔

مذاکرہ علمیہ

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے

سوال۔ فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس (التکویر) کی صحیح تفسیر فرمائیں امت امیّٔ عرب کو یونانی مصطلحات کے ستاروں کے مراد لینے کی کیا ضرورت؟ باوجود اس اصل مدعا سے کیا تعلق؟ تفصیل سے تشریح فرمائیں۔

جواب۔ اخبار کے کالم ہوں اور قرآن کی تفسیر تفصیل سے ہو بہت مشکل ہے۔ پھر پارہ عمّ جو قرآن کا آخری پارہ ہے۔ تمام قرآن کا عطر کھنچا ہوا ہے۔ اس کی ہر ایک سورۃ عطر کی ایک ڈبیا۔ اور جواہرات کا ایک خزانہ ہے۔ جو دریا کی طرح ایک کوزہ میں بند ہے ان سورتوں کی آیات کی ترتیب و تنظیم ایسی زبردست ہے۔ کہ ان میں سے ایک یا دو آیتوں کو نکال کر ان کی تفسیر پوچھنا ایسا ہے جیسے ایک خوبصورت مکان میں سے دو اینٹیں نکال کر پوچھا جائے کہ ان میں کیا حسن ہے۔ خصوصاً سورہ التکویر جس میں پیشگوئیوں کے رنگ میں موجودہ زمانہ کا مادی اور مذہبی نقشہ اس خوبصورتی اور صفائی سے کھینچا ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ جو قرآن کے کلام الٰہی ہونے کا بین ثبوت ہے۔

قرآن کہاں اور یونانی مصطلحات کہاں۔ اس وقت یونانیوں کی کتابیں عربی زبان میں ترجمہ ہی نہ ہوئی تھیں۔ خنّس اور جوار اور کنّس کی یونانی مصطلحات کا سرے سے وجود ہی نہ تھا۔ تو ان مصطلحات کو قرآن کا پیش کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ یہ سب بعد میں لوگوں نے محض اپنے قیاس سے خنس اور جوار اور کنس کو مختلف ستارے پیچھے ہٹنے اور غائب ہو جانے والے قرار دے لیا۔ کیونکہ بدقسمتی سے یونانی علم ہیئت کو عربی میں ترجمہ کرنے والوں نے ان الفاظ کو اپنے مصطلحات کے اندر لے لیا لیکن یہ بھی سچ ہے کہ پیشگوئیاں قبل از وقت سمجھ میں نہیں آتیں اپنے وقت پر ان کے مفہوم کا صحیح پتہ لگتا ہے۔ اس سے پہلے لوگ انگل ہی دوڑایا کرتے ہیں۔ چونکہ یہ بھی آخری زمانہ کے متعلق ایک زبردست پیشگوئی تھی قبل از وقت کیسے سمجھ میں آتی۔ لوگ انگلیں دوڑاتے رہے۔ اب زمانہ نے خود اس کے معنوں کو صاف کر دیا۔ کسی مصطلحات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ صرف لفظوں کے وہ معنے لے لو جو لغت اور شریعت میں مستعمل ہیں۔

خنس جمع خانس کی ہے۔ لغوی معنے ہیں پیچھے ہٹ جانے والا۔ حدیث شریف میں ہے الشیطان یوسوس الی العبد فاذا ذکر اللہ خنس۔ شیطان بندے کی طرف وسوسے ڈالتا ہے۔ اور پھر جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ تو پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ قرآن شریف میں ہے الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس۔ کہ خناس وہ ہیں جو لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ گویا شریعت کی اصطلاح میں خنس کے معنے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے والے لیکن اللہ کو یاد کرنے سے پیچھے ہٹ جانے والے۔

جوار کے معنے چلنے والے۔ پھیل جانے والے۔

کنس۔ جمع کانس کی ہے اس کے معنے ہیں غائب ہو جانے والے۔

اب فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس واللیل اذا عسعس والصبح اذا تنفس انہ لقول رسول کریم کے معنے صاف ہیں گواہی میں پیش کرتا ہوں ان لوگوں کو جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے والے ہیں۔ اور دنیا میں چل چل کر پھیل جانے والے ہیں اور جو غائب ہو جانے والے ہیں۔ اور گواہ ہے رات جب وہ چھا جائے۔ اور گواہ ہے صبح جب وہ پھوٹتی ہے۔ بے شک قرآن محمد صلعم کا قول نہیں بلکہ وہ قول رسالت ہے۔ یعنی خدا کا نازل شدہ کلام ہے جو اگرچہ محمد صلعم کی زبان سے دنیا سنتی ہے مگر وہ خدا کا کلام ہے۔ جو بحیثیت رسول کے آپ دنیا کو پہنچا رہے ہیں۔

ان آیات کے علوم غیبیہ کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے آپ ذرا تیرہ سو برس پیچھے چلے جائیے اور اس وقت اس کلام کا نزول ذہن میں رکھ کر اس زمانہ کے نقشے کو دیکھئے۔ کون جانتا تھا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جب بعض مذاہب باطلہ کے پیرو اور ان کے مقتدا اسلام اور قرآن کے متعلق صدہا وساوس اور اعتراضات لوگوں کے دلوں میں ڈالتے پھریں گے اور اپنے مذہب باطل کے فروغ کے لئے دنیا کے ہر ایک گوشہ میں پھیل جائیں گے۔ لیکن آخر کار حق اور صداقت کی روشنی پھیلنے پر خود بخود غائب ہوتے چلے جائیں گے۔ کیا خوب مثال پیش کی ہے کہ رات جب پھیل جاتی ہے تو ہر قسم کے حشرات الارض اور متاع و مال کے چرانے والے اپنا کام کرتے پھرتے ہیں لیکن صبح کی روشنی پر یہ چیزیں خود بخود غائب ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اسیطرح ضلالت کے زمانے میں جو لوگ رہزن دین و ایمان ہوتے ہیں۔ وہ اپنا کام بڑی زور سے کرتے پھرتے ہیں۔ لیکن جب علوم صحیحہ اور حق اور صداقت کی روشنی پھیلتی ہے تو وہ خود بخود غائب ہو جاتے ہیں۔ پس اگر یہ تمام باتیں اسی طرح وقوع پذیر ہوں جس طرح بیان ہوئیں اور حق اور صداقت کی روشنی ان تمام وساوس کو دور کر دیں۔ جو اسلام کے خلاف دلوں میں ڈالے گئے تھے۔ تو پھر اس میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اور حضرت محمد صلعم کا کلام نہیں جیسا کہ وساوس ڈالنے والے کہتے تھے۔ بلکہ وہ تنزیل من رب العالمین یعنی رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ جسے بحیثیت رسول کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو پہنچا گئے۔

سوال۔ حضرت موسٰی کو حضرت شعیبؑ نے بعوض مہر کے ریوڑ چرانے پر مقرر کیا تھا۔ کہ مزدوری پر اور بیٹی کا نکاح پہلے ہی کر دیا تھا۔ یا میعاد گزرنے کے بعد؟

جواب۔ اتنی لمبی تفصیلوں میں پڑنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر خیر اب آپ پوچھتے ہیں تو عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ حضرت موسٰی کا ریوڑ چرانا۔ اجرت یعنی مزدوری پر تھا۔ مہر کے عوض نہ تھا۔ جیسا کہ ان تاجرنی ثمنی حجج سے ظاہر ہے۔ مزدوری کی میعاد پہلے سے آٹھ سال مقرر کر لینی کوئی عجیب بات نہیں۔ آج ہمارے زمانہ میں کمپنیاں اور حکومتیں جب کسی کو ملازمت یا اجرت پر رکھتی ہیں تو پہلے سے بانڈ (عہدنامہ) چند سالوں کا لکھوا لیتی ہیں۔ ملازمت اور اجرت میں اس طرح کے باہمی معاہدے ہوا کرتے ہیں۔ حضرت شعیبؑ یا جو بزرگ بھی معاہدہ کرانے والے تھے ان کو اپنے ریوڑ کے لئے کسی ملازم کی ضرورت تھی۔ اور اپنی لڑکیوں کے لئے شوہر کی ضرورت تھی۔ حضرت موسٰیؑ کو ملازمت کی ضرورت تھی۔ اور پردیس میں گھر کی ضرورت تھی۔ دونوں بزرگوں کی ضرورتیں ایک دوسرے سے پوری ہو گئیں۔ حضرت شعیبؑ نے بیٹی کا نکاح کر دیا۔ اور داماد کو ملازم رکھ لیا۔ حضرت موسٰیؑ کو ملازمت مل گئی اور گھر مل گیا۔ ظاہر ہے کہ نکاح کرکے ہی انہیں ملازم رکھا ہے۔ مزدوری کا معاملہ نکاح میں کیوں مانع ہوتا داماد کی حیثیت میں وہ گھر کا کام زیادہ اچھی طرح کر سکتے تھے۔

نماز کے قیام و رکوع

اگر اس عام مقولہ میں کہ "انسان عجائب پسند واقع ہوا ہے" کبھی کچھ شبہ تھا۔ تو وہ ۱۹ اپریل ۳۲ء کی "لائٹ" کے صفحہ ۲ والے مضمون "نماز میں جسمانی حرکات" کو پڑھ کر جاتا رہا۔ اس مضمون میں فاضل مضمون نگار نے قیام، رکوع، سجدہ کی فلاسفی بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اور خدا کا خلیفہ۔ اس لئے وہ تمام مخلوقات کا بھی نمائندہ ہے اور یہ کہ دنیا میں تین قسم کی مخلوق ہے۔ جو استادہ ہوتی ہے اور سیدھی چلتی ہے۔ مثلاً آدمی اور درخت۔ دوسری وہ جو جھکی رہتی ہے۔ جیسے بکریاں گھوڑے۔ تیسرے جو زمین پر رینگتی ہیں جیسے سانپ۔ پس قیام میں درختوں اور آدمیوں کی نمائندگی۔ اور رکوع میں بکریوں، گھوڑوں کی۔ اور سجدہ میں سانپوں کی حرکات کی نمائندگی کرتا ہے۔

ابھی تک تو یہ سنتے آئے ہیں کہ انسان خدا کا نمائندہ ہے۔ واذ قال للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ لیکن آج معلوم ہوا کہ حضرت انسان تمام نباتات۔ جمادات۔ حیوانات کے بھی نمائندہ ہیں۔ یہ ترقی معکوس ہے۔ اول تو یہی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ انسان کو حیوانوں کی حرکات کی نمائندگی کرنے والا کیوں بنایا جاتا ہے۔ اور خصوصاً اس حالت میں جبکہ ہر ایک مخلوق اپنے طریق عبادت میں مصروف ہے۔ الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموات والارض والطیر صٰفّٰت کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ (۲۴: ۴۱)۔ جب یہ بات ہوئی۔ تو پھر انسان حیوانی حرکات کو عبادت میں کیوں اختیار کرے۔ اور لطف یہ ہے کہ فاضل مضمون نگار نے جو تقسیم مضمون کی کی ہے وہ بھی نامکمل ہے انہوں نے جمادات ہوا میں اڑنے۔ چھتوں سے چمٹنے اور پانی میں تیرنے والوں کی حرکات کی نمائندگی کا کہیں تذکرہ نہیں فرمایا ہے۔ کیونکہ آدمی نماز میں نہ اڑتا ہے نہ تیرنے کی وضع اختیار کرتا ہے۔ نہ چھتوں سے چمٹنے والوں کی حرکات کی نقل کرتا ہے۔ اتنی بڑی مخلوق نمائندگی سے محروم کر دی گئی۔ اور جن جانوروں کی حرکات سے نسبت دی گئی ہے وہ بھی غلط ہے۔ رکوع بکریوں کی حالت سے تب مشابہ ہو اگر انسان دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے بل ہو جائے۔ اور چوپائے کی شکل اختیار کرلے۔ یہی کیفیت سجدہ کی ہے۔ اگر پیٹ کے بل انسان نماز میں ہو تو سانپ ہو سکتا ہے۔ سجدہ میں تو وہ ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل ہوتا ہے۔

میرے ایک دوست نے فاضل مضمون نگار کے مضمون کو دیکھ کر فرمایا کہ اس سے زیادہ نفیس مناسبت تو نماز کے ارکان کی کشتی کی وضع سے ہو سکتی ہے۔ یعنی انسان کی شیطان سے جنگ ہے۔ ایک پہلوان دوسرے کے مقابلہ میں پہلے استادہ کھڑا ہوتا ہے۔ اور سینہ پر ہاتھ رکھتا ہے اسے خم ٹھونکنا کہتے ہیں۔ گویا یہ اعلان مبارزت ہے۔ پھر پہلوان گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کن انکھیوں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ پھر آپس میں گتھ جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو گرا کر اس کے سینے پر چڑھ جاتا ہے۔ اس وقت سجدہ کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ اب فاضل مضمون نگار فرمائیں کہ ان کی یہ توجیہ قرین قیاس ہے کہ انسان حیوانوں کی قائم مقامی نماز میں کرتا ہے یا بقول میرے بذلہ سنج دوست کے شیطان سے لڑائی کرکے اس پر فتح پاتا ہے۔ مگر دہی دوست فرماتے ہیں کہ اس قسم کی باتیں پیدا کرکے دین کو مضحکہ خیز بنانا ہے۔ اور مخالفین اسلام کو اس کا موقع دینا ہے کہ وہ ایسی باتوں کو جو موجد یا مجدد بننے کے شوق میں انکشافات کے طور پر بیان کی جاتی ہیں۔ اور نہایت غیر ذمہ دارانہ طور پر بیان کی جاتی ہیں اسلام کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ ڈاروِن نے تو انسان کو بندر کی نسل بتایا تھا۔ ادھر کی کڑیاں کم تھیں مگر لائٹ کے فاضل مضمون نگار نے ان گمشدہ کڑیوں کی تلاش کرنے میں خاص دماغ صرف فرمایا ہے۔ وہ اس طرح کہ عبادت میں وہ جمادات۔ انسان۔ حیوانات کا نمائندہ ہے۔ اور یہی ارتقائی کیفیتیں ہیں جن میں سے انسان گزر سکتا ہے۔ مگر اس قدر کمی رہی کہ آخری درجہ سجدہ کا بجائے اس کے کہ کسی انسان کی ترقی یافتہ حالت سے ملتا۔ زمین پر رینگنے والوں کی حالت کے ساتھ مشابہت پر ختم ہوا ہے۔

جسمانی حرکات کی حقیقت و کیفیت معلوم کرنے کے لئے اتنے فلسفے کی ضرورت نظر نہیں آتی۔ نماز عبادت ہے۔ یعنی اظہار عبودیت۔ جو ایک بزرگ برتر ہستی کے سامنے حاضری اور انکسار کے رنگ میں ہوتی ہے۔ یہ اظہار ظاہری اور باطنی ہوتا ہے۔ نماز کی جسمانی حرکات ظاہری اظہار انکسار ہے جیسا کہ خود خدا فرماتا ہے۔ اولم یروا ماخلق اللہ من شئ . . . . الیٰ . . . . وھم لا یستکبرون۔" (۱۶: ۵۱ - ۵۲)

یعنی عاجزی اور بلا تکبر اس کے سامنے گر جانا ہی عبادت ہے۔ چونکہ یہ انسانی طریق عبادت ہے۔ اس لئے نماز کی جسمانی حرکات میں انسانی جذبات ہی کام کریں گے۔ کیا اس سے کسی کو انکار ہو سکتا ہے کہ ادب سے کھڑے ہونے کا طریق کیا ہے۔ خود ہندوستان میں اس وقت جبکہ قرآن بھی نازل نہ ہوا تھا۔ بڑے آدمیوں کے سامنے ادب سے کھڑے ہونے کا طریق یہی تھا۔ رہا رکوع۔ جنھوں نے تسلیم و کورنشات دیکھی ہے کیا وہ انکار کر سکتے ہیں۔ کہ رکوع وہی نہیں ہے۔ یا وہ رکوع نہیں تھا یا سجدہ۔ یہ زمانہ ماقبل تاریخ سے بطور علامت عبادت چلا آیا ہے۔ سجدہ میں گر پڑنا انتہائی ذلت و خواری کا اظہار ہے۔ اور نہایت بیکسانہ حالت کا نقشہ۔

انسان کو طریق عبادت میں حیوانوں کا نمائندہ ثابت کرنا خود انسان کے لئے کوئی باعث فخر نہیں ہے۔ جبکہ حیوان نما انسان کو خدا ہی نے اولئک کالانعام بل ھم اضل فرما کر انسانیت کے درجہ سے خارج فرما دیا ہے۔ فاضل مضمون نگار کا طریق اجتہاد اس شخص کے اجتہاد سے بہت ملتا جلتا ہے۔ جس نے زمین پر ہاتھی کے پاؤں کے نشان دیکھ کر یہ نتیجہ قائم فرمایا تھا کہ کوئی ہرن چکی کے پاٹ باندھ کر کودتا پھرا ہے۔

ہمیں فاضل مضمون نگار کی اس جدوجہد اور کاوش اور نتیجہ کاوش پر اتنی حیرت نہیں ہے جتنی کہ ایڈیٹر صاحب لائٹ پر ہے۔ جنھوں نے نہیں معلوم کن وجوہ سے ایسے مضمون کو اخبار "لائٹ" میں جگہ دے دی۔ اگر ایسے اسلامی لاینحل مسائل کے عقدوں کا حل سمجھ کر درج کیا گیا ہو تو پھر "لائٹ" کے معیار اجتہاد کا کوئی اور ماخذ قائم ہونا چاہیے۔

(عبد المجید)

خطبہ جمعہ

(۲۰ راپریل ۱۹۲۸ء)

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ)

وآت ذالقربیٰ حقه..... الیٰ..... خبیرا بصیرا (بنی اسرائیل)

وقال اللہ تعالیٰ - وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض هونا...... الیٰ...... وکان بین ذالک قواما (الفرقان)

کس قدر انقلاب پیدا کیا مذہب کے مفہوم میں قرآن کریم نے محمد رسول اللہ صلعم نے۔ جتنا زیادہ قرآن کو غور سے پڑھتے جاؤ اسی قدر یہ انکشاف ہوتا ہے کہ جو کچھ مفہوم مذہب کا قرآن سے پہلے لیا جاتا تھا۔ اسلام نے اس کو متبدل کر دیا۔ اسلام سے پہلے دو بڑے مذہب تھے۔ ایک عیسائی مذہب اور دوسرا بدھ مذہب۔ دونوں کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں سے دنیا ترک کرا کر انہیں گوشہ نشین اور عابد و زاہد بنائیں۔ قرآن کریم میں جو چند قصے پہلے انبیا کے آگئے ہیں۔ ان کو دیکھکر لوگ جھٹ کہدیتے ہیں کہ پہلی کتابوں سے نقل کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جو اصول قرآن نے بیان کئے ہیں وہ پہلی کتابوں میں آیا پائے جاتے ہیں؟ اگر اسلام نقل کرنے والا مذہب ہوتا تو وہی اصول اس کے اندر ہوتے۔ جو پہلی کتابوں میں پائے جاتے ہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک امی انسان، عرب کے رہنے والے امی لوگ۔ وہ ایسے اصول کہاں سے بنا سکتے تھے۔ لیکن کس قدر انقلاب انہوں نے پیدا کیا مذہب کے مفہوم میں، عبد الرحمٰن کی تعریف فرمانا ہے ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ جیسا کہ عام طور پر دستور ہے یوں کہتا کہ عباد الرحمٰن وہ ہوتے ہیں جو دن رات نماز اور عبادت میں لگے رہیں۔ لیکن نہیں فرمایا عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض هونا جب زمین پر چلتے ہیں تو آہستگی سے چلتے ہیں۔ واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما۔ جب کوئی جاہل ان سے کلام کرتا ہے۔ تو اسے سلام کہکے الگ ہو جاتے ہیں۔ پھر عبادت کا ذکر کیا۔ اس لئے نہیں کہ زہد اور عبادت بجائے خود اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والی چیزیں ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ اخلاق جو انسان کا شرف ہیں وہ عبادت سے پیدا ہوتے ہیں۔ انسان عبادت کے ذریعہ سے ایک با اخلاق انسان بن جاتا ہے۔ چنانچہ جب عباد الرحمٰن کے اخلاق فاضلہ کا ذکر کیا کہ ان میں انکسار اور فروتنی اور نرمی کے اخلاق پائے جاتے ہیں۔ تو پھر بتایا کہ یہ اعلےٰ اخلاق کہاں سے پیدا ہوتے ہیں فرمایا والذین یبیتون لربهم سجدا وقیاما جو راتیں کاٹتے ہیں اللہ تعالیٰ کے آگے کھڑے ہو کر اور سجدے کرتے ہوئے۔ پھر آگے چل کر فرمایا والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما۔ جب مال خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں۔ اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اعتدال کا رستہ جس پر وہ قایم ہوتے ہیں ان دونوں کے درمیان ہے اس میں صاف طور پر بتایا کہ مال کو ٹھیک طور پر خرچ کرنے والے فضول خرچی سے بچنے والے عباد الرحمٰن ہیں۔ گویا عباد الرحمٰن یا اولیاء اللہ بننے کے لئے یہ بھی بڑی بھاری ضرورت ہے کہ مال کا خرچ ٹھیک طریق پر ہو۔ ہمدردی انسانی کے اعلےٰ اخلاق مال کے صحیح خرچ سے ہی پیدا ہوتے ہیں جب انسان اسراف اور ریا کے اخراجات سے بچ کر مخلوق خدا کی خدمت میں لگ جاتا ہے۔ تو یہی عباد الرحمٰن ہوتا ہے۔ اس سے پہلے جو آیات میں نے پڑھی ہیں ان میں بھی فرمایا وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاه وبالوالدین احسانا۔ تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ سوائے اس کے کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ اور والدین کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرو۔ آگے چل کر فرمایا وآت ذالقربیٰ حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا اور قریبوں اور مسکین اور مسافر کو ان کا حق دو اور بیجا خرچ نہ کرو۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین وکان الشیطن لربه کفورا۔ بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے جب تم نے مال کو بیجا خرچ کیا تو تم بھی ناشکرے ہو گئے۔ اور اس طرح سے شیطان کے بھائی بن گئے۔ پھر فرماتا ہے ولا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطها کل البسط فتقعد ملوما محسورا۔ نہ تو اپنے ہاتھوں کو گردن سے باندھ دو اور نہ انہیں بالکل پھیلا دو۔ اگر یہ کرو گے تو قابل ملامت ٹھیرو گے۔ اور تنگدست ہو جاؤ گے۔ ہاتھ کو گردن سے باندھنے کا مطلب ہے بخل کرنا اور بخل سے انسان قابل ملامت ٹھیرتا ہے۔ اور بالکل ہاتھ کو کھول دینے سے مراد ہے فضول خرچی جس سے انسان تنگدست ہو جائے۔ اور جب انسان تنگدست ہو جائے تو اس کے اخلاق خود بخود گر جائیں گے۔

مال کا صحیح طور پر خرچ کرنا

پس ان دونوں موقعوں پر یہ تعلیم دی ہے کہ مال کا ٹھیک طور پر خرچ کرنا مذہب کا بڑا بھاری رکن ہے۔ اور مال کا ٹھیک خرچ کیا ہے فضول خرچی سے یا بیجا خرچ سے بچنا از محل اور موقع پر خرچ کرنا۔ یہ ہے مذہب جس کی اسلام نے تعلیم دی ہے۔ اسلام سے پہلے مذہب کا منشا یہی سمجھا جاتا تھا کہ انسان کو دنیا سے الگ کر کے بٹھا دے۔ عبادت میں لگا رہے۔ اور تسبیح پھیرتا رہے۔ لیکن قرآن کریم کے اندر اس کو اللہ تعالیٰ نے اخلاق فاضلہ میں لا کر رکھا کہ بیجا خرچ نہ کرنا۔ قرآن کریم میں اس کی تفصیلات موجود نہیں۔ کہ بیجا خرچ کہاں کہاں ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے اپنے نمونہ سے بتا دیا کہ یہ بیجا ہے اور یہ بیجا نہیں۔ پھر آپ کے بعد جماعت کا فیصلہ بڑی چیز ہے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا کہ آپ کی زندگی میں تو جو مشکل بات ہو ہم پوچھ لیتے ہیں آپ کے بعد کیا کریں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جماعت کے اہل الرائے لوگوں کو جمع کر کے مشورہ کر لیا کرو۔ یہ بڑا پختہ اصول دیدیا۔ جب کبھی یہ فیصلہ کرنے کی ضرورت پیش آئے کہ یہ کام جس کا صراحت سے قرآن میں ذکر نہیں کس طرح ہے تو جماعت کو اکٹھا کرو اور باہم مشورہ سے فیصلہ کر لو۔

رسم و رواج کی اصلاح

آپ کو علم ہے کہ گزشتہ جمعہ بھی میں نے اس پر زور دیا تھا کہ رسم و رواج کو ترک کر دیا جائے۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اس بات کو طے کرنے کے لئے کہ کون کونسے رسم و رواج ترک کر دینے چاہئیں۔ سب احباب ایک دن جمع ہو جائیں چنانچہ اس کے لئے ہفتہ کا دن مقرر ہوا تھا۔ کچھ دوست اس دن آگئے وہ فیصلے جو اس دن ہوئے وہ پورے طور پر لکھے ہوئے تو اخبار ہی میں ملیں گے۔ لیکن مختصر طور پر میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس دن فیصلہ یہ ہوا تھا۔ ہم احمدی برادری کے لوگ فلاں فلاں کاموں کو اس رسم و رواج میں سے قرار دیتے ہیں۔ جو مسلمانوں کی تباہی کا موجب ہو رہے ہیں۔ وہ کیا کام ہیں۔ اول بچہ کی پیدائش پر۔ بلکہ بعض دوست کہتے ہیں کہ پیدائش سے بھی پہلے کچھ خرچ اخراجات ہوتے ہیں۔ پیدائش کے بعد دوم وغیرہ آتے ہیں اور بہت کچھ بیجا خرچ ہوتا ہے۔ یہ سب ترک کر دینے کے قابل ہے ان سب باتوں کو چھوڑ کر اس فیصلہ میں عقیقہ رکھا گیا۔ لیکن اسی قدر کہ جس کو توفیق ہو وہ لڑکے کی پیدائش پر دو بکرے اور لڑکی کی پیدائش پر ایک بکرا ذبح کرے۔ اور جہانتک معلوم ہوتا ہے حدیث سے یہی پتہ لگتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں صرف گوشت ہی تقسیم ہوتا تھا دعوتیں نہ ہوتی تھیں۔ اس لئے صرف اسی قدر رکھا گیا ہے کہ عقیقہ کا گوشت تقسیم کیا جائے دعوتیں نہ ہوں۔ اس کے بعد بڑی مشہور رسم ختنہ کی ہے مسنون تو محض ختنہ ہی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اس قدر اور بھی بلائیں مسلمانوں کو لگی ہیں کہ ختنے کے موقع پر اتنے برباد ہوئے ہیں جتنے بیاہ اور شادیوں کے موقع پر بھی نہیں ہوتے۔ ان تمام باتوں کو بھی ترک کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اور ختنہ کے موقع پر کسی قسم کے اجتماع اور برادریوں کے کھانے وغیرہ کو بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد بسم اللہ اور آمین ہیں۔ اس کے متعلق یہ تو بالاتفاق فیصلہ ہو گیا کہ ان موقعوں پر کسی قسم کا برادریوں وغیرہ کا اجتماع نہ ہو۔ اختلاف اس پر تھا کہ آیا کچھ شیرینی وغیرہ تقسیم ہو یا نہ ہو لیکن کثرت رائے سے یہی فیصلہ ہوا کہ شیرینی کے تقسیم کرنے کی رسم کو بھی دور کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد منگنی آتی ہے۔ اس کے متعلق فیصلہ ہوا کہ لڑکی اور لڑکے کے لئے مختصر تحائف کا تبادلہ ہو۔ اور اس کے علاوہ جو برادریوں میں لڑکی یا لڑکے کے رشتہ داروں کو جوڑے وغیرہ دیئے جاتے ہیں اسے ترک کیا جائے۔ پھر شادی کے موقع پر برات کے آدمیوں کو بھی محدود کر دیا گیا۔ زیادہ سے زیادہ پچاس آدمی برات میں ہوں اس سے زیادہ نہ ہوں۔ اور صرف دعوت ولیمہ باقی رکھی گئی۔ اور فیصلہ ہوا کہ ولیمہ پر بھی حتے الوسع مختصر خرچ ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ اپنی ایک مہینہ کی آمد سے زیادہ کوئی خرچ نہ کرے۔ اس کے بعد موت پر جو قل۔ دسواں۔ چالیسواں اور برسیاں وغیرہ ہوتی ہیں ان تمام باتوں کو ترک کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

خواتین توجہ فرمائیں

یہ نہیں میں کہتا کہ یہ آخری فیصلے ہیں۔ ممکن ہے اس میں پھر کسی وقت تغیر و تبدل کرنا پڑے لیکن بہر حال یہ فیصلے اس وقت کئے گئے۔ البتہ ایک بات کا افسوس ہے کہ وہ حصہ قوم کا جس کو اس رسم و رواج کو قطع کرنا ہے وہ موجود نہ تھا اور اگر موجود بھی ہوتا تو ان کے خیالات کو سننا ہمارے لئے مشکل تھا۔ اس لئے میرے خیال میں مناسب ہوگا کہ ہماری خواتین کسی اور موقع پر جمع ہوں اور جو کچھ فیصلے مردوں نے کئے ہیں۔ ان پر غور کر لیں۔ لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اپنی قوم کو داغ مت لگانا۔ ہم میں سے بعض ہوں گے جو شاید جماعت کا فیصلہ نہ مانیں گے۔ اگر کوئی ایسے لوگ ہوں جن کو ان فیصلوں سے اختلاف ہو۔ تو انہیں چاہیئے کہ اقوام کے فیصلے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی عزت کے لئے اپنی رائے کو چھوڑ دیں اس دن ہمارے ایک دوست نے ایسے لوگوں کے لئے دو سزائیں تجویز کیں۔ جو ان کے نزدیک ایک سخت تھی اور دوسری نرم۔ سخت تو یہ تھی کہ ان کو جماعت سے خارج کر دیا جائے۔ دوسری جو ان کے نزدیک نرم تھی وہ یہ تھی کہ جمعہ کے دن مسجد میں انہیں کھڑا کیا جائے۔ لیکن یہ دونوں سزائیں غیر موزوں تھیں۔ ہم ان کے ساتھ تشدد اور سختی سے پیش نہیں آسکتے۔ بلکہ نرمی سے انہیں روکنا چاہیئے۔ اور اگر وہ ان فیصلوں پر کاربند نہ ہوں تو ان کے ان کاموں میں شریک نہ ہونا چاہیئے۔

بہر حال یہ چیزیں واقعی ترک کرنے کے قابل ہیں۔ اور اب ہم نے بحیثیت قوم فیصلہ کر لیا ہے کہ ان کو ترک کر دینا ہے۔ مسلمانوں کو ان برباد کن باتوں سے بچانا ہے۔ اس میں مشکلات بھی بہت ہیں کوئی تو کہتا ہے کہ آج فلاں رسم کو تو رد کئے ہیں لیکن فلاں بات کو ترک نہیں کرتے۔ لیکن یہ صحیح طریق نہیں۔ طریق یہ ہے کہ جو معیوب بات ہو اس کو بھی جماعت میں پیش کیا جائے۔ جب جماعت اسے معیوب قرار دے کر اس کے خلاف فیصلہ کرے۔ تو پھر اس کا کرنے والا قابل ملامت ہوگا۔ خواہ وہ بڑا آدمی ہو یا چھوٹا۔ کسی بڑے آدمی کے کرنے سے بُرا کام اچھا نہیں ہو جاتا اور نہ ایسی صورت میں کسی کو بطور نظیر پیش کر کے برے کام کا جواز نکالا جا سکتا ہے۔ اگر میں بُرا کام کرتا ہوں تو وہ میرے لئے موجب ملامت ہوگا آپ کے لئے موجب تقلید نہ ہوگا۔ یہ قومی فیصلہ ہے اس پر بہر حال عمل کرنا ہے اس دن اس قدر خوشدلی سے سب دوستوں نے اقرار کیا کہ میں سمجھتا ہوں ہماری جماعت تو اس کو چھوڑ ہی بیٹھی ہے۔ ہاں اب یہ کام ہمارے ذمہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اس کے لئے مشنری بننا پڑے گا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سب سے پہلی درخواست جو میں نے کی تھی وہ یہ تھی کہ یہ کام ہیں جن کے لئے کچھ آدمی درکار ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ بیڑیاں ہیں جن کے اندر مسلمان جکڑے ہوئے ہیں۔ اور اگر آپ ہمت سے کام لیں تو بہت جلد آپ لوگوں کو اس پر لے آئیں گے کہ ان بیڑیوں کو توڑ دیا جائے ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ میں سے ایسے لوگ نکلیں جو مسلمانوں میں اس تحریک کو پھیلائیں۔ اور انہیں اس برباد کن رستے سے ہٹائیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— آئندہ جمعہ کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں اصلاح رسوم کے متعلق احمدی خواتین لاہور کا جلسہ منعقد ہوگا۔

— چودھری نیاز احمد صاحب طالب علم میڈیکل کالج آفندی بلڈنگز لنک روڈ لاہور حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ رسومات باطلہ سے خود مجتنب رہونگا۔ اور تا زیست اپنے حلقہ اثر میں ان کی بیخ کنی کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا رہونگا اور اصلاح رسوم کے لئے اپنا نام بطور رضا کار پیش کرتا ہوں۔

یہ بھائی حصول چندہ کے لئے بھی بہت کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو مزید خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔

— ہمارے عزیز بھائی غلام فرید خاں صاحب ولد محمود خاں صاحب فرید (تونسوی) امتحان بی اے میں کامیابی کے لئے احباب سے دعا کے خواستگار ہیں۔

— جناب غلام احمد صاحب جموں سے لکھتے ہیں کہ ان کا چھوٹا لڑکا فوت ہو گیا جس سے وہ سخت بے کل ہو رہے ہیں۔ تسکین قلب کے لئے دعا کی جائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے پسماندگان کو اور خصوصاً والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حضرت امیر کی ڈاک سے کچھ!

(مرتبہ مولوی مرتضےٰ خانصاحب بی اے)

خلع ایک شخص نے بذریعہ خط دریافت کیا کہ خلع کی حالت میں عورت کو صرف مہر ہی دینا پڑتا ہے یا پارچہ جات اور زیور بھی اور پارچہ جات کی حد کہاں تک ہے۔ مثلاً ایک شخص کی بیوی ایک سال بعد خلع حاصل کرتی ہے۔ تو وہ پارچہ جات جو اس کے رخصتانہ کے وقت ملے تھے اب وہ مرد کو واپس دینے پڑیں گے یا نہیں۔ اسی طرح دس سال بعد کیا دینا پڑے گا۔ جمیلہ نے صرف باغ مہر ہی ادا کیا تھا یا اور کچھ بھی۔

جواب اس کا جواب آپ کی اجازت سے مولانا احمد صاحب نے حسب ذیل دیا ہے:۔

قرآن کریم نے خاوند کے ذمہ عورت کے جو مالی حقوق لازم کر دیئے ہیں وہ صرف حق مہر۔ نان نفقہ۔ کسوت۔ اور سکنیٰ ہیں۔ زیور کو خاوند کے ذمہ ایک حق لازم قرار نہیں دیا۔ اس لئے زیور کا دینا نکاح کے حقوق لازمہ میں سے نہیں۔ جیسے حقوق مذکورہ کہ وہ بہر حال ادا کرنے پڑتے ہیں۔ مہر اور نان نفقہ کی تو بی بی مالک ہوتی ہے۔ اور مکان میں اسے صرف رہنے کا حق ہوتا ہے۔ مکان کی وہ مالک نہیں ہوتی۔ چونکہ زیور مہر کی طرح حقوق لازمہ میں سے نہیں اس لئے اگر شوہر بیوی کو زیور دے بھی دے تو جب تک عورت کو اس کا مالک نہ بنا دے۔ بلکہ صرف بطور زینت کے دے تب تک وہ اس کی مالک نہیں ہو سکتی۔ اور اگر مالک بنا بھی دے تو بھی وہ نکاح کے حقوق میں سے نہیں گنا جائے گا۔ بلکہ صرف ایک عطیہ ہوگا

خلع اس فسخ نکاح کا نام ہے جہاں طلاق یا فسخ نکاح کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہو۔ چونکہ نکاح فسخ کرنے کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہے اس لئے جب بیوی خاوند سے الگ ہو جائے گی تو خاوند کو اور کسی عورت سے نکاح کی ضرورت پیش آئے گی اور دوسرے نکاح کے لئے بھی وہ ایک مالی بوجھ برداشت کرے گا۔ اور نکاح ثانی کا بوجھ برداشت کرنا اس کے ذمہ بیوی کے مطالبہ فسخ نکاح کی وجہ سے ہوا ہے اس لئے بیوی کو خاوند کے اس بوجھ میں حصہ لینے کا ذمہ دار ٹھیرایا گیا جب وہ خاوند سے الگ ہونا چاہے تو وہ خاوند کو کچھ معاوضہ دے تاکہ جو بوجھ اس کے الگ ہو جانے کی وجہ سے خاوند پر پڑا ہے۔ اس معاوضہ سے وہ ہلکا ہو جائے۔ جو معاوضہ بیوی فسخ نکاح یا طلاق لینے کے عوض دے گی تو وہ صرف اسی مال سے ہوگا جو اسے خاوند سے حقوق نکاح کے طور سے ملا ہے۔ روز مرہ کے اخراجات اور کسوت بھی حقوق نکاح میں سے ہے۔ لیکن جو کچھ خرچ ہو کر فنا ہو گیا یا جو کچھ فسخ نکاح کے وقت موجود ہو اس میں سے خاوند کو کچھ واپس نہ ہوگا۔ عورت کچھ مدت خاوند کی قید نکاح میں رہی یہ حقوق اس کے عوض میں عورت کے ہیں۔ اس میں سے کچھ بھی خاوند کو نہ دیا جائے گا۔ رہنے کے مکان کی تو وہ مالک ہی نہیں وہ تو خود بیوی کے الگ ہونے سے خاوند کے پاس رہ جائے گا۔ رہا زیور تو اگر عورت کو اس کا مالک بنا یا ہے تو وہ بھی خاوند کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ نکاح کا حق لازم نہیں کہ نکاح کے جاتے رہنے سے وہ شوہر کو واپس کرنا پڑے۔ بلکہ وہ ایک عطیہ ہے اور عطیہ کو خاوند واپس نہیں لے سکتا۔ اگر بیوی کو مالک نہیں بنایا تو وہ خاوند کا مال ہے۔ جب نکاح فسخ ہو جائے تو وہ اسے واپس لے سکتا ہے۔ باقی رہا مہر تو وہ خاوند کو واپس دیا جائے گا۔ تاکہ اسے دوسرے نکاح پر خرچ کرے۔ سورہ بقرآیت ۲۲۹ میں جو فرمایا ہے فلاجناح علیھما فیما افتدت بہ اور سورہ نساء آیت ۲۰ میں جو فرمایا واتیتم احدٰھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا یہ سارا مہر کے متعلق ہے۔ جمیلہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صرف باغ مہر ہی واپس کر دیا تھا۔ دار قطنی کی روایت میں ہے کہ اس باغ مہر سے زیادہ بھی جمیلہ کچھ دینا چاہتی تھی۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اما الزیادہ فلا یعنی زیادہ کچھ بھی نہیں دیا جائے گا۔

ہندوستان

— مدراس ۲۴ اپریل۔ دیوان بہادر کرشن ناٹرکل لامبری کا چارج لیں گے۔ آپ مسٹر اے سی کیمبیل کی جگہ گورنمنٹ ہند کے لامبر مقرر ہوئے ہیں۔

— نوجوانوں کی عالمگیر موتمر امن کے ہندوستانی وفد کے رئیس مسٹر یوسف بی محمد علی منتخب ہوئے ہیں۔

— اس افواہ کی اخبارات نے تردید کر دی ہے کہ مولانا محمد علی صاحب مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کی رجسٹراری کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

— بنگال کے بعض علاقوں میں خوفناک قحط پڑا ہوا ہے دریائے دامودر کے کنارے ستر ہزار اشخاص فاقہ کشی کر رہے ہیں۔

— گورنمنٹ ہائی سکول بجنور کے ہیڈ ماسٹر کو ایک طالب علم مسمی پھول سنگھ نے قتل کر دیا۔

— رائے بہادر موتی ساگر۔ دہلی یونیورسٹی کے اعزازی وائس چانسلر مزید دو سال کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

— ناگپور ۲۷ اپریل۔ گزشتہ پنجشنبہ کے دن حیندر بجیا علاقہ ملدا ضلع برار میں ہولناک ہندو مسلم فساد ہو گیا جس میں چھ سپاہی بھی زخمی ہوئے۔ مزید حالات کا انتظار ہے۔

— ۲۷ اپریل کو پشاور میں تمام جماعتوں اور فرقوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں صوبہ سرحدی میں اصلاحات کے نفاذ کا مطالبہ کیا گیا۔

— سکندر آباد ۵ ۲ اپریل نارگند ضلع دھار وار کے عام جلسہ میں یہ قرارداد منظور ہوئی کہ وائسرائے ہند سے درخواست کی جائے کہ وہ نظام حیدر آباد کو بادشاہ تسلیم کر لیں۔ اور مسولی پٹم کی بندرگاہ بھی حسب وعدہ واپس کر دی جائے۔

— پٹنہ ۲۵ اپریل۔ بہار و اڑیسہ ویمن کانفرنس (موتمر خواتین) نے ساردا بل کی پر زور حمایت کی ہے۔

— بمبئی کے کارخانوں کی ہڑتال ترقی پر ہے۔

— جالندھر ۲۹ اپریل۔ کل یہاں پنجاب مسلم تعلیمی کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت مسٹر فیروز خاں نون منعقد ہوا جو نہایت کامیاب رہا ہے۔

ممالک خارجہ

— طہران ۲۳ اپریل۔ شاہ افغانستان کے قیام کے لئے۔ جو عنقریب ایران آنے والے ہیں۔ فرح آباد کے شاہی محل میں جو شہر سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ابھی سے نہایت مکلف انتظامات ہو رہے ہیں۔

— ایران کا نیا سکہ مانچسٹر کی ٹکسالوں میں تیار ہو رہا ہے۔

— حکومت آسٹریلیا نے اپنے سات جہاز ۱۹ لاکھ پونڈ میں لائڈ کمپنی کے ہاتھ فروخت کر دیئے۔

— مارچ کے آخری ہفتہ مدینہ منورہ میں کافی بارش ہوئی ۳۶ گھنٹے تک لگاتار پانی برستا رہا۔

— ماسکو ۲۷ اپریل۔ سفیر افغانستان کا بیان ہے کہ شاہ افغانستان ۳ مئی کو روس پہنچ جائیں گے۔ اور ایک ہفتہ قیام کرنے کے بعد ترکی تشریف لے جائیں گے۔

— فیلڈ مارشل لارڈ پلومیر شرق اردن کے ہائی کمشنر مقرر ہوئے ہیں۔

— صوفیہ ۲۵ اپریل۔ سرکاری اعلان سے پایا جاتا ہے کہ حال کے زلزلوں سے فلپو پولس میں تین ہزار مکانات منہدم ہو گئے۔ ۱۴۰۰ مکانات رہنے کے قابل نہیں رہے اور ۲۵۰۰ مکانات کو مرمت کی ضرورت ہے۔

— ریاستہائے متحدہ امریکہ میں پچاس لاکھ عورتیں مختلف فائدہ بخش کاموں میں مصروف ہیں۔

— جامعہ قسطنطنیہ کے ترک طلبہ نے تجویز پیش کی ہے کہ اس جامعہ کی تعلیم جرمن زبان میں دی جائے۔

— اٹلی میں خیال کیا جاتا ہے کہ شاہ اٹلی عنقریب تخت سے دستبردار ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان کے اور مسولینی کے درمیان ایک نئے قانون کے متعلق آئینی جنگ ہو رہی ہے۔

— کینیڈا میں گورنمنٹ ایک قانون پیش کرنے والی ہے تاکہ اس ملک کی عورتیں بھی سینٹ کی ممبر بن سکیں۔

— افغان شہزادے جو یورپ سے واپس آئے تھے۔ کابل پہنچ گئے۔

— ایک ماہر ارضیات کا خیال ہے کہ جاپان رفتہ رفتہ سمندر میں غرق ہو رہا ہے۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۱۴ ذلقعدہ سنہ ۱۳۴۶ مطابق ۴ مئی سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۲۶

جواہر ریزے

ق

(۱) اللہ تو ایک ذرہ کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر وہ نیکی ہو تو اس کو کئی گنا بڑھاتا ہے۔ اور اپنے پاس سے بڑا اجر دیتا ہے۔ (سورۃ النساء ۴: ۴۰)

(۲) مسلمانو! مسجد کے پاس بھی نہ آؤ جب تم نشہ کی حالت میں ہو۔ یہاں تک کہ جو کہو اسے سمجھتے ہو اور نہ جنابت کی حالت میں سوائے اس کے کہ راستہ گذر رہے ہو یہانتک کہ غسل کر لو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے آئے یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو پھر تم کو پانی نہ ملے۔ تو پاک مٹی کا قصد کرو۔ پھر اپنے منہ اور ہاتھوں پر مسح کر لو۔ بے شک اللہ معاف کرنے والا۔ مغفرت کرنے والا ہے۔ (النساء ۴: ۴۳)

(۳) یقیناً اللہ نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شریک بنایا جائے۔ اور جو اس کے علاوہ ہے وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے وہ ایک بھاری گناہ افترا کرتا ہے۔ (النساء ۴: ۴۸)

(۴) کیا تو نے ان لوگوں (کے حال) پر غور نہیں کیا جو اپنے تئیں پاکیزہ ظاہر کرتے ہیں۔ بلکہ اللہ ہی جسے چاہے پاک کرتا ہے۔ اور ان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ دیکھو کس طرح اللہ پر جھوٹ افترا کرتے ہیں۔ اور یہی کھلا گناہ کافی ہے۔ (النساء ۴: ۴۹: ۵۰)

ح

(۱) جو شخص لوگوں سے اس غرض سے مانگے کہ مال جمع کرے۔ تو وہ انگارا مانگتا ہے۔ خواہ تھوڑا جمع کرے۔ خواہ بہت (مسلم)

(۲) طعن کرنے والا۔ فحش گو اور بدزبان شخص ایماندار نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

(۳) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کبوتر کے پیچھے چلتا ہے اور اس سے کھیلتا ہے۔ فرمایا یہ شیطان ہے۔ اور شیطان کے پیچھے چلتا ہے۔ (ابوداؤد)

(۴) جو شخص مجھے اس امر کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگے گا تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (ابوداؤد)

(۵) ایمان قتل کے لئے روک ہے۔ پس مومن کسی کو قتل نہ کرے۔ (ایضاً)

(۶) اللہ تعالے نے تین باتیں تمہارے لئے ناپسند کی ہیں (۱) لاحاصل قیل و قال (۲) مال کا ضایع کرنا (۳) بہت مانگنا یا پوچھنا۔ (ابوداؤد)

(۷) جہنم کی آگ ہر مکار بخیل۔ اور احسان جتانے والے کے قریب ہے۔ اور ایک دوسری روایت ہے کہ فریبی بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (ترمذی)

(۸) انسان کے اسلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو ترک کر دے (ترمذی)

تاریخ اسلام

جنگ بدر

جب تک آنحضرتؐ مکہ میں رہے کفار مکہ انہیںؐ اذیتیں دیتے رہے۔ وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو وہاں بھی کفار مکہ نے آپؐ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ جوں جوں مدینہ میں اسلام بڑھتا جاتا۔ ان کے غیظ و غضب میں ترقی ہوتی جاتی تھی۔ آخر انہوں نے یہ تجویز کی کہ مدینہ پر حملہ کر کے تلوار کے زور سے اسلام کا خاتمہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے عرب کے ایک ہزار آزمودہ کار بہادر منتخب کئے گئے۔ سو سواروں کا رسالہ تھا۔ یہ لشکر بڑے ساز و سامان کے ساتھ مکہ سے نکلا۔ آنحضرتؐ کو قریش کے اس منصوبہ کی اطلاع ہوئی۔ تو آپؐ نے صحابہ کو جمع کیا اور کفار کے ارادوں سے اطلاع دی۔ بہت سے صحابہ نے شجاعانہ تقریریں کیں۔ انصار نے بیعت کے وقت عہد یہ کیا تھا کہ اگر کوئی دشمن مدینہ پر چڑھ آئے گا۔ تو ہم اس سے ساتھ جنگ کریں گے۔ لیکن رسول اللہ کا منشا یہ تھا کہ دشمن کے مدینہ پہنچنے کا انتظار نہ کیا جائے۔ بلکہ اسے راہ ہی میں جا کر لیا جائے۔ اس لئے آپ انصار کے جواب کے منتظر تھے۔ بنی خزرج کے سردار سعد بن عبادہ نے رسول اللہؐ سے مخاطب ہو کر کہا کیا حضورؐ کا اشارہ ہماری طرف ہے۔ خدا کی قسم آپ فرمائیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں۔ صحیح بخاری میں یہ روایت ہے کہ حضرت مقداد نے کہا کہ ”ہم حضرت موسیٰ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا جا کر لڑیں۔ ہم لوگ آپ کے دہنے سے بائیں سے سامنے سے پیچھے سے لڑیں گے۔ لکھا ہے کہ اس تقریر سے آنحضرت کا چہرہ بشاش ہوگیا۔ غرض آپ تقریباً تین سو فدائیوں کو لیکر دشمن کے مقابلہ کے لئے مدینہ سے نکلے۔ ایک میل جا کر فوج کا جائزہ لیا اور جو کمسن تھے انہیں واپس کر دیا۔ عمیر بن ابی وقاص بھی کم عمر بچوں میں سے تھے۔ جب انہیں واپسی کے لئے کہا گیا تو رو پڑے۔ اور لشکر کے ساتھ چلنے پر اصرار کیا۔ آخر رسول اللہؐ نے اجازت دیدی۔ اب فوج کی کل تعداد ۳۱۳ تھی۔ بدر کے مقام پر جو مدینہ منورہ سے تقریباً ۸۰ میل کے فاصلہ پر ہے دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ مسلمان تعداد میں کم اور بے سروسامانی کی حالت میں تھے۔ یہانتک کہ بعض لوگوں کے پاس کافی ہتھیار تک نہ تھے اس کے بالمقابل کفار تعداد میں زیادہ اور تمام ضروری اسلحہ سے لیس تھے۔

اس جنگ میں ایثار کے وہ منظر نظر آئے کہ شاید دنیا کی آنکھوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے ہوں گے۔ بھائی پر بھائی۔ بیٹے پر باپ اور باپ پر بیٹا تلوار کھینچ...

جنگ اس طرح شروع ہوئی کہ سب سے پہلے عامر حضرمی میدان میں نکلا۔ جس کے مقابلہ میں حضرت عمر کا غلام مہجع نکلا اور مارا گیا۔ اس کے بعد لشکر کفار کا سرعسکر عتبہ اپنے بھائی اور بیٹے کو لے کر آگے بڑھا اور مقابلہ کے لئے پکارا۔ عوف۔ معاذ اور عبداللہ بن رواحہ جو انصار میں سے تھے ان کے مقابلہ کو نکلے۔ نام و نسب دریافت کرنے پر جب عتبہ کو معلوم ہوا کہ انصار ہیں تو آنحضرت کو مخاطب کر کے کہا ”محمدؐ یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں“۔ آنحضرت نے انہیں پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ اور ان کی جگہ حضرت حمزہ۔ علی۔ اور عبیدہ میدان میں نکلے۔ عتبہ حضرت حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اس کا بیٹا ولید حضرت علی کے ہاتھ سے۔ جب حضرت علی نے دیکھا کہ حضرت عبیدہ عتبہ کے بھائی شیبہ کے ہاتھ سے زخمی ہو گئے ہیں تو وہ فوراً آگے بڑھے اور شیبہ کو قتل کر دیا۔ اور عبیدہ کو کندھے پر اٹھا کر آنحضرتؐ کی خدمت میں لے آئے۔ عبیدہ نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ کیا میں شہادت سے محروم رہا۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں تم نے شہادت پائی۔

سعید بن العاص کا بیٹا عبیدہ سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق ہو کر میدان میں نکلا۔ اور نہایت گھمنڈ سے مبارزطلبی کی۔ حضرت زبیر اس کے مقابلہ کو نکلے۔ سعید بن العاص کی صرف آنکھیں ہی نظر آتی تھیں باقی سب طرف لوہا ہی لوہا تھا۔ حضرت زبیر نے تاک کر ان کی آنکھ میں برچھی ماری جس سے وہ زمین پر گرا اور مر گیا۔ برچھی آنکھ میں ایسی پیوست ہو گئی تھی کہ حضرت زبیر کو اس کی لاش پر پاؤں اڑا کر نکالنا پڑی اور اس کے دونوں سرے خم ہو گئے۔ یہ برچھی ایک عرصہ تک یادگار رہی۔ حضرت زبیر سے آنحضرت نے لی۔ پھر یکے بعد دیگرے چاروں خلفا کے پاس منتقل ہوئی اور پھر حضرت زبیر کے بیٹے عبداللہ کے قبضہ میں آئی۔ حضرت زبیر کی تلوار بھی اسی جنگ میں لڑتے لڑتے گر گئی تھی۔ جو ایک عرصہ تک ان کی نسل میں محفوظ رہی۔

اس کے بعد عام جنگ شروع ہو گئی۔ مسلمانوں نے بشوق شہادت میں کفار کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ کفار کے بڑے بڑے بہادر اس جنگ میں کھیت رہے۔ اسلام کا اشد ترین مخالف ابوجہل بھی میدان جنگ میں مارا گیا۔ سرداران لشکر کے قتل کے بعد قریش نے سپر ڈال دی اور مسلمانوں نے ان کو قید کرنا شروع کر دیا۔ قیدیوں میں بہت سے معززین قریش ہاتھ آئے۔

خاتمہ جنگ پر جب جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ صرف چودہ مسلمان شہید ہوئے جن میں چھ مہاجر باقی انصار تھے۔ لیکن کفار کا بہت بڑا نقصان ہوا۔ ان کے بڑے بڑے سردار میدان جنگ میں مارے گئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ — ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ — نمبر ۲۶

آئندہ مردم شماری

مصروف عمل ہندو اور محو غفلت مسلمان

ہندوؤں کی تعداد معاشرتی کمزوریوں اور ہندو دھرم کی خامیوں کی وجہ سے روز بروز کم ہو رہی ہے۔ جس سے ہندو رہنماؤں کو بہت اندیشہ لاحق ہو رہا ہے گزشتہ تمام مردم شماریوں کے اعداد و شمار کو سامنے رکھ لیجئے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہر دس کے بعد باوجود انتہائی کوششوں اور احتیاطوں کے اس متمول، منظم اور تعلیم یافتہ قوم کے لاکھوں افراد کم ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں فاقہ مست اور غیر منظم مسلمانوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اول تو ہندو قوم کا معاشرتی نظام اس قدر بودا اور ناقص ہے کہ موجودہ زمانہ کا کسی طرح ساتھ نہیں دے سکتا۔ اور وہ اس پر عمل کرتے ہوئے لکی پیدائش جیسے نقائص کو دور نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ ہندو دھرم میں بے شمار خامیاں ہیں جس کی وجہ سے لاکھوں آدمی ہر سال اس کو خیرباد کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جب تک ہندوستان پر جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اور ہندو دھرم کے مقابل پر ہندوستانیوں کے سامنے کوئی مذہب نہ تھا۔ تب تک ہندو دھرم کے اصولوں کو تسلیم کرتے رہے۔ لیکن اس تہذیب و تمدن کے زمانہ میں جبکہ اسلام جیسا مطابق فطرت اور سادہ مذہب ان کے سامنے موجود ہے سمجھدار آدمیوں کو زیادہ دیر تک ہندو دھرم کا پابند نہیں رکھا جا سکتا۔

یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس نے ہندو رہنماؤں کو حواس باختہ کر رکھا ہے اور ان کا خیال ہے کہ اگر یہی حالت رہی تو تین سو سال میں اس تختہ دنیا پر کوئی ہندو نظر نہ آئے گا۔ اس روگ کو دور کرنے کے لئے انہوں نے اپنے مذہبی احکام کو ٹھکراتے ہوئے بدھوا بواہ کو رواج دیا۔ چھوت چھات اور ذات پات کو اٹھانے کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں۔ اور صرف اسی مقصد کے لئے اشدھی کی تحریک جاری کی گئی ہے۔

تحریک اشدھی کے متعلق ہم تفصیلی طور پر لکھ چکے ہیں۔ آریہ سماجیوں نے جس طرح اس خالص سیاسی تحریک کو مذہبی رنگ دیا ہے۔ اور اس کے لئے جو جو نامناسب اور مکروہ طریقے اختیار کر رکھے ہیں۔ ان کا ذکر بارہا ہو چکا ہے۔ لیکن اب تعداد بڑھانے کے لئے برادران وطن نے ایک نہایت افسوسناک طریقہ اختیار کیا ہے جو اشدھی سے بھی زیادہ ہمارے لئے باعث نقصان ہے۔

ہندوستان میں ہر دس سال کے بعد مردم شماری ہوتی ہے۔ اس سے قبل ۱۹۲۱ء میں ہوئی تھی اب ۱۹۳۱ء میں ہوگی۔ جس میں صرف دو ڈھائی سال کا قلیل عرصہ رہ گیا ہے۔ ہمیں قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ہندوؤں کی طرف سے ایک خفیہ اور منظم کوشش اس امر کے لئے شروع ہو چکی ہے کہ نومسلم اقوام کو ناجائز طریق پر مردم شماری کے کاغذات میں ہندو لکھوایا جائے اور اسکے علاوہ جہاں تک ہو سکے۔ گزشتہ مردم شماری سے ہندوؤں کی تعداد کو زیادہ اور مسلمانوں کی تعداد کو کم دکھایا جائے۔ اس سے ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ وہ سرکاری محکموں اور کونسلوں وغیرہ میں زیادہ حقوق حاصل کر سکیں گے۔ دوسرے سادہ لوح ہندوؤں کو بتایا جائے گا کہ اشدھی ہی کی وجہ سے تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اور اس طریق پر ان سے چندہ بٹورا جائے گا۔

۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں ہندوؤں نے یہ کوشش کی تھی کہ ہندی بولنے اور جاننے والوں کی تعداد کو بڑھا کر دکھایا جائے۔ چنانچہ پنجاب کے کئی مقامات پر آریہ سماجیوں نے اپنی مادری زبان ہندی لکھوائی تھی اور اس پروپیگنڈا میں انہیں کافی کامیابی ہوئی۔ اس دفعہ ان کا پروپیگنڈا نہایت مضبوط اور وسیع ہے اور بہت پہلے تیاری شروع کر دی گئی ہے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے اس ذلیل مقصد میں کامیاب نہ ہوں۔ اور یہ بتلانے کی کچھ ضرورت نہیں کہ [illegible] پہنچے گا۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اکثر آریہ سماجیں اور شدھی سبھائیں اس کام کے لئے خاص طور پر میدان میں آ چکی ہیں۔ بلکہ کام شروع ہو گیا ہے۔ ان کے آدمی مختلف علاقوں میں چکر لگا رہے ہیں۔ ہندو پرچارکوں نے اس کام کو بھی اپنے مشن کا ایک حصہ سمجھ لیا ہے۔ یہ سب کچھ چپکے چپکے ہو رہا ہے اور مسلمانوں کو خبر تک بھی نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہندو ان ذلیل طریقوں سے کوئی مستقل کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ جو تحریکیں اس قدر مکروہ مقاصد کو لے کر جاری کی جاتی ہیں وہ عارضی طور پر کامیاب تو ہو جاتی ہیں مگر بعد کو وہ اس کے بانیوں اور کارکنوں کے لئے وبال جان ثابت ہوتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کی اس قسم کی کارروائیوں سے مسلمانوں کو ایک ایسا نقصان پہنچ سکتا ہے جس کی تلافی مدتوں تک نہ ہو سکے گی۔

مسلمانوں کی یہ ایک عادت سی ہو گئی ہے کہ وہ وقت پر بیدار اور مصروف عمل نہیں ہوتے۔ جب پانی سر سے گزرنے لگتا ہے تب ان کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ اور وہ ایک بے بس ڈوبتے ہوئے آدمی کی طرح طوفان مصائب میں ہاتھ پاؤں مارنے لگتے ہیں۔ اور اس وقت ان کی جدوجہد کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہوتی۔ ہمارے خیال میں یہ طرز عمل مسلمانوں کی بہت سی تباہیوں کا سبب ہے اب اسکو خیرباد کہہ دینا چاہیئے۔ ہم اپنی زندگی کے ایک نازک ترین دور سے گزر رہے ہیں۔ ہماری ایک لمحہ کی غفلت اور قدم کی ایک لغزش ہمیں بہت کچھ نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اس نئے وار کے مقابلہ کی تیاری ہمیں فی الفور شروع کر دینی چاہیئے۔ گو حریف مدت سے مصروف عمل ہیں۔ لیکن مسلمان اب بھی بیدار ہو جائیں تو اس وار کا کامیاب مقابلہ ہو سکتا ہے۔ ہم تمام اسلامی انجمنوں، برادریوں، اخبارات اور علماء و مشائخ کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اس کام کو انجام دینے کے لئے ہمارے ذہن میں چند تجاویز ہیں جو ہم کسی آئندہ صحبت میں پیش کریں گے۔

اشدھی کا نرالا طریقہ

معزز معاصر کشمیری اپنی ۲۸ اپریل کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ "رہتک کی ایک عورت مسماۃ کیسری دیوی دہلی جا کر مسلمان ہو گئی۔ سکھوں اور ہندوؤں نے کچھ دنوں کے بعد اس کو قابو کر لیا۔ اور اسے سور کا جھٹکہ کھلا کر اور اس کے بازو پر سور کا ناخن باندھ کر اسے اشدھ کر لیا اور ۱۲ اپریل کو بیساکھی کے دن اس کو امرت چکھا کر سکھ بنا دیا"

ایک نومسلم خاتون کو اشدھ کرنے کے لئے اس قسم کا جو اشتعال انگیز طرز عمل اختیار کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کیا ہم اس واقعہ کی روشنی میں مہاشہ کرشن سے سوال کر سکتے ہیں کہ آپ نے ہندوؤں کے اسی قسم کے طرز عمل کے بل بوتے پر مسلمانوں کو نصیحت کی تھی کہ:۔

"مسلمان اپنے مذہب کا پرچار کریں۔ اور آریہ اپنے دھرم کا کوئی ایک دوسرے کو نہ روکے۔ ہاں جتنا بھی پرچار ہو پریم سے ہو۔ اور ناجائز وسائل کسی صورت میں اختیار نہ کئے جائیں"

اب تک دنیا یہی سمجھتی تھی کہ اشدھی ایک سیاسی تحریک ہے جو اس غرض سے جاری کی گئی ہے کہ جس طرح سے ہو ہندوؤں کی روز بروز گھٹتی ہوئی تعداد کو بڑھایا جائے۔ لیکن اس قسم کے شرارت آمیز واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ کمینہ اور ذلیل جذبات کا مظاہرہ کرنا بھی اس تحریک کے مقاصد میں شامل ہے۔ ایک ایسی تحریک جو اس قسم کے ذلیل مقاصد پر مشتمل ہے ہندوستان کی انتہائی بدقسمتی اور بدنامی کا باعث نہیں تو اور کیا ہے؟

ایک معتبر شہادت

اشدھی ایک خالص سیاسی تحریک ہے جس پر آریہ سماجیوں نے نہایت عیاری سے مذہب کا پردہ ڈال دیا ہے۔ ہم اس حقیقت کو کئی بار مدلل طور پر ظاہر کر چکے ہیں۔ لیکن آریہ اخبارات کو ہمیشہ اس سچی بات کے تسلیم کرنے سے انکار رہا۔ ہم تو "دشمن" تھے اب ایک "دوست" کی شہادت بھی سنئے۔ "انڈین نیشنل ہیرلڈ" جو ایک نامور ہندو اخبار ہے تحریک اشدھی کے متعلق لکھتا ہے:

"ہندوؤں کی تحریک شدھی کا کیا مقصد ہے اس تحریک نے ملک کی سیاسیات سے جنم لیا ہے۔ مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات نے جداگانہ نیابت قائم کر دی جس نے فرقہ وار تعصب کو فروغ دیدیا۔ ہر شخص فرقہ وار تعصبات کی تائید کرتا فوراً مجالس مقننہ میں داخل ہو جاتا۔ اس کے علاوہ یہ بھی خیال پیدا ہو گیا۔ کہ ملک میں سیاسی اہمیت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کونسلوں میں اکثریت حاصل ہو جائے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ آبادی میں اضافہ ہو چنانچہ باضابطہ مقابلہ شروع ہو گیا اور لوگوں کو شدھ کرنے کی تحریک جاری ہوئی"

کیا اب بھی کسی کو اس امر میں کوئی شک ہو سکتا ہے کہ اشدھی ایک سیاسی تحریک ہے؟ اپنے مذہب کی تبلیغ کا حق ہر اس قوم کو حاصل ہے جس کا مذہب تبلیغی ہو یعنی خود مذہب نے تبلیغ کو ضروری قرار دیا ہو۔ لیکن سیاسی اغراض کی خاطر مذہبی احکام میں تغیر و تبدل کرنا اور سیاسی تحریکات کو مذہبی تحریکات کا رنگ دینا یقیناً ایک ناپسندیدہ بلکہ قابل نفرت حبارت ہے۔ آریوں کی اس قسم کی مذموم حرکات کی وجہ سے مذہب بدنام ہو رہا ہے۔ آج کل بعض ناعاقبت اندیش نوجوانوں میں مذہب کے خلاف جو جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس کی تمام تر ذمہ داری اسی گروہ پر عائد ہوتی ہے۔

اصلاح رسوم

اس سے قبل اصلاح رسوم کے بارہ میں کئی مرتبہ لکھا جا چکا ہے۔ احمدیہ کانفرنس میں چند تجاویز بھی پاس ہوئی تھیں جو احمدی احباب کے لئے ایک لائحہ عمل کا کام دے سکتی ہیں۔ ہمیں امید تھی کہ تمام احمدی بھائی بہنیں حضرت امیر و دیگر بزرگان سلسلہ کے فرمان اور ہماری استدعاؤں پر پورے طور پر متوجہ ہوں گے اور فی الفور اپنے خاندانوں برادریوں اور احباب میں اصلاح رسوم کا کام شروع کر دیں گے۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ سوائے چند احباب کے اس طرف کسی نے توجہ نہیں کی۔ مسلمانوں میں لے دے کے احمدیہ جماعت ہی ایک عملی جماعت ہے جب اس کی یہ حالت ہو تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہماری قوم کا کیا انجام ہوگا۔

فضول اور مسرفانہ رسم و رواج ہی مسلمانوں کی مالی اقتصادی اور تعلیمی پستی کا سب سے بڑا سبب ہیں۔ جب تک انکی اصلاح نہیں کی جائے گی تب تک ہماری درماندہ قوم کے پنپنے کی کوئی امید نہیں ہو سکتی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہندوؤں کی متمول قوم جن کی تقلید میں ہم نے رسم و رواج کی لعنت قبول کی تھی۔ اب اس کو دور کر رہی ہے۔ دہلی۔ جے پور۔ راولپنڈی۔ کراچی۔ حیدرآباد سندھ میں وہ اس بارہ میں سرتوڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ لیکن فرزندان توحید جن کا فرض دنیا سے اس لعنت کو دور کرنا تھا۔ وہ اس میں بدستور گرفتار ہیں۔ ہم پھر ایک بار اپنے احمدی احباب سے کہیں گے کہ انہیں ذرا زمانہ کی حالت کو دیکھنا چاہیئے اور بہت جلد اپنی قوم کی کمر و گردن سے اس جوئے کو اتار پھینکنا چاہیئے۔ مسلمانوں کی نصف سے زیادہ جائدادیں ظالم بنیوں کے قبضہ میں جا چکی ہیں اگر اب بھی مسلمانوں نے رسم و رواج کی پابندی کو خیرباد نہ کہا تو وہ دن دور نہیں جب مسلمانوں کے لئے سر چھپانے کی جگہ باقی نہ رہے گی۔

طوفان اشدھی کی تباہ کاریاں

معاصر "تیج" اپنی ۲۷ اپریل کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"متھرا ۲۵ اپریل۔ سوامی چدانند جی سکرٹری آل انڈیا شدھی سبھا بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ ۲۴ اپریل کو ننگلہ ماناضلع متھرا کے تمام مسلمانوں کو شدھ کر کے ہندو دھرم میں داخل کیا گیا۔ لوگوں میں خوب جوش و خروش تھا"

یہ اپنی قسم کا پہلا واقعہ نہیں اس سے پیشتر فرزندان توحید کی بہت سی بستیاں اور برادریاں اشدھی کے طوفان میں بہہ چکی ہیں۔ اور بہت سی خطرہ میں ہیں۔ یو۔ پی کے مسلمان اس وقت سب سے زیادہ حریفوں کے حملوں کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں۔ علماء جن کا فرض ان حملوں کی مدافعت کرنا تھا وہ دوسرے مشاغل میں مصروف ہیں۔ دیوبند میں جدال و قتال کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ بریلی میں کفر کے فتوؤں پر مہریں ثبت ہو رہی ہیں علمائے بدایوں دوسرے فرقوں کے علماء کو منہ چڑا رہے ہیں۔ ندوہ مسلمانوں کی غفلت کا شکار ہو رہا ہے۔ ان حالات میں اس طوفان کو روکنا تو ایک طرف رہا۔ اس کی تباہ کاریوں پر ماتم کرنے کی بھی کسے فرصت ہے۔

کیا اب مسلمان اسی لئے زندہ ہیں کہ وہ اپنے بھائی اور بہنوں کو کفر و ارتداد کے طوفان میں بہتا ہوا دیکھیں اور سرد آہیں بھر کر خاموش ہو رہیں۔ ہمارے اسلاف کی کوششوں اور اقبال مندیوں کا یہ عالم تھا کہ ملکوں کے ملک دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اور ہماری بدنصیبیوں اور بداعمالیوں سے یہ نوبت آ گئی۔ کہ مسلمانوں کے گروہ کے گروہ ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔ یہ کوئی زندگی ہے؟ اس جینے پر تو موت بھی ٹھٹھے مارتی ہے مسلمانو! اٹھو خواب غفلت سے بیدار ہو۔ کفر اپنے پورے ساز و سامان سے حملہ آور ہو رہا ہے۔ اب اسلام کے فرزندوں کو بھی مقابلہ پر آ جانا چاہیئے آپ یقین رکھئے کہ اسلام میں آج بھی وہی کشش اور طاقت موجود ہے جو آج سے چودہ سو سال پیشتر موجود تھی۔ جس کے سامنے دنیا کی عظیم الشان طاقتوں کے علم سرنگوں ہوئے تھے۔ پس ایسے طاقتور اسلام کا مقابلہ شدھی سے کیا ہو سکتا ہے بشرطیکہ آپ ہمت سے کام لیکر پورے انہماک سے تبلیغ شروع کر دیں گے۔ [illegible] اسلام [illegible] جا سکتا ہے۔

مذاکرہ علمیہ

آخر الانبیا کے ، آخر المساجد

لفظی معنی کر کے دکھاؤ

الفضل مجریہ ۲۳ اپریل ۱۹۳۵ء میں مولوی فاضل محمد نذیر لائل پوری صاحب کا ایک مضمون "لا نبی بعدی اور آخر الانبیا کی حقیقت" کے عنوان سے میرے مضمون "آخری نبی" کے جواب میں نکلا ہے۔ اس قدر دھوم دھام کا عنوان ہو اور پھر لکھنے والے وہ بزرگ ہوں جنہوں نے ایک دفعہ اپنی تحقیقات جدیدہ سے کہ "ظل عین ہوتا ہے" ساری علمی دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ اس لئے میں نے بڑے شوق سے ان کا مضمون اول سے آخر تک اس خیال سے پڑھا کہ مولانا نے جو اس مضمون پر قلم اٹھایا ہے تو ضرور آخر کے کوئی جدید معنی لغت اور عربی علم ادب سے پیدا کئے ہوں گے۔ لیکن۔ ع

ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

مجھے سخت مایوسی ہوئی کہ مولانا نے آخر کے لفظی معنے سے ایسا پہلو بچایا ہے کہ گویا وہ سانپ ہے جو ہاتھ لگانے سے ڈس جائے گا۔ ادھر ادھر کے غیر متعلق حوالے اور اپنی من گھڑت معانی اور مطالب کے ڈھیر لگاتے رہے مگر اتنا نہ کیا کہ آخر کے لفظی معنے کر دیتے۔ اور وہ کیا کرتے خود جناب میاں محمود احمد صاحب نے بھی آخر کے کوئی معنے نہیں کئے۔ صرف یہ کہا کہ "اگر آخر الانبیا ۔۔۔۔۔۔ کے آنے کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو آخر المساجد کے بعد دوسری مسجدیں کیوں بنوائی جائیں" ظاہر ہے کہ آخر الانبیا کی زد سے بچنے کے لئے آخر المساجد میں جا کر پناہ لی ہے۔ نہ آخر الانبیا کے کوئی معنے کئے۔ اور نہ آخر المساجد کے کوئی لفظی معنے کئے۔ مزہ تو جب تھا کہ آخر کے کوئی معنے کرتے۔ لیکن کوئی اور معنے ہوں تو کریں۔ آخر الانبیا کے معنے ہوئے آخری نبی۔ جسکے بعد کوئی نبی نہیں۔ خود رسول اللہ صلعم نے اس کے معنے لا نبی بعدی کے کئے۔ اور آخر المساجد کے معنے ہوئے آخری مسجد جس کے بعد کوئی مسجد نہیں۔ پناہ ڈھونڈھنے کا نرالا طریق یہ نکالا کہ آخر المساجد کے معنے غلط کر کے اور ایک غلط قضیہ قائم کر کے اس سے غلط نتیجہ نکال لیا۔

مسجدی آخر المساجد کے معنے یہ تو نہیں ہو سکتے کہ اب میری مسجد کے بعد اب کوئی اینٹ پتھر کی مسجد نہ بنیگی نبی تو دنیا میں اس لئے آیا کرتے ہیں کہ خدا کی عبادت دنیا میں قایم ہو۔ اور ان کے آنے سے دنیا میں خدا کی عبادت کے لئے ہزار ہا مسجدیں بنتی ہیں۔ تو پھر رسول اللہ صلعم فضیلت کے رنگ میں اپنے متعلق یہ کس طرح فرما سکتے تھے کہ میری مسجد کے بعد اب کوئی مسجد نہ بنے گی۔ کیا آپ کا یہ مطلب تھا کہ میں دنیا میں خدا کی عبادت بند کرنے آیا ہوں۔ ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی ایسا کلام نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ فخر دو عالم حضرت نبی کریم صلعم۔ پس اس کے یہ معنے تو نہیں ہو سکتے کہ بلحاظ اینٹ پتھر کی عمارت کے میری مسجد سب سے آخری ہے۔ البتہ اس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ بلحاظ قبلہ کے میری مسجد سب سے آخری ہے یعنی اس قبلہ کے بعد جو میری مسجد نے قایم کر دیا ہے۔ اب دوسرا کوئی قبلہ نہ ہوگا یعنی میرا قبلہ سب سے آخری قبلہ ہے۔ اور یہ سچ ہے اور واقعی مقام فضیلت ہے۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ میرا مذہب میری شریعت اب کبھی نہیں بدلے گی۔ میری نبوت کے بعد اب کوئی نبوت نہیں جو میرے قایم کردہ قبلہ کو بدلے۔ پس رسول کریم صلعم نے اپنی مسجد کو جو آخری مسجد فرمایا تو بلحاظ قبلہ کے فرمایا۔ نہ کہ بلحاظ تعمیر مکان کے۔ جناب میاں صاحب اور ان کے لائل پوری مریدنے اپنا مطلب سیدھا کرنے کے لئے غلط معنوں کو بطور قضیہ قایم کر کے غلط نتیجہ نکالنے کی کوشش کی۔ یعنی آخر المساجد کے معنے لئے کہ بلحاظ تعمیر مکان کے وہ آخری مسجد ہے جو واقعات کے خلاف ہے۔ اور اس لئے بالبداہت غلط ہے۔ لہذا ہم یہ معنے نہیں لے سکتے۔ اور کوئی عقلمند آدمی یہ معنے نہیں لے سکتا۔ اس میں رسول اللہ صلعم کے فہم اور عقل پر نعوذ باللہ زد ہے کہ وہ اس قسم کا مہمل اور خلاف واقعہ کلام کیا کرتے تھے۔ البتہ اگر فاضل لائل پوری صاحب آخر کے معنے آخری کے سوا کچھ اور نکالیں۔ مثلاً آخر کے معنے اول کے کر دیں یا مہر لگانے والے کے کر دیں۔ تو پھر اس وقت ان کے معنے پر غور کر لیں گے بالفعل تو بھائی صاحب! ہم مجبور ہیں۔ ہم آخر کے معنے بدل نہیں سکتے۔ **آخر الانبیا** کے صاف معنے ہیں آخری نبی جسکے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور **آخر المساجد** کے صاف معنے ہیں۔ آخری مسجد اور یہ بلحاظ قبلہ کے ہو سکتی ہے۔ یعنی آخری قبلہ جسکے بعد کوئی قبلہ نہیں۔ بس ختم شد۔ ہمیں آخر کے معنے کر کے دکھاؤ۔ ادھر ادھر کی باتیں نہ بناؤ۔ صاف سیدھے معنوں پر غلط طوطا مینا بنا بنا کر پردے ڈالنا اہل حق کا طریق نہیں۔

لا نبی بعدی کے متعلق بھی قادیانی بزرگوں کا یہی طریق ہے اس کے صاف اور سیدھے معنے ہیں کہ "میرے بعد کوئی نبی نہیں" لیکن چونکہ ان کے نفس نے یہ بات پہلے سے قایم کرلی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد ضرور نبی آئیں گے۔ اس لئے اس صاف اور صریح حدیث کی طرح طرح سے تاویلیں کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ تو ان کی تاویلات رکیکہ پر ہنسی آتی ہے۔ کبھی بعد کے معنے "قیامت کے بعد" اور کبھی "درمیان" کے کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ فاضل لائل پوری جو اٹھے تو اب کے دفعہ ایک بہت پرانی اور باسی تاویل اس حدیث کی کر کے اپنی ڈیوٹی ادا کر گئے وہ یہ کہ "لا نبی بعدی" سے مراد ہے "میرے بعد کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں" یہ شریعت لانے والا کس کے معنے ہیں۔ کچھ پتہ نہیں۔ میں چونکہ اس حدیث پر کئی بار مفصل بحث کر چکا ہوں اس لئے زیادہ تشریح کی یہاں ضرورت نہیں۔ لیکن فاضل لائل پوری صاحب کو اتنا کہہ دینا چاہتا ہوں کہ خود اپنے ہاتھوں اپنے مذہب پر تبر نہ چلایا کریں۔ لا نبی بعدی کے معنے کرنے سے پہلے بجائے محی الدین ابن عربی کے اپنے ہادی و مقتدا جناب میاں محمود احمد صاحب کی کتاب حقیقۃ النبوۃ کو پڑھ لیا ہوتا۔ تو ایسی فاش غلطی نہ کرتے کہ اپنے عقائد کی بنا ہی کو اکھیڑ دیتے۔ حقیقۃ النبوت میں نبوت کی تعریف میں جناب میاں صاحب نے صرف "کثرت مکالمہ و مخاطبہ" کو رکھا ہے۔ اور شریعت کو نبوت سے ایک علیحدہ چیز قرار دیا ہے۔ اگر نبی کی تعریف میں شریعت کو بھی شامل کیا جائے تو پھر حضرت مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہیں ہوتی۔ اس لئے اس دکھ کو مٹانے کے لئے جناب میاں صاحب نے شریعت کو نبوت سے الگ کر دیا۔ اور نبی کی تعریف میں صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو رکھا ہے۔ تو اب اس سے لازم آیا کہ جب تک نبی کے ساتھ "شریعت لانے والے" کے الفاظ ہم نہ بڑھائیں صرف نبی کا لفظ بولنے سے جو مفہوم لیا جائے گا اس میں شریعت کا لانا ہرگز شامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ نبی کی تعریف سے باہر ہے۔ نبی کے لفظ کا مفہوم اور اس کی تعریف اس کی متحمل نہیں۔ پس لا نبی بعدی کے معنے کرتے ہوئے لائل پوری صاحب کا نبی کے مفہوم میں شریعت کو اور محض شریعت کو داخل کرنا کیا میاں محمود احمد صاحب کی تعریف نبوت کے صریح خلاف نہیں؟ پس یا تو اس تعریف نبوت کو بدلوائیں اور صاف اعلان کریں۔ کہ ہم نبی کی تعریف میں شریعت کو داخل سمجھتے ہیں۔ تو پھر حضرت مرزا صاحب کی نبوت ہاتھ سے گئی کیونکہ وہاں صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا دعویٰ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کچھ نہیں اور اگر شریعت نبوت کی تعریف میں نہیں آتی تو پھر "لا نبی بعدی" کے معنے یہ نہیں ہو سکتے کہ کوئی شریعت لانے والا نبی میرے بعد نہیں۔ کیونکہ پھر شریعت لانے والا کس کے معنے ہوں گے۔ نبی کے تو یہ معنی نہیں ہو سکتے شاید کوئی کہے کہ پھر میاں صاحب کی تعریف نبوت کی رو سے لا نبی بعدی کے یہ معنے ہوئے کہ کوئی کثرت مکالمہ مخاطبہ رکھنے والا بھی میرے بعد نہیں تو پھر حضرت مرزا صاحب کا کثرت مکالمہ مخاطبہ والی نبوت کا دعویٰ بھی غت ربود ہو گیا۔ تو پھر ہو جائے۔ میں کیا کروں۔ اس کے جواب دہ میاں محمود احمد صاحب ہیں جنہوں نے نبوت کی ایسی غلط تعریف کی۔ میں تو کثرت مکالمہ مخاطبہ کو نبوت نہیں سمجھتا۔ اس لئے لا نبی بعدی کے معنے کرتا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ کثرت مکالمہ مخاطبہ چونکہ نبوت نہیں۔ اس لئے وہ اس نفی سے باہر رہتے ہیں۔ میاں صاحب کثرت مکالمہ مخاطبہ ہی کو نبوت قرار دیتے ہیں۔ اس لئے لا نبی بعدی میں کثرت مکالمہ مخاطبہ کی نفی بھی ہو جاتی ہے اگر وہ شریعت کو نبوت کی تعریف میں شامل کریں۔ تو پھر بھی حضرت مرزا صاحب نبی نہیں بنتے۔ کیونکہ وہ کوئی شریعت نہ لائے۔ غرضیکہ جب تک یہ حدیث لا نبی بعدی قایم ہے یہ بیل تو منڈھے نہیں چڑھتی بے شک زور لگا کر دیکھ لو۔ حق چھپ نہیں سکتا۔ (بشارت احمد)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— مبلغ محمد نصیب صاحب محصل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور گوجرانوالہ۔ وزیر آباد۔ نوپرلوالہ۔ سیالکوٹ۔ جموں۔ بیپرور۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی۔ کامل پور اور ہزارہ کے مقامات کا دورہ کرنے والے ہیں احباب ان کے کام میں ہر طرح سے ان کی امداد فرمائیں۔ یعنی اپنے بقایا چندے ادا کریں۔ اور اپنے حلقہ اثر سے اشاعت اسلام کے لئے چندہ وصول کرائیں۔

—— جناب عبداللطیف خاں صاحب کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ میں اگرچہ غیر احمدی ہوں مگر آپ کے کام اور تحریک کو مبارک سمجھتا ہوں یہ بھی معلوم ہو کہ میں نے وقتاً فوقتاً توفیق کے موافق چندہ بھی آپ کی جماعت کو بھیجا۔ سو میں آج کل کے فرقوں میں صرف آپکی جماعت کو اسلامی جماعت کہونگا جو کچھ کام اسلام کے لئے کر رہی ہے۔ حتی الامکان میں یہاں آپ کی جماعت کے بارے میں سوسائٹی میں ذکر کرتا رہتا ہوں۔ خدا آپ کو اور بھی تبلیغ کی توفیق دے۔

—— مولوی محمد یمین صاحب دا نہ ڈاک خانہ مانسہرہ۔ ضلع ہزارہ سے لکھتے ہیں۔ کہ جرمنی ترجمۃ القرآن کے لئے چندے کا اعلان نظر سے گزرا۔ میرے پاس نقد روپیہ نہیں جو دیدوں۔ ایک سیر ست سلاجیت اس کے لئے الگ کر لیا ہے۔ عمدہ فی تولہ اس کی قیمت ہے۔ جن احباب کو اس کی ضرورت ہو وہ محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام اس کی قیمت اسی حساب سے بھیجدیں۔ اور وہاں سے اطلاع آنے پر میں ان کی خدمت میں ست سلاجیت بھیجدونگا۔

—— منشی محمد بخش صاحب محرر جوڈیشل چوکی زیریں ضلع ڈیرہ غازیخان سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تیسرا بیٹا عنایت فرمایا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسکو صالح اور خادم دین بنائے۔ اس موقع پر کوئی رسم و رواج نہیں کیا اور تنخواہ ملنے پر مبلغ ۵ روپے جرمنی ترجمۃ القرآن کے لئے بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

—— مولوی عصمت اللہ صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی۔ ابھی تک یو۔ پی کے دورے سے واپس نہیں آئے۔

—— ماسٹر محمد عبداللہ صاحب محصل انجمن مہم ضلع رہتک سے لکھتے ہیں کہ اخبار پیغام صلح واقعی بڑا کام کر رہا ہے مہم میں پیرزادہ مصباح الدین صاحب کے نام پر اخبار آتا ہے۔ اس جگہ یہ اخبار ایک مستقل مبلغ کا کام کرتا ہے۔ ضلع رہتک کے لوگ سلیم الطبع ہیں۔ آریہ سماجی اس علاقہ کے راجپوتوں کو اپنے دام میں پھنسانے کی منظم تجویزیں کر رہے ہیں حال ہی میں بہادر گڑھ کے قریب ایک گھر مرتد کر لیا ہے۔ ہمارے پاس اتنے مبلغ نہیں کہ ہر جگہ کام کر سکیں۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ دیہات کے ائمہ مساجد اور مدرسین کے نام اخبار جاری کر دیا جائے۔ اس ضلع میں چھ مقامات پر آریوں کا بڑا زور ہے۔ اور وہاں اخبار کی اشد ضرورت ہے۔ کیا اسلامی درد رکھنے والے ان مقامات پر اخبار جاری کر کے ثواب دارین حاصل کریں گے۔ میری طرف سے ایک اخبار دوجل میں جاتا ہے اور چھ ماہ کے لئے رعایتی قیمت پر ان مقامات میں سے کسی ایک جگہ میری طرف سے اخبار جاری فرمائیں۔

(جو ذی استطاعت اصحاب ان مقامات پر اخبار جاری کروانا چاہیں وہ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر بھیجدیں۔ اور دفتر اخبار کو اس امر کی اطلاع دیدیں کہ چندہ بھیجدیا ہے۔ پیغام صلح)

—— ۳۰ مئی کو بعد از نماز عصر مسجد احمدیہ لاہور میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے بڑے بھائی مولوی عزیز بخش صاحب کا نکاح ایک یورپین نژاد لیڈی مسماۃ مریم بی بی کے ساتھ جو مذہباً مسلمان ہیں پڑھا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ نکاح طرفین کے لئے موجب راحت و برکت ہو۔

ویدک دھرم میں عورت کا درجہ

(۳)

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم حقیقت رقم سے)

معصوم لڑکی دھرم کی کند چھری کے نیچے

دنیا کا خسران صرف اس میں نہیں کہ وہ مذہب کو قبول نہیں کرتی۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ کہ وہ اس کو قبول کرتی اور پھر اس میں غلو کرتی ہے وہ خدا کے خالص دین کو اپنے ناپاک ہاتھوں سے چھوتی۔ اور اپنی عقل خام کی تجویز سے اس میں ضلالت کا پیوند لگاتی ہے۔ یہ ضلالت عمل اس کی دنیوی دانش اور سمجھ کو خواہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ معلوم ہو۔ لیکن انسانی زندگی کے لئے اس کی تاثیر ہلاکت خیز اور خسران ابدی کا باعث ہوتی ہے۔ کہنے کو ویدک رشی بیٹی کو منحوس اور بیٹے کو نور کہہ گئے۔ ہمارے ہاں بیٹے دس ہوں۔ پر بیٹی ایک نہ ہو فرض کیجے یہ اثر کھینچ لانے والی دعا بھی سکھا گئے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کمال یہ کیا کہ اپنے ہاں بیٹا ہونے اور دشمنوں کے ہاں بیٹی ہونے کی یگیہ اور اپنے زعم میں تیر بہدف نسخے بھی بتلا گئے۔ لفظ دھرم کے زمینی تقدس کو ایک طرف رکھ کے سوچو اور غور کرو۔ کہ ان خیالات کی بنا پر کس قدر ظلم اس صنف نازک پر توڑے گئے۔ اور ہزارہا سالوں تک قدرت کی اس پرمحبت صنعت کو کہیں عمر بھر دیو داسیوں کا مکروہ پیشہ اختیار کروایا گیا۔ کہیں انہیں بتوں پر زندہ بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ کہیں زیر زمین زندہ دفن کردی گئیں۔ راجپوتوں کی جھوٹی غیرت نے اس صنف لطیف کے ساتھ کیا کیا وحشیانہ سلوک کئے اور پھر ان خیالات فاسدہ کا اثر جب عرب اور دیگر ممالک میں پہنچا تو انہوں نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ کیا کیا وحشیانہ سلوک روا رکھے۔ ان سب کی ذمہ داری بیٹی کے متعلق ان ظنون ستیئہ کے سر پر ہے جو ابتدا میں کسی قوم نے اپنے دماغ میں پیدا کئے اس ضلالت کبریٰ کی بنا پر بیٹیوں پر کس قدر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ اس کا اندازہ کرنے سے بھی انسانی روح پر خوف ودہشت سے ایک لرزہ طاری ہوتا ہے۔ سنن دارمی کی ایک روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے پچھلے گناہ کیونکر معاف ہوں گے۔ ہم لوگ جاہل اور بت پرست تھے۔ اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے۔ چنانچہ میری ایک لڑکی تھی جب وہ چند سال کی ہوگئی اور جواب دینے لگی تو میں نے اس کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ وہ لڑکی میری نہایت فرمانبردار اور مطیع تھی۔ جب میں اسے اپنے پاس بلاتا تھا تو نہایت خوش ہوتی تھی اور دوڑ کر میرے پاس چلی آتی تھی۔ ایک دن میں نے اسے بلایا اور کہا کہ میرے ساتھ چل وہ خوشی سے میرے پیچھے پیچھے ہولی۔ میں اسے اپنے خاندان کے کنوئیں پر جو میرے گھر سے بہت دور نہیں تھا۔ لے گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر میں نے اسے کنوئیں میں دھکیل دیا۔ وہ مجھے ابا جان ابا جان کہہ کر پکارتی رہی۔ لیکن مجھے اس پر ذرا رحم نہ آیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کا یہ بیان سنکر رونے لگے۔ اور اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے ریش مبارک تر ہوگئی۔ پھر فرمایا جاہلیت کی خطائیں اللہ تعالےٰ نے معاف کردیں اب آئندہ نیک اعمال بجالایا کرو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ معصوم بچیوں کو ذبح کر ڈالتے تھے۔ اور کم بخت سنگدل باپ کے بے رحم ہاتھوں کو اپنے لخت جگر کے نازک گلے پر چھری پھیرنے میں کچھ بھی رکاوٹ نہ ہوتی تھی۔ اور وہ ننھی سی جان نہایت محبت بھری آنکھوں سے بے درد باپ کا منہ تکتی اور معصوم اور تتلاتی زبان سے یا ابت یا ابت کہتی ہوئی زندگی سے گزر جاتی تھی۔ ہندوستان اور عرب کے اس تمام ظلم وستم اور آہ وبکا کی داستان میں خیال ایک ہی تھا۔ جو بطور روح کے کام کرتا تھا۔ کہ بیٹی منحوس اور بیٹا نور ہے باپ دادوں کی نجات کی کشتی کے کھیویا صرف بیٹے ہیں۔ جن کے ثبوت وید شاستروں کے حوالجات کے ساتھ گزشتہ نمبر میں ہم درج کرچکے ہیں۔

بیٹی ہمہ تن ذلت اور باپ کی پونی ہے

لڑکی کے متعلق ویدوں کے خیالات کا نچوڑ آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ اس ضعیف پر اگر نزلہ ویدک زمانہ ہی میں گر کر رہ جاتا اور آئندہ آنے والے ایشور کے اوتار اور مصلحین اس خیال کی اصلاح کرجاتے تو بھی عورت ذات پر ظلم وستم کی جو تاریک رات چھائی ہوئی تھی اس کا خاتمہ ہوجاتا۔ لیکن آئندہ آنے والے بزرگوں نے اس زخم کو اور تازہ کردیا۔ دنیا عبارت ہے گوناگوں حیثیات اور مختلف النوع مخلوقات سے زہند دنقطہ نگاہ ان تمام اختلافات کی جو بنیاد مسئلہ تناسخ پر عورت اور مرد۔ بیٹی اور بیٹا۔ یہ دو نسل انسانی کے انواع افراد ہیں ان کی بابت سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دونوں میں سے اعلےٰ کون ہے؟ اور وہ نے کون ذ مرد افضل ہے یا عورت؟ یہ ظاہر ہے کہ وید شاستر کی روشنی میں اولاد نرینہ کی حیثیت ہر حالت میں اعلےٰ اور عورت کی ادنےٰ ہے۔ دھرم شاستر ہمیں ایک اور میدان میں لے جاتے ہیں جس میں ہر ایک چیز اپنے گزشتہ اعمال کی بنا پر مختلف حیثیات اور درجات میں رکھی گئی ہے۔ وہ یہ بتلاتے ہیں کہ مرد اگر اعلےٰ ذات کا ہو اور عورت ادنےٰ ذات کی تو ان دونوں سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ اس اولاد سے افضل کہلائیگی کہ عورت اعلےٰ ذات کی ہو اور مرد ادنےٰ ذات کا۔ اس کی تفصیل کے لئے منوسمرتی کا دسواں ادھیا دیکھنا ضروری ہے۔ مثلاً وہاں لکھا ہے۔ کہ اگر کشتری مرد کسی ویشیہ عورت سے شادی کرے تو اس کی اولاد اعلےٰ ہوگی۔ اس اولاد سے جو ویشیہ مرد اور کشتری عورت سے پیدا ہو۔

لڑکی اور لڑکے میں اختلاف جنسی ہے

مسئلہ تناسخ ہمیں یہ بھی بتلاتا ہے کہ لڑکی اور لڑکے میں اختلاف نوعی نہیں بلکہ جنسی ہے۔ کائنات کی ہر نوع مذکر ومونث ہے تذکیر اور تانیث سے نباتات تک بھی خالی نہیں ایسی صورت میں سوال یہ ہے کہ کیا اس جنم کی عورت کوئی خاص اعمال بجا لاکر اگلے جنم میں مرد بن سکتی ہے یا نہیں۔ منوسمرتی نے اس بارہ میں ایک صریح فیصلہ دیا ہے۔

استریوا اپی ایتین کلبین ہرتوا دستم وابنیوہ۔ ایتے شام ایو جنتو نام بھاریاتوم اپ یانتی تاہ۔ عورتیں بھی اپنی مرضی سے پرائی چیز چرائیں تو ان پر بھی جرم عائد ہوتا ہے۔ اور وے مندرجہ بالا حیوانات کی مادہ ہوتی ہیں۔ (منو $\frac{12}{69}$)

اس شلوک سے یہ ظاہر ہے کہ عورت اور مرد کا فرق ہر ایک جگہ قائم رہتا ہے۔ مرد کوئی جرم کریں تو نر حیوان بنتے ہیں اور عورتیں وہی جرم کریں تو انہی حیوانوں کی مادہ بنتی ہیں۔ گویا نر ومادہ کی یہ دونوں نوعیں ہمیشہ قائم رہتی ہیں۔ پس مرد مرد ہے اور عورت عورت۔ ان دونوں میں اختلاف جنس کا ہے نہ نوع کا مگر مرد خود مختار اور مالک ہے اور عورت مملوکہ۔

عورت ذات مجرم اور پاپی ہے

منو کے بعد دوسرا عظیم انسان ہندوستان میں شری کرشن جی مہاراج گزرا ہے کتنا بڑا انسان کہ وہ نہ صرف آریہ ورت کا سورج کہلاتا ہے بلکہ ایشور کا اوتار بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ وہ فرعون کنس کے فتنہ کو دور کرنے والے اور کوروں کی تاریکی کے لئے پیغام اجل تھے۔ لیکن کیا وہ اس طرح عورت کے دکھ اور مصیبت کی رات کے لئے نوید صبح تھے۔ ہمیں یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کے کلام نے بھی عورت کو کوئی بلند مرتبہ نہیں دیا۔ اگرچہ ان کے سوانح حیات میں ہمیں عورتوں کے ساتھ ان کا ایک خاص ربط بلکہ شغف نظر آتا ہے وہ بچپن سے لے کر بڑھاپے تک عورتوں میں کھیلتے ہیں۔ عورتوں میں ان کا پیار اور پریم تھا۔ عورتیں ان کے نغمہ نے پر فریفتہ تھیں۔ "بچپن میں عورتوں کے ساتھ جل کریڑا" (پانی میں اکٹھے کھیلنا)، "جوانی میں گوپیوں کے ساتھ لہو ولعب"، اور آخری عمر میں "رادھا کی یاد" ان کی زندگی کے تین دلفریب نظارے ہیں۔ جو آج بند محلات کی دیواروں پر زینت کا سامان سمجھے جاتے ہیں۔ اور پوتر یادگار سمجھکر بطور نصب العین آنکھوں کے سامنے رکھے جاتے ہیں۔ لیکن سنو وہ اپنے نغمہ گیتے میں عورتوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

"مام ہی پارتھ وپا پاشرتیہ ایپی سیوہ پاپ یونیہ استریو ویشیاہ تتھا شودرا ستے اپی یانتی پرام گتم۔ (مام) مجھے (ہی) ہی (پارتھ) اے ارجن (وپا پاشرتیہ) سہارا پکڑ کر (یے) جو (اپی) بھی (سیوہ) ہوں (پاپ یونیہ) پاپ جنم والے (استریو) عورتیں (ویشیہ) بنئے (تتھا) اسی طرح (شودرا) شودر (تے) وے (اپی) بھی (یانتی) جاتے ہیں۔ (پرام) اعلےٰ (گتم) مقام کو۔ یعنی اے ارجن مجھے سہارا پکڑ کر عورت ویش اور شودر بھی جو پاپ جنم والی ہیں۔ اونچے مقام کو حاصل کرتی ہیں۔ پس مجرم ہونے کے لحاظ سے بھی لڑکی کسی قسم کی رعایت کی مستحق نہیں۔ مجرموں کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی کرنا قانوناً جرم ہے۔ موجودہ زمانہ میں اگرچہ مہذب حکومتوں کا یہی طریق عمل ہے کہ وہ قیدیوں اور مجرموں کی اصلاح کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ لیکن وید اس کے خلاف کہتا ہے۔ سوامی دیانند جی اپنے یجروید بھاشیہ کے ادھیائے اول منتر ۲۶ کا ترجمہ یوں کرتے تھے۔

"اے دشٹ انسان تو کبھی بھی ہدایت کی روشنی حاصل نہ کرسکے تیرا آنند دینے والا۔ علم کا رس تجھے کبھی آنند نہ دے" یعنی مجرموں کے لئے ہدایت ابدی کی بجائے ضلالت ابدی ملنے کی دعا کی جاتی ہے۔ وید کے اس اصول کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے لڑکی جو باپ کی پونی یا اپنے گزشتہ اعمال کی بنا پر [illegible] کی مستحق ہے۔

اس کو ہم انشاءاللہ آئندہ نمبر میں دیکھیں گے۔ اور لڑکی کا لڑکا بنانے کی عجیب وغریب ویدک ترکیب بلکہ تیر بہدف نسخہ بھی اسی نمبر میں درج ہوگا۔ انتظار فرمایئے۔

محبت اور امن کا مذہب

(مرتضیٰ احمد خاں صاحب بی اے کے قلم سے)

اسلام محبت، صلح اور آشتی کا مذہب ہے۔ دنیا میں امن قائم کرنا اور امن پھیلانا اس کا مقصد ہے۔ اسلامی تعلیم کے ہر ایک شعبہ میں خواہ اس کا تعلق انسان کی خانگی زندگی سے ہو یا بیرونی زندگی سے ان سب میں یہی ایک مقصد آپ کو نظر آئے گا کہ خالق ومخلوق کے درمیان ایک رشتہ محبت اور انسان انسان کے مابین ایک حقیقی تعلق مساوات ویگانگت قائم کیا جائے۔ جہانتک خالق ومخلوق کے درمیان رشتہ محبت کا سوال ہے قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری (رسول اللہ صلعم کی) پیروی کرو۔ اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ خدا تم سے محبت کرے گا۔

پھر یہ بھی ارشاد ہے کہ ہم حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس درجہ محبت کریں کہ اس کی نظر دنیوی رشتوں میں نہ پائی جائے۔ جہانتک انسان کا انسان سے تعلق ہے ہم مسلمانوں کو حکم ہے کہ دوسرے مسلمان کو ہم اپنا بھائی سمجھیں چنانچہ فرمایا انما المومنون اخوۃ۔ سوائے اس کے نہیں کہ تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

یہ امر بدیہی ہے کہ جو رشتہ اخوت ومحبت اسلام نے عرب کی وحشی اقوام کے اندر جو ایک دوسرے سے برسرپیکار رہتی تھیں پیدا کیا اور جس طرح اس کو مستحکم کیا۔ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ غرض حضرت نبی کریم صلعم کی تعلیمات مقدسہ ہی ایسی ہیں کہ جو تمام بنی نوع انسان کو بلا امتیاز مساوات کے ایک ہی پلیٹ فارم پر لا کھڑا کرتی ہیں۔ لیکن اس مساوات کے قائم کرنے اور اس پاک اور اعلےٰ مقصد کے حصول کے لئے اسلام نے کونسا زریں اصول اختیار کیا۔ یہ سوال قابل غور ہے۔ اس بات کے سمجھنے کے لئے ہمیں ان واقعات واسباب پر ایک چھپتی ہوئی نظر ڈالنی چاہیئے۔ جو عموماً بنی نوع انسان کے اندر افتراق وانشقاق کا باعث ہوتے رہے ہیں۔ اور ہوسکتے ہیں۔ اس امر سے کوئی زیرک انسان انکار نہیں کرسکتا کہ اس افتراق وانشقاق کا اصل باعث "خود غرضی" ہے۔ اقوام عالم ایک دوسرے کے خلاف معرکہ آرائی کرتی ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ خونریزی اور اتلاف جان ومال ہوتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ قضیہ کیوں؟ اور اس مصیبت کی اصل وجہ کیا ہے۔ وہی "خود غرضی"، یہ حدود سلطنت جس کے نشانات ہم نقشوں پر دیکھتے ہیں۔ اور جو درحقیقت اسی خود غرضی کی ظاہری علامتیں ہیں۔ یہ اقوام کے دلوں کے اندر حسد وکینہ کی آگ مشتعل کرتی ہیں۔ اور اس آگ کا نتیجہ ایسے ایسے واقعات کا ظہور ہے جیسا کہ یورپ کی گزشتہ جنگ عظیم۔

اگر جرمنی کو اپنی حدود سلطنت بڑھانے کی خواہش بے چین نہ کئے ہوتی۔ اور اگر بلجیم کو اس کا عہد وپیمان توڑنے پر مجبور نہ کیا جاتا تو وہ خونریزی جس نے تہذیب کی پیشانی پر ایک بدنما داغ لگا دیا ہے کبھی وقوع میں نہ آتی۔ غور فرمایئے کس طرح خود غرضی کی یہ لہر بنی نوع انسان کے اندر افتراق وتشتت کا باعث ہوتی۔ اور کس طرح دشمنی کا بیج انسان کے کشت دل میں بوتی ہے اس کی مثال بچہ کی مختلف منازل زندگی سے دی جاسکتی ہے۔ جب ایک بچہ اس جذبہ سے ناواقف ہوتا ہے کہ کونسی چیز اس کی ملکیت خاص ہے وہ اس ناواقفیت کی بدولت بہشت کی ایک پرامن زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ لڑائی جھگڑے کے نام سے قطعاً ناواقف ہوتا ہے۔ لیکن جب اس میں شعور پیدا ہوجاتا ہے اور وہ اپنی اور غیر کی چیزوں کے اندر تمیز کرنے لگ جاتا ہے۔ وہ اپنے بھائیوں اپنی بہنوں اور دوسرے رشتہ داروں سے لڑنے جھگڑنے لگ جاتا ہے۔ اور بعض اوقات کشت وخون تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ہر ایک عیالدار شخص نے تجربہ کیا ہوگا کہ جب اس کے بچے سن تمیز کو پہنچتے ہیں تو وہی گھر جو چند روز پہلے بہشت بریں کا نمونہ بنا ہوا تھا وہ دوزخ کا منظر پیش کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ اب بچوں کے اندر "خود غرضی" کا جذبہ پیدا ہوگیا ہے۔ اس کا واحد علاج یہی ہے کہ گھر کے تمام افراد کے دل پر یہ نقش کیا جائے کہ وہ تمام یکساں حیثیت رکھتے ہیں اور تمام یکساں سلوک کے مستحق ہیں۔ اور رشک وحسد کی آگ بجھانے کی یہی ایک کارگر ترکیب ہوسکتی ہے۔ اب اقوام عالم کو لیجئے

(باقی صفحہ ۵ کے پہلے کالم کے آخر پر)

ہندوستان

— گاندھی جی کے اخبار "ینگ انڈیا" کا سابق ایڈیٹر مسٹر جارج جوزف مدراس میں سرکاری وکیل بننے کی خاطر کانگرس کمیٹی سے مستعفی ہوگیا۔

— ٹکاری کے راجہ کا ایک میم سے شادی کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ شادی ٹوٹ گئی۔ اور ۱۲۵۰ ماہوار خرچ کی ڈگری میم صاحبہ کو راجہ جی کے خلاف مل گئی۔

— ہندوستان میں تمام دنیا کے ممالک سے زیادہ اندھے موجود ہیں۔

— ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور ۵ مئی کو جہاز "نیویارک" پر ولایت کو روانہ ہو جائیں گے۔

— ریاست میسور میں یہ تحریک شروع کی گئی ہے کہ تمام ذاتوں کے افراد کو مندروں میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔

— معلوم ہوا ہے کہ پنڈت اندر ایڈیٹر "ارجن" دہلی جیل میں بیمار ہیں۔ ان کی حالت تشویشناک ہے۔

— گزشتہ چند ماہ میں یو۔پی میں تین چار ستی کی وارداتیں ہوئی ہیں۔

— حال ہی میں مولانا شوکت علی نے ریاست حیدرآباد کا دورہ کیا ہے ان کا بیان ہے کہ حضور نظام نے تمام ریاست میں فضول خرچی کا انسداد کر دیا ہے۔ نااہل جاگیرداروں اور امرا کو بھی اس سلسلہ میں کافی تنبیہ کر دی ہے۔

— امرتسر میں یکم اور ۲ مئی کی درمیانی شب میں کٹڑہ اہلووالیہ میں زبردست آگ لگ گئی کئی لاکھ کا نقصان ہوا۔

— محمل شریف حجاز روانہ ہوگیا ہے۔

— ۲۵ اپریل کو کلکتہ میں ہندوستانی اور چینی مزدوروں میں شدید فساد ہوگیا۔ پندرہ ہندوستانی اور چھ چینی زخمی ہوئے۔

— برما میں غلامی کی لعنت بڑی حد تک انسداد ہوگیا ہے۔ اور انسانی خریداری بالکل بند ہوگئی ہے۔

— ڈاکٹر انصاری۔ مولانا محمد علی۔ مولانا شوکت علی۔ سیٹھ جمنالال بجاج اور پنڈت جواہر لال نہرو جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے ٹرسٹی مقرر ہوئے ہیں۔

— مسٹر داؤد واسپن نو مسلم دوبارہ اخبار مسلم آؤٹ لک کے ایڈیٹر مقرر ہوئے ہیں۔ ۱۰ مئی سے آپ چارج لیں گے۔

— راجہ غضنفر علی مہاراجہ الور کے سکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔

ہندو دنیا

— مشہور ہندو لیڈر مسٹر بپن چندر پال ایک انگریزی میگزین کے ایڈیٹر مقرر ہوئے ہیں۔ جو ماہ اکتوبر میں الہ آباد سے جاری ہوگا۔

— جے پور کے جینیوں نے اصلاح رسوم کے سلسلے میں کام سرد کر دیا ہے۔ اور ایک جلسہ میں طے کیا کہ فضول رسموں پر روپیہ برباد کرنے کی بجائے ہندو انسٹی ٹیوشنوں کی مدد کی جائے۔

— آل انڈیا شدھی سبھا دہلی کے پرچارکوں میں موضع ننگلا ماں ضلع متھرا کے تمام مسلمانوں کو اشدھ کر لیا ہے۔

— بمبئی کے علاقہ میں اشدھی کا کام زور شور سے جاری ہے۔

— موگہ میں چند سکھ لڑکیوں نے گرنتھ صاحب (سکھوں کی مذہبی کتاب) سے شادی کرلی ہے۔

— ضلع سارن میں سناتن دھرم ربتی سے ایک مسلمان کو اشدھ کیا گیا

— سندھ کے ہندو رسم جہیز کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں۔

— مدراس کے ایک مشہور عیسائی مسٹر جان کو اشدھ کیا گیا۔

— ریاست بیکانیر میں ہندو شادی بیوگان کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں

— معلوم ہوا ہے کہ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کی طرح ہندو یونیورسٹی بنارس میں بھی ابتری رونما ہو رہی ہے۔

— لدھیانہ میں تیس اچھوتوں کو اشدھ کیا گیا۔

— ۲۲ اپریل۔ موضع مہرپور (یو۔پی) میں ۳۰۰ خانہ بدوش مسلمانوں کو اشدھ کیا گیا۔

— دیانند دلت ادھار منڈل کے پرچارکوں نے ضلع کانگڑہ میں ۱۵۰ کبیر پنتھیوں اور ایک عیسائی کو اشدھ کیا۔

— علیگڈھ میں آریہ پرچارک اشدھی کے لیے خاص طور پر جدوجہد کر رہے ہیں۔

— بنوں میں دو مسلمانوں کو اشدھ کیا گیا۔

— امرتسر میں ایک بنگالن عیسائی نرس ایک ہندو نوجوان بھیم سین کی خاطر شدھ ہوگئی۔ اور جس لیے شدھ ہوئی تھی وہ مقصد پورا ہوگیا۔ یعنی بھیم سین سے شادی ہوگئی۔

— ۲۲ اپریل کو کلکتہ میں سیوا جی کا جنم دن منایا گیا۔

— سیالکوٹ میں آریہ سماج کا شدھی اور سنگٹھن کا کام زوروں پر ہے۔

ممالک خارجہ

— ٹرکش اسمبلی میں جلد ایک قرارداد اس مطلب کی پیش ہونیوالی ہے کہ اس وقت ٹرکی میں جو ہندسے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان کو اڑا دیا جائے اور مغربی یورپ میں جو ہندسے استعمال ہوتے ہیں ان کو رواج دیا جائے۔

— وارسا ۳ اپریل۔ کل رات کے ۱۰ بجے شاہ افغانستان کی تشریف آوری پر صدر جمہوریہ پولینڈ اور دیگر ارکان حکومت نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ شہر کو جھنڈیوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اور سڑکوں پر دو رویہ افواج کھڑی تھیں۔

— اسٹاک ہوم ۲۹ اپریل۔ دنیا کی سب سے لمبی ٹیلیفون لائن کا تجربہ نہایت کامیابی سے ہوگیا۔ یہ لائن ۲۴۲۲ میل لمبی ہے اور کالمنہ اور جینوا کے درمیان لگائی گئی ہے۔

— ماسکو ۳۰ اپریل۔ جمہوریہ کریمیا کے سابق صدر ولی ابراہیم اوف اور نائب صدر مصطفیٰ کو سمفروپول کی عدالت عالیہ سے پھانسی کی سزا ملی ہے۔ ان پر سازش کا الزام تھا۔

— قسطنطنیہ یکم مئی۔ گزشتہ جنوری میں بروسہ کا ایک امریکن بائیبل ہاؤس مسن سکول اس بنا پر بند کر دیا گیا ہے کہ اس سکول کا عملہ مذہبی پروپیگنڈا کرتا ہے۔ جو اس سکول کی چار ترک لڑکیوں کے عیسائی بنائے جانے سے ظاہر ہے۔

— یونان میں زلزلے سے نقصان ہوا ہے اس کے متعلق معظم نے شاہ یونان کو ہمدردی کا تار ارسال کیا ہے۔

— طہران ۲۶ اپریل۔ شاہ ایران جنوبی ایران کا دورہ کرنے کے بعد دارالسلطنت میں واپس آگئے ہیں۔

— سلطنت افغانستان کے صدر اعظم سردار عبدالقدوس خان صاحب ۲۲ شوال کو انتقال فرما گئے۔

— امام یحییٰ والی یمن نے حجہ۔ صنعاء۔ اور تعز کے لاسلکی اسٹیشنوں کو بند کرنے کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔

— قانون اجتماعات کے سلسلے میں مصر اور برطانیہ میں سخت کشیدگی ہوگئی ہے معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ نے مصر کو تین دن کا الٹی میٹم دیدیا ہے اور اس کے جنگی جہاز مصر کو روانہ ہوگئے ہیں۔ برطانوی اخبارات نہایت سخت لہجہ میں اس قانون پر نکتہ چینی کر رہے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۴ کالم ۳)

یہی کیفیت ان کی ہے۔ ان کے اندر بھی افتراق و انشقاق لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ لڑائی جھگڑے ایک بہت بڑی حد تک ذات اور قومیت کے اندر تمیز کرنے کی وجہ سے معرض ظہور میں آتے ہیں۔ یہی قومی اور رنگ روپ کا امتیاز ان کو ایک دوسرے سے الگ کرتا ہے اور ان کو اپنی ہمسایہ قوم کو بنظر استخفاف دیکھنے پر مائل کرتا ہے۔ قوم اسرائیل اپنی دوسری ہمسایہ قوموں کو بنظر استحقار دیکھتی ہے۔ اور سمجھتی ہے کہ صفحۂ عالم پر یہی ایک قوم ہے جو برگزیدہ الٰہی ہے۔ اور باقی تمام قومیں اس کی لونڈی غلام ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس دوسری اقوام بنی اسرائیلیوں کو بنظر استخفاف دیکھتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ ان کے سوا باقی تمام قومیں مردود و راندہ درگاہ الٰہی ہیں۔ الغرض اقوام عالم کے درمیان افتراق و انشقاق کا بڑا باعث وہ امتیاز ہے جو دنیا کے لوگ انسانوں انسانوں کے درمیان قائم کر دیتے ہیں۔ اسلام نے اس امتیاز کی رگ جان کو کاٹ ڈالا۔ اور یہ اعلان کیا کہ خدا کے ہاں تمام اقوام عالم خواہ وہ کالی ہیں یا گوری۔ زرد ہیں یا سرخ سب یکساں حیثیت رکھتی ہیں اور یکساں سلوک کی مستحق ہیں۔ اور خدائے اسلام ان سب کا خدا ہے۔ کسی ایک قوم کا خدا نہیں۔ چنانچہ قرآن شریف شروع ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین

یعنی خدائے اسلام کسی خاص قوم کا رب کسی خاص ملک کا رب نہیں ہے۔ اس کی رحمت کسی خاص قوم سے مختص نہیں ہے۔ اس کی ربوبیت کا دامن تمام اقوام پر وسیع ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان اس کی ربوبیت تامہ سے اس کی رحیمیت سے اور اس کی رحمانیت سے برابر حصہ لے رہی ہے۔

(باقی آئندہ)

ناظرین کرام خط و کتابت کے وقت دو باتیں ضرور یاد رکھیں ایک تو چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ اور دوسرے اپنا پتہ صاف اور نام خوشخط تحریر کیا کریں تاکہ سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔ (منیجر)

پیغامِ صلح کا خاص مسیح موعود نمبر

یہ نمبر اپنی خصوصیات کے اعتبار سے نہایت شاندار ہوگا۔ نئے مشتہرین سے اس خاص نمبر کے لئے نئے نرخ طے کئے جائیں گے البتہ مستقل مشتہرین سے یہ رعایت رکھی جائیگی کہ سابقہ نرخ پر ہی خاص نمبر میں بھی اشتہار درج کر دیا جائے گا۔ معاملہ جلد طے کیجئے۔ عنقریب شائع ہو جائے گا۔ (مینجر)

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۸ ذیقعد ۱۳۴۶ھ مطابق ۸ مئی ۱۹۲۸ء | نمبر ۲۷

اخبار احمدیہ

کشمیر - جناب مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل سری نگر کی مساعی جمیلہ سے جماعت کشمیر ترقی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو جزائے خیر دے اور خدمات دین کی زیادہ عطا فرمائے۔

جناب مولوی حافظ نورالدین صاحب قاری نے کشمیری زبان میں تفسیر قرآن کریم لکھی ہے۔ جس کی کتابت ہو رہی ہے۔ اور انشاءاللہ عنقریب کچھ حصہ بطور نمونہ شائع ہوگا۔ اس سے پیشتر قاری صاحب ایک کتاب مراۃ الحقائق لکھ چکے ہیں۔ جس میں اُن تمام اعتراضات کے نہایت مدلل جواب ہیں۔ جو مخالفین سلسلہ حضرت مسیح موعود پر کیا کرتے ہیں۔ اگر چند احباب مل کر اسے شائع کرا دیں تو نہایت مفید ثابت ہوگی

جنوبی ہند - پیر شمس الدین صاحب انجمن کے ان تھک کارکن جنوبی ہند سے اب سیلون جا رہے ہیں۔ پیر صاحب کی ہمت سے جس قدر انجمن کے لٹریچر کی اشاعت ہندوستان و بلاد ملحقہ میں ہوئی ہے۔ وہ نہایت قابل قدر ہے عیسائی مشنریوں کے سفری کتب فروش قریباً ہر اسلامی و غیر اسلامی ملک میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور اشاعت لٹریچر کے ذریعہ سے عیسویت کا دائرہ اثر وسیع کرنے میں بڑے ممد ثابت ہوئے ہیں۔ اگر پیر شمس الدین صاحب جیسے چند اور باہمت اس کام پر لگ جائیں۔ تو علاوہ دینی خدمت کے دنیاوی طور پر بھی فائدہ میں رہیں گے۔ کیونکہ انجمن فروختگی کتب پر معقول کمیشن دیتی ہے

ترچناپلی - پیر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مولوی عبدالحمید صاحب اس شہر میں خدمت اسلام کے لئے مفید کام کر رہے ہیں اور آجکل قرآن کریم کا تامل زبان میں ترجمہ مع تفسیر کر رہے ہیں جسے وہ تمام مشہور علماء کی نظروں سے گذار کر چھپوا رہے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو اس خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اُن کا ترجمہ شائع ہو کر مسلمانوں کے لئے برکت کا موجب ہو۔ جو دوست تامل زبان جانتے ہیں۔ ان کو اس کار خیر میں عملاً حصہ لینا چاہیئے اور اس کی فروخت میں مدد دینی چاہیئے۔

ضلع لائل پور - مولوی لال حسین صاحب تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔ گذشتہ ایام میں چند غیر مسلم ان کے ذریعہ سے اسلام میں داخل ہوئے۔ جن میں سے ایک عیسائی تھا اس کا بھائی اور دوسرے عیسائی مناظرہ کے لئے پادری صاحب کو بلانا چاہتے ہیں۔ انشاءاللہ ضرورت ہوئی۔ تو یہاں ہر طرح سے آمادگی ہے۔

مظفر گڑھ - مرزا مظفر بیگ صاحب تبلیغ اسلام اور اصلاح مسلمین میں مصروف ہیں۔ ان کے خلاف ہندو صاحبان نے ڈپٹی کمشنر صاحب کے ہاں درخواست گذاری۔ جس پر سب ڈویژنل افسر صاحب کو تحقیقات کا حکم ملا۔ جن کے روبرو ہندو مسلمان نمائندے پیش ہوئے۔ طرفین کی طویل بحث کے باعث فیصلہ نہ ہو سکا۔ جس پر ۲۰ اپریل دوسری تاریخ فیصلہ مقرر ہوئی۔ اس تاریخ مسلمان مرزا صاحب کو ہمراہ لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن ہندوؤں کی چیخ پکار کا باعث صاحب موصوف نے مصلحت اس میں سمجھی کہ صرف لوکل فریقین باہمی تصفیہ کی صورت نکالیں۔ مسلمانوں کی طرف سے مندرجہ ذیل شرائط صلح پیش ہوئیں۔

(۱) جس طرح ہندوؤں کو تجارت کا حق حاصل ہے اسی طرح مسلمانوں کو بھی ہوگا۔ کوئی قوم کسی قوم کی تجارت کے خلاف اعتراض نہ کرے گی۔ ہر دو کو دوکانیں کھولنے اور تجارت کو فروغ دینے کا حق حاصل ہوگا۔ (۲) ہر دو اقوام کے سر آوردہ حضرات اپنی اپنی قوم کی اصلاح کے لئے وعظ لیکچر و پابلش وغیرہ کے ذریعہ جائز طریق پر تہذیب کے دائرہ میں رہ کر کوشش کریں اور ایک دوسرے کا دل دکھانے کی کوشش نہ کریں (۳) غیر محرم لوگوں سے پردہ کرنا اسلامی حکم ہے۔ اس پر عمل کرنے کے لئے اگر مسلمان اپنی مستورات کو مجبور کریں اور انہیں بازاروں میں آنے سے روکیں تو کسی غیر قوم کا حق نہیں کہ اس پر معترض ہو۔ (۴) اپنے وعظوں اور پابلشوں میں اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جائیں۔ دوسروں پر حملہ نہ کیا جائے (۵) ایک متفقہ پلیٹ فارم بنا کر ہندو مسلمان اپنے اپنے مذہب کی صداقت پر لیکچر دیا کریں۔ اگر ان شرائط پر آریہ صاحبان صلح کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو پھر مسلمان اس پر بھی تیار ہیں۔ کہ آریہ سماج جو گذشتہ ۲۰ سال سے خصوصاً مسلمانوں کو تنگ کر رہا ہے۔ علی پور سے اٹھا دیا جائے۔ دوسری جانب سے مسلمان احمدیہ مشن اٹھا دیں گے۔ وقت مقررہ پر فریقین سب ڈویژنل افسر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بہت کچھ بحث مباحثہ کے بعد مسلمانوں کی پہلی چار شرائط پر دعائے خیر ہو گئی

ہندو صاحبان پہلے ایک ممبر کونسل کے ذریعہ سے کونسل میں جا... سے مبلغ کے خرچ [illegible] اب ۴ ہزار [illegible] کو ایک ہندو ممبر اسمبلی علی پور پہنچے۔ اور ہندو صاحبان سے کچھ خفیہ مشورہ کرتے رہے۔ یہ ہیں ہندو صاحبان کی چالیں۔ مسلمانوں کے تبلیغی اور اصلاحی مشنوں کے خلاف۔ انگریزی حکومت میں انکا یہ حال ہے۔ جب خود ان کے ہاتھ میں باگ ڈور ہوگی۔ تو مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا۔ جہاں جہاں مسلمان ان کے اقتصادی طور پر غلام بن چکے ہیں۔ یہ نہیں چاہتے کہ وہ ان کے قبضہ سے نکلیں اس علاقہ کے نام نہاد رؤسا کا یہ حال ہے کہ ان میں سے ہر ایک کئی کئی ہزار کا مقروض ہے۔ ان کی آمدنیاں سود میں چلی جا رہی ہیں اور جائدادیں تباہ ہو رہی ہیں۔ باوجود اس کے غیر اسلامی رسم و رواج سے باز نہیں آتے۔

ہم میاں خان محمد صاحب میونسپل کمشنر کے ممنون ہیں جو مسلمانوں کو چاہ ذلت سے نکالنے کیلئے سخت جدوجہد کر رہے ہیں۔

ضلع ہزارہ - مسلمانوں کی روز افزوں پستی کے متعدد وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ ان کے رؤسا میں قومی ضروریات اور نیکی بدی کی تمیز کا مادہ ہی نہیں رہا۔ کہیں ان کا شغل بٹیر بازی ہے تو کہیں مرغ بازی جنکو ذرا دینی احساس ہوا وہ مولوی بازی کر لیتے ہیں۔ اور مولویوں کی باہمی فتویٰ بازی سے خوش ہو لیتے ہیں۔ ہمارے ایک دوست ضلع ہزارہ کے ایک علاقہ کے رؤسا کا حال لکھتے ہیں۔ کہ ان کا شغل بیکاری کُتّے بازی ہے تین تین چار چار سو روپیہ پر کُتّے خرید کر مقررہ تاریخ پر انہیں لڑایا جاتا ہے۔ کتا ان کی نگاہ میں ایک بڑی معزز چیز ہے۔ لڑانے والے کتوں کو دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ ان محفلوں میں بیٹھ کر اگر کتوں کی تعریف نہ کی جائے تو یہ بیوقوفی اور غیر مہذب ہونے کی نشانی ہے۔ رات دن کتوں کا ہی ذکر ان کا مشغلہ ہے۔ ایسے مسلمانوں کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے اس زمانہ کے مجدد نے۔ ؎

فکر ایشاں غرق ہر دم در رہِ دنیائے دوں
مالِ ایشاں غارت اندر راہِ نسوان و بنین
ہر کجا در مجلسے فسق است ایشاں صدرِ شاں
ہر کجا ہست از معاصی حلقہ ایشاں نگیں
با خرابات آشنا بیگانہ از کوئے ہدا
نفرت از اربابِ دیں باے پرستاں ہم نشیں
مردمِ ذی مقدرت مشغول عشرت ہائے خویش
خورم و خنداں نشستہ با بتانِ نازنین
عالماں را روز و شب باہم فساد از جوشِ نفس
زاہداں غافل سراسر از ضرورت ہائے دیں

باقی بر صفحہ ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۱۸ ذیقعد ۱۳۴۶ھ نمبر ۲۷

اسلام اور تلوار

دشمنان اسلام کی بہتان طرازیوں کی حقیقت

یہ کوئی نقلی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جس پر امن اور مہذب طریقے سے فرزندان اسلام کے اپنے مذہب کی تبلیغ کی ہے اس کی مثال دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔ اس بیسویں صدی کو تہذیب و تمدن کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ لیکن آج جن بھونڈے اور مکروہ طریقوں سے عیسائی اور آریہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان کا مقابلہ آج سے صدیوں پہلے کے "تاریک" اور غیر مہذب" زمانے کے مسلمانوں کے طرز تبلیغ سے کیجئے تو آپ کو ان دونوں کا فرق بخوبی معلوم ہو جائیگا۔ مگر حسد اور تعصب بہت بری بلا ہے بسا اوقات انسان کو کذب بیانی اور بہتان طرازی پر مجبور کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود ان حقائق کے دشمنان اسلام نے ہمیشہ فرزندان اسلام پر طرح طرح کے شرمناک اور ناگفتہ بہ الزام لگائے۔ اور اس بات کا چرچا کرتے رہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ سب سے پہلے عیسائیوں نے اس قسم کی بہتان طرازیاں شروع کیں۔ اور ان پر اپنی ساری قوتیں صرف کر دیں۔ اس کے بعد بعض دوسری دشمن اسلام اقوام نے ان کی تقلید کی جن میں آریوں کا نمبر سب سے اول ہے انہوں نے اس قابل نفرت کام میں اس قدر اہتمام کیا کہ ان کی کذب بیانیوں کے سیاہ بادلوں میں تاریخی حقائق کا چاند بھی چھپ گیا۔

دشمنان اسلام کے ان الزامات کا جواب دلائل سے بیشمار بار دیا جا چکا ہے۔ اب شاید اس جواب کو دوہرانا بھی بے فائدہ ہے لیکن اس خدائے اسلام کی قدرت ملاحظہ ہو۔ تو اس نے ہمیشہ واقعات سے فرزندان اسلام کے دلائل کی تائید کی تاریخی واقعات کو پس پشت ڈالا جا سکتا ہے۔ دلائل و براہین کی طرف سے کان بند کئے جا سکتے ہیں لیکن آنکھوں کے سامنے ہونے والے واقعات کو جھٹلانا کچھ آسان کام نہیں۔

اس وقت ہم آپ کی توجہ اپنے وطن مقدس کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں وہ کونسا الزام ہے جو آریوں نے جو اسلام اور مسلمانوں پر نہ لگایا ہو۔ باوجود لاجواب ہونے کے ان کی زبانیں اب تک اسی بات کا اعادہ کئے جاتی ہیں۔ کہ ہندوستان میں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ حالانکہ اس میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں بارہا تاریخی دلائل پیش کئے گئے۔ لیکن وہ ان کی زبانوں کو بند نہ کر سکے۔ اب ذرا واقعات کی طرف آیئے۔ آجکل اس کفرزار ہند میں مسلمانوں کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مالی۔ تعلیمی۔ سیاسی۔ جسمانی اور تعداد کے لحاظ سے وہ برادران وطن سے بہت پیچھے ہیں اسلامی حکومت کی تباہی کے بعد ان پر ہر قسم کی مصیبتیں پے در پے نازل ہو رہی ہیں۔ آج نہ ان کے پاس تلوار ہے۔ جس سے وہ ہندوؤں کو ڈرا سکیں نہ سیم و زر کے انبار اور زرخیز زمینوں کے وسیع قطعات ہیں جن کا لالچ ان کو دے سکیں باوجود اسکے دیکھئے خدا کا مخفی ہاتھ اسلام کی نصرت کے لئے کیا کر رہا ہے۔

پنجاب میں مسلمانوں کی سلطنت کی تباہی کے بعد سکھ حکومت قائم ہوئی سکھوں کے عہد حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا اور جس طرح سے وہ بے دست و پا بنا دئے گئے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ آجکل پنجاب کے بعض علاقوں میں جہاں سکھوں کا زور ہے مسلمانوں کی جو حالت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ تمام اراضیات سکھوں کے قبضہ میں ہیں مسلمان اچھوتوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ سنکر حیران ہوں گے کہ انہی علاقوں میں اسلام روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اور متمول سکھ اس کے حلقہ بگوش ہو رہے ہیں اور ان واقعات کا اعتراف متعصب آریوں کو بھی ہے۔ اس وقت آریوں کے مشہور اخبار "آریہ گزٹ" کا ۲۸ اپریل کا پرچہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں مہاشہ کرم چند چونیاں ضلع لاہور کا ایک مضمون بعنوان "سکھ بھائی دیہات میں مسلمان ہو رہے ہیں" چھپا ہے۔ جس کے چند اقتباسات ہم پیش کرنا چاہتے ہیں۔ شروع میں مہاشہ جی فرماتے ہیں۔

"پنجاب کے ہر ایک شخص کو جس کا کچھ تعلق ان دیہات سے ہے جہاں کہ سکھ زمیندار بود و باش رکھتے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگی کہ تقریباً ہر ایک گاؤں میں ایک بڑا حصہ سکھ زمینداروں کا مذہب اسلام اختیار کر چکا ہے۔ بلکہ کئی جگہ تو گاؤں کے گاؤں ہی مسلمان ہو چکے ہیں۔"

یہ سب کچھ کب ہوا۔ محمود غزنوی کے حملوں کے وقت نہیں ہوا۔ شہاب الدین غوری کی یورشیں اس کا باعث نہیں، اورنگزیب کے عہد حکومت کا یہ کارنامہ نہیں بلکہ "یہ عمل مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سلطنت کے ختم ہونے کے زمانے سے آجتک لگاتار جاری ہے"۔

"یہ مسلمان ہونے والے سکھ معمولی آدمی نہیں ہوتے۔ جنکو مسلمان چند روپیوں کا لالچ دے کر مسلمان بنا لیتے ہوں۔ بلکہ نہایت اعلیٰ اور متمول خاندانوں کے رکن ہوتے ہیں۔ مہاشہ کرم چند نے ان کی چند مثالیں بھی دی ہیں۔ جو ہم ان کے الفاظ ہی میں پیش کئے دیتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں "مثال کے طور پر چند واقعات صرف ایک دو دیہات کے متعلق ہی تحریر کئے جاتے ہیں۔ تاکہ اندازہ ہو سکے۔ کہ حالت کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اس تحصیل میں (یعنی تحصیل چونیاں ضلع لاہور) ایک بڑا مشہور پرانا خاندان نکئیوں کا ہے۔ اس خاندان کی سوشل پوزیشن کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ سردار کاہن سنگھ نکئی کی حقیقی پھوپھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی۔ اور عوام میں رانی نکائیں کے نام سے مشہور تھی جس کے نام سے ایک بڑا وسیع مکان اب تک لاہور میں بنام حویلی نکائیں موجود ہے۔ اسی مشہور خاندان میں سے تقریباً نصف سے زیادہ اشخاص مسلمان ہو چکے ہیں۔ سردار کاہن سنگھ کا چھوٹا بیٹا سردار الیسر سنگھ سے سردار عبد العزیز بن چکا ہے۔ جو خود ذیلدار ہے۔ اور اس کا بیٹا سردار دین محمد ریونیو اسسٹنٹ ہے۔ اور بیسیوں دیگر اشخاص جو سردار کاہن سنگھ کی اولاد میں سے ہیں۔ غلام قادر اور غلام نبی بن چکے ہیں۔"

"اسی تحصیل میں ایک اور مشہور خاندان سردار گوڈا سنگھ موکل کا ہے۔ اس خاندان کے بھی بہت سے ارکان مسلمان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ لاہور کے سردار عبد الرحمٰن پنشنر ڈپٹی کلکٹر انہار اور سردار حبیب اللہ ممبر کونسل اسی خاندان سے ہیں۔ یہ عمل یعنی سکھوں کا مسلمان ہونا کس تیزی سے جاری ہے۔ اسکی ایک مثال ذاتی واقفیت کی بنا پر ذیل میں دیجاتی ہے۔ اسی تحصیل (یعنی تحصیل چونیاں میں) ایک چھوٹا سا گاؤں تہو کی ہے۔ اس کی آٹھ پتیوں (حصوں) کے مالکوں میں سے جو پہلے سب سکھ تھے۔ ایک قلیل عرصہ میں پانچ پتیوں کے مالک مسلمان ہو چکے ہیں۔"

آریہ کہا کرتے ہیں۔ کہ مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں کو زمین کا لالچ دے کر مسلمان بنایا تھا۔ لیکن معزز سکھوں کے قبول اسلام کے واقعات سے تو کچھ اور معلوم ہوتا ہے۔ مہاشہ کرم چند ہی لکھتے ہیں "سکھ زمینداروں کے مسلمان ہو جانے سے تعداد کی کمی کے علاوہ ایک اور بھی بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ سکھ زمیندار عموماً کافی زمین کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کے مسلمان ہو جانے سے لاکھوں ایکڑ زمین بھی ان کے ساتھ ہی سکھوں کی طرف سے نکل کر مسلمانوں کی طرف چلی جاتی ہے۔ جس سے سکھ پنتھ کو دوہرا نقصان ہو رہا ہے"

جب ہم تاریخی واقعات [illegible]

[illegible]

نے تلوار کے زور سے نہیں بلکہ تیغ زن دشمنوں کے نرغے میں ترقی حاصل کی۔ ایران۔ شام۔ عراق۔ ہندوستان۔ افغانستان وغیرہ۔ مسلمانوں کی دیگر اقوام سے معرکہ آرائیاں ضرور ہوئیں۔ لیکن تبلیغ اسلام کیلئے تلوار کی چمک نہیں بلکہ بزرگان دین کی وعظ و نصیحت نے کام کیا۔ اگر ان ممالک کے مسلمانوں کو اسلامی سپاہیوں کی تلواروں کی پیداوار بتایا جاتا ہے۔ تو چین۔ جاوا۔ سماٹرا وغیرہ کے مسلمانوں کی نسبت کیا کہا جائے گا؟ جہاں آجتک کسی مسلمان سپاہی کے قدم نہیں گئے۔ اگر یہ تمام واقعات ہمارے آریہ دوستوں کی رائے میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم آج پنجاب میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور جن کا اقرار ان کو بھی ہے۔ اس کی طرف تو ان کو دھیان دینا چاہئے۔ سکھوں جیسی شجاع۔ متمول۔ تعلیم یافتہ اور منتظم قوم کے معزز افراد جو مسلمان ہو رہے ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ کیا ان کو محمود غزنوی کے حملوں کا ڈر ہے۔ یا ان کے سر پر "ظالم" اورنگ زیب کی برہنہ تلوار چمک رہی ہے؟

بہادر راجپوتوں کو تو اکبر جیسے پالیسی باز اور زرپاش۔ اور اورنگ زیب جیسے ظالم بادشاہوں نے لالچ دھوکے اور تلوار کے زور سے مسلمان بنا لیا لیکن شجاع سکھ کیوں دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہے ہیں۔ کاش اس سوال پر ہمارے منہ پھٹ آریہ بھائی ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور آئندہ کے لئے اپنی بہتان طرازیوں کا سلسلہ بند کر دیویں۔

سندھ اور قانون انتقال اراضی

سندھ کے کاشتکار جن کی کثیر تعداد مسلمان ہے۔ بہت بری طرح وہاں کے ظالم ساہوکاروں کے پنجے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور سود در سود کے ذریعے دھڑا دھڑ انکی اراضی ساہوکاروں کے قبضہ میں جا رہی ہے۔ چنانچہ اندازہ لگایا کہ ۱۹۰۵ء سے لے کر ۱۹۲۵ء تک کے بیس سال میں کاشتکاروں کی پونے پانچ لاکھ ایکڑ اراضی غیر کاشت کار سرمایہ داروں کے قبضہ میں جا چکی ہے۔ سکھر بند کی آبپاشی کی سکیم کے افتتاح کے بعد یہ رفتار زیادہ تیز ہو جائے گی۔

گورنمنٹ نے ۱۹۲۶ء میں مسٹر ایس۔ ایچ کاوزمٹن آئی۔ سی۔ ایس۔ کو اس بات کی تحقیقات کرنے کی غرض سے مقرر کیا تھا۔ کہ سندھ میں پنجاب کے قانون انتقال اراضی کی طرح کوئی قانون نافذ کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ مسٹر موصوف نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے۔ اور نہایت خوشی کی بات ہے۔ کہ انہوں نے قانون انتقال اراضی کے نافذ کرنے کی پرزور سفارش کی ہے۔ پنجاب میں قانون انتقال اراضی کا تجربہ نہایت مفید اور کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اور یہاں اس قانون کے نافذ کرتے وقت ظالم ساہوکاروں اور ان کے حمایتیوں کی طرف سے جو خطرات ظاہر کئے جاتے تھے۔ بالکل بے بنیاد ثابت ہو چکے ہیں۔ ہم مسٹر ایس۔ ایچ کاوزمٹن کی سفارش کی پرزور تائید کرتے ہیں۔ اس قانون کے ذریعے سندھ کے غریب کاشتکاروں کی اراضی ایک حد تک ساہوکاروں کی دست برد سے محفوظ ہو جائے گی۔

ظاہر ہے کہ حریفوں کی طرف سے اس امر کی انتہائی کوشش کی جائیگی۔ کہ یہ قانون نافذ نہ ہو کیونکہ پھر ان کو غریب کاشتکاروں کا خون چوسنے کا اچھی طرح موقع نہیں مل سکے گا۔ یہ ایک نازک مرحلہ ہے۔ جس کی طرف مسلمانوں کے ذمہ دار افراد کو جلد متوجہ ہونا چاہئے

درخواست دعا جناب سید احمد صاحب کمپونڈر جناب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کئی روز سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

ضروری اطلاع مولوی مرتضیٰ خان صاحب ضلع سیالکوٹ وغیرہ میں تحصیل چندہ کیلئے دورہ پر جا رہے ہیں۔ احباب ان کی اس کام میں ہر طرح سے امداد فرما دیں۔

فنانشل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

معذرت سٹاف کے چند ممبروں کی رخصت اور کاتب صاحب کی علالت کی وجہ سے اس نمبر کی کتابت وغیرہ میں چند خامیاں رہ گئی ہیں۔ ناظرین کرام ہمیں معذور سمجھ کر معاف فرما دیں

(منیجر)

خطبہ جمعہ

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ)

(۲۷ر اپریل ۱۹۲۳ء)

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون....

الی...... انت مولینا فانصرنا علی القوم الکافرین۔

(البقرہ ۲: ۲۸۵-۲۸۶)

ان آیات کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

احادیث میں آتا ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ دو نور مجھکو ایسے دیئے گئے ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ دو نور یہ ہیں۔ ایک سورہ فاتحہ اور دوسرا سورۃ البقرہ کی دو آخری آیتیں۔ سورۂ فاتحہ کی عظمت پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اور ہمارے حضرت مسیح موعود نے بھی اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اور اس کی رفعت اور شان کی طرف بڑی توجہ دلائی ہے اور بلاشبہ یہ چیز بھی ایسی ہے۔ مسلمانوں ہی پر کیا موقوف ہے غیر مسلم بھی جب اس سورۃ کو پڑھتے ہیں تو ان کے دل بے اختیار پکار اٹھتے ہیں۔ کہ اس کے بالمقابل دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں کوئی دعا نہیں ملتی۔

پر امن اصول

آنحضرتؐ کا سورہ بقر کی ان آیات کو سورہ فاتحہ کے ساتھ ملانا بتلاتا ہے کہ ان کے اندر کوئی عظیم الشان بات ہے جو ان کو قرآن کے دوسرے حصص سے ممتاز کرتی ہے اور یہ بڑا بھاری امتیاز رکھتی ہیں جن کی وجہ سے ان کو عظمت دی گئی ہے۔ مضمون کے لحاظ سے ایک حصہ تو ایمان کے متعلق ہے۔ دیکھئے مسلمان کا ایمان کس قدر وسیع ہے کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ ہم سب ایمان لاتے ہیں اللہ پر اس کے فرشتوں پر اور ایک کتاب یا ایک رسول پر نہیں بلکہ اس کی تمام کتابوں اور تمام رسولوں پر ایمان لاتے ہیں یہ بڑا وسیع دروازہ انصاف اور اتحاد بین الاقوام کا ہے۔ جو دنیا میں سب سے پہلے اسلام نے کھولا۔ اور یہ دروازہ مسلمان کے دل کو اس قدر وسیع کر دیتا ہے۔ کہ وہ ایمان لے آتا ہے اس بات پر کہ جو دوسری قوموں کے نبی ہیں وہ بھی برحق ہیں۔ اور خدا کے فرستادہ ہیں۔ اور ان کی کتابیں خدا کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔ یہ اصول دل کو بڑا ہی وسیع کرنے والا اور بین الاقوامی اتحاد کی بنیاد ڈالنے والا ہے۔ پس ایک حصہ تو ان آیات میں تعلیم اسلام کی وسعت کے متعلق ہے۔ جو مسلمان کے دل میں وسعت پیدا کرتی ہے۔ اور یہ بات کچھ کم قابل فخر نہیں۔ کبھی ان لوگوں کے خیالات و جذبات کا اندازہ کرو جو یہ جانتے ہی نہیں کہ دوسرے کے بزرگ کی عزت کرنا بھی کوئی چیز ہے۔ مگر اسلام نے اس کو ایمان کے اندر داخل کر دیا۔

بے نظیر دعا

دوسرا حصہ دعا کے متعلق ہے۔ اس قدر وسعت دل سے کام لیتے ہوئے دعا یہ سکھائی۔ ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا اواخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا۔ اے ہمارے رب ہم سے غلطیاں بھی ہونگی۔ ان پر گرفت نہ فرمانا اور اے ہمارے رب ہم پر عہد شکنی کا بوجھ نہ ڈالنا جیسا کہ پہلی قوموں پر ڈالا گیا۔ ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ اور ہمارے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ بھی نہ ڈالنا جو ہم اٹھا نہ سکیں۔ بعض وقت قضا اور قدر کی طرف سے ایسی سخت مصیبتیں ڈالی جاتی ہیں کہ انسان ان کے نیچے دب جاتا ہے۔ یہاں ان سے حفاظت طلب کی ہے۔ واعف عنا واغفر لنا اور جو کچھ خطائیں ہم سے سرزد ہو چکی ہیں ان سے درگزر فرماؤ اور آئندہ خطاؤں سے بچاؤ واعف عنا کے الفاظ بتلاتے ہیں کہ یہاں غفر کے معنے گناہ کی بخشش نہیں۔ بلکہ گناہ سے حفاظت ہے۔ کیونکہ گناہ کی بخشش تو خود واعف عنا میں آگئی لوگوں کو غفر اور استغفار کے معنوں میں غلطی لگی ہے۔ غفر کے معنے محض گناہ بخشنا نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض اوقات یہ لفظ گناہ سے حفاظت کرنے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں بعض مقامات پر رسول اللہ صلعم کے متعلق آیا ہے۔ پس جب جو کچھ ہو چکا وہ واعف عنا میں آگیا۔ تو واغفر لنا آئندہ کے لئے ہوا۔ یعنی جو گناہ آئندہ ہم سے سرزد ہو سکتے ہیں ان سے حفاظت فرما۔ وارحمنا اور اس سے بڑھ کر ترقی درجات فرما کیونکہ محض گناہ سے بچ جانا کوئی کمال نہیں۔ بلکہ ترقی درجات کی سیڑھی کا پہلا زینہ ہے۔

فطرت انسانی کا نقشہ

اس دعا میں فطرت انسانی کا کیا عجیب نقشہ کھینچا ہے۔ عرب کا امی از خود ایسا نقشہ کیونکر کھینچ سکتا تھا۔ یہ اس خدا کا کلام ہے جو فطرت انسانی کی گہرائیوں سے واقف تھا۔ اور یہ بات قرآن کے من جانب اللہ ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ کیا ترتیب ہے جو کچھ ہو چکا اس کو معاف کر دے۔ اور آئندہ کے لئے ہماری حفاظت فرما۔ اور اس سے آگے ہمارے درجات میں ترقی عطا فرما اور آخر میں فرمایا انت مولینا فانصرنا علی القوم الکافرین تو ہمارا مولا ہے پس ہمیں کافروں پر فتح عطا فرما۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص رات میں اٹھکر ان آیات کو پڑھتا ہے۔ اس کے لئے یہ کافی ہو جاتی ہیں۔ وہ خاص چیز جس کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی گئی ہے۔ وہ فانصرنا علی القوم الکافرین ہے انسان کے اندر یہ تڑپ ہونی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے کفر پر غلبہ عطا فرمائے۔ یہ بڑی قیمتی چیز ہے۔ جب انسان کے دل کے اندر یہ تڑپ پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے حصول کے لیے انسان کے لئے اسباب بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر مسلمان کے دل میں یہ تڑپ ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کفر پر اسلام کو غالب کرے۔

قومی امراض کا علاج

جس طرح پودوں اور انسانوں کو بیماریاں لگ جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے ان کی ہستی کو معرض خطر میں ڈال دیتی ہیں۔ اور بسا اوقات ان کا خاتمہ بھی کر دیتی ہیں۔ اسی طرح قوموں کو بھی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ جو نہایت خاموش اور آہستگی سے ان کو تباہی اور بربادی کے عمیق گڑھے کے کنارے پہنچا دیتی ہیں۔ جتنی بیماریاں قوموں کو لگ سکتی ہیں۔ اور لگتی ہیں ان سب کا علاج اس آیت میں موجود ہے۔ ان میں سے آخری اور خاص بات یہ ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں یہ جذبہ اور تڑپ ہر وقت ہو کہ اسلام کفر پر غالب ہو اور فی الحقیقت جب اسلام اس قدر وسعت قلب پیدا کرتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ان تمام تنگیوں اور تاریکیوں کو مٹانے کی خواہش دل میں پیدا نہ ہو۔ جن سے بجائے صلح اور اتحاد کے دنیا میں کینہ اور بغض کی بنیاد ڈالی جاتی ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو یہی اصول بتایا گیا ہے کہ ان کے اندر ہر وقت یہ تڑپ موجود رہنی چاہیئے۔ کہ اسلام کفر پر غالب رہے۔ گو حضرت معاویہ کو بعض لوگ برا کہتے ہیں لیکن سب صحابہ کے سینے اسی ایک جوش سے یکساں لبریز نظر آتے ہیں۔ کہ کفر کے مقابل پر اسلام کو نقصان نہ پہنچے۔ حضرت معاویہ اور حضرت علی کا جھگڑا کتنا بڑا تھا۔ ایک طرف حضرت علی خلیفہ تھے اور دوسری طرف حضرت معاویہ شام پر قابض تھے۔ آپس میں ان کی جنگ ہوتی ہے جس میں بڑے بڑے صحابہ مارے جاتے ہیں۔ مگر اس خطرناک اختلاف کے باوجود معاویہ کے قلب میں یہ بھی روشنی موجود تھی۔ جب اس کے سامنے یہ سوال آیا کہ قیصر روم اسلام کو برباد کرنا چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ اگر قیصر کے خلاف حضرت علی کو لڑنا پڑے تو معاویہ حضرت علی کا جرنیل بن کر قیصر سے جنگ کریگا دیکھئے معاویہ اس باہمی جھگڑے کو کہاں چھوڑنے کے لئے تیار ہے جہاں اسلام کے دشمن کے ساتھ حضرت علی کو لڑنے کی ضرورت پیش آئے۔ کہاں وہ روح اور کہاں آج مسلمانوں کی موجودہ حالت۔ آج مسلمانوں کے دلوں کے اندر فانصرنا علی الکافرین کا جذبہ نہیں رہا۔ علما کے جو جھگڑے آپس میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ یہی ہے اگر انہیں یہ معلوم ہو کہ ہمارا اصل مقابلہ کفر سے ہے۔ تو کبھی ان کی یہ حالت نہ ہو۔ مسلمانوں کو بتایا یہ گیا تھا کہ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں تم سب ایک ہو لیکن افسوس کہ آج مسلمان آپس ہی میں دست و گریباں ہو رہے ہیں۔ اور کوئی نہیں کہتا کہ فلاں کام مسلمانوں کی تائید کا ہے۔ اور فلاں تخریب کا۔ ذاتی اغراض قومی اغراض پر غالب آ چکی ہیں۔ اور کفر پر غالب آنے کا جذبہ دلوں سے اٹھ چکا ہے۔

اعتراض سے مت گھبراؤ

یہ باتیں میں اس لئے بتاتا ہوں کہ آپ لوگ بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ کہیں یہ بیماری ہمارے اندر بھی نہ پیدا ہو جائے۔ وہ چیز جو حضرت مسیح موعود اس زمانہ میں لیکر آئے۔ یہی جذبہ ہے۔ فانصرنا علی القوم الکافرین یہی وہ قابل قدر جذبہ ہے جو حضرت مسیح موعود نے ہمارے دلوں کے اندر قائم کیا ہے۔ اس کا ہر وقت خیال رکھو۔ اور اسے کبھی کمزور نہ ہونے دو۔ بلکہ ترقی دینے کی کوشش کرو۔ قومی ترقی کا یہی راز ہے۔

قومی ترقی کے لیئے باہمی اتحاد اور کفر پر غالب آنے کا جذبہ بے شک ضروری چیزیں ہیں لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ اگر کسی کا کوئی فعل قابل اعتراض ہو تو اس پر اعتراض نہ کیا جائے۔ اعتراض کو میں برا نہیں جانتا اگر وہ نیک نیتی سے کیا جائے۔ اعتراض سے بہت سی باتوں کی اصلاح ہوتی ہے میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اعتراض سننے سے گھبراتا ہے تو اس نے حق کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

پیر پرستی کا انتہائی مقام

ایک کتاب کے اندر جو قادیان سے نکلی ہے پیشوائے جماعت قادیان کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کر رہا ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ اگر تم سچے اعتراض تلاش کرکے بھی میری ذات پر کروگے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی۔ اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔ میں جب ان الفاظ پر غور کرتا ہوں میرا دل کانپ اٹھتا ہے۔ کہ یہ الفاظ کہنے والے اور سننے والوں کے دلوں کی کس حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔ میری ۱۹۱۴ء کی تحریرات کو دیکھوگے۔ تو معلوم ہو جائے گا کہ مجھے اسی وقت یہ خدشہ تھا کہ اس جماعت میں پیر پرستی پیدا ہو جائے گی۔ گو اس وقت ہمارے سامنے دو ہی بڑے مسئلے تھے۔ مسئلہ کفر و اسلام اور مسئلہ نبوت۔ لیکن میں نے اسی وقت کہا تھا کہ مجھے ڈر ہے کہ اس قوم میں پیر پرستی پیدا ہو جائیگی جو آہستہ آہستہ ہوگی۔ یہ پیر پرستی کا انتہائی مقام ہے کہ ایک شخص پیر ہو کر یہ کہے کہ اگر تم سچے اعتراض بھی تلاش کرکے مجھ پر کروگے تو تم پر لعنت ہوگی اور تم برباد ہو جاؤ گے کفر و اسلام اور نبوت کے مسئلے تو بڑے پیچیدہ ہیں۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جو شخص اپنے لئے اس مقام کو چاہتا ہے کہ اس پر کوئی اعتراض نہ کیا جائے وہ کس راہ پر چل رہا ہے؟ میں تو اس کا قائل ہوں اور اسی کے نقش قدم پر چلنے کے لئے تیار ہوں جس پر مسجد میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اے عمرؓ! تم نے کرتہ کہاں سے بنوایا۔ تمہیں بیت المال سے صرف ایک چادر ملی تھی۔ جو کرتے کے لئے ناکافی تھی۔ جب تک تم اس کے متعلق ہمارا اطمینان نہ کروگے ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ تو وہ بجائے خفا ہونے کے یا یہ کہنے کے کہ مجھ پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ اپنے بیٹے کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ عبداللہ اٹھ اور اصل واقعہ بیان کر دے۔ عبداللہ اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ ایک چادر اپنے حصہ کی میں نے اپنے باپ کو دی تھی۔ جس سے اس نے کرتہ بنوایا۔ یہی روح ہماری جماعت میں ہونی چاہیئے۔ میں جانتا ہوں کہ میں بہت کمزور ہوں لیکن میں ہر طرح کا اعتراض سننے کے لئے تیار ہوں۔ اعتراضات کے لئے حوصلہ اور وسعت پیدا کرو۔

اعتراض اور غیبت میں فرق

اعتراض اور غیبت میں فرق ہے۔ اعتراض سچا بھی ہو سکتا ہے اور جھوٹا بھی۔ اگر کوئی غلط فہمی کی وجہ سے نیک نیتی سے جھوٹا اعتراض کرتا ہے تو حقیقت حال سے واقف ہو جانے پر وہ اپنے اعتراض سے باز آ جائے گا۔ اور اگر وہ باز نہیں آتا تو معترض نہیں بلکہ وہ پروپیگنڈا کرنے والا ہے۔ جیسے کہ عیسائی اور آریہ سماجی اسلام کے خلاف کرتے ہیں۔ اسلام پر انہیں چند اعتراضات ہیں۔ جن کا بارہا مدلل اور مسکت جواب دیا جا چکا ہے۔ لیکن وہ پھر انہی اعتراضات کو بار بار پیش کرتے رہتے ہیں۔ یہ اعتراض نہیں بلکہ پروپیگنڈا ہے غیبت یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کی جائے۔ خواہ وہ کمزوری اس شخص میں موجود ہی ہو۔ قرآن کریم نے اس فعل کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کی برابر قرار دیا ہے۔ اس سے بچو۔ جس طرح کسی فرد کی غیبت غیبت ہے اسی طرح کسی جماعت کی غیبت بھی غیبت ہی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص انجمن کے متعلق غیر متعلق لوگوں کو یہ کہتا پھرے کہ انجمن یوں کرتی ہے اور یوں کرتی ہے تو یہ قومی غیبت ہے۔ غیر متعلق لوگوں سے شکوہ شکایت کرکے بدظنی پھیلاتے پھرنا بیکار ہے۔ اگر کسی شخص کو کوئی اعتراض ہو اور وہ اصلاح کرانا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ انجمن کے سامنے اسے لائے۔

فانصرنا علی القوم الکافرین

اصل چیز جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ وہی جذبہ فانصرنا علی القوم الکافرین ہے۔ یہ قیمتی جذبہ اپنے اندر پیدا کرو۔ اگر تم اپنے دلوں کے اندر اس جذبہ کو پیدا کر لوگے تو تمہاری تمام کمزوریاں دور ہو جائیں گی۔ اسی جذبہ کو حضرت مسیح موعود نے پیدا کیا۔ اور یہی وہ چیز ہے جس سے مسلمانوں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اگر مسلمانوں کے اندر یہ جذبہ پیدا ہو جائے۔ تو کفر کا زور ٹوٹ جانا اور اسلام کا اس پر غالب آ جانا یقینی بات ہے۔ مسلمانوں میں جو لوگ دنیوی حیثیت سے کچھ رتبہ پا گئے ہیں۔ وہ کفر کے سامنے اس قدر جھک گئے ہیں کہ رمضان کے مہینے میں دن کے وقت کافروں کی خوشنودی کے لئے انہیں چائے کی دعوت دیتے ہیں۔ کس قدر بے غیرتی کا فعل ہے۔ یہ اسی جذبہ کی کمی کا نتیجہ ہے۔ یہی جذبہ ہے جس سے تم مسلمانوں کی اصلاح کر سکتے ہو۔ پس یہ جذبہ پیدا کرو تاکہ تم قوم کی اصلاح کر سکو۔

آخر میں آپ نے اصلاح رسوم کے متعلق چند کلمات فرمائے۔ اور مستورات کو خصوصیت سے توجہ دلائی کہ وہ اس نیک کام میں مردوں کا ہاتھ بٹائیں۔ اور آئندہ جمعہ کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں جلسہ کرکے عملی تدابیر اختیار کریں۔

ناظرین

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں پتہ خوشخط لکھیں اور آخر میں شکستہ دستخط کے بجائے صاف حروف میں نام لکھا کریں۔ (منیجر)

کیا ہندو مذہب تبلیغی مذہب ہے؟

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت)

مسئلہ شدھی پر مشہور ہندو لیڈر ڈاکٹر کرو کوٹی شنکر اچاریہ نے جو تقریر زبانی اس کی اصل نقل اخبار لیڈر مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۸ء میں شایع ہو کر پبلک کے سامنے آچکی ہے۔ اس تقریر کو ایک طرف اور کاشی کے پنڈتوں کے ۲۹ مارچ کے اجتماع عظیم کے فیصلے کو دوسری طرف رکھ کر دیکھیے۔ تو ہندو دھرم آج کل جن سخت مشکلات میں سے گزر رہا ہے اس کا نظارہ صاف طور پر نظر آجاتا ہے کہ ہندو دھرم کو قایم رکھنے اور اس کو تباہ و برباد کرنے کی دونوں طرح کی کوششیں خود ہندو لیڈروں کے ہاتھوں ہو رہی ہیں۔ دونوں فریق ہندو ہیں ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں۔ کہ شدھی ہندو دھرم میں ہمیشہ سے جائز ہے۔ ہندو دھرم مساوات نسل انسانی اور رواداری کا مذہب ہے۔ ویدک دھرم عالمگیر دھرم ہے۔ دوسری طرف کاشی کے مہا مہوپادھیا اور بنارس کے چوٹی کے پنڈت چیلنج دیتے ہیں کہ شدھی ہرگز جائز نہیں۔ ورن دوستھا (ذات پات کی تمیز) ویدک دھرم کی جان ہے اور آریہ دھرم صرف آریہ ورت والوں کا دھرم ہے۔ اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ کاشی کے پنڈت اپنی فضیلت علمی کے لحاظ سے ہندوستان بھر میں مسلم ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ صداقت دو نوں رخ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے دیکھنا یہ ہے کہ آیا ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کسی مستند وید یا دھرم شاستر کے حوالے کو پیش کیا ہے۔ یا محض زبانی جمع خرچ ہی پر اکتفا کیا ہے۔ اپنی ساری تقریر میں سوائے لفظی ٹیپ ٹاپ کے ڈاکٹر صاحب نے وید اور دھرم شاستر کا کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔ ان کے خیال اور اعتقاد کے مطابق شرتی اور سمرتی وہی چیزیں ہیں جن پر ہندو دھرم کی عمارت کھڑی ہے۔ ان دو نوں کو چھوڑ کر ڈاکٹر صاحب کا پرانوں اور قصے کہانیوں کی طرف ہاتھ پاؤں مارنا ان کی پوزیشن کی کمزوری کو صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے۔

وید اور شاستر کی بنا پر ویدک دھرم کیا ہے؟

کسی مذہب کے تبلیغی یا عالمگیر ہونے یا نہ ہونے پر بحث کرنے سے پہلے اس امر کا دیکھ لینا ضروری ہے۔ کہ :-

(ا) اس مذہب کے موٹے موٹے اعلےٰ اصول کیا ہیں؟

(ب) کیا ان اصولوں پر ہر شخص اور ہر حیثیت کا انسان چل سکتا ہے؟

(ج) ان پر عمل درآمد سے نسل انسانی میں امن قایم ہوتا ہے یا فتنہ و فساد پڑتا ہے۔

وید اور شاستروں کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں کا دھرم سوائے اسکے کچھ نہیں کہ نسل انسانی کے بعض افراد کی ذاتی فضیلت اور بعض اقوام کی پیدائشی ذلت و پستی کا ایک کھلا کھلا اعلان تھا۔ یعنی دنیا میں خداوند عالم کے تعلقات محبت ایک ہی خاص قوم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور اس کے علاوہ اگر کسی ایک آدھ قوم کے ساتھ خدا کا تعلق قایم ہوتا بھی ہے۔ تو اسی ایک قوم کے وسیلے سے۔ براہ راست خدا تعالیٰ سے ان کا کوئی تعلق قایم نہیں ہو سکتا۔ ویدوں اور شاستروں کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں ایشور خود آکاش سے برہمن قوم کی شکل میں اتر آیا ہے۔ یا کم از کم اس دنیا میں وہ خدا کے لاڈلے کی ایک قوم ہے۔ جسکے سامنے دنیا کی باقی اقوام کو سربسجود ہو کر رہنے کا حکم ہے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس مذہب کے تمام اصول اور قوانین ایسے رنگ میں ترتیب دیئے گئے ہیں۔ کہ اصلی نصب العین یعنی برہمن قوم کی فضیلت اور برتری کا دعا کہیں بھی کم ہونے نہیں پایا۔ وید جن کی تعلیم پر ہندو مذہب کی بنیاد سمجھی جاتی ہے۔ اس نے پیدائش عالم کے مضمون میں اس امر کا صاف صاف اعلان کر دیا ہے۔

”برہمنو اسیہ مکھ ایستا باہو را جنیہ کرتہ ارو تدسیہ یدویشیہ پد بھیا نگہ شودرو اجاین“ برہمن اس کا منہ ہوا۔ بازو کشتری بنایا گیا اس کی جو جانگھیں ہیں سو ویش ہوئے۔ اور دونوں پاؤں سے شودر بنایا گیا۔ (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۹۰۔ یجروید ادھیا ۳۱۔ اتھروید کانڈ ۱۹ سوکت ۶۔)

منتر کے لفظی ترجمہ سے اور پیدائش دنیا کے مضمون میں اسکے بیان کرنے سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ہندو اقوام میں بلحاظ پیدائش فضیلت اور ذلت ہے خواہ یہ اختلاف۔ ان کے فی الواقع مختلف اعضا سے پیدا ہونے کی وجہ سے ہو یا بطور استعارہ ان کے درجات کو بیان کیا گیا ہے۔ اختلاف اور فرق مراتب سے بہرحال پیدائش کی بنا پر ایک دوسری جگہ وید اس کو زیادہ صفائی سے بیان کرتا ہے۔

برا ہمنے براہمن کشترائے راجنیم
مرت بھیو ویشیم تپسے شودرم

(یجروید ادھیا ۳۰ منتر ۵)

وید نے لئے برہمن کو حکومت کے لئے راجپوت کو۔ کاروبار کے لئے ویش کو اور دکھ اٹھانے کے لئے شودر کو پیدا کیا۔

منو اسی کی تشریح میں کہتا ہے۔

لوکا نام دو ورد ھیہ ارتھم مکھ باہو رو پادتہ
براہمنم کشتریم ویشیم شودرم چہ نر و رتیت

دنیا کے بڑھانے اور ترقی کرنے کی غرض سے منہ بازو۔ جانگھ اور پاؤں سے حسب ترتیب برہمن کشتری ویش اور شودر کو پیدا کیا۔ (منو ۱/۳۱)

وید کا پڑھنا پڑھانا صرف برہمنوں کا اعلےٰ فرض ہے۔ چھتری کے لئے وید کی تعلیم اس قدر ضروری نہیں وہ اپنے مذہبی امور براہمنوں کی معرفت کروائے۔ اس کا فرض صرف حکومت ہے۔ ویش کاروبار کے لئے ہے اور اس کی اسی میں نجات ہے۔ شودر کے لئے نہ علم ہے نہ وید ہے نہ حکومت ہے۔ اور نہ تجارت ہی ہے۔ وہ ان تین اعلےٰ ذاتوں کی خدمت کر کے سورگ یعنی بہشت کو حاصل کرے۔ منو کہتا ہے۔

”تپہ سودرسیہ سیوانم“

شودر کی عبادت اور ریاضت برہمن چھتری اور ویش کی خدمت ہے اس کو ویدوں کا دھرم اختیار کر کے وید پڑھنے یا اور کوئی یگیہ وغیرہ کرنے کی اجازت نہیں۔ ہاں وہ برہمنوں کو روپیہ مٹے کر اپنے لئے توشہ آخرت تیار کر سکتا ہے۔ رگوید میں لکھا ہے۔ ”تسرہ پرجا آریہ“ تین اقوام (برہمن۔ چھتری۔ اور ویش) ہی آریہ ہیں۔ شودر آریہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وید میں لکھا ہے۔ ”نا پورر آریہ نام وسیو“ آریہ نام وسیو کو نہیں دیا جا سکتا۔ آریہ کے معنے نرکت میں جو ویدوں کی نہایت معتبر اور مستند لغت ہے۔ ”آریہ ایشور پتر“ ”ال آریہ“ ایشور کا بیٹا لکھے ہیں۔ گویا ان کو یہ فخر حاصل تھا کہ وہ اپنے آپ کو خدا کے فرزند کہتے تھے بہرحال ان حوالجات سے یہ ظاہر ہے کہ برہمن چھتری اور ویش ہی صرف آریہ یا خدا کے فرزند کہلا سکتے ہیں۔ اس بنا پر برہمن جو ان تینوں میں اعلےٰ اور افضل ہے وہ گویا منہ اور سردار عالم ہے اس لئے مذکورہ صدر وید منتر کی بنا پر یہ استدلال کیا گیا کہ ہاتھ پاؤں وغیرہ محنت اور مشقت کے ساتھ کما کر منہ کے کہ جو اعضا کا سردار ہے۔ اپنی کمائی سپرد کریں۔ اور منہ مزے سے میٹھا کھائے۔ اور اپنا سر صدقہ کچھ دوسروں کو بھی عنایت کر دیا کرے۔ چنانچہ منو کے دھرم شاستر میں کیا ہی خوب لکھا ہے۔ :-

سروم سوم برہمنے ادم یت کنچ جگتی گتم
شریشٹھ تینابھجینا جنین ادم سروم دلیٔ برہمنو اہتی (منو ۱/۱۰۰)

جو کچھ زمین پر مال و دولت ہے وہ سب برہمن کا مال ہے۔ پیدائش سے اعلےٰ ہونے کی وجہ سے سب برہمن کا ہی حق ہے۔ اور لوگ برہمن کی طفیل کھاتے پیتے ہیں۔“ منو نے گویا اس وید منتر کا مطلب بھی بتا دیا کہ جس میں برہمن کو منہ چھتری کو بازو اور ویش کو جانگھوں سے پیدا شدہ بتایا گیا ہے۔ تیتریا سنگھتا ہفتم ۱/۱ میں لکھا ہے۔ کہ برہمن اس لئے سب سے اعلےٰ ہیں۔ کہ وہ منہ سے پیدا ہوئے ہیں۔

اتھروید کانڈ ۱۹ سوکت ۲۲ منتر ۲۱ میں لکھا ہے ”تمام مخلوقات سے پہلے برہمن پیدا ہوا ہے۔ تو برہمن کے ساتھ کون برابر اتر سکتا ہے۔“ وید جنکو ہندو تعلیمات کا ماخذ سمجھا جاتا ہے۔ جب اس کے اندر برہمن کی فضیلت کا اظہار اس قدر غلو سے کیا گیا ہے کہ جب ستارے آسمان پر چمکتے ہیں تو وہ فی الحقیقت برہمن کی فضیلت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ سورج جب مشرق سے مغرب کو جاتا ہے تو وہ بھی اسی امر کا اعلان کرتا ہوا جاتا ہے قدرت کی نیرنگیوں کا ہر چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا انقلاب صرف برہمن اور اس کی بیوی کی خاطر رونما ہوتا ہے۔ چنانچہ اتھروید میں ہے

اُتت یت پتیو دش استریاہ پورو ا برہمنا وہ
بر ہاچ ات ہستم اگر ہیت سا ایو پتی ایکدھا ”
برہمن ایو پتر نارا جنیو نا دیشیہ
تت سوریہ پر بروینتی پنچ بھیو مانو بھیہ

اتھروید کانڈ ۵ ۔ سوکت ۷ ۔ منتر ۹-۱۰

اگر کوئی عورت دس غیر برہمن خاوند رکھتی ہو۔ مگر ایک برہمن اسکا ہاتھ پکڑ لے تو یہی اکیلا اس کا خاوند تصور ہوگا۔ برہمن ہی ایک خاوند ہے نہ چھتری نہ ویش بنی نوع انسان کی پانچ قوموں کو یہ اعلان کرتا ہوا سورج روز آگے بڑھتا ہے۔

غرض اس مضمون کے صدہا منتر چاروں ویدوں میں مذکور ہیں کہ جن سے ایک طرف تو یہ ثابت ہے کہ ویدک دھرم ہرگز ہرگز مساوات نسل انسانی کا قائل نہیں۔ اور دوسرے یہ کہ آدم کے فرزندوں میں انصاف اور رواداری کا سلوک اس ویدک دھرم کی بنا پر قطعاً ناممکن ہے بلکہ اس تعلیم کی بنا پر جسقدر بھی قوانین وضع کئے جائیں گے انہیں برہمنوں کے لئے جس قدر بھی رعایت رکھی جائے وہ کم ہوگی۔ اور غیر قوموں کے ساتھ جو کچھ بھی برا سلوک روا رکھا جائے وہ انصاف کہلائے گا۔ اور ویدوں کے دھرم کے مطابق ہوگا۔

ویدک دھرم میں شدھی ناجائز ہے

ویدک دھرم کو مندرجہ بالا حوالجات کی بنا پر ہم قومی مذہب تو کہہ سکتے ہیں لیکن اسکو تبلیغی یا عالمگیر دھرم کہنا قطعاً غلط ہے علاوہ ازیں چاروں ویدوں کے اندر کوئی حوالہ شدھی کے جواز کا ہمیں نہیں ملتا۔ اور نہ کسی منتر میں کوئی طریق شدھی بتایا گیا ہے۔ تبلیغی مذہب کے لئے یہ ایک شرط لازمی ہے کہ وہ دوسرے مذاہب یا قوموں کو اپنے اندر داخل کرتے وقت بتلائے کہ وہ ان کو کیا منواتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے جہاں کہیں بھی اسلام کی دعوت دی ہے وہاں صاف فرمایا۔ امنوا باللہ ورسولہ۔ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور ایمان لانے والوں کو کہتا ہے کہ تم کہو امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم۔ کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ ہماری طرف اتارا گیا اس پر اور جو کچھ انبیاء عالم پر اتارا گیا اس پر۔ کیا وید میں بھی کہیں اس طریق پر لوگوں کو ویدک دھرم قبول کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ جہاں تک ہماری تحقیقات ہے چاروں ویدوں کے اندر اس قسم کی دعوت کا کوئی منتر نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف صاف لکھا ہے ”نا پورر آریہ نام وسیو“ دسیو (غیر آریہ) کو آریہ نام نہیں دیا جا سکتا۔ بعض چالاک آریوں نے دھوکے کی قینچی سے وید منتر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر پیش کیا ہے کہ وید کہتا ہے، ”کرنونتو وشوم آریم“ سب کو آریہ بناؤ۔ حالانکہ یہاں وشوم آریہ کی صفت ہے نہ اس کے غیر کی۔ . . . .

. . . .

. . . .

(اندرم) اندر کو (وردھنتہ) بڑھاتے ہوئے (اپتر) چلتا کریں۔ (کرنونتہ) کرتے ہوئے (وشوم) سب (آریم) اچھا (اپ گھنتو) ماریں (اراوتہ) دشمنوں کو۔ یعنی اندر کو سوم پلا کر آگے بڑھائیں۔ سب کچھ اچھا کرتے ہوئے دشمن کو ماریں۔

وید منتر کا مطلب شدھی کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ اگر یہ حکم ہوتا کہ ان کو ویدک دھرمی بناتا ہے تو ان کو مارنے کی تعلیم دینا گویا جبر سے مذہب پھیلانا ہے۔ سیاق و سباق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اندر کو سوم رس چڑھانے کا ذکر ہے نہ آریہ مذہب پھیلانے کا گذشتہ تمام مفسرین نے اس منتر کا ترجمہ یہی بیان کیا ہے جو ہم نے لکھا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قدیم لٹریچر میں آریہ کسی مذہب کا نام نہیں۔ بلکہ برہمن چھتری اور ویش تین قوموں کے مجموعہ کا نام ہے اس لحاظ سے بھی یہ منتر شدھی کا منتر نہیں (باقی آئندہ)

بقیہ صفحہ اول

۱۔ گذشتہ جمعہ شیخ محمد رمضان صاحب سوداگر چرم داخل سلسلہ ہوئے اور ہفتہ کی شام شیخ صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کو دعوت دی جس میں اور بہت سے احباب بھی مدعو تھے۔

۲۔ ہفتہ کی رات حضرت امیر ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ سٹیشن پر بہت سے احباب جمع تھے۔ مگر گاڑی چلنے میں تھوڑا وقت تھا۔ اس لئے تمام احباب ملاقات نہ کر سکے۔

۳۔ حضرت امیر ایدہ اللہ ڈاک کا پتہ بر وڈلہوزی ہے۔

عبدالحی

جنازہ غائب۔ سیٹھ احمد دین جہلم میں ہمارے سلسلہ کے پرانے بزرگ ہیں۔ ان کو دیکھکر پرانا زمانہ حضرت صاحب کا یاد آجاتا ہے۔ بڑے مخلص ہیں اور خدمت دین میں ہمیشہ سے بڑے حوصلے کے ساتھ حصہ لیتے رہتے ہیں۔ ان کے داماد محمد حسین صاحب جن کی شادی کو ابھی ڈیڑھ سال کا عرصہ گذرا ہے۔ انتقال کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ امید ہے۔ احباب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں گے۔ اور دعائے مغفرت کریں گے۔

ہندوستان

—— میاں عبدالحکیم صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور کو رائیل جوگرفیکل سوسائٹی لنڈن" نے اپنا فیلو منتخب کیا ہے۔ پنجاب میں آپ دوسرے ایسے فاضل نوجوان ہیں۔ جن کو یہ گراں قدر علمی امتیاز حاصل ہوا ہے۔

—— مدراس کی پردہ دار خواتین نے متفقہ طور پر ایک جلسہ میں کارپوریشن اور گورنمنٹ سے مطالبہ کیا ہے کہ پردار عورتوں کے لئے ایک پارک بنایا ہے۔

—— کلکتہ ۳ مئی مسٹر رادھیکا موہن رائے کی بیوہ محترم سوشیلا دیوی نے کلکتہ یونیورسٹی کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیا ہے

—— شملہ ۲ مئی ہندوستان کے صیغہ جنگلات کیلئے امیدواروں کا امتحان داخلہ دہلی میں ۲۰ اگست کو ہوگا۔

—— فجی سے بہت سے ہندوستانی مزدور واپس آرہے ہیں

—— سنٹرل بنک آف انڈیا کی ایک شاخ ریاست جام نگر میں کھولی گئی ہے۔

—— مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں جو گذشتہ ہفتہ جالندھر میں ہوا تھا۔ وزیر تعلیم پنجاب پر بے اعتمادی کا اظہار کیا گیا۔

—— ۳۰ اپریل کو مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے طلبا نے ڈاکٹر ضیاالدین احمد صاحب کو الوداعی پارٹی دی۔

—— لاہور میں پلیگ کے ۹ کیس ہوئے۔ جن میں سے چار اموات ہوئیں۔

—— برطانوی ہند کے کاشت کار چھ ارب روپے کے مقروض ہیں جس کا وہ ۶۰ کروڑ روپیہ سالانہ سود ادا کرتے ہیں۔

—— بمبئی ۳- جی- آئی- پی ریلوے کے گودام واقعہ حاجی بندر میں خوفناک آتشزدگی ہوئی۔ سارا گودام جل کر خاک سیاہ ہوگیا

—— اخبار انڈین ڈیلی میل کو معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ ہند کے رکن قانونی مسٹر سی- آر- داس عنقریب پریوی کونسل کے رکن مقرر کیے جائیں گے۔

—— حیدرآباد سندھ ۲ مئی- کل سکھ بیرج کے گودام میں سخت آگ لگ گئی ہزاروں روپے کا نقصان ہوا۔

—— افغانستان کے چھ طلبا آئینہ سازی سیکھنے کے لئے انبالہ آئے ہیں۔

—— اسلامیہ کالج پشاور کی خیبر یونین بند کر دی گئی ہے طلبہ نے نواب سر عبدالقیوم کے رویہ کے خلاف ہڑتال کر دی گئی ہے

—— مسٹر سی- سی- واٹسن گورنمنٹ ہند کے مستقل پولیٹیکل سکرٹری مقرر ہوئے ہیں

—— بنگال پروانشل کانگریس کمیٹی نے ایک سب کمیٹی اس لئے مقرر کی ہے تاکہ وہ روپیہ جمع کرکے قحط زدوں کی امداد کرے۔

—— خان بہادر خواجہ غلام صادق امرت سر میونسپلٹی کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔

—— نہارا شٹر کانفرنس کی مجلس انتخاب مضامین نے بھی مسٹر کیلکر کی تجویز پر مذہب کو سیاست سے علیحدہ کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— لاہور سے تین نوجوان اس غرض سے روانہ ہوئے ہیں کہ وہ ساری دنیا کا سفر سائیکلوں پر کریں۔

—— ۲- مئی کو کلکتہ میں بھاری طوفان باد آیا - ۲۵ ٹیلیفونوں کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔

—— بمبئی کونسل میں ایک ممبر نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ سکولوں میں ہندی زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔

—— ڈاکٹر مونجی عنقریب کیا جائیں گے وہاں کی میونسپلٹی آپ کو خیر مقدم کا ایڈریس پیش کرے گی۔

—— بڑودہ گورنمنٹ کے ہندوؤں کو مسجد کے سامنے باجا بجانے کی اجازت دیدی ہے

—— ہندو اخبارات پنڈت اندر ایڈیٹر ارجن" کو جو اس وقت جہل میں بیمار ہیں فوراً رہا کر دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

—— ہندوستان میں اچھوتوں کی تعداد ۵ کروڑ ۲۴ لاکھ اور

ہندو دنیا

—— ۳ مئی کو دہلی میں ایک عیسائی لیڈی کی اشدھی ہوئی اشدھی کے بعد اسکی شادی ایک ڈاکٹر سے کر دی گئی۔

—— میسور یونیورسٹی اگست ۱۹۲۸ء میں اپنی سلور جوبلی منانیکی

مہاراجہ کورٹ نے تمام سرکاری افسران کے نام ایک حکم جاری کیا ہے کہ وہ صرف ریاست راج کوٹ کی تیار شدہ اشیا استعمال کریں اگر کوئی ضروری چیز ریاست کی ساختہ دستیاب نہ ہو سکے تو باہر سے منگوالی جائے

—— متھرا میں ایک شریر آریہ نے ایک نہایت اشتعال انگیز او شرارت آمیز ٹریکٹ "محمد کی غلطیاں- دل لگی کا پٹارہ" ہندی زبان میں شائع کیا ہے۔

—— صوبہ مدراس میں کیا کونم مقام پر ہندو اچھوتوں اور عیسائی اچھوتوں میں فساد ہوگیا۔

—— بنگال میں اشدھی کا کام زوروں پر ہے۔ چند ایک متمول مسلمان زمیندار اشدھ ہوگئے ہیں اور بہت سے خطرے میں ہیں۔

—— سابق مہاراجہ اندور مع اپنی معشوقہ مس ملر کے پیرس پہنچ گئے ہیں۔ اور ایک عالیشان محل میں مقیم ہیں۔

—— راولپنڈی میں ایک بہائی سیٹھ گرفتار ہوا ہے اس نے مقامی سناتن دھرم ہائی اسکول کو ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔

—— میمن سنگھ ۲۹ اپریل- بھائی پرمانند جو پنجاب سے بنگال پروانشل ہندو کانفرنس میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ اس وجہ سے کانفرنس کے کارکنوں سے ناراض ہوگئے۔ کہ انہوں نے کانفرنس میں سیاسی معاملات پیش کرنے کے متعلق سوراجیوں سے سمجھوتہ کر لیا تھا۔

—— دہلی ۲۸ اپریل ہندو کانفرنس فیض آباد نے ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ یہ کانفرنس صدر آل پارٹیز کانفرنس سے درخواست کرتی ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کے جو مقدس مقامات کسی وقت لئے ہیں۔ اور جن پر اس وقت تک ان کا قبضہ ہے وہ ہندوؤں کو واپس دلادئے جائیں۔ اسی طرح مسلمانوں کے ایسے مقامات مقدسہ جو ہندوؤں کے قبضہ میں ہیں مسلمانوں کو واپس دلادئے جائیں۔

—— آنجہانی لارڈ سنہا ڈیڑھ کروڑ روپے کی جائداد اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ جس میں نصف ان کے اہل عیال کو ملی نصف وہ خیرات کر گئے ہیں

ممالک خارجہ

برطانیہ کے الٹی میٹم کا مصر نے دوستانہ جواب دیا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ مصری حکومت برطانیہ یا کسی دوسری قوم کا مصری پارلیمنٹ میں آزاد قانون بنانے میں مداخلت کرنے کا حق تسلیم نہیں کر سکتی لیکن مصر صدق دل سے برطانیہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے کا متمنی ہے۔ اور مسودہ مجالس عامہ کو آیندہ اجلاس تک ملتوی کر دیا ہے۔ حکومت مصر کا خیال ہے کہ اس عرصہ میں مصر اور برطانیہ کے درمیان کوئی بہتر معاہدہ ہو جائیگا۔

برطانی پریس مثلاً "ڈیلی میل" اور مانچسٹر گارڈین "ڈیلی نیوز" اور ڈیلی کرانیکل" اس جواب پر فتح مندانہ مسرت کا اظہار کر رہے ہیں۔

چین میں قوم پرست پارٹی کو مزید فتوحات حاصل ہوئی ہے اور ان کے تعلقات جاپانی افواج کے ساتھ بہتر ہو گئے ہیں۔

پیرس ۳۰ را اپریل فرانس کے الیکشن میں جو کمیونسٹ منتخب ہوئے ہیں۔ انہیں مسٹر کا اور ڈ واید کے نام بھی ہیں۔ یہ دونوں شخص کمیونسٹ لیڈر ہیں۔ اور اس وقت جیل میں ہیں۔

وارسا ۲ر مئی لیگ آف نیشن کی جانب سے بلقان کے زلزلہ کے مصیبت زدگان کی امداد کے لئے ڈاکٹر داروز کمشنر مقرر ہوئے ہیں

حکومت حجاز نے حاجیوں کی آسانی کے خیال سے اس قسم کی ایک کمیٹی بنادی ہے کہ وہ حجاج دیکھ بھال کرے اور ان کی آسانیوں کا خیال رکھے۔

صوفیہ ۲۵ر اپریل- سرکاری بیان کے مطابق گذشتہ زلزلہ میں ۱۰۲ آدمی ہلاک اور ۷۰۰ مجروح ہوئے اور دو لاکھ سے زیادہ آدمیوں کی خانہ ویرانی ہوگئی۔

برطانوی قنصل متعینہ چیفو واقع صوبہ شانٹنگ نے تمام انگریزی قومیت کے لوگوں کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ قریب ترین برطانوی مقبوضہ میں چلے جائیں۔

وارسا یکم مئی کمیونسٹ اور سوشلیسٹ جماعتوں کے درمیان خونریز فساد برپا ہوگیا۔ ۲ آدمی ہلاک اور قریباً پچاس مجروح ہوئے۔ اس فساد میں ۷۰ آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

وارسا یکم مئی۔ پولینڈ کی ساخت کا ایک ہوائی جہاز شاہ افغانستان کی خدمت میں نذر کیا گیا۔

ایک فرانسیسی اخبار نے لکھا ہے کہ مصطفےٰ کمال کی حکومت کو عنقریب زوال آجائے گا۔

البانیہ کے وزیر خارجہ ہزایکسلینسی فریونی لنڈن ،پیرس جینوا اور روما میں تین ماہ تک سیاحت کرنے کے بعد تیرانہ واپس آگئے ہیں

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۲۰ ذیقعد سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۱ مئی سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۲۸

بزمِ احباب

جرمن مشن۔ احباب کرام کو علم ہے کہ مولوی فضل کریم خاں درانی رخصت پر برلن سے آرہے ہیں اور ان کی جگہ مشن کا چارج لینے کے لئے پروفیسر محمد عبد اللہ لاہور سے عازم جرمنی ہوئے اور ۲۰ مارچ لاہور کے اکثر احباب ان کو سٹیشن پر الوداع کہنے کے لئے تشریف لائے۔

معذرت۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ آتے وقت میں لاہور سے اکثر احباب کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ اس کی وجہ وقت کی قلت تھی میں لاہور کے بزرگوں سے معافی کا خواستگار ہوں امید ہے کہ وہ اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھینگے۔

جہاز کا انتظام پہلے سے نہ ہو سکا تھا اس لئے بمبئی آکر پروفیسر صاحب نے اس کا انتظام کیا بمبئی میں اپنی جماعت کے احباب میں سے شیخ محمد امین اینڈ برادرز سوداگران علینک ہیں جن کی دکان عبد الرحمن سٹریٹ میں ہے۔ ان کے بھائی عبد العزیز صاحب ایک مخلص اور جوشیلے احمدی نوجوان ہیں۔ پروفیسر صاحب اور خاکسار نے چند روز ان کے ہاں قیام کیا انہوں نے ہمیں ہر طرح کی مدد دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب سوداگر حضرت مسیح موعود کے ایک مخلص اور پرانے خادم ہیں۔ ان سے بھی ملاقات کا شرف ہوا۔

جہازوں کی کمپنیاں۔ جہازوں کے متعلق جو کمپنیاں انتظام کرتی ہیں خصوصاً ٹامس کک کی کمپنی ان کے پراسپکٹس میں یہ درج ہے کہ جو لوگ بطور مشنری کے جانے والے ہوں ان کو کرایہ جہاز میں پانچ فیصدی رعایت دی جائے گی۔ اس بنا پر پروفیسر صاحب نے کمپنی کو یہ کہا کہ وہ بطور

مسلم مشنری

کے برلن جارہے ہیں اور اس لئے وہ ان کے قواعد کے مطابق رعایت کے مستحق ہیں لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے کہ کمپنی کی طرف سے یہ جواب ملا کہ یہ رعایت محض عیسائی مشنریوں کے لئے مخصوص ہے۔ حالانکہ ان کے قواعد میں محض مشنری کا لفظ ہے نہ کہ عیسائی مشنری کا میرے خیال میں ہماری انجمن کو کمپنی سے خط و کتابت کرنی چاہیئے اور اس بات پر زور دینا چاہیئے کہ مسلم مشنریوں کو وہی رعایت دی جاوے جو دوسروں کو حاصل ہے اس سے ایک فائدہ تو رعایت کا مل جاتا ہے اور دوسرا لوگوں کی توجہ کو اس طرف منعطف کرانا ہے۔ کہ مشنری غیر ممالک میں صرف عیسائی ہی نہیں جاتے بلکہ اسلام کے سپاہی بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے یورپ میں اپنے مورچے قائم کر لئے ہیں

بمبئی۔ ایک بڑا تجارتی مرکز ہے۔ اور نئی طرز پر بنا ہوا ہے مکانات عام طور پر پانچ منزلہ ہیں۔ پانی اور صفائی کا معقول انتظام ہے فضلہ وغیرہ خاکروب نہیں اٹھاتے بلکہ پانی کے ذریعے خود بخود نالیوں میں بہا دیا جاتا ہے۔ بمبئی میں چار قسم کی سواریاں ملتی ہیں۔ ایک تو بگھی ہوتی ہیں جنہیں وکٹوریا کہتے ہیں دوسرا موٹر بس (Motor Buses) تیسرے ٹریم گاڑیاں جن کا بازاروں میں جال بچھا ہوا ہے یہ بہت عمدہ قسم کی سواری ہے ریل گاڑی کی طرح صرف ایک خانہ ہوتا ہے یہ بجلی سے چلتی ہے۔ اور تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ٹھیرتی جاتی ہے۔ لوگ ہر جگہ اترتے اور چڑھتے رہتے ہیں۔ یہ اس قدر رفتار سے چلتی ہے کہ چلتی میں بھی لوگ از چڑھ جاتے ہیں۔ اندر جا کر ایک آنہ کا ٹکٹ لینا پڑتا ہے اور شہر کے جس حصہ میں جی چاہے ایک آنہ میں جا سکتے ہو۔ ان کے علاوہ چوتھی قسم کی سواری بجلی کی ریل گاڑیاں ہیں جو بمبئی کے مختلف سٹیشنوں تک پہنچاتی ہیں۔ ان کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے۔ ڈاک گاڑی سے زیادہ سبک رفتاری سے چلتی ہیں ایک روز شام کو ہم باب الہند (Gateway of India) دیکھنے گئے یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں پر سمندر کے بندرگاہ ہیں۔ شام کے وقت اس طرف شہر کے اکثر لوگ تفریح کے لئے نکل جاتے ہیں۔ اور ایک عجیب دلکش منظر ہوتا ہے۔ بندرگاہ پر سیر کے لئے کشتیاں موجود ہوتی ہیں۔ اور کشتی کے ذریعے سمندر کی سیر کے لئے لوگ جاتے ہیں باب الہند پر پانچ چھ جنگی جہاز ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ گویا ہندوستان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ اور جہاز بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ جو لوگ موجودہ تہذیب و ترقی کے دیکھنے کے خواہشمند ہوں وہ اگر یورپ نہیں جا سکتے۔ تو بمبئی ضرور دیکھیں۔

روانگی۔ سات اپریل کی دوپہر کو ہمارے جہاز رانچی کو روانہ ہونا تھا۔ صبح دس بجے ہم نے اسباب وغیرہ باندھ کر ٹامس کک کے دفتر سے ٹکٹ لے، اور روپوں کو پونڈ شلنگ میں تبدیل کرایا۔ اور گیارہ بجے بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ مزدور اسباب وغیرہ جہاز میں لے گئے اور مسافر یکے بعد دیگرے جہاز میں جانا شروع ہوئے جہاز میں داخلہ سے قبل جہاز کا ڈاکٹر مسافروں کا سرسری معائنہ کرکے ان کو ایک چٹ دیتا ہے۔ جس سے وہ اندر جانے کے مجاز ہوتے ہیں۔

سواری کا جہاز۔ عام طور پر پانچ منزلہ ہوتا ہے سب سے اوپر کھلی جگہ پر تفریح کا سامان ہوتا ہے۔ اور اسے کھیلنے کا ڈک (Sports Decks) کہتے ہیں۔ اس سے نیچلی منزل بھی کھلی ہوتی ہے۔ اور عام لوگ وہاں بیٹھتے ہیں۔ نیچے کی تین منزلوں میں مسافروں کے کمرے ہوتے ہیں۔ باقاعدہ کوچے اور گلیاں ہوتی ہیں ایک ایک کمرہ میں تین چار مسافر ٹھیرتے ہیں۔ پانی روشنی اور کھانے کا انتظام اچھا ہوتا ہے۔ بجلی کے پنکھے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ پنکھے ایسے نہیں ہوتے کہ کمرہ کی ہوا کو حرکت دیتے رہیں بلکہ مشین کے ذریعہ جہاز کے اوپر کی تازہ ہوا دھکیل کر کمروں میں پہنچایا جاتا ہے جہاز میں ایک خانہ تار گھر لائبریری ہوتے ہیں۔ اور کھیل کے مختلف سامان بھی مہیا کئے جاتے ہیں۔ بلکہ لکھنے کے کاغذ لفافہ قلم دوات وغیرہ تک بھی جہاز کی طرف سے دئے جاتے ہیں

دوپہر کو دو بجے کے قریب ہمارا جہاز ساحل بمبئی سے روانہ ہوا۔ اور چونکہ ہمارا یہ پہلا بحری سفر تھا۔ اس لئے پروفیسر صاحب اور خاکسار کو کچھ گھبراہٹ تھی۔ لیکن تھوڑے عرصہ تک جب جہاز چلتا رہا۔ تو ہماری پریشانی بالکل دور ہو گئی۔ کیونکہ اس موسم میں سمندر تکلیف دہ نہیں ہوتا

جہاز کے مسافر۔ مسافروں کے روزانہ معمول لکھنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ صبح چھ ساڑھے چھ بجے اٹھ کر دو رنہا دھو کر ۸ بجے چائے کے لئے تمام لوگ کھانے کے کمرہ میں جمع ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اوپر کی منزل میں لوگ بیٹھے رہتے ہیں ہر روز دس بجے گھڑی کے وقت کو پیچھے کیا جاتا ہے۔ جب جہاز بمبئی سے عدن کو جاتا تھا تو روزانہ آدھ گھنٹہ وقت میں تاخیر کرتے تھے۔ اس کے بعد بحیرہ احمر میں ۲۰ منٹ روزانہ اور بحیرہ روم میں ۱۵ منٹ۔ روزانہ گھڑی کو پیچھے کر دیتے ہیں۔ اس طرح گویا بمبئی سے فرانس تک پہنچتے پہنچتے تین چار گھنٹے وقت پیچھے ہو جاتا ہے ایک بجے کھانے کی گھنٹی ہوتی ہے۔ اور چار بجے چائے پی کر اکثر لوگ سب سے اوپر کی منزل پر کھیلنے کے لئے آجاتے ہیں۔ اور مختلف کھیلیں کھیلتے ہیں بلکہ باقاعدہ میچ ہوتے ہیں۔ اور ان میں تمام لوگ بچے بوڑھے عورتیں شامل کی جاتی ہیں ساڑھے چھ بجے شام کو پھر کھانے کے لیے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اس کے بعد گانے بجانے کے شغل میں مصروف ہوتے ہیں

تعارف۔ دو تین روز کے بعد ہماری واقفیت دوسرے مسافروں سے ہو گئی۔ خصوصاً ہندوستانی احباب سے۔ ان میں کچھ طلبا ہیں اور کچھ تاجر لوگ۔ ایک صاحب روڈیشیا یعنی افریقہ کے رہنے والے تھے جو وطن جارہے تھے۔ ان سے گفتگو پر معلوم ہوا کہ وہ پکے اور مخلص مسلمان ہیں اور افریقہ میں اسلام کی خدمت ہر طرح بجا لاتے ہیں۔ یہ صاحب بڑے تاجر اور امیر ہیں۔ لیکن افریقہ میں ملا لوگوں کی حرکتوں سے نالاں نظر آتے تھے انہوں نے وہاں ایک بڑی مسجد بھی تعمیر کرائی ہے۔ لیکن وہ اس بات کے شاکی تھے کہ افریقہ میں موجودہ مسلمان نوجوان جو سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں وہ اسلام سے کچھ تعلق نہیں رکھتے اور قریباً عیسائی ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے خود اپنی ایسی ہی مشکلات کا ذکر کیا پروفیسر صاحب نے اپنی انجمن کے مختصر حالات ان کو بتلائے اور انجمن کا پتہ لکھوا دیا۔ اور ان کا پتہ لے لیا ہے اگر افریقہ میں مشن قائم کرنے کی کوئی صورت ہو سکے۔ تو وہ صاحب انشاء اللہ ہر طرح مدد کرنے کے لئے تیار ہوں گے یہ صاحب ہم سے عدن پر جدا ہو گئے

عدن۔ چار دن کے بعد ہمارا جہاز ۱۱ تاریخ کو پانچ بجے عدن پہنچا اور وہاں تین گھنٹے ٹھیرا لیکن مسافروں کو بندرگاہ پر جانے کی اجازت

(بقیہ بر صفحہ ۳ کالم ۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح لاہور

جلد ۱۶　۲۰ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ　نمبر ۲۸

ایک نیا خطرہ

برادران وطن کی گہری چال

ہمارے ہندو بھائی ایک عرصہ سے مسلمانوں کو ہر طرح کمزور کرنے کی پے در پے کوششیں کر رہے ہیں۔ سنگھٹنی ہندوؤں اور آریہ سماجیوں نے تو اس کو اپنی زندگی کا مقصد وحید قرار دے دیا ہے اور ان کے طرز عمل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے عہد کر لیا ہے کہ جب تک اپنے اس ذلیل مقصد میں پورے طور پر کامیاب نہ ہو جائینگے تب تک چین سے نہ بیٹھیں گے۔ گو یہ کوشش مدت سے ہو رہی ہے لیکن کچھ عرصہ سے ان کی سرگرمیوں میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ گذشتہ چند سال میں جو کچھ ہوا وہ آپ کے سامنے ہی ہے۔ کبھی حکومت خود اختیاری اور ہندو مسلم اتحاد کے پردے میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے لئے کوششیں ہوئیں اور کانگریس کے عروج اور عدم تعاون کے زمانہ میں شدھی اور سنگھٹن کیلئے میدان صاف ہوتا رہا کبھی کھلم کھلا معرکہ آرائیاں کی گئیں اور اس عرصہ میں جب کبھی مسلمانوں کو ذرا ہوش آیا تو ہندو لیڈروں نے اپنے پُر فریب اور ساحرانہ اتحادی نغمے سنا سنا کر پھر انہیں غفلت کی نیند سلا دیا۔ ہندوؤں کو اپنی ان کوششوں میں کس قدر کامیابی ہوئی؟ اس کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت اس سوال کا جواب صاف طور پر دے رہی ہے۔ ابھی بعض دردمند مسلمان ہندوؤں کی ان یورشوں کی مدافعت کا طریقہ ہی سوچ رہے تھے کہ برادران وطن سے ہمارے لئے ایک اور نیا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

اس سے قبل مسلمانوں کو غیر کہا جاتا تھا ان کو ہندوستان سے نکالنے کی دھمکیاں دی جاتی تھیں اور ملیچھ ملیچھا! کے نعرے لگائے جاتے تھے۔ کہیں سوامی دیانند کے چیلے چانٹے اور ببواجی کے جانشین ہمارے مذہبی پیشواؤں اور شاہان اسلام کی شان میں گستاخیاں کرتے تھے۔ کہیں ڈاکٹر مونجی اور مالوی جی کی امت مسلمانوں پر ڈنڈوں اور اینٹوں کی بارش کر رہی تھی لیکن اب گالیوں کی بجائے ان کی زبان پر شیریں کلمات ہیں جو خوفناک چالوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اب دھکے دینے کی بجائے گلے ملایا جا رہا ہے لیکن بغل میں ایک زہر آلود خنجر چھپا کر۔ مونجی اور مالوی کچھ عرصہ کے لئے کنارہ کش ہو گئے ہیں اب جواہر لال نہرو فرشتہ اتحاد بن کر بے سمجھ مسلمانوں کو تباہی کے غار کی طرف لئے جا رہا ہے۔ ادھر ایک چھوٹا بڑا ہندو لیڈر اس کی چابکدستی پر عش عش کر رہا ہے گذشتہ دنوں امرتسر میں کانگریس اور نوجوان پارٹی کے نہایت شاندار جلسے ہوئے۔ جن میں پنڈت جواہر لال اور ان کے دوسرے ہندو دوستوں نے بار بار کہا کہ مذہب کو تیاگ دو۔ وید و خدا کو بھول جاؤ اور اپنے آپ کو ہندوستانی سمجھتے ہوئے ایک قوم بن جاؤ۔ پنڈت جی کے اس اپدیش پر خوب واہ واہ ہوئی آریہ اخبارات نے جو اپنے آپ کو ایک مذہبی جماعت کا ارگن بتلاتے ہیں پنڈت جی کی تائید کی۔ جانتے تھے اور انہوں نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ یہ سب کچھ مسلمانوں کو تباہ کرنے کی غرض سے کیا جا رہا ہے۔ ہندو پہلے ہی ایک لامذہب قوم ہے مسلمانوں میں مذہب موجود ہے اور ان کو تباہ کرنے کا یہی سہل طریقہ ہے کہ ان کو لامذہبی کی دعوت دی جائے اور ان کو مسلمان کی بجائے صرف ہندوستانی بنا دیا جائے۔ اور اس طرح قوم پرستی کے پردے میں اس زخمی شیر کا خاتمہ کر کے تمام حقوق غصب کر لئے جائیں۔ پنڈت جواہرلال نہرو کی آواز ابھی فضا میں گونج ہی رہی تھی کہ ایک دوسرا قدم اٹھایا ہے یعنی مسلمانوں سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ ہندو تمدن و معاشرت اختیار کر لیں اور یہ بات صرف مشورہ کے طریق پر نہیں بلکہ حکم کے رنگ میں کہی جا رہی ہے۔ ناظرین کرام غالباً آچاریہ رام دیوجی کے نام سے واقف ہوں گے۔ آپ گروکل کانگڑی کے روح رواں ہیں اور آپ کو بجا طور پر شردھانند جی کا قائم مقام کہا جا سکتا ہے انہوں نے ۶ رمئی کو وچھووالی آریہ سماج لاہور میں ایک لیکچر دیا جس میں بار بار مسلمانوں کو متوجہ کر کے کہا کہ وہ ہندو تمدن و معاشرت اختیار کر لیں۔ یہ لیکچر اخبار "پرتاپ" کی ۸ رمئی کی اشاعت میں چھپا ہے جو اس وقت پیش نظر ہے ہم طوالت کے خوف سے اس کے اقتباسات پیش نہیں کر سکتے۔ اس کا خلاصہ صرف یہی ہے کہ جب تک مسلمان اپنے آپ کو ہندو تمدن و معاشرت کے رنگ میں نہیں رنگتے اور آریہ سماج کے ساتھ تعاون نہیں کرتے تب تک سوراجیہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے ترکی اور مصر وغیرہ کی مثالیں دی ہیں جنہوں نے مغربی معاشرت کو اختیار کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مسلمان اپنے آپ کو ہندو کہا کریں۔ کیونکہ ہندو کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک تمدن ہے۔ جو اس تمدن کو اختیار کرے گا وہ ہندو ہی کہا جائے گا۔ اس سے قبل مشہور ہندو لیڈر ہردیال نے اسی قسم کی ہرزہ سرائی کی تھی لیکن وہ کسی اور رنگ میں تھی۔ آچاریہ رام دیوجی اور ہردیال دونوں کی باتیں مسلمانوں کے لئے زہر قاتل کا حکم رکھتی ہیں لیکن ہردیال زہر کو زہر کہکر دینا چاہتا تھا اور آچاریہ رام دیوجی اس کو [illegible] ملیں ماکر پیش کر رہے ہیں۔ اس وقت ہم رام دیوجی کے لیکچر پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے نہ ان کی [illegible] اور غلط بیانیوں کا جواب دیں گے البتہ اس قدر ضرور کہیں گے کہ ہندو تہذیب و تمدن ہندوؤں اور آریوں ہی کو مبارک۔ ہم مسلمان اس فرسودہ اور ناقص تمدن کو دور سے سلام کرتے ہیں انکے پاس ایک مکمل اور شاندار تمدن موجود ہے اور وہ اس بیسویں صدی میں ہزاروں سال کی الٹی زقند لگا کر چار چار انگل کی لنگوٹیوں اور ایک ایک بالشت کی چوٹیوں کو قبول نہیں کر سکتے۔ وہ اخوت و مساوات کے زریں اصول چھوڑ کر یہ نہیں چاہتے کہ اپنے جیسے انسانوں کو جانور دل سے بدتر سمجھیں اور ورن آشرم کی لعنت کو رواج دیں جو ہندوؤں کا طرۂ امتیاز ہے۔ رام دیوجی نے کہا ہے کہ مسلمان مغربی تہذیب کی بعض باتوں کو تو قبول کر لیتے ہیں لیکن ہندو تمدن سے انہیں نفرت ہے اس کے متعلق ہم اس قدر عرض کریں گے کہ ہندو اور آریہ مرد عورتیں نہایت سرعت سے مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگے جا رہے ہیں۔ پہلے وہ ان کی اصلاح کریں اس کے بعد مسلمانوں کو دعوت دیں۔

ہندوؤں نے اس لامذہبیت اور قومیت کے پردہ میں مسلمانوں کے لئے جو خطرہ پیدا کر دیا ہے آپ اس کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں اور اس کے نتائج جس قدر خطرناک ہونگے وہ بھی غور و فکر کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہم مسلمانوں سے بزور کہتے ہیں کہ وہ برادران وطن کے ان حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کی جلد کوئی تدبیر کریں ورنہ ان کی تباہی کا دن دور نہیں۔ ان کو یاد رہے کہ ان کی زندگی اسلام کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہی ہے مسلمانوں کو صاف طور پر کہہ دینا چاہیئے کہ ہم غلامی کو ایک بدترین لعنت سمجھتے ہیں اور ہماری یہ دلی خواہش ہے کہ ہندوستان آزادی کے قابل ہو اور جلد از جلد آزادی حاصل کرے۔ لیکن ہم اس سوراج کو جو ہم کو مذہب فروخت کرنے کے بدلے ملے ٹھکرا دیں گے اور ایسے سوراج سے موت اور غلامی ہمارے لئے ہزار درجہ بہتر ہے

اچھوت ادھار کا مقصد

ہم بار بار کہہ چکے ہیں۔ کہ آریہ سماج ایک خالص سیاسی جماعت ہے۔ اور اس کی تمام تحریکات کو مذہب سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ آپ دیکھیں گے۔ کہ آریہ سماج کا ہر ایک فعل ہمارے قول کی تائید کر رہا ہے۔ آج کل شدھی اور اچھوت ادھار اس کی محبوب ترین تحریکیں ہیں جنکو کامیاب بنانے کے لئے وہ انتہائی جد و جہد کر رہا ہے۔ ویسے تو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ہم انسانی ہمدردی اور مذہبی احکام کی رو سے اچھوت ادھار کا کام کرتے ہیں۔ اچھوت ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی ہیں۔ جن کو گلے ملانا ہمارا فرض ہے۔ حالانکہ "منوسمرتی" کے زریں احکام کی روشنی میں یہ دعوے بالکل بے حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ اصلی مقصد محض تعداد بڑھانا ہے۔ چنانچہ اسکی تائید مشہور ڈنڈے باز لیڈر ڈاکٹر مونجے نے بھی کی ہے۔ اخبار "فارورڈ" میں وہ فرماتے ہیں "چھوت چھات دور کرنے کی تحریک درحقیقت تحریک سنگھٹن کی چابی ہے۔ ہر جماعت اچھوتوں کو اپنے اندر جذب کر لینا چاہتی ہے۔ بہر حال جو جماعت پہلے خواہ وہ ہندو ہو خواہ مسلمان اچھوتوں کو اپنے اندر جذب کرے گی۔ ہندوستان میں برسر اقتدار دکھائی دے گی۔"

کیا اب بھی اس میں کسی کو شک ہے۔ کہ آریوں کی تمام تحریکات خود غرضی مبنی ہیں؟

ایک نئی شرارت

معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان کی امن پسند ٹولی یعنی آریہ سماج نے مسلمانوں کو ستانے اور ملک کے امن و فساد کو تباہ کرنے کی قسم کھالی ہے۔ ویسے تو یہ اپنے روز اول سے اس قسم کی قابل نفرت مساعی میں مصروف ہے۔ لیکن چند سال سے اکی سرگرمیوں میں بہت اضافہ ہو گیا ہے گذشتہ سال "رنگیلا رسول" اور "بلیدان چترولی" نے جو گل کھلائے اور فساد کی جو آگ بھڑکائی اس کو بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتا کہ ان تمام عبرت انگیز واقعات سے بھی آریوں کی ذہنیت اور ان کی شر انگیز سرگرمیوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی معزز معاصر "منادی" دہلی اپنی تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے۔ کہ متھرا کے ایک شریر آریہ نے ایک نہایت اشتعال انگیز اور شرارت آمیز ٹریکٹ "محمد کی بیبیں۔ دل لگی کا پٹارہ" ہندی میں شائع کیا ہے۔ جو اشتعال انگیزی کے لحاظ سے راجپال کی کتاب سے کسی صورت میں بھی کم نہیں۔

ہم اس سے پیشتر بھی کئی بار لکھ چکے ہیں۔ کہ ہندوستان کی غلامی اور افلاس کی سب سے بڑی وجہ ہندو مسلمانوں کی نااتفاقی ہے۔ جس کی تمام تر ذمہ داری آریہ سماج پر ہے۔ چند روز ہوئے ایک نومسلم خاتون کو اشدھ کرنے کے لئے جو افسوناک طرز عمل اختیار کیا گیا تھا۔ اس کا ذکر ہم گذشتہ اشاعت میں کر چکے ہیں۔ اب ایک اور تازہ واقعہ آپ نے سن لیا۔

مسلمانوں کو وطن فروشی کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ لیکن ہندوستان کی تباہی کی ذمہ دار ان طعنہ دینے والوں کی حرکتیں ہیں۔ کیا ہم مہاشہ کرشن تو جو ہر مسلمانوں کو الزام دینے اور وعظ نصیحت کرنے کے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ پوچھ سکتے ہیں۔ کہ ان کو ان واقعات کا علم ہے یا نہیں؟

اس قسم کے واقعات کا پے در پے وقوع پذیر ہونا ہندوؤں کے ذمہ دار افراد کی خاموشی اور مجرموں کو امداد دینا ایسی باتیں ہیں جو اس امر کا یقین کر لینے پر مجبور کرتی ہیں۔ کہ اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف پروپگنڈا کرنے کے لئے ایک وسیع سازش موجود ہے۔ جسکو برادران وطن کے بڑے بڑے ہاتھ حرکت دے رہے ہیں آج آریہ سماجی اس قسم کی شرمناک حرکتوں کو اپنی کامیابی سمجھتے ہوئے خوش ہوتے ہونگے لیکن کل ان کی آئندہ نسلوں کو ان پر ماتم کرنا پڑے گا۔

اگر ہندوؤں میں سمجھدار اور انصاف پسند آدمیوں کا بالکل خاتمہ نہیں ہو گیا۔ تو ہم ان سے کہنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کی حرکتوں کے نتائج نہایت ہی افسوسناک ہونگے۔ جن سے ہندوستان کی مصیبتوں میں اور اضافہ ہو جائے گا۔

مذاکرۂ علمیہ

(از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جہلم)

فاتحہ خلف امام

سوال} مولنا محمد علی صاحب اپنے انگریزی قرآن کے دیباچہ میں طریق نماز بتلاتے ہوئے سورۂ فاتحہ خلف امام کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ مقتدی کو بھی سورۂ فاتحہ دھرانی چاہیئے۔ مگر احناف اسکو ممنوع قرار دیتے ہوئے قرآن کی اس آیت واذا قرئ القران فاستمعوا لہٗ اور اس حدیث پر جس میں امام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے۔ پیش کرتے ہیں۔

جواب} سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے مقتدی کو پڑھنا واجب ہے۔ کیونکہ کوئی نماز بغیر سورۂ فاتحہ کے نہیں ہوتی۔ جیسا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقراء بام القرآن۔ ترجمہ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ اس کی نماز نہ ہوئی جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اور ابن حبان۔ دارقطنی کی روایت میں ہے۔ لاتجزی صلوٰۃ لا یقراء فیھا بفاتحۃ الکتاب۔ وہ نماز کفایت نہیں کرتی جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جاوے۔ اور امام احمد۔ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن حبان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے۔ لعلکم تقرؤن خلف امامکم قلنا نعم قال لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہٗ لا صلوٰۃ لمن لم یقرا ھا۔ ترجمہ۔ ”شاید تم قرآن پڑھتے ہو۔ اپنے امام کے پیچھے۔ ہم نے کہا ہاں۔ فرمایا نہ پڑھا کرو سوائے سورۂ فاتحہ کے بیشک یہ سچ ہے۔ کہ نماز نہیں ہوئی اسکی جو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا۔“
اس سے بڑھ کر صاف احادیث اور کیا ہوں گی۔

”امام کی قرأت مقتدی کیلئے کافی ہے۔“ اس کے لئے آپ نے کوئی حدیث پیش نہیں کی تاکہ پرکھی جاتی کہ صحیح ہے یا ضعیف۔ لیکن اگر صحیح بھی ہو تو اوپر کی حدیثوں سے مطلب واضح ہو جاتا ہے۔ کہ امام کی قرأت سے مراد سورۂ فاتحہ کے علاوہ قرآن کا پڑھنا ہے۔ سورۂ فاتحہ کے بغیر تو نماز نہیں۔ وہ سب میں مشترک ہے امام ہو یا مقتدی۔ ہر ایک کو پڑھنا ہے۔ خود نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر تو نماز نہیں اسلئے سورۂ فاتحہ تو پڑھ لیا کرو۔ ہاں اس کے علاوہ قرآن نہ پڑھا کرو۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تکلیف الایطاق تھی۔ اور اس سے نماز میں گڑبڑ ہو جاتی۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ جو قرأت امام پڑھ رہا ہوتا ہے۔ وہ مقتدی کو یاد نہیں ہوتی۔ تو اب مقتدی کیا کرے۔ کیا وہ کچھ اور پڑھنے لگ جائے اس طرح امام اور مقتدی میں اشتراک نہیں رہتا۔ اور نماز میں جو قرآن پڑھنے کا منشا تھا۔ کہ مقتدی غور سے قرآن سنیں۔ اور فائدہ اٹھائیں۔ وہ بھی فوت ہو گیا۔ پس سورۂ فاتحہ کے سوا جو ایک عظیم الشان اور مشترکہ دعا ہے۔ قرأت کو منع کر دیا۔ ہاں قرأت میں جو آیات وعید کی آئیں۔ ان کو آہستہ آہستہ عذاب سے بچنے کی دعا کرتے رہنا یا جو آیات نعماء الٰہیہ کی آویں ان کے حصول کے لئے خفیہ دعائیں کرنا منع نہیں۔ بلکہ مسنون ہیں۔ کیونکہ قرآن پڑھنے اور سننے کا لطف جب ہی ہے۔ کہ اسکی آیات کو بطور حال کے اپنے اوپر وارد کرے۔ اور اس کی وعید کی آیات سے ڈرے اور تبشیر کی آیات سے خوش ہو۔ اور ان کے حصول کے لئے جناب باری میں دعا کرے۔ ورنہ امام کا طوطے کی طرح قرآن پڑھنا اور بت کی طرح مقتدیوں کا کھڑے رہنا۔ قرآن کے فوائد سے محرومی کا نشان ہے۔ اور اسکا نتیجہ غفلت ہے۔

رہ گیا آپ کا فرمانا کہ حنفی لوگ قرآن کی یہ آیت فاتحہ خلف امام کے خلاف پیش کرتے ہیں کہ واذا قرئ القران فاستمعوا لہٗ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ یعنے جب قرآن پڑھا جاوے تو اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ تو اس کا جواب ہے کہ جب قرأت جہر میں نہ ہو۔ مثلاً ظہر وعصر کی نمازوں میں اور فرض کی آخری رکعتوں میں جہاں قرأت جہری نہیں سورۂ فاتحہ کے پڑھنے میں کیا چیز روک ہوگی سترہ رکعت فرضوں میں سے صرف چھ رکعت میں قرأت جہری ہے۔ تو اب فرمائیے باقی کی گیارہ رکعت میں سورۂ فاتحہ کے لئے قرأت کس طرح روک ہو سکتی ہے۔ اور قرأت جہری کی صورت میں بھی ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی بے نماز نے لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکارٰی کی آیت میں سے صرف لا تقربوا الصلوٰۃ پیش کر دیا تھا۔ کہ نماز کے نزدیک نہ جاؤ اور انتم سکرٰی چھوڑ گیا تھا۔ جس کے معنے ہیں کہ جب تم نشہ کی حالت میں ہو۔ اسی طرح حنفی صاحبان نے واذا قرئ القران والی آیت تو پیش کر دی اور اس سے اگلی اور اس کے ساتھ کی آیت کو جو اس آیت کے مضمون کو مکمل کرتی ہے۔ چھوڑ دیا۔ اور وہ یہ ہے۔ واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والاٰصال ولا تکن من الغفلین یعنے جب قرآن پڑھا جاوے تو اس کو غور سے سنو۔ اور خاموش رہو۔ ہاں اپنے نفس میں اپنے رب کو یاد کرتے جاؤ گڑگڑا گڑگڑا کر اور ڈر ڈر کر اور آواز اونچی نہ ہو۔ صبح اور شام اور غافلوں میں سے نہ ہو۔ اس آیت سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے غور سے سنو اور خاموش رہو۔
(۲) لیکن خاموش رہنے کے یہ معنے نہیں کہ بت کی طرح چپ کھڑا رہے فرمایا اس سے غفلت پیدا ہوتی ہے۔ پس اپنے رب کو یاد کرتے جاؤ۔ تضرع اور خشیت کے ساتھ اور آہستہ آواز میں۔
(۳) اس کا مطلب یہ کہ قرأت جہری کی صورت میں بھی سورہ فاتحہ کو آہستہ آہستہ امام کے ساتھ دھرانا منع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ غفلت سے بچنے اور تضرع اور خشیت کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ اور بالغدو والاٰصال نے معاملہ کو اور بھی صاف کر دیا۔ چونکہ صبح کی نماز میں اور شام کی نمازوں یعنے مغرب اور عشاء میں قرأت جہری ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ اس شبہ کا ازالہ کر دیا جاتا چنانچہ فرما دیا کہ صبح اور شام بھی جب قرآن پڑھا جاوے تو خاموشی کی حالت میں بھی اپنے رب سے آہستہ آہستہ دعا مانگنا مناسب ہے۔ تاکہ انسان غافل نہ ہو جائے۔ اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے سورۂ فاتحہ کو آہستہ آہستہ امام کے ساتھ دھرانے کا حکم صاف طور پر دیا اور قرآن پڑھتے وقت جیسی جیسی آیات آتی تھیں ان کے مطابق عذاب سے پناہ مانگنا اور نعماء الٰہیہ سے متمتع ہونے کے لئے آہستہ آہستہ دعا کرتے رہنا سنت اور آثار صحابہ سے صاف ثابت ہے۔

جب قرآن سے صاف ثابت ہے کہ قرآن کے پڑھنے کے وقت خاموشی اس امر کی مانع نہیں کہ انسان آہستہ آہستہ کسی دعا کو اپنے رب کے حضور میں دھراتا جائے تو سورۂ فاتحہ کا دھرانا کس طرح منع ہو سکتا ہے۔ جو اصل نماز ہے۔ ہاں آواز اونچی نہ ہو۔ جس سے خاموشی میں فرق آوے۔

حنفی صاحبان ضد سے نہ مانیں وہ امر دیگر ہے۔ ورنہ قرآن اور حدیث سے معاملہ صاف ہے تعجب آتا ہے کہ جب حنفی مقتدی پیچھے سے نماز میں آکر شامل ہوتے ہیں اور امام قرأت اونچی پڑھ رہا ہوتا ہے۔ اس وقت وہ نیت باندھنے میں ایک لمبی عبارت نیت کی دھراتے ہیں۔ پھر تکبیر کہتے ہیں۔ سبحانک اللھم وبحمدک الخ وغیرہ سب کچھ پڑھ لیتے ہیں۔ اعوذ باللہ اور بسم اللہ بھی پڑھ لیتے ہیں۔ یہاں تک قرأت قرآن میں خاموش رہنے کا حکم ان پر عاید نہیں ہوتا مگر جب سورہ فاتحہ آ جاتی ہے تو پھر وہ یکایک رُک کر اپنے اوپر خاموشی کا حکم عائد کر لیتے ہیں۔ اگر امام کی قرأت جہری کے ساتھ ساتھ یہ سب کچھ پڑھ لینا جائز ہے۔ تو سورۂ فاتحہ جو اصل نماز ہے۔ پڑھنا ناجائز کیوں ہے۔

سوال} حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعتراف ولا ینطلق لسانی اور ان کی استدعا واحلل عقدۃ من لسانی کی تو تاویل ہو سکتی ہے۔ کہ اس سے مراد فصاحت زبان اور روانی تقریر ہے لیکن فرعون کے قول ولا یکاد یبین (زخرف) کی کیا تاویل ہو سکتی ہے۔ کیا اس سے اس روایت کی تائید نہیں ہوتی۔ کہ حضرت موسیٰ الثغ تھے۔

جواب} انبیا کے کلام میں لغاظیاں نہیں ہوتیں۔ ان کی باتیں مختصر اور موثر اور صاف اور سیدھی ہوتی ہیں۔ بادشاہوں کے درباروں میں باتوں میں بڑے آداب والقاب اور زبان میں تکلف وتصنع سے کام لینا پڑتا ہے۔ حضرت موسیٰ ان باتوں سے بری تھے۔ ان کی سیدھی سادھی باتیں فرعون کو کب پسند آنے لگیں تھیں۔ اور پھر تبلیغ اور نصیحت تو اور بھی بری معلوم ہوتی ہے۔ اس کے نقطۂ خیال سے تو حضرت موسیٰ کو بات کرنے کی بھی تمیز نہ تھی نعوذ باللہ تو اس نے اگر یہ کہدیا ولا یکاد یبین کہ یہ کھول کر بیان نہیں کر سکتا تو ظاہر ہے کہ اپنے نقطۂ خیال سے کہا اور دشمن تو ہمیشہ کسی کلام کی داد اسی طرح دیا کرتا ہے۔ ہم نے خود اسی طرح کے الفاظ سنے ہیں گھنٹوں کسی مسئلہ کو سمجھایا ہے۔ اور اپنی طرف سے سمجھانے کی حد [illegible] کر دی [illegible] نشا یہی ہے۔ کہ انکار کیا جائے۔

مضمون کر کہہ دیا کہ معاف کیجئے۔ میری تسلی نہیں ہوئی ذرا کھول کر معقول طور پر کچھ بیان کیجئے۔“ خود ہمارے مسیح موعود جیسے سلطان القلم کی تحریر پر اعتراض تو میں نے اپنے کانوں سنا ہے۔ کہ ”کھول کر بیان نہیں کر سکتے اسلئے ان کی کتابوں میں حاشیے بہت ہوتے ہیں“۔ خیال کرو کہ حضرت مرزا صاحب سے بڑھ کر کھول کر بیان کرنے والا اور کون پیدا ہوگا۔ جس مسئلہ کو لیا ہے۔ لکھ لکھ کر اس پر دن چڑھا دیا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ان کے حاشیوں میں دراصل ایک نیا مضمون ہوتا ہے۔ جو کسی مناسبت سے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ اصل متن کی تشریح تو خود متن میں ہی ہوتی ہے۔ مگر متن کی کسی مناسبت سے کوئی مسئلہ حضرت صاحب لے کر حاشیہ میں نہایت شرح وابسط سے اُسے بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن اعتراض کرنے والوں نے باوجود اس شرح وبسط کے کہہ دیا کہ کھول کر بیان نہیں کر سکتے۔ جو ظاہر ہے کہ محض تعصب پر مبنی ہے۔ پس دشمن کا یہ الزام دینا کہ تم نے کھول کر بیان نہیں کیا۔ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس کا یہ الزام اکثر دفعہ محض تعصب اور ضد کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تاکہ فریق ثانی کی تذلیل کرے۔ اور اس کی باتوں کے اثر کو کم کر دے۔

بقیہ صفحہ اول

نہ تھی۔ کیونکہ عدن میں پلیگ کی شکایت ہے رات کو جہاز عدن سے چل پڑا۔

سمت قبلہ۔ بمبئی سے عدن تک ہم نماز کے لئے منہ مغرب کو کرتے تھے۔ لیکن جونہی جہاز عدن سے چلا اور بحیرہ احمر میں داخل ہوا تو ہمارا قبلہ کا رخ تبدیل ہو گیا اور آہستہ آہستہ ہمیں منہ بالکل مشرق کی طرف کرنا پڑا ولِلّٰہ المشرق والمغرب

نہر سویز۔ پندرہ تاریخ کی صبح کو جہاز نہر سویز میں داخل ہوا۔ یہ نہر بحیرہ احمر اور بحیرہ روم کو ملاتی ہے۔ اور عرب اور مصر کے درمیان واقع ہے۔ اس کی لمبائی قریباً سو میل ہے چوڑائی ڈیڑھ سو فٹ کے قریب اور گہرائی صرف تینتیس فٹ اسجگہ جہاز کی رفتار کم کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس نہر کو طے کرنے میں ایک دن صرف ہوا۔ نہر کے دونوں طرف خشکی پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر مکانات بنے ہوئے ہیں جہاں سے نہر سویز شروع ہوتی ہے وہاں اچھا خاصہ شہر ہے جو مختلف جگہوں میں پھیلا ہوا ہے۔ باغات اور کھجور کے درخت بھی بکثرت دیکھنے میں آتے ہیں۔ ریل کی لائن بھی کچھ فاصلہ تک ساتھ ساتھ جاتی ہے۔ چار بجے کے قریب جہاز نہر سویز میں ایک بندرگاہ پر ٹھیرا اس کے دونوں طرف عرب اور مصر میں ریل کے سٹیشن تھے اس جگہ سے پرنسس میری یعنی بادشاہ جارج کی بڑی لڑکی جو یورپ کو گئی ہوئی تھی۔ اسی جہاز میں سوار ہونے کے لئے آئی۔ چنانچہ جہاز کو وہاں دو گھنٹہ کے قریب ٹھیرنا پڑا اور پرنسس میری شام کو سات بجے آکر جہاز میں سوار ہوئی۔

افغانی طلبا۔ بمبئی سے ہمارے ساتھ تین افغانی طلباء بھی سوار ہوئے۔ جو انگلستان کو فوجی تعلیم کے لئے جا رہے تھے۔ یہ طلبا تین سال تک وہاں تعلیم حاصل کر کے واپس افغانستان جائیں گے ان قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک افغانستان ترقی کے لئے بڑی سرعت کے ساتھ کوشش کر رہا ہے۔ یہ لوگ پورٹ سعید پر جہاز سے اتر پڑے۔

پورٹ سعید۔ اس انتظار میں جہاز پورٹ سعید رات کے گیارہ بجے پہنچا۔ وہاں پر تین گھنٹے ٹھیرا اور قریباً تمام مسافر پورٹ پر سیر کرنے گئے۔ پورٹ سعید میں عمدہ عمدہ تجارتی کوٹھیاں دیکھنے میں آئیں لیکن رات ہونے کی وجہ سے زیادہ اچھی طرح نہ جا سکا نہر سویز داخل ہوتے ہی موسم گرمی سے سردی میں بدل گیا اور جوں جوں بحیرہ روم میں آگے چلتے گئے۔ سردی زیادہ ہوتی گئی۔

جہاز پر ایک انگریز سے بھی ملاقات ہوئی جو پانچ سال تک ہندوستان میں محکمہ بے تار برقی میں رہ چکا ہے اس سے مختلف موضوع پر بات چیت ہوئی مذہبی پہلو پر گفتگو کرتے ہوئے اس نے کہا کہ وہ محمد صلعم کو رسول تو تسلیم کرتا ہے۔ لیکن اس کی سمجھ میں یہ نہیں آسکتا کہ ان کے بعد نبوت بند کیسے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ دلیل یہ دیتا تھا کہ جب دنیا اس کمال کو حاصل کرے گی جو محمد رسول اللہ لائے تب ایک روز کی ضرورت پیدا ہو جائے گی۔ اُسے بتلایا گیا کہ جہاں تک قرب الٰہی اور حصول کمالات کا تعلق ہے۔ اس کے لئے کوئی روک قطعاً نہیں کہ فلاں شخص اب اس کمال اور قرب کو حاصل نہیں کر سکتا جو

(باقی در صفحہ ۱۴)

آریہ سماج نے شدھی کا جال کیسے بُنا؟

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

کالکا کے سٹیشن پر ایک صاحب نے ادھر اُدھر سے مرغیاں فراہم کر کے ٹوکرے میں بند کیں۔ ٹوکرا نازک اور اس کے اوپر کا جال بوسیدہ تھا۔ مرغیاں اچھی تندرست اور موٹی تازی تھیں۔ جس گاڑی میں ان مرغیوں کو سوار ہونا تھا وہ پلیٹ فارم پر کھڑی تھی۔ اور ٹوکرا تک ہو چکا تھا۔ کہ اچانک مرغیوں اور جال میں باہم مقابلہ شروع ہو گیا۔ مرغیوں کی طاقت اور جال کی بوسیدگی کا امتحان تھا۔ مگر یہ دلچسپ جنگ چند منٹ سے زیادہ طول نہ کھینچ سکی جال کے بودہ پن نے عین وقت پر دھوکا دیا اور ایک مرغی پھڑک کر ٹوکرے سے باہر آ رہی اور پلیٹ فارم کو چھوڑ کر سیدھی جنگل کی طرف بھاگ نکلی مالک صاحب نے بھی اس کا تعاقب کیا چند منٹ کی دوڑ دھوپ کے بعد انہوں نے مرغی کو جا لیا اور ہانپتے ہانپتے خوشی خوشی مرغی کو بغل میں دبا کر واپس آئے ابھی ٹوکرے کے قریب پہنچنے نہ پائے تھے کہ یکے بعد دیگرے دو اور مرغیاں ٹوکرے کے بند سے آزاد ہو کر نکل بھاگیں اگر ایک کو سنبھالتے ہیں تو ہاتھ سے دو جاتی ہیں اس آمد و خرچ میں ایک اور دو کی نسبت دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ ایک کو ٹوکرے کے قریب چھوڑ کر دو کے پیچھے بھاگے۔ کچھ دور تک دو نوں مرغیوں کا رستہ ایک رہا اور امید بیم پر غالب رہی مگر آگے چل کر دونوں نے علیحدہ علیحدہ راہیں اختیار کر لیں صاحب مذکور باری باری دونوں کے پیچھے بھاگے تھے اس لئے دونوں میں سے ایک بھی ہاتھ نہ آئی تھی۔ مایوس ہو کر پیچھے نگاہ دوڑا کر جو دیکھا ٹوکرے میں سے بھی مرغیوں کے خروج کا سلسلہ بدستور جاری نظر آیا۔ سرپٹ ٹوکرے کی طرف تیزی سے واپس آئے تو دیکھا کہ ٹوکرے کی ناکہ بندی مشکل نظر آتی تھی اور سوچتے تھے نقصان زیادہ سے زیادہ ہوتا جا رہا تھا۔ آخر جھنجھلا کر آپ کو اور کچھ نہ سوجھا تو ٹوکرے پر پیٹ کے بل لیٹ گئے۔

اس پر لطف مرغبازی کی انتہا یہ کہ گاڑی نے پلیٹ فارم سے حرکت کی اور مرغباز صاحب ٹوکرے کے ارد گرد ہاتھ پاؤں پھیلائے سر نیچے لٹکائے اور پیٹ پر مرغیوں کے سنان منقار کے حملے کبھی صبر اور اکثر ہائے کی بے اختیار آواز کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے رہ گئے۔ ٹوکرے کا منہ کشادہ تھا اس لئے صاحب مذکور نے کمال ہوشیاری کے باوجود ٹوکرے پر پیٹ کا پکڑ دینے کے باوجود مرغیوں کی پرواز کا سلسلہ کم ہونے میں نہ آیا۔

اس واقعہ سے ملتی جلتی آریہ سماج کی شدھی کی کہانی ہے رام گلی لاہور کے ایک بوڑھے آریہ سماجی بھائی بتلاتے ہیں کہ ایک مرتبہ لاہور کے آریہ سماجیوں نے کہ جن میں لاہوری سماجیوں کے ترجمان لالہ صاحب لالہ بھولن داس مہاتما منشی راج جی اور غالباً لالہ کاشی رام جی وید بھیو وقت شناس پرجوش ممبر موجود تھے۔ ایک مجلس مشاورت قائم کی اور اس امر پر حیرت و افسوس کرتے ہوئے کہ ہندو دن بدن کم ہو رہے ہیں قوم کے ڈربے میں سے کچھ مرغیاں بھاگ کر عیسائی ہو گئیں اور کچھ مسلمان ہو رہی ہیں آمد ہے نہیں اور خرچ کا کوئی اندازہ نہیں کوئی صورت ان مرغیوں کی واپسی کی سوچنی چاہئے۔ بحث گرما گرم ہوئی اور یہ ریزولیوشن پاس کر دیا گیا کہ ہمیں بھی آمد کی کوئی صورت نکالنی چاہئے۔ اب ہم اس آئے دن کے نکاس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ قرارداد پاس کر لینا اپنے اختیار کی بات تھی مگر وہ انہونی بات تھی کہ جو ہندوستان میں جنگ نہ ہوئی اس کا ہونا اور ہو جانا قریب ناممکن کے نظر آیا۔ تو پھر کیا کرے گی شور کتنا برپا ہو گا۔ برہمن کہ جن کو ملیچھوں کا سایہ تک اپنے اوپر ناگوار ہے۔ ان کے ساتھ گھٹنے ملا کر کیسے بیٹھیں گے کیا ہماری عورتیں بھی غیر ہندو کو اپنے برتن چھونے دیں گی۔ یہ خیالات بار بار ان بزرگوں کے سامنے آئے اور ان کی امنگوں پر پانی بہاتے ہوئے چلے گئے۔ دھرم جواز اور عدم جواز کا تو کوئی جھگڑا ہی نہ تھا یہ صرف حسد کی آگ تھی جو دل کو لگی ہوئی تھی۔ مگر کہتے ہیں دل کو لگی بھی بری ہوتی ہے۔ ایک بے لگامی اور بلا کی گپی اور نئی شراب کے مستوں نے یہ طے کیا کہ جس شدھ کرنا ہو۔ اسے ہر دوار کے پنڈتوں کے پاس پہنچا دینا چاہئے اور وہاں سے ان کی بھینٹ پوجا کر کے ان سے اس کی شدھی کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا چاہئے۔ اس کا گناہ و ثواب پنڈتوں کی گردن پر ہو گا لوگوں کے دلوں میں ان پنڈتوں کی عزت ہے اور خود پنڈتوں میں حرص و لالچ اسلئے یہ کام آسانی سے ہو جائے گا۔ لوگوں میں شور و پڑے گا ہم طعنہ زنی اور ملامت سے بچے رہیں گے۔ دروغ برگردن راوی ہمارے رام گلی کے بڈھے سماجی یہ بتلاتے ہیں کہ کئی سال تک لاہور کے آریہ اسی طرح گندم نمائی اور جو فروشی میں ہی مصروف رہے لیکن ہر دوار کے پنڈے حرص و آز کے پتلے اس جان جوکھوں کے کام میں تھوڑے میں راضی نہ ہوتے تھے۔ اور اور ہر آریوں نے بھی پے در پے چند ایک مثالیں ان پنڈوں کی وساطت سے پیدا کر کے کم از کم سماج کی فضاء میں ایک ہلکا سا تغیر پیدا کر لیا تھا۔ اب لاہوری آریوں نے شدھی کے میدان میں ذرا نئے قدم رکھنا شروع کیا اور تجربۃً ایک شدھی اپنے ہاتھوں کر ڈالی۔ لیکن شدھی کا ہونا تھا کہ عورتوں اور برہمنوں میں ایک ہیجان برپا ہو گیا۔ شدھ ہونے والا شدھ کر لیا لیکن اس کے ہاتھ سے کھانا تو در کنار کوئی اس کو پاس بٹھانے پر بھی رضامند نہ ہوا تاہم سماجی بوڑھے اس دفعہ سے کچھ زیادہ مایوس نہیں ہوئے۔ اور انہوں نے باقاعدہ ان نو وارد مرغیوں کے لئے ایک ٹوکرا خرید لیا اور اس کو دھوکے کے جال سے منڈھ بھی لیا چاروں طرف سے سیم و زر کے دانے ڈال کر مرغیاں پکڑنی اور ٹوکرے میں بند کرنی شروع کیں۔ لیکن ٹوکرے کی نزاکت اور اس کے اوپر کے جال کی بوسیدگی کو ملاحظہ کرو کہ جو مرغی آئی وہ اس میں کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہری اور بعض مرغ اس قسم کے بھی آئے کہ جو اپنے ساتھ آریہ سماج کے خاص ڈربہ کی مرغیاں بھی اڑا لائے کہ جس کو دیکھ کر آریوں کے کلیجے اب تک جلتے ہیں۔ مگر جس تن لاگے سوئی تن جانے گذشتہ نومبر دہلی میں ان مرغوں اور مرغیوں کی کانفرنس کی گئی کہ جس پر کارکنان نمائش کو ۲۰۰۰ کے قریب انعام بھی ملا مگر وہ سب مر گئے اور مرغیاں آج کہاں ہیں؟ آریوں نے ہر چند اپنا پیٹ کاٹ کر ان کو کھلایا۔ اور مہاشے اپنا پیٹ اس ٹوکرے پر دقت کئے ہوئے پڑے رہے۔ مرغوں کی منقار جفا کی ضربیں اپنی نرم نرم توند پر برابر سہتے رہے مگر مرغیاں اس دھوکے کی ٹٹی سے لگاتار آزاد ہو رہی ہیں۔ سچ ہے۔ ان الذین کفروا ینفقون اموالهم لیصدوا عن سبیل الله فسینفقونها ثم تکون علیهم حسرة ثم یغلبون۔ کافر اپنے مال کو اسلام سے لوگوں کو روکنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ وہ اس کو خرچ کریں گے پھر وہی خرچ کیا ہوا مال ان کے لئے حسرت کا موجب ہو گا اور وہ اپنے ارادوں میں مغلوب ہوں گے۔

ہم بھی بھائی بہن تھے یا بیوی خاوند؟

راولپنڈی میں گذشتہ دنوں آریوں کی پچاس سالہ جوبلی منائی گئی جوبلی کیا تھی حقیقی ویدک دھرم کی موت کا کھلا کھلا اعلان تھا کم و بیش دو ہفتہ کا پروگرام تھا کہ جس میں لیکچر تھے بھجن تھے۔ کانفرنسیں تھیں مگر سب سے پر لطف کام ویدک دھرم کی روا کہنہ میں نئی نئی ٹکلیوں کے پیوند لگانا تھا کہ جنہوں نے سر سے اس بوسیدہ چادر میں جگہ ہی نہ پکڑی بلکہ چادر کو ہر ایک جگہ سے تھوڑا تھوڑا کھینچا اس کے چاک وسیع سے وسیع تر کر دئے۔ اس ساری کارروائی کو صیغہ راز میں رکھا گیا اور پوری پوری کیفیت پبلک کے سامنے نہیں لائی گئی۔ مثلاً ویدوں میں یم یمی ایک سوکت ہے کہ جس میں یمی ایک عورت اور یم ایک مرد سے راز و نیاز کی باتیں کرتی ہے۔ سوامی دیانند جی نے ان دونوں کو بیوی خاوند کا مکالمہ قرار دے کر نیوگ جیسا مسئلہ بیان کیا ہے ہوتے اولاد کے ضرورت مند ہر مرد اور عورت کے لئے یا لڑکیوں کی موجودگی میں بیٹے کا منہ دیکھنے کے لئے یا ویسے ہی طغیان و ہیجان کے جذبات کو کم کرنے کے لئے شادی اور نکاح کے علاوہ۔ ایک وقتی بے قاعدہ آنی اور فوری لائسنس ہر عورت اور ہر مرد کے ہاتھ میں عطا کیا ہے سوامی سنات ولیکر اور ان کی ہوا خواہ منڈلی کہ جو آریہ سماج میں ویدک تعلیمات کے حقائق و رموز کے سمجھنے میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے وہ اس کو بھائی بہن کا مکالمہ سمجھتی ہے اور اس سے بھائی بہن کی شادی کی مخالفت ثابت کرتے ہیں۔ راولپنڈی میں پنڈتوں کی ایک منڈلی اس فیصلہ کے لئے بیٹھی کہ آیا یم یمی بیوی خاوند تھے؟ کہ ان سے نیوگ کا مسئلہ نکالا جائے یا بھائی بہن تھے کہ ان کا مکالمہ ویدک زمانہ کے رشی اور رشیہ بھائی بہن کے مخفی جذبات کی نمائش کا اظہار سمجھا جاوے۔ افسوس ہے۔ پبلک کو اس پنڈت منڈلی کے افکار و خیالات سے پوری پوری اطلاع نہیں دی گئی کہ یم یمی بھائی بہن تھے یا بیوی خاوند یا مختلف اوقات میں مختلف حیثیات کے مالک کیونکہ وید تو یہ صاف صاف نہیں بتلاتا ہے۔ کہ وہ بھائی بہن تھے اور سوالات بھی اسی امر کی تصدیق کرتی ہیں۔ اس لئے یہی ہونا چاہئے۔ لیکن سوامی جی نے بھائی کے جوابات کے ایک حصے کو خاوند کا کلام بتایا ہے۔ اب ایک طرف وید ہیں اور قومی روایات اور دوسری طرف سوامی جی ہیں اور ان کا تبحر علمی۔ آریہ اس گومگو میں ہیں کہ کس کو پکڑیں اور کس کو چھوڑیں۔ بہتر تو یہی تھا کہ دونوں میں اتحاد کی طرح ڈال کر کوئی بیچ کی صورت پیدا کر لی جاتی تو یہ سارا خرخشہ مٹ جاتا۔

ایشور کے گرد طواف کس طرح کریں؟

وید کا ایک اور منتر بھی وہاں پنڈت منڈلی کے سامنے فیصلہ کے لئے پیش کیا گیا۔ اس کو ان لوگوں کی اصطلاح میں منسا پرکرما منتر کہتے ہیں یعنی ایشور کے ارد گرد طواف کرنا کہا جاتا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایشور پرماتما کوئی محدود ہستی ہے۔ کہ جس کے ارد گرد لالہ پرواہ مل طواف کر سکتے ہیں۔ دل ایک محدود شے ہے اور ایشور لا محدود۔ کیا ایک محدود شے لا محدود پر محیط ہو سکتی ہے۔ اور اگر یہ کسی طرح یہاں ممکن بھی ہو تو اس کی عملی صورت کیا ہونی چاہئے؟

بقیہ صفحہ تین

کسی نبی نے حاصل کیا تھا ختم نبوت کے یہ معنے ہیں کہ حصول قرب کے جو ذرائع ممکن ہو سکتے ہیں اور دنیا کی نجات کے لئے جو جو راہیں درکار ہیں وہ تمام و کمال محمد رسول اللہ قرآن شریف کی صورت میں لے آئے اور اپنے نمونہ میں انہوں نے انسانی کمال کے تمام پہلوؤں کو عملی رنگ میں دنیا کو انتہائی صورت میں دکھلا دیا۔ ان کے بعد نہ تو کسی ہدایت اور شریعت کی دنیا کو حاجت ہے۔ اس لئے کہ وہ تمام و کمال اور بہ صحت اور حفاظت موجود ہے اور نہ کسی نمونہ کی ضرورت دنیا کو بکار ہے۔ اس لئے کہ تمام اخلاق کی تصویریں اپنے کمال پر ان میں نظر آ رہی ہیں اگر تمام دنیا نے ایک انسانی اخوت کا سبق سیکھنا ہے۔ تو اس کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ دنیا ایک کتاب کے ذریعے سے اور ایک انسان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاوے۔ اس کو Muhammad The اور Muhammad & Christ Prophet کتابیں مطالعہ کے لئے دی گئیں خدا تعالیٰ اس روح کو اسلام کی طرف کھینچ لائے۔ آمین۔

بحیرہ روم۔ نہر سویز سے گزر کر جہاز بحیرہ روم میں داخل ہوا سنا تھا کہ بحیرہ روم میں سمندر تکلیف دہ ہوتا ہے۔ لیکن اس موسم میں ایسا نرم تھا کہ بالکل کوئی لہر اٹھتی دکھلائی نہیں دی موسم بھی بہت اچھا رہا دو روز کی مسافت کے بعد جہاز اٹلی اور سسلی کے درمیان میں سے ہو کر گزرا۔ جزیرہ سسلی آتش خیز پہاڑوں کے لئے مشہور ہے۔ اور یہ امید تھی کہ گذرتے وقت ان پہاڑوں میں دھواں اور لاوا نکلتے ہوئے دکھلائی دے گا۔ لیکن ان دونوں سسلی میں ایسا نظارہ دیکھنے میں نہ آیا۔ البتہ جب اٹلی اور سسلی کے بیچ میں سے آبنائے سینا سے جہاز گزرا تو سمندر کے دونوں طرف ساحل پر ایک پر لطف اور خوشنما منظر تھا۔ دونوں طرف خشکی کے کنارے کنارے خوبصورت مکانات بنے ہوئے تھے کسی کسی جگہ شہر بنے ہوئے معلوم ہوتے تھے ان سے اوپر پہاڑوں پر سبزہ زار تھا اور زرعی کھیت بنے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ بیچ میں چوڑے چوڑے راستے اور سڑکیں تھیں۔ یا برف اور پانی جو چوٹیوں سے ڈھل کر بہتا ہے اس کے راستے تھے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سفید سفید برف کے تودے تھے غرضیکہ نیلے نیلے سمندر کے آگے سرخ سرخ مکانات اور اوپر ہری ہری کھیتی اور سب سے اوپر سفید برف ڈھکی ہوئی چوٹیاں سورج کی دھوپ میں یہ تمام ایسا خوشنما منظر پیش کر رہی تھیں کہ جہاز کے تمام مسافر سب سے اوپر کی منزل پر آ گئے اور اسے دیکھتے رہے بعض کے پاس دوربینیں تھیں اور کئی ایک فوٹو لینے میں مصروف تھے

سٹرامبولی۔ یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جو اٹلی سے گزر کر آتا ہے۔ جب جہاز اس کے قریب پہنچا تو اس کے پہاڑوں میں سے دھواں نکلتا دکھائی دیا ایک طرف آتش خیز پہاڑ میں سے لاوا نکل کر جما ہوا تھا اس جزیرہ پر آبادی کے مکانات بھی تھے۔ دوسری صبح جہاز جزائر کارسیکا اور سارڈینیا کے درمیان سے گزرا اور ۲۰ کے صبح سویرے ہم ساحل فرانس پر مارسیلز اتر پڑے

خاکسار۔ اللہ بخش

ہندوستان

— کلکتہ ۵ مئی پولیس نے تین مدراسی اشخاص کو جو اپنے آپ کو سنیاسی کہتے ہیں خفیہ چرس فروخت کرنے کی بنا پر گرفتار کر لیا۔

— کراچی پورٹ ٹرسٹ کے کپتان ہاروے مہاراجہ ٹراونکور کے اتالیق مقرر ہوئے ہیں۔

— جنوبی ہند کی ریلوے نے کرایہ میں تخفیف کر دی ہے۔

لالہ لاجپت رائے صاحب نے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں یہ تحریک پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ کہ دہلی میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک اعلیٰ پیمانہ کا کالج کھولا جائے۔

— مشہور عالم کتاب "مدر انڈیا" کی مصنفہ موسم سرما میں پھر ہندوستان آنے کا ارادہ رکھتی ہے "مدر انڈیا" کی ایک لاکھ جلدیں صرف امریکہ میں فروخت ہو چکی ہیں۔ اور اس کا جرمن ایڈیشن بھی عنقریب شائع ہونے والا ہے۔

— ضلع گورداسپور میں پلیگ کا بہت زور ہے۔

— پنجاب کے مشہور کانگرس مین پنڈت ہرچرن داس ہریانوی کا انتقال ہو گیا ہے۔

— ۸ مئی کو لاہور چھاؤنی میں لکڑی کے ایک گودام میں خوفناک آتش زدگی ہوئی۔

— پٹنہ ۸ مئی قصبہ ساہور (بہار) میں ہندو اور مسلمانوں کے مابین فساد ہو گیا جس کا باعث یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے ایک مسجد کے پاس گزرتے ہوئے مسلمان نمازیوں پر خشت باری کی۔

— الہ آباد ۴ مئی آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس ۱۲ ماہ مئی کو ہوگا۔

— پونہ ۵ مئی — حیدر آباد پولیٹیکل کانفرنس کا تیسرا سالانہ اجلاس زیر صدارت مسٹر این۔ سی کیلکر منعقد ہوا مسٹر سبھاش چندر بوس نے اس بات پر زور دیا کہ ہندوستانی ریاستوں میں کانگرس کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ تقریروں میں ریاستوں کے باشندوں کو حکومت خود اختیاری عطا کئے جانے پر زور دیا گیا۔

— ایک اور یورپین پہلوان نے گاماں پہلوان کو کشتی لڑنے چیلنج دیا ہے یہ پہلوان کئی بار زبسکو کو گرا چکا ہے۔

— ڈاکٹر ٹیگور علالت کی وجہ سے ۵ مئی کو یورپ روانہ نہ ہو سکے۔

— ۵ مئی کو وائسرائے بہادر معہ پارٹی کے شملہ پہنچ گئے ہیں۔

— سری نگر کشمیر ۵ مئی کل شام نواب ... ہیڈ ... اور سر عباس علی یہاں تشریف لائے مسلمانوں نے آپ کا شاندار خیر مقدم کیا لارڈ ہیڈلے نے مسلمانوں کے باہمی اتحاد پر تقریر کی۔

— ڈاکٹر انصاری نے فیروز پور جیل میں پنڈت اندر کا طبی معاینہ کیا انکی رائے میں پنڈت جی کی حالت تشویش ناک ہے۔

— مدراس ۶ مئی کسی شخص نے مدراس میں یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے ۲۵ لاکھ روپیہ کا گراں قدر عطیہ پیش کیا ہے۔ بشرطیکہ حکومت پچاس لاکھ روپیہ دے۔ اس شخص کا نام سر منتھیا چیٹر بتلایا جاتا ہے۔

— کلکتہ ۶ مئی لاوہ ورکشاپ کے جھگڑے میں حکومت نے مداخلت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

※ ۶ مئی کو دہلی میں دو نو مسلموں کو اشدھ کیا گیا۔
مراد آباد میں ایک نو مسلم کو اشدھ کیا گیا۔

— دہلی میں بالمیکی لوگوں کا ایک شاندار سہبھوج ہوا۔

— کوروکشتر میں ایک جنم کا مسلمان اشدھ کیا گیا۔

— ضلع سہارنپور میں تحریک اشدھی کو تقویت دینے کی زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں۔

بھوپ اندرا کالج پٹیالہ کا نیا داخلہ

علمی و عملی تعلیم کے لحاظ سے یہ ہندوستان اور پنجاب کا وہ مشہور کالج ہے۔ جسے گورنمنٹ پٹیالہ کی سرپرستی و امداد کا فخر حاصل ہے۔ گورنمنٹ پنجاب نے یہاں کے سند یافتگان کو ملازمت کے امتیازی حقوق عطا فرما دئے ہیں۔ طلباء کی تعلیم طب کے ساتھ یہاں کے سب سے بڑے سرکاری راجندر ہسپتال میں سرجری وغیرہ سکھائی جاتی ہے۔ ا رکا ٹکٹ آنے پر اسپکٹس مفت بھیجے جاتے ہیں۔ ضرورت مند اصحاب دندان سازی اور آنکھوں کا اپریشن بھی سیکھ سکتے ہیں۔ پرنسپل

ہندو دنیا

— ہندو مشن بنگال نے گذشتہ ماہ میں صوبہ بہار میں ۲۳۴ آدمیوں کو اشدھ کیا اس مشن کی کوششوں سے بنگال اور بہار میں بے شمار اچھوت اور مسلمان اشدھ ہو رہے ہیں۔ اور بہت سے خطرے میں ہیں

— چند روز ہوئے آریہ سماج جگادھری میں ایک جنم کے مسلمان کو اشدھ کیا گیا۔

— میمن سنگھ (بنگال) میں ہندو سبھا کی زیر سرپرستی تین مسلمانوں کو اشدھ کیا گیا۔

— لاہور اور دہلی میں بدھو آشرموں کے ذریعے مسلمان لڑکیاں دھڑا دھڑ اشدھ ہو رہی ہیں۔

— کرنال میں آریہ سماج کا کام خوب زور ترقی پر ہے۔

— آل انڈیا جاٹ مہاسبھا کا سالانہ جلسہ امسال روہتک میں ۲۶–۲۷ مئی کو ہوگا۔

— دیانند دلت ادھار منڈل کا سالانہ جلسہ امسال حصار میں ہوگا۔

— ہوشیار پور کے ایک آریہ سماجی نے اچھوتوں کیلئے اپنے کنوئیں کھول دئے ہیں۔

— دیانند دلت ادھار منڈل ہوشیار پور نے ریاست جموں میں ۳۰ ڈوموں کو اشدھ کیا۔

— منڈل مذکور نے ضلع پشاور میں ۴۲ عیسائیوں کو اشدھ کیا۔

— راناصاحب بگھاٹ نے آریہ سماجیوں کو مذہبی آزادی کا حق دیدیا اس سے قبل ان کی ریاست میں ان پر چند پابندیاں عاید تھیں۔

— آریہ سماجی جگہ جگہ جلسے کر رہے ہیں کہ پنڈت اندر ایڈیٹر اخبار "ارجن" کو جو اس وقت فیروز پور جیل میں بیمار ہیں فوراً رہا کر دیا جائے۔

— بھوانی ضلع حصار میں آریہ سماجیوں نے اچھوت لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک گرل سکول کھولا ہے۔

— لدھیانہ میں ویدک دھرم پرچار کے لئے ایک سبھا قائم ہوئی ہے۔

— کنیا گروکل ویرہ دون کا چوتھا سالانہ جلسہ محرم کی چھٹیوں میں ہوگا

— گروکل کمالیہ کا جلسہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ اپریل کو نہایت کامیابی سے ہوا۔

— مشہور سناتن دھرمی لیڈر سوامی دیانند کو ان کے ایک شاگرد نے بنارس میں چھرے سے زخمی کر دیا کئی جگہ زخم آئے۔ زخموں کی تعداد بہت ہے۔

— لاہور ۶ مئی۔ آج آریہ سماج وچھو والی میں پروفیسر رام دیو نے ایک نہایت گمراہ کن تقریر کی جس میں مسلمانوں سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ ہندو تمدن اختیار کر لیں۔ ※

ممالک خارجہ

— گذشتہ ہفتہ رومانیہ میں شدید طوفان آیا اور سخت ژالہ باری ہوئی۔ جس کی وجہ سے ۱۶ آدمی مر گئے اور دس زخمی ہوئے۔

— اخبار نار ورڈ رقمطراز ہے۔ کہ امرائے عرب سلطان ابن سعود کے بہت خلاف ہو رہے ہیں۔ اور اسی سال کے اندر علانیہ بغاوت ہو جائیگی۔

— "مدر انڈیا" کی مصنفہ مس میو جرمنی کا دورہ ختم کر کے لنڈن پہنچ گئی ہے۔

— بعض اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ چین میں چینیوں اور جاپانیوں میں دوبارہ خوفناک جنگ شروع ہو گئی ہے۔ اور ۶ مئی کو ٹوکیو سے تین جنگی جہاز چیفو روانہ ہوئے ہیں۔ تاکہ جاپانی لوگوں کی حفاظت کریں۔

— بمبئی میں کارخانوں کے مزدوروں کی ہڑتال نے خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔

— مسٹر پیرٹن وزیر محصولات آسٹریلیا ایک جلسۂ عام میں تقریر کر رہے تھے کہ دفعتہً مر گئے۔ جس ہال میں جلسہ ہو رہا تھا۔ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کیونکہ آج مسٹر پیرٹن کی سالگرہ کا دن تھا۔

— نیویارک ۸ مئی ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ مسٹر گومیز صدر جمہوریہ وینزویلا کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔

— جدہ ۷ مئی۔ سلطان ابن سعود یہاں وارد ہوئے آج شام کو مکہ معظمہ واپس چلے جائیں گے۔ کل سر گلبرٹ کلیٹن سے ملاقات کرنے کیلئے پھر تشریف لائیں گے۔

— قسطنطنیہ ۷ مئی مجلس ملیہ میں ایک مسودہ قانون پیش ہونیوالا ہے جس کی رو سے ہر ایک ترک کو خاندانی نام مقرر کرنا پڑے گا۔

— لنڈن ۵ مئی پرنس آف ویلز عنقریب جنوبی افریقہ کا دورہ کریں گے۔

— لنڈن ۴ مئی مارننگ پوسٹ نے پھر یہ افواہ شائع کی ہے۔ کہ لارڈ برکن ہیڈ انتخاب کے بعد وزارت سے علیحدہ ہونے والے ہیں۔

— مصر میں ایک نئی اسلامی انجمن مکارم الاخلاق عبد العزیز شاویش کے زیر اثر قائم ہوئی ہے جس کا مقصد اسلامی اخلاق و تمدن کی حمایت ہے۔ اس انجمن میں مسلمان طلبہ بکثرت شامل ہو رہے ہیں

— انگلستان میں روزانہ ایک ہزار کے حساب سے لاسلکی کے لائسنس لئے جاتے ہیں۔ گذشتہ فروری تک لائسنسوں کی تعداد تقریباً ساڑھے چودہ لاکھ تھی۔

پیغام صلح کا خاص مسیح موعود نمبر

یہ نمبر اپنی خصوصیات کے اعتبار سے نہایت شاندار ہوگا۔ نئے مشتہرین سے اس خاص نمبر کے لئے نئے نرخ طے کئے جائیں گے۔ البتہ مستقل مشتہرین سے یہ رعایت رکھی جائے گی کہ سابقہ نرخ پر ہی خاص نمبر میں بھی اشتہار درج کردیا جائے گا۔ معاملہ جلد طے کیجئے عنقریب شائع ہوجائے گا۔ (مینیجر)

پشاور مشہد اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیٹھی سوت کے مشہدی و بخاری فناویز ہر قسم کے مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے سلمہ ستارے کا زریدار کلاہ پشاوری مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ اگر پسند نہ آئے۔ تو محصول منہا کرکے قیمت واپس دیجائے گی۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل
مرچنٹس کوہم پورہ پشاور

موجودہ موسم کے مدنظر تحفے

بسر پرستی کپورتھلہ سٹیٹ

شربت گڑھل ٹھنڈا اور مفرح ہے۔ گرمیوں میں استعمال کرو تو بار بار کی پیاس سے نجات مل جائے دھڑکے کے لئے بیحد مفید ہے۔ قیمت فی بوتل عہ فی درجن پندرہ روپے۔

سفوف حجاز۔ حاجیوں کے بے نظیر تحفہ ہے۔ سمندر کے سفر میں ہاضمہ کو درست رکھنے کے لئے اکسیر ہے ۲۰ تولہ کی قیمت صہ یعنی ۴ر فی تولہ بذریعہ خط و کتابت ہر مرض کا علاج ہوسکتا ہے۔

شاہی سرمہ:- یہ نہایت عجیب و غریب لاجواب مفید بصر سرمہ ہے آنکھوں کی ہر بیماری کو دور کرتا ہے بشرطیکہ آنکھ اپریشن کے قابل نہ ہوگئی ہو۔ تجربہ شرط ہے۔ قیمت عہ علاوہ محصول ڈاک

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب دہلوی ملازم کپورتھلہ سٹیٹ

بالکل ناممکن ہے کیا؟

آنکھوں کی حفاظت بغیر یونیفیشن چشمے کے

یہ چشمہ یورپ کی تیزی و حدت سے آنکھ جیسے محبوب عضو کی حفاظت کرتا ہے گرد و غبار سے آنکھوں کو بچاتا ہے گھوڑے موٹر سائیکل ریل کی سواری میں بہت آرام دہ ہے عینکیں اصحاب جنکو کثرت سے استعمال کرتے ہیں اگر آپ بھی اپنی آنکھوں کو ہر بیماری سے بچانا چاہتے ہیں تو ضرور اس چشمہ کو طلب کیجئے قیمت ... کمانی والا ...

نہایت خوشنما پائدار گولڈن رسٹ واچ

یہ گھڑی از حد خوبصورت اور مضبوط بنی ہوئی ہے اسکی تعریف جسقدر کیجائے تھوڑی ہے یہ گھڑی صحیح وقت بتاتی ہے ... فرمائش کرنے والوں کو ... گارنٹی ۴ سال۔

آٹھ روز میں ایک دفعہ چابی لینے والی گھڑی ہفت روزہ واچ

اس گھڑی میں تمام جیبی گھڑیوں سے یہ عمدہ بات ہے کہ ایک ہفتہ بعد چابی دیجاتی ہے اور ہفتہ بھر برابر چلتی ہے پھر لطف یہ ہے کہ ... وقت بہت صحیح بتاتی ہے گارنٹی ۴ سال قیمت ...

مینیجر ایس ایس بی اینڈ کو اجمیری گیٹ دہلی

ضرورت ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو ضلع سیالکوٹ اور منٹگمری کے سکولوں کے لئے ایس۔ وی اور جے وی استادوں اور استانیوں کی ضرورت ہے ایسے ایس۔ وی یا جے۔ وی کو ترجیح دی جائیگی جس کی بیوی بھی ایس وی یا جے وی ہو۔ یا بصورت دیگر ضروری نصاب پڑھی ہوئی ہو۔ اور ایک سال کے اندر ٹرینڈ ہونے کا وعدہ کرے تنخواہ حسب ذیل ہوگی۔

استاد ایس وی ۳۵ ــ ۲ ــ ۴۵ بعد ترقی کرنے پر ۷۵ تک
استانی " ۴۰ ــ ۲ ــ ۵۰ " ۸۰ تک
" جے وی ۳۰ ــ ۲ ــ ۳۵ " ۵۰ تک

تمام درخواستیں مع نقول سرٹیفکیٹ بنام سیکرٹری انجمن مذکور آنی چاہئیں۔
(افسر تجارت و لیٹیات)

سرمہ کامل

یہ سرمہ تقریباً چالیس اجزا سے مرکب ہے اور بالخصوص بیش قیمتی ادویہ اس میں ضرور ہیں۔ ممیرہ۔ یاقوت۔ زمرد۔ کشتہ تانبا۔ مروارید دہنہ فرنگ سونے چاندی کے ورق ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ سرمہ تمام امراض چشم خصوصاً ضعف بصر کے لئے بہترین چیز ہے بینائی کو اس قدر قوت بخشتا ہے کہ چھ ہفتہ میں عینک چھڑا دیتا ہے پھر لطف یہ کہ جوان بوڑھے سب کے لئے یکساں اثر رکھتا ہے قیمت شیشی کلاں تین روپے خورد عہ نمونہ ۹ر

مرہم داد:- داد کی بیداد دنیا میں مشہور ہے۔ اس کی تکلیف وہی جانتا ہے جو اس میں مبتلا ہو یہ مرہم داد کی علمی دوا ہے اور چند روز میں داد کو دور کرکے جلد کو صاف اور ملائم کر دیتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں داد کبھی ہوا ہی نہ تھا قیمت فی ڈبیہ کلاں عہ خورد ۱۱ر نمونہ ۱۲ر آنے کے ٹکٹ بھیج کر منگا لیجئے۔

المشتہر: **مینیجر چشمہ کامل دہلی**

غذا و صحت

مصنفہ ممتاز احمد فاروقی بی۔ اے آنرز بی ایس ای (امریکہ) چھپ کر تیار ہوگئی ہے ڈاکٹروں محکمہ تعلیم کے افسروں اور تعلیم یافتہ لوگوں نے اسے بہت پسند کیا ہے جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل ایم۔ ایس سول سرجن اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر گورنمنٹ پنجاب لاہور تحریر فرماتے ہیں۔ "اس میں بوڑھوں جوانوں مردوں، عورتوں سب کے لئے غذا کے متعلق مفید اور جدید طبی معلومات موجود ہیں میں سفارش کروں گا کہ اس کا نسخہ ہر گھر میں موجود ہو ..." لکھائی چھپائی عمدہ ضخامت ۱۲۰ صفحے۔ قیمت صرف ۸ر علاوہ محصول ڈاک

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ضرورت ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام بستی چک ۲۷/۲۲ احمد پور ضلع منٹگمری میں سپاہی سوسائٹی کے لئے ایک ہوشیار و دیانتدار سیلز مین (کارندے) کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۲۰ ماہوار ہوگی۔ سلسلہ احمدیہ سے تعلق رکھنے والے امیدوار کو ترجیح دی جائیگی درخواستیں مع علمی قابلیت اور نقول سرٹیفکیٹ بنام سکرٹری انجمن لاہور ۲۰ رمئی ۱۹۲۶ء سے پہلے آنی چاہئیں۔
(افسر بستیات جرائم پیشہ)

ہندوستان میں نئی ایجاد

مینجر صاحب نے کنویسی کا ڈک شو تیار کیا ہے جو چمڑے سے بالکل مبرا ہے اور سول ربڑ کا ہے۔ جو مثل ولایتی کٹ شو کے بنایا گیا ہے۔ اور بجائے سول چپکانے کے اندر سے سلائی کی گئی ہے جس کی وجہ سے پانی یا تیل یا کسی اور چیز میں بھیگ جانے سے سول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا۔ سلائی اتنی مضبوط ہے کہ اگر چھ ماہ کے اندر ٹوٹ جائے تو کمپنی دوسرا شومنٹ روانہ کرے گی ہمارے ہندو بھائیوں کو پوجا پاٹ کرنے میں سخت دقت ہوتی تھی اب وہ اس جوتے کو پہن کر پوجا پاٹ کرسکتے ہیں۔ اس جوتے میں چمڑا بالکل نہیں ہے ہلکا اور خوبصورت اتنا کہ دیکھ کر دل اچھل پڑتا ہے۔ اتنی خوبی ہونے پر قیمت صرف دو روپے علاوہ محصولڈاک۔

کیا بطور نمونہ ایک شو روانہ کیا جائے فرمائش میں پیر کا ناپ ضرور ہونا چاہیئے۔

تاجروں کو خاص رعایت

ملنے کا پتہ **اختر اینڈ کمپنی سٹیشن روڈ لکھنؤ**

ضرورت ہے

صحیح بخاری کے پارہ ۱۲ و ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۰ اور ۲۱ تا ۳۰ کی اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور انجمن کی ضرورت پوری کرنیکے لئے مناسب قیمت پر انجمن کو دینا چاہیں تو مہتمم صاحب تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کو اطلاع دیں ہر ایک پارہ کے دو دو نسخوں کی ضرورت ہے۔

ضرورت ہے

ایک بی اے یا ایف اے پاس استاد کی جو جماعت ہشتم کے ایک طالب علم کو گھر پر تعلیم دے سکے تنخواہ حسب لیاقت اور کھانا۔ درخواستیں مع نقول اسناد جلد اس پتہ پر پہنچ جانی چاہئیں میاں فضل الٰہی ضلعدار ڈاکخانہ جویا تحصیل میلسی ضلع ملتان

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۲۸ء | نمبر ۲۹

یو پی کا تبلیغی دورہ

(مولانا عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

میں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے حکم کے ماتحت تبلیغی دورے تو بہت سے کئے مگر ۱۸ اپریل ۲۸ء سے ۱۳ مئی ۲۸ء تک کا دورہ بعض عجیب غریب عبرت آموز حالات پر مشتمل ہے۔

فیروز آباد کی انجمن تبلیغ الاسلام کا جلسہ نہایت عظیم الشان تھا۔ مقرر بھی دور دور سے منگوائے گئے تھے۔ پنڈال بھی نہایت اچھا تھا۔ ہر اجلاس میں حاضرین کی تعداد بھی ہزاروں تک پہنچ جاتی تھی۔ ہندو بھائی بھی اس جلسہ میں کثرت سے شریک ہوئے۔ مولانا مظہر الدین ایڈیٹر "الامان" شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اور خاکسار کی تقریریں خصوصیت سے پسند کی گئیں۔ اور کئی بار پلیٹ فارم پر آنا پڑا۔

تحصیلدار صاحب فیروز آباد نے ہم تینوں کو چائے کی دعوت دی اور ہم چائے نوشی کے بعد ایک بزرگ کی خانقاہ پر جو کہ فیروز آباد سے تین میل کے فاصلہ پر دریائے جمنا کے کنارے ایک نہایت ہی پرفضا مقام پر واقع ہے گئے خانقاہ کو دیکھا۔ اس کے احاطہ میں ایک خوبصورت مسجد بھی موجود ہے۔ مگر تعجب ہے کہ مسجد کے شمالی دیوار سے بہت قریب ایک بڑا بھاری شولنگ بھی گڑا ہوا ہے جس پر ہندو لوگ روزانہ آ کر گھی کی مالش کرتے ہیں۔ اور سیندور وغیرہ لگاتے ہیں۔ اگرچہ مسلمان اسے صاحب خانقاہ کی لاٹھی سے تعبیر کرتے ہیں مگر اس کی وضع قطع بالکل لنگ ہی کی سی ہے۔

مولویوں کی دسیسہ کاریاں فیروز آباد ہی میں مجھے یہ بھی علم ہوا کہ چند مولویوں کا ایک گروہ جن میں ایک نامی گرامی مولوی بھی شامل ہے دوزخ شکم کو پر کرنے کے لئے عجیب عجیب طریقوں سے کام لے رہا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ کسی بھولے بھالے نوجوان مسلمان کو ہندو بن جانے کی ترغیب دیتا ہے۔ اور جب وہ اس مزورانہ چال میں آ کر آریہ ہو جاتا ہے تو پھر کچھ عرصہ بعد اس سے مناظرہ کا چیلنج لیا جاتا ہے۔ وہ مناظرہ میں اپنی شکست کا اعتراف کر لیتا ہے۔ اور مسلمان ہو جاتا ہے اس سے لوگوں میں مسرت کا جوش پھیل جاتا ہے اور اس گروہ کو اچھا خاصہ چندہ مل جاتا ہے۔ چنانچہ آگرہ میں اسی قسم کا ایک مناظرہ ہو بھی چکا ہے۔ افسوس ہماری حالت کس قدر خراب ہو چکی ہے۔ تہذیب وانسانیت کو بھی ہماری بدکرداریوں سے شرم آتی ہے۔ اور علمائے کرام کا نام ہم سے بدنام ہو رہا ہے

جسونت نگر اور کانپور کے جلسے فیروز آباد کے بعد مجھے جسونت نگر کے جلسے میں جانا پڑا۔ جسونت نگر ایک اچھا خاصہ قصبہ ہے مگر اکثر حصہ ہندو ہیں۔ انہی کی زمینداری ہے۔ قصبہ بھر میں انہی کا نفوذ ہے مسلمان بیچارے بہت کمزور ہیں۔ بعض دستکار ہیں۔ بعض اور معمولی کام کرتے ہیں۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت کچھ دینی حس ہے۔ انہوں نے صرف ہماری تقریریں سننے کے لئے ایک عظیم الشان جلسے کی بنیاد رکھ دی میز کرسی۔ فرش فروش کا قابل تعریف انتظام کیا۔ تین چار گیس کے ہنڈے بھی کہیں سے لے آئے۔ اور بہت جوش و خلوص کا اظہار کیا۔ حاضری بھی اچھی خاصی ہوئی۔ ہندو بھی شامل ہوئے۔ ایک تقریر میری اور ایک شیخ محمد یوسف صاحب کی ہوئی۔ اور بہت ہی پسند کی گئی۔ باوجود تردید کے ہندو نہایت خوش رہے منشی الٰہی بخش صاحب جسونت نگر میں آڑھت کا کام کرتے ہیں۔ احمدیت کا ذکر بڑے شوق سے سنتے رہے۔ انہیں حضرت صاحب سے ایک قسم کی گہری عقیدت ہے اور لوگوں میں بھی حضرت صاحب کے کمالات کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔

جسونت نگر سے فارغ ہوا تو کانپور کی انجمن تبلیغ الاسلام کا جلسہ درپیش تھا۔ وہاں پہنچا۔ سید فضل الرحمن صاحب بی اے ایل ایل بی نے میری تقریر کے لئے ایک خاص نوٹس جاری کیا۔ اور معززین کانپور کے نام دعوتی مطبوعہ خطوط بھیجے۔ ہندو برادران کو خصوصیت سے مدعو کیا۔ میں نے محاسن اسلام پر تقریر کی۔ جس کا پبلک پر بہت اچھا اثر پڑا۔ شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواری اس جلسہ کے صدر تھے۔ انہوں نے اس تقریر کی بے انتہا تعریف کی دوسرے روز مجھے تقریر کا موقع دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریر بھی کامیاب رہی شیخ محمد یوسف صاحب نے بھی ایک تقریر کی جو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی گئی سید فضل الرحمن صاحب بی اے ایل ایل بی نے پبلک سے ہمارا تعارف کرایا۔ اور نہایت روشن اور موثر الفاظ میں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے تبلیغی کارناموں اور خدمات اسلامی پر روشنی ڈالی۔ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے بے نظیر اسلامی کارناموں کا تذکرہ کیا انجمن تبلیغ الاسلام کانپور کے جلسے پر اگرچہ دور دور سے مولوی صاحبان آئے ہوئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حسن قبول صرف ہماری ہی تقریروں کو عطا فرمایا۔ البتہ مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواری کی تقریر بھی نہایت پسند کی گئی۔ اس جلسے میں ایک مولوی نے ہماری تقریروں کو ناکامیاب بنانے کے لئے بہت تگ و دو کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی نامسعود کوشش میں ناکامیاب بنا دیا اور کامیابی کا سہرا ہمارے ہی سر رہا۔

حسد چہ می بری اے سست نظم بر حافظ
قبول خاطر ولطف سخن خدا داد است

کانپور میں مجھے مولوی نثار احمد صاحب مفتی اعظم آگرہ نے جلسہ تاج گنج میں شرکت کی دعوت دی۔ چونکہ آگرہ میرے راستہ میں تھا۔ اور دعوت بھی ایک بہت بڑی ہستی کی طرف سے تھی۔ میں نے جلسہ تاج گنج میں شرکت کو منظور کر لیا۔ اور وہاں پہنچ کر ایک تقریر کی۔ جو خدا کے فضل سے نہایت مقبول ہوئی اور لوگوں کو اشتیاق باقی رہ گیا۔ شیخ محمد یوسف صاحب نے بھی ایک تقریر کی۔ اس جلسے میں ایک میرٹھی مولوی نے اشاروں کنایوں میں حضرت صاحب کے دعاوی پر اعتراض کئے۔ اول تو پبلک نے اس بیہودہ سرا مولوی کی تقریر کو پسند نہیں کیا۔ ثانیاً میں نے بھی کوئی کمی نہیں کی۔ اس کی بیہودہ سرائی کا پول کھول دیا۔ مولوی کیا تھا ایک اچھا خاصہ گویا تھا۔ اور علمی قابلیت کا یہ حال تھا کہ نظم خوانی اور مولود گوئی کے سوا اور کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ افسوس کا مقام ہے ایسے نام کے مولویوں ہی نے تبلیغ اسلام کے بہترین اور بابرکت کام کو بدنام کر رکھا ہے۔ انہیں گلے بجانے اور فرقہ وارانہ جوش پیدا کر کے ٹکے بٹورنے کے سوا اور کوئی کام نہیں۔ آہ! اے نام کے مولویو! تم اتنا بھی نہیں سوچتے کہ تمہاری ایسی کرتوتوں سے اسلام بدنام ہو رہا ہے۔ اور کچھ نہیں تو اس پر رحم کرو۔ فصل نہ پیدا کرو۔ وصل کی تدبیریں بتلاؤ۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

الحمدللہ اس مولوی کی مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلاف توقع کامیابی دی۔ اور پبلک کے دل ہماری ہی طرف پھیرے۔ مولوی نثار احمد صاحب بھی اس مولوی کی بیہودہ سرائی سے متاثر ہوئے اور ہم سے معذرت کی۔

آگرہ سے دہلی پہنچا۔ یہاں پہنچ کر مختلف احباب سے ملا۔ شیخ عبدالحق صاحب کے مکان پر قیام کیا۔ خواجہ حسن نظامی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور تبلیغی امور کے متعلق مختلف قسم کے دلچسپ تذکرے ہوتے رہے۔ اسارہ کے مناظرہ کا بھی ذکر ہوا۔ آپ نے اس کے متعلق ایک پوسٹر شائع کرنے کا وعدہ فرمایا۔ دہلی میں اسارہ کے مناظرہ کا گھر گھر چرچا ہو رہا ہے۔

دہلی میں ہندوستان کے ایک بہت بڑے اسلامی لیڈر کے مکان پر بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ لیڈر صاحب کا خاص کمرہ جہاں ہمیں بٹھایا گیا تھا ایک اچھا خاصہ تصویر خانہ تھا۔ مگر تعجب ہے کہ اس تصویر خانہ میں برہنہ عورتوں کی تصویریں بھی آویزاں تھیں۔ اور تصویریں بھی مختلف وضع کی تھیں۔ میں تصویر کا مخالف نہیں مگر تعجب کرتا ہوں کہ اتنے بڑے لیڈر کے مکان پر برہنہ تصویریں کیا معنی رکھتی ہیں۔ کیا اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ

واعظاں کیں جلوہ بر محراب ومنبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

دہلی سے اسارہ ضلع میرٹھ پہنچا جہاں پہنچ کر مولا جاٹوں میں ایک تقریر کی۔ شیخ محمد یوسف صاحب نے بھی ایک وعظ کیا۔ اسارہ پہنچنا جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ کی طرف سے تھا۔ جمعیت مرکزیہ نے اسارہ میں ایک انگریزی مڈل سکول بھی جاری کر رکھا ہے۔ اور اس علاقہ میں حفاظت اسلام کے لئے اپنے مبلغ بھی بھیجتی رہتی ہے۔ اسارہ کے گرد ونواح میں ارتداد کا فتنہ [illegible]

(باقی بر صفحہ [illegible])

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۶ھ نمبر ۲۹

فریب اتحاد

ہندوؤں کے دلی ارادوں کی ایک جھلک

کئی سال کی معرکہ آرائیوں اور شر انگیزیوں کے بعد اب ہمارے برادران وطن نہایت شاطرانہ طریق پر بھولے بھالے مسلمانوں کو اتحاد اور وطن پرستی کی دعوت دے رہے ہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور اچاریہ رام دیو جی کے ارشادات آپ سن چکے ہیں۔ ان سے آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ وطن اور آزادی کا واسطہ دے کر بار بار کہا جاتا ہے کہ آؤ ہندو مسلم کا تفرقہ مٹا کر ہندوستانی بن جائیں اور مذہب کو تلانجلی دے کر وطنیت کے گیت گائیں۔ مشترکہ انتخابات کو جاری کریں۔ غیریت اور دوری کو مٹا کر ایک جان دو قالب ہو جائیں۔ اتحاد کے ان دلکش مگر پر فریب نغموں کا جو مقصد ہے وہ ہم ایک سے زیادہ بار بیان کر چکے ہیں۔ اس سے صرف مسلمانوں کی تباہی اور ان کے حقوق کو غصب کرنا مقصود ہے اور کچھ نہیں۔ گزشتہ تمام واقعات ہمارے اس دعوے کی تائید کرتے ہیں۔ مذہب کو تلانجلی دینے کا وعظ ہندو رہنماؤں نے بے شمار بار کیا۔ لیکن خود ہر موقع پر گائے کی دم پکڑ کر بیٹھ گئے۔ ہندوستان کی آزادی کے متعلق مدت سے شور مچایا جا رہا ہے لیکن جب صوبہ سرحدی میں اصلاحات کے نفاذ کا معاملہ ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو مخالفت کا ایک طوفان اٹھ آتا ہے۔ لیکن افسوس یہ تمام حقائق غفلت شعار مسلمانوں کو بیدار نہ کر سکے اور ابتک ہمارے اکثر لیڈر ان برادران یوسف پر اعتماد کئے ہوئے ہیں۔ خیر اگر گزشتہ تمام واقعات ناکافی ہیں تو آج کل ہندو لیڈروں اور اخبارات کی تقریروں اور تحریروں سے ان کے دلی ارادے صاف طور پر معلوم ہو رہے ہیں اگر اب بھی ہم اپنے بچاؤ کا کوئی بندوبست نہ کریں اور آنکھیں بند کر کے اپنے آپکو ان کے حوالے کر دیں تو پھر اس میں کسی کا کیا قصور!

پنجاب کے آریہ اخبارات میں مہاشہ کرشن کے اخبار "پرتاپ" کو سب سے زیادہ قوم پرستی اور اتحاد پسندی کا دعویٰ ہے۔ اور وہ آئے دن مسلمانوں کو وطن فروشی، تنگ خیالی اور تعصب کے طعنے دے کر اپدیش دیا کرتا ہے کہ مسلمانوں کو بجائے مسلمان کے ہندوستانی بن جانا چاہیئے۔ اسی "قوم پرست" اخبار کی ۶ مئی کی اشاعت ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں ایک مضمون "بنگال کے ہندو" مہاشہ کرشن کے قلم سے نکلا ہے۔ اس مضمون میں بنگال میں ہندوؤں کی کمی کا رونا رویا گیا ہے اور بنگالی ہندو نوجوانوں کو مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔ مہاشہ کرشن نے اپنے مضمون کو ان الفاظ سے شروع کیا ہے۔ "پنجاب کی طرح بنگال بھی وہ بدقسمت صوبہ ہے جہاں مسلمانوں کی کثرت ہے۔" ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ ہندو مسلم کی تفریق مٹا دو۔ دوسری طرف کسی صوبہ میں فرزندان توحید کی کثرت اس کی بدقسمتی ہے۔ اگر سب ہندوستانی ہی ہیں تو پنجاب اور بنگال محض مسلمانوں کی کثرت سے بدنصیب کیسے بن گئے۔

امرتسر کے جلسوں میں کہا گیا فرقہ وارانہ جماعتوں کو توڑ دینا چاہیئے لیکن مہاشہ کرشن ان الفاظ میں بنگال کی سوراجیہ پارٹی کو کوس رہے ہیں "مشرقی بنگال میں مسلمان ہندوؤں سے بہت زیادہ ہیں اور اس وقت تک بھی وہاں اسلام کی روک تھام کا کوئی بندوبست نہیں ہوا۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہاں آریہ سماج نہیں ہے۔ اور دوسری یہ کہ وہاں سوراجیہ پارٹی کا زور ہے سوراجیہ پارٹی کی ساری طاقت ہندو سنگٹھن کے خلاف خرچ ہو رہی ہے۔" ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب ہمارے ہندو بھائی جن میں مہاشہ کرشن کی قماش کے "وطن پرست" مہاپرش سب سے پیش پیش ہیں۔ تمام تفرقوں کو مٹا کر ہندوستانی بن جانا چاہتے ہیں تو پھر مسلمانوں کی ترقی تعداد سے ان کے سینے پر سانپ کیوں لوٹ جاتے ہیں؟ کیا مسلمان یا نومسلم ہندوستانی نہیں ہیں؟

اس کے بعد اس امر پر اظہار مسرت کیا گیا ہے۔ کہ بنگالی ہندوؤں میں مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور انہوں نے ان کا بائیکاٹ شروع کر دیا ہے۔ بعد میں انہوں نے ہندو سبھا کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہے کہ وہ بنگال کے ہندو نوجوانوں کو اپنے قابو میں کر کے پھر بنگال میں فتنہ و فساد کی آگ آسانی سے بھڑکائی جا سکتی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم مہاشہ کرشن کی اصل عبارت کو نقل کر دیں۔ تاکہ ناظرین خوب اچھی طرح اندازہ لگا سکیں۔ فرماتے ہیں:-

> "بنگال کے ہندو نوجوان نہایت بہادر۔ دلیر اور رنجیدہ ہیں اگر انہیں کوئی دھن لگ جائے تو اس کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ کلکتہ کے گزشتہ فسادات میں مسلمانوں نے کالی دیوی کے مندر پر کئی بار دھاوا کیا لیکن ہندو نوجوانوں نے انہیں ہر بار مار مار کر بھگا دیا۔ ایسا غضب کا مصالحہ اگر لیڈران سنگٹھن کے ہاتھ آ جائے تو وہ کیا کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ نوجوان تو ہر وقت سر ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔ سوچو اگر سوباش چندر جیسا بے خوف اور قربانی مجسم نوجوان ہندو سنگٹھن کا بوجھ اپنے ذمہ لے تو کیا بنگال کے ہندوؤں کی کایا پلٹ نہ ہو جائے اگر ہندو سبھا کے لیڈر چاہتے ہیں کہ بنگال کے ہندوؤں میں حرکت پیدا ہو اور وہ ملک کے ہندوؤں کا ساتھ دیں تو اس کا یہی طریق ہے کہ بنگال کے نوجوانوں کو کسی طرح قابو کیا جائے پھر میدان صاف ہے۔" (پرتاپ ۶ مئی)

مہاشہ کرشن کے مقصد بالا الفاظ پر کسی قسم کا تبصرہ کرنا بے فائدہ ہے ان سے بخوبی ہندوؤں کے دلی ارادوں کا پتہ چل جاتا ہے۔ ہندو اتحاد۔ حکومت خود اختیاری اور وطن پرستی کے پردہ میں مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے جو کچھ ہو رہا ہے اس کی ایک نمایاں جھلک ان الفاظ میں صاف دکھائی دے رہی ہے۔ کیا اب بھی کسی کو اس بات میں شک ہے کہ برادران وطن کے اتحادی نغمے اور قوم پرستی کے گیت ایک خوفناک فریب ہیں۔ اگر مسلمانوں نے اپنے آپ کو اس فریب سے بچانے کے لئے پوری پوری سعی و کوشش نہ کی تو ان کی تباہی کا دن دور نہیں۔

کہاں ہیں ہندوؤں کا دن رات وظیفہ پڑھنے والے اور مسلمانوں کو کوسنے والے اسلامی لیڈر؟ کہاں ہیں سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کو کامیاب بنانے کے لئے تبلیغ اسلام کو ترک کر دینے کا وعظ کہنے والے مولانا؟ کہاں ہیں سوراج کی امید موہوم پر مسلمانوں کو اپنا سب کچھ لٹا دینے کی تلقین کرنے والے اسلامی قائد! آئیں اور دیکھیں کہ ہمارے برادران یوسف اس اتحاد کے پردے میں کیا کچھ کر رہے ہیں۔ آہ آج بدنصیب مسلمانوں کے رہنما خود گمراہ ہو رہے ہیں۔ ہمارے قومی قافلہ کے سردار قزاقوں کے پھندے میں پھنس چکے ہیں۔ اور وہ دشمنوں کے اشاروں پر اس درماندہ قافلے کو تباہی کے گڑھے کی طرف لے جا رہے ہیں۔ ان کے سامنے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے منصوبے ہو رہے ہیں۔ ان کو خواب غفلت میں محو رکھنے کی ترکیبیں سوچی جاتی ہیں۔ ان کے سامنے "آب حیات" کا نام لے کر "زہر قاتل" پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے لیڈر ٹس سے مس نہیں وہ باوجود آنکھیں رکھنے کے دیکھنے سے انکار کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے کان جان بوجھ کر بند کر رکھے ہیں۔

ہم مہاشہ کرشن کی قماش کے "قوم پرست" اور دن رات مسلمانوں کو وطن پرستی اور اتحاد کا اپدیش کرنے والے ہندو لیڈروں کو صاف صاف بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی ان شاطرانہ چالوں کو خوب سمجھتے ہیں اور آپ کو واضح رہے کہ باوجود اسلامی لیڈروں کی غفلت کے مسلمان اتنے گئے گزرے نہیں کہ تمہاری ان چالوں کو بالکل نہ سمجھ سکیں۔ ہم آپ کے طعنوں اور اپدیش کے جواب میں پھر ایک بار کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہر ایک چیز سے پہلے مسلمان ہیں۔ اور مذہب کو دنیا جہان کی تمام چیزوں پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ہندوستان کی آزادی کے دل سے متمنی ہیں۔ اور ہر اس تحریک میں حصہ لینے کے لئے تیار ہیں۔ جو وطن کی فلاح و بہبودی کے لئے جاری ہو لیکن ہم وطن کے لئے اسلام کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور "سوراج" کے دلکش اور خوشنما الفاظ کے پردے میں ہندو راج کی لعنت کو قبول نہیں کر سکتے۔ ہمارے موجودہ حقوق ہمارے حوالے کیجئے۔ آئندہ کے لئے اس بارے میں کوئی قابل اطمینان تصفیہ کیجئے۔ اور اپنی رواداری اور انصاف پسندی کا ثبوت دیجئے اس کے بعد ہم سے جو کچھ کہنا ہے کہئے۔ ہم ہر ایک معقول بات کے سننے اور قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔

مالوی جی کی بہانہ سازی

ناظرین کو یاد ہو گا کہ گزشتہ مارچ میں جب پنڈت مالوی اچھوت ادھار آشرم کا افتتاح کرنے کی غرض سے لاہور تشریف لائے تھے تو جلسہ میں ایک بھنگی لڑکے نے ان کو پھولوں کا ہار پیش کیا۔ جس پر پنڈت جی نے لڑکے کو چھو لیا۔ آریہ سماجی خوش ہو گئے۔ اور کئی روز تک آریہ اخبارات میں مالوی جی کی قصیدہ خوانی ہوتی رہی۔ اس کے بعد یکایک مشہور سناتن دھرمی اخبار "بھیشم" نے یہ انکشاف کر کے کہ مالوی جی نے قیام گاہ پر پہنچ کر کپڑوں سمیت اشنان کیا تھا سارا بھانڈا پھوڑ دیا۔

"بھیشم" کی اس تحریر کو شائع ہوئے کافی عرصہ ہو گیا لیکن مالوی جی خاموش رہے اب ایک صاحب چمن لال (جو غالباً اخبار ہندو ٹائمز دہلی کے رپورٹر ہیں) کا بیان ہے کہ میں بنارس میں پنڈت جی سے ملا۔ دوران گفتگو میں اس اشنان کا ذکر آیا اس پر مالوی جی نے فرمایا کہ میں نے اشنان بھنگی کے لڑکے کو چھو جانے کی وجہ سے نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ تو میرے روزانہ پروگرام کا ایک حصہ تھا۔ میں نے صبح سے اشنان نہیں کیا تھا اور بھوجن کرنے سے پیشتر ضروری تھا اس لئے کر لیا۔ اگر سہ پہر یا شام کا وقت ہوتا تو میں اشنان ہرگز نہ کرتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ باوجود اخبارات کی چیخ پکار کے مالوی جی ابتک خاموش کیوں رہے۔ دوسرے "بھیشم" کا بیان ہے کہ مالوی جی نے کپڑوں سمیت اشنان کیا۔ جو محض اچھوت کو چھونے کے بعد بطور کفارہ کیا جاتا ہے۔ اگر بھیشم کی تحریر درست ہے تو مالوی جی نے یہ بیان دے کر پبلک کو دھوکہ دینے کے لئے ایک افسوسناک بہانہ سازی کی ہے۔ ہم ذاتی واقفیت کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ مالوی جی روزمرہ کپڑوں سمیت اشنان نہیں کیا کرتے۔ ان کا کپڑوں سمیت اشنان کرنا اور پھر ایک مدت تک خاموش رہنا صاف بتاتا ہے کہ انہوں نے یہ "تاریخی" اشنان محض ایک اچھوت کو چھو لینے کی وجہ سے کیا تھا۔ کیا ہم امید کر سکتے ہیں کہ معاصر "بھیشم" اس پر مزید روشنی ڈالکر اس معاملہ کو صاف کرے گا؟

سنگٹھنیوں کی افسوسناک ذہنیت

بعض آریہ سماجی اور سنگٹھنی شرارتیں تو خود کرتے ہیں۔ اور الزام ہمیشہ مسلمانوں کے سر رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کے بے شمار تیوہار ہیں۔ لیکن مسلمانوں نے کبھی ان میں دست اندازی نہیں کی۔ بقر عید اور محرم کے موقع پر ہر سال سنگٹھنی جو کچھ کرتے ہیں وہ سب کو معلوم ہے

دہلی میں جب سے آریہ سماجیوں کا زور ہوا ہے تب سے وہاں کا امن خطرہ میں رہتا ہے۔ بقر عید کے موقع پر تو کئی بار فساد ہو چکا ہے اس لئے ہر سال گورنمنٹ کو خاص انتظامات کرنے پڑتے ہیں۔ اس سال بھی دہلی کے حکام کئی ہفتے سے اس تردد میں ہیں۔ اس پر مہاشہ کرشن کا اخبار "پرتاپ" اپنی ۱۵ مئی کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ "مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عید پر وہ فخر نہیں کر سکتے جو ملک میں فسادات کا باعث بن سکتی ہو۔" پرتاپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دہلی میں بقر عید ہزار ہا سال سے منائی جا رہی ہے لیکن فسادات کا سلسلہ آریہ سماج کے عروج کے ساتھ شروع ہوا ہے۔ اس لئے اس کے ذمہ دار مسلمان نہیں بلکہ آریہ سماجی ہیں۔ اور ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کا یہ رویہ کہ وہ اپنے وطنی بھائیوں کو اپنا ایک تیوہار بھی امن و چین سے منانے نہیں دیتے ان کی قوم کی پیشانی پر ایک سیاہ دھبہ ہے۔ جس کو وہ اس وقت محسوس نہیں کر سکتے۔ لیکن ان کی آنے والی نسلیں یقیناً اس پر شرمسار ہوں گی۔

بقر عید میں ان کے لئے یہی ایک بات قابل اعتراض ہو سکتی ہے کہ اس موقع پر بعض مسلمان گائے کی قربانی کرتے ہیں۔ زمانہ بہت ترقی کر چکا ہے اور اس بیسویں صدی میں کوئی سمجھدار آدمی گائے کو ایک معمولی جانور سے زیادہ درجہ نہیں دے سکتا۔ محض اس کی قربانی پر ان کا آگ بگولا ہو کر امن شکنی پر اتر آنا انتہائی جہالت ہے۔ آخر قربانی گاؤ کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ تو نہیں۔ ہندوستان میں کم و بیش ایک ہزار سال سے جاری ہے اور چند سال پہلے تک نہایت امن و سکون سے یہ کام انجام پاتا رہا ہے۔ پھر اب نئی بات کونسی ہے جس پر آپ بگڑ رہے ہیں بعض ہندوؤں کو یہ غلط فہمی ہے کہ ہندوؤں کو دکھ پہنچانے کے لئے گائے کو حلال کیا جاتا ہے یہ خیال غلط در غلط ہے۔ مسلمان جانوروں میں سب سے اچھا اونٹ کو سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی اس کی قربانی کو بھی افضل سمجھتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہندوستان میں اونٹ آسانی سے دستیاب نہیں ہوتے اسلئے مجبوراً یہ سعادت گائے کو دی جاتی ہے۔

مذاکرۂ علمیہ

پردہ کے متعلق حدودِ شریعت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

"اسلامی پردہ" کے عنوان سے جو میرا مضمون پیغام صلح میں نکلا اس سے بعض دوستوں کو کچھ غلط فہمیاں ہوئیں - جن کا ازالہ ضروری سمجھتا ہوں -

یہ مضمون میں نے سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ارشاد کے بموجب لکھا تھا - انہوں نے سلسلہ کے دیگر احباب و اصحاب کی خدمت میں بھی اسی موضوع پر لکھنے کے لئے تحریک کی تھی - تاکہ مختلف اصحاب کی رائے کا اس معاملہ میں علم ہو جائے - میں نے کئی ماہ ہوئے وہ مضمون دفتر سکرٹری میں بھیج دیا تھا - مگر وہ کہیں پڑا رہا اور ابھی حال میں شائع ہوا -

منہ کا کھلا رکھنا جائز ہے

موجودہ زمانہ کی روش کو مدنظر رکھتے ہوئے سوال یہ پیدا ہوا تھا کہ اصلی اسلامی پردہ کیا ہے؟ میری سمجھ کے مطابق چہرہ کا اتنا حصہ جس میں آنکھیں اور ناک اور منہ واقع ہے - **الا ما ظہر منہا** میں شامل ہے - اور اس لئے اسے چھپانے کا شرعی حکم کوئی نہیں - بعض دوستوں نے مجھے یہ لکھا کہ اگرچہ چہرہ کا اتنا حصہ چھپانے کا حکم کوئی نہیں - مگر سوسائٹی کی موجودہ بُری حالت اس امر کی مقتضی ہے کہ چہرہ کو چھپایا جائے - سو میں اپنے دوستوں کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میرا مطلب اسلامی پردہ پر مضمون لکھنے سے یہ نہ تھا کہ برقعہ پھینک دیا جائے - اور عورتیں بلا سوچے سمجھے باہر نکل کھڑی ہوں - میں تو جلباب کا حامی ہوں اور برقعہ جلباب ہی کی ایک شکل ہے لیکن منہ کا چھپانا چونکہ شریعت کا حکم نہیں اس لئے اگر ایک عورت چادر یا برقعہ سے اپنے کل سنگھار اور زینت کو چھپا کر اور چہرہ کا اتنا حصہ کھلا رکھ کر جس میں آنکھیں اور ناک اور منہ واقع ہیں - باہر نکلے تو میں شرعاً اس پر حدود اللہ کو توڑنے والی کا فتویٰ نہیں لگا سکتا - وہ شریعت کی نگاہ میں مجرم نہیں قرار دی جا سکتی جس طرح وہ عورت جو اپنے سنگار اور زینت کو دکھاتی پھرتی ہے - شرعاً گنہگار اور خدائی سزا کی مستوجب ہے - اس طرح وہ عورت جو زینت کو چھپاتی اور چہرہ کے مذکورہ بالا حصے کو کھلا رکھتی ہے - شرعاً گنہگار نہیں - سوال صرف حدود شریعت کا ہے کہ اسلامی پردہ کی حدود شریعت نے کیا مقرر کر رکھی ہیں - کیونکہ حدود شریعت کو توڑنے والا یا توڑنے والی عند اللہ مجرم اور گنہگار ہے -

مجبوری امر اور حدودِ شریعت الگ الگ ہیں

اگر سوسائٹی کی خرابی اس بات کی مقتضی ہے کہ عورتیں اپنے چہرہ کو بھی چھپائیں تو شوق سے چھپائیں - مگر یہ سوال مجبوری کا ہوگا - شریعت کا حکم نہ ہوگا - شریعت چھپانے کا حکم نہیں دیتی - اگر کسی سوسائٹی کی حالت اس سے بھی زیادہ ایسی بری ہو جائے کہ باہر نکلنا ہی آبرو ریزی کا موجب ہوتا ہو - تو وہ نہ نکلے جیسا کہ عورت کے بے حیا ہونے کی صورت میں قرآن یہ حکم دیتا ہے **فامسکوھن فی البیوت حتےٰ یتوفٰھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلا** - کہ ان کو گھروں میں بند رکھو - یعنی گھروں سے نکلنے نہ دیا کرو - جب تک کہ انہیں موت آ جائے - یا خدا ان کے لئے کوئی راہ نکالے - یعنی وہ اصلاح کریں - اور اس طرح انہیں پھر گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت مل جائے - دعا؟ غور ہے کہ جو سزا قرآن نے بےحیائی کی مرتکب عورتوں کے لئے تجویز کی تھی وہ ہم نے موجودہ حالت میں اپنی شریف اور باحیا عورتوں کو دے رکھی ہے - بہرحال جس طرح عورت کے بےحیا ہو جانے کی صورت میں اسے گھر سے نکلنے کو منع کر دیا گیا - اسی طرح کسی شریف عورت کو باہر نکلنے میں اگر اپنی آبروریزی کا اندیشہ ہے تو وہ بھی گھر سے باہر نہ نکلے مگر یہ سب باتیں مجبوری کی ہونگی شریعت کے احکام کے ماتحت نہ ہونگی - آخر بعض دفعہ سوسائٹی کی بدامنی کی صورت میں مردوں کو بھی باہر نکلنے میں جان و مال اور عزت کا اندیشہ ہوتا ہے - اور انہیں بھی خانہ نشین ہو جانا پڑتا ہے - تو اس کا نام حدود شریعت نہیں رکھا جا سکتا

دوسرا اعتراض اور اس کا جواب

دوسرا اعتراض بعض صاحبان نے یہ کیا ہے کہ عورت کے چہرہ ہی میں تو کشش ہے - وہ کھلا رہا تو عورت کی کشش تو مرد پر برابر کام کرتی رہے گی یہ اعتراض میری سمجھ میں نہیں آیا - کیونکہ یہ قدرت سے لڑائی ہے قدرت نے مرد کے لئے عورت کے چہرہ میں کشش رکھی ہے اور عورت کے لئے مرد کے چہرے میں کشش رکھی ہے - اس کشش سے بچنے کا علاج یہ نہیں کہ دونوں کے چہروں کو ڈھانپ دیا جائے - اسی لئے قرآن نے کسی کے چہرہ کو بھی ڈھانپنے کا حکم نہیں دیا - مرد کے چہرہ کو نہ ڈھانپنا تو سب کو مسلم ہے - عورت کا چہرہ بھی جو آنکھیں اور ناک اور منہ پر مشتمل ہے - **الا ما ظھر منھا** کے ماتحت مستثنیٰ کر دیا - لباس اور زیور اور بالوں وغیرہ کے سنگار کو جلباب سے ڈھانپ لینا تو صاف ظاہر ہے اس میں کوئی شبہ ہی نہیں - اب اگر چہرہ کا بھی کل حصہ ڈھانپ لیا گیا تو سمجھ میں نہیں آتا کہ **الا ما ظھر منھا** میں کیا چیز داخل ہوگی - اگر آنکھیں دیکھنے سے اور ناک سانس لینے سے اور منہ بولنے سے روک دیئے جا سکتے ہیں - تو پھر اور کونسی چیز ہے جس کے لئے کھلا رہنا ضروری ہوگا - اور نہ معلوم عورت نے کیا قصور کیا تھا - جو اس کے چہرے کی کشش کو ایسی بُری طرح روکا گیا - اور مرد کے چہرے کی کشش کو اس طرح نہ روکا گیا - شاید کوئی کہے کہ مرد کے چہرے میں کشش نہیں ہوتی تو یاد رہے کہ یہ بالکل غلط ہے - اگر کشش نہ ہوتی تو قرآن عورت کو یہ حکم نہ دیتا کہ **قل للمومنٰت یغضضن من ابصارھن** کہ مومنہ عورتوں کو کہو کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں - جس طرح مردوں کو حکم دیا کہ آنکھیں نیچی رکھا کرو تاکہ عورت کے چہرے کی کشش کا بُرا اثر تمہارے قلب پر نہ پڑے - اسی طرح عورتوں کو حکم دیا کہ آنکھیں نیچی رکھا کرو تاکہ مرد کے چہرے کی کشش کا بُرا اثر تمہارے قلب پر نہ پڑے - اگر مرد کے چہرے میں کوئی کشش نہیں تو عورت کو آنکھیں نیچی رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں - پس کشش دونوں کے چہروں پر ہے - لیکن چہرہ کھلا رہنے کے سوا چارہ نہیں کیونکہ بغیر اس کے دنیا کا کام کاج نہیں چل سکتا - انسان کی صحت درست نہیں رہ سکتی - اس بحث کے فیصلے کے لئے مردوں کو چاہیے کہ تھوڑی دیر ایک کپڑا منہ پر ڈال کر رکھیں بالخصوص موسم گرما میں اگر پانچ منٹ میں دم گھٹ کر حواس نہ جاتے رہیں اور بازار میں کئی دفعہ تانگوں اور موٹروں کے نیچے نہ آ جائیں تو میں قائل ہو جاؤنگا - عورت کے چہرے کو کپڑے میں لپیٹ کر اور اس پر اتنی سختی روا رکھ کر ہم فخر کرتے ہیں کہ اس طرح ہم نے اس کے چہرے کی کشش روک دی - مزہ تو جب ہے کہ مرد کے چہرے کو اسی طرح لپیٹ کر کوئی اس کے چہرے کی کشش کو روکے اور پھر مرد خوشی خوشی اس منطق کو قبول کر لے - شاید کوئی یہ کہے کہ مردوں میں حسین کم ہوتے ہیں - میں کہونگا کہ آپ کی نگاہ میں نہ کہ عورت کی نگاہ میں! اور اگر مردوں میں حسین کم ہیں تو عورتوں میں بھی دس فیصدی سے زیادہ حسین نہیں ہوتیں - کوئی وجہ نہیں کہ چند حسینوں کی خاطر سب عورتوں کو منہ لپیٹنے کی سزا دی جائے -

کششِ حسن سے بچنے کا علاج

حسن کی کشش سے بچنے کا ایک ہی علاج تھا کہ مرد و عورت آنکھیں نیچی رکھیں ایک دوسرے کو گھورنا اور تاڑنا منع تھا - اس کا جواب دیا جاتا ہے کہ لوگ آنکھیں نیچی نہیں رکھتے - لیکن یہ کوئی جواب نہیں کہ لوگ قانون کی پابندی نہیں کرتے - سوال یہ ہے کہ چہروں کی کشش سے بچنے کے لئے قانون کیا ہونا چاہیے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں -

(۱) جو چیز کشش رکھتی ہے یعنی چہرہ کو ڈھانپ دیا جائے -

(۲) کشش والی چیز کو دیکھنے کی کوشش نہ کی جائے - یعنی آنکھیں نیچی رکھی جائیں -

مرد کہتے ہیں کہ چہرہ کو ڈھانپ دو - کشش والی چیز نظر کے سامنے آئے ہی نہیں - مگر جب چہرہ ڈھانپنے لگتے ہیں تو عورت کے چہرہ کو ڈھانپ دیتے ہیں اور اپنا چہرہ نہیں ڈھانپتے - کاش کہ کوئی عورت فقیہہ ہوتی تو وہ ضرور یہ فتویٰ دیتی کہ مرد کا چہرہ ڈھانپ دیا جائے - اور عورت کا کھلا رہے قانونی انصاف یہ ہونا چاہیے کہ جب کشش رکھنے والی چیز ہی ڈھانپنی ہے تو مرد عورت دونوں کے چہروں کو ڈھانپ دیا جائے - ورنہ ایک فریق کے چہرہ کو ڈھانپنا اور دوسرے کے چہرہ کو کھلا رکھنا صریح ظلم ہے - اب صاف عیاں ہے کہ اس قانون سے دنیا کا کام نہیں چل سکتا - اس لئے یہ قانون خدائی شریعت میں پاس نہیں ہو سکتا -

دوسرا قانون یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں فریق اپنی آنکھیں نیچی رکھیں - اور یہی انصاف ہے اور قابل عمل ہے - اس لئے خدائی شریعت نے اسی قانون کو لیا ہے -

یہ کہنا کہ لوگ اس قانون کی پابندی نہیں کرتے کوئی دلیل نہیں - کیونکہ قانون پر عمل کرنے والے اور اس کے توڑنے والے دونوں فریق ہمیشہ سے ہوتے آئے ہیں - اور ہر قانون کے لئے ہوتے ہیں - جو قانون توڑنے والے ہوں گے وہ عورت کے چہرہ چھپانے کی صورت میں بھی قانون توڑیں گے - اور توڑتے ہیں کونسی بدی ہے جو پردہ کے ہوتے ہوئے بھی موجود نہیں ہے - میں اس کا قائل نہیں کہ عورت کی شکل دیکھتے ہی لوگ اس کے پیچھے چل پڑا کرتے ہیں یہ واقعات کے خلاف اور پرانے افسانے ہیں جب لوگ نگاہ کے تیر کے ساتھ پھڑک جایا کرتے تھے - دراصل تمام بدیوں کی جڑ مرد عورت کا باہمی میل جول اور مخلوط سوسائٹی ہے - اور اس کا اسلام سخت دشمن ہے - وہ قطعاً جائز نہیں رکھتا کہ غیر محرم مرد عورت آپس میں ملاقات رکھیں اور بے تکلف بنیں - وہ غیر مردوں کو گھروں میں آنے سے روکتا ہے - لیکن صحت یا تعلیم یا کسی اور ضروری کام کاج کے لئے اگر عورت گھر سے نکلے اور چہرہ کھلا رہے تو اس میں وہ حرج نہیں سمجھتا ایک اجنبی عورت کی طرف لوگوں کو بہت کم توجہ ہوتی ہے - سینکڑوں بے پردہ عورتیں شہروں میں آتی اور جاتی ہیں - کسی کو خیال بھی نہیں ہوتا کبھی نظرباز ہی کو خبر ہوتی ہوگی کہ عورت حسین تھی یا بدصورت - ورنہ دکانوں - بازاروں اور سڑکوں پر سینکڑوں عورتیں ہندوؤں اور عیسائیوں کی اور خود مسلمان دیہاتی عورتیں گذر جاتی ہیں - کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی اور اگر کسی نے دیکھ لیا تو سوائے اس کے کہ اپنی کمینگی کا ثبوت دے دیا - اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوا اتنی جرأت تو میں نے کسی کی بھی نہیں دیکھی کہ اس عورت کو چھیڑے یا کوئی فقرہ کسے - بدمعاشوں کا سوال الگ ہے وہ برقعہ والیوں سے بھی فرق نہیں کرتے - اصل میں یہ ہمارے اپنے دل کا ہی چور ہے - بات یہ ہے کہ ہم اس کو برداشت نہیں کر سکتے کہ ہماری عورت کو کوئی نظر بھر کر دیکھے برقعہ میں لپٹی ہوئی بی بی ہمارے ساتھ تانگہ پر سوار ہو تو ہم شرم سے کٹے جاتے ہیں اگر کوئی رستے میں دوست مل جاتا ہے تو ہم پر گھڑوں پانی پڑ جاتا ہے - ہم تو بیوی کے برقعہ پر بھی نگاہ برداشت نہیں کر سکتے - چہ جائیکہ بیوی کے چہرہ پر - پس اب یہ سوال دراصل ہماری ذہنیت کا ہے سینکڑوں سال کے رسم و رواج نے ہماری ذہنیت ہی ایسی بنا دی کہ ہم عورت کے چہرہ پر کسی کی غلط انداز نگاہ کو بھی عورت کی آبروریزی کے مترادف سمجھتے ہیں - اور ڈرتے ہیں کہ اب یہ شخص اس عورت کا پیچھا کرے گا - یا کم از کم ہماری اس میں سخت ہتک ہوئی ہے - کہ اس نے ہماری عورت کے چہرے کو دیکھ لیا - اسلام نے اتنی سخت قیود نہیں رکھی تھیں - اس نے صرف عورت کے سنگار کو ڈھانپ دینے کا حکم دیا تھا - کیونکہ سنگار سے عورت کا حسن ایک سے ہزار بن جاتا ہے - خوبصورت لباس - سرمہ کاجل - بالوں کا سنوارنا - نازک زیور - سرخی پوڈر - عورت کو چاند لگا دیتا ہے - ایک صاحب نے لکھا ہے کہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ یہ چیزیں بدصورت عورت کو سوانگ بنا دیتی ہیں - لیکن غالباً انہوں نے کسی پھوہڑ اور بدسلیقہ عورت کو دیکھا ہوگا - جو عورتیں سنگار کرنا جانتی ہیں وہ ان چیزوں سے چڑیل کو پری بنا دیتی ہیں - اسلام نے مرد کے لئے مصنوعی زینت کو پسند نہیں کیا اسے سادہ رہنے کا حکم دیا البتہ عورت کو زینت کی اجازت دی - لیکن ساتھ ہی یہ شرط لگا دی کہ ان زینتوں کا اظہار غیر محرم مردوں پر نہ کیا جائے اگر باہر نکلنے کی ضرورت ہو تو جلباب سے انہیں ڈھانک لو - چہرہ کی زینت جو قدرتی ہے یعنے آنکھیں ناک اور منہ وہ الا ما ظہر کے ماتحت ہے - کیونکہ زندگی کے لئے - صحت کے لئے - کام کاج کے لئے ان کا کھلا رہنا ضروری اور مجبوری ہے - البتہ چہرہ پر جو زینت اور سنگار عورتیں خود بناتی ہیں اس کے ظاہر کرنے کے لئے چونکہ کوئی مجبوری نہیں اس لئے غیر محرم مردوں کے درمیان گزرنے کے وقت ایسے سنگار سے احتراز کرنا چاہیے -

فتنہ کب اور کس طرح پیدا ہوتا ہے

اصل میں کسی عورت کا کسی ضرورت کے لئے اپنی زینت کو چھپا کر گھر سے نکلنا موجب فتنہ نہیں - خواہ آنکھیں اور ناک اور منہ کھلا ہی رہے بلکہ تمام بدیوں کی جڑ اور بدیوں کا موجب غیر محرم مردوں اور عورتوں کا باہمی میل جول اور اختلاط و ارتباط ہے جس کا اسلام سخت دشمن ہے - مثلاً غیر محرم مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرنا اور گھروں میں جا جا کر ملنا - پارٹیوں اور دعوتوں میں اکٹھے مل کر کھانا پینا ہنسنا بولنا کھیلنا کودنا گانا ناچنا - تھیٹروں اور کلبوں وغیرہ میں بے تکلفیاں - کارخانوں اور دفتروں میں اکٹھی ملازمتیں کرنا - شادیوں اور میلوں میں مرد و عورت کا ایک ہی جگہ اجتماع وغیرہ وغیرہ - غرضکہ یہ وہ امور ہیں جن سے ساری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں - دیہات کی بدکاریاں بھی غیر محرم مرد و عورت کے باہمی میل جول ہی کا نتیجہ ہے - اسلام ان باتوں سے نہایت سختی سے روکتا ہے - ملنا جلنا تو بہت دور رہا وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی غیر محرم مرد کسی کے گھر میں آمد و رفت رکھے - اگر کام ہے تو صاحب خانہ کی اجازت سے آئے - عورتوں سے کچھ مانگنا یا پوچھنا ہو تو پس پردہ سوال کرے - عورتوں کے کلام میں کسی قسم کی نرمی اور کمزوری نہ ہو جس سے مرد کو کسی قسم کی بھی توقع پیدا ہو سکے - عورتوں کو اپنے بناؤ سنگار دکھانے کے لئے باہر نکلنے کی اجازت نہیں - اگر کسی ضروری کام کے لئے نکلنا ہے تو بناؤ سنگار چھپا کر نکلو - مرد و عورت کو ایک دوسرے کی طرف نظر بھر کر دیکھنے سے بھی منع کر دیا - اس سے بڑھ کر بدچلنی کو روکنے کی تدابیر اور کیا ہو سکتی ہیں؟

ویدک دھرم میں عورت کا درجہ

عورت کو وید پڑھنے کی اجازت نہیں

(۴)

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

علم حاصل کرنا ہر فرد بشر کا فطری حق ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی ظلم نہیں ہو سکتا۔ کہ کسی قوم یا نسل انسانی کے کسی حصہ کو حصول تعلیم سے روکا جائے لیکن وہ دھرم جو "ناشودرا رمتم ددیات" (منو ۴/۸۰) کہ شودر کو نیک صلاح بھی نہیں دینی چاہیئے۔ اس لئے بیٹی جو ہمہ تن ذلت۔ پاپی۔ اور منحوس ہے مجرم ہونے کی حیثیت سے اگر اس کی نسبت یہ فتوے دیدے کہ اس کو علم پڑھنے کا کوئی حق نہیں ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں اور اگر کسی ہندو بزرگ اچاریہ نے یہ بھی لکھ دیا ہو کہ گایتری منتر (یعنی ویدوں کا کلمہ افضل الذکر) کا ایک تہائی حصہ زبان پر لانے سے عورت جہنمی ہو جاتی ہے تو ان کے مذہب کی بنا پر یہ کوئی بعید بات نہیں۔ جیسے منو جیسا محقق مقنن کہتا ہے :-

امنترکا تو کا ریم استر نیام آورد شیشتہ
سنسکار ارتھم شریرستیہ یتھا کالم یتھا کرم (منو ۲/۶۶)

عورتوں کے تمام فرائض مذہبی جسم کی پاکیزگی کے لئے مقررہ وقت اور طریق پر بغیر منتروں کے کرنے چاہئیں۔

ویوا ہکو ودھی استر نیام سنسکارو ویدکہ اسمرتہ
پتی سیوا گرا داسو گرہ ارتھو اگنی پر کریا

عورتوں کی شادی ہی زنار وغیرہ مذہبی فرائض ہیں۔ خاوند کی خدمت ہی ان کے لئے مکتب میں بیٹھنا ہے اور گھر کا کام کاج ہی اگنی (ایشور) کی پرستش ہے۔ (منو ۲/۶۷)

ان اشلوکوں سے مندرجہ ذیل احکام مستنبط ہوتے ہیں :-

(۱) عورتوں کو وید پڑھانا تو ایک طرف رہا ان کے سامنے منتر پڑھنا بھی نہیں چاہیئے۔

(۲) لڑکیوں کی شادی کر دینا ہی زنار پوشی وغیرہ مذہبی فرائض ہیں۔

(۳) زنار پوشی کا وقت ان کی شادی کا وقت ہے یعنی آٹھ برس سے ۱۲ برس تک (نیز دیکھو منو ۹/۸۸-۹۴ کہ جہاں لڑکیوں کی شادی کی عمر آٹھ اور بارہ برس بتلائی گئی ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر خاوند اچھا مل جائے تو اس سے پیشتر بھی کر دینی چاہیئے)

(۴) مکتب میں جانے کی بجائے ان کا اس مقررہ وقت پر خاوند کے گھر میں چلا جانا ضروری ہے۔ ان کا تعلیمی کورس صرف خاوند کی خدمت ہے

(۵) اگنی دیوتا کی پرستش یا خدا کی عبادت ان کے لئے امور خانہ داری بس ہیں۔

خلاصہ بحث :- لڑکی کی شادی چھوٹی عمر میں ہونی چاہیئے۔ وید منتر ان کے سامنے نہ پڑھے جائیں۔ خدا کی عبادت اور دیگر فرائض مذہبی خاوند سے الگ ادا کرنے کی انہیں کوئی ضرورت نہیں نہ اجازت ہے۔

مجھے اس امر کے تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہیں کہ اپنشدوں اور برہمن گرنتھوں کے زمانہ میں ہندوستان میں بعض عورتیں تعلیم یافتہ بھی رہی ہیں لیکن بحث اس امر پر نہیں کہ اس قوم میں کبھی کوئی تعلیم یافتہ عورت تھی یا نہیں بلکہ تحقیق طلب امر یہ ہے کہ وید و دھرم شاستر عورتوں کے لئے تعلیم ضروری ٹھیراتے ہیں یا نہیں

گھوڑا اور بیل وید منتر پڑھ کر گھاس کھائیں

سوامی دیانند جی مہاراج نے یہ منتر اتھرو وید کا لڑکیوں کی تعلیم کے بارہ میں پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے "برہم چرین کنیا یوانم وندتے پتم" (اتھرو ۱۱/۱۸) اس آدھے منتر کا ترجمہ آپ کرتے ہیں :-

"برہم چریہ کر کے لڑکی جوان خاوند کو حاصل کرے۔ یعنی جس طرح لڑکے بذریعہ قایم رکھنے برہم چریہ (تجرد) کے کامل علم اور تربیت کو حاصل کر کے فاضل، موافق طبیعت، مرغوب خاطر اور اپنی ہم اوصاف عورتوں کے ساتھ شادی کرتے ہیں۔ ویسے ہی، لڑکیوں کو بھی چاہیے۔ کہ وہ بذریعہ قایم رکھنے برہمچریہ (تجرد) کے وید وغیرہ شاستروں کو پڑھیں کامل علم اور اعلیٰ تربیت حاصل کریں۔ اور جوان ہو کر جب پوری بالغہ ہو جائیں تو اپنے ہم لیاقت عزیز، صاحب علم اور کامل بلوغت کو پہنچے ہوئے مرد کے ساتھ شادی کریں۔ پس عورتوں کو بھی برہمچریہ (تجرد) قایم رکھنا علم حاصل کرنا ضرور چاہیئے۔ (ستیارتھ پرکاش سملاس ۳)

[illegible]

وید کے صرف آدھے منتر سے ثابت کر دکھلاتے۔ بھئے۔ تیرتھی سوکت کے صرف آدھے منتر سے نیوگ کا مسئلہ نکال لیا۔ یجروید کے فرضی آدھے منتر سے شروع دنیا میں جوان جوان مرد اور عورتوں کا پیدا ہونا ثابت کر دیا سام وید کے نام نہاد آدھے منتر سے بیٹے کا باپ کے عضو عضو سے پیدا ہونا لکھ دیا۔ منو سمرتی کے فرضی آدھے شلوک سے سنیاسیوں کو ہیرے جواہرات کا دان دینا سدھ کر لیا۔ چنانچہ یہاں بھی آپ نے اتھرو وید کے آدھے منتر سے لڑکیوں کی تعلیم ہی نہیں بلکہ کئی ایک ضروری مسائل جن کا ذکر ان کی مندرجہ صدر عبارت میں آ چکا ہے۔ پیدا کر لئے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ایک لفظ برہمچریہ ہی سے کاغذی پھول اور پھل تیار کر لئے ہیں۔ کمال تو یہی ہے کہ باقی آدھا منتر نقل نہ کیا جائے تاکہ ڈھول کی پول نہ کھل جائے دل میں کہا ہوگا وید پڑھے گا کون اور خصوصاً اتھروید تو ان کو خود بھی شاید اپنے آخری دنوں میں دیکھنا نصیب ہوا ہوگا۔ اب ہم آریوں کے سامنے یہی منتر پورے کا پورا رکھے دیتے ہیں۔ بلکہ سفارش کرتے ہیں کہ اس کے اردگرد کے چند اور منتر بھی پڑھیں۔ اور سوامی جی کے بیان کردہ مطلب کو ثابت کر کے دکھائیں۔ پورے منتر کے الفاظ یہ ہیں۔

برہم چرین کنیا یوانم وندتے پتم
انڈوان برہم چرین اشو دگھاسم جگیرشتی

"لڑکی برہمچریہ سے جوان خاوند کو حاصل کرتی ہے۔ بیل اور گھوڑا برہمچریہ سے گھاس پر قابو پاتا ہے"

اب اگر برہمچریہ کے معنے علم حاصل کرنے اور وید پڑھنے کے ہیں جس کے ذریعے سے لڑکی خاوند کو حاصل کرتی ہے۔ تو کیا بیل اور گھوڑے بھی وید کی تعلیم حاصل کر کے یا وید منتر پڑھ کر گھاس کھایا کریں جس طرح آریوں نے اس وید منتر کی بنا پر لڑکیوں کو تعلیم دلانا فرض قرار دیا ہے۔ وہ یہ بھی ڈھنڈورہ پٹوا دیں کہ کوئی بیل اور گھوڑا بھی بغیر وید منتر پڑھے گھاس نہ کھائے۔ یا کوئی آریہ فاسفر کم از کم یہی ثابت کر دکھائیں کہ گھوڑا جب گھاس کو دیکھ کر ہنہناتا ہے۔ یا بیل چارہ کے لئے بلبلاتا ہے تو وہ وید منتر ہی پڑھا کرتا ہے تاکہ کچھ تو مطلب اس وید منتر کا لوگوں کی سمجھ میں آ سکے جب آریہ یہ ثابت کر دکھائیں گے تو اس کے اردگرد کے اور بہت سے منتر تفنن طبع کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں لڑکیوں کی تعلیم حاصل کرنے کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر لڑکیوں کی تعلیم کا ذکر ہوتا تو خطاب والدین سے ہونا چاہیئے تھا کہ وہ لڑکیوں کو تعلیم دلائیں۔ یہ امر ظاہر ہے کہ جب منو سمرتی کے مطابق لڑکی کی شادی ہی ۸-۱۲ برس تک ہو جانی چاہیئے تو وہ تعلیم کس عمر میں حاصل کرے۔ رہا یہ امر کہ بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے "امم منترم پتنی پٹھیت" اس منتر کو عورت پڑھے۔ سوامی جی لکھتے ہیں کہ اس سے یہ ثابت ہے کہ عورت وید پڑھی ہونی چاہیئے۔ ورنہ منتر کیسے پڑھے گی اس حوالے سے بھی سوامی جی نے سماجی بابوؤں کو بہلایا ہے۔ شروت سوتروں میں ایسے مقامات پر ویدوں کے منتر مراد نہیں۔ بلکہ شروت سوتروں کے منتر مراد ہیں۔ جیسا کہ سوامی جی کی سنسکار ودھی کے کئی ایک جگہوں سے بھی یہی ثابت ہے۔

سوامی دیانند اور لڑکیوں کی تعلیم

بانی آریہ سماج بھی صرف برہمن اور کشتری ذات کی لڑکی کو ہی سب علوم پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ویشیہ عورت صرف بیوپار کی تعلیم اور شودر عورت کو صرف باورچی خانہ اور خدمت گاری کا علم سیکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش سملاس ۳ کا فقرہ ۱۰۹۔ پس سوامی جی کے نزدیک بھی کم از کم ویش اور شودر عورت کو تو وید اور دھرم شاستر پڑھنے کی اجازت نہیں۔

بیٹی کو صغر سنی ہی میں دور دفع کر دینا چاہیئے

بیٹی ہمہ تن ذلت اور باپ کی پولی ہے منحوس ہے اور مجرم ہونے کی حیثیت سے وہ کسی اچھے سلوک کی مستحق نہیں سب سے پہلا حق ان کا ہمارے جسم کا حصہ ہونے کی وجہ سے ہمارے مال کے حصہ کا حقدار ہونا ہے۔ وید و شاستر نے اس کو نردھن قرار دے کر اس سے محروم کر دیا دوسرا حق ان کا والدین پر اعلےٰ تربیت و تعلیم کا تھا وید میں اس کی کہیں اجازت نہیں۔ شاستر اس کو علم سے اور خصوصاً وید شاستر کی تعلیم سے کورا رکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ تیسرا حق ان کا والدین کی ہمدردی اور محبت حاصل کرنا ہے افسوس منحوس اور پاپی ہونے کی وجہ سے وہ اس سے بھی محروم کر دی گئی۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ مجرم اور ذلیل سے محبت کیسی ؟ ہم دعائیں مانگتے تھے کہ یہ منحوس ہمارے گھر میں نہ آئے ہمارے علاوہ دوسرے گھروں میں جائے۔ (دیکھو اس مضمون کا نمبر ۲ مطبوعہ اخبار پیغام صلح ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء) مگر اس کمبخت

[illegible]

کہیں دور دفع کر دینا چاہیئے۔ تاکہ اس کی شکل دوبارہ ہمیں نظر نہ آئے اور اس پر کوئی روپیہ پیسہ نہ خرچ کرنا پڑے۔ یہ ہے فلسفہ دور دور رشتہ کرنے کا۔ محبت کا تو یہ تقاضا تھا کہ دیکھ بھال کر کہیں قریب ہی اس کی شادی کر دی جاتی۔ تاکہ مصیبت کے وقت والدین اس کے غم و رنج میں شریک ہوتے۔ ضرورت پر اس کی کچھ مدد کرتے۔ مگر سنو سوامی دیانند جی دور کی شادی کا کیا راز کھولتے ہیں۔

(۱) "نزدیک رشتہ کرنے میں ایک دوسرے کے نزدیک ہونے سے خوشی غمی کا معلوم ہونا اور باہم رنجیدگی کا ہو جانا بھی ممکن ہے دور ملک کے رہنے والوں میں نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی لئے لڑکی کا نام دُہتا اس سبب سے ہے کہ اس کا بیاہ دور ملک میں ہونے سے فائدہ بخش ہوتا ہے۔ (دُھتا ۔ دور کر دی گئی) نزدیک ہونے میں نہیں"۔

(۲) لڑکی کے باپ کے خاندان میں افلاس ہونا بھی ممکن ہے کیونکہ جب لڑکی باپ کے خاندان میں آئے گی تب اس کو کچھ نہ کچھ دینا ہی ہوگا۔

(۳) نزدیک ہونے سے ایک دوسرے کو اپنے اپنے والدین کے خاندان کی مدد کا گھمنڈ۔ اور جب کچھ بھی ناراضگی ہوگی تب عورت فوراً ہی باپ کے خاندان میں چلی جائے گی اور ایک دوسرے کی مذمت زیادہ ہوگی۔ اور رنجش بھی۔ کیونکہ اکثر عورتوں کی مزاج تیز اور زود اثر ہوتی ہے۔ ایسے ہی باعثوں سے باپ کے ایک گوتر (نسب)، ماں کی چھ پشتوں اور نزدیک ملک میں بیاہ کرنا اچھا نہیں" (ستیارتھ پرکاش سملاس ۴)

یہ ہے سوامی جی کا اور دھرم شاستر کا فلسفہ کہ لڑکی کو دور ملک میں کیوں بیاہ دینا چاہیئے۔ ایک تو اس لئے کہ دھتا (دختر) کے معنے ہی دور کر دی گئی کے ہیں۔ دوسرے بیٹی کے دکھ درد کی ماں باپ کو اطلاع نہ ہو اور وہ مدد نہ کر سکیں۔ تیسرے ماں باپ کو کچھ دینا نہ پڑے۔ بیٹی پر سسرال کے ظلم و ستم خواہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں ماں باپ کو نہ ان کی اطلاع ہو اور نہ یہ منحوس ہستی دوبارہ والدین کے گھر میں آسانی سے آسکے۔ بیٹیاں رکھنے والے آریو! سوامی جی کا فلسفہ خوب غور سے پڑھو !!

آئندہ اشاعت میں ہم بیٹا بنانے کا تیر بہدف ویدک نسخہ درج کریں گے۔ ناظرین کرام اور خاص کر ضرور مند آریہ سماجی اگلے نمبر کا انتظار فرمائیں۔ (باقی دارد)

(بقیہ صفحہ اول کالم ۳)

حملے کے فرد کرنے کے لئے ہمیں اس علاقہ میں بھیجا گیا۔ میں اس سے پہلے بھی اس علاقہ میں گیا تھا۔ مختلف مواضعات کے مولا جاٹوں سے تبلیغی امور کے متعلق تذکرے ہوتے رہے۔ اسارہ میں ایک بڑے پیمانہ پر آریہ سماج سے مناظرہ کرنے کا ارادہ ہے۔ جمعیت مرکزیہ نے میرے مشورے سے مناظرہ کا چیلنج دے دیا ہے۔ اگر اس علاقہ میں مناظرہ ہو گیا تو کامل یقین ہے کہ ارتداد کی وبا دور ہو جائے گی۔ آریہ سماج کو سچائی کا دعوی ہے۔ تو میدان میں آکر اپنی سچائی ضرور ثابت کرنی چاہیئے۔ اس سے ان کی تحریک شدھی کو فروغ مل جائے گا۔ مگر چونکہ آریہ سماج مرد میدان نہیں اور جانتی ہے کہ تاؤ دینے سے ملع اتر جائیگا۔ اور شدھی کی تحریک بالکل مٹ جائیگی اس لئے اسے جمعیت مرکزیہ کی دعوت کا منظور کرنا مشکل ہے۔ مختلف طریقوں اور بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کرے گی۔ مگر ہمارا یہی مشورہ ہے کہ اسے یہ دعوت ضرور منظور کر لینی چاہیئے۔

اسارہ اور اس کے گرد و نواح کو دیکھتے ہوئے ہم انبالہ پہنچے۔ انبالہ میں جمعیت مرکزیہ کی طرف سے میری اور شیخ محمد یوسف صاحب کی تقریریں ہوئیں۔ آریہ سماج کے بھیلانے سے بعض رامداسیوں نے پولیس میں رپورٹ کر دی کہ دعظ ہمارے گھروں کے قریب ہے۔ فساد کا اندیشہ ہے اس لئے جلسہ گاہ میں پولیس نے بھی خوب نمائش کی۔ شیخ محمد یوسف صاحب کی سکھ دھرم اور اسلام پر نہایت دلچسپ تقریر ہوئی جہاں تک میرا خیال ہے رامداسیہ سکھوں پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ اور حاضرین نے بھی بہت پسند کی۔

جلسہ کا سارا انتظام شیخ عبدالحکیم صاحب گجراتی منصرم دفتر جمعیت نے کیا تھا۔ اور انتظام قابل تعریف تھا۔ نہایت کامیابی اور امن وامان کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔

ناظرین کرام

خط و کتابت کرتے وقت اپنا نام اور پتہ خوشخط تحریر فرمایا کریں اور چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینیجر)

ہندوستان

— ناگپور ۵ رمئی۔ چند روز ہوا ہیں ہندو مسلم فساد کے سلسلے میں پولیس نے ۱۵ مسلمانوں کو گرفتار کیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ابھی اور بہت سی گرفتاریاں عمل میں آئیں گی۔

— ایرانی مسلمانوں اور پارسیوں نے بمبئی میں شاہ ایران کی تاجپوشی کی سالگرہ منائی۔

— معزول مہاراجہ نابھہ کو اپنی کوٹھی سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں بغیر اجازت کے ان سے کوئی ملاقات بھی نہیں کرسکتا۔

— مسٹر ایم ایم شریف۔ تین سال کے لئے علیگڈھ یونیورسٹی کے پرو وائس چانسلر مقرر ہوئے ہیں۔

— موضع شہنی والا (ضلع گوجرانوالہ) کے سکھوں اور مسلمانوں میں اذان اور سنکھ پر لڑائی ہوئی۔ آٹھ مسلمانوں اور آٹھ سکھوں کا چالان کیا گیا۔

— دہلی میونسپلٹی نے سانڈوں کی پرورش کے لئے پانسو روپیہ ماہوار کی امداد منظور کی ہے

— لائیڈ برلج سکیم سکھر میں کچھ مسجدیں گرادی گئیں اور کچھ گرائی جانیوالی ہیں مسلمان اس پر سخت ناراضی کا اظہار کررہے ہیں۔

— دار المصنفین اعظم گڈھ مشہور مورخ شبلی کی سوانح عمری عنقریب شائع کرے گا۔

— انجمن اصلاح رسوم باغبان پورہ کا سالانہ جلسہ ۱۵-۱۶ رمئی ۱۹۲۸ء کو منعقد ہوگا۔

— ۱۰ رمئی کی شام کو مولانا ظفر علی خاں کراچی سے حجاز روانہ ہوگئے

— بلدیہ مدراس نے شہر کے غلیظ رقبوں کی اصلاح کے لئے حکومت سے ۱۰ لاکھ روپیہ بطور قرض مانگا ہے۔

— مس میو کی مشہور عالم کتاب مدر انڈیا کے جواب میں لالہ لاجپت رائے کی کتاب "بدنصیب ہندوستان" شایع ہوگئی ہے۔

— مسٹر این ایم جوشی صدر بمبئی لیبر یونین کو ماسکو سے ۲ ہزار ۷ سو ڈالر کی رقم موصول ہوئی ہے۔

— آل انڈیا سیوا کانفرنس کا اجلاس ۲۸ ابر کو کلکتہ میں ہوگا

— مجلس عاملہ باشندگان ریاستہائے ہند کا جلسہ ۱۹ رمئی کو بمبئی میں منعقد ہوگا۔

— جمشید پور ۹ رمئی۔ ٹاٹا آئرن اینڈ سٹیل کمپنی نے ۱۵۰۰ ہڑتالیوں کو برطرف کردیا ہے۔

— ہمدرد کی تازہ اشاعت میں مولانا محمد علی کا ایک مضمون شایع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ مولانا نے موصوف دو تین روز میں "ہمدرد" کے متعلق اپنا آخری فیصلہ بصورت اعلان شایع فرمائیں گے۔

— ملتان ۱۱ رمئی۔ فسادات محرم کے سلسلے میں جو تاوان ہندوؤں اور مسلمانوں پر عائد کیا گیا تھا اس کی معافی کے لئے ہندوؤں اور مسلمانوں کے ایک مشترکہ وفد نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے درخواست کی ہے۔

— بمبئی ۱۰ رمئی۔ بمبئی میں ہڑتالیوں کی امداد کے لئے ایک لاکھ روپے کی منظوری کی قرارداد پیش ہوئی تھی۔ لیکن مالکان کارخانہ جات کی مخالفت سے یہ قرارداد ۲۰ کے مقابلہ میں ۲۶ آراء سے نامنظور ہوگئی

— ریاست بھرتپور میں تمام بلدیات توڑ دی گئیں۔ ریاستی کونسل کا انتخاب بند کردیا گیا ہے۔ کونسل کی سکیم نظرانداز کردی گئی ہے۔ اخبار "بھرت ویر" حکماً بند کردیا گیا ہے۔ افواہ ہے کہ ۳۵ اشخاص جو مہاراجہ کے وفادار ہیں ریاست سے جلاوطن کئے جانے والے ہیں ایک بڑے عہدیدار کو معطل کردیا گیا ہے۔ (بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہ مسجدیں شہید کرنے کا نتیجہ ہے)

— میر خیرپور نے اپنی ریاست سے موجودہ کونسل سسٹم کو دور کرنے کا اور سر اسرار حسین خاں کو وزیر مقرر کرنے کا گورنر سے مطالبہ کیا ہے۔

— مسٹر رامن آئر مدراس یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر کئے گئے ہیں۔

— ہوڑہ میونسپلٹی کے موجودہ انتخاب میں ۲۰ میں سے ۷ نشستیں کانگرسیوں کے ہاتھ آئیں۔

— افواہ ہے کہ مولانا محمد علی ایڈیٹر "ہمدرد" عنقریب یورپ جانے والے ہیں۔

ہندو دنیا

— شیواجی کا گھوڑے کی سواری پر جو بت تیار کرایا گیا ہے اس کی نقاب کشائی پونہ میں ۱۶ رجون کو گورنر سے کرائی جائے گی۔

— آریہ سماجی عنقریب ریاست حیدر آباد میں اپنا امن سوز پروپیگنڈا کرنے کی زبردست تیاریاں کررہے ہیں۔ اس غرض سے گزشتہ ماہ سوامی رامانند نے ریاست کا دورہ کیا تھا۔

— پنڈت اندر ایڈیٹر اخبار "ارجن" دہلی فیروزپور جیل سے ۱۰ رمئی کو رہا کردیے گئے۔ انکی صحت بدستور خراب ہے انہیں عنقریب کسی پہاڑ پر لے جایا جائے گا۔

— چند ماہ ہوئے پنجاب کے بعض علاقوں میں جن بازیگروں نے اسلام قبول کیا ہے آریہ سماجی ان کو مرتد کرنے کی کوشش کررہے ہیں

— بہار اور بنگال میں شدھی کا کام زوروں پر ہے۔

— مشہور اشتعال انگیز کتاب "ستیارتھ پرکاش" کا جرمن زبان میں ترجمہ کرنے کی تیاریاں ہورہی ہیں۔

— بنارس میں ایک شاندار سہبھوج ہوا جس میں بعض سناتن دھرمی پنڈت بھی شریک ہوئے۔

— پنجاب اور یوپی کے بڑے بڑے شہروں میں آریہ سماجی مسلمان لڑکیوں کو شدھ کررہے ہیں۔

— آریہ سماجی اخبارات مسلمانوں سے مطالبہ کررہے ہیں کہ وہ ہندو تمدن و معاشرت اختیار کریں۔

— لالہ رام سروپ سکرٹری آریہ سماج اعوان پور کی شادی ایک شدھ شدہ مسلم خاتون کے ساتھ ہوئی۔

— کراچی میں سندھ آریہ کانفرنس کی تیاریاں شروع ہوگئی ہیں

— گزشتہ ماہ کرنال میں آریہ سماجیوں کے بہت سے کامیاب جلسے ہوئے ہیں۔

— مشہور آریہ مبلغ مہتہ جیمنی جی بی اے جو ۷ ارمارچ کو کلکتہ سے فجی کے عزم سے ویدک دھرم کے پرچار کے لئے روانہ ہوئے تھے ۱۸ راپریل کو فجی پہنچ گئے ہیں۔ اور اپنے کام میں سرگرمی سے مصروف ہوگئے ہیں۔

— وشو بھارتی سمیلن کی طرف سے کلکتہ میں ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کے مکان پر خاص مشرقی طریق پر ڈاکٹر صاحب کا جنم دن منایا گیا دھوپ وغیرہ جلائی گئی، سنکھ بجائے گئے۔ دلکش گیت گائے گئے۔ بہت سے ممتاز شرفا اس تقریب میں شامل تھے۔

— پنڈت اندر کی صحت درست ہو رہی ہے (یہ بعد کی خبر ہے)

ممالک خارجہ

— شاہ اٹلی طرابلس پہنچ گئے ہیں۔ ان کا استقبال نہایت شاندار طریق پر کیا گیا۔

— افغانی سفیر متعینہ برلن عنقریب حجاز جائے گا۔ عام طور پر مشہور ہے کہ وہ حج کے ارادے سے جارہا ہے۔ لیکن مصر کے بعض اخبارات کا خیال ہے کہ وہ کسی سیاسی مہم کے سلسلے میں جارہا ہے۔

— ایران میں غیر ملکی مراعات کا خاتمہ ہوگیا۔

— طہران ۳ رمئی۔ آج مجلس میں محصول جنگی کا بل پاس کیا گیا۔ اس میں سب سے کم محصول روس کے مال پر لگایا گیا۔

— قسطنطنیہ ۳ رمئی۔ یہاں نصف شب کے وقت ایک شدید زلزلہ آیا جو ۱۰ سکنڈ تک قائم رہا۔

— ماسکو ۵ رمئی۔ آج صبح شاہ افغانستان نے ایک بہت بڑے کارخانہ پارچہ بافی کا معائنہ فرمایا اور سہ پہر کو عساکر روسیہ کے مدرسہ تعلیم کو دیکھنے تشریف لے گئے اور دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد ایک نمائش کی سیر کی جو تمام تر مصنوعات افغانستان کیلئے مخصوص تھی۔

— سلطان عبد الحمید مرحوم کی جائداد کے متعلق عثمانی شہزادوں نے جو مقدمہ حکومت شام کے خلاف دائر کر رکھا تھا۔ وہ عدالت قسطنطنیہ نے خارج کردیا ہے۔

— وزارت مصر نے مسٹر لوکس کو بطور ماہر علم کیمیا فلسطین روانہ کیا ہے

— یمن میں جدید اصلاحات کی کوشش کی جارہی ہے۔

— تجویز ہے کہ آبنائے باسفورس پر ایک معلق پل تیار کیا جائے

— ازمیر (ٹرکی) میں زلزلہ سے تین گاؤں تباہ ہوگئے غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے سرکاری امداد دی۔

— ماسکو ۹ رمئی۔ آج روس کے مسلمانوں کا ایک وفد شاہ افغانستان کی خدمت میں پیش ہوا۔ اور ایک مترجم قرآن شریف کا ہدیہ گزرانا جو دو سو سال پیشتر کا ہے۔ ترجمہ فارسی زبان میں ہے۔

— قاہرہ ۹ رمئی۔ محمد پاشا محمود وزیر مالیات نے شاہ فواد کی استدعا پر اپنا استعفےٰ واپس لے لیا ہے۔

— لندن میں مسٹر جان وارڈ کی ڈائری ساڑھے دس ہزار پونڈ میں فروخت ہوئی ہے اس میں شیکسپیر کی زندگی کے حالات کا بھی ذکر ہے

— وائنا ۹ رمئی۔ بخارسٹ کی غیر سرکاری اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ دہقانوں کی کانفرنس نے جو قرارداد منظور کی تھی وہ سرکار کی پالیسی کے خلاف زیادہ سخت اور شدید تھی۔

— سلطنت برطانیہ میں ۳۰۵۶۱۴ آدمی مرض جذام میں مبتلا ہیں

غذا او ب

مصنفہ ممتاز احمد فاروقی بی اے آنرز بی ایس ای ای (امریکا)

چھپ کر تیار ہو گئی ہی اور بہت مقبول ہوئی ہی کیا آپکو علم ہی

(۱) ہندوستانیوں کی اوسط عمر صرف ۲۲ سال ہی! اسکی کیا وجوہ ہیں؟ (۲) ایک حاملہ عورت دودھ پلانیوالی عورت اور بچوں کیلئے کون کون سی غذائیں نہایت ضروری ہیں (۳) معدے جگر آنتوں وغیرہ کی بعض بیماریاں خاص قسم کی غذاؤں اور ان کے ٹھیک استعمال اور چند معمولی صحت کے اصول مدنظر رکھنے سے دور ہو سکتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اگر نہیں معلوم اور اسی قسم کی اور ضروری باتوں کا علم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو ضرور پڑھیں لکھائی۔ چھپائی اور کاغذ بہت عمدہ ضخامت ۱۲۰ صفحے قیمت علاوہ محصولڈاک صرف آٹھ آنے (۸ر)

مینجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

پشاور مشہد اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں۔ لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری تناویز ہر قسم کی مشہدی مال کم و بیش قیمت کے سلمہ ستارہ کا زریدار کلہ پشاوری مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ اگر پسند نہ آئے تو محصول منہا کر کے قیمت واپس دی جائے گی۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

ضرورت ہے

صحیح بخاری کے پارہ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ اور ۲۱ تا ۳۰ کی۔ اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور وہ انجمن کی ضرورت پوری کرنے کے لئے مناسب قیمت پر انجمن کو دینا چاہیں تو مہتمم صاحب تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کو اطلاع دیں ہر ایک پارہ کے دو دو نسخوں کی ضرورت ہے۔

ضرورت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو ضلع سیالکوٹ اور منٹگمری کے سکولوں کے لئے ایس وی۔ اور جے وی استادوں اور استانیوں کی ضرورت ہے ایسے ایس وی یا جے وی کو ترجیح دی جائے گی جس کی بیوی بھی ایس وی یا جے وی ہو یا بصورت دیگر ضروری نصاب پڑھی ہوئی ہو اور ایک سال کے اندر ٹرینڈ ہونے کا وعدہ کرے۔ تنخواہ حسب ذیل ہوگی

استاد ایس وی ۳۵ – ۲ – ۴۵ ترقی کرنے پر ۷۵ تک

استانی ،، ۴۰ – ۲ – ۵۰ ،، ۸۰ تک

استاد اور استانی جے وی ۳۰ – ۲ – ۳۵ ،، ۵۰ تک

تمام درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹ بنام سکرٹری انجمن مذکور آنی چاہئیں

(افسر انچارج بستیات)

ضرورت ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام بستی چک ۲۷/۲۲ احمد پور ضلع منٹگمری میں سپلائی سوسائٹی کے لئے ایک ہوشیار دیانتدار سیلز مین (دکاندار) کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۲۰ روپے ماہوار ہوگی سلسلہ احمدیہ سے تعلق رکھنے والے امیدوار کو ترجیح دی جائے گی درخواستیں مع علمی قابلیت اور نقول سرٹیفکیٹ بنام سکرٹری انجمن مذکور ۲۰ رمئی ۱۹۴۸ء سے پہلے آنی چاہئیں۔

(افسر بستیات جرائم پیشہ)

سرمۂ کامل

یہ سرمہ تقریباً ۴۰ اجزا سے مرکب ہے اور بالخصوص یہ قیمتی ادویہ اس میں عنبر ہیں۔ ممیرہ یاقوت (مروارید) کشتہ تابنبا۔ مروارید۔ دہنہ فرنگ۔ سونے چاندی کے ورق ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ سرمہ تمام امراض چشم خصوصاً ضعف بصر کے لئے بہترین چیز ہے بینائی کو اس قدر قوت بخشتا ہے کہ جو پہنتے ہیں عینک چھڑا دیتا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ جوان بوڑھے سب کے لئے یکساں اثر رکھتا ہے۔ قیمت شیشی کلاں تین روپے خورد عہ نمونہ ۸ر

مرہم داد

داد کی بیماری دنیا میں مشہور ہے۔ اس کی تکلیف وہی جانتا ہے جو اس میں مبتلا ہو یہ مرہم داد کی حکمی دوا ہے اور چند روز میں داد کو دور کر کے جلد کو صاف اور ملائم کر دیتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں داد کبھی ہوا ہی نہ تھا۔ قیمت فی ڈبیہ کلاں ۱ر خورد ۱۱ر نمونہ ۸ر کے ٹکٹ بھیج کر منگائیے۔

مینجر چشمۂ کامل دہلی

ہندوستان میں نئی ایجاد

منیجر صاحب نے کینویس کا ٹرک شو تیار کیا ہے جو چمڑے سے بالکل مبرا ہے۔ اور سول ربڑ کا ہے۔ جوش ولائتی کٹ شو کے بنایا گیا ہے۔ اور بجائے سول چپکانے کے اندر سے سلائی کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے پانی یا تیل یا کسی اور چیز میں بھیگ جانے سے سول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا سلائی اتنی مضبوط ہے کہ اگر چھ ماہ کے اندر ٹوٹ جائے تو کمپنی دوسرا شو مفت روانہ کرے گی۔ ہمارے ہندو بھائیوں کو پوجا پاٹ کرنے میں سخت دقت ہوتی تھی۔ اب وہ اس جوتے کو پہن کر پوجا پاٹ کر سکتے ہیں اس جوتے میں چمڑا بالکل نہیں ہے۔ ہلکا اور خوبصورت اتنا کہ دیکھ کر دل اچھل پڑتا ہے۔ اتنی خوبی ہونے پر قیمت صرف ۲ علاوہ محصولڈاک۔ کیا بطور نمونہ ایک شو روانہ کیا جائے۔ فرمائش میں پیر کا ناپ ضرور روانہ کیا جائے۔ تاجروں کو خاص رعایت

اختر اینڈ کمپنی نسٹری روڈ لکھنؤ

ضرورت ہے

ایک بی اے یا ایف اے پاس استاد کی جو جماعت ہفتم کے ایک طالب علم کو گھر پر تعلیم دے سکے تنخواہ حسب لیاقت اور کھانا ساتھ۔ درخواستیں معہ نقول اسناد اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

میاں فضل الٰہی ضلعدار ڈاکخانہ جویا تحصیل میلسی ضلع ملتان

شاہی حسن خاص مجرب

(زیر سرپرستی ریاست کپورتھلہ)

دنیا جانتی ہی کہ یہ دواخانہ ۴۰ سال سے پبلک کی نہایت قابل قدر طبی خدمات انجام دے رہا ہی خدا کا شکر ہی کہ کسی کو آجتک شکایت کا موقع نہیں ملا۔ یہی اسکی نیکنامی کا بڑا سبب ہے جو دوائیں ممالک خارجہ تک میں شہرت پا چکی ہیں وہ حسب ذیل ہیں سفوف مقوی اعصاب رئیسہ (۲۱ تولہ) سات روپیہ۔ شاہی یاقوتی نہایت مقوی مفرح قیمت صرف ۸ فی تولہ۔ ہاضمہ کا بینظیر جوارش ۴ فی تولہ یہ چیزیں حیرت انگیز اثر رکھتی ہیں

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب دہلوی طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

مسیح موعود نمبر

یہ نمبر اپنی خصوصیات کے اعتبار سے نہایت شاندار ہوگا نئے مشتہرین سے خاص نمبر کیلئے نئے نرخ طے کئے جائیں گے البتہ مستقل مشتہرین سے یہ رعایت رکھی جائیگی کہ سابقہ نرخ پر ہی خاص نمبر میں بھی اشتہار درج کر دیا جائیگا معاملہ جلد طے کیجئے۔ عنقریب شائع ہو جائے گا۔

مینجر پیغام صلح لاہور

اگر

آپ علمی ادبی اخلاقی مضامین پڑھنے کے خواہشمند ہیں۔ اگر آپکو دلچسپ افسانے پڑھنے کا شوق ہی تو آج ہی رسالہ

"بدر"

کے خریدار بنجایئے سالانہ چندہ صرف ایک روپیہ ۲ر کے ٹکٹ ڈاک بھیجکر نمونہ منگایئے۔ آپ اس رسالہ کو پسند کریں گے

مینجر رسالہ بدر لاہور

لاحول دہلی میں

پنجاب کا مشہور ظریف اخبار لاحول جسکی ظرافت کے تھیلے میں ناس کی وہ چٹکی ہے کہ چھینکتے چھینکتے شیطان کا بھیجا باہر نکل آئے۔ اور جس کی دھاک چار کوٹ عالم میں بیٹھ چکی ہے۔ آج کل پایہ تخت دہلی کے تخت صحافت پر جلوہ گر ہے اور گوناگوں بوقلموں نندرات قلم اور علمی جواہر ریزوں سے مزین ہو کر آپ کے میز اور محفل احباب کی رونق بننے والا ہے۔ چندہ سالانہ دو روپے بارہ آنے ششماہی ڈیڑھ روپیہ۔ مدیر لاحول کے قلم سے نکلے ہوئے سات ناول نہایت سنسنی خیز ماہ جون کے آخر تک سالانہ خریداروں کی خدمت میں مفت ہدیۃً پیش کئے جاتے ہیں۔ انوز پاشا۔ فیاض ڈاکو۔ قید جرمانہ۔ شیطان کی ٹوپی۔ شیطان کا باپ۔ شیطان کے چار شکار۔ ریڈیکل بت پرستی کا خاتمہ۔

مینجر اخبار لاحول دریا گنج دہلی

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطابق ۲۷ ذیقعد ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۹۲۸ء | نمبر ۳۰

بزم احباب

(مرتبہ خانصاحب چودھری منظور الٰہی صاحب)

لائل پور

قاضی فضل قادر صاحب لائل پور سے لکھتے ہیں:- اس جگہ ۲۷-۲۸-۲۹ راپریل کو قادیانی جماعت کا جلسہ تھا۔ جس میں قادیان سے دو مولوی آئے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک حافظ روشن علی صاحب تھے۔ مختلف مضامین پر انہوں نے لیکچر دیے۔ جن کا ذکر طوالت چاہتا ہے جس میں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ صرف چند باتیں قابل ذکر ہیں۔ اور وہ یہ کہ حافظ صاحب کا ایک مضمون تھا نبی کریمؐ کی تعلیم کا صحابہ کی زندگیوں پر اثر جس میں انہوں نے **اشداء علی الکفار** سے ان کی تعریف شروع کی۔ پہلے اشد کے معنے اور تشریح کی۔ اس کے بعد کفار کے معنے اور تشریح کی جس میں انہوں نے بتایا کہ لفظ کافر کفر سے نکلا ہے جس کے معنے ڈھانک لینے کے ہیں۔ اس لئے کافر وہ ہے جس پر نبی کریمؐ کی سچائی براہین اور نشانات سے ظاہر ہو جائیں اور وہ اسے عمداً چھپا کر نبی کریمؐ کا انکار کردے۔ وہ کافر ہوتا ہے۔ اس پر انہیں ایک خط لکھا گیا جو درج ذیل ہے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب! آپ نے ۲۷ راپریل کو رات کے وقت اپنی تقریر میں کافر کے یہ معنے کئے ہیں کہ کافر کفر سے نکلا ہے۔ کفر کے معنے ڈھانک لینے کے ہیں۔ اس لئے کافر وہ ہے جس پر حق اور صداقت نبی کریمؐ کی براہین اور نشانات سے ظاہر ہو جائیں اور وہ پھر اسے چھپا رکھ کر عمداً نبی کریمؐ کا انکار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا تھا کہ آج کل مولوی لوگ جس پر ناراض ہو جائیں اسے کافر کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس لئے مہربانی فرما کر تشریح فرمائیں کہ آپ اور آپ کی جماعت کے امام مرزا محمود احمد صاحب جو ۴۰ کروڑ کلمہ گو مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں وہ محض ناراضگی کی وجہ سے ہے یا آپ کے نزدیک تمام روئے زمین کے مسلمانوں پر نبی وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کا حق و صداقت اور براہین و نشانات سے ظاہر ہو چکا ہے۔ اور وہ عمداً اسے چھپا کر وقت کے نبی کا انکار کرتے ہیں۔ جواب مفصل ہو۔ (ایک مسلمان)

یہ خط انہیں ایک معزز مسلمان کے ہاتھ جو ہماری دونوں جماعتوں میں سے کسی کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔ ان کے دوسرے مضمون کے شروع میں پہنچا دیا گیا۔ جس کا اس روز انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ۲۸ر کی شب کو ان کا مضمون تھا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد کس طرح ہو سکتا ہے اس مضمون میں انہوں نے کتاب پیغام صلح مصنفہ حضرت مسیح موعود کے مضمون کا اعادہ کیا اور ہندوؤں کو بتایا کہ وہ اگر ہندو نام رکھنے سے خوش ہوتے ہیں۔ تو ہمیں مسلم ہندو والے نام سے پکار لیا کریں۔ کیونکہ ان کے ہاں ہندو کی تو تعریف آج تک نہیں ہوئی۔ جینی۔ سکھ۔ سناتنی آریہ وغیرہ ہوتے ہوئے وہ ہندو کہتے ہیں جن میں کوئی اصول مشترک نہیں۔ تو وہ مسلمانوں کو بھی ہندو کہہ لیا کریں۔ اگر حقیقی صلح اس طرح ہو سکتی ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور اگر وہ یہ اعتراض کریں کہ مسلمانوں کے کئی فرقے ہیں یا وہ کس کو قبول کریں تو میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے ہر ایک فرقہ میں دس اصول مشترک ہیں جن میں سے پانچ ایمان سے تعلق رکھتے ہیں اور پانچ اعمال سے اس لئے جس فرقہ اسلام کو وہ چاہیں قبول کر لیں وہ حقیقی اور صحیح معنوں میں مسلمان کہلائیں گے۔

اس پر انہیں ایک اور رقعہ بھیجا گیا جو درج ذیل ہے:-

جناب روشن علی صاحب! آپ نے ۲۸ر کی شب کو اپنی تقریر کے دوران میں ہندوؤں کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے اسلام کی یہ تعریف کی ہے کہ اسلام میں پانچ باتیں ایمان سے تعلق رکھتی ہیں اور پانچ اعمال سے جن پر ہر فرقہ اسلام کا اتفاق ہے۔ اس لئے جس فرقہ اسلام کو وہ چاہیں قبول کر لیں ہم انہیں حقیقی اور سچے معنوں میں مسلمان سمجھ لیں گے۔ مگر آپ کی جماعت کے موجودہ امام مرزا محمود احمد صاحب کا مذہب جب ہم ان کی تحریرات اور تقریرات سے پڑھتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ نظر آتا ہے کہ جو انہیں خلیفہ برحق نہیں سمجھتا وہ کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہے۔ اور مذہبی تعریف کے لحاظ سے ہر شخص کو اختیار ہے جسے چاہے مسلمان سمجھے اور جسے چاہے کافر۔ اس زمانہ میں کوئی متفقہ تعریف اسلام کی نہیں ہی ہونے کے لئے ملاحظہ ہو اخبار الفضل نمبر ۴۴ جلد ۵ صفحہ ۲ کالم ۲ اور "آل انڈیا مسلم کانفرنس پر ایک نظر" صفحہ ایک اور ۱۸۔ دوسری طرف جب ہم نبی وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور کی تحریرات پر نظر ڈالتے ہیں تو ان میں شریعت محمدی کا ایک مسئلہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴ پر درج ہے۔ جس کی رو سے مسلمان کو کافر کہنے والا کافر اور کافر کو مسلمان سمجھنے والا کافر تسلیم کیا ہے۔ لہذا اسی لیکچر میں روشنی ڈالیں کہ آپ دونوں میں سے یعنی آپ کے موجودہ امام مرزا محمود احمد صاحب اور آپ میں سے مسلمان کون ہے اور کافر کون۔ کیونکہ آپ روئے زمین کے مسلمانوں کو مذہبا مسلمان یقین کرتے ہیں اور وہ کافر۔ اگر آپ یہ کہیں کہ آپ انہیں سیاسی مذہب کی دعوت دے رہے تھے۔ تو اس صورت میں جب آپ نے اسی لیکچر میں اپنا سیاسی لقب ہندو سیاسی اتحاد کے لئے پسند کر لیا ہے تو سیاسی اسلام کی دعوت اگر دھوکا نہیں تو اور کیا ہے۔ جواب صاف ہونا چاہیے اور فوراً۔ (ایک مسلمان)

بقیہ (دوستی معرفت صدر جلسہ)

اس خط کے پہنچنے پر رقعہ دینے والے کو یہ جواب دیا گیا کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ ہر دو مطالبات قاضی فضل قادر کی طرف سے ہیں۔ اور بس۔ لوگ ان مطالبات کے جواب کا انتظار کرتے رہے مگر جلسہ ختم ہو گیا اور حافظ صاحب جواب دیئے بغیر واپس تشریف لے گئے۔

ایک انگریز نومسلم کا خط

مسٹر ولیم وانٹ صاحب بمبئی سے لکھتے ہیں کہ میں آپ کو نہایت خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ میں نے اب وسیع اسلامی برادری میں شمولیت کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ جو میرے وطن میں بڑے زور سے پھیل رہی ہے۔ میں نہایت فخر سے اطلاع دیتا ہوں کہ میری پیدائش لندن کے نواحی قصبہ ٹلبری کی ہے اور خوردسالی ہی میں سکینڈ دا بیسٹشائر رجمنٹ کے ساتھ ہندوستان میں نقل مکان کر آیا۔ ملازمت کی میعاد پوری کر کے میں فوج سے علیحدہ ہو گیا اور تب سے اپنا وقت اسلامی تعلیم کے مطالعہ میں صرف کر رہا ہوں اس مطالعہ نے مجھ پر گہرا اثر کیا ہے اور روز روشن کی طرح مجھ پر آشکار ہو گیا ہے کہ صرف اسلام ہی دنیا میں ایک سچا مذہب ہے۔ اور یہ خیال کر کے مجھ پر ایک شرمساری طاری ہو جاتی ہے کہ اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ میں نے اسلام کی مخالفت میں گزارا لیکن میرا ایمان ہے کہ جو کچھ نادانستگی میں مجھ سے غلطیاں ہوئیں خدا تعالیٰ مجھے معاف فرمائے گا۔ ہندوستان میں اٹھارہ سال تمام کا زمانہ میں نے اکثر مسلمانوں میں بسر کیا ہے اور مجھے فخر ہے کہ مسلمانوں سے بڑھ کر میں نے کسی قوم میں ہمدردی اور اخوت کا جذبہ نہیں پایا۔ مجھے یوپی کے علاقہ کے اکثر معزز مسلمان جانتے ہیں۔ جو میری ہدایت کا موجب بنے جن کے لئے میں ان کا مشکور رہوں میں آپ کو اس خط کو شائع کرنے کی اجازت دیتا ہوں اور آپ کی مزید ہدایات کا طالب ہوں۔

آسٹریلیا

شیخ نور الدین اسکاٹر انگریز نومسلم جنوبی آسٹریلیا سے لکھتے ہیں کہ میں آپ کو ایسی حالت میں خط لکھ رہا ہوں کہ میرا دل بڑا مشوش ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے کسی اسلامی ملک کو چلا جاؤں اور وہاں اپنا کاروبار کرنے کے علاوہ تعلیم اسلامی حاصل کروں بغیر تعلیم اسلامی کو اپنی عملی زندگی میں لانے کے دل کی تسکین مشکل ہے امید ہے کہ انجمن اس بارہ میں میری مدد کرے گی۔ میری دلی خواہش ہے کہ تعلیم اسلامی حاصل کر کے اپنی قوم کو اس نعمت عظمیٰ کی طرف دعوت دوں۔ جماعت کے حالات سے باقاعدہ اطلاع دیتے رہا کریں۔

ناظرین کرام

سے درخواست ہے کہ پیغام صلح کا مسیح موعود نمبر اشاعت سلسلہ کا بہترین ذریعہ ہو سکتا ہے اس لئے اس کی کاپیاں کثرت سے خرید کر اپنے حلقہ احباب میں تقسیم کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۔ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ نمبر ۳۰

مس ملر کی اشدھی

ایک عجیب و غریب انکشاف

سابق مہاراجہ اندور اور مس ملر کے عشق و محبت کا کھیل اپنی انتہائی منزل تک پہنچ چکا ہے۔ ان دونوں کے استقلال نے رکاوٹوں پر فتح پائی۔ مخالفت کا طوفان ان کے جذبۂ عشق کے سامنے خود بخود تھم گیا اب شادی کی مقدس گرہ کے ذریعہ بظاہر ساری عمر کے لئے ایک دوسرے سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ اور آج کل پیرس میں مقیم ہیں۔ اور عنقریب امریکہ چلے جائیں گے۔ یہ فسانۂ عشق ایک ناول نویس کے لئے عمدہ اور معنی خیز پلاٹ مہیا کر سکتا ہے۔ شاعر اس پر نظمیں لکھ سکتے ہیں۔ لیکن اس خالص مذہبی اخبار میں اس رنگین کہانی کا ذکر بھی خالی از علت نہیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ شادی سے پہلے مس ملر کو اشدھ کر کے سرشٹھا دیوی بنایا گیا۔ اس معرکہ کی اشدھی کے سلسلے میں جو واقعات پیش آئے وہ ناظرین کو معلوم ہو چکے ہیں۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ اشدھی حضرت عشق کی کارروائی کا نتیجہ ہے۔ مس ملر کو ہندو دھرم سے کوئی محبت و عقیدت نہ تھی اور نہ مہاراجہ اندور کو اپنے مذہب کے پرچار کا کوئی خیال تھا تاہم ہندوؤں نے اس تاریخی اشدھی پر بہت بغلیں بجائیں۔ اس کو ہندو دھرم کی صداقت کی ایک دلیل کہا۔ مہاراجہ اندور کو ایک قومی ہیرو کا درجہ دے دیا گیا۔ اور اس کا اس قدر چرچا کیا گیا کہ شاید آج تک کسی اشدھی کا نہ ہوا ہوگا۔ حالانکہ مس ملر نے اپنی تقریر میں صاف طور پر کہہ دیا تھا:۔

"میں آپ کو یہ صاف بتا دینا چاہتی ہوں کہ مسیحی مذہب سے قطع تعلق کرتے ہوئے مجھے رنج ضرور محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ اس مذہب میں کوئی ایسی بات نہیں جسے بلا نقصان اٹھائے ترک کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ مسیحیت کی سچی سپرٹ ہمیشہ میرے دل میں رہے گی۔ اور آئندہ زمانہ میں میری تسکین و تسلی کا موجب ہوگی"

(اخبار "تیج" دہلی ۱۰ مارچ)

اس اشدھی سے متاثر ہو کر ہند و ممالک یورپ و امریکہ میں مشن بھیجنے کے منصوبے گانٹھ رہے ہیں۔ اور بعض جوشیلے آریوں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جب مس ملر جیسی ہستیاں اشدھ ہونے لگی ہیں تو اب ویدک دھرم کی ترقی کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس اشدھی کے متعلق بہت سی باتیں روشنی میں آ چکی ہیں۔ لیکن اب مشہور اخبار "ایوننگ سٹینڈرڈ" نے اس فسانۂ عشق کے متعلق ایک نہایت ہی دلچسپ انکشاف کیا ہے۔ جس کو ہندو اخبارات نے نہایت رنگین عنوانوں سے اپنے کالموں میں چھاپ کر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا کھیل بعض قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے کھیلا گیا ہے۔ ورنہ یہ شادی یورپ یا امریکہ ہی میں ہو جاتی۔ اور مس ملر کو ہندوستان آنے اور اشدھ ہونے کی تکلیف نہ دی جاتی۔ اس خیال سے کہ لوگوں کو تحریک اشدھی کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہو جائے ہم اس انکشاف کو ان کالموں میں بھی ظاہر کئے دیتے ہیں۔ یہ انکشاف مہاراجہ کے ایک رازدار نے جو امریکن وکیل ہے اور پیرس میں پریکٹس کرتا ہے۔ کیا ہے۔ اس کا بیان ہے:۔

"مس ملر ۱۸ سال کی عمر میں سوئٹزرلینڈ کے ایک سکول سے تحصیل علم کے بعد جب روانہ ہو کر اپنی والدہ کے ساتھ امریکہ جانیوالی تھی تو مہاراجہ اندور کی نظر اس پر پڑ گئی۔ یہ ۱۹۲۶ء کا واقعہ ہے۔ مس ملر پیرس گئی تو مہاراجہ اندور بھی اس کے پیچھے پیرس گئے۔ اور مس موصوفہ سے شادی کرنے کی خواہش کی۔ مس ملر کی والدہ کو اس پر یقین نہ آیا۔ اور ان کو ٹالنے کی غرض سے انہیں امریکہ آنے کی دعوت دی ...... مگر جب مہاراجہ امریکہ پہنچے اور ادھر اخبارات

نے ممتاز بیگم اور مہاراجہ اندور کی معزولی کے قصے بیان کرنے شروع کر دیئے ممتاز اور باؤلے کے قتل کے متعلق مہاراجہ نے بیان کیا کہ میرے سیاسی دشمنوں نے میری تخت سے معزولی کے لئے یہ منصوبہ کھڑا کیا تھا؛

تخت کی معزولی کے متعلق تو مہاراجہ نے بہانہ کر دیا لیکن اس کے علاوہ ایک اور مصیبت تھی۔ مہاراجہ کی دو بیویاں موجود تھیں اور ان کی موجودگی میں بھلا مس ملر مہاراجہ سے کیسے شادی کر سکتی تھی۔ اس لئے مہاراجہ نے ایک اور بہانہ بنا لیا۔

"ان کے لئے (مہاراجہ کے لئے) مس ملر کے سامنے ان دو بیویوں کی پوزیشن بیان کرنا سخت مشکل تھا۔ مہاراجہ صاحب نے کہا کہ میری پہلی بیوی کا لڑکا اب اندور کا حکمران ہے۔ میں نے اس کو طلاق دیدی ہے دوسری بیوی آج کل سادھو ہو گئی ہے ...... مہاراجہ صاحب نے مس ملر کی والدہ کو چھوٹی مہارانی صاحبہ کی طرف سے آمدہ ایک چٹھی بھی دکھائی جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ مہارانی عیش و عشرت کی زندگی گزارنے پر جنگلوں میں پربھو بھگتی میں محو رہنے کو ترجیح دے گی"

اس کے بعد وکیل مذکور لکھتا ہے:۔

"مہاراجہ صاحب نے پیرس کی عدالتوں میں اپنی چھوٹی مہارانی کو طلاق دینے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوئے ...... مس ملر کی والدہ نے مجھ پر زور دیا کہ جس طرح ہو میری لڑکی کی مہاراجہ سے شادی کرا دیجئے کیونکہ دونوں طرف سے محبت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ مگر میں نے مسز ملر کو صاف کہہ دیا تھا کہ ایک امریکن لڑکی کی مشرقی شہزادے سے شادی زیادہ مفید اور مسرت خیز ثابت نہ ہوگی۔ مگر وہ نہ مانی اور اس نے کہا کہ میری لڑکی یہ کہتی ہے کہ اگر مہاراجہ سے میری سول ایکٹ کی رو سے شادی نہ ہوئی تو میں ہندو دھرم اختیار کر لونگی"

ہمیں امید ہے کہ مندرجہ بالا الفاظ کے آئینہ میں مس ملر کی اشدھی کی اصل حقیقت صاف طور پر نظر آ جائے گی۔ جائز اور پرامن طریق پر اپنے مذہب کی تبلیغ کا حق ہر ایک جماعت کو حاصل ہے۔ اگر ہندو اپنے دھرم کا پرچار کرتے ہیں تو کسی کو کوئی شکایت نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہندوؤں نے تحریک اشدھی کے سلسلے میں ہمیشہ ناجائز اور شرمناک ذرائع سے کام لیا۔ ہندوستان میں ہمیشہ وہ جاہل اور فاقہ مست برادریوں اور بستیوں پر حملہ بولتے رہے ہیں جن کو دلائل اور صداقت نہیں بلکہ رعب اور لالچ کے ذریعے اشدھ کیا جاتا ہے یا یتیم بچوں اور لاوارث عورتوں کو اپنے جال میں پھانستے ہیں۔ ہندوستان سے باہر ان کے جو کارنامے ہیں وہ مس ملر کی داستان سے بخوبی ظاہر ہیں۔ کیا اس قسم کی حرکتیں کسی مذہب کے فروغ کا باعث ہو سکتی ہیں۔ ہم اپنے ہندو اور آریہ برادران وطن کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ مذہب کی آڑ لے کر اس قسم کی حرکتیں کرنا نہایت ہی افسوسناک جسارت ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے بار بار کہنے سے بھی انہیں مطلق اثر نہ ہوگا۔ اور وہ بدستور اپنی ان شرمناک کارروائیوں کو جاری رکھیں گے تاہم اس سے تحریک شدھی کے متعلق بہت سے اہم امور روشنی میں آ جاتے ہیں۔ دراصل یہ تحریک بعض ایسی حرکتوں کی وجہ سے مذہب کی روشن پیشانی پر ایک بدنما داغ ہے۔ اور جس کے لئے مذہبی دنیا اشدھی بازوں پر اظہار ملامت کرنے پر مجبور ہے۔

ستیارتھ پرکاش کا جرمن ایڈیشن

اس بات کا اخبارات میں چرچا ہو چکا ہے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور جرمن زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی تیاریاں کر رہی ہے ہمارے آریہ سماجی دوست بھی اپنی مشہور مذہبی کتاب ستیارتھ پرکاش کا جرمن ایڈیشن شائع کرنے پر مستعد ہو گئے۔ اخبار "پرکاش" کے تازہ پرچہ سے معلوم ہوا ہے کہ آریہ پرتی ندھی سبھا لاہور اس کام کے لئے میدان عمل میں آ گئی ہے۔ آریہ سماجیوں نے جماعت احمدیہ کی تقلید میں جو قدم اٹھایا ہے اس پر ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ آریہ سماج جماعت احمدیہ کی صحیح تقلید کرتے ہوئے قرآن کریم کے مقابلہ میں وید کے ترجمہ کی تیاری کرتا۔ ستیارتھ پرکاش سوامی دیانند جی کی تصنیف کردہ ایک معمولی کتاب ہے جس میں سوامی جی نے فرسودہ ہندو تمدن کی خوشہ چینی کرتے ہوئے ایک ناقص اور ناقابل عمل معاشرتی نظام ترتیب دیا ہے اور دوسرے مذاہب کے قابل احترام پیشواؤں کی شان میں گستاخیاں کی ہیں اس کے علاوہ اس میں اور کچھ نہیں اور آریہ سماجی اس کے ہر ایڈیشن میں کچھ نہ کچھ تبدیلی کر دیتے ہیں۔ وید البتہ ان کی مستند الہامی کتاب ہے جس کو وہ تمام علوم و فنون کا خزانہ بتلاتے ہیں مگر ہم حیران ہیں کہ باوجود پے در پے مطالبات کے آریہ سماجی اس کا ترجمہ کیوں نہیں [illegible] جائے۔

اگر آریوں میں وید کے جرمن زبان میں ترجمہ کرنے کی ہمت نہیں تو کم از کم اس کا اردو ترجمہ تو شائع کر دیتے تاکہ وہ لوگ جن کو مسلم بادشاہوں نے تلوار کے زور سے مسلمان بنا لیا تھا اس کی تعلیم کو دیکھ کر شدھ ہو جائیں۔ ہمیں امید ہے کہ آریہ پرتی ندھی سبھا ہماری درخواست پر ضرور غور کرے گی اگر انہوں نے وید کا صحیح ترجمہ شائع کر دیا تو اس سے انشاء اللہ نہایت "شاندار نتائج" برآمد ہوں گے۔ اور وہ عظیم الشان کام خود بخود انجام تک پہنچ جائے گا۔ جس کی فکر میں آریہ سماجوں اور شدھی سبھاؤں پر خواب و خور حرام ہو رہا ہے۔ جرمن زبان میں اگر وید کا نہیں تو منوسمرتی کا ترجمہ ضرور کر دیں ہم یقین دلاتے ہیں کہ اس کتاب کی عدیم المثال مساوات کی تعلیم سے متاثر ہو کر ہزاروں لاکھوں جرمن چند روز میں شدھ ہو جائیں گے۔

بھائی پرمانند کو مبارکباد

ہندوؤں کا اخبار "راجپوت گزٹ" لکھتا ہے "حال میں بھائی پرمانند جو جات پات توڑک منڈل کے موجد ہیں کی پتری (بیٹی) کی شادی خانہ آبادی ہوئی ہے جو ویدک ریتی سے ادا ہوئی ہے۔ اس کے لئے ہم بھائی صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اور اس وجہ سے کہ (گو آپ جات پات توڑ کر شادی کرنے کے زبردست حامی ہیں۔ اور اس غرض سے آپ نے ایک منڈل قائم کیا ہے لیکن پھر بھی اپنی پتری کی شادی اپنی ہی جاتی میں کر لی پڑی اور یہ جرات نہ ہوئی کہ براہ دوسری جاتی میں کرتے۔ لازم تو یہ تھا کہ آپ اپنی پتری کی شادی کسی نیچ قوم میں کر کے ذات پات توڑنے کی قابل قدر اور قابل تقلید مثال (پیش) کرتے۔ یہ کوئی مردانگی نہیں کہ دوسروں کو تاریک راستہ دکھایا جائے اور خود اس پر عمل نہ کیا جائے"

"راجپوت گزٹ" نے بات تو بالکل درست کہی ہے امید ہے کہ بھائی پرمانند اس کی مبارکباد کو قبول کرنے کے علاوہ اس کے مشورہ پر بھی غور فرمائیں گے دراصل بات یہ ہے کہ ذات پات توڑک تحریک اچھوت جاتیوں کے لئے ایک دھوکہ ہے۔ کہا تو بہت کچھ جاتا ہے لیکن بھائی پرمانند اس سلسلے میں تو خود کوئی عملی قدم اٹھا سکے اور نہ آج تک انہوں نے کسی اشدھ شدہ یا اچھوت کی شادی کسی اعلیٰ ذات کے ہندو گھرانہ میں کرائی۔ ایک وقت تھا کہ ہندوؤں کا فائدہ اچھوتوں کو اپنے سے الگ کرنے میں تھا۔ اب وہ اپنے مطلب کے لئے انہیں اپنے ساتھ ملا رہے ہیں۔ جب مطلب پورا ہو جائیگا تو پھر ان کو دور دفع کر دیا جائے گا۔ افسوس آریہ سماج باوجود اپنے آپ کو ایک مذہبی جماعت کہلانے کے اپنی اغراض کی تکمیل کے لئے کس قدر پرفریب اور مکروہ چالوں سے کام لے رہا ہے۔

ہندو ممتحنین کی شرارت

یہ ایک ظاہر بات ہے کہ مسلمانوں کی تعلیمی پستی کے دیگر اسباب و وجوہ کے علاوہ ایک بڑی وجہ محکمہ تعلیم کے ہندو افسران اور ہندو ممتحنین کا تعصب بھی ہے بعض اوقات وہ اپنے سنگٹھنی جذبہ کی بنا پر افسوسناک حرکتیں کر بیٹھتے ہیں اسی لئے ہندوستان کی قریب قریب تمام یونیورسٹیوں میں امتحانات کے پرچوں پر طلبہ کے نام کے بجائے ان کا رول نمبر لکھا جاتا ہے۔ لیکن اس سال پنجاب کے ہندو ممتحنین نے طلبہ کی قومیت معلوم کرنے کے لئے بعض گہری چالیں چلیں۔ تاریخ کے پرچوں میں حسب ذیل سوالات دیئے گئے تاکہ ہندو مسلم طلبہ کا امتیاز ہو سکے اور وہ ہندو طلبہ کو اچھی طرح پاس اور مسلمان طلبہ کو فیل کر سکیں۔

(۱) اورنگ زیب کی جنگ تخت نشینی کا مختصر حال لکھو۔ تم اس میں اورنگ زیب کو کس حد تک حق بجانب سمجھتے ہو؟

(۲) سیواجی کی سول حکومت کا حال لکھو اور ثابت کرو کہ وہ دوسرے بہادر اور مشہور جنگجوؤں کی طرح انتظام مملکت میں بھی مہارت رکھتا تھا؟

حضرت عالمگیر اورنگ زیب اور سیواجی کے متعلق ہندو اور مسلمانوں کے نقطۂ خیال میں شدید اختلاف ہے۔ اور اس بارہ میں مورخین بھی متفق نہیں اس قسم کے سوالات کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ مسلمان طلبہ کو نقصان پہنچایا جائے۔ ہم اس افسوسناک طرز عمل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے پنجاب یونیورسٹی اور محکمہ تعلیم کے ذمہ دار افراد کو متوجہ کرتے ہیں۔ ہندو ممتحنین کی اس قسم کی حرکتیں اس کی نیکنامی پر ایک سیاہ دھبہ ہیں جن کو جلد از جلد دور کر دینا چاہئے۔ اور ہمیشہ ممتحنین کے انتخاب کے وقت اس امر کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ وہ وسیع النظر۔ فرقہ وارانہ جذبات سے بالا اور قطعاً غیر متعصب ہوں۔ تاکہ ہندوستان کی تعلیمی ترقی روز بروز زیادہ امید افزا صورت اختیار کرے اگر اس ضروری امر کو مد نظر نہ رکھا گیا تو نااہل اور متعصب ممتحنین کے ہاتھوں تعلیمی حالت روز بروز ترقی کے بجائے تنزل کرنے لگے گی جو سارے ہندوستان کے لئے باعث شرم ہے۔

مذاکرۂ علمیہ

جہنم میں کون داخل ہوں گے؟

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

سوال - مخالفین اسلام اعتراض کیا کرتے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیث کی رو سے ہر ایک انسان کا ایک دفعہ جہنم میں جانا لابدی ہے اور اس کے لئے مندرجہ آیات ، اور احادیث پیش کیا کرتے ہیں - (۱) وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا - ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا (سورہ مریم آیت ۷۱، ۷۲) قرآن کریم میں جہنم کے متعلق جہاں جہاں ورود کا لفظ آیا ہے اس کے معنے جہنم میں داخل ہونے کے ہیں مثلاً انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم انتم لھا واردون کے معنے کئے گئے ہیں " تم اس میں داخل ہو گے " ثم ننجی الذین اتقوا سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ جہنم میں داخل ہونے کے بعد ہی متقیوں کو اس سے نجات دے گی - اگر داخل ہونے کے معنے نہیں تو ثم ننجی الذین اتقو کس طرح درست ہو سکتا ہے؟

دوسری آیت وتمت کلمۃ ربک لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین (سورہ ہود آیت ۱۱۹) یہاں بھی آیا ہے کہ میں سب انسانوں اور جنوں سے دوزخ کو بھر دونگا - اجمعین سے بھی یہی مفہوم نکلتا ہے کہ سب انسانوں اور جنوں کو دوزخ میں جانا ہوگا -

پہلی حدیث :- وعن ابن مسعود قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد الناس النار ثم یصدرون منھا باعمالھم فاولھم کلمح البرق ثم کالریح ثم کحضر الفرس ثم کالراکب فی رحلہ ثم کشد الرجل ثم کمشیہ - ابن مسعود کہتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے پھر اپنے اعمال کے بموجب اس سے نکلیں گے - ان کے اول بجلی کی چمک کی طرح جلدی نکلیں گے - پھر ہوا کی طرح پھر گھوڑے کی دوڑ کی طرح پھر سوار کی طرح پھر انسان کی دوڑ کی طرح پھر انسان کے پا پیادہ چلنے کی طرح - اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا ہے

دوسری ابن ربیعہ کی حدیث پیش کی جاتی ہے کہ لوگوں کے ورود کا تو ذکر ہے لیکن نکلنے کا نہیں تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگلا حصہ ننجی الذین پڑھو - حدیث کے الفاظ یہ ہیں :- قال اخبر اللہ بالورود ولم اخبر الصدود وقال اقرء ما بعدھا ثم ننجی الذین -

تیسری حدیث اس طرح بیان کی جاتی ہے فقال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الورود الدخول لا یبقیٰ بر ولا فاجر الا دخلھا

مندرجہ بالا دو آیتوں اور تین حدیثوں کا مخالفین اسلام کی طرف سے یہ مفہوم بیان کیا جاتا ہے کہ ہر ایک انسان کو ضرور ہی جہنم میں جھونکا جائیگا - ان کا صحیح مطلب بیان فرمایئے -

(نوٹ) پچھلی دونوں حدیثوں کا حوالہ مجھے یاد نہیں رہا کہ کس کتاب کی ہیں

جواب - متقی کا جہنم سے کیا واسطہ - اس کا جہنم تو اس دنیا ہی میں سرد ہو چکا بلکہ جنت بن چکا - قیامت کے دن تو متقی کے لئے جنت ہی جنت ہے - خود قرآن میں ہے کہ ازلفت الجنۃ للمتقین غیر بعید کہ جنت متقیوں سے نزدیک کر دی جائے گی اور کوئی فاصلہ نہ رہے گا - پھر متقیوں کے لئے سورہ انبیاء میں آتا ہے کہ اولئک عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا کہ متقی جہنم سے دور رکھے جائیں گے - اور وہ اس کی آہٹ بھی نہیں سنیں گے - یہ لیجئے جہنم میں داخل ہونا کیسا وہ اس کی آواز تک نہیں سنیں گے - ایسی صریح آیات کے ہوتے ہوئے ان منکم الا واردھا کے یہ معنے کرنا کہ تمام متقی جن میں انبیاء اور مقربین بھی شامل ہیں سب ایک دفعہ جہنم میں داخل ہوں گے کس قدر غلط ہے - اسی سورہ مریم میں جس کی آپ نے یہ آیت پیش کی ہے آگے چل کر صاف الفاظ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا ونسوق المجرمین الی جھنم وردا (ترجمہ) دن آئے گا جب متقی رحمٰن کے حضور میں معزز مہمانوں کی طرح جمع ہوں گے - اور مجرموں کو ہم جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح ہانک لے جائیں گے - یہاں صاف لفظوں میں مجرموں کو جہنم کی طرف ہانک لیجانے کا ذکر ہے نہ کہ متقیوں کو - بلکہ معزز مہمان کی حیثیت سے رحمان کے حضور میں متقیوں کی حاضری کا ذکر کیا یہ خوب عزت اور مہمانی ہوئی کہ سب کو پکڑ کر جہنم میں جھونک دیا جائے -

سورہ مریم کی متنازعہ فیہ آیت

اب سورہ مریم کی اس آیت کو لیں جو متنازعہ فیہ ہے وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا ، ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا - ترجمہ ہوا - اور تم میں سے کوئی نہیں مگر اس پر آنے گا یہ تیرے رب پر لازم ہے اور فیصلہ ہو چکا ہے - پھر ہم انہیں نجات دیں گے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ہم ظالموں کو اس میں گھٹنوں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے -

اس میں دو امور بحث طلب ہیں ایک تو یہ کہ منکم میں مخاطب کون ہیں - کیا صرف مجرم اور کافر لوگ یا کل بنی نوع انسان - اور دوسرے ثم کے کیا معنے ہیں - اگر یہ دو باتیں صاف ہو جائیں - تو مطلب نہایت آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے منکم میں مخاطب کون ہیں یہ اس آیت سے پہلی آیات پڑھ کر بالکل صاف ہو جاتا ہے شروع رکوع سے پڑھ چلو

ویقول الانسان ءاذا	اور انسان کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گا
مامت لسوف اخرج حیا	تو کیا پھر زندہ کرکے نکالا جاؤں گا - کیا انسان
اولا یذکر الانسان انا	اس بات کو یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اس سے
خلقنٰہ من قبل ولم یک	قبل اس کو پیدا کیا جب کہ وہ کچھ بھی نہ تھا
شیئا ، فوربک لنحشرنھم	پس تیرے رب کی قسم ہم ان لوگوں کو ضرور جمع
والشیٰطین ثم لنحضرنھم	کریں گے اور ان شیطانوں کو جن کی تحریک
حول جھنم جثیا ، ثم لننزعن	کے ماتحت یہ اسی قسم کی باتیں بناتے اور
من کل شیعۃ ایھم اشد	انکار کرتے رہے - پھر ہم انہیں گھٹنوں کے
علی الرحمٰن عتیا ، ثم لنحن	بل دوزخ کے گرد حاضر کریں گے پھر ہر
اعلم بالذین ھم اولیٰ بھا	گروہ میں سے ہم ضرور انہیں الگ نکالیں گے
صلیا وان منکم الا واردھا	جو رحمان کے خلاف سرکشی میں سخت ترہے
کان علی ربک حتما مقضیا	پھر یقیناً ہم انہیں خوب جانتے ہیں جو اس میں
ثم ننجی الذین اتقوا ونذر	داخل ہونے کے زیادہ اہل ہیں اور تم میں
الظالمین فیھا جثیا ،	سے کوئی نہیں مگر اس پر آئے گا یہ تیرے رب
(سورہ مریم)	پر لازم اور فیصلہ شدہ ہے پھر ہم انہیں نجات دیں گے
	جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا - اور ہم ظالموں کو
	اس میں گھٹنوں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے -

اوپر کی آیات پر غور کرو وارد ورود سے ہے اس کے اصلی معنی ہیں پانی یا آگ پر پہنچنا بغیر اس میں داخل ہونے کے - گو بعض نے توسیع کرکے داخل ہونا بھی اس میں شامل کر لیا ہے پس اگر منکم میں مخاطب سب لوگ متقی اور کافر بھی مراد لے لئے جائیں تب بھی معنی صرف اس قدر ہوں گے کہ جہنم پر سب پہنچیں گے - مگر خدا چونکہ جانتا ہے کہ ان میں سے کون جہنم میں داخل ہونے کے اہل ہیں اس لئے جو متقی ہیں وہ بچ کر نکل جائیں گے - اور جو مجرم ہیں وہ اس میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیئے جائیں گے - یعنی نہایت ذلت سے جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے - لیکن مذکورہ بالا آیات کو پڑھو کیا رکوع کے شروع سے انہیں لوگوں کا تذکرہ نہیں - جو قیامت اور حیات بعد الممات کے منکر ہیں - کیا جہنم کے گرد انہی لوگوں کے جمع ہونے کا ذکر نہیں جو قیامت اور اعمال کی ذمہ داریوں کے منکر تھے - اور ان کے ساتھ اور کوئی اگر جمع ہوں گے تو وہ ان کے شیاطین ہوں گے جن کے پیچھے لگ کر اور جن کی ناپاک تحریک سے وہ گمراہ ہوئے - ان میں سے پھر وہ لوگ جو بہت سرکش تھے ان کو سخت تر سزا دینے کے لئے علیحدہ کرنے کا بھی ذکر ہے - اور یہ تسلی دی کہ دوزخ میں وہی لوگ داخل ہوں گے جو اس کے اہل ہوں گے - پس ظاہر ہے کہ منکم میں مخاطب یہی لوگ ہیں - جو قیامت کے منکر اور دوزخ کے عذاب کے اہل تھے اور جن کا یہاں ذکر ہے نہ کہ مومن متقی جو جنت میں ہوں گے -

ثم ترتیب کے لئے نہیں

البتہ ثم ننجی الذین اتقوا میں متقیوں کے نجات پا جانے کے ذکر سے یہ شک پڑتا ہے کہ کہیں منکم میں کافر و متقی دونوں مخاطب نہ ہوں - لیکن یہ دھوکا اس لئے لگتا ہے کہ ثم کو ترتیب کے معنوں میں لے لیا جاتا ہے - حالانکہ ثم بعض دفعہ کسی نئے واقعہ کی طرف توجہ دلانے کے لئے بھی آتا ہے مثلاً خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استویٰ الی السماء فسوٰھن سبع سمٰوٰت کہ جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب تمہارے لئے پیدا کیا - پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور سات آسمان ٹھیک ٹھاک بنائے - یہاں ثم ترتیب کے لئے نہیں ہے - بلکہ ایک اور نئے واقعہ کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہے - یعنے پہلے زمین کی طرف جو سامنے تھی توجہ دلائی کہ جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا - اس کے بعد آسمان کی طرف توجہ دلائی تو اس کو ثم سے شروع کیا - یہاں ثم کے معنے ہوں گے " ایک اور نئی بات سنو " اس کے یہ معنے نہیں کہ " اس کے بعد " یعنی ثم ترتیب کے معنوں میں نہیں ہے کیونکہ اس جگہ اگر ثم ترتیب کے معنوں میں سمجھا جائے - تو پھر اس کے معنے ہوں گے کہ زمین کے بنانے کے بعد خدا نے آسمان بنایا جو صریح غلط ہے کیونکہ دوسری جگہ قرآن میں صاف طور پر آسمان کے بنانے کا ذکر کرکے والارض بعد ذالک دحٰھا فرمایا کہ زمین کو آسمان کے بعد بنایا

اس صریح آیت کی موجودگی میں ہم ثم استویٰ کے معنے یہ نہیں کر سکتے کہ زمین کے بعد آسمان کو بنایا - پس اسی طرح ثم ننجی الذین اتقوا میں ثم ترتیب کے لئے نہیں - بلکہ اس کے معنی ہیں جہاں جہنم کے لوگوں کا حال تھا " اب ایک اور بات بھی سن لو " وہ یہ کہ ہم متقیوں کو نجات دیں گے - اور اس کے بالمقابل جہنمیوں کو آگ میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے - پس منکم میں مخاطب کفار ہیں - نہ کہ متقی - اور ثم ترتیب کے لئے نہیں - بلکہ ایک الگ واقعہ بیان کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے - اور جب اس آیت کو دوسری آیات قرآنی کے سامنے رکھو جن کا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں جن میں یہ ذکر ہے کہ متقی کو جہنم کی آہٹ بھی نہیں سنائی دیگی - اور مجرم ہی جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے تو پھر شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی -

آپ نے تمت کلمۃ ربک لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین (ہود) کو پیش کرکے کمال کر دیا - گویا خدا متقی اور مجرم - مومن اور کافر سب سے جہنم کو بھر دے گا - تو پھر جنت کہاں جائے گی - جس کے لئے فرمایا مثل الجنۃ التی وعد المتقون کہ یہ مثال ہے اس جنت کی جو متقیوں کو وعدہ دی گئی ہے - کیا خوب وعدہ جنت کا بھر دیا جہنم میں - اس آیت کے لفظی معنی اگر آپ کرتے تو ایسی ٹھوکر نہ کھاتے - لفظی معنے ہیں " تیرے رب کی بات پوری ہوئی کہ بے شک میں جہنم کو جن اور آدمیوں سب سے بھر دونگا " غور کرنا چاہیئے کہ یہ کونسی رب کی بات تھی جو پوری ہوئی؟ کیا اس کا کہیں قرآن میں بھی ذکر ہے - اب ہم سورہ اعراف کو پڑھتے ہیں - جہاں شیطان کو مخاطب کرکے ارشاد ہوتا ہے لمن تبعک منھم لاملئن جھنم منکم اجمعین کہ انسانوں میں سے جو کوئی تیری اتباع کرے گا میں تم سب سے جہنم کو بھر دونگا یعنی انسانوں میں سے جو شیطان کی اتباع کرے گا ان سے اور ان کے شیاطین سے اللہ تعالیٰ جہنم کو بھر دے گا - یہ بات ہی جو خدا نے پہلے سے فرمائی تھی اور اسی کو یہاں سورہ ہود میں یاد دلاتے ہیں پہلے فرمایا الا من رحم ربک ولذالک خلقھم (ہود) کہ پہلے تو انسان کو رحم کے لئے ہی پیدا کیا تھا پھر اس کے بعد آیت متنازعہ فیہ کو پیش کرکے فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہم نے تو ان کو رحم کے لئے پیدا کیا تھا مگر انسان نے اپنی نافرمانیوں اور شیطان کی اتباع سے خدا کی وہ بات پوری کرکے چھوڑی کہ شیطان اور اس کے متبعین سے خدا جہنم کو بھر دے گا - گویا انسان خدا کے اس وعید کا مصداق شیطان کے اتباع کرنے کی وجہ سے خود اپنے ہاتھوں بنا - اب ظاہر ہے کہ یہاں وہی لوگ مراد ہیں جو کہ شیطان کے متبع ہیں -

احادیث کا صحیح مفہوم

باقی رہیں آپ کی پیش کردہ احادیث - اس میں سے ابن مسعود کی حدیث تو بالکل صاف ہے کہ لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے پھر اپنے اعمال کے بموجب اس میں سے نکلیں گے - یہ " سب " کا لفظ آپ نے اپنی طرف سے ترجمہ میں بڑھا دیا ہے ورنہ اصل حدیث میں یہ لفظ نہیں الناس کے معنے ہیں لوگ - اس کے معنے " سب لوگ " کرنے خواہ مخواہ کی زبردستی ہے - ال تخصیص کے لئے ہے یعنی وہی لوگ جو دوزخ میں جانے کے اہل ہوں گے - کیا آپ اس کے معنے یہ لیتے ہیں کہ متقی اور مومن سب جہنم میں داخل ہو جائیں گے - لاحول ولا قوۃ - اس میں کیا شک ہے کہ وہ سب لوگ جو جہنم میں داخل ہونے کے لائق ہوں گے اس میں ڈال لئے جائیں گے - اور جیسے جیسے اعمال کی سزا بھگتتے جائیں گے - جہنم سے نکلتے جائینگے بعض جلد اور بعض دیر سے - اس میں کیا مشکل نظر آتی ہے - بات کیسی سچی اور صاف ہے -

باقی کی دو حدیثوں کی نسبت آپ کو خود اعتراف ہے کہ آپ کو ان کا حوالہ یاد نہیں - اس لئے ان کے صحیح اور غلط ہونے کی نسبت کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی - لیکن چلو میں فرض کئے لیتا ہوں کہ کسی روایت سے ایسا بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں کو جہنم پر سے گزرنا ہوگا - لیکن کیا یہ سچ نہیں کہ جہنم جذبات انسانی کے افراط و تفریط کا نتیجہ ہے - اور ان کو اعتدال پر رکھنے کا نام صراط مستقیم ہے - یہی شہوت و غضب کے جذبات جب انسان کے ارادہ کے ماتحت اعتدال پر رہیں تو اس کا نام صراط مستقیم ہوتا ہے - اور یہی جذبات جب افراط و تفریط کے رنگ میں ہوتے ہیں - تو وہ گمراہی کہلاتی ہے اور انہی جذبات کی آگ میں انسان اس دنیا میں بھی جلتا ہے - اور آخرت میں بھی اسی آگ کا ظہور جہنم کی شکل میں ہوگا جیسا کہ خود قرآن کہتا ہے - نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ انھا علیھم مؤصدۃ فی عمد ممددۃ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جو قلب پر روشن ہوتی ہے بیشک یہ آگ ان کو بڑے بڑے لمبے ستونوں میں گھیرے ہوئے ہوگی - کیسا صاف بتایا کہ یہی جذبات کی آگ جو دنیا میں قلب میں مشتعل ہوتی ہے - قیامت میں جہنم کی شکل میں گھیر لے گی - اسی بات کو تمثیلی رنگ میں ایک روایت میں بھی بتلایا ہو کہ مومن قیامت کے دن جہنم پر سے پل صراط پر سے گزر جائے گا - جو بال سے زیادہ باریک ہوگا - یعنی مومن جو کہ اس دنیا میں خدا کے حکم کے ماتحت جذبات

کو اعتدال اور توازن میں رکھ کر صراط مستقیم پر چلتا رہتا ہے۔ آخرت میں جو عالم مثال ہے وہ اپنے آپ کو جذبات کی آگ پر سے اسی صراط مستقیم کی آگ پر چلتا پائیگا جس پر وہ دنیا میں چلا تھا۔ اور وہ تمثیلی رنگ میں اس وقت ایک پل کی شکل میں نظر آئے گا۔ جو اگرچہ بال سے زیادہ باریک ہوگا۔ لیکن چونکہ وہ دنیا میں اپنے آپ کو اعتدال پر رکھ چکا ہے۔ اس لئے وہ اس باریک سے باریک پل پر سے صحیح سالم گزر جائے گا اور اس کا قدم ادھر یا ادھر نہیں ڈگمگائے گا۔ یہ صرف اس کی اپنی دنیوی حالت اور مجاہدات کا ایک نقشہ ہوگا۔ جو اسے عالم آخرت میں نظر آئیگا اور جس سے اسے بتایا جائے گا۔ کہ وہ دنیا میں کیسی نازک حالت میں رکھا گیا تھا۔ اور صراط مستقیم پر چلنا اس کے لئے کس قدر مفید اور سلامتی کا موجب تھا۔ اور اس سے ادھر ادھر ہونا کیسا خطرناک اور ہلاکت کا موجب تھا۔

متقی کیلئے جہنم سرد ہو جاتا ہے

اور سچ تو یہ ہے کہ اپنے جذبات کو توازن پر رکھ کر اور صراط مستقیم پر قائم ہو کر ایک مومن دنیا ہی میں اپنے جہنم کو سرد کر لیتا ہے بلکہ اپنے اندر ایک جنت پیدا کر لیتا ہے پس قیامت میں اگر اسے جہنم میں سے یا اس کے اوپر کسی پل پر سے گزرنا بھی پڑ جائے تو ظاہر ہے کہ اسے وہاں کوئی آگ نظر نہیں پڑے گی۔ بلکہ اگر کچھ نظر آئے گا تو وہ باغ یا جنت ہوگی۔ جیسا کہ ایک حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ جنتی جنت میں پہنچ کر پوچھیں گے کہ ہمیں تو رستے میں کوئی جہنم نظر نہ آیا تو ان کو کہا جائے گا کہ رستہ میں جہنم تو تھا۔ مگر وہ تمہارے لئے سرد ہو چکا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ رستے میں جو باغ نظر پڑے تھے وہی جہنم تھا۔ کیونکہ تم اپنے جہنم کو جنت سے بدل چکے تھے۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ ہر ایک شخص کو اس کے اپنے ہی بنائے ہوئے یا بجھائے ہوئے جہنم سے گزرنا پڑے گا۔ نہ کسی دوسرے کے۔ جو دنیا میں صراط مستقیم پر قائم نہ رہ سکا اور جذبات کی آگ کو بھڑکا کر اس میں گرتا رہا۔ وہ آخرت میں بھی جہنم کی آگ میں گرے گا اور جلے گا۔ اور جو اس دنیا ہی میں صراط مستقیم پر قائم رہ چکا۔ اور اپنے اندر کے جذبات کی آگ کو ٹھنڈا کر چکا بلکہ جنت بنا چکا اس کا آخرت میں بھی قدم نہیں ڈگمگائے گا۔ اور اس کا جہنم اسے سرد بلکہ جنت نظر آئے گا۔ وہ لاکھ دفعہ جہنم میں سے گزرے وہ اس کے لئے جنت ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنے جہنم کو دنیا ہی میں جنت بنا چکا۔ اسی لئے قرآن میں ہے کہ وہ جہنم کی آہٹ بھی نہیں سنیں گے۔ اور وہ کس طرح سن سکتے ہیں جبکہ ان کا جہنم جنت بن چکا۔ کافر کی جہنم سے مومن کو کوئی واسطہ نہیں۔ ہر ایک کو اپنے جہنم میں سے گزرنا ہے نہ کہ دوسرے کی۔ کافر دنیا میں جذبات کی اتباع سے اپنے اندر آگ بھڑکا کر لائے گا۔ اس لئے اس کا ورود آگ میں یقینی ہے۔ متقی دنیا ہی میں اپنے جذبات کی آگ کو سرد کر کے اپنے جہنم کو جنت بنا چکا۔ اس لئے اس کا رستہ اگر جہنم میں سے بھی ہو تو وہ اس کے لئے جنت ہوگا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ آج کل ڈلہوزی میں بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ آپ کا پتہ یہ ہے:-

"میپل برو ڈلہوزی"

— ہمارے شمارہ کے پیغام صلح میں ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب محصل انجمن کا ایک مکتوب شائع ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے احباب سے یہ تحریک کی تھی کہ ضلع جھنگ میں چھ مقامات پر جہاں آریوں کا زور ہے اخبار پیغام صلح مدرسین وائمہ مساجد کے نام مفت جاری کرایا جائے۔ اس تحریک کے جواب میں جناب غلام ربانی صاحب اسسٹنٹ انکم ٹیکس آفیسر راولپنڈی لکھتے ہیں کہ "اگر آپ نصف کی رعایت کریں تو ایک سال کے لئے میری طرف سے ان چھ مقامات پر جن کے متعلق محصل صاحب سے آپ تفصیلاً دریافت فرما سکتے ہیں اخبار کا اجرا فی الفور کر دیں۔ اگر آپ کا فنڈ آدھی قیمت کی گنجائش نہ نکالے تو میری طرف سے ان میں سے تین مقامات پر پرچہ جاری کر دیں۔ میں انشاء اللہ یکم جون کو بذریعہ منی آرڈر قیمت ادا کر دونگا۔"

چونکہ پہلے ہی کافی سے زیادہ اشخاص کے نام اخبار نصف قیمت پر جاری ہے اور مزید رعایت کی گنجائش نہ تھی۔ اس لئے اخبار حسب ارشاد تین مقامات پر جاری کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ باقی تین مقامات پر کوئی اور صاحب استطاعت بھائی اخبار جاری کرا کر ثواب دارین حاصل کریں گے۔

— مولانا عصمت اللہ صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی یو پی کا تبلیغی دورہ ختم کر کے واپس لاہور پہنچ گئے ہیں۔

— جناب مصطفےٰ خان صاحب [illegible] اسسٹنٹ علی پور ضلع مظفر گڑھ لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک مقدمہ کی اپیل ہائی کورٹ میں داخل کر رکھی ہے احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

— جن دوستوں نے میری بیماری کی خبر سنکر اور اخبار پیغام صلح میں پڑھ کر مجھے خط لکھے ہیں ان کا شکریہ۔ میں اب اچھا ہوں۔ (میر احمد کمپونڈر۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب)

بیٹا بنانے کا تیر بہدف ویدک نسخہ
ضرورتمند آریہ سماجی نوٹ کر لیں

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

لاہور کے پنڈت ٹھاکر دت صاحب موجد امرت دھارا نے ایک کتاب "لڑکا اور لڑکی اپنی مرضی سے پیدا کرنا" لکھی ہے۔ اور اس نام کی ایک دوائی بھی وہ نہایت قیمتی داموں پر فروخت کرتے ہیں۔ نہیں معلوم اس کتاب کو پڑھ کر یا نسخہ کو استعمال کر کے کتنے آریوں کو لڑکے پیدا کرنے میں کامیابی ہوئی ہے اور اس امر کا کیا ثبوت ہے کہ جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ اس نسخہ کے استعمال اور کتاب کی ہدایات پر عمل کرنے ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اتنا تو ہم بھی جانتے ہیں کہ اگر ان کو اس طریق علاج میں پچاس فیصدی بھی کامیابی ہوتی تو امرت دھارا کی طرح اس دوائی کی اشتہار بازی میں بھی وہ کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے۔ وہ وید (طبیب) ہیں۔ عالم سنسکرت ہیں۔ طب کی متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ویدک طب میں انہیں خاصی مہارت حاصل ہے۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے ویدوں کے اس بے نظیر نسخے کو پبلک کے فائدہ کے لئے شائع نہیں کیا۔ اگر وہ اس تیر بہدف ویدک نسخے کو پبلک کے سامنے لے آتے تو ویدوں کا پرچار (اشاعت) بھی ہو جاتا ان کی صداقت بھی ظاہر ہو جاتی۔ کم از کم اور نہیں تو آریوں کے ہاں تو لڑکیوں کے بجائے دھڑا دھڑ لڑکے ہی لڑکے پیدا ہونے لگ جاتے۔ ویدوں کی کرامت کو دنیا دیکھتی اور کسی کا سر پھرا تھا کہ انکار کرتا۔ یہ امرت دھارے کا خرچ۔ رات دن کی چیخ پکار اور دوڑ دھوپ۔ نہ آریوں کو نجات ملتی مگر پنڈت جی نے نہ تو امرت دھارا کا نسخہ ہی کو بتلایا اور نہ لڑکے پیدا کرنے کا ویدک نسخہ ظاہر کیا۔ اگر وہ پرماتما پر بھروسہ رکھتے تو ان کی دکانداری کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا دنیا بھر کے ڈاکٹر مل کر ان نسخوں کو عمل میں لاتے اور تمام دنیا کے لوگ کل بیماریوں سے نجات پا کر لڑکے پیدا کرنے لگ جاتے۔ نہ جانے چند سالوں میں دنیا کیا سے کیا ہو جاتی۔ امرت دھارا سے کوئی بیماری کسی کے پاس نہ پھٹکتی اور لڑکے بنانے کی مشین ہمیشہ اپنا کام کرتی رہتی۔ یہ انہی ویدک طب کے حقائق و رموز جاننے والوں کا فرض تھا کہ وہ اس قسم کے نسخے ویدوں سے شائع کرتے۔ مگر کیا کیا جائے ان لوگوں میں بخل بہت ہے اور دیسی طبیبوں میں کہتے ہیں یہ بیماری سب سے زیادہ ہے کہ وہ اپنا علم سینے میں دفن رکھتے ہیں۔ ہم تو سچ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں امرت دھارا کا نسخہ مل جاتا اور جیسا کہ پنڈت جی کے آئے دن کے اشتہارات ہمیں بتلاتے ہیں وہ واقعی ایسی ہی مفید یعنی کل دنیا جہان کے امراض کی ایک ہی دوائی ہوتی تو ہم ہرگز اسے نہ چھپاتے۔ بلکہ رفاہ عام کی غرض سے فوراً شائع کر دیتے۔ دیکھئے ویدوں سے ہمیں بیٹا پیدا کرنے کا نسخہ ملا ہے ہم بلا کسی بخل اور تنگدلی کے اس کو شائع کرتے ہیں۔ آریوں کا جی چاہے تو وہ آزما کر عمل میں لائیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ نسخہ کی سند اور صحت کے ہم ذمہ دار ہیں۔ اگر نقل کرنے میں غلطی کریں تو ہمارا خدا ہم سے سمجھے۔

نسخے کے اجزا معہ فائدہ

فائدہ:- آریوں کی عملی زندگی کے ۱۶ فرائض میں سے ایک فرض کا نام پنسونم سنسکار ہے زبان سنسکرت میں پن یا پنس اولاد نرینہ کو کہتے ہیں (دیکھو پانینی کی گرامر ادھیایہ ۸ کنڈ ۳ سوتر ۶) سوہ دھاتو یا مصدر سے سوتم پیدا کرنے کو کہتے ہیں۔ پس اس رسم کا نام پنسونم اس لئے ہے کہ اس میں لڑکے پیدا کرنے کا نسخہ بتایا جاتا ہے۔ ہر ایک آریہ کا فرض ہے کہ وہ باقی سنسکاروں بیاہ شادی جینے مرنے کی رسومات کی طرح اس کو بھی بجا لائے۔ ورنہ وہ آریہ ہو نہیں سکتا اور اگر وہ غلطی سے ہو گیا تو رہ نہیں سکتا۔

نسخہ:- درخت بڑ اور پیپل کی لکڑیوں سے آگ جلائے اور دوسری طرف نہایت احتیاط سے ایسا گھی مہیا کرے کہ جو نر بچھڑے والی گائے کے دودھ سے نکالا گیا ہو۔ مذکورہ بالا آگ کو اٹھا کر اس گھی میں ڈال دے پھر اس گھی کو دائیں انگوٹھے پر لگا کر خاوند اپنی حاملہ بیوی کے (جس کا حمل دو تین ماہ سے آگے نہ بڑھ چکا ہو) دائیں نتھنے میں اس کی نسوار چڑھائے۔ اور پھر بلوئے ہوئے دہی میں وہی آگ بجھا کر شہد کے ساتھ اس کو پینے کے لئے دیا جائے۔ مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس آگ کے اردگرد نر جانوروں کی اون کا ایک حلقہ بھی قائم کر دینا چاہیئے اور اسی اون کا دھاگہ عورت کو باندھ دینا چاہیئے۔ یہ سب کام کرتے ہوئے ساتھ ساتھ وید منتروں کی بھی تلاوت برابر جاری رہنی چاہیئے۔

(۱) نر مترا اور ورن دیوتا ہیں دونوں اشونی کمار دیوتا بھی نر ہیں نر اگنی اور وایو دیوتا ہیں (اے حاملہ عورت) تیرے پیٹ میں بھی نر ہو نر اگنی ہے نر ہی اندر ہے اور برہسپتی دیوتا بھی نر ہے اس لئے نرینہ اولاد ہی تو حاصل کر اور یقینی طور پر نرینہ ہی پیدا کر" (منتر براہمن [illegible])

(۲) پیپل بڑ کے درخت پر غالب آتا ہے تو وہاں نر پیدا ہوتا ہے۔ یہ بیٹا پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اس کو ہم عورتوں کی جماعت میں لاتے ہیں۔ باپ نرینہ نطفہ بو دیتا ہے عورت اس کی نگرانی اور پرورش کرتی ہے۔ یہ ہے طریق بیٹا پیدا کرنے کا۔ پرجاپتی دیوتا نے اسی طرح ظاہر کیا ہے۔ پرجاپتی۔ انومتی۔ اور سنی والی دیوتا نے یہ حکم دیا ہے کہ کسی دوسری جگہ وہ اولاد اناث کا اثر پیدا کرے مگر یہاں بیٹا ہی مہیا کرے۔ (اتھروید کانڈ ۶ سوکت ۱۱ منتر ۱-۳)

(منقول از سنسکار ودھی مؤلفہ سوامی دیانند جی مہاراج [illegible])

(باب پنسونم سنسکار)

اس نسخے کے بتلانے میں سوامی جی مہاراج نے بھی کشادہ دلی سے کام نہیں لیا۔ اول تو عنوان مضمون کا مطلب بیان کرنے میں ہی گڑبڑ چوتھ ماردی ہے اس سنسکار سے پرشتو یعنی نطفہ کا حاصل ہونا اس کا قائم رکھنا اور طاقتور بنانا لکھ دیا۔ کسی لغت کسی دھرم شاستر اور سوتر گرنتھ میں اس لفظ کے یہ معنے نہیں لکھے۔ پھر اگر اس عمل کا مقصد صرف نطفہ مضبوط کرنا تھا۔ تو سوامی جی نے خود ہی یہ کیوں لکھ دیا کہ یہ عمل حمل کے دوسرے اور تیسرے مہینے میں کرنا چاہیئے۔ پھر عورت کو گھی کی نسوار کی کیا ضرورت تھی۔ کیا اس سے مرد کا نطفہ مضبوط ہو جائے گا۔ نسوار سونگھے عورت اور نطفہ مضبوط ہو مرد کا! ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ!

آریہ سن رکھیں کہ اپنا جو کلچر اور تہذیب وہ ہندوستان میں پھیلانا چاہتے ہیں وہ ان مسخرہ پن کی باتوں کے ہوتے ہوئے نہیں پھیل سکتا۔ جب تک وہ اس مضحکہ خیزی کو اپنے مت سے نہ نکال دیں گے ہندوؤں کے بھی تعلیم یافتہ طبقہ میں کامیاب نہ ہوں گے۔ مسلمان اور عیسائی تو کیا اس تہذیب و تمدن کو اختیار کریں گے آریہ خود اس دھرم سے بیزار ہو رہے ہیں اور ہر عقلمند ایسے دھرم سے بیزاری کا اظہار کرے گا جو بیٹے پیدا کرنے کے مذاقیہ ٹوٹکوں سے معمور ہے۔ البتہ جو عقل سلیم سے بیزاری کا اعلان کر چکے ہیں وہ اس کے پکے حامی اور پیرو ہیں۔ بیٹے ہی بیٹے پیدا کرنے کی اس رسم کی بنیاد اتھروید کانڈ ۶ سوکت ۱۱ پر ہے۔ اور اس کا ذکر چرک سمہتا۔ گرمیہ سوتر۔ آپستمبھ کا شکسا سوتر۔ مہابھارت وغیرہ تمام کتب میں موجود ہے۔ اور ایسا ضروری عمل ہے کہ سوامی دیانند جی نے بھی اپنی سنسکار ودھی میں اس کو درج کیا۔ اور سوتر گرنتھوں کے اس پر حوالجات نقل کئے۔ جو ہمارے مضمون کی تصدیق کرتے ہیں۔

آریوں کو چاہیئے کہ ہمارے مشکور رہیں کہ ہم ان کی بھولی بسری تہذیب بڑی محنت سے رات دن بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کر کے ان کو یاد دلاتے اور پھر ان کی اپنی ملکی زبان میں سناتے رہتے ہیں۔ دیکھو ہم نے کس محنت سے ضخیم کتابوں سے تلاش کر کے ایسے اعلےٰ درجہ کے نسخے کو بغیر کسی بخل کے بتلا دیا ہے۔ پنڈت ٹھاکر دت صاحب سے بھی تو کہہ دیکھو کہ وہ امرت دھارا کا نسخہ بتلا دیں۔ وید کے سچے پرچارک تو ہم ہیں نہ کہ آریہ۔

یاد آئے گی تمہیں میری وفا میرے بعد

علی پور میں ایک شدھی کی حقیقت

آریہ سماج علی پور ضلع مظفر گڑھ نے ۲۹ راپریل کی شب کو ایک آدمی شدھ کیا۔ اور اس شدھی کو نہایت دھوم دھام سے سرانجام دیا۔ مسلمانوں کو تنگ کرنے کی غرض سے راہ چلتوں کو ہند و سناتے پھریں کہ ہم نے ایک مسلمان کو شدھ کیا ہے اور اس شدھی سے احمدیہ مشن علی پور کو ایک شکست دی ہے وغیرہ وغیرہ۔ جب میں نے اس شدھی کے صحیح حالات بہم پہنچائے تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ خیال آیا کہ اشدھی کے پرچارک گر ایسی حرکات کو اپنی شہرت اور کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں تو یہ انہی کو مبارک ہوں۔ خدا تعالیٰ اسلامی مشن کو ان ذلیل حرکات سے محفوظ رکھے۔

ضلع جالندھر کا ایک ہندو لڑکا رام لال پیشہ ترکھان محنت مزدوری کے لئے مقام ہیڈ پر آیا۔ اور وہیں اس نے اپنے پیشہ کی دکان کھول لی۔ اس کی دکان کے قریب ایک مسلمان نانبائی برکت علی کی دکان تھی۔ برکت علی کچھ عرصہ کے بعد اپنی دکان بند کر کے علی پور آ گیا۔ اور وہاں سے دکان اٹھالی۔ ۲۹ راپریل کو رام لال مذکور کسی کام سے علی پور آیا۔ یہاں اس کا کوئی آشنا نہ تھا۔ مجبوراً اس نے برکت علی کا مکان دریافت کیا۔ اور اس سے ملا۔ برکت علی نے اسے اپنے پاس ٹھیرا لیا۔ اور پھر اسے ایک ہندو نانبائی دولتا رام کی دکان پر لے گیا۔ اور اپنی گرہ سے اپنے ہندو مہمان کو کھانا کھلایا۔ کسی طرح یہ خبر آریوں کو پہنچی تو بڑے گھبرائے کہ ایک ہندو نوجوان مسلمانوں کے ہاتھ چڑھا ہوا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اسے مسلمان کر لیں۔ دوڑے دوڑے آئے اور رام لال مذکور کو سماج مندر میں لے گئے اور فوراً شدھی کی تیاریاں کر کے شدھی کی رسم ادا کی۔ نام وہی رام لال کا رام لال رہنے دیا (باقی بر صفحہ ۵ کالم اول)

ہندوستان

— آجکل بمبی کے قریب قریب تمام کارخانے بند ہیں۔ دو لاکھ مزدور ہڑتال پر ہیں۔

— یوپی کے اضلاع میں اپریل کے آخری ہفتہ میں پلیگ سے ۱۲۹۷۸ اور ہیضہ سے ۴۷۰ اموات واقع ہوئیں۔

— پنجاب کے بعض اضلاع میں پلیگ کا بہت زور ہے۔

— کلکتہ ۱۰ مئی گزشتہ شب دیوی راج راجیشوری کے جلوس پر ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ کئی آدمی زخمی ہوئے ایک مسلمان شہید ہو گیا۔ ... میں بھی اس جلوس پر ایک خوفناک فساد ہوا تھا۔

— کلکتہ ۱۱ مئی۔ اخبار سٹیٹسمین کو معلوم ہوا ہے کہ سر جان ہارٹوگ بس کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ جو ہندوستان میں تعلیمی ترقی کی بابت تحقیقات کر کے سائمن کمیشن کو اس کے متعلق مشورہ دے گی۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ سر سلطان احمد اور ڈاکٹر موتھالکشمی ریڈی اس کمیٹی کے ممبر ہونگے۔

— ڈاکٹر بیسنٹ اور مسٹر شیوا راؤ نے سر جوشی سے اپیل کی ہے کہ وہ بالشویک روپے کو واپس کر دیں۔

— بمبئی کی ہڑتال بدستور جاری ہے اور روز بروز ترقی کر رہی ہے۔

— بمبئی ۱۲ مئی۔ کل بازار کی گنجان آبادی میں بعض دکانوں کو آگ لگ گئی۔ ایک لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔

— اخبار پرتاپ کو معلوم ہوا ہے کہ مسز نیڈو عنقریب امریکہ جا رہی ہیں وہاں آپ ہندوستان کی حالت پر تقاریر کریں گی۔

— آج کل نواب بھوپال اپنی ریاست کا دورہ کر رہے ہیں۔

— حضور نظام نے ڈبے بلی کے اسپتال کو جو جذام کے مریضوں کے لئے مخصوص ہے۔ تیس ہزار روپیہ عطا فرمایا۔

— مدراس میں ایک خاتون نے زندگی سے تنگ آ کر خودکشی کر لی۔

— دہلی میونسپلٹی نے مختلف اخراجات کے لئے گورنمنٹ سے ۲۰ لاکھ روپیہ مانگا ہے۔

— بھوانی کے مشہور رئیس چودھری چھاجو رام نے لیڈی ہیلی ہسپتال کے لئے ۳ لاکھ روپیہ دیا۔ اس ہسپتال کا سنگ بنیاد گورنر پنجاب رکھیں گے۔

— ڈھاکہ میونسپلٹی کے سکرٹری کو جو ہندو تھا کسی نے قتل کر دیا۔

— ۶ مئی کو مولانا محمد علی ایڈیٹر ہمدرد کی صاحبزادی کی شادی نہایت سادگی سے مسنون طریق پر ہوئی۔

— دہلی پولیس نے عید اور محرم کے مہینوں میں لاٹھی رکھنے کی ممانعت کر دی ہے۔

— ۱۴ مئی کو گورنر پنجاب نے رہتک پانی پت ریلوے لائن کا افتتاح کیا۔

— گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی لاہور والی ایم ۔ سی ۔ اے (۲.M.C.A.) نے فیصلہ کیا ہے کہ لاہور کے باہر رہنے والے طلبہ کو امتحانات کے نتائج سے دفتر پر اطلاع بھجوائی جائے گی اگر کوئی صاحب بذریعہ تار خبر منگوانا چاہیں تو انکو چاہئے کہ ۱۲ رسوم ٹکٹ سکرٹری وائی ایم سی اے مال روڈ کے پاس بھجوا دیں۔

ہندو دنیا

— جنیوٹ میں ایک گریجویٹ ہندو نے اپنی بیوی کو قتل کر دیا۔

— لاہور ۱۳ مئی۔ کل سے میدان داندر کس میں سالانہ ہندو سماج ہو رہا ہے۔ کل شام کے اجلاس میں مختلف مقامات کے معززین شرفاء نے سنگھٹن کے موضوع پر اظہار خیالات کیا۔ بعض تقریریں اشتعال انگیز بیان کی جاتی ہیں۔

— راولپنڈی ۱۴ مئی۔ رام باغ کے مندر میں ایک سادھو نے مورتی توڑ دی جس پر سناتن دھرم ہندوؤں میں بڑا جوش پھیلا ہوا ہے۔

— پنڈت متا رام آج کل بھنڈہ میں اشدھی اور بدھوا بیاہ کا پرچار کر رہے ہیں۔ ان کو کامیابی ہو رہی ہے۔

— سندھ کے ہندو قانون انتقال اراضی سندھ کی سخت مخالفت کر رہے ہیں اور جگہ جگہ جلسے ہو رہے ہیں۔ جن میں یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ یہ قانون ہرگز نافذ نہ کیا جائے۔

— لالہ رام پرشادی سکرٹری شردھانند میموریل ٹرسٹ نے آل انڈیا اچھوت ادھار کمیٹی سے استعفا دے دیا ہے کیونکہ ان کی صحت ایک عرصہ سے خراب ہو رہی ہے۔

— بغداد آریہ سماج کا نواں سالانہ جلسہ نہایت کامیابی سے ہوا۔

— پنڈت مدن ملاح کی غرض سے شملہ روانہ ہو گئے ہیں۔

— بوتال دہلی کے تمام مسلمان کاریگروں کو برخاست کر دیا گیا ہے یہ ایک مشہور متعصب آریہ سماجی سرمایہ دار سیٹھ برلا کی ہے۔

— پنڈت بلاوی آج کل ایک مذہبی کتاب "ستر تھا" تالیف کر رہے ہیں۔

— آل انڈیا سناتن دھرم مہا سبھا نے چھ سنے پرچارک اودھ اور صد بجات متوسط اور جنوبی بہار میں سناتن دھرم کا پرچار کرنے کے لئے بھیجے ہیں۔

— نیو یارک میں ویدک ریسرچ کے لئے ایک نئی درسگاہ قائم کی گئی ہے۔ پانچ لاکھ ڈالر کی مالیت کی جائداد اس درسگاہ کے حوالے کر دی گئی ہے۔

— سکرٹری انجمن تحفظ اسلام علی پور اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں کے ہندو مسلمانوں کو بہت تنگ کر رہے ہیں۔

— بنارس ۱۵ مئی۔ مہامنڈل کے سوامی دیانند جس شخص نے حملہ کیا تھا وہ ابھی تک گرفتار نہیں ہوا۔ سوامی جی کی حالت اب پہلے سے بہتر ہے۔

— موضع شمس پور ضلع علیگڑھ میں ۱۴ مئی کو بھارتیہ ہندو شدھی سبھا کے زیر اہتمام ۱۳۲ ملکانے گوجروں کی اشدھی ہوئی۔ ہندو گوجر برادری میں خوشی کی لہر ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اس نواح میں ہزاروں مسلمان گوجر اشدھ ہونے والے ہیں۔

— راجہ نیا مورد مدراس کی ۱۳ سالہ لڑکی نے جو اجھی کنواری تھی خودکشی کر لی۔ نصف شب کے قریب لڑکی بستر سے اٹھی۔ احاطے کے اندر تالاب میں اشنان کیا۔ پھر آگ جلائی۔ اور مٹی کا تیل چھڑک کر آگ میں کود پڑی۔ خودکشی کا سبب ابھی تک معلوم نہیں ہوا۔

— کلکتہ میں ایک مکان "گوبند بھون" ہے۔ ہندو اخبارات کا بیان ہے کہ اس میں گذشتہ ہفتہ تک کم از کم ۱۵۵ ہندو عورتوں کی عصمت دری کی گئی ہے۔

ممالک خارجہ

— دارسا (روس) کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ افغانستان کے عمدہ ترین قیمتی لباسوں اور پوستینوں سے بھرے ہوئے دو ٹرنک گم ہو گئے ہیں تلاش سرگرمی سے جاری ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

— شمالی امریکہ میں ایک ایسا درخت پایا گیا ہے جس کی لکڑی پر آگ کا مطلق اثر نہیں ہوتا۔ خواہ سارے جنگل میں آگ لگ جائے یہ درخت جوں کا توں کھڑا رہتا ہے۔

— بصرہ ۱۱ مئی۔ آج جنوبی ایران کے تمام شہروں اور قصبوں میں ایران کے اندر غیر ملکی باشندوں کے امتیازات مراعات کے خاتمہ پر خوب جشن منائے گئے۔ ان امتیازی مراعات کی تنسیخ کا دن ۱۰ مئی تھا۔

— کابل اور تاشقند کے درمیان ہوائی آمد و رفت باقاعدہ شروع ہو گئی ہے۔ اور بہت مقبول ہو رہی ہے۔

— کابل کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہاں کا سینما جو شاہ امان اللہ خاں کی ملکیت تھا۔ بجلی کا تار منہدم ہو جانے سے جل گیا۔ اور شاہ افغانستان کے سفر ہند و مصر کی فلمیں تباہ ہو گئیں۔

— لینن گراڈ ۱۱ مئی۔ شاہ افغانستان اور ملکہ افغانستان آج یہاں وارد ہوئے۔ جو لوگ استقبال کے لئے آئے تھے ان میں مسلمان آبادی کے افراد بھی شامل تھے۔

— لندن ۱۱ مئی جو ولایتی ڈاک ہندوستان سے جا رہی تھی پورٹ سعید میں اس کے ۱۴۰ تھیلوں کو آگ لگ گئی تمام خطوط اور پارسل جل گئے۔

— مارسیلز ۱۱ مئی سابق مہاراجہ اندور روس طرح آج یہاں پہنچ گئے ہیں۔

— ایک مصری اخبار رقمطراز ہے کہ بالشویک روس میں بدھ مت پھیلانے کی تحریک کر رہے ہیں۔ ان کے لیڈر ان کو یقین ہے کہ تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ بدھ مذہب کو اختیار کرنے سے ان کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ بالشویک گورنمنٹ روس میں ایک بدھسٹ یونیورسٹی قائم کرنے کی سکیم مرتب کر رہی ہے۔

— برطانوی سفیر سر فرانسس ہمفریز جو کابل میں متعینات تھے وہ عنقریب انگلستان سے ہندوستان آنے والے ہیں۔

— قاہرہ کا ایک اخبار رقمطراز ہے کہ شاہ افغانستان اپنے ملک میں ریلوے کا جال بچھانا چاہتے ہیں اس کے لئے جرمنی سے ایک کروڑ ٹرنک قرضہ لینے کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے۔

— جاپان کا وزیر داخلہ مستعفی ہو گیا۔

— لنڈن ۱۰ مئی۔ پارلیمنٹ نے عورتوں کو مردوں کے مساوی حق ووٹ دینے کا بل بغیر تقسیم آرا کے پاس کر دیا۔

— ایک جاپانی ہوا باز نے ۳۲ دن ۷ گھنٹے اور ۲۳ منٹ میں دنیا کا سفر ختم کر کے ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ جاپانی گورنمنٹ اور پبلک نے اس ہوا باز کی بہت حوصلہ افزائی کی ہے۔

— لندن ۱۰ مئی۔ امسال اپریل کے مہینے میں ۱ کروڑ ۱۰ لاکھ ۹۷ ہزار پونڈ کا مال برطانیہ میں آیا اور برآمد صرف ۵ کروڑ ۵۲ لاکھ ۷۴ ہزار پونڈ کی ہوئی۔

(بقیہ صفحہ ۴ کالم ۲)

اور لوگوں میں مشہور کر دیا کہ ایک مسلمان کو شدھ کیا گیا ہے حالانکہ معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ ایک ہندو کو اس جرم پر کہ اس نے ایک مسلمان میزبان کے جیبوں سے ایک ہندو دکاندار سے کھانا خرید کر کھایا تھا اشدھ کر دیا گیا۔ مالم جنم کا ہندو ہے۔ ایک جنم کے ہندو کو اشدھ کر کے اسے پرچن کو شکست دینا تنکوں کا سہارا نہیں تو اور کیا ہے۔

اخبارات میں اشدھی کی خبریں جو شائع ہوتی رہتی ہیں اگر ان کا بھی یہی حال ہے تو اشدھی کے پرچارکوں کا کام معلوم اور اشدھی کی ترقیات بالکل عیاں ہیں۔

علی پور کی آریہ سماج کو احمدیہ انجمن علی پور کے مقابلہ میں جو بے در پے شکست ہوئی ہیں ان کی خفت ایک جنم کے ہندو کو اشدھ کر کے مٹائی نہیں جا سکتی۔ اور نہ آریہ سماج علی پور کے تعلیم کی متزلزل انجمنوں کو کوئی قابل اعتبار سہارا مل سکتا ہے۔

ہم اپنے شدھی باز حریفوں کو مفید مشورہ دیتے ہیں کہ اگر آپ نے علی العمد جدید روح بانی کو ترک کیا تو روز بروز لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوتے جائیں گے اور پھر کوئی آپ کی بات پر یقین نہ کرے گا۔

گرمیاں آگئیں

ان دنوں میں ہیضہ اور بدہضمی کی شکایات بہت ہو جاتی ہیں۔ پیاس بہت لگتی ہے پانی بہت پیا جاتا ہے۔ پیٹ پھول جاتا ہے۔ دست قے بدہضمی اور پیٹ کے بیشمار امراض اُس ساری طاقت کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ جو کہ سردیوں میں حاصل کی ہوئی ہوتی ہے۔ اس واسطے آجکل کے دنوں میں

امرت دھارا کی شیشی ہر وقت پاس رکھو

امرت دھارا کی دو چار بوندیں وہ کام دیں گی کہ آپ حیران ہو جائیں گے!

یہ وقت بے وقت کی تکلیف۔ گھبراہٹ اور نقصان سے بچاتی ہے۔

جس گھر میں موجود ہو تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ایک بڑا ڈاکٹر یا حکیم گھر میں موجود ہے!

چاہے کوئی بیماری ہو استعمال کرو ضرور فایدہ ہوگا۔ بہت عجیب چیز ہے۔ ہزارہا استعمال کرنے والوں کی رائے ہے کہ امرت دھارا ہر وقت۔ ہر ایک کو ہمیشہ پاس رکھنی چاہیے۔ نہ جانے کسی وقت ضرورت پڑ جاوے۔

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ/۸) نصف شیشی ایک روپیہ چار آنے (عہ/۴) نمونہ آٹھ آنے ۸/

خط و کتابت و تار کا پتہ:- امرت دھارا (۱۴۹) لاہور

المشتہر

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاک خانہ لاہور

ضرورت ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو ضلع سیالکوٹ اور منٹگمری کے سکولوں کے لئے ایس وی اور جے وی استادوں کی اور استانیوں کی ضرورت ہے۔ ایسے ایس وی یا جے وی کو ترجیح دی جائے گی جس کی بیوی بھی ایس وی یا جے وی ہو یا بصورت دیگر ضروری نصاب پڑھی ہوئی ہو اور ایک سال کے اندر ٹرینڈ ہونے کا وعدہ کرے۔ تنخواہ حسب ذیل ہوگی۔

استاد ایس وی ۳۵ - ۲ - ۴۵ ترقی کرنے پر ۵۰ تک۔

استانی ” ۴۰ - ۲ - ۵۰ ” ۸۰ تک

استاد اور استانی جے وی ۳۰ - ۲ - ۳۵ ” ۵۰ تک

تمام درخواستیں معہ سرٹیفکیٹ بنام سکرٹری انجمن مذکور آنی چاہئیں۔

(افسر انچارج بستیات)

ضرورت ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام بستی چک ۳۲ ۲/۱۱ احمدیہ ضلع منٹگمری میں پنجابی سوسائٹی کے لئے ایک ہوشیار دیانتدار سیلزمین دکانداری کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۲۰ روپے ماہوار ہوگی۔ سلسلہ احمدیہ سے تعلق رکھنے والے امیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں مع علمی قابلیت اور نقول سرٹیفکیٹ بنام سکرٹری انجمن مذکور ۲۰ مئی ۱۹۴۲ء سے پہلے آنی چاہئیں۔ (افسر بستیات جرائم پیشہ)

اگر

آپ علمی ادبی اخلاقی مضامین پڑھنے کے خواہشمند ہیں

اگر آپ کو دلچسپ افسانے پڑھنے کا شوق ہے تو آج ہی رسالہ

”بادل“

کے خریدار بن جایئے سالانہ چندہ صرف ایک روپیہ

۲ کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ منگائیے

مینیجر رسالہ ”بادل“ لاہور

سرمہ کامل

یہ سرمہ تقریباً ۴۰ اجزا سے مرکب ہے اور بالخصوص یہ قیمتی اجزا اس میں ضرور ہیں ممیرہ یاقوت زمرد۔ کشتہ تانبہ۔ مروارید۔ دہنہ فرنگ سونے چاندی کے ورق ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ سرمہ تمام امراض چشم اور خاصکر ضعف بصر کے لئے بہترین چیز ہے۔ بینائی کو اس قدر قوت بخشتا ہے کہ چھ ہفتے میں عینک چھڑا دیتا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ جوان بوڑھے سب کے لئے یکساں اثر رکھتا ہے ۔۔۔ قیمت شیشی کلاں تین روپے۔ خورد عہ/ نمونہ ۹ کے ٹکٹ بھیجکر منگائیے۔

مرہم داد

داد کی بیداد دنیا میں مشہور ہے۔ اس کی تکلیف وہی جانتا ہے جو اس میں مبتلا ہو یہ مرہم داد کی حکمی دوا ہے۔ اور چند روز میں داد کو دور کر کے جلد کو صاف اور ملائم کر دیتا ہے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں داد کبھی ہوا ہی نہ تھا قیمت فی ڈبیہ کلاں عہ/ خورد ۱۱/ نمونہ ۶ کے ٹکٹ بھیجکر منگائیے۔

مینیجر چشمۂ کامل دہلی

ہندوستان میں نئی ایجاد

مینیجر صاحب نے کنولیس کا نرگ شو تیار کیا ہے جو چمڑے سے بالکل مبرا ہے اور سول ربڑ کا ہے۔ جو شل ولایتی کٹ شوز کے بنایا گیا ہے اور بجائے سول چپکانے کے اندر سے سلائی کی گئی ہے جس کی وجہ سے پانی یا تیل یا کسی اور چیز میں بھیگ جانے سے سول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا سلائی اتنی مضبوط ہے کہ اگر چھ ماہ کے اندر ٹوٹ جائے تو کمپنی دوسرا شو مفت روانہ کرے گی۔ ہمارے ہندو بھائیوں کو پوجا پاٹ کرنے میں سخت دقت ہوتی تھی۔ اب وہ اس جوتے کو پہن کر پوجا پاٹ کر سکتے ہیں۔ اس جوتے میں چمڑا بالکل نہیں ہے۔ ہلکا اور خوبصورت اتنا کہ دیکھ کر دل اچھل پڑتا ہے۔ اتنی خوبی ہونے پر قیمت صرف دو روپے (عہ/) علاوہ محصول ڈاک۔ کیا نطور نمونہ ایک شو روانہ کیا جائے تاجران کو خاص رعایت ہے۔

انٹر انیڈ کمپنی سنٹری روڈ لکھنو

احمد برادرز کیپ مرچنٹس کشمیری بازار لاہور سے

ہر قسم کی نہایت عمدہ ۔۔۔ ٹوپیاں طلب کیجئے

خاص الخاص مجربات

(زیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

دنیا جانتی ہے کہ یہ دواخانہ ۴۰ سال سے پبلک کی طبی خدمات انجام دے رہا ہے خدا کا شکر ہے کہ کسی کو آج تک شکایت کا موقع نہیں ملا۔ یہی اسکی نیکنامی کا سب سے بڑا سبب ہے۔ ہمارے دواخانہ کی مشہور و مخصوص دوائیں یہ ہیں:

سفوف مقوی اعضائے رئیسہ (۲۱ تولہ) سات روپے

شاہی یاقوتی مقوی مفرح بےنظیر قیمت صرف ۶ رفی تولہ

چورن ہاضمہ حیرت انگیز صرف ۴ رفی تولہ۔

جن لوگوں نے یہ دوائیں استعمال کی ہیں وہ ان کی خوبیاں جانتے ہیں اور اصل تعریف وہی ہے جو خریدار کرے۔

شاہی حکیم مولوی محمد صاحب طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

پشاور مشہد اور بخارا کی تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی بخاری قناویز ہر قسم کے مشہدی ۔۔۔ رومال وغیرہ قیمتاً سلمہ ستارہ تار ریدار کام ہر مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ اگر پسند نہ آئے تو محصول منہا کر کے قیمت واپس دیجائیگی۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

ضرورت ہے

صحیح بخاری کے پارہ ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶ اور ۲۱ تا ۳۰ کی اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور وہ انجمن کی ضرورت پوری کرنے کے لئے مناسب قیمت پر انجمن کو دینا چاہیں تو مہتمم صاحب تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کو اطلاع دیں ہر ایک پارہ کے دو دو نسخوں کی ضرورت ہے

ضرورت ہے

ایک بی اے یا ایف اے پاس استاد کی جو جماعت ہفتم کے ایک طالب علم کو گھر پر تعلیم دے سکے تنخواہ حسب لیاقت اور کھانا ساتھ درخواستیں معہ نقول اسناد اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

میاں فضل الٰہی ضلعدار ڈاکخانہ ۔۔۔ میلسی ضلع ملتان۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ یکم ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۲۸ء | نمبر ۳۱

اخبار احمدیہ

— ہمارے ایک مبلغ دوست پنجاب کی ایک پہاڑی ہندو ریاست سے لکھتے ہیں۔ کہ ریاست میں احمدیوں پر روز بروز تشدد بڑھ رہا ہے۔ جو مسلم یا غیر مسلم شخص کسی احمدی سے بات چیت کرے۔ تو اسے بھی ہر طرح سے دکھ دیا جاتا ہے۔ ریاست کا کرتا دھرتا ایک متعصب ہندو ہے۔ جو ریاست کی قدیم باامن رعیت کو محض اختلاف مذہب کی وجہ سے اتنے دکھ دے رہا ہے۔ گورنمنٹ انگریزی کے راج میں ہزارہا قسم کے مختلف الخیال لوگ بستے۔ اور اپنے اپنے خیالات کی اشاعت ہر ممکن ذریعہ سے کرتے ہیں۔ لیکن انہیں کوئی پوچھتا تک نہیں۔ اس کے خلاف بعض ہندو ریاستوں میں جو سختی مسلمانوں پر محض اختلاف خیال کی بنا پر ہو رہی ہے۔ وہ ہمدردان اسلام کے لئے خاص توجہ کے لائق ہے

— مولوی عصمت اللہ صاحب اور پنڈت محمد یوسف صاحب آگرہ کانپور وغیرہ کے دورہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اس دورہ میں یہ نہایت عجیب انکشاف ہوا۔ کہ بعض علماء نے یہ مذموم طریق اختیار کر رکھا ہے۔ کہ بعض نوجوان مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر مرتد کر دیتے اور پھر مداری کی طرح مناظرہ کا اکھاڑا قائم کر کے اس مرتد سے سوال وجواب مسلمان کر لیتے اور اس طرح اپنی علمیت کا سکہ جما کر لوگوں کی جیبیں خالی کروا لیتے ہیں۔ اور ایسی رقومات مشترکہ طور پر ہضم کر جاتے ہیں۔ سنا جاتا ہے۔ بڑے بڑے جبہ دار ملاں اس مکروہ حرکت میں ملوث ہیں۔ مسلمانوں کو ایسے بناوٹی مناظرہ کرنے والوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔

— مرزا مظفر بیگ صاحب مسلمانان لیہ کی درخواست پر وہاں گئے آریہ سماج کا سالانہ جلسہ تھا جس نے اس شعر کے ذریعہ مباحثہ کا عام چیلنج دے رکھا تھا ؎

نقارہ دھرم کا بجتا ہے آئے جس کا جی چاہے
صداقت وید اقدس کی آزمائے جس کا جی چاہے

تب مرزا صاحب نے وید کی صداقت سر میدان آزمانے کیلئے چیلنج دیا۔ تو آریوں کے مناظر پنڈت بدھ دیو لاہوری نے مناظرہ سے انکار کر دیا۔ مسلمانوں کے بار بار کے اصرار پر آریوں نے کہا۔ کہ یہ شعر اشتہار میں پرانا چھپا ہوا ہے۔ اس کا کاٹنا یاد نہیں رہا۔ اور وہ مناظرہ کے لئے تیار نہیں۔ آخر آریوں کا تعاقب چھوڑ دیا گیا۔ اور رات کیوقت مسلمانوں کے مجمع میں تقریر کی گئی۔ دو گھنٹہ آریوں اور اسلام کے اصولوں کا مقابلہ کر کے ویدک تعلیم کا راز افشا کیا گیا۔ اور آریوں کے اعتراضات کیلئے وقت دیا گیا۔ لیکن کوئی مقابل نہ آیا۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ اتحاد بین المسلمین پر تقریر کی گئی۔ دوسرے دن صداقت اسلام پر دوسری تقریر کی گئی۔ جسے بہت پسند کیا گیا۔

— لیہ جانے سے قبل مقام بنے شاہ میں برادران اہل تشیع کی درخواست پر مسلمانوں کی موجودہ حالت کی اصلاح پر لکچر ہوا۔ جس کا مسلمانوں پر اچھا اثر پڑا۔

— علی پور میں نماز کمیٹیاں بنا کر مسلمانوں میں نماز کی عادت ڈالنے کی کوشش جاری ہے۔ مساجد نمازیوں سے بھری نظر آتی ہیں۔

علی پور میں مسلمانوں کی ایک دلالی کی دوکان کھولدی گئی ہے۔ جو کامیابی سے چل رہی ہے۔ کپڑے کے علاوہ باقی ہر قسم کی دکانیں بیا نہ کہیری والے بھی مسلمان ہو گئے ہیں۔ کپڑے کی دکان کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے۔

نو مسلم اطفال کی تعلیم کا سوال سخت وقت طلب ہو رہا تھا مقامی میونسپل کمیٹی جس کے صدر ایک لالہ صاحب تھے۔ ان کو اپنے سکول میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہ دیتی تھی۔ آخر معاملہ ڈپٹی کمشنر صاحب تک پہنچا۔ اب ان بچوں کے لئے ایک کمرہ اور ٹیچر منظور ہو گیا ہے سب بچے اب صاف کپڑے پہن کر سکول میں جاتے ہیں جنہیں دیکھ کر مسلمانوں کو ایک خاص خوشی حاصل ہوتی ہے۔ خدا کرے۔ یہ لوگ تعلیم حاصل کر کے دینی دنیاوی ہر لحاظ سے معزز بن جائیں۔

— اخویم سید تصدق حسین صاحب نے بغداد سے آریہ سماج بغداد کی نانویں سالانہ رپورٹ بھیجی ہے جس پر مفصل تبصرہ پھر شائع ہوگا۔

شاہ صاحب نے مبلغ ایک سو روپیہ اپنے احباب سے ترجمۃ القرآن جرمنی و نیز سولہ روپیہ آٹھ آنہ مختلف مدات تبلیغ کے لئے بطور امداد معانہ کیا ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالےٰ شاہ صاحب اور ان کے احباب کو بہت بہت دینی دنیاوی برکات عطا فرمائے۔ آمین۔

— جناب محمد امین صاحب سول میڈیکل ہسپتال فیروزپور سے اطلاع دیتے ہیں کہ جناب مظفر احمد صاحب اسسٹنٹ داروغہ درختان ممدوٹ پر ایک سکھ چپڑاسی نے ۱۰ مئی ۱۹۲۸ء کو بوقت نماز شام بندوق کے دو فائر کئے۔ جن سے ایک بڑا زخم بائیں ران پر اور دوسرا پیٹ کے قریب آیا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ زخم زیادہ خطرناک نہیں۔ علاج سول ہسپتال فیروزپور میں ہو رہا ہے۔ ہمارے یہ بھائی انجمن کیلئے بہت کام کرتے ہیں۔ احباب ان کی صحت کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

پتہ آئندہ کے لئے سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا تار کا پتہ "مسلمان لاہور" رجسٹرڈ ہو گیا ہے جن احباب کو بھی تار بھیجنے کی ضرورت [illegible]

قبول اسلام

۱۸ مئی ۱۹۲۸ء کو بعد از نماز جمعہ ایک صاحب سردار سوداگر سنگھ نے مع اپنے اہل وعیال (ایک بیوی دو لڑکے اور دو لڑکیاں) کے جناب مولٰنا صدر الدین صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام شبیر محمد رکھا گیا۔ اور ان کی اہلیہ کا نام مہتاب بی بی تجویز ہوا۔ اللہ تعالےٰ استقامت بخشے۔

رائٹ آنریبل الحاج لارڈ ہیڈلے بالقابہ کا کشمیر میں ورود

۱۴ مئی ۱۹۲۸ء۔ آج ۱۰ بجے شام کو عالیجناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ بمعیت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام و مسٹر عباس علی بیگ صاحب سرینگر میں وارد ہوئے مقامی جماعت احمدیہ سرینگر نے میزبانی کا خاص اہتمام پوری مستعدی و خلوص کے ساتھ کیا ہوا تھا جناب مولٰنا مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل ہائیکورٹ اور خانصاحب میرزا غلام مصطفےٰ صاحب رئیس اعظم کشمیر و خواجہ سعدالدین صاحب شال و خواجہ عبدالمجید صاحب و خانصاحب منشی سراج الدین صاحب و مولوی بشیر احمد صاحب کنسرویٹر کوہری و ڈاکٹر عبدالواحد صاحب و منشی اسد اللہ صاحب ایڈوکیٹ و خواجہ مظفر الدین صاحب پلیڈر و پیر قمر الدین صاحب وکیل و مولوی غلام حسن صاحب وکیل و پیر قمر الدین صاحب جنرل مرچنٹ و غلام رسول صاحب و دیگر کثیر جماعت معززین کی استقبال کیلئے دروگاہ صحن پر دو رویہ صف باندھکر استادہ تھے۔ و دیگر جم غفیر مسلمانوں کا بھی دو رویہ صف باندھکر استقبال کیلئے کھڑے تھے شہر میں جابجا اظہار مسرت کا ہیجان اور جوش وخروش تھا جناب لارڈ صاحب کے پہنچنے پر پرجوش استقبال کے ساتھ نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔ اور پھول برسائے گئے موٹر سے اتر کر مخصوص نشستگاہ پر بعد ملاقات لارڈ صاحب نے استادہ ہو کر چنار وں کے نیچے تقریر فرمائی جس کا اردو ترجمہ خانصاحب منشی سراج الدین صاحب نے حاضرین کو سنا دیا کثیر التعداد سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر تقریر کو سنا۔ عالیجناب لارڈ صاحب نے اپنی تقریر میں پر زور الفاظ کے ساتھ مسلمانوں کو فرقہ بندی و افتراق و اشتقاق کے سم قاتل سے آگاہ کیا جس سے تمام حاضرین متاثر ہو گئے تقریر کے خاتمہ پر خانصاحب منشی سراج الدین صاحب نے فی البدیہہ دو رباعیاں سنائیں۔ جنکے سننے سے تمام متین سے متین اور سنجیدہ آدمی بھی ایسے محظوظ ہوئے۔ کہ ہنسی کے بغیر نہ رہ سکے۔ ازاں بعد لارڈ صاحب اور آپ کے رفقاء کا بشمولیت جماعت مسلمین فوٹو لیا گیا۔ فوٹو لینے کے بعد عوام کو رخصت کیا گیا۔ اور جماعت احمدیہ سرینگر کیطرف سے اس دن بوقت شام لارڈ صاحب موصوف کو اعیان شہر کو دعوت دی گئی

آج یہ رپورٹ بروز اتوار جہیل ڈل سے لکھ رہا ہوں جبکہ لارڈ صاحب موصوف آج ۴ بجے شالامار باغ میں جناب خانصاحب خان عبدالمجید صاحب ڈائرکٹر جنرل کوآپریٹو سوسائٹی کی گارڈن پارٹی پر تشریف لانے والے ہیں ✦

۲۰ مئی ۱۹۲۸ء خاکسار
قاری کشمیری از سرینگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ یکم ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ نمبر ۳۱

اصلاح رسوم اور تبلیغی انجمنیں

کہا جاتا ہے۔ کہ ہندوستان کے مشہور و معروف وطن پرست "لیڈر" مسٹر تلک نے بستر مرگ پر ایک ہندو کو یہ پیغام دیا تھا کہ:۔

گاندھی جی سے کہ دینا۔ کہ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں۔ کہ ہندوستان کی سب جائدادیں ہندوؤں کے قبضہ میں آجائیں پھر ایک حکومت کا مسئلہ رہ جائیگا۔ مقدم حاجت یہ ہے۔ کہ ملکیت ہندو قوم کی ہو جائے۔

مسٹر تلک کی یہ وصیت مہاتما گاندھی تک پہنچی ہو۔ یا نہ پہنچی ہو! اور مہاتما گاندھی نے ہندو قوم کو اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی ہو۔ یا نہ کی ہو۔ لیکن یہ ایک امر واقعہ ہے۔ کہ ہندو قوم نہایت سرگرمی اور استقلال سے مسٹر تلک کی اس وصیت پر عمل کر رہی ہے۔ ملک کے ہر حصہ میں تجارت۔ قرض اور سود کا ایک وسیع جال بچھا ہوا ہے جس میں سادہ لوح مسلمان شکار کئے جا رہے ہیں۔ قرض و سود کی لپیٹ میں آکر ان کی جائدادیں نہایت سرعت کے ساتھ ہندو مہاجنوں کے ہاں منتقل ہو رہی ہیں۔ اعداد و شمار بتاتے ہیں۔ کہ ایک لوٹ مچی ہوئی ہے۔ بدبخت مسلمان ہزاروں لاکھوں روپیہ کی جائدادیں ہر سال ان دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ پنجاب کے مسلمانوں کے ذمہ کس قدر قرضہ ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ صرف سود کھاتہ کی رقم سترہ کروڑ روپیہ سالانہ بنتی ہے۔ مہاجنی مظالم کا سب سے زیادہ تختہ مشق بننے والے مسلمان زمیندار ہیں۔

پنجاب میں اکثر زمیندار مسلمان ہیں۔ اس صوبہ کے زمینداروں کے ذمے نوے کروڑ روپیہ قرضہ ہے۔ جس پر انہیں بارہ کروڑ روپیہ سالانہ سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہ قرض و سود صرف وہ ہے۔ جو تمسکات وغیرہ کی صورت میں ہے کھلے قرض کا حساب ہی نہیں۔ خدا جانے وہ کتنے کروڑ ہوگا۔

سندھ میں نوے فیصدی مسلمان مقروض ہیں۔ ان کی ۴۰ فیصدی زمین قرض و سود کی بدولت ہندو مہاجنوں کے قبضہ میں جا چکی ہیں۔۔ ۴۰ فیصدی رہن ہے۔ اور جو باقی ۲۰ فیصدی ہیں۔ انکی بھی خیر نظر نہیں آتی۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ نہری نو آبادیوں میں مسلمانوں کی حالت اچھی ہے۔ لیکن جن لوگوں کو نہری نو آبادیوں میں جانے اور وہاں کے حالات کی تحقیقات کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ ہندو مہاجنوں نے وہاں بھی ڈیرے ڈال رکھے ہیں، اور قرض و سود کا یہ فریب دام بچھا کر ان کی جائیدادیں ہضم کرنے کے درپے ہیں۔ اور اگر ان کے بچاؤ کی کوئی موثر تدبیر نہ کی گئی۔ تو وہ دن دور نہیں جب وہاں بھی وہی حالت پیدا ہو جائے۔ جو پنجاب کے دیگر حصص میں ہے۔ غرض یہ کہ ملک کے ہر حصہ میں مسلمان مفلوک الحال ہو رہے ہیں۔ اور ان کی جائیدادوں پر بنیوں کی حریص نگاہیں پڑی ہوئی ہیں۔ مسلمانوں کے سامنے یہ ایک عظیم الشان قومی خطرہ ہے۔ جس سے بچنے کے لئے انہیں انفرادی اور اجتماعی دونوں رنگ میں جدوجہد کرنی چاہئے۔ اس خطرے سے بچنے کی تدابیر جنپر ہر مسلمان فرداً فرداً عمل کر سکتا ہے۔ یہ ہیں:۔

(۱) سادہ اور غریبانہ زندگی بسر کرنے کے عادی بنو۔ اور کسی معاملہ میں بھی اسراف سے کام نہ لو۔

(۲) آمدنی اور خرچ کا پورا پورا حساب رکھو۔ اور کبھی آمدنی سے زیادہ خرچ نہ کرو۔ بلکہ اخراجات کو جہاں تک ہو سکے۔ کم کر کے کچھ نہ کچھ بچانے کی کوشش کرو۔ تاکہ وہ بچا ہوا روپیہ مصیبت کے وقت تمہارے کام آئے۔ اور تمہیں کسی مہاجن سے سودی قرض لینے کی ضرورت نہ پڑے۔

(۳) زیورات۔ قیمتی کپڑوں اور غیر ضروری چیزوں پر روپیہ برباد کرنے سے پرہیز کرو۔ آج کل فیشن کی رو میں آکر لوگوں نے اپنی ضروریات بہت بڑھا رکھی ہیں۔ اور ان پر بے دریغ روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔ اس ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خرچ آمدنی سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور جب کوئی ناگہانی ضرورت پڑ جائے۔ یا کوئی مصیبت آجائے۔ تو مہاجنوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھرتے ہیں۔

(۴) بچا ہوا روپیہ کبھی گھر میں نہ رکھو۔ بلکہ قومی بنکوں میں جمع کرو اگر روپیہ گھر میں پڑا ہو۔ تو اکثر خرچ ہو جاتا ہے۔ بنک میں ایک تو روپیہ خرچ ہونے سے محفوظ رہیگا۔ دوسرے قوم کے دوسرے افراد اس سے فائدہ اٹھا سکینگے۔

(۵) بے کار زندگی بسر کرنا گناہ سمجھو۔ خوب کمانا۔ کھانا اور کھلانا اور بچانا زندگی کا اصول بناؤ

(۶) اپنے بچوں کو بچپن ہی سے کفایت شعار بنانے کی کوشش کرو۔ اور قرض کی خرابیوں سے آگاہ کرو۔ تاکہ بڑے ہو کر وہ آرام چین سے زندگی بسر کر سکیں

(۷) شادی غمی کی تمام مسرفانہ رسوم ترک کرو۔ کیونکہ اکثر اوقات انہی کی بدولت زیر بار قرض ہونا پڑتا ہے۔ ان کے لئے قرض مت لو کیونکہ ان سے جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ عارضی ہوتی ہے۔ اور قرض سے جو غم پیدا ہوتا ہے۔ وہ [illegible] ہوتا ہے اور بسا اوقات عمر بھر پیچھا نہیں چھوڑتا۔

(۸) اگر تجارت یا کسی دوسرے مفید کام کے لئے قرض لینے کی ضرورت پڑے تو کسی کوآپریٹو سوسائٹی کے ممبر بن جاؤ اور وہاں سے قرض لو۔ ساہوکاروں سے کبھی قرض نہ لو۔ کیونکہ ان کی گراں شرح سود مقروض کی جائداد ہضم کر جاتی ہے۔

(۹) مسلمانوں کی مفلسی کے بڑے سبب دو ہیں۔ ایک یہ کہ وہ غیر مسلم ساہوکاروں سے گراں شرح سود پر سودی قرض لیتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ وہ اپنی ضروریات زندگی مسلمان تاجروں سے نہیں۔ بلکہ غیروں سے خریدتے ہیں۔ اگر وہ ان دو باتوں سے توبہ کر کے عہد کر لیں۔ کہ آئندہ

(۱) وہ سودی قرض ساہوکاروں سے نہیں لیں گے۔

(۲) اپنی تمام ضروریات مسلمان تاجروں سے خرید کرینگے۔

تو وہ ان تمام مصیبتوں سے رہائی حاصل کر سکتے ہیں۔ جو افلاس کی وجہ سے ان پر مسلط ہیں۔

(۱۰) ہر مسلمان کو چاہیئے۔ کہ وہ دوسروں کی مالی اصلاح کرنے اور قرض و سود سے بچانے کے لئے کوشش کرے۔

غور کرنے سے معلوم ہوگا۔ کہ مسلمانوں کے مفلس اور مقروض ہونے کا ایک بڑا سبب شادی غمی کی مسرفانہ رسوم کی پابندی ہے۔ اگر وہ ان رسوم کو ترک کر دیں۔ تو ان کی مالی حالت بہت حد تک درست ہو سکتی ہے۔ تمام اصلاحی اور تبلیغی انجمنوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے لائحہ عمل میں اصلاح رسوم کے کام کو نمایاں حیثیت دیں۔ اکثر تبلیغی انجمنیں اس ضروری امر کو اپنے احاطہ عمل سے خارج سمجھتی ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کا افلاس تبلیغ و اشاعت اسلام کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ کا موجب ہے اس افلاس کے باعث نہ تبلیغ اسلام کے لئے وہ روپیہ دے سکتے ہیں اور نہ ان کی موجودہ اقتصادی حالت غیر مسلموں کے لئے اسلام کی طرف کشش کا موجب ہوتی ہے۔ اگر مسلمان مسرفانہ رسوم کو ترک کر کے اپنی مالی حالت کی اصلاح کر لیں۔ تو نہ صرف وہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے کافی روپیہ دے سکینگے۔ بلکہ ان کی اچھی حالت بہت سے لوگوں کیلئے ہدایت کا باعث ہوگی۔ موجودہ حالت بالکل اس کے برعکس ہے تبلیغی انجمن تلت سرمایہ کا رونا رو رہی ہے۔ اور مسلمان اپنے زبون حال کا ماتم کر رہے ہیں۔ ان حالات کی موجودگی میں تبلیغی انجمنوں کو یہ مشورہ دینا بالکل حق بجانب ہوگا۔ کہ آئندہ وہ رسوم کی طرف خاص توجہ دیں اور اپنے مبلغین و واعظین کو اس امر کی ہدایت کریں کہ وہ اس معاملہ میں انتہائی جدوجہد سے کام لیں۔

بنگال میں خوفناک قحط

کئی ماہ سے بنگال کے بعض حصوں میں قحط رونما ہو رہا ہے اب چند روز سے نہایت خوفناک اطلاعات موصول ہو رہی ہیں چند روز ہوئے۔ اخبار امرت بازار پترکا نے لکھا تھا۔ کہ قحط زدہ علاقہ میں کئی مسلمانوں نے اپنی لڑکیاں اور بیویاں فروخت کر دی ہیں۔ پرسوں کی تازہ اطلاع ہے۔ کہ قحط بے حد خوفناک صورت اختیار کر چکا ہے۔ غریب اور مصیبت زدہ لوگ ۵ - ۵ روپیہ میں اپنے بچے فروخت کر رہے ہیں۔ ۲۰ ہزار آدمی قحط سے تباہ ہو گئے ہیں۔ عورتوں کو ستر ڈھانپنے کے لئے کپڑے نہیں ملتے۔ اس لئے وہ گھروں سے باہر نہیں نکلتیں۔

ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد افسوس ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے ان بدنصیب لوگوں کی خاطر خواہ مدد نہیں کی۔ بعض عیسائی اور ہندو مشنری اپنے تبلیغی مقاصد کی خاطر اس علاقے میں تھوڑا بہت کام کر رہے ہیں۔ لیکن بدنصیب مسلمانوں کا کوئی پرسان حال نہیں! ایک تو وہ بھوک سے مر رہے ہیں۔ دوسرے ہندو اور عیسائی ان کے ایمان پر ڈاکے ڈال رہے ہیں۔ فروخت ہونے والے بچوں کو جن کی ایک کثیر تعداد مسلمان ہوتی ہے۔ یہ لوگ دھڑا دھڑ خرید رہے ہیں۔ یہ صورت حال ہی بے حد افسوسناک ہے۔ کیا مسلمانوں کی تبلیغی انجمنیں اپنے مصیبت زدہ بنگالی بھائیوں کی طرف توجہ کرینگی

زندہ اور مردہ اقوام کا فرق

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ ماہ مارچ میں جزائر فجی سے اطلاع موصول ہوئی تھی۔ کہ وہاں آریہ پرچارکوں کی جدوجہد کی وجہ سے فتنہ ارتداد رونما ہو رہا ہے۔ اور وہاں کی مسلم لیگ کے سکرٹیری نے اپنے ہندوستانی بھائیوں سے ایک مبلغ بھی مانگا تھا۔ اس اطلاع کا چرچا کئی ہفتہ تک مسلم اخبارات میں رہا۔ بعض تبلیغی انجمنیں اس مہم کو سر کرنے کیلئے آمادہ بھی ہوئیں۔ لیکن اس کے بعد کوئی اطلاع نہیں ملی۔ جن دنوں اسلامی اخبارات شور مچا رہے تھے۔ ایک مشہور آریہ پرچارک مہتہ جیمنی جی آسٹریلیا جانے کیلئے رخت سفر باندھے بیٹھے تھے۔ انہوں نے فی الفور آسٹریلیا کا ارادہ ترک کر کے فجی کا رخ کر لیا۔ اب تازہ اطلاع ہے کہ انہوں نے وہاں پہنچ کر کام شروع کر دیا ہے۔ حریفوں کی مستعدی اور اپنی غفلت آپ کے سامنے ہے۔ یہی بات زندہ اور مردہ اقوام کا فرق ہے۔ کاش مسلمان اس کو سمجھ سکتے۔

سوامی شودرانند کی علیحدگی

ناظرین کرام غالباً سوامی شودرانند کے نام سے واقف ہونگے آپ پنجاب آد دھرم منڈل کے بانی ہیں جنکا مقصد ان اچھوت اقوام کے حقوق کی حفاظت ہے جنکو ہندو مردم شماری کے وقت تو اپنا بھائی بنا لیتے ہیں۔ اور ویسے حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کرتے ہیں۔ اور جنکے متعلق ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب منوسمرتی میں نہایت انسانیت سوز احکام و قوانین موجود ہیں۔ سوامی جی نے پنجاب میں نہایت قابل قدر کام کیا۔ آجکل اچھوتوں میں تھوڑی بہت جو بیداری نظر آرہی ہے۔ اس میں ان کی کوششوں کو بھی کافی دخل ہے۔ آریہ سماجی جنکو آج کل ہندوؤں کی کمی تعداد کا خطرہ بہت بری طرح لاحق ہو رہا ہے۔ ان سے بہت خائف تھے۔ اور ان کے بڑے بڑے مہاشئے اور پنڈت سوامی جی پر ایک عرصہ سے ڈورے ڈال رہے تھے۔ تقریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا کہ دیانند دلت ادھار منڈل ہوشیارپور نے ان کو اشدھ کر کے اس بات کا عہد لے لیا ہے کہ آئندہ کیلئے وہ اپنی جدوجہد کو ترک کر دینگے۔ اس پر آریہ سماجیوں نے خوب بغلیں بجائیں۔ سماج مندروں میں گھی کے چراغ جلے۔ لیکن اب آریہ گزٹ کے تازہ پرچہ کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ منڈل مذکور نے انکو علیحدہ کر دیا ہے۔ اور انکا قصور صرف یہ ہے۔ کہ وہ مظلوم اچھوتوں کے متعلق چند سچی باتیں کہدیتے تھے۔ اور منوسمرتی جیسی کتابوں کی انسانیت سوز تعلیم پر نکتہ چینی کیا کرتے تھے۔ آریہ سماجی آجتک کسی ہمدار مسلمان یا عیسائی کو اپنے اندر جذب نہیں کر سکے۔ شودرانند کی اشدھی سے یہ بھی

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

سوال۔ وحرام علیٰ قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون (انبیاء) اس حتیٰ کے کیا معنے؟ حالانکہ قانون الٰہی یوں ہے کہ ہلاک شدہ نفوس دنیا میں کبھی بھی واپس نہیں آسکتے۔ سورہ یٰسین میں ہے الم یروکم اھلکنا قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون ۰

جواب۔ یہ بالکل درست ہے کہ مردے اس دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے۔ قرآن نے اس امر کا بار بار اعلان کیا ہے۔ اور اس آیت میں بھی جو متنازعہ فیہ ہے اسی امر کا اعلان فرمایا ہے۔ یہاں حتیٰ بمعنے الیٰ نہیں ہے بلکہ جملہ کے شروع میں بعض دفعہ حتیٰ عطف کے طور پر آتا ہے۔ شروع رکوع سے پڑھیئے تو معنے بالکل صاف ہیں۔

فمن یعمل من الصالحات وھو مؤمن فلا کفران لسعیہ وانا لہ کاتبون وحرام علیٰ قریۃ اھلکنا انھم لا یرجعون ہ حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون ہ واقترب الوعد الحق فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا ٰیویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھذا بل کنا ظالمین۔

پس جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہو اس کی سعی کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔ اور ہم اس کے لئے لکھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے اترتے آئیں گے اور سچا وعدہ نزدیک آجائے گا۔ تو ناگاہ ان کی آنکھیں جو کافر ہیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی (اور وہ کہیں گے) کہ ہم پر افسوس۔ بے شک ہم غفلت میں رہے بلکہ ہم ظالم تھے۔

یہاں ایک قاعدہ کلیہ بتایا ہے کہ جو کوئی عمل نیک کرتا ہے اور خدا و رسول پر ایمان بھی لاتا ہے۔ اس کے اعمال ضائع نہ ہوں گے۔ اور وہ اپنا اجر ضرور پائیں گے پس انسان کو چاہیئے کہ وہ ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔ اور اس زندگی کو غنیمت سمجھے کیونکہ جب ہم کسی شخص یا قوم کو ہلاک کر دیتے ہیں تو وہ اس دنیا میں پھر واپس لوٹ کر نہیں آیا کرتے۔ تا اپنی غلطیوں کی اصلاح کریں۔ یہاں تک کہ وہ قومیں بھی جو یاجوج ماجوج کہلاتی ہیں۔ اور جن کا عروج اس قدر زبردست ہوگا کہ کوئی بلندی ان کے لئے روک نہیں ہوگی۔ اور وہ ہر بلندی کو پامال کرتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے۔ اور کوئی بلندی یا مشکل کا پہاڑ نہ ہوگا جو ان کی ترقی کی رفتار کو روک سکے۔ وہ قومیں بھی اس وعید سے نہ بچیں گی۔ ان کے عروج کے ساتھ وہ سچا وعدہ بھی نزدیک آجائیگا یعنی ہلاکت کا وعدہ بھی قریب ہوگا۔ جسکے پورا ہونے پر ان میں سے کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ اور وہ چلا اٹھیں گے کہ ہم اس دن کے حساب اور عذاب سے غفلت میں رہے۔ بلکہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔ لیکن اس وقت پچتانا بے سود ہوگا۔ کیونکہ جو اس دنیا سے گزر گیا وہ واپس اس دنیا میں نہیں آتا۔ تا اسے دوبارہ موقعہ عمل اور ایمان کا ملے۔

سوال۔ وما نتنزل الا بامر ربک (سورہ مریم) کا کیا مطلب اور ماقبل سے کیا ربط؟

جواب۔ یہ قول انبیا کا ہے جو قرآن میں اللہ تعالےٰ نے نقل فرمایا ہے۔ اوپر سے چھ نبیوں کا ذکر ہی چل رہا ہے۔ ان کی تعلیمات کو چھوڑنے والوں کے اخلاقی تنزل اور ماننے والوں کی ترقیات کا ذکر کرکے پھر نبیوں کی بعثت کا مقصود خود نبیوں کی زبان سے ظاہر فرمایا ہے۔ وما نتنزل الا بامر ربک ۚ لہ ما بین ایدینا وما خلفنا وما بین ذالک وما کان ربک نسیا ہ رب السمٰوات والارض وما بینھما فاعبدہ واصطبر لعبادتہ ہ ھل تعلم لہ سمیا ، مریم ،

نبیوں کی زبان سے ان کی بعثت کی ضرورت اور مقصود یوں نقل فرماتے ہیں:- "اے انسان ہم مبعوث نہیں ہوتے ہیں مگر تیرے رب کے حکم سے۔ اسی کا ہے جو ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے درمیان میں ہے۔ اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔ آسمانوں اور زمین کا رب اور جو ان دونوں کے درمیان میں ہے۔ سو اس کی عبادت کر اور اسی کی عبادت پر مضبوط رہ کیا تو اس جیسا کوئی اور جانتا ہے؟"

یہاں دو باتیں ہیں جو مشکلات پیدا کرتی ہیں۔ ایک تو نتنزل کا لفظ جس سے خیال ہوتا ہے کہ آسمان سے نازل ہونا مراد ہے۔ دوسرے اس آیت سے پہلے کسی کہنے والے کا ذکر نہیں۔ کہ فلاں آدمیوں نے یوں کہا۔ تا مل سے ماننا پڑتا ہے کہ فلاں آدمیوں نے یوں کہا:

(۱) نتنزل نزول سے ہے اور نزول کے لفظ کے معنے آسمان سے اترنے کے لئے مخصوص نہیں۔ بلکہ نزول کے معنے بہت وسعت رکھتے ہیں۔ اس کی مثال قرآن ہی سے لیجئے۔ انزلنا الانعام۔ ہم نے چوپائے اتارے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ آسمان سے اتارے۔ بلکہ انزلنا کے یہاں معنے ہیں خلقنا یعنی پیدا کئے۔ اسی طرح انزلنا علیکم لباسا یواری سوأتکم وریشا۔ ہم نے نازل کئے تم پر لباس جو تمہاری پردہ کی چیزوں کو ڈھانکتے ہیں اور موجب زینت ہیں۔ یہاں بھی آسمان سے اترنے کے معنے نہیں۔ بلکہ خلقنا ہی مراد ہے۔ یعنی پیدا کئے۔ ایسی مثالوں سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ خود نبی کریمؐ کے متعلق آتا ہے قد انزل علیکم ذکرا رسولا کہ بے شک تم پر ہم نے نازل کیا نصیحت اور یاد دہانی کرنے والا رسول۔ ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریمؐ آسمان سے تو نہیں اترے تھے۔ البتہ خدا نے آپ کو مبعوث کیا تھا۔ چونکہ رسول خدا کی طرف سے آتا ہے اس لئے خدا کی علو شان اور امر کے مخلوق کی اس کے سامنے تذلل و پستی کی وجہ سے بعثت کی جگہ لفظ نزول اختیار فرمایا۔ گویا خدائے بلند و برتر کی طرف سے اس کا رسول مخلوق کی طرف نزول کرتا ہے۔

پس نبیوں اور رسولوں اور ماموروں کے لئے جب لفظ نزول استعمال ہوتا ہے تو نزول کے معنے بعثت کے ہوتے ہیں۔ یہی معنے اس حدیث کے تھے کہ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم۔ تمہاری کیا حالت ہوگی جب ابن مریم تم میں نزول کریگا یعنی مبعوث ہوگا۔ اور وہ تمہارا امام ہوگا۔ اور تم ہی میں سے ایک ہوگا۔ یعنی امتی ہوگا۔ ہاں امامت کے مرتبہ پر فائز ہوگا۔ بدقسمتی سے لوگوں نے نزول کے معنے آسمان سے اترنے کے لے کر مسیح ابن مریم کو خواہ مخواہ آسمان پر زندہ مانکر خدا کی صفت حی و قیوم میں اسے شریک گردانا۔ پس نتنزل کے معنے یہاں آسمان سے اترنے کے نہیں بلکہ بعثت کے ہیں۔ یعنی ہم مبعوث نہیں ہوتے مگر تیرے رب کے حکم سے۔

(۲) دوسری مشکل یہ ہے کہ یہاں کسی قائل کا ذکر نہیں۔ صرف قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ کہنے والے انبیا ہیں۔ سو یاد رہے کہ قرآن میں ایسا اکثر ہوتا ہے کہ قائل کا ذکر نہیں ہوتا۔ صرف قول مذکور ہوتا ہے۔ اس قول سے اور سیاق و سباق سے معلوم کرنا پڑتا ہے کہ قائل کون ہے جس کا قول جناب باری یہاں نقل فرما رہے ہیں۔ مثلاً اسی سورہ مریم میں آتا ہے۔ ذالک عیسی ابن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون ما کان اللہ ان یتخذ من ولد سبحٰنہ اذا قضیٰ امرا فانما یقول لہ کن فیکون ہ وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم ہ (مریم)

"یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا۔ ایک سچی بات جسکے بارے میں لوگ جھگڑتے ہیں۔ اللہ کی شان نہیں کہ وہ کوئی بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے جس کسی امر کا فیصلہ کر دیتا ہے تو اسے کہتا ہے ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔ اور بے شک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے۔ پس اس کی عبادت کرو یہ سیدھا رستہ ہے۔"

یہاں وان اللہ ربی وربکم ہذا صراط مستقیم کے کہنے والے کا ذکر نہیں۔ مگر ایک تدبر کرنے والا انسان فوراً سمجھ جاتا ہے کہ یہ خود حضرت مسیح کا قول ہے۔ اسی طرح اگرچہ ما نتنزل الا بامر ربک کے قائل کا ذکر نہیں مگر ادنے تدبر سے انسان معلوم کر لیتا ہے کہ اس کا قائل وہی ہو سکتا ہے جو خدا کے امر سے مبعوث ہو یعنی مامور یا رسول۔ کیونکہ کہنے والا صاف کہہ رہا ہے کہ ہم تیرے رب کے حکم سے مامور و مبعوث ہیں۔ اور سیاق و سباق بھی یہی بتاتا ہے۔ نبیوں کی بعثت کا اور ان کی قوموں کا ذکر ہے جن میں سے بعض مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے۔ پس نبیوں کی زبان سے ان کو مخاطب کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ نبی کی بعثت ربوبیت کے تقاضہ کے ماتحت خود رب کے حکم کے نیچے ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ چونکہ ماضی حال اور مستقبل کا علم رکھتا ہے وہ قوم کی ردی حالت کو جانتا ہے اس لئے اس کی اصلاح کی خاطر ایک مامور کو بھیجتا ہے۔ پھر جو کچھ اس کے ہاتھ سے اصلاح مقدر ہوتی ہے۔ اور آئندہ ظہور پذیر ہونے والا ہوتا ہے سب اس کے علم میں ہوتا ہے۔ کوئی چیز اس کے علم سے بھولی ہوئی نہیں ہوتی اور بھولے کس طرح؟ وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ اگر ذرا بھی کوئی چیز اس کے علم سے باہر ہو تو وہ ان چیزوں کا رب نہیں ہو سکتا۔ ساری کائنات کی ربوبیت بتاتی ہے کہ کس طرح اسے ذرہ ذرہ کا علم ہے۔ اور کوئی چیز اسے بھولی ہوئی نہیں۔ پس انسان کو کیسے بھول سکتا ہے۔ اس کی ہدایت و اصلاح کے لئے ضروری تھا کہ وہ کوئی مامور بھیجے۔ اور جب کوئی مامور آجاتا ہے تو وہ اس امر کو بھی نہیں بھولتا کہ اس کو اپنے مامور کی نصرت کرنی ہے۔ پس اے انسان تو اپنے اسی رب کی عبادت کر جو تجھے نہیں بھولتا۔ اور تیری ربوبیت کے لئے کیا کچھ سامان نہیں کرتا۔ اور اس عبادت پر مضبوطی سے قائم ہو جا۔ کیا اس کے سوا اور بھی کوئی ہے جو اس شان اور صفات کا ہو۔ تا اس کی طرف توجہ کی جائے۔ پس جب ایسا کوئی نہیں۔ تو اسے چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا عقلمندی نہیں کہلا سکتی۔ اور جب تو اس کی فرمانبرداری کے لئے کھڑا ہوا ہے تو مضبوطی سے کھڑا ہو۔ کیونکہ کوئی سعی بغیر استقامت کے پھل نہیں لاتی۔

میرے خیال میں بات نہایت صاف ہو چکی۔ ماقبل کا ربط بھی ظاہر ہو چکا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے جبریل سے پوچھا تھا کہ آپ جلد جلد کیوں [illegible] دی اور اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ جبرائیل کا قول ہے۔ وہ دراصل قرآن کی صحت اور حفاظت پر زد مارتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ اگر یہ جبرئیل کا قول تھا تو خدا کے کلام میں کس طرح درج کر دیا گیا۔ یہ ناممکن ہے کہ پرائیویٹ طور پر جبرائیل ایک بات کہے تو اسے خدا کے کلام میں درج کر لیا جائے۔ قرآن خدا کا کلام ہے نہ کہ جبرئیل کا جبرئیل محض ایک پیغامبر ہے جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کے پیغامبر ہیں۔ ممکن ہے کسی وقت آنحضرت صلعم نے جبرئیل سے پوچھا ہو کہ آپ جلد جلد کیوں نہیں آتے۔ تو انہوں نے اس امر کے اظہار کے لئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے بغیر نہیں آسکتے اس موقعہ کے حسب حال یہ آیت پڑھ دی ہو کہ ما نتنزل الا بامر ربک یعنی ہم بغیر اپنے رب کے حکم کے نازل نہیں ہوتے یہ آیت پہلے کی نازل شدہ تھی انہوں نے حسب حال پاکر اسے پڑھ دیا اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ جبرئیل کا کلام تھا اور خدا کا کلام نہ تھا۔ ہم بارہا قرآن کی آیات کو کسی موقع پر اپنے حسب حال پاکر برمحل پڑھ دیتے ہیں۔ تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ وہ آیت پہلے سے نازل شدہ خدا کا کلام نہیں اور ہمارا اپنا کلام ہے۔ ہم انسانوں میں حسب حال آیت قرآنی کو اپنے اوپر چسپاں کرنا نہایت خوبی سمجھی جاتی ہے۔ اور کوئی نہیں خیال کرتا کہ یہ کلام اس شخص کا اپنا کلام ہے۔ اگر جبرئیل نے بھی کوئی آیت قرآنی حسب حال پڑھ دی تو اسے جبرئیل کا کلام کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔ ایسا خیال کرنا پرلے درجہ کی لغویت اور قرآن پر ظلم کرنا ہے۔

تمام اسلامی انجمنیں اور مسلمان ممبران کونسل فوراً توجہ کریں

علاقہ علی پور ضلع مظفرگڑھ کے حالات قبل ازیں مختلف جرائد کے ذریعہ پبلک کے سامنے لائے جاچکے ہیں۔ کہ کس طرح اس بدنصیب علاقہ کے ہندو صاحبان مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے درپے ہیں۔ علاقہ جھنگی والہ کے ہندوؤں نے ایک سوئر کھانے والی قوم کو اشدھ کرکے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگائی۔ اور ایک خنزیر کھانیوالی قوم کو اپنے ساتھ ملاکر اور اس سے کھانا پینا روا رکھ کر مسلمانوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے ایمان کے تحفظ کی خاطر ہندوؤں سے گھی دودھ مٹھائی وغیرہ مشتبہ اشیاء خریدنا بند کردیں۔ اور ان اشیاء کی بہم رسانی کا انتظام اپنے طور پر کریں۔ مگر برادران وطن مسلمانوں کی اس جائز خودداری اور غیرت مذہبی کو ٹھنڈے دل سے کس طرح گوارہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے صحیح حالات پر نہایت بددیانتی سے پردہ ڈالتے ہوئے مسلمانوں پر طرح طرح کے الزامات لگاکر انہیں حکام کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی۔ اور انہیں ہر طرح سے بدنام کرنا چاہا۔ حاجی سردار خاں محمد خان آدیانگ رئیس اعظم علاقہ علی پور کے خلاف جھوٹی درخواستیں کروائیں۔ اور الزامات کا ایک طومار باندھا۔ حال ہی میں پولیس کپتان صاحب (جو کہ ایک سکھ ہیں) علاقہ جھنگی والہ میں تشریف لائے۔ ہندو سب انسپکٹر تھانہ جتوئی علاقہ جھنگی والہ کے ہندوؤں کو خوب تیار کرتا اور اکساتا رہا۔ پھر پولیس سپرنٹنڈنٹ کو مسلمانوں کے خلاف ناجائز طور پر بھڑکایا۔ سب ہندو جمع ہو کر پولیس سپرنٹنڈنٹ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مسلمانوں کے خلاف مرضی واقعات اور غلط الزامات بیان کرنے شروع کر دیئے۔ مسلمانوں کو پولیس سپرنٹنڈنٹ کی خدمت میں صحیح حالات پیش کرنے میں ہندو سب انسپکٹر نے کو بہتیری مشکلات پیش کرتا رہا۔ آخر پولیس سپرنٹنڈنٹ نے حاجی سردار خاں محمد خاں صاحب کو اپنے پاس کمرہ میں طلب فرمایا۔ اور تمام ہندوؤں کے سامنے اس معزز اور ذی وجاہت بزرگ کو دلخراش گالیاں دیں اور بے عزت کیا گیا۔ سردار صاحب نے اس کا دامن صبر نہ چھوڑا اور نہایت اطمینان کی حالت میں کمرہ سے باہر تشریف لے آئے۔ اپنے سردار قوم اور بزرگ دینی کی بےعزتی و توہین کی۔ اگرچہ مسلمانوں کی آنسو کی جگہ خون بہ نکلا۔ مگر سردار صاحب نے انہیں صبر کی تلقین فرمائی۔ اور پرامن طریق سے منتشر ہو جانے کا حکم دیا۔ ہندوؤں نے اس کارروائی پر پولیس سپرنٹنڈنٹ کے گلے میں ہار ڈالدیئے اور یوں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور حاجی سردار خاں محمد خاں صاحب کی بےعزتی اور ذلت پر خوشی منانے کا ناپاک نظارہ کیا۔ مسلمانوں نے اپنے ایک بزرگ و قومی سردار کی ذلت و توہین پر اظہار ناراضگی کے طور پر شہر جھنگی والہ خالی کر دیا۔ ۱۵ مئی ۱۹۳۷ء سے مسلمان مع اپنے عیال و اطفال شہر جھنگی والہ چھوڑ کر دیگر مقامات پر چلے گئے ہیں۔ مسلمانوں کا یکایک پرامن طریق پر سارا شہر خالی کر دینا ثابت کرتا ہے۔ کہ ان کے جذبات انکی قوم کے سردار کی توہین پر سخت مجروح ہوئے ہیں۔ اس توہین کو کسی طرح بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اور اپنے پرامن اظہار ناراضگی کے ذریعہ حکام بالادست کو اپنے حال زار پر متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ مگر پولیس سپرنٹنڈنٹ اور ہندو سب انسپکٹر کو ر

بقیہ بر صـ ۶

دیوبندی علما کے چند معتقدات

(مولانا عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

یوں تو بدقسمتی سے آج کل کے مسلم علما میں تکفیر کی وبا عام طور پر پھیلی ہوئی ہے مگر خصوصیت سے دیوبندی علما پر تو اس بیماری نے یہاں تک اثر کیا ہے۔ کہ بیچاروں کا دل و دماغ تک کام کا نہیں رہا۔ مخبوط الحواس ہو چکے ہیں کیا یا تھا وہم کی مخبوط الحواسی نہیں کہ جو بات خود اپنے اندر موجود ہے اور اپنے اکابر اس کا عقیدہ رکھیں اسی کی بنا پر دوسروں کو کافر بنا دیا جائے۔ مولوی محمود الحسن صاحب مرحوم نے مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم اور مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کو اپنے قصائد میں مہدی بھی کہا۔ مسیحا بھی کہا۔ موسیٰ بھی فرمایا۔ مسیح پر فضیلت بھی دی مگر کسی نے لب تک نہ ہلایا۔ اور اپنی خاموشی سے ان کے خیال کی تصدیق کر دی۔ جس سے پایا گیا کہ دیوبندی مولویوں کے نزدیک مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب مہدی بھی ہیں۔ مسیح بھی ہیں۔ موسیٰ بھی ہیں اور نعوذ باللہ حضرت مسیح پر فضیلت بھی رکھتے ہیں۔ مگر جب حضرت مرزا صاحب نے آمد مہدی اور نزول مسیح کی حقیقت کو کھولا اور ان مسئلوں پر سے مولویانہ خیالات کے پردوں کو اٹھا کر اصلیت کو طشت از بام کر دیا تو یہی دیوبندی مولوی ان پر کفر کا فتویٰ لے دوڑے۔ کیوں نہ ہو۔ دیگراں را نصیحت خود میاں فضیحت

ہم کلیات شیخ الہند مطبوعہ مطبع قاسمی دیوبند سے عقائد مذکورہ کے متعلق تائید بیان کے لئے چند اقتباس پیش کرتے ہیں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی محمد ثانی تھے۔

زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اعلُ ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی!

مولوی صاحب موصوف اپنے زمانہ کے مسیح اور یوسف تھے۔

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو ÷ چھپا چاہ لحد میں دے کے دستِ ماہ کنعانی

مولوی صاحب صدیق معظم اور فاروق اعظم تھے۔

وہ صدیق معظم تھے سحاب لطف رحمانی ÷ وہ شمع دین و ملت تھے گل گلزار عرفانی۔
وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے ÷ شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی۔

مولوی صاحب کا عبید سود بھی یوسف ثانی ہے۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں ÷ عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

مولوی صاحب محی الدین جیلانی تھے اور اولیا کی گردنیں آپ کے آگے خم تھیں یعنی جملہ اولیا پر فضیلت رکھتے تھے۔

رقاب اولیا کیوں خم نہ ہوتیں آپ کے آگے ÷ وہ شہباز شریعت تھے محی الدین جیلانی

جس نے مولوی رشید احمد کو چھوڑ کر دوسری جگہ ہدایت ڈھونڈی وہ گمراہ ہوا۔

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جاگہ ہوا گمراہ ÷ وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین اور ان پر مولوی رشید احمد کی اہانت آمیز ترجیح

مردوں کو زندہ کیا۔ زندوں کو مرنے نہ دیا۔ اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

مولوی محمد قاسم کی آواز خلیل اللہ کی آواز تھی۔

دل کی آواز تھی یا بانگ خلیل اللہی ÷ کہ کے لبیک چلے اہل عرب اہل عجم

مولوی محمد قاسم کی آواز بلاریب عین قم عیسے تھی۔

اس کی آواز تھی بیشک قم عیسے کی صدا ÷ جسکے صدقہ سے لیا علم نے دوبارہ جنم

مولوی محمد قاسم اور مولوی رشید احمد دونوں اپنے زمانہ کے مہدی تھے۔

وہ تناسب کہ تھا مابین خلیل و قاسم ÷ رکھتے عیسے سے ہیں یہ مہدی دوراں دونوں

دونوں مولوی صاحبان مذکور موسیٰ ہیں۔

ساحران زمانہ سے بچایا دیں کو ÷ میں تو کہتا ہوں کہ ہیں موسیٰ عمران دونوں

دونوں زمانہ کے مسیح اور یوسف کنعاں ہیں۔

قاسم خیر و رشید احمد ذی شان دونوں ÷ ہیں مسیحائے زماں یوسف کنعاں دونوں

مولوی صاحبان مذکور رسول نہ تھے مگر جامع کمالات رسالت ضرور تھے۔

ہے گر انکار کے قابل تو رسالت ان کی ÷ ورنہ ہیں جامع ہر خوبی امکاں دونوں

قرآن پاک میں جس قدر بشارات و کمالات ہیں دونوں مولوی صاحبان ان کے محل ہیں۔ دونوں خدا کے ممدوح ہیں اور قرآن میں خدا ان کا مدح خواں ہے

وہ کمالات و بشارات کہ ہیں قرآں میں ÷ ہیں جب ان کیلئے یہ محل و تبیاں دونوں
عین حق ہے جو کہوں اس میں تامل کیا ہے ÷ کہ ہیں ممدوح رہے حضرت حنان دونوں

تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ دیوبندی علما کے نزدیک مولوی محمد قاسم اور رشید احمد صاحبان کو مسیح زمانہ مہدی دوراں اور موسیٰ وقت کہا جائے بلکہ اس سے بڑھ کر ایک اور مرتبے دیئے جائیں۔ اور کہنے والا اور مرتبہ دینے والا بھی انسان ہو۔ تو اسلام میں فرق نہ آئے اور ایمان باقی رہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو مسیح موعود اور مہدی مسعود کہہ دیں اور کہیں بھی تو خدا کے حکم سے۔ مگر پھر بھی کفر بن جائے۔ ایسے موقعوں کے لئے حافظ شیرازی نے فرمایا ہے ؎

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند
گوئیا باور نمی دارند روز داوری
کیں ہمہ شور و دغل در کار داور میکنند

دیوبندی حضرات اپنے ان عقیدوں کی صحت پر کچھ نہ کچھ دلائل ضرور رکھتے ہوں گے۔ اگر ان دلیلوں کو حضرت مرزا صاحب کے صحیح دعاوی پر بھی چسپاں کر لیتے تو کم از کم ایک سچے مسلم بھائی کی تکفیر کے گناہ سے بچے رہتے۔ اور کوئی ان جبہ پوشوں کی نسبت یہ کہتا کہ انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر نہیں آتا۔ مگر دوسروں کی صحیح سالم آنکھوں میں تنکا دیکھ لیتے ہیں۔ دیوبندی مولویو! سوچو تم کو حق کی مخالفت نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا!!

ہندوستان

— بمبئی ۱۵ رمئی۔ گزشتہ شب سیوری کے گودام میں آگ لگ گئی ۸۰۰ بنڈل جل گئے جن کی قیمت ۶ لاکھ تھی۔

— مدراس ۱۶ رمئی۔ چیمبر آف کامرس نے اپنے سالانہ جلسے پر دیسی مصنوعات کی نمائش کا فیصلہ کیا ہے۔

— لینن گراڈ ۱۳ رمئی۔ شاہ امان اللہ خاں روس کے قیام سے خوش ہیں اور انہوں نے رائے ظاہر کی ہے کہ جلد ہی افغانستان جائیں۔

— ملیح آباد ضلع لکھنؤ میں ایک شخص نے دس روپے کے لئے اپنی والدہ کو قتل کر دیا۔

— پٹیالہ ۱۵ رمئی۔ مہاراجہ پٹیالہ ٹیلر کمیٹی کے سلسلے میں گزشتہ شب یہاں سے انگلینڈ روانہ ہو گئے۔

— مہاراجہ بیکانیر پر کامیاب عمل جراحی کیا گیا۔

— جھانسی کے پنڈت چھیدا لال صاحب نے ایک نہایت سادہ آلہ ایجاد کیا ہے جو چار گھوڑے کی طاقت کا ہے۔ اس کو چلانا نہایت آسان ہے۔ یہ ایک گھنٹہ میں ایک بوتل تیل کے خرچ سے ۲½ من گیہوں پیس سکتا ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ ۹ رمئی کو جو آل پارٹیز کانفرنس کا ملتوی شدہ اجلاس بمبئی میں ہونا قرار پایا تھا اس میں مہاتما گاندھی بھی شریک ہونے والے تھے۔

— نئے ہوائی جہاز کے ذریعے ہندوستان اور لندن کا درمیانی فاصلہ ۷ روز میں طے ہوگا۔

— پنجاب کے سرکاری کالجوں میں جبری فوجی تعلیم کی تجویز کونسل میں منظور ہو گئی۔

— کلکتہ میں ڈائرکٹر تعلیمات نے بیان کیا کہ بنگالیوں کو اب کتابی تعلیم کے بجائے جسمانی تعلیم کی ضرورت ہے۔

— بنگال کے متعدد دیہات میں قحط کی وجہ سے انسان فروشی سے شکم پری کی جا رہی ہے۔

— اجمیر کے ریلوے ورکشاپ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان فساد ہو گیا۔ ہندوؤں کی تعداد ایک ہزار اور مسلمانوں کی صرف ۴۰ تھی کئی آدمی زخمی ہوئے۔

— سرمایہ یادگار مسیح الملک کے لئے مختلف وفود ملک کا دورہ کریں گے۔

— گاندھی جی کے بھتیجے مگن لال گاندھی کی یادگار میں کھدر کا ایک عجائب خانہ قائم کیا جائے گا جسکے لئے ایک لاکھ روپیہ کی اپیل کا مسئلہ زیر غور ہے۔

— کابل کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ افغانستان کے ساتھ تجارتی معاہدہ کی دفعات میں ترمیم ہو گئی ہے۔ افغان حکومت کی درخواست پر برطانی حکومت نے افغان تاجروں کے مال پر جو ہندوستان سے گزرتا ہے۔ پابندیاں دور کر دی ہیں۔ کابل سے سرحد تک موٹر کی سڑک بسرعت تعمیر ہو رہی ہے۔

— بمبئی کونسل کے بہت سے ممبر مستعفی ہو گئے ہیں کیونکہ باردولی کے علاقہ میں حکومت نے ستیہ گرہ کرنے والے کسانوں پر بہت سختی کی ہے

— بمبئی ۱۶ رمئی۔ سر کاؤس جی جہانگیر ہڑتالی مزدوروں اور کارخانوں کے مالکوں میں مصالحت کرانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

— علامہ اقبال چند روز سے بیمار ہیں انہیں درد گردہ کا عارضہ ہے خدا انہیں جلد شفائے کلی بخشے۔

ہندو دنیا

— سندھ کے ہندو قانون انتقال اراضی کے خلاف بہت کچھ شور مچا رہے ہیں۔

— موضع پورہتی ضلع بجنور میں ٹھاکر بھیم سین کی نواسی کی شادی پر ۵ مسلمانوں کو شدھ کیا گیا

— مدراس ۱۵ رمئی۔ ڈاکٹر ٹیگور کل یہاں آئے علالت کی وجہ سے فی الحال انہوں نے یورپ کا سفر ملتوی کر دیا ہے۔

— ریاست بڑودہ نے آزاد خیال اخبارات کو اشتہارات نہ دینے کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔

— سوامی شودرانند دیانند دلت ادھار منڈل ہوشیار پور سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔

— بسین (بمبئی) کے علاقہ میں ایک گاؤں میں ۱۲ عیسائیوں کو شدھ کیا گیا۔ اس علاقہ میں ایک سو عیسائی اس سے قبل شدھ ہو چکے ہیں اور ہزاروں ہونے والے ہیں۔

— سندھ کالج کراچی میں ہندو پرنسپل کی جگہ یورپین پرنسپل کے تقرر کے خلاف طلبا کی کانفرنس میں اظہار ناپسندیدگی کیا گیا۔

— ریاست کشمیر کے ایک گاؤں کھترہ میں ایک برہمن نے اپنی دو سال کی لڑکی کی شادی حال ہی میں کی ہے۔

— طلبائے سندھ کی کانفرنس میں اردو کی طرح ہندی کو صوبہ کی زبان تسلیم کرنے کی قرارداد منظور کی گئی۔

— اپنے جنم دن کی تقریب پر ڈاکٹر ٹیگور نے کتابوں سے تلادان کی رسم ادا کی یعنی ان کے وزن کے برابر کتابیں خیرات کی گئیں۔

— نیروبی (افریقہ) میں آریہ سماج بہت ترقی پر ہے۔

— دہلی ۸ رمئی۔ معلوم ہوا ہے کہ کل مقامی ہندو مہاسبھا کی طرف سے ایک ڈپوٹیشن ڈپٹی کمشنر کے پاس جانے والا ہے جو کہ غالباً آئندہ بقرعید کے انتظامات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرے گا۔

— مشہور ہندو ڈرامہ نویس پنڈت رادھے شیام کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

ممالک خارجہ

— بکھارست ۱۴ رمئی۔ شنبہ کو ضلع مورینی میں پیٹرول کے چشموں میں آگ لگ گئی جس سے اٹھارہ چشمے تباہ ہو گئے۔ لاکھوں کا نقصان ہوا

— مانچسٹر ۱۵ رمئی۔ ایک وائرلیس کے ذریعے یہ پیغام موصول ہوا ہے کہ جاپان کے ایک ضلع میں سخت زلزلہ آیا جس نے ایک سو آدمی ہلاک کر دیئے۔

— امریکہ میں کرسمس کے بعد اب تک سولہ جلسے مس میو کی کتاب مدر انڈیا کی مذمت میں کئے گئے۔

— کابل تاشقند لائن پر ایک ہوائی جہاز کو آگ لگ گئی جس سے ایک مسافر بھی جل گیا۔

— لندن ۱۲ رمئی۔ سائمن کمیشن کی میٹنگ ہفتہ میں ایک بار ہوا کرے گی کیونکہ ہر ہفتہ ہندوستان سے تحریری شہادتیں موصول ہو رہی ہیں۔

— یروشلم ۷ رمئی۔ ۲۰۰ زائرین کا ایک قافلہ بغداد کے پاس صحرا میں رستہ بھول گیا۔ ایک برطانوی ہوائی جہاز اتفاقاً موقع پر پہنچ گیا لیکن افسوس کہ امداد ملنے سے پہلے ہی تمام قافلہ شہید ہو گیا۔

— نیویارک ۷ رمئی۔ جس وقت شاہ افغانستان پیرس میں تھے۔ تو امریکن سرمایہ داروں کی ایک جماعت نے ان سے ایک معاہدہ کر کے افغانستان کے تمام چشمہ ہائے روغن نفت کا ٹھیکہ لے لیا۔

— ایک جرمن اخبار کا بیان ہے کہ افغانستان اور انگلستان میں دوستانہ معاہدہ ہو گیا ہے۔

— سید حسین سابق ایڈیٹر انڈی پنڈنٹ مس میو کی کتاب کے خلاف امریکہ میں زبردست پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

— ایک ڈاک گاڑی کو جو سکندریہ سے پورٹ سعید جا رہی تھی آگ لگ گئی اور یورپ سے ہندوستان و آسٹریلیا آنے والی ڈاک جل گئی

— ولایت میں ہز ہائنس سر آغا خاں نمونیہ سے بیمار ہیں مگر اب ان کی حالت پہلے سے بہتر ہو رہی ہے۔

— افغانی اور امریکن معاہدہ در بارہ معدنیات مکمل ہو گیا ہے۔

— قرآن کریم اور خطبات کا ترجمہ ترکی زبان میں ہو گیا ہے۔

پشاور مشہد اور بخارا کی مشہور تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری قنا و ہر قسم کے مشہدی رومال کم قیمت سلمہ ستارہ کا زرکار پشاوری۔ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ اگر پسند نہ آئے تو محصول نہا کر کے قیمت واپس دیجائیگی۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ کریم پورہ پشاور

ضرورت ہے

صحیح بخاری کے پارہ ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵ اور ۱۶ تا ۳۰ کی اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور وہ انجمن کی ضرورت پوری کرنے کے لئے مناسب قیمت پر انجمن کو دینا چاہیں تو مہتمم صاحب تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کو اطلاع دیں ہر ایک پارہ کے دو دو نسخوں کی ضرورت ہے۔

سرمہ کامل

یہ سرمہ تقریباً ۲۴ اجزا سے مرکب ہے اور بالخصوص بیشقیمتی اجزا اس میں ضرور ہیں عنبرہ۔ یاقوت۔ زمرد۔ کشتہ تانبہ۔ مروارید دہنہ فرنگ سونے چاندی کے ورق۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ سرمہ تمام امراض چشم اور خاصکر ضعف بصر کے لئے بہترین چیز ہے۔ بینائی کو اس قدر قوت بخشتا ہے کہ چھ ہفتہ میں عینک چھڑا دیتا ہے۔ پھر لطف یہ کہ جوان بوڑھے سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ قیمت فی شیشی کلاں تین روپے خورد ڈیڑھ روپیہ نمونہ ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر منگا ئیے۔

مرہم داد داد کی بیماری دنیا میں مشہور ہے اس کی تکلیف وہی جانتا ہے جو اس میں مبتلا ہو۔ یہ مرہم داد کی حکمی دوا ہے اور چند روز میں داد کو دور کر کے جلد کو صاف اور ملائم کر دیتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں داد کبھی ہوا ہی نہ تھا۔ قیمت فی ڈبیہ کلاں ۱۲ر خورد ۸ر نمونہ ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر منگائیے۔

مینجر چشمہ کامل دہلی

ہندوستان میں نئی ایجاد

مینجر صاحب کنو بسی کا ایک شو تیار کیا ہے کہ جو چمڑے سے بالکل مبرا ہے اور سول ربڑ کا ہے۔ جو شل دلائتی کٹ شوز کے بنایا گیا ہے اور بجائے سول چپکانے کے اندر سے سلائی کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے پانی یا تیل یا کسی اور چیز میں بھیگ جانے سے سول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا ہے سلائی اتنی مضبوط ہے کہ اگر چھ ماہ کے اندر ٹوٹ جائے تو کمپنی دوسرا شو مفت روانہ کرے گی ہمارے ہندو بھائیوں کو پوجا پاٹ کرنے میں سخت دقت ہوتی تھی۔ اب وہ اس جوتے کو پہن کر پوجا پاٹ کر سکتے ہیں۔ اس جوتے میں چمڑا بالکل نہیں ہے۔ ہلکا اور خوبصورت اتنا کہ دیکھ کر دل اچھل پڑتا ہے۔ اتنی خوبی ہونے پر قیمت صرف دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔ کیا طلب ہو نمونہ ایک شو روانہ کیا جائے۔ تاجران کو خاص رعایت ہے۔

اختر اینڈ کمپنی سنٹرل روڈ لکھنؤ

خاص الخاص شاہی مجربات

(زیر سرپرستی کپورتھلہ)

دنیا جانتی ہے کہ یہ دواخانہ ۲۰ سال سے پبلک کی طبی خدمات انجام دے رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کسی کو آج تک شکایت کا موقع نہیں ملا یہی اس کی نیکنامی کا سب سے بڑا سبب ہے۔ ذیل میں چند مخصوص و مشہور دوائیں درج کی جاتی ہیں۔

سفوف مقوی اعضائے رئیسہ شاہانہ تحفہ ہے ۲ تولہ سات روپے

شاہی یاقوتی مقوی مفرح نہایت اعلےٰ درجہ کی صرف ۴ر فی تولہ

شربت مفرح آج تک آپ نے ایسا شربت نہ پیا ہوگا صرف ایک گلاس بنا کر پیجئے طبیعت خوش ہو جائیگی اور پھر گھنٹوں تک پیاس پاس نہ آئیگی اسی موسم کیلئے خاص طور پر تیار کیا گیا ہے قیمت فی بوتل سوا روپیہ

چورن اصغر بچوں بوڑھوں کو یکساں مفید اور قیمت بھی ہر فی تولہ۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

بھوپندرا کالج پٹیالہ کا نیا داخلہ

علمی و عملی تعلیم کے لحاظ سے یہ ہندوستان اور پنجاب کا وہ مشہور کالج ہے جسے گورنمنٹ پٹیالہ کی سرپرستی و امداد کا فخر حاصل ہے۔ گورنمنٹ پنجاب نے یہاں کے سند یافتگان کو ملازمت کے امتیازی حقوق عطا فرمائے ہیں۔ طلبا کی تعلیم طب کے ساتھ یہاں کے سب سے بڑے سرکاری راجندر ہسپتال میں سرجری وغیرہ سکھائی جاتی ہے۔ ار کا ٹکٹ آنے پر پراسپکٹس مفت بھیجے جاتے ہیں۔ ضرورتمند اصحاب دندان سازی اور آنکھوں کا اپریشن بھی سیکھ سکتے ہیں۔ (پرنسپل)

بشارت عظمیٰ

یعنی حضرت مسیح موعود کے حالات زندگی معہ آپ کے بہترین عکسی فوٹو کے بہترین ترتیب جامعیت کے ساتھ اس کی قیمت احباب کے اصرار سے بغرض اشاعت مشن بجائے ۶ کے ۴ر کر دی ہے ۱۲ کتب کے خریدار کو ۳ر فی کتاب ملیگا لیکن خرچ ہی ۴ر سے کم نہیں یہ رعایت آخری جون تک ہے۔

سرور عالم حیات طیبہ رسول عربی (صلعم) اسلامی ہند کے مقتدر ارباب علم نے جامعیت و اختصار کا فقید المثال مجموعہ لکھا ہے۔ اور زمانہ حال کی اہم ترین ضرورت۔ اس میں بھی فوٹو ہے۔ قیمت ۱۲ر

انا بشر رسول عربی بحیثیت انسان کے۔ یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کیا جائے تبھی تو قیمت ار ہے محصول سب کا بذمہ خریدار

(مینجر دار التصنیف کپورتھلہ سٹیٹ)

اگر

آپ علمی۔ ادبی۔ اخلاقی مضامین پڑھنے کے خواہشمند ہیں اور اگر آپ کو دلچسپ افسانے پڑھنے کا شوق ہے تو

"بلال"

کے خریدار بن جائیے اور تازہ بتازہ شگفتہ اور سلیس مضامین کا لطف اٹھائیے۔ اس پر بھی قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ۔ دو آنے کے ٹکٹ بھیجکر نمونہ طلب کیجئے۔ نمونہ دیکھکر آپ خودبخود سال بھر کا چندہ بھیجدیں گے۔ اتنا دلچسپ پائیں گے۔

مینجر رسالہ بلال لاہور

ضرورت ہے

ایک بی اے یا ایف اے پاس کی جو جماعت ہفتم کے ایک طالب علم کو گھر پر تعلیم دے سکے تنخواہ حسب لیاقت اور کھانا ساتھ۔

درخواستیں معہ نقول اسناد اس پتہ پر آنی چاہئیں میاں فضل الٰہی ضلعدار ڈاکخانہ جہانیاں تحصیل میلسی ضلع ملتان

مسلمانوں کا اس جائز بدیہ کو کس طرح گوارہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ ان دونو کے ایماء سے اسی رات ایک ہندو دکاندار کی چھت پھاڑ دی گئی۔ اور اس سے واویلا کرا دیا گیا۔ کہ ہمیں مسلمانوں نے لوٹ لیا۔ اور اتنا نقصان کر دیا۔ فرضی نقصان یافتہ ہندو مع دیگر معزز ہندوؤں کے علی پور پہنچے۔ گردھاری لعل وکیل کو ہمراہ لیکر ہندو افسراں سے مشورہ کرتے پھرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ غرض اس علاقہ کے حال زار پر خدا تعالے رحم کرے برادران وطن انہیں تباہ و برباد کرنے پر تل گئے ہوئے ہیں قصبہ جھنگی والا کو چھوڑ جانیوالے مسلمان سخت مصیبت و انقلاب میں مبتلا ہیں۔ اور

چھوٹے چھوٹے بچے نکوئے اس بے پناہ آدمی کے عالم میں ادھر ادھر مارے پھرتے ہیں پس تمام اسلامی انجمنوں کا فرض ہے۔ کہ اپنے اپنے علاقہ میں جلسے کر کے اپنے مسلمان بھائیوں سے ہمدردی کا اظہار کریں۔ اور سردار خاں و محمد خاں صاحب کی بعزتی پر پولیس سپرنٹنڈنٹ کے خلاف ملامت کے ریزولیشن پاس کر کے اخبارات انسپکٹر جنرل پولیس کے پاس بھیجیں۔

مسلمان ممبران کونسل اسمبلی کو نہایت غور سے توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ فوراً پولیس سپرنٹنڈنٹ ضلع مظفر گڑھ کے خلاف سوال پیش کر کے گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ کہ کہیں نہ ایسے متعصب افسر کو جو کہ یک طرفہ کارروائیاں کر کے اور ہندوؤں کے ساتھ ملکر مسلمانوں کو ذلیل اور تنگ کر رہا ہے۔ قرار واقعی سزا دی جائے۔ ورنہ خطرہ ہے۔ کہ اس افسر کے ہاتھوں سے اس ضلع کے مسلمانوں کی خیر نہیں

احمد بخش سکریٹری انجمن معین الاسلام جھنگی والا ضلع مظفر گڑھ

ضروری گذارش

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں

مینیجر ایس۔ بی۔ اینڈ کو اجمیری گیٹ دہلی

فائدے کی بات

اپنا پتہ صاف اور خوشخط تحریر کریں

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۶ مطابق ۲۵ مئی سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۳۲

بزمِ احباب

دورۂ چنیوٹ

از جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب

جناب شیخ میاں محمد صاحب کے صاحبزادے شیخ رؤف احمد صاحب کی شادی کی تقریب پر مجھے اور حضرت مولنا صدرالدین صاحب کو چنیوٹ جانا پڑا۔ سہرا بندی کے مجمع خاص میں حضرت مولنا نے ایک نہایت دلچسپ تقریر فرمائی۔ جس میں علاوہ اور ضروری مسائل پر روشنی ڈالنے کے آپس کی کفر بازی کے بخیئے بھی ادھیڑے گئے۔ اور خوب ادھیڑے گئے۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ مسلمانوں کی موجودہ پستی کی سب سے بڑی وجہ آپس کی کفر بازی اور اس کے قبیح ترین اثرات ہیں زمانہ بزبان حال پکار رہا ہے۔ کہ مسلمانو زندہ رہنا اور زندہ رہ کر بام ترقی پر پہنچنا چاہتے ہو۔ تو آپس میں ایک دوسرے کو مسلمان سمجھ کر ایک ہو جاؤ۔ اور ایک ہو کر قومی تنظیم کرو۔ مگر مولویانہ کفر بازی للکارتی ہے کہ یہ بھی کوئی اسلام ہے کہ اپنے سے مختلف خیالات رکھنے والے مسلمانوں کو بھی مسلمان سمجھ لیا جاوے قوم مٹے یا رہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ امکان کذب بازی کے منکرین کو مسلمان کہا جا سکے۔ سوچو تو سہی۔ کہ ایک شخص مسلمان ہو کر مجالس مولود شریف میں قیام کو ناجائز سمجھتا ہے۔ اسے کیونکر مسلمان کہا جائے۔ دوسرا اٹھتا ہے۔ تو انتقال نور کی دلچسپ روایات ہی کو غلط ٹھیرا دیتا ہے۔ بھلا اسے کافر نہ کہا جائے۔ تو کیا کہا جائے۔ آخر ایسی روائتوں کے بقاء و قیام کا بھی تو کوئی ذریعہ ہونا چاہیے۔ اور یہ جو مرزائی فرقہ پیدا ہوا ہے۔ اس نے تو اودھم ہی مچادی ہے جسم عنصری کے ساتھ بام ثریا پر بیٹھے ہمارے آرام سے کھاتے پیتے مسیح ہی کو مرا ہوا کہدیا۔ نہ امکان کذب بازی کا قائل رہا۔ نہ انتقال نور ہی کی روایات کو مانا کلمہ گویوں کو کافر کہنے سے انکار کر دیا مسلمانوں کو مسلمان سمجھنے لگ گیا۔ بھلا ایسے فرقے کو کافر نہ کہنا کہاں کا انصاف ہے۔ قوم کی حفاظت کا خیال چھوڑو۔ اپنے حلوے مانڈے سے کام رکھو۔ اغیار کو بھی کھول کر کافر کہو۔ راستی میں ہستی کا راز مضمر ہے۔

مولویانہ کفر بازی کی اس للکار نے قومی شیرازے کو درہم برہم کر دیا۔ ایک مسلمان کو دوسرے کا دشمن بنا دیا۔ جب کہ آپس میں کفر بازی کی بدولت ایک دوسرے سے نفرت کے خیالات موجزن ہوں۔ تو باہم اتحاد کا قائم ہو جانا امر محال ہے۔ اور جب تک اتحاد قائم نہ ہو۔ مسلمانوں کا بام ترقی پر پہنچنا ناممکن ہے۔ مسلمان اگر دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ اور انہیں بقائے اسلام منظور ہے۔ تو ہمت کریں۔ کفر بازی کے فتنوں کو لات مار کر اتحاد بین المسلمین کا جھنڈا اٹھائیں۔ کفر باز مولویوں کو بالکل چھوڑ دیں۔ اور سمجھ لیں کہ یہی لوگ اتحاد بین المسلمین کے راستے میں روڑے بن کر اٹک رہے ہیں۔ اور انہی کی وجہ سے تنظیم کا آج تک کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اگر مسلمان کفر باز مولویوں سے الگ ہو جانے کی ہمت دکھائیں۔ تو پھر انشاء اللہ کوئی مشکل باقی نہیں رہے گی۔ ترقی کی تمام راہیں آسانی سے طے ہو سکینگی کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ رہنما رہزن ہو کر ہمارے متاع ترقی کو لوٹے لئے جاتے ہیں۔ اور پھر بھی ہمیں احساس نہیں۔ اسلام ایک درخت کی مانند ہے۔ جس کی شاخیں اس کے مختلف فرقے یا گروہ ہیں جس طرح کسی درخت کی کوئی شاخ خارج از درخت نہیں کہا سکتی اسی طرح تمام اسلامی فرقوں کو خارج از اسلام کہنا نادانی کی بات ہے۔ مسلمان بھائیو۔ آؤ ہم تحفظ ناموس رسول پاک کی خاطر ایک ہو جائیں۔

سب کا اللہ ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ سب کی کتاب ایک ہے۔ تقدیر کو سب مانتے ہیں۔ حشر و نشر کے سب قائل ہیں۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ پر سب کا یکساں عمل ہے۔ معمولی فروعی اختلافات کو کیوں اس قدر اہمیت دیں۔ کہ وہ اختلافات ہی مدار کفر و اسلام بن جائیں ملانوں کے کہنے کی پرواہ نہ کرو محبت کے ہاتھ بڑھاؤ۔ اور ایک دوسرے کے گلے مل جاؤ۔ اور یاد رکھو۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور وہ جماعت ہے جس کا ہمیشہ سے یہی مسلک رہا ہے کہ جملہ کلمہ گو مسلمان ہیں۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں۔ کہ وہ دوسرے کو کافر قرار دے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ یہ جماعت حضرت مرزا صاحب کو چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کرتی ہے اور مانتی ہے۔ کہ وہ ان پیشگوئیوں کے مصداق تھے۔ جو کہ آمد مہدی اور نزول مسیح کے متعلق احادیث میں موجود ہیں حضرت مرزا صاحب کا مجدد زمانہ حاضرہ مان لینا اور انہیں آمد مہدی اور نزول مسیح کے متعلق احادیث کا مصداق قرار دینا مستلزم کفر نہیں۔ اس اقرار سے کسی اسلامی رکن میں خلل نہیں آتا۔ نہ ایمان باللہ میں کوئی نقص پیدا ہوتا ہے۔ نہ ایمان بالرسل میں۔ نہ ایمان بالملائکہ میں کوئی کمی آتی ہے۔ نہ ایمان بالکتب میں ایمان بالتقدیر بھی جوں کا توں ہی رہتا ہے۔ اور ایمان بالقیامۃ بھی نماز اس سے نہیں ٹوٹتی۔ روزہ اس سے نہیں جاتا۔ زکوٰۃ اس سے نہیں رکتی۔ حج اس سے نہیں جاتا۔ بلکہ ایک مصداق کے معلوم ہو جانے سے احادیث رسولی پر ایمان اور بھی پختہ ہو جاتا ہے۔ معلوم نہیں کفر باز حضرات کو اس میں کونسی کفر کی شان نظر آتی ہے۔ مسیح تو بالیقین فوت ہو چکے ہیں [illegible] ثابت ہو سکتا ہے۔ نہ احادیث سے۔ اور عقل تو سرے سے اس مسئلے ہی کو نامعقول ٹھیراتی ہے کوئی سلیم العقل انسان اس پر یقین نہیں کر سکتا غیر معقول مسئلے کو مان لینا معقول انسانوں کا کام ہی نہیں۔ قرآن مجید نے باواز بلند وفات عیسیٰ کا اعلان کر دیا۔ احادیث رسولی نے بھی اس پر مہر ثبت کر دی صحابہ اس کے قائل رہے۔ بڑے بڑے آئمہ اسلام نے اس کا اعلان فرمایا۔ پھر جب کہ حضرت مسیح کی زندگی ہی ثابت نہیں۔ اور نہ ثابت نہیں ہو سکتی۔ تو نتیجہ صاف ظاہر ہے۔ کہ آنیوالا مسیح مسیح ابن مریم نہیں ہو سکتا۔ ان کا کوئی مثیل ہوگا۔ اور احادیث رسولی کے ماتحت وہی مثیل مسیح موعود کہلائیگا۔ ایسا موعود امت محمدیہ میں سے کوئی نہ کوئی شخص ہوگا۔ اگر اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب ہی کو اس منصب پر سرفراز فرما دیا۔ تو کونسا محال لازم آگیا۔ اور کس آیت یا حدیث کا انکار کرنا پڑا۔ آخر کسی نہ کسی کو یہ منصب ملنا ہی تھا۔ اتنی سی بات پر شور تکفیر سے آسمان سر پر اٹھانا اور ناحق کا گناہ مول لینا کیا معنی رکھتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی ساری زندگی خدمت اسلام میں بسر ہوئی۔ اور وہ ہمیشہ اسی دھن میں رہے۔ کہ دنیا بھر میں اسلام کی اشاعت ہو۔ اسلام کا بول بالا ہو۔ اس مقدس غرض کو پورا کرنے کے لئے وہ ہر مخالف کے مقابل پر آئے۔ مولوی تو اس دھن میں رہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو کافر بنائیں۔ مگر حضرت مرزا صاحب مخالفین اسلام کے حملوں کو رد کرتے رہے۔ جہاں اسلام پر حملہ ہوا۔ وہ سینہ سپر ہو کر سامنے آئے فلسفہ کے اعتراضات کو رد کیا۔ عیسائیوں کی دل آمیز باتوں کی تردید کی آریوں کو دندان شکن جواب دیئے۔ اور ساری زندگی انہی کاموں میں بسر کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غلامی کو اپنے لئے سرمایہ عز و افتخار بنایا۔ آپ کی تصدیق رسالت پر کتابیں لکھیں۔ تقریریں کیں۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسی خادم اسلام جماعت پیدا کر دی۔ جس نے کفرستان یورپ تک میں جا کر اسلام کا جھنڈا گاڑا اور غلامان محمد کا ایک گروہ پیدا کر دیا۔ ووکنگ میں مشن کھولا۔ جرمن میں عالیشان بے نظیر مسجد تیار کر دی۔ قرآن مجید کا اردو انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اور ضروریات زمانہ کے مطابق ایک بے نظیر تفسیر لکھدی۔ جس میں اہل فلسفہ و سائنس اور مخالفین اسلام کے آریہ ہوں۔ یا عیسائی کسی اعتراض کو معقول اور مسکت جواب دیئے بغیر نہیں چھوڑا۔ قرآن مجید کے جمع و ترتیب اور احادیث کے وثوق و اعتبار پر جمع قرآن اور مقام حدیث لکھدی۔ شدھی کے میدان میں آریوں کا فاتحانہ مقابلہ کیا۔ اور مسلمانوں کو ڈگمگانے سے بچایا۔ مناظرے کئے۔ اور

بقیہ برصفحہ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ - ۲۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۶ھ نمبر [illegible]

سندھ کا قانون انتقال اراضی

مسلمانان سندھ کی زندگی و موت کا سوال

ہندوستان ایک زرعی ملک ہے۔ اور کاشتکار ہر ایک زرعی ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں۔ ان کی فلاح وبہبودی اور خوشحالی پر سارے ملک کی ترقی کا دارومدار ہوتا ہے۔ ہندوستان کے بدنصیب کاشتکاروں کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہندوستان اور یورپ کے بہت سے ممالک کیلئے غذا مہیا کرتے ہیں۔ لیکن ان کی ایک کثیر تعداد ایسی ہے جنہیں چوبیس گھنٹہ میں ایک وقت بھی سوکھی روٹی پیٹ بھر کے نصیب نہیں ہوتی ان بدنصیب لوگوں کی اس ناگفتہ بہ حالت کے غالباً اور وجوہات بھی ہوں۔ لیکن اس کی سب سے بڑی وجہ ظالم اور وحشی ساہوکاروں کی ظالمانہ لوٹ ہے۔ اس میں بالکل مبالغہ نہیں۔ کہ ہندوستان کے ساہوکار دنیا کے ظالم ترین سرمایہ دار ہیں جنکے نزدیک ایمان داری انسانیت اور خوف خدا چھو کا تک نہیں ہمیں نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے۔ کہ ان درندہ نما انسانوں کی گرفت روز بروز زیادہ مضبوط ہو رہی ہے۔ زمینداروں کی اراضیات سود درسود کے ذریعے دھڑا دھڑ ان کے قبضہ میں جا رہی ہیں۔ اور بدقسمت مسلمان زمیندار سب سے زیادہ ان کے مظالم کا تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں۔

اندازہ لگایا ہے کہ اس وقت ہندوستان کی دیہاتی آبادی پر تقریباً چھ ارب روپیہ کا قرض ہے جس کا سود ۶۰ کروڑ روپیہ سالانہ ادا کرتے ہیں صرف صوبہ پنجاب کے مالکان اراضی ۷۵ کروڑ کے قرضدار ہیں۔ اور اس قرضہ کا بہت بڑا حصہ زمین کی کفالت پر ہے۔ ان اعداد و شمار سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ غریب کاشتکار کسقدر ظالم ساہوکاروں کے پھندے میں جکڑے ہوئے ہیں حکومت مجبوراً کاشتکاروں کو ساہوکاروں کے مظالم سے بچانے کی غرض سے قانون کی طرف متوجہ ہوئی۔ شرح سود پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ کیونکہ بسا اوقات ساہوکار قرض مانگنے والے کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر حد سے زیادہ شرح سود طے کر لیتے تھے۔ لیکن یہ تدبیر کارگر نہ ہو سکی۔ کیونکہ وہ بادصف ساہوکار فرضی طور پر اصل رقم سے کئی گنا زیادہ رقم لکھوا لیتے تھے اس کے بعد دوسرا اصلاح قانون انتقال اراضی تجویز کیا گیا۔ جو بہت بڑی حد تک کارگر ثابت ہوا۔ چنانچہ اس سے پیشتر پنجاب اور صوبہ سرحد میں اس کا نفاذ ہو چکا ہے۔ اب حکومت اس کو سندھ میں نافذ کرنا چاہتی ہے

سندھ کی تقریباً ۹۰ فیصدی آبادی زراعت پیشہ ہے جو قریب قریب سب مسلمان ہیں۔ اور گذشتہ ۲۰ سال میں (۱۹۰۵ء سے لیکر ۱۹۲۵ء تک) ان کی پونے پانچ لاکھ ایکڑ زمین ساہوکاروں کے قبضے میں جا چکی ہے۔ اور یہ رفتار بہت سرعت سے جاری ہے۔ اگر اسکو بند نہ کیا گیا۔ تو ایک قلیل عرصہ میں سندھ کی تمام اراضی زمینداروں کے ہاتھ سے نکل کر ساہوکاروں کے قبضہ میں چلی جائے گی۔ اور خونخوار ساہوکار زمینداروں کو اسطرح نگل جائینگے جیسے سمندر میں بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو نگل جاتی ہیں۔ آج کل ہندو اس قانون کے نفاذ کے خلاف شور مچا رہے ہیں۔

قانون انتقال اراضی کے خلاف اگر صرف ساہوکار شور مچاتے۔ تو کوئی بات نہ تھی۔ کیونکہ اس قانون کے نفاذ کے بعد ان کو غریب زمینداروں کا خون اچھی طرح چوسنے کا موقع نہیں ملیگا۔ اور ہر ایک شکاری اپنے شکار کو ہاتھ سے جاتے ہوئے دیکھکر چیخ و پکار مچایا کرتا ہے۔ لیکن آپ سنکر حیران ہونگے کہ ہر خیال اور طبقہ کے ہندوؤں نے اس کے خلاف ایک شور محشر بپا کر رکھا ہے۔ اس مسودہ قانون کو ظالمانہ کہا جا رہا ہے۔ سندھ اور بیرون سندھ کے ہندو اس بات کا عہد کر کے میدان جدوجہد میں کود پڑے ہیں۔ کہ اس قانون کو ہرگز نافذ نہ ہونے دیا جائیگا۔ اس سارے شور و شر کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ سندھ کے ساہوکار تمام کے تمام ہندو اور زمیندار تقریباً ۹۵ فیصدی مسلمان ہیں۔ اور یہ ایک طے شدہ بات ہے۔ کہ بائیس کروڑ ہندوؤں میں سے کوئی ہندو اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ اس صفحۂ ارض پر کسی جگہ بھی مسلمان خوشحال نظر آئیں۔

ایک طرف کہا جاتا ہے۔ کہ ہندو مسلم کا امتیاز اڑا دو۔ جداگانہ طریق انتخاب کی بجائے مشترکہ انتخاب کی لعنت کو قبول کرلو۔ نہرو اینڈ کو مذہب کو ملا تحلیل دینے کا وعظ کر رہی ہے۔ اور رام دیو کی قماش کے آریہ لیڈر مسلمانوں کو ہندو بننے کی دعوت دے رہے ہیں۔ غرضیکہ ان برادران یوسف کی زبان پر اتحاد کے نغمے ہیں۔ انہوں نے گلے ملنے کے لئے بازو پھیلائے ہوئے ہیں۔ بنارس کا ساحر مسلم لیڈروں کو مسحور کر چکا ہے لیکن ان کا برتاؤ کچھ اور ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جب غفلت شعار مسلمان ذرا بیدار ہوتے ہیں۔ تو ہندو لیڈران کو اتحاد کے نغمے سنا کر پھر سلا دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن عین اسی وقت قدرت کا مخفی ہاتھ واقعات کی صورت میں حرکت میں آتا ہے۔ جو نیم بیدار مسلمانوں کو جھنجوڑتا ہے۔ در اصل سندھ میں انتقال قانون اراضی کی مخالفت اسی مخفی ہاتھ کی ایک حرکت ہے۔ کاش مسلمان اب بھی بیدار ہوں۔ اور وہ ہندوؤں کے خفیہ ارادوں کو سمجھنے کی کوشش کریں اگر ہندوؤں کو ہندوستان کی فلاح بہبودی منظور ہوتی۔ تو وہ ہرگز اس قانون کے نفاذ کی مخالفت نہ کرتے۔ لیکن آج ہم دیکھتے ہیں۔ آج وہ اسکی حمایت میں نہیں۔ بلکہ مخالفت میں شور مچا رہے ہیں کیونکہ اس سے مسلمانوں کا بھلا ہو جائیگا۔

ہندوؤں کے متعلق کچھ زیادہ کہنا فضول ہے۔ سمجھنے والے ان کی چالوں کو سمجھ چکے ہیں۔ جو اب تک ان کے فریب میں مبتلا ہیں۔ ان کے سمجھنے کی بظاہر کوئی امید نہیں۔ اب ہم مسلمانوں سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ سندھ بعض لحاظ سے ہندوستان کا ایک بہترین صوبہ ہو سکتا ہے۔ مگر یہ اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ یہاں کے مسلمانوں کی مالی حالت سدھر جائے۔ اور اس کا ایک حد تک کہ دارومدار قانون انتقال اراضی کے نفاذ پر ہے۔ اور یہ یاد رہے کہ اگر یہ قانون نافذ نہ ہوا۔ تو بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ سندھی مسلمان ایک چپہ بھر زمین کے بھی مالک نہ رہینگے۔ اسوقت تک مسلمانوں کی ۴۰ فیصدی اراضی ساہوکاروں کے پاس جا چکی ہیں۔ ۴۰ فیصدی یعنی ۹۵ فیصدی آبادی صرف ۶۰ فیصدی زمین کی مالک ہے جو عنقریب ان سے چھن جائے گی۔ زمین کے بعد مسلمانوں کے ایمان اور مسلم خواتین کی عصمت پر ڈاکا ڈالا جائے گا۔ مسلمانو! یہ وہی سرزمین ہے جس کے ایک ایک چپہ کو تمہارے اسلاف نے صد ہا لاشیں دیکر خریدا تھا۔ آج وہ تم سے چھن رہی ہے۔ کیا تم اب بھی خاموش رہوگے؟ ہمیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ ایک ایسا مرحلہ ہے جس کا مسلمانان ہند کے مستقبل پر ایک گہرا اثر پڑیگا۔ سندھ کے ظالم ساہوکاروں کی پشت پر تمام ہندوستان کے ہندو ہیں۔ غریب مسلمان بے یار و مددگار ہیں۔ اخوت اسلامی کا تقاضا ہے کہ اس وقت جبکہ ہمارے سندھی بھائیوں کے سامنے ان کی زندگی و موت کا سوال درپیش ہے۔ ہم ان کی ہر طرح سے مدد کریں۔ ہم اس سلسلے میں مسلمانوں کے تمام ذمہ دار افراد کو متوجہ کرتے ہیں اگر اس وقت مسلمان لیڈروں اور علماء نے اپنے اس اہم فرض کو محسوس نہ کیا تو یہ امر ان کی شدید بدنامی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اگر ان کو غریب قوم کا کچھ خیال نہیں تو انہیں اپنی خاطر ہی اس فرض کو ادا کرنا چاہئے۔

برلا مل کے مسلمان ملازم

ناظرین غالباً مشہور آریہ سماجی سرمایہ دار سیٹھ برلا سے واقف ہوں گے۔ یہ وہی صاحب ہیں جن کی تھیلیوں کے منہ شدھی اور سنگٹھن کی تحریکوں کی مدد کے لئے کھلے رہتے ہیں۔ ہندو پریس آپ کی فیاضیوں کا شرمندۂ احسان ہے۔ ہر ماہ آپ کم وبیش ہزار روپیہ ان تحریکوں کی ترقی و توسیع کے لئے دیتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے اسی قدر دشمن ہیں جسقدر ایک کٹر آریہ سماجی کو ہونا چاہئے۔

دیگر مقامات کے علاوہ آپ کا دہلی میں بھی ایک کپڑے کا کارخانہ برلا مل کے نام سے موجود ہے۔ جس میں کچھ مسلمان کاریگر بھی ملازم تھے۔ ہمیں ذاتی طور پر معلوم ہے کہ ڈاکٹر سکھدیو (داماد سوامی شردھانند) عرصہ سے اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح اس پوتر مل کو ان ملیچھوں سے پاک کر دیا جائے لیکن سیٹھ صاحب چند مصلحتوں کی بنا پر ایسا کرنے سے ذرا جھجکتے تھے۔ لیکن آخر ڈاکٹر صاحب کا جادو چل گیا۔ اخبار "الامان" کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اس مل کے تمام مسلمان کاریگر برخواست کر دیئے گئے۔ جن میں ان کا جرم اس قدر تھا کہ وہ مسلمان تھے اور مسلمان رہنا چاہتے تھے اس قسم کے معمولی واقعات بائیکاٹ کے ایک زبردست طوفان کی آمد آمد ہیں۔ جو مسلمانوں کی بہت سی مصیبتوں کا باعث ہوگا۔ ہم یہ نہیں چاہتے۔ کہ مسلمان ہندو ترکی بہ ترکی جواب دیں۔ لیکن بہرحال اس زبردست حملہ کے بچاؤ کی کوئی تدبیر ان کو کرنا ہی ہوگی۔ اور وہ یہی ہو سکتی ہے کہ جو مل مسلمان ملازمین کو محض ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے نکال دیتی ہے۔ وہ بھی اس کے کپڑے کو اپنے اوپر حرام کر لیں۔

مس ملر کی اشدھی کا انجام

اس سال کا آریہ جگت کا اہم ترین واقعہ مس ملر کی اشدھی ہے اس معرکہ کی اشدھی پر آریہ سماجیوں نے جو بے انتہا طفلانہ اور جنونانہ اظہار مسرت کیا ہے اور کر رہے ہیں اس سے ہر کوئی واقف ہے۔ گذشتہ ہفتہ آریہ اخبارات میں یہ خبر بھی شائع ہوئی تھی۔ کہ امریکہ پہنچ کر مس صاحبہ ہندو دھرم کا پرچار کرینگی۔ اس پر بھی آریہ اخبارات نے بہت بغلیں بجائی تھیں۔ مس ملر کے اشدھ ہونے کے راز کا انکشاف ہم کسی گذشتہ پرچہ میں کر چکے ہیں۔ سب کو معلوم تھا۔ کہ مس صاحبہ کو ہندو دھرم سے نہ کوئی محبت ہے وعقیدت ہے۔ نہ اسکے پتی کو پرچار کا کوئی شوق۔ یہ سب کام دیو دیوتا کی کارفرمائیاں ہیں۔ مگر آریہ سماجی بھلا کب کسی کی سننے والے ہیں یہ تو وہ لوگ ہیں۔ جو لاجواب ہونے کے بعد بھی خاموش نہیں ہوتے۔ لیکن پیرس پہنچتے ہی مس صاحبہ نے ایک ایسا اعلان کیا۔ جسکے شائع ہوتے ہی آریوں پر اوس پڑ گئی فرماتی ہیں "یہ خیال نہ کرو۔ کہ میں نے ہندو دھرم اختیار کرنے سے عیسائی دھرم چھوڑ دیا۔ بلکہ میں تو اب بھی عیسائی ہوں"

بظاہر یہ اعلان تعجب انگیز معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کو ہم اس تقریر کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ جو مس صاحبہ نے اشدھ ہوتے وقت کی تھی۔ تو یہ خلاف توقع نہیں۔ بلکہ حسب توقع نظر آتا ہے۔ اس وقت مس صاحبہ نے کھلے طور پر کہہ دیا تھا۔

"میں آپ کو یہ صاف بتا دینا چاہتی ہوں کہ کسی بھی مذہب سے قطع تعلق کرتے ہوئے مجھے رنج ضرور محسوس ہوتا ہے کیونکہ میں سمجھی ہوں۔ کہ اس اسلامی مذہب میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جسے بلا نقصان اٹھائے ترک کیا جائے امید ہے کہ مسیحیت کی سچی سپرٹ ہمیشہ میرے میں رہے گی۔ اور آئندہ زمانہ میں میری تسکین و تسلی کا باعث ہوگی۔"

(اخبار تیج دہلی ۱۷ مارچ)

ابھی تک راسخ الاعتقاد ہندوؤں اور آریہ سماجیوں میں اسی بات پر لے دے ہو رہی تھی۔ کہ مس ملر کی اشدھی جائز ہے یا ناجائز لیکن اب ایک اور نیا مسئلہ پیش ہو گیا۔ کہ وہ عیسائی رہتے ہوئے بھی ہندو رہ سکتی ہے یا نہیں۔ دیکھئے آریہ پنڈت اسکے متعلق کیا فتوے دیتے ہیں۔ اب تک تو ہر ایک اشدھ ہونے والے کیلئے دوسرے مذاہب کے پیشواؤں اور پیروؤں کو گالی دینا لازمی بات تھی اب دیکھئے مس صاحبہ کی گتھی کو کسطرح سلجھایا جاتا ہے

بہرحال مس ملر کے پتت ہو جانے پر سماجیوں سے ہمیں دلی ہمدردی ہے اور ہم ان الفاظ کے ذریعے اس صف ماتم پر اظہار افسوس کیلئے حاضر ہوتے۔ جو اس اعلان کے شائع ہوتے ہی ان کے ہاں بچھ گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایکبار پھر یہ دوستانہ مشورہ عرض کئے دیتے ہیں۔ کہ آج تک کوئی شریف اور سمجھدار آدمی اشدھ ہو کر آریہ نہیں رہ سکا۔ اور آئندہ ایسا ہو سکے گا۔ اس لئے اس سعی لاحاصل سے باز آجانا ہی بہتر ہے ✦

کا ماب مناظرے کئے۔ وید دل آنکھ کا اردو میں ترجمہ کر ڈالا۔ کیا یہ کام کسی منکر اسلام یا کافر کے ہو سکتے ہیں۔ ایسے عالیشان خادم الاسلام امام اور اس کی مجاہد جماعت کو کافر کہنا کہاں کا انصاف ہے؟

مولویو! خدا را انصاف کرو۔ اگر ایسا خادم الاسلام امام اور اس کی مجاہد جماعت مسلمان نہیں۔ تو پھر مسلمان کہلانے کا سزاوار کون ہے۔

قارئین کرام۔ معاف فرمائیں۔ میں دورہ چنیوٹ کی روداد لکھنے لگا تھا۔ مگر کہاں سے کہاں جا پہنچا۔ بات یہ ہے۔ کہ دل کی لگی کسی نہ کسی رنگ میں زبان پر آ ہی جاتی ہے۔ دل مئے ذکر سے مخمور ہے۔ اگر اس کے کیف کا ترانہ زبان قلم پر بھی آ جائے۔ تو قابل معذوری ہے۔ حضرت مولنا مولوی صدر الدین صاحب کی دلچسپ تقریر مذکورہ تقریب کے مجمع خاص میں ہوئی۔ اور دوسری تقریر چنیوٹ کی شاہی مسجد جامع میں احمدیت کی حقیقت پر ہوئی۔ یہ تقریر جہاں ایک طرف نہایت دل نشین تھی وہاں دوسری طرف صداقت احمدیت کا بادہ اثر دلوں پر ڈالتی جاتی تھی۔ مولنا بس کرنا چاہتے تھے۔ مگر حاضرین کی طرف سے اصرار پر اصرار ہو رہا تھا کہ ترانہ ابھی چھوڑنے کے قابل نہیں۔ اس تقریر کا حاضرین پر نہایت اچھا اثر پڑا۔ مگر دوسرے دن بعض تنگ خیال لوگوں کی زبان سے یہ بھی سنا گیا۔ کہ ایسی تقریر کی جامع مسجد میں کیوں اجازت دی گئی اس نے تو حاضرین کو احمدیت کا ہمدرد بنا دیا۔ اور وہ نیم احمدی ہو گئے۔ مولوی صاحب کے اٹل دلائل کا کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا۔

مولنا کی تقریر میں اتحاد بین المسلمین کی تعلیم بھی تھی۔ اور اس امر کا بیان بھی موجود تھا۔ کہ جملہ کلمہ گو مسلمان ہیں۔

اسلامیہ ہائی سکول چنیوٹ میں خاکسار کی تقریر ہوئی۔ جملہ طلبائے مدرسہ اور استاد اس میں موجود تھے۔ اگرچہ یہ تقریر صرف طلباء کے لئے تھی۔ اور لوگوں کو شامل ہونے کی دعوت نہیں دی گئی۔ تاہم چنیوٹ کے اکثر فہمیدہ اشخاص شامل ہوئے۔ وقت گذر جانے پر خاکسار نے تقریر کو بند کرنا چاہا۔ تو ہیڈ ماسٹر صاحب نے جو کہ اس جلسہ کے پریزیڈنٹ تھے فرمایا۔ کہ آپ کے لئے غیر محدود وقت ہے۔ ابھی اور تقریر کیجئے۔ تقریر نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی۔

جناب شیخ میاں محمد صاحب نے اس مبارک تقریب پر احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام کو مبلغ صمار چندہ عطا فرمایا۔ اسلامیہ ہائی سکول چنیوٹ و عیدگاہ اور اسلامیہ مدرسہ لائل پور کو بھی چندے دیئے گئے۔

ہماری طرف سے دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالی اس شادی کو ذریعہ خیر و برکت بنائے۔

ناانصافی ہوگی۔ اگر میں اس روداد میں جناب ہیڈ ماسٹر صاحب اسلامیہ ہائی سکول چنیوٹ کا ذکر خیر نہ کروں۔ آپ نہایت روشن خیال اور معاملہ فہم نوجوان ہیں۔ اتحاد بین المسلمین کے دل سے حامی ہیں۔ حضرت مولنا مولوی صدر الدین صاحب اور خاکسار کی تقریروں پر انہوں نے قیمتی تبصرے فرمائے۔

نیاز مند عصمت اللہ

عید اضحیٰ کے ضروری مسائل

عید اضحی کی نماز واجب ہے۔ اور عید گاہ میں جانیکے لئے نبی کریم نے مردوں اور عورتوں کو سب کو حکم دیا ہے۔ اس نماز میں بارہ تکبیریں ہوتی ہیں۔ سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں۔ قرات ہر رکعت میں تکبیروں کے پیچھے ہوگی امام بخاری اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ اور امام احمد بھی اسی طرف گئے ہیں کہ خطبہ نماز کے بعد پڑھا جائے۔

قربانی واجب ہے جمہور تو کہتے ہیں۔ کہ قربانی سنت ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ اس کے وجوب کے قائل ہیں۔

قربانی نماز عید کے بعد کی جائے گی گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن بکری دنبہ اور مینڈھے کی قربانی میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا۔ ان کی قربانی ایک ہی شخص کی طرف سے ہو۔ اگر کسی وجہ سے عید کے دن قربانی کا جانور ذبح نہ ہو سکے۔ تو پھر بارہویں تاریخ تک ذبح ہو سکتا ہے۔ اور اس وقت تک یہ جانور قربانی مسنونہ ہی میں شمار ہوگا۔ قربانی کا جانور اچھا موٹا تازہ ہو۔ دبلا مریض اور لنگڑا وغیرہ نہ ہو۔ دنبہ ایک سال کا ہونا چاہیئے۔ اگر کسی وجہ سے یکسال نہ مل سکے۔ تو کم عمر کا بھی جائز ہے۔

کھالیں قربانی کے جانوروں کی کھالوں کی قیمت انجمن کے خزانہ میں آنی چاہیئے کہ اس سے بھی انجمن کو کافی مالی امداد مل سکتی ہے قطرہ قطرہ بہم شود دریا اس موقع پر وہ تمام احباب جو قربانی کریں۔ کھالوں کی قیمت مقامی جماعت کے محاسب صاحبان کو عطا فرما دیں۔ بیرونی جماعتوں کا ہر ایک سیکرٹری اپنی اپنی جماعت کو کل رقم، توجہ دلا کر

عید فنڈ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ عید کے موقع پر ہر ایک احمدی اشاعت اسلام کیلئے کم از کم ایک روپیہ چندہ دے سب بھائیوں کو حضرت صاحب کے اس ارشاد کیطرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جو صاحب فراخی اور وسعت رکھتے ہیں۔ انہیں اپنی حیثیت کے مطابق رقم دینی چاہیئے۔ یہ کل رقم جمع کرکے دفتر انجمن میں بھیجدی جائے۔ جہاں جماعت کا انتظام نہ ہو۔ وہاں سے براہ راست یہ رقم بھیج جانی چاہیئے۔

ہندوستان

— حیدر آباد سندھ ۱۹ ارمئی۔ کل دو آدمیوں میں ایک پانی پر تنازعہ ہو گیا۔ ایک آدمی مارا گیا۔

— صوبہ سرحد کے باشندے اصلاحات کا مطالبہ کر رہے ہیں

— کلکتہ ۱۹ ارمئی۔ بنگال کے بعض مقامات پر شدید طوفان آیا جس سے زبردست نقصان جان و مال ہوا۔ گذشتہ پچاس سال میں اس قدر شدید طوفان نہ آیا تھا

— مولنا محمد علی ایڈیٹر اخبار ہمدرد دہلی عنقریب یورپ جانے والے ہیں۔ جہاں اپنی پرانی مرض ذیابیطس کا علاج کرائینگے۔ اخبار "ہمدرد" کا انتظام ایک بورڈ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

— نواب معین الدولہ نے جو سر آسمان جاہ کی پائے گاہ کے وارث ہیں۔ انجمن ترقی اردو اورنگ آباد کو دس ہزار روپیہ عطا فرمایا ہے

— یوپی میں اب مرض طاعون کا زور کم ہو رہا ہے مرآد آباد میں بالکل امن ہے۔ باہر گئے ہوئے لوگ واپس آ رہے ہیں۔

— ریاست جموں کشمیر میں ایک ہزار کتب کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔

— مہاراجہ جموں یورپ روانہ ہو گئے ہیں

— "مسلم اوٹ لک" رقمطراز ہے۔ کہ جن مسلمان بیرسٹروں اور وکلا نے "رنگیلا رسول" ایجی ٹیشن میں حصہ لیا تھا۔ ان کے نام سرکاری وکیلوں کی فہرست امیدواری سے خارج کر دیئے گئے ہیں۔

— دہلی ۱۵ ارمئی آئندہ بقر عید کے انتظامات کے سلسلے میں بہت سے لوگوں کے نام زیر دفعہ ۷ . ا سمن جاری کئے گئے ہیں۔

— ہندوستان بھر کی اچھوت اقوام کی کانفرنس کا اجلاس ماہ رواں کے اختتام پر بمبئی میں منعقد ہوگا۔ مسٹر ایم سی راجہ اجلاس کی صدارت کرینگے۔

— گورنمنٹ نے مہاراجہ نابھ کی نظربندی کے بعد دو ہزار روپیہ ماہوار ٹکا صاحب (ولی عہد) کے لئے مقرر کیا تھا۔ لیکن اسکو مہارانی صاحبہ نے قبول نہ کیا۔ گورنمنٹ نے اس میں اضافہ کر کے چار ہزار ماہوار کر دیا۔ لیکن مہارانی اب بھی اس کو لینے سے انکار کر رہی ہیں۔

— گاندھی جی بمبئی میں ہیں۔ لیکن آل پارٹی کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔

ہندو دنیا

— مس ٹز نے ہیرس پہنچ کر اعلان کر دیا کہ یہ خیال نہ کرو کہ میں نے ہندو دھرم اختیار کر لینے سے عیسائی دہرم چھوڑ دیا بلکہ میں تو اب بھی عیسائی ہوں"۔

— سندھ کے ہندو قانون اراضی کے خلاف سخت شور مچا رہے ہیں

— باوا آتامی مشہور عالم سفید ہاتھی انگلستان اور امریکہ کی سیاحت کے بعد چند روز ہوئے۔ کلکتہ پہنچا ہے۔ بدھ لوگ اس کو مہاتما بدھ کا اوتار کہتے ہیں۔ اور ہزاروں ہندو اور بدھ اس کی پوجا کر رہے ہیں

— جوڑ کے میلہ کی تقریب پر لاہور میں ایک سکھ اچھوت ادکار کانفرنس جس میں بکثرت سکھ شامل ہوئے۔

— لاہور ۱۹ ارمئی۔ آج شام کو ہندو سبھا کے زیر اہتمام ہندوؤں کا ایک جلسہ ہوا جس میں بھائی پرمانند نے ایک نہایت اتحاد سوز اور اشتعال انگیز تقریر کی۔

— خالصہ کالج امرتسر کے پرنسپل مسٹر گنپال داس راؤ کا ۲۲ ارمئی کو انتقال ہو گیا۔

— بیجوٹی (یو۔ پی) میں ایک مسلمان کو اشدھ کیا گیا۔

— کلکتہ میں ۱۱۶ ہندو سیٹھوں کو سٹہ کے سلسلہ میں گرفتار کر لیا گیا۔

— شاہ آباد میں ایک نومسلم عورت کو اشدھ کیا گیا

— بنارس کے اکثر مشہور و معروف پنڈت مس نر کی اشدھی کی وجہ سے گرو شنکر اچاریہ کے خلاف ہو رہے ہیں۔ اور اس کو ہندو دھرم کی ہتک [illegible]

— ضلع کانگڑہ میں ہزاروں اچھوتوں کو اشدھ کیا گیا۔

— بنگال سب ز ود مشن نے بہار میں ۴۳۰۸ آدمیوں کو اشدھ کیا اس میں مسلمان عیسائی اور اچھوت سب شامل ہیں

— مہاراجہ بردوان آئندہ انتخابات پارلیمنٹ میں بطور امیدوار کھڑے ہونگے۔

— اجمیر ۱۱ ارمئی راجستھان ہندی سملین کے سیکرٹری نے راجپوتانہ کے تمام والیان ریاست کو تحریر کیا ہے۔ کہ وہ ہر سال پرتاپ جینتی کو نہایت شان و شوکت سے منایا کریں۔ اور اس کو قومی تیوہار قرار دیں۔

— حیدر آباد سندھ ۱۰ امئی مقامی ہندو سبھا کی مجلس انتظامیہ کا آج ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں شہر کے سب سے معزز اشخاص مدعو کئے گئے تھے۔ اس جلسہ میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ سندھ پراونشل ہندو کانفرنس کا تیسرا اجلاس ماہ جون میں حیدر آباد میں منعقد کیا جائے۔

— پارک ہل کے راجہ نے وہ تمام روپیہ جو انہیں زرعی کمیشن کی رکنیت کے معاوضہ کے طور پر حاصل ہوا تھا۔ گورنمنٹ اس کو دیدیا ہے۔ کہ اسے زراعت کے سلسلہ میں فلاح عامہ کے کام پر صرف کیا جائے

— مسٹر اینڈریوز کا خیال ہے۔ کہ ہندی کو ہندوستان کی قومی زبان قرار دیا جائے۔

— مہاراجہ جموں کشمیر کے دوران قیام یورپ کے خرچ کے لئے ۳۰ لاکھ روپیہ منظور ہوا ہے۔

— گوڑ برہمن ہائی اسکول رہتک کا سالانہ جلسہ ۲۶ – ۲۷ مئی کو منعقد ہوگا۔ پنڈت لکشمی نرائن شرما بیرسٹر ایٹ لا سابق پرائیویٹ سیکرٹری مہاراجہ جموں کشمیر صدر ہونگے۔

— ۹ و ۱۰ ارجون کو جھجر کوٹ ضلع رہتک میں ایک ولت ادھار کانفرنس منعقد ہوگی۔

— کشمیر میں ۱۱۶ ابٹوالوں کو اشدھ کیا گیا

— دہلی میں ایک شادی کی تقریب پر ایک مسلمان کو اشدھ کیا گیا۔

ممالک خارجہ

— ایران میں ۲۰ لاکھ تومان (ایرانی سکہ) کے سرمایہ سے ایک بنک قائم کیا جائیگا۔ جس کی شاخیں ایران کے بڑے شہروں میں کھول جائینگی اس کے علاوہ سلسلہ تار برقی کی بھی توسیع کیجائیگی

— ماسکو ۱۹ ارمئی۔ آج شاہ افغانستان ٹرکی کو روانہ ہو گئے۔

— ہندوستان سے جو محمل شریف روانہ کیا گیا تھا۔ وہ ۱۲ ارمئی کو جدہ پہنچ گیا۔

— مولنا ظفر علی خاں آف زمیندار بخیریت جدہ پہنچ گئے سلطان ابن سعود و دیگر معززین نے ان کا استقبال کیا۔

— قسطنطنیہ ۲۰ ارمئی شاہ و ملکہ افغانستان آج انگورہ پہنچ گئے سٹیشن پر غازی مصطفے کمال نے ملاقات کی۔ اس سے قبل اعلان کیا گیا تھا۔ کہ مصطفے کمال پاشا شاہ افغانستان کا استقبال ایک دوست اور بھائی کی حیثیت سے کرینگے۔ شاہ افغانستان کے ورود پر اخبارات کی رائیں بہت محبانہ اور بار بار اس امر کو یاد کرتے ہیں۔ کہ افغانستان ہی سب سے پہلا ملک ہے۔ جس نے ۱۹۲۱ء میں ترکی کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کیا تھا۔

— ٹوکیو ۱۱ ارمئی آج صبح ڈیڑھ بجے بھونچال کا زبردست جھٹکا محسوس ہوا۔ کوئی قابل ذکر نقصان نہیں ہوا

— شاہ فیصل فرمانروائے عراق ماہ جون میں انگورہ جائینگے

— طہران ۲۰ مئی علی قلی خاں انصاری وزیر خارجہ جو آجکل نیکوسلافیہ میں ہیں۔ ماسکو کے لئے ایرانی سفیر مقرر ہوئے

— حکومت جدہ نے ابن سعود کے نام کے جدید سکے بنوائے ہیں یہ سکے چاندی کے ہیں۔ اور عنقریب ملک میں رائج کر دیئے جائینگے

— قاہرہ کا ایک برقی پیغام مظہر ہے۔ کہ حکومت حجاز کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے حکومت مصر کا ایک وفد حجاز آ رہا ہے۔

— مصری اور شامی حکومتوں کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے۔

— آجتک تقریباً ۶ لاکھ یہودی افلاس و تنگدستی سے مجبور ہو کر فلسطین چھوڑ چکے ہیں

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَار

ایک مکفرِ مسیحِ موعودؑ اپنی زندگی کے آخری ایام میں

از مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت

میاں پیر بخش مشہر یوں تھا سر ان کا پیر ان کو بخشے (بشر طیکہ اس میں بخشنے کی قدرت ہو) ان کے نزدیک سچے مسلمان کی یہ بھی ایک علامت تھی۔ کہ اس کا کوئی پیر ہو۔ خدا اور اس کا رسول (اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جسطرح ان پر چل کر دکھایا) ان کے نزدیک بخشش کا کافی ذریعہ نہ تھا۔ اسی لئے وہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف لکھنے۔ تو ان کو بے مرشد۵ ہونے کا طعنہ ضرور دیتے کیونکہ آپ کا اپنا وجود پیر کی بخشش سے عالم ہست میں آیا۔ اسی لئے آپ کے ماں باپ نے خوشی خوشی پیر بخش نام رکھا۔ کم وبیش آپنے آج سے پندرہ سال پہلے بھاٹی دروازہ لاہور میں ایک نام نہاد انجمن قائم کی۔ کہ جس کی مجلس منتظمہ اور سیکرٹری وغیرہ وہ خود ہی تھے گویا

خود کوزہ و کوزہ گر و خود گل کوزہ

کے آپ عین مصداق تھے۔ سب سے عجیب بات یہ ہے۔ کہ وہ خود ہی اپنے رسالہ تائید اسلام میں لکھتے ہیں "مرزا صاحب کی طرح میں نے گدائی نہیں کی۔ اور نہ گداگروں کی جماعت تیار کی۔ کہ جاؤ۔ تمام ملک سے چندے لاؤ۔ اس لئے ہمیں یہ یقین کر لینا چاہئے۔ کہ کسی نامعلوم الاسم پیر کے وہ ایسے فنافی المرشد مرید تھے۔ کہ ان پر غیب کے خزانے کھلتے تھے۔ اور ہر مہینہ وہ ایک ہزار کی تعداد میں مرزا صاحب کے خلاف ٹریکٹ چھپوا کر جیسا کہ وہ خود ہی لکھتے ہیں۔ تمام ارکان عالم میں پہنچاتے تھے۔ نہ تو وہ مرزا صاحب کی طرح خود ہی گداگری کرتے تھے۔ نہ گداگری کی کسی کو تلقین ہی کرتے تھے۔ نہ کسی سے چندہ لیتے تھے۔ نہ اس کی تحریک کرتے تھے۔ اس لئے ٹریکٹوں کا تمام خرچ انہوں نے خود ہی برداشت کیا ہوا تھا۔ بلکہ ٹکٹ بھی خود اپنی گرہ سے لگاتے ہونگے کیونکہ چندہ کو تو وہ گداگری سمجھتے تھے۔ اس خلوص اور للّٰہیت کے ساتھ تائید اسلام کرنے والا کسی بڑی سے بڑی گدی کا پیر اور کسی ریاست کا نواب نہ ہوگا۔ کہ جیسا کسی پیر کا عقیدتمند مرید ہوگا۔

مامور ہونے کا دعوٰے

اس قحط الرجال کے زمانہ میں جو شخص اسقدر ایثار و قربانی کیساتھ تمام دنیا جہاں کے اکناف میں فی سبیل اللہ تائید اسلام کر رہا ہو۔ اس کے مقام اور مرتبہ کا تو ذکر ہی کیا۔ جو کچھ بھی کہو۔ کم ہے۔ تاہم آپ کو خود ہی اپنے مامور ہونے کا بھی یقین کلی ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ اپنے دسمبر ۲۶ء کے پرچہ میں لکھتے ہیں۔

"اسلام کے اندرونی دشمن کے کفریات کو طشت از بام کرنا میرا کام ہے۔ کیونکہ اس کے واسطے مامور ہوں"

"آریوں اور عیسائیوں کے رد اسلام کے علماء کر رہے ہیں۔ اس کاذب مدعی نبوۃ ورسالت کیواسطے میں ہی مامور ہوں۔ خدا کی امداد مجھکو پہنچ رہی ہے"

(رسالہ تائید الاسلام دسمبر ۲۶ء ص ۱۲)

آپ امت مرحومہ میں کسی مامور کے ہونے کے قائل نہیں تھے تاہم اپنی ماموریت کے بڑے زور و شور سے مدعی تھے۔ گویا آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کام پر مامور تھے۔ کہ مرزا صاحب کے (نعوذ باللہ) کفریات کو طشت از بام کریں۔ اور یہ ان کا بلکہ صرف انہی کا کام تھا۔ کیونکہ وہ اس کے لئے مامور من اللہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بروز ہونیکا دعوٰی

آپ اپنے اسی رسالہ کے ص ۱۲ پر کسی احمدی کو خطاب کر کے لکھتے ہیں "آپ اتنا نہیں سوچتے کہ اگر مرزا سچا ہوتا۔ تو اس کے دشمن کو خدا اسقدر مہلت کیوں دیتا۔ کہ پندرہ برس سے برابر مفت ہزاروں رسالے تقسیم کر رہا ہے۔ خدا مجھ کو ہلاک کر کے مرزا کی حمایت کرتا جس سے ثابت ہے۔ کہ مرزا کا رد کار ثواب ہے۔ اور خوشنودی کا باعث"

---

۵ بلاشبہ حضرت مرزا صاحب کا ایک ہی پیر تھا۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں۔

؎ گر استاد را نامے ندانم　　کہ خواندم در دبستانِ محمد

یہ وہ دعاوی۔ یا ادعائی کلمات تھے۔ کہ جو اس پیر بخش کی قلم سے نکلے۔ کہ جس نے بقول خود مرزا صاحب کی پندرہ سال تک اس شدت سے مخالفت کی۔ کہ جس کے صلہ میں خداوند عالم نے ان کو ماموریت کے بلند مقام پر کھڑا کر دیا۔ آپ نے مضمون پہلے صفحہ مضمون میں یہ پڑھا۔ کہ اس نے یعنی پیر بخش نے مرزا صاحب کی طرح نہ گدائی کی۔ نہ گداگروں کی جماعت پیدا کی۔ نہ چندے لئے نہ ان کے لئے کبھی اپیل اور تحریک کی۔ بلکہ مفت ہزاروں کی تعداد میں رسالے مفت شائع کرتے رہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس ٹریکٹ کا ایک ورق پیچھے الٹ لیجئے۔ اور اس پر یہ مضمون پڑھیئے۔

التماس ضروری

ناظرین کرام پر روشن ہے۔ کہ قومی کام کی امداد کے سخت محتاج ہوتے ہیں۔ اگر کسی کام میں قوم امداد نہ کرے۔ تو وہ کام ہرگز نہیں چل سکتا۔ . . . . . مسلمانوں کا یہ ایک ماہواری پرچہ ہے جو محض للہ خدمت دین مبین کر رہا ہے۔ انجمن تمام برادران اسلام کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے۔ کہ جن کی فیاضی اور دریا دلی سے انجمن کو مالی امداد ملتی رہی ہے۔ اور انجمن کے اخراجات چلتے رہے علاوہ مقامی ممبران کے برادران برٹش ایسٹ افریقہ۔ ساکنان نیروبی ممباسہ۔ کسمبو۔ جنجہ و برادران بغداد شریف بصرہ و موصل وغیرہ بہت معقول رقمیں عطا فرماتے رہے۔ ڈاکٹر فخر الدین صاحب و مستری عزیز الدین صاحب کوشش کر کے چندہ جمع کرتے اور انجمن میں بھیجتے رہے ہیں۔ برادران چین ہانگ کانگ سے امداد فرماتے رہتے ہیں۔ اور جناب مولٰنا مجدد الوقت حضرت اقدس جناب قبلہ مولٰنا سید ابواحمد حمانی خانقاہ رحمانیہ مونگر سے پندرہ روپیہ ماہوار کی امداد فرماتے رہے۔ چونکہ اب سال ختم ہو چکا ہے۔ اور برادران اسلام کی توجہ بھی کچھ رو بہ کمی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے سب امداد کنندگان کی خدمت میں نہایت عجز سے گذارش ہے۔ کہ وہ بطریق سابق انجمن کی امداد فرماویں۔ اور عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔ تاکہ آئندہ سال کے واسطے خرچ بہم پہنچ جاوے۔ کیونکہ انجمن کو امداد دینا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ وہ زکوٰۃ سے ہو۔ یا صدقہ خیرات سے۔ اس لئے کہ اس سے دین کی خدمت اور حمایت اسلام ہوتی ہے۔ اور یہ صدقہ جاریہ ہے" الخ۔ اس مضمون کے نیچے پیر بخش کے دستخط موجود ہیں۔

ابھی تو آپ پیر بخش صاحب کی زبان سے سن رہے تھے۔ کہ میں نے کبھی گدائی نہیں کی۔ چندے نہیں لئے۔ گداگروں کی جماعت نہیں بنائی۔ مگر یہ تمام جہان کے اسلامی ممالک سے چندہ کون جمع کر رہا ہے۔ کس کی جماعت افریقہ ایشیا اور امریکہ کے جزائر سے معقول رقمیں لے کر بھیج رہی ہے۔ یہ نہایت عجز سے خیرات صدقات اور زکوٰۃ کا مال کون مانگ رہا ہے۔ برادران اسلام کی فیاضی اور دریا دلی کے گیت کون گا رہا ہے۔

مستقل ماہوار ۱۵ مبلغ علیہ السلام کی گرویدگی پیر کے مجدد الوقت ہونے کی بیعت کروا رہی ہے۔

امدادی رقمیں۔ زکوٰۃ، صدقات سب کچھ وصول کیا جا رہا ہے۔ یہ سال گذشتہ کے اخراجات کو پورا کرنیکے لئے نہیں۔ بلکہ سال آئندہ کا فنڈ ہے۔ رسالہ کی پیشانی پر عہ روپیہ چندہ سالانہ پیشگی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اور یہ سب کچھ چند گھٹیا درجہ کے کاغذ پر ادنےٰ سے ادنےٰ کتابت و طباعت کے ساتھ شائع ہونے والے ماہوار رسالہ کے لئے ہے۔ تاہم رسالہ مفت شائع ہو رہا ہے۔ نہ کسی سے چندہ لیا جا رہا ہے۔ نہ اس کے لئے کوئی گداگری کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی اور اسلام کی للہ خدمت ہو رہی ہے

یہ صریح دروغ بافیاں اور کذب آرائیاں اور پھر اس پر مامور اور صدیقؓ کے بروز ہونے کا دعوے۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ ان لوگوں کا ایمان اللہ تعالےٰ کے عالم الغیب ہونے پر ہے۔ یا حسرتا۔ کہ جس قوم کے اندر اس قماش کے لوگ موجود ہوں کہ جو محض اپنے تنور شکم کو گرم کرنے کے لئے خادمان اسلام کا راستہ روک کر کھڑے ہو جائیں۔ اور وا مصیبتا کہ جس قوم کے افراد ایسے لوگوں کی امداد کے لئے جان و مال کے ساتھ حاضر ہو جائیں۔ کہ جن کے قول اور عمل میں بعد المشرقین کا فاصلہ نظر آئے۔ ہم یہ ہرگز نہیں کہتے کہ کوئی ہماری مخالفت نہ کرے۔ یہ تو ہمیشہ سے لوگوں کی عادت چلی آئی ہے کہ اسلام کی راہ میں کام ... ہمیشہ

سے ڈرانے لگاتے چلے آئے ہیں۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم　　کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

عیسائیت اور آریائی پروپاگنڈہ سے اس قدر نقصان اسلام کو نہیں پہنچا۔ کہ جس قدر نقصان ان پیٹ کے بندوں یعنی مانوں سے پہنچا ہے۔ کوئی اتنا نہیں سوچتا۔ کہ اس قدر سیاہ جھوٹ بولنے والا انسان کہ جو الزام حضرت مرزا صاحب پر لگاتا ہے۔ اس کا ارتکاب اسی ٹریکٹ کے اندر پہلے خود کرتا ہے اس قابل ہو سکتا ہے۔ کہ اسکی باتوں پر اعتبار کیا جاوے۔ اور اس کی مدد میں وہ جوش دکھایا جاوے کہ جو انہیں حق و صداقت کے لئے دکھانا چاہئے تھا۔ وہ شخص کہ جو اس قدر بے بصیرت ہے۔ اس سے کوئی روشنی اور ہدایت کی امید ہو سکتی ہے۔ کہ جو مرزا صاحب کو انہی دعاوی کی بنا پر ملزم گردانتا ہے۔ کہ جن ادعاوں کو خود بھی کرتا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب مامور من اللہ ہونیکا دعوے کریں۔ تو کافر اور کاذب قرار دیتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مامور نہیں ہو سکتا۔ اور خود اپنے لئے ادعائے ماموریت بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بروز ہونے کا دعوے بھی ہے

قول اور عمل کا یہ تضاد۔ ادعاء اور حقیقت میں یہ تباین کیوں؟

اسکی وجہ صرف ایک ہی ہے۔ کہ یہ شخص حصول زر کا والہ و شیدا ہے۔ اسکے حیات عشق کا معشوق صرف مال ہے۔ وہ روپیہ کی آمد کو اور اس کی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ سمجھتا ہے۔ وہ نہیں جانتا۔ کہ یہ متاع قلیل اس کے گلے کا طوق ہوگا اور یہی دولت اس کے لئے باعث صد حسرت و حرمان ہوگی۔ وہ نہیں مرے گا۔ مگر اسی صدمہ سے۔ زندگی کے آخری ایام میں اس کا گلا ہوگا۔ اور دولت کا پھندا

دنیا میں کتنے نادان ہیں۔ جو مال و زر کے لئے خدا کی محبت کو اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو ٹھکراتے ہیں۔ وہ آسمان کی سب سے بڑی عزت کو زمین کی سب سے حقیر شے کے لئے کھو دیتے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے وہ الفاظ گویا اب تک میں سن رہا ہوں۔ کہ جو انہوں نے آج سے سالہا پیشتر مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم کے مکان پر امروہہ میں ان کے سامنے بیٹھے ہوئے کہے تھے۔ کہ "میں نے تو مرزا کی مخالفت سے بہت روپیہ کمایا ہے"۔ یہ بالکل سچ ہے مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ جو شخص اس دنیا کے مال کے پیچھے لگتا ہے اس کو اس دنیا کا مال بھی اللہ تعالےٰ جاہے تو مل جاتا ہے۔ لیکن اس دنیا پرستی اور دین فروشی بطالت کی صداقت پردہی کا نتیجہ۔ سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ یَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا آخر کار جہنم ان کا ٹھکانا اور ذلت ان کا گہنا ہوگی وہ ڈھلتی پھرتی چھاؤں۔ کہ جس کے لئے نادانوں نے اپنے ایمانوں کو کھویا۔ اللہ تعالیٰ کی آیات ضمیر کی شہادت اور حق کے الہام کو ٹھکرایا وہی دولت ان کے لئے جہنم اور ذلت کا باعث ہو جاتی ہے۔ ثناء اللہ ہو یا پیر بخش دونوں کے لئے خدا کا قانون ایک ہی ہے۔ اگر وہ مرزا صاحب کی مخالفت سے اکتساب زر کو خدا کی خوشنودی کا باعث سمجھتے ہیں۔ وہ اسی دولت کا عذاب بصد حسرت و یاس چکھنے کیلئے تیار رہیں جَزَآءُ سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا خدا تعالیٰ کے اں بدی کی سزا۔

اسی بدی کی مانند ہوتی ہے جس غرض کے لئے کوئی شخص بدی کا اکتساب کرتا ہے۔ اسی بدی کی وہی غرض اس کے لئے سزا کا موجب ہو جاتی ہے ثناء اللہ اگر چاہے۔ تو پیر بخش میں اس کے لئے عبرت ہے۔ پیر بخش کی بد وجہد یا شیفتگی و شوریدگی کا محور صرف ایک تھا۔ حصول زر اور طلب مال پندرہ سال تک متواتر اس نے خدا کے ایک فرستادہ کی اسی کیلئے مخالفت کی اس کا مطلوب اس کو دے دیا گیا۔ لیکن اس کا یہ معشوق اور مقصود خدا کی خوشنودی کے اور رضامندی کا کوئی پروانہ نہ تھا۔ لیکن نادان نے دنیا دھوکا دینے کے لئے اس کو اپنی ماموریت اور صداقت کی ایک دلیل بنا لیا۔ جیسا کہ ثناء اللہ کا بھی ایمان ہے۔ کہ "میں نے مرزا صاحب کی مخالفت سے بہت ہی روپیہ کمایا ہے"۔ اگر حق و باطل کا انجام ایک ہوتا۔ تو دنیا میں خدا کے وجود کی کوئی دلیل نہ تھی۔ لیکن رشد و ہدایت اور ضلالت کی راہیں ہمیشہ مختلف رہی ہیں۔ ایک کا خاتمہ اگر فلاح و کامیابی پر ہوتا۔ تو دوسری جہنم تک پہنچاتی ہے۔ پیر بخش نے وہی کہا۔ کہ جو ثناء اللہ نے کہا تھا مرزا کی مخالفت سے میرے پاس دنیا کے کناروں سے آتی ہے۔ اس: میں حق اور راستی کا فرزند ہوں۔ خدا کی غیرت نے اس کے دجل کے پول کو چاک کر دیا۔ قضا و قدر کے ملائکہ کو حکم دیا گیا۔ کہ اب نیکی اور بدی میں التباس کا خطرہ ہے۔ اس لئے اس پر اس کے معشوق یعنی دولت کی مار مار وہ الہٰی غیظ و غضب کے احکام کے ساتھ نیچے اترے۔ اس کا ایک ہی بیٹا افغانستان میں ایک معقول مشاہرہ پر کارفرما تھا قبض کر لیا گیا جس کی امیدوں کا سہارا کہ جسے کم وبیش دو ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ کے علاوہ بھی

بقیہ بر ص ۶

زیر سرپرستی کپورتھلہ

دنیا جانتی ہے کہ یہ دواخانہ ۴۰ سال سے پبلک کی طبی خدمات انجام دے رہا ہے خدا کا شکر ہے کہ کسی کو آج تک شکایت کا موقع نہیں ملا یہی اس کی نیک نامی کا سب سے بڑا سبب ہے، ذیل میں چند مخصوص و مشہور دوائیں درج کی جاتی ہیں۔

سفوف مقوی اعضائے رئیسہ شاہانہ تحفہ ہے قیمت ۲ تولہ سات روپے

شاہی ۔ یاقوتی مقوی مفرح نہایت اعلیٰ درجہ کی صرف ۸ ر فی تولہ

شربت مفرح۔ آج تک آپ نے ایسا شربت نہ پیا ہوگا صرف ایک گلاس بنا کر پیجیے طبیعت خوش ہو جاوے گی اور پھر گھنٹوں تک پیاس پاس نہ آئے گی۔ اسی موسم کے لئے خاص طور پر تیار کیا گیا ہے قیمت فی بوتل ۔ سوا روپیہ (عہ ر)

چورن ۔ ہاضمہ بچوں بوڑھوں کو یکساں مفید اور قیمت پھر بھی ۴ ر فی تولہ۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

موسم گرما میں استعمال کرنے والی ٹھنڈی مقوی ادویہ

نوٹ

اکسیر ۵۶ دافع جریان و احتلام و سرعت ... ٹھنڈی دوائی قیمت فی پاؤ للعہ آدھ پاؤ محا نمونہ ۸ ر

اکسیر ۶۵ خاص طور پر جریان و احتلام کو مفید ہے ٹھنڈا سفوف ہے قیمت آدھ پاؤ ایک روپیہ (للعہ)

اکسیر ۹ (کشتہ قلعی درجہ اول) دافع جریان، سرعت احتلام مقوی باہ قیمت فی تولہ ۳ ر ماشہ (عہ ر)

اکسیر ۱۶ جوب دافع جریان و سرعت ... نیز ذیابیطس مقوی دل و دماغ مولد خون صالح۔ پرانے سے پرانے بخاروں میں نافع قیمت ۳۲ گولی للعہ چار روپے نمونہ ایک روپیہ۔

اکسیر ۲ حبوب دافع جریان و سرعت تیسرے پہر کھانے سے ہی اثر ہو ضرورت پر قدرت بحال کرنے والی قیمت ۲ گولی عہ

اکسیر ۳ سفوف مثانہ کی گرمی جلن و سرخی پیشاب کو دور کرتی ہے دافع جریان وغیرہ۔ اور گرم مزاجوں کو مقوی باہ ہے قیمت فی تولہ آٹھ آنے

اکسیر ۵۴ سفوف مردوں کی منی اور عورتوں کے دودھ بڑھانے اور قوام کو درست کرنے میں بے نظیر ہے قیمت فی پاؤ دو روپے (للعہ) نمونہ آٹھ آنہ (۸ ر)

اکسیر ۵۵ سفوف دافع احتلام اور مقوی دماغ و حافظہ قیمت فی پاؤ دو روپے (للعہ) نمونہ آٹھ آنہ

اکسیر ۵۷ سفوف دافع احتلام غیر شادی شدہ کو مفید ہے کیونکہ خواہشات بھی قابو میں لاتا ہے قیمت آدھ پاؤ ایک روپیہ

اکسیر ۵۹ سفوف گرم و بلغمی مزاجوں کی سرعت کیواسطے بے نظیر ہے قیمت خوراک ۔ یوم دو روپیہ آٹھ آنہ

اکسیر ۶۱ معجون دافع سرعت مقوی اعضاء رئیسہ ... معجون افیون وغیرہ قیمت للعہ نمونہ ایک روپیہ (للعہ)

اکسیر ۶۴ عرق دافع دل و دماغ ۔ دھڑکن۔ احتلام جریان ویسے ہی یا کسی شربت میں ملا کر پی سکتے ہیں قیمت فی شیشی ایک روپیہ (للعہ)

امرت دھارا مقوی طلاء خوب مالش کرو عمل میں ضعف کی ضرورت نہیں غسل کا پرہیز نہیں قیمت دو روپے (للعہ)

امرت دھارا کی سور جوبلی کے دلچسپ حالات دیکھئے جوبلی رپورٹ سلور جوبلی مفت منگوائیں	صحت و درازی عمر کے راز از یادگار سلور جوبلی صرف برائے نام ہ قیمت سے منگوا سکتے ہیں ۔

خط و کتابت تار کا پتہ :۔ **امرت دھارا ۱۲۹ لاہور**

المشتھر
منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بلڈنگس امرت دھارا سڑک امرت دھارا دواخانہ لاہور

پشاور مشہد اور بخارا کے مشہور تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری قنادیز ہر قسم کے مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے سلمہ ستارہ کا زر دار کلاہ پشاوری مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ اگر پسند نہ آئے تو محصول منہا کر کے قیمت واپس دی جائے گی ؛

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

نظام گزٹ

نوجوان دکن کا آئینہ، جس میں ہر ہفتہ آپ اس عظیم اسلامی سلطنت کے خیالات اور جد و جہد کی تصویر دیکھ سکتے ہیں ؛

چندہ سالانہ .... ۶ ر
ششماہی .... ۳ ر
سہ ماہی .... عار

دکن میں اشتہار دینے کا بہترین ذریعہ ہے ؛

خاکسار منیجر نظام گزٹ چار مینا حیدر آباد دکن

سرمہ کامل

یہ سرمہ تقریباً ۴۰ اجزائے مرکب ہے اور بالخصوص یہ قیمتی اجزا اس میں مزید ہیں۔ ہیرہ یاقوت۔ زمرد کشتہ تانبہ۔ مروارید۔ دہنہ فرنگ سونے چاندی کے ورق۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ سرمہ تمام امراض چشم اور خاص کر ضعف بصر کے لئے بہترین چیز ہے۔ بینائی کو اس قدر قوت ہے کہ چند ہفتہ میں عینک چھڑا دیتا ہے۔ پھر لطف یہ کہ جوان بوڑھے سب کے لئے یکساں مفید ہے قیمت فی شیشی کلاں تین روپے خورد ڈیڑھ روپیہ نمونہ ۹ ر کے ٹکٹ بھیج کر منگا لیجئے

مرہم داد داد کی بیماری دنیا میں مشہور ہے۔ اس کی تکلیف وہی جانتا ہے جو اس میں مبتلا ہو۔ یہ مرہم داد کی حکمی دوا ہے اور چند روز میں داد کو دور کر کے جلد کو صاف اور ملائم کر دیتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں داد کبھی ہوا ہی نہ تھا قیمت فی ڈبیہ کلاں عہ ر خورد ۸ ر نمونہ ۶ ر کے ٹکٹ بھیج کر منگا لیجئے

منیجر چشمہ کامل دہلی

ہندوستان میں نئی ایجاد

منیجر صاحب کنوسی کا ایک شو تیار کیا ہے کہ جو چمڑے سے بالکل مبرا ہے اور سول ربڑ کا ہے جو شل ولایتی کٹ شوز کے بنایا گیا ہے اور بجائے سول چپکانے کے اندر سے سلائی کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے پانی یا تیل یا کسی اور چیز میں بھیگ جانے سے سول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا ہے۔ سلائی اتنی مضبوط ہے کہ اگر چھ ماہ کے اندر ٹوٹ جائے تو کمپنی دوسرا شو مفت روانہ کرے گی ہمارے ہندو بھائیوں کو پوجا پاٹ کرنے میں سخت دقت ہوتی تھی۔ اب وہ اس جوتے کو پہن کر پوجا پاٹ کر سکتے ہیں۔ اس جوتے میں چمڑا بالکل نہیں ہے۔ ہلکا اور خوبصورت اتنا کہ دیکھ کر دل اچھل پڑتا ہے۔ اتنی خوبی ہونے پر قیمت صرف ڈیڑھ روپے علاوہ محصول ڈاک۔ کیا بطور نمونہ ایک شو روانہ کیا جائے۔ تاجران کو خاص رعایت ہے ؛

اختر اینڈ کمپنی سنٹری روڈ لکھنؤ

ضرورت ہے

صحیح بخاری کے پارہ ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-اور ۲۱ تا ۳۰ کی اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور وہ انجمن کی ضرورت پوری کرنے کیلئے مناسب قیمت پر انجمن کو دینا چاہیں تو مہتمم صاحب تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کو اطلاع دیں ہر ایک پارہ کے دو دو نسخوں کی ضرورت ہے ؛

اگر

آپ علمی۔ ادبی۔ اخلاقی مضامین پڑھنے کے خواہشمند ہیں۔ اور اگر آپ کو دلچسپ افسانے پڑھنے کا شوق ہے تو

"بدر"

کے خریدار بن جائیے اور تازہ بتازہ شگفتہ اور سلیس مضامین کا لطف اٹھائیے اس پر بھی قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ۔ دو آنے کے ٹکٹ بھیج کر نمونہ طلب کیجئے نمونہ دیکھ کر آپ خود بخود سال بھر کا چندہ بھیج دیں گے۔ اتنا دلچسپ پائیں گے ؛

منیجر رسالہ "بدر" لاہور

ضرورت ہے

ایسے امیدواروں کی جو ٹیلیگراف اور اسٹیشن ماسٹری کا کام سیکھ کر گورنمنٹ ریلوے یا محکمہ نہر میں ملازمت کے خواہشمند ہوں۔ مفصل حالات ۲ ر کا ٹکٹ بھیجکر معلوم کریں ؛

امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

ضرورت ہے

ایک بی اے یا ایف اے پاس کی جو جماعت ہفتم کے ایک طالب علم کو گھر پر تعلیم دے سکے تنخواہ حسب لیاقت اور کھانا ساتھ۔ درخواستیں معہ نقل اسناد اس پتہ پر آنی چاہئیں **میاں فضل الٰہی صنعدار ڈاک خانہ جوئیا تحصیل میلسی ضلع ملتان** ؛

روپیہ شینوں کی خرید پر کمیشن بھی ملنے والا تھا۔ اور اس نے اپنے والد کو اسکی خبر بھی پہنچا دی تھی۔ کہ یہ روپیہ آپ ہی کی نذر ہوگا۔ بیٹے کی جوانا مرگ اور روپیہ سے یوں محرومی اس شخص کے لئے کہ جو روپیہ کے نام سے جیتا اور ... کو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کے صلہ میں خدا کی خوشنودی کا پروانہ سمجھتا تھا۔ کوئی زندگی کا پیام نہ ہو سکتا تھا۔ اسکی امیدوں پر خدا کے غضب کی بجلی گری۔ اور اس کے جسم اور روح دونوں کو جلا کر ناکامی کی راکھ بنا گئی۔ اس کے بعد وہ چند دنوں جیا بستر مرگ پر روپیہ کی محرومی کا نوحہ خواں اور مال و دولت کا ماتم زدہ ہوکر جا لیکا اس کی موت بھی درحقیقت حق و باطل کی پندرہ سالہ آویزش کا ایک کھلا ہوا فیصلہ تھا۔ ان لوگوں کیلئے کہ جو سننے کیلئے کان اور دیکھنے کیلئے آنکھیں رکھتے ہوں بصیرت اور عبرت کا نشان نہیں؟ موت کا پیالہ تو ہر شخص کو پینا پڑے گا۔ مگر اسکی موت کا ذائقہ نہایت ہی تلخ ہے۔ کہ جو دنیا کیلئے خدا کو کھوتا اور رضائے ابلیس پر دین کو بیچتا ہے۔ زندگی بیہودہ باطل آرائیوں سے ... کو چھپا تا اور لوگوں کو ابلہ فریبیوں سے دھوکہ دیتا ہے۔ لیکن اگر تم اس کے تمام اوصاف و خصائل اور سرفرازیوں کے حقیقی جوہر کو دیکھنا چاہتے ہو تو انتظار کرو۔ اور اس وقت تک انتظار کرو۔ کہ جب موت کا دروازہ اس پر کھل جائے۔ اسوقت وہ سارے بناوٹی پردے ہٹ جائینگے۔ جو انسان اپنی حقیقت صورت پر ڈال لیا کرتا ہے۔ منافق انسان کی روح موت کی دستک سنتے ہی سارے نقاب پھاڑ ڈالتی ہے اور بے حجاب ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ قرآن کریم نے اسی لئے دنیا پرستوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

شکریہ

اس مضمون کیلئے ہم شیخ اللہ دین صاحب شملوی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ جن کی شبانہ روز محنتوں سے رسالہ تائید اسلام کا وہ خاص نمبر ہمیں دستیاب ہوا۔ کہ جس سے ایک معاند مسیح موعود کی زندگی کے آخری ایام کا وہ نظارہ ہمیں دیکھنا نصیب ہوا۔ کہ جس میں صداقت مسیح موعود کی ایک زبردست شہادت موجود تھی۔

عبدالحق

برادرانِ اسلام کیلئے خوشخبری

اور

مجاہدین فی سبیل اللہ کیلئے قربانی کا نادر موقعہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ۱۹۲۲ء میں برلن دارالسلطنت جرمن میں ایک اسلامی مشن کی بنیاد رکھی۔ یہ مشن اپنے اندر ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کا اثر نہ صرف سارے وسط یورپ پر ہوگا۔ بلکہ مشرقی یورپ میں روس تک بھی پہنچیگا اور علاوہ بریں مسلمانان عالم کا اجتماع بھی یہاں خصوصیت سے ہے۔ مشن قائم کرنے کے بعد بعد وہاں مسجد اور مکان مشن کے لئے بھی زمین خریدی گئی۔ اور یہ دونوں اب قریباً سوا لاکھ روپے کے خرچ سے مکمل ہو چکے ہیں۔ فی الحمد للہ علیٰ ذالک۔ تبلیغ کے لئے علاوہ چند ٹریکٹوں کے جو جرمن زبان میں شائع ہوئے۔ ایک سہ ماہی رسالہ بھی اسی زبان میں نکلتا ہے۔ اور اب تک کوئی اسی کے قریب وہاں نومسلمین کی تعداد ہو چکی ہے۔ مسجد مشن اور رسالہ کا مستقل سالانہ خرچ کوئی پندرہ اور بیس ہزار روپے کے درمیان ہوتا ہے۔ لیکن جس طرح مسجد کے بغیر کسی اسلامی مشن کا قیام نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ضروری قیام مشن کے لئے اس ملک کی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا ہونا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ انہیں کھول کھول کر بتا دے۔ اب چونکہ قرآن کریم تمام قوموں کے کیلئے آیا ہے۔ اور ہر قوم کے لئے اس کا کھول کر بیان کرنا ضروری ہے تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ اس لئے یہ آیت اس بات پر گویا نص صریح کا حکم رکھتی ہے۔ کہ قرآن کریم کا ترجمہ ہر قوم کی زبان میں ہونا ضروری ہے اور جب تبلیغ کا کام جرمن میں شروع ہو چکا ہے۔ تو اس کا پہلا بنیادی پتھر جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ہے جس طرح انگریزی ترجمہ قرآن مجید ووکنگ مشن کی مضبوطی اور قوت کا موجب ہوا اس لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ مزید توقف کے بغیر جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کریم کا کام شروع ہو جانا چاہئے۔ جس طرح جرمن مشن اپنے اندر مشکلات رکھتا ہے۔ کہ ایسے مسلم مشنری بکار تھے۔ جو اسلام کی وسیع واقفیت کے ساتھ جرمن زبان بھی جانتے ہوں۔ اسی طرح جرمن ترجمہ قرآن میں خاص قسم کی مشکلات کا سامنا ہے۔ جرمن ترجمہ قرآن کے لئے صرف عربی اور جرمن زبانوں کا ماہر ہونا کافی نہیں۔ بلکہ تفاسیر قرآن پر عبور کے ساتھ خود قرآن کریم کا مطالعہ اس کثرت سے بکار ہے۔ کہ اس کے سارے مضامین مترجم کی نظر کے سامنے ہوں۔ کیونکہ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ قرآن شریف کا فہم اولاً خود قرآن شریف سے ہی ملتا ہے۔ اور اس کے بعض حصے دوسروں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ پھر اس کے علاوہ حدیث شریف اور تاریخ اسلامی پر بھی وسیع نظر ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ بھی اس کے سمجھنے میں بہت کچھ معاون ہوتی ہیں۔ ایسے آدمی کا ملنا بھی مشکل تھا۔ جو عربی اور جرمن دونوں زبانوں کا ماہر ہو۔ مگر خدا کے فضل سے ایک ایسا جرمن مسلم مل گیا ہے۔ جو دونوں زبانوں کا ایسا ماہر ہے۔ کہ بعض عربی کتب کے ترجمے جرمن زبان میں کر چکا ہے۔ اور قرآن شریف اور حدیث پر وسعت نظر کی کمی مولنا مولوی صدر الدین صاحب کے ذریعہ سے پوری ہو جائیگی۔ کیونکہ مولوی صاحب دو سال تک جرمن میں رہ کر جرمن زبان کا اچھا علم حاصل کر چکے ہیں تجویز یہ ہے۔ کہ جرمن فاضل کو ہندوستان میں بلایا جائے۔ اور وہ مولوی صدر الدین صاحب کی زیر نگرانی اس کام کو سرانجام دیں۔ اس بارہ میں ان سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ اور امید ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ اکتوبر میں یہ کام شروع ہو جائیگا۔ اب سوال اخراجات کا ہے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ مسودہ ترجمہ کی تیاری میں تین سال لگ جائینگے۔ اور ابتدائی اخراجات سفر وغیرہ کے علاوہ کوئی شاید چھ سات سو روپے ماہوار کا خرچ ہوگا۔ اس میں سے نصف کے قریب خرچ احمدیہ انجمن اشاعت کے ممبران انشاء اللہ پورا کر دینگے گو ان کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ اور باقی نصف کے لئے دیگر برادران اسلام سے اپیل کی جاتی ہے۔ خدا کے کلام کا دوسروں کو پہنچانا جس قدر ثواب کا کام ہے۔ اس سے کوئی مسلمان ناواقف ہے۔ اور موجودہ صورت میں تو ایک ایسی قوم کو خدا کا کلام پہنچایا جاتا ہے۔ جس نے اب تک اگر اس کو دیکھا ہے۔ تو تعصب کی رنگین عینک کے اندر سے دیکھا ہے۔ کیونکہ یہ ترجمے کرنیوالے عموماً وہ لوگ تھے۔ جو زیادہ سے زیادہ کچھ عربی زبان جانتے ہونگے۔ لیکن ان کے دلوں میں اسلام اور قرآن شریف کے خلاف تعصب اور حسد بھرا ہوا تھا۔ پھر یہ اس قوم کو پہنچایا جاتا ہے جس کے ایک بڑے فلاسفر گوئٹے نے کہا کہ قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے۔ کہ جس کو ہم پہلے لیکر بیٹھتے ہیں۔ تو عداوت کے خیالات دل میں موجزن ہوتے ہیں۔ مگر اس کو ختم نہیں کر چکتے۔ کہ وہ خیالات محبت اور تعریف میں بدل جاتے ہیں۔ اگر منصفانہ ترجمے بھی اس قوم کے فلاسفروں پر اثر ڈال سکتے ہیں۔ تو مسلمانوں کا کیا ہوا ترجمہ کیوں ان کے دلوں پر تصرف تام حاصل کرکے انہیں حلقہ بگوش اسلام نہ بنا دیگا۔ اس لئے برادران اسلام سے التماس ہے۔ کہ جو لوگ یکمشت عطیہ سے امداد دے سکتے ہیں۔ وہ یکمشت دیکر ممنون فرمائیں۔ اور جو ماہوار چندہ مقرر کرکے اس کی اطلاع "محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" احمدیہ بلڈنگس لاہور کو دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔ وہ وصولی کا انتظام کر لینگے۔ تمام ترسیل زر بھی "محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کے نام ہونی چاہئے۔

بگفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہرحالت شود پیدا

خاکسار
محمد علی پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ضروری اطلاع

(۱) میں شروع جون میں کوہ مری جا رہا ہوں۔ میری غیر حاضری میں شیخ محمد دین جان صاحب ایڈوکیٹ ہائی کورٹ محاسب و افیسر تحصیل کا کام سرانجام دینگے۔ شیخ صاحب موصوف دفتری کاروبار سے خوب واقف ہیں۔ احباب ان کی ہر طرح سے مدد فرماویں۔

(۲) پہلے کئی دفعہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ انجمن کی کوئی رقم کسی کے نام پر نہ بھیجی جاوے۔ بلکہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور پر بھیجی جایا کرے۔ بعض احباب ہنوز تک رقوم میرے نام بھیج دیتے ہیں۔ میں دوبارہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ کوئی رقم میرے نام نہ بھیجی جاوے۔ خصوصاً اس وقت جبکہ میں صدر دفتر سے دور رہا ہوں۔

سید محمد حسین فنانشل سیکرٹری

پیغام صلح کی عیدی

ناظرین "پیغام صلح" کو عید مبارک ہو ہمیں امید ہے۔ کہ اس مبارک تہوار پر ہمارے ناظرین اپنے اخبار کی عیدی کا بھی خیال رکھینگے اس کی عیدی یہی ہے۔ کہ آپ اپنے حلقہ اثر میں اس کی توسیع اشاعت کی کوشش کریں "پیغام صلح" آپ کی جماعت کا واحد اردو آرگن ہے۔ اس لئے یہ آپکی اولین توجہ کا مستحق ہے۔ کیا آپ اسے محروم رکھینگے۔؟

معذرت

حج اور عید کی وجہ سے پریس بند ہے۔ اخبار ناغہ کرنا ہمیں ناگوار معلوم ہوا۔ اس لئے باوجود انتہائی جد و جہد کے ہم صرف چار صفحہ کا اخبار نکالنے میں کامیاب ہو سکے۔ امید ہے۔ کہ ناظرین ہمیں معذور سمجھ کر معاف فرمائینگے۔

قربانی کی کھالیں

قربانی کی کھالیں قومی انجمنوں کا حصہ ہیں۔ اور انجمنوں میں سے اسکی سب سے زیادہ مستحق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے اس لئے کھالوں کی قیمت انجمن کے خزانہ میں ارسال فرما کر مشکور فرماویں جو تبلیغ اسلام اور اصلاح مسلمین کے کاموں پر خرچ کیجائیگی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۸ — ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ — نمبر ۳۳

عید الضحےٰ اور ہمارے فرائض

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

یہ پرچہ احباب کو اس وقت ملیگا۔ جب کہ وہ عید کی تیاریوں میں معروف ہونگے۔ کیا ہم عید مبارک عرض کرنے کے بعد ان سے امید کر سکتے ہیں۔ کہ وہ عید کی خوشی منانے سے پہلے نہیں۔ تو بعد ہی ہماری چند باتیں سنکر ان پر غور کرینگے۔ جب آپ عید کی خوشی منا چکیں جب دوست احباب سے اچھی طرح مل چکیں۔ جب خوبصورت و رنگین عید کارڈ موصول کرکے پڑھ چکیں۔ جب قربانی کے فریضہ سے فارغ ہولیں۔ تو کسی تنہائی کے مقام پر کسی علیحدہ گوشہ میں تھوڑی دیر بیٹھ کر ذرا سوچیں۔ کہ کیا آپ کی مسرت حقیقی مسرت تھی۔ اگر آپ کے دل میں اسلام کا کوئی درد اور قوم کے لئے تھوڑی سی بھی ہمدردی موجود ہے۔ تو آپ اس نتیجہ پر پہنچینگے کہ ہماری یہ خوشی حقیقی خوشی نہ تھی۔

آپ نے عیدگاہ جاتے اور آتے وقت مسلمان بھیک منگوں کی کثیر تعداد دیکھی ہوگی۔ اس قوم کے بدنصیب افراد ہیں جن کے ہاتھ کبھی دینے کے لئے بڑھا کرتے تھے۔ لیکن آج لینے کے لئے دراز ہیں۔ کل تک ان کا مشغلہ بخشش و نوال تھا۔ آج طلب و سوال کے سوا اور کوئی کام نہیں۔ آپ نے عیدگاہ کے اندر پہنچ کر مغموم اور فاقہ مست مسلمانوں کا کثیر اجتماع دیکھا ہوگا۔ جنکے ہونٹوں پر ایک مصنوعی تبسم نمودار تھا۔ لیکن چہروں پر تفکرات وغم کے آثار موجود تھے۔

آپ نے شام کیوقت بعض مسلمان نوجوانوں کو شرمناک افعال میں مشغول پایا ہوگا۔ آپ نے عیدگاہ کے راستہ میں سینکڑوں مکانات دیکھے ہونگے۔ جو کبھی مسلمانوں کی ملکیت تھے۔ لیکن آج ان پر غیر قابض ہیں۔ اور ان کے مکین در بدر مارے مارے پھرتے ہیں۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا۔ بعض غریب اور فضول خرچ مسلمانوں نے گھر کی چیزیں گرو رکھ کر بنیوں سے سودی روپیہ لیا ہے۔ جو ان کی تباہی کا باعث ہوگا۔ آپ اس سے بھی باخبر ہونگے۔ کہ آجکل مسلمانوں کی جہالت اور افلاس کی وجہ سے حریف ان کو مرتد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جن سے ہولناک نتائج نکل رہے ہیں۔ اس بات کا بھی آپ کو علم ہوگا۔ آج لاکھوں مسلمان بیوائیں اور یتیم بے کسی کی حالت میں ہیں۔ جنکی مسلمان خبر نہیں لیتے۔ اور اغیار ان کی متاع ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ آج کل لامذہبی و الحاد کی جو آندھیاں چل رہی ہیں ان کا حال بھی آپ کو معلوم ہوگا۔ علمائے کرام کی تکفیر بازیاں۔ مشائخ عظام کی قوالی کی محفلیں۔ مسلمان لیڈروں کی ہنگامہ پسندیاں بھی آپ کی نظر سے گذری ہونگی۔ آہ قوم کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ وہ جہالت اور افلاس کے پے در پے حملوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے پھر ایک مسلمان کو حقیقی مسرت کیسے نصیب ہوسکتی ہے آہ! حقیقی مسرت کو ہمارے اسلاف کے ساتھ ہی شاید دفن ہو چکی ہے۔ جب آپ ان تباہیوں۔ نامرادیوں اور بے سروسامانیوں پر آنسو بہا چکیں۔ تو پھر اس بات پر بھی غور کریں۔ کہ ہماری یہ ناگفتہ بہ حالت کیسے ہوگئی۔

آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ عید الضحےٰ اس عظیم الشان واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے منائی جاتی ہے۔ جب ایک اللہ کا ایک پاک و برگزیدہ بندہ اس کے حکم پر اپنے عزیز از جان بیٹے کو اس کی راہ پر قربان کرنے کیلئے تیار ہوگیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس سے صرف یہی مقصد ہے۔ کہ مسلمانوں میں اپنے اللہ کی راہ میں قربان ہونے کا جذبہ زندہ ہے۔ لیکن آج ہم عید مناتے ہیں۔ سودی قرض سے کر مناتے ہیں۔ گھر کا سامان اور عورتوں کا زیور گرو رکھ کر مناتے ہیں۔ لیکن ہم میں وہ پاک جذبہ باقی نہیں رہا۔ جو اس عید کا اصل مقصد ہے۔ بس یہی ہماری ساری مصیبتوں کا باعث ہے۔ اور اگر یہ جذبہ ہم میں پھر پیدا ہوجائے۔ تو ان واحد میں ہماری تمام مصیبتیں دور ہوسکتی ہیں۔

اے مسلم خوابیدہ! اٹھ بیدار ہو۔ غفلت کو چھوڑ اور اپنی آنکھیں کھول۔ ادھر ادھر نہ بھٹک۔ اس میں پریشانی ناکامی اور حسرت دنیا ہی ہے۔ سارے رشتہ توڑ دے۔ اللہ سے رشتہ جوڑ لے مصیبتوں سے نہ ڈر۔ دشمن سے مت خوف کھا۔ ماضی سے سبق لے تیرا حال [illegible] ۔ اور مستقبل روشن ہوجائیگا۔ ہم نے اس مالک حقیقی کے آگے جھکنا چھوڑ دیا۔ بغیروں کے غلام ہوگئے۔ آؤ۔ آؤ۔ پھر اس قادر مطلق کے آستانہ پر جھک جائیں۔ اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔ اور عاجزی و اضطراری سے دعائیں مانگیں اور عہد کریں کہ آئندہ کے لئے ہم اس صراط مستقیم کو ہرگز نہ چھوڑینگے۔

آؤ آج اس قادر مطلق کے عظمت و جلال کی قسم کھاکر عہد کریں

(۱) ہم اتحاد بین المسلمین کو اپنی جان سے بھی عزیز رکھیں گے۔ اور اس کیلئے کوشش کرینگے

(۲) ہم فضول رسم و رواج ترک کردینگے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس بات پر آمادہ کرینگے۔

(۳) ہم مسلمان بیواؤں اور یتیموں کی مدد اور حفاظت کرینگے

(۴) ہم اپنے مفلس اور جاہل بھائیوں کو ارتداد کے جال میں پھنسنے سے بچائیں گے۔

(۵) ہم تبلیغ الاسلام کے لئے ہر ممکن کوشش کرینگے

(۶) ہم اسلامی تجارت کو فروغ دینے کی جدوجہد کرینگے۔ اور مسلمانوں کو قرض سے بچائینگے۔

(۷) ہم اپنے بچوں کی صحیح اسلامی تعلیم و تربیت کا انتظام کرینگے

(۸) ہم اپنی اور دیگر مسلمانوں کی جسمانی و اخلاقی اور مالی حالت کی اصلاح کرینگے۔

اگر ہم ان باتوں کا سچے دل سے عہد کرکے ان پر کاربند ہوجائیں۔ تو یہ عید الضحےٰ کے فرائض کی ادائیگی کی بہترین صورت ہوگی ہم دست بدعا ہیں۔ کہ خدا ہر ایک مسلمان کو اس کی توفیق دے۔

جرمن زبان میں ترجمہ قرآن

جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کی تجویز کئی بار آپ کے سامنے پیش کی جاچکی ہے۔ بزرگان سلسلہ کے ارشادات اور ہماری پے در پے استدعائیں آپ سن چکے ہیں۔ عید الفطر پر احباب کو خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ لیکن افسوس باوجود ان تمام باتوں کے عمل کام اب تک بہت کم ہوا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ برلن مشن سے خاطرخواہ نتائج برآمد ہوں۔ تو اس کے لئے لازمی ہے۔ کہ جرمن زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ بہت جلد کرایا جائے۔ ہماری چھوٹی سی جماعت کے ذمہ بہت سے کام ہیں۔ جو ہم لوگوں نے ہی کرنے ہیں۔ اس لئے ہمیں جلد از جلد اس ترجمہ کا بندوبست کرکے اور کاموں کی متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور سب انتظامات مکمل ہیں صرف مالی امداد کی ضرورت ہے۔ عید کا موقع اچھا ہے۔ اس لئے ہم تمام احباب کو اسطرف توجہ دلاتے ہیں۔ جو بھائی مستقل امداد دے سکتے ہیں وہ مستقل مدد دیں۔ جو ایسا نہیں کرسکتے۔ وہ کمشنت چندہ ہی عنایت فرمادیں ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ یہ ایسا کام ہے جسمیں ہر ایک فرقہ اور جماعت کے سمجھدار اور روشن خیال مسلمان حصہ لےسکتے ہیں بشرطیکہ احباب ان تک پہنچنے کی کوشش کریں

بڑا اصول یہ ہے۔ کہ کوئی کلمہ گو کافر نہیں اور نہ کسی کلمہ گو کی تکفیر ہی جائز ہوسکتی ہے۔ چونکہ یہ جماعت تمام کلمہ گویوں کو مسلمان سمجھتی ہے اس لئے اس کا حق ہے۔ کہ تمام کلمہ گویوں کو اتحاد کا پیغام دے۔ محمد نعیم ایسا مکفر یہ حق نہیں رکھتا۔ وہ تو خود بیمار ہے۔ کسی کا کیا علاج کرے گا۔

اخویم فضل کریم صاحب ٹھیکیدار کا یہ بھی ارادہ ہے۔ کہ آج رات میری اور شیخ محمد صاحب کی تقریرین ہوں۔ چونکہ صدر میں بلا اجازت تقریر نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اجازت کی درخواست دے دی گئی ہے منظوری آنے پر منادی کرائی جاویگی۔ کیفیت بعد میں۔

سفرنامہ پونچھ

(مولانا عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

خط نمبر ۱

سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام لاہور کے حکم سے نیازمند اور شیخ محمد یوسف صاحب انجمن اسلامیہ پونچھ کے جلسہ میں شریک ہونے کے لئے ۲۰ مئی ۲۸ء کی شب کو لاہور سے روانہ ہوئے۔ ریل میں بھیڑ بہت تھی۔ رات بھر جاگنا پڑا۔ اور بہزار وقت ۲۱ مئی ۲۸ء ساڑھے نو بجے دن کے راولپنڈی پہنچے۔ کوئی موٹر لاری جانیوالی نہ تھی۔ اخویم ٹھیکیدار فضل کریم صاحب نے ہمارے لئے میل موٹر میں دو سیٹوں کا انتظام کر دیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۲ مئی ۲۸ء کو صبح سویرے ۶ بجے راولپنڈی سے روانہ ہوکر شام کے ۶ بجے اڑی پہنچ جاوینگے۔ سیکرٹری صاحب انجمن اسلامیہ پونچھ کو میل موٹر کے ذریعہ سے اپنی روانگی کا تار دے دیا گیا۔ کیفیات سفر انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے خط میں تحریر کرونگا سردست اتنا لکھتا ہوں۔ کہ راولپنڈی میں ہمارے محترم بھائی ٹھیکیدار فضل کریم صاحب کا وجود بھی غنیمات میں سے ہے۔ تقریباً دو سال ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام راولپنڈی کے سالانہ جلسہ کی کثیر مہمانداری کا بوجھ آپ نے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا تھا۔ اور اب آپ نے اپنی رہائش کے لئے ایک عالیشان مکان تعمیر کیا ہے۔ اور اس میں سے ایک نہایت خوبصورت کمرہ احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام کے لئے وقف کرکے اس پر احمدیہ انجمن اشاعت الاسلام کے نام کا بورڈ آویزاں کر دیا ہے جزاہ اللہ خیر الجزاء

کل مورخہ ۲۰ مئی ۲۸ء کو اس کا افتتاحی جلسہ تھا۔ جس میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی نہایت ہی دلچسپ دو تقریریں ہوئیں پہلی تقریر مناسبت مقام کے لحاظ سے ایک آیت کی تفسیر تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

دوسری تقریر نبوت پر ہوئی۔ ہر دو تقریروں کا حاضرین پر نہایت اچھا اثر پڑا

ڈاکٹر صاحب موصوف میرے آنے سے پہلے پہلے جہلم واپس تشریف لے گئے ملاقات نہیں ہوسکی۔

راولپنڈی میں چند روز ہوئے پیر لعل شاہ صاحب جلالپوری تشریف لائے تھے۔ ان کے زیر صدارت جامع مسجد میں ایک جلسہ ہوا تھا۔ پیر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا۔ کہ اس وقت سب سے بڑا اور اہم کام اسلام کی اشاعت ہے۔ اور اس مبارک کام کے لئے ضرورت ہے۔ کہ تمام اسلامی فرقے متحد ہو جاویں۔ شیعہ۔ سنی۔ احمدی۔ غیر احمدی سب کو مل کر ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا چاہیئے۔ سنا جاتا ہے۔ کہ پیر صاحب کے اس موزون اور مناسب ایڈریس کی تفسیر کرنے کے لئے ایک انوکھے مفسر صاحب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ لفظ احمدی سے پیر صاحب کی مراد مرزائی نہیں۔ مرزائیوں کے سوا باقی سب فرقوں کا طالب مراد ہے پیر صاحب نے بحیثیت صدر ہونے کے اس انوکھے مفسر کو ایسی انوکھی تفسیر کرنے سے روکدیا۔ اگرچہ پیر صاحب اس انوکھے مفسر کو روک دینے میں تو کامیاب ہوگئے۔ مگر ایک مولوی کی زبان بندی نہ کرسکے۔ جس نے اس نرالے مفسر کے بعد خوب جی کھول کر احمدیوں کو صلواتیں سنالیں۔ اور اپنی مروت کا جوہر دکھلایا۔

یہ بھی سنا جاتا ہے۔ کہ بعض اہل فہم حضرات کی یہ رائے ہے۔ کہ انجمن اسلامیہ راولپنڈی کے سالانہ جلسہ پر مولوی عبد الحق صاحب اور خاکسار کو بلایا جاوے۔ مگر وہی مولوی صاحب جنکا جوہر قابلیت صرف احمدیوں ہی کو گالی نکالنا ہے۔ اس کی مخالفت کر رہے ہیں یقین تو یہی ہے۔ کہ مولوی جی اپنی ضد کو ضرور پورا کرینگے۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ کہ کسی احمدی کو بلاؤ یا نہ بلاؤ۔ تمہاری مرضی ہے۔ احمدی خود اپنا بندوبست کرلینگے۔ تم اتنا کرم کرو۔ اپنی چھوڑ کر باقی فرقہ ہائے اسلام کے ساتھ تو اتحاد کرو تم سے تو یہ بھی نہیں ہو سکیگا۔ تم اپنے قدح کی غیر منانی جاننے ہو۔ تمہیں دوسروں سے کیا۔ اگر تم آپس میں مل سکتے۔ تو مسلمانوں کو آج یہ روز بد ہی کیوں دیکھنا پڑتا۔ افسوس تم میں ملاپ کی طاقت ہی باقی نہیں رہی۔ اگر یہ طاقت موجود ہوتی۔ تو سب سے پہلے دوسرے فرقوں کو کافر کہنا چھوڑ دیتے۔ کیا بریلوی تمہاری تکفیر سے بچے شیعہ محفوظ رہے اہلحدیث مامون ہوئے۔ اور اب تو یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ کہ خود دیوبندی ہی دیوبندیوں کو کافر بنانے لگ گئے۔ دار العلوم کے ایکٹس نے کیسے کیسے گل کھلائے ہیں۔ دہنی کو سونگھ لیا جائے۔ ہاں یہ حق لاہوری احمدیوں کا ہے کہ وہ اتحاد بین المسلمین کی آواز اٹھائیں۔ کیونکہ ان کا سب سے

مذاکرہ علمیہ

قربانی کی ضرورت

سوال:۔ اس ابتلا کے زمانہ میں (جب کہ تبلیغ اور حفاظت اسلام کی اشد ضرورت ہے) اگر کوئی مسلمان قربانی کے جانور ذبح کرنے کی بجائے ان کی پوری قیمت تبلیغ فنڈ میں دیدے۔ توکیا شرعی نکتہ نگاہ سے وہ قربانی جائز قربانی ہوگی۔

جواب: تبلیغ اور حفاظت اسلام کی اشد ضرورت اس وقت بھی تھی جب شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود مدینہ میں دس سال تک قربانی کی۔ اور آپ کے صحابہ نے بھی کی۔ اگر شرعی نکتہ نگاہ سے حفاظت یا اشاعت اسلام کے لئے چندہ دینا قربانی کا قائمقام متصور ہو سکتا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے بڑھ کر کون حفاظت واشاعت اسلام کرنے والا تھا جنہوں نے اپنے سارے کے سارے اموال اس رستے میں دیدیئے اور اپنی ساری زندگیوں کو صرف اسی ایک غرض کے لئے وقف کر رکھا تھا مگر باوجود ان عظیم الشان قربانیوں کے پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود قربانی کرتے رہے۔ اور آپ کے صحابہ بھی کرتے رہے۔ یہ محض ایک وسوسہ ہے۔ جو بعض دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے چندہ دیدینا قربانی کے قائمقام ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں تبلیغ واشاعت اسلام کی بہت ضرورت ہے۔ ہر چیز اپنا الگ مرتبہ رکھتی ہے۔ اگر ایک شخص جو فی الواقع شب وروز اشاعت اسلام کے کام میں مصروف ہو۔ یہ خیال کرلے۔ کہ جو وقت اس نے نماز میں صرف کرنا ہے۔ وہ اشاعت اسلام پر ہی لگادے۔ تو یہ محض ایک وسوسہ ہوگا۔ اگر اشاعت اسلام وحفاظت اسلام کی تڑپ کسی دل میں ہو۔ تو اور بہت سے فضول اخراجات لوگوں نے اپنے ذمہ لگا رکھے ہیں۔ وہاں سے بچا کر اشاعت اسلام میں صرف کریں۔ زکوٰۃ کو باقاعدہ ادا کرکے اس کا بڑا حصہ اشاعت اسلام کے لئے دیں۔ لیکن ایک دینی امر کو ترک کرکے دوسرے دینی فرض کا ادا کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں بلکہ ایک قائم شدہ نیک سنت کو محو کرنے میں حصہ لینا ہے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ بہت دلوں میں خود قربانی کے متعلق یہ کمزوری ہے۔ کہ یہ کچھ ایسے ضروری امور میں سے نہیں۔ میں سائل کو اس ذیل میں شامل نہیں کرتا۔ بلکہ ان کا سوال فی الواقع ایک دینی جذبہ پر مبنی ہے۔ کہ حفاظت واشاعت اسلام کے لئے پورا زور لگانا چاہئے۔ لیکن اگر آج کسی ایک شخص کے اس سچے جذبہ کے لئے یہ راہ نکال دی جائے۔ تو کل کو بیسیوں کمزور ایمان اسے قربانی ترک کرنے کے لئے محض ایک بہانہ بنالیں گے۔ اور یوں آہستہ آہستہ قربانی کو لوگ ترک کردیں گے۔ اور اس کی بجائے بھی کچھ نہ رہیگا۔ قربانی ایک بڑے پرحکمت فلسفہ پر مبنی ہے۔ اور امت مسلمہ کے اندر جو جوش اب بھی اپنی زندگی کو خدا کے لئے دیدینے کا پایا جاتا ہے۔ اس کو پیدا کرنے والے اور قائم رکھنے والے امور میں قربانی کی سنت کا بڑا بھاری مقام ہے۔ وہ حصہ جو آج یورپ کی تقلید میں قربانی کی عظمت کو دل سے محو کر چکا ہے اس کے اندر سے قوم یا مذہب کی خدمت کی سچی تڑپ بھی مرتی چلی جاتی ہے۔ اور اس کے اکثر کام محض خود غرضی یا شہرت پسندی پر مبنی ہوتے چلے جاتے ہیں۔ قربانی اپنے نیچے ایک بڑی بھاری حقیقت رکھتی ہے ہر ایک مسلمان کو سچا سبق سکھاتی ہے۔ کہ اپنے خدا کے لئے اس کے رسول کے لئے اس رسول کی امت کی بہتری کے لئے اسی طرح اپنی جان پیش کرنی چاہئے۔ جس طرح ایک بکرے یا دنبہ کی گردن چھری چلانے کے لئے اس کے سامنے حاضر ہوتی ہے۔ یہی قربانی سچی قربانی کا سبق سکھاتی ہے۔ اور بھی اس کے اندر کئی ایک سبق ہیں۔ مثلاً یہ کہ جس طرح ایک حیوان انسان کی خاطر ذبح ہوتا ہے اسی طرح ایک مسلمان کو چاہئے۔ کہ اپنے حیوانی جذبات پر ملکوتی صفات کی خاطر چھری چلائے۔ مگر علاوہ ان روحانی اور اخلاقی سبقوں کے جو قربانی کے ذریعہ سے حفاظت، اشاعت اسلام کا جوش قوم کے اندر پیدا کرتے ہیں۔ دو قسم کے اور سامان ظاہری بھی اس قربانی میں موجود ہیں۔ دولتمندو کے ہاتھ سے پیسہ نکل کر غربا کے کام آنا بہت ہی مشکل ہے۔ جس شخص کے قبضہ میں پیسہ آجاتا ہے۔ اس سے اسے ایسی محبت ہو جاتی ہے۔ کہ وہ کسی طرح نہیں چاہتا کہ اسکے ہاتھ سے وہ پیسہ نکل کر دوسرے کو پہنچے۔ مگر یہ قربانی ایک تو غربا کے لئے خوشی کا موجب ہو جاتی ہے۔ کسی قوم کی عید میں یہ خوبی نہیں کہ اس دن امرا کے ہاتھ سے کچھ نکل کر غربا کو پہنچے۔ لیکن قربانی کے ذریعہ سے وہ عید کا دن غریب سے غریب کے لئے بھی خوشی کا دن ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے اسے بھی ایک اچھا کھانا مل جاتا ہے۔ اور یوں امیر اور غریب دونوں عید کی خوشی میں شریک ہو جاتے ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ امرا تو عید کے موقعہ پر جتنا چاہیں۔ اپنے تعیش پر صرف کریں۔ اور غربا کو چاہئے کھانے کو بھی اس دن نہ ملے۔ شارع علیہ السلام نے ایک ایسی سنت جاری کی۔ کہ تمام دنیا میں امیر اور غریب سب اس دن خوشی میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اور امرا کے ہاں سے غربا کو ایک ایسا تحفہ پہنچتا ہے۔ جو ان کی راحت کا موجب ہوتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ قرآن شریف میں صریح حکم ہے۔ کہ قربانی کے گوشت سے خود بھی کھاؤ۔ اور غربا کو بھی کھلاؤ۔ اور یہ جو مکہ معظمہ میں رواج ہو گیا ہے۔ کہ قربانیوں کا گوشت دفن کر دیا جاتا ہے۔ یہ قرآن شریف کی روسے درست نہیں۔ چاہئے کہ اس گوشت کو خشک کرکے غربا کی امداد پر صرف کیا جائے۔ اور دوسرا سامان ظاہری اس میں اشاعت اسلام کے لئے بھی موجود ہے۔ قربانی کی کھالوں کی قیمت اگر بجائے مسجدوں کے ملانوں کو ملنے کے جو اس کے حقدار نہیں۔ اشاعت اسلام پر صرف ہو۔ اور ساری قوم میں کسی دن یہ عزم پیدا ہو جائے۔ اور نہیں۔ تو قربانی کی کھالوں کا ہی کل روپیہ صرف اشاعت اسلام پر خرچ ہوگا۔ تو اس ایک دن میں ایک ہندوستان کے اندر ہی بیس پچیس لاکھ روپے کا جمع ہو جانا کچھ مشکل امر نہیں۔ اس کے لئے مسلمانوں کو تھوڑا سا بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ سو اگر ایسے احباب جن کے دلوں میں اشاعت اسلام کے لئے تڑپ پیدا ہوئی ہے۔ اس کام کو اپنے ذمہ لیں۔ اور عید سے پہلے سے ہی یہ کوشش کریں۔ کہ جہاں جہاں وہ پہنچ سکتے ہیں۔ پہنچ کر مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کریں۔ کہ اور تمام ضروریات کو نظر انداز کرکے کھالوں کا روپیہ صرف اشاعت اسلام کے لئے صرف کیا جائیگا۔ تو اس میں ایک تو قربانی کی جو اصل غرض ہے یعنی خدا کے دین کے لئے اپنی جان کا دینا۔ وہ غرض بھی سامنے آجائیگی اور دوسرے عملی طور پر بھی اس کام کو بڑی بھاری قوت پہنچیگی۔ میں اس جگہ یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ مسلمانوں نے اپنی قوت کو خود متفرق کرکے برباد کر رکھا ہے۔ قربانی کی کھالوں کا روپیہ اشاعت اسلام کے کام پر صرف ہو کر مسلمانوں کے بہت ہی قوت کا موجب ہو سکتا ہے بشرطیکہ یہ سارا پانی بجائے اس کے کہ ایک ایک چلو کرکے ریگستان میں پھینک دیا جائے۔ ایک دریا کی صورت میں اکٹھا کرکے بہایا جائے قربانی کی کھالوں کا روپیہ ہر جگہ اکٹھا کرکے اگر صرف ان انجمنوں کے نام بھیجا جائے۔ جو فی الواقع کوئی نمایاں کام اشاعت اسلام کا کر رہی ہیں۔ تو دو چار سال کے اندر ان کے ہاتھ ایسے مضبوط ہو سکتے ہیں کہ مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ کہ ان کے اندر کس قدر قوت اور طاقت کے سامان موجود ہیں جس کو اس وقت وہ اپنے ہاتھوں سے ضائع کر رہے ہیں۔ اور جن کو وہ تھوڑی سی توجہ سے اپنی دینی و دنیوی بہتری کا موجب بنا سکتے ہیں۔

خاکسار

محمد علی ڈلہوزی ۱۹ ارمئی ۱۹۲۸ء

درر عدن

آن نشنیدی کہ فلاطون چہ گفت   موربہاں بہ کہ بناشد پرش

مندرجہ عنوان نام کے اردو فارسی نظم دو یہ دو ناپاک رسالے ہیں جو کہ حال ہی میں شائع ہوئے ہیں۔ اور قاضی محمد یوسف محمود پشاوری کی تہذیب اور اخلاق فاضلہ کا نمونہ اور آئینہ بن کر دنیا میں چھپے ہیں اس سارے ۴۔۵ جز کے مجموعے میں ۱۳۷ دشنام غلیظ تقریباً ہر ایک فرقہ اور مذہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کو دی گئی ہیں۔ اور خاص کر جماعت احمدیہ لاہور کے معزز ممبروں اور لائق کارکنوں کے علاوہ حضرت مولنٰا محمد علی صاحب امیر جماعت کی مقدس شان میں بہت شوخ اور گستاخانہ کلمات کا استعمال کیا گیا ہے۔ کہ جن کے اعادہ سے ایک بازاری شخص کو بھی شرم دامنگیر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں شاہ افغانستان امیر امان اللہ خاں غازی کو بھی جس وقت جبکہ وہ تمام شاہان یورپ اور خصوصاً شہنشاہ اعظم برطانیہ کا اور جملہ مسلمانان عالم کے معزز مہمان کی حیثیت سے وارد ہندوستان ہوتے ہیں تو اس خاص موقعہ پر ان کی خدمت عالی میں جناب چیف کمشنر صاحب بہادر صوبہ سرحد کا نائب ناظر نہایت گندی اور شدید گالیوں کا ایک مجموعہ پیش کر دیتا ہے۔ اور اس فرط انبساط سے کہ گویا اس نے کوئی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اس نے ایسے نادر تحفے کو بذریعہ ڈاک دور دراز تک پہنچانے کی کوشش اور سعی میں اپنی تنخواہ کے نصف حصے سے بھی زیادہ کی رقم صرف ڈاک کے ٹکٹوں پر صرف کر ڈالتا ہے اور پھر اس پر بھی بس نہیں کرتا۔ بلکہ تاحال اس کی طرف سے بڑی جدوجہد اس امر کے لئے جاری اور ساری ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ کوئی متنفس اس نادر تحائف کے مطالعہ اور ملاحظہ سے خالی اور محروم رہ جائے خود لوگوں کے گھر جانے کی تکلیف گوارہ کرتا ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے یہ تہذیب سوز رسالے تقسیم کرنے کی خوشی میں پھولا نہیں سماتا۔ میں اکثر موافق اور مخالف دونوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتا ہوں۔ مگر میں سچ کہتا ہوں۔ کہ کبھی ایسے عزیز وقت کے رائگان ہونے کا اتنا افسوس نہیں کیا۔ جتنا کہ ان رسالوں کے مطالعہ کرتے وقت مجھے کرنا پڑا۔ میں اس پر بحث کرنا نہیں چاہتا۔ کہ یہ رسالے شاعرانہ نکتہ نگاہ سے کیسے ہیں۔ اور ان کے اشعار کا کیا درجہ ہے میرے خیال میں تو اس تمام مجموعے کا شاید ایک شعر بھی جرح وقدح اور نقص شاعری سے خالی نہیں ہے۔ اور نفس مضمون تو جس قدر گندہ اور ناپاک ہے۔ وہ قابل بیان نہیں۔ مجھے تعجب بر تعجب ان بیہودہ رسالوں کے نادان مؤلف کی نسبت نظر آتی ہے۔ کہ خدا جانے اس نے اس مجموعہ خرافات کو اپنے زعم باطل میں کیا سمجھ رکھا ہے۔ کہ اپنی اس لغو تالیف کی طباعت اور نشر و اشاعت کے اہتمام اور انتظام میں اس کا شغف اور انہماک حد جنون سے بھی زیادہ تجاوز کر گیا ہے۔ حالانکہ اس گندے لٹریچر نے شائع ہو کر ملک کے امن عامہ میں ایک سخت ہلچل اور بے حد بے چینی پیدا کر دی ہے۔ اور پھر زیادہ حسرت اس بات پر ہے۔ کہ حکومت کے ارباب بست وکشاد اس ضروری معاملہ کیطرف سے اغماض اور چشم پوشی عمل میں لا رہے ہیں۔ اور کیوں اس ناپاک کتاب کی اشاعت کو جلد از جلد بند کرانے کی کوشش نہیں کرتے جس کے متعفن ذرات کی بدبو سے مہذب عالم کا دل و دماغ پریشان ہو رہا ہے۔ اگرچہ بعض اخبارات نے اس پر خوب لے دے کی ہے۔ اور نفرت اور ملامت کے ووٹ پاس کئے ہیں۔ اور اکثر تہذیب کے حامیوں نے اس ناکارہ اور گالیوں سے پُر رسائل کی اشاعت کو بند کر دینے کا مفید مشورہ خلیفہ قادیان کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر وہ چپ ہے۔ اور راقم اور عدو ان کے حامی اخبار الفضل قادیان نے اس مشہور بدگو اور اپنے سکرٹری انجمن پشاور کی اعانت اور حمایت میں بے سروپا مضامین لکھنے اور بالکل بودے اور ناکارہ دلائل دینے میں ناخنوں تک زور لگایا۔ جسکے جوابات اخبار پیغام صلح میں مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب نے بہت خوبی اور متانت سے دیئے۔

گذشتہ ماہ کے عشرہ آخر پر اخبار الفضل قادیان میں مولف رسالہ کی طرف سے پھر ایک چٹھی دیکھی گئی ہے۔ جو کہ مؤلف کی حرکات مذبوحی کا پورا فوٹو ہے۔ کہ جس میں معقول دلائل دینے کی تو کچھ کوشش نہیں کی گئی۔ بلکہ نہایت دریدہ دہنی سے اپنی پرانی نیش زنی کی عادت کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اور بعض دوستوں پر طعن وتشنیع اور فرضی اتہامات رکھتے ہوئے اپنی غیر جوانمردانہ عصمت کے تقاضے کو پورا کرنا چاہا ہے۔ نہایت چالاکی سے پھر اپنے اسی گندے اور ۵۰ واہیات اشعار کو دوبارہ نقل کرکے خود ہی اسکی توضیح وتشریح کرنے میں خود کوزہ وخود کوزہ گر وخود گل کوزہ کے مقولے کا مصداق ٹھہرا ہے اور ایک نیا اور پُرشر طریقہ اس بے شر جماعت کی دل آزاری اور ایذادہی کا ایجاد کرکے اس رنگ میں اپنے خبث باطن کا ثبوت دیا ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو کسی وقت ہم اس گندہ دہان ایذادہ شخص کے بغض وعناد کے واقعات کو بوضاحت بیان کرینگے۔ اور بتائیں گے۔ کہ کس بنا پر یہ شخص جماعت احمدیہ لاہور اور اس کے بزرگ ارکان کا مخالف ہوا ہے۔ اور کسی طرح ایک عرصہ دراز سے اب تک افراد جماعت پشاور کی رفق اور نرمی اور جناب خان بہادر مولنٰا غلام حسن خاں صاحب کی بزرگانہ درگذر اور عفو سے اس نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ اور ہمیشہ سے ہمارے آشتی پسند سیدھے سادے احباب کو مورد الزام ٹھہرا کر اور بدگو مشہور کرکے اپنی شوخ چشمی اور دریدہ دلیری دکھانے کی جرات کرتا رہا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ آج خود اس شخص کا کام ہوا اور گویا ایک مستقل پیشہ کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ ضرورت نہ تھی کہ متذکرہ الصدر شخص کی چٹھی کے جواب میں یہ لکھا جاتا تا ہم اس نے خواہ مخواہ توجہ دلائی اور اپنی چٹھی میں میرے نام کے ساتھ ہی یہ گندہ اور جھوٹا الزام جڑ دیا جس نے تحریر مذکورہ بالا کے ضبط و امن کی سنگین کو توڑ دیا۔ وزبان قلم کو لکھنے پر مجبور کر (دا) دیا۔ (اب ابوالانوار حسن عفی عنہ تلی ازو تبجری والمدعا نہ پشاور ۱۷ مئی ۱۹۲۸ء)

ہندوستان

— نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے۔ کہ لاہور کے مشہور قومی کارکن شیخ عمر بخش صاحب وکیل کا ۱۰ رمئی کی صبح کو انتقال ہوگیا۔

— موچی دروازہ لاہور کے چند افراد جعلی نوٹ بنانے کے جرم میں پکڑے گئے ہیں

— لائل پور میں ایک سکول کے طالب علم نے ۵ میل تک بے تار برقی پیغامات بھیجنے کا آلہ تیار کیا ہے

— ضلع منٹگمری میں ایک نوجوان لڑکی نے صرف ۷ روپے کیلئے اپنے بچے کو قتل کر ڈالا

— دہلی میں دفعہ ۱۰۷ کے ماتحت ۱۵۰۰ اشخاص سے تین تین سو روپے کی ضمانتیں بقر عید کے سلسلہ میں لی گئی ہیں

— ریلوے بورڈ نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام ریلوے لائنوں پر کھاد کے کرایہ میں تخفیف کی جائے۔

— عید کے سلسلہ میں دہلی میں کئی آدمیوں سے ضمانت اور مچلکے واپس لے لئے گئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے عید کے ایام دہلی سے باہر بسر کرنے کا عہد کیا ہے۔

— مولوی محمد یعقوب اسمبلی کے اجلاس آئندہ میں ریزولیوشن پیش کرینگے۔ کہ اسمبلی کا انتخاب تین سال کی بجائے پانچ سال بعد ہوا کرے

— دیال سنگھ کے ایک طالب علم نے خودکشی کر لی۔

— دہلی ۲۲ رمئی کل شہر میں موٹروں میں فوجی گورے پولیس کے سپاہیوں کے ساتھ گشت کر رہے تھے۔ غالباً یہ گشت آئندہ بقر عید کے انتظامات کے سلسلہ میں ہے۔

— مدراس ۲۲ مئی ڈاکٹر اینی بیسنٹ ۳۰ رمئی کو مدراس سے روانہ ہو کر بمبئی سے انگلستان روانہ ہو جائینگی۔

— مہاراجہ جہلم نے اپنی ریاست میں قانون پاس کیا ہے جس کی رو سے نابالغاں کی شادی خلاف قانون قرار پائی ہے۔

— اس وقت ہندوستان میں ۵۵۴۵ آدمی عیسائیوں کے مختلف مشنوں کے زیر اہتمام تبلیغی کام میں مصروف ہیں۔

ہندو دنیا

— لکھنؤ کے موضع سیتاپور میں ایک اٹھارہ سالہ لڑکی اپنے خاوند کے ساتھ چتا پر ستی ہوگئی۔

— کھٹمنڈو ۱۴ رمئی ہندوستان کے ولندیزی کی انجمن کی مجلس منتظمہ کا اجلاس دارلہ میں ۲۰ ماہ حال کو ہوا جس میں سائمن کمیشن کے روبرو ایک میمورنڈم پیش کرنے کے لئے تیار کیا گیا۔

— ٹراونکور ۱۴ رمئی ازہوا پولیٹیکل کانفرنس کا اجلاس زیر صدارت مسٹر یادھون منعقد ہوا جس میں صدر صاحب نے مندروں میں دلتوں کے داخلہ پر زور دیا۔ نیز اعلیٰ ملازمتوں خاصکر صیغہ انصاف کی ملازمتوں میں دلتوں کی نمائندگی پر اصرار کیا۔

— وزیر آباد میں ایک نو مسلم محمد دین کو مع عیال و اطفال شدھ کیا گیا

— حیدرآباد سندھ ۱۷ رمئی۔ اسکول بورڈ کے چیرمین نے سندھ ٹیچروں کے نام ایک سرکلر جاری کیا ہے جس میں انہیں ممانعت کی ہے۔ کہ دفتری خط و کتابت میں شری مہاشے اور نویدن وغیرہ سنسکرت الفاظ استعمال نہ کریں۔ ہندو اس سرکلر کی وجہ سے بھڑک اٹھے ہیں۔

— دیانند دلت ادھار منڈل کی شاخ گورداسپور میں بھی کھل گئی ہے جو اچھوتوں اور مسلمانوں کو اشدھ کرنے کی جدوجہد کر رہی ہے۔

— علی پور میں آریہ سماج نے دو ہزار اچھوتوں کو اشدھ کیا۔

— کراچی ۲۲ رمئی سندھ آریہ کانفرنس کی تیاریاں زور شور سے ہو رہی ہیں۔

— گورو کل اندر پرستھ خوب ترقی کر رہا ہے۔

— ۱۷ رمئی سے لاہور میں کالج پارٹی کے زیر اہتمام آریوں کا ایک گرلز ہائی سکول مہلا مہا ودیالہ کے نام سے کھل گیا ہے جس کی ایم اے کی پرنسپل مقرر ہوئی ہیں۔

ممالک خارجہ

— جرمنی اور ایران کے تجارتی معاہدہ کی عارضی تجدید ۱۰ رمئی کو ہوئی

— دیوان عام انگلستان میں بیان کیا گیا۔ کہ خلیج فارس اور ایرانی بلوچستان میں انسانوں کی خرید و فروخت بہت حد تک جاری ہے۔

— حجاج کے قافلے برابر حجاز پہنچ رہے ہیں۔

— مصر کے وزیر مال نے استعفا دیدیا۔

— افغانی سفیر مقیم برلن حجاز روانہ ہوگئے ہیں۔

— لندن ۱۲ رمئی دارالامرا میں انڈین ہائیکورٹ بل پاس ہوگیا اس کی رو سے گورنمنٹ انڈیا کے زیر تحت بیرسٹر ایڈووکیٹ اور پلیڈر کا معیار مساوی سمجھا جائیگا۔

— لندن ۱۲ رمئی مشہور و معروف بت ساز مسٹر جارج فریمٹن کا انتقال ہوگیا

— ماسکو ۱۹ رمئی مزدوروں کی عالمگیر زرعی انجمن کے بانی اور پرجوش کارکن مسٹر ولیم ہیوڈ کا انتقال ہوگیا۔

— سابق سلطان ٹرکی کے حامی سلطان کو دوبارہ تخت نشین کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق شام میں ایجی ٹیشن شروع ہوگئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ سلطان کے حامیوں کی پارٹی روز بروز زبردست ہو رہی ہے۔ ٹرکی گورنمنٹ ان کوششوں کو بڑی احتیاط سے دیکھ رہی ہے۔ اور شامی حکومت سے درخواست کرنے والی ہے۔ کہ وہ اس پروپگنڈا کو روک دے۔

— موسیو ڈی میپرن سفیر فرانس متعینہ نیپا کو انگورہ کے فرانسیسی سفارت خانہ میں مقرر کیا گیا ہے۔ ترکی حکومت نے اس تقرر کو پسند کیا ہے۔

— ۱۰ راپریل تک جدہ میں ۵۵۹۶۹ حاجی پہنچ چکے ہیں

— قاہرہ ۱۷ رمئی حکومت حجاز کی درخواست پر مصری حکومت ایک مصری وفد حجاز بھیج رہی ہے۔ جو ان ترقیات کے سلسلہ میں جائیگا۔ جو ابن سعود نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور دیگر مقامات میں کرنا تجویز کی ہیں۔ جن میں واٹر ورکس اور دیگر امور عامہ کی تعمیر بھی داخل ہے۔

— ترکی کے وزیر خارجہ یورپ کے سفر سے واپس قسطنطنیہ آگئے ہیں۔ آپ کا سفر نہایت کامیاب رہا۔

— مصری اخبارات کا بیان ہے۔ کہ شاہ افغانستان کابل میں مختلف کارخانے اور ریلیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق یکم جون سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۴۳

بزمِ احباب

فرانس

(مرتبہ خاکسار چوہدری منظور الٰہی صاحب)

ہمارے ایک مکرم دوست پیرس سے لکھتے ہیں۔ کہ:-

میں ایک ہفتہ سے یہاں ہوں۔ پاسپورٹ کے قضیہ نے یہاں تک کھینچ بلایا۔ ترک بہت بے دین ہو گئے ہیں۔ میت گوشت کوشت کران ہیں بھر گئی ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اب تو انہوں نے اسلام کو بھی جواب دیدیا ہے۔ آپ نے اخبارات میں پڑھ لیا ہوگا کہ انہوں نے اب کو اب مسلمان نہیں کہتے۔ چنانچہ پرسوں قونصل خانہ میں مجھے جانا تھا گیا۔ وہاں ایک فرانسیسی نے اتفاق سے پوچھا۔ کہ ترکی میں عیسائی مذہب ہے۔ یا اسلام۔ تو ترک نے جواب دیا۔ کہ وہاں ترک رہتے ہیں۔ تین دفعہ سوال پر اس نے یہی کہا۔ چوتھی دفعہ آخر کہا۔ کہ وہاں مذہب اسلام ہے۔ ان لوگوں نے اسلام کو خوب تباہ کیا ہے۔ اور بے انتہا بدنام کیا ہے۔ یورپ میں مسلمان یا اسلام کے معنی ترک ہوتے ہیں۔ اور عوام لوگ فوراً نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ عرب قوم کا بھی یہی حال ہے۔ وہ بھی مادیت کی طرف خوب تیزروی سے جا رہے ہیں۔ مصری نوجوان بھی مذہب کو خیرباد کہہ رہے ہیں۔ غرضیکہ یہاں تانا بانا ہی بگڑ چکا ہے۔ لیکن آپ کو چاہیئے کہ

صدی را تیز تر میخواں چوں ذوق نغمہ کم یابی

کام (اشاعت اسلام و اصلاح مسلمین) بڑے زور سے کیجیئگا گھبراہٹ کو پاس نہ آنے دیجیئگا۔ ورنہ اگر آپ نے ذرا بھی سستی دکھائی۔ تو پھر مسلمانوں کا خدا حافظ۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں پیغام صلح کے لئے مضمون لکھنے کا وعدہ تو کرتا ہوں۔ مگر کبھی ایفا نہیں کرتا۔ لیکن وہ وعدہ کیا جو وفا ہو گیا۔ بہتیرا چاہتا ہوں۔ کہ لکھوں۔ لیکن خیالات کی یکجائی ممکن ہی نہیں۔ اب ارادہ کر رہا ہوں۔ کہ مارسیلز کو خیرباد کہوں۔ اور روما یا برلن اگر حالات مساعد ہوں۔ تو چلا جاؤں۔ اس صورت میں آپ کو اطلاع دونگا اور اگر انجمن نے چاہا۔ تو اشاعت اسلام کے کام میں لگ جاؤنگا۔ اس کے متعلق پھر عرض کرونگا

آپ کے خط سے معلوم ہوا۔ کہ پروفیسر محمد عبداللہ صاحب برلن مشن کے لئے آ رہے ہیں۔ ان کا تار بمبئی سے مجھے ملا تھا میں بے تار کے ذریعہ جہاز پر انہیں تار دونگا۔ اور مارسیلز بھی تار اور خط لکھونگا کہ میں ان کا انتظار یہاں کرونگا۔ مجھے یہاں پاسپورٹ کے لئے آنا پڑا تھا۔ اس لئے مارسیلز میں اُن کا انتظار نہ کر سکا۔ جس کا افسوس ہے۔ ان سے مل کر سعادتی چاہونگا۔ بشرطیکہ وہ پیرس تشریف لے آئے۔ ممکن ہے۔ میں جلد روما چلا جاؤں تو رسالہ اسلام کے ترجمہ کی اشاعت کا انتظام خود کرونگا۔

ڈاکٹر اینڈرے صاحب بہت مصروف آدمی ہے۔ اور ساتھ ہی قدرے کاہل بھی۔ آپنے ان کو قرآن مجید انگریزی بھیجدیا بہت عمدہ بات ہے۔ لائبریریوں کے پتے بھیجنے کی کوشش کرونگا مسز کوبر سے دو تین دفعہ ملاقات ہوئی۔ کل پھر ملونگا۔ بہت ہی ذہین اور لائق عورت ہے۔ اس نے آپ کو خط لکھا تھا۔ کتابیں اس کو مل گئی ہیں۔ پڑھتی ہے۔ اور اس پر عمدہ اثر ہوتا ہے۔ دوسری لیڈی کو بھی کتابیں مل گئی ہیں اور بہت شکریہ ادا کرتی ہے۔ اس کو ملنے کی کوشش کرونگا۔ انشاء اللہ دوسرے ہفتہ مارسیلز سے لکھونگا۔

پروفیسر ڈاکٹر حبیب اللہ میراں صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط دوبارہ قبولیت بیعت پہنچا۔ اور ساتھ ہی اس کے کیلنڈر ۱۹۲۸ء وغیرہ۔ میں نے اس کی ایک کاپی اپنے بھائی بیرن ہودن بھیجدی ہے۔ ہم خدا کے بھروسہ پر جماعت کی ترقی میں مصروف ہیں۔ اور یقین کرتے ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ سے اس ملک میں اسلام بہت ترقی کر جائیگا

بیرن ہودن صاحب لکھتے ہیں۔ کہ:-

آپ کا ۱۱ مارچ کا طویل خط پڑھکر مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ میں آپ کی تحریک کے لئے ہر ایک چیز دینے کو تیار ہوں تاکہ آپ یورپ کی مادیت کی بجائے اسلام کی روحانی تعلیم کو زور سے پھیلا سکیں۔ تاکہ ہر شخص اس نور سے فائدہ حاصل کر سکے۔ میں نے اپنے دوست پروفیسر پروبسٹ حبیب اللہ سے عرض کی ہے۔ کہ وہ قرآن کریم کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ شروع کر دے۔ میں نے خود بھی کچھ کیا ہے۔ لیکن چونکہ مجھے سکول چھوڑے ہوئے ۳۰ سال ہو چکے ہیں۔ اس لئے عربی زبان کا محاورہ نہیں رہا۔ گو یہ میرے لئے شرم کی بات ہے۔ لیکن جب حقیقتاً یہ امر ہے۔ تو کیا ہو سکتا ہے۔ میں خود روسی ہوں۔ اور آذربائیجان کی جمہوری سلطنت کی طرف سے بطور سفیر صلح کی کانفرنس ورسیلز میں آیا تھا۔ میری غیر حاضری میں بولشویک برسرِ اقتدار ہو گئے۔ اور انہوں نے مذہب کے خلاف جنگ شروع کر دی۔ اس سے ... کے زلزلہ میں میری بہت سی جائداد جو میں نے روس سے روپیہ بچا کر وہاں پیدا کی تھی۔ تباہ ہو گئی۔ میں نے ایک فرانسیسی لیڈی سے شادی کر لی۔ اور تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے ایک بورڈنگ ہاؤس جاری کیا جس کی ملک میں بڑی شہرت ہوئی۔ چونکہ میری بیوی کو بہت زیادہ کام کرنا پڑا۔ اس لئے اب سرطان سے سخت بیمار ہے فرانس اور برلن کے بہتر سے بہتر ڈاکٹر اور اپریشن کرانے کے بعد بھی افاقہ نہیں ہوا۔ میں غالباً یہ حالات پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ گو میں نے آپ سے ملاقات نہیں کی۔ لیکن خطوط کے ذریعے آپ میرے بہت قریب ہیں۔ میں اکیلا ہی ہوں۔ اور ایک بوڑھی تعلیم یافتہ مسلمان عورت کی تلاش میں ہوں۔ جو میری لڑکی کو دینی تعلیم دے سکے۔ اور اسے حضرت نبی کریم کی پوری تابعدار بنا سکے۔ میں نے الجیریا لکھا تھا لیکن وہاں کی تعلیم یافتہ عورتیں تنخواہ بہت مانگتی تھیں۔ اور نا تعلیم یافتہ میرے کسی کام کی نہیں۔ میں خود پروفیسر رہ چکا ہوں۔ اور مجھے خدا پر پورا یقین ہے۔ کہ وہ میری دلی آرزو پوری کر دے گا۔ ہم کچھ بھی نہیں وہ ہماری سب ضروریات سے واقف ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ میری لڑکی اسلام کی تعلیم پورے طور پر حاصل کر سکے۔ میں اسے اس زمانہ کی فیشن ایبل عورتوں کی طرح دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ چونکہ میں ہودن خاندان کا آخری بیرن ہوں۔ میری لڑکی کا ہونے والا خاوند میرے خطاب کا وارث ہوگا۔ اور ہمارے تمام قبیلہ پر حکمران ہوگا اور اس تمام جائداد کا وارث ہوگا۔ جو ہمارے خاندان کی روس میں ہے (اگر جب کبھی وہ ہمیں ملے) اور جو کچھ میری پیدا کردہ جائداد مختلف ممالک میں ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ کوہ قاف اور روس کے مسلمانوں میں تبلیغ احمدیت کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ وہاں میرے بہت سے بارسوخ دوست ہیں۔ جن سے مولانا برکت اللہ صاحب نے جب وہ افغانستان سے ماسکو گئے تھے۔ ملاقات کی تھی۔ آپ کسی جماعت کا یہ اصول نہایت عمدہ ہے۔ کہ سیاسیات کو مذہب سے علیحدہ رکھا جائے۔ اور تبلیغ اسلام کے کام میں سیاسی مداخلت سے احتراز کیا جائے۔ یہی ایک ذریعہ بنی نوع انسان میں برادرانہ محبت اور ہمدردی پیدا کرنے کا ہے۔ میں نے آپ کو ماوا کے بارے میں لکھا تھا وہاں احمدیت کا مشن ہونا نہایت ضروری ہے۔ جب میں چین میں تھا تو میرے پاس قرآن کریم کا ایک چینی ترجمہ تھا۔ جس کے ساتھ فارسی ترجمہ بھی تھا۔ وہ غالباً سینٹ پیٹرزبرگ کے کتب خانہ کے ایشیائی حصہ میں ہوگا۔ جسے میں نے دیگر کتابوں کے ہمراہ نذر کیا تھا۔ وہاں سے اب اس کا ملنا دشوار نظر آتا ہے۔ ممکن ہے۔ ان ہندیوں کی معرفت دستیاب ہو سکے۔ جو ماسکو میں مقیم ہیں۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ - ۲۱ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۶ھ نمبر ۳۴

مسلمانان سندھ کی بے بسی

اخوت اسلامی کا تقاضا

ہم سندھ کے قانون انتقال اراضی کے متعلق ایک بار سے زیادہ لکھ چکے ہیں۔ آپ کو یہ معلوم ہو چکا ہوگا کہ سندھ کے ہندو اس قانون کے نفاذ کی سخت مخالفت کر رہے ہیں اور انہوں نے اس کے خلاف ایک شور محشر برپا کر رکھا ہے۔ ہندوستان کے دیگر صوبوں کے ہر ایک طبقہ اور خیال کے ہندو بھی ان کی پشت پر ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اس قانون کے نافذ ہو جانے سے سندھ کے غریب مسلمانوں کی حالت کسی قدر بہتر ہو جائے گی۔ اور ایک حد تک وحشی صفت ہندو ساہوکاروں کی اقتصادی غلامی سے آزاد ہو جائیں گے اور یہ وہ بات ہے جسکو ہندو ایک منٹ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے ہندوؤں میں سرمایہ داروں کی حمایت کرنے والے لیڈروں کے علاوہ سرمایہ داری کے بدترین دشمن لیڈر بھی موجود ہیں۔ لیکن وہ اس موقعہ پر اس طرح خاموش ہیں۔ گویا انہیں سانپ سونگھ گیا ہے۔ اس لئے اب یہ حقیقت بالکل بے نقاب ہو گئی ہے۔ کہ آزاد خیال سے آزاد خیال اور رواداری سے روادار ہندو بھی مسلمانوں کی بھلائی میں ہرگز خوش نہیں۔ اور ان کی وطن پرستی اور آزاد خیالی کا دائرہ ہندو جاتی تک ہی محدود ہے۔ برادران وطن کے اس طرز عمل کے آئینہ میں آپ اپنی چشم تصور سے دہانہ سوراج کے نظارے بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔

ہندوؤں کا گلہ کرنا فضول ہے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے طرز عمل سے اپنے آپ کو مسلمانوں کا ایک بدترین حریف ثابت کیا ہے۔ اور آئندہ کے لئے بھی ان کی اس افسوسناک ذہنیت کی تبدیلی کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی۔ البتہ ہمیں اپنے مسلمان لیڈروں سے ضرور شکایت ہے جن کی تمام سرگرمیاں جلسوں اور کانفرنسوں کی اسٹیجوں کی نمائش تک محدود رہتی ہے اور جن کو ٹھوس اور عملی کام کرنے سے پرہیز ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ سندھ اور بیرون سندھ کے ہندو اس قانون کے نفاذ کی از حد مخالفت کر رہے ہیں۔ جگہ جگہ جلسے ہو رہے ہیں۔ اسمبلی اور بمبئی کونسل کے ہندو ممبروں کو ابھارا جا رہا ہے۔ عیسائی سکھ اور پارسی ممبروں کو ساتھ ملانے کی کوشش جاری ہے انگریز ممبروں کو غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے کے جتن ہو رہے ہیں۔

گورنمنٹ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ غرضکہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن ادھر بالکل خاموشی ہے۔ چاروں طرف سکوت عن الحق کا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ مسلمان لیڈر چپ ہیں۔ علمائے کرام اور مشائخ عظام کو ان دنیوی معاملات سے کیا واسطہ۔ سندھ کے جاہل اور غریب مسلمان بھلا کیا جانیں۔ کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ کچھ اپنی لاعلمی اور جہالت اور کچھ ساہوکاروں کے دباؤ کی وجہ سے خاموش ہیں۔ مسودہ قانون اظہار رائے کیلئے شائع ہو چکا ہے۔ ہندو نشوانتر گورنمنٹ کے پاس اس کی مخالفت میں ریزولیوشن پاس کر کر کے بھیج رہے ہیں۔ اگر اس وقت مسلمانوں نے اپنی رائے کا اظہار نہ کیا۔ اور اس قانون کو نافذ کرانے کی کوشش نہ کی تو یاد رکھیئے۔ کہ وہ دن دور نہیں جب کہ سندھ کے مسلمانوں کے پاس ایک چپہ زمین بھی باقی نہیں رہ جائیگی اور وہ دربدر مارے مارے پھرینگے۔ پھر ان کی اس بے سروسامانی سے فائدہ اٹھا کر ان کی متاع ایمان پر ڈاکے ڈالے جائینگے۔ مسلمان خواتین کی عصمت کو برباد کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ جیسا کہ یو۔ پی بنگال پنجاب کے بعض اضلاع اور ہندو ریاستوں میں ہو رہا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ گورنمنٹ اس قانون کے نفاذ کے حق میں ہے۔ اور یہ تجویز بھی اس کی طرف سے پیش ہوگی۔ کیونکہ اس قانون کے نفاذ میں اس کا فائدہ ہے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ اس بات پر زیادہ بھروسہ رکھنا ایک حماقت ہوگی۔ آج گورنمنٹ کو اس میں فائدہ نظر آتا ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے۔ کہ کل کو حالات یکدم بدل جائیں اور گورنمنٹ کا یہ ارادہ کچھ اور ہو جائے۔ یا وہ کسی سے مرعوب ہو جائے اس لئے ضرورت ہے۔ کہ مسلمان اپنا نفع نقصان خود سوچیں۔ اور حصول مقصد کے لئے کوشش کریں۔ سندھ کے مسلمان بے بس ہیں اس لئے ہندوستان کے سب مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ بیدار ہوں۔ اور اپنے ان بے بس بھائیوں کی مدد کریں۔ صرف اخبارات میں چند مضامین لکھ دینے سے کام نہ چلیگا۔ اس کے لئے ایک منظم کوشش کی ضرورت ہے۔ آج حقوق طلبی کا زمانہ ہے۔ اور وہی قوم اس زمانہ میں زندہ رہ سکتی ہے۔ جو اپنے حقوق کی حفاظت اور طلب میں ہر وقت مستعد رہتی ہے اسوقت ایک زبردست پروپیگنڈا کی ضرورت ہے جو سندھ کے مسلمانوں کو بیدار کرے اور ان کو اس قانون کی حمایت میں کمربستہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اسمبلی اور بمبئی کونسل کے ممبروں کو خبردار کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ آجکل سندھ میں گرمی زیادہ ہے۔ اور ہمارے آرام طلب لیڈروں کو وہاں جانے میں تکلیف ہوگی۔ لیکن پھر بھی ہم یہ کہینگے۔ کہ ان کو سندھ میں پہنچ کر اس کام کو سرانجام دینا چاہئے۔ علمائے کرام اور مشائخ عظام کو بھی معلوم ہونا چاہئے۔ کہ اگر یہ قانون نافذ نہ ہوا۔ تو سندھ کے سب کے سب مسلمان بالکل مفلس اور قلاش ہو جاوینگے۔ اور پھر ان سے آپ کے حلوے مانڈے کا انتظام ہونا ناممکن ہے۔ اگر آپ کو غریب مسلمانوں کا کچھ خیال نہیں۔ تو اپنے حلوے مانڈے کی خاطر ہی اس طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ ان لوگوں کا مسلمانان سندھ پر کافی اثر ہے۔ اگر یہ اس کام کو انجام دینے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ تو پھر کامیابی یقینی ہے۔

ہندوستان کے مسلمانو! یاد رکھو۔ کہ اگر سندھ کے مسلمان سنبھل گئے۔ اور ان کی مالی حالت درست ہو گئی۔ تو سندھ بعض لحاظ سے ہندوستان کا ایک بہترین اسلامی صوبہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ قانون نافذ نہ ہوا۔ تو پھر ان کی تباہی یقینی ہے۔ اس وقت یہ ایک اہم نازک مرحلہ پیش ہے۔ اور اس بات کا خیال رکھنا۔ کہ تم اس مرحلہ میں کامیاب نہ ہوئے۔ تو پھر تمکو ہندوستان میں جینے کا کوئی حق نہیں۔ ایک ایسی قوم کا جو اپنے حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ زندہ رہنا، عبث ہے۔

آخر پر ہم گورنمنٹ کو بھی بتانا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے فرائض کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوؤں کے فضول شور و شر سے ہرگز مرعوب نہ ہو۔ اور ضرور اس قانون کو نافذ کرے۔ اگر اس موقع پر وہ کسی ایجی ٹیشن سے مرعوب ہو گئی۔ تو پھر غالباً وہ ایک عادل اور انصاف پسند حکومت کی کہلانے کی زیادہ حقدار نہیں رہیگی۔

اشدھ شدہ لوگوں سے سلوک

یہ بات تو اب بخوبی ثابت ہو چکی ہے۔ کہ آریہ سماجی دلائل سے نہیں۔ بلکہ دھوکے فریب۔ ڈر اور لالچ سے لوگوں کو اشدھ کر لیتے ہیں یا پھر کام دیوی دیوتا مہربانی ہوتی ہے۔ لیکن اس تحریک کا سب سے زیادہ تاریک پہلو یہ ہے۔ کہ ہندو شدھ شدہ لوگوں سے نہایت ذلیل اور شرمناک سلوک کرتے ہیں۔ ایسے واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک تازہ واقعہ سنیئے۔

عرصہ ہوا۔ ایک یو۔ پی کا شخص جس کا نام ہم سر دست ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ بدایوں یا یو۔ پی کے اور کسی مقام پر شدھ ہوا پھر عرصہ تک وہ ادھر ادھر مارا مارا پھرتا رہا۔ گذشتہ نومبر میں تو آریہ کانفرنس کے دنوں میں دہلی آیا۔ اور کچھ روز وہاں رہا۔ اس کے بعد ایک آریہ پنڈت اس کو لاہور چھوڑ گئے۔ لاہور آ کر وہ روزگار کی تلاش میں رہا لیکن کوئی سبیل نہ نکل سکی۔ آخر اس نے سوچا کہ پنجاب میں [illegible] چھوت چھات نہیں۔ آریہ سماج کا زور ہے۔ لاؤ کوئی دکان ہی کھول لیں۔ یہ شخص حلوائی کا کام جانتا تھا۔ چنانچہ چند روز ہوئے۔ اس نے انارکلی میں حلوا پوری کی دکان کھولی۔ پہلا ہی دن تھا۔ سامان تیار کیا۔ کچھ بکری بھی ہوئی۔ اسی اثنا میں اس کا ایک دوست بھی آگیا۔ یہ پہلے اشدھ ہو گیا تھا لیکن حقیقت کھلنے پر پھر مسلمان ہو گیا تھا۔ یہ اس کی دوکان پر آ کر چیزوں کو چھونے لگا۔ لوگوں نے اعتراض کیا۔ اس پر اس نے کہا کہ یہ دوکاندار لالہ بھی اشدھ شدہ ہی ہیں جنم کے ہندو تو نہیں۔ اس سے قبل اس دوکاندار کے متعلق سوائے چند اشخاص کے کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ اشدھ شدہ ہے۔ بس اتنا سننے ہی لوگوں پر سناٹا چھا گیا۔ انہوں نے مل کر کچھ کھسر پھسر کرنے کے بعد اس کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ اور اس بات پر ستم یہ کہ ہم نے ایک اشدھ شدہ کی دوکان سے سودا خرید لیا۔ چنانچہ باقی سامان دھرا رہ گیا۔ دوسرے روز اتوار تھا۔ دوکاندار صاحب وچھووالی سماج مندر میں جا کر رونے بیٹھے۔ لیکن شنوائی نہ ہوئی۔ صرف اتنا کہا گیا کہ ہمیں تمہارے ہاتھ کی چیز کھانے میں کوئی پرہیز نہیں۔ اس کے علاوہ ہم اور کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ کورا جواب سنکر یہ نئے مہاشہ جی واپس آگئے۔ اور لاہور کے گلی کوچوں میں حیران و پریشان پھر رہے ہیں اور اشدھی بازوں کی جان کو رو رہے ہیں۔

کیا ہم اشدھی کو مذہبی تحریک کہنے والے مہاشوں سے پوچھ سکتے ہیں کہ یہ قابل افسوس طرز عمل جس مذہب کی تعلیم ہو۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ امید ہے۔ معاصر پرکاش اس پر ضرور روشنی ڈالیگا

ایک بے لاگ رائے

مس ملر کی اشدھی کا حسرتناک انجام ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے۔ آپ نے پیرس پہنچتے ہی اعلان کر دیا ہے کہ میں عیسائی ہوں آریہ اخبارات اپنی عادت مستمرہ کے مطابق اس اعلان کی پردہ پوشی میں مصروف ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی بار بار لکھا کہ مسلمان جل کر اس اشدھی پہ الزام کرتے ہیں غیر مسلمان تو دشمن ہیں۔ چونکہ مس ملر کو اشدھ کرکے آریہ سماجیوں نے ایک [illegible] تعصب فتح کر لیا۔ اس سے مسلمان تو جلینگے۔ بنارس کے مشہور روزانہ اخبار "آج" نے اس اشدھی پر جو رائے ظاہر کی ہے اس کو سن لیجیے۔ اس کے بعد بتایئے۔ کہ مسلمانوں کا کہنا ٹھیک ہے یا غلط اخبار مذکور لکھتا ہے۔

اندور کے معزول مہاراجہ تکاجی راؤ ہلکر اپنے نئے عشرتکدہ فرانس میں پہنچ گئے ہیں۔ آپ کے مس ملر سے شادی کرنے سے پہلے ہندو سماج کی خدمت کا بیڑا اٹھایا تھا۔ ناممکن کہ اس کا آغاز نئی عشرت منزل سے ہی ہو۔ مہاراجہ صاحب سے ملک کو بڑی بڑی امیدیں تھیں جن ناکام عاشق کی حسرتوں کا ساحشر ہوتا نظر آ رہا ہے۔ آپ ایک آزاد و روشن حکمران تھے۔ مگر عیاشیوں اور چاپلوسیوں نے آپ کی زندگی کا پہلو پلٹ دیا۔ ورنہ وہ دو رانیوں کے ہوتے ہوئے ایک بدیشی عورت کے ساتھ بیاہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم بھی شدہی کے حامی ہیں۔ جس کو ہندو دھرم پر یقین آ جائے۔ اسے ضرور پناہ ملنی چاہئے۔ مگر مس ملر کی شدہی تحریک شدہی کی ہنسی اڑاتا ہے۔ ایسی باتوں سے شدہی کی راہ میں الٹی مشکلات حائل ہو جائیں گی۔ اور تحریک کے بدنام ہو جانے کا بھی ڈر ہے بھولے بھالے لوگ شدہی کے معنی یہ سمجھنے لگ جائیں گے۔ کہ دیگر مذاہب میں رہتے ہوئے جو بدمعاشیاں انسان نہ کر سکے وہ ہندو دھرم کی آڑ لیکر آسانی سے کر سکیگا۔ ہم مس ملر کی شدہی کو شدہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ جذبات حیوانی کو تسکین دینے کے لئے ایک بہانہ تصور کرتے ہیں یہ مشہور کیا جا رہا ہے۔ کہ مس ملر صاحبہ امریکہ جا کر امریکہ نواسیوں کو ہندو دھرم کی دعوت دینگی۔ ویدک دھرم کی مہر عظمت ان لوگوں کے دلوں پر ثبت کرینگی مگر ہم ڈنکے کی چوٹ کہنے کو تیار ہیں۔ کہ اگر ہندو دھرم کی عظمت مس ملر جیسی ہستیوں کے ذریعہ بڑھتی ہو۔ تو نہ بڑھیں ہی بہتر ہے۔ (آج)

کاش آریہ سماجی ان الفاظ کو کان کھول کر پڑھیں۔ اور تحریک اشدھی کے ذریعے مذہب کی جو توہین کر رہے ہیں۔ اس سے باز آجائیں

ملیریا کا ویدک علاج

(از مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت)

ہندوستان میں ملیریا (موسمی بخار) کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ یا برسات کے بعد اکا دورہ دورہ آریہ ورت میں صدیوں نہیں ہزاروں سالوں سے ہوتا چلا آیا ہے کون ہے کہ جس کو اپنی عمر میں بیسیوں مرتبہ ان کا نیاز حاصل نہیں ہوا۔ کسی گھر میں جب یہ تشریف لاتے ہیں۔ تو اختلاف طبائع کے لحاظ سے حکیموں ویدوں اور ڈاکٹروں کو باقاعدہ اطلاع دی جاتی ہے۔ امیروں کے گھروں میں ان کی آمد اور بھی خاص شان سے ہوتی ہے۔ آتے کے ساتھ ہی گھر بھر کو تگنی کا ناچ نچا دیتے ہیں۔ نوکروں اور ماماؤں سے گھر بازار ہسپتال اور دوا خانہ ایک ہو جاتا ہے۔ ان کی روک تھام کے لئے کبھی یونانی شربت بنتے ہیں۔ تو کبھی فیور مکسچر نمبر فلاں اور فلاں کی بوتلیں خالی کی جاتی ہیں۔ کہیں ہائی والے کا کنڑ ولا اکسیلا مرکب تو کہیں ہندوستانی دوا خانہ دہلی کا عرق بخار استعمال ہوتا ہے۔ ایک طرف طبی رسالوں میں مجربات موسمی بخار شائع ہوتے ہیں۔ تو دوسری طرف میڈیکل جرنلوں میں جدید انکشافات پر بحث ہوتی ہے۔ طب مغرب کے دلدادہ اس کے ہرکارہ و پیادے ہلالی اور دائرہ نما جراثیم قرار دیتے ہیں۔ تو بعض دیسی اطباء موسمی بخارات اس کی وجہ گردانتے ہیں۔ بہتیرا افسر صاحبان اور میونسپلٹیاں شہر کی صفائی اور حفظ ماتقدم کے اشتہارات شہروں اور مقصلات میں چسپاں کرتی رہتی ہیں۔ تعوذی ملاں اور جنتر منتر والے پنڈت تعویذ، گنڈے اور دم کے جھنکارے میں ہی اس کا علاج سمجھتے ہیں۔ تاہم جب یہ تشریف لاتے ہیں۔ تو بلا تخصیص مذہب و ملت سن و عمر، امارت و غربت سب پر لرزہ ڈال کر اپنا سالیانہ وصول کر لیتے ہیں۔

ویدوں کے زمانہ میں ملیریا

کسی زمانہ میں انہی حضرت کی غارتگرانہ روش کا رعب مصنفین وید پر بھی پڑ گیا۔ تو حسب معمول جس طرح کوئی شخص کسی ہولناک شے سے بدرجہ نہایت مرعوب ہو جاتا ہے۔ تو اس کے قواء و قوتیں ماند پڑ جاتے ہیں۔ قوت تحقیق و تنقید معطل ہو جاتی ہے۔ اور غور و فکر کا مادہ سلب ہو جاتا ہے اس کے آلات حواس تو بظاہر صحیح و سالم نظر آتے ہیں۔ تاہم وہ جو کچھ دیکھتا ہے۔ اسی ذی رعب و سطوت شے کے ماتحت ہو کر دیکھتا ہے۔ اس کی تمام تر توجہ کا قبلہ حاجات وہی ذی رعب شے ہوتی ہے۔ اور وہ مضطربانہ اسی سے اپنی جان بخشی کی استدعا کرنے لگ جاتا ہے۔ گذشتہ سال مجھے اپنے دوست مولوی عصمت اللہ صاحب کی بیماری میں ان کی تیمارداری کا کسی قدر موقعہ ملا مولوی صاحب تپ لرزہ سے لرزہ براندام تھے۔ تو یہی بخار دیوتا ایک موٹے تازے سنیاسی پنڈت کی شکل میں ان کے سامنے آ موجود ہوا مولوی صاحب اپنے فرط جوش میں اس کو مارنے کے لئے اپنا عصا اٹھاتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کو لعنت ملامت بھی کرتے جاتے تھے۔ بخار دیوتا کا انسان کے دل و دماغ پر ایسا چھایا ہوا تھا۔ کہ وہ کچھ نہ کہہ سکتے تھے مگر بخار کے خیالی بت اور نشہ ایجاد کی کارستانیاں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ جذبہ خوف کے آثار حسی اور کیفیات نفسی کو پیش نظر رکھ کر وید مقدس کے ایک رشی کی آواز سنو۔

یت اگنیہ آپہ ادہت یہ وشیہ تیرا کرلوں دھرم دھرتہ نمانسی
ترتے آہو پرم جنترم سہ نہم سم وددان بدی در نگدیتکمن

(یت) جب (اگنیہ) آگ نے (پروسنیہ) داخل ہو کر (آپہ) پانی کو (ادہت) جلا دیا (تیر) جہاں (دھرم دھرتہ) دھرم کے پابند لوگوں نے (نمانسی) سجدہ (اکرنون) کیا ہے۔ (تتر) وہاں (تے) تیرا (پرم) اعلےٰ (جنترم) مقام پیدائش کو (آہو) بتلاتے ہیں (سہ) وہ تو (تکمن) بخار (سمو دوان) اچھی طرح جانتا ہوا (نہ) ہمیں (پری) (نگدھی) چھوڑ دے

یعنی جب آگ نے بشکل بخار جسم میں داخل ہو کر پانی کو جلا دیا۔ اور دھرم والے لوگوں نے بخار دیوتا کو سجدہ کیا وہاں اس بخار کے اعلےٰ مقام پیدائش کو بتلاتے ہیں اس لئے تو اے بخار ہمیں اچھی طرح سے اپنا پرستار جانتا ہوا چھوڑ دے۔

یدی ارچیہ۔ یدی وا اسی شوچیہ شعلہ انیشی یدی وا تے جنترم ہوڈر
ناماسی ہرتیہ ویوسہ نہ سم وددان پری ورنگدہی تکمن (یدی) اگر وا راجیہ تو شعلہ رو ہے (یدی وا) اور (شوچی) جلانے والا (اسی) تو ہے (یدیوا) اور اگر (سنے) تیری (جنترم) پیدائش (شکلیہ) عضو عضو میں (انیشی) ساری ہے (ہوڈر) آگ کی بھٹی (تے) تیرا (ناماسی) نام ہے (ہرتیہ) زرد رنگ کے دیوتا (سہ) وہ تو (سمو دوان) اچھی طرح جانتا ہوا (نہ) ہمیں (پری ورنگدھی) چھوڑ دے

اگر تو شعلہ رو اور جلانے والا ہے۔ یا تیری پیدائش عضو عضو میں سرایت کر گئی ہے۔ تیرا نام آگ کی بھٹی ہے۔ اے زرد رنگ کے دیوتا تو اچھی طرح جان کر ہمیں چھوڑ دے۔

یدی شوکو یدی وا ابھی شوکو یدی وا راجیہ ورنسیہ پترہ ہوڈر
ناماسی ہرتیہ دیوسہ نہ سمو دوان پری ورنگدہی تکمن

(یدی) خواہ تو (شوکہ) دل جلانے والا ہے (یدی وا) اور خواہ (ابھی شوکو) سب جسم جلانے والا ہے (یدی وا) اور اگر چہ تو (راجیہ) راجا (ورنسیہ) وردن کا (پترہ) بیٹا ہے اے زرد رنگ کے دیوتا آگ کی بھٹی تیرا نام ہے۔ تو اچھی طرح جان کر ہمیں چھوڑ دے

نمہ شیتا تکمنے نمہ رورا یہ شوچشے کرنومی
یہ انیے ادیہ ابھی ایتی ترتی کائے نمہ استو تکمنے

(نمہ) سجدہ (اوکرنومی) کرتا ہوں (شیتا تکمنے) سرد کرنے والے بخار کے لئے (روراے) حدت (شوچشے) جلانے والی کیلئے (نمہ) ہاتھ جوڑتا ہوں (یہ) جو (انیہ ادیہ) دوسرے دن آنے والے (ابھے ادیا) دو دن بعد آنے والے (ترتی کا) (ابھی ایتی) تیسرے دن آنیوالے (تکمنے) بخار کے لئے (نمہ استو) تعظیم ہو۔

سرد کر دینے والے بخار کے لئے سجدہ کرتا ہوں۔ میں اسکی جلانیوالی حدت کو ہاتھ جوڑتا ہوں روزانہ باری باری اور تجاری کے بخار کو سجدہ کرتا ہوں

ویدک دھرم کے حامیو وید نے کیسا عجیب۔ اور نادر طریقہ علاج بخار کا رقم فرمایا ہے۔ کاش اس قسم کا طریقہ علاج خود ویدک دھرم کے حامی اپنے شفا خانوں میں رائج کرتے۔ کہ جب کوئی تپ لرزہ کا مارا ان کے علاج کے لئے آتا۔ تو وہ فیور مکسچر اور عرق بخار کی بجائے اسے مشورہ دیتے کہ بھئی بخار دیوتا کی حمد و ثنا کرکے یعنی اس کے اعلےٰ مقام اور جائے پیدائش اور صفات کا ورد کرکے اس کو سجدہ کرو۔ اور بار بار اس کو سلام کہو اور ادب سے دست بستہ آگے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ اور دعا کرو۔ کہ اے تپ دیوتا روزانہ یا باری کے یا تجاری کے بخار آپ ان دھرتماؤں کے سلام اور سجدہ کو قبول کرو۔ اور یہاں سے تشریف لیجاؤ

بخار دیوتا اور مینڈک دیوتا

فی الفور بخار اتارنے کی ترکیب

کس قدر محیر العقول اور مافوق الفہم یہ بخار اتارنے کا نسخہ ہے۔ مگر ہمارے آریہ دوست جھنجلا کر کہینگے۔ اجی یہ دعا ہے۔ جو ایشور سے بخار اتارنے کے لئے مانگنی چاہئے۔ بخار اور بخار دیوتا سے مراد اگنی جی ہیں۔ جو دوسرے تیسرے اور چوتھے روز آ چڑھتے ہیں۔ اس جواب کی غرض محض دفع الوقتی سمجھ کر ہم آریہ دوستوں کو بخار کا ایک اور مجرب نسخہ خاص وید کے اسرار صدریہ میں سے سناتے ہیں۔ ہندو ویدک طب کے شوقین نوٹ کر لیں۔ اور ضرورت پڑنے پر تجربہ کر کے دیکھیں۔ جب کبھی ان کے پاس کوئی بخار کا مریض آوے۔ تو اس کو یہ کہا جائے۔ کہ پہلے وہ کہیں سے مینڈک دیوتا پکڑ لائے ہم نے یہاں مینڈک کو دیوتا لکھا ہے۔ یہ کوئی مذاقیہ جملہ نہیں۔ رگوید کا ایک سالم سوکت ان مہاراج کے نام پر ہے یعنی اس سوکت کے دیوتا مینڈک بتلائے گئے ہیں۔ برسات کے بعد بکثرت کے سنسکرت کے طلباء اور برہمنوں کے منتر پڑھنے کی تشبیہ انہی کے برسات میں ٹرانے سے دیگئی ہے۔

مینڈک اچھا بڑا ہونا چاہئے۔ جب بخار کا مریض مینڈک مہیا کرے۔ تو اس کو کہنا چاہئے۔ کہ وہ اس کے ارد گرد دو مختلف رنگوں کا دھاگا باندھے۔ اور پھر اس کو سامنے بٹھا کر اتھرو وید کانڈ ۷ سوکت ۱۱۶ منتر ۲۔ ایڑھے ہے۔

(باقی آئندہ)

---

۳ پرچہ ہوا۔ یہ مسلم قوم کے لئے تو نہ ہوا۔ اگر ہے۔ تو یہ اندازہ بھی کیا ہے کیونکہ یہ پرچہ مسلمانوں کے ہی ہاتھ میں جائیگا جو یہ تصویر دیکھ کر سگریٹ خرید بیٹھے وہ نقصان کسقدر ہوگا اس اجرت کے بدلے میں افسوس صد افسوس۔ اسیطرح آجکل ہے مسلم اخبار میں حکیم عامل کریم الدین کا اشتہار پڑھکر وہم تک میں آگیا ہے۔ تو یہ تو یہ معبا مجھے کوئی یہ بتاوے۔ کہ جب خدا نے جو کہ دیا کہ غیب کا علم میرے سوا کسی اور کو نہیں۔ تو یہ عامل کہاں سے پیدا ہو گئے۔ جو غیب کا علم جانتے ہیں مسلم پرچوں کو اشتہار نہایت سوچ سمجھ کر چھاپنے چاہئیں۔ اگر وہ قوم کا اصل بھلا چاہنے والے ہیں۔ تو انہیں اشتہارات لیتے وقت نہایت

ایک مسلم خاتون کی صدا

(ایک مسلمان خاتون کے قلم سے)

ہمارے پاس حضرت امیر کی وساطت سے ایک دردمند مسلم خاتون کے چند چھوٹے چھوٹے مضامین نوٹوں کی شکل میں موصول ہوئے ہیں۔ جن میں سے دو اس اشاعت میں شائع کئے جاتے ہیں۔ نوشتی کی وجہ سے ان میں چند خامیاں موجود ہیں۔ لیکن انکی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ کہ کوئی قوم تب تک ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک اس قوم کی عورتیں ترقی اور اصلاح کی طرف رجوع نہ ہوں۔ مسلمان خواتین کی حالت اظہر من الشمس ہے۔ مسلمان اپنی قوم کے آدھے حصے کو اس گری ہوئی حالت میں رکھکر کوئی ترقی نہیں کر سکتے۔ استری سماج ہندو خواتین کی بیداری و ترقی کا ایک بہت بڑا سبب ہے۔ مسلمان بھی اس تجویز پر عمل کر کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ سردست ہم اپنے احمدی بہنوں اور بھائیوں کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہیں۔ اگر وہ اس سلسلے میں کوئی عملی قدم اٹھائیں۔ تو بہت اچھا ہوگا۔

ہماری جماعت میں تعلیم یافتہ اور روشن خیال خواتین کی کمی نہیں کیا ہم ان سے امید کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اس بارے میں دیگر مسلم خواتین کے سامنے کوئی عملی نمونہ پیش کرینگی۔ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے۔ کہ استری سماج کے قیام اور اس کی ترقی میں ہندو خواتین کی کوششوں کو کافی دخل ہے۔ اگر ایک کام ہندو عورتیں کر سکتی ہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ کوشش کرنے سے مسلم خواتین اس کو انجام نہ دے سکیں۔

باقی رہا اشتہارات کا معاملہ سو اس پر بھی مسلم اخبارات و رسائل کو غور کرنا چاہئے۔ قوم کے بہت سے ذمہ دار افراد اس عیب کو محسوس کر رہے ہیں لیکن اب تک اس کی اصلاح کیلئے کوئی قابل ذکر عملی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ مسلم اخبارات کی ناگفتہ بہ مالی حالت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لیکن پھر بھی ان کو کچھ ایثار کرنا چاہئے۔ یہ کام اخبارات اور قوم کی مشترکہ کوششوں سے انجام پا سکتا ہے۔ شاید اخبارات کو صرف مشورہ دے دینا ہی کافی نہیں الحمد للہ "پیغام صلح" کا دامن فحش اور فضول اشتہارات کے داغ سے ہمیشہ پاک رہا ہے

(پیغام صلح)

ہندو عورتوں کیلئے استری سماج

جہاں دیکھو۔ ہندو مستورات کے ہر ہفتہ کو اکٹھا ہونے کو استری سماج بنی ہوئی ہیں۔ جہاں امیر غریب ہندو مستورات اکٹھی ہو کر اپنے دھرم کے لیکچروں وغیرہ سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اور آپس میں محبت ان کی بڑھتی ہے۔ اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہیں تعلیم کا شوق زیادہ ہوتا ہے۔ پھر وہ ہر ہفتے چندہ بھی کچھ نہ کچھ اکٹھا کرتی ہیں جو ان کے مذہب کے پرچار پر لڑکیوں کی تعلیم پر خرچ ہوتا ہے افسوس! مسلمانوں کی غفلت کا کیا کہنا کسی طرف بھی جوش نہیں کیا ہی اچھا ہو۔ مسلمان بھی عورتوں کو ہر جمعہ کے دن کہیں نہ کہیں اکٹھا ہونے کا بندوبست کریں۔ چندہ جمع ہوا کرے۔ پھر ایسی جگہ پر وہ عید کو اکٹھی ہوں۔ وہ عید میلاد کے دن اکٹھی ہوں۔ تو عورتوں کے خیالات بدلیں۔ ایک دوسری کو دیکھیں تعلیم کا شوق ہو۔ چندہ اکٹھا کریں۔ میں نے سمجھا دیا۔ اب کوئی صاحب جو اس بات کو جامہ پہنانے کی ہمت رکھتا ہو۔ تو کچھ کر کے دکھاوے

ہمت مرداں مدد خدا

مسلم اخبار اور اشتہار

افسوس ہے۔ جو اخبار قومی اخبار ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ جس وقت ان کی ایک غیر دانشمندانہ چال دیکھی جاتی ہے۔ تو دم گھٹنے لگتا ہے۔ دیکھو اخبار کے اندر تو لکھا ہوگا۔ کہ مسلمانوں کو حقہ نوشی سیگرٹ نوشی سے باز رہنا چاہئے۔ لیکن باہر دیکھو۔ تو قینچی والی ڈبی کی کس شان سے تصویر بنی ہوئی ہوتی ہے۔ کہ جو نوجوان اخبار ہاتھ میں پکڑے اس کے منہ میں پانی بھر آوے۔ اس تصویر میں سے ہی سگرٹ کھینچ کر ہونٹوں میں دبا لوں۔ افسوس ہے۔ اگر تم تھوڑا خیال کرکے اشتہار لے لیتے ہو۔ کہ اخبار کو اجرت کا نفع ہوگا۔ تو پھر تجارتی ۳

مذاکرہ علمیہ

مولوی اللہ دتا صاحب کی سعی لاحاصل
درود شریف سے اجرائے نبوت کی فضول کوشش

(۱)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

نبوت کا نیا نیا شوق ہے۔ قادیانی بزرگوں کا بس چلے۔ تو ڈالی ڈالی پات پات سے نبوت نکال کر دکھائیں۔ اب بھی اپنی طرف سے کمی نہیں کرتے۔ پچھلے دنوں جناب میاں محمود احمد صاحب نے درود شریف سے اجرائے نبوت نکالا۔ اس پر کسی دوست کے اصرار پر میں نے ایک مختصر سا نوٹ لکھا۔ جس پر مولوی فاضل اللہ دتا صاحب جالندھری بہت بگڑے۔ یہ صاحب ابھی نئے نئے اٹھے ہیں۔ آپ لیکچر دینے بھی باہر تشریف لے جایا کرتے ہیں۔ مگر جہاں جہاں تشریف لیجاتے ہیں ان کی تیز زبانی و شوخ کلامی کا چرچہ بھی ساتھ ساتھ ہوا کرتا ہے یہی رنگ ان کی تحریر میں بھی جھلکتا ہے جا بجا نہایت بھونڈے طریق پر آپ فریق ثانی کی تذلیل بھی کرتے جاتے ہیں قصہ کوتاہ جالندھری صاحب نے بگڑ کر ایک مضمون اسی بات کی تائید میں لکھا۔ کہ درود شریف سے نبوت کا اجرا ثابت ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑے گا۔ کہ آجکل قادیانی علماء کا یہ طریق ہو گیا ہے۔ کہ اصل بات کو چھوڑ کر ادھر ادھر کے خارج از بحث باتوں اور حوالوں میں مخالف کو بہلاتے رہنا۔ اور اس طرح حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے رہنا۔ اور جب اصل بات کی طرف توجہ دلائی جائے تو کہنا۔ کہ ذرا ہمارے ان استدلات کا جواب تو دو۔ اور اس طرح بات کو اصل مرکز سے پھیرنے کی کوشش کرنا یہ بات ان کے مریدوں کے لئے قابل تسکین ہو۔ تو ہو۔ لیکن کوئی عقلمند اس سے تسلی نہیں پکڑ سکتا۔ حق پرستی کی شان یہ ہوا کرتی ہے۔ کہ اصل پر بحث ادھر ادھر نہ ہو۔ اسی لئے میں نے جالندھری صاحب کے مضمون میں سے اصل زیر بحث مسئلے لیا تھا۔ اور اس پر بحث کی تھی جس سے اس مسئلہ کی نوعیت کو طشت از بام کرنا مقصود تھا۔ مختصر طور پر دو چار فقروں میں اس کو دہرا دیتا ہوں:-

(۱) درود شریف آنحضرت صلعم اور آپ کے متبعین پر نزول رحمت کے لئے ایک دعا ہے۔

(۲) جالندھری صاحب اپنے خلیفہ کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبوت ایک رحمت ہے۔ اس لئے جب آل محمد پر نزول رحمت کے لئے دعا کرینگے۔ تو کیا وجہ کہ اس رحمت میں نبوت بھی شامل نہ سمجھی جائے۔

(۳) میں نے عرض کیا تھا۔ کہ یہ سچ ہے۔ کہ نبوت ایک رحمت ہے۔ لیکن شریعت اور ہدایت اور کتاب جو نبی لاتے ہیں۔ وہ بھی تو رحمت ہے۔ اور درحقیقت انہی چیزوں کی وجہ سے نبوت ایک رحمت کہلاتی ہے۔ یہ چیزیں نہ ہوں۔ تو نبوت کو رحمت کہنا بھی بے معنی ہے۔ پس جب رحمت کے نزول میں نبوت کیلئے دعا کو بھی شامل سمجھنا چاہیئے۔ تو کیوں نئی شریعت ہدایت اور کتاب کو بھی جو نبوت کے رحمت ہونے کے اصلی اسباب ہیں۔ اسی دعا میں شامل نہ سمجھا جائے۔ اور اگر یہ کہو۔ کہ ہماری شریعت اور ہدایت اور کتاب مکمل اور محفوظ ہے۔ اور وہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو پھر اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ نبوت محمدیہ بھی زندہ اور کامل ہمارے ساتھ ہے۔ کیونکہ اس کی لائی ہوئی کتاب۔ شریعت اور ہدایت ہمارے پاس مکمل اور محفوظ ہے۔ اس کا فیض زندہ ہمارے ساتھ ہے جس کے اثر سے آج بھی اس کے متبعین میں مقربین الٰہی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ تو پھر جب نبوت محمدیہ زندہ اور کامل ہمارے ساتھ ہے۔ اور اس کا دامن قیامت تک دراز ہے۔ تو نئی نبوت کی آمد کیا معنے رکھتی ہے؟ اندریں حالات اگر نئی نبوت کے لئے دعائی جائیگی۔ تو اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں:-

(۱) ایک تو یہ کہ نبوت محمدیہ کا فیض منقطع ہو چکا ہے۔ تو اے اللہ اب امت محمدیہ پر رحم کرو۔ اور دوسرا نبی بھیجو۔

(۲) دوسرے معنے یہ کہ نبوت محمدیہ ... سے اب ہم اکتا گئے ہیں مہربانی کر کے اس نبوت کو ختم کرو اور کوئی دوسری نبوت اس سے بہتر بھیجو۔

مذکورہ بالا تشریح صاف بتا رہی ہے۔ کہ درود شریف میں امت محمدیہ میں نئی نبوت کی آمد کے لئے دعا کرنا کس قدر نبوت محمدیہ کی توہین اور تذلیل ہے۔ اور اگر نبوت محمدیہ کا دامن قیامت تک دراز ہے۔ تو یہ دعا کسقدر بے معنی ہے درود شریف میں اگر دعا ہو سکتی ہے تو خود نبوت محمدیہ کے لئے ہی ہو سکتی ہے یعنی اے خدا نبوت محمدیہ پر بیش از بیش فیوض نازل فرماتا۔ اس کے ذریعہ سے دنیا کے چار کھونٹ میں ہدایت پھیلے۔ اور اس کے فیوض سے دنیا میں نیکی اور تقویٰ پیدا ہو۔ اور مسلمان دینی و دنیاوی ترقی کریں۔

میرے اس مضمون کا جواب جو حال میں الفضل ۱۵ مئی ۱۹۴۰ء میں مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے شائع کیا ہے۔ اس میں بھی ادھر ادھر کی بہت ہانکی ہے۔ اگر اسکو رود زوائد و حواشی اور خارج از بحث باتوں سے پاک کر کے دیکھا جائے تو لکھتے ہیں:-

"ہم تو نہ نئی نبوت (یعنی فاسخ نبوت محمدی) مانگتے ہیں۔ اور نہ نئی شریعت۔ ہاں محمدی نبوت اور محمدی شریعت مانگتے ہیں آنحضرت صلعم بوجہ بشر ہونے کے دائمی طور پر جسم خاکی ہم میں موجود نہ رہ سکتے تھے۔ اس لئے حکمت الٰہی نے بروز و ظل کا سلسلہ جاری کیا۔ تا انتہائی ضلالت کے وقت نبی بھی مبعوث کیا جائے۔"

دیکھا! سو سیانے ایک ہی مت۔ جتنے مولوی فاضل ہونگے ذہنیت ایک ہی ہو گی۔

کچھ عرصہ ہوا۔ مولوی فاضل محمد نذیر لائلپوری صاحب نے اپنے حیرت انگیز انکشاف سے تمام علمی دنیا کو انگشت بدنداں کر دیا تھا۔ کہ "ظل عین ہوا کرتا ہے" یعنی ظلی نبی نبی ہوتا ہے"۔

آج تین برس کے بعد دوسرے مولوی فاضل اللہ دتا جالندھری صاحب بھی وہی بولی بولتے ہیں۔

کہ ظل عین ہوا کرتا ہے۔ یعنی ظلی نبی نبی ہوتا ہے۔

اوپر کی نقل کردہ عبارت پڑھو۔ اور حیرت سے سر دھنو جو کچھ جالندھری صاحب فرما رہے ہیں۔ اس پر غور کرو:-

(۱) جالندھری صاحب کے خیال کے مطابق محمدی نبوت کے زندہ ہونے کا کوئی ثبوت یہ نہیں۔ کہ اسکی لائی ہوئی کتاب، شریعت اور اس کا فیض تزکیہ زندہ ہے۔ اس کے اصول ہدایت زندہ ہیں۔ جن پر چل کر آج بھی انسان خدا سے واصل ہو سکتا ہے بلکہ ان کے خیال میں محمدی نبوت کے زندہ ہونے کا یہ مفہوم ہے کہ نبوت کسی جسم خاکی میں انسان کی شکل میں دنیا چلتی پھرتی رہے یہ وہی مسئلہ تناسخ اور اوتار کا ہے۔ جو ہندوؤں میں مسلم ہے۔

(۲) جالندھری صاحب کے خیال کے مطابق اسی لئے خدا نے یہ اہتمام کیا۔ کہ بروز و ظل کا سلسلہ جاری کیا۔ تا انتہائی ضلالت کے وقت نبی بھی مبعوث کیا جائے۔

ذرا غور کرو۔ جالندھری صاحب کا ارشاد یہ ہے کہ نبوت بروز و ظل کا سلسلہ اس لئے ہے۔ کہ تا وقت ضرورت اس کے ذریعہ نبی پیدا کر لیا جائے۔ یعنی جب نبی بنانا منظور ہو۔ تو کسی کو نبوت محمدیہ کا ظل بنا دیا۔ وہ شخص جو نبی کا ظل ہوگا۔ وہ خود نبی ہوگا۔ گویا نبی کا ظل غیر نبی نہ ہوگا۔ بلکہ عین نبی ہوگا۔ یعنی ظل عین ہوگا جالندھری صاحب کو مبارک ہو۔ آخر جالندھری صاحب ان کی تصدیق کے لئے کھڑے ہوئے۔

ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ نبوت کا ظل عین نبوت نہیں ہو سکتی بلکہ ولایت ہوتی ہے۔ نبی کا ظل وہی ہوتا ہے جس میں شیشہ کی طرح نبوت منعکس تو ہے۔ مگر وہ خود نبی نہیں۔ جس طرح شیشہ میں انسان کا عکس پڑنے سے شیشہ انسان نہیں بن جاتا

اسی طرح ایک امتی کے وجود صافی میں نبوت منعکس ہونے سے وہ نبی نہیں بن جاتا۔ البتہ نبیوں کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے۔ یہی بات حضرت مسیح موعود مواہب الرحمٰن میں فرماتے ہیں کہ "ایشاں را رنگ انبیا دادہ مے شود و درحقیقت انبیا نیستند"

لیکن لائلپوری اور جالندھری صاحبان کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ نبوت منعکس ہونے سے ایک ظلی عین نبی بن جاتا ہے۔ گویا امتی کے وجود میں نبوت محمدیہ منعکس نہیں ہوتی۔ بلکہ منتقل ہو جاتی ہے۔ اور یہی تناسخ ہے۔

خوب سوچو۔ کیا نبوت محمدیہ اپنے انعکاس سے کوئی دوسری نئی نبوت امتی میں پیدا کر دیتی ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ وہ نبوت محمدیہ سے غیر ہوگی۔ اور وہ امتی جب نبی بنیگا۔ تو اس کی نبوت کا ظہور نہ ہوگی۔ بلکہ وہ ظہور ایک نئی نبوت کا ظہور ہوگا۔ جس کے ظہور پر نبوت محمدیہ خود بخود منسوخ ہو گئی۔ تم منہ سے نہ کہو۔ مگر عملاً وہ منسوخ ہو گئی۔ کیونکہ زمانہ کا نبی اب وہ نیا نبی ہوگا۔ اور نبوت محمدیہ گذشتہ نبیوں کی طرح ایک نبوت رہ جائیگی جس پر ایمان لانا اسلام میں داخل ہونے کے مترادف نہ ہوگا۔ اور ایسی نئی نبوت کے لئے دعا مانگنا صریح طور پر ظاہر کرے گا۔ کہ دعا مانگنے والا یا تو نبوت محمدیہ کو منقطع سمجھتا ہے۔ یا اس کی طوالت سے اکتا کر دوسری نبوت مانگتا ہے

اور اگر یہ سچ ہے۔ کہ نبوت محمدیہ امتی میں کوئی نئی نبوت نہیں پیدا کرتی۔ بلکہ خود اس میں ظہور کرتی ہے۔ تو کیا یہ ظہور انعکاس کے طور پر ہے۔ یا انتقال کے طور پر؟ اگر انعکاس کے طور پر ہے۔ تو وہ امتی شخص نبی نہ ہوگا۔ صرف نبی کے رنگ میں رنگین ہوگا۔ جیسے کسی شخص کے انعکاس سے آئینہ وہی آدمی نہیں بن جایا کرتا۔ اور اگر نبوت محمدیہ کا یہ ظہور انتقال کے طور پر ہے یعنی نبوت محمدیہ اس میں منتقل ہو جاتی ہے تو پھر یہ تناسخ ہے۔ پھر وہ امتی شخص یقیناً نبی ہے۔ اور یہ نبوت چونکہ وہی نبوت ہے۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے محمد عربی میں تھی۔ اور اب منتقل ہو کر مرزا غلام احمد صاحب میں جو امتی تھے۔ آگئی ہے۔ اس لئے محمد عربی اب نبی نہیں رہے۔ کیونکہ جب ان میں سے نبوت نکل کر حضرت مرزا صاحب میں چلی آئی . . . .

تو ظاہر ہے۔ کہ محمد عربی صلعم اب نبوت سے خالی ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب اب نبی ہیں۔ اور ہم جب نبوت محمدیہ کا ذکر کرینگے۔ تو اس کا مظہر صرف حضرت مرزا صاحب غلام احمد کو سمجھینگے۔ اور لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھتے وقت بھی محمد الرسول اللہ سے مراد حضرت مرزا صاحب ہی لینگے۔ کیونکہ نبوت و رسالت محمدی اب منتقل ہو کر حضرت مرزا غلام احمد میں آگئی ہے۔ اور شکر کرینگے۔ کہ درود شریف پڑھ پڑھ کر آخر کار ہم نے محمد عربی صلعم سے نبوت چھین کر اپنے امتی بھائیوں میں سے ایک کو دیدی . . . .

اور اس طرح وہ نبوت محمدیہ جو تیرہ سو برس سے جسم خاکی کے ساتھ مدینہ میں مدفون پڑی تھی۔ اسے ہم نے دوسرے "جسم خاکی" میں منتقل کر لیا۔

کیوں جناب جالندھری صاحب! کیا مزہ آیا۔ مجھے پہلے ہی خیال تھا۔ کہ نشکایں سبھی بادن گز کے۔ بھلا ہمارے جالندھری صاحب جب خود بھی مولوی فاضل ہیں۔ تو لائلپوری صاحب سے کسطرح پیچھے رہ سکتے تھے۔ درود شریف کی تشریح میں ایسے ایسے عجائبات و نوادر نکال کر دکھائے۔ کہ تناسخ والوں کے بھی کان کتر دیئے۔ اور حق تو یہ ہے۔ کہ ظل اور بروز کے مسئلہ میں ساری ہی قادیانی جماعت ہی اسی اوتار اور تناسخ والے مسلک پر پڑی ہوئی ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ سمجھتے نہیں اور سمجھاؤ تو سنتے نہیں۔ اور نہ غور کرتے ہیں۔ ورنہ ظل کا لفظ ہی آج سے بہت عرصہ پہلے نبوت کے مسئلہ کا فیصلہ کر چکا ہوتا۔

شیشہ میں کسی آدمی کا انعکاس شیشہ کو آدمی نہیں بنا دیتا۔ اسی طرح امتی میں نبی کا انعکاس اسے نبی نہیں بنا دیتا۔ اسی کو ظل یا بروز کہتے ہیں۔ اسی لئے ظل عین نہیں ہوا کرتا۔ ایک چیز کو ظل اسی وقت تک کہا جائیگا۔ جب تک وہ عین نہیں بنی۔ جب عین بنگئی۔ تو وہ ظل نہ رہی۔ اسی لئے ظلی نبوت اس وقت تک ظلی ہے جب تک وہ نبوت نہیں بنی۔ جب نبوت بنگئی۔ تو وہ ظلی نبوت نہ رہی۔

(باقی دارد)

ضروری اطلاع

(۱) میں شروع جون میں کوہ مری جا رہا ہوں۔ میری غیر حاضری میں شیخ محمد دین جان صاحب ایڈوکیٹ ہائی کورٹ محاسب و افسر تحصیل کا کام سر انجام دینگے۔ شیخ صاحب موصوف دفتری کاروبار سے خوب واقف ہیں۔ احباب ان کی ہر طرح سے مدد فرماویں۔

(۲) پہلے کئی دفعہ اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ انجمن کی کوئی رقم کسی کے نام پر نہ بھیجی جاوے۔ بلکہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیجی جایا کرے۔ بعض احباب اب تک رقوم میرے نام بھیج دیتے ہیں۔ میں دوبارہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ کوئی رقم میرے نام نہ بھیجی جاوے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ میں صدر دفتر سے دور جا رہا ہوں۔

سید محمد حسین فنانشل سیکرٹری

ہندوستان

— سراج گنج (بنگال) میں ایک ۲۰ سالہ شخص نے انٹرنس کا امتحان دیا ہے۔

— ریاست جموں کشمیر میں قحط رونما ہو رہا ہے۔

— امرتسر میں سودیشی اشیا کے استعمال کو ترقی دینے کے لئے ایک انجمن سودیشی پرچارنی سبھا کے نام سے قائم ہوئی ہے۔

— لکھنؤ ۲۴-مئی- ہرکرن ناتھ مصر کی زیر صدارت ایسٹ انڈین ریلوے کے ملازمین کی ایک یونین باقاعدہ رجسٹری کرائی گئی ہے۔

— بمبئی کی ہڑتال کی حالت غیر مبدل ہے۔

— پنڈت موتی لال نہرو عنقریب یورپ جائیں گے۔

— دہلی ۲۶-مئی مولانا محمد علی یورپ جانے کے لئے کل بمبئی روانہ ہو گئے۔

— رنگون کے ایک ورکشاپ میں ہڑتال ہو گئی۔

— بمبئی ۲۵-مئی- مسٹر این- ایم- جوشی کو "بہبودی مزدوران لیگ نمبر" کی جانب سے دو سو پچاس روپیہ بمبئی کی ہڑتالیوں کی مدد کے لئے موصول ہوئے ہیں۔

— شملہ ۲۵-مئی ہندوستانی پولیس کے مقابلہ کا امتحان پبلک سروس کمیشن کی جانب سے کلکتہ الہ آباد اور لاہور میں ۸- اکتوبر سے شروع ہوگا۔

— مدراس میں روس کی ایک رقص و سرود کی کمپنی آئی ہوئی تھی گورنمنٹ نے اس کے اخراج کا حکم دے دیا ہے۔

— یورپ کے قیام میں مہاراجہ کشمیر تیس لاکھ روپیہ- مہاراجہ پٹیالہ چالیس لاکھ روپیہ اور جام صاحب نوانگر تیس لاکھ روپیہ صرف کریں گے۔

— لاہور میں ۲۷-مئی کو باردولی کے ستیہ گرہوں کی حمایت میں ایک جلسہ ہوا۔

— مدراس ۲۶-مئی ڈائرکٹر صیغۂ صنعت نے حکومت کے سامنے ایک ایسی سکیم پیش کی ہے جس کے مطابق غربا کے بچوں کو مفت تعلیم دی جایا کرے گی۔

ہندو دنیا

— ۲۷ مئی لاہور میں ایک عظیم الشان ہندو دنگل ہوا ہے۔ ہندو- نوجوان ذہنی جسمانی حالت کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔

— ضلع علی گڑھ میں ایک جگہ نومسلم راجپوتوں کے ہاں شادی تھی- آریہ پرچارک عین موقعہ پر پہنچ گئے اور انکے ورغلانے لڑکی اور لڑکے کے رشتہ دار اشدھ ہو گئے اور شادی ہندو رسوم کے مطابق ہوئی۔

— دہلی میں ہندو ہندی زبان ترقی دینے کیلئے بہت جدوجہد کر رہے ہیں۔

— ضلع بدایوں کی آریہ سماجوں کا کام مرض پلیگ کی وجہ سے کچھ رک گیا تھا اب وہ پھر بدستور شروع ہو گیا اس ضلع کی تمام سماجیں مسلمانوں کو اشدھ کرنے کی زبردست تیاریاں کر رہی ہیں

— دہلی ۲۶ مئی اندرپرستھ ہندو گرلز ہائی سکول دہلی کا سالانہ جلسہ ۲۴ مئی کی صبح کو شان و شوکت سے منایا گیا- بہت سے حامیان تعلیم نے پیامات ہمدردی ارسال کئے۔

— مسٹر تلک آنجہانی کے منجھلے لڑکے شری دھر بلونت تلک نے ریل کے نیچے آکر خودکشی کر لی۔

— گوآ جو ہندو لیڈر گئے تھے- انہوں نے ۱۶ مئی کو ڈاکٹر مونجے کی زیر سرگردگی پرتگال گورنمنٹ کے گورنر جنرل سے ملاقات کی- گورنر نے نہایت حوصلہ افزا جواب دیا- اور یہ کہا کہ آریہ مت ایک اس علاقہ میں بخوشی پرچار کر سکتے ہیں- لیکن ان کو اپنی نقل و حرکت کی اطلاع حکام کو دینی ہوگی- اس ڈپوٹیشن کی آمد سے مقامی ہندو سبھا کے کارکنوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں- اور آئندہ کے لئے اشدھی کا میدان کھل گیا ہے۔

— اجودھیا میں آریہ سماج قائم ہو گئی ہے- اور ایک مسلمان کو حال ہی میں اشدھ کیا گیا

— مشہور سکھ لیڈر گیانی سردار سنگھ سمنت بیمار ہیں

ممالک خارجہ

— امریکہ نے جنگ کو ناممکن کرنے کے لئے جو تجاویز پیش کی تھیں اٹلی انہیں قبول کرنے کے لئے بالکل آمادہ ہیں۔

— ٹرکی میں قرآن کریم اور ان خطبات کا ترجمہ ترکی زبان میں ہو گیا ہے- جو جمعہ کے روز ممبروں پر پڑھے جائینگے- آئندہ ہفتہ یہ تراجم علماء کی ایک مخصوص مجلس کے سامنے پیش کئے جائینگے۔

— لندن ۲۴ مئی جدید معاہدہ ایران و برطانیہ کی رو سے ایران میں مسیحی مبلغین کو مفت تعلیم کا کام جاری رکھنے کی اجازت مل گئی ہے بشرطیکہ وہ آئین و قوانین میں کسی قسم کا خلل نہ ڈالیں۔

— انگورہ ۲۲ مئی آج شہر انگورہ کے نمائندوں سے شاہ و ملکہ افغانستان کی خدمت میں ایک خوبصورت البم دو ریشمی قالین اور دو انگورہ کی شاندار بلیاں پیش کیں کل شاہ افغانستان نے غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے اعزاز میں ایک شاندار دعوت دی)۔ شاہ و ملکہ عید قربان قسطنطنیہ میں منائیں گے۔

— ہندوستان بھر کے چینیوں اور ریاست ہائے متحدہ کے درمیان دیر سے جھگڑا چل رہا ہے- اب طرفین کے نمائندے شملہ میں وائسریگل لاج میں تبادلہ خیالات کر رہے ہیں- ممکن ہے- کہ مصالحت کا کوئی راستہ نکل آئے۔

— سات مشہور ہندو لیڈر جن میں ڈاکٹر مونجے اور مسٹر این سی کیلکر بھی شامل ہیں- گوآ روانہ ہو گئے ہیں- تاکہ پرتگالی گورنر سے تحریک اشدھی کے متعلق گفت و شنید کریں۔

— مشہور آریہ اپدیشک مہتہ جیمنی جی نے گذشتہ سال ہندوستان کے ۸۷ مقامات کا دورہ کیا اور ۲۵۶ لیکچر دیئے- اب یہ جزائر فجی کے غریب مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے وہاں پہنچ گئے ہیں- اور اپنے کام میں مصروف ہیں۔

— سابق وزیر اعظم انگلستان مسٹر لائڈ جارج کی لڑکی پارلیمنٹ کی ممبری کی امیدوار ہے۔

— ۵ ۲ مئی کو مکہ مکرمہ میں سلطان ابن سعود کی دعوت پر ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں عالم اسلامی کے بہت سے ممالک کے نمائندے موجود تھے۔

— شاہزادہ ویلز آئندہ ستمبر میں مصر اور مشرقی و جنوبی افریقہ کی سیاحت کرینگے۔

کابل کے اخبارات کا بیان ہے- کہ ہندوستانی اور افغانی سرحد پر انگریزوں کی طرف سے جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں- اور فوجی چوکیاں مضبوط کی جا رہی ہیں

— ایران ہر سال ایک سو طالب علم چھ سال تک متفرق علوم و فنون کی تحصیل کے لئے یورپ بھیجا کرے گا۔

— مصری سفارتخانہ پیرس میں ایک قابل اور مشہور فرانسیسی مصنف نے اسلام قبول کیا۔

— لندن ۲۴ مئی پارلیمنٹ کے اجلاس ملتوی کر دیئے گئے ہیں- دیوان عام ۵ جون اور دیوان خاص ۷ جون تک بند رہیں گے

— رنگون ۱۱ مئی مصطفیٰ کمال پاشا اور امیر امان اللہ خان نے ایک گھنٹہ تنہائی میں ملاقات کی- اس ملاقات پر پولیٹیکل حلقوں میں دلچسپ چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں- خیال کیا جاتا ہے کہ ٹرکی اور افغانستان میں معاشرتی اصلاحات کی ترقی کے وسائل سوچے گئے ہیں۔

— قسطنطنیہ ۲۵ مئی شاہ افغانستان انگورہ سے دوبارہ قسطنطنیہ آ گئے ہیں- ترکی حکام نے ان کی خوب خاطر مدارت کی

— طہران ۲۵ مئی سفیر افغانستان متعینہ طہران شاہ افغانستان کے ساتھ کریمیا میں ملاقات کرنے کے بعد واپس طہران پہنچ گئے ہیں۔

مسلمانان علی پور کا جلسہ

۱۸ ارمئی ۱۹۱۸ء علی پور ضلع مظفر گڑھ کے مسلمانوں کا ایک پبلک جلسہ ہوا جس میں ایک افسر کے ناواجب سلوک اور توہین پر اظہار ناراضگی کیا گیا۔ جو اس سے جناب حاجی جان محمد صاحب رئیس کی تھی سب سے پہلے مرزا مظفر بیگ صاحب نے ضلع مظفر گڑھ کے حالات حاضر پر روشنی ڈالی۔ اور ہندو مسلم کشمکش کے اصل وجوہ بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ مسلمانان ضلع مظفر گڑھ کا سب سے بڑا جرم تو یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ اور مسلمان رہنا چاہتے ہیں۔ باقی جرائم ان کے یہ ہیں۔ کہ وہ بدرسوم اور سودی قرضہ کی بلاؤں سے نجات حاصل کر کے اپنی زراعت کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔ دکانیں کھول کر تجارت کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اپنے ناموس کی حفاظت کے لئے اپنی عورتوں کو پابند پردہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور مخالفین اسلام کے ناپاک الزامات کے معقول اور مدلل جوابات دیکر ان کے غیر معمولی اعتقادات کو انگشت ازنام کرتے ہیں۔ اس کے بعد افسر مذکور کے خلاف اظہار ناراضگی کا رزولیوشن پاس کیا گیا۔ مسلمانوں کا بھی ایک ڈپوٹیشن صاحب ڈپٹی کمشنر کے روبرو اصل اور صحیح حالات پیش کرنے کے لئے گیا ہے۔

ہماری مشکلات

ناظرین کو گذشتہ دو تین اشاعتوں میں کتابت وغیرہ کی بہت سی غلطیاں نظر آئی ہونگی۔ جن کا ہمیں بے حد افسوس ہے۔ اخبار کا مستقل کاتب کئی ہفتہ سے بیمار ہے۔ عارضی طور پر جو کاتب رکھا گیا تھا۔ وہ بھی سوئے اتفاق بیمار ہو گیا۔ اور اس نمبر کی کتابت بیماری کی حالت میں ہی ہوئی ہے۔ اسکے علاوہ ایڈیٹوریل سٹاف سے کچھ ممبر رخصت پر ہیں۔ ان حالات میں اخبار میں خامیوں کا ہونا قابل معافی ہے ہمیں امید ہے کہ ناظرین ہماری مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں معاف فرمائینگے۔ انشاءاللہ تمام شکایات

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۵ جون ۱۹۲۸ء | نمبر ۳۵

بزم احباب

(مترجمہ خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب لاہور)

فرانس

(گزشتہ سے پیوستہ)

اسی قسم کے ترجمہ قرآن کی ایک کاپی موکڈن کی مسجد میں بھی تھی۔ اگر وہ مل جائے تو ہمیں بڑا کام دے سکتی ہے۔ اور ہم اسے فوراً شائع کرسکتے ہیں۔ چین کے بہت سے مسلمان جن کو شوتو کہتے ہیں فارسی جانتے ہیں۔ اور بہت کم عربی سے واقف ہیں منگولیا کے مسلمان قرآن پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے معنے نہیں جانتے۔ فارسی کا وسط ایشیا میں بھی عام رواج ہے۔ اور چونکہ یہ اردو سے ملی جلی ہے ہم اردو ترجمہ قرآن ان کو بھیج سکتے ہیں۔ باکو کی تعلیمی بورڈ کا ڈائرکٹر میرا بڑا دوست ہے۔ آپ میری طرف سے اسے خط لکھیں۔ میرا ایک دوسرا دوست روسی یونیورسٹی میں پروفیسر ہے میں اسے ترجمۃ القرآن کے بارہ میں لکھ رہا ہوں۔ میں نے نانٹس کی کونسل میں دیکھا کہ یورپ کے بڑے بڑے سمجھدار لوگ اس بات کے معترف ہیں کہ اسلام ایک معقول مذہب ہے۔ اور اپنے پیرووں سے فضول باتوں کی پیروی نہیں کراتا۔ اور یہ عین فطرت کے مطابق ہے۔ میں وہاں بہت سے لوگوں کو مسلمان کرسکتا تھا۔ لیکن یورپ میں اسلام کی ترقی کے لئے تعداد کی طرف نہ جانا چاہئے۔ بلکہ اعلےٰ اخلاق اور نیک آدمیوں کی ضرورت ہے گو وہ چند ہی ہوں۔ کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں میں کم امید ہے۔ یہ لوگ صرف اسی مطالعہ کے شوق میں لگے رہتے ہیں۔ خصوصاً دیگر ممالک کے حالات میں جو کتابیں ہوں۔ لیکن اگر ان لوگوں کے ساتھ کچھ زبانی گفتگو کرکے انہیں کسی خاص مضمون کی طرف توجہ دلائی جائے تو وہ جلد قبول کر لیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں سمجھدار آدمیوں کے سامنے اسلام پیش کرنا چاہیے۔

جو کتابیں آپ نے مجھے بھیجی ہیں میں ان کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں اگر ایک جلد ترجمۃ القرآن انگریزی مل جائے تو میں بہت سے انگریزی دان فرانسیسی دوستوں میں تبلیغ کرسکونگا۔ میرے پاس عربی قرآن ہے اگر مختلف سورتوں کے ترجمے الگ چھپیں تو نہایت مفید ہوگا۔ مثلاً سورۂ نساء وغیرہ کا۔ یہ یورپین لوگوں پر بڑا اثر کرے گی۔ جملہ بھائیوں کو السلام علیکم کہدیں۔ میں تنہا ہوں لیکن آپ کی خط و کتابت میری بیماری کا نہایت مفید علاج ہے۔

میں اپنے دوست حبیب اللہ کے ساتھ ملکر تبلیغ کا کام کرونگا۔ آپ کی کتابیں مجھے روحانی فرحت دے رہی ہیں۔ یورپ کے لوگ احمدیت میں داخل ہوکر اسلام کی بڑی خدمت کرنے کے قابل ہیں۔ اب زور اور تنگدلی اور تعصب کا زمانہ گزر گیا۔ اور ہم معقول طور پر سارے یورپ میں اسلام کو پھیلا سکتے ہیں میں ہر طرح سے آپ کے ساتھ ہوں اور یورپ سے مادیت کو دور کرنے میں متمنی ہیں آپ سے ہوسکے کوشش کریں۔ بغیر خدا کے ماننے کے انسان حیوان ہے آپ کی تعلیم محبت اور اخوت کا سرچشمہ ہے۔ جوں جوں آپ کے خیالات یورپ میں پھیلتے جائیں گے اسلام ترقی کرتا جائے گا۔

جرمنی

ابن حسین صاحبہ لکھتی ہیں کہ آپ کے ۲۲ مارچ سنہ کے خط کے لئے میں بہت مشکور ہوں اور تمام کتابوں کے لئے جو آپ نے مجھے بھیجی ہیں۔ آپ میرے وطن وغیرہ کی تفصیلات دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ میں کہاں تک تفصیل میں پڑوں۔ میرا پہلا خط نہایت پریشانی کی حالت میں لکھا گیا تھا۔ بعض لوگوں کے نامناسب سلوک نے مجھے بہت دکھ دیا ہے میرے والدین استنبول میں رہتے ہیں اور میں یہاں برلن میں نقشہ کشی اور مصوری کی تعلیم حاصل کر رہی ہوں۔ میں ترک ہوں اور میرا نام فاطمہ سنا دہے۔ میرا والد بحری افسر تھا۔ لیکن اب مستعفی ہوچکا ہے۔ میری والدہ ایک سرکردہ ترکی خاتون ہے۔ مجھے پروفیسر عبداللہ صاحب سے ملکر یقیناً دلی خوشی حاصل ہوگی۔ میں یہاں کے کسی نیک مسلمان کو نہیں جانتی۔ نیز مجھے اس بات کا ہرگز یقین نہیں کہ مجھے روحانی تسکین بغیر قرآن شریف اور نماز کو عربی زبان میں پڑھنے کے حاصل ہوگی۔ عیسائیوں میں رہنا میرے لئے متواتر روحانی تکالیف کا موجب ہے۔ اس لئے وقت کا اکثر حصہ میں علیحدگی میں بسر کرتی ہوں۔ اور عوام میں چلنا پھرنا پسند نہیں کرتی۔ اور یہ امور میری تعلیم میں سخت حارج ہیں۔ میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گی کہ اپنے ہمخیال نیک لوگوں میں وقت بسر کرسکوں۔ جو اسلام کے پاک اصولوں پر عمل کرنے والے ہوں۔ عیسویت کا خدائی تصور نہایت کمزور ہے۔ اس لئے ان میں کا ہر شخص دنیاوی حرص و آز میں سرتاپا غرق ہے۔ میں پروفیسر صاحب کے آنے کا انتظار کروں گی اور یقین کرتی ہوں کہ وہ اس بارہ میں میری مدد کریں گے۔

بیت المقدس

پروفیسر ڈاکٹر محمد ہادی صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا جس سے دلی خوشی حاصل ہوئی۔ آپ کی انجمن جو کچھ اشاعت اسلام کے لئے کوششیں کر رہی ہے وہ قابل تحسین ہیں۔ آپ کے جملہ رسائل جن میں انجمن کی کارگزاری درج تھی۔ پہنچ گئے ہیں۔ جنہیں میں نے اپنے دوستوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ آپ کو عیسائیوں کی تبلیغی کانفرنس منعقدہ بیت المقدس کا حال معلوم ہوچکا ہوگا۔ یہاں کے جملہ باشندگان نے اس کے انعقاد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور تمام اخبارات نے اس کے خلاف لکھا۔ مسلمانان شام مصر عرب فلسطین میں ایک ہیجان پیدا ہوگیا۔ کہ اس وقت ایسی کانفرنس کے انعقاد کی کیا ضرورت محسوس ہوگئی تھی۔ سوائے اس کے کہ عربی ممالک میں تفرقہ کی بنیاد ڈالی جائے۔

دمشق الشام

اخویم محمد ادیب عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کے خطوط ملے جملہ حالات سے آگاہی حاصل ہوئی۔ آپ کی اور جملہ احمدی بھائیوں کی خیروعافیت معلوم کرکے خدا کا شکر بجا لایا۔ آپ کی بعض کتب اور ٹریکٹ بھی پہنچے۔ جس کے لئے میں بہت مشکور ہوں۔ اور آپ کے اور دوسرے بھائیوں کے لئے دعائے صحت و عافیت کرتا ہوں۔ مجھے حیفہ کے ایک دوست نے خط کے ذریعہ سے قادیانی مبلغ کے حالات سے اطلاع دی۔ کہ جب وہ دمشق سے خارج ہوکر حیفہ پہنچا تو وہاں اس نے اہالیان شہر کے درمیان اپنی کتابیں دربارہ نبوت مسیح موعود تقسیم کیں۔ جس کا برا اثر ہوا۔ تمام علماء سربرآوردہ شیخ کامل القصاب جمع ہوئے اور اس کے ساتھ مسئلہ نبوت پر بحث کی۔ اور اس کے غالیانہ عقائد کو طشت ازبام کیا۔ وہاں کے نوجوان اکٹھے ہوکر ہوٹل پر جس میں وہ مقیم تھا حملہ آور ہوئے۔ تاکہ اسے قتل کردیں۔ اس پر وہاں کی پولیس کے کچھ آدمی آگئے اور اس کی حفاظت کے لئے ہوٹل کے دروازہ پر تعینات کر دیئے گئے۔ پولیس ابھی تک ہوٹل پر مقرر ہے۔ اور نوجوان سخت برانگیختہ ہیں۔ نہیں کہہ سکتے کہ فلسطین کی حکومت بھی اسے فرانسیسی حکومت کی طرح اپنے ملک سے خارج کردے گی یا نہیں۔ یہ نتیجہ ہے غلط عقائد کی اشاعت کا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب کرے اور صراط مستقیم پر چلائے۔

برادرم! تمام امت اسلامیہ عربیہ عیسائیوں کی مشنری کانفرنس کے بیت المقدس میں انعقاد سے برانگیختہ ہے۔ جس کا مقصد اسلام پر حملے کرنے کا تھا۔ تمام مسلمانوں نے اس پر احتجاج کیا۔ میں آپ کو مختلف اخبارات کی آراء اور موتمر سے نفرت کا اظہار جو شائع ہوچکا ہے ملاحظہ کے لئے بھیجتا ہوں۔

یہاں سے سلسلہ کی تبلیغ کے لئے اخبار کا نکالنا نہایت ضروری ہے انجمن کو چاہیے کہ اس قیمتی موقع سے فائدہ اٹھائے۔ انجمن کے کاموں اور اس کے عقائد سے جو علما اور عوام کو ہمدردی ہے اور تھوڑے سے ابتدائی خرچ سے یہاں کام کا مستقل مرکز بن جائے گا۔

ضروری اطلاع

(۱) میں شروع جون میں کوہ مری جا رہا ہوں میری غیرحاضری میں شیخ محمد دین جان صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ محاسب و افسر تحصیل کا کام سرانجام دیں گے۔ شیخ صاحب موصوف دفتری کاروبار سے خوب واقف ہیں احباب ان کی ہر طرح مدد فرمائیں۔

(۲) پہلے کئی دفعہ اعلان کیا جاچکا ہے کہ انجمن کی کوئی رقم کسی کے نام پر نہ بھیجی جائے بلکہ محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے پتہ پر بھیجی جایا کرے بعض احباب اب تک رقوم میرے نام بھیجدیتے ہیں۔ میں دوبارہ درخواست کرتا ہوں کہ کوئی رقم میرے نام نہ بھیجی جائے۔ خصوصاً اسوقت جبکہ میں صدر دفتر سے دور جا رہا ہوں۔

(سید محمد حسین فنانشل سکرٹری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ — ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ — نمبر ۳۵

قربانی گاؤ
برادران وطن سے چند گزارشات

(از محمد انعام الحق)

(۱)

عید سے قبل ہمارا ارادہ تھا۔ کہ قربانی گاؤ کے متعلق جس کو ہمارے برادران وطن کے تحفظ گاؤ کے مجنونانہ جوش نے ہندوستان کا ایک اہم ترین مسئلہ بنا دیا ہے۔ کچھ لکھیں لیکن بعض مصلحتوں کی وجہ سے خاموش رہے۔ ہماری دلی خواہش تھی کہ ہم اس بارہ میں خاموش ہی رہیں لیکن گذشتہ عید پر محض قربانی گاؤ کی وجہ سے بعض مقامات پر جو ہندو مسلم فسادات کے خوفناک شعلے بلند ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہماری مہر سکوت کو توڑ ہی دیا۔ آج ہم نہایت خلوص سے چند باتیں اپنے ہندو بھائیوں کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کاش وہ ان کو سنیں۔ اور ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ کہ ہندوستان کی ترقی و آزادی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہندو مسلمانوں کی نااتفاقی ہے۔ اور ہمارے خیال میں اس نااتفاقی کی ایک بڑی وجہ یہی گائے کا مسئلہ ہے۔ اگر ہندوستانی اس مسئلہ کو حل کر لیں۔ تو بد نصیب ہندوستان کی بہت سی مصیبتیں دور ہو سکتی ہیں۔

ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں میں اس معمولی چوپائے کی جو غیر معمولی عظمت ہے۔ اس سے ہم بخوبی واقف ہیں اور ہم یہ جتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارا مقصد کسی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگانا نہیں بلکہ ایک گتھی کو سلجھانا ہے۔ عید کے موقعہ پر جو فسادات ہوتے ہیں ان کی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ غریب مسلمان اپنے ایک مذہبی فریضہ کو ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہندو بلا وجہ ان کو روکتے ہیں۔ اس سال موضع سوفتی ضلع گڑگانوں۔ موضع برلا ضلع علی گڑھ۔ موضع ملک پور متصل سوہڑ او رجنگ پورہ متصل نئی دہلی میں فسادات ہوئے ہیں۔ موضع سوفتی اور ملک پور کے فسادات کی تفصیلات ہمارے سامنے ہیں۔ سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ موضع سوفتی کے مسلمان گائے کی قربانی کرنا چاہتے تھے اور ہندو بلا وجہ مزاحم تھے۔ اور ایک گائے کو محض اس وجہ سے اپنے قبضہ میں کرنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ انکی اراضی پر چرتی رہی ہے ہندوؤں کو آمادہ فساد دیکھ کر پولیس وہاں پہنچ گئی۔ اور گائے مذکور کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور ہندوؤں کو یقین دلایا۔ کہ اس کو ذبح نہیں کیا جائیگا۔ لیکن انہوں نے مطالبہ کیا کہ گائے ہمارے حوالے کر دیجائے ورنہ ہم مسلمانوں کے گاؤں کو آگ لگا دینگے۔ پولیس کے انکار پر انہوں نے پولیس پر سنگباری شروع کر دی۔ اور گاؤں میں گھسنے کیلئے پولیس پر حملہ آور ہو گئے۔ اس پر پولیس کو گولی چلانی پڑی بہت سے ہندو زخمی اور چند مقتول ہوئے۔ موضع ملک پور کے مسلمانوں نے حکام سے قربانی کی اجازت لے لی۔ لیکن یہاں کے گئو بھگت خواہ مخواہ آمادہ فساد ہو گئے۔ اور آخر یہاں بھی پولیس کو مجبوراً فائر کرنے پڑے۔ ان حالات کو مدنظر رکھکر ہر ایک انصاف پسند شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ قصوروار کون ہے۔

ہم سر دست اس معاملہ پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔ کہ اس بیسویں صدی کے تہذیب و تمدن کے زمانہ میں ایک چوپائے کو اسقدر اہمیت دینا اور اپنے ملک کی آزادی و ترقی کے راستہ میں اس کو سب سے بڑا روڑہ بنا لینا کہاں تک افضل ہے۔ اور ہندوؤں کی گاؤ پرستی کو مہذب دنیا کس نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس پر اظہار رائے کی مطلق ضرورت نہیں۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے ہندوؤں کی گاؤ پرستی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور چند لمحے کے لئے یہ بھی فرض کر لیتے ہیں۔ کہ اقتصادی لحاظ سے اس مقدس جانور کو ذبح کرنا نقصان دہ ہے۔ لیکن پھر بھی ہندوؤں کے شور و شر اور جدال و قتال میں ایک ذرہ بھر بھی معقولیت معلوم نہیں ہوتی۔ سب سے پہلے ہم سناتنی ہندوؤں کو مخاطب کرتے ہیں۔ جنہوں نے اس جانور کو ایک دیوتا کی حیثیت دیکر اس کی پوجا شروع کر رکھی ہے۔ وہ بڑے شوق سے اس چوپائے کی پوجا کریں۔ اور اس کو جو جی چاہے سمجھیں۔ لیکن وہ مسلمانوں کو تو گائے کی عزت کرنے پر مجبور نہ کریں۔ جو اس کو بکری بھیڑ اور بھینس وغیرہ سے زیادہ درجہ نہیں دیتے۔ اگر بالفرض محال انکے پاس اس غیر معقول رویہ کا کوئی جواز موجود ہے۔ تو وہ سب سے پہلے انگریزوں کی طرف متوجہ ہوں جنکی فوجوں کیلئے مسلمانوں سے تقریباً دس گنی گائیں ذبح ہوتی ہیں۔ مگر وہ انگریزوں کو تو کچھ نہیں کہتے۔ بلکہ بعض مقامات پر ان کو گائیں فراہم کرنے میں مدد دیتے ہیں لیکن غریب مسلمانوں کی آبادیاں ان کے سنگھٹی حملوں کی آماجگاہ بنی رہتی ہیں سناتنیوں سے تو ہمیں صرف اسیقدر کہنا تھا اب ہم معقولیت پسند و آزاد خیالی کے دعویدار آریہ سماجیوں اور مذہب کو تلانجلی دینے والے ہندوؤں سے چند باتیں کرنا چاہتے ہیں ہم حیران ہیں۔ کہ اصولی طور پر تو یہ لوگ گائے کو ایک معمولی جانور سے زیادہ درجہ نہیں دیتے۔ لیکن تحفظ گاؤ کا جوش و خروش ان میں سناتنیوں سے بھی زیادہ ہے۔ فسادات میں اس فسادی گروہ کی شرارتوں کو کافی دخل ہوتا ہے ہندو مسلم مصالحت کیلئے جسقدر کوششیں ہوئیں۔ وہ محض اس وجہ سے کامیاب نہ ہو سکیں۔ کہ "آزاد خیال" لوگ ہر موقع پر گائے کی دم پکڑ کر بیٹھ گئے۔

مسلمانوں کو قدامت پسندی وطن فروشی اور لکیر کے فقیر ہونیکے طعنے دیئے جاتے ہیں۔ ترکوں کی مثالیں دیکر ان پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ افغانوں کی مثالیں دیکر ان کو ٹھٹھے مارے جاتے ہیں۔ اور ہندوستان کی غلامی اور پستی کا سارا الزام ان کے سر تھوپا جاتا ہے لیکن اپنا یہ حال کہ ابتک گاؤ پرستی کی دلدل سے بھی نہیں نکل سکے ہم اس ریاکار گروہ سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر آپ گائے کو ایک معمولی جانور سمجھتے ہیں تو پھر اس کو اس قدر اہمیت دینے کی کیا وجہ ہے۔ آپ کا تو یہ فرض ہونا چاہئے تھا۔ کہ جاہل اور قدامت پسند ہندوؤں کو بھی روکتے۔ کہ وہ ایسا نہ کریں۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ وہ ان کو روکنے کی بجائے خود ایسا کر رہے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو کرنے پر آمادہ کر رہے ہیں۔ قربانی گاؤ کا سلسلہ آج سے شروع نہیں ہوا مسلمان صدیوں سے ایسا کرتے چلے آرہے ہیں لیکن فسادات کا سلسلہ اس افتراق پسند ٹولی یعنی آریہ سماج کے جنم کے ساتھ شروع ہوا ہے۔ ہم اس گروہ کو دعوت دیتے ہیں کہ اگر محض مسلمانوں کو ستانا اور ہندوؤں کو مشتعل کرنا مقصود نہیں۔ تو وہ میدان میں آئے۔ اور یہ ثابت کرے۔ کہ وہ مسلمانوں کو قربانی گاؤ سے روکنے میں کسطرح حق بجانب ہے۔ (باقی آئندہ)

مس میو اور آریہ اخبارات

امریکہ کی مشہور خاتون مس میو سے اب ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہو چکا ہے۔ آپ نے گذشتہ سال ہندوستان کی سیاحت کرنیکے بعد ہندوستان کے متعلق "مدر انڈیا" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں ہندوؤں کی مذہبی معاشرتی اور اخلاقی حالت پر بھی نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مس میو نے کسی خاص سیاسی مقصد کو مدنظر رکھکر یہ کتاب لکھی ہے۔ ممکن ہے۔ یہ بات درست ہو لیکن ہم اس کتاب کو بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ اس میں غلط بیانی اور مبالغہ سے بہت کم کام لیا گیا ہے۔ اگر کوئی دشمن دشمنی یا حسد کی وجہ سے ایک سچی بات کہدے تو اس کی صداقت میں کوئی فرق نہیں آسکتا مس میو نے ہندوؤں کے اور خاص کر ہندو خواتین اور ہندوؤں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد ہر ایک ہندوستانی کا سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ ہندو ہمارے ہم وطن ہیں۔ ان کی اس بدنامی کی وجہ سے ہمیں بھی رنج پہنچا ہے مس میو کی باتوں کا سب سے اچھا جواب اصلاح تھا۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا کہ ہندوؤں نے اصلاح کی بجائے ایک نہایت ہی غلط اور نقصان دہ راستہ اختیار کیا۔ مس میو کو گالیاں دی گئیں۔ یورپین تہذیب کا تمسخر اڑایا گیا۔ مغربی خواتین کو طرح طرح کے طعنے دیئے گئے۔ مگر اب آریہ اخبارات ایک اور شدید غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ یعنی مس میو کی کتاب کے جواب میں ایسی باتیں پیش کر رہے ہیں۔ جنہیں درست اعتراضات کا باعث ہو سکتی ہیں۔

ناظرین کرام کو معلوم ہے۔ کہ اس سال یو۔پی میں ستی کی بہت سی وارداتیں ہوئی ہیں ستی زمانہ جاہلیت کی ایک نہایت خوفناک اور ظالمانہ رسم ہے۔ جس پر کوئی قوم فخر نہیں کر سکتی لیکن دہلی کا مشہور آریہ اخبار "میتج" مس میو کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔ کہ دیکھو ہمارے ہاں ستی کی رسم اب تک موجود ہو۔ اس لئے تم نے جو کچھ کہا۔ وہ غلط ہے۔ ہمیں "میتج" کی اس تحریر پر ہنسی بھی آئی۔ اور افسوس بھی ہوا۔ اسکو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ ستی اس زمانہ کی رسم ہے جب عورتوں کو اس کے شوہر کے ساتھ جلنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ کہ وہ بیوگی کی حالت میں کسی اخلاقی کمزوری کا ثبوت نہ دیں۔ یا وہ خود بخود جلنے پر آمادہ ہو جاتی تھیں۔ کیونکہ اسکے رشتہ دار بیوہ ہو جانے کے بعد ان سے نہایت انسانیت سوز سلوک کرتے تھے جسکی ایک ہلکی سی جھلک اب بھی دکھائی دیتی ہے۔

ہم اپنے ہندو معاصرین سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان فضول باتوں کو چھوڑ کر اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ ہندو سوسائٹی کی یہ شرمناک کمزوریاں ہندوستان کی بدنامی کا باعث ہیں۔ جن کی وجہ سے مسلمانوں کو بھی خواہ مخواہ ندامت سے سر جھکانا پڑتا۔

ہندو تمدن کی دعوت

کچھ دنوں سے آریہ سماج لیڈروں اور اخبارات کو اپنے سنگھٹنی جنوں کی وجہ سے مسلمانوں کو ہندو تمدن کی دعوت دینیکا مرض لاحق ہو رہا ہے۔ چند مہینے ہوئے۔ آچاریہ رام لاہور تشریف لائے اور رچھو والی علاقہ میں ایک بے معنی لیکچر دیئے گئے۔ ان کے ارشادات کو مہاشہ کرشن کے اخبار پرتاب نے پلے باندھ لیا۔ اور سارا سال یہی رٹ لگا تارہا۔ اس کے متعلق ہم نہایت تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔ ہماری تحریریں شائع ہونیکے بعد چند روز تو آریہ اخبارات خاموش رہے۔ اب پھر انہیں اس مرض کا دورہ ہو گیا ہندو تمدن کی دعوت تو دی جاتی ہیں۔ لیکن اسکے فوائد اور خوبیاں بالکل نہیں بتائی جاتیں۔ اس بے معنی دعوت کے جواب میں شکریہ ادا کرنے کے بعد ہم صرف اسی قدر عرض کرینگے۔ کہ ہندو تمدن اب بالکل مردہ ہو چکا ہے۔ اور قیامت تک زندہ نہ ہو سکے گا بھلا ایک ایسا تمدن جس کی خصوصیات۔ چھوت چھات ستی۔ نیوگ اور ورن آشرم جیسی لعنتیں ہوں۔ اس زمانہ میں کیسے قبول ہو سکتا ہے؟

اب وہ زمانہ بہت پیچھے رہ گیا ہے۔ جب سمجھدار لوگ اپنے جیسے انسانوں کو حیوانوں سے بدتر سمجھتے تھے۔ جب نوجوان عورتوں کو ستی ہونے یا اپنی شاداب جوانی مجرد رہکر گزارنے پر مجبور کیا جاتا تھا جب ہر ایک ذلیل شے کے آگے سر جھکانے کو مذہب سمجھا جاتا تھا۔ جب ایک ایک فٹ کی لمبی چوٹیاں اور چار چار انگل لنگوٹیاں پہنا داخل تہذیب تھا۔ بہتر ہوگا کہ ہندو مسلمانوں کو اس فرسودہ تمدن کی دعوت دینے کی بجائے مس میو کے مشوروں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں

شیخ بہاء اللہ اور حضرت مسیح موعود

معاصر اہلحدیث نے اپنی ۱۲ ارتی ۲۸ء کی اشاعت میں شیخ بہاء اللہ ایرانی اور مرزا صاحب قادیانی کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی بہاء اللہ ایرانی سے ماخوذ ہیں۔ چنانچہ صاحب مضمون لکھا ہے۔

> ہمارے پنجابی نبی مرزا صاحب قادیانی نے جو جو دعوے کئے ہیں۔ ان سب کا ماخذ شیخ بہاء اللہ ایرانی ہے۔

یہ تو مولوی فاضل کا دعوےٰ ہے۔ اب اس کا ثبوت ملاحظہ فرمایئے شیخ بہاء اللہ ایرانی کی کتاب "ایقان" میں سے ایک طویل عبارت نقل کرنے کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

> "مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ مسلمان غلطی کر رہے ہیں کہ قیامت سے کوئی خاص دن مراد سمجھتے ہیں بلکہ اس سے مراد حضرت قائم (بہاء اللہ) ہیں اور آیت ہل ینظرون کے معنے ہیں۔ کہ کافر لوگ انتظار نہیں کرتے مگر اس بات کا کہ قائم (شیخ بہاء اللہ) بادلوں میں آجائے پس یہی زمانہ جس میں شیخ بہاء اللہ آیا ہے۔ برکت کا زمانہ ہے جس میں فیوضات حاصل ہوتے ہیں"

اس کے بعد فرماتے ہیں :-

> "مرزا صاحب قادیانی نے ایرانی شیخ کے مضمون کو لفظی ترمیم کے ساتھ اپنے حق میں یوں بیان کیا ہے۔ کہ لیلۃ القدر سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں مسیح موعود (خود مرزا) آیا ہے" (ازالہ اوہام)

سبحان اللہ! کیا ہو دو مرکب کی تاختم۔ اگر یہی صورت استدلال ہو تو ہمیں ڈر ہے کہ کل کو مولوی فاضل کہیں یہ بھی نہ کر دیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ

مذاکرہ علمیہ

دنیا کا نیا دور، نبیوں کا نیا سلسلہ

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کی سعی لاحاصل

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

(۲)

مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے میرے اس مضمون کے جواب میں جس میں میں نے "دنیا کے نئے دور اور نبیوں کے نئے سلسلہ" پر بحث کی تھی۔ جو مضمون لکھا ہے اس میں اپنے دیگر علماء کی طرح اصل مسئلہ سے انحراف کرکے اسے ادھر ادھر کی باتوں اور حوالوں میں ٹال دینا چاہا ہے۔ غالباً وہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے حلقہ جماعت کے لوگ بالعموم پیغام صلح کو دیکھنا بھی گناہ سمجھتے ہیں اس لئے جو کچھ وہ "الفضل" میں لکھدیں گے وہ چل جائے گا۔ اور اس کے پڑھنے والے اصل حقیقت سے بیخبر رہ کر مطمئن ہو جائیں گے۔ یا پھر وہ خود بھی اصل مسئلہ کو نہیں سمجھے۔ اور اپنے خیال میں محض حصول ثواب کی خاطر یہ مضمون لکھدیا ہے۔ ورنہ کیا وجہ کہ وہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے صرف ان باتوں کے لئے حوالے دیں جنھیں میں خود بھی مانتا ہوں۔ اور بس یہیں تک بس کر دیں۔ اور جناب میاں محمود احمد صاحب کے ان عقائد خصوصی کو جن پر میں نے اعتراض کئے تھے ہاتھ تک نہ لگائیں۔ اور پھر خوشی سے بغلیں بجائیں کہ آ ہا جی ہم نے کیسا اچھا جواب دیا!

جس بات پر مجھے اعتراض تھا وہ یہ تھی کہ الفضل مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۳۸ء کے درس کے نوٹوں میں جناب میاں صاحب نے بتایا تھا کہ کائنات عالم میں سات سات ہزار سال کے دور ہوتے ہیں۔ جب سات ہزار سال کا ایک دور ختم ہوتا ہے تو پھر اس کے بعد دوسرا دور سات ہزار سال کا شروع ہو جاتا ہے۔ گویا پہلے دور پر قیامت آ جاتی ہے۔ اور پھر نیا دور، نیا آدم اور نیا سلسلہ انبیا کا چلتا ہے۔ چنانچہ جس سات ہزار سال کے دور کے اندر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے یعنی ہمارا موجودہ دور وہ اب ختم ہے۔ اور حضرت مسیح موعود اس دور کے نبیوں کے خاتم ہیں۔ اور اگلے دور کے نبیوں کے لئے بمنزلہ آدم کے ہیں۔ یعنی آپ آنے والے نئے دور کے پہلے نبی ہیں۔ جن کے ساتھ نبیوں کا ایک نیا سلسلہ اسی طرح شروع ہوتا ہے۔ جس طرح گزشتہ دور آدم سے شروع ہوا تھا۔ جناب میاں صاحب کے اپنے الفاظ سنو:۔

"میرا اپنا عقیدہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دور کے خاتم ہیں۔ اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہی ہیں۔ کیونکہ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا۔ اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق فرمایا "جری اللہ فی حلل الانبیاء"۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلوں میں آئے ہیں۔ جس طرح پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانہ کے آدم ہیں آئندہ آنے والے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں"

مذکورہ بالا عبارت سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) پہلا سات ہزار سال کا دور حضرت مسیح موعود پر ختم ہوا۔ اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا۔ یعنی آپ کی بعثت پہلے دور کے آخر میں اور اگلے دور کے شروع میں ہوئی ہے۔

(۲) پہلے دور کے نبیوں کے آپ خاتم ہیں یعنی بجائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین درحقیقت حضرت مسیح موعود ہیں۔ جو پہلے دور کے آخر میں سب نبیوں سے آخر آئے ہیں۔ شکر ہے یہاں خاتم کے معنے آخر کے خود جناب میاں صاحب نے لئے۔ یا اگر خاتم بمعنے مہر لگانے والے ہو تو پھر یہ مطلب ہے کہ اس دور کے نبیوں پر مہر لگانے والے آپ ہی ہیں۔ نہ کہ محمد رسول اللہ صلعم۔

(۳) اگلے دور کے نبیوں کے آدم بھی حضرت مسیح موعود ہیں۔ جیسا کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء سے ظاہر ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلوں میں آئے ہیں۔ مطلب یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دنیا کے نئے دور کے نبیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جس سلسلہ کے ابتدائی نقطہ ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نئے دور کے لئے بمنزلہ آدم کے ہیں۔

میرا اعتراض ان تینوں مذکورہ بالا امور پر تھا۔ اور میں نے کہا تھا کہ یہ تینوں باتیں قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود نے ہرگز ان امور کا دعویٰ نہیں کیا۔ آپ کا دامن ان باتوں سے پاک ہے۔ اور یہ عقائد محض میاں محمود احمد صاحب کی اختراع ہیں۔

پہلا اعتراض یہ تھا کہ خود حضرت مسیح موعود نے کہیں نہیں لکھا کہ ۷ ہزار سال کے ختم ہونے کے بعد کوئی نیا دور سات ہزار سال کا شروع ہوگا اور اس نئے دور کے لئے میں بمنزلہ آدم کے ہوں اور مجھ سے اس نئے دور کے نبیوں کا سلسلہ اسی طرح شروع ہوگا جس طرح ہمارے دور کے آدم سے شروع ہوا تھا۔ حضرت صاحب کی طرف ان باتوں کو منسوب کرنا آپ پر افترا کرنا ہے۔

(۲) دوسرا اعتراض۔ حضرت صاحب نے کہیں نہیں لکھا کہ موجودہ دور کے نبیوں کا خاتم یا آخری نبی میں ہوں۔ اور خاتم النبیین کا مقام عالی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیا گیا بلکہ مجھے دیا گیا۔ بلکہ صاف لفظوں میں حقیقۃ الوحی میں فرمایا:۔

"آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں۔ اور سب کے آخر محمد مصطفےٰ صلعم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہیں"

آپ نے اپنے آپ کو خاتم الخلفاء کہا۔ خاتم الاولیاء کہا۔ خاتم الانبیاء کا بروز کہا۔ مگر خاتم الانبیاء کبھی نہیں کہا۔

(۳) تیسرا اعتراض۔ حضرت مسیح موعود نے خود یہ دعویٰ کیا کہ میں دنیا کے دور کے چھ ہزار سال گزرنے کے بعد ساتویں ہزار کے شروع میں آیا ہوں۔ اور اس لئے اپنے آپ کو مجدد الف آخر قرار دیا۔ مطلب یہ کہ ابھی دنیا کی عمر یا موجودہ دور کے ہزار سال باقی ہیں۔ ایسی صورت میں اگر کوئی نیا دور بالفرض آنے والا بھی ہو تو آپ آئندہ دور کے آدم کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ابھی اگلا دور شروع ہی نہیں ہوا۔ اس کے شروع ہونے میں ہزار سال باقی ہیں تو کیا اگلے دور کا آدم ہزار سال پہلے ہی آ گیا۔ اگلے دور کے آدم کو اگلے دور کے شروع میں آنا چاہئے تھا۔ یعنی کم سے کم آج سے ہزار سال بعد آنا چاہئے تھا۔ اگر یہی دستور ہے کہ آدم اپنے دور سے ہزار سال پہلے ہی آ جایا کرتے ہیں تو پھر ہمارے موجودہ دور کے آدم بھی ہزار سال پہلے آ گئے ہوں گے اس طرح ہمارے دور کے ابھی پانچ ہزار سال ہی گزرے ہیں۔ اس کے یہ معنے ہوں گے کہ ابھی موجودہ دور کے ختم ہونے میں دو ہزار سال باقی ہیں۔ اور مسیح موعود صرف پانچ ہزار سال گزرنے کے بعد آ گئے۔ تو اب وہ آدم کس طرح بنیں۔ غرضیکہ یہ صریح اور بین غلطیاں ہیں جو جناب میاں محمود احمد صاحب کے عقائد میں نظر آتی ہیں۔

جالندھری صاحب ان کا جواب دینے اٹھتے ہیں۔ مگر حرام ہے جو ان میں سے کسی اعتراض کو ہاتھ بھی لگایا ہو۔ ادھر ادھر کے حوالے دیتے رہے کہ حضرت صاحب نے بھی آدم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے معنے حضرت صاحب نے یہ کئے ہیں کہ گزشتہ انبیاء کی بعض صفات بروزی رنگ میں آپ میں بھی ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں نے ان باتوں کا کب انکار کیا تھا۔ جو جالندھری صاحب کو اس کے لئے حوالے تلاش کرنے کی ضرورت پڑی۔ البتہ خود ان کے مرشد جناب میاں صاحب نے انکار کیا تھا۔ اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کے یہ معنے تبلائے تھے کہ اس کے یہی معنے ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلوں میں آئے ہیں" سو یہ حوالہ تو انہیں جناب میاں صاحب کی خدمت میں پیش کرنا چاہئے تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے اسی حوالے کو دیکھ کر جناب میاں صاحب نے اس غلطی کی اصلاح کرتے ہوئے یوں فرمایا کہ درس کے نوٹ لینے والے نے "یہ بھی معنے ہیں" کی جگہ "یہی معنے" غلطی سے لکھدئے۔ چلو یونہی سہی کہ نوٹ لینے والے نے غلطی سے "یہ بھی" کی جگہ "یہی" لکھ دیا۔ مگر بہرحال میاں صاحب کا "یہ بھی" عقیدہ ہے کہ "حضرت مسیح موعود آئندہ نبیوں کے حلے میں آئے ہیں" مجھے اسی پر اعتراض تھا اور اب بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے یہ دعویٰ کہیں نہیں کیا کہ میں آئندہ نبیوں کے حلے میں آیا ہوں اور میں آدم اس وجہ سے ہوں کہ آئندہ دور کے نبیوں کا سلسلہ مجھ سے شروع ہوگا۔ یہ میاں محمود احمد صاحب کا اپنا اختراع کردہ عقیدہ ہے کیا جالندھری صاحب نے میاں صاحب کے اس عقیدہ کی تائید میں حضرت مسیح موعود کا کوئی حوالہ پیش کیا؟ ہرگز نہیں۔ وہ اسے بالکل ہی پی گئے۔ اگرچہ کڑوا گھونٹ تھا مگر شربت کی طرح نگل گئے۔ اور ہضم کر گئے۔ ادھر رخ ہی نہیں کیا۔ جس بات پر مجھے اعتراض ہے اس کا جواب تو کیا دینا تھا اشارہ تک نہ کیا۔ اور جس بات پر مجھے اعتراض نہیں اس کا حوالہ دے رہے ہیں۔ کیا یہ حق پرستی ہے۔ اور پھر یہ کہنا کس قدر ستم ظریفی ہے کہ اجی واہ جناب آپکو تو حضرت مسیح موعود کی کتب سے دور کی نسبت بھی نہیں۔

میں اپنے احباب کے تفنن طبع کے لئے ان حوالوں میں سے ایک ایک پیش کئے دیتا ہوں۔ تا معلوم ہو جائے کہ جالندھری صاحب نے اپنی مضمون میں [illegible] نے تین قسم کے حوالے پیش کئے ہیں۔ ایک میں تو یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت مسیح موعود اس امر کے مدعی تھے کہ وہ گزشتہ نبیوں کے حلوں میں آئے ہیں۔ علاوہ دوسرے میں یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ آپ کا دعویٰ آدم ہونے کا بھی تھا۔ اور تیسرے میں یہ کہ آپ ساتویں ہزار سال کے شروع میں آئے تھے۔ بس ختم۔ بیشک جن صاحب کا جی چاہے الفضل پرچہ ۱۵ مئی ۱۹۳۸ء پڑھ کر دیکھ لیں۔ اس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں نے ان باتوں کا کب انکار کیا تھا۔ بلکہ میں نے اپنے مضمون میں حضرت مسیح موعود کے گزشتہ نبیوں کے حلوں میں ہونے کا صاف طور پر اقرار کیا ہے۔ جسے میں نقل کئے دیتا ہوں:۔

"اسی طرح جری اللہ فی حلل الانبیاء میں حضرت مسیح موعود تو اپنے آپ کو گزشتہ انبیاء کے حلوں میں بتاتے ہیں مگر میاں صاحب آئندہ نبیوں کے حلوں میں بتاتے ہیں۔ (پیغام صلح ۳ اپریل)

اب جالندھری صاحب کا حوالہ پڑھو:۔

"سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدم ہوں میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی **بروزی طور پر** جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے۔ اور میری نسبت **جری اللہ فی حلل الانبیاء** فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایہ میں سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴-۸۵)

مکرم بندہ جناب جالندھری صاحب! یہ اوپر کے انبیاء جن کا نام حضرت صاحب نے لکھ کر فرمایا کہ میں نے بروزی طور پر ان کا نام پایا اور ان کی ایک ایک صفت کا مجھ میں ظہور ہے۔ یہ ہمارے دور کے گزشتہ انبیاء ہیں یا اگلے دور کے آنے والے انبیاء ہیں۔ اگر یہ گزشتہ دور کے انبیاء ہیں تو کیا یہ میرے قول کی تائید ہوئی یا جناب میاں صاحب کے قول کی۔ پھر یہ آپ نے حوالہ میری تائید کے لئے دیا تھا یا میاں صاحب کی تائید کے لئے؟ کیوں ناحق اس قدر زحمت اٹھائی؟ حضرت صاحب نے گزشتہ انبیاء کے نام پانے کے متعلق بار بار لکھا ہے اور اولیاء اللہ کو مختلف نبیوں کے نام سے پکارے جانے کی وجہ دوسری جگہ یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"وان له عبادا من الاولياء يسمّون في السماء بتسمية الانبياء بما كانوا يشابهونهم في جوهرهم وطبعهم وبما كانوا ياخذون نورا من نورهم وكانوا على خلقهم مخلوقين فيجعلهم الله وارثهم ويدعوهم باسماء مورثيهم وكذالك يفعل وهو خير الفاعلين"

اور اولیا میں اس کے بندے ہیں آسمان پر جن کے نام نبیوں کے نام رکھے جاتے ہیں کیونکہ وہ جوہر اور طبیعت میں ان سے مشابہ ہوتے ہیں۔ اور اس لئے کہ ان کے نور سے وہ نور لیتے ہیں۔ اور ان کے خلق پر وہ مخلوق ہوتے ہیں سو اللہ تعالیٰ انکو ان نبیوں کا وارث بناتا ہے اور جن کے وہ وارث بنتے ہیں ان مورثوں کے نام سے ان کو پکارتا ہے اور وہ اسی طرح کرتا ہے اور وہ کرنیوالوں میں سب سے بہتر ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۸۱)

اسی لئے اکثر اولیاء اللہ نے ایسا دعویٰ پہلے بھی کیا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی نے اور دیگر اکابر اولیاء نے بھی ایسا دعویٰ کیا ہے۔ جنھیں طوالت کے خوف سے نظر انداز کرتا ہوں۔ غرضیکہ اولیاء اللہ کو یہ نام خدا کی طرف سے ملتے ہیں کیونکہ وہ مختلف انبیاء کے انوار و اخلاق کے وارث اور بہرہ ور ہوتے ہیں حضرت صاحب کا دعویٰ کوئی انوکھا نہیں ہے۔ مجھے کبھی بھی اس سے انکار نہیں ہوا۔ انکار تو مجھے اس سے ہے کہ حضرت صاحب نے کبھی یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں آئندہ آنے والے نبیوں کے حلوں میں آیا ہوں۔ سو اس کا حوالہ جالندھری صاحب سے کوئی بھی بن نہیں پڑا۔

دوسری قسم کا حوالہ سنو۔ جس میں جالندھری صاحب یہ بتلاتے ہیں کہ حضرت صاحب کا دعویٰ آدم ہونے کا تھا۔ نقل کرتے ہیں:۔

"جعلني الله آدم واعطاني كل ما اعطى لابي البشر وجعلني بروزا لخاتم النبيين وسيد المرسلين الخ ان الله كان قضى من الازل ان يخلق آدم الذي هو خاتم الخلفاء في آخر الزمان كما خلق آدم الذي هو خليفته الاول في بدء الزمان لتستدير دائرة الفطرة ويشابه الخاتمة بالفاتحة"

خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھکو وہ سب چیزیں دیں جو ابوالبشر کو دیں اور مجھکو خاتم النبیین و سید المرسلین کا بروز بنایا اور بعید ہیں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ابتدا سے ارادہ فرمایا تھا کہ وہ آدم کو پیدا کرے گا جو آخری زمانہ میں خاتم الخلفاء ہوگا۔ جیسا کہ زمانہ کے شروع میں آدم کو پیدا کیا جا چکا پہلا خلیفہ تھا۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ تا فطرت کا دائرہ گول ہو جائے۔ اور خاتمہ ابتداء سے متشابہ ہو جائے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے آدم کا نام پانے سے کب انکار کیا تھا۔ جب آپ نے اکثر نبیوں کا نام پایا۔ اور کسی وجہ سے آپ کو یہ نام بروزی طور پر دیئے گئے۔ تو آدم کا نام بھی ضرور تھا کہ آپ کو ملتا چنانچہ یہ نام بھی آپ کو ملا۔ اس کا بھید آپ خود یہ بتلاتے ہیں کہ تا فطرت کا دائرہ گول ہو جائے۔ اور ابتدا انجام سے مشابہ ٹھہر جائے۔ یعنی جس طرح ابتدائی مرد کامل کا نام آدم تھا۔ اسی طرح انتہائی مرد کامل کا نام بھی آدم رکھا گیا تا ابتدائی انتہا سے مشابہت ہو۔ اور فطرت کا دائرہ آدم سے شروع ہو کر آدم پر ہی ختم ہو جائے۔ اور بتلاتے ہیں کہ ابتدائی آدم تو خلیفۃ اللہ یعنی انسان کامل اپنی ذات میں تھا۔ لیکن میں خلیفۃ اللہ بوجہ خاتم النبیین و سید المرسلین کے بروز ہونے کی وجہ سے ہوں۔ یعنی میرا کمال آنحضرت صلعم کی وساطت سے ہے۔ اور انتہائی اور آخری خلیفۃ اللہ یا مرد کامل اس وجہ سے اپنے آپ کو کہا کہ آپ کے خیال میں اب بلحاظ استعداد فطرت کے کوئی کامل انسان پیدا نہ ہوگا۔ جیسا کہ تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶ میں فرماتے ہیں۔

"جیسا کہ الہام یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ میں ایک لطیف اشارہ ہے اور بعض گزشتہ اکابر نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ وہ انتہائی آدم جو مہدی کامل اور خاتم ولایت ہے اپنی جسمانی خلقت کے رو سے جوڑا پیدا ہوگا۔ یعنی آدم صفی اللہ کی طرح مذکر و مونث کی صورت پر پیدا ہوگا۔ اور خاتم الاولاد ہوگا کیونکہ آدم نوع انسانی میں سے پہلا مولود تھا۔ سو ضرور ہوا کہ وہ شخص کہ جس پر بہ کمال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے"

اب حضرت مسیح موعود تو اپنے آپ کو آدم اس لئے کہتے ہیں کہ چونکہ دائرہ حقیقت آدمیہ آپ پر ختم ہوتا تھا۔ اور کاملین کے دائرہ کے آپ آخری فرد تھے اسی طرح جس طرح نبیوں کے دائرے کے آخری فرد محمد مصطفیٰ صلعم تھے۔ لہذا ابتدا کو انتہا سے مشابہت دینے کے لئے آخری مرد کامل کا نام بھی آدم رکھا۔ تا فطرت کا دائرہ گول ہو جائے۔ آپ نے کہیں نہیں فرمایا کہ میں آدم اس لئے کہلایا کہ آج سے ہزار برس کے بعد جو نیا دور دنیا کا شروع ہوگا۔ اس کے نبیوں کے لئے بطور ابتدائی نقطہ کے ہوں۔ اور آنے والے نبیوں کے سلسلے کا پہلا فرد ہوں۔ بلکہ الٹا آپ تو فرماتے ہیں کہ میں کاملین کے دائرہ کا آخری فرد ہوں۔ اور میں خاتم ولایت ہوں۔ اور محض آخر کو اول سے مشابہت دینے کے لئے میرا نام آدم رکھا گیا۔ تو جالندھری صاحب نے یہ حوالہ کس مقصد کے لئے پیش کیا؟ کیا اس لئے کہ تا میاں صاحب کے عقیدہ کو حضرت مسیح موعود کے مخالف ثابت کیا جائے۔ اگر اس حوالے میں سے یہ نکلتا کہ میں اس لئے آدم ہوں کہ اگلے دور کے آنیوالے نبیوں کے سلسلے کا پہلا فرد ہوں تب تو میاں صاحب کا عقیدہ حضرت صاحب کے عقیدے کے مطابق ہو جاتا۔ لیکن اگر اس سے یہ نکل آیا کہ میں آدم اس لئے کہلایا کہ کاملین کے دائرہ کا آخری فرد ہوں اور خاتم ولایت ہوں تو یہ تطبیق ہوئی یا تخالف لازم آیا؟ ذرا سوچکر تو حوالہ دیا ہوتا۔ یا یونہی بقول اپنے "انا پ شناپ" حوالے دیتے چلے گئے۔

تیسری قسم کا حوالہ سنئے:۔

"مدت ہوئی کہ ہزار ششم گزر گیا۔ اور اب قریباً بچا سواں سال اس پر زیادہ جا رہا ہے۔ اب دنیا ہزار ہفتم کو بسر کر رہی ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۵ حاشیہ)

قبلہ! میں نے کب اس کا انکار کیا تھا۔ کب کہا تھا کہ ہزار ششم نہیں گزرا۔ کیا آپ نے میرا مضمون پڑھے بغیر ہی جواب لکھنا شروع کر دیا تھا۔ میرا مضمون پڑھئے صاف لکھا ہے "بلکہ ان کا تو یہ دعویٰ تھا کہ وہ مجدد الف آخر ہیں۔ اور وہ ساتویں ہزار کے ابتدا میں آئے ہیں۔ دنیا کا جو موجودہ دور بنی نوع انسان کا گزر رہا ہے اس میں سے چھ ہزار سال گزرنے کے بعد ساتویں ہزار کے شروع میں آپ کا ظہور ہوا ہے۔"

مولانا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے تین قسم کے حوالے دیئے اور تینوں میری تائید میں دیئے۔ اور اپنے خلیفہ کی تردید میں۔ کیا اسی کو نہیں کہتے کہ حق کا جادو سر پہ چڑھ کے بولا کرتا ہے۔ ورنہ آپ کا قلم چلے میری تردید میں اور شروع سے لیکر آخر تک آپ حوالے دیتے چلے جائیں میری تائید اور اپنے خلیفہ کی تردید میں۔ آئندہ سوچ سمجھکر حوالے دیا کریں۔ مضمون خوب غور سے پڑھ کر جواب لکھا کریں۔ ہر جگہ تیزی سے کام نہیں چلا کرتا۔ میرے تینوں اعتراض اسی طرح قایم ہیں۔ بلکہ آپ کے حوالوں کی تائید سے زیادہ مستحکم ہو گئے ہیں۔

(۱) کیا حضرت مسیح موعود نے کبھی دعویٰ کیا کہ میں اگلے دور کے نبیوں کے سلسلے کا پہلا فرد ہونے کی وجہ سے آدم ہوں۔

(۲) کیا جو شخص آج موجودہ دور میں ساتویں ہزار کے شروع میں مامور ہے وہ اس دور کے ختم ہو جانے کے بعد آج سے ہزار سال بعد جو نیا دور شروع ہوگا اس کا ابتدائی نقطہ کہلا سکتا ہے اور اس دور کے نبیوں کا پہلا فرد شمار ہو سکتا ہے۔

(۳) کیا حضرت مسیح موعود نے کبھی دعویٰ کیا کہ میں موجودہ دور کے نبیوں کا خاتم ہوں۔ اگر یہ تینوں باتیں نہیں ہیں تو پھر یہ عقائد جناب میاں محمود احمد صاحب کے اختراع کردہ سمجھ ...

وصیّت

میں حاجی قادر بخش ولد حاجی کریم بخش بقائمی ہوش و حواس منفصلہ ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میری موت واقع ہو جاوے تو سب کو یہ علم ہونا چاہیئے۔ کہ میں پابند شریعت ہوں۔ میرے لڑکے لڑکیوں کا حصہ میری جائداد سے بموجب شریع ہونا چاہیئے ⅛ (آٹھواں حصہ) جائداد کا میری بیوی کو حق مہر میں دیا جاوے چونکہ عزیز محمد اسماعیل و محمد یوسف و اقبال بیگم ہمشیرہ محمد اسماعیل کا والد فوت ہو گیا ہے۔ اس لئے ہر دو لڑکوں کو پچیس پچیس ہزار روپیہ کی جائداد اور لڑکی کو پندرہ ہزار روپیہ کی جائداد دی جائے یعنی جائداد کی آمد دی جاوے (مکان کی ضرورت ہو۔ تو مکان میں رہیں) اگر آپس میں اتفاق سے رہیں۔ تو محمد اسماعیل و محمد یوسف و اقبال بیگم اپنے اپنے حصہ کی آمد لیتے رہیں۔ ورنہ اس قدر جائداد پر اس کا پورا حق مالکیت کا ہوگا۔ محمد امین مرحوم کے دوسرے قبیلہ سے جو اولاد ہے۔ یعنی محمد اشرف۔ اصغری بیگم و اختری بیگم و انوری بیگم وہ دوسرے بھائی بہنوں کے سایہ کے نیچے رہیں چالیس ہزار روپیہ کی جائداد کی آمدنی ان سب کا حق ہوگا۔ یعنی دوسری بیوی کی اولاد کا۔ اگر وہ روپیہ لیکر الگ ہونا چاہیں۔ تو ان کا کوئی حق نہ ہوگا۔ یعنی اپنی پھوپھیوں بہنوں کے ساتھ رہیں۔ اور شادی وغیرہ اپنے چچے اور تایہ کے مشورہ بغیر نہ کر سکینگے۔

میری کل جائداد وقف علی الاولاد ہوگی۔ تمام جائداد میری خود پیدا کردہ ہے۔ اس کی آمد سے سب گذر کریں۔ اس جائداد کی آمد سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو پچاس روپیہ ماہوار ملتا رہے گا۔ دو ہزار روپیہ کی ملکیت کا مکان حمایت اسلام کو دیا جاوے جس پر لکھا جاوے۔ کہ حاجی کریم بخش صاحب کے ایصال ثواب کے لئے دیا گیا۔ انجمن نعمانیہ پنجاب لاہور کو ایک ہزار روپیہ کی مالیت کا مکان بھی حاجی صاحب موصوف کے ایصال ثواب کے لئے دیا جاوے۔ اقبال بیگم کا رشتہ محمد ابراہیم پسر شیخ محمد شریف سے تجویز کرتا ہوں۔ اور ہر دو کو بیس بیس ہزار روپیہ کی جائداد دیتا ہوں جسکی آمد ہر دو لیتے رہیں۔ محمد یوسف کا رشتہ زبیدہ بیگم بنت شیخ محمد شریف سے کیا جائے۔ اور بیس بیس ہزار روپیہ کی جائداد ہر دو میاں بیوی کو دی جاتی ہے۔ اس کی آمد لیتے رہینگے۔ میری وصیت کل جائداد کے متعلق ہے۔ جس کی آمد سے سب فائدہ اٹھاتے رہینگے بیچنے کا کسی کو حق نہ ہوگا۔ محمد اسماعیل کا رشتہ خورشید بیگم بنت شیخ محمد شریف سے کیا جاتا ہے۔ خورشید بیگم کو جائداد میں سے بیس ہزار روپیہ کی آمد دی جاوے۔ محمد اشرف پسر محمد امین اور کلثوم بنت شیخ محمد نذیر کا رشتہ کرتا ہوں۔ محمد ایوب پسر شیخ محمد شریف کا رشتہ اصغری بیگم بنت میاں محمد امین صاحب مرحوم سے کرتا ہوں۔ اور محمد اشرف اور کلثوم کو بیس ہزار روپیہ کی جائداد کی آمد اور ایسے ہی محمد ایوب اور اصغری بیگم کو بیس ہزار روپیہ کی جائداد کی آمد کی وصیت کرتا ہوں یک صد روپیہ سالانہ انجمن ترقی تعلیم امرتسر کو میری جائداد کی آمدنی سے دیا جاوے۔

میں نے اپنی بیوی کے لئے جو آٹھواں حصہ جائداد کا حق مہر میں لکھا ہے۔ اس سے مراد جائداد میں اس کے شرعی حصہ سے ہے جو ⅛ ہوگا۔ شیخ محمد نذیر کو جائداد کی آمد میں سے یک صد روپیہ ماہوار برائے اخراجات دیا جاوے۔ باقی حصہ آمد جمع رہے تاکہ ان کے وقت ضرورت کام آوے۔ امیر بیگم و بیگم سلطان ہر دو دختران کی شادی خرچ کے لئے پچیس ہزار روپیہ جائداد کی آمد سے دیا جاوے میرے ذمہ اگر کوئی قرض ہو۔ تو نیا کوٹ و مزنگ کی جائداد سے ادا کیا جاوے چونکہ کی جائداد بھی اسی کام پر خرچ کیجا سکتی ہے۔ نیڈن روڈ عقب بورڈنگ ہاؤس دیال سنگھ کالج پر ایک عمارت بمعہ زمین شیخ محمد حنیف اور ان کی چار ہمشیرگان کے لئے تعمیر کروائی ہے۔ ان کے نام پر داخل خارج بھی کرا دیا ہے۔ اس جائداد سے کسی کا تعلق نہیں۔ وہ میری جائداد سے علیحدہ ان کا حصہ متصور ہوگی۔ ایسے ہی شیخ محمد شریف نے جو مکان و جائداد ریلوے روڈ پر تعمیر کی ہے۔ وہ انہی کا حصہ ہے۔ اور میری اس جائداد کے علاوہ متصور ہوگا۔ یعنی ان کے شرعی حصے کے علاوہ یہ جائداد انکی ہے۔ مصری شاہ میں جو مکان ہے شیخ محمد شریف اس کے مالک ہیں اور اس میں سے میرے مرحوم لڑکے میاں محمد امین کی اولاد کی خدمت کریں۔ تو ان کو ثواب ہوگا۔ ایک مکان میں نے زوجہ خود کو محلہ پیر گیلانیاں کوچہ مالی آگاں میں دیا ہوا ہے

وہ اس کی ملکیت ہے اور حصہ جائداد سے علاوہ ہے۔ جس مکان میں میں پیدا ہوا تھا۔ جو محلہ پیر گیلانیاں میں ہے۔ بعد چھوٹے مکان کے شیخ محمد حنیف کو دیتا ہوں۔ یہ اس میں رہیں۔ یہ بھی ان کے حصہ جائداد سے علاوہ ہوگا۔ میں نے ایک مسجد متصل مکان مولوی فضل دین محلہ پیر گیلانیاں میں بنائی ہے۔ چالیس روپیہ ماہوار اس مسجد کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ اس میں ملاں کی تنخواہ شامل ہے۔ اس مسجد کے ساتھ جو مکان شامل ہے۔ اس مسجد کے ساتھ جو مکان ہے وہ بھی مسجد کے لئے وقف ہے۔ چالیس روپیہ جو اس مسجد کے لئے وقف کیا ہے اس میں سے کچھ پس انداز کر کے اس کے اوپر منزل بالا بنا دی جائے بیس روپیہ ماہوار شیخ محمد شریف کے قبیلہ کو ملے۔ بیس روپے ماہوار محمد نذیر کے قبیلہ کو ملے۔ پچیس روپے ماہوار شیخ محمد حنیف کے قبیلے کو دیئے جائیں۔ ڈاکٹر محمد شفیع اگر لاہور میں سکونت اختیار کرے۔ یک صد روپیہ ماہوار اس کی بیوی کو دیا جائے۔ ہندوستان میں کسی جگہ سکونت اختیار کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد شفیع پر میں بہت روپیہ خرچ کر چکا ہوں۔ اگر وہ ہندوستان میں رہے۔ تو اپنے حصہ کی جائداد کی آمد لے سکتا ہے میری ہمشیرہ امیر النساء کو ایک مکان پانچ ہزار روپے کی مالیت کا دیا جائے اور ان کی لڑکی مہر النساء کو اڑھائی ہزار روپیہ کی مالیت کا مکان دیا جائے یعنی ہر دو کو اس قدر مالیت کی جائداد کی آمد دی جائے۔ ایک مکان واقع کوچہ ماشکیاں جس میں فیض بخش کا خسر میاں خیر دین رہتا ہے میاں فیض بخش کو دیا جائے۔ دو یتیم لڑکیاں میرے دوست کی جن کا نام زلیخا و محی الدین بی (شریفہ بیگم) ہے ان کو ایک مکان مالیت چار ہزار روپے کا دیتا ہوں۔ گوالمنڈی میں ان کو مکان بنوا دیں۔ یا اس مالیت کا مکان ان کو دیدیں۔ میرے ورثاء کو لازم ہے کہ میری وصیت پر کاربند ہوں۔ والا قیامت کے روز ان کو جواب دہ ہونا ہوگا۔ میرا معمار خلیفہ علی بخش جو چالیس سال سے میرا خادم ہے۔ اس کو ایک ہزار روپے کی مالیت کی جائداد کی آمد تا اس کی حین حیات دی جائے۔ لارنس شفیع پسر شیخ محمد شفیع ڈاکٹر اگر ہندوستان میں رہے یا تعلیم کی غرض سے باہر جائے۔ پچاس روپے ماہوار اسکو علاوہ حصہ اس کے والد کے ملتا رہے۔ فقط (حاجی قادر بخش بقلم خود)

بقلم مرزا یعقوب بیگ ایل ایم ایس ۲۴ ۵/۲۸ محمد شریف بقلم خود محمد حنیف۔ گواہان (ڈاکٹر) محمد حسین (صاحب)، محمد نظیر۔ محمد اسمٰعیل۔ پرتھوی راج پوری۔

مکرر آنکہ یہ وصیت پہلی کل وصیتوں کو منسوخ کرتی ہے۔ نیز چار کنال دس مرلہ زمین ملتان روڈ پر ایک یتیم خانہ کے لئے میں نے انجمن حمایت اسلام کو دی تھی وہ ان کی ملکیت متصور ہو۔ یہ اس دو ہزار کی جائداد کے علاوہ ہے جو وصیت کر چکا ہوں۔ نیز میرے ایک عزیز دوست سید ولایت شاہ ہیں ان کو بیس روپیہ ماہوار میری جائداد سے دیا جائے۔ فقط۔ حاجی قادر بخش بقلم خود۔ (مرزا یعقوب بیگ)

مکرر آج صبح اپریشن سے پہلے کہا کہ محمد نذیر کا روپیہ جو یکصد ماہانہ سے فاضلہ ہوگا۔ شیخ محمد شریف و محمد حنیف کی تحویل میں رہے گا۔

(ڈاکٹر، محمد حسین ۲۵ ۵/۲۸)

قادیانی پیر پرستی کی انتہا!

اخبار پیغام صلح ۱۰ رمئی ۱۹۲۸ء میں حضرت امیر کا ایک خطبہ ۲۰ راپریل ۱۹۲۸ء شائع ہوا۔ جس میں میاں محمود احمد صاحب کی ایک کتاب کے بارے میں الفاظ ذیل درج ہیں:۔

ایک کتاب کے اندر جو قادیان سے نکلی ہے۔ پیشوائے جماعت قادیان کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کر رہا ہے۔ تو میں اسے کہتا ہوں کہ اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے۔ تو خدا کی لعنت تم پر ہو گی۔ اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔

اس پر قادیانی اخبار "الفضل" مورخہ ۲۵ رمئی ۱۹۲۸ء نے سات کالم گالیوں سے پر شائع کر کے اپنی خبث باطن کا ثبوت دیا ہے۔ اور ہم سے ذیل کے الفاظ میں مطالبہ کیا ہے۔

کیا ہم جناب مولوی محمد علی صاحب سے باادب یہ مطالبہ کر سکتے ہیں۔ کہ جناب والا نے ایسی کتاب کہاں سے حاصل کی اور اس کے جن الفاظ کا آپ نے حوالہ دیا، وہ اس کے کس صفحہ پر درج ہیں۔ اگر کوئی ایسی کتاب ہی نہیں اور واقعہ میں نہیں ہے۔ تو مولوی صاحب اپنی پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے مسجد کی تقدیس کا خیال کرتے ہوئے اور ممبر کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے خود ہی فرمائیں۔ انہوں نے یہ جو کچھ فرمایا۔ وہ کس نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہے؟"

اس سے دو سطر پہلے لکھتا ہے:۔

لیکن جب حقیقت پر نظر کی جاتی ہے۔ تو بنا رفاسد علی الفاسد کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ نہ کوئی ایسی کتاب شائع ہوئی ہے۔ نہ اس میں ایسی خواب بیان ہوئی۔ اور نہ اس میں وہ الفاظ نقل کئے گئے۔

شروع مضمون میں لکھتا ہے۔ کہ:۔

ہمیں اسی وقت یہ خدشہ تھا۔ کہ وہ لوگ جو مرکز سے علیحدہ ہو رہے ہیں جو سال خلافت کو مان کر اب انکار کر رہے ہیں۔ اور اپنے مشہورہ عقائد پر پانی پھیر رہے ہیں۔ ان کے دل خشیت اللہ سے خالی ہو جائینگے۔ ان میں دیانت اور امانت کا مادہ نہیں رہے گا۔ وہ افترا پردازی اور الزام تراشی تو اپنا شغل بنا لینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

"حضرت امیر ایدہ اللہ" مسجد میں کھڑے ہو کر جمعہ کے مبارک دن بالکل بے ثبوت اور بے سر و پا الزام پیشوائے جماعت قادیان پر لگاتے ہیں۔ اور الزام لگاتے ہوئے اتنا بھی خوف خدا ان کے دل میں پیدا نہیں ہوتا۔ کہ جس بنا پر وہ اپنی عمارت تعمیر کر رہے ہیں۔ پہلے اسے تو دیکھ لیں۔ . . . . مولانا "اس شخص" کی راہ تو اس وقت بتادی جائے گی جب آپ اس کی تحریر و تقریر سے وہ الفاظ ثابت کرینگے جو آپ نے اس کی طرف منسوب کئے ہیں۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ وہ شخص جو اس بے باکی سے ایک "پیشوائے جماعت" پر بلا ثبوت الزام لگاتا ہے جس سے آپ نے لگایا۔ اس کے متعلق بتایا جائے۔ وہ کس راہ پر چل رہا ہے؟"

گویا اس خطبہ جمعہ پر جو واقعات پر مبنی اور صحیح تھا۔ جو کچھ بھی گند ایڈیٹر الفضل کے دل میں چھپا تھا۔ اس نے گندے الفاظ میں ظاہر کر دیا۔ لیکن مکر فریب اور دجل کی عمارت بہت دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ یہ خوب ہوت بیوتھم بایدیھم۔ ۲۹ رمئی ۱۹۲۸ء کے الفضل میں وہ ساری گندی اور گندگی سے بنائی ہوئی عمارت خود قادیان والوں نے ہی گرادی۔ اور جو حوالہ حضرت امیر نے خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا تھا۔ وہ الفضل صفحہ ۱ پر بعین الفاظ نقل کر دیا ہے:۔

میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے۔ میں اسے کہتا ہوں اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے۔ تو خدا کی تم پر لعنت ہو گی۔ اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔

اب اس حوالہ میں اور حضرت امیر کے بیان کردہ حوالہ میں ذرہ بھر فرق نہیں۔ خواب میں دیکھا گیا۔ کہ کوئی شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے جواب اسے یہ دیا گیا۔ اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے تو خدا کی تم پر لعنت ہو گی۔ اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔

حضرت امیر نے میاں محمود احمد صاحب کے جن الفاظ کو خطبہ میں بیان فرمایا تھا۔ الفضل مورخہ ۲۵ رمئی ۱۹۲۸ء کا اڈیٹوریل ظاہر کرتا ہے۔ کہ قادیانیوں کے نزدیک بھی وہ مذموم اور ناواجب الفاظ تھے۔ اور اس قابل نہ تھے۔ کہ انہیں میاں صاحب کی طرف منسوب کیا جائے۔ اسی لئے ایڈیٹر الفضل نے سخت جوش میں آکر اتنا لمبا مضمون لکھا۔ اور بڑے زور سے لکھا۔ بلکہ اس میں دعوے کیا۔ کہ:۔

"ہم دعوے کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے کوئی ایسی کتاب شائع کی۔ اور نہ کبھی ہمارے پیشوا نے وہ الفاظ فرمائے جو مولوی صاحب نے ان کی طرف منسوب کئے ہیں"

گویا ان کا پیر کبھی ایسے الفاظ نہ فرما سکتا تھا۔ لیکن انتہائی پیر پرستی کا مقام اور قابل تعجب مقام ہے۔ کہ جب میاں صاحب نے ان الفاظ کا اعتراف کر لیا۔ تو ایڈیٹر الفضل کو سانپ سونگھ گیا۔ اور اس کی سب شیخی کرکری ہو گئی۔ کتاب کا شائع ہونا بھی ماننا پڑا۔ اور کبھی کا دعوے بھی غت ربود ہو گیا۔ اس سے بڑھکر پیر پرستی کی ذلیل حالت کونسی ہو گی۔

چاہیے تو یہ تھا۔ کہ مومنانہ طور پر اپنی غلطی اور بیہودگی کا اعتراف کر لیا جاتا۔ لیکن بقول جب شروع سے ہی ایک عمارت کی بنیاد ٹیڑھی رکھی جائے۔ تو ساری عمارت ہی ٹیڑھی بنیگی۔ اب اس بات کی آڑ لینے کی بیہودہ اور ناکام کوشش کی ہے۔ کہ یہ کتاب ۱۹۲۱ء میں شائع ہوئی تھی۔ حالانکہ حضرت امیر نے بھی یہ کہیں نہ فرمایا تھا۔ کہ یہ نئی کتاب ہے بلکہ صرف یہی فرمایا۔ کہ "ایک کتاب کے اندر جو قادیان سے نکلی ہے" اور اس میں ذرہ بھی شک نہیں ہے۔ کہ یہ کتاب قادیان سے ہی نکلی ہے کسی اور جگہ سے نہیں۔ ہاں قادیانی یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ۱۹۲۱ء کی کتاب کا حوالہ اب نئے عرصہ بعد کیوں دیا گیا۔ سو اول تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ کیونکہ میاں محمود احمد صاحب کا خیال ابھی تک اپنی ذات کی نسبت وہی ہے۔ جو خواب میں بیان شدہ ہے۔ لیکن اب پیر پرستی سکھانے کے اعتراض سے بچنے کے لئے انہوں نے اپنے خواب کو گول مول کرنے کی سعی ناکام کی ہے۔ چنانچہ اپنے مکتوب مندرجہ الفضل ۲۹ رمئی ۱۹۲۸ء میں لکھتے ہیں:۔

"مولوی صاحب کو اس پر اعتراض ہے۔ اور وہ اسے پیر پرستی قرار دیتے ہیں۔ لیکن وہ خواب کے الفاظ پر غور نہیں کرتے خواب میں صاف لکھا ہے۔ کہ بعض لوگ خلافت پر اعتراض کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ مجھ پر ذاتی طور پر۔ پس اگلا فقرہ بھی خلافت کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ یعنی مجھ پر ایسے اعتراض کرنے جو خلافت کے کام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں"۔

انصاف پسند ناظرین الفضل میں درج شدہ خواب کے الفاظ دوبارہ پڑھکر دیکھ لیں۔ اس میں صاف الفاظ میری ذات موجود ہیں جن سے میاں صاحب اب انکار کر رہے ہیں۔ حالانکہ اگر یہی تشریح میری ذات کی وہ ۱۹۲۱ء میں کر دیتے۔ تو قابل قبول ہو سکتی تھی۔ خواب کا آخری حصہ بھی ہماری تائید کرتا ہے۔ جہاں لکھا ہے:۔

"کیونکہ جس درجہ پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اس کے متعلق وہ غیرت رکھتا ہے"

گویا کسی خاص درجہ پر کھڑا ہونے کی وجہ سے میاں صاحب کی ذات پر سچا اعتراض بھی کرنے والا لعنتی اور برباد ہو گا۔ میاں صاحب خواہ کتنا ہی اسلام کی تعلیم کو بگاڑیں۔ اور ان کی ذات کی نسبت ان کے اپنے مریدوں کو واقعات کی بنا پر خواہ کتنی ہی بدظنی ہو۔ لیکن جونہی کسی نے لب اعتراض ہلایا۔ وہ خدا کے نزدیک لعنتی قرار پا گیا۔ ہم پوچھنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ آخر پیر پرستی پھر کس بلا کا نام رہا۔

دوسری وجہ ۱۹۲۱ء کی کتاب کی کسی عبارت کو اب پیش کرنے کی یہ ہے۔ کہ حضرت امیر کو چونکہ قرآن کریم سے بہت شغف ہے۔ اس لئے مخالف موافق اسلامی غیر اسلامی سب قسم کی تفاسیر و لٹریچر متعلق قرآن اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔ اس لئے میاں صاحب کے تفسیری نوٹ اب آپ کی نظر سے گذرے جس میں بیان کردہ خواب درج ہے ورنہ اگر ۱۹۲۱ء یا اس کے بعد کبھی یہ عبارت آپ کی نظر سے گذر جاتی یا کوئی توجہ دلاتا۔ تو ضرور تھا۔ کہ آپ اس پر کچھ ارشاد فرماتے کیونکہ ۱۹۲۱ء اور اس کے بعد کوئی امر اس پر روشنی ڈالنے سے مانع نہ تھا۔

میاں صاحب اپنے مکتوب کے آخر میں لکھتے ہیں۔ کہ

"جو مفہوم مولوی صاحب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ صرف اس بغض اور کینہ کی وجہ سے ہے۔ جو روز بروز ان کامیابیوں اور آسمانی نصرتوں کی وجہ سے جو مجھے حاصل ہیں۔ ان کے دل میں پیدا ہو رہا ہے اور بڑھتا جاتا ہے"

سبحان اللہ کیا سچ فرمایا۔ مرید کیوں نہ اس پر واہ سبحان اللہ کہیں۔ اگر تو کامیابی اور نصرت اس چیز کا نام ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کسی شخص کو بیش از بیش خدمت اسلام کی توفیق عطا کرے۔ اور وہ اس کے پاک نام کو معروف و غیر معروف دنیا کے ہر کونہ میں پہنچا سکے۔ اور مخالف اور موافق اس کی خدمات اسلام کے معترف ہوں۔ تو خدا کی نصرتیں اور اس کے افضال جماعت لاہور کے ساتھ ہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ آپ ٹھنڈے دل سے اپنی خدمات اسلام کی تفصیل بیان کریں۔ اور ان میں جو نصرتیں آپ کے شامل حال ہوئی ہیں۔ ان کا اظہار کریں۔ دنیا پر ظاہر ہو جائیگا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خدمت اسلام کا پاک کام آپ کے ہاتھ سے بالکل چھین لیا ہوا ہے۔

اگر نصرت اور کامیابی اس کا نام ہے۔ کہ کسی کے مرید بہت سے ہوں۔ اور وہ بھیڑوں کی طرح پیچھے چلنے والے ہوں۔ تو ہمیں اعتراف ہے کہ ہمارے ڈربے میں لاکھوں بھیڑیں نہیں ہیں لیکن ہم جانتے ہیں۔ کہ اس قسم کی نصرت و کامیابی ہر جگہ پیروں کو حاصل ہے۔ آپ کی کوئی خصوصیت نہیں۔ پنجاب میں ہی ایسے پیر موجود ہیں جن کے مریدوں کی تعداد آپ کے مریدوں سے ہر سال دوگنی ترقی کر رہی ہے

ایک اور قسم کی نصرت اور کامیابی آپ کو حاصل ہے۔ جو یورپ کی شاگردی کا نتیجہ ہے۔ اور وہ ہے اپنی وہمی نصرت و کامیابی کا زور شور سے پروپیگنڈا۔ افسوس ہے کہ ہم اس میں اتنے کمزور ہیں کہ ہم اپنے اصلی کام کو بھی عوام کے سامنے پیش کرنے کے لئے وقت نہیں پا سکتے

اس لئے میاں صاحب اور ان کی جماعت خوب یاد رکھے۔ کہ ہمیں ان سے بغض و کینہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم تو خدمت اسلام کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہی کام ان کے بھی مدنظر ہے۔ تو اس بات پر ہمیں خوشی ہو گی۔ نہ کہ رنج۔ باقی رہا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا معاملہ۔ سو ہمیں بے سرو سامانی سے لاہور میں چند احباب سے اکٹھے ہو کر کام شروع کیا اور اب جو افضال اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو رہے ہیں۔ اس کا اعتراف دشمن و دوست ہر دو کو ہے البتہ اس پر اگر کچھ گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ تو صرف انہی لوگوں کے دلوں میں ہے۔ جو ہر دوسرے کام کرنے والے کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ اور اگر روپیہ اور تعداد پر ہی انہیں گھمنڈ ہو۔ تو ہو۔ ہمارا ایمان تو اس آیت پر ہے۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله اور یہی حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا۔ جو کام ہم خدمت اسلام کا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے روپیہ اور تعداد کی کمی کی وجہ سے آج تک ان میں رکاوٹ پیدا نہیں کی۔ بغض اور کینہ تو ذاتی جائداد کی تقسیم پر ہوتا ہے۔ یہ خدا کے دین کی خدمت کا کام ہے۔ اس میں ایسے الفاظ استعمال کرنا محض مریدوں کے جذبات بھڑکانے کے لئے ہے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ ۲۹ رمئی ۱۹۲۸ء کی شام کو ڈلہوزی سے لاہور تشریف لائے۔ ۳۰ کو لاہور میں عید کی نماز پڑھائی۔ خطبہ عید میں قربانی کی حقیقت اور ضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔ اور جماعت کو بھی بیش از قربانیوں کے سلسلہ کو وسیع کرنے اور ترقی کی طرف ایک اور قدم بڑھانے کی وصیت کی گئی ہے۔ کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کریں گے۔ حضرت موصوف ۴ رجون کی شام کو ڈلہوزی واپس تشریف لے گئے۔

مولوی ظفر کریم خان مبلغ برمی کے متعلق جو مکتوب "زمیندار" میں شائع ہوا ہے اس کا جواب سیکرٹری انجمن کی طرف سے کئی روز ہوئے "زمیندار" کو بھیجوا دیا گیا تھا۔ امید ہے چند روز تک شائع ہو جائیگا۔

لارڈ ہیڈلے چند دنوں کے لئے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی معیت میں کشمیر تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے دو تین روز ہوئے واپس تشریف لائے۔ اور بعزم انگلستان بمبئی تشریف لے گئے۔ امید ہے کہ آئندہ موسم سرما میں لارڈ موصوف مسجد لندن کی تحریک کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے پھر ہندوستان تشریف لائیں گے۔

کشمیر سے قاری نور الدین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جب سے ملا ... کشمیر آئے ہیں۔ پیر واعظ اور دیگر مخالفین آتش حسد سے جل رہے ہیں۔ اور ان کی مخالفت بجائے کم ہونے کے بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے طرح طرح کی غلط بیانیوں سے لوگوں کو گمراہ کرنا اپنا روزمرہ کا شغل بنا رکھا ہے۔ اس لئے انہیں پہلے پرائیویٹ چٹھیوں کے ذریعہ سے مناظرہ وغیرہ کی دعوت دی گئی جس کا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب کھلی چٹھی بصورت اشتہار شائع کی جا رہی ہے۔

چوہدری سردار خاں صاحب ایڈیٹر "پیغام صلح" کچھ دنوں سے رخصت پر گئے ہوئے تھے۔ اب انہوں نے ہاتھ سے استعفا بھیج دیا ہے۔ اس لئے آئندہ اخبار کی ادارت کا کام پھر مولوی دوست محمد صاحب کے سپرد ہوا ہے۔ شیخ انعام الحق صاحب بدستور ان کی معاونت میں کام کرتے رہینگے۔

ہندوستان

— مدراس یونیورسٹی میں جرمن زبان کی تعلیم کا انتظام ہو گیا ہے

— دہلی ۲۰ رمئی - دہلی سے تیس میل کے فاصلے پر موضع سولتی میں ایک گائے پر فرقہ وار فساد ہو گیا - پولیس فائر کرنے پر مجبور ہوئی - دو ہندو مقتول اور تین مجروح ہوئے۔

— ناگپور ۲۰ مئی ریشم بازار میں آگ لگ گئی - ہزاروں روپے کا نقصان ہوا۔

— بمبئی کے ہڑتالی رفتہ رفتہ کام پر آرہے ہیں - اور کام بتدریج شروع ہو رہا ہے -

— برما کے بعض حصوں میں انسانی قربانی اب تک رائج ہے گورنمنٹ اس کو روکنے کی کوشش کر رہی ہے -

— ڈاکٹر ٹیگور کے مشہور ڈرامہ قربانی کی فلم تمام دنیا کے سینماؤں میں دکھائی جائے گی -

— ۱۶ راور ۱۷ رمئی کی درمیانی رات کو راولپنڈی چھاؤنی میں خوفناک آتشزدگی ہوئی ½ ۱ لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔

— ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں عید خیریت سے گذر گئی۔

— ۲۷ رمئی کو ڈاکٹر ٹیگور یورپ روانہ ہو گئے ہیں -

— لکھنؤ میں طب یونانی و ویدک کی تائید میں ایک زبردست جلسہ ہوا

— سنٹرل یونیورسٹی کے بورڈ نے ان متعلمین اور علماء کے لئے جو علوم مشرقیہ سے دلچسپی رکھتے ہیں - ایک نہایت مفید رسالہ شائع کیا ہے - اس رسالہ میں وہ معلومات اور اطلاعات درج ہیں جو مشرقی علوم کے مطالعہ اور ریسرچ کے لئے سود مند ہو سکتی ہیں -

— لدھیانہ کے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب راولپنڈی جیل سے یکم جون کو رہا ہو گئے۔

— فصل گندم کی ناکامی کی وجہ سے حکومت پنجاب نے مالیہ اراضی اور آبیانہ کی معافی دینے کا فیصلہ کیا ہے -

— ملتان میں گذشتہ ہفتہ دو تین خودکشی کی وارداتیں ہوئیں۔

ہندو دنیا

— بلند شہر - علی گڑھ اور میرٹھ کے اضلاع میں آریہ وہاں کے مفلس اور جاہل مسلمانوں کو اشدھ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں

— آج کل آریہ ویردل کی بھرتی کا کام زور شور سے شروع ہے نارائن سوامی صدر آل انڈیا اشدہی سبھا دہلی نے اپیل کی ہے کہ اس کام کو پندرہ روز میں ختم کر دیا جائے -

— بنارس ۳۰ رمئی کاشی پنڈت سبھا نے اپنے جلسہ میں شاردا اور گوڑ بل کی پر زور مخالفت کی۔

— گذشتہ ہفتہ مہاراجہ میسور کی سالگرہ نہایت شان سے منائی گئی۔

— ریاست میسور کی اسمبلی میں یہ ریزولیوشن منظور ہو گیا ہے کہ لڑکی لڑکے کی طرح باپ کی جائداد کی مالک ہو سکتی ہے -

— امسال حیدر آباد دکن میں آریہ سماج کا جلسہ نہایت کامیابی سے ہوا۔

— فتح پور ضلع گورداسپور میں ایک عیسائی کو اشدھ کیا گیا۔

— گذشتہ سال آریہ پرتی ندھی کو ۸۹۲۲۱۹ روپیہ آمد ہوئی اور خرچ صرف ۴۰۵۵۷۴ روپیہ ہوا - باقی روپیہ محفوظ ہے -

— ریاست میسور کی اسمبلی میں صغیر سنی کی شادی کی روک تھام کے لئے عنقریب ایک مسودہ قانون پیش ہونیوالا ہے

— ناگری پرچارنی سبھا بنارس گذشتہ ۳۴ سال سے ہندی زبان کی ترقی و پرچار کے کام میں مصروف ہے - اس عرصہ میں اس کو ساڑھے چار لاکھ روپیہ خرچ کرنا پڑا - اس کی مالی حالت نہایت تسلی بخش ہے - اس کے ممبران کی تعداد بہت زیادہ ہے - اس سبھا کا آرگن "ناگری پرچارنی پتر" ہندی زبان میں ریسرچ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

— جھنگ میں آریہ نوجوانوں کی ایک مجلس (آریہ کمار سبھا) قائم کی گئی ہے۔

— گذشتہ آریہ سماج کھڈیاں کا جلسہ نہایت کامیابی سے ہوا

ممالک خارجہ

— مئی کے پہلے ہفتہ میں بیروت دمشق اور تمام عربی شہروں میں ان شہدائے وطن کی یادگار منائی گئی - جو غازی جمال پاشا کے عہد میں بزمانہ جنگ مقتول ہوئے تھے -

— ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے - کہ عنقریب ٹرکی اور اطالیہ میں ایک جدید معاہدہ ہونے والا ہے -

— مہاراجہ پدوکوٹہ فرانس کے ایک امریکن شفاخانہ میں شدید بیمار ہیں ان کی حالت بہت نازک ہے

— ترکی کے ڈاک خانوں میں حکومت نے لاطینی حروف رائج کر دینے کا فیصلہ کیا ہے

— فلسطین میں ایک غیر سیاسی جماعت بنام انجمن مسلم نوجوانان فلسطین قائم ہوئی ہے جس کا مقصد یہ ہے - کہ فلسطین کے مسلم نوجوانوں کو جدید ترقی پذیر باتوں کی طرف رجوع کرے

— افغانستان میں ہر ایک شخص کیلئے فوجی تعلیم لازمی کر دی گئی ہے

— ۲۵ رمئی کو مکہ معظمہ میں غلاف کعبہ کی نمائش ہوئی

— ترکی پولیس نے بولشویک تحریک پھیلانے کے جرم میں ۱۲۰ اشخاص کو گرفتار کیا۔

— شاہ فواد (شاہ مصر) نے کارنتھ کے زلزلہ کے ستم رسیدوں کے لئے ایک ہزار پونڈ عنایت کیا ہے -

— قسطنطنیہ ۲۷ مئی افغانستان اور ترکی کے درمیان ایک دوستانہ معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔

— قسطنطنیہ ۲۸ رمئی شاہ و ملکہ افغانستان آج یہاں پہنچ گئے ہیں ۱۰ و ۱۳ رمئی کو باطوم اور طہران کے راستے کابل چلے جائیں گے -

— افغانستان میں فوجی تعلیم ہر ایک شخص کے لئے لازمی ہے ہمیشہ غیر حاضری پر سخت سزا دی جاتی ہے۔

— مصطفےٰ کمال پاشا نے ترکی میں امیر امان اللہ خاں کو اپنی جڑاؤ تصویر اور ایک بیش قیمت تلوار بطور تحفہ دی -

— یورپ میں عورتوں کی عریاں پسندی اس قدر ترقی کر گئی ہے کہ پوپ اعظم نے بھی اس کی اصلاح سے قاصر ہونے کا اعتراف کر لیا ہے -

— راجہ صاحب پدوکوٹہ کا پیرس میں انتقال ہو گیا (بعد کی خبر ہے)

— دنیا میں اس وقت کل ۲۷۹۶ زبانیں بولی جاتی ہیں - ان میں وحشی اقوام کی بولیاں بھی شامل ہیں -

— مکہ معظمہ میں حج سہ شنبہ کو ہوا -

— مشہور نجدی ملک التجار ابراہیم عبد اللہ الفضل کا گزشتہ ہفتہ مکہ معظمہ میں انتقال ہو گیا -

— مصر کا ایک اخبار رقمطراز ہے کہ حکومت افغانستان نے جلال آباد میں زراعت کی تعلیم کے لئے ایک عظیم الشان یونیورسٹی قائم کی ہے - اس یونیورسٹی کے انتظام کے لئے ممتاز جرمن ماہرین فن کی خدمات حاصل کی گئی ہیں -

— جنیوا ۳۰ رمئی - آج بین الاقوامی لیبر جماعت کا گیارہواں اجلاس شروع ہوا - ان حکومتوں میں سے جو اس جماعت میں داخل ہیں ۴۲ شریک جلسہ ہوئیں -

— بغداد میں ایک معزز عیسائی مسلمان ہوا -

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۸ جون ۱۹۲۸ء | نمبر ۳۶

مولوی فضل کریم خان درانی اور جرمن مشن

"زمیندار" کے "مکتوب جرمنی" کا جواب

(از مولانا مولوی صدر الدین صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

"زمیندار" مجریہ ۲۷ مئی ۱۹۲۸ء میں "مکتوب جرمنی" کے عنوان سے کسی مجہول الاسم نامہ نگار کا خط شائع ہوا ہے جس میں مولوی فضل کریم خان درانی سابق مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ساتھ انجمن کی بدسلوکیوں اور بدعہدیوں کی شکایت کرتے ہوئے اس بات کی دھمکی دی گئی ہے کہ مولوی صاحب مذکور کی طرف سے انجمن پر مقدمہ دائر کیا جائیگا۔ جو یورپ میں اسلام کی بدنامی کا موجب ہوگا۔

اس مکتوب کا جواب مولانا مولوی صدر الدین صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے "زمیندار" کو چھپنے کے لئے اسی دن بھیجدیا گیا تھا۔ جسکے بعد یہ معلوم کرکے کہ وہ گم ہوگیا ہے۔ اس کی ایک اور نقل بھیجدی گئی جو ۷ جون ۱۹۲۸ء کے "زمیندار" میں شائع ہو چکی ہے۔ قارئین "پیغام صلح" کی آگاہی کے لئے اب ہم ذیل میں اس جواب کو نقل کئے دیتے ہیں آئندہ اشاعت میں ہم خود اس مکتوب کی بعض باتوں پر مفصل تبصرہ کریں گے انشاءاللہ

(ملایہ)

مسٹر فضل کریم درانی نے تین سال سے کچھ زائد عرصہ کے لئے برلن مسجد میں تبلیغ کا کام کیا ہے۔ اس عرصہ میں اکثر ان سے سرکشی ظہور میں آتی رہی آخر جب انہوں نے چار ہزار مارک کی رقم بلا منظوری انجمن غیر ضروری تعمیر کے کام پر صرف کردی اور اسی طرح سات ہزار مارک کے قریب باغ اور احاطہ پر بغیر منظوری صرف کرکے انجمن کو مقروض کر دیا۔ تو انجمن نے ان کی جگہ پر پروفیسر محمد عبداللہ صاحب کو بھیجا اور ان کو لکھا کہ آپ ہندوستان میں آکر کام کریں۔ مگر ان کی سرکشی اور نافرمانی اس حد تک بڑھی کہ انہوں نے پروفیسر عبداللہ کو چارج دینے سے انکار کر دیا اور ان کو اس مکان میں گھسنے نہ دیا جو مسجد کے ساتھ امام کی رہائش کے لئے ہے۔ انہوں نے خود انجمن کو تار دیا کہ پروفیسر عبداللہ کو میں گھسنے نہ دونگا جب تک مجھے تین سکنڈ کلاس ٹکٹ برلن سے ہندوستان تک کے سفر کے لئے اور چھ ماہ کی تنخواہ پیشگی ادا نہ کردے۔ اس کے بعد ان کا خط بھی پہنچا جس میں یہ دھمکی دی ہے کہ جرمنی اور ہندوستان کے اخبارات میں انجمن کو بدنام کرونگا اور اس مشن کو غارت کر دونگا۔ چنانچہ "مکتوب جرمنی" جو "زمیندار" کی ۲۷ مئی کی اشاعت میں شائع ہوا ہے وہ اسی غرض کو پورا کرنے کے لیے ہے۔ انجمن نے ان کی اس سرکشی و نافرمانی اور اس ناروا سلوک پر جو انہوں نے پروفیسر عبداللہ سے کیا ان کو برطرف کر دیا ہے۔ ورنہ انجمن نے ان کے کرایہ کے لئے پروفیسر عبداللہ صاحب کے ہاتھ ۶۰ پونڈ کا چیک بھیجا تھا۔ اور ان کے لئے چھ ماہ کی رخصت رعایتی منظور کی تھی۔ اور ان کو لکھدیا تھا کہ آئندہ آپ برلن مشن کے کام پر نہ لگائے جائیں گے۔ اس پر وہ برافروختہ ہیں کرایہ کا چیک رد کر دیا ہے۔ اور مقدمہ کی دھمکی دی۔ اور تین سکنڈ کلاس ٹکٹ اور چھ ماہ کی پیشگی تنخواہ یکمشت طلب کی ہے اور اخبارات میں ناشائستہ مضامین لکھنے پر اتر آئے ہیں۔ ان کے ہاتھ سے قریبا چالیس ہزار مارک مسجد کی تکمیل پر صرف ہوئے ہیں۔ اور ان کو خوب علم ہے کہ ہماری جماعت نے کس قدر زبانی سے کام لیا ہے۔ مرد تو مرد عورتوں نے اپنے زیورات فروخت کر دیئے ہیں تاکہ یہ عظیم الشان اسلامی نشان تکمیل کو پہنچ جائے۔ جماعت کے علاوہ دوسرے اصحاب نے بھی اس میں کچھ حصہ لیا ہے۔ اور وہ شکریہ کے قابل ہے۔ لیکن بڑا حصہ اس مقدس کام پر اپنی جماعت کے اموال کا صرف ہوا ہے اب ان کا یہ لکھنا یا لکھانا کہ یہ سب کچھ روپیہ بٹورنے کے لئے ہے یاد رکھنے کے قابل نہیں ہے۔ اسیطرح سے ان کا یہ لکھنا یا لکھانا کہ یہاں اسلامی مشن کوئی نہیں ہے۔ سراپا غلط ہے۔ اس تین سال کے عرصہ میں خود ان کے ہاتھ پر کم و بیش تیس شخص مسلمان ہوئے ہیں۔ اب ان کا غیظ و غضب اس حد تک پہنچا ہے کہ وہ اس سارے کام کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہاں مشن ہی کوئی نہیں ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(بقیہ کالم تین)

(۲۷) خدا کے نزدیک سب سے محبوب وہ کام ہے جس پر سب سے زیادہ انسان مداومت کرے۔

(۲۸) باہم ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجو تو باہم محبت ہوگی۔

(۲۹) تم میں سے جو لوگ صاحب فضیلت اور عالی مقدور ہوں ان کو یہ قسم نہیں کھانا چاہیئے کہ قرابت داروں مسکینوں اور مجاہدوں سے سلوک نہیں کریں گے۔

(۳۰) تم کو عفو اور درگزر سے کام لینا چاہیئے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا تم کو بخش دے۔ خدا غفور و رحیم ہے۔

(۳۱) لوگوں کے لئے بھی چاہو جو اپنے لئے چاہتے ہو۔ تو مسلم بنو گے۔

(۳۲) ایک دوسرے پر بغض و حسد نہ کرو۔

(۳۳) اے خدا کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی رہو۔

جن

احباب کا سالانہ چندہ پیغام صلح ختم ہو چکا ہے یا عنقریب ختم ہونیوالا ہے انہیں چاہیئے کہ بذریعہ منی آرڈر چندہ روانہ کریں۔ وی پی میں ۱۲ زیادہ خرچ

جواہر ریزے

ح

(۱) اے ابو امامہ! تم احکام الٰہی کی عزت کرو۔ خدا تم کو معزز کردے گا

(۲) اے ابوبکر! خدا نے تمہارا نام صدیق رکھا

(۳) اے ابوذر! تم جہاں رہو خدا سے ڈرتے رہو۔

(۴) اے ابوہریرہ! اگر تم کھانا کھانے لگو تو بسم اللہ کہو

(۵) اے ابوبکر! جبرئیل تمہیں سلام عرض کرتے ہیں۔

(۶) پیارے ابوذر! جب تنہائی ہو تو خدا کو خوب یاد کرو۔

(۷) اے ابوہریرہ! ایک ساعت کا انصاف ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔

(۸) اے ابن آدم! جب تک تو خاکسار نہ ہوگا۔ پرہیزگار نہ ہو سکے گا۔

(۹) اے بھائی! ہم کو اپنی دعا میں شریک کرلینا۔ ہم کو فراموش نہ کرنا۔

(۱۰) اے اسامہ! احکام الٰہی کی سزا میں کسی کی سفارش نہ کرنا۔

(۱۱) اے امت محمد! خدا تعالیٰ سے زیادہ کوئی صاحب غیرت نہیں ہے۔

(۱۲) اے ابن عباس! صرف ایسے ہی واقعات کی گواہی دو جو آفتاب کی طرح روشن ہوں۔

(۱۳) لوگو! اپنے اعمال کو خدا ہی کے لئے خالص کرلو۔

(۱۴) اے انس! بیواؤں سے ان کے صالح شوہروں کی طرح ہمدردی کرو۔

(۱۵) لوگو! اطمینان اور بردباری اختیار کرو۔

(۱۶) لوگو! لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرو کامیاب ہوجاؤ گے۔

(۱۷) اے حامل قرآن! تو قرآن سے آراستہ ہوجا خدا تجھے سرفراز کرے گا۔

(۱۸) اے سعد! اپنی روزی کو حلال کرو تو تمہاری دعا بھی قبول ہوگی۔

(۱۹) اے عبادہ! احکام سن اور اطاعت کر۔ مصیبت پر بلا احسان پر صبر اور عمل کرو۔

(۲۰) اے عثمان ترک دنیا ہمارے لئے جائز نہیں۔

(۲۱) لوگو! سلام پھیلاؤ۔ کھانا کھلایا کرو۔ نماز پڑھا کرو۔ جب اور لوگ سوتے ہوں جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤ گے۔

(۲۲) عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔

(۲۳) اے لوگو! اپنے لئے پہلے سامان کرلو۔

(۲۴) اے لوگو! اس خدا سے ڈرو۔ جس نے تم کو ایک ہستی سے پیدا کیا۔

(۲۵) خبردار مسلمان سے لڑنا کفر اور اس سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے۔

(۲۶) خبردار جھوٹ سے پرہیز کرنا۔

(باقی دوسرے کالم میں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ نمبر ۳۶

قربانی گاؤ

برادران وطن سے چند گزارشات

(۲)

(از محمد انعام الحق)

آریہ اور لامذہب ہندوؤں کے اس بے معنی طرز عمل کی موجودگی میں ہمیں تحفظ گاؤ کے اس فضول شور و شر کی یہی ایک وجہ نظر آرہی ہے کہ یہ لوگ سناتنیوں کی طرح گائے کو ایک مقدس جانور اور دیوتا سمجھتے ہیں۔ اور اپنی اس اندھی عقیدت کو شرم یا اور کسی وجہ سے ظاہر نہیں کرتے۔ اگر ایسا نہیں تو ان کی چیخ پکار اور معرکہ آرائیوں کا واحد مقصد محض مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنا اور ملک میں فساد پھیلانا ہے۔ مسلمان باوجودیکہ گاؤ پرستی کو ایک شرک عظیم سمجھتے ہیں اسبات کو ہرگز پسند نہیں کرتے اور نہ ان کے مذہب نے اس کی اجازت دی ہے۔ کہ ہندوؤں کو زبردستی اس شرک سے روکیں۔ یا گائے کو ان کے سامنے ذبح کرکے خواہ مخواہ ان کے جذبات کو ٹھیس لگائیں۔ آریہ لوگ توحید کے مدعی ہونے کے باوجود اگر اس معمولی چوپائے کی عزت و احترام کو ملحوظ رکھتے ہیں تو بڑے شوق سے ملحوظ رکھیں۔ بلکہ اس کی پوجا کریں۔ لیکن انہیں یہ حق نہیں کہ وہ ہندوستان کی دیگر اقوام کو بھی اس بات پر مجبور کریں۔ انہیں یہ واضح رہے کہ آج تو زمانہ بالکل بدل گیا ہے۔ اور دنیا بہت بڑی حد تک معقولیت پسند ہوگئی ہے لیکن مسلمانوں کے سر تو اس زمانہ میں بھی جبکہ دنیا کی تمام اقوام بت پرستی۔ اشجار پرستی اور مناظر پرستی کی تاریکی میں مبتلا تھیں غیر اللہ کے آگے نہیں جھکے۔ تو آج ان سے یہ توقع رکھنا کہ ہندوؤں کی ایک غلام قوم کے ڈر سے وہ گائے کو اپنا معبود بنائیں گے۔ ایک بہت بڑی حماقت ہے۔ بہتر ہے کہ ہندو اس خیال خام کو اپنے دل سے نکال دیں۔ ان کی یہ حسرت قیامت تک بھی پوری نہ ہوگی۔ ہندوؤں کے قربانی گاؤ کو روکنے کے مطالبہ اور فضول شور و شر کے سلسلے میں ایک بات سب سے زیادہ تعجب انگیز ہے۔ اکثر مقامات پر بارہ مہینے گاؤ کشی جاری رہتی ہے لیکن ہندوؤں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ بوچڑان کے سامنے گائیں خریدتے ہیں۔ ذبح ہونے والی گائیں بلا روک ٹوک بازاروں میں گزرتی ہیں۔ بلکہ بعض ہندو خود اپنی بوڑھی گائیں خود بوچڑوں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ مسلمان کھلے بندوں بوچڑخانے سے گوشت لاتے ہیں۔ بازاروں میں گائے کے گوشت کے کباب وغیرہ ہندوؤں کے بازار و مکان اور دکانوں کے بالمقابل بکتے ہیں۔ بعض مقامات پر بوچڑوں کی دکانیں بازاروں میں موجود ہیں۔ لیکن کسی کو کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ جونہی بقرعید کا تہوار آتا ہے سنگھٹنیوں کی رگوں میں خون کھولنے لگتا ہے۔ اور قربانی گاؤ کو روکنے کے لئے اس طرح جدوجہد شروع ہو جاتی ہے گویا دنیا کے قیام و بقا کا دارومدار ہی اس پر موقوف ہے۔

مثال کے طور پر ہم دہلی کو لیتے ہیں۔ جب سے بعض شرارت پیشہ آریہ لیڈروں اور ایڈیٹروں نے اس شہر میں اپنے اڈے جمائے ہیں تب سے محض قربانی گاؤ کی وجہ سے ہندو مسلمانوں کے تعلقات بہت کشیدہ رہتے ہیں۔ اور ہم سابق تجربہ کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ موضع سونتی کا فساد بھی آریہ پرچارکوں کی مہربانیوں کا شرمندۂ احسان ہے۔ علی العموم وہ دہلی کے نواح میں جاکر جاہل اور اجڈ ہندو جاٹوں کو بھڑکاتے رہتے ہیں۔ دہلی میں کئی سال سے بقرعید کے موقع پر گورنمنٹ کو غیر معمولی انتظامات کرنے پڑتے ہیں شہر میں فوج اور پولیس کے جوان گشت کرتے رہتے ہیں۔ عارضی چوکیاں قائم کی جاتی ہیں سپیشل خون لگائے جاتے ہیں۔ مشتبہ آدمیوں کی ضمانتیں [illegible] دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہو جاتا ہے

اور یہ سب اس لئے ہوتا ہے کہ دہلی کے ہندو اور یہ لیڈروں کی شہ پر مسلمانوں کو قربانی گاؤ سے روکتے ہیں۔

جن اصحاب کو کبھی دہلی جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ دہلی میں بارہ مہینے گائیں ذبح ہوتی ہیں۔ اور عام طور پر غریب مسلمان گائے کا گوشت ہی کھاتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ دہلی کے بہت سے بازاروں میں بوچڑوں کی دکانیں موجود ہیں۔ بعض بازاروں میں یہ دکانیں ہندو دکانوں کے بالمقابل یا بالکل قریب ہیں ہم نے خود اپنی آنکھوں سے بعض ہندوؤں کو بوچڑوں کی دکانوں پر ان سے باتیں کرتے دیکھا ہے جامع مسجد کے سامنے خلافت کمیٹی کے دفتر کے قریب گائے کے گوشت کی چند دکانیں موجود ہیں۔ اور ان کے ساتھ بکری کے گوشت۔ مچھلی اور مرغی کے انڈوں کی بھی دکانیں ہیں۔ ان دکانوں پر بنگالی۔ پنجابی ہندو اور کائستھ وغیرہ برابر سودا خریدنے آتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو ہم نے معزز آدمیوں کی گاڑیاں اور موٹریں کھڑی دیکھی ہیں۔ اور بیف کی دکانیں ان لوگوں کے لئے کبھی وجہ شکایت نہیں ہوئیں۔ لیکن عید کے موقعہ پر خدا جانے اس باسی کڑھی میں کیوں ابال اٹھتا ہے۔ اور سنگھٹنی ہندو کیوں مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ دہلی کے علاوہ اور بے شمار مقامات ہیں جہاں بارہ مہینے گاؤ کشی جاری رہتی ہے۔ لیکن عید کے ایام میں ہندو محض تحفظ گاؤ کے عذر لنگ کو لیکر آمادۂ فساد ہو جاتے ہیں۔ ایک جانور کو بچانے کے لئے انسانوں کو خاک و خون میں تڑپایا جاتا ہے۔ ان کی آبادیوں کو لوٹا ان کے بچوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ ان کی خواتین کی بے عزتی کی جاتی۔ اور عصمت دری کرنے کی ابلیسانہ کوشش کی جاتی ہے۔ مسلم اخبارات نے بار بار اس کی وجہ پوچھی لیکن ہندو پریس اور ہندو لیڈر کبھی بھی اس کا کوئی تسلی بخش اور معقول جواب نہ دے سکے۔ اور وہ بیچارے دے بھی کیا سکتے ہیں۔ اگر ہندوؤں میں سمجھدار اور انصاف پسند اشخاص کا بالکل خاتمہ نہیں ہو گیا۔ تو ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ بات ان کے لئے باعث شرم نہیں کہ وہ اپنے ہموطنوں کو اپنا ایک مذہبی تیوہار بھی امن چین سے نہیں منانے دیتے ہیں۔ ہندوؤں کو ہمیشہ یہ شکوہ رہا کہ مسلمان قوم پرستی کے اصولوں پر کاربند نہیں ہوتے۔ وہ ہم پر اعتماد نہیں کرتے۔ لیکن کیا کوئی اس ذلیل سلوک کی موجودگی میں ہندوؤں پر بھروسہ کر سکتا ہے؟ ہندوؤں کی یہی ہٹ دھرمیاں ہیں جن کی وجہ سے ہندوستان گوناگوں مصائب کا تختۂ مشق بنا ہوا ہے۔

اگر آریہ اور لامذہب ہندو گاؤ پرست نہیں تو پھر انکی تحفظ گاؤ کی تمام کوششیں اور بھی زیادہ بے معنے اور لغو ہیں۔ بہتر ہوگا کہ یہ لوگ ترکی افغانستان اور مصر کے انقلابات پر بغلیں بجانے اور ہندوستانی مسلمانوں کو طعنے دینے کی بجائے اپنی حالت پر ذرا غور کریں۔ کہ وہ بلاوجہ ایک جانور کے لئے انسانوں کا خون کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کی ذہنیت خدا جانے کیسی ہے۔ ویسے یہ لوگ مذہب کو تلانجلی دے دینے کا وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ لیکن خود گئو ماتا کی غلامی سے بھی آزاد نہیں ہو سکے انگریزوں سے آزادی مانگتے ہیں۔ لیکن اپنے ہموطنوں کو خوراک اور مذہبی تیوہار منانے کی آزادی دینے کے بھی روادار نہیں۔ گو ہمیں موجودہ حالات میں جبکہ قریب تمام ذمہ دار اور تعلیم یافتہ ہندو سنگھٹن کے نشے میں چور ہیں اور ڈاکٹر مونجے جیسے ڈنڈے باز لیڈروں کا طوطی بول رہا ہے۔ بنارس کا ساحر نہایت ہوشیاری سے اپنے پر فریب کھیل کھلا رہا ہے اور رام دیو جیسے مہاپرش مسلمانوں کو ہندو تمدن قبول کر لینے کا حکم دے رہے ہیں۔ ہندو قوم سے کسی معقول طرز عمل کی توقع نہیں تاہم انکے مذہبی اور ملکی فرض کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قدر ضرور کہیں گے کہ ہندوؤں کو ان تمام باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے۔ اور یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ کمبخت گائے ہندوستان کی بہت سی مصیبتوں کا باعث ہے اگر وہ دوسری اقوام سے بڑی بڑی قربانیوں کا مطالبہ کر رہے ہیں تو انہیں کم از کم گائے کی دم کو تو چھوڑ دینا چاہیے۔ یاد رہے کہ ہندوستان گاؤ پرستی کی ذلیل ترین لعنت میں گرفتار رہ کر کوئی ترقی و سرفرازی حاصل نہیں کر سکتا۔

ایک پرانا مرض

متعدد مرتبہ اسلامی اخبارات اس بات کا رونا رو چکے ہیں کہ ہندوستان کا یہ قانون کہ ایک شادی شدہ مسلمان عورت کا ارتداد اس کے اسلامی نکاح کو فسخ کر دیتا ہے مسلمانوں کے لئے ازحد نقصان دہ ہے اس قانون کی بنیاد شرع اسلام پر بتائی جاتی ہے۔ حالانکہ اسلامی شریعت کا یہ ایک کھلا ہوا مسئلہ ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں کا مسلمان مردوں سے نکاح ہو سکتا ہے۔ باوجود اس کے آئے دن ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ مسلمان عورتیں اپنے خاوندوں سے علیحدگی حاصل کرنے کے لئے عیسائی یا آریہ ہو جاتی ہیں اور ان کے نکاح کو قانونی طور پر فسخ قرار دیا جاتا ہے۔

اس مسئلہ کی شرعی حیثیت اور مسلمان عورتوں کے اس ناجائز طریق عمل کی وجوہ پر "پیغام صلح" میں کئی مرتبہ لکھا جا چکا ہے۔ گزشتہ سال جمعیۃ العلماء نے اس اہم مسئلہ کی طرف خاص توجہ مبذول کی تھی۔ اور خیال تھا کہ وہ اپنے اثر اور رسوخ سے کام لے کر اس نقصان رساں قانون کو بدلوانے کی کوشش کرے گی۔ لیکن اس کی تمام کوششیں "الجمعیۃ" میں چند شاندار مضامین کی اشاعت پر ختم ہوگئیں۔ اور اس کے بعد کبھی بھولے سے بھی اس کا نام نہیں لیا۔ اب پھر حیدرآباد سے ایک صاحب نے ہمیں اس معاملہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ اس پر مفصل مضامین لکھے جائیں۔ لیکن ہمارے خیال میں اس سے پیشتر اس قدر تفصیل سے اس پر لکھا جا چکا ہے کہ دوبارہ اس پر قلم اٹھانا تحصیل حاصل ہے۔ اب لکھنے لکھانے کی بجائے ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کے ذی اثر اصحاب اور کونسلوں کے قانون داں ممبروں کو اس اہم مسئلہ کی نزاکت ذہن نشین کرائی جائے اور وہ اس قانون کو بدلوانے کی کوشش کریں۔ صغرسنی کی شادی کا قانون ہمارے خیال میں اتنا اہم نہ تھا جتنی اہمیت واقعات نے اس مسئلہ کو دیدی ہے لیکن افسوس ہے مسلمان علما نے اول الذکر قانون کی خرابیوں پر اتنا زیادہ زور دیا ہے کہ اس کا عشر عشیر بھی فسخ نکاح کے قانون کی تنسیخ پر نہیں دیا۔

ہم پھر علما اور مسلمان قانون ساز اصحاب کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہو وہ اس قانون کو بدلوانے کی کوشش کریں ورنہ یہ پرانا مرض جو اسلامی ہند کی نصف آبادی کو اندر ہی اندر ناسور بن کر کھائے چلا جا رہا ہے۔ اس قدر ہولناک نتائج کا موجب ہوگا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

ختم نبوت اور قادیان

چند روز سے قادیان سے یہ آواز بلند ہو رہی ہے کہ ۱۷ جون ۱۹۲۸ء کا دن مسلمان یوم خاتم النبیین کے طور پر منائیں اس دن جگہ جگہ لیکچر ہوں جن میں حضرت نبی کریم صلعم کے احسانات اور آپ کے فضائل کا تذکرہ ہو۔ ایسے لوگ جو اس قسم کے لیکچر دینا چاہیں ان کے نام طلب کئے گئے ہیں۔ تاکہ ان کو لیکچروں کا نمونہ بھیجا جا سکے۔ خود جماعت قادیان نے ہر شہر اور قصبہ میں اس قسم کے لیکچروں کا انتظام کیا ہے۔ اور "الفضل" نے اس تاریخ کو ایک خاتم النبیین نمبر شایع کرنے کا بھی اعلان کیا ہے

یہ تحریک اور اعلانات بجائے خود ہر طرح سے سزاوار تحسین ہیں اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسی تحریک میں حصہ لے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ جماعت جو خاتم النبیین کے بعد ایک اور نبی کا آنا مانکر ختم نبوت کا عملاً انکار کر چکی ہے، وہ جماعت جو تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر اعتقاداً ان سے مقاطعہ اعلان کر چکی ہے۔ اس کی طرف سے ایسے اعلانات کہاں تک خلوص اور نیک نیتی پر مبنی ہو سکتے ہیں کیا اس تحریک سے یہ سمجھا جائے کہ میاں محمود احمد صاحب حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کر چکے ہیں؟ کیا اب وہ اس بات کو مان چکے ہیں کہ نبوت اپنے تمام کمالات کے ساتھ آنحضرت صلعم پر ختم ہوگئی اور اب آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے نہ پرانا؟ کیا اب میاں محمود احمد صاحب ان تمام مسلمانوں کو جو مسیح موعود کی نبوت پر ایمان نہیں لاتے اعتقاداً مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنا یہ عقیدہ واپس لے لیا ہے کہ ایسے تمام مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟ اگر یہ تمام باتیں صحیح نہیں تو ہم نہیں سمجھتے کہ کس منہ سے جماعت قادیان عام مسلمانوں کو ختم نبوت پر لیکچر دینے کی دعوت دے رہی ہے۔ اور ان کی یہ دعوت کہاں تک خلوص نیت پر مبنی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کا مقصد سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ اس ذریعہ سے عام مسلمانوں میں اپنے متعلق ہمدردی اور ہردلعزیزی پیدا کی جائے۔ اور اس طرح سے ان سے آسانی سے چندے لئے جا سکیں۔ اگر یہی مقصد ہے تو ظاہر و باطن کے اس کھلے ہوئے افتراق پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ اس لئے کہ کسی مذہبی جماعت کے لئے ظاہر و باطن کو ابرے اور استر کی طرح رکھنا جائز اور مناسب نہیں۔ بلکہ اس کی حیثیت ململ کے تھان کی سی ہونی چاہیے جو دونوں طرف سے یکساں سپید ہوتا ہے۔ اور ہر قسم کے دھوکے فریب کے احتمال سے پاک۔

مسیحیت معرض خطر میں

قبل ازیں ان کالموں میں متعدد ایسے بیانات شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں انگلستان کے بعض مقتدر مسیحی حضرات نے کلیسائی معتقدات سے علانیہ بیزاری ظاہر کی ہے اس وقت ہمارے سامنے ایک اور اسی قسم کا اعلان ہے۔ جو ویلز کے ایک پادری ریورنڈ ڈی این ولیمز نے ایک پمفلٹ کی صورت میں کیا ہے۔ اور اس میں بعض مسیحی معتقدات (مثلاً تثلیث اور الوہیت مسیح) کو غیر معقول قرار دیتے ہوئے یہ صاف لکھا ہے کہ وہ اس قدر بیہودہ ہیں کہ کسی معقول پسند انسان کے حلق سے ہرگز نیچے نہیں اتر سکتے۔

"چرچ ٹائمز" نے جو انگلستان میں مسیحیت کا سب سے بڑا آرگن ہے۔ اس پمفلٹ کا ذکر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا ہے کہ بہت سے لوگوں نے جن میں پادری بھی شامل ہیں ان خیالات کی تائید کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:-

"ویلز کے ایک کنگریگیشنل کالج کے پرنسپل نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہمیں اس پمفلٹ کے لفظ لفظ سے اتفاق ہے۔ اور بہت سے پادری اس سے اتفاق رکھتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ صحیح ہے۔ حال ہی میں یہ خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ کنگریگیشنل جماعت نے تثلیث کے عقیدہ کو بحیثیت مجموعی اب کلی طور پر ترک کر دیا ہے کہ یونیٹیرین وموحدین کی جماعت کا علیحدہ فرقہ رہنا اب حق بجانب نہیں"

"چرچ ٹائمز" جیسے تثلیث پرست اخبار کے یہ الفاظ پکار پکار کر اس خطرہ کا اعلان کر رہے ہیں۔ جو مسیحیت یا کلیسائے مسیحیت کو اس وقت درپیش ہے۔ اور کوئی دن جاتا ہے۔ کہ یہ ارشاد نبوی کہ دجال خود بخود نمک کی طرح پگھل جائیگا ایک حقیقت مبرہنہ کا رنگ اختیار کر کے مسیح موعود کی صداقت کا ایک اور نشان بن جائے۔

عیسائیت اور اسلام

مسیحی رسالہ مسلم ورلڈ نے اعلان کیا ہے کہ مسٹر آر۔ ایف۔ ڈیل نامی ایک عیسائی نے "محرابے بائیوگرافی آف دی پرافٹ اینڈ مین" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی تھی۔ جس کا داخلہ برطانوی ہند میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض ناپاک اور ناواجب حملے کئے گئے ہیں "مسلم ورلڈ" نے اس ذیل میں "رنگیلا رسول" اور حرمت مذاہب کے نئے قانون کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں لکھا ہے کہ:-

"یہ ایک ایسی تحریک ہے جسے ہندوستان کے تمام مسیحی مشنوں کے کارکنوں کو نہایت گہری نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ اس بات کا خطرہ ہے کہ مبادا آزادی کے سلب ہو جانے سے نا انصافی واقع نہ ہو"

آزادی سے اگر یہ مراد ہے کہ دوسرے مذاہب کے پیشواؤں پر گندے الزامات لگائے جائیں تو ہمیں افسوس ہے کہ "مسلم ورلڈ" نے آریہ معاصرین کی طرح آزادی کا مفہوم بالکل غلط لیا ہے۔ کیا مذہب دنیا میں محبت واخلاق سکھانے آیا ہے یا دوسروں کا دل دکھانا اور جنگ کرانا اس کا مقصد ومدعا ہے؟ کیا مسیحی "تعلیم محبت" کا خلاصہ یہی ہے کہ دوسرے مذاہب کے متعلق غلط بیانیوں سے کام لیا جائے۔ اور ان پر گندے اتہامات لگائے جائیں اسلام نے ہمیشہ دوسرے مذاہب کا ذکر اچھے رنگ میں کیا ہے۔ اور عیسائیت کی تعریف بھی کی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس کے بالمقابل عیسائیوں نے آج اسکو بدنام کرنے اور برا بھلا کہنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ کاش حامیان مذاہب اس طریق عمل کے برے نتائج کو سمجھیں اور مذہب کے پاک نام کو ان سے آلودہ ہونے سے بچانے کی کوشش کریں۔

مس ملر کی شدھی

سر تکوجی راؤ سابق مہاراجہ اندور کی امریکن معشوقہ مس ملر کی شدھی پر ہندو اور بالخصوص آریہ پریس نے جس قدر خوشی کے شادیانے بجائے ہیں اخباربین حضرات ان سے ناواقف نہیں ہیں۔ اگرچہ یہ شدھی اپنی مخصوص کیفیات اور سر تکوجی راؤ اور مس ملر کے باہمی تعلقات کی وجہ سے چنداں قابل فخر نہ تھی۔ تاہم ہندو پریس نے یہ خیال کیا یا شاید ناواقف لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کرنا چاہا کہ ہندو مذہب آج بھی اس قدر معقولیت اپنے اندر رکھتا ہے کہ امریکہ جیسی مہذب سرزمین کے لوگ بھی اس کی تعلیم کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مس ملر کی گرویدگی کا حال تو اسی وقت کھل گیا تھا جب دوران شدھی میں اس نے پوتر شربت کو پینے سے اس نے صاف انکار کر دیا جو گائے کے پیشاب اور گوبر اور دودھ اور دہی پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور جسکے بغیر کوئی شدھی صحیح معنوں میں شدھی نہیں کہلا سکتی۔

اس کے بعد مس ملر شری شادیوی کا نام لے کر اپنے نوعروس دولہا کے ساتھ یورپ روانہ ہو گئیں۔ اور جونہی اس نے پیرس کی سرزمین پر قدم رکھا اخبارات کے نامہ نگاروں نے اسے چاروں طرف سے آگھیرا۔ اور نئے مذہب کی خوبیوں اور مسیحیت کے نقائص کے متعلق سوال پر سوال ہونے لگے اس بیچاری کو کیا معلوم کہ مذہب کس چیز کا نام ہے۔ ہندو مذہب کیا ہے اور مسیحیت کسے کہتے ہیں۔ اس سے تو مذہب عشق کا حال پوچھا جاتا۔ تو زیادہ موزوں تھا۔ تاہم اس نے یہ جواب دے کر اپنا پیچھا چھڑایا:-

"یہ نہ سمجھو کہ میں نے ہندو مذہب اختیار کر کے مسیحیت کو ترک کر دیا ہے۔ میں نے کبھی مسیحیت کو ترک نہیں کیا"

کیا اب بھی ہندو پریس مس ملر کی شدھی کا ذکر فخر کے ساتھ کرنے کی جرأت کرے گا؟ کیا "پرتاب" اور "ملاپ" اور سب سے بڑھ کر سوامی شردھانند کی ذریت بھی اپنے آپ کو مسیحی کہنے کے لئے تیار رہیں؟ اگر نہیں تو مس ملر کو کس ذیل میں شمار کریں گے؟

اس سے بھی بڑھ کر صدمہ اس نام نہاد شدھی کو اس بات سے پہنچا ہے کہ بنارس کے راسخ العقیدہ پنڈت یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ مس ملر کی شدھی ہندو مذہب کے اصولوں کے خلاف ہے اور ڈاکٹر ڈکر کوٹی اور ان کے پیروؤں نے اس کو شدھ کرنے میں سخت غلطی کا ارتکاب کیا ہے

کاش ہمارے آریہ معاصرین کی آنکھیں کھلیں اور کم از کم مذہب کے پاک نام کو بیجا فخر ومباہات اور بغض وتعصب کی آلائشوں سے ناپاک نہ ہونے دیں۔

تجرد کی وبا

گزشتہ مردم شماری کے اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں ۵۳ فیصدی مرد اور ۳۸ فیصدی سے زائد عورتیں بے نکاح اور کنواری تھیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جس قوم کا تقریباً نصف حصہ مجرد ہو اس کی تباہی وبربادی کے بہت سے اسباب پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مسلمان تعداد کے لحاظ سے ضرور ترقی کر رہے ہیں لیکن ان کی رفتار ترقی روز بروز کم ہو رہی ہے۔ اس وقت ۱۹۱۱ء اور ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے اعداد وشمار ہمارے پیش نظر ہیں۔ مسلمانوں نے ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۱ء تک ۶٫۷ فیصدی ترقی کی۔ اور ۱۹۱۱ء سے ۱۹۲۱ء تک صرف ۳٫۱ ترقی کر سکے۔ گو یا وہ تعداد کے لحاظ سے تنزل کی طرف جا رہے ہیں۔ اور اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو عنقریب ان کی اصل تعداد بھی گھٹنی شروع ہو جائے گی۔ جس کا ایک سبب مسلمانوں کا تجرد بھی ہے۔

اگر آپ مسلمانوں کے تجرد کے اسباب پر غور کریں گے تو آپ کو صاف معلوم ہو جائے گا کہ رسم ورواج کی پابندی، فیشن پرستی اور افلاس کی وجہ سے مسلمانوں کی نصف تعداد تجرد کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ آپ کو ہزاروں غریب اور سفید پوش گھرانوں میں ایسی بالغ لڑکیاں ملیں گی جو صرف اس لئے کنواری بیٹھی ہوئی ہیں۔ کہ ان کے والدین جہیز کا خاطر خواہ انتظام نہیں کر سکتے۔ یا ان کی برادری میں مناسب بر نہیں ملتا۔ آپ کو ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ایسے کنوارے مسلمان نوجوان مسلمان ملیں گے جو محض اس لئے اپنی کسی شریک زندگی کو حاصل نہیں کر سکے کہ وہ رسم ورواج کے مطابق زیورات اور کپڑوں کا انتظام نہیں کر سکتے اور فضول خرچی یا افلاس انکو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ موجودہ زمانہ کی فیشن ایبل بیوی کے اخراجات کو برداشت کر سکیں۔ آپ یقیناً ایسے اکثر گھرانوں سے واقف ہوں گے جن میں قابل شادی نوجوان ہوائیں موجود ہیں لیکن ان کے رشتہ دار محض رسم ورواج کے بت کے خوف سے یا اپنی "ناک" کی وجہ سے ان کی شادی نہیں کرتے۔

یہ تجرد کی وبا کوئی معمولی خطرہ نہیں جس کو ایک سرسری نظر ڈال کر ٹال دیا جائے۔ مسلمانوں کو اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ یہ ان کی زندگی و موت کا سوال ہے۔ اس وبا سے ایک تو مسلمانوں کی شرح پیدائش خوفناک طور پر کم ہو رہی ہے۔ دوسرے بداخلاقی کی لعنت ان پر مسلط ہو رہی ہے جو آج تک بیسیوں قوموں کی تباہی کا باعث ہو چکی ہے۔ اگر مسلمان رسم ورواج کی پابندی چھوڑ دیں۔ ذات پات کے اس بت کو جو ان کو اپنے ہندو بزرگوں سے ورثہ میں ملا ہے۔ توڑ دیں اور فضول خرچی کو ترک کر کے سادہ زندگی بسر کریں۔ تو چند سال میں یہ مصیبت دور ہو سکتی ہے۔ اگر مسلمانوں نے جلد اس طرف توجہ نہ کی تو اس سے ایسے نتائج پیدا ہوں گے جن کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں

سنگھٹنوں کی سینہ زوریاں

دہلی کا مشہور آریہ اخبار "تیج" اپنی ۲۰ جون کی اشاعت میں یوں رقمطراز ہے

"پٹنہ ۱۷ جون۔ گزشتہ عید کے موقع پر ہندوؤں کے ایک مجمع نے موضع سرسو ضلع دربھنگہ میں مسلمانوں کے گھروں کو لوٹا جس میں پانچ مسلمانوں کے چوٹیں آئیں۔ بعد کی خبر ہے کہ اس فساد کے موقع پر ایک مسلمان جاں بحق ہوا اور چار زخمی"

"فتح پور ۱۲ جون۔ اس جگہ یہ خبر پھیل گئی کہ ایک ہندو کے گھر کے نزدیک ایک گائے کی قربانی کی گئی فوراً تمام بازار میں ہڑتال ہو گئی۔ سب ڈویژنل آفیسر فوراً موقع پر پہنچ گئے۔ ہڑتال ابھی تک جاری ہے"

یہ خبریں ایک آریہ اخبار سے نقل کی گئی ہیں۔ جن کو یقیناً کافی قطع برید کے بعد شائع کیا ہو گا۔ تاہم ان کو تسلیم کئے لیتے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ آریہ سماجی اور سنگھٹنی ہندو مسلمانوں کو محض اس لئے لوٹ مار رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے ایک مذہبی فرض کو ادا کرنے کے لئے گائے کو کیوں ذبح کیا۔ یا ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ اس امر کے خلاف ہڑتالیں کر رہے ہیں۔ کہ ایک مسلمان نے اپنے گھر کی چار دیواری کے اندر چھپ کر گائے کیوں ذبح کر لی۔ گویا مسلمان اپنے گھروں کے اندر بھی ایک مذہبی فرض ادا کرنے کے لئے آزاد نہیں۔

تصویر کا دوسرا رخ

ایک طرف تو یہ موجب شاہی تشدد کہ مسلمانوں پر سڑکیں اور ان کے گھر تنگ کئے جا رہے ہیں کیونکہ گائے کے ذبح ہونے سے ہندوؤں کی مذہبیت کو ٹھیس لگتی ہے۔ اور دوسری طرف خود اس قدر آزادی سے کام لیا جاتا ہے کہ یہی اخبار "تیج" اسی اشاعت میں خبر دیتا ہے۔

"دربھنگہ میں ایک مسجد میں ایک سور پایا گیا جس کی وجہ سے لوگوں میں بڑی سنسنی پھیل گئی ہے۔ وہ سور ہندوؤں نے پھینکا تھا"

تصویر کے دونوں رخ دنیا کے سامنے ہیں۔ ایک طرف یہ مطالبہ کہ گھروں کے اندر گائے ذبح نہ کرو کیونکہ یہ ہماری ماتا ہے۔ دوسری طرف یہ شرمناک شرارتیں کہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں میں نجس چیزیں پھینکی جاتی ہیں کیا کوئی دنیا کا ایسا انصاف پسند آدمی ہے۔ جو ہندوؤں کی ان سینہ زوریوں پر جو وہ آریہ اور سنگھٹنی لیڈروں کی شہ پر کر رہے ہیں۔ اظہار ملامت نہ کرے گا۔ کیا ہندو اپنے اس افسوسناک طرز عمل پر مسلمانوں کو مکمل آزادی کی جدوجہد میں اشتراک عمل کی دعوت دیتے ہیں؟ ہندوؤں کو خوب اچھی طرح سے یاد رہے کہ آج وہ اپنے غلط رو لیڈروں کے فریب میں آ کر جو جی چاہے کر لیں۔ لیکن ان کی آنے والی نسلیں ان حرکات پر لعنت بھیجا کریں گی۔ کیونکہ گائے پرستی بھی شرک کی دوسری اقسام کی طرح اب چند روز کی مہمان ہے۔ اور دنیا کے سمجھدار انسان زیادہ دیر تک اس قسم کے شرک میں پڑ کر اپنی متاع انسانیت کو برباد نہیں کر سکتے۔

مقدسین قادیان کی حکمت عملی

کئی ہفتے سے اخبارات میں اس بات کا چرچا ہو رہا ہے کہ گزشتہ سال "رنگیلا رسول" ایجی ٹیشن کے سلسلے میں میاں محمود احمد صاحب نے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے دستخطوں سے جو ایک محضر نامہ تیار کرایا۔ وہ اصل مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا گیا بلکہ اس غرض سے گورنمنٹ کے پاس بھیجا گیا ہے۔ کہ قادیان کو ریلوے سٹیشن بنا دیا جائے تاکہ میاں صاحب کے مریدوں کو اپنے پیر تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ یہ ایک علیحدہ سوال ہے کہ مقدسین قادیان کی یہ حرکت کیسی ہے اس کے متعلق پھر کسی وقت اظہار خیال کیا جائے گا۔ دنیا اس حرکت کو خواہ کیسا ہی سمجھے لیکن میاں صاحب اور ان کے حواری اس کو ایک کامیاب حکمت عملی ہی کہیں گے۔

لیکن ہم حیران ہیں کہ اس بات کا اخبارات میں چرچا ہونے کے باوجود قادیانی پریس خاموش ہے۔ وہ تو معمولی اور بے حقیقت باتوں پر بھی لوگوں کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ جایا کرتا ہے۔ اس کی یہ خاموشی اس بات کا یقین دلاتی ہے کہ دال میں کچھ ضرور کالا ہے۔

کیا ہم معاصر "الفضل" سے امید کر سکتے ہیں کہ وہ اس امر پر کچھ روشنی ڈالے گا؟

قرآن اور حاملان قرآن کے احسانات

سائنس و ادبیات عالم پر

(از مشتہ ملک غلام فرید صاحب)

یورپ میں حقیقی نشاۃ ثانیہ عربوں اور مور وں کی علوم نوازی کے زیر اثر وقوع پذیر ہوئی۔ نہ کہ پندرہویں صدی کے ماتحت یورپ ایک طفل نوزاد تھا اور اس کا گہوارہ ہسپانیہ تھا۔ نہ کہ اطالیہ۔ بربریت میں متواتر ڈوبتے ڈوبتے یورپ جہالت و ادبار کی تاریک ترین گہرائیوں تک جا پہنچا تھا۔ بحالیکہ مشرقی دنیا کے بلاد قاہرہ اور بغداد قرطبہ اور طالو تہذیب اور علمی سرگرمی کے مرجع و منبع تھے۔ وہ نئی روح جس نے آئندہ ارتقائے انسانی کے ایک نئے قالب میں جلوہ گر ہونا تھا۔ یہیں سے پھونکی گئی۔ جس دن سے کہ مسلمانوں کا ذوق علمی عالم شہود میں آیا۔ ایک نئی زندگی کے آثار نمودار ہونے لگے

(از کتاب تکلیل انسانیت)

مدینۃ الرسول میں علم و عرفان کے چشمے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تحصیل علم کو مسلمانوں کا مقدس فرض قرار دیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ”جو طلب علم میں اپنا گھر بار چھوڑتا ہے وہ خدا کی راہ میں چلتا ہے“ آقا کا یہ فرمانا تھا کہ خدام کے قلوب تمنائے علم سے گرما گئے اور ہم دیکھتے ہیں کہ باوصف ان زلازل کے جو آغاز خلافت میں عرب قوم پر وارد ہوئے۔ اسلام کے دارالحکومت میں ابتداءً بھی علوم و فنون کی طرف سے کوئی بے اعتنائی نہیں برتی گئی۔

حضرت علیؓ اور آپ کے بنی عم حضرت ابن عباسؓ علم شعر، صرف و نحو تاریخ و ریاضی پر مجمع عام میں تقاریر فرمائیں اور دیگر اصحاب فن قراءت و ترتیل کے استاد ہے۔

فلسفہ و طب کی درس گاہیں جو نسطوریوں نے اڈلیسہ و نصیبین میں قائم کی تھیں۔ سنین ہجری کی ابتدائی دہائیوں ہی میں ٹوٹ چکی تھیں۔ پس وہاں کے حکما متعلمین نے مدینہ کی راہ لی۔ مدینۃ الرسول میں ہر قسم کے دل و دماغ مجتمع تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں میں تحصیل سائنس و ادبیات کی ایک لہر پیدا کر دی۔ اور طلب علم کی ایک غیر معمولی رو مدینہ سے جانب دمشق نکلی جہاں صرف نحو اور علم اللسان کا شغف در پیش رہتا۔ فلسفہ یونان و دیگر علوم کی تدریس ہوتی۔ تالیفات ارسطو، جالینوس و بطلیموس کے تراجم کئے جاتے اور مشہور مصنف خالد بن یزید نے الکیمیا پر کتابیں لکھیں۔

تاہم دوسری صدی میں جاکر علمی اور ادبی سرگرمیاں پورے طور پر مسلمانوں میں شروع ہوئیں۔ اور اس کی خاص وجہ محرک عربوں کا شہروں میں سکونت پذیر ہونا تھا۔

وادی فرات میں علوم و فنون کی شادابی

فرات کی سرسبز و زرخیز وادی جو مغربی ایشیا کے دو بڑے دریاؤں سے سیراب ہوتی ہے۔ قدیم الایام سے قیام گاہ سلطنت اور مرکز علم چلی آتی ہے اسی علاقہ میں بابلی اور سلجوقی خاندان کے بعد دیگرے اٹھے۔ یہیں لب دجلہ بغداد کی بنا ڈالی گئی۔ جو صدیوں اسلام کا دارالحکومت رہا ہے۔ تیور صاحب کا قول ہے۔ کہ اس شہر میں ہر حصہ دنیا کے عالم و عاقل آکر جمع ہوتے تھے۔ اسی شہر میں علم بلاغت، شعر، قانون اور نیز طب، سائنس، موسیقی اور دیگر فنون کی سلاطین عباسیہ شاہانہ اور مربیانہ قدر دانی فرماتے تھے۔ اسی بستی میں قرآن شریف کے پہلو بہ پہلو فلسفہ قدیم، سائنس، ریاضی اور تصانیف جالینوس۔ ڈائکورائیڈس ارسطاطالیس و بطلیموس کا سیر و مطالعہ ہوتا تھا۔ ایسے وقت میں جب عیسوی یورپ جہالت و بربریت کی تاریکی میں سرگردان تھا۔ اور غالی عیسویت سائنس و فلسفہ کا قلع قمع کر رہی تھی۔

ہندوستان اور چین مدت مدید سے خواب غفلت میں پڑے سو رہے تھے۔ اور شرقین کے ایک طرف جاں طلب یونان و روما کے بے بہا خزائن تھے اور دوسری طرف ایران کے زر و جواہر۔ پس انہی کے لئے مقدر میں مقرر تھا کہ وہ اپنی ہمہ گیر ذہانت اور مرکزی حالت کے باعث نوع انسانی کے استاد بنیں۔ مشرق میں بغداد اور مغرب میں قرطبہ دو بڑے مرکز تھے۔ جہاں سے انہوں نے دنیا کے دور ترین کناروں کو نور علم سے منور کر دیا۔

عباسیوں کا عہد ایجادات و اختراعات

علماء و فضلاء جو عباسیوں کے زمانہ میں رونق افروز ہوئے ان کا ذکر کئی مجلدات چاہتا ہے۔ سہل اور احمد بن محمد نہاوندی عرب کے نہایت قدیم منجموں میں سے ہیں۔ انہوں نے منصور کا زمانہ سلطنت پایا۔ احمد نے اپنے ذاتی مشاہدات کی بنا پر نجوم کا ایک نقشہ تیار کیا۔ جس کا نام ”المستعمل“ ہے جو یونانیوں اور ہندیوں کی معلومات میں ایک یقینی اضافہ تھا۔ منصور کے زیر سایہ المجبلی موئلفہ بطلیموس کا دوبارہ ترجمہ ہوا۔ اور مشہور منجموں یحیٰی بن ابی منصور اور خالد بن عبد الملک نے ”نقشہ جات آزمودہ“ تیار کئے۔ ان کے مشاہدات خط معتدل النہار، کسوف خسوف، ظاہر ذو ذنابہ اور دیگر تغیرات سماوی سے متعلق تھا۔ نہایت بیش بہا اور علم انسانی میں معتدبہ اضافہ کرنے والے۔

الکندی نے مختلف مضامین مثل حساب، فلسفہ، ساوت، علم شہاب ثاقب، علم بصر اور طب پر قریب دو سو کے کتب لکھیں۔ ابو معشر نے تغیرات سماوی کے مطالعہ کو اپنے لئے مخصوص کیا۔ اور کتاب زیج ابی معشر ہمیشہ علم نجوم کا ایک خاص ماخذ رہی ہے۔

موسیٰ ابن شاکر کے بیٹوں کے انکشافات جو سورج اور دیگر اجرام سماوی کی اوسط حرکت معلوم کرنے سے متعلق ہیں، یورپ کے تازہ ترین انکشافات کے لگ بھگ ٹھیک ہیں۔

ابوالحسن نے دوربین ایجاد کی۔ البطانی کا نجوم دانوں میں بڑا درجہ ہے، اسے شرقیین کا بطلیموس کہتے ہیں۔ اس کے نقشہ جات نجوم صدیوں یورپ میں علم نجوم کی بنیادی عمارت رہے ہیں۔ تاریخ علم ریاضی میں وہ بحیثیت جیب مستوی اور تمام الجیب کا مخترع ہونے کے نہایت مشہور ہے

صرف عباسی ہی علم و ہنر کے دلدادہ نہ تھے بلکہ اوروں کے زیر سایہ بھی طبیبوں، ریاضی دانوں اور اہل نجوم کی ایک جماعت نے ترقی پائی۔ الکوہی کے انکشافات رہین ابجدی گرمائی و خط معتدل النہار خزانی نے انسانی ذخیرہ علم میں بیش قدر اضافہ کیا۔ نجوم اور علم مثلث میں داخل کیا اور بطلیموس کے نامکمل نظریہ قمری کو ترقی دی۔

بنی فاطمہ کا فیضان علم و حکمت

ادھر مصر میں بنی فاطمہ کے زیر سایہ قاہرہ علم و حکمت کا ایک نیا مرکز بن گیا۔ ابن یونس کے حالات سے اس ذہنی سرگرمی کا پتہ چلتا ہے جو قاہرہ کے اندر ہر شعبۂ علم میں برسرکار تھی۔ وہ اپنے زمانہ کے ممتاز ترین ہستیوں میں سے تھا۔ شاقول اور اس کی تھرتھراہٹ سے وقت کا اندازہ لگانا اسی کی ایجاد ہے۔ ابن یونس بباعث اپنی کتاب عظیم ”زیج الاکبر الحکیمی“ کے مشہور ہے۔ جسے اہل یونان و ایران اور اہل چین اور منگولوں نے بطور خود شائع کیا۔ ابن یونس کے انکشافات کو ابن النبدی (؟) الحزین نے جاری رکھا۔ موخر الذکر کی شہرت کا باعث اس کا انکشاف ”انعکاس فضائی“ ہے۔ وہ ایک ممتاز عالم بصر و مہندس تھا۔ بصارت کی اصلیت کے متعلق یونانیوں کے غلط خیالات کا اسی نے ازالہ کیا اور پہلی بار اسی نے ثابت کیا۔ کہ روشنی کی شعاعیں بیرونی اشیاء سے آکر آنکھوں پر پڑتی ہیں۔ آنکھ سے نکل کر بیرونی اشیا سے نہیں ٹکراتیں پردۂ چشم کو اس نے بصارت کا مرکز قرار دیا۔ اور ثابت کیا کہ جو اثرات اس پر پڑتے ہیں وہ براستہ اعصاب چشم دماغ تک لے جائے جاتے ہیں۔ (حمایت اسلام)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی بر بخیر و عافیت ہیں اور خدمات دینیہ میں ہمہ تن مصروف۔

—— ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ۶ رمئی کو کوہ مری تشریف لے گئے ہیں۔

—— مسلم ہائی سکول کا امتحان انٹرنس کا نتیجہ اس سال بھی تسلی بخش رہا چالیس طلباء میں سے ۱۲۔ پاس ہوئے ہیں۔ تین فسٹ ڈویژن میں۔ ۱۲ سکنڈ ڈویژن میں اور ۲ تھرڈ ڈویژن میں۔ ابھی ایس ایل سی کا نتیجہ باقی ہے۔ دوسرے سکولوں کے نتائج اور ممتحنین کے معیار سختی کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ نتائج چنداں برے نہیں۔ امید ہے آئندہ سال سکول کی گزشتہ روایات کے مطابق اس سے زیادہ شاندار نتائج پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

—— گجرات سے حافظ محمد حسین صاحب بوٹ ساز اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں کی جماعت نے نماز جمعہ حافظ محمد حسن صاحب وکیل کے مکان پر پڑھنا شروع کر دی ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ میرے چھوٹے بھائی مسمے علی محمد موٹر ڈرائیور کی اہلیہ جس کی حال ہی میں شادی ہوئی ہے بعارضہ چیچک چند یوم بیمار رہ کر فوت ہو گئی مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

—— ڈاکٹر حکیم مولوی عبد الحکیم صاحب قصبہ گھڑیالہ کلاں کے ہاتھ پر ایک عیسائی خاندان مسلمان ہوا۔ ان کا نام بیعت کنندگان کے رجسٹر میں لکھا جائے۔ اور ... [illegible]

ہندو تہذیب کا ایک نہایت شاندار نظارہ

پہاڑی ہندوؤں کے عجیب رسوم

بھونڈہ کھڑان واقع رامپور بشہر میں زمیدہ یک جس کو پہاڑی زبان میں بھونڈہ کہتے ہیں۔ اس میں تقریباً دو سو بکرے ذبح کئے گئے اور چالیس ہزار روپیہ خرچ ہوا۔

دام مارگی زمانہ سے پہاڑوں میں یہ رسم رائج تھی۔ مگر اب صرف رامپور بشہر اور رام پور تحصیل میں رہ گئی۔ ایک آدمی جس کو تبلی کہتے ہیں آسوج کے مہینے سے ایک رسہ تیار کر رہا تھا۔ جس کی لمبائی ۲۰۰ ہاتھ اور گولائی ۱۲ انچ ہے اس سمہ[1] میں کھڑان والے اس کو ہر پرکار[2] کھانے پینے کو دیتے رہے جیت سمت ۸۵ میں میلن کے دیوتا نے کھڑان میں جاکر وہاں کے دیوتا کی ہون کنڈ کو کھولا۔ اور اس وقت سے لے کر ۱۲ جیٹھ تک ہون روزمرہ ہوتا رہا۔ ہر تیسرے روز ہون کنڈ کے پاس ایک بکرا ذبح کیا جاتا تھا۔ جس کی کلیجی کی ہر روز پورن آہوتی دی جاتی تھی۔ پجاری کو ہر ہفتہ ایک بکرا کھانے کو دیا جاتا تھا۔ ۱۷ رمئی کو شری مہاراج پدم سنگھ صاحب والی بشہر ٹھاکر کنبی کھڑان تشریف لے گئے۔ اور وزیر اعظم ریاست کھار سین ۲۲ رمئی کو تشریف لائے اور مہاراجہ صاحب بشہر کے پہنچنے پر دیوتہ کھڑان اور عملہ کارروائی نے جملہ دیوتاؤں اور کارروائی کا استقبال باقاعدہ کیا۔ جس کو پہاڑی میں چھڑجنی کہتے ہیں۔ ۲۳ رمئی کو شکستہ بھیر یعنی پرکیان[3] کی گئی جس میں ۴۰ آدمی سر لارہے تھے۔ جس کو پہاڑی میں ٹھیا کہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے خسارہ میں سمہ سے سارے ہوئے تھے۔ پرکیان کے اندر کئی بکرے مارے اور دو ایک آدمیوں نے ان کا تازہ تازہ خون پیا۔ دیوتہ کے مندر کی چھت پر بھی ۳ بکرے ذبح کئے گئے۔

۲۳ رمئی کو رسہ کو جسکو بتو کہتے ہیں جو رات کو پانی میں رکھا گیا تھا اور صبح باہر نکالا۔ اور ایک بتی برتا۔ براہمنوں نے اس کی پوجا کی اور تقریباً ۲۰۰ آدمی اس کو کھینچکر اوپر کی پہاڑی پر لے گئے۔ باندھنے کے بعد جب نچلی طرف تھاموں سے باندھ رہے تھے۔ جس میں کہ پجاریوں کو تین گھنٹہ تک سخت محنت کرنی پڑی تھی۔ رسہ بیچ میں سے ٹوٹ گیا۔ صرف رسم کو پورا کرنے کے لئے اس آدمی کو کھڈ کے آرپار سے گزارا گیا۔ (فتح)

---

[1] سمہ:- وقت [2] ہر پرکار:- ہر طرح سے۔
[?] ہون کنڈ:- ایک کونڈے نما برتن جس میں آگ جلا کر ہندو اپنے مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں۔
[3] پرکیان:- ایک رسم کا نام

مسلمان نوجوانوں کیلئے نادر موقعہ

سرکاری کارخانہ پارچہ بافی شاہدرہ میں کپڑا بننے کی تعلیم

محکمہ صنعت و حرفت پنجاب ایسے اشخاص سے درخواستیں طلب کرتا ہے جو سرکاری کارخانہ پارچہ بافی (گورنمنٹ ڈیمونسٹریشن ویونگ فیکٹری) شاہدرہ میں بجلی سے چلنے والی کھڈیوں پر کپڑے بننے کا فن سیکھنے کے خواہشمند ہوں۔

جماعتیں تین ہونگی اور صرف ان لڑکوں کو داخل کیا جائے گا جن میں وہ قابلیتیں ہوں گی جن کی ذیل میں ہر جماعت کے آگے تشریح کی گئی ہے۔

جماعت الف:- یونیورسٹی پنجاب کے گریجویٹ ہوں۔ یا جنہوں نے کسی مسلمہ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ سے ویونگ (کپڑا بننے) کے امتحان میں لائسنس حاصل کیا ہو۔

جماعت ب:- جنہوں نے یونیورسٹی پنجاب کا میٹرکولیشن اور سکول لیونگ سارٹیفکیٹ کا امتحان یا انڈسٹریل ویونگ سکولوں کا آخری امتحان پاس کیا ہو۔

جماعت ج:- ایسے کاریگر جن کا تعلق صنعت پارچہ بافی سے رہا ہو۔

نصاب کی میعاد:- الف اور ب جماعتوں کے لئے دو سال یا اس سے زیادہ۔ جماعت ج کے لئے ایک سال یا اس سے زیادہ۔

وظائف:- منتخب طلبہ کو مندرجہ ذیل شرحوں پر وظائف دیئے جائیں گے جماعت الف۔ ۳۰ روپے ماہوار۔ جماعت ب ۱۵ روپیہ ماہوار۔ جماعت ج۔ ۲۰ روپے ماہوار۔ طلبہ کی عمر ۱۶ سال سے کم نہ ہونی چاہئے۔ تمام درخواستیں ویونگ سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ ڈیمونسٹریشن ویونگ فیکٹری شاہدرہ کی خدمت میں ۲۰ رجون سے پہلے پہنچ جانی چاہئیں۔ (از محکمہ اطلاعات پنجاب)

مذاکرہ علمیہ

انشاء اللہ کہنے کا مقصد کیا ہے؟

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

سوال ۔ ولا تقولن لشیٔ انی فاعل ذالک غدا (کہف) اس جملہ معترضہ کے درمیان میں لانے کا کیا مطلب ہے ۔ اور اس کا ماقبل و مابعد سے کیا ربط؟

صداقت کو منوانے کا طریق

جواب ۔ کسی صداقت کو منوانے کا بہترین طریق یہ ہوا کرتا ہے کہ پہلے کچھ اصول منوا لئے جائیں ۔ جب مخاطب اصول کو سمجھ لیتا ہے اور تسلیم کر لیتا ہے تو پھر جو بات بھی اصول کے مطابق اسے نظر آئے گی اسے اس کے ماننے میں کچھ تامل نہ ہوگا ۔ مثلاً ابن مریم کے نزول کے متعلق اگر ہم مخاطب کو پہلے یہ منوالیں کہ جو مر جاتا ہے وہ دنیا میں واپس نہیں آتا اور اگر کسی گزشتہ متوفی شخص کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ آگیا ہے یا آنے والا ہے تو اس سے مراد سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ کسی اور شخص کو مجازاً اس شخص متوفی کا نام دیا گیا ہے ۔ مثلاً میں کہوں کہ لوگ اسٹیشن پر رستم پہلوان کے استقبال کے لئے جمع ہیں تو ظاہر ہے کہ لوگ اس سے یہی سمجھیں گے کہ کسی پہلوان کو رستم کا نام مجازاً دیا گیا ہے ۔ وجہ یہ کہ لوگوں کو یہ مسلم ہے کہ اصلی رستم مر چکا اور مرے ہوئے واپس نہیں آتے ۔ اسی طرح جب ہم اس اصول کو ابن مریم کی آمد پر لگائیں گے اور قرآن سے ثابت کر دکھائیں گے ۔ کہ اصلی ابن مریم مر چکا تو پھر ہمیں سوائے اس کے چارہ نہیں کہ تسلیم کریں کہ آنے والے موعود کو ابن مریم کا نام مجازی طور پر بوجہ کسی مماثلت اور مشابہت کے دیا گیا ہے ۔ کیونکہ جو مر گیا وہ واپس نہیں آتا ۔ قرآن نے اس طریق کو بہت کثرت سے لیا ہے ۔ وہ ہمیشہ پہلے تمہید میں ایک اصول کو منوا لیتا ہے ۔ پھر امر متنازعہ فیہ کو لا کر اس اصول کے مقابلہ میں رکھتا ہے ۔ اس وقت مخاطب کو اس اصول مسلمہ کے ماتحت سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں رہتا کہ امر متنازعہ فیہ کی صداقت کو تسلیم کرے ۔ گویا وہ بات دل میں اتر جاتی ہے ۔

سورہ کہف میں غلبہ اسلام کی پیشگوئی

سورۂ کہف میں عیسائیت کے ابتدائی زمانہ کا ذکر ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح ابتدا میں اس مذہب کے پیروجان کے خوف سے غاروں میں چھپتے پھرتے تھے ۔ لیکن آخر کار اس قوم نے بڑا عظیم الشان دنیوی عروج حاصل کر لیا ۔ اور ان کا ضعف قوت سے بدل گیا ۔ فرمایا اسی طرح اے محمد رسول اللہ (صلعم) تو بھی جو اس وقت ضعف کی حالت میں ہے اور تجھے بھی اپنی جان بچانے کی خاطر غار میں پناہ لینی پڑے گی ۔ آخر کار قوت حاصل کرے گا ۔ مگر عیسائیوں کا ضعف تو تین سو سال میں قوت سے بدلا تھا ۔ مگر تیرا ضعف بہت جلد قوت سے بدل جائے گا ۔ فرمایا یہ ایک پیشین گوئی ہے جو خدائے علیم و قدیر کی طرف سے ہے ۔ انسان کے علم اور قدرت کی تو یہ حالت ہے کہ وہ ایک بات کل کے متعلق کہتا ہے اور اگر خدا کی مرضی نہ ہو تو وہ پوری نہیں ہوتی ۔ ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں کہ بڑے بڑے بادشاہ ایک امر کے متعلق ارادہ کرتے ہیں کہ کل کریں گے لیکن جب تک خدا کی مرضی نہ ہو وہ پوری نہیں ہوتی ۔

اس پیشگوئی کا پورا ہونا اسے وحی ثابت کرتا ہے

پس جب انسان کے علم اور قدرت کی یہ حالت ہے کہ بڑی سے بڑی قوت کا انسان بھی کل کے متعلق نہیں کہہ سکتا کہ میں فلاں کام کل کر لونگا ۔ تو ایک ایسا انسان جو نہایت کمزور حالت میں ہو ۔ نہ روپیہ ہو ۔ نہ لشکر ۔ نہ قوت ہو نہ سلطنت ۔ اور چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہوں اور بڑی بڑی قومیں اور سلطنتیں اس کے مٹانے کے درپے ہوں اگر نہایت تحدی سے دنیا کے سامنے یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ باوجود اپنے ضعف اور دشمنوں کی طاقت کے بہت جلد کامیابی اور قوت حاصل کرے گا ۔ اور واقعات عالم یہ ثابت کر دیں کہ حرف بحرف یہ تحدی بھرا اعلان پورا ہوا ۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اس پیشگوئی کو نہ ٹال سکی تو پھر صاف نظر آئے گا کہ یہ تحدی اور یہ اعلان واقعی وحی الٰہی پر مبنی تھا ۔ ورنہ ایک کمزور انسان تو کل کی نسبت بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں فلاں کام ضرور کرونگا ۔ ممکن ہے وہ خود مر جائے یا جیتا رہے تو ایسے اسباب ہی جمع نہ ہوں جس سے وہ کام ہو سکے ۔ ایسے واقعات ہم روزمرہ کے تجربے میں صدہا دیکھتے ہیں تو پھر ہو جائیگا ایک ایسا امر جو سالہا سال کے بعد ظہور پذیر ہوتا ہے اور جس کے روکنے کے لئے دنیا کی قوتیں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں ۔ مگر ٹال نہ سکیں ۔ تو کون عقلمند ہے جس کی گردن اس پیشگوئی کی عظمت اور صداقت کے آگے جھک نہیں جائیگی

ایفائے وعدہ مشیت ایزدی پر منحصر ہے

ولا تقولن لشیٔ انی فاعل ذالک غدا الا ان یشاء اللہ واذکر ربک اذا نسیت وقل عسٰی ان یھدین ربی لاقرب من ھذا رشدا ۔

(کسی امر کی بابت یہ نہ کہو کہ میں یہ کام کل ضرور کرونگا ۔ لیکن اگر اللہ چاہے اور اپنے رب کو یاد کر لیا کر جب بھول جائے اور کہدے کہ عجب نہیں کہ میرا رب مجھے اس سے بھی زیادہ نزدیک کامیابی کی راہ دکھائے گا ۔)

پہلے تمہید اٹھائی ہے کہ کسی امر کے لئے یہ نہ کہا کرو کہ میں یہ کام کل ضرور کرونگا مگر اس کے ساتھ انشاء اللہ کہہ لیا کرو ۔ یعنی خدا کی مشیت کی شرط کو مدنظر رکھ کر آئندہ کے لئے کوئی وعدہ کیا کرو ۔ وجہ یہ کہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا ۔ اور جس امر کا وہ وعدہ کر رہا ہے وہ کل پورا کر سکے گا یا نہیں ۔ ہاں اگر خدا کی بھی مشیت وہی ہو تو پھر وہ کام ہو جاتا ہے ۔ اور اگر نہ ہو تو وہ کام کسی صورت میں بھی نہیں ہوتا ۔ پس ایک مومن اور عارف کی یہ شان ہے کہ وعدہ کرتے وقت وہ ہمیشہ اس امر کو ملحوظ رکھے کہ خدا کی مشیت کے ساتھ ہی اس کا وعدہ ایفا ہو سکتا ہے ۔ ورنہ نہیں ۔ کیونکہ مستقبل کے واقعات پردۂ غیب میں ہوتے ہیں ۔ اور انسان کا علم اور قدرت اس قدر ناقص ہے کہ وہ اپنے علم اور اپنی قوت کے بھروسہ پر آئندہ کے متعلق کوئی وعدہ نہیں کر سکتا ۔ پھر اس پر اس قدر زور دیا کہ فرمایا اگر یہ امر وعدے کے وقت ملحوظ نہ رہے تو اس کی اصلاح بعد میں کر لیا کرو ۔ اور انشاء اللہ بعد میں کہہ لیا کرو ۔ یا اپنے رب کے حضور میں استغفار اور دعا سے اس کی تلافی کر لیا کرو ۔

اکیس برس میں عرب پر اسلامی سلطنت قائم ہو گئی

تمہید میں اس اصول کو قائم کر کے کہ انسان کا علم اور قوت اس قدر ناقص ہے کہ وہ کل کی نسبت بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ یہ کام ضرور کرے گا جب تک خدا کی مشیت ساتھ نہ ہو ۔ پھر اصل پیشگوئی بیان کی اور دنیا کے سامنے اعلان کیا کہ جس طرح عیسائیوں کا ضعف آخر کار قوت سے بدل گیا ۔ اسی طرح اے محمد رسول اللہ کہدے کہ میرا ضعف بھی قوت سے بدل جائیگا ۔ لیکن ان کا ضعف تو تین سو برس میں قوت سے بدلا تھا ۔ مگر میرا رب مجھے ان کی نسبت بہت جلد کامیابی عطا فرمائے گا ۔ اور میرے ضعف کو قوت سے بدل دے گا ۔ ایسا ہی ہوا ۔ چنانچہ اکیس برس کے عرصہ میں یہ ضعف قوت سے بدل گیا ۔ اور تمام عرب پر اسلامی سلطنت قائم ہو گئی واقعات کی یہ شہادت کس قدر زبردست ہے کون کہہ سکتا ہے کہ کل کیا ہوگا ۔ اور جو میں آج کہہ رہا ہوں وہ کل پورا بھی ہوگا یا نہیں ۔ مگر وہ باتیں جو نہایت ضعف کی حالت میں کہی گئی تھیں وہ سالہا سال کے بعد کس صفائی سے پوری ہوئیں اور اسلام کا ضعف کس سرعت کے ساتھ قوت سے بدل گیا ۔ چونکہ یہ وہ باتیں تھیں جو خدا کے منہ سے نکلی تھیں اس لئے اٹل تھیں ورنہ کمزور انسان نہ یہ باتیں کہہ سکتا ہے نہ پوری کر سکتا ہے خصوصاً جبکہ حالات سخت ناموافق ہوں

معلومات

سبق آموز اعداد و شمار

ہندوستان میں چودہ صوبے ہیں اور ۶۷۷ ریاستیں ہیں ۔ ہندوستان کی ۹/۱۰ آبادی دیہات میں رہتی ہے ۔ بنگال میں شہری آبادی کا تناسب صرف ۶ فیصدی ہے ۔ ہندوستان کے تمام دیہات کی تعداد کم و بیش سات لاکھ ہے ۔

مسیحی مشنریوں کا تعلیمی سلسلہ

مسیحی مشنریوں کے اعداد و شمار زیادہ تفصیل سے ملتے ہیں ۔ اس لئے ان کا درج کرنا امید ہے کہ ضرور سبق آموز ثابت ہوگا ۔

مسیحی مشنریاں	تبلیغی مراکز	مبلغ
۱۶۷	۱۲۴۰	۷۲۱۸
ٹریننگ کالج برائے تعلیم تبلیغ		گرجاؤں کے پادری
۶۱		۱۸۷۷۹
مذہبی اخبارات مختلف زبانوں میں		پریس
۹۹		۴۲
سنڈے سکول	ہائی سکول	کالج
۸۲۰	۶۱۰	۵۰
زراعتی اسکول	صنعتی سکول	تعداد طلباء
۹۸	۱۷۰	۱۰۶۰۰۰۰ لاکھ
اساتذہ	ہسپتال	ڈاکٹر اور نرسیں
۴۸۰۴۴	۴۰۸	۱۵۹۰

ہندوستانی آبادی بلحاظ مذاہب

مذہب	۱۹۰۱ء	۱۹۱۱ء	۱۹۲۱ء
برہمن	۲۰۷۰۵۰۵۵۷	۲۱۷۳۳۷۹۴۳	۲۱۶۳۶۰۶۲۰
بدھ	۹۴۷۶۷۵۹	۱۰۷۲۱۴۵۳	۱۱۵۷۱۲۶۸
مسلمان	۶۲۴۵۸۰۷۷	۶۶۶۴۷۲۹۹	۶۸۷۳۵۲۳۳
سکھ	۲۱۹۵۳۳۹	۳۰۱۴۴۶۶	۳۲۳۸۸۰۳
آریہ سماجی	۹۲۴۱۹	۲۴۳۴۴۵	۴۶۷۵۷۸
برہمو سماجی	۴۰۵۰	۵۵۰۴	۶۳۸۸
جین	۱۳۳۴۱۴۸	۱۲۴۸۱۸۲	۱۱۷۸۵۹۶
پارسی	۹۴۱۹۰	۱۰۰۰۹۶	۱۰۱۷۷۸
عیسائی	۲۹۲۳۲۴۱	۳۸۷۶۲۰۳	۴۷۵۴۰۶۴
یہودی	۱۸۲۲۸	۲۰۹۸۰	۲۱۷۷۸
عناصر پرست	۸۵۸۴۱۴۸	۱۰۲۹۵۱۶۸	۹۷۷۴۶۱۱
بقیہ مذاہب	۱۳۹۹۰۰۰	۳۷۱۰۱	۱۸۰۰۴ [illegible]

ہندوستان

— پٹنہ ۱۳ر جون ۔ گیا میں عید کے موقع پر فساد ہو گیا لیکن پولیس نے فوراً حالات پر قابو پا لیا۔

— پٹنہ ۱۳ر جون ۔ عید کے موقع پر موضع سرسوہ ضلع دربھنگہ میں فساد ہو گیا۔ ہندوؤں نے بلا وجہ مسلمانوں کے گھروں کو لوٹا۔ چار مسلمان زخمی اور ایک شہید ہوا۔

— دربھنگہ کی ایک مسجد میں ہندوؤں نے سور پھینک دیا جس سے مسلمانوں میں بہت سنسنی پھیل گئی۔

— موضع رامپور ضلع سہارنپور میں گزشتہ ہفتہ ایک طوفان باد آیا اس کی وجہ سے گاؤں کو آگ لگ گئی گاؤں کا ½ حصہ بالکل جل گیا۔ تین سو مکانات آگ کی نذر ہو گئے۔ نو آدمی اور بیس جانور آگ میں بھس گئے نقصان کا اندازہ تیس ہزار روپے ہے۔

— خان بہادر سردار لیاقت حیات خاں ہوم منسٹر پٹیالہ کو نواب کا خطاب ملا۔

— مسٹر ایچ اے غزنوی ممبر کونسل بنگال سر ہو گئے۔

— پنجاب کے کاشتکاروں کے قرضہ کا اندازہ تقریباً نوے کروڑ روپیہ کیا جاتا ہے جس پر انہیں تقریباً پندرہ کروڑ روپیہ سالانہ سود ادا کرنا پڑتا ہے حالانکہ سرکاری لگان صرف تین کروڑ روپیہ سالانہ ہے۔

— چند روز ہوئے حضور نظام نے حکم دیا ہے۔ کہ حیدر آباد شہر میں جتنی نادار اور بے کس بیوائیں ہیں ان کو بلا لحاظ مذہب و ملت عمر بھر کے لئے ماہوار پنشن دی جائے۔ پولیس مستحق بیواؤں کی فہرست مرتب کر رہی ہے۔

"پیغام صلح": ۔ یہ حضور نظام کے "تعصب" اور ریاست حیدر آباد دکن کی "بد انتظامی" کا ایک تازہ ثبوت ہے۔ سوامی رامانند اور اخبار "تیج" نوٹ کر لیں۔

— جناب وائسرائے کا ماہ نومبر میں برما کا دورہ کرنے کا ارادہ ہے

— جنگ پورہ و متصل نئی دہلی کے فساد کے سلسلہ میں ۷ ہندو گرفتار کئے گئے۔

ہندو دنیا

— کرنال میں ایک عیسائی خاندان کو شدھ کیا گیا۔

— کرنال کا شردھانند اناتھ آلیہ (یتیم خانہ) روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

— آریہ سماج بریلی کا سالانہ جلسہ ۲۴ر مئی کو نہایت کامیابی سے ہوا جلسہ میں ایک مسلمان کو شدھ کیا گیا۔

— سرحد کے ہندو اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے پشاور سے ایک سہ روزہ ہندو اخبار "سرحدی ہندو" کے نام سے عنقریب جاری کرنے والے ہیں۔

— موضع راجپور ضلع باندا میں آریہ سماجیوں نے پنچ اقوام کے پچاس آدمیوں کو جنیو پہنا دیئے تھے۔ اس پر ہندو بہت طیش میں آئے۔ چنانچہ انہوں نے جنیو پہننے والوں کو بہت بے رحمی سے زدو کوب کیا۔ اور ان کا سوشل بائیکاٹ کر دیا۔

— دہلی میں آج کل مشہور آریہ سماجی مناظر پنڈت رامچندر کے نہایت کامیاب لیکچر ہو رہے ہیں۔

— موضع سونتی کے سلسلے میں شرارت پیشہ ہندو اخبارات اور لیڈر بہت شور مچا رہے ہیں۔ خوب پروپیگنڈا ہو رہا ہے ۵ر جون کو دہلی کے چند لیڈروں کی طرف سے چندہ کی ایک اپیل شائع ہوئی۔ فراہم شدہ چندہ سے ظالم اور فسادی جاٹوں کی مدد کی جائے گی۔

— بہت سے ہندو لیڈر موضع سونتی پہنچ چکے ہیں اور فسادی جاٹوں کی ہر طرح سے حمایت کر رہے ہیں۔

— دہلی میں ہندی کے پرچار کا کام خوب زوروں پر ہے

— ہندو اخبارات کا بیان ہے کہ موضع سونتی کے فساد میں دو نہیں بلکہ دس ہندو مارے گئے ہیں۔

"پیغام صلح" یہ بیان مبالغہ آمیز معلوم ہوتا ہے۔

— رانا صاحب کھاٹ (شملہ) کو راجہ کا خطاب ملا ہے۔

— سیٹھ مہاراں گوالیار کو آئی۔ او۔ سی۔ آئی۔ کا خطاب دیا گیا ہے۔

ممالک خارجہ

— انجمن بین الاقوامی اتحاد باہمی لندن نے اعلان کیا ہے کہ دنیا کے ہر ایک ملک میں ۷ر جولائی ۱۹۳۸ء کو یوم امداد باہمی منایا جائے۔

— روس میں امداد باہمی کی تحریک خوب ترقی کر رہی ہے۔ ممبر روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ انجمنوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دو سال پہلے انجمنوں کی مجموعی تعداد ۰۰۰ ۳۶۸ ۱۵ تھی اس وقت ۰۰۰ ۲۴۱۹ ہے

— آبدوز کشتیاں روز بروز زیادہ خطرناک ہوتی جاتی ہیں۔ آج کل امریکہ میں ایک ایسی آبدوز کشتی تیار ہو رہی ہے۔ جو ایک وقت میں ساٹھ سرنگیں بچھا سکتی ہے۔

— نیوزی لینڈ میں جب مغربی ہوا چلتی ہے تو ساحل بحر پر سیاہ رنگ کی ریت کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ اس ریت میں کافی مقدار سونے کی ہوتی ہے۔ ہزاروں آدمی اسی پر اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔

— قسطنطنیہ ۲ر جون شاہ افغانستان اور ملکہ ثریا نے آج صبح فوجی پریڈ کا معائنہ کیا۔ بعد از دوپہر آپ جہاز پر سوار ہو کر باطوم روانہ ہو گئے۔ حفاظت کے لئے روسی بیڑہ ساتھ تھا۔

— ایران میں شاہ و ملکہ افغانستان کے استقبال کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔ حکومت اور جمہور دونوں نہایت سرگرمی اور شوق سے اس کام میں حصہ لے رہے ہیں۔ طہران کو جبین عروس کی طرح سجایا جا رہا ہے۔

— اس سال حج نہایت اطمینان سے ہوا۔ حکومت نجد کا انتظام ہر لحاظ سے قابل تعریف تھا۔ پانی کافی مقدار میں فراہم کیا گیا تھا۔ وبائی امراض سے بالکل امن رہا۔ تقریباً ۵ لاکھ زائرین شریک حج ہوئے۔

— یروشلم ۲ر جون سر گلبرٹ کلیٹن جدہ سے واپس آ گئے ہیں اور کل لنڈن چلے جائیں گے۔ آپ نے بیان کیا۔ کہ سلطان ابن سعود کے ساتھ جو گفت و شنید ہوئی وہ بہت امید افزا ہے۔

— افواہ ہے کہ آئندہ سال شاہ افغانستان جاپان تشریف لیجائیں گے

— مارسیلز ۲ر جون۔ مہاراجہ پٹیالہ اپنے صاحبزادے کے ہمراہ یہاں بخیریت پہنچ گئے ہیں۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۲۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۲ جون سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۳۷

اِسلام مشرِق و مغرب میں

اطالیہ کے ایک فاضل مستشرق کے حالات

(مرتبہ خان صاحب محمد منظور الٰہی صاحب لاہور)

اخویم چودھری محمد اقبال صاحب تھیدالی مارسیلز سے تحریر فرماتے ہیں:-

لیجئے پھر حاضر خدمت ہوتا ہوں۔ اگرچہ کاہلی اور سستی تو ابھر لوریاں دے دیکر مجھے سلانا چاہتی تھی لیکن میں اس دفعہ اس کی فریب کاریوں میں نہ آسکا۔ گزشتہ خط میں آپ سے اور "پیغام صلح" کے ناظرین سے اپنی سہل کاریوں کی معافی مانگ چکا ہوں اور وعدہ کرچکا ہوں کہ آئندہ اپنے متعلق کاسے گا۔ کچھ نہ کچھ لکھتا رہوں گا۔ انشاء اللہ۔

موسیو رکس انگرام سے ملاقات

آپ کے موسیو رکس انگرام سے آخرکار ملاقات کر ہی لی۔ ۵ مئی کو میں نیئس گیا۔ اور اس کی تلاش جستجو شروع کی۔ وہ شہر سے باہر کچھ فاصلہ پر رہتے ہیں۔ وہیں ان کی سٹڈیو ہے۔ کئی لوگ ان کے ہاں کام کرتے ہیں۔ آدھا گھنٹہ ان کا انتظار کرنا پڑا۔ وہ کہیں باہر تھے۔ کوئی ۵ بجے شام کے وہ اپنے کمرے میں آئے اور مجھے اندر آنے کو کہا۔ میں سمجھا تھا کہ موسیو انگرام سن رسیدہ ہوں گے۔ اور از سری و دیوبندی جامہ وجبہ میں ملبوس۔ ان کی ڈاڑھی کا خیال تو مجھے ہلکان کئے دیتا تھا کہ یہ نومسلم کروڑپتی میرا حلیہ دیکھکر خدا جانے کیا کچھ نہ سمجھے گا۔ کہ میں جدی پشتی مسلمان ہوکر یورپ کی سمومی ہوا سے کیسے متاثر ہوگیا ہوں۔ ایسے جملہ خیالات نے مجھے پریشان کررکھا تھا۔ کہ میں موسیو انگرام کے کمرے میں داخل ہوا۔ تو فوراً ایک نوجوان آگے بڑھا۔ جس کا حلیہ میرے جیسا تھا۔ اس کو دیکھ کر جان میں جان آئی۔ کہ اس کمرے میں میرے جیسا آدمی پہلے سے موجود ہے۔ یہ نوجوان آدمی جس کی عمر ۳۰۔۳۵ سال سے زیادہ نہیں مجھسے نہایت تپاک سے ملا اور میرے آنے کی وجہ پوچھی۔ میں سمجھا کہ یہ کوئی موسیو انگرام کا سکرٹری ہے۔ اس لئے نہایت بے پروائی سے میں نے اس کو جواب دیا۔ کہ میں موسیو انگرام سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ انہیں اطلاع کیجئے۔ وہ مسکرایا اور کہا کہ رکس انگرام اسی ناچیز کو کہتے ہیں۔ اور مجھے اپنے خاص کمرے میں چلنے کو کہا وہ کمرہ نہایت معمولی طریقہ پر آراستہ تھا۔ کوئی خاص زیب و زینت اس میں نہ تھی۔ ایک معمولی چارپائی پڑی تھی۔ اور چند ایک کرسیاں۔ دیواروں پر افریقہ کے عربوں اور حبشیوں کی تصاویر آویزاں تھیں اور بس۔ اس کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔

موسیو انگرام کا مذہب

موسیو انگرام نے پھر مجھ سے سوال کیا کہ میں کیسے اور کیونکر آیا ہوں؟ مگر ذرا خشک لہجہ میں۔ میں نے کہا کہ میں ایک ہندوستانی اسلامی انجمن سے تعلق رکھتا ہوں۔ ان کی طرف سے مجھے خط موصول ہوا ہے کہ آپ سے ملوں۔ اور دریافت کروں کہ آیا آپ حقیقی طور پر مسلمان ہیں یا کسی نے یونہی افواہ اڑادی ہے۔ اور اگر آپ مسلمان ہیں تو کن باتوں نے آپکو اسلام کی طرف مائل کیا۔ تاکہ میں ہندوستانی اخبارات کے ذریعہ آپ کی شناسائی جملہ مسلمانان ہندوستان سے کراؤں۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ نہ وہ مسلمان ہیں نہ عیسائی۔ ان کا کوئی مذہب نہیں

اسلام کے متعلق خیالات

البتہ وہ خدا کی ہستی کے قائل ہیں۔ اور اسلام کو دنیا کے لئے مفید ترین مذہب سمجھتے ہیں۔ یہ ایک ہی ایسا مذہب ہے جو انسانوں کو انسان اور دنیا میں رہنے کے قابل بناتا ہے۔ عیسائیت یا بدھ مذہب دنیاداروں کے لئے نہیں۔ اس لئے لوگ ان سے بیزار ہوگئے ہیں۔ میں نے اپنی لیاقت کے مطابق چند باتیں سنائیں ان کا لکھنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ وہ باتیں ہر احمدی بچہ کہہ سکتا ہے۔ ہاں ان کے کہنے کا ڈھنگ آتا ہو۔ تو پھر دنیا کو مسخر کیا جاسکتا ہے۔ خیر میری گفتگو سے ان کے خیالات کو مزید تقویت ہوئی۔ اور اس قدر خوش اور متاثر ہوئے کہ باوجود میرے تین مرتبہ اجازت مانگنے کے انہوں نے مجھے اجازت رخصت نہ دی۔ کئی لوگوں نے ان کو ٹیلیفون کیا۔ کہ وہ ان کا انتظار کررہے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی بیوی نے ٹیلیفون کیا۔ کہ وہ انتظار کر رہی ہے۔ اس کو انہوں نے کہا کہ یہاں آؤ تم کو ایک ہندوستانی نوجوان سے ملانا چاہتا ہوں۔ وہ آئی۔ میرا تعارف اس سے کرایا وہ عورت نہایت حسین و جمیل ہے۔ اور نہایت خوش اخلاق۔ اس سے بھی موسیو انگرام نے مذہبی بحث شروع کردی۔ لیکن اس کو شہر میں کام تھا۔ اس لئے وہ جلد رخصت ہوگئی۔ دوسرے لوگوں کو بھی انہوں نے وہیں بلالیا اور میرا تعارف کرایا۔ ان لوگوں کی موجودگی میں پھر اسلام کے متعلق گفتگو شروع ہوگئی۔

خلفائے راشدین کا ذکر

موسیو انگرام نے خلفائے راشدین کا قصہ شروع کردیا۔ اور اس قدر مزے لے لے کر ذکر کرتے رہے کہ میں حیران ہوا جاتا تھا۔ خصوصاً حضرت عمر اور قیصر روم کے سفیر کا قصہ انہوں نے دوسرے لوگوں کو سنایا۔ اس کے بعد حضرت عمر کا سفر بیت المقدس۔ حضرت علی کی جنگ امیر معاویہ سے۔ اور امیر معاویہ کا دھوکے سے حضرت علی پر فتح پانا۔ یعنی نیزوں پر قرآن کریم لٹکا کر میدان جنگ میں آنا۔ اور حضرت علی کا جنگ سے دستبردار ہونا حضرت عثمان شہید اللہ کے وہ اس قدر مداح ہیں کہ سبحان اللہ۔ غرضکہ انہوں نے قرن اولیٰ کی اسلامی تاریخ کو خوب مطالعہ کیا ہے۔ اور خوب ہی مزے لے لے کر لوگوں کو باتیں سناتے ہیں۔

مسیح کی قبر اور مسیحیت

میں نے حضرت عیسےٰ کی قبر کے متعلق ذکر کیا۔ کہ ہندوستان کے بعض اہل علم اصحاب نے ایک نظریہ قائم کیا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔ اور اب اس قبر کو کھولنے کی کوشش ہونے والی ہے۔ میں نے تمام قصہ سنایا۔ اس پر سب لوگ حیران ہوئے۔ اور کہا کہ اگر یہ نظریہ درست نکلا تو عیسائیت کا خاتمہ ہے۔

عیسائیت بدھ مذہب کی گود میں

موسیو انگرام نے مجھے ایک بت دکھایا۔ جو گوتم بدھ کا تھا۔ اس کی گود میں حضرت مسیح کا بت تھا۔ میں دیکھکر ہنسا اور کہا کہ میرے ایک دوست (مسٹر ممتاز احمد صاحب) نے اسی عنوان پر اخبار "لائٹ" میں مفصل مضمون لکھا ہے۔ اور آپ نے اس تمام کو عملی طور پر لکھ رکھا ہے یعنی عیسویت بدھ مت کا بچہ ہے۔ میں نے ان کو حضرت عیسےٰ کا سفر ہندوستان سنایا۔ اس پر وہ اور زیادہ خوش ہوئے۔ یہ بت انہوں نے عیسائیت اور بدھ مذہب کے مطالعہ کا نتیجہ قرار دیا۔

اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ سنما میں

آخر کار انہوں نے مجھے کہا کہ انہوں نے ایک نئی فلم تیار کی ہے جس کا عنوان ہے "خدائی باغ" اور مجھے کہا کہ وہ مجھے دکھانا چاہتے ہیں اور میری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے یہ بھی بتایا کہ یہ فلم اسلام کے حق میں ایک عمدہ پروپیگنڈا ہے۔ اور عیسائیت کے خلاف۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ سینما میں مجھکو لیجائیں۔ اور تمام فلم مجھے دکھائیں۔ میں نے وہ فلم دیکھی اس میں ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہوا۔ اس کے متعلق دوسرے خط میں عرض کرونگا۔ یہاں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ عیسائی مذہب کو دنیا کے لئے غیر مفید بتایا ہے۔ اور اسلام کو عام دنیاداروں کے لئے مفید۔ فلم دیکھکر میں پھر موسیو انگرام کو ملنے گیا۔ وہ میرا انتظار کررہے تھے۔ میں نے ان کو مبارکباد دی۔ کہ فلم بہت عمدہ ہے۔ اور بہت مفید۔

رخصت

اب ۷ بجے شام کے ہوچکے تھے۔ اور مجھے گاڑی پر جانا تھا سٹیشن کوئی دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ موسیو انگرام نے مجھے اپنی موٹر دی اور ملازم کو کہا کہ مجھے سٹیشن پر چھوڑ آئے۔ چلتے وقت انہوں نے پھر اصرار کیا۔ کہ جب پھر میں یہاں آؤں تو چند روز ٹھہروں اور ان سے ملوں تاکہ اچھی طرح تبادلۂ خیال ہو۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور روانہ ہوگیا

(باقی بر صفحہ کالم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ نمبر ۳۷

کشفِ غطا

مسٹر درانی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

"زمیندار" کے مکتوب جرمنی پر ایک نظر واقعات کی روشنی میں

(۱)

۲۷ رمئی ۱۹۲۸ء کے "زمیندار" میں "مکتوب جرمنی" کے عنوان سے جو خط شایع ہوا ہے اس کا مختصر جواب سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے شایع ہو چکا ہے۔ لیکن اس مکتوب میں کچھ اور بھی ایسی باتیں ہیں جن پر واقعات کی روشنی میں نظر ڈالنا ضروری ہے۔ کیونکہ مسٹر فضل کریم خاں نے نہایت دیدہ دلیری سے اخبارات میں انجمن کے خلاف مضامین لکھکر اس کے کاموں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ ان کی اس کوشش کو ہم قابل درگزر سمجھتے اگر وہ محض ان شکایات کو دہراتے جن کا ان کی ذات سے تعلق تھا۔ برخلاف اس کے انہوں نے ایک قدم آگے بڑھکر انجمن کے تبلیغی کاموں کو بھی نقصان پہنچانا چاہا ہے اور اس کے مشنوں کو روپیہ بٹورنے کا ذریعہ اور ناکارہ محض قرار دیا ہے۔ اور یہاں تک لکھا ہے کہ "جرمنی میں اسلامی مشن کوئی نہیں" جس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ تبلیغ اسلام کے اس عظیم الشان کام کو جو انجمن نے شروع کر رکھا ہے درہم برہم کر دیا جائے۔ ان حالات میں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے بعض گزشتہ حالات پر ایک تفصیلی نظر ڈالی جائے اور واقعات کی روشنی میں یہ دکھایا جائے کہ ان کے بیانات کہاں تک صحیح ہیں۔ اور انجمن نے جب سے وہ اس کی ملازمت میں آئے ان کی بدعنوانیوں اور سرکشیوں کے باوجود کہاں تک حسن سلوک کا معاملہ ان کے ساتھ کیا۔

نامہ نگار "زمیندار" نے مسٹر فضل کریم خاں کی ٹرینیڈاڈ کی تبلیغی خدمات کا بالخصوص ذکر کیا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ہم اسی کو لیتے ہیں کہ وہاں جاکر انجمن اور اس کے ارکان بلکہ خود اسلام کے ساتھ انہوں نے کیا سلوک روا رکھا۔ ۱۹۲۱ء میں جب وہ پہلے پہل انجمن کی ملازمت میں آئے تو انہیں ٹرینیڈاڈ بھیجا گیا۔ جہاں جاتے ہوئے رستہ میں وہ دو مہینے کے لئے انگلستان ٹھیرے۔ اس وقت راقم الحروف بھی مولوی مصطفٰے خاں صاحب بی اے کے ماتحت انگلستان میں ووکنگ مسلم مشن کے کام پر متعین تھا۔ اتفاق سے ان دنوں لندن مسلم ہوس میں جو لندن میں نماز جمعہ اور دیگر اسلامی تقریبات کی ادائیگی کا مقام ہے۔ ایک نومسلم عورت مسز گارڈنر بطور خادمہ کام کرتی تھی اس کی دو نوجوان لڑکیاں بھی تھیں۔ مولوی فضل کریم خاں صاحب نے ان میں سے ایک کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن اس ارادہ کو اپنے دل ہی میں رکھا یا شاید لڑکی اور اس کی ماں سے بھی اس کا اظہار کیا ہو لیکن ارکان مشن سے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ اور ٹرینیڈاڈ تشریف لے گئے وہاں سے جاکر مولوی مصطفٰے خاں صاحب کے ساتھ جو ان دنوں ووکنگ میں امام تھے۔ خط وکتابت شروع کی اور اس میں اشاروں کنایوں سے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ گارڈنر فیملی کے ساتھ ان کے گہرے دوستانہ تعلقات ہیں۔ اس بات پر زور دینا شروع کیا۔ کہ ان کی تنخواہ جو اس وقت آٹھ پونڈ ماہانہ تھی، بڑھا دی جائے اور ان کی خاطر مدارات اور امداد و اعانت میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جائے۔ مولوی صاحب موصوف پہلے بھی ان کے ساتھ نہایت حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ لیکن اس تنخواہ کے علاوہ جو انہیں مل رہی تھی۔ اور کسی قسم کی مالی اعانت انہوں نے مناسب نہ سمجھی کہ یہ انگلستان جیسے مقام پر تبلیغ اسلام کے مفاد کو نقصان پہنچانے کا موجب ہو سکتا ہے۔ البتہ انہوں نے اس نومسلمہ عورت کی بڑی لڑکی سے جو اب مسٹر فضل کریم صاحب کی بیوی ہے۔

بارہا یہ کہا کہ "اسلامک ورلڈ" میں مضمون لکھا کرے تو اس کا معاوضہ اسے دیدیا جایا کرے گا۔ یہی جواب انہوں نے مسٹر فضل کریم خاں صاحب کو دیدیا اس پر مسٹر فضل کریم خاں برافروختہ ہوئے اور صاف طور پر یہ لکھا کہ میرا ارادہ وہاں شادی کرنے کا ہے۔ اس لحاظ سے ان کے میرے تعلقات کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں امداد دی جائے۔ مولوی مصطفٰے خاں صاحب نے اس کے جواب میں ایک پرنصیحت خط لکھا۔ اور اس میں انہیں سمجھایا کہ جو تعلقات آپ قائم کرنا چاہتے ہیں ان کے نتائج وعواقب پر بھی غور کر لیں۔ جلدی میں فیصلہ نہ کریں۔ ایک یورپین خاندان کے ساتھ اس قسم کے تعلقات قائم کرنا انہی لوگوں کا کام ہے جن کے ذرائع آمد بہت وسیع ہوں۔ اور ہر قسم کے سامان انہیں میسر ہوں۔ خطرہ ہے کہ بعد میں انہیں کہیں تکلیف نہ ہو۔ اس لئے ابھی سے خوب سوچ لیں۔ یہ بھی انہوں نے لکھا کہ اگر آپ اس قسم کے تعلقات قائم کرنا ہی چاہتے ہیں تو مشن کا یہ فرض نہیں کہ آپ کی منسوبہ اور اس کے خاندان کی محض اس وجہ سے اعانت کرے کہ آپ کے ان کے ساتھ تعلقات ہیں آپ اپنے تعلقات کو ملحوظ رکھتے ہوئے خود اپنی جیب سے ان کی اعانت کر سکتے ہیں۔ اس خط کا پہنچنا تھا کہ مسٹر فضل کریم خاں صاحب کھلی اور فحش گالیوں پر اتر آئے اور ایک نہیں دو نہیں، ان کے متعدد خطوط اس قسم کے پہنچے جن میں گالیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ چور، ڈاکو، بدمعاش، ظالم، درندہ، وحشی اور سب کچھ کہا گیا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ تمہارے خون کا پیاسا ہوں اور مجھے ہرگز تسلی نہیں ہو سکتی جب تک میں تمہارا خون نہ پی لوں۔ ایک اور خط میں یہ بھی لکھا کہ:-

> "یاد رکھو کہ میں ہمیشہ ٹرینیڈاڈ ہی نہیں رہونگا۔ مجھے ہندوستان بھی آنا ہے وہاں ہم ملیں گے۔ اور میں وہاں تمہیں سبق دونگا . . . . . . یہ بدلہ مجھے تم سے ضرور لینا ہے اور جلدی یا دیر کے بعد میں بہرحال تم سے بدلہ لونگا"

مولوی مصطفٰے خاں صاحب کی نصیحت کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ:-

> "کیا تم سمجھتے ہو کہ میں ایسا ہی بے وقوف گدھا ہوں کہ میں پیش آنے والے نتائج کو سمجھ نہیں سکتا . . . . . . میں تمھیں بتانا چاہتا ہوں کہ جب میں کوئی کام کرنے کا فیصلہ کر لیا کرتا ہوں جو میری ذات سے تعلق رکھتا ہو تو سطح ارضی پر کوئی ایسی ہستی نہیں جو مجھے اس سے روک سکے؟"

اور اس کے ساتھ ہی یہ فقرہ لکھا:-

I am a most obstinate stiff necked man that was ever born.

میں پرلے درجہ کا ضدی اور متکبر انسان ہوں جو کبھی اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔

یہ تو خیر ان کا ایک ذاتی معاملہ تھا جس کو انجمن سے چنداں سروکار نہیں۔ اگرچہ ان کا یہ رویہ ایک مبلغ کی شان کے خلاف ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر . . . خطرناک بات جو ان کے قلم سے نکلی اور جو ان کی تمام خدمات اسلام اور تبلیغی سرگرمیوں پر پانی پھیر دیتی ہے۔ بلکہ اسلام کے متعلق ان کے خلوص قلبی کا ماتم کر رہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے اسی برافروختگی کے عالم میں یہاں تک لکھ دیا کہ:-

> "تمہارے مشن کو تکلیف اٹھانی پڑے گی . . . . . . اور میں اپنے دوستوں مسیحی مشنریوں اور ڈاکٹر زویمر اینڈ کمپنی کو سب کچھ بتادونگا اور ان سے امید کرتا ہوں کہ وہ تمہارے مشن کی بدعنوانیوں کو تمام دنیا میں شایع کریں۔"

خیال کیجئے ایک شخص اسلام کی فوج کا سپاہی بن کر گھر سے نکلتا ہے مسیحی مشنریوں سے اس کا مقابلہ ہے۔ ڈاکٹر زویمر جو اسلام کا خطرناک دشمن ہے اس جنگ میں اس کے بالمقابل صف آرا ہے۔ اسے اپنی فوج کے ایک دوسرے سپاہی سے کچھ تکلیف پہنچی ہے۔ (اگر مذکورہ بالا نصیحت کو فی الواقع "تکلیف" کہا جا سکتا ہے۔) وہ اس کے جواب میں اسے نہ صرف اس سے بڑھکر تکلیف پہنچاتا ہے بلکہ اسے یہ دھمکی بھی دیتا ہے۔ کہ میں ڈاکٹر زویمر اور دوسرے مسیحیوں کے پاس جاؤنگا اور ان کے ذریعہ سے تمہارے اسلام کا خاکہ اڑاؤنگا۔ کیا یہ شخص مبلغ اسلام کہلانے کا مستحق ہے یا غدار اسلام؟ اگر بعینہٖ یہی صورت کسی ملکی فوج میں پیدا ہوتی تو ایسے شخص کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا؟ اس کا فیصلہ ہم ناظرین کرام ہی پر چھوڑتے ہیں۔ لیکن باوجود ان سب باتوں کے جنگی رپورٹ باقاعدہ انجمن میں کر دی گئی۔ انجمن نے یہ سمجھ کر کہ یہ محض ان کے ہنگامی جوش اور غصہ کا نتیجہ ہیں۔ ان کی نیت یہ نہیں۔ چنداں پروا نہ کی۔ اور بدستور مسٹر فضل کریم خاں صاحب کو [illegible] زمیندار

کا یہ کہنا غلط ہے کہ ٹرینیڈاڈ میں چونکہ وہاں کے لوگ ان کے اخراجات کے کفیل تھے۔ اس لئے انجمن سے ان کو سروکار نہ تھا۔ دراصل وہ اس وقت بھی انجمن ہی کے ملازم کی حیثیت سے وہاں کام کرتے تھے۔ اہل ٹرینیڈاڈ کی امداد دراصل انجمن کے لئے تھی جس کے ذریعہ سے انہوں نے مسٹر فضل کریم خاں کو منگوایا۔ چنانچہ اس کا اعتراف انہوں نے خود بھی کیا ہے۔ جب اسی عالم برافروختگی میں ایک چٹھی میں راقم الحروف کو انہوں نے لکھا کہ:-

> "غالباً یہ معلوم کرنا تمہارے لئے موجب دلچسپی ہوگا کہ میں نے استعفا دیدیا ہے جو میں اسی ڈاک میں بھیج رہا ہوں"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ٹرینیڈاڈ میں رہتے ہوئے اور وہاں کے لوگوں کے اخراجات برداشت کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو انجمن کا ملازم ہی سمجھتے تھے۔ انجمن نے بھی ان کی تمام غداریوں اور سرکشیوں کو چشم عفو سے دیکھتے ہوئے ان کے استعفا کو مسترد کر دیا۔ کیا یہ بدسلوکی تھی۔ جو انجمن نے ان کے ساتھ کی! کیا ایک ایسے شخص کے ساتھ جو مبلغ اسلام ہو کر اس قسم کا رویہ اختیار کرے جس کی تفصیل اوپر بیان کی گئی ہے۔ انجمن کا یہ سلوک کیا حد درجہ کی نرمی اور چشم پوشی کا برتاؤ نہ تھا! کاش نامہ نگار "زمیندار" کو واقعات کا علم ہوتا۔ تو وہ انجمن کی بدسلوکی کی شکایت کرنے کے بجائے اس کی چشم پوشی اور بردباری کی شکایت کرتا جو عام نظروں میں حد سے بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن دراصل یہ انجمن کے حسن اخلاق کا ایک کھلا ہوا ثبوت ہے۔

"تیج" کی غلط بیانی

معلوم ہوتا ہے آریہ اخبارات نے غلط بیانی اور بہتان طرازی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اور یہ ان کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ کہ دوسروں کے متعلق غلط بیانی سے کام لیا جائے۔ چنانچہ موضع سوفتہ کے فسادات کے سلسلے میں اپنی اس "قابلیت" کا وہ خوب اچھی طرح مظاہرہ کر رہے ہیں۔ جس کی ایک مثال اخبار "تیج" کا تازہ نمبر ہے۔ جس میں گاؤکشی کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے۔

> "گائے کی عزت ہندوؤں کے رگ وریشہ میں گھر کئے ہوئے ہے . . . . . . برگزیدہ مسلمان اصحاب ایک سے زیادہ مرتبہ اس بات کا اعلان کر چکے ہیں کہ ان کے قرآن مجید میں گائے کو احترام کی نظر سے دیکھا گیا ہے اور اس کے تلف کرنے کی ممانعت کی گئی ہے" (تیج ۴ جون)

ہم حیران ہیں کہ وہ کون سے برگزیدہ مسلمان ہیں جنھوں نے "تیج" کے ایڈیٹر بابو شیو نرائن بھٹناگر اور لالہ دیش بندھو کے کان میں آکر یہ کہدیا کہ قرآن مجید میں گائے کو احترام کی نظر سے دیکھا گیا ہے اور اس کے تلف کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس قسم کا کوئی اعلان یا تحریر آج تک ہماری نظر سے نہیں گزری۔ اور نہ کوئی ایسا "برگزیدہ مسلمان" ہے جو "تیج" کے اس بیان کی تصدیق کے لئے تیار ہو۔ "تیج" کو اگر اپنے اس بیان کی صداقت کا یقین ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنے نام نہاد برگزیدہ مسلمانوں کے نام اور پتے شایع کرے اور بتائے کہ انہوں نے کب اور کس جگہ یہ بہتان باندھا اگر اس قسم کا کوئی مسلمان نہیں جس نے ایسا کہا ہو اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ "تیج" اس کا کوئی ثبوت فراہم نہیں کر سکتا۔ تو اسے چاہیئے کہ اپنی اس بہتان طرازی اور کذب نویسی کا اعتراف کرے۔ "تیج" کو یاد رکھنا چاہیئے کہ تمام مسلمان اسلامی تعلیمات کی رو سے گائے کو ایک معمولی چوپایہ سمجھتے ہیں قرآن شریف میں کہیں بھی اس کو احترام کی نظر سے نہیں دیکھا گیا۔ اور نہ اس کو ذبح کرنے کی ممانعت ہے۔ بلکہ اس کے گوشت کو مسلمانوں پر حلال کیا گیا ہے اور وہ اس کی قربانی دینے کی اجازت ہے۔

خدا نہ کرے وہ دن مسلمانوں پر طلوع ہو جبکہ وہ گائے کو ایک معمولی جانور سے زیادہ حیثیت دیں۔ اور اس کو خدائی احکام کے خلاف اپنے اوپر حرام کریں۔ "تیج" کا ارشاد ہے کہ "گائے کی عزت ہندوؤں کے رگ وریشہ میں گھر کئے ہوئے ہے" لیکن اس کی کوئی وجہ نہیں بیان کی، کہ آخر اس گائے میں کیا غیر معمولی بات ہے کہ اس کی عزت نے ہندوؤں کے دلوں میں گھر کر لیا ہے۔ ہم اپنے برادران وطن کی خدمت میں نہایت ادب اور خلوص سے عرض کریں گے کہ زمانہ بہت ترقی کر چکا ہے اور وہ دن ہم بہت پیچھے چھوڑ آئے ہیں جبکہ گاؤپرستی کو اچھی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ آج حالات اور ملکی ضروریات کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنی اس بیجا ضد سے باز آجائیں اور ایک جانور کی پرستش سے شرف انسانیت کو ضائع نہ کریں اگر ایسا ہو جائے تو ہندوستان کی بہت سی مصیبتیں چشم زدن میں دور ہو سکتی ہیں۔

بہاء اللہ اور حضرت مسیح موعود

گزشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ہم مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اس دعوے کی حقیقت کو واضح کر چکے ہیں۔ جن میں انہوں نے حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور خیالات کو شیخ بہاء اللہ کے خیالات سے ماخوذ قرار دیا ہے۔

اہلحدیث کے ایک تازہ نمبر (۸ رجون ۱۹۲۸ء) میں مولوی ثناء اللہ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ایک اور مثال پیش کی ہے جو "خاتم النبیین" کے ترجمہ سے تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

"شیخ بہاء اللہ کے اتباع نے آیت خاتم النبیین کی جو تفسیر کی ہے اس میں خاتم کے معنے اور نبیین کے معنے اصلی رکھے ہیں۔ مگر سلسلہ الگ بتایا ہے۔ کہتے ہیں آنحضرت خاتم النبیین سلسلہ محمدیہ کے ہیں۔ یعنی حضرت موسیٰ کے بعد جو بنی اسرائیل میں خلفا ہوئے وہ نبی ہوئے مگر سلسلہ محمدیہ میں جو خلفا ہوئے وہ سب غیر نبی ہوئے۔ انہی خلفا کے حق میں یہ آیت ہے۔ کہ پیغمبر اسلام علیہ السلام خاتم النبیین ہیں یہ نہیں کہ کسی دوسرے سلسلے میں بھی نبوت ختم ہے۔ شیخ بہاء اللہ چونکہ سلسلہ محمدیہ کے خلیفہ نہ تھے اس لئے ان کی نبوت کو یہ آیت مخالف نہیں"

یہ تو بہاء اللہ کا خیال ہے اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کا خیال جو مولوی ثناء اللہ نے پیش کیا ہے وہ یہ ہے :۔

"مرزا صاحب اور ان کے اتباع نے اس آیت کا ترجمہ وہ نہیں کیا جو بہاء اللہ نے کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس ترجمہ کو انہوں نے سامنے رکھا تو ان کے دل کا کھٹکا صاف نہیں ہوا۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ خاتم النبیین کے معنے ہیں۔ کہ نبوت مستقلہ بلا واسطہ جو براہ راست بغیر کسی محنت کے ملتی ہے۔ اس کا خاتمہ ہے۔ البتہ شریعت محمدیہ کے اتباع سے آدمی نبی ہوسکتا ہے۔ سو یہ نبوت بالواسطہ ہے آج ہمارا روئے سخن بہائی تفسیر کی طرف ہے جو اصل ہے۔"

ہم حیران ہیں کہ اس دماغی کیفیت کو کیا کہیں جو مولوی ثناء اللہ کے ان بیانات کا موجب ہے۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو کچھ لیا وہ بہاء اللہ کی تحریرات سے لیا اور ثبوت یہ ہے کہ بہاء اللہ نے خاتم النبیین کا جو ترجمہ کیا تھا اس سے مرزا صاحب کی تسلی نہ ہوئی اور انہوں نے اپنے پاس سے ایک نیا ترجمہ بنایا۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

ہاں ہم مولوی ثناء اللہ سے یہ بھی دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی کونسی تحریر میں انہوں نے یہ پڑھا ہے کہ "شریعت محمدیہ کے اتباع سے آدمی نبی ہوسکتا ہے" کیا وہ اس کا کوئی ثبوت پیش کریں گے ؟

حضرت مسیح اور آنحضرت صلعم

انجمن "اہلحدیث" امرتسر نے "انما انا بشر" کے عنوان سے ایک اشتہار شایع کیا ہے جس میں اس بات کی شکایت کرتے ہوئے کہ بعض حنفی رسول اللہ صلعم کی بشریت کا انکار کرتے ہیں یہ لکھا ہے کہ :۔

"عیسائی اور دوسری قومیں حضرت مسیح اور دوسرے لوگوں کے حق میں یہی غلو اور غلط خیال رکھتے تھے۔ اس لئے قرآن مجید میں خدا نے مسلمانوں کو ہدایت پر قایم رکھنے کے لئے صاف صریح بلکہ اصرح الفاظ میں فرمایا قل انما انا بشر مثلکم" (اہلحدیث ۸ رجون ۱۹۲۸ء)

مگر سوال یہ ہے کہ آیا قرآن کریم نے عیسائیوں کے غلو اور غلط خیال کی بھی جو وہ حضرت مسیح کے متعلق رکھتے ہیں۔ کہیں تردید کی ہے کیا قرآن شریف نے "صاف صریح بلکہ اصرح الفاظ میں" نہیں فرمایا کہ **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** ۔ کیا حضرت عیسےٰ ان رسل میں شامل ہیں یا نہیں جن کے وفات پا جانے کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ کیا فلما توفیتنی الخ میں حضرت عیسےٰ کی زندگی کی نفی کھلے طور پر نہیں کی گئی ؟ باوجود اس کے انہیں سوا دو ہزار سال سے اکلان کما کان آسمان پر زندہ ماننا کیا ان کی بشریت کی نفی نہیں کرتا اور اس سے عیسائیوں کے غلو اور غلط خیال کی تائید نہیں ہوتی۔ امید ہے کہ ارکان انجمن اہلحدیث ان سوالات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے ورنہ مجدد وقت کا یہ قول ان کے حسب حال ہے ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند ؛ دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

فخر بیجا

قدرت کا مسلمہ قانون ہے کہ درماندہ اور مردہ اقوام میں غور و فکر کا مادہ نہیں رہتا۔ نفع و نقصان میں امتیاز کرنے کا جوہر ان سے چھن جاتا ہے۔ اچھی باتوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ تباہ کن خطرات ان کو دلکش صورتوں میں دکھائی دینے لگتے ہیں۔ آج کل یہی حال مسلمانوں کا ہو رہا ہے۔ اسلامی حکومت کے خاتمہ کے بعد مسلمانوں کی تعداد نہایت سرعت سے ترقی کرنے لگی۔ اور اب تک وہ ترقی کر رہے ہیں۔ ہر مردم شماری کے بعد فرزندان توحید کی تعداد میں کافی اضافہ ہو جاتا ہے مسلمان اس پر بغلیں بجاتے ہیں اور فخر کرتے ہیں۔

لیکن ان کا یہ فخر بالکل بیجا ہے۔ بیشک ان کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ یہ رفتار ترقی روز بروز سست ہوتی جا رہی ہے اور اگر یہی حالت رہی تو ممکن ہے کہ عنقریب ردعمل بھی شروع ہو جائے

۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۱ء تک مسلمانوں کی تعداد میں ۶.۷ فیصدی کا اضافہ ہوا۔ لیکن ۱۹۱۱ء سے ۱۹۲۱ء تک وہ صرف ۳.۱ فیصدی ترقی کر سکے کیا اس رفتار کا سست ہونا ان کے تنزل کا ثبوت نہیں ؟ اب ذرا دس سال میں ۳.۱ فیصدی ترقی کرنے والے مسلمانوں کو دیگر اقوام کے اعداد و شمار پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ اسی دس سال کے عرصہ میں آریوں نے ۹۴.۱ اور عیسائیوں نے ۲۲.۶ فیصدی ترقی کی۔ ان تمام اعداد و شمار کو سامنے رکھئے اور پھر بتایئے کہ آپ کا قدم ترقی کی طرف جا رہا ہے یا پستی کی جانب ؟ آپ کو خوشیاں منانی چاہئیں یا اپنی بدنصیبیوں پر تاسف کرنا چاہیئے۔ اگر قوت عمل آپ کو جواب دے چکی ہے۔ اگر آپ کو اپنی خامیوں کی اصلاح کی توفیق نہیں۔ اگر آپ اپنے روگ کا علاج نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم اپنی اس خطرناک بیماری کو صحت و شباب سمجھ کر خوشیاں تو نہ منایئے۔ دور اندیش اور ترقی یافتہ قومیں معمولی خطرہ کو بھی نظر انداز نہیں کرتیں لیکن بدنصیب اور مٹ جانے والی قوموں کو بڑے بڑے مہلک خطرے بھی خواب غفلت سے بیدار نہیں کر سکتے مسلمانوں کا شمار کن اقوام میں کیا جائے ؟ آہ ! اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ہمارا دل دکھتا ہے۔ خدا ہم پر رحم کرے۔

احمدی قوم سے خطاب

اس موقع پر ہم اپنے ان دوستوں کو بالخصوص مخاطب کرنا چاہتے ہیں جن کو خدا کے مامور نے اس غرض سے کھڑا کیا ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے رنگ میں مسلمانوں کی ترقی کے لئے پوری کوشش اور جد و جہد سے کام لیں کیا منقولہ اعداد و شمار ہماری کوششوں کی کمزوری اور ہماری سست رفتاری کا ایک کھلا ثبوت نہیں ؟ بیشک جس قدر کام اب تک ہم نے کیا ہے وہ عام مسلمانوں کی سرگرمیوں اور ان کے نتائج کو مد نظر رکھتے ہوئے بہت بڑا کام ہے لیکن ہمیں اپنا مقابلہ عام مسلمانوں کی کوششوں اور ان کے نتائج سے نہیں بلکہ دوسری اقوام آریہ اور عیسائیوں کی کوششوں سے کرنا چاہیئے۔ آریہ قوم کی عمر احمدی قوم کی عمر سے کچھ بہت زیادہ نہیں۔ ایسا ہی عیسائی مشنوں کو بھی ہندوستان میں آئے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا لیکن ان کی رفتار ترقی بڑی تیز ہے۔

ضرورت ہے کہ احمدی قوم کا ہر فرد اپنے آپ کو اس بات کا ذمہ دار سمجھے کہ اس کو جہاں تک ہو سکے غیر مسلموں کو اسلام کے اندر لانا ہے اور عام مسلمانوں کو اپنی جماعت میں شامل کر کے اسلامی فوج کو زیادہ مضبوط بنانا ہے

---

۴۰ پر ترجیح دی۔ اور اس سکول میں بلا معاوضہ کام کرنے کا اعلان کر دیا ہے کاش مسلمانوں کے لیڈر اس خاتون سے کوئی سبق حاصل کریں۔

اسی سلسلے میں یہ عرض کرنا بے محل نہ ہوگا کہ پنجاب کی ۵۰ فیصدی آبادی کے پاس ایک گرلز ہائی سکول بھی نہیں کئی بار مسلمان اس کام کو انجام دینے کے لئے آمادہ ہوئے۔ اخباروں میں طول و طویل مضامین شایع ہوئے جلسوں اور کانفرنسوں میں دھواں دھار تقریریں ہوئیں۔ حامیان تعلیم نسواں نے اپنی سرگرمیوں کی خوب نمائش کی۔ درد بھری اپیلیں ہوئیں۔ لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ آج بھی مسلمان لڑکیاں جو آئندہ نسل کی مائیں بنیں گی۔ عیسائیوں۔ آریوں اور سرکاری درسگاہوں میں ہندو اور عیسائی استانیوں سے تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ اور فیشن پرستی اور لامذہبی کے خوفناک جراثیم ان کے دل و دماغ میں سرایت کر رہے ہیں۔ کاش مسلمان اس غفلت کے عبرتناک اور تباہ کن نتائج پر غور کریں اور جلد سے جلد کم از کم ایک ہی گرلز ہائی سکول کی بنا ڈالدیں۔

شذرات

"پرکاش" نے اپنی ۱۰ رجون کی اشاعت میں ایک مسلمان پروفیسر کی تصنیف "سلطان محمود غزنوی" میں سے قطع و برید کے بعد چند اقتباسات دیئے ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محمود ایک ظالم، حریص اور جابر بادشاہ تھا۔ یہ بات کہاں تک درست ہے ؟ یہ ایک علیحدہ سوال ہے اس پر پھر کسی وقت غور کیا جائے گا۔ مگر "پرکاش" کو چاہیئے تھا کہ وہ ان اقتباسات کو شایع کرنے سے پیشتر ان ہندو مورخوں کی تاریخوں پر ایک نظر ڈال لیتا جن میں مستند واقعات اور زبردست دلائل کو پیش کرتے ہوئے سیوا جی کو ایک ڈاکو اور لٹیرا لکھا ہے۔ محمود بیچارا تو بدیشی تھا اس کی نسبت تو بعد میں غور کر لیا جائے گا۔ پرکاش کو پہلے اپنے "چھترپتی" کی پوزیشن صاف کرنی چاہیئے۔

تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا۔ ہمارا اور قادیانی حضرات کا معاہدہ ہوا تھا کہ آئندہ کے لئے ذاتیات کی بحث کو ترک کر دیا جائے اور طعنہ زنی اور عیب جوئی کے ڈھنگ میں مطلق کچھ لکھا اور کہا نہ جائے۔ قادیانیوں نے اس عہد کو کہاں تک نباہا۔ اس کے متعلق ہم کچھ عرض نہیں کر سکتے۔ واقعات دنیا کے سامنے ہیں۔ ہر ایک سمجھدار شخص ان سے اس سوال کا جواب لے سکتا ہے البتہ ہم اپنی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ الحمد للہ ہم نے اس عہد کی نہایت سختی سے پابندی کی اور ہمارا دامن خدا کے فضل سے عہد شکنی کے داغ سے بالکل پاک ہے اب قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ قادیان میں جناب میاں صاحب نے نماز جمعہ کے وقت یہ اعلان کیا ہے کہ آئندہ کے لئے ان کی جماعت اس معاہدہ کی پابند نہ ہوگی۔ گویا اب قادیانی حضرات بدستور سابق ہماری جماعت اور اس کے ذمہ دار اصحاب کی ہر ایک جائز و ناجائز طریق پر مخالفت کریں گے اور ان کی نسبت طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلائیں گے۔ خیر جناب میاں صاحب اور ان کے حواری اپنے افعال کے مختار ہیں۔ ہمیں ان سے کسی معقول طرز عمل کی پہلے امید تھی نہ اب ہے۔ ہاں ہم اپنے احباب کی خدمت میں یہ ضرور گزارش کریں گے کہ وہ اپنے عقائد کے ساتھ ہی اپنے پروقار اور شریفانہ طرز عمل پر بھی سختی سے قایم رہیں۔ خواہ حریفوں کا رویہ کیسا ہی اشتعال انگیز کیوں نہ ہو

مسلمانان جزائر فجی کی نسبت ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ سخت خطرہ میں ہیں۔ ان کی مالی اور تعلیمی حالت بے حد خراب ہے۔ عیسائی اور آریہ پرچارک ان کو مرتد کرنے کی لگاتار کوشش کر رہے ہیں مسٹر جمنی جے جی اور چند بہترین آریہ پرچارک وہاں سرگرم کار ہیں۔ اب تازہ خبر موصول ہوئی ہے کہ جگہ جگہ آریہ سماج کی شاخیں کھل رہی ہیں۔ ایک شاندار گورو کل۔ کنیا گورو کل اور یتیم خانہ قایم کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ فجی کے غریب الدیار مسلمانوں نے ہندوستان کی سات کروڑ آبادی سے صرف ایک انگریزی دان مبلغ مانگا تھا۔ لیکن اس کا بھی انتظام نہ ہو سکا۔ شاید وہ اس وقت بیدار ہوں گے جب جزائر فجی میں فرزندان توحید کا بالکل خاتمہ ہو جائے گا۔

یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ مسلمان حقوق العباد کی طرف سے روز بروز غافل ہو رہے ہیں۔ محض اسی کمزوری کی وجہ سے لاکھوں مسلمان آج کل بے سر و سامانی اور فاقہ مستی کی حالت میں عیسائیوں اور آریوں کی شکار ہو رہی ہیں۔ رشتہ دار ان کی خبر نہیں لیتے۔ قوم بھی ان کی طرف سے غافل ہو رہی ہے۔ مگر آہ ! غیروں کے بیوہ خانوں کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ ہم بلا مبالغہ عرض کرتے ہیں کہ گزشتہ پانچ سال کے عرصہ میں ہزار ہا مسلمان بیوائیں آریوں کے بدھوا آشرموں کے ذریعہ اشدھ ہو چکی ہیں۔ اگر مسلمانوں کے ہاں ان کی حفاظت اور مدد کا کوئی انتظام ہوتا تو ان کو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ مسلمانوں کو جلد اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ یاد رہے جو قوم اپنی خواتین کو غیروں کے جال سے نہیں بچا سکتی اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ اور نہ وہ زیادہ دیر تک زندہ رہ سکتی ہے۔

اس سے پیشتر آپ یہ خبر ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ لاہور میں ایک آریہ گرلز سکول "مہلا مہا ودیالہ" کا افتتاح ہوا ہے غفلت شعار مسلمانوں کی معلومات میں اضافہ کرنے کی غرض سے ہم یہ بات بتانا چاہتے ہیں۔ کہ کالج پارٹی کے آریہ سماجیوں کی مٹھی بھر جماعت کا یہ شاندار کارنامہ ایثار مجسم مہاتما ہنس راج جی کی مخلصانہ سرگرمیوں کے علاوہ ایک قابل اور باہمت آریہ خاتون محترمہ پریم وتی جی ایم اے کی ان تھک کوششوں کا بھی شرمندہ احسان ہے۔ آپ انگریزی کی ایم اے میں اس سال کونکس کا امتحان دیا ہے۔ جس میں ان کی کامیابی کا یقین ہے آپ کے لئے ترقی کا ایک وسیع میدان موجود تھا۔ لیکن آپ نے قومی خدمت کو ذاتی مفاد

خطبہ عید الاضحیٰ

قربانی اور اسلام

تسلیم و رضا کا شاندار نظارہ

عید کی قربانی سے ترقی کا ایک قدم

(فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

(۲۰ رمئی ۱۹۲۶ء)

ولقد نادٰنا نوح فلنعم المجیبون ..... سلٰم علیٰ ابراھیم کذالک نجزی المحسنین۔ انہ من عبادنا المومنین۔ (الصّٰفّٰت رکوع ۳)

قربانی نماز عید سے پہلے کیوں جائز نہیں

حدیث میں آتا ہے کہ عید قربان کے دن کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے تو اپنی بکری نماز میں آنے سے پہلے ہی ذبح کر لی تاکہ ذرا عید کے دن گوشت کھا کر گھر میں خوشی کر لیں آپ نے فرمایا تیری قربانی نہیں ہوئی۔ گوشت تو تمہیں مل گیا قربانی نہیں ہوئی۔ کیا یہ کوئی اتنا اہم معاملہ تھا کہ نماز سے پہلے قربانی کر لی تو قربانی نہیں ہوئی معلوم ہوا کہ محض جانور کو ذبح کر لینا ہی منشا نہیں۔ ویسے تو ہر روز جانور ذبح کئے جاتے ہیں لیکن اس دن جو قربانی ہوتی ہے اس کی غرض کچھ اور ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ نماز سے پہلے قربانی نہیں ہوئی اس کی غرض یہی ہے کہ عید کی نماز کے بعد خطبہ میں قربانی کی حقیقت کی طرف توجہ دلائی جائے اور پھر اسی حقیقت کو سامنے رکھکر قربانی کی جائے۔ اس کے بغیر تم گھروں میں سو دفعہ بکرے ذبح کرو۔ وہ قربانی نہیں۔ جب تک قربانی کی اصل غرض کو سمجھ نہ لو۔ اور اس کو مدنظر رکھکر ذبح نہ کرو اس وقت تک اسے قربانی نہیں کہا جا سکتا۔

حضرت ابراہیمؑ کا خواب

وہ غرض کیا ہے ؟ یہ سب جانتے ہیں کہ کوئی پرانا واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا نے حکم دیا تھا۔ یا آپ نے خواب میں دیکھا تھا کہ اپنے بیٹے کو خدا کے رستے میں ذبح کر دیں۔ بیٹے سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ جو کچھ خدا کا حکم ہے وہ کیجئے چنانچہ انہوں نے چھری لی۔ حضرت اسمٰعیل کو لٹا دیا۔ اور جب چھری چلانے لگے تو حکم ہوا کہ قد صدقت الرؤیا بس اتنی ہی ضرورت تھی۔ تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔

اس قصے کو ہر شخص جانتا ہے کیا اس کو کہانی کے طور پر بیان کیا ہے جس طرح لوگ اپنے باپ دادوں کے قصے دہرایا کرتے ہیں۔ کیا قرآن کی غرض بھی صرف اتنی تھی کہ عرب کا باپ تھا ابراہیمؑ اور اسمٰعیل علیہ السلام ان کے اس پرانے قصے کو ان کا فخر اور بڑائی ظاہر کرنے کے لئے دہرا دیا ؟

قرآن کے قصوں میں آنحضرتؐ کی تاریخ ہے

قرآن شریف کوئی تاریخی کتاب نہیں اس کو خوب یاد رکھو اور قرآن کے پڑھنے میں اس کو مدنظر رکھو۔ جس طرح ہر شخص کا خدا سے براہ راست تعلق ہے۔ اسی طرح ہر شخص پر قرآن شریف کو پڑھتے ہوئے براہ راست بھی انکشاف ہوتے ہیں۔ تو جب قرآن شریف میں گزشتہ انبیا کے قصوں کو پڑھو تو یاد رکھو کہ قرآن کریم تاریخ نہیں۔ قصوں کی کتاب نہیں بلکہ اس میں محمد رسول اللہ صلعم کی تاریخ ہے۔ اسلام کی تاریخ ہے۔ اسی لئے بڑے بڑے لمبے قصوں میں سے کسی سے دو اور کسی سے چار باتیں لے لی ہیں۔ اور تمام قصے کو چھوڑ دیا ہے۔ حضرت ابراہیم کی تاریخ میں سے دو اہم باتیں قرآن نے لی ہیں۔ اس لئے کہ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تعلق تھا۔ یہ بتانا مقصود تھا کہ جو کچھ حضرت ابراہیمؑ نے کیا وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے۔

بت شکنی کے قصے میں پیش گوئی

یہ سورت صافات ابتدائی زمانہ کی مکی سورتوں میں سے ہے اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کل تیس چالیس آدمی ہوں گے اور یہ لوگ بھی مکہ سے ہجرت کر گئے ایسے وقت جب چاروں طرف سے مصائب کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہوں جب ہر شخص مخالفت پر کمربستہ ہو اس قوم میں سے جس کے اندر سے یہود و نصاریٰ پانچسو سال تک کام کرنے کے باوجود بت پرستی کو دور نہ کر سکے۔ یہ کیونکر کہا جا سکتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کو دور کر دیں گے۔ اس کو بڑے بڑے مخالفین نے بھی مانا ہے۔ کہ کوئی شخص یہ امید نہیں کر سکتا تھا کہ اس قوم میں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بت پرستی کو دور کر سکیں گے جس میں سے یہود و نصاریٰ پانچ سو سال کے عرصہ میں دور نہ کر سکے تاہم حضرت ابراہیمؑ کی مثال بیان کر کے بتایا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح سے بت پرستی کو اپنی قوم میں سے ہٹائیں گے۔ اذ قال لابیہ وقومہ ماذا تعبدون۔ ائفکا الٰھۃ دون اللہ تریدون۔ اپنی قوم اور اپنے کسی بزرگ سے مخاطب ہو کر کہا یہ کیا اپنی ذات کو بٹہ لگاتے ہو کہ بتوں کے آگے سر جھکاتے ہو۔ پتھر کے بنے ہوئے معبود کی پوجا کر کے اپنی انسانیت کے شرف کو کھو دیتے ہو۔ جھوٹ ہے جسکو خدا کے سوا پوجتے ہو فما ظنکم برب العالمین۔ جب یہ پتھر کے بت بھی تمہارے خدا ہیں تو وہ جو رب العالمین ہے اس کو تم کیا سمجھتے ہو۔ اسی کو ایک شاعر نے ایک دفعہ انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں یوں بیان کیا تھا ؎

بتوں کو جو اپنا خدا جانتے ہیں
خدا کو خدا جانے کیا مانتے ہیں

فی الواقعہ ان پتھر کی بنی ہوئی مورتیوں کو اپنا خدا سمجھ لیا جائے تو پھر وہ خدا جو سب چیزوں کا خالق و مالک ہے اس کو کیا مانا جائے گا۔ یہ تو بتوں کا حال ہے ان کے علاوہ یہ جو بڑی بڑی ہستیاں اوپر نظر آتی ہیں۔ ستارے اور سیارے، ان کی بھی پوجا کی جاتی تھی۔ اس لئے فرمایا فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم۔ ستاروں کو دیکھا اور کہا کہ میں تو بیزار ہوں۔ یعنی تمہارے ان معبودوں سے میں بیزار ہوں۔ دوسری جگہ مفصل آتا ہے ستارہ کو دیکھا چاند کو دیکھا تو کہا ھذا ربی کیا یہ میرا رب ہو سکتا ہے۔ سورج کو دیکھا تو کہا یہ بہت بڑا ہے کیا یہ میرا رب ہو سکتا ہے ؟ اور جب یہ سب غروب ہو گئے تو کہا انی لا احب الافلین فانی چیزوں کو میں پسند نہیں کرتا۔ پس جب یہاں اپنی قوم کو بت پرستی کے ذلیل فعل کی طرف توجہ دلائی تو آگے آتا ہے فتولوا عنہ مدبرین۔ ان دلائل کا کوئی جواب دینا آیا۔ اور پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔ یہ نقشہ ہے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم کا آپ کے دلائل کو بھی سن کر منہ موڑ لیتے اور چلے جاتے تھے مگر آپ کے لئے ان کا منہ پھیرنا صرف دلائل سے ہی عجز نہ تھا۔ بلکہ ان کی آخری شکست کی طرف بھی اس میں اشارہ ہے۔ فراغ الیٰ الٰھتھم فقال الا تاکلون مالکم لا تنطقون۔ پھر بتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کیا تم کھاتے پیتے نہیں۔ تمھیں کیا ہو گیا بولتے بھی نہیں۔ حالانکہ یہ لوگ تمہیں معبود بناتے ہیں۔ فراغ علیھم ضربا بالیمین۔ ایک ضرب ان کو دائیں ہاتھ سے یا قوت سے لگائی۔ اور توڑ ڈالا۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نقشہ بیان کیا ہے۔ جو کئی سال بعد فتح مکہ کے موقع پر دیکھنے میں آیا یمین دائیں ہاتھ کو بھی کہا جاتا ہے اور غلبہ کو بھی۔ اور اس میں اشارہ یہی ہے کہ آپ ان پر غلبہ پا کر ان بتوں کو توڑ ڈالیں گے۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد آپ ایک ایک کر کے بتوں کو توڑتے تھے۔ اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ باطل بھاگنے ہی والا تھا۔ یعنی اب بت پرستی خانہ کعبہ میں جو توحید کا سب سے پہلا گھر تھا پھر نہ آئے گی۔ تو یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بت شکنی کے قصہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے کہ آپ کے ہاتھوں سے ظہور میں آئے گی اور وہ لوگ جن کے سامنے آپ اس وقت نہایت درجہ بے کس نظر آتے تھے ان پر غلبہ پا کر اس بت پرستی کو جس میں وہ صدیوں سے مبتلا چلے آتے ہیں پاش پاش کر دیں گے۔

حضرت ابراہیم کی دو باتیں آنحضرتؐ کی زندگی میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تاریخ میں دو باتیں بڑی اہم ہیں (۱) بت شکنی اور بت پرستی سے بیزاری اور (۲) اسلام چنانچہ جہاں ان کا ذکر آتا ہے ان دو باتوں کا بالخصوص ذکر آتا ہے۔ جگہ جگہ فرمایا ہے کان حنیفاً مسلماً وکان من المشرکین خوب یاد رکھو بت پرستی سے بیزاری اور اسلام یہ دونوں الگ الگ باتیں ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں پائی جاتی ہیں۔ اور ان کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تاریخ کے طور پر بیان کیا ہے۔

حضرت ابراہیم کا اسلام

چنانچہ یہاں بھی ان کی بت پرستی سے بیزاری اور پھر بت شکنی کا ذکر اور پھر ان کے اسلام کی کیفیت کو بیان فرماتا ہے۔ حضرت ابراہیم کی زندگی اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کا نمونہ ہے۔ اور یہی اسلام ہے چنانچہ دوسری جگہ فرمایا اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین۔ انہیں کہا گیا کہ فرمانبردار ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ میں رب العالمین کا فرمانبردار ہوں اس فرمانبرداری کا امتحان یہاں تک لیا گیا کہ ان کے اپنے ہاتھ سے ان کا بیٹا ذبح کرایا۔ یہ ذبح کرانا ہی ہے جب وہ چھری لیکر تیار ہو گئے تو گویا ذبح کر دیا۔ قال یا بنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ۔ بیٹے سے مشورہ لیا۔ اے میرے [illegible] میں ذبح کر رہا ہوں۔ پس بتا تیری کیا رائے ہے۔ کہ تمہاری مرضی کے بغیر میں کچھ نہیں کر سکتا۔ بیٹا بھی اس قدر فرمانبردار ہے کہ فوراً کہا یا ابت افعل ما تؤمر جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ کیجئے۔ چنانچہ لٹا دیا۔ چھری ہاتھ میں لے لی۔ تو اس وقت فرمایا کہ بس ٹھیک ہے ہو گیا۔ فرمانبرداری ہی دکھنی مقصود تھی سو تم اس امتحان میں پورے اترے۔ وفدینٰہ بذبح عظیم۔ ایک عظیم الشان ذبیحہ اس کے فدیہ میں ہم نے دیا۔ ذبح عظیم یہ نہیں کہ کوئی مینڈھا بہشت سے اترا تھا بلکہ یہی ذبح عظیم ہے کہ ان کی یادگار قایم کر دی جو ہر سال قربانیوں کی شکل میں تازہ ہو جاتی ہے۔

آنحضرت صلعم نے بھی اپنے بیٹے ذبح کرائے

آپ کہیں گے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کو ذبح نہیں کیا۔ کوئی ذبح کرنے کا حکم آپ کو نہیں ہوا کبھی آپ نے اس بات کا ارادہ نہیں کیا۔ پھر کیونکر یہ بات آپ پر صادق آتی ہے۔ فی الحقیقت ہر زمانہ کے حالات کے مطابق ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں انسانی قربانی ہوتی تھی اس لئے آپ کی قربانی کو یہ رنگ دے کر اصل حقیقت سمجھائی گئی کہ انسان کا ذبح کرنا اصل مطلب نہیں۔ بلکہ اس کا اپنی زندگی خدا کی راہ میں دیدینا اصل حقیقت ہے۔ آنحضرت صلعم کو بھی یہ ضرورت پیش آئی۔ کہ اپنے بیٹوں کو ذبح کرائیں اور آپ نے بھی اسی خوشدلی سے ذبح کرایا جس طرح حضرت ابراہیم اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ فی الحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کے بیٹے ہی تھے۔ آپ ان سے بیٹوں کی طرح بلکہ ان سے بڑھکر پیار کرتے تھے۔ اسی لئے فرمایا لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ کوئی شخص تم میں سے ایماندار نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے والدین سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے۔ آپ قدم قدم پر پائیں گے کہ کس طرح آپ نے بیٹوں سے بڑھکر اپنے صحابہ سے محبت کی۔ اسی واقعہ کو پڑھو جب مکہ سے مدینہ کو ہجرت ہوئی ہے۔ اس وقت یہ نہیں کیا کہ اپنی جان بچا کر نکل جائے خوب جانتے ہیں کہ دشمن آپ کی جان کے درپے ہے۔ مگر نہیں پہلے ساتھیوں کو وہاں سے بھیج دیا۔ اور خود اکیلے دشمنوں کے اندر رہ گئے۔ یہ واقعہ اس قدر اہم ہے کہ اس کو معاندین اسلام نے بھی مانا ہے کہ یہ خدا پر بھروسہ کا بے نظیر نمونہ ہے۔ صرف دو آدمی آخر میں آپ کے ساتھ رہ گئے۔ ایک حضرت ابوبکر اور ایک حضرت علی۔ باقی سب کو آپ نے وہاں سے بھیج دیا۔ کوئی باپ اپنے بیٹے کے ساتھ اس سے بڑھ کر محبت نہیں کر سکتا۔ بیٹوں کی طرح ان کو پرورش کیا۔ بیٹوں کی طرح ان سے محبت کی۔ اسی لئے یہ بھی فرمایا وازواجہ امھاتھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔ اس قدر قریبی تعلق رکھنے والے لوگوں کو جنھیں بیٹوں سے بڑھ کر آپ عزیز سمجھتے تھے آخر اپنی آنکھوں کے آگے ذبح کرانا پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آپ کی مشابہت تھی۔ لیکن انہوں نے جب اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنی جانیں خدا کی راہ میں دیدو تو انہوں نے جواب دیا کہ فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ تو اور تیرا رب جاؤ اور جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ حضرت موسیٰ سے آپ کی مشابہت دوسرے اہم امور میں ہے مگر قربانی کے معاملہ میں آپ کی مشابہت حضرت ابراہیمؑ سے ہے

اسلام کیا ہے

میں نے کہا تھا کہ بت پرستی سے بیزاری یا بت شکنی اور اسلام دو چیزیں بیان کی ہیں۔ بت شکنی تو ہے ظاہری چیزوں کو خدا کے بالمقابل نہ لانا اور اسلام کا تعلق ہے اپنے دل کے ساتھ۔ بہت لوگ ہیں جو گو بت پرستی نہیں کرتے لیکن خدا کا حکم بھی وہ نہیں مانتے۔ وہ فی الحقیقت مسلم نہیں۔ مسلم وہ ہے جو شرک کو چھوڑے مگر اس کے ساتھ ہی اس کا دل اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری پر لگا ہوا ہو جیسے حضرت ابراہیم کے متعلق فرمایا اتیٰ ربہ بقلب سلیم۔

ہماری بت شکنی

میں نے کہا کہ حضرت ابراہیم نے اپنی زمانہ کی ضرورت کے مطابق کام کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ صلعم نے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق۔ آج ہم کو بھی ضرورت ہے شرک سے بچنے کی، بتوں کو توڑنے کی۔ آج ہم کو بھی ضرورت ہے کہ اسلام یا کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ جس امر کی طرف گزشتہ عید میں میں نے توجہ دلائی تھی۔ وہ ایک بت شکنی ہی کا کام ہے جس طرح بت پرستی اخلاق کو بگاڑتی۔ اور انسان کو ذلیل کر دیتی ہے۔ اسی طرح رسم و رواج بھی انسان کو ذلت کی طرف لیجاتے ہیں۔ بلکہ آج یہی رسم و رواج ہی مسلمانوں کے بت بنے ہوئے ہیں۔ وہ عید بھی اسی کام کے لئے موزوں تھی کیونکہ اس کا تعلق کسی امر کے ترک کرنے سے ہے۔

بکرے کی گردن پر چھری پھیرنے کا مقصد

اور یہ عید قربانی کی عید ہے۔ اور اسلام یا فرمانبرداری کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ یہ دوسرا امر ہے۔ اس بت پرستی کو چھوڑا ہے تو اب اس دوسری بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قربانی ہی اصل چیز ہے جس سے انسان ترقی کر سکتا ہے یہ بکرے کی قربانی

دراصل یہ سکھانے کے لئے ہے کہ اسی طرح سے ہمیں بھی خدا کے رستہ میں ہر قسم کی قربانی کرنے اور اپنی گردنیں تک کٹوانے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ تمہارا بکروں کو قربان کرنا تب ہی کام آئیگا جب کہ اس سجدہ میں سے یہ دل لیکر جاؤ کہ جس طرح بکرے کی گردن پر چھری پھیرنے کا استحقاق تمہیں خدا کے حکم سے ہو گیا۔ اسی طرح سے تمہاری گردنیں بھی خدا کے حکم کے نیچے چھری پھیرنے کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ یاد رکھو کہ عبادت کے رنگ میں کسی بکرے کی گردن پر چھری پھیرنے کا استحقاق تمہیں نہیں ہوتا جب تک یہ بات تمہارے مدنظر نہ ہو۔ کہ اسی طرح سے تمہاری گردنیں بھی خدا کے حکم کے آگے کٹنے کے لئے تیار رہیں۔

قربانی کی ضرورت و اہمیت

خوب یاد رکھئے کہ کوئی قوم بغیر قربانی کے بچ نہیں سکتی۔ آج دنیا کی قوموں کو دیکھ لیجے۔ وہی لوگ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ جو قربانی کرتے ہیں۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اس قربانی کے نظارہ کو جو آج کا دن اسلامی دنیا کو دکھا رہا ہے آنکھوں کے سامنے رکھکر ہی مسلمان ترقی کی منزل پر پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن قربانی کے متعلق آج بعض ان لوگوں کے دلوں میں بھی جو دین کی تڑپ رکھتے ہیں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ بجائے اس کے کہ اس طرح بکرے وغیرہ ذبح کرکے روپیہ برباد کیا جائے۔ وہی روپیہ اشاعت اسلام کے کام میں کیوں نہ لگا دیا جائے۔ یہ صحیح نہیں۔ یہ خیال عام لوگوں کے دلوں میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کو عملی طور پر اگر کوئی جماعت پورا کر سکتی ہے تو وہ ہماری ہی جماعت ہے۔ دوسرے لوگ اسے محض ایک بہانہ بنالیں گے کہ کسی طرح ان کا روپیہ بچ رہے۔ ہماری جماعت خدا کے فضل سے عملاً اس پر کاربند ہو سکتی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو بھی اس پر لگانا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم سے ہٹا کر کسی دوسرے رستہ کی طرف لیجانا ہے۔ یہ قربانی کیا ہے ایک جانور کے گلے پر چھری رکھنا ایک نشان ہے اس بات کا کہ ہم بھی اسلام کی خاطر اس چھری کے پھروانے کے لئے تیار ہیں۔ خوب یاد رکھئے اگر یہ نظارہ ہمارے سامنے نہ ہو تو ہم اور بھی ذلیل ہو جائیں گے۔ اس نظارہ کو دیکھکر ہمارے اندر قربانی کی روح پیدا ہو سکتی ہے بشرطیکہ قربانی کی اصل حقیقت سے واقفیت ہو۔ یہ نہ ہو تو پھر قربانی کی روح ہم میں سے آہستہ آہستہ مر جائے گی۔

ہماری قربانیوں کے شاندار نتائج

آپ کہیں گے کہ کیا ہم مالی قربانیاں تھوڑی کر رہے ہیں۔ یہ سچ ہے لیکن دیکھو آپ کتنی چھوٹی سی جماعت ہیں۔ اور اس چھوٹی سی جماعت میں بھی کتنے ایسے لوگ ہیں جو برائے نام لگے ہوئے ہیں۔ برائے نام اس لئے کہ انہیں جماعت کے کاموں میں ایک پیسہ بھی دینا دوبھر ہو جاتا ہے باوجود اس کے آپ کی مالی قربانیاں کس قدر ترقی کا موجب ہیں۔ آج چودہ سال ہوئے جب اس جماعت کی بنیاد یہاں رکھی گئی تھی۔ اس چودہ سال کے عرصہ میں جو کامیابی ہوئی ہے اس کے متعلق ایک دشمن اسلام کے منہ سے جو تمام دنیائے اسلام میں پھر چکا ہے یعنی ڈاکٹر زویمر جو دنیائے اسلام کا کوئی حصہ نہیں جہاں وہ رہ نہ چکا ہو مصر اس کا گھر ہے۔ ہندوستان میں وہ دو تین دفعہ آچکا ہے۔ عرب اس کا گھر ہے غرض تمام دنیائے اسلام میں رہ کر پورے طور پر واقفیت حاصل کر چکا ہے ابھی اس سال وہ ہندوستان میں آیا تو یہاں ہمارے ہاں بھی وہ تھوڑی دیر کے لئے آگیا۔ یہاں سے جا کر اس کے منہ سے کیا نکلتا ہے ایک رسالہ میں اس نے لکھا ہے کہ رہنمائی تمہاری باتوں کی اب اس قوم کے ہاتھ میں آگئی ہے۔ جو احمدی جماعت کہلاتی ہے اور فریق لاہور سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں۔ غور کرکے دیکھا کہ وہ خیالات جو ہماری جماعت کے خیالات ہیں وہی آج تمام دنیائے اسلام میں مانے جا رہے ہیں۔ اور لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ انہی باتوں کے ذریعے سے مخالفین اسلام کا منہ کو بند کیا جا سکتا ہے

بعد موت کا اجر

یہ تو دنیا میں ہمیں اجر مل رہا ہے اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ اس کا اجر بعد موت بھی ملنے والا ہے۔ ہاں خدا کی راہ میں دینے کا اجر اس سے بھی بڑھ کر یقینی ہے جیسے کسی شخص کا روپیہ بنک میں جمع ہو اور کسی وقت بڑھتے بڑھتے وہ بہت بڑی رقم ہو جائے۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہاری یہ زندگی یہیں تک ہے اور بعد موت ہمیں کچھ بھی ملنے والا نہیں۔ تو یہ حیوانیت ہے اسلام ہمیں یہ نہیں سکھاتا کہ دنیا کو چھوڑ دو۔ بے شک دنیا میں رہو اور کھاؤ پیو۔ لیکن اس کے بعد بھی ایک زندگی ملنے والی ہے۔ یہ مت سمجھو کہ ایک روپیہ خدا کے رستے میں دیا تو وہ ضائع ہو گیا۔ خدا کے رستے میں خرچ کرکے کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی۔ یہ جو تم خرچ کر رہے ہو اس کا اجر یہاں بھی تمہیں مل رہا ہے اور بعد موت بھی کئی گنا ہو کر ملے گا۔ تم ضائع نہیں کر رہے بلکہ خدائی بنک میں اپنا روپیہ جمع کر رہے ہو۔

موجودہ حالت پر مطمئن نہ ہو جانا چاہیئے

آپ بے شک اس وقت بھی بہت قربانی کر رہے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے ایک بہت [illegible]

ضیتار کر رہا ہے۔ لیکن اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ جو قربانی ہم کو کرنی تھی وہ کرلی تو یہ ہمارے لئے سخت ٹھوکر کا موجب ہوگا۔ کسی شخص کے دل میں یہ نہ ہونا چاہیئے کہ جو کچھ اس کو کرنا تھا کر لیا۔ ہر ایک دل میں یہی امنگ اور تڑپ موجود ہونی چاہیئے کہ ہم اور قدم آگے بڑھائیں۔ یہی قربانی کا اصل سبق ہے۔

آپ کہیں گے کہ اس سے آگے ہمیں اور کہاں لیجانا ہے۔ میں کہتا ہوں محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھو کہ وہ کہاں کھڑے ہیں؟ کیا آپ وہاں پہنچ گئے ہیں؟ کیا اس بات کی ضرورت نہیں کہ آپ اس بلند مقام کی طرف اپنے آپ کو لیجائیں؟ ایک غلط مسئلہ آج نکالا گیا ہے کہ اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین سے مراد یہ ہے کہ نبیوں کے پیرو نبی بن جائیں گے۔ اس کا مطلب تو صاف ہے کہ نبی صلعم کی اطاعت کرکے وہ آپ کی معیت میں ہو جائیں گے۔ آپ کے رفقا میں داخل ہو جائیں گے۔ ایک صحابی نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ اس دنیا میں تو ہم آپ کے ساتھ بیٹھے باتیں کرتے ہیں اُخروی زندگی میں آپ خدا جانے کہاں کس قدر بلند مقام پر ہوں گے اس وقت ہم آپ کو کیسے مل سکیں گے۔ تو آپ نے یہی آیت پڑھی۔ یعنی جو شخص رسول اللہ کی اطاعت کرتا ہے وہ آپ کے ساتھ ہوگا۔

ہمیں کہاں پہنچنا ہے؟

تو میں کہتا ہوں بے شک آپ یہ قربانیاں بہت اچھی کر رہے ہیں مگر یہ غلطی کبھی نہ کیجے کہ جو کچھ کر رہے ہیں اس پر مطمئن ہو جائیں اور دوسری بات مدنظر رکھنے والی یہ ہے کہ خدا کے رستے میں کام کرکے کبھی تکان محسوس نہ کریں۔ اپنا قدم آگے ہی آگے بڑھاتے چلے جائیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی ہم کو جو کچھ کرنا تھا کر لیا؟ (آوازیں۔ نہیں ہرگز نہیں) اگر نہیں کیا تو تمہارے قدم زیادہ تیزی سے آگے بڑھنے چاہئیں نہ کہ یہیں رک جانے چاہئیں۔ میں نے کہا ہے کہ وہ بہت بلند مقام ہے محمد رسول اللہ صلعم کا۔ وہ تو تمہارا قدم اس مقام کی طرف اٹھا ہے جہاں محمد رسول اللہ صلعم بیٹھے ہیں اے غافلو! غور کرو اگر محمد رسول اللہ صلعم اس دنیا میں موجود ہوں تو کیا تم مطمئن ہو جاؤ گے کہ جہاں تم کھڑے ہو وہیں رہو کیا تم کوشش نہ کرو گے کہ سب سے آگے بڑھ کر رسول اللہ صلعم کے پاس جا بیٹھو۔ پس اگر تم محمد رسول اللہ صلعم کے پاس پہنچنا چاہتے ہو تو اس کے دین کے بچاؤ اور حفاظت کے لئے اس کی اشاعت کے لئے۔ آپ کی امت کی بھلائی کے لئے اپنی ساری طاقت خرچ کردو۔ ممکن ہے جو میں کہوں وہ تمہیں دشوار معلوم ہو لیکن یہ سمجھ لو کہ وہی تمہارا قدم محمد رسول اللہ کے قریب پہنچنے کے لئے ہے۔ پس زور لگا کر بھی اسے اٹھانے کی کوشش کرو۔

ہماری ذمہ داری

خدا تعالیٰ نے آج خدمت دین کے لئے تمہاری جماعت کو چن لیا ہے اس لئے تم اس کے ذمہ دار ہو اور تم سے اس کی باز پرس ہوگی۔ جتنا احساس کوئی شخص رکھتا ہو اتنی ہی اس سے باز پرس ہوتی ہے۔ تمہارے اندر بھی جتنا زیادہ احساس ہوگا اتنی ہی زیادہ تم سے باز پرس ہوگی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ جن لوگوں کا امیر میرے جیسا ضعیف و ناتوان ہو وہ کیا کریں گے۔ لیکن خدا کی نصرت بڑی دستگیری فرماتی ہے۔ اور اسی کے یہ کرشمے ہیں کہ کچھ کام ہم نے کئے ہیں مگر وہ نصرت آتی تب ہے جب پہلے انسان خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ اس لئے میں کوشش کرتا ہوں کہ تمہارا قدم اور زیادہ زور سے اٹھے۔ تا کہ خدا کی نصرت اس سے بھی دہ چند تمہارے شامل حال ہو۔

ترقی کا ایک قدم

میں تو خود کمزور ہوں زیادہ نہیں قدم بقدم آپ کو آگے لیجانا چاہتا ہوں میں سردست یہ چاہتا ہوں کہ کچھ آدمی آپ میں سے ایسے مل جائیں جو اپنی آمدنیوں کا دسواں حصہ دیں۔ اس عید کی قربانی سے کم از کم اتنا قدم ہمارا اور آگے بڑھے۔ کہ اپنے ماہوار چندوں کو آمدنیوں کے دسویں حصے تک بڑھا دیں۔ تھوڑی آمدنیوں والے ہوں یا بہت آمدنی رکھنے والے۔ ہر ایک شخص اس میں شامل ہو۔ خواہ چند پیسے ہی اسے دینے پڑیں۔ اس میں کوئی ہرج نہیں۔ ع

مارا نظر بر اندک و بسیار نیست

میں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا تو ہمارے دلوں میں سے مال دنیا کی محبت کو کم کردے۔ اور دین کی محبت بڑھا دے۔ اے خدا تیرے رستہ میں خرچ کرنے پر ہمارے دل تنگ نہ ہوں۔ بلکہ دلوں کے اندر فراخی اور راحت زیادہ پیدا ہو۔

آمدنیوں کا دسواں حصہ خدا کی راہ میں

میں چاہتا ہوں کہ اپنی آمدنیوں کا دسواں حصہ آپ حساب کرکے دیں مگر اس طرح پر ہر ماہ نکالیں کہ اپنے اوپر اس کو حرام سمجھیں اگر میں اس بات [illegible]

تو میرا یہ لمبا سفر اور ایک سرد جگہ سے . . . . . جلتی اُبلتی جگہ میں آنا کام آگیا۔ ایک اور بات بھی یاد رکھو۔ آج یہ حالت ہے کہ جو کوئی شخص ایک ذرا سا تنکا بھی اٹھا کر ادھر سے ادھر کردے وہ سمجھتا ہے کہ میں نے تو زندگی وقف کردی۔ بس اب اور کیا کرنا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ خواہ تمہارا امیر ہو یا کوئی مبلغ ہو یا محاسب ہو یا سکرٹری ہو یا اور کوئی انجمن کا رکن ہو۔ ہر شخص پر واجب ہے کہ اپنی کمائی میں سے دین کے لئے دے اس کے بغیر اس کا زندگی وقف کرنا کسی کام نہیں آسکتا۔

ناراض دوستوں سے خطاب

وہ لوگ جنھوں نے ہمارے ساتھ تعلق کو کسی ذاتی ناراضگی کی بنا پر منقطع کر لیا ہے خوب یاد رکھیں کہ میں تو محض ایک خادم ہوں کچھ دنیا ہے تو صرف دین کے لئے دینا ہے۔ دین کی خدمت کرنی ہے۔ میرے لئے نہیں خدا کے لئے۔ میں تو خدمت دین کے کام میں محض ایک فرد کی حیثیت رکھتا ہوں اس لئے میرے ساتھ کسی ناراضی کی وجہ سے خدمت دین کے کام سے انہیں ہٹنا نہیں چاہیئے۔ اور اس کام کو پورے زور کے ساتھ سرانجام دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(نوٹ:۔ جن احباب نے اس وقت اس آواز پر لبیک کہا ان کی فہرست دوسرے وقت شایع ہوگی۔)

(بقیہ صفحہ ۱)

عذر تقصیر

ہاں ایک بات تو لکھنا بھول ہی گیا ہوں۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ آپ کے خط کا جواب نہ دے سکے۔ اول وجہ ان کی بے حد مصروفیت ہے۔ دوسرے انہوں نے ابھی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا صرف "محمد اینڈ کرائسٹ" پڑھی ہے۔ جس کا ان پر عمدہ اثر نہیں ہوا۔ اگرچہ واقعات درست دیکھے ہیں لیکن مصنف نے وہ کتاب ایسے لہجہ میں لکھی ہے کہ جس کے پڑھنے سے ذرا تکلیف ہوتی ہے۔ اگر ذرا عمدہ طور پر ان واقعات کو ضبط تحریر میں لایا جاتا تو بہت مفید ہوتا۔ اسکا اینٹ کا جواب پتھر سے دیا گیا ہے۔ جو اسلامی پروپیگنڈا کرنے والوں کے لئے مفید ہونے کے بجائے مضرت رساں ہے انہوں نے مجھے کہا کہ آپ سے ان کی طرف سے معافی مانگوں انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ نادم ہیں کہ آپ ان کی اس حرکت کے بُرے معنی لے رہے ہوں گے۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں آپ کو لکھ دوں گا۔ اور سمجھا دونگا کہ آپ کس قدر مصروف آدمی ہیں۔

قرآن کریم کے تراجم دیکھنے کا شوق

انہوں نے مجھے قرآن کریم کے تراجم بھی دکھائے۔ اور کہا کہ وہ ترجمے بہت بُرے ہیں۔ ایک ان میں سے سیل کا تھا۔ قرآن کریم عربی میں بھی ان کے پاس ہے۔ جو مجھے انہوں نے دکھایا۔ میں نے ان سے حضرت مولوی صاحب قبلہ کے ترجمہ قرآن کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے نہیں دیکھا۔ اور دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں ان کو ایک کاپی بطور تحفہ پیش کرونگا۔ لیکن دو مہینے کا عرصہ لگ جائیگا وہ اس پر بہت خوش ہوئے کہ وہ ایک مسلمان کا ترجمہ کیا ہوا قرآن دیکھ سکیں گے۔ اب آپ سے عرض ہے کہ ایک جلد قرآن کریم قسم اول جلد از جلد مجھے ارسال فرما کر مشکور فرمایئے۔ میں خود جا کر انکو دونگا کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ ان کو اعلان اسلام کے لئے مائل کردے۔ ڈاکٹر اینڈرسے صاحب سے میں نے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر ان کو قرآن کریم جو آپ نے ان کو بھیجا ہے جلد مل گیا تو وہ مجھکو بھیج دیں گے۔ تاکہ میں مسیو انگرام کو دے سکوں۔ میں خط کو تمام نہ کر سکا کیونکہ میرے دوست میجر توازنی کا ٹیلیفون آیا کہ ان کو ملوں۔ اس لئے پھر آئندہ ہفتہ پر چھوڑتا ہوں۔ اور شاید منیمس سے لکھ سکونگا۔ میں نے جرمن زبان سیکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ فرنچ تو اب بول لیتا ہوں اور پڑھ بھی لیتا ہوں۔ اطالین کی مشق کم ہوگئی ہے۔

جناب مولوی یعقوب خان صاحب کی رہائی

میانوالی کے ایک خط سے معلوم ہوا ہے کہ جناب مولوی یعقوب خان صاحب بی اے سابق ایڈیٹر "لائٹ" ۱۲ جون کو رہا ہو کر ۱۳ جون [illegible]

ہندوستان

— چنیوٹ میں ایک مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ پولیس کو گولی چلانی پڑی۔ بہت سے آدمی مجروح ہوئے۔

— مدراس ۵ رجون۔ دیو نگر میں ایک بھاری طوفان آنے کی وجہ سے تین آدمی ہلاک اور بہت سے خاندان برباد ہو گئے۔

— کھلنا (بنگال) میں قحط خوفناک شکل اختیار کر لی ہے۔ لوگ املی کے پتے ابال کر پیٹ بھرتے ہیں۔

— اخبار "پرتاپ" کا ۲ رجون کا پرچہ ضبط کر لیا گیا تھا۔ اب گورنمنٹ گزٹ میں اس کی ضبطی کی تنسیخ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

— بمبئی کے مسٹر نارائن آنند رسیالی ٹوپی والا کو ملک معظم کی سالگرہ پر راؤ صاحب کا خطاب ملا تھا۔ آپ نے واقعات بار دولی کے متعلق احتجاجی طور پر خطاب واپس کر دیا۔ قبل ازیں آپ اسی وجہ سے بمبئی کونسل سے مستعفی ہو چکے ہیں۔

— میسور میں ملک معظم کی سالگرہ نہایت شاندار طریق پر منائی گئی۔

— امرتسر ۴ رجون۔ ٹمپرنس سوسائٹی کے مشہور کارکن پنڈت بشن نرائن رازدان کا انتقال ہو گیا۔ آپ ٹمپرنس تحریک اور سوشل اصلاح کے زبردست حامی تھے۔ اور اس سلسلے میں آپ نے ۵۰ سال تک نہایت قابل قدر کام کیا۔

— کلکتہ ۵ رجون۔ لڈ جیوٹ مل ہوڑہ کی چھ سو عورتوں کے کام چھوڑ دینے سے مل بند ہو گئی۔ آٹھ ہزار کاریگر بالکل بیکار ہو گئے ہیں۔

— جودھپور میں بھی بقر عید پر ہندو مسلمانوں کے مابین جھگڑا ہو گیا ہندو مسلمانوں کو بکرا ذبح کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ ایک بکری جسکو مسلمان ذبح کرنا چاہتے تھے۔ ان سے چھین لی گئی۔ مسلمان ۲ ہزار کے مجمع کی صورت میں فریاد لیکر کوتوالی گئے۔ اتنے میں بلا ضرورت ریاست کا رسالہ بلا لیا گیا۔ جس نے آتے ہی مسلمانوں کو بلا وجہ نہایت ظالمانہ طریق پر زدو کوب کیا۔ ۴۰ مسلمان زخمی ہوئے۔

پیغام صلح :۔ معزز معاصر الامان کی تازہ اشاعت میں اس جھگڑے کے حالات نہایت تفصیل سے چھپے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر ناگفتہ بہ مظالم توڑے جا رہے ہیں۔

— دو مشہور فرانسیسی ماہران پرواز عنقریب ہندوستان آنیوالے ہیں۔

ہندو دنیا

— موضع صورت پور ضلع گوجرانوالہ میں ایک نوجوان مسلم لڑکی کو سکھوں نے زبردستی اکالن بنا لیا۔ مقدمہ چل رہا ہے۔ لڑکی پولیس کے قبضہ میں ہے۔

— لاہور یکم جون۔ آج لالہ ہرکشن لال نے مہا یونیورسٹی اسکول (کالج پارٹی کا زنانہ ہائی سکول) کا افتتاح کیا۔ بہت سے ہندو معززین موجود تھے۔ انہوں نے امداد دینے کا وعدہ کیا۔ مہاتما ہنسراج نے اپنا قیمتی کتب خانہ اسکو دے دیا۔

— آریہ لیڈر اور اخبارات موضع سونتی کے فساد کے سلسلے میں مسلمانوں اور گورنمنٹ کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ واقعات کو بیحد غلط اور مبالغہ آمیز پیرایہ میں مشتہر کیا جا رہا ہے۔ فسادی ہندو جاٹوں کی ہر طرح سے حمایت اور حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔

— کراچی ۳ رجون۔ سندھ آریہ سمیلن امید سے بڑھ کر کامیاب ہوئی۔ سمیلن میں مختلف سماجوں کے ۵۰۰ نمائندے بہت سے مشہور آریہ لیڈر اور لیکچرار اور بے شمار وزیٹر شامل ہوئے۔ ہندو خواتین نے بھی غیر معمولی دلچسپی لی۔ سمیلن میں مسلمانوں کے خلاف بہت سے ریزولیوشن پاس کئے گئے۔ قانون انتقال اراضی اور صوبہ سندھ کی علیحدگی کی خاص طور پر مخالفت کی گئی۔ اشدھی اور ہندو تہذیب کے پرچار کے لئے ہندوؤں سے وعدے لئے گئے۔

— رائے بہادر رام سرن داس جی کی معرفت ایک ہندو خاتون نے بلا اپنا نام ظاہر کئے سناتن دھرم پرتی سبھا کو تین ہزار روپیہ دیا ہے۔

— گوا میں اشدھ شدہ لوگوں کی تعداد چھ ہزار تک پہنچ گئی ہے ڈاکٹر مونجے کے زیر سرکردگی جو وفد گیا تھا۔ اس کی موجودگی میں ۵۰۰ آدمی اشدھ ہوئے۔

— پشاور ۲ رجون۔ رگھناتھ مندر کے اپیل کا فیصلہ سکھوں کے حق میں ہو گیا ہے۔ اب مندر گرا دیا جائے گا اور وہاں گرنتھ صاحب رکھا جائیگا۔ سنا گیا ہے کہ سناتن دھرم یووک سبھا کے چند نوجوان نورد کے باغ کی طرح ستیاگرہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ (دیج، رجون)

ممالک خارجہ

— ماسکو ۴ رجون۔ شاہ افغانستان و ملکہ ثریا آج باطوم وارد ہوئے۔ جارجیا کاکیشیا اور آذربائیجان کی حکومتوں کے نمائندوں نے آپ کا شاندار خیر مقدم کیا۔ شاہ اور ملکہ نے شہر اور جار کے باغات کا معائنہ کیا۔ اور طفلس کی گاڑی پر سوار ہو گئے۔

— عمان کی ایک خبر مظہر ہے کہ برطانیہ اور شرق اردن کے معاہدہ کے خلاف تمام ملک میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ جگہ جگہ مظاہرے ہو رہے ہیں امیر عبداللہ اس شورش و اضطراب کو دور کرنے کے لئے تمام بڑے بڑے شہروں کا دورہ کر رہے ہیں۔

— ملکہ ثریا کے جدید فیشن اختیار کرنے پر افغانستان میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔

— مہاراجہ بڑودہ کو لڑکی کی لاش ولایت میں جلا دی گئی۔

— سنگاپور کے لئے ایک متحرک بندرگاہ یورپ میں تیار کی گئی ہے۔

— مصر میں آج کل گرمی کا بیحد زور ہے۔ باد سموم تیزی سے چل رہی ہے۔

— علمائے ایران نے ایک قرارداد اس مطلب کی پاس کی ہے کہ ملکہ افغانستان جب ایران آئیں تو ناموس شریعت اسلامیہ اور ہمارے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے بے پردگی اختیار نہ کریں۔

— قاہرہ ۶ رجون۔ سینیٹ میں ایک ممبر نے گورنمنٹ پر الزام لگایا تھا کہ اس نے برطانیہ کے آگے سر جھکا دیا ہے۔ نحاس پاشا نے جواب میں کہا کہ ان کی وزارت نے الٹی میٹم قبول نہیں کیا۔ آپ نے اعلان کیا کہ مصر نے مصری معاملات میں برطانیہ کے دخل دینے کے حق کو تسلیم نہیں کیا ہے۔

— مشہور چینی جرنیل چنگسا سولن مر گیا۔

— جاپان میں پچاس ہزار ملاح مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔

— ماسکو ۵ رجون۔ شاہ و ملکہ افغانستان نے کل طفلس کا معائنہ کیا۔ عوام کے نمائندوں کی جارجی کونسل نے آپ کو دعوت طعام دی اس کے بعد آپ باکو روانہ ہو گئے۔

— لنڈن میں مسٹر سکلات والا اور مسٹر تارنی سنہا کی کوششوں سے کانگرس کمیٹی قایم ہو گئی ہے۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۲۶ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۵ جون سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۳۸

مولانا یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ کی رہائی

لاہور سٹیشن پر شاندار استقبال اور جلوس

بزرگان قوم کی تقاریر مسجد احمدیہ میں

گزشتہ اشاعت میں یہ اطلاع دی گئی تھی کہ مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ۱۲ جون کو میانوالی جیل سے رہا ہو کر ۱۳ کی شام کو لاہور پہنچ جائیں گے یہ خبر ایک خط کی بنا پر دی گئی تھی جو میانوالی سے ایک دوست نے لکھا تھا اس کے بعد ایک جوابی تار خاں صاحب موصوف کی خدمت میں بھیجا گیا تاکہ ان کی آمد کا پتہ یقینی طور پر لگ سکے۔ چنانچہ اس کے جواب سے یہ معلوم ہوا کہ خاں صاحب ۱۳ جون سنہ کی صبح کو چھ بجے کی گاڑی میں لاہور پہنچ جائیں گے۔

استقبال

اسی وقت احباب لاہور کو گھر گھر اطلاع بھیج دی گئی اور دوسرے دن گاڑی کے وقت لاہور سٹیشن پر بہت سے احباب پھولوں کے ہار لئے ہوئے جمع ہو گئے۔ جن میں مولانا سید حبیب ایڈیٹر "سیاست" اور ان کے بھائی سید عنایت شاہ بھی تھے۔ جو دوران مقدمہ میں خاں صاحب کے ساتھ حوالات میں رہ چکے ہیں۔ سٹیشن سے باہر مسلم ہائی سکول کے طلبا سرخ جھنڈیاں ہاتھوں میں لئے ہوئے کھڑے تھے۔ جن پر نہایت خوبصورت سنہری حروف میں "مولانا یعقوب خاں زندہ باد" اور "الحق یعلوا ولا یعلیٰ" کے کلمات لکھے ہوئے تھے۔ جونہی گاڑی سٹیشن میں داخل ہوئی اور مولانا یعقوب خاں صاحب آخری کمرے میں سے باہر نکلتے ہوئے دکھائی دیئے۔ خلقت کا ازدحام ان پر ٹوٹ پڑا۔ اور ہر شخص پھولوں کے ہار ان کے گلے میں ڈالکر بغلگیر ہونے لگا۔ یہاں تک کہ پھولوں کی کثرت سے نصف چہرہ چھپ گیا۔ اس لئے کچھ ہار آپ کو اتارنے پڑے۔ اور اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں میں سٹیشن سے باہر نکلے۔ جہاں سکول کے طلبا استقبال کے لئے موجود تھے۔

جلوس

وہاں سے ایک اچھا خاصا جلوس بن کر احمدیہ بلڈنگس کی طرف روانہ ہوئے۔ جس میں سب سے آگے سکول کے طلبہ "اللہ اکبر" اور "مولانا یعقوب خاں زندہ باد" کے نعرے لگاتے ہوئے جا رہے تھے درمیان میں خاں صاحب مکرم اور اراکین انجمن تھے اور ان کے پیچھے جماعت کے باقی اصحاب۔

مولانا صدر الدین صاحب کی تقریر

سٹیشن سے تمام جلوس پیدل احمدیہ بلڈنگس میں پہنچا۔ جہاں سب اصحاب اور طلبا کو مسجد احمدیہ میں بٹھایا گیا۔ اور سب سے پہلے مولانا صدر الدین صاحب نے ایک مختصر تقریر کی جس میں مولانا یعقوب خاں صاحب کی واپسی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ ہمیں خوشی محض اس وجہ سے نہیں کہ وہ جیل سے واپس آ گئے۔ بلکہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ایک ایسا نمونہ پیش کیا ہے جو ہم سب کے لئے قابل تقلید ہے آپ نے فرمایا کہ لوگ مختلف جرائم کے ارتکاب کی وجہ سے جیلوں میں جاتے ہیں وہاں تکلیف تو ہر ایک کو ہوتی ہے لیکن وہ شخص جس نے کوئی اخلاقی جرم نہ کیا ہو بلکہ قوم کی رہنمائی کے جرم میں اسے جیل خانہ دیکھنا پڑا ہو۔ اس کو دل کی اذیت نہیں ہوتی۔ یہ فرق ہے ان قیدیوں میں جو چوری ڈکیتی کی وجہ سے جیل میں بھیجے جاتے ہیں۔ اور ان میں جو خدا کے لئے قوم کے لئے مذہب کے لئے جیل میں جاتے ہیں۔

آپ نے اسکول کے نوجوان بچوں کو بالخصوص مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ خاں صاحب کا وجود ان کے لئے ایک نمونہ ہے کہ انہوں نے قوم کی خاطر ہر قسم کے دکھ اٹھائے۔ اور جیل خانہ تک دیکھا اور اس بات کی پروا نہیں کی کہ ان کی ذات کو اس سے کیا نفع یا نقصان پہنچتا ہے یہی سپرٹ ہمارے نوجوانوں میں پیدا ہونی چاہئے۔ کہ قوم کی خاطر، ملک کی خاطر، اور سب سے بڑھ کر دین کی خاطر اپنے مفاد کو قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔

انبیا کا بڑا کام

آپ نے فرمایا کہ ملک کے حالات اس وقت سے مختلف ہیں جب خاں صاحب مکرم جیل میں گئے تھے۔ اور یہی ہندوستان کی بدقسمتی ہے کہ کام کرنے والوں کے سامنے مختلف نظارے پیش کرتا رہتا ہے۔ یہ سب غلامی کا نتیجہ ہے۔ انبیائے کرام نے دنیا میں بڑا کام یہی کیا کہ اپنی قوموں کو غلامی سے باہر نکالا۔ حضرت نبی کریم صلعم کی مثال قرآن نے حضرت موسیٰ سے دی ہے کیونکہ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو فرعون کی غلامی سے چھڑایا۔ حضرت نبی کریم کے سامنے بھی بہت سے فرعون تھے۔ ابوجہل۔ ابولہب۔ عتبہ۔ مغیرہ وغیرہم جن کا یہ قول تھا کہ کوئی شخص ہمیں اپنا اثر حاوی نہ دکھائے کیونکہ ہم سب سے بڑھ کر بڑے لوگ ہیں ان لوگوں سے حضرت نبی کریم صلعم کو مقابلہ تھا اور آپ نے اپنی قوم کو ان سے آزاد کر کے حریت و مساوات کا جذبہ پیدا کر دیا۔

مردہ قوموں کے جذبات

آپ نے فرمایا کہ ہم میں بھی یہی جذبہ پیدا ہونا چاہئے کہ مصائب و مشکلات کی برداشت کر کے قوم کی خدمت کریں۔ حضرت موسیٰ کی مثال دیتے ہوئے آپ نے بتایا کہ انہوں نے جب قوم کو بیت المقدس فتح کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون تو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں اس قسم کی قومیں جن کی روح اس قدر مری ہوئی ہو، کبھی خیر و برکت کا باعث نہیں ہو سکتیں۔ آخر اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہیں کہا گیا کہ جاؤ جنگل میں پھرو۔ اور بیٹریں مار کر کھاؤ۔

ہمارے اندر کیا جذبہ ہونا چاہیئے

آپ نے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اصول کی خاطر لڑنا بہت بڑی بات ہے۔ اور ہمیں اپنے ان بھائیوں کی جو اصول کی خاطر دکھ اٹھاتے ہیں عزت کرنی چاہئے۔ جب تک ہمارے اندر بھائیوں کی عزت کا خیال ہو قوم نہیں بن سکتی۔ اس لئے جہاں یہ خوشی ہے کہ خاں صاحب مکرم ہم میں واپس آئے ہیں۔ وہاں سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک نمونہ ہمارے سامنے قائم کیا ہے کہ اصول کی خاطر لڑنا اور حق کی خاطر ہر قسم کے دکھ اٹھانے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

اس کے بعد حضرت مولانا نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے خانصاحب کے استقبال کے لئے اسٹیشن پر جانے کی تکلیف گوارا کی۔

مولانا محمد یعقوب خانصاحب کی تقریر

مولانا صدر الدین صاحب کے بعد مولانا محمد یعقوب خانصاحب کھڑے ہوئے اور حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مجھے بڑی خوشی ہے کہ پھر آج آپ کو بزرگوں اور بچوں اور دوستوں میں دیکھتا ہوں۔ میرے دل پر بڑا احساس ہے کہ آپ نے اس قدر محبت کا اظہار کیا۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنی ذات کے لئے کوئی خوشی نہیں اس لئے کہ جس مقصد کے لئے آپ نے مجھے جیل میں بھیجا وہ میرا ذاتی نہیں بلکہ قومی مقصد ہے میرے خیال میں افراد کی حیثیت سپاہیوں کی ہونی چاہئے کہ جب لڑ چکیں تو سمجھیں کہ ہم نے کام کر لیا۔ البتہ یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کی عزت کریں اور مجھے اسی لئے خوشی ہے کہ آپ نے بتا دیا کہ آپ کو اس مقصد کے ساتھ ہمدردی ہے جس کے لئے مجھے جیل میں جانا پڑا۔

قومی زندگی کا نصب العین

آپ نے فرمایا وہ بات جس کے لئے مجھے جیل میں جانا پڑا وہ کیا تھی؟ میں نے اس مضمون میں مسلمانوں کو بتایا تھا کہ زندگی کا ایک ہی اصول ہے جس کو سیکھ لینا چاہیئے۔ بہت سے لیڈر قسم قسم کے نصب العین قوم کے سامنے رکھتے ہیں۔ لیکن قومی زندگی کا نصب العین ایک ہی اصول ہے کہ اپنے اندر طاقت پیدا کرو۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جس جمعہ کے دن میں یہاں سے گرفتار ہو کر گیا تھا اس دن میں نے خطبہ میں یہ آیت پڑھی تھی محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم۔ بات یہ ہے کہ محمد رسول اللہ کی زندگی ہمارے لئے ایک نمونہ ہے (باقی برصفحہ ۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۲ — ۲۶ رذی الحجہ سنہ ۱۳۴۲ھ — نمبر ۳۸

کشف غطا

مسٹر درانی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

زمیندار کے مکتوب جرمنی پر ایک نظر واقعات کی روشنی میں

(۲)

ستمبر ۱۹۲۲ء میں ٹرینیڈاڈ سے مسٹر فضل کریم خاں درانی انجمن کو لکھا کہ وہ آئندہ اگست تک ٹرینیڈاڈ ٹھہریں گے۔ اس لئے آئندہ کے لئے ان کے واسطے دو امور کا فیصلہ کیا جاوے۔ اول یہ کہ ان کو پھر کہاں جانا ہوگا۔ وہ دنیا کے بعید سے بعید کونے میں جانے کو تیار ہیں۔ اس کے لئے وہ تین سال تک متواتر باہر رہ سکتے ہیں۔ اس کے بعد چھ ماہ کی رخصت ہندوستان جانے کے لئے ضروری ہوگی۔ ووکنگ میں جانا وہ پسند نہیں کرتے۔ دوم یہ کہ وہ ایک یورپین عورت سے شادی کرکے اسے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کا خرچ زیادہ نہ ہوگا۔ بلکہ وہ کام میں مددگار ہوگی۔ اور گھر کا کام خود کرے گی۔ لیکن جب تک کہ وہ انجمن کی ملازمت میں ہیں انجمن کی مالی امداد کے بغیر شادی نہیں کرسکتے۔ اور اگر انجمن اس بوجھ کو برداشت نہیں کرسکتی تو انہیں الگ ہونا پڑے گا۔

اس پر انجمن نے ۸ر جنوری ۱۹۲۳ء کو فیصلہ کیا کہ انجمن ان کو جنوبی امریکہ کے لئے مبلغ مقرر کرتی ہے وہاں پہنچنے کی تاریخ سے تین سال تک وہاں رہنا ہوگا علاوہ اس تنخواہ کے جو انہیں اس وقت ملتی ہے پچاس روپیہ ماہوار ان کو مزید اس زیادہ عرصہ کے لئے دیا جائیگا اور ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار بطور الاؤنس دوران قیام امریکہ بھی دیا جائے گا۔ اخراجات سفر، خط وکتابت وغیرہ بطور سائر خرچ علیحدہ حساب بھیجکر برآمد کراسکتے ہیں۔

انجمن کے اس جواب پر مسٹر درانی نے ۲ر مارچ ۱۹۲۳ء کو لکھا کہ انہیں یہ شرائط منظور نہیں اس لئے وہ استعفا دیتے ہیں۔ لیکن آخر جون تک انہیں تنخواہ ملتی رہے۔ پھر اپنی طرف سے شرائط ذیل پیش کیں۔

مستقل تنخواہ سالانہ ۲۵۰ پونڈ جس میں سے دس پونڈ سالانہ چندہ وضع ہو۔ باقی میں سے ½۶ پونڈ ماہوار ان کے والد صاحب کو اور ½۱۳ پونڈ ان کو روانہ ہوتے رہیں۔ ایک دفعہ چار سال سے زیادہ باہر نہ رہیں گے باقی انتظام جو اب تک رہا ہے وہ بدستور رہے گا۔ یہ معاہدہ ملازمت کا کم از کم دس سال کے لئے ہو جس کے بعد خواہ اس کی تجدید کی جائے یا ترمیم تنسیخ۔ اگر فریقین میں سے کوئی اس معاہدہ کی پابندی چھوڑنا چاہے تو ایک سال پہلے نوٹس دے۔ یہ معاہدہ یکم مئی ۱۹۲۳ء سے شروع ہو۔ یہ بھی شرط ہے کہ اس نئے معاہدہ سے وہ صرف اس وقت مستفید ہوں گے کہ مس گارڈنر سے شادی کرنے میں کامیاب ہوجائیں ورنہ وہ سیدھے ہندوستان واپس آجائیں گے اور کسی معاہدہ کے پابند نہ ہوں گے۔

اس پر انجمن نے فیصلہ کیا کہ مسٹر درانی کو یکم اپریل ۱۹۲۲ء سے ایک سو بیس روپیہ ماہوار مستقل تنخواہ دی جائیگی۔ اور ڈیڑھ سو روپیہ تک دس روپے سالانہ کے حساب سے ترقی۔ پچاس روپے ماہوار زائد الاؤنس بعض تین سال کے لئے بدوران قیام امریکہ بمعاوضہ سفر خرچ دیا جائیگا۔ الاؤنس قیام امریکہ جو ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار ان کے لئے مقرر ہوا ہے وہ خوراک وغیرہ کے لئے ہے۔ مکان کا کرایہ انجمن علاوہ دے گی جس کی منظوری ان کی رپورٹ آنے پر دی جائے گی۔ کام بجائے جنوبی امریکہ کے شمالی امریکہ میں کریں۔ انجمن کوئی جدید معاہدہ ان کے ساتھ نہیں کرنا چاہتی۔

اس کے بعد مسٹر درانی رخصت پر انگلستان چلے گئے اور جون ۱۹۲۲ء میں وہاں سے لکھا کہ شمالی امریکہ کے کس شہر میں وہ کام شروع کریں مکان کتنے عرصہ کے لئے کرایہ پر لیں۔ فرنیچر خریدیں یا کرایہ پر لیں۔ ساتھ ہی لکھا کہ نیویارک تک پہنچنے کے لئے روپیہ موجود ہے۔ اگست میں وہاں پہنچ جائیں گے۔ جہاں خرچ خوراک کے لئے ۱۵۰ روپیہ ماہوار اور ۱۵۰ روپیہ کرایہ مکان وسامان کل تین صد روپیہ ماہوار اخراجات کا اندازہ ہے۔ اس لئے یکصد پونڈ پیشگی بھیجدیا جائے جس کا وہ حساب بھیجتے رہیں گے۔

اس پر صاحب صدر نے تجویز کی کہ سردست فرنیچر نہ خریدا جائے مکان چھ ماہ سے زائد کے لئے کرایہ پر نہ لیا جائے۔ بلکہ ماہوار کرایہ والا بہتر ہے۔ چونکہ امریکہ کی خط وکتابت تین ماہ لیتی ہے اس لئے یکصد پونڈ امپرسٹ پیشگی دیا جائے۔ ماہوار بل بھیجکر امپرسٹ پورا کرلیا کریں اس کے بعد ۱۰ر اگست کو انہیں ۹۰ پونڈ بذریعہ تار الائنس بنک شملہ اپنی کی معرفت بھیجے گئے جو انہیں دیر سے ملے۔ اور انہیں ڈیڑھ ماہ لندن رہنا پڑا۔ انجمن نے تاروں کا خرچ ۱۴ پونڈ ماہوار کے حساب سے ۱۲ پونڈ انہیں مزید بھیج دیئے۔

پھر مسٹر درانی کا خط دسمبر ۱۹۲۲ء کو پہنچا۔ کہ وہ ۲۲ر اکتوبر کو شکاگو پہنچ گئے ہیں۔ اور ایک مکان ۵۰ ڈالر ماہوار کرایہ پر لیا گیا ہے ڈالر کی شرح تبادلہ آج کل ۴ بہ ہے۔ اس لئے کرایہ مکان ۱۷۰ روپیہ ماہوار سے زائد ہوتا ہے۔ لیکن انجمن نے بجٹ میں گنجائش صرف آٹھ سو روپیہ سالانہ کی رکھی تھی۔ اس لئے انہیں لکھا گیا کہ چونکہ اتنی گنجائش نہیں اس لئے کم کرایہ والا مکان لیں جو دو کمروں پر مشتمل ہو۔

اس کے بعد ۲۴ر دسمبر ۱۹۲۲ء کو انجمن نے سفر خرچ، کرایہ مکان سائر اخراجات کے علاوہ ٹریکٹ اشتہارات کتب وغیرہ کے اخراجات کا اختیار بھی درانی صاحب کو از روئے ریزولیوشن ۲۵۵ دیدیا بشرطیکہ بجٹ منظور شدہ کے اندر اندر ہوں اور ساتھ ہی سفر خرچ کی رقم کا بجٹ بڑھا کر چار سو روپیہ کردیا۔ کیونکہ سالانہ منظوری تین سو روپے کی تھی لیکن درانی صاحب لندن سے امریکہ تک ۳۹۷ روپیہ خرچ کرچکے تھے اس لئے بجٹ میں ایزادی کرنی پڑی۔

فروری ۱۹۲۳ء میں مسٹر درانی نے لکھا کہ شکاگو میں اس سے کم کرایہ کا مکان نہیں مل سکتا۔ دھلائی پارچات اور روشنی کا خرچ بھی انجمن ان کو دے۔ برتن سٹیشنری اور ٹکٹوں پر انہوں نے ۱۲ پونڈ خرچ کئے ہیں۔ اور ۹ پونڈ مزید لندن کے قیام کے دیئے جائیں۔

اس پر انجمن نے لکھا کہ وہ تیس ڈالر سے زائد کرایہ مکان نہیں دے سکتی اگر شکاگو میں اس سے کم کرایہ پر مکان نہیں مل سکتا تو ڈیٹرائٹ یا کسی اور موزوں جگہ پر ہیڈ کوارٹر قایم کریں۔ باقی دھلائی پارچات کا خرچ وہ زائد الاؤنس سے ادا کریں جو انہیں ملتا ہے۔ روشنی کے لئے انجمن تین ڈالر ماہوار منظور کرتی ہے۔ برتنوں کا خرچ ان کا ذاتی ہے۔ وہ اپنے پاس سے ادا کریں سٹیشنری اور ٹکٹوں کا خرچ انجمن دے گی نو پونڈ مزید کا مطالبہ درست نہیں

مارچ ۱۹۲۳ء میں مسٹر درانی نے لکھا کہ جس بجٹ کی پابندیوں کے ماتحت انجمن امریکن مشن کو چلانا چاہتی ہے وہ اس نوعیت کی ہے کہ ان پر عملدرآمد ہونا مشکل ہے اس لئے انہیں ۱۱۷ پونڈ کرایہ شکاگو سے لاہور تک کا بذریعہ تار بھیجکر ان کا استعفا منظور کیا جائے۔

انجمن نے مجبوراً ۳۱ر مارچ ۱۹۲۳ء سے ان کا استعفا منظور کرلیا اور بذریعہ تار اطلاع دیدی۔ سفر خرچ واپسی ۱۱۰ پونڈ تک منظور کیا اور سکرٹری صاحب کو ہدایت کی کہ وہ سفر خرچ کا حساب کرکے معہ ان کی تنخواہ اور الاؤنس کے بذریعہ تار بھیجدے۔ امپرسٹ اور کتابوں کا جتنا روپیہ ان کی طرف بقایا ہو وہ وضع کرلیا جائے۔ چونکہ مسٹر فضل کریم خاں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے انہیں سفر خرچ واپسی کا حق نہ تھا لیکن چونکہ انجمن کو ان کی رعایت مدنظر ہے اور انجمن چاہتی ہے کہ وہ اپنے گھر پہنچ جائیں اس لئے بطور حسن سلوک کے ان کا کرایہ واپسی منظور کیا گیا ہے۔

(ریزولیوشن ۲۳۶ مورخہ ۱۹۲۳ء)

ایک سوال

اخبار "پرکاش" کی ۱۰ر جون کی اشاعت میں ایک مرتدہ مسلمان خاتون کا مفصلہ ذیل خط شایع ہوا ہے۔

"میں ایک بالغ بیس سالہ شادی شدہ مسلمان خاتون تھی میرا خاوند بڑا نکما اور ہمیشہ بیمار رہنے والا تھا۔ مسلمانی التعصب اور ظالمانہ عادت اس کی وراثت تھی۔ ان ایام جدائی میں ہمیشہ والدین کے سر بوجھ بن کر رہنا پڑتا تھا۔ میرے والدین کے گھر نزدیک ہندو عورتوں کے میل ملاپ سے میری ہندو دھرم سے محبت ہوگئی۔ اور میرا قرآن سے اعتقاد اٹھ گیا اور میں پیغمبر اسلام کی رسالت کی قائل نہ رہی اس لئے اسلام کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہکر تن تنہا صرف جسم کے کپڑے پہن کر لاہور چلی آئی اور آریہ سماج میں آکر شدھی کی درخواست دی ..... مجھے ۳۰ر اپریل کو شدھ کرکے آریہ مذہب میں داخل کیا گیا۔ میرا نام مہرالنسا کے بجائے رام پیاری رکھا گیا۔ اب میں آریہ دھرم میں رہتی ہوں اور خوش وخرم ہوں

(رام پیاری سابقہ مہرالنسا دختر مولوی عبدالرحمان قوم قریشی موضع سیال نزد کوہ مری)

اس عبرت انگیز خط پڑھنے اور اپنی بدقسمتی پر ماتم کرنے کے بعد ذرا غور کیجئے تو آپ کو صاف معلوم ہوجائے گا کہ یہ نوجوان مسلم خاتون جہالت۔ بیجوڑ شادی۔ شوہر اور والدین کی بدسلوکی۔ قوم کی غفلت اور آریہ سماج کی کوشش اور فریب کی بدولت اسلام کی پرامن گود سے نکل کر کفر کے پنجے میں جا پھنسی ہے۔ کل تک مسلمان غیروں کو اپنے ہاں پناہ دیا کرتے تھے۔ لیکن آج ان کی بہنیں اور بیٹیاں دربدر ماری ماری پھرتی ہیں۔ ہم مسلمانوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اب وہ اسی لئے زندہ ہیں کہ ان کی غفلتوں کمزوریوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے غیر ان کی بہو بیٹیوں کو اغوا کیا کریں۔ اور وہ اس طرح خاموشی سے دیکھتے رہیں کہ گویا کچھ ہوہی نہیں رہا۔ اپنی بہو بیٹیوں اور بہنوں کی عزت وناموس پر کٹ مرنے والے "غیور" مسلمانو! یہ رام پیاری بننے والی مہرالنسا بھی تمہاری بہو بیٹیوں اور بہنوں کی برابر ہے۔ اگر آج تم اس کے ارتداد پر خاموش ہو تو کل کو ممکن ہے کہ اس وبا کا اثر بڑے بڑے مسلمانوں کے زنان خانوں میں بھی پہنچ جائے۔ سلطنت چھن گئی۔ علم ودولت کا خاتمہ ہوگیا۔ لے دے کے ایک عزت وناموس باقی تھی۔ وہ بھی اب سربازار لٹ رہی ہے۔ لیکن کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ کیا یہ زندہ رہنے والی قوموں کے لچھن ہوتے ہیں۔ آپ کاش اس سوال پر کبھی فرصت کے وقت کسی تنہائی کے مقام میں بیٹھ کر غور کریں۔

خریداران پیغام صلح سے گزارش

اخبار کے بہت سے خریدار اصحاب ایسے ہیں جن کے ذمہ بہت سا بقایا چلا آتا ہے۔ ان سے باادب گزارش کی جاتی ہے کہ وہ تمام بقیہ رقم ادا فرماکر مشکور فرمائیں۔ خطوط کے ذریعے بھی مطالبے کئے جاتے ہیں۔ ہمیں نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ باربار یاددہانی کرانے کے باوجود بعض احباب نے ابتک توجہ نہیں کی۔ اگر ان کا یہی طرز عمل رہا تو ہمیں مجبوراً نہایت افسوس کے ساتھ ان کے نام اخبار میں شایع کرنے پڑیں گے اور پھر ان کے نام اخبار بند کردیا جائیگا۔ اور وہ خود سوچ سکتے ہیں کہ اس صورت میں وہ ایک قومی اخبار کو نقصان پہنچانے کا موجب ہوں گے۔

بعض احباب کا چندہ عنقریب ختم ہونے والا ہے۔ ان کو بھی کچھ فکر کرنا چاہیے۔ اور آئندہ کے لئے چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دینا چاہیے وی پی میں ۲ر زائد صرف ہوتے ہیں۔ دوسرے بعض حضرات خواہ مخواہ وی پی واپس کردیتے ہیں جن کی وجہ سے دفتر کو زیر بار ہونا پڑتا ہے اخبار کی مالی حالت پہلے ہی غیر اطمینان بخش ہے۔ جس کی وجہ سے ہمیں بیحد مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ افسوس احباب اپنے تغافل اور لاپروائی کی وجہ سے ہماری مشکلات میں اضافہ کررہے ہیں۔ جو ان کے لئے کسی صورت میں بھی زیبا نہیں۔

آپ رفتہ رفتہ اخبار کی ترتیب اور ظاہری خوبیوں میں ایک خوشگوار تبدیلی محسوس کررہے ہوں گے۔ ہم اخبار کو نہایت اعلےٰ معیار پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے ہماری کوششوں کے علاوہ آپ کی توجہ کی بھی ضرورت ہے۔

"قدردانی" کی ایک مثال

زندہ اور ترقی یافتہ اقوام اپنے بہترین افراد کی بہترین طریق پر ان کی زندگی میں اور مرنے کے بعد قدردانی کرتی ہیں۔ یورپ وامریکہ کی طرف دیکھ لیجئے کہ وہ اپنے سیاسی رہنماؤں، موجدوں، مصنفوں، شاعروں، صناعوں اور فاتحوں کی کس طرح قدردانی کرتے ہیں۔ اور یہی قدردانی کا جذبہ ان کی ترقی کا سب سے بڑا سبب ہے۔ مسلمانوں میں بھی کبھی یہ جذبہ موجود تھا لیکن آج نہیں۔ وہ اپنے بہترین اور مخلص ترین افراد کی ان کی زندگی میں قدر کرتے ہیں اور نہ ان کے مرنے کے بعد ان کی یاد کو تازہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب کو کون نہیں جانتا یہ وہ شہرہ تھا

جس نے اپنی ساری زندگی مسلمانوں کی بدنصیب اور بے قدر قوم کی خدمت اور اس کی فلاح و بہبود کی فکر میں گزار دی۔ اس کو لڑکپن میں بھی خدمت قوم کا خیال تھا اس نے اپنی بھری جوانی بھی اسی عشق میں گزار دی اپنے بڑھاپے کا زمانہ بھی اسی فکر میں بسر کیا۔ اس کی قومی و ملکی خدمات روز روشن کی طرح سب کے سامنے ہیں ان کو بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ ان کی وفات کے بعد بہت سے قومی رہنماؤں کو ان کی یادگار قائم کرنے کا خیال ہوا۔ سوچ بچار کے بعد یہ طے ہوا کہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کو جس سے مرحوم کو خاص لگاؤ اور دلچسپی تھی ان کی یادگار قرار دیا جائے۔ اور اس کو ترقی دے کر ایک اعلے درجہ کی درسگاہ بنا دیا جائے چنانچہ اس کے لئے ۸ لاکھ کی اپیل کی گئی۔ بار بار لوگوں کو توجہ کیا گیا۔ لیکن اب تک صرف دس ہزار کی "خطیر" رقم فراہم ہو سکی۔ کیا یہ سب رقم مسلمانوں نے فراہم کی؟ اس سوال کا جواب دیتے وقت ہمارا سر ندامت سے جھکا جا رہا ہے آپ بھی ذرا سر نیچا کر کے سن لیجئے۔ اس رقم میں پانچ ہزار سے زائد ہندوؤں کے چندے شامل ہیں۔ کون ہے جو مسلمانوں کی بے حسی پر ماتم نہ کرے گا؟ شاید کوئی کہے کہ یورپ اور امریکہ آزاد ملک ہیں اور ہم غلام قوم ہماری ان کی کیا نسبت! کاش مسلمان ہندوؤں ہی سے کوئی سبق سیکھتے۔ جو ان کی طرح ہی غلام ہیں۔ بلکہ کئی صدیاں مسلمانوں کی محکومی میں بسر کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر ٹیگور۔ گاندھی جی پنڈت مالوی۔ لاجپت رائے اور مہاتما منشی رام جی زندہ ہیں اور ہندو قوم ان کے ایک اشارہ پر زر کے انبار جمع کر دیتی ہے۔ تلک۔ سوامی دیانند جی راجہ رام موہن رائے۔ اور سوامی شردھانند جی مر چکے ہیں لیکن یہ قوم لاکھوں روپے کے صرف سے مختلف شکلوں میں ان کی یادگاریں قائم کر کے اپنی قدردانی اور زندگی کا کا ثبوت دے چکی ہے۔ بس زندہ اور مردہ قوموں میں یہی فرق ہوا کرتا ہے۔

مسلمانان سندھ کی بیداری

"پیغام صلح" نے قانون انتقال اراضی سندھ کے سلسلے میں جو پکار بلند کی تھی اس کے نتائج ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں ملک کے بہت سے ذمہ دار جرائد اس پکار کو سنکر ہمارے ہمنوا بن گئے۔ اب سندھ کے مسلمان بھی بیدار ہو رہے ہیں۔ غفلت کا وہ طلسم جو مسلمانوں کی جہالت بے بسی اور برادران وطن کے ساحرانہ لغروں کا نتیجہ تھا رفتہ رفتہ ٹوٹ رہا ہے۔ تازہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سندھ کے مسلمان ماہ رواں کے آخر میں کراچی میں ایک سندھ مسلم کانفرنس منعقد کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ جس میں دیگر ضروری مسائل کے علاوہ اس قانون کے متعلق خاص طور پر غور و خوض کیا جائے گا۔ ہم اپنے سندھی بھائیوں کو اس مبارک ارادے پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا اس میں کامیابی اور برکت دے۔ سندھ کے ہندو ایک منظم کوشش کے ماتحت اس قانون کے نفاذ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ان کا کامیاب مقابلہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ مسلمان بھی ایک منظم اور مسلسل جد و جہد شروع کر دیں۔ جس کو نہایت احتیاط اور استقلال سے اس وقت تک جاری رکھیں۔ جب تک کہ مقصد پورا نہ ہو جائے۔ سندھی مسلمانوں کی ناگفتہ بہ مالی حالت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہمارے خیال میں قانون انتقال کے نفاذ اور عدم نفاذ پر ان کی زندگی و موت کا دار و مدار ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے سندھی بھائی اس بارہ میں جان توڑ کوشش کریں گے۔

سندھی مسلمانوں کو مبارکباد دینے اور مسلسل جد و جہد کرنے کی تاکید کے بعد ہمیں دوسرے مسلمانوں سے گلہ کرنا باقی ہے۔ سندھ کے ہندوؤں کی پشت پر سارے ہندوستان کے ہندو ہیں۔ ابھی حال میں سندھ آرین لیگ کا کراچی میں اجلاس ہوا۔ اس میں ہندوؤں کے بہت سے بہترین دماغ وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو اس موقع پر اپنی اخوت اسلامی کا ثبوت دینا چاہیئے۔ اور لیڈروں اور علما کا فرض ہے کہ وہ سندھ مسلم کانفرنس میں شریک ہو کر اپنے سندھی بھائیوں کی مدد اور صحیح رہنمائی کریں۔ ہم پہلے بھی کئی بار کہہ چکے ہیں اب پھر اس کا اعادہ کرتے ہیں۔ کہ سندھ کے مسلمان محض قانون انتقال اراضی کے نفاذ سے ہی بچ سکتے ہیں۔ اور اگر یہاں کے مسلمان بچ جائیں تو سندھ بعض لحاظ سے ہندوستان کا بہترین اسلامی صوبہ بن جائے گا۔ اگر یہ قانون نافذ نہ ہوا تو وہ دن دور نہیں کہ سندھ کے مسلمان ہر حیثیت سے بالکل تباہ ہو جائیں گے۔ اور ان کی تباہی کا اثر تمام ہندوستان کے مسلمانوں پر پڑے گا۔ اور وہ اس وقت اس کی تلافی کسی صورت میں بھی نہ کر سکیں گے۔

اخبار "تیج" کی شرارت

مرا م حقیقت کو بار بار واقعات و دلائل کی روشنی میں ثابت کر چکے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کی سر پھٹول کا سب سے بڑا سبب ہندوؤں کی جہالت اور آریہ سماجیوں کی اور سنگھٹنیوں کی شرارتیں ہیں۔ آج کل فسادات کے جو خوفناک شعلے بھڑک رہے ہیں یہ سب اس آگ سے بلند ہوئے ہیں جو آج سے نصف صدی سے پیشتر اس گروہ نے سلگائی تھی۔ اور جس کو اب تک برابر ہوا دی جا رہی ہے۔ گزشتہ سال رنگیلا رسول کی کتاب کی وجہ سے جو واقعات پیش آئے ان سے ہر کوئی واقف ہے مسلمانوں کی چیخ پکار اور گورنمنٹ کی توجہ سے اس فسادی گروہ کی بدزبانی میں کسی قدر کمی ہو گئی تھی لیکن اب پھر آریہ اخبارات نے اسی نامناسب رویہ کو پہلے سے چند قدم آگے بڑھ کر شروع کر دیا ہے اور دہلی کے مشہور آریہ اخبار "تیج" اس قابل نفرت کام میں سب سے زیادہ حصہ لے رہا ہے۔

ناظرین کو شاید معلوم ہو گا کہ ہندوؤں کی مشہور روشن خیال" ریاست بڑودہ نے مسلمانوں کو ستانے اور آریہ سماجیوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی غرض سے یہ قانون پاس کر دیا ہے کہ وہاں ہندو ہر وقت مسجدوں کے سامنے باجا بجا سکتے ہیں۔

"تیج" نے اپنی ۱۰ مئی کی اشاعت کے مذاقیہ کالم میں اس خبر کو مفصلہ ذیل عبارت میں درج کیا ہے:-

"بڑودہ کے ہائیکورٹ نے یہ طے کر دیا کہ مسجدوں کے سامنے ہر وقت اور ہر طرح کا باجا بج سکتا ہے۔ ہائے ہائے۔ بیچارے اللہ میاں کی اب کیا حالت ہو گی؟ ترکی نے بیچارہ کو مسجدوں سے نکال دیا۔ قانون سے نکال دیا صلعو سے نکال دیا۔ اب یہاں کے لوگ اسے دلوں سے نکال رہے ہیں۔ بیچارہ کسی طرح ہندوستان کی مسجدوں میں منہ چھپائے بیٹھا تھا لوگ وہاں بھی دم نہیں مارنے دیتے ملاں لوگ اپنی فریاد اللہ میاں کے پاس لیجاتے ہیں یہ غریب اپنا حال کسے سنا کر غم غلط کرے"

ہم جانتے ہیں کہ آریہ سماج ایک دہریہ گروہ ہے اور اس کو خدا پرستی سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ اگر یہ کبھی خدا کا نام بھی لیتے ہیں تو محض دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے۔ آریہ سماجی اپنے اعتقادات کے لئے آزاد ہیں۔ لیکن انہیں خدا پرست انسانوں کا دل دکھانے اور ان کو اشتعال دلانے کا حق نہ جانے کس نے دیا ہے۔ ہم نے بارہا ارادہ کیا کہ اس ننگ انسانیت گروہ کے متعلق بالکل خاموشی اختیار کریں لیکن اس کی پے در پے شرارتوں نے ہمارے اس ارادہ کو کبھی بھی پورا نہ ہونے دیا۔ ایک غیر ملکی حکومت کے پاس ان شوریدہ سر لوگوں کی جو بدقسمتی سے ہمارے ہموطن واقع ہوئے ہیں۔ شکایت کرتے ہوئے ہمیں شرم محسوس ہوتی ہے۔ لیکن ان کو مطلق خیال نہیں آتا اب ہمارے لئے گورنمنٹ کو توجہ دلانے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ آریہ سماجی لیڈروں کی زندگی کا واحد مقصد ہی دوسرے مذاہب کے پیشواؤں اور پیروں کو گالیاں دینا۔ اور ان کو تباہ کرنا ہے۔ آج تک تمام آریہ لیڈر اسی مقصد وحید کے لئے کوشاں رہے ان سے کسی قسم کی امید رکھنا ایک حماقت سے کم نہیں۔ کانگرسی ہندوؤں اور اتحاد کے دعویداروں ساتھیوں کو بھی سانپ سونگھ گیا ہے۔ وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے ان حالات میں گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ اپنی مہر سکوت توڑے اور

ہمارا مشن

دنیا جانتی ہے کہ صلح و آشتی ہمارا مشن ہے ہم شر فساد اور لڑائی جھگڑے کے روزِ اول سے مخالف ہیں ہم نے مسلمانوں کو ہمیشہ صبر و امن کی تلقین کی۔ اب بھی مسلمانوں کو یہی بات کہیں گے اور ہمیشہ کہتے رہیں گے لیکن اس کے ساتھ ہی حکومت اور برادران وطن کو ان کے فائدے کے لئے یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ صبر کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے۔ ایک عرصہ سے مسلمان ان شرارتوں پر صبر کر رہے ہیں۔ اگر اب بھی یہ فسادی گروہ باز نہ آیا تو قانون قدرت کے مطابق مسلمانوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو جائیگا اور وہ مجبوراً اپنے صبر و سکون کو خیرباد کہکر اپنی پکار بلند کریں گے اور ایک ایسا ایجی ٹیشن برپا ہو جائیگا جس کو سات کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کے ہاتھ حرکت دیں گے۔

خدا کرے یہ وقت نہ آئے مگر یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ گورنمنٹ اپنے فرائض کا کما حقہ احساس کرتے ہوئے آریہ اخبارات کے منہ میں کوئی خاردار لگام دیدے۔ اور اگر گورنمنٹ نے اپنی خاموشی کو نہ توڑا۔ تو اس سارے ایجی ٹیشن اور اس کے نتائج کی ذمہ داری اسی پر عائد ہو گی۔

شذرات

ایک آریہ اخبار مصری مسلمانوں کی ترقی و آزاد خیالی کا تذکرہ کرتے ہوئے ہندی مسلمانوں کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ بھی ان کی تقلید کریں۔ اس مشورہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اس اخبار کے قابل ایڈیٹر کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش ہے کہ شاید آپ کو معلوم ہو گا کسی زمانہ میں مصر بھی ہندوستان کی طرح گاؤ پرستی کی لعنت میں گرفتار تھا۔ لیکن اب اس کا وہاں نام و نشان بھی نہیں۔ بلکہ آج کل بیف معریوں کی ایک من بھاتی غذا ہے۔ آریوں کو چاہیئے کہ پہلے خود مصریوں کی تقلید کرتے ہوئے اپنی قوم کو گاؤ پرستی کی لعنت سے نجات دیں اس کے بعد مسلمانوں کو نصیحتیں کریں۔

آج کل آریہ سماجی ایک نہایت مفید کام کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں یعنی وید بھگوان کے ترجمہ کا ارادہ کر رہے ہیں۔ بہت نیک ارادہ ہے خدا اس میں برکت دے۔ آج تک یہ مقدس کتاب جس میں دنیا بھر کے علوم فنون موجود ہیں۔ اور جس کو پڑھ کر یورپین لوگوں نے طرح طرح کی ایجادیں کی ہیں لوگوں کے لئے ایک سربستہ ہے۔ آریہ سماجیوں کو چاہیئے کہ اپنی توجہ خاص طور پر اس طرف مبذول کریں۔ اس ترجمہ سے آریہ سماج کو جو فائدہ ہو گا اس کو تو وہی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے لیکن ہمارے کام کا بوجھ بھی ایک حد تک ہلکا ہو جائے گا۔ جناب مولوی عبدالحق صاحب وہ بانی کو بھی مبارک ہو کہ ان کے کام کی تکمیل کی طرف سماجی دوست متوجہ ہوئے ہیں۔ ہمیں بھی سہولت ہو جائے گی۔ وید بھگوان کے اسرار معلوم کرنے کے لئے ان کی خوشامد کرنی پڑتی تھی۔ اب ہم . . . . . . کے بانے دو دیلیا کی طرز کے عجیب و غریب "نسخے" خود بخود شائع کر سکیں گے۔ لیکن ترجمہ صاف اور صحیح ہو گول مول نہ ہو۔

وید بھگوان کے ترجمہ کی تحریک کرتے ہوئے "آریہ گزٹ" نے مولوی عبدالحق صاحب کے ترجمہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"کیا یہ ہمارے لئے شرم کا مقام نہیں کہ احمدی جماعت نے ویدوں کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے۔ وہ صحیح ہو یا غلط اس سے ہمیں سروکار نہیں لیکن یہ ترجمہ ایک چیتاونی ہے جو ہمارے دوستوں کی طرف سے ہمیں دی گئی ہے"

ماشاء اللہ! یہ ترجمہ ایک چیتاونی نہیں بلکہ وید بھگوان کے رموز و اسرار اور گیان کو مورکھ لوگوں پر ظاہر کرنے کی ایک مخلصانہ کوشش ہے جس کے لئے آپ کو مولوی عبدالحق صاحب کا مشکور ہونا چاہیئے۔ باقی رہا غلط صحیح کا سوال۔ اس کی نسبت عرض ہے کہ یہ ترجمہ بالکل صحیح ہے۔ اگر اس میں کوئی غلطی ہوتی تو بھلا آپ خاموش رہنے والے تھے؟ ہم نے تو آپ کو بار بار متوجہ کیا۔ لیکن آپ باوجود تلاش کے بھی کوئی غلطی نہ نکال سکے البتہ اس ترجمہ میں اس قدر کمی ضرور ہے کہ وید بھگوان کے بعض ناقابل اظہار حصوں کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ کیونکہ تہذیب اس کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ امید ہے کہ آریہ سماجیوں کے ترجمہ میں یہ "نقص" باقی نہ رہے گا۔

گزشتہ اشاعت میں ایک معتبر خبر کے حوالے سے یہ بتایا جا چکا ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے کسی خطبہ جمعہ میں اس معاہدہ کی پابندی کو اٹھا دیا ہے جو دو سال ہوئے ان کے اور ہمارے درمیان ہوا تھا اس خطبہ کے اصل الفاظ بھی اب ہمیں مل گئے ہیں جو ۲۸ جون ۱۹۲۸ء کے "الفضل" میں شائع ہوئے ہیں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں:-

"میں اعلان کرتا ہوں کہ اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی معاہدہ نہیں۔ اب معاہدہ ہمارے درمیان نہیں"

یہ الفاظ بجائے خود واضح ہیں۔ اور اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ میاں صاحب کی جماعت کی طرف سے اس معاہدہ کی پابندی پہلے بھی کبھی نہیں ہوئی تاہم ان کا یہ اعلان اس دروازے کو چوپٹ کھول دینے کا موجب ہے جسکو پہلے وہ دھینگا مشتی سے کھولتے تھے۔ یہ گویا میاں صاحب نے مریدین کو کھلے لفظوں میں ہدایت کی ہے۔ کہ جس قدر ممکن ہو گندہ دہانی سے کام لو۔ اور خدام مسیح موعود کو جی بھر کر گالیاں دو۔ اور انہیں برا بھلا کہو۔ ہم پھر اپنے احباب سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ گالی کا جواب گالی سے دینا کوئی مستحسن بات نہیں۔ ہمیں میاں صاحب کے رویے سے ہرگز متاثر نہ ہونا چاہیئے۔ اور نہ اپنے سابقہ پاکیزہ رویہ کو ہاتھ سے دینے کی کوئی ضرورت ہے۔

مذاکرہ علمیہ

حضرت ایوب کے متعلق ایک غلط قصہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

سوال - خذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث کا کیا مطلب ہے؟ - اس کے متعلق جو روایت تفسیروں میں درج ہے نہایت ہی رکیک اور خلاف درایت ہے۔

جواب - مفسرین نے تو یہ معنے کئے ہیں کہ "اپنے ہاتھ میں جھاڑو پکڑ اور اس کے ساتھ مار اور قسم نہ توڑ"۔ یہ معنے کرنے سے چونکہ آگے پیچھے سے بے ربط ہو جاتی ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں جھاڑو ہاتھ میں پکڑ اور کیوں مار کس کو مار اور پھر اس کے ساتھ قسم توڑنے کا کیا مطلب؟ اس لئے مفسرین نے ایک قصہ اپنے دل ہی سے گھڑ لیا ہے کہ حضرت ایوب کی کوئی بیوی تھی جس سے ناراض ہو کر حضرت ایوب نے قسم کھائی تھی کہ سو درے ماروں گا۔ مگر بعد میں چونکہ اس بی بی نے حضرت ایوب کی بیماری میں ان کی بڑی خدمت کی اس لئے ان کو مارنے میں تامل ہوا۔ خدا نے کہا کہ سو چھڑیوں کی ایک جھاڑو بنا کر اسے ایک ہی دفعہ مار لو۔ قسم پوری ہو جائے گی۔ یہ قصہ جو گھڑا گیا ہے۔ اس کی لغویت ہر ایک عقلمند شخص پر ظاہر ہے۔

(۱) پہلے تو حضرت ایوب کا نبی ہو کر بیوی سے ایسی بدسلوکی روا رکھنا کہ کسی بات پر جو بگڑے تو ایک نہیں دو نہیں اکٹھے سو درے مارنے کی قسم کھالی اور خدا جانے قسم کیوں کھائی۔ اگر غصہ آیا تھا اور باوجود خدا کی گواہی انا وجدنٰه صابرا کے اور نبی ہونے کے برداشت نہ کر سکتے تھے تو مار بیتے۔ مگر قسم کھا کر کسی سزا کو کسی خاص تاریخ کے لئے ملتوی رکھنا میری تو سمجھ میں نہیں آتا۔ بیوی کو سزا دینے میں ایک جج کی طرح تاریخیں مقرر کرنا کس قدر دور از عقل باتیں ہیں۔

(۲) پھر اس بیچاری نے جب خدمت کی اور حضرت ایوب کو قسم کھائی ہوئی سزا دینے میں تامل ہوا۔ تو خدا تعالیٰ نے بجائے اس کے کہ قسم کا کفارہ دے دینے کا مشورہ دیا ہوتا انہیں زمانہ حال کے مولویوں کی طرح ایک حیلہ بتا دیا کہ یوں کر لو۔ اور اس طرح ملاؤں کے لئے حیلوں کا دروازہ کھول دیا۔

ترجمہ سیاق وسباق کے مطابق کرنا چاہئے

میرے خیال میں خدا اور اس کے ایک نبی کی طرف ایسی باتیں منسوب کرنا گناہ ہے اور پھر اس طرح قصے گھڑ لیا کریں تو قرآن اور اس کے ترجمے سے امان اٹھ جاتا ہے۔ ترجمہ کا قاعدہ ہے کہ اگر ایک آیت کے الفاظ مختلف المعانی ہوں تو وہ ترجمہ کرنا چاہئے جو سیاق وسباق کے مطابق ہو اور جو قرآن کی دوسری آیات اور خدا اور نبیوں کی شان کے خلاف نہ ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ ضغث مختلف شاخوں کی ایک مٹھی کو بھی کہتے ہیں۔ جھاڑو کو بھی اسی لئے ضغث کہہ لیا جاتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ضرب کے معنے مارنے کے بھی ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ حنث کے ایک معنی قسم کی خلاف ورزی کے بھی ہیں۔ لیکن کیا ان معنوں سے فقرہ بے معنی نہیں بن جاتا۔ جس کی وجہ سے محض ایک فرضی قصہ گھڑنے کی ضرورت پڑی۔ جس کا قرآن کے لفظوں اور سیاق وسباق سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ کیوں نہ انہی لفظوں کے لغت کی رو سے وہ معنے لئے جائیں جس کے لئے قرائن تو یہ موجود ہیں۔ اور جس کا تعلق سیاق وسباق سے ہو۔

آیت کا ترجمہ

ضغث کے معنے ہیں۔ مال دنیا میں سے کچھ "جیسا کہ حدیث شریف میں بعینہٖ انہی الفاظ میں جو قرآن میں وارد ہوئے ہیں صاف تشریح موجود ہے حدیث کے الفاظ ہیں "منھم لاخذ ضغث"، جس کے معنی کئے گئے ہیں منھم من نال من الدنیا شیئا - یعنی ان میں سے وہ بھی ہیں جن کو دنیا کا کچھ مال ملا - ضراب کے معنے مارنے کے بھی ہیں - مگر اس حالت میں اس کا مفعول موجود ہوا کرتا ہے جس کو مارا جائے۔ یہاں مفعول موجود نہیں۔ صرف فاضرب بِه موجود ہے۔ پس یہاں ضرب کے معنے کچھ اور لئے جائیں گے۔ ضرب کے ایک معنے تیز چلنے کے بھی ہیں۔ جاء یضرب کے معنے لغت میں ہوتے ہیں تیزی سے چلتا ہوا آیا۔ اسی طرح ضرب کے ایک معنے کسب کے ہیں مثلاً ضرب المجد یعنی کسب المجد بزرگی حاصل کی یا کمائی۔ اضرب بِه کے معنے ہوئے اس کے ساتھ کماؤ یا اس کے ساتھ چلو۔ حنث کے معنے ہیں کہ حق کو چھوڑ کر کوئی بات کہے۔ یا کوئی بڑا گناہ کرے۔ اب معنے صاف ہیں۔ اس سے قبل کی آیت پڑھو۔ **وھبنا له اھله ومثلھم معھم رحمۃ منا وذکری لاولی الالباب** - ہم نے اسے اس کے اہل اور ان کی مثل ان کے ساتھ اور دیئے۔ یہ ہماری طرف سے رحمت تھی۔ اور عقلمندوں کے لئے اس میں نصیحت تھی"۔ دشمنوں کے ہاتھوں سے تنگ آ کر حضرت ایوب اپنے مال اور اہل سے جدا ہو کر پردیس میں آ پڑے تھے۔ یعنی آپ کو ہجرت کرنی پڑی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کے اہل کو ان سے ملا دیا۔ بلکہ ان کے متبعین کی تعداد کو وہاں اور بھی بڑھا دیا۔ اور مال دنیا سے بھی متمتع کیا چنانچہ فرماتے ہیں کہ خذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث - یہ جو مال دنیا میں سے ہم کچھ تمہیں دے رہے ہیں - یہ لیلو اور اسی کے ساتھ دنیا میں چلے چلو اور کسب معاش کرو۔ اور مال کی خاطر حق کو چھوڑ کر کبھی کوئی بات نہ کہنا اور خدا کے حکم سے انحراف نہ کرنا۔ آخر تم نے حق کی خاطر اور خدا کی رضا کی خاطر پہلے اہل اور مال کو چھوڑا تو خدا نے کس قدر بڑھا چڑھا کر تمہیں دیا۔ پس اب آئندہ بھی اسی اصول کو مد نظر رکھنا

حضرت ایوب کے قصہ میں مسلمانوں کو خطاب

حضرت ایوب کو مخاطب کر کے دراصل خطاب مسلمانوں کو تھا کہ وہ مال کی خاطر کبھی حق سے اور خدا کے حکم سے انحراف نہ کریں۔ پھر اس آیت کو یوں تمام کرتے ہیں انا وجدنٰه صابرا۔ نعم العبد۔ انه اواب - ہم نے ایوب کو صابر پایا۔ خوب بندہ تھا۔ وہ بار بار اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ یعنی ہماری ہدایت کی اس نے خوب تعمیل کی اور اس پر خوب استقامت دکھائی۔ اگر مفسرین کے معنے بیوی کو سو درے مارنے کے لئے جائیں تو انا وجدنٰه صابرا نعم العبد سے بھی کچھ عجیب وغریب مناسبت نظر آتی ہے وہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں۔ مطلب یہ ہوگا کہ جو رو کو سو درے لگانے لگا تھا۔ ہم نے کہا ایک جھاڑو مار دو۔ بڑا صابر بندہ تھا۔ بہت خوب بندہ تھا صبر کا جو نقشہ اس طرح نظر آتا ہے اس سے نعوذ باللہ قرآن کی ہتک ہوئی۔ یا کچھ اور؟ اس لئے ان معنوں سے توبہ کرنی چاہئے۔

سوال - والنجم اذا ھوٰی ما ضل صاحبکم وما غویٰ - اس قسم سے جو بطور شہادت کے ہے اصل مدعا ما ضل صاحبکم کا کیا ثبوت؟

جواب - اس کے معنے تو یہ ہیں کہ گواہ ہے ستارہ جب وہ جھک جائے تمہاری صحبت میں رہنے والا محمد صلعم نہ کبھی گمراہ ہوا اور نہ بہکا - یعنی محمد رسول اللہ صلعم ونبات تمہاری ہی صحبت میں رہتا ہے۔ پھر کیا کبھی تم نے دیکھا ہے کہ جو بہتری کی راہ اس نے تمہارے لئے تجویز کی وہ مثمر بہ ثمرات نہ ہوئی ہو اور جو علم صحیح اسے ملا ہو اس پر اس نے خود نہ عمل کیا ہو۔

آنحضرت صلعم کی صداقت پر ستارے کی گواہی

پس محمد رسول اللہ صلعم کی رہنمائی پر وہ ستارہ گواہ ہے جس کے سمت الراس کے جھک جانے پر تم بیابانوں اور سمندروں میں صحیح رستہ منزل مقصود کا پالیتے ہو۔

آپ نے وہ بیابان دیکھے ہیں۔ جہاں ریگستان کا ایک سمندر لہریں مارتا ہے۔ اور کوئی رستہ زمینی وہاں نظر نہیں آتا۔ ریت کے ٹیلے ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر جگہ بدلتے رہتے ہیں۔ یہاں ذرا سیخ کا کوئی نشان لگاؤ ریت کی آندھیاں فوراً اسے ڈھانپ کر مٹا دیں گی اور نہ آپ نے وہ سمندر دیکھے ہیں جہاں سوائے پانی کے کوئی رستہ نظر نہیں آتا۔ ایسی صورت میں سوائے اس کے کہ آسمان کے تاروں سے رستہ چلا جائے اور کوئی صورت نہیں ہوتی مگر تاروں سے رستہ تلاش کرنے کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ جس تارے سے رہنمائی کا کام لیا جائے وہ سمت الراس پر نہ ہو۔ یعنی سیدھا ہمارے سر پر نہ ہو مشرق یا مغرب کو جھکا ہوا ہو۔ ورنہ سمت الراس پر ہونے سے رستہ کا پتہ نہیں لگ سکتا۔

اس آیت میں جناب الٰہی نے عالم ظاہر سے عالم باطن پر استدلال کیا ہے۔ اور یہ سائیکالوجی کا مسلّمہ مسئلہ ہے کہ باطن ظاہر سے اس قدر مشابہ ہے کہ یوں کہنا چاہئے کہ دونوں متوازی چلتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ دیکھو جب زمینی راستے تمہیں نظر نہیں آتے۔ اس وقت تم آسمان کے ستارے کو اپنا رہبر بناتے ہو اور وہ خطرناک بیابانوں اور ناپیدا کنار سمندروں میں تمہیں منزل مقصود کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اسی طرح جب اہل دنیا کے لئے تمام روحانی رستے مشتبہ ہو جاتے ہیں۔ اور منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے ایک سالک کو کچھ پتہ نہیں لگتا کہ صحیح رستہ کونسا ہے۔ اس وقت ضروری ہوتا ہے کہ کوئی آسمانی رہبر ہو۔ جو روحانیت کی منزل مقصود کی طرف صحیح طور پر رہنمائی کرے۔ اور چونکہ وہ آسمانی ہوتا ہے اس واسطے نفسانیت اور تعلقات دنیوی کی آندھیاں اور طوفان اس کی رہنمائی میں حارج نہیں ہو سکتے۔ پس اے منزل مقصود کو تلاش کرنے والو! آؤ کہ محمد رسول اللہ کے وجود میں وہ آسمانی رہبر آ گیا جو ستارہ کی طرح انوار آسمانی سے منور ہے۔ وہ ستارہ کی طرح اپنے صحیح رستے کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ اس کی رہنمائی یقینی ہے۔ کیونکہ آپ نے کبھی غلط رستے پر چلے اور نہ [illegible] رکھتے ہیں

مگر اخلاق اور اعتقاد کے لحاظ سے وہ تم سے بہت بلند ہیں جس طرح ستارہ کہ اگرچہ ایک راہرو کے ساتھ ساتھ رہتا ہے مگر باایں ہمہ اس سے بہت بلند اور دور ہوتا ہے۔ جس طرح جب تک سمت الراس سے نہ جھکے رہنمائی کا کام نہیں دے سکتا۔ اسی طرح خدا کا ایک مقرب جو آسمانی ترقی کی سمت الراس پر ہوتا ہے۔ جب تک شفقت علیٰ خلق اللہ سے بھرپور ہو کر مخلوق الٰہی کی طرف نہ جھکے وہ رہنمائی کے قابل نہیں ہوتا۔ پس محمد رسول اللہ صلعم ایک طرف تو خدا میں اتنے واصل اور دنیا سے اس قدر منقطع ہیں کہ انہیں گویا اس زمین سے کوئی تعلق نہیں وہ خالص آسمانی ہیں مگر دوسری طرف شفقت علیٰ خلق اللہ کی وجہ سے وہ دنیا کی رہنمائی کے لئے مخلوق الٰہی کی طرف جھکے ہیں تا انہیں ہدایت دیں اور تزکیہ کریں۔ پس مبارک ہیں وہ جو آپ کے ذریعہ ہدایت کا رستہ ڈھونڈتے ہیں۔ کیونکہ وہ منزل مقصود کو پالیں گے

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر تمام بزرگان قوم بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ۹ جون ۱۹۴۸ء کو اخویم مکرم شیخ عبدالرشید صاحب خلف جناب شیخ رحمت اللہ صاحب کی اہلیہ محترمہ فوت ہو گئیں - انا للہ وانا الیہ راجعون ہمیں شیخ صاحب مکرم اور دیگر تمام پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے - احباب کرام مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں۔

اخویم مکرم میر محمد صدیق صاحب کلرک ملٹری اکونٹس کچھ دنوں سے بعارضہ نفث الدم (خون تھوکنا) بیمار ہیں۔ میر صاحب موصوف کو یہ خطرناک بیماری دفتر کے کام کے اس بوجھ کی وجہ سے لاحق ہوگئی ہے جو دوران جنگ میں اور اس کے بعد متواتر کئی سال تک ان پر پڑ رہا ہے۔ ایک مدت سے وہ اس بیماری میں مبتلا ہیں۔ جس کا دورہ کبھی کبھی انہیں ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ ایسے جانثار اور فرض شناس انسان کی حوصلہ افزائی اور اس کی امداد واعانت کے لئے محکمہ ملٹری اکونٹس کے افسران کو خاص توجہ کرنی چاہئے۔ شیخ صاحب مکرم اپنے احباب سے دعائے صحت کے ملتجی ہیں۔

— نور کوٹ ضلع گورداسپور سے سید نقیر شاہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۲ مئی کو ان کے لڑکے سید عبدالعزیز بعمر ۱۲ سال نے پنڈت سوب لال آریہ اپدیشک کے ساتھ "وید الہامی ہیں یا قرآن" کے مضمون پر بحث کی جس کے نتیجہ میں پنڈت صاحب کو صداقت قرآن کا اعتراف کرنا پڑا - اللہ تعالیٰ اس نوجوان کی عمر اور ہمت میں برکت دے۔ آمین۔

— ضلع کانگڑہ سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ یہاں مشنری عورتیں گھر گھر پھر کر تبلیغ عیسویت کرتی پھرتی ہیں اور عورتوں کو عجیب وغریب ترکیبوں سے بہکانے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہاں ایک زنانہ مشنری سکول ہے وہاں حال ہی میں ایک نئی استانی امریکہ سے آئی ہے جو ایم اے ہے۔ باتوں باتوں میں میری سات سالہ لڑکی نے اسے کہہ دیا کہ مس صاحبہ آپ کا یسوع مسیح تو مر گیا ہے اور ہمارا محمدؐ زندہ ہے - یہ سن کر مس صاحبہ آگ بگولہ ہو گئیں اور پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے جواب دیا گیا کہ یہ مسلمان اور ایک احمدی کی لڑکی ہے اس پر لیڈی صاحبہ بے تاب ہو گئیں - اور کہا کہ ان احمدیوں نے جرمن امریکہ یورپ سب جگہ خراب کر دی ہے - اور یہ بڑے شریر ہیں۔ جہاں رہتے ہیں خرابی کرتے ہیں۔ میں ان کے بچوں کو اپنے سکول میں ہرگز نہ رہنے دوں گی پھر اٹھ کر دو تین طمانچے لڑکی کو لگا دیئے - اور نہایت حقارت سے کہا کہ دیکھو دوسرے مسلمانوں کے بچے بھی ہمارے سکول میں پڑھتے ہیں لیکن وہ کچھ جانتے ہی نہیں - احمدیوں کی اولاد شروع ہی سے ان باتوں میں ماہر ہوتی ہے۔ اب مس صاحبہ جس گھر میں جاتی ہیں پہلے دریافت کر لیتی ہیں کہ وہ کسی احمدی کا گھر تو نہیں ہے۔

— اخویم غلام احمد صاحب سری نگر سے مشکلات سے مخلصی کے لئے جملہ احباب سے دعا کے ملتجی ہیں۔

— مولوی محمد عصمت اللہ صاحب معہ شیخ محمد یوسف صاحب انجمن اسلامیہ پونچھ کے جلسے سے فارغ ہو کر سری نگر کشمیر پہنچ گئے ہیں - جہاں مولانا محمد عبداللہ صاحب کی غیر حاضری میں درس قرآن شروع کر دیا ہے مولانا صاحب اپنے خانگی کاموں کی سرانجام دہی کے لئے باہر گاؤں تشریف لے گئے ہیں

— مولوی حکیم احمد یار صاحب فوق علیل ہیں - ان کی صحت کے لئے جملہ احباب دعا کریں۔

(بقیہ صفحہ اول)

باقی بزرگ جو کچھ کریں وہ نمونہ نہیں ہو سکتے۔ سب سے بہتر نمونہ محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ رسول اللہ صلعم کا نمونہ یہ تھا کہ جب دشمن کا مقابلہ ہوتا تھا۔ تو نہایت شدت دکھاتے تھے۔ اور جب آپس میں مسلمانوں کے ساتھ معاملہ ہوتا تھا تو نہایت نرمی کا سلوک کیا جاتا تھا۔ مگر کس قدر حسرت کا مقام ہے کہ جس قوم نے اس اصول کو فراموش کیا ہے وہ مسلمان ہیں۔

بھگتی اور شکتی

آپ نے بتایا کہ آج سے دو سال پیشتر مجھے بنگال جانا پڑا۔ وہاں مشہور بنگالی شاعر ڈاکٹر ٹیگور کا ایک دار العلوم ہے اس میں انہوں نے ایک لیکچر بنگالی زبان میں دیا۔ میں نے کسی دوست سے اس کا مطلب دریافت کیا انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر ٹیگور حال ہی میں یورپ سے واپس آئے ہیں۔ اور اب اس بات کی تلقین کر رہے ہیں کہ جب تک ہندوستانی لوگ بھگتی کے ساتھ شکتی کو نہ ملائیں گے وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بھگتی کا مطلب ہے انکسار و فرمانبرداری اور فروتنی جو ایشیائیوں کا بڑا اصول رہا ہے۔ یہ اصول بجائے خود نہایت عمدہ ہے۔ لیکن ڈاکٹر ٹیگور نے کہا کہ جب تک اس کے ساتھ شکتی کو نہ ملایا جائے کوئی نجات نہیں ہو سکتی۔ مجھے یہ سنکر افسوس ہوا کہ کس طرح قرآن کریم نے صحابہ کا یہی نمونہ پیش کیا تھا۔ کہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ان میں نرمی اور فروتنی بھی تھی اور شکتی اور طاقت بھی۔ لیکن مسلمانوں نے آج اس نمونہ کو نظر انداز کر رکھا ہے۔

ہندو کیا کر رہے ہیں

آپ نے فرمایا کہ آج ہندو لوگ ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چکر لگا رہے ہیں۔ اور اپنی قوم کو تلقین کرتے پھرتے ہیں کہ اپنے اندر طاقت پیدا کریں۔ دل کی طاقت پیدا کریں۔ دماغ کی طاقت پیدا کریں جسم کی طاقت پیدا کریں۔ کاش مسلمانوں کو بھی اس کا خیال ہوتا۔

جیل میں تسکین قلب کا ذریعہ

مولانا نے بتایا کہ جیل کے ایام میں بہت سی چیزوں کا مجھے احساس ہوا قرآن نے سچ فرمایا ہے کہ مصیبت کے وقت بہت سے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ اور جس قدر انسان مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اسی قدر خدا سے قریب تر ہوتا ہے۔ جیل میں مجھے اس بات کا بہت احساس ہوا کہ انسان کو اگر مصائب کے اندر تسکین حاصل ہو سکتی ہے تو وہ قرآن کے ایک لفظ سے ہوتی ہے کسی دوسری کتاب یا کسی شخص سے حاصل نہیں ہوتی۔ آپ کو احساس نہیں کہ کیا زندگی جیل کی ہوتی ہے۔ اس گرمیوں کے موسم میں شام کے وقت ایک ایسے کمرے میں بند ہونا جہاں روشنی اور ہوا نہیں پہنچتی۔ اور جو اس قدر غلیظ ہوتا ہے کہ مچھر وہاں بھنبھناتے ہیں۔ سخت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ وہاں ننگی زمین پر سونا پڑتا ہے۔ اور ایسی ایسی تکالیف پیش آتی ہیں کہ میرے خیال میں بہت سے مستقل مزاج لوگ بھی وہاں جاکر گھبرا جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں اگر تسکین ہو سکتی ہے تو قرآن کے ایک لفظ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ممکن ہے بعض لوگوں کے لئے یہ محض ایک قصہ ہو۔ لیکن اس کا عملی نقشہ اس وقت نظر آتا ہے۔ جب انسان میدان میں نکلے

جیل کا دوسرا احساس جماعت کی ضرورت

ایک اور بات جس کا مجھے جیل میں سب سے پہلے احساس ہوا وہ یہ ہے کہ کوئی شخص جو کسی کام کو کرنا چاہتا ہے وہ نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کی پشت پر جماعت نہ ہو۔ میرے ساتھ جیل میں اور بھی ایڈیٹران اخبارات زیر عتاب تھے جن کو میری طرح کی فارغ البالی حاصل نہ تھی۔ اس لئے کہ ان کی پشت پر جماعت کوئی نہ تھی۔ ان کو بہت سی پریشانیاں لاحق رہتی تھیں لیکن میں خدا کے فضل سے نہایت تسکین کی حالت میں تھا کیونکہ جماعت میری پشت پر تھی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جس قدر نعرے آپ نے میرے نام پر بلند کئے ہیں وہ اس جماعت اور اس انجمن کے نام پر بلند ہونے چاہیئے تھے۔ جس کی پشت پناہی میں یہ سارا کام ہوا۔ جس کے اندر ایسے نیک دل لوگ موجود ہیں جو نمود و نمائش کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے خدا کے دین کی عزت کے لئے ہر قسم کی تکلیف اٹھا کر کام کرتے ہیں۔ اور اصل مقصد کو ناکام نہیں ہونے دیتے۔ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو میں نہ لڑ سکتا تھا اور نہ یہ کام چل سکتا تھا۔

نوجوانوں کو نصیحت

تیسری بات جو میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اب تو زمانہ بدل گیا ہے جیل خانہ میں بہت سے نوجوانوں کو میں نے دیکھا جن کا خیال ہے کہ چالیس سال کی عمر کے بعد انسان کے خیالات پرانے ہو جاتے ہیں اور وہ کام نہیں آ سکتے ہیں۔ نوجوانوں کے خیالات تازہ ہوتے ہیں اور وہی کام کے قابل ہوتے ہیں۔ اس لئے میں مسلم ہائی سکول کے طلباء سے کہتا ہوں کہ اگر میرے نام کا نعرہ لگانا ہے تو اس کا یہ اثر ہونا چاہیئے کہ امتحان پاس کرنے کے علاوہ آپ کو یہ خیال ہو کہ ہم کو کچھ کام کرنا ہے کوئی قومی خدمت سرانجام دینی ہے۔ اس وقت مصر ترقی کے میدان میں بہت آگے نکل چکا ہے۔ ترکی بہت تیز رفتاری کے ساتھ دوڑ رہے ہیں۔ افغانستان اپنے آپ کو میدان ترقی میں آگے لا رہا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو بھی چاہیئے کہ کچھ قدم آگے بڑھائیں۔ قومی خدمت کے لئے کوئی نمونہ قائم کریں۔ تاکہ ہم بھی ترقی کے میدان میں دوسروں کے برابر ہو جائیں۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

خانصاحب مکرم کے بعد ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے عیسائیوں کے مسیح کی مثال کو پیش کرتے ہوئے کہ صلیب کے وقت ایلی ایلی لما سبقتنی کے الفاظ ان کے منہ سے نکلے جو ان کی گھبراہٹ کا ثبوت ہیں۔ یہ بتایا کہ خاں صاحب اس وقت جب انہیں یقین تھا کہ میں پکڑا جاؤں گا گھبرائے نہیں۔ اور کوئی تشویش ظاہر نہیں کی انہوں نے اپنے جرم کا جو اقرار لائٹ میں کیا وہ یہی تھا کہ میں نے مسلمانوں کو یہی کہا ہے کہ اگر ہندو تمہارے مٹانے کے لئے تیار ہیں تو تمہیں مرمٹنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ جمعہ کے خطبہ میں بھی جس کے بعد وہ گرفتار ہوئے قوم کو محبت اور حسن سلوک کا نمونہ پیش کرنے کی تلقین کی۔ اور جب وارنٹ آیا اور گرفتار ہو کر کچہری گئے تو مجھے بھی ان کی معیت کا شرف حاصل تھا اس وقت بھی کوئی گھبراہٹ ظاہر نہیں کی۔ جیل میں بھی کبھی پریشانی نہیں دکھائی۔ حتےٰ کہ جب ایک آدھ دفعہ وکیل دوران مقدمہ میں حاضر نہ تھا تو خاں صاحب نے خود گواہوں پر نہایت قابلیت سے جرح کی۔ مجسٹریٹ بھی آپ کی قابلیت کا معترف تھا۔ اس نے فیصلہ سناتے وقت کہا کہ اگرچہ میں نے ذرا سخت سزا دی ہے لیکن امید ہے کہ اعلےٰ عدالت آپ کی قابلیت کا لحاظ کرکے سزا کو نرم کر دے گی۔ آپ کی اس قابلیت کا لحاظ کرتے ہوئے اس نے آپ کو سپیشل کلاس میں رکھنے کی سفارش کی۔ جیل میں آپ کی شرافت اور حسن اخلاق کی وجہ سے پندرہ بیس دن کی رعایت آپ کو ملی۔ یعنی ۱۵ - ۲۰ دن پہلے رہا کر دیا گیا۔ اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو تقویٰ اختیار کرنا اور نیک نمونہ قائم کرنا چاہیئے۔ کھانا اور سونا تو گدھے بھی جانتے ہیں۔ ہمیں انسان اور باعزت انسان اور پکا مسلمان بننا چاہیئے۔ جیسا کہ قرآن نے فرمایا ہے۔ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

ڈاکٹر صاحب کی اس مختصر سی تقریر کے بعد مجلس برخاست ہو گئی اور خاں صاحب مکرم کے اعزاز میں مسلم ہائی سکول اور دفاتر انجمن میں اس دن کی تعطیل کی گئی۔

مسلم ہائی سکول لاہور کی طرف سے مولانا یعقوب خانصاحب کو مبارکباد

آج ۱۳ ارجون ۱۹۳۰ کو جملہ اساتذہ مسلم ہائی سکول لاہور کا ایک جلسہ زیر صدارت سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مولانا یعقوب خانصاحب کی رہائی کی خوشی میں منعقد ہوا۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب اور مرزا عزیز الرحمٰن صاحب لڈیوا نے بڑی سرگرمی سے نظمیں پڑھیں جن سے سامعین بہت متاثر ہوئے۔

اسی اجلاس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق رائے پاس ہوئے

(۱) یہ جلسہ مولانا یعقوب خاں صاحب کی رہائی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے انہیں تہ دل سے مبارکباد کہتا ہے اور جس اسلامی خدمت کے لئے انہوں نے یہ تکالیف و مصائب برداشت کی ہیں اس کے ساتھ پوری ہمدردی رکھتا ہے۔

(۲) یہ بھی قرار پایا کہ اس رہائی کی خوشی میں سکول باقی وقت کے لئے بند کر دیا جائے۔

(۳) یہ کہ اس کارروائی کی ایک نقل مولانا صاحب کی خدمت میں ارسال کر دی جائے اور ایک نقل "پیغام صلح" میں بھیجدی جائے۔

(خادم خواجہ معراج الدین احمد سکرٹری ٹیچرز ایسوسی ایشن)

منی آرڈر کس نے بھیجا ہے؟

حضرت امیر کو ۱۱ رمئی ۱۹۳۰ء ایک منی آرڈر مبلغ ۵ کا لاہور سے پتہ تبدیل ہو کر ڈلہوزی وصول ہوا۔ چونکہ منی آرڈر فارم دوبارہ ڈاکخانہ والوں نے بنایا تھا۔ اس لئے اس سے بھیجنے والے کا پورا پتہ نہ پڑھا جا سکتا تھا۔ صرف نام اتنا پڑھا جاتا تھا Mohsin منی آرڈر قادیان سے آیا ہے۔ بہت کوشش کے بعد بھی یہ پتہ نہ چل سکا کہ بھیجنے والا کون ہے۔ جن صاحب نے بھیجا ہو وہ اطلاع دیں تاکہ رقم اصل مد میں ڈالی جائے۔

(… سکرٹری)

معلومات

سبق آموز اعداد و شمار

ہندوستان کی بیوہ عورتیں

ہندوستان میں بیوہ عورتوں کی کثرت کا اندازہ ذیل کے اعداد و شمار سے با آسانی ہو سکتا ہے۔

عورتوں کی مجموعی تعداد	۱۵۴۹۴۶۹۲۶
بیوائیں	۲۶۸۳۴۸۳۸
ہندو عورتیں بحیثیت مجموعی	۱۰۵۸۲۱۸۲۵
ہندو بیوائیں	۲۰۲۵۰۰۷۵
مسلمان خواتین بحیثیت مجموعی	۳۲۳۸۹۸۴۸
بیوہ خواتین	۴۷۱۲۵۰۲

مختلف صوبوں کی کیفیت

صوبہ	کل خواتین	بیوائیں
مدراس	۲۱۴۴۸۲۳۶	۴۰۴۰۸۱۳
بمبئی	۹۱۷۱۲۵۰	۱۲۶۱۸۴۹
بنگال	۲۲۵۴۴۲۱۷	۴۴۴۴۰۵۰
صوبجات متحدہ	۲۱۵۸۸۴۲	۴۷۴۶۵۲۴
پنجاب	۵۳۷۷۸۵۹	۱۲۳۷۷۰۵
برما	۶۴۵۵۲۲۳	۷۳۱۷۲۹
بہار واڑیسہ	۱۷۲۳۸۳۲۳	۳۲۱۱۳۱۰
صوبجات متوسط	۶۹۶۲۳۶۱	۱۱۵۵۸۹۲
آسام	۳۶۴۵۱۲۱	۵۷۳۳۰۱

بیوائیں بہ اعتبار عمر

عمر کے اعتبار سے بیوہ عورتوں کا نقشہ اور بھی زیادہ ہولناک ہے۔ اس سے کہ بہت بڑی تعداد بعمر ۲۵ و ۴۰ کے درمیان ہے۔

پانچ سال کی عمر تک	۱۵۱۳۹
پانچ سے دس تک	۱۰۲۲۹۳
دس سے پندرہ تک	۲۷۹۱۲۴
پندرہ سے بیس تک	۵۱۷۸۹۸
بیس سے پچیس تک	۹۶۶۶۱۷
پچیس سے تیس تک	۱۵۱۲۰۴۷
تیس سے پینتیس تک	۲۳۵۴۱۲۲
پینتیس سے چالیس تک	۲۲۳۳۵۶۹

ہندوستان کی زراعت

(تین چار سال پہلے کے اعداد)

جنس	مزروعہ رقبہ	پیداوار
چاول	۸۰۷۸۷۰۰۰ ایکڑ	۱۱۳۱۳ (ملین پونڈ)
گندم	۳۱۷۷۳۰۰۰ ایکڑ	۳۷۹۹۳ (ملین بوشل)
جوار	۷۸۵۰۰۰۰ "	۲۳۰۷۱۰۰ ٹن
شکر	۲۷۲۶۶۰۰ "	۲۵۵۰۴۰۰ ٹن
چائے	×	۸۱۵۰ ملین پونڈ
تمباکو	×	۴۹۶ ملین پونڈ
جوٹ	×	۱۴۸۷ ملین ہنڈرڈ ویٹ
روئی	۲۲۰۹۴۰۰۰ ایکڑ	۱۵۶۰۰۰۰۰ "
بنولہ	×	۱۷۱۴۰۰۰ ٹن

ہندوستان کی معدنیات

ہندوستان سے جو معدنی اشیاء برآمد ہوتی ہیں ان کے دس سال کی اوسط آمدنی درج ذیل ہے: ۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۹ء تک

نمک	۱۰۵۷۴۳۴۴ روپے
کوئلہ	۵۵۷۴۳۴۴ "
سونا	۳۳۷۵۳۰۰۰ "
تیل	۱۵۰۱۲۰۰۰ "
قلعی	۱۸۳۰۰۰ "
خام تانبا	۱۳۳۰۰۰ "
کانسی	۱۱۵۰۰۰ "
لوہا	۵۹۸۰۰۰ "

ہندوستان

— شملہ ۴ رجون - ملک معظم نے میجر جنرل سر فریڈرک ہیوگ سائیکس کی تقرری بطور گورنر بمبئی منظور کرلی ہے۔

— ریاست بھوپال میں بھی ایکٹ اسلحہ جات جاری کردیا گیا ہے اب وہاں کوئی شخص بغیر لائسنس کے ہتھیار نہیں رکھ سکے گا۔

— میسور کی دس ہزار عورتوں نے میسور گورنمنٹ کو ایک درخواست اس غرض سے بھیجی ہے کہ قابل شادی عمر میں اضافہ کیا جائے۔

— لکھنؤ میں ایک اندھی عورت کو جس کی عمر ۲۵ سال ہے اپنے نوزائیدہ بچہ کو ہلاک کرنے کے جرم میں عبور دریائے شور کی سزا دی گئی۔ جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ اگرچہ عورت بے کس اندھی ہے لیکن اس نے ایک گناہ عظیم کیا ہے اور اس کا یہی واحد علاج ہے کیونکہ اس کے بغیر اس قسم کے ہولناک جرائم کا انسداد نہیں ہوسکتا۔

— اخبار "فارورڈ" کی ۳ رجون کی اشاعت میں ایک مراسلہ نگار رقمطراز ہے "سرحد افغانستان پر ایک لاکھ فوج موجود رہتی ہے اور مزید ایک لاکھ محفوظ سپاہ (ریزرو) تیار رہتی ہے ان فوجی تیاریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنے والی جنگ اس قدر قریب ہے جس کا اندازہ اہل ہند کے قیاس سے بعید ہے۔"

— صوبجات متوسط و برار میں ۱۹۲۷ء میں جنگلی جانوروں اور سانپوں نے ۱۶۸۱ آدمیوں کو ہلاک کیا۔ اتنا ان صوبوں میں ۱۲۳۸۹۲۲ اس طرح سے ہلاک ہوچکے ہیں۔

— نینی تال ۶ رجون - حکومت صوبجات متحدہ جیل خانوں کے انتظامات کی تحقیقات کے لئے عنقریب ایک کمیٹی مقرر کرنے والی ہے۔

— پنڈت مالویہ ایک ایسی سکیم تیار کرنے میں مصروف ہیں جس سے ۱۹۳۰ء کے اندر اندر ہندوستان میں سوراج حاصل کرنے کے لئے ایک عام تحریک جاری کی جائے گی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سکیم سے ہندوستان کی اقتصادی حالت کا احیا مطلوب ہے۔ امید ہے کہ ماہ رواں کے آخر میں یہ سکیم شائع ہو جائے گی۔

ہندو دنیا

— ڈی۔ اے۔ وی کالج کی انتظامیہ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کے لئے کوئی شادی شدہ لڑکا داخل نہ کیا جائے۔

— پنڈت اندر کی صحت اب بالکل اچھی ہے۔ اب وہ شملہ سے دہلی آگئے ہیں۔

"پیغام صلح: اس کی بیماری کا شور مچانا محض بہانہ ہی تھا!"

— سندھ کے ہندو اشدھی کی تحریک میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔

— رائے بہادر رام سرن داس جی کی معرفت ایک ہندو خاتون نے بلا اپنا نام ظاہر کئے سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا کو تین ہزار روپیہ دیا۔

— گوا میں اشدھ شدہ لوگوں کی تعداد ۲ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ ڈاکٹر مونجے کی زیر سرکردگی جو وفد گیا تھا اس کی موجودگی میں ۵۰۰ آدمی شدھ ہوئے۔

— آریہ سماج نیروبی کو وہاں کی میونسپلٹی نے ایک قطعہ زمین عطا کیا ہے آریہ وہاں ۳۰ ہزار شلنگ کی لاگت سے ایک عالیشان عمارت تعمیر کریں گے۔

— آریہ پرتی ندھی سبھا لاہور کے سکرٹری مہاشہ کرشن کے بجائے پنڈت ٹھاکر دت شرما ید موجد امرت دھارا مقرر ہوئے ہیں۔

— مراری لال جی بیرسٹر نے اپنے والد کا کتب خانہ دیانند ہائی سکول شاہ پور کو دے دیا۔

— ضلع کانگڑہ میں دیانند دلت ادھار منڈل ہوشیار پور کے پرچارک نہایت کامیابی سے اشدھی کا کام کر رہے ہیں۔

— لالہ دیودت جی ہیڈ ماسٹر ڈی اے وی ہائی سکول قادیان کی اہلیہ محترمہ گیان دیوی جی نے آریہ سماج کو اپنی خدمات پیش کی ہیں۔

— قرولی (راجپوتانہ) ۹ رجون۔ مہاراجہ قرولی نے اپنی ریاست میں ہندی کو سرکاری زبان قرار دیا ہے۔ اس سے قبل تمام عدالتی کارروائی اردو میں ہوا کرتی تھی۔ ریاست کے تمام اہلکاروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایک سال کے اندر اندر ہندی سیکھ لیں۔

ممالک خارجہ

— حجاز کے جدید مصری قونصل محمد بیگ جدہ پہنچ گئے ہیں۔ آپ کا سرکاری طور پر شاندار استقبال کیا گیا۔

— طہران ۵ رجون۔ آج شاہ و ملکہ افغانستان طہران پہنچ گئے طہران سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر ولیعہد ایران نے آپ کا استقبال کیا۔ ۱ بجے آپ شہر سے باہر باغ میں پہنچ گئے۔ جہاں شاہ ایران، وزرا، فوجی سپاہ، گورنر اور صدر بلدیہ موجود تھے۔ آپ کی تشریف آوری پر توپوں سے سلامی کی رسم ادا کی گئی۔ اور بینڈ نے افغانستان کا قومی ترانہ بجایا۔ ناشتہ کرنے کے بعد دونوں بادشاہ شاہی گاڑی میں سوار ہوکر جلوس کی شکل میں شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ شہر دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔ ملکہ افغانستان نے ایک موٹا نقاب لگایا ہوا تھا۔

— مدینہ منورہ میں لاسلکی سٹیشن تعمیر ہوگیا۔ محکمہ تار و ڈاک نے برقیات لینی شروع کردیا۔

— جزیرہ قبرص سے واپس آکر ملکہ رومانیہ پانچ روز قسطنطنیہ میں مقیم رہیں اور پھر اپنے ملک کو مراجعت پذیر ہوگئیں۔

— نیویارک ۶ رجون۔ جہاز بیرن گیریا کے ذریعہ ایک کروڑ ڈالر کا سونا انگلستان بھجوایا گیا۔

— ٹوکیو۔ آج صبح جب وزیر اعظم جاپان ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے کہیں باہر جارہا تھا تو ریلوے سٹیشن پر ایک شخص نے اسکو خنجر سے زخمی کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ ملزم گرفتار کرلیا گیا ہے۔

— قاہرہ ۷ رجون۔ وزراکی کونسل نے افغانستان اور مصر کے عہدنامہ مودت کی تصدیق کردی ہے۔

— پیرس میں مہاراجہ کپورتھلہ کی تقریب جوبلی کی فلم دکھائی گئی۔

— جاپان میں بحری مزدوروں نے جو ہڑتال کی تھی اس کا خاتمہ ہوگیا۔

— جرمنی کی ایک ریاست بویریا میں حکم ہے کہ جن لوگوں کی شادی نہ ہوئی ہو وہ اپنے پاس ہتھیار نہیں رکھ سکتے۔

— لی یوان ہنگ سابق صدر جمہوریہ چین کا انتقال ہوگیا۔

خاص الخاص شاہی مجربات

(بسرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

دنیا جانتی ہے کہ یہ دواخانہ ۴۰ سال سے نہایت نیکنامی سے پبلک کی طبی خدمات انجام دے رہا ہے اس کی چند ایک اکسیرات مشہور عالم ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

سفوف مفرح مقوی اعضائے رئیسہ شاہانہ تحفہ ہے قیمت ۱۲ تولہ سات روپے۔ بےنظیر جنبر ہے اور نہایت زود نظر۔

شربت مفرح نہایت ہی اعلیٰ مقوی پیاس بجھانیوالا لذیذ بیحد خاص اسی موسم کیلئے ہے۔ قیمت فی بوتل سوا روپیہ۔

چورن ہاضمہ بچوں بوڑھوں کو یکساں مفید ہے قیمت ۱ فی تولہ۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب طبیب خاص کپورتھلہ

ضرورت ہے

ایک بی اے یا ایف اے پاس کی جو جماعت پنجم کے طالبعلم کو گھر پر تعلیم دے سکے۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی اور کھانا ساتھ۔ درخواستیں معہ نقول اسناد اس پتہ پر جلد پہنچنی چاہئیں۔

پشاور مشہد اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں ریڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری چتاویز ہر قسم کے بخاری و مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے سلمہ ستارہ کا زریدار کلہ پشاوری مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا اگر پسند نہ آئے تو محصول منہا کر کر قیمت واپس دیجائے گی۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

ضرورت ہے

صحیح بخاری کے پارہ ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶ تا ۳۰ کی اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور وہ انجمن کی ضرورت پوری کرنے کے لئے مناسب قیمت پر انجمن کو دینا چاہیں تو مہتمم صاحب تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو اطلاع دیں۔ ہر ایک پارہ کے دو دو نسخوں کی ضرورت ہے۔

ضرورت ہے

ایسے امیدواروں کی جو ٹیلیگرافی اور سٹیشن ماسٹری کا کام سیکھ کر گورنمنٹ ریلوے یا محکمہ نہر میں ملازمت کے خواہشمند ہوں مفصل حالات ۲ کے ٹکٹ بھیجکر معلوم کیجئے۔

مسمریزم ہپناٹزم

کے ذریعہ اور خدا کے فضل و کرم سے ہر قسم کے روحانی جسمانی اور مایوس العلاج مریضوں کا علاج دور و نزدیک نہایت کامیابی سے کرتے ہیں۔ اور پندرہ بیس روز میں شرطیہ سکھاتے ہیں۔ شاگردی نمبر ۳۵۶۹۷ ہے مفصل لے واسطے تجربات مسمریزم جس میں مسمریزم اور طلسماتی و روحانی علوں کے مفصل حالات درج ہیں۔ جو ہماری ۴۴ سال کی محنت کا نتیجہ ہے صرف کارڈ آنے پر مفت بھیجا جائے گا۔

گنیش داس ادم نند گنیش آشرم چھاؤنی جالندھر

ہندوستان میں نئی ایجاد

منیجر صاحب نے کنوسی کا ایک شو تیار کیا ہے جو چمڑے سے بالکل مبرا ہے۔ اور سول ربڑ کا ہے جو مثل ولائتی کٹ شوز کے تیار کیا گیا ہے اور بجائے سول چپکانے کے اندر سے سلائی کی گئی ہے۔ جس کی وجہ پانی یا تیل یا کسی اور چیز میں بھیگ جانے سے سول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا۔ سلائی اتنی مضبوط ہے کہ اگر جوتی چھ ماہ کے اندر ٹوٹ جائے تو کمپنی دوسرا شو مفت روانہ کریگی ہمارے ہندو بھائیوں کو پوجا پاٹ کرنے میں سخت دقت ہوتی تھی اب وہ اس جوتے کو پہن کر پوجا پاٹ کرسکتے ہیں۔ اس جوتے میں چمڑا بالکل نہیں ہے۔ ہلکا اور خوبصورت اتنا ہے کہ دیکھ کر دل اچھل پڑتا ہے اتنی خوبی ہونے پر قیمت دو روپیہ علاوہ محصولڈاک کیا بطور نمونہ ایک شو روانہ کیا جائے تاجروں کو خاص رعایت ہے کاتا لاگ ضرور منگائیے۔

روغن اکسیر جو درد سر کے واسطے واقعی اکسیر ہے۔ ایک پھوریری سے درد کافور ہوجاتا ہے۔ قیمت شیشی کلاں ۱۲ عہ خورد ۸ علاوہ محصول

اختر اینڈ کمپنی سنٹری روڈ لکھنؤ

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۲۸ء | نمبر ۳۹

اسلام مشرق اور مغرب میں

اسلام جنوب مشرقی یورپ میں

جنوب مشرقی یورپ کی اسلامی آبادی کے ذیل کے حالات اور اعداد و شمار مسیحی رسالہ "مسلم ورلڈ" سے شائع کئے ہیں جو امید ہے قارئین کرام کے لئے موجب دلچسپی ہوں گے۔

(۱) پولینڈ۔ مسلم آبادی چھ ہزار ہے۔ سات مساجد ہیں جو نہایت عمدہ بنی ہوئی ہیں۔ قرآن شریف جو یہاں پڑھے جاتے ہیں وہ اردین برگ اور قازان میں طبع ہوتے ہیں۔

(۲) زیگو سلاویک۔ یہاں صرف ایک سو پچاس مسلمان آباد ہیں

(۳) رومانیا کلاں۔ اس ملک کی کل آبادی ۱۷۱۵۳۰۹۳۲ ہے جس میں سے مسلمانوں کی تعداد ۲۰۰۰۰۰ ہے۔ رومانیا کی اسلامی آبادی آرسوا سے ایکر جو مغربی سرحد پر ہے۔ کانسٹینزا تک جو بحیرہ اسود پر واقعہ ہے دریائے ڈینیوب کے ساتھ ساتھ چلی جاتی ہے۔ غالب اکثریت جس کی تعداد قریبا ۱۷۰۰۰۰ تک پہنچتی ہے۔ ترکی نسل مسلمانوں کی ہے۔ جو ترکی زبان بولتے ہیں۔ ان کا انتظام اچھا ہے۔ اور ان کے مذہبی سکولوں کو گورنمنٹ کی طرف سے مدد ملتی ہے۔ ان میں سے ایک سکول ایسا ہے جس میں صرف مذہبی لیڈر تیار کئے جاتے ہیں۔ ہزار جک میں جو بلیگریا کی سرحد کے قریب ہے دس مساجد ہیں۔

(۴) البانیا۔ ۸۱۷۴۶۰ کی آبادی میں سے مسلمانوں کی تعداد ۵۶۰۸۴۸ ہے جو کل آبادی کا ۷۰ فیصدی ہے۔ ان میں سے ۱۶۰۰۰۰ شمالی صوبہ میں سکونت رکھتے ہیں ۲۵۰۰۰۰ متوسط البانیا میں اور ۱۶۰۰۰۰ جنوبی البانیا میں۔ کورٹیزا میں ۷۶۴ مسلمان ہیں شیزانا میں ۸۰۰۰ اور ویلونا میں ۳۰۰۰ یہ بڑے بڑے شہر اسلامی مرکز ہیں۔ البانیا کے مسلمانوں کے علاوہ سربیا اور رومانیا سے بھی مسلمان آکر یہاں آباد ہوئے ہیں۔ اور ایک بھی خاصی تعداد خانہ بدوشوں کی بھی ہے جو مسلمان ہیں۔ اسلام شاہی مذہب نہیں ہے۔ مگر باوجود اس کے قاضی اور مفتی حکومت کی طرف سے نامزد کئے جاتے ہیں۔ اور شاہی خزانہ سے ان کو تنخواہ ملتی ہے۔ یہاں مساجد کثرت سے ہیں۔ مگر عیسائیت کے مشنری البانیا کو مسیحیت کا ایک آسان شکار سمجھتے ہیں۔

(۵) یورپین ترکی۔ مسلم ورلڈ نے یہاں کی مسلم آبادی ۷۰۰۰۰۰ بتائی ہے لیکن حال میں جو مردم شماری ہوئی ہے اس کی رو سے مسلمانوں کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے۔ پرانے مدارس ۱۹۲۴ء میں توڑ دئیے گئے تھے۔ قسطنطنیہ میں مرکزی یونیورسٹی ہے جس میں قانون۔ علم ادب۔ سائنس۔ ڈاکٹری اور مذہبی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں کے مشہور اخبارات حسب ذیل ہیں۔ جمہوریت۔ اقدام۔ کاراغیر۔ ملت۔ وقت اور رسوم ملی۔

(۶) یونان میں مسلمانوں کی کل آبادی ۱۸۰۰۰۰ ہے وہ زیادہ تر مغربی تھریس۔ ایکسنتی۔ کمل جنیا اور ڈیڈیگچ میں پائے جاتے ہیں وہاں پر ۵۰۰۰ اسرائیلی مسلمان بھی آباد ہیں۔

(۷) سائپرس۔ کی کل آبادی ۳۱۰۷۰۹ ہے جس میں سے ۶۱۴۲۲ مسلمان ہیں جو قریبا سب کے سب ہی ترکی النسل ہیں۔ مسلمانوں کی چار مذہبی عدالتیں ہیں اور تین نمائندے کونسل وضع قوانین میں ہیں۔ گورنمنٹ گزٹ اور قانونی دستاویزوں میں یونانی زبان پر ترکی زبان کو ترجیح دی جاتی ہے۔

(۸) جزائر رودیز اور ڈاڈیکنیز جو عہدنامہ لاسین میں ترکی کے حوالے کئے گئے ۱۰۰۱۰۸ آبادی میں سے ۱۲۲۶۲ مسلمان ہیں جن میں سے ۷۱۰۰ رودیز میں سکونت پذیر ہیں۔ اور باقی کاس میں۔

(۹) بلغاریا میں ۶۹۰۷۳۴ مسلمان ہیں جو آبادی کا ۱۸ فیصدی ہیں۔ بلغاریہ کے مسلمان رومانیا کے مسلمانوں کی طرح اہل سنت اور حنفی المذہب ہیں ۱۶ سرکاری مفتی صوبہ جات کے لئے متعین ہیں۔ اور بیس زائد ہیں مدارس قرآن کا انتظام اچھا ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق بلغاریہ میں ۱۶۹۴ مدارس ہیں جن میں قرآن کریم اور ترکی زبان پڑھائی جاتی ہے اور بیس سکول اعلیٰ تعلیم کے لئے ہیں۔ جن میں مذہبی لیڈروں کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ شومن کا علاقہ اسلامی ذہانت کا مرکز ہے۔ یہاں قاضیوں مفتیوں کی ٹریننگ کے لئے ایک سکول ہے۔ پہلے اس شہر میں ۴۰ مساجد تھیں جن میں سے اب صرف ۱۲ رہ گئی ہیں۔ بر ودیڈ میں چار مساجد ہیں۔ مسلم اخبارات بہت اچھی حالت میں ہیں۔ بلغاریہ کے مسلمان سرکاری ملازمتوں اور شعبۂ انتظامیہ میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں ۱۹۲۳ء میں پارلیمنٹ کے ۲۴۷ ارکان میں سے دس مسلمان تھے

(۱۰) یگوسلافیا کے مسلمانوں کی اقلیتیں جنوب مشرقی یورپ میں مسلمانوں کی اکثریت کا موجب ہیں۔ تازہ ترین سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس ملک میں ۱۳۳۷۶۸۷ مسلمان ہیں۔

قدیم بوسنیا، ہرزیگووینیا میں جو یگوسلافیا کا ایک حصہ ہے مسلمان کل آبادی کا قریبا ایک تہائی ہیں۔ یعنی ۵۸۶۱۵۱ جنوبی سربیا میں ۲۰۵۰۵۵۴ اور مانٹینیگرو میں ۲۲۸۵۶ مسلمان ہیں۔ مسلمان کل آبادی کے ۱/۲ حصہ سے زیادہ ہیں۔ یعنی ۱۲۰۰۰۰۰ جنوبی سربیا کے اضلاع جن میں وہ آباد ہیں۔ نہایت ہی زرخیز اور مالدار ہیں بڑے بڑے زمینداروں کے طبقہ میں سے کئے خاندانوں کی تعداد

قریبا ۱۰۰۰۰۰ تک پہنچتی ہے ۹۰ فیصدی مسلمان ہیں شہروں میں مسلمانوں کی کثرت ہے۔ اور یہ اکثریت چھوٹے چھوٹے شہروں کو بالکل مشرقی رنگ دے دیتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا اکثر حصہ بالکل ناخواندہ ہے۔ صرف سراجیو میں ایک مسلم ہائی سکول ہے اور ایک سکوپلائی میں ہے۔ بلگریڈ یونیورسٹی میں اسلامی شریعت کی تعلیم کے لئے ایک جماعت حال ہی میں کھولی گئی ہے۔

مکتوب امیر

نبوت مسیح موعود کے متعلق سوالات کے جوابات

افریقہ سے ایک دوست نے دو سوال حضرت امیر کی خدمت میں برائے جواب بھیجے تھے۔ جو معہ جوابات درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ تیرہ سو سال میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔

(۲) ایک جگہ حضرت مرزا صاحب شریعت کی تعریف فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شرعی نبی وہ ہے جس کی وحی میں امر و نہی دونوں موجود ہوں۔ اور میری وحی میں امر و نہی دونوں موجود ہیں۔ جس سے شریعت والے نبی ہونے کے دعوے کا مفہوم بھی نکل سکتا ہے۔

جوابات

(۱) تیرہ سو سال میں میں نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص کیا گیا ہوں اس کا مفصل جواب تو النبوۃ فی الاسلام میں دیکھ لیں گے۔ مگر مختصراً یہاں لکھتا ہوں نبی کا نام پانے کے لئے لکھا ہے نہ نبی بننے کے لئے۔ اور یہ نبی کا نام کس طرح پایا اس کو خود ہی آگے عربی ضمیمہ میں صفحہ ۶۴ پر ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے وسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ میں اللہ کی طرف سے نبی کا نام مجاز کے طور پر پایا ہے نہ کہ حقیقت کے رنگ میں۔ اب مجاز کا لفظ وہیں استعمال ہوتا ہے جہاں ایک چیز کو دوسرے کا نام دیا ہو۔ اگر آپ فی الواقع نبی ہوتے تو یہ نہ کہتے کہ یہ نام مجھے مجاز کے طور پر دیا گیا ہے۔ شیر کو شیر مجازی طور پر کہنا بے معنی ہے۔ انسان کو مجازی طور پر شیر کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح نبی کا مجازاً نبی نام پانا بے معنی ہے۔ ولی کو مجازی طور پر نبی کہہ سکتے ہیں۔ پس آپ بیشک نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص ہوئے مگر یہ نام مجازی طور پر پایا یعنی آپ نبی نہ تھے ولی تھے مگر خدا نے مجازاً آپ کو نبی کا نام دیا۔ اور "فصوصیت" اس لئے فرمایا کہ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں عیسیٰ نبی اللہ

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۔ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ ۔ نمبر ۳۹

کشف غطا

مسٹر درانی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

"زمیندار" کے مکتوب جرمنی پر ایک نظر واقعات کی روشنی میں

(۳)

امریکہ میں مسٹر درانی کی کارگزاری کا حال گزشتہ اشاعت میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اخبارات میں جھوٹ موٹ لکھ کر مسٹر موصوف اپنے قصوروں کو چھپا نہیں سکتے۔ ایک معاہدہ کر کے اسے اس طرح توڑنا انہی کا کام تھا بظاہر ان کا مقصد یہ تھا کہ حسب انجمن کا روپیہ بیدردی سے وہ جہاں چاہیں صرف کرتے جائیں۔ کوئی ان سے پرسش کرنے والا نہ ہو جسے انجمن برداشت نہ کر سکتی تھی اس لئے بجائے اس کے کہ وہ انجمن کے ممنون ہوتے اور سفر خرچ ملنے پر واپس ہندوستان چلے آتے۔ انجمن کو دھمکیاں دینی شروع کر دیں اور علاوہ سفر خرچ کے ۲۰ پونڈ کا مزید مطالبہ شروع کر دیا یعنی تنخواہ اپریل تا جون تین ماہ۔ قیام امریکہ و سفر لندن تا امریکہ وغیرہ۔ حالانکہ معاہدہ شکنی خود ان کی طرف سے ہوئی تھی۔ پھر استعفا میں جس رقم کا مطالبہ کیا گیا تھا یعنی کرایہ از امریکہ تا ہند انجمن نے باوجود ان کی معاہدہ شکنی کے بطور احسان قبول کر لیا۔ کہ وہ پردیس میں تکلیف نہ اٹھائیں۔ چھ ماہ کے عرصہ یعنی اکتوبر سے مارچ تک میں انہوں نے کئی ہزار روپیہ انجمن کا برباد کر دیا اور کام ذرہ بھر نہ کیا۔ باوجودیکہ انجمن ان کے تمام جائز مطالبات پورے کرتی رہی۔

مئی ۱۹۲۴ء میں انہوں نے پھر امریکہ میں کام کرنے پر آمادگی ظاہر کی لیکن کمی فنڈز کی وجہ سے انجمن نے منظور نہ کیا۔ کچھ عرصہ خاموش رہنے کے بعد انہوں نے اگست ۱۹۲۴ء میں اپنی حالت زار کی طرف انجمن کو توجہ دلائی کہ وہ امریکہ میں سخت تنگ ہیں۔ اس پر انجمن نے باوجود ان کی سابقہ بدسلوکی کے ۲۰ پونڈ مد مساکین سے بطور امداد بروئے ریزولیوشن ۳۱۷ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۲۴ء بھیج دیئے۔

اکتوبر ۱۹۲۴ء میں پھر انہوں نے امریکہ میں کام کرنے کی درخواست دی اور گزشتہ کارروائی کی بابت کچھ معذرت کی۔ انجمن نے ان کی تمردحالت کا اندازہ کر کے انہیں تکالیف سے نکالنے کے لئے پھر ایک اور موقعہ خدمت اسلام کا دیا۔ اور انہیں جرمنی میں مولانا صدر الدین صاحب کی جگہ کام کرنے کے لئے بھیجا۔ اس موقعہ پر جو شرائط ان کے اور انجمن کے مابین طے ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) میرے ہمراہ میری بیوی اور بچہ ہوگا اور وطن میں غریب والدین ہیں جن کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس لئے جرمنی کے حالات کے مطابق اخراجات منظور ہونے چاہئیں۔

(۲) تنخواہ معقول ہونی چاہئے۔ ترقی گریڈ کی گنجائش رکھی جائے سابقہ تنخواہ ۱۲۰ روپیہ کم تھی۔

(۳) مکان میں ضروریات کافی ہوں۔ یعنی رہائش، باورچی خانہ کے لئے گنجائش اور گرمی کرنے اور روشنی کے اخراجات انجمن کے ذمہ ہوں۔

(۴) ۱۲ پونڈ الاؤنس ناکافی ہوگا۔

(۵) اگر وہ کسی کے ہاں بطور مہمان رہیں تو مشکلات ہوں گی اگر ایسا رہنا ہو تو عیال کے لئے علیحدہ الاؤنس مقرر کرے۔ اور یا بارہ پونڈ الاؤنس دے۔

(۶) انہیں اور ان کی بیوی کو امریکہ سے جرمنی تک کرایہ دے بچہ کے کرایہ کے لئے معقول رقم بطور قرض دے جو جرمنی پہنچنے کی تاریخ سے ۳ ماہ بعد باقساط ان سے وصول کرے۔ اگر ناچار بیوی کا کرایہ انجمن نہ دے سکے تو بہر صورت فی الحال کافی روپیہ راستے کے اخراجات کے لئے بھیجے جو باقساط وضع کر لیا کرے۔ انجمن نے اس پر حسب ذیل فیصلہ کیا:۔

(۱) ان کی تنخواہ ۱۵۰-۱۰-۲۵۰ ہوگی

(۲) ان کا تقرر اس تاریخ سے شروع ہوگا۔ جس تاریخ کو وہ جرمنی کے لئے شکاگو سے روانہ ہوں گے۔

(۳) جرمنی میں ان کی پہلی ٹرم تین سال ہوگی۔ جس کے بعد انہیں چھ ماہ کے لئے ہندوستان آنے کی اجازت ہوگی۔ اور اس کے بعد ہر پانچ سال کے بعد چھ ماہ کے لئے انہیں ہندوستان آنے کی اجازت ہوگی اور اس طریق پر ہندوستان آنے کا کرایہ آمد و رفت انجمن ادا کرے گی۔ یہ چھ ماہ ان کی رخصت رعایتی میں شمار ہوں گے۔

(۴) علاوہ تنخواہ کے بارہ پونڈ ماہوار الاؤنس ہوگا۔

(۵) ۵۸۰ ڈالر سفر خرچ بھیجا جائے جس میں ۲۶۰ ڈالر ان کا سفر خرچ ہوگا۔ اور ۳۲۰ ڈالر ان کے ذمہ قرض ہوگا۔ جو بحساب ۳۰ روپے ماہوار ان کی تنخواہ سے وضع ہوتا رہے گا۔

(۶) گرم کرنے اور روشنی کے لئے مولوی صدر الدین صاحب سے دریافت کر کے فیصلہ کیا جائے۔

(۷) لباس کے لئے ۲۰ پونڈ دیئے جائیں۔

(۸) بندرگاہ سے برلن تک کے انتظام کے لئے مولوی صدر الدین صاحب کو لکھا جائے کہ حسب ضرورت امپرسٹ سے انتظام کر دیں۔ تاکہ درانی صاحب کو تکلیف نہ ہو۔

اس کے بعد مولوی صدر الدین صاحب سے جو اس وقت برلن میں تھے انجمن نے دریافت کیا کہ آیا جو اخراجات درانی صاحب کے لئے منظور کئے گئے ہیں وہ ناکافی تو نہ ہوں گے۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اپنا رہائشی مکان ہو جانے کی صورت میں تو یہ کافی ہوں گے لیکن مکان کی تیاری تک وہ باہر رہیں گے اس لئے یہ ناکافی ہوں گے۔ اس پر انجمن نے چار پونڈ مزید الاؤنس میں اضافہ کر دیئے۔ اور امپرسٹ کی رقم کی بھی ایزادی منظور کر دی۔

فروری ۱۹۲۵ء میں مسٹر درانی کو ہر قسم کی تکلیفات سے بچانے کے لئے فروری و مارچ ۱۹۲۵ء کی تنخواہ و الاؤنس انہیں پیشگی بھجوا دیا گیا۔ اور ان کا خرچ بندرگاہ سے برلن تک ادا کر دیا گیا۔ اس کے بعد جولائی ۱۹۲۵ء میں مکان کی صفائی اور مہمانوں کی تواضع کے لئے پانچ پونڈ ماہوار ہر ایک خادمہ بھی مسٹر درانی کو دی گئی۔ بعد ازاں ۱۶ پونڈ کا سامان جو پہلے موجود تھا۔ مسٹر موصوف نے بلا منظوری ۶۲ پونڈ کا مزید سامان خرید لیا جس کی منظوری انجمن نے دیدی۔

۸ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو انجمن کے سکرٹری نے انجمن کی مجلس منتظمہ میں یہ رپورٹ پیش کی کہ مسٹر درانی کو اس وقت ۱۶۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ اور ۱۲ پونڈ الاؤنس ملتا ہے۔ تنخواہ میں سے ۳۰ روپیہ ماہوار قرضہ میں منہا ہو جاتے ہیں۔ ساٹھ روپے ماہوار والد کو وہ دیتے ہیں دس روپے ماہوار چندہ وضع ہوتا ہے اس طرح تنخواہ میں سے صرف ساٹھ روپے ان کو بچتے ہیں۔ اور ۱۲ پونڈ الاؤنس۔ وہ عیالدار ہیں اور یورپ میں طرح طرح کے اخراجات کثیر ہوتے ہیں اس لئے جب تک ان کی مالی مشکلات کو دور نہ کیا جائے وہ کام عمدگی اور یکجہتی سے نہیں کر سکتے۔ اس پر انجمن نے فیصلہ کیا کہ مسٹر درانی کو یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء سے ۲۱۰ تنخواہ اور ۱۲ پونڈ الاؤنس انہیں دیا جائے۔ گویا پچاس روپے ماہوار کی یکلخت ترقی انہیں دی گئی۔

اس ترقی کی اطلاع پہنچنے پر درانی صاحب نے مندرجہ ذیل خط انجمن کو لکھا:۔

> "میری مالی مشکلات کو دور کرنے کے لئے انجمن نے جو غیر معمولی ترقی آج کل کے غیر معمولی حالات میں منظور کی ہے اس کے لئے میں آپ لوگوں کا بیحد مشکور ہوں۔ مجھے اس کی بالکل توقع نہیں تھی اور گو میں نے بار بار ارادہ کیا تھا کہ اس بارہ میں سلسلہ جنبانی کروں مگر طبیعت نے قبول نہ کیا۔ بار بار کوشش کی اور لکھتے لکھتے رہ گیا۔ میں مولوی محمد علی صاحب کا بالخصوص مشکور ہوں کیونکہ گو یہ انجمن کی مجموعی شفقت ہے مگر میرا دل تو یہی کہتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب کی اپنی ذاتی عنایت ہے اور ضرور ہے کہ انہوں نے اپنی طرف سے اس کی تحریک کی ہو۔ بہرحال میں انجمن کا اور حضرت مولوی صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔" (خط ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

اب یہی حضرت ہیں جو لکھتے ہیں کہ انجمن نے شیخ محمد عبد اللہ صاحب کو برلن اس لئے بھیجا ہے کہ انہیں اور ان کے عیال کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ انسان جب راہ صواب سے گر جاتا ہے تو اس کی اخلاقی حالت کہاں سے کہاں جا پہنچتی ہے۔ خود ان کی اپنی تحریروں کی بنا پر انجمن ان کی شروع ہی سے کافی امداد کرتی چلی آئی ہے۔ لیکن اب جبکہ وہ اپنی غلطیوں اور متواتر خلاف ورزی کام کے عہد میں علیحدہ کئے جاتے ہیں تو جھوٹے بہتانوں پر اتر آتے ہیں۔ مسٹر درانی کے پاس اگر اپنے خطوط کی نقل ہوتی اور وہ ان کو مطالعہ کر کے ہندی اخبارات کو لکھتے تو ان کا ضمیر انہیں ضرور ملامت کرتا۔ کہ سراپا جھوٹ لکھنے کا کیا فائدہ۔ جس کا پردہ جلدی فاش ہو جائے گا۔ ضرورت ہوئی تو ہم ان کے اصل خطوط شائع کر دیں گے۔

مئی ۱۹۲۸ء میں مسٹر درانی نے تجویز کی کہ ان کی غیر حاضری میں خوراک کا الاؤنس جاری رہے تو وہ چھ ماہ کی بجائے چار ماہ کی رخصت لے لیں گے۔ یعنی دو ماہ سفر کے اور دو ماہ ہندوستان میں۔ انجمن نے ان کی یہ بات بھی مان لی۔

گزشتہ چند ماہ سے انہوں نے قومی روپیہ کو بلا سوچے سمجھے اور بلا منظوری اپنی مرضی کے مطابق صرف کرنا شروع کر دیا۔ اور جب ان سے باز پرس کی گئی تو انجمن کے ایک ایک معزز رکن کو انہوں نے گالیاں لکھنی شروع کر دیں جس کی شاہد ان کی اصل چٹھیاں ہیں۔ اگر یہیں تک معاملہ رہتا تو انجمن ذاتیات کی پروا نہ کرتی۔ لیکن جب انجمن نے وہاں کام کرنے کے لئے شیخ محمد عبد اللہ صاحب کو بھیجا تو بجائے اس کے کہ انہیں شرافت سے ٹھہرایا جاتا اور ان کے لئے ایک کمرہ علیحدہ کر دیا جاتا۔ ان سے بدسلوکی کی گئی اور انجمن کے مکانات میں نہ ٹھہرنے دیا۔ یہ تو مسٹر درانی کی تہذیب و شرافت ہے۔ کہ ہم وطن آدمی کے ساتھ ایسا برا سلوک روا رکھا۔ پھر خود ہی انجمن کو گستاخانہ تار دیدی کہ وہ پروفیسر صاحب کو وہاں گھسنے نہ دیں گے۔ جب تک ان کا ہر ایک جائز و ناجائز مطالبہ نہ مانے اگر ان میں شرافت ہوتی تو اپنے ایک بھائی سے اتنی بدسلوکی نہ کرتے۔ اور نرمی اور اخلاق سے اس سے برتاؤ کرتے۔ جس کے ذریعہ انجمن کرایہ اور اخراجات کا چیک ان کے لئے بھیج چکی تھی۔

یہ ہماری انجمن کی ہمدردی اور غیرت اسلامی ہی کا تقاضا تھا کہ مسٹر فضل کریم خان کے سابقہ تجربہ امریکہ کے بعد ان کو امریکہ سے خرچ دیکر یورپ بلا لیا۔ ورنہ جو حالت زار ان کی امریکہ میں اپنی خودسری اور تکبر و غرور کے ہاتھوں ہوئی تھی اس میں سے وہ ساری عمر نہ نکل سکتے۔ جرمنی میں تھوڑا عرصہ رہنے کے بعد وہ پھر اپنی سابقہ عادات پر آ گئے ہیں۔ اور دنیا دیکھ لیگی کہ وہ کہاں تک اپنی ان عادات کو رکھتے ہوئے کسی دوسری سوسائٹی کے ساتھ مل کر کام کر سکنے کے قابل ہیں۔

ترکوں کی لامذہبی کی حقیقت

کچھ عرصہ سے یورپین خبر رساں ایجنسیاں اور اخبارات بعض اغراض و مقاصد کے ماتحت ترکوں کے متعلق اس قسم کی خبریں شائع کر رہے ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام کو ترک کر کے لامذہبی اختیار کر رہے ہیں۔ چنانچہ چند ہفتے ہوئے متواتر اس قسم کی خبریں آئی تھیں کہ ترکوں نے اعلان کر دیا ہے کہ اب ہمارا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ ان خبروں میں بہت کم اصلیت ہے اور ناظرین سے گزارش کی تھی کہ بجائے مضطرب ہونے اور ترکوں کو برا بھلا کہنے کے انہیں صحیح حالات کا انتظار کرنا چاہئے۔ الحمد للہ ہمارا خیال بہت بڑی حد تک درست ثابت ہوا۔ "جمہوریت" ترکی کا نیم سرکاری اخبار ہے۔ اس کی ۲۰ رمضان کی اشاعت میں سے چند اطلاعوں کا ترجمہ معزز ہمعصر "معارف" اعظم گڑھ نے شائع کیا ہے۔ اسے ملاحظہ فرمائیں:۔

> "امسال کے رمضان المبارک میں نمازیوں اور روزہ داروں کی کثرت آستانہ (قسطنطنیہ) میں گزشتہ سالوں سے بہت زیادہ تھی۔ تمام بڑی بڑی مسجدیں اور وعظ کی مجلسیں مسلمانوں سے معمور تھیں جس کی نظیر پندرہ برس سے نہیں ملی تھی۔ تراویح کی جماعتوں میں بھی بڑی کثرت تھی۔ جامع مسجد ایوب اور جامع مسجد فاتح میں عام اژدہام کی یہ حالت تھی کہ ان عظیم الشان مسجدوں کے بڑے وسیع صحن ناکافی ہوئے اور سینکڑوں چٹائیاں اور صفیں باہر گلیوں میں بچھانی پڑیں۔"

یہ ہے ترکوں کے الحاد اور لامذہبی کی حقیقت۔ کاش ایسا "الحاد" ہم ہندوستان "دینداروں" کو بھی نصیب ہوتا۔ یہ سچ ہے کہ ترک ضروریات زمانہ اور اپنے حالات کے مطابق اپنے قوانین اور طرز معاشرت میں تبدیلیاں کر رہے ہیں۔ اور اس میں ان سے کبھی کبھی کوئی غلطی بھی سرزد ہو جاتی ہے لیکن صرف اس غلطی

ان پر کفر و لامذہبی کا شدید ترین الزام لگا دینا انتہائی حماقت ہے۔ ترک مسلمان ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ ہمیشہ مسلمان رہیں گے۔ جس کو اللہ نے کان دیئے ہیں وہ سن لے۔

آریوں کو شدید صدمہ

اس خبر سے جہاں مخلص مسلمانوں کو خوشی اور بعض کم سمجھ اور فریب خوردہ اشخاص کو ندامت ہوگی۔ وہاں آریوں کو شدید صدمہ بھی ہوگا۔ کیونکہ ان کے اخبارات نے ترکوں کے الحاد و لامذہبی کی خبروں کو اپنی کمینہ سرشت سے مجبور ہو کر خوب نمک مرچ لگا کر شایع کیا تھا اور مسلمانوں کو طعنے دیئے تھے اور اس قدر خوشی کا اظہار کیا تھا جیسے قسطنطنیہ اور انگورہ میں اشدھی سبھا کی شاخ کھل گئی ہے۔ ہم نے بارہا پوچھا کہ تم تو اپنے آپ کو ایک خدا پرست اور مذہبی جماعت کہتے ہو۔ پھر تمہارے لئے ان خبروں میں خوشی کا کیا سامان ہے؟ اس سوال کا انہوں نے کبھی کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن ان کے طرز عمل سے ثابت ہو گیا کہ وہ محض مسلمانوں کو چڑانے کے لئے اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں۔ خیر اس خبر سے ان کو جو شدید صدمہ ہوگا۔ اس سے ہمیں دلی ہمدردی ہے۔ کاش آریہ اخبارات بھی کچھ شرم کریں۔ ترکوں کا الحاد تو ثابت نہ ہو سکا البتہ "تیج" کی اس تحریر سے جس میں اللہ جلشانہ کی شان میں نہایت گستاخانہ الفاظ استعمال کئے گئے یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ آریہ سماجی دہریہ ہیں۔ اور ان کو خدا پرستی سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ خواجہ حسن نظامی صاحب نے آریہ اخبارات کو مشورہ دیا ہے کہ "یہ خبر آریہ اخبارات کے لئے چینی بھر پانی ہے جس میں ان کی ناک آسانی سے ڈوب سکتی ہے۔ اور اگر ان کے ناک نہ ہو تو چینی بھر پانی ان کے جھوٹ کے اس دھبہ کو دھو سکتا ہے۔ جس سے انہوں اپنے اخباری چہرہ کو داغدار بنا رکھا ہے" امید ہے کہ وہ اس مشورہ پر ضرور عمل کریں گے۔

ہندوؤں کی سینہ زوریاں

اب تک تو ہمیں یہی معلوم تھا کہ ہندو قربانی گاؤ کے مخالف ہیں۔ کیونکہ یہ ان کی ماتا اور ان کے لئے قابل پرستش ہے۔ اور انہوں نے ہمیشہ ضد بھی اس لچر دلیل کو پیش کرتے ہوئے قربانی گاؤ کے بند کر لینے کا ناواجب مطالبہ کیا۔ ابھی دنیا ان کی اس جہالت پر ہی لعنت ملامت کر رہی تھی کہ اب انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ بکرے کی قربانی سے بھی ان کی مذہبیت کو ٹھیس لگتی ہے۔ ہندوؤں کی مشہور ریاست جودھپور میں آریہ سماجیوں کی مہربانی سے جو کچھ ہوا ہے وہ قارئین کرام کو معلوم ہو چکا ہے۔ وہاں ہندو بکرے کی قربانی میں بھی مانع ہوئے اور ہندو پبلک اور ریاست کی طرف سے مسلمانوں کو اس قربانی سے باز رکھنے کے لئے طرح طرح کے ناگفتہ بہ مظالم کئے گئے۔ جن کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

ہم حیران ہیں کہ ہندوؤں کی اس شرمناک جہالت کا سلسلہ کہاں جا کر ختم ہوگا۔ گائے کو مقدس بنا چکے ہیں اب بکری کو بھی یہ شرف دلانا چاہتے ہیں۔ چند ماہ ہوئے دہلی میں ایک مرغی کے سر باز ارذبح ہونے پر وہ آمادہ فساد ہو گئے۔ چند سال ہوئے ہوشیارپور میں ایک فاختہ کے بدلے انہوں نے ایک غریب الوطن پٹھان کو قتل کر دیا تھا۔ تعجب ہے یہ جہالت کے پجاری ان حقیر اور ذلیل جانوروں کے بدلے انسانوں کو کیوں خاک و خون میں تڑپاتے ہیں۔ ان کے اس طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے جانوروں سے بھی حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہندوؤں کے اس بیہودہ اور خلاف عقل اصول پر دنیا کا کوئی صاحب عقل لعنت بھیجے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی کہ ہندو مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ مسلمانوں کو ان تمام باتوں کا ذرا گہری نظر سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔

بائبل اور مشرکانہ مذاہب

خواجہ کمال الدین صاحب نے "ینابیع المسیحیت" لکھکر مسیحی کلیسا کی عمارت کو جو صدمہ پہنچایا ہے وہ اس قدر زبردست ہے کہ مسیحی حضرات مدت العمر تک بھی اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں تو کامیاب نہیں ہو سکتے۔ "معاصر نور افشاں" نے چار پانچ سال کی خاموشی کے بعد پادری برکت اللہ ایم اے کی طرف سے اس کا جواب شایع کرنا شروع کیا ہے۔ جس کا پہلا نمبر اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ اس مضمون میں پادری صاحب نے خواجہ صاحب کے اس دعوی کو نقل کر کے کہ اناجیل کا زمانہ تصنیف جناب مسیح کے بہت بعد کا زمانہ ہے جبکہ اس وقت کے معلمان مسیحیت اپنے مذہب کو ہر دلعزیز بنانے کے لئے شماسی روایات اور پیگن ازم کی دوسری روایات کو اپنے مذہب میں داخل کر رہے تھے۔ اس کی تردید کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ محققین نے اناجیل کا زمانہ تصنیف ۶۰ء اور ۷۰ء کے درمیان قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے بھی پہلے۔

ہمیں اس کے تسلیم کرنے سے انکار نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ آیا یہی وہ زمانہ نہیں جب پطرس اور دوسرے بزرگان کلیسا مسیحیت کا پیغام لیکر روما تک پہنچ چکے تھے؟ اور وہاں انہیں پیگن ازم کے خیالات سے دوچار ہونا پڑا تھا؟ انسائیکلوپیڈیا آف رلیجنس اینڈ ایتھکس میں واٹسن نے صاف طور پر اس کا اعتراف کیا ہے کہ

"اس بارہ میں اتفاق آراء پایا جاتا ہے کہ مرقس کی انجیل اس وقت لکھی گئی جب مرقس پطرس کے ساتھ روما میں رہتا تھا"

صاف ظاہر ہے کہ جو چیز روما میں بیٹھکر لکھی گئی ہو۔ پیگن ازم کا گھر تھا۔ یہاں تک کہ قسطنطین کے وقت تک اس کا مذہب پیگن ازم تھا۔ اس کے متعلق یہ بعید از قیاس بات نہیں کہ اس مذہب کی باتیں اور رسوم و رواج اس میں لے لی گئی ہوں۔ کیونکہ مسیحیت کو عام رومیوں میں ہردلعزیز بنانے کے لئے پطرس اور دوسرے کلیسائیوں کے سامنے اور کوئی راہ نہ تھی۔

یہ صرف قیاس ہی نہیں بلکہ سینٹ ٹرٹولین اور جسٹن مارٹر جیسے بزرگان کلیسا نے اس کا صاف اعتراف کیا ہے۔ کہ مسیحیت کی تمام رسوم متھرا مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ اور شیطان نے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے ان کی ہوبہو نقل اتار دی ہے۔ حالانکہ متھرا مذہب مسیحیت سے بہت پہلے کا تھا۔ امید ہے معاصر "نور افشاں" پادری برکت اللہ صاحب کو ان واقعات و حقایق کی طرف بھی توجہ دلائیگا۔

اسلام کا احسان عظیم

اسلام فی الواقعہ دنیا کے لئے امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ اس کے اصول اور معتقدات کو اگر غور کی نظر سے دیکھا جائے تو اس حقیقت نفس الامری کے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ صرف یہی ایک مذہب ہے جس نے دنیا کو ہلاکت اور تباہی سے باہر نکالنے کا سامان کیا ہے۔

خودکشی ایک ایسی لعنت ہے جس سے بڑھکر نامردی اور کوئی نہیں ہو سکتی اسلام نے اس کو ناجائز قرار دیا۔ اور نہ صرف اسی کو ناجائز ٹھیرایا بلکہ اس کے اسباب و محرکات سے بھی (جن میں شراب نوشی کو بہت بڑا دخل ہے) مسلمانوں کو روکا۔ اس کا آج بھی یہ اثر ہے کہ اقوام عالم میں خودکشیوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور مسلمان اس سے محفوظ ہیں۔ تازہ اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ خودکشی کی تحریک سب سے زیادہ عیسائی فرقہ میں ہے (جن میں میخواری سب سے بڑھکر ہے) اور سب سے کم مسلمانوں اور یہودیوں میں۔ لیکن امریکہ میں یہودی فرقہ میں بھی خودکشی کا تناسب بڑھ رہا ہے۔ کیا یہ واقعات و حقایق دنیا میں اہل بصیرت کے لئے سبق عبرت کا کام نہیں دے سکتے۔ کیا ان کھلے واقعات کی موجودگی میں اسلام کو دنیا کا محسن کہنا صحیح نہیں؟ کاش اسلام کے اس احسان عظیم کو دیکھکر جو اس نے اپنے پیرووں پر کیا ہے۔ دنیا اس کے قدموں کو چوم لے۔ کہ اس میں اس کی سلامتی اور نجات ہے۔

پردہ اور اسلام

جس دن سے ملکہ افغانستان نے یورپ میں جا کر نقاب کو اپنے چہرہ سے اٹھایا ہے۔ پردہ کا مسئلہ مسلمانوں میں عام طور پر زیر بحث آگیا ہے۔ اور اس بات پر . . . . غور کیا جا رہا ہے کہ آیا اسلام نے عورتوں کو کھلے منہ پھرنے کی اجازت دی ہے یا نہیں۔

اس بارہ میں ایک ترکی نمائندہ نے خود ملکہ افغانستان سے بیس منٹ تک گفتگو کی۔ اور اسلامی پردہ کے متعلق چند سوالات ان سے کئے جن کے جواب میں ملکہ موصوفہ نے اسے بتایا کہ:۔

"مذہبی احکام یہ تقاضا کرتے ہیں کہ عورتیں سوائے چہرہ کے اپنے تمام جسم کو ڈھانپ رکھیں۔"

ملکہ موصوفہ نے یہ بھی بتایا کہ موجودہ پردہ خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں ایرانی رواج کے زیر اثر پیدا ہوا تھا۔ اور کہ شریعت نے اس کی خلاف ورزی پر کوئی سزا مقرر نہیں کی۔ اور نہ کسی مسلمان عورت کو چہرہ کھلا رکھنے کی وجہ سے آج تک کوئی سزا ملی۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستانی مسلمان سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کریں اور ملکہ افغانستان کی اس دلیل کا جواب دیں۔ کہ وہ اپنی دیہاتی مستورات کے لئے جنھیں چار و ناچار باہر پھرنا پڑتا ہے۔ کیا سزا تجویز کرتے ہیں۔

شذرات

مکہ مکرمہ سے مولانا ظفر علی خاں نے تار دیا ہے کہ مقام ابراہیم کے سامنے حجاج کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں پرجوش تقاریر کے علاوہ حضور نظام کے لئے دعا کی گئی۔

حضور نظام نے مسلمانوں کی فلاح و بہبودی کے جو عظیم الشان کام سرانجام دیئے ہیں وہ فی الواقعہ ایسے ہیں کہ ان کے لئے بے اختیار دلوں سے دعائیں نکلتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم اس خبر میں اس سے بڑھکر ایک اور چیز کے بھی متمنی تھے۔ جو افسوس کہ نظر نہیں آئی۔ یعنے اسلام کی ترقی اور نصرت کے لئے دعا۔ کعبۃ اللہ کا مقام جہاں سے اسلام کا نور چمکا۔ وہاں دعا کرنے کے لئے اسلام سے بڑھکر اور کون مستحق ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے اس جذبہ اور للہیت کی ضرورت ہے جو انسان کو دنیا و مافیہا سے بلند کر کے اسلام کا حقیقی عاشق بنا دے۔ افسوس کہ یہ عشق اور جذب و تڑپ ہمارے لیڈروں میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ جس کا نقشہ مجدد وقت نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست

جمشید پور سے ہمارے ایک کرمفرما حبیب الرحمن صاحب نے ایک اپیل قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے بھیجی ہے جس میں اخبارات قادیان "الفضل" اور "فاروق" وغیرہ کے معاندانہ رویہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ تجویز کی ہے کہ غلط بیانیوں کے ازالہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ (۱) ایک علیحدہ اخبار جاری کیا جائے جو ماہوار یا مہینہ میں دو بار شایع ہوا کرے۔

(۲) اگر اخبار جاری نہ ہو سکے تو حضرت امیر ایدہ اللہ کی وہ تحریرات جو ضخیم کتابوں یا اخباروں میں شایع ہو چکی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں اور اشتہاروں کی شکل میں دوبارہ شائع کی جائیں۔

(۳) تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایک ضمیمہ مہینہ میں دو بار "پیغام صلح" میں شایع ہوا کرے۔ جس میں صرف قادیانی الزامات اور اعتراضات کا رد ہو۔

ہم اپنے مکرم دوست کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ نہ تو "پیغام صلح" کے موجودہ حجم کو اس وقت تک بڑھایا جا سکتا یا کوئی ضمیمہ اس میں لگایا جا سکتا ہے۔ جب تک اس کی اشاعت میں کافی ترقی نہ ہو اور نہ علیحدہ رسالہ یا ٹریکٹوں وغیرہ کی صورت چنداں موزوں ہے۔ اس خدمت کو "پیغام صلح" اپنی موجودہ گنجائش کے اندر ہی انشاء اللہ انجام دینے کی کوشش کریگا۔ قارئین کرام اگر موجودہ صفحات کی کمی اور عدم گنجائش کو محسوس کرتے ہوئے کم از کم دو دو نئے خریدار ہم پہنچائیں جو پیشگی قیمت دینے والے ہوں اور موجودہ معاونین تمام بقایے وغیرہ صاف کر دیں تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اخبار کے حجم میں معتد بہ اضافہ کر دیا جائے گا۔

"الفضل" کا خاتم النبیین نمبر شایع ہو گیا۔ ہمیں امید تھی کہ اس نمبر میں ختم نبوت کے مسئلہ پر نہایت وضاحت سے روشنی ڈالی جائے گی۔ کیونکہ جس نمبر کو "خاتم النبیین" کے نام سے موسوم کیا گیا ہو۔ اس کا اولین فرض یہ ہونا چاہیے کہ ختم نبوت کی حقیقت کو واضح کرے۔ اس کا حقیقی مفہوم لوگوں کو سمجھائے اور بتائے کہ آنحضرت صلعم کن معنوں میں خاتم النبیین ہیں۔

ہمیں امید تھی کہ "الفضل" اس بارہ میں اپنے مخصوص عقائد کو خوب زور شور سے پیش کرے گا۔ اور بتائے گا کہ آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنے نہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا" (مسیح موعودؑ) بلکہ آپ کی مہر سے اب نبی بنا کریں گے۔ اور ایک نہیں دو نہیں ہزاروں نبی اس امت میں آئیں گے۔ کہ اس میں بقول میاں صاحب آنحضرت صلعم کی بڑائی اور کمال ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ ۲۷ صفحات کا نمبر "خاتم النبیین" کے نام سے شایع کرنے کے باوجود ایک صفحہ، ایک کالم، ایک سطر بلکہ ایک حرف تک اس میں ایسا نہیں لکھا جس میں آنحضرت صلعم کی اس "بڑائی" کی طرف اشارہ تک بھی ہو۔ کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ "الفضل" ان معتقدات مخصوصہ سے تائب ہو چکا ہے؟ یا جیسا کہ عام خیال ہے جو ہر دلعزیزی قادیانی جماعت کو غیر احمدیوں میں حاصل کرنی مقصود ہے۔ وہ ایسے معتقدات کے اظہار کی اجازت نہیں دیتی۔ امید ہے "الفضل" اس پر روشنی ڈالے گا۔ اور یہ بھی بتا دے گا کہ موخر الذکر خیال کی صورت میں قرآنی اصطلاح میں اس کا کیا نام رکھا جا سکتا ہے۔

مذاکرہ علمیہ

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تسبیح

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

میاں محمود احمد صاحب کی نئی تفسیر!

سوال - جناب میاں محمود احمد صاحب نے سورۂ مزمل کی آیت ان لک فی النھار سبحا طویلا کی تفسیر مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے جو الفضل ۱۵ مئی ۱۹۲۸ء میں شائع ہوئی ہے۔

" ان لک فی النھار سبحا طویلا - دن کے وقت تجھے بہت شغل اور بہت کام ہوتے ہیں - ان کی وجہ سے وہ اطمینان نصیب نہیں ہوتا جو رات کی گھڑیوں میں حاصل ہوتا ہے - سبح کے معنے تیرنے کے ہوتے ہیں - مگر جب کوئی انسان حصول معاش میں لگتا ہے تو اس کے لئے بھی یہ لفظ استعمال کرتے ہیں (۲) کسی کام سے فارغ ہو جانے کے معنی میں بھی آتا ہے (۳) منتشر ہو جانے کے معنے بھی دیتا ہے - مثلاً کہتے ہیں سبح القوم قوم منتشر ہو گئی - تو فرمایا: - ان لک فی النھار سبحا طویلا کہ دن کو تو متفرق کاموں میں لگا رہتا ہے - جو خدا کی خالص عبادت کے نہیں ہوتے - اس لئے خدا تعالیٰ سے پورا فیض حاصل نہیں ہو سکتا - اس لئے تمہیں چاہیے کہ رات کے وقت خدا کے حضور جاؤ اور وہاں سے فیض حاصل کرو - اور پھر لوگوں تک اسے پہنچاؤ - کیونکہ رات کا وقت اثر حاصل کرنے کا خاص وقت ہے - گویا رات کو فیضان الٰہی جذب کرنا چاہیئے اور دن کے وقت اسے لوگوں تک پہنچانا چاہیئے "

مذکورہ بالا تفسیر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم دن کو فکر معاش اور دیگر شغل میں منہمک رہتے تھے اور رات کو سو رہتے تھے غالباً تھک جاتے ہوں گے - جس کے لئے اللہ تعالےٰ کو ہدایت دینے کی ضرورت پڑی کہ آپ دن کو تو اپنے متفرق کاموں میں جو خدا کی خالص عبادت کے نہیں ہوتے منہمک رہتے ہیں - تو کم سے کم رات کو تو جاگا کرو - اور خدا کی خالص عبادت سے کچھ فائدہ اٹھانے کی کوشش کیا کرو۔

کیا یہ تفسیر صحیح ہے ؟ اور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچ مچ دن کو فکر معاش اور اپنے متفرق کاموں میں پریشان رہتے تھے - جو خالص خدا کی عبادت کے نہیں ہوتے تھے - اور رات سو کر گزار دیتے تھے - جس کے لئے جناب الٰہی نے اس طرح تنبیہ کی ؟

آنحضرت صلعم کی زندگی عبادت تھی

جواب - افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ تفسیر درست نہیں اور یہ افسوس تعجب سے مبدل ہو جاتا ہے جب یہ تفسیر میاں محمود احمد صاحب کی زبان سے نکلتی ہوئی پاتا ہوں - جنہیں تفسیر نویسی کا اتنا بڑا دعویٰ ہے کہ لوگوں کو بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے چیلنج دیا کرتے ہیں - کجا آنحضرت صلعم کی دن رات کی خدا تعالیٰ کی عبادت اور تسبیح - اس کے نام کی تقدیس اور تعظیم اور اشاعت اور کجا یہ امر کہ آپ دن کو اپنے متفرق کاموں میں لگے رہتے تھے اور غالباً رات کو سو جایا کرتے تھے جس وجہ سے خدا کو ضرورت پڑی کہ رات کو عبادت کرنے کے لئے تاکید کرے - اس تفسیر سے تو یہ پتہ لگتا ہے کہ معترض آنحضرت صلعم کی زندگی کی شان کو سمجھا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں آپ کے متعلق خود گواہی دیتا ہے کہ **قل ان صلواتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین** - کہہ دے بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے - جو رب العالمین ہے - گویا خود اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ آپ کی کل زندگی اور مرنا تک اللہ کے لئے ہے - پھر یہ کہنا کہ دن کو آپ متفرق کاموں میں لگے رہتے تھے - جو خدا کی خالص عبادت کے نہ ہوتے تھے - کہاں تک درست ہو سکتا ہے ؟ آپ کی تو کل زندگی ہی عبادت تھی وہ زندگی جو خدا کے لئے وقف ہو اور سوائے خدا کی بڑائی اور تسبیح کے اور کوئی مقصد نہ ہو اس سے بڑھ کر خالص عبادت کی اور کیا شکل متصور ہو سکتی ہے - آپ کی تسبیح کی حقیقت سمجھنی ہو تو سورۂ انبیا کو پڑھو جہاں اللہ تعالیٰ منہاج نبوت کے طور پر نبیوں کی تسبیح کے متعلق صاف طور پر فرماتا ہے - **یسبحون اللیل والنھار لا یفترون** - وہ رات اور دن تسبیح کرتے ہیں اور سستی نہیں کرتے پس جب کل نبیوں کے لئے یہ قاعدہ کلیہ بیان فرمایا کہ وہ رات اور دن خدا کی عبادت میں لگے رہتے ہیں اور کبھی سستی نہیں کرتے - تو آنحضرت صلعم کس طرح اس سے مستثنےٰ ہو سکتے ہیں - بلکہ جس قدر تسبیح اللہ تعالیٰ کی آپ نے کی کسی نبی نے نہیں کی۔

تسبیح کیا چیز ہے

تسبیح کے معنے ہیں خدا تعالیٰ کو ہر ایک نقص اور عیب سے پاک سمجھنا اور بیان کرنا - کیا اللہ تعالیٰ کی صفات اور معرفت کا وہ صحیح علم جس کے ذریعہ خدا کی ذات اور صفات کو ہر ایک نقص اور عیب سے مبرا ثابت کیا گیا اور جو آنحضرت صلعم کی وساطت سے دنیا کو ملا ہے - اس کی کوئی اور نظیر پیش کی جا سکتی ہے - ہرگز نہیں - سبحان اللہ وبحمدہ اور سبحان اللہ العظیم یا اور ہم قسم کلمات نہ صرف آپ کی زبان ہی پر ہر وقت جاری رہتے تھے - بلکہ خدا کی توحید اور معرفت کا سبق جو صحیح معنوں میں خدا کی تسبیح تھی اپنے قول اور فعل سے ہر وقت آپ نوع انسان کو دیا کرتے تھے یہی حقیقی تسبیح تھی اور عبادت اور زبانی تسبیح کا بھی مقصود یہی ہوتا ہے کہ انسان دنیا میں خدا کی مرضی کے مطابق رہنا اور عمل کرنا سیکھے - یہی وہ اصلی عبادت ہے جو قولی اور بدنی عبادت کا ماحصل ہے - جو عبادت کرتا ہے اور عمل نہیں کرتا - اس کی عبادت بے معنے ہے - عبادت تو تقویٰ کے حصول کے لئے ہے - عبادت سے جو تعلق جناب الٰہی سے پیدا ہوتا ہے اس کا پتہ انسان کے عمل سے لگتا ہے۔

آنحضرت کا دن رات کا شغل

پس کیا دن اور رات آپ کا انہماک اور شغل یہی نہ تھا کہ خدا کے نام کی عزت اور تقدیس زمین سے آسمان تک ہو - اور اس کی صحیح معرفت اور توحید اور اس کی رضا کی راہوں کا علم دنیا کے گوشوں تک پہنچ جائے اور ان تمام ہدایات اور اصول اور علوم و معرفت کی آپ نے اپنے نمونہ سے عملی تفسیر کر کے نہیں دکھائی - کیا اس کے سوا آنحضرت صلعم کا کوئی اور شغل بھی تھا - اسی امر کی خاطر طرح طرح کے دکھ اٹھائے - قربانیاں کیں راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا کے سامنے عبادت اور زاری اور تڑپ تڑپ کر دعائیں کیں - راتوں کی نیند کو اپنے اوپر حرام کر لیا - محبت الٰہی اور شفقت علےٰ خلق اللہ کے جذبہ نے اس حد تک آپ کے قلب پر استیلا کیا - کہ آپ کو ایک لمحہ کے لئے قرار نہ تھا - سوائے اس کے کہ اپنے محبوب حقیقی کے حضور حاضر ہو کر مخلوق الٰہی کے لئے دعا کرتے رہیں - اور اس کی رضا کی راہوں کو تلاش کرتے رہیں - راتوں کی تنہائی میں اسی کے سامنے سر بسجود رہتے دن کی بھیڑ بھاڑ میں اسی کے نام کی اشاعت کرتے یہاں تک کہ اس کا اثر آپ کی صحت پر برا پڑنے لگا - اور رات رات بھر عبادت الٰہی میں کھڑے رہنے سے آپ کے پاؤں سوج سوج جانے لگے۔

رات کا بوجھ کم کرنے کی ہدایت

آخر آپ کا یہ عشق اور وفور شوق بے اثر نہ رہا - جناب الٰہی کی محبت نے جوش مارا اور اپنے عاشق صادق کو اس طرح بے چین اور بے تاب دیکھ کر کمال رحمت اور مہربانی سے فرمایا: **یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا - انا سنلقی علیک قولا ثقیلا - ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطأ واقوم قیلا - وان لک فی النھار سبحا طویلا -** کہ اے محبت الٰہی اور شفقت علی خلق اللہ کی چادر میں لپٹ جانے والے رات کو کم کھڑا ہوا کر - نصف یا اس کا کچھ کم و بیش - اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ - بے شک ہم عنقریب تیرے اوپر بہت بوجھ ڈالنے والے ہیں - بے شک رات کا جاگنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور کلام میں اثر پیدا ہوتا ہے - اور دعا بھی خوب خالص نکلتی ہے - اور بے شک تیرے لئے دن کو بھی بہت لمبی تسبیح کا کام ہے"

اوپر کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خدا جانے رات کا کل حصہ یا کم سے کم بہت بڑا حصہ عبادت الٰہی میں گزارتے تھے جسے کم کر کے جناب الٰہی نے نصف یا اس سے کچھ کم و بیش رکھا۔

خدا نے اپنے بندے کے آرام کو چاہا

محبت اور عبادت الٰہی کے لئے اس قدر تکلیف اور محنت کا بوجھ آپ نے اپنے سر پر اٹھا لیا تھا کہ آخر خود جناب الٰہی نے اسے کم کرنے کی سفارش کی اور فرمایا کہ ابھی تو دن بدن رسالت الٰہی کا بوجھ بڑھنا ہے اور بڑے بڑے مصائب اور ذمہ واریوں کے کام رستے میں ہیں اگرچہ رات کا اٹھنا نفس کے تزکیہ کے لئے اور کلام میں اثر پیدا کر لینے کے لئے ضروری ہے اور وہ وقت بھی حضوری قلب اور قبولیت دعا کا ہے - مگر تیرا تو تمام دن خدا کی تسبیح ہی میں گزرتا ہے - پس ایسی صورت میں رات کو اس قدر محنت شاقہ کی ضرورت نہیں - جس شخص کا تمام دن خدا کی تسبیح ہی میں گزرتا ہو اور خدا [illegible] کرنے کے سوا اور کوئی مشغلہ نہ ہو اور اس کام کی ذمہ داری اور بوجھ دن بدن بڑھ رہا ہو اس کے لئے پھر تمام رات بھی اسی مشغلہ اور تسبیح میں گزارنا تکلیف مالا یطاق تھا اور اندیشہ تھا کہ صحت جسمانی جواب دے جائے - پس جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے لڑکے کو ذبح کرتے وقت وحی الٰہی نے درمیان میں آ کر چھری پھیرنے سے روک دیا تھا - اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم کو اپنی جان پر اس طرح چھری پھیرتے ہوئے دیکھ کر محبت الٰہی نے درمیان میں آ کر روک دیا کہ اس قدر تکلیف نہ اٹھاؤ کہ تم اپنی صحت ہی کو جواب دے بیٹھو جب تمام دن تمہارا خدا کے ذکر ہی میں گزرتا ہے - تو رات کو نصف رات کی عبادت کافی ہے - آخر بندہ کی محبت نے خدا کی محبت کو کھینچا اور خود خدا نے اپنے بندہ کے آرام کو چاہا - کیونکہ وہ بندہ اپنے محبوب کے لئے ہر قسم کے آرام کو حرام کر چکا تھا۔

میاں صاحب کی تفسیر

پس ان لک فی النھار سبحا طویلا ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو دن میں بھی خدا کی ہی تسبیح اور ذکر میں انہماک تھا - نہ کہ اپنے معاش کی فکر اور متفرق مشاغل میں آپ رہا کرتے تھے - نہ معلوم میاں محمود احمد صاحب نے تسبیح کے سیدھے معنے چھوڑ کر دور کی کوڑی ڈھونڈ کر لانے میں کیا مصلحت دیکھی کہ سبحا کے معنے انتشار کرنے لگے - شاید تفسیر میں کوئی جدت مدنظر ہو مگر نہ سوچا کہ یہ قرآن کریم کی دوسری آیات کے سراسر خلاف ہے اور آنحضرت صلعم کے مزیل شان ہے - یہ ماننا کہ آنحضرت صلعم کو دن کو اپنے دیگر مشاغل میں انہماک کی وجہ سے انتشار رہتا تھا اور توجہ الی اللہ نہیں رہتی تھی اور انتشار بھی ایسا جسے خدا نے سبحا طویلا فرمایا یعنی بہت لمبا انتشار خدا جانے شاید سارا سارا دن توجہ الی اللہ نہ ہوتی ہو گی جسے خدا نے طویل کے لفظ سے ظاہر کیا - تو پھر فرمایئے آنحضرت صلعم کی حیثیت کیا باقی رہ جاتی ہے - اور جب ان کا یہ حال ہو تو پھر ان کے امتیوں کو تو اگر بالکل خدا کی طرف کسی وقت بھی توجہ نہ ہو تو کم ہے - خود قرآن نے نبیوں کی تسبیح کا ذکر صاف الفاظ میں کر دیا ہے - مگر صاف اور سیدھے معنے استعمال کر لینا شاید جناب میاں صاحب کے نزدیک عامیوں کا کام ہو - خواص کی یہی شان ہو جو تفسیر سے ظاہر ہوئی۔

توجہ الی اللہ کیونکر پیدا ہوتی ہے ؟

حضرت مسیح موعود سے ایک بار کسی شخص نے عرض کیا کہ کوئی ایسی ترکیب بتایئے جس سے توجہ الی اللہ پیدا ہو - ہنس کر فرمانے لگے "ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ غیبوبت کس طرح ہوتی ہے" یعنی ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ خدا نظروں سے اوجھل ہو جائے - گویا جو لوگ احسان کا درجہ حاصل کر چکے ہوتے ہیں ان کی نگاہوں سے تو خدا کسی وقت بھی اوجھل نہیں ہوتا - اٹھتے بیٹھتے - چلتے پھرتے - سوتے جاگتے - خلوت میں جلوت میں ان کی توجہ خدا سے کسی وقت بھی نہیں ہٹتی - گویا عبادت سے ان کا کوئی لمحہ خالی نہیں ہوتا - وہ صحیح معنوں میں **ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** کا مصداق ہوتے ہیں - جب غلاموں کا یہ حال ہو تو ان کے آقا کی نسبت یہ کہنا کہ تمام تمام دن نعوذ باللہ انتشار میں مبتلا رہتے تھے - کس قدر رسول کریم صلعم کے صحیح مقام کی عدم معرفت پر دلالت کرتا ہے - ہمارا اپنی زندگی پر ان کی زندگی کو قیاس کر لینا خطرناک غلطی ہے - مولانا روم کیا خوب فرما گئے ہیں

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

(بقیہ صفحہ اول کالم ۳)

کے آنے کا ذکر ہے - یہ پیشگوئی صرف آپ کے لئے تھی - اس لئے آپ ہی اس نام کے لئے مخصوص ہوئے۔

(۲) شرعی نبی وہ ہے جس کی وحی میں امر و نہی ہو - اور میری وحی میں امر و نہی موجود ہے تو اگر اس کو ظاہر پر حمل کیا جائے تو قادیانیوں کے خلاف حجت ہے وہ کس منہ سے کہتے ہیں کہ حضرت صاحب صاحب شریعت نبی نہیں - ہم پر اس لئے نہیں کہ ہم ان کو مجاز کے رنگ میں مانتے ہیں - مجاز اور بروز کے طور پر حضرت صاحب نے اپنے آپ کو "ایک غلطی کا ازالہ" میں خاتم الانبیا بھی کہا ہے - آپ نے بار بار اس بات کی تصریح کی ہے - کہ بروز یا ظل یا مجاز کے طور پر ایک نام پانے سے وہی نہیں ہو جاتا - چنانچہ اسی اربعین میں یا اس کے کسی دوسرے نمبر میں جس میں یہ لفظ ہیں صاف طور پر یہ فرمایا ہے کہ آپ کو مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی کہا گیا ہے - خط میں زیادہ تفصیل سے لکھنا مشکل ہے - آپ النبوۃ فی الاسلام کو ایک دفعہ شروع سے لے کر آخر تک پڑھ جائیں - تو یہ مسئلہ نہایت واضح ہو جائے گا۔

تصحیح گزشتہ سے پیوستہ اشاعت میں مدد طبی مسلم ہائی سکول کے نتیجہ امتحان میں چھپا تھا کہ ۱۴ میں سے ۱۰ طلبا پاس ہوئے حالانکہ کل ۱۴ طلبا شریک ہوئے جن میں سے ۱۰ پاس ہوئے۔

بہاءاللہ کا ادعاء الوہیت

اس کی اپنی تصنیفات سے

اہل بہا کا اقرار کہ ہم بہاءاللہ کو خدا مانتے ہیں

(حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی کے قلم سے)

میں گزشتہ نمبروں میں ایک اور ایک دو کی طرح واضح کر چکا ہوں کہ مرزا حسین علی (بہاءاللہ) کو نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں تھا۔ بلکہ ربوبیت عظمیٰ و الوہیت کبریٰ کا دعویٰ تھا۔ بعض بہائی مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے کہتے ہیں کہ اصطلاح کا فرق ہے۔ ورنہ وہ موعود اسلام ہیں۔ لیکن میں ناظرین کو پھر انہی حوالوں کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ خصوصاً کتاب الفرائد صفحہ ۲۰۶

"ادعائے ایشاں ادعائے نبوۃ باشد محض وہم و گمان خود جناب شیخ است"

اور صفحہ ۲۰۲ پر ہے۔ "مقام او مقام نیابت و خلافت و امامت نیست بل ظہور کلی الٰہی است" کہ بہاءاللہ کا مقام یا دعویٰ نبوت۔ خلافت و امامت کا نہیں بلکہ صرف یہ دعویٰ ہے کہ وہ پورے طور پر خدا اور خدا کا ظہور ہے"

اور یہ بات ہے بھی صحیح کہ جسکو الٰہ اور رب العالمین ہونے کا دعوےٰ ہو وہ نبی و رسول کیونکر کہلا سکتا ہے۔ اس لئے ہم بہاءاللہ کے دعوے کو منہاج رسالت پر نہیں پرکھ سکتے۔ اور نہ چالیس سال تک اس کا زندہ رہنا اس کے صادق ہونے کی دلیل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ انہ الناس ہونے کا ادعا کرے اس کی سزا تو جہنم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یقل منھم انی الٰہ من دونہ فذالک نجزیہ جھنم (انبیاء رکوع ۲) کہ انسان ہر گز جو یہ کہے کہ میں خدا اور معبود ہوں تو اس کی سزا جہنم ہے"۔

بہاءاللہ کا دعویٰ الوہیت

چنانچہ بہاءاللہ کہتا ہے۔ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا المھیمن القیوم طرازات طراز ششم صفحہ ۱۳ مطبوعہ آگرہ۔

پھر کہتا ہے انی ان اللہ لا الٰہ الا رب کل شئ۔ کہ میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں ہر چیز کا رب ہوں۔ دیکھو تجلیات تجلی چہارم صفحہ ۸

آپ ان حوالوں کا سیاق و سباق۔ آگے پیچھے سب عبارت دیکھ لیں قطعاً یہ اس خداوند زمین و زمان کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ بہاءاللہ اپنے آپ ہی کو معبود و الٰہ قرار دے رہا ہے۔ اور میرا چیلنج ہے ہر بہائی کو کہ وہ ان کے کوئی اور معنے کر کے دکھائے۔

اچھا اگر بفرض محال ان حوالوں کی کوئی تاویل بھی کر لی جائے تو کتاب مبین کے اس حوالے کے کیا معنے ہوں گے کہ لا الٰہ الا انا المسجون الفرید۔ کہ کوئی معبود نہیں مگر میں جو جیل خانہ میں قید ہوں۔ اب یا تو یہ مانو کہ اللہ تعالیٰ بھی جیل خانوں میں قید ہو جایا کرتا ہے۔ کہ حسین علی (بہاءاللہ) ہی اللہ اور معبود ہے اور وہی جیل میں تھا۔

اہل بہا کا اقرار

پھر متبوع (بہاءاللہ) نے جو کچھ پڑھایا وہی تابعین (اہل بہا) نے سمجھا اور مانا۔ چنانچہ بہاءاللہ کا ایک اخص حواری صاف اقرار کرتا ہے کہ ہم بہاءاللہ کو خدا اور معبود مانتے ہیں۔ جیسا کہ وہ لکھتا ہے۔ "با لوہیت حی لا یزال بے مثال جمال قدم مذعن و مطمئن گشتیم" کہ ہم بہائی لوگ جمال قدم بہاءاللہ کی خدائی پر جو ہمیشہ زندہ اور بے مثال اور لا زوال ہے۔ یقین رکھتے ہیں اور بہاءاللہ کے خدا ہونے پر مطمئن ہیں۔ دیکھو مرزا حیدر علی اصفہانی بہائی مبلغ کی کتاب بہجۃ الصدور صفحہ ۳۲۳

بہاءاللہ سے دعائیں

بہاءاللہ نے چونکہ خدائی کا دعویٰ کیا۔ اس لئے بہائی لوگ نمازیں بہاءاللہ کی قبر کی طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں۔ اور اسی کو اپنی دعاؤں کا قبول کرنے والا سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ درس الدیانت میں لکھا ہے۔

"در قلب باید متوجہ بجمال قدم و اسم اعظم باشیم زیرا کہ مناجات و راز و نیاز ما با اوست و شنوندہ جز اونیست و اجابت کنندہ غیر او نہ۔" صفحہ ۲۱ مطبوعہ عشق آباد۔

یعنی دعا مانگتے وقت ہمارا دل بہاءاللہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ہماری دعائیں اور ہمارے سارے راز و نیاز اسی سے ہیں۔ اس کے سوا ہماری دعاؤں کو سننے والا اور قبول کرنے والا اور کوئی نہیں۔

دیوان نوش صفحہ ۲۲۶ پر ہے۔ اے معبد و معبود جہاں روضۂ ابہیٰ.....

اسی طرح ان بہائیوں کا سلام ہے اللہ اکبر۔ اللہ اعظم۔ اللہ ابہیٰ۔ اللہ اجمل۔ ان چار سلاموں کے متعلق عبدالبہا۔ بہاءاللہ کا بیٹا اور جانشین لکھتا ہے "این چہار تحیت از حضرت اعلیٰ روحی لہ الفداء است و مقصود از چہار جمال قدم روحی لاحبائہ الفداء است نہ دون حضرتش۔ کہ ان چاروں کلموں سے مراد جمال قدم بہاءاللہ ہے

معلومات

جنوب مشرقی یورپ کے مسلمان

یورپ کے جنوب مشرق میں جو ممالک ہیں ان میں مسلمانوں کی تعداد کا نقشہ درج ذیل ہے:-

ملک	کل آبادی	مسلمان
رومانیہ	۱۷۱۵۳۹۳۲	۲۵۰۰۰۰
بلغاریہ	۵۴۸۳۱۲۵	۶۹۰۷۳۴
یورپی ترکی	۱۳۷۰۱۰۰	۷۷۰۱۰۰
البانیہ	۸۱۷۴۶۰	۵۶۰۳۴۸
یونان و قبرص	۷۰۰۰۰۰۰	۲۳۱۴۲۲
یوگوسلاویہ	۱۲۰۱۷۳۲۳	۱۳۳۷۰۸۷

گویا کل آبادی چار کروڑ تئیس لاکھ اکتالیس ہزار نو سو چالیس ہے اور اس میں اڑتیس لاکھ پچاس ہزار دو سو اکانوے مسلمان ہیں۔

دنیا کے عظیم الشان کتب خانے

دنیا کے بعض بڑے بڑے کتب خانے حسب ذیل ہیں:-

کتب خانہ	تعداد کتب
آکسفورڈ یونیورسٹی	آٹھ لاکھ
کیمبرج یونیورسٹی	سات لاکھ
لندن یونیورسٹی	ایک لاکھ پچانوے ہزار
لورپول یونیورسٹی	اسی ہزار
برمنگھم یونیورسٹی	بہتر ہزار
شکاگو یونیورسٹی (امریکہ)	۴ لاکھ پچانوے ہزار
کیاٹو یونیورسٹی (جاپان)	ایک لاکھ
کلکتہ یونیورسٹی	چالیس ہزار
پنجاب یونیورسٹی	تیس ہزار

بہروں کے لئے الارم ٹائمپیس

یورپ (جرمنی) کے ایک موجد نے ایک ٹائمپیس بنایا ہے جسے بہرے آدمی الارم ٹائمپیس کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ عام الارم ٹائمپیس میں مقررہ وقت پر گھنٹی بجنے لگتی ہے لیکن بہرے لوگ گھنٹی کی آواز نہیں سن سکتے اس لئے نئے الارم ٹائمپیس میں سے مقررہ وقت۔ پر ربڑ کا ایک گینڈ نکل کر سونیوالوں کے سر پر جا سکے گا۔ اور اسے بیدار کر سکے گا۔

دنیا کا نادر زبان داں

دنیا کے اکثر آدمی صرف مادری زبان جانتے ہیں پڑھے لکھے آدمیوں میں سے دو دو تین تین جاننے پر فخر کیا کرتے ہیں لیکن ہندوستان کی سول سروس کا ایک شخص سر جارج گریرسن (۱۷۹) زبانیں اچھی طرح جانتا ہے۔ اور (۵۴۴) بولیاں بول سکتا ہے۔

ریڈیم کی قیمت کا اندازہ تقریباً ساڑھے تین لاکھ پونڈ فی اونس کیا گیا ہے۔

ہندوستان میں سینکڑوں زبانیں بولی جاتی ہیں کم و بیش تیس زبانیں ایسی ہیں جو بڑے بڑے طبقات میں بولی جاتی ہیں۔ ہندوستانی یعنی اردو کو تمام زبانوں پر فوقیت حاصل ہے۔

انگلستان کے خطابات میں غالباً سب سے بڑا خطاب سب سے بڑا خطاب، نائٹ آف دی گارٹر کا ہے۔ جس شخص کو یہ اعزاز دیا جاتا ہے اس کے لئے لازمی ہو جاتا ہے کہ اس اعزاز کا کوئی نہ کوئی نشان ہر وقت اپنے بدن پر رکھے۔

برطانیہ کا سب سے اونچا پہاڑ بن نیوس ہے حال ہی میں اس کے اندر ۱۵ میل لمبی ایک سرنگ نکالی گئی ہے یہ غالباً دنیا کی سب سے بڑی سرنگ ہے۔

یورپی آدمیوں میں دستور ہے کہ ہر شخص اپنے کھیت کے گرد جنگلا لگا لیتا ہے۔ آسٹریلیا میں ایک شخص نے اپنے کھیت کے گرد تار کا جنگلا لگا رکھا ہے جو (۱۲۳۶) میل لمبا ہے۔ یہ دنیا کا سب سے زیادہ طویل جنگلا خیال کیا جاتا ہے۔

لاسلکی کا سگنل [illegible] رسنیار دفیل ٹاور سے

ہندوستان

—— خواجہ حسن نظامی اور ناظم جمعیۃ العلما ہند نے مہاراجہ جودھپور کو تار دیے ہیں کہ عید کے موقعہ پر ہندوؤں نے جو فساد کیا تھا۔ اس کی آزادانہ تحقیق کی جائے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ جمعیۃ العلما نے ایک نمائندہ بھی تحقیقات کی غرض سے روانہ کیا ہے۔

—— ۱۲ رجون کو ہندوستان میں جگہ جگہ یوم باردولی منایا گیا۔

—— کراچی ۱۱ رجون۔ ماہ رواں کے آخر میں کراچی میں سندھ مسلم کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوگا۔ جس میں قانون انتقال آراضی علیحدگی سندھ اور حلقہ ہائے انتخاب اور اصلاحات وغیرہ کے مسائل پر غور و خوض کیا جائے گا۔

—— لکھنؤ ۱۱ رجون۔ مسٹر اشرف علی خاں سٹیشن ماسٹر سیتا پور نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے کہ اس کے استعمال سے گاڑیوں کا تصادم نہیں ہو سکتا آلہ کے ذریعہ خود بخود ریلوے ملازمین اور مسافروں کو معلوم ہو جائیگا کہ ایک ہی لائن پر دو طرف سے گاڑیاں آ رہی ہیں اور تصادم سے قبل دونوں گاڑیاں رک جائیں گی۔

—— انجمن شہزادگان ہند کا آئندہ اجلاس فروری ۱۹۲۹ء میں ہوگا۔

—— ایک ہندوستانی منجم نے پیش گوئی کی ہے کہ امسال حکومت برطانیہ کے دیگر ممالک کے ساتھ تعلقات کشیدہ ہو جائیں گے۔

—— میر صاحب خیرپور اور وزیر مال کے مابین کچھ کشیدگی واقع ہو گئی ہے۔

—— مہاراجہ پٹیالہ ولایت گئے ہوئے ہیں ان کی غیر حاضری میں کابینہ وزارت کے صدر نواب لیاقت حیات خاں ہونگے۔

—— کانپور میونسپلٹی نے ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ میونسپلٹی کی ضروریات کے لئے صرف سودیشی اشیا خریدی جائیں۔

—— کلکتہ میں ایک چودہ سالہ لڑکے نے اپنی بہن کی موت پر خودکشی کر لی

—— گورنمنٹ پنجاب نے میانوالی۔ جھنگ۔ گوڑگانوہ۔ ڈیرہ غازی خاں۔ کانگڑہ۔ شملہ۔ انبالہ۔ مظفرگڑھ اور حصار کے اضلاع کو تلوار کے لائسنس سے بالکل مستثنےٰ کر دیا ہے۔ اور باقی اضلاع کے لئے بھی بہت نرم شرائط رکھی ہیں۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر اور دیگر بزرگان سلسلہ بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

—— مولوی محمد عصمت اللہ صاحب معہ پنڈت محمد یوسف صاحب آجکل سرینگر پہنچے ہوئے ہیں۔ ان کا پونچھ کا دورہ خدا کے فضل سے کامیاب رہا وہاں کئی لیکچر ہوئے جن میں سے ایک مہاراجہ صاحب بہادر کی صدارت میں بھی ہوا۔ جماعت میں بھی اضافہ ہوا۔ سرینگر میں سلسلہ درس شروع ہے لوگ کثرت سے شامل ہوتے ہیں۔ اور جماعت ترقی پر ہے۔ روزانہ درس میں تین چار صد کا مجمع ہو جاتا ہے۔ کل جماعت درس میں نہیں آ سکتی کیونکہ اکثر احباب درس گاہ سے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ اگر ریاست نے اجازت دیدی تو سلک سنگ [illegible]

—— بغداد سے اخویم سید تصدق حسین صاحب نے اپنے احباب سے ترجمۃ القرآن کے لئے مبلغ [illegible] چندہ کر کے بھیجے ہیں اللہ تعالیٰ شاہ صاحب و دیگر احباب کو بہت بہت جزائے خیر دے۔

اخویم محمد عبدالرحمن صاحب ۵ر۔ میاں محمد یعقوب صاحب صہ ر۔ اخویم محمد حسین صاحب پہلوان عہ ر ماہوار۔ اخویم محمد ابراہیم صاحب عہ ماہوار بابو محمد شریف صاحب عہ ماہوار۔ اخویم مولا بخش صاحب راز عہ ماہوار اخویم محمد اسمعیل صاحب عہ ر امداد ترجمہ۔ عہ عیدفنڈ۔ سید تصدق حسین صاحب عہ ر ترجمہ۔ عہ عیدفنڈ۔ علاوہ ازیں اخویم مولا بخش صاحب راز نے یکصد روپیہ برائے ترجمۃ القرآن جرمن علیحدہ مرحمت فرمایا ہے جس کی تفصیل آئندہ شایع ہوگی۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔

—— مشرقی افریقہ سے عبدالحکیم صاحب درخواست دعا کرتے ہیں۔

—— قصور سے ملک عبدالرحمن صاحب پسر ملک غلام محمد صاحب مالک سنٹرل فلور ملز اطلاع دیتے ہیں کہ چودھری فضل دین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل نے حضرت امیر کو بیعت کا کارڈ لکھدیا ہے۔ اور وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو گئے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

—— [illegible] سے جناب عبدالحمید صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ ان کے صاحبزادے خورشید احمد علیگڑھ میں ایم اے کے امتحان میں پاس ہو گئے ہیں۔ ہماری طرف سے

ممالک خارجہ

—— طہران ۱۰ر جون - اتوار کی صبح کو شاہ افغانستان کے حضور میں غیر ملکی نمائندے پیش کئے گئے - دوپہر کے وقت شاہ ایرانی پارلیمنٹ کے صدر کو شرف باریابی بخشا - اور شام کے وقت شاہ ایران کو دعوت طعام دی -

—— نواب صاحب رامپور آج کل مصر کی سیاحت میں مصروف ہیں

—— قطب شمالی کا نیا ہوائی راستہ معلوم ہو گیا ہے -

—— اخبار مارننگ پوسٹ (لندن) نے تجویز پیش کی ہے کہ مہاراجہ بردوان کو لارڈ بنایا جائے -

—— شاہ خداداد رضا شاہ پہلوی اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا موسم سرما میں یورپ کا سفر کریں گے -

—— ایران اور جرمنی کے مابین ہوائی سلسلہ قایم ہو گیا ہے -

—— ملک معظم نے کرنل جی - ڈیل کالون کمانڈر کو اپنا اے ڈی کانگ مقرر کیا ہے -

—— معلوم ہوا ہے کہ مولانا ظفر علی جو آج کل حجاز میں ہیں مصر اور ٹرکی کی سیاحت کے بعد یورپ کا دورہ کریں گے اور انگلستان پہنچ کر دیگر ہندوستانی لیڈروں کی شرکت سے سائمن کمیشن کے خلاف پروپیگنڈا کریں گے -

—— تمام دنیا کی موٹر کمپنیوں کی ایک کانگرس ماہ ستمبر میں روم میں منعقد ہو گی -

—— لندن ۱۱ر جون - مہاراجہ بردوان نے لندن میں ہندو مندر کی تعمیر میں امداد دینے کا وعدہ کر لیا ہے -

—— جرمنی کی نئی پارلیمنٹ کے انتخاب کے لئے جو انتخابی مہم جاری ہے اس میں قیصر اعظم کے چوتھے بیٹے پرنس آگسٹ نے حصہ لینا شروع کر دیا ہے

—— ۱۱ر جون کو بیت اللہ شریف میں حضور نظام کی حمایت میں ایک زبردست جلسہ ہوا - جس میں بہت سے ہندوستانی لیڈروں نے تقریریں کیں - بہت سے ملکوں کے لوگ جمع تھے - پچاس ہزار کا مجمع تھا - حضور نظام کے لئے دعا کی گئی -

—— لندن ۱۲ر جون - پریوی کونسل نے ہندوستان کے متعدد مقدمات قتل کے فیصلے سنا دئیے ہیں -

—— سلطان ابن سعود سے حکومت برطانیہ کی جو گفت و شنید ہو رہی تھی وہ عارضی طور پر ملتوی ہو گئی ہے -

—— لندن ۱۳ر جون - ویسٹ منسٹر کے بڑے ہال گر گرنے سے بہت سے بچے زخمی اور ایک ہلاک ہو گیا -

—— لندن ۱۳ر جون - مسٹر سرینواس آئنگر نے رائٹر کے نمائندے سے دوران ملاقات میں بیان کیا کہ برطانی اخبارات ہندوستانیوں کا حق ترجمانی ادا کرنے سے پہلوتہی کرتے ہیں - میں یورپ کے ہندوستانیوں کو متحد کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ حکومت برطانیہ کی رائے پر اثر ڈال سکیں

—— معلوم ہوا ہے کہ ٹرکی اور افغانستان کے مابین دس برس کے لئے ایک معاہدہ ہوا ہے اس معاہدہ کی رو سے عنقریب ٹرکی کو افغانستان میں مخصوص ماہرین روانہ کرے گی - کابل میں ترکی سفارت بھی قایم ہو گئی -

—— حکومت فلسطین مصر نے وزیر خارجیہ کو ایک مکتوب ارسال کیا ہے جس میں حکومت مصر کے ساتھ تجارتی معاہدہ کرنے کی خواہش ظاہر کی گئی ہے -

—— مصری مجلس وزرا نے وزارت خارجیہ کو یہ اختیار دیدیا ہے کہ وہ مصر اور سوئٹزرلینڈ کے تجارتی معاہدہ کی تکمیل کر دے -

—— دہلی ۱۲ر جون - کینیڈا اور آسٹریلیا کے مابین بے تار برقی کا سلسلہ قایم ہو گیا ہے -

—— ایک امریکن نے شاہ افغانستان سے افغانستان کی معدنیات کی تحقیقات کرنے کی اجازت حاصل کر لی ہے -

—— حکومت ٹرکی نے لاطینی حروف کو رواج دینے کا فیصلہ کر لیا ہے

—— حکومت شام نے طے کیا ہے کہ وہ جملہ عربی تصنیفات کی ایک نمائش ترتیب دے - نمائش کی جگہ دمشق کی مجمع العلمی العربی کی عمارت ہو گی - اس نمائش کے لئے ایک کمیٹی مرتب ہو چکی ہے -

—— شاہ افغانستان اسی ماہ جون میں ایران سے رخصت ہو کر افغانستان کی طرف مراجعت فرمائیں گے -

ضرورت ہے

صحیح بخاری کے پارہ ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶ تا ۳۰ کی اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور وہ انجمن کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مناسب قیمت پر انجمن کو دینا چاہیں تو مہتمم صاحب مصنفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو اطلاع دیں۔ ہر ایک پارہ کے دو نسخوں کی ضرورت ہے۔

ضرورت ہے

ایسے امیدواروں کی جو ٹیلیگراف اور سٹیشن ماسٹری کا کام سیکھ کر گورنمنٹ ریلوے یا محکمہ نہر میں ملازمت کے خواہشمند ہوں - مفصل حالات ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر معلوم کیجیے -

رائل ٹیلیگراف کالج دھلی

ہر سہ شنبہ اور جمعہ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۳ محرام الحرام ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۲۔جون ۱۹۲۸ء | نمبر ۴

پیغامِ عمل

(از آمنہ یتیم سلمہا)

جان و دل سے ملت بیضا کی جو خدمت کرے
منزلِ مقصود پر پہنچے جو نہی نیت کرے
ہے ذرا سا کام اور منزل بھی ہے پیش نظر
"بات ہی کیا ہے اگر انساں ذرا ہمت کرے"
رشتہ الفت میں ہو کر منسلک باہمد گر،
نظم ایسی شان سے شیرازۂ ملت کرے
جب مری تکفیر پر شاہد ہوں خود میرے عمل
پھر کسی کی کیوں شکایت شومی قسمت کرے
چھوڑ غیر اللہ کو اللہ کی جب ہو رہے
پھر خدا خود امت مرحوم پر رحمت کرے
مسلم خوابیدہ اٹھ اور آمنہ کی بات سن
چل خدا کی رہ میں تا وہ داخل جنت کرے

ناظرین کرام سے

درخواست ہے کہ جن حضرات کی خدمت میں یاددہانیوں کے بعد اب وی پی بھیجے جا رہے ہیں وہ انہیں وصول کرکے تشکر یہ کا موقع دیں

مذاکرہ علمیہ

مومن کی ترقیات لاتتناہی

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کی قلم سے

سوال ۔ تعرج الملئکة والروح الیه فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة ۔ روح سے مراد اگر فرشتہ ہے تو وہ الملائکہ (الف لام استغراق کا ہے) میں شامل ہے ۔ علیحدہ کہنے کا کیا فائدہ ۔ اگر کوئی اور چیز ہے ۔ تو اس کی تشریح ہونی چاہیئے ۔ نیز خمسین الف سنة کی مقدار سے کیا غرض کیا اس سے دنیا اور وقت قیامت کی تعیین ہے جو نہیں سمجھی جاسکتی ۔ حالانکہ علم الساعة کے متعلق ارشاد ہے الیه یرد علم الساعة ۔ نیز ۔ یسئلونک عن الساعة ایان مرسها فیم انت من ذکرها الیٰ ربک منتهٰها (النازعات)۔

جواب ۔ نہ روح سے مراد فرشتہ ہے اور نہ پچاس ہزار سال سے مراد دنیا کی عمر کی تعیین ہے ۔ روح سے مراد میت کی روح بھی ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں آتا ہے یوم یقوم الروح والملائکة صفا لا یتکلمون الا من اذن له الرحمٰن الخ اسی طرح آیت متنازعہ فیہ میں روح سے مراد مومن کی روح ہے جس کی ترقی کا یہاں ذکر ہے اور ملائکہ کا ذکر ساتھ اس لئے کیا ہے کہ ملائکہ انسان کے دل میں نیکیوں کی تحریک کرکے ان کی ترقی کا موجب بنتے ہیں ۔ اور جس جس طرح مومن نیکیوں کے ذریعہ ترقی کرتا جاتا ہے ۔ اس کا تعلق پہلے سے زیادہ اعلیٰ طبقہ کے ملائکہ سے ہوتا جاتا ہے ۔ گویا روحانی ترقی کی معراج میں ملائکہ ساتھ ساتھ ہوتے ہیں بالکل اسی طرح جس طرح آنحضرت صلعم کی معراج میں جبرئیل ساتھ ساتھ تھے ۔ چونکہ آنحضرت صلعم تمام انسانوں سے نیکیوں میں بڑھ گئے اس لئے جو فرشتہ آپ کے ساتھ تھا وہ بھی تمام ملائکہ کا سردار تھا ۔

پچاس ہزار سال کی ترقیات ایک دن میں

غرضکہ آیت متنازعہ فیہ میں مومن کی روحانی ترقی یا معراج کی وسعت کا اندازہ بتانا مقصود ہے ۔ فرمایا کہ مومن کی ترقیات روحانی کا سلسلہ ایسا وسیع اور غیر محدود ہے کہ عالم ظاہر کی ترقیات جو پچاس ہزار سال میں حاصل ہو سکتی ہیں ۔ وہ عالم باطن میں ایک سالک کی ایک دن کی منزل ہے آخر ترقی کا مطلب شرف انسانیت کا حصول ہے ۔ انسان کو جو خلافت الٰہیہ کا اعلیٰ مقام عطا ہوا ہے ۔ اس مقام کو حاصل کرنا ہر ایک ابن آدم کا مقصود ہونا چاہئے [illegible]

جیسے جیسے انسان ترقی کرتا جاتا ہے ۔ وہ اس شرف اور بزرگی کا وارث ہوتا جاتا ہے ۔ فرمایا اس شرف اور بزرگی کا حصول عالم ارواح و باطن میں اس قدر وسیع اور بلند اور لامحدود ہے ۔ کہ عالم ظاہر کی پچاس ہزار سال کی ترقیات عالم باطن کے ایک دن یا ایک لمحہ کی ترقی کے برابر ہیں جب وہاں کی ایک دن کی ترقی اور یہاں کے پچاس ہزار سال کی ترقی برابر ہے تو اندازہ لگانا چاہیئے کہ وہاں کی ابدالآباد کی ترقیات انسان کو کس قدر شرف اور بزرگی کا وارث بناتی جائیں گی ۔ اور اپنی نسبت ذی المعارج فرما کر بتایا کہ میرے پاس لاانتہا ترقیات ہیں ۔

خدا کی طرف چڑھنا

اب شروع سے پڑھیں سال سائل بعذاب واقع ۔ للکفرین لیس له دافع ۔ من الله ذی المعارج ۔ تعرج الملئکة والروح الیه فی یوم کان مقداره خمسین الف سنة (ترجمہ) ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے ۔ جو کافروں پر آکر رہے گا کوئی اسے ہٹانے والا نہیں ۔ یہ عذاب ۔ اللہ کی طرف سے آئے گا جس کے پاس بلند مرتبے ہیں ۔ فرشتے اور ارواح اس کی طرف ایک لمحہ یا ایک دن میں اتنا چڑھتے ہیں جس کا اندازہ پچاس ہزار سال سے ہو سکتا ہے ۔ اب ظاہر ہے کہ خدا کی طرف چڑھنا کسی فاصلہ کو طے کرنے کی وجہ سے نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ خدا کوئی محدود چیز نہیں کہ اس میں اور اس کے غیر میں کوئی فاصلہ متصور ہو سکے ۔ پس جب کبھی خدا کی طرف چڑھنا بولا جائے گا ۔ وہ ہمیشہ مرتبہ اور درجات کی بلندی کے لحاظ سے بولا جائے گا ۔ نہ کہ کسی فاصلہ کو طے کرنے کے لحاظ سے ۔ مسیح کے خدا کی طرف چڑھنے میں بھی یہی غلطی لگی ہے ۔ مسیح کا رفع بھی خدا کی طرف رفع درجات کے لحاظ سے ہی ہو سکتا ہے نہ کہ جسم کے ذریعہ کسی فاصلہ کو طے کرنے کے لحاظ سے ۔ کیونکہ اس طرح خدا محدود ٹھیرتا ہے ۔ جو بالبداہت باطل ہے ۔

ترقی کے درجات عالیہ

پس اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تو انسان کے لئے بہت سے معراج یعنی مراتب عالیہ مقدر رکھے ہوئے ہیں ۔ اور اسی لئے وہ کتاب اور رسول بھیجتا ہے تا لوگوں کو ان کی طرف رہنمائی کریں ۔ اور وہ مراتب اور درجات اس قدر بلند اور وسیع ہیں کہ ان کی ایک ایک لحہ کی یا ایک ایک دن کی ترقی دنیا کی پچاس ہزار سال کی ترقیات کے برابر ہے ۔ لیکن پھر بھی مانگنے والا عذاب مانگتا ہے ۔ اور درجات نہیں مانگتا ۔ فرمایا عذاب تو کافروں پر آئے گا اور ضرور آئے گا اسے کوئی ہٹا نہیں سکتا ۔ مگر عذاب مانگنے والے کو اس سے کیا نفع پہنچا ۔ اس کو ترقی کے درجات مانگنے چاہیئے تھے ۔ نہ کہ عذاب ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۵

پیغام صلح

جلد ۱۶ ر ۳ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ نمبر ۴

اسلام اور احمدیت

(۱)

مذہب کی ایک نئی شاندار تصویر

احمدیت کا پیغام جو دراصل اسلام ہی کی وہ اصل تصویر ہے جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مبارک ہاتھوں سے بنی آج دنیا کو ایک نئی چیز معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کوئی نیا مذہب بنانا چاہا ہے۔ جس کو اسلام سے کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں۔ حالانکہ اگر غور کر کے دیکھا جائے، اور بانی احمدیت کی تحریرات اور خیالات کا مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا صحیح اور اصل فوٹو پیش کرنے کے سوا اور کوئی غرض اور مقصد آپ کے سامنے نہ تھا۔

عشق رسول

اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جو عشق و محبت اس پاک انسان کو تھا جس دلی درد اور تڑپ کے ساتھ اس نے اسلام کی حالت زار کا نقشہ کھینچا ہے اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس عاشقانہ جوش محبت کا اظہار کیا ہے اس کی نظیر موجودہ زمانہ میں شاید مشکل سے ملے گی۔ وہ اسلام کی دردناک حالت کا ذکر ان درد انگیز الفاظ میں کرتا ہے۔ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے عشق و محبت کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں ؎

آتش عشق از دم من ہمچو برقے می جہد
یکطرف اے ہمرہان خام زگرد و جوار

یہ مضمون بجائے خود ایک علیحدہ اور مستقل حیثیت رکھتا ہے جس پر ہم کسی آئندہ فرصت میں تفصیل کے ساتھ لکھیں گے۔ لیکن ان دو شعروں سے کم از کم اتنا پتہ چل جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے دل میں اسلام اور آنحضرت صلعم کا درد عشق ایک طوفانی سمندر کی طرح جوش مار رہا تھا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر منقولہ بالا الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے یوں کہنا چاہیئے کہ عشق محمد صلعم کی آگ آپ کے ہر تنفس سے اس طرح نکلتی تھی جیسے بجلی کی چمک ہے۔ اس شخص کے متعلق یہ کہنا کہ وہ نعوذ باللہ دین اسلام کی تخریب کے لئے پیدا ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو کر کوئی نیا دین بنانا چاہتا ہے پرلے درجہ کی کور باطنی اور حق ناشناسی کا ثبوت دینا ہے۔

اسلام کی موجودہ تصویر

لیکن بات اصل یہ ہے کہ جو تصویر اسلام کی حضرت مرزا صاحب نے احمدیت کے رنگ میں پیش کی وہ اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ان خیالات اور اس مذہب سے بہت کچھ مختلف ہے۔ جو عام طور پر اس زمانہ میں مسلمانوں میں رائج ہے۔ اسلام کی جو شکل و صورت آج مسلمانوں نے بنا رکھی ہے اس کے بالمقابل احمدیت کا نقشہ جو اسلام کی اس اصل تصویر کو پیش کرتا ہے۔ جو قرون اولٰے میں تھی ایک بالکل نئی چیز ہے۔ اور اس لئے بعض لوگ یہ خیال کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ ایک نیا مذہب مرزا صاحب نے ان کے سامنے رکھا ہے۔ طرح طرح کے خلاف عقل معتقدات اور یہودیوں اور نصرانیوں کے خیالات مسلمانوں کے ایمانیات میں ایسے داخل ہو چکے ہیں کہ گویا وہی اصل دین ہیں اسلام کو انہوں نے ایک ایسا مذہب سمجھ رکھا ہے جسکے منوانے کے لئے تلوار کے سوا اور کوئی چیز کام نہیں دے سکتی۔ اور چونکہ خود اتنی بھی ہمت نہیں رکھتے کہ تلوار پر ہاتھ ڈال سکیں اس لئے ایک ایسے مہدی اور مسیح کے منتظر بیٹھے ہیں۔ جو آسمان سے نازل ہو کر تلوار کے ذریعہ سے دین کو غالب کرے۔ اور اپنے تنفس سے جو ان کے نزدیک کئی کئی ہزار میل تک پہنچ سکتا ہے۔ کفار کو مارتا چلا جائے محمد رسول اللہ صلعم کی قوت قدسی جو تیرہ سو سال تک برابر کام کرتی چلی آئی اور ہر زمانہ میں آپ کے پیرؤوں میں سے کوئی نہ کوئی ایسا انسان پیدا ہوتا رہا جو دین کو ہر قسم کی خرابیوں اور غلطیوں سے پاک کرتا اور امت مرحومہ کو صراط مستقیم پر قائم کرتا تھا۔ آج زائل شدہ سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ آج مسلمانوں کو راہ ہدایت دکھانے کے لئے اسی امت میں سے محمد رسول اللہ صلعم کا کوئی غلام کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور باہر کے ایک اسرائیلی نبی کو اس عظیم الشان کام کا اہل سمجھا جاتا ہے۔ آج وحی و الہام کا سلسلہ ایسا ہی منقطع سمجھا جاتا ہے جیسے نبیوں کا سلسلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد ختم ہو گیا باوجودیکہ حدیث میں صاف ہے کہ تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جو نبی نہ ہونے کے باوجود مکالمات و مخاطبات الہیہ سے مشرف تھے اور اس امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ باوجودیکہ گزشتہ تیرہ سو سال میں ہزارہا ایسے اولیا پیدا ہوئے جن کو ملہم من اللہ ہونے کا دعوٰے تھا اور آج تک ان کے الہامات کو الہامات ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ عام طور پر اس زمانہ میں مسلمانوں کی حالت ایسی خراب ہو چکی تھی کہ الہام کا نام ہی ان کے لئے ایک اچنبھا اور عجیب بات تھی۔ الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا سلسلہ قرب الٰہی کو چاہتا ہے۔ اور یہاں خدا تعالیٰ سے اس قدر بعد ہو چکا تھا کہ بہت سے لوگ دین سے بیزار رہ کر نہ صرف عملاً بلکہ اعتقاداً اسے ترک کر چکے تھے۔ اس لئے الہام کا سلسلہ ان کے نزدیک ایک غیر ممکن بات ہو گئی۔ اور تو اور علما کا طبقہ بھی شریعت کی چند ظاہری باتوں کو جاننے کے سوا قرآن کے مغز اور حقیقت سے قطعی بے خبر ہو گیا۔ اسی وجہ سے جب ان سے کوئی سوال ہوتا اور دین کے کسی مسئلہ کی معقولیت کو کوئی شخص جانچنا چاہتا تو ان کی طرف سے کافر کے خطاب اور ڈنڈے کی مار کے سوا کوئی جواب نہ ملتا تھا۔ قرآن کو بجائے اس کے کہ غور اور فکر کے ساتھ وہ پڑھتے اور اس کے مطالب کو اس طریق سے سمجھنے کی کوشش کرتے کہ غیروں کے اعتراضات کا دفعیہ ہو۔ انہوں نے خود ایسے معنے کرنے شروع کر دیئے۔ جن پر سو سو اعتراضات وارد ہوتے تھے۔ یہانتک کہ جس آیت کو انہوں نے بظاہر دوسری آیت کے خلاف سمجھا اسے منسوخ قرار دے دیا اور اس طرح سے قرآن کا ایک بڑا حصہ ان کے لئے عملاً بیکار ہو گیا۔ دین کو محض رسمیات کے اندر محدود کر دیا گیا۔ جس میں نماز روزہ کے علاوہ تسبیحات و اوراد، قبروں اور خانقاہوں پر چلہ کشی۔ پیروں اور فقیروں سے مرادیں مانگنا۔ مردوں کی فاتحہ خوانی وغیرہ امور پر بہت زور تھا اور اب بھی ایک بڑا طبقہ انہی باتوں کو دین و ایمان سمجھتا ہے۔ گروہ اہلحدیث نے ان باتوں سے کنارہ کشی اختیار کی۔ لیکن ان سطحی باتوں کو چھوڑنے کے علاوہ اسلام کی حقیقت کو سمجھنے اور قرآن کے مغز کو تلاش کرنے کی انہوں نے بھی کوشش نہ کی وہی ناسخ و منسوخ کے جھگڑے۔ وہی عیسیٰ کا دوبارہ نزول اور تبلیغ دین کے لیے تلوار کی ضرورت ان کے دماغوں پر بھی مسلط رہی

"نیا اسلام"

ایسی حالت میں دین کے اس عام نقشہ کے بالمقابل مرزا صاحب نے کھڑے ہو کر اگر یہ کہا کہ اسلام ایک ایسا معقول مذہب ہے کہ اسے منوانے کے لئے کسی تلوار کی ضرورت نہیں۔ نہ کسی خونی مہدی اور مسیح کی حاجت ہے۔ بلکہ خود اس کے اندر ایسی خوبیاں اور اس قدر معقولیت پائی جاتی ہے کہ دنیا کے معقول ترین انسان کے سامنے بھی اگر اسے پیش کیا جائے تو اسے تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہ ہوگا۔ انہوں نے اگر یہ کہا کہ آج دین کا مقابلہ تلوار کے ساتھ نہیں بلکہ قلم کے ساتھ ہے اس لئے جہاد بالسیف کی آج کوئی ضرورت نہیں اور نہ کسی ایسے مسیح کی حاجت ہے جو اسرائیلیوں میں سے آکر امت محمدیہ کی نصرت کرے۔ اور تلوار کے ذریعہ سے دین کو پھیلائے۔ بلکہ خود امت محمدیہ میں سے ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو دین کے لئے قلمی جہاد کر سکیں۔ اگر انہوں نے اپنے متعلق یہ فرمایا کہ میں جو مسیحی صفات اپنے اندر لے کر آیا ہوں، اور کسی دوسرے سلسلے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ خود رسول اللہ صلعم کے فیضان قدسی کا تربیت یافتہ ہوں، ؎

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمد

مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کا مجدد بنا کر بھیجا گیا ہے۔ تاکہ میں خدمت دین کے لئے ایک جماعت بناؤں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے ساتھ الہامات اور کلام کا سلسلہ جاری ہے جیسے مجھ سے پیشتر اولیاء اللہ کے ساتھ جاری رہا تو یہ بالکل ایسی باتیں تھیں کہ گویا ایک بالکل نیا دین ہے۔ حالانکہ اگر غور کرتے تو یہی درحقیقت اصل دین ہے۔ اسی میں اسلام کی عظمت اور خوبصورتی نظر آتی ہے۔ جو مذہب تلوار کے ذریعہ سے منوایا جائے

جس دین کے ماننے والوں کو اس بات کی حاجت ہو کہ کوئی دوسرا نبی جو سلسلہ محمدیہ سے تعلق نہیں رکھتا ان کی نصرت کے لئے آئے۔ جس مذہب کے پیرؤوں کو خدا تعالیٰ کے ساتھ شرف مکالمہ تک حاصل نہ ہو اس کی صداقت پر ایمان لانے کے لئے کون عقلمند تیار ہوگا۔ اسلام کا بڑا شرف یہی ہے کہ اس کے اندر ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جو جبر و اکراہ کے ساتھ نہیں بلکہ اس کی معقول باتوں اور خوبیوں کو پیش کر کے لوگوں کو اس میں داخل کرتے رہے ہیں اور ان کا ایمان ایمان بالغیب کا رنگ نہیں رکھتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ان کے اوپر نازل ہوتا ہے۔ اور وہ اس سے باتیں کر کے اس یقین راسخ تک پہنچ جاتے ہیں۔ جس کو حق الیقین کا مرتبہ کہنا چاہئے لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے اس پر غور نہ کیا۔ اور محض نئی باتیں سمجھ کر ان سے انکار کر دیا۔ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی اور دنیا کو پکار کر کہا۔ کہ اگر تم کامیابی اور فلاح چاہتے ہو تو قرآن کی طرف آؤ۔ اس کو سمجھنے کی کوشش کرو کہ اسی میں ہر قسم کی دینی اور دنیوی فلاح کا سامان پایا جاتا ہے۔

ناسخ و منسوخ کی تقسیم کو قرآن سے ہٹا کر آپ نے دنیائے اسلام کو اس طرف متوجہ کیا کہ آج تمہیں کامیابی اگر حاصل ہو سکتی ہے تو قرآن کو محکم پکڑنے اور اس کے ایک ایک لفظ کو اپنا دین و ایمان بنانے سے ہو سکتی ہے۔ آج اگر مسلمان فتح پا سکتے ہیں تو تسبیح و اوراد کے ذریعہ سے نہیں، پیروں اور فقیروں کو وسیلہ پکڑنے سے یا قبروں سے مرادیں مانگنے سے نہیں۔ بلکہ قرآن پر عامل ہونے اور اسے دنیا میں پھیلانے اور صلح اور نرمی اور محبت کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کا فرض ادا کرنے سے وہ فتحیاب ہو سکتے ہیں اور یہ ایک ایسی چیز تھی جو مسلمانوں کو بالکل نئی معلوم ہوئی اور صرف مسلمانوں ہی کو نہیں بلکہ عیسائی پادریوں تک نے اس کو ایک نیا اسلام قرار دیا۔ چنانچہ زدیمر آج تک یہی شور مچا رہا ہے کہ احمدیوں نے جس کی اشاعت شروع کر رکھی ہے۔ وہ اصلی اسلام نہیں جو عام مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ ایک نیا اسلام ہے۔ جو انہوں نے موجودہ زمانہ کے علم و تہذیب کی روشنی میں بنایا ہے۔ حالانکہ کہنا یوں چاہیئے کہ موجودہ علم و تہذیب نتیجہ ہے اس اسلام کا جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو ملا۔ مسلمان اس اسلام کو آج کھو چکے ہیں۔ ان کے پاس چھلکا ہے جسکے اندر مغز کوئی نہیں۔ مرزا صاحب نے مغز کو نکال کر باہر رکھ دیا۔ اور مسلمانوں کو بلایا کہ آؤ اور اس کی لذت و شیرینی سے خود بھی متمتع ہو اور دنیا جہان کو بھی اس سے لذت آشنا کرو کہ اسی میں تمہاری نصرت اور کامیابی کا راز مضمر ہے۔

یروشلم کی مسیحی کانفرنس

کچھ دن ہوئے کہ یروشلم سے یہ خبر آئی تھی کہ وہاں مسیحیوں کی طرف سے ایک مذہبی کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ اسلام اور آنحضرت صلعم کے متعلق غلط بیانیوں سے کام لے کر مسلمانوں کو ان سے متنفر کیا جائے۔ اور مسیحیت کا انہیں شکار بنایا جائے۔ اس پر وہاں کے مسلمانوں کو طبعاً رنج ہوا اور انہوں نے حکومت سے درخواست کی کہ اس کانفرنس کو روک دیا جائے۔ بعض ہندوستانی اخبارات نے بھی مسیحیوں کی ان ناواجب حرکات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور ایسی کانفرنسوں کو بدامنی کا ذریعہ قرار دیا۔

لکھنؤ کے مسیحی معاصر کوکب ہند کو اسلامی جرائد کے یہ خیالات بہت ہی ناگوار معلوم ہوئے ہیں۔ اور وہ لکھتا ہے کہ " اسلام فخریہ یہ کہتا ہے کہ جس قدر رواداری اسلام دیگر مذاہب کے ساتھ برتتا ہے وہ کسی دوسرے مذہب میں نظر نہیں آتی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اسلام جو دعوٰی کرتا ہے اس پر عمل کیوں نہیں کرتا" ہمارے معاصر کو غلط فہمی ہوئی ہے اسلام تو اپنے دعوی رواداری پر ہی عمل پیرا ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ دوسرے مذاہب اس اصول پر کسی طرح عمل پیرا ہونا نہیں چاہتے مسلمانوں کو اس بات کی شکایت نہیں کہ مسیحی کانفرنس کیوں منعقد ہوتی ہے بلکہ اس قسم کے رویہ کی شکایت ہے جو علی العموم ایسی کانفرنسوں میں اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔ مسیحیت اگر محض اپنے ہی اصولوں کی تبلیغ کو اپنا مطمح نظر قرار دے اور اسلام کو برا بھلا کہنا چھوڑ دے۔ تو مسلمانوں کو کوئی شکایت نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ ایسی بات ہے جس سے مسیحیت کو چنداں فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہی مذہب اس طریق کو اختیار کر سکتا ہے جسکے اپنے اندر کوئی خوبیاں اور حسنات موجود ہوں۔

شاید یہی وجہ ہے کہ مسیحیت اس پاک طریق کو اختیار کرنے کے لئے

مسٹر درانی کا سلوک ایک معزز ترک خاتون سے

مسٹر فضل کریم خاں درانی کی بیہودہ رویوں اور ناروا طریق عمل کی داستان گزشتہ اشاعتوں میں مفصل طور پر بیان کی جا چکی ہے۔ حال ہی میں ایک معزز ترک خاتون کا جو استنبول کے ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتی ہیں اور برلن میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ خط آیا ہے کہ وہ شیخ محمد عبداللہ صاحب کا پتہ دریافت کرنے کے لئے مسجد میں گئیں۔ تو وہاں ان کے ساتھ بہت برا سلوک ہوا۔ اور یہاں تک کہا گیا کہ ہمارے پاس کوئی اسلام نہیں خاتون موصوفہ لکھتی ہیں:۔

"کیا اس شخص سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مسجد کا امام ہو کر اسلام کی نمائندگی کرے گا۔ اگر یہی اس کا کام ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ ایسے شخص کو جو ہر قسم کی تربیت سے بالکل کورا ہے اور جو آپ کے کاموں کا مخول اڑاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ کوئی مذہب مبلغین سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیوں آپ نے منتخب کیا آپ جو کچھ لکھتے ہیں وہ ان اخلاق کے بالکل خلاف ہے جو اس سے ظاہر ہوئے۔ میں نے ان رسائل کا مطالعہ کیا ہے جو آپ نے مجھے بھیجے ہیں۔ میں اس معقول اور آزادانہ سپرٹ کو پسند کرتی ہوں جو تمام امور پر غالب نظر آتی ہے لیکن جب اس دلربا تحریک کی نمائندگی ایسے لوگوں کی طرف سے ہو تو میں سمجھتی ہوں کہ نہایت ہی حوصلہ شکن اور دل توڑ دینے والی بات ہے۔ اور تمام دن اسی وجہ سے مضطرب رہی"

یہ اس شخص کا حال ہے جو انجمن کے سلوک کو یورپ میں اسلام کی بدنامی کا موجب قرار دیتا ہے۔ کل تک یہی شخص ایک مبلغ کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ اور آج چند پیسوں کے جھگڑے کی وجہ سے اسلام ہی کو جواب دے رہا ہے۔ اور یہاں تک گرے ہوئے اخلاق کا ثبوت دے رہا ہے کہ ایک معزز مسلمان خاتون سے سیدھے منہ سے بات نہیں کر سکتا حالانکہ اس کا جھگڑا اگر تھا تو انجمن سے تھا۔ اس کی وجہ سے ہر ایک سے بدخلقی کا اظہار کرنا کہاں کی انسانیت ہے۔

گر مسلمانی ہمیں است کہ واعظ دارد
وائے گر در پس امروز بود فردائے

وفاء العرب

اس نام سے ایک عربی اخبار دمشق سے ہمارے ایک معزز دوست محمد ادیب عبدالعزیز کے زیر ادارت نکلنا شروع ہوا ہے دوسرے اسلامی مقاصد کے علاوہ . . . .

. . . . احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تائید اور اس کے مقاصد کی اشاعت کرنا بھی اس کی سب سے بڑی غرض ہے۔ چنانچہ پہلے نمبر میں جو ہمارے سامنے ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ اور برلن مسجد کے فوٹو دیئے گئے ہیں جو اگرچہ چھپائی میں خراب ہو گئے ہیں لیکن بہرحال اس محبت کا پتہ دے رہے ہیں جو مدیر جریدہ کو حضرت امیر اور تحریکات سلسلہ احمدیہ کے ساتھ ہے۔ حضرت امیر کے فوٹو کے نیچے جو الفاظ لکھے ہیں ان کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

امیر محمد علی رئیس انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہم ان کی قابل قدر تصویر کی اشاعت کرتے ہیں اس لئے کہ وہ بلاد غربیہ میں اشاعت اسلام کے لئے نہایت جدوجہد سے کام لے رہے ہیں۔ اور یہ انہی کی فضیلت ہے کہ انہوں نے ایک عظیم الشان مسجد جرمنی کے دارالحکومت برلن میں بنوائی اور وہ کئی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔ جو انہوں نے اسلام پر لکھی ہیں۔ پس جریدہ "وفا" ان کی غیرت اسلامی کو مدنظر رکھ کر ان کو مبارکباد دیتا ہے۔ اور ان کی درازی عمر کے لئے دست بدعا ہے۔

برلن مسجد کے فوٹو کے نیچے لکھا ہے:۔ "یہ جدید مسجد جرمنی کے دارالحکومت برلن میں بنائی گئی ہے۔ اسے انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بنوایا ہے، پچھلے دنوں اس کے افتتاح کی خبریں جو مشرق و مغرب کی بڑی بڑی شخصیتوں کے ایک عظیم الشان اجتماع کے سامنے ہوا۔ تمام دنیا میں بذریعہ تار پہنچی تھیں کیا ہی اچھا ہوتا اگر امت اسلامیہ انجمن اشاعت اسلام کے ان کارناموں کی تقلید کرتی۔ تو اسلام چند دنوں میں ترقی کے بلند مینار پر پہنچ جاتا"

احباب کو اس اخبار کی امداد کرنی چاہیئے قیمت غالباً پندرہ روپے سالانہ ہی اور [illegible] انجمن اشاعت اسلام لاہور

میاں صاحب کا ایک مکتوب

۱۵ جون ۱۹۳۸ء کے "الفضل" میں "مکتوب امام" کے عنوان سے میاں محمود احمد صاحب کا ایک خط شائع ہوا ہے۔ جس میں "اسمہ احمد" کی پیشگوئی نبوت مسیح موعود اور مسئلہ کفر و اسلام پر بحث کی گئی ہے۔ اسمہ احمد کے متعلق میاں صاحب کا زور زیادہ تر اس بات پر ہے کہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں بعدی سے فوراً بعد آنا مراد نہیں۔ آنحضرت صلعم کے بعد بھی آجائے تو وہ بھی مسیح کا بعد ہی ہے اس کے متعلق ہم حضرت مسیح موعود کے الفاظ میاں صاحب کو سنا دیتے ہیں:

"مسیح کی گواہی قرآن میں اس طرح پر لکھی ہے کہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد . . . . . . پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گزر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی صلعم بھی اس عالم جسمانی میں تشریف فرما نہیں ہوئے کیونکہ نص اپنے کھلے کھلے الفاظ سے تبلا رہی ہے کہ جب مسیح اس عالم جسمانی سے رخصت ہو جائے گا تب آنحضرت صلعم اس عالم جسمانی میں تشریف لائیں گے وجہ یہ کہ آیت میں آنے کے بالمقابل جانا بیان کیا گیا ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود بعدی سے فوراً بعد ہی مراد لیتے تھے۔ اور اس پیشگوئی کا مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو ٹھہراتے تھے۔

مسئلہ کفر و اسلام پر میاں صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"غیر احمدیوں پر اس لئے کفر لازم آتا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم کافر ہیں آپ اپنے علما سے پوچھیں کہ مسیح موعود کے منکرین کو وہ کیا سمجھتے ہیں اور ان کے سمجھانے کے بعد آپ سمجھیں کہ جو اپنے آپ کو کافر کہتے ہیں ہم ان کو مومن کس طرح کہہ سکتے ہیں"

سبحان اللہ و بحمدہ حضرت مسیح موعود تو غیر احمدیوں کے خیالات کو جو دوبارہ آنے والے مسیح کے متعلق رکھتے ہیں غلط ٹھہراتے ہیں۔ اور میاں صاحب انہی خیالات سے حجت پکڑتے اور انہیں اپنے غلط معتقدات کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ اگر یہی طریق استدلال ہے تو میاں صاحب کو چاہیئے کہ غیر احمدیوں کے اعتقاد کے مطابق مسیح ناصری کے دوبارہ نزول کے منتظر رہیں۔ کہ اس کے آنے ہی سے غیر احمدی علما کا خیال سچا ثابت ہو سکتا اور ان کی خواہش تکفیر پوری ہو سکتی ہے۔

سناتنی ہندو اور شدھی

کہا جاتا ہے کہ سناتن دھرمی ہندو بھی شدھی کے قائل ہیں لیکن اگر ان اقوال کو غور کی نظر سے دیکھا جائے جو سناتن دھرم کے دو ودان پنڈتوں نے اس بارہ میں کہے ہیں تو ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج کی اشدھی ان کے خیالات سے بالکل مختلف ہے۔ حال ہی میں ایک سناتنی پنڈت گردھر شرما نے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے صاف طور پر کہا کہ ہماری یہ غلطی تھی کہ ہم نے اپنے کھوئے ہوئے بھائیوں کو دوبارہ لینے سے انکار کر دیا،، پھر کہا کہ،۔

"ودوانوں نے اس حقیقت نفس الامری کو تسلیم کیا ہے کہ ہر شخص ہندو مذہب میں آسکتا ہے۔ لیکن ان لوگوں کی ذات بالکل علیحدہ ہوگی۔ ان کو دو ج ذاتوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا"

اس سے صاف ثابت ہے کہ سناتن دھرم کے نزدیک اگر شدھی ہے بھی تو اول تو صرف اپنے ہی کھوئے ہوئے بھائیوں کی، غیر مذاہب والوں کی نہیں۔ اور دوسرے جن لوگوں کو شدھ کیا جائے وہ ذات کے لحاظ سے دوج ہندوؤں سے علیحدہ ہی رہیں گے گویا چوہڑے چماروں کی طرح شودروں میں شمار ہوں گے۔ ملکانوں سے بدتر ان کی کوئی اور ذات بنائی جائے گی۔ کیا اسی برتے پر آریہ سماج شدھی کا ڈھنڈورہ پیٹ رہی ہے؟!

"بھیشم" کے سنیاسی ایڈیٹر سوامی پرکاشانند نے شدھی کو سرے سے غلط اور ناجائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک شدھی کے معنے ہیں ناپاک سے پاک کرنا اور اس لئے تحریک شدھی ہندو نوجوانوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کرتی ہے کہ غیر ہندو لوگ ناپاک اور غلیظ ہیں جس سے باہم نفرت پھیلتی ہے۔ اور مجلسی شیرازہ منتشر ہوتا ہے۔ سوامی پرکاشانند کے نزدیک فرقہ وارانہ فسادات کی بنیاد میں سب سے زیادہ حصہ اسی منحوس تحریک کا ہے اس لئے اس سے سیاسی مفاد کی توقع فضول ہے۔" کیا اب بھی آریہ قوم سناتن دھرم کو اپنی تائید میں پیش کرنے کی جرات کرے گی؟

شذرات

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کی تہذیب اپنے اس انتہائی مقام کو پہنچ چکی ہے جہاں سے اس کا ردعمل یعنی جہالت کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لباس جو انسانی ستر کو ڈھانپنے کا موجب تھا۔ آج مغربی عورتوں کے لئے باعث ننگ ہے اور وہ اس کو آہستہ آہستہ اتارتی چلی جا رہی ہیں۔ جس سے یہ امید کرنا بیجا نہیں کہ یورپ میں ایک دفعہ اس دور کا اعادہ ہونے والا ہے جس کو انسان کا عہد جاہلیت کے نام سے پکارا جاتا ہے اور جس کا ایک نمونہ آج بھی افریقہ کے ریگستانوں اور صحراؤں کے اندر نظر آتا ہے۔

صرف لباس ہی نہیں، ہر شعبۂ زندگی میں مغربی دنیا کا قدم اس مقام کی طرف اٹھ رہا ہے جہاں سے جہالت کی ابتدا ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا انگلستان سے خبر آئی تھی کہ ایک بھائی بہن نے جو ایک ہی ماں کی اولاد تھے لیکن باپ ایک نہ تھا اپنی والدہ کی منظوری سے باہم شادی کر لی۔ اب تازہ خبر ہے کہ مس میؤ کے وطن مالوف امریکہ کے ایک شہر کو فریش میں مسٹر چارلس آر اے نے ۲۱ سال کی عمر میں اپنی حقیقی والدہ کے ساتھ جو عمر میں اس سے ستیرہ سال بڑی ہے شادی کر لی ہے اس خبر کا یہ حصہ اور بھی دلچسپی کے ساتھ پڑھے جانے کے قابل ہے کہ یہ عجیب و غریب نکاح ایک گرجا گھر میں پڑھا گیا جو بلدیہ کی عمارت کے اندر واقع ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی مذہب بھی مغرب کی تہذیب جاہلیت کے سامنے سرنگوں ہو چکا ہے۔ اور اب ماں باپ اور بہن بھائی کی تمیز بھی مذہباً اٹھتی چلی جا رہی ہے۔ یہ نتیجہ ہے اس خنزیر خوری اور شراب نوشی کا جو مغرب کی اعلیٰ ترین غذائیں ہیں۔

مولوی داؤد غزنوی کے اخبار "توحید" کے تازہ نمبر (مورخہ یکم محرم) میں حضرت مسیح موعود کے مرض مراق پر کسی شخص حبیب اللہ امرتسری نے تبصرہ کیا ہے۔ اور سلسلہ کے بعض اخبارات و رسائل سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ چونکہ ان میں بتایا گیا ہے کہ اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور جذبات پر قابو نہیں رہتا۔ اس لئے مرزا صاحب کو بھی نعوذ باللہ اپنے جذبات پر قابو نہ تھا۔

ہر بات کو ایک کلیہ کا رنگ دینا اور اس سے اس قسم کے نتائج پیدا کرنا جو واقعات کے صریحاً خلاف ہوں۔ پرلے درجہ کی کوتہ بینی اور حق ناشناسی کا ثبوت دینا ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود کا مراق اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ آپ کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا؟ اگر ایسا ہوتا تو وہ کام جو آپ نے شروع کیا تھا آج سے مدتوں پہلے ختم ہو چکا ہوتا

پھر ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا صاحب کو تو مرض مراق لاحق تھا۔ ان کے پیروؤں کو کیا ہو گیا جن میں بڑے بڑے ڈاکٹر اور حکیم بھی شامل ہیں۔ کیا یہ سب کے سب لوگ مراق ہی کے مرض میں مبتلا ہیں۔ کہ ان کی ہر بات کو شریعت کے مطابق پاکر مانتے چلے گئے۔ کیا علامہ حکیم نورالدین جیسا انسان اتنی بھی تمیز نہ رکھتا تھا کہ آپ کی مراقی طبیعت سے آپ کے خیالات و جذبات کا اندازہ لگا سکے۔ اس سے بھی بڑھکر غور طلب امر یہ ہے کہ کیا جس شخص کو اپنے جذبات پر قابو نہ ہو، جس کا دماغ "ہسٹریا اور مرگی" والوں کی طرح مختل ہو چکا ہو۔ اس کے اقوال اور تحریرات میں اس قسم کا جذب و کشش اور ایسی ہی معقولیت پائی جاتی ہے جیسی مرزا صاحب کی تحریرات میں ہے۔ اسلام اور آنحضرت صلعم کی حمایت میں جو دلائل مرزا صاحب نے غیر مذاہب والوں کو دیئے ہیں۔ جو علم کلام انہوں نے مذہب کے بارہ میں پیدا کیا ہے۔ وہ آپ کی صحت دماغ کا پتہ دیتا ہے جو باوجود مرض مراق میں مبتلا ہونے کے خدا کے فضل سے آپ کو حاصل تھی۔ کاش ہمارے معاندین اعتراض کرتے وقت کچھ سوچ بچار سے کام لیا کریں۔

یروشلم کی مسیحی کانفرنس اور اسلام کے خلاف بعض دیگر مسیحی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر خالد شیلڈرک لکھتے ہیں:۔

"ظاہر ہے کہ ہم ایک نئی صلیبی جنگ سے دوچار ہیں لیکن یہ جنگ وحشی سپاہیوں کے جتھوں کی ٹکر کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ امریکہ کے روپے کی طاقت سے لڑی جا رہی ہے۔ . . . . . ہمیں ایک چیز اچھی طرح محسوس کر لینی چاہیئے۔ یہ ساری جدوجہد خوف کا نتیجہ ہے۔"

مسلم مشن ووکنگ

چند استفسارات اور ان کا جواب

سکرٹری، حساب ووکنگ، لالہ اینڈ کمپنی اور بشیر بادشاہ ریڈنگ روم

(از جناب خواجہ کمال الدین صاحب سکین باغ کشمیر)

طبی مشورے کے ماتحت میں ابتدائے مئی ۱۹۳۲ء سے یہاں ہوں۔ ابھی تک میری حالت خطرہ سے باہر نہیں۔ تاہم خدا کے فضل سے مجھے بہت افاقہ ہے اتفاق سے دو دن ہوئے کہ مولوی عصمت اللہ صاحب میری عیادت کے لیے آئے اور انہوں نے برسبیل تذکرہ کسی تحریر کا ذکر کیا جو میرے متعلق "مدینہ" میں چھپی ہے اور اسی تحریر کے خاتمہ پر ایڈیٹر صاحب نے چاہا ہے کہ میں اس مضمون پر روشنی ڈالوں میں نے وہ پرچہ آج تک نہیں دیکھا۔ ذیل کی باتیں میں نے مولوی عصمت اللہ صاحب کی تقریر سے اخذ کی ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو ان کا جواب بہ رعایت اختصار حسب ذیل ہے۔ جو میں نے مولوی صاحب موصوف سے لکھوایا ہے اس تحریر میں سنتا ہوں کہ چھ باتوں کا ذکر ہے۔

(۱) سرکار عالیہ بھوپال نے میری امداد کے لیے جو سکرٹری دیا وہ کون ہے اور کہاں ہے۔ اور وہ آج کل کیا کرتا ہے۔

(۲) ووکنگ مشن کا حساب کتاب، اور وہ کس کے پاس ہے۔

(۳) لاہور میں جو دکان کاغذ کی موسوم بہ لالہ اینڈ کمپنی ہے اس کا سرمایہ کہاں سے آیا ہے

(۴) بشیر بادشاہ ریڈنگ روم کون سے قومی کام میں استعمال ہو رہا ہے

(۵) میری ذاتی آمد کیا ہے

(۶) مجھے ووکنگ مشن سے الگ ہو کر یہ کام کسی اور کو دیدینا چاہیئے۔

اپنی تحریر میں جیسا کہ میں سنتا ہوں صاحب مضمون نے جو لب ولہجہ اختیار کیا ہے اس کے جواب میں میں خاموش رہنا چاہتا ہوں۔ ان کے بعض استفسارات تو صحیح ہیں۔ لیکن بعض امور میں وہ حدود جائز سے متجاوز ہو گئے ہیں۔ اور لائبل کے کنارے تک پہنچ گئے ہیں۔ جس صورت میں میں نے سابقہ چٹھی میں کھلے کھلے طریق پر لکھ دیا کہ ووکنگ کا مالی انتظام اس کی آمد و خرچ اور اس کے روپے سے میری ذات کا کوئی تعلق نہیں۔ نہ روپیہ میرے ہاتھ میں آتا ہے اور نہ میرے ہاتھ سے خرچ ہوتا ہے۔ یہ سب معاملات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ہاتھ میں ہیں۔ جس کے فنانشل سکرٹری ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ڈپٹی کیمیکل اگزامنر پنجاب گورنمنٹ ہیں۔ اور جو چاہے ووکنگ کے مالی معاملات کے متعلق ان سے دریافت کرلے تو مجھے کیوں مخاطب کیا جاتا ہے۔

سنتا ہوں کہ آپ کے نامہ نگار صاحب لاہور کے رہنے والے ہیں۔ اور ان کی رہائش کا مقام دفتر انجمن سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ وہ تو چند منٹوں میں یہ امور طے کرسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں پبلک روپے کے معاملہ میں ایک شخص کو اس قدر استفسار کرنے کا حق ہے۔ کہ پبلک روپیہ کس قدر آیا اور کہاں خرچ ہوا۔ اس سے بڑھ کر تو قانوناً و شرعاً کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ خازن روپیہ یا اس کے متعلقین کی حیثیت اور ان کی مالی حالت کو زیر بحث لائے۔ اگر آمد ووکنگ کی پائی پائی حساب میں آچکی ہو اور اسی کے کام میں خرچ ہو چکی ہو اور جو بچی ہو وہ موجود ہو۔ اور اس سارے معاملہ کا مجھ سے تعلق بھی نہ ہو تو پھر کسی کا کیا حق ہے کہ مجھ سے اور سوالات کرے۔ لیکن اس حقیقت کے باوجود مجھے ہر ایک جائز اور ناجائز سوال کے جواب دینے میں کوئی تامل نہیں۔ میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی نیک کام کسی وجہ سے نقصان اٹھائے لہذا میں مستفسر کے ہر ایک سوال کا جواب دیتا ہوں۔

میرا سکرٹری

(اول) بیگم صاحبہ کے فرمان کے ماتحت ایک سکرٹری میری امداد کے لیے دیا گیا۔ میں نے سکرٹری بھی رکھا۔ چند ہفتے اس سے کام بھی لیا لیکن میں بیمار ہو گیا اور اس وقت تک بستر علالت پر ہوں۔ نہ میں کام کرنے کے قابل ہوا اور نہ سکرٹری کی ضرورت رہی لہذا میں نے سکرٹری کو چند ہفتوں کے بعد سبکدوش کر دیا۔ ہاں سرکار عالیہ کی عنایت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ مجھے تو حکم تھا کہ فلاں تاریخ کو سکرٹری کی سالانہ تنخواہ وصول کروں۔ لیکن میں نے ان چند ہفتوں کی تنخواہ بھی وصول کرنی مناسب نہ سمجھی

ووکنگ مشن کے حسابات

(دوم) ووکنگ مشن جیسا کہ میں آئندہ لکھونگا ایک ذاتی مشن ہے اس کے اخراجات کا ذمہ دار سب سے زیادہ اس وقت بھی وہ آمد ہے جو کہ میری ذاتی ملکیت ہے۔ اور جو دیگر امداد ہے اس کا نصف سے زیادہ حصہ ان کرم فرماؤں کی عنایت ہے جن سے مجھے ذاتی تعلق ہے۔ ان میں چند مسلم ریاستیں بھی شامل ہیں۔ یہ روپیہ گو انہوں نے خدا کے رستے میں دیا لیکن مجھ پر عنایت فرمائی۔ میں نے جب کبھی امداد کی اپیل کی تو اس میں صاف لکھ دیا اور کئی دفعہ لکھا کہ میں اس مشن کو ذاتی ذمہ داری پر چلا رہا ہوں۔ جس کو مجھ پر بھروسہ نہیں اسے حرام ہے کہ مجھے ایک کوڑی بھی دے۔ اس کے وجوہ بہت سے ہیں جن کو ذرا صحت پاکر مفصلاً لکھونگا۔ بہ رعایت اختصار ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایسا کام جو ابتدائی حالت میں ہو اور بالکل نیا ہو اور جس کا خیال بھی ایک تن واحد کی قلبی کیفیت ہو اور جس کا مقام کار آٹھ نو ہزار میل کے فاصلہ پر ہو اور جہاں کے لوگ اپنے تمدن اور معاشرت اخلاق اور آداب میں دوسروں سے بالکل مختلف ہوں جن کے حالات بعض وقت ایسی ضرورتوں کو پیدا کردیں جن کا ادراک و فہم دوسروں کے لئے جو دور بیٹھے ہوں کسی قدر مشکل ہے۔ چنانچہ ہماری انجمن کو ووکنگ اور برلن کے معاملہ میں اس وقت بھی ایسی دقتیں پیش آجاتی ہیں۔ ایسا کام میری رائے میں شخصی ذمہ داری ہی پر موقوف ہونا چاہیئے۔ یا ایسی جماعت کی طرف سے ہونا چاہیئے جس کے ممبر "من تو شدم تو من شدی" کے مصداق ہوں۔ موخر الذکر امر اس وقت ہم میں مفقود ہے۔ اس لئے میں نے امر اول کو پسند کیا۔ آغاز مشن پر کون کہہ سکتا تھا کہ اس مشن کو کامیابی ہوگی یہاں کے اخباروں نے تو میرے خیال کو ۱۳-۱۹۱۲ء میں جنون سمجھا۔ اور اہل الرائے مثلاً شیخ عبدالقادر صاحب وغیرہ نے جو اس وقت مشن کی خدمات کے دل سے معترف ہیں اس وقت مجھے ہمدردی سے نصیحت کی کہ میں کیوں اپنے وقت کو ضائع کرکے اپنی چلتی وکالت کو تباہ کرنے لگا ہوں۔ ان وجوہ پر میں نے اس وقت پسند کیا اور اب بھی میری یہی رائے ہے کہ ایسی نوعیت کے کام شخصی ذمہ داری پر ہونے چاہئیں تاکہ ناکامی پر کسی کے لیے گلہ کا موقع نہ رہے۔ اور اس کے وہی لوگ معاون ہونے چاہئیں جو کہ نیکی کرا ور کنوئیں میں ڈال کے مطابق مدد دیں چنانچہ ووکنگ مشن کو اسی اصول پر میں نے چلایا۔ اور آئندہ بھی اسی اصول پر چلانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

ان امور کے باوجود میں نے اس روپیہ کی عزت و حرمت اسی طریق پر کی ہے جس طرح کسی کو کسی پبلک فنڈ کی عزت کرنی چاہیئے۔ میں اس کے آمد و خرچ کو رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں چھپوا دیا کرتا ہوں اور یہ رسالہ بالخصوص ان لوگوں تک پہنچ جاتا ہے جو اس کے معاون ہیں۔ جہاں ان کی امداد کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اور خرچ کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اس پر اگر کسی کو کوئی شبہ ہو تو میں اجازت دیتا ہوں کہ وہ مجھ سے یا انجمن مذکور سے اپنی تشفی کرالے۔ اس کے علاوہ وہ اپنی تحقیق کرکے کسی ایسی رقم کا پتہ لگائے۔ جو منتظمین ووکنگ نے یا میں نے وصول کی ہے اور اسے حساب میں مجرا نہیں دیا۔ میں نے تو بعض وقت بعض ریاستوں کی وہ رقمیں بھی مشن کی نذر کردیں جو انہوں نے ذاتی طور پر مجھے دیں اور وہ چھپ چکی ہیں۔

لالہ اینڈ کمپنی

(سوم) امور متنبہ نمبر ۲ میں کسی کو کہاں حق پہنچتا ہے کہ لالہ اینڈ کمپنی یا کسی میرے کام کے متعلق سوال کرے۔ یہ نہیں دیکھتے کہ میں نے یہ کام تلاش روزگار میں نہیں کیا۔ میں نے تو اپنی چلتی وکالت کو چھوڑا جو میرے لئے جائداد پیدا کر چکی تھی۔ مشن کو میں نے اپنے روپے سے چلایا لیکن پھر بھی مجھے جواب دینے میں تامل نہیں۔

لالہ اینڈ کمپنی کو ایک کمپنی سے تعلق ہے۔ اس کے شرکا میں ایک میرا لڑکا خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا بھی ہے۔ اس وقت تک یہ کمپنی نہایت کامیاب رہی ہے۔ اس کمپنی نے گزشتہ دو سال میں کئی لاکھ روپے کا کام کیا ہے۔ اگر مضمون نگار صاحب سیر کرتے ہوئے لالہ اینڈ کمپنی کے بورڈ ہی کو پڑھ لیتے تو ان نا ملایم تلمیحات کی تکلیف سے بچ جاتے جو سنتا ہوں کہ ان کی تحریر میں موجود ہیں۔ کیونکہ انہیں نظر آجاتا کہ یہ کمپنی اپنے سرمایہ پر تجارت نہیں کرتی بلکہ وہ کئی ایک کمپنیوں کی ایجنٹ ہے جن کا مال جو لاکھوں روپے کا ہوتا ہے۔ لالہ اینڈ کمپنی کے ہاتھوں بطور کمیشن ایجنٹ کے فروخت ہوتا ہے۔ سرمایہ کا سوال چھوٹی کمپنی یہ ایجنسی تو دیگر اخراجات بھی اصل مالکوں سے لے لیا کرتی ہے۔

بشیر بادشاہ ریڈنگ روم

(چہارم) بشیر بادشاہ ریڈنگ روم میرا اپنا بنا کردہ ہے۔ میں اس کا مالک ہوں۔ میں [illegible] اس کا متولی ہوں اور میرے بعد اس کا متولی خواجہ نذیر احمد یا میرا کوئی مقرر کردہ ہوگا۔ لیکن ریڈنگ روم سے مراد چار دیواری یا کمرہ نہیں ہوا کرتا۔ اس میں اور بھی باتیں ہونی چاہئیں۔ کتابیں، اخبارات وغیرہ وغیرہ جس کا انتظام بدقسمتی سے میں آج تک نہیں کرسکا۔ میرا دل گوارا نہیں کرتا۔ کہ میں اس غرض سے چندہ کروں۔ گزشتہ ایام میں میرے مکان کا یہ وقف شدہ حصہ ایک عرصہ تک انجمن مذکورہ کے استعمال میں بطور لائبریری بھی آیا۔ ہاں میری گزشتہ غیر حاضری میں یہ کمرہ میرے متعلقین نے بلا میری اجازت کے ذاتی طور پر استعمال کیا۔ لیکن ایام استعمال کا کرایہ بھی انہوں نے بیس روپے ماہوار دیدیا۔ اور وہ کرایہ انہوں نے انجمن میں جمع کرادیا۔ بہرحال افریقہ سے واپسی پر میں نے اس طریق کو بھی پسند نہ کیا۔ کمرۂ مذکور اس وقت خالی پڑا ہے۔ کشمیر سے واپسی پر اگر میرے حالات نے اجازت دی تو میں اپنے حسب منشا ریڈنگ روم کھول دونگا۔ اور اگر ریڈنگ روم کے متعلق ضروری کتب وغیرہ میں خود مہیا نہ کرسکا تو کمرہ وقف شدہ انجمن مذکورہ یا کسی اور جماعت کو دیدوں گا۔ جو اغراض وقف کو پورا کرے۔ اس کے ضمن میں میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ میرا تعلق مدتوں پیشہ وکالت سے رہا ہے میں قانون وقف سے واقف ہوں۔ متولی کے خصوصاً جبکہ وہ خود ہی مالک ہو فرائض جانتا ہوں۔ لہذا جو ہو رہا ہے وہ صحیح ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق مجھے یہاں بحث کرنے کی ضرورت نہیں میں جانتا ہوں کہ یہ وقف شدہ چیز کس استعمال میں آنی چاہیئے۔ اغراض وقف مخصوصہ۔ وقف شدہ چیز کو کسی اور قومی کام میں لانے سے پورے نہیں ہوتے۔

اب دو سوال باقی رہ جاتے ہیں۔ ایک میری آمد کے متعلق ہے اور ایک ووکنگ سے میرے الگ ہو جانے کے متعلق اب تھک گیا ہوں۔ ان دو باتوں کا جواب کل کی مجلس میں لکھونگا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

— راولپنڈی سے اخویم عبدالرحمن صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اخویم عبدالحمید صاحب کی بیوی جو ایک نہایت مخلص اور نیک طینت احمدی تھیں لمبی بیماری کے بعد ۱۰ مئی کو فوت ہو گئیں۔ اطلاع دینے میں کچھ توقف ہو گیا۔ بھائی عبدالحبیب بھی ایک مخلص احمدی ہیں۔ براہ نوازش مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت و جنازہ غائب کی تحریک کریں۔

— لدھانہ سے اخویم محمد اسمعیل صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ قبلہ حاجی امیر بخش صاحب ۱۸ رجب کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ حضرت مسیح موعود کے وقت کے مخلص بزرگوں میں سے تھے۔ اور ہماری انجمن کی ہمیشہ امداد فرمایا کرتے تھے۔ احباب کرام حاجی صاحب موصوف کا جنازہ غائب پڑھ دیں۔

— اخویم محمد عبداللہ صاحب محصل انجمن حضرت امیر کی خدمت میں لکھتے ہیں:-

"یہ خبر جناب کے لیے نہایت ہی افسوس کا موجب ہوگی کہ مولوی اللہ بخش صاحب سابق ہیڈ پنشنر ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول مظفر گڑھ عرصہ ایک ماہ ہوا فوت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ سلسلہ کے پرانے خادم تھے۔ آپ کی تمام خدمت دین و خدمت قوم میں خرچ ہوئی۔ علاقہ و دائرہ دین پناہ کے غریب مسلمانوں کے پشت پناہ تھے۔ آخر آپ کا خاتمہ بھی خدمت دین اسلام پر ہوا۔ آپ ایک مقروض مسلمان کا فیصلہ کرانے کے لیے کسی جگہ تشریف لے گئے اس کو آپ کی ذات سے بہت فائدہ پہنچا۔ ظہر کی نماز کے وقت گھر تشریف لائے۔ نماز پڑھی پھر گھر میں سو گئے۔ اپنے بھائی کو بلوایا کہ میری طبیعت خراب ہے۔ حالات بعد میں سناؤں گا۔ عصر کی نماز کے وقت خاتمہ ہو گیا۔

ان کی وفات کی خبر دفتر میں نہیں پہنچی۔ اور نہ جناب کو معلوم ہوگا اتفاقاً مجھے معلوم ہوا۔ کیونکہ ان کے بھائی ہماری جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ وہ اپنے علاقہ میں اس قدر ہر دلعزیز تھے کہ آپ کے جنازہ پر ہزاروں کا مجمع تھا۔ اور لوگ ان کی وفات کے صدمہ کو آپ تک محسوس کر رہے ہیں۔ جناب انکی مغفرت کے لئے دعا کریں"۔

پیغام صلح:- ہم مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کریں

بہاء اللہ کا ادعائے الوہیت

اس کی اپنی تصنیفات سے

(حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی کے قلم سے)

عرش و سما بہاء اللہ کی تجلی

" جمال اقدس ابہی بر عرش ربوبیت کبریٰ مستوی و بکل اسماء حسنےٰ وصفات علیا بر اہل ارض و سما تجلی فرمود " کہ بہاء اللہ نے ربوبیت کبریٰ کے عرش پر اپنی تمام صفات و اسما کے ساتھ آسمان و زمین والوں پر تجلی ڈالی " اس حوالے میں آسمان کا لفظ خصوصیت سے قابل غور ہے گویا زمین والوں ہی کا بہاء اللہ خدا نہیں بلکہ آسمان والوں کا بھی وہی خدا ہے۔ عیاذاً باللہ۔ چنانچہ اسی گھمنڈ میں بہاء اللہ اپنے ایک مرید کو جس کا نام محمد تھا حکم دیتا ہے کہ اذا خرجت من ساحة العرش اقصد زیارت البیت۔ کہ جب تو نکلے تو میرے گھر کی زیارت کا قصد کر آگے حکم دیتا ہے وقل یا بیت اللہ الاعظم این جمال قدم ... مالی اریٰ یا عرش اللہ تغیر حالک اور کہو کہ اے اللہ اعظم کے بیت جمال قدم بہاء اللہ کہاں ہے۔ اے اللہ کے عرش میں تیرا حال متغیر دیکھتا ہوں

البیت بہاء اللہ کا گھر ہے

پھر ان الفاظ میں دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ یا آلہی اسالک بہذا البیت الذی تغیر فی فراقک وینوح لہجرک وما ورد علیک فی ایامک ان تغفرلی ولابوی وذی قرابتی الخ۔ اے میرے معبود بہاء اللہ میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں اس گھر کے وسیلے سے جو تیری جدائی میں حال سے بے حال ہے (صاف ظاہر ہے کہ یا آلہی سے مراد بہاء اللہ ہے جو اس البیت میں اب موجود نہیں۔ اور جس کی جدائی کا شکوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے مراد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تو ہر جگہ موجود ہے۔ اس کی جدائی کا شکوہ کیسا؟) اور جو تیرے ہجر میں اور تیری ان مصیبتوں پر جو تجھ پر وارد ہوئیں رو رہا ہے۔ (معلوم ہوا کہ یا آلہی کرکے بہاء اللہ ہی کو خطاب کیا ہے جو اس بیت میں نہیں۔ اور جس پر مصیبتیں نازل ہوتی رہیں) میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو اور میرے والدین اور رشتہ داروں کو بخش دے۔

اب اس زبردست حوالے کو ملاحظہ فرمائیے اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائیے کہ آیا بہاء اللہ کو معبود اور الہ الناس ہونے کا دعویٰ تھا یا نہیں۔ اور اس نے اپنے مریدوں کو اپنی پرستش کا حکم دیا یا نہیں

بہاء اللہ کی تصاویر کی پرستش

اس کا ایک تازہ ثبوت ملاحظہ ہو۔ جناب صغریٰ بیگم صاحبہ جنھوں نے یورپ کا سفر کیا ہے اپنے سفرنامہ کی جلد اول صفحہ ۲۰۴ پر بہائیوں کا ذکر کرتی ہوئی لکھتی ہیں۔ کہ بہائیوں کے مکانوں میں" بہاء اللہ کی تصویریں دیکھیں۔ ہر جگہ سر بہاء اللہ کی تصویریں لگی ہوئی ہیں ان کی پرستش کیجاتی ہے "

بہاء اللہ کی طرف سے وحی کا نزول

کوکب ہند یکم جنوری ۱۹۲۸ء معزز ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ جیسے دیگر رسول تھے ویسے ہی بہاء اللہ کو بھی دعویٰ تھا۔ کہ مجھ پر بھی نزول وحی ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ اپنے قلم کو قلم اعلےٰ قرار دیتا ہے اور جو کچھ لکھتا ہے اس کا نام لوح رکھکر اپنے کسی مرید پر اتارتا ہے چنانچہ اس کی الواح دیکھنے والوں پر صاف عیاں ہے۔ کہ ایک لوح الذکر الحکیم میں لکھا ہے۔ قل لک الحمد یا من بیدک زمام الارضین والسموات .... وقال لبیک یا رب الرحمٰن۔ یہ اپنے ایک مرید کو حکم ہے۔ اور خود وہ ہستی بن رہے ہیں جن کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی باگ ڈور ہے۔ اور رب الرحمٰن ہونے کا دعوےٰ ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ آخر میں لکھنا پڑا الاانی سُجِنتُ فی مقام ممنوع۔ یعنی وہی رب الرحمٰن صاحب وحی اتار رہے ہیں۔ کہ میں اس وقت تکلیف اور قید میں ہوں۔ شاید کوئی بہائی (صابری بریلوی کی طرح جن کا پاگلخانہ مشہور رہے ہے) دھوکہ دے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو بہاء اللہ پر نازل ہوا۔ سو واضح رہے کہ یہ نہایت غلط بات ہے۔ تمام الواح کے پڑھنے سے خود واضح ہو جاتا ہے۔ اور خود اس کے اپنے مریدوں کو اقرار ہے کہ لوح یا وحی ہم پر بہاء اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔ (باقی آئندہ)

مذاہب عالم صداقت کی کسوٹی پر

(چودھری عبدالمجید صاحب نہا کی قلم سے)

ہر ایک مذہب کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور سچا ہے۔ اور اپنے اندر ایک ایسی روحانی تعلیم رکھتا ہے کہ جس پر گامزن ہونے سے ایک انسان اپنے معبود حقیقی کو پا سکتا ہے۔ لیکن یہ تو ہوا دعویٰ۔ آؤ ذرا ان کے دلائل کو دیکھو اور ان کی تعلیم کا آپس میں مقابلہ کرو جس سے یہ پتہ چل سکے کہ کونسا مذہب اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور کون جھوٹا؟

آج کل دنیا میں بڑے مذاہب صرف تین ہیں۔ عیسائیت ہندوازم اور اسلام۔ ہم ان تینوں مذاہب کی تعلیم کے بنیادی اصولوں مثلاً تصور خدا و طریق عبادت وغیرہ پر ایک تبصرہ کریں گے اور نتیجہ کو اپنے ناظرین کرام پر چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔

عیسائیت ایک مثلث خدا پیش کرتی ہے۔ یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس اور ساتھ ہی خدا کی وحدانیت پر ایمان رکھنے کا بھی دعویٰ کرتی ہے۔ یہ "تین میں ایک" اور "ایک میں تین" کا عجیب معمہ ہے جو نہ آج تک کسی فلاسفر کی سمجھ میں آیا ہے اور نہ کسی تثلیث کی تھیوری (Theory) کسی صاحب عقل سلیم کو مطمئن کر سکی ہے۔ اور چونکہ پادری صاحب خوب جانتے تھے کہ ان کے خدا کا تصور عقل انسانی میں ہرگز آنے کا نہیں۔ اس لئے انہوں نے عقل کو تو سرے سے ہی جواب دیا اور کہا کہ بس "عقل کو مذہب میں دخل نہیں" بھلا ان سے کوئی پوچھے تو کہ جناب اگر عقل کو مذہب سے کچھ واسطہ نہیں تو پھر کیوں ذوالعقل ہی شریعت کے مکلف ہوں۔ اور کیوں دوسری مخلوق جیسے کوئی عقل نہیں یونہی کھلا چھوڑا کرے۔ اور سست پھرتی رہا کرے مگر اصل میں بات یہ ہے کہ عیسائی علما جانتے تھے۔ کہ ان کی بائبل کا پیش کردہ خدا عقل صحیح کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ لہذا انہوں نے قرون مظلمہ کے بھولے بھالے انسانوں کو یوں دھوکا دیا چاہا۔ مگر اب وہ زمانہ گزر گیا ہے اور مذہب کو عقل کی ترازو پر تولنے والے انسان پیدا ہو گئے ہیں۔ جو غیر معقول باتوں کو تسلیم کرنے کے لئے کسی طرح سے بھی تیار نہیں۔ یہ جو عیسائی دنیا میں آج کل تہلکہ مچا ہوا ہے یہ انہی اصحاب کے قلب غیر مطمئن کا نتیجہ ہے۔

یہ تو ہے عیسائیت میں خدا کی ذات کا تصور۔ آؤ اب ذرا اس کی صفات کو بھی دیکھیں۔ عیسائیوں کا خدا مالک نہیں ہے۔ بلکہ صرف ایک منصف ہے۔ جو کہ انصاف کرنے پر مجبور ہے۔ وہ مسل کو دیکھکر فیصلہ کرتا ہے۔ اور اپنی طرف سے گو وہ چاہے بھی کچھ بڑھا گھٹا نہیں سکتا اس خدا کو ایک بڑی تکلیف تھی۔ تھا بچارا رحم دل مگر بے اختیار۔ چاہتا تھا کہ مخلوق کو نار جہنم سے نجات دے مگر ان کے گناہوں کو بخش نہ سکتا تھا۔ مالک جو نہ تھا۔ اس لئے اس کی طبیعت بڑی بے چین رہا کرتی تھی آخر ایک دن خدا کو ایک بڑے مزے کی بات سوجھی کہ اپنے اکلوتے بیٹے کے سر پر تمام جہان کے گناہوں کا بوجھ تھوپے اور اسے صلیب پر چڑھا کر ان کے گناہوں کا کفارہ بنا کر باقی سب مخلوق کو نجات دے چنانچہ خدا صاحب نے ایسا ہی کیا۔ مگر ان سے کوئی پوچھے تو کہ تمہارے خدا نے ایک فریق پر رحم کرتے کرتے دوسرے پر بڑا بھاری ظلم کر دیا جسے کہ تم بھی آجکل ناجائز سمجھتے ہو۔ اور اسی لئے زید کے گناہ کی سزا بکر کو نہیں دیتے۔ تو کیا تمہارے خدا میں تمہاری جتنی بھی عقل نہیں؟

پھر مذہب کا واحد مقصد تو یہ ہے کہ وہ انسان کو خدا تک پہنچنے کے ذرائع بتائے اور ایسی دعائیں اور ترکیبیں بتائے کہ جن پر عمل کرنے سے ایک انسان اپنے خالق کو مل سکے۔ مگر عیسائیت میں تو کچھ اور ہی بات ہے۔ ہفتہ میں عبادت کا دن صرف ایک ہی ہے۔ اور پھر دعا بھی عجیب ہے۔ کہ وہاں بھی روز کی روٹی کا رونا ہے۔ اجی چاہئے تو یہ تھا کہ اگر آپ خدا خدا کر کے بھولے سے ساتویں دن گرجا میں آ ہی گئے تھے تو وہاں تو اس دنیا کو بھول کر دوسری دنیا کی فکر ہوتی اور خدا کے ملنے کے لئے کسی خواہش کا اظہار ہوتا۔ مگر کچھ بھی نہیں۔ اگر کسی بات کا خیال ہے تو وہ "روز کی روٹی" ہے۔ جو عیسائیوں کی ناعاقبت اندیشی پر دال ہے کیونکہ یہ اس چار دن کی دنیا کے پیچھے تو پڑے ہوئے ہیں اور دوسری دنیا جہاں اس سے بہت لمبا عرصہ بلکہ اس کے بعد ہمیشہ تک رہنا ہے اس کا خیال بھی نہیں۔ (باقی وارد)

ہندوستان

— ۱۶ - ۱۷ جون کو دریائے جمنا میں طغیانی آئی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حصہ ملک میں اچھی بارش ہوئی ہے۔

— نینی تال ۱۷ جون سر اینگز نذر رڈین گورنر ممالک متحدہ تقریباً دو ہفتہ تک بیمار رہ کر فوت ہو گئے۔ ہز اکسلنسی وائسرائے نے ان کی بے وقت موت پر اظہار افسوس کیا۔ ان کا چارج نواب سر احمد سعید خاں صاحب وائس پریزیڈنٹ کونسل کے سپرد کیا ہے۔

— جبل پور میں فصل کے نہ ہونے کی وجہ سے حکومت سے لگان کے معاف کئے جانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اور بعض ہندو ممبران نے لگان نہ معاف کیا جانے کی صورت میں ٹیکس ادا نہ کرنے کی تحریک کی ہے۔

— حافظ نصیر الدین صاحب معہ ایک مرید کے نظام الدین اور سٹیشن نئی دہلی کے درمیان بڑے ظالمانہ طریقہ سے قتل کئے گئے۔ مقتول کا بھائی بھی ملزموں کے زمرے میں گرفتار ہے۔

— علی برادران کی ہمشیرہ محترمہ بیگم یوسف علی کا ریاست رامپور میں انتقال ہو گیا ہے۔ اور مولانا شوکت علی نے مرحومہ کی قبر دیکھنے کے لئے والی ریاست سے بذریعہ تار اجازت مانگی ہے۔

— مدراس ۱۸ جون۔ بلدیہ مدراس کے پانچ مزدور بدررو میں داخل ہونے پر زہریلی گیس سے مر گئے۔ جیوری نے ان کے ورثا کو معاوضہ دینے کی بلدیہ سے سفارش کی ہے۔

— لاہور ۱۷ جون۔ سنٹرل جیل میں ایک قیدی نے داروغہ جیل پر استرے سے قاتلانہ حملہ کیا جس سے اس کی ناک کٹ گئی ہے۔

— دہلی میں ۱۷ جون کو مسلمانان دہلی کا ایک جلسہ ہوا ہے جس میں ریاست جودھپور کے مسلمانوں سے ظالمانہ اور وحشیانہ برتاؤ پر اظہار نفرت کی گئی ہے۔ اور گورنمنٹ کو مسلمانوں کی حفاظت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

— حیدرآباد کے ایک مشہور نجومی نے پیشگوئی کی ہے کہ سال رواں کے آخری چاندگرہن اور سال ۱۹۳۲ء کے وسط میں مشرق میں ایک ستارہ نمودار ہو گا۔ جو جنگ، مہلک وبائیں اور بہت سے ممالک میں تباہی کا مظہر ہو گا۔

— کوچ بہار میں ہیضہ سے پانچ چھ سو آدمی مر چکے ہیں اور کئی ایک خاندان بالکل تباہ ہو گئے ہیں۔

— لاہور ۱۸ جون کو نارتھ ویسٹرن ریلوے کی مشاورتی انجمن کا ایک اجلاس ہوا۔ جس میں یہ پاس ہوا کہ یکم ستمبر ۱۹۳۲ء سے ٹائم ٹیبل میں اہم تبدیلیاں کی جائیں۔ ایک ٹرین فرنٹیئر میل کے نام سے پشاور سے بمبئی براستہ دہلی بی بی اینڈ سی آئی ریلوے چلائی جائے گی اور ایک زائد ایکسپریس موجودہ بمبئی پشاور میل کی بجائے براستہ بھٹنڈہ دہلی اور بی بی اینڈ سی آئی ریلوے چلے گی۔ اور موجودہ کراچی میل جو اس وقت راولپنڈی تک جاتی ہے۔ آئندہ پشاور تک جایا کرے گی۔ اور لاہور اور جموں کے درمیان ایک گاڑی چلائی جائے گی جسکو کہیں تبدیل کرنے کی ضرورت نہ ہو گی۔

— اعلیٰحضرت حضور نظام نے سٹیلر کمیٹی کے پاس ایک یادداشت ارسال فرمائی ہے۔ کہ حیدرآباد کے ساتھ بجائے اس قسم کے سلوک کے جو ہندوستان کی متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستوں سے کیا جا رہا ہے آزاد ممالک مثلاً افغانستان وغیرہ کی طرح سلوک کیا جائے۔ مملکت حیدرآباد میں جا بجا جلسے ہو رہے ہیں۔ جن میں حکومت برطانیہ سے یہ خواہش کی جا رہی ہے کہ حضور نظام کی خودمختاری اور آزادی کو تسلیم کیا جائے اور ان کو بجائے ہز اگزالٹڈ ہائینس کے ہز مجیسٹی کا خطاب دیا جائے۔

— سید سعد اللہ شاہ صاحب مالک ریاست و سید حبیب سابق مالک نے وزیر ہند کو نوٹس دیا ہے کہ ریاست کے جو پرچے ضبط ہو چکے ہیں ان کا معاوضہ دلایا جائے۔ اور پولیس کی مداخلت بیجا پر افسوس کا اظہار کیا جائے۔ ورنہ دو مہینہ تک انتظار کر کے وزیر ہند کے خلاف عدالت دیوانی میں دعویٰ دائر کیا جائے گا۔

— بمبئی میں چند روز ہوئے کہ ہندوؤں کے ایک بڑے نامی لیڈر نے ہندو مسلمانوں کو مذہب ترک کرنے اور صرف عقل انسانی کو استعمال کرنے کی تحریک کی ہے۔ جس کا مقصد مسلمانوں کو لامذہب بنا کر بعد میں اشدھ کرنا ہے۔

— بنگال میں اشدھی بڑے زوروں پر ہے میجک لینٹرن کے ذریعہ بیوقوفوں کو تماشہ دکھا کر اپنے دام تزویر میں لایا جا رہا ہے۔

ہر سہ شنبہ اور جمعہ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۷ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۲۸ء | نمبر ۴۱

اسلام مشرق و مغرب میں

روس میں مذہب و الحاد کی کشاکش

ملحدین روس کی انجمن

بابو بپن چندر پال بنگال کے مشہور اعتدال پسند لیڈر شاہ امان اللہ خاں کی سیاحت یورپ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

اشتراکیوں اور ملحدوں کی انجمنوں نے روس میں بڑھتے ہوئے مذہبی جذبہ کی طرف توجہ کرنا شروع کی ہے۔ مانچسٹر گارجین کا نامہ نگار ماسکو اپنے ایک مکتوب میں ان الفاظ کے ساتھ روس کی مذہبی حالت پر تبصرہ کرتا ہوا لکھتا ہے کہ ماسکو کے ایک اخبار نے ملحدین روس کی سب سے بڑی انجمن کے صدر سے ملاقات کی اور تبادلہ خیالات کیا۔ اس انجمن کے ڈھائی لاکھ ممبر ہیں۔

صدر مذکور نے کہا کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ مذہبیت کو فروغ ہو رہا ہے۔ مسٹر جارو سلاسکی پورا اشتراکی ہے اس کا خیال ہے کہ یہ مذہبیت ان صدید متمول کسانوں اور تاجروں کی جماعت کے اثر کا نتیجہ ہے جو شہر اور دیہات میں فوقیت اور قوت حاصل کر رہے ہیں۔ مسٹر مذکور نے یہ بھی کہا کہ مستقبل الحاد کی ملکیت ہے۔

ایسٹر کی نماز اور سامان تفریح

روسی ایسٹر کی تقریب نے جو حال ہی میں منائی گئی مذہب و الحاد کی قوتوں میں موازنہ کرنے کا دلچسپ موقعہ دیا۔ اشتراکی نوجوانوں کی انجمن نے لوگوں کو گرجوں سے علیحدہ کرنے میں عجیب جدت سے کام لیا۔ مزدوروں کے کلب گھروں میں ایسٹر سے قبل رات کو عین اس وقت جبکہ لوگوں کو گرجے میں جاکر نماز پڑھنی تھی۔ نوجوان لوگوں کو روکنے کے لئے سینما کے تماشے، رقص و سرود کی محفلیں اور دوسرے سامان تفریح مہیا کر دیئے تھے۔ اسی مقصد کو مدنظر رکھکر تھیٹروں اور اوپرا گھروں نے سابقہ رسم کے خلاف ایسٹر کی شام کو بھی تماشے دکھائے۔

گرجا جانے والے لوگ کہتے تھے کہ اس سامان عیش و عشرت کو بہت کم کامیابی ہوئی۔ اور دینداروں کے تقوی کا شیشہ چور نہیں ہوا۔ لیکن اشتراکی نوجوان کہتے تھے کہ ہمنے بڑے، بڑے زاہدان مرتاض کی توبہ توڑ دی ہے لیکن غیر جانبدار اطلاع نگاروں کا بیان ہے کہ کلب گھر اور گرجے دونوں میں کافی لوگ جمع تھے۔ بحیثیت مجموعی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ الحاد و مذہب کے مابین جو کشمکش جاری ہے وہ اب نسبتاً زیادہ پائدار صورت اختیار کر گئی ہے۔ روس سے مذہب بالکل فنا نہیں ہوگا۔ اسی طرح مذہبی احیا کامل کے آثار ناپید ہیں۔ اشتراکی نوجوانوں کی جماعتوں اور اشتراکی انجمنوں سے مذہب کی ہر شے کو برا کہنے سے ان لوگوں کے عقائد بھی متزلزل ہو سکتے ہیں۔ جو ان جماعتوں میں شریک ہو رہے ہیں۔

مذہب کی حالت

مذہب کی حالت یہ ہے کہ پرانے لوگوں میں اس کا اثر زیادہ ہے اور جوانوں میں کم۔ تعلیم یافتہ لوگوں میں، مذہبی جوش غیر تعلیم یافتہ لوگوں اور مزدوروں کی بہ نسبت کم ہے۔ اور موخر الذکر جماعت ہی پر اشتراکی جماعت کی قوت کا انحصار ہے۔

عورتیں اپنے خاوندوں سے زیادہ مذہب کی شیدائی ہیں۔ مزدوروں کے گھروں میں اکثر یہ عجیب منظر دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ مکان کے ایک حصہ میں بیوی کے دلیوں اور ولیوں کی تصاویر کے سامنے شمعیں جل رہی ہیں تو دوسری طرف میاں نے "گوشہ لینن" بناکر اس کی کتابیں اور تصاویر جمع کر رکھی ہیں۔ لطف یہ ہے کہ میاں بیوی کے مذہب میں دخل نہیں دیتا۔ اور بیوی میاں کے مسلک میں مداخلت نہیں کرتی۔

بولشوزم اور اسلام

بابو بپن چندر پال لکھتے ہیں:-

اسلام کا نظام حکومت ایک حیثیت میں دنیا کی سب سے ترقی یافتہ جمہوریت ہے۔ اسلام قرار دیتا ہے کہ خدا کی نگاہ میں تمام مسلمان برابر ہیں۔ لیکن روسی اشتراکیت کے دوسرے بنیادی اصولوں سے اسلام کو کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ اسلام دولت کی قوت کو تسلیم کرتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی قرار دیتا ہے کہ دولتمند لوگ ذاتی منفعت کے لئے اپنی دولت کو استعمال نہیں کرینگے بلکہ وہ ضرورتمند اور محتاج مسلمانوں کی امداد میں اسے صرف کریں گے۔ اسلام عہدے کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ اور خدا کی مقرر کردہ مجلسی عدم مساوات کو بھی مانتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بلند مرتبہ مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس علو مدارج کو وہ خدا کی اطاعت اور اسلامی برادری کی خدمت میں صرف کریں۔

اسلام کی پوری تاریخ میں کوئی ایسا ملک نہیں ملتا جس میں بغیر بادشاہ کی جمہوری حکومت قائم ہوئی ہو۔ سلف میں یا وسطی زمانہ میں خلافت بعض امور میں توسب سے زیادہ شخصی حکومت تھی اس لئے کہ دینی اور دنیوی دونوں اختیارات اسے حاصل تھے۔ البتہ موجودہ زمانہ میں مصطفےٰ کمال نے مذہب و سلطنت کو بالکل جدا کر دیا ہے۔ کیونکہ موجودہ زمانے کے مسلمانوں کے نزدیک اسلامی جمہوریت اشتراکی اصول حکومت کو تسلیم نہیں کرتی۔

بادشاہ امان اللہ خاں بھی جمہوری خیال کے بادشاہ نہیں ہیں اور وہ اشتراکیت کو اپنے ملک میں گھسنے نہیں دیں گے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ روسی حکومت کے ساتھ برطانوی پالیسی متعلقہ افغانستان و مشرق وسطیٰ پر اثر ڈالنے کے لئے ان کی دل میں ہاں ملاویں لیکن افغانستان یا گرد و نواح کے ممالک میں بولشویک پروپیگنڈے کو عملدرآمد میں ہونے کی اجازت دیکر وہ اپنے بہترین مفاد کو نقصان پہنچا سکتے۔

سوڈان میں مساجد

سوڈان میں چھ سو سے زیادہ مساجد ہیں۔ جو خرطوم اور دیگر صوبجات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان میں سے بیشتر مساجد وقف ہیں۔ اور باقی پرائیویٹ عمارات ہیں۔ جو بطور مساجد کے استعمال ہوتی ہیں۔ اس قسم کی اکثر عمارات صوبہ ڈنگوا میں ہیں۔ اور زیادہ شاندار مساجد جو پرائیویٹ عمارات میں ہیں خرطوم میں پائی جاتی ہیں۔ وادی نیل کے بالائی علاقہ میں ۱۹۰۶ء سے پہلے کوئی مسجد نہ تھی مگر اب انگ اور رورک کے شہروں میں مساجد قائم ہو گئی ہیں۔ مگر یہ زیادہ تر مقامی تجار ہی کے کام آتی ہیں واؤ میں بحر الغزال پر ایک پتھر کی بنی ہوئی مسجد ہے۔ مگر منگولہ پر اب بھی مسلمانوں کے پاس عبادت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ العبید (خرطوم) میں ایک عالیشان مسجد بنائی گئی ہے۔ صوبہ کسالہ کی حکومت نے گزان اور گالبت میں دو مساجد تعمیر کرنے کے لئے مالی امداد دی ہے۔ اور بربر میں ایک سال میں چھ مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ خرطوم کی مسجد کے دوسرے حصہ پر پورٹ سوڈان کی مسجد ہے۔ جس کی تعمیر کے لئے حکومت نے کافی فراخدلی سے کام لے کر کئی ہزار پونڈ عنایت فرمائے ہیں۔ سوکنا میں کئی مساجد ہیں لیکن ان میں سے اکثر قابل مرمت ہیں۔ ہر سال ہزاروں سوڈانی حج کے لئے مکہ معظمہ جاتے ہیں۔ جن کے سفر کو حکومت ہر ممکن کوشش سے سہل بنانے کی کوشش کرتی ہے۔

مرکز سے بیرونی انجمنوں کے متعلق ایک ضروری دورہ

کچھ عرصے احباب کی طرف سے موعودہ رقوم کی وصولی بہت کم ہو جانیکے باعث انجمن کی مالی حالت پر ناگوار اثر پڑ رہا ہے مطالبات کی طرف بھی احباب کی توجہ ایسی نہیں ہوتی جیسی ہونی چاہیئے۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا ہے کہ جس قدر آدمی باہر جا سکتے ہیں انہیں ضروری ضروری مقامات بھیجکر وصولی کا انتظام کیا جائے چنانچہ ۲۴ جون سے حسب ذیل دورہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ مرکز تو اپنی طرف سے پوری کوشش موجودہ ناگوار حالت کو درست کرنے کی کر رہا ہے۔ لیکن جب تک احباب کا دست تعاون نہ بڑھے حالات کا بہتر بنانا مشکل ہے اس لئے سب دوست اگر کچھ تکلیف بھی اٹھانا پڑے تو اسے گوارا فرمائیں۔ اپنے بقایا جات ادا فرمائیں اور دوسروں سے ان کی وصولی میں پوری پوری امداد دیں۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔

مولوی لال حسین صاحب محصل۔ شیخوپورہ۔ لائلپور۔ جھنگ۔ سرگودھا۔ شیخ غلام محمد اسسٹنٹ محاسب۔ گوجرانوالہ۔ وزیر آباد۔ گجرات۔ راولپنڈی۔ لوہرلالہ سیالکوٹ۔ جموں۔ شیخ الدین جان محاسب۔ جالندھر۔ لدھانہ۔ فیروزپور قصور۔

خاکسار محمد دین جان فنانشل سکرٹری

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۔ ۷ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ نمبر ۱۴

اسلام اور احمدیت

(۲)

توہین انبیا اور حضرت مسیح موعودؑ!

"جن اصحاب کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا ہے وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ مرزا صاحب نے محض اپنی نبوت کی داغ بیل ڈالنے کے لئے بعض اولوالعزم انبیا کا مضحکہ اڑایا ہے اور ان کی شان میں ایسے الفاظ لکھے ہیں جو کسی لانفرق بین احد من رسلہ کی آسمانی تعلیم پر عقیدہ رکھنے والے مسلمان کے قلم سے نہیں نکل سکتے۔ چونکہ وہ اپنے آپ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ظاہر کرتے تھے اس لئے حضور کی شان میں کھلم کھلا ایسے الفاظ استعمال کرنے سے خود ان کی غرض فوت ہوتی تھی ورنہ شاید وہ اس سے بھی اجتناب نہ کرتے۔ اور باوجود اس عقیدت کے جس کا انہوں نے جابجا ذات ختمی مرتبت سے اظہار کیا ہے۔ ان کے بعض الہامات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ اپنی شان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان سے بڑھا کر دکھانا چاہتے تھے۔ مثال کے طور پر آپ کا یہ ادعا پیش کر دینا ہی کافی ہوگا کہ خدا نے مجھے کن فیکون کے اختیارات دے دیئے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے زمانہ کے علما کو بھی "اے فرقہ بذات مولویان" اور اسی قسم کے دیگر نازیبا الفاظ سے خطاب کیا ہے"

یہ وہ خیالات ہیں جو معاصر "زمیندار" نے اپنی ۲۳ رجون کی اشاعت میں ظاہر کئے ہیں۔ اور ہم حیران ہیں کہ مضمون کے اصل موضوع کو چھوڑ کر جس میں خلافت کمیٹی کے متعلق خلیفہ قادیان کے ایک مضمون کا جواب دینا مقصود ہے جو صرف سیاسی مسائل سے تعلق رکھتا ہے "زمیندار" نے خواہ مخواہ اور بلا وجہ حضرت مسیح موعود کی ذات اور آپ کے معتقدات پر لے دے شروع کر دی۔ مضمون کے ابتدائی فقرات میں "زمیندار" نے خود ہی یہ اصول پیش کیا ہے کہ

"کسی جماعت یا فرد کے افعال و اعمال پر نکتہ چینی کرنا کوئی جرم نہیں بشرطیکہ اس سے اس جماعت یا فرد کی خدمات ملی و ملکی کا استخفاف مقصود نہ ہو بلکہ اصلاح مطلوب ہو۔ اور اس شخص سے بڑا اخلاقی مجرم تو کوئی ہو نہیں سکتا جو لوگوں کے دلوں پر اپنی کارکردگی کا سکہ بٹھانے کے لئے دوسروں کی مساعی مخلصانہ کا مضحکہ اڑائے ان کی تذلیل و تحقیر کے لئے بغیر کسی وجہ موجہ کے ان سے ایسے عیوب و نقائص منسوب کرے جن سے انہیں دور کی نسبت بھی نہ ہو اور ان کے محاسن کو معائب کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرے"

اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم ان بیجا اتہامات اور "عیوب و نقائص" کو دیکھتے ہیں جو "زمیندار" نے حضرت مسیح موعود کی ذات گرامی کی طرف منسوب کئے ہیں تو ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جس اخلاقی جرم کی فرد قرارداد ہمارے معزز معاصر نے ان لوگوں پر لگائی ہے جو "بغیر کسی وجہ موجہ کے" دوسروں سے ایسے عیوب و نقائص منسوب "کرتے ہیں" جن سے انہیں دور کی نسبت بھی نہیں ہوتی اس کا وہ خود بھی مرتکب ہو چکا ہے۔

ہم خوش ہوتے اگر ہمارا معزز معاصر اس مضمون کو علیحدہ مستقل حیثیت سے لکھتا اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے ایسے حوالے فراہم کرنے کی کوشش کرتا جن سے اس کا مقصد ثابت ہو سکے۔ ہمارا یقین ہے کہ ایسے حوالے فراہم کرتے ہوئے اس پر اپنے خیال کی غلطی واضح ہو جاتی اور جن سنی سنائی باتوں پر اس نے ان نتائج کی بنا رکھی ہے قبل اس کے کہ اس مضمون کے لئے وہ قلم اٹھاتا ان کی حقیقت اس پر آشکارا ہو جاتی۔ اور اگر تعصب اور بغض و عداوت کی آلودگیوں نے اس کے قلب کو ماؤف نہیں کر دیا تو وہ یقیناً ان غلط بیانیوں کی تردید پر آمادہ ہو جاتا۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس بارہ میں اپنے معزز معاصر کی غلطی کو دور کرنے یا کم از کم اپنے قارئین کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے یہ ثابت کریں کہ انبیا کی توہین آپ کے نزدیک ایک ایسا جرم ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں ہو سکتا۔ کیا وہ شخص انبیا کی توہین اور ان کی شان کا استخفاف کر سکتا ہے جس کے قلم سے عصمت انبیا جیسا پاکیزہ مضمون نکلتا ہے وہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے بعض ایسے معتقدات کے خلاف جن میں انبیائے کرام کو طرح طرح کی برائیوں اور گناہوں کا مرتکب قرار دیا گیا ہے ایک زبردست قلمی جہاد کرتا اور صاف لکھتا ہے کہ:۔

"صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ جس کو رسول بنانا چاہتا ہے وہ کوئی معمولی انسان نہیں ہوتا...... وہ امتحانوں کے جلتے ہوئے تنوروں میں ڈالا جاتا ہے اور مصائب و شدائد کی کٹھالی میں ڈال کر پاک کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ اس کے دل میں کوئی کمزوری نہیں اور خدا کی فرمانبرداری سے کوئی چیز اسے منحرف نہیں کر سکتی"۔

"ان کو (یعنی عیسائیوں کو) معلوم نہیں کہ انبیا کے دلوں کا خدا سے کیا تعلق ہوتا ہے۔ اور اس لئے ناواقفیت کی بنا پر جو منہ پر آتا ہے کہہ دیتے ہیں"

پھر آپ نے اسی مضمون میں آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ لوط۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ داؤد۔ علیہم السلام اور آنحضرت صلعم کے ان تمام واقعات پر علیحدہ علیحدہ بحث کی ہے جن کی بنا پر عیسائی اور خود مسلمان بھی ان کو گناہگار ٹھیراتے ہیں۔ اور صاف ثابت کیا ہے کہ ان نبیوں کا کوئی گناہ ان واقعات سے ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ معصوم ثابت ہوتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کے دل میں انبیائے کرام کی عزت و عظمت اس قدر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کہ آپ کسی نبی کو بھی ایک چھوٹے سے چھوٹے گناہ کا مرتکب قرار دینا شان نبوت کا استخفاف سمجھتے تھے۔ تعجب ہے وہ لوگ جو انبیائے کرام کو طرح طرح کی برائیوں کا مرتکب قرار دیتے اور ہر قسم کے گناہ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ وہ اس شخص پر توہین انبیا کا الزام عائد کرتے ہیں جو ان تمام الزامات اور گناہوں سے انہیں بری ٹھیراتا۔ اور ہر قسم کی لغزشوں اور آلودگیوں سے انہیں پاک قرار دیتا ہے۔ آج مسلمانوں کے بڑے بڑے مولویوں سے جا کر پوچھو۔ ان قصوں کو پڑھو جو انبیائے کرام کے متعلق تفاسیر میں لکھے ہیں۔ اور پھر دیکھو کہ کس قدر خطرناک اور ناپاک سے ناپاک الزام مسلمانوں نے انبیائے کرام پر لگائے ہیں۔ جھوٹ کا مرتکب انہیں قرار دیا گیا۔ زنا کا الزام ان پر عائد کیا گیا۔ جادو کا معلم انہیں قرار دیا گیا جس کو قرآن کریم نے کفر سے تعبیر کیا۔ (وما کفر سلیمٰن ولکن الشیٰطین کفروا) قتل کا جرم ان کی طرف منسوب کیا گیا۔ اپنی بیٹیوں سے جماع کا کام بینے کا مرتکب انہیں ٹھیرایا گیا۔ یہانتک کہ سید الانبیا خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو بھی گناہوں میں ملوث قرار دینے سے دریغ نہیں کیا گیا۔ جاؤ اور تفاسیر کی ورق گردانی کر کے دیکھو کونسا نبی ہے جس کی ذات پر مسلمانوں نے کوئی نہ کوئی الزام نہیں لگایا۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ داؤد و سلیمان۔ لوط جیسے اولوالعزم انبیا پر ایسے ایسے خطرناک الزام لگائے گئے ہیں کہ ایک ادنےٰ سے ادنےٰ انسان بھی انہیں اپنے لئے موجب ننگ قرار دیگا۔ یوسف زلیخا جیسے ناپاک قصص اور نقش سلیمانی کی کتابیں آج تک مسلمان کتب فروشوں کے دین و ایمان کی نوحہ خوانی کر رہی ہیں۔ کیا "لانفرق بین احد من رسلہ کی آسمانی تعلیم پر عقیدہ رکھنے والے مسلمان" ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان کی طرف سے انبیا کی شان میں اس قسم کی باتیں تصنیف ہوں؟

حضرت مسیح موعود نے منجملہ اور باتوں کے اسلام کی یہ بھی ایک عظیم الشان خدمت کی کہ انبیائے کرام کی ذات عصمت آب کو ایسے تمام الزامات سے جو اسرائیلیات کا ایک جزو ہیں پاک قرار دیا۔ اور انہیں فطرۃً معصوم اور بدیوں کا دشمن بتایا۔ آپ کا وہ عظیم الشان مضمون جو عصمت انبیا کے موضوع پر آپ نے لکھا۔ اور جس میں سے کچھ حوالجات اوپر نقل کئے گئے ہیں رہتی دنیا تک آپ کی خدمات اسلامی کا ایک زبردست ثبوت پیش کرتا رہے گا کاش مسلمان اس پر غور کریں اور دیکھیں کہ آیا یہ شخص انبیا کی توہین کرنے والا ہے۔ یا ان کی عزت کو قائم کرنے والا۔ آیا انبیا کو ہر قسم کے الزامات سے بری ٹھیراتا۔ انہیں پاک اور معصوم قرار دیتا۔ ان کی شان کو بڑھاتا ہے یا اس سے ان کی شان میں کمی واقع ہوتی ہے۔ کاش معاصر "زمیندار" اس پر غور کر کے دیکھے کہ ان صاف اور کھلے واقعات کے باوجود حضرت مرزا صاحب کی ذات گرامی پر توہین انبیا کا الزام عائد کرنا کہاں تک جائز اور صحیح ہو سکتا ہے؟ کم از کم ہمیں بتائے کہ وہ کون سے الفاظ ہیں جن میں انہوں نے اولوالعزم انبیا کا مضحکہ اڑایا ہے؟ اور ان کی شان میں کوئی ناپاک خیال ظاہر کیا ہے اور اگر ایسے کوئی لفظ نہیں اور ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسے الفاظ آپ کی کسی تحریر سے بھی نکل نہیں سکتے۔ تو انصاف کا تقاضا ہے کہ وہ اس الزام کی تردید کر کے اپنی حق پسندی کا ثبوت دے۔

مغربی تہذیب کی تباہ کاریاں

انسان بے بس و لاچار انسان اپنی جہالت اور غرور کی وجہ سے اپنی محدود عقل اور علم کے بل بوتے پر آسمانی ہدایت سے منہ موڑتا ہے۔ خدائے برتر کے احکام کی نافرمانی کرتا ہے۔ مذہب کا مذاق اڑاتا ہے۔ حدود اللہ کو توڑتا ہے صراط مستقیم کو چھوڑ کر افراط و تفریط کو اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ ہمیشہ تباہ کن اور عبرتناک ہوتا ہے۔

اسلام نے مرد اور عورت کے تعلقات کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند اصول و قوانین پیش کئے ہیں لیکن یورپ نے پہلے اپنی جہالت اور آزاد خیالی کی وجہ سے ہمیشہ ان کا مذاق اڑایا۔ اعتراض کئے۔ صدیوں نفرت کا اظہار ہوتا رہا ہے۔ لیکن ان حرکتوں کا خمیازہ اب بہت بری طرح کھینچ رہا ہے۔ عہد تاریک اور ازمنہ وسطیٰ میں یورپ نے عورت پر بے انتہا مظالم کئے۔ ان کے حقوق غضب کئے۔ مذہبی اور سیاسی طور پر ان کے وجود اور عدم وجود کو برابر قرار دیا۔ آخر ان مظالم سے تنگ آ کر ایک وقت آیا کہ عورتیں حقوق طلبی کے لئے تیار ہوئیں۔ سفریجٹ تحریک کا آغاز ہوا مرد و عورت جو خدا نے ایک دوسرے کے دوست اور رفیق کی حیثیت سے پیدا کئے تھے۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ ایک طرف حقوق طلبی کا مجنونانہ اصرار، دوسری طرف قدامت پسندی اور تنگ خیالی کا دور دورہ رہا۔ سو سال تک یہ جنگ جاری رہی۔ آخر صنف نازک کامیاب ہوئی لیکن جلد ہی حد سے بڑھ گئی۔ آج کل یورپ کی عورتیں جو کچھ ہیں ان سے آپ واقف ہیں۔ آخر مردوں کو بھی ہوش آیا۔ انہوں نے بھی اپنے حقوق کے لئے انجمن بنائی۔ جس کی خبر غالباً کسی گزشتہ اشاعت میں نکل چکی ہے اب ایک تازہ خبر سنیئے۔

"لطیف واقعہ انگلستان میں کنواروں کی ایک ایسی انجمن قائم ہوئی ہے۔ جس کا اصول "عورتوں سے نفرت کرنا" ہے اس انجمن میں صرف ایسے کنوارے بھرتی کئے جاتے ہیں۔ جو شادی کرنا تو درکنار کسی عورت سے بات تک کرنے کے روادار نہ ہوں۔ ان کا خیال ہے کہ انگلستان کی عورتوں کا مقابلہ کرنے کی یہی صورت ہے۔ کہ وہاں کے تمام کنوارے نوجوان اس انجمن میں شامل ہو جائیں"

اگر اس قسم کی تحریکیں جاری رہیں تو مردوں اور عورتوں میں ایک خوفناک اور مستقل دشمنی پیدا ہو جائے گی۔ ذرا اس کا تصور کیجئے۔ اور سوچیئے کہ بنی نوع انسان کے لئے اس سے بڑی مصیبت اور لعنت اور کیا ہو سکتی ہے اگر ایسا ہوا تو یہ زندگی کس قدر پر خطر اور تلخ ہو جائے گی۔ یہ ہے نتیجہ حدود اللہ کو توڑنے کا۔ یہ ہے ثمر خدائی احکام کے مذاق اڑانے کا۔ یہ ہے وہ شاندار تہذیب و تمدن جس کو مذہب کا قائم مقام بنانے کی کوشش ہو رہی ہے اور جس کی طرف ہمارے "آزاد خیال" اور تعلیم یافتہ مسلمان تیزی سے قدم اٹھائے جا رہے ہیں۔

مغربی تہذیب و تمدن عیسائیت کا بہترین ثمر ہے کیا فرزندان تثلیث نے کبھی اس زہریلے پھل کی تلخیوں اور تباہیوں پر بھی غور کیا؟

اردو خطبے

صراط مستقیم ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس پر چل کر قومیں ترقی و عروج کی منزل مقصود پر پہنچ سکتی ہیں۔ جب کوئی قوم اس راستہ کو چھوڑ کر افراط و تفریط کی پگڈنڈیوں پر پڑ جاتی ہے تو تھوڑے عرصہ میں اس کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ اور وہ روز بروز تنزل و تباہی کے خوفناک گڑھے کے قریب ہوتی جاتی ہے۔ اس وقت ہماری بھی یہی حالت ہے۔ علمائے کرام اور سیاسی لیڈر ہمارے رہنما بنے ہوئے ہیں۔ لیکن دونوں نے صراط مستقیم اور اعتدال کو چھوڑ کر افراط و تفریط کو اختیار کر لیا ہے۔ علمائے کرام نے اندھی تقلید اور گزشتہ روایات کو مذہب کا نام دے لیا ہے اور سیاسی لیڈروں نے کفر و الحاد کو ترقی کا وسیلہ سمجھ لیا ہے۔ ایسی حالت میں اصلاح کی کوشش کا خیر مقدم کیسے ہو سکتا ہے۔

ایک عرصہ سے سمجھدار اور روشن خیال مسلمان اس امر کی کوشش کر رہے ہیں

کہ جمعہ اور عیدین کے خطبے عربی کے بجائے اردو میں پڑھے جایا کریں۔ تاکہ ان کا اصلی مقصد پورا ہو۔ لیکن علما نے اس مفید تحریک کی ہمیشہ مخالفت کی بلکہ بعض نے اس ضروری اصلاح کو کفر کے قریب قریب بنا دیا۔ ہمارے خیال میں شرعی اور عقلی نقطۂ خیال سے اردو خطبوں کے متعلق کافی بحث ہو چکی ہے اور مخالفین کی بارہا جواب ہو چکے ہیں مگر اندھی تقلید کرنے والوں کے نزدیک دلائل اور ضرورت و مصلحت کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ اور لاجواب ہونے کے بعد بھی یہ لوگ اپنی زبانیں بند نہیں کیا کرتے۔ اب بھی یہی ہو رہا ہے۔ جمعیۃ العلما اور دیوبند کی طرف سے اردو خطبوں کی مخالفت میں اس طرح شور مچایا جا رہا ہے گویا ان کے رائج ہو جانے سے دنیا کا تختہ الٹ جائے گا۔ ہم ان علما کے لئے خلوص دل سے دعا کرنے کے بعد دردمند اور سنجیدہ مسلمانوں سے یہی عرض کریں گے کہ وہ یہی کوشش کریں کہ ان کی مسجدوں میں خطبے اردو زبان میں ہوا کریں۔ آج جو شور مچایا جا رہا ہے اس سے قبل ترجمہ قرآن کے وقت بھی مچایا جا چکا ہے اس کی ہمیں پروا نہیں کرنی چاہئے۔

آج کل اردو خطبوں کے رائج کرنے کے لئے خواجہ حسن نظامی صاحب کافی جدوجہد کرتے ہیں۔ انہوں نے اس وقت جو بکار رہا بندی سے جماعت احمدیہ ایک عرصہ پیشتر اس کی طرف عملی قدم اٹھا چکی ہے۔ ہم خواجہ صاحب کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہیں۔ خدا انہیں صحیح طریق کار اور بے ریا خلوص اور ان تھک کوشش کی توفیق عطا فرمائے۔ جو اس مبارک تحریک کی کامیابی کے لئے لازمی ہے۔

تحفظ گاؤ کی نرالی تجویز!

تعصب۔ جہالت اور عناصر پرستی ایسی لعنتیں ہیں جو افراد و اقوام کے مناروں انسانیت کو بالکل تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ ہمارے برادران وطن کی گاؤ پرستی اور تحفظ گاؤ کا مجنونانہ جوش و خروش بھی کچھ اسی قسم کا ہے۔ وہ اب تک جو کچھ اپنے افسوسناک مقصد کے لئے کرتے رہے ہیں اس کا تذکرہ بارہا ان صفحات میں آ چکا ہے۔ اب ایک ہندو اخبار "چودھری" نے تحفظ گاؤ کی ایک نرالی تجویز پیش کر کے اس بات کا قطعی ثبوت بہم پہنچا دیا کہ ہندو معمولی چوپائے کے تحفظ کے لئے آزادی، وطن پرستی، شرافت اور معقولیت غرضیکہ ہر ایک چیز کو خیرباد کہنے کے لئے تیار ہیں۔ اخبار مذکور سودفعہ کے واقعہ پر اظہار افسوس کرتا ہوا لکھتا ہے کہ اس واقعہ کو بھول جاؤ اور حسب ذیل تجویز پر عمل کرو۔

"ہندو اپنی مملوکہ گایوں کو مسلمانوں کے ہاتھ فروخت نہ کریں۔ نیز پچکاری کے ذریعہ گایوں کے جسموں میں سور کا خون پہنچائیں اور ان کی گردنوں پر سور کی شکل بنائیں"۔

بے شک ہندوؤں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مملوکہ جانور مسلمانوں کے پاس فروخت نہ کریں لیکن مسلمان خود بھی گائیں پال سکتے ہیں۔ اس روگ کا کیا علاج ہے؟ اس تجویز کا دوسرا حصہ اس سے بھی زیادہ مضحکہ انگیز ہے جن گایوں کے جسم میں سور کا خون پہنچایا جائے گا اور گردن پر اس نجس جانور کی تصویر بنائی جائے گی ان کو مسلمان تو بے شک ذبح نہ کریں گے۔ لیکن اس جاہل اخبار کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمانوں سے اس گنا گائیں گورہ فوجوں کے لئے ذبح کی جاتی ہیں۔ جن کے لئے بیف کی طرح سور کا گوشت بھی من بھاتی غذا ہے۔ اگر انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ اس مقدس جانور کے جسم میں سور کا خون بھی موجود ہے تو ممکن ہے وہ اپنے لئے پہلے سے زیادہ گائیں ذبح کرنے لگیں۔ وہ وقت "چودھری" اور اس کے ہم مذہبوں کے لئے کچھ زیادہ خوشگوار نہ ہوگا۔

ہندوستان کی پستی جہالت اور غلامی پر ماتم کیا جاتا ہے۔ اس کی آزادی و ترقی کی تجویزیں سوچی جاتی ہیں۔ لیکن ہمارے خیال میں ہندوستان کی غلامی اور پستی کی سب سے بڑی وجہ ہندوؤں کی گاؤ پرستی اور تحفظ گاؤ کا مجنونانہ جوش ہے۔ جب تک ہمارے ملک کے دامن سے یہ داغ دور نہیں ہوتا تب تک اس کی فلاح و ترقی کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی کاش وطن پرستی اور آزادی کی ڈینگیں مارنے والے اس ضروری کام کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔

قماربازی اور کلیسا کی امداد

انگلستان کے مشہور شہر ڈربی میں ہر سال ایک خاص گھوڑ دوڑ ہوتی ہے جس میں قماربازی کا بازار گرم رہتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پیشتر لاٹری کے ٹکٹ فروخت ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اخبار بین حضرات اس مشہور گھوڑ دوڑ اور لاٹری کے دلچسپ حالات سے ناواقف نہ ہوں گے۔ امسال لاٹری کا انعام ایک خاتون مس جیلم کے نام نکلا۔ یہ خاتون ایک شراب فروش کمپنی کے ایک ذمہ دار افسر کی پرائیویٹ سیکرٹری ہے۔ انعام کی رقم ایک لاکھ پچیس ہزار پونڈ ہے۔ مس صاحبہ حیران ہیں کہ یہ رقم کیا کریں۔ ان کے بعض احباب نے ان کو مشورہ دیا کہ اس میں سے کچھ کلیسا کی امداد کے لئے بھی دیا جائے۔ اس مشورہ کے ساتھ ہی ایک اہم سوال پیدا ہو گیا کہ آیا یہ روپیہ کلیسا کی امداد کے لئے قبول بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اس پر اظہار خیال کرتا ہوا لکھنؤ کا مسیحی اخبار "کوکب ہند" اپنی ۲۲ جون کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"بعض کلیساؤں میں یہ کارروائی ہوتی دیکھی جاتی ہے اگر گرجا کی تعمیر کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے یا مرمت کے لئے روپیہ درکار ہو تو لاٹری کے ذریعہ رقم جمع کی جاتی ہے۔ اور طرہ یہ کہ کسی سرکاری حاکم کی زیر سرپرستی حاصل کی جاتی ہے۔ ہمارے نزدیک اس قسم کی کارروائیاں مسیحی تعلیم اور اصول کے خلاف ہیں اور ان سے سچی کلیساؤں کو پرہیز اور گریز لازم ہے"

ہم حیران ہیں کہ ہمارے معاصر کو یہ "نیک" مگر کلیسا کے لئے ناقابل عمل مشورہ پیش کرنے کی جرأت کیسے ہوئی ہاں اتنا جانتے ہیں کہ اس کا اثر کچھ نہیں ہوگا۔ ہمارا معاصر باوجود سب کچھ جاننے کے بھی اپنے آپ کو لاعلم ناصح ظاہر کر رہا ہے۔ اس لئے ہم اس کی معلومات میں اضافہ کرنے کی غرض سے چند باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں۔

قماربازی کے روپیہ سے کلیسا کو اجتناب کرنے کا مشورہ "کیتھولکش" اور "ناصحانہ" "حماقت" ہے۔ عیسائیت نے جو "شاندار تہذیب" پیدا کی ہے۔ جس کو مغربی تہذیب کہا جاتا ہے۔ قماربازی اس کا ایک ضروری جزو ہے۔ جس کو کلیسا بھی نظرانداز نہیں کر سکتا۔ قماربازی تو "ایک معمولی" بات ہے۔ عیسائیوں نے کلیسا کی امداد کے لئے بہت سے "دلفریب" طریقے اختیار کئے اور اس نے کبھی ان کی خدمات کو رد نہ کیا صلیبی جنگوں اور یورپ کے عہد تاریک اور ازمنہ وسطیٰ میں عیسائیت کی تبلیغ اور غلبہ کے لئے جو کچھ ہوتا رہا وہ تو خیر پرانی بات ہے۔ آج کل پادریوں کی چیلیاں بھی کافی طور پر مذہبی خدمت کے لئے مستعد نظر آتی ہیں۔ چند سال ہوئے انگلستان کی شاہی نمائش میں سربازار دختران کلیسا نے اپنے "بوسے" فروخت کر کے کلیسا کے لئے زر و مال کے انبار لگا دیئے۔ غالباً یہ واقعہ ایڈیٹر کوکب ہند کی یاد میں محفوظ ہوگا کہ کلیسا بہن بھائیوں اور ماں بیٹوں کی مناکحت کی گرہیں دینے کا مقدس فرض ادا کر رہا ہے تو پھر یہ باتیں تو بالکل بے حقیقت ہیں۔ ہمارے خیال میں معاصر کوکب ہند کو وعظ و نصیحت کی تکلیف گوارا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ طوطی کی نقار خانہ میں کوئی نہیں سنا کرتا۔

ہندو والیان ریاست اور ہندی

سنگھٹن دیا اب انگریزی علاقہ میں تباہی و بربادی پھیلانے کے بعد آہستہ آہستہ ہندو ریاستوں کا رخ کر رہی ہے۔ چونکہ ان ریاستوں کی فضا اس کے زیادہ موافق ہے۔ اس لئے پے در پے خطرناک نتائج ظاہر ہو رہے ہیں سنگھٹن کا مقصد دیگر مسلمانوں اور ہر ایک اسلامی چیز کو تباہ و برباد کرنا ہے۔ خواہ اس کا انجام ملک کے لئے کیسا ہی خطرناک ہو۔ ہندوستان کی واحد مشترکہ قومی زبان اردو کے بھی یہ اس لئے دشمن ہیں کہ مسلمانوں کو اس زبان سے ایک خاص لگاؤ ہے اور اس کو تباہ کر دینے سے ان کو کافی نقصان پہنچے گا۔ انگریزی علاقہ میں بھی اس سلسلہ میں بہت کچھ ہو رہا ہے لیکن ہندو ریاستوں میں قیامت برپا ہے۔ اکثر ہندو ریاستوں میں جبراً ہندی رائج کی گئی۔ کچھ عرصہ پیشتر راجپوتانہ کی تمام ریاستوں میں اردو عدالتی زبان تھی۔ لیکن اب اس کی جگہ ہندی نے لے لی ہے۔ تازہ خبر ہے کہ ریاست قرولی کے راجہ نے حکم دیا ہے کہ ایک سال کے اندر تمام ملازمین ہندی سیکھ لیں۔ اور اس کے بعد اردو میں عدالتی کارروائی بالکل نہ ہو۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے ایسی بات نہیں جسکو مسلمان ایک سرسری نگاہ سے دیکھ کر خاموش ہو رہیں۔ اردو کی تباہی سے مذہبی اور سیاسی طور پر انہیں ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ اس وقت خاموشی خودکشی کے مترادف ہے۔ ہمیں حامیان ہندی کی سرگرمیوں کو دوراندیشی کی نظر سے دیکھنا چاہئے۔ یہ ایک ایسے طوفان کا پیش خیمہ ہیں۔ جو ہمارے قومی شیرازہ کو ہر حیثیت سے درہم برہم کر دے گا۔ ہم مسلمانوں کے تمام ذمہ دار افراد کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور ہندو دوستوں سے بھی ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ ہندی اور اردو کچھ زیادہ متبائن زبانیں نہیں البتہ رسم الخط بالکل جدا ہے اور یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اردو کا رسم الخط ہندی کے مقابلہ میں ہر اعتبار سے قابل فضیلت ہے۔

شذرات

یورپ کی مشہور خبر رساں ریوٹر ایجنسی نے ترکوں کے خلاف بے بنیاد خبریں مشہور کرنے میں خاص مہارت حاصل ہو چکی ہے۔ اب اس نے یہ تازہ افسانہ شائع کیا ہے کہ قسطنطنیہ یونیورسٹی کی ایک مجلس تحقیقات نے جو خاص اس مقصد کے لئے بنائی گئی تھی کہ اسلامی عبادات کے طریقوں میں اصلاحیں پیدا کرے اور انہیں فیشن ایبل زندگی کے مطابق بنانے کے لئے بعض تجاویز حکومت شرعیہ کے سامنے پیش کی ہیں۔ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ ترک بالکل لامذہب ہو گئے ہیں اور انہوں نے محکمہ شرعی کو سرے سے اڑا دیا ہے اس کے ساتھ ہی یہ خبر سنائی جاتی ہے۔ کونسی بات صحیح ہے؟

گزشتہ ماہ ایک معزز خاتون مس ایمن رحیمہ نے مسٹر مذکور کی جدوجہد سے اسلام قبول کیا۔ ان کا فوٹو جون کے اسلامک ریویو میں شائع ہوا ہے۔ ذیل کی سطور مس صاحبہ کے قبول اسلام کی ترجمانی کرتی ہیں:۔

"شروع سے کلیسائے انگلستان بہت ہی تنگ خیال تنگ ظرف اور متعصب واقع ہوا ہے۔ اور تمام کا تمام عیسوی مذہب فلسفہ سے مبرا ہے۔ اس کے اندر بہت سی الجھنیں اور گورکھ دھندے ہیں۔ اس کے بالمقابل مذہب اسلام سیدھا سادہ اور سچا مذہب ہے۔ جس کے اندر حقانیت و صداقت کوٹ کوٹ کر بھری ہے"

یہ انگلستان میں تبلیغ اسلام کی چھوٹی سی کوشش کا نتیجہ ہے کہ خدا کے فضل سے پے درپے انگریز مرد اور عورتیں مسلمان ہوتی جا رہی ہیں کاش مسلمان اس الٰہی نصرت سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔

آل انڈیا شدھی سبھا دہلی کے صدر نارائن سوامی جی نے آریوں کی مٹھی بھر جماعت سے آریہ ویروں کے لئے دس ہزار نوجوان والنٹیر مانگے تھے جو اس زندہ قوم نے چند ماہ کے قلیل عرصہ میں دے دیئے۔ کیا ہندوستان کی سات کروڑ اسلامی آبادی کے لئے یہ غیرت کی بات ہے؟ کیا صرف باتیں بنانے والے مسلمان اس سے کوئی عبرت، کوئی سبق حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں؟

نواب جمشید علی خاں صاحب ممبر کونسل صوبہ متحدہ آئندہ اجلاس میں یہ مفید تجویز پیش کریں گے کہ:۔

"ہر ضلع میں ایک ایسا مسلمان حاکم مقرر کیا جائے جو ان تمام مقدمات کا فیصلہ کیا کرے جس میں فریقین مسلمان ہوں"

ہمارے خیال میں یہ ایک نہایت ضروری تجویز ہے۔ حکومت اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس کو عملی شکل میں لانے کی کوشش کریں۔ مسلمانوں کے باہمی تنازعات کو ایک مسلمان جج غیر مسلم کی نسبت زیادہ اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

اس موقع پر اگر ہم حکومت برطانیہ کو وہ معاہدہ بھی یاد دلائیں جو ایسٹ انڈیا کمپنی نے شاہ عالم سے دیوانی اختیارات لیتے وقت کئے تھے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس وقت طے ہوا تھا کہ نکاح طلاق اور وراثت کے معاملات مذہبی آئین کے مطابق مسلمان حاکم طے کیا کریں گے۔ غدر تک اس معاہدہ کے مطابق عمل ہوتا رہا۔ اس کے بعد ان کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ حکومت ہند ایسٹ انڈیا کمپنی کی جانشین ہے۔ اس لئے اس معاہدہ کی پابندی اس کا فرض ہے۔

گزشتہ ہفتہ کی اسلامی ہندوستان کی سب سے زیادہ المناک خبر سر نواب محمد مزمل اللہ خاں صاحب وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی رئیس اعظم علیگڑھ کے اکلوتے فرزند کی وفات ہے۔ مرحوم نمونیا کے نامراد مرض میں مبتلا تھے۔ اور باوجود انتہائی کوشش کے جانبر نہ ہو سکے۔ مرحوم کی وفات ایک قومی نقصان اور نواب صاحب کا صدمہ قومی رنج ہے۔ ہم دست بدعا ہیں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہمیں نواب صاحب سے اس جانکاہ صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔

آجکل یہ خبر اخبارات میں خوب گشت لگا رہی ہے کہ "اوٹاکمنڈ (مدراس) ۲۲ جون۔ مسٹر اناملی نے چدامبارم میں یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے ۲۰ لاکھ نقد اور ۱۷ لاکھ کی جائداد غیر منقولہ کا عطیہ پیش کیا تھا۔ حکومت نے اسے منظور کر لیا ہے"۔ یہ خبر ہر ایک حامی تعلیم ہندوستانی کے لئے باعث مسرت ہے لیکن کسی مسلمان رئیس، تاجر یا کامیاب قانون دان کی طرف سے کبھی ایسا اعلان نہیں ہوا۔ اس خوشخبری پر اظہار مسرت کے بعد کیا آپ اپنے قومی عطیات کی فہرستوں پر بھی نظر ڈالیں گے؟

ہندوستان

— پنجاب کی طرح صوبجات متوسط میں بھی نصاب کی ناکافی پڑھائی الیہ کی تحریک زور سے جاری ہے۔

— ہندوستان میں یورپینوں کی کل تعداد ایک لاکھ دس ہزار ہے جن میں سے ۶۰ ہزار فوج میں ملازم ہیں۔

— لاہور ۲۰ رجون۔ آج شام کراچی میل سے حجاج کا پہلا قافلہ لاہور پہنچا لوگ کافی تعداد میں استقبال کے لئے سٹیشن پر موجود تھے۔

— ایک ہندو مہاتما وشنو دیوی جی نے کنیا مہاودیالہ جالندھر کی مالی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے اس درسگاہ کے لئے ایک لاکھ روپیہ جمع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

— ڈاکٹر سر اقبال نے مسلم لیگ لاہور (شفیع لیگ) کی سکرٹری شپ سے استعفیٰ دیدیا۔ کیونکہ انہیں سر شفیع کے بعض خیالات سے اتفاق نہ تھا۔

— چند روز ہوئے ضلع مظفر نگر میں آتشزدگی کی ایک خوفناک واردات ہوئی تقریباً ۲۷ گاؤں جل کر خاک سیاہ ہوگئے۔ اب تک ۱۲۵ آدمیوں کی موت کی اطلاع موصول ہوچکی ہے۔

— ہندو سبھا برلی دلت ادھار اور اشدھی کے سلسلے میں بہت کام کر رہی ہے۔

— دلی میں ہندی کے پرچار کی خاص کوشش ہو رہی ہے۔

— بمبئی ۱۷ رجون۔ باردولی ستیہ گرہ کے متعلق مسٹر کے ایم منشی رکن بمبئی کونسل نے رکنیت سے استعفیٰ دیدیا ہے۔

— افواہ ہے کہ انجمن ترقی اردو کا دفتر اورنگ آباد سے علیگڑھ منتقل ہو رہا ہے۔

— اخبار ملاپ کا نامہ نگار راناوہ سے لکھتا ہے کہ بھرتپور کے انگریز دیوان نے حکم جاری کیا ہے کہ ریاست کا کوئی ملازم مہاراجہ بھرتپور سے بغیر اجازت نہیں مل سکتا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جب مہاراجہ شملہ گئے تو ریاست کے افسران نے ان کے ساتھ جانے سے کسی نہ کسی طریقے سے انکار کردیا۔

ممالک خارجہ

— شاہ و ملکہ افغانستان براہ مشہد ہرات ایران سے افغانستان کو روانہ ہوگئے ہیں۔

— جنوبی افریقہ کی حکومت نے طے کیا ہے کہ سرکاری عمارت پر یونین جیک کی بجائے جنوبی افریقہ کا قومی جھنڈا لہرایا جائے۔

— افریقہ میں ایک درخت ہے جس کا نام "شجرۃ الموت" ہے اگر کوئی شخص اس کے سایہ میں آرام کرتا ہے تو وہ مرجاتا ہے۔

— ترکی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جو سرکاری افسر غیر ملکی عورتوں سے شادی کریں گے وہ معطل کردیئے جائیں گے۔

— سلطان ابن سعود کے والد شیخ عبدالرحمٰن صاحب کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

— لنڈن۔ سابق مہاراجہ اندور کی محبوبہ مس ملر کا اپریشن زیر تجویز ہے جسکے لوازمات کے لئے اتنے کمرے درکار ہیں کہ پیرس کے ایک مشہور امریکن ہسپتال میں انتظام نہ ہوسکا۔ مجبوراً لنڈن میں انتظام کیا جائیگا۔

— بیروت۔ معلوم ہوا ہے کہ شام کے دستور اساسی کے سرکاری مسودہ میں حکومت کا مذہب اسلام دکھایا گیا ہے۔

— چین کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں رفتہ رفتہ امن وامان قائم ہو رہا ہے اور جنگ سولن کی موت کی سرکاری طور پر تصدیق ہوگئی ہے۔

— عراق اور برطانیہ کے مابین جو جدید عہد نامہ مرتب ہوا ہے عامۃ الناس اس کی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔ اور اس کو عراق کی دائمی غلامی کا پٹہ کہا جاتا ہے۔

— حکومت ٹرکی نے ایک ترک پہلوان کو برلن بھیجا ہے۔ تاکہ وہ وہاں دو ماہ قیام کرکے زمانہ حال کی ورزشوں اور کھیلوں کا مطالعہ کرے تاکہ ٹرکی میں ان کو مروج کرنے میں آسانی ہو۔

— جاپانی افواج چین سے واپس آگئی ہیں۔

— بیروت ۲۱ رجون۔ دمشق میں ایک تباہ کن آتشزدگی سے سارا محلہ تباہ ہوگیا۔ بارہ آدمی جلکر راکھ ہوگئے۔

— مصری وزیر عدالت نے استعفیٰ دیدیا ہے۔

— کابل میں شاہ و ملکہ کی بخیریت واپسی پر جشن مسرت منایا جا رہا ہے۔

پونچھ میں اسلامی لیکچر

اور

راجہ صاحب والی پونچھ کی رواداری

(مولانا عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

انجمن اسلامیہ پونچھ کے سالانہ جلسہ میں میری چار تقریریں ہوئیں اور تین تقریریں میرے شریک سفر شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے کیں۔ تمام تقریریں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقبول ہوئیں۔ ہندو احباب نے بھی اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور اسلام کی معجزانہ اور روادارانہ تعلیم کا اعتراف کیا۔ انجمن اسلامیہ پونچھ کا یہ سالانہ جلسہ کئی ایک نشستوں پر مشتمل تھا۔ جن میں سے ایک نشست کے صدر سری حضور راجہ صاحب بہادر پونچھ ہوئے تھے۔ جب سری حضور تشریف آرہے ہوئے تو جملہ حاضرین جلسہ نے سروقد کھڑے ہوکر سلامی دی۔ اور حضور گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرماتے ہوئے پلیٹ فارم پر رونق افروز ہوئے۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد انجمن کی طرف سے ایڈریس ہوا۔ پھر حضور والا نے اس کا حوصلہ افزا جواب دیا۔ ازاں بعد خاکسار تقریر کے لئے کھڑا ہوا۔ اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کرتا رہا۔ دوران تقریر میں داد تو بہت سی ملی۔ اور چیئرز پر چیئرز بھی ہوئے۔ مگر جب خاکسار کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ راجہ صاحب تو بادشاہ ہوکر فقیری کرتے ہیں۔ اور یہ خاکسار فقیر ہوکر بادشاہی کا لطف لیتا ہے۔ دونوں لاپرواہ ہیں۔ دونوں کی دھن ایک ہے۔ ایک قومی ترقی کی فکر میں ہے۔ دوسرا رعایا کو معراج کمال پر پہنچانا چاہتا ہے۔ تو خصوصیت سے احسنت و مرحبا کا شور اٹھا۔ راجہ صاحب بہادر نے انجمن کو ۵۰۰ روپیہ چندہ بھی دیا۔ اور جلسہ کے خاتمہ پر خاکسار سے ہاتھ ملاکر رخصت ہوئے۔ اور دوسرے دن دس بجے ملاقات کا وقت دے دیا۔ خاکسار اگلے روز مع شیخ محمد یوسف صاحب شاہی محل میں گیا اور پرائیویٹ سکرٹری صاحب کے ذریعہ سے اطلاع کرائی۔ حضور والا نے اسی وقت باریابی کا موقع دیا۔ اور دیر تک گفتگو فرماتے رہے میں نے اسلام کی روادارانہ تعلیم کا ذکر کیا۔ حضور والا اسی کے مناسب حال گیتا کے شلوک پڑھتے رہے۔ اور جب انہیں معلوم ہوا کہ میں بھی گیتا کو جانتا ہوں تو بہت ہی خوش ہوئے۔ سری حضور والا انگریزی اور سنسکرت میں بہت اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ تعصب ان کے نزدیک تک نہیں آیا۔ شراب نوشی اور زناکاری سے بالکل متنفر ہیں۔ اور عیاشانہ مشاغل کے نزدیک تک نہیں پھٹکتے۔ یہی اوصاف آپ کے لئے سرمایۂ افتخار ہیں۔ اور انہی کا وجود آجکل کے امرا میں کمیاب ہے۔ مجھے امید ہے کہ حضور والا کے سایۂ معدلت گستری میں آپ کی مسلم رعایا نہایت خوشحال رہے گی۔ اور ان کے حقوق کی پوری پوری حفاظت ہوگی۔ آپ کے مشیر کار مسٹر ڈوبے بھی جو سری حضور مہاراجہ بہادر جموں وکشمیر کی طرف سے بطور پولیٹیکل ایڈوائزر یا افسران سپیشل ڈیوٹی مقرر ہیں مذکورہ بالا اوصاف کے ساتھ متصف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس ریاست میں ہندو اور مسلمان دونوں خوش ہیں۔ میں راجہ صاحب بہادر اور مسٹر ڈوبے کا ازحد ممنون و مشکور ہوں۔ کہ انہوں نے مجھ سے بے نوا سے پر بے حد مہربانیاں

- - - - - - -

کیں ملاقاتیں کی ہیں۔ اٹھ اٹھ کر ملے۔ برابر بٹھایا۔ آداب و اخلاق سے پیش آئے۔

راجہ صاحب بہادر نے ایک اور بھی ملاقات کا موقع دیا اور محبت آمیز باتیں فرماتے رہے۔ میری ایک تقریر جامع مسجد میں بھی ہوئی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق بھی مختلف اوقات میں گفتگوئیں ہوتی رہیں۔ چنانچہ دو تعلیم یافتہ نوجوان بھی احمدیت کے سلسلہ میں منسلک ہوئے۔
(۱) اخویم مکرم منشی امام الدین صاحب وکیل غیر شفاخانہ پونچھ۔
(۲) اخویم مکرم منشی سید محمد عرف دانشمند صاحب عرضی نویس پونچھ
نماز عید کے بعد ایک تقریر عیدگاہ میں بھی ہوئی۔ احباب جماعت نے اپنے مکان ہی پر نماز عید کا بندوبست کرلیا تھا۔ ہم نماز سے فارغ ہوچکے تھے۔ کہ مسلم برادران پونچھ کی طرف سے تقریر کا پیغام آیا۔ جملہ ممبران جماعت عیدگاہ کو روانہ ہوئے۔ اور میں نے عام مجمع میں ایک تقریر کی جس میں مسلمانوں کو اتفاق واتحاد کی ترغیب دی۔ پونچھ کی احمدیہ جماعت نہایت مستعد جماعت ہے۔ سب ... [illegible] رشتہ اخوت قائم ہے۔ سب ایک دوسرے کے ہمدرد ہیں۔ ناانصافی ہوگی اگر میں اس مضمون کے خاتمہ پر اخویم مکرم ماسٹر غلام رسول صاحب بی اے کا ذکر خیر نہ کروں۔ ماسٹر صاحب ممدوح احمدیت کا مجسم نمونہ ہیں۔ ان کے دل سے ترقی احمدیت کی لولگ گئی ہے۔ اور انہوں نے اپنی مساعی جمیلہ سے غیر احمدی طبقہ میں ہمدردی احمدیت کا تخم پیدا کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ایام قیام پونچھ میں برابر میرے شریک حال رہے۔ خود تکلیف اٹھائی اور مجھے آرام پہنچایا۔ مجھے ممبران انجمن اسلامیہ کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جنھوں نے مجھے اپنے جلسے میں بلاکر اسلامی حقایق ومعارف پر تقریریں کرنے کا موقع دیا اور میرے اخراجات سفر کے متحمل ہوئے۔ اس انجمن کے پریزیڈنٹ میر ضیاء الدین صاحب اندرابی اور سکرٹری سید زمان شاہ صاحب وکیل نہایت روشن خیال اور ہمدرد قوم ہیں اور چاہتے ہیں کہ پونچھ والوں میں تعلیم حاصل کرنے کا صحیح احساس پیدا ہوجائے۔ مہتہ کرپارام صاحب پرائیویٹ سکرٹری سرکار والا اور خواجہ عزیز الدین صاحب میر منشی ڈاکٹر رام سنگھ صاحب اور بابو کرم سنگھ صاحب ہیڈ کلرک دفتر سرکار بھی مستحق شکریہ ہیں۔ جنھوں نے اثنائے سفر میں مجھے آرام پہنچانے کے لئے امکانی کوشش فرمائی۔ اور بہت بڑی وسیع الاخلاقی کا ثبوت دیا۔

شادی شدہ لڑکیوں کی تعلیم

فاضل محققین کی رائے میں بعض ایسے بنیادی اصول ہیں جو دنیا بھر کے کسانوں کے لئے مشترک ہیں اور یہی وجہ ہے کہ پنجاب میں تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے دیہات میں جو نظام کار اختیار کیا گیا۔ وہ اپنی موثریت اور کامیابی میں انگلستان سے کسی طرح پیچھے نہیں۔ اصلاحات کے نفاذ پذیر ہونے کے زمانہ سے لے کر اب تک پنجاب میں حیران کن تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں اور اگر انگلستان کی طرح ہمیں پنجاب میں بھی ایسے مرد اور ایسی عورتیں دستیاب ہوسکتیں جو تعلیمی اشتیاق صلاحیت اور معاملہ فہمی کے اوصاف سے متصف ہوتیں تو پنجاب میں تعلیمی اصلاح کا کام نسبتاً آسان ہوجاتا۔

مسٹر اینڈرسن اور مسٹر پارکنسن کی رائے ہے کہ انگلستان میں دیہاتی بیداری زیادہ تر گاؤں کی عورتوں کی اولوالعزمانہ سرگرمی اور زنانہ انسٹی ٹیوشنوں کی کارگزاری پر موقوف ہے۔ اسی طرح پنجاب میں سب سے عظیم اور دقت آفریں کام نوجوان شادی شدہ عورتوں کی تعلیم کا کام ہے۔ دیہاتی گھروں میں تعلیم یافتہ عورتوں کے دم سے وہ توہمات کیسر فنا ہوجائیں گے جن کے زیر اثر گاؤں کے بچے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور صحت و رشادمانی اور کسی حد تک نفاست کا بھی دور دورہ ہوجائے گا۔ تعلیم یافتہ مائیں اپنی بچیوں کو تعلیم دینے پر مصر ہوں گی۔ اور ان کے اثر رسوخ سے سارے خاندان میں ایک نئی اصلاح پیدا ہوجائے گی اگر یہ سلسلہ چندے جاری رہے تو پنجاب میں ایک عظیم الشان سوشل انقلاب رونما ہوجائے گا۔ لیکن یہ زمانہ آنے میں ابھی تک عرصہ درکار ہے۔ البتہ چند برس کی مسلسل مساعی کے بعد غالباً زنانہ سکولوں کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کا اثر و رسوخ دیہاتی زندگی پر اپنا گہرا نقش پیدا کرنے کے قابل ہوگا۔ جہالت کے خلاف جہاد کرنے کے لئے تعلیم نسواں کا زبردست حربہ استعمال کرنا ہوگا۔ تعلیم نے ایک پراثر اور منظم صورت اختیار کرلی ہے۔ اور دیہاتی درسگاہیں ایک مرکزی نظام سے وابستہ ہیں۔ اس جدید انتظام کے زیر اثر اب دیہی سکول ایسے معلم کی خدمات سے مستفید رہتا ہے جس میں دیہاتی زندگی کا معیار بلند کرنے کا اشتیاق ہو۔ اب تعلیمی نصاب کا حلقہ اثر بھی وسیع ہوگیا ہے۔ اور بچوں کی تربیت ان کی دیہی زندگی کی اغراض کے عین موزوں ہوگئی ہے۔ اور بچے جس تعلیم کو ایک بیکار اور غیر مانوس آزمائش خیال کرتے تھے۔ اب اسے زندہ دلچسپ اور روا فتح حقیقت شمار کرتے ہیں۔ اب انکی تعلیم ان کی خانگی زندگی کا جزو اور ان کی دیہاتی زندگی کی امیدوں اور تمناؤں کی تکمیل کا ذریعہ بن گئی ہے۔ (محکمۂ اطلاعات)

ایڈیٹر پیغام صلح کی چوری

۲۴ رجون کی رات کو مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح کے گھر میں چوری ہوگئی۔ رات کے دس بجے مکان کے تمام دروازے بند کرکے گھر کے تمام لوگ مکان کی بالائی منزل پر جاکر سو رہے تھے۔ صبح کو تمام دروازے کھلے تھے اور تمام اسباب منتشر پڑا تھا۔ بہت سی چیزیں چوری گئیں نقدی سمیت پانچ چھ سو روپے کا نقصان ہوا۔ احباب سے استدعا ہے کہ وہ بازیافت کے لئے دعا کریں۔

مذاکرہ علمیہ

تعجیل بالقرآن کا مطلب

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

ابن عباس کی تفسیر

سوال۔ لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ۔ ان علینا جمعہ و قرآنہ (القیامہ) اس آیت کا کیا مطلب اور اس کا ماقبل سے کیا ربط؟

امام بخاری ابن عباسؓ سے جو روایت اس کی شان نزول کی بابت لائے ہیں۔ اس کی تنقید حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی "ازالۃ الخفاء" (صفحہ ۷۱) میں یوں فرماتے ہیں:-

"در حدیث نص آنحضرت صلعم است فقط و تفسیر جمعہ اے جمعہ فی صدرک تفقہ ابن عباس است۔ فقیر نگوید کہ عنہ دریں تفسیر نظر است زیراکہ سہ کلمہ را (یعنی جمع قرآن و قرات قرآن و بیان قرآن) بر معانی متقاربہ حل کردن بعید می نماید۔ آرے در تقدیر سنقرئک فلا تنسیٰ ایں راتقریر گردد گنجائش میدارد۔ باز ذوق آوردن ثم ان علینا بیانہ برمعنی کہ تفسیر تراخی معتد بہ واقع شدہ باشد ابعدے دارد۔"

آگے اس کی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ یہ ایک پیشگوئی ہے جو اپنے وقت پر پوری ہوگی۔ مگر اس سے پھر بھی یہ عقدہ حل نہیں ہو سکتا کہ اس موقع پر آیت کا نزول کیسے؟ اور ماقبل و مابعد سے اس کا ربط کیا؟

صحابی کا قیاس حجت نہیں

جواب۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے تو اس بارہ میں میں متفق ہوں کہ بخاری کی روایت میں جو کچھ ہے۔ وہ حضرت ابن عباسؓ کا اپنا قیاس ہے۔ اور اس بارہ میں ان کا قیاس قطعاً صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کو۔ انہوں نے بڑی جرأت سے کام لیکر حضرت ابن عباسؓ کے قیاس کی غلطی کو ظاہر کر دیا۔ ایک صحابی کا قیاس ہمارے لئے حجت نہیں۔ باقی رہا پیشگوئی کا معاملہ سو آپ نے اس پیشگوئی کو نقل ہی نہ کیا ازالۃ الخفا میری نظر سے کبھی نہیں گزری اس لئے اس کے متعلق کوئی رائے دینے سے قاصر ہوں۔

آیت کے لفظی معنے

اصل میں اگر آیت کے لفظی معنے لے لئے جائیں تو کوئی مشکل نہیں رہتی اصل آیت یوں ہے لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ۔ فاذا قرانہ فاتبع قرآنہ۔ ثم ان علینا بیانہ۔

"قرآن کو جلد لینے کے لئے اپنی زبان کو حرکت نہ دے۔ بے شک ہمارے ذمہ اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہے۔ پس جب ہم اس کو پڑھیں تو تو اس کے پڑھنے کی پیروی کر۔ پھر ہمارے ذمہ اس کا کھول کر بتانا ہے" لفظی معنوں میں دیکھو تو زبان کو جلد جلد حرکت دینے کا کہیں ذکر نہیں۔ البتہ قرآن کو جلد لینے کے لئے زبان ہلانے سے منع کر دیا۔ زبان ہلانے سے مراد بولنا یا عرض کرنا ہوا کرتا ہے۔

وحی بارش کی طرح رحمت ہے

اصل میں انبیاء کے سینہ میں شفقت علیٰ خلق اللہ کا جذبہ اس قدر ہوتا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ مخلوق کو جو نفع پہنچنا ممکن ہے وہ جلد سے جلد پہنچ جائے۔ سورہ القیامہ میں جب انسان کے اعمال کی ذمہ داری اور جوابدہی کا بڑی زور سے ذکر نازل کیا گیا۔ اور انسانی فطرت کی سائیکالوجی کو پیش کر کے اس پر براہین قاطعہ قائم کئے اور نیکی اور بدی کے امتیاز پر انسان کو ذمہ دار ٹھیرایا گیا اور بتایا گیا کہ بل الانسان علیٰ نفسہ بصیرۃ ولو القیٰ معاذیرہ کہ انسان کتنے ہی عذر پیش کرے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس پر آپ ہی حجت ہے یعنی وہ اس بات پر خود گواہ ہے کہ اس کی فطرت کے اندر نیکی بدی کا امتیاز موجود ہے اور اسی نیکی بدی کے امتیاز کو جگانے اور ترقی دینے اور زندہ کرنے کے لئے وحی کا نزول ہوتا ہے۔ گویا وحی بارش کی طرح نازل ہو کر انسانی فطرت کی مخفی استعدادوں کو جن سے انسان نیکی اور بدی کے باریک سے باریک فرق کا بھی امتیاز کر سکتا ہے۔ زندہ کرتی اور نشوونما دیتی ہے۔ اور وحی ایک آسمانی روشنی ہوتی ہے جو انسانی ضمیر اور قلب کی آنکھ کے پٹھوں کو اس درجہ تحریک کرتی ہے کہ انسان نیکی اور بدی کے باریک سے باریک فرق کو بھی معلوم کر لیتا ہے۔

تمام قرآن کے نزول کیلئے بیتابی

پس جب وحی ایک رحمت ہے اور انسانی ضمیر اور قلب اس رحمت کے غایت درجہ محتاج ہیں۔ اور حالت اس وقت یہ تھی کہ دنیا حد درجہ گناہوں میں غرق اور دنیا والوں کی ضمیریں مردہ ہو چکی تھیں۔ تو ایسی صورت میں ایسا شخص جو مخلوق کی ہمدردی سے بے تاب تھا کیونکر نہ چاہتا کہ جناب الٰہی میں روتا اور چلاتا کہ جلد سے جلد قرآن کے نور اور ہدایت کو دنیا میں نازل فرما کر مری ہوئی دنیا کو زندہ کرے۔ اس لئے فرمایا کہ اس بات پر بار بار زبان نہ ہلا یعنی نہ درخواست کر کہ سارا قرآن جلدی سے نازل ہو جائے۔ کیونکہ اگر ہم جلدی سے نازل کر دیں تو پھر یہ صحیح طور پر نہ پڑھا جا سکے گا نہ جمع ہو سکے گا۔ کیونکہ انسانی فطرت اس بات کی متحمل نہ ہو سکتی تھی۔ کہ وہ یکدم ساری وحی کو یاد کرے۔ اور پھر اس میں کہیں غلطی بھی نہ ہو۔ فرمایا جس طرح اس قرآن کا نازل کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ اسی طرح اس کا جمع کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے اور اس کا صحیح طور پر پڑھا جانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اور یہ امور اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہم قرآن کو بتدریج نازل کریں۔ پس جس جس طرح ہم وقتاً فوقتاً پڑھتے جائیں تم بھی ساتھ پڑھتے جاؤ۔ اور اس قرآن کو کھول کر بتانا بھی ہمارے ذمہ ہے اس سے ہمارے بیان کے مطابق اس قرآن پر عمل کر کر کے ہدایت کا نمونہ بھی دکھاتے جاؤ۔

نیکی بدی کا امتیاز فطرت میں

میرے خیال میں اب بات صاف ہے۔ کوئی مشکل نہیں۔ سورۃ القیامہ میں انسان کو جب نیکی بدی کا ذمہ دار ٹھیرا کر خدا کے سامنے اس کی جوابدہی کو یاد دلایا اور اس کے اوپر براہین قاطع قائم کئے۔ تو اس بات کا ذکر بھی کیا کہ شاید انسان یہ عذر پیش کرے کہ ہم نیکی اور بدی کے فرق کو سمجھ نہ سکتے تھے۔ فرمایا کہ یہ عذر ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ انسان کی فطرت کے اندر ہم نے کانشنس یا ضمیر کو رکھا ہے جو نیکی اور بدی کے فرق کو محسوس کرتا ہے۔ پھر یہیں تک نہیں۔ اس مخفی استعداد کو وحی کی بارش سے زندہ کیا اور وحی بھی ایسی بتدریج نازل کی کہ وہ آسانی سے جمع ہو سکے۔ صحیح طور پر پڑھی اور سمجھی جا سکے۔ اور اس پر عمل کیا جا سکے۔ خود اسے جمع بھی کروا دیا۔ پڑھا بھی دیا سمجھا بھی دیا۔ اس کے بعد بھی جو نیکی اور بدی کے فرق کو مدنظر نہ رکھے اور گناہوں میں ملوث ہو تو ظاہر ہے کہ ایسا شخص دنیا کی زندگی ہی کو چاہتا ہے اور آخرت کو پس پشت پھینکتا ہے۔ اسی لئے آگے فرمایا کلا بل تحبون العاجلۃ وتذرون الآخرۃ بلکہ بات یہ ہے کہ تم لوگ دنیا کو جو دم نقد ملتی ہے پسند کرتے ہو اور آخرت کو جس کا نفع بعد میں ملے گا چھوڑتے ہو۔

دوسری جگہ تعجیل بالقرآن کا ذکر

تعجیل بالقرآن کا ذکر قرآن میں ایک اور جگہ بھی ہے۔ فرماتے ہیں:-

وکذٰلک انزلنٰہ قرآنا عربیا وصرفنا فیہ من الوعید لعلھم یتقون او یحدث لھم ذکراً ○ فتعٰلی اللہ الملک الحق۔ ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضیٰ الیک وحیہ وقل رب زدنی علماً ○ ولقد عھدنا الیٰ آدم من قبل فنسی ولم نجد لہ عزما (طٰہٰ)

"اور اسی طرح ہم نے قرآن کو عربی نازل کیا جو کھول کر بیان کرتا ہے اور اس میں طرح طرح سے وعید یعنی عذاب کے ڈراوے سنا دیئے ہیں۔ تاکہ یہ لوگ خدا کی نافرمانی سے بچیں بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ لوگ اس طرح قرآن کے ذریعہ سے شرف اور بزرگی حاصل کریں۔ پس اللہ تعالیٰ بلند و برتر ہے اور سچا بادشاہ ہے۔ اور قرآن کی طرف جلدی نہ کر اس سے قبل کہ تیری طرف وحی ختم کی جائے۔ اور دعا کرتا رہ کہ اے میرے رب میرے علم کو بڑھا اور بے شک ہم نے اس سے قبل آدم سے ایک عہد لیا تھا۔ پس وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں عزم نہیں پایا۔"

اس جگہ بھی وہی غلطی لگی ہے جو سورۃ القیامہ میں لگی ہے۔ لوگوں نے یہاں بھی وہی معنے لے لئے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم قرآن کی وحی کو جلدی جلدی پڑھنے لگ جاتے تھے۔ نعوذ باللہ شاید خدا سے پڑھنے میں آگے نکل جاتے ہوں گے۔ اس لئے روکنے کی ضرورت پڑی۔ ورنہ پیچھے پیچھے پڑھنے کو تو خود خدا نے حکم دیا تھا۔ جیسا کہ فاذا قرآنہ فاتبع قرآنہ سے ظاہر ہے سورہ طٰہٰ کی اس آیت پر اگر غور کرو گے تو صاف نظر آئے گا کہ ایسے معنے کرنے سے آگے پیچھے سے کوئی ترتیب قائم نہیں رہتی۔ آخر ان آیات کا کوئی آپس میں ربط بھی ہے۔ یا یونہی بولتے بولتے بیچ میں حامل وحی کو ہدایت ہونے لگی کہ دیکھو وحی پڑھنے میں جلدی نہ کرو۔ اور پھر ایک دوسرا ذکر شروع کر دیا۔ اس طرح قرآن کی شان گر جاتی ہے۔ خدا جانے کیوں سیاق و سباق کا خیال نہیں کیا گیا۔

تعجیل بالقرآن میں شفقت علیٰ خلق اللہ کا جذبہ

دراصل یہاں بھی وہی شفقت علیٰ خلق اللہ کا جذبہ کام کر رہا تھا۔ رسول کریم صلعم کے دل کو تڑپ تھی کہ مخلوق خدا کسی طرح عذاب سے بچ جائے اور اعلیٰ سے اعلیٰ مقام شرف اور بزرگی کو حاصل کرلے۔ جو قرآن کی اتباع سے مقدر تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس قرآن کے ذریعہ ہم نے طرح طرح سے وعید یعنی عذاب کے ڈراوے کھول کر سنا دیئے ہیں۔ تاکہ لوگ ہمارے قوانین کی نافرمانی سے مستوجب عذاب نہ ٹھیریں۔ بلکہ قرآن کی فرمانبرداری سے اعلیٰ سے اعلیٰ شرف اور بزرگی کو حاصل کریں۔ اور یہ بھی بتایا کہ ہماری بادشاہی سچی اور ہماری شان اس سے بہت بلند و برتر ہے۔ کہ ہماری سلطنت کے قوانین کو توڑ کر کوئی بچ جائے۔ اور ہماری فرمانبرداری کر کے کوئی شرف و بزرگی حاصل نہ کر سکے۔ تو قلب نبویؐ اس بات کے لئے تڑپ اٹھا کہ کسی طرح یہ قرآن جو مخلوق کو عذاب سے بچاتا اور انہیں شرف اور بزرگی کی تمام راہیں سکھاتا ہے۔ سارے کا سارا جلد سے جلد نازل ہو جائے۔

تدریجی نزول کی ضرورت

اس لئے جناب باری سے ارشاد ہوا کہ قرآن کے لئے اس سے پہلے کہ تیری طرف وحی ختم کی جائے جلدی نہ کرو۔ یعنی قرآن تو بتدریج نازل ہوگا۔ اور جس دن قرآن ختم ہوگا۔ اس دن تیری طرف وحی نبوت بھی ختم ہو جائے گی۔ اور اس امر کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ پس جب تک کہ خود خدا اپنی وحی نہ کرے تم سارے قرآن کے نزول کے لئے جلدی نہ کرو۔ اور دعا کرتے رہو کہ اے میرے رب میرے علم کو بڑھا۔ وحی الٰہی انسانی علم کو بڑھانے اور مکمل کرنے کے لئے نازل ہوتی ہے۔ پس علم وہی پختہ ہوتا ہے جو بتدریج دیا جاتا ہے۔ اور اس پر عمل بھی اسی طرح ممکن ہے۔ فرمایا انسان کمزور ہے۔ آدم سے ہم نے ایک عہد لیا تھا۔ وہ اسے بھول گیا۔ اور اس سے لغزش ہو گئی۔ تو شریعت جو قرآن کے ذریعہ نازل ہو رہی سینکڑوں عہد اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ ان احکام اور علوم کو بتدریج نازل کیا جائے۔ تاکہ انسان اچھی طرح سمجھ سکے اور عمل کر سکے۔

خلاصہ مطلب

پس تعجیل بالقرآن کا مطلب یہ نہیں کہ وحی کے وقت رسول کریم صلعم قرآن جلدی جلدی پڑھنے لگ جاتے تھے۔ اور خدا انہیں روکا کرتا تھا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلعم کے دل کی تڑپ تھی کہ قرآن جیسی ہدایت اور نعمت جلد سے جلد مخلوق الٰہی کو مل جائے۔ مگر مشیت الٰہی یوں نہ تھی۔ وہ انسان کو یہ عہد نامہ بتدریج دینا چاہتی تھی تاکہ اس کے علوم دقیقہ اور معارف باطنی اور ہدایات کا مغز کو انسان کماحقہ سمجھ سکے اور اس پر عمل کر سکے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں اور خدمات دینیہ میں ہمہ تن مصروف۔

— مولانا مولوی محمد یعقوب خاں صاحب نے ۲۳ جون کو "لائٹ" کا چارج لے لیا۔ مولوی محمد عبد اللہ صاحب بنگالی ان کی معاونت میں بدستور کام کرتے رہیں گے۔

— کچھ دن ہوئے عالم چند نام ایک سندھی آریہ جو سوامی شردھانند اور سوامی چدانند کے ساتھ سماجوں کے حسابات آڈٹ کرتے رہے ہیں۔ اور سندھ میں شدھی کا پرچار بھی کرتے رہے ہیں۔ مسجد احمدیہ میں مولانا مولوی صدر الدین صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ اور ان کا اسلامی نام محمد عالم رکھا گیا تھا۔ ان کے اسلام لانے کے بعد گزشتہ ۲۴ جون کو ایک اور آریہ اپنے ہندوانہ لباس میں مسجد احمدیہ میں آیا اور اپنے آپ کو "پشتینی مسلمان" ظاہر کر کے سلسلہ احمدیہ کے اندرونی اختلافات دریافت کرنے شروع کئے اور کہا کہ میں احمدی ہونا چاہتا ہوں۔ مولانا مولوی احمد صاحب نے بتایا کہ قادیانی حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور ہم نبی نہیں مانتے ابھی صرف اسی قدر کہنے پائے تھے کہ اس نے بے ساختہ پوچھا کہ کیا محمد صاحب کو؟ اس پر مولانا کو شبہ ہوا کہ یہ شخص دراصل آریہ ہے اور غالباً شیخ محمد عالم صاحب کا سراغ لگانے آیا ہے۔ انہوں نے مہمان خانہ میں شیخ صاحب سے کہلا بھیجا کہ اس شخص کو چھپ کر دیکھیں۔ نماز عصر قریب تھی۔ سب کے ساتھ نووارد بھی وضو کرنے لگا۔ اور پہلے بائیں کہنی کو دھویا۔ اس پر مولانا کا شبہ اور بھی قوی ہو گیا۔ شیخ محمد عالم صاحب (سابق عالم چند) بھی اسے دریچہ سے دیکھ رہے تھے انہوں نے بتایا کہ یہ تو دہلی سماج کا خزانچی ہے اور اس کا نام نارائن دت ہے۔ اس پر اس سے پوچھا گیا کہ کیا آپ دہلی سماج کے خزانچی نارائن دت کو جانتے ہیں اس نے لاعلمی ظاہر کی اور صاف کہا کہ میں تو پشتینی مسلمان ہوں اور آپ کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ بہر حال نماز کھڑی ہوئی اور یہ شخص بھی ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔ دوسری رکعت میں شیخ محمد عالم بھی آ ملے سلام پھیرنے پر جب اس کی نظر شیخ صاحب پر پڑی تو اس کا رنگ فق ہو گیا۔ شیخ صاحب نماز ختم کرتے ہی اس کے پاس آ بیٹھے اور سوال کیا کہ کیوں مہاشہ جی آپ کب سے مسلمان ہوئے اب بیچارے کی گھبراہٹ کا ٹھکانا نہ تھا۔ اپنی پہلی بات کو بھول کر کہا کہ مسلمان ہونے کا ارادہ ہے محمد عالم صاحب نے کہا کہ کیا مجھے پہچانتے ہو جواب دیا ہرگز نہیں۔ اور ساتھ ہی آنکھ کے اشارہ سے منع کیا کہ راز افشا نہ کرو۔ لیکن شیخ محمد عالم نے ایک نہ سنی اور دو تین منٹ میں اس کا قافیہ تنگ کر دیا۔ اس پر اس کو مجبوراً سچ بولنا پڑا۔ اور تمام پہلی باتوں کی تردید اور پھر وہاں سے یہ کہکر چلا گیا کہ تھوڑی دیر بعد حاضر ہوتا ہوں دوسرے دن لاہور سماج کے پنڈت برہمدیو شیخ محمد عالم کو انارکلی میں مل گئے اور شکایت کی کہ آپ نے نارائن دت کا پردہ فاش کر کے اسے ذلیل کیا۔ اور پھر چاہا کہ سوامی چدانند کے پاس جلا ہو آئے ہوئے ہیں شیخ صاحب کو لے جائے لیکن ناکامیاب رہا اور سمجھ کر نکل [illegible]

شہنشاہ ہند

غازی اورنگزیب عالمگیر

رحمۃ اللہ علیہ

کے ہاتھ کا لکھا ہوا

قرآن مجید

فوٹو لیکر اور بلاک بنوا کر چھپوایا گیا ہے

پورے قرآن مجید کا حجم قریباً نو سو صفحے ہے

نہایت خوبصورت سنہری جلد بندھی ہوئی

(اور)

ہدیہ علاوہ محصولڈاک صرف پانچروپے

شہنشاہ اورنگزیب کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید نواب صاحب مانگرول کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ وہاں سے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اسے مستعار لیا اور بلاک بنوا کر چھپوایا۔ بہت بڑی اسلامی اور تاریخی یادگار ہے ہر مسلمان کے گھر میں یہ قرآن شریف رہنا چاہیئے آخری صفحہ پر شہنشاہ اورنگزیب کے دستخط اور مہر اور سنہ کتابت بھی موجود ہیں۔

ملنے کا پتہ۔ منیجر رسالہ نظام المشائخ۔ پوسٹ بکس ۱۵ دہلی

خاص الخاص شاہی مجربات

(زیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

دنیا جانتی ہے کہ یہ دواخانہ ۴۰ سال سے نہایت نیکنامی سے پبلک کی طبی خدمات انجام دے رہا ہے اس کی چند مشہور عالم اکسیرات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

سفوف مفرح مقوی اعضائے رئیسہ شاہانہ تحفہ ہے ستار روپیہ

شربت مفرح پیاس کو مارتا ہے لذیذ ہے۔ خاص اسی موسم کیلئے ہے نہایت ہی اعلیٰ۔ قیمت فی بوتل سوا روپیہ عہ

چورن ہاضمہ بچوں بوڑھوں کو یکساں مفید ہے ۴ر فی تولہ۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

ضرورت

ہر صحیح بخاری کے پارہ ۱۲ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ اور ۱۶ تا ۳۰ کی اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور وہ انجمن کی ضرورت پوری کرنے کے لیے مناسب قیمت پر انجمن کو دینا چاہیں تو مہتمم صاحب تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو اطلاع دیں۔ ہر ایک پارہ کے دو نسخوں کی ضرورت ہے۔

ہندوستان میں نئی ایجاد

منیجر صاحب نے کنوسی کا ایک شو تیار کیا ہے۔ جو چمڑے سے بالکل مبرا ہے اور سول ربڑ کا ہے۔ جو مثل ولایتی کٹ شوز کے تیار کیا گیا ہے اور بجائے سول چپکانے کے اندر سے سلائی کی گئی ہے جس کی وجہ سے پانی یا تیل یا کسی اور چیز میں بھیگ جانے سے سول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا سلائی اتنی مضبوط ہے کہ اگر چھ ماہ کے اندر ٹوٹ جائے تو کمپنی دوسرا شو مفت روانہ کرے گی ہمارے ہندو بھائی کو پوجا پاٹ کرنے میں دقت ہوتی تھی اب وہ اس جوتے کو پہن کر پوجا پاٹ کر سکتے ہیں۔ اس جوتے میں چمڑا بالکل نہیں ہے۔ ہلکا اور خوبصورت اتنا کہ دیکھکر دل اچھل پڑتا ہے۔ اتنی خوبیاں ہونے پر قیمت دو روپیہ علاوہ محصولڈاک کیا بطور نمونہ ایک شو روانہ کیا جائے۔ پیر کا ناپ ضرور بھیجو۔ تاجروں کو خاص رعایت

روغن اکسیر جو درد سر کے واسطے واقعی اکسیر ہے۔ ایک پھوریری سے درد کافور ہو جاتا ہے بشیشی کلاں ۸ٍ، خورد ۸ ـ

اختر اینڈ کمپنی نسٹری روڈ لکھنؤ

دمہ کا بہتیمن روپے میں

کشمال کی پہلی خوراک دمہ کی کسوٹی ہے

چنانچہ ہر شیشی کے ساتھ ایک خوراک مونشا اس اقرار نامہ کی ہوتی ہے کہ اگر اس سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہو تو شیشی واپس کر کے اس کی قیمت معہ دو طرفہ محصول کے ہم سے لے لیجئے۔ کشمال ہر طرح کے دمہ کو ۹۹ فیصدی مفید ہے۔ اسی وجہ سے ہم واپسی قیمت کا اس دلیری سے اعلان کرتے ہیں۔ آپ کو بھی لازم ہے کہ اس ضمانت سے فائدہ اٹھا کر دوا منگائیں اور ہمیشہ کی تکلیف سے نجات حاصل کریں۔ قیمت صدود شد میں عہ وی پی کا محصول ۸ر منگی معہ محصول صرف تین روپے بذریعہ رجسٹرڈ پارسل منگائیں وی پی نہیں جاتے۔ بیرون ہند کا محصول بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے واپسی کا اقرار نہیں۔

ڈاکٹر خورشید علیخان وکٹوریہ پارک شہر بنارس

ضرورت ہے

ایسے امیدواروں کی جو ٹیلیگراف اور سگنیلنگ بادی کا کام سیکھکر گورنمنٹ ریلوے یا محکمہ نہر میں ملازمت کے خواہشمند ہوں۔ مفصل حالات کے لیے ۲ر کے ٹکٹ ارسال کیجئے۔

رائل ٹیلیگراف کالج دہلی

اگر آپ

ہر ماہ نئے سے نئے دلچسپ اور سبق آموز افسانے پڑھنا چاہتے ہوں

تو

رسالہ بدر کے خریدار بنجائیے

نمونہ مفت طلب کیجئے

منیجر رسالہ بدر لاہور

پشاور مشہد اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری قنادیز ہر قسم کے مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے سلمہ ستارہ کا زریا ر کلاہ پشاوری۔ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ اگر پسند نہ آئے تو محصول ڈاک کر کے قیمت واپس دی جائیگی۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ کریم پورہ پشاور

اسلام مشرق و مغرب میں

قصر عدن کے دلچسپ حالات

گزشتہ دنوں ڈیلی اکسپرس کے نامہ نگار خصوصی نے امیر عبداللہ سے جو شرق اردن کے حاکم ہیں ملاقات کی تھی دلچسپ تفصیلات ولایتی اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ ان کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

امیر عبداللہ کا محل

عرب بھر میں شاہی قصر عدن جو حکومت برطانیہ نے امیر عبداللہ کے لئے تیار کرایا ہے اپنی شان و شکوہ کے لحاظ سے بے مثل ہے۔ اور اس پر خوب دریا دلی سے روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔

یہ محل سنگ سفید کی ایک وسیع عمارت ہے۔ جو نیم عربی اور نیم اندلسی طرز تعمیر کو ملا کر اندلس کے مشہور قصر الحمرا کے طرز پر بنائی گئی ہے۔ یہ عمارت بلند ترین ریتلی چٹانوں کے ایک سلسلہ پر واقع ہے۔ جس پر نگاہ دوڑانے سے قدیم رومن کھنڈر اور قدیم کورس محلے کے کھنڈ نظر آتے ہیں جن میں آج کل اس تاریخی قصبہ کی شاہراہیں ہیں۔

صحرا کی داخلی طرف ربع میل سے کچھ کم فاصلہ پر کیونکہ قصر مذکور شاہی میدان کے خشک کنارے پر واقع ہے۔ ایک بہت بڑا خیمہ جو بکری کے سیاہ بالوں کا بنا ہوا ہے نصب کیا گیا ہے۔ جس میں ترکی اور ایرانی قالین بچھے ہیں۔ امیر عبداللہ اسی خیمہ میں شیوخ قبائل سے ملاقات کرتا ہے۔ جو بڑی بڑی تعداد میں اس سے ملنے کے لئے آتے ہیں۔ مگر امیر عبداللہ اپنی دو بیویوں اور ان کے سوڈانی حبشی غلاموں اور اپنے پچاس مصاحبوں اور درباریوں اور ملازموں اور دیگر حبشی غلاموں کے ساتھ قصر مذکور میں سکونت پذیر ہے۔ "ہز ہائینس ایک لمحہ کے بعد آپ سے ملیں گے" ان لفظوں میں مجھے امیر عبداللہ کے چیف سکرٹری حمید پاشا الوادی نے بادائے ملایم مطلع کیا۔

امیر کا چیف سکرٹری

حمید پاشا الوادی جسے لارڈ چیمبرلین سمجھنا چاہیئے۔ ادھیڑ عمر کا آدمی اور بغدادی معلوم ہوتا ہے۔ وہ یورپین وضع کے بھورے رنگ کے لباس میں ملبوس تھا۔ اور اس کے سر پر ایک شال اور شال کے گرد سرخ طلائی عقال تھی۔

مجھے امیر کا شرف باریابی عطا کیا گیا۔ تاکہ میں اظہار نیاز مندی کروں اور امیر کے بھائی علی سابق شاہ حجاز کا پیام تہنیت پیش کروں تو اس وقت چیف سکرٹری اپنے دفتر میں جس کی دیواریں گوناگوں نقوش سے مزین ہیں۔ ایک چھوٹی سی میز پر بیٹھ گیا۔ یہ دفتر قصر سے ملحق تھا۔ لیکن باہر کی طرف کو واقع تھا۔ اس نے مجھے بڑے درباری ہال میں قصر کی دوسری منزل پر امیر کے روبرو پیش کیا۔ یہ وہ امتیاز ہے جس کے متعلق مجھے یقین ہے کہ ازکسی بیرونی ملاقاتی کو اس سے قبل حاصل نہیں ہوا۔

مشہور صناع

شہ نشین آراستہ و پیراستہ تھی۔ جس کی دیواریں نیلگوں تھیں اور عمود شاہ بلوط کے اور دیواروں پر سرخ اور آسمانی رنگ کے نقش و نگار تھے جن کی زمین سنہری تھی۔ یہ تمام صناعی ایک مشہور مصری صناع محمد المصری کی مہارت فن کا نمونہ تھی۔ یہ شخص قاہرہ مصر سے خاص اسی مقصد کے لئے طلب کیا گیا تھا۔ اور اب جبکہ یہ اپنا کام ختم کر چکا ہے اسے دیواروں کی مزید تزئین و تحسین کے لئے روک لیا گیا ہے۔ تاکہ وہ مختلف رنگوں کی آمیزش سے دیواروں پر قرآن کریم کی آیات کو منقوش کر دے۔ کمرے کے دریچے بلند اور محرابی ہیں۔ جن میں شاہ بلوط کی نازک تھلملیاں جن پر جدید عربی وضع کی کندہ کاری کی ہوئی ہے۔ لگی ہیں اور سنگ مرمر کا فرش جس پر گہری آسمانی اور سنہری آبگی کاری کی ہوئی ہے۔ چار بڑے بڑے ایرانی قالینوں سے جو بغداد سے طلب کیے گئے تھے۔ دیگر سامان آرائش جس پر صناعانہ طریق سے نقش و نگار کئے گئے ہیں آسمانی اور روپہلی ہے۔ اور اس کا عام رنگ طلائی ہے۔ سب کا سب دلکش ہوتا ہے۔ اس ہال تک ایک وسیع سنگی زینہ کا سلسلہ چلا گیا ہے اور کمرے میں تین آئینہ دار دروازوں سے داخلہ ہوتا ہے۔ اور تینوں دروازوں کے سروں پر عربی میں کندہ کر دیا گیا ہے۔ کہ یہ دروازے امیر اور اس کی دونوں بیویوں کے کمروں کو جاتے ہیں۔

مجھے معلوم ہوا کہ امیر کی دونوں بیویاں نہایت سخت تنہائی میں زندگی بسر کرتی ہیں۔ پہلی بیوی جس کی عمر ۴۳ سال ہے۔ خالص عربی النسل اور امیر کی طرح ایک حجازی والی ریاست کی دختر ہے نیز نسبا آنحضرت کی اولاد میں سے ہے۔ جو پہلے سے امیر کی قرابت دار بھی ہے یہ خاتون پرنس جلال کی ماں ہے۔ جو آکسفورڈ میں تعلیم پا رہا ہے۔ امیر کی تین خوبصورت لڑکیوں میں سے دو کی ماں یہی ہے۔

امیر کی دوسری بیوی جو پہلی سے عمر میں چار برس چھوٹی ہے اور ایک نژاد ہے جو شادی سے پہلے پہلی بیوی کی خادمہ تھی۔ اگرچہ یہ خاتون پہلی بیوی کی صاف و صریح اجازت سے دوسری بیوی بنائی گئی تھی تاہم اب تک جب کبھی اسے اپنی قدیم مخدومہ کے سامنے آنے کا اتفاق ہوتا ہے تو وہ اس کے ہاتھ کو بوسہ دیتی ہے۔ اس کا بھی ایک نوجوان لڑکا موجود ہے۔ جس کا نام نعیم ہے اور بوقت بیت المقدس میں تعلیم حاصل کر رہا ہے امیر کی تیسری خوبصورت بیٹی اسی کے بطن سے ہے

شاہی خواتین

یہ خواتین اپنے اپنے کمروں میں تنہا رہتی ہیں۔ باہر بہت کم نکلتی ہیں اور کبھی بغیر برقعہ کے باہر نہیں جاتیں۔ قصر میں ان کی خدمت گزاری کے لئے بارہ حبشی کنیزیں ہیں جنھیں امیر موصوف نے سوڈان سے خریدا ہے حفاظت کے لئے ایک بوڑھا خواجہ سرا بھی ہے جو زمانہ بادشاہت حجاز کی یادگار ہے۔ جب کھانے کا وقت آتا ہے تو امیر کا دستر خوان بہت وسیع ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہر روز کم از کم بارہ مہمان ضرور شریک طعام ہوتے ہیں۔ رہیں امیر کی بیویاں اور بیٹیاں سو انہیں ایک بہرا خادم منصرم باورچی خانہ کے ذریعہ مطبخ عام سے کھانا منگا کر اندر پہنچا دیتا ہے۔ دونوں بیٹیاں سن بلوغت کو پہنچ چکی ہیں

ہم نے انہیں کبھی دیکھا تو نہیں لیکن ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ خوبصورت ہیں۔ امراء دربار میں سے ایک نے مجھ سے بیان کیا یہ لڑکیاں کبھی کبھی گورنمنٹ نرسری یا باغیچہ میں جو چند میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی پر جنوب کی طرف واقع ہے۔ سواری میں جاتی ہیں۔ لیکن اتنا ہمیں معلوم ہے کہ انہوں نے اپنے سر کے بال ترشوائے ہیں۔ کیونکہ ان کو اسی مقصد کے لئے بیت المقدس جانے کی اجازت دی گئی تھی ورنہ عموماً وہ محل ہی میں رہتی ہیں۔

میں امیر کے دارالمطالعہ میں چار حبشی غلاموں اور محافظین کے افسر اعلیٰ کے ذریعہ پہنچا۔ ایک سبز پردے والے دریچہ کی طرف آبنوسی ڈسک کے قریب امیر موصوف تشریف رکھتے تھے۔ چہرہ گول تھا داڑھی ترشی ہوئی تھی۔ اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں وہ سفید شال میں ملبوس تھے۔ اور سر پر سیاہ اور سنہری ریسمان کا عقال پڑا تھا۔ اس کی پیٹی پر زری کا کام تھا۔ وہ ایک گہرے بھورے رنگ کے بالوں کا لبادہ پہنے ہوئے تھا۔ جس کے اوپر شریف مکہ کی جو صحیح النسب سید ہے۔ سنہری تلوار آویزاں تھی۔

ملاقات

جس وقت میں کمرے میں داخل ہوا۔ امیر فوراً کھڑا ہو گیا۔ اور دوستانہ تبسم کے ساتھ مجھے حسن خالد پاشا اپنے وزیر اعظم اپنے برادر رضاعی سے پرنس شاکر اور اپنے طبیب سے جو انگریزی کا متعلم ہے اور وہی خدمات ترجمانی ادا کر رہا تھا۔ متعارف کرایا۔ ہم سب نے ترکی قہوہ پیا جو چھوٹی چھوٹی سفید پیالیوں میں ایک حبشی غلام نے جو سرخ رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ پیش کیا۔

امیر نے اپنے بھائی علی مقیم بغداد کے متعلق بہت دلچسپی سے دریافت کیا کہ آیا وہ اپنے نئے کھیتوں اپنے گھوڑوں اور اپنے بھائی شاہ فیصل کے پاس زندگی بسر کرنے کو پسند کرتا ہے۔ اس کے بعد اپنے اپنے ملک کے حالات کے متعلق گفتگو شروع کر دی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۷ - ۱۰ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ نمبر ۴۲

اسلام اور احمدیت

(۳)

ادعائے اُلوہیت کا الزام اور حضرت مسیح موعود

دوسری بات جو "زمیندار" نے حضرت مسیح موعود کی ذات والا تبار کی طرف منسوب کی ہے وہ یہ ہے کہ :-

"باوجود اس عقیدت کے جسکا اُنہوں نے جابجا ذات ختمی مرتبت سے اظہار کیا ہے ان کے بعض الہامات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ اپنی شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بڑھا کر دکھانا چاہتے تھے"۔ مثال کے طور پر آپکا یہ ادعا پیش کر دینا ہی کافی ہوگا کہ خدا نے مجھے کُن فیکون کے اختیارات دے دیئے"۔

ہمیں افسوس ہے کہ اس الزام کو پیش کرتے ہوئے بھی "زمیندار" نے محض سُنی سنائی باتوں پر اعتماد کیا ہے اور خود حضرت مسیح موعود کی کتب کو پڑھنے اور آپ کے الہامات کا مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی ورنہ اسے معلوم ہو جاتا کہ یہ سب کچھ اس بغض و عداوت کا نتیجہ ہے جو راستبازوں اور اولیاء اللہ کے ساتھ دنیادار مولویوں کو ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔

جہانتک ہم نے تلاش اور جستجو کی حضرت مسیح موعود کا کوئی ایسا الہام ہمیں ایسا نہیں ملا جس میں آپ نے یہ فرمایا ہو کہ "خدا نے مجھے کُن فیکون کے اختیارات دے دیئے۔

ایک آپ کا الہام تریاق القلوب میں ان الفاظ میں ملتا ہے

اِنَّمَا اَمْرُنَا اِذَا اَرَدْنَا شَیْئًا اَنْ نَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ :

"یعنے ہمارے امور کے لئے ہمارا یہی قانون ہے کہ جب ہم کسی چیز کا ہونا چاہتے ہیں تو ہم کہتے ہیں ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے" (تریاق القلوب ص۱)

لیکن اس الہام کے متعلق کہیں یہ نہیں فرمایا کہ اسکے رو سے کونیت عالم کا مرتبہ مجھے ملگیا ہے اور دنیا کا خالق اب میں ہوں۔ معلوم نہیں "زمیندار" نے یہ مفہوم کہاں سے پیدا کر لیا۔ بعینہ اسی قسم کے الفاظ قرآن کریم میں بھی پائے جاتے ہیں۔ کیا ان سے یہ سمجھا جائے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ دعوےٰ تھا کہ کُن کہکر ہم دنیا کو پیدا کر لیا کرتے ہیں ؟ ہمیں افسوس ہے کہ "زمیندار" نے ایک ایسی بات کہی ہے جسکا ثبوت اسکے پاس کوئی نہیں۔ کم از کم اس الہام میں کوئی ایسے الفاظ موجود نہیں جن کو مجازاً اور استعارۃً بھی حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کیا جاسکے۔

ہمارے خیال میں "زمیندار" کو غلطی لگی ہے۔ عام طور پر معترضین حضرت مسیح موعود کا ایک کشف پیش کیا کرتے ہیں اور اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ آپکو (معاذ اللہ) دعوےٰ اُلوہیت تھا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس جگہ اسکو بھی صاف کر دیں اور معترضین کو صفائی کے ساتھ دکھا دیں کہ جس بات کو وہ حضرت مسیح موعود کا دعوےٰ اُلوہیت سمجھتے ہیں وہ اولیاء اللہ کی تاریخ میں جابجا پائی جاتی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھکر الفاظ و کلمات اولیاء اللہ کے مونہوں سے نکلے ہیں۔ سب سے پہلے ہم اس کشف کو نقل کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے :-

"میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا۔ اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں یا اس شئے کی طرح جسے کسی دوسری شئے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہو اور اُسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو یہانتک کہ اسکا کوئی نام و نشان باقی نہ رہگیا ہو۔ اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا۔ یہانتک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا۔ اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضا اسکے اعضا اور میری آنکھ اسکی آنکھ اور میرے کان اُسکے کان اور میری زبان اسکی زبان بنگئی تھی۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اُسکی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اُسکی اُلوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت العزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو میں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی میری اپنی عمارت گر گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور اُلوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی۔ اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اسکی طرف کھینچا گیا پھر میں ہمہ مغز ہو گیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بنگیا کہ جس میں کوئی میل نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈالدی گئی پس میں اس شئے کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں آتی یا اس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اسکو اپنی چادر کے نیچے چھپا لے۔ اس حالت میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے میں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ اُلوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی اور میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا اور اللہ تعالےٰ نے میرے سب اعضا اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اسکی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اسوقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضا میرے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے اعضا ہیں اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویّت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور منازع روک کرنیوالا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اسکی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اسکے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ

پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرینگے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا

اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ آدَمَ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴)

اس کشف کو پڑھکر کوئی سلیم المزاج انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ اس میں دعوےٰ اُلوہیت کیا گیا ہے ؟ اول تو اسکو کشف کہنا اسبات کو واضح کر دیتا ہے کہ یہ ایک تعبیر طلب چیز ہے۔ اور اسے حقیقت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ پھر جو شخص جابجا "میرا خدا" اور "میرا رب" کے الفاظ استعمال کرتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ "حضرت رب العزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان الجبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا" اسکے حق میں یہ کہنا کہ وہ خود اپنے آپ ہی کو "خدا" اور "رب" اور حضرت رب العزت" اور "سلطان الجبروت" قرار دیتا ہے کہانتک صحیح ہو سکتا ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ اس کشف کے باوجود کبھی حضرت مسیح موعود نے یہ نہیں کہا کہ چونکہ کشف میں میں نے ایسا دیکھا ہے اسلئے اب میں فی الحقیقت خدا ہو گیا ہوں۔ اور آئندہ مجھے خدا ہی سمجھا کرو۔

کہا جاتا ہے کہ گو مرزا صاحب نے کھلم کھلا ایسا دعویٰ نہیں کیا لیکن اس کشف سے یہی واضح ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ چڑھکر خدائی کے مرتبہ پر فائز ہونا چاہتے تھے لیکن سوال یہ ہے کہ آیا اس قسم کے الہامات اور کشوف اس سے پیشتر اولیاء اللہ کو کبھی ہوئے ہیں یا نہیں۔ آیا تاریخ اسلام میں ایسی مثالیں موجود ہیں یا نہیں جن میں بعض بزرگوں اور راستبازوں کے مونہوں سے ایسے ایسے کلمات نکلے جن کو فی الواقعہ دعویٰ اُلوہیت پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی اہل باطن نے اسکو فنا فی اللہ کا مقام قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جھنڈا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے سے بلند تر قرار دیا اور فرمایا کہ "سبحانی اللہ" خدا وہی بایزید ہے"۔ پھر فرمایا "سبحانی ما اعظم شانی" (تذکرۃ الاولیا ص۱۲۰)

پھر اس سے بھی بڑھکر لفظ کہے اور فرمایا اِنّی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدون۔ (میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میری عبادت کرو۔ (تذکرۃ الاولیا ص۱۱۷)

کیا یہ ایسے الفاظ نہیں کہ اُنکو بایزید بسطامی کا دعویٰ اُلوہیت قرار دیا جا سکے ؟ کیا کسی نے آجتک بایزید پر یہ الزام لگایا کہ انکا دعویٰ خود خدا ہونے کا تھا ؟ اگر نہیں اور ہرگز ایسا نہیں ہوا۔ تو کسیکو کیا حق حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود کو محض ایک کشف کی بنا پر مدعی اُلوہیت قرار دے۔

اس کشف میں جو کیفیت آپکو دکھائی گئی بعینہ وہی کیفیت اولیاء اللہ کے متعلق اُنکے ملفوظات میں بیان کی گئی ہے چنانچہ حضرت ابو سعید خزاز رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے کہ :-

"جب بندہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور خدا کے قرب میں ساکن ہوتا ہے تو اُسوقت اپنے نفس کو اور جو کچھ اللہ کے سوا ہے اسکو فراموش کر دیتا ہے۔ اگر اسکو کہیں کہ تو کہاں سے ہے اور کیا چاہتا ہے تو اسکو اس سے اچھا کوئی جواب نہیں بن پڑتا کہ وہ کہے اللہ۔ اور اس قوم کی صفت میں فرمایا ہے کہ اس میں سے بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اپنے سب اعضاؤں کو یہ کہیں کہ وہ سخن میں آئیں تو سب ہی یہ کہنے لگ جائیں اللہ"۔

کیا یہ الفاظ بعینہ اس حالت کو بیان نہیں کرتے جسکی کیفیت حضرت مسیح موعود نے مندرجہ بالا کشف میں بتائی ہے۔ کیا اس سے یہ صاف طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح موعود نے کوئی نئی بات نہیں کہی بلکہ آپکا قدم اُن بزرگ اولیاء اللہ کے قدموں پر تھا جو فنا فی اللہ کے مقام پر پہونچکر ایسے گم ہوتے ہیں کہ گویا ان میں اور خدا تعالےٰ میں کوئی فرق ہی نہیں رہا۔

افسوس ایسی صاف اور کھلی مثالوں اور تصریحات کے باوجود ہمارے مخالف محض حسد اور عناد کی عینک چڑھا کر اپنی علمی کم مائگی کا ایک کھلا ثبوت مہیا کرتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ جس بات کو وہ پیش کر رہے ہیں وہ کہانتک حق اور انصاف پر مبنی ہے۔

مسئلہ کفر و اسلام اور میاں صاحب

ابھی تھوڑے دن ہوئے میاں محمود احمد صاحب کے خطبات اور تحریرات میں اس بات پر زور دیا جاتا تھا۔ کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہے ہمیں کیا حق ہے کہ ہم اسے کافر کہیں۔

میاں صاحب کے بعض مریدین بھی جنھیں کفر و اسلام میں ان سے اختلاف ہے یہ خیال کر رہے تھے بلکہ کہہ رہے تھے کہ اب میاں صاحب نے مسئلہ تکفیر غیر احمدیان کو چھوڑ دیا ہے۔ اس کے متعلق قبل ازیں ہم میاں صاحب کے ایک مکتوب مندرجہ "الفضل" (مورخہ ۱۵ جون ۱۹۲۸ء) سے چند الفاظ نقل کر چکے ہیں۔ جس میں انہوں نے صاف لکھا ہے کہ غیر احمدی آنیوالے مسیح کے منکرین کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم انہیں مومن کس طرح کہہ سکتے ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے میاں صاحب کے پرائیویٹ سکرٹری کی ایک چٹھی ہے۔ جو ان کے ایک مرید کے بعض سوالات کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اس چٹھی میں بھی مسئلہ کفر پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے اور صاف لکھا ہے "آنحضرت پہلے ہی سے فرما گئے ہیں کہ میری امت کے بہتر فرقے ہو جائینگے اور سب کے سب دوزخی ہوں گے سوا ایک کے آپ تو خاتم النبیین سید المرسلین تو غیر احمدیوں کے متعلق یہ فتویٰ دیتے ہیں اور آپ انکو مسلمان کہے چلے جاتے ہیں شاید آپ کے نزدیک مسلمان ہی دوزخ کے وارث ہیں"

"چونکہ مسیح موعود پر ایمان لانا خدا کا حکم ہے اس لئے اسے بھی جو نہ مانے وہ کافر ہے"

"اصل بات یہ ہے کہ مسلمان وہی ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانیں جو ایک کو بھی نہیں مانتا اس نے کسی کو بھی نہیں مانا ...... درحقیقت اسے حشمہ ہی کی ضرورت نہیں" یہ ان لوگوں کا حال ہے جو عام مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے جلی لفظوں میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ آج مسلمانوں کی نجات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہی ہے ہم اس موقع پر میاں صاحب کے ان مریدین کو توجہ دلانا چاہتے ہیں جو ان کے گول مول اعلانات کو دیکھکر یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ...

قرآن کریم کا عبرانی ترجمہ

اخبارات میں ایک تازہ خبر شائع ہوئی ہے کہ فلسطین کے ایک مشہور یہودی عالم ڈاکٹر اربلین نے عبرانی زبان میں کلام پاک کا ترجمہ مکمل کر لیا ہے اور عنقریب اس کی طباعت کا انتظام ہونے والا ہے ڈاکٹر مذکور کئی سال سے ترجمہ میں مصروف تھے!!

یہ خبر شاید بعض مسلمانوں کے لئے خوشی کا باعث ہوگی۔ مگر ہمیں اس خبر سے خوشی نہیں بلکہ رنج ہوا۔ یہ ہمارے کرنے کا کام تھا۔ مگر ہم اپنی بدنصیبی اور کم مائیگی کی وجہ سے یہ سعادت حاصل نہ کر سکے۔ اور غیر ہم سے بازی لے گئے۔ یہ اپنی قسم کا پہلا واقعہ نہیں اس سے قبل عیسائی اور ہندو بہت سی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے شائع کر چکے ہیں جو عام طور پر ذلیل اور خطرناک مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے کئے گئے ہیں۔ اس یہودی عالم کا ترجمہ کیسا ہے اور کس مطلب کے لئے کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق فی الحال ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اگر یہ ترجمہ کسی نیک نیت سے بھی کیا گیا ہے تو یہ ظاہر ہے کہ ایک غیر مسلم اس فرض کو اچھی طرح سے ادا نہیں کر سکتا۔ انگریزی میں قرآن شریف کے بیشمار ترجمے ہوئے۔ دشمنوں اور انصاف پسندوں نے کئے۔ لیکن جو شاندار نتائج حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ کے ترجمہ نے پیدا کئے وہ کوئی ترجمہ بھی پیدا نہ کر سکا۔ ہمارے خیال میں یہ خبر ہماری غفلتوں اور غیروں کی ترقی اور مستعدی کا ایک کھلا ہوا اعلان ہے۔ جس سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اور قرآن کریم کے بیشمار ترجمے دوسری زبانوں میں کرنے کی فکر کرنی چاہئے +

ایک یاددہانی

اس عبرانی ترجمہ کا ذکر کرتے ہوئے ہمیں ایک بات یاد آگئی رمضان المبارک میں حضرت امیر اور چند بزرگان سلسلہ کی طرف سے جرمن زبان میں ترجمہ قرآن کی تحریک کی گئی تھی۔ اس بارہ میں ہم متعدد بار بزرگان سلسلہ کے ارشادات اور اپنی گزارشات احباب کے گوش گذار کر چکے ہیں۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ احباب نے پورے طور پر اس مبارک تحریک کا خیر مقدم نہیں کیا۔ کاش اس یہودی عالم کی مثال ہمارے اندر کوئی نیا جوش پیدا کر سکے +

آپ کو معلوم ہوگا کہ عبرانی کوئی وسیع زبان نہیں بلکہ عام طور پر اس کا شمار مردہ زبانوں میں ہوتا ہے اگر ایک یہودی اپنی عمر عزیز کے کئی سال ایک مردہ زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے صرف کر سکتا ہے تو کیا آپ ایک وسیع اور زندہ زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے چاندی کے چند سکے اپنی آمدنی کا ایک تھوڑا سا حصہ نہیں دے سکتے؟ قرآن کریم ساری دنیا کی ہدایت کے لئے آیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کے تراجم دنیا بھر کی زبانوں میں شائع کریں۔ احمدیو! یاد رہے اس کام کو تم نے ہی انجام دینا ہے۔ یہ تمہارا ایک اہم ترین فرض ہے۔ اگر تم نے اس فرض کو کما حقہ ادا نہ کیا تو تمہاری آیندہ نسلیں اور زمانہ مستقبل کا مورخ تمہارا ذکر نہایت سخت اور افسوسناک الفاظ میں کریگا۔ ضرورت ہے کہ ہمارے دوست بہت جلد اس نیک تحریک کی طرف متوجہ ہوں کہ یہی امر عمل ان کے خادم دین ہونے کا عملی ثبوت ہوگا۔

از عمل ثابت کن نورے کہ در ایمان تست

ہندوستان کا سب سے بڑا ہیرو؟

ہندوستان کے قوم پرست طبقہ اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے یہ سننا از حد افسوس کا موجب ہے کہ مہاراجہ کولھاپور نے پونا میں سیواجی کا ایک مجسمہ قائم کیا ہے جس کی نقاب کشائی گورنر بمبئی نے ۱۶ جون ۱۹۲۵ء کو کی اس موقعہ پر گورنر نے جو تقریر کی اس میں سیواجی کو "اعلیٰ مدبر" اور "بہادر سپاہی" کے نام سے یاد کرتے ہوئے "ہندوستان کا سب سے بڑا ہیرو" قرار دیا اور یہ امید ظاہر کی کہ اس کا مجسمہ اتحاد و اتفاق کا موجب ہو کر نہ صرف مرہٹوں کے لئے بلکہ تمام ہندوستانیوں کے لئے باعث فخر ہوگا +

ہمیں حیرت ہے کہ سیواجی کو "اعلےٰ مدبر" اور "بہادر سپاہی" اور "ہندوستان کا سب سے بڑا ہیرو" قرار دینا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔ اگر سیواجی ایک "اعلےٰ مدبر" اور "بہادر سپاہی" ہے اگر ایسا شخص جس نے بہادری سے نہیں بلکہ دغا اور فریب کے ساتھ ایک بہادر انسان کی جان لی "ہندوستان کا سب سے بڑا ہیرو" قرار پا سکتا ہے تو ان انارکسٹوں کو کیا کہا جائیگا جو اپنی خفیہ کوششوں کے ذریعہ حکومتوں کے تختے الٹ دینے کے درپے رہتے ہیں۔ سیواجی کا مجسمہ آیا "اتحاد و اتفاق کا موجب" اور "تمام ہندوستانیوں کے لئے باعث فخر ہوگا" یا موجودہ کشیدگی کو بڑھا کر اور بھی زیادہ ذلیل کرنیکا موجب ہوگا۔ اس کو ان لوگوں کے دل جانتے ہیں جنہوں نے سینکڑوں سالوں بعد آج اس نازک زمانہ میں پھر اس شخص کی یاد کو تازہ کیا ہے۔ جس کو ہندو مسلم کشیدگی کا ذلیل علمبردار کہنا چاہئے +

برادران وطن اور فسادات

یہ افسوسناک حقیقت بارہا آنکھوں کے سامنے آچکی ہے کہ برادران وطن اپنی قوم کی ہر ناجائز خواہش۔ ہر ناگوار حرکت اور ظلم و ستم کو ہر وقت سراہنے اور اس کی تائید کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں خواہ اس سے ملک کا امن و امان تباہ و برباد ہو جائے۔ اتحاد کا نام و نشان باقی نہ رہے اور وطن پرستی کے تمام دعوے خواب پریشان سے بڑھکر ثابت نہ ہوں۔ لیکن جہاں ہندو اور مسلمان کا سوال آئیگا وہاں لازمی ہے کہ ہندو کی حمایت کی جائے اور اسے ہر طرح سے بے قصور اور بری الذمہ ٹھیرایا جائے +

اسکی ایک تازہ مثال سوختنہ کے واقعات سے ملتی ہے ظاہر ہے کہ وہاں ہندوؤں کی طرف سے زیادتی ہوئی۔ انہوں نے مسلمانوں پر چڑھائی کر کے فساد پر آمادگی ظاہر کی۔ اور باوجودیکہ مقامی افسران نے ان کو یقین دلا دیا کہ کوئی گائے ذبح نہیں ہوگی پھر بھی انہوں نے زبردستی گاؤں میں داخل ہو کر مسلمانوں کو قتل کرنا چاہا۔ جس پر ناچار پولیس افسروں کو گولی چلانی پڑی۔ ایک اور مقام پر بکری ذبح کرنے سے بھی مسلمانوں کو زبردستی روک دیا گیا بجائے اس کے کہ ان واقعات پر ہندو قوم کے ذمہ دار اصحاب کم از کم وہ طبقہ جو قوم پرستی اور وطن پرستی کا دعویدار ہے۔ اظہار افسوس کرتا اور اپنے ہمقوموں کی ان ناواجب حرکات پر نفرین بھیجتا۔ ان کی طرف سے جلسے منعقد ہو رہے ہیں جن میں گولی چلانے کے خلاف احتجاج کیا جا رہا ہے اور مفسد لوگوں کو بے قصور ظاہر کیا جاتا ہے۔ ان حالات میں کون کہہ سکتا ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں وطن پرستی کا وہ جذبہ موجود ہے۔ جو کہ ذمہ دارانہ پاسداری سے بالاتر ہو کر تمام وطنی بھائیوں کو ایک نظر سے دیکھنے کا متقاضی ہے +

کرپان کا بے جا استعمال

آئے دن ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں جن میں بعض ناعاقبت اندیش اور جاہل سکھوں کی طرف سے کرپان کا جس کو سکھ اپنا ایک مذہبی شعار بیان کرتے ہیں ناجائز استعمال عمل میں آتا ہے گذشتہ سال فساد لاہور میں چند بوڑھے نمازیوں کو اس سے شہید کیا گیا۔ چند ماہ ہوئے ایک مسلمان ٹی ٹی بھی اس کے وار سے ہلاک ہوا۔ تازہ خبر ہے کہ ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کی عدالت میں کرپان کے ناجائز استعمال کا ایک ہولناک مقدمہ پیش ہوا ہے سکھ ملزم کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے موضع چوہڑ کانہ میں نہتے بے گناہ مسلمانوں کو کرپان سے شہید کر دیا۔ ہم ان سفاکیوں کی طرف گورنمنٹ اور سکھ بھائیوں کی توجہ کئی دفعہ مبذول کرا چکے ہیں لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے گورنمنٹ نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں کی اور سکھوں کے ذمہ دار اصحاب بھی خاموش ہیں۔ اگر اس معاملے کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا تو اسکے نتائج نہایت افسوسناک ہونگے۔ پنجاب کونسل کے مسلمان ممبروں پر بھی افسوس ہے کہ انہوں نے اس سوال کو پورے زور سے نہیں اٹھایا۔ ہمیں سکھوں کے کرپان رکھنے پر مطلق اعتراض نہیں لیکن ایک قوم کے افراد کے ہاتھ میں تلواریں دیکر دوسرے کو بالکل نہتا اور بے یار و مددگار چھوڑ دینا انصاف اور مصلحت کے خلاف ہے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ سکھ اور مسلمان اس معاملے کو اپنے طور سے طے کریں تا کہ [illegible] باقی نہ رہے وقت ہے

شذرات

معاصر "مسیح" نے اپنی ۲۲ جون ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں کناڈا کے "آرٹ لائین" نامی ایک ہفتہ وار اخبار کے "علمی اور سائنٹفک انکشافات" میں سے رمضان کے متعلق ایک ماہر فن کے تجربات و مشاہدات نقل کئے ہیں جو سننے کے قابل ہیں:-

(۱) مسلمان اس لئے روزہ نہیں رکھتے کہ ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ بلکہ چونکہ رمضان میں قرآن اترا تھا اس لئے وہ مسلمانوں کی نظر میں متبرک ہے۔

(۲) قرآن کا نزول ۱۳ء میں شروع ہوا گویا اس سے پیشتر کی ۱۳ سالہ مکی زندگی میں کوئی وحی ہی نازل نہیں ہوئی +

(۳) رمضان کی مدت ۳۰ یا ۲۹ دن کی نہیں بلکہ ۲۸ دن کی ہوتی ہے +

کیا کہنے ہیں اس تحقیقات عالیہ کے۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ اس "علمی انکشاف" کے موجد خود مصر میں رہ چکے ہیں اور وہاں بھی ایک مسلمان کے گھر میں۔ بلکہ خود وہاں روزہ بھی رکھ چکے ہیں۔ جس قوم میں ایسے ایسے عالم دین موجود ہوں جس ملک میں اسلام کی تصویر کھینچنے کے لئے ایسے ایسے "قابل" "ماہر فن" پیدا ہو جائیں۔ وہاں اس پاک مذہب کی جس قدر بھی مٹی پلید کرنے کے لئے اور کس چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ کاش مسلمان ان غلط بیانیوں پر مسکرا دینے کے بجائے ان کے بد اثرات کو سمجھیں اور ان کے تدارک کا کوئی سامان بہم پہنچائیں +

حضرت مسیح کا قول ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے ہمارے مسیحی دوست بھی ایک مدت سے یہ وعظ ہمیں سنا رہے ہیں کہ شجر تثلیث کا بہترین ثمر اگر دیکھنا ہے تو تہذیب مغرب کو دیکھو۔ آج ہم اس پھل کی ایک چھوٹی سی قاش اپنے قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ عیسائیت کا درخت کس قسم کے لذیذ اور شیریں پھل پیدا کرنے کا اہل ہے +

ہائیڈ پارک میں جو لندن کا ایک مشہور باغ ہے۔ سال بھر کے عرصہ میں جو جرائم واقع ہوئے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

جرم	گرفتار	سزایاب
بیحیائی	۳۲۵	۲۵۸ (۶۷ ملزموں پر اور
حرامکاری	۳۶۹	۳۴۲ بھی جرم ثابت تھا)
اعانت جرم بالا	۳۶	۳۶
دلالی	۲	۲
برہنگی	۱	۱
زنا بالجبر	۱	–
توہین	۵۶	۴
حملہ مجرمانہ	۲	–

اگر ان تعداد و شمار پر ایک گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا جن ملزموں پر جرم ثابت تھا ان کی روزانہ اوسط تعداد قریباً دو ہے یہ سب کچھ کہاں ہو رہا ہے۔ کسی محل یا تہ خانے میں یا کسی پوشیدہ مقام پر؟ کسی چکلے یا مے خانہ میں؟ نہیں بلکہ ایک کھلے ہوئے باغ میں ایک مشہور سیر گاہ میں۔ ترکی اور مغل حرم سراؤں کے اسرار بار بار ظاہر کئے جا چکے۔ محمد شاہ رنگیلے اور واجد علی شاہ کی عیش پرستیوں کے فسانے بار بار دہرائے گئے۔ لیکن اس قسم کے اعداد و شمار پر کبھی غور نہیں کیا جاتا۔ کیا مسیحی حضرات دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھنے کی بجائے اپنی آنکھ کے شہتیر کو محسوس کرینگے؟

اپنی انجمن کو

دو گریجوئیٹوں کی ضرورت ہے اپنے سلسلے کی بو

مذاکرہ علمیہ

غلو کی انتہا

کیا خدا حق کا حامی نہیں؟

(۱)

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

میاں محمود احمد صاحب کی رویا

کچھ عرصہ سے عجیب تماشہ پیش نظر ہے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے کہیں اپنے خطبہ جمعہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۴ء میں جناب میاں محمود احمد صاحب کے ایک رویا پر کچھ ریمارکس کئے۔ رویا حسب ذیل تھی۔

"میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کر رہا ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے تو خدا کی لعنت تم پر ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔"

"الفضل" کا غیظ و غضب

اس پر قادیانی اخبار "الفضل" جس قدر سیخ پا ہوا ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے۔ کالموں کے کالم جماعت لاہور کے خلاف غیظ و غضب کے اظہار کے لئے وقف ہو گئے ہیں اور حضرت مولانا محمد علی صاحب کو جس قدر گالیاں دی ہیں انہوں نے اگلی پچھلی ساری کسر پوری کر دی۔ اور کچھ دنوں کے درمیانی وقفہ کی پوری تلافی ہو گئی یہاں تک کہ منہ بھی چڑایا۔ بار بار "حضرت امیر ایدہ اللہ" کہہ کہہ کر نقلیں اتاریں گویا "الفضل" کے نزدیک صرف انہیں حق حاصل ہے کہ وہ اپنے خلیفہ صاحب کے متعلق "ہز ہولی نس" اور "فضل عمر" اور خدا جانے کیا کیا القاب استعمال کر سکتے ہیں۔ اور دوسرا کوئی شخص اپنی جماعت کے امیر کے متعلق کوئی دعائیہ فقرہ بھی استعمال نہیں کر سکتا اور اگر کرے گا تو "الفضل" اس کا منہ چڑائے گا اور اگر کوئی اسی طرح "الفضل" کا منہ چڑائے تو پھر کیا ہو؟ پھر یہ ہوگا کہ چھوٹے سے بڑے تک سب مظلوم اور معصوم بن بن کر چلانا شروع کر دیں گے۔ کہ آہ ہمیں گالیاں دی جاتی ہیں۔ لیکن کیا یہ محل تعجب نہیں ہے کہ ایڈیٹر "زمیندار" اپنے اخبار میں اسی رویا کا مذاق اڑائے تو "الفضل" شربت کے گھونٹ کی طرح پی جائے۔ مگر اسی رویا پر جب حضرت امیر کچھ معقول اور بجا اعتراض کریں تو گلے کا ہار ہو جائے۔ آخر یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ "الفضل" جانتا ہے کہ میں اگر "زمیندار" کے منہ لگوں گا تو ایک کی دس سنوں گا۔ اسے کسی کا کیا لحاظ

لاہوری جماعت کا متین رویہ

"الفضل" خوب جانتا ہے کہ لاہوری جماعت عقائد میں خواہ لاکھ اختلاف رکھے مگر اس کی عادت نہیں کہ وہ بیہودہ کلامی پر اتر آئے۔ اپنی جماعت پر اثر ڈالنے کے لئے "الفضل" خواہ لاکھ پروپیگنڈا کرے کہ لاہوری گالیاں دیتے ہیں لیکن لاہوریوں کی نرمی اور بیہودہ کلامی سے اجتناب رکھنے ہی نے "الفضل" کو اتنا دلیر کر دیا ہے کہ وہ لاہوری جماعت اور ان کے امیر کی نسبت اتنا کچھ کہہ گیا۔ اور پھر میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ابھی یہ "کافی نہیں"۔ کیا "زمیندار" کی نکتہ چینی بجا تھی اور حضرت امیر کی بیجا تھی؟

ضمیر کی آواز

حضرت امیر کی نکتہ چینی کے بجا ہونے کا تو یہ کافی ثبوت ہے کہ "الفضل" نے بھی ان الفاظ کو ایک مذہبی پیشوا کے تحت مزیل شان سمجھا اور اسی لئے بڑے زور سے یہ تحدی کی کہ ہمارے پیشوا نے کبھی اس قسم کے الفاظ فرمائے ہی نہیں۔ میں الفاظ نقل کئے دیتا ہوں:-

"ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ نہ ہم نے کوئی ایسی کتاب شائع کی اور نہ کبھی ہمارے پیشوا نے وہ الفاظ فرمائے جو مولوی صاحب نے ان کی طرف منسوب کئے ہیں۔"

گویا "الفضل" کے نزدیک یہ الفاظ جو میاں صاحب کی طرف منسوب کئے گئے تھے ایسے بُرے تھے۔ کہ اس نے اس امر کی ضرورت بھی نہیں سمجھی کہ وہ میاں صاحب کی گزشتہ تحریروں کو دیکھ کر اور تحقیق کر کے کچھ لکھتا اس کے خیال میں یہ الفاظ اس قدر بُرے اور ایک مذہبی پیشوا کے مزیل شان تھے۔ کہ وہ بلا تامل جھاڑ کا کانٹا ہو کر لپٹ گیا۔ اور بڑی تحدی سے کہنے لگا کہ ہمارے پیشوا نے کبھی بھی یہ الفاظ نہیں فرمائے گویا اس کا ضمیر اسے مجبور کر رہا تھا کہ وہ کہے کہ ایک مذہبی پیشوا کی زبان سے اس قسم کے الفاظ کبھی نکل ہی نہیں سکتے۔ یہی وجہ تھی کہ اس دلیری اور بے باکی سے اس نے اعلان کیا کہ مسجد کے منبر پر یہ سفید جھوٹ بولا گیا ہے۔

حق پرستی کا ثبوت

لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اس بات کے ثابت ہو جانے پر کہ اس کے مذہبی پیشوا نے اس قسم کے الفاظ ضرور کہے تھے وہ سو جاتا ہے۔ کیا "الفضل" کا اور ہر ایک سمجھدار شخص کا یہ اخلاقی فرض نہیں کہ ان الفاظ سے اظہار بیزاری کرے۔ جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب نے کیا تھا۔ جب میاں محمود احمد صاحب نے یہ خود تسلیم کر لیا۔ کہ میں نے یہ رویا ضرور دیکھی تھی تو پھر کیا انصاف کا تقاضہ نہ تھا کہ "الفضل" کھلم کھلا اخبار میں اظہار ندامت اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتا اور اپنے پیشوا کے ان الفاظ سے اظہار بیزاری کرتا۔ لیکن نہیں جب یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ الفاظ جو میاں صاحب کی طرف منسوب کئے گئے تھے ضرور میاں صاحب کے منہ سے نکلے تھے۔ تو نہایت اطمینان سے خاموشی اختیار کر لیتا ہے اور ذرہ برابر بھی تو اظہار افسوس نہیں کرتا۔ کجا یہ ادعا کہ اس قسم کے الفاظ کبھی ہمارے پیشوا کے منہ سے نہیں نکلے اور کجا نوبت بایں جا رسید کہ بچہ بچہ کو علم ہو گیا کہ یہ الفاظ میاں صاحب کے منہ سے ضرور نکلے تھے۔ اس شکست فاش پر بھی کسی قسم کا اظہار ندامت نہ کرنا۔ بتلاتا ہے کہ مطلب حق پرستی نہ تھا۔ بلکہ محض دھڑے بازی کے طور پر گالیاں دے کر دل ٹھنڈا کرنا مقصود تھا۔ اور قادیانی جماعت کا اکثر یہی طریق ہے۔ کئی دفعہ بعض عقائد پر جو میاں صاحب نے اختراع کئے ہیں۔ بعض قادیانی بزرگ مجھ سے لڑ پڑے اور کہنے لگے کہ یہ میاں صاحب پر افترا ہے۔ لیکن جب انہیں حوالہ دکھایا گیا تو ٹھنڈے ہو کر کہنے لگے کہ ہاں پھر ٹھیک ہے۔ پیر پرستی اسی کو کہتے ہیں۔ کہ ایک ایسا عقیدہ جسے ضمیر رد کرتی ہے۔ جب پیر کے منہ سے سنیں تو شربت کے گھونٹ کی طرح پی جائیں۔ واتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کی صحیح تعبیر یہی ہے۔

سچائی پر اعتراض

اب شرمندگی مٹانے کو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تو ۱۹۱۲ء کی تحریر ہے۔ مگر یہ کوئی عذر قابل قبول نہیں۔ سوال یہ تو نہ تھا کہ کب ایسا کہا۔ سوال تو یہ تھا کہ کیا میاں صاحب نے یہ الفاظ کہے ہیں یا نہیں۔ "الفضل" کا ادعا یہ تھا کہ "کبھی نہیں کہے" حالانکہ یہ صریح طور پر غلط تھا۔ مگر واہ رے دیدہ دلیری۔ کس طرح خود ایک غلط بات کہہ کے اسی شخص کو ستانا شروع کر دیا جو سچ کہہ رہا تھا۔ سچوں کو ستانا کسی مذہب کے رو سے تقویٰ اور دیانت نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن جن کا خدا نعوذ باللہ خلیفہ کی ذات پر سچے اعتراض کرنے والے کو لعنت کرتا۔ اور عذاب سے ہلاک کرتا ہے۔ اس کے بندے سچ بولنے والوں کو کیوں نہ لعنتیں کریں۔ اور گالیاں دیں۔

خلافت اور ذات کا سوال

یہ کہنا بھی قابل قبول نہیں کہ یہاں مراد میاں محمود احمد صاحب کی ذات پر اعتراض نہیں بلکہ خلافت پر اعتراض ہے۔ کیونکہ اصل عبارت میں صاف الفاظ میں موجود ہے کہ "تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے تو خدا کی لعنت تم پر ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے" اسی لئے جب حضرت امیر نے اس پر اعتراض کیا تو "الفضل" نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ یہاں مراد خلافت پر اعتراض ہے نہ کہ ذات پر۔ اور کوئی شخص بھی صریح ذات کا لفظ ہوتے ہوئے کسی طرح بھی اس کا یہ مفہوم نہیں لے سکتا کہ یہاں ذات سے مراد ذات نہیں ہے۔ چنانچہ "الفضل" نے بھی اس عبارت سے وہی سمجھا۔ جو حضرت امیر نے سمجھا اور اس نے بھی اس بات کو ویسا ہی بُرا سمجھا جیسا کہ حضرت امیر نے سمجھا تھا۔ فرق صرف اس قدر تھا کہ حضرت امیر نے فرمایا تھا کہ "میاں صاحب کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہیں" اور "الفضل" نے حسن ظن اور خوش اعتقادی سے کام لے کر کہا تھا کہ "کبھی نہیں نکلے" لیکن اب دنیا جانتی ہے کہ اس امر میں حضرت امیر حق پر تھے۔ اور "الفضل" غلط کہہ رہا تھا۔

میاں محمود احمد صاحب کا یہ فرمانا کہ رویا میں معترض نے خلافت پر اعتراض کیا تھا کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اسی رویا میں جو کچھ میاں صاحب نے جواب میں فرمایا وہ یہ تھا کہ "اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے میری **ذات** پر کرو گے تو خدا کی لعنت تم پر ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے" جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خلافت تو در کنار اگر کوئی شخص سچے اعتراض میاں صاحب کی ذات پر بھی کرے گا تو وہ بھی عذاب کا مستوجب ہے۔ آگے چل کر میاں صاحب نے خود بھی صاف کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں "کیونکہ جس درجہ پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اس کے متعلق وہ غیرت رکھتا ہے" سب جانتے ہیں کہ خدا نے خلافت کو تو کسی درجہ پر کھڑا نہیں کیا۔ بلکہ میاں صاحب کی ذات کو خلافت کے درجہ پر کھڑا کیا ہوا فرض کیا جاتا ہے۔ اس لئے میاں صاحب کے فرمودہ کے مطابق خدا کو میاں صاحب کو خلافت کے درجہ پر کھڑا کرنے ہی کی غیرت ہے [illegible] کہ خدا

جب میاں صاحب کو ایک منصب پر کھڑا کر چکا ہے۔ تو اسے اب اپنے کھڑا کئے ہوئے کی پیچ ہے۔ میاں صاحب قابل اعتراض باتیں بھی کریں اور لوگوں کو ان باتوں پر سچے اعتراض بھی ہوں تب بھی وہ معترضین ہی کو تباہ کرے گا کیونکہ خدا کو سچائی سے کوئی غرض نہیں۔ اسے تو اپنے کھڑا کئے ہوئے آدمی کی پیچ ہے۔ کاش کہ یہ نکتہ "الفضل" نے پہلے ہی سے سمجھا ہوا ہوتا۔ تو وہ ایک غلط بات کے لئے اس قدر غوغا اور تحدی کر کے پبلک کی نگاہوں میں اپنی اتنی تذلیل نہ کرواتا۔

ملک محمد امین صاحب

خدا جانے "الفضل" کو غلط بیانیوں میں مزہ آتا ہے یا اس سے اپنی قادیانی امت کی آنکھوں پر پٹی باندھے رکھنا مقصود ہے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب کو گالیاں دیتے ہوئے ملک محمد امین صاحب کا ذکر بھی اس رنگ میں کر گیا کہ پڑھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ملک صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کی ذات پر شاید کوئی اعتراض کیا تھا۔ جس کا جواب دینے کے بجائے مولوی صاحب نے ملک صاحب کو بولنے سے روک دیا۔ حالانکہ یہ صریح کذب ہے ملک محمد امین صاحب نے نہ تو مولوی محمد علی صاحب کے کسی ذاتی معاملہ پر اعتراض کیا تھا نہ ان کے کسی فیصلہ سے ان کو شکایت تھی نہ ان کے کسی کیرکٹر پر حملہ تھا۔ نہ ملک صاحب نے قسم یا مباہلہ کے لئے ان کو بالمقابل بلایا تھا جس کا مولوی صاحب نے انکار کر دیا ہو۔ بلکہ وہ ایک مذہبی مسئلہ کو زیر بحث لانا چاہتے تھے جمعہ کے بعد مجلس منتظمہ کا اجلاس تھا۔ مولوی صاحب نے ملک صاحب کو یہی فرمایا کہ یہ ایک لمبی بحث ہے اور بارہا جماعت میں یہ مسئلہ زیر بحث آ چکا ہے۔ اس کے لئے کوئی اور وقت مقرر کیجئے۔ اس وقت مجھے فرصت نہیں۔ میں مجلس میں جا رہا ہوں۔ اس کو ملک صاحب نے بُرا منایا اور اس پر ایک رسالہ لکھ مارا۔ جس کے جواب میں بھی مولوی صاحب نے یہی فرمایا کہ ملک صاحب کو غلط فہمی ہو گئی۔ میں نے روکا نہ تھا۔ بلکہ اس مذہبی مسئلہ کو دوسرے کسی فرصت کے وقت زیر بحث لانے کو کہا تھا۔ میں تو کہتا ہوں آفرین ہے مولانا کی اس وسیع القلبی پر۔ ایک عقلمند تو اسی سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس جماعت میں کس قدر خیالات کی آزادی اور وسیع القلبی ہے۔ ابھی یہ معاملہ قادیانی جماعت میں ہوتا تو معترض جماعت سے خارج اور بائیکاٹ کر دیا جاتا۔ لوگوں کو بات چیت کرنے سے بھی روک دیا جاتا اور عجب نہیں کہ بعض "من چلے" طرح طرح سے اس کی دل آزاری اور نقصان رسانی کے لئے تجاویز سوچا کرتے۔ لیکن یہاں کسی کو خیال بھی نہیں ہوا۔ بات رفع دفع ہو چکی۔ ہاں "الفضل" کے لئے لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے تنکے کا سہارا مل گیا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ سہارا محض غلط اور واقعات کے خلاف ہے۔

میاں صاحب کی "فراخدلی"

خیر ایڈیٹر "الفضل" نے جو کچھ کیا اس سے یہی توقع ہو سکتی تھی۔ آخر وہ جس سرکار کا نوکر ہے انہی کے گن گائے گا۔ لیکن تعجب تو مجھے جناب میاں محمود احمد صاحب پر ہے۔ انہوں نے جب دیکھا تھا کہ "الفضل" نے جوش نمکخواری میں باوجود خود صریح غلطی پر ہونے کے نہایت بیجا طور پر مولوی محمد علی صاحب کو اس قدر گالیاں دی ہیں تو ان کی شان یہ ہے کہ وہ نہایت فراخدلی سے "الفضل" کی غلطی کا اعتراف کرتے۔ اور پھر اپنی رویا کی جو چاہتے تاویلیں کرتے۔ مگر نہیں وہ ایڈیٹر "الفضل" کو مخاطب کر کے کیا فرماتے ہیں سنیئے۔

"آپ کا ایک مضمون "الفضل" مطبوعہ ۲۵ رمئی ۱۹۳۴ء میں میری نظر سے گزرا ہے اس میں آپ نے مولوی محمد علی صاحب کے ایک خطبہ کا رد کیا ہے۔ میرے نزدیک یہ مضمون کافی نہیں اس میں آپ نے صرف اس خیال کو باطل کرنے کی کوشش کی ہے جو مولوی محمد علی صاحب نے دانستہ یا نادانستہ پیدا کرنا چاہا ہے۔ اور وہ یہ کہ گویا کسی تازہ کتاب میں میں نے یا میری طرف سے کسی نے یہ خیال پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ جو مجھ پر سچے الزام بھی لگائیں گے وہ تباہ کئے جائیں گے"

میاں صاحب اور "الفضل"

میاں صاحب فرماتے ہیں کہ "الفضل" نے صرف اس بات کو رد کرنا چاہا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے ایک پرانی تحریر کو تازہ تحریر بتا کر غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور اس پر جو کچھ "الفضل" نے مضمون لکھا وہ کافی نہیں۔ اس سے زیادہ لکھنا چاہئے تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کافی نہیں؟ کیا گالیاں کافی نہیں دی گئیں؟ یا کافی طور پر تشدد نہیں کیا گیا؟ اس کے یہ معنے تو نہیں ہو سکتے کہ "الفضل" نے اپنے مضمون میں اس تحریر کے تازہ نہ ہونے بلکہ پرانا ہونے پر جو بحث کی ہے وہ کافی نہیں کیونکہ اس بیچارے نے تو ایسی کوئی بحث ہی نہیں کی وہ بیچارہ تو خوش اعتقادی میں

اس قدر اندھا ہو رہا تھا کہ سرے سے انکار ہی کرتا رہا۔ وہ کہتا رہا کہ میاں صاحب نے کبھی ایسے برے الفاظ نہیں فرمائے۔ پھر میاں صاحب کی طرف سے اس قدر غلط اور خلاف واقعہ امر کا اظہار کس قدر قابل افسوس ہے۔ شاید میاں صاحب نے یہ اس لئے کیا کہ اخبار کی حیثیت کو اس سے صدمہ نہ پہنچے۔ کیونکہ اگر ایڈیٹر کو یوں لکھا جاتا کہ "آپ نے غلطی سے اس قدر اظہار غیظ وغضب کیا۔ ہم نے ایسے الفاظ ضرور فرمائے ہیں۔ صرف تم لوگوں کی سمجھ میں فرق ہے۔ کہ اس کا اصل مطلب سمجھے نہیں" تو اس میں ایڈیٹر کی ذلت اور ندامت کی کوئی انتہا نہ رہتی۔ اس لئے یوں کہہ دیا کہ جو کچھ متنے لکھا ٹھیک لکھا مگر گالی نہیں لکھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ جو کچھ اس نے لکھا تھا وہ تو غلط لکھا تھا۔ اس کا یہ دعویٰ نہ تھا کہ یہ تحریر پرانی ہے بلکہ اس کا تو بڑے زور سے یہ دعویٰ تھا کہ یہ الفاظ **کبھی کہے ہی نہیں**۔ "الفضل" کی اس صریح تحریر کے ہوتے ہوئے میاں صاحب کی ایسی خلاف واقعہ تحریر کیا ایک مذہبی پیشوا کے شان کے لائق ہو سکتی ہے؟

میاں صاحب کی گالی "الفضل" کو

علاوہ ازیں میاں صاحب کا ایک اور فقرہ بھی میری سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ یہ کہ

"یہ ہے میری خواب اور میں یقین رکھتا ہوں کہ عقل کی آنکھوں کا اندھا ہی اس کے اصل مفہوم پر اعتراض کر سکتا ہے اور جو مفہوم مولوی صاحب پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ صرف اس بغض اور کینہ کی وجہ سے ہے جو روز بروز ان کامیابیوں اور آسمانی نصرتوں کی وجہ سے جو مجھے حاصل ہیں ان کے دل میں پیدا ہو رہا ہے اور بڑھتا جاتا ہے۔"

اس فقرے میں میاں صاحب نے اپنے دل کے جلے پھپولے پھوڑے ہیں آسمانی نصرتوں کا غوغا تو محض پروپیگنڈا ہے۔ ان کی حقیقت لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ غصہ میں جناب میاں صاحب نے اپنے خواب پر اعتراض کرنے والے کو "عقل کی آنکھوں کا اندھا" قرار دیکر دل خوش کیا ہے۔ کہ اس طرح مولوی محمد علی صاحب کو گالی دے لی۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ اس گالی کا مصداق خود "الفضل" کا ایڈیٹر بھی ہے۔ کیونکہ اس بیچارہ نے بھی اس کا مفہوم وہی سمجھا تھا جو مولوی محمد علی صاحب نے سمجھا تھا۔ اور اسی لئے سرے سے اس نے رویا کا انکار ہی کر دیا تھا۔ کیا وہ بھی جناب میاں صاحب سے کوئی "بغض وکینہ" رکھتا ہے۔ جو اس عبارت کا مفہوم وہی سمجھا جو مولوی صاحب موصوف نے سمجھا تھا۔ بالحقیقت یہ ہے کہ میاں صاحب کے رویا کے الفاظ ہی ایسے ہیں۔ کہ میاں صاحب کا مخلص سے مخلص مرید بھی اس کے وہی معنے لے گا جو مولوی محمد علی صاحب نے لئے۔ تو پھر اس میں بغض اور کینہ کی کیا بات ہوئی۔ جب صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہو کہ "اگر تم نے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے تو خدا کی لعنت تم پر ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے" تو کوئی کیا کرے۔ یہاں صاف لفظوں میں "میری ذات" کا لفظ موجود ہے۔ اب یہاں نہ "بغض اور کینہ" کچھ کر سکتا ہے نہ اخلاص اور عقیدت۔ آخر لفظوں سے وہی مفہوم لیا جائے گا جو اس کا مفہوم ہوتا ہے۔ اب یہ کسے خبر تھی کہ خلیفوں کی لغت اور اصطلاح الگ ہوتی ہے۔ لہذا یہاں بنوت۔ خاتم۔ آخری کی طرح لفظوں کے اصلی مفہوم سے جدا مفہوم لینا ہے۔

انسان پرستی کا بنیادی پتھر

ویسے میاں صاحب کا دل کسی کو برا کہنے کو چاہے تو شوق سے کہیں لیکن ان کی رویا کو سن کر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا بھی کوئی حق کا حامی نہیں بلکہ دھڑے باز سا ہے۔ میاں صاحب کو چونکہ خلیفہ بنا بیٹھا ہے اس لئے ان کی ذات پر کوئی سچا اعتراض بھی کرے تو وہ اس شخص سے آمادہ پیکار ہو جاتا ہے۔ بقول میاں صاحب "کیونکہ جس درجہ پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اس کے متعلق غیرت رکھتا ہے" اس کی یہ غیرت ایک شخص کے سچے اعتراضات کو بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ اور اس کے خلاف کام کرنے لگ جاتی ہے اور وہ باوجود اس کے کہ خود حق ہے مگر ایک حق پرست کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور اس پر لعنت کرتا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ خدا کو حق کی حمایت نہیں منظور ہوتی بلکہ ایک شخص کو اگر وہ کسی مقام پر کھڑا کر دے تو اسے اس کی پچ پڑ جاتی ہے پھر وہ آدمی سیاہ کرے سفید کرے خدا اسکے دھڑے پر رہتا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ فریق مخالف حق پر ہو وہ ہمیشہ فریق مخالف کو تباہ کرے گا۔ اسے حق سے کوئی غرض نہیں۔ اپنے آدمی سے غرض ہے انسان پرستی کا یہی بنیادی پتھر ہے خدا کی معرفت اور صفات کا یہ انوکھا علم ایسا ہے کہ ایک خدا پرست انسان کو دہریہ بنا دینے کے لئے کافی ہے۔ یا کم از کم ایک حق پرست کو حق کے ترک کر دینے کا محرک تو ضرور ہے۔ کیونکہ جب خدا ہی حق کا حامی نہیں تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ حق پرستی کا فائدہ کیا ہے؟

(باقی آئندہ)

ناظرین کرام خط وکتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ہندوستان

— کراچی ۲۷ جون۔ سندھ مسلم پولیٹیکل کانفرنس کا اجلاس ۷ جولائی سے شروع ہوگا۔ ڈاکٹر شیخ محمد عالم بیرسٹر پنجاب کونسل صدارت کریں گے۔

— ۲۵ جون کو مسلمانان علیگڈھ کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا کہ نواب صاحب چھتاری کو صوبجات متحدہ کا مستقل گورنر بنا دے۔

— چودہری واجد حسین ڈائرکٹر صنعت وحرفت صوبجات متحدہ ۲۷ جون کو دفعتہ حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔

— مولوی رفیع الدین احمد جو ایک سندھی مسلمان ہیں سر غلام حسین ہدایت اللہ کی جگہ وزیر بلدیات احاطہ بمبئی مقرر ہوئے ہیں۔ سر موصوف اگزیکٹو کونسل میں منتقل کر دیئے گئے ہیں۔

— ۱۸ جون کو ہندوستان میں جگہ جگہ سی آر داس آنجہانی کی برسی منائی گئی۔

— ایجنٹ ای۔ آئی ریلوے کا ایک اعلان مظہر ہے کہ للوا اور آسنول کی ہڑتال تبدریج ختم ہو رہی ہے۔ اور مزدور رفتہ رفتہ کام پر واپس آ رہے ہیں۔

— مس میو مصنفہ "مدر انڈیا" عنقریب ہندوستان آنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

— ضلع انبالہ میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔

— اس سال صوبہ سرحد میں فصل گندم ناکام رہی۔

— مہارانی ٹراونکور کے محل میں چوری ہو گئی۔ پچاس ہزار کا نقصان ہوا۔

— چند روز ہوئے سوپور (کشمیر) میں خوفناک آتشزدگی ہوئی ۲۱۶ دکانیں اور ۲۴۳ دو منزلہ سہ منزلہ مکانات جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔ نقصان کا اندازہ چودہ پندرہ لاکھ کے قریب ہے۔

— اسمبلی نے اظہار ناراضگی کے طور پر ہندوستان میں بحری فوج قائم کرنے کے بل کو پاس کرنے سے انکار کر دیا۔ وائسرائے نے اپنے خاص اختیارات کے استعمال سے بحری فوج قائم کر دی ہے۔

— تجویز ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے ایل۔ ایل۔ بی امتحان وکالت کے پاس کرنے والے طلبا ایک سال کسی پرانے وکیل کی شاگردی کریں اس عملی تعلیم کے بعد انہیں وکالت کرنے کا لائسنس ملے گا۔ اس تجویز پر بعض حلقوں میں بہت بے چینی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

— ریاست ٹھیوگ (شملہ) کے راجہ پر رشوت لینے عوام سے جبریہ روپیہ حاصل کرنے۔ عورتیں فروخت کرانے اور خود عورتوں کی عصمت دری کرنے کے سنگین الزامات کی وجہ سے مقدمہ چل رہا ہے۔

ہندو دنیا

— شملہ ۲۲ جون گزشتہ ہفتہ کو مہاراجہ منڈی کی خدمت میں ایک وفد حاضر ہوا۔ اور مہاراجہ سے ذات پات توڑک منڈل کے آئندہ اجلاس کی صدارت کرنے کی استدعا کی جو دسہرہ کے موقع پر لاہور میں منعقد ہوگا۔ انہوں نے ایک ہفتہ تک اس درخواست کا جواب دینے کا وعدہ کیا ہے۔

— ہندو ممبروں کی کوشش سے لکھنؤ میونسپلٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہاں کی پارکوں میں نماز باجماعت ادا نہ کی جائے۔

— ایک مالدار آریہ نے مرتے وقت اپنی ساری جائداد آریہ پرتی ندھی سبھا سی۔ پی کو دان دیدی۔ جائداد کئی لاکھ کی ملکیت کی ہے اس میں ۵ بڑے گاؤں بھی شامل ہیں۔ اس سے قبل ۲ لاکھ روپے کی جائداد اسی طرح سبھا کو مل چکی ہے۔

— منتظمین آریہ ہائی سکول سیالکوٹ نے طے کیا ہے۔ کہ آئندہ شادی شدہ طلباء داخل نہ کئے جائیں گے۔

— گزشتہ ہفتہ آریہ سماج مندر دہلی میں ایک نو مسلم کو اشدھ کیا گیا۔

— ۲۸ جون کو بھارتیہ ہندو شدھی سبھا دہلی کے دفتر میں ایک مسلمان خلیل الرحمن کو شدھ کیا گیا۔

— دہلی میں آریہ سماج کی کالج پارٹی اشدھی کا کام زور شور سے کر رہی ہے۔

— خیال کیا جاتا ہے کہ کانگرس کے آئندہ اجلاس کا صدر پنڈت موتی لال نہرو کو بنایا جائے گا جو مذہب کے انتہائی مخالف ہیں۔

— آریہ سماج لوہ گڈھ (امرتسر) پرچار کا کام نہایت کامیابی کے ساتھ کر رہا ہے۔

— مشہور آریہ پرچارک سوامی پرنوانند جی شملہ کے پہاڑی علاقوں میں پرچار میں مصروف ہیں۔

— صوبہ مدراس میں باوجود بے شمار مشکلات کے آریہ سماجی پرچار کر رہے ہیں۔

— دیانند دلت ادھار منڈل ہوشیار پور کے آدمی آج کل ٹھولل جاتیوں کو اشدھ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ممالک خارجہ

— شاہ افغانستان یکم جولائی کو کابل پہنچیں گے ان کے استقبال کی وسیع پیمانہ پر تیاریاں ہو رہی ہیں۔ کئی روز تک جشن منایا جائے گا۔

— امید کی جاتی ہے کہ عنقریب حجاز ومصر میں دوستانہ تعلقات قائم ہو جائیں گے۔

— مشہور ہندوستانی سائنس دان سر جے۔ سی۔ بوس آج کل ویانا میں ہیں۔

— امید کی جاتی ہے کہ ملک فواد شاہ مصر عنقریب صوبجات متحدہ امریکہ کی سیاحت کرینگے۔

— بلجیم میں بہت سے پٹرولیم کے کنوئیں دریافت ہوئے ہیں۔

— افغانستان میں عنقریب بہت سی مفید اصلاحات جاری ہونے والی ہیں۔

— برلن میں عید الضحیٰ نہایت شاندار طریق پر منائی گئی۔

— سلطان مراکش عنقریب فرانس کی سیاحت کو روانہ ہونیوالے ہیں۔

— ۳۰ مئی کو صبح عید الضحیٰ کی نماز کے لئے جامع پیرس میں شاندار اجتماع ہوا۔ تمام عالم اسلام کے تقریباً ۵ ہزار مسلمان موجود تھے۔ جن میں ممالک اسلامیہ کے وزراء اور سفراء متعینہ پیرس خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

— طہران ۲۱ جون۔ ایران اور ہالینڈ کے مابین ایک جدید عارضی معاہدہ پر دستخط ہوئے۔

— معلوم ہوا ہے کہ امیر فیصل ابن سلطان ابن سعود عنقریب ٹرکی جائیں گے۔ مصطفےٰ کمال پاشا سے ملاقات کرنے کے بعد جرمنی کی سیاحت کریں گے واپسی پر دمشق بھی ٹھہریں گے۔

— تازہ اطلاع ہے کہ پیکن دارالسلطنت چین میں ایک تھیٹر گیا۔ تو دونوں حریفوں کے جرنیلوں نے آپس میں یہ فیصلہ کیا کہ لڑائی ایک رات کے لئے بند کر دی جائے۔ رات کے وقت دونوں مخالف جرنیلوں نے تھیٹر دیکھا۔ اور تھیٹر والوں کی انگریزی زبان میں تعریف کی اور صبح کو لڑائی شروع کر دی۔

— ہز ایکسیلنسی فیروز خاں سابق وزیر جنگ ایران ٹرکی میں ایرانی سفیر مقرر ہوئے ہیں۔

— احرار چین نے اپنا مرکز بجائے پیکن کے نانکن قرار دیا ہے۔

— ٹرکی میں قسطنطنیہ کے قریب بہت سے آثار قدیمہ دستیاب ہوئے ہیں۔

— ٹرکی میں عید الضحیٰ بدھ کو ہوئی۔

— اخبار الاہرام قاہرہ کو اس کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ سے معلوم ہوا ہے کہ ٹرکی میں یہ دلچسپ افواہ گرم ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا شاہ افغانستان کی ہمشیرہ سے شادی کرنے والے ہیں۔

— افغانستان میں اٹلی سے بہت سی موٹریں آئی ہیں۔

معلومات

جرمنی کے دو پروفیسروں کا دعویٰ ہے کہ وہ بعض تیتریوں اور بعض دوسرے بہت سے کیڑوں کے پروں سے ایک خاص قسم کا ریشم تیار کر سکتے ہیں چنانچہ انہوں نے اس کے متعلق نہایت کامیاب تجربے بھی کئے ہیں۔

ڈبلن کے عجائب خانہ میں ایک شخص کی نعش موجود ہے۔ جس کے کل عضو رفتہ رفتہ ہڈی کی طرح سخت ہو گئے اب وہ دیکھنے میں پتھر کی مورت معلوم ہوتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شخص نشہ پیکر کھلے میدان میں سو گیا تھا جسکے سبب تمام جسم اکڑ گیا۔ آنکھیں بھی پتھرا گئیں۔

آج کل ماہر طبعیات اس امر پر غور کر رہے ہیں۔ کہ کیا یہ ممکن ہے کہ جب چاہیں مینہ برسا لیں۔ چند پروفیسروں کا خیال ہے کہ ہانگ کانگ پر کہر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے اگر اس کہر کو حرارت پہنچائی جائے وہ مینہ بن کر برس پڑے گی۔ لیکن ابھی تک اس میں کامیابی نہیں ہوئی ہے۔

سنہ ۱۸۶۲ء میں لندن کی نمائش میں ایک جوڑا مرد وعورت کا ایسا پیش کیا گیا جو دنیا میں سب سے چھوٹا کہا جا سکتا ہے۔ اس مرد کا نام جنرل نائٹ تھا اس کی عمر ۱۹ سال مگر قد صرف ۲ فٹ ۱۵ انچ اور وزن ۵ سیر تھا۔ عورت پندرہ برس کی تھی مگر قد صرف ۲ فٹ اور وزن ۴ سیر تھا۔ ان کو میز پر کھلونے کی مانند رکھکر دکھایا جاتا تھا۔

بلی کی سخت جانی مشہور ہے اور یہ محض خیالی ہی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ بعض مرتبہ یہ مر کر بھی زندہ ہو جاتی ہے۔

پچھلے دنوں انگلستان کے ایک شخص کی ایرانی بلی مردہ پائی گئی اس کو ایک تھیلے میں بند کر کے پھینکوا دیا گیا۔ کچھ دنوں بعد وہ پھر مکان میں آموجود ہوئی۔ وہ وہیں جا بیٹھی جہاں پہلے بیٹھا کرتی تھی۔

دریائے رائن جب کوہ الپس سے نکلتا ہے تب اس کا رنگ نیلگوں ہوتا ہے۔ جھیل میں پہنچکر اس کی رنگت سبز کاہی ہو جاتی ہے۔ پھر جہاں بلیک فاریسٹ دریا ملتا ہے وہاں اس کا رنگ سبز زردی مائل ہوتا ہے۔ موسم سرما میں اس کا رنگ نیلا سبزی مائل ہوتا ہے۔

ورلڈ پور پہلے سب دریا سبز رنگ کے ہیں۔ اور ہر ہر موسم میں کس قدر رنگ بدلتے ہیں۔

جاپان میں حال ہی میں بودھ کا ایک مجسمہ دریافت ہوا ہے جس کی بلندی ۲۰ گز ہے۔ ایک خاص دھات ہے اس کا وزن ۱۲ ہزار ٹن ہے۔

ایڈنبرگ کے آوٹس سکول میں ایک طالب علم ہے جس کا نام الیگزینڈر ہے۔ یہ ماں کے پیٹ سے ہی لولا پیدا ہوا تھا۔ یہ طالب علم نقشہ کشی اور دوسری کاریگری کا کام پاؤں سے کرتا ہے۔ نیز مصوری میں دوسرے درجہ کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اس کی بنائی ہوئی چیزیں کئی نمائش گاہوں میں دکھائی جا چکی ہیں۔

حال ہی میں لندن کے چڑیا گھر میں ایک عجیب و غریب کچھوا لایا گیا ہے جس کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا میں سب سے بڑا کچھوا ہے اس کا وزن تین ہنڈرڈ ویٹ یا ۳۳۶ پونڈ ہے۔ اس کا طول ۳ فٹ ۶ انچ ہے اور تقریباً دو برس کی عمر ہے۔

گزشتہ سال امریکہ کی نمائش گاہ میں ایک مکئی کا دانہ مظاہرہ کے طور پر رکھا گیا تھا۔ اس دانہ پر ایک کارخانہ کی تصویر نہایت باریک بنی ہوئی تھی۔ کارخانہ کے سامنے ایک موٹر کھڑی تھی۔ خریدار بازار میں خرید و فروخت کرتے نظر آتے تھے۔ لطف یہ تھا کہ تمام باتیں بغیر خوردبین اور عینک کے صاف نظر آتی ہیں۔

دھات کے پانیوں میں کپڑے اور لکڑی کو ڈال کر فولاد کی طرح مضبوط کیا جا چکا ہے۔ اب کوشش ہے کہ اس فولادی کپڑے کا ہوائی جہاز بنایا جائے۔

پشاور مشہد اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری قنا ویز۔ ہر قسم کے بخاری و مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے۔ سلمہ ستارہ کا زردار کلہ پشاوری۔ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ اگر پسند نہ آئے تو محصول منہا کر کے قیمت واپس دی جائے گی۔ امید ہے کہ آپ ضرور مال پسند کریں گے اور اپنے دوستوں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں گے۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کرم پورہ پشاور

ہندوستان میں نئی ایجاد

مینیجر صاحب نے کنویسی کا ایک شو تیار کیا ہے جو چمڑے سے بالکل مبرا ہے۔ اور سول ربڑ کا ہے۔ جو نئل ولایتی کٹ شوز کے تیار کیا گیا ہے اور بجائے سول چپکانے کے اندر سے سلائی کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے پانی یا تیل یا کسی اور چیز میں بھیگ جانے سے سول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا سلائی اتنی مضبوط ہے کہ اگر چھ ماہ کے اندر جوتا ٹوٹ جائے تو کمپنی دوسرا شو مفت روانہ کرے گی۔ ہمارے ہندو بھائیوں کو دیجا پاٹ کرنے میں سخت وقت ہوتی تھی اب وہ اس کو پہن کر پوجا پاٹ کر سکتے ہیں۔ اس میں چمڑا بالکل نہیں ہے۔ ہلکا اور خوبصورت اتنا کہ دیکھ کر دل اچھل پڑتا ہے۔ اتنی خوبی ہونے پر قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔ کیا بطور نمونہ ایک شو روانہ کیا جائے۔ پیر کا ناپ ضرور بھیجئے تاجروں کو خاص رعایت۔

روغن اکسیر جو درد سر کے واسطے واقعی اکسیر ہے۔ ایک پھوریری سے درد کافور ہو جاتا ہے۔ قیمت شیشی کلاں ۱۲ ؍ خورد ۶ ؍

اختر اینڈ کمپنی سنٹری روڈ لکھنؤ

دمہ کا بیمہ تین روپے میں

کشتال کی پہلی خوراک مرض کی کسوٹی ہے

چنانچہ ہر شیشی کے ساتھ ایک خوراک نمونتاً اس اقرار سے ملتی ہے کہ اگر اس سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہو تو شیشی واپس کر کے اس کی قیمت معہ دو طرفہ محصول کے ہم سے لے لیجئے۔ کشتال ہر طرح کے دمہ کو ۹۹ فیصدی مفید ہے اسی وجہ سے ہم واپسی قیمت کا اس دلیری سے اعلان کرتے ہیں آپ کو بھی لازم ہے کہ اس ضمانت سے فائدہ اٹھا کر دوا منگائیں۔ اور ہمیشہ کی تکلیف سے نجات حاصل کریں۔ قیمت حدود ہند میں ۲ ؍ ۸ وی پی کا محصول ۸ ؍ پیشگی معہ محصول صرف تین روپے بھیجکر رجسٹرڈ پارسل منگائیں وی پی نہیں جائے گا۔ بیرون ہند کا محصول بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے واپسی کا اقرار نہیں۔

ڈاکٹر خورشید علیخاں وکٹوریہ پارک شہر بنارس

میسمریزم ہپناٹزم

کے ذریعہ اور خدا کے فضل و کرم سے ہر قسم کی روحانی اور جسمانی اور مایوس علاج دور یا نزدیک نہایت کامیابی سے کرتے ہیں۔ اور پندرہ بیس روز میں شرطیہ سکھاتے ہیں شاگردی نمبر ۹۷۵۳ ہے مفصل کے لئے تجربات میسمریزم و طلسماتی و روحانی آدمیوں کے مفصل حالات درج ہیں جو ہماری ۴۴ سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ مفت منگاؤ۔

گنیش داس رام نند گنیش آشرم چھاؤنی جالندھر

ضرورت ہے

ایسے امیدواروں کی جو ٹیلیگراف اور سٹیشن ماسٹری کا کام سیکھ کر گورنمنٹ ریلوے یا محکمہ نہر میں ملازمت کے خواہشمند ہوں مفصل حالات ۲ ؍ کے ٹکٹ بھیجکر معلوم کیجئے۔

رائل ٹیلیگراف کالج دہلی

مخصوص نمبروں میں بھی ممتاز ترین پرچہ

مخصوص نمبروں کا نکالنا اب ایک عام بات ہو چکی اور تقریباً تمام اخبار اور رسالے اپنے اپنے خاص نمبر بڑی آب و تاب سے نکالا کرتے ہیں دہلی کے مشہور و معروف رسالہ **پیشوا** کے گزشتہ رسول نمبر کے متعلق اکثر ارباب فن کی یہ رائے تھی کہ "اسے اپنے ہمعصروں میں خاص امتیاز حاصل ہے" سال گذشتہ پیشوا کے رسول نمبر کی جیسی قدر افزائی کی گئی تھی اس نے ہمیں آمادہ کر دیا ہے کہ اس سال رسول نمبر کی تیاری پر اپنے تمام ذرائع اور پوری کوشش صرف کر دیں اور جو نئے نئے وسائل مہیا ہو گئے ہیں انہیں دیکھ کر ہم وثوق کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ امسال پیشوا کا یہ خاص نمبر خود پیشوا کے خاص نمبروں میں بھی سب سے زیادہ ممتاز ہوگا۔ رسول کریم روحی فداہ کی سیرت پاک پر اکثر غیر مسلم عیسائی سکھ ہندو جینی آریہ سماجی اہل قلم کے مضامین حاصل کئے گئے ہیں، عربی فارسی اور اردو شعرا کی نادر زمانہ نظمیں فراہم کی گئی ہیں اور ملک کے ممتاز ترین اہل قلم کی سحر کاریوں سے اس کی زینت و آرائش کی گئی ہے ضخامت بھی بہت غیر معمولی ہوگی یعنی ۲۰×۳۰ کی بڑی تقطیع کے [illegible] صفحات اور متعدد مقدس مقامات کے عکسی اور رنگین فوٹو [illegible]۔ یہ رسول نمبر صفر کے پہلے ہفتہ میں شائع ہو جائیگا۔ اور ربیع الاول کی تمام مجالس میں اس سال یہی رسول نمبر پڑھا جائیگا۔ اس مخصوص نمبر کی قیمت صرف ایک روپیہ ہوگی اور جو لوگ ابھی سے پیشوا کے خریدار ہو جائیں گے ان کو بلاقیمت یہ خاص نمبر ملجائیگا جسکی تیاری پر [illegible] روپیہ خرچ ہوگا اور جو پانچ ہزار کی تعداد میں شائع ہوگا مشتہرین اگر کوڑیاں خرچ کر کے اشرفیاں کمانی چاہیں تو اپنے اشتہارات کا معاملہ کر لیں۔ پیشوا کو یہ فخر حاصل ہے کہ گزشتہ ۳ سال میں ایک مرتبہ بھی وہ وقت سے بے وقت شائع نہیں ہوا۔ نمونہ مفت، سالانہ قیمت صرف دو روپے۔ اتنا شاندار اتنا ضخیم اتنا مفید رسول نمبر آپ نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ المشتہر: سید حسن انیس

مینیجر رسالہ پیشوا پوسٹ بکس ۱۰۵ دہلی

خاص الخاص منظیر شاہی مجربات

(بسرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

ہمارے دواخانہ کی مشہور عالم دوائیں جو اکسیر کا حکم رکھتی ہیں یہ ہیں

سرمہ خالص نہایت مقوی محافظ چشم بیحد مفید ہے تین روپیہ فی تولہ۔

سفوف مقوی اعضائے رئیسہ مفرح خفیہ امراض کی اکسیر ہے قیمت ساڑھے بارہ روپے تولہ

شاہی یاقوتی بیحد طاقت دیتی ہے خون روح پیدا کرتی ہے عمدہ دوا ہے ہر قسم کی کمزوری کو دور کرتی ہے۔ قیمت صرف ۸ ؍ فی تولہ۔

ہر قسم ہر مرض ہر عمر ہر ملک کیلئے اعلیٰ اعلیٰ مجربات موجود ہیں خط و کتابت سے علاج ہوتا ہے۔ آپ اس دواخانہ سے بہتر کوئی دواخانہ نہ پائیں گے کیونکہ یہ مستند شاہی دواخانہ ہے۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد دہلوی طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

رسالہ بدر

کا تازہ پرچہ فوراً کارڈ بھیجکر بطور نمونہ مفت منگوائیے

مینیجر رسالہ بدر لاہور

ضرورت ہے

صحیح بخاری کے پارہ ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵ اور ۱۶ تا ۳۰ کی اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور وہ انجمن کی ضرورت پوری کرنے کے لئے مناسب قیمت پر انجمن کو دینا چاہیں تو مہتمم صاحب تصنیفات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو اطلاع دیں ہر ایک پارہ کے دو نسخوں کی ضرورت ہے۔ امید ہے اس طرف جلد توجہ کی جائے گی۔

ضرورت ہے

ہمیں چند ایسے ہوشیار اور خوش معاملہ ایجنٹوں کی جو پیغام صلح کے لئے اجرتی اشتہارات فراہم کر سکیں معقول کمیشن دیا جائیگا شرح اجرت مقابلتاً کم ہے۔ بیکار نوجوانوں کے لئے نادر موقعہ ہے تفصیلات اور شرائط معلوم کرنے کیلئے مفصلہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

مینیجر اخبار "پیغام صلح"، لاہور

جلد ۱۶ | مدینة المسیح لاہور، یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۴ محرم سنہ ۱۳۴۷ء مطابق ۳ جولائی سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۴۳

مسٹر جان مائیکل بی اے کا قبول اسلام

سالہ تحقیق و تفتیش کا شاندار نتیجہ!

احمدیت کی ایک نمایاں فتح

قارئین "پیغام صلح" "ایک مسیحی دیوانہ" کے اسم گرامی سے واقف ہیں جن کے مضامین "پیغام صلح" کے مسیح موعود نمبروں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ سب سے پہلے ان کی ایک نظم نماز پر ۱۹۲۶ء میں شائع ہوئی تھی اس کے بعد اس سال کے مسیح موعود نمبر میں "مسیح موعود" کے عنوان سے انہوں نے ایک مضمون لکھا جو بہت پسند کیا گیا۔ پھر ۱۹۲۸ء کے مسیح موعود نمبر میں "دعوی مسیح موعود" کے عنوان سے انہوں نے ایک اور مضمون لکھا جو اور بھی زیادہ پسندیدہ تھا۔ ان کا اصل نام جان مائیکل ہے اور آج سے کچھ دن پہلے آپ راولپنڈی کے گورڈن کالج میں انگریزی زبان کے اسسٹنٹ پروفیسر اور لائبریرین تھے یہ سننا غالباً از حد مسرت کا موجب ہوگا کہ ۲۹ رجون ۱۹۲۸ء کو مسجد احمدیہ لاہور میں آپ نے بعد از نماز جمعہ اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے ساتھ آپ نے ایک طویل تقریر فرمائی اور بتایا کہ آپ ایک پیدائشی عیسائی ہیں اور آپ کے والد مسٹر نور احمد صاحب نے اسلام سے عیسائیت کو قبول کیا تھا اور ان کے مسیحی ہونے کے بعد آپ کی پیدائش ہوئی۔

آپ نے بتایا کہ جو شخص اسلام سے مسیحیت میں جاتا ہے وہ وہاں ہرگز ٹھیر نہیں سکتا۔ اور آج نہیں تو کل وہ یا اس کی اولاد ضرور اسلام میں واپس آجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مشہور انگریز پادری یہ کہا کرتے تھے کہ اول تو جہاں تک ممکن ہو اسلام میں سے کسی کو مسیحی نہ بناؤ اگر کوئی مسلمان مسیحی ہو جائے تو اسے فوراً گولی مار دو تاکہ وہ دوبارہ مسلمان نہ ہو سکے۔ اور مسیحی ایمان پر اس کی وفات ہو۔

آپ نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ مسلمانوں کو عام طور پر اپنے مذہب سے چنداں واقفیت نہیں۔ اور نہ وہ دوسروں کو اسلام کے اندر لانے کے لئے کوئی تڑپ رکھتے ہیں چنانچہ بتایا کہ میں سانگلہ ہل کے مسلم زمیندارہ ہائی سکول میں ۱۹۲۳-۲۴ء میں بطور سکنڈ ماسٹر کام کرتا رہا ہوں اور ہمارے سکول میں اکیلا میں ہی ایک مسیحی معلم تھا۔ لیکن کبھی کسی نے مجھ سے پوچھا تک نہیں کہ تم کیوں عیسائی ہو۔ نہ اسلام کی طرف کبھی کسی نے متوجہ کیا

اسلام کی طرف توجہ اور قبول اسلام کی وجوہ بیان کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ راولپنڈی میں حافظ محمد حسین نام ایک احمدی حجام تھے جن سے میں حجامت بنوایا کرتا تھا۔ ایک دن جب میں وہاں حجامت بنوا رہا تھا تو دوران گفتگو میں کسی سیاسی بات کا ذکر شروع ہو گیا۔ میں نے کہا کہ میں عیسائی ہوں اور ایسی باتوں سے چنداں سروکار نہیں رکھتا۔ اس وقت میں داڑھی منڈوا رہا تھا۔ آدھا حصہ داڑھی کا منڈا ہوا تھا کہ احمدی حجام نے حیرانی سے پوچھا کہ اچھا آپ عیسائی ہیں! میں ڈر گیا کہ شاید وہ اب باقی حجامت کرنے سے انکار کر دے۔ لیکن اس نے کہا کہ مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی اور میں بھی عیسائی ہونا چاہتا ہوں اگر آپ میرے دو تین سوالوں کا جواب دیدیں۔ میں خوش ہوا اور کہا کہ میں تمہارے ہر ایک سوال کا جواب دونگا۔ تم بتاؤ کیا سوالات ہیں۔ اس نے کفارہ اور تثلیث وغیرہ کے متعلق سوال کئے جن کو عام طور پر ٹیڑھے سوال سمجھا جاتا ہے۔ میں نے جواب دینے کی کوشش کی۔ لیکن میرا دل اندر سے کہتا تھا کہ یہ کوئی تسلی بخش جواب نہیں اس لئے میں نے اس سے کہا کہ میں زیادہ صفائی کے ساتھ آپ کو نہیں بتا سکتا۔ میں اپنے پادری صاحب کو لاؤں گا وہ تمہاری اچھی طرح تسلی کر دیں گے۔ چنانچہ میں پادری صاحب کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ ایک شکار ہے۔ اگر آپ اس کے پاس چلکر اس کے سوالوں کے جواب دیدیں تو وہ عیسائی ہونے کے لئے تیار ہے۔ پادری صاحب نے کہا ہاں ہم چلتے ہیں کیونکہ ہمارے متعلق ہی کہا گیا ہے کہ تم آدمیوں کو پکڑنے والے ہوگے۔ چنانچہ پادری صاحب میرے ساتھ اس احمدی حجام کی دکان پر گئے اور وہی سوال ان کے سامنے پیش ہوا۔ پادری صاحب نے کاغذ پنسل مانگا جو انہیں دیا گیا۔ میں نے سمجھا کہ اقلیدس کے طریق پر اس مسئلہ کو حل کرکے دکھا دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کاغذ پر لکھا:-

خدا روح ہے۔

مسیح از روئے قرآن روح اللہ ہے۔

اس لئے مسیح خدا ہے۔

میں سمجھا بس پادری صاحب نے میدان مار لیا۔ لیکن احمدی حجام نے جو حافظ قرآن بھی ہیں ان سے کہا۔ پادری صاحب آپ نے تو نتیجہ بھی نکال لیا۔ حالانکہ ابھی تک مجھے اس کے مبادیات ہی سے جن سے آپ نے نتیجہ پیدا کیا ہے اختلاف ہے۔ آپ نے جو فرمایا کہ مسیح از روئے قرآن روح اللہ ہے یہ قرآن میں کہاں ہے۔ آپ مجھے قرآن سے دکھا دیں اور میں ابھی عیسائی ہوتا ہوں۔ پادری صاحب نے قرآن شریف مانگا۔ بیان القرآن ان کے سامنے رکھا گیا۔ اس کا ٹائیٹل پیج دیکھکر انہوں نے کہا کہ یہ تو احمدیوں کا قرآن ہے۔ اصلی قرآن ترجمہ والا ہو تو میں نکالوں گا چنانچہ ایک اور مترجم قرآن انہیں دیا گیا۔ لیکن تلاش بسیار کے بعد انہوں نے کہا کہ میں نے سیل کا انگریزی ترجمہ پڑھا ہوا ہے۔ اور میں گھر جاکر اس میں سے حوالہ نکال کر بتاؤں گا۔

پادری صاحب تو یہ کہکر چلے گئے اور میرے دل میں اور بھی شکوک پیدا ہو گئے۔ میں نے خیال کیا کہ جس گلے کے یہ پاسبان ہیں وہ آج بھی ڈوبا اور کل بھی ڈوبا۔ اس لئے میں نے اس وقت سے گرجا میں جانا چھوڑ دیا۔ گرجا میں میں باقاعدہ نماز پڑھا کرتا تھا اور وقتاً فوقتاً پڑھایا بھی کرتا تھا اور اس کے علاوہ وہاں کے سنڈے سکول کا سپرنٹنڈنٹ بھی تھا۔ میں نے ان دونوں عہدوں سے سبکدوشی اختیار کی اور اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا۔ میر محمد صدیق صاحب۔ حافظ محمد حسین صاحب۔ مولوی غلام ربانی و عبدالرحمن صاحبان مجھے کتابیں لا لا کر دیتے تھے۔ اور میں ان کا مطالعہ کرتا تھا۔ ٹیچنگ آف اسلام، اسلام۔ محمد اینڈ کرائسٹ۔ محمد دی پرافٹ اور اور چھوٹے چھوٹے رسائل مطالعہ کئے۔ ابتدا تو میں ان کے مطالعہ سے بھی ڈرتا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ اسلام کے محاسن کا میرے دل پر گہرا نقش ہونا شروع ہو گیا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج میں اعلان اسلام کر رہا ہوں

آپ نے جماعت احمدیہ میں آنے کے وجوہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جس بات نے مجھے احمدیت کی طرف کھینچا ہے وہ مسئلہ وفات مسیح ہے۔ غیر احمدی بھی اسی طرح مسیح کو زندہ آسمان پر سمجھتے ہیں جیسے عیسائی اسے دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر سمجھتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ اسے خدا کے دہنے ہاتھ بٹھاتے ہیں۔ غیر احمدیوں نے دہنے بائیں کی کوئی تخصیص نہیں کی۔ آپ نے غیر از جماعت لوگوں کے اس رویہ کی شکایت کی کہ جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں احمدیوں میں شامل ہونا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ اس سے بہتر ہے کہ آپ عیسائی ہی رہیں۔

آپ نے بتایا کہ راولپنڈی کے پاس ہی میرا آبائی وطن ہے جہاں میرے تمام عزیز و رشتہ دار رہتے ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی کو بھی علم نہیں کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور نہ میں کوئی ریاکاری وغیرہ کرنا چاہتا ہوں۔ بلکہ ان کا تو یہ حال ہے کہ جس طرح کسی پٹھان نے کسی ہندو سے کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ اس نے کہا بہت اچھا ہوتا ہوں کلمہ پڑھاؤ۔ پٹھان نے کہا افسوس ہے کلمہ تو مجھے خود بھی نہیں آتا۔ ویسے ہی ایک دن میرے ایک نزدیکی مسلم رشتہ دار نے مجھ سے مسلمان ہونے کے لئے کہا۔ میں نے کہا مسلمان کون ہوتے ہیں انہوں نے جواب دیا جو نماز پڑھے۔ میں نے کہا اچھا آپ نماز پڑھکر دکھائیں۔ میں جانتا تھا کہ ان کو نماز نہیں آتی۔ انہوں نے کہا مولوی صاحب کو کہوں گا وہ بتا دیں گے۔ میں نے کہا مولوی صاحب سے تو میں خود بھی پوچھ سکتا ہوں اور ان مولوی صاحب سے میں نے ایک دن کہا کہ میں عربی پڑھنا چاہتا ہوں وہ فرمانے لگے کہ افسوس ہے آپ مسلمان نہیں اس لئے میں نہیں پڑھا سکتا۔

ایک مسلمان دوست کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ آج کل ہی وہ مجھے لاہور میں ملے۔ انہوں نے پوچھا کیسے آئے ہو میں نے کہا مسلمان ہونے آیا ہوں بجائے اس کے کہ انہیں اس سے غیر معمولی خوشی ہوتی انہوں نے معمولی طور پر کہدیا بہتر ہے جیسے میں کہتا فلاں جگہ قیام ہے وہ کہتے بہتر ہے (باقی پر صفحہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۵

پیغام صلح

جلد ۱۶ | ۱۴ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ ہجری | نمبر ۴۴

نِکاح بیوگان

مسلمانوں کی بےحسی کا دردناک منظر

(از محمد انعام الحق)

جب کسی قوم پر زوال و پستی کا دور آتا ہے تو عقل و دانش کی بیش بہا نعمت اس سے چھن جاتی ہے۔ روح عمل جو زندگی کا ست ہے اس سے بالکل فنا ہو جاتی ہے۔ اچھی باتوں کا قبول کرنا اس کے لئے حرام ہو جاتا ہے۔ نقصان دہ اور تباہ کن رسم و رواج اور پست خیالات اس پر قابو جما لیتے ہیں۔ وہ بُری باتوں کو جاننے اور سمجھنے کے باوجود اس طرح شوق و مسرت سے اس پر عامل ہو جاتی ہے جس طرح ایک استسقا کا مریض پانی کی طرف لپکتا ہے حالانکہ اسے خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ سرد و شیریں پانی کے گھونٹ میرے لئے زہر ہلاہل سے کم نہیں۔ اگر کبھی آپ کو کوئی فرصت کا وقت ملے تو ذرا کسی تنہائی کے مقام پر بیٹھ کر سوچیں کہ آپ کی قوم کی یہی حالت تو نہیں؟

اگر آپ ذرا احتیاط اور سمجھ سے تمام حالات پر غور کریں گے تو یقیناً اسی رنجدہ نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ہماری بدنصیب قوم بھی رفتہ رفتہ تباہی و بربادی کے گہرے غار کی طرف جا رہی ہے۔ آہ اس اجمال کی تفصیل تو ایک رلانے والی داستان ہے۔ جب سارا نظام ہی بگڑا ہوا ہے تو کس کس بات کا ذکر کیا جائے۔ جب سارا جسم زخموں سے بھرا ہوا ہو تو کہاں کہاں مرہم لگائی جائے۔ مذہبی۔ اخلاقی۔ اقتصادی۔ تعلیمی کسی حیثیت سے بھی ہماری حالت تسلی بخش نہیں۔ مذہبی احکام کو ہم پس پشت ڈال چکے۔ اخلاق تباہ ہو گئے۔ رسم و رواج عیاشیوں اور فضول خرچیوں کی بدولت افلاس و قرض کی لعنت ہم پر مسلط ہو گئی۔ علوم و فنون سے ہمیں نفرت ہے۔ ان تمام حالات پر غور کرنے سے ہر ایک دردمند مسلمان کا دماغ چکرا جاتا ہے۔ غم اور مایوسی کی خوفناک تاریکی چاروں طرف چھا جاتی ہے۔ گرم گرم آنسوؤں اور سرد آہوں کے ساتھ ہی یہ سوال سامنے آ جاتا ہے کہ اب کیا ہوگا۔ یہ ناؤ کس گھاٹ

یہ دردناک تمہید ایک خاص بات عرض کرنے کے لئے اٹھائی گئی ہے۔ اسلام ایک آسان اور مطابق فطرت مذہب ہے۔ اس کے تمام قوانین و احکام اسی اصول کے مطابق ہیں۔ اسلام سے پہلے بعض اقوام و قبائل میں نکاح بیوگان کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اسلام نے صاف طور پر حکم دے دیا کہ بیواؤں کا نکاح کر دیا کرو۔ جو بانی اسلامؐ نے بہت سی بیواؤں سے شادی کی جلیل القدر صحابہ اور صحابیات نے اُن کی پیروی کی۔ اسلام کے اس حکم کی خوبیوں اور مصلحتوں کو آج نکاح بیوگان کی اشد ترین مخالف قومیں بھی ہر حیثیت سے تسلیم کر چکی ہیں۔ اور یہ بات اسلام کی صداقت و ترقی کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ لیکن کیا ہم اس پر اظہار مسرت کرنے کے حقدار ہیں؟ افسوس ہم اس سوال کا جواب ندامت سے سر جھکا کر "نہیں" کہنے کے بجائے اور کیا دے سکتے ہیں۔ ہندوستان میں مسلم خواتین کی مجموعی تعداد ۳۲۳۸۹۸۴۸ ہے اور ان میں ۳۳۶۵۲۱۷۴ بیوہ ہیں۔ اور ان بیواؤں کی کثیر تعداد قابل شادی ہے۔ لیکن اسلام کے صریح اور تاکیدی احکام، بانی اسلام اور پیشوایان اسلام کے عملی نمونوں کے باوجود ان کی شادی کیوں نہیں کی جاتی اس کا جواب ہر کوئی جانتا ہے۔ رسم و رواج کے خونخوار بت کا خوف ہے برادری کے طعنوں کا ڈر ہے۔ خدا اور رسولؐ کے حکم اور دوزخ کے عذاب پر غالب آ گیا ہے۔ اور آج مسلمان اپنی نام نہاد "عزت" کی حفاظت کے لئے قرآنی احکام پر رسم و رواج قربان نہیں کر سکتے۔ یہ جو کہا گیا ہے اس میں قطعاً کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کے ذمہ دار افراد نے اس لعنت کو دور کرنے کی کبھی کوئی قابل ذکر اور مسلسل کوشش نہیں کی۔ اور انہیں اپنے اس قصور کو تسلیم کر لینا چاہیئے۔

کیا ہمارا یہ طرز عمل زمانہ جاہلیت کے لوگوں سے ملتا جلتا نہیں؟ وہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ لیکن آج اسلامی گھرانوں میں بیشمار نوجوان بیوائیں اپنی شاداب اور ارمان بھری جوانی رنج و غم میں گزار رہی ہیں۔ اس زمانہ میں دیوتاؤں کے لئے انسانی قربانیاں دی جاتی تھیں لیکن آج ہم رسم و رواج اور "عزت" کے بت پر لاکھوں بیواؤں کو بھینٹ نہیں چڑھا رہے؟ اگر انصاف ہم سے بالکل رخصت نہیں ہو گیا۔ تو ہمیں نہایت ایمانداری سے تسلیم کر لینا چاہیئے کہ ہمارا طرز عمل بالکل زمانہ جاہلیت کے مطابق ہے۔ پانی سر سے گزر چکا ہے۔ بہتر ہے کسی خیالی مصلحت سے چپ رہنے کے بجائے اصلی حالات سے قوم کو آگاہ کر دیا جائے۔ کوئی مانے یا نہ مانے مگر ہم اس سچی بات کو پکار کر کہہ دینا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی تباہی و ذلت کی سب سے بڑی وجہ ان غریب اور بےبس بیواؤں کی وہ آہیں ہیں جو وہ اپنی قوم کے طرز عمل سے تنگ آ کر رات کی تاریکیوں اور تنہائی کے گوشوں میں بھرتی ہیں۔ اس سے زیادہ شدید ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک نوجوان عورت کو زندگی کی تمام مسرتوں اور نعمتوں سے صرف اس لئے محروم کر دیا جائے کہ موت کے بےرحم فرشتے نے اس سے اس کا شوہر چھین لیا ہے۔ قدرتی قوانین کسی قوم کے جاری کردہ رسم و رواج کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔ تمام دنیا کے بسنے والوں پر ان کا نفاذ ایک جیسا ہے۔ شاہی محلوں اور فقیروں کے جھونپڑوں کا امتیاز ان کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ مسلمانوں نے الٰہی احکام اور فطری قوانین کو پس پشت ڈالا اس کے نتائج سب کے سامنے ہیں۔ جس قوم کا ایک کثیر حصہ اس طرح تجرد کی زندگی بسر کرے گا۔ اس کی شرح پیدائش روز بروز کم ہوتی جائے گی مسلمانوں کے سامنے یہ خطرہ اپنی تمام تباہیوں اور ہولناکیوں کے ساتھ موجود ہے گو وہ اپنی غفلت اور بدقسمتی کی وجہ سے اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے اس کے علاوہ ہمیں یہ سچی بات بھی کہہ دینا چاہیئے کہ نوجوان آدمیوں کے تجرد کے جو نتائج پیدا کرتے ہیں وہ بھی رفتہ رفتہ ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ زمانہ کے حالات بدل گئے ہیں۔ احساسات و خیالات میں ایک عظیم الشان تغیر آ گیا ہے۔ آزاد خیالی اور مغربی تہذیب کا طوفان اپنے پورے زور کے ساتھ چلا آ رہا ہے۔ ان حالات میں جو کچھ ہو جائے کم ہے۔ اگر مسلمانوں نے اب بھی الٰہی احکامات کی پرواہ نہ کی تو انہیں عنقریب اپنی مکمل اخلاقی تباہی پر ماتم کرنا پڑے گا۔ آپ ہر روز مسلمان خواتین کے مرتد ہونے کی خبریں سنتے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہی نکاح بیوگان کی بندش ہے۔

اس سلسلے میں ابھی ایک سبق آموز بات کہنی باقی ہے۔ مسلمانوں میں یہ لعنت ہندوؤں سے آئی۔ چند صدیوں تک نکاح بیوگان کی مخالفت کرتے رہے لیکن آخر انہیں اسلامی احکام کے سامنے ایک شکست خوردہ کی طرح سر جھکانا پڑا آج وہ اس سلسلے میں جو جدوجہد کر رہے ہیں۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ ہندوستان کے طول و عرض میں بلا مبالغہ سینکڑوں بیوہ خانے موجود ہیں۔ آئے دن جگہ جگہ بدھوا پرواہ کے متعلق کانفرنسیں ہوتی رہتی ہیں۔ بڑے بڑے آدمی نہایت فخر سے بیواؤں سے شادی کرتے ہیں۔ خاص اسی مقصد کے لئے بہت سے رسالے جاری کئے گئے ہیں۔ جبسیوں پرچارک صرف اسی کا پرچار کر رہے ہیں۔ بڑے بڑے رئیسوں اور تاجروں نے کروڑوں روپے کی جائدادیں بیواؤں کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر دی ہیں۔ آریہ سماج نے اس کام کو اپنے مشن کا ایک حصہ قرار دے لیا۔ اس کے علاوہ وہ کٹر سناتنی بھی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں آج ان کے بدھوا آشرم ہندو عورتوں کے علاوہ مسلمان خواتین کے لئے اپنے دروازے نہیں بلکہ منہ کھولے تیار ہیں۔ اور اس حقیقت کو مجبوراً تسلیم کرنا پڑے گا کہ اب تک ہزاروں مسلمان بیوائیں مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے ان آشرموں کے ذریعہ مرتد ہو چکی ہیں۔

الحمد للہ ہماری جماعت کا دامن اس شرمناک داغ سے بہت بڑی حد تک پاک ہے لیکن صرف اتنی بات ہمارے لئے موجب فخر نہیں ہو سکتی۔ سات کروڑ ہندوستانی مسلمانوں میں سے اس لعنت کو دور کرنے کو ہمیں اپنا فرض سمجھنا چاہیئے۔ اور یہ یاد رہے کہ ہم تب تک اپنا سر اونچا نہیں کر سکتے جب تک ساری قوم سے یہ لعنت دور نہیں ہو جاتی۔ ہماری جماعت اصلاح رسوم کی طرف راغب ہو رہی ہے۔ یہ کام بھی دراصل اس ضروری تحریک کا ایک حصہ ہے۔ جس کو نظر انداز کرنا ایک شدید غلطی ہوگی۔ ہم بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے تمام مسلمان بھائیوں کو اشتراک عمل کی دعوت دیتے ہیں۔

ہمارے خیال میں مسلمان رؤسا، امراء اور علماء کو اس سلسلے میں عملی نمونے پیش کرنے چاہیئے۔ جب تک یہ نہ ہوگا زبانی جمع خرچ بے فائدہ ہے۔ باقی رہا طریق کار کا سوال سو یہ ذمہ دار اشخاص کے سوچنے کی بات ہے۔ اگر اس کے لئے کوئی کمیٹی وغیرہ مستعد ہوا تو ہم بھی اپنے ناچیز خیالات کا اظہار کر دیں گے۔

لاوارث بیواؤں کی حفاظت کا مسئلہ ایسا بھی ہے جو فوری توجہ کا مستحق ہے مولویوں کی دراز دستیوں نے اس کو اور بھی اہم بنا دیا ہے۔ اگر مسلمان علماء اور لیڈروں سے قومی غیرت کا جذبہ بالکل رخصت نہیں ہو گیا تو ہم منتظر رہیں گے کہ ہماری اس پکار پر کون لبیک کہتا ہے۔

صوبہ سرحد اور اصلاحات

لالہ لاجپت رائے آجکل پشاور میں رونق افروز ہیں۔ اور وہاں ہندو مسلمانوں کے باہمی تنازعات کے متعلق ان کی متعدد تقاریر ہوئی ہیں باوجود اس کے کہ لالہ صاحب صوبہ سرحد کو اصلاحات دیئے جانے کے بظاہر مؤید ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان کی تقاریر میں اصلاحات کی مخالفت بھی جاری ہے۔ پشاور کی تقریروں میں انہوں نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ پنجاب کے مسلمان ہندوؤں کی اقلیت سے ڈرتے ہیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ صوبہ سرحد کے ہندو مسلمانوں کی کثرت سے نہ گھبرائیں۔

اصل بات یہ ہے جسکو لالہ صاحب شاید سمجھے نہیں کہ مسلمانوں کی کثرت سے نہیں بلکہ ان کے نام سے ہندوؤں کو خوف اور گھبراہٹ لاحق ہے۔ ورنہ پنجاب میں مسلمانوں کو اکثریت کے حقوق کے لحاظ سے ہندوؤں کی اقلیت کے برابر نہ کر دیا جاتا۔ مسلمان تو کبھی ہندوؤں سے ڈرے نہیں۔ نہ پنجاب میں اور نہ یوپی میں جہاں وہ صرف چودہ فیصدی ہیں اور ہندوؤں کی اتنی بڑی اکثریت ان کا نام و نشان مٹا دینے کے درپے ہے۔ البتہ انہیں یہ شکایت ضرور ہے کہ تمام ہندوستان میں اپنی اکثریت کا فائدہ اٹھا کر پنجاب اور بنگال میں بھی وہ مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق دینے کے لئے تیار نہیں اور اب صوبہ سرحد میں بھی مسلمانوں کی اکثریت کا انہیں اس قدر دکھ ہے کہ اس کو وہ اصلاحات تک سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ اپنے لئے تو سوراج مانگتے ہیں اور جہاں قدرت نے مسلمانوں کو ذرا زیادہ ترقی دی ہے وہاں اصلاحات بھی انہیں گوارا نہیں۔ کیا اسی کا نام قوم پرستی اور اسی کا نام حب وطن ہے جسکے فقدان کا آئے دن وہ مسلمانوں کو طعنہ دیتے ہیں۔

اچھوت اور ہندو

معاصر "تیج" نے اچھوتوں کے اس مطالبہ کو کہ انہیں علیحدہ حق نیابت دیا جائے۔ اور حکومت کے ہمدردانہ جواب کو "ایک نیا خطرہ" کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس خطرہ کی تشریح کی ہے کہ:-

> "آگے ہی گورنمنٹ کی چال سکھوں کے ایک بڑے حصہ کو ان سے علیحدہ کر چکی ہے۔ جاٹوں میں بھی گورنمنٹ کا پروپیگنڈا جاری ہے۔ اگر کہیں چھ کروڑ دلت بھی ہاتھ سے نکل گئے تو پھر ہندوؤں کا کیا ٹھکانا ہوگا"

یقیناً یہ ایک بہت بڑے خطرہ کی بات ہے۔ لیکن جس قوم نے چھ کروڑ انسانوں کو انسانیت کے درجہ سے گرا کر غلامی اور ہر درجہ کی ذلت و خواری میں مبتلا کر رکھا ہو۔ اور کسی قسم کے معاشرتی اور تمدنی تعلقات ان کے ساتھ جائز نہ سمجھتی ہو۔ وہ ان پر اپنائیت کا دعویٰ کس منہ سے کر سکتی ہے۔ اب اگر ہندوؤں کے سر برآوردہ اصحاب اچھوت اقوام کو کوئی حقوق دینا بھی چاہتے ہیں تو یہ محض مطلب پرستی پر مبنی ہے۔ کہ وہ ہندو قوم سے علیحدہ نہ ہو۔ ان کی دلی کیفیت جو کچھ ہے وہ پنڈت مالویہ جیسے مقتدر لیڈر کے اس رویہ سے ظاہر ہے کہ مجالس میں اچھوتوں سے بغلگیر بھی ہونے کو تیار ہیں لیکن گھر جا کر غسل کئے بغیر انہیں چارہ نہیں۔ حال ہی کا واقعہ ہے کہ صوبہ مدراس کی ایک عدالت نے کسی وکیل کو جو اچھوت قوم میں سے تھا۔ ایک برہمن خاتون کے گھر جا کر بطور کمیشن اس کی شہادت قلمبند کرنے کے لئے متعین کیا۔ لیکن اسے اچھوت ہونے کی وجہ سے مکان کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔

کیا یہ واقعات اس بات کی ایک صریح شہادت نہیں کہ اچھوت اقوام کا ہندوؤں سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔ خود اعلےٰ ذاتوں کے ہندو ان سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتے۔ پھر ان کی تعداد سے فائدہ اٹھا کر اپنے حقوق بڑھانا اور انہیں اپنے قدموں پر کھڑے ہونے سے روکنا کہاں کا حق و انصاف ہے؟

قبر مسیح

معاصر "لائٹ" کا ایک نامہ نگار کشمیر سے لکھتا ہے کہ:-

> "جب سے میں نے "لائٹ" میں کشمیر کی کسی خاص قبر کے حالات پڑھے ہیں، اس موقعہ کی تلاش میں تھا کہ خود اپنی آنکھ سے

جا کر اس قبر کو دیکھا۔ خدا کا شکر ہے کہ کل مجھے اس جگہ کو دیکھنے کا موقع ملا۔

یہ قبر محلہ خانیار واقع ہے اور اس کی شکل و صورت بالکل ایسی ہی ہے جیسی تصویر کچھ عرصہ ہوا "لائٹ" میں کھینچی گئی تھی۔ میری تحقیقات حسب ذیل ہے۔

(۱) اس قبر کو عام طور پر پیغمبر کی قبر سمجھا جاتا ہے۔ یہ ان تمام لوگوں کا متفقہ جواب ہے جن سے میں نے سرینگر اور محلہ خانیار میں اس بارہ میں گفتگو کی۔

(۲) پرانے لوگ اسے یوز آسف کی قبر قرار دیتے ہیں جو ایک پیغمبر تھا۔

(۳) بعض لوگ اسے حضرت عیسیٰؑ کی قبر قرار دیتے ہیں۔

(۴) یہ بہت سے لوگوں کی توجہات کو جو کشمیر کو دیکھنے آتے ہیں۔ اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ میرے رہبر نے مجھے بتایا کہ ہز ایکسلنسی لارڈ ... بھی حال ہی میں جب کشمیر کا دورہ کرنے آئے تو موصوف اس قبر کو دیکھنے گئے تھے۔

(۵) ذیل کی عبارت میں نے خانگاہ کے اندر، قبر کی پائنتی کی طرف لکھی دیکھی

"یہ مقبرہ عنقریب محکمہ آثار قدیمہ کے ذریعہ کھدوا جائے گا۔ جیسا کہ مصر میں فرعون کا مقبرہ کھدوا گیا۔

محافظ خانقاہ کو کوئی علم نہیں کہ کب اور کس نے یہ عبارت لکھی اور وہ اس عبارت کو مٹا دینا چاہتا تھا"

یہ تحقیقات جو نامہ نگار "لائٹ" نے پیش کی ہے۔ کوئی نئی نہیں۔ لیکن ان بیانات کے لئے ایک تائیدی شہادت ہے۔ جو سلسلہ احمدیہ کی طرف سے اس سے قبل شایع ہو چکے ہیں۔

جس عبارت کا ذکر نامہ نگار "لائٹ" نے کیا ہے اگر وہ محکمہ آثار قدیمہ کی طرف سے لکھی گئی ہے۔ اور اگر حکومت اس قبر کو کھدوا دینے کا فی الحقیقت ارادہ رکھتی ہے تو یہ ایک بہت بڑی عظیم الشان بات ہے اس قبر کی کھدوائی مسلمانوں اور عیسائیوں کے مذہبی معتقدات میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کرنے کا موجب ہوگی بالخصوص عیسائیت کو اس سے جو صدمہ پہنچے گا وہ اس قدر زبردست ہوگا کہ موجودہ کلیسائی معتقدات کا کچھ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔

امید ہے ہمارے احباب کشمیر اس بات کی تحقیقات کر کے ہمیں اطلاع دیں گے کہ آیا عبارت مذکورہ حکومت کی طرف سے لکھی گئی ہے؟ اور اس کی کھدائی کا کام کب شروع ہوگا؟

ترکوں کا اسلام

باوجود اس متفرنجانہ روش اور ان ملحدانہ خیالات کے جن کی اطلاع ترکوں کے متعلق رائیٹر ایجنسی کی وساطت سے آئے دن ہمیں ملتی رہتی ہے ہمارا یہ قیاس مبنی برحقیقت ہے کہ وہ جذبہ توحید اور وہ غیرت اسلامی جو ابا عن جد ان کی وراثت میں چلی آتی ہے۔ ابھی تک ان کے رگ و ریشہ میں باقی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔ اس کا تازہ ثبوت قسطنطنیہ یونیورسٹی کے پروفیسر خلیل نعمت اللہ کے اس مضمون سے ملتا ہے جو انہوں نے وہاں کے ایک موقر پرچہ "وقت" میں لکھا ہے۔ پروفیسر موصوف لکھتے ہیں۔

"اس حقیقت کے باوجود کچھ زہریلے جراثیم ہیں جو ہماری سوسائٹی میں اس بہانہ سے داخل ہو گئے ہیں کہ تعلیم کی نشر و اشاعت میں ترکی کی اعانت کر کے ہمدردی انسانی کے اقتضا کو پورا کریں۔ اور وہ ہمارے نوجوانوں کے سادہ دلوں میں اپنے مذہب کا بیج بو کر انہیں ہماری سوسائٹی سے الگ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ان کی قومی روح کو فنا کر دینا چاہتے ہیں۔ اور ان کی روحوں پر موت وارد کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے وہ اس بات کو نہیں جانتے کہ ترکی کا مذہب اسلام ہے جس کے اصول اس درجہ بلند ہیں کہ دوسرے کسی مذہب میں ایسے بلند اصول نہیں پائے جاتے"

کیا ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ وہ اسلام سے پھر چکے ہیں اور ان کی جب یہ اصلاحات انہیں اسلام سے دور لئے جا رہی ہیں۔ بے شک ان اصلاحات میں وہ حد اعتدال سے کسی قدر آگے نکل گئے ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ اسلام کو وہ ہاتھ سے دے چکے ہیں۔ جب تک ان میں یہ غیرت اسلامی باقی ہے جس کا اظہار خلیل نعمت اللہ نے کیا ہے۔ جب تک اسلام کے متعلق ایسے پاکیزہ خیالات ان کے دلوں میں موجزن ہیں جن کا پتہ مندرجہ بالا الفاظ سے لگتا ہے۔ اس وقت تک یہ کہنا غلط ہے کہ ترک اسلام کو چھوڑ چکے ہیں۔ یا اسلام ترکی سے نکل چکا ہے۔ ہمارے آریہ دوستوں کو چاہیئے کہ ان الفاظ کو غور سے پڑھیں اور ترکی سے اسلام کا جنازہ نکالنے کے بجائے اپنی عقل و خرد کا ماتم کریں۔

احمدی قوم کو ایک پیغام

مولانا کشفی نظامی صوبہ بہار کے ان باہمت اور دردمند مسلمانوں میں سے ہیں۔ جن کے بل بوتے پر بقول "پیشوا" خواجہ حسن نظامی کا تبلیغی مشن چل رہا ہے۔ اور جنہوں نے خواجہ صاحب کے انگریزی اخبار "ینگ مسلم" کیلئے کئی ہزار روپیہ یکمشت دیا تھا۔ اور تبلیغ و تنظیم کے کاموں میں علی العموم بڑی بڑی رقمیں دیتے رہتے ہیں۔

حال ہی میں ان کی طرف سے "صدائے کشفی" کے عنوان سے ایک اعلان چھپکر شایع ہوا ہے۔ جس میں ہندوستان کی تمام تبلیغی اور تعلیمی انجمنوں اور تنظیم کے علمبرداروں۔ علماء اور صوفیا۔ غریب اور دولتمند مسلمانوں اور اخبارات وغیرہ کو پیغام دیا گیا ہے کہ وہ اٹھیں اور اپنے کاموں کو زیادہ مستعدی اور ہوشیاری سے سرانجام دیں۔

اسی اعلان میں ایک پیغام احمدی جماعت کے نام بھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"اے یورپ میں اسلام کا جھنڈا بلند کرنے والی احمدی جماعت! اپنے میں اور قوت پیدا کر اور اس سے زیادہ میدان میں نکل ابھی تمام یورپ خالی پڑا ہے۔ اہل یورپ کو اسلام کی ضرورت ہے تو ان کے گھر گھر اسلام کی روشنی پھیلا دے"۔

یہ اس قوم کو خطاب ہے جسے کفر و ضلالت میں عام طور پر عیسائیوں اور آریوں سے بدتر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن یورپ میں اس کی اسلامی خدمات کا آج یہ اثر ہے کہ اسلامی دنیا کا ہر طبقہ یورپ میں تبلیغ اسلام کا اہل اسی کو سمجھتا ہے۔

ہم جناب کشفی صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ایک اہم امر کی طرف احمدی قوم کی توجہ کو منعطف کیا۔ خدا کے فضل سے یہ چھوٹی سی قوم پہلے ہی سے اس عظیم الشان کام کی سرانجام دہی میں پوری مستعدی سے مصروف ہے۔ خدا وہ دن انشاء اللہ لائے گا جب یورپ کے گھر گھر میں اسلام کی روشنی پھیلے گی۔

اس موقع پر ہم اپنے احباب کو بالخصوص اس طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کشفی صاحب کے پیغام کو پڑھیں اور دیکھیں کہ ان سے کیا کیا توقعات آج کی جا رہی ہیں۔ وہ اپنے موجودہ کام کا مقابلہ اس عظیم الشان کام سے کریں جو کشفی صاحب نے ان کے سامنے رکھا ہے۔ اور جو مجدد وقت کا حقیقی مشن ہے۔ اور پھر اندازہ لگائیں کہ ان کی طرف سے کس قدر ہمت و کوشش اور کتنی زرافشانی کی ابھی ضرورت ہے۔

سکھ اور اسلام

"آریہ گزٹ" کو شکایت ہے کہ سکھ جہاں آریوں کی ان تحریرات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے رہتے ہیں جن میں ان کے مذہب اور قومی لیڈروں کے خلاف غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے وہاں مسلمانوں کی ان تحریرات پر کوئی نوٹس نہیں لیتے جن میں بابا نانک کو مسلمان ثابت کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک

"جہاں یہ باتیں تاریخی طور پر غلط ہیں وہاں مذہبی طور پر بھی ان کا اطلاق بڑا وسیع ہے۔ اور یقیناً سکھوں کے لئے باعث عزت نہیں ہے"۔

ہم ممنون ہوں گے اگر مہاشے گنپت رائے ان تاریخی غلطیوں کو واضح کر کے بیان کریں جو بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اسلام کے متعلق مسلمانوں کی تحریرات میں پائی جاتی ہیں کیا وہ تاریخی طور پر اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو اسلام کے ساتھ وہ تعلق اور شیفتگی اور لگاؤ نہ تھا جو ایک سچے مسلمان کو ہونا چاہیئے؟ کیا گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی بھائی بالا کے متعدد صفحات بابا نانک کی اسلامی شیفتگی کا ایک کھلا ثبوت نہیں؟ کیا چولہ صاحب کا قرآنی آیات سے مزین ہونا اور سکھوں کا اب تک اسے ڈیرہ بابا نانک میں حفاظت اور احترام کے ساتھ رکھنا اس بات کا ایک کھلا ثبوت ہے کہ بابا نانک کو قرآن کے ساتھ حد درجہ کی عقیدت تھی اور وہ اپنے ظاہر و باطن کو قرآن سے آراستہ رکھنا چاہتے تھے۔ اور آج بھی سکھ قوم اگرچہ اسلام سے ہٹ چکی ہے تاہم اپنے مقدس بانی کے اس احترام کو قائم رکھنا چاہتی ہے۔

ایسی حالت میں وہ کیا بات ہے جو بقول "آریہ گزٹ" سکھوں کے لئے باعث عزت نہیں؟ کیا ان کا اسلام کے ساتھ تعلق باعث عزت نہیں؟ کیا ہندو دھرم کے ساتھ ان کا تعلق زیادہ عزت کا موجب ہے۔ جہاں انہیں شودروں کے سوا اور کوئی جگہ نہیں مل سکتی؟

شذرات

"اہلحدیث" راوی ہے کہ خلیفہ قادیان کے سفر ولایت کا یہ ایک شاندار کارنامہ ہے۔ جو آج تک عوام کی نظروں سے پوشیدہ رہا ہے کہ انہوں نے صاحب وزیر ہند سے ملکر اپنی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے یہ درخواست کی تھی کہ کونسلوں اور اسمبلی میں ہم احمدیوں کی قائم مقامی الگ کر دی جائے وزیر ہند نے جواب دیا کہ آپ لوگوں کی خدمات عالیہ کی گورنمنٹ قائل ہے مگر آپ چونکہ محمڈن (مسلم) کی ذیل میں ہیں اس لئے الگ نہیں ہو سکتے اگر محمڈن ذیل چھوڑ دو تو اس سوال پر غور ہو سکتا ہے"

جواب معقول ہے لیکن ہمیں شبہ ہے کہ میاں صاحب نے کوئی ایسی درخواست وزیر ہند کی خدمت میں پیش کر کے اپنی کوتاہ بینی کا ثبوت دیا ہو۔ کیا "مقدسین قادیان" اس پر روشنی ڈالیں گے؟

"لائٹ" کے فاضل مدیر مولانا محمد یعقوب خاں صاحب نے ۸ جون کی اشاعت میں اپنی نو ماہ کی غیر حاضری اور جیل کی زندگی پر ایک زبردست افتتاحیہ لکھا ہے جس کے آخر میں جیل کے بعض ہندو مسلم ساتھیوں سے خوشگوار تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے یہ تجویز کی ہے کہ "اس باہمی ہمدردی اور اتحاد سے جو جیل کی مستحکم دیواروں کے پیچھے ہندوؤں اور مسلمانوں میں پائی جاتی تھی اکثر اوقات ہمیں یہ خیال پیدا ہوا کہ ہندو مسلم اتحاد قائم کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ شملہ اور دہلی کی غیر موافق فضا میں اتحاد کانفرنسیں منعقد کرنے کے بجائے یہ بہتر ہوگا کہ دونوں اقوام کے چند بڑے بڑے لیڈروں کو جون جولائی کے مہینوں میں جیل کی ایک ہی کوٹھڑی میں دس راتوں کے لئے بند کر دیا جائے۔ جہاں چوہوں اور مچھروں کے جھنڈ کے جھنڈ ادھر ادھر منڈلا کر اس حقیقت نفس الامری کی یاد کو تازہ کرتے ہیں کہ ایک غلام قوم اس سے بڑھ کر سلوک کی مستحق نہیں ہو سکتی کیونکہ یہی وہ جگہ ہے جہاں اتحاد کی حقیقی فضا پیدا ہوتی ہے۔ جہاں تمام پردے آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور اس صداقت کا پورا انکشاف ہو جاتا ہے کہ آخر کار ہم برابر کے غلام ہیں جن کی گردنیں ایک ہی جوئے کے نیچے دبی ہوئی ہیں"

تجویز تو فی الحقیقت بڑی معقول ہے لیکن صرف ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں صدق و اخلاص ہو۔ جو ذاتی مفاد کو ملکی اور قومی بہبودی کے لئے قربان کر سکتے ہوں۔ افسوس ہے کہ آج ہمارے ملکی لیڈروں کا اکثر حصہ اس نعمت عظمیٰ سے بالکل محروم ہے۔

بقیہ صفحہ اول غرض آپ نے بتایا کہ غیر از جماعت لوگوں میں عقائد کی غلطی کے علاوہ نہ دین سے چنداں لگاؤ اور واقفیت ہے اور نہ کوئی اس بات کی پروا کہ اسلام میں کیا ہو رہا ہے۔ اور کیا ہونا چاہیئے۔ اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ میں ایک جوش ایک جذبہ اور روح کام کر رہی ہے۔ ان میں باہم محبت و ہمدردی ہے۔ وہ اسلام کے لئے غیرت رکھتے ہیں۔ اس لئے میں ان میں آکر داخل ہوا ہوں۔

اپنی بیوی کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ اسلام کا مطالعہ کر رہی ہیں اور جس طرح میں نے تین سال کی تحقیق کے بعد اسلام قبول کیا ہے وہ چاہتی ہیں کہ انہیں بھی تحقیق کا موقع دیا جائے۔ مجھے بڑی خوشی ہوتی اگر وہ آج یہاں میرے ساتھ ہوتیں لیکن خدا نے چاہا تو وہ وقت آنے والا ہے جب وہ بھی اسی مسجد میں آکر اعلان اسلام کریں گی۔ آپ دعا کریں۔

تلاش گمشدہ

ایک نوجوان راجہ عمر ۲۵ سالہ ساکن ہیڑ تھانہ کھاریاں ضلع گجرات کچھ عرصہ ہوا سرگودھا گیا تھا۔ اور اب مفقود الخبر ہے اگر کوئی صاحب پتہ دیں تو عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں گے اور اس کی مجبور ماں کے حال زار پر احسان فرمائیں گے۔ پتہ

غلام محمد۔ اے۔ سی۔ جنرل اسسٹنٹ سرگودھا۔ کوٹھی سلیمان خاں افغان نزد ریلوے سٹیشن سرگودھا۔

غلو کی انتہا

(۲)

کیا شریعت اسلام میں میاں محمود احمد صاحب کا مقام وہی ہے؟ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا!!

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

میاں صاحب کے دلائل

جناب میاں محمود احمد صاحب کا اپنی رویا میں معترض کو یہ جواب دینا کہ "اگر تم سچے اعتراض تلاش کرکے بھی میری ذات پر کروگے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے" ایسا دعویٰ تھا جسے اسلام جو ایک مذہب حق ہے دھکے دیتا ہے۔ میاں صاحب کو چاہئے تھا کہ اس خواب کو رد کر دیتے اور استغفار کرتے۔ کیونکہ میاں صاحب کی رویا کوئی وحی نبوت تو ہے نہیں کہ حجت ہو بلکہ حدیث نفس ہونے کا غالب احتمال ہے۔ مگر برعکس اس کے میاں صاحب موصوف نے اسے نص قرآنی کی طرح مضبوط پکڑ کے اس دعوے کے صحیح ہونے پر دلائل دینے شروع کر دیئے۔ مایہ ناز دلائل حسب ذیل ہیں:۔

"اور اس میں کیا شک ہے کہ دنیا کے تمام فیصلے ایک حد تک چلتے ہیں۔ آگے پھر ان کو تسلیم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ دنیاوی گورنمنٹ ایک ہائیکورٹ بناتی ہے۔ ہائی کورٹ کا فیصلہ بھی غلط ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس فیصلہ پر ہی نکتہ چینی کرتا چلا جائے۔ تو چونکہ اس کے اوپر اور کوئی عدالت نہیں ہے۔ اس سے بے چینی پیدا ہونے اور ملک کا امن برباد ہونے کا ڈر ہے۔ اسی وجہ سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب کوئی فیصلہ کریں تو پھر اسے بخوشی خاطر تسلیم کر لینا چاہیئے۔ حالانکہ دوسری طرف خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ میں ایک شخص کے حق میں فیصلہ دیدوں اور اسے حق نہ پہنچتا ہو۔ تو میرے فیصلہ کی وجہ سے وہ اس کا حق نہ ہو جائے گا۔ اگر وہ دوسرے کا حق دبا لے گا تو آگ اس کا حصہ ہوگی...... اسی رنگ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ چونکہ میں نے تجھے خلیفہ بنایا ہے اس لئے جو شخص تجھ پر اعتراض کرے گا ایسے رنگ میں کہ خلافت اور نظام کو نقصان پہنچے میں اسے پکڑونگا اور سزا دونگا۔" (الفضل ۲۹ مئی ۱۹۴۳ء)

مذکورہ بالا عبارت سے حسب ذیل انکشافات ہوتے ہیں:۔

"میری ذات" کی تاویل

(۱) اصل رویا میں تو الفاظ صرف یہ تھے کہ "اگر تم سچے اعتراض تلاش کرکے میری ذات پر کروگے" مگر اب میاں صاحب نے اس پر اپنی طرف سے یہ الفاظ ...... بڑھا دیئے ہیں کہ "ایسے رنگ میں کہ خلافت اور نظام کو نقصان پہنچے"۔ کیا یہ الفاظ اصل رویا میں بیان کرنے سے رہ گئے تھے۔ یا سچے اعتراض کرنے والوں کے جواب میں یہ اب سمجھ آئی ہے۔ ظاہر تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ میاں صاحب نے بھی اس بات کی ضرورت سمجھی کہ اس دعوے کی جو آپ نے اپنی رویا میں کیا تھا کچھ تاویل کر دی جائے اور "اپنی ذات" کے کلمہ کو عام نہ رکھا جائے بلکہ کسی رنگ میں اس میں تخصیص پیدا کی جائے۔ تا سچے اعتراضوں سے جان بچے۔ جب خود میاں صاحب نے یہ محسوس کیا کہ صرف "میری ذات" کے الفاظ غلط فہمی پیدا کر رہے ہیں۔ اور اس کے آگے ایک لمبا فقرہ اپنی طرف سے بڑھایا۔ تو پھر "میری ذات" کے کلمہ کی وجہ سے جنہوں نے اعتراض کیا ان کا کیا قصور اور ان کو عقل کی آنکھوں کا اندھا بتانا۔ اور ان کی طرف بغض و کینہ منسوب کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

اللہ تعالیٰ کا کہنا

(۲) اصل رویا میں تو یوں ہے کہ کسی معترض کے جواب میں میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ "اگر تم سچے اعتراض بھی تلاش کرکے میری ذات پر کروگے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے" مگر اب میاں صاحب یوں فرما رہے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ چونکہ میں نے تجھے خلیفہ بنایا ہے ...... اس لئے جو شخص تجھ پر اعتراض کرے گا میں اسے پکڑونگا اور سزا دونگا"۔ اب ہم کیا سمجھیں! کیا یہ پچھلا فقرہ کوئی الگ الہام ہے۔ جو میاں صاحب کو اس رویا کے بعد میں ہوا؟ یا اسی رویا میں جو کچھ میاں صاحب معترض کو فرما رہے تھے وہ درحقیقت میاں صاحب کی شکل میں خدا فرما رہا تھا۔ مگر بیان میں اس قدر فرق ہے کہ یہ وہی رویا نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ پچھلے فقروں میں مخاطب میاں صاحب ہیں اور متکلم خدا ہے۔ اور صاف لفظوں میں ہے "چونکہ میں نے تجھے خلیفہ بنایا ہے" اور "سچے اعتراض" کی جگہ صرف "اعتراض" ہے اور رویا میں مخاطب معترض ہے اور متکلم میاں صاحب خود ہیں اور وہاں میاں صاحب کی "ذات" پر سچے اعتراض کرنے کا ذکر ہے۔ اس لئے امید ہے کہ میاں صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔

ایک زمانہ تھا جب میاں صاحب فرمایا کرتے تھے کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ تو میرا خلیفہ ہے۔ اس پر جب ہمارے ایک دوست نے مطالبہ کیا کہ وہ الہام بتاؤ جس میں خدا نے آپ کو ایسا کہا ہے تو "الفضل" میں نکلا کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ خدا نے میاں صاحب کو مخاطب کرکے ایسا کہا ہے بلکہ مطلب صرف اس قدر ہے کہ قرآن یا الہامات حضرت مسیح موعود سے ایسا مستنبط ہوتا ہے۔ کہ میاں صاحب خلیفہ ہیں۔ یعنی یہ میاں صاحب کی اپنی اصطلاح ہے۔ کہ کوئی بات انہیں اگر قرآن یا الہامات حضرت مسیح موعود سے نکلتی نظر آئی تو اس کو یوں ظاہر کیا کرتے ہیں کہ خدا نے مجھے ایسا کہا ہے حالانکہ خدا نے انہیں مخاطب کرکے ایسا نہیں کہا ہوتا۔ اسی طرح ہم یہاں اب یہ سمجھیں کہ خدا نے میاں صاحب کو جو کچھ مخاطب کرکے کہا ہے وہ اس رویا کے علاوہ کوئی اور الہام ہے یا حسب دستور سابق میاں صاحب نے اسی رویا میں سے استنباط کر لیا ہے۔ لیکن یہ استنباط بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ کیونکہ رویا میں اگر کوئی یہ دیکھے کہ میں کسی کو کچھ کہہ رہا ہوں تو اس سے کیسے یہ نتیجہ نکل آئے گا کہ خدا خود مجھے مخاطب کرکے ایسا کہہ رہا ہے۔ اور یہ فقرہ "چونکہ میں نے تجھے خلیفہ بنایا ہے" وغیرہ وغیرہ اصل رویا میں تو نہیں۔ تو پھر کس جگہ سے مستنبط ہوگا۔ کیا الہام اور رویا میں اس طرح اپنی طرف سے بڑھا لینا جائز ہے۔

خلیفہ کی ذات

(۳) اصل رویا میں یہ الفاظ تھے کہ "اگر تم سچے اعتراض تلاش کرکے بھی میری ذات پر کروگے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی۔ اور تم تباہ ہو جاؤ گے" میاں صاحب کی ذات پر سچے اعتراض کئے جائیں اور خدا معترض کو تباہ کر دے اس بات نے دنیا کو حیران کر دیا۔ اس کا جو جواب اب میاں صاحب نے دیا ہے اس میں دو عجیب و غریب تاویلوں سے کام لیا ہے۔ اول یہ کہ اعتراض کرنے والا اعتراض کرے "ایسے رنگ میں کہ خلافت اور نظام کو نقصان پہنچے" یہ فقرہ اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔ لیکن ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس کے اندر خلیفہ کی ذات پر اعتراض سب سے پہلے آ جاتا ہے اگر کوئی شخص کسی خلیفہ کے ذاتی کیریکٹر پر اعتراض کرے مثلاً وہ یہ الزام لگائے کہ خلیفہ خیانت کرتا ہے اور وہ اعتراض ہو سچا تو کیا اس سے اس خلیفہ کی خلافت اور نظام کو نقصان نہ پہنچے گا؟ یقیناً پہنچے گا۔ کیونکہ جماعت کو ایسی صورت میں اس پر اعتماد نہ رہے گا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جماعت اس کو الگ کر دے گی یا اگر خلیفہ خلافت سے کسی صورت میں بھی الگ نہیں ہو سکتا۔ تو پھر جماعت خود اگر اس کی ضمیر بالکل مردہ نہیں ہو گئی اور غیرت دینی باقی ہے تو ایسے خلیفہ سے الگ ہو جائے گی۔ پس میاں صاحب کا یہ شرط بڑھانا تحصیل حاصل ہے۔ پرنالہ تو وہیں کا وہیں رہا۔ وہ کونسا اعتراض ہے جو خلیفہ کی ذات پر ہو اور سچا ہو اور پھر اس سے خلیفہ کی خلافت اور نظام کو نقصان نہ پہنچے۔ پس خلیفہ کی ذات پر سچے اعتراض کرنے پر سزا کی وعید اس تاویل سے ٹلی نہیں بلکہ اور عیاں ہو گئی۔

فیصلہ پر اعتراض لائق سزا نہیں

دوم۔ میاں صاحب نے اس کے لئے ایک اور راہ بھی نکالی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے مراد خلیفہ کے فیصلوں پر اعتراض ہے۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ کسی شخص کا کسی جج کے فیصلہ پر نکتہ چینی کرنا اس کی ذات پر اعتراض کرنے کے مترادف نہیں۔ کجا ذات پر اعتراض اور کجا فیصلہ پر اعتراض۔ آئے دن مجسٹریٹوں اور ججوں کے فیصلوں کی اپیلیں ہوا کرتی ہیں۔ کوئی شخص اس کے معنے یہ نہیں لیتا کہ یہ مجسٹریٹ یا جج کی ذات پر اعتراض ہے۔ اور نہ کبھی اس سے گورنمنٹ کے نظام میں فرق آتا ہے۔ جج کی ذات پر اعتراض تو تب سمجھا جائے گا جب یہ کہا جائے کہ اس نے رشوت لے کر فیصلہ دانستہ غلط لکھ دیا ہے۔ ایسی صورت میں گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ تحقیقات کرے۔ اور اگر الزام لگانے والے کا الزام غلط ہے تو اسے سزا دے اور اگر سچا ہے تو جج کو سزا دے۔ نہ کہ الزام سچا ہونے کی صورت میں خود الزام لگانے والے کو جیل خانہ بھیج دے۔ اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا۔ نعوذ باللہ کیا خدا کی گورنمنٹ ہی ایسی ظالم ہے کہ وہ سچے اعتراض کرنے والے اور سچے الزام لگانے والے کو عذاب دیا کرتی ہے؟

سچے اعتراض پر سزا نہیں

پس یہاں سوال ذات پر اعتراض کا۔ فیصلہ پر اعتراض کا۔ فیصلہ الگ چیز ہے۔ ذات الگ چیز ہے۔ منصف نادانستہ غلطی بھی کر سکتا ہے۔ اس پر سچا اعتراض بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں بھی معترض حق بجانب ہوگا۔ نہ کہ سزا کا مستحق۔ البتہ فیصلہ دینے والا معذور اور قابل معافی ہوگا۔ لیکن ذات پر اعتراض اس سے مختلف ہے اس میں اگر اعتراض سچا ہوگا تو جس کی ذات پر الزام ہے وہ سزا کا مستحق ہے نہ کہ اعتراض کرنے اور الزام لگانے والا۔ غرضیکہ سچے کو سزا ظالموں کا کام ہے۔ خدا ظالم نہیں وہ سب سے بڑھکر عادل ہے۔ وہ حق ہے اور حق کو محبوب رکھتا ہے۔

میاں محمود احمد صاحب نے ذات کو چھوڑ کر زبردستی فیصلہ لے لیا کیونکہ اسی میں اپنا مفر سمجھا۔ وجہ یہ کہ فیصلہ غلط دینے والا معذور ہوتا ہے مگر اس سے بھی کچھ حاصل نہیں۔ کیونکہ غلط فیصلے پر سچے اعتراض کرنے والے کو سزا کوئی نہیں دیتا مگر میاں صاحب کی رویا میں تو سچے کو سزا کی وعید ہے جو یقیناً خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ اغلب ہے کہ حدیث نفس ہو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلے

(۴) میاں صاحب نے ایک دلیل یہ بھی دی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن نے رسول کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور حدیث میں رسول کریم صلعم یہ بھی فرماتے ہیں کہ غلط بیانیاں کرکے لوگ مجھ سے بھی غلط فیصلے کروا سکتے ہیں۔ اس سے میاں صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی غلط فیصلے کرتے تھے۔ اور ان غلط فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرنا بتاتا ہے کہ ایک سچے آدمی کو بھی غلط فیصلوں کو ماننے کے سوا چارہ نہیں اس مثال سے میاں صاحب کو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اس میں سچے کو سزا دینے کی وعید کوئی نہیں۔ اور نہ جھگڑا ذات پر سچے اعتراض کرنے کا ہے۔ استدلال کا یہ طریقہ بھی عجیب ہے۔ کہ اعتراض تو ہو ذات پر سچے اعتراض کا۔ اور دلیل پیش کی جائے فیصلہ پر اعتراض پیدا ہونے کی۔ فیصلہ پر اعتراض اور بات ہے۔ اور کسی کی ذات پر اعتراض اور پھر سچا اعتراض پیدا ہونا جدا امر ہے۔ بہرحال اب میں اس مسئلہ پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ رسول کریم صلعم کے وہ کونسے فیصلے تھے جن کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے لئے خدا نے حکم دیا تھا۔ اور کیا وہ فیصلے سچے اور غلطی سے پاک اور شریعت کا جزو ہوتے تھے یا غلط ہوا کرتے تھے۔

شریعت کی تعلیم وحی خفی سے

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول تھے۔ آپ پر قرآنی شریعت کا نزول ہوا۔ شریعت کا جو قانون بھی خدا کی طرف سے نازل ہوتا تھا۔ آپ اپنے قول اور عمل سے اس کی تشریح کرکے دکھاتے تھے۔ جہاں یتلوا علیھم ایاتہ کے ماتحت قرآن کو پڑھ کر سنانا آپ کا کام تھا۔ وہاں یعلمھم الکتاب والحکمۃ کے ماتحت شریعت کی تعلیم دینا بھی آپ ہی کا کام تھا۔ اور یہ تعلیم خدائی وحی خفی کے ماتحت ہوا کرتی تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم سے ظاہر ہے۔ جہاں اللہ نے ان علینا جمعہ وقرانہ فرما کر یہ بتایا کہ قرآن کا پڑھنا اور جمع کرنا ہمارا کام ہے۔ وہاں ثم ان علینا بیانہ فرما کر اس کی تبیین کرنے کو بھی اپنا ہی کام بتایا۔ پس آنحضرت صلعم نے اپنے قول اور فعل کے ذریعہ خدا کی وحی خفی کے ماتحت شریعت کے تمام اصول دنیا کو سکھائے جو قانون بھی قرآن میں نازل ہوتا تھا۔ اس کی صحیح صحیح تشریح جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے عمل سے یا اپنے قول سے کر دیتے تھے۔ ایسی تشریح بھی درحقیقت منجانب اللہ ہوتی تھی۔ نہ کہ آپ کے نفس کی طرف سے۔ جیسا کہ ثم ان علینا بیانہ سے ظاہر ہے۔

خدا اور رسول حکم ہیں

اسی لئے جب قرآن نے افغیر اللہ ابتغی حکما کا اعلان بڑی زور سے کیا یعنی کہہ دے اے رسول اللہ کہ کیا میں خدا کے سوا کسی اور کو حکم یعنی فیصلہ کرنے والا پکڑوں۔ یعنی خدائی فیصلہ اور قانون سب سے اوپر ہے۔ اور خدا کے قوانین کو چھوڑ کر کسی اور انسانی قانون کو ہم پکڑ نہیں سکتے تو اس کے ساتھ یہ بھی اعلان فرمایا کہ فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ (النساء) کہ تیرے رب کی قسم یہ لوگ ایمان نہیں لاتے جب تک کہ تجھے اپنے جھگڑوں میں حکم یعنی فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں اور پھر جو تو فیصلہ کر دے تو اس کی وجہ سے اپنے نفس میں کوئی تنگی بھی نہ پائیں اور سر تسلیم خم کر دیں۔ یعنی جب تک یہ لوگ قرآنی شریعت پر عمل درآمد نہ کریں مومن نہیں کہے جا سکتے۔ آپ کو حکم بنانے کا مطلب یہ تھا کہ مومنین کا فرض ہے کہ وہ اپنے جھگڑوں میں قرآن کی طرف رجوع کریں

اور قرآن کے قوانین کو بہ تشریح کے ساتھ رسول کریم صلعم عمل میں لا کر جھگڑوں کا فیصلہ کریں۔ اس کے سامنے سر تسلیم خم کردیں۔ کیونکہ رسول اللہ تو جو فیصلہ کرتے تھے وہ قرآن کے مطابق کرتے تھے جیسا کہ خود قرآن میں آتا ہے انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما اریک اللہ۔ بے شک ہم نے تیری طرف کتاب سچائی کے ساتھ اتاری ہے۔ تاکہ تو لوگوں کے درمیان فیصلہ دے ساتھ اس کے جو اللہ نے تجھے دکھایا۔ اس لئے مومن کا فرض ہوا کہ وہ قرآن کے قوانین اور اس کی تشریح جو رسول اللہ صلعم نے کی یعنی سنت کی طرف رجوع کریں۔ اگر ایسا نہ کریں تو ان کا ایمان کا دعویٰ بیکار ہے چنانچہ اس رکوع کے شروع میں اس مضمون کی تمہید یوں اٹھائی ہے کہ الم تر الی الذین یزعمون انھم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ۔ کیا تو نے ان لوگوں کو دیکھا جو دعوے تو یہ کرتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔ جو تیری طرف نازل کیا گیا ہے اور تجھ سے پہلے نازل کیا گیا۔ اور اپنے جھگڑوں کا فیصلہ طاغوت یعنی شیطان کی طرف لے جاتے ہیں۔ حالانکہ حکم یہ کیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کیا جائے۔ اور اس کا کہا نہ مانا جائے " یہاں یہ بتایا کہ جب قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے ہو تو آئندہ اپنے کل فیصلوں میں قرآن اور سنت کی طرف رجوع کرو جو ان کے علاوہ کسی اور طرف رجوع کرتا ہے وہ طاغوت یعنی شیطان کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور ایمان کی شان تو یہ ہے کہ قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم جو فیصلہ کردیں۔ اس سے اگرچہ انسان کو نقصان بھی پہنچتا ہو یا فیصلہ اپنی خواہشات کے خلاف بھی ہو مگر پھر بھی اس پر انشراح صدر رہے۔ کیونکہ جب ان کے فیصلے کو خدائی قانون کا فیصلہ تسلیم کیا ہے۔ تو پھر سچے دل سے اس پر ایمان ہونا چاہئے۔ اور عملی طور پر بھی اس کا اظہار ہونا چاہئے۔ نقصان کی صورت میں شریعت محمدی سے دل تنگ ہو کر کسی اور قانون یا رواج کی طرف جانا گویا شیطان کی طرف رجوع کرنا ہے۔ مثلاً وراثت کا قانون ہے ایک طرف خدا اور رسول کا فیصلہ ہے کہ لڑکی کو حصہ دو۔ لیکن ایسی صورت میں جو مرد کو مالی نقصان پہنچتا ہے اس کی وجہ سے اگر کوئی شریعت محمدیہ سے دل تنگ ہو کر رواج کو اختیار کرے اور لڑکی کو محروم کردے تو درحقیقت اس نے خدا و رسول کو حکم نہیں مانا بلکہ طاغوت کو حکم بنایا۔

اولی الامر کا فیصلہ آخری فیصلہ نہیں

پس یہ منصب خدا کا ہے جو شریعت کا نازل کرنے والا ہے اور رسول کا ہے جو وحی حق کے ماتحت اس شریعت کی صحیح تشریح کرنے والا ہے کہ ان کا فیصلہ آخری فیصلہ سمجھا جائے۔ اور مومن کی شان ہے کہ نہایت شرح صدر کے ساتھ ان کے آگے سر تسلیم خم کردے۔ ان کے علاوہ اور کسی کا حق نہیں کہ اس کے فیصلہ کو آخری فیصلہ سمجھا جائے۔ چنانچہ اس سورت میں اسی رکوع سے پہلے رکوع میں قرآن کریم خود یہ فیصلہ کرتا ہے یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر۔ کہ اے مومنو! اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور تم میں سے جو صاحب حکومت ہو اس کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم آپس میں جھگڑ پڑو تو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو گویا جو صاحب امر یا حاکم ہو اس سے بھی جھگڑا پڑ جائے تو آخری فیصلہ کرنے والے خدا اور رسول یعنی قرآن و سنت ہوں گے۔ یعنی اسلام میں حکومت قانون الٰہی کی ہے نہ کہ انسان کی۔ خدا و رسول کے سوا کسی کا حق نہیں کہ وہ اپنے فیصلہ کو آخری فیصلہ قرار دے۔ ایک بادشاہ بھی اسی طرح قانون کے سامنے جوابدہ ہے جس طرح ایک عام آدمی۔ یہی طریق صحابہ کرام میں نظر آتا ہے۔ حضرت عمر باوجود خلیفہ ہونے کے قاضی کی عدالت میں کھینچے جاتے ہیں اور مدعی کے پہلو بہ پہلو بیٹھتے ہیں۔ اور جب مدعی نے حضرت عمر سے قسم لینی چاہی تو قاضی نے یہ چاہا کہ خلیفہ کو قسم سے بری کردیا جائے تو حضرت عمر سخت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ تم عدالت کی کرسی پر بیٹھنے کے لائق اس وقت تک نہیں ہو۔ جب تک کہ ایک عام آدمی اور خلیفہ تمہاری نگاہوں میں فیصلے کے وقت یکساں نہ نظر آئے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بحمد للہ بخیریت ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب سیکرٹری انجمن کی طبیعت چند روز سے ناساز تھی۔ گزشتہ جمعہ کو بخار رہ جانے کے سبب آپ نماز جمعہ میں نہ آسکے۔ مولانا محمد یعقوب خان صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھائی اب بفضلہ آرام ہے۔

— زیدہ ضلع پشاور سے اخویم مکرم ماسٹر محمد فردوس خان صاحب نے یہ افسوسناک خبر سنائی ہے کہ ان کا یکسالہ اکلوتا بچہ ایک طویل بیماری کے بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ چند ایک عزیز و رشتہ دار دفنانے کے لئے موجود تھے۔ لیکن جنازہ انہوں نے نہیں پڑھا۔ صرف دو آدمیوں یعنی دو لڑکوں فردوس اور محمد افضل خان صاحب نے جنازہ پڑھا۔ حالانکہ وہاں کی قومی مسجد کے پیش امام نے قوم کو مسجد میں فتویٰ دے دیا تھا کہ اہل قبلہ کا جنازہ پڑھنا واجب تھا۔ پڑھنے سے انکار خلاف شرع امر ہے۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ جنازہ میں پڑھاؤں گا۔ اور پوچھا کہ کیا تم میرے ساتھ مل کر جنازہ پڑھوگے اس کے جواب میں عزیزوں میں سے بعض نے انکار کیا۔ اس واسطے سب لوگ ادھر ادھر تتر بتر ہوگئے۔

ماسٹر صاحب موصوف نے یہ بھی لکھا ہے:۔

چند روز ہوئے ایک شخص محمد حیات خان ساکن نوپی آیا۔ اس نے اول تو ہمارے ساتھ نماز پڑھی بعد میں حضرت صاحب اور سلسلہ احمدیہ کے حق میں کچھ برا کہا جس کا میں نے جواب دیا کہ یہ ایک نور ہے جو پھیل کر رہے گا۔ خواہ کتنی بھی لوگ مخالفت کریں۔ جس پر وہ سخت مشتعل ہو کر گالیاں دینے لگا حضرت صاحب کو۔ اور مارنے کو اٹھا مگر بیچ میں نمبردار حائل ہوگئے۔ پھر اس نے چند دن زیدہ میں گشت لگا کر لوگوں کو بھڑکایا۔ کہ فردوس اور محمد زمان کے ہاں سے طلباء حجاعت سوم و پنجم اٹھا لئے جائیں۔ جس کا فوری اثر ہوا۔ طلباء کے ایک بڑے حصہ نے مدرسہ آنا بند کردیا ہے۔ دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے ایک طرف بیٹا سخت بیمار۔ دوسری طرف لوگوں کا اشتعال انگیز تعصب اور پھر سرکاری ملازمت۔ عجب حیرانی اور مصیبت کا مرحلہ تھا مشکلات سے نکلنے اور استقامت پر رہنے کے لئے دعا کی جائے۔ لوگ سخت متعصب ہیں اور ناجائز تکلیف پہنچانے کو کار ثواب سمجھتے ہیں۔

ہمیں ان مصائب میں ماسٹر صاحب ممدوح سے دلی ہمدردی ہے علی الخصوص ان کے اکلوتے بچے کی وفات کا بہت ہی صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور نعم البدل عنایت کرے۔ احباب کرام ان کے لئے دعا کریں۔

— مکرم جناب شیخ محمد دین جان صاحب فنانشل سیکرٹری انجمن لکھتے ہیں کہ مولوی مرتضیٰ خان صاحب اور ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب محصل انجمن فراہمی چندہ کے لئے اضلاع منٹگمری۔ ملتان۔ مظفر گڑھ۔ ریاست بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان کی طرف دورہ پر نکلے ہیں۔ مقامی احباب جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ ان کے پہنچنے پر انہیں ہر قسم کی امداد فراہمی چندہ و وصولی بقایا میں خاطر خواہ دیں۔

— اخویم مکرم شیخ محمد نصیب صاحب کا بڑا لڑکا عزیز عبد الرحمٰن کچھ عرصہ سخت بیمار رہ کر بغرض تبدیل آب و ہوا شیخ صاحب کے پاس ایبٹ آباد چلا گیا ہے۔ احباب کرام دعا کریں کہ عزیز موصوف کو جلد صحت نصیب ہو۔

— تونسہ شریف سے محمود فریدی صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ ان کے صاحبزادے غلام فرید خان صاحب امتحان بی اے میں کامیاب ہوگئے فالحمد للہ علیٰ ذالک ہماری طرف سے اپنے مکرم دوست کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے۔

— اخویم مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب پسر مولانا مولوی عزیز بخش صاحب ایک ڈاکٹری امتحان کے لئے کچھ دنوں سے ولایت گئے ہوئے ہیں۔ اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ میرا کورس ڈی پی ایچ کا ایک سال کا ہے۔ مئی ۱۹۲۹ء میں امتحان ہوگا۔ ہندو طلباء سینکڑوں کی تعداد میں ہیں مگر مسلمان بہت کم۔ اپنی جماعت سے اور لوگ کوشش کریں تو کیا اچھا ہو۔ مثلاً ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب۔ ڈاکٹر عبد العزیز صاحب ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب۔

— بھیرہ سے اخویم مکرم فضل احمد خان صاحب لکھتے ہیں کہ ماہ رمضان میں ان کی ہمشیرہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ جس کا اب تک سخت صدمہ ہے۔ اب خود بیمار رہوں دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ صحت بخشے یا خاتمہ ایمان پر ہو۔

ہندوستان

— ۲۰ رجون کو بمبئی میں خواتین کا ایک جلسہ ہوا جس میں شاردا بل کی پر زور حمایت کی گئی ہے۔

— بارڈولی ستیاگرہ کے لئے جگہ جگہ چندہ ہو رہا ہے۔ بہت سے مقامات پر اس سلسلے میں کامیاب جلسے بھی ہوئے ہیں۔

— پونا ۲۰ رجون۔ شیواجی کے مندر میں شیواجی کے بت پر آج صبح کسی نے کالک ہر اور ایک جوتوں کا جوڑا رکھا۔

— نیو انڈیا (مدراس) اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ عزل مہاراجہ کے متعلق عنقریب ذمہ دار اشخاص کا ایک وفد گورنمنٹ کے پاس جانے والا ہے۔

— ڈاکٹر ٹیگور ۲۹ رجون کو کلکتہ پہنچ گئے۔

— ہندوستان کے اکثر بڑے شہروں میں محرم خیریت سے گزر گیا۔

— ہاتھرس اور کھڑکپور وغیرہ میں محرم کے موقع پر خوفناک ہندو مسلم فساد ہوگیا۔ کھڑکپور (کلکتہ) میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے اس فساد میں سکھوں نے بھی حصہ لیا اور کرپانوں کو خاص طور پر استعمال کیا گیا۔

— کلکتہ ۲۰ رجون۔ بنگال پراونشل کانگرس کمیٹی کے آئندہ سالانہ اجلاس کی صدارت کے لئے پنڈت موتی لال نہرو کا نام تجویز کیا گیا ہے۔

— فیروزپور کے کئی ایک معزز گھرانوں کی لڑکیاں غائب ہوگئی ہیں۔

— افواہ ہے کہ وائسرائے ہند سائمن کمیشن کے متعلق مشورہ کرنے کی غرض سے انگلستان جارہے ہیں۔

— بردہ فروشی کے انسداد کے لئے ایک مسودہ قانون مدراس کونسل میں زیر غور ہے۔

— بلدیہ پشاور نے نباتی گھی پر ۴۰ روپے فی من محصول لگا دیا ہے۔

— معزز معاصر "حمایت اسلام" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ ریاست کشمیر نے پیر سید جماعت علی شاہ کا داخلہ ممنوع قرار دیا ہے۔

— سندھ میں ہندو مسلم اتحاد کے متعلق جو معاہدہ ہوا ہے اس پر اہل سندھ خوش ہیں۔

— دارجیلنگ میں افواہ گرم ہے کہ عنقریب تمام نظربند رہا کردیئے جائیں گے۔

ممالک خارجہ

— لندن ۲۸ رجون۔ والنگٹن سے ریل کے خوفناک تصادم کی خبر موصول ہوئی ہے۔ ۲۲ آدمی جاں بحق اور ۴۷ سخت زخمی ہوئے۔

— لندن ۲۶ رجون مہاراجہ کشمیر آج پیرس سے بذریعہ ہوائی جہاز لندن پہنچ گئے ہیں۔

— یورپ جاتے ہوئے مولانا محمد علی ایڈیٹر ہمدرد دہلی قاہرہ بھی ٹھہرے معززین کے ایک کثیر مجمع نے ان کا خیر مقدم کیا۔

— ۵ رجون کو انگورہ میں وزیر تعلیم کے ماتحت ترکی دستکاری کی ایک کامیاب نمائش ہوئی۔

— شاہ و ملکہ افغانستان ۲۲ رجون کو قندھار پہنچے رعایا نے پرتپاک خیر مقدم کیا۔ ۱۰۱ توپوں کی سلامی اتاری گئی۔ ایک خانقاہ کی زیارت کرنے کے بعد شاہ موصوف نے سرکاری عہدہ داروں کے ساتھ چائے نوش کی کابل میں بھی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔

— ۵ رکو غازی مصطفیٰ کمال پاشا اور عصمت پاشا قسطنطنیہ تشریف لائے عوام نے استقبال میں خاص دلچسپی لی اور خوشی کا اظہار کیا۔

— ٹوکیو ۹ رجون۔ مغربی جاپان میں طوفان کی وجہ سے ایک سو جانیں تلف ہوگئیں ڈیڑھ ہزار مکانات اور ستر ہزار ایکڑ اراضی زیر آب ہے۔ نقصان کا اندازہ دس لاکھ پونڈ ہے۔

— ترکی اور ایران کے معاہدہ کے متعلق ولایتی اخبارات طرح طرح کی چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔

— قسطنطنیہ ۱۱ رجون۔ حکومت ترکی نے ملک ہالینڈ میں دو تارپیڈو جہاز تیار کرائے تھے۔ وہ اب قسطنطنیہ پہنچ گئے ہیں۔ ۱۹۱۸ء سے اس وقت تک سوائے ان جہازات کے حکومت ترکی نے اور کوئی جہاز نہیں بنوایا۔

— افغانستان میں شراب کا استعمال مذہبًا و قانونًا جرم ہے گو چونکہ بعض لوگ خفیہ طور پر شراب پینے لگے تھے اس لئے حکومت افغانستان نے ایک خاص اعلان کے ذریعے اس کی ممانعت کردی ہے۔

معلومات

ایک قسم کے بالتو کتوں کے بالوں کے ذریعہ سے کپڑا بنایا جاسکتا ہے اور ایک پاؤنڈ بالوں سے ایک اوڑھنی تیار ہوجاتی ہے۔

"بنیک آف فرانس" پیرس میں ۱۰۵ فٹ نیچے ایک زبردست چٹان کو کھود کر کے ایک جدید تہ خانہ بنایا گیا ہے۔ جس کا رقبہ ڈھائی ایکڑ ہے۔ اس کام کو ۲،۵۰۰ کاریگروں نے تین سال میں پایۂ تکمیل کو پہنچایا تھا۔

کوریا میں بیوہ عورتیں دوبارہ شادی نہیں کرتیں خواہ وہ جوان ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر کسی عورت کا شوہر ایک ماہ بعد بھی فوت ہوجاتا ہے تو وہ بھی دوسری شادی نہیں کرتی۔

انگلستان میں بارسال جان بچانے والی کشتیوں نے ۲۶۲ موقعوں پر اپنے فرائض انجام دیئے۔ اور ۲۳ جہازوں کو بچایا۔ بارش کی اعانت کی "رنیشنل لائف بوٹ انسٹی ٹیوشن" کے ملاحوں نے گزشتہ ۱۰۴ سال کے دوران میں ۶۱۱۶۸ آدمیوں کی جانیں بچائی ہیں۔

سب سے بڑا پرندہ شتر مرغ ہے جس کی اونچائی ۸ فٹ اور وزن تین سو پونڈ ہوتا ہے۔ سب سے بڑے دریائی پرندہ کے پر تقریباً ۱۲ فٹ اور یورپ کے سب سے بڑے پرندے کے پر چار سے سات فٹ تک ہوتے ہیں۔

شمالی یورپ کا بعید ترین ہوٹل نارتھ کیپ ناروے میں قائم کیا جائیگا۔ ابتداً اس کی حیثیت ایک شبینہ قہوہ خانہ کی ہوگی یہ ان لوگوں کے لئے قائم کی جائیگی جو آدھی رات کو آفتاب کی ضیا باری کا منظر دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔

نیویارک کے ایک طابع نے ایک چھوٹی سی ٹیلیفون ڈائرکٹری چھاپی ہے جو واسکٹ کی جیب میں آسکتی ہے۔ لیکن اس میں ۸۸۵۰۰ نام درج ہیں۔ اوران کو پڑھنے کے لئے ایک خاص قسم کا خوردبین استعمال کرنا پڑتا ہے۔

مسٹر وائٹ وکھیم ساکن لندن نے ایک "شارک" مچھلی پکڑی ہے جس کا وزن ۳۴۸ پونڈ ہے اس مچھلی کی موٹائی ۲ فٹ ۱ انچ اور لمبائی ۱۰ فٹ ہے یہ دنیا کی سب سے بڑی شارک مچھلی ہے۔ پیشتر مسٹر میں ایلس ساکن ہملٹن (نیوزیلینڈ) نے جو شارک مچھلی پکڑی تھی۔ اس کا وزن ۷۹۰ پونڈ تھا

انگلستان اور ویلز میں زراعتی مزدوروں کی مجموعی تعداد ۶۳۹۰۰۰ ہے جن میں سے ۵۵۰۴۸ عورتیں اور لڑکیاں ہیں۔

لندن کے سکولوں میں ہر سال تین ہزار لڑکوں کی کمی ہورہی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ کثرت سے پیدائش کم ہوگئی ہے۔

ایک ماہر کا بیان ہے۔ کہ جنگ عظیم کے دوران میں جو لڑکے پیدا ہوئے ہیں وہ علوم وفنون سیکھنے کے زیادہ شائق نہیں ہیں۔

لندن کی خفیہ پولیس میں اس وقت نوسو کارکن ہیں ۱۸۴۲ء میں ان کی تعداد صرف پندرہ تھی۔

انگلستان اور ویلز کے جیل خانوں میں ۱۸۸۷ء میں بیس ہزار قیدی تھے اب ان کی تعداد دس ہزار ہے۔ گویا اس دوران میں جرائم میں بہت تخفیف ہوگئی ہے

جن لوگوں کو بحری سفر میں اندیشہ ہو کہ موج اور تلاطم بحر سے وہ بیمار پڑ جائیں گے انہیں انڈے اور اچار کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے۔

فرانس میں شراب کی دکانوں کی اس درجہ کثرت ہے کہ باعتبار آبادی ہر اسی آدمیوں کے حصہ میں ایک دکان آتی ہے۔ یورپ کے کسی ملک میں شراب اس کثرت سے نہیں بکتی۔

انگلستان میں لوگ عجیب وغریب معاملات کے لئے اپنے آپ کو انشور کراتے ہیں۔ آج کل بارش کے لئے انشورنس کا زور ہے۔

خاص الخاص شاہی مجربات

(کپورتھلہ اسٹیٹ کی سرپرستی میں)

دنیا جانتی ہے کہ یہ کارخانہ نہایت نیکنامی کے ساتھ ۴۰ سال سے جاری ہے خدا کا شکر ہے کہ آج تک کسی شکایت کا موقع نہیں ملا۔

شاہی یاقوتی مفرح نہایت مقوی ہر موسم کے موافق ۸ فی تولہ

سفوف مفرح شاہانہ تحفہ ہے اعضاء رئیسہ کیلئے آب حیات ہے ۱۲ تولہ ۷ روپے

شربت مفرح جس پینے سے تعلق رکھتا ہے شربت کیا ہے کہ منہ سے بولتا ہے صرف ایک بوتل منگا کر دیکھیں قیمت ۱۲ فی بوتل

سرمہ اکسیر چشم آنکھ کی ہر بیماری کو پلک جھپکانے میں دور کرتا ہے نہایت عمدہ مجرب ہے قیمت کچھ زیادہ نہیں تین روپے تولہ۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد دہلوی طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

پشاور مشہد اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی وبخاری قناویز ہر قسم کے بخاری ومشہدی رومال کم و بیش قیمت کے سلمہ ستارہ کا زردار کلہ پشاوری۔ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ اگر پسند نہ آئے تو محصول منہا کر قیمت واپس دی جائے گی۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹ کریم پورہ پشاور

ضرورت ہے ایسے امیدواروں کی جو ٹیلیگراف اور سٹیشن ماسٹری کا کام سیکھ کر گورنمنٹ ریلوے یا محکمہ نہر میں ملازمت کے خواہشمند ہوں۔ مفصل حالات مع کے ٹکٹ بھیجکر معلوم کیجئے۔

رائل ٹیلیگراف کالج دہلی

ہندوستان میں نئی ایجاد

منیجر صاحب نے کنوس کا ایک شو تیار کیا ہے جو چمڑے سے بالکل مبرا ہے۔ اور سول ربر کا ہے۔ جو مثل ولایتی کٹ شوز کے تیار کیا گیا ہے اور بجائے سول چپکانے کے اندر سلائی کی گئی ہے جس کی وجہ سے پانی یا تیل یا کسی اور چیز میں بھیگ جانے سے سول اپنی جگہ نہیں چھوڑتا۔ سلائی اتنی مضبوط ہے کہ اگر چھ ماہ کے اندر ٹوٹ جائے تو کمپنی دوسرا شو مفت روانہ کرے گی۔ ہمارے ہندو بھائیوں کو پوجا پاٹ کرنے میں سخت دقت ہوتی تھی اب وہ اس جوتے کو پہن کر پوجا پاٹ کرسکتے ہیں اس میں چمڑا بالکل نہیں ہے۔ ہلکا اور خوبصورت اتنا کہ دیکھکر دل مچل جاتا ہے۔ اتنی خوبی ہونے پر قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک پیر کا ناپ ضرور بھیجئے گا ایک شو بطور نمونہ آپ کو روانہ کیا جائے گا تاجروں کو خاص رعایت

روغن اکسیر جو درد سر کے واسطے واقعی اکسیر ہے۔ ایک پھوریری سے درد کافور ہوجاتا ہے قیمت شیشی کلاں ۱۲ خورد شیشی ۸

اختر اینڈ کمپنی ستڑی روڈ لکھنو

دمہ کا بیمہ تین روپے میں!

کشمال کی پہلی خوراک دمہ کی تسلی ہے۔ چنانچہ ہر شیشی کے ساتھ ایک خوراک نمونتاً اس اقرار نامہ کی ہوتی ہے کہ اگر اس سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا تو شیشی واپس کرکے اس کی قیمت معہ ودطرفہ محصول کے ہم سے لے لیجئے۔ کشمال ہر طرح کے دمہ کو ۹۹ فیصدی مفید ہے اسی وجہ سے ہم واپسی قیمت کا اس دلیری سے اعلان کرتے ہیں۔ آپ کو بھی لازم ہے کہ اس ضمانت سے فائدہ اٹھا کر دوا منگائیں۔ اور ہمیشہ کی تکلیف سے نجات حاصل کریں قیمت حدود ہند میں ۳ وی پی کا محصول صرف تین روپے پیشگی بھیجکر رجسٹرڈ پارسل منگائیں وی پی نہیں جائے گا۔ بیرون ہند کا محصول زیادہ ہونے کی وجہ سے واپسی کا اقرار نہیں۔

ڈاکٹر خورشید علی خاں وکٹوریہ پارک شہر بنارس

مسمریزم ہپناٹزم کے ذریعہ اور خدا کے فضل وکرم سے ہر قسم کے روحانی و جسمانی اور بالوس علاج دور ونزدیک نہایت کامیابی سے کرتے ہیں اور پندرہ بیس روز میں شرطیہ سکھاتے ہیں۔ شاگردی نمبر ۳۵۶۹۷ سے متفصل کیا ہے جو تجربات مسمریزم وطلسمات روحانی آنوں کے مفصل حالات درج ہیں جو ہماری ۴۴ سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ مفت منگاؤ۔

گنیش داس رام نند آشرم چھاونی جالندھر پنجاب

گرمیاں آگئیں

ان دنوں میں ہیضہ اور بدہضمی کی شکایات بہت ہوجاتی ہیں۔ پیاس بہت لگتی ہے پانی بہت پیا جاتا ہے۔ پیٹ پھول جاتا ہے دست وبدہضمی اور پیٹ کے بیشمار امراض اس ساری طاقت کا ستیاناس کردیتے ہیں جو کہ سردیوں میں حاصل کی ہوئی ہوتی ہے۔ اس واسطے آجکل کے دنوں میں

امرت دھارا کی شیشی ہر وقت پاس رکھو

امرت دھارا کی دو چار بوندیں وہ کام دیں گی کہ آپ حیران ہوجائیں گے!

یہ وقت بے وقت کی تکلیف۔ گھبراہٹ اور فکر سے بچاتی ہے۔

جس گھر میں موجود ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ ایک بڑا ڈاکٹر یا حکیم گھر میں موجود ہے!

چاہے کوئی بیماری ہو۔ استعمال کرو۔ ضرور فائدہ ہوگا۔ بہت عجیب چیز ہے۔ ہزارہا استعمال کرنے والوں کی رائے ہے کہ امرت دھارا ہر وقت۔ ہر ایک کو ہمیشہ پاس رکھنی چاہئے۔ نہ جانے کسی وقت ضرورت پڑجائے۔

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (۲/۸) نصف شیشی ایک روپیہ چار آنے (۱/۴) نمونہ آٹھ آنے ۸/

خط وکتابت وتار کا پتہ:۔ **امرت دھارا ۔۔۔۔ لاہور**

المشتہر

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۱۷ محرم ۱۳۴۷ مطابق ۶ جولائی ۱۹۲۸ء | نمبر ۴۴

مسلمانوں اور غیر مسلموں میں ازدواجی تعلقات

لیجسلیٹو اسمبلی کا مسودہ قانون اسلامی نقطہ نگاہ سے

(حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے)

قارئین پیغام صلح اس امر سے واقف ہوں گے کہ لیجسلیٹو اسمبلی میں آج کل ایک مسودہ قانون پیش ہے جس کا منشا یہ ہے کہ ہندوستان میں بین الاقوامی شادیوں کو جائز قرار دیا جائے۔ اس مسودہ قانون سے مسلمانوں میں طبعاً یہ بحث چھڑ گئی ہے۔ کہ آیا مسلمانوں اور غیر مسلموں میں از روئے شرع اسلام ازدواجی تعلقات جائز ہو سکتے ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس موضوع پر معزز ہمعصر "لائٹ" میں انگریزی زبان میں ایک بسیط مضمون لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ "پیغام صلح" کے ناظرین کے افادہ کے لئے درج ذیل ہے۔ (مدیر)

دو مجوزہ قوانین

لیجسلیٹو اسمبلی کے سامنے اس وقت دو ایسے بل پیش ہیں جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک تو بین الاقوامی شادیوں کے متعلق ہے اور دوسرا صغر سنی کی شادی کے بارہ میں۔ "لائٹ" کے قارئین میں سے ایک صاحب . . . نے استفسار کیا ہے کہ اس بارہ میں اسلامی نقطہ نگاہ سے میرے کیا خیالات ہیں؟ اس کے علاوہ ایک اور اہم معاملہ بھی ہے۔ جو مسلمانوں کی بہبودی پر بہت گہرا اثر ڈالنے والا ہے۔ اور جسے میں لیجسلیٹو اسمبلی کے مسلمان ممبروں کے علم میں لانا چاہتا ہوں تاکہ ان میں سے کوئی صاحب اس معاملہ کو مناسب قانونی شکل میں لانے کی کوشش کریں۔

مسلمان ممبران اسمبلی کا فرض

اس مضمون میں میں اس مسودہ پر بحث کرونگا جو بین الاقوامی شادیوں کے متعلق اسمبلی میں پیش ہے۔ اور جس کا اثر مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ازدواجی تعلقات کے مسئلہ پر پڑے گا۔ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں مسلمان تمام آبادی کا ایک چوتھائی ہیں۔ صرف مسلمانوں کی آواز کسی قانونی تجویز کے فیصلے کے لئے مؤثر نہیں ہو سکتی۔ لیکن خانگی معاملات (مثلاً ایسے معاملات جو شادی اور طلاق سے تعلق رکھتے ہیں) میں مسلمانوں کو اختیار حاصل ہے اور ایسا اختیار انہیں حاصل ہونا چاہیے کہ شریعت اسلامی کے ماتحت ایسے معاملات کو خود طے کریں۔ کوئی ایسا قانون جو مسلمانوں پر اثر ڈالنے والا ہو اور اسلامی شریعت کے خلاف ہو۔ بلا اختلاف نہیں چھوڑا جا سکتا۔ لیجسلیٹو اسمبلی کے مسلمان ممبروں کا یہ فرض ہے کہ وہ بین الاقوامی شادیوں کے مسودہ قانون [illegible]

کی اس حد تک حمایت کریں جس حد تک اس کی دفعات اسلامی شریعت کے مطابق ہیں۔ اور اگر اس سے مسلمانوں پر کوئی ایسا قانون عائد ہوتا ہو۔ جو قرآنی قانون کے خلاف ہو تو اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس کی مخالفت کریں۔

قرآن کا فیصلہ قطعی ہے

میں شروع ہی میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ان تمام مباحث میں جو مذہب اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ قرآن کریم ہی قطعی اور آخری قانون ہے۔ یہی ایک سرچشمہ ہے جہاں سے تمام اسلامی تعلیمات اخذ کی گئی ہیں کسی ایک یا دوسرے فقیہ کی رائے بے شک قابل عزت ہے لیکن قرآن کریم ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے سامنے تمام مسلمانوں کے سر قطعاً جھک جانے چاہئیں۔

بین الاقوامی شادیوں کا قانون اور مسلمان

اس مسئلہ پر مزید روشنی میں کسی دوسرے مضمون میں ڈالوں گا اس وقت جو سوال ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ کیا بین الاقوامی شادیوں کا قانون جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ کسی رنگ میں قرآن کریم کے قانون ازدواج کے مخالف ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو کیا اسمبلی کے فاضل ممبران اپنی پوری قوت کے ساتھ اس کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر اپنا اسلامی فرض ادا کریں گے جو مسودہ اسمبلی کے سامنے پیش ہے۔ اس کا منشا تمام بین الاقوامی شادیوں کو جائز ٹھیرانا ہے۔ اور ان میں وہ ازدواجی تعلقات بھی شامل ہیں۔ جو مسلمانوں اور عیسائیوں، مسلمانوں اور ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں، مسلمانوں اور پارسیوں۔ غرض مسلمانوں اور تمام غیر مسلموں کے درمیان قائم ہوں۔ اس لئے ہمیں دیکھنا چاہیے کہ قرآن کریم مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ازدواجی تعلقات کو کہاں تک جائز رکھتا ہے۔

مشرکوں سے ازدواجی تعلقات

اس بارہ میں قرآن کریم نے تمام قانون کو تین آیات میں بیان کیا ہے جو تین مختلف سورتوں میں آئی ہیں۔ پہلا حکم سورۃ البقرہ میں ہے اور وہ غالباً ہجرت کے دوسرے یا تیسرے سال نازل ہوا تھا۔ چنانچہ فرمایا ہے ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن ولامۃ مومنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم۔ اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور مومن لونڈی مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھی ہی لگے۔ اور مشرک مردوں سے (مومن عورتوں کے) نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔ اور مومن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ تمہیں اچھا ہی لگے۔ (البقرہ ۲۲۱)

لفظ "مشرک" کی تحقیقات

میں نے لفظ مشرک کا ترجمہ نہیں کیا کیونکہ اس کی تھوڑی سی تشریح کی ضرورت ہے [illegible] خدا کے ساتھ

اس کی ذات یا اس کی صفات یا اس کے کاموں میں کسی کو شریک کرنا، لفظ شرک اور اس کے مشتقات جس میں لفظ مشرک بھی آ جاتا ہے قرآن کریم میں اسی وسیع مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ یہاں تک کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو بھی شرک کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً سورہ توبہ کی آیت ۳۱ جس میں یہود اور نصاریٰ کے متعلق فرمایا ہے۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ (انہوں نے علما اور راہبوں کو خدا کے سوا اپنے رب بنا لئے ہیں) ان الفاظ پر ختم ہوتی ہے۔ سبحنہ عما یشرکون۔ اس کی شان سے یہ بعید ہے جو کچھ اس کے ساتھ ملاتے ہیں۔ لفظ یشرکون قابل غور ہے۔ پھر لفظ المشرکون جو اسی سورۃ کی آیت ۳۳ میں استعمال ہوا ہے۔ صاف طور پر انہی یہود و نصاریٰ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ سورہ آل عمران آیت ۶۳ میں اہل کتاب کو دعوت دی گئی کہ ایک کلمہ سوا کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہو کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی چیز کو (شریک) نہ ملائیں۔ اس جگہ اہل کتاب کی حالت کو صاف طور پر شرک کی حالت قرار دیا ہے۔ ایسا ہی البقرہ آیت ۱۳۵ میں المشرکین کا لفظ صاف طور پر یہود اور نصاریٰ کے متعلق استعمال ہوا ہے۔ لیکن اس وسیع مفہوم کے علاوہ لفظ مشرک اکثر موقعوں پر عرب کے بت پرستوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے اور وہاں اہل کتاب یا یہود و نصاریٰ سے انہیں ممیز کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو سورہ البینہ آیت ۱-۶۔ سورہ البقرہ آیت ۱۰۵ وغیرہ۔ ان تمام مقامات پر اہل الکتب اور مشرکین کو دو علیحدہ علیحدہ گروہ بیان کیا گیا ہے اور بہت سے دوسرے مقامات پر جب لفظ مشرک کو علیحدہ بھی استعمال کیا گیا ہے تو اس سے عرب کے بت پرست ہی مراد ہیں۔ جیسا کہ سورہ توبہ آیات ۱-۳-۴-۵-۶-۷-۱۷-۲۸-۳۶ میں آیا ہے۔ لفظ مشرک کے ان دو صاف استعمالوں کو مدنظر رکھتے ہوئے البقرہ آیت ۲۲۱ کے امتناعی حکم کو یا تو تمام غیر مسلموں پر لگایا جا سکتا ہے یا صرف عرب کے بت پرستوں پر۔ اور چونکہ یہ مضمون ان جنگوں کے نتیجہ میں بیان ہوا ہے جو مشرکین کے ساتھ ہوئیں۔ اس لئے آیت کا سیاق و سباق آخری مفہوم ہی کا مؤید ہے۔

سابقہ تعلقات کی تنسیخ

اس مسئلہ کے متعلق دوسرا حکم چار سال بعد نازل ہوا۔ البقرہ آیت ۲۲۱ کا امتناعی حکم ان ازدواجی تعلقات میں کسی طرح بھی مخل نہ تھا جو اس سے پہلے قائم ہو چکے تھے۔ اور ذیل کا حکم اسی قسم کے تعلقات اور معاہدات کے بارہ میں نازل ہوا یا ایھا الذین امنوا اذا جاءکم المومنت مھجرت فامتحنوھن اللہ اعلم بایمانھن فان علمتموھن مومنت فلا ترجعوھن الی الکفار لاھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن . . . . . ولا تمسکوا بعصم الکوافر اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں [illegible] (باقی بر صفحہ ۲ کالم ۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۵

پیغام صلح

جلد ۱۶ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ نمبر ۴۴

اسلام اور احمدیت

(۴)

عشق رسول اور حضرت مسیح موعود

"زمیندار" نے حضرت مسیح موعود پر اعتراضات کرتے ہوئے ایک یہ بات بھی لکھی ہے کہ:۔

"چونکہ وہ اپنے آپ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ظاہر کرتے تھے اس لئے حضور کی شان میں کھلم کھلا ایسے الفاظ استعمال کرنے سے خود ان کی غرض فوت ہوتی تھی ورنہ شاید وہ اس سے بھی اجتناب نہ کرتے"

یہ فقرہ جس درجہ غلط اور صدق و صواب سے گرا ہوا ہے اس کا اندازہ وہ لوگ بخوبی کر سکتے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی تحریرات کو پڑھا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر وہ لوگ اس کی شہادت دے سکتے ہیں جن کو کبھی آپ سے ملنے اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی کے واقعات اور آپ کی تحریرات کو اگر مطالعہ کیا جائے۔ تو ان سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق آپ کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے تھا اور آپ کسی ذاتی مطلب کے لئے نہیں بلکہ محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی وجہ سے رات دن حضور صلعم کی عظمت و شان کے بیان کرنے اور آپ کی تعریف اور مدح کے گیت گانے میں مستغرق رہتے تھے۔ جن لوگوں کو آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملا ہے وہ اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ آپ کے منہ پر لوگ آپکو بُرا کہتے اور گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط لکھتے تھے۔ مگر آپ کو ذرا ان پر غصہ نہ آتا تھا۔ سوائے اس کے کہ ان کی ناسمجھی کا افسوس آپ کرتے تھے۔ لیکن اگر کوئی شخص حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کوئی نکتہ چینی کرتا اور آپ پر بُرا کہتا تو آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو جاتا۔ اور آپ کو آرام نہیں آسکتا تھا۔ جب تک کہ ذات پاک نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس اعتراض کو دور نہ کر دیں۔

ہم حیران ہوتے ہیں جب ہم "زمیندار" کے الفاظ کو ان مدحیہ قصائد کے سامنے رکھکر پڑھتے ہیں جو آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھے ہیں اور جن کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عشق نبوی صلعم آپ کے اندر اس قدر سرایت کر چکا ہے کہ کوئی دوسری چیز اس درجہ کو نہیں پہنچ سکتی آپ خود فرماتے ہیں ؎

خوش ترا ز دوران عشق تو نباشد ہیچ دور
خوب تر از وصف و مدح تو نباشد ہیچ کار

رسول اللہ صلعم کے لئے ہر قسم کی تکلیف اور دکھ اٹھانا آپ ایک معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اور تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ ؎

دل اگر خوں نیست از بہرت چہ چیز است آں دلے
ور نثار تو نگردد جاں کجا آید بکار

پھر فرماتے ہیں ؎

دل نمی ترسد بمہر تو مرا از موت ہم
پائے ما رہا ببیں خوش میروم تا پائے دار

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

منت او بر ہمہ سنج و سیاہ ثابت است
آنکہ بہر نوع انسان کرد جان خود نثار

کیا یہ شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی ناپاک خیال دل میں رکھ سکتا ہے۔ کیا یہ الفاظ کسی ایسے دل سے نکل سکتے ہیں جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے بجائے کوئی ناپاک جذبہ موجود ہو کیا وہ شخص جو دنیا کی اصلاح و ہدایت کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امداد کا ملتجی ہے اور پکار اٹھتا ہے ؎

یا نبی اللہ جہاں تاریک شد از کفر و شرک
وقت آں آید کہ بنمائی رخ خورشید وار

جو شیر خوارگی کے زمانہ سے اپنے آپ کو عاشق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بتاتا ہے

یا رسول اللہ برویت عہد دارم استوار
عشق تو دارم از اں روزیکہ بودم شیرخوار

اور آپ کی قوت قدسی اور فیض روحانیت کو اس قدر زبردست قرار دیتا ہے کہ نہ صرف اپنی مسیحیت کو آپ کے انفاس طیبہ کا نتیجہ سمجھتا ہے بلکہ کہتا ہے۔

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار

اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلعم کی محبت کا جذبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا اور جو کچھ کہتا ہے اوپرے منہ سے محض لوگوں کے دکھاوے کے لئے کہہ دیتا ہے ؟ وہ تو عشق محمد صلعم میں یہانتک سرشار ہے کہ فرماتا ہے

تا بمن نور رسول پاک را بنموده اند
عشق او در دل ہمی جوشد چو آب از آبشار
آتش عشق از دم من ہمچو برقے می جہد
یکطرف! اے ہمدمان خام از گرد و جوار

بر سرد جدا است دل تا دید روے او بخواب
اے براں روئے و سرش جان و سرور وم نثار

یہ مضمون اس قدر وسیع ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے حضرت رسول اللہ صلعم کی مدح و ثنا اور عاشقانہ کلام کو اگر انتخاب کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ ہم نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ ایک قطرہ ہے اس سمندر میں سے جو عشق نبوی کے جوش میں آپ کی کتابوں کے اندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ لیکن "زمیندار" کا حق ناشناس ایڈیٹر اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر مرزا کو اپنا مطلب نہ ہوتا۔ اگر ان کی شان بروزیت کو صدمہ پہنچنے کا احتمال نہ ہوتا تو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کھلم کھلا توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے سے اجتناب نہ کرتے۔ کاش وہ اتنا خیال کر لیتا کہ اگر مرزا صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی سمجھتے تھے۔ جیسا کہ اس کا خیال ہے تو شان بروزیت کو صدمہ پہنچنا تو ایک طرف وہ اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کا بروز ہی کیوں قرار دیتے۔ وہ عزت جس کے جانے کا "زمیندار" کے نزدیک آپکو خوف تھا۔ وہ پہلے بھی کہاں باقی تھی۔ وہ تو دعوی مسیحیت کے وقت ہی سے تمام بنی بنائی عزت کھو چکے تھے۔ اور کافر و دجال تک کہلا چکے تھے۔ دنیا اور دنیا والوں کا خوف ان کے دل میں باقی ہی نہ تھا۔ تو کسی عزت کے جانے کا خیال ہی کہاں آسکتا تھا

ہمہ خلق و جہاں خواہد برائے نفس خود عزت
خلاف من کہ می خواہم براہ یار ذلت را

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا شخص جسکو اپنے لئے کسی عزت کی پروا نہ ہو وہ دل میں آنحضرت صلعم کے متعلق بُرے خیالات رکھتے ہوئے اپنے آپ کو آپ کا بروز قرار دے۔ اپنا عشق آپ سے جتائے۔ اور اپنا سب کچھ محمد رسول اللہ صلعم کے پاک چہرہ پر نثار کر دینے کے لئے تیار ہو ؟

مرزا صاحب اگر چاہتے تو بہاء اللہ کی طرح آنحضرت صلعم سے الگ ہو کر بھی دعوی کر سکتے تھے لیکن وہ تو اپنے آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام بتاتے ہیں اور جا بجا لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم سے الگ ہو کر میرا کوئی دعوی نہیں بلکہ

"میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے"

"یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں۔ بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم" (ایک غلطی کا ازالہ)

آہ! آہ!! صد آہ۔ اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلعم کی کوئی عزت اپنے دل میں نہ رکھتا تھا اور اگر اسے اپنے بروز محمد ہونے کا پاس نہ ہوتا تو وہ کھلم کھلا آپ کی شان میں ناپاک کلمات استعمال کرتا۔ کیا کوئی عقلمند کوئی ذی فہم کوئی خدا ترس انسان اس ناپاک خیال کی ایک منٹ کے لئے بھی تائید کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے ؟ مرزا کو اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کا پاس نہ ہوتا۔ اگر آپ کے دل سے عشق نبوی کا جذبہ آتشار بن کر نہ نکلتا اور اس سے وہ بجلی پیدا نہ ہوتی جو آپ کے ہر سانس سے نکل کر نور نبوت کو دنیا میں پھیلاتی تھی اور آج تک اسی کی رو پیدا ہے اور امریکہ اور دنیا کے تمام کنار[illegible]

چہرے کو دنیا میں منور کر رہی ہے۔ تو یقین کیجئے کہ دین کی وہ رہی سہی عزت بھی مٹ جاتی جو مرزا صاحب کے بعد آج ہمیں دنیا میں نظر آتی ہے۔ دین تو اسوقت مر چکا تھا جب عیسائیت نے ہندوستان میں قدم رکھا اور مسلمان گروہ در گروہ اس میں داخل ہونے شروع ہو گئے۔ کیونکہ علمائے اسلام اپنے عقائد کی وجہ سے مسیحیت کو رسول اللہ صلعم پر عزت و فوقیت دے رہے تھے۔ جس کا ذکر مجدد وقت نے ان الفاظ میں کیا ؎

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفون یثرب را نداد ند ایں فضیلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت ہی کی خاطر اس نے ہر قسم کے دکھ اور مصائب اٹھائے۔ دنیا جہان کو اپنا دشمن بنایا اور آپ کی حقیقی عزت و مرتبہ کو دنیا میں قائم کیا لیکن افسوس کہ اس کی اس عظیم الشان خدمت کو آج اس علم و عقل کے زمانہ میں کھلی آنکھوں سے دیکھنے کے بجائے اس پر تاریکی کا پردہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہم اس کے جواب میں سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ یہ تمہارا قصور نہیں ؎

چو چشم حق شناس و نور عرفانت نہ بخشیدند
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را

ٹائمز آف انڈیا کا حملہ آنحضرت صلعم پر

باوجود اس کے کہ انگریزوں کا تعلق مسلمانوں سے سینکڑوں سالوں سے چلا آتا ہے لیکن آج تک انہیں مسلمانوں کے جذبات و حسیات۔ مسلمانوں کے خیالات و معتقدات سے کماحقہ واقفیت نہیں ہوئی۔ اور اگر ہے تو وہ جان بوجھ کر ان جذبات کو ٹھیس لگانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کم از کم "ٹائمز آف انڈیا" کو تو ایک عرصہ دراز ہندوستان میں رہتے ہوئے ہو گیا۔ وہ اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے متعلق مسلمانوں کے خیالات کیا ہیں۔ باوجود اس کے ۱۴ رجون ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں ایک نہایت ہی دلآزار فقرہ شائع ہوا ہے جس کو کوئی بھی مسلمان صبر و سکون سے برداشت نہیں کر سکتا۔ "ٹائمز آف انڈیا" کا فسانہ نگار اپنے ایک مسلسل فسانہ کو شروع کرتے ہوئے اس کے پہلے ہی فقرہ میں لکھتا ہے۔ کہ:۔

"مجھے کچھ شک نہیں، کہ یہ خاتون ایسی ہی خوبصورت ہے جیسی کہ پیغمبر عرب کی کوئی بیوی حسین ہوگی"

آگے چل کر ایک اور دلآزار فقرہ ہے وہ۔

"دلربا کی نیلگوں آنکھوں اور اس کی دلربائی کا جو تصور سیمو کے ذہن میں تھا اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے شبہ تھا کہ (حضرت، محمد صلے اللہ علیہ وسلم) نے کبھی ایسا حسن و جمال دیکھا ہو"

یہ فقرات جس درجہ ناپاک اور دلآزار ہیں اسکو وہ لوگ بخوبی سمجھ سکتے ہیں جنھیں مسلمانوں کے جذبات اور معتقدات کا پورے طور پر علم ہو۔ یورپ میں اس قسم کے فقرات ممکن ہے چنداں قابل اعتراض نہوں۔ کیونکہ یورپ کا اخلاقی نقطہ نگاہ نہایت ہی پست واقعہ ہوا ہے۔ لیکن مسلمانوں کا نقطہ نگاہ اس بارہ میں بہت بلند ہے۔ بالخصوص آنحضرت صلعم کو وہ ہر قسم کی اخلاقی برائیوں سے پاک سمجھتے ہیں۔ اور کسی قسم کے بھی ناپاک الفاظ آپ کے متعلق سننا نہیں چاہتے۔ ہمارا خیال ہے کہ "ٹائمز آف انڈیا" اس سے ناواقف نہیں۔ اسے چاہیئے تھا کہ ان فقرات کو فسانہ میں سے حذف کر دیتا۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض لوگ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے بھی اپنی کیفیت قلبی کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ نبی کریم صلعم کے پاک اخلاق اور آپ کے محاسن سے ان لوگوں کو واقف کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ آنحضرت صلعم کے متعلق جو بُرے خیالات ان لوگوں کے دلوں میں ہیں۔ وہ دور ہو جائیں۔

"مسلم آوٹ لک" اور سر شادی لال

کچھ عرصہ سے معاصر "مسلم آوٹ لک" پنجاب ہائیکورٹ کی انتظامی خرابیوں اور مسلم کش رویہ کو آشکارا کر رہا ہے۔ معاصر موصوف نے متعدد مقالات میں کئی ایک ایسی مثالیں پیش کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سر شادی لال نے ہائیکورٹ کی چیف ججی کو ہندو راج کا پورا رنگ دے رکھا ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ "مسلم آوٹ لک" کے تمام بیانات صحیح ہیں۔ ممکن ہے ان میں کچھ مبالغہ بھی ہو۔ یا "مسلم آوٹ لک" نے بعض واقعات کو غلط طور پر سمجھا ہو لیکن جب تک ہائیکورٹ یا سر شادی لال کی طرف سے ان الزامات کی جو معاصر موصوف نے لگائے ہیں تردید نہ ہو اور اصل حالات پر روشنی نہ ڈالی جائے اس وقت تک ان کو یقینی طور پر غلط نہیں قرار دیا جاسکتا۔

ینگ مین محمڈن ایسوسی ایشن کے نام سے بعض عمائدین لاہور نے حال ہی میں ایک جلسہ نواب سر ذوالفقار علی خاں صاحب کے زیر صدارت منعقد کیا ہے جس میں "مسلم آوٹ" کے پروپیگنڈا کو "غیر حق بجانب" اور "مسلمان قوم کے بہترین مفاد کے منافی" قرار دیا گیا ہے۔ اور چیف جسٹس اور دیگر ججان ہائیکورٹ پر یہ اعتماد کیا گیا ہے کہ وہ "موجودہ صورت حالات کو بے اطمینانی کی نظروں سے دیکھیں گے۔ اور پہلے کی طرح مسلم قوم کے حقوق کو ہمدردانہ ملحوظ خاطر رکھیں گے"

ہم حیران ہیں کہ عمائدین شہر کو ایسے جلسے کے انعقاد کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ اگر فی الواقعہ وہ "مسلم آوٹ لک" کے پروپیگنڈا کو "مسلمان قوم کے بہترین مفاد کے منافی" سمجھتے ہیں تو کیا انعقاد جلسہ کے بجائے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ "مسلم آوٹ لک" کے بیانات کی تردید واقعات و شواہد کے ساتھ کرتے۔ اور پبلک پر یہ واضح کردیتے کہ جو مثالیں "مسلم آوٹ لک" نے پیش کی ہیں وہ فی الواقعہ غلط ہیں۔ اور اس لئے مسلمان قوم کے بہترین مفاد کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ وہ موجودہ صورت حالات کو بے اطمینانی کی نظروں سے بھی دیکھتے ہیں اور پھر بھی "مسلم آوٹ لک" کو غیر حق بجانب ہی قرار دیتے ہیں۔ ایسے حالات میں بعض معاصرین کا قیاس بیجا نہیں کہ یہ جلسہ سر شادی لال کے ایما سے ایسے لوگوں نے کرایا ہے جن کو سر موصوف سے ذاتی طور پر - - - - - "بہترین مفاد" کی امید ہے۔

اس لئے ان تمام اصحاب اور بالخصوص نواب سر ذوالفقار علی خاں سے ہم یہ عرض کریں گے کہ وہ . . . . اپنی پوزیشن کو صاف کریں اور مسلمان پبلک پر "مسلم آوٹ لک" کا غیر حق بجانب ہونا دلائل و واقعات سے واضح کریں تاکہ "قوم فروشی" کا ناپاک دھبہ جو ان کے دامن پر لگ رہا ہے دور ہوسکے۔

انگریزی ترجمۂ قرآن کی برکات

جس دن سے حضرت امیر ایدہ اللہ کا انگریزی ترجمۃ القرآن شائع ہوا ہے اللہ تعالےٰ نے اسے خاص مقبولیت عطا فرمائی ہے۔ اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کے متعلق نہ صرف حسن ظن پیدا کیا ہے بلکہ بہت سے لوگ اسلام کے اندر داخل ہوگئے ہیں۔ اور آئے دن ہو رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک انگریز نومسلم کی تصویر عربی لباس میں "اسلامک ریویو" میں شائع ہوئی ہے جسکے نیچے یہ لفظ لکھے ہیں:-

"انگریزی ترجمۃ القرآن کی جس کا اعلان "اسلامک ریویو" میں ہوتا ہے ایک کاپی میں نے خریدی اور ابتدا سے اسے مطالعہ کرنا شروع کیا۔ دوران مطالعہ میں بارہا میں نے مختلف مسائل پر اپنے مقامی عرب دوستوں سے تبادلہ خیالات کیا۔ اس پاک کتاب کے مسلسل مطالعہ نے مجھ پر روشن کردیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو صراط مستقیم کی طرف لے جاتا ہے۔ اس مذہب کی محیر العقول طاقت و قوت نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا"

ان الفاظ میں نہ صرف اسلام کی عظمت و طاقت کا اعتراف کیا گیا ہے بلکہ حضرت امیر کے انگریزی ترجمۃ القرآن کی خوبیوں اور برکات کا بھی یہ ایک کھلا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ اس ترجمہ کو دنیا میں پھیلانا اسلام کی بہت بڑی خدمت کرنا ہے۔ اور ایسے لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے حصہ وافر دیا ہے اس کی مفت اشاعت کرکے اور غیر مسلموں میں اس کو پھیلا کر ثواب عظیم حاصل کرسکتے ہیں۔ اس وقت بھی ہمارے سامنے ایک غیر مسلم انگریز کی درخواست ہے جس نے اسلام کے مطالعہ کا اشتیاق ظاہر کرکے قرآن کریم کی ایک کاپی مفت طلب کی ہے۔ کیا قارئین "پیغام صلح" میں سے کوئی صاحب اس خواہش کو پورا کرکے اعلائے کلمۃ اللہ کا فرض ادا کریں گے!

(بقیہ صفحہ اول) پھر اگر تم جان لو کہ یہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف مت لوٹاؤ۔ وہ (عورتیں) ان پر حلال نہیں۔ اور نہ وہ (کفار) ان (مومن عورتوں) پر حلال ہیں . . . . اور کافر عورتوں کے ازدواجی تعلقات کو قائم نہ رکھو۔ (الممتحنہ ۶۰: ۱۰)

اگرچہ اس آیت کے نزول کے وقت مسلمانوں اور مکہ والوں میں ایک معاہدہ تھا تاہم مکہ کے حالات اطمینان بخش نہ تھے۔ وہ جو اسلام کو قبول کرلیتے تھے انہیں کفار کے ظلم و ستم سے بچنے کے لئے مکہ چھوڑنا پڑتا تھا۔ معاہدہ کی رو سے ان لوگوں کو جنہیں اس طرح مکہ چھوڑنا پڑتا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں پناہ نہ دے سکتے تھے اس لئے انہوں نے عیص کے مقام پر جو ساحل سمندر پر ایک شہر تھا۔ ایک خود مختار نو آبادی قائم کرلی۔ لیکن ان عورتوں کا جو مکہ سے ہجرت کرکے آئی تھیں الگ معاملہ تھا۔ اور اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ ان کا امتحان ضروری تھا۔ اور اگر یہ ثابت ہوجاتا کہ وہ مومن عورتیں ہیں جو ظلم و تشدد سے بچنے کے لئے ہجرت کر آئی ہیں تو انہیں مکہ واپس نہ کیا جاتا تھا۔ اگر وہ شادی شدہ عورتیں ہوتیں تو ان کے ازدواجی تعلقات کا سوال طبعاً پیدا ہوتا۔ انہیں مکہ واپس نہ بھیجا جاسکتا تھا اور اس لئے ان کے موجودہ ازدواجی تعلقات عملاً برقرار نہ رہ سکتے تھے۔ اس لئے غیر مسلم کے ساتھ ان کے ازدواجی تعلقات کی نفی کردی گئی اور ان کو نئے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کی اجازت دی گئی۔ لیکن قرآن نے ان غیر مسلم خاوندوں کے حق میں بھی پورے انصاف سے کام لیا جو مسلمانوں کے عقد نکاح میں تھیں اور اپنے خاوندوں کے ساتھ انہوں نے ہجرت نہ کی تھی۔ اور مسلمانوں کو اس نے حکم دیا کہ ایسی عورتوں کو عقد نکاح سے آزاد کردیں۔ تاکہ وہ بھی جدید ازدواجی تعلقات آزادی سے قائم کرسکیں اس لئے جہاں مشرکوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرنے کے مسئلہ کو البقرہ آیت ۲۲۱ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہاں ایسی حالت کو کہ جب عورت یا مرد اسلام قبول کرلیں اس آیت (الممتحنہ) میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اس لئے یہ امر الذکر آیت کا گویا تتمہ ہے۔

(باقی)

شذرات

دہلی سے ایک ماہوار مذہبی رسالہ "مولوی" کے نام سے شائع ہوتا ہے جس میں بہت سے فاضلانہ مذہبی مضامین کے علاوہ واقعات حاضرہ پر نہایت قابلیت سے بحث کی جاتی ہے۔ اس رسالے کے بعض مستقل عنوان ہیں جن میں سے ایک عنوان ہے "قرآن پاک کے قصے" اس عنوان کے نیچے جو مضامین درج ہوتے ہیں انہیں پڑھ کر ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ قرآن پاک میں یہ قصے کہاں بیان ہوئے ہیں۔

مثلاً ۱۲ ذی الحجہ کے "مولوی" میں حضرت موسیٰ کا ایک قصہ بیان کیا گیا ہے جس میں بتایا ہے کہ فرعون کی بیوی آسیہ کو خدا تعالیٰ نے اسی جسم کے ساتھ جنت میں داخل کیا" ایسا ہی قبطیوں پر طرح طرح کی بلاؤں کے نزول کا ذکر ہے جن میں سب سے زبردست بلا پانی کا خون بن جانا ہے۔ بنی اسرائیل کے خروج کا حال بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے کہا تھا۔ کہ جب تک حضرت یوسف کا صندوق جس میں وہ مدفون ہیں ساتھ نہ لیجاؤ گے تمہاری خلاصی اور کامیابی محال ہے۔ حضرت موسیٰ کو معلوم نہ تھا کہ حضرت یوسف کی قبر کہاں ہے انہوں نے اعلان کیا کہ جو شخص پتہ بتائے وہ جو مراد مانگے گا پوری ہوگی۔ ایک بڑھی عورت نے آپ سے شرط کی کہ اگر تو وعدہ کرے کہ جنت میں تیری عورت بنوں تو پتہ بتادوں گی حضرت موسے نے قبول کیا۔ اور اس کے پتہ بتانے پر صندوق دریا میں سے نکال لیا گیا کہ جہاں قبر تھی وہاں اس وقت دریا بہتا تھا۔

اسی قسم کی اور بھی کئی ایک باتیں ہیں جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ قرآن میں کہاں ان کا ذکر ہے۔ افسوس ہے کہ بائیبل کے قصوں کو لے کر جن پر طرح طرح کے اعتراضات وارد ہوتے ہیں انہیں قرآن کریم کی طرف منسوب کردیا گیا ہے۔ اور جو بات قرآن کی عظمت اور شان کو ظاہر کرنے والی تھی اس کو ایسے رنگ میں پیش کیا ہے کہ اس کی کوئی وقعت ہی نہیں رہتی مثلاً فرعون کے غرق ہوتے وقت اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیۃ — اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ مصر کی ممیوں میں فرعون کی لاش بجنسہ موجود ہے جو قرآن کی صداقت اور عظمت کا ایک بین ثبوت ہے۔ لیکن "مولوی" کے فسانہ نویس نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ قبطیوں کو شک ہوا کہ فرعون غرق نہیں ہوا بلکہ شکار کو گیا ہوا ہوگا۔ اس واسطے اس کی لاش معجزہ نکلکر دریا کے کنارے پر آپڑی تمام لوگوں نے اسے دیکھ لیا۔

"مولوی" کے فاضل ایڈیٹر صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ خدا کے لئے قرآن پاک کو ایسی لچر اسرائیلیات کا مخزن نہ بنائیں۔ پہلے ہی ایسے بیہودہ منسوبات کی وجہ سے قرآن کریم کچھ کم بدنام نہیں۔ اگر وہ ان قصوں کو لکھنا ہی چاہتے ہیں تو خدا کے لئے انہیں "قرآن پاک کے قصے" نہ کہیں ان کا عنوان "بائیبل کے قصے" رکھنا زیادہ موزون ہوگا۔

ہندو بنیوں کے بعض عجیب و غریب قصے آئے دن سننے میں آتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طبقہ اپنی ظاہری وضع اور گفتگو کے لحاظ سے جس قدر غریب۔ متواضع۔ حلیم اور منکسر المزاج ہوتے ہیں۔ اسی قدر باطن کے لحاظ سے زیادہ سنگدل اور بے مروت اور ظالم ترین انسان ہیں مسلمانوں کی بدقسمتی سے رسوم و رواج کے طوق اور بعض مسرفانہ عادات ایسی ان کے گلے کا ہار رہتی ہیں کہ وہ ان لوگوں کے مظالم کو دیکھتے ہیں اور بجائے اس کے کہ ان رسوم و عادات کو چھوڑ دیں۔ تاکہ بنیوں کے مظالم سے بچے رہیں کوشش کرتے ہیں کہ بنیوں کے دست تظلم میں گرفتار ہوکر بھی ان رسوم و عادات کو پورا کریں جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ان کی جائدادیں ان کی محنت کی کمائی اور ہر وہ چیز جو انسانی ضروریات کے لئے بکار ہو۔ ان کے قبضے سے نکل کر بنیوں کے قبضہ میں چلی جارہی ہیں۔ اور وہ مفلسی اور قلاشی سے ہم آغوش ہونے کے لئے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

غلو کی انتہا

(۳)

کیا شریعت اسلام میں میاں محمود احمد صاحب کا وہی مقام ہے؟ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کی قلم سے)

اپیل کا آخری مقام خدا و رسول ہیں نہ کہ میاں صاحب

پس اسلامی شریعت میں آخری اپیل کا مقام خدا و رسول کو حاصل ہے نہ کہ کسی امتی کو خواہ وہ خلیفہ ہو یا بادشاہ یا امام۔ مگر میاں محمود احمد صاحب اپنی اس چٹھی میں جس کا اقتباس گزشتہ نمبر میں دیا جا چکا ہے یہ ذکر کرتے ہوئے کہ قرآن نے محمد رسول اللہ کے فیصلہ کے متعلق یہ کہا ہے کہ اسے بخوشی خاطر تسلیم کرنا چاہئے یوں فرماتے ہیں کہ۔ "اسی رنگ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ چونکہ میں نے تجھے خلیفہ بنایا ہے اس لئے جو شخص تجھ پر اعتراض کرے گا ایسے رنگ میں کہ خلافت اور نظام کو نقصان پہنچے میں اسے پکڑونگا اور سزا دوں گا"

اب فرمایئے میاں صاحب نے اسلامی شریعت میں اپنا مقام وہی رکھا ہے یا نہیں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر خدا نے دیا تھا۔ حالانکہ وہ مقام اس لئے دیا تھا کہ آپ خدا کے رسول تھے۔ جن کے ذریعے شریعت نوع انسان کو دی جا رہی تھی۔ ضروری تھا کہ آپ کی تشریح خواہ آپ کے قول سے ہو یا عمل سے اسے نمونہ قرار دیا جاتا۔ اور چونکہ وہ تشریح بھی خدا کی وحی خفی کے ماتحت تھی۔ اس لئے اس میں غلطی کا کوئی احتمال نہ تھا اس لئے آپ کا کسی مسئلہ میں جو فیصلہ ہوتا اسے ناطق قرار دیا جاتا۔ اور جو شخص ایمان لانے کا مدعی ہوتا کوئی وجہ نہیں کہ وہ آپ کے فیصلہ کو انشراح صدر سے قبول نہ کرے اور اگر نہیں قبول کرتا تو پھر اس کا دعویٰ ایمان غلط ہے۔

میاں صاحب اولی الامر ہیں یا خدا و رسولؐ

سمجھ میں نہیں آتا کہ میاں صاحب کو کس طرح یہ مقام حاصل ہو گیا۔ اگر وہ اپنے آپ کو خدا و رسول میں داخل سمجھتے ہیں تب تو ٹھیک ہے اور اگر اولوالامر میں سے سمجھتے ہیں تو پھر ان کی گردن بھی شریعت کے جوئے کے نیچے ہونی چاہئے۔ اور اگر کسی کو کسی امر میں ان سے شکایت ہو تو ضرور ہے کہ شرعی عدالت میں اس کا خدا اور رسول کے حکم کے ماتحت فیصلہ ہو جس طرح حضرت عمرؓ کو عدالت میں مدعا علیہ کی حیثیت میں پیش ہونا پڑا تھا۔ اور اگر موجودہ خلافت قادیانی میں ایسا ممکن نہیں ہے تو پھر جو شخص کوئی وجہ شکایت رکھتا ہے وہ حق بجانب ہے ممکن ہے اس کی شکایت غلط ہو اور ممکن ہے اس کی شکایت سچی ہو۔ اگر سچی ہے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ خدا ایسی صورت میں اس سچے اعتراض کرنے والے کو کیوں پکڑے گا۔ بجائے اس کے کہ جو اس کے مقرر کردہ خلیفہ سے غلطی ہو گئی تھی اس کی تلافی خدا تعالیٰ یوں کرتا کہ اس مظلوم شخص پر کسی اور رنگ میں فضل کر کے اس کی اشک شوئی کر دیتا وہ الٹا اسی مظلوم کو جسے خلیفہ کے غلط فیصلے سے سچی شکایت اور سچے اعتراض پیدا ہوئے تھے پکڑے گا اور تباہ کر دے گا۔ گویا خدائی کیا ہوئی خاصی اندھیر نگری ہوئی ایک تو خلیفہ ایسے کو بنا دیا جو غلط فیصلے کرتا رہتا ہے اور خیر اگر یوں سمجھ لیا جائے کہ انسان ہونے کی وجہ سے سہو و نسیان خلیفہ کے بھی شامل حال ہے اور غلطیاں ہونی اس سے بھی ممکن ہیں (گو میاں صاحب اور ان کے مریدین کا یہ خیال ہے کہ خلیفہ معصوم ہوتا ہے۔ اسی لئے وہ اسے ہر قسم کے شوریٰ سے بالا تر اور مطاع الکل سمجھتے ہیں) مگر پھر کم سے کم خدا کو یہ تو کرنا چاہئے تھا کہ ایسے مظلوم کی اپنی طرف سے کسی رنگ میں اشک شوئی کر دیتا۔ اور دنیا یا آخرت میں اس پر کسی رنگ میں مہربانی کر کے اپنے خلیفہ کے غلط فیصلے کی تلافی کر دیتا مگر نہیں ایک تو خلیفہ نے مار ماری اور جب اس مظلوم کو سچی شکایت پیدا ہوئی تو خدا نے اپنے خلیفہ کی غلطی کے باوجود الٹا اسی مظلوم کو تباہ کر کے رکھ دیا واہ مرے کو ماریں شاہ مدار۔ میاں صاحب کہتے ہیں کہ ایسا نہ کریں تو ملک کا امن برباد ہو جاتا ہے۔ کیا خوب گویا خدا کی سلطنت بھی دنیا کی کوئی کمزور سلطنت ہے جسے اندیشہ ہے کہ سچ کی حمایت کرنے سے ملک کا امن برباد ہو جائے گا۔ پس جیسا موقع دیکھا ویسی پالیسی چلا دی۔ جھوٹ سچ کا فرق نہ کیا۔ میاں صاحب اس پالیسی کو جائز سمجھتے ہیں تو سمجھیں لیکن اس کو خدا کی طرف منسوب کرنا جناب الٰہی کی صفات عالیہ کی سخت توہین ہے۔

میاں صاحب کے بارہ میں غیرت الٰہی

اور پھر مزہ یہ کہ رسول اللہ صلعم کے فیصلے کے ماننے میں جن کے دل تنگی کریں انہیں تو صرف اتنا کہا گیا کہ پھر ان کا دعویٰ ایمان غلط ہے۔ وہاں لعنت اور تباہی کا کوئی ذکر نہیں مگر میاں صاحب کے فیصلہ پر اعتراض کرنے والے کو خدا بغیر تباہ کئے اور لعنت کئے نہیں چھوڑتا۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

معلوم ہوتا ہے میاں صاحب کے لئے خدا کو محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ کر غیرت ہے جو میاں صاحب نے روایت پیش کی ہے اس سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلعم کے سامنے غلط واقعات پیش کر کے غلط فیصلہ کروا لینے والا ہی تو ظالم آگ بتایا جاتا ہے۔ گویا اس میں ظالم کو خدا کے ہاں سے سزا ملنے کی وعید ہے مگر میاں صاحب غلط فیصلہ کر دیں تو الٹا مظلوم کو ایسی سخت سزا ملتی ہے کہ نہ صرف دنیا میں تباہ کر دیا جاتا ہے بلکہ آخرت میں بھی لعنت کا مورد ہو جاتا ہے۔ قصور یہ کہ اسے سچی شکایت کیوں پیدا ہوئی۔ آخر لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا کے ماتحت مظلوم کو شکایت پیدا ہونا لازمی امر ہے اس سے تو وہ بچ نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ فطرت ہے لیکن جہاں شکایت پیدا ہوئی اور وہ رگڑا گیا غرضیکہ اس بیچارے کو کوئی راہ مفر کی نہیں۔ خلیفہ کے ہاتھ سے الگ مارا گیا۔ خلیفہ کے خدا نے الگ برباد کیا۔ بدقسمت ہیں وہ بندے جو ایسے خلیفوں اور ایسے خدا کے ہاتھ میں آن پھنسے کہ ماریں اور رونے نہ دیں۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن (اعوذ باللہ من ہذہ الخرافات)۔

رسول اللہ صلعم کے "غلط" فیصلوں پر شکایت

یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن نے جہاں یہ ذکر کیا ہے کہ وہ شخص مومن نہیں جو خدا کے رسول کو اپنا حکم نہیں بناتا اور اس کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم نہیں کر دیتا وہاں ہرگز اس نے یہ نہیں کہا کہ رسول اللہ صلعم خواہ فیصلہ غلط دیں یا صحیح تم کو کوئی شکایت نہیں ہونی چاہئے ورنہ ہم سزا دیں گے۔ اگر وہ ایسا کہتا تو یہ تعلیم فطرت کے مطابق نہ ہوتی۔ کیونکہ جو فیصلہ غلط دے گا۔ مظلوم کو اس سے شکایت پیدا ہونا سچا اور ایک لازمی امر ہے۔ اس پر سزا کی دھمکی کیسی؟ خدا کی یہ تعلیم نہیں ہو سکتی۔ قرآن میں تو یہ ذکر ہے کہ جب خدا نے رسول بھیجا ہے اور اس پر اپنی شریعت نازل فرمائی ہے تو پھر وہ شخص جو اس رسول اور کتاب پر ایمان لاتا ہے اس کا یہ فرض ہے کہ اپنے جھگڑے فیصلے کے لئے رسول کے پاس لائے۔ اور شریعت کے ماتحت جو فیصلہ دیا جائے اس سے تنگدل نہ ہو۔ کیونکہ جب اسے خدائی شریعت مانتا ہے۔ تو پھر اس پر پوری طرح ایمان لایا جائے۔ اور اگر محمد رسول اللہ صلعم کے فیصلے جو کتاب اللہ کے مطابق ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں ہے انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰىک اللہ کہ بے شک ہم نے تیری طرف یہ کتاب سچائی کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ تو لوگوں میں فیصلہ کیا کرے اس کے ساتھ جو اللہ نے تجھے دکھایا کسی کا دل بھی تنگ ہوتا ہو اس لئے کہ اسے شریعت اسلام پر چلنے میں کوئی نقصان نظر آتا ہو یا شریعت کے فیصلے کو اپنی خواہشات کے خلاف پاتا ہو۔ تو بھی اسے شریعت اسلام کو چھوڑ کر کسی رواج یا دوسرے قوانین کی طرف نہیں جانا چاہئے۔ ورنہ وہ طاغوت کو حکم بنانے کا مترادف ہو گا۔

رسول اللہ صلعم کے فیصلوں میں غلطی کا امکان نہیں

یہاں کہیں نہیں لکھا کہ رسول اللہ صلعم کے غلط فیصلوں پر جو سچا اعتراض کرے گا وہ مورد عذاب ہو گا۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلعم تو بما ارٰىک اللہ یعنی وحی خفی کے ماتحت، اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فہم کے مطابق کتاب اللہ سے فیصلہ کرتے ہیں جس میں غلطی کا امکان نہیں۔ جو اس کو نہیں مانتا اور طاغوت کے پاس فیصلے لیجاتا ہے اس کا دعویٰ ایمان غلط ہے۔ اور اس سے بڑھ کر معقول بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ ایک طرف محمد صلعم کو خدا کا رسول ماننا اور پھر آپ کے فیصلے سے جو کتاب اللہ کے مطابق ہوتے ہیں ناراض ہونا محض اتباع ہوا و ہوس ہے نہ کہ خدا پرستی۔ اسی لئے قرآن نے فرمایا تھا فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم۔ کہ ان کے درمیان اس کے ساتھ فیصلہ کر جو خدا نے نازل فرمایا ہے۔ اور ان کے ہوا و ہوس کی اتباع نہ کر۔ یہاں غلط واقعات پیش کر کے غلط فیصلے کروا لینے کا کوئی ذکر نہیں۔ اور نہ ان غلط فیصلوں پر تنگدل ہونے کا کوئی ذکر ہے۔ بلکہ ذکر اس بات کا ہے کہ ایک مومن کا کیا فرض ہونا چاہئے۔ کیا اسے اپنے جھگڑے فیصلے کے لئے محمد رسول اللہ صلعم کے پاس لیجانے چاہئیں یا طاغوت کے پاس۔ اور کیا جب محمد رسول اللہ خدا کی شریعت کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ اور وہ ہماری خواہشات کے خلاف ہوں۔ اور ہمیں اس میں اپنا نقصان نظر آتا ہو اور طاغوت کے پاس لیجانے میں نفع متصور ہو کیونکہ وہ ہمارے ہوا و ہوس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ تو کیا ہم محمد رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر معاملہ کو طاغوت کے پاس لیجائیں یا ہمارے ایمان کا تقاضا یہ ہونا چاہئے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے پاس لے جائیں اور اس میں کتاب اللہ کے مطابق جو بھی آپ کا فیصلہ ہو خواہ وہ ہمارے ہوا و ہوس کے خلاف ہی ہو تب بھی ہمیں اسے انشراح صدر کے ساتھ قبول کرنا چاہئے۔

یہاں ظالم کی تنگدلی مراد ہے نہ مظلوم کی

اس میں تو سچائی محمد رسول اللہ کے ساتھ ہے کیونکہ آپ کا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق ہے۔ اور جھگڑنے والے مقدمہ کے جانبداروں کے ساتھ ہے جو ہوا و ہوس کے ماتحت کوئی نفع ڈھونڈتا ہے۔ اور اس کے نہ ملنے سے تنگدل ہوتا ہے۔ پس یہ تنگدلی جس کا ذکر ہے محمد رسول اللہ صلعم کے غلط فیصلے سے کسی مظلوم کی تنگدلی نہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے فیصلے سے کسی ظالم کی تنگدلی ہے۔ جو اس فیصلے کو اپنی ہوا و ہوس کے مطابق نہیں پاتا۔ میاں صاحب کا اس سے اعوذ باللہ آنحضرتؐ کے غلط فیصلے سے کسی مظلوم کی تنگدلی نکالنا قطعی غلط اور نبی کریم صلعم کی شان کا استخفاف ہے۔

رسول اللہ صلعم محض جج نہ تھے بلکہ بانی شریعت تھے

باقی رہ گئی وہ روایت جو میاں صاحب نے پیش کی ہے جس میں رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ میں ایک شخص کے حق میں فیصلہ دیدوں اور اس کا حق نہ پہنچتا ہو تو میرے فیصلے کی وجہ سے وہ اس کا حق نہ ہو جائے گا۔ اگر وہ دوسرے کا حق دبائے گا تو آگ اس کا حصہ ہو گی یہ صاف ظاہر ہے کہ اصولی طور پر امت کے لئے یہ ایک تنبیہ ہے۔ ایک اصول بتانا منظور تھا کہ ایک جج گواہوں کی غلط بیانی سے ایک غلط فیصلہ دے سکتا ہے۔ اور اس غلط فیصلہ سے متنازعہ فیہ چیز غیر مستحق کا حق نہیں بن جاتی۔ بلکہ اسے خدا کے نزدیک مجرم بنا دیتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسول اللہ صلعم بھی غلط فیصلے دیا کرتے تھے کیونکہ آپ محض جج نہ تھے۔ بلکہ بانی شریعت رسول بھی تھے۔ آپ کے ہر قول اور فعل سے شریعت اسلام بن رہی تھی۔ آپ غلطیاں کرنے لگ جاتے۔ تو شریعت سے امان ہی اٹھ جاتا۔ اسی لئے یہ امت مسلمہ کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ رسول سے اگر اجتہادی غلطی ہو بھی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کی وحی اس کی فوراً اصلاح کر دیتی ہے۔ اور خود قرآن کی نص صریح ہے کہ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰىک اللہ اور ہم نے تیری طرف کتاب نازل کی سچائی کے ساتھ۔ تاکہ تو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے اس کے ساتھ جو خدا نے تجھے دکھاتا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ قرآن کے مطابق آپ کے فیصلے ہوتے تھے۔ اور ان فیصلوں کے وقت اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی کرتا تھا۔

خدا خلاف فطرت باتیں نہیں منواتا

اسی لئے مومنوں کو حکم ہوا تھا کہ آپ کے فیصلوں کے سامنے اپنی ہوا و ہوس کو چھوڑ کر سر تسلیم خم کر دو۔ ورنہ ایمان کا دعویٰ غلط ہے۔ کیا مومنوں کو جھوٹ اور غلط باتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا حکم دے سکتا ہے؟ کیا سچی باتوں پر ایمان رکھنے سے انسان مومن ہوتا ہے یا جھوٹ اور غلط باتوں کا مان لینا بھی ایمان میں شامل ہے۔ کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ میرا حق تھا اور دوسروں کو دیا گیا وہ اس پر ایمان رکھ سکتا ہے کہ فیصلہ درست کیا گیا اور یہ میرا حق نہ تھا؟ کیا خدا اسلام میں خلاف فطرت باتیں منوانے کے لئے بھی انسان کو متکلف کرتا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یہ سچ ہے کہ ایمان لانے کے لئے ہمیشہ انہی باتوں کو کہا جاتا ہے جو سچی ہوں۔ اور اگر رسولؐ کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کر دینا ایمان میں داخل ہے تو پھر یہی سچ ہے کہ رسول اللہ کے فیصلے غلط نہیں ہو سکتے۔ ورنہ وہ ایمانیات میں ہرگز داخل نہ کئے جاتے پھر ان صریح آیات کی موجودگی میں ایک روایت سے جس سے صرف تنبیہ مقصود ہے ہم یہ کس طرح نتیجہ نکال لیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غلط فیصلے کیا کرتے تھے۔ اور خدا بندوں کو مجبور کیا کرتا تھا کہ ان غلط فیصلوں پر ایمان لاؤ۔ خدا کے لئے اپنی رویا کو صحیح تسلیم کرانے کے لئے اسلام کی شکل ایسی مسخ نہ کرو جسکو کوئی عقلمند قبول ہی نہ کر سکے۔ خدا کبھی سچائی کے سوا غلط باتوں پر ایمان لانے کا بندوں کو حکم نہیں دے سکتا۔ اور اگر رسول اللہ صلعم غلط فیصلے کیا کرتے تو انہیں کبھی داخل ایمان نہ کرتا۔ رسول کے فیصلوں کو داخل ایمان کرنا صاف بتاتا ہے کہ وہ فیصلے غلطیوں سے پاک اور شریعت کا جزو تھے۔ اس لئے ایک مومن اس امر کا متکلف تھا کہ وہ ان فیصلوں پر انشراح صدر سے ایمان لائے۔ پس قرآن کی نص صریح سب پر مقدم ہے۔ اور واقعات بھی اسی کی گواہی دیتے ہیں۔

میاں صاحب سے ایک مطالبہ

کیا میاں صاحب کوئی ایسا واقعہ پیش کر سکتے ہیں جس میں محمد رسول اللہ صلعم نے کسی مقدمہ میں غلط فیصلہ ہو لیتی آپ فیصلہ کرنے میں برسر حق نہ ہوں اور اعتراض کرنے والا سچا ہو اور پھر اسے دھمکا دیا ہو کہ چپ رہو۔ تم اگر سچے اعتراض بھی کرو گے تب بھی مورد عذاب ہو گے۔ اگر ایک بھی ایسا واقعہ پیش نہیں کر سکتے تو پھر قرآن اور واقعات صحیحہ کی موجودگی میں ایک ایسی روایت پیش کر دینا جس کا مقصد فقط امت کو تنبیہ اور ججوں کے لئے ایک اصول بتلانا ہے کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ بڑا افسوس ہے کہ محض اپنی رویا کو یا اپنے کسی فعل کو درست ثابت کرنے کے لئے میاں محمود احمد صاحب نے محمد رسول اللہ صلعم کو ان کی رسالت کی کرسی سے اور خدا کو اس کی سچائی کے تخت سے نیچے گرا دینے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا اور ان دونوں کو اپنے برابر لا بٹھایا۔

لندن نظامیہ ماسک ٹرسٹ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ذیل کی چند سطور کو ازراہ کرم اپنے گرامی صحیفہ کی نزدیکی اشاعت میں جگہ دے کر ممنون فرمائیں۔ (خادم نذیر احمد)

حال ہی میں میں نے بعض اسلامی جرائد میں مجوزہ نظامیہ مسجد لندن کے متعلق انگلستان کے ایک دہریہ کی ہرزہ سرائی پڑھی ہے۔ جس میں انہوں نے چند غلط بیانیوں سے کام لیا ہے۔ بعض مسلم بھائیوں کو مغالطہ ہوگا کہ یہ کوئی نومسلم ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ان کا نام مسٹر آرتھر فیلڈ ہے۔ جو ایک دہریہ ہیں۔ مجھے مسٹر آرتھر فیلڈ کے رویہ کا گزشتہ بارہ سال سے ذاتی طور سے علم ہے انہوں نے ہمیشہ ہی سے تبلیغ اسلام اور ہر اسلامی تحریک میں روڑا اٹکایا ہے۔ لندن میں کسی اسلامی تحریک کی سرسبزی شادابی و دوام چونکہ ان کی تحریک دہریت کی معدومیت کا پیش خیمہ ہے اس لئے انہیں پسند نہیں کہ کوئی بھی اسلامی تحریک لندن میں مستقل صورت اختیار کرے۔ دہریہ مذکور کی پس پشت ایک نومسلم انگریز بھی ہے جو محض عبدالاغراض ہے اور اغراض ذاتی کی وجہ سے ڈیڑھ اینٹ کی انہوں نے ایک علیحدہ مسجد بنا رکھی ہے۔ اخلاق اسلامی مجھے اجازت نہیں دیتے کہ میں ان نومسلین کی واقعات کی روشنی میں پردہ دری یا دلآزاری کروں۔ اس لئے ان کے متعلق انہی چند سطور کو مکتفی سمجھا جاوے۔

حال ہی میں ہندوستان کے دورہ میں جس جوش وخروش اور محبت ومہرگری سے ہندوستان کی مسلم پبلک نے رائٹ آنریبل عالیجناب لارڈ ہیڈلے بالقابہ کا خیر مقدم کیا ہے اس سے لارڈ موصوف بہت ہی متاثر ہوئے ہیں۔ ان پر اسلام کی عالمگیر اخوت عملی رنگ میں واضح ہوگئی ہے لارڈ موصوف کے اس پرجوش و پرشکوہ خیر مقدم اور ان کے مقاصد عالی میں مہتم بالشان کامیابی نے محولہ بالا ہر سہ اصحاب کی آتش حسد و رقابت کو بھڑکا دیا ہے۔ انہوں نے لندن میں تعمیر مسجد کی نیک تحریک کے دامن کو مختلف قسم کی غلط بیانی اور دروغگوئی سے ملوث کرنے اور اسے صدمہ پہنچانے کی ٹھان لی ہے۔ بہرحال مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اخبارات کے ذریعے برادران اسلام کو مسجد نظامیہ لندن کے متعلق صحیح واقعات سے بہرہ ور کروں تاکہ مسلم پبلک ان غلط فہمیوں سے بچ جائے۔

دی رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے بالقابہ کی مدت مدید سے یہ خواہش تھی کہ لندن میں ایک عظیم الشان مسجد اسلام کے شایان شان تعمیر ہو۔ لارڈ موصوف کو آل انڈیا تبلیغ کانفرنس دہلی نے کانفرنس کی صدارت کے لئے مدعو کیا۔ انہوں نے منتظمین کانفرنس کی اس استدعا کو شرف قبولیت بخشا۔ چنانچہ خان بہادر پیرزادہ محمد حسن صاحب صدر استقبالیہ کمیٹی نے خیر مقدم کے سپاسنامہ میں لارڈ موصوف سے استدعا کی کہ وہ لندن میں تعمیر مسجد کے کام کو جو برسوں سے معرض التوا میں پڑا ہوا ہے۔ اپنے ہاتھ میں لیکر اس کی تکمیل کریں چنانچہ لارڈ موصوف نے کانفرنس مذکورہ کی استدعا کو قبول فرمایا اور مسلم لٹریری ٹرسٹ کے ماتحت اس کام کو جنوری ۱۹۲۸ء میں شروع کردیا سرحد و راولپنڈی سے تعمیر مسجد کے لئے کچھ چندہ فراہم کیا۔ اس دوران میں اعلیٰحضرت حضور نظام شہریار دکن نے آپ کو حیدرآباد آنے کی دعوت دی جس پر آپ حیدرآباد دکن تشریف لے گئے۔ اعلیٰحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کا امور ملی ودینی میں بڑھ بڑھ کر حصہ لینا اظہر من الشمس ہے ذات خسروانہ نے اس مقصد عظمیٰ کے لئے پانچ لاکھ روپیہ کی گرانقدر رقم کا عطیہ مرحمت فرما کر تعمیر مسجد لندن کے ساتھ اپنی خصوصی توجہ کا ثبوت دیا۔ اس وقت تک بفضل خدا تعالیٰ سرکار عالی کے التفات خسروانہ سے آٹھ لاکھ روپے کے لگ بھگ کا سرمایہ اس کار خیر کے لئے جمع ہوچکا ہے۔ اس تحریک کو منظم صورت دینے کے لئے "دی لندن نظامیہ ماسک ٹرسٹ" قائم ہوچکا ہے۔ ٹرسٹ مذکورہ کی دستاویز رجسٹری ہوچکی ہے۔ ذیل کے احباب اس ٹرسٹ کے ٹرسٹیز مقرر ہوچکے ہیں

(۱) دی رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے۔ صدر ٹرسٹ تاحین حیات

(۲) ہزہائینس سر آغا خان۔

(۳) دی آنریبل نواب نظامت جنگ بہادر۔

(۴) خواجہ کمال الدین۔

ٹرسٹیز بالا کے علاوہ دی رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب۔ لارڈ لیمنگٹن۔ لارڈ ایمپتھل کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔ کہ وہ بھی ٹرسٹ مذکورہ میں بطور ٹرسٹیز شامل ہوں۔

اس امر کا میں خصوصیت سے اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ مجوزہ مسجد کو کسی فرقہ اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہ ہوگا۔ بورڈ آف ٹرسٹیز کی ہیئت ترکیبی ہی ایسی ہے کہ ٹرسٹیز کو مسجد کے چلانے میں غیر فرقہ دارانہ اصول کی بڑی سختی سے پابندی کرنی ہوگی۔

مجوزہ مسجد کے ساتھ ایک ہوسٹل۔ ایک لائبریری۔ اور ایک لیکچر ہال ہوگا۔ اور یہ بھی غیر فرقہ دارانہ اصول پر ہی چلائے جائیں گے۔ الغرض دی لندن نظامیہ ماسک ٹرسٹ ایک جداگانہ اور باختیار ٹرسٹ ہے۔ دستاویز ٹرسٹ میں ٹرسٹیز کے اختیارات و فرائض کو واضح کردیا گیا ہے۔

ٹرسٹ مذکورہ کے حسابات چارٹرڈ اکونٹنٹ کی جانچ پڑتال کے بعد سالانہ شائع ہوا کریں گے۔ ٹرسٹ کا کل روپیہ امپیریل بنک میں جمع ہوتا ہے مجھے اُمید کامل ہے کہ میری اس تحریر سے ان تمام غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کا ازالہ ہوجائے گا۔ جو اس مسجد لندن کی تعمیر کی نیک تحریک کو صدمہ پہنچانے کے لئے بعض عبدالاغراض اصحاب اسلامی جرائد میں پھیلا رہے ہیں۔ میں ہروقت ٹرسٹ مذکورہ کے متعلق ہرقسم کی معلومات ہر مسلم بھائی کو پہنچانے کے لئے حاضر ہوں۔

(نذیر احمد بیرسٹرایٹ لا، سکرٹری نظامیہ ماسک ٹرسٹ)

ہندوستان

— پنجاب کے بعض مقامات میں ہیضہ پھوٹ پڑا ہے۔

— ریاست جوناگڑھ میں کتے اور کتیا کا نکاح ہوا تمام رسومات ادا کی گئیں۔ ریاست کے قاضی صاحب نے باقاعدہ نکاح پڑھایا۔ اس نکاح میں ہندو مسلمانوں کو حکماً شریک کیا گیا۔

تیغم صلح"۔ انا للہ۔ نواب صاحب جوناگڑھ کے اسلاف نے اپنے لئے قوت بازو سے سلطنت پیدا کی۔ لیکن آج وہ اس قسم کی "اہم سرگرمیوں" میں مصروف ہیں۔

— مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین لاہور کا بیان ہے کہ حجاز میں مکمل امن ہے۔ اس سال حج نہایت اطمینان سے ہوا۔ سلطان ابن سعود کا انتظام ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔

— کھڑک پور (کلکتہ) کے فساد کے متعلق تازہ خبر ہے کہ حالات پر قابو پالیا گیا ہے لیکن ابھی تک دہشت و بدامنی کا دور دورہ ہے سرکردہ ہندو مسلم تصفیہ کی کوشش کررہے ہیں۔

— رنگون ۲ رجولائی۔ برما میں طوفان باراں کی وجہ سے ریلوے لائن کا کچھ حصہ بہہ گیا۔

— معلوم ہوا ہے کہ بمبئی کے مالکان کارخانجات نے مزید گفت وشنید کے لئے ہڑتالی لیبرل لیڈروں کو دعوت دی ہے۔

— بمبئی کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اب ملز کے دروازوں پر عورتیں پکٹنگ کریں گی۔

— کوہاٹ بنوں مردان اور دوسرے اضلاع کی رپورٹیں مظہر ہیں کہ فصلوں کی ناکامی کی وجہ سے زرمالیہ کی معافی کے لئے متعدد جلسے منعقد ہوچکے ہیں۔ اور ٹیکسوں کی عدم ادائی کی تحریک زور پکڑ رہی ہے

— ناگپور ۳ رجولائی۔ یہاں گزشتہ تین زور سے شدید بارش ہورہی ہے

— شولاپور کے تمام کارخانے کھل گئے ہیں تقریباً اسی فیصدی مزدور کام پر آگئے ہیں۔

— امرتسر ۳ رجولائی۔ پشاور کا ایک پیغام مظہر ہے کہ سرحدی حکومت نے صوبہ سرحد کے زمینداروں کو وہاں کے مختلف مقامی حالات کے مطابق آبیانہ اور مالیہ معاف کردیا ہے۔

— مراد آباد میں جبری تعلیم کا اجرا ہوگیا ہے۔

— ۲۹ رجون کو بھڑوچ میں محرم کے موقع پر فرقہ وارانہ فساد ہوگیا ہے۔ تفصیلات ابھی تک موصول نہیں ہوئیں۔

— نئی دہلی ۱ رجولائی۔ وائسرائے اپنے آئندہ دورہ میں نئی دہلی کے نئے گورنمنٹ ہاؤس کا معائنہ کریں گے۔

— معاصر ہندوستان ٹائمز اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ سر میلکم ہیلی یوپی کے گورنر مقرر ہوگئے ہیں۔ پنجاب کی گورنری کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔

— ہنگامہ سونتہ کے متعلق سرکاری رپورٹ شایع ہوگئی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ پولیس فائر کرنے پر مجبور ہوگئی تھی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتی تو جاٹ گاؤں کو تباہ کردیتے۔

— شاہ افغانستان کے بخیر و عافیت وطن پہنچنے پر وائسرائے ہند نے شاہ موصوف کی خدمت میں مبارکباد کا برقی پیغام بھیجا ہے۔

— صاحبزادہ آفتاب احمد خاں سخت بیمار ہیں گزشتہ دنوں آپ پر فالج کا شدید حملہ ہوا تھا [illegible] ہے۔

ہندو دنیا

— مشہور ہندو مجوز سر گنگا رام آنجہانی کی برسی ۲۸ رجون کو لاہور میں منائی گئی معززین کی کثیر تعداد موجود تھی۔

— ۲۵ رجون کو ایک معزز مجمع کے روبرو سر اتول چندر چٹرجی ہندوستانی ہائی کمشنر نے لندن میں ہندو زائرین کے لئے ایک قیام گاہ کا افتتاح کیا

— ہندو اردو کی مخالفت کی زبردست تیاریاں کررہے ہیں۔

— تعلیم نسواں کے سلسلے میں ٹراونکور ہندوستان بھر سے سبقت لے گیا۔ ۱۹۲۶ء میں وہاں ۴۶۰ مدارس تھے ۱۹۲۸ء میں ان کی تعداد ۴۹۵ ہوگئی۔ ان میں اکثر ہندو اور عیسائی لڑکیاں تعلیم پارہی ہیں مسلمان بہت کم متوجہ ہیں۔

— مہاراجہ بھرتپور آجکل عملی طور پر بالکل معزول ہیں۔ ان کا کوئی حکم نہیں مانا جاتا۔ ریاست کا کل انتظام انگریز دیوان کے ہاتھ میں ہے۔

— ستیارتھ پرکاش کے جرمن ترجمہ کے لئے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب چندہ جمع کررہی ہے۔

— فجی کے ہندوؤں نے اپنے بچوں کی تعلیم کا تسلی بخش انتظام کر رکھا ہے ایک اعلیٰ گورو کل کے علاوہ اور بہت سی تعلیم گاہیں ہیں۔ ہر سال بہت سے طلباء اور طالبات ہندوستان بھی مذہبی اور دنیاوی تعلیم کے لئے بھیجے جاتے ہیں

— آریہ اخبارات کا بیان ہے۔ کہ افریقہ کے اصلی باشندے آریہ پرچارکوں کی صبر آزما کوششوں سے اشدھ ہونے شروع ہوگئے ہیں۔

— آریہ پنجاب میں متعدد گورو کل کھولنے کی کوشش کررہے ہیں۔

— الٰہ آباد میں ایک مسلمان خاتون اشدھ ہوئی اس کا بیان ہے کہ میرے مسلمان شوہر نے مجھے طلاق دیکر گھر سے نکال دیا۔ مسلمانوں نے میری خبر نہ لی ہندوؤں نے مجھے ہرقسم کی مدد دی۔ اس لئے میں اشدھ ہوگئی۔

— آریہ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ایک اعلیٰ درجے کے معزز اور متمول سید گھرانے کی لڑکی اشدھی سبھا دہلی کی کوششوں اشدھ ہوئی ہے اس کی ایک چٹھی اخبار پرکاش کی یکم جولائی کی اشاعت میں شائع ہوئی ہے۔

— حیدرآباد دکن اور صوبہ مدراس کے اکثر علاقوں میں آریہ پرچارک اپنے کام میں مشغول ہیں۔

— گزشتہ ماہ فیروزپور چھاؤنی میں کئی مسلموں اور نومسلموں کو اشدھ کیا گیا

ممالک خارجہ

— سابق قیصر جرمنی نے ایک شخص جارج سلوسیٹر ویرک سے ملاقات کرتے ہوئے بیان کیا کہ عنقریب ایک ہولناک جنگ ہونے والی ہے جس کے بعد سفید اقوام کا اقتدار عنقریب فنا ہوجائے گا۔

— ملک معظم نے گزشتہ ہفتہ نواب صاحب پالن پور کو شرف باریابی بخشا

— لندن ۲ رجولائی۔ قلمرو برطانیہ کی لیبر کانفرنس کا اجلاس آج شروع ہوا۔ بہت سے ممالک کے نمائندے شریک اجلاس تھے۔

— حجاز اور ایران میں دوستانہ معاہدہ ہونے کی زبردست توقع ہے

— لنڈن ۳ رجولائی۔ عورتوں کو مساوی حقوق دیئے جانے کا بل آج منظور ہوگیا ہے۔

— شاہ و ملکہ افغانستان یکم جولائی کو ۱۰ بجے کابل پہنچے۔ نہایت جوش وخروش کے ساتھ ان کا خیر مقدم ہوا۔ سیاسی حکام سے ملاقات کرنے کے بعد شاہ و ملکہ شاہی محل میں تشریف لے گئے۔ شہر کو خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ تین روز تک عام تعطیل منائی گئی۔ اہل کابل نے خیر مقدم کا ایڈریس پیش کیا۔ شاہ نے اس کا مناسب جواب دیا۔ سامعین نے اتفاق رائے سے ایک ریزولیوشن پاس کیا جس کا یہ مطلب تھا کہ افغانستان کی ترقی کے لئے ہم اپنی ساری قوت صرف کردیں گے۔ ازاں بعد شاہ کابل ایک فوجی افسر، ایک طالب علم اور ایک سپاہی یعنی ملک کی مختلف جماعتوں کے نمائندوں سے بغل گیر ہوئے۔

— یونان کا وزیر مال مستعفی ہوگیا ہے۔

— لندن ۲ رجولائی۔ روس کے وزیر تعلیم نے مسٹر برنارڈ شا اور مسٹر ایچ جی ویلز کو جو آجکل ولایت میں ہیں بذریعہ برقی پیغام بطور سرکاری مہمان ماسکو آنے کی دعوت دی ہے۔

— قاہرہ ۴ رجولائی۔ وزیر اعظم محمود پاشا نے رائٹر کے نمائندے سے دوران ملاقات میں کہا کہ موجودہ حالات اس بات کے مقتضی نہیں کہ برطانیہ کے ساتھ عہدنامہ کے متعلق گفت وشنید کی جائے۔

معلومات

شاید ہی کوئی ایسا شخص ہوگا۔ جس نے جرمنی کے کروپ کے کارخانہ کا نام نہ سنا ہو۔ یہ کارخانہ دنیا کا سب سے بڑا کارخانہ ہے اس میں ۲۵ ہزار تین سو مزدور کام کرتے ہیں۔ اس کی عمارت ۱۰ میل مربع جگہ گھیرے ہوئے ہے۔ اس میں ایک ہلکا سا ہتھوڑا بیالیس من وزنی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے ایسے ہتھوڑے ہیں جن کا وزن صد ہا من ہے۔ یہ ہتھوڑے انجن کے ذریعے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کارخانہ میں بعض ایسی مشینیں ہیں جو صرف ڈیڑھ لاکھ من وزنی ہیں اس کارخانہ کی اپنی ہی لوہے کی کانیں ہیں۔ جن کی تعداد ساڑھے پانچسو کے قریب ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ اس کارخانہ کی بنیاد ایک نادار یتیم لڑکے نے ۱۸۱۸ء میں ڈالی تھی جس کا نام تھامس کروپ تھا۔ اسی برس کے اندر اس نے غیر معمولی ترقی کرلی۔ اس کارخانہ میں جس قدر سامان حرب روزمرہ تیار کیا جاتا ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

امریکہ میں بعض عمارات اس قدر بلند ہیں کہ جن کی بابت قیاس کرنا بھی مشکل ہے۔ نیویارک کی مشہور عمارت ایکوی ٹیبل بلڈنگ کی ۴۰ منزلیں ہیں اس میں ہر وقت تقریباً بارہ ہزار آدمی رہتے ہیں۔ اور ہر روز کم از کم ایک لاکھ ۲۷ ہزار آدمی اس میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس میں ۶۳ لفٹ لگے ہوئے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے روزانہ ۹۲ ہزار انسان اوپر چڑھتے اور اترتے ہیں۔ اور یہ لفٹ اس چڑھنے اور اترنے میں ایک سال میں ۲ لاکھ ۷۵ ہزار میل کا فاصلہ طے کر لیتے ہیں۔

اس عمارت کی آبادی انگلستان کے قصبہ وارک کے برابر ہے اور یہ ۴ کروڑ ۶۰ لاکھ مکعب فٹ جگہ گھیرے ہوئے ہے۔ اس کے مکینوں کو ہر روز ۴۳ ہزار خطوط اور پارسل وصول ہوتے ہیں۔ اور ۸۰ ہزار پارسل اور خطوط باہر بھیجے جاتے ہیں۔ اس عمارت میں پانچ ہزار کھڑکیاں ہیں اور دس ہزار دروازے ہیں۔ پندرہ ہزار بجلی کی بتیاں اس میں لگی ہوئی ہیں۔

سویڈن میں ایک ماہر نباتات نے ایک ایسا طلسمی باغ بنایا ہے جس میں ہر گھنٹہ کے بعد نئے نئے پھول باری باری سے کھلتے ہیں۔ دن کے پھول رات والوں سے بالکل علیحدہ ہوتے ہیں۔ ہر موسم کے واسطے علیحدہ علیحدہ کیاریاں بنی ہوئی ہیں۔ بعض ایسے پودے بھی پائے جاتے ہیں۔ جو چاند کے ساتھ گھٹتے بڑھتے ہیں۔ غرضیکہ پھولوں کو دیکھ کر انسان اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس وقت کیا ٹائم ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا ہوائی جہاز عنقریب لندن پہنچے گا۔ اس کا وزن ۸ ٹن ہے۔ اس میں رولز رائس کے چار انجن لگے ہوئے ہیں۔ جن کی طاقت ۱۲۰۰ گھوڑوں کی ہے۔ ۷۵ فٹ طویل ہے۔ اس کے پر ۱۰۵ فٹ لمبے ہیں۔

چین کی زبردست دیوار کی تعمیر حضرت مسیح کی بعثت سے تیس سال قبل ممالک غیر کی لشکر کشی سے محفوظ رکھنے کے لئے بنائی گئی تھی۔

یہ مشہور و معروف دیوار ۱۲۵۹ میل لمبی ہے۔ اور شمالی چین میں منگولیا اور منچوریا کے جنوب میں واقع ہے۔ اس کی بلندی ۲۰ فٹ ہے اس دیوار کا آثار ۲۵ فٹ ہے لیکن سرے پر وہ پندرہ فٹ رہ جاتا ہے اس دیوار کے راستہ میں اونچی پہاڑیاں دریا اور وادیاں بھی واقع ہیں۔ لیکن اس کا سلسلہ کہیں منقطع نہیں ہوتا۔

ہر سو میل پر ایک برج تعمیر کیا گیا ہے جس کا زیریں رقبہ چالیس مربع فٹ ہے۔ بعض برجوں کی اونچائی ۴۸ یا ۵۰ فٹ اور بعض کی اونچائی ۷۰ فٹ ہے۔ یہ دیوار اینٹوں اور مٹی کی بنی ہوئی ہے۔

ایک قسم کے کپڑے پر دھات کی تہ چڑھائی گئی ہے۔ یہ کپڑا نہایت مضبوط اور بے حد ہلکا ہے۔ اب اس بات کا امکان پیدا ہو گیا ہے کہ اس کپڑے کے ذریعہ سے ایسا ہوائی جہاز بنایا جائے جس کا وزن ہوائی جہاز کے موجودہ وزن سے نصف ہوگا۔ لیکن وہ موجودہ ہوائی جہازوں سے بہت زیادہ مضبوط ہوگا۔ اس کپڑے سے پٹرول کے پیپے بھی بنائے جاسکتے ہیں۔ جن کا وزن ایلومینیم کی پتلی سے پتلی چادر سے بھی ہلکا ہوتا ہے۔ یہ پیپے بحر اوقیانوس پر پرواز کرنے کے بہت مفید ثابت ہوں گے۔

انگلستان کی ایک عورت نے ایک ایسی کیتلی تیار کی ہے کہ جب پانی کھول جاتا ہے تو گھنٹی بجتی ہے۔ اس کیتلی میں پانی بہت جلد گرم ہو جاتا ہے۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۱ محرم ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۲۸ء | نمبر ۴۵

مسلمانوں اور غیر مسلموں میں ازدواجی تعلقات

لیجسلیٹو اسمبلی کا مسودہ قانون اسلامی نقطۂ نگاہ سے

(از حضرت امیر ایدہ اللہ)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اہل کتاب کے ساتھ ازدواجی تعلقات

اس مسئلہ کے متعلق آخری حکم پانچویں آیت سورت المائدہ میں پایا جاتا ہے۔ جہاں فرمایا۔ الیوم احل لکم الطیبٰت وطعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنٰت من المومنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم اذا اٰتیتموھن اجورھن محصنین۔ آج تمام پاکیزہ چیزیں تم پر حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے۔ اور تمہارا کھانا اہل کتاب کے لئے حلال ہے۔ اور پاک دامن مومن عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاکدامن عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی۔ جب تم ان کو ان کے مہر دیدو نکاح میں لاتے ہوئے۔ (المائدہ ۵:۵)

اہل کتاب کی تشریح

پیشتر اس کے کہ ہم اس آیہ کریمہ کی تشریح ان امور کی روشنی میں کریں جو قبل ازیں البقرہ آیت ۲۲۱ کی تشریح میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ لفظ "اہل الکتاب" کی وضاحت کی جائے کیونکہ یہی وہ لفظ ہے جو عام طور پر ان لوگوں کے متعلق استعمال ہوا ہے۔ جن کے متعلق یہاں اوتوا الکتاب من قبلکم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ اہل الکتاب سے صرف یہود اور نصاریٰ مراد ہیں۔ جن کے پاس الہامی کتابیں تھیں۔ اس میں شک نہیں کہ لفظ کتاب سے یہاں الہامی کتاب ہی مراد ہے۔ لیکن یہ حقیقت الامر ہے کہ قرآن نے یہودیت اور نصرانیت کے اس خیال کو بالکل تسلیم نہیں کیا۔ کہ الہام یا کوئی الہامی صحیفہ محض اسرائیلیوں ہی کو دیا گیا تھا۔ اور دوسری اقوام اس سے محروم رہیں۔ بلکہ اس کے خلاف اس کی تعلیم یہ ہے کہ الہام الٰہی دنیا کی ہر قوم پر نازل ہوا۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی نذیر نہیں ہوگزرا (۳۵: ۲۴) ولکل امۃ رسول۔ ہر قوم میں کوئی نہ کوئی رسول ہوا ہے (۱۰: ۴۷) ولکل قوم ھاد۔ ہر قوم میں کوئی نہ کوئی ہادی ورہبر آیا ہے (۱۳: ۷) ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت اور یقیناً ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں۔ جو انہیں ہدایت کرتے رہے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچتے رہو۔ (۱۶: ۳۶) یہی صفائی کے ساتھ بیان کیا گیا کہ قرآن کریم میں تمام انبیا کا ذکر نہیں کیا گیا۔ (ملاحظہ ہو النساء ۴: ۱۶۴ - ۴۰: ۷۸) اس کے علاوہ اس نے ایسے پیغمبروں کا بھی ذکر کیا ہے جن کا ذکر بائبل میں نہیں پایا جاتا۔ مثلاً ہود، صالح اور لقمان جو عرب بھی ہیں اور غیر عرب بھی۔ یہ بھی اس نے بتایا ہے کہ ہر نبی کوئی نہ کوئی کتاب لیکر آیا۔ (ملاحظہ ہو ۳۵: ۲۵ - البقرہ ۲: ۲۱۳ - ۵۷: ۲۵)

اس لئے یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ صرف یہود و نصاریٰ ہی اہل الکتاب ہیں۔ ان الفاظ میں دراصل ہر وہ قوم شامل ہے جس پر کوئی نہ کوئی الہامی صحیفہ نازل ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب ایران فتح ہوا۔ تو صحابہ نے مجوسیوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جو وہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ روا رکھتے تھے۔ اور یہ فی الحقیقت قرآن اور آنحضرت صلعم کے ارشادات کی تعمیل تھی

ہندو اہل کتاب ہیں

ایسا ہی ہمارے ملک کے ہندوؤں کے ساتھ بھی اہل الکتاب کا سا برتاؤ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ بھی ایک الہامی صحیفہ (یعنی ویدوں) کے نزول کے دعویدار ہیں۔ یہ امر کہ وہ بتوں یا دوسرے مظاہر قدرت کی پرستش کرتے ہیں۔ انہیں اہل کتاب کے دائرے سے خارج نہیں کر دیتا کیونکہ نصاریٰ کو مسلم طور پر اہل الکتاب سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ مسیح کو خدا سمجھتے ہیں اور خود آنحضرت صلعم کے زمانہ میں مسیح اور مریم اور دوسرے اولیا کے بت بھی رکھتے اور ان کی پرستش کرتے تھے۔ ایسا ہی کسی کتاب کا صحیفہ آسمانی ہونا اس وجہ سے زائل نہیں ہو جاتا کہ اس میں کچھ تحریف ہوگئی ہے۔ اور کچھ غلط باتیں اس میں داخل ہوگئی ہیں۔ کیونکہ توریت اور انجیل کو بھی الہامی صحائف سمجھا جاتا ہے۔ باوجود اس کے کہ قرآن کریم نے خود یہ بتایا ہے کہ یہود اور نصاریٰ نے اس میں تحریف و تبدیلی کی ہے

مجوزہ مسودہ کس صورت میں پاس ہونا چاہیئے

اس طرح جہاں البقرہ ۲۔ آیت ۲۲۱ میں ایک مسلمان کی شادی بت پرستوں کے ساتھ ممنوع قرار دی گئی ہے وہاں سورہ المائدہ کی آیت ۵ میں ایک مسلمان کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ اہل کتاب عورت سے شادی کرلے۔ اور اس لئے یہ دونوں آیات ایک دوسری کے مخالف نہیں اگر ہم مشرک اور مشرکہ کے الفاظ کے وہ وسیع معنے بھی کریں جو "غیر مسلم" کا مفہوم ہے تو بھی ایک مسلمان لڑکی کا کسی غیر مسلم کی زوجیت میں دیا جانا قطعاً ممنوع ہے اور آنحضرت صلعم کے وقت سے لیکر ہمارے اس زمانہ تک تعامل اس کے بالکل خلاف ہے۔ وہ قانون جو اس قسم کی شادیوں کو جائز قرار دے۔ قرآن کریم کے کھلے احکام کے قطعاً خلاف ہے۔ اور مسلمان ممبران اسمبلی کا یہ فرض ہے کہ وہ اس قانون کے خلاف پورے زور سے آواز اٹھائیں۔ جو اپنی موجودہ شکل و صورت کے لحاظ سے مسلمانوں کی مذہبی آزادی کو سلب کرنے والا ہے۔ مجوزہ مسودہ اس صورت میں قانونی شکل اختیار کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔ جب اس کے ساتھ یہ الفاظ بڑھا دیئے جائیں کہ ایک مسلمان عورت کی شادی غیر مسلم کے ساتھ ناجائز متصور ہوگی۔ یا اگر یہ الفاظ بڑھائے نہ جا سکیں تو یہ لکھا جانا چاہیے کہ یہ قانون مسلمانوں پر حاوی نہیں

احمدیہ بستی

احباب کرام کو معلوم ہے کہ انجمن کی زیر نگرانی احمدیہ بستی کا انصرام بھی ہو رہا ہے مقام مسرت ہے کہ باوجود بعض موانع کے خدا کے فضل سے بستی میں اب تک پانچ چھ مکان تعمیر ہو چکے ہیں۔ جو تقریباً سب کے سب آباد ہیں۔ ہمارے محترم دوست ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے بھی وہاں مکان بنوانا شروع کر دیا ہے چنانچہ ان کے مکان کی چھت تیار ہو رہی ہے۔ اور شاہ صاحب موصوف کا ارادہ ہے کہ آپ کے مری سے واپس آکر معہ اہل و عیال احمدیہ بستی میں اقامت پذیر ہوں۔ صاحب ممدوح کے وہاں رہنے سے بہت سی سہولتوں کا بہم پہنچ جانا یقینی ہے۔ راقم الحروف خود اپنے مکان میں ایک سال سے بستی ہی میں اقامت پذیر ہے۔ اور میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ مجھے اور میرے اہل و عیال کو وہاں رہنے سے بہت فائدہ ہوا۔ میری اہلیہ اکثر بیمار رہتی تھیں وہاں جاکر ان کی صحت میں خلاف توقع ترقی ہوئی۔ ہمارے ایک دوست بابو امیر بخش صاحب انسپکٹر محکمہ ریلوے بھی مرض سل میں مبتلا ہوگئے تھے۔ وہ طبی مشورہ کے ماتحت بستی میں کچھ دنوں مقیم رہے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے بستی کی خوشگوار آب و ہوا نے ان کے لئے مسیحائی کا کام کیا۔ اور وہ صحت یاب ہو کر چلے گئے۔ جناب ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کی بھاوج بھی ایک عرصہ سے بیمار تھیں۔ طبی مشورہ کے ماتحت ان کو بھی احمدیہ بستی میں رکھا گیا۔ اور خدا کے فضل سے ان کی صحت پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اب وہ گوجرانوالہ چلی گئی ہیں لیکن چونکہ بستی کا پانی ان کے لئے بہت مفید ثابت ہوا اس لئے اب بھی وہ اپنا آدمی بھیجکر دوسرے تیسرے دن بستی سے پانی کے گھڑے منگواتی ہیں۔ کیمیکل اگزیمینر نے طبی معائنہ کے بعد اس پانی کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے کہ یہ بہترین پانی ہے اس لئے احباب کرام سے التماس ہے کہ بستی میں مکان بنانے کی طرف خاص توجہ کریں کیونکہ اس کی آب و ہوا بہت صحت افزا ثابت ہوئی ہے۔ اور صحت ہی دنیا میں سب سے قیمتی چیز ہے۔ والسلام

خاکسار فقیر اللہ

سکرٹری احمدیہ بستی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ - ۲۱ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ نمبر ۴۸

احباب سے خطاب

(حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے)

(۱)

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

جماعت کی بہتری و ترقی کے متعلق میں چند امور کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ کوئی نئی باتیں نہیں اس سے پیشتر بھی میں یا دیگر احباب ان کی طرف توجہ دلاتے رہے ہوں گے مگر اب میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک ایک امر جس کی طرف آپکو توجہ دلاؤں جب تک اس کے لئے ساری جماعت کا قدم مضبوطی کے ساتھ آگے نہ بڑھے دوسری بات کا ذکر بھی نہ کیا جائے۔ گو اس وقت میں بذریعہ اخبار ہی آپ کے سامنے آتا ہوں کیونکہ یہی سب سے بڑا ذریعہ سب احباب تک پہنچنے کا ہے۔ مگر جس غرض کا حاصل کرنا میرے مدنظر ہے۔ اس کے لئے مجھے بذریعہ خطوط بھی آپ میں سے بہتوں تک پہنچنا ہوگا۔ اور پھر اس کو اور قوت دینے کے لئے آپ سے ملاقات کا بھی کوئی موقع نکالنا ہوگا۔ ہاں میں یہ شروع میں کہدینا چاہتا ہوں کہ میرا خطاب جماعت کے ہر ایک فرد سے ہے۔ جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے ہر ایک وہ دوست جس کی نظر سے یہ مضمون گزرے وہ اسے میری جانب سے اپنی طرف مکتوب سمجھ کر اس کا جواب مجھے دے۔

سب سے پہلی بات جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ توسیع جماعت کی کوشش ہے۔ اس بارہ میں ہمارے اکثر احباب بلاشبہ سست ہیں جس کی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ انجمن کے پاس مبلغین کی قلت کی وجہ سے یا جو مبلغین ہیں ان کی زیادہ توجہ دوسرے مذاہب کے مقابلہ کی طرف ہونے سے اکثر جماعتوں یا احباب کا تعلق مرکز سے صرف جلسہ سالانہ تک محدود رہ گیا ہے اور بہتیرے ہیں جن کا اتنا بھی نہیں جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ سستی زیادہ ہوگئی ہے اس نقص کی اصلاح کی طرف انجمن کی توجہ ہو رہی ہے۔ اور مبلغین کی کمی کی امید ہے ایک دو سال میں اشاعت اسلام کالج سے تلافی ہو جائے گی۔ لیکن باایں میں کہنا چاہتا ہوں کہ بعض احباب کی ساعی جمیلہ سے ہماری جماعت کی نسبتی ترقی مایوس کن بھی نہیں۔ چند ہی دن کی بات ہے کہ خان صاحب چودہری محمد منظور آلہی صاحب نے جن کے سپرد کچھ مدت سے رجسٹر بیعت کنندگان ہے مجھے اطلاع دی تھی کہ قریباً ساڑھے چار ہزار آدمی رہ ہے جولاہور میں انجمن کی بنیاد قائم ہونے کے وقت سے یعنی بعد اختلاف بیعت کر چکا ہے۔ اور ایک اچھی خاصی تعداد ان لوگوں کی بھی ہے جو قادیان سے فسخ بیعت کر کے اوہر شامل ہوئے ہیں۔ اور اس وقت جماعت کی ترقی کی رفتار خدا کے فضل سے کوئی پانچ سو سالانہ کے قریب ہے۔ گو مقابلہ کرکے دل خوش کرنے سے کوئی غرض حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن یہ بتا دینا بھی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مبلغین کے قریباً نہ ہونے کے باوجود اور دوسری جماعت کے مقابلہ میں ہماری جماعت کی قلت کے باوجود یہ صاف نظر آتا ہے کہ جو اصول ہم پیش کر رہے ہیں وہ زیادہ قبولیت حاصل کر رہے ہیں۔ بہت ہی قلیل احباب ہیں جن کی کوشش کا یہ نتیجہ ہے۔ اگر ہمارے سارے احباب کبھی اس گرمی سے اس امر کی طرف توجہ کریں جو یہ تھوڑے سے احباب دکھا رہے ہیں۔ تو دنوں میں یہ ترقی دہ چند ہو سکتی ہے۔ یہ بھی میں آپکو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ قادیان کی جماعت کے عقائد سے جوں جوں لوگوں کو ان کا علم ہوتا ہے نفرت بڑھتی جاتی ہے۔ اور بالآخر قادیان کا مسیح ثانی ان کے حق میں غلو اسی طرح گر کر رہے گا جس طرح پولوس کا مسیح اول کے حق میں غلو آخر گرا۔ ہاں آپ ذرا کوشش کرکے دیکھیں تو یہ غلو آپ کی آنکھوں کے سامنے ہی گر جائے گا مسلمانوں کی تکفیر اور آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کے عقائد کبھی سرسبز نہیں ہو سکتے۔ وہ **یقذفون من کل جانب** کا مصداق ہیں۔ ہاں کچھ سست طبائع ہیں جن کو اس بات کی کچھ پروا نہیں ہوتی کہ ان کا قدم کس طرف جا رہا ہے یا بعض لوگ لاعلمی میں داخل ہو جاتے ہیں اور آخر سلسلہ بیعت کی زنجیروں میں جکڑے جا کر تکفیر اور نبوت پر راضی ہو جاتے ہیں۔

مسیح موعود کی قبولیت پھیلے گی کیونکہ وہ خدمت اسلام کا پیغام لے کر آیا تھا۔ مگر اس کی نبوت سے نبوت محمدیہ منسوخ ہوتی ہے۔ اور امت محمدیہ کا فرقرار پاکر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بیکار ٹھیرتا ہے اس لئے یہ عقائد سرسبز نہیں ہو سکتے۔ مگر ہر باطل کے توڑنے کے لئے کچھ ہمت اور قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اختلاف کی وجہ سے کچھ ہمتیں پست ہو گئی ہیں۔ میں کہتا ہوں اختلاف کی وجہ سے ہمت کو دو چند کرنا چاہیئے کیونکہ پہلے اگر مخالفین کی غلط بیانیوں سے سلسلہ بدنام ہو رہا تھا تو اب اپنے ہی اس سلسلہ کو بدنام کر رہے ہیں۔ پہلے اگر معاندین مسیح موعود سے نفرت پیدا کرتے تھے تو اب غالی محب اس سے بڑھ کر نفرت پیدا کر رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی اپنی ہمتوں کو دو چند کرنا چاہیئے۔ اے عزیزو اس میں شک نہیں کہ آپ کے دنیا کے کام بہت ہیں اور آپ کے اوقات اور اموال پر آپ کے نفسوں کا بہت حق ہے۔ مگر کیا خدا کے مسیح کا کوئی حق آپ پر نہیں؟ اگر ہے تو خدا کے لئے اٹھو اور اس نفرت کو جو عناد اور غلو کی وجہ سے مسیح موعود کے خلاف پھیلائی جا رہی ہے۔ جڑ سے کاٹنے کا تہیہ کرلو۔ مسیح موعود کیا۔ میں کہتا ہوں کہ خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو ایک مومن کے دل میں محبت ہونی چاہیئے اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اپنی اوقات میں سے ایک حصہ نکالیں۔ کہ ختم نبوت کے بعد نبوت قائم نہ ہو اور اتحاد اسلام کے اندر تکفیر کا زہر نہ پھیلنے پائے۔ مگر اپنی کوششوں کو اس حد تک محدود نہ کرو بلکہ ایک قدم اور آگے اٹھاؤ۔ اور اپنی جماعت کی ترقی کی فکر کرو کیونکہ جس قدر جماعت میں قوت پیدا ہوگی اسی قدر آپ خدمت اسلام کا کام زیادہ کر سکیں گے۔ ہماری کوئی گدی نہیں۔ کوئی پیری مریدی کا سلسلہ نہیں جس میں نذر و نیاز کی خواہش توسیع حلقہ کے نیچے کام کر رہی ہو۔ ہاں اقرار بیعت ہے جس کا مطلب صرف ایک پختہ عہد ہے کہ میں ہر مشکل اور مصیبت کا مقابلہ کرونگا مگر خدمت اسلام کے کام کو ترک نہ کرونگا اس اقرار کے ساتھ ایک جماعت کا تیار کرنا مقصود ہے۔ جو ایک محافظ ملک فوج کی طرح حفاظت اسلام کے لئے کھڑی ہو جائے۔ پس اگر غور کیا جائے تو توسیع جماعت عین خدمت اسلام ہے جس کے اندر کوئی ملونی نہیں۔

میں نے کہا تھا کہ ہر ایک احمدی جو جماعت لاہور سے تعلق رکھتا ہے میرے اس عریضہ کو اپنے نام کا خط سمجھے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ہر ایک شخص اس قابل ہے کہ توسیع جماعت میں حصہ لے سکے۔ ہاں کوئی کم لے سکے گا کوئی زیادہ لیکن ہر ایک کے اردگرد خواہ وہ صاحب مال و دولت ہو یا رزق کفاف رکھتا ہو۔ خواہ وہ صاحب مرتبہ ہو یا معمولی آدمی ہو۔ بوڑھا ہو یا جوان۔ ہر ایک کے اردگرد کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں۔ جن سے دن رات اس کی ملاقات ہوتی ہے کیا ان پر اس نے اتمام حجت کر دیا؟ میں تو دیکھتا ہوں کہ بعض لوگوں نے اپنی اولاد تک کی بھی پروا نہیں کی۔ اور وہ بھی اس نعمت سے محروم رہ کر بعض وقت دور نکل گئی ہے۔ اوروں پر حق تبلیغ کیا ادا کیا ہوگا۔ پس ہر ایک دوست کو چاہیئے . . . . کہ وہ سب سے پہلے اپنے اردگرد نظر ڈالے۔ کیا اس کے عزیزوں میں کوئی شخص ایسا ہے جو ابھی جماعت میں شامل نہیں۔ ماں ہو یا باپ۔ بیٹا ہو یا بیٹی۔ بھائی ہو یا بہن خاوند ہو یا بیوی۔ دور کا رشتہ دار ہو یا نزدیک کا۔ یقیناً ہوگا۔ پھر اس سے وسیع نظر کرے۔ کیا اس کے دوستوں میں پھر واقفوں میں کوئی ایسا شخص تو نہیں۔ پھر جہاں اسے دن بھر رہنے کا موقعہ ہوتا ہے وہاں کوئی ایسے لوگ تو نہیں وہ کہیں آتا ہے جاتا ہے لوگوں سے ملتا ہے کیا ان تک وہ کسی طرح کلمہ حق نہیں پہنچا سکتا؟ پھر اس کی مجلس میں کون لوگ بیٹھتے ہیں یا وہ کسی مجلس میں جا بیٹھتا ہے کیا وہاں ایسی گفتگو نہیں ہو سکتی جس سے خدمت اسلام کے کام کو ترقی ملے۔ بجائے اس کے کہ دوسرے کی ہاں میں ہاں ملا دے۔ یا لغو باتوں میں لگا رہے۔ پھر بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسا مرتبہ دیا ہوتا ہے۔ کہ ان کی بات پر لوگ زیادہ کان دھرتے ہیں کیا ایسے احباب خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی کو مقدم کرکے اپنے حلقہ اثر میں نیک خیالات پھیلانے میں معاون نہیں ہو سکتے یقیناً ہو سکتے ہیں۔ پس میری ہر ایک احمدی دوست سے یہ التماس ہے کہ وہ اپنے اردگرد نظر دوڑائے۔ اور دیکھے کہ وہ سب سے پہلے کہاں آسانی سے یہ کام کرکے دکھا سکتا ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ مشکل امور کی طرف قدم اٹھائے۔ ہاں تبلیغ کا حق وہی شخص ادا کر سکتا ہے۔ جو استقامت دکھائے۔ ایک دفعہ کسی کے انکار یا جواب سے مایوس نہ ہو کلمہ حق کو پھر دہرائے اور پھر دہرائے [illegible] اثر کرنے لگے

جو آج جماعت کے پرجوش ممبر ہیں۔ ایک وقت وہ تھا کہ ان میں سے بعض اس کے سخت ترین دشمن تھے۔ اور جو آج دشمن ہیں یقیناً وہ یا ان کی اولاد کل کو خادم سلسلہ ہوگی۔ ہمارے دفتر میں بہت سے مفت ٹریکٹ چھپے ہوئے موجود ہیں اور آئندہ حسب ضرورت چھپتے رہتے ہیں۔ ان کو منگوائے اور جہاں تک ممکن ہو ان کو تقسیم کرے۔ یہ کام خاموشی سے کرنے کا ہے ہاں جب ایک آدمی زیر تبلیغ ہو تو اس پر پوری کوشش صرف کرنی چاہئے اور مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اور اگر بالآخر وہ قبول حق سے انکار ہی کردے تو بہرحال تبلیغ کرنے والا عند اللہ ماجور ہی ہوگا۔ میں بالخصوص نوجوان دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کی جوانی کا جذبہ اور جوش کلمہ حق کو دوسروں تک پہنچانے میں لگے تو یہ امر ان کے لئے بڑھاپے میں راحت کا موجب ہوگا۔ اور اپنے پرانے دوستوں سے یہ عرض کرونگا کہ زندگی کا بڑا حصہ ہم لوگ گزار چکے ہیں۔ تھوڑا باقی ہے۔ خدا جانے کتنا۔ اس میں اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کا کوئی کام ہو جائے تو موت کا وقت راحت کا ہوگا۔ کہ انسان سرخرو اپنے مولا کی طرف جا رہا ہوگا۔

میں صرف یہ نہیں چاہتا کہ ہر ایک دوست اپنی جگہ کچھ سوچ لے بلکہ جو کچھ وہ سلسلہ کی ترقی کے متعلق خود کام کرنے کے لئے سوچتا ہے اس سے مجھ کو بھی اطلاع دے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ اس کی کوشش دو چند ہو جائے گی۔ اور جو بات لکھدی ہے اس کو نباہنے کے لئے ہمت دوبالا ہوگی اور دوسرا یہ کہ مجھے اس سے یہ راحت ہوگی کہ میرے ایک دوست نے میرے خط کا جواب دے دیا ہے۔ تنہا میں اس لئے اس کام میں کسی اور ذریعہ سے نہ ہو تو دعا کے ساتھ ہی معاون ہو سکوں۔

چونکہ ہر ایک دوست کے پاس اخبار نہیں پہنچتا۔ اس لئے جہاں جماعتیں ہیں وہاں کے سکرٹری صاحبان سے میری درخواست ہے کہ وہ میری اس چٹھی کو نماز جمعہ میں یا ویسے احباب کو جمع کرکے سنا دیں۔ اس تحریک کے ساتھ جماعت میں جو اضافہ ہوگا یہ کوشش کی جائے گی کہ سالانہ جلسے پر اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔ ہاں میں پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بعض احباب دوسروں کو کہنے میں شرم کرتے ہیں۔ یہ فی الحقیقت حیا نہیں بلکہ غفلت اور سستی ہے۔ کلمہ حق کا پہنچانا بہترین بات ہے۔ جو انسان دوسرے سے کہہ سکتا ہے۔ پھر ایسا کلمہ حق جس میں اپنے نفس کی غرض کوئی نہیں اگر کوئی دھکا دے گا۔ تو خدا کی راہ میں دھکا کھا جانا آخرکار انسان کی عزت کا موجب ہی ہوتا ہے۔ والسلام

(خاکسار محمد علی)

کالجوں اور سکولوں میں مذہبی تعلیم

باوجود ان تمام فوائد کے جو کالجوں اور سکولوں کی مروجہ تعلیم سے موجودہ زمانہ کو حاصل ہوئے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمارے زمانہ کے طلبا اخلاق اور مذہب کے لحاظ سے بہت غلط راستہ پر جا رہے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہے کہ دہریت اور لامذہبیت کی ہوا روز بروز زیادہ پھیلتی جاتی ہے۔ اور اسی وجہ سے بداخلاقی بھی روز بروز ترقی کر رہی ہے۔

انہی خرابیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے پرنسپل گوکھلے نے بمبئی یونیورسٹی میں یہ تجویز کی کہ یونیورسٹی کے کالجوں اور سکولوں کے نصاب میں مذہبی تعلیم کو داخل کیا جائے۔ اور یہ کوشش کی جائے کہ طلبا میں دہریت کا عقیدہ نہ پھیلنے پائے یہ تجویز بعض ممبوں کی مخالفت کے باوجود کثرت رائے سے پاس ہوگئی اور ایک سب کمیٹی نصاب تعلیم پر غور کرنے کے لئے مقرر کر دی گئی ہے۔

بمبئی یونیورسٹی کا یہ اقدام عمل لائق صد ہزار تحسین و آفرین ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ مجوزہ سب کمیٹی مذہبی تعلیم کا نصاب ایسا مقرر کرے گی جو محض چند مذہبی مسائل اور حلت و حرمت کی وضاحت پر ہی محدود نہ ہو۔ بلکہ مذہب کا حقیقی فلسفہ۔ اس کی ضرورت۔ اس کے فوائد اور مذہبی لوگوں کے پاکیزہ حالات اس میں درج ہوں۔ فی الحقیقت یہی وہ چیز ہے جو موجودہ نسل کو مذہب کی طرف راغب کرنے کا موجب ہو سکتی ہے۔ اور اس کے ساتھ معلمین کا اپنا نمونہ بھی بہت کچھ افراد کو فائدہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ ایسے معلم مل سکیں۔ جن کے دلوں میں سچا اخلاص موجود ہو۔ اور خیالات کی وسعت اور روحانیت ان پر غالب ہو۔

آخر میں ہم ہندوستان کی تمام یونیورسٹیوں سے عموماً اور پنجاب یونیورسٹی کے فاضل ممبران سے خصوصاً یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ بمبئی یونیورسٹی کا یہ قدم قابل تقلید ہے۔ اگر پنجاب یونیورسٹی اس طرف توجہ فرمائے تو وہ ایک بہت بڑی مذہبی و اخلاقی خدمت کرے گی۔ اور ایک نمایاں کمی کو پورا کرکے قوم کے شکریہ کی مستحق ہوگی۔

چین میں مسلمانوں کی حکومت

سویٹ روس مشرقی ممالک میں اپنا اثر بدت سے جما رہا ہے اور کہا جاتا ہے کہ چینی مسلمانوں میں اس کا اثر و اقتدار دن بدن بڑھتا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اکثر قوم پرست چینی بولشویکوں کی مخالفت کر رہے ہیں - ان کو اندیشہ ہے کہ مسلمانوں کی زبردست تنظیم ان کی فوجی قابلیت اور سیاسی بیداری چین کی زمام حکومت پرستاران بدھ کے ہاتھوں سے چھین کر فرزندان توحید کے حوالہ کر دیگی ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ اطلاعات کہاں تک صحیح ہیں لیکن اس قدر مسلم بات ہے کہ چینی مسلمان تنظیم، فوجی قابلیت اور سیاسی بیداری کے لحاظ سے اپنے حکام سے بہت آگے ہیں جس کی وجہ سے امور سلطنت میں وہ نمایاں حصہ لیتے ہیں۔ بولشویک خیالات ممکن ہے مسلمانوں کی مری ہوئی قوت کو بیدار کرنے کا موجب ہوئے ہوں۔ لیکن اگر انہیں چین کی زمام حکومت ہاتھ میں لینے کا موقع ملا تو وہ بولشویک اثر سے نہیں بلکہ اس تنظیم اور فوجی قابلیت کی وجہ سے انہیں نصیب ہوگا جو ان کا آبائی ورثہ ہے -

حضرت اورنگ زیب کے متعلق ایک آریہ کی رائے

مہتہ جیمنی جی بی اے ایک مشہور آریہ سماجی مشنری ہیں انہوں نے ایک کتاب " اورنگ زیب کی زندگی کا روشن اور اصلی پہلو " کے نام سے لکھی ہے جس کے صفحہ ۳۷ پر ذیل کی عبارت ان سماجی ویدک دھرمیوں کی مذہبیت و عدالت کا توجہ کر رہی ہے جو ہر موقع پر جا و بیجا اورنگ زیب کے مظالم کو بیان کرنے کے عادی ہیں - مہتہ جی لکھتے ہیں :-

" وہ (اورنگ زیب) بڑا با انصاف حاکم تھا - عدالت کرتے ہوئے کسی کی رو رعایت نہ کرتا تھا - جیسے کہ اس کے چند احکام سے ظاہر ہوگا - وہ امور سلطنت میں بھی مذہبی تعصب سے بری تھا - غرضیکہ اس کی زندگی ایک حیرت انگیز نمونہ تھی - وہ ہر طرح سے رعایا کی بہبودی اور خوشحالی چاہتا تھا اور رعایا کو امانت الٰہی سمجھا کرتا تھا "

کیا مہتہ جیمنی جی کے اس کھلے اعتراف کے بعد جو ان کے گہرے مطالعہ کا نتیجہ ہے ہمارے آریہ سماجی دوست اورنگ زیب کے متعلق اپنی مشہور غلط بیانیوں سے باز آ جائیں گے - اور اس نیکدل بادشاہ کی حسن سیرت اور مذہبی رواداری کا علانیہ اعتراف کریں گے؟ یا اب بھی یہی کہتے رہیں گے کہ ع

عالمگیر ہندو کش تھا ظالم تھا ستمگر تھا ؟

" صرف مسلم کہلاؤ " اور " نماز اکٹھے پڑھو "

یہ خلاصہ ہے اس مضمون کا جو معاصر " انقلاب " نے مولوی دل محمد صاحب جہلم کے نام سے شایع کیا ہے - مولوی صاحب موصوف نے اس مضمون میں اسلامی فرقہ بندی کی تباہ کاریاں بیان کرتے ہوئے - اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ مسلمان صرف " مسلم " کہلایا کریں اور نمازیں اکٹھی پڑھا کریں - کہ اسی میں اسلام کی زندگی ہے - چنانچہ لکھا ہے :-

" حنفی اپنی ضد کو چھوڑ دیں - داخلی رنگ میں بھی اور خارجی طور پر بھی - اہلحدیث اپنے اصرار کو ترک کر دیں - فرقہ کے اندر بھی اور باہر بھی - احمدی مرزا صاحب کو مجدد مانیں، مسیح موعود اور مہدی موعود تسلیم کریں لیکن ان کو نبی نہ مانتے ہوئے جداگانہ قیام نماز کی ہٹ کو چھوڑ دیں "

ہمیں اس تحریک سے دلی ہمدردی ہے - وہ دن فی الواقعہ نہایت مبارک ہوگا جب مسلمان اپنے تمام فرقی اختلافات کو قایم رکھتے ہوئے ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھنے اور ملکر نمازیں پڑھنے کے لئے تیار ہوں گے -

جہانتک جماعت احمدیہ کا معاملہ ہے ہم آج " جداگانہ قیام نماز " کو چھوڑنے اور اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے ملکر نماز پڑھنے کے لئے تیار ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کن کے ساتھ مل کر نماز پڑھی جائے؟ کیا ان لوگوں کے ساتھ جو ہمارے ہادی و پیشوا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کافر و دجال اور کیا کیا کچھ کہنے کو تیار رہیں کیا ان لوگوں کی اقتدا میں نماز ادا کی جائے جن کا یہ خیال ہے کہ احمدی ہونے سے انسان کا آریہ یا عیسائی ہونا بہتر ہے ؟ ہم مولوی دل محمد صاحب کے ممنون ہوں گے اگر وہ غیر احمدی علما د بالخصوص جمعیتہ علما اور دیوبند) سے یہ اعلان کرا دیں کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور ان کے مریدین مسلمان ہیں اور جو شخص ان پر یا کسی کلمہ گو پر کفر کا فتویٰ دیتا ہے وہ خود اس فتوے کے نیچے آتا ہے - اس کے بعد وہ جہاں چاہیں جماعت احمدیہ (لاہور) کے پاکسی اور غیر مکفر مولوی کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے تیار ہوگی - ہمارا اصول یہ ہے کہ کسی مکفر مولوی کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے خواہ وہ احمدیوں کو کافر کہے یا کسی اور اسلامی فرقہ کو - کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جو مسلمانوں کو کافر قرار دے کر جماعت اسلامیہ میں افتراق پیدا کرتا ہے تعاون علی الاثم والعدوان ہے -

ہم احمدی کیوں کہلاتے ہیں ؟

مولوی دل محمد صاحب کی دوسری تحریک بھی جس میں انہوں نے تمام اسلامی فرقوں کو اپنے اپنے فرقی نام ترک کر کے محض " مسلم " کہلانے کی نصیحت کی ہے نہایت مبارک اور قابل تحسین ہے - بشرطیکہ ایسے الگ ناموں کی وجہ سے " مسلم " کہلانا غیر ضروری سمجھا جاتا ہو - لیکن اگر کوئی جماعت محض امتیاز اور تقسیم کار کی وجہ سے اپنا ایک الگ نام تجویز کر لیتی ہے - اور اس الگ نام کے باوجود " مسلم " کہلانا ضروری سمجھتی ہے تو اس میں کونسی برائی کی بات ہے قرآن نے خود ولتکن منکم امۃ الخ میں ایک الگ جماعت کی ضرورت جتائی ہے - فرمائیے ایسی جماعت جو قرآن کے حکم کی تعمیل میں کھڑی ہو کوئی اپنا نام الگ تجویز کرے گی یا نہیں؟ مسلمانوں میں سینکڑوں انجمنیں ہیں جن کے الگ الگ نام ہیں حالانکہ وہ سب کی سب " مسلم " ہیں اس سے بھی زیادہ صفائی کے ساتھ دیکھنا ہو تو خود مولوی دل محمد صاحب کی مثال لے لیجیے - باوجودیکہ آپ کا نام " مسلم " رکھا گیا - اور اس سے بھی وسیع حلقہ میں آپ کا نام " انسان " رکھا گیا - تاہم آپ " مولوی دل محمد صاحب " کے نام سے موسوم ہیں - ہم نہیں سمجھتے کہ اس نام سے ان کے مسلم ہونے کی نفی ہو گئی - یہی حال " احمدی " جماعت کا ہے - جس کا اصلی نام اس کے مقدس بانی کے الفاظ میں " مسلمان فرقہ احمدیہ " ہے - ممکن ہے کسی دوسری اسلامی جماعت نے کسی اور وجہ سے اپنا الگ نام رکھا ہو جس سے مسلم نام کی نفی ہوتی ہو - لیکن " احمدی " نام اس بات کے اظہار کے لئے ہے کہ یہ جماعت نرمی اور صلح کے پیرائے میں اور رسول اللہ صلعم کی صفت جمالی سے متصف ہو کر تبلیغ اسلام کا کام کرتی ہے - اس سے بڑھکر اس نام کا اور کوئی مقصد نہیں - اور نہ جماعت احمدیہ اس نام کو کسی طرح بھی " مسلم " نام کے منافی سمجھتی ہے -

ایک نومسلم انگریز خاتون کا جذبہ ملی

مسز زاہدہ پرل انگلستان کی ان انگریز خواتین میں سے ہیں جن کے دل اسلامی نور سے منور ہو چکے ہیں - اور وہ اسلام کی خدمت دلی خلوص کے ساتھ ہر وقت کرنے کے لئے تیار رہتی ہیں -

معاصر " لائٹ " سے ہمیں یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ ہماری اس محترمہ بہن نے جو اپنی پاکیزہ صفات اور دلی جذبات کے لحاظ سے ایک امتیاز خصوصی رکھتی ہیں مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ کے مقدمہ کے متعلق خود ملک معظم کی خدمت میں ایک چٹھی لکھی اور اس میں ملک معظم سے اس مقدمہ کی تحقیقات کرنے اور مولانا موصوف کی رہائی کی درخواست کی - ملک معظم کے پرائیویٹ سکرٹری کی طرف سے انہیں اطلاع ملی کہ وہ چٹھی وزیر ہند کے پاس بھیجدی گئی ہے - اس پر خاتون موصوفہ نے وزیر ہند کو ایک چٹھی لکھی جس کے جواب میں انہیں اطلاع موصول ہوئی کہ :-

" آپ کی درخواست مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۲۸ء جو مولوی یعقوب خاں صاحب کی رہائی کے بارہ میں آپ نے ہز مجسٹی ملک معظم کی خدمت میں بھیجی تھی ملک معظم کی طرف سے صاحب وزیر ہند کی خدمت میں موصول ہوئی ہے - جنہوں نے ہز مجسٹی کے حکم سے پوری احتیاط کے ساتھ اس معاملہ پر غور کیا ہے - لیکن افسوس ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس بات کے ناقابل پاتے ہیں کہ ملک معظم کو آپ کی درخواست کی منظوری کا مشورہ دیں "

یہ جواب جو کچھ بھی ہے - ہمیں اس سے بحث نہیں - ہمیں اس نیکدل اور باہمت خاتون کے جذبۂ اسلامی کو یہاں پیش کرنا ہے جو اسے اسلام کی خدمت کے لئے ملک معظم کی ڈیوڑھی پر لے گیا - کامیابی یا ناکامی ایک دوسری چیز ہے - انسان کا فرض جہاں تک ہے وہ مسز زاہدہ پرل نے پورے طور پر ادا کر دیا - یہی روح فی الحقیقت ہر مسلمان میں ہونی چاہیے کہ جہانتک اس سے ممکن ہو، ہر نیک کام میں امداد کرنے کی کوشش کرے خواہ اس سے درخواست کی جائے یا نہ کی جائے - جو لوگ انگلستان کے نومسلموں کی دینی حمیت کے متعلق سوال کرتے رہتے ہیں انہیں مسز زاہدہ پرل کے اس نمونہ پر غور کرنا چاہیے -

شذرات

داناؤں کا قول ہے ؎

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند
در جہل مرکب ابدالدہر بماند

جو شخص کچھ بھی جانتا نہیں اور باوجود اس کے سمجھتا ہے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں وہ ہمیشہ جاہل اور بیوقوف ہی رہتا ہے -

بعینہ یہی حالت ہمارے آریہ دوستوں کی ہے - اپنی بڑائی کی ڈینگیں مارنا ان کا رات دن کا شغل ہے - اور پھر بڑائی یہ نہیں کہ مال و دولت جمع کرنے میں - کذب بیانی اور ناحق کوشی میں - مسلمانوں کو گالیاں دینے اور ہندوؤں کو ان کے خلاف اکسانے میں وہ ظاہر کرتے ہیں ان " فنون عالیہ " میں اگر وہ اپنی فضیلت کا اظہار کرتے تو ہمیں ہرگز انکار نہ ہو سکتا تھا - لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ علمی میدان میں مسلمانوں کے منہ آتے ہیں - اور بات بات پر ان کی قلموں سے ایسے ایسے پھول جھڑتے ہیں کہ جن کی بو سے انسان کا دماغ پراگندہ ہو کر رہ جاتا ہے -

آریہ اخباروں کی غلطیاں اس لحاظ سے چنداں قابل گرفت نہیں کہ انہیں اردو سے چنداں لگاؤ نہیں اسی لئے ہم نے کبھی آج تک اس طرف توجہ نہیں کی لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ یہ لوگ کچھ نہ جانتے ہوئے بھی مسلمانوں کا منہ چڑانے اور ان کی غلطیاں نکالنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں چنانچہ ۷ رجولائی ۱۹۲۸ء کے " آریہ گزٹ " کا ایک عنوان ہے " خواجہ حسن نظامی کا مبلغ علم " آگے چل کر مضمون کے اندر بھی ایک فقرہ ہے " حضرت! اگر آپ کا مبلغ علم اتنا ہی تھا " دونوں جگہ پر " مبلغ " کا لفظ خاص طور پر مشدد ہی لکھا ہے - یہ آپ کا مبلغ علم ہے جس پر آپ کو اس قدر ناز ہے - کہ بعض وقت قرآن کی عربی کی غلطیاں نکالنے بیٹھ جاتے ہیں - ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

اسی مبلغ علم کو لے کر " آریہ گزٹ " ایک مسلمان شیخ عبدالقادر بیرسٹر سیالکوٹ کے اس مطالبہ کا جواب دیتا ہے کہ قرآن کے محرف و مبدل ہونے کا کیا ثبوت آریوں کے پاس ہے - آپ فرماتے ہیں :-

" خود اسلامی کتابوں ہی نے یہ بات لکھی ہے اور اگر آپ تحریف الحقان فی علوم القرآن مصنفہ حضرت امام غزالی ہی پڑھیں جو عربی کی مستند کتاب ہے تو اس سے آپ کی پوری تسلی ہو جائیگی لیکن ایک شرط ہے وہ یہ کہ کہیں قرآن کی آیتوں کی طرح آپ کی عقل کو بھی بکری نہ چر گئی ہو "

یہ ہے علم و تہذیب - اسی علم اور اسی شائستگی کی بنا پر یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مکہ اور مدینہ پر ویدک دھرم کے جھنڈے لگائیں گے کوئی اس کج فہم دشمن عقل سے پوچھے کہ تحریف الحقان فی علوم القرآن کونسی کتاب ہے جو امام غزالی نے لکھی - کب تم نے اس کتاب کی شکل دیکھی یا یونہی اپنے پاس سے ایک نام بنا کر رکھ دیا - اور اسے امام غزالی کی طرف منسوب کر دیا -

اصل میں " آریہ گزٹ " کی مراد " اتقان فی علوم القرآن " سے ہے جو امام سیوطی کی تصنیف ہے - خود تو اس نے اس کتاب کو دیکھا نہیں - اس میں سے ایک سنی سنائی بات نقل کر دی جس کی تردید تمام محققین نے کی ہے لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ " آریہ گزٹ " کا تمام علم و عقل گئو ماتا ہی کے پیٹ کی نذر ہو چکا ہے -

" آپ پیغام صلح " کی مدد کس طرح کر سکتے ہیں ؟

ہم آپ کے سامنے چند تجاویز پیش کرتے ہیں ان میں سے ہر ایک پر یا کسی ایک پر عمل کرنے سے آپ اپنے اخبار کی امداد کر سکیں گے :-

(۱) آپ خود خریدار بنیں - اور دوسروں کو اس کی خریداری کی طرف توجہ دلائیں -

(۲) اجرتی اشتہارات فراہم کیجئے - بشرح اجرت کم ہو اس کیلئے آپکو معقول کمیشن بھی دیا جا سکتا ہے جو خط و کتابت سے طے ہو سکتا ہے -

(۳) ایسے اصحاب کے نام اور پتے بھیجئے جو تبلیغ و اشاعت سے دلچسپی رکھتے ہوں

مذاکرۂ علمیہ

اسلامی سزائیں

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کی قلم سے)

زنا اور چوری کی سزا میں فرق

سوال - زنا چوری سے فحش اور سنگین جرم ہے مگر شریعت نے اس کی سزا کم رکھی ہے - یعنی سو درے (مائۃ جلدۃ) اور چوری کی سخت یعنی قطع ید - جس کا اثر بھی مجرم کے بدن پر دائم رہ کر جرم کا تازہ اظہار کرتا رہتا ہے - واضح رہے کہ پہلی شرائع میں زنا کی سزا چوری سے سخت تھی یعنی رجم - مگر وہ اسلام نے منسوخ کر دی - آنحضرت صلعم کے حکم رجم سے استدلال صحیح نہیں ہو سکتا - کیونکہ اس کے زمانہ صدور کے متعلق یہ نہیں جزم کیا جا سکتا - کہ نزول آیت کے بعد - یقیناً زمان نزول سے قبل ہے جو مطابق رواج سابق کے تھا - کیا ان دونوں جرموں کی سزائے شرعی موجودہ تہذیب و تمدن کی فضا میں موافق آ سکتی ہے؟

سزاؤں میں قرآن کی اصلاحیں

جواب - اسلام نے جو چوری اور زنا پر سزائیں رکھی ہیں وہ ٹھیک جرم کے مطابق ہیں - نہ چوری کی سزا زیادہ سخت ہے نہ زنا کی سزا کم سخت ہے - چوری پر قطع ید کی سزا انتہائی سزا ہے نہ کہ ابتدائی - اور زنا کی سزا سو درے ہے نہ کہ رجم یعنی سنگساری - اگر آنحضرت صلعم نے مطابق رواج سابق کبھی رجم کا حکم دیا تو وہ یقیناً سورۂ نور کے نزول سے قبل دیا ہوگا - ورنہ قرآن کی نص صریح کے بعد آپ ایسا حکم نہیں دے سکتے تھے - رجم موسوی شریعت کی ایک سزا تھی مگر قرآن نے آکر اس سزا کو ہمیشہ کے لئے منسوخ کر دیا - بلکہ قرآن نے سنگساری کی سزا کو کسی جرم کے بدلہ میں بھی جائز نہیں رکھا اور سچ پوچھو تو قرآن نے سزا کے بارے میں بڑی اصلاحیں کی ہیں - موسوی شریعت میں جان کے بدلہ جان اور آنکھ کے بدلہ آنکھ - اور ناک کے بدلہ ناک اور کان کے بدلہ کان اور دانت کے بدلہ دانت - اور زخموں میں بھی بدلہ تھا سوائے اس کے کہ کوئی معاف کر دے - مگر قرآن نے یہ سب تشدد اڑا دیا -

فوجداری سزا کا اصول

قرآن نے فوجداری سزا کا اصول یہ قائم کیا - کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ - انہ لا یحب الظلمین کہ کسی بدی کا بدلہ اسی کے مطابق سزا دینا ہے اور اگر کوئی معاف کر دے اور اس میں اصلاح مدنظر ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے - بیشک اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا - گویا اس میں سزا دینے کے فلسفہ کو بیان کر دیا یعنی سزا کا اصلی مقصد اصلاح اور انصاف ہے - اگر انصاف کے خلاف نہ ہو اور معاف کرنے میں اصلاح ہوتی ہو تو وہ سب سے بہتر ہے - لیکن اگر معاف کرنے سے اصلاح نہ ہوتی ہو اور انصاف کا خون اور جرائم کی ترقی ہوتی ہو تو پھر سزا دینا بہتر ہے - صاف بتا دیا کہ ہر صورت میں مطلب اصلاح ہے اور سزا دینے میں ہمیشہ اصلاح کے پہلو کو مدنظر رکھنا چاہیے -

سزا دینے میں مجرم کی اصلاح مدنظر رہے

اب بدی کے بدلہ اسی کے مطابق سزا فرما کر مثالوں سے اس کی تشریح بھی کر دی مثلاً حکم قتل کو لے لیا - قتل کی سزا قصاص رکھی یعنی قاتل کو قتل کر دیا جائے مگر ساتھ ہی مقتول کے ورثا کی رضامندی کے ساتھ خونبہا کی اجازت بھی دے دی جس سے معلوم ہوا کہ کسی بدی کے مطابق سزا دینے کے یہ معنے نہیں کہ ہمیشہ اس کی سزا میں وہی فعل مجرم کے ساتھ کیا جائے جس کا ارتکاب مجرم سے ہوا تھا - اگر عقل اور انصاف، اخلاق اور امن پسندی - اصلاح طلبی اور سوسائٹی کے حالات اس امر کی اجازت دیتے ہوں کہ مجرم کو ویسی سزا دی جائے جیسا کہ اس نے فعل کیا ہے تو ویسی ہی سزا دی جائے - مثلاً قتل کے بدلہ میں قتل کر دیا جائے - لیکن اگر کہیں عقل اور انصاف، اخلاق فاضلہ اور امن پسندی اور اصلاح طلبی اور حالات سوسائٹی اس امر کے مقتضی ہوں کہ مجرم کے ساتھ بالمقابل ویسا ہی فعل نہ کیا جائے جیسا کہ اس نے کیا تھا تو پھر اس فعل کی مناسبت سے اسے ایسی سزا دی جائے جس سے انصاف کا توازن قائم رہے - مثلاً چوری کے مقابلہ میں سزا چوری نہ ہوگی بلکہ قید یا ہاتھ کا کاٹنا ہوگا - زنا کے مقابل میں سزا زنا نہ ہوگا بلکہ ۱۰۰ درے ہوں گے - قتل کے مقابلہ میں بعض دفعہ قتل اگر سزا ہوگی تو بعض دفعہ خونبہا - ان مثالوں سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا جو فوجداری کی سزاؤں کا اصل الاصول ہے اس سے مطلب نہیں کہ مجرم کے ساتھ ہمیشہ بالمقابل وہی سلوک کیا جائے جو مجرم نے کیا تھا بلکہ امام کو اختیار ہے کہ حالات گرد و پیش کو مدنظر رکھتے ہوئے اس جرم کے بالمقابل کوئی سزا ایسی مناسب حال تجویز کرے جس سے انصاف کا توازن صحیح طور پر قائم رہے - آج مہذب گورنمنٹوں کے بھی فوجداری قوانین کا یہی بنیادی اصول ہے - پس کسی کی ڈنڈا مار کر آنکھ نکال دی جائے تو یہ ضروری نہیں کہ بالمقابل مجرم کی بھی آنکھ نکال دی جائے - امام کو اختیار ہے کہ وہ بالمقابل کسی دوسری قسم کی سزا مثلاً قید یا جرمانہ وغیرہ کو اختیار کرے - جب قتل کی سزا میں تخفیف مثلاً خونبہا جائز ہے - گویا سزا کی نوعیت ہی بدل جاتی ہے - تو کسی ایک عضو کے ضائع ہو جانے میں اگر حالات پیش آمدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے امام سزا کی نوعیت کو بدل دے تو اس میں کیا مضائقہ ہو سکتا ہے -

سرکش اور خونخوار دشمنوں کی سزا

ہاں بعض مرتبہ سرکش اور خونخوار قوموں کو عبرتناک سزا کے طور پر بالمقابل سخت سے سخت سزا بھی دینی پڑتی ہے - مثلاً ایک دفعہ کچھ لوگ جو ایک بڑے سرکش قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے - اور ہمیشہ مسلمانوں کو دق کرتے رہتے تھے وہ بظاہر ایمان لائے - اور مدینہ کی آب و ہوا کی ناموافقت اور بیماری کا بہانہ کیا تو آنحضرت صلعم نے انہیں مدینہ کے باہر ایک مقام پر آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے ٹھہرنے کی اجازت دی - انہوں نے اس احسان کا بدلہ یہ دیا - کہ مسلمانوں کے اونٹ بھی چرا لے گئے اور جو صحابی ان کی حفاظت کرتے تھے ان کی آنکھیں بھی نکال لیں تاکہ وہ کبھی پہچان نہ سکیں اور پھر قتل بھی کر دیا مسلمانوں کی اس قدر نازک حالت کہ سارا عرب دشمن اور خون کا پیاسا اور مسلمانوں کی تعداد بہت کم - اس وقت ایسا خطرناک جرم کہ مسلمانوں کو لگا یا ایسی صورت میں سوائے اس کے اور سزا کیا تجویز ہو سکتی تھی کہ جب وہ قابو آئیں تو ان کی بھی آنکھیں نکال دی جائیں - اور قتل کر دیئے جائیں - تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور ایسی بدمعاشی کرنے کی پھر جرأت نہ ہو - یہاں تو موجودہ مہذب حکومتیں سرحدی قبائل کے گھر بار تک جلا کر خاک سیاہ کر دیتے ہیں - ان کی بستیوں پر بم پھینک کر تہس نہس کر دیتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ عبرت پیدا کرنے کے لئے ایسا کیا لیکن حالات ایسے نازک نہ ہوں اور مجرم کی نیت ایسی بد نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں - کہ امام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مجرم کو سزا قید وغیرہ کی دیدے - یا جس کو نقصان پہنچا ہو اس کو ایک معقول رقم بطور تاوان کے دلوا دے -

نئی فقہ کی ضرورت

الغرض اسلام نے سزاؤں کے بارے میں دوسری شرائع سے اس امر میں اختلاف کیا ہے - اور امام کو زیادہ وسعت اور اختیار دیا ہے کہ وہ حسب حالات زمانہ و حالات مقدمہ سزا انتہائی درجہ کی دے - یا اس میں کچھ تخفیف کر دے - یا اس کی صورت بدل دے - اور ایک عالمگیر مذہب کے لئے یہ ضروری تھا - اس لئے میری رائے میں فقہ کی تدوین ہر زمانہ کے مناسب حال ہونی چاہیے - آج اپنے زمانہ کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرورت ہے - کہ قرآن اور سنت سے استنباط کر کے ایک نئی فقہ مرتب کی جائے جس میں تمام مسائل قرآن و سنت سے کامل طور پر تحقیق کر کے درج کئے جائیں اور ہر ایک بات جو کسی خاص زمانہ یا حالات کے مطابق کسی فقیہ نے اپنے اجتہاد سے استنباط کئے تھے اگر درست ہوں اور ہمارے زمانہ کے مناسب حال ہوں تو قبول کئے جائیں ورنہ ترک کر دیئے جائیں - اور اس میں وہ تمام مسائل جدیدہ آ جانے چاہئیں جو زمانہ کے اقتضاء سے پیدا ہو گئے ہیں - ہمارے حضرت مسیح موعود نے بھی یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ ایک نئی فقہ بننی چاہیے -

چور کی سزا

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا - آمدم بر سر مطلب - اب چوری کی سزا کو لیجئے قرآن میں حکم ہے - والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیہما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم - فمن تاب من بعد ظلمہ و اصلح فان اللہ یتوب علیہ - ان اللہ غفور رحیم - (ترجمہ) اور چور مرد اور چور عورت سو ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ اس کی سزا ہے جو انہوں نے کیا - اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے - پھر جو شخص اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرے تو اللہ ضرور اس پر رحمت سے توجہ کرے گا - بیشک اللہ مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے - ڈاکو وہ ہوتا ہے جو بالجبر مال لیتا ہے اور چور وہ ہوتا ہے جو چھپ کر مال لیتا ہے - یہاں ڈاکو کا ذکر نہیں - صرف چور کا ذکر ہے اس کی سزا قطع ید بیان کی -

قطع ید کے معنے

یہاں تین چار امور قابل غور ہیں:-

(۱) اول تو قطع ید کے معنے - اس کے معنے ہیں ہاتھ کا کاٹنا - لیکن مجازاً اس کے معنے ہاتھ کا روک دینا بھی ہیں - مثلاً تقطعون السبیل سے مراد رستہ کا روکنا ہوا کرتا ہے - نہ کہ رستہ کا کاٹنا - حدیث میں آتا ہے کہ ایک شاعر نے شعر سنائے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اقطعوا عنی لسانہ یعنی اسے کچھ دیکر خاموش کر دو - یہاں زبان کاٹنے سے مراد زبان کا روکنا ہے - اسی طرح قرآن کریم نے قطع ید کا کلمہ استعمال کر کے عجیب پر حکمت طریق اختیار کیا ہے - یعنی مطلب تو یہ ہے کہ چور کے ہاتھ سے سوسائٹی کو امن میں لایا جائے - خواہ اس کو قید کر کے اس کا ہاتھ روک دیا جائے خواہ کاٹ کر ہاتھ روک دیا جائے -

قطع ید میں توبہ اور اصلاح کا موقع

(۲) فمن تاب من بعد ظلمہ و اصلح بتاتا ہے کہ چوری کرنے والے کو توبہ اور اصلاح کا موقع دینے کا بھی حکم ہے یا ایسے طور پر قطع ید کیا جائے کہ توبہ اور اصلاح کا موقع ہو - اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ قطع ید عارضی ہو یعنی قید کے ذریعہ سے - ورنہ ہاتھ کے کٹ جانے کے بعد توبہ اور اصلاح کا نفع چور کو کیا پہنچ سکتا ہے - وہ تو جرم کے قابل ہی نہ رہا -

ہاتھ کاٹنا انتہائی سزا ہے

لیکن اگر توبہ اور اصلاح نہ کرے اور سوسائٹی کا امن خطرہ میں ہو تو اس سے ہمیشہ کے لئے امن اسی طرح سے پیدا ہو سکتا ہے - کہ اسے اس قابل ہی نہ چھوڑا جائے کہ وہ یہ جرم کر سکے - اور نئی تحقیقات بھی یہی ہے کہ عادی چور کے دماغ میں چوری کی عادت ایک نیا مرکز چوری کا بنا دیتی ہے جس کا تعلق ہاتھ سے ہوتا ہے - ہاتھ کے کٹنے سے وہ مرکز بھی مٹ جائے گا - اور رفتہ رفتہ وہ عادت بھی دور ہو جائے گی - اور اگر بفرض نہ بھی ہو تب بھی سوسائٹی تو اس سے امن میں ہو گئی -

ائمہ مجتہدین کی حد بندی

(۳) خود ائمہ مجتہدین نے چوری کی سزا میں حد بندی قائم کی ہے - مثلاً امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دس درہم اور امام شافعیؒ کے نزدیک دینار کے چوتھے حصہ کی کم کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں - جس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ کاٹنے کی سزا کسی خاص حد پر پہنچ کر شروع ہوتی ہے - لیکن یہ دس درہم اور چوتھائی دینار ان کا اپنا اجتہاد ہے - حقیقت یہی ہے کہ ہاتھ کا کاٹنا انتہائی سزا ہے یعنی ابتدا میں امام کو اختیار ہے کہ وہ اس سے کم سزا دے - لیکن جب وہ اس امر کو معلوم کرے کہ مجرم ایک عادی چور ہے - اور اسے باوجود توبہ اور اصلاح کا موقع دینے کے وہ اپنے فعل اور عادت سے باز نہیں آتا تو اسے اختیار ہے کہ وہ اس انتہائی سزا کو کام میں لائے -

تعزیرات ہند کی سزائیں

تعزیرات ہند میں جس قدر سزائیں لکھی ہوتی ہیں وہ انتہائی ہوتی ہیں مجسٹریٹ کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ حسب حالات مقدمہ اور تقاضائے انصاف جتنی چاہے اس میں سے سزا دے - مثلاً کسی دفعہ کے ماتحت دو برس کی قید کی سزا دی جا سکتی ہے تو ضروری نہیں کہ وہ ہر مجرم کو جو اس دفعہ کے نیچے آئے - دو سال کی قید کی ہی سزا دے - بلکہ اسے اختیار ہے کہ چھ ماہ کی سزا دیدے - یہ اس کی سمجھ اور انصاف پر چھوڑا گیا ہے - اسی طرح اسلام نے چور کی انتہائی سزا ہاتھ کا کاٹنا رکھا ہے لیکن مجسٹریٹ کو اختیار رہے کہ ابتدائی حالتوں میں وہ اس سے کم درجہ کی سزا مثلاً قید دے سکتا ہے -

ڈاکو کی سزا

اس کے لئے بڑا بھاری قرینہ ڈاکو کی سزا کا معاملہ ہے - اسی سورت میں اسی آیت سے چند آیات قبل ڈاکو کی سزا کا ذکر ہے - فرماتے ہیں انما جزاؤا الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیہم و ارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض ذالک لہم خزی فی الحیوۃ الدنیا و لہم فی الاخرۃ عذاب عظیم (ترجمہ) ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا صلیب دی جائے - یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف اطراف سے کاٹ دیئے جائیں - یا ان کو قید کر دیا جائے - یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بھاری عذاب ہے -

اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ

یہاں اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ خدا و رسول کے قانون کو توڑتے ہیں - جس طرح گورنمنٹ انگلشیہ کے قانون کو جو شخص توڑتا ہے اور اس کے خلاف مقدمہ بنتا ہے - تو اس میں سرکار مدعی ہوتی ہے گویا مجرم کو گورنمنٹ کے ساتھ لڑنے والا قرار دیا جاتا ہے - اسی طرح یہاں اللہ و رسول سے لڑنے والے وہ لوگ قرار دیئے ہیں جو ملک میں ڈاکے مارتے پھرتے اور بد امنیاں پھیلاتے پھرتے تھے -

چار قسم کی سزائیں

ان کے لئے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے ماتحت سزا چار قسم کی بیان فرمائی جو لوگ ڈاکے کے ساتھ قتل بھی کرتے تھے ان کو قتل کر دینے کا حکم دیا جو قتل کی مختلف وارداتیں کر کے ملک میں انہیں ہمک مچاتے تھے انہیں پھانسی یا صلیب

پر لٹکانے کا حکم دیا۔ تا ان کی سزا کی تشہیر ہو۔ اور لوگوں کے لئے عبرت ہو جو لوگ ڈاکہ کے ساتھ لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالا کرتے تھے۔ جیسا کہ عرب میں اکثر ہوا کرتا تھا۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ گو مخالف اطراف سے کاٹنے کا حکم دیا۔ تاکہ مجرم کا دھڑ بالکل بیکار نہ ہو جائے اور وہ سوٹی کے ذریعہ چل پھر سکے۔ پھر جو لوگ محض ڈرا کر مال لیا کرتے تھے انہیں قید کا حکم دیا۔ گویا مختلف سزاؤں کا ذکر کر کے امام کو اختیار دیا کہ وہ حسب حالات مقدمہ و تقاضائے انصاف ان سزاؤں میں سے جس سزا کو مناسب سمجھے برت لے۔

امام کو سزا کی تخفیف کا اختیار

اب مقام غور ہے کہ جب ڈاکہ کے ذریعہ مال چرانے کی سزا حسب حالات مقدمہ قید ہو سکتی ہے تو محض چوری کی سزا جو ڈاکہ سے ادنیٰ جرم ہے قید کیوں نہیں ہو سکتی۔ ہاتھ کا کاٹنا چوری کی حالت میں اسی طرح انتہائی سزا ہے۔ جس طرح قتل اور صلیب ڈاکہ کی انتہائی سزا ہے۔ جس طرح ڈاکہ کی صورت میں امام کو حسب حالات مقدمہ اس سزا کو تخفیف کر کے قید کی سزا دینے کا اختیار ہے۔ اسی طرح چوری کی حالت میں بھی امام کو اختیار ہے کہ وہ سزا میں تخفیف کر کے قید کی سزا دے دے۔ مطلب تو سوسائٹی کو چور کے ہاتھ سے مامون و محفوظ کرنے سے ہے۔ یہ امام کے انصاف اور سمجھ پر منحصر رکھا ہے کہ وہ حسب موقع کارروائی کرے۔ ایک عادی چور کے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ یا بعض قومیں ایسی سرکش اور چوری پیشہ اور جرائم پیشہ ہوتی ہیں کہ ان کے لئے جب تک انتہائی سزا کو شروع ہی میں نہ برتا جائے وہ کبھی اصلاح پذیر نہیں ہوتیں۔ اور نہ انہیں کوئی عبرت ہوتی ہے۔ الغرض موقع اور محل کے مناسب کارروائی ہونی چاہئے۔

موجودہ تہذیب و تمدن کی سزائیں

رہ گیا آپ کا یہ فرمانا کہ ان دونوں جرموں کی سزائے شرعی موجودہ تہذیب و تمدن کی فضا میں موافق آسکتی ہیں؟ سو اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ قتل اور قید اور بید مارنے کی سزا تو آج بھی موجودہ تہذیب و تمدن میں استعمال ہوتی ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ انہوں نے زنا پر بید مارنے کی سزا ابھی تجویز نہیں کی اور نہ چوری کی انتہائی سزا ہاتھ کاٹنا رکھا۔ اسی سے ان دونوں جرائم کی اصلاح بھی تا حال نہ ہو سکی۔ ان کے ہاں زنا تو کوئی جرم ہی نہیں جب تک وہ بالجبر نہ ہو۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس کی جو کثرت آج زمانہ میں ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اور جو چوری پیشہ اقوام ہیں وہ بھی اسی طرح سوسائٹی کے لئے ایک لعنت چلی آتی ہیں۔ آج زنا پر بید اور چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا کا ڈر ہو تو فرمایئے کتنے آدمی اس جرم کے لئے جرأت کریں گے۔

جیل خانہ اصلاح کا موجب نہیں

یورپ کے بڑے بڑے محقق مقنن اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جرائم کے دور کرنے میں جس قدر جسمانی سزائیں اثر رکھتی ہیں وہ اثر جیل خانہ نہیں پیدا کرتا۔ بلکہ جیل خانہ سے نئی نئی قسم کی بدمعاشیاں سیکھ کر لوگ نکلتے ہیں۔ اس لئے نوعمر قیدیوں کے لئے اب ریفارمیٹری کھولی گئی ہیں۔ جن میں ان کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ تو یہ تو اسلام نے بھی کہا تھا کہ ان کو توبہ اور اصلاح کا پہلے موقع دینا چاہئے۔ اگر اصلاح نہ ہو اور چوری بطور عادت کے ہو تب ہاتھ کاٹنے کی سزا دینی چاہئے۔

ہاتھ کاٹنے میں سختی کوئی نہیں

رہ گیا یہ امر کہ ہاتھ کاٹنا بڑی سختی معلوم ہوتی ہے تو قتل کرنا اور پھانسی دینا اس سے بھی زیادہ سختی اور تکلیف دہ ہے۔ اگر انصاف اور اصلاح کے لئے پھانسی دینا ضروری ہے تو اصلاح اور انصاف کے لئے ہاتھ بھی کاٹنا ضروری ہے۔ زیادہ سے زیادہ کلوروفارم دے کر ہاتھ کاٹ لو۔ اب تو یورپ میں بے ہوش کر کے قتل کرنے کی تجویزیں ہو رہی ہیں تا مجرم کو تکلیف نہ ہو اسی طرح بیہوش کر کے ہاتھ بھی کاٹ سکتے ہیں۔ اصل میں انسان اس شخص کی تکلیف بھول جاتا ہے۔ جس کو مجرم نے قتل کیا تھا۔ یا جس کو اندھا کر دیا تھا یا ان گھروں کی تباہی پر نظر نہیں رہتی۔ جو چوروں کے ہاتھوں سے برباد ہو گئے۔ دیکھنے والا ایک قاتل ایک چور ایک مجرم کو بندھا ہوا سزا کے لئے لیجاتا ہوا دیکھتا ہے اور اس سے ہمدردی کرتا ہے۔ لیکن ان مظلوموں کو بھول جاتا ہے۔ جن کو اس مجرم کے ہاتھوں نے برباد کر دیا چونکہ وہ نظروں کے سامنے نہیں ہوتے اس لئے ان کے لئے ہمدردی جوش نہیں مارتی۔ اور مجرم نظروں کے سامنے ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی تکلیف کو محسوس کر کے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ اس مظلوم کے دل سے پوچھو جس کا مال یا جان یا عزت ایک بدمعاش کے ہاتھ سے برباد ہو گئی۔ جس پر بیتی ہے وہی جانتا ہے۔ پس خدا کے قانون میں ایک جج کے سامنے سزا دیتے وقت دونوں پہلوؤں کا خیال ہونا چاہئے۔ نہ مجرم پر سختی ہو اور نہ مظلوموں کے ساتھ بے انصافی ہو۔

اسلامی سزائیں سوسائٹی کیلئے موجب امن ہیں

ایک زانی کو پبلک میں بید لگتے ہوئے دل ہمدردی سے پگھلتا ہے۔ لیکن جس خاندان کی عزت برباد ہو گئی۔ اس کے لئے کیوں ہمدردی نہیں؟ زانی کو پبلک میں بید مارنے کا حکم ہے تاکہ جس طرح اس نے ایک خاندان کو بے عزت کیا۔ اسی طرح اس کی بے عزتی ہو۔ اور صاف حکم ہے کہ وہ ہلکے ہوں یعنی ایسے بید مارے جائیں جن کی سزا چمڑے تک رہے۔ اعضائے رئیسہ کو صدمہ نہ پہنچے۔ بید کی اس سزا اور پبلک میں اس بے عزتی کا خوف ظاہر ہے کہ کس قدر زنا کی وارداتوں کو کم کر دینے والا ہے۔ پس مبارک ہوگا وہ دن جب دنیا کا تمدن اسلامی سزاؤں کو سوسائٹی کی بہتری کے لئے استعمال کرے گا۔ کیونکہ انہی سے شیطان بھاگتا ہے۔ اور بہت نادان ہیں وہ لوگ جو مغربی تقلید سے اندھے ہو کر بغیر اسلامی سزاؤں کی اصل حقیقت کو معلوم کئے مذہب کو سلطنت سے الگ کرتے پھرتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بفضلہ تعالیٰ بعافیت ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب چار ماہ کی رخصت پر ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں ان کا پتہ حسب ذیل ہے "پیٹر برو ڈلہوزی" حضرت امیر کا پتہ بھی یہی ہے۔

— ہمارے بھائی فضل داد صاحب جو کیمبل پور میں کوا پریٹو سوسائٹیز کے دفتر میں ملازم ہیں۔ سلسلہ کی تبلیغ کا ایک خاص جوش رکھتے ہیں اور ہر تحریک میں جو انجمن کے کسی شعبہ کی طرف سے ہو۔ نمایاں حصہ لیتے ہیں "پیغام صلح" کی کسی گزشتہ اشاعت میں یہ تحریک کی گئی تھی کہ ہر بھائی اپنے اس قومی آرگن کے لئے کم از کم بیس خریدار مہیا کرے۔ اس تحریک کو دوسرے دوستوں نے کہاں تک جامۂ عمل پہنایا۔ اس کا جواب ہمارے پاس نہیں۔ لیکن بھائی فضل داد صاحب کے ہم ممنون ہیں کہ انہوں نے اس بارہ میں نمایاں جدوجہد سے کام لیا ہے۔ اور اب تک چھ نئے خریدار پیدا کر چکے ہیں۔ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ ابھی جو کی تعداد باقی ہے انشاءاللہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۸ء سے پہلے ہی مہیا کر دوں گا۔ میں شرمندہ ہوں کہ میری رفتار دھیمی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دھیمی رہے مگر مسلسل رہے۔ ضرورت ہے کہ دوسرے احباب بھی اس طرف توجہ فرمائیں اور بھائی فضل داد صاحب کی سپرٹ اپنے اندر پیدا کر کے اپنے اس قومی آرگن کو اپنے قدموں پر کھڑا کر دیں۔

— بھائی فضل داد صاحب نے اپنے ایک خط میں ایک اور ضروری تحریک کی ہے کہ ہمارے جو بھائی اپنے کاروبار یا ملازمتوں کی وجہ سے ایک جگہ سے تبدیل ہو کر دوسرے مقام پر جاتے ہیں اپنے تبادلہ سے ایڈیٹر پیغام صلح کو مطلع کر دیا کریں۔ (خواہ وہ اخبار کے خریدار ہوں یا نہ ہوں) تاکہ جس جگہ وہ جا رہے ہیں وہاں کے احباب کو ان کا علم ہو جائے اور وہاں کی جماعت کے ساتھ ان کے تعلقات قائم ہوں۔ بعض ایسے مقامات ہیں جہاں ایک دو دوست ہی رہتے ہیں۔ ایسی حالت میں اور بھی ضروری ہے کہ نئے جانے والے اصحاب کا ان کے ساتھ تعارف ہو تاکہ جماعت کی صورت پیدا ہو سکے۔ امید ہے کہ آئندہ ہمارے دوست اس کا اچھی طرح خیال رکھیں گے۔

— کچھ مانڈوی سے ہمارے ایک بھائی اے۔ آر۔ میاں جی تحریر فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ چار روز کے بعد واپس بغداد جانے کا ہے۔ وہاں برادر سید تصدق حسین صاحب سے ملاقات کر کے "پیغام صلح" کے خریدار بڑھانے کی کوشش کروں گا۔ برادر موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہاں کچھ مانڈوی میں اشاعت اسلام کا کام مسلم بھائیوں نے اچھوت اقوام میں شروع کر رکھا ہے۔ تقریباً دو سو آدمی معہ عیال و اطفال مسلمان ہو چکے ہیں نیم ملا اور پیری مریدی والے سید اس نیک تحریک کے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ نیچ اقوام مسلمان نہیں ہو سکتیں۔

— چارباغ سے آغا محمد صاحب لکھتے ہیں کہ یکم جولائی ۱۹۲۸ء سے میں موقوف ہو گیا ہوں۔ ایک تو کام ختم ہو گیا دوسرے سب ڈویژنل افسر اور دوسرے اہلکار آ رہے ہیں۔ پہلا گیریزن انجینیر بدل گیا ہے اس لئے میں بمبئی کوشش کر رہا ہوں اگر کامیابی نہ ہوئی تو وزیرستان یا کوئٹہ جاؤں گا۔ احباب سے استدعا ہے کہ وہ روزگار [illegible] دعا کریں۔

معلومات

برطانیہ میں [illegible]ء کی نسبت ۷۰ فیصدی ایسے آدمیوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے جن کی آمدنی تین ہزار پونڈ سے لیکر پانچ ہزار پونڈ سالانہ تک ہے۔

رایو ڈسٹا میں ایک مکان سارے کا سارا بوتلوں کا بنا ہوا ہے بیر جنیڈ اکی بوتلیں اس میں اینٹوں کی جگہ استعمال کی گئی ہیں اور چونے یا سیمنٹ کی جگہ مٹی لگایا گیا ہے۔ یہ ۲۰ فٹ لمبا اور ۱۶ فٹ چوڑا بنایا گیا ہے۔ اور دو کمروں پر مشتمل ہے۔ سارے مکان کی تعمیر میں دس ہزار بوتلیں خرچ ہوئیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مالک مکان نے کونسی ایسی خوبی دیکھی کہ انہیں اینٹوں یا پتھروں پر ترجیح دی۔

فرانس کے ایک آدمی نے ایک نئی ایجاد کی ہے جس کے ذریعہ سے تار کے بغیر ہوا میں ٹیلیفون ہو سکتا ہے اور برقی پیغام بھیجا جا سکتا ہے اس آلہ کا تجربہ کیا گیا ایک ہوائی جہاز ۳۷۵ میل ہوا میں اڑا اور اس اثنا میں تیرہ مختلف سٹیشنوں کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔

انسان کے جسم میں خون کی حرکت و رفتار کے متعلق جو تازہ ترین اندازہ کیا گیا ہے اس کا مفاد یہ ہے کہ ایک بازو کی انگلیوں کے سرے سے چلا ہوا خون دوسرے بازو کی انگلیوں کے سروں تک ۱۸ سکنڈ میں پہنچتا ہے ایک قطرۂ خون پورا دورہ ختم کر لیتا ہے۔

برطانیہ کا چار ارب پونڈ سرمایہ بیرونی ممالک میں لگا ہوا ہے امریکہ کا باہر لگا ہوا سرمایہ اس سے نصف بھی نہیں ہے۔

لندن شہر میں گزشتہ سال ابتدائی اور اعلےٰ تعلیم پر ۱۱۵۸۲۳۴۵ پونڈ صرف ہوئے [illegible] یہاں خرچ صرف ۵۸۰۲۵۲۹ پونڈ یعنی نصف تھا۔

دنیا میں جو سونا محفوظ پڑا ہے وہ تخمیناً دو ارب اکاون کروڑ اٹھاون لاکھ روپے کا ہے۔ اس میں زیادہ بڑا حصہ امریکہ۔ برطانیہ فرانس اور جاپان کا ہے۔

انگلستان میں حال ہی میں کنٹ کے علاقہ میں ایسی بارش ہوئی کہ شاید ہی دنیا کے کسی حصے میں آج تک ہوئی ہو۔ یہ صرف تیس فٹ چوڑے اور دو میل لمبے علاقہ میں ہوئی اور موسلا دھار رہی۔ لیکن اس علاقے کے باہر ایک بوند بھی نہ پڑی ایک مکان کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے ایک حصہ میں پانی بہہ رہا تھا۔ لیکن دوسرا حصہ بالکل خشک تھا۔

امریکہ میں ہر سو شادیوں میں سے پندرہ میں طلاق و علیحدگی تک نوبت پہنچتی ہے۔ علیحدگی کی درخواستیں زیادہ تر عورتوں کی طرف سے دی جاتی ہیں کہ شوہر نے مارا ہے یا سختی کی ہے۔ یا معلق چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا ہے۔

برطانیہ میں [illegible]ء کی نسبت ۸۰ فیصدی ایسے آدمیوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے جن کی آمدنی پانچ ہزار سے لے کر دس ہزار پونڈ تک ہے۔ [illegible]ء کی نسبت ۴۲ فیصدی ایسے آدمیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے جن کی آمدنی ۱۵ ہزار پونڈ سے ایک لاکھ پونڈ سالانہ تک ہے ۵۰ فیصدی ایسے آدمیوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے جن کی آمدنی ایک لاکھ پونڈ سے زائد ہے۔

[illegible]ء کی نسبت ۴۰ فیصدی آدمی سیونگ بنک میں روپیہ جمع کراتے ہیں۔ اور کل تعداد ۱۵۰ لاکھ سے زائد ہے جو سیونگ بنک میں اپنا حساب رکھتی ہے۔

لنڈن شہر میں آگ بجھانے کا جو برگیڈ ہے اس پر سالانہ ۶½ لاکھ پونڈ صرف ہوتے ہیں۔

ولایت میں ایک لڑکی منہ کے بجائے نلکی کے ذریعہ پیٹ میں غذا پہنچاتی ہے [illegible]

ہندوستان

— ایک ہندو جوتشی نے پیشگوئی کی ہے کہ ۱۹۳۲ء میں دنیا کے تمام ممالک واقوام آزاد ہو جائیں گی۔

— کمیں پوش نظامی کے خلاف خواجہ حسن نظامی کا استغاثہ خارج کر دیا گیا ہے۔

— ہندو پنڈتوں نے قرار دیا ہے کہ مہاراجہ صاحب پدوکوٹہ (مدراس) کی عیسائی رانی کا لڑکا مہاراجہ کی فرزندی کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

— باردولی سینگرہ کے لئے دو لاکھ کے قریب روپیہ جمع ہو چکا ہے۔

— لنکا میں ایک اسلامی کالج کا سنگ بنیاد رکھا جانے والا ہے۔

— مہاراجہ نابھہ کی یادداشت بغرض رہائی گورنمنٹ ہند میں پہنچ چکی ہے۔

— ولایتی اخبار اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ مسٹر پٹیل نے ستیہ گرہ باردولی سے ہمدردی ظاہر کی ہے۔ اس لئے ان سے استعفےٰ لے لیا جائے۔

— مصر کے مشہور دارالاشاعت اور مطبع "دار الیا الکتب العربیہ" کے نمائندہ جناب عبدالعزیز آفندی ہندوستان تشریف لائے ہیں۔ آپ یہاں کی مشہور دارالاشاعتوں اور مطبعوں کا معائنہ کریں گے۔ اس کے بعد افغانستان اور ایران تشریف لے جائیں گے۔

— ریاست ریوا میں پائیں کے مقام پر محرم پر ہندو مسلم فساد ہو گیا۔

— لاہور ۵ رجولائی۔ آج ایم اے۔ بی اے۔ بی ایس سی (آنرز) مولوی عالم اور ہائی پرفیشنسی ان اردو کا نتیجہ امتحان شائع ہو گیا ہے۔

— ۴ رجولائی کو مسلمانان شملہ کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں ہنگامہ سوفتہ کے متعلق تقریریں ہوئیں۔ ہندو جاٹوں کے ظالمانہ طرز عمل پر اظہار بیزاری کیا گیا۔

— کراچی ۷ رجولائی۔ آج صبح پونے گیارہ بجے مسلمانان سندھ کی پولیٹیکل کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ ۵۰ ہندو بھی شریک جلسہ ہوئے۔

— پٹنہ ہائیکورٹ کے انگریز جج جن کو ایک مار گزیدہ لڑکے کا زہر چوس کر اس کی جان بچائی۔

ہندو دنیا

— ہنگامہ سوفتہ کے متعلق جو سرکاری رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ قصور ہندو جاٹوں کا ہے۔ ان کی دراز دستیوں نے پولیس کو گولی چلانے پر مجبور کیا۔ ورنہ یہ فسادی اور ظالم گروہ گاؤں کو لوٹ لیتا۔ ہندو پریس بہت چراغ پا ہو رہا ہے۔

— آج کل طلاق کا مسئلہ ہندوؤں کے زیر غور ہے۔ روشن خیال اور سمجھدار اس کے حق میں ہے لیکن قدامت پسند ہندو مخالفت کر رہے ہیں۔

— آریہ سماج لدھیانہ اور دیانند دلت ادھار منڈل آج کل نہایت مستعدی سے اشدھی اور دلت ادھار کا کام کر رہا ہے۔

— دہلی کی پولیس نے محرم کے موقعہ پر سانڈوں کو گرفتار کر لیا تھا اس پر ہندو بہت چیخ پکار مچا رہے ہیں۔

— کراچی ۷ رجولائی۔ کل رات کراچی ہندو سبھا کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا صرف ۱۵ ہندو شریک جلسہ تھے۔ صوبہ سندھ کی علیحدگی کی مذمت کی گئی ہے۔

— معلوم ہوا کہ فسادات کھڑک پور کے سلسلے میں کئی مسجدوں اور مسلمان خواتین کو شہید کیا گیا۔

— سنا ہے کہ مس میو ایک اور کتاب لکھ رہی ہیں جس کا نام "ہندو بیوہ" ہے۔

— علاقہ ہریانہ میں اشدھی کا بہت زور ہے۔

— ہندو اخبار علیحدگی سندھ کو "ہندوؤں کا قتل عام" کے نام سے موسوم کر رہے ہیں۔

— آج کل آریہ سماجیوں میں اس بات پر بحث ہو رہی ہے کہ لہسن پیاز کھانا جائز ہے یا نہیں۔

— آریہ سماج بھوالی میں ایک مسلمان کو اشدھ کیا گیا۔

— آج کل بٹواوں کو اشدھ کرنے کی خاص کوشش ہو رہی ہے۔

— گزشتہ سال آریہ سماج لدھیانہ نے ۶۰ اچھوتوں کو اشدھ کیا۔

— آریہ سماج رنگون خوب ترقی کر رہا ہے۔

ممالک خارجہ

— معلوم ہوا ہے کہ شاہ افغانستان کی غیر حاضری میں بعض یورپین طاقتوں نے جاہل ملاؤں کو آلۂ کار بنا کر افغانستان میں بغاوت کرانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن افغانستان کی بیداری اور یورپین لباس کا خاص طور پر چرچا کیا گیا تھا۔

— بیت المقدس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ فرانسیسی حکام سلطان ابن سعود کے لڑکے فیصل کو شام کا بادشاہ مقرر کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔

— ایک امریکن خاتون مس گریسی مارٹن آجکل رائل جیاگرفیکل سوسائٹی لنڈن کی طرف سے حجاز کی سیاحت کر رہی ہے۔ سلطان ابن سعود سے اس کی ملاقات بھی ہوئی۔

— برطانیہ اور شرق اردن میں جو معاہدہ ہوا ہے اس کے متعلق وہاں کے باشندے اپنی بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور برطانوی ہائی کمشنر کے پاس مسلسل اس مطلب کی عرضداشتیں بھیج رہے ہیں۔

— حکومت ترکی شہر انگورہ کی توسیع کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔

— مصر میں ایران کی طرح اجنبی امتیازات اٹھائے جانے کی کوشش ہو رہی ہے۔

— انگلستان پہنچنے پر مولانا محمد علی کے تمام بکسوں کپڑوں اور کاغذات کی تلاشی لی گئی۔

— ترکی اور یونان میں معاہدہ کی امید قوی ہو گئی ہے۔

— برطانیہ میں نوواردہ ہندوستانیوں کی اعانت کے لئے گلاسگو میں ہندوستانیوں نے ایک جماعت بنائی ہے۔

— شیعان عراق ایران کی رعایا بننا چاہتے ہیں۔

— حکومت حجاز اور یمن میں گفت و شنید جاری ہے اور امید ہے کہ عنقریب دوستانہ تعلقات قائم ہو جائیں گے۔

— وائس مارشل سر رابرٹ بروک عراقی ہوائی بیڑے کے نئے کمانڈر مقرر ہوئے ہیں۔

— امریکہ میں ایک ایسی دلچسپ پرواز کا تجربہ ہونے والا ہے جس کی کامیابی پر ہوائی دنیا میں انقلاب پیدا ہو جائے گا۔ اس جدید مشین کے پر لگے ہوئے ہیں۔ لیکن پاؤں سے چلتی ہے۔ اور بغیر انجن کے کام کرتی ہے۔

— ملک معظم نے ہسپانیہ کے بادشاہ الفانسو کو برطانوی افواج میں فیلڈ مارشل کا خطاب دیا ہے۔ قبل ازیں آپ برطانوی فوج کے جنرل کہلاتے تھے۔

— افواہ ہے کہ عنقریب کابل میں ایشیائی اقوام کی لیگ کی بنیاد رکھی جائے گی۔

— معلوم ہوا ہے کہ نحاس پاشا عنقریب انگلستان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

— حکومت ترکی نے اعلان کیا ہے کہ وہ لڑکے جو غیر ملکی والدین سے ترکی کے اندر پیدا ہوں گے ترکی قومیت کے متعلق سمجھے جائیں گے۔ البتہ ایک خاص عمر تک پہنچنے کے بعد اگر وہ دوسرے ممالک میں جانے پر مجبور ہوں گے تو انہیں اپنے والدین کی قومیت اختیار کرنے کا حق ہو گا۔

— مصری وزارت مالیات نے وزارت خارجہ کی اس تجویز سے اتفاق کیا ہے۔ کہ جو مصری باشندے ممالک غیر میں نقد و تنگدستی کے باعث مصیبت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انہیں حکومت اپنے خرچ پر واپس بلائے گی۔ بشرطیکہ مصارف سو گنی سے زیادہ نہ ہوں۔

— مصری وزارت خارجہ نے چار نئے قونصل خانے تعمیر کرنے کے لئے بجٹ میں رقم منظور کی ہے۔ جدید قونصل خانے حسب ذیل مقامات پر ہوں گے۔ ہیمبرگ۔ کیوبا۔ بمبئی اور بغداد۔

— لنکا شائر کے پارچہ بافوں کی ہڑتال ختم ہو گئی ہے۔

— ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا قسطنطنیہ میں قریباً دو ماہ تک قیام کریں گے۔ اس کے بعد اناطولیہ کی سیاحت فرمائیں گے۔

— قاہرہ میں مصریوں نے ایک انجمن قائم کی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں موسیقی کا میلان پیدا کیا جائے۔ کئی امراء کی بیگمات بھی شامل ہو رہی ہیں۔

— امریکن عورتیں اس امر کی کوشش کر رہی ہیں کہ مس مئیو کا داخلہ امریکہ میں بند کر دیا جائے۔

جلد ۱۶ | مسیح لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۴۶

نکاحِ صغیرہ

لیجسلیٹو اسمبلی کا زیر تجویز قانون اسلامی نقطۂ نگاہ سے

(از حضرت امیر ایدہ اللہ)

موجودہ طریق عمل اور قانون کا اثر

دوسرا بل جو لیجسلیٹو اسمبلی کے سامنے ہے اس میں عورتوں کا نکاح چودہ سال کی عمر سے پہلے اور مردوں کا سولہ سال کی عمر سے پیشتر ممنوع ٹھیرایا گیا ہے۔ یہ تجویز فی الحقیقت ہندوؤں کے اس طریق کی اصلاح کی غرض سے ہوئی ہے جو نکاح صغیرہ سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ قانون تمام اقوام پر عائد ہوگا۔ اس لئے مسلمانوں پر بھی اس کا اثر مساوی ہوگا۔ مسلمانوں کا اصول فی الحقیقت یہی ہے کہ کوئی نکاح ان میں اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ فریقین بلوغت کی عمر کو نہ پہنچ جائیں لیکن استثنائی صورتوں میں ایسی بھی شادیاں ہو جاتی ہیں۔ جن میں ایک فریق یا دونوں ابھی بہت چھوٹی عمر رکھتے ہوں۔ اگر یہ مجوزہ قانون جو اسمبلی کے سامنے ہے پاس ہوگیا تو ایسی شادیاں ملکی تعزیرات میں ناجائز اور قابل سزا متصور ہوں گی۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ آیا بچپن کی شادی کو روکنا اور قابل سزا ٹھیرانا اسلامی شریعت کے خلاف ہے۔ اور اس کی مخالفت ہونی چاہیئے یا اسلام خود صغر سنی کی شادیوں کے مخالف ہے۔

نکاح صغیرہ اور قرآن کریم

اس بارہ میں بھی پہلے ہم قرآن کریم ہی کو دیکھیں گے۔ اس پاک کتاب کی رو سے نکاح ایک عہد نامہ ہے۔ جیسے فرمایا واخذن منکم میثاقاً غلیظا۔ انہوں نے (یعنی تمہاری بیبیوں نے) تم سے پختہ عہد لے رکھا ہے (النساء ۴: ۲۱) اور یہ ضروری ہے کہ معاہدہ کے دونوں فریق اس قابل ہوں کہ اس معاملہ میں اپنی عقل اور تدبیر سے کام لے سکیں اس لئے محض یہ امر کہ نکاح قرآن کریم کی رو سے ایک معاہدہ ہے اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ دونوں فریق جو اس معاہدہ میں شامل ہوں عقل اور تدبیر کی عمر کو پہنچے ہوئے ہونے چاہئیں۔ پھر دوسری جگہ قرآن کریم نے صفائی کے ساتھ میں یہ بھی کہا ہے۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسندیدہ معلوم ہوں (۳:۴) یہاں بھی انسان کو اپنی عقل اور تدبیر سے کام لینے اور اپنی رفیق حیات کو خود اپنے لئے منتخب کرنے کا حکم ہے۔ ایک بچہ جو ابھی بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچا۔ اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کونسی عورت اس کے لئے بہتر ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم نے اس سے بھی زیادہ صفائی کے ساتھ یہ بتایا کہ بلوغت کی عمر ہی دراصل ازدواجی تعلقات کو قائم کرنے کی عمر ہے چنانچہ یتیموں کا ذکر کرتے ہوئے وہ فرماتا ہے وابتلوا الیتمیٰ حتے اذا بلغوا النکاح فان انستم منھم رشدا فادفعوا الیھم اموالھم اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ بلوغت (نکاح) کی عمر کو پہنچ جائیں۔ پھر اگر تم انہیں صائب رائے دیکھو تو ان کے مال انہیں واپس کردو (النساء ۴: ۶) اس آیت میں بلوغت کی عمر کے لئے نکاح کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جسکے معنے تعلق ازدواج کو قائم کرنے کے ہیں۔ اس لئے حتے بلغوا النکاح کے لفظی معنے ہوں گے "یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں" اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ بلوغت کو پہنچ جائیں۔ کیونکہ اس سے اگلے الفاظ میں صاف فرمایا ہے فان آنستم منھم رشدا "اگر تم انہیں صائب رائے پاؤ" اس سے یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم جب "نکاح کی عمر" کا ذکر کرتا ہے۔ تو گویا اس کا منشا ہے کہ (نکاح) عہد نامہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب انسان ایک خاص عمر کو پہنچ جائے۔ اور اس بارہ میں مرد یا عورت کی کوئی تخصیص نہیں۔ کیونکہ یتمیٰ کا لفظ دونوں پر حاوی ہے۔ اور اس لئے بلغوا النکاح کے الفاظ دونوں پر عائد ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ عمر کی حدبندی دونوں کے لئے ایک ہی ہو۔ لیکن یہ امر کہ دونوں کے لئے ایک حدبندی ہونی چاہیے اس کو یہاں صفائی کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔

نکاح صغیرہ اور احادیث

قرآن کریم کے ان ارشادات کے عین مطابق حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک واضح شرط نکاح کے لئے قائم کی گئی ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ "بیوہ کا نکاح اس کے مشورہ کے بغیر نہ ہونا چاہیئے۔ اور کنواری کا نکاح اس کی رضامندی حاصل کئے بغیر نہ ہونا چاہیئے" یہ بہت ہی احمقانہ خیال ہے کہ ایک صغیر سن لڑکی بھی اپنی رضامندی دے سکتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی اجازت کو ضروری قرار دیکر بتادیا ہے کہ قرآن کریم کا منشا در اصل کیا ہے۔ صرف وہی عورت اس مرد کے متعلق جسے اس نے اپنا رفیق حیات بننے کے لئے چنا ہے۔ اپنی رضامندی ظاہر کر سکتی ہے جو پختگی عقل کو پہنچ چکی ہے۔ اس کے خلاف یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہؓ سے اس وقت شادی کی جب وہ چھ یا سات سال کی عمر میں تھیں۔ ایسی احادیث کو اگر معتبر بھی سمجھا جائے تو بھی یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ شادی اور طلاق کے قوانین جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں مدینہ میں نازل ہوئے۔ اور حضرت عائشہؓ سے آنحضرتؐ کا نکاح اس وقت ہوا جب ابھی آپ مکہ میں تھے۔ اس لئے اگر یہ نکاح فی الحقیقت حضرت عائشہ کی صغر سنی ہی میں ہوا ہو تو بھی اسے اس قانون کے بالمقابل جو بعد میں نازل ہوا۔ اور اس کے اس صحیح مفہوم کے خلاف جو خود آنحضرت صلعم نے بیان فرمایا۔ بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ باور کرنے کے وجوہ ہیں کہ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے وقت فی الحقیقت اس قدر صغر سن نہ تھیں۔ معتبر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی بڑی بہن حضرت اسماء سے دس برس چھوٹی تھیں اور حضرت اسماء کی عمر اس وقت جب آنحضرت صلعم نے مدینہ کو ہجرت کی ستائیس سال تھی اس لحاظ سے حضرت عائشہ کی عمر اس وقت جب آنحضرت صلعم نے ہجرت سے ایک سال قبل ان سے شادی کی سولہ سال تھی۔

نکاح صغیرہ اور فقہ اسلامی

قرآن کریم کے ان صاف اور صریح ارشادات اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قائم کردہ اصول کے باوجود فقہا نے عام طور پر اس نکاح صغیرہ کو جائز قرار دیا ہے جو ولی کی اجازت سے ہو۔ لیکن اس بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً نیل الاوطار میں لکھا ہے "ابن حزم نے ابن شبرمہ سے بیان کیا ہے کہ باپ کو کوئی اختیار نہیں کہ اپنی صغیر سن بیٹی کا نکاح کرے جب تک وہ بلوغت کو نہ پہنچ جائے۔ اور اپنی رضامندی ظاہر نہ کرے" اور ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں بیان کیا ہے کہ ابن شبرمہ اور ابوبکراصم دونوں نکاح صغیرہ کے خلاف ہیں۔ جہانتک صغیر سن بیٹے کا سوال ہے۔ بڑی زبردست رائے اس بارے میں پائی جاتی ہے کہ اس کا عقد نکاح اس کے ولی کی طرف سے نہ ہونا چاہیئے عمدۃ القاری میں ابن حزم کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ "باپ یا کسی اور شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی بچہ کا نکاح کردے جب تک وہ بلوغت تک نہ پہنچ جائے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو ایسا نکاح ہمیشہ کے لئے فسخ قرار دیا جائے گا۔ یہی خیال بہت سے دوسرے لوگوں کا بھی ہے" اس کی وجہ صاف ہے۔ نکاح سے انسان متعدد ذمہ داریوں کے نیچے آجاتا ہے۔ اور ایک بچہ ان ذمہ داریوں کی ادائیگی سے قاصر ہے لیکن یہی وجہ عورت پر بھی مساوی طور پر عائد ہو سکتی ہے۔ اور وہ بھی اگر صغر سن ہو تو نکاح کی ذمہداریوں کو اٹھانے سے قاصر ہے۔ یتیم لڑکیوں کے بارہ میں شافعی مذہب کا اصول یہی ہے کہ بلوغت کی عمر سے پہلے اس کا نکاح نہ ہونا چاہیئے۔ اس بارہ میں جو دلیل پیش کی گئی ہے اس کی بنا ایک حدیث کے الفاظ پر ہے۔ جس میں یہ ارشاد ہے کہ یتیم لڑکی کی شادی نہ کی جائے جب تک اس سے پوچھ نہ لیا جائے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ایک صغیر سن لڑکی سے (کیونکہ یتیم کا صغیر سن ہونا لازمی ہے) مشورہ نہیں لیا جا سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہی اشارہ کیا گیا ہے کہ اس کی بلوغت تک جب وہ رائے دینے کے قابل ہو جاتی ہے نکاح کو روک رکھا جائے" یہی دلیل ہر صغیرہ پر عائد ہو سکتی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم نے نکاح سے پیشتر رضامندی حاصل کرنا ضروری قرار دیا ہے (باقی بر صفحہ ۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ | ۲۴ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ | نمبر ۴۶

اسلام اور احمدیت

(۵)

حضرت مسیح موعود کے دعاوی

اس سلسلے کے آخری تین نمبروں میں ہم نے "زمیندار" کے بعض اعتراضات کا جو اس نے حضرت مسیح موعود کی ذات پر کئے تفصیل کے ساتھ جواب دیا۔ یہ اگرچہ ایک ضمنی چیز تھی لیکن چونکہ بالواسطہ طور پر اس کا تعلق احمدیت کے ساتھ تھا۔ اس لئے اسی سلسلے کی کڑیوں میں ہم نے اسے پیش کرنا ضروری سمجھا۔ اب پھر ہم اصل مضمون کی طرف عود کرتے ہیں۔ اس سلسلے کے پہلے نمبر میں ہم نے بتایا تھا کہ احمدیت دراصل اسلام کی وہ دلکش اور پاکیزہ تصویر ہے جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر دنیا میں پیش کیا اور جسکو آج مسلمان مرور زمانہ اور طرح طرح کے بیرونی تاثرات کی وجہ سے بھلا چکے ہیں۔ اور اس کی جگہ ایک بھدی سی تصویر بنا رکھی ہے۔ جو ہر معقول اور سمجھدار انسان کو اپنا والہ و شیدا بنانے کے بجائے متنفر کر دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اسی تصویر کے بھدے نقوش کو مٹا کر وہ اصل رنگ اس میں پیدا کیا جو قرون اولےٰ کے اسلام کا رنگ تھا۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ مذہبی خیالات کے لحاظ سے بقول ڈاکٹر زدیمر آج دنیائے اسلام کی رہنمائی جماعت احمدیہ کے فریق لاہور کے ہاتھ میں آ چکی ہے۔ کیونکہ یہی فریق دراصل حضرت مسیح موعود کی اس پیشکردہ تصویر کو لے کر دنیا کے کناروں تک پہنچ گیا ہے اور ہر جگہ مسلمانوں کے سمجھدار افراد اسلام کی اسی پاک۔ سادہ اور دلکش تصویر کے نقوش اپنے سینوں میں جما رہے ہیں۔ اسلام اور مسائل اسلام کے متعلق وہ وسعت خیالات جو دنیا کے ہر طبقہ کے مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہے۔ دراصل وہ اسی روشنی اور نور کا اثر ہے۔ جو مسیح موعود کے ذریعے سے آج دنیا نے دیکھا۔ اگرچہ وہ مسیح موعود کے حالات سے واقف نہیں تاہم اس پاک انسان کے خیالات مختلف ذرائع سے دنیا میں پھیل چکے ہیں۔ یا کم از کم آپ کا وہ انتشار روحانی جو ہر ایک قدسی نفس انسان کے ذریعہ سے دنیا میں ہوتا ہے۔ اس قدر زبردست ہے کہ آج ہر جگہ مسلمانوں میں اسی "اصلاح" کی طرف رغبت پائی جاتی ہے۔ جو مسیح موعود نے خیالات مذہبی میں کرنا چاہی تھی اور اس کا بیشتر حصہ انہی خیالات سے موثر نظر آتا ہے۔ جو جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے پیش کئے جا رہے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ غور طلب امر ہے۔ کہ باوجودیکہ سلسلہ احمدیہ کے خیالات اور اس کا اثر دنیا میں پھیل رہا ہے۔ تاہم بہت کم لوگ ہیں جنھیں اس پاک سلسلہ کی طرف رغبت ہوتی ہے اور حضرت موعود کی معیت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو چھوڑ کر جنھیں ابھی سلسلے کے حالات ہی سے واقفیت نہیں۔ وہ لوگ بھی جو اس پاک سلسلہ اور اس کی خدمات کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ عملی شمولیت سے احتراز کرتے ہیں۔

اس کے مختلف وجوہ ہیں:-

(۱) سب سے پہلی وجہ جو انہیں سلسلہ میں آنے سے روکتی ہے وہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی ہیں۔ جن کو دیکھکر وہ ڈر جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں طرح طرح کے غلط مفہوم کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اور ان کے دلوں میں یہ بٹھایا گیا ہے کہ مرزا صاحب کا منشا ان دعاوی کے ذریعے سے اپنی نبوت قائم کرنا ہے۔ اور یہ اسلام میں جائز نہیں۔ افسوس ہے کہ ہمارے قادیانی دوستوں کے غالیانہ معتقدات نے بھی ان خیالات کو ایک حد تک تقویت دی اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جماعت احمدیہ کی ترقی ایک حد تک رک گئی۔

ہم چاہتے ہیں کہ ان دعاوی کو ایک ایک کر کے اس اصل مفہوم کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ جو حضرت مسیح موعود کا حقیقی مدعا اور منشا تھا تاکہ ہمارے دوست اس مفہوم کو اپنے حلقہ اثر میں پھیلانے کی کوشش کریں۔ اور اس ذریعے سے سلسلہ عالیہ کی خدمات کا اعتراف کرنے والوں کو اس کے اندر آنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہو۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تمام باتیں جو ہم پیش کر رہے ہیں اگرچہ نئی نہیں تاہم جب تک انھیں بار بار دہرایا جائے بہت کم لوگ انہیں یاد رکھ سکتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود اپنی ہر تقریر اور تحریر میں وفات مسیح کے مسئلہ کو پیش کر دیتے تھے۔ تاکہ یہ اچھی طرح سے لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے اور کسی طرح بھی اس کو سمجھنے میں کوئی نقص باقی نہ رہے۔ اس وقت پھر ضرورت ہے کہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی تشریح اور سلسلہ کے تمام ضروری مسائل کو بار بار دہرایا جائے۔ تاکہ ہمارے دوست پھر ان کو لے کر باہر نکلیں۔ اور اس فوج کو جو خدا کے مجدد نے تبلیغ اسلام کے لئے کھڑی کی ہے۔ ترقی دینے کی کوششیں کریں۔

حضرت مرزا صاحب کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا اور اصل دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ آیا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ بھی مسیح ناصری کی طرح امت محمدیہ میں ایک نبی ہو کر آئے ہیں؟ ہر ایک وہ شخص جس نے آپ کی تحریرات کو غور سے پڑھا ہے۔ اس خیال کی سختی سے تردید کرے گا۔ خود مسیح ناصری کی دوبارہ آمد کے خیال کی تردید کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے بار بار اس بات کو دہرایا ہے۔ کہ وہ ایک نبی ہے اور خاتم النبیین کی دیوار روئیں اس کی دوبارہ آمد کو ممنوع ٹھیراتی ہے۔ یہاں تک فرمایا کہ اگر جبرئیل ایک دفعہ بھی وحی نبوت کو لے کر آ جائے جو جیسا کہ عام مسلمانوں کا اعتقاد ہے اسے نبوت سے معزول کرنے والی ہو تو بھی ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے۔ آپ نے ایک بار نہیں دو بار نہیں سینکڑوں مرتبہ اس بات پر زور دیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے نہ پرانا۔ پھر یہاں تک لکھ دیا ہے کہ میری تحریرات میں جہاں جہاں نبی کا لفظ آیا ہے وہاں محدث مراد ہے۔ اور اگر عام مسلمانوں کی طبائع پر یہ لفظ گراں گزرتے ہیں تو انہیں کٹا ہوا سمجھا جائے۔ اس سے بھی بڑھ کر قسمیں اٹھائیں۔ اور صاف لکھا کہ آنحضرت صلعم کے بعد مدعی نبوت کو میں کافر اور کاذب سمجھتا ہوں ان کھلے کھلے اور واضح بیانات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کس قدر خلاف حق ہے۔ کہ مسیح موعود کے دعوے سے آپ کا منشا اپنی نبوت قائم کرنا تھا۔ پھر مسیح موعود کے دعوے سے آپ کی کیا مراد ہے آپکا ایک ہی شعر اس کے مطالب اور مفہوم کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

حضرت مسیح موعود کی بعثت کی اغراض میں سے ایک بہت بڑی غرض اس دجالیت کا قلع قمع کرنا تھا جو صلیبی مذہب نے اس زمانہ میں دنیا میں پھیلا رکھی ہے۔ حدیث میں مسیح موعود کے جو کام بیان کئے گئے ہیں ان میں صاف طور پر کسر الصلیب کا لفظ موجود ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کا کام صلیبی مذہب کو توڑنا اور مسیحی قوموں کو اسلام کے نور کی طرف لانا ہے۔ پس اس لحاظ سے کہ آپ کے مشن کا بہت بڑا تعلق مسیحی قوم سے ہے۔ آپ کا نام مسیح یا ابن مریم رکھدیا گیا۔ تاکہ اس قوم کو جو مسیح کو خدا بنائے ہوئے ہے۔ یہ معلوم ہو جائے کہ اس قسم کے خدا امت مسلمہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے آج بھی پیدا ہو رہے ہیں۔

آخر بعض وقت بعض نام کسی نہ کسی مناسبت سے بھی رکھدیئے جاتے ہیں۔ ہمارے سامنے اس ملک میں حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کو لوگوں نے "مسیح الملک" کا خطاب دیا۔ اور آج تک انہیں اسی نام سے یاد کرتے ہیں۔ طبیبوں کو عام طور پر لوگ مسیح وقت وغیرہ ناموں سے یاد کر لیتے ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے متعلق فرمایا ہے ؎

دمبدم روح القدس اندر معینے میدمد
من نمیگویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

لیکن کوئی ان پر اعتراض نہیں کرتا۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ یہ استعمال محض مجازی رنگ میں ہے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ وہ حقیقتاً مسیح بن گئے ہیں۔ ایسا ہی حضرت مسیح موعود بھی فی الحقیقت مسیح ابن مریم نہ تھے جو ناصرہ میں پیدا ہوا۔ بلکہ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے آپ مسیح ابن مریم کے رنگ میں رنگین ہو کر [illegible] آئے ہیں اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے ؎

حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

پس جہانتک مسیح موعود کے دعوے کا تعلق ہے۔ یہ کوئی ایسی خوفناک چیز نہیں کہ مسلمان اس سے ڈریں اور خوف کھائیں۔ بلکہ یہ اسلام کے لئے فائدہ کی بات ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا اس سے اظہار ہوتا ہے۔ اور دنیا کو پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ کے انفاس قدسیہ اس قدر زبردست اثر رکھتے ہیں کہ آج بھی ان کے ذریعے سے مسیح صفت لوگ دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔ آنحضرت کا کمال اور علو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس چیز کو دوسرے لوگ الوہیت کا مرتبہ دیتے ہیں اسلام میں وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا ایک ادنےٰ کرشمہ ہے۔ پس اس پر ناراض ہونے اور بگڑنے کے بجائے خوش ہونا چاہئے۔ کہ مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا اسلام کے لئے باعث ذلت نہیں بلکہ باعث عزت ہے اس میں مسلمانوں کا نقصان نہیں بلکہ امت مرحومہ کی شان معلوم ہوتی ہے۔ کہ اس میں ایسے ایسے پاک اور برگزیدہ لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے مسیحیت کا خطاب پایا۔ اسلام کی عزت جس بات میں ہو جس چیز سے دین کو تقویت پہنچتی ہو اس سے خوش ہونا چاہئے۔ اور اس کی تائید کے لئے کھڑا ہو جانا چاہئے۔ آج اسلام کمزور اور بیمار ہے اسے ایک مسیح کی ضرورت ہے۔ جو اس کی اس کمزوری اور بیماری کو رفع کرے اس کام کے لئے خدا نے مرزا غلام احمد کو کھڑا کیا ہے۔ جو خدا کے فضل سے اس کا علاج پوری کامیابی کے ساتھ کر چکے ہیں۔ یا کم از کم اس کا نسخہ تجویز کر چکے ہیں۔ دنیا آج نہیں سنتی تو انشاء اللہ کل سنے گی اور پکار پکار کر کہے گی ؎

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

حضور نظام اور ہندو والیان ریاست

ناظرین کو شاید معلوم ہوگا کہ مہاراجہ پٹیالہ۔ مہاراجہ کشمیر اور مہاراجہ کپورتھلہ آجکل یورپ کی سیر میں مصروف ہیں۔ ان کی زر پاشیوں اور فضول خرچیوں کی تفصیلات ولایتی اخبارات میں شایع ہو رہی ہیں۔ اخبار "گلاسگو ہیرالڈ"، "ایوننگ سٹنڈرڈ لندن" اور "ڈیلی کرانیکل لنڈن" کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:-

> "مہاراجہ پٹیالہ دوسرے مالدار مہاراجہ ہیں۔ آپ کے پاس بیس قیمتی موٹر کاریں۔ جو نہایت شاندار اور خوبصورت ہیں جو آپ کے انتظار میں کھڑی رہتی ہیں۔ مہاراجہ صاحب کا پہلا دورہ اہل لنڈن کو ان کی فضول خرچیوں کے باعث یاد رہے گا۔ آپ نے ایک شاندار محل اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ آپ بیش قیمت کرن پھول اور ہیروں سے مزین دوپٹہ پہنتے ہیں"

> "مہاراجہ کشمیر بدھوار کو لندن پہنچ گئے ہیں۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ مہاراجہ ہونے کے بعد آپ لندن آ رہے ہیں آپ کے پہلے مغربی دورہ پر پانچ لاکھ پونڈ خرچ ہوا تھا اور آپ کی سالانہ آمدنی دس لاکھ پونڈ ہے"

> "گزشتہ شب مہاراجہ کپورتھلہ خوب شان رکھتے تھے آپ کل پیرس جا رہے ہیں۔ اور پھر یکم جولائی کو لندن واپس آ جائیں گے۔ مہاراجہ صاحب طلائی لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ آپ کے دوپٹہ میں بیش بہا ہیرے ٹکے ہوئے تھے"

ایک طرف یہ ہندو والیان ریاست ہیں۔ جن کی فضول خرچیوں پر یورپ کے متمول ترین ممالک بھی اظہار حیرت کر رہے ہیں جو اپنی فاقہ مست رعایا کا روپیہ اپنی شان و شوکت دکھلانے کے لئے پانی کی طرح بہا رہے ہیں دوسری طرف قلمرو حیدرآباد کا تاجدار ہے جس کو چوبیس گھنٹے اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کی فکر رہتی ہے۔ جو یونیورسٹیاں اور کالج قائم کر رہا ہے۔ جس کو ہر ایک مذہب و ملت کی غریب بیواؤں اور لاوارث یتیموں کی پرورش کا خیال ہے جسکی سلطنت کی رواداری اور انتظامی خوبیاں عدیم المثال ہیں۔ لیکن ہندو باوجود ان حقایق کے اس تاجدار کے خلاف شرمناک پروپیگنڈا کر رہے ہیں اور فضول خرچ والیان ریاست کے متعلق ایک حرف بھی زبان پر نہیں لایا جاتا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ حضور نظام مسلمان اور یہ راجے ہندو ہیں کیا دنیا کا کوئی انصاف پسند شخص ہندوؤں کے اس [illegible]

ملکہ ثریا کی توہین

مشہور آریہ فحش نویس اخبار "گورو گھنٹال" نے جو اپنی چند سال کی زندگی میں آریہ سماجی بدزبانی اور لغو بیانی کا پچاس سالہ ریکارڈ بیٹ کر چکا ہے۔ اپنی ۱۰ جون کی اشاعت میں ملکہ افغانستان کے متعلق ایک نہایت ہی اشتعال انگیز اور رذیل نظم شائع کی ہے۔ جس کا درج کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا دو شعر جو نسبتاً کم اشتعال انگیز ہیں نقل کئے جاتے ہیں۔

جو بندرگاہ میں پہنچی تو پردہ کر دیا رخصت
وہ پیارا پیارا چاند سا مکھڑا کھلے بندوں دکھایا
مگر جب آتے آتے اس نے فارس میں قدم رکھا
تو یہ دیکھا کہ آزادی شکن علماء کا ڈنڈا

ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ "گورو گھنٹال" اس قوم کا معزز اور ہر دلعزیز اخبار ہے جو اپنی قدیمی روایات اور مذہبی احکام کی بنا پر خواتین کی عزت کرنا ضروری نہیں سمجھتی۔ اور اس کے نزدیک عورتیں اثاث البیت اور بلتو جانوروں سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں۔ مگر آریہ اخبارات اپنی بدزبانی اور لغو بیانی کے شوق کو ہندو عورتوں کو مخاطب کرکے پورا کر سکتے ہیں۔ ان کی قوم میں بے پردہ خواتین کی کمی نہیں۔ ایک آزاد فرمانروا ملک کی ملکہ کے متعلق ایسا کہنا ایک خطرناک فعل ہے۔ مسلمان اپنی خواتین کی عزت و عصمت کو دنیا کی ہر ایک شے سے عزیز سمجھتے ہیں اور اس کی حفاظت کے لیے ہر قسم کی قربانی کر سکتے ہیں۔ ہندو اخبارات کو اپنے اس ذلیل رویہ کی اصلاح کر لینی چاہیے۔ ورنہ یاد رہے کہ اگر مسلمان اخبار نویسوں کا قلم حرکت میں آگیا تو وہ وقت ان کے لیے کچھ زیادہ خوشگوار نہ ہوگا۔

ارباب حکومت سے بھی ہم یہ بات گوشگذار کر دینا چاہتے ہیں کہ افغانستان کو برطانیہ کا دوست اور حلیف کہا جاتا ہے ہندوستان اور انگلستان میں غازی امان اللہ خاں کا استقبال بھی نہایت شاندار طریق پر کیا گیا ہے اور حکومت نے ان کو اپنی دوستی کا یقین دلایا ہے۔ ان تمام باتوں کی موجودگی میں ایک ذلیل اخبار کے ذلیل ترین فعل پر حکومت کا خاموش رہنا بہت سی غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اس رسوائے عالم اخبار کو اس گستاخی کا بہت جلد مزا چکھائے۔ تاکہ اس قسم کے ناپاک کلمات استعمال کرنے کی اسے آئندہ جرات نہ ہو۔ جو مسلمانوں میں طبعاً منافرت اور اشتعال پیدا کرنے کا موجب ہیں۔

کرپان کا غلط استعمال

اس سے قبل ہم متعدد بار حکومت اور سکھ بھائیوں کو کرپان کے غلط استعمال کی طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ کچھ عرصہ سے جاہل سکھوں کی طرف سے اس سلسلے میں نہایت افسوسناک مثالیں ظہور میں آرہی ہیں۔ ابھی چند ہفتے ہوئے کہ چوہڑکانہ میں ایک وحشی صفت سکھ نے اس مذہبی نشان یعنی کرپان سے ۹ مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا۔ اب کھڑگپور کے فساد کی خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں بھی نہایت آزادی سے اس کا استعمال کیا گیا۔ ہنگامہ کھڑگپور کے تمام واقعات نہایت رنجدہ اور قابل افسوس ہے۔ لیکن ہم اس وقت ان کے متعلق کچھ نہیں کہیں گے۔ البتہ سکھ لیڈروں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ان کی قوم کے جاہل اور جوشیلے افراد کا کرپان کو بیجا استعمال کرنا اور ان کی خاموشی از حد قابل افسوس ہے۔ ایک چیز کا جس کو وہ اپنا مذہبی شعار بیان کرتے ہیں اس طرح بے گناہوں کے خون میں رنگا جانا ان کی قوم اور ان کے مذہب کے لئے بدنامی کا باعث ہے۔ ان کا فرض ہے کہ بدنامی کے اس دھبے کو اپنی نیک نامی کے دامن پر نہ لگنے دیں۔

حکومت کی خاموشی بھی از حد قابل افسوس ہے۔ ہم دیگر اقوام کی طرح یہ نہیں چاہتے کہ دیگر فرقوں کے مذہبی شعار پر کوئی نامناسب پابندی عائد کر دی جائے۔ البتہ اس قدر ضرور کہتے ہیں کہ نہتے مسلمانوں کی حفاظت اور جاہل سکھوں کی گوشمالی اور کرپان کے بیجا استعمال کا قابل اطمینان سدباب اس کا فرض ہے۔ اس فرض کی ادائیگی سے غفلت کرنا اچھا نہیں۔

اصلاح رسوم

گزشتہ چند ماہ میں ہم اصلاح رسوم کی ضرورت اور مفید تحریک کی طرف متعدد بار احباب کو متوجہ کر چکے ہیں۔ اس بات کو دہرانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ مسرفانہ اور فضول رسوم کی وجہ سے مسلمانوں کو مذہبی۔ اخلاقی اور اقتصادی طور پر کس قدر نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور اگر جلد سے جلد اس کی اصلاح نہ کی گئی [illegible] کے خوفناک گڑھے میں بہت جلد جا گرے گی۔

- بزرگان قوم کو جن خطرات کا اندیشہ تھا۔ اب وہ واقعات کی صورت میں رونما ہو رہے ہیں۔ جن باتوں کا تصور کرکے دل کانپ اٹھتا تھا۔ اب پیش نظر ہیں۔ دیر کرنے کا وقت نہیں۔ اس وقت بچاؤ کی یہی صورت ہے کہ قوم کا ہر ایک سمجھدار اور درد مند فرد میدان عمل میں آئے۔ ہمارا خیال ہے کہ احمدی احباب نے حضرت امیر اور دیگر بزرگان سلسلے کے ارشادات اور ہماری ناچیز گزارشات پر غور کر لیا ہوگا۔ اور وہ ان پر عمل کرنے کے لیے بالکل تیار رہیں گے۔ لیکن ہمارا کام یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا ہمیں تمام مسلمانوں میں سے فضول اور مسرفانہ رسوم کو دور کرنا ہے۔ اس کے لئے جس قدر ہمت، عزم اور کوشش کی ضرورت ہے اس کا اندازہ آپ بخوبی لگا سکتے۔ ہم احباب سے پر زور درخواست کرتے ہیں کہ وہ فی الفور عملی کام شروع کر دیں۔ اور اپنی مساعی اور اس کے نتائج سے ہمیں بھی مطلع کر دیا کریں۔ اس قسم کی اطلاعیں ہمارے پاس بہت کم پہنچتی ہیں۔

مسلمانان سندھ کی پولیٹیکل کانفرنس

الحمدللہ "پیغام صلح" نے قانون انتقال اراضی سندھ کے سلسلے میں جو پکار بلند کی تھی وہ بے اثر نہ رہی متعدد با اثر اخبارات نے ہماری تائید میں مضامین لکھے جس کا اثر یہ ہوا کہ سندھ کے غفلت شعار مسلمانوں کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ اور ان کو برادران وطن کی گہری چالوں کا ایک حد تک اندازہ ہو گیا۔ ہمارے لئے یہ امر موجب مسرت ہے کہ گزشتہ ہفتہ کراچی میں ڈاکٹر عالم کی زیر صدارت مسلمانان سندھ کی جو اہم پولیٹیکل کانفرنس ہوئی تھی اس میں اس ضروری معاملہ پر خاص طور پر توجہ کی گئی اور مجوزہ ایکٹ کی تفصیلات پر غور کرنے کے لیے چند قابل ترین اصحاب کی ایک کمیٹی بھی مرتب کر لی گئی ہے۔ جو اپنا کام ۳۱ اگست تک ختم کرے گی۔ اس کے بعد اس سلسلے میں مناسب جدوجہد کی جائے گی۔ تمام مسلمانوں کا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے کہ اس وقت جبکہ سندھی مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے۔ ہر طرح سے مدد کریں۔

بقیہ صفحہ اول

اور جب تک وہ بلوغت کو نہیں پہنچ جاتی اس کی رضامندی بے معنی ہے۔ بس قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشادات کے خلاف ان فقہا کی آرا کو جو نکاح صغیرہ کو جائز ٹھیراتے ہیں ترک کرنا پڑے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دینا ضروری ہے۔ کہ انہی فقہا کے نزدیک ایک صغیرہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ کر اس عقد نکاح کو توڑ دے جو اس کے ولی نے باندھا تھا۔

مجوزہ قانون کی حمایت کرو

پس یہ ایک ظاہر اور کھلی حقیقت ہے کہ وہ مسودہ قانون جس میں لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاح کی عمر کی حد بندی کی گئی ہے قرآن اور سنت کے عین مطابق ہے۔ اور تمام مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایسے قانون کا خیر مقدم کریں اور اس کی حمایت میں غیر مشروط آواز اٹھائیں۔ ذاتی طور پر میں یہی پسند کرتا ہوں کہ لڑکیوں کے نکاح کی عمر ۱۵ سال ہونی چاہیے۔ اور لڑکوں کی ۱۸ سال اگر قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس بارہ میں خاموش بھی ہوں تو بھی مسلمانوں کو اس قانون کی حمایت ہی کرنی چاہیے کیونکہ یہ ایک بالکل غیر معقول بات ہے۔ کہ ایک ایسا معاہدہ جس پر مرد اور عورت کی تمام زندگی کی خوشی اور خوشحالی کا انحصار ہے۔ وہ دوسروں کے ذریعہ سے طے ہو جائے۔ اور فریق متعلقہ ان ذمہ داریوں کو سمجھ بھی نہ سکتا ہو جو اس کی وجہ سے ان پر عائد ہوتی ہیں۔

تعلیم اسلام کا عام رجحان

الا مسلمانوں کو بھی جو یہ رائے رکھتے ہیں کہ اسلام نے نکاح صغیرہ کی اجازت دی ہے۔ یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ یہ اجازت زیادہ سے زیادہ ایک استثنائی رنگ رکھتی ہے۔ اور تعلیم اسلام کا عام رجحان اس کے خلاف ہی ہے اس لیے ایک ایسا قانون جس میں نکاح صغیرہ کی ممانعت ہو تعلیم اسلام کے خلاف نہیں قرار دیا جا سکتا۔ مثال کے طور پر دیکھیے کہ اسلام نے غلامی کو بکلی ممنوع قرار نہیں دیا۔ لیکن اس کی تعلیم کا عام رجحان یہی ہے کہ غلامی کو بتدریج روک دیا جائے۔ اور اس لیے ایک ایسا قانون جس میں غلامی کو ممنوع قرار دیا گیا ہو تعلیم اسلام کے خلاف نہیں سمجھا جا سکتا پس اگر بعض فقہا نے استثنائی حالات میں نکاح صغیرہ کو جائز بھی ٹھیرایا ہے۔ تو بھی اب وقت آگیا ہے کہ سب لوگ، مگر ایک ایسی رسم کو موقوف کر دیں جو [illegible] لڑکیوں کے لیے باعث نقصان ہے اور انہیں مشکلات [illegible]

[illegible]

شذرات

۱۷ جون کے جلسوں سے "مقدسین قادیان" کی بہت سی سنہری امیدیں وابستہ ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ پوری ہونگی یا نہیں مگر ان کا ایک فائدہ یہ ضرور ہوا کہ ہمارے قادیانی معاصر "الفضل" کو اپنے کالم سیاہ کرنے کے لئے کافی مواد فراہم ہو گیا ہے۔ کئی ہفتے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس میں "شاندار" "نہایت شاندار" جلسوں کی مبالغہ آمیز رپورٹوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ قادیانی حضرات کی چیخ پکار اور دوڑ دھوپ کا فائدہ میاں غلام نبی صاحب نے خوب اٹھایا۔ اب کم از کم ایک سال تک انہیں کچھ لکھنے کی مطلق ضرورت نہیں۔ اس لیے ہم بھی انہیں معاصرانہ تعلقات کی بنا پر مبارکباد دیتے ہیں۔

ہمارے جدت طراز معاصر نے دنیا کو دھوکے دینے یا لوگوں پر اپنی جماعت کا رعب ڈالنے کے لیے یہ ڈھب نکالا ہے کہ ایک ایک جلسہ کا ذکر کئی کئی بار کیا ہے۔ دہلی کے جلسے کی رپورٹ تین بار۔ امرتسر۔ لاہور۔ ہوشیارپور۔ لکھنؤ اور دیگر کئی مقامات کے جلسوں کی دو دو بار شائع ہو چکی ہے۔ ابھی خدا جانے کتنی بار ہوگی۔ کیا ہم معاصر موصوف سے پوچھ سکتے ہیں کہ اس "حکمت عملی" کا مقصد کیا ہے؟ اور اس قسم کی چالیں ایک مذہبی جماعت کے آرگن کے لیے زیبا ہیں؟ ہاں آپ بھی سچے ہیں اس قسم کی چالیں نہ چلیں تو کام کیسے چلے یہ ہیں وہ لوگ جو باوجود مسلمانوں کو کافر کہنے کے ان کی رہنمائی کے دعویدار ہیں۔ انا للہ!

معلوم ہوتا ہے کہ ان رپورٹوں میں "الفضل" یا اس کے نامہ نگاروں نے شاعرانہ مبالغہ سے کام لیا ہے۔ لاہور کا جلسہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس میں اول سے آخر تک موجود رہے ہیں۔ حاضرین کی تعداد زیادہ سے زیادہ چار یا پانچ ہزار کے درمیان تھی اور ان میں سے کثیر تعداد ان لوگوں کی تھی جو ابو الاثر حفیظ جالندھری کی نظم سننے کی غرض سے آئے تھے۔ نظم کے بعد جونہی حافظ روشن علی صاحب کھڑے ہوئے یہ سب لوگ ایک ایک کرکے چلتے بنے۔ مگر "الفضل" نے حاضرین کی تعداد دس ہزار بتائی ہے اگر ایک صدر مقام کے جلسے کی نسبت "الفضل" اس قسم کی غلط بیانی کر سکتا ہے تو آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ دور دراز اور الگ تھلگ مقامات کے متعلق جو لکھا گیا ہے اس میں کہاں تک صداقت ہوگی۔ ممکن ہے کہ بعض فرضی رپورٹیں بھی شائع کر دی گئی ہوں۔ خیر یہ کوئی بڑی بات نہیں ایک ایسی جماعت کے آرگن کے لیے جس کے قیام وبقا کا دارومدار بھی مکر، کن اور فریب وہ پروپیگنڈا کی ریتلی بنیادوں پر ہو سب کچھ جائز ہے۔

"الفضل" نے اپنی سرشت سے مجبور ہو کر ایک گزشتہ اشاعت میں یہ بہتان طرازی بھی کی تھی لاہوری جماعت نے ۱۷ جون کے جلسوں کو ناکام رکھنے کی انتہائی کوشش کی۔ یہ محض جھوٹ اور سراسر کذب ہے۔ اگر "مقدسین قادیان" یا "الفضل" کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت ہے تو وہ پیش کرے۔ ورنہ دنیا یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگی کہ "الفضل" نے اپنے خبث باطن سے مجبور ہو کر یہ بہتان طرازی کی ہے قادیانی جماعت کے ڈھول کا پول خود بخود کھل رہا ہے۔ غیب سے اس کی تباہی کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔ لوگوں کو اس کی چالوں کا علم ہو رہا ہے نفرت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ تو ہمیں کیا ضرورت پڑی تھی۔ کہ ہم اس کی مخالفت کرکے "مرے کو مارے شاہ مدار" کے مصداق بنتے۔ مقدسین قادیان کو واضح رہے ان کو جس بات کا ہماری طرف سے خطرہ ہے اس کو قدرت انجام دے رہی ہے۔ اب زیادہ دن تک پیر پرستی کی یہ گدی قائم نہیں رہ سکتی۔ انشاء اللہ۔

مذاکرۂ علمیہ

چند ضروری سوالات کے جوابات

(رشحاتِ قلم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کی قلم سے)

قطبین میں نماز روزہ !

سوال - ایک شخص سفر کرتا ہوا کسی ایسی جگہ جا پہنچتا ہے جہاں پر سورج بارہ گھنٹہ سے زیادہ عرصہ چمکتا رہتا ہے - یعنی چوبیس گھنٹہ یا اس سے زیادہ دیر سورج غروب نہیں ہوتا - ایسے ہی ۲۴ گھنٹے یا اس سے زیادہ مدت تک رات کی تاریکی رہتی ہے - نیز ایسے مقامات پر جہاں تین تین اور چھ چھ ماہ دن یا رات ہوتی ہے وہاں وہ ایک ماہ تک مقیم رہتا ہے ایسے مقام پر اس کے لئے صوم و صلوٰۃ کا کیا حکم ہے ؟ اور وہاں کے باشندے کس طریقے سے نماز روزے کے فرائض ادا کرتے ہیں ؟

جواب - بارہ گھنٹہ سے زیادہ تو ہمارے ملک میں بھی موسم گرما میں سورج چمکتا ہے - اور نماز روزہ میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا - البتہ جب دن یا رات ۲۴ گھنٹہ سے زیادہ کی ہوگی اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز روزہ کس طرح ادا کیا جائے ؟

قطبین میں دن اور رات کی تقسیم

اول تو جہاں چھ ماہ کا دن یا چھ ماہ کی رات یا اس سے کم عرصہ کا دن یا رات ہوتی ہے - وہ قطب شمالی اور قطب جنوبی اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ ہے جہاں کوئی انسانی آبادی نہیں - اور جہاں کہیں تھوڑی سی انسانی آبادی ہے مثلاً ناروے کے شمال یا گرین لینڈ میں تو وہاں صرف گرمیوں کے درمیان میں دو ماہ کا ایک دن اور سردیوں کے درمیان میں دو ماہ کی ایک رات ہوتی ہے - اس سے آگے پیچھے ہمارے رات دن کی طرح رات دن ہوتے ہیں - گو ان کا گھٹنا بڑھنا ہمارے دنوں اور راتوں کے گھٹنے اور بڑھنے سے زیادہ نمایاں ہوتا ہے - مثلاً ہمارے ہاں دن گرمیوں میں بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ سولہ گھنٹہ پر جا کر ٹھہر جاتا ہے اسی طرح موسم سرما میں رات ایک حد پر جا کر ٹھہر جاتی ہے لیکن گرین لینڈ میں یوں ہوتا ہے کہ دن بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ ۲۴ گھنٹے پر پہنچ گیا - اور پھر دو ماہ تک سورج غروب نہیں ہوتا - لیکن وہاں سورج آسمان کے گرد دو ماہ تک گول چکر لگایا کرتا ہے - اسی طرح رات بڑھتے بڑھتے ۲۴ گھنٹہ پر پہنچ کر دو ماہ تک بالکل رات ہی رہتی ہے لیکن ہر ۲۴ گھنٹے کے بعد صبح پھوٹتی ہے - گو سورج نہیں نکلتا - مگر صبح صادق کے آثار نمایاں ہو کر پھر غائب ہو جاتے ہیں بہرحال ہر دو صورت میں ۲۴ گھنٹے کے اختتام پر دوسرے دن کے شروع کے لئے ایک امتیاز قائم ہوتا رہتا ہے - دن ہو تو سورج آسمان کے گرد ایک پورا چکر لگا کر افق کی طرف اتنا جھک جاتا ہے کہ خیال آتا ہے کہ ڈوب جائے گا لیکن ڈوبتا نہیں - اور رات ہو تو صبح صادق نمایاں ہو کر غائب ہو جاتی ہے - غرضیکہ ایک دن اور ایک رات دوسرے دن اور رات سے الگ نظر آتی ہے

قطبین میں نماز کے اوقات

نماز کا طریق اس میں یہی ہے کہ اندازہ سے مختلف اوقات پر نماز پڑھ لی جائے - آج کل تو گھڑیاں ہیں اس لئے اندازہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں - اگر گھڑی نہ ہو تب بھی لوگ آخر اپنے اوقات کھانے اور پینے سونے اور کام کرنے کا اندازہ لگا لیتے ہیں - اسی طرح نماز کے اوقات کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے - خود رسول کریم صلعم کا یہی فتویٰ ہے آپ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں تمہیں ایسے دن رات سے بھی سابقہ پڑے گا جو ۲۴ گھنٹے کے نہ ہوں گے - بلکہ ایک ایک دن اور ایک ایک رات ہفتوں اور مہینوں کے ہوں گے - اس پر صحابہ نے عرض کیا کہ پھر نماز کا کیا انتظام کریں - فرمایا کہ اندازہ لگا لیا کرنا - خدا کی شان ہے اس وقت تو یہ سمجھا گیا کہ شاید آخری زمانہ میں دن اور رات اپنے اصلی مقدار سے بڑھ جائیں گے - اور بجائے ۲۴ گھنٹے کے ہفتوں اور مہینوں کے برابر ہو جائیں گے لیکن علم الٰہی میں یہ تھا کہ اس وقت اسلام یا مسلمانوں کو ان ممالک میں جانے کا موقع ملے گا - جہاں دن اور رات ہفتوں اور مہینوں کے ہوا کرتے ہیں - آج سے پہلے ان ممالک کا کسے علم تھا اور ان کے دن رات کا کسے اندازہ تھا - لیکن آخر کار وہی ظہور میں آیا جو خدا کے رسول نے خدا سے علم غیب پا کر فرمایا تھا - اور جب ان ممالک کا علم ہوا - اور ان میں آمد و رفت شروع ہوئی تو ساتھ ہی گھڑیاں بھی وقت کے اندازہ کے لئے نکل آئیں - تا لوگ اپنے اوقات نماز اور کاروبار دنیوی کا صحیح اندازہ کر لیا کریں -

قطبین میں روزہ نہیں

روزہ کے متعلق تو قرآن کا صریح حکم ہے کہ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ - جو کوئی رمضان کا مہینہ پائے وہ اس مہینہ کا روزہ رکھے اور ظاہر ہے کہ جہاں ایک دن دو ماہ کا ہوگا اور ایک رات دو ماہ کی ہوگی وہاں سال کے بارہ مہینے کس طرح ہو سکتے ہیں - اور رمضان کہاں ہو سکتا ہے - اس لئے جس علاقہ میں رمضان کا مہینہ ہی نہیں وہاں روزے بھی نہیں - روزے کی سحری اور طلوع آفتاب اور غروب آفتاب اور ان میں کمی بیشی کا اندازہ اس قدر پیچیدہ تھا کہ تکلیف مالا یطاق تھا - اس لئے قرآن نے اسے اڑا دیا - اور یاد رہے کہ جن ممالک میں اتنے لمبے دن اور اتنی لمبی راتیں ہوتی ہیں وہاں آبادی اول تو ہے ہی نہیں صرف برف ہی برف ہے اور اگر ہے بھی تو برائے نام ہے -

نماز جنازہ کے وضو کے ساتھ فرض نماز

سوال - علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ جس وضو کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی جائے - اسی وضو کے ساتھ نماز فرض ادا کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب - اگر نماز جنازہ کا وضو بھی وہی ہے جو نماز فرض کا ہوا کرتا ہے اور جو قرآن و حدیث میں مذکور ہے - تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اسی وضو سے جس سے کسی نے نماز جنازہ پڑھی ہے - کیوں اس کی نماز فرض نہیں ہو سکتی کیا نماز فرض کا وضو کوئی اور ہے - یا نماز جنازہ پڑھنے سے وضو ٹوٹ جایا کرتا ہے - اگر نہیں تو پھر وضو کرنے کے بعد نماز جنازہ پڑھ لی یا نماز فرض پڑھ لی - یا نماز جنازہ کے بعد نماز فرض پڑھ لی تو اس میں کیا ہرج لازم آیا ؟

آنحضرتؐ سے نباتات و حیوانات کا کلام

سوال - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں آیا ہے کہ وانطقت لہ الضب والظبی - والذئب - والنراع - والجمل والجبل والمدر والحجر - والشجر - وانبعث من اصابعہ الماء الزلال وغیرہ -

براہ کرم مطلع فرمایا جائے کہ آنجنابؐ کے ساتھ مذکورہ بالا حیوانات و نباتات و جمادات نے کیسے کلام کیا - بالتفصیل تحریر فرمایا جائے انگریزوں نے بھی کمال کیا کہ گراموفون کے ریکارڈوں و جو کہا جاتا ہے کہ ریت سے بنائے جاتے ہیں اور پتھر جیسے دکھائی دیتے ہیں، کے ذریعہ دوسروں کو کلام سناتے ہیں -

صحت روایات مشکوک ہے

جواب - اول تو میں یہ عرض کر دوں کہ جو عبارت آپ نے پیش کی ہے - وہ سیرت کے کسی لکھنے والے کی اپنی عبارت ہے - اس نے مختلف احادیث سے اخذ کر کے لکھا ہے - کہ آنحضرتؐ کے ساتھ مذکورہ بالا حیوانات و جمادات و نباتات نے کلام کیا - ان میں سے کون کونسی احادیث صحیح ہیں اور کون ضعیف - یہ یہاں کچھ بھی مذکور نہیں - اس لئے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ان میں سے کونسی بات صحت کے مرتبہ کو پہنچ چکی ہے اور کونسی نہیں - لیکن میں سب کو درست تسلیم کر کے جواب عرض کرنے لگا ہوں -

دوم یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ گراموفون کے ریکارڈوں میں صرف دوسرے کی آواز محفوظ کر لی جاتی ہے - اس کا مشین پر رکھ کر بجانا اس کا بولنا نہیں کہلا سکتا - کیونکہ اس میں ریکارڈ اپنا کچھ اظہار حال نہیں کرتا اور بولنا ہمیشہ اظہار حال کا مترادف ہوتا ہے -

زبان حال اور زبان قال

اس لئے بولنا دو طریق پر ہی ہو سکتا ہے -

(۱) ایک تو زبان قال سے - جیسے ہم اور آپ بولتے ہیں اور اس سے اپنا اظہار حال کرتے ہیں - یہ قوت انسان کو ملی ہے -

(۲) اور دوسری زبان حال سے - جس طرح تمام دنیا کی چیزیں جنہیں نطق یعنی زبان قال نہیں ملی - اپنے حالات کو آپ کے سامنے اظہار کرتے رہتے ہیں - انسان میں جتنی عقل اور علم زیادہ ہوتا ہے - وہ تمام کائنات کی اشیاء کے حالات کو پڑھتا اور ان کی زبان حال کو سمجھتا رہتا ہے - انبیاء اور اولیاء کے حواس قلبی و باطنی چونکہ بہت تیز اور نشو و نما یافتہ ہوتے ہیں اس لئے وہ اس زبان حال کو زبان قال میں سن لیتے ہیں - اور سننا حواس باطنی سے ہوتا ہے [illegible] کو

لاتا ہوا دیکھ کر اور اس کے بلبلانے کو سن کر ایک عقلمند اس کی زبان حال سے یہ معلوم کر لیتا ہے کہ یہ اس وقت نہایت کرب کی حالت میں ہے - لیکن ایک اہل باطن اس اونٹ کے باطن کی آواز جو زبان حال سے کرب کی صدا بلند کر رہی ہے اپنے قلب کے کانوں سے سن لیتا ہے - یہ باطنی آواز اس کے قلب کے کان میں اسی طرح آتی ہے جس طرح ایک ظاہری آواز ہمارے ظاہری کان میں - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک ستون سے جس کا نام حنانہ تھا سہارا لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے - جب آپ نے نیا منبر بنا لیا تو وہ ستون اس برکت سے محروم ہو گیا اس کی محرومی اس کی زبان حال سے تو ہر ایک معلوم کر رہا تھا - لیکن وہی محرومی آنحضرت صلعم کے حواس قلبی کے لئے زبان قال تھی - آپ کے شفقت بھرے دل نے نہ چاہا کہ اس پرانے رفیق کو جس کے ساتھ لگ کر آپ نے سینکڑوں خطبے توحید اور معرفت کے لوگوں کو سنائے تھے اسے چھوڑ دیا جائے اس کی محرومی اور جدائی جس زبان حال سے نوحہ کناں تھی وہ زبان حال زبان قال بن کر آپ کے قلب کو محسوس ہوئی - یہ عالم باطن کے کرشمے ہیں - اہل حال ہی اس کا لطف اٹھاتے ہیں - اور اس باریک و دقیقہ معرفت کو سمجھتے ہیں -

اہل باطن کی حکومت کائنات پر

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا اور تمام کائنات کو اس کی خدمت میں لگا دیا - یہانتک کہ ملائکہ کو بھی جو ہر ایک ذرہ کائنات پر متعین اور ان کے لئے اور ان کے حواس کے لئے بمنزلہ روح کے ہیں - فرمانبرداری کا حکم دیا اور اس خلافت کے لئے علم کی فضیلت کو شرط قرار دیا - جس جس طرح انسان علم میں ترقی کرتا ہے وہ خلافت آلہیہ کا وارث بنتا چلا جاتا ہے - ظاہری دنیوی ترقی کرنے والے بھی اس خلافت سے اپنے علم کے مناسبت سے حصہ لیتے ہیں - لیکن اہل باطن اپنی باطنی ترقیات سے معرفت و حکمت کے علوم کو براہ راست جناب الٰہی سے حاصل کر کے خلافت آلہیہ کے حقیقی وارث ہوا کرتے ہیں - جس طرح اہل ظاہر ظاہری اسباب و علم کی معرفت کائنات پر حکومت کرتے ہیں - اسی طرح اہل باطن باطنی اسباب اور علم کے ذریعہ کائنات عالم پر حکومت کرتے ہیں -

آنحضرتؐ نے کشفی نظر سے ہر ذرہ کو مطیع پایا

ان امور میں انبیا کا گروہ سب سے پیش پیش ہے - اور انبیا میں سب سے اونچا مقام حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا نظر آتا ہے - آپ میں حقیقی خلافت آلہیہ اپنے کمال پر پہنچ گئی - اور آپ کی خلافت کے مقام عالیہ پر چرند پرند درند شجر حجر زمین آسمان غرضیکہ کائنات فطرت کے ہر ذرہ نے گواہی دی یعنی خدا کے حکم کے ماتحت آپ کی فرمانبرداری کے لئے لبیک کہا جسے آپ کے قلب کے کانوں نے ان کی زبان قال سے سنا - یہ ایک کشفی اور قلبی کیفیت تھی کہ آپ جس طرف توجہ کرتے تھے ہر ذرہ آپ کی فرمانبرداری کے لئے تیار نظر آتا ہے اور اس کی اس تیاری کا ماجرا آپ کا قلب ان کی زبان سے اسی طرح سنتا تھا جس طرح ہم انسان کی آواز سنتے ہیں - یہ آپ کے خلیفہ آلہی بننے پر بطور ایک نشان کے تھا - لیکن یاد رہے کہ ان چیزوں کا اظہار حال انسان کی طرح کسی ادراک اور فہم کا نتیجہ نہ تھا - کیونکہ جمادات - نباتات اور حیوانات میں ادراک اور فہم نہیں - انہیں اپنی ہستی کی بھی خبر نہیں - تو وہ کسی دوسرے انسان کے مرتبہ کو کیا پہچان سکتے ہیں -

ہر چیز خلیفہ الٰہی کی فطرتاً فرمانبردار ہے

اصل یہ ہے کہ خلیفہ آلہی کے سامنے ملائکہ کی فرمانبرداری کا یہ نشان تھا کہ ہر چیز آپ کے سامنے فطرتاً فرمانبرداری کرنے کو تیار رہتی - کیونکہ ہر ذرہ پر ایک ملک متعین ہے اور اس ملک کی فرمانبرداری کا جلوہ اس چیز میں نظر آتا ہے جس پر وہ متعین ہوتا ہے - پس جس چیز کی طرف خلیفہ آلہی اپنی خاص حالت میں توجہ کرتا ہے وہ چیز اس کے سامنے اس طرح اظہار فرمانبرداری کرتی ہے کہ خلیفۃ اللہ کے قلب کے کان اس اظہار فرمانبرداری کو زبان حال کے بجائے زبان قال میں سنتے ہیں - یہ اس چیز کی آواز فطرت ہوتی ہے جسے قلب سنتا ہے - نہ کہ سچ مچ وہ انسان کی طرح ایک بات کو سمجھ کر کلام کرنے لگتی ہے - جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنے بندہ پر اس کے مرتبہ کو ظاہر کر دیتا ہے - اور اس کے خلافت آلہیہ کے مقام کو اسے محسوس کرا دیتا ہے - اور وہ اس طرح کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے سامنے اظہار فرمانبرداری کرنے لگتا ہے -

حضرت یوسف کو سورج چاند کا سجدہ

یہی راز حضرت یوسفؑ کے سامنے سورج چاند اور گیارہ ستاروں کے سجدہ کرنے کا تھا - جس سے مقصود فقط خلافت آلہیہ کے مقام عالی کا اظہار تھا - اور یہی راز جمادات اور نباتات اور حیوانات کے رسول اللہ صلعم سے کلام کرنے میں مضمر تھا - یہ سب باتیں کشفی اور قلبی ہوتی ہیں نہ کہ ظاہری اور جب خدا تعالیٰ کی مصلحت اور مشیت چاہتی ہے - اس وقت اپنے بندہ کو یہ کرشمہ قدرت دکھا دیتا ہے

سوال - کیا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا ورد پڑھنا درست ہے اور کیوں ؟

جواب - خدا کے سوا کسی غیر کو پکارنا شرک ہے اس لئے یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا ورد

معلومات

الجزائر میں دو نہروں کے ملنے سے روشنائی کا ایک دریا بن گیا ہے روشنائی لوہے کے اجزاء اور گیلک ایسڈ سے تیار ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا ندیوں میں سے ایک میں لوہے کے اجزا ہیں اور دوسرے میں گیلک ایسڈ۔

شتر مرغ عام طور پر بیوقوف سمجھا جاتا ہے مشہور ہے کہ دشمن اس کے تعاقب میں ہو تو وہ اپنا سر ریت میں چھپا کر سمجھ لیتا ہے کہ اب دشمن سے محفوظ ہے۔ لیکن حال میں شتر مرغ کی چالاکی اور دانائی کے متعلق ایک عجیب واقعہ بیان کیا گیا وہ یہ ہے کہ مادہ جب انڈوں پر بیٹھتی ہے۔ تو ایک انڈا خود ہی توڑ دیتی ہے۔ مختلف کیڑے کوڑے ادہر ادہر سے اس انڈے پر جمع ہو جاتے ہیں۔ اور مادہ شتر مرغ ان کیڑے کوڑوں کو اپنا اور بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے استعمال کرتی ہے۔

جمہوریہ امریکہ کے محکمہ پرواز نے ایک نیا کیمرا ایجاد کیا ہے جس کے ذریعہ سے پانچ میل تک تصویریں لی جاسکیں گی۔ یہ کیمرا تیس ہزار فٹ کی بلندی پر بھی نہایت کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے مسالہ کو منجمد ہونے سے بچانے کے لئے بجلی کی حرارت کا انتظام کیا گیا ہے۔ کیمرہ خود بخود تصویریں لیتا جائے گا۔ اور ساتھ ہی ساتھ بلندی۔ عکس لئے جانے کا وقت اور رخ کا فاصلہ بھی تحریر ہوتا جائے گا۔

ہندوستان میں بڑ کا ایک درخت ہے جس کے سائے میں سات ہزار آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔

لندن کی زمین دوز ریلوے میں دو ہزار ایک سو گاڑیاں ہیں جو سال بھر میں مجموعی طور پر (۸۷۱۴۸۴۴۹) میل فاصلہ طے کرتی ہیں

انگلستان ہر سال کروڑوں سوئیاں باہر بھیجتا ہے اور دنیا کا تقریباً ہر ملک سوئیاں انگلستان سے خریدتا ہے۔

جرمنی کے ایک آرٹسٹ نے امریکہ کے مشہور ہوا باز کرنیل لنڈبرگ کی امریکہ سے فرانس تک پرواز کی پوری سرگزشت ایک عام پوسٹ کارڈ پر لکھدی ہے۔ جس میں دس ہزار باون الفاظ ہیں۔ آرٹسٹ نے یہ کام تین ماہ میں ختم کیا ہے۔ پوسٹ کارڈ کو ویسے دیکھا جائے تو روشنائی کی لہریں سی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن خوردبین کے ذریعے سے دیکھا جائے تو الفاظ نہایت صاف اور واضح نظر آتے ہیں۔ یہ پوسٹ کارڈ دنیا میں باریک لکھائی کا ریکارڈ ہے۔

اندازہ کیا جاتا ہے کہ برطانیہ عظمیٰ میں چار ہزار فٹ کی گہرائی پر ایک کھرب ٹن یا ۲۸ کھرب من کوئلہ ابھی باقی ہے۔

گوئنجن کی لائبریری میں ایک بائیبل ہے جو تاڑ کے پتوں پر لکھی ہوئی ہے۔ اس کے (۵۳۳۰) صفحے ہیں۔

روس میں ایک نہر لینن گراڈ سے نکلکر چین کی سرحد تک آتی ہے اس کا طول تقریباً ۴½ ہزار میل ہے۔ اور دنیا کی سب سے لمبی نہر سمجھی جاتی ہے۔

جرمنی میں ایک سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے ایک ورزش گاہ بنائی گئی ہے۔ جس میں جا بجا میز بچھے ہوئے ہیں۔ اور ان پر فلالین منڈھی ہوئی ہے۔ اس ورزش گاہ میں بچوں کو چلانے کی مشق کرائی جاتی ہے ہر بچہ کو ایک آدمی پکڑ کر ورزش کراتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ورزش بچوں کے لئے بیحد مفید ثابت ہوئی ہے۔ پانچ ماہ کی عمر کے بچے کو اس ورزش گاہ میں بھیجا جاسکتا ہے۔ اگر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں کوئی نقص ہو تو وہ اس ورزش سے دور ہو جاتا ہے۔

آج کل ایک آئرش لڑکی لندن آئی ہوئی ہے جسکے بال ۵ فٹ لمبے ہیں۔

ہندوستان

— اخبار مبلغ کے مالک و سابق ایڈیٹر حکیم محمد اسحاق خاں ایک طویل بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے دہلی سے باہر ہیں۔ ان کی غیر حاضری میں ان کی اہلیہ جو عرصہ سے مرض دق میں مبتلا تھیں فوت ہو گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

— انبالہ سشن کورٹ کے عملہ میں جونیرہ عہدیداروں اور اہلکاروں پر مشتمل ہے۔ صرف دو مسلمان ہیں۔ ایک جونیر سب جج اور دوسرا اہلمد باقی تمام ہندو ہیں۔

— شیخ ذکر الرحمن صاحب ایڈووکیٹ دہلی جو فوجداری کے اعلیٰ درجہ کے وکیل تھے۔ فوت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

— راجپال لاہور کے واقعہ قتل کا جو سنسنی خیز مقدمہ لاہور میں چل رہا ہے اس کے تمام ملزمین سشن سپرد ہو گئے۔ ان میں ایک شخص رائے بہادر سیٹھ پرشادہی ہے۔ جن کی ۲۰ ہزار کی ضمانت ایک دن کے لئے لی گئی۔ اور دوسری ایک لاکھ کی ضمانت سشن جج نے لی۔

— جھنگ میں ایک لڑکے کی نعش ماہ مارچ میں نہر سے برآمد ہوئی۔ جو ناقابل شناخت تھی۔ تاہم اسے شناخت کیا۔ اور شناخت کرنیوالوں نے اسے اپنا لڑکا بتایا۔ اور کہا کہ اسے اغوا کیا گیا تھا۔ اس پر مقدمہ چل رہا تھا کہ دوران مقدمہ ہی میں لڑکا صحیح سلامت مل گیا معلوم ہوا کہ شناخت غلط ہوئی تھی۔

— بتواکھالی میں ہندو مسلمان لیڈروں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ باریسال کے سامنے اس معاہدہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔ کہ پبلک کے ہر آدمی کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ ضلع بھر کے شارع عام پر ہر وقت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے آئینی اختیارات کا لحاظ رکھتے ہوئے جلوس کو معہ باجے لے جا سکتا ہے۔

ممالک خارجہ

— وزارت امور دینیہ انگورہ نے "الخطیب الترکیہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ذیل کے مضامین پر ترکی زبان میں خطبے لکھے ہیں۔ تاکہ علما خطبۂ جمعہ میں ان سے کام لے سکیں۔ اس مجموعہ میں وقائع وطن پر پرجوش ابھارنے والے خطبے ہیں۔ حفظ ایمان اور جسمانی صحت کے اصول ہیں۔ عمل اور کمال ایمان۔ پابندی نماز کی حکمت۔ اخلاق رسول صلعم۔ اطاعت والدین۔ خانہ داری۔ تربیت اولاد۔ کسب حلال کے ذرائع تجارت۔ صنعت اور زراعت کی ترغیب۔ احترام اہل وطن۔ یتامیٰ اور فقرا کی حمایت۔ محبت الٰہی۔ اتباع رسول صلعم۔ روزہ کی فضیلت۔ اجتناب محارم۔ سوء ظن۔ غیبت۔ استہزا۔ فساد فی الارض۔ نفاق اور حسد کی مذمت۔ حیات اجتماعیہ کی خوبی۔ اخوت اسلامیہ۔ اخوت وطنیہ۔ الغرض جملہ مباحث دینی و موضوعات زندگی پر فاضلانہ مضامین ہیں۔

— تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ برطانوی ہوائی جہاز علاقہ یمن پر برابر پرواز کر رہے ہیں۔ اور امام یمن کی اطلاع کے لئے اشتہاری کاغذات پھینک رہے ہیں۔ جن میں دھمکی دی گئی ہے کہ اگر امام نے برطانوی شرائط کو پورا نہ کیا تو جنگ کی جائے گی۔

— امیر امان اللہ خاں کو افغانستان پہنچنے پر جو ضیافت دی گئی اس میں ملکہ ثریا نے پہلی مرتبہ افغانستان میں اپنے کنبہ کے علاوہ غیر آدمیوں کے سامنے بے نقاب ہو کر کھانا کھایا۔ اس ضیافت میں کنبہ بنا ہی اور عملہ کے متعدد ارکان بھی شریک تھے۔

— نجد کے قبیلہ غطغط کے کچھ لوگوں نے لائف میں بعض آدمیوں کو پتلون وغیرہ پہنے دیکھا۔ انہوں نے انتہائی غیظ و غضب میں ان کے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ غطغط والوں کو یہ دیکھکر بڑی بھی حیرت ہوئی۔ کہ ابن سعود کے لشکر میں بھی انگریزی لباس رائج ہے۔ حکومت نے تحقیقات کے لئے ان میں سے بعض کو گرفتار کیا ہے۔

— نجد اور عراق کی سرحد اور عقبہ اور معان کے متعلق برطانوی وفد اور ملک الحجاز کے درمیان باہمی گفتگو سے شدید اختلافات پیدا ہو گئے۔ جس کی وجہ سے برطانوی وفد کو ذریر نو آبادیات سے مشورہ کرنے کے لئے واپس انگلستان جانا پڑا۔

نقل تبصرہ

(۱) "نورجہاں" کا سالانہ نمبر ملا شکریہ۔ یہ سالنامہ کیا ہے حسن صوری و معنوی کی ایک مکمل تصویر ہے۔ مضامین کا انتخاب اور ترتیب و تہذیب آپکی وسیع النظری کی بین دلیل ہے۔ دراصل "نورجہاں" ایک جہانِ نور ہے جس کا ذرہ ذرہ انوار فطرت کا آئینہ بردار ہے خواتین کی رہنمائی اور ان کے خیالات و عقاید کی اصلاح کے لئے "نورجہاں" واعظ خشک نہیں بلکہ "ناصح مشفق" ہے۔ خدا آپ کے ارادوں میں برکت دے اور "نورجہاں" کی آواز میں اثر۔ سہ

ہوتی ہے ہر اک راہ میں رہبر کی ضرورت
وہ راہ شریعت ہو کہ ہو راہ طریقت
ممکن ہی نہیں یہ کہ نظر آئے کسی کو
بے راہ نما منزل مقصود کی صورت
جب ہے یہ مسلم تو میں کہتا ہوں واللہ
ہے "نورجہاں" راہبر راہ حقیقت
کل عالم نسواں کا ہے رہبر یہ صحیفہ
کم ہو گی کسی اور کو حاصل یہ فضیلت

والسلام۔ نیاز کیش راز چاندپوری

(۲) یہ عورتوں کا رسالہ ہے جو امرتسر سے نکلتا ہے اس کے مضامین نہایت اعلیٰ ہیں۔ اور ہمارے خیال میں زنانہ صحافت کے بہترین نمونے ہیں ہمیں توقع ہے کہ جو اعلیٰ معیار اس کے کانفرنس نمبر میں قائم کیا گیا ہے اس سے "نورجہاں" کو اترنے نہ دیا جائیگا۔ جناب ہیڈ مسٹریس صاحبہ بڑے پایہ کی شاعرہ ہیں۔ رسالہ کے سارے انتظامات بھی عورتوں کے ہاتھ میں ہیں کاغذ اعلیٰ اور چھپائی نہایت دیدہ زیب ہے قیمت سالانہ قسم اول کاغذ پر پانچ روپیہ اور قسم دوم کاغذ پر تین روپیہ ہے۔ "صوفی" عید نمبر ۱۹۲۸ء

نوٹ: اس سال رسالہ "نورجہاں" امرتسر کے تین خاص نمبر شائع ہوئے ہیں۔ ایک سالانہ نمبر جو جنوری میں شائع ہوا۔ ایک کانفرنس نمبر جو اپریل میں شائع کیا گیا۔ تیسرا خاص نمبر جو ہر دو سے افضل و اعلیٰ ہوگا دار الخواتین کشمیر کے نام سے یکم اگست کو شائع ہو رہا ہے جسکی قیمت قسم اول کے کاغذ پر ۱۴ آنہ اور قسم دوم یعنی ہلکے کاغذ پر صرف ۱۰ آنہ مقرر ہے۔ سالانہ خریداروں کو علاوہ عام ماہواری نمبروں کے یہ تینوں خاص نمبر مفت ملیں گے۔ یہ خاص نمبر سب کو رجسٹری بھیجا جائیگا تاکہ راستہ میں گم نہ ہو کیونکہ خاص نمبر اکثر ڈاک میں چوری ہو جاتے ہیں۔ درخواستیں اور قیمت بذریعہ ٹکٹ خاتون منیجر صاحبہ رسالہ نورجہاں امرتسر کے نام بھجوائیں۔ اس اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔

بدنی مشین کو صفا کرنیوالا

عرق مرکب مصفی خون

اس عرق سے تمام جلدی امراض کو نجات ملتی ہے اور چند روز میں سے رنگ روپ نکھر کر چہرہ کندن کی طرح دمکنے لگتا ہے اور نیا خون پیدا ہو کر طاقت بڑھتی ہے۔ خاصکر موسم برسات میں بچوں کو پھوڑے پھنسیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور ریزش نقرس وجع المفاصل جیسے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت فی بوتل عہ

نیز ہمارے ہاں ہر قسم کے اچار۔ مربے۔ چٹنیاں وغیرہ بھی مل سکتے ہیں

اچار شلغم ۔ مربہ آم ۔ چٹنی سرکہ انگوری

فی ڈبہ عہ ۔ فی ڈبہ عہ ۔ فی ڈبہ عہ

پتہ

حکیم غلام نبی امرتسر والا۔ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

دمہ کا ہمیشہ تین پڑیوں میں

کشتال کی پہلی خوراک کسوٹی ہے

چنانچہ ہر شیشی کے ساتھ ایک خوراک نمونتاً اس اقرار نامہ کی ہوتی ہے۔ کہ اگر اس سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہو تو شیشی واپس کر کے اس کی قیمت مع دو طرفہ محصول کے ہم سے لے لیجئے۔ کشتال ہر طرح کے دمہ کو ۹۹ فیصدی مفید ہے۔ اسی وجہ سے ہم واپسی کا اقرار اس دلیری سے کرتے ہیں۔ آپ کو بھی لازم ہے کہ اس ضمانت سے فائدہ اٹھا کر دوا منگائیں۔ اور ہمیشہ کی تکلیف سے نجات حاصل کر لیں۔ قیمت حدود ہند میں عہ۔ دی پی کا محصول تین روپے پیشگی بھیجکر رجسٹر پارسل منگائیں دی پی نہیں جائے گا۔ بیرون ہند کا محصول زیادہ ہونے کی وجہ سے واپسی کا اقرار نہیں۔

ڈاکٹر خورشید علیخان وکٹوریہ پارک شہر بنارس

ضرورت ہے

چند ایسے ہوشیار اور خوش معاملہ ایجنٹوں کی جو پیغام صلح کیلئے اجرتی اشتہارات فراہم کر سکیں کمیشن معقول دیا جائیگا۔ خط و کتابت سے معاملہ طے ہو سکتا ہے۔

(منیجر)

تین بلند پایہ کتابیں بالکل مفت

(۱) مکتوبات حضرت امام ربانی (اردو) سوانح عمری نہایت مفید اور سبق آموز کتاب ہے۔ قیمت بارہ آنے۔

(۲) دنیائے اسلام اور عیسائیت (اسلام اور عیسائیت کی معرکہ آرائی پر ایک نہایت پُر زور تصنیف) قیمت چھ آنے

(۳) سلطنت برطانیہ کا مستقبل (ایک نامور جاپانی مورخ کی حیرت انگیز تصنیف کا اردو ترجمہ جس میں برطانیہ کی تباہی کی پیشن گوئی کی گئی ہے۔ یورپ کی ہر زبان میں اسکا ترجمہ ہو چکا ہے قیمت ۸

ان کتابوں کی مجموعی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ لیکن جو اصحاب "مسلم راجپوت" کی ایک سال کی قیمت چار روپے اور کتابوں کے محصول ڈاک کیلئے تین آنے یعنی کل چار روپے تین آنے بذریعہ منی آرڈر "مسلم راجپوت" امرتسر کے منیجر کے نام بھیج دینگے، ان کی خدمت میں یہ لاجواب کتابیں بالکل مفت روانہ ہوں گی۔

وی پی منگانے کی صورت میں پانچ آنے کی رقم اور صرف ہوگی "مسلم راجپوت" ایک بہترین اسلامی ہفتہ وار اخبار ہے۔

جو اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کی صورت میں آپکو چار روپے کے بجائے صرف اڑھائی روپے سالانہ میں مل جائیگا اور ابھی کتابیں مطالعہ کیلئے مفت مل جائینگی۔ ہم خرما و ہم ثواب کی یہ بہترین مثال ہے۔

منیجر "مسلم راجپوت" متصل اسلامیہ ہائی سکول امرتسر

مفت — کلید صحت — مفت

کوئی علاج کرنے سے پہلے کتاب مفت طلب کریں۔ تبدیلی پتہ

بشارت سیناسی دواخانہ گرد سید ... باب

شہنشاہ ہند

غازی اورنگ زیب عالمگیر

رحمتہ اللہ علیہ

کے ہاتھ کا لکھا ہوا

قرآن مجید

فوٹو لے کر اور بلاک بنوا کر چھپوایا گیا ہے

پورے قرآن مجید کا حجم قریباً نو سو صفحے ہے

نہایت خوبصورت سنہری جلد بندی ہوئی

ہدیہ علاوہ محصول ڈاک صرف پانچ روپے

شہنشاہ اورنگ زیب کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید نواب صاحب مانگرول کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ وہاں سے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اسے مستعار لیا۔ اور بلاک بنوا کر چھپوایا۔ بہت بڑی اسلامی اور تاریخی یادگار ہے۔ ہر مسلمان کے گھر میں یہ قرآن شریف رہنا چاہیے۔ آخری صفحہ پر شہنشاہ اورنگ زیب کے دستخط اور مہر اور سن کتابت بھی موجود ہیں۔

ملنے کا پتہ **منیجر رسالہ نظام المشائخ پوسٹ بکس ۱۵ دہلی**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶　۲۸ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ　نمبر ۴۶

اسلام اور احمدیت

(۶)

دعوےٰ مہدویت اور اس کا اثر!

حضرت مرزا صاحب کو جہاں اس دجالیت عظیمہ کے پاش پاش کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا جو پرستاران تثلیث نے اس زمانہ میں پھیلا رکھی ہے۔ اور اس کسر صلیب کے کام کی مناسبت کی وجہ سے آپ کا نام "مسیح موعود" رکھا گیا

چوں کافراز ستم پرستند مسیح را
غیوری خدا بسر آتش کردم مسیح را

وہاں دوسری طرف مسلمانوں کے لئے بھی آپ ہادی و رہنما بن کر آئے۔ اور وہ عظیم الشان کام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے ایک رجل من ابناء الفارس کے سپرد کیا تھا۔ وہ آپ ہی کے حصہ میں آیا۔ اس مناسبت سے آپ مہدی بھی کہلائے۔ کیونکہ جہاں تک احادیث کی معتبر اور ثقہ روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ مہدی اور مسیح دو علیحدہ ہستیاں نہیں۔ بلکہ ایک ہی شخص کے دو مختلف نام ہیں۔ جو اس کی دو علیحدہ علیحدہ حیثیتوں کو واضح کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر احادیث میں مہدی اور مسیح کے حلیوں اور ان کے نشانات کو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو ان سے صاف پتہ لگتا ہے کہ یہ دو مختلف شخصیتوں کے نام نہیں۔ بلکہ ایک ہی شخص کی علامات کو دو مختلف ناموں سے بیان کیا گیا ہے۔ مسیح موعود کا حلیہ بھی احادیث میں گندم گوں بیان کیا گیا ہے۔ اور مہدی کا بھی (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۲) مسیح موعود کو بھی دو زرد چادروں میں ملبوس قرار دیا گیا ہے اور مہدی کو بھی (کنز العمال صفحہ ۲۴) بکسر الصلیب و تیقن الخنزیر کا کام اگر مسیح موعود کے سپرد کیا گیا ہے۔ تو وہی کام مہدی کے بھی سپرد ہے۔

"صلیب را بشکند و خوک را بکشد این ہمہ ایں علامات را
در ذکر مہدی در قول مختصر آوردہ" (حجج الکرامہ)

دونوں ہی کے متعلق خونریزی نہ کرنے کا ذکر احادیث میں پایا جاتا ہے اور پھر دونوں کا زمانہ بھی ایک ہی قرار دیا گیا ہے۔ باوجود ان سب باتوں کے یہ کہنا کہ مہدی اور مسیح دو مختلف شخصیتیں ہیں کہاں تک مبنی بر انصاف ہے؟ ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک علامات مہدی کے متعلق احادیث میں بیان ہوئی ہیں جو اس کے حسب و نسب اور جائے خروج وغیرہ سے تعلق رکھتی ہیں لیکن اس قسم کی تمام روایات کو اگر ایک نظر سے دیکھا جائے تو وہ بالکل ہی مختلف اور متضاد ہیں کہ ایک ہی شخص پر وہ ہرگز چسپاں نہیں ہو سکتیں۔ اسی وجہ سے محدثین کا یہ خیال ہے کہ مختلف لوگوں نے اپنے اپنے زمانہ میں اپنی خاص علامات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی احادیث وضع کر لیں۔ اور مہدی کی علامات میں اس بات کو بھی داخل کر لیا کہ وہ تلوار کے ذریعے لوگوں کو مسلمان کرے گا۔ حالانکہ یہ قرآن کی کھلی تصریحات کے قطعاً خلاف ہے۔ اس لئے اصول حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہنا بغیر حق بجانب نہیں کہ صرف وہی احادیث قابل اعتبار سمجھی جا سکتی ہیں۔ جن میں مہدی اور مسیح کی علامات ایک ہی ہیں۔ کیونکہ ابن ماجہ اور حاکم کی ایک حدیث میں حضرت انس سے مروی ہے کہ لا المھدی الا عیسیٰ۔ مہدی اور کوئی نہیں سوائے اس عیسےٰ کے جسکے آخری زمانہ میں نزول کی خبر دی گئی ہے۔

پس ان حالات میں مسیح موعود کا دعویٰ مہدویت چنداں قابل استعجاب نہیں رہتا۔ ہاں البتہ دیکھنا یہ ہے کہ اسلام کو اس دعوے سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اوپر ہم بتا آئے ہیں کہ مسیح موعود کو اس مناسبت کی وجہ سے مہدی قرار دیا گیا کہ اس کے کاموں میں سے ایک عظیم الشان کام مسلمانوں کی اصلاح بھی ہے اور فی الحقیقت یہی ایک کام ہے جس پر تمام دوسرے کاموں کا انحصار ہے کسر صلیب وغیرہ کا کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک مسیح موعود مسلمانوں کی اصلاح کر کے ایک جماعت ایسی تیار نہ کرے جو اس کے ساتھ ہو کر اعلائے کلمۃ الحق کا فرض ادا کریں۔ پہلے جس قدر مجدد آئے انہیں اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ وہ اپنی کوئی خاص جماعت پیدا کریں۔ کیونکہ ان کا کام صرف مسلمانوں کی بعض خاص خاص غلطیوں کی اصلاح تک محدود تھا۔ لیکن مسیح موعود تمام دنیا کو راہ ہدایت دکھانے کے لئے آیا۔ اس نے مسلمانوں کے علاوہ عیسائیوں اور ہندوؤں کو بھی دائرہ اسلام کے اندر لانا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کی اصلاح صرف اس حد تک ہی اس کے ذمہ نہ تھی۔ کہ ان کی بعض خاص دینی غلطیوں کو واضح کر دے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اس کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ انہیں تبلیغ اسلام کے مقدس فریضہ کے لئے تیار کرے۔ اور یہ بغیر اس کے ناممکن تھا کہ ان کی ہر پہلو سے اصلاح کی جائے۔ اور ایک خاص جماعت کی شکل میں ان کو دائرہ تنظیم کے اندر لایا جائے۔ دوسری طرف مسلمانوں کی حالت اس زمانہ میں جس قدر خراب ہوئی ہے اور صرف امور دینی میں بعض غلطیوں ہی کی وجہ سے نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں جس ذلت و نکبت کی حالت میں وہ جا گرے ہیں۔ اس کی نظیر کسی گزشتہ زمانہ میں نظر نہیں آتی۔ ادنےٰ سے ادنےٰ حیثیت کے مسلمانوں سے لے کر مذہبی عالموں اور لیڈروں تک انواع و اقسام کی اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ نہ ہماری دینی حالت درست ہے اور نہ دنیوی۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر پہلو سے گر رہے ہیں اور اٹھنے کی کوئی سبیل بظاہر نظر نہیں آتی۔ اس پر غیر مذاہب کی طرف سے اسلام پر ایسے ایسے زبردست حملے اس زمانہ میں ہوئے ہیں کہ شاید اس سے قبل اسلام کو ایسا زبردست مقابلہ پیش نہیں آیا۔ تلوار کا مقابلہ اور بات ہے۔ مذہبی و دینی اعتراضات کا حملہ تلوار کے حملے سے زیادہ زبردست ہوتا ہے۔ مسیح موعود کے ذمہ جہاں مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کا کام تھا وہیں غیر مذاہب کے ان حملوں کا جواب دینا اور اسلام کی اس سے حفاظت کرنا بھی تھا۔ چنانچہ یہ دونوں کام آپ نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دیئے۔ مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کا کام ایک ایسا مشکل ترین کام ہے۔ کہ شاید اس سے بڑھ کر مشکل راہ کام اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ایک نیم مردہ قوم میں جو ہر پہلو سے اپنی طاقت کو ضائع کر کے جاں بلب ہو چکی ہو زندگی کی روح پھونکنا فی الحقیقت ایک عظیم الشان کام ہے۔ کس قدر نسخے اسلام کی زندگی اور مسلمانوں کی صلاح کے آج سوچے گئے۔ خلافت اور تنظیم کے رنگ میں کس قدر عظیم الشان تحریکات مسلمانوں کے اندر پیدا ہوئیں۔ لیکن سوائے اس ایک نسخے کے جو مسیح موعود نے تیار کیا۔ اور کوئی بھی نسخہ یا تحریک کارگر ثابت نہ ہوئی آپ نے اس زمانہ میں ایک ایسی جماعت کھڑی کر کے جو اپنے افعال و اعمال کے لحاظ سے اسلام کا ایک عملی نمونہ ہے۔ مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کی حقیقی بنیاد ڈال دی۔

ہم کسی آئندہ اشاعت میں تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالیں گے کہ کس طرح سے اس جماعت کی ترقی کے ساتھ مسلمانوں کی اصلاح وابستہ ہے۔ یہاں صرف یہی بتانا مقصود ہے کہ مسیح موعود نے مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کا کام بھی اس جماعت کے رنگ میں کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی بیرونی حملوں سے اسلام کی حفاظت بھی کی۔ اور ان دونوں کاموں کے علاوہ اعلائے کلمۃ اللہ کے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے ایسے ایسے اصول بتائے جن کے بغیر آج کوئی شخص میدان تبلیغ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

پس جو سوچنے والے ہیں سوچیں کہ آیا یہ کسی معمولی شخص کا کام ہو سکتا ہے کہ ایک طرف مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کا کام کرے جو سابقہ مجددین کے کاموں سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور دوسری طرف غیر مذاہب کے حملوں سے بھی اسلام کو بچائے۔ اور تبلیغ اسلام کے کام کو مستقل طور پر چلانے کا سامان پیدا کرے۔ یقیناً کوئی شخص جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ نہ ہو۔ جس کی رہنمائی اس عالم الغیب کے خاص اشاروں سے ہر آن نہ ہوتی ہو۔ وہ اتنے عظیم الشان کام کو بیک وقت سرانجام نہیں دے سکتا۔ اور یہی آپ کی مہدویت کا ایک زندہ ثبوت ہے۔

"آریہ گزٹ" کی ہرزہ سرائی

کسی گزشتہ اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ ہماری جماعت کے مبلغین کی کوشش سے مہاراجہ صاحب پونچھ نے انجمن اسلامیہ پونچھ کو ساڑھے چار ہزار روپیہ چندہ دیا۔ یہ خبر آریہ اخبارات کے لئے ایک برق جانسوز ثابت ہوئی۔ کالج پارٹی کے مشہور آرگن "آریہ گزٹ" کو تو اس سے بہت رنج پہنچا ہے۔ اس کی تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دفتر اور انارکلی سماج مندر میں تو صف ماتم بھی بچھ گئی ہوگی۔ اس کی ۹ رجولائی کی اشاعت کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"ہمارا خیال ہے کہ اس قسم کی تفرقہ پیدا کرنے والی انجمن کو دان دینا نامناسب ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک ہندو راجہ کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کبھی کسی مسلمان نواب یا نظام نے کسی آریہ سماج کو کسی سناتن دھرم سبھا کو یا کسی ہندو دھرم سبھا کو کوئی دان دیا ہے؟ آخر ہندو راجے ہی اتنے نرم کیوں واقع ہوئے ہیں کہ ان کی تھیلیاں ایسے زہر پھیلانے والوں کے لیے کھل جاتی ہیں۔ راجہ صاحب پونچھ بڑے نیک اور دھرماتما ہیں۔ ان کا دھن برے کاموں میں صرف نہیں ہونا چاہیئے"

"آریہ گزٹ" کی حالت واقعی قابل رحم ہے لیکن اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ انجمن اسلامیہ پونچھ ایک تعلیمی اور اصلاحی انجمن ہے۔ ایسی انجمن کو تفرقہ پیدا کرنے والی کہنا انتہائی حماقت اور کمینگی ہے۔ باقی رہا کسی مسلمان والی ریاست نے بھی ہندوؤں کو کوئی دان دیا ہے یا نہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ حضور نظام ڈاکٹر ٹیگور رکوان کی یونیورسٹی کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی خیرات دے چکے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمان ریاستوں نے بے شمار مندروں، ہندوؤں کے مذہبی پیشواؤں اور پاٹھ شالاؤں وغیرہ کے نام جاگیریں لگا رکھی ہیں۔ اور بیش بہا وظائف مقرر کئے ہوئے ہیں۔

"آریہ گزٹ" کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ریاست پونچھ کی ۹۳ فیصدی آبادی مسلمان ہے۔ لیکن وہاں اب سے پہلے کسی اسلامی انسٹی ٹیوشن کو سرکاری مدد نہیں ملتی تھی۔ حالانکہ مدت سے ہندو درسگاہوں کو معقول رقمیں مل رہی ہیں۔ یہ روپیہ اسلامیہ اسکول کی مدد کے لئے جو انجمن اسلامیہ کی زیر نگرانی جاری ہے ملا ہے۔ اور مہاراجہ نے اس طرح اپنے ایک ضروری فرض کے ایک حصہ کو ادا کیا ہے۔ اور محض اسی لحاظ سے قابل مبارکباد ہیں۔ کسی والی ریاست کا اپنی رعایا کے حقوق کو ادا کرنا کسی پر کوئی احسان نہیں ہوتا۔ اور اس پر شور مچانا اور رونا انتہائی درجہ کی کمینگی۔ شرانگیزی اور جہالت ہے۔ "آریہ گزٹ" نے اپنی قومی خصلت اور خبث باطن سے مجبور ہو کر جو یہ قابل نفرت حرکت کی ہے وہ یقیناً قابل ملامت ہے مگر اس سے اس قسم کی باتوں کے علاوہ اور کیا توقع کی جا سکتی ہے؟

حضرت امیر کا مکتوب مفتوح

۱۰ رجولائی کی اشاعت میں احباب کے نام حضرت امیر کا مکتوب مفتوح "احباب سے خطاب" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جس میں حضرت موصوف نے توسیع جماعت کی طرف توجہ دلائی۔ ہمیں امید ہے کہ ناظرین کرام نے اسے بغور مطالعہ فرمایا ہوگا۔ اگر اب تک یہ تحریر کسی صاحب کی نظر سے نہ گزری ہو تو انہیں کہیں سے اخبار حاصل کر کے پڑھنی چاہیئے۔

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری چھوٹی سی جماعت نے چند بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ جو اس کی نیک نامی اور شہرت کا موجب ہیں مگر اس کے ساتھ ہم یہ بات کہنے سے نہیں رک سکتے۔ کہ جس قدر کام آج تک کیا ہے وہ اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا جو ہمیں کرنا باقی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے ارادوں کو مضبوط، ہمتوں کو بلند اور کوششوں کو زیادہ کریں۔ ہمارے سامنے جو عظیم الشان اور کٹھن کام ہے اس کو سرانجام دینے کا بہترین اور آسان ترین طریق یہی ہو سکتا ہے کہ ہم توسیع جماعت کی کوشش کر کے خادمان اسلام کی فوج میں مخلص اور جانباز سپاہیوں کا اضافہ کریں۔ ہمارے خیال میں ہر ایک احمدی کو یہ عہد کر لینا چاہیئے کہ وہ ہر ماہ جماعت میں کم از کم ایک شخص کا ضرور اضافہ کریگا۔

بھائیو! دشمنوں نے ہر طرف سے ہمیں گھیر رکھا ہے۔ چاروں طرف مصیبتوں کی کالی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ انتہائی اور مسلسل جدوجہد قوموں اور جماعتوں کی زندگی کے لئے لازمی چیز ہو گئی ہے۔ انقلابات کا زبردست اور بے رحم ہاتھ اپنی پوری قوت سے مصروف کار ہے۔ اب ضرورت ہے کہ اسلام کے خادم بھی میدان میں آئیں۔ دشمنوں نے حملے شروع کر دیئے ہیں تو اب دوستوں کو بھی نکلنا چاہیئے۔ اگر ہم نے اپنے فرائض کو کما حقہٗ ادا نہ کیا تو یاد رہے کہ دنیا اور آخرت میں ہمیں ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ نصیب نہ ہوگا۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۸ محرم ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۷ جولائی ۱۹۲۸ء | نمبر ۵۴

چینی ترکستان میں طلوع آفتاب اسلام

مسلمانان چین کی حیات تازہ

چین کے عظیم الشان ممالک محروسہ میں چینی ترکستان خاص اہمیت رکھتا ہے اس لئے چینی زبان میں سن کیانگ یا سلطنت جدیدہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سن کیانگ کے صوبہ میں ترکستان خاص تین شان کے مقدس پہاڑوں کی وادی چینی ترکستان اور منگولیا کا سرحدی علاقہ زنگاریہ اور چین پامیر وغیرہ شامل ہیں۔

چینی ترکستان کی قدیم اہمیت

چینی ترکستان کو زمانہ قدیم سے غیر معمولی اہمیت حاصل ہے لاب نور کے ریگستان سے گزر کر اسی علاقہ سے سلطنت چین کے دور افتادہ صوبہ کینسو تک راستہ جاتا ہے۔ یارقند اور کاشغر سے چین کا تیار کردہ ریشم بدمنہ الکبریٰ تک جاتا تھا۔ چینی سیاح اس علاقہ سے گزر کر بدھ مذہب کی مقدس کتابیں تلاش کرنے کے لئے ہندوستان آئے تھے۔

زمانہ گزشتہ میں سر اورل اسٹین نے اس علاقہ میں جو آثار قدیمہ کی جستجو شروع کی تھی اس سلسلے میں ان کو یہاں چینی تہذیب کے قدیم آثار ملے

ترکستان کی اسلامی آبادی

چینی ترکستان بہت بڑی حد تک اسلامی صوبہ ہے۔ یہاں کے مسلمان نہایت بہادر شجاع جنگجو اور اس کے ساتھ ہی مہمان نواز ہوتے ہیں۔ ترکستانی مسلمانوں کے قلوب میں آتش حریت کے شعلے ہمیشہ بھڑکتے رہتے ہیں۔ لیکن انہوں نے صرف حکومت کو پریشان کرنے کے لئے کبھی فساد انگیزی سے کام نہیں لیا۔ انہوں نے حتے الامکان یہی کوشش کی کہ حکومت چین کی وفادار رعایا ثابت ہوں۔ انہوں نے صبر و شکر کے ساتھ چینی حکام کی سختیاں بھی برداشت کیں۔ لیکن ترکستان کے مسلمان دلدادہ مذہب ہیں وہ دنیا کے مصائب برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن انہیں مذہبی اہانت گوارا نہیں۔ جب کبھی چینی حکام نے ان کے مذہب میں کسی قسم کی مداخلت کی ان کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلک گیا۔

سرزمین چین میں اسلامی تلواروں کی جھنکار

چینی ترکستان کے مسلمانوں نے اپنے شعائر مذہبی کی حفاظت کے لئے بدرجہ مجبوری اکثر مخالفین کے خلاف تلوار اٹھائی ہے۔ گزشتہ صدی کے آخری حصہ میں مسلمانوں نے علم جہاد بلند کیا تھا۔ اس مرتبہ انہوں نے ۱۰ سال تک اس پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا کہ چینی فوج کے دانت کھٹے ہو گئے۔ اور بیرونی دنیا میں سلطنت چین کا جو بھرم نکلا اس کی ایک بہت بڑی وجہ مسلمانان چین ہی کی جہاد حریت تھی۔ اس جنگ سے مانچو کے شاہی خاندان کا اقتدار متزلزل ہو کر ہمیشہ کے لئے خاک میں مل گیا۔

چینی درندوں کے منہ میں مسلمانوں کا خون!!

مسلمانان چین نے چین کی کئی لاکھ فوجوں کو میدان کارزار میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کے باہمی اختلافات کی وجہ سے چینیوں کو اس صوبہ پر جب پھر غلبہ ہوا تو انہوں نے نہایت بزدلی کے ساتھ مسلمان مردوں، بچوں اور عورتوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ چینی ترکستان کے اکثر سرسبز و شاداب علاقے بالکل ویران ہو گئے اور آج تک غیر آباد پڑے ہیں۔ بوڑھے اور کمزور مسلمانوں کو اس طرح شہید کیا گیا تھا کہ ایک سیاح جس طرف سے گزرتا اسے میلوں تک مسلمانوں کی لاشیں ہی لاشیں نظر آتی تھیں۔

زنگاریہ میں اسلامی حکومت کا قیام

متذکرہ بالا جہاد حریت کے زمانہ میں مسلمانوں نے چینی ترکستان سے مخالف فوجوں کو بیک بینی و دو گوش نکال کر ایک روسی نژاد مسلمان یعقوب بیگ کے زیر قیادت مستقل حکومت قائم کر لی تھی۔ زنگاریہ میں ایک زنگاری مسلمان داؤد خاں نے حکومت کی فوجوں کا منہ پھیر کر علم حریت بلند کر دیا تھا لیکن افسوس ہے کہ اس وقت مسلمان اتحاد باہمی سے کام نہ لے سکے۔ اگر اس وقت وہ اپنے بندھے ہوئے شیرازہ کو منتشر نہ کرتے تو آج چین میں اسلامی حکومت قائم ہوتی۔

اسلامی اختلافات کا المناک نتیجہ

ترک یعقوب خاں اور زنگاری داؤد خاں کی آویزش کا افسوسناک نتیجہ یہ ہوا کہ چینی حکومت نے یہ علاقہ ۱۰ سال کے بعد دوبارہ فتح کر لیا۔ یعقوب بیگ کی پشت پر روسی اور دوسری حکومتوں کا بھی ہاتھ تھا۔ لیکن اپنی ناقابلیت کی بنا پر وہ اس زریں موقع سے بھی کوئی فائدہ نہ اٹھا سکا۔ ترکستانی مسلمان زیادہ تر کاشتکار رہتے۔ جنگ و جدل کے باعث جو تجارتی ذرائع مفقود ہوئے ان سے مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا۔ یعقوب بیگ نے داؤد خاں کی فوجوں کو شکست دی۔ لیکن اس کے بعد خود اس کی طاقت بھی پارہ پارہ ہو گئی۔ اور چینیوں نے اس علاقہ کو دوبارہ فتح کر کے اس کا نام ''سن کیانگ'' یا مملکت جدیدہ رکھ دیا۔

زنگاری مسلمانوں پر چینی مظالم

یعقوب بیگ کو شکست دینے کے بعد چینی فوجوں نے اس کے ساتھ زیادہ سختی نہیں کی۔ اس لئے کہ وہ غیر نسل سے تھا۔ لیکن چونکہ زنگاری مسلمانوں اور چینیوں کے پاس مذہبی اختلاف کے سوا ان اقوام کا کوئی ذوق نہ تھا اس لئے زنگاریوں کے ساتھ نہایت وحشیانہ مظالم برتے گئے اور چینی فوجوں نے انہیں چن چن کر تہ تیغ کیا۔ اور ان کے تمام شہروں اور قصبوں کو تاراج کر دیا۔

ترکستان کے خانہ بدوش فرزندان توحید

اہل زنگاریہ جنہیں حقیقی معنوں میں چینی مسلمان کہا جا سکتا ہے عام طور پر اندرون ملک کی تمام تجارت پر قابض ہیں۔ دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں ان کی حالت بہت اچھی ہے۔ اور یہ ملک کے بعض سرسبز ترین علاقوں میں آباد ہیں۔ ان کے مقابلہ پر قازقی مسلمان خانہ بدوش اور تین شان و زنگاریہ کے مختلف اضلاع و حصص میں منتشر ہیں۔ ان کی رگوں میں کرغیز تاتاری۔ ترکی۔ و مغل خون شریک ہے۔ اور سائبیریا کے ملحقہ صوبجات کے مسلمانوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

حکومت چین کی افتراق پسندی

حکومت چین ان مسلمانوں کو باہم لڑاتی رہتی ہے کبھی ترکوں کو زنگاریوں کے خلاف ابھارتی ہے کبھی قازقیوں کو ترکوں کے مقابلہ پر شہ دیتی ہے۔ ان کوششوں سے اس کا ناپاک مقصد یہ ہے کہ مسلمانان چین کبھی باہم متحد نہ ہو سکیں لیکن محاربہ یورپ کے بعد سے مسلمانان چین میں کافی بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ ان کے دلوں میں اخوت اسلامی کے اعلیٰ جذبات موجزن ہیں۔ اور وہ حکومت کی شاطرانہ چالوں کو بخوبی سمجھنے لگے ہیں۔

مسلمانان چین کی نئی زندگی

مملکت چین کے اندرونی اختلال نے مسلمانوں کی حالت اور بھی زیادہ مستحکم بنا دی ہے۔ حکومت کی گرفت بہت کمزور ہو چکی ہے۔ مسلمانوں کی صحت جسمانی عام چینیوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ چینی خانہ جنگیوں میں سب سے زیادہ نمایاں حصہ مسلمانوں ہی نے لیا ہے۔ اور جتنے بڑے بڑے معرکے ہوئے ہیں۔ ان میں بیشتر لڑائیاں مسلمان سپاہیوں نے فتح کیں۔ مسلمانان چین میں قومی جذبات زیادہ برانگیختہ ہو گئے ہیں اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ توہم پرست چینیوں کی پشت پر مسلمانوں کا ہاتھ نہ ہوتا تو ملک میں دول یورپ کے ہتھکنڈوں کا خاتمہ کسی طرح نہ ہو سکتا تھا۔

ترکستان میں مسلمانوں کی آزاد حکومت

چینی ترکستان اگرچہ بظاہر اب بھی حکومت چین کے ماتحت ہے لیکن دراصل یہ نیم آزاد علاقہ ہے۔ ترکستانی سرمایہ کا ایک پیسہ بھی مرکزی حکومت کو نہیں بھیجا جاتا۔ بلکہ اس علاقے کے تمام محاصل مسلمان باشندے اپنی حسب منشا صرف کرتے ہیں۔ چینی حکام میں اتنی جرات نہیں ہے جو مسلمانوں سے ایک پائی بھی وصول کر سکیں۔ وہ عام طور پر کسی ترکی یا زنگاری خان سے کچھ رقم لے کر اسے معینہ علاقوں کے محاصل جمع کرنے کا اختیار دے دیتے ہیں وہ مسلمان حاکم اس علاقہ کا خود مختار فرمانروا ہوتا ہے (باقی برصفحہ)

بنگال کا ہولناک قحط

گزشتہ چند سال سے امساک باراں کی وجہ سے بنگال کے بعض علاقوں میں نہایت ہولناک قحط رونما ہوا ہے۔ جس کا ذکر ان صفحات میں بھی کئی بار ہو چکا ہے۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حالات نہایت نازک ہو رہے ہیں۔ لوگ اپنے بچوں اور بیویوں کو نہایت حقیر رقموں کے بدلے فروخت کر رہے ہیں۔ گھر کا اسباب اور کاشتکاری کے جانور اور اوزار سب فروخت ہو چکے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات مردم خوری کی خبریں بھی سننے میں آتی ہیں۔ یہ حالات ہر ایک ہمدردِ نوعِ انسان کے لئے رنجدہ ہیں لیکن سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ ان بدنصیب لوگوں کی حکومت نے کوئی خاطر خواہ مدد نہیں کی۔ پہلے تو بالکل خاموشی رہی اس کے بعد اخبارات کی چیخ پکار کی وجہ سے بالکل معمولی مدد کی گئی۔ گورنمنٹ نے امسال پنجاب اور صوبہ سرحد میں آبیانہ اور مالیانہ معاف کر کے ایک نہایت نیک اور قابلِ قدر مثال قائم کی ہے۔ اور اس کا یہ فعل قابلِ تعریف ہے لیکن بنگال کے قحط زدہ علاقہ کی طرف سے تغافل قطعاً غیر مستحسن معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کا تغافل اگر کسی اور طرف سے ہوتا تو خود حکومت بھی اسے مجرمانہ غفلت کے نام سے یاد کرتی۔ ہمارے خیال میں گورنمنٹ کو جلد اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور قحط زدہ لوگوں کو کافی مدد دینی چاہیئے کہ یہ حکومت اور سیاست کا عین مقتضا ہے۔

مسلمانوں کا فرض

اس قحط کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ان بدنصیب لوگوں کی کثیر تعداد مسلمان ہے۔ قحط زدہ علاقے میں آریہ سماجی اور عیسائی مشنری اپنے تبلیغی اغراض کو مدِ نظر رکھتے ہوئے لوگوں کی مدد کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمان بالکل غافل ہیں۔ فرزندانِ توحید کے بچے چار چار روپوں کو آریہ پرچارک اور پادری خرید رہے ہیں۔ مگر اسلامی لیڈروں کو پروا تک نہیں۔ اس وقت ضرورت ہے کہ وہ فاقہ مست مسلمان بھائیوں کی خبر لیں۔ ان کی ساری قابلیت دھواں دھار تقریروں، پرجوش تحریروں اور ہنگامہ خیز تحریکوں کے فروغ کے لئے ہی وقف نہ رہنی چاہیئے بلکہ کچھ عملی کام بھی کرنا چاہیئے۔ ہم اس بارہ میں انبالہ کی انجمن تبلیغ الاسلام اور اس کے محترم سکرٹری سید غلام بھیک صاحب نیرنگ کو خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ بنگال کے ان مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد اور اعانت کر کے حفاظتِ اسلام کا مقدس فرض عملاً سرانجام دینے کی کوشش کریں گے؟

حضور نظام کی "ہندو کشی"

بدباطن۔ فسادی اور احسان فراموش ہندو اخبارات و لیڈر اپنی سرشت سے مجبور ہو کر اکثر کہتے رہتے ہیں کہ قلمروِ نظام میں ہندوؤں کے حقوق بہت بری طرح سے پامال کئے جاتے ہیں۔ کسی بڑے عہدے پر کوئی ہندو فائز نہیں۔ مملکتِ نظام میں ہندوؤں کے حقوق جس طرح سے پامال ہو رہے ہیں۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) صدارتِ عظمیٰ کے عہدے پر مہاراجہ سرکشن پرشاد فائز ہیں

(۲) علاقہ صرفِ خاص کی صدر المہامی پر رائے مرلی دھر صاحب قابض ہیں۔

(۳) نظامتِ عطیات کی خدمت رائے جگموہن لال بی اے کے سپرد ہے۔

(۴) سول سرجن کے اعلیٰ عہدے ڈاکٹر ملنا۔ ڈاکٹر کورے۔ ڈاکٹر ہارڈیکر اور ڈاکٹر سوریا نارائن کے قبضے میں ہیں۔

(۵) نائب صدر محاسب کا عہدہ رائے شنکر پرشاد کو عطا کیا گیا ہے

(۶) کوتوال بلدہ سٹرونکٹ راما ریڈی ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر بے شمار اعلیٰ عہدوں پر ہندو و پارسی وغیرہ متمکن ہیں۔

یہ ہیں حضور نظام کی وہ "ہندو کشیاں" جن کے خلاف چیخ پکار مچائی جا رہی ہے۔ کاش ہندو ریاستوں کے رام راج میں مسلمانوں کو اس قدر نہیں بلکہ اس کا چوتھائی حصہ ہی حقوق ملتے۔ کیا ان حقائق کی موجودگی میں کوئی انصاف پسند شخص ہندوؤں کے شرانگیز اور مجرمانہ پروپیگنڈا پر لعنت بھیجے بغیر رہ سکتا ہے؟ خود ہندوؤں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اس پروپیگنڈا کو ناپسند کرتے ہیں۔

ستیارتھ پرکاش کا جرمن ایڈیشن

کسی گزشتہ اشاعت میں ناظرین کرام یہ خبر ملاحظہ فرما چکے ہوں گے کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب ستیارتھ پرکاش کا جرمن ایڈیشن شائع کرنے کی فکر میں ہے۔ ترجمہ قریباً مکمل ہے طباعت کے اخراجات کے لئے روپے کی ضرورت ہے۔ اب ہمیں قابلِ وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مطلوبہ رقم کا بہت بڑا حصہ فراہم ہو چکا ہے۔ باقی عنقریب ہو جائے گا۔ اور اسکے بعد بہت جلد جرمن ایڈیشن شائع کر دیا جائے گا۔ ستیارتھ پرکاش کے جرمن ایڈیشن کا خیال دراصل جرمن ترجمۃ القرآن کی تجویز کی نقل ہے۔ جو اس تجویز سے کئی ہفتہ بعد پیدا ہوا۔ آریہ اس کام کو تکمیل تک پہنچانے والے ہیں۔ لیکن آپ کو بھی کچھ فکر ہے!

جرمن ترجمہ قرآن کے سلسلے میں کافی سے زیادہ کہا جا چکا ہے۔ لیکن ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ کہ ابھی تک سرمایہ کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو سکا۔ کیا حریفوں کی مستعدی بھی ہماری غیرت میں کوئی جوش ہمارے ارادوں میں کوئی مضبوطی۔ ہماری ہمتوں میں کوئی بلندی اور ہماری سرگرمیوں میں کوئی نئی روح پیدا نہ کرے گی؟ ہم اس سے قبل بھی بارہا اس فنڈ کے لئے سرمایہ فراہم کرنے کی پرزور اپیل کر چکے ہیں۔ اب پھر ایک دفعہ یاد دہانی کراتے ہوئے اپنا دستِ طلب دراز کرتے ہیں۔

ہمارے قول و فعل کا فرق!

معزز معاصر "حمایت اسلام" اپنی ۲۰ر جولائی کی اشاعت میں مسلمانوں کی غفلت و بے حسی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"مسلمانوں کی تقریروں کو سنو۔ ان کے لیکچروں کی طرف دیکھو ان کی تحریروں پڑھو تو ایسا معلوم ہوگا کہ بس یہ قوم مشرق و مغرب پر چھایا ہی چاہتی ہے۔ لیکن کام پر نظر کرو تو میدان بالکل خالی دکھائی دیگا۔ ذرا غور تو کیجئے کہ آریہ سماج کا ایک معمولی آدمی اٹھتا ہے۔ اور چند روز میں دس ہزار رضا کار جمع کر لیتا ہے۔ جو ہر طرح سے سرفروشی کے لئے تیار ہیں۔ لیکن کیا مسلمانوں کے کسی بڑے سے بڑے قائد میں بھی یہ ہمت ہے کہ دس ہزار نہیں دس ہی والنٹیر ہی اپنے جھنڈے تلے جمع کر لے؟"

معاصر محترم نے جو کچھ لکھا ہے حرف حرف صحیح ہے۔ مسلمان گرجتے بہت ہیں لیکن برستے بالکل نہیں۔ ان کا فوری جوش ضرب المثل ہے۔ وہ ہنگامہ خیز تحریکات میں خوشی خوشی شامل ہو جاتے ہیں۔ لیکن انہیں مفید اور ٹھوس کام کرنے سے نفرت ہے۔ معاصر موصوف کے سوال کا جواب ہمارے پاس سوائے ایک پر ندامت خاموشی کے اور کیا ہے! مسلمانوں کو تمام حالات پر ذرا ٹھنڈے دل اور گہری نظر سے غور کرنا چاہیئے۔ کیا ان کے قول و فعل کا یہ فرق ان کی ذلت و پستی کا باعث نہیں؟ کیا اس عمل اور جدوجہد کے زمانہ میں موجودہ روش پر قائم رہ کر اپنی قومی زندگی کو برقرار رکھ سکتے ہیں؟

بقیہ صفحہ اول

منگولیا میں مسلمانوں کی فوجی طاقت

منگولیا مسلمانوں کا زبردست مرکز ہے۔ بولشویک تعلیمات نے یہاں کے نوجوان مسلمانوں میں بیداری کی ایک نئی روح پھونک دی ہے اس وقت منگولیا میں پندرہ لاکھ مسلمان سپاہی جنگ کے لئے بآسانی مہیا کئے جا سکتے ہیں۔ مسیحی جنرل فنگ یوسانگ کی فوجوں میں بیشتر حصہ نوجوان مسلمانوں کا ہے۔ اور فوج میں تمام بڑے بڑے عہدے زیادہ تر مسلمانوں کو تفویض ہیں۔

چین میں مسلمانوں کی حکومت

اگر چین میں سوویٹ نظامِ حکومت قائم ہو گیا۔ تو قیاس غالب ہے کہ مسلمانوں کو غیر معمولی اقتدار حاصل ہو جائے گا۔

اکثر قوم پرست چینی بولشویکوں کی جو مخالفت کر رہے ہیں اس کی تہ میں یہی راز پوشیدہ ہے کہ مسلمانوں کی زبردست تنظیم ان کی فوجی قابلیت اور سیاسی بیداری چین کی زمامِ حکومت پرستارانِ بدھ کے ہاتھوں سے چھین کر فرزندانِ توحید کے حوالے کر دے گی۔

شذرات

مشہور آریہ اخبار "پارس" اپنی ۱۴ر جولائی کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ

"قدیم ہندوستان میں برہمن کھشتری اور دیگر اونچی ذات کے خطا کار تلوار کے گھاٹ اتارے جاتے تھے۔ شودر گنہگاروں کو سانپ کے بانبیوں میں دھکیل دیا جاتا تھا۔ مست ہاتھیوں کے سامنے ڈالنے اور ان کے پاؤں تلے روندوانے کا طریقہ بھی اس ملک میں کثرت سے رائج تھا۔ آگ جو اگنی دیوتا سے متعلق تھی اس قدر مقدس خیال کی گئی کہ اس سے شودروں کو بطور سزا جلانا بھی پسند نہ کیا گیا۔"

یہ ہے ہندوؤں کے اقبال و عظمت کے شاندار دور کا ایک کارنامہ یہ ہے ان کے طریقِ مساوات کی ایک "دلکش" مثال۔ کیا ہم اچھوت ادھار کا شور مچانے والے ہندوؤں سے پوچھ سکتے ہیں کہ وہ اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملانے سے قبل اپنے بزرگوں کے اس ظالمانہ طرزِ عمل کی کوئی تلافی بھی کرنے کے لئے تیار ہیں؟

اکثر ہندو آریہ لیڈر ہندوستان کو پراچین سبھتا (ہندوؤں کی قدیم تہذیب) کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کے علاوہ مسلمانوں کو بھی اس کی دعوت دی جا رہی ہے۔ اس کو ہندوستان کے تمام روگوں کا واحد علاج بتایا جاتا ہے۔ اگر پراچین سبھتا یہی ہے جس کا ایک نظارہ "پارس" کے الفاظ میں نظر آ رہا ہے تو ہم دعا کریں گے کہ خدا اس لعنت کو دور ہی رکھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ معقولیت نے ہمعصر "الفضل" سے ایک غیر میعادی رخصت حاصل کر لی ہے۔ اور بوکھلاہٹ اور بدحواسی کو اپنا جانشین بنا کر چھوڑ گئی ہے۔ ایک خطبہ میں حضرت امیر نے میاں محمود احمد صاحب کی اس تحریر کا ذکر کیا تھا جس میں میاں صاحب نے چند ناگفتہ بہ اعتراض کرنے والوں کو . . . . . . ڈانٹ بتائی تھی کہ "اگر مجھ پر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی کرو گے تو خدا کی لعنت تم پر ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے" پہلے تو "الفضل" نے لکھا یہ الفاظ من گھڑت اور سراسر بہتان اور افترا ہیں۔ بھلا ہمارا خلیفہ ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے۔

جوشِ عقیدت اور لاعلمی میں میاں غلام نبی صاحب نے یہ لکھ تو دیا لیکن بعد کو اپنے خلیفہ کی چٹھی اور دوسرے لوگوں کے کہنے سے ہوش آیا۔ تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ گئے اول جلول لکھنے۔ تاویل یہ کی گئی کہ یہ الفاظ تو میاں صاحب کی ایک پرانی تحریر کے ہیں اور مولوی محمد علی صاحب کے اندازِ بیان سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میاں صاحب نے حال ہی میں یہ نادر الوجود گوہر افشانی فرمائی ہے۔ اس تاویل کی دھجیاں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اچھی طرح سے بکھیر چکے ہیں۔ لیکن پھر بھی بدنامی کے داغ کو مٹانے کے لئے "الفضل" سارا زور اسی ایک بات پر صرف کر رہا ہے۔ اس پر لیڈر لکھے جاتے ہیں۔ سرِ اشاعت پر صفحوں کے صفحے سیاہ کئے جاتے ہیں۔ اور اپنی بیہودہ گوئی سے ہنگ ہنسائی کا سامان کیا جا رہا ہے۔

ہم کہتے ہیں یہ الفاظ بہت پرانے سہی بلکہ اگر آپ انہیں "زمانہ جاہلیت" کی تحریر قرار دیں تو بھی ہم ماننے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے وجود سے تو آپ کو اور آپ کے خلافت مآب کو انکار نہیں۔ نہ اس تحریر کی تردید کبھی ہوئی۔ بلکہ اب تک تم اسے صحیح سمجھتے ہو۔ تو پھر یہ شور و غوغا کیا۔ ادھر ادھر کی باتیں لکھتے رہنا بے فائدہ ہے۔ آپ یہ بتایئے کہ میاں صاحب کے الفاظ کیسے ہیں؟

ہمارا تو ایمانداری سے یہی خیال ہے کہ معقولیت کو میاں غلام نبی نے طلاق دے دی ہے۔ لیکن ہمارے ایک محترم دوست "الفضل" کی بے سروپا تحریروں کی ایک اور وجہ بیان فرماتے ہیں ان کا خیال ہے ۱۷ر جون کے جلسوں سے قادیانی احباب کی جو امیدیں وابستہ تھیں وہ پوری نہ ہو سکیں۔ اور اس ناکامی نے جو اثر ان پر ڈالا وہ یہ ہے کہ اب ہر معقول بات کا جواب ہاتھ کے ہاتھ غیر معقول تحریر فرما کر سمجھ لیتے ہیں کہ مخاطب کو لاجواب کر دیا۔ ہم اپنے معاصر سے ایسے نازک موقع پر اظہارِ ہمدردی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ بڑی سے بڑی ناکامی کا اثر بھی چند روز سے زیادہ نہیں رہتا۔

ایک احمدی بزرگ کی وفات!

زمانہ کے انقلاب

زمانہ میں بڑے بڑے انقلاب آئے اور آتے رہیں گے۔ آج ایک قوم برسر حکومت ہے تو کل دوسری قوم۔ آج ایک سلطنت کے رعب سے تمام دنیا کی سلطنتیں تھراتی ہیں تو کل اس کی اینٹ سے اینٹ بج جاتی ہے۔ زمینوں اور پہاڑوں پر بھی بڑے بڑے انقلاب آتے ہیں آج ایک علاقہ بیابان سنسان ہے تو کل اس پر نہریں چل رہی ہیں۔ زلازل سے ناکارہ سے ناکارہ پہاڑ مختلف خزانوں اور چشموں کے منبعے بن جاتے ہیں یہ تو وہ انقلاب ہیں جنہیں زمینی انقلاب کہنا چاہیئے۔ لیکن آسمانی یا روحانی انقلاب ان تمام انقلابوں کو مات کر دیتے ہیں۔ یہ انقلاب دل و دماغ میں۔ اخلاق میں۔ خیالات میں وہ آنی تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں جو پایۂ امکان سے باہر ہوتی ہے۔ اس انقلاب کو پیدا کرنے والا ایک وجود ہوتا ہے جو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اس مبارک وجود کے زمانہ میں انتشار روحانی اس قدر زبردست ہوتا ہے کہ ہر مخالف و موافق اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ ان انقلابوں کو پیدا کرنے والے ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے مامور ہوتے رہے۔ لیکن جو انقلاب محمد رسول اللہ نے ۲۳ برس میں پیدا کیا اس کی نظیر کسی مامور کے زمانہ میں نہیں ملتی۔ آپ کی قوت قدسی نے عرب کی بداخلاق قوم کو معلم اخلاق فاضلہ بنا دیا۔ اس غلام قوم کو سینکڑوں سالوں کی غلامی سے اٹھا کر قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کا مالک بنا دیا۔ عرب جیسے ریگستان و بیابان ملک کو مرجع خلائق بنا دیا۔ یہ کوئی معمولی انقلاب نہیں جو محمد رسول اللہ نے دنیا میں پیدا کیا۔

حضرت مسیح موعود نے کیا انقلاب پیدا کیا

اس کے بعد اس امت مرحومہ میں ولی اللہ۔ مجدد۔ محدث پیدا ہوتے رہے۔ جنہوں نے مسلمانوں کی قوم میں انقلاب پیدا کئے۔ لیکن جو انقلاب اس زمانہ کے مجدد نے پیدا کیا۔ اس کی نظیر گزشتہ بارہ صدیوں میں ملنی مشکل ہے۔ اس زمانہ میں مسلمان قوم اس قدر مایوس ہو گئی تھی کہ خدا پر ایمان اٹھ گیا تھا۔ ایمان ثریا پر چلا گیا تھا۔ اسلام کا غلبہ ایک خونی مہدی و مسیح پر چھوڑ کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے۔ دجالیت و مادہ پرستی نے یہاں تک اثر ڈالا تھا کہ انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ خصوصاً مذہب سے بیزار ہو کر دہریت کا شکار ہو رہا تھا۔ اشاعت اسلام کے فریضہ سے مسلمان بالکل غافل تھے مذہب کو قصوں کہانیوں میں تبدیل کر دیا تھا۔ عقل و مذہب دو جدا چیزیں سمجھی جاتی ہیں۔ مسیح کو آسمان پر بٹھا کر عیسائیت کو تقویت دے رہے تھے آپ نے سب سے پہلے خدا پر ایمان نہ صرف عقلی دلائل سے پیدا کیا بلکہ اپنے نشانات و الہامات سے خدا کی ہستی پر حق الیقین پیدا کر دیا۔ آپ نے ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جس کا نصب العین اشاعت اسلام ہے۔ غیر مذاہب کے لئے بے نظیر علم کلام پیدا کر کے اپنی جماعت میں تبلیغ اسلام کا جنون پیدا کر دیا۔ اس کے بعد تقویٰ و طہارت کے لئے خاص طور پر تربیت کی۔ احمدیوں کا تہجد خواں ہونا۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہونا زبان زد خلائق ہو گیا۔ اس زمانہ میں عشق اسلام پیدا کرنا بذات خود ایک بڑا انقلاب ہے جو حضرت مرزا صاحب کے نفوس قدسیہ سے پیدا ہوا۔

انقلاب زدہ اصحاب کی جدائی

جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے ہم سے وہ بزرگ جدا ہوتے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کی صحبت میں رہ کر اپنے اخلاق و اطوار میں نمایاں تبدیلی پیدا کر دی جنہوں نے اپنے والدین۔ عزیز و اقارب کی مخالفتوں کی پرواہ نہ کر کے منادی خدا کی آواز پر لبیک کہی جنہوں نے اسلام کے مقابلہ میں اپنی جان و مال کو ایک حقیر شے سمجھا۔ اس لئے ضروری ہے کہ جہاں تک ہو سکے ہم ایسے بزرگوں کے حالات زندگی محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔ تاکہ آئندہ نسل کے لئے ان کے حالات باعث نمونہ ہوں اور ان کے حالات پڑھ کر ہمارے دلوں کے زخم تازہ ہیں۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

مولوی اللہ بخش صاحب کی وفات

آج میں اس احمدی بزرگ کے حالات زندگی مختصر طور پر ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جن کی وفات حسرت آیات کی خبر پیشتر ازیں اخبار پیغام صلح کے ذریعہ دے چکا ہوں۔ یعنی مولوی اللہ بخش صاحب سابق فارسی مدرس مظفر گڑھ آپ کی زندگی کو میں تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔

عبادت۔ خدمت۔ استقامت

سب سے بڑا کام جو حضرت صاحب نے کیا وہ یہ تھا کہ آپ نے اپنی جماعت میں تعلق باللہ پیدا کر دیا۔ جس شخص کے دل میں کسی شخص کی عزت و وقار نہ ہو وہ اس کی عزت نہیں کرتا جس شخص کو یقین ہو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ حضرت صاحب نے اپنی جماعت میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا حق الیقین پیدا کر کے اسے عابد بنا دیا جب پرانے احمدی سے ملنے کا موقع ہوا۔ اسے عبادت ہی میں مصروف پایا۔ مولوی اللہ بخش صاحب بھی ان بزرگوں میں سے تھے۔ جنہیں عشق الٰہی تھا۔ جو ہر وقت توبہ و استغفار میں رہتے تھے۔ مولوی صاحب بہت ہی سویرے نماز پڑھتے۔ میں سکول میں پڑھتا تھا۔ وقت مقررہ پر پہنچ جاتا۔ نماز سے فارغ ہو کر قرآن کریم کی تلاوت بلاناغہ فرماتے۔ خاکسار کو بھی درس قرآن کریم دیتے۔ حضرت مولانا نور الدین مرحوم کے نوٹ۔ تفسیر بیان القرآن مفردات امام راغب بہت ہی پسند فرماتے۔

خدمت

عبادت کے بعد خدمت ہے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یقیمون الصلوٰۃ فرمایا اس کے بعد فرمایا و آتوا الزکوٰۃ۔ مومن وہ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ نماز کے ذریعہ انسان تعلق باللہ پیدا کرتا ہے۔ تو خرچ کر کے مخلوق الٰہی سے ہمدردی پیدا کرتا ہے وہ عبادت محض خشک عبادت ہے جسے کرتے ہوئے انسان مخلوق خدا کی خدمت و ہمدردی نہیں کرتا۔ جس قدر انسان خدا کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ اتنی ہی ہمدردی زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبان حق ؛ نمی گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چناں مستغرق اندر فکر او شاں است ؛ کہ نے از دل خبر دارم نہ از جان خود آگاہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

غرضیکہ عبادت کے بعد دوسری خوبی جو حضرت صاحب نے اپنی جماعت میں پیدا کی وہ یہ تھی کہ آپ نے اپنی جماعت کو مخلوق خدمت میں لگا دیا اور کشتی نوح میں صاف فرمایا کہ جو مخلوق الٰہی سے ہمدردی نہیں کرتا وہ میری جماعت سے نہیں ہے۔ ہر ایک شخص اپنی فطرت و طاقت کے مطابق انوار حاصل کرتا ہے۔ مولوی صاحب مرحوم کی فطرت ہی ایسی تھی کہ آپ سخت سے سخت دشمن کے ساتھ بھی ہمدردی کرتے تھے۔ جب تک آپ اسکول میں رہے۔ آپ مسلمان طلباء کے ساتھ خاص طور پر ہمدردی فرماتے تھے۔ کسی غریب کی فیس معافی کے لئے جھگڑ رہے ہیں۔ کسی کے وظیفہ کے لئے کوشش فرما رہے ہیں۔ پھر آپ کی ہمدردی سکول کے طلباء تک محدود نہ تھی بلکہ مصیبت زدہ مسلمان آپ کے پاس آتے اور آپ سے امداد طلب کرتے۔ کسی کے ساتھ آپ کچہریوں میں پھر رہے ہیں۔ کوئی ڈاکٹر کے پاس لے جاتا۔ کوئی افسران بالا کے پاس لے جاتا۔ غرضیکہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کے پاس دو چار مہمان روزانہ نہ ہوں۔ آپ نے ایک غریب طالب علم کی یہاں تک امداد کی کہ اب وہ ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدہ پر فائز ہے۔

بڑھاپے کا زمانہ آرام کا زمانہ ہوتا ہے عہد پیری میں انسان کے اندر چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ پنشن لے کر گھر جاتے ہیں وہاں بھی آپ کو آرام نصیب نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے اپنی قوم کو ساہوکاروں کی غلامی سے نکلنے کی تدابیر بتلاتے ہیں سینکڑوں مقروض زمینداروں کو جو باوجود اپنی انتہائی کوششوں کے اس مرض سے نجات نہیں حاصل کر سکتے تھے۔ آپ نے انکو نجات دی غریب سے غریب مسلمان بھی آپ کے دروازہ پر جاتا تو وہ محروم واپس نہ آتا۔ فوراً گھوڑی پر زین رکھتے اور اس کے ساتھ جا کر اس کے معاملہ کا تصفیہ فرماتے۔ آپ نے اپنے علاقے کے مسلمانوں کو نمبرداروں، ذیلداروں اور ساہوکاروں کے پنجہ ظلم سے نجات دی

ہمسایوں سے سلوک

آپ کے ہمسائے تو نہایت ہی امن کی حالت میں تھے۔ نہ انکو کسی پولیس مین کا خوف تھا۔ نہ پٹواری کی پرواہ نہ نمبردار کا ڈر۔ نہ چور کا کھٹکا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دو پٹھانوں نے آپ کی ایک غریب ہمسایہ کے بھوسے کا پلہ ( ) کھول کر بھوسے کی گٹھڑی باندھ لی۔ اس میں غلہ بھی رکھا ہوا تھا۔ اس عورت نے سمجھا کہ میرا غلہ اٹھا کر لے چلے ہیں۔ اس نے چلانا شروع کیا۔ مولوی صاحب اس کے چلانے کی سن کر ان کے پیچھے دوڑے۔ ان کو پکڑ لیا۔ ان سے پوچھا کہ تم نے کیوں چوری کی انہوں نے جواب دیا ہم مسافر ہیں۔ ہمارے ساتھ مویشی ہیں جو دو دن کے بھوکے ہیں۔ ہم نے غلہ نہیں اٹھایا۔ بلکہ بھوسے کی گٹھڑی باندھ لی ہے۔ جب آپ کو تسلی ہو گئی تو آپ واپس آئے آپ کے بھائی نے کہا کہ اس ذلیل عورت کے لئے آپ ان کے پیچھے خواہ مخواہ چلے گئے۔ یہ کام اچھا نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ یہ ہماری ہمسایہ ہے۔ اس کے بہت سے حقوق ہم پر ہیں۔ اگر ہم پر امداد کی توقع نہ کرے تو کس پر رکھے۔

خدمت اسلام

آپ نے مسلمانوں کو دنیاوی مشکلات سے نکلنے کی راہ بتائی۔ اس کے علاوہ مجالس وعظ منعقد فرماتے۔ فراخ دل مولویوں کو بلوا کر مسلمانوں کو رسومات سے نکلنے اور پابند اسلام ہونے کی تلقین فرماتے۔ توحید الٰہی کے لئے آپ کو خاص طور پر غیرت تھی۔ جہاں کہیں بیٹھتے پیر پرستی و قبر پرستی کی مذمت فرماتے۔ مولویوں کو صحیح مسلک پر چلنے کی طرف توجہ دلاتے۔ اس چھوٹے سے مضمون میں آپ کے کس کس کارنامہ کو قلمبند کیا جائے۔ آپ بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن کی زندہ تفسیر تھے۔ تعلق باللہ و شفقت علیٰ خلق اللہ آپ کی زندگی کے زریں پہلو تھے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے ایک فارسی مکتوب میں کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ "اگر زاہد نشین ہے یا عابد خلوت نشین ہے جب تک وہ خدمت اسلام و اشاعت حق نہ کرے۔ ہم سے اس کا کوئی تعلق نہیں"

استقامت

صداقت و حق پرستی کی راہ میں انسان کو بہت ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جوں جوں انسان صداقت کی طرف زیادہ جھکتا ہے۔ توں توں مصائب میں ڈالا جاتا ہے۔ ایک حکمت تو اس میں یہ ہوتی ہے کہ اس کے صدق پر مہر لگ جائے۔ دوسرے مشکلات برداشت کرنے کی طاقت اس میں پیدا ہو جائے۔ اس کے بعد استقامت فی العمل ہے۔ انسان نماز شروع کرتا ہے۔ لیکن عمل میں استقامت نہ دکھاتے ہوئے اس کی نمازیں قائم نہیں رہتیں۔ خدمت مخلوق کا کام شروع کرتا ہے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد نفسانیت میں آ کر اس خدمت کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ بہت سے اصحاب دیکھنے میں آئے ہیں۔ وہ کسی وقت نہایت ہی مخلص انسان تھے۔ لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ ان کے عمل میں جمود پیدا ہوتا گیا۔ خدا کے نزدیک وہ متقی ہے جس کا قدم نیک امور میں تدریجاً بڑھتا جائے۔ مولوی صاحب صاحب استقامت تھے۔ جو رنگ شروع میں تھا۔ وہی آخر پر رہا۔ نہ نمازوں میں فرق آیا۔ نہ خدمت مخلوق کے کام میں سستی پیدا ہوئی۔ نہ مشکلات و مصائب نے آپ کو اپنے مقاصد سے دست بردار کرایا۔ آپ نے جوان مردوں کی طرح شیطانی فوجوں کا خوب مقابلہ کیا اور پھر استقامت دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرتوں کے جاذب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ۔ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں استقامت دکھاتے ہیں۔ ان پر افضال الٰہی ہوتے ہیں ان پر نزول ملائکہ ہوتا ہے۔ جن نیک کاموں پر وہ گامزن ہوتے ہیں۔ انہی پر ان کا خاتمہ ہوتا ہے۔ تائید ایزدی کی وجہ سے وہ اس کام سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔

آپ کی وفات

چنانچہ جس دن مولوی صاحب فوت ہوتے ہیں۔ اس دن ایک مقروض مسلمان آپ کو ایک ہندو کے ساتھ تصفیہ کرا دینے کے لئے دائرہ دین پناہ لے جاتا ہے۔ دوپہر کے بعد آپ واپس تشریف لاتے ہیں اپنے بھائی کو کہتے ہیں۔ کہ میری طبیعت میں زیادہ تکلیف معلوم ہوتی ہے طبیعت میں تکلیف تو ایک ہفتہ سے تھی۔ لیکن آپ نے اس تکلیف کی پرواہ نہ کر کے محض للہ اس شخص کے ساتھ گئے۔ کچھ آرام کیا۔ آرام کے بعد بستر سے اٹھے۔ غسل کیا۔ اس کے بعد نماز ظہر ادا کی حسب معمول تلاوت قرآن کریم کی۔ اپنے بھائی کو بھیجا کہ خیرات کے لئے ایک بکرا لے آئے۔ بکرا لایا گیا۔ ادھر بکرا ذبح کیا گیا ادھر آپ نے تین دفعہ اللہ اکبر کہہ کر جان دے دی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نہ کوئی بیماری نہ زیادہ تکلیف۔ مبارک ہیں وہ انسان جو عبادت الٰہی، مخلوق خدا کے کام کرتے ہوئے اس دار فانی سے گزر جاتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ جن کا جینا اپنے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ دوسروں کے لئے ہوتا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اپنے اعمال حسنہ کا سخت سے سخت دشمن پر اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ مولانا صاحب کی زندگی نہایت ہی قیمتی تھی۔ آپ اپنے علاقے کے مسلمانوں کے پشت پناہ تھے۔ آپ کی رحلت سے مسلمانوں کا آدھا زور ٹوٹ گیا۔ آپ کی رحلت کو ہر چھوٹا بڑا محسوس کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ہمیں ان بزرگوں کے قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

دونو احمدی جماعتوں کا رویہ

قابل اصلاح ہے

(۱) خلیفۃ المسیح قادیان کی تحریک ۱۷ رجون کو یوم خاتم النبیین منانے کو ہندوستان کی تمام غیر جماعتوں نے پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا اور اس سے ساتھ کافی تعاون اختیار کیا ہے۔ الّا لاہوری جماعت نے اس تحریک کے ساتھ نہ صرف عدم تعاون اختیار کیا بلکہ اپنے اخبار میں اس کے مخالفانہ ریمارکس لکھے اور مجوزین تحریک کی نیت پر حملہ کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ دونوں فریقوں میں دربارہ مسئلہ نبوت لفظی نزاع ہے۔ قادیانی غیر تشریعی مبعوثیت کا نام نبوت اور لاہوری غیر نبوت رکھتے ہیں۔ اور یہ اختلاف بعینہٖ ایسا ہے جو زندگی مسیح موعودؑ میں غیر احمدی مولویوں اور مسیح موعود کے مابین تھا۔ لیکن افسوس کہ اس لفظی یا اصطلاحی اختلاف کی بنا پر یا جو کچھ بھی وجوہ ہوں ذات اقدس نبی کریمؐ کے متعلق پاکیزہ تحریک کے بارہ میں بیہودہ نکتہ زنی کر کے لاہوری جماعت نے اپنی نہایت افسوسناک تنگدلی و تعصب کا ثبوت دیا ہے۔ اور پیغام صلح کے سرورق پر آیت تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا لکھکر غیر مسلموں تک کے ساتھ اشتراکی امور میں مل کر کام کرنے کی جو دعوت لاہوری جماعت نے دے رکھی ہے اس کے برخلاف یہ طریق عمل دکھایا ہے۔

(۲) دوسری جانب مرکز قادیان سے تیاری لیکچر خاتم النبیینؐ کے لئے جو مطبوعہ ہدایات شائع کی گئی ہیں ان میں اس موضوع کے لئے جن کتابوں کے مطالعہ کا مشورہ دیا گیا ہے وہ ۷۶ کتب عربی کی۔ ۴ فارسی کی۔ ۴ انگریزی کی اور ۲۰ اردو کی ہیں۔ ان میں ایسی کتابیں بھی درج ہیں جو اس موضوع کے ساتھ بالواسطہ تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً مسدس حالی۔ اشاعت اسلام۔ لیکن کتاب سیرت خیر البشر مصنفہ مولانا محمد علی۔ اسوۂ حسنہ مصنفہ خواجہ کمال الدین کو جو اپنی قسم کی چوٹی کی کتابیں ہیں اور مسلمہ طور پر بہترین تصنیفات سے ہیں۔ اس فہرست سے خارج رکھا گیا ہے۔ جو قادیانی حضرات کی تنگدلی و تعصب پر مبنی ہے۔ ایسی قابل قدر کتابوں کو پبلک میں پیش کرنے سے دریغ کرنا گویا پبلک کی آنکھوں پر پٹی باندھنے کے مترادف ہے۔

(۳) دونوں جماعتوں کا ایسا طرز عمل قابل نفرت ہے اس لئے اس تحریر کی ایک نقل بحضور خلیفۃ المسیح قادیان اور ایک نقل بجناب مولانا محمد علی بھیجکر مستدعی ہوں کہ خدارا آئندہ کے لئے ہیچ قسم کی تنگدلی اور تعصب کو چھوڑ کر دونوں جماعتوں میں مومنانہ سلامت روی و وسعت قلبی کی روح پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۴) آریہ ہفتہ وار اخبار "پرکاش" نے "مسلم اخبارات کی سیر" کے عنوان سے ایک صفحہ مخصوص کر رکھا ہے۔ مگر اس صفحہ میں ہمیشہ احمدیوں کے دونوں گروہوں کے باہمی مناقشات کے اقتباسات ہی کو درج کیا جاتا ہے جس کا مطالعہ جہاں میرے لئے نہایت دلسوز اور شرمناک ہوتا ہے وہاں سلسلۂ احمدیہ کی شان کو دھبہ لگانے والا ہوتا ہے۔ مورخہ ۱۰ رجولائی ۱۹۲۸ء

(خاکسار دوست محمد حجانہ لعل گڈھ ضلع ڈیرہ غازیخاں)

پیغام صلح:۔

(۱) پیغام صلح میں جو کچھ لکھا گیا وہ واقعات پر مبنی ہے۔ گو چونکہ مولوی دوست محمد صاحب حجانہ کو میاں صاحب سے تعلق مریدی ہے۔ اس لئے ان پر جو اعتراض بھی کیا جائے وہ ان کو برا معلوم ہوگا۔ پیغام صلح نے سوال یہ اٹھایا تھا کہ جب قادیانی جماعت آنحضرت صلعم کے ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتی بلکہ ختم نبوت کو فرعون کا عقیدہ بتاتی ہے تو اس دن کا نام "یوم خاتم النبیین" کیوں رکھا جاتا ہے۔ کیا اس سے لوگوں کو دھوکہ دینا مقصود نہیں۔ کہ گویا جماعت قادیان ختم نبوت کی قائل ہے۔ آنحضرت صلعم پر ختم نبوت کا انکار۔ اور ڈھنڈورا دنیا میں یہ پیٹا کہ فلاں تاریخ کو یوم خاتم النبیین منایا جائے گا۔ حق کوئی نہیں۔ کوئی اور نام رکھ لیتے۔ ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ یا ساتھ اپنے عقیدہ خاتم النبیین کی تشریح کر دیتے۔ کہ مراد اس سے ایسے نبی کا دن نہیں جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو آنحضرت صلعم کا وجود دنیا کے لئے لعنت ہوگا۔ (صفحہ ۱۸۸ حقیقۃ النبوت) بلکہ ایسے نبی کا دن مراد ہے جس کے بعد ہزاروں نبی آئیں گے (انوار خلافت صفحہ ۶۲) مسلمان تو ختم نبوت سے مراد وہ نہیں لیتے جو آپ لیتے ہیں۔ پھر ان کو یہ کہنا کہ آؤ خاتم النبیین کا دن منائیں دھوکا نہیں تو اور کیا ہے۔ مولوی دوست محمد صاحب حجانہ کا خیال ہے کہ دوسرے لوگوں نے کافی تعاون کیا۔ یہ محض ان کا خیال ہے تعاون کی حقیقت کی حالت وہاں کے لوگوں سے پوچھیے۔ رپورٹوں کا آجانا اور "الفضل" میں چھپ جانا تعاون کی شہادت نہیں۔ یوں "کامیابی" اور "بے نظیر کامیابی" کے چاہے فلک شگاف نعرے لگائے جائیں اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پھر جب آپ خود اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اس تحریک نے بانی مبانی نے جماعت میں ہو کر سر بھتا انتہائی درجہ کا بغض دکھایا۔ جب سیرت خیر البشر اور اسوۂ حسنہ کا نام بھی ان ۹۰ کتابوں میں نہیں رکھا جن کی فہرست لوگوں کو مطالعہ کے لئے دی تو ہم سے یہ کیوں توقع رکھتے ہیں کہ ایسا بغض اور کینہ رکھنے والے لوگوں کے سامنے جا کر ان سے اظہار محبت کریں قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر۔ جن لوگوں کے سینے اس قدر حسد اور بغض سے جل رہے ہوں کہ وہ ہماری کتابوں کا نام بھی اس فہرست میں رکھنا نہیں چاہتے جہاں غیر مسلموں کی کتابوں کی بھی سفارش کر دیتے ہیں ان سے ہم کیا اظہار محبت کریں۔ ہاں ہم نے بالمقابل بغض بھی نہیں دکھایا۔ صرف ایسا بغض رکھنے والوں کے معاملہ میں خاموش رہنا پسند کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ لوگ "یوم خاتم النبیین" سے دھوکہ نہ کھائیں۔ عقیدہ ان کا یہ ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم نہیں ہوئی بلکہ جو لوگ نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم سمجھتے ہیں وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ یا میاں صاحب نے جس طرح "مسلمان" کی دو تعریفیں کر دی ہیں ایک سیاسی تعریف جس کی رو سے سب کو مسلمان کہہ سکتے ہیں۔ اور شرعی تعریف جس کی رو سے سوائے ان کے مریدوں کے سب کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ اسی طرح ختم نبوت کی بھی کوئی سیاسی تعریف کر دیتے۔ یا "یوم خاتم النبیین" کی جگہ "یوم سیاسی خاتم النبیین" عنوان لکھ دیتے۔

(۲) رہا یہ امر کہ ہم میں اور قادیانیوں میں لفظی نزاع نبوت کے متعلق ہے۔ معلوم نہیں کہ مولوی صاحب حجانہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے اپنے اس خیال کا مفصل جواب سن لینے کے بعد بھی کیوں اس بات پر اڑے ہوئے ہیں۔ اگر انہیں ایسا ہی پختہ یقین اس بات پر ہے تو اپنے مرشد ہی سے ایسا اعلان کرا دیں۔ ورنہ ہم کہیں گے کہ وہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ ظلی اور مجازی نبوت کو حقیقی نبوت قرار دیا جاتا ہے اور ابھی یہ نزاع لفظی ہے۔ یوں تو یہ بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ "ظل اللہ" کو انسان اور "خدا" کہنے والوں میں بھی صرف نزاع لفظی ہے اور مسلمانوں اور عیسائیوں میں بھی نزاع لفظی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا گناہ بھی اسی قدر ہے کہ حضرت عیسےٰ نے اپنے آپ کو مجازی طور پر ابن اللہ کہا تھا انہوں نے حقیقی طور پر ابن اللہ مان لیا۔ جس طرح پر قادیانی جماعت نے "سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجه الحقیقة" کہنے والے کو حقیقی طور پر نبی اللہ مان لیا۔ پس یہ دنیا میں سب نزاع لفظی ہے میاں صاحب کے ایک شوشۂ قلم سے چالیس کروڑ مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج ہو کر پکے کافر بن گئے۔ اور ابھی ہمارے مولوی صاحب کو یہ نزاع لفظی ہی معلوم ہوتی ہے تو یونہی ایک دفعہ کہہ دینا بہتر نہ ہوگا۔ کہ دنیا میں حقیقت میں کچھ بھی اختلاف نہیں یہ سب نزاع لفظی ہے۔ مولوی صاحب اس بات پر غور فرمائیں اور کم سے کم اپنے پیر سے ہی یہ اعلان کرا دیں کہ فی الواقعہ ہمارے اور ان کے درمیان محض نزاع لفظی ہے۔

(۳) تنگدلی اور تعصب پہلے اس شخص کے دل سے نکالنا چاہیئے جس کے سامنے جب لاہور میں ان کے ایک (سابق) مرید نے یہ کہا تھا کہ آپ ہندو مسلمانوں میں اتحاد کے لیکچر دیتے ہیں۔ پہلے لاہور والوں سے کیوں صلح نہیں کرتے۔ تو اس کا جواب یہ دیا گیا تھا کہ یہ باغی ہیں ان سے ہماری صلح نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ڈلہوزی میں صلح بھی کی مگر شاید پھر خیال آگیا کہ ہمارے اصول کے خلاف یہ بات ہے باغیوں کے ساتھ صلح کیسی اس لئے پھر دشنام دہی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ ان کا اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ صلح کریں یا جنگ کریں۔ ہم دونوں حالتوں میں ان کے عقائد کے خلاف جو اسلام میں خطرناک تفرقہ پیدا کرنے والے ہیں ہر حال میں جنگ کریں گے۔

ہندوستان

— باردولی ستیہ گرہ خوب ترقی پر ہے۔

— بمبئی ۱۲ رجولائی۔ گورنر بمبئی کل شملہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ تاکہ وائسرائے سے باردولی کی صورت حالات کے متعلق مشورہ کریں۔

— اخبار ریاست دہلی اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ حکومت نے سابق مہاراجہ نابھہ کے الاونس میں تخفیف کر دی تھی اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مہاراجہ نے وائسرائے کو تار دیا ہے کہ وہ اس ذلت آمیز سلوک کو قبول کرنے کے بجائے فاقہ کشی کو ترجیح دیں گے۔

— رنگون ۱۳ رجولائی۔ مجلس کانگرس صوبہ برہما کے ایک جلسے میں تجویز کی گئی کہ آئندہ اجلاس کلکتہ کی صدارت کے لئے پنڈت موتی لال نہرو یا ویبھ بھائی پٹیل منتخب کئے جائیں۔

— جنگ پورہ کے بلوے کے سلسلے میں جو ۱۶ ہندو گرفتار ہوئے تھے ان کا چالان ہو گیا ہے۔

— علیحدگی سندھ اور سندھ کے قانون انتقال اراضی کے خلاف ہندو بھائی بہت شور مچا رہے ہیں۔

— حکومت پنجاب کی وزارت بلدیات نے ڈاکٹر شیخ محمد اقبال کو لفٹننٹ سکندر حیات خاں اوبی ای کی جگہ مجلس حفظان صحت و ترقی دیہات کا غیر سرکاری رکن مقرر کیا ہے۔

— شملہ ۴ رجولائی۔ مسٹر ہرابلاس شاردا نے ایک بل کا نوٹس دیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندو مستورات کی حالت بہتر بنائی جائے ان کا خیال ہے کہ ہندوؤں کے قانون وراثت کا عورتوں سے جہاں تک تعلق ہے۔ وہ نہایت غیر تسلی بخش ہے۔ اور اس کے ماتحت ہندو خواتین کی حالت نہایت بری ہے۔

— بنارس ۳۰ رجون۔ بنارس ہندو یونیورسٹی کا زنانہ کالج ۱۰ رجولائی کو کھلے گا۔ کیا تو کمیٹی ہوسٹل میں سو طالبات کے رہنے کی جگہ ہے۔ یہ ایک لیڈی سپرنٹنڈنٹ کے چارج میں ہے ۱۵-۱۵۰ روپے کے ۳۵ وظائف اس وقت خالی ہیں۔

ممالک خارجہ

— شاہ و ملکہ افغانستان کی خاطر مدارات کے لئے دوران سفر یورپ میں برطانیہ کو ۵۷ ہزار روپیہ فی ہفتہ خرچ کرنا پڑا۔ دیگر اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔

— چلی کے ایک بحری جہاز کو شدید طوفان کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے ۲۹۰ مسافر ڈوب گئے۔

— شاہ افغانستان اپنے ملک کی موجودہ حالت کو دیکھنے اور نئے طریقوں کو رائج کرنے کے لئے اپنے ملک کا دورہ کر رہے ہیں۔

— نیو یارک کی مکتی فوج نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں لکھا ہے کہ امریکہ میں ۱۱-۱۲ سال کی لڑکیوں کے بچے پیدا ہو رہے ہیں۔

— پیرس کا ایک اخبار لکھتا ہے کہ زار روس کی ایک لڑکی لنڈن میں موجود ہے۔

— ایک انگریز ماہر کا بیان ہے کہ چین میں بالشویکوں نے پچاس لاکھ پونڈ خرچ کیا ہے۔

— ولایت کے ایک علم دوست کو ایک سریانی زبان کا نسخہ انجیل دستیاب ہوا ہے۔ جو ہرن کی جھلی پر لکھا ہوا ہے۔ اور اس کا سنہ تحریر ۲۷۰ عیسوی ہے۔ غالباً یہ دنیا کی سب سے پرانی انجیل ہے۔

— تین سو رومانوی انجنیئر قسطنطنیہ پہنچے تاکہ ترکی کے مشرقی طرز تعمیرات کا مطالعہ کریں۔ انہوں نے تمام مساجد اور پرانی عمارتوں کا معائنہ کیا۔ ان کا شاندار استقبال ہوا۔ یہ وفد شام اور عراق کا بھی سفر کرے گا۔

— اخبار الاتحاد لکھتا ہے کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا معہ غازی عصمت پاشا قسطنطنیہ پہنچے۔ ہزارہا لوگوں نے آپ کا جلوس نکالا۔ اور شہر کے ایک سو معززین کا وفد آپ کی خدمت میں باریاب ہوا۔

— ہسپانیہ میں شاہی حکومت کے خلاف ایک گروہ نے سازش کی تھی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ ۱۰۰ آدمی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

— چین کی قومی حکومت نے بہت سی اصلاحات زیر غور ہیں جن کا وہ عنقریب نفاذ کرے گی۔

— آج کل امریکہ کے جنوبی حصص میں بہت شدید گرمی پڑ رہی ہے۔

معلومات

جرمنی کے ماہرین علم کیمیات نے ایک مصنوعی تماکو بنایا ہے ایک قسم کے کاغذ کو نکوٹین د تماکو کے اجزا سے کیمیاوی ہے ایک اہم جزو) سے متاثر کر دیتے ہیں اور دیگر کیمیاوی طریقوں سے اس میں تماکو کا رنگ و بو پیدا کر دیتے ہیں۔

سنڈرلینڈ کی ایک عورت نے بازار سے ایک انڈا خریدا اسے توڑا تو اس میں سے ریت اور کاغذ کے ایک پرزے برآمد ہوئے جن پر کسی غیر ملکی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ انڈا خریدتے وقت صحیح و سالم نظر آتا تھا۔

حال ہی میں ایسٹ لندن ہوم اندھوں کے سکول اور اندھوں کے آئن کالج کے درمیان کرکٹ کا میچ ہوا۔ اس میچ میں جو گیند استعمال کی گئی تھی وہ کرکٹ کی ساخت کی تھی۔ اور اس کے ساتھ ایک گھنٹی لگی ہوئی تھی۔ گیند پھینکنے والا اندھا پہلے میچ کو پھر کر بھاپ لیتا تھا۔

کینیڈا کے ایک ڈاکٹر نے ایک پاگل عورت کا علاج کیا جس کی اشتہا بہت بڑھی ہوئی تھی۔ ایکس رے سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس عورت کے پیٹ میں ۱۵۳۳ مختلف اشیا تھیں۔ شیشے کے ٹکڑے، دھات کے ریزے اور اور چیزیں ۹۴۷ پن تار کے۔ ۵۰۶ ٹکڑے شیشے کے ۹۱ ٹکڑے - ۱۱۶ سیفٹی پن ۵۰ ربڑ کے ٹکڑے اور اسی طرح کی دوسری چیزیں برآمد ہوئیں۔

ایک آدمی کے سال بھر کے خورد و نوش کا وزن عموماً ایک ٹن ہوتا ہے۔

سورج کی کرنیں زمین تک ساڑھے آٹھ منٹ میں پہنچتی ہیں۔

انگلستان میں نہروں کا مجموعی طول تین ہزار میل ہے۔

دودھ میں ۸۷ فیصدی پانی ہوتا ہے۔ اور گوبھی میں ۹۰ فیصدی بند گوبھی میں ۸۰ فیصدی اور ٹماٹر میں ۹۱ فیصدی پانی ہوتا ہے۔

کراکو کی کان نمک میں گرجے۔ منبر معبد اور سب کے سب نمک کے بنے ہوئے ہیں۔

مفت کلید صحت مفت

کوئی علاج کرنے سے پیشتر بحوالہ اخبار مفت طلب کیجئے۔ قدیمی پتہ بشارت سنیاسی بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

خاص الخاص چوہدی کی شاہی مجربات

(از زیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

شاہابت مفرح۔ شاہانہ تحفہ ہے۔ جملہ اعضائے رئیسہ میں ایک نئی روح پھونک دیتا ہے۔ ۱۲ تولہ کی قیمت سات روپے یعنی صرف ۸ رفی تولہ اس سے سستی چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔

شاہابت مفرح۔ جو ایک دفعہ پی لے پھر کسی دوسرے شربت کا نام نہ لے۔ موسم گرما کی جان ہے ایک بوتل کی قیمت ۱۲ر

شاہی یاقوتی۔ ہے تو امیروں کے لئے لیکن ہم نے قیمت کے لحاظ سے غریبوں کیلئے بھی صرف ۸ر فی تولہ کر دی ہے اب بھی اگر مریض اس نایاب و نادر تحفہ سے فائدہ نہ اٹھائیں تو یہ ان کا اپنا قصور ہے۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب دہلوی طبیب خاص کپورتھلہ اسٹیٹ

ایک عجیب معجزہ

میٹھا پھل (نعمت عظمیٰ)

ایک گولی کھانے سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔ لڑکی پیدا ہو تو قیمت واپس۔ قیمت دس روپے کسی تصدیق کی ضرورت نہیں۔ صرف یہی لکھنا کافی ہے کہ لڑکی ہوئی۔ فوراً قیمت واپس کر دی جائے گی۔ (سارٹیفکیٹ بیسیوں میں سے ۲-۴ بطور نمونہ)

(۱) آپ سے دوبارہ میٹھا پھل خرید کر استعمال کیا۔ اس بار بھی خدا نے لڑکا دیا۔ دونوں اتیک نسخہ خرم میں (محمد دین ٹیلیگراف آفس کراچی)

(۲) جناب کے میٹھا پھل کو اللہ تعالیٰ نے بہت برکت دی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ہمارے گھر میں تین لڑکیوں کے بعد فرزند عطا کیا۔ آپ کا میٹھا پھل اللہ کے فضل و مقبول ہوا۔ ہمارے ہاں لڑکا پیدا ہوا کر بس عبد العلی خاکسار محمد اسمٰعیل احمدی احمدیہ بالڈنگ ایجنسی سرینگر)

(۳) گزارش ہے کہ عرصہ ۶ سال کا گزر چکا ہے جب بندہ نے آپ کے کارخانہ سے نعمت عظمیٰ جس کا نام غالباً اب میٹھا پھل رکھا ہے منگایا تھا بفضل خدا اور آپ کی دوائی سے ہمارے گھر میں فرزند ارجمند تولد ہوا جواب دوسری جماعت میں تعلیم پاتا ہے اس سے پہلے ۹ لڑکیاں تولد ہو چکی تھیں اس میں ہدف کی جتنی تعریف ہم کریں کم ہے (عبد الرحمن نیلا ریورپوری گنج امرتسر) (۴) میٹھا پھل کھلا دی گئی میری بیوی کے حمل کو دو ماہ گزر چکے ہیں (سید عبد العزیز معرفت مسلم بنک آف انڈیا دائرہ شہری)

خط و کتابت و تار کا پتہ:- **امرت دھارا (۴۹)، لاہور**

المشتہر:- منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بلڈنگس۔ امرت دھارا سڑک۔ امرت دھارا ڈاک خانہ لاہور (پنجاب)

بدنی مشین کو صفا کرنیوالا

عرق مرکب مصفی خون

اس عرق سے تمام جلدی امراض کو نجات ملتی ہے اور چند روز پینے سے رنگ روپ نکھر کر چہرہ کندن کی طرح دمک اٹھتا ہے۔ اور نیا خون پیدا ہو کر طاقت بڑھتی ہے خاصکر موسم برسات میں بچوں کو پھوڑے پھنسیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور ریزش نقرس وجع المفاصل جیسے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت فی بوتل عہ۔ نیز ہمارے ہاں ہر قسم کے اچار۔ مربے چٹنیاں وغیرہ بھی مل سکتے ہیں۔

اچار شلجم فی ڈبہ ۱۰ر مربہ آم فی ڈبہ ۱۰ر چٹنی سرکہ انگوری فی ڈبہ ۱۰ر

حکیم غلام نبی امرتسر والا۔ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

دمہ کا بیمہ تین روپیہ میں

کشمال کی پہلی خوراک کسوٹی ہے

چنانچہ ہر شیشی کے ساتھ ایک خوراک نمونتاً اس اقرار نامہ کی ہوتی ہے کہ اگر اس سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہو تو شیشی واپس کر کے اس کی قیمت معہ دو طرفہ محصول کے ہم سے لے لیجئے۔ کشمال ہر طرح کے دمہ کو ۹۹ فیصدی مفید ہے۔ اسی وجہ سے ہم واپسی کا اقرار اس دلیری سے کرتے ہیں آپ کو بھی لازم ہے کہ اس ضمانت سے فائدہ اٹھا کر دوا منگائیں۔ اور ہمیشہ کی تکلیف سے نجات حاصل کریں۔ قیمت حدود ہند میں تین روپے وی پی کا محصول ۸ر تین روپے پیشگی بھیجکر رجسٹرڈ پارسل منگائیں وی پی نہیں جائے گا۔ بیرون ہند کا محصول زیادہ ہونے کی وجہ سے واپسی کا اقرار نہیں۔

ڈاکٹر خورشید علیخاں وکٹوریہ پارک شہر بنارس

پشاور مشہد اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری قناویز ہر قسم کے بخاری و مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے سلمہ ستارہ کا زرید ارکلہ پشاوری۔ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ اگر پسند نہ آئے تو محصول منہا کر کے قیمت واپس دیجائے گی۔

کم از کم ایک دفعہ ضرور منگائیے۔ امید ہے آپ ضرور پسند فرمائیں گے۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

شہنشاہ ہند

غازی اورنگ زیب عالمگیر

(رحمۃ اللہ علیہ)

کے ہاتھ کا لکھا ہوا

قرآن مجید

فوٹو لے کر اور بلاک بنوا کر چھپوایا گیا ہے

پورے قرآن مجید کا حجم قریباً نو سو صفحے ہے

نہایت خوبصورت سنہری جلد بندی ہوئی

(افسا)

ہدیہ علاوہ محصولڈاک صرف پانچ روپے

شہنشاہ اورنگ زیب کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید نواب صاحب بانگرول کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ وہاں سے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اسے مستعار لیا اور بلاک بنوا کر چھپوایا۔ بہت بڑی اور تاریخی یادگار ہے۔ ہر مسلمان کے گھر میں یہ قرآن شریف رہنا چاہئے۔ آخری صفحہ پر شہنشاہ اورنگ زیب کے دستخط اور مہر اور سنہ کتابت بھی موجود ہیں۔

ملنے کا پتہ **منیجر رسالہ نظام المشائخ پوسٹ بکس ۱۵ دہلی**

تین بلند پایہ کتابیں بالکل مفت

(۱) **مکتوبات حضرت امام ربانی** (اردو) معہ سوانح عمری نہایت مفید اور سبق آموز کتاب ہے۔ قیمت بارہ آنے

(۲) **دنیائے اسلام اور عیسائیت** (اسلام اور عیسائیت کی معرکہ آرائی پر ایک نہایت پرزور تصنیف) قیمت چھ آنہ

(۳) **سلطنت برطانیہ کا مستقبل** (ایک ماہر جاپانی مورخ کی حیرت انگیز تصنیف کا اردو ترجمہ جس میں برطانیہ کی تباہی کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ یورپ کی ہر زبان میں اسکا ترجمہ ہو چکا ہے۔ قیمت ۱۲ر

ان کتابوں کی مجموعی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ لیکن جو اصحاب "مسلم راجپوت" کی ایک سال کی قیمت چار روپے اور کتابوں کے محصول ڈاک کے لئے تین آنے یعنی کل چار روپے تین آنے بذریعہ منی آرڈر "مسلم راجپوت" امرتسر کے منیجر کے نام بھیجیں گے ان کی خدمت میں یہ لاجواب کتابیں بالکل مفت روانہ ہونگی وی پی منگانے کی صورت میں پانچ آنے کی رقم اور صرف ہوگی

"مسلم راجپوت" ایک بہترین اسلامی ہفتہ وار اخبار ہے۔ جو اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کی صورت میں آپکو چار روپے کے بجائے صرف اڑھائی روپے سالانہ میں مل جائیگا۔ اور ایسی اچھی کتابیں مطالعہ کیلئے مفت مل جائینگی ہم خرما و ہم ثواب کی یہ بہترین مثال ہے۔

منیجر مسلم راجپوت ہفتہ وار اسلامیہ بازار امرتسر

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ یکم صفر المظفر سنہ ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۴۸

اسلام مشرق و مغرب میں

(لازین، سوئٹزرلینڈ)

شام کے ایک محب وطن جنہیں ہماری جماعت احمدیہ لاہور کے کاموں سے دلی ہمدردی ہے لکھتے ہیں کہ عرصہ سے خط لکھنے کا ارادہ تھا لیکن کثرت مشاغل اور کمی وقت کے باعث آپ کو جلد خط نہ لکھ سکا۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب و مولانا صدر الدین صاحب کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دیں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی ایک انگریزی تصنیف محمد دی پرافٹ میرے پاس پہنچی ہے۔ لیکن ارسال کنندہ کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ اس لئے خیال کیا کہ اغلب ہے یہ مصنف کی طرف سے میرے لئے ایک تحفہ ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو دینی خدمات کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

ایک سیاسی تحریک

انجمن شبان المسلمین ایک عمدہ تحریک ہے اور اشاعت اسلام کے لئے ایک کاری حربہ ہے۔ لیکن چونکہ میں ایک سیاسی شخص ہوں سیاسی اور وطنی مشکلات میں از سر تا پا غرق ہوں۔ اس لئے میں خود اس میں حصہ نہیں لے سکتا۔ گو مصالح اسلام میرے نزدیک ہر شے پر مقدم ہیں اور ان کے لئے عوام الناس کو بیدار کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور میں ہمیشہ اس قسم کے مضامین مختلف اخبارات میں شائع کرتا رہتا ہوں۔ مصر میں بھی شبان المسلمین کی ایک انجمن قائم ہوئی ہے۔ تین ماہ کے عرصہ میں اس کے دو ہزار سے زائد ممبر بن گئے ہیں۔ اور مصر کے تمام بڑے بڑے فضلاء ادیب۔ قوم پرست اور مدبرین اس میں شامل ہیں۔ اس تحریک کا اثر فلسطین میں بھی پہنچ چکا ہے۔ اور دن بدن ترقی پذیر ہے۔ اس تحریک کا مستقبل نہایت شاندار معلوم ہوتا ہے۔ جہاں تک میرے امکان میں ہے میں بھی اس انجمن کی خدمت کرتا رہتا ہوں۔ اور ہمیشہ سلسلہ خط و کتابت جاری رہتا ہے۔ مصر کے جملہ سیاسی لوگ اس کی حمایت پر ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مسیحی پادری نہایت سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے بیت المقدس اور شام مصر و عراق میں بڑا جوش برپا ہے۔

ہمارا طریق کار

میں آپ کی مراد کو خوب سمجھ گیا ہوں کہ آپ کی انجمن سیاسیات سے الگ ہے۔ کیونکہ آپ لوگ حدود دین کے محافظ ہیں۔ اور سیاسی جماعتیں حدود ملک کی محافظ ہیں۔ اور یہ عندیہ بالکل درست ہے۔ کہ سیاسیات میں اخبار کیو عنہ ممالک ہو اشاعت اسلام کا کام آپ لوگ نہیں کر سکتے۔ آپ کی جمعیت کے بہت سے دشمن ہیں جو آپ لوگوں کو اسلامی ممالک میں بدنام کرتے ہیں۔ کہ یہ انگریزوں اور باقی استعماری دول کے کارندے ہیں اور برلن میں جو مسجد تیار کی گئی ہے وہ بھی انگریزی حکومت کی دولت سے تیار کی گئی ہے۔ میں تو اس امر کو صریح بہتان سمجھتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ان لوگوں کا سیاسیات سے الگ رہنا اس بات کی دلیل نہیں۔ کہ وہ فی الحقیقت یورپین حکومتوں کے آلہ کار ہیں۔ بلکہ یہ امر طریق تقسیم عمل ہے۔ دنیا میں تمام لوگ ایک ہی قسم کے کام تو نہیں کرتے۔ لیکن میں آپ لوگوں کی طرف سے بوجہ خوف طعن زور کے ساتھ دفاع نہیں کر سکتا آپ ضرور نہایت مدلل طریق سے اس قسم کے اوہام کے دفاع کا انتظام کریں۔ میں آپ کی سیاست سے بخوبی واقف ہو چکا ہوں۔ آپ کی مراد یہ ہے کہ اگر یورپ کے لوگ کثرت سے اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں تو وہ اسلام کے لئے بہت مفید ہو سکیں گے۔ بہرحال ان حالات میں آپکا رد یہ نہایت معقول ہونا چاہیئے۔ آپ اپنی انجمن کی ہندوستان سے باہر دیگر ممالک میں شاخیں قائم کر دیں۔ جو اس قسم کے دفاعی طریق کار میں سرگرمی سے کام کریں۔ تب آپ کی انجمن کو بہت کچھ تقویت ہوگی اور دوسری جماعت سے جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی سمجھتی ہے آپ کی جماعت کو ممتاز کر دے گی کیونکہ کوئی مسلمان اس عقیدہ کو قبول نہیں کر سکتا۔ میں نے مولوی صدر الدین صاحب سے اس بارہ میں مفصل گفتگو کی ہے۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری جماعت لاہور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو صرف مجدد مانتی ہے۔ اس قسم کے عقیدہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ مجدد دین تو ہر قرن میں آتے رہتے ہیں۔

ایرانی مسلمانوں کی حالت

علی محمد شریف صاحب لکھتے ہیں:- میں بمبئی کا باشندہ اور اہل سنت والجماعت خوجہ قوم سے ہوں۔ پندرہ سال بمبئی چھوڑے ہو گئے ہیں جہاں سے زنجبار و مغربی ممالک میں پھرتا رہا سنہ ۱۹۱۸ء میں عراق پہنچا۔ اور گزشتہ تین سال سے ایران میں ہوں۔ یہاں کی آبادی جیسا کہ آپ کو معلوم ہے شیعہ ہے۔ لیکن وہ اپنے مذہب کی حقیقت سے بھی بالکل بے خبر ہیں کیونکہ ان کے ملاں (آخوند) خود غرض لوگ ہیں۔ اور وہ سوائے مرثیہ خوانی کے عوام کو مذہب کی حقیقت سے ناواقف رکھتے ہیں۔ بہت کم لوگ قرآن سمجھ سکتے ہیں۔ خاص دار الخلافہ میں پندرہ ہزار کے قریب بہائی مذہب کے لوگ ہیں۔

ایران میں عیسائی مشن

امریکن مشن جا بجا قائم ہیں۔ اور مذہب سے ناواقف مسلمانوں کو بہکا رہے ہیں [illegible] ہیں۔ اور ہزارہا نوجوان مسلمان عیسائی ہو چکے اور ہو رہے ہیں۔ آخری نتیجہ بڑا خوفناک نظر آ رہا ہے۔ ان حالات میں اگر آپ کے دل میں خدمت اسلام کا حقیقی جوش ہے۔ تو جتنا بھی لٹریچر آپ مفت تقسیم کے لئے بھیج سکیں مجھے فوراً بھیجدیں۔ میں نہایت موزوں جگہ پر تقسیم کر دوں گا۔ اور کوشش کرونگا کہ اس کام کے لئے دردمند لوگوں سے مالی امداد آپ کو بھجواؤں بہت سی باتیں لکھنی تھیں لیکن فی الحال اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

مشرقی افریقہ

مسلمانوں کی فرقہ بندی

اخویم قادری صاحب لکھتے ہیں کہ میری تمناؤں سے بھی بڑھ کر آپ نے جواب دیا۔ اور آپ سے توقع بھی ایسی ہی تھی۔ باری تعالےٰ آپ کو اپنے نیک ارادوں میں ہمت و استقامت دے۔ میدان ادتداد میں ملاؤں نے فرقہ بندی کی جنگ چھیڑ کر اپنی تنگدلی اور کوتاہ اندیشی کا پورا ثبوت دیا تھا۔ مگر آپ نے شریف صاحب کی حمایت میں جس فراخدلی اور دور اندیشی کو مدنظر رکھا ہے۔ وہ قابل تحسین ہے اللہ میاں آپ کو اس سے بھی زیادہ تبلیغ و حفاظت اسلام کا ذوق عطا فرمائے۔ گذشتہ ایسٹر کی تعطیلوں میں بندہ شریف صاحب کو ملنے کے لئے نیروبی گیا تھا۔ لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ چند دن سے وہ ممباسہ تشریف لے گئے ہیں۔ اور ابھی تک وہیں ہیں۔ میں نے اپنا ایک آدمی ان کے پاس بھیجا ہے۔ اس کی واپسی کل حالات سے اطلاع دونگا۔ اغلب ہے کہ شریف صاحب بھی آپ کو خط لکھیں گے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ١٦   صفر المظفر ١٣٤٧ھ   نمبر ٤٨

احباب سے خطاب

(٢)

توسیع و استحکام جماعت

ٹریکٹوں کا سلسلہ

(حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے)

چند ہی دن ہوئے میں نے احباب کو توسیع جماعت کی طرف توجہ دلائی تھی جس جوش اور اخلاص کے خطوط مجھے اس بارے میں ان دو تین دن کے اندر موصول ہوئے ہیں ان کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے اندر کام کرنے کی زبردست روح اور تڑپ موجود ہے اس وقت تک بہت سے خطوط مجھے موصول ہو چکے ہیں ۔ جن سے میں اپنے قلب میں قوت پاتا ہوں ۔ اور امید کرتا ہوں کہ اگر سب احباب اسی طرح بیدار ہو جائیں ۔ تو دنوں میں ایک زبردست جماعت بن سکتی ہے جن احباب نے اس وقت یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ پوری قوت توسیع جماعت پر خرچ کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے ۔ اور ان کا حامی و ناصر ہو ۔ مگر جس بات کو میں چاہتا ہوں وہ بہت بڑی بات بھی ہے اور بہت معمولی جو تھوڑی سی توجہ سے ہو سکتی ہے ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک فرد تواصوا بالحق پر عامل ہو ۔ مبلغ بنے ۔ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جو جماعت بنی اور سلسلہ کی قبولیت پھیلی وہ صرف اسی اصول پر بنی ۔ جہاں کوئی آدمی سلسلہ کا تھا وہ مبلغ تھا ۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ وہی روح جماعت میں کام کرے ۔ اللہ تعالیٰ کا کلام اس پر اپنی صراحت سے شاہد ہے کہ جو شخص کلمۂ حق دوسروں کو نہیں پہنچاتا وہ بھی گھاٹے میں ہے ۔ اسی حالت پر جو شخص مطمئن ہو گیا ۔ کہ میں نے تو حق بات کو قبول کر لیا ہے یہ میرے لئے کافی ہے ۔ وہ غلطی پر ہے ۔ ہر مسلم مبلغ تھا ۔ ہر احمدی کو آج مبلغ ہونا چاہئے ۔ جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ ہو جو تبلیغ کے لئے قدم نہیں اٹھاتا ۔ آج خدا کے فضل سے اس قدر قبولیت ہماری جماعت کی پھیلی ہوئی ہے کہ ہمیں صرف قدم اٹھانے کی ضرورت ہے ۔ لوگ لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں ۔ یہ میں نہیں کہتا کہ مقابلہ نہیں ۔ مشکلات نہیں ۔ مگر مقابلہ اور مشکلات ہی کام میں برکت کا موجب ہوتے ہیں ۔ انہی ایام میں کوئی پندرہ دن کے اندر اندر ہمارے صرف ایک مبلغ مولوی عصمت اللہ صاحب کی کوشش سے ٨٦ آدمی شامل جماعت ہو چکے ہیں جن میں بہت سے تعلیم یافتہ اور بعض ایسے با اثر لوگ ہیں جن کا اثر ایک کثیر تعداد پر ہے ۔ اوپر کے طبقے میں بھی خدا کے فضل سے سلسلہ کی قبولیت پھیل رہی ہے ۔ اور اگر مجھے ان احباب کی طرف سے سر دست اخفا کی ہدایت نہ ہوتی تو میں دو بہت بڑے آدمیوں کے نام بتا سکتا تھا ۔ جو اس سال سلسلے میں شامل ہوئے ہیں ۔

جو خطوط اور تجاویز میرے پاس آ رہے ہیں ان میں سے کچھ باتوں کا ذکر میں انشاء اللہ پھر کروں گا ۔ چونکہ مجھے اپنی خط و کتابت ساری خود کرنی پڑتی ہے ۔ اس لئے اغلب ہے کہ میں بجائے علیحدہ علیحدہ خطوط کا جواب دینے کے اخبار ہی میں ان سوالات پر رائے کا اظہار کروں جو بعض احباب نے اپنے خطوط میں اٹھائے ہیں ۔ کوئی دوست یہ خیال نہ کرے کہ میرے خط کا جواب نہیں دیا گیا ۔ میرا دل ان کی شکر گزاری سے لبریز ہے ۔ اور میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں ۔ سر دست میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہر شخص کے لئے مبلغ بننا کس قدر آسان [illegible]

گو کوئی شخص اپنی زبان سے تبلیغ نہ کر سکتا ہو مگر وہ ٹریکٹوں کو دوسروں تک پہنچا کر تبلیغ کر سکتا ہے ۔ اور کوئی شخص نہیں جو اس رنگ میں تبلیغ کرنے سے عاجز ہو ۔ میں نے منتظمین انجمن سے درخواست کی ہے کہ وہ ان ٹریکٹوں کی جو اس وقت کافی تعداد میں موجود ہیں ایک فہرست ان کے مختصر مضامین کے ساتھ اخبار میں شائع کر دیں ۔ اور جو اس وقت کافی تعداد میں چھپے ہوئے موجود نہیں ان کے چھپوانے کا انتظام کریں ۔ اور ایک درخواست اپنے احباب سے کرتا ہوں ۔ جنہیں اب کام کرنا ہے کہ وہ جن جن قسم کے ٹریکٹوں کی ضرورت سمجھتے ہوں ان کے متعلق مجھے اطلاع دیں تاکہ ان کی تیاری کا انتظام کرایا جائے ۔ جہاں انجمنیں ہیں وہاں سکرٹری صاحبان ہر قسم کے ٹریکٹ کافی تعداد میں منگوا کر اپنے پاس موجود رکھیں اور وہاں سے جو صاحب چاہیں جس قدر ٹریکٹ چاہیں لے لیا کریں ۔ اور جہاں اکیلے اکیلے احباب ہیں وہ خود اپنے حسب منشا انتخاب کر کے ٹریکٹ منگوا لیں اور میں دوبارہ ہر بزرگ و خورد کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں یا جہاں وہ پہنچا سکتے ہیں ان ٹریکٹوں کو پہنچائیں ۔ میرے ایک دوست نے لکھا ہے کہ اگر جماعت کے افراد موجودہ حالت میں رہے ۔ یعنی تبلیغ سلسلہ میں انہوں نے اپنی زندگی کا کوئی ثبوت نہ دیا تو اس کی ذمہ داری ساری کی ساری تمہارے سر پر ہوگی ۔ اور قیامت کے دن مواخذہ تم سے ہوگا ۔ میں اس کو درست تسلیم کرتا ہوں ۔ جن لوگوں کے سپرد قوم کی قیادت یا رہنمائی کا کام ہو ان کی ذمہ داری بہت بھاری ہوتی ہے ۔ اور میں ایک بہت ہی کمزور اور خطاکار انسان ہوں ۔ اور اپنے آپ کو بعض وقت بالکل عاجز پاتا ہوں اس لئے میں اپنے احباب سے یہ التجا کرتا ہوں کہ اگر ان کو مجھ سے کچھ محبت ہے تو کیا وہ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے میں مجھے مدد دینے کے لئے نہ اٹھیں گے ؟ اگر وہ یہ دیکھیں کہ مجھے اپنی کمزوریوں اور خطاکاریوں کی وجہ سے عذاب کی طرف گھسیٹا جا رہا ہے ۔ اور اگر وہ اپنا ہاتھ بڑھائیں گے ۔ اور میری مدد کے لئے قدم اٹھائیں گے تو میں بچ سکتا ہوں ۔ تو کیا وہ اپنا ہاتھ نہ بڑھائیں گے اور قدم نہ اٹھائیں گے ؟ نہیں میں کہتا ہوں کہ ایک انسان کا مصیبت میں پڑنا تو گوارا ہو بھی سکتا ہے لیکن اس وقت اسلام مصیبت میں ہے ۔ مسلمانوں کی قوم مصیبت میں ہے ۔ اور وہ وقت تو ابھی آگے ہے جب قیامت کے دن کوئی عذاب میں لیجایا جائے ۔ اور کوئی نجات پائے مسلمان قوم تو اس وقت بھی ایک مصیبت کی حالت میں ہے ۔ موت کی طرف جا رہی ہے ۔ تمہارے اس وقت اٹھنے سے ایک میرے جیسا خطاکار ہی نہیں قوم کی قوم بچ سکتی ہے ۔ اس لئے خدا کے لئے اٹھو اور دنیا کو دکھاؤ کہ وہ کیا روح تھی جو مسیح نے تمہارے اندر پھونکی اگر تم ہی مردہ رہے تو مسیح کی مسیحائی کو کون مانے گا ۔ خدا کے لئے اٹھو اس کے دین کی حفاظت کے لئے اٹھو اس کے رسول کی عزت کو قائم کرنے کے لئے اٹھو ۔ اس کے کلام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اٹھو ۔ غفلت کو چھوڑ دو ۔ جماعت کو مضبوط کرو کہ تمہاری زندگی اور قوت سے اسلام کو مدد پہنچتی ہے ۔

میں نے آپ سے درخواست کی ہے ۔ کہ ہر ایک احمدی مبلغ بنے اور یہ بھی درخواست کی ہے کہ اس بارہ میں وہ اپنے ارادہ سے مجھے اطلاع بھی دیں ۔ آپ اس کو لا پروائی کی نظر سے نہ دیکھیں ۔ یہ نہ سمجھیں کہ غرض تو کام سے ہے ۔ انسان جب دوسرے سے ایک وعدہ کر لیتا ہے تو اس کے ایفا کے لئے اس میں ہمت اور عزم بھی پیدا ہو جاتا ہے اور اس کی کوشش اس کام کے لئے دو چند ہو جاتی ہے ۔ حضرت مسیح موعود کے اقرار بیعت کو ضروری ٹھیرانے میں یہی ایک راز تھا ۔ پھر میرا بھی یہ فرض ہو جائے گا کہ میں آپ سے دریافت کر سکوں کہ آپ نے یہ وعدہ کیا تھا اس کے ایفا کے لئے کیا کیا ہے ۔ یوں ہم دونوں ایک دوسرے کی بیداری کا موجب ہوں گے ۔ کام تو بے شک سب کو خدا کے لئے کرنا ہے ۔ لیکن جماعت کے کام میں اسی لئے برکت ہوتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے معاون ہو جاتے ہیں ۔ ورنہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان اچھا بھلا ایک نیک ارادہ کرتا ہے ۔ پھر سست ہو جاتا ہے اسی سستی کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے عزم سے مجھے اطلاع دیں ۔ والسلام

(محمد علی)

بدعات محرم میں اضافہ

محرم کے ایام میں یاد امام کے نام سے جو افسوسناک ، تباہ کن اور باعث رسوائی بدعات ہوتی ہیں ان سے ہر کوئی واقف ہے ۔ پنجاب میں لاہور ، ملتان اور جالندھر وغیرہ میں فرزندان توحید اور محبان حسین اس سلسلہ میں خاص اہتمام کرتے ہیں ۔ ہزاروں لاکھوں روپے کے صرف [illegible]

اور وحشتناک طریق پر ماتم کر کے مسلمانوں اور اسلام کی رسوائی کا انتظام کیا جاتا ہے ۔ ہم لاہور میں گھوڑے کا جلوس ہر سال دیکھتے ہیں ۔ پیٹے کٹے ننگے دھڑنگے مسلمان زنجیروں سے ماتم کر رہے ہیں ۔ ان کے جسم سے خون کی دھاریں بہہ رہی ہیں ۔ ان کے ساتھ ہی رنگین مزاج تماشائیوں اور سیاہ پوش عصمت فروش عورتوں کی ٹولیاں ہوتی ہیں ۔ غیر مسلم اصحاب ان مناظر کو دیکھتے ہیں اور مسلمانوں کا مضحکہ اڑاتے ہیں ۔ غیرت اسلامی ان ماتم کرنے والوں پر ماتم کرتی ہے ۔ یہی باتیں کچھ کم نہیں تھیں لیکن اب محبان حسینؓ نے یاد حسینؓ منانے کے لئے ایک اور جدت طرازی کی ہے ۔ جس کی تفصیل معاصر انقلاب کی زبانی سنیئے ۔

> " اب کے عاشورہ محرم میں جالندھر کے بعض جدت طراز دماغوں نے پوست کی باقاعدہ سبیل نکالی ۔ جس پر حضرت امام عالی مقامؓ کے تشنہ لب شہید ہو جانے کی یاد میں بھنگڑوں اور پوستیوں کو پوست کے پیالے مفت پلائے جاتے تھے ۔ سنا گیا ہے کہ اس نرالی سبیل پر ایک نابالغ لڑکا یاد امام میں ضرورت سے زیادہ پوست پی کر راہی ملک بقا ہونے والا تھا کہ بر وقت طبی امداد پہنچ جانے کے باعث " شہید " ہوتے ہوتے رہ گیا ۔ " (انقلاب ١٢ جولائی)

آہ ثم آہ ! اس امام عالی مقام کی یاد جس نے حق کے لئے اپنی گردن تک کٹوائی تھی ۔ اس شرمناک طریقے سے منائی جاتی ہے ۔ آہ اس بزرگ اور قابل تعظیم ہستی کی روح ان حرکتوں پر کس قدر بے چین ہوتی ہو گی ۔ انہوں نے اسلام کی عزت کے لئے جان دیدی اور ان کے نام لیوا اپنے اعمال سے اسلام کی رسوائی کا سامان کر رہے ہیں ۔ اور اس کے خلاف کوئی آواز بلند نہیں ہوتی ۔

عقائد کا اختلاف اپنی جگہ پر رہا ۔ اس قسم کی شرمناک حرکتیں تو کسی ہوشمند شخص کے نزدیک بھی قابل تعریف اور موجب ثواب نہیں ہو سکتیں اگر ذمہ وار شیعہ حضرات توجہ فرمائیں تو چند سالوں میں ان کا انسداد ہو سکتا ہے ۔ ہم نہایت خلوص اور ادب سے معاصر محترم " شیعہ " لاہور کو اس طرف متوجہ کرتے ہیں ۔ خواجہ حسن نظامی صاحب بھی تعزیہ داری کے حامی ہیں ممکن ہے کہ ان کے پاس اس بدعت کی حمایت میں کوئی دلیل ہو لیکن اس قسم کی حرکات کو بند کرانا تو انہیں اپنا فرض سمجھنا چاہئے ۔ کیا ہم ان سے یہ توقع کر سکتے ہیں ؟

مسیحیت کی شاندار امیدیں

جمہوریت ترکی کی بعض اصلاحی تجاویز نے غیر مذاہب کی نظریں ترکوں پر جما رکھی ہیں ۔ اور انہیں یہ خیال پیدا ہو چکا ہے کہ ترک اسلام کو چھوڑ چکے ہیں اس لئے اب موقع ہے کہ انہیں آریہ یا مسیحی بنا لیا جائے ۔ ہمارے آریہ دوستوں کو تو یہ خیال رات دن لگا ہی ہوا ہے ۔ چنانچہ ویدک دھرم کے جھنڈے مکہ اور مدینہ سے گزر کر اب ترکی میں بھی پہنچانے کے خواب انہیں آ رہے ہیں ۔ لیکن اب مسیحی حضرات کو بھی یہ دور کی سوجھی ہے کہ ہو نہ ہو ترکوں کو اب عیسائی بنا لینا آسان ہے ۔ چنانچہ لندن کا مشہور مسیحی اخبار " چرچ ٹائمز " اپنی یکم جون ١٩٢٨ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے :-

> " ترکی نے جو مسلمانوں کی سب سے زیادہ طاقتور نہ سہی سب سے زیادہ مشہور سلطنت تھی اسلام کو ترک کر دیا ...... مشرق بھر پر اس کا عظیم الشان اثر پڑے گا ۔ مسلمانوں کی تبلیغ خاص طور پر کمزور پڑ جائے گی ۔ ایمان کی گرفت ڈھیلی ہو گی اور الحاد بڑھے گا ۔ ان جدید حالات میں مسیحی مبلغین کے سامنے کامیابی کا ایک عظیم الشان اور بے نظیر میدان موجود ہے .... اور اب وقت ہے کہ ساتویں صدی کا انتقام لے لیا جائے ۔ اور ہلال نے جن قوموں کو صلیب سے چھین لیا تھا ۔ انہیں پھر صلیب کے تحت میں لایا جائے ۔ "

چرچ ٹائمز اور اس کے ہمخیال عیسائیوں کو اپنے اس ارادے کو عمل میں لانے سے قبل یہ سن لینا چاہئے کہ اسی ترکی میں جس کے ایمان کی گرفت ڈھیلی ہو جانے کی اسے امید ہے ایسے بھی واقعات پیدا ہو رہے ہیں کہ جہاں کہیں کوئی عیسائی کسی مسلمان کو ورغلاتا ہوا پایا جاتا ہے فوراً اسلام کی رگ حمیت جوش میں آتی ہے ۔ اور اس کی تمام کوششیں ملیا میٹ کر کے رکھ دیتی ہے ۔ ابھی چند روز ہوئے عیسائی مشنریوں کی ان چالبازیوں کے خلاف ایک معزز ترک کی صدائے احتجاج کا ہم ان کالموں میں ذکر کر چکے ہیں ۔ جس نے صاف لکھا ہے کہ عیسائی مشنریوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلم [illegible]

ہیں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ ایسا ہی پچھلے دنوں عیسائی مشنری عورتوں کی اس کوشش کا جو انہوں نے بروصہ کے زنانہ سکول کی چند ترک لڑکیوں کو عیسائی بنانے کے لئے کی تھی جو نتیجہ ہوا اس سے غالباً چرچ ٹائمز بھی ناواقف نہ ہوگا کیا یہ ترکوں کے اسلام سے بیزار ہونے کے نشانات ہیں۔ کیا یہ واقعات ترکوں کے قلوب سے ایمان کی گرفت کا ڈھیلا ہونا ثابت کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ چرچ ٹائمز نے ترکوں کے مصلحانہ خیالات کو اراکین کلیسا کے ان خیالات پر قیاس کیا ہے جن میں انہوں نے تمام مسیحی معتقدات و ایمانیات سے صاف انکار کر دیا ہے۔ ہمارے خیال میں بہتر ہوگا کہ "چرچ ٹائمز" ترکوں کی طرف رخ کرنے کی بجائے پہلے گھر کے ان لوگوں کی خبر لے اور اپنی صلیبی جنگ کا آغاز وہیں سے کرے۔

عیسائیت کی تبلیغ کا مقصد

"چرچ ٹائمز" کے یہ الفاظ ہر صاحب دانش و بینش کے خاص غور کے قابل ہیں کہ:-

> "مشرق بھر پر اس کا عظیم الشان اثر پڑے گا۔ ایمان کی گرفت ڈھیلی ہوگی اور الحاد بڑھے گا۔ ان جدید حالات میں مسیحی مبلغین کے سامنے کامیابی کا ایک عظیم الشان اور بے نظیر میدان موجود ہے۔ اور اب وقت ہے کہ ساتویں صدی کا انتقام لیا جائے"

وہ لوگ جو مسیحیت کی تبلیغی سرگرمیوں کو پادری صاحبان کے جذبہ ہمدردی بنی نوع انسان کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ "چرچ ٹائمز" کے یہ الفاظ ان کے اس خیال کے کہاں تک موید ہیں۔ "ساتویں صدی کا انتقام" کے الفاظ کھلے طور پر اس حقیقت نفس الامری کو ثابت کر رہے ہیں کہ امن و تہذیب کی یہ بھیڑیں محض جذبۂ انتقام ہی کے ماتحت مسیحیت کا علم لے کر باہر نکلی ہیں۔ نہ کہ کسی اور نیک خواہش سے۔ آج تبلیغ مسیحیت کے نام سے جو کچھ دنیا اور بالخصوص اسلامی ممالک میں ہو رہا ہے۔ اس سے صرف جذبۂ انتقام کی تسکین مقصود ہے۔ نہ کہ بنی نوع انسان کی ہدایت۔ کیا ہمارے مسیحی معاصرین ہمیں بتا سکتے ہیں کہ تبلیغ مذہب کی آڑ میں ایسے خیالات کا رکھنا کہاں تک جائز ہے؟ اس سے بھی بڑھ کر یہ غور طلب امر ہے کہ پادری صاحبان کے لئے تبلیغ مسیحیت کی راہ اس وقت کھلتی ہے۔ جب مسلمان اسلام کو چھوڑ دیں۔ الحاد بڑھ جائے۔ ایمان کی گرفت ڈھیلی ہو جائے۔ مسیحیت کی کمزوری کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا۔ دوسروں کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا۔ ایک معمولی بات ہے۔ بات تب ہے کہ پختہ ایمان لوگوں پر مسیحیت اپنا اثر جما کر دکھائے۔

ہندو مسلم تیوہار

اسلامی تیوہاروں پر فساد برپا کرنے میں ہندوؤں کے پیش نظر کئی ایک باتیں ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دنیا پر یہ ثابت کیا جائے کہ اسلامی تیوہار فساد کا عنصر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ چنانچہ ہندو اخبارات اب صاف طور پر لکھ رہے ہیں کہ مسلم تیوہار ملک کے لئے ایک آفت عظیم سے کم نہیں بقرعید اور محرم کے موقع پر تقریباً ہر سال ملک میں فسادات ہوتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کے تیوہار نہایت امن و سکون سے گزر جاتے ہیں۔ اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آتا۔ اس لئے مسلمانوں کے تیوہاروں میں ضرور کچھ نقص ہے کہ دنگہ فساد اور خون خرابہ ان کے لئے ایک لازمی چیز ہوگیا ہے۔

یہ ہندوؤں کی بگڑی ہوئی ذہنیت کا ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے۔ خود ہی فساد برپا کرتے ہیں خود ہی الزام لگاتے ہیں کہ اسلامی تیوہاروں میں نقص ہے ہم کہتے ہیں کہ مسلمان تو دنیا کے ہر ایک حصہ میں کم و بیش پائے جاتے ہیں وہی تیوہار وہ بھی مناتے ہیں۔ جو مسلمانان ہند کے تیوہار ہیں۔ مگر کبھی وہاں فساد ہوتا ہوا نہیں سنا گیا۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ یہ اسلامی تیوہاروں کا نقص نہیں۔ بلکہ ان گوسالہ پرستوں کی ذہنیت کا نقص ہے۔ جو ایسے مواقع پر مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیتے ہیں۔ مسلمانوں کی شرافت اسی بات کی مقتضی ہے کہ ہمسایہ قوموں کے تیوہاروں اور مذہبی رسوم میں خواہ مخواہ دخل نہ دیں۔ اسی وجہ سے کسی ہندو تیوہار پر فساد برپا نہیں ہوتا۔ یہ مسلمانوں کی عالی ہمتی اور فراخ حوصلگی پر دال ہے۔ جس کی برادران وطن کو قدر کرنی چاہیئے۔ ورنہ اگر کبھی مسلمان بھی اپنی اوچھے ہتھیاروں پر اتر آتے تو ہندو تیوہاروں میں بھی یہی "نقص" اپنی پوری بے ضابطگی کے ساتھ نمایاں نظر آنے لگتے جو آج بعض ہندو اخبارات کو اسلامی تیوہاروں میں نظر آ رہے ہیں اور اگر ہندو لیڈر جن میں شکتی، شدھی کے حامی۔ دلت ادھاری۔ سبھائی اور سماجی بھی شامل ہیں یہ چاہیں کہ ملک میں فتنہ و فساد کبھی رونما نہ ہو تو انہیں پہلی اور پورے خلوص سے چاہیئے کہ ہندوؤں کو رواداری کی تلقین کرنی چاہیئے۔

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

چند روز ہوئے معاصر "مسلم آؤٹ لک" نے گورنمنٹ کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی کہ مہاراجہ ہری سنگھ والی ریاست کشمیر لا ولد ہیں اور یہ ریاست ان کے آباء و اجداد نے انگریزوں سے خریدی تھی۔ اس لئے حکومت برطانیہ کو چاہئے کہ وہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور مہاراجہ موصوف کو مناسب قیمت ادا کر کے ریاست خرید لے۔ یہ تجویز جیسی کچھ بھی ہے اس سے ہمیں بحث نہیں۔ اور نہ ہم اس موقع پر اس کی تائید کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں صرف یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ محض اس تجویز کی بنا پر ہندو اخبارات پنجے جھاڑ کر مسلم آؤٹ لک کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ . . . . یہاں تک کہ "پارس" جیسے آریہ اخبار نے جس کو اپنی متانت، شرافت اور رواداری پر بہت ناز ہے معاصر موصوف کو بے نقط گالیاں سنائی ہیں۔ گرو گھنٹال، پرتاب، تیج، ملاپ وغیرہ رسوائے عالم اور گندہ دہن اخبارات کے متعلق تو کچھ نہ پوچھیئے۔ ان سب کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر حکام کشمیر نے بھی مسلم آؤٹ لک کا داخلہ حدود ریاست میں بند کر دیا ہے۔ ہم ہندو اخبارات کی چیخ پکار کے متعلق بھی کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ وہ مسلم آؤٹ لک کی تجویز کو وطن فروشانہ غلامانہ اور غدارانہ جو جی چاہیں قرار دیں لیکن اس قدر ہمیں بتا دیں کہ ان ہندو اخبارات اور لیڈروں کے متعلق کیا کہا جائے۔ جو حضور نظام کے مطالبہ برار کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اور ریاست حیدر آباد کے انتظامی امور میں انگریزوں کی مداخلت پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔ اور جن کی دلی خواہش (خاکم بدہن) قلمرو نظام پر انگریزوں کو قابض دیکھنے کی ہے۔ اگر "مسلم آؤٹ لک" کی تجویز شرمناک ہے تو بعض ذمہ دار ہندوؤں کی یہ نامناسب حرکتیں شرمناک ترین ہیں اور ان پر خاموش رہنے والے ذمہ دار ہندو بھی ان سے کم مجرم نہیں۔ کیا ہمارے معاصرین اس پر غور کریں گے اور اپنے ضمیر سے یہ پوچھیں گے۔ کہ وہ کہاں تک اس جرم سے پاک ہیں جس کا الزام "مسلم آؤٹ لک" پر عائد ہوتا ہے۔

> ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا
> وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

طنجہ میں اطالوی اثر

شمالی افریقہ کے تمام وہ ممالک جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی مجاہدانہ کوششوں کی وجہ سے اسلامی سطوت کا نمونہ بن چکے تھے۔ اور ممالک اسلامیہ کی فہرست میں شمار کئے جاتے تھے۔ آج سب کے سب ایک ایک کر کے مسیحی استعمار کے نیچے آ چکے ہیں۔ طنجہ بھی انہی میں سے ایک ہے۔ اطالیہ اس میں جس طریق سے آہستہ آہستہ قدم جما رہا ہے وہ ذیل کی ان مراعات سے ظاہر ہے جو حال ہی میں موتمر پیرس نے طنجہ کے بین الاقوامی حصہ میں اسے دی ہیں:-

(۱) ایک اطالوی فوجی افسر کی تعیین جو اپنی حکومت کو ان انتظامات فوجی کی تنفیذ میں امداد دیگا۔ جو ۱۹۲۳ء کے ضابطہ کے مادہ ثالث کی رو سے ضروری ہیں۔
(۲) اطالیہ، فرانس، برطانیہ اور ہسپانیہ کے ساتھ ان لوگوں کی روک تھام کرے گا جو بغیر محصول ادا کرنے کے طنجہ کے سواحل پر مال لانے کی کوشش کریں گے
(۳) قانونی مجلس میں اسکو ایک جدید نشست دی جائے گی اور اس کی کل نشستیں اب تین ہو جائیں گی۔
(۴) عدالتی معاملات کی بہتری کے لئے ایک اعدادی افسر کی تعیین۔
(۵) اطالوی سرمایہ کا اشتراک بندرگاہ کی تعمیر وغیرہ میں۔
(۶) ایک اطالوی جج اور ایک اطالوی سکرٹری محکمہ مختلط میں متعین کیا جائیگا۔
(۷) قوانین کی طیاری و ترتیب میں حکومت اطالیہ سے مشورہ لیا جائے گا
(۸) اطالیہ کی ڈپلومیٹک وزارت کے وزارت فرائض قنصل عام انجام دیگا
(۹) اور یہ دستور اطالیہ کے قبول کر لینے کے ۶ ماہ بعد اطالویوں پر منطبق ہوگا

آہ یہ ہے ان ممالک کی حالت جن پر کل تک اسلام کو ناز تھا۔ کہاں ہیں وہ مسلمان ع مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا کے گیت زبان سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے گایا کرتے تھے۔ اور فی الواقعہ انہوں نے سارے جہان کو اپنا نہیں بلکہ اسلام کا وطن عملاً ثابت کر کے دکھا دیا۔ ایک آج ہم ہیں کہ اپنی آنکھوں سے ان جانفروش اسلاف کی اس قیمتی متاع کو دوسروں کے قبضے میں جاتے ہوئے دیکھتے ہیں اور ٹس سے مس نہیں ہوتے خدا کے بندو! اور کچھ نہیں تو کیا تم ان مسیحی اقوام میں اسلام کو پھیلا کر اپنی اس گم شدہ متاع کو بھی حاصل نہیں کر سکتے؟ ہم مانتے ہیں کہ تمہارے پاس ہتھیار نہیں اور نہ تمہارے حالات ہی ایسے ہیں کہ ان مسیحی حکومتوں پر زور اسلحہ فتحیاب ہو سکو لیکن تبلیغ اسلام کے ہتھیار سے کیوں

شذرات

پیر جماعت علی شاہ صاحب کا وجود ان "برگزیدہ" ہستیوں میں ایک ممتاز خصوصیت رکھتا ہے۔ جو ہمیشہ مسلمانوں کے اتحاد باہمی کو تباہ و برباد کرنے میں ساعی رہتی ہیں۔ مسلمانوں کا شاید ہی کوئی فرقہ ہوگا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ شاید کوئی ایسا مسلمان ہوگا جس کو پیر صاحب سے جزئی مسائل میں اختلاف ہو۔ اور وہ ان کی زبان کی تلوار سے بچا ہو۔ قانون کی روک اگر نہ ہوتی تو شاید ان کے ہاتھ سے بھی بچنا مشکل ہوتا۔ گویا یوں کہنا چاہئے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ کی عملی مخالفت اگر دیکھنی ہو۔ تو وہ پیر صاحب کا وجود ہے۔

گزشتہ سال ریاست جموں میں ایک اسلامی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں پیر صاحب بھی شریک ہوئے اور انہوں نے حسب عادت اغراض جلسہ سے متجاوز ہو کر احمدیوں کو برا بھلا کہنا اور حضرت مرزا صاحب کے پاک وجود پر اپنی مایہ ناز تکفیر کا حربہ چلانا شروع کر دیا۔ اس کا طبعی اثر یہ تھا کہ عوام الناس جن پر پیر صاحب کی پیرانہ فسوں سازیوں کا اثر زیادہ ہے احمدیوں کے خلاف جوش میں آ گئے۔ اور اگر جماعت احمدیہ کا تحمل و بردباری اپنا اثر نہ دکھاتی تو ممکن تھا کہ فساد تک نوبت پہنچ جاتی۔

اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ حکام ریاست نے اس سال پیر صاحب کا داخلہ حدود ریاست میں بند کر دیا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک ان کا وجود نقض امن کا موجب ہے۔ سید حبیب مدیر "سیاست" نے جو کچھ عرصہ سے تمام قومی و وطنی تحریکات سے الگ ہو کر پیر صاحب کی فسوں سازیوں کے گرویدہ ہو چکے ہیں۔ ریاست کشمیر کے حکم کے خلاف وائسرائے ہند کو ایک احتجاجی خط روانہ کیا ہے۔ اور اس میں حکم مذکور کو "فریب قادیان کے چند پیروں کاروں کے عائد کردہ الزام پر مبنی" قرار دیا ہے۔ حالانکہ قادیان کا فریب (جس سے مراد احمدیت کا فریب ہے) اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ پیر صاحب کو کئی موقعوں پر احمدیوں نے ان کی معاندانہ تقاریر کے نتائج بد سے بچایا۔ ہمیشہ امن کو ملحوظ رکھا اور ان کے پیدا کردہ اشتعال کو اپنی امن پسندانہ روش سے روک کر نقض امن کے اندیشے کو رفع کر دیا۔ حکام کشمیر اگر متاثر ہوئے ہیں تو احمدیوں کے کسی فریب سے نہیں بلکہ پیر صاحب کے حامیوں کے جوش و اشتعال سے

سید حبیب اگر پیر صاحب کی فریب کاریوں سے یہاں تک متاثر ہو چکے ہیں کہ ان کی حمایت میں انہیں وائسرائے کی دہلیز پر سر رکھے بغیر چارہ نہیں تو کم از کم اس قدر ہوشمندی سے تو انہیں کام لینا چاہئے کہ کوئی حکومت اور بالخصوص ریاست کشمیر محض ایک چھوٹی سی جماعت کے کسی عائد کردہ الزام کی بنا پر کسی شخص کے اخراج کا حکم نہیں دے سکتی۔ بلکہ اس کے سامنے ایسے ٹھوس واقعات ہوتے ہیں جو اس شخص کے وجود کو باعث مضرت اور اس حکم کو حق بجانب ٹھہراتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ "فریب قادیان" کا "دلفریب" قصہ وائسرائے کے کانوں تک پہنچانے کے بجائے اگر کر سکتے ہیں تو ان ٹھوس واقعات کی تردید کریں۔

خواجہ کمال الدین صاحب اور ووکنگ کے حسابات

کے متعلق

ضروری اعلان

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - ایک ضروری اعلان آپ کی خدمت میں بھیج کر التماس کرتا ہوں - کہ اس کو اپنے قیمتی اخبار میں شائع کر کے ممنون فرمائیں -

صدرالدین سکرٹری -

اس وقت اخبارات میں ووکنگ مشن پر اعتراضات کے سلسلہ میں یہ بحث بھی ہو رہی ہے - کہ ووکنگ مشن کا آمد و خرچ کس حد تک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی زیر نگرانی ہے - سو اس کے متعلق واقعات یہ ہیں - کہ آخری مرتبہ دسمبر ۱۹۲۶ء کے آخری ایام میں خواجہ کمال الدین صاحب نے یہ حساب کتاب انجمن کی نگرانی میں دینے کا فیصلہ کیا تھا - اور اس کے مطابق ایک تحریر بھی لکھ دی تھی - اس پر کوئی چھ سات ماہ کا عرصہ گذر جانے کے بعد ووکنگ کے بل دفتر انجمن میں آنے شروع ہوئے - مگر ابھی تک کل امور کا تصفیہ نہیں ہوا - اور نہ ہی انجمن کی پوری نگرانی کے ماتحت سارا حساب کتاب آیا ہے - خواجہ صاحب کی بیماری کی وجہ سے معاملہ قدرے تعویق میں پڑا رہا ہے - اور عنقریب یہ سارا معاملہ انجمن کی جنرل کونسل میں پیش ہوگا - آخری تصفیہ ہو جانے پر اس کے متعلق اعلان شائع کر دیا جائے گا -

نوٹ - خواجہ صاحب نے ان سب فنڈوں کا حساب جو انہوں نے کھولے ہوئے ہیں - انجمن کے سپرد نہیں کیا -

محمد دین جان (ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور)
فنانشل سیکرٹری - احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
۱۶ر جولائی ۱۹۲۸ء

مسٹر جان مائیکل کا قبول اسلام

ایک مسیحی کا جواب نور افشاں کو

قارئین کرام کو یاد ہوگا - کہ چند دن ہوئے - مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک فاضل مسیحی مسٹر جان مائیکل سابق اسسٹنٹ پروفیسر گورڈن کالج راولپنڈی نے قبول اسلام کا اعلان کیا تھا - جو ۳ر جولائی کے "پیغام صلح" میں شائع ہو چکا ہے - ہمارا خیال تھا - کہ مسیحی حضرات پروفیسر صاحب جیسے سنجیدہ اور سمجھدار انسان کے متعلق کوئی ایسا خیال ظاہر نہیں کریں گے - جو ان کے قبول اسلام کی حیثیت کو گرانے والا ہو - اور ایسا ہی ہوا - معاصر "نور افشاں" نے اس پر جو نوٹ لکھا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ معاصر موصوف کو پروفیسر صاحب کے قبول اسلام کو کسی مسیحی پادری کے ساتھ جھگڑے کا نتیجہ قرار دیا ہے - ہم نہیں سمجھتے کہ یہ کونسی اتنی اہم بات ہے - کہ ایک پیدائشی عیسائی کو جو ہر طرح سے قابل اور صاحب حیثیت ہے - اور جس کی اہلیہ اور بھائی سب کے سب ابھی تک عیسائی ہیں - اسلام کی طرف مائل کر سکے -

"نور افشاں" کے اس بیان کے جواب میں پروفیسر صاحب کے برادر خورد نے جو مسیحی ہیں - ذیل کا مضمون لکھ کر ہمیں بھیجا ہے - جو امید ہے - معاصر موصوف کے لئے باعث تشفی ثابت ہوگا - (مدیر)

جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" تسلیم

نور افشاں مورخہ ۶ر جولائی ۱۹۲۸ء میں کسی مسیحی نامہ نگار صاحب نے مسیحیت کی "غیرت" کو محسوس کرتے ہوئے اور اپنے پادری صاحبان کو مسیحی صلواتیں سناتے ہوئے ایک نوٹ شائع کیا ہے - لیکن افسوس کہ اپنا اسم مبارک ظاہر کرنے سے عمداً گریز کیا ہے - جو مسیحی اخلاقی جرأت کی ایک ادنیٰ مثال ہے - جو کچھ انہوں نے گوہر افشانی کی ہے، وہ سراپا علم غیب سے تعلق رکھتی ہے - ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جناب نامہ نگار صاحب "نور افشاں" کو باقاعدہ طور پر نہیں پڑھتے - کیونکہ نور افشاں میں مدت سے "چونی لعل پر مسیح کس طرح ظاہر ہوا" کے عنوان سے جو ایک مسلسل مضمون بالتساط شائع ہو رہا ہے - وہ آپ کی نظر مبارک سے یا تو دیدہ دانستہ رہ گیا ہے - یا آپ نے اُسے معمولی سا مضمون تصور کر کے نظر انداز کر دیا ہے - جب ایک مسیحی بھائی چونی لعل صاحب کی تبدیلی مذہب کو طرح طرح کے رنگ چڑھا کر مسیحی پبلک کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے - تو جہاں تک میرا خیال ہے مسلم اخبارات اس بات میں بالکل حق بجانب ہیں - کہ وہ برادرم مسٹر جان مائیکل صاحب بی - اے کے قبولیت اسلام پر دل کھول کر خوشیاں منائیں - نامہ نگار کو اخلاقی طور پر کوئی حق حاصل نہیں - کہ وہ اپنے ناکمل اور تمسخر آمیز علم غیب کے زور سے یہ دعوےٰ کریں - کہ برادرم مسٹر جان مائیکل صاحب کا قبول اسلام محض ایک پادری صاحب کے سخت، شاید پتھر جیسے سخت الفاظ - جھگڑے کا نتیجہ ہے - اور در حقیقت بقول آپ کے صحیح معنوں میں مذہب اسلام کو خدائی سچا مذہب سمجھ کر قبول نہیں کیا گیا - جب میں نے نامہ نگار صاحب کا یہ نوٹ "نور افشاں" میں پڑھا - تو فوراً ارادہ کیا - کہ جلد از جلد دفتر نور افشاں سے خط و کتابت کر کے نامہ نگار صاحب سے درخواست کی جائے - کہ آپ برائے کرم یہ بتا سکتے ہیں - کہ ان کے اگلے پچھلے (جیسے کہ عام محاورہ ہے) جو مسیحی دین میں شریک ہوئے کس وجہ سے ہوئے؟ آپ ضرور یہی جواب دیں گے - کہ ان کے قبلہ و کعبہ کو یا تو مسیح خود نظر آیا تھا - یا سوتے ہوئے خواب میں روح القدس کی تین تثلیثی کرنیں نظر آئی تھیں - یا پولوس رسول کی طرح ایک نور نے تھپیڑا مارا تھا - جس سے آپ کے قبلہ و کعبہ نے "مذہب مسیح" قبول کیا تھا - اگر آپ کے یا آپ کے بزرگان خاندان کو ایسی نورانی کرنیں نظر آسکتی ہیں - تو کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی - کہ ایک فاضل نوجوان متلاشی حق کو خداوند خدا نے سچا راستہ نہ دکھایا ہو - بفرض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے - کہ برادرم مسٹر جان مائیکل نے کسی مشنری صاحب سے جھگڑ کر اسلام کو قبول کیا ہے - تو کیا مجھے آپ اتنی اجازت دے سکتے ہیں - کہ میں یہ الفاظ استعمال کر سکوں - کہ وہ مشنری صاحب کس طرح کے اس مسیح کے پیرو تھے - جس نے بقول مسیحی عقیدہ کے دنیا سے اسقدر محبت رکھی - کہ اپنے تئیں صلیب کی نذر کر دیا -

آپ اطمینان رکھئے گا - کہ مسٹر جان مائیکل صاحب نے مذہب اسلام محض صداقت کی خاطر قبول کیا ہے - اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی - کہ انہوں نے مشنری صاحبان کی صورتوں سے ڈر کر دائرہ اسلام میں قدم رکھا ہو - اگر آپ ۱۹۲۶ء سے لیکر اب تک "پیغام صلح" کے خاص نمبروں میں ان کے مضامین دیکھ لیں - تو پھر یقیناً اپنے الفاظ اور فضول دعوے علم غیب کو واپس لینے کے لئے بخوشی تیار ہو جائیں گے - اور ایک سچے مسیحی کا سا نمونہ ظاہر کرتے ہوئے برادرم موصوف کے قبول اسلام کو فراخ دلی سے برداشت کریں گے - اور مشنری صاحبان کی طفلانہ عادات کے برخلاف کھلے طور پر قلمی جہاد کریں گے بشرطیکہ آپ کسی مشن کی ملازمت میں نہ ہوں - اور نہ ہی کسی مشن احاطے میں قیام رکھتے ہوں - لیکن میں آپ پر ایسی کوئی شرط عاید نہیں کرتا - بلکہ ایک آزاد مسیحی ہونے کی حیثیت سے آپ کی ذمہ داری اپنے نازک کاندھوں پر لیتا ہوں - اور آئندہ "ہمارے پادری" کے عنوان سے "پیغام صلح" اخبار کے کالموں میں مضامین شائع کرتا رہوں گا - آپ ضرور کسی احمدی صاحب سے اخبار مذکور مانگ کر پڑھ لیا کریں - اور مضامین کو نقل کر کے ہر اتوار گرجا گھر میں جماعت کو سنایا کریں - کلیسائی تعداد میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہوگی - اور جس طرح ابرہیم کی اولاد بقول عہد نامہ عتیق ریت کے ذروں کی طرح بڑھی ہے - اسی طرح موجودہ پادریوں کی کرتوتوں کو پڑھ کر کلیسا کی تعداد شیطان کی آنت کی طرح لمبی ہو جائے گی - اور غیرت مند عیسائیوں کے لئے بالآخر یہی آنت "خودکشی" کے موقع پر ایک خاصے رسے کا کام دے گی -

"مصلح پادریاں"
یعنی
جوزف مائیکل نور احمد

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں -

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب گذشتہ جمعہ کو کشمیر سے واپس آ گئے -

اخویم مکرم میر محمد صدیق صاحب کلرک ملٹری اکاؤنٹس تبدیل آب و ہوا کے لئے اپنے وطن سارو کی ضلع گجرات تشریف لے گئے ہوئے ہیں - ان کے خط سے معلوم ہوتا ہے - کہ اب انہیں قدرے آرام ہے - وہ اپنے ان احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں - جنہوں نے ان کے لئے دعائیں کیں - اور ہمدردی کے خطوط لکھے -

اخویم مکرم چوہدری فضل حق صاحب مینجر دارالکتب اسلامیہ عرصہ دو ماہ سے جبڑے پر پھنسی ہونے کی وجہ سے بیمار ہیں - بعض وقت بخار بھی ہو جاتا ہے - احباب ان کے لئے دعا فرمائیں -

ملک عبدالغنی صاحب کلرک "پیغام صلح" کے تیس روپیہ چوری ہو گئے - افسوس ہے کہ مہینہ بھر کی محنت کے بعد یہ تیس روپیہ بطور تنخواہ انہیں ملے تھے جو انہوں نے اپنے بھائی کو دے کے اور اس کی جیب میں سے کسی نے نکال لئے - اس سے پیشتر بھی اس غریب کو بعض دوستوں کی ہمدردی میں بہت سا نقصان اٹھانا پڑا ہے - جس کا بوجھ ابھی ان کے سر سے نہیں اترا - اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو -

اخویم مکرم حاکم الدین صاحب ولد چوہدری حیات محمد صاحب لکھتے ہیں - کہ میں چند دنیوی مشکلات میں مبتلا ہوں اس لئے جملہ احمدی برادران میرے لئے دعا فرمائیں -

انجمن کی زنانہ کلاس

احمدی متعلمات کیلئے نادر موقعہ

جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ دو اڑھائی سال سے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور بزرگان سلسلہ کی منشا کے ماتحت ایک زنانہ کلاس جاری ہے جس کو یہ نیازمند تعلیم دیتا ہے - اسی جماعت کی طالبات کو ابتدا میں چند رسالے عربی علم ادب کے پڑھائے گئے پھر کچھ باتیں دینیات اور تاریخ اسلام کی مثلاً سیرت حضرت عائشہ و سیرت خیر البشر اور تاریخ خلفائے اربعہ پڑھائی گئیں - اس کے بعد ان کو ترجمہ قرآن شریف پڑھایا گیا -

خدا کے فضل اور حضرت امیر کی دعاؤں سے اس جماعت میں چند ایسی طالبات کامیاب ہوئی ہیں - جن کو قرآن کریم کے مطالب و مضامین پر خاص طور پر عبور ہو گیا ہے - اور اب وہ حضرت امیر کی تفسیر بیان القرآن کو آسانی سے پڑھ سکتی اور سمجھ سکتی ہیں - دوسری طالبات کو بھی اس سلسلہ تعلیم سے بہت کچھ فائدہ ہوا - اگرچہ طالبات کا ایک گروہ تعلیم قرآن کریم سے فارغ ہو چکا ہے لیکن اب دوسرا گروہ پھر زیر تربیت ہے - اور نئی طالبات داخل ہو رہی ہیں - جن کا پروگرام حسب ذیل ہوگا :-

(۱) دینیات کے رسالے یعنی نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ - ترتیب موتیٰ یہ رسالے ہماری انجمن نے خاص طور پر بچوں اور بچیوں کے لئے لکھوائے تھے -

(۲) اس کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ تقریباً ایک رکوع ہوتا رہے گا -

(۳) اس کے علاوہ عربی قواعد بھی ساتھ ساتھ پڑھائے جاتے ہیں -

میری رائے میں ہمارے احباب کی بچیوں کے لئے عمدہ موقعہ ہے - کہ وہ اس جماعت میں داخل ہو کر علم دین قرآن شریف سے واقفیت حاصل کریں - وقت گرمیوں میں صبح سات بجے سے نو ساڑھے نو تک ہوتا ہے - مسجد کی گیلری میں جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے - بزرگان سلسلہ و حضرت امیر کا منشا ہے - کہ یہ کلاس جاری رہے - اور اس سے سلسلہ کی خواتین اور لڑکیاں کو اپنی دینی تعلیم کا موقعہ ملتا رہے - امید ہے کہ احباب اپنی بچیوں کو جو اس لیاقت کی ہوں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے - جلد ...

معلومات

ملنہ سے بلند جگہ انسان آباد ہیں الیمن واقعہ تبت میں بدھ مذہب والوں کی ایک خانقاہ ہے جو سطح سمندر سے ۱۷ ہزار فٹ بلند ہے۔

جنگ عظیم کے دوران میں جرمنی نے ایک ایسی توپ ایجاد کی تھی جو شعلے پھینکتی تھی۔ اب اس توپ کی مدد سے قطب شمالی پر پرواز کرنے والے کپتان ولکنس برف کو پگھلانا چاہتے ہیں۔ لیکن معاہدہ ورسیلز کی رو سے جرمنی کو اب یہ توپ بنانے کی اجازت نہیں۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں قیمتی پتھروں کی ناجائز درآمد کا وہ زور ہے کہ اس ملک میں بکنے والے پتھروں کی نصف تعداد محصول درآمد ادا کئے بغیر ملک میں آتی ہے۔

ایک ڈاکٹر کی رائے ہے کہ بچے اس وقت بڑھتے پھولتے ہیں جب کہ وہ سو رہے ہوں۔

انگلستان کے اشتہاری لوگ اپنے مال کا اشتہار دینے کے لئے سالانہ پندرہ کروڑ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔

پرانے سے پرانا عشقیہ خط جو اس وقت دنیا میں پایا جاتا ہے برطانی عجائب گھر میں رکھا ہوا ہے۔ اس خط میں ایک مصری شہزادی سے شادی کرنے کی التجا کی گئی ہے۔ یہ خط پکی اینٹ پر لکھا ہوا ہے۔

سال گزشتہ لندن کے بازاروں سے خیراتی مقاصد کے لئے دو لاکھ بیس ہزار پونڈ جمع کئے گئے۔ سنہ ۱۹۲۶ء سے یہ رقم تیرہ ہزار سات سو نوے پونڈ کم ہے۔

خون ایک بازو سے دوسرے بازو تک ۱۸ سکنڈ میں پہنچتا ہے۔ اور اس کی دور حرکت کی رفتار ۲ چکر فی منٹ ہے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ برطانیہ میں چار ہزار فٹ کی گہرائی پر ایک کھرب ٹن کوئلہ موجود ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اودھے پور میں ایک سادھو اپنے سر کے بل کھڑا ہے۔ اور اس کو ایک ماہ گزر چکا ہے۔

ہندوستان

— ڈاکٹر مونجے سندھ گئے ہیں تاکہ وہاں مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کریں۔

— مدراس ۱۳ر جولائی۔ آنریبل مسٹر جی۔ اے نٹیشن۔ پنڈت موتی لال نہرو کی جگہ آئندہ ایمپائر پارلیمنٹری کانفرنس (کنیڈا) میں ہندوستانی نمائندے کی حیثیت سے شامل ہوں گے۔

— معلوم ہوا ہے کہ مجوزہ آل انڈیا ریلوے کانفرنس جو ۱۸ر جولائی کو منعقد ہونے والی تھی مسٹر جھابوالا کی درخواست پر ۲۲ر جولائی تک ملتوی کر دی گئی ہے۔

— باردولی ستیہ گرہ ترقی پر ہے۔ حکومت کی طرف سے بھی کچھ کچھ تشویش کا اظہار ہو رہا ہے۔

— بمبئی میں برطانوی مال کے مقاطعہ کی تحریک از سر نو جاری ہو گئی ہے

— آج کل صوبہ بہار میں رسم پردہ کو ترک کرنے کی تحریک زور شور سے جاری ہے۔ جگہ جگہ جلسے ہو رہے ہیں۔ عورتیں بھی اس تحریک میں نمایاں حصہ لے رہی ہیں۔

— جنوبی ہند کے ایک مشہور جوتشی مسٹر کے آر دی آئر نے پیشگوئی کی ہے کہ سات سال بعد دنیا میں ایک زبردست اور ہولناک جنگ ہوگی۔ اس کے بعد امن قائم ہو جائے گا۔

— شملہ ۱۶ر جولائی۔ آج گورنر بمبئی نے معاملات باردولی کے متعلق وائسرائے سے طویل گفتگو کی۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کی موجودگی میں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں بہت دیر تک غور و خوض ہوتا رہا۔

— سنا ہے ہندوؤں کی طرف سے مقدمات سونتہ کی پیروی چودھری چھوٹو رام صاحب ایم۔ ایل۔ سی سابق وزیر پنجاب مفت کریں گے۔

— یو۔ پی کانگرس کمیٹی نے آئندہ کانگرس کے لئے شری مت ولبھ بھائی پٹیل پنڈت موتی لال نہرو اور پنڈت جواہر لال نہرو کے نام پیش کئے ہیں۔

— باردولی ۱۵ر جولائی۔ غیر سرکاری تحقیقاتی کمیٹی نے از سر نو پھر اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ کئی گواہوں کے بیانات قلمبند کئے گئے ہیں۔

— سی پی کے وزراء سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ مستعفی ہو جائیں۔

— آریہ سماج صدر بازار دہلی کا سالانہ جلسہ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ جولائی کو منعقد ہوگا۔

— بھارتیہ شدھی سبھا دہلی نے ۳۲ عیسائیوں کو شدھ کیا۔

— باردولی کی تحریک ستیہ گرہ کی امداد کے لئے طلباء لاہور نے گاندھی جی کی خدمت میں ۱۰۵ روپیہ کی رقم ارسال کی ہے۔

— سونتہ کے ہندو بلوائی ضمانت پر رہا ہو گئے ہیں۔

— بنگال میں قحط زیادہ خوفناک صورت اختیار کر رہا ہے۔

ممالک خارجہ

— حکومت ایران نے طے کیا ہے کہ قدیم ایرانی آثار کے لئے ایک عجائب خانہ قائم کیا جائے۔

— آج کل حکومت ٹرکی اس تجویز پر غور کر رہی ہے کہ موجودہ تجارتی بیڑہ کو مزید ترقی دی جائے۔ اور موجودہ جہازوں کی تعداد تک بڑھا دی جائے تاکہ ٹرکی صنوعات دیگر ممالک کو آسانی سے بھیجی جا سکیں۔

— لندن ۱۱ر جولائی۔ آئندہ سے انگلستان اور ہندوستان کا ہوائی راستہ کھل جائے گا۔ اس سلسلہ میں جو مشکلات تھیں وہ حل ہو گئی ہیں۔

— عربی جرائد مظہر ہیں کہ فرانس میں ایک عربی کانفرنس کے انعقاد کی تجویز عربی محبان وطن کے زیر غور ہے۔ جس میں تمام عربی ممالک کے نمائندے شامل ہوں گے۔

— یورپ کے اکثر ممالک میں مشہور عالم ہندوستانی سائنس داں سر جگدیش چندر بوس کے کمالات کا اعتراف ہو رہا ہے۔ وہ جہاں جاتے ہیں ان کے خیر مقدم اور لیکچروں کا خاص انتظام کیا جاتا ہے۔

— گزشتہ دنوں موتمر عربی فلسطینی کا جو اجلاس بیت المقدس میں منعقد ہوا تھا۔ اس نے مطالبہ کیا ہے کہ فلسطین میں پارلیمنٹ والی وطنی حکومت قائم کی جائے۔ اس کے علاوہ اس نے بحیرہ مردار میں غیر ملکیوں کو اجارہ دینے، یہودی مزدوروں کو فوقیت دینے، اور انگریزی حکام کی کثرت کے خلاف احتجاج کیا۔

— لندن ۱۲ر جولائی۔ ماہ ستمبر میں ہندوستان روانہ ہونے سے قبل سر جان سائمن صدر کمیشن ۱۵ سیاسی تقریریں انگلستان کے مختلف حصوں میں کریں گے۔

— چین میں بہت سی انقلاب انگیز اصلاحات ہونے والی ہیں۔

— ترکی حکومت نے حکومت فرانس سے درخواست کی ہے کہ اسے شام میں ان ترکی شہداء کی یادگار قائم کرنے کی اجازت دی جائے۔ جو جنگ عظیم میں کام آئے۔

— روس کی غیر ملکی تجارت نہایت سرعت سے ترقی کر رہی ہے

— تبت میں زبردست بغاوت ہو گئی ہے۔ تبتی جنرل بھی قتل کر دیا گیا ہے۔ ابھی تک تفصیلات موصول نہیں ہوئیں۔

— مراکو سے چالیس میل کے فاصلہ پر لوہے کی ایک زبردست کان دریافت ہوئی ہے۔

— نانکن ۴ر جولائی۔ چین کی وزارت داخلہ نے ۲۰ سال سے کم عمر والوں کے لئے تمباکو اور شراب کا استعمال ممنوع قرار دیا ہے۔

— رباط (مراکش) ۱۲ر جون۔ مراکشی وطن پروروں اور جنوبی قطبہ کے حامیان فرانس کے مابین ایک زبردست جھڑپ ہوئی جس میں کئی آدمی ہلاک ہو گئے۔

— گزشتہ ماہ بیروت میں ایک زبردست آتشزدگی ہوئی۔

— شاہ افغانستان عنقریب ایک دربار منعقد فرمائیں گے جس میں ملکہ ثریا کے متعلق بعض لوگوں نے جو بدگمانی پھیلائی ہوئی ہے اسکو دور کر دیا جائیگا

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۵ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۴۹

مسلمانوں کے اعلیٰ طبقہ کی مساجد

اور

باجماعت نماز سے غفلت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

مساوات انسانی کا نظارہ باجماعت نماز میں

جو مذہب تمام قومی منافرتوں اور امتیازوں کو توڑ کر ایک عالمگیر مذہب دنیا کے سامنے پیش کرے گا ضرور ہے کہ وہ اپنے افراد میں گورے کالے امیر غریب اونے اعلےٰ کا امتیاز مٹا کر ترقی کی دوڑ میں سب کو ایک خط پر لا کر کھڑا کرا دے۔ اور بتا دے کہ یہ امتیاز دنیوی خدا کی نگاہ میں ہیچ ہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی اس دوڑ میں سب سے آگے نکلنے والا وہی ہوگا۔ جو قوانین الٰہیہ کا سب سے بڑھ کر فرماں بردار اور حقوق و فرائض کا سب سے بڑھ کر ادا کرنے والا ہوگا۔ اس اصول کو عمل میں لانے اور دل و دماغ پر ثبت کر دینے کے لئے اسلام نے جو ذرائع اختیار کئے تھے ان میں سے ایک زبردست ذریعہ باجماعت نماز ہے۔ پانچ وقت مساجد میں امرا و غربا کا جمع ہو کر دوش بدوش مالک حقیقی کے سامنے کھڑا ہونا نہ صرف تقویٰ کے لئے محرک ہوتا ہے بلکہ امرا کی انانیت اور تکبر کو توڑ کر ان میں اپنے مسلمان بھائیوں سے ہمدردی کا (شفقت) احساس اور غربا میں اپنی خودداری اور ترقی کی دوڑ میں مساوات وحریت کا خیال پیدا کر دیتا ہے۔ یہی وہ مساوات تھی جس پر مسلمانوں کو ناز تھا۔ اور جسے فخریہ غیر قوموں کے سامنے مسلمان پیش کیا کرتے تھے۔ آج بھی پیش کیا کرتے ہیں۔ اور جھوم جھوم کر گاتے ہیں ع

تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

مسلمان امرا کی غربا سے علحدگی

لیکن جس طرح اور بہت سی باتیں مسلمانوں میں آج کل صرف کہنے کی رہ گئی ہیں۔ اسی طرح جہاں تک امرا اور اعلےٰ تعلیم یافتہ طبقہ کا سوال ہے یہ مساوات بھی آج کل زبان تک ہی محدود رہ گئی ہے۔ امرا اور اعلےٰ تعلیم یافتہ طبقہ کو نہ تو غربا اور عوام کے طبقہ سے کوئی واسطہ نہیں وہ زمانے گزر گئے جب خلفاء اسلام یعنی شہنشاہ زمانہ مسجد میں بیٹھ کر پبلک کی داد رسی کیا کرتے تھے۔ غربا کے محلوں میں پھر کر ان کی تکلیف اور مشکلات کو معلوم کیا کرتے تھے۔ بیواؤں اور یتیموں کی خبرگیری کیا کرتے تھے ان کے سودے سلف لا دیتے تھے۔ ان کے بوجھ اٹھا لایا کرتے تھے۔ مسلمان گورنروں کی ڈیوڑھیوں پر دربان کا ہونا ممنوع تھا۔ تا پبلک کو حاکم سے

[illegible]

انسانوں سے بڑھ کر نہیں۔ ہم آج اپنے برادران وطن اور یورپ کی تقلید میں دنیوی مال و دولت، حکومت و وجاہت کو باعث فخر و امتیازات بنا کر اسی مرض میں پھر مبتلا ہوتے جاتے ہیں جنہیں دور کرنے کے لئے اسلام آیا تھا۔ ہمارے امرا اور اعلےٰ تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ غربا اور عوام میں ملنے جلنے سے اسی طرح محترز ہو گئے ہیں۔ جس طرح یوروپین حکام اپنے رعب حکومت اور وقار کو قائم رکھنے کے لئے الگ رہتے ہیں۔ ہمارے امرا اور اعلےٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو شرم آتی ہے۔ کہ وہ مساجد میں دن رات میں ایک مرتبہ بھی غربا کے ساتھ مل کر بیٹھیں یا نماز پڑھیں

طبقہ اعلےٰ کو خدا کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی

اول تو اعلےٰ طبقہ کے اکثر لوگ نماز کے نزدیک نہیں پھٹکتے۔ چونکہ بوجہ کثرت انعامات الٰہیہ ان کے پاس عیش و آرام کے کل سامان مہیا ہیں اس لئے انہیں خدا کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ دھوبی نہ ہو تو ان کا کپڑا کون دھوئے۔ خاکروب نہ ہو تو ان کی صفائی کون کرے باورچی نہ ہو تو ان کا کھانا کون پکائے۔ لیکن خدا نہ ہو تو پڑا نہ ہو۔ ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ان کی سمجھ میں خدا کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ ورنہ ضرورت کی چیز کے لئے تو انسان تڑپ جاتا ہے۔ روپے خرچ کر کے سعی کر کے حاصل کرتا ہے۔ لیکن جس چیز کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔ اس کے لئے کیوں کوئی دربدر کرتا پھرے! یہ تمام انعامات الٰہیہ انہیں اپنی ذات کے ساتھ وابستہ اور لازم ملزوم معلوم ہوتے ہیں۔ ان کا دل اس تشکر میں کسی محسن کے آگے نہیں جھکتا۔

امرا کا رعب و وقار اور نماز

لیکن خیر جنہیں خدا نے نماز کی توفیق دی ہے۔ وہ بھی مسجد کے پاس نہیں پھٹکتے۔ عوام اور غربا میں بے حجاب آجانا ان کے رعب۔ ان کے وقار میں فرق ڈالتا ہے۔ کیونکہ لوگ سمجھنے لگیں گے کہ یہ بھی ہماری طرح کے ہی کوئی انسان ہیں۔ اس سے قبل دور دور رہ کر تو "برتر و عالم و آدم چہ عالی نسبتی" کے مصداق بنے ہوئے تھے۔ کسی وقت کسی جلسہ میں بارلے میں ہی جھلک دکھائی اور غائب ہو گئے اور لوگوں کو مشتاق زیارت چھوڑ گئے۔ بہت کیا تو اسٹیج پر آکر کوئی گرماگرم تقریر کی اور پھر پس پردہ ہو گئے۔ اور لوگوں کے دلوں میں اپنی برتری کا سکہ جما گئے۔

امرا کی عدیم الفرصتی اور نماز

ممکن ہے بعض بزرگ اپنی عدیم الفرصتی کو عذر میں پیش کریں۔ لیکن دن رات میں کیا ایک وقت بھی مسجد کے لئے نہیں ملتا۔ گھنٹوں کلبوں میں برج کھیلنے میں جو تاش کا ایک جوا ہے ضائع کر دیں گے۔ گویا خدا نے غلطی سے جو عمر کا ایک لمبا وقت عطا کر دیا ہے اس میعاد کو کس طرح [illegible] گزارتے رہتے ہیں مگر نصف گھنٹہ

مسجد کے لئے نہیں ملتا۔ جہاں اپنے غریب بھائیوں کے ساتھ دوش بدوش اپنے مولائے حقیقی کے سامنے سربسجود ہوں اور گری ہوئی قوم کو ابھارنے کی کوئی عملی کوشش کریں۔

مولویوں سے توقع عبث ہے

مسجد کے اماموں سے یہ توقع رکھنی کہ وہ پبلک کی کوئی خدمت کریں گے۔ بالکل بے سود ہے۔ وہی اچھے ہوتے تو یہ رونا ہی کیوں ہوتا۔ بلکہ ان کا کام تو چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کوئی جوشیلے صاحب نئے تعلیم یافتہ اگر اتفاقیہ مسجد میں گھس آئیں تو مولوی صاحب کبھی اس کی ڈاڑھی کی صفائی پر کبھی کوٹ پتلون پر آوازے کس کس کر اسے لوگوں میں انگشت نما بنا کر اور آخرکار کافر کی سند ہاتھ میں پکڑا کر مسجد سے باہر نکال کر دم لیتے ہیں۔ ایسی حالت میں مولویوں سے کوئی توقع عبث ہے۔

عوام سے ملنے کا بہترین مقام

لے دے کر یہی تعلیم یافتہ طبقہ ہے جن پر توقعات ہیں مگر ان کا یہ حال ہے کہ نماز سے دل گھبراتا ہے۔ مسجد میں آنے سے شرم آتی ہے۔ عوام سے ملنے کا بہترین مقام مسجد تھا۔ نہ اس میں روپے کا خرچ تھا نہ اشتہار کی ضرورت۔ نہ بری سوسائٹی کے بد اثر پڑنے کا اندیشہ۔ خدا کے گھر میں خدا کی نماز کے قبل یا بعد اگر اعلےٰ اور ادنےٰ، خواص اور عوام کا میل ہوتا تو خواص کو عوام سے ہمدردی ہوتی۔ اور ان کے علم، ان کی روشن خیالی سے عوام فائدہ اٹھاتے۔ عوام کو خواص پر اعتماد ہوتا۔ خواص اگر قوم کا دماغ تھے تو عوام ہاتھ پاؤں تھے۔ دماغ یعنی خواص ہاتھ پاؤں یعنی عوام سے اپنی منشا کے مطابق کام لیتے۔ اور قوم کو کسی اچھی راہ پر چلا لیتے۔ خود بخود تنظیم پیدا ہوتی چلی جاتی۔ اور قوم ابھرتی خود خواص کو بھی نفع پہنچتا۔ اس خیال کو چھوڑ دو کہ قوم کی عزت اور ترقی سے خواص بھی اغیار کی نگاہ میں عزت پاتے ہیں۔ یہ تو مخلصین کا خیال ہو سکتا ہے۔ لیکن جن کو اپنے ہی حلوے مانڈے کا خیال ہوتا ہے یوں فائدہ تھا کہ آخر میونسپل کمیٹیوں، ڈسٹرکٹ بورڈوں، کونسلوں اور اسمبلی کی ممبریوں کے ووٹوں کے لئے یہی خواص عوام کے دروازوں کو کھٹکھٹاتے پھرتے ہیں اور ایک ایک کے آگے نہایت لجاجت سے اپنے کارنامے دہراتے پھرتے ہیں تب انہیں اس کی ضرورت نہ رہتی۔ اور قوم کے اعتماد کا یہ فائدہ ہوتا کہ قوم خود بخود مفید افراد کو اپنا نمائندہ چن لیتی۔

مساجد کی آبادی قومی ترقی کا ذریعہ ہے

حیرت ہو جاتی ہے جب ایسے موقعوں پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ اپنی ترقی اور بہبودی کے لئے کس طرح عوام سے شیر و شکر ہو کر کام نکالا جاتا ہے۔ اور یہی امرا عوام کے دروازوں پر منتیں کرتے پھرتے ہیں۔ لیکن قومی ترقی کے لئے یہ عملی قدم کبھی اٹھایا نہیں جاتا۔ کہ مسجدوں میں نماز کے ذریعہ خواص عوام سے میل جول کر کے انہیں ابھاریں۔

(باقی بر صفحہ ۴ کالم ۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ - ۵ صفر المظفر ۱۳۴۷ھ نمبر ۴۹

دعوت عمل

(۱)

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست۔

احمدیت اور اسلام کے مخصوص تعلقات کی بحث آپ کافی سے زیادہ سن چکے۔ حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور مسائل سلسلہ کی اہمیت پورے طور پر واضح کی جا چکی۔ اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ احمدیت ہی اسلام کی وہ اصل تصویر ہے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر دنیا کو دی گئی۔ اور جس پر درحقیقت مسلمانوں کی زندگی اور قوت کا دار و مدار ہے۔

لیکن ان سب باتوں سے بڑھ کر ایک اور اہم سوال ہے جس پر ابھی ہمیں غور کرنا باقی ہے۔ آیا یہ سب باتیں ہمیں اس لئے سکھائی گئی تھیں کہ ہم انہیں لے کر اور اپنی جگہ ان کی اہمیت اور معقولیت کا ذکر کر کے خوش ہوتے رہیں۔ مجدد وقت جن دعاوی کو لے کر آیا۔ ان کی اصل غرض آیا محض یہی تھی کہ اس کی بڑائی اور فضیلت ان سے ثابت ہو؟ آیا ہمارے جماعتی نظام کی علت غائی محض یہی ہے کہ دوسرے مسلمانوں سے الگ ہو کر اپنی معقولیت اور بڑائی کے گیت گایا کریں۔ اور عملاً کوئی فائدہ اس سے نہ اٹھائیں اگر محض یہی غرض ہمارے سلسلے کی ہے تو یہ کوئی چنداں بڑائی اور فخر کی بات نہیں اس قسم کے بہت سے سلسلے اس وقت مسلمانوں میں موجود ہیں۔ بہت سے پیر اس وقت اولیاء اللہ کی گدیوں پر بیٹھے ہیں۔ جن کی غرض سوائے اپنی بڑائی اور فضیلت کو منوا لینے اور اپنی پرستش کروانے کے اور کچھ بھی نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے ہمیں اس لئے کھڑا نہیں کیا کہ ہم دن رات آپ کے محامد و توصیف بیان کرتے رہیں یا آپ کی گدی کے ساتھ اپنے تعلقات وابستہ رکھیں آپ نے کوئی گدی ہی نہیں چھوڑی۔ سوائے ایک انجمن کے جس کا نظام جمہوریت پر مبنی ہے۔ اور یہ آپ کی صداقت کا ایک عظیم الشان ثبوت ہے۔ کوئی دنیا پرست انسان ہوتا تو اور پیروں کی طرح اپنی اولاد کے حق میں کوئی وصیت کرتا۔ اپنی گدی کا وارث انہیں قرار دیتا لیکن اس کے مدنظر کام تھا نہ کہ گدی اور پیری کا سلسلہ قائم کرنا۔ وہ خدمت اسلام کے لئے کھڑا ہوا تھا اور اس کے تمام دعاوی کا حقیقی منشا و مفہوم یہی تھا کہ اسلام کی خدمت ان کے ذریعہ سے ہو۔ اسی لئے ایک آدمی کو اس نے اپنا جانشین قرار دینے کے بجائے اس تمام کام کو انجمن کے سپرد کیا اور اس کے متعلق فرمایا کہ وہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ کاش وہ لوگ جو آج پیر پرستی کی رو میں بہے چلے جا رہے ہیں۔ اور آپ کی تمام برکات کو آپ کی اولاد میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ کے ان الفاظ کو غور سے پڑھیں اور انصاف اور ٹھنڈے دل کے ساتھ سوچیں کہ جب آپ نے خود اپنے قلم سے انجمن کو اپنا جانشین قرار دیا تو اس کے بعد کسی اور "جانشین" کی گنجائش کہاں باقی رہ جاتی ہے؟ لیکن سوال یہ ہے کہ اس ذمہ داری کو جو انجمن کے ذریعہ سے ہمارے سر پر ڈالی گئی ہے۔ ہم نے کہاں تک پورا کیا؟ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے دو مقالات میں احباب سے خطاب کرتے ہوئے ہمیں اس ذمہ داری کی طرف پھر توجہ دلائی ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس تیرہ چودہ سال کے عرصہ میں جو انجمن کو قائم ہوئے ہو گیا ہے قریباً ساڑھے چار ہزار آدمی سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ تعداد ہماری اس حالت اور ان کوششوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اختلاف کے بعد چلی آتی ہیں۔ بہت بڑی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کی خاص نصرتوں اور تائیدات کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔ لیکن اس کا مقابلہ اگر اس رفتار ترقی سے کیا جائے۔ جو حضرت مسیح موعود کے وقت ہو رہا اور اس کے ساتھ اس خاص جوش اور اخلاص و محبت کو اگر دیکھا جائے جو آپ کے وقت میں جماعت کے اندر پائی جاتی تھی۔ تو ہمارے سر شرم و ندامت کے ساتھ جھک جاتے ہیں۔ کہ ان پہلوں نے جو تھوڑے تھے۔ جن کے راستہ میں طرح طرح کی مشکلات اور تکالیف تھیں جن کے کفر کے فتوے اور اعزہ و اقارب کی مخالفتیں ایک پہاڑ بن کر کھڑی ہوئی تھیں۔ جن کو طرح طرح کی جانی اور مجلسی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ہم سے بہت زیادہ کام کیا۔ آج ہمارے سامنے نہ وہ مشکلات ہیں نہ وہ مخالفتیں ہیں۔ بلکہ سلسلہ کی محبت و عظمت بہت سے دلوں میں قائم ہو چکی ہے۔ نہ وہ کفر کے فتوے ہما بر نکلتے ہیں۔ تاہم ہمارے اندر نہ وہ جوش ہے اور نہ وہ اخلاص و محبت۔ حضرت مسیح موعود کے وقت ہم میں سے ہر ایک کے سر میں ایک ہی سودا تھا۔ کہ خدا کے مامور کی باتیں لوگوں تک پہنچائی جائیں۔ اور خدمت دین کے اس کام کی طرف انہیں بلایا جائے۔ جس کے لئے وہ کھڑا ہوا ہے۔ نہ اس وقت ہمیں کوئی مصلحت وقت اس کام سے روک سکتی تھی نہ اپنے اعزہ و اقارب حتیٰ کہ ماں باپ بہن بھائیوں کی محبت اس جوش تبلیغ میں حائل تھی۔ ایک جنون تھا جو اونٹے والے سب پر طاری تھا۔ نہ اس وقت ہم کسی مبلغ کی ضرورت سمجھتے تھے۔ اور نہ ہمیں یہ حاجت تھی کہ بڑے بڑے عظیم الشان جلسے منعقد کر کے قوم کے بڑے بڑے لوگوں کو بلائیں۔ کہ وہ اپنی زبردست اور مدلل تقاریر کے ذریعہ سے سلسلہ حقہ کی صداقت کو لوگوں کے ذہن نشین کریں۔ جماعت کے اندر خود بخود ایک نظام اور ایک روح کام کر رہی تھی۔ اور تمام افراد جماعت اپنے آپ کو ایسا سمجھتے تھے۔ کہ گویا سگے بھائی ہیں۔ جن کا رنج و راحت ایک دوسرے کے ساتھ مشترک ہے۔ اس وقت دلوں کو گرمانے کی ضرورت پیدا ہوتی تھی۔ کیونکہ خدا کا مامور ہمارے اندر تھا اور اس کی پیدا کی ہوئی گرمائی اور روح ہمارے اندر کام کر رہی تھی۔ لیکن یہ حالت آج نہیں۔ اور اسی وجہ سے ہمارا قدم اگرچہ پیچھے نہیں تاہم اس قدر تیزی کے ساتھ آگے بھی نہیں بڑھتا جس قدر حضرت مسیح موعود کے وقت میں بڑھتا تھا۔ آج ہم میں ع

وہ سوز و گداز وہ رقت نہیں رہی ؎

جو حضرت مسیح موعود کے وقت میں تھی۔ اور اس کا اثر ہمارے جماعتی نظام اور اس عظیم الشان کام پر پڑ رہا ہے۔ جو خدا کے مامور نے ہمارے سپرد کیا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہمارے احباب اس طرف خاص طور پر توجہ کریں۔ اور اپنے اندر وہ روح پھر پیدا کرنے کی کوشش کریں جو مسیح موعود کے وقت میں تھی۔ تاکہ ہماری ترقیات سست ہونے کے بجائے پہلے سے دہ چند زیادہ ہوں۔ ہمارے سامنے آریہ قوم نے آج سے آٹھ ماہ پیشتر دس ہزار رضاکاروں کے لئے آواز اٹھائی تھی: . . . . ابھی ایک سال کی مدت ختم بھی نہیں ہوئی کہ دس ہزار رضاکار انہوں نے بھرتی کر لئے ہیں۔ کیا ہماری موجودہ رفتار اس کے بالمقابل کوئی حیثیت رکھتی ہے؟ دوستو! یہ زمانہ بڑا ہی نازک زمانہ ہے۔ جب تک ہم میں سے ایک ایک اپنے آپ کو ایسا نہ سمجھے کہ گویا وہ میدان جنگ میں سپاہیانہ لباس پہن کر کھڑا ہے اس وقت تک کامیابی اور ترقی محال ہے آریوں کے اس دس ہزار کے بالمقابل ہم کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے مقابلہ کے لئے کونسی نئی سپاہ ہم نے بھرتی کی ہے؟ یا آئندہ لوگوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی اہلیت کہاں تک ہم میں پائی جاتی ہے؟ یہ سوالات ہیں جن پر ہم سب کو سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہم اپنے قدم کو جو حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک سے پھر حرکت میں آنے والا ہے زیادہ مضبوطی کے ساتھ اٹھا سکیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے زبانی وعظ اور تقاریر اس قدر مفید ثابت نہیں ہو سکتیں جس قدر ہمارا نمونہ کام دے سکتا ہے۔ عمل ہی ایک چیز ہے جس کی آج دنیا میں ضرورت ہے۔ زبانی وعظ و تبلیغ کرنے والے دنیا میں بہت ہیں۔ اور آج دنیا ان واعظین سے جن کا اپنا عمل کوئی نہیں تنگ آ چکی ہے۔ ہماری جماعت کو اس بارہ میں وہی امتیاز پیدا کرنا چاہیئے جو حضرت مسیح موعود کے وقت میں تھا۔ اور عامۃ قلوب پر اس کا بہت گہرا اثر تھا۔ اگر وہ چیز ہم میں پھر پیدا ہو جائے تو ہم بہت جلد اپنے مقاصد کو پا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کی رہنمائی اور قیادت اس وقت ہمارے ہاتھوں میں دی گئی ہے۔ جس کو صحیح طور پر نبھانا چاہیئے۔ اور اپنے عمل اور نمونہ سے اپنے آپ کو اس قیادت کا اہل ثابت کرنا چاہیئے۔

اس کے لئے چند خاص باتوں کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جن پر ہم آئندہ اشاعت میں مفصل روشنی ڈالیں گے۔ جماعت کے نظام اور سلسلہ کی ترقی کے لئے ان ناچیز خیالات کو سننا اور ان پر غور کرنا از بس ضروری ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے احباب خود بھی فرداً فرداً یا باہمی مشورہ سے ایسی تجاویز پر غور کریں جو سلسلہ کی مضبوطی اور جماعت کی اندرونی حالت کو بہتر بنانے والی ہوں۔ اور نہ خود ہی غور کریں بلکہ اخبار کے ذریعہ سے دوسرے احباب کو بھی ایسی مفید تجاویز بتانے کی کوشش کریں تاکہ ہم سب مل کر باہمی مشورہ سے ایک لائحہ عمل تیار کر سکیں اور مسیح موعود کا زمانہ دوبارہ دنیا میں پیدا کرنے کے قابل ہوں۔

اسلام میں فرقہ بندی

گزشتہ ۱۰ جولائی ۱۹۲۸ء کے "پیغام صلح" میں ہم نے مولوی دل محمد صاحب چھاؤنی جہلم کی ایک مبارک تحریک کا ذکر کرتے ہوئے مختصراً بتایا تھا کہ جہاں تک عامۃ المسلمین کے ساتھ مل کر نماز پڑھنے کا تعلق ہے احمدی اس بارہ میں مجبور ہیں کہ ان برادران کے امام یہ مولوی لوگوں نے کفر کا فتوے دے رکھا ہے۔ اور عام مسلمان انہی فتووں کے پیرو ہیں۔ بجائے اس کے کہ مولوی دل محمد صاحب اس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرتے اور اسلام سے فرقہ بندی کو دور کرنے کے لئے جو کوشش انہوں نے شروع کی ہے اس کی ابتدا اس بات سے کرتے کہ سب سے پہلے تکفیر کا مرض مسلمانوں سے دور کیا جائے۔ جو درحقیقت فرقہ بندی کی اصل بنیاد ہے۔ انہوں نے "پیغام صلح" کی تصریحات کو کل حزب بما لدیہم فرحون کا مصداق قرار دیا ہے اور ہم سے مطالبہ کیا ہے کہ قرآن سے ہم اس کی سند پیش کریں۔

یا للعجب! ایک ایسی بات جو سراسر ناجائز اور خلاف حق ہے۔ جو دراصل مسلمانوں کی تمام فرقہ بندیوں کی اصل بنیاد ہے۔ اور جس کو خود مولوی دل محمد بھی صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ اس کو دور کرنے کے لئے جب کہا جاتا ہے تو قرآن کی سند ہم سے طلب کی جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا قرآن نے اس بات کو جائز رکھا ہے کہ فروعی باتوں پر ایک دوسرے کو کافر ٹھہرایا جائے اور پھر ان لوگوں کے پیچھے جو تکفیر کا حربہ مسلمانوں پر چلاتے ہیں نمازیں بھی پڑھی جائیں۔

مولوی دل محمد صاحب غور کر کے دیکھیں تو فی الحقیقت مسلمانوں کی تمام فرقہ بندیوں کی جڑ یہیں سے ملے گی۔ کہ انہوں نے فروعی اختلافات پر ایک دوسرے کو کافر ٹھہرایا۔ یہ فتاوی تکفیر مولوی دل محمد صاحب جیسے سمجھدار مسلمانوں کی نگاہ میں کتنے ہی بے حقیقت کیوں نہ ہوں لیکن عوام کے دلوں پر اس کا بہت بڑا اثر ہے۔ اور اب بھی جہاں کہیں موقع ملتا ہے مولوی لوگ عوام الناس پر انہی فتووں کا رعب ڈال کر ان سے اپنا کام نکالتے ہیں۔ اس کے خلاف پوری کوشش اور جہاد کی ضرورت ہے۔ اور قرآن نے اس جہاد کا ہمیں حکم دیا ہے جہاں فرمایا وان طائفتن من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما فان بغت احدٰهما علی الاخرٰی فقاتلوا التی تبغی حتٰی تفیٓء الٰی امر الله - اگر مسلمانوں کے دو گروہ باہم لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اور اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے۔ تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف واپس آ جائے۔ قرآن کی اس صراحت کے بعد مولوی دل محمد صاحب کے لئے پس و پیش کی گنجائش نہیں۔ ہم صفائی سے ان سے دریافت کریں گے کہ آیا وہ فتاوی تکفیر کو مکفر مولویوں کی زیادتی سمجھتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر فی الحقیقت یہ ان کی زیادتی ہے تو انہیں چاہیئے کہ قرآن کے ارشاد کے ماتحت اپنی تحریک اتحاد کو اسی بات سے شروع کریں کہ مکفر مولویوں کا ساتھ چھوڑ دیں وہ خود قائل ہیں کہ ملانوں کی باتیں خدا کے حکم کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ تو پھر انہیں فتاوی تکفیر کی مخالفت میں پس و پیش کیوں ہے؟

ہم سنجیدگی کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہم مولوی دل محمد صاحب کی تحریک کے مخالف نہیں۔ بلکہ ہمیں دلی ہمدردی ہے۔ لیکن اس کی عملی صورت ہمارے نزدیک ایک ہی ہے کہ تکفیر کا مرض مسلمانوں سے دور کیا جائے حقیقی صلح اور محبت دلوں میں تب ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ ایک دوسرے کو مسلمان سمجھ کر باہم بھائیوں کی طرح معاملہ کیا جائے۔ ورنہ اگر دل صاف نہ ہوں اور ایک دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہو تو ظاہری ملمع سازی کس طرح مفید ہو سکتی ہے۔ اور کس باغیرت انسان کا دل قبول کرتا ہے کہ ایک مکفر کو اپنا امام بنا کر اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔

مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک ان میں اس قدر تحمل و رواداری پیدا نہ کی جائے۔ کہ وہ فروعی مسائل میں اختلاف کو برداشت کر سکیں۔ اس کے لئے وسعت قلب اور روشن ضمیری کی ضرورت ہے جو افسوس ہے کہ آج ہمارے طبقہ علماء میں موجود نہیں۔

(بقیہ صفحہ اول)

یاد رکھو جب تک کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا جائے گا زبانی باتوں سے کام نہیں چلتا۔ ہمارے پاس سلطنت نہیں۔ دولت نہیں۔ اور اگر دولت ہو بھی تو ہم اسے صحیح مصرف پر خرچ کرنا ہی نہیں جانتے۔ اور خرچ کرنا بھی چاہیں تو آگے آڑے آتے ہیں۔ پس ایسی حالت میں تنظیم مسلمانوں میں ناممکن ہے جب تک یہ عملی قدم نہ اٹھایا جائے۔ کہ امرا اور تعلیم یافتہ طبقہ مساجد کو آباد کریں۔ اور دن رات میں کم از کم ایک مرتبہ ہی مسجد میں جا کر خدا کی عبادت کریں اور اس کی مخلوق سے ملیں اور اپنے علم اور روشن خیالی سے انہیں فائدہ پہنچائیں۔ اور اپنے اثر سے کام لیں۔ تو دیکھو دنوں میں دن پھرتے ہیں۔ اور قوم ابھرتی ہے۔

حقیقی عزت و وقار

اور یاد رہے کہ اس طرح وقار میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ عزت بڑھتی ہے کسی معزز شخص کی فروتنی اور خاکساری پبلک کی نگاہوں میں اس کی عزت کو بڑھاتا ہے۔ ہاں کیرکٹر چاہیے۔ ہمارے بزرگ کیرکٹر رکھتے تھے۔ وہ خاک پر بیٹھتے تھے اور قیصر و کسریٰ کے سفیران کے آگے کانپتے تھے۔ اب ہم کرسیوں پر بیٹھ کر اغیار کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہم معزز ہیں۔ کیونکہ کرسی نشین ہیں۔ لیکن حقیقی عزت وہی ہے جو کیرکٹر۔ تقویٰ اور اخلاق فاضلہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جس کے آگے لوگوں کے دل جھک جاتے ہیں

اتحاد و مساوات کا وعظ مسجد ہی نہ کہ پیر و تقاریر

پس جب تک خواص کا طبقہ اپنی امتیازی کرسی پر دور سے بیٹھا ہوا عوام کو اتحاد و مساوات کا وعظ کرے گا کوئی اثر نہ ہوگا۔ ضرورت ہے کہ پھر اسی اسلامی مساوات و اخوت کا نظارہ دنیا میں قائم ہو۔ خواص میں کیرکٹر ہو وہ عوام سے ملیں۔ ان میں اپنا اعتماد پیدا کریں۔ ہمدردی اور خلوص سے کام کریں۔ تب عوام ان کی ہدایات پر عمل کر دہ کام کر سکیں گے جو سینکڑوں لیکچر، اور ہزارہا مضامین نہیں کر سکتے۔ اب وقت باتیں بنانے کا نہیں ہے۔ کام کرنے کا ہے۔ باتوں میں بہت وقت ضائع ہو چکا۔ اگر واقعی قوم کا درد ہے۔ تو خواص اٹھیں اور عوام میں مل کر کام کریں۔ اور ملنے کا مقام وہی مسجد ہے وانها لكبيرة الا على الخشعين الذين يظنون انهم ملقوا ربهم وانهم اليه راجعون (ترجمہ) اور بے شک نماز شاق اور بوجھل ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو خدا کے آگے جھکتے اور گڑگڑاتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رب سے ملنا ہے۔ اور اسی کی طرف آخر کار لوٹنا ہے۔

ذلیل قوم کے افراد عزت کی کرسی پر نہیں بیٹھ سکتے

اگر اتنا بوجھ خواص کا طبقہ نہیں اٹھا سکتا تو یاد رہے کہ اب عوام بھی محض باتوں سے کام نکالنے والے لیڈروں سے بدظن ہو چکے ہیں۔ کئی اس کرسی پر چڑھے اور اتارے گئے۔ اور یہ بھی سن رکھئے کہ اگر مسلمانوں کی قوم ذلیل رہی یا اور زیادہ ہو گئی تو خواص کی عزت بھی چند روزہ ہے ذلیل قوم کے افراد بھی عزت کی کرسی پر زیادہ دیر تک نہیں بیٹھ سکتے۔ پس اگر درد ہے تو ہمت کرو اور عملی قدم اٹھاؤ۔ اور ہرج کا جوا اور ہیچ و پوچ لغویات کو چھوڑ کر مسجد کا رخ کرو کہ اسی میں دین دنیا کی بہتری ہے اور خدا کا بھی یہی فرمان ہے کہ لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ انسان کے لئے نہیں ہے مگر وہی جو وہ کوشش کرے۔

احمدی احباب کی توجہ کے قابل

ایک احمدی دوست چار یا پانچ ہزار روپے کا مقروض ہے۔ قرضہ کا زیادہ تر حصہ چونکہ سودی ہے۔ اس لئے وہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس کے اترنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اگر کوئی ایسے دوست ہوں **جو بلا سود اس قدر رقم بطور قرض حسنہ دے سکیں تو یہ ایک نہیں بہت سی گردنوں کو آزاد کرنے کا موجب ہوگا۔ اس رقم کی ادائیگی باقساط یا مناسب میعاد کے بعد یکمشت ہو سکیگی۔** اس قرضہ سے جو مصائب پیدا ہو رہی ہیں ان کا اثر صرف اس دوست کی ذات تک محدود نہیں بلکہ اس کے عیال و اطفال تک پہنچتا ہے۔ قرضہ دینے والے صاحب کو **معقول شخصی اور جائداد کی ضمانت** بھی دلائی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی صاحب استطاعت بزرگ دست نصرت بڑھائیں تو بہت بڑے ثواب کا موجب ہوگا۔

خط و کتابت معرفت **ایڈیٹر پیغام صلح لاہور ہو**

اعلان فسخ بیعت

"آپ مولانا محمد علی صاحب کے مقابلہ میں کفر و اسلام کے مسئلہ کو نہ سمجھ سکے"

میاں محمود احمد کے ایک مرید کا خط پیر کے نام

جب سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اختلاف پیدا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے پرانے مریدین کا اکثر حصہ جماعت لاہور کے ساتھ شامل ہے اور قادیانی جماعت کی اکثریت ان لوگوں پر مشتمل ہے جو حضرت مسیح موعود کے بعد سلسلہ میں داخل ہوئے۔ لیکن ان پرانے خدام کی قلیل تعداد بھی جو میاں محمود احمد صاحب کے ساتھ شامل ہیں۔ ان غالیانہ عقائد سے دل متنفر ہے۔ جو میاں صاحب نے پھیلا رکھے ہیں۔ اور انہیں اندر ہی اندر سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب کسی طرح بھی انہیں راہ آتا ہوا نہیں دیکھتے تو ان سے الگ ہو کر جماعت لاہور کے ساتھ آملتے ہیں۔ اس قسم کی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ جن میں سے تازہ مثال ذیل کا خط ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کے ایک پرانے مرید جناب عزیز احمد صاحب گلس مرچنٹ کانپور نے میاں محمود احمد صاحب کی خدمت میں لکھا ہے۔ آپ شروع اختلاف سے میاں صاحب کی بیعت میں داخل تھے۔ اور جیسا کہ اس خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے جو انہوں نے میاں صاحب کے ساتھ اختلافی مسائل میں کی ہے۔ ان کے عقائد سے آپ کبھی متفق نہیں ہوئے۔ آخری خط جو انہوں نے میاں صاحب کو لکھا ہے۔ اس میں ان کے عقائد کی غلطیوں کو مختصراً دہراتے ہوئے ان سے بیعت فسخ کر دی۔ راقم خط کے حسب ارشاد ہم اسے قارئین کرام کی اطلاع کے لئے ذیل میں درج کئے دیتے ہیں۔ ان کی سابقہ خط و کتابت کو بھی کسی دوسرے موقع پر حسب گنجائش شایع کر دیا جائے گا۔ (مدیر)

مکرم جناب مرزا محمود احمد صاحب دام مجدکم

بعد سلام علیک کے عرض ہے آپ نے میری کسی بات کا جواب نہیں دیا اور نہ جواب دے سکتے ہیں۔ آپ کو تو صرف ایک رٹ لگی ہوئی ہے کہ مرزا صاحب کو خدا نے نبی کہا ہے۔ پس آپ نبی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جب قطعی فیصلہ ہے کہ خدا کے بیٹا بیٹی نہیں ہے۔ اگر خدا کسی کو بیٹا کہے تو اس کے کیا معنے ہوئے اور آپ اس کا کیا مطلب سمجھتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ نہیں کہا ہے؟ اگر کہا ہے تو اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے۔ یوں تو سبھی خدا کے بیٹے ہیں۔ عیسائیوں کی یہی تو بہت بڑی غلطی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خصوصیت کے ساتھ بیٹا کہتے ہیں۔ جس سے وہ گمراہ ہو گئے پس جس طرح سے آپ مثیل مسیح کو نبی خصوصیت کے ساتھ قرار دے رہے ہیں۔ جب قطعی فیصلہ ہے۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور مرزا صاحب بھی آپ کو خاتم النبوت ہی جانتے ہیں اور آپ کو بار بار خاتم نبوت لکھا ہے۔ اور بعد آپ کی نبوت کے مدعیان نبوت کو کافر و کاذب جانتے ہیں۔ اور کافر و کاذب لکھا ہے اور بار بار اپنی نبوت سے انکار کرتے ہیں۔ پھر بھی اپنے کو نبی کہا اور خدا نے نبی اللہ کہہ کے پکارا تو اس کے کیا معنے ہوئے اور آپ اس کا کیا مطلب سمجھتے ہیں۔ آپ اسلام میں کوئی ایسی نظیر پیش کر سکتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی رسول گزرے ہیں انہوں نے اپنی نبوت سے انکار کیا ہو۔ اور پھر اپنے کو نبی کہا بھی ہو۔ اور اس پر بھی نبی مانے گئے ہوں۔ آپ ہرگز نہیں پیش کر سکتے۔ جب آپ پیش نہیں کر سکتے تو آپ کا کیا حق ہے کہ شریعت محمدیہ میں نئی نبوت کو قائم کریں۔ پس جس طرح سے عیسائی دھوکہ میں پڑ گئے اسی طرح سے آپ بھی دھوکہ میں ڈوب گئے۔ دیکھو مرزا صاحب کھول کھول کر اور صاف لفظوں میں فرماتے ہیں کہ اس امت میں سے کوئی نبی نہیں مگر نبیوں کے مانند خدا سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ خوب غور کرو مرزا صاحب نے کتنی بڑی خیر الامت کی شان کو بیان فرمایا ہے نبی تو خدا سے ہمکلام ہوتے ہی رہتے ہیں۔ غیر نبی خدا سے ہمکلام ہو تو باعث فخر ہے اور یہی فخر میرے پیارے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حاصل ہے۔ جو اور کسی رسول کی امت کو حاصل نہیں۔ پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اس امت میں سے کوئی رسول نہیں مگر رسولوں کی مانند روشن نشان اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ رسول تو معجزہ دکھلاتے ہیں۔ محمد صلعم کی امت غیر رسول ہو کر معجزہ دکھلائے تو آپ کے لئے فخر ہے۔ آپ مجھے [illegible] کا بھی ڈپٹی کلکٹر ہو جائے تو آپ کے لئے فخر نہیں ہے سبحان اللہ کیا فخر ہے جو مرتبہ و شان ہم دکھ رہے ہیں۔ وہی میراثی کا رکھتا ہے۔ اس میں فخر کیا ہے۔ کیا خوب مثال دی ہے۔ آپ محمد صلعم کو بھی امت کی شان اور مرتبہ کے برابر رکھنا چاہتے ہیں۔ کیا خوب اسی وجہ سے تو مرزا صاحب کو محمد صلعم کے برابر مانتے ہیں کہ جس طرح سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اسی طرح مرزا صاحب بھی نبی ہیں۔ حیف ہے آپ کے ایمان پر اور حیف ہے آپ کے علم پر۔ حضرت مرزا صاحب کا تو یہ مطلب ہے کہ اس امت میں سے نبی رسول نہیں مگر نبیوں رسولوں کے مانند خدا سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور معجزہ دکھاتے ہیں۔ اور اس حدیث کا بھی یہی مطلب ہے کہ میری امت میں سے ایسے لوگ ہوں گے جیسے بنی اسرائیل کے نبی۔ ورنہ کیا معنے ہوں گے کہ اس امت میں سے کوئی نبی رسول نہیں۔ اگر مرزا صاحب اپنے کو نبی جانتے تھے اور نبی تھے تو کیوں ایسا فرمایا کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔ کیوں نبی کا منکر ہمیشہ کافر ہوتا ہے۔ پس مرزا صاحب نبی نہ تھے۔ آپ خوب جانتے تھے کہ امتی کے انکار سے امتی کافر نہیں ہوتا۔ آپ غلطی پر ہیں۔ مرزا صاحب نبی نہیں۔ وہ بار بار اپنی نبوت سے آپ انکار کرتے ہیں مگر آپ خواہ مخواہ مرزا صاحب کی طرف سے وکالت کرتے ہیں۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ مدعی سست اور گواہ چست۔ تکفیر کا بوجھ بہت بڑا بوجھ ہے۔ مگر افسوس کہ آپ نے ایک ہی جنبش قلم سے سب کو کافر بنا دیا۔ آپ بالکل غلطی پر ہیں۔ اور آپ جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب کے مقابلہ پر نبوت و کفر کے مسئلہ کو نہ سمجھ سکے۔ آپ کے بوجھ بد اور غلط عقائد رکھنے کی وجہ سے ہم آج فسخ بیعت کرتے ہیں۔ آپ سے اور آپ کی جماعت سے اب مجھ کو بالکل سروکار نہیں۔ آپ کے ہاں جو مولوی ہیں وہ بھی شکم پرست ہیں۔ باوجودیکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ میاں صاحب غلطی پر ہیں۔ مگر ان کو اپنے حلوا مانڈے سے مطلب ہے۔ مردہ دوزخ میں رہے یا بہشت میں کیوں قیامت میں خلیفہ اپنے متبعین کے ایمان کا ذمہ دار ہوتا ہے جیسے کیا جاتا ہیں فقط زیادہ سلام خیر مقام

(عزیز احمد گلس مرچنٹ پورٹ ہیرامن اسکول بنسواں کانپور ۱۱ جولائی ۳۸ء)

قادیانی جماعت اور عامۃ المسلمین

سیاسی اتحاد پر ایک محمودی سے بحث مسجد شملہ میں

مورخہ ۳ جولائی ۱۹۳۸ء مسجد قطب خان ساماں شملہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ایک شیعہ مولوی بنام سید اسمٰعیل حسین صاحب نے محاسن و معارف اسلام پر تقریر فرمائی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مسجد کے متولی صاحب نے کسقدر وسعت قلبی سے کام لیا۔ ایک شیعہ مولوی کو تقریر کرنے کی اجازت دی۔ مولوی صاحب موصوف نے اسلامی پردہ پر چند ایک باتیں کیں۔ اس کے بعد اسلام کے بزور شمشیر پھیلنے کے اعتراضات کا جواب دیا۔ اور آخر میں یہ ثابت کیا کہ اسلام کا طریقہ عبادت تمام مذاہب دنیا سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ نماز کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضرت امام حسین کی نماز کو جو میدان کربلا میں آپ نے ادا کی تھی۔ بطور نمونہ پیش کر کے تقریر کو ختم کیا۔ تقریر ختم ہونے کے بعد قادیانی جماعت نے یہ خیال کر کے کہ شیعہ مولوی کو مسجد میں تقریر کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے تو انہیں کیوں اجازت نہیں مل سکتی۔ صدر صاحب سے درخواست کی کہ انہیں بھی کچھ وقت دیا جائے۔ تاکہ وہ بھی دین اسلام کے محاسن و معارف پر کچھ کہہ سکیں۔ لیکن قلت وقت کی وجہ سے صدر صاحب نے معذرت کی اور یہ کہا کہ دوسرے وقت مدنظر خیال رکھا جائے گا۔ بشرطیکہ تمام اختلافی مسائل کو نظر انداز کر دیا جائے باوجود اس اعلان کے خان صاحب برکت علی امیر جماعت شملہ نے ایک دو منٹ کے لئے اجازت چاہی۔ اور اتحاد و اتفاق پر کچھ فرمایا۔ اور اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ سیاسیات کے رنگ میں دشمن کے مقابلہ میں سب فرزندان اسلام کو متحد اور متفق ہو جانا چاہیئے۔ ہندوؤں اور سکھوں کی مثال کو پیش کر کے سب کو ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع ہو جانے کی تلقین کی۔ اس کے بعد مولوی نیر زردنیا صاحب نے ایک دو غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے اجازت چاہی اور بیان کیا کہ چونکہ یہ جماعت ہمیں اہل کتاب کی حیثیت دیتی ہے اور ہماری لڑکی لینا جائز اور اپنی لڑکی دینا ناجائز قرار دے رہی ہے۔ لہذا ہماری غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ ایسی جماعت کے ساتھ جو ہمیں مسلمان بھی نہیں سمجھتی سیاسی رنگ میں بھی اشتراک عمل کیا جائے۔ کیونکہ ان امور کے لئے بھی پہلے قلب کی صفائی کا ہونا ضروری و لابدی ہے۔ اور یہ اعلان کیا کہ فی الواقعہ اگر اس جماعت کو اتحاد و اتفاق کی آرزو ہے تو اس خانہ خدا میں دیانت و امانت کو ہاتھ میں لے کر خلوص دل سے ہمارے مسلمان ہونے کا اعلان کر دے۔ اور ہمارے ساتھ نماز ادا کرے تو یہ دن تاریخ اسلام میں ایک بڑا ہی خوشی کا دن ہوگا۔ اور ہم بخوشی تمام اس جماعت کے حامی و مددگار رہیں گے۔ ورنہ خواہ مخواہ اس مداہنت کا کوئی فائدہ نہیں

تبلیغ اسلام اور احمدیت

مولوی ولی محمد صاحب نے یہ بھی سوال کیا ہے کہ ولتکن منکم امۃ الخ کے ماتحت اگر تبلیغی جماعت کا الگ نام رکھنا ضروری ہے تو آنحضرتؐ اور صحابہ کے وقت میں خالص اسلامی تبلیغی جماعتوں کے نام کیا تھے۔ ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کے سوا اور کیا کام درپیش تھے کہ انہیں الگ تبلیغی جماعت بنانی پڑتی۔ تبلیغی جماعت کی ضرورت اس وقت پیش آئی جب مسلمانوں نے تبلیغ اسلام کے مقدس فریضہ کو عملاً بھلا دیا بلکہ اپنی ترقیات کو تبلیغ اسلام سے نہیں بلکہ دوسری دنیوی چیزوں سے وابستہ قرار دیا۔ ظاہر ہے کہ جو جماعت ایک خاص کام کو لیکر کھڑی ہوگی وہ کوئی نہ کوئی اپنا الگ نام رکھے گی۔ تاکہ اس کی تمام کوششیں ایک سلسلہ اور ایک نظام کے اندر رہیں۔ مسلمانوں میں اس وقت سینکڑوں انجمنیں ہیں جن کے اپنے اپنے کاموں کے لحاظ سے الگ نام ہیں۔ کیوں نہیں مولوی ولی محمد صاحب انہیں یہ نام ترک کر دینے کا مشورہ دیتے۔ وہ جانتے ہیں کہ الگ نام رکھے بغیر ان کی امتیازی خصوصیات قائم نہیں رہ سکتیں۔ اور نہ وہ ایک نظام کے ماتحت کام کر سکتے ہیں۔ جہاں کوئی خاص نظام ہوگا وہاں الگ نام رکھنا پڑے گا۔ یہ اسلام کے خلاف نہیں۔ بلکہ اسلام ہی کے ماتحت تقسیم عمل کی ایک صورت ہے۔ افسوس ہے کہ آج مسلمانوں سے فہم و فراست اس حد تک دور ہو چکی ہے کہ وہ تقسیم عمل کی ضروریات اور اس کے لوازمات سے بھی بے بہرہ ہیں اور اسے فرقہ بندی محمول کرتے ہیں۔ کل حزب بما لدیہم فرحون کیا یہ نہیں کہ اپنے ایک خاص خیال کے لئے ہر معقول بات کو رد کرنے کی کوشش کی جائے۔ کون کہتا ہے کہ تم مسلمان نہ کہلاؤ۔ احمدی ہونا مسلمان کہلانے کے مخالف نہیں۔ بلکہ اسلام ہی کی تائید و نصرت کے ایک خاص رستہ کو اختیار کرنا ہے۔ یہ کوئی الگ مذہب نہیں نہ الگ فرقہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ "مسلمان" نام کو ترک کر کے اس کا الگ نام رکھا گیا۔ "مسلمان" ہی ہمارا اصل نام ہے۔ اس کو چھوڑ کر ہم دین اسلام میں بھی نہیں رہ سکتے۔ اور نہ "احمدیت" کو اس نام کے مقابلہ میں ہم پسند کرتے ہیں کاش مولوی ولی محمد صاحب سنجیدگی اور ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں۔ اور دوسروں کو نصیحت کرتے ہوئے خود ہی کل حزب بما لدیہم فرحون کے مصداق نہ بن جائیں۔

ترکی میں اصلاح دین کی تحریک

ترکی اخبار السیاست نے اس خبر کی تفصیل شائع کی ہے جو کچھ دن ہوئے رائٹر ایجنسی نے ترکی میں اصلاح عبادت کے نام سے دنیا میں شائع کی تھی۔ نامہ نگار "السیاست" کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحریک ترکی مدرسہ الٰہیات کی طرف سے پیش ہوئی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ

"مساجد پاک اور منظم حالت میں ہوں۔ جن کے دیکھنے سے طبیعت خوش ہو۔ مساجد میں آنے والے بھی نہایت عمدہ لباس اور پاک جسم سے آئیں۔

دوسری شے عبادت کی زبان ہے۔ عبادت کی زبان ایسی ہونی چاہئے جس سے طبیعت پر اثر پڑے۔ اس کے لئے لازمی ہے کہ آیات ترکی زبان میں ہوں اور دعائیں اور خطبہ بھی۔

تیسری صورت ائمہ اور خطبا کا حسن صوت ہے تاکہ سننے والوں کے قلوب متاثر ہوں۔ اس کے لئے موذنوں اور اماموں کا خوش گلو ہونا اور آلات موسیقی کا مساجد میں لایا جانا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں ان کا صاحب علم و فضل ہونا بھی ضروری ہے۔ اور مدرسہ الٰہیات کا مقصد ایسے امام مہیا کرنا ہی ہے۔ جو فلسفہ دین۔ علم کلام جدید علم تصوف اور قرآن مجید کے معارف سے واقف ہوں"

یہ خلاصہ ہے مدرسہ الٰہیات کے لائحہ عمل کا۔ ظاہر ہے کہ اس تحریک میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں۔ کہ نماز کی موجودہ ہیئت کو بدل کر عیسائی گرجوں کی سی صورت پیدا کی جائے۔ البتہ آلات موسیقی اور نماز کو ترکی زبان میں ادا کرنے کا ذکر ضرور ہے۔ جس سے مدرسہ الٰہیات کا مقصد صرف یہ ہے کہ نمازیوں کے قلوب کو متاثر کر کے انہیں عبادت کی طرف راغب کیا جائے افسوس ہے کہ آج مسلمانوں کی حالت یہاں تک گر چکی ہے کہ خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے اور دین کی طرف لوگوں کو راغب کرنے کے لئے انہیں آلات موسیقی وغیرہ سے کام لینا پڑتا ہے۔ جو کسی طرح بھی اس خشوع و خضوع کو پیدا کرنے کے قابل نہیں جو نماز کا حقیقی مقصد و منشا ہے۔ ہم کسی اصلاحی تحریک کے مخالف نہیں۔ بلکہ جو نقص ملاؤں نے عبادات کے اندر پیدا کر لئے ہیں۔ مثلاً خطبہ کو عربی زبان میں مخصوص کرنا اور نماز کو رسمی چیز قرار دینا ان کی اصلاح کے ہم دل سے موید ہیں لیکن اصلاح کے یہ معنے نہیں کہ اصل چیز کو بگاڑ کر کچھ اور کا اور ہی بنا لیا ہے۔

قرون اولیٰ کے مسلمان

اسلام کو دنیا میں آئے ہوئے ساڑھے تیرہ سو برس ہو گئے۔ اس عرصہ میں نماز کے اندر ان کے قلوب کس طرح اثر پذیر ہوتے تھے۔ کون سے آلات موسیقی تھے۔ جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو خدا کے آگے جھکاتے اور دین کی طرف انہیں راغب کرتے تھے۔ جن عیسائی گرجوں کی تقلید میں آج آلات موسیقی کو مساجد میں داخل کرنے کی تحریک کی جاتی ہے۔ کیا انہوں نے روحانیت اور تبتل الی اللہ کی کوئی بہترین مثالیں پیدا کی ہیں۔ برخلاف اس کے کلیسا کے عبادت گزاروں کے حالات جس قدر ناگفتہ بہ ہیں شاید اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں مل سکتی۔ دوسری طرف قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں نماز کی موجودہ ہیئت کذائی اور ان کے سادہ طریق عمل نے جو کیفیت پیدا کی۔ انقطاع الی اللہ کا جو رنگ ان کے اندر پایا جاتا تھا اس کی بھی نظیر ملنی مشکل ہے بقول ایک رومی سپہ سالار کے وہ دن کے وقت دشمن کے بالمقابل سینہ سپر ہوتے تھے اور رات کو فرش خاک پر خدائے واحد کے آگے سربسجود دکھائی دیتے تھے اسی وجہ سے جس طرف انہوں نے قدم اٹھایا، جس وادی کا انہوں نے رخ کیا فتح و نصرت نے وہیں ان کے پاؤں چومے۔ وہ ظاہری دلفریبیوں اور ملمع سازیوں کے دلدادہ نہ تھے۔ بلکہ ان کے دلوں میں اخلاص اور خدا پر ایمان تھا۔ آج ضرورت اس ایمان کو پیدا کرنے کی ہے۔ ظاہری ملمع سازیوں سے خدا پر ایمان پیدا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ قرآن کی صحیح تعلیم پیش کرنے سے ہو سکتا ہے۔ اس لئے قرآن کا علم لوگوں میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے نہ ترکی زبان کو نماز میں استعمال کرنے کی ضرورت رہ جاتی ہے اور نہ آلات موسیقی کی۔

"پیغام صلح" کا "آخری نبی نمبر"

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو باطل کرنے کے لئے اس وقت بعض اطراف سے طرح طرح کی کوششیں عمل میں آ رہی ہیں۔ مسلمانوں اور بالخصوص قادیانی جماعت کے بعض خاص معتقدات نے ختم نبوت کے حقیقی منشا کو بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔ جس سے اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت خطرہ میں ہے اور حضرت مسیح موعود کی پوزیشن اور آپ کے کام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ان حالات کو مدنظر رکھ کر کارکنان "پیغام صلح" نے ارادہ کیا ہے۔ کہ آئندہ بارہ وفات کے موقع پر "پیغام صلح" کا ایک خاص نمبر "آخری نبی نمبر" کے نام سے شائع کیا جائے۔ جس میں ختم نبوت کا حقیقی مفہوم و منشا بتانے کے علاوہ یہ ثابت کیا جائے گا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ہی اسلام کے لئے باعث عزت و شان ہے۔ یہ نمبر اپنی بعض خصوصیات کے لحاظ سے "پیغام صلح" کی تاریخ میں ایک بے نظیر نمبر ہوگا۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ اس کو ہزارہا کی تعداد میں چھپوایا جائے گا۔ تاکہ ملک کے تمام گوشوں میں اسے پھیلایا جا سکے اس نمبر سے غیر مسلم حلقوں میں تبلیغ اسلام کے کام میں بہت بڑی مدد مل سکے گی۔ اور حضرت مسیح موعود کی اصل پوزیشن بھی اس سے واضح ہو جائے گی۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس کو کثرت سے مسلمانوں میں اور غیر مسلموں کے ہاتھوں میں پہنچایا جائے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے احباب فرداً فرداً یا بحیثیت جماعت اس نمبر کی خریداری اور مفت اشاعت میں ہمیں کافی امداد دیں گے۔ یہ بہتر ہوگا کہ تمام بیرونی جماعتیں اور وہ تمام اصحاب جو کسی جماعت سے وابستہ نہیں ابھی سے اس بات کا فیصلہ کر کے ہمیں مطلع فرمائیں کہ وہ اس خاص نمبر کی کس قدر تعداد خرید کر اسے مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ہم اس ضرورت کے مطابق اس نمبر کو چھپوانے کا اہتمام کریں۔ آخر میں یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ نمبر اپنی معنوی خوبیوں کے علاوہ ظاہری محاسن سے بھی پورے طور پر آراستہ ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ بعض خاص باتوں کی وضاحت کے لئے عکسی تصاویر سے بھی کام لیا جائے۔ اور اس طرح اس کی دیدہ زیبی و دلفریبی میں اور بھی چار چاند لگ جائیں

شذرات

"الفضل" نے "خاتم النبیین نمبر" میں ختم نبوت کے معنوں کی وضاحت میں جس رازداری سے کام لیا گیا ہے۔ اس کا تذکرہ ہم قبل ازیں ان کالموں میں کر چکے ہیں۔ لیکن پھر بھی جو بات دلوں کے اندر ہو۔ وہ کسی نہ کسی طرح باہر آ ہی جاتی ہے۔ اسی پرچہ میں میاں صاحب کے پرائیویٹ سکرٹری مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب کا ایک مضمون "زندہ جاوید نبی آخر الزمان" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جسکے ایک فقرہ میں خاتم النبیین کے معنوں کے متعلق لکھا ہے کہ:-

"یہ تفسیر خاتم النبیین کی آپ تمام نبیوں کے قایم مقام ہیں پہلے ہی سے قرآن شریف کا صحیح علم رکھنے والے کرتے چلے آئے ہیں۔ یہی نہیں کہ صرف احمدیوں نے یا تابعان حضرت محمود رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے یہ عقیدہ گھڑا ہے کہ خاتم النبیین آنے والے نبیوں کے لئے روک نہیں ہے۔ انبیائے عظام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادموں میں پیدا ہوں گے"

آج تک میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے خاتم النبیین کی جو تفسیر پیش ہوتی رہی ہے۔ اس کا یہ مفہوم تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبیوں کی مہر ہیں۔ اور آپ کی تصدیق سے آپ کے بعد نبی بنتے ہیں۔ آج ان کے پرائیویٹ سکرٹری صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس کے معنے یہ ہیں "کہ آپ تمام نبیوں کے قایم مقام ہیں" ہم سمجھتے ہیں جناب ذوالفقار علی خاں صاحب نے ان الفاظ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ اصل پوزیشن بیان کر دی ہے۔ جو آپ کو آخری نبی ثابت کرتی ہے۔ جب تمام نبیوں کا قایم مقام دنیا میں آ گیا۔ تو پھر کسی اور نبی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اور یہی خاتم النبیین کے معنے ہیں۔ کیا قادیانی اصحاب اس کی تائید کریں گے؟

لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ ان لوگوں کی تحریرات کبھی متضاد باتوں سے خالی نہیں ہوتیں۔ خاتم النبیین کو نبیوں کا قایم مقام قرار دینے اور یوں نادانستہ طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کر لینے کے بعد یہ فقرہ لکھنا کہ:-

"خاتم النبیین آنے والے نبیوں کے لئے روک نہیں ہے۔ انبیائے عظام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادموں میں پیدا ہوں گے"

صریح تضاد ہے۔ "تمام نبیوں کا قایم مقام" جب آ گیا تو روک خود بخود پیدا ہو گئی۔ اگر اس سے مراد صرف پہلوں کی قایم مقامی ہے۔ تو یہ معنے آج تک کسی نے نہیں کئے۔ نہ حضرت مسیح موعود نے اور نہ خود میاں صاحب نے۔ چہ جائیکہ متقدمین میں سے کسی کا نام لیا جا سکے۔

ہاں یہ اور بھی دلچسپ بات ہے کہ "انبیائے عظام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادموں میں پیدا ہوں گے" معلوم ہوتا ہے پہلے فقرہ میں "خاتم النبیین" سے مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب کی مراد حضرت مسیح موعود سے ہے نہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ انبیائے عظام کا سلسلہ تو اب ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود کے خادموں سے شروع ہوگا۔ آپ سے پہلے تیرہ سو سال کا عرصہ یونہی خالی گیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر سے کوئی نبی نہ بنا۔ نبی تو اب حضرت مسیح موعود کے خادموں میں سے ہوں گے اس لئے خاتم النبیین میاں صاحب کے معنوں کے لحاظ سے مسیح موعود ہی ہونے چاہئیں نہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

اس صراحت کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر ہے ہمارے ایک دوست نے مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب کے ان فقرات کا حوالہ دیکر یہ سوال کیا ہے کہ "پیغام صلح" نے یوم خاتم النبیین کی تحریک پر یہ لکھا تھا کہ معلوم ہوتا ہے قادیانی جماعت اپنے مخصوص معتقدات سے تائب ہو چکی ہے یہ کہاں تک صحیح ہے۔ ہمارے دوست کو غلطی لگی۔ ہم نے قادیانی جماعت کی جس توبہ کا ذکر کیا تھا وہ صرف اس جلوت سے تعلق رکھتی ہے جو ۲۰ اکتوبر کو پبلک جلسوں میں دیکھی گئی۔ خلوت کا حال اس کے علاوہ ہے جسکو توبہ کے نام سے

اور اسی موجودہ روش سے سراسر مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ اس پر یہ طے ہوا کہ نماز عصر کے بعد کچھ وقت کے لئے تبادلۂ خیالات کیا جائے۔ خان صاحب برکت علی نے بھی اتحاد و اتفاق کی تعریف کرنی شروع کی۔ اور اس امر کی بالخصوص درخواست کی کہ عقائد کے سوال کو بالکل درمیان میں نہ لایا جائے۔ جب یہودی اور نصاریٰ اور مسلمان ایک مقصد خاص کے لئے جمع ہو سکتے ہیں تو مسلمان جن کا خدا و رسول ایک ہے جمع کیوں نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ آپ نے ہاتھوں کی انگلیوں سے مسلمانوں کے وجود کو تشبیہ دی۔ اور اس سے یہ بتایا کہ ہاتھ سے اگر کمزور حصہ نکالتے چلے گئے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہاتھ کمزور ہوتا چلا جائے گا حتیٰ کہ اس کا کوئی وجود ہی نہ رہے گا۔ لہٰذا مسلمانوں کو اپنی حالت پر غور کرنا چاہیئے۔ اور اس منتشر حالت کی ضرور اصلاح کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس سے مسلمان بہت کمزور ہو رہے ہیں۔ اور دشمن کے مقابل پر وہ کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ عقائد کے متعلق فرمایا کہ ہم مجبور ہیں اور ایک شخص کے ہاتھ پر ہم جان بیچ چکے ہیں اور اس نے ہمیں غیر احمدیوں کے ساتھ تعاون کرنے سے روک دیا ہے۔ لہٰذا اس کے خلاف ہم ہرگز نہیں کر سکتے۔ ہمیں کوئی مجبور نہیں کر سکتا اور نہ ہم کسی کو مجبور کر سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے جو دعوت دی جا رہی ہے۔ وہ صرف سیاست کے رنگ میں دی جا رہی ہے

مولوی فیروزدین صاحب نے جواب میں بیان کیا کہ سوائے دیوث اور بے غیرت انسان کے کوئی ایسی دعوت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ ہم آپ کو لڑکیاں بھی دیں۔ مال اور جان بھی دیں۔ اور پھر بھی یہودی کے یہودی کہلائیں۔ تو کیا کوئی غیرت مند اور سلیم العقل انسان اس ذلت و رسوائی کو قبول کرے گا۔ ہرگز نہیں۔ ہم بھی مجبور ہیں۔ جس کے ہاتھ پر ہم جان بیچ چکے ہیں اس نے ہمیں ایسی ذلت منظور کرنے سے سختی سے روکا ہے۔ اور صاف فرمایا ہے کہ آپ کے بعد مدعی نبوت دجال اور کذاب ہے۔ آپ نے ایک قادیانی دوست کی مثال پیش کی کہ وہ میرے بڑے ملنے والے تھے لیکن جب میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ اپنے عقیدہ کی رو سے مجھے کیا سمجھتے ہیں تو جواب ملا کہ عقیدہ کے لحاظ سے آپ کافر ہیں۔ اور دائرہ اسلام سے خارج۔ اس پر میں نے دریافت کیا کہ پھر مجھے سلام علیکم کیوں کہا جاتا ہے۔ جواب ملا یہ بھی ہماری کمزوری ہے اب جبکہ ایک عزیز دوست کی قلبی کیفیت یہ ہے۔ کہ ہم اس کے نزدیک دعائیہ کلمے کے بھی مستحق نہیں ہیں تو پھر کس منہ سے یہ شرکت کی دعوت دی جاتی ہے یہ سراسر دھوکہ اور منافقت اور مداہنت ہے۔ اس کے علاوہ ایک عورت جس سے تم عمر بھر زوجیت کا تعلق رکھتے ہو اور اس سے ہر قسم کا مفاد دنیوی حاصل کرتے ہو اس کے مرنے کے بعد خدا کے حضور اس کی بھلائی کے لئے دعا بھی نہیں کر سکتے تو ہمیں آپ لوگوں سے اور کیا توقع ہو سکتی ہے۔

سیاسی رنگ میں اگر اتحاد منظور ہے تو کانگرس اور لیگ آف نیشنز ان مقاصد کے لئے موجود ہیں۔ آپ وہاں جائیے اور اتحاد کا راگ گائیے مسجد خانہ خدا ہے کوئی سیاسی پلیٹ فارم نہیں ہے۔ اور نہ یہاں کوئی سیاسی معاملات پر بحث کی گئی ہے۔ بلکہ حقائق و معارف اسلام پر تقریر تھی جو اصل دین و ایمان کا سوال ہے۔ آپ لوگوں نے اس وقت مسلمانوں کو ہاتھ سے تشبیہ دی ہے۔ یہ درست ہے۔ لیکن یہ تو فرمائیے کہ آپ ہاتھ کی کسی انگلی کی حیثیت بھی ہمیں دیتے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ کی موجودہ روش میں سراسر دھوکہ اور مداہنت ہے۔ اور پبلک کو اس سے بچنا چاہیئے۔ اس کے بعد قادیانی فریق پھر کچھ بولنا چاہتا تھا۔ لیکن اجازت نہ دی گئی اور پبلک نے شور مچا دیا کہ نئی اطلاع یہ جھوٹے اور دھوکہ باز ہیں۔

(یکے از حاضرین جلسہ)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

—— گزشتہ جمعہ کو اخویم مکرم خان صاحب چودھری منظور الٰہی صاحب کے صاحبزادے عزیز فضل الٰہی کی شادی کی تقریب پر مولانا مولوی صدرالدین صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور مولوی یعقوب خان صاحب سوہدرہ تشریف لے گئے۔ نماز جمعہ مولانا مولوی عبداللہ خان صاحب نے پڑھائی اور خطبہ میں جماعت کو دعاؤں اور نماز تہجد کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔

—— مدراس سے ہمارے نوجوان دوست عزیز اللہ صاحب اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پچھلے دنوں جناب احمد بادشاہ صاحب نے ڈاکٹر روکسو کے ساتھ بحث کرنے کے لئے دالمباڑی بھیجا تھا ۴۴ دو دن پادری سٹیفن کے ساتھ جو اپنے آپ کو عرب اور سید محمود غنی بتاتے ہیں بحث ہوئی۔ اور خدا کا فضل ہوا کہ پادری صاحب کو جنھوں نے مسلمانوں کو بہت پریشان کر رکھا تھا۔ پبلک میں میرے متعلق یہ اقرار کرنا پڑا کہ آپ بہت لائق ہیں میں آپ سے بحث نہیں کر سکتا۔ سوالات لکھ بھیجیں میں جواب دونگا۔ اس پر اخبار "رہبر" دالمباڑی نے میری بہت تعریف لکھی۔ اس بحث کے علاوہ چند تقاریر وہاں ہوئیں۔ مثلاً مدرسہ معدن العلوم میں علماء کے سامنے احیاء علوم پر۔ دوسری تقریر مسلم ینگ مینز یونین میں مسیح کی مصلوبیت پر ہوئی۔ تیسری انجمن نونہالان اسلام میں "ارائز یوتھ آف اسلام" (نونہالان اسلام اٹھو) کے عنوان سے کی گئی۔

—— عزیز چودھری رحمت خان صاحب بدر کی لڑکی عرصہ ڈیڑھ ماہ سے بیمار ہے۔ احباب اس کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

ہندوستان

—— ستیارتھ پرکاش کا سندھی زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے جو عنقریب شائع ہو جائے گا۔

—— ۱۶ر جولائی کو میونج کے مقام پر دو ڈاک گاڑیوں کا تصادم ہو گیا۔ ۱۰ر آدمی ہلاک اور ۲۵ زخمی ہوئے۔

—— سورت ۱۸ر جولائی۔ بردولی ستیہ گرہ کے لیڈر ولبھ بھائی پٹیل جی اور گورنر بمبئی کی ملاقات ہوئی۔ حکومت نے چند شرائط پیش کی ہیں۔ جن کا جواب غور و مشورہ کے بعد دیا جائے گا۔

—— مشہور انگریزی اخبار "پانیر" کی قیمت ۲ر کے بجائے ۱ر کر دی گئی۔

—— کلکتہ ۱۶ر جولائی۔ مستورات کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں صغرسنی کی شادی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی۔

—— لنڈن مشنری سوسائٹی کے سکرٹری کا بیان ہے کہ ہندوستان میں ہر ہفتہ دو ہزار بچے عیسائی بنائے جاتے ہیں۔

—— دو پارسی نوجوانوں نے پیادہ پا دنیا کی سیاحت کا عزم کیا ہے۔

—— ہندوستان میں بھیک منگوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔

—— ایک ہندو نے جات پات توڑ کر اپنی لڑکی کی شادی گورکل کے ایک گریجویٹ سے کر دی تھی برادری نے اس کو دس سال کے لئے خارج کر دیا۔

—— جنوبی ہند کی ریلوے ہڑتال نے وسیع اور خطرناک صورت اختیار کر لی ہے۔ گاڑیوں کی آمد و رفت میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔ ہڑتالی متواتر مظاہرے کر رہے ہیں۔

—— دہلی سے ہندوؤں کا ایک جدید اخبار "ہندو لیڈر" جاری ہوا ہے

—— کانپور میں میونسپل ہال پر ہندوستان کا قومی جھنڈا نصب کیا گیا۔

—— ہندوستانی عیسائیوں نے سائمن کمیشن کو بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— اکالی دل پنجاب کانگرس کمیٹی سے استدعا کرے گا کہ وہ ایک شہیدی جتھا بار دولی بھیجے۔ جو ضبط شدہ اراضیات کی کاشت کرے۔

—— بندرابن میں ایک لاکھ روپے کے صرف سے ایک چراگاہ بنائی جائیگی

ممالک خارجہ

—— جاپانی فوجیں چین کو رفتہ رفتہ خالی کر رہی ہیں

—— امریکہ میں دس آدمیوں کی ایک کمیٹی اس غرض سے مرتب کی گئی ہے کہ وہ دنیا کے بارہ عظیم ترین آدمیوں کا انتخاب کرے۔

—— لنڈن میں بیکاروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔

—— روم کے سابق وزیراعظم کا انتقال ہو گیا۔

—— قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ملکہ ثریا نے افغانستان میں پردہ ترک نہیں کیا بلکہ برقعہ کے بجائے رومال سے منہ ڈھانپ لیتی ہیں جس دعوت میں وہ بے پردہ شریک ہوئی تھیں اس میں ان کے قریبی رشتہ داروں کے سوا کوئی غیر آدمی نہ تھا۔ افغانی علماء نے شاہ افغانستان سے پردہ کے متعلق بحث کی۔ خبر جو مشہور کی جا رہی ہے بالکل بے حقیقت ہے۔

—— ٹرکی کے اخبارات حکومت کو انگورہ کی آرائش و تزئین کی طرف نہایت زور سے توجہ دلا رہے ہیں۔

—— شاہ افغانستان مع ارکان شاہی خاندان موسم سرما کے صدر مقام پغمان تشریف لے گئے ہیں۔

—— امریکہ کی صدارت کے لئے وہاں کے مشہور و ہردلعزیز لیڈر جارج فارس کا نام پیش کیا گیا ہے۔

—— افغانستان میں ریلوے کی تعمیر کی تجویز زیر غور ہے۔

—— حکومت سپین کے خلاف باغیوں نے ایک خوفناک سازش کی تھی جو کامیاب نہ ہو سکی۔ سو کے قریب سازشی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

—— امریکہ کی پیش کردہ تجاویز انسداد جنگ کو اٹلی نے منظور کر لیا ہے۔

—— بغداد میں عرب خواتین کا ایک ڈرامیٹک کلب قائم ہوا ہے۔

—— اسکندریہ ۱۹ر جولائی شاہی فرمان کے ذریعے پارلیمنٹ تین سال کے لئے توڑ دی گئی ہے۔ آئندہ کے لئے شاہ فواد وزارت کی مدد سے حکومت کریں گے۔ آئین سے اخبارات کی آزادی کے متعلق دفعہ بھی خارج کر دی گئی

—— قسطنطنیہ ۱۶ر جولائی۔ کل سمرنا میں شدید زلزلہ آیا۔ متعدد اشخاص مجروح ہوئے جن میں گورنر کے خاندان کے آدمی بھی شامل ہیں۔

—— ایران کے سابق ولیعہد امیر حسن قاچار آج کل بیروت میں ہیں

—— روما کے پادریوں کی مجلس نے قرار دیا ہے کہ ارمنی کیتھولک گرجے کو آستانہ سے بیروت منتقل کر دیا جائے۔ یہ فیصلہ اس طرز عمل کو دیکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ جو ترکی حکومت تمام گرجوں کے خلاف اختیار کرنے والی ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ چین کے مشہور دریا ہنیک میں خوفناک طوفان آیا بہت سی کشتیاں اور جہاز غرقاب ہو گئے۔ جان و مال کا نقصان ہوا

—— لندن ۱۲ر جولائی۔ برلن میں فرانس برطانیہ اور جرمنی کے تین ماہران سیاست معاہدۂ جنگ اور جنیوا کے جدید عہدنامہ کے متعلق باہم گفت و شنید کر رہے ہیں۔ لندن میں وثوق کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کہ تینوں سلطنتیں امریکہ کے معاہدہ انسداد جنگ کی تصریحات پر متفق الخیال ہے۔

مقبول و ہر دلعزیز ماہوار طبی رسالہ

حافظ صحت لاہور

کا خاص نمبر گھر کا ڈاکٹر آئندہ ماہ بڑی دھوم دھام سے شایع ہوگا

اس میں ہر مرض کا نام اردو انگریزی لغت کی ترتیب پیدا کر کے اس کا مختصر حال اور علاج بیان کیا گیا ہے۔ تا کہ بوقت ضرورت اس سے اعلے درجہ کا مشورہ مل سکے۔ یہ خاص نمبر ہر وقت ہر تعلیم یافتہ مرد و عورت کے پاس رہنا چاہیے درخواستیں جلد بھیجدیں۔ قیمت ۱۱ جلد ۸ مجلد ۱۰

اگر آپ رسالہ حافظ صحت ایک سال کے لئے اپنے نام جاری کرالیں اور اس کی قیمت ۱۲ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں تو یہ خاص نمبر گھر کا ڈاکٹر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ خریداران رسالہ جو خاص نمبر بذریعہ رجسٹری منگوانا چاہتے ہیں وہ تین آنے کے ٹکٹ لفافے میں بند کر کے بھیجدیں۔ ورنہ راستے میں کھو جانے پر دوسرا پرچہ مفت ارسال نہ ہوگا

منیجر حافظ صحت لاہور

بدنی مشین کو صفا کرنیوالا

عرق مرکب مصفی خون

اس عرق سے تمام جلدی امراض کو نجات ملتی ہے۔ اور چند روز پینے سے رنگ نکھر کر چہرہ کندن کی طرح دمک اٹھتا ہے اور نیا خون پیدا ہو کر طاقت بڑھتی ہے۔ خاص کر موسم برسات میں بچوں کو پھوڑے پھنسیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور ریزش نقرس وجع المفاصل جیسے امراض محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت فی بوتل عہ نیز ہمارے ہاں ہر قسم کے مربے چٹنیاں وغیرہ بھی مل سکتے ہیں۔

اچار شلجم فیڈبہ ۔ مربہ آم فیڈبہ ۔ چٹنی سرکہ انگوری فیڈبہ

تجربتاً ایک دفعہ منگائیے امید ہے آپ ضرور پسند کریں گے۔

حکیم غلام نبی امرتسر والا اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

خاص الخاص چوٹی کے مجربات

(زیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

سفوف مفرح شاہانہ تحفہ ہے جملہ عصائے رئیسہ کو قوت بخشتا ہے کھوئی ہوئی طاقتوں کو واپس لاتا ہے جوان بوڑھے کو یکساں مفید ہے ۵۰۔ فی تولہ ۲۲ تولہ کی قیمت سات روپے۔

شربت مفرح کیا کہنا ہے سبحان اللہ! صرف گلاس دن بھر کی تھکن اور کوفت کو دور کر دیتا ہے۔ نہایت خوشبودار ہے قیمت فی بوتل عہ

سرمہ اکسیر چشم ۔ آنکھ کی ہر بیماری کو اکسیر ہے ۔ فی تولہ

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

پشاور مشہد اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیڈی کوٹ کے مشہدی و بخاری قنادیز ہر قسم کے بخاری و مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے ۔ سلمہ ستارہ کا زر یلدار کلہ پشاوری ۔ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا اگر پسند نہ آئے تو محصول منہا کر کے قیمت واپس بھیجا ئیگی

میاں محمد غلام حید احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

دمہ کا بیمہ تین روپے میں

کشتال کی پہلی خوراک کسوٹی ہے

کشتال کی ایک خوراک سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ دوسری دواؤں سے ایک ماہ میں بھی ممکن نہیں۔ پہلی خوراک سے خاطر خواہ فائدہ نہ معلوم ہو تو دوا واپس لے کر اس کی پوری قیمت محدود طرفہ محصول کے بجندہ بیٹالی لوٹا دی جاتی ہے۔ واپسی قیمت کا اقرارنامہ اور آزمائش کے لئے نمونہ ہر پارسل میں جاتا ہے۔ تاکہ شیشی سے قبل اطمینان کر لیا جائے۔ نئے یا پرانے ہر قسم کے دمہ میں ۹۹ فیصدی مفید ہے۔ قیمت عہ محصول ڈاک ۸ ۔ پیشگی تین روپے۔

ڈاکٹر خورشید علی خان وکٹوریہ پارک شہر بنارس

مسمریزم ہپناٹزم کے ذریعے اور خدا کے فضل و کرم سے ہر قسم کے روحانی و جسمانی اور مایوس العلاج دور یا نزدیک نہایت کامیابی سے کرتے ہیں۔ اور پندرہ بیس روز میں شرطیہ سکھاتے ہیں۔ شاگردی نمبر ۳۵۶۹۷ ۔ مفصل کے واسطے تجربات مسمریزم و طلسماتی روحانی آنوں کے مفصل حالات درج ہیں جو ہماری ۴۴ سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ مفت منگاؤ۔

گنیش داس اوم نند آشرم چھاؤنی جالندھر پنجاب

مفت **کلید صحت** **مفت**

کوئی علاج کرنے سے پہلے بجہ الاخبار مفت منگاؤ۔ پتہ بشارت سینا سی بٹالہ ضلع گورداسپور

کلید کامیابی

یہ ہے کہ پیغام صلح میں مسلسل اشتہار دیا جائے۔ (مینجر)

غازی اورنگ زیب (رحمۃ اللہ علیہ)

سے

ہندوستان کے ہر مسلمان کو محبت کرنی چاہئے

غازی سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ ہندوستان بڑے عابد اور عالم اور منتظم بادشاہ تھے۔ انہوں نے ایک باخدا تارک دنیا درویش کی طرح زندگی بسر کی۔ اور بادشاہی خزانہ سے کبھی ایک پیسہ بھی اپنے ذاتی خرچ کے لئے نہیں لیا۔

وہ اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا گزارہ ذاتی محنت سے کرتے تھے۔ اور محنت بھی نہایت مقدس و پاکیزہ اختیار کی تھی یعنی وہ روزانہ قرآن شریف اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اور جب قرآن شریف لکھ کر پورا کر لیتے تھے تو اس کو ہدیہ کیا جاتا تھا۔ اور اس رقم سے وہ نہایت معمولی غذا اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے مہیا کرتے تھے۔

ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن مجید مکہ مدینہ اور ہندوستان میں بہت جگہ موجود ہیں۔ اور ریاست مانگرول کاٹھیاواڑ کے نواب صاحب کے شاہی کتب خانہ میں بھی غازی اورنگ زیب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قرآن شریف موجود ہے۔ اور میں نے سات ہزار روپے خرچ کر کے اس قرآن شریف کا فوٹو چھپوایا ہے۔ اور جو ہاتھوں ہاتھ مسلمانوں میں تقسیم ہو رہا ہے۔ اس عکسی قرآن مجید کی جلد بندی ہوئی ہے۔ اور ھدیہ علاوہ محصول پانچ روپے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ غازی ممدوح کی یادگار ہر مسلمان کے گھر میں ہو۔ کیونکہ قرآن مجید کے آخر میں غازی مذکور کی مہر اور دستخط بھی ہیں۔

المشتہر

یہ یادگاری چیز ملا واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ دہلی سے فوراً منگانی چاہئے

ہیضہ کے متعلق سرکاری اعلان

جو کہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کی طرف سے شایع ہوا تھا۔ اس میں دفعہ ۹ یہ ہے۔ کہ کھانے کے وقت پیاز کا استعمال کرنا بہت مفید ہے۔ امرت دھارا کی دو تین بوندیں مصری میں یا انگریزی دوائی ڈائیلوٹ سلفیورک ایسڈ کی ۱۵ بوندیں ½ چھٹانک پانی میں ڈال کر صبح و شام استعمال کریں۔

تمام پبلک اور سب معالج مان چکے ہیں کہ امرت دھارا نہ صرف ہیضہ کا حفظ ماتقدم ہے۔ بلکہ اس کا بہترین علاج بھی ہے۔

اور یہ صرف اسی مطلب کے واسطے نہیں بلکہ درجنوں دوسری ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ بیماریوں۔ حادثوں دونوں کے واسطے نعمت ہے۔ سخت سے سخت دیرینہ امراض میں بھی اس نے حیرت انگیز کام کئے ہیں ہزارہا استعمال کرنے والوں کی

نصیحت کو مانو

اور ہمیشہ امرت دھارا پاس رکھو۔

ہر شہر کے دوکانداروں سے ملتی ہے۔ ورنہ سیدھے مندرجہ ذیل پتہ سے منگوالیں۔

پتہ :- امرت دھارا ۴۹ لاہور

المشتہر

منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا سڑک۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

میں دنیا پہ دیں کو مقدم کروں گا

(محمد نجم الدین صدیقی مبلغ اسلام احمدیہ انجمن مدراس)

میں دنیا پہ دیں کو مقدم کروں گا — اسی عہد پر اپنے قایم رہوں گا
گرونگا، پڑونگا، جیونگا، مرونگا — مگر قول دیگر نہ ہرگز بھروں گا
میں دنیا پہ دیں کو مقدم کرونگا

ملمع ہے احوال دنیائے فانی — محبت زبانی، عداوت نہانی
خوشی اس کی کوئی نہیں جاودانی — مکدر ہے ہر عیش اور زندگانی
میں دنیا پہ دیں کو مقدم کروں گا

برائی نفاق اور جھوٹی ستائش — غلاظت نجاست کی زریں نمائش
دلوں میں جلن اور سینوں میں کاوش — جہنم ہے دنیا کی یاد و رہائش
میں دنیا پہ دیں کو مقدم کروں گا

اگر دین کو اپنے کرلوں میں قایم — تو فضلوں کا وارث بنونگا میں دایم
نہ گزرے گی یہ عمر مثل بہایم — نہ مالک کی خفگی نہ کچھ لوم لایم
میں دنیا پہ دیں کو مقدم کرونگا

یہ اہل جہاں خاص ہوں یا کہ عامی — زن و مال کی کر رہے ہیں غلامی
حکومت ہے عزت کے سب ہیں سامی — نہیں دین بیکس کا کوئی بھی حامی
میں دنیا پہ دیں کو مقدم کروں گا

خدا کا ادب اور خلقت پہ شفقت — خلوص و نصیحت، طریق محبت
"تخلق باخلاق باری" بغایت — عزیز و! یہی دین کی ہے حقیقت

میں دنیا پہ دیں کو مقدم کروں گا
اسی عہد پر اپنے قایم رہوں گا

۱۰ رجولائی ۱۹۲۸ء

قادیان کا یوم خاتم النبیین

(از حضرت امیر ایدہ اللہ)

لاہور سے ایک دوست نے مجھے لکھا ہے کہ الفضل میں سردار حبیب اللہ صاحب کی میرے ساتھ کوئی گفتگو چھپی ہے۔ جس میں الفاظ ذیل میری طرف منسوب کئے گئے ہیں:-

"ہم نے ۱۰ رجون کے جلسے کی کوئی مخالفت نہیں کی ہم کو اس جلسے سے پوری ہمدردی ہے۔ اور ہم اس تحریک کو اچھا سمجھتے ہیں"

مجھے یقین ہے کہ یہ الفاظ سردار صاحب کو دکھا کر شائع نہیں کئے گئے میری جو گفتگو سردار صاحب سے ہوئی وہ اس ذیل میں تھی کہ سردار صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ میاں صاحب کا پرائیویٹ سکرٹری میرے اور شیخ رحمت اللہ صاحب کے پاس آیا تھا۔ اور ایک بڑی لمبی تمہید کے بعد یہ مدعا ظاہر کیا کہ میاں صاحب ڈلہوزی کے سرکردہ مسلمانوں کو ایک چائے کی دعوت دینا چاہتے ہیں۔ جس میں مسلمانوں میں باہمی اتحاد کی تلقین کریں گے۔ اور کچھ غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ان کے متعلق پھیلائی جا رہی ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ سردار صاحب نے کہا کہ انہوں نے ان کو جواباً کہا کہ مسلمانوں میں اتحاد کی تلقین کا کیا مطلب ہے۔ جب سارے مسلمانوں کو میاں صاحب کافر قرار دیتے ہیں۔ اور غلط فہمیوں کے متعلق بہترین طریق یہ ہوگا کہ میاں صاحب کو کوئی اور شخص مدعو کرلے۔ اور جو اعتراضات ان پر ہیں وہ بیان کردے۔ اور میاں صاحب ان کا جواب دیدیں۔ پھر وہی جواب اخبارات میں چلا جائے۔ تو اس طرح اگر کوئی غلط فہمی ہے تو اس کا ازالہ ہو جائے گا۔ مگر سکرٹری صاحب نے کہا کہ نہیں میاں صاحب کا منشا یہی ہے کہ وہی بلائیں گے۔ اس ذیل میں سردار صاحب نے ان کو نام بتائے۔ اور میرے متعلق بھی دریافت کیا کہ کیا انہیں بھی بلایا جائے گا۔ کیونکہ جب آپ دوسرے مسلمانوں سے اتحاد چاہتے ہیں تو وہ اور آپ تو بہت قریب ہیں۔ ان سے بھی اتحاد چاہیئے۔ جس کا جواب یہ دیا گیا کہ یہ میاں صاحب کو علم ہے۔ مگر ان کے اور ہمارے معاملات بہت پیچیدہ ہیں وغیرہ وغیرہ اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ انہوں نے ہمارے جلسہ ۱۰ رجون پر مخالفت کا اشتہار شائع کیا ہے (اور فی الحقیقت غلط فہمیوں کے ازالہ میں اشارہ اسی اشتہار کی طرف تھا جو جمعیت احرار المسلمین قادیان نے شائع کیا ہے) اس پر میں نے یہ کہا تھا کہ اشتہار کے شائع کرنے والے ان کے اپنے مرید ہیں جنہوں نے قادیان سے یہ اشتہار شائع کیا ہے۔ البتہ اس کے ساتھ ہی میں نے ان سے یہ ذکر ضرور کیا تھا کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لکچر ہوں تو یہ بہت اچھا کام ہے۔ اور اس کے ساتھ ہر شخص کو ہمدردی ہونی چاہیئے۔ مگر جن لوگوں کا ختم نبوت پر ایمان نہیں اور آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری کرتے ہیں ان کا دنیا میں یہ اعلان کرنا کہ ہم یوم خاتم النبیین منائیں گے دنیا کو دھوکہ دینا ہے کہ لوگ یہ خیال کریں کہ واقعی یہ لوگ نبوت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم مانتے ہیں۔

یہ اس گفتگو کا خلاصہ ہے جو میری سردار حبیب اللہ خاں صاحب کے ساتھ ہوئی۔ اور اس میں شک نہیں کہ نیک کام کوئی بھی کرے اس سے دوسرے مسلمانوں کو ہمدردی ہونی چاہیئے۔ لیکن غلط پروپیگنڈا کو میں ایک مذموم حرکت سمجھتا ہوں۔ مسلمان کو چاہیئے کہ صفائی سے جو کچھ اس کے دل میں ہے وہی ظاہر بھی کردے۔ مجھے یاد ہے کہ جب یہ مسئلہ تکفیر غیر احمدیاں میاں صاحب نے ایجاد کیا تو اس کی بڑی دلیل یہ دی تھی کہ جب تک ہم ان لوگوں کو کافر نہیں کہیں گے وہ ہماری طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔ اور نہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ہونے کی کوئی ضرورت سمجھیں گے اور آج یہ حالت ہے کہ یہاں ڈلہوزی میں میاں صاحب کے ایک سکرٹری نے ایک معزز آدمی کو جب انہوں نے یہ کہا کہ آپ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں یہ جواب دیا کہ ہم انہیں مطلق کافر نہیں کہتے بلکہ کافر بالمرزا کہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ باتیں ایک مذہبی جماعت کے شایان شان ہیں یہ کوئی پولیٹیکل معاملات تو ہیں نہیں کہ وقت پر جس طرح کام نکلے نکال لیا جائے اخلاق اور صداقت مذہب کی پہلی شرط ہے جو کچھ ہمارا عقیدہ ہے۔ اسے صاف کہہ دینا چاہیئے۔ جب میاں صاحب اور ان کے مرید آنحضرت صلعم پر نبوت کو ختم نہیں مانتے تو یوم خاتم النبیین سے لوگوں کو دھوکہ ہوگا یا نہیں۔ کیونکہ عام مسلمان خاتم النبیین کے معنے یہی جانتے ہیں کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوگئی۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور قادیانی حضرات خاتم النبیین کے یہ معنے کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد ہزاروں نبی آئیں گے اسی طرح میاں صاحب صاف طور پر لکھ چکے ہیں کہ وہ تمام مسلمانوں کو جو حضرت مرزا صاحب پر ایمان لاکر ان کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے کافر اور خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ گو ان لوگوں نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو۔ تو اس کا کیا فائدہ کہ پرائیویٹ گفتگو میں اعتراض سے بچنے کے لئے یہ کہہ دیا جائے کہ ہم انہیں کافر بالمرزا کہتے ہیں۔ اور کافر بالمرزا کے معنے دائرہ اسلام سے خارج اپنے ذہن میں رکھے جائیں۔ اور سننے والا اس غلط فہمی میں رہے کہ یہ ہمیں کافر نہیں سمجھتے۔ تعجب ہے کہ جب یہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ ہمارے عقیدے اس قابل نہیں کہ کسی معقول مجلس میں ان کا نام بھی لیا جائے تو ان سے رجوع ہی کیوں نہیں کر لیتے یہ قابل تعریف فعل ہوگا۔ مگر جو پیچدار گفتگوئیں کی جاتی ہیں عوام ان سے دھوکہ کھالیں تو کھالیں کوئی سمجھدار آدمی دھوکہ نہیں کھا سکتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶　صفر المظفر ۱۳۴۷ ہجری　نمبر ۵۰

دعوت عمل

(۲)

نظامِ قومی

پانچ سال کا عرصہ ہوا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے "احباب سلسلہ سے چند باتیں" کے عنوان سے ایک سلسلہ مضامین "پیغام صلح" میں لکھا تھا جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہمارے احباب اس کو بار بار پڑھیں اور قومی زندگی کو اس کے مطابق بنانے کی کوشش کریں۔ اس سلسلہ کی ایک قسط نظام قومی کے موضوع پر تھی جس میں آپ نے اس بات پر خاص طور پر زور دیا تھا کہ قومی نظام کی بنیاد ہمیشہ اصول پر مبنی ہونی چاہیئے۔ نہ کہ شخصی محبت پر۔ اس میں شک نہیں کہ شخصی محبت آج اصول سے بڑھ کر دلوں پر حکمران ہے۔ لیکن یہی شخصی محبت انسان کو آزادی رائے سے بھی محروم کر دیتی ہے۔ اور اس میں پیر پرستی کا رنگ پیدا ہو کر ہر جائز و ناجائز بات انسان کو ملاتا چلا جاتا ہے۔ اور خدا پرستی کا جذبہ آخر کار رفتہ رفتہ ہو جاتا ہے۔

یہ رنگ آج ہمارے سامنے ہے۔ کس طرح سے ان لوگوں نے جو شخصی محبت کی رو میں بہے چلے جا رہے ہیں۔ اپنی آزادی رائے کو ایک شخص کے ہاتھ پر فروخت کر کے قرآن کریم اور مسیح موعود کی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا ہے ہر وہ بات جو میاں صاحب کے منہ سے نکلے بمنزلہ قرآن و حدیث ہے ان کے سامنے قرآن کریم کی صریح تعلیمات کو پیش کیا جائے۔ مسیح موعود کے کھلے الفاظ ان کے آگے رکھے جائیں اور پوچھا جائے کہ ان میں سے کس کو مانتے ہو تو صاف ان کے منہ سے یہی نکلتا ہے کہ میاں صاحب کی بات کو۔ کیونکہ وہ ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ یہ ہے پیر پرستی۔ مرزا صاحب فرمائیں کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔ میاں صاحب کہیں کہ مرزا صاحب کے دعوے کا انکار موجب کفر ہے۔ حتے کہ وہ لوگ بھی جو دل سے حضرت مرزا صاحب کو سچا سمجھتے ہوں لیکن بیعت نہ کی ہو وہ بھی خارج از اسلام ہیں۔ کس قدر بین فرق ہے۔ کوئی توجیہ کوئی تاویل ان دونوں اقوال کو ہم معنے قرار نہیں دے سکتی۔ لیکن میاں صاحب کے مرید یہی کہیں گے کہ نہیں اس میں کوئی بات ہے۔ جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے اور میاں صاحب ہی اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ بعینہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی پیر کو شراب پیتے ہوئے دیکھے اور کہدے کہ ہمیں شراب نظر آتی ہے ورنہ در اصل شراب نہیں۔ یا جیسا کہ بعض مرید کہہ دیا کرتے ہیں کہ پیر صاحب کے ہونٹوں سے جب یہ لگتی ہے۔ تو خالص دودھ بن جاتی ہے۔

اسی قسم کی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اور ہم نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ جب کبھی مریدین میاں صاحب کے سامنے اس قسم کے متضاد اقوال پیش کئے گئے بلکہ میاں صاحب کی ایسی تحریرات پیش کی گئیں۔ جو باہم متخالف و متضاد تھیں تو انہوں نے ان کی توجیہات شروع کر دیں یا بہت زیادہ حق پرستی کی تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اچھا ہم میاں صاحب کو لکھ کر ان سے دریافت کریں گے۔ اور پھر تمہیں بتائیں گے۔ اور یوں اپنا پیچھا چھڑا کر چلے گئے۔

غرض شخصی محبت کے ماتحت جو نظام ہوتا ہے اس میں بظاہر کتنا ہی اتحاد و سرگرمی کیوں نہ ہو۔ کتنے ہی بڑے بڑے کام اس سے سرانجام کیوں نہ پائیں۔ اور ایک شخص کی آواز پر خواہ ہزارہا لوگ قربان ہوتے چلے جائیں۔ لیکن یہ نظام انجام کار قوم کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے اس سے افراد کی اندرونی طاقت اور آزادی رائے سلب ہو جاتی ہے

حالانکہ یہی اسلام کا سب سے بڑا جوہر ہے۔ کہ وہ آزادی رائے کو پیدا کرتا ہے۔ اور ہر شخص کو اپنے خیالات اور اعمال کا خود ہی ذمہ وار قرار دیتا ہے۔ اس نے نظام قومی کی بنیاد امرہم شوریٰ بینہم پر رکھی ہے اور اسی اسلامی تعلیم کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے اپنے بعد کسی خاص شخص کو اپنی گدی پر بٹھانے کے بجائے تمام نظام قومی کی باگ انجمن کے ہاتھ میں دیدی۔ اور کثرت رائے کو اس کے فیصلوں کا معیار قرار دیا۔

اس لئے سب سے پہلی بات جو ہمارے احباب کو یاد رکھنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ ان کا نظام ایک جمہوری نظام ہے۔ جس کا یہ تقاضا ہے کہ سلسلہ کے تمام سود و بہبود کی ذمہ داری جماعت کے تمام افراد کے اوپر ہو۔ اس میں شک نہیں کہ جن لوگوں کو انہوں نے اپنا نمائندہ بنا کر اپنی طرف سے انجمن میں بھیجا ہے۔ ان پر سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ لیکن ذمہ داری سب کے اوپر ہے۔ کہ انجمن کی طرف سے جو احکام نافذ ہوں یا انجمن نے جس شخص کو قوم کا امیر مقرر کیا ہے۔ وہ اس کی طرف سے جس حق امر کی طرف بلائے تو اس کی آواز پر لبیک کہے اور کسی شخصی محبت سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ اصولاً اپنا فرض سمجھ کر بغیر اس خیال کے کہ وہ آواز کس کے منہ سے نکلی ہے۔ اس امر حق کی سرانجام دہی کے لئے اٹھ کھڑی ہو۔ ہماری جماعت نے جس طرح سے شخصی محبت کو اصول پر قربان کر کے پیر پرستی کی جڑوں کو اپنے اندر سے نکال دیا ہے اسی طرح سے یہ بھی ضروری ہے کہ ان کا نظام قومی اس مشین کی طرح ہو جسکے تمام کل پرزے باہم اس قدر تعلق رکھتے ہیں کہ ایک پرزے کو چلانے سے تمام مشین حرکت کرنے لگتی ہے۔ ضروری ہے کہ ہمارے اندر وہ جوش اور وہ روح پیدا ہو جو تمام ان نظاروں کو جو شخصی محبت کے نظام میں ہمیں نظر آتے ہیں مات کر دے۔ اور اس طرح سے ہم دنیا کو دکھا دیں کہ جمہوریت کا نظام جہاں قوم کو پیر پرستی سے بچاتا اور آزادی رائے پیدا کرتا ہے وہاں اس کے اندر قوم کو ایک راہ پر چلانے اور اس سے بڑھ کر قربانی اور ایثار کا مادہ پیدا کرنے کی صلاحیت بھی موجود ہے پیر پرستی کو اگر فی الحقیقت جڑوں سے کاٹنا مقصود ہے۔ تو اس کی یہی ایک راہ ہے کہ جس نظام سے ہم نے وابستگی اختیار کی ہے اس کی حکومت کو پیروں کی حکومت سے بڑھ کر عزت و وقعت دیں اور جس وقت کوئی آواز اس نظام کے ماتحت اٹھے۔ فوراً اس پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہوں اور مشین کے پرزوں کی طرح حرکت کریں۔ جب تک یہ مادہ ہمارے اندر پیدا نہ ہو۔ جب تک اس طریق پر ہم کام کرنے کے لئے تیار نہ ہوں اس وقت تک ہماری تحریکات پورے طور پر کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتیں اور نہ ہمارا یہ نظام جمہوریت کسی کام آ سکتا ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جس پیر پرستی سے بچ کر ہم نے خالص اسلامی جمہوریت کو قائم کیا اور اس طرح سے مسیح موعود کی وصیت کو عملی جامہ پہنایا۔ اس کو ہم اپنے طریق عمل سے مدد دے رہے ہیں۔ اور اس نظام کو اپنے ہاتھوں سے تباہ کرنے میں کوشاں ہیں۔

سر ہری سنگھ گوڑ کا مسودہ قانون

آریہ اور عیسائی ایک عرصہ تک اسلام کے قانون طلاق پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہے۔ شاید ہی لغت کا کوئی ایسا بُرا لفظ ہو جو انہوں نے اس فطرتی قانون کی مخالفت کرتے وقت استعمال نہ کیا ہو مگر اس پر زور اور عرصہ طویل کی مخالفت کا نتیجہ کیا ہوا؟ تمام عیسائی ممالک مجبور و لاچار ہو کر اسلام کے اس فطرتی قانون کے سامنے جھک چکے ہیں انہوں نے قولاً اور عملاً اس قانون کی ضرورتوں اور مصلحتوں کو تسلیم کر لیا ہے اب ہندو قوم عیسائیوں کی تقلید پر کمربستہ نظر آ رہی ہے۔

اس سے قبل بھی ایک سے زائد مرتبہ بتایا جا چکا ہے کہ ہندوؤں کے مشہور رکن اسمبلی سر ہری سنگھ گوڑ نے بودے اور ضرر رساں ہندو تمدن و معاشرت سے تنگ آ کر جس کی وجہ سے بے شمار ہندو عورتوں کی زندگیاں تلخ اور مصیبت بھری نظر آ رہی ہیں۔ اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش کیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شوہر نامردی جنون یا دیگر لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہو تو اس کی بیوی کو طلاق حاصل کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیئے۔ جس کی ہندو دھرم نے مطلق اجازت نہیں دی۔ اس سے قبل ہم سر ہری سنگھ گوڑ کو اس سلسلے میں مبارکباد عرض کر چکے ہیں۔ اس وقت بھی ہم ان کی اس مردانہ جدوجہد کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے جو انہوں نے ہندو عورتوں کی بہبودی کے لئے باوجود ایک وسیع اور منظم مخالفت کے شروع کر رکھی ہے۔ سردست ہم نہیں [illegible] اس مسودہ [illegible] نتیجہ ہوگا۔ لیکن یہ ہمیں

یقین ہے کہ آخر کار ہندوؤں کو مجبوراً عیسائیوں کی طرح اس قانون کے آگے ایک بے بس اور شکست خوردہ کی طرح جھکنا ہوگا۔ کیونکہ ہندو دھرم کی غیر فطرتی اور ضرر رساں پابندیوں اور قوانین کو دنیا اس بیسویں صدی میں زیادہ دنوں کے لئے قائم نہیں رکھ سکتی۔ اس سے قبل ہندو ذات پات چھوت چھات کو چھوڑ کر اور بدھوا بیاہ کو رائج کر کے عملی طور پر اسلام کی صداقت کو تسلیم کر چکے ہیں۔ کیا ان کا طلاق کی ضرورت محسوس کرنا اسلام کی طرف ایک نیا قدم نہیں؟

آریوں کی مخالفت

ہم حیران ہیں کہ اس مفید مسودہ قانون کی مخالفت کرنے والوں میں تنگ خیال اور قدامت پسند سناتنی ہندوؤں کے ساتھ ہی روشن خیالی اور اصلاح پسندی کے دعویدار آریہ سماجی بھی نظر آ رہے ہیں۔ لاہور کے آریہ اخبارات "ملاپ" اور "آریہ گزٹ" جو آریوں کی سب سے زیادہ روشن خیال اور آزادی پسند جماعت کالج پارٹی کے آرگن ہیں اس سلسلے میں سب سے پیش پیش ہیں۔ اس کو ہندو دھرم کی تباہی سے موسوم کیا جا رہا ہے۔ اور باوجود سر ہری سنگھ گوڑ کے جذبۂ اصلاح کی تعریف کرنے کے ہندوؤں کو اس کی مخالفت پر ابھارا جا رہا ہے۔ ہمارے آریہ دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اب اس تحریک کو ان کی مخالفت نہیں روک سکتی۔ واقعات بتا رہے ہیں کہ ہندو خواتین بھی ہندو دھرم کے خلاف فطرت قوانین سے تنگ آ کر بغاوت کے لئے آمادہ ہیں۔ چند روز ہوئے بمبئی کی ہندو خواتین نے کھلم کھلا ایک جلسہ کر کے اس مسودہ قانون کی تائید کی تھی۔ اب آریہ اخبارات اور لیڈروں کی تحریریں اور تقریریں منوسمرتی اور ستیارتھ پرکاش کے احکام اس جذبۂ اصلاح کے آگے بالکل بے حقیقت ہیں۔ آریہ اخبارات جو بھڑکا کر ہندوؤں کو اس بل کی مخالفت پر آمادہ کر رہے ہیں کہ یہ قانون ہندو دھرم کے خلاف ہوگا۔ کیا ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ بدھوا بیاہ جس کی حمایت اور ترویج میں آریہ سماجی ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا رہے ہیں ان کا "عالمگیر" دھرم اس کی اجازت دیتا ہے؟ ہم ان کی خدمت میں مخلصانہ طور پر عرض کریں گے کہ جب ان کو معلوم ہے کہ آج نہیں تو کل اس قانون کو منظور کرنا پڑے گا۔ تو عقلمندی یہی ہے کہ اس کی مخالفت ترک کر کے اس کو فوراً تسلیم کر لیا جائے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ آریہ ہمارے اس مخلصانہ مشورہ پر عمل کریں گے یا نہیں تاہم ان واقعات سے ہر ایک سمجھدار اور بالغ نظر شخص یہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اسلام اور ویدک دھرم میں سے کون مذہب مطابق فطرت اور عالمگیر ہے۔

عیسائیت کی امیدوں پر اوس

۲۰ جولائی کی اشاعت میں ہم لنڈن کے مشہور مسیحی اخبار "چرچ ٹائمز" کی تحریر کا ایک اقتباس پیش کر چکے ہیں۔ جس نے ٹرکی میں اصلاحات کا تذکرہ کرتے ہوئے عیسائیوں سے ان الفاظ میں اپیل کی تھی:-

"ان جدید حالات میں مسیحی مبلغین کے سامنے کامیابی کا ایک عظیم الشان اور بے نظیر میدان موجود ہے۔ اور اب وقت ہے کہ ساتویں صدی کا انتقام لے لیا جائے۔ اور ہلال نے جن قوموں کو صلیب سے چھین لیا تھا۔ انہیں پھر صلیب کے تحت میں لایا جائے۔"

غالباً ان الفاظ کی روشنائی بھی خشک نہ ہونے پائی ہوگی کہ مشہور ولایتی اخبار "ڈیلی ٹیلیگراف" کے نامہ نگار نے آستانہ سے خبر بھیجی۔ کہ روما کے پادریوں کی مجلس نے قرار دیا ہے کہ اپنی کیتھولک گرجے کو آستانہ سے بیروت میں منتقل کر دیا جائے۔ یہ فیصلہ اس طرز عمل کو دیکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ جو ترکی حکومت تمام گرجوں کے خلاف اختیار کرنے والی ہے۔ گو یہ خبر ابھی تشریح طلب ہے۔ مگر اس سے یہ بات تو صاف طور پر ظاہر ہے کہ ٹرکی میں عیسائیت کی دال گلتی نظر نہیں آتی اور حالات نے اسے مجبور کر دیا ہے۔ کہ وہ وہاں سے بستر البوریا باندھ لے۔ یقیناً یہ خبر "چرچ ٹائمز" اور اس کے ہمخیال لوگوں کی امیدوں کے لئے ایک برق جانسوز ثابت ہوگی لیکن اس میں سراسر ان کا قصور ہے جنہوں نے ترکوں کے کفر و الحاد کی فرضی داستانوں پر یقین کر کے اس قدر "شاندار" امیدیں قائم کر لی تھیں۔ ہم اس سے قبل بھی کئی بار اپنے مسیحی اور آریہ دوستوں کو بتا چکے ہیں۔ کہ ترک مسلمان ہیں اور مسلمان رہیں گے۔ اور ان کو اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش کرنا

حمایت سے کم نہیں۔

یورپ میں عیسائیت کا دم واپسیں ہے۔ اس کی بنیادیں ہل چکی ہیں۔ دکھاوے کے طور پر برائے نام اس کا اثر رہ گیا ہے۔ اور تھوڑے عرصہ میں وہ بھی نہ رہے گا۔ خدام مسیح موعود کی کوششیں آخر کار کامیاب ہوں گی اور دجال بموجب حدیث نبوی آخر کار نمک کی طرح خود بخود پگھل کر فنا ہو جائیگا پادری صاحبان کو تبلیغ و وعظ کا زیادہ شوق ہے تو انہیں پہلے گھر کی خبر لینی چاہیئے۔

"ٹائمز آف انڈیا کی معافی"

بمبئی کے مشہور انگریزی اخبار "ٹائمز آف انڈیا" نے ۱۹ جون کی اشاعت میں حضور سرور عالم اور ازواج مطہرات کی شان میں ایک دلخراش اور اشتعال انگیز گستاخی کی تھی جس کا ذکر ۴ جولائی کے پیغام صلح میں تفصیل سے ہو چکا ہے۔ اس تحریر نے ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو بے چین کر دیا اسلامی اخبارات نے متفقہ طور پر اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ جگہ جگہ مسلمانوں نے جلسے کئے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ خبر ناظرین کرام کے لئے باعث اطمینان ہوگی کہ مسلمانوں کی عالمگیر بے چینی سے متاثر ہو کر "ٹائمز" نے معافی مانگ لی ہے اس کا بیان ہے کہ:۔

> مذہب اسلام کے احکام و شعار کی ہمارے دل میں بڑی عزت ہے اور اگر ہم یہ سمجھتے کہ . . . اس اشارے سے ایک مسلمان بھی ناراض ہوگا تو یہ کبھی بھی شایع نہ ہوتا۔ ہمیں یقین ہے کہ جو لوگ اس فقرہ پر اعتراض کر رہے ہیں وہ ہمیں اس الزام سے بری سمجھیں گے کہ ہم نے دانستہ ان کو ناراض کیا ہے۔ اور ہماری معافی کو قبول فرمائیں گے۔

"ٹائمز آف انڈیا کی یہ معافی ہاہے ان دیسی اخبارات بالخصوص ہندو معاصرین کے لئے ایک نمونہ ہے۔ جو آئے دن دوسروں کا دل دکھاتے ہیں اور اس کے نتائج بد کو کھلی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے۔ کیا وہ لوگ جو حکومت کے خواہاں اور سوراج کے طالب ہیں حکمران قوم کے اس کیرکٹر سے کوئی عملی سبق حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی کار پردازان "ٹائمز" کا عذر لاعلمی بہت ہی غیر معقول عذر ہے۔ جس قوم کا تعلق مسلمانوں سے صدیوں سے چلا آتا ہے اور ایک صدی کا عرصہ انہیں ہندوستان پر حکمرانی کرتے ہوئے بھی گزر چکا ہے۔ وہ ہمارے جذبات و حسیات کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس سے بڑھ کر افسوسناک منظر اور کیا ہو سکتا ہے۔

مسلم پبلسٹی کمپنی

اس بیسویں صدی میں اخبارات و رسائل قومی زندگی و ترقی کے لئے ایک لازمی چیز ہو گئے ہیں۔ آج کل کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کا پریس منظم اور ترقی یافتہ نہ ہو۔ مسلمانوں کا پریس نہایت کمزور اور غیر منظم ہے اس لئے اس کی کوئی آواز ہے نہ اثر یہی وجہ ہے کہ مسلمان ہمیشہ حقوق کی طلب و حفاظت میں حریف اقوام کے مقابلہ میں ناکام رہتے ہیں۔ اول تو ہمارے اخبارات نہایت کمزور ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ ان کے پاس خبر رسانی کے ذرائع بھی نہیں۔ حریف اقوام اپنے اغراض و مقاصد کو مدنظر رکھ کر جو خبریں بگاڑ کر یا اختراع کر کے بھیجتی ہیں وہ ان کو شائع کرنے پر مجبور ہیں۔ رائٹر اسلامی ممالک کے متعلق جس قسم کی اور جس طریق پر خبریں بھیجتا ہے ان کا تجربہ بارہا ہو چکا ہے۔ ہندوستان میں ایسوسی ایٹڈ پریس اور فری پریس جن پر کسی نہ کسی صورت میں برادران وطن کا قبضہ ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ جو کچھ کر رہے ہیں وہ سب کے سامنے ہے۔ انہی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے ایک اسلامی خبر رساں ایجنسی کی تحریک کی تھی۔ اس آواز پر سب سے پہلے خواجہ حسن نظامی صاحب نے لبیک کہی ہے۔

منادی کے تازہ پرچہ سے معلوم ہوا ہے کہ خواجہ صاحب اس مقصد کے لئے ایک لمیٹڈ مسلم پبلسٹی کمپنی قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ان کا بیان ہے کہ وہ اس سلسلے میں عملی قدم بھی اٹھا چکے ہیں۔ یہ کمپنی ہندوستان اور ممالک اسلامیہ کی خبریں نہایت ارزاں نرخ پر مہیا کیا کرے گی ہم خواجہ صاحب کو اس نیک ارادہ پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور ان کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب اس اہم کام کے لئے ہر طرح سے موزوں ہیں۔ پھر بھی ان کی خدمت میں یہ عرض کریں گے کہ ہماری قوم کے لئے اس قسم کے کام کا پہلا موقع ہے اس لئے کمال احتیاط اور ہوشمندی کی ضرورت ہے اس میں خواجہ صاحب کو یقیناً ماہرین فن اور دردمند اور سمجھدار مسلمانوں کے مشورہ اور اعانت کی ضرورت ہے۔ امید ہے مسلمان اس سے دریغ نہ کریں گے۔ اگر یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا تو ہماری ایک نہایت اہم قومی ضرورت پوری ہو جائے گی۔

آخری نبی نمبر

گزشتہ اشاعت میں احباب "آخری نبی نمبر" کی اطلاع پڑھ چکے ہیں۔ اس سلسلے میں تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ بہترین احمدی غیر احمدی اور غیر مسلم ارباب کے قلم سے مضامین حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جن میں بہت بڑی حد تک انشاء اللہ یقیناً کامیابی ہوگی لکھائی چھپائی مضامین غرضیکہ تمام ظاہری اور باطنی خوبیوں میں یہ نمبر اپنی مثال آپ ہوگا۔ حجم تصاویر وغیرہ ابھی زیر غور ہیں جن کی اطلاع کے لئے آپ کو آئندہ اشاعت کا انتظار کرنا چاہئیے۔ ہم اس نمبر کو شاندار دلچسپ اور مفید بنانے میں انتہائی کوشش کریں گے لیکن کیا ہم صرف اپنی تنہا کوششوں سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟ اس کا جواب نفی میں ہے۔ ضرورت ہے کہ احباب اس موقعہ پر ہماری اعانت و دستگیری کریں کیونکہ جب تک ایسا نہ ہوگا ہم پورے طور پر کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ ہم بہترین مضامین فراہم کر کے اس کو عمدہ طریق پر ترتیب دے سکتے ہیں ہم دیدہ زیب اور دلکش طریق پر اسے لکھوا چھپوا سکتے ہیں لیکن "آخری نبی نمبر" کا مقصد صرف اشتعور نہیں بلکہ اس کو اپنی جماعت کے ہر ایک فرد کے علاوہ دیگر مسلمانوں اور غیر مسلموں تک پہنچانا ہے۔ کیونکہ یہ نمبر اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کی وجہ سے تبلیغ احمدیت کا ایک کارگر اور موثر حربہ ہوگا اس لئے ضرورت ہے کہ تمام احباب کوشش کریں کہ یہ نمبر کثیر تعداد میں چھپ کر زیادہ سے زیادہ آدمیوں کے ہاتھ میں پہنچے۔ مستقل خریداروں کو تو یہ نمبر مفت ہی بھیجا جائیگا۔ مگر احباب کے لئے لازم ہے کہ وہ اس نمبر کو کثیر تعداد میں خرید کر اپنے احباب اور رشتہ داروں میں تقسیم کریں۔ اور صاحب استطاعت لوگوں کو خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔ قیمت کی نسبت آئندہ اشاعت میں عرض کر دیا جائیگا۔ جو ہر صورت میں ۴ر سے کم ہوگی آپ کو اپنے فرض کی ادائیگی کی ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہیئے وقت تھوڑا ہے۔ کام اہم ہے۔ احباب کو بار بار کی یاددہانیوں کی توقع نہ رکھنی چاہیئے بلکہ فوراً اطلاع دے دینی چاہیئے کہ ان کو کس قدر پرچے درکار ہونگے۔ تاکہ ضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس شاندار اور مفید نمبر کی چھپوائی کا انتظام کیا جائے۔ اگر بعد میں اطلاع ملی تو ممکن ہے کہ فرمائشوں کی تعمیل نہ کر سکیں اور احباب کو ایک مفید چیز سے محروم رہنا پڑے۔ جیسا کہ اس سے پہلے کئی بار ہو چکا ہے۔ اے زندہ جماعت کے زندہ نوجوانو! اٹھو اور اپنی زندگی اور ہمت کا ثبوت دو۔ اگر یہ نمبر ہمارے پیشوا کے اعظم اور جماعت کی شان شایان شائع نہ ہو سکا تو اس کے ہم سب ہی قصوروار ہونگے اور یہ بات ہم سب کے لئے باعث شرم ہوگی۔

مقامی جماعتوں کا فرض

پیغام صلح ہماری جماعت کا واحد اردو آرگن ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ ہر ایک احمدی کا ہاتھ اسکی اعانت کے لئے اٹھتا تاکہ زیادہ سے زیادہ خدمات ادا کر سکتا۔ لیکن ہمیں گلہ ہے کہ احباب نے اس فرض کو کبھی بھی کما حقہ ادا نہیں کیا۔ مقامی جماعتیں بھی ہمیشہ اس سلسلے میں غافل رہی ہیں۔ اس وقت ضرورت ہے کہ گزشتہ غفلتوں کی تلافی کی جائے۔ ہمارے خیال میں مقامی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو اپنے قصبہ یا شہر میں اس نمبر کا خوب چرچا کریں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس کی خریداری پر آمادہ کریں۔ انہیں اس کام کو آج سے ہی شروع کر دینا چاہئیے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہر مقام کی جماعت کسی نہ کسی طریق پر تبلیغ اسلام کا فرض ادا کرتی ہوگی۔ اور ہم بتا چکے ہیں کہ "آخری نبی نمبر" تبلیغ و اصلاح کا ایک بے خطا اور کامیاب حربہ ہوگا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ جماعتیں اس کے خریدار پیدا کرنے کے علاوہ اس کو یقیناً خرید کر بھی اپنے حلقہ کار میں تقسیم کریں۔ جو کام بیسیوں ٹریکٹوں لیکچروں اور کتابوں سے نہیں ہو سکتا وہ یہ نمبر یقیناً انجام دیگا۔

ہم [illegible] اس کار خیر میں ہماری [illegible]

شذرات

مولانا محمد یعقوب خاں صاحب "ایڈیٹر لائٹ" نے ہندوستانی جیلوں کے اندرونی حالات پر تبصرہ کرنا شروع کیا ہے اور پہلے دو نمبروں میں جو اس وقت ہمارے سامنے ہیں آپ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ جیل خانہ کی چار دیواری کے اندر جو قانون رائج ہے وہ جیل مینوئل کا قانون نہیں بلکہ سپرنٹنڈنٹ اور جیلر کی زبان کا قانون ہے اور وہ جو جی چاہتا ہے غریب قیدیوں کے ساتھ کر گزرتا ہے۔

لاہور جیل کے سپرنٹنڈنٹ میجر چوپڑہ کے حسن اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے آپ نے جیلر کی بعض حرکات کا خاص طور پر تذکرہ کیا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جیلر کا سلوک قیدیوں کے ساتھ اس قسم کا نہیں ہوتا جیسے کہ ایک اچھے تعلیم یافتہ انسان سے توقع کی جا سکتی ہے وہ ہر طرح سے جا و بیجا انہیں دکھ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی حکومت کا رعب ان پر جماتے ہیں۔

خانصاحب لکھتے ہیں کہ سپیشل وارڈ میں ہمارے ساتھ ایک ہندو گریجوایٹ بھی تھے جو ایک اخبار کے ایڈیٹر اور عمدہ الموار رکھتے ہیں۔ وہ ہم سے پہلے وہاں پہنچے ہوئے تھے ہم نے جاتے ہی ان سے وہاں کے حالات دریافت کرنے شروع کئے تو انہوں نے جیلر کی کئی ایک بدسلوکیوں کا ہم سے ذکر کیا جن کو ہم نے ان کے احساس نوجوانی پر محمول کیا۔ انہوں نے بتایا کہ منجملہ اور چھوٹی چھوٹی ایذا رسانیوں کے جیلر صاحب نے یہ بھی دھمکی دی ہے کہ ہم تمہیں بید کی سزا دے سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی مہیب ناقابل فہم بات تھی کہ ہم اس پر یقین ہی نہ کر سکتے تھے۔ کہ ایک شریف آدمی کے متعلق ایسے الفاظ جیلر کے منہ سے نکل سکیں بالخصوص ایسی حالت میں کہ یہ الفاظ کسی حکم عدولی یا ضابطہ کی عدم پابندی کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اپنی حکومت کا رعب بٹھانے اور اپنے اختیارات جتانے کے لئے کہے گئے اس لئے ہم نے یہی سمجھا کہ ہمارے ہندو دوست کو کسی بات کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ ہم دونوں یعنی خانصاحب اور ان کے ہندو دوست شام کے وقت اپنے کرہ سے باہر نکل کر سامنے کے چکر پر ٹہل رہے تھے۔ دوسرے قیدی بھی اپنے دن بھر کے کام سے واپس آکر اپنے اپنے کمروں کے آگے جو اسی چکر پر ہیں جمع ہو رہے تھے عین اسی وقت جیلر صاحب دوسری طرف سے آئے ان کے ساتھ سلام سلام ہوا اور ہمارے پاس سے گزرتے ہوئے آہستگی سے انہوں نے کہا "آؤ میں آپ کو ایک تماشا دکھاؤں۔ دیکھو میں کس طرح ان پہرہ داروں کو جو اس جگہ متعین ہیں ڈراتا اور دھمکاتا ہوں" اور ساتھ ہی انہوں نے نہایت اپنی کرخت آواز میں چلانا شروع کیا "او فلانے! کیوں تم نے ان لوگوں کو کوٹھڑیوں سے باہر آنے کی اجازت دی ہے"؟ وہ زور زور سے چلاتا رہا اور برے برے الفاظ منہ سے نکالتا رہا یہاں تک کہ تمام قیدی دوڑ کر اپنی اپنی کوٹھڑیوں کے اندر گھس گئے فی الحقیقت یہ ایک تماشا تھا لیکن اس کا مطلب کیا تھا ظاہر ہے یہیں تماشا دکھانا اس کا مقصود نہ تھا بلکہ ہمارا تماشا بنانا اصل غرض تھی۔

دوسرے دن ہم نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور صاف کہا کہ اگر آپ ہمیں اس کوٹھڑی کی چار دیواری سے باہر چند قدم بھی چلنے پھرنے کی اجازت نہیں دے سکتے تو آپ کو صاف کہہ دینا چاہیئے تھا۔ آپکا یہ چیخنا اور چلانا دوسرے قیدیوں کو ممکن ہے مرعوب کر دے لیکن ہمارے لئے ایک توہین کی بات ہے آپ کو کوئی حق نہ تھا کہ جس بات سے کبھی آپ نے ہمیں متنبہ نہیں کیا اس پر یوں ناراضی کا اظہار کریں۔"

اس کے جواب میں جیلر صاحب نے کس قدر عجیب و غریب منطق چھانٹی۔ فرمایا:۔

"تمہاری توہین! توبہ توبہ آپ کی توہین کرنا ہرگز میرا مدعا نہ تھا ایک لفظ بھی میں نے آپ کو نہیں کہا نہیں اور نہ میں اس کا مجاز تھا کہ آپ سے کچھ کہتا۔ میں نے کبھی آپ کو باہر نکلنے سے روکا نہیں اور نہ اب میں روکتا ہوں۔ میں نے تو صرف پہرہ دار سے کہا ہے کہ وہ آپ کو باہر نہ نکلنے دے اور اس بات پر اسے جھاڑنے اور دھمکانے کا مجھے حق حاصل ہے"۔

یہ ہے وہ منطق جو جیل خانہ کی چار دیواری میں مہذب اور پڑھے لکھے انسانوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے تا بدیگراں چہ رسد۔ فی الحقیقت یہ منطق بقول خان صاحب اس تماشا سے بڑھ کر تھی۔ کوٹھڑی سے باہر نکلنے کی کھلی اجازت ہے لیکن پہرہ دار کو حکم ہے کہ وہ باہر نکلنے نہ دے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ہمارے محمودی دوستوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ تم مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ "کافر! توبہ توبہ! کلمہ گو اور مسلمان کو کافر ہم کب کہہ سکتے ہیں ہم تو کسی کو کافر نہیں کہتے وہ تو قرآن انہیں کافر ٹھہراتا ہے"۔

فرمائیے جہاں ایسے منطقی لوگ رہتے ہوں وہاں کسی سلیم المزاج اور معقول پسند انسان کا گزارا و نباہ ہو سکتا ہے؟

قومی سرمایوں میں خیانت کا فتنہ

فرزندان توحید کا عظیم الشان فرض !

(جناب قرشی کے قلم سے)

جب ایک ملی اور اجتماعی خطرہ پیدا ہو جائے اور قوم کو اس کے سدباب کی طرف متوجہ نہ کیا جائے تو ہمیشہ رسواکن نتائج کا ظہور عمل میں آیا کرتا ہے۔ اس وقت بعض کام کرنے والوں کی بدولت فتنۂ عظیم خیانت کو جس قدر قوت و شوکت نصیب ہو رہی ہے اس کے ہولناک نتائج ملت کے سامنے ہیں۔ ہم تمام دردمند اور خدا پرست مسلمانوں کو ان ائمہ خیانت کے خلاف برانگیختہ کرنا چاہتے ہیں جن کی نفس پرستی اور جاہ طلبی، زندگی اور دولت کی ہر ایک قدر کو پامال کر چکنے کے بعد بھی کسی قاعدے اور اصول کی پابند نہیں۔ ضرورت ہے کہ ہمارے معزز اخبار نویس، مضمون نگار، مبلغ اور خطیب اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی عزت اور دائمی سعادت کے لئے اس طرف متوجہ ہوں۔ اور مسلمانوں کو خطرات سے آگاہ کریں۔

ہمارے بہترین زمانہ کا اختصاص

حضور سرور عالمؐ کے بعد اسلام اور فرزندان اسلام کے لئے بہترین زمانہ حضرت عمرؓ کا زمانہ تھا۔ اگر عہد فاروقی کی عدیم النظیر کامیابی اور اقبال مندی کے اسباب کی تحقیق کی جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی تمام فتوحات اور کامیابیاں چاروں طرف سے سمٹ کر ایک مرکز پر آ ٹھہری ہیں۔ اور وہ مرکز عظیم بیت المال کا وجود ہے۔

اسلام کا پہلا بیت المال

حضور سرور عالمؐ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد مبارک تک زکوٰۃ و غنیمت سے جس قدر روپیہ آتا تھا۔ تعلیم قرآن کے مطابق اسی وقت تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات کے بعد جب خزانہ خلافت کا جائزہ لیا گیا تو اس سے صرف ایک درہم نکلا۔ اور حضرت عمرؓ نے اسی ایک درہم کے سرمایہ سے اس عظیم الشان سلطنت کا بوجھ اپنے کندھوں پر لیا جس میں عدن سے دمشق تک کے وسیع قطعات شامل تھے۔

بحرین کا لگان

۱۵؁ھ میں حضرت ابو ہریرہؓ بحرین کا سالانہ لگان لائے اور جب آپ نے حضرت عمرؓ کو اطلاع دی کہ وہ ۵ لاکھ درہم لائے ہیں تو آپ بحد متعجب ہوئے اور فرمایا تم گنتی بھی جانتے ہو؟ اس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے پانچ مرتبہ لاکھ کا لفظ دہرایا۔ جب یہ رقم حضرت عمرؓ کے حوالے کر دی گئی تو آپ نے مجلس شوریٰ کو بلایا۔ اور کثرت آرا سے بیت المال کے قیام کی قرارداد منظور ہوئی اور چند ہی ساعتوں میں اسلامی بیت المال کی تاسیس و تکمیل ہوئی۔

مسلمانان ہند کیلئے بیت المال

مسلمانان ہند کی تمام مشکلات ختم ہو سکتی ہیں بشرطیکہ ایک مشکل ختم ہو جائے اور وہ ایک قومی بیت المال کا قیام ہے۔ لیکن جب تک ہمارے ہاں فتنہ خیانت موجود ہے بیت المال کیونکر بن سکتا ہے؟ البتہ جہاں تک مجلس، قرارداد اور اعلان کا تعلق ہے، ہندوستان کی تعلیمی، تنظیمی، اور تبلیغی انجمنیں سالہا سال سے یہ منازل طے کر رہی ہیں۔ لیکن ان مدعیان بلند بانگ کو یہ معلوم نہیں کہ سچی للہیت، خدا ترسی اور کمال ایمان و دولت کے بغیر صرف انجمن آرائی اور کانفرنس بازی سے بیت المال نہیں بنا کرتے جب تک کام کرنے والوں کے دلوں کو اللہ اور اس کے رسول پر صحابہ کرام کی طرح ایمان نصیب نہ ہو اور جب تک مواخذۂ آخرت کا خوف ان کے کلیجوں سے ناسور کی طرح پیوست نہ ہو جائے صدیوں پر صدیاں اور قرنوں پر قرن گزرتے چلے جائیں گے مگر انہیں راستبازی، حفظ دیانت اور ایفائے عہد کی سچی توفیق نصیب نہ ہوگی۔ خواہ وہ بازاروں میں اپنی زہد و پارسائی کا ڈھول پیٹتے رہیں اور خواہ اخباروں میں اپنے ایثار و قربانی کی مردہ لاش کو فروخت کرتے پھریں۔

تاریخ اسلام کے واقعات

حضور سید عالمؐ نے فرمایا کہ بدترین خلق وہ لوگ ہیں جن کا جسم نعمتوں کی کے باعث سرو سہی کی طرح کھڑا ہو۔ وہ لذیذ سے لذیذ نعمتیں کھا رہے ہوں اور لطیف سے لطیف کپڑے پہن رہے ہوں اور پھر منبر پر کھڑے ہو کر خطیب کی طرح منہ کھول دیں اور گرج گرج کر غریبوں کو وعظ و نصیحت کہنے لگیں۔ ہم ایسے ہی بزرگان نفس کی عبرت آموزی کے لئے عہد سلف کے چند یادگار واقعات شائع کر رہے ہیں۔ تاکہ اگر وہ عملی طور پر قومی فنڈز کا صحیح احترام نہیں کر سکتے تو کم از کم صحیح احترام اور صحیح دیانت کے معنی تو سمجھ لیں

پہلا واقعہ

ایک غلام نے حضرت صدیق اکبرؓ کو شربت پلایا۔ جب پی چکے تو معلوم ہوا کہ یہ قومی سرمایہ سے متعلق تھا۔ اسی وقت حلق میں انگلی ڈال دی اور قے کرنے لگے۔ آپ بے انتہا رنج و عذاب میں گرفتار تھے۔ اور اس قدر شدت سے پیٹ کو اچھال رہے تھے کہ دیکھنے والوں کو خطرہ ہوا کہ آپ کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ بایں ہمہ آپ کا دل مطمئن نہ ہوا اور آپ فرما رہے تھے کہ اے خدا! میں اپنی سی کر گزرا۔ شربت کا جس قدر حصہ میری رگوں میں ہے اور باہر نہیں نکل سکتا مجھے معاف فرما دے۔ کیا وہ بزرگ جو قومی چندوں کو بے ڈکار ہضم فرما رہے ہیں۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں گے؟

دوسرا واقعہ

ایک دفعہ حضور سرور عالمؐ کے پاس صدقہ کی کھجوریں آئیں حضرت حسنؓ نے جو اس وقت بالکل کمسن تھے۔ ایک کھجور منہ میں ڈالی اور حضورؐ نے دیکھ پایا فرمایا "کخ کخ القہا"، چنانچہ یہ کھجور اسی حال میں آپ کے منہ سے نکلوا دی گئی۔

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت حسن ایسا معصوم اور کمسن بچہ صدقات میں سے ایک کھجور کے بقدر بھی ہضم نہ کر سکا تو ہمارے عمر رسیدہ بزرگ اپنی دریا نوشیوں کے متعلق بارگاہ الٰہی میں کیا صفائی پیش کریں گے؟

تیسرا واقعہ

حضرت فاروقؓ کے پاس کچھ مال غنیمت لایا گیا۔ اس مال میں کچھ مقدار کستوری کی بھی جسے آپ نے فروخت کرنے کے لئے گھر میں بھیج دیا کچھ عرصہ بعد آپ گھر میں تشریف لائے تو ہوا میں کستوری کی مہک موجود تھی۔ سوال کرنے پر بی بی نے بتلایا کہ مال غنیمت کی کستوری تولتے وقت میرے ہاتھ جو خوشبو سے آلودہ ہوئے تو میں نے انہیں اپنے دوپٹہ سے پونچھا تھا۔

حضرت فاروقؓ بی بی کی اوڑھنی اتار لیتے ہیں۔ اور وضو میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اوڑھنی کو مٹی میں ملتے ہیں۔ اور دھوتے ہیں۔ پھر مٹی میں ملتے ہیں اور دھوتے ہیں۔ پھر مٹی میں ملتے ہیں اور سونگھتے ہیں۔ اور یہ مشق اس وقت تک جاری رکھتے ہیں جب تک کہ اوڑھنی خوشبو سے محروم نہیں ہو جاتی۔

کیا وہ بزرگ اس واقعہ پر غور فرمائیں گے جنہوں نے قومی فنڈ سے اپنی بیویوں کو زیور پہنائے۔ اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون

چوتھا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دربار میں مال غنیمت کی کچھ کستوری آئی۔ آپ نے کپڑے سے ناک بند کر لی۔ اور فرمایا کہ یہ قوم کا سرمایہ ہے اگر میں اس کی خوشبو سے لذت حاصل کر لوں تو یہ مسلمانوں کی حق تلفی ہے ان کارکنوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے قومی سرمایہ سے پھولوں کے ہار خریدے۔ خود پہنے اور دوسروں کو پہنائے۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔

پانچواں واقعہ

حضرت عقیلؓ غزوہ حنین سے واپس تشریف لائے تو آپ نے اپنی بی بی کو ایک سوئی دی کہ وہ اس سے کپڑے سیا کرے۔ کچھ عرصہ بعد حضور سید عالمؐ کی طرف سے منادی ہوئی کہ مجاہدین مسجد نبوی میں مال غنیمت جمع کر دیں۔ اس اعلان کو سنتے ہی حضرت عقیل اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور ان سے سوئی لے کر آنحضورؐ کی خدمت میں پیش کر دی۔

آج بھی اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے منادی ہو رہی ہے ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ مسلمانو! جھوٹی اپیلوں، جھوٹے اعلانوں، ذومعنی تحریروں اور افسوسناک حیلہ بازیوں سے ایک دوسرے کا مال خورد بردنہ کرو۔

چھٹا واقعہ

حضرت ام کلثومؓ زوجہ حضرت فاروقؓ نے قیصر روم کے حرم میں تحفۃً عطر کی چند شیشیاں بھیجیں۔ اور یہ شیشیاں جواہرات سے بھر کر واپس لوٹائی گئیں۔ جب حضرت فاروق کو اطلاع ہوئی تو آپ نے عطر کی قیمت وضع کر کے تمام جواہرات بیت المال میں بھیج دئے اور فرمایا کہ بے شک عطر بھی تمہارا تھا اور جواہرات بھی تمہارے ہی ہدیہ کے جواب میں آئے تھے۔ لیکن چونکہ تحائف کا تبادلہ سرکاری سفیر کی معرفت ہوا ہے اور سفیر کے اخراجات بھی بیت المال سے ادا کئے گئے ہیں اس لئے تمہارا حق بیت المال پر فائق نہیں ہو سکتا"۔ کیا ہمارے قومی خزانوں کے محافظ اپنے عزیزوں کی تقرری و ترقی کے وقت سوچ لیا کرتے ہیں کہ سفارشوں ... [illegible] ... سرمایہ کا ... [illegible]

تبلیغ سلسلہ کیلئے ضروری ٹریکٹ

چونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری جماعت اسلام کی سچی خادم اور امۃ یدعون الی الخیر ... کی مصداق ہے۔ اس لئے جماعت کی طاقت کو بڑھانا اور ترقی دینا گویا اسلام کے حقیقی خادموں کی طاقت کو بڑھانا ہے۔ اور یہ ہر ایک ممبر جماعت کا فرض ہے۔ اور یہ دو طریق سے ہو سکتا ہے۔

اول۔ بالمواجہ مخالفین کے اعتراضات اور شبہات کے بطریق احسن جواب دے کر انہیں جماعت کی حقیقت و علت غائی سے آگاہ کر کے جماعت کے ساتھ مل کر اسلام کی خدمت کی دعوت دینا۔

دوم۔ جہاں پر طریق اول ناممکن ہو وہاں یہ کام ٹریکٹوں اور پمفلٹوں کے ذریعہ کرنا۔

چونکہ بالمواجہ گفتگو کرنے اور بحث مباحثہ کرنے میں افراد جماعت بڑی مہارت رکھتے ہیں۔ لہذا طریق اول کے متعلق تو ہمیں کچھ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہاں طریق دوم کے بارہ میں ہم اپنے احباب کی خدمت میں یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ انجمن نے چند ایک مفید ٹریکٹ جن کی فہرست ذیل میں درج ہے چھپوا رکھے ہیں۔ اور وہ مرکز سے ہر وقت مفت مل سکتے ہیں۔

(۱) دعوت عمل۔ اس میں اتفاق بین المسلمین کی دعوت ہے۔ نیز یہ وفات مسیح۔ نزول مسیح، مجدد صدچہاردہم کے کام اور دعوے۔ ان کی تعلیم اور ضرورت بیعت وغیرہ پر ایک مختصر سا نہایت ہی مفید اور قابل قدر ٹریکٹ ہے۔ بزبان اردو، انگریزی۔ ملائی۔

(۲) عقائد جماعت لاہور۔ اردو۔ انگریزی۔ عربی و فارسی زیر طبع ہیں

(۳) ہم کیا کر رہے ہیں اور آپکو کیا کرنا چاہئے۔

(۴) مسلمان افلاس اور غلامی سے نجات کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟

(۵) حضرت مسیح موعود و ختم نبوت (اردو۔ بنگالی)

(۶) رد تکفیر اہل قبلہ۔

(۷) حقیقت احمدیت (انگریزی)

(۸) تحریک احمدیت کیا ہے؟ اعتراضات کے جوابات (انگریزی)

(۹) پیغام صلح

(۱۰) وفات مسیح (اردو)

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کا فرمان ہے کہ یہ ٹریکٹ جہاں ضرورت ہو مرکز سے منگوا کر تقسیم کئے جائیں جس سے لوگوں کی بدگمانیاں اور شبہات دور ہو کر دل سلسلہ کی محبت سے لبریز ہو جائیں۔ اور وہ بجائے ہمارے راستہ میں کنکر ہونے کے ہمارے معاون و مدد ہو جائیں۔ اس کے علاوہ اور بہت ٹریکٹ علیحدیت اور آریہ سماج کے متعلق عنقریب تیار ہونے والے ہیں جن کی فہرست ان کے تیار ہونے پر پیغام صلح میں شائع کر دی جائیگی۔

مذکورہ بالا ٹریکٹ منگوا کر ہر جگہ مفت تقسیم کرنے چاہئیں۔ تاکہ لوگوں کو احمدیت کی اصلیت کا پتہ لگ جائے۔

نوٹ ۱ اگر ٹریکٹوں کے آرڈر کے ساتھ محصول ڈاک بھیج دیا جائے تو باعث مشکوری ہوگا۔

نوٹ ۲ ٹریکٹوں کے لئے تمام درخواستیں جائنٹ سکرٹری کے نام آنی چاہئیں۔

(جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

مقدسین قادیان سے دو فیصلہ کن سوالات

بہت لمبی چوڑی ہو چکیں۔ میں آج دو موٹی موٹی باتیں حضرات خدمت میں عرض کر کے آخری فیصلہ چاہتا ہوں۔ جس سے یہ معلوم ہو جائے گا۔ کہ ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود کو نبی قرار دینا کہاں تک صحیح ہے۔

(۱) حدیث صحیح میں آیا ہے۔ کہ **نحن معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث**۔ (ہم نبیوں کا گروہ نہ وراثت لیتے ہیں نہ وراثت دیتے ہیں)۔ اس حدیث کی سچائی پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمل سے مہر تصدیق ثبت کر دی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر باغ فدک کو بیت المال میں داخل کر دیا۔ اور حضرت فاطمۃ الزہرا کے خلاف فیصلہ دیا۔ جس کی بنا پر حضرات شیعہ آج تک انہیں گالیاں دیتے ہیں۔ حضرات قادیان اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی قرار دیتے ہوئے انہیں لازم ہے کہ میاں صاحب سے مطالبہ کریں۔ کہ آپ کی جائداد کو قومی بیت المال میں داخل کر دیں۔ اور اپنا دخل اٹھا لیں۔ اور اگر وہ اس حدیث کو صحیح تسلیم نہیں کرتے۔ تو وہ بتائیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے اس فعل کو وہ کیا سمجھتے ہیں۔ کیا ان کا یہ خیال ہے۔ کہ حضرت ابو بکرؓ نے اس حدیث کو وضع کر کے اہلبیت کو ان کے حق سے محروم کر دیا۔ اگر یہی خیال ہے۔ تو میاں صاحب اور ان کے مریدین کو چاہئے کہ علی الاعلان شیعوں کے ساتھ مل جائیں۔

(۲) حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ہر نبی جہاں فوت ہوتا ہے۔ وہیں دفن بھی ہوتا ہے۔ جس پر مہر تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہؓ نے اپنے عمل سے ثبت کر دی۔ اور آپ کو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں جہاں آپ فوت ہوئے تھے۔ دفن کر دیا۔ اور اس طرح اس حدیث کو ظن کے مرتبہ سے اٹھا کر یقین کے مرتبہ پر پہنچا دیا۔

اگر حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر آپ کے مریدین آپ کو نبی تسلیم کرتے۔ تو کیوں آپ کو لاہور سے قادیان لے جایا جاتا۔ یہ ان کا اجمال کس بات پر دال ہے؟ انہیں کیا ضرورت پڑی تھی۔ کہ ایک تو رسول اللہ کی حدیث کو رد کرتے جس پر صحابہؓ کے اجماع کی مہر تھی۔ مقدسین قادیان کو اگر آج حضرت مسیح موعود کی سمجھ آئی ہے۔ تو انہیں چاہئے۔ کہ آپ کی نعش مبارک کو یہاں لاہور احمدیہ بلڈنگس میں لا کر دفن کر دیں۔ تا کہ آئندہ یہ آپ کی نبوت پر ایک دلیل ہو۔

چودھری محمد سعید بھٹہ اوورسیر۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

راجہ صاحب پونچھ کی وسعت قلبی کا شکریہ

سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۲۶ رجون ۳۸ء کے "پیغام صلح" میں پونچھ میں اسلامی لکچر کے عنوان سے مولانا عصمت اللہ کا جو مضمون چھپا تھا اس کو پڑھ کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں نے ذیل کا ریزولیوشن پاس کیا:-

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں حضور راجہ صاحب کی اس عزت افزائی سے کہ حضور ممدوح نے بالنفس نفیس جلسہ انجمن اسلامیہ پونچھ میں کرسی صدارت کو مزین فرمایا۔ اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک اپنے اوقات گرامی کو صرف کر کے جناب مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب کی تقریر کو کمال توجہ سے سنا۔ اور حضور ممدوح نے نہ صرف تشریف ہی لا کر اہل جلسہ کی عزت افزائی کی بلکہ ایک کثیر رقم بطور امداد انجمن اسلامیہ پونچھ کو عطا فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور اس کے بعد دوسرے وقت پر بھی مولانا موصوف کو شرف باریابی کا موقعہ بخش کر دیر تک اسلامی تعلیم پر گفتگو کی۔ تہ دل شکریہ ادا کرتی ہے۔ اور حضور ممدوح کی ترقی جاہ و جلال کے لئے مخلصانہ دعا کرتی ہے۔

ہندوستان

— مسٹر غزنوی غزنوی اسمبلی میں مسلم اوقاف کی حفاظت کے لئے ایک بل پیش کریں گے۔

— اخبار ٹائمز آف انڈیا نے اپنی ۲۴ جون کی اشاعت میں رسول کریم کی ازواج مطہرات کی شان میں ایک دلخراش گستاخی کی تھی اس کے مدیر نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا۔ اور ۱۵ جولائی کی اشاعت میں معافی مانگ لی۔

— گورنر بمبئی اور لیڈی ولسن نے ایک ہزار روپیہ بمبئی کے [illegible] کی مدد کے لئے دیا ہے۔

— اخبار پائنیر رقمطراز ہے کہ لالہ [illegible] سہا کی وفات سے جو جگہ جوڈیشل کمیٹی میں خالی ہوئی ہے اس پر سر محمد شفیع کو مقرر کیا جائیگا۔

— بلدیہ بنارس نے فیصلہ کیا ہے کہ بلدیہ کی عمارت پر قومی جھنڈا نصب کیا جائے۔

— سر ہٹر بیمان سابق گورنر یو۔پی۔ کی جنہوں نے حال ہی میں حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کیا ہے یادگار قائم کرنے کے لئے چندہ جمع ہو رہا ہے۔ اس کام کو انجام دینے کے لئے ذمہ دار اصحاب کی ایک کمیٹی بن گئی ہے۔

— دہلی کے مشہور عالم مولانا محمد اسحاق صاحب رامپوری کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

— مدراس ۲۲ جولائی۔ مدراس کی طرف سے جو "بوٹ میل" آ رہی تھی وہ اسٹیشن لٹو پاکیں کے قریب پٹری سے اتر گئی۔ ۲۰ مسافر زخمی ہوئے۔

— معلوم ہوا کہ جنوبی ہند کی ریلوے نے ہڑتال کی وجہ سے رات کی ٹرینیں بند کر دی ہیں۔

— ۲۰ جولائی کو مسلمانان گجرات (پنجاب) نے ایک شاندار جلسہ میں سر شادی لال کے رویہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔

— بنارس میں ۲۴ جولائی کو یوم باردولی منایا گیا۔

— حالات باردولی بدستور ہیں۔

— بمبئی ۲۴ جولائی۔ جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے کے مزدوروں کی انجمن کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں جنوبی ہند کی ریلوے کے ہڑتالیوں سے اظہار ہمدردی اور انہیں ہر ممکن امداد دینے کا وعدہ کیا گیا۔

— شملہ ۲۳ جولائی۔ یہ خبر بہ افواہ گرم ہے کہ سر میلکم ہیلی صوبجات متحدہ کے گورنر بنا دئے جائیں گے لیکن ابتک سرکاری ذریعے سے کسی قسم کی کوئی خبر اس سلسلے میں موصول نہیں ہوئی۔

— دہلی ۲۳ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ تمام صوبجات کے وزرائے زراعت اور انجمن ہائے امداد باہمی کے رجسٹراروں کی ایک خاص کانفرنس دہلی میں منعقد ہونے والی ہے جو سرکاری زرعی کمیشن کی رپورٹ پر تبادلہ خیالات کر کے طے کریگی کہ وہ اپنے صوبوں کی مناسبت سے کمیشن کی سفارشات کو کیونکر عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔

— آجکل پشاور میں گرمی کی نہایت شدت ہے ۲۰ جولائی کو شدت گرما کی وجہ سے ۳ آدمی مر گئے۔

— دہلی میں باجی راؤ کا بت نصب کرنے کی تیاری ہو رہی ہے اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی قایم ہو گئی یقین ہے کہ ریاست اندور کمیٹی کو ہر قسم کی مدد دیگی۔

— پنڈت اندر جی ایڈیٹر ارجن (پسر سوامی شردھانند) کی اہلیہ کا دہلی میں انتقال ہو گیا۔

پیغام صلح: ہمیں پنڈت جی سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔

— دہلی میں ایک عیسائی لیڈی ڈاکٹر کو اغوا کیا گیا۔

— دہلی میں ہندی زبان کا پرچار نہایت کامیابی سے ہو رہا ہے۔

— مس شام کماری نہرو جنہوں نے امسال اول نمبر پر امتحان قانون پاس کیا تھا۔ الہ آباد ہائی کورٹ میں وکالت شروع کر دی۔

— شملہ ۲۳ جولائی صغر سنی کی شادیوں کو روکنے والی انجمن کے زیر اہتمام ایک جلسہ ہوا۔ اس میں شاردا ایکٹ کی پر زور حمایت کی گئی۔

— لاہور میں بھاٹی دروازہ کے نوجوان مسلمانوں نے ایک جدید انجمن "مجاہد الملت" کے نام سے قایم کی ہے مسلمانوں کی اقتصادی معاشرتی۔ اور تمدنی اصلاح اس کا مقصد ہے۔

پیغام صلح: ہم اس انجمن کی کامیابی کے لئے بدست بدعا

ممالک خارجہ

— شنگھائی ۱۳ جولائی۔ حکومت چین کی وزارت خارجہ نے ۱۴ سلطنتوں کے نمایندوں کو اپنا ایک بیان بھیجا ہے جس میں باہمی معاہدوں میں تبدیلی کی تجویز کی گئی ہے۔ خواہ ان معاہدوں کی مدت ہنوز ختم نہ ہوئی ہو یا ہو چکی ہو۔

— لندن ۱۳ جولائی۔ اہل چین اس قسم کی ایک اطلاع برطانیہ امریکہ۔ جاپان۔ فرانس اور اٹلی کو بھیج رہے ہیں اور ان سے مطالبہ کیا ہے کہ چین سے اپنے جنگی جہاز واپس بلا لیں کیونکہ جہازوں کی موجودگی قانون بین الاقوامی کے خلاف ہے۔

— فلسطین کا ایک یہودی مصور کچھ عرصے سے قرآن کریم کی حکایات اور واقعات کے متعلق بعض خیالی تصاویر بنانے میں مصروف تھا اور ان کو یروشلیم کی نمائش گاہ میں رکھنا شروع کیا مسلمانوں نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور یہ تصاویر اس نمائش میں نہ رکھی گئیں۔ لیکن اگر کسی اور جگہ نمائش کی گئی مسلمانوں نے حکومت کو مکرر توجہ دلائی ہے۔

— عراق کا ایک تجارتی قونصل محض تجارتی معاملات کے لئے مصر مقرر کیا گیا ہے اس کو سیاسیات سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔

— مصری محکمہ اطلاعات نے جرمن زبان میں ایک ہفتہ وار اخبار شائع کیا ہے۔ اس جریدہ کا مقصد یہ ہے کہ مصری معاملات کی اشاعت کرے تاکہ جرمن اخبارات کو مصری معاملات کے سمجھنے میں بطور رہنما کام دے۔

— لنکا شائر کے پارچہ بافی کے کارخانوں کی حالت آجکل نازک ہو رہی ہے۔ کام کی کمی کی وجہ سے پانچ لاکھ کارکن بیکار ہیں۔

— حال ہی میں صدر جمہوریہ البانیہ احمد زوغو پاشا کے خلاف ایک خوفناک سازش کی گئی جس کا عین وقت پر انکشاف ہو گیا اس سازش کے متعلق کسی قسم کی نشر و اشاعت سرکاری طور پر ممنوع قرار دی گئی ہے اس لئے تفصیلی حالات معلوم نہ ہو سکے۔

— بیروت ۱۲ جون چند روز ہوئے دمشق میں ایک ہولناک آتشزدگی ہوئی جس سے اس قدر نقصان ہوا ہے کہ بیروت اور لبنان میں بھی اس کے متعلق سراسیمگی اور اضطراب پیدا ہو گیا۔

— بعض تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ چین میں پھر جنگ شروع ہو گئی ہے۔

— مصر کے دستور اساسی کو تین سال کے لئے معطل کرنے کے بعد حکومت مصر ہر ممکن ذریعے سے کوشش کر رہی ہے کہ لوگ اس کے خلاف کوئی مظاہرہ یا ایجی ٹیشن نہ کر سکیں چنانچہ اس سلسلے میں طلبہ اور وکلاء کے متعلق نہایت سخت احکام جاری کئے گئے ہیں۔

— لندن ۱۸ جولائی۔ انگلستان کی پولیس کے طریق کار کے متعلق جو شاہی کمیشن مقرر ہوا ہے اس کی صدارت کے لئے لارڈ ریڈنگ کو دعوت دی گئی ہے۔

— حکومت فرانس مراکش میں موٹروں کے تجربات کر رہی ہے۔

— حکومت ترکیہ پاشا اور ایکسیلینسی وغیرہ کے خطابات منسوخ کر رہی ہے کیونکہ حکومت کے نزدیک یہ جمہوری اصولوں کے خلاف ہے۔

— دمشق میں عنقریب اسلامی اوقاف کے متعلق ایک کانفرنس منعقد ہوگی۔

— ترکی میں زراعت کے جدید طریقے نہایت سرعت سے رائج ہو رہے ہیں۔

— کینیا گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ سرکاری زمین کے رہائشی حلقوں کا نیلام کر دیا جائے۔ جن کو محض یورپین ہی خرید سکیں گے وہاں کی انڈین ایسوسی ایشن اس حکم کو غیر منصفانہ قرار دیتی ہے اور اس کے خلاف قانونی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔

— مصر کے بعد پولینڈ اور اسپین میں بھی پارلیمنٹیں توڑ دی گئی ہیں پارلیمنٹ کو بند کر کے دروازوں پر مہریں لگا دی گئی ہیں۔

— جاپان کے فوجی گورنر اور حکومت میں کچھ کشیدگی ہو گئی ہے اس سے وہاں خانہ جنگی کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

— قاہرہ ۲۲ جولائی۔ شاہی فرمان کے خلاف بطور پروٹیسٹ مقامی وکلاء کی بار نے ۳ دن کی ہڑتال کا اعلان کیا ہے۔ حکومت کے طرز عمل پر پبلک رائے میں اختلاف ہے۔

خاص الخاص شاہی مجربات

(زیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

سفوف مفرح ۔ شاہانہ تحفہ ہے موسم کی کوئی قید نہیں۔ جملہ اعضائے رئیسہ کو قوت بخشتا ہے کھوئی ہوئی طاقتوں کو واپس لاتا ہے جوان بوڑھے کو یکساں مفید ہے فی تولہ ۶ر ۲۲ تولہ کی قیمت سات روپے ہے ۔

شربت مفرح ۔ گرمی کا موسم قریب ختم ہے جلد منگائیے ورنہ ختم ہونے پر انتظار کرنا پڑے گا ۔ فی بوتل خوشبودار ۱عہ

سرمہ اکسیر چشم ۔ آنکھ کی ہر بیماری کو اکسیر ہے فی تولہ

ہر قسم کی دوائیں مصفی خون، مقویات، ملذذات غرض ہر زنانہ و مردانہ امراض کا علاج بذریعہ خط و کتابت کیا جاتا ہے

شاہی حکیم مولوی نظر محمد صاحب طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

پشاور مشہد اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی و بخاری قناویز ہر قسم کے بخاری و مشہدی مال کم و بیش قیمت کے ۔ سلمہ ستارہ کا زرکار کلہ پشاوری مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا ۔ اگر پسند نہ آئے تو محصول منہا کر کے قیمت واپس دیجائے گی ۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

بدی مشین کو صفا کرنیوالا

عرق مرکب مصفی خون

اس عرق سے تمام جلدی امراض کو نجات ملتی ہے ۔ اور چند روز پینے سے رنگ روپ نکھر کر چہرہ کندن کی طرح دمک اٹھتا ہے اور نیا خون پیدا ہو کر طاقت بڑھتی ہے ۔ خاص کر موسم برسات میں بچوں کو پھوڑے پھنسیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور ریزش، نقرس، وجع المفاصل جیسے امراض سے بچاتا ہے ۔ قیمت فی بوتل ۱عہ نیز ہمارے ہاں ہر قسم کے مربے چٹنیاں وغیرہ بھی مل سکتے ہیں ۔

اچار شلجم فی ڈبہ ۸ر — مربہ آم فی ڈبہ ۱۲ر — چٹنی سرکہ انگوری فی ڈبہ ۱ر

تجربتاً ایک دفعہ ضرور طلب کیجئے ۔

حکیم غلام نبی امرتسر والا اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

اردو صحافت کا درخشاں ستارہ

"پارس"

ہر ہفتہ ادب اردو کے بلند پایہ نمونے پیش کرتا ہے ۔ اور اپنے گوناگوں مضامین کی وجہ سے ہندوستانی صحافت میں خاص امتیاز رکھتا ہے مشاہیر اہل قلم حضرات "پارس" کو ہندوستان کا بلند پایہ اخبار تسلیم کرتے ہیں ۔

پارس کا سالانہ چندہ صرف تین روپے ہے ۔ اور سال بھر میں رنگا رنگ دلفریب اور دلچسپ مضامین کے ڈیڑھ ہزار سے زیادہ صفحات ناظرین کے پیش کئے جاتے ہیں ۔ علم دوست حضرات کو پارس کا خریدار بننا چاہیئے ۔ ضخامت ۲۸ صفحے سائز $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۴}$ نمونہ مفت منگائیے ۔

منیجر پارس اخبار ۱۶۲ لاہور

دمہ کا بیمہ صرف تین روپے میں

(کشمال کی پہلی خوراک کسوٹی ہے)

کشمال کی ایک خوراک سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ دوسری دواؤں سے ایک ماہ میں بھی ممکن نہیں ۔ پہلی خوراک سے خاطر خواہ فائدہ نہ معلوم ہو تو دوا واپس لے کر اس کی پوری قیمت معہ دو طرفہ محصول کے بخندہ پیشانی لوٹا دی جاتی ہے ۔ واپسی قیمت کا اقرار نامہ اور آزمائش کے لئے نمونہ ہر پارسل میں جاتا ہے ۔ تاکہ شیشی سے قبل اطمینان کر لیا جائے ۔ نئے یا پرانے ہر قسم کے دمہ میں ۹۹ فیصدی مفید ہے قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر ۔ پیشگی تین روپے ۔

ڈاکٹر خورشید علی خاں وکٹوریہ پارک شہر بنارس

بھوپندرا کالج پٹیالہ

علمی و عملی لحاظ سے ہندوستان کا مشہور طبی کالج ہے جسے پٹیالہ گورنمنٹ کی امداد کا فخر حاصل ہے ۔ گورنمنٹ پنجاب نے بھی یہاں کے سند یافتگان کو ممتاز کے امتیازی حقوق عطا کئے ہیں ۔ طلبا کی تعلیم طب کے ساتھ یہاں کے سب سے بڑے سرکاری ہسپتال میں سرجری وغیرہ سکھائی جاتی ہے ارکانگٹ آنے پر پریکٹس مفت بھیجے جاتے ہیں ضرورتمند اصحاب دندان سازی اور آنکھوں کا اپریشن بھی سیکھ سکتے ہیں ۔

(پرنسپل)

مسمیریزم ہپناٹزم

کے ذریعے اور خدا کے فضل و کرم سے ہر قسم کے روحانی و جسمانی اور مایوس العلاج دور یا نزدیک نہایت کامیابی سے کرتے ہیں ۔ اور پندرہ میں شرطیہ سکھاتے ہیں شاگردی نمبر ۷ ۶۹ ۵ ۳ ۔ مفصل کے واسطے تجربات مسمریزم و طلسمات روحانیاں کے مفصل حالات درج ہیں جو ہماری ۲۴ سال کی محنت کا نتیجہ ہے مفت منگاؤ ۔

جواب طلب امور کے لئے جوابی خط لکھئے ۔

گنیش داس اوم تند گنہ شرم چھاونی جالندھر پنجاب

ہم خرما و ہم ثواب

غریب اور بے روزگار مسلمانوں کے لئے آخری نبی نمبر ایک معقول مالی فائدہ کا باعث بھی ہوگا ۔ کیونکہ اس کی فروخت فراہمی اشتہارات پر معقول کمیشن دیا جائیگا ۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ یہ نمبر اپنی ظاہری اور باطنی شان کے لحاظ سے عدیم النظیر ہوگا اس لئے معمولی کوشش سے چھوٹے چھوٹے مقامات پر بھی کثیر تعداد میں اس کے پرچے خاص تعداد میں فروخت ہو سکتے ہیں ۔ تجارتی شہروں میں رہنے والے احباب اس کے لئے اشتہارات فراہم کر کے معقول فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیونکہ باوجود اس کے کہ یہ پرچہ کثیر تعداد میں شائع ہوگا ۔ ہم نے اجرت اشتہارات بہت کم رکھی ہے ۔ آپ کے بہت سے ملنے والے بیکاری کی شکایت کرتے ہونگے ۔ آپ ان کو اس کام کے لئے آمادہ کیجئے ۔ تفصیلات آئندہ پرچہ میں شائع ہونگی

اے رسول کے عاشقو ! اے اسلام کے جاں نثار سپاہیو اٹھو غفلت کو چھوڑ دو اور آخری نبی نمبر کو کامیاب بنا کر اس پر فریب سحر کو باطل کر دو ۔ جو ہمارے حریفوں نے رسول عربی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھولے بھالے اور سادہ لوح دلوں پر پھونک رکھا ہے ۔

چند ضروری باتیں

(۱) آپ "پیغام صلح" کے "آخری نبی نمبر" کی خریداری کے لئے لوگوں کو آمادہ کیجئے ۔ غریب اور غیر مسلم اصحاب میں اس کی مفت تقسیم کا انتظام کیجئے ۔

(۲) اپنے شہر کے غریب مسلمانوں اور اخبارات کے ایجنٹوں کو اس کی فروخت پر آمادہ کیجئے ۔ معقول کمیشن دیا جائے گا ۔

(۳) اس عدیم النظیر خاص نمبر کے لئے اشتہارات فراہم کیجئے ۔ نرخ بذریعہ خط و کتابت طے کر لیجئے ۔ اس پر بھی معقول کمیشن دیا جائیگا

(۴) مقامی جماعتوں اور احباب کو جس قدر پرچے مطلوب ہوں اس کی اطلاع جلد دے دیجئے ۔ تاکہ حسب ضرورت پرچے چھپوائے جائیں

منیجر پیغام صلح لاہور

کلید صحت

کوئی علاج کرنے سے پہلے یہ رسالہ مفت منگاؤ ۔
بشارت سیناسی بٹالہ ضلع گورداسپور

سب اشیا کی یکجائی قیمت صرف چھ روپیہ آٹھ آنہ

مندرجہ ذیل چار سلا اشیا کی قیمت ... لیکن جو صاحب اشیا یکدم طلب کریگا معہ محصولڈاک صرف چھ روپیہ آٹھ آنہ میں روانہ کی جاویں گی ۔

فینسی سٹواچ — گارنٹی ۲ سال ۔ نئے خوبصورت ڈیزائن کی ... گولڈ پلیٹیڈ سٹواچ جسے مرد و عورت دونوں استعمال کر سکتے ہیں ۔ ... قیمت معہ محصول ڈاک ... روپیہ آٹھ آنہ

عطر گلاب — ہمارے عطر و گلاب ... خالص ... قیمت معہ محصول ڈاک ... ایک روپیہ ... آنہ

بٹن — ... مرد و عورت دونوں ... قیمت مکمل سیٹ معہ محصول ڈاک ... ایک روپیہ آٹھ آنہ

سلف فلنگ فاؤنٹین پین ... ہر وقت کام دیتا ... قیمت معہ محصولڈاک تین روپیہ آٹھ آنہ

ملنے کا پتہ ۔ ٹریڈ ہاؤس اجمیری گیٹ ۲۲ دہلی

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۲ صفر سنہ ۱۳۴۷ مطابق ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۵۱

اسلام مشرق اور مغرب میں

فرانس

اخویم محمد اقبال صاحب لکھتے ہیں گزشتہ ہفتہ پھر وہی آج کل کا مسئلہ پیش آگیا۔ آج بھی گزرنے کو تھا کہ جوں توں کرکے یہ چند سطور لکھنے کو بیٹھ ہی گیا۔ ہاں لکھنے کو تو بہت کچھ لکھ ڈالوں اگر سمجھ میں آجائے کہ کیا لکھوں خیر اور کچھ نہ سہی تو حاضری ہی سہی اسے بھی غنیمت سمجھتا ہوں

مسٹر انگرام

مسٹر انگرام اور اپنی ملاقات کے متعلق لکھ چکا ہوں۔ ان سے پھر دوسری دفعہ ملا۔ لیکن وہ اس قدر مصروف تھے کہ چند منٹ بھی ان سے گفتگو کا موقع نہ ملا۔ اگرچہ ان کی سٹوڈیو میں انہیں کے ہمراہ دو گھنٹے گزارے وہ ایک نئی فلم تیار کر رہے ہیں۔ ان کی بیوی اس فلم میں چیف ایکٹرس ہے وہ قرآن مجید کے متعلق پھر اظہار شوق کرتے تھے۔ مجھے پھر ملنے کو کہا لیکن میں بھی کوئی کم مصروف آدمی نہیں۔ یعنی بے شغلی اور بیکاری اور آوارہ گردی میں بے انتہا مشغول رہتا ہوں اور اگر کبھی فرصت مل بھی جائے تو کوئی نہ کوئی اور کام نکل آتا ہے۔ جو جاذب توجہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے سفر کرنا اور محض ایک آدمی کو ملنے جانا جس سے کوئی خاص فائدہ نظر نہ آتا ہو عبث معلوم ہوتا ہے۔ تیسرے اخراجات کا پورے طور میں متحمل ہونا بھی آسان نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کبھی کبھی ادھر ادھر چلا جاتا ہوں۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ اس فلم کے متعلق جو مسٹر انگرام نے مجھے خاص طور پر دکھائی کچھ عرض کرونگا۔ گزشتہ ڈاک کا دن تو ایسے ہی آیا اور گزر گیا۔ اب بھی دماغ درست نہیں۔ اس لئے پھر دوسرے ہفتہ پر اٹھا رکھتا ہوں۔

ایک فرانسیسی خاتون کو تبلیغ

کل مجھے ایک فرانسیسی خاتون کا خط ملا۔ وہ لکھتی ہے۔ کہ وہ میرے مذہب کے متعلق واقفیت حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ فقرہ بھی لکھ دیا کہ شاید میرا مذہب بدھ مت سے ملتا جلتا ہوگا۔ جسے (بدھ مت کو) وہ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ لیجئے اب میں کیا جواب دوں۔ اگر میرے پاس فرانسیسی زبان میں اسلامی کتب ہوتیں تو بھیج دیتا۔ انگریزی تو وہ یقیناً نہیں جانتی۔ کیونکہ خط سے ظاہر ہے۔ ایک دفعہ گاڑی میں ملاقات ہوئی تھی وہاں بھی فرانسیسی میں گفتگو ہوئی تھی۔ امکان بھر کوشش کرونگا کہ ٹوٹی پھوٹی فرانسیسی زبان میں سے کچھ لکھکر سمجھاؤں اور اپنے ہی انداز میں سمجھاؤں گا۔ کیونکہ میں نے اپنے پروپیگنڈا کا ڈھنگ نیا تراشا ہے۔ البتہ آپ ان خیالات کو ذرا عالمانہ رنگ میں پیش کرتے ہیں اور میں عام روزمرہ کے حالات کو مدنظر رکھکر انہی آپ کے خیالات کو دہرا دیتا ہوں جس سے انسان عالم ہو یا جاہل متاثر ہو جاتا ہے۔ اب کے کوشش کرونگا کہ اس امریکن خاتون سے بھی ملوں جس کا ذکر پہلے کر چکا ہوں۔ اور جسے آپ نے کچھ اسلامی لٹریچر بھیجا تھا۔ اگر کوئی ایسی خاتون اسلام میں رنگی گئی تو وارے نیارے ہیں اور کام کو بے انتہا امداد مل سکتی ہے۔

مولوی ملاں کوٹ تپلون میں

عالم اسلام کے متعلق تو آپ اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔ ترکی نے تو اسلام کی ترکی تمام کردی اب افغانستان کی باری ہے۔ مصری بھی (مراد نوجوان مصریوں سے ہے) ماشاء اللہ کچھ کم نہیں رہیں گے ازہر میں بھی مغربی ہوا پہنچتی جا رہی ہے۔ انہوں نے جبہ و دستار کے متعلق تو ادھم مچا رکھا ہے کہ اسے اب خیرباد کہا جائے اور ٹانگوں کو بجائے ڈھیلے پاجامے کے چست پتلون سے مزین کیا جائے علیٰ ہذا دوسرے حصہ جسم کو بھی یورپین طرز میں ملبوس کیا جائے البتہ عمامہ کے بجائے ترکی ٹوپی ہو۔ اب کہئے۔ ہندوستان کے علامہ ہائے جن کا کرتے نچلا حصہ موسم سرما و گرما میں ہوا خوری کا عادی ہے اس بارہ میں کیا ارشاد فرمائیں گے کہ آیا آزادی اچھی ہے یا قید پتلون فرنگ۔ جونہی یہ خیال میرے دماغ میں آتا ہے کہ مولانا مناظرہ صاحب قبلہ عالم حضرت ابن البحیر ایک دن اپنے سامعین و مریدین مخلصین کے سامنے کوٹ پتلون وکالر ونکٹائی کی تعریف میں اظہار خیالات فرما رہے ہوں گے۔ تو مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو جاتا ہوں کہ آخر قبلہ بھی ڈھیلے پاجامہ کو داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انشاء اللہ پھر حاضر ہوں گا۔

مولوی عبدالحق صاحب

میں ایک عرصہ سے ناظرین پیغام صلح کی خدمت میں حاضر ہونے سے معذور رہوں جسکے لئے مجھے بہت ہی رنج و افسوس ہے۔ ایک مدت سے میری صحت خراب چلی آ رہی ہے اور اب سرنگر میں کمزوری اعصاب کی شکایت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ چلنے پھرنے سے تکلیف اور بعض اوقات شدت کا درد ہوتا ہے۔ اور چند منٹوں تک بھی ایک جگہ کھڑا نہیں ہوا جاتا۔ دوستوں سے دعا کی درخواست ہے یہاں مجھے اچھا طبی مشورہ بھی نہ مل سکا۔ (عبدالحق ودیارتھی)

"آخری نبی نمبر"

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے احباب نے "آخری نبی نمبر" کے اعلان کو قبولیت کی نظروں سے دیکھا۔ اور اس پر مسرت اور خوشی کا اظہار کیا ہے۔ دفتر میں اس نمبر کی خریداری کی درخواستیں ابھی سے آنی شروع ہوگئی ہیں۔ بلکہ بعض دوستوں نے یہاں تک لکھا ہے کہ اس نمبر کو ایک لاکھ کی تعداد میں چھپایا جائے۔ ہم ایسے تمام اصحاب کا دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ سب کچھ آپ لوگوں کی ہمت پر موقوف ہے۔ جس قدر ہمارے احباب ہمت اور کوشش سے کام لیں گے۔ اسی قدر اس نمبر کو زیادہ تعداد میں شائع کیا جا سکتا ہے۔ اور زیادہ مفید اور کارآمد بنایا جا سکتا ہے۔ ہم نے اس خیال سے کہ غریب سے غریب شخص کے ہاتھوں تک بھی یہ عدیم النظیر اور مفید نمبر پہنچ جائے اور صاحب استطاعت اصحاب اس کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں مفت تقسیم کرسکیں اس کی قیمت صرف دو آنے فی کاپی رکھی ہے۔ اس میں بہترین مسلم و غیرمسلم اصحاب قلم کے مضامین ہوں گے اس کی کتابت کے لئے بہترین کاتبوں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ اس کو نہایت عمدہ کاغذ لگایا جائے گا۔ اس کی چھپائی کا خاص طور پر اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اس کا ٹائیٹل پیج نہایت دیدہ زیب ہوگا۔ غرضیکہ تمام ظاہری و باطنی خوبیوں میں یہ اپنی مثال آپ ہوگا۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کے پرچے زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید فرما دیں اور دوسروں کو خریدنے پر آمادہ کریں۔ اس سے قبل ہم مقامی جماعتوں کو توجہ دلا چکے ہیں۔ تمام جماعتوں اور احباب کو جس قدر پرچے مطلوب ہوں اس کی فی الفور اطلاع دے دینی چاہیے۔ اور آرڈر کے ساتھ ہی غریب مسلمانوں اور اپنے شہر کے اخبار فروشوں کو بھی اس کی فروخت پر آمادہ کرنا چاہیے۔ ان کو ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جائے گا۔ قیمتیں آرڈر کے ساتھ بھیجنا لازمی ہیں۔

اے احمدی بھائیو! اے اسلام کے جاں نثارو! اے رسول عربی کے غلامو! آخری نبی نمبر کو کامیاب بنانے کے لئے انتہائی کوشش کرو۔ کیونکہ اس پیشوائے اعظم کے ذکر کو بلند کرنا ہمارا سب سے پہلا فرض اور ہمارے لئے سب سے بڑی سعادت ہے۔ پس اس سعادت سے کوئی احمدی بھائی محروم نہ رہے۔ اور اس فرض کی انجام دہی سے ایک فرد بھی پہلوتہی نہ کرے۔ تا آخری نبی نمبر کی اشاعت کا مقصد پورے طور پر حاصل ہو سکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ - ۱۲ صفر المظفر ۱۳۴۷ھ نمبر ۵۱

دعوت عمل

(۳)

وحدت واتحاد قومی

نظام قومی کے بعد سب سے زیادہ ضروری چیز جو اس نظام کو صحیح طور پر چلانے کا موجب ہو سکتی ہے۔ وحدت قومی ہے۔ کوئی نظام دنیا میں اس وقت تک نہیں چل سکتا جب تک وہ تمام لوگ جو اس سے وابستگی رکھتے ہیں اپنے خیالات۔ اپنی رائے۔ اور حرکات وسکنات میں ایک وحدت کا رنگ اپنے اندر پیدا نہ کریں۔ قوم کے تمام افراد مشین کے ان پرزوں کی طرح ہیں جن میں سے اگر ایک بھی کام کرنے سے رہ جائے تو تمام مشین بیکار ہو جاتی ہے۔ ہم میں آرا کا اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن کثرت رائے ایک ایسی چیز ہے جس کے سامنے ہم سب کے سر جھک جاتے ہیں۔ - حضرت مسیح موعود نے صاف اور کھلے لفظوں میں ہمیں ہدایت فرمائی ہے کہ:-

"جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو"

اس میں آپ نے کسی خاص چھوٹے یا بڑے کا نام نہیں لیا۔ کام کی تمام تر ذمہ داری کسی ایک خاص انسان پر نہیں ڈالی۔ بلکہ تمام جماعت کو اس کا ذمہ دار ٹھیرایا۔ اور مل کر کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ پس وہ لوگ جو اپنے آپ کو اس ذمہ داری سے علیحدہ سمجھتے ہیں۔ یا کسی خاص کام کا اہل صرف اپنے ہی آپ کو قرار دیتے ہیں۔ وہ دیکھیں کہ مسیح موعود کے اس کھلے ارشاد کے ہوتے ہوئے ان کا یہ خیال کہاں تک صحیح ہے۔ جب تک سب مل کر کام نہ کریں۔ اور قوم کا ہر فرد اپنے آپ کو تمام کام کا پورے طور پر ذمہ دار نہ سمجھے۔ اور اس جماعت کی ترقی اور توسیع سلسلہ کا فرض پوری کوشش اور تندہی کے ساتھ سرانجام نہ دے اس وقت تک نہ مسیح موعود کی وصیت پوری ہو سکتی ہے اور نہ ہمارا نظام ہی کوئی کام دے سکتا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ وحدت قومی کا اقتضا یہ ہے کہ ہمارے باہمی تعلقات اس قدر مضبوط اور استوار ہوں۔ باہمی محبت واخوت کا جذبہ اس قدر زبردست ہو کہ کوئی دوسری چیز اس میں حائل نہ ہو سکے۔ وہ عقد مواخات جو ہم نے مسیح موعود کے ہاتھ پر کیا وہ اس بات کا متقاضی ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ سگے بھائیوں کی طرح برتاؤ کریں۔ ادنے واعلے - غریب وامیر کا فرق آپ کے زمانہ میں کوئی نہ تھا۔ ایک دوسرے کی بیماریوں میں سب مل کر دعائیں کرتے اور تیمارداری اور بیمار پرسی کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے کے رنج وراحت میں اس طرح شریک ہوتے تھے کہ گویا سگے بھائی ہیں۔ ہم میں سے کسی کا کوئی عزیز فوت ہو جاتا تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا سب ہی اپنا فرض سمجھتے تھے کوئی نیا شخص ہماری جماعت میں آکر داخل ہوتا تو ہمارے تعلقات اس کے ساتھ اس قسم کے گہرے اور راسخ ہو جاتے تھے۔ کہ گویا وہ ہمارا قدیم دوست اور قریبی رشتہ دار ہے۔

افسوس ہے کہ یہ حالت آج ہم میں نہیں۔ اور جب تک یہ حالت پیدا نہ ہو۔ اس وقت تک ہمارا قومی نظام چنداں مفید نہیں ہو سکتا وحدت قومی ہی ایک شے ہے جو ہمیں ترقی واستحکام کے درجہ تک پہنچا سکتی ہے۔ برادرانہ تعلقات اور ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک ہی ایک چیز ہے۔ جو ہمیں دنیا کی نظروں میں باوقار بنا سکتی ہے اور لوگ اسے دیکھ کر ہماری طرف خود بخود کھنچے ہوئے چلے آسکتے ہیں۔ اس کی ذمہ داری سب سے بڑھ کر قوم کے امرا اور اکابر پر ہے۔ خدا کے فضل سے ہم میں اس وقت بھی ایسے امرا اور اکابر موجود ہیں جو مالدار اور امیر ہونے کے باوجود اپنے پہلو میں نہایت غریب دل رکھتے ہیں اور اپنے غریب اور مسکین بھائیوں کے ساتھ ہمیشہ برادرانہ محبت والتفات سے پیش آتے ہیں۔ لیکن چند استثنائی مثالیں چنداں اثر پیدا نہیں کر سکتیں۔ جب تک قوم کے تمام افراد ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے نہ ہوں۔ ہمارے امرا کا یہ فرض ہے کہ اگر کسی غریب بھائی کی بیماری کی خبر معلوم ہو تو اس کی بیمار پرسی کے لئے جائیں۔ اگر کوئی غریب بھائی فوت ہو جائے یا کسی کا کوئی عزیز مر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ شمولیت اختیار کریں۔ کہ اس کے بغیر ہمارے تمام تعلقات ہیچ ہیں ہماری برادری تب ہی بن سکتی ہے کہ ہمارے اندر ایسی خصوصیات پیدا ہو جائیں جیسی سگے بھائیوں میں ہوتی ہیں۔ اگر ہم میں سے کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو یہ ضروری نہیں کہ اس کو پکڑ کر ہم بیٹھ جائیں اور ایک دوسرے کی عیب جوئی اور خوردہ گیری کو ہم اپنا مشغلہ بنائیں بلکہ ایک دوسرے کے گناہوں کا معاف کرنا اور ایک دوسرے کی اصلاح میں کوشاں رہنا ہمارا سب سے پہلا فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود جس روح کو ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتے تھے۔ وہ آپ ہی کے الفاظ میں یہ ہے:-

"تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں" (کشتی نوح)

یہ روح ہے جو ہمارے اندر پیدا ہونی چاہیئے۔ کہ اس کے بغیر نہ خدا ہم سے راضی ہو سکتا ہے۔ اور نہ مسیح موعود کی جماعت کا ہم حصہ بن سکتے ہیں۔ بعض وقت یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک بھائی کسی وجہ سے ناراض ہو کر ہمارے جماعتی نظام سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور ہمیں اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ رفتہ رفتہ اس کا حجاب بڑھتا جاتا ہے۔ اور آخر کار وہ جماعت سے بالکل ہی الگ ہو کر دوسروں میں جا شامل ہوتا ہے اس قسم کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ اور ان مثالوں کے پیدا ہونے کی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ ہمیں اپنے دوستوں اور بھائیوں سے وہ تعلق نہیں جو ہونا چاہیئے۔ اگر ہمارے تعلقات گہرے ہوں تو ضروری ہے کہ جہاں ہمارا کوئی بھائی کچھ دن ہم سے جدا ہو ہمیں فوراً اس کا احساس ہو اور ہم معلوم کریں کہ ہمارا وہ دوست کہاں گیا۔ اور کیوں ہم سے نہیں ملتا۔ یا نمازوں اور جماعتوں بالخصوص جمعہ کے اندر شامل نہیں ہوتا۔ ہم اس کے گھر پر جائیں۔ اور اگر کوئی شکایت ہو تو اسے رفع کرنے کی کوشش کریں۔ احادیث میں کثرت سے ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی روزانہ مجلس میں آنیوالوں کا بہت خیال رکھتے تھے اور جس دن کسی صحابی کو آپ موجود نہ دیکھتے فوراً اس کے متعلق دریافت فرماتے۔ اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ وہ بیمار ہے تو اس کی بیمار پرسی کے لئے جاتے۔ اگر کوئی اور وجہ بیان کی جاتی تو آپ اس کے تدارک کی کوشش فرماتے تھے۔

ضرورت ہے کہ احمدی قوم اس پاک نمونہ کو بالخصوص پیش نظر رکھے۔ ہمارے سامنے کام بہت بڑا ہے۔ اور ہماری تعداد بہت تھوڑی ہے۔ دشمن ہر وقت اس تاک میں ہے۔ کہ ہماری کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر ہمیں پھسلائے اور اس جماعت کو تباہ کرنے کی کوشش کرے اس لئے جہاں تک ممکن ہو ہمیں باہمی تعلقات و روابط کو بڑھانا چاہئے اس بھائی چارہ کو ہر طرح سے مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نہ صرف اپنے دوستوں ہی سے بلکہ ان دوستوں کی اولادوں سے بھی گہرے تعلقات پیدا کرنے چاہئیں۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک بھائی مر گیا۔ اور اپنے پیچھے ایسی اولاد چھوڑ گیا جس کا تعلق ہماری جماعت کے ساتھ صرف باپ ہی کی وجہ سے تھا۔ جب باپ مر گیا تو وہ تعلق بھی قائم نہ رہا نہ ہم نے ان کی بات پوچھی اور نہ انہوں نے زیادہ پروا کی۔ اسی طرح بہت سے گھر ہیں جہاں احمدیت ایک وقت داخل ہوئی تھی۔ لیکن آج وہ احمدیت سے خالی ہیں۔ کیا یہ افسوسناک بات نہیں۔ کیا ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ اپنی اولاد کی فکر کریں اور اپنے دوستوں کی اولاد کی فکر کریں۔ کہ اس کے بغیر سلسلے کے کام دوام کا رنگ اختیار نہیں کر سکتے۔ اگر اسی طرح سے ہمارے گھر احمدیت سے خالی ہوتے چلے گئے۔ تو یہ پاک تحریک کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ آج نہیں تو کل۔ کل نہیں تو پرسوں [illegible] خدا کے مامور کی قائم کردہ تحریک ہے۔ اسلام کی زندگی اس کی زندگی سے وابستہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ یہ تحریک زندہ رہے۔ ہاں ہم اس کے زندہ رکھنے کا موجب نہ ہوں گے۔ اگر ہم نے اپنے فرض کو نہ پہچانا، ہم باقی نہ رہیں گے۔ لیکن اور لوگ ایسے ہوں گے جن سے خدا تعالے اپنا کام لے گا۔ اور وہی ان برکات اور رحمتوں کے وارث ہوں گے۔ جن کا وعدہ مامور الٰہی کے ساتھ اللہ تعالے نے کیا ہے۔

اردو کے خلاف جہاد

دیگر اقوام معمولی معمولی خطرات کی مدافعت اور مقابلہ کا قبل از وقت تسلی بخش انتظام کر لیتی ہیں دراصل اقوام کی ترقی و زندگی کی پہچان ہی یہی ہے کہ وہ اپنے بچاؤ اور حریفوں کے منصوبوں اور دراز دستیوں سے بے خبر نہ رہیں مگر ہمارا حال یہ ہے کہ خطرات واقعات کی صورت میں صاف نظر آرہے ہیں۔ حریف اقوام نے چاروں طرف سے دھاوا بول دیا ہے۔ ہماری مکمل تباہی و بربادی کی تیاریاں ہو رہی ہے لیکن ہم بدستور غافل اور بے فکر ہیں۔ شاید آپ کو معلوم ہوگا کہ حریف اقوام ہندوستان کی واحد قومی زبان اردو کو محض اس لئے تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو اس سے خاص لگاؤ اور دلچسپی ہے۔ اور اس کے تباہ ہونے سے انہیں سب سے زیادہ نقصان پہنچے گا۔ اب پنجاب میں یہ فتنہ ایک نئی شکل میں اٹھا ہے۔ پہلے اردو کی جگہ ہندی کو رواج کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اب گورمکھی کا واسطہ دے کر پنجاب سے اردو کو جلا وطن کر دینے کا اعلان ہو رہا ہے۔ اخبار بین حضرات کو معلوم ہوگا کہ امرتسر ڈسٹرکٹ بورڈ نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کے لئے پرائمری سکولوں میں اردو کے بجائے گورمکھی ذریعہ تعلیم ہو۔ لائل پور میں ایسی تجویز زیر غور ہے اور بہت سے مقامات پر یہی تجویز عنقریب پیش ہونے والی ہے۔

بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ گورمکھی جیسی محدود اور معمولی زبان کی کیا بساط ہے کہ اردو سے اس کی جگہ چھین لے۔ لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے بچپن میں انہوں نے خرگوش اور کچھوے کی دوڑ کا حال پڑھا ہوگا۔ وہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ اردو کو گورمکھی کے مقابلہ میں ہزار ترقی یافتہ زبان ہے۔ اس میں ترقی کی بے حساب اہلیت موجود ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود قدرت کا یہ مسلمہ قانون باطل نہیں ہو سکتا کہ غافل ناکام اور کام کرنے والا کامیاب ہوگا۔ آج حامیان اردو غافل اور حریفان اردو برابر اپنی کارروائی میں مشغول ہیں۔ ایسے حالات میں جو نتیجہ ہوگا اس کو بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔

پنجابیوں کو اردو کی قدردانی اور خدمت کا بہت بڑا دعویٰ ہے لیکن اس وقت تو ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ آنے والے طوفان کے بجاؤ کا کسی کو مطلق کچھ خیال نہیں۔ کیا ان کو اس وقت ہوش آئے گا جب پانی سر سے گزر جائے گا۔ اور ان کی تمام کوششیں کوئی نتیجہ مرتب نہ کر سکیں گی۔

ہندو اخبارات سے ایک سوال

ہندو اخبارات مسلمانوں کے اپنے آپ کو پہلے مسلمان اور بعد میں ہندوستانی کہنے سے بہت چڑتے ہیں۔ اور ان کے اس جذبہ کو وطن سے غداری کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس کے متعلق ایک سکھ اخبار "شیر پنجاب" لکھتا ہے:-

"کیا کوئی ایسا ہندو ہے جو پہلے ہندوستانی اور پھر ہندو ہے جو افغانستان کے ہندو کو چھوڑ کر ہندوستان کے مسلمان یا عیسائی سے تعلقات ازدواج قائم کر سکتا ہے۔ یا نیپال کے ہندو کے چوکے کی نسبت مسلمان کے دسترخوان کو ترجیح دے سکتا ہے اگر نہیں تو پھر پہلے ہندوستانی اور بعد میں ہندو کی رٹ لگانے سے کیا فائدہ؟"

ہندو اخبارات جنھیں اپنی وطن پرستی پر بہت ناز ہے اور آئے دن مسلمانوں کو یا مسلم اخبارات کی تحریروں کو اس بارے میں قابل اعتنا نہیں سمجھتے کیا وہ ایک سکھ اخبار کے سوال کا جواب بھی نہ دیں گے؟

اصل میں یہ پروپیگنڈا صرف ہندوؤں کو مسلمانوں سے الگ تھلگ رکھنے کے لئے ہے اور ہندوؤں کو مسلمانوں سے الگ رکھنا اس لئے مناسب بلکہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ برادران وطن کا نصب العین ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا ہے۔ نہ کہ متحدہ قومی حکومت۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ع این خیال است ومحال است وجنوں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک کشف

تعبیر طلب رویا یا کشف کو دعویٰ قرار دینا سخت غلطی ہے

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

۲۹ جون ۱۹۳۸ء کے اخبار پیغام صلح میں ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے حضرت مسیح موعود کے ایک کشف کے متعلق کچھ تشریح لکھی تھی جس میں حضرت صاحب نے یوں دیکھا تھا کہ جیسے الوہیت نے مجھکو گھیر لیا ہے اور میں جناب الٰہی میں فنا ہو کر ایسا محسوس کر رہا ہوں کہ گویا میں خود خدا بن گیا ہوں۔ اور میری آنکھ اس کی آنکھ اور میری زبان اس کی زبان اور میرے کان اس کے کان بن گئے ہیں اور میں نے ایک نیا زمین و آسمان اور نظام پیدا کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

جہاں تک میرا خیال ہے ایڈیٹر صاحب کی تشریح نہایت صاف اور تسلی بخش تھی۔ ان کی تشریح کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ یہ ایک کشف ہے جو تعبیر طلب ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے کبھی الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ دیگر اولیاء اللہ نے بھی اسی طرح کی باتیں کہی ہیں۔ یہ کشف صرف فنا فی اللہ کے مقام کو ظاہر کرتا ہے۔ جو صوفیا کے نزدیک انسانی ترقی کا ایک اعلیٰ مقام ہے۔ بس ختم شد۔

معاملہ بالکل صاف تھا۔ مگر مجھے یہ سنکر تعجب ہوا کہ بعض صاحبوں نے پھر بھی یہی کہا کہ یہ کشف الوہیت کے دعوے پر دلالت کرتا ہے۔ اگر دیگر اولیاء اللہ نے ایسی باتیں کہی ہیں۔ تو وہ پھر وہ "گنہگار" "دیوانے" اور "مرفوع القلم" تھے۔ اور انہوں نے جو کچھ کہا "جھک مارا" آنحضرت صلعم نے جو بہترین انسان تھے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ تم لوگ محض "تقلید" کے مرتکب ہو

کشف یا رویا دعویٰ کا قائم مقام نہیں ہوتا

اصل میں اس اعتراض اور غلط فہمی کی بنیاد یہ ہے کہ رویا یا کشف کو جو ہمیشہ تعبیر طلب ہوا کرتے ہیں۔ دعوے کا قائم مقام سمجھ لیا گیا۔ جب تک کوئی مدعی کسی مقام یا منصب کا دعویٰ نہ کرے اس کی کسی رویا یا کشف سے اس کا دعویٰ مستنبط کرنا سخت غلطی ہے۔ ہم رویا یا خواب میں روز خارق عادت اور عجیب و غریب اپنی حالتیں دیکھتے ہیں۔ لیکن کبھی ایک لمحہ کے لئے ہم خود یا ہماری رویا کے سننے والے یہ وہم و گمان دل میں نہیں لاتے کہ جو کچھ ہم نے رویا میں خارق عادت امور دیکھے اسکے ہم مدعی بھی ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا دعوے کیا تھا وہ اظہر من الشمس ہے۔ آپ دنیا میں خدا کی معرفت اور توحید کو پھیلانے آئے تھے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس دہریت کے زمانہ میں جب خدا کی معرفت دنیا سے اٹھ گئی تھی اس شخص نے دوبارہ دنیا میں خدا کی معرفت قائم کی۔ آپ کا وجود دنیا کے لئے خدا کی ہستی پر ایک بین دلیل تھا۔ خدا کی توحید کی جو باریک راہیں آپ نے ہمیں بتائیں ان کا خود موحد کہلانے والوں کو بھی علم نہ تھا۔ یہ سچ ہے کہ یہ باتیں قرآن اور حدیث میں موجود تھیں۔ مگر خشک ملاؤں کے خشک اور بے ثمر علم اور زمانہ کی دہریت اور لامذہبی نے یہ باتیں نظروں سے اوجھل کر دی تھیں اس خدا کے بندہ نے آکر دوبارہ علوم کی طرف توجہ دلائی اور قرآن کریم کی باتوں کو نہ صرف بطور قال کے بلکہ بطور حال کے اپنے آپ پر وارد کر کے دکھائیں۔ جس سے وہ ایمان جو ثریا پر چلا گیا تھا۔ پھر واپس آیا اور قرآن محض اگلوں کی کہانیاں نہ رہا۔ بلکہ بطور حال کے ایک زندہ حقیقت بن گیا آپ نے بتایا کہ انسان کا کمال عبودیت کے انتہائی مقام کو حاصل کرنا ہے اور کوئی انسان خواہ وہ کتنا ہی بلند مقام پر پہنچ جائے عبودیت کی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بندہ بندہ ہی رہتا ہے۔ اور خدا خدا ہی رہتا ہے۔ چنانچہ مسیح اسرائیلی کو اس نے خدائی کے تخت سے اتارا۔ خود مسلمانوں نے مسیح کو خدائی صفات دے رکھی تھیں۔ وہ سب اس نے یکے بعد دیگرے دور کیں۔ تمام انسان پرستیوں اور پیر پرستیوں کا خاتمہ کیا۔ وحدت وجود کے جواب میں کیا لطیف نکتہ ارشاد فرمایا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کے مطابق عبودیت تامہ کاملہ کو حاصل کرنا ہے۔ یعنی انسان جس قدر ترقی کرتا ہے وہ اتنا ہی عبودیت کاملہ کا وارث ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کا مصداق ہو جاتا ہے۔ گویا ایک انسان کو جب وہ ترقی کے تمام منازل طے کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے یہ بشارت دیتا ہے کہ میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا اسی لئے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو عبدہ و رسولہ میں عبد کا خطاب ملا وہ بہترین خطاب ہے جو ایک انسان پا سکتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ عبودیت کے تمام مراتب طے کر کے انسانی کمالات کے بکلی وارث ہو گئے تھے۔

کشف کی تعبیر

پس جس شخص کی یہ تعلیم ہو اور جس کا یہ دعوےٰ ہو کہ وہ خدا کا ایک عاجز بندہ ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام اور امتی ہے۔ ہاں بوجہ اتباع قرآن و سنت اس کو خدا نے وہ تمام کمالات عطا فرمائے ہیں جن کا قرآن نے اپنے متبعین سے وعدہ کیا تھا اور وہ اس لئے کھڑا کیا گیا ہے تا خدا کی توحید اور معرفت کا سبق دنیا کو پڑھائے اور پڑھاتا رہا۔ اس شخص کے ایک کشف یا رویا کو جو یقیناً تعبیر طلب ہے پکڑ کر بیٹھ جانا اور اس پر دعوی الوہیت کا الزام لگانا انصاف نہیں کہلا سکتا۔ اور پھر جب خود وہ شخص اس کی تعبیر بھی کر رہا ہو کہ اس سے مراد صرف فنا فی اللہ کے مقام کا حصول ہے جس کی نسبت خود رسول کریم صلعم ارشاد فرما گئے ہیں کہ مومن جب اللہ تعالیٰ کے اخلاق میں بکلی رنگین ہو جاتا ہے تو خدا مومن کی زبان بن جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ کام کرتا ہے۔ پس یہی وہ بات تھی جو عالم مثال میں حضرت مسیح موعود کو دکھائی گئی اور بتایا گیا کہ آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ اب دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ نئے آسمان اور نئے زمین سے مراد انقلاب ہی ہوا کرتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے یوم تبدل الارض غیر الارض جہاں زمین کے بدل جانے سے محض انقلاب کا پیدا ہونا مراد ہے۔ اور یہ انقلاب پیدا نہ ہو سکتا تھا جب تک کہ وہ شخص جس کے ذریعہ سے کوئی مذہبی انقلاب مقدر ہو اس قدر اللہ تعالےٰ کے اخلاق میں رنگین اور اس کے ارادوں کے ماتحت فنا نہ ہو چکا ہو کہ گویا دوئی درمیان سے اٹھ گئی ہو اور وہ بکلی الٰہی دست قدرت میں بطور ایک بیجان آلہ کے ہو جس سے مشیت الٰہی اپنی مرضی کے مطابق کام لیتی ہو۔ ورنہ وہ شخص جو خود ابھی بہت سی کمزوریوں میں مبتلا ہو اور اخلاق الٰہیہ میں بکلی رنگین نہ ہو اور اس کا ارادہ جناب الٰہی کے ارادوں سے مختلف ہو۔ ہرگز اس قابل نہیں ہو سکتا کہ اسے اصلاح خلق یا کسی مذہبی انقلاب کے لئے کھڑا کیا جائے۔

ایک مامور کے لئے فنا فی اللہ کا مقام ملنا ضروری ہے

اسی لئے اللہ تعالےٰ نے جب بھی اپنے کسی مامور کو کھڑا کیا خواہ وہ نبی تھا یا مجدد پہلے اسے اس مقام عالی پر پہنچایا جسے فنا فی اللہ کا مقام اصطلاح صوفیا میں کہتے ہیں۔ معراج نبوی کا منشا بھی اسی حقیقت کا اظہار تھا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام عالی ہی اس عظیم الشان کشف میں دکھانا مقصود تھا۔ جس میں نہ صرف تمام ملائکہ مقربین اور انبیاء کرام کے مقامات عالیہ سے آپ آگے بڑھ گئے بلکہ جناب الٰہی سے یہاں تک واصل ہوئے کہ دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ کا مقام عالی حاصل کر لیا۔ یعنی ایک طرف جناب الٰہی میں آپ کا بدرجہ اتم واصل اور فانی ہونا اور دوسری طرف شفقت علے خلق اللہ میں آپ کا بدرجہ کمال مستغرق ہونا آپ کو اس شفاعت حقیقی کے مقام پر پہنچانے کا موجب ہو گیا جسے قاب قوسین کہتے ہیں۔ یعنی قوس الوہیت اور قوس عبودیت کا درمیانی وتر جو ایک طرف الوہیت سے واصل ہے اور دوسری طرف عبودیت سے ملحق ہے۔ اب کوئی شخص محمداً عبدہ و رسولہ پڑھتے ہوئے اس کے یہ معنے نہیں کر سکتا کہ نعوذ باللہ اس سے نبی کریم صلعم کا دعوی الوہیت نکلتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ یہ صرف وہ مقام عالی ہے جس سے بڑھ کر انسانی ترقی ممکن نہیں۔ پھر خود قرآن کریم میں صاف طور پر آتا ہے کہ مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ کہ تو نے جب کنکریاں ماری تھیں اس وقت تو نے کنکریاں نہیں ماری تھیں بلکہ خدا نے ماری تھیں۔ اور ان کنکریوں کے خدا کے ہاتھ کی ماری ہوئی کنکریاں ہونے کا ثبوت وہ واقعات ہیں جو اس کے ساتھ ہی رونما ہوئے۔ یعنی کفار نے ایسا محسوس کیا کہ ان سب کی آنکھوں میں کنکریاں پڑ گئی ہیں۔ اور آخر کار یہی کیفیت ان کی شکست کا موجب بن گئی۔ یہاں صاف لفظوں میں محمد رسول اللہ صلعم کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ قرار دیا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہ قرآن میں آتا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت خدا کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ اب اس سے بڑھ کر اور کیا صفائی ہو گی۔ جس میں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ قرار دیا ہے۔ لیکن کوئی شخص اس سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ نعوذ باللہ آپ اس میں در پردہ الوہیت کا دعوے کر رہے تھے۔ بلکہ بتانا یہ مقصود تھا کہ آپ اپنے سے اس قدر کھوئے گئے تھے کہ گویا دوئی درمیان سے اٹھ گئی تھی اور اب جو کام بھی آپ کرتے تھے خدا بن ہو کر کرتے تھے۔ یہ تو فنا فی اللہ کا ایک مقام ہوا کرتا ہے۔ جس کے بغیر کوئی انسان مامور من اللہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک خدا کے اور بندہ کے ارادہ اور فعل میں اختلاف رہیگا وہ بندہ خدا کا رسول یا مامور نہیں ہو سکتا۔

حضرت یوسف کی رویا بطور مثال

پس اگر ایک بندہ کو رویا یا کشف میں کوئی ایسا خارق عادت امر جس سے فنا فی اللہ کے مرتبہ کا اظہار مقصود ہو دکھایا جائے تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ نعوذ باللہ اس سے مراد دعوی الوہیت ہے سرتا سر غلط اور بے انصافی ہے۔ خود قرآن کریم میں حضرت یوسف کی رویا کا ذکر موجود ہے۔ جس میں صاف طور پر آتا ہے کہ انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتھم لی سجدین۔ حضرت یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کرتے ہیں۔ ایک طرف حضرت یوسف کی اس رویا کو رکھو اور دوسری طرف قرآن کی اس آیت کو رکھو جس میں لکھا ہے کہ الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس یعنی جو لوگ بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے اور کثرت سے انسانوں میں سے سب کے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ تو کیا اب اس سے یہ نتیجہ نکالیں کہ اس سے حضرت یوسف کا دعوےٰ الوہیت نکلتا ہے اس لئے کہ سورج اور چاند اور ستارے جو محض خدا کو سجدہ کرتے ہیں وہ یوسف کو جب سجدہ کرتے ہوئے رویا میں نظر آئے تو معلوم ہوا کہ حضرت یوسف خدا ہوئے۔ لیکن ہر ایک عقلمند جانتا ہے کہ اس سے مراد صرف اس قدر تھا کہ حضرت یوسف اس مقام عالی پر پہنچنے والے ہیں جسے فنا فی اللہ کا مقام کہتے ہیں۔ اور جہاں صحیح معنوں میں خلافت الٰہی انسان پر متحقق ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب وہ اپنے اس عظیم منصب کو حاصل کر لیتے ہیں۔ تو اپنے والد بزرگوار کو اسی رویا کے متعلق کہتے ہیں کہ ھذا تاویل رءیای۔ یہ میرے رویا کی تعبیر ہے۔ جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اس قسم کی رویا تعبیر طلب ہوتی ہیں۔ اور انہیں دعوی الوہیت کا مترادف کہنا قرآن کی صریح ہدایت کے خلاف ہے اس رویا کا اور اس کی تعبیر کا ذکر کیوں قرآن میں کیا گیا اسی لئے کہ تا بندوں کو ہدایت کی جائے کہ اہل اللہ اور خدا کے ماموروں کو اس قسم کی رویا اور کشوف نظر آتے ہیں۔ مگر یہ ہمیشہ تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ ان سے ان کی طرف خدائی کا دعویٰ منسوب کرنا خطرناک غلطی ہے۔

کاملین وقت دیوانے نہیں

ان رویا یا کشوف کا ذکر جن میں ترقیات انسانی کا اظہار ہوتا ہو قرآن کریم یا مقربین الٰہی کے ملفوظات یا تصنیفات میں اسی لئے آگیا ہو کہ تا حق کے طالبوں کے اندر مجاہدات باطنی کے لئے تحریک ہو اور انسان معلوم کرے کہ وہ مجاہدات کے ذریعہ کن مقامات عالیہ کو حاصل کر سکتا ہے۔ ان سے چڑھانا اور ایسے رویا یا کشوف دیکھنے والوں کو باوجود ان کے اتقا اور علم و عمل کی فضیلت کی موجودگی کے "گنہگار" اور "دیوانے" اور "مرفوع القلم" کہدینا خطرناک غلطی ہے۔ اگر ان بیچاروں نے یہ کہا ہوتا کہ ہم واقعی خدا ہیں تب تو ان پر کسی قسم کا الزام دینا درست ہوتا لیکن جب وہ بندگی اور بیچارگی کے مدعی ہوں اور توحید ہی کے معلم ہوں۔ اور خود اپنی رویا یا کشوف کی تاویل و تعبیر کرتے ہوں تو پھر ان کی اس تعبیر کو قبول نہ کرنا زبردستی نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر ہم حضرت یوسفؑ کی رویا کی تاویل کو کیوں مانیں؟ اور کیوں بادشاہ مصر کی رویا کو اس کے درباریوں کی طرح اضغاث احلام نہ کہیں جس میں اس نے دیکھا تھا کہ سات دبلی گائیں سات موٹی گایوں کو کھا گئیں۔ اور حضرت یوسف کی تعبیر کو کیوں مانیں جس میں انہوں نے سات دبلی گایوں سے سات قحط کے سال لئے اور سات موٹی گایوں سے سات سال خوشحالی کے لئے تھے؟ پس اگر رویا کی تعبیر ایسی قرآن سے ثابت ہے۔ اور حضرت یوسف کو سورج چاند کے سجدہ کرنے والی رویا کی تعبیر قرآن نے خود کر کے دکھائی ہے تو پھر امت محمدیہ کے کاملین و مقربین کو کیوں اس حق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ ان بزرگوں کا بڑا احسان ہے

کہ ان کے وجود ہر زمانہ میں خدا کی ہستی کے لئے بطور ایک نشان کے رہے ہیں۔ انہی صاحب حال بزرگوں کے ساتھ جو خدا کا معاملہ رہا ہے۔ اور جو علم و حکمت اور نصرت الٰہیہ کا ظہور ان کے وجود کے آئینہ میں اہل بصیرت کو نظر آتا رہا ہے۔ وہ اسلام کے ایک زندہ مذہب ہونے پر دلیل بین ہے۔ انہی بزرگوں کے وجود میں انسانی خلافت اور ترقی کمالات کا ظہور سالکوں کے لئے حوصلہ افزائی کا موجب ہوا ہے۔ ورنہ خشک فلسفہ نے انسان میں کبھی وہ ایمان نہیں پیدا کیا۔ جو گناہوں اور دنیا پرستی کی زندگی کو جلا دے اور ماسوی اللہ سے انقطاع تام پیدا کرکے توحید کامل پر انسان کو کھڑا کر دے۔ پس ان بزرگان دین کا ہم پر احسان ہے ان کے بعض کشوف یا بعض متشابہ کلام کی بنا پر انہیں "دیوانے" کہنا ایک خطرناک قدم ہے۔ جس سے آخر کار دہریت کا دروازہ کھل جاتا ہے کیونکہ پھر اس کے یہ معنے ہوں گے کہ اسلام میں جو بھی خدا کا مقرب تھا اور جس نے بھی اس کو پانے اور اس سے واصل ہونے کا دعوے کیا وہ دیوانہ ہی تھا۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ زندہ خدا کا ثبوت کیا باقی رہ گیا اور یہ ثبوت کہاں سے آئے گا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ کیونکہ جو اس پر چلا وہ آخر کار دیوانہ ہو کر بہکی بہکی باتیں کہنے لگ گیا تو کیوں نہ مادہ پرستوں کی طرح یہ مان لیا جائے کہ مذہب خود ایک قسم کا جنون ہے۔ آخر نبیوں کو بھی کفر کہنے والوں نے مجنون کہا۔ اور اسی تعلق باللہ اور وحی والہام کی بنا پر کہا تو پھر ان نبیوں کے مسلک پر جو چلا وہ بھی آخر کار دیوانہ ہی نکلا۔ تو مذہب کا کیا باقی رہ گیا؟ پس امید ہے کہ ہمارے مہربان اس پر نظر ثانی فرمائیں گے۔ اور اس خطرناک راہ سے احتراز کریں گے۔

کشف کا مقصد

الغرض قرآن نے رویا اور تعبیر کا نمونہ پیش کرکے اور بالخصوص حضرت یوسفؑ کی سورج چاند کے سجدہ کرنے والی رویا کو مثال کے طور پر ذکر کرکے دو قسم کی ہدایتیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس قسم کی رویا خدا کے مقربین کو آیا کرتی ہیں۔ دوم یہ کہ اس قسم کی رویا ہمیشہ تعبیر طلب ہوتی ہیں۔ اور ان سے مراد ہمیشہ انسانی کمالات اور ترقیات اظہار ہوتا ہے۔ ایسی رویا کے دیکھنے والے کو ہرگز خدائی کا مدعی نہ سمجھ لینا چاہیئے آج ہمارے زمانہ میں لوگوں نے مسیح کو یا اپنے پیروں کو ان کے بعض متشابہ کلام یا کشف و رویا کی وجہ سے جب الوہیت کے مقام پر کھڑا کر دیا تو خدا نے زمانہ کے مصلح کو اسی قسم کا ایک کشف دکھلا کر اور اس کی تعبیر کرا کے گویا یوسف کی رویا اور اس کی تعبیر کو پھر زندہ کر دیا۔ اور بتا دیا کہ اس قسم کے کشوف جن بزرگوں کو بھی ہوئے وہ سب تعبیر طلب ہیں۔ اور ان سے ان بزرگوں کی خدائی پر دلیل قائم کرنا پہلے درجہ کی لغویت ہے۔

تقلید کا الزام غلط ہے

رہ گیا ہم پر تقلید کا الزام یہ غلط ہے۔ ہم خدا کے فضل اور رحم سے متحقق ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کو بھی اگر ہم نے مانا ہے تو قرآن اور حدیث سے تحقیق کرکے مانا ہے۔ ان کے اس کشف کی جو تعبیر کی ہے۔ وہ قرآن و حدیث میں سے اسی قسم کے نظائر کو سامنے رکھ کر کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ہمارے مہربان کے قلم سے جوش میں یہ فقرہ نکل گیا۔ یقین ہے بعد میں غور و فکر کے بعد وہ خود بھی پشیمان ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ وہ حقیقت سے ناواقف نہیں ہیں۔

پردہ پر میرے خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

کسی دوست نے اخبار "الفضل" کا ایک ورق بھیج کر مجھے اس مضمون کی طرف توجہ دلائی ہے جو ۲۶ جولائی کے "الفضل" میں لکھا ہے اور جس میں میرا بھی کچھ ذکر کیا گیا ہے۔ کہ کسی سائل عبدالغفور نے پردے کے متعلق مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ عورتیں ننگے منہ پھریں مگر مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں اسے برداشت کر سکوں۔

مجھے یاد نہیں کہ یہ سائل کون صاحب تھے۔ اور انہوں نے کیا پوچھا تھا مگر ظاہر ہے کہ جو کچھ الفضل میں ظاہر کیا گیا ہے وہ کوئی سوال نہیں۔ جو شخص مجھ سے آکر سوال کرے گا وہ یہ سوال نہ کرے گا کہ میرا دل کیا چاہتا ہے یا کیا نہیں چاہتا۔ بلکہ یہ دریافت کرے گا کہ آپ کے نزدیک پردہ کی شرعی حدود کیا ہیں؟ چنانچہ اسی سائل عبدالغفور کا سوال یا کسی دوسرے شخص سے انہی الفاظ میں منقول ہے کہ اسلامی پردہ کی کیا حدود ہیں؟ یہ سوال نہیں کہ آپ کا دل کیا چاہتا ہے۔

پردہ کے متعلق میں نے آج کوئی نئی بات نہیں لکھی بلکہ ۱۹۰۸ یا ۱۹۰۹ء میں ریویو آف ریلیجنز میں جب پہلے پہلے دلاور حسین خان صاحب کے اعتراضات کے جواب میں ایک سلسلہ مضامین میں نے پردہ۔ تعدد ازدواج۔ طلاق۔ غلامی۔ سود وغیرہ پر لکھا تو انہی خیالات کا اظہار اس وقت بھی کیا تھا۔ پردہ کے میں دو حصے سمجھتا ہوں۔ ایک گھر کے اندر اور ایک گھر کے باہر۔ گھر کے اندر ہر شخص کو جانے کی اجازت نہیں۔ اور مردوں اور عورتوں کے کھلے اختلاط کو پسند نہیں کیا گیا۔ گھر سے باہر جب عورتیں اپنی ضروریات کے لئے نکلیں اور ان ضروریات میں جس طرح محنت و مزدوری کے لئے یا اور ضروریات کے لئے نکلنا ہے سیر کے لئے نکلنا بھی داخل ہے۔ کیونکہ صحت جسمانی کے لئے اس کی ضرورت بھی ہے۔ تو حکم ہے کہ وہ اپنی زینت کو چھپا کر نکلیں سوائے اس کے جو اس سے ظاہر ہے لا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ریویو آف ریلیجنز میں جب میں نے اس مضمون پر پہلے قلم اٹھایا تو حضرت مسیح موعود سے دریافت کرکے اٹھایا تھا۔ اور میرے پاس شاید میرے کاغذات میں اب تک کہیں وہ تصویر پڑی ہوگی جو آپ نے اپنے ہاتھ سے کھینچ کر مجھے بھیجی تھی۔ جس میں الفاظ قرآنی الا ما ظھر منھا کی گویا تفسیر فرمائی۔ کہ چہرہ کا وہ حصہ جس میں آنکھیں ناک اور منہ اور کچھ حصہ رخساروں کا شامل ہے۔ یہ تمام کھلا رہ سکتا ہے یعنی زینت کے جن مقامات کو چھپانے کا حکم ہے۔ اس میں چہرہ کا یہ حصہ شامل نہیں۔ اور تفسیر اور حدیث کو جہاں تک میں نے اس وقت دیکھا اور پھر اس کے بعد انگریزی ترجمہ قرآن کریم کے وقت دیکھا جس کو حضرت مولانا نورالدین مرحوم بھی سن چکے ہیں۔ اور پھر بیان القرآن یعنی اردو تفسیر کے وقت دیکھا۔ میری یہی رائے ہے کہ ہاتھ اور منہ کو عام ضروریات انسانی کے لئے الا ما ظھر منھا میں اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا ہے۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے عام طور پر جو خیال اس کے خلاف ظاہر کیا جاتا ہے اس کی بنا صرف اس بات پر ہے کہ چہرہ محل فتنہ ہے۔ مگر اس کا علاج کیا کیا جائے کہ ۹۰ فیصدی عورتیں اپنی کاروباری ضروریات کے لئے مجبور ہیں کہ چہرہ کو کھلا رکھیں۔ قرآن کریم ایسا حکم نہ دے سکتا تھا جو زندگی کو محال کر دے کیا ان ۹۰ فیصدی عورتوں میں چہرہ محل فتنہ نہیں؟ پس ضروریات زندگی کی خاطر چہرہ کو مستثنیٰ کر دیا۔ اور پھر اس محل فتنہ سے بچنے کا علاج بھی وہیں قرآن کریم میں مذکور ہے۔ یعنی مردوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور عورتوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ یعنی جب ایک دوسرے کے سامنے آئیں تو نگاہیں نیچی کر لیا کریں۔ جو مرد عورتوں کو تاڑتا ہے یا جو عورت مردوں کو تاڑتی ہے وہ دونوں خلاف شریعت کرتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ پہلی نگاہ جو بلا ارادہ عورت کے چہرہ پر پڑتی ہے وہ قابل مواخذہ نہیں۔ پھر نماز حج دو ایسی اسلامی عبادتیں ہیں جہاں ضرورتاً عورتوں اور مردوں کا اختلاط ہوتا ہے اور ان دونوں کے متعلق یہ امر سب کو مسلم ہے کہ چہرہ چھپایا نہ جاتا تھا۔ اور اب عورتیں مسجدوں میں تو جاتی نہیں۔ لیکن حج میں اب بھی چہرہ نہیں چھپایا جاتا۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر چہرہ الا ما ظھر کے استثنا میں شامل نہیں تو نماز اور حج میں کس حکم قرآنی کے ماتحت اسے کھلا رکھا جاتا تھا اور کھلا رکھا جاتا ہے۔ اگر الا ما ظھر منھا میں چہرہ داخل نہیں تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ وہ اپنا منہ کبھی کھلا نہ رکھیں۔ تو نماز اور حج میں جب عورت کا چہرہ کھلا رہا تو اس حکم کی مخالفت کی وجہ سے وہ کس طرح قابل قبول ہوئی میں نے اس وقت تک جو بحث پردہ کے متعلق مختلف مضمون نویسوں کے قلم سے دیکھی ہے اس کو دیکھنے کے بعد میں اپنی پہلی رائے پر قائم ہوں اور ایک بات جانتا ہوں کہ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود کا مسلک یہی تھا۔ میں لاہور جا کر حضرت صاحب کی تحریر کو تلاش کرا کر اس کا عکس بھی انشاءاللہ تعالیٰ چھپوا دونگا۔

بہرحال اس معاملہ میں قرآن و حدیث کا حکم ہمارے سر آنکھوں پر ہونا چاہیئے۔ کم از کم میں تو اس حکم کے ماتحت اس امر کا جواز سمجھتا ہوں کہ ہر مسلمان کے گھر میں چاہے وہ کتنے ہی سخت پردہ کا پابند ہو عورتیں بعض ایسے مرد رشتہ داروں یا غیر رشتہ داروں کے سامنے کھلے منہ آجاتی ہیں۔ جن کے نام سورۂ نور میں محرم رشتہ داروں میں مذکور نہیں جیسے خاوند کا بھائی یا بہن کا خاوند یا بیٹی کا خاوند وغیرہ ان لوگوں سے جو مفتی اور پیر کہلاتے ہیں اور یہ فتوے دیتے ہیں کہ قرآن کریم کی رو سے ناجائز ہے کہ عورت اپنے چہرہ کو سوائے ان مردوں کے جن کا ذکر سورۂ نور میں ہے کسی دوسرے کے سامنے کھلا رکھے۔ یہ دریافت کرتا ہوں کہ وہ خود کس حکم پر عامل ہیں۔ میں اس کو ایک نہایت مذموم فعل سمجھتا ہوں کہ باہر لوگوں کو یہ فتوے دیا جائے۔ کہ عورت کا غیر محرم مرد کے سامنے منہ کھلا رکھنا قرآن کریم کے خلاف ہے۔ اور گھر کے اندر اس بات سے بھی شرم نہ کی جائے کہ بیبیوں اور سینکڑوں مریدنیاں کھلے منہ ہی نہیں اپنے محاسن کو ظاہر کئے ہوئے پیر صاحب کے ارد گرد پھر رہی ہوں۔ اور پیر صاحب ان میں بیٹھ کر خوش ہوں ملکیوں سے ہنسنے کھیلنے میں بھی شرم نہ کریں کیا ان کی حالت پر یہ شعر پڑھا جائے ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند · چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

قومی سرمایوں میں خیانت کا فتنہ

فرزندان توحید کا عظیم الشان فرض

(جناب قریشی کے قلم سے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

ساتواں واقعہ

جب حضرت فاروق کی تمام فرصت حیات مہمات خلافت کی نذر ہو چکی اور ادنے سے ادنے معاش کی صورت بھی باقی نہ رہی تو آپ نے مسلمانوں کو جمع کرکے اپنی ضرورت بیان کی اور درخواست کی کہ میں بیت المال سے کیا روزینہ لے سکتا ہوں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ "صرف معمولی خوراک اور لباس" اس قرارداد کے بموجب آپ کے بیوی بچوں کے لئے بیت المال سے معمولی کھانا اور کپڑا مقرر کر دیا گیا آپ کی معاشرتی حالت یہ تھی کہ زمین پر سوتے گندم کی روٹی بے تکلف روغن زیتون کے ساتھ کھایا کرتے۔ کرتہ کو دس بارہ پیوند لگائے کے بغیر بدن سے جدا نہ فرماتے۔ اپنے کاندھے پر مشک اٹھاتے اور بیوہ عورتوں کو پانی بھر دیا کرتے۔ آپ کے خانگی اخراجات دس آنے روزانہ کے قریب تھے۔ کیا یہ قابل فخر نہیں کہ کائنات انسانیت کا یہ عظیم الشان شاہنشاہ ساڑھے دس سال تک قیصر و کسرے کی متحدہ کشوروں پر حکومت کرتا رہا مگر ضرورت سے بقدر کبھی روزینہ نہ پایا۔ اور جب دنیائے فانی سے رخصت ہوئے تو وصیت فرمائی کہ وہ چھوٹا سا مکان جس میں گزران فرمایا کرتے تھے فروخت کرکے ان کا قرض ادا کر دیا جائے۔

خدمت اسلام کا اقتضاء

مسلمان ان واقعات کا اپنے حالات سے مقابلہ کریں۔ کہ خدمت اسلام کی شاہراہ بیسویں صدی کی لیڈر شپ سے کس قدر مختلف چیز ہے۔ یہ دو متضاد کوچے ہیں۔ ایک میں جب سلاطین وقت بھی گزرے تو فقیر اور مزدور بن کر گزرے اور دوسرے میں جب ہندوستانی قلیوں اور مزدوروں کو گزرنا پڑا تو شاہانہ طمطراق کے حریص تھے۔ ان کے جسم کھدر کے چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے تھے۔ لیکن دلوں میں قالین بافی اور زردوزی کا کام ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنے اپنے اعضا کو لوہے کی زنجیروں کے حوالے کر دیا۔ مگر ان سے اپنی زندگی کی شاہانہ ضروریات کے پاؤں میں ریشم کا پھندا بھی ڈالا نہ جا سکا۔ یاد رکھو کہ خدمت قوم کی راہ میں یہاں کسی نفس کو اس وقت تک استقامت نصیب نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ کسی مصلحت اور مجبوری سے نہیں بلکہ اصول کی پابندی سے موڑ

کی جگہ - ہوٹل کے شوق - فلک بوس نعروں کی ہوس، نفس و زبان کی لذتوں اور مغربی تمدن کی لطافتوں اور آرائشوں سے پاک ہو کر سادہ پانی خشک روٹی - غریبانہ لباس - مٹی کے برتن اور چٹائی کی زینت پر رضامند نہ ہو جائے - یہی وجہ ہے کہ آج ہم نے اپنی بزرگوں کو راحت طلبی، شاہزادگی، موٹر اور بنگلے کی تلاش میں سرگرداں دیکھتے ہیں جنھوں نے اپنے دلوں کو نہیں بلکہ اپنے نفسوں کو مستقل طور پر نہیں بلکہ عارضی طور پر فلک بوس نعروں کی مجبوری سے غریبانہ زندگی کی طرف مائل کیا تھا - ان فی ذالک عبرۃ لاولالباب -

آٹھواں واقعہ

حضرت عمر بن عبد العزیز جب تخت خلافت پر بٹھائے گئے تو آپ نے ایک مزدور کو اپنی بارگاہ میں طلب فرمایا اور اس سے معلوم کیا کہ دمشق کے بازاروں میں مزدوری کی شرح کیا ہے؟ پھر ارکان سلطنت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں آج سے اسلام اور مسلمانوں کا ایک ادنےٰ ترین مزدور ہوں - میرے لئے بیت المال سے اسی قدر مزدوری مقرر ہو جائے جس قدر میرے دوسرے مزدور بھائیوں کو دمشق کے بازاروں میں مل رہی ہے -

مسلمانو! دنیا کی شاہنشاہی اور اسلام کی مزدوری دو مترادف الفاظ ہیں - خدمت کے میدان میں صرف وہی شخص سربلند رہ سکتا ہے - جو ایک بے حقیقت مزدور کی طرح اپنی ضروریات زندگی کا دامن سمیٹ لے اور ہمیشہ کے لئے اسی پر قانع ہو جائے -

نواں واقعہ

قادسیہ اور حمص کے میدانوں میں شکست کھانے کے بعد جب قیصر روم کی فوجیں آخری قوت آزمائی کے لئے نکلیں تو مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ ملحقات حمص کو خالی کر کے عرب کی سرحد پر مقابلہ کیا جائے اس وقت تک وہ کئی لاکھ روپیہ خراج اور جزیہ کے طور پر حمص کے عیسائیوں اور یہودیوں سے وصول کر چکے تھے - لیکن ان اضلاع کو واگذار کرنے سے پہلے انہوں نے اپنے ٹیکس گزاروں کی ایک ایک پائی واپس لوٹا دی اور کہا کہ تم سے یہ ٹیکس امن اور حفاظت کے وعدہ پر وصول کیا گیا تھا - اب چونکہ انخلائے حمص کے بعد ہم تمہاری حفاظت نہ کر سکیں گے اس واسطے یہ تمام جزیہ اور ٹیکس تمہیں واپس کیا جاتا ہے

اس عدیم النظیر ایفائے عہد اور حفظ دیانت کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب مسلمان حمص سے نکلے تو ہزارہا عیسائی زار زار روتے تھے اور کہتے تھے "مسلمانو! خدا تمہیں جلد واپس لائے" یہودیوں کی یہ حالت تھی کہ وہ توریت کی تقدیس کے نام پر اعلان کر رہے تھے کہ جب تک ہم زندہ ہیں قیصر روم حمص پر قبضہ نہیں کر سکتا -

مسلمانو! جنگ کی حالت میں - دشمن کی سرزمین پر غیر مذاہب کے ساتھ یہ شان ہے مسلمانوں کے حسن معاملہ و حفظ دیانت کی - رہی اپنی حالت تو اب بھی ہمارے معززین خاص خاص مقاصد و شرائط کے ساتھ مسلمانوں سے چندہ وصول کرتے ہیں لیکن جب مقصد پورا نہیں ہوتا تو شریفانہ طور پر لوگوں کا روپیہ واپس کرنے کی بجائے ایک نہایت ہی آرام دہ صورت اختیار کر لی جاتی ہے یعنی کچھ عرصہ کے لئے لیڈر گوشہ نشین ہو جاتا ہے - اور قومی سرمایہ کو دیمک بن کر چاٹ جاتا ہے -

دسواں واقعہ

ایک دفعہ حضرت فاروق بیمار ہوئے - آپ کو علاج کے طور پر کچھ شہد کی ضرورت تھی - تکلیف کے باوجود مسجد میں تشریف لائے اور مسلمانوں کو بلا کر اپنی ضرورت بیان کی اور فرمایا کہ اگر آپ اجازت دیں تو بیت المال سے تھوڑا سا شہد لے لوں -

ان بزرگوں کا کیا حشر ہوگا جو ذاتی اختیارات سے بغیر کسی منظوری اور اعلان کے ملت کا ہزارہا روپیہ کھا گئے اور جن لوگوں نے بہت بڑی بادا عادگی کی - انہوں نے خرچ کر دیا - اور جب مدتیں گزر گئیں تو اخراجات کی فہرست مجلس شوریٰ میں پڑھ ڈالی - اور یہ طوفان بے تمیزی کسی سمجھ میں آ سکے بغیر عذر سر کے اشارہ سے منظور کر دیا گیا - فھل من مدکر؟

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائل پور کا جلسہ

۳-۴-۵ اگست کو ہوگا - جس میں مولانا مولوی صدر الدین صاحب - مولانا مولوی یعقوب خاں صاحب - مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب اور دیگر حضرات تقریریں فرمائیں گے امید ہے کہ گرد و نواح کے احباب اس جلسہ میں ضرور شامل ہوں گے -

ہندوستان

— دہلی ۲۴ جولائی - آج عدالت ڈسٹرکٹ و سیشن جج صاحب دہلی نے اس مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا - جو خواجہ حسن نظامی کے خسر کے قتل کے سلسلے میں سید ظہیر کے خلاف چل رہا تھا - عدالت نے ملزم کو قطعی بے گناہ قرار دیکر بری کر دیا -

— امرتسر کے مشہور قانون دان خواجہ غلام یسین ریاست مالیر کوٹلہ کے چیف جج مقرر ہوئے ہیں -

— گورنمنٹ ہند اس معاملہ پر غور کر رہی ہے کہ آئندہ کے لئے والیان ریاست کے عدالتی اختیارات چھین لئے جائیں - اس صورت میں ان کو ریاستوں کے ہائیکورٹ - چیف کورٹ وغیرہ پر کوئی حق و اختیار نہ ہوگا -

— ڈپٹی کمشنر مدراس نے ریلوے ہڑتالیوں کے جلسوں کو ممنوع قرار دیا ہے -

— بمبئی کے ہڑتالیوں نے ایک ہزار آدمیوں کو باردولی ستیہ گرہ کے لئے روانہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے -

— چھپرہ (بہار) میں عورتوں کا پردہ کے خلاف ایک زبردست جلسہ ہوا - جس کی صدر بیگم صاحبہ مسٹر مظہر الحق تھیں -

— ایک آریہ سماجی نے سی - پی اور بہار کی آریہ پرتی ندھی سبھا کو دو گاؤں دیئے تھے - ان کی قیمت کا اندازہ ۴۲ لاکھ روپیہ ہے

— میر پور (ریاست جموں) میں بارش کی وجہ سے ایک قبر بہہ گئی اس کے اندر سے گیارہ فٹ لمبی لاش کا پنجر برآمد ہوا -

— گورنمنٹ نے بنگال کے قحط زدگان میں ۳۵ لاکھ روپیہ بطور قرضہ تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے -

— آریہ سماج کی کالج پارٹی کے پرچارک مالابار میں نہایت کامیابی سے پرچار کر رہے ہیں -

— آج کل پنجاب کے سناتن دھرمیوں میں خوب [illegible] ہے بعض کا خیال ہے کہ آریہ سماجی ان کو اپنے اغراض کی تکمیل کے لئے لڑا رہے ہیں -

— دہلی میں ایک نئے شاندار ہسپتال کی تعمیر کی تجویز پر غور ہو رہا ہے

— ضلع سیالکوٹ میں آریہ سماجی پرچارک مصروف کار ہیں بٹوالوں پر خاص طور پر ڈورے جا رہے ہیں -

— گزشتہ مسلمانان لدھیانہ نے ایک جلسہ کر کے اخبار مسلم آؤٹ لک کی تعریف کی اور مسٹر شادی لال کے طرز عمل کے متعلق اظہار ناراضگی کیا

— اخبار "ملاپ" رقمطراز ہے - کہ مسلمان سب ججوں کے ایک جلسہ نے "مسلم آؤٹ لک" کے رویہ پر جو اس نے سر شادی لال کے متعلق اختیار کر رکھا ہے مذمت کی -

— بعض خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہندوستان کی ریلوے ہڑتال کے حالات کچھ بہتر ہو رہے ہیں -

— بھوپال کی ایک خبر ہے کہ نواب صاحب کی پولو کھیلتے ہوئے ٹانگ ٹوٹ گئی - تکلیف زیادہ ہے - دہلی سے ڈاکٹر انصاری علاج کے لئے طلب کئے گئے ہیں -

پیغام صلح:- دعا ہے کہ خداوند کریم نواب صاحب کو جلد صحت کلی عطا فرمائے - ناظرین کو بھی ان کی صحت کے لئے دعا کرنی چاہیے

— خواجہ حسن نظامی کا مشہور ہفتہ وار "منادی" عنقریب روزانہ ہو جائے گا -

— دہلی میں آریہ خواتین کی ایک زبردست استری سماج قائم ہو گئی ہے

— مشہور آریہ پرچارک پنڈت رامچندر دہلوی دہلی میں مصروف کار ہیں -

— کلکتہ ۲۵ جولائی - مالی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کارپوریشن کلکتہ نے حکومت سے ایک کروڑ ۳۰ لاکھ روپیہ قرض لینے کا فیصلہ کیا ہے -

— الہ آباد ۲۶ جولائی - لکھنؤ میں ہونے والی آل پارٹیز کانفرنس کی تاریخ صاحب صدر نے ۵ اگست کی بجائے ۲۸ اگست کر دی ہے -

— حضور نظام دکن نے وشوا بھارتی شانتی نکیتن بنگال میں شعبہ اسلامی معاشرت کے لئے ایک اسامی کی منظوری دی ہے - اس اسامی کے لئے ۰۰۵۰ روپے سالانہ کا وظیفہ اور سکونتی مکان بھی عطا کیا ہے - منتخب شدہ امیدوار کو شانتی نکیتن جانے کے لئے درجہ اول کا ریلوے کرایہ دیا جائے گا

ممالک خارجہ

— ایران میں ریلوے لائن کی تعمیر کا کام نہایت سرعت سے انجام پذیر ہو رہا ہے - ایرانی و امریکن انجینیروں کے مجوزہ نقشہ کے مطابق تقریباً چالیس فرسنگ زمین برابر اور ہموار ہو چکی ہے - جس پر سپری اور سلیپر بچھائے جا سکتے ہیں -

— لندن میں ایک نیا عظیم الشان عجائب خانہ بنانے کی تجویز ہو رہی ہے -

— غازی مصطفےٰ کمال پاشا ابھی تک آستانہ میں ہی اقامت گزیں ہیں آپ برابر شہر کے قرب و جوار میں دورہ کرتے رہتے ہیں -

— حکومت حجاز اور حکومت ایران [illegible] کے مابین جو غلط فہمیاں تھیں وہ رفع ہو گئی ہیں - اور حکومت ایران نے ان تمام احکام کو واپس لے لیا ہے جو امتناع حج کے متعلق آج سے تقریباً دو سال پیشتر نافذ کئے گئے تھے -

— بیگم زاغلول پاشا نے (جو آج کل یورپ میں ہیں) نحاس پاشا رہنمائے احرار مصر کے نام حوصلہ افزائی کا پیغام بھیجا ہے - اور آزادی وطن کے لئے جد و جہد جاری رکھنے کی تاکید کی ہے -

— سمرنا میں ایک خوفناک زلزلہ سے بہت سی عمارات تباہ ہو گئیں

— مشہور سیاح ڈلف جو دنیا کی سیاحت کر رہا ہے گزشتہ ہفتہ ۶۲ ہزار میل کا سفر طے کرنے کے بعد کلکتہ پہنچ گیا ہے -

— لزبن ۲۴ جولائی - ہسپانیہ میں فوجوں نے بغاوت کر دی جس کی وجہ سے گولی چل گئی - بہت سے آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے -

— حکومت فرانس نے صحرائے اعظم میں ریلوے لائن بچھانے کی تجویز کو جو تیس سال سے زیر غور تھی منظور کر لیا ہے - اس لائن کے ذریعے الجزائر کو ٹمبکٹو سے ملا دیا جائے گا -

— شاہ افغانستان نے اعلان کر دیا ہے کہ تعدد ازدواج بہت سی خرابیوں کی جڑ ہے - آئندہ کے لئے کوئی سرکاری ملازم دوسری بیوی اپنے گھر لائے گا تو اسے ملازمت سے مستعفی ہونا پڑے گا - جن لوگوں کے ہاں اس وقت تک ایک سے زیادہ بیویاں ہیں ان کے متعلق بعد میں کوئی حکم صادر کیا جائے گا -

— شرق اردن کی مجلس منتظمہ کا انتخاب آئندہ ماہ کے آخر میں عمل میں آئے گا - مجلس کے منتخب شدہ ارکان پندرہ ہوں گے خانہ بدوش اقوام انتخاب میں حصہ نہیں لیں گی -

— لندن ۱۳ جولائی - ولیعہد برطانیہ ڈیوک گلاسٹر کی معیت میں ۶ ستمبر کو افریقہ کے لئے روانہ ہو جائیں گے - ولیز تک وہ خشکی کا سفر کریں گے اور وہاں سے ۸ ستمبر کو جہاز پر سوار ہوں گے -

— امسال مختلف ممالک اسلامیہ کے پانچ لاکھ مسلمانوں نے حج بیت اللہ کیا -

— ترکی حکومت نے جدید ترکی و افغانی معاہدہ کے مطابق کابل بھیجنے کے لئے وفد کا انتخاب کر لیا ہے -

— قاہرہ ۲۷ جولائی - مصر کے مشہور لیڈر سعید پاشا جو تین بار وزیر اعظم منتخب ہوئے تھے - وفات پا گئے - انا للہ و انا الیہ راجعون -

— قسطنطنیہ ۲۲ جولائی - حکمت بے جدید سفیر افغانستان کابل روانہ ہو گئے ہیں - یہ تقرر جدید عہد نامہ ترکی و افغانستان کی رو سے عمل میں آیا ہے -

— سلطان ابن سعود کی ایک نوجوان شہزادی کا انتقال ہو گیا - انا للہ و انا الیہ راجعون -

— مجی میں آریہ سماج کا کام زور و شور پر ہے -

— آستانہ ۳ جولائی - حکومت ترکی نے فیصلہ کیا ہے کہ مدسی عجائب خانہ واقع آستانہ حکومت روس کو دیدیا جائے -

— توفیق رشدی بے وزیر خارجہ ترکی اپنی رخصت گرما بسر کرنے کے لئے وسطی یورپ کا سفر اختیار کر رہے ہیں - آپ آستانہ پہنچ گئے ہیں ان کی عدم موجودگی میں وزیر مال ان کے فرائض انجام دیں گے -

— اسکندریہ ۲۱ جولائی - طنطہ کی اطلاعیں مظہر ہیں کہ سابق وزیر اعظم نحاس پاشا کی آمد کے سلسلہ میں یہاں عوام کا جم غفیر ہو رہا تھا - پولیس نے اس مجمع کو منتشر کر دیا - پولیس کی تعداد کوئی پانچ سو کے قریب تھی مجمع نے پولیس پر پتھر پھینکے - یہ سب کچھ مصری پارلیمنٹ کے توڑنے کے سلسلے میں ہو رہا ہے -

---

مردانہ قوتوں کی کمی صرف بات چیت کرنے سے دور ہو سکتی ہے

دنیا میں اس پایہ کا علاج اور کوئی نہیں ہے

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ضعف یا نامردی کے مریض تو ایسے ہیں ... مرض ہونے کی وجہ کوئی بیرونی نہیں بلکہ دماغی ہوتی ہے۔ ان مریضوں کو خود اس کا پتہ نہیں ہوتا ہے۔ مگر اس کا ثبوت اتنا کافی ہے کہ وہ سالہا سال تک اچھے سے اچھے قیمتی علاج بھی کرتے رہیں لیکن آرام نہیں ہوتا ہے۔ ایسے مریضوں کے واسطے بھی علاج نکل آیا ہے ؛

مسٹر جی ... لاہور میں علاج کی غرض سے آئے ... ان کو ... کی شکایت تھی۔ اسکے واسطے خوش قسمتی سے میں ڈاکٹر ل ... شاستری بی اے سے ملا۔ انہوں نے ... تھوڑی بات چیت کی اور میں حیران ہوا کہ صرف ان کی بات چیت سے ... ان کا دل سے شکر گزار ہوں اور چاہتا ہوں کہ ہر کوئی جو مرض کا مریض ہے وہ ڈاکٹر ل ... کو ملے۔ یہ طریقہ علاج جادو سے کم نہیں اور ... اچھا ایک دوسرا خط دیکھئے ؛

میری ... کے واسطے ڈاکٹر ل ... سے بات چیت کی ... مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بیماری اپنے آپ مجھے چھوڑ رہی ہے۔ اور میں تندرست ہو گیا ہوں۔ مجھے ان پر ... ہے ... آپ ... جوانوں کو راضی کریں ؛ چندر ڈی۔ اے وی کالج۔ لاہور

اس طریقہ علاج کا نام ... ہے جو کہ جناب پنڈت ٹھاکر دت شرما ویدیہ امرت دھارا کے فرزند ڈاکٹر دیدیہ پنڈت ل ... شاستری بی اے ... مشہور ڈاکٹر ... سے سیکھ کر آئے ہیں۔ آپ قدرتی علاج اور بجلی کے علاج کے سب طریقوں کے ماہر ہیں ... ایک نیا طریقہ علاج ہے صرف ایک ہی ہندوستانی معالج ہیں ... کام میں لاتے ہیں۔ مردانہ امراض کیواسطے ... سب سے اعلیٰ طریقہ ہے اس سے علاج کرانے والے مریضوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ روزانہ ایک گھنٹہ ان کو ڈاکٹر صاحب سے دل کھول کر بات چیت کرنی ہوگی۔ زندگی کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھنی ہوگی۔ اور یقین رکھنا چاہیئے کہ ڈاکٹر صاحب کے پاس بھی پوشیدہ ہی رہے گی۔ صرف باتیں کرتے کرتے نئی زندگی آنی شروع ہوگی۔ یہ کوئی پتہ نہیں کہ کب تک یہ بات چیت کرنی ہوگی ... یہ وقت ایک دن سے تین چار ماہ تک بھی ہو سکتا ہے۔ اس علاج کیواسطے جو صاحب آنا چاہیں وہ خط و کتابت کر کے وقت مقرر کر لیا کریں ایک ہفتہ کے اندر تک دس روپیہ روزانہ اور اگر علاج بعد بھی جاری رہے تو پانچ روپے (۵) روزانہ ہوگی ؛

وہ مریض جن کے خاص خرابیوں سے مقامی نقائص ہوں۔ یا دیریج وغیرہ کی خرابیاں ہوں تو دوائی سے بذریعہ خط و کتابت بھی علاج ہو سکتا ہے۔ اس کے واسطے رسالہ امراض مخصوصہ مردان و قواعد علاج بذریعہ خط و کتابت مفت منگوا لیں ؛

المشتہر

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا پوسٹ آفس لاہور۔ تار کا پتہ: امرت دھارا ۔ لاہور خط و کتابت

خاص الخاص شاہی مجربات

(زیر سرپرستی کپورتھلہ ریاست)

سفوف مفرح شاہانہ تحفہ ہے۔ موسم کی کوئی قید نہیں جملہ اعضائے رئیسہ کو قوت بخشتا ہے۔ کھوئی ہوئی طاقتوں کو واپس لاتا ہے۔ بوڑھے جوان کو یکساں مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ۶ ر ۲۲ تولہ کی قیمت سات روپے۔ چند خوراکوں میں رنگ بدل دیگا۔

شربت مفرح بس آخری بہار ہے ایک گھونٹ پی لیجئے تو گھنٹوں منہ سے خوشبو نہیں جاتی۔ قیمت فی بوتل ... ر

سرمہ اکسیر چشم آنکھ کی ہر بیماری کو اکسیر ہے بشرطیکہ آنکھ اپریشن کی محتاج نہ ہوگی ہو۔ قیمت فی تولہ تین روپے۔

ہر قسم دوائیں مقویات، مصفیات، ملذذات موجود ہیں ہر زنانہ و مردانہ امراض کا علاج بذریعہ خط و کتابت بھی کیا جاتا ہے۔ مرض کی مفصل کیفیت لکھکر بہترین دوائیں منگاؤ۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

بدنی مشین کو صفا کرنیوالا

عرق مرکب مصفی خون

اس عرق سے تمام جلدی امراض کو نجات ملتی ہے۔ اور چند روز پینے سے رنگ روپ نکھر کر چہرہ کندن کی طرح دمک اٹھتا ہے اور نیا خون پیدا ہو کر طاقت بڑھتی ہے خاص کر موسم برسات میں بچوں کو پھوڑے پھنسیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور ریزش، نقرس، وجع المفاصل جیسے امراض سے بچاتا ہے۔ قیمت فی بوتل ... نیز ہمارے ہاں ہر قسم کے مربے چٹنیاں وغیرہ بھی مل سکتے ہیں۔

اچار شلجم فی سیر ... مربہ آم فی سیر ... چٹنی سرکہ انگوری فی سیر ...

حکیم غلام نبی امرتسر والا اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

دمہ کا بیمہ صرف تین روپے میں

دکشتال کی پہلی خوراک کسوٹی ہے

کشتال کی ایک خوراک سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ دوسری دواؤں سے ایک ماہ میں بھی ممکن نہیں پہلی خوراک سے خاطر خواہ فائدہ نہ معلوم ہو تو دوا واپس لے کر اس کی پوری قیمت مع دو طرفہ محصول کے بخندہ پیشانی لوٹا دی جاتی ہے۔ واپسی قیمت کا اقرارنامہ اور آزمائش کے لئے نمونہ ہر پارسل میں جاتا ہے۔ تاکہ شیشی کھولنے سے قبل اطمینان کر لیا جائے نئے یا پرانے ہر قسم کے دمہ کو ۹۹ فیصدی مفید ہے۔ قیمت ۱۲ محصول ڈاک ... پیشگی تین روپے۔

ڈاکٹر خورشید علی خاں وکٹوریہ پارک شہر بنارس۔

مفت کلید صحت مفت

کوئی علاج کرنے سے پہلے بجوالہ اخبار مفت منگاؤ۔

بشارت سنیاسی بٹالہ ضلع گورداسپور

اردو صحافت کا درخشاں ستارہ

"پارس"

ہر ہفتہ ادب اردو کے بلند پایہ نمونے پیش کرتا ہے اور اپنے گوناگوں مضامین کی وجہ سے ہندوستانی صحافت میں خاص امتیاز رکھتا ہے مشاہیر اہل علم حضرات "پارس" کو ہندوستان کا بلند پایہ اخبار تسلیم کرتے ہیں۔

پارس کا سالانہ چندہ صرف تین روپے ہے اور سال بھر میں رنگا رنگ دلفریب اور دلچسپ مضامین کے ڈیڑھ ہزار سے زیادہ صفحات ناظرین کے پیش کئے جاتے ہیں۔ علم دوست حضرات کو پارس کا خریدار بننا چاہیئے۔ ضخامت ۲۸ صفحے۔ سائز ۲۰×۳۰/۴۔ نمونہ مفت۔

مینیجر پارس اخبار ۱۶۲ لاہور

بھوبندرا کالج پٹیالہ

علمی و عملی لحاظ سے ہندوستان کا مشہور طبی کالج ہے جسے پٹیالہ گورنمنٹ کی امداد کا فخر حاصل ہے۔ گورنمنٹ پنجاب نے بھی یہاں کے سند یافتگان کو ملازمت کے امتیازی حقوق عطا کئے ہیں۔ طلباء کی تعلیم طب کے ساتھ یہاں کے سب سے بڑے سرکاری ہسپتال میں سرجری وغیرہ سکھائی جاتی ہے۔ ار کا ٹکٹ آنے پر پراسپکٹس مفت بھیجے جاتے ہیں۔ ضرورتمند اصحاب دندان سازی اور آنکھوں کا اپریشن بھی سیکھ سکتے ہیں۔

(پرنسپل)

میسمریزم ہپناٹزم

کے ذریعے اور خدا کے فضل و کرم سے ہر قسم کے روحانی و جسمانی و مایوس العلاج امراض کا علاج دور یا نزدیک نہایت کامیابی سے کرتے ہیں۔ اور پندرہ بیس روز میں شرطیہ سکھاتے ہیں۔ شاگردی نمبر ۳۵۶۹ مفصل کے واسطے تجربات میسمریزم و طلسمات روحانی آنوں کی مفصل حالت درج ہے جو ہماری ۴۴ سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ مفت منگاؤ۔

گنیش داس اوم سد گنیش آشرم چھاؤنی جالندھر پنجاب

رسالہ طور

"طور" کا دفتر لاہور سے بھنگالی ضلع امرتسر منتقل ہو گیا ہے نیز ستمبر سے رسالہ ہر ماہ کی یکم کو شایع ہوا کرے گا۔ آئندہ ہر قسم کی خط و کتابت اس پتہ پر ہونی چاہئے۔

مینیجر رسالہ "طور" بھنگالی ضلع امرتسر

پشاوری مشہدی اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیڈی سوٹ سے مشہدی و بخاری قنا نیز ہر قسم کے بخاری مشہدی رومال کم و بیش قیمت کے ستارہ کا زر بیدار کلاہ پشاوری۔ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ اگر پسند نہ آئے تو محصول منہا کر کے قیمت واپس دی جائے گی۔

میاں محمد ... احمدی ... کریم پورہ پشاور شہر

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۱۵ صفر سنہ ۱۳۴۷ مطابق ۳ اگست سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۵۲

دنیا طلبی و غفلت شعاری

(از حضرت مسیح موعود)

دنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصاں جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں
زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں
جب اپنے دلبروں کو نہ جلدی سے پاتے ہیں
کیا کیا نہ ان کے ہجر میں آنسو بہاتے ہیں،
پر ان کو اس سجن کی طرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دل میں ڈر نہیں
ان کے طریق و دھرم میں گو لاکھ ہو فساد
کیسا ہی ہو عیاں کہ وہ ہے جھوٹ اعتقاد
پر تب بھی مانتے ہیں اسی کو بہر سبب
کیا حال کر دیا ہے تعصب نے ہے غضب
دل میں مگر یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی،
اے غافلان وفا نکند ایں سرائے خام
دنیائے دوں نماند و نماند بکس مدام

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک ضروری مضمون

آج کی اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک نہایت ضروری مضمون شائع کیا جاتا ہے جو اپنی نوعیت اور اہمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ ہمارے احباب نہ صرف خود ہی اسے بغور مطالعہ کریں بلکہ مریدین میاں صاحب کو بھی پڑھوائیں۔ ہم نے اس غرض سے آج کا پرچہ نسبتاً زیادہ تعداد میں چھپوایا ہے جو دوست کچھ زائد کاپیاں منگوا کر مریدین میاں صاحب میں تقسیم کرنا چاہیں وہ ہمیں اطلاع دیں تاکہ جس قدر کاپیاں انہیں مطلوب ہوں بھیجوا دی جائیں۔ قیمت فی پرچہ چار

تعلیمِ مسیح موعود

واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے انی احافظ کل من فی الدار۔ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں

صفات الٰہی انسان کی حالت کے مطابق کام کرتی ہیں

پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے۔ اور باوجود نزدیک ہونے کے دور ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے۔ اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے۔ بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے۔ لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے۔

خدا کو مقدم کرو

یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اس کے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدم سے خدا کی عادت ہے مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے۔ اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد یابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے۔ تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے۔ اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے۔ اور اس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔

ترقی کا ذریعہ

سو تم مصیبت کو دیکھکر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے۔ اور اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو۔ اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی نہ دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ۔ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو۔ نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تحقیر۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔

انقطاع الی اللہ کی ضرورت

ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو۔ اور اسی کے ہو جاؤ۔ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے۔ کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو۔ کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان پر نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہان میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے۔ اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکہ دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ۔ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۵

پیغام صلح

جلد ۱۶ صفر المظفر ۱۳۴۷ھ نمبر ۵۲

میاں محمود احمد صاحب کی عہد شکنی اور اس کی پردہ پوشی کے لئے اظہار غیظ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

ڈلہوزی کا معاہدہ اور میاں صاحب کا طرز عمل

دو سال ہوئے اسی جگہ ڈلہوزی میں میاں محمود احمد صاحب نے قادیانی جماعت کی طرف سے اور میں نے جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے یہ اعلان کیا تھا کہ آئندہ کے لئے ہر دو فریق اپنے عقائد کی تائید میں یا دوسرے کی تردید میں جو کچھ لکھیں گے اس میں ذاتی حملوں یا فریقین کے آدمیوں کو برا کہنے سے اجتناب کیا جائے گا۔ ایسے معاہدات کا جب تک ان میں بوقت تنازع کوئی تصفیہ کی صورت پہلے سے نہ رکھی جائے قائم رہنا صرف فریقین کی رضامندی پر ہوتا ہے۔ فریق قادیان کی اس اثنا میں یہ پالیسی رہی کہ زبانی اور خطوط کے ذریعے پروپیگنڈا سے کام لیا جائے اور اس طرح اپنی جماعت کے تنفر کو جو ہمارے متعلق پیدا کیا گیا تھا۔ قائم رکھا جائے مگر میں نے اپنے دوستوں سے ہمیشہ یہی کہا کہ ان باتوں پر صبر کرنا چاہیئے اور جس قدر بھی ان امور میں کمی ہو جائے اسے غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ اخبار "الفضل" میں بھی کبھی کبھی اس کی خلاف ورزی ہوتی رہی۔ مگر ہم نے اسے چنداں قابل التفات نہ سمجھا۔ لیکن جب گزشتہ نومبر میں میاں صاحب کی جماعت پشاور کے لیڈر قاضی محمد یوسف نے "رد درعدن" کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں کوئی عقائد کی بحث نہ تھی بلکہ صرف ہم میں سے بعض لوگوں کے متعلق نہایت گندی نظمیں تھیں (یہ وہی کتاب ہے جس میں ہز ہائنس امیر امان اللہ خاں کو بھی برا بھلا کہا گیا تھا) تو ہمارے اخبار میں میاں صاحب کو اس کی طرف توجہ دلائی گئی کہ اس طرح کی گندی نظموں کا شائع کیا جانا اس معاہدہ کے خلاف ہے جو آپ نے ڈلہوزی میں کیا تھا۔ میاں صاحب نے خود اس پر خاموشی اختیار کی اور ان کے مریدوں نے ان کی ہدایت کے مطابق یا اپنی جانب سے یہ جواب دیا کہ یہ پرانی نظمیں ہیں لیکن پھر جب اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی کہ پرانی نظموں کا از سر نو شائع کرنا اسی طرح خلاف معاہدہ ہے جیسے نئی کا لکھا جانا۔ اور چونکہ یہ نہایت گندی ہیں۔ اس لئے میاں صاحب کو اس کتاب پر بروئے معاہدہ نوٹس لینا چاہیئے۔ تو اس کے جواب میں خاموشی اختیار کر کے معاہدہ کی اس کھلی خلاف ورزی کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ اس پر بھی ہماری طرف سے کوئی اعلان نہیں کیا گیا کہ ہم معاہدہ کو چھوڑتے ہیں کیونکہ جیسا کہ میرے اعلان کے الفاظ سے ظاہر ہے میں نے میاں صاحب کی طرح کسی معین مدت کے لئے نہیں بلکہ اپنی جماعت کو اصولاً ہی یہ ہدایت کی تھی کہ وہ جس طرح چاہیں ہمیں برا کہیں مگر ہم اس حصہ کا جواب نہ دیں گے۔ اور صرف عقائد کی بحث کریں گے۔

میاں صاحب پر الزامات

اس کے بعد میاں محمود احمد صاحب کے خلاف شملہ اور قادیان کے ان کے بعض مریدوں نے کچھ الزامات لگائے اور میاں صاحب سے مباہلہ یا قسم کا مطالبہ کیا۔ میاں صاحب نے قسم کھانے اور مباہلہ کرنے سے انکار کیا تو یہ باتیں دوسرے لوگوں تک پہنچیں اور عام ہو گئیں یہاں تک کہ شملہ کے ایک مسلمان کا لکھا ہوا پوسٹ کارڈ جو ایک بڑے مولوی صاحب کے نام تھا کہ یہاں ہر کس و ناکس کی زبان پر یہ باتیں ہیں۔ وہ خط ایک شہر کے بازار میں پڑا ہوا ہمارے ایک دوست کو ملا۔ جس نے وہ ایک مدت کے بعد مجھے بھیجا۔ باایں ہمہ ہم نے ایسی باتوں کی اشاعت میں حصہ لینا مناسب نہ سمجھا۔ خود ان کے مریدین کی تحریریں ہمارے پاس پہنچیں۔ مگر ہم نے خاموشی اختیار کی۔ باایں ہمہ میاں صاحب نے اپنے مریدوں کی نگاہ میں اپنی بریت کے لئے اس سے بہتر کوئی علاج نہ سمجھا کہ ان باتوں کو احمدیہ جماعت لاہور کی طرف منسوب کیا جائے۔ چنانچہ انہی کے بعض مریدوں کی تحریروں سے معلوم ہوا کہ ہمارے متعلق اس غلط فہمی کا پروپیگنڈا بڑے وسیع پیمانہ پر جاری ہے۔ اس لئے ایک یا دو مضامین اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ہمارے اخبار میں لکھے گئے۔

"الفضل" کے دلآزار حملے اور میاں صاحب کی عہد شکنی

اسی اثنا میں میاں صاحب کے سورہ نور کے تفسیری نوٹوں کی ایک کتاب ایک دوست نے مجھے بھیجی۔ جس میں میاں صاحب کی زبان سے یہ الفاظ چھپے ہوئے تھے کہ اگر تم مجھے اعتراض بھی تلاش کر کے میری ذات پر کرو گے تو تم پر خدا کی لعنت ہوگی۔ اور تم تباہ ہو جاؤ گے۔ اس کے متعلق میں نے کسی جمعہ کے خطبہ میں ذکر کیا کہ یہ پیر پرستی کا انتہائی مقام ہے۔ کہ نہ صرف ایک شخص اپنی ذات پر اعتراض سننے کی تاب نہیں رکھتا بلکہ سچے اعتراض کرنے والوں کو عذاب کی دھمکیاں دیتا ہے۔ اس پر میاں صاحب کے اخبار نے کوئی پانچ چھ کالم کا مضمون دریدہ دہنی سے لکھا۔ جس میں بار بار مجھے جھوٹا قرار دیا۔ کہ ایسے الفاظ کبھی نہ میاں صاحب نے کہے نہ کسی کتاب میں موجود ہیں۔ لیکن اگلے ہی ہفتہ خود میاں صاحب کو وہ لفظ مل گئے۔ تو یہ بہانہ کیا کہ یہ ۱۹۲۱ء کی کتاب ہے اور میں نے اسے کوئی نئی نکلی ہوئی کتاب ظاہر کیا ہے حالانکہ میرے الفاظ سے وہم تک بھی پیدا نہیں ہوتا کہ کب کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ نئی ہے یا پرانی اور میاں صاحب نے بجائے اس کے کہ اپنے ایڈیٹر کو ڈانٹتے کہ جب ہم نے ایسے لفظ لکھے تھے تو تم نے کیوں اس قدر دل آزار حملے کئے۔ الٹا میرے متعلق بہت کچھ کہا اور آخر پر یہ لکھا کہ میں گویا میاں صاحب کی کامیابیوں کی وجہ سے بغض و حسد کی آگ میں جل رہا ہوں۔ اور بالآخر اسی غیظ و غضب میں یہ بھی اعلان کر دیا کہ ہمارا ان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں۔ چنانچہ ۵ جون کے "الفضل" میں یہ اعلان بدیں الفاظ ہے:۔

"میں اعلان کرتا ہوں کہ اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی معاہدہ نہیں اور معاہدہ ہمارے درمیان نہیں"

میاں صاحب کی "شیریں کلامی"

مشکل یہ ہے کہ میاں صاحب جب خود دوسرے کو برا کہیں تو وہ کتنا بھی برا کہیں وہ کبھی گالی ہو سکتی ہی نہیں۔ اور ان کی اپنی ذات کے متعلق کوئی اعتراض بھی ہو تو اسے گالی ہی نہیں گالیوں کا طومار اور کیا کیا قرار دے دیتے ہیں۔ اور پھر مریدوں کے سامنے واویلا کرنے بیٹھ جاتے ہیں کہ "پیغامیوں" نے ہم پر یہ ظلم کیا۔ اور ہم کو یوں گالیاں دی ہیں۔ اب جو انہوں نے "پیغام صلح کا پیغام جنگ" کے عنوان سے مضمون لکھا ہے اس میں ایک طرف تو یہ شکایت ہے کہ لاہور والے انہیں گالیاں دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف آپ خود آپے سے باہر ہو کر ہمیں برا بھی کہتے جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے الفاظ کی نرمی ملاحظہ ہو۔ مضمون کی ابتدا ان الفاظ سے فرماتے ہیں۔

"باوجود اس کے غیر مبائعین کے معروف گروہ کی طرف سے چھیڑ چھاڑ کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور گندے اور غیر شریفانہ پیرایہ میں یہ لوگ مجھ پر اور جماعت احمدیہ پر اعتراض کرتے رہتے ہیں گویا کہ ان کے سینے ایک ذخیرہ ہیں حاسدانہ خیالات کا اور ایک سمندر ہیں غضب اور غصہ کے احساسات کا"

میں حیران ہوں کہ معاہدہ تو میاں صاحب خود توڑیں اور "رد درعدن" کی طبع و اشاعت وہ پہلی چیز ہے جس سے یہ معاہدہ توڑا گیا۔ اور اس کی طرف میاں صاحب کو توجہ بھی دلائی گئی مگر انہوں نے اس کی پرواہ تک نہ کی اور پھر دوسروں کو برا بھی کہتے جائیں۔ اگر پیغام صلح میں کوئی مضمون ایسا نکلا تھا جس سے اس معاہدہ کی خلاف ورزی ہوتی تھی تو ان کا فرض تھا کہ وہ ہم کو اس کی طرف توجہ دلاتے۔ مگر اس بارہ میں ان کا خاموش رہنا اور اب معاہدہ توڑنے کے لئے یہ بہانہ بنانا کہ "بیسیوں دفعہ "پیغام صلح" یہ معاہدہ توڑ چکا ہے۔ کسی عقلمند کے نزدیک قابل قبول نہیں

مریدوں کا ایمان

رہا یہ امر کہ مریدین جو کچھ وہ کہیں گے اسے سچ مان لیں گے۔ یہ تو ہم پہلے ہی جانتے ہیں

اگر شہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ و پرویں

جب میاں صاحب نے یہ کہا اور اپنی کتاب میں اپنی قلم سے لکھ دیا کہ حضرت صاحب کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں دربارۂ انکار نبوت منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنا غلط ہے۔ تو سب مرید اسی طرح مانتے تھے اور پھر جب انہوں نے یہ کہا کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں مجمل ہیں۔ جن کی وضاحت ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریروں نے کر دی ہے۔ گویا ضمناً ان کے منسوخ ہونے سے انکار کر دیا۔ تو مرید اسی طرح مانتے رہے۔ اور اب میاں صاحب نے اپنے ایک معترض مرید کو یہ صاف طور پر لکھ دیا ہے۔ کہ ہم نے کبھی ایسا لکھا ہی نہیں تو اب سوا اسے دو مرید بھی نہیں مانیں گے۔ کہ میاں صاحب نے یہ لکھا ہے۔ (یہ خط عنقریب چھپ جائے گا)

میاں صاحب کا چیلنج منظور ہے

میاں صاحب نے اس مضمون میں یہ بھی لکھا ہے کہ "اگر دوسرے فرقوں بلکہ غیر مذاہب کے غیر جانبدار لوگوں سے بھی پوچھا جائے گا۔ تو وہ بلا تردد یہ گواہی دیں گے کہ پیغام صلح جو کچھ ہمارے خلاف لکھتا ہے اور جس طرز سے لکھتا ہے اس سے بیسواں حصہ بھی ہم نہیں لکھتے" ہمیں یہ چیلنج منظور ہے۔ معاہدہ کے بعد کی دونوں فریق کی تحریروں کو لے لیا جائے۔ اور جماعت احمدیہ سے باہر کوئی تین مسلمان منصف بتراضی فریقین مقرر کر لئے جائیں۔ بیسویں اور بیسویں کے فیصلے کی ضرورت نہیں وہ جس فریق کی طرف سے معاہدہ کے بعد صریح زیادتی کی ابتدا قرار دیں وہ دوسرے فریق سے معافی مانگے

بنائے اعلان جنگ

جس مضمون میں میاں صاحب اس قدر آپے سے باہر ہوئے ہیں اس کی بنیاد کیا ہے۔ پیغام صلح میں میاں صاحب کے ایک مرید کا خط چھپا ہے جس کا عنوان تھا "دونوں جماعتوں کا رویہ قابل اصلاح ہے" جس میں خط لکھنے والے نے یہ بتایا کہ میاں صاحب نے جب سیرۃ نبوی پر ۴۲ کتابوں کی ایک فہرست شائع کی تو اس میں میری کتاب سیرت خیر البشر اور خواجہ کمال الدین صاحب کی کتاب اسوۂ حسنہ کا نام نہ لیا۔ جسے انہوں نے قادیانی حضرات کی "تنگ دلی اور تعصب" قرار دیا اور "پیغام صلح" کے متعلق یہ شکایت کی کہ اس نے میاں صاحب کی تحریک یوم خاتم النبیین کے ساتھ عدم تعاون ہی نہیں کیا بلکہ مخالفانہ ریمارک لکھے۔ جسے جماعت لاہور کی تنگدلی اور تعصب قرار دیا۔ یہ میاں صاحب کے ایک مخلص مرید کی رائے ہے۔ اور اس میں بھی تنگدلی اور تعصب کا سہرا تو کم سے کم ضرور میاں صاحب کے سر پر انہوں نے رکھا ہے۔ جماعت لاہور کی طرف سے تنگدلی اور تعصب نہ ہونے پر نوٹ لکھتے ہوئے آخر پر ذیل کا فقرہ "پیغام صلح" نے لکھا:۔

"تنگ دلی اور تعصب پہلے اس شخص کے دل سے نکالنا چاہیئے جس کے سامنے جب لاہور میں ان کے ایک سابق مرید نے یہ کہا تھا کہ آپ ہندو مسلمانوں میں اتحاد کے لکچر دیتے ہیں۔ پہلے لاہور والوں سے کیوں صلح نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ دیا گیا تھا کہ یہ باغی ہیں ان سے ہماری صلح نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ڈلہوزی میں صلح بھی کی مگر شاید پھر خیال آ گیا کہ ان کے اصول کے خلاف یہ بات ہے باغیوں کے ساتھ صلح کیسی؟ اس لئے پھر دشنام دہی کا دروازہ کھول دیا ہے ان کا اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ صلح کریں یا جنگ کریں ہم دونوں حالتوں میں ان کے عقائد کے خلاف جو اسلام میں خطرناک تفرقہ پیدا کرنے والے ہیں ہر حال میں جنگ کریں گے۔"

عقائد کی جنگ ختم نہیں ہو سکتی

اس فقرہ کی آخری سطریں نقل کر کے میاں صاحب اپنے مریدین کو بڑا جوش دلاتے ہیں کہ یہ ان کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اور تم سب تیار ہو جاؤ اور اس اعلان جنگ کو قبول کرو۔ لیکن اگر یہ اعلان جنگ ہے تو یہ جنگ تو ہم نے کبھی بند نہیں کی۔ اور نہ کر سکتے تھے۔ جو معاہدہ تھا اس میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ ہم آپ کے عقائد کے خلاف کچھ نہ لکھیں گے۔ بلکہ بالصراحت ذکر ہے کہ "مسائل اور عقائد پر بحث ضرور رہے گی" البتہ یہ وعدہ تھا کہ ایسی تحریروں میں ایک دوسرے کی نسبت دل آزار باتیں نہ ہونگی یہ وہ جنگ ہے جو حق و باطل کے درمیان ہمیشہ رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ کیا میاں صاحب نے جب صلح کی تھی تو ان کے ذہن میں یہ بات تھی کہ وہ ہمارے عقائد کے خلاف اور ہم ان کے عقائد کے خلاف نہیں لکھیں گے۔ کیا جب وہ ہندو مسلم اتحاد کی تلقین کیا کرتے ہیں تو ان کا منشا یہ ہوتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے عقائد کے خلاف اور مسلمان ہندوؤں کے عقائد کے خلاف

کچھ نہ لکھیں گے۔ اور اب جو اتحاد بین المسلمین کا سب سے بڑا علمبردار اپنے آپکو ظاہر کر رہے ہیں۔ تو کیا ان کا منشا یہ ہے کہ کوئی مسلمان فرقہ دوسرے کے عقائد کے خلاف کچھ نہ لکھے گا۔ وہ کونسی بات "پیغام صلح" کے نوٹ میں تھی جس کو پڑھ کر میاں صاحب آپے سے باہر ہو گئے۔ اور اپنی شرافت ان کو اس میں نظر آئی کہ دوسروں کی طرز کو "غیر شریفانہ" قرار دیا جائے اور پھر مریدوں کے سامنے اس قدر واویلا کیا کہ اٹھو اور میدان میں نکل پڑو۔ کہ پیغام صلح نے پیغام جنگ دیدیا۔ کیا آپ حیات مسیح کے عقیدہ کے خلاف جنگ نہیں کرتے؟

عقائد کی جنگ سے پریشان ہونے کا موقعہ نہیں

اگر ایک شخص یہ کہے کہ "ہم آپ کے ان عقائد کے خلاف جو اسلام میں تفرقہ پیدا کرنے والے ہیں جنگ کریں گے" تو اس میں پریشان ہو کر اخبار کی طرف دوڑنے اور آنسو بہانے اور مریدوں کو رلانے کا موقع ہی کیا ہے جس پر مزید رقت پیدا کرنے کے لئے اڈیٹر "الفضل" کو یہ لکھنا پڑا۔ کہ "اس مضمون کا ایک ایک لفظ نہایت دردناک ہے اور ایک فقرہ تو ایسا ہے جو مخلصین کو بے تاب کر دے گا"۔ جن لوگوں کے سچے اعتراض سننے کی تاب میاں صاحب کو نہیں ان کا بے تاب ہونا کونسا مشکل ہے مگر چلئے اسی امر کو کسی ثالث کے سامنے رکھدیجئے کہ پیغام صلح کے اس مضمون میں کون سا نیا پیغام جنگ ہے جس پر آپ اس قدر تلملائے۔ اس میں تو صاف لکھا ہے کہ خواہ آپ ہمارے ساتھ صلح رکھیں یا جنگ کریں یعنی جہاں تک ایک دوسرے کو بُرا کہنے کا سوال ہے یا تنگدلی اور تعصب دکھانے کا سوال ہے خواہ ڈلہوزی والی صلح آپ رکھیں یا نہ رکھیں دونوں صورتوں میں ہم آپ کے غلط عقائد کے خلاف جنگ کریں گے۔ حوصلہ تو یہ ہو اور آرزو یہ کہ محمد رسول اللہ کے چالیس کروڑ نام لیواؤں کو کافر بنا کر دنیا بھر کے کافروں کو مسلمان بنالیں گے۔ العجب ثم العجب۔

دل کا دکھنا

گویا میاں صاحب کے مریدوں کو رلانے میں کچھ کسر باقی رہ گئی تھی جو اڈیٹر "الفضل" کو ان کی تحریر پر حاشیہ آرائی کی بھی ضرورت تھی کہ کہیں مرید غلطی نہ کھالیں۔ "پیغام صلح کی اس تحریر کا منشا بالفاظ دیگر کیا ہے دو دشمنوں نے اپنا سب سے بڑا مقصد حضور کا دل دکھانا اور رنج پہنچانا قرار دے لیا ہے۔ اور وہ اس کے لئے سر تا پا ناجائز طریق اختیار کر رہے ہیں" اب "حضور کا دل" دکھنے سے اگر یونہی بچ سکتا ہے کہ جب میاں صاحب کہدیں کہ چالیس کروڑ مسلمان کافر و خارج از اسلام ہیں خواہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کا نام بھی سنا ہو تو ہم بھی کہہ دیں کہ "حضور نے بجا فرمایا" اور وہ کہہ دیں کہ اب کوئی شخص کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھانے سے مسلمان نہیں ہوتا تو ہم بھی دست بستہ عرض کریں کہ بے شک یہ کلمہ منسوخ ہے۔ اور وہ کہہ دیں کہ آنحضرت کے بعد ہزاروں نبی آئیں گے اور ختم نبوت کے معنے اجرائے نبوت ہیں تو ہم بھی کہہ دیں کہ بے شک لغت جو چاہے کہے آپ کا ارشاد ہی اب لغت کے بھی قایم مقام ہے۔ اور وہ فرمادیں کہ احمد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں اور اس لئے آپ پیشگوئی مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے اصل مصداق نہیں تو ہم بھی کہہ دیں کہ آپ کا ارشاد درست ہے۔ گو رسول اللہ صلعم خود اپنی زبان مبارک سے اپنے آپ کو بشارت عیسےٰ بھی فرمائیں۔ اور صحابہ بھی آپ کو احمد کر کے پکاریں۔ تو پھر اس دکھ سے جناب میاں صاحب کو نجات ملنی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ اور پھر دوسری مشکل یہ ہوگی کہ دنیا میں اور بھی لوگ ہیں جو ان کے عقائد کے خلاف جنگ کریں گے۔ تو ہمارا زمرہ مریدین میں شامل ہونا بھی کچھ نفع نہ دے گا۔

میاں صاحب کی ذہنیت

ایڈیٹر "الفضل" کی یہ حاشیہ آرائی میاں صاحب کے اس دردناک اپیل کا نتیجہ ہے جو مریدوں کو بدیں الفاظ کرتے ہیں۔

"وہ اپنے دماغوں پر اس اعلان جنگ کو لکھ لیں۔۔۔۔۔۔
ہر ایک جو سچے دل سے بعیت میں شامل ہوا ہے اب اس کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ ان لوگوں کے اس اعلان جنگ کو قبول کرے اور ایک سچے مسلمان کی طرح جو بزدل نہیں ہوتا بلکہ بہادری سے اپنے عقیدہ پر قایم ہوتا ہے۔ اور اپنی ہر ایک چیز کو سچائی کے لئے قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے اس امر کے لئے تیار ہو جائے کہ وہ اس جنگ کو جو نفسانیت کی جنگ ہے۔ جو خود غرضی کی جنگ ہے۔ جو بیجا تحقیر اور بے سبب بغض کی جنگ ہے ہر ایک جائز ذریعہ سے جلد سے جلد خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

جس شخص کی اور جس قوم کی یہ ذہنیت ہو چکی ہو کہ جب یہ کہا جائے کہ تمہارے اس عقیدے سے کہ تم مسلمانوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیتے ہو اسلام میں تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ہم اس عقیدے کے خلاف جنگ کریں گے تو وہ اس جنگ کو "نفسانیت کی جنگ" "خود غرضی کی جنگ" "بیجا تحقیر اور بے سبب بغض کی جنگ" قرار دے۔ اس کا علاج عاجز انسان کی طاقت میں نہیں۔ وہ خود سب مسلمانوں کو کافر قرار دیں تو اس سے ان کی بے نفسی ثابت ہو۔ ایثار ثابت ہو جن کو کافر قرار دیا گیا ہے ان کی عزت افزائی ہو۔ اور ان کے ساتھ محبت کا ثبوت ہو۔ اور ہم اگر یہ کہیں کہ یہ بات غلط ہے تمام کلمہ گو مسلمان ہیں اور یوں میاں صاحب اور ان کے مریدوں کو بھی مسلمان مان لیں تو یہ ہماری نفسانیت اور خود غرضی اور ان کی بیجا تحقیر اور ان سے بے سبب بغض ہے۔

اظہار عقیدہ میں تقیہ

میں پوچھتا ہوں وہ کونسا طریق ہے جس سے میاں صاحب کی غلطی کی بھی اصلاح ہو سکے۔ مرید سچا اعتراض کریں تو خدا ان کو پکڑنے کو مارنے کو تیار ہے۔ اور جو مرید نہیں وہ اگر ان کے عقیدہ کے خلاف کچھ کہیں تو مریدوں کو ان سے جنگ کرنے کے لئے اکسایا جاتا ہے۔ اور ان کی بہادری گوا ہیں کی جاتی ہے۔ بظاہر یہ بہادری اظہار عقیدہ میں تو ہے نہیں۔ کیونکہ میاں صاحب کے خاص بلکہ خاص الخاص سکرٹری یہاں ڈلہوزی میں معزز مسلمانوں کے سامنے ان کے اس عقیدہ کی پردہ پوشی کرتے پھرتے ہیں۔ اور خلاف واقعہ کہکر بھی پردہ پوشی کرنے میں دریغ نہیں کرتے۔ کہتے ہیں ہم کافر نہیں کہتے بلکہ یہ کفر بالمسیح ہے۔ حالانکہ کفر بالمسیح میاں صاحب کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہے شاید یہ کسی اور قسم کی بہادری کے اظہار کے لئے تحریک ہے۔ کیونکہ کبھی کبھی میاں صاحب یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ ہم لوگوں کی سزا کے لئے ان کے پاس خالد بن ولید بھی ہیں۔ اور یہ بھی فتوے دے چکے ہیں کہ جب ایک خلیفہ کے ہوتے ہوئے دوسرا مدعی خلافت ہو تو وہ واجب القتل ہوتا ہے بہرحال اگر یہی مراد ہے کہ اظہار عقیدہ میں جرات اختیار کی جائے تو پہلے میاں صاحب اپنے سکرٹریوں کو سمجھائیں۔ کہ وہ چائے کی دعوت قبول کرانے کے لئے تقیہ سے کام لینا چھوڑ دیں۔ جب کوئی شخص ان سے کہے کہ تم ہمیں کافر کہتے ہو تو صاف کہدیا کریں کہ بے شک تم پکے کافر بلکہ بقول میاں بشیر احمد صاحب "اکفر" ہو۔ اگر چاہو تو اس بات کو جانتے ہوئے دعوت قبول کرو ورنہ نہ کرو۔ مگر جہاں چائے پلانے کے لئے بھی اس قدر تقیہ خاص الخاص مریدین کریں اور غالباً زیر ہدایت کریں وہاں بیرونی لوگوں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ بہادری سے اپنے عقیدہ پر قایم ہو جائیں آرزوئے باطل ہے۔

میاں صاحب کی سیاسی چالیں

میں اس سے بھی ایک قدم آگے چلتا ہوں اور کہتا ہوں کہ سکرٹری خود میاں صاحب کی تعلیم پر عامل ہیں۔ اور میاں صاحب کو خود طرح طرح سے اپنے عقیدہ کی پردہ پوشی کرنا پڑتی ہے۔ کبھی یوں کہہ دیتے ہیں کہ جو شخص خود اپنے آپ کو مسلمان کہے ہم کو کوئی حق نہیں کہ ہم اسے کافر کہیں یعنی دل میں اسے کافر سمجھیں گے اور منہ سے مسلمان کہیں گے۔ ہماری نجات کے دکھ کا رونا خواہ مخواہ روتے ہیں۔ کیا یہ دکھ کافی نہیں کہ منہ سے وہ کچھ کہنا پڑے جو دل میں نہیں۔ کبھی مسلمان کی سیاسی تعریف ایجاد کر کے اسکے نیچے پناہ لی جاتی ہے۔ جس کا مطلب غالباً یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کی رو سے تو انہیں کافر ہی کہا جائے گا۔ لیکن ایک ہی ملک میں رہنے کی وجہ سے چونکہ میاں صاحب کی جماعت کی اغراض سیاسی ان سے وابستہ ہیں اس لئے انہیں مسلمان ہی کہہ دیں گے۔ اس لحاظ سے تو ہندوؤں اور عیسائیوں کو بھی سیاسی طور پر مسلمان کا خطاب مل جائے گا۔

بدگمانی کی انتہا

اور اب میاں صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "اس اعلان جنگ کے موجب ہمارے عقائد نہیں کیونکہ انہی عقائد کے معتقد خود مولوی محمد علی صاحب بھی رہے ہیں۔ اور سب فرقہ ہائے اسلام اس کے معتقد ہیں بلکہ ہماری خدمات اسلام ہیں"۔ چہ خوش گویا جو شخص خدمت اسلام کرے۔ جماعت احمدیہ لاہور اس کی دشمن ہو جاتی ہے۔ اور جھوٹے بیانوں سے اسے گرانا اور ذلیل کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ خدمت اسلام کا کام رک جائے۔ میاں صاحب جو چاہیں دوسروں کے متعلق کہے چلے جائیں اور ساتھ ساتھ یہ دعویٰ بھی [illegible] بھی کافی ہے نہیں دیتے

اور پھر لکھتے ہیں کہ پیغام صلح نے یہ پیغام جنگ اس بات سے چڑ کر دیا ہے کہ "کیوں ہم نے رسول کریم صلعم کی عزت کی حفاظت کے لئے اور آپ کے خلاف گالیوں کا سدباب کرنے کے لئے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر ایک ہی دن سینکڑوں جلسوں کا انعقاد کیا ہے" میاں صاحب کا یہ حسن ظن واقعی اس مرتبہ کے لایق ہے جس کا ان کو دعویٰ ہے۔ یعنی خلافت جو ان کے نزدیک ولایت سے اوپر اور صرف نبوت سے نیچے ہے۔ میاں صاحب نے تمام شریف الطبع لوگوں کی شرافت اور انسانیت سے اپیل کی ہے کہ وہ اس اختلاف کے گواہ رہیں اور اس فرق کو مد نظر رکھیں کہ میاں صاحب کا حوصلہ کتنا بڑا اور ان کا مقام کتنا بلند ہے اور میں خود میاں صاحب کی "انسانیت" سے اپیل کرتا ہوں میاں صاحب کے مریدوں کی "شرافت" سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ کیا یہ درست ہے۔ کہ ہم میاں صاحب کی مخالفت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کرتے ہیں۔ کیا کوئی حق پسند آواز ان میں سے اٹھے گی اور اپنے مرشد کی اس ہمالیہ کے برابر بلند بدگمانی پر انہیں متنبہ کرے گی؟ مرید عموماً بلا سوچے سمجھے باتوں کو صحیح مانتے ہیں تو کیا ان ہزارہا انسانوں کے دلوں میں یہ ناپاک خیال پیدا کر کے کہ ہم ان کی مخالفت اس وجہ سے کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ کی عزت کی حفاظت کرتے ہیں؟ میاں صاحب اپنے آپ کو عند اللہ بری الذمہ سمجھتے ہیں۔ آنے والی نسلیں ان کو کس طرح یاد کریں گی یہ وہ خود سوچ لیں۔ پہلے اپنے نفس کی شہادت لیں۔ بل الانسان علے نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ۔ اور میں بھی میاں صاحب کا چیلنج منظور کرتا ہوں کہ کوئی غیر از سلسلہ مسلمان منصف مقرر کئے جائیں جو اس بات کا فیصلہ کر دیں کہ میاں صاحب نے یہ سچ کہا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سے گالیوں کا سدباب کرنے اور آپ کی عزت کی حفاظت کرنے کی وجہ سے ہم ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ تیسری بات ہے جس کو میں اپنی یا میاں صاحب کی رائے پر چھوڑنے کی بجائے منصفوں کے فیصلہ پر چھوڑتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے بار بار دوسرے لوگوں سے اپیل کی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ میاں صاحب ہرگز اس تصفیہ کی طرف رخ نہ کریں گے۔

ہماری مخالفت کی وجہ

غرض ان باتوں کے لکھنے میں غرض مریدوں کے دلوں میں ہماری طرف سے تنفر پیدا کرنا ہے۔ ورنہ وہ خود بھی جانتے ہیں کہ یہ ہم پر محض افترا ہے۔ ہم میاں صاحب کی مخالفت صرف ان کے عقیدہ تکفیر مسلمانان کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اور میاں صاحب کو ہم سے زیادہ شکایت بھی اس لئے ہے کہ ہم ان کے اس عقیدہ کو طشت از بام کرتے ہیں جسے وہ خود ہر طرح سے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میاں صاحب نے یہ بھی غلط لکھا کہ میں بھی ان عقائد کا معتقد رہا ہوں یہ تو میرے متعلق غلط بیانی ہے مگر اس سے بھی آگے گزر کر یہ بھی لکھا ہے کہ سب فرقہ ہائے اسلام ان کے معتقد ہیں۔ میاں صاحب کا وہ عقیدہ جسکے خلاف میں شروع سے جنگ کر رہا ہوں تکفیر اہل قبلہ ہے نبوت کی بحث خود اس کے حل ہونے سے حل ہو جاتی ہے جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی بعیت میں داخل نہ ہونے سے خواہ وہ کسی وجہ سے ہو ایک مسلمان کافر ہو جاتا ہے وہ حضرت صاحب کی نبوت کا قائل بھی ہوگا۔ اور جو آپ کے انکار سے کسی کو کافر نہیں ٹھیراتا وہ آپ کی ظلی یا مجازی نبوت کا قائل ہوگا جو اصطلاح شریعت میں ولایت یا محدثیت کے نام سے موسوم ہے۔

میرے اور میاں صاحب کے مریدین کے عقائد

تو میں میاں صاحب کا چیلنج منظور کرتا ہوا یہ چوتھی بات انہی منصفین کے فیصلے کے لئے چھوڑتا ہوں کہ کیا میں نے کبھی حضرت مسیح موعود کے نہ ماننے والوں کو کافر اور خارج از اسلام کہا؟ اور اگر نہیں کہا اور میری کسی تحریر یا تقریر سے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا جا سکتا تو میاں صاحب خود ہی غور کر لیں کہ یہ جو کچھ انہوں نے کہا اس کا کیا نام رکھا جائے۔ یہی نہیں میں اس کے خلاف یہ ثابت کر دوں گا کہ میں شروع سے تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان ہی قرار دیتا رہا ہوں۔ اور اس لئے اگر میں نے لفظ نبی حضرت مسیح موعود کے لئے استعمال کیا تو اسی مجازی معنے کے رو سے تھا جسکی رو سے حضرت مسیح موعود خود اسے استعمال کرتے رہے۔ جیسا کہ حقیقۃ الوحی کے آخر پر بھی فرمایا کہ وسمیت نبیا من اللہ علے طریق المجاز لا علے وجہ الحقیقۃ۔ اور یہ بھی میں ثابت کرونگا کہ حضرت صاحب نے مجازی نبوت محدثیت کو کہا ہے نہ نبوت کو۔ اور نبی کا لفظ لغوی یا مجازی معنے کی رو سے غیر نبی

برا استعمال کیا جاتا میاں صاحب کے مریدوں کو بھی مسلم ہے۔ جس کی تعنی شہادتوں کی ضرورت ہو میں پیش کر سکتا ہوں۔ میاں صاحب کے استاد مولوی سرور شاہ صاحب کی یا خاص سکرٹری مفتی محمد صادق صاحب کی۔

تمام فرقہ ہائے اسلام کے عقائد

پھر کہتے ہیں کہ یہ تمام فرقہ ہائے اسلام بھی انہی عقائد کے معتقد ہیں۔ میں تو کسی ایسے اسلامی فرقہ کو نہیں جانتا جو اس بات کا قائل ہو کہ کسی زمانہ میں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ ہو جائے گا۔ اور اس کلمہ کا اقرار لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے کافی نہ رہے گا۔ اس لئے میں اس بات کو بھی انہی منصفین کے فیصلے پر چھوڑتا ہوں۔ کہ کیا ان کے نزدیک تمام فرقہ ہائے اسلامی اس عقیدہ کے معتقد ہیں۔ جو میاں صاحب کا عقیدہ ہے۔ یعنی حضرت عیسٰے کے نزول پر تمام مسلمان کافر ہو جائیں گے گو انہیں علم بھی نہ ہو کہ عیسٰے نازل ہو گئے ہیں۔

اصل ما بہ النزاع

میں اول صرف ایک موٹی بات کا فیصلہ چاہتا ہوں اور وہ میاں صاحب کا عقیدہ تکفیر مسلمانان ہے۔ اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس دن میاں صاحب مسلمانوں کی تکفیر کے عقیدے سے رجوع کر لیں مجھ پر حرام ہوگا کہ میں ان کی مخالفت کروں۔ میرے اور ان کے درمیان ما بہ النزاع اہم امر یہی ایک ہے۔ باقی چھوٹی باتیں ہیں جن کی وجہ سے وقت کو ضائع کرنا اور آپس میں جھگڑتے رہنا میں درست نہیں سمجھتا۔ لیکن مسلمانوں کی تکفیر چونکہ اسلام کے لئے ایک خطرناک مصیبت کا سامنا ہے اور پھر پہلے علماء سو تو ایک ایک گروہ کو اسلام سے خارج کرتے تھے میاں صاحب نے یکرتبہ ایک ہی جنبش قلم سے سب کو خارج از اسلام قرار دے دیا۔ اس سے بڑا مصیبت کا دن اسلام کے لئے کیا ہوگا۔

میاں صاحب اور اتحاد اسلامی

اور پھر طرفہ یہ ہے کہ اتحاد مسلمین پر ایسا کاری حربہ چلانے کے بعد میاں صاحب یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ اتحاد کا جھنڈا اٹھائے آگے آگے ہوں اور سب لوگ ان کے پیچھے ان کی بزرگی اور تقدس کے گیت گاتے چلیں۔ کیا پر معنی فقرہ ہے۔ اپنے مریدوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ

"کوشش کرو کہ مسلمانوں کے اندر اس صحیح اتحاد کی بنیاد پڑ جائے جس کے بغیر آج مسلمانوں کا بچاؤ مشکل ہے"

اور وہ صحیح اتحاد کیا ہے؟ کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کو کافر کہیں ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ ایک دوسرے کا جنازہ نہ پڑھیں۔ ایک دوسرے کو اپنی لڑکی رشتہ میں نہ دیں۔ میاں صاحب کے اصول اتحاد ان کی اپنی کتابوں میں یوں مذکور ہیں:-

(۱) کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔
(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

(۲) غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں! جائز نہیں!! جائز نہیں!!! .... ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں
(انوار خلافت صفحہ ۸۹-۹۰)

(۳) غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ .... غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔
(انوار خلافت صفحہ ۹۲-۹۳)

(۴) غیر احمدی کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز ہی نہیں۔
(برکات خلافت صفحہ ۷۳)

یہ گویا میاں صاحب کے مجوزہ اتحاد کی چار دیواریں ہیں غور کیجئے کہ جب ان دیواروں پر چھت پڑے گی تو کیسی عالیشان اور مضبوط عمارت اتحاد کی تیار ہوگی۔ اس اتحاد کی تعریف پر کون مسلمان ہے جو میاں صاحب کے قدموں پر قربان نہ ہو جائے۔ اور فی الحقیقت اسلام کو زندہ کرنے کے لئے اسی اتحاد کی ضرورت تھی جس کو مسلمانوں نے تیرہ سو سال تک سمجھا ہی نہیں۔ اور جس کے بغیر آج مسلمانوں کا بچاؤ نہیں۔ جیسا کہ جناب میاں صاحب لکھتے ہیں جیسے کہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی غلطی لگی رہی کہ آپ نے رئیس منافق عبد اللہ بن ابی کا جنازہ پڑھ لیا۔ اور حضرت علیؓ بھی غلطی میں رہے جنہوں نے حضرت معاویہ کی تکفیر سے انکار کیا۔ اور یہ راز صرف خوارج پر کھلا جنہوں نے تکفیر کی بنیاد رکھی جس عمارت کی تکمیل آج "ہز ہولی نس" کے مقدس ہاتھوں سے ہوئی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ آج خوشی کے شادیانے بجائیں کہ اتحاد کا راز ان کے ہاتھ آ گیا کیونکہ سارے مسلمان کافر ہو گئے۔

جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق پیش گوئی

ہاں ایک بات میں ہماری جماعت میاں صاحب کی ممنون احسان بھی ہے۔ اس لئے کہ اسی مضمون میں فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے یہ لوگ دنیا میں قائم رکھے جائیں گے تاکہ آپ لوگ ہمیشہ ہوشیار رہیں"

اس سے چودہ سال پیشتر میاں صاحب کو الہام ہوا تھا کہ ہماری جماعت ٹکڑے ٹکڑے کر کے تباہ کر دی جائے گی۔ چنانچہ لَیُمَزِّقَنَّھُمْ کا الہام میاں صاحب کے مریدوں کو بھی یاد ہوگا۔ اور شائع شدہ موجود ہے۔ آج نئے الہام کی رو سے وہ پہلا الہام منسوخ ہو گیا۔ اور اب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جماعت لاہور قائم رکھی جائیگی البتہ ایک اور بات کا بھی انکشاف جناب میاں صاحب پر ہوا ہے "خدا تعالیٰ نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ آپ لوگ اس کے فضل سے ان پر غالب رہیں گے" سو کچھ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب کو اور دو چار سال بعد بتا دے کہ جب باغیوں کی جماعت کو بجائے تباہ کرنے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے قائم رکھنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ تو اب یہ بھی ضروری ہو گیا ہے کہ ان کو میاں صاحب کی جماعت پر غالب بھی کر دیا جائے۔ والسلام۔

تعدد ازدواج اور افغانستان

معاصر "امان افغان" کا یہ اعلان ہندوستان کے مذہبی حلقوں میں خاص اہمیت کی نظروں سے دیکھا جا رہا ہے کہ ہز مجسٹی امیر امان اللہ خاں نے افسروں کی ایک جماعت کے سامنے تقریر فرماتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا کہ رشوت ستانی کے اہم اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ سرکاری حکام ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے ہیں اس لئے آئندہ اگر کوئی سرکاری ملازم دوسرا نکاح کریگا تو اسے ملازمت سے مستعفی ہونا پڑیگا۔ ان لوگوں کے متعلق جو پہلے سے متعدد بیویاں رکھتے ہیں اس جرگے میں اعلان کیا جائیگا جو عنقریب قوم کے کثیر التعداد نمائندوں کی موجودگی میں منعقد ہوگا +

ہمارے ہندو معاصرین کو ایسی باتیں خدا دے۔ انہیں اس بات سے غرض نہیں کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ کن حالات میں کہا گیا ہے۔ اسلام کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے اور اسلام کی مخالفت اس سے کیونکر ہو سکتی ہے صرف وہ اتنا جانتے ہیں کہ اسلام نے تعدد ازدواج کا حکم دیا ہے اور امیر امان اللہ خاں نے اس حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ یہ گویا اس بات کا ثبوت ہے کہ

"ہر ترقی کرنے والی جماعت کو اسلام کے احکام سے لازماً انقطاع کرنا پڑتا ہے"!

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس عقل و فہم کے مالک۔ یہاں تو جن لوگوں کو اتنا بھی علم نہ ہو کہ اسلام نے تعدد ازدواج کا کوئی حکم نہیں دیا جس سے کسی ترقی کرنے والی جماعت کو لازماً انقطاع کرنا پڑے۔ بلکہ محض اجازت دی ہے جو خاص شرائط کے ساتھ مشروط ہے اور ہر شخص ہر حالت میں اس سے فائدہ اٹھانے کا مجاز نہیں۔ ان سے کسی صحیح رائے کی توقع کیونکر ہو سکتی ہے ظاہر ہے کہ شاہ افغانستان کا حکم صرف سرکاری افسروں کے لئے ہے۔ جن میں ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی وجہ سے رشوت ستانی کی عادت بڑھتی جاتی ہے تاکہ خانہ داری کے اخراجات کو پورا کر سکیں۔ اس کو اسلام کے خلاف قرار دینا اپنی عقل و فہم کا ماتم کرنا ہے۔ جو شخص ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی طاقت اپنے اندر نہیں پاتا جو اپنے جائز وسایل آمدنی سے ان کے اخراجات کو پورا نہیں کر سکتا اس کو اسلام نے کب زیادہ بیویاں رکھنے کا حکم یا اجازت دی ہے۔ ہمارے ہندو معاصرین کے پاس اگر کوئی ثبوت ہو تو انہیں چاہئے کہ اسے پیش کریں ورنہ خواہ مخواہ ہر بات کو اسلام کے خلاف قرار دیکر اس پر نکتہ چینی کرنا کسی طرح جائز اور قرین انصاف نہیں +

قومی سرمایوں میں خیانت کا فتنہ

فرزندان توحید کا عظیم الشان فرض

(جناب قریشی کے قلم سے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

گیارہواں واقعہ

حضرت فاروقؓ مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ حضرت حفصہؓ (آپ کی بیٹی اور حضور سید عالم کی زوجہ محترمہ) تشریف لائیں اور فرمایا "امیر المومنین! میں ذوی القربیٰ میں شامل ہوں مجھے میرا حق عنایت فرمائیے۔ حضرت فاروقؓ نے رشتہ کا احساس فرمایا اور نہ نسبت نبوی کا۔ فرمانے لگے بیٹی! البتہ آپ کو دعویٰ حق ہے تو اپنی شرافت کے مطابق میری مخصوص جائیداد میں سے حصہ لے سکتی ہے۔ مال غنیمت میں سے نہیں"!

کیا وہ معززین اس واقعہ پر غور فرمائیں گے۔ جن کے ہاں سرمایہ ملی کی بڑی بڑی رقمیں۔ قرض حسنہ پیشگی۔ سفر خرچ اور پروپیگنڈا کے نام سے دوست۔ اخباروں۔ مداحوں۔ شاگردوں۔ عالموں۔ صوفیوں اور مجتہد والوں میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ تاکہ دنیا میں ان کی لیڈری کی دھوم مچی رہے اور کسی مشکل اور مصیبت کے وقت یہ "پالتو نظام" حرکت میں لایا جاسکے +

بارہواں واقعہ

حضرت فاروقؓ ایک رات چراغ کی روشنی میں بیت المال کا حساب لکھ رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک صاحب ملاقات کے لئے آئے اور جب انہوں نے گفتگو شروع کی تو حضرت نے چراغ گل کر دیا۔ اور جب وہ رخصت ہوئے تو آپ نے پھر چراغ جلایا اور بدستور حساب و کتاب میں مشغول ہو گئے۔ دریافت کرنے پر حضرت نے فرمایا کہ یہ امر سرمایہ ملی کی تقدیس اور حفظ دیانت کے خلاف تھا کہ ہم بیت المال کے تیل کی روشنی میں پرائیویٹ گفتگو کریں +

کاش وہ لوگ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں۔ جن کی شاہانہ تفریحات اور سیر و شکار کے لئے سرمایہ قومی سے بڑی بڑی رقمیں منظور کی جاتی ہیں!

اسلام کا طریق خدمت

گزشتہ واقعات سے ایک ہی نتیجہ نکل سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ محمد عربی کے غلاموں کا طریق خدمت و اصلاح اور تہذیب مغرب کے پجاریوں کا ادعائے حکومت و پیشوائی۔ ایک شاہراہ پر جمع نہیں ہو سکتے۔ ایک وہ جو آخرت کی سچی اور بے میل زندگی کی طلب میں دوڑتا ہے۔ دنیا کا جاہ و جلال اس کے ہر گام پر نثار ہے۔ دوسرا وہ جو قوم کو آڑ بناتا ہے۔ اور دنیا کی بے حقیقت عزت و شوکت کے لئے سرگرداں ہے۔ اس کی ساری عزتیں اور شوکتیں کوچہ دنیا کی ٹھوکروں سے پامال کر دی جاتی ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ ان بندگان نفس کی طرف سے کتنے ڈھول پیٹے گئے اور کس قدر پیام شائع ہوئے ھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا۔ یاد رکھو! جب تک مدعیان عمل کی زندگی اس خالص اور بے نفس سچائی سے ہم آغوش نہ ہو جو محمد عربی لائے اور جس نے صحابہ کرام کو کشت عمل پر شگفتگی اور بہرہ مندی کے طوفان لنڈھا دیئے کوئی مستقل کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی +

مسلمانو! اگر تم امید و مراد کی اس آخری شعاع سے جو آپ تک تمہیں دعوت دے رہی ہے کچھ بھی الفت و وابستگی رکھتے ہو تو ہو سائے امانت و خیانت کو سانپ اور بچھو کی طرح اپنے دامن سے جھٹک دو اور اللہ کے نیک بندوں کو جو اخلاص کے منارے اور عمل و ایثار کی مورتیں ہوں آگے بڑھنے دو۔ اسلام کا ستارہ اقبال پھر چمکیگا اور مسلم غیور کے ہاتھ میں پھر وہی "لوہے کا عصا" دے دیا جائے گا۔ تاکہ وہ نصرت الٰہی کے وسیع ترین سائبان کے نیچے کائنات ارضی پر حکمرانی کرے +

آخری استدعا اور اپیل

مسلمانو! تم اسلام کی قابل فخر روایات صدق و وفا کے محافظ ہو اور اس فتنہ خلافت کے خلاف اٹھ کھڑے ہو جس نے اسلامی تحریکات پر عزت اور ترقی کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تم اس اعتقاد و یقین کو ہمیشہ کے لئے اپنے قلوب میں پیوست کر لو کہ ملت کے بدترین دشمن وہ لوگ ہیں جو ان انجمنوں کو جو حرمت اسلام کے لئے مبنی ہوں۔ انگریز پرستی یا اقتدار طلبی میں استعمال کریں۔ اور کن قومی فنڈوں

ہندوستان

— سید عطاء اللہ شاہ صاحب اور غازی عبد الرحمٰن صاحب جن کو گزشتہ سال راجپال ایجی ٹیشن کے سلسلے میں سزا سے قید ہوئی تھی عنقریب رہا ہونے والے ہیں۔ لاہور۔ امرتسر۔ لدھیانہ وغیرہ میں ان کے استقبال کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔

— کلکتہ ۳۱ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ سوراجی بنگال کے قانون مزارعان کی جو کونسل کے موجودہ اجلاس میں پیش کیا گیا ہے تائید کریں گے۔

— پونا ۳۰ جولائی۔ بمبئی کونسل میں قانون وراثت کا مسودہ پیش ہوا جس میں اس بات کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ بیوگان کو متبنہ بنانے کا اختیار نہ دیا جائے۔ طویل بحث و مباحثہ کے بعد مسودہ مذکور مسترد کر دیا گیا۔

— پونا ۳۰ جولائی۔ آج ہندو نوجوانوں کی ایک کامیاب کانفرنس ہوئی جس میں یہ طے کیا گیا کہ ہندو نوجوانوں کو شدھی اور سنگٹھن کا کام اپنے ہاتھ میں لے لینا چاہیئے۔

— اضلاع بنگال میں شرح اموات روز بروز زیادہ ہو رہی ہے۔

— شملہ ۲۷ جولائی۔ مسٹر ایچ مفلن یکم اگست سے ریلوے بورڈ کے سکرٹری مقرر ہو گئے ہیں۔

— شملہ ۲۷ جولائی۔ مرکزی مجلس وضع قوانین کی مجلس مالیات ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱ اگست کو بمقام شملہ مختلف محکمجات کے تازہ اخراجات کی سکیم پر غور کرنے کے لئے خاص اجلاس کرے گی۔

— آج کل سندھ میں کثرت سے بارش ہو رہی ہے۔

— کلکتہ بلدیہ کمیٹی نے طے کیا ہے کہ حکومت سے استدعا کی جائے کہ گنگا جاجی پل کی تعمیر کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپیہ قرض فراہم کرے۔

— گورو کل کانگڑی کی شردھانند دیا گری کے لئے ۲۲ ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے۔

— کلکتہ ۲۹ جولائی۔ آنریبل مسٹر وی جے پٹیل (صدر اسمبلی) آج صبح رنگون روانہ ہو گئے۔

— شملہ ۳۰ جولائی۔ ملک معظم نے سر میلکم ہیلی کو یو۔پی کا گورنر مقرر کیا ہے۔ اور سر جیافری ڈی مانٹ مرنسی پنجاب کے گورنر مقرر ہوئے ہیں ایم سٹو۔ سر جیافری ڈی مانٹ مرنسی کی جگہ پنجاب میں ایگزکٹو کونسلر مقرر ہوئے ہیں۔

ممالک خارجہ

— مصر کا اخبار "البلاغ" لکھتا ہے کہ ۳۰ جولائی کو جب نحاس پاشا سابق وزیر اعظم تشریف لائے تو باوجود حکومت کے امتناعی احکام کے ہر طرف سے نعرہ ہائے تحسین بلند ہوئے۔ پولیس نے ہر قسم کا انتظام کر رکھا تھا لیکن ارکان وفد نے گورنر کے دفتر سے پانچ سو گز کے فاصلہ پر اجلاس کر لیا ہے۔

— رگبی ۳۰ جولائی۔ لندن سے جنوبی افریقہ تک ۱۶ ہزار میل کا فاصلہ ۱۸ روز میں ہوائی جہاز کے ذریعے طے کرنے کی مہم ایر فورس کے ہوا باز مٹرڈوک نے کرائیڈن سے پرواز شروع کر دی ہے۔

— واٹنا (آسٹریلیا) ۲۸ جولائی۔ جامعہ واٹنا نے شریعت اسلامی کے متعلق پہلی مرتبہ یوربین لیکچرار مقرر کیا ہے۔

— ایران میں مشہد و مرغاب کے قریب کھدائی کرتے ہوئے ایک محل دریافت ہوا ہے۔ جو بہت بڑا ہے۔ اس کے علاوہ ایک مجسمہ بھی ملا جس پر رومن حروف کا کتبہ کندہ ہے۔

— واشنگٹن ۲۷ جولائی۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور احرار چین کی حکومت میں جو جدید عہد نامہ محصولات جنگی مرتب ہوا تھا اس پر ۲۵ جولائی کو دستخط ہو گئے۔

— قاہرہ ۲۶ جولائی۔ گورنر قاہرہ نے وزیر امور داخلہ کی طرف سے نحاس پاشا کو متنبہ کر دیا ہے کہ اگر کسی جلسے یا مظاہرے کی وجہ سے فساد یا بدامنی رونما ہوئی تو اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔

— لنڈن ۲۴ جولائی۔ سر گلبرٹ کلیٹن لندن سے جدہ روانہ ہو گئے ہیں تاکہ سلطان ابن سعود کے ساتھ دوبارہ گفت و شنید شروع کریں۔

— حکومت مصر نے ہسپانیہ میں ہز اکسلنسی محمد دخری پاشا کو اپنا سفیر مقرر کیا ہے۔ اور پاشا موصوف ہسپانیہ پہنچ گئے ہیں۔ جہاں ان کا شایان شان استقبال ہوا ہے۔

بقیہ صفحہ ۴

جو تقدیس ملت کے نام پر جمع کئے جائیں۔ اپنی نفس فروشی اور ہوا پرستی کا بادیہ بنائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس فتنہ عظیم کو روکنے کے لئے اپنی تمام عملی استطاعتوں کو ایک متحدہ محاذ میں جمع کر دو۔ ملت فروشی اور خیانت کے مفسدات کو بازو کی قوت سے روکو۔ قلم اور زبان کی طاقت سے روکو۔ اور اگر یہ میسر نہیں تو ان اکابر نفس اور عالم خیانت کو دل سے برا سمجھو۔ وذالک اضعف الایمان۔ انہیں اپنی انجمنوں سے نکال باہر کرو۔ ان کی تقریریں نہ سنو۔ ان پر سیاسی اور غیر سیاسی مجالس کی عہدہ داریوں کے دروازے بند کر دو۔ ان کی غداری۔ دشمن پرستی بددیانتی اور بے ضابطگی پر پردہ نہ ڈالو۔ انہیں جماعتی حقوق کی مقدس قربانگاہ پر قربان کر دو۔ اور ان کے غبن و خیانت کے افسانہ رسوائی کے اعلانوں۔ اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعے بلا لحاظ شخصیت اس طرح تشہیر کرو کہ آئندہ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کے عہد امانت کے پامال کرنے کی جرأت نہ ہو یاد رکھو کہ کوئی قوم اس وقت تک ان ارمنی پر نفاق و خیانت کے مواد فاسد کو اپنے جماعتی نظام میں جمع رکھ کر اتحاد و یگانگت کی سچی اور پر انوار زندگی سے بہرہ ور نہیں ہو سکتی۔ ان اللہ لا یحب من کان خوانًا اثیمًا وان اللہ لا یھدی کید الخائنین۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے۔ (منیجر)

سیاست کا "نصرت نمبر" خرید فرمائیے

اور

اس کا قرضہ ادا کرنے میں امداد فرمائیے

بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب — تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام پاک قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاخر والملٰئکۃ و الکتٰب والنبیین ج واٰتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل والسآئلین وفی الرقاب ج (ترجمہ) اور اے مسلمانو! نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ پر، قیامت پر، فرشتوں پر، کتب سماوی پر اور انبیا پر ایمان لائے، اور خدا کی راہ میں اپنے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور قرض غلاموں کو مال دیتا رہے۔

زندان فرنگ کی آخری سیاحت کے بعد سید برادران نے اعلان کیا تھا کہ وہ "سیاست" کا سائز بڑا کر دینگے جمعہ نمبر نکالا کریں گے **نصرت نمبر** شایع کریں گے۔ اور سیاست کا ہفتہ وار شیوع نقاش کے نام سے جاری کریں گے۔ بحمد اللہ کہ ان کے دو وعدے پورے ہو چکے سیاست بڑے سائز کے ۸ صفحات پر شایع ہو رہا ہے اس کی صوری و معنوی خوبیاں ملک بھر نے تسلیم کر لی ہیں۔ اس کا جمعہ نمبر بہت مقبول ہو رہا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ

"نصرت نمبر" شایع ہو

چنانچہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یکم ستمبر کو "نصرت نمبر" نہایت آن بان شان سے نکلے و باللہ التوفیق۔ اس نمبر میں کیا کچھ ہوگا؟

خصوصیات - ملک کے بہترین اہل قلم حضرات کے مضامین، نئی اور اچھی نظمیں، اعلیٰ کارٹون اور سیاسی، اخلاقی، تعلیمی، تمدنی، معاشرتی، اور مذہبی مضامین سے نصرت نمبر مزین ہوگا۔ مختصر یہ کہ صحافت حاضرہ کی خوبیوں کا ایک جاذب نظر اور قابل قدر تحفہ ہوگا۔ فی الحال ضخامت **۵۰** صفحات مقرر کی گئی ہے لیکن ممکن ہے اس سے زیادہ ہو جائے اشاعت کے متعلق خیال ہے کہ کم از کم **۶۰** ہزار چھاپا جائے۔ قیمت صرف **۴** ر ہوگی۔

آپ کی توجہ درکار ہے کہ اس نمبر کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ سیاست کا قرضہ ادا ہو جائے۔ اگر ساٹھ ہزار اخبار بک گیا تو قرضہ ادا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کی گردن کو قرض کی غلامی سے آزاد کرنے کو ایمان کے برابر رکھ دیا ہے۔ آپ اس نیکی میں حصہ لیں **اگر آپ** شاعر ہیں تو نہایت اعلیٰ حمد یا نعت یا سیاسی، تمدنی، اخلاقی، معاشرتی یا تاریخی نظم اس نمبر کے لئے عطا فرمائیں **اگر آپ** اہل قلم ہیں تو اس کیلئے کوئی نیا اور اعلیٰ مختصر مضمون لکھ بھیجیں جو اچھا ہو **اگر آپ** کا میلان طبع فسانہ نویسی کی طرف ہے تو ایک مختصر سا فسانہ لکھیں **اگر آپ** کر سکیں تو کم از کم ایک سو پرچے اپنے احباب میں فروخت کریں۔ **براہ کرم یاد رکھیے** کہ وقت کم ہے جو کچھ کرنا ہے جلد کیجیے۔ مضامین یا نظموں کی ترسیل کی آخری تاریخ **۲۰ اگست** ہے ایجنٹ صاحبان یا خریدار حضرات اپنی ضروریات سے **۲۵** اگست تک مطلع فرمائیں **اشتہار** دہندہ حضرات فوراً جگہ مخصوص کرا لیں اور فائدہ اٹھائیں فی الحال دگنی اجرت لی جائیگی بعدہ ممکن ہے تگنی ہو جائے۔ **نصرت نمبر مفت** لینا چاہیں تو آج ہی سیاست کے مستقل خریدار بن جائیں شرح چندہ سالانہ **صہ** ششماہی **سے** سہ ماہی **للعہ** ماہوار **عہ** سہ ماہی کے خریدار کو کتاب انقلاب زندگی مفت ششماہی کے خریدار کو تاریخ مکہ بھی ساتھ۔ سالانہ خریدار کو تیسری کتاب جیب جی بھی مفت نذر ہوگی۔

غلام محمد خادم مینیجر اخبار سیاست لاہور

عمدہ قلمہائے ابنہ و ترشاوہ

مطلوب ہیں تو جلد

فہرست کارخانہ پتہ ذیل سے طلب فرمائیے جو مفت روانہ ہوگی

شیخ بشیر احمد ریٹائرڈ انسپکٹر قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ (یو۔ پی)

مسمریزم ہپناٹزم

کے ذریعہ اور خدا کے فضل و کرم سے ہر قسم کے روحانی و جسمانی مایوس العلاج امراض کا علاج دور و نزدیک نہایت کامیابی سے کرتے ہیں۔ اور پندرہ بیس روز میں شرطیہ سکھاتے ہیں۔ سرگودھی نمبر ۲۵۶۹ ؎ - مفصل کے واسطے تجربات مسمریزم و طلسمات روحانی آئوں کے مفصل حالات درج ہیں جو ہماری ۴۴ سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ مفت منگوائیے

گنیش داس ایم اے نند گنیش آشرم چھاونی جالندھر پنجاب

اردو صحافت کا درخشاں ستارہ

پارس

ہر ہفتہ ادب اردو کے بلند پایہ نمونے پیش کرتا ہے۔ اور اپنے گوناگوں مضامین کی وجہ سے ہندوستانی صحافت میں خاص امتیاز رکھتا ہے مشاہیر اہل قلم حضرات پارس کو ہندوستان کا بلند پایہ اخبار تسلیم کرتے ہیں۔ پارس کا سالانہ چندہ صرف تین روپیہ ہے۔ اور سال بھر میں رنگ رنگ دلفریب اور دلچسپ مضامین کے ڈیڑھ ہزار سے زیادہ صفحات ناظرین کے پیش کئے جاتے ہیں۔ علم دوست حضرات کو پارس کا خریدار بننا چاہیے۔ ضخامت ۲۸ صفحے سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ نمونہ مفت۔

مینیجر "پارس" نمبر ۱۶۲ لاہور

دمہ کا بیمہ صرف تین روپے میں

کشمال کی پہلی خوراک کسوٹی ہے

کشمال کی ایک خوراک سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ دوسری دواؤں سے ایک ماہ میں بھی ممکن نہیں۔ پہلی خوراک سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہو تو دوا واپس لے کر اس کی پوری قیمت مع دو طرفہ محصول کے بخندہ پیشانی لوٹا دی جاتی ہے۔ واپسی قیمت کا اقرارنامہ اور آزمائش کے لئے نمونہ ہر پارسل میں جاتا ہے۔ تاکہ شیشی سے قبل اطمینان کر لیا جائے۔ نئے یا پرانے ہر قسم کے دمہ میں ۹۹ فیصدی مفید ہے قیمت علاوہ محصول ڈاک ۸ ر شیشی تین روپے

ڈاکٹر خورشید علی خاں وکٹوریہ پارک شہر بنارس

مفت **کلید صحت** مفت

کوئی علاج کرنے سے بحوالہ اخبار مفت منگائیے۔
بشارت سنیاسی ٹٹار ضلع گورداسپور

پیغام صلح کا آخری ہی نمبر

ہزاروں کی تعداد میں چھپنے والا ہے اس میں ضرور اشتہار دیجیے۔ ایک صفحہ کی ۳۵ روپیہ (۴ کالم)، نصف صفحہ ۱۸ روپے (۲ کالم) ایک کالم کی ۱۰ روپے۔ اجرت ہی پیشگی آنی چاہیے۔

اقبال کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

آپکے "اقبال" سے

ایک ہفتہ وار جریدہ "اقبال" کی اشاعت کا انتظام کیا گیا ہے، جو عنقریب زیر ادارت جناب خاور جلیپوری اپنی گوناگوں دلچسپیوں، دل آویز نظموں، ہنگامہ خیز فسانوں، بصیرت افروز مضامین اور نت نئے کارٹونوں سے مرصع ہو کر آپ کے میز کی زینت کو دوبالا کر دیگا۔ "اقبال" ایک غیر جانبدار۔ بے تعصب خالص قومی آرگن ہوگا جو بجا طور اپنی نوعیت کے لحاظ سے رسالہ بھی کہا جا سکیگا اور اخبار بھی۔ کیونکہ اسکی قلمی معاونت ملک کے مشاہیر مضامین نگار حضرات نے قبول فرمائی ہے آپ بھی اپنے "اقبال" کو بلند اقبال فرمانے سے دریغ نہ کیجیے اور آج ہی اولین فرصت میں سالانہ چندہ روانہ کر دیجیے یا بذریعہ وی۔ پی چندہ وصول کئے جانیکی اجازت عطا فرمائیے۔

چندہ سالانہ للعہ / ششماہی ؎ } مینیجر اخبار "اقبال" لاہور

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۹ صفر سنہ ۱۳۴۷ھ مطابق ۷ اگست سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۵۳

تعلیم مسیح موعود

بھائیوں کے گناہ بخشو

تم آپس میں جلد صلح کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو۔ اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو۔ کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ۔ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے۔ اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔

کون لوگ خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتے

خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو۔ کہ وہ قدوس اور غیور ہے بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں اور چیونٹیوں اور گدوں کی طرح گرتے ہیں۔ اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں۔ وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے۔ ہر ایک دل اس سے بیخبر ہے۔

قرب الہٰی کے ذرائع

جو اس کے لئے روتا ہے۔ وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو۔ تا وہ بھی تمہارا دوست بنے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے۔

توکل اور تدبیر

دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے۔ جن میں سے ایک طاعون بھی ہے۔ سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو۔ سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو۔ نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے۔ مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے۔

آخری کتاب، آخری نبی اور نجات

اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم کریں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔ تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے جو اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا۔

ظہور مسیح موعود

اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا۔ کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک محمدی سلسلے کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا۔ جیسا کہ موسوی سلسلے کے لئے دیا گیا تھا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرون اولےٰ کھو چکے تھے۔ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے۔ مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر اور مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔ اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا۔ سو وہ میں ہی ہوں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہیے تھا۔ (کشتی نوح)

جلد اطلاع دیجئے

کہ آپ کو "آخری نبی نمبر" کے کس قدر پرچوں کی ضرورت ہے۔ قیمت فی پرچہ معہ محصولڈاک ۲ ۰ رہوگی دس سے زیادہ خریداروں سے دس روپیہ فی سینکڑہ علاوہ محصول لئے جائینگے اس نمبر کے مضامین دلچسپ موثر اور مدلل ہونگے۔ لکھائی چھپائی کاغذ سب اعلےٰ ہوگا ضخامت بھی غیر معمولی ہوگی چونکہ ضرورت کے مطابق چھپایا جائیگا اس لئے آرڈر دیدیجئے تاکہ بعد میں محروم نہ ہونا پڑے قیمت آرڈر کے ہمراہ آنی چاہیئے مقامی جماعتوں اور کارکنوں کا فرض ہے کہ وہ برادران سلسلہ اور دیگر مسلمانوں کو اس کی خریداری کی طرف توجہ دلائیں جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ حالات کے مطابق اس پرچہ کو خرید کر اپنے حلقہ کا میں مفت یا رعایتی قیمت پر تقسیم کریں۔

تجارتی مقامات کے احباب اس نمبر کے اجرتی اشتہارات کے لئے بھی کوشش کریں۔ نرخنامہ اس پرچہ میں کسی دوسری جگہ شائع ہو رہا ہے۔ معقول کمیشن بھی دیا جا سکتا ہے۔ جو بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے۔ وقت کم ہے جلدی کیجئے بیچے اور مخلص مسلمان نیک کام میں غفلت اور دیر نہیں کیا کرتے۔

(مینیجر پیغام صلح لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۱۹ ر صفر المظفر ۱۳۴۷ سنہ ہجری نمبر ۵۳

حضرت امیر ایدہ اللہ کا فرمان
آخری نبی نمبر کے متعلق

برادران مکرم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ میلاد النبی صلعم کے موقعہ پر جو ۲۹ ر اگست کو ہے۔ پیغام صلح کا "آخری نبی نمبر" نکالا جائے۔ ہماری جماعت نے ہمیشہ اس بات کو پسند کیا ہے کہ اس موقع پر کوئی جلسہ وغیرہ کرکے اس میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات پبلک میں پیش کئے جائیں۔ اس دفعہ اس تبلیغ کو اور زیادہ موثر کرنے کے لئے پیغام صلح کا خاص نمبر تجویز کیا گیا ہے۔ جس میں نبی کریم صلعم کے ان کمالات اور فضائل پر بلند پایہ مضامین ہوں گے جن کی وجہ سے آپکو دنیا کا **آخری نبی قرار دیا گیا**۔ آپ اس سے ناواقف نہیں کہ خود ہم نے اپنے ہندو اہل وطن کے سامنے کس قدر کم اسلام اور رسول اللہ صلعم کو پیش کیا ہے۔ یہ نمبر انشاء اللہ تعالیٰ اس کمی کی ایک حد تک تلافی کرنے والا ہوگا۔ علاوہ ازیں آج مسلمان خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے بہت کم واقف ہیں جس کی وجہ سے تعلیم یافتہ طبقہ میں بالخصوص مذہب کی طرف سے بے اعتنائی سی ہے۔ مگر آپ کے کمالات کوئی فرضی تصویر نہیں یہ واقعات ہیں جن کے سامنے غیروں کی گردنیں بھی جھک جاتی ہیں۔ تو مسلمانوں کے دلوں پر کیوں اثر نہ ہوگا۔ پھر یہ بھی ضرورت ہے کہ جو بعض خیالات ختم نبوت کے منافی بعض مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوگئے ہیں انہیں دور کیا جائے۔ جن کے دور کرنے میں ہماری جماعت کا قدم اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب سے آگے ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں ہماری جماعت ہی نے اس کے لئے قدم اٹھایا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے دعوے کی بنیاد ہی یہ تھی کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی نہیں آسکتا۔ نہ پرانا نہ نیا۔ افسوس ہے کہ اگر مسلمان اس غلطی میں مبتلا تھے کہ ایک پرانا نبی آنحضرت صلعم کے بعد آئے گا۔ جس سے ختم نبوت پر زد پڑتی تھی تو ہمارے دوسرے فریق نے نہایت ہی نادانی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے **آخری نبی ہونے ہی سے انکار کردیا**۔ اور ایک پرانے نبی کی جگہ **ہزاروں نئے نبیوں کے آنے کا رستہ کھول دیا** ان غلطیوں کا ازالہ ہی درحقیقت احمدیت ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ نمبر **احمدیت** کو بھی اپنے اصلی رنگ میں پبلک کے سامنے پیش کرے گا۔ ہمارے ایک عزیز مخلص دوست نے **ایک لاکھ** پرچے کی تحریک کی ہے اور اپنی جماعت سے ایک ہزار پرچہ پورا کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں دوسرے احباب بھی فوراً توجہ کریں تاکہ جس قدر زیادہ تعداد میں ممکن ہو یہ نمبر چھپ کر **لاکھوں انسانوں** کی ہدایت کا موجب ہو۔ ۲۰ ر فی پرچہ مع محصول، اس کی قیمت ہے۔ بڑی بڑی جماعتوں کو **ایک ایک ہزار کاپی** کے لینے کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جہاں جہاں احباب فرداً فرداً ہیں وہ بھی جلد اپنے ارادے سے دفتر میں اطلاع دیں۔ تاکہ تعداد طبع کا فیصلہ ہوسکے۔

خاکسار **محمد علی**، پیٹر برو ڈلہوزی

مسلمانان کشمیر پر مسیحی مبلغین کی یورش

کچھ عرصہ سے بعض مسلمان یہ خیال کررہے ہیں کہ مسیحی مبلغین کی تبلیغی سرگرمیاں بہت کچھ کم ہوگئی ہیں۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں۔ طریق کار بیشک بدل گیا ہے۔ زور شور اور علانیہ تبلیغ کی بجائے خفیہ اور خاموش کام ہو رہا ہے۔ شہروں کے بجائے دیہات اور دور دراز اور جاہل علاقوں کو میدان عمل بنا لیا گیا ہے۔ لیکن مستعدی پہلے سے زیادہ اور جہانتک مسلمانوں کا تعلق ہے نتائج نہایت نقصان دہ اور خوفناک ہیں۔ تازہ اطلاع ہے کہ آج کل مسیحی مبلغین ایک مدت دراز سے نہایت خاموشی سے سرحد کشمیر پر تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ آج کل گرمداور تلیں کے مقامات ان کی توجہات خصوصی کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔ اس علاقے کے مسلمان باشندے سخت جاہل، مفلس اور اسلام کے احکام اور اصول سے بالکل بے خبر ہیں۔ اگر فی الفور عیسائیوں کی اس یورش کو روکنے کی کوئی موثر تدبیر نہ کی گئی۔ تو خاکم بدہن ہزاروں مسلمانوں کے مرتد ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ اس علاقے میں ہندو برائے نام ہیں۔ لیکن ان کی حفاظت و مدد کے لئے آریہ پرچارک وہاں پہنچ گئے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کا کوئی خبر گیراں نہیں۔ ہم تمام ذمہ دار تبلیغی انجمنوں کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ بہت جلد اس سیلاب ارتداد کو روکنے کا بندوبست کریں ورنہ مسلمانان ہندوستان کو اپنی بدقسمتیوں پر ایک نیا ماتم کرنا پڑے گا۔

علمائے اسلام کہاں ہیں؟

چاروں طرف ارتداد کی خوفناک اور ایمان سوز گھٹائیاں گھر رہی ہیں۔ گمراہی و تباہی کا طوفان اٹھا چلا آرہا ہے۔ مسلمانوں کے سامنے اس وقت زندگی و موت کا سوال ہے۔ ایک پرخطر راستے پر وہ سفر کررہے ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود ہمارے علماء جن کو قوم کی رہنمائی اور امامت کا دعویٰ ہے۔ بے خبر اور بے فکر ہیں سب کچھ ان کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ تمام باتیں وہ اپنے کانوں سے سن رہے ہیں۔ مگر ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ زمانہ بدل گیا ہے۔ ضروریات و حالات کچھ اور ہوگئے ہیں۔ لیکن وہ ابھی تک آمین بالجہر اور آمین بالسر۔ قرأت۔ فاتحہ وغیرہ کے مسئلوں پر مصروف پیکار ہیں۔

ہم باوجود کوئی امید نہ رکھتے ہوئے ان کی خدمت میں عرض کریں گے۔ وہ وقت اور حالات کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے فرائض کو محسوس کریں۔ اور جمود و سکون و تعصب و تنگ نظری کو خیرباد کہہ کر تبلیغ اسلام اور اصلاح کے کام کی طرف متوجہ ہوں اب مسلمانوں کے تباہ ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی۔

مقدسین قادیان کے زہر کا تریاق

آج کل "مقدسین قادیان" اپنی عادت مستمرہ کے مطابق سلسلہ عالیہ احمدیہ لاہور اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے خلاف غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں۔ مشہور قادیانی اخبار "الفضل" تو اس ناپاک کام میں خاص طور پر مصروف ہے۔ میاں محمود احمد صاحب بھی مغالطہ آمیز تحریریں شائع کررہے ہیں۔ ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت امیر نے گزشتہ اشاعت میں ایک مدلل و فیصلہ کن مضمون "میاں محمود احمد صاحب کی عہد شکنی اور اس کی پردہ پوشی کے لئے اظہار غیظ" کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے۔ احباب کا فرض ہے کہ وہ اس مضمون کو بغور پڑھیں اور قادیانی اصحاب کو بھی پڑھائیں ہم نے اس پرچہ کی کچھ زائد کاپیاں چھپوالی ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ وہ حسب استطاعت انہیں خرید کر قادیانی اصحاب میں تقسیم کریں۔ قیمت فی پرچہ ۱ ر مع محصول ڈاک۔ جس قدر کاپیاں درکار ہوں جلد منیجر صاحب پیغام صلح لاہور سے طلب کیجئے۔

"آخری بنی نمبر"

احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ "آخری بنی نمبر" کا کام باقاعدہ شروع ہوگیا ہے۔ مضامین موصول ہو رہے ہیں۔ کتابت کے لئے لاہور کے بہترین کاتبوں کی خدمات حاصل کرلی گئی ہیں۔ چھپائی کے لئے خاص طور پر انتظام کیا گیا ہے۔ اس نمبر کی پیشانی اور ٹائیٹل لاہور کا ایک قابل آرٹسٹ ہندوستان کے سب سے بڑے مصور جناب عبدالرحمٰن صاحب چغتائی کی زیر ہدایت تیار کر رہا ہے۔ کاغذ کے لئے بھی آرڈر دیدیا گیا ہے۔ غرضکہ جو کچھ ہم کرسکتے تھے۔ کرچکے ہیں اور آئندہ جو کچھ ہمارے امکان میں ہوگا۔ کرینگے۔ مگر احباب نے ابھی تک پوری توجہ نہیں کی۔ ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ اس نمبر کو کامیاب بنانے میں ہر امکانی کوشش کرے۔ اخبارات عام طور پر اپنے خاص نمبر نکالتے رہتے ہیں۔ عید میلاد پر بھی بہت سے اخبارات و رسائل کے رسول نمبر شائع ہوں گے۔ مگر پیغام صلح کے اس "آخری بنی نمبر" کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ نمبر تجارتی اصول اور اخبار کا وقار بڑھانے کے لئے نہیں نکالا جارہا۔ بلکہ تبلیغی اور اصلاحی اغراض و مقاصد پیش نظر ہیں۔ ہمیں غیروں کے گمراہ کن پروپیگنڈے کے پھیلائے ہوئے زہر کے لئے تریاق بہم پہنچانا ہے۔ کیا آپ اس ضروری اور مبارک کام میں ہماری مدد نہ کریں گے۔ آپ احمدی ہیں۔ آپ اسلام کے جاں نثار سپاہی ہیں۔ اس سوال کا جواب اثبات میں ہونا چاہئیے اور یقیناً اثبات میں ہوگا۔ خدا کے لئے اٹھئے وقت تھوڑا ہے اپنے حلقہ اثر میں لوگوں کو توجہ دلایئے۔ اور اس نمبر کے آرڈر بھیجئے۔ اور جس قدر ضرورت ہو اس سے ہمیں فی الفور مطلع کر دیجئے۔ اگر ہوسکے تو اس نمبر کے لئے اشتہارات بھی فراہم کیجئے۔ قیمت فی پرچہ مع محصول ڈاک ۲۰ ہوگی دس سے زیادہ کا پیاں خریدنے والوں سے دس روپیہ فی سینکڑہ علاوہ محصول، قیمت لی جائے گی۔ شرح اجرت اشتہارات اس پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔

تبلیغ اسلام و اصلاح مسلمین کا موثر ذریعہ

ہم اس سے قبل بھی بتا چکے ہیں کہ آخری بنی نمبر اپنے دلچسپ موثر اور مدلل مضامین اور ظاہری خوبیوں کی وجہ سے تبلیغ اسلام و اصلاح مسلمین کا ایک کارگر حربہ ہوگا۔ اس کو تقسیم کرنے اور اس کے مضامین سنانے سے وہ اثر ہوگا جو بیسیوں کتابوں لیکچروں اور ٹریکٹوں سے نہ ہوسکیگا تبلیغ اسلام اور اصلاح مسلمین ہر ایک مسلمان کا اولین فرض ہے۔ آپ کے لئے اس ضروری فرض کو ادا کرنے کی آسان اور بہتر صورت یہی ہے کہ آپ اس نمبر کو خرید کر اپنے خاندان کے لوگوں اپنے مسلم و غیر مسلم احباب اور غریب مسلمانوں میں مفت تقسیم کریں۔ اسی غرض سے کہ آپ اس کو زیادہ سے زیادہ تقسیم کرسکیں ہم نے اس کی رعایتی قیمت فی سینکڑہ دس روپیہ علاوہ محصول رکھی ہے۔ آج کل ارتداد کا ایک طوفان بپا ہے مسرفانہ اور مشرکانہ رسم و رواج اور دہریت کا دور دورہ ہے اسلام اور رسول کریمؐ کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں پھیلائی جاری ہیں آپ کا فرض ہے کہ اس نمبر کو جس میں معزز اور قابل مسلم اور غیر مسلم اصحاب کے قلم سے اس پیشوائے اعظم کی قلمی تصویر کھینچی گئی ہے زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچائیں تاکہ لوگ اس سے ہدایت و برکت حاصل کرسکیں۔

ایک تازہ اشدھی

مس ملر کی مرکہ کی شدھی کا جو انجام ہوا اس سے ناظرین بخوبی واقف ہیں ہندو دھرم کی اس عاشق زار نے پیرس پہنچتے ہی کھلے طور پر اعلان کردیا کہ میں عیسائی ہوں۔ اس اعلان کے ہوتے ہی آریہ سماج مندروں میں جہاں خوشی کے شادیانے بج رہے تھے وہاں صف ماتم بچھ گئی۔ اس ناکامی پر ہم آریہ سماجیوں سے اظہار افسوس کرچکے ہیں۔

اب ان کو اشدھی کی تحریک کو فروغ دینے کا ایک اور ذریعہ ہاتھ آگیا ہے۔ دہلی میں ۲۹ جولائی کو ایک عیسائی یا دیوسماجی خاتون ڈاکٹر کنتل کماری کو اشدھ کرکے ستیاوتی بنایا گیا ہے۔ خاتون موصوفہ کی نسبت آریہ اخبارات کا بیان ہے کہ وہ ایک نہایت متمول اور معزز گھرانے سے ہیں بے نظیر علمی قابلیت رکھتی ہیں۔ اور انہوں نے کافی مطالعہ کے بعد ویدک دھرم قبول کیا ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ مفصلہ بالا بیان میں کہاں تک صداقت ہے۔ اس اشدھی کو بھی ویدک دھرم کی شاندار کامیابی قرار دیا جارہا ہے۔ جگہ جگہ آریہ سماجیوں کے ہاں گھی کے چراغ جل رہے ہیں

"تیج" کی بہتان طرازی

آریہ سماجی بڑے شوق سے اپنی اس عدیم النظیر "کامیابی" پر خوشی کا اظہار کریں۔ کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس سلسلے میں انہوں نے ایک نہایت مکروہ اور قابل افسوس حرکت کی ہے۔ "تیج" جو دہلی کا مشہور آریہ سماجی بہتان طراز اخبار ہے۔ اس نے اشدھی کی کارروائی شائع کرتے ہوئے اپنی عادت و فطرت سے مجبور ہوکر یہ بھی لکھ مارا کہ مسلمانوں نے خاتون موصوفہ کو ورغلانے کی کوشش کی تھی اور ڈرایا دھمکایا بھی تھا۔ "تیج" کے یہ الفاظ صداقت سے بالکل اسی طرح خالی ہیں جس طرح یہ اشدھی باز شرافت سے۔ اصل میں واقعہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے پرجوش اور مخلص کارکن شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام کو جو ایک عرصہ سے دہلی میں مقیم ہیں۔ جب یہ معلوم ہوا کہ ایک قابل خاتون گمراہی و ضلالت کے گڑھے میں گر رہی ہے۔ تو انہوں نے خاتون موصوفہ کو ایک پرائیویٹ خط استفسار کے طور پر لکھا جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(ا) کیا شریمتی ستیاوتی جی نے آریہ سماجی عقائد کو تسلیم کرنے سے پیشتر اسلامی لٹریچر کو بھی مطالعہ کیا ہے۔ بالخصوص جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے؛

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا از راہ نوازش مجھے اطلاع دیں گی کہ وہ آریہ دھرم کی کس خوبی کا شکار ہوکر آریہ سماجی زندگی کو اختیار کرنے والی ہیں۔ جو اسلام کے اندر ان کو نظر نہ آئی۔

(ج) اگر جواب نفی میں ہو تو کیا مہربانی سے مجھے بتلائیں گی کہ کیا ایک معزز خاتون کا یہ فعل عقلمندی پر مبنی ہوسکتا ہے کہ اسلامی تعلیم کا مطالعہ کئے بغیر وہ آریہ دھرم کو قبول کرلیں جو مقابلہ اسلام ہر پہلو سے ناقابل قبول مذہب ہے

یہ خط آریہ سماجیوں نے شریمتی ستیاوتی جی تک نہ پہنچنے دیا۔ اور رستہ ہی میں اچک لیا۔ اور غالباً جوش انتقام میں "تیج" نے یہ بہتان طرازی کی جو آریہ سماجیوں کا پرانا اور محبوب شیوہ ہے۔ اور جس پر کوئی انصاف پسند اور سلیم الفطرت شخص ملامت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ایک سوال

ہم اخبار "تیج" اور اس کے ہمخیال اشخاص سے سوال کرتے ہیں کہ اس مضمون کا خط لکھنا "ورغلانے اور دھمکانے" کی حرکت کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیا ان کی یہ بہتان طرازی انصاف و صداقت (جس سے آریہ سماجیوں کو دور کا تعلق بھی نہیں) کا خون کرنا نہیں؟ آریہ سماج کا دعوےٰ ہے کہ ہم دلائل و براہین اور صداقت کے زور سے اپنے دھرم کا پرچار کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ شریمتی ستیاوتی اعلےٰ تعلیم یافتہ اور سمجھدار خاتون ہیں اور انہوں نے کافی مطالعہ کے بعد ویدک دھرم کو قبول کیا ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ تمام باتیں درست ہیں تو ایک مسلمان کا خط ان تک کیوں پہنچنے نہیں دیا۔ اس میں کونسی بات قابل اعتراض اور خطرناک تھی؟ آریہ سماجیوں کے اس طرز عمل کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہنے میں ہر طرح سے حق بجانب ہیں کہ آریہ سماج دلائل و براہین سے اپنے دھرم کا پرچار نہیں کر رہا۔ بلکہ اس کام کے لئے کسی دوسری قسم کے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور نہ اس کو اپنے دلائل پر بھروسہ ہے۔ ورنہ وہ ایک مسلمان کے خط کو ایک نو آریہ خاتون کے لئے اس قدر خطرناک نہ سمجھتا کہ اس تک پہنچنے نہ دیتا۔ اور ویدک دھرم میں اسلام کے مقابلہ کی طاقت و ہمت بالکل نہیں ہے۔

اس بہتان طرازی پر اظہار ملامت کرتے ہوئے ہم آریہ سماجیوں کو ان کی اس "شاندار کامیابی" پر مبارکباد بھی دیتے ہیں۔ احباب کو اس اشدھی کے نتائج کا منتظر رہنا چاہیئے۔ جن کی نسبت ہم گزشتہ بے شمار واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ مس ملر کی اشدھی کے نتائج سے کچھ زیادہ مختلف نہ ہوں گے۔ یہ بھی کیا عجب ہے کہ اخبارات کو اس کی نسبت ایسے انکشافات شائع کرنے کا موقع مل سکے جو باعث حیرت و عبرت ہوں۔ کیونکہ اس سے قبل بارہا ایسا ہوچکا ہے۔

آریہ سماج نے یہ کہکر کہ خاتون موصوفہ اعلےٰ تعلیم یافتہ ہیں ہمیں ایسے خیالات کے اظہار کا خود موقع دیدیا ہے۔ اس لئے کہ آج تک کوئی ایسی مثال نظر سے نہیں گزری کہ ایک اعلےٰ تعلیم یافتہ ہستی آریہ سماج میں داخل ہوئی ہو اور پھر ویدک دھرم کو اپنی تسکین روحانی کا موجب سمجھکر اس [illegible] ہمیشہ والیسی

منقولات

تقریروں کی ہنگامہ خیزی

(۱) اسلامیہ ہائی سکول ...... میں حضرت مولانا ...... صاحب کے ہنگامہ خیز تقریر فرمائی۔ انجام کار جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ (۲) مسجد جامع ...... میں جناب مولانا حاجی ...... صاحب نے ایک معرکہ آرا تقریر فرمائی۔ جس کا حاضرین پر خاص اثر ہوا۔ (۳) ...... دروازہ کے باہر شیخ ...... صاحب کی تہلکہ برپا کر دینے والی تقریر نے حاضرین کو گرما دیا۔ جوش کا دریا امڈا چلا آرہا تھا۔"

یہ فقرات ایک اسلامی اخبار کے کالموں سے اخذ کئے گئے ہیں اس قسم کی تحریریں اکثر اخبارات میں ہماری نظر سے گذرتی ہیں۔ اور ان کے مطالعہ کے بعد دل میں یہ خیال آتا ہے۔ کہ جہاں جہاں یہ تقریریں ہوئی ہیں وہاں کے باشندے بیدار ہوگئے ہونگے۔ اور انہوں نے یہاں کی اسلامی درسگاہ یا انجمن یا کسی دوسری قومی تحریک کو اپنی اخلاقی اور مالی امداد سے مالا مال کردیا ہوگا۔ مگر جب ہم نتائج کی طرف دیکھتے ہیں تو جلسے کے بخیر و خوبی ختم ہوجانے کے سوائے اور کوئی نتیجہ نظر نہیں آتا۔ اگر تقریروں کی ہنگامہ خیزی اور معرکہ آرائی اور تہلکہ آفرینی کے یہی معنی ہیں تو ہم اپنی قوم سے بمنت التجا کرینگے کہ وہ اس قسم کی ہنگامہ خیزیوں سے باز آجائیں۔ اور خدا کے لئے اب عملی کام کی طرف متوجہ ہوں +

(حمایت اسلام)

منکروں کا اقرار

"اس وقت جبکہ مغربی دماغ حرکت و تغیر میں ہے۔ مذہب اسلام مغربیوں کی روز افزوں تعداد کے لئے بہت زبردست کشش رکھتا ہے۔ ووکنگ اور ساؤتھ فیلڈس کی مسجدوں میں جماعت کے وقت ہمیشہ مغربی نمازیوں کی ایک تعداد موجود رہتی ہے۔"

(سنڈے سن۔ اجین ۲۵ء)

یہ الفاظ کسی مسلم مبلغ کی زبان سے نہیں۔ ایک مخالف مسٹر ہیڈن ہائم کے قلم سے ایک برطانوی سفتہ وار میں نکلے ہیں جس نے یہ ثابت کرنے کو قلم اٹھایا ہے کہ جو انگریز "مشرقی" مذاہب کو قبول کرتے جارہے ہیں وہ تحقیق حق کی بنا پر نہیں کرتے بلکہ محض شوق جدت کی بنا پر۔ اور "کل جدید لذیذ" کے ماتحت کر رہے ہیں اسلام کی مقبولیت و کشش کا یہ اعتراف کسی ہمدرد کی زبان سے نہیں مخالف کی زبان سے ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا آج بھی اسلام کے ہاتھ میں کوئی تلوار موجود ہے جو سینکڑوں ہزاروں فرنگیوں کو ڈرا دھمکا کر مسجدوں میں لارہی ہے آج بھی مسلمانوں میں کوئی محمود غزنوی۔ کوئی اورنگ زیب عالمگیر زندہ ہے جو منکروں سے بجبر اسلام قبول کرا رہا ہے؟ (سچ)

مسلمانوں کے کارنامے

مسٹر الفرڈ مارٹن کے مضمون سے جو "دنیا کے عظیم مذاہب" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ مندرجہ ذیل اقتباس درج کیا جاتا ہے:-

مسلمانانِ ازمنہ ماضیہ کے بیشمار گرانقدر احسانات سے تمام دنیا کی گردن خم ہے۔ وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے یونانی علم و ادب کے خزانوں کو عہد وسطیٰ سے دور جدید میں منتقل کردیا۔ اور رفیع الشان فن تعمیر کی بنیاد ڈالی جسکی مشہور ترین مثالیں "تاج محل" اور "الحمرا" ہیں۔ وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے جبر و مقابلہ علم کیمیا (کیمسٹری) علم ہیئت اور علم طب کو عروج پذیر کیا۔ جنہوں نے عربوں کی سلطنت میں یونیورسٹیاں اور بغداد و قاہرہ میں ایسے عظیم القدر کتب خانے قائم کئے۔ جو اپنی آپ نظیر ہیں۔ جس زمانے میں لندن میں جا بجا معمولی جھونپڑیاں نظر آتی تھیں اور اس کے بازار اور گلی کوچے ایسے غلیظ اور متعفن تھے کہ کسی شخص کو صاف و پاکیزہ ہوا میسر نہ تھی۔ قرطبہ کے بازار اور محلے اپنی صفائی و خوشنمائی میں مشہور عالم تھے عربی ایک عالمگیر زبان ہے جو دنیا کے بہت سے حصوں میں بولی جاتی ہے۔ اور اگرچہ زیادہ اقوام اپنے حروف استعمال کرتی ہیں تاہم عربی دنیا کے دور دراز حصوں میں رائج ہے۔ اور عربی الفاظ کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے مذہب نے ترقی کی ہے۔ آج ہم جن نفیس پارچات سے اپنی دیواروں اور فرشوں کو مزین کرتے ہیں۔ ان کے بننے اور تیار کرنے کا کام ہمیں مسلمانوں ہی نے سکھایا ہے۔ جن عطروں اور خوشبوؤں سے ہم اپنے دماغوں کو معطر کرتے ہیں۔ ان کے تیار کرنے کا کام ہم نے مسلمانوں ہی سے سیکھا تھا۔ ہم اپنے بچوں کو جن نصاب کی کتابوں سے ریاضی سکھاتے ہیں ان کے مصنف مسلمان ہی تھے +

بالمشافہ سچے اعتراضات حق پرستی ہیں

غیبت نہیں

"الفضل" کی حرکت مذبوحی

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

محمودی کیمپ میں ہلچل

"غلو کی انتہا" کے عنوان سے جو تین قسطوں میں میرا مضمون نکلا ہے اس سے محمودی کیمپ میں ہلچل مچ گئی ہے۔ اور ان کا غیظ و غضب جس ناگفتہ بہ حالت پر پہنچ گیا ہے وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی صاحب انصاف "الفضل" کے اس سلسلہ مضامین کو پڑھ جائے جو اس نے میرے مضامین کے جواب میں شروع کر رکھا ہے۔ تو وہ ان مضامین کی لغویت پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کالموں کے کالم پڑھ جاؤ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایڈیٹر صاحب کہنا کیا چاہتے ہیں۔ غیظ و غضب اور گھبراہٹ اور پریشانی نے ایڈیٹر صاحب کے دماغ پر ایسا برا اثر ڈالا ہے۔ کہ سارا مضمون ہی مہمل ہو گیا ہے۔ حق کے مقابل میں باطل کی یہی حالت ہوا کرتی ہے۔ اب کوئی بات ہاتھ میں ہو تو لکھیں۔ متعدد مضامین میں تو مجھ پر اور حضرت مولانا محمد علی صاحب پر رکیک حملوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور ادھر ادھر کی باتوں میں خانہ پری کی ہے مطلب یہ ہے کہ دربار خلافت اور ان کی جماعت کو یہ پتہ لگتا رہے کہ ہاں جواب دیا جا رہا ہے۔ بیچ میں جاہے ڈھاک کے تین پات ہی ہوں۔ مگر جواب تو نکل رہا ہے۔ ایڈیٹر صاحب "الفضل" کو چاہیئے تھا کہ جو کچھ عجلت میں ان سے غلطی ہو چکی تھی اس پر اظہار ندامت و انفعال کرتے۔ مگر ندامت اور شرم پر پیر پرستی اور حق نمکخواری غالب آ گیا۔ کچھ نہ کچھ لکھتے چلے گئے۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ کالموں کے کالم سیاہ ہو رہے ہیں شاید کچھ کام کی بات ایڈیٹر صاحب فرمائیں گے۔ مگر شل ہے کہ کھودا پہاڑ تو نکلا چوہا۔

اس بات کے جواب میں کہ خلیفہ قادیان پر سچے اعتراض کرنے والا کیوں مستوجب عذاب ہوگا یہ جواب عنایت فرماتے ہیں کہ "غیبت میں بھی تو سچی باتیں ہی ہوا کرتی ہیں جو ہم کسی کے پس پشت بیان کیا کرتے ہیں۔ وہ قرآن میں کیوں منع ہے۔ اور اس پر وعید کیوں ہے۔ اور خلیفہ بھی آخر انسان ہے اس سے خطائیں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ اگر ان خطاؤں پر ہم اعتراض کرنے لگیں تو خلافت قائم نہیں رہتی" یہ ہے خلاصہ اخبار کے چھ کالموں کا جو میں نے اپنے الفاظ میں صاف کر کے لکھ دیا ہے۔ ورنہ اخبار کو پڑھو تو وہاں گالیوں اور بھرتی کے الفاظ کی بھول بھلیوں میں عام آدمی کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔

منہ پر راست بیانی اور غیبت

اس کے جواب میں میں یہ عرض کرونگا کہ ؎

گر تو قرآں بریں نمط خوانی

ببری رونق مسلمانی

اگر دنیا میں اسلام کے واحد مدعیوں کا طرز استدلال یہی ہے تو اسلام کا خدا حافظ ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ غیبت کے معنے ہیں کسی کے پس پشت اس کی برائیاں کرنا جو سچی ہوں۔ یہ اسلام میں اور دنیا کے ہر مذہب میں منع ہے۔ لیکن کیا اس سے ہم استدلال کر سکتے ہیں کہ کسی کے سامنے سچ بولنا بھی منع ہے۔ اور راست گوئی موجب عذاب ہے پس راست گوئی سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا استدلال ہو سکتا ہے۔ تب تو "الفضل" کا اس امر کو پیش کرنا حق بجانب ہو سکتا تھا۔ کہ پھر خلیفہ کے سامنے اس کی ذات پر سچے اعتراض نہ کرو۔ کیونکہ سچ بولنا بری چیز ہے اور اگر ہم یہ استدلال نہیں کر سکتے۔ کیونکہ غیبت میں سچ بولنا موجب عذاب نہیں بلکہ اس کا فریق ثانی کے پس پشت بولنا موجب عذاب ہے تو پھر یہ دلیل کس قدر غیر معقول ہے۔ ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ غیبت اس لئے منع ہے کہ فریق ثانی جس کی برائی بیان کی جاتی ہے وہ موجود نہیں ہوتا تا وہ ان الزامات سے اپنی صفائی کر سکے۔ اور بالکل ممکن ہے کہ غیبت کرنے والا غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ اور اگرچہ وہ ان باتوں کو سچا سمجھ کر بیان کر رہا ہو لیکن حقیقت میں وہ باتیں سچی نہ ہوں اور اس طرح ایک ناکردہ گناہ بدنام ہو جائے۔ یا لوگوں کو اس کے متعلق بدگمانیاں پیدا ہو جائیں۔ اس لئے حکم ہے جو کچھ کہنا ہو فریق ثانی کی موجودگی میں کہو۔ تا وہ اپنی صفائی کر سکے۔ پس غیبت میں اس کی سچائی موجب عذاب نہیں۔ بلکہ اس کا فریق ثانی کے پس پشت بولنا گناہ ہے اس لئے غیبت کے منع ہونے سے یہ دلیل نہیں پیدا ہو سکتی کہ کسی کے منہ پر سچ بولنا یا سچے اعتراض کرنا بھی منع ہے۔ بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور حق پرستی کا تقاضہ ہے۔ کہ اگر کسی کو خطا کرتے دیکھیں تو اس سے اسے ہاتھ سے یا زبان سے روکیں۔ یہ خدا اور رسول کا فرمان ہے۔ خلیفہ قادیان نے یہ تو نہیں دعوے کیا تھا کہ اگر تم میری غیبت کرو گے تو خدا تمہیں سزا دے گا۔ اور اگر وہ ایسا دعوے کرتے تو ایک بے معنی دعوے ہوتا۔ کیونکہ غیبت ہر ایک کی مستوجب عذاب ہے۔ اس میں خلیفہ قادیان کی کوئی خصوصیت نہیں۔

خلیفہ قادیان نے تو اپنی خصوصیت جتلانے کے لئے بڑے فخر سے جو رؤیا سنائی تھی اس میں ایسے شخص کو جو رو در رو اعتراض کر رہا تھا یہ فرمایا تھا کہ اگر میری ذات پر سچے اعتراض بھی کرو گے تو خدا کی لعنت تم پر ہوگی اور وہ تمہیں سزا دے گا۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو اسلام نے کسی کو نہیں دی۔ اس کا خدا حق ہے اور وہ حق پرستی پر کبھی سزا نہیں دیتا راست گوئی مومن کا فرض ہے۔

منہ پر سچے اعتراض کرنا گناہ نہیں

بالمشافہ منہ پر اعتراض کرنا غیبت نہیں کہلاتا۔ اور سچے اعتراض کرنا تو از بس ضروری ہوتے ہیں۔ کیونکہ دنیا میں حق پرستی مومن کی شان ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا خدا کا حکم ہے اور کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ امت محمدیہ کی غرض و غایت ہی یہی ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں اور ایمان باللہ کے ساتھ اس کو رکھ کر بتایا کہ ایمان باللہ اور یہ ڈیوٹی ایک دوسرے کے ساتھ لازم ملزوم ہیں۔ ایک عام آدمی کوئی خطا کرے تو اس سے بعض دفعہ انسان چشم پوشی بھی کر جاتا ہے۔ لیکن ایک ایسے شخص کی سچی خطاؤں سے چشم پوشی کرنا جو مذہبی پیشوا بنا ہوا اور اس کی حیثیت ایک پبلک شخصیت کی ہو گناہ عظیم ہے۔ جس طرح خواہ مخواہ کسی شخص پر بہتان باندھنا گناہ ہے بالخصوص اگر وہ بہت سے لوگوں کا مذہبی مقتدا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی مذہبی پیشوا سچ مچ خطائیں کرتا ہو اور اس کی ذات پر سچے اعتراض پڑتے ہوں تو ان اعتراضوں سے چشم پوشی کرنا بھی ویسا ہی گناہ ہے۔ کیونکہ اس سے ایک جماعت کثیر کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور وہ گمراہی اور ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتی ہے۔

نظام خلافت

یہ کہنا کہ خلیفہ کی ذات پر سچے اعتراض کرنے سے خلافت کا نظام ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لئے اس کی خطاؤں پر پردے ڈالتے چلے جاؤ بچوں کی سی باتیں ہیں۔ جس خلیفہ کی ذات پر سچے اعتراض پڑتے ہوں ضروری ہے کہ اس کے منہ پر وہ اعتراض پیش کئے جائیں۔ اور اس سے مطالبہ کیا جائے کہ یا تو وہ ان امور میں اپنی اصلاح کرے۔ یا اس پیشوائی سے الگ ہو یہ ہے اصلی جمہوریت اسلام کی جس پر خلفائے راشدین کا عمل تھا حضرت ابو بکر صدیق نے سب سے پہلا خطبہ جو پڑھا تھا۔ اس میں یہی زریں اصول بیان فرمایا تھا۔ کہ اگر میں ٹیڑھا چلوں تو تم مجھے سیدھا کر دو (فان زغت فقوموني) حضرت عمر نے ایک دفعہ خطبہ میں یہ فرمایا کہ اگر میں ٹیڑھا چلوں تو تم کیا کرو۔ ایک صحابی نے کہا کہ ہم تلوار سے تجھے درست کر دیں حضرت عمر نے کہا کہ کیا تو یہ مجھے کہتا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں میں تمہیں کہتا ہوں حضرت عمر نے فرمایا کہ الحمد للہ ابھی مسلمانوں میں ایسے لوگ باقی ہیں جو اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دیں گے۔ اسلام کی خلافتیں تو یقیناً وہاں کسی نظام کے ٹوٹنے کا اندیشہ نہ تھا۔ کیونکہ ان کی بنا حق پرستی اور سچی حریت اور جمہوریت پر تھی۔ ان کا نظام قرآن و سنت حق اور صداقت کی رسی سے بندھا ہوا تھا۔ مگر جہاں نظام انسان پرستی پر مبنی ہو وہاں اس خاص انسان کی حیثیت پر حملہ کرنے سے نظام ٹوٹ جانا لازمی ہے۔ جب ایک شخص کو اٹھا کر اس رتبہ پر بٹھا دیا جائے کہ اس کا حکم بمنزلہ خدا و رسول کے حکم کے ہو جس سے سرتابی کسی صورت میں بھی جائز نہ ہو۔ اور اس کے گرد ایک ایسے تقدس کی فضا پیدا کر دی جائے کہ ایمان باللہ کا تعلق بھی اسی کی شخصیت سے وابستہ ہو جائے۔ جیسا کہ رومن کیتھولک عیسائیوں نے پوپ کو بنا رکھا ہے۔ یا اہل تشیع کے باطنیہ فرقے نے اپنے اماموں کو مقام دے رکھا تھا۔ تو پھر اگر ایسے شخص کے وجود میں کسی خطا کا امکان مان لیا جائے یا اگر اس سے کوئی خطا سرزد ہو تو اسے اپنی آنکھوں اور اپنے فہم کی خطا نہ سمجھی جائے۔ بلکہ اس پر سچے اعتراض کر دیئے جائیں اور اس سے ان کی اصلاح کا مطالبہ کیا جائے۔ تو ظاہر ہے کہ تقدس اور معصومیت کے اس طلسم کے ٹوٹ جانے سے انسان پرستی کی رسی ٹوٹ کر نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ پس یہ بنیاد ہی غلط ہے۔

خشت اول ... دیوار کج

خلافت اسلامی

لیکن اگر یہ دعویٰ ہو کہ موجودہ خلافت قادیان کی بنیاد شخصیت پرستی پر نہیں تو کسی شخصیت پر اعتراض کیسے خلافت کا نظام درہم برہم ہونے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اسلام میں خلیفہ خادم ہوتا تھا۔ ایک خادم کام کا نہیں دوسرا سہی اسلامی خلافت کی بنیاد قرآن و سنت، حق اور صداقت پر ہوتی تھی۔ وہاں خلیفہ پر ایک ایک بڑھیا اعتراض کرنے کی مجاز تھی۔ اور خلیفہ کا فرض تھا کہ ان اعتراضوں کا جواب دے کر اپنی صفائی اور بریت پیش کرے۔ موجودہ خلافت قادیانی کی بنیاد چونکہ شخصیت پرستی پر مبنی ہے۔ اس لئے اس شخصیت کی پوجا ضروری ہے۔ سچے اعتراضوں سے نظام تو کیا ٹوٹتا البتہ شخصیت کی پوجا ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

انسان پرستی کی انتہا

شروع شروع میں جب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ بنتے ہیں اس وقت یہ فرض کیا گیا تھا کہ خلیفہ معصوم عن الخطا ہوتا ہے۔ کیونکہ جب ان کے سامنے یہ پیش کیا گیا کہ قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود کی وصیت کے مطابق خلیفہ کو شوریٰ کا پابند ہونا ضروری ہے کیونکہ خلیفہ بھی آخر انسان ہے۔ وہ غلطی کر سکتا ہے اس لئے قوم کے بہترین دماغوں کے مشورہ سے جو فیصلہ ہوگا وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ ایک شخص واحد جماعت کی قسمت کے سیاہ و سفید کا مالک ہو۔ تو اس وقت میاں محمود احمد صاحب نے شوریٰ کو شور سے مشتق قرار دیکر حقارت سے اسے ٹھکرا دیا۔ اور اس طرح اپنے معصوم عن الخطا ہونے پر اپنے عمل سے مہر لگا دی۔ لیکن اب جب ان پر اعتراض ہونے لگے تو مریدوں نے یوں الاپنا شروع کر دیا کہ خلیفہ سے خطا کا امکان تو ہے مگر نظام ٹوٹنے کے خوف سے اس پر زبان ہلانا نہ چاہیئے۔ بلکہ اس کی خطا دیکھ کر آنکھیں بند کر لینا چاہیئے اور اپنے لئے استغفار پڑھنا چاہیئے۔ کہ مبادا زبان سے کوئی سچا اعتراض نکل جائے تو الٹی آنتیں گلے پڑ جائیں۔ اور اعتراض کرنے والا ہی جہنم رسید کر دیا جائے کیونکہ خلیفہ تو خدا کا لاڈلا ہے۔ وہ خطا کرے بھی تو درست اور دوسرا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے تو بھی مستوجب عذاب۔ یہ ہے صحیح تفسیر واتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کی۔

"الفضل" کی زور آزمائیاں

میں نے عرض کیا تھا کہ ایک ایسے مذہبی پیشوا کو جس کی شخصیت پبلک حیثیت رکھتی ہو سمجھ لینا چاہیئے کہ پبلک کو حق ہے کہ اس پر جائز نکتہ چینی یعنی سچے اعتراضات کرے۔ اور وہ اس کا جواب دے۔ خواہ مخواہ لوگوں کو دھمکانا کہ مجھ پر سچے اعتراض کرو گے تو پچھتاؤ گے اور خدا سزا دے گا۔ یہ مریدوں پر تو ممکن ہے اثر ڈالے مگر عقلمندوں اور حق پرستوں کے نزدیک کمزوری کی دلیل ہے۔ ایک حق پرست کو ان خوابوں کی ضرورت نہیں۔ یہ ایسی صاف اور بین بات ہے کہ "الفضل" سے باوجود ہاتھ پاؤں مارنے کے کچھ نہ بن سکا۔ بیچارے نے بڑا زور لگایا تو غیبت کا مسئلہ لے دوڑا۔ جس سے وہ سوائے اس کے کچھ نہ ثابت کر سکا کہ اس کے دماغ میں غیبت اور راست گوئی کے مابین امتیاز کوئی نہیں۔ اور اسی سے وہ مولوی محمد علی صاحب کے خطبہ میں سے ایک فقرہ پڑھ کر اور اسے الزامی جواب سمجھ کر بہت خوش ہوا۔ اور اپنے مضمون میں نقل کر بیٹھا۔ فقرہ یہ ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں:-

"اگر کوئی شخص انجمن کے متعلق غیر متعلق لوگوں کو لے کر یہ کہتا پھرے کہ انجمن یوں کرتی ہے اور یوں کرتی ہے۔ تو یہ قومی غیبت ہے۔ غیر متعلق لوگوں سے شکوہ شکایت کر کے بدظنی پھیلاتے پھرنا بیکار ہے۔ اگر کسی شخص کو کوئی اعتراض ہو اور وہ اصلاح کرنا چاہتا ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ انجمن کے سامنے اسے لائے"

حیرت انگیز جرأت

اس حوالہ کو "الفضل" نے کیوں نقل کیا یہ اب تک میری سمجھ میں نہ آیا۔ کیا اس میں مولوی محمد علی صاحب نے یہ کہا ہے کہ جو میری ذات پر اعتراض کرے گا وہ خدا کے ہاتھوں سزا پائیگا۔ یا یہ کہا ہے کہ جو سچے اعتراض کرے گا وہ خدا کی لعنت کا مورد ہوگا۔ اگر یہ نہیں کہا ہے کہ انجمن کی نسبت شکوہ شکایت غیر متعلق لوگوں سے کرنا قومی جرم ناجائز ہے۔ اگر کوئی اعتراض ہے تو انجمن کے سامنے کرو تا کہ انجمن جواب دے سکے۔ یا اگر اعتراض درست ہوں تو اپنی اصلاح کرے۔ گویا انہوں نے اس بات کے لئے تحریک کی ہے کہ انجمن پر سچے اعتراض کئے جائیں اس کے منہ پر کئے جائیں تا اصلاح ہو سکے۔ پس پشت کرنا غیبت اور ناجائز ہے۔ تو پھر اس حوالہ کو نقل کرنے کا کیا مطلب ہے کیا "الفضل" کے پڑھنے والوں کی دماغی حالت ایسی ہو گئی کہ وہ مولوی صاحب کے اس فقرہ کے معنی نہیں سمجھ سکتے۔ اور اس نے "الفضل" کو ...

(باقی صفحہ ۵ کالم ۱)

ہندوستان

— مشہور تبلیغی انجمن جمعیۃ دعوت و تبلیغ اسلام کے ناظم مولانا محی الدین احمد صاحب قصوری کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پیغام صلح بھی مولانا سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے دعا ہے کہ خدا مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور مولانا و دیگر متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

— معلوم ہوا ہے کہ وادی سندھ میں ہولناک طوفان کا خطرہ ہے کشمیر و تبت کی سرحد پر دریائے ہوک میں برف گرنے سے خطرہ پیدا ہو گیا۔

— اپریل ۱۹۳۹ء میں لندن سے ہندوستان کا ہوائی راستہ ہفتہ وار ہو جائیگا۔

— رنگون میں صدر اسمبلی مسٹر پٹیل کا شاندار استقبال ہوا۔

— صوبہ بہار میں انسداد رسم پردہ کی مہم زوروں پر ہے معزز خواتین اصحاب اس تحریک میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

— سنگاپور کے ہندوستانیوں نے بردولی ستیہ گرہ کیلئے مالی مدد بھیجی ہے۔

— ہندوستان کے مختلف شہروں میں باردولی ستیاگرہ کی حمایت میں جلسے ہو رہے ہیں۔

— الہ آباد ۳ اگست۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سر ملکم ہیلی الہ آباد میں ۹ ماہ رواں کو چارج لینگے اور چیف جسٹس ڈاکٹر ایس ایم سلیمان کے سامنے حلف اٹھانے کی رسم ادا کی جائیگی۔

— یکم اگست ہندوستان میں بہت مقامات پر تلک آنجہانی کی برسی منائی گئی۔

— بنارس میں پنڈت مالویہ نے طلبا کو ایک لیکچر کے دوران ہدایات پر زور دیا کہ وہ سنسکرت کا لٹریچر خوب شوق سے پڑھیں۔

— سورت ۳ اگست۔ مسٹر گاندھی باردولی ستیہ گرہ میں شریک ہونے کی غرض سے باردولی جا رہے ہیں۔

— مدراس ساؤتھ انڈین ریلوے کے ہڑتالیوں کی اکثریت کام پر واپس آگئی ہے۔ ان کی ... تعداد گھٹتی جا رہی ہے اور ... کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ اور ... اٹھالی گئی ہے۔

— پشاور کی ایک اطلاع کے مطابق دریائے کابل میں طغیانی کا خطرہ ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ پشاور میں سول نافرمانی کی تحریک شروع ہونیوالی ہے۔

— آجکل کلکتہ میں شدید بارش ہو رہی ہے۔

ممالک خارجہ

— روم ۳۰ جولائی۔ روز افزوں آبادی نے سکونت پذیر کرنے کے لئے مسولینی نے تجویز کی ہے کہ ایک کروڑ ایکڑ اراضی فی الحال دلدل بنی ہوئی ہے۔ آباد کی جائے۔ اس سکیم پر ۲ کروڑ اور ۸ لاکھ پونڈ صرف ہونگے اور ۱۴ سال میں یہ کام اختتام پذیر ہوگا۔

— لندن ۳۰ جولائی۔ سر آسٹن اور لیڈی چیمبرلین نے ایرانی ماہیر اور ان کی بیگم کو ضیافت میں مدعو کیا۔ کابینہ وزارت کے بہت سے ارکان بھی اس دعوت میں شریک تھے۔

— لندن میں باردولی ستیہ گرہ کی حمایت میں جلسے ہو رہے ہیں۔

— حکومت فلسطین نے ان تمام لوگوں کو آبیانہ اراضی سے مستثنیٰ کر دیا ہے جن کی پیداوار سال گذشتہ کے ¼ حصہ کے مساوی ہے۔

— لندن ۳۰ جولائی۔ پیرس کے جدید برطانوی سفیر سر ولیم ٹائیرل آج صبح لندن سے پیرس کو روانہ ہو گئے۔

— تازہ اطلاع ہے کہ سائبیریا کے دریائے امور اور زیورا میں ۲۶ فٹ پانی چڑھ گیا۔ اس وجہ سے ایک تباہی خیز طوفان برپا ہو گیا ۳۰ ہزار انسان بیٹھا رہے مصیبت ہیں۔

— غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے اپنے مکاتیب میں لاطینی رسم الخط کا استعمال شروع کر دیا ہے۔

— قسطنطنیہ ۲۵ جولائی۔ آج مصر کے معالجین حیوانات کا ایک وفد قسطنطنیہ پہنچا جو شہر کی قصاب خانوں اور دیگر خانوں کا معاینہ کریگا۔

— جدہ یکم اگست۔ سلطان ابن سعود جنرل سر گلبرٹ کلائیٹن کے ساتھ گفت و شنید کرنے کے لئے یہاں تشریف لے آئے ہیں۔

— طہران ۲ اگست۔ ایران اور جرمنی کے درمیان یکم اکتوبر سے ڈاک کا سلسلہ جاری ہو جائیگا۔

— حکومت افغانستان نے صنعت قالین سازی کی ترقی کیلئے ایران سے چند ماہر بلائے ہیں تاکہ اس صنعت کو ترقی دی جائے۔

— شاہ افغانستان نے یورپ میں دو قیمتی سکے خریدے ہیں جو جہاز کا سراغ لگانے میں ماہر ہیں اور انکو اس کام کی تامل طور پر تربیت دی گئی ہے۔ یہ کتے پشاور کے راستے سے افغانستان پہنچ گئے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۴)

کہ وہ اس قسم کا الٹا پلٹا حوالہ دے کر لوگوں کے دماغ پر یہ اثر ڈال سکنے کی امید رکھتا ہے کہ لوگ اس سے یہ سمجھ لیں گے کہ خود مولوی محمد علی صاحب کی تقریر سے ان کی تائید میں حوالہ مل گیا ہے۔ کیا لوگ اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ اس میں تو اعتراضات سے رد کا نہیں بلکہ انہیں انجمن کے سامنے پیش کرنے کی نصیحت کی ہے۔ تاکہ انجمن ان کا جواب دے سکے یا اپنی اصلاح کر سکے۔ ”الفضل“ کی اس جرأت سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی قوم سے اب غور و فکر کا مادہ رخصت ہو گیا ہے۔ وہ ”الفضل“ میں صحیح یا غلط جو بھی نکل جائے اس پر اندھا ایمان رکھتے ہیں۔ اس لئے جو دل چاہتا ہے چھاپتے ہیں اور قوم سے منواتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۲۱ صفر ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۲۸ء | نمبر ۵۴

کیا تم کو خوفِ مرگ و خیالِ فنا نہیں؟

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اے حب جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں
دیکھو تو جاکے ان کے مقابر کو اک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر
اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے
اک دن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائیں گے
پھر دفن کر کے گھر میں تاسف سے آئیں گے
اے لوگو! عیش دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوف مرگ و خیال فنا نہیں؟
سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بلا لیا وہ سبھی کیوں گذر گئے
وہ دن بھی ایک دن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے
ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفس دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو
جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما!
ناپاک زندگی جو دوری میں کٹ گئی
دیوار زہد خشک کی آخر کو پھٹ گئی

تعلیم مسیح موعود

کون مسیح موعود کی جماعت میں نہیں؟

(گزشتہ سے پیوستہ)

ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے۔ اس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے۔ قمار بازی سے بدنظری سے اور خیانت سے۔ رشوت سے۔ اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو قرآن کے خلاف نہیں ہیں ان کی بات نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان سے پیش نہیں آتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنے ادنے خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اس عہد کو جو اس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود اور مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغگو، جعلساز اور ان کا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے۔ اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے۔ کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف رکھتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں۔ اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو ان کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا ان کی حمایت میں۔

(کشتی نوح)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیریت ہیں

— گزشتہ اتوار مورخہ ۵ راگست ۱۹۲۸ء کو عزیز سید شبیر حسین احمد صاحب خلف الرشید جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا نکاح قاضی محبوب عالم صاحب آنریری مجسٹریٹ دیونسپل کمشنر رئیس اعظم جالندھر کی سب سے چھوٹی صاحبزادی سے تیس ہزار روپے حق مہر پر ہوا۔ ہم شاہ صاحب مکرم اور دیگر تمام اعزہ واقارب کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

— لائل پور میں ہمارے عزیز دوست شیخ عطاء اللہ صاحب کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا۔ ایسا ہی ہمارے وزیر آبادی بزرگ شیخ محمد جان صاحب کے ہاں بھی لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ممتاز احمد رکھا گیا۔ اللہ تعالےٰ ہر دو کو عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

— اخویم شیخ غلام محمد صاحب اسسٹنٹ محاسب انجمن کا بچہ مکان کی چھت سے گر کر خطرناک طور پر مجروح ہو گیا۔ احباب سے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ | صفر المظفر ۱۳۴۷ھ | نمبر ۵

دعوتِ عمل

(۴)

دعاؤں کی ضرورت

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نظام جن باتوں پر قائم ہے ان میں سے سب سے بڑی چیز دعا ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ دنیا کا رجحان زیادہ تر دہریت اور مادہ پرستی کی طرف ہے۔ اور خود مسلمانوں کا ایمان خدا تعالےٰ پر سے اس حد تک اٹھ چکا ہے کہ وہ دعا کو ایک بیکار چیز سمجھتے ہیں اور اپنی تمام ترقیوں اور کامیابیوں کا مدار محض دنیا پرستی اور مادی اسباب پر رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے دعا پر بہت زور دیا ہے۔ اور اپنی جماعت کو نصیحت کی ہے کہ وہ دعاؤں سے خاص طور پر کام لیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بات ان ہونی نہ سمجھیں۔ دعا کے فلسفہ اور ضرورت پر آپ نے ایک خاص رسالہ برکات الدعا کے نام سے تصنیف فرمایا اور ان لوگوں کو جو دعا کے قائل نہیں تھے۔ نہایت کھول کھول کر جواب دیا کہ دعا ہی ایک چیز ہے جو انسان کی تمام کامیابیوں کی جڑھ ہے۔ بے شک کوشش کرنا بھی انسان کا فرض ہے لیکن ہر کوشش اسی وقت کامیاب ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا کے وہ مطابق ہو۔ اس لئے انسان کے لئے ضروری ہے کہ مرضی الٰہی کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کرتا رہے۔ کہ جس نیک مقصد کے حصول کے لئے وہ کوئی کوشش کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اس میں کامیاب فرمائے۔ دعا ایک ایسی چیز ہے جسکے متعلق دنیا کے تمام راستبازوں اور نیک لوگوں کی تائیدی شہادتیں موجود ہیں۔ تمام مذاہب نے دعا کی ضرورت اور اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ اور سوائے ان دنیا پرست انسانوں کے جن کی زندگی ہی فاسقانہ ہوتی ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا چنداں تعلق نہیں ہوتا کسی نے ان کا انکار نہیں کیا۔ شاید ہی کوئی راستباز دنیا میں گزرا ہو جس نے اپنے ذاتی تجربہ سے یہ شہادت نہ دی ہو کہ دعا سے ہر قسم کی کامیابیاں وابستہ ہیں۔ اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی جناب میں سچے دل سے روئے اور گڑگڑائے تو وہ ضرور اس کی سنتا ہے خود قرآن کریم نے بار بار دعاؤں پر زور دیا ہے۔ اور بالخصوص مضطر کی دعا کو تو خاص قبولیت کا موجب قرار دیا ہے۔ ومن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہماری جماعت دعا کی طرف خاص طور پر مائل ہوتی تھی دین کی کامیابی اور نصرت کے لئے نہایت رقت کے ساتھ دعائیں کی جاتی تھیں۔ ہماری دعاؤں کے اندر ایک سوز و گداز ہوتا تھا۔ جو نصرت الٰہی کو اپنی طرف کھینچنے کا موجب تھا۔ آج بھی ہمیں ایسی ہی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ خستہ حالی اور دین اسلام پر مخالفین کی یورش اس بات کی متقاضی ہے کہ جہاں ہم دام درمے، وعظ و تقریر اور دیگر ذرائع سے دین کو غالب کرنے کی کوشش کریں۔ وہیں دعاؤں سے بھی خاص طور پر کام لیں۔ یہ سلسلہ کو مضبوط کرنے اور جماعت کو بڑھانے کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ اگر ہم سچے ایمان اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑائیں۔ اور اس سے خاص نصرت کے طالب ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنی نظر رحمت ہم پر نہ کرے اس وقت ہماری قوم کو اپنی ترقی اور مضبوطی کے لئے خاص دعاؤں کی ضرورت ہے۔ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد تو نیت دعا کا ایک نہایت موثر ذریعہ ہے۔ حضرت مسیح موعود نے بھی نماز تہجد پر خاص زور دیا ہے ضرورت ہے کہ ہمارے دوست اس ہتھیار کو پھر ہاتھ میں لیں اور اپنی دات دن کی جد و جہد اور سرگرمیوں کو اس کے ذریعہ سے کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود نے دعا پر زور دیتے ہوئے اپنی جماعت کو یہ نصیحت کی ہے۔

"جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنے کا حوصلہ پڑے۔ جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔"

جو شخص اپنے قلب کے اندر یکر اس ایمان کو کھڑا ہو تو یقیناً اللہ تعالےٰ اس کی سنتا ہے۔ اور نصرت الٰہی اس کے استقبال کے لئے آتی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے احباب اس طرف خاص طور پر متوجہ ہوں اور دین اسلام کی نصرت، کامیابی سلسلہ احمدیہ کی ترقی و بہبودی کے لئے جناب الٰہی میں دعائیں کریں۔ ہماری کوششیں اسی وقت کامیاب ہونگی جب ہم اس ہتھیار کو بھی اپنے ہاتھ میں لیں گے اور اس سے پورے طور پر کام لینے کی کوشش کرینگے

میاں محمود احمد صاحب کی خطرناک غلط بیانی

۷ راگست ۱۹۲۸ء کے الفضل میں میاں محمود احمد صاحب کے قیام ڈلہوزی کی جو ڈائری شائع ہوئی ہے اس میں ایک تقریر کا ذکر ہے۔ جو میاں صاحب نے ڈلہوزی کے غیر از جماعت مسلمانوں کو جمع کر کے سلسلہ کے اندرونی اختلافات کے متعلق کی۔ اس تقریر میں میاں صاحب نے کیا کچھ بیان فرمایا اس کے متعلق تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ صرف ایک بات کا ذکر الفضل نے کیا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

"اسی سلسلہ میں حضور نے یہ بھی بتایا کہ خاتم النبیین کے متعلق مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا کا وہ عقیدہ نہیں جو عام مسلمانوں کا ہے۔ اور وہ مسلمانوں کو خاتم النبیین کا منکر سمجھتے ہیں۔ نیز وہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے، ورنہ کیا وجہ ہے کہ وہ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اور نہ ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اور نہ انہیں لڑکیاں دیتے ہیں۔"

وہ لوگ جن کو حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریرات اور تقاریر کو پڑھنے یا سننے کا موقع ملا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ میاں صاحب نے ان الفاظ میں کس قدر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ کب مولوی محمد علی صاحب نے یہ کہا کہ مسلمان خاتم النبیین کے منکر ہیں۔ کہاں انہوں نے کسی بھی غیر از جماعت مسلمان کو کافر قرار دیا؟ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنا اگر انہیں کافر سمجھنے کے مترادف ہے تو کیا حضرت امیر ایدہ اللہ میاں صاحب اور ان کی جماعت کو بھی کافر سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے پیچھے بھی وہ نماز پڑھنا ٹھیک نہیں سمجھتے۔ جماعت احمدیہ اور حضرت امیر ایدہ اللہ کا مسلک اس بارہ میں صاف ہے جس کی وضاحت بارہا کی جا چکی ہے کہ ہم کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا ٹھیک نہیں سمجھتے جو مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہو۔ خواہ وہ میاں صاحب ہوں یا مولوی دیدار علی وغیرہ۔ رہا جنازہ اور غیر از جماعت کو لڑکی دینے کا سوال۔ اس کو ہم نے کبھی ناجائز نہیں ٹھیرایا۔ ہاں اس قدر ضروری سمجھتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہمارے رشتے سلسلہ کے اندر ہی ہونے چاہئیں۔ اس کو جائز اور ناجائز کا سوال قرار دینا اور عقیدہ تکفیر کی دلیل ٹھیرانا قطعاً غلط اور ناواجب ہے۔ تعجب ہے اس صاف اور کھلے مسلک کے باوجود جس کی تشریح ہم بارہا کر چکے ہیں میاں صاحب نے ایسی خطرناک غلط بیانی کی جرأت کیونکر کی۔ کیا ایک مذہبی پیشوا کے لئے یہ جائز ہے کہ دوسروں کے متعلق غلط بیانیوں اور جھوٹ سے کام لے کر نفرت کے جذبات پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ کیا میاں صاحب ان غلط بیانیوں کے ذریعہ ان اعتراضات سے بچ سکتے ہیں جو ان کے اپنے معتقدات پر وارد ہوتے ہیں۔ انہیں چاہیئے تھا کہ اپنے معتقدات پر وارد ہونے والے اعتراضات کا [illegible] کرنے کے بجائے یا اس کے کہ انہوں نے خود حضرت امیر کو جو ان کے نزدیک ایسے عقائد کے خلاف جنگ کا اعلان کر چکے ہیں۔ اور رات دن جنگ کر رہے ہیں انہی عقائد کا معتقد قرار دیدیا۔ یہ کس قدر خطرناک غلط بیانی ہے کیا میاں صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح سے پبلک کی آنکھوں میں دن دہاڑے خاک جھونک کر وہ اپنے لئے کوئی اچھا نتیجہ پیدا کر لیں گے؟ اسی تقریر کا جو اثر اسی جگہ پیدا ہوا اس کو دیکھ لینا کافی ہے لکھا ہے کہ

"ایک صاحب نے، جو خلافت کمیٹی لاہور کے سکرٹری بتائے گئے تقریر کے بعد یہ سوال پیش کیا کہ کیا احمدی میرے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ انہیں بتایا گیا نہیں پڑھ سکتے۔ اور دوسرے فرقوں کے مسلمان بھی ایک دوسرے کے پیچھے نہیں پڑھتے۔ جب صاف طور پر تبلا دیا گیا ہے کہ ہر فرقہ کے مسلمان اپنے اپنے عقائد پر قایم رہ کر متحدہ امور میں ملکر کام کریں تو پھر اس سوال کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ مگر وہ صاحب بار بار گستاخانہ لہجہ میں یہی بات پیش کرتے رہے۔"

میاں صاحب نے تو کوشش کی تھی کہ اپنے عقائد کو حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف منسوب کر کے اس "گستاخانہ" لہجہ کا رخ ان کی طرف پلٹا دیں لیکن یہ تو اس صورت میں ہوتا جب وہ خود ان عقائد سے توبہ کر لیتے خود شیش محل میں بیٹھکر دوسروں پر پتھر پھینکنا اپنی سلامتی سے آپ ہاتھ دھونا ہے۔ ہم میاں صاحب سے عرض کریں گے کہ ایسی چھوٹی باتوں اور سیاسی چالوں سے بجائے اس کے کہ انہیں کوئی فائدہ ہو الٹا ان کی تقدیس اور راست بیانی کا پردہ بھی فاش ہو رہا ہے یہ سیاسی چالیں اور کذب بیانیاں، ایک مذہبی پیشوا کہلانے والے کو زیب نہیں دیتیں۔ انہیں چاہیے کہ سیدھے اور صاف طور پر یا تو اپنے عقائد کی غلطی کو تسلیم کریں۔ اور یا ان کے متعلق جو چاہیں بیان کریں۔ لیکن دوسروں کے متعلق غلط بیانی اور کذب سے کام نہ لیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے کہ جو جھوٹ بولے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور خدا کا فرمان ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔

حضرت مسیح موعود کا کام

۳ راگست ۱۹۲۸ء کے اہلحدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہمارے اس مضمون کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ جو "اسلام اور احمدیت" کے عنوان سے پیغام صلح کی متعدد اشاعتوں میں درج ہو چکا ہے۔ سب سے بڑا اعتراض مولوی ثناء اللہ کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے وجود سے عیسائیت کا قلع قمع اور مسلمانوں کی اصلاح ہونے کے بجائے الٹا عیسائیت ترقی کر رہی ہے اور مسلمان گر رہے ہیں۔

ہم اس کا جواب متعدد مرتبہ دے چکے ہیں۔ کہ کسی مامور کے سپرد جو کام کیا جاتا ہے ضروری نہیں کہ وہ اس کی زندگی ہی میں پورا ہو جائے بلکہ مامور کے آنے کا منشا صرف ایسی جماعت تیار کرنا ہوتا ہے جو اس کام کو متحدہ کوشش کے ساتھ سرانجام دے۔ خود آنحضرت صلعم کو دیکھئے دنیا جہان کی طرف آپ نبی ہو کر آئے۔ لیکن آپ کی زندگی میں عرب کے سوا باقی ممالک اسلام کے نور سے منور نہیں ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد صحابہ کی کوششوں اور مساعی جمیلہ نے اس نور کو دنیا کے کناروں تک پہنچایا۔ حضرت مسیح موعود بھی اپنے پیچھے ایک جماعت تیار کر کے چھوڑ گئے۔ جو آپ کے بتائے ہوئے اصولوں سے کام لے کر دنیا میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہے۔ اور خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ کر رہی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو عیسائیت کی جو ترقی نظر آ رہی ہے وہ محض چند روزہ سراب کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ جہاں تک اصل عیسوی معتقدات کا تعلق ہے محقق عیسائی ان سے کنارہ کش ہو چکے ہیں اور کلیسائے انگلستان سے ایسی آوازیں آئے دن پیدا ہوتی ہیں جن میں کفارہ اور الوہیت مسیح کی علانیہ تردید ہوتی ہے۔ یہ لہر دنیا میں پھیلتی جاتی ہے اور دجالیت دنیا میں ہر جگہ نمک کی طرح پگھل رہی ہے۔ اور اس کی جگہ اسلام دنیائے مسیحیت میں پھیلتا جا رہا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک کھلا نشان ہے۔ یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ایک سال کا کام نہیں بلکہ سالہا سال کا کام ہے۔ اور خدا نے چاہا تو وہ دن آنیوالا ہے جب مسیحیت کے بجائے اسلام دنیا پر غالب ہوگا۔

مسلمانوں کی اصلاح

رہا مسلمانوں کی اصلاح کا سوال۔ کیا یہ اصلاح کا کام نہیں کہ ایک ایسی جماعت حضرت مسیح موعود نے انہی مسلمانوں میں سے جو ہر قسم کی جہالت اور شرک میں مبتلا ہیں پیدا کی جو آج اسلام کی اصل تصویر دنیا میں پیش کر رہی ہے۔ جن کا قول اور فعل آج غیر مسلموں کی کشش کا موجب ہو رہا ہے۔ جوں جوں یہ جماعت ترقی کرے گی مسلمانوں کی اصلاح خود بخود ہوتی جائے گی۔ خدا کے فضل سے خدام مسیح موعود اس کام کو پوری تندہی کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں۔ اور وہ دن آنے والا ہے جب اصلاح المسلمین کے کام میں اس جماعت کا نام سب سے ممتاز نظر آئے گا۔

ہم اس موقع پر اپنے احمدی دوستوں سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ دیکھیں کہ دشمن کن طریقوں سے ان پر حملہ آور ہوتا ہے اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان حملوں کا جواب اسی کامیابی کے ساتھ دے سکیں جو آج تک ان کے شامل حال رہی ہے تو اپنے قدموں کو اور آگے بڑھائیں اور سلسلہ کی ترقی میں بہت زیادہ کوشش سے کام لیں۔ کہ اسی میں حضرت مسیح موعود اور اسلام کی کامیابی مضمر ہے۔

اہل حدیث اور جماعت احمدیہ

ہم نے لکھا تھا کہ:-

"گروہ اہل حدیث نے ان باتوں در رسوم بدعیہ سے کنارہ کشی اختیار کی لیکن ان سطحی باتوں کو چھوڑنے کے علاوہ اسلام کی حقیقت کو سمجھنے اور قرآن کے مغز کو تلاش کرنے کی انہوں نے بھی کوشش نہ کی۔ دہی ناسخ و منسوخ کے جھگڑے وہی عیسےٰ کا دوبارہ نزول اور تبلیغ دین کے لئے تلوار کی ضرورت ان کے دماغوں پر بھی مسلط رہی۔"

مولوی ثناء اللہ نے ان باتوں کا جو جواب دیا ہے اس میں نزول عیسےٰ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ خاص طور پر سننے کے قابل ہے فرماتے ہیں:-

"نزول عیسےٰ کی بحث پر تو اتنا وقت خرچ نہیں ہوتا نہ کوئی طویل الذیل بحث ہے۔"

ہم نے کب کہا تھا کہ یہ بحث بہت وقت چاہتی ہے اور بہت طویل الذیل ہے ہمارے نزدیک تو یہ بحث ایک منٹ میں ختم ہو سکتی ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب آج اعلان کر دیں کہ مسیح آسمان پر نہیں گئے۔ اور نہ وہ دوبارہ آنے والے ہیں ہم اسی وقت اس بحث کو بند کر دیں گے اگرچہ اس کا ایک پہلو پھر بھی باقی رہ جائے گا۔ کہ حدیثوں کو مانتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب ان پیشگوئیوں کی کیا تاویل کرتے ہیں۔ جو آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کے دوبارہ نزول کے متعلق کی ہیں۔ لیکن کم از کم جس بحث کو نہ تو وہ طویل الذیل سمجھتے ہیں اور نہ اس پر اتنا وقت صرف ہوتا ہے اس کے متعلق ایک حرف بھی تو لکھے بغوض یہ کہہ دینے کہ یہ بحث طویل الذیل نہیں نہ تو اصل مسئلہ پر کوئی روشنی پڑتی ہے اور نہ بحث ہی ختم ہو جاتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جس فقرہ کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے تشنہ اور محتاج تشریح چھوڑ دیا ہے۔ اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے بتائیں کہ عیسےٰ کے دوبارہ نزول کو وہ کن معنوں میں لیتے ہیں۔ جب تک وہ ایسا نہ کریں ان کے منقولہ بالا فقرہ سے ایک خاص بدحواسی ٹپک رہی ہے جس کی تشریح کرنے سے ہم عاجز ہیں۔

ویدوں کا ترجمہ

آریہ سماج ہمیشہ بڑی شد و مد سے کتاب کا مستند دعوی کرتے ہیں مستند نہیں مانتے اور ہمیشہ کی باتوں میں ان سے اختلاف رکھتے ہیں متعدد زبانوں میں ترجمہ کرنے کے باوجود ویدوں کا ترجمہ آج تک نہیں کر سکی اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ ایک سوال ہے جس پر بارہا ان کالموں میں زور دیا گیا ہے۔ اہلحدیث کے تازہ پرچہ میں کسی صاحب نے اس سوال کا جواب دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ پنڈت ستیا نند تیکر جی فرماتے ہیں:-

"حقیقت میں اس وقت تمام روئے زمین پر کامل ویدوں کی واقعی اور سچی تشریح کرنے والا ایک بھی شخص نہیں ہے۔ اگر کوئی ہوتا تو اس زمانہ میں انسانوں کی حالت اس سے بہت زیادہ ہوتی۔"

(رسالہ ویدک دھرم جلد ۱ صفحہ ۳۲)

ایسا ہی لکھا ہے کہ پنڈت شردھا نند جی فرماتے ہیں:-

"تو ہم نے کیا کر دیا ویدوں کا پرچار کر دیا مگر ہم میں کوئی ایسا ۴۴ نہیں جو چاروں وید جانتا ہو"

(رسالہ اندر ماہ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۹۶)

یہ ہے آریہ سماجی لیڈروں کی رائے ویدوں کے متعلق۔ ہم حیران ہیں جو کتاب ایسی مردہ ہو چکی ہے کہ آج روئے زمین کا ایک بھی متنفس اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس کی پیروی کا دم بھرنا اور اپنے دین و ایمان کی بنا اس پر رکھنا کہاں تک قرین عقل ہے۔

ہم اپنے آریہ سماجی دوستوں سے عرض کریں گے کہ ایسی حالت میں کہ وید کو وہ جانتے ہی نہیں اور سمجھ ہی نہیں سکتے۔ انہیں چاہیئے کہ اس سے کنارہ کشی اختیار کر لیں۔ اور اگر وہ کسی طرح ویدوں کو نہیں چھوڑ سکتے تو بہتر ہے کہ جو شخص انہیں سمجھ سکتا ہے اسی سے سیکھ لیں۔ ہمارے مکرم دوست مولوی عبدالحق صاحب نے نہ صرف ویدوں کو پڑھا ہے بلکہ ان کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ یجروید کا ترجمہ شائع بھی ہو چکا ہے۔ سماجی حضرات کو چاہیئے کہ مولوی صاحب موصوف سے وید پڑھنے کی کوشش کریں اور اس ترجمہ کو جو انہوں نے کیا ہے دنیا میں کثرت سے شائع کریں۔ تاکہ وید کو نہ سمجھنے کا جو الزام ان پر عائد ہوتا ہے وہ دور ہو جائے۔ یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ اکثر ہندو اور آریہ اخبارات نے اس ترجمہ کو مستند قرار دیا ہے اور اس کی صحت و سلاست کی تعریف میں کالم کے کالم لکھے ہیں جنہیں وقتاً فوقتاً پیغام صلح میں بھی نقل کیا جا چکا ہے۔

اسلام میں فرقہ بندی

فرقہ بندی کو دور کرنے کا واحد علاج

(۱)

(جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس کوہ مری)

تائید کرنے والوں کو مخالف سمجھو

انقلاب میں ایک سلسلہ مضامین زیر عنوان بالا شائع ہوا ہے اس کے متعلق ایک تائیدی مضمون اخبار پیغام صلح میں ۱۰ رجولائی کو شائع ہوا تھا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو مولانا دل محمد صاحب نے اس کو اچھی طرح سے نہیں پڑھا۔ اور یا جو خیالات سلسلہ احمدیہ کے متعلق ان کے سنی سنائی باتوں سے پیدا ہو چکے تھے۔ ان کی عینک میں اس کو سمجھنا چاہا ہے۔ اور اس طرح اپنے خیالات کے ایک مؤید کو اپنا دشمن سمجھ لیا ہے۔ اور جواب دیتے وقت اپنے اصل مقصد سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ اور کل دنیا کے مسلمانوں کو ایک کرتے کرتے ہم احمدیوں کو "دقیانوسی عقد کرنے والے" "کل حزب بما لدیہم کا مصداق" "قرآن کے خلاف عمل کرنے والے" کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے ہم تو ان باتوں کے بلکہ ان سے بھی زیادہ خطابات کے سننے کے عادی ہیں اور پرواہ نہیں کیا کرتے۔ لیکن میں مولانا کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اتنی بڑی بھاری تحریک کرنے والوں کے قلب میں بھی بہت وسعت ہونی چاہیئے۔ عرض ہے کہ باوجود ان سب القابات کے عطا کرنے کے کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ کروڑ ہا مسلمانوں اور اخباروں میں سے کسی مولوی یا پیر نے آپ کی اس نیک تحریک کی تائید بھی کی۔ آخر تائید کی تو انہی لوگوں نے جو بقول ان علماء و گدی نشینان کے کافر ملحد، دجال ہیں۔ کاش آپ اس تائیدی مضمون کی قدر فرماتے۔ کیوں آپ کے حنفی۔ وہابی۔ شیعہ۔ قادری۔ چشتی۔ سہروردی وغیرہ وغیرہ فرقوں کے علماء اور صوفیائے کرام چپ سادھے خاموش بیٹھے ہیں۔ کیا وہ زیادہ قابل گرفت ہیں یا وہ احمدی جو آپ کی تائید میں کھڑے ہو گئے ہیں۔

ہم اول مسلم بعدہ احمدی ہیں

مولوی صاحب آپ نے احمدیوں کو نہیں سمجھا۔ یہاں میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ احمدی سے مراد جماعت احمدیہ لاہور ہے۔ ان لوگوں کو جنہوں نے غلو کیا۔ اور حضرت مرزا صاحب کو نبی بنایا۔ اور کل دنیا کو کافر سمجھتے ہیں۔ یعنی قادیانی مرزا محمود احمد صاحب کے مریدین احمدی نہیں کہتا۔ کیونکہ وہ ایک نیا فرقہ ہیں بلکہ حضرت خاتم النبیین کے بعد ایک نبی بنا کر ایک علیحدہ مذہب قائم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں انہیں ناکام کرے۔ اور ہدایت عطا کرے۔ آمین۔ ہم احمدی اور اس سلسلہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام اول مسلم اور بعدہ احمدی کہلاتے ہیں۔ ہم خادم اسلام اور مسلمین ہیں۔ ہم کوئی علیحدہ فرقہ نہیں قوم نہیں۔ بلکہ ایک مجاہد گروہ ہیں۔

مسلم ہمارا خدا دا د نام ہے اسے کوئی چھین نہیں سکتا

اللہ تعالےٰ نے کل دنیا کے کلمہ گوؤں کا نام قرآن کریم میں مسلم رکھا ہے سمٰکم المسلمین اور یہی وہ نام ہے جو ہر مسلم کو اپنے لئے استعمال کرنا چاہیئے۔ اور یہ وہ نام ہے جو سوائے خدا تعالےٰ کے اور کوئی انسان خواہ وہ بڑا بھاری علامہ دہر ہے۔ اور خواہ کسی بڑی گدی کا مالک ہو قوم کا روپیہ بٹور کر کھانے والا پیر کسی کلمہ گو سے چھین نہیں سکتا۔ خواہ وہ کس قدر لمبے لمبے فتوے کفر کے شائع کرے۔

مکفر مسلم تفرقہ انداز قوم ہے

جو گروہ یا فرد کسی کلمہ گو کو اس نام سے محروم کرتا ہے یا کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ مسلمانوں میں فرقہ بناتا ہے۔ پس ہر فتوے کفر دینے والا ملعون ارشاد قرآنی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے خلاف کرنے والا قوم میں تفرقہ پیدا کرتا ہے۔ سب سے پہلے خارجیوں نے اس فعل شنیعہ کا آغاز کیا اور بعد میں دیگر نفس پرستوں نے ان کا پیچ دہ کھایا۔ اور قصر اسلام کو بنیاد سے اکھاڑ دیا۔ اور آج کل تو برسات کے مینڈکوں کی طرح ہر مسجد کا ملا ایک محکمہ کفر بازی بنا ہوا ہے۔ حنفی حنفی کو کافر کہتا ہے۔ وہابی وہابی کو۔ اور احمدی احمدی کو۔ غرضیکہ ایک طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ اس لئے ہر کلمہ گو مسلم کا فرض ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کی قوم کو تباہی سے بچانا چاہتا ہے تو اس تحریک کفر بازی کے خلاف جہاد کرے۔ کیونکہ جہانتک سوال اپنے کو مسلم کہنے کا ہے ہر ایک شخص خواہ کسی خیال کا ہو اپنے کو مسلم کہتا ہے

دوسروں کو کافر نہ کہو

جھگڑا جہاں آکر پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر شخص دوسرے کلمہ گوؤں کو کافر کہتا ہے۔ پس یہ تحریک کہ ہر فرقہ کا مسلمان اپنے کو بجائے حنفی۔ احمدی۔ قادری وغیرہ کہنے کے مسلم کہے اگرچہ بہت نیک نیتی اور خیر خواہی اسلام پر مبنی ہے لیکن میری رائے میں یہ غلط طور پر پیش کی جا رہی ہے کیونکہ اس سے پہلے ہی ہر ایک کلمہ گو اپنے آپ کو مسلم کہتا ہے۔ اور کل غیر دنیا بھی اسے مسلم ہی سمجھتی ہے۔ مردم شماری میں بھی کل مسلم ہی لکھے جاتے ہیں۔ فساد جو برپا ہوتا ہے وہ یہاں آکر ہوتا ہے کہ کسی مسئلہ میں ایک رائے رکھنے والا دوسروں کو اختلاف رائے کی وجہ سے خواہ اس میں تمام اوصاف اسلام موجود ہوں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے۔ اور کافر کہہ کر اس کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور اس کا مال و جان ضائع کر دینا اپنے لئے باعث ثواب سمجھتا ہے۔ جس سے غیر قومیں فائدہ اٹھاتی ہیں۔ تو پس میں مولانا دل محمد صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا کہ بجائے اس تحریک کے کہ ہر ایک اہل قبلہ اپنے کو مسلم کہے تحریک یہ ہونی چاہیئے کہ صرف اپنے ہی کو مسلم نہ کہے بلکہ کل دوسرے کلمہ گوؤں کو مسلم کے نام سے خطاب کرے بالفاظ دیگر فتوائے کفر کی بیخ کنی کرے۔

فرقہ بندی کا واحد علاج

پس مسلمانوں میں سے فرقہ بندی دور کرنے کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ جو قوم میں کفر باز ہیں ان کے خلاف جہاد عظیم کیا جائے جب فتوائے کفر نہ رہے گا۔ کل کلمہ گو مسلم کہلائیں گے۔ اور آپس میں بھائی بھائی ہو جائیں گے۔ ایک دوسرے سے ہمدردی کرنے لگیں گے۔ قومی اور ملکی کاموں میں ایک دوسرے کی امداد کریں گے۔ ملکر کام کرنے والوں کے لئے جو اللہ کے فضل اور برکتیں نازل ہوا کرتی ہیں وہ نازل ہوں گی قوم ادبار سے نکل جائے گی۔

الغرض میں جناب مولانا دل محمد صاحب کی اس نیک تحریک کی تائید کرتا ہوا اس میں اس قدر ترمیم پیش کرتا ہوں کہ ہر ایک کلمہ گو اپنے کو اول مسلم کہے اور بعد میں کسی اور خیال کا پیرو۔ دوم کہ ہر مسلم دوسرے کلمہ گوؤں کو خواہ وہ اس سے کتنا ہی بعض مسائل فروعی میں اختلاف رکھتا ہو مسلم سمجھے اور مسلم کہے۔ سوم ہر مسلم ان مسلمانوں سے جو کلمہ گوؤں پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ بیزاری ظاہر کریں۔ اور ان کو قومی غدار اور قومی دشمن سمجھیں۔ یہاں تک کہ وہ اس سے توبہ کریں۔ کم از کم ایسے لوگوں کو نماز جیسی عبادت میں جس سے مومن کو معراج حاصل ہوتا ہے۔ امام نہ بنائیں۔

اور بالآخر میں اتنا عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم مسلم احمدیوں کا یہی وطیرہ اور یہی کوشش ہے۔ ہم ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ فتوائے کفر سے بیزار ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں ہر ایک اسلامی تحریک سے ہمدردی ہوتی ہے۔ اور ہم اس قابل بن رہے ہیں کہ خدمت اسلام کر سکیں۔

"الفضل" کے بے بنیاد اتہامات

ملک محمد امین صاحب کا جواب "الفضل" کو

کئی دن سے اخبار الفضل نے ایک معمولی سے واقعہ کو جو ہمارے عزیز دوست ملک محمد امین صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل سے تعلق رکھتا ہے۔ طرح طرح کی رنگ آمیزیوں سے بیان کر کے حضرت امیر ایدہ اللہ کے اخلاق پر حملے کرنا اپنا شغل بنا رکھا ہے۔ جس واقعہ کو "الفضل" نے ان ناواجب حملوں کی بنیاد قرار دیا ہے اس کی تشریح جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنے مضامین میں کر چکے ہیں۔ لیکن "الفضل" نے اس کو صحیح تسلیم نہیں کیا اور اس کو خود ملک صاحب کے اخلاق پر حملہ قرار دیا ہے۔ اس لئے ملک صاحب مکرم نے اس کا بالتفصیل جواب دینا مناسب سمجھا ہے۔ جو ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہے۔ (مدیر)

اخبار "الفضل" کے دو پرچوں میں ایک نرالے ڈھنگ میں اس معمولی سے واقعہ پر رنگ چڑھانے کی کوشش کی گئی ہے جو مولانا محمد علی صاحب اور میرے درمیان ایک دن خطبہ جمعہ کے بعد مسجد میں ہوا۔ جن دنوں یہ واقعہ ہوا قادیانی جماعت کے بہت سے افراد کو اس کا علم ہو گیا تھا۔ اور اس وقت اس کو اشاعت دینا قادیان کے اخباروں نے نہ معلوم کیوں مناسب نہ سمجھا۔ اور میری حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ "الفضل" اخبار نے چھ مہینے کے بعد اس جھگڑے کو از سر نو چھیڑا۔

چونکہ اس بات کو بہت طول دینے کی کوشش کی جا رہی ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ صحیح واقعات کو لوگوں کے سامنے پیش کر دوں اور وہ یوں ہیں کہ ایک خطبہ جمعہ کے بعد جس کو چھ ماہ کے قریب ہوئے ہیں اور جو مولانا محمد علی صاحب نے پڑھا۔ میں نے سامعین سے اجازت طلب کی کہ نماز کے بعد دس منٹ کے لئے ان کو خطاب کروں چنانچہ نماز کے ختم ہونے پر میں نے خطاب کرنا شروع کیا۔ میری تقریر کا انداز کسی قدر مولانا محمد علی صاحب کے خیالات کے خلاف تھا۔ اور جس چیز پر میں زور دینا چاہتا تھا اس کے لئے جماعت کی کثرت ابھی تیار نہیں ہے لیکن میں اس کو جماعت کے لئے بہت ضروری سمجھتا تھا اور سمجھتا ہوں۔ کچھ وقت کے بعد مولانا محمد علی صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میں اس وقت اپنی تقریر کو بند کر دوں۔ لیکن میں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا۔ اور تقریر کو جاری رکھا اس کے بعد سامعین کی کثرت نے میری بات سننا پسند نہ کی۔ لیکن میں نے اس بات کی بھی پروا نہ کی۔ اور ان تھوڑے سے لوگوں تک جو میرے ساتھ متفق تھے میں نے مجمل طور پر اپنی بات پہنچا دی۔

لیکن چونکہ میں پوری وضاحت کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکا تھا اس لئے دوسرے جمعہ سے پیشتر میں نے ایک چھوٹا سا ٹریکٹ چھپوا دیا۔ جس میں علاوہ ان خیالات کے میں نے اس ناگوار وقوعہ کا بھی ذکر کر دیا۔

وقوعہ کے وقت میری طبیعت پر یہی اثر ہوا کہ مجھے ناجائز طور پر روکا گیا ہے اور میرے بہت سے دوستوں نے جو اس وقت موجود تھے اور جن میں ایسے بھی تھے جو ان خیالات کے خلاف تھے جو میں پھیلانا چاہتا تھا۔ یہی کہا کہ مناسب تھا کہ مجھ کو روکا نہ جاتا۔ دوسرے جمعہ کے خطبہ میں مولانا محمد علی صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنی پوزیشن کو صاف کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کا منشا کسی صورت میں بھی روکنے کا نہیں تھا۔ بلکہ انہوں نے فرمایا کہ معاملہ صرف یہ تھا کہ وہ اس مسئلہ کی بحث کو کسی فرصت کے وقت پر ملتوی کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ اس میں جماعت کے اکثر لوگوں کی رائے مطلوب تھی۔ اس پر مجھ کو قطعی طور پر یقین آ گیا۔ کہ مولانا ممدوح کی نیت مجھ پر جبر کرنے کی نہ تھی۔ رسالہ اس سے پہلے لکھا جا چکا تھا۔

ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ دوسرے مسلمان کی نیت پر نہ تو حملہ کرے اور نہ اس کی طرف نامناسب نیت منسوب کرے اور اگر وہ کہے کہ فلاں کام میں اس کی نیت بُری نہ تھی تو اگر حالات قطعی طور پر اس کے منافی نہ ہوں تو اس کی بات پر یقین کرے۔

جب میں نے یہ سنا تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اس قسم کے واقعات ہماری جماعت کے کسی فرد سے سرزد ہو سکتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے میں نے رسالہ میں جبکہ ابھی غلط فہمی دور نہ ہوئی تھی۔ یہ بیان کر دیا کہ اس واقعہ کو صرف دو ہی واقعات کے ساتھ مشابہت ہو سکتی ہے۔ ایک قادیان کے واقعہ کے ساتھ اور دوسرے موچی دروازہ کے واقعہ کے ساتھ۔

یہ بات کہ مولانا محمد علی صاحب نے میرے جیسے تعلیم یافتہ نوجوان سے افسوسناک سلوک کیا ہے میں اخبار الفضل کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ لیکن میں ایڈیٹر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے ساتھ کوئی بُرا سلوک نہیں ہوا۔ بلکہ میں نے تو اپنی جماعت کے امیر کے بند کرنے پر بھی اپنی تقریر کو جاری رکھا اور پھر مذمت میں رسالہ بھی لکھ مارا۔

باقی رہی یہ بات کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے میرے اخلاق پر کوئی حملہ کر دیا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا حملہ کیا۔ کیا میرے اوپر کوئی الزام لگایا کہ میں کسی بداعمالی کا مرتکب ہوا ہوں۔ ان تعلقات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ڈاکٹر صاحب موصوف اور حضرت مولانا کو میرے محترم چچا کے ساتھ ہیں۔ اور اس محبت بزرگانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ڈاکٹر صاحب اور مولانا کو میرے ساتھ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اگر لکھ دیا کہ میں نے جوش میں رسالہ لکھ مارا تو میرے اخلاق پر کونسا حملہ ہو گیا۔

"الفضل" کا یہ کہنا کہ میرے دل میں مولانا محمد علی صاحب کی کوئی قدر نہیں ایک بے بنیاد اتہام ہے۔ کسی شخص کی عزت اس کی فرعونیت سے نہیں ہوا کرتی بلکہ اس کی خوبیوں، اس کی نیکی، اور اس کی قربانی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

مولانا محمد علی صاحب کا علم، ان کا زہد و تقوی، ان کی نیکی، ان کی بردباری اور انکساری بے امثال ہے۔ اور میں یقین جانتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی ساری کی ساری جماعت میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اتنی خوبیوں کا مالک ہو۔ میں نے حضرت مسیح موعود کو نہیں دیکھا اور اگر میں مولانا محمد علی صاحب کو نہ دیکھتا تو مجھے حضرت مسیح موعود کی بڑائی کا اندازہ نہ ہو سکتا۔ میرے دل میں جو قدر حضرت مولانا کی ہے اس کا اندازہ "الفضل" کو ہو گیا ہوگا۔ لیکن اتنی قدر کے باوجود بھی میں مولانا سے مسائل میں اور معاملات میں اختلاف رکھتا ہوں۔ اور ان کا اظہار کر دیتا ہوں۔ ان کی پیٹھ کے پیچھے نہیں بلکہ ان کے سامنے۔ اور بعض اوقات مجلس میں بھی۔ یہ مولانا محمد علی صاحب کی اپنی تعلیم اور ان کے ساتھیوں کی فراست کی برکت ہے۔ کہ لوگ جرأت سے اپنی اپنی رائے کا اظہار مسجد میں اور دیگر مجالس میں کر دیتے ہیں۔

میں اس بات کو قطعی طور پر ناجائز سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص یہ توقع کرے کہ لوگ اس کی ذات کو اتنا بالا سمجھیں کہ اس کی کسی بات کو رد نہ کریں۔ اور نہ اس کی مخالفت کریں۔ اگر "الفضل" یہ سمجھتا ہے کہ قدر بدون اس غلامانہ ذہنیت کے نہیں ہو سکتی۔ تو ایسی قدر میں کسی انسان کی بھی کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ اور جو ایسی قدر کروانا چاہتا ہے میں اس کو انسانیت کا دشمن سمجھتا ہوں۔ جہاں تک میرا علم ہے مولانا محمد علی صاحب ایسی لغو خواہشات سے بالاتر ہیں۔ ان کی قدر کی انتہا یہی ہے کہ ان کے وعظ سننے والے یا ان کے پاس بیٹھنے والے آزاد انسان بن جائیں۔ اور کسی حالت میں بھی غلامی کی زنجیروں میں نہ پھنسیں۔

مجھے نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ "الفضل" کا میرے ساتھ ایک عجیب و غریب پیرایہ میں ہمدردی کرنا میرے لئے موجب صدمہ ہوا ہے۔ حالانکہ "الفضل" کو معلوم ہے کہ جن خیالات کی اشاعت کے لئے وہ زندہ ہے ان کا میں بہت سخت دشمن ہوں اور وہ خیالات جن کے اظہار کے دوران میں میری مولانا محمد علی صاحب کے ساتھ معمولی سی کشمکش ہو گئی وہ درحقیقت قادیانی جماعت کے اصولوں پر حملہ ہیں۔ یعنی یہ کہ ہمیں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لینی چاہیے۔ ان کے ساتھ رشتے کر لینے چاہئیں۔ ان کے جنازے پڑھنے چاہئیں۔ اور ہر ممکن ذریعہ سے ان کے ساتھ موافقت کی خواہش اور کوشش کرنی چاہیے۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پر اس مضمون میں ایسے حملے کئے گئے ہیں جو لکھنے والے کی ذلت کا موجب ہیں۔ میرے ساتھ ہمدردی کی بھی ایسے دنوں میں سوجھی جب میں قادیان کی جمعیۃ احرار المسلمین کا ممبر بن چکا ہوں۔

میں "الفضل" کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ ایسے بے نتیجہ جھگڑوں میں پڑنے کا کیا فائدہ ہے۔ اور مجھے بہت بڑی خوشی ہو گی اگر میرے مضمون سے یہ جھگڑا ختم ہو جائے۔

(ملک) محمد امین (ایم اے۔ ایل ایل بی)

لائل پور میں اسلامی جلسہ

پنڈت دھرم بھکشو کا مناظرہ سے فرار

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائل پور کا ششماہی جلسہ ۳۔۴۔۵ اگست ۱۹۴۲ء کو ہونا قرار پایا تھا۔ اس عظیم الشان جلسہ میں شمولیت کی غرض سے جناب مولانا صدر الدین صاحب مسلم مشنری ووکنگ و برلن و جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ و مولانا مولوی محمد عصمت اللہ صاحب مشہور مناظر اسلام و جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی و جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری وغیرہ وغیرہ حضرات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تشریف لائے تھے۔ ۳۔۴ راگست کی مختلف نشستوں میں تمام مقررین نے نہایت شائستگی اور تہذیب کے ساتھ دیگر مذاہب کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے مقدس اسلام کو پیش کیا۔ اور دلائل ساطع و براہین قاطع سے ثابت کیا کہ آج دنیا میں اگر کوئی زندہ اور سچا مذہب ہے تو وہ اسلام اور صرف اسلام ہے۔

۵ راگست کو آریہ سماج لائل پور نے مناظرہ کی خواہش ظاہر کی جس پر منتظمین جلسہ نے اپنے ۵ راگست کے پروگرام میں ترمیم کر کے لکھ بھیجا کہ ۵ راگست شب کے نو بجے ہمارا مقرر "ویدک دھرم" پر ایک مختصر سی تقریر کرے گا۔ اور اس کے بعد مناظرہ ہوگا۔ چنانچہ آریوں کی طرف سے فضول خط و کتابت کے بعد معاملہ طے ہو گیا۔ اور آریہ صاحبان وقت مقررہ پر جلسہ گاہ میں آ گئے۔

جلسہ کے پریزیڈنٹ جناب مولوی محمد عصمت اللہ صاحب مقرر ہوئے آریوں کی طرف سے پنڈت دھرم بھکشو اور مسلمانوں کی طرف سے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے میدان مناظرہ میں اترنے کا اعلان کیا۔ چونکہ پنڈت جی موصوف اس سے قبل بھی آریہ سماج گوال منڈی لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقع پر مرزا صاحب سے ایک ذلیل ترین شکست کھا چکے تھے۔ اس لئے انہیں مقابلہ کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ پنڈت جی جان چھڑانے کی فکر میں تھے آخر انہوں نے پہلوتہی کا یہ ڈھنگ نکالا کہ مجھے اسلام اور احمدیت پر اعتراضات کا موقع دیا جائے۔ صاحب صدر نے فرمایا۔ جیسا کہ خط و کتابت میں طے ہو چکا ہے۔ اسلامی مناظر ٹھاکر "ویدک دھرم" پر ایک مختصر سی تقریر کرے گا۔ اس کے بعد باقاعدہ مناظرہ ہوگا۔ آپ کو مناسب ہے کہ اسلامی مناظر کی تقریر ٹھنڈے دل سے سنیں۔ اس کے بعد دل کھول کر اعتراضات کریں جس کا جواب آپ کو اسلامی مناظر دے گا۔ اگرچہ صاحب صدر کی یہ بات معقول اور مبنی بر انصاف تھی۔ مگر ویدک دھرم کی طرف سے صفائی پیش کرنا پنڈت جی کے بس کا روگ نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے اس میں اپنی خیر دیکھی کہ جلسہ گاہ سے اٹھ کر چلے جائیں۔ اور آریہ سماج مندر میں پناہ لیں۔ چنانچہ پنڈت جی نہایت بوکھلاہٹ اور گھبراہٹ کی حالت میں ہزارہا کے مجمع سے باہر چلے گئے۔ اور میدان مناظرہ میں پیٹھ دکھا گئے۔ پنڈت جی کے اس عجیب و غریب فرار نے لائل پور کی پبلک کو مبہوت کر دیا۔ پنڈت جی کے فرار کے بعد حسب ارشاد صاحب صدر مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے اپنا لیکچر شروع کیا۔ جسے نہایت لطف لے لے کر سنا گیا۔ لیکچر کے خاتمہ پر صاحب صدر نے پبلک کو مخاطب کرتے ہوئے بہت سی مفید اور قیمتی باتیں بیان فرمائیں۔ اور مسلمانوں کو متحد ہو کر مخالفین کے مقابلہ کی ہدایت فرمائی۔ جلسہ نہایت ہی خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ اور خدا تعالے نے اسلام کو ایک عظیم الشان فتح دی فالحمد للہ علی ذالک۔

نیازمند شیخ فضل الرحمٰن

(سکرٹری دعوت و تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائل پور)

ہندوستان

— دہلی ۵ اگست۔ آل انڈیا مسلم لیگ سنٹرل خلافت کمیٹی اور جمعیۃ العلماء کے اجلاس دہلی میں ۵ ۲ اگست کو ہوں گے۔ ان میں بعض اہم امور پر غور کیا جائے گا۔

— دینا پور ۴ اگست۔ مغل سرائے کے قریب ایک مال گاڑی دوسری گاڑی سے ٹکرا گئی۔ کئی آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

— بنارس ۴ اگست۔ آل انڈیا سناتن دھرم سبھا کی طرف سے خوب زور سے پرچار کیا جا رہا ہے۔ اس سبھا کی ہندوستان بھر میں ابھی تک ۹۰۴ شاخیں کھلی ہیں۔

— لاہور ۵ اگست۔ سرشادی لال چیف جسٹس پنجاب جو کہ آجکل شملہ میں ہیں سرجافری ڈی مونٹ مورنسی سے حلف وفاداری لینے کے لئے لاہور آ رہے ہیں۔

— میسور ۴ اگست۔ میسور کو جنوبی ہند سے بذریعہ ریلوے ملانے کا سوال زیر غور ہے۔

— نارتھ ویسٹرن ریلوے نے اعلان کیا ہے کہ یکم اگست سے ماہواری ٹکٹوں کے نرخوں میں ۱۵ فیصدی تخفیف کر دی گئی ہے۔

— اردو کی چھپائی کا نیا ٹائپ مرتب کرنے کے لئے حکومت نظام نے ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس نے نستعلیق ٹائپ کی سفارش کی ہے۔ ایک سال کے اندر تمام ریاست میں یہ رائج ہو جائے گا۔

— اخبار کانگرس دہلی اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ وائسرائے نے ریاستوں کی رعایا کے وفد سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

— آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس ۲۸ اگست کو بارہ بجے گنگا پرشاد ہال لکھنؤ میں ہوگا۔

— آل انڈیا اورینٹل کانفرنس کا پانچواں سالانہ اجلاس ۲۰ نومبر ۱۹۲۸ء کو لاہور میں ہوگا۔ اردو ہندی گورمکھی کو ترقی دینے کے لئے اس کانفرنس میں خاص طور پر غور کیا جائے گا۔

— گورنمنٹ ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر کوئی والی ریاست کسی خارجی کونسل یا غیر ملکی سلطنت کے قایم مقام سے خط و کتابت کرنا چاہے تو ریاست کے مقامی پولیٹیکل ایجنٹ کے ذریعہ کی جائے۔

— بردولی کے ستیہ گرہیوں اور گورنمنٹ کا سمجھوتہ ہو گیا ہے ستیہ گرہ بند کر دی گئی ہے۔ گورنمنٹ ضبط شدہ اراضی واپس کر دے گی اور معزول اور مستعفی نمبرداروں کو بحال کر دیا جائے گا۔

---

۴۴ جو حروف لاطینی اختیار کرنے کے بارہ میں غور کرے گی کہ اس رسم الخط میں ترکی لغت تیار کرنے کے لئے حروف تیار کئے جا سکتے ہیں یا نہیں۔

— گزشتہ دنوں ترکی میں دینی اصلاحات کی جو پے در پے خبریں آئی تھیں وہ سر تا پا غلط ہیں۔ حکومت اس قسم کی اصلاحات کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ اور نہ ترکی میں کوئی ایسا محکمہ یا سرکاری مجلس یا کمیٹی ہے جو اس قسم کے کام کا آغاز کرے۔ حکومت ترکی اور اس کے تمام محکمے اور تمام شعبے قوم کے وجدانی اور ایمانی امور میں مداخلت کے حقدار نہیں ہیں۔

— ترکی کی مردم شماری کی جدولوں کے تیار ہو جانے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ ترکی میں مردوں کی تعداد ۶۵۸۴۴۴۷ ہے اور عورتیں ۷۰۰۵۸۰۱ ہیں۔ یعنی عورتوں کی تعداد بقدر ۱۳۰۲ [illegible] زیادہ ہے۔

— جنگ عظیم کے دوران میں ایک جہاز جس میں ۴ لاکھ پونڈ کے جواہرات تھے غرق ہو گیا تھا۔ اب ایک اطالوی کشتی ان جواہرات کو نکالنے میں کامیاب ہوئی۔

ممالک خارجہ

— تازہ اطلاع ہے کہ سردار الیشر سنگھ نے افغانستان کے سکھوں کی طرف سے حکومت افغانستان کو لکھا ہے کہ آئندہ سکھوں کو ہندو تصور نہ کیا جائے۔ کیونکہ ان دونوں کے مذہبی عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

— بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ افغانستان نے افغان پارلیمنٹ قایم کرنے کی تجاویز مرتب کر لی ہیں۔ یہ پارلیمنٹ "لوئی جرگہ" کے نام سے تمام فرقوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔

— اخبار "السیاسۃ" مصر رقمطراز ہے کہ ٹرکی میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے شاہ افغانستان سے ان کی بہن کے ساتھ شادی کی نسبت کی خواہش کی تھی اس وقت شاہ موصوف نے فرمایا تھا کہ افغانستان پہنچ کر جواب دیں گے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ وزراء کے مشورہ کے بعد شاہ موصوف نے اس درخواست کو منظور کر لیا ہے۔

— لنڈن ۴ اگست۔ رائٹ آنریبل سید امیر علی کا انتقال ہو گیا۔ اور ان کی تجہیز و تکفین بروک وڈ کے قبرستان میں ۷ اگست کو ہوئی۔

— یوگوسلافیہ کے سرکردہ علمائے اسلام نے ایک فتوے شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مزدوری پیشہ مسلمانوں کی عورتوں کے لئے پردہ ضروری نہیں۔

— ترکی کی تجارت روز بروز ترقی کر رہی ہے۔

— یروشلم ۱۳ جولائی۔ امیر فیصل السعود کو شام کا بادشاہ بنانے کے لئے سرگرم پروپیگنڈا ہو رہا ہے۔

— تبت کے کسانوں نے حکومت کے خلاف بغاوت کر دی ہے صورت حالات نازک ہے۔

— ٹرکی کی وزارت معارف نے لغتی کمیٹی مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۴۴

جن احباب نے

آخری نبی نمبر کے متعلق ابھی تک یہ تحریر نہیں فرمایا کہ ان کو کس قدر پرچے درکار ہیں۔ وہ براہ کرم جلد اپنی رائے اور ضرورت سے دفتر کو اطلاع دیں۔ اور زیادہ سے زیادہ پرچے تقسیم کرنے کی سعی و جہد فرمائیں تا عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔

سیاست کا نصرت نمبر ضرور خرید فرمایئے
اور
اسکا قرضہ ادا کرنے میں امداد فرمایئے

بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام پاک قرآن مجید میں فرماتا ہے ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین ج واتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتمٰی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب۔
(ترجمہ) اور اے مسلمانو! نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ پر، قیامت پر، فرشتوں پر، کتب سماوی پر اور انبیا پر ایمان لائے اور خدا کی راہ میں اپنے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور قرض غلاموں کو مال دیتا رہے۔

زندان فرنگ کی آخری سیاحت کے بعد سید برادران نے اعلان کیا تھا کہ وہ "سیاست" کا سائز بڑا کر دیں گے **جمعہ نمبر** نکالا کریں گے **نصرت نمبر** شایع کریں گے۔ اور سیاست کا ہفتہ وار شیوع "**نقاش**" کے نام سے جاری کریں گے بحمد اللہ کہ ان کے دو وعدے پورے ہو چکے۔ سیاست بڑے سائز کے ۸ صفحات پر شایع ہو رہا ہے۔ اس کی صوری ومعنوی خوبیاں ملک بھر نے تسلیم کر لی ہیں۔ اس کا جمعہ نمبر بہت مقبول ہو رہا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ

"نصرت نمبر" شایع کیا جائے

چنانچہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یکم ستمبر کو "**نصرت نمبر**" نہایت آن بان شان سے نکلے۔ وباللہ التوفیق۔ اس نمبر میں کیا ہوگا

خصوصیات۔ ملک کے بہترین اہل قلم حضرات کے مضامین نئی اور اچھوتی نظمیں، اعلیٰ کارٹون، سیاسی، اخلاقی تعلیمی، تمدنی، معاشرتی اور مذہبی مضامین سے نصرت نمبر مزین ہوگا۔ مختصر یہ کہ صحافت حاضرہ کی خوبیوں کا ایک جاذب نظر اور قابل قدر تحفہ ہوگا۔ فی الحال ضخامت ۵۰ صفحات مقرر کی گئی ہے۔ لیکن ممکن ہے اس سے زیادہ ہو جائے اشاعت کے متعلق خیال ہے کہ کم از کم ۶۰ ہزار چھاپا جائے۔ قیمت صرف ۴ر رہوگی۔

مقصد۔ اس نمبر کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ "سیاست" کا قرضہ ادا ہو جائے۔ اگر ساٹھ ہزار اخبار نکل گیا تو قرضہ ادا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کی گردن کو قرض کی غلامی سے آزاد کرنے کو ایمان کے برابر رکھدیا ہے۔ آپ اس نیکی میں حصہ لیں۔ **اگر آپ شاعر ہیں** تو نہایت اعلےٰ حمد یا نعت یا سیاسی، تمدنی، تاریخی، معاشرتی نظم اس نمبر کے لئے عطا فرمائیں **اگر آپ اہل قلم ہیں** تو اس کے لئے کوئی نیا اعلیٰ اور مختصر مضمون بھیجیں جو اچھوتا ہو۔ **اگر آپ کا میلان** طبع فسانہ نویسی کی طرف ہے تو ایک فسانہ لکھیں **اگر آپ کر سکیں** تو کم از کم ایک سو پرچے اپنے احباب میں فروخت کریں **براہ کرم یاد رکھیے** کہ وقت کم ہے جو کچھ کرنا ہے جلد کیجئے۔ مضامین یا نظموں کی ترسیل کی آخری تاریخ **۲۰ اگست** ہے۔ ایجنٹ صاحبان یا خریدار حضرات اپنی ضروریات سے ۲۵ تک مطلع فرمائیں۔ **اشتہار دہندہ** حضرات فوراً جگہ مخصوص کرالیں اور فائدہ اٹھائیں فی الحال وہی اجرت لی جائیگی بعد میں ممکن ہے تین گنی ہو جائے۔

نصرت نمبر مفت لینا چاہیں تو آج ہی مستقل خریدار بن جائیں

شرح چندہ سالانہ ۱۰ر ششماہی ۵ر، سہ ماہی للعہ ماہوار عہ سہ ماہی کے خریدار کو کتاب انقلاب زندگی مفت ششماہی کے خریدار کو تاریخ مکہ معظمہ بھی ساتھ۔ سالانہ خریدار کو تیسری کتاب جیب جی بھی مفت نذر ہوگی۔

غلام محمد خادم منیجر اخبار سیاست لاہور

عمدہ قلمہای انبہ وترشاوہ

مطلوب ہوں تو جدید فہرست کارخانہ پتہ ذیل سے طلب فرمایئے جو مفت نذر ہوگی۔

شیخ بشیر احمد ریٹائرڈ انسپکٹر سراوہ ضلع میرٹھ (یوپی)

مسمیرزم ہپناٹزم

کے ذریعہ اور خدا کے فضل وکرم سے ہر قسم کے روحانی وجسمانی مایوس العلاج امراض کا علاج دور یا نزدیک نہایت کامیابی سے کرتے ہیں۔ اور پندرہ بیس روز میں شرطیہ سکھاتے ہیں۔ شاگردی نمبر ۳۵۶۶۷ ہے مفصل کے واسطے تجربات مسمیرزم طلسماتی روحانی آلوں کے مفصل حالات درج ہیں۔ جو ہماری ۴۴ سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ مفت منگاؤ۔

گنیش داس [illegible] جہلم پنجاب

خاص الخاص شاہی مجربات
(زیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

سفوف مفرح۔ شاہانہ تحفہ ہر موسم کی قید نہیں ہمہ اعضائے رئیسہ کو طاقت بخشتا ہے کھوئی ہوئی قوتوں کو واپس لاتا ہے جوان بوڑھے کو یکساں مفید ہے قیمت بھی کچھ زیادہ نہیں ایک تولہ ۲/۲ر تو ۷ روپے۔

شاہی اکسیر چشم۔ آنکھ کی ہر بیماری کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے بشرطیکہ آنکھ اپریشن کی محتاج نہ ہو گئی ہو۔ تجربہ شرط ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے

ہر قسم کے زنانہ ومردانہ امراض مخصوصہ کا علاج بذریعہ خط وکتابت کیا جاتا ہے۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب دہلوی طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

پشاور مشہد اور بخارا کے تحفے

ہر قسم کی چھوٹی بڑی پشاوری مشہدی لنگیاں لیڈی سوٹ کے مشہدی وبخاری قنادیز۔ ہر قسم کے مشہدی وبخاری رومال کم وبیش قیمت کے سلمہ ستارہ کا زر یدار کلہ پشاوری۔ مال بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ اگر پسند نہ آئے تو محصول منہا کر کے قیمت واپس دی جائے گی۔

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

اردو صحافت کا درخشاں ستارہ
"پارس"

ہر ہفتہ ادب اردو کے بلند پایہ نمونے پیش کرتا ہے اور اپنے گوناگوں مضامین کی وجہ سے ہندوستانی صحافت میں خاص امتیاز رکھتا ہے مشاہیر اہل قلم حضرات پارس کو ہندوستان کا بہترین اخبار تسلیم کرتے ہیں۔ پارس کا سالانہ چندہ صرف تین روپے ہے اور سال بھر میں رنگا رنگ، دلچسپ اور دلفریب مضامین کے ڈیڑھ ہزار سے زیادہ صفحات ناظرین کے پیش کئے جاتے ہیں۔ علم دوست حضرات کو پارس کا خریدار بننا چاہیے۔ ضخامت ۱۸ صفحے سائز ۲۰×۳۰/۱۶۔ نمونہ مفت۔

منیجر "پارس" ۱۶۲ لاہور

بھوندرا کالج پٹیالہ

علمی وعملی لحاظ سے ہندوستان کا مشہور طبی کالج ہے جسے پٹیالہ گورنمنٹ کی امداد کا فخر حاصل ہے گورنمنٹ پنجاب نے بھی یہاں کے سند یافتگان کو ملازمت کے امتیازی حقوق عطا کئے ہیں۔ طلبا کی تعلیم طب کے ساتھ یہاں کے سب سے بڑے سرکاری ہسپتال میں سرجری وغیرہ سکھائی جاتی ہے۔ ارکا کٹ آنے پر پراسپکٹس مفت بھیجے جاتے ہیں۔ ضرورتمند اصحاب دنداں سازی اور آنکھوں کا اپریشن بھی سیکھ سکتے ہیں۔ (پرنسپل)

مفت **کلید صحت** مفت

کوئی علاج کرنے سے پہلے مجوالہ اخبار ضرور منگایئے۔

بشارت سنیاسی ٹبالہ ضلع گرداسپور پنجاب

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۶ صفر ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۲۸ء | نمبر ۵۵

تعلیمِ مسیحِ موعود

دعا اور اسباب

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھیگا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے۔ پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے۔ تو تم دنیا کے لئے ایسے بیخود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں۔ اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں۔ اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی۔ اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے بہت دور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا۔ اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح ان میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے۔ ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہیں۔ پس تم اس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا۔ بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو۔ مگر اس کے اذن سے۔ ایک مردہ اس پر ہنسی کرے گا۔ مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اس کے لئے بہتر تھا۔ خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی ریس نہ کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے۔ آؤ ہم بھی انہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں۔ جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔ ان کا خدا کیا چیز ہے۔ صرف ایک عاجز انسان اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے ہیں۔ تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت میں نہیں روکتا۔ مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت ہو جنھوں نے سب کچھ دنیا ہی کو سمجھ رکھا ہے۔ چاہیے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن نہ صرف ہونٹوں سے بلکہ چاہیے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان ہی سے اترتی ہے۔ تم راستباز اس وقت ہو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے دروازہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل درپیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی۔ اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ بکلی خدا سے علاقہ توڑ چکے ہیں۔ اور بہہ تن اسباب پر گر گئے ہیں۔ یہانتک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ منہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے۔ ان کے پیرو مت بن جاؤ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے۔ اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں۔ نہیں بلکہ یک دفعہ گریں گی۔ اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں۔ اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو گی آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔ یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ کر دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں۔ خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے وہ دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے۔ اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے۔ تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کے رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے۔ اور آخر کار دنیا کے خیالات ہی میں مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔ اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے۔ مگر موخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا۔ کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے۔ بہرکیف یہ دونوں فریق مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے۔ پس جبکہ اس حی و قیوم خدا سے یہ لوگ بے خبر ہیں بلکہ لاپروا ہیں اور اس سے منہ پھیر رہے ہیں تو سچی خوشحالی ان کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے مبارک ہو اس انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے۔ اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔

(کشتی نوح)

زندہ باد جماعت لائلپور

”آخری نبی نمبر“ کی خریداری کے سلسلے میں احباب کو کئی بار توجہ دلائی گئی مگر اس سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا اکثر احباب اور بہت سی جماعتیں ابھی تک خاموش ہیں البتہ جماعت لائل پور نے ایک ہزار پرچہ کا آرڈر دیکر ایک قابل قدر مثال پیش کی ہے۔ دیگر جماعتوں اور احباب کا فرض ہے کہ وہ اس زندہ دل جماعت کی تقلید کریں۔ وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ فی الفور آرڈر بھیجدیجئے جو احباب یا جماعتیں سو یا اس سے زائد پرچے خریدیں گی۔ ان کے نام آخری نبی نمبر میں نمایاں طریق پر شائع کئے جائیں گے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ اس نمبر کی قیمت فی پرچہ ۲۰ معہ محصولڈاک مقرر ہوئی ہے۔ مگر دس سے زائد خریدنے والوں سے دس روپے سینکڑہ علاوہ محصول قیمت لیجائے گی یہ رعایت محض اس لئے کی گئی ہے کہ احباب زیادہ سے زیادہ پرچے خرید سکیں۔

اس کے علاوہ آپ کا فرض ہے کہ اخبارات کے مقامی ایجنٹوں کو اس پرچہ کی فروخت کی تحریک کریں۔ اور تمام باتیں سمجھا کر ان کو اس کام پر آمادہ کریں۔ ان سے بھی دس روپے سینکڑہ قیمت لی جائے گی۔ تمام احباب کو قیمتیں آرڈروں کے ہمراہ ارسال کرنی چاہئیں جیسا کہ جماعت لائل پور نے آپ کے سامنے ایک نیک مثال قائم کر دی ہے۔

(مینجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ؁

پیغام صلح

جلد ۱۶　　صفر المظفر ۱۳۴۷؁ ہجری　　نمبر ۵۵

میلاد النبی صلعم

چودھویں صد سالہ سالگرہ

(جناب مولانا مولوی صدر الدین صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے قلم حق رقم سے)

جناب مولانا صدر الدین صاحب کا یہ مضمون ہمارے احباب کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ جس امر کی تحریک جناب مولانا نے اس مضمون میں فرمائی ہے وہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے خاص درجہ رکھتا ہے۔ امید ہے کہ ہمارے احباب اس کو عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کریں گے۔ اور ابھی سے اس کے لئے عملی کام شروع کر دیں گے۔ کیونکہ کام اس قدر اہم ہے کہ اس کو اگر فوراً شروع نہ کیا گیا تو اس کا خاطر خواہ طور پر انجام پانا مشکل ہے۔

(مدایر)

یوم میلاد النبی صلعم پر جو عام طور پر بارہ وفات کے نام سے مشہور ہے بعض مسلمان کچھ دلچسپی لیتے اور اپنے شہروں میں اس موقع پر جلسوں کا انتظام کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ جس طرح اور امور میں مسلمانوں میں جمود کی حالت ہے۔ اس موقع پر بھی بیشتر شہروں میں بالکل خاموشی رہتی ہے۔ اور علما اور نیا تعلیم یافتہ طبقہ دونوں اس کی اہمیت سے غافل ہیں۔ ایسے مبارک دن کو یوں ہی گزار دینا اس نعمت کی ناشکری ہے جو رحمۃ للعالمین کے وجود میں دنیا میں ظاہر ہوئی۔ آپ کے احسانات نسل انسانی پر اس قدر ہیں کہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کو مسلم ہیں دنیا میں کوئی مصلح ایسا نہیں ہوا جس نے ۲۳ سال کی قلیل مدت میں ایک عظیم الشان ملک کو نہایت ہی ذلیل حالت سے اٹھا کر جسمانی علمی اور اخلاقی فتوحات کے لحاظ سے بلند سے بلند مقام پر پہنچا دیا ہو۔ وہ قوم جس کی اصلاح یہودیوں اور عیسائیوں کی صدیوں کی کوشش کچھ نہ کر سکی۔ حالانکہ ان کی پشت پر حکومتیں اور سلطنتیں تھیں۔ ایک اکیلا انسان اٹھا اور ایک صدی کے چوتھائی حصہ سے بھی کم میں اس ملک کی ایسی کایا پلٹ دی کہ دنیا ایسے انقلاب کا کوئی دوسرا نمونہ پیش کرنے سے عاجز ہے اور پھر نہ صرف یہ کہ اس ملک اور قوم کی اپنی حالت ہی تبدیل ہوئی بلکہ ان کے ذریعہ سے دوسری قوموں اور ملکوں میں اخلاق تہذیب اور علم کی مشعل روشن ہو کر دنیا کے تاریک سے تاریک کونے منور ہوئے اور توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی کا غلغلہ دنیا میں بلند ہوا۔ آپ کی یہ کامیابی ایک ایسا زبردست اور بے نظیر واقعہ ہے کہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں آپ کو دنیا میں سب سے بڑی کامیاب مذہبی شخصیت قرار دیا گیا ہے۔ بہت سی بدیاں آپ کے وجود سے دنیا سے نابود ہیں۔ اور نسل انسانی کا قدم ترقی کی شاہراہ پر تیز رفتاری سے اٹھا۔ ان احسانات میں سب سے بڑا احسان نسل انسانی کی مساوات اور اخوت کا قائم کرنا اور رنگ، اور نسل اور مرتبہ اور دولت کے امتیازات کو مٹا کر ساری نسل انسانی کو ایک سطح پر لا کر کھڑا کرنا ہے۔ ابھی تک دنیا کا کثیر حصہ اس سے ناواقف ہے۔ اور ہندوستان تو اس لحاظ سے نہایت ذلیل مقام پر کھڑا ہے۔ جہاں چھ کروڑ انسانوں کا مرتبہ حیوان سے بھی کم قرار دیا گیا ہے۔ جن کے سایہ سے بلکہ محض دیکھ لینے ہی سے انسان ناپاک ہو جاتے ہیں۔ انسانیت کے اس سب سے بڑے محسن کے حالات کو دنیا کے سامنے لانا نسل انسانی کی عظیم الشان خدمت ہے۔ اور اگر ایک ہی وقت میں سارے ملک کے اندر جلسے ہوں جن میں بالخصوص دوسری قوموں یعنی ہندوؤں وغیرہ کو شرکت کی دعوت دی جائے تو لاکھوں انسانوں کو ایک ہی دن میں تبلیغ بھی ہو سکتی ہے۔ اور ممکن ہے آپ کی وسعت قلبی اور بلند اخلاق کا اثر دوسروں کی طبائع پر بھی یہ ہو کہ مسلمانوں کے متعلق جو تنگی ان کے دلوں میں ہے وہ کم ہو۔ اس سال کا یوم میلاد خصوصاً اپنے اندر ایک اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ آپ کی ولادت پر چودھویں صدی پوری ہوتی ہے۔ یہ ۱۳۴۷؁ ہے اور ہجرت کے وقت آپ کی عمر ۵۳ سال کی تھی۔ یوں یہ آپ کی ولادت پر چودہ سواں سال ہے۔ میری یہ درخواست جملہ مسلمان بھائیوں سے ہے کہ اس دن گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان ہوں وہ جلسوں کا خاص انتظام کریں اور ان کے لئے قبل از وقت اہتمام کریں۔ اسی موقعہ پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور "پیغام صلح" کا "آنحضرت کا نبی نمبر" نکال رہی ہے اور انگریزی اخبار "لائٹ" کا "پیغمبر نمبر" جس میں آنحضرت صلعم کے اخلاق اور سیرت اور آپ کی تعلیم پر نہایت اہم مضامین ہوں گے۔ جن سے لیکچرار فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو صاحب اس نمبر کو منگوانا چاہیں وہ ایک کارڈ بنام سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بھجوا دیں تو پیغام صلح لاہور کا یہ نمبر انہیں یوم میلاد سے دو تین روز پہلے بھیج دیا جائے گا۔

والسلام

انگوری باغ کا مالک

معاصر محترم "انقلاب" میں کسی صاحب نے جناب مسیح کی وہ پیشگوئی شائع کی تھی جو انگوری باغ کی تمثیل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھی ہے ہمارے مسیحی معاصر "کوکب ہند" نے اس پیشگوئی کے صاف اور صریح الفاظ کو تاویل کا جامہ پہنانا چاہا ہے۔ وہ لکھتا ہے:-

"انگوری باغ سے مفہوم باغ نبوت نہیں۔ اگر باغ نبوت سے مطلب ہوتا تو ہمارے مسلم برادران بتائیں کہ ٹھیکیدار کون لوگ ہوئے"۔

آگے چل کر معاصر موصوف نے خود ہی بتایا ہے:-

"اس سے مراد خدا کی کلیسا ہے۔ جو اول اول قوم اسرائیل تھی .... اس قدیم کلیسا کی حفاظت کے لئے خداوند کریم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ دنیوی بادی اور دینی رہنماؤں کی کچھ کمی نہ تھی۔ گویا انہی رہنماؤں کے سپرد باغ کی ٹھیکہ داری کی گئی تھی۔ وقت بوقت انبیا اور پیغمبر بھیجے گئے۔ تاکہ اس باغ کے حاصلات سے خداوند کریم خوش ہو۔ لیکن یہ امر کسی ثبوت کا محتاج نہیں کہ ان دنیوی اور دینی رہنماؤں نے خدا تعالیٰ کے فرستادہ نبیوں اور پیغمبروں کو ہلاک کیا .... بالآخر خداوند یسوع جو خدا کا بیٹا ہے۔ اس انگوری باغ کے ٹھیکہ داروں کے پاس بھیجا گیا لیکن بنی اسرائیل کے بزرگوں نے اس کو بھی قتل کروا دیا۔ اسکے بعد کلام الٰہی ... غیر قوموں کو دیا گیا۔"

یہ صحیح ہے کہ باغ کے ٹھیکہ دار بنی اسرائیل ہی تھے جن میں وقتاً فوقتاً نبی آتے رہے اس لئے اس باغ کو باغ نبوت کہو یا قدیم کلیسا ایک ہی بات ہے۔ سوال اصل یہ ہے کہ باغ کے مالک سے کیا مراد ہے۔ کیونکہ باغ کے اوروں کو دینے سے پہلے مالک کا آنا ضروری ٹھہرایا گیا ہے اور پھر صاف لکھا ہے کہ:-

جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا؟

اس میں صاف طور پر بنی اسمٰعیل کی طرف اشارہ ہے۔ جن کو معماروں نے رد کر دیا تھا۔ اور جن کے متعلق حضرت موسیٰ کی پیشگوئی تھی کہ خداوند تیرے بھائیوں میں سے تیرے جیسا ایک نبی برپا کرے گا۔ (استثناء ۱۸:۱۸)

حیرت ہے کہ ہمارے معاصر نے انگوری باغ کے معنی بھی بتائے، ٹھیکہ داروں کی بھی تشریح کی، "بیٹے" کی اصل حقیقت کو بھی واضح کیا اور باغ کا اوروں کو دیا جانا بھی تسلیم کر لیا۔ لیکن مالک کے متعلق کچھ نہ بتایا کہ اس کے آنے سے کیا مراد ہو سکتی ہے۔ جو سارے مضمون کی اصل جان ہے۔ اور جب تک وہ نہ آئے اس وقت تک باغ کا ٹھیکہ اوروں کو نہیں مل سکتا۔ کیا ہمارا قابل معاصر اس پر غور فرمائے گا۔

چوہڑے اور مسلمان

چند دن سے شملہ میں ایک نہایت نازک مسئلہ زیر غور ہے۔ جس کی بنا ایک خاکروب لڑکی کا قبول اسلام ہے۔ ظاہر ہے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کو اس قسم کے واقعات کسی طرح بھی گوارا نہیں۔ شدھی کا طریق خواہ کتنا ہی مذموم، ناپاک اور فتنہ فساد کا موجب کیوں نہ ہو۔ وہ سب کچھ جائز ہے لیکن ایک خاکروب عورت اگر مسلمان ہو جائے تو برادران وطن زمین آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ شملہ میں بھی ہندوؤں نے ایک بالمیکی سبھا بنا رکھی ہے جس کا کام یہی ہے کہ چوہڑوں کو اسلام میں جانے سے روکے۔ چنانچہ اس خاکروب عورت کے قبول اسلام پر رائے صاحب گنگا رام پریزیڈنٹ بالمیکی سبھا نے ایک اپیل انگریزی زبان میں شائع کی ہے۔ جس میں صاف طور پر یہ نوٹس دیا گیا ہے کہ اگر مسلمانوں نے ۲۰ اگست تک اس خاکروب عورت کو اس کے جائز وارثوں کے حوالے نہ کر دیا تو ۲۰ اگست کو تمام خاکروب مسلمانوں کا کام چھوڑ دیں گے۔

کیا یہ دھمکی کھلے طور پر تبلیغ اسلام کے مقدس کام کو نہیں دی گئی؟

رائے صاحب گنگا رام کا سرکاری ملازم ہونے کے باوجود چوہڑوں اور مسلمانوں میں منافرت پھیلانا کہ اول الذکر مسلمانوں کا کام چھوڑ دیں گے۔ اگر موخر الذکر ان کی لڑکی (جو اسلام میں آ جانے کی وجہ سے اب ان کی نہیں رہی) واپس نہ کر دیں۔ صریحاً قانون کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ چوہڑوں کے تعلقات مسلمانوں کے ساتھ بھی ویسے ہی ہیں جیسے ہندوؤں کے ساتھ ہیں۔ وہ خود اس معاملہ کو مسلمانوں سے مل ملا کر نبٹا سکتے تھے۔ رائے صاحب گنگا رام کا اس میں دخل دینا دونوں اقوام کے تعلقات کی کشیدگی کو بڑھانا ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں میں کسی عورت کو ہندو یا سکھ بنا لیا جائے تو آیا مسلمانوں کو بھی ایسا ہی صدمہ ہوتا ہے یا نہیں جیسا چوہڑوں کو ہوا؟ کیا رائے صاحب نے کبھی ان کی حمایت میں بھی کوئی اپیل ہندوؤں یا سکھوں سے کی ہے۔ اگر نہیں کی تو چوہڑوں کی حمایت میں کھڑے ہونا کیا مسلمانوں کو اس آزادی سے روکنا نہیں۔ جو تبلیغ مذہب کے بارہ میں تمام اقوام کو حاصل ہے؟

مسلمانان شملہ سے خطاب

شملہ کے مسلمان اس نوٹس کا جواب دینے کے لئے ۱۲ اگست کو جامع مسجد شملہ کے ہال میں ایک جلسہ منعقد کرنے والے تھے جس کی تفصیلات آنے پر قارئین کرام کو ان سے مطلع کیا جائے گا۔ لیکن اس قدر ہم ان سے عرض کریں گے کہ خاکروبوں کا نوٹس اگرچہ بہت سے نتائج کا پیش خیمہ ہے جن کی پشت پر برادران وطن کی قوت اور بھی تکلیف اور مصیبت کا موجب ہو گی لیکن تبلیغ اسلام کا اہم فرض اس بات کا متقاضی ہے کہ ایسی تمام تکالیف کو صبر و استقلال سے برداشت کیا جائے۔ اور ان کے انسداد کے لئے حکام سے امداد طلب کی جائے۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوؤں نے اس واقعہ کو اغوا کے نام سے موسوم کر کے ابھی سے حکام کے کان بھرنے شروع کر دیئے ہیں اور اسی غرض سے رائے صاحب گنگا رام نے اپیل بھی انگریزی زبان میں شائع کی ہے۔ لیکن مسلمان بھی اگر حکام کو واقعات سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں اور انہیں بتائیں کہ ایسی حالت میں کہ ہر قوم کے افراد کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ جب چاہیں اپنا مذہب تبدیل کر کے دوسرے مذہب

میں جا سکتے ہیں۔ اور جہاں چاہیں رہ سکتے ہیں۔ ایک خاکروب لڑکی کو جبراً واپس لینے اور اس کی ضمیر کو کچلنے کا کسی کو کیا حق حاصل ہے۔ خود رائے صاحب گنگا رام نے اپنی اپیل میں اس لڑکی کے "اشتیاق اسلام" کو تسلیم کیا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس کو اس جائز خواہش کے قبول کرنے سے روکا جائے؟ اور اس کی ضمیر پر جبر کیا جائے۔ حکام کا یہ فرض ہے کہ ایسی حالت میں ہندوؤں کے مفسدانہ پروپیگنڈا سے متاثر ہونے کے بجائے چوہڑوں کو ہڑتال سے منع کریں۔ یا اور کسی ذریعہ سے مسلمانوں کو پیش آمدہ مصائب میں امداد دیکر قومی و مذہبی آزادی کی ذمہ داری پورے طور پر ادا کریں۔

ترک اور اسلام

"آریہ گزٹ" نے اپنی تازہ اشاعت میں ترکوں کی مذہبی اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے دیدکنہ تہذیب کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے کہ:-

"اب تو ترکی نے اٹھک بیٹھک کی نماز کو بھی ترک کر دیا ہے چنانچہ سیاست کا نامہ نگار قاہرہ سے لکھتا ہے کہ نوجوان ترکوں نے جوتوں سمیت کرسیوں پر بیٹھکر نمازیں ادا کرنی شروع کر دی ہیں"

ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ اٹھک بیٹھک کی نماز کس مہذب زبان کے الفاظ ہیں۔ اور کون سے مہذب مذہب نے ایسے بھونڈے الفاظ ایک مذہبی شعار کے متعلق استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔

رہا ترکوں کا نماز کو کرسیوں پر بیٹھکر جوتوں سمیت پڑھنا، یہ ایک ایسا افترا ہے جسکے نیچے کوئی حقیقت پنہاں نہیں اور ہم حیران ہیں کہ آریہ قوم نے ایسی افترا پردازی اور کذب بیانی کو مذہبی پرچار کا ذریعہ کیوں بنا رکھا ہے؟ ہم کسی گزشتہ اشاعت میں بتا چکے ہیں کہ اصلاح دینی کے جس پروگرام کی اطلاع رپوٹر نے آج سے چند ہفتے قبل دی تھی وہ حکومت کی طرف سے ہرگز نافذ نہیں کیا گیا۔ نہ ترکوں نے کبھی اس کو عملی جامہ پہنایا یا پہنانے کا ارادہ ہے۔ بلکہ وہ صرف ایک مذہبی مدرسہ کے معلم کی اختراعات تھیں۔ جو پائے استحقار سے ٹھکرا دی گئیں۔

حال ہی میں ایک اور اسی قسم کا بیان "سیاست" کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جس میں صاف طور پر یہ بتایا گیا کہ:-

"اس تحریک کی ایجاد ایک فرد واحد کا کام ہے اور وہ مدرسہ الٰہیات کا مدرس ہے...... لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کے ہم پیشہ مدرسین نے اس قسم کے موضوع پر بات چیت کرنا پسند نہیں کیا۔

"تمام سرکاری مجالس اور مراجع نے اس امر کا اہتمام کیا کہ اس قسم کی تحریک سے تبری و بیزاری کا اظہار کریں۔ اور جامعہ ترکیہ نے نہایت شدت کے ساتھ اس تحریک کی تکذیب کی ہے اور اس سے بیزاری کا اعلان کر دیا ہے۔"

فرمایئے اس کے بعد اور کونسی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ جس کی بنا پر ایسی بے بنیاد باتوں کو ہمارے آریہ معاصرین اس قدر وثوق کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ کیا ان کی نظروں سے یہ تردیدی بیانات نہیں گزرے یقیناً گزرے ہیں لیکن جس مذہب کی بنیاد ہی دوسروں پر بہتان بندی اور کذب بیانی پر ہو۔ اس سے حق و صداقت کی امید کرنی بے جا ہے۔

اسلام ترقی کا موید ہے مخالف نہیں

ہم بارہا اس حقیقت کو بیان کر چکے ہیں کہ تعدد ازدواج اور پردہ وغیرہ ایسی چیزیں نہیں جن کو اسلام کی اصولی تعلیم سے کوئی تعلق ہو۔ یہ تمام چیزیں فروع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور حسب ضرورت و حالات زمانہ ان میں مناسب اصلاح ہو سکتی ہے۔ لیکن ہمارے آریہ معاصرین ترکی اور افغانستان کی اس قسم کی اصلاحات کو اسلام کے "قدرتی مذہب" ہونے کے منافی قرار دیتے ہیں حالانکہ یہی چیزیں اسلام کے الہامی اور آسمانی ہونے کا ایک کھلا اور بین ثبوت ہیں۔ اگر اسلام نے ان چیزوں کو زمانہ اور ملکوں کے حالات پر نہ چھوڑا ہوتا اور کوئی قطعی احکام اس بارہ میں دیئے ہوتے تو یقیناً آج یہ اس کے خلاف ایک بہت بڑے حربہ کا کام دیتا جیسا کہ ہندو مذہب میں طلاق اور نکاح بیوگان اور صغر سنی کی شادی کے متعلق ایسے احکام پائے جاتے ہیں۔ آج طرح طرح کی مشکلات پیدا کر رہے ہیں۔ اور آریہ قوم ان احکام کی ترمیم کر کے اس مذہب کے غیر قدرتی ہونے کا عملی ثبوت دے رہی ہے "آریہ گزٹ" سے ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کا وہ کونسا حکم ہے جس میں تعدد ازدواج یا پردہ کی موجودہ ہندوستانی شکل کو ضروری اور لازمی ٹھہرایا گیا ہے اگر ایسا کوئی حکم اسلام میں نہیں پایا جاتا تو اسے چاہیے کہ اپنی ناپاک افترا پردازیوں سے باز آئے اور اسلام

معرکہ اسلام اور تہذیب

قرآن عظیم کائنات عالم پر حکومت کریگا

(۱)

ہم اس مضمون میں بتلائیں گے کہ ترقی کا اسلامی مفہوم کیا ہے؟ مذہب اور سائنس کی جنگ میں فتح کا سہرا کس کے سر بندھے گا؟ دنیا کی حکمرانی کا تاج مسلمان کی پیشانی کو بوسہ دے گا یا غیر مسلم کی پیشانی کو؟ دنیا میں ایک عالمگیر اسلامی حکومت کیونکر قائم ہو سکتی ہے؟

مغربی ترقی کی مثال

مغرب ترقی کر رہا ہے لیکن اسے اپنی ترقی کا انجام معلوم نہیں، یورپ کی حالت اس کور مادرزاد کی سی ہے جسکے ہاتھ میں مشعل ہو اور وہ خدا کی زمین پر چاروں طرف بے تحاشا دوڑ رہا ہو۔ مقلدین مذہب کو دھوکا لگ رہا ہے وہ مشعل تہذیب کی روشنی کو دیکھتے ہیں لیکن مشعل بردار کو نہیں دیکھتے کہ وہ آنکھوں سے اندھا ہے اور اس لئے انسانیت کی رہنمائی کے قابل نہیں مشعل بے شک فطرت الٰہی کے جلووں سے لبریز ہے لیکن مشعل بردار کی رفتار پر اس کوئی تسلط حاصل نہیں، مشعل بردار اپنی عاجلت سوز اور بے بنا گرم رفتاری کے باعث جب کسی گہرے غار میں گر کر ہلاک ہوگا تو ایجادات اور اختراعات کی یہ روشنی جس پر فخر کیا جا رہا ہے اس کے قدموں کو نہ روکے گی۔

قرآن پاک کی تصدیق

قرآن پاک کی حسب ذیل آیات مغرب اور اس کی مادی ترقیوں پر کس قدر درست بیٹھتی ہیں۔

(۱) مثلھم کمثل الذی استوقد نارا - فلما اضاءت ما حولہ ذھب اللہ بنورھم وترکھم فی ظلمات لا یبصرون صم بکم عمی فھم لا یرجعون ط

(۲) اوکصیب من السماء فیہ ظلمت ورعد وبرق یجعلون اصابعھم فی اذانھم من الصواعق حذر الموت واللہ محیط بالکفرین ط

اگر یورپ کے موجودہ حالات کو پیش نظر رکھکر ان آیات کا تفسیری ترجمہ کیا جائے تو یورپین تہذیب کے حال اور مستقبل کی پوری حقیقت الم نشرح ہو جاتی ہے۔

فرمایا یورپین اقوام کی موجودہ حالت یہ ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش ایجادات و اختراعات کی روشنیاں پیدا کر رہی ہیں اور مستقبل یہ کہ ان روشنیوں سے جب ان کا ماحول خوب جگمگا اٹھتا ہے اور ایک چکاچوند پیدا ہو جاتی ہے۔ تو خدا ان کی بصارت کو زائل کر دیتا ہے۔ اور انہیں تاریکی میں سرگردان چھوڑ دیتا ہے۔ وہ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور انہیں کچھ سوجھتا نہیں۔ یہ لوگ بہرے گونگے اور اندھے ہیں کبھی راہ پر نہ آئیں گے۔

واقعات کی تفسیر

اس آیت میں یورپین تہذیب کا کس قدر موثر اور صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے؟ یہ تہذیب فی الحقیقت آگ کی طرح روشنی اور نور کا ناپیدا کنار سمندر ہے۔ جہاں یہ تہذیب اپنی کرنیں بکھیرتی ہے، ایک بھڑک، ایک شان اور ایک اجالا پیدا کر دیتی ہے۔ یہ ظاہری صورت ہے لیکن باطن اس تہذیب کا ظلم اور غلامی سے لبریز ہے جو شخص اس تہذیب سے چھو جاتا ہے، مرشتا ہے۔ اور اندھا ہو جاتا ہے۔ یعنی ظاہری امن و راحت اور عیش و آرام میں اس طرح ڈوب جاتا ہے کہ اس کے فساد و تباہی کو نہیں دیکھتا۔ یہ تو ان لوگوں کی کورچشمی اور کور باطنی کی کیفیت ہے۔ جو ہندوستان کی طرح تہذیب کے آقا نہیں بلکہ غلام ہیں۔ اب رہے "آقایان تہذیب" وہ بھی اندھے ہیں کہ اپنی خطا کاریوں کی بدانجامی پر نظر نہیں کرتے۔ جس شخص کو یورپ کی سیاسی پیچیدگیوں کا علم ہے وہی اس آیۂ پاک کی داد دے سکتا ہے۔ سبحان اللہ ترکھم فی ظلمت لا یبصرون۔ صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔ یورپین اقوام کی موجودہ حالت کا کس قدر صحیح نقشہ ہے، نہ خفیہ سازشوں کی حد ہے، نہ ظاہری عہدناموں کی انتہا، نہ بین الاقوامی کانفرنسوں کا ٹھکانہ، احتجاج ہیں، یادداشتیں ہیں، شاہی مجالس ہیں، وزیروں اور سفیروں کی تقریریں ہیں۔ اور باایں ہمہ کوئی لمحہ خطرے سے خالی نہیں۔ ایک عقدہ حل نہیں ہوتا اور سینکڑوں نئے عقدے پیدا ہو جاتے ہیں۔ نہ ممالک کی حد بندی صحیح ہوتی [illegible] ستاروں کی تخفیف میں کامیابی ہوتی ہے۔ الغرض یورپ کا ہر قدم تاریکی میں ہے اور اس کی ہر کانفرنس اور ہر عہدنامہ اندھوں، بہروں اور گونگوں کی کانفرنسیں اور عہدنامے ہیں۔ اور یہ بالکل ممکن ہے کہ آج تمام یورپین اقوام، بالاتفاق امتناع جنگ کے عہدنامے پر دستخط کر دیں۔ اور دوسرے ہی دن تلواریں بے نیام ہو جائیں۔ اور زمین پر خون کے سمندر بہہ نکلیں۔

دوسری آیت کی تفسیر

دوسری آیت کو اگر یورپین اقوام کی موجودہ حالت پر عائد کیا جائے تو کئی عظیم الشان نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) اوکصیب من السماء - مغربی تہذیب ایک بارش کی مانند ہے۔ غور کرو کہ بارش سے انسان کے کس قدر مفاد وابستہ ہیں؟ اور بارش کس طرح دنیا کے لئے شادابی، زرخیزی اور بہار آفرینی کا مخزن خیال کی جاتی ہے۔ واقعی مغربی تہذیب کی ظاہری صورت ایسی ہی پرمنفعت اور بہار آفریں معلوم ہوتی ہے۔

(۲) فیہ ظلمت ورعد وبرق - یہ مغربی تہذیب کا باطنی پہلو ہے۔ یعنی اس "بارش" کے اندر "تاریکی" ہے کہ ہزارہا عہدناموں اور کانفرنسوں کے بعد بھی سیاسی مشکلات حل نہیں ہوتیں اور منزل امن و راحت کی طرف کوئی راستہ دکھائی نہیں پڑتا۔ (۲) اس "بارش" کے ساتھ کڑک ہے۔ یعنی تہذیب ہے اور اس کے ساتھ توپوں۔ طیاروں مشین گنوں کی ہولناکی ہے۔ (۳) اس "بارش" کے ساتھ بجلی ہے۔ یعنی ایک طرف مینہ کے پانی سے کھیت اگ رہے ہیں اور دوسری "بجلی" کے گرنے سے خرمن بھسم ہو رہے ہیں تہذیب کی "بارش" سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے۔ تہذیب کی بجلی اسے خود ہی بھسم کر دیتی ہے۔ ضرورت ہے کہ وہ لوگ جو تہذیب کو "باران رحمت" کی صورت میں دیکھ رہے ہیں وہ اس "ظلمت رعد اور برق" کو بھی دیکھیں۔ جس کی طرف کلام الٰہی نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

(باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ خیریت سے ہیں۔

— چک سادہ ضلع گجرات سے حافظ محمد حسین صاحب مطلع فرماتے ہیں۔ کہ ان کے گاؤں میں آٹھ دس گھر عیسائیوں کے ہیں جن کی تعلیم کے لیے مشن کی طرف سے ایک معلم بھی وہاں رہتا ہے۔ کچھ عرصہ سے ان لوگوں نے مسلمانوں کو خاص طور پر اپنی کوششوں کا مرکز بنا رکھا ہے اور اسلام اور اہل اسلام کا ذکر بہت ہی گندہ دہانی کے ساتھ کرتے ہیں گزشتہ ۱۵ر جولائی کو معلم مذکور بحث کے لئے حافظ صاحب کے مکان پر آیا۔ اس سے تیاری کے لئے مہلت طلب کی گئی۔ لیکن اس نے مہلت نہ دی آخر تحریف بائبل پر بحث ہوئی اور مسیحی معلم کو شکست فاش اٹھانی پڑی۔ اس پر گاؤں کے مسیحیوں نے اس سے کہا کہ یا تو ہماری تسلی کر دو ورنہ ہم مسلمان ہوتے ہیں۔ چند دن بعد ان لوگوں نے بتایا کہ مسٹر لک ہیڈ مشنری گجرات کے پاس ہم گئے تھے۔ اور اس سے تسلی کرانے کے لئے کہا تھا۔ جس پر اس نے کہا کہ سلطان محمد پال کو بلوا کر تمہاری تسلی کرا دی جائے گی۔ اسی اثنا میں ۲۰ر جولائی کو تحصیلدار کا حکمنامہ تین آدمیوں کے نام آیا کہ وہ حاضر عدالت ہو کر جواب دیں۔ عیسائی معلم نے ان کے خلاف دعوے کیا ہے۔ چنانچہ مکرم جناب حافظ محمد حسین صاحب وکیل کو ساتھ لے کر یہ تینوں آدمی تحصیلدار صاحب کی خدمت میں پیش ہوئے۔ تحصیلدار صاحب کی معاملہ فہمی اور اخلاق اس سے ثابت ہے کہ انہوں نے تینوں کے بیانات سن کر جن میں ایک حافظ غلام محمد صاحب غیر از جماعت بھی تھے جو بہت نیک آدمی ہیں، عیسائی معلم سے راضی نامہ کرنے کے لیے کہا چنانچہ اس نے اسی وقت راضی نامہ لکھکر دستخط کر دیئے۔ اس کے بعد گزشتہ جمعہ کو عیسائیوں سے چھ آدمی مسلمان ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

— مولانا مولوی احمد صاحب کو ۷ر اگست کو وطن سے تار آیا ہے کہ ان کا دو سالہ بچہ خطرناک علالت میں مبتلا ہے۔ حضرت مولانا اسی دن وطن تشریف لے گئے۔ احباب کرام اس بچہ کی صحت کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

— ہمارے مکرم دوست سید عبد المجید صاحب جج کپور تھلہ بخار میں مبتلا ہیں گو اب کچھ آرام ہے۔ مگر کمزوری باقی ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔

اسلام میں فرقہ بندی
مسلمانوں میں تکفیر کی لعنت

(۳)

(جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل۔ایم۔ایس)

تفریق کی علت العلل

ہم نے پہلے نمبر میں دکھایا تھا کہ ہر ایک کلمہ گو اپنے کو مسلم کہتا ہے یہاں تک کہ اہل قرآن جو سنت نبوی اور احادیث صحیحہ کے منکر ہیں وہ بھی اور میاں محمود احمد صاحب کے مرید بھی باوجود مرزا صاحب کے درجہ مجددیت میں غلو کرنے اور ان کو نبی ماننے کے اپنے کو مسلم ہی کہتے ہیں تفریق قومی اس وقت واقع ہوتی ہے۔ جب ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کو کافر کہتا ہے۔ اس لئے یہ بیماری اپنے کو محض مسلم کہنے سے دور نہیں ہوسکتی۔ بلکہ تب ہی دور ہوسکتی ہے۔ کہ نہ صرف خود کو بلکہ دوسرے کلمہ گو کو بھی کافر سمجھا جائے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب نفس پرست مکفرین کے خلاف سختی سے جہاد کیا جائے۔ اور ان کو مسلمان سمجھتے ہوئے ان سے بائیکاٹ کیا جائے۔ عام طور پر یہ لوگ ملانے ہوتے ہیں۔ ان کو نماز میں امام نہ ہونے دیا جائے۔ ایسوں کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا جائے۔ جن مسجدوں میں ایسے مکفر امام ہوں ان کو وہاں سے نکال دیا جائے۔ اور آئندہ کے لئے مسجد کے امام کے معیار میں ایک یہ شرط بھی مقرر کی جائے کہ وہ مکفر نہ ہو۔ اور جہاں کوئی مکفر تقریر کرے اسے بند کر دیا جائے۔ چنانچہ اسی راز کو سمجھ کر قوم کو تباہی سے بچانے کے لئے ترکوں اور افغانوں نے ان ملانوں کے خلاف جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر کفر کے فتوے شائع کر کے ملک میں فساد برپا کر دیا کرتے تھے سختی سے کارروائی کرنا شروع کر دی ہے جسکو غیر قومیں جو دشمنان اسلام ہیں پسند نہیں کرتیں۔ اور اس لئے پروپیگنڈا کر رہی ہیں کہ انہوں نے اسلام چھوڑ دیا ہے۔ دشمن خوب جانتا ہے کہ جب تک ملا کا وجود قائم ہے۔ مسلمانوں کی قوم میں اتحاد نہیں ہوسکتا اور جب یہ مرجائے گا تو پھر یہ قوم متحد ہو جائے گی۔ اور کوئی دوسری قوم ان کا مقابلہ نہ کرسکے گی۔

مولانا دل محمد صاحب سے گزارش

پس میں مولانا دل محمد صاحب کی خدمت میں پھر عرض کرونگا کہ وہ اس تحریک میں کہ ہر ایک مسلم کلمہ گو اپنے کو مسلم کہے یہ ترمیم کریں کہ ہر ایک کلمہ گو اپنے ہی کو مسلم نہ کہے بلکہ امت محمدیہ کے کل دوسرے ممبروں کو تھوڑے تھوڑے اختلاف رائے کی وجہ سے کافر نہ سمجھے بلکہ مسلم ہی کے نام سے خطاب کرے۔ اور چونکہ آج کل ان کفر کے فتووں نے قوم کو متفرق کر دیا ہے۔ مکفرین کے خلاف سختی سے جہاد کرے۔

احمدیہ جماعت اور اس کا کام

اگر غور سے دیکھا جائے تو پایا جائے گا کہ یہ جہاد سب سے پہلے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے شروع کیا۔ اور کہا کہ میں تو باوجود ان فتاوی کفر کے جو میرے خلاف شائع ہو رہے ہیں "اب بھی اہل قبلہ کو مسلمان ہی سمجھتا ہوں۔ ہاں حضرت رسول مقبول کی حدیث ہے کہ جو مسلم کسی دوسرے مسلم کو کافر کہتا ہے اس سے وہ مخاطب کافر تو نہیں ہوتا البتہ فتوے دینے والے پر کفر الٹ کر پڑتا ہے۔ اس لئے آپ نے اپنی جماعت کو حکم دیا کہ ان غداران قوم اور مکفرین کی امامت میں نماز نہ پڑھیں۔ مولانا دل محمد صاحب نے یہ جو فرمایا ہے واركعوا مع الراكعين۔ اس حکم خداوندی سے ہم احمدی منحرف نہیں ہیں۔ ہم کل کلمہ گوؤں کے ساتھ مل کر نماز پڑھتے ہیں اور پڑھنے کو تیار ہیں۔ ہاں مکفرین کی امامت میں ہم نماز ادا نہیں کرسکتے۔ کیونکہ وہ اسلام اور مسلمین کے دشمن ہیں۔ قومی غدار ہیں۔ ترکوں اور افغانوں نے ایسے ملانوں کو مسجدوں سے نکال کر توپ کے منہ کے آگے اڑا دیا یا جیلخانوں میں بھجوا دیا۔ ہم نے طاقت کے مطابق جو اختیار میں تھا کیا یعنی نماز میں انہیں امام بنانا چھوڑ دیا۔ یہ ہے حقیقت اس ارشاد کی جسے مولانا دل محمد صاحب نے ہمارے بہانہ کرنے سے تعبیر کیا ہے۔ ورنہ ہم سے زیادہ اتحاد قومی کے لئے تڑپ رکھنے والا اور کوئی نہیں۔ پس مسلمان قوم آج پھر اگر کامیاب ہونا چاہتی ہے تو ضروری ہے کہ وہ ایسے اماموں اور پیروں اور لیڈروں سے نجات حاصل کرے۔ جو اپنے ذاتی وقار کو قائم رکھنے کے لئے قوم میں تفرقہ ڈالنے کے اسباب پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیاوی ملا یا امام دینی رنگ میں اپنی بڑائی کو قائم رکھنے کے لئے اپنی رائے سے اختلاف کرنے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور قوم میں تفرقے ڈالتے ہیں اور دنیاوی لیڈر اپنے لئے خطاب حاصل کرنے اور بڑے بڑے عہدے لینے کے واسطے قوم کو فروخت کر کے غداری کرتے ہیں۔ لیکن ہیں دونوں غدار قومی۔ ایک دینی رنگ میں دوسرا دنیاوی رنگ میں۔ دونوں ہی خطرناک ہیں لیکن چونکہ ملا کا عوام الناس پر بہت اثر ہوتا ہے اس لئے زیادہ خطرناک ہے۔

مرزا صاحب کی تحریک

مجدد زمان نے جہاں قوم میں وفات حیات حضرت عیسے علیہ السلام کے مسئلہ کے متعلق تجدید فرمائی۔ (کیونکہ مذہب عیسویت کے لئے جب ان کا خدا مر جائے تو پھر کوئی راہ بقا باقی نہیں رہتی)، بابا نانک صاحب علیہ الرحمۃ کو مسلمان ثابت کر کے سکھ ازم کا کھنڈن کیا اور آریہ ازم کے روح اور مادہ کے ازلی ہونے کے مسئلہ کو جھوٹا ثابت کر کے اور نیوگ جیسے حیا سوز مسئلہ کو پیش کر کے اس کا بطلان ثابت کیا۔ وہاں اندرونی وق کے کیڑوں کے خطرہ کو محسوس کر کے مکفرین کے خلاف جو کہ عام طور پر مسجدوں کے ملانے ہیں۔ یا بعض گدیوں کے پیر۔ جہاد عظیم کی بنیاد ڈالی یہی وجہ تھی کہ یہ ملانے ایک دم آپ کے مخالف ہو گئے۔ اور یہ وہ جہاد ہے جس کو احمدی اب بڑے زور شور سے کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ جو اخبار لائٹ کے پڑھنے والے ہیں اس سے بخوبی واقف ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب مسلمانوں میں بہت سے لوگ اس طرف مائل ہوتے جارہے ہیں۔ اور یہ مولانا دل محمد صاحب کی تحریک بھی اسی کی ایک شاخ ہے۔ ہندوستان سے باہر ترکوں اور افغانوں نے اس خطرہ کو جو اتحاد اسلامی کی جڑ کھوکھلی کر رہا ہے خوب محسوس کر لیا ہے۔

طریق کار

پس میں بڑے زور سے جناب مولانا دل محمد صاحب کی اس تحریک کی تائید کرتا ہوا یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ:۔

(۱) ہر ایک مسلمان آئندہ ہر ایک کلمہ گو کو بہ تعمیل ارشاد خداوندی جو کوئی سلام علیک کہتا ہے۔ اسے مسلمان کہے۔

(۲) ہر مکفر غدار قوم ہے۔ اگر ایسا کوئی شخص امام مسجد ہو تو اسے مسجد سے نکال باہر کرو۔ جب تک وہ ان فتاوی تکفیر کے اجراسے توبہ کرے

(۳) اگر وہ ملا مسجد سے نہیں نکالا جاسکتا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی جائے۔ نمازوں میں یا جنازوں میں اسے امام نہ بنایا جائے بلکہ محلہ کے لوگ خود ملکر اپنے میں سے کسی کو امام بنالیں۔

(۴) ایسے مکفر ملانوں کو نکاح کا خطبہ پڑھنے کی اجازت نہ دی جائے

اور بالآخر میں عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہم احمدیہ جماعت لاہور ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان یقین کرتے ہیں۔ اور مکفرین کے پیچھے نماز یا جنازہ نہیں پڑھتے۔ جس سے لوگوں کو خیال ہوتا ہے کہ ہم "واركعوا مع الراكعين" نہیں کرتے۔ اصل وجہ یہی ہے کہ امام مکفر ہوتے ہیں ورنہ ہم ملکر نماز پڑھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ میاں محمود احمد صاحب کے مرید جو مکفر ہیں باوجودیکہ وہ مرزا صاحب کو مانتے ہیں اور اپنے کو احمدی کہتے ہیں۔ ہم ان کے پیچھے بھی اسی لئے نماز نہیں پڑھتے، اور ہم ان سے اسی لئے علیحدہ ہو گئے کہ انہوں نے بھی ملانوں کی طرح تکفیر مسلمین شروع کر دی۔ پس آج مسلمانوں کے لئے اگر وہ قومی تنزل سے بچنا چاہیں ایک ہی علاج ہے کہ ہم ہر مسلم کو مسلم کہیں تکفیر بازی سے مجتنب رہیں اور مکفرین سے نفرت کریں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک رویا
عقائد باطلہ کی تاریکیاں اور حضرت امیر ایدہ اللہ کا قلم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ کو جس محبت و شفقت کی نظر سے دیکھتے تھے، جو شاندار توقعات آپ کو حضرت مولانا کی ذات سے تھیں، احمدی قوم کا بچہ بچہ ان سے بخوبی واقف ہے۔ یہ توقعات صرف حضرت مسیح موعود کے دل سے ہی پیدا نہ ہوئی تھیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب الٰہی کو حضرت مولانا سے خاص خدمات لینی منظور تھیں اور حضرت مسیح موعود کو اس بارہ میں وقتاً فوقتاً رویاء و الہامات بھی ہوتے تھے۔ جن میں حضرت مولانا کے متعلق یہ اشارہ پایا جاتا تھا کہ آپ سے اللہ تعالےٰ خاص خدمات لے گا۔

اسی قسم کا ایک رویا ذیل میں نقل کیا جاتا ہے جس میں نہ صرف حضرت مولانا کو ایک عجیب و غریب قلم عطا ہونے کا ذکر ہے بلکہ بعض اور باتوں کا بھی ذکر ہے جو ممکن ہے سلسلے کے موجودہ اختلافات کی طرف اشارہ کرتی ہوں و هو هذا:۔

"(رویا) نومبر ۱۹۰۶ء میں رویا دیکھا کہ میں گھوڑے پر سوار ہوں اور کسی طرف جا رہا ہوں جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی ہو گئی تو میں واپس آگیا۔ اور میرے ساتھ کچھ عورتیں بھی ہیں۔ واپس آتے ہوئے بھی گرد و غبار کے سبب بہت تاریکی ہو گئی۔ اور گھوڑے کی باگ کو میں نے ٹٹول کر ہاتھ میں پکڑا ہے۔ چند قدم چلکر روشنی ہو گئی۔ آگے دیکھا کہ ایک بڑا چبوترہ ہے اس پر اترپڑا۔ وہاں چند ایک لڑکے ہیں۔ انہوں نے شور مچایا کہ مولوی عبد الکریم آگئے پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم آرہے ہیں ان کے ساتھ میں نے مصافحہ کیا۔ اور السلام علیکم کہا۔ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے بطور تحفہ دی۔ اور کہا کہ یہ جو پادریوں کا افسر ہے وہ اسی سے کام چلاتا ہے۔ وہ چیز اس طرح سے ہے جیسے کہ خرگوش ہوتا ہے بادامی رنگ اس کے آگے ایک نالی لگی ہوئی ہے۔ اور نالی کے آگے ایک قلم لگا ہوا ہے۔ اس نالی کے اندر ہوا بھر جاتی ہے جس سے قلم بغیر محنت کے باسانی چلنے لگتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے تو یہ قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوائی ہوگی۔ میں نے کہا کہ اچھا میں مولوی صاحب کو دیدوں گا۔ اس کے بعد بیداری ہو گئی۔

تعبیر مجانب حضرت مسیح موعود۔ عورتوں سے مراد کمزور لوگ ہو سکتے ہیں۔ اور خدا نے قرآن مجید میں امت کے نیک بندوں کو بھی فرعون کی عورت اور مریم سے تشبیہ دی ہے۔ اور قلم سے مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں ایسی طاقت پیدا کر دے کہ وہ مخالفوں کے رد میں اعلےٰ مضامین لکھیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱) پہلی تاریکی سے مراد میاں صاحب کے عقائد باطلہ کی تاریکی ہو سکتی ہے جس کے متعلق کچھ الہامات آئندہ لکھے جائیں گے۔ جس سے حضرت صاحب واپس لوٹ آتے ہیں۔ دوسرے راستے میں گرد و غبار تو ابتدا میں حائل ہوتا ہے۔ یعنی جماعت لاہور کے رستے میں۔ مگر بالآخر خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعود کو اسی طرف سے روشنی کی امید دلاتا ہے۔ جیسا کہ رویا کے اگلے حصہ سے بخوبی واضح ہے۔

(۲) آپ کے ساتھ عورتوں کے ہونے سے مراد وہ کمزور لوگ ہو سکتے ہیں جو اگرچہ خیالات میں ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ تاہم میاں صاحب سے بوجہ اپنی کمزور فطرت کے ڈرتے ہوئے ادھر نہیں آتے۔ اس واقعہ سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ لڑکوں سے مراد وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو بوجہ قلت فہم دونوں فریقوں میں فیصلہ نہ کرسکنے کی وجہ سے بد دل ہو کر جماعت ہی سے علیحدہ ہو بیٹھے ہیں۔ اور مذبذبین بین ذالک کے مصداق ہیں۔ لڑکوں کی شکل میں ان کا دکھائی دینا بوجہ ان کی عقل کی خامی کے ہے کہ وہ فیصلہ کرنے سے عاجز ہیں۔

(۳) قلم کا معاملہ بہت ہی دلچسپ اور عجیب ہے۔ اس زمانہ میں جو قلمی خدمات اللہ تعالےٰ نے حضرت امیر ایدہ اللہ سے لی ہیں اور جو زبردست قلم

صہ

صہ ص اللہ تعالےٰ نے اپنی جناب سے آپ کو عطا فرمایا ہے اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ آج تمام دنیا آپ کے قلم کا لوہا مانتی ہے۔ کون ہے جو مولانا محمد علی صاحب کے زور قلم سے واقف نہیں۔ خود خلافت مآب کے پاس ان کا ترجمہ شدہ قرآن مجید موجود ہے۔ جسے وہ پہلے ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل بتاتے تھے۔ ہر کوئی مسئلہ اسلام کے اندر یا باہر پیدا ہوتا ہے کہ اس پر حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم حقیقت رقم سے فیصلہ صادر نہیں ہوتا۔ کیوں نہ ہو مسیح موعود کی مسیحائی کا یہ ایک ادنےٰ کرشمہ ہے۔

خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعود کے ماننے والوں کو توفیق دے کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ کے دم کو غنیمت سمجھیں اور ان کی حتی المقدور قدر کریں۔ کہ آپ فی الواقعہ حضرت مسیح موعود کے روحانی فرزند ہیں۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

(چودہری) محمد سعید بھٹہ۔ اورسیر

بنگہ

خبریں

—— تازہ خبر ہے کہ احمد زوغو رئیس جمہوریہ البانیہ عنقریب لقب شاہی اختیار کرینگے۔ برطانیہ اور اطالیہ نے انہیں بادشاہ تسلیم کر لینا منظور کر لیا ہے +

—— وہ گلیشر (برف کا پہاڑ) جس نے دریائے سندھ کے معاون کو کوہ ہمالیہ بند کر رکھا تھا ۱۲ اگست کی شب کو پھٹ گیا۔ اب پانی دریائے سندھ کی وادی میں ستر ہزار فٹ کی بلندی پر گر رہا ہے۔ دریائے سندھ میں بڑے زور کی طغیانی آ رہی ہے۔ اس علاقہ کے متعدد دیہات نذر سیلاب ہو جائینگے۔ لوگ گاؤں چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ اٹک کا پل بالکل محفوظ ہے۔ خیال ہے کہ ریاست کشمیر علاقہ سکاردو اور نوبرا کو غیر معمولی نقصان پہنچیگا +

پیغام صلح:۔ ناظرین کو خلوص دل سے دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالےٰ اپنے عاجز بندوں کو اس آفت سے جلد نجات دے +

—— بنارس ۱۳ اگست صوبجات متحدہ کی کانگریس کمیٹی کانگریس کی آئندہ صدارت کے لئے ولبھ بھائی پٹیل کی سفارش کی ہے آئندہ فیصلہ ۲۵ اگست کو ہوگا +

—— معلوم ہوا ہے کہ نواب معزز الملک حبیب اللہ خاں سفیر ایران متعینہ بیروت عنقریب حجاز تشریف لے جائینگے تاکہ دونوں حکومتوں کے مابین تعلقات قائم کرنے کے متعلق گفت و شنید کریں +

—— سلطان ابن سعود اور سر گلبرٹ کلیٹن کے مابین جدہ میں جو گفتگو ہو رہی تھی وہ ناکام رہی +

—— آجکل مصر کے دیہات میں مسیحی مبلغین بکثرت پھیلے ہوئے ہیں جن کے پاس چھوٹی چھوٹی کتابیں ہیں جن میں اسلام اور مسلمانوں پر سخت طعن و تشنیع کی گئی ہے +

—— ملکہ ثریا نے شاہ امان اللہ کے ایما سے پچیس افغانی لڑکیوں کی ایک جماعت منتخب کی ہے جو بہت جلد کابل سے ٹرکی روانہ ہو جائیگی تاکہ وہاں پہنچ کر ڈاکٹری اور دواسازی وغیرہ فنون کی تعلیم حاصل کریں

—— طہران ۹ اگست۔ ایران اور سویڈن کے مابین ایک عارضی معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ مز النیسی وزیر متعینہ طہران نے جو سویڈن کے معاملات کا ایران میں نگران ہے سویڈن طرف سے دستخط کئے +

—— ۱۲ اگست کو لاہور میں غازی عبدالرحمٰن مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا شاندار جلوس نکلا۔ اور ۱۳ اگست کی رات کو ان کے اعزاز میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں ان اصحاب کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا +

—— ریاست کوچین کے تمام اسکولوں اور کالجوں میں ہندی لازمی زبان قرار دے دی گئی ہے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں نے بھی ریاست نے اس تجویز کی تائید کرائی +

—— چین اور منچوریا میں اتحاد ہو گیا ہے +

—— ٹرکی میں ہوائی ڈاک کا سلسلہ جاری ہونے والا ہے +

—— بلدیہ کانپور نے حدود بلدیہ کے گائے ذبح کرنے کی ممانعت کر دی ہے +

—— لاہور کج صبح ۹ بجے لالہ ہیرالال بانڈ سے خزانچی جس وقت ۱۲ ہزار روپے کی رقم لیکر کیرج شاپ میں تنخواہیں بانٹنے گیا تو دو گورے جو موٹر میں بیٹھے نوٹوں کی تھیلی لیکر بھاگ گئے +

بعد کی اطلاع ہے کہ ملزم گرفتار ہو گئے ہیں +

—— عراق گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ جہاں کہیں ممکن ہو ہندوستانی ملازموں کی جگہ عراقیوں کو رکھا جائے +

—— سر جان طامس نے صوبہ دہلی کی چیف کمشنری کا چارج لے لیا ہے

—— مدراس۔ کوچین کی مجلس وضع قوانین نے بالاتفاق یہ قرارداد منظور کی ہے کہ بالغوں کو سزائے تازیانہ نہ دی جائے +

—— بھوپال میں پندرہ روز سے شدت کی بارش ہو رہی ہے مکانات اور فصلوں کو بے حد نقصان پہنچ رہا ہے +

—— بنارس ۱۴ اگست مہاراجہ محمود آباد کے انگریزی روزانہ اخبار کا پہلا پرچہ یکم اکتوبر کو لکھنؤ سے شائع ہوگا +

—— مدراس ۱۱ اگست۔ شادیوں کے رجسٹرار کے سامنے آج ایک سول شادی کا اندراج تصدیق ہوا مسٹر عبدالکریم اکسٹرا اسسٹنٹ جنگلات اور مس چکلا یا انجینئر کی صاحبزادی مس جانکی کی شادی ہوئی یہ پہلا موقع ہے کہ ایک [illegible]

خلیفہ قادیان کی ڈلہوزی کی ڈایری کا ایک گم شدہ ورق

ڈلہوزی ۱۰ تاریخ اگست - جمعہ کا دن - نماز جمعہ کے وقت حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کی کوٹھی کے مسجد والے کمرے میں جہاں نماز پڑھی جاتی ہے ایک شخص اجنبی آیا نمازیوں کے ساتھ مل کر بیٹھا رہا - نام پوچھا تو کہنے لگا فضل دین - پوچھا کہاں سے آئے ہو ؟ جواب دیا ڈلہوزی سے - سمجھا یہ گیا کہ ڈلہوزی بازار سے آیا ہے مگر بعد میں یہ ثابت ہوا کہ یہ حیلہ شرعی تھا - خیر مولانا صاحب نے جب خطبہ جمعہ جو چند نصائح پر مشتمل تھا ختم کیا - اور نماز شروع ہونے لگی تو وہ شخص فضل دین نامی پوچھنے لگا کہ وضو کس جگہ کرتے ہیں - میں وضو کرونگا - اس پر حضرت مولانا کا ملازم اسے غسل خانہ میں لے گیا - اور پانی اور لوٹا بتا کر چلا آیا - نماز شروع ہو گئی وہ بزرگ غسل خانہ ہی میں رہے - جب جماعت رکوع یا سجدے میں گئی تو وہ بزرگ غسل خانہ سے نکل کر دو چکر ہو گئے - جماعت نے سلام پھیرا تو میدان صاف تھا - سمجھنے والے سمجھ گئے کہ یہ کوئی جاسوس تھا جو قادیان کے دربار سے آیا تھا - مگر ابھی تک یہ قیاس محض ظن کا حکم رکھتا تھا - اس کے تیسرے دن جس روز خلیفہ قادیان ڈلہوزی سے واپس قادیان جانے لگے تھے اسی روز میں بھی ایک دوست کے لئے سیٹ ریزرو کرانے موٹروں کے اڈے پر چلا گیا - وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ وہی شخص خلیفہ قادیان کی موٹر پر بیٹھا ہے - میں نے وہیں ایک محمودی بزرگ سے پوچھا یہ کون شخص ہے کہنے لگے کہ خلیفہ صاحب کا موٹر ڈرائیور ہے - اس کا نام فضل دین ہے - اب ظن یقین سے بدل گیا - سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ شخص کیوں آیا - اور اس نے اپنی نماز جمعہ کیوں ضائع کی - کیونکہ جس وقت وہ گیا ہے وہ خلیفہ صاحب کی کوٹھی تک اس قدر جلد نہ پہنچ سکتا تھا کہ اسے جمعہ مل سکے - اور اس نے جھوٹ کیوں بولا - کہ وہ وضو کرنا چاہتا ہے -

بعض لوگوں کا یہ قیاس ہے کہ یہ شخص جاسوس تھا جو میاں صاحب کے حکم سے آیا تھا - چونکہ آج کل خلیفہ صاحب ڈلہوزی میں یہی کام کرتے رہے ہیں کہ ڈلہوزی کے مختلف طبقوں کے لوگوں کو چائے کی دعوت دے دے کر مولوی محمد علی صاحب سے اور ان کی جماعت سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے رہے - اور ان کی طرف غلط عقائد منسوب کر کر کے لوگوں میں غلط فہمیاں پھیلاتے رہے - جو اس لحاظ سے نہایت قابل افسوس ہے کہ ایک مذہبی پیشوا کی شان لیے گرے ہوئے پروپیگنڈا سے بہت بلند ہونی چاہیئے تھی - ان کے مرید تو اکثر ایسا کرتے رہتے ہیں مگر خود خلیفہ صاحب کو یہ مناسب نہ تھا - بہرحال بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خلیفہ صاحب قادیان نے یہ خیال کیا ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب بھی یہی پروپیگنڈا کرتے ہوں گے اس لئے انہوں نے اپنے ایک مخلص مرید کو اس کام پر مامور کیا - کہ وہ جاسوس بن کر جائے اور دیکھے کہ مولوی صاحب خطبہ میں کیا بیان کرتے ہیں چنانچہ فضل دین آیا اور بے نیل مرام واپس چلا گیا - کیونکہ مولوی صاحب نے ایک لفظ بھی کسی کے خلاف نہیں کہا - بعض لوگ یہ قیاس کرتے ہیں کہ وہ صرف یہ دیکھنے آیا تھا کہ کون کون اشخاص جمعہ پڑھنے حضرت مولانا کے پاس آتے ہیں تا ان کے پاس الفضل پہنچا کر پروپیگنڈا کی تکمیل کی جائے

معلوم نہیں مذکورہ بالا قیاسات کہاں تک صحیح ہیں ممکن ہے پیغام صلح کے پڑھنے والوں میں سے کوئی بزرگ کسی زیادہ صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں - اتنا ضرور کہنا پڑے گا کہ جاسوس اچھا نہ تھا - نماز جمعہ تو بہرحال ضائع ہونی ہی تھی - جب پیر کے لئے اتنی قربانی کی تھی کہ جمعہ جو خدا کا فرض تھا قربان کر چکا تھا تو پھر پیغامیوں کے پیچھے نماز بھی پڑھ لیتا - گھر جا کر دہرا لیتا جس طرح میاں محمود احمد صاحب مکہ میں حج کے موقع پر کرتے رہے تھے - لیکن شاید اسے پھر یہ اندیشہ ہوگا کہ نماز کے بعد مزید سوالات سے افشائے راز نہ ہو جائے مگر واللہ مخرج ما کنتم تکتمون خدا چھپی باتوں کو ظاہر کر دیتا ہے - راز تو افشا ہو گیا -

بعض لوگ حیرت سے انگشت بدنداں ہیں کہ پیر کی خاطر خدا کی فرض نماز کو ترک کر دینا اور جھوٹ بول لینا کہ میں وضو کرنے جا رہا ہوں کس ذہنیت کو ظاہر کرتا ہے یہی کہ پیر خدا اور رسول سب پر مقدم ہے - اور اس کے جائز ناجائز ہر ایک حکم کی تعمیل کے لئے فرائض شریعت کو بھی چھوڑ دینے میں تامل نہیں تو پھر پیر پرستی کا اس سے بڑھ کر اور کونسا مقام ہو سکتا ہے جس پر پہنچنے کی کوئی انسان کوشش کر سکتا ہے - یہ قیاس کہاں تک صحیح ہے قارئین کرام ہی اندازہ لگا سکتے ہیں ہمارے لئے تو حیرت ہی ہے - تعجب ہے ڈلہوزی کا یہ واقعہ الفضل نے ڈائری میں درج نہ کیا حالانکہ ڈلہوزی کی بہت سی ادنے ادنے باتیں نہایت رنگ آمیزیوں کے ساتھ ڈائری میں درج ہوتی رہی ہیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس کمی کی تلافی میں ہی کر دوں -

راقم
عبدالوہاب

آخری اطلاع

یہ آخری پرچہ ہے جو آپ کو "آخری نبی نمبر" سے قبل ملے گا - جن احباب یا جماعتوں نے ابھی تک اس عدیم النظیر خاص نمبر کا آرڈر نہیں دیا وہ فی الفور دے دیں - سب بھائی بہنوں کو اس کی خریداری کی انتہائی کوشش کرنی چاہیئے - جو مقامات لاہور سے بہت دور ہیں وہاں سے بذریعہ تار آرڈر دینے چاہئیں تار کا پتہ صرف

"مسلمان لاہور"

کافی ہے - ہم نے اس امر کا نہایت تسلی بخش انتظام کر لیا ہے کہ تمام اصحاب کو نہایت احتیاط اور محفوظ طریق سے پرچے ارسال کئے جائیں اس طرف سے اطمینان رکھیئے - ۲۵ اگست کو یہاں سے اخبار پوسٹ کر دیا جائیگا اگر آپ کو ۲۶ - ۲۷ تک نہ ملے تو فوراً اپنے پوسٹ مین سے پوچھیئے یا ڈاک خانہ سے دریافت کیجئے ایسا نہ ہو کہ رستہ ہی میں گم کر لیا جائے -

بیرونی جماعتوں اور بعض احباب کو دفتر "پیغام صلح" کی طرف سے ایک نہایت ضروری چٹھی بھیجی گئی ہے اس کا جواب جلد آنا چاہیئے - اب ہم آخری تاکید کرنے کے بعد اس امید پر رخصت ہوتے ہیں کہ تمام احباب اپنی جماعت کے واحد اردو آرگن کے اس مقدس نمبر کو ہر طرح سے کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے -

(مینجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶　۳۰ صفر المظفر ۱۳۴۷ ہجری　نمبر ۵۶

عید میلاد النبی صلعم

احمدی احباب کی ہمت اور امتحان کا موقعہ

اگر خواہی نجات از مستی نفس ؛ بیا در ذیل مستان محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت ؛ بشو از دل ثنا خوان محمدؐ

گزشتہ اشاعت میں سکرٹری صاحب کی ایک خاص تحریک آپ پڑھ چکے ہیں جس میں احمدی احباب کو اس ضروری اور اہم کام کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ وہ یوم میلاد النبی پر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ملکر خاص طور پر ایسے جلسوں کا اہتمام کریں جن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے محاسن اور فضائل اخلاق پر لیکچر ہوں۔ ہم نے اس تحریک کے ساتھ ہی لکھا تھا کہ جس کام کے لئے سکرٹری صاحب نے احباب کرام کو توجہ دلائی ہے وہ اس قدر مہتم بالشان کام ہے۔ کہ اگر اس کی طرف فوری توجہ نہ کی گئی تو اس کا خاطر خواہ طور پر انجام پانا مشکل ہے۔

آج اس تحریک کو شایع ہوئے تین دن اور گزر گئے اور جس عظیم الشان کام کے لئے آپ کو بلایا گیا ہے اس میں صرف دس بارہ روز باقی رہ گئے ہیں ہم اپنے احباب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے اس بارہ میں اب تک کیا کچھ کیا ہے۔ اور اگر اب تک کوئی عملی کارروائی انہوں نے اس بارہ میں نہیں کی تو کیا اب وہ فوراً اس کام کو تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرینگے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس وقت ہمارے امتحان اور آزمائش کا موقعہ ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور فضیلت کو دنیا میں قایم کرنا ہر مسلمان کا فرض اولین ہے۔ اور احمدیہ جماعت کی تو غرض وغایت ہی یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت وعظمت کو دنیا میں پھیلایا جائے حضرت مسیح موعود کی زندگی کو اگر دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ کے جسم کا رواں رواں عشق نبوی میں سرشار تھا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت میں آپ ہر قسم کی تکلیف اور مشکلات اپنے اوپر برداشت کرنے کے لئے تیار تھے۔ کس جوش عقیدت کے ساتھ آپ فرماتے ہیں

یا نبی اللہ فدائے ہر سر موئے توام،
وقف راہ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

لیکن آج آپ کے متعلق یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت آپ کے دل میں کوئی نہ تھی۔ حالانکہ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ کہ جس قدر کوشش جماعت احمدیہ نے رسول کریم صلعم کی عزت کو دنیا میں قایم کرنے کے لئے کی ہے شاید ہی کسی نے کی ہو۔

تاہم ابھی اس سلسلہ میں زیادہ سرگرمی اور ہمت ہماری طرف سے ہونی چاہیے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بہت سے ناپاک خیالات غیر مذاہب کے لوگوں کے دلوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہانتک کہ ہمارے ہندو اہل وطن بھی جن کو مسلمانوں کے ساتھ تعلقات رکھتے ہوئے صدیاں گزر گئیں۔ اس پاک انسان کے صحیح حالات زندگی سے اب تک واقف نہیں اور آئے دن ان کی طرف سے ایسی تحریرات شایع ہوتی رہتی ہیں جن میں آپؐ کے متعلق بہت سی غلط بیانیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ کیا ہمارا فرض نہیں کہ ان غلط بیانیوں کی تردید کے لئے ہر ممکن موقعہ سے پورا فائدہ اٹھائیں اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحیح حالات زندگی کی اس قدر اشاعت کریں کہ اس ملک کا بچہ بچہ آپ کے اصل حالات سے پورے طور پر واقف ہو جائے۔ اور وہ تمام غلط بیانیاں جو آج تک آپ کی ذات والا تبار کے متعلق کی گئی ہیں ان کا پورے طور پر ازالہ ہو جائے یہی نہ الحقیقت راجپال کی رسوائے عالم کتاب اور ہر قسم دیگر کتب کا حقیقی جواب ہے۔ راجپال اور سوامی دیانند اور سو نیچے وغیرہ کو اگر ہم شکست دے سکتے ہیں تو اسی ایک ذریعہ سے کہ ہم آنحضرت صلعم کی سچی تصویر اور اسلام کی حقیقی تعلیم ہندوؤں کے بچہ بچہ کے کان تک پہنچا دیں بلکہ ان کے لوح قلب پر یہ نقش کر دیں کہ رسول کریم صلعم کیا تھے اور اسلام کیا ہے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے لٹریچر کی اشاعت اور جلسوں کا انعقاد بہترین ذریعہ ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ اردو دان طبقہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تصویر کو پیش کرنے اور ہر قسم کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے "پیغام صلح کا آخری نبی نمبر" شایع ہو رہا ہے۔ اور انگریزی دان طبقہ کے لئے "لائٹ" کا پرافٹ نمبر نکلنے والا ہے۔ ان دونوں پرچوں کو غیر مسلم حلقوں میں پہنچانے کے لئے ہمیں پورا زور صرف کر دینا چاہیے اور اس اہتمام کے ساتھ ان کے ہاتھوں میں پہنچانا چاہیے کہ کسی طرح سے اس کے ضایع جانے کا احتمال نہ ہو۔ دوسری چیز جلسوں کا انعقاد ہے اس کا انتظام اگر ہر شہر اور ہر قریہ کے اندر ہو جائے اور ایک ہی دن ملک کے گوشے گوشے یہ آوازیں اٹھیں کہ وہ **پاک نبی** صلے اللہ علیہ وسلم جس کی پیدائش پر آج **چودہ سو سال** کا عرصہ گزر چکا ہے دنیا کے لئے **ہدایت** اور **رحمت** بن کر آیا تھا۔ اور اسی کی **پیروی** ہی آج دنیا کو سلامتی کے کنارہ پر لیجا سکتی ہے اور جس کے بعد کسی پرانے یا نئے **نبی کی ضرورت نہیں**۔ تو یہ ایک نہایت موثر چیز ثابت ہوگی ان جلسوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی اور آپ کے اخلاق وسیرت کو بیان کیا جائے اور مخالفین کی غلط بیانیوں کا پورے طور پر جواب دیا جائے۔ تو یقیناً یہ اس بگڑی ہوئی ذہنیت کو بہت کچھ بدلنے کا موجب ہوگا۔ جو اس وقت مخالف حلقوں میں پیدا ہو چکی ہے۔

اے احمدی قوم! یہ تیرے امتحان کا وقت ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو عزت وعقیدت حضرت مسیح موعود نے تیرے دل میں پیدا کی اس کی آزمائش کا یہ موقعہ ہے۔ تبلیغ واشاعت اسلام کا جو کام تیری زندگی کا نصب العین بن چکا ہے اس کی تکمیل کا یہ ایک ذریعہ ہے اٹھ اور پوری ہمت اور کوشش کے ساتھ اس کام کو سرانجام دے۔ تاکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں دوبالا ہو اور اسلام کا نور ان غیر مسلم قلوب میں بھی جلوہ گر ہو جو اب تک اس کی ضیا پاشیوں سے محروم ہیں۔

قادیان میں ہلچل

"آخری نبی نمبر" کا اعلان معلوم ہوتا ہے قادیان میں خاص گھبراہٹ اور سراسیمگی کا موجب ہوا ہے۔ چنانچہ پیشتر اس کے کہ اس نمبر کی اشاعت مقدسین قادیان کے خرمن اباطیل پر برق سوزاں بن کر گرے انہوں نے ابھی سے واویلا کرنا شروع کر دیا ہے۔ "الفضل" اور فاروق اس نمبر کے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ ہماری نقل ہے۔ کبھی "آخری نبی" پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ یہ مجوزین کی بد مذاقی کا ثبوت ہے "خاتم النبیین نمبر" یا "پیغمبر آخر الزمان نمبر" نام رکھنا چاہیے تھا۔ معلوم ہوتا ہے "الفضل" کو ہر اس چیز سے عداوت ہے جو خاتم النبیین کی شان اور عزت کو ظاہر کرنے والی ہو۔ ورنہ یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ آخری نبی کے الفاظ اس کے کان وزبان پر کیوں گراں گزرتے ہیں؟ کیا اس لئے کہ خاتم النبیین کے غلط معنوں اور نبی آخر الزمان کی غلط تشریحات سے ختم نبوت پر جو ز و د ہ مارنا چاہتا ہے "آخری نبی" کے الفاظ اس کا احتمال باقی نہیں رہنے دیتے؟ ہم قادیانیوں سے یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ "آخری نبی" کی اصطلاح خواہ انہیں کتنی ہی بودی اور بھدی معلوم ہو کیونکہ ان کے غلط اعتقادات پر اس سے زد پڑتی ہے تاہم اس کی ترکیب میں غلطی نہیں جس طرح غلام احمد کی ترکیب میں غلطی نہیں جو خلافت مآب کی بھی سمجھ سے اب تک باہر ہے۔

نقال کون ہے؟

[illegible] "الفضل" یہ بھی نہ کہدے کہ جماعت احمدیہ لاہور خدا کو ایک مانتی ہے یہ ہماری نقل ہے وہ نماز پڑھتی اور اشاعت اسلام کا کام کرتی ہے یہ بھی ہماری نقل ہے۔ وہ حضرت صاحب کو مسیح موعود اور مجدد وقت مانتی ہے یہ بھی ہماری نقل ہے۔ وہ دنیا کے ۵۴ کروڑ فرزندان توحید کو مسلمان سمجھتی ہے یہ بھی ہماری نقل ہے۔ پھر تو نقل مطابق اصل ہی ہو گئی۔ گلہ شکوہ کاہے کا؟ شکایت کیسی؟ اور اس "نقل" پر منہ بسورنا کیا معنی؟ تعجب ہے وہ لوگ جن کی تمام عمر ہی نقالی میں گزری ہے وہ آج ہم پر نقالی کا الزام لگاتے ہیں لندن میں تبلیغ اسلام کا کام کس نے سب سے پہلے شروع کیا؟ اور کس نے نقل اتاری؟ جرمنی میں مسجد کی بنیاد کس نے سب سے پہلے رکھی؟ اور کس نے اس کی نقل میں مسجد بنالی؟ اور پھر اسے صلیب پرستوں کے ہاتھ **ثمناً قلیلاً** کے عوض **بیچ دیا**؟ دور کیوں جائیں سوامی شردھانند کے قتل کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے کچھ پوسٹروں کا سلسلہ شروع کیا اور چند لیکچر بھی لاہور میں دیئے۔ میاں صاحب نے بھی اس کی نقل اتاری اور اس کے بعد انہوں نے بھی ایک جلسہ کھڑا کر دیا۔ اور پوسٹر بازی شروع کر دی۔ غرض نقالی کی عادت تو مقدسین قادیان کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ جس کا مقصد یہ نہیں کہ کسی نیک تحریک کو جس کے لئے ہم نے قدم اٹھایا ہو ترقی دینے کی کوشش کی جائے بلکہ اس کی تخریب مقصود ہوتی ہے۔ انہیں ہمیشہ یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں جماعت لاہور کا قدم خدمت دین میں آگے نہ بڑھ جائے اس لئے اس کو پیچھے ہٹانے کی کوشش کرنی چاہیے خود آگے بڑھنے کا حوصلہ اس لئے نہیں کہ جن مسلمانوں کو کفار سمجھتے ہیں ان میں ہر دلعزیزی کس طرح پائیں۔ لاہوری جماعت چونکہ ہر کلمہ گو کو مسلمان کہتی ہے اس لئے ہر دلعزیز ہے اور ہماری یہی ہر دلعزیزی قادیانیوں کے لئے موجب رنج وحسد ہے ؎

احسان کا بدلا

اس موقع پر بھی الفضل نے ہمارے خلاف پروپیگنڈا شروع کیا ہے اور نہ صرف "الفضل" بلکہ "فاروق" کے رسوائے عالم اور گندہ دہن ایڈیٹر میر قاسم علی نے بھی جو آج سے ڈیڑھ سال قبل احمدیہ بلڈنگس لاہور میں اپنی سابقہ گندہ دہانی پر اظہار ندامت اور آئندہ کے لئے توبہ کرنے آیا تھا اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمات اسلام کا معترف تھا بڑے زور دار الفاظ اور نہایت گندے پیرایہ میں شروع کیا ہے۔ حالانکہ کل تک یہ لوگ ہم پر الزام لگاتے تھے کہ ہم نے ان کی تحریک خاتم النبیین کی مخالفت کی۔ ہماری مخالفت جو کچھ تھی اس کی حقیقت محض یہ ہے کہ ہم چاہتے تھے کہ ختم نبوت کے متعلق جو تمہارا اصل اعتقاد ہے اس کا اظہار کرو اور تقیہ کا لباس پہن کر پبلک کو دھوکا نہ دو۔ جہانتک اصل تحریک کا تعلق ہے ہم نے صاف لکھا تھا کہ

"یہ تحریک اور اعلانات بجائے خود ہر طرح سے سزاوار تحسین ہیں اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسی تحریک میں حصہ لے۔" (پیغام صلح ۸ جون ۲۸ء)

بجائے اس کے کہ یہ احسان فراموش قوم کم از کم ان الفاظ کو ہی شکریہ کے ساتھ واپس کرتی الٹا اس نے اس نیک کام پر طعنہ زنی شروع کی ہے اور محض اس لئے کی ہے کہ اس کے معتقدات سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت پر جو دھبہ لگتا ہے اسے خطرہ ہے کہ وہ آخری نبی نمبر سے زائل ہو جائے گا۔ اس سے ان لوگوں کی دینی حمیت کا پتہ لگتا ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں رسول کریم صلعم کی محبت وعظمت کا ایک شائبہ بھی نہیں۔ ہم انہیں اس کے جواب میں سوائے اس کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ ؎

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست
کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

۱۲ اگست کا پرچہ شایع نہ ہوگا

چونکہ پیغام صلح کا عملہ "آخری نبی نمبر" کی تیاریوں میں مصروف ہے اس لئے مجبوراً ایک نمبر ناغہ کرنا پڑے گا۔ یہ آخری پرچہ ہے جو آپ کو خاص نمبر سے پہلے ملے گا۔ احباب ۱۲ اگست کے پرچہ کا انتظار نہ کریں۔

منیجر

فہرست مضامین آخری نبی نمبر

جو ۲۵ اگست ۱۹۳۸ء کو شائع ہوگا

ذیل میں آخری نبی نمبر کے بعض مضامین کی فہرست ہدیہ قارئین کرام ہے۔ یہ وہ مضامین ہیں جو اس وقت تک دفتر میں موصول ہو چکے ہیں ان کے علاوہ اور مضامین ابھی آ رہے ہیں جن کی مکمل فہرست اصل پرچہ میں دی جائے گی:۔

حصہ اول ختم نبوت پر اصولی بحث

مضمون کا عنوان	مضمون نگار
(۱) ختم نبوت اور تکمیل اخلاق	حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ
(۲) ختم نبوت اور تکمیل ہدایت	جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سٹنٹ سرجن جہلم۔
(۳) ختم نبوت اور اتحاد نسل انسانی	جناب مولانا مولوی محمد یعقوب خاں صاحب بی اے ایڈیٹر لائٹ۔
(۴) ختم نبوت پر ایک ہندو کے اعتراضات کا جواب	ایڈیٹر پیغام صلح
(۵) ختم نبوت اور بابی مذہب	حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ
(۶) ختم نبوت اور ارتقائے انسانی	جناب شیخ عبد المجید صاحب جج کپورتھلہ

حصہ دوم۔ محاسن و اخلاق نبویؐ

مضمون کا عنوان	مضمون نگار
(۱) خاتم النبیینؐ کی امتیازی خصوصیات مصلحین عالم میں	حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
(۲) خاتم النبیینؐ سائنٹفک نقطہ نظر سے	جناب مولانا مولوی صدر الدین صاحب بی اے بی ٹی مبلغ انگلستان و جرمنی۔
(۳) آنحضرت صلعم کے علمی کمالات۔	مولوی مصطفےٰ خاں صاحب بی اے ایڈیٹر اسلامک ورلڈ۔
(۴) ہستی باریتعالیٰ کا ثبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں۔	ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب
(۵) آنحضرت صلعم اور تعدد ازدواج	حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ
(۶) خاتم النبیین کا خطبہ اولین	وجودت پاشا ایک ترک عالم کے قلم سے جناب غلام عباس صاحب
(۷) دنیا کا آخری نبی گورو نانک مہاراج کی نظر میں۔	شیخ محمد یوسف صاحب گرمتی مبلغ
(۸) حضرت جویریہ کا نکاح	جناب منصور احمد صاحب جائنٹ ایڈیٹر رسالہ "ہمایوں" لاہور
(۹) خاتم النبیین کے حلم و اخلاق کی چند مثالیں۔	حکیم اللہ دتہ صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
(۱۰) عید میلاد کا عملی کام	شیخ انعام الحق صاحب اسسٹنٹ پیغام صلح

حصہ سوم ختم نبوت کے متعلق خیالات فاسدہ کا رد۔

مضمون کا عنوان	مضمون نگار
(۱) خاتم النبیین کون ہے؟ حضرت مسیح یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم؟	جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم۔
(۲) خاتم النبیین کے معنوں پر محققانہ بحث لغت عرب میں خاتم النبیین کے معنے۔ تفاسیر قرآن اور خاتم النبیین۔ ختم نبوت اور احادیث۔ ختم نبوت اور اولیائے امت خاتم بمعنے مہر پر تنقیدی نظر ختم نبوت اور حضرت مسیح موعود۔ ختم نبوت سے ظلی اور بروزی نبوت اور محدث و مجدد کے متعلق میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مریدین کے سابقہ اعتقادات	ابو العطا حکیم مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفّٰی
(۳) ختم نبوت پر بعض اعتراضات کے جوابات	حضرت مولانا مولوی غلام حسن خاں صاحب پشاور۔

حصہ خاص۔ کلام الامام

(۱) کلمات طیبات، حضرت مسیح موعود۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں

(۲) قصیدہ عربی فی مدح خاتم النبیین صلعم

(۳) قصیدہ فارسی در مدح خاتم النبیینؐ

(۴) قصیدہ اردو خاتم النبیین صلعم کی مدح و ثنا میں

نوٹ۔ یہ حصہ خاص قسم کے کاغذ پر نہایت اعلےٰ اور رنگین چھاپا گیا ہے۔ جسکے ساتھ حضرت مسیح موعود کی تصویر بھی ہوگی۔

حصہ چہارم

اس حصہ میں غیر مسلم حضرات اہل قلم کی نذر عقیدت ہوگی جن میں حسب ذیل اصحاب بھی شامل ہیں:۔

(۱) پادری غلام مسیح صاحب سابق ایڈیٹر "نور افشاں" لاہور

(۲) جناب مالک رام صاحب بی۔اے۔

(۳) جناب کرم چند صاحب ایڈیٹر پارس لاہور

(۴) جناب میلا رام صاحب وفا ایڈیٹر ہمیشہ۔ لاہور

(۵) جناب ناتھ جلال پوری جائنٹ ایڈیٹر "پرتاپ" لاہور

حصہ نظم

(۱) ہے محمد مصطفےٰ پر بس ختم پیغمبری	حسان الہند چودہری تلوک رام کوثری
(۲) اک عرب	جناب ہری چند صاحب اختر ایم۔اے۔
(۳) دیر آمدہ از راہ دور آمدہ	جناب عثمانی صاحب
(۴)	ابو الاثر حفیظ جالندھری
(۵) بر تر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے	حضرت مسیح موعود
(۶) شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم	"

خواتین کے مضامین

(۱) حضرت نبی کریم صلعم کے احسانات طبقہ خواتین پر	بنت داروغہ نبی بخش صاحب
(۲) ایک قیدی عورت حضرت نبی کریم کے دربار میں	رضیہ خانم بنت مولوی مصطفےٰ خاں صاحب ایڈیٹر اسلامک ورلڈ
(۳) حلیمہ دائی کی عزت نبی کریم کی نظر میں	جنابہ م۔ خ۔ صاحبہ
(۴) نبی کریم کے کیرکٹر پر حضرت خدیجہ کا سرٹیفکیٹ	جنابہ خدیجہ بیگم صاحبہ از لاہور
(۵) حضرت عائشہ اور آنحضرت صلعم	پردہ نشین از لاہور

تصاویر

(۱) تصویر حضرت مسیح موعود

(۲) مکتوب نبوی صلعم شاہ مقوقس کے نام

(۳) خانہ کعبہ

(۴) حرم نبوی

احباب سے ایک ضروری گزارش

بارہ وفات کی تقریب پر "لائٹ" کا خاص نمبر نکلنے والا ہے یہ نمبر غیر معمولی آب و تاب کا ہوگا۔ کیا بلحاظ مضامین اور کیا بلحاظ ظاہری شکل۔ بزرگان سلسلہ کے علاوہ پنجاب کے سربرآوردہ مسلمان اہل قلم کے مضامین بھی نہایت معرکۃ الآرا اسلامی مسائل پر ہوں گے۔ ان میں ڈاکٹر سر محمد اقبال شیخ سر عبد القادر۔ داؤد ایبن۔ صاحبزادہ سر عبد القیوم کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ غیر مسلموں میں تبلیغ اور مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ میں صحیح اسلامی جذبہ پیدا کرنے کے لئے بے نظیر نسخہ ہوگا۔ اس کی اشاعت جس قدر ہوسکے کرنی چاہیئے۔ تجویز یہ قرار پائی ہے کہ ہر مقام کے احباب جماعت اپنی حیثیت کے مطابق اپنے ذمہ خاص تعداد کے پرچے لے لیں اس کی قیمت ۴ آنے فی پرچہ کے حساب سے دفتر میں بھیج دیں۔ یہ پرچے وہ اپنے حلقہ اثر میں فروخت کریں یا بارہ وفات کا تحفہ تحائف دیں۔ اس طرح سے ایک بہترین تبلیغی مقصد پورا ہو جائیگا۔ ہر ایک جماعت کے سکرٹری صاحب کے نام ۲۵ اگست کو ایک پیکٹ رجسٹری پہنچ جائیگا۔ اشتہارات بھی اس نمبر کے متعلق ارسال ہوتے ہیں یہ ابھی تقسیم کر دیجئے [illegible] ہم میں حصے لگا۔

[illegible]

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ایبٹ آباد سے ہمارے ایک عزیز دوست ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ انہیں دو تین ماہ کے لیے سول سرجن ہزارہ مقرر کیا گیا ہے۔ ہم اپنے عزیز دوست کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

— مولانا مولوی احمد خاں صاحب کے خورد سال بچہ کی بیماری کی خبر گزشتہ اشاعت میں درج کی گئی تھی مولانا کے تازہ خط سے یہ معلوم کر کے موجب افسوس ہے کہ وہ بچہ آپ کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا اور مولانا اس کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہو سکے۔ کیونکہ پہلے ہی دفن ہو چکا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں مولانا کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اور پسماندگان کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔

— ہمارے بزرگ ڈاکٹر نبی بخش صاحب بھاٹی دروازہ لاہور کی بہو (یعنی بیٹے کی بیوی) ۱۶ اگست ۱۹۳۸ء کو فوت ہو گئی ڈاکٹر صاحب مکرم اور ان کے صاحبزادے اور دیگر پسماندگان ہماری دلی ہمدردی کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے احباب کرام جنازہ غائب پڑھ کر مرحومہ کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

— دریائے سندھ میں برف کے تودے کے اٹک جانے سے ارد گرد کے دیہات کو جو خطرات لاحق ہو رہے ہیں ان میں ہمارے بعض احباب بھی مبتلا ہیں۔ مولانا مولوی احمد صاحب جن کا گاؤں دریا سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ دریا کی طغیانی کی سرکاری خبریں روزانہ دریا کے دونوں طرف کے گاؤں میں شائع ہوتی رہتی ہیں اور یہ حکم سنایا جاتا ہے کہ اپنی حفاظت کی فکر کرو اکثر دیہات کا سامان منتقل ہو چکا ہے۔ کچھ متفکر ہیں کہ کیا کریں۔ اور کہاں جائیں پانچ میل کے فاصلہ پر رہنے والوں کو خطرہ کم بتایا جاتا ہے۔ ہمارا گاؤں ایک میل کے فاصلہ پر ہے اللہ تعالےٰ رحم فرمائے۔ ہم اپنے احباب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس موقع پر خاص دعاؤں سے کام لیں اور ان تمام بھائیوں بلکہ ساری مخلوق الٰہی کے لئے جو خطرہ کی حدود کے اندر ہے دردِ دل سے دعا کریں۔

— علاوہ مولانا مولوی محمد عصمت اللہ صاحب و پنڈت محمد یوسف صاحب کے جن کے ذریعہ سے علاقہ ریاست کشمیر و خاص سرینگر میں بہت سے احباب سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ ملک کندل خاں صاحب ساکنہ سفید ڈھیری متصل پشاور خاص شکریہ کے مستحق ہیں جن کی ہمت و جوش تبلیغ سے کئی پرجوش مسلمان داخل سلسلہ ہوئے۔ اور بھی بہت [illegible] بڑی جد و جہد سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

— انجمن کے محکمہ تحصیل کے سکرٹری شیخ محمد دین جان صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ مولوی لال حسین صاحب محصل انجمن حصار۔ ملیگڑھ گوڑگانوہ۔ دہلی۔ کرنال۔ پٹیالہ۔ انبالہ۔ جھجر۔ رہتک اور شملہ تحصیل چندہ کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ ان مقامات کے احباب ان کی امداد فرما کر ممنون فرمائیں۔

— جناب میر اکبر صاحب پشاور سے تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے کندل خاں صاحب کے بھائی محمود خاں بیمار ہیں۔ ان کی صحتیابی کے لئے برادر موصوف نے مبلغ ۲۴ روپے اشاعت اسلام فنڈ میں عطا فرمائے ہیں۔ احباب کرام ان کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

— مولوی رحمت خان صاحب پلیڈر کی لڑکی عرصہ سے بیمار ہے احباب اس کی صحت کے لیے دعا فرمائیں۔

بھدرواہ کے احمدی!

بھدرواہ سے ہمارے ایک کرم دوست لکھتے ہیں کہ یہاں یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ بھدرواہ کے احمدی قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور انہی کے اعتقادات سے متفق ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ بھدرواہ کے تمام احمدی جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اسی جماعت کے اعتقادات کے وہ معتقد ہیں۔

اسلام میں فرقہ بندی

مکفرین سے علیحدگی اختیار کرو

(جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل ایم ایس)

جیسا کہ ہم اپنے پہلے دو نمبروں میں ظاہر کر چکے ہیں تفریق قومی یا فرقہ بندی اس وقت شروع ہوتی ہے جب اختلاف رائے کی وجہ سے ایک کلمہ گو دوسرے کو کافر کہتا ہے۔ ورنہ اختلاف رائے تو صحابہ کرام میں بھی موجود تھا۔ پھر حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے۔ اختلاف امتی رحمۃ۔ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ یہ رحمت اس وقت زحمت بن جاتی ہے۔ جب اختلاف نا اہلوں میں ہو جاتا ہے۔ پس اصل علاج مرض قومی "تفریق" کا جو مسلمانوں کو ذلیل کر رہی ہے۔ یہی ہے کہ مکفرین کا مقابلہ نہایت سختی کے ساتھ کیا جائے اور جس طرح باوجود انسان ہونے کے ایک کوڑھی سے انسان لامساس لامساس پکارتے ہیں ان مکفرین سے خواہ وہ بڑے عالم و فاضل ہوں خواہ نہایت ہی اعلیٰ پایہ کے پیر۔ ہر مسلمان علیحدگی اختیار کرے۔ اگر ایسا کیا جائے گا تو امید ہے کہ یقینی بیماری مسلمانوں سے نکل کر ان میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو جائے گا۔ اور دنیا میں یہ قوم پھر اسی طرح سرسبز ہو گی جیسی کہ پہلے تھی۔

اختلاف رائے سے تقسیم کار

بلکہ اس سے بھی زیادہ مسائل میں اختلاف رائے اور تقسیم کار کے لئے ایک قوم میں جو مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہو علیحدہ علیحدہ کام کرنے والے گروہ ہونے ضروری ہیں۔ کل گورنمنٹوں میں اگر ایک گروہ سولین ہے تو دوسرا ملٹری۔ پھر ان میں سے کوئی اگزکٹو ہوتا ہے کوئی جوڈیشل۔ پھر کوئی انجنیرنگ کا گروہ اور کوئی میڈیکل کا۔ غرضیکہ اتحاد قومی کے لئے اور قومی ترقی کو جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کی قوم میں بھی مختلف گروہ مختلف فرائض قومی کے لئے موجود رہیں۔ اور جس طرح ہر ایک محکمہ گورنمنٹ دوسرے کا مخالف نہیں ہوتا بلکہ موید ہوتا ہے۔ اور اس کے قیام کے لئے سب رات دن کوشاں رہتے ہیں۔ اسی طرح ایک قوم کو بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک گروہ حفاظت و اشاعت اسلام کا کام کرے۔ دوسرا اس کی تعلیم کو اپنے ہاتھ میں لے۔ تیسرا اس کے پولٹیکل حقوق کی حفاظت کرے۔

انفرادی اور قومی ترقی کے ذرائع

اسی لئے قرآن حکیم نے جہاں انفرادی اور قومی ترقی کے ذرائع بیان فرمائے وہاں مسلمانوں کو ذاتی ترقی کے لئے متقی بننے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون اور قومی شیرازہ کو بگڑنے سے بچانے اور قیام قومی کے لئے فرمایا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ قرآن کو مضبوطی سے پکڑو اور اپنا حکم بناؤ۔ ایسا کرنے سے تفرقہ سے بچ جاؤ گے اس طرح جب انفرادی اور قومی شیرازہ کا قیام ہو چکا تو اب قومی ترقی ضروری ہے۔ اس کے لئے فرمایا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف الخ واولئک ھم المفلحون۔ حکم دیا۔ کہ قومی حفاظت اور ترقی کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ ہو جو کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو قرآن کریم کی طرف بلاتا رہے۔ یعنی حفاظت و اشاعت اسلام کا کام کرے۔ ہاں یہ کہیں نہیں لکھا کہ مکفرین کا گروہ بھی مسلمانوں میں ہونا چاہیے۔

حفاظت و اشاعت اسلام کرنیوالا گروہ

اس وقت ہم صرف اسی گروہ کے متعلق کچھ ذکر کریں گے کیونکہ جناب مولانا ولی محمد صاحب نے سوال کیا ہے کہ حضور خاتم النبیینؐ کے زمانہ میں کیا ہدایت موجود نہ تھی۔ اور اس وقت آپ کے ماتحت کونسا گروہ تھا۔ اور اس لئے بھی کہ آج کل دیگر مذاہب اپنی باطل تعلیم کی اشاعت و تبلیغ میں رات دن مصروف ہیں۔ اور کلمہ گوؤں کو ہر طرف بہکانے میں مصروف ہیں۔ اس لئے اس گروہ کی بہت ضرورت ہے۔ اور کفر بازوں کے خلاف جہاد کے ساتھ ضروری ہے کہ ایک جہاد عظیم حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے انہیں ذرائع اور طریقوں سے کیا جائے۔ جن سے عیسائی یا آریہ آج اسلام اور بانی اسلام پر حملوں سے کر رہے ہیں۔ یعنی بڑے بڑے مشن بنائے جائیں اور ان کے ذریعہ وعظوں، ٹریکٹوں اور اشتہاروں وغیرہ وغیرہ ہر ایک نیک ذریعہ سے مختلف دشمنان اسلام کے اعتراضات کا جواب دیا جائے [illegible]

ان کے مذاہب کا پول ظاہر کیا جائے۔ چونکہ کل دنیائے اسلام اس کو نہیں کر سکتی اس لئے ضرورت ہے کہ اس ارشاد قرآنی کے ماتحت ایک ایسا گروہ بنایا جاتا جس کا مقصد زندگی صرف حفاظت و اشاعت اسلام ہی ہو اور وہ باقی تعلیمی اور پولٹیکل اور سوشل معاملات کو قوم کے دوسرے حصہ کے لوگوں کے لئے چھوڑ دے۔ ایسا گروہ اس زمانہ کے مجدد نے اللہ سے علم و ارشاد پاکر عین اس وقت بنایا جبکہ ابھی شدھیوں کا زور نہ تھا۔ اور مسلمان اس طرف سے بالکل غافل تھے۔ اور جبکہ ابھی آریہ سماج کے فتنہ کا آغاز ہی ہوا تھا۔ اور عیسائی مشنریوں نے نہایت زور سے اسلام کے خلاف افترا پردازی شروع کر دی تھی۔

احمدی نام کی حقیقت

چونکہ مکفر مولویوں کا جو اصل فرض تھا وہ اس کو ادا نہ کر رہے تھے۔ اور بجائے غیروں کو اسلام میں داخل کرنے کے کفر کے فتوے شائع کر کے مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے نکال رہے تھے انہوں نے اس کی مخالفت کی اور بجائے امداد کے اس گروہ پر کفر کے فتوے لگائے۔ اور اس کا نام مرزائی رکھا۔ تو بانی سلسلہ یا گروہ نے۔ جس طرح ایک گروہ اپنی کو خلافتی کہتا ہے اور دوسرا سوراجسٹ۔ اسی طرح اس نے اس نسبت سے جو کہ حضور سرور کائنات کی مکی زندگی کے نمونے سے جس میں حضور نے اپنا جمال دکھایا اور ماریں کھا کر اشاعت و تبلیغ اسلام کیا اور جو اسم احمد کا مظہر تھا۔ اس گروہ مبلغین کا نام احمدی رکھا۔ تاکہ بانی اس کی ذات سے نسبت ہونے کے جیسے قادری چشتی وغیرہ گروہوں کو ان کے بانیوں سے ہے۔ ہمیں نسبت حضور سرور کائنات سے ہو۔ جو اصل بانی اسلام ہیں۔ اس گروہ کا کام اپنے بھائیوں سے نشان دی کفر کو دور کرنا ہی نہیں بلکہ غیروں کو اسلام میں داخل کرنا بھی ہے۔ پس یہ ایک مبلغین کا گروہ ہے۔ کوئی نیا فرقہ نہیں۔ اگر قادری چشتی۔ اور خلافت والے کوئی فرقہ نہیں تو پھر احمدی بھی کوئی فرقہ نہیں۔ کیونکہ وہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے، اس کا بانی خود اپنے کو احمدی کہتا ہے۔ اس لفظ احمدی سے مراد گروہ مبلغین ہے جیسا کہ ہم نے کر کے دکھا دیا۔ جو کہ بذریعہ قلم جہاد کرنا ہے۔ اور حفاظت و اشاعت اسلام اپنا غرض و مقصد زندگی سمجھتا ہے۔

لفظ احمدی اور جہاد

اور احمدی لفظ کے استعمال کی اس لئے بھی ضرورت ہوئی کہ دشمنوں کے پروپیگنڈا اور مولویوں کی کم فہمی سے عرف عام میں جہاد سے مراد حفاظت و اشاعت اسلام بذریعہ تلوار سمجھا جاتا تھا۔ جس سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ اسلام بذریعہ تلوار پھیلا۔ چونکہ اس زمانہ میں جب مذہبی آزادی ہر ملک میں موجود ہے تلوار کے ذریعہ حفاظت اسلام کی ضرورت نہ رہی اور ہر جگہ ہم بغیر کسی خوف کے کلمہ حق کو پہنچا سکتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ آئندہ جہاد برائے حفاظت و اشاعت اسلام اسی طریق سے کیا جائے جیسے مسلمانوں نے آغاز میں مکہ کی زندگی میں کیا۔

ہم خادم اسلام ہیں نہ کہ علیحدہ فرقہ

پس احمدی کوئی علیحدہ فرقہ نہیں۔ نہ ہم احمدی قوم مسلمین میں تفرقہ کا موجب ہوتے ہیں۔ میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مریدین غلو کے مرض میں مبتلا ہیں۔ ہم ان کے ذمہ دار نہیں۔ پس ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم اس فرقہ بازی سے بیزار ہیں۔ نماز کے متعلق جو ہمارا طرز عمل ہے وہ تکفیر بازی کے مرض کے علاج کے لئے ہے۔ نہ کہ مسلمانوں سے خدانخواستہ علیحدگی کی وجہ سے۔ جوں جوں مکفرین کا زور کم ہوتا جائے گا ہم نماز بھی ملکر پڑھنے لگیں گے۔ ہمارا کام محض خدمت اسلام اور مسلمانان ہے اس سے زیادہ اگر کوئی خیال کرے تو یہ اس کی غلطی ہے۔ خود حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ بھی فرماتے ہیں کہ اگر ہمارا دعوےٰ محض خادم اسلام ہونے کا نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہم خیال کریں۔ یا دل میں لائیں تو ہمارا سارا کاروبار عبث ہے۔

احمدی اور صحابہ کرام

پس احمدی گروہ ایک مجاہد گروہ ہے۔ جو بذریعہ قلم جہاد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور جس طرح مجاہدین کو قاعدین پر درجہ ہے اسی طرح پر اگر ایک احمدی حق جہاد ادا کرتا ہے وہ درجہ میں دوسروں پر فائق ہو اور اس کا علم اللہ کو ہے دعوےٰ کرنا تکبر ہوتا ہے۔ پس کل دنیائے اسلام کا فرض ہے کہ ہماری اس کام میں امداد کرے اور جو اہل دل ہیں وہ اس مجاہد گروہ میں شامل ہو کر اس جہاد کبیر میں حصہ لیں اور ایسا کرنا بفحوائے ارشاد قرآن کریم ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف الخ واولئک ھم المفلحون ہر کلمہ گو کا فرض ہے [illegible]

عمل کیا اور صحابہ کرام نے بلکہ اپنی زندگیوں کو اس کام میں لگا دیا۔ پہلے پہل مکہ میں ۱۳ سال تک دشمنان دین سے ماریں کھائیں اور صبر کیا کلمہ حق کہتے رہے۔ اس کے لئے گھر بار چھوڑ کر ہجرت فرما کر حبشہ میں چلے گئے۔ اور حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اور طائف میں طرح طرح کی اذیتیں اور ذلتیں برداشت کیں۔ رات دن تبلیغ و اشاعت اسلام میں لگے رہتے تھے۔ کوئی موقع کوئی مجمع نہیں ہوتا تھا۔ کہ وہ حاملین حق و اشاعت دین کا ہاتھ سے جانے دیتے۔ اور اس طرح انہوں نے اصل ارشاد قرآنی کی تعمیل کی اور ہمارے لئے نمونہ قائم کیا۔ جس پر آج ہم چل کر دنیا کو اس نور سے منور کر سکتے ہیں۔ پھر اپنے مال و جان ملک و وطن ہی کو اس راہ میں نہیں لگا دیا بلکہ جب ہجرت کر کے اور اپنے عزیز و اقربا کو چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے اور جب وہاں بھی دشمنان دین نے پیچھا نہ چھوڑا تو اپنے دین کی حفاظت کے لئے تا یہ دنیا میں قائم رہے تلوار سے اور جسمانی طاقت سے بھی اس کے لئے جہاد کیا۔ احمدی اور محمدی جمالی اور جلالی دونوں رنگ میں حفاظت و اشاعت اسلام کی۔ اور اس طرح حقیقی طور پر مجاہدین اسلام بن گئے۔ اور یہ وہ درجہ ہے جو قیامت تک کسی کو مل نہیں سکتا۔ اور صحابہ کرام کو کل آنیوالی امت محمدیہ میں فضیلت عطا کرتا ہے۔ جس کا ذکر خود حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ میں تو اس گروہ صحابہ کی کفش برداری کو اپنے لئے فخر کا موجب سمجھتا ہوں کیونکہ جو فضیلت ان کو حضور محمدؐ کی صحبت سے ملی وہ آئندہ کسی مسلمان کو نہیں مل سکتی۔

سابقون الاولون کا عملی نمونہ

الغرض مولانا ولی محمد صاحب کو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ آیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں موجود ہی نہ تھی بلکہ سب سے بڑھ کر عملی نمونہ سابقون الاولون کے گروہ نے ہی اس پر چلنے کا دکھایا ہے وہ سارے کے سارے ہی اس پر عامل تھے۔ اور جب تک مسلمانوں کا اس پر عمل رہا ترقی کرتے رہے۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ پہلی صدی ہجری میں جو اسلام نے ترقی کی اگر یہی رفتار ایک دو صدیاں اور جاری رہتی تو آج دنیا میں کوئی غیر مسلم نظر نہ آتا۔ جب مسلمانوں نے اس آیت کی فرمانبرداری سے غفلت اختیار کی اور بادشاہت اختیار کی اور مسلمان عیش و عشرت میں مصروف ہو گئے اور دین میں تبلیغ کی بجائے ملانوں کی تکفیر کا زور ہونے لگا اور بادشاہوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور پولٹیکل مقاصد کے حصول کے لئے علمائے دین نے جھوٹے سچے فتوے دیکر قوم کو بدعات اور فسق وغیرہ میں گرفتار کر دیا تو قومی رنگ میں اشاعت و تبلیغ کا کام اور اس آیہ کریمہ کی تعمیل رک گئی اور اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے ماتحت پھر بعض ایسے لوگوں کو کھڑا کرتا رہا جو آجکل ہماری اصطلاح میں اولیاء کرام اور اقطاب کہلاتے ہیں اور جن میں وہ کل گروہ شامل ہے جس کا ذکر قاری کشمیری صاحب نے اپنے مضمون مندرجہ "انقلاب" مورخہ ۲۷ جولائی زیر عنوان "رسم تکفیر" فرمایا ہے اور جن میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ۔ حضرت امام مالکؒ۔ حضرت امام احمد حنبل صاحبؒ حضرت امام بخاری صاحبؒ۔ حضرت معین الدین چشتی صاحبؒ۔ حضرت عبدالقادر جیلانی صاحبؒ۔ حضرت امام غزالی صاحبؒ سے لیکر حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ۔ اور حضرت مولانا اسمٰعیل شہید صاحبؒ تک کے لوگ شامل ہیں۔ یہ لوگ انفرادی طور پر تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ اور اپنے نمونے اپنے مریدین میں چھوڑتے رہے تاکہ وہ بھی تبلیغ اسلام کا کام کریں۔ اور اس کے ذریعے کروڑوں انسان بت پرستی کی لعنت سے نکل کر توحید کے حلقہ بگوش ہوتے رہے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ نے حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے ایسی ہستیاں پیدا نہ کرتا تو یہ جو کروڑ ہا مسلمان آج نظر آ رہے ہیں۔ پائے نہ جاتے۔ خاصکر ہندوستان میں اور جس طرح اب مسلمانوں کی سلطنت یہاں سے اڑ گئی تھی۔ اگر یہ حضرات خواجہ معین الدین چشتیؒ۔ حضرت بابا فرید شکر گنجؒ۔ حضرت نظام الدین اولیاؒ وغیرہ علیہم السلام کی پاک ہستیوں کی وجہ سے نہ ہوتا تو جو چند مسلمان یہاں ہوتے وہ سپین کی طرح ہندوستان سے نکال دیئے جاتے۔ اور جو خوابیں برادران وطن کو سپین کی آ رہی ہیں حقیقی رنگ میں پوری ہو جاتیں۔ پس آج بھی مسلمانوں کی ترقی کا سہرا ان بزرگوں کے سر پر ہی ہے جنہوں نے آیہ ولتکن منکم امۃ کے ارشاد خداوندی کی تعمیل میں اپنے جان و مال کو تبلیغ اسلام میں لگا دیا۔ اور آج مقبروں میں سوئے ہوئے ہیں اور اس زمانہ کے بدقسمت مسلمان بجائے ان کے نقش قدم پر چلنے ان کی قبروں کی پوجا کرتے اور شرک میں گرفتار ہو رہے ہیں۔

جماعتی رنگ میں تبلیغ

الغرض حضرت صحابہ کرام نے اور ان کے بعد ان کل اولیاء نے اس آیہ کریمہ کی تعمیل ہو حفاظت و اشاعت کا کام کیا۔ اور جب مسلمانوں کے علماء [illegible]

اور صحیفا اس سے غافل ہوگئے - تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیم کے مطابق اس صدی کے سر پر ایک مجدد کو جس کا وعدہ احادیث صحیحہ میں تھا اور جسکو مہدی اور مسیح کے لقب سے پکارا گیا تھا کھڑا کیا - اور اس نے چونکہ دشمنوں اور جماعت کے رنگ میں اسلام پر حملہ ہو رہا تھا اللہ کے حکم سے ایک جماعت قائم کی تا وہ اس کمی کو پورا کرے جو مسلمانوں میں اس آیہ کریمہ کی تعمیل میں غفلت سے پیدا ہو چکی تھی - چنانچہ وہ قوم اپنے عمل سے ثابت کر رہی ہے کہ وہی آج دنیا میں اشاعت و حفاظت اسلام کرنے والی قوم ہے - آج اس کی دیکھا دیکھی سینکڑوں انجمنیں بنیں اور اس کام کو کریں لیکن اس کل کامیابی کا سہرا اسی کے سر پر ہے - جو اس تحریک میں سابقون الاولون ہے

جماعت احمدیہ کا مقصد

بالآخر میں پھر عرض کرونگا کہ جماعت احمدیہ ایک مجاہد گروہ مسلمین ہے - جو آیات کریمہ جاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم اور ولتکن منکم امۃ کے ارشادات خداوندی کے ماتحت قائم کی گئی ہے اس کا مقصد محض حفاظت و اشاعت اسلام ہے اور یہ کوئی فرقہ نہیں - ہے کیونکہ یہ جماعت ہر کلمہ گو کو مسلمان کہتی ہے اور خدمت اسلام و المسلمین کو اپنا فرض سمجھتی ہے - اس کی تائید ہر ایسی تحریک کے ساتھ ہے جو مسلمانوں کی بہبودی کے لئے ہو - ہاں حفاظت و اشاعت اسلام اس کا اصل کام ہے - اس کے سوا دوسرے کاموں میں یہ اپنا وقت زیادہ نہیں لگا سکتی - اور اس کام کو اور سب کاموں پر ترجیح دینا اپنا فرض سمجھتی ہے -

مراسلات

قادیانی ذہنیت

پیر پرستی انسان کو عقل و خرد سے جیسا جواب دیتی ہے اس کی مثال دیکھنی ہو تو اخبار الفضل کی غلامانہ ذہنیت دیکھ لینی کافی ہے - ۱۱ اگست ۳۶ء کے اخبار میں بعنوان "مولوی محمد علی صاحب اور خاتم النبیین کے معنے" ریویو آف ریلیجنز جلد پنجم کا ایک نامکمل حوالہ دے کر بغلیں بجانی شروع کر دی ہیں کہ گویا یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت امیر بھی ان کے ہمخیال تھے - لیکن میں ساری عبارت نقل کرکے اہل خرد محمودیوں سے التجا کرتا ہوں کہ وہ خود ہی انصاف سے بتائیں کہ آیا اس ساری عبارت سے ایسی نبوت کا اجرا ثابت ہوتا ہے جسکے نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے یا اس بروزی نبوت کا اجرا جس کا حضرت مسیح موعود کو دعوےٰ تھا اور جسے جماعت لاہور ہمیشہ سے تسلیم کرتی ہے - اصل ساری عبارت یہ ہے:-

> "سوم - یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے - اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آ سکتا جس کو نبوت بدون آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالےٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ ہی سے نور حاصل کرتے ہیں ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا - کیونکہ وہ گویا اسی وجود مطہر اور مقدس کا عکس ہیں مگر عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کے بعد حضرت عیسےٰ جو آپ سے چھ سو برس پہلے نبی ہو چکے تھے دوبارہ آئیں گے جس سے ختم نبوت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے - ایسا ہی یہ سلسلہ اس امت کو خیر الامم کہتا ہے - اور اس لیے اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ اس کے مصلح اسی میں سے پیدا نہ ہوں بلکہ باہر سے آئیں - کیونکہ جب اشرار اس امت میں ہوں تو اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت اس امت کے لئے ہو سکتی ہے کہ اخیار میں سے پیدا نہ ہوں بلکہ وہ باہر سے آئیں - آنحضرت صلعم کی ختم نبوت آپ کے کسی بروز کو آنے سے نہیں روکتی - البتہ آپ کے بعد شریعت کوئی نئی نہیں آ سکتی - (ریویو جلد پنجم صفحہ ۱۸۶)"

حضرت مسیح موعود کو جماعت لاہور بروزی نبی یعنی محدث مانتی ہے - جیسا کہ حضرت صاحب کا دعویٰ تھا - اس عبارت سے بھی بروزی نبوت ہی نکلتی ہے - نہ ایسی نبوت جس سے کلمہ گو بھی کافر بن جائیں -

پیر جماعت علی شاہ صاحب کا داخلہ کشمیر کیوں بند ہو

بعض اخبارات میں یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ گورنمنٹ کشمیر نے ناجائز طور پر پیر جماعت علی شاہ صاحب کا اخراج کیا ہے - اور بلا کسی معقول وجہ کے ان کا داخلہ کشمیر بند کر دیا ہے - حالانکہ یہ ان کی غلطی ہے جنہوں نے گورنمنٹ کشمیر پر ناجائز الزام لگایا ہے -

اصل واقعات یہ ہیں کہ جناب پیر صاحب مذکور کو پرانی عادت ہے کہ آپ ہمیشہ ایسی تقاریر کرتے ہیں جن سے امن عامہ میں خلل پڑے اور رعایا میں منافرت پیدا ہو - چنانچہ اس سے پیشتر بھی سابق مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب سرگباشی وجو بڑے درجہ کے فقیر نواز، رحم دل، اور با ضرر انسان تھے جنہوں نے پیر صاحب کو بھی فقیر سمجھ کر متعدد بار دان دیا ہے کے زمانہ میں انہیں حدود ریاست سے خارج کیا گیا تھا آخر چند شروط اور معافی سے وہ حکم منسوخ کیا گیا مگر دوبارہ آپ نے پھر ایسی حرکت کی اس لئے آپ کو ریاست سے نکلنے کا حکم دیا گیا - ورنہ موجودہ مہاراجہ بہادر اور حکام نہایت ہی امن پسند رعایا پرور اور بالانصاف واقع ہوئے ہیں ان کی غلط باتیں منسوب کرنا اور حکام ریاست کے خلاف غلط پروپیگنڈا کرانا غیر شریفانہ فعل ہے جس سے ریاست کے وقار کو نقصان پہنچنے کے بجائے لیے لوگوں کے اخلاق کو نقصان پہنچ رہا ہے -

(عبدالاحد - مولوی فاضل، نظام الدین - عبدالرحمٰن - اسمٰعیل تاجر سرینگر)

شریمتی ستیاوتی المعروف کنتل کماری

کی شدھی کی حقیقت اور آریہ سماج کا گمراہ کن پروپیگنڈا

ڈاکٹر ستیاوتی جو بظاہر ایک نہایت تعلیم یافتہ ہیتھن اور معزز عیسائی یا دیو سماجی خاتون ہیں ان کو ۲۹ جولائی کو سماج مندر میں اشدھ کر لیا گیا ہیں نے ہفتہ عشرہ ہوا ہوگا کہ اس معزز خاتون کی خدمت میں ایک پرائیویٹ مذہبی خط لکھا جو اس قابل نہ تھا کہ اس کو پبلک میں لایا جاتا - مگر آریہ سماج اپنی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر قسم کے پروپیگنڈا کو اپنے لیے جائز سمجھتی ہے - اس لئے اس نے میرے خط کو عام جلسہ میں ظاہر کر دیا ہے - بنابریں میں بھی مجبور ہوں کہ پبلک کو اصل واقعات سے اطلاع دیدوں - جن کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک قابل عیسائی عورت کسی نکتہ چیں سے آریہ سماجی سوسائٹی میں داخل ہونے والی ہے تو میں نے ان کو ایک پرائیویٹ انگریزی خط میں ذیل کے امور کی طرف توجہ دلائی -

(ا) کیا شریمتی ستیاوتی جی نے آریہ سماجی عقائد کو تسلیم کرنے سے پیشتر اسلامی لٹریچر کو بھی مطالعہ کیا ہے بالخصوص احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے شائع ہوا ہے -

(ب) اگر جواب اثبات میں ہو تو کیا از راہ نوازش مجھے اطلاع دینگی کہ آریہ دھرم کی کس خوبی کا شکار ہو کر سماجی زندگی کو اختیار کرنے والی ہیں جو اسلام کے اندر انہیں نظر نہیں آئی -

(ج) اگر جواب نفی میں ہو تو کیا وہ مہربانی سے مجھے بتلائینگی کہ ایک تعلیم یافتہ معزز خاتون کا یہ فعل عقلمندی پر مبنی ہو سکتا ہے کہ اسلامی تعلیم کا مطالعہ کئے بغیر وہ آریہ دھرم کو قبول کر لیں - جو بمقابلہ اسلام ہر پہلو سے ناقابل قبول مذہب ہے -

جیسا کہ مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ ہماری معزز اور قابل بہن نے سماجی عقائد قبول کرنے سے پیشتر مجھے کوئی خط لکھا ہے جو غالباً کسی سماجی بھائی کی مہربانی سے ابھی تک جب کہ شریمتی ستیاوتی جی سماجی بھی بنالی گئی ہیں مجھے نہیں ملا - میں آریہ سماج سے نہایت سچائی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ جس طرح پبلک جلسہ میں میرے متعلق سماج نے اعلان کیا ہے کہ باوجود اطلاع دینے کے میں سماج مندر میں نہیں گیا ہرگز ہرگز اس کو اس اعلان کرنے کی تکلیف گوارا نہ کرنی پڑتی -

میں آریہ سماج کی خدمت میں مودبانہ عرض کرتا ہوں کہ کم از کم بحیثیت ایک مذہبی جماعت ہونے کے اس کو پالیسی سے کام نکالنا چھوڑ دینا چاہیے - اگر ستیاوتی جی کا خط انہوں نے وقت پر مجھے نہیں پہنچایا تو اس کا کوئی حرج نہیں - ہم اب بھی ان سے سماجی خوبیوں کے متعلق دریافت کریں گے کیونکہ اسلام تو درحقیقت مہذب اور تعلیم یافتہ اصحاب کا مذہب ہے [illegible] کسی غیر متعصب اور سمجھدار مرد یا عورت کے سامنے اس کو پیش کیا جائے وہ یقیناً اس کو قبول کریگا اسی لیے سماج کو شریمتی ستیاوتی جی کے معاملہ میں بھی خاکسار کے ساتھ ویسا سلوک نہ کرنا چاہیئے جیسا کہ انہوں نے سوامی شردھانند جی کی منہ بولی بیٹی شریمتی شانتی دیوی صاحبہ کے معاملہ میں میرے ساتھ کیا اگر آریہ سماج کو اپنے اصول کی اشاعت کا حق حاصل ہے تو ہمیں اس حق سے وہ کیوں محروم کرنا چاہتی ہے -

ہاں اگر آریہ سماج کو یہ خوف ہو کہ ہر دو قابل عزت اور دھرمی دیویاں اسلام کی نذر نہ ہو جائیں تو میں اس کو تسلیم کر لیتا ہوں کہ یہ خوف ان کا بجا ہے - مگر معاملہ کو پوشیدہ رکھنے سے بھی وہ سچائی کو دبانے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے - ہماری طرف سے یہ پیشگوئی ہے آریہ سماج کو چاہیے کہ اسے اچھی طرح نوٹ کر لے -

شیخ عبدالحق مناظر اسلام دہلی

ایک اعلان

عقائد کے لحاظ سے حضور والا حق بجانب ہیں

میاں محمود احمد صاحب کے ایک مرید کا خط !!

بعالی خدمت حضرت مولانا امیر جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں بڑی غور اور تحقیق کے بعد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات کے مطالعہ اور احمدی جماعت کے مناظرات اور مباحثات سننے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا آپ کی طرف دعوی نبوت منسوب کرنا آپ کی ذات پر افترا ہے - آنجناب نے صرف مجددیت اور محدثیت کا دعوےٰ کیا تھا اس سے اوپر کچھ دعوےٰ نہیں کیا - میں نے اگرچہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے دست مبارک پر بیعت کی ہوئی ہے - مگر باوجود اس کے میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ حضور والا کے دست مبارک پر بھی بیعت کروں یا تجدید بیعت کروں - میں صاف صاف طور سے اس امر کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے اس اعتراف پر اپنے دستخط ثبت کرتا ہوں کہ عقائد کے لحاظ سے حضور والا حق بجانب ہیں - اور بالکل حضرت اقدس علیہ السلام کی صحیح اور صاف تعلیم کے موافق اشاعت کرتے ہیں - مگر میں حضرت بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی کے عقائد کو بھی غلط نہیں کہتا - کیونکہ آخر وہ بھی حضرت صاحب کے جگر گوشہ اور فرزند ہیں - زیادہ والسلام

اعلان ہذا کو اخبار میں شائع فرمایا جائے -

محمد یوسف احمدی دکاندار پتا درشہرہ - ۷ اگست ۳۶ء

قبول اسلام

پنڈت قادر بخش صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اچھوت قوموں میں جس محنت اور تندہی سے تبلیغ اسلام کا کام انجام دے رہے ہیں وہ ہر طرح سے لائق تحسین ہے - گزشتہ مہینے ان کے ذریعہ جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ان کی تفصیل حسب ذیل ہے -

	اسلامی نام	ہندو نام
(۱)	رحیم بخش	پیارے لال
(۲)	کرم بی بی	مساۃ نہتا
(۳)	مولا بخش	دولت رام
(۴)	آمنہ بیگم	رام پیاری
(۵)	رحمت بی بی	کوشلیا
(۶)	رحمت اللہ	ستیارام

یہ سب ایک ہی گھرانے کے لوگ ہیں - علاوہ ازیں محمود بوٹی بر دیگر بازی گروں کے مرتد ہو گئے تھے ان میں سے دو عورتیں ایک نمبردار کی ماں اور دوسری نمبردار کے بیٹے کی بہو واپس آ گئی ہیں اور باقی لوگ بھی عنقریب آنے والے ہیں -

نیز ۱۱ اگست کو پنڈت صاحب کی کوشش سے کرم چند سکنہ موضع نیل ضلع لاہور مع اپنے اہل و عیال کے مشرف باسلام ہوا - اللہ تعالےٰ سب نو مسلموں کو استقامت عطا فرمائے -

خبریں

— حیدر آباد دکن ۱۷ر اگست۔ نظام گرانٹیڈ سٹیٹ ریلوے کے ورکشاپ میں ہڑتال ہوگئی ہے۔ چار ہزار آدمیوں نے کام چھوڑ دیا ہے۔ یہ لوگ اجرتوں میں اضافہ کے خواہشمند ہیں۔

— بمبئی کے پارچہ بافی کے کاریگروں کی ہڑتال کے سلسلے میں جو مجلس مفاہمت منعقد ہوئی تھی وہ ناکام رہی۔

— خرطوم ۱۵ر اگست۔ سوڈان کے مشہور قبیلہ نویر نے برطانی چوکی پر حملہ کیا اور شدید نقصان کے بعد پسپا ہوئے۔

— آریہ اخبارات کی یہ خبر قطعاً غلط ہے کہ افغانستان میں نماز کے وقت مسجدوں میں باجہ بجتا ہے۔

— وائسرائے ہند کے جیپور تشریف لے جانے کے موقعہ پر ان کی خدمت میں ریاست کے مظلوم و ستم رسیدہ باشندوں نے ایک طویل محضر نامہ پیش کیا جس میں لکھا تھا کہ ریاست کی طرف سے رعایا پر نہایت ہولناک مظالم ہو رہے ہیں۔

— پاینر کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ ترکی اور عراق کے درمیان تار برقی کی لائن کا سلسلہ قایم ہوگیا ہے۔ اب عراق کے ہر برقی مرکز سے ترکی کے ہر برقی مرکز کو تار بھیجا جا سکتا ہے۔

— شملہ ۱۴ر اگست۔ حکومت پنجاب کو سرکاری طور پر اطلاع ملی ہے کہ برن کا پہاڑ پھٹ جانے کی جو اطلاع موصول ہوئی تھی وہ بے بنیاد تھی حقیقت یہ ہے کہ لیہ کے وزیر صاحب کو پاس کی پہاڑیوں میں آگ روشن نظر آئی جسے انہوں نے خطرے کا اعلان سمجھا۔

— عراق میں انگریز جنگی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے متعلق قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ سیاسی حلقوں میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔

— معزز ہمعصر مسلم آوٹ لک اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ اس وقت سرحد افغانستان پر چار لاکھ برطانی فوج جمع ہے۔ حکومت برطانیہ کا ارادہ ہے کہ شروع سنہ ۲۹ء میں روسی حکومت سے وسط ایشیا میں جنگ کرے۔ اگر چین نے روس کی امداد کی تو فرانس بھی اپنی افواج انگریزوں کی امداد کے لئے ہندوستان بھجوائے گا۔ روس کے خلاف جنگی کارروائیوں کا مرکز وادی کشمیر کو بنایا جائے گا۔

— امساک باراں کی وجہ سے پنجاب میں قحط کی علامات رونما ہو رہی ہیں۔

— افغانستان میں جو پارلیمنٹ قایم ہونے والی ہے اس میں قریباً ۵۰۰ نمائندے لئے جائیں گے۔

— افواہ ہے کہ سر ولیم برڈووڈ کمانڈر انچیف کے جانشین سر کلاڈ جیکب ہوں گے۔

— یوگو سلافیہ میں خانہ جنگی شروع ہوگئی ہے۔ تفصیلات ابھی تک موصول نہیں ہوئیں۔

— آج کل دہلی کے بڑے بڑے سوداگروں کو ڈاکوؤں کے گمنام خطوط موصول ہو رہے ہیں۔

— مراکو میں کوئلہ کی ایک نئی عظیم الشان کان دریافت ہوئی ہے

— پونا میں شیواجی کے جلوس کے موقع پر ہندو لیڈروں نے نہایت آتش بار تقریریں کیں۔

— برطانیہ ایک عجیب و غریب ہوائی جہاز تیار کر رہا ہے۔ جو پچاس لاکھ مکعب فٹ ہے اس جہاز میں ایک سو آدمی بآسانی سفر کر سکیں گے۔

— چینی مدارس میں فوجی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔

— امیر عبداللہ نے مسیحی مبلغوں کو شرق اردن سے باہر چلے جانے کا حکم صادر فرمایا ہے۔

— فلسطین کے ایک اخبار نے تجویز پیش کی ہے کہ لارڈ پلومر کے بعد لارڈ ہیڈلے کو فلسطین کا گورنر مقرر کیا جائے۔

— پنجاب کی طرح یو۔پی میں بھی بارش کی بیحد قلت ہے۔

— پونہ ۱۶ر اگست۔ آل انڈیا سودیشی صنعتی نمائش کا افتتاح ۲۶ر اگست کو آنریبل جی۔ بی پرادھن وزیر تعلیمات کریں گے

— جنیوا ۱۴ر اگست۔ جاپان نے افیون کے متعلق بین الاقوامی قانون کی تصدیق کر دی۔ جو عنقریب نفاذ پذیر ہوگا۔

— ترکی میں خواتین کی ایک جدید انجمن قایم ہوئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کے لباس میں غیر ضروری اور فضول نمائش کے خلاف جد و جہد کرے۔

دس روپے کا انعام

آخری نبی نمبر کے بہترین مضمون کے لئے

ہمارے ایک کرمفرما جناب ڈاکٹر برکت علی صاحب نے سہارنپور سے دس روپے اس غرض سے ارسال فرمائے ہیں کہ ایک فونٹن پن خرید کر اس صاحب کی نذر کیا جائے جن کا مضمون "پیغام صلح کے آخری نبی نمبر" میں سب سے اول رہے۔

ہم ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس انعام کا اعلان کرتے ہیں جن کا مضمون سب سے اول رہیگا ان کی خدمت میں ڈاکٹر صاحب کا یہ عطیہ پیش کر دیا جائیگا۔ مضمون کا فیصلہ آخری نبی نمبر کی اشاعت کے بعد ایک مجلس کریگی۔

عید میلاد کا بہترین تحفہ
اخبار پیغام صلح کا "آخری نبی نمبر"
تمام برادران اسلام کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ عید میلاد النبی کی مبارک مقدس
تقریب پر ہندوستان کے مشہور و باا‌ثر سہ روزہ تبلیغی و اصلاحی اخبار "پیغام صلح" کا
ایک خاص نمبر "آخری نبی نمبر" کے نام سے شایع ہو رہا ہے اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی سیرت مبارک پر مسلم و غیر مسلم اصحاب کے بہترین اور مدلل مضامین و دلکش
نظمیں ہونگی اس کی ضخامت غیر معمولی ہوگی۔ اسکی لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ ہوگا
اس کا ٹائٹل پیج نہایت دلفریب اور نفیس ہوگا غرضکہ یہ نمبر تمام ظاہری باطنی
خوبیوں کا ایک جاذب نظر اور پسندیدہ مجموعہ ہوگا۔ اور اس سے محروم رہنا بدقسمتی ہے
تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس نمبر کو خود خریدیں اور دوسروں کو خریدنے پر
آمادہ کریں۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو تحفہ میں بھیجیں۔ غریب مسلمانوں اور غیر مسلموں
میں بکثرت تقسیم کریں کیونکہ یہ تبلیغ و اصلاح کا موثر ذریعہ ہے۔ قیمت معہ محصولڈاک
صرف ۲۔ دس پرچوں سے زیادہ خریدنے والوں اور ایجنٹوں سے دس روپیہ
فی سینکڑہ علاوہ محصول قیمت آرڈر کے ساتھ بھیجیں یہ نمبر تقریباً پندرہ ہزار چھپے گا۔
مشتہرین کیلئے نادر موقعہ ہے۔ جلد نرخنامہ منگائیے
(مینیجر پیغام صلح لاہور)

بچوں کو موٹا تازہ تندرست طاقتور بنانے
اور اُن کی ہر ایک بیماری
جیسے بخار، کھانسی، بدہضمی، دودھ ڈالنا، دست ہونا وغیرہ کو دور کرنے کیلئے
حکیم تلسی پرشاد اگروال علیگڑھ کی گورنمنٹ سے رجسٹری شدہ
بال جیون گھٹی رجسٹرڈ
ایک مشہور و معروف امرت صفت دوا ہے میٹھا ہونے سے بچے اس کو خوش ہو کر پی لیتے ہیں
سب جگہہ بازاروں میں سوداگروں کے یہاں سے خریدو
الشتہر مینیجر بال جیون کاریالیہ علی گڑھ شہر (یو۔پی)

سب اشیاء کی یکجائی قیمت صرف چھ روپیہ آٹھ آنہ
ملنے کا پتہ: ٹریڈ ہاؤس اجمیری گیٹ دہلی

امرت دھارا صابن
ٹائیلٹ اور میڈیسنل دونوں کام دیتا ہے!
چھوٹے بچوں کو گرمیوں میں یا میٹھا وغیرہ بہت کھانے سے پھوڑا پھنسی پتی نکلتی رہتی ہے
اگر آپ
امرت دھارا سوپ
سے ان کو نہلا دیا کرینگے۔ تو بچے ان امراض سے محفوظ رہینگے۔ اور اگر پھوڑا پھنسی نکلی ہوگی تو دور ہوجاوے گی۔
قیمت ۱۴ فی بکس۔ نمونہ ایک ٹکیہ ۵
تمام بڑے دوکانداروں سے مل سکتا ہے۔ یا سیدھے امرت دھارا لاہور سے منگوا دیں
المشتہر

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"
رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۸

آخری نبی نمبر

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

اخبار پیغام صلح

ایڈیٹر دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد انعام الحق

ہر شنبہ و جمعہ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

جلد (۱۶) نمبر (۵۶)

لاہور یوم بدھ مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۲۸ء

فہرست مضامین

ا حصۂ اوّل۔ ختم نبوت کے اصولی پہلو — نمبر صفحہ

(۱) ختم نبوت اور تکمیل اخلاق۔ حضرت امیر جناب مولینا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ — ۳

(۲) ختم نبوت اور اتحاد نسل انسانی۔ خاتم النبیین صلعم ساکن نقطہ نگاہ سے۔ جناب مولینا مولوی صدرالدین صاحب بی اے بی ٹی — ۴

(۳) ختم نبوت اور تکمیل ہدایت۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم — ۶

(۴) ختم نبوت اور ارتقائے نسل انسانی۔ جناب سید محمد عبد الحمید صاحب پنشنر جج کپور تھلہ — ۸

(۵) ختم نبوت اور بابی مذہب۔ حضرت امیر جناب مولینا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ — ۱۱

ب حصۂ دوم۔ محاسن و اخلاق نبوی:۔

(۱) خاتم النبیین کی امتیازی خصوصیات مصلحین عالم میں۔ حضرت امیر مولینا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ — ۱۲

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ۔ اور ہماری قومی ضروریات۔ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس — ۱۴

(۳) رحمۃ للعالمین کے چند کارنامے۔ جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پنشنر جھنگ — ۱۵

باقی فہرست ٹائٹل صفحہ نمبر ۳ پر ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آخری نبی نمبر

پیغام صلح

جلد ۱۶ || ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ سنہ ہجری المقدس || نمبر ۵۷

ختم نبوّت اور تکمیل اخلاق

(حضرت امیر جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ)

ختم نبوّت کے دو ضروری پہلو

انسان کی رُوحانی تربیت یا نفس انسانی کا تزکیہ جو نبوّت کی غرض و غایت ہے دو طرح پر ہوتی ہے! اول اس ہدایت کے ذریعہ سے جو نبی لاتا ہے اور دوسرے اس تعلیم کا عملی نمونہ دکھا کر جو نبی اپنی ذات میں پیش کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ انسانوں کے لئے انسان ہی روحانی معلم ہو سکتا ہے۔ فرشتہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فرشتہ انسانوں کو نمونہ کا کام نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اگر خدا کا جسم اختیار کرنا کوئی حقیقت بھی رکھتا تو بھی انسانوں کے رہنماؤں کے لئے اس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ کیونکہ وہ نمونہ کا کام نہیں دے سکتا تھا۔ پس جس طرح نبوّت کے یہ دو پہلو ہیں۔ ایک تعلیم اور ایک نمونہ اسی طرح ختم نبوّت کے لئے یہ لازمی ہے کہ ایسا شخص نہ صرف تعلیم کامل لائے جو ہر قوم اور ہر زمانہ کی ضروریات کو پورا کرنے والی ہو اور یوں اس کے ذریعہ سے تکمیل ہدایت ہو بلکہ اس کے ساتھ ہی وہ اپنی ذات میں اس کامل تعلیم کا کامل نمونہ بھی پیش کرے اور اس کے ذریعہ سے تکمیل اخلاق ہو۔ اسی بنا پر مسلمان حضرت محمد مصطفےٰ صلعم میں ختم نبوت کے قائل ہیں یعنی ایک طرف قرآن کریم میں ایک کامل تعلیم آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے دنیا کو دے دی گئی۔ اور دوسرے آپ کی ذات بابرکات میں اخلاق کا ایک کامل نمونہ نسل انسانی کو دیدیا گیا۔ اور جب یہ دونوں ضرورتیں ہمیشہ کے لئے پوری کر دی گئیں تو آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت بھی نہ رہی پس ختم نبوت کی بنیاد کسی خوش عقیدگی پر نہیں۔ بلکہ یہ ایک علمی مسئلہ ہے۔ اس مضمون کا تعلق صرف دوسرے حصہ سے ہے۔

کمال اخلاق کیلئے دو باتوں کی ضرورت

قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کے کمال اخلاق کا ذکر نہایت ابتدائی وحی میں پایا جاتا ہے جیسا کہ سورہ القلم میں فرمایا۔ انک لعلیٰ خلق عظیم آپ عظیم الشان اخلاق پر قائم ہیں۔ اور سورہ النجم میں فرمایا۔ فاستوی و ھو بالافق الاعلیٰ آپ اعتدال پر قائم ہیں اس حالت میں کہ اخلاق کے انتہائی مقامات کو بھی پہنچ گئے ہیں۔ اور حدیث میں ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں مبعوث ہوا ہوں کہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق کو کمال کو پہنچاؤں کمال اخلاق کے لئے دو باتوں کی ضرورت تھی اور انہی دو کی آپ کی ذات میں پائے جانے کا ذکر قرآن کریم کی ان آیات میں ہے یعنی ایک یہ کہ آپ کی ذات میں ہر قسم کے اخلاق ظاہر ہوں اور کوئی پہلو اخلاق کا ایسا نہ ہو جو آپ میں ظاہر نہ ہو۔ اور دوسرے یہ کہ ہر ایک خلق اپنے کمال میں آپ کی ذات میں ظاہر ہو اور کوئی نقص اس میں باقی نہ رہ جائے۔ اس کو میں مثال سے واضح کرتا ہوں۔ مثلاً ایک انسان انکساری اور فروتنی کے خلق کو تو ظاہر کرتا ہے مگر حالت کمال میں وہ خلق تب ہی اس کے اندر پایا جائے گا۔ جب وہ عاجزی اور بیکسی کی حالت سے نکل کر طاقت اور مرتبہ کو پائے۔ اگر اس کی زندگی ساری کی ساری غربت میں ہی گزری ہے تو انکساری کے خلق کا گو اظہار اس کے اندر ہوا مگر اس کے کمال کا اظہار نہیں ہوا کیونکہ اس کی زندگی میں وہ حالت ہی نہیں آئی جب انکسار اور فروتنی کو انسان بھول جاتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

تواضع ز گردن فرازاں نکوست ٭ گدا گر تواضع کند خوئے اوست

اسی طرح سخاوت کا خلق ہے۔ ایک شخص ہمیشہ غربت کی حالت میں رہتا ہے کہ اس کے پاس روپیہ پیسہ ہوتا ہی نہیں وہ بھی سخاوت کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن جب تک اس پر وہ وقت نہ آئے کہ دولت اس کے قدموں پر نثار ہو رہی ہو۔ اور وہ سارے سامان جمع ہو گئے ہوں جو انسان کو بے اختیار دولت کی محبت کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں اس وقت تک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے سخاوت کے خلق کو کامل رنگ میں دکھایا ہے۔ یا مثلاً ایک انسان عفو کا نمونہ اس حالت میں دکھاتا ہے جب اس کے پاس طاقت نہیں کہ وہ اپنے دکھ پہنچانے والے سے بدلہ بھی لے سکے تو گو یہ تو ضرور ہے کہ خلق عفو اس میں ظاہر ہوا مگر کمال اس خلق کا تب ہی اس میں مانا جائے گا جب بے کسی کی حالت میں دکھ اٹھا کر وہ ایسا وقت بھی پاتا ہے کہ اس کو دکھ دینے والے خود ایک عاجزانہ حالت میں اس کے سامنے آتے ہیں۔ مگر ہر قسم کی طاقت پا کر پھر بھی وہ عفو سے کام لیتا ہے۔ پس کمال اخلاق کے لئے دو باتیں ضروری ہیں اول یہ کہ انسان کو ہر قسم کے اخلاق کے ظاہر کرنے کا موقع اپنی زندگی میں ملا ہو۔ دوسرے یہ کہ اس نے ان اخلاق کا اظہار ایسے موقعوں پر کیا جب حالات اس خلق کے ظاہر ہونے کے کلیۃً مخالف تھے۔ اور یوں بھی بسا اوقات ہوتا ہے کہ ایک انسان ایک خلق کو کمال کو پہنچاتا ہوا یہاں تک لے جاتا ہے کہ دوسری قسم کے اخلاق سے وہ عاری ہو جاتا ہے۔ مثلاً فروتنی اور انکساری کے اخلاق میں یہاں تک حد کو پہنچ جائے کہ شجاعت کا خلق ہی اس کے اندر سے مفقود ہو جائے یا رحم کے خلق میں اس قدر حد سے بڑھے کہ انصاف ہی کرنے کے قابل نہ رہے تو ان تمام خلقوں کو بے کار [illegible] ھو بالافق الاعلیٰ آپ حالت اعتدال پر بھی ہیں۔ اور پھر افق اعلیٰ پر بھی ہیں۔ تمام اخلاق کا ظہور بھی۔ آپ سے ہوا اور ہر ایک خلق اپنے کمال میں بھی ظاہر ہوا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب اخلاق کے اس مرتبہ کو ایک انسان پہنچ جائے تو پھر اس کے بعد کسی اور نمونہ اخلاق کا تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسا آفتاب کی روشنی سے انسان آنکھیں بند کر کے اور کسی اور روشنی کو تلاش کرے۔

آنحضرت صلعم کی ذات میں تمام اخلاق کا ظہور

آنحضرت صلعم کی ذات میں تمام قسم کے اخلاق کا ظہور ایک ایسا امر ہے جس سے ایک دشمن کو بھی انکار نہیں۔ کیونکہ تمام قسم کے اخلاق کا ظاہر ہونا اس بات پر منحصر ہے کہ ایسے انسان کو ہر قسم کے حالات میں سے گزرنے کا موقع بھی ملا ہو سو آنحضرت صلعم کے متعلق ایک دشمن تاریخ نویس بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ جس قسم کے متفرق حالات میں سے آپ ہو گزرے اس کی نظیر کسی دوسرے انسان کی زندگی میں نہیں پائی جاتی۔ آپ یتیم پیدا ہوئے ہیں والدہ کا بھی انتقال چھ سال کی عمر میں ہو جاتا ہے اور یوں یتیم کے کمال کو پہنچ جاتے ہیں۔ پھر عین جوانی میں جو جذبات کے ہیجان کا وقت ہوتا ہے۔ ایک دولتمند بیوہ اپنا مال آپ کے سپرد کرتی ہے دوسرے لوگ بھی اپنی امانتیں آپ کے سپرد کرتے ہیں اور اسی زمانہ میں الامین کا خطاب آپ کو ساری قوم کی طرف سے ملتا ہے۔ ساری قوم میں آپ کی عزت ہے۔ پھر آپ دعویٰ نبوت کرتے ہیں۔ اور ساری قوم یکایک آپ کی دشمن ہو جاتی ہے۔ کس مپرسی کی حالت کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ چاروں طرف سے دکھ دیا جاتا ہے۔ عزت و احترام تحقیر و استہزا سے بدل جاتا ہے۔ پھر بے کسی کے کمال کا نقشہ ہجرت میں نظر آتا ہے۔ جب اکیلے صرف ایک دوست کے ساتھ غار میں چھپے ہوئے ہیں اور دشمن سر پر منڈلا رہے ہیں۔ پھر مدینہ میں آپ کو جاں نثار ملتے ہیں۔ اور دوسری طرف یہودی اور مشرکین بھی آپ کو اپنا حاکم مان لیتے ہیں۔ پھر لڑائیوں کا زمانہ آتا ہے اور چاروں طرف سے تمام عرب تلواریں لے کر آپ کی بیخکنی کے درپے ہو جاتا ہے۔ پھر آپ ان دشمنوں پر غالب آتے اور بادشاہ بن جاتے ہیں بیکسی کی انتہائی حالت طاقت کی انتہائی حالت سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ پھر مدینہ میں آپ کو کتنی حیثیتیں حاصل ہیں۔ آپ بادشاہ بھی ہیں اور لڑائیوں میں خود حصہ لیکر جرنیل کا کام بھی سرانجام دیتے ہیں۔ اور اس سے بھی اور نیچے اتر کر سپاہی کا کام بھی کرتے ہیں۔ جرنیلی اور سپاہیانہ حیثیت کے ساتھ نمازوں کی امامت بھی آپ کراتے ہیں۔ واعظ بھی ہیں۔ پھر قوم کے لئے قانون بھی آپ بناتے ہیں اور ان قوانین کا نفاذ بھی خود فرماتے ہیں یعنی مقنن بھی ہیں اور جج یا قاضی بھی ہیں۔ تمام جھگڑوں کا فیصلہ بھی کرتے ہیں۔ قوم بنانے میں وہ کمال کہ ایسی جاں نثار قوم دنیا میں کون بنائے گا۔ غرض وہ مختلف حالتیں جن میں سے انسان کو ہو کر گذرنا پڑتا ہے ان سب سے آپ ہو گذرتے ہیں۔ اور وہ تمام موقعے جن پر انسان کو اپنے اخلاق کے اظہار کا موقعہ ملتا ہے۔ آپ پر آتے ہیں اور ان میں ہر ایک امتحان کے موقع پر آپ کا اعلیٰ خلق ظاہر ہوتا ہے۔

ہر خلق کا اظہار کامل رنگ میں

لیکن اس امر سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ آپ سے ہر ایک خلق کا اظہار کامل رنگ میں ہوتا ہے۔ آپ کے متعلق دشمنوں کو بھی یہ اعتراف ہے کہ جوانی کے ایام میں جب انسان کی تمام امنگیں اپنی ہی دنیوی ترقی کے لئے ہوتی ہیں آپ کو کوئی خواہش نہ تھی کہ دولت آپ کے پاس جمع ہو اور تجارت میں آپ محض اس لئے لگے کہ ابو طالب جو بچپن سے آپ کے کفیل رہے تھے۔ ان کی مالی حالت اچھی نہ تھی۔ پچیس سال تک مجردانہ زندگی تھی جس میں انسان کو اخراجات کی لمبی چوڑی حاجت نہیں ہوتی۔ جب آپ نکاح کرتے ہیں تو ایک نہایت دولتمند بیوہ سے اور جب وہ اپنا مال آپ کے سپرد کرتی ہے تو اس سارے مال کو غریبوں کی خبر گیری اور غلاموں کی آزادی پر خرچ کرتے ہیں پھر جب قریش دولت کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں تو آپ آنکھ اٹھا کر بھی اس کی طرف نہیں دیکھتے۔ آخر جب اللہ تعالیٰ آپ کو بادشاہ بنا دیتا ہے اور عرب کی ساری دولت آپ کے قدموں میں آ پڑتی ہے تو اس وقت بھی وہی فقیرانہ زندگی بسر کرتے ہیں جو دولت کے نہ ہونے کی صورت میں کرتے تھے دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں جنہوں نے بادشاہت کو چھوڑ کر فقیرانہ زندگی اختیار کی۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ کمال یہ نہیں کہ انسان بادشاہت کو چھوڑ کر فقیرانہ زندگی اختیار کرے۔ کیونکہ بادشاہت کو چھوڑنے سے اس کے لوازم بھی جاتے رہتے ہیں۔ بلکہ کمال یہ ہے کہ بادشاہ رہ کر جب اس کے اردگرد تمام بادشاہت کے لوازم موجود ہوں فقیرانہ زندگی اختیار کرے۔ اور یہ وہ کمال ہے جو آپ نے کر دکھایا۔ بلکہ آپ کی اس صفت سے آپ کے صحابہ بھی اس قدر رنگین ہوئے کہ عظیم الشان بادشاہتوں کے چار یکے بعد دیگرے مالک حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم نے بھی بادشاہت اور فقر کو اپنی زندگیوں میں جمع کر کے دکھا دیا۔

کمال عفو کا اظہار

خلق عفو کو لو۔ تو کیا دوستوں کے معاملہ میں اور کیا دشمنوں کے معاملہ میں آپ سے اس خلق کا اظہار ایسے کامل رنگ میں ہوتا ہے کہ اس کی دوسری کوئی مثال تاریخ میں ہمیں نہیں ملتی۔ دوستوں کے معاملہ میں عفو کو لیجئے ساحد کے جنگ میں آپ کی فوج کے کچھ آدمی آپ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں جس سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فوج زغہ میں آ جاتی ہے۔ آپ کے بڑے بڑے پیارے اور عزیز صحابہ شہید ہو جاتے ہیں آپ کو خود زخم آتے ہیں جن سے بیہوش ہو کر گر جاتے ہیں۔ مگر ان لوگوں کے ساتھ جو اس ساری مصیبت کا موجب بنے۔ سلوک کیا ہوا۔ ان کا کورٹ مارشل نہیں ہوا۔ ان کو کوئی سزا نہیں دی گئی۔ ان کو ملامت تک بھی نہیں کی گئی۔ آئندہ کے لئے ان کو ذلیل کر کے نہیں رکھا گیا۔ بلکہ حکم ہوتا ہے فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر۔ ان سے معافی اور درگذر بھی ہے۔ ان کی آئندہ بہتری کے لئے دعا بھی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ مجلس شوریٰ کے ممبر بھی ہیں۔ نہ سزا ہے نہ چشم نمائی ہے نہ تذلیل ہے۔ سختی کی ضرورت کے موقعہ پر اظہار عفو وہ کامل نمونہ عفو کا ہے۔ جس پر فرمایا فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم۔ آپ کی یہ لینت گویا اللہ تعالیٰ کی مجسم رحمت ہے۔ دشمنوں سے عفو کی مثال فتح مکہ سے بڑھ کر دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔ جن لوگوں کے ہاتھ سے لگاتار بیس سال دکھ اٹھائے۔ جنہوں نے دکھ ہی نہیں دیا بلکہ گھروں سے بھی نکالا۔ اس پر بھی صبر نہیں کیا۔ بلکہ تلوار لے کر نیست و نابود کرنے پر تلے رہے۔ خود رسول اللہ صلعم کو قتل کرنے کے سخت سے سخت منصوبے کئے۔ بیگناہوں کے خون کئے۔ اور ایک دو دن نہیں بلکہ لگاتار بیس سال اس خطرناک معاندت کا ثبوت دیا جو بہت کم دنیا میں ہوتی ہے کیونکہ یہ دشمنی بلا وجہ تھی، لیکن آخر جب وہی دشمن مغلوب ہوتے ہیں اور ملزم ہو کر سامنے آتے ہیں تو کوئی گرفت نہیں کوئی سزا نہیں۔ یہاں تک کہ ان کے ان قبیح افعال پر ملامت تک نہیں

ہیں ان کے تمام اعمال پر شیریں عفو پھیر دینا یہ دشمنوں کے معاملہ میں کمال عفو کا اظہار ہے جس کی نظیر کسی دوسرے نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتی

ایک ہی وقت میں متضاد اخلاق کا ظہور

پھر وہ اخلاق جو دنیا میں ایک دوسرے کے متضاد نظر آتے ہیں وہ سب آپ کے اندر جمع ہیں۔ فروتنی اور انکسار کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی شجاعت کا اظہار بھی ہے کس قدر شجاعت ہے کہ فوج دشمن کے سامنے سے بھاگ رہی ہے اور آپ دشمن کی طرف جا رہے ہیں۔ رحم اس قدر ہے کہ عین اس حالت میں جب دشمن سخت نقصان پہنچاتا ہے تو آپ لہولہان ہو رہے ہیں آپ کے عزیز قتل ہو چکے ہیں تو اس وقت بھی دعا یہی نکلتی ہے کہ اے خدا تو ان دشمنوں کو سیدھی راہ پر لا۔ کیونکہ وہ جانتے نہیں۔ انصاف کی یہ حالت ہے کہ جب ایک یہودی میں جو سخت دشمن اسلام قوم ہے اور ایک مسلمان میں جو اس وقت اپنی جانیں آپ پر فدا کر رہے ہیں۔ جھگڑا ہوتا ہے تو فیصلہ مسلمان کے خلاف اور یہودی کے حق میں دیتے ہیں۔ طاقت اس قدر کہ ایک وقت میں دس بیویاں بھی آپ کے گھر میں ہیں اور عفت اس قدر کہ ایک گرم ملک میں تجرد کی حالت میں پچیس سال گذار دیئے ہیں۔ اور سخت سے سخت دشمن ایک حرف آپ کے خلاف نہیں کہہ سکتا۔ پھر مقام غور ہے ایک ہی وقت میں فوج کے جرنیل بھی اور نماز کے امام اور معلم روحانی بھی۔ دنیا میں اس کی نظیر بھی کوئی نہیں مل سکتی کہ وہی شخص جو ایک طرف فوج کو دشمن کے مقابلہ پر صف آرا کر رہا ہے۔ دوسری طرف اسی وقت اور اسی حالت میں انہی لوگوں کو سلوک کے منازل اور قرب کے روحانی مراتب بھی طے کرا رہا ہے۔ خدا پر توکل اس قدر ہے کہ چاروں طرف دشمنوں کے ہوتے ہوئے ایک لمحہ کے لئے اپنی حفاظت کی فکر نہیں اور احتیاط اس قدر کہ آٹھ دن کے رستے پر بھی دشمن کی حرکت کی خبر ملے تو اس کی سرکوبی کے لئے مہم روانہ فرماتے ہیں۔ تقرب الی اللہ کا یہ شوق کہ ساری ساری رات خدا کے حضور کھڑے گذار دیتے ہیں۔ اور مخلوق خدا کی خدمت کا یہ جوش کہ ایک بڑھیا کا سودا بازار سے خرید کر لا دیتے ہیں۔ ان امور کو شمار میں لانا اور بالخصوص ایک اخبار کے مضمون میں مشکل ہے جو شخص چاہے آپ کی زندگی کے واقعات کا مطالعہ کرے اور دیکھ لے کہ کس طرح پر آپ نے تمام اخلاق کو اپنے کمال میں اپنے اندر جمع کیا ہے۔ اس لئے آپ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ٭

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد

ختم نبوت اور اتحاد نسل انسانی

خاتم النبیین صلعم سائنٹیفک نقطۂ نگاہ سے

(جناب مولوی صدرالدین صاحب بی اے بی ٹی)

وحدت نسل انسانی کا انحصار توحید پر

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے توحید باری تعالیٰ پر بڑا زور دیا ہے۔ اور اسی قدر زور وحدت نسل انسانی پر دیا ہے۔ اور یہ سب سے بڑا کرم ہے جو سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان پر کیا ہے۔ وحدت نسل انسانی پیدا نہیں ہو سکتی جب تک انسانوں کو اس امر کا یقین نہ ہو جائے کہ اس تمام کائنات کا خالق و مالک ایک ہے اور اسی کے متحد تصرف میں اس کائنات کا انتظام ہے۔ اور اسی کی ربوبیت سا سے جہاں برادر ساری اقوام پر سایہ افگن ہے اور اس کی رحمت کے ابر بلا تفریق سب اقوام کے مائحتاج کے سامان مہیا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ بات لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے آپؐ نے ساری جدوجہد کی اور ساری عمر اس ایمان و ایقان پیدا کرنے میں صرف کر دی

صفات الٰہی کا جلوہ آنحضرت صلعم کی ذات میں

جہاں قرآن کریم کے ہر ایک صفحہ بلکہ ہر ایک آیت میں خدا کے اسماء حسنہ اس لئے آتے ہیں کہ انسان کی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کو خدا یاد رہے وہاں عملی رنگ میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر ہر لمحہ خدا کی یاد نظر آتی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر حرکت و سکنت میں اور ہر فعل میں خدا تعالیٰ کی صفات کا جلوہ اسی طرح سے نظر آتا ہے جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر قول میں مشاہدہ ہوتا ہے۔ حضورؐ نے کبھی کوئی کام بغیر خدا تعالیٰ کا نام لینے اور بغیر اس سے دعا مانگنے کے نہیں کیا۔ جیسا کہ ان کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے مجموعے شائع ہوئے ہیں اور اسی طرح کسی انسان سے کوئی سلوک نہیں کیا جس میں خدا تعالیٰ کی صفات کا جلوہ نمایاں طور پر نظر نہ آتا ہو۔ اپنے رشتہ دار اپنے دوست اپنے خدمتگار اپنی قوم بحیثیت مجموعی سب نے سب بادہ ہائے عرفان سے خوب سیر ہو سکے۔ ان میں سے ایک ایک عاشق ذات باری تعالیٰ ہو گیا۔ اور سب طرح سے محب محبوب الٰہی اور خادم مخلوقات بن گیا۔

رب العالمین کے مظہر اتم کی شان رحمۃ للعالمین!

یہ حال تو اپنی قوم کا ہے غیروں کا یہ عالم ہے کہ جب کسی قوم نے یا فرد نے خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم کا لطف عمیم دیکھا وہ حضور کے اخلاق کا اسیر ہو گیا۔ عیسائیوں۔ یہودیوں اور بت پرستوں نے جو رب العالمین کے مظہر اتم کے احسانات مشاہدہ کئے ہیں وہ تاریخ کے صفحات کو مزین کر چکے ہیں۔ اور اس امر کی گواہی پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں للہ ملک السموات والارض کی تلقین کی وہاں عملی رنگ میں اپنے کرم و لطف سے یہ ثابت کر دکھایا کہ جس طرح خدا تعالیٰ کا کرم اور احسان سب قوموں کے لئے برابر ہے اسی طرح سے اس کا مظہر اتم بھی رحمۃ للعالمین ہے۔

عرفان الٰہی کا انتہائی مقام آنحضرت کی ابتدائی منزل ہے

یہ بڑا مشکل مقام ہے اور انسان کے عرفان کا انتہائی نقطہ ہے۔ آنحضرت صلعم کے سوا یہ عرفان کسی بزرگ بلکہ کسی نبی کو بھی میسر نہیں آیا یہ عرفان تو قیامت کے دن اس وقت میسر آنے والا ہے جب انسان کی آنکھوں پر سے تمام قسم کے تعصبات اور جہالتہائے گوناگوں کے پردے اٹھا دیئے جائیں گے۔ اور تمام لوگ پکار اٹھیں گے کہ خدا تعالیٰ ایک ہے۔ واٰخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین۔ لیکن ہماری سرکار سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتدائی منزل پر یہ عرفان حاصل تھا۔ اور اسی عرفان سے حضور کی نماز کی ابتدا ہوئی ہے الحمد للہ رب العالمین۔

توحید الٰہی کا راز

کاش کہ ہماری آخری منزل پر ہی ہمیں خدا کی توحید کے ماننے کا راز میسر آ جائے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمیں ہندوؤں۔ سکھوں۔ عیسائیوں یہودیوں اور دیگر تمام اقوام سے تعصب کا برتاؤ نہیں کرنا جس حد تک ہم اس میں کامیاب ہوں اسی حد تک ہم توحید سے فائدہ اٹھانیوالے ہوں گے۔ اور جس حد تک ناکامی ہمارے شامل حال رہی اسی حد تک ہم نے خدا تعالیٰ کی توحید کے سبق سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اس سے بڑھ کر تڑپ ہمیں اس بات کی ہو کہ تمام مسلمانوں کو یا تمام ان لوگوں کو جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے ہیں۔ انہیں بھائی یقین کریں اور انہیں کافر کہنے یا ان کے ساتھ کافروں کا سا سلوک کرنے سے اجتناب کریں۔ عملاً ان کے ہر کام اور ہر عبادت میں حصہ لیں۔ تاکہ پہلے ہم خود وحدت نسل انسانی کی بنیاد رکھنے والے ہوں مبارک ہیں وہ جو مشکل کام کو کر دکھائیں۔ ہر قوم کا تعصب اور تنگ نظری علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے۔ وہ اپنے اندر کس قدر بھی معقولیت کا رنگ رکھتی ہو پھر بھی وہ تنگ نظری ہے۔ جس کا ترک کرنا اپنی روحانی ترقیات کے لئے اور قومی مفاد کے لئے مفید ہے اور ضروری ہے۔

انسانیت کے لئے غیر محدود ترقیات کا دروازہ

حضور سرور کائنات کی یہ تعلیم انسانیت کے لئے غیر متناہی ترقیات کا دروازہ کھولتی ہے۔ اسی سے استبداد اور ظلم کی جڑ کٹتی ہے۔ اسی سے حکومت کی اصل اصلاح ہوتی ہے۔ اور وہ مخلوق کے لئے برکات اور فیوض کا منبع بن جاتی ہے۔ اس سے تمدن و معاشرت میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ الغرض اسی سے انسانی کمالات کے تمام شعبوں کو انتہا درجہ کی ترقی حاصل ہوتی ہے۔ یہ روحانیات کے لئے ایسا ہی اصول ہے جیسے کہ نظام شمسی کے قائم رکھنے کے لئے کشش ثقل ہے۔ جو اجرام کو اپنے مقام پر قائم کر کے کائنات کے لئے لامحدود برکات کا موجب بنا دیتی ہے

غیر متبدل اصولوں سے لامتناہی ترقیات

اس مادی دنیا میں غیر متبدل قوانین کام کرتے ہیں ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور اصولوں کا غیر متبدل ہونا ہی ترقیات کی اصلی کلید ہے پانی اور ہوا کے اندر خواص غیر متبدل ہیں اور ان دونوں کے عمل کے لئے قوانین بھی غیر متبدل ہیں۔ انہی اصولوں سے فائدہ اٹھا کر انسان طرح طرح کی ترقیات کرتا ہے۔ پانی کے جہاز ہوں یا ہوا کے سب ان قوانین کا ثمرہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے پانی اور ہوا میں رکھے ہیں اسی طرح سے اس کا قانون اجرام فلکی میں کام کرتا ہے۔ جس کا نتیجہ علم نجوم ہے اسی طرح سے اس کا قانون حیوانات میں کام کرتا ہے جس کا نتیجہ زیالوجی اور باٹونی ہے۔ نباتات کا ارتقا ناممکن نہ تھا اگر کوئی غیر متبدل اصول اس حصہ کائنات میں کام نہ کرتے۔ سورج اور چاند کی روشنی اور گرمی غیر متبدل ہے۔ خود سورج اور چاند کی ساخت اور ان کے اجزا غیر متبدل ہیں۔ لیکن یہی نباتات اور حیوانات کی غیر متناہی ترقی کا موجب ہیں اسی طرح سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے جس پر چل کر سیاسیات میں تمدن و معاشرت میں اور تعلقات بین الاقوامی میں غیر متناہی ترقی ہو سکتی ہے۔

عالم روحانی کے آفتاب اور ماہتاب اور ختم نبوت

جس طرح سے آفتاب اور ماہتاب اس مادی عالم کی تمام ظلمات کو دور کرتے اور اس کی ترقی کے لئے حرارت و روشنی مہیا کرتے ہیں اسی طرح حضرت نبی کریم عالم روحانی کے لئے آفتاب و ماہتاب ہیں چنانچہ خود خدا تعالیٰ نے حضور کو سراجا وقمرا منیرا کر کے یاد فرمایا۔ اس عالم کی ترقیات کے لئے جس طرح آفتاب و ماہتاب کے بعد کسی دوسری روشنی اور حرارت کا تجویز کرنا ناممکن ہے اسی طرح سے اس آفتاب اور ماہتاب کے بعد جو عالم روحانی کو منور کرتا ہے کسی دوسرے نبی کا تجویز کرنا غیر ضروری ہے اس لئے حضور سرور کائنات کو خاتم النبیین کہا جاتا ہے۔

غیر متبدل اشیا و خواص سے غیر محدود ترقیات

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس دنیا کے لئے اللہ تعالیٰ نے غیر محدود ترقیات کے سامان فرمائے ہیں۔ لیکن اس دنیا کی اشیا کے خواص اور اس دنیا کے قوانین غیر متبدل ہیں۔ پانی کے خواص۔ ہوا کے خواص۔ سونے چاندی کے خواص۔ گندم و سیب کے خواص۔ شیر و بلی کے خواص کبوتر و باز کے خواص

یہ کوئی ارتقا نہیں ہوا۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم۔ خواص کے علاوہ کچھ قانون ہیں جن میں ارتقا نہیں ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ ان قوانین مقررہ اور ان خواص مستقرہ نے دنیا میں غیر محدود ترقیات کے سامان کئے ہیں۔ ہر دن اور ہر ساعت بلکہ ہر لمحہ میں ہزار ہا کرشمہ ہائے ترقی اور ارتقا نظر آتے ہیں ہر صبح نئے مشاہدات پیدا کرتی ہے۔ اور ہر زمانہ اپنی نیرنگیاں ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ ان لامتناہی ترقیوں کی طرف خدا تعالےٰ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کل یوم ھو فی شان ہر لحظہ اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات کے جلوہ ہائے لاتعداد اس کائنات میں نظر آتے ہیں۔ اس کی مخلوقات کی ترقیات کی کچھ حد و نہایت نظر نہیں آتی۔ فرمایا یخلق ما یشاء۔ لیکن اس کے قوانین اور اس کے عطا کئے ہوئے خواص میں تبدیلی بھی کوئی نظر نہیں آتی۔ گندم ازل سے لیکر ابد تک اپنے خواص کو قائم رکھیگی انسانیت بھی اپنے خواص کو قائم رکھے گی۔ اسی طرح سے دودھ بھی اور دیگر تمام اشیا کے خواص کے مقرر و غیر متبدل ہونے کے باوجود انسان نے کس قدر ارتقا کیا ہے۔ انسان کے وہم میں بھی نہیں آتا کہ ارتقار کا تقاضا ہے کہ گندم ترقی کرے۔ انگور ترقی کرے۔ لوہے میں ارتقا ہو۔ سورج اور چاند میں ارتقا ہو۔ ان اصولوں کے اندر ارتقا کا نہ ہونا ہی اس کائنات کے ارتقا کو پیدا کرتا ہے۔

غیر متبدل آفتاب روحانی سے غیر محدود سامان ارتقا

پس اس آفتاب عالمتاب کے ہوتے ہوئے جس نے عالم روحانیات کی تمام ترقیات کے دروازے کھول دیئے۔ کسی مزید روشنی کی حاجت کا نہ ہونا مسئلہ ارتقا کے خلاف نہیں ہے بلکہ ارتقا کا سامان ہے حضورؐ خود فرماتے ہیں رب زدنی علما علمنی حقایق الاشیاء۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کی ترقی کی کچھ انتہا نہیں ہے۔ باوجود اس کے اصول دین مستمرہ اور مستقرہ ہیں اور ہونے چاہئیں۔ فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم یعنی دین کو کامل کر دیا ہے۔ الغرض کامل خدا۔ کامل اس کا رسول کامل اس کا دین کامل ہے۔ پس یا تو لوگ کھنچے ہوئے اس آفتاب کی روشنی اور حرارت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس کی طرف آئیں گے اور یا اس آفتاب عالمتاب کی روشنی سے فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے اپنی صحت روحانی کو برباد کریں گے۔ اور اگر ان کی آنکھیں اس آفتاب کی روشنی سے فائدہ نہ اٹھائیں گی تو اپنے نور بصیرت کو ضائع کر دینگی

ختم نبوت پر مشرق و مغرب کی گواہی

لیکن اب تو اس آفتاب کی شعاعوں کی قدر یورپ اور امریکہ کے ٹھٹھرے ہوئے لوگ بھی کرنے لگ گئے ہیں۔ انہی اصولوں کو مان رہے ہیں جنھیں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فطرۃ انسانی کے مطابق جاری و ساری کیا۔ اور کوئی انسان ان اصولوں سے زیادہ خوبصورت اصول پیش نہیں کر سکا۔ گویا مشرق و مغرب نے گواہی دیدی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولوں سے بہتر اور کوئی اصول انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں

توحید الٰہی کی تفصیلات

قرآن شریف نے اس بات کی بڑی تفصیلات دی ہیں کہ خدا برتر و تنہا تمام کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اور تمام کائنات اور تمام اقوام کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ اور تمام کائنات پر اسی ایک خدا کی حکومت ہے چونکہ اس سے وحدت نسل انسانی پیدا ہوتی ہے اس لئے اس توحید کے ذکر کی تفصیلات پر قرآن کریم نے بڑا زور دیا ہے۔ لیکن اس مضمون میں صرف چند آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اللہ خالق کل شیٔ وھو علی کل شیٔ وکیل۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے ہر ایک چیز کا اور وہ ہر ایک چیز کا کارساز بھی ہے۔ اللہ الذی خلق السموات والارض وما بینھما اللہ تعالےٰ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور جو کچھ بھی ان دونوں کے درمیان ہے بدیع السموات والارض۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کا موجد ہے۔ ان ربکم الذی خلق السموات والارض۔ تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ رب السموات والارض وما بینھما فاعبدہ۔ وہ آسمانوں اور زمین کی ربوبیت کرنے والا ہے اور ہر ایک چیز کا بھی جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ پس اس کی عبادت کرو۔ رب المشرقین ورب المغربین۔ مشرقین اور مغربین کا رب ہے رب المشارق والمغارب۔ مشارق اور مغارب کی ربوبیت کرنے والا ہے رب المشرق والمغرب لا الٰہ الا ھو فاتخذہ وکیلا۔ مشرق اور مغرب کی ربوبیت کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت وھو ربنا و ربکم۔ پوچھتے کیا تم خدا کے معاملہ میں بحث کرتے ہو وہ ہمارا اور تمہارا سب کا ربوبیت کرنے والا ہے۔

ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم یعنی اللہ تعالےٰ میرا رب ہے۔ اور وہی تمہارا رب ہے۔ اس کی عبادت کرو اور یہی سیدھا راستہ ہے۔

کائنات پر حکومت الٰہی

اس کے بعد فرمایا کہ جس خدا تعالیٰ نے تمام کائنات کو پیدا کیا اور جس نے ان کی ربوبیت اور ترقی کے سامان بہم پہنچائے اسی خدا کی حکومت اس ساری کائنات پر ہے۔ للہ ملک السموات والارض واللہ علی کل شیٔ قدیر اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ وللہ ملک السموات والارض وما بینھما یخلق ما یشاء واللہ علی کل شیٔ قدیر۔ للہ ملک السموات والارض وما فیھن وھو علی کل شیٔ قدیر۔ پس عبادت کے لائق وہی خدا ہو سکتا ہے جو خالق ہو اور ربوبیت کرتا ہو مالک ہو اور ہر ایک ذرہ پر اس کی حکومت اور تصرف تام ہو۔ الٰھنا والٰھکم الٰہ واحد۔ ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد۔ کہدیجئے گا کہ میں تو تمہاری طرح کا انسان ہوں مجھے تعلیم الٰہی اتری ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ ان الٰھکم لواحد۔ رب السموات والارض وما بینھما و رب المشارق۔ یقیناً تمہارا خدا ایک ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا ربوبیت کرنے والا ہے اور ہر ایک اس چیز کا جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ اور ہر اس حصہ زمین کا رب ہے جہاں سورج طلوع کرتا ہے۔ وما من الٰہ الا اللہ الواحد القھار اور خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ ایک ہے اور وہ تمام امور پر غالب ہے۔

وحدت نسل انسانی

اس دلربا توحید کے بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ تمام انسانوں کو یقین ہو جائے کہ تمام کائنات کی حکومت ایک ہی ذات بابرکات کے ہاتھ میں ہے۔ اور تمام اقوام عالم کی ربوبیت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے اس اعتقاد سے یقیناً ساری قومیں ایک ہو سکتی ہیں۔ لیکن قرآن کریم خود اس کے متعلق جو کچھ لکھتا ہے وہ درج کرنے کے قابل ہے۔ فرمایا۔ یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ اے لوگو! اس خدائے قدوس کو سامنے رکھکر زندگی گزارو جس نے تمھیں ایک نفس سے پیدا کیا۔ اور وہ ربکم و رب اٰبائکم الاولین ہے۔ تمہارا رب ہے اور تمہارے آباؤ اجداد کا رب ہے۔ پھر فرمایا۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اے عامۃ الناس ہم نے تم سب کو ایک جوڑے سے پیدا کیا ہے۔ پھر تمہارے شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ لیکن یاد رکھو کہ قومیت خدا کی نگاہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ خدا کے نزدیک تو سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو اس سے ڈر کر زندگی بسر کرتا ہو اور بہترین طریق پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتا ہو۔ پھر رنگوں سے جو امتیاز اور تعصب پیدا ہونے والا تھا اس کو مٹانے کے لئے فرمایا ومن اٰیاتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لاٰیات للعالمین اور خدا تعالےٰ کی قدرت و حکمت کی آیات میں سے آسمانوں اور زمین کی خلقت ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے۔ یقیناً اس میں اہل علم کے لئے بڑے نشانات ہیں۔ پھر مشرق و مغرب کے سوال نے جو تعصب پیدا کرنا تھا اس کے متعلق فرمایا و رب المشارق والمغارب اہل مشرق اور اہل مغرب دونوں کی ربوبیت کرنے والا ایک ہی ہے۔ غرض یہ ہے کہ وحدت نسل انسانی کے لئے حضرت سرور کائنات نے بڑا زور لگایا ہے۔ جس طرح سے توحید کے سارے پہلوؤں پر بحث کی ہے اسی طرح سے وحدت نسل انسانی کے سارے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے کیونکہ حضورؐ کی یہ تڑپ تھی کہ تمام بنی نوع انسان کے اندر یکجہتی ہمدردی محبت آشتی اور صلح پیدا ہو اور اس طرح سے خدا کی بادشاہت جیسی کہ آسمانوں پر ہے زمین پر بھی اتر آئے۔

روحانیات میں وحدت کی تعلیم

اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا خدا نے تو ایک ہی مذہب انسان کے لئے تجویز کیا تھا سب پیغمبروں نے توحید کا سبق دیا تھا۔ لیکن قوموں سے اختلافات اور جنگ و جدال پیدا ہوئے۔ اس غلطی کو نکالنے کے لئے ذیل کا اعلان کر دیا۔

قل اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد من رسلہ۔ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں۔ اور تمام آسمانی کتب کو جو ہماری طرف اتریں۔ یا ابراہیمؑ پر اسمٰعیل، اسحاق و یعقوب پر اور جو کچھ ان کی اولاد پر اترا سب کو مانتے ہیں۔ اور اس کو مانتے ہیں جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر اترا۔ الغرض ہم تمام انبیا پر جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا سب کو مانتے ہیں۔ اور خدا کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی توقیر اور تعظیم کرتے ہیں۔ کسی قسم کی تمیز و تفرقہ نہیں کرتے۔ پھر فرمایا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ اصول کے طور پر یاد رکھو کہ ہر قوم کے پاس اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہادی آئے ہیں۔ ان سب کا قرآن کریم میں ذکر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کی فہرست بہت لمبی ہے حضور سرور کائنات نے فرمایا۔ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ورسلا قد قصصناھم علیک ورسلا لم نقصصھم ہم نے کچھ رسولوں کا ذکر آپ پر اتارا اور کچھ رسولوں کا ذکر آپ سے نہیں کیا۔ لیکن اصول یہ ہے کہ مسلمان کو ہر ایک قوم کے ہادی کی صرف عزت ہی نہیں کرنا بلکہ اس پر ایمان لانا ہے۔ اسی طرح سے ہر ایک قوم کی آسمانی کتاب پر ایمان لانا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر اور کوئی اصول نہیں۔ جو بنی نوع انسان کی مختلف شاخوں اور قبائل کو متحد او مجتمع کر سکے اور کوئی فرق نہ رہنے دے۔

تمام دنیا کو کلمہ سواء کی طرف دعوت

اس ایمان و اعتقاد کو بار بار دہرایا ہے اور اس کی تلقین ہے۔ کیونکہ اس کی تلقین نہایت ہی ضروری امر ہے۔ اور یہ بات ہی ضروری نتیجہ پیدا کرنے والی ہے۔ قل تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ۔ اے لوگو! جن کے پاس آسمانی کتابیں ہیں آؤ سب ایک بات پر جمع ہو جائیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی دوسری ہستی کی عبادت نہ کریں۔ اور اپنے علماء دین کی باتوں پر چل کر خدا کے کنبے کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کریں۔

تمام مذاہب کا اجتماع اسلام میں

اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تمام مذاہب سے خوبیاں چن کر ساری اقوام کا ایک مذہب بنانے کی تجویز کرو تو ہم نے تمہاری خاطر اس کام کو بھی پہلے ہی کر رکھا ہے۔ قرآن کریم جو سب انبیا پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا اور سب کتب آسمانی پر ایمان سکھاتا ہے۔ اس قرآن میں تمام پہلے صحیفوں اور کتابوں کی تعلیمات جمع کر دی گئی ہیں۔ فیھا کتب قیمۃ۔ فیھا صحفۃ مطھرۃ اس قرآن کریم میں ساری کتابیں موجود ہیں۔ اور اس کے اندر سارے صحیفے موجود ہیں پس سب لوگ اس توحید اور اس مذہب اور اس کتاب اور اس رسول پر جمع ہو جاؤ۔

اتحاد نسل انسانی اور اتحاد مذاہب

ہم سب کا خدا ایک ہے جو رب العالمین سارے جہان اور ساری اقوام کا ربوبیت کرنے والا ہے۔ اس نے تم سب کو ایک نفس واحدہ سے پیدا کیا۔ الذی خلقکم من نفس واحدۃ اور تم سب کو ایک آسمان کی چھت تلے اور ایک زمین کے فرش پر جگہ دی۔ ھو الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء۔ اور اس نے دن کے وقت تم سب کے سب اس کی بنائی ہوئی ایک لالٹین یعنی سورج سے کام لیتے ہو۔ اور رات کے وقت بھی سارا جہاں اس کے دیئے ہوئے ایک چراغ سے کام لیتا ہے۔ ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا۔ پس اس مکان میں سب کی مایحتاج کا یکساں انتظام کیا۔ وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم اور آسمان سے بارش نازل کی تاکہ نباتات کے ثمرات کا رزق تمہارے لئے مہیا ہو جائے اور تمہیں ایک مذہب عطا کیا اور وہ توحید باری تعالیٰ کا مذہب اور اس کے پیغمبر محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ کی رسالت پر ایمان ہے جس کی وسعت قلبی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ساری اقوام کے ہادیوں کی تعظیم اپنے اصول دین میں رکھ دیتا ہے۔ اور ساری قوموں کی آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیتا ہے۔

انسانی ترقی کا انتہائی مقام اور ختم نبوت

جس مقام پر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم انسانیت کو پہنچانا چاہتے ہیں وہ ترقی کا انتہائی مقام ہے۔ اور وہ ایسا مقام ہے کہ قوت

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ
واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

تکمیل ہدایت اور ختم نبوت

(ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

قرآن کامل کتاب ہے اور محمد رسول اللہ صلعم آخری نبی

ضرورت ہدایت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جب کسی خاص غرض و غایت کے لئے بنایا تھا تو ضروری تھا کہ اس غرض و غایت کو حاصل کرنے کے لئے وہ اس کو ہدایت بھی دیتا اور اس پر اُن راہوں کو کھول دیتا جن سے انسان اپنے مقصد زندگی کو حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسی غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک قوم میں ایسے افراد پیدا کئے جن کے قلب صافی پر اللہ تعالیٰ نے ان ہدایات اور علوم کو بذریعہ وحی القا فرمایا۔ یہی لوگ ہیں جو رسول اور نبی کہلائے۔ چونکہ خدا سارے جہان کا خدا ہے اس لئے کوئی قوم نہیں جس میں اس نے اپنا نبی نہ بھیجا ہو اور اس کے ذریعہ ہدایت نہ بھیجی ہو جسے کتاب کہتے ہیں۔ اور چونکہ ایک ہی خدا کی طرف سے سب ہدایتیں آئیں اس لئے ایسی صورت میں لازمی ہے کہ ہر ایک قوم کے پاس جو ہدایت آئی ہو وہ سب آپس میں ملتی جلتی ہوں اور سوائے خاص خاص قومی حالات کے سب کا اصول ایک ہی ہو۔ کیونکہ خدا سب کا ایک ہی ہے اور سب انسان ایک ہی جنس سے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ پھر ان کی طرف جو مختلف ہدایتیں آئی ہوں ان میں کوئی اصولی فرق ہو۔

ابتدائی زمانہ کی ہدایات

لیکن ابتدا میں چونکہ انسان ابھی تمدن کی پیچیدگیوں میں مبتلا نہ ہوا تھا اور اس کی زندگی کے تمام معاملات نہایت سادہ تھے اور نہ ابھی اس کے دماغ نے اتنی ترقی کی تھی کہ وہ ان تمام باریک حقایق اور دقایق کو سمجھ سکتا تھا۔ جن کا جاننا معرفت الٰہی کے کامل علم کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے ابتدا میں وحی الٰہی نے مختلف نبیوں کی معرفت جو ہدایات نوع انسان کو دیں وہ ان کی سمجھ اور ضروریات کے مطابق نہایت سادہ اور موٹی موٹی دیں۔ انسان کے لئے صرف اتنا جاننا ضروری تھا کہ خدا ایک ہے اور وہی سب کا خالق ہے۔ اور انسان سب اُس کے بندے ہیں اور مرنے کے بعد کوئی زندگی ہے جہاں اعمال کا بدلہ ملے گا۔ عبادت کی کوئی شکل ہونی چاہئے تھی۔ اور اعمال کے لئے نہایت سادہ اخلاقی اصول کافی تھے۔ مگر جیسے جیسے دماغ انسانی ترقی کرتا گیا اور تمدن کی پیچیدگیاں بڑھتی گئیں۔ ویسے ویسے شریعت کے قوانین میں زیادتی ہوتی گئی۔ اور اس کے لئے ضروری تھا کہ وقتاً فوقتاً مختلف انبیا مبعوث ہوں۔ اور ہدایات میں ترمیم و تنسیخ حسب ضرورت زمانہ کرتے رہیں۔

مختلف ہدایات سے اقوام کا تباغض و تنافر

دنیا کی قومیں الگ الگ پڑی تھیں۔ ان میں اپنے اپنے نبی اور اپنی اپنی کتابیں آئی ہیں۔ کسی ایک قوم کے نبی کو دوسری قوم کے نبی کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ اور نہ ان پر ایمان لانا ضروری تھا۔ اس لئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک قوم صرف اپنے آپ کو ہی خدا کی برگزیدہ اور لاڈلی قوم سمجھنے لگی۔ اور خدا کی ساری نعمتوں کو اپنا ہی حصہ سمجھ کر دوسری ہر ایک قوم کو مردود بارگاہ اور حقیر سمجھنے لگی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوموں کا باہمی تنافر اور تباغض بڑھ گیا۔ اور خدا کی مخلوق کو نفرت اور عداوت کی خلیج نے پارہ پارہ کر دیا جس کا علاج ضروری تھا۔

تکمیل ہدایت کی بنیاد عالمگیر مذہب سے

پس جب وہ وقت نزدیک آیا کہ دنیا کی سب قومیں آپس میں مل جلیں اور ساری دنیا بسبب اپنے باہمی میل جول کے ایک شہر کا حکم رکھے تو جناب الٰہی نے یہ چاہا کہ اس عالمگیر مذہب کی بنیاد رکھی جائے جو تمام قوموں کے باہمی تنافر و تباغض کو مٹا کر ان کو بھائی بھائی بنا دے اور حریت اور مساوات کا ایسا سبق پڑھا دے کہ گورے اور کالے عرب اور عجم، مشرقی اور مغربی سب مل کر ایک قوم کا حکم رکھیں اور ان سب کا ایک ہی خدا ہو۔

عرب پر نظر انتخاب

اس کام کے لئے جناب الٰہی کی نظر انتخاب اس قوم پر پڑی جو صدیوں سے بت پرستی اور ہر قسم کے فسق و فجور میں غرق تھی جہاں کسی آسمانی کتاب کی روشنی نے اپنا اثر نہ ڈالا تھا۔ جہاں بقول سر ولیم میور یہودیت اور عیسویت باوجود سخت کوشش اور محنت کے کوئی اثر نہ ڈال سکی تھی اور عربوں کے سخت پتھریلی طرح دلوں پر اپنا سر ٹپک ٹپک کر مایوس ہو کر بیٹھ رہی تھی۔

اسلام سے پہلے مذاہب کی حالت

اور سچ تو یہ ہے کہ یہ دونو مذاہب یعنی یہودیت اور عیسویت اثر بھی کیا ڈال سکتے تھے جب کہ وہ خود مسخ ہو چکے تھے۔ عیسویت نے تو مسیح کو خدا کا بیٹا بنا کر اور تثلیث قائم کر کے گویا خود بت پرستی کی بنیاد ڈال دی تھی رہ گئی یہودیت سو تاریخ بتاتی ہے کہ تورات گم ہو ہو کر موجود ہو جاتی رہی تھی۔ جس سے اصل کتاب پر سے امان اُٹھ گیا تھا۔ پھر ترجمہ در ترجمہ ہو کر اصل متن کا پتہ نہ رہا تھا۔ اور تاریخی حالات اور وحی آسمانی ایک ہی جگہ مل جل کر درج ہو جانے سے خدائی کلام اور انسانی کلام میں امتیاز ہونا مشکل ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں تورات کے اوپر احبار اور رھبان کا اس قدر زبردست قبضہ تھا کہ وہ جسے چاہتے تھے حلال کر دیتے تھے اور جسے چاہتے تھے حرام کر دیتے تھے۔ خود قوم میں سے تورات کا علم اُٹھ چکا تھا۔ اور دین محض احبار اور رھبان کے پیش کردہ اصولوں کا نام رہ گیا تھا۔ یہ وہ ادیان تھے جن کو دنیا میں آئے بہت عرصہ نہ گزرا تھا اور جو عرب کے اردگرد بلکہ خود اس کے اندر موجود تھے۔ اس سے ان ادیان کا قیاس کر لو جو اس سے بہت پرانے تھے۔ مثلاً مجوسی مذہب۔ ہندو مذہب۔ بدھ مذہب۔ ان مذہبوں میں انسان پرستی۔ بت پرستی آتش پرستی عناصر پرستی۔ کواکب پرستی کا زور تھا۔ اصلی کتابیں مفقود ہو چکی تھیں یا تھیں تو اس قدر مسخ ہو چکی تھیں کہ ان میں سے کسی صداقت کو تلاش کرنا کوہ کندن اور کاہ برآوردن کا مصداق تھا۔

دنیا کی اخلاقی حالت اسلام سے پہلے

ایسے حالات کے اندر عرب کا ایک اُمی اُٹھتا ہے۔ اس کے اردگرد بھی سب اُمی ہیں۔ نہ کوئی اس ملک میں عالم ہے نہ فاضل۔ نہ کوئی کالج ہے نہ یونیورسٹی۔ نہ کہیں علما کی صحبت نصیب ہے نہ خود پڑھا ہوا ہے کہ کسی کتاب سے ہی فائدہ اُٹھا سکے۔ آپ کو کبھی شاذ و نادر جو تجارت کے لئے شام کو جانا پڑتا ہے تو وہاں اہل کتاب کی ناگفتہ بہ حالت ایک عقلمند کو دہریہ بنا دینے کے لئے کافی نظر آتی ہے۔ ان قوموں کی اخلاقی حالت حد درجہ گری ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ علما کو اپنے حلوے مانڈے سے کام تھا۔ سب سے بدترین قوم جو نظر آئی وہ انہی احبار یعنی علما کی نظر آئی۔ جنہوں نے مذہب کو ایک دکانداری بنا رکھا تھا۔ اور جو رھبان تھے وہ دنیا کے سامنے انسان پرستی کا مرقع پیش کر رہے تھے۔ جب چاروں طرف یہ حالت ہو۔ اہل کتاب کا یہ حال ہو اور خود عرب کی قوم اس قدر جاہل اور فسق و فجور اور شرک میں ڈوبی ہوئی ہو اس وقت ظاہر ہے کہ ایک ان پڑھ کے قلب پر دنیا کا اثر جو پڑ سکتا ہے وہ کبھی اچھا نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ دنیا میں سوائے ضلالت اور گمراہی کے کچھ نہ تھا۔ اسی کو قرآن نے یوں فرمایا ہے کہ ظهر الفساد فی البر و البحر کہ خشکی اور تری میں فساد پھیل چکا تھا۔

محمد رسول اللہ صلعم کا منبع علم آسمان ہے نہ زمین

ان حالات میں اگر کوئی شخص دنیا میں ایسی عظیم الشان اصلاح کر کے دکھا دے کہ نہ صرف عرب سے بت پرستی فسق و فجور اور جہالت دور کر کے اس کی جگہ توحید و تقویٰ اور علم و حکمت کو قائم کر دے بلکہ اہل کتاب کی بھی تمام غلطیاں دور کر کے انہیں اس صحیح راہ پر دعوت دے جو خدا کی ہے۔ اور ان کی اپنی اپنی قوم سے مخصوص تعلیم کو بدل کر ان کی بنیاد عالمگیر اصولوں پر رکھ دے تو کون عقلمند اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ اس شخص کے علم اور ہدایت کا منبع آسمان ہے۔ زمین نہیں کیونکہ زمین تو جہالت اور ضلالت سے پُر تھی۔ وہاں کوئی علم و ہدایت کی روشنی نہ تھی جو کسی قلب کو منور کرتی۔ وہ نور آسمان سے آیا اور صرف آسمان سے آیا جس نے دنیا کا ہر ایک گوشہ روشن کر دیا۔ اسی کو قرآن نے کیسے جامع الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔ هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایاته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ وہ خدا ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو ان پر خدا کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت سے قبل دنیا کا صریح گمراہی میں مبتلا ہونا اور پھر ان آیات الٰہی کے نزول پر اس بت پرست فاسق و فاجر وحشی اور جاہل قوم کا تزکیہ حاصل کر کے موحد اور متقی اور مہذب دیا خدا قوم بن جانا اور سب سے بڑھ کر ایسے علم حکمت کی وارث بننا جو دنیا کی ساری تہذیب اور تعلیمی ترقی کا اصل منبع ہے ظاہر کرتا ہے کہ اس رسول کا مبعوث کرنے والا اور اس تعلیم کا نازل کرنے والا خود خدا تھا نہ کوئی اور۔

اسلام کی بنیاد کسی پہلے مذہب پر نہیں

اسلام نے آ کر کیا کیا اصلاحیں کیں اور کیا کیا ہدایتیں دیں یہ ایک بڑی مبسوط بحث کو چاہتا ہے جس کا یہ موقعہ نہیں۔ لیکن اتنا کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اسلام نے ایک ایسی قوم کو اپنے لئے منتخب کیا جو اہل کتاب نہ تھی اور اس لئے خدائی مذہب کی بنیادوں کو نئے سرے سے اُٹھایا۔ اس نے اہل کتاب کے کسی پہلے مذہب کی بنیاد پر عمارت نہیں اُٹھائی۔ کیونکہ وہ قومی مذاہب تھے۔ اور اب وقت آ چکا تھا کہ قومی مذاہب کو توڑ کر ایک عالمگیر مذہب کی بنیاد ڈالی جائے اس لئے ایک بے علم اور بت پرست (Pagan) قوم کو لے کر مذہب کی نئی بنیادیں عالمگیر اصولوں پر اٹھائیں۔ یہ کہنا کہ اسلام کسی پہلے مذہب میں سے مثلاً یہودیت وغیرہ میں سے بچہ کی طرح نکلا ہے محض لاعلمی پر مبنی ہے۔ معلوم ہوتا ہے ایسے شخص نے مذاہب کا مقابلہ ہی نہیں کیا۔

مذہب کے بنیادی معتقدات

میں مجملاً مشتے نمونہ از خروارے لیتا ہوں۔ مذہب کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان صحیح ہدایات پر عمل کرے۔ ان صحیح ہدایات پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ بتایا جائے کہ وہ ہدایات دینے والا کون ہے وہ ہدایات کیا ہیں انہیں کون لایا ہے۔ ان ہدایات پر عمل کرنے سے کیا نفع اور کیا نقصان ہے اسی لئے سب سے پہلے مذہب خدا کا تخیل پیش کرتا ہے جو ہدایت دینے والا ہے۔ پھر خود ہدایت کو پیش کرتا ہے جسے کتاب کہتے ہیں۔ پھر لانے والے کو پیش کرتا ہے جو رسول کہلاتا ہے۔ اس میں فرشتہ اور نبی دونو شامل ہیں۔ پھر معاد کو پیش کرتا ہے جہاں ہدایتوں پر عمل کرنے کا نتیجہ ملے گا یہی ایمانیات کے اجزا ہیں جن پر مذہب کی بنیاد ہوتی ہے۔

خدا کا تخیل اسلام سے پہلے

ا۔ خدا کا تخیل اسلام سے پہلے کیا تھا۔ اس کے لئے اگر پہلے مذاہب پر نظر ڈالی جائے تو تمام الہامی مذاہب میں سے صرف یہودی مذہب ایسا نظر آتا ہے جس کی کتاب تورات کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ اس کا ایک حصہ الہامی ابھی تک موجود ہے۔ ورنہ باقی کتب کا تو کچھ پتہ نہیں کہ وہ کس زبان میں تھیں اور ان کا کیا نام تھا۔ وید اور ژند اوستا کو بھی آج دیکھا دیکھی الہامی کر کے پیش کیا جاتا ہے ورنہ ان کتابوں کے اندر ایسا کوئی دعویٰ موجود نہیں۔ انجیل کے متعلق تو خود یورپین محققین بتا چکے ہیں کہ چند فقرے ہی اس میں الہامی ہیں باقی سوانح عمری ہے وہ بھی غیر معتبر۔ وید اور ژند اوستا میں تو توحید بھی نظر نہیں آتی اور انجیل والوں نے تثلیث کو اختیار کر کے بیڑا ہی غرق کر دیا۔ باقی رہ گئی تورات تو اسے اول سے آخر تک پڑھ جاؤ اس سے زیادہ اس میں خدا کا تخیل نظر نہیں آتا کہ

(۱) وہ ایک ہے۔

(۲) اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔

(۳) وہ بنی اسرائیل کا خدا ہے یعنی ایک قومی معبود ہے۔

اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ بلکہ حضرت یعقوب سے خدا کے کشتی لڑنے اور مغلوب ہونے سے کچھ اس کے مجسم ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے اور کیا عجب ہے کہ عیسویت میں خدا کے بیٹا ہونے کا تخیل بھی تورات کے استعارات اور مجازات جیسے ہی پیدا ہوا ہو جس میں خدا کے برگزیدوں کو خدا اور اس کے پلوٹھوں کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔

خدا کا بلند تخیل اسلام میں

اسلام نے خدا کے تخیل کو کس قدر بلند کیا وہ قرآن کے پڑھنے سے پتہ لگتا ہے یوں سمجھو کہ ذرہ کو آفتاب بنا دیا

(۱) اس نے اتنا ہی نہیں بتایا کہ وہ ایک ہے۔ بلکہ اس کی صفات کا ایسا صحیح علم دنیا کے سامنے پیش کیا جس کا انکار ایک دہریہ سے بھی ناممکن ہے۔ رب العالمین۔ رحمان۔ رحیم۔ مالک یوم الدین کی صفات کا انکار کون نیچرلسٹ ہے جو ہر وقت کائنات قدرت میں مشاہدہ نہیں کر رہا۔ اسکی صفات حسنہ اور اخلاق الٰہیہ کے حسن کو اس خوبی سے بیان کیا کہ انسان کے دل کو محبت الٰہی سے گرما دیا اور اس کے دل میں شوق پیدا کر دیا کہ وہ اپنے محبوب حقیقی کے رنگ میں رنگین ہو جائے صبغة الله و من احسن من الله صبغة فرما کر بتایا کہ اللہ کا رنگ ہے جس کو انسان نے اختیار کرنا ہے اور اللہ کے رنگ سے بڑھ

گراؤ کونسا عمدہ ڈھنگ ہو سکتا ہے خدا کی معرفت کا یہ کامل علم اور انسانی ترقی کا یہ انتہائی کمال کونسا مذہب ہے جو پیش کر سکتا ہو یا کبھی اس نے پیش کیا ہے اگر ہے تو پیش کرو مگر یاد رکھو اپنی الہامی کتاب سے پیش کرو میں کسی شخص کا اپنا دماغی تخیل سننا نہیں چاہتا جو ہر ایک جگہ سے علم کا خوشہ چین ہوا کرتا ہے

توحید کا مفہوم

(۲) توحید کا مفہوم صرف اتنا ہی نہیں رکھا کہ خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے بلکہ اس کے تمام احکامات کی فرمانبرداری میں خدا کے سوا کسی غیر کو ترجیح دینا بھی توحید کے منافی تبلایا۔ کوئی مخلوق ہو یا انسان کی اپنی نفسانی خواہشات ہوں جب خدا کی فرمانبرداری میں حارج ہوں تو وہ بت ہیں جنہیں جس قدر جلد توڑا جائے بہتر ہے۔ توحید کا یہ کمال کسی پہلی آسمانی کتاب میں نہیں ملتا جو قرآن میں صاف لفظوں میں موجود ہے۔ میں طوالت کے خوف سے اُن قرآنی آیات کو نقل نہیں کرتا۔ اگر ضرورت پڑی تو تفصیل سے بفضلہ تعالیٰ پیش کر سکتا ہوں۔

عالمگیر مذہب کی پہلی بنیادی اینٹ

(۳) اسلام نے خدا کا تخیل قومی معبود کا توڑ کر یہ تبلایا کہ وہ رب العالمین ہے یعنی نہ صرف تمام انسانوں کا بلکہ تمام عالموں کا خدا ہے۔ عالمگیر مذہب کی یہ پہلی بنیادی اینٹ تھی قرآن نے شروع میں ہی رکھدی

کتاب ورسول کا مفہوم کتب سابقہ میں

(ب) کتاب اور رسول کے متعلق پہلی کتابوں میں کیا لکھا ہوا ہے کچھ بھی نہیں۔ وید اور ژند اوستا تو خاموش ہیں انجیل میں خدا کا بیٹا آکر اگلے سب نبیوں کو چور اور بٹمار قرار دے چکا۔ رہ گئی تورات اس میں زیادہ سے زیادہ یہ نظر آتا ہے کہ جس قوم کو وہ کتاب ملی ہے صرف وہی خدا کی ایک برگزیدہ قوم ہے جس میں رسول اور کتابیں آئیں۔ مگر جس کتاب میں تاریخی حالات بھی مل جل گئے ہوں کچھ پتہ نہیں لگ سکتا کہ اس میں خدا کا کلام کتنا ہے کس زمان میں نازل ہوئی تھی اس کا بھی یقینی علم کوئی نہیں۔ پھر اس بات کا ثبوت کہ اس کتاب کے احکام انسانی افترا نہیں بلکہ خدا کے نازل کردہ ہیں۔ یہ نہ تورات میں موجود ہے نہ کسی اور کتاب میں۔ رسولوں کی شناخت کا کیا معیار ہے قطعاً کوئی نہیں۔ تورات اور کل الہامی کتب ان تمام امور پر خاموش ہیں۔

اسلام میں کتاب ورسول کا مفہوم

مگر اسلام نے آکر ان سب باتوں پر روشنی ڈالی۔

(۱) قرآن جس زبان میں نازل ہوا وہ عربی ہے۔

(۲) وہ ایک محفوظ کتاب ہے جس میں نہ کچھ شامل ہوا نہ تبدیل ہوا۔

(۳) وہ کل دنیا کی ہدایت کے لئے آیا ہے کیونکہ اس کا خدا کل دنیا کا خدا ہے

(۴) وہ اپنی صداقت اور من جانب اللہ ہونے پر خود ہی دلائل دیتا ہے کسی انسان کا محتاج نہیں کہ وہ اس کے لئے دلائل دے۔

(۵) وہ رسولوں کی شناخت کا معیار قائم کرتا ہے۔ ان کی صداقت اور شناخت کے اصول باندھتا ہے۔

(۶) اس نے دنیا میں سب سے پہلے یہ اعلان کیا کہ دنیا کی کوئی قوم نہیں جس میں رسول نہیں آئے اور کتابیں نہیں آئیں قرآن کریم نے عصمت انبیاء کو قائم کیا۔ تورات میں محرف ومبدل ہو جانے کی وجہ سے مختلف انبیاء کے کیریکٹر کا دامن ایسا داغدار ہو گیا تھا کہ جس کی وجہ سے پولوس کو یہ موقعہ ملا کہ وہ تمام نوع انسان کو گنہگار قرار دیکر خدا کے بیٹے کی قربانی کی ضرورت بیان کرے۔ قرآن نے آکر تورات کی اس خطرناک غلطی کی اصلاح کی اور بتادیا کہ یہ مقامات انسانی ہاتھوں سے محرف ہو چکے اس لئے غلط ہیں اور خدا کے رسول کا دامن پاک ہے۔

عالمگیر مذہب کی دوسری بنیادی اینٹ

یہ عالمگیر مذہب ہونے کی دوسری بنیادی اینٹ تھی۔ اس نے اس طرح تمام دنیا کی قوموں کے تباغض اور تنافر کو دور کر کے ان میں عالمگیر اخوت کی بنیاد رکھ دی اور اپنے اس عالمگیر اصول کے ماتحت سب کو جمع کر کے ایک دین واحد میں منسلک کرنا چاہا جس میں آجانے سے کسی کو اپنے سلسلہ بزرگ کی صداقت کا انکار نہیں کرنا پڑتا۔

عالم معاد اسلام سے پہلے

(ج) معاد کے متعلق اسلام سے پہلے تمام آسمانی کتابیں صرف اتنا کہہ کر خاموش ہو جاتی ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی ہے جہاں نیکی کا نیک بدلہ اور بدی کا بد بدلہ ملے گا اور جو دائمی ہوگا اس کی تفصیل اور ثبوت سے وہ قطعاً خاموش ہیں۔ تورات وانجیل کو پڑھ لو بالکل صفایا ہے۔

قرآن میں معاد کی تفصیل وتشریح

قرآن نے معاد کی جو تفصیل وتشریح کی ہے وہ اسی کا حصہ ہے۔

(۱) سب سے پہلے مابعد الموت زندگی کا ثبوت دیا پھر اسے عالم برزخ اور معاد میں تقسیم کیا اور ان کے ثواب عذاب کی تشریح کی۔

(۲) ثواب و عذاب کو تبلایا کہ وہ اعمال کے نتائج ہیں جو خود اس کے اندر سے بیج میں سے درخت کی طرح پھوٹتے ہیں اور اس طرح عملوں کا فلسفہ بیان کر کے دوزخ اور جنت کی حقیقت کو واضح کر دیا۔

(۳) اعمال کے محاسبہ اور موازنہ کا ثبوت دیا۔

(۴) تبلایا کہ ثواب دائمی ہے اور عذاب دائمی نہیں۔

ملائکہ اسلام سے پہلے اور بعد

(د) ملائکہ کیا ہستیاں ہیں ان کا خدا سے اور انسان سے کیا تعلق ہے۔ اگلی سب کتابیں ان باتوں سے خاموش ہیں جس نے ان تمام باتوں پر روشنی ڈالی ہے وہ صرف قرآن ہے۔

مسئلہ تقدیر اسلام سے پہلے اور بعد

(ہ) خدا نے اس دنیا کو پیدا کس مقصد کے لئے کیا۔ انسان کی پیدائش کا کیا مقصد ہے۔ خدا کے قوانین پر وہ کہاں تک عمل کر سکتا ہے اور کہاں تک اسے اس کائنات میں دخل ہے اور کہاں تک وہ مجبور ہے۔ انسانی ترقیات اور کمالات کہاں تک جاتے ہیں یہ تمام باتیں جو مسئلہ تقدیر کہلاتی ہیں۔ اور اس قدر ضروری ہیں کہ ان کے بغیر انسان ایک جانور سے بھی بدتر ہے۔ سوائے قرآن کے کسی پہلی آسمانی کتاب میں نہ پاؤ گے۔ بلکہ پہلی کتابوں میں انسانی پیدائش کا جو ذکر ہے وہ بوجہ محرف اور مبدل ہو جانے کے بجائے نفع دینے کے اُلٹا نقصان دہ اور گمراہ کن ہے۔ مثال کے طور پر تورات کا آدم وابلیس کا قصہ پڑھ لو۔ اور پھر قرآن میں انہی باتوں کو پڑھو تو معلوم ہو جائیگا کہ تورات میں اس کی حیثیت ایک افسانہ سے بڑھ کر نہیں۔ اور قرآن نے انسانی ترقی اس کی خلافت علم کی ترقی سے ملائکہ تک کو فرمانبردار بنا لینے کی اس میں استعداد۔ شیطان کے حملوں سے بچنے کی اسے تاکید اور ان سے بچنے کی راہیں اور بعض دفعہ پھنس جانے کی صورت میں پھر دوبارہ اصلاح کی تدابیر۔ غرضکہ سارا مسئلہ اس میں ایسی خوبصورتی سے حل کر دیا ہے کہ جہاں ایک عالم سمجھ سکتا ہے وہاں ایک عامی بھی سمجھنے میں مشکل نہیں پاتا۔

اعمال اسلامی یا حق اللہ اور حق العباد

ایمانیات کے ان مسائل کے بعد اب اعمال کو لو جو حق اللہ و حق العباد پر مشتمل ہوتے ہیں۔

(۱) حق اللہ یعنی عبادات اسلامی اور ان کی خصوصیات

پہلے حق اللہ یعنی عبادات کو لو۔

پہلی کتابوں میں بھی عبادات تھیں مگر اسلام نے جو خصوصیات اس میں پیدا کیں وہ نرالی ہیں اور جو پہلی کسی کتاب میں بیان تک کہ تورات میں بھی نہیں

(۱) سب سے پہلے عبادت کا فلسفہ تبایا کہ لعلکم تتقون کہ متقی بنو یعنی خدا سے تعلق جوڑ کر تم اپنے معاملات کو درست کرو۔ گویا عبادت کو محض رسمی چیز نہیں رکھا بلکہ اس کی وجہ بیان کر کے اسے حکمت بنا دیا۔

(۲) عبادت میں مساوات کا نقشہ وہ پیش کیا کہ بے نظیر ہے۔ امیر ہو یا غریب عالم ہو یا جاہل بندگی میں خدا کے سامنے سب یکساں ہیں۔ دنیوی فرق۔ مراتب عبودیت کے اظہار میں مخل نہیں ہو سکتے۔ یہ عالمگیر مذہب کی تیسری بنیادی اینٹ تھی۔

(۳) عبادت کو بغیر اس کی حقیقت پر عمل کئے بے معنی قرار دیا۔ مثلاً روزہ میں اگر حلال سے رک کر انسان حرام سے نہ رکے جیسے کہ روزہ میں کھایا پیا کچھ نہیں اور رشوت لیتے رہے یا قربانی کرتے وقت جانور ذبح کر دیا اور اپنے اندر تقویٰ اور قربانی کی روح پیدا نہ کی تو یہ عبادت ایک بے جان نعش کی طرح کی حرکت اور ترقی کا موجب نہ ہوگی۔

(۴) عبادت میں تشدد کو ہٹا کر اس میں آسانیاں پیدا کی گئیں اور یہ عالمگیر مذہب کے لئے ضروری تھا تاکہ ہر ایک آسانی سے اس پر عمل کر سکے۔

(۲) حق العباد میں اسلام کی اصلاحات

حق العباد میں جو کچھ اصلاحیں کیں وہ بے شمار ہیں۔ مثال کے طور پر دو تین پر اکتفا کرتا ہوں۔

۱۔ سلطنت میں جمہوریت

(۱) سیاست۔ سلطنت میں جمہوریت کو قائم کرنا اسلام کا وہ طغرائے امتیاز ہے جو پہلی کسی کتاب کو حاصل نہیں

۲۔ دیوانی اور فوجداری اصول

(۲) دیوانی اور فوجداری کے وہ اصول قائم کئے جو عالمگیر تھے۔ اگلی کتابوں کے قومی خصوصیات والے قوانین کو بدل کر انہیں عالمگیر کر دیا۔ جن پر ہر زمانہ میں قوانین دیوانی و فوجداری کی بنیادیں قائم کی جا سکتی ہیں۔ مثال کے طور پر فوجداری کی سزائیں لے لو۔ تورات میں تھا آنکھ کے بدلہ آنکھ ناک کے بدلہ ناک۔ کان کے بدلہ کان کاٹ لو۔ اور انجیل میں تھا جو تیرے ایک گال میں طمانچہ مارے تو دوسرا بھی پھیر دے ظاہر ہے کہ پہلے کا تشدد اور دوسرے کی نرمی اس قابل نہیں کہ وہ کسی عالمگیر مذہب کی بنیاد قرار دی جا سکے۔ اسلام نے جب ایک عالمگیر مذہب کی بنیاد ڈالی تو ایک ایسا زرین اصول قائم کیا جو تمام زمانوں کے لئے قوانین فوجداری کی بنیاد ہے اور وہ ہے جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح فاجره علی الله انه لا یحب الظالمین۔ کسی بدی کا بدلہ سزا ہے جو اس کے مطابق ہو پھر جو معاف کر دے اور مطلب اس کا اصلاح ہو تو اس کا اجر اللہ کے حضور ہے۔ بے شک اللہ ظالموں کو محبوب نہیں رکھتا۔ سب سے پہلے یہ اصول قائم کیا کہ سزا کا معیار ایسا ہو جو بدی کے توازن سے بڑھ نہ جائے۔ بدی کے مطابق سزا کا تجویز کرنا مختلف اقوام اور مختلف حالات کے ماتحت جدا ہوتا ہے۔ اس لئے اسے واضعان قوانین پر چھوڑا کہ سزا تم خود تجویز کر لو۔ مگر اس تجویز کرنے میں بدی سے اس کی سزا نہ بڑھے نہ گھٹے۔ تاکہ انصاف قائم رہے۔ یہی وہ اصول ہے جس پر آج تعزیرات ہند قایم ہے۔ دوسری بات یہ قایم کی کہ سزا کا مقصود ہمیشہ اصلاح ہونا چاہئے۔ اگر عفو کر دینے میں اصلاح ہو تو وہ بہت اچھا ہے۔ عفو کرنے والے کو اجر خدا سے ملے گا۔ لیکن عفو اس حالت میں بُرا ہے جس سے مستغیث پر ظلم ہو جائے اور خدا ظالم کو محبوب نہیں رکھتا۔ پس عفو اور انصاف دونو کو ان کا موقع ومحل تبا کر فوجداری کے بنیادی اصول کو مستحکم اور عالمگیر کر دیا۔

۳۔ اسلام کے فوجی اصول

(۳) ملٹری اصول ایسے زبردست قائم کئے کہ حیرت ہوتی ہے کہ آج بڑے بڑے ماہرین فن جنگ کو ان کے اختیار کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ جنگوں کی ضرورت۔ ان سے بچنے کے لئے معاہدے۔ ایفائے عہد کے اصول۔ مدافعت کے سامان جنگی قیدیوں اور مفتوحہ ممالک کے ساتھ سلوک غرضکہ ہر ایک رنگ کے لئے ہدایات دیں۔ دنیا کی کونسی الہامی کتاب ہے جس نے ان امور پر بحث کی ہے۔

۴۔ مجلسی اور معاشرتی قوانین

(۴) معاشرت اور زناشوئی کے تعلقات۔ نکاح اور طلاق۔ رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے سلوک اور کتابوں میں بھی ہیں مگر نہ اس شرح وبسط کے ساتھ جو قرآن رکھتا ہے اور نہ ایسے مکمل جو ہر زمانہ اور ہر حالت کے لئے مفید ہو سکیں۔

۵۔ لین دین کے معاملات

(۵) تمدن۔ تجارت۔ بیع وشرا۔ سود۔ غیر قوموں سے تعلقات غرضکہ کون سا پہلو ہے جس پر مکمل ہدایات نہیں دی گئیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سب قوموں اور ذاتوں کی بڑائی چھوٹائی مٹا کر شرافت اور بزرگی کا معیار تقویٰ رکھ دیا۔ مساوات کا یہ وہ پاکیزہ اصول ہے جو ایک عالمگیر مذہب کے لئے روح رواں ہے۔ اور جس سے تمام مذاہب محروم ہیں۔

(۶) اخلاق فاضلہ کو اپنے معراج پر پہنچا دیا۔

کہاں تک گنے جاؤں جگہ کم ہے اور یہ مضمون بہت وسیع ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے عرض کر دیا گیا۔ اسی سے اندازہ لگا لو۔

قرآنی ہدایت کے تین پہلو

لیکن قرآن کے ساتھ بے انصافی ہوگی اگر میں یہیں ختم کردوں یہ تو صرف اس کا ایک پہلو ہوا جسے ھدی کہیں گے یعنی وہ ہدایتیں جو انسان کو ایمان لانے اور عمل کرنے کے لئے دی گئیں۔ لیکن قرآن نے اپنے تین پہلو بیان کئے ہیں ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان یعنی (۱) ایک تو ھدیٰ لوگوں کے لئے ہدایتیں (۲) دوسرے بینٰت من الھدیٰ یعنی جو ہدایتیں دیں ان پر دلائل بھی خود دیئے ہیں اور (۳) تیسرے فرقان یعنی خود جو اصول صحیحہ پیش کئے ہیں انہیں تمام غلط اصولوں اور مذاہب باطلہ سے مقابلہ کر کے حق و باطل میں فرق قائم کر دیا۔

(۱) تکمیل ھدایت کی

(۱) **ھدیٰ**۔ ہدایتوں کا ذکر اوپر ہو چکا اور ان کے کمال اور عالمگیریت پر کچھ تھوڑی سی روشنی ڈالی جا چکی۔ گو جو کچھ لکھا گیا وہ بجائے خود صرف عنوان ہیں۔ ورنہ ان میں سے ہر ایک الگ الگ ایک مستقل مضمون کو چاہتا ہے۔ میں نے اہل علم اور اہل تحقیق کے لئے صرف اشارات لکھ دیئے ہیں تفصیل طوالت کے خوف سے نظر انداز کر دی ہے۔

۲۔ اپنے دعویٰ پر خود دلائل دیئے

(۲) **بینٰت من الھدیٰ**۔ جو ہدایت دی ہے اس پر دلیل بھی دی ہے۔ دنیا کی کوئی الہامی کتاب کیا یہ شان اپنے اندر رکھتی ہے؟ دنیا کے سامنے یہ ایک چیلنج ہے کوئی الہامی کتاب نہیں کہ وہ اپنے دعویٰ پر دلیل بھی دے۔ اگر ہے تو پیش کرے۔ سب کی سب کتابیں دعویٰ کر کے دلائل کے لئے اپنے ماننے والوں کا منہ تکتی ہیں۔ مگر قرآن جو دعویٰ کرتا ہے اس کی دلیل خود دیتا ہے وہ اپنے ماننے والوں کا دلائل کے لئے محتاج نہیں وہ ایک کامل کتاب ہے جو اپنے دعووں کو دلائل سے خود منواتی ہے۔ یہ وہ امتیازی تاج ہے جو صرف قرآن کے سر پر ہے۔

۳۔ مذاہب باطلہ کا رد کیا

فرقان۔ کوئی دنیا کی الہامی کتاب ہے جس میں مذاہب باطلہ اور غلط اصولوں کا رد ہو۔ باطل کی تردید میں دلائل دیئے ہوں اور حق و باطل میں امتیاز کر کے دکھایا ہو یہ صرف اور صرف قرآن کا طغرائے امتیاز ہے۔

نئی ہدایت و نبوت کی ضرورت نہیں

الغرض کتاب الٰہی کا کمال اگر نظر آتا ہے تو صرف قرآن میں نظر آتا ہے۔ وہ نہ صرف ایک کامل و مکمل کتاب ہے جو دائمی صداقتیں رکھنے والی عالمگیر ہدایتیں عطا کرتی ہے بلکہ قرآن جو بھی ہدایت دیتا ہے اس پر دلیل بھی خود دیتا ہے اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کرتا۔ اس کے پیش کردہ اصول کے برخلاف اگر کسی مذہب میں کوئی غلط اصول ہو تو اس کے اصولوں کی غلطی کو دلائل سے طشت از بام کرتا ہے۔ اب فرمائیے اس کے بعد کونسی بات باقی رہ گئی جس کے لئے کسی نئی ہدایت کی اور اس کے پہنچانے کے لئے کسی نئے نبی اور کسی نئے رسول کی ضرورت پیش آتی یہاں نبوت ختم ہو گئی۔ کیونکہ اس کا کام ختم ہو گیا چونکہ قرآن پر آکر ہدایت کامل ہو گئی۔ اس لئے حامل قرآن یعنی محمد رسول اللہ صلعم پر نبوت اور رسالت بھی ختم ہو گئی۔ آپ کے بعد نہ کسی نئے نبی اور رسول کی ضرورت ہے اور نہ پرانے کی کیونکہ اب کوئی نبوت اور رسالت کا کام باقی نہیں اور نہ کسی نئی ہدایت کی ضرورت ہے جو خدا کسی نئے نبی اور رسول کو بھیجے یا کسی پرانے نبی اور رسول کو سنبھال کر بٹھا رکھے۔ پس قرآن کی تذلیل نہ کرو۔ اور اس کے کامل ہدایت نامہ ہونے اور محمد رسول اللہ صلعم کے آخری نبی ہونے پر سچے دل سے ایمان لاؤ۔ کہ یہی سچ ہے ہاں مجدد آتے رہیں گے جو دین کی تجدید کریں گے۔ یہ سنت اللہ ہے کہ اقتدار زمانہ سے دل سخت ہو جاتے ہیں اور دین کی طرف سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔ تب خدا اپنے ایک بندہ کو کھڑا کرتا ہے جو دین کو بدعات سے پاک کر کے اس کی اصل شکل میں دنیا کے آگے پیش کرتا ہے اور لوگوں کی توجہ کو دین کی طرف پھیرتا ہے۔

قرآن آخری کتاب ہے

پس قرآن کامل و مکمل آخری کتاب ہے۔ دنیا کی کوئی الہامی کتاب نہیں جو کسی پہلو میں بھی اس کے مقابل میں لائی جا سکے۔ بلکہ قرآن نے بعض پہلی کتب مثلاً تورات و انجیل و زبور کا نام لیکر ان پر احسان کیا کہ باوجود محرف و مبدل ہونے کے ان کے کسی زمانہ میں منجانب اللہ ہونے پر ایمان پیدا کر دیا۔ ورنہ خود ان کتب میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جس سے ان کے آسمانی کتاب ہونے پر دلیل قائم ہو سکے۔ برخلاف اس کے قرآن اپنے اندر وہ تمام دلائل رکھتا ہے جو اس کے منجانب اللہ ہونے پر دن چڑھا دیتے ہیں فبای حدیث بعدہ یومنون

(سید عبدالمجید صاحب جج کپورتھلہ سٹیٹ کے قلم سے)

ختم نبوت کا مفہوم

سب سے پہلے میں یہاں اس ختم نبوت کا مفہوم ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جو اسوقت ہمارے زیر بحث ہے۔

خاتم خواہ بمعنے مہر کے لئے جائیں خواہ ختم کرنے والے کے دونوں حیثیتوں سے اسکا مفہوم یہ ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اول الذکر مفہوم یعنے نبیوں کی مہر سے یہ مراد ہے کہ جو کام انبیائے سابق سرانجام دیا کرتے تھے یعنے ہدایت بنی آدم اور تکمیل اخلاق وہ سب بنی آدم کی رہنمائی کے لئے احکام الٰہی کی تکمیل کی صورت میں آپ کی ذات میں ختم ہو چکی ہے پس اب آپ کے اتباع سے ہی دنیا کمال حاصل کر سکے گی۔ مؤخر الذکر مفہوم تو اسقدر واضح ہے کہ اس سے سوائے آخری نبی کے اور کچھ معنے لئے جا سکتے ہی نہیں۔ پس آپ کے بعد کوئی نبی نیا ہو یا پرانا۔ حقیقی ہو یا غیر حقیقی۔ صاحب شریعت ہو یا غیر صاحب شریعت۔ غرضکہ کوئی نبی ان تعریفات اصطلاحات یا ان معنوں میں آنیوالا نہیں ہے جیسا کہ قرآن اور دیگر صحائف میں بیان ہوئے ہیں یا جیسے انبیائے سابق تھے۔

ختم نبوت کے بارہ میں موجودہ زمانہ کا اختلاف

جہانتک مذہبی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہو سکا ہے نہایت محفوظ طریقے پر کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کے شروع سے لیکر اب تک ختم نبوت کے مسئلہ پر اختلاف نہیں پایا گیا۔ اور آجتک کسی نے مسلمان ہو کر یا مسلمان رہکر دعوئے نبوت بھی نہیں کیا۔ لیکن کچھ عرصہ سے بعضوں کا یہ خیال ہے کہ زمانہ گذشتہ کی طرح زمانہ سلف کے انبیاء کے معیار اور طریق پر انبیا کی آمد کا سلسلہ آئندہ بھی جاری رہیگا۔ مگر وہ امتی نبی ہوں گے۔ نہ وہ براہ راست نبی ہونگے اور نہ کوئی شریعت لائیں گے۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے نبی ہوں گے مگر انکی نبوت ویسی ہی ہوگی جیسی کہ انبیائے سابق کی تھی۔ اسکے علاوہ ایک اور طبقہ بھی ہے جو حضرت مسیح ابن مریم کی دوبارہ آمد سے بھی سلسلۂ نبوت کو جاری کرتا ہے۔ اگرچہ وہ بھی مسیح کی آمد ثانی کو بحیثیت ایک امتی نبی کی آمد کے کہتے ہیں، معل الذکر جمہور کے لئے نبوت کا دروازہ کھولتے ہیں اور انہیں ایک بلند مقام پر اپنی استحقاق کے مطابق پہنچانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور مؤخر الذکر ایک نبی کو امتی کے درجہ میں لا کر اسکی شان کو گھٹانا چاہتے ہیں۔ نتیجہ کچھ ہو۔ ان دونوں عقیدوں سے نبوت کا اجراء پایا جاتا ہے۔ صرف کیفیت و کمیت کا فرق ہے۔

نبوت کے ساتھ ہدایت کا آنا ضروری ہے

محض سطحی طور پر معاملات میں نظر کرنے سے واقعی یہ بات قرین عقل معلوم نہیں ہوتی کہ خدائی فیضان جو انبیا اور کتب سماوی کی صورت میں ہر زمانے اور ہر قوم کے شامل حال رہا ہے آئندہ زمانوں میں بنی آدم کو اس فیضان سے محروم کر دے۔ لیکن یہ ایسا نظریہ ہے جسکے ایک حصہ یعنے کتب سماوی کے آئندہ نزول کی ضرورت پیدا ہونے کے سوال کا جواب اُن مسلمانوں کے پاس بھی نہیں ہے جو نبوت کو کسی نہ کسی صورت میں جاری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جو نبوت کو جاری سمجھتے ہیں خواہ وہ کسی رنگ میں ہو۔ وہ زیادہ اس امر کے جوابدہ ہیں کہ نبوت کا اجراء جب وہ ضروری سمجھتے ہیں تو کتب سماوی کے نزول کو آئندہ جاری کیوں نہ سمجھیں کیونکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اصل چیز تو کتب سماوی ہی ہیں۔ جو اولوالعزم رسول دنیا میں لیکر آتے ہیں۔ علاوہ ازیں شریعتوں کو دنیا کے ارتقائے حالات کے مطابق ہونا چاہیئے۔ شریعت نبوت سے بھی زیادہ ضروری چیز ہے۔ اگر بخیال اُن کے انعام شریعت یا ہدایت آگے کے لئے بند ہو گیا تو پھر نبوت اور محض نبوت کا اجراء تو ایک عبث چیز رہ جاتی ہے۔ غلط فہمی سے اگر کسی کو یہاں یہ خیال پیدا ہو یا یہ اعتراض ہو کہ بنی اسرائیل میں ایسے کئی نبی آئے ہیں جو شریعت نہیں لائے یا جنکی کوئی کتاب نہ تھی تو کیا خدا کا یہ فعل عبث تھا۔ اول تو میرا یہ عقیدہ نہیں ہے اور نہ قرآن ہی اسکی تائید کرتا ہے کہ کوئی نبی بھی بغیر کتاب یا وحی نبوت کے آیا ہے۔ لیکن لبفرض محال اگر اسے مان بھی لیا جائے کہ ایسے نبی بھی آئے ہیں جنکے پاس کتاب یا نئی شریعت نہ تھی مگر وہ پھر بھی اس حالت میں تھے کہ انہوں نے سابقہ صحائف ربانی کی تصدیق کی تو وہ کتابیں ایک لحاظ سے ان کی اپنی کتابیں ہو گئیں۔

ختم نبوت فطری اصولوں کی روشنی میں

اسقدر [illegible] بنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بحث سے متعلق منقولی لٹریچر کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ انہیں اصولوں پر اسکے متعلق کچھ لکھنا اسوقت میرے دائرۂ عمل سے باہر ہے۔ البتہ میں اس مسئلہ کو دین الفطرۃ کے فطری اصولوں کی روشنی اور معقولات کے رنگ میں دیکھنا اور دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ اسبارے میں قدرت سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے۔

مسلمانوں میں کوئی ایسا فرقہ اسوقت تو موجود نہیں ہے جو کتب سماوی کے آئندہ نزول کو تسلیم کرتا ہو۔ پس اس مضمون میں صرف نبوت کے اجراء یا عدم اجراء کے متعلق ہی بحث ضروری معلوم ہوتی ہے کیونکہ ایسی کسی نہ کسی قسم کی کوئی نبوت بھی جو پہلے صحیفوں اور قرآن شریف میں پائی جاتی ہے ختم ہو چکی ہے جو دلائل ختم نبوت کے متعلق ہیں وہی دلائل قرآن شریف کے خاتم الکتب ہونے پر چسپاں ہوں گے اور ہو سکتے ہیں۔ ہمارے بابی بھائی ختم نبوت کے دلائل سے قرآن کے خاتم الکتب اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور وہ اصحاب جو صرف نبوت کو کسی نہ کسی طرح جاری مانتے ہیں اس سے رسول عربیؐ کے ایسے نبی ہونے کے متعلق اس میں کافی مواد پائیں گے جسکے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں ہو سکتا۔

ختم نبوت کے خلاف معقولی اعتراض

ایسی نبوت کو کسی نہ کسی صورت میں جاری سمجھنے والوں کا زیادہ سے زیادہ معقولی اعتراض یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے لوگوں میں جیسے گمراہ اور بے دین ہوا کرتے تھے آج بھی ایسے لوگ کثرت سے بلکہ پہلے زمانوں کی نسبت بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اور جبکہ اللہ تعالیٰ پہلے گمراہوں کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجا کرتا تھا وہی خدائے رب العٰلمین اب بھی موجود ہے پھر اب اس نے اپنے بندوں کی ہدایت سے دست برداری کیوں اختیار کر لی؟

بنی نوع انسان کی ارتقائی زندگی

دنیا کی تاریخ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم انسانی ہمیشہ ایک ہی حالت میں نہیں رہا ہے۔ بلکہ اسکی حالتیں ہمیشہ بدلتی رہی ہیں۔ البتہ حیوانات اور جمادات میں تغیرات نہیں پائے گئے۔ مسئلہ ارتقا کے ماہر عالم حیوانات میں شروع سے ہی تغیرات

واقعہ ہوتا جاتے ہیں۔ لیکن ایسے تغیرات انکے دماغوں میں ہی ہوں گے۔ خارج میں اسکا ثبوت نہیں ملتا۔ جدائی سلسلہ کی جو موجودہ ترقی یافتہ صورت اور ابتدائی حالت پہ پھیلا ہوا ہے ایسی درمیانی تدریجی کڑیاں نہیں ملتیں جن سے یہ رائے قائم ہو سکے کہ ابتدائی حالت نے ارتقائی صورت میں یہ انتہائی شکل اختیار کی ہے۔ اسے جسمانی ارتقا ہی نہ سمجھا جائے بلکہ اس میں مذہبی ارتقا بھی ثابت ہے۔ برخلاف اس کے نوع انسانی کے حالات کا منتظر ہو۔ تو رہنما ہر طرح کی دلیل اور شہادت سے ملتا ہے۔ تاریخ عالم اور مختلف ادیان کے صحیفے اس پر شاہد ہیں۔ آثار قدیمہ اسکی صداقت کا ثبوت دیتے ہیں۔ قدیمی کتبے یہی بات ظاہر کر رہے ہیں۔ ہزار سال پہلے کچھ اور حالت تھی دو ہزار سال پہلے کچھ اور ہی فرق مدارج اس زمانہ تک پایا جائیگا۔ یہاں تک کہ آپ کا ذہن جا سکتا ہے یا تاریخ آپ کا ساتھ دے سکتی ہے نوع انسانی کے تغیرات انفرادی یا شخصی تغیرات کے بالکل مشابہ معلوم ہوتے ہیں۔ جو تغیرات ایک انسان کے تولد سے لیکر بڑھاپے تک اسکی حالت میں واقعہ ہوتے رہتے ہیں اسی طرح کے تغیرات انسانی نسلوں میں آپ موجود دیکھیں گے۔ جیسے انسان انفرادی حیثیت سے تولد کے بعد مدت تک اپاہج اور بےبسی کی حالت میں دوسروں کا محتاج رہا کرتا ہے بعینہ اسیطرح بہت قدیمی زمانوں کے انسان نوعی حیثیت کے لحاظ سے اپاہج اور بےبسی کی حالت میں ہوا کرتے تھے۔ جسطرح زمانہ تولد سے لیکر کئی سال تک انسان کا بچہ بتدریج علم۔ فہم اور جسمانی قوت میں ترقی کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے اسی طرح قدیم زمانہ سے لیکر اب تک انسان بتدریج علم۔ فہم اور تجربہ میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس سے کسیکو انکار نہیں ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے کہ نوعی زندگی کے لحاظ سے انسانی نسل پر بھی ایک طفولیت کا زمانہ گذر چکا ہے۔ یہ آنیوالی نسلوں کا کام ہے کہ وہ ہمارے موجودہ زمانے کو کس نام سے پکاریں لیکن قدیمی زمانے کی تاریخوں کو دیکھکر یہ دعوی نہایت محفوظ طریقے پر کیا جا سکتا ہے کہ نوع انسانی عالم طفلی سے گذر چکی ہے۔

انسان کی انفرادی زندگی کے ارتقائی مراحل

اب ہم پہلے انسان کی انفرادی زندگی کے مختلف مدارج اور مراحل پر نظر کرینگے۔ سب سے پہلے اسکی ہستی کی بنیاد پر جب غور کیا جاتا ہے تو یہ امر صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نر تخم مادہ تخم میں نفوذ کرکے ایک مستقل زندہ ہستی بن جاتا ہے اور یہ بڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ جب اسکے اعضا بن جاتے ہیں تو وہ جنین کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس وقت ماں کے جسم میں بہت طرح کے تغیرات پیدا ہو جاتے ہیں جو بچہ کی پرورش کے لئے نہایت ضروری اور مناسب ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف خود بچے کی ساخت میں ایسے تغیرات پیدا ہوتے رہتے ہیں کہ وہ بچہ کی نشو و نما کے لوازمات پورا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہوتے ہیں۔ ان دونوں تغیرات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ اپنی پرورش کے لئے رحم مادر کی غشا میں سے غذا چوستا رہتا ہے۔ اور تنفس کی بجائے ماں کے تنفس سے جو آکسیجن ماں کے خون میں ملا ہوا ہوتا ہے اس خون سے غذا لیتا ہے تاکہ اسے علیحدہ تنفس کی ضرورت نہ ہو جو رحم کے اندر کی زندگی میں ناممکن ہے جب بچہ اتنی نمو کی شکل میں پہونچ جاتا ہے کہ رحم مادر سے باہر آکر زندگی بسر کر سکے تو بچہ کی طرف سے اور ماں کے رحم میں ایسی حرکتیں نمودار ہونا شروع ہو جاتی ہیں کہ بچہ پیدا ہو جاتا ہے مگر اسکے ساتھ ہی بچہ کے جسم میں دفعتاً عجیب انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ رحم کے اندر کی زندگی رحم کے باہر کی زندگی سے ایسی مختلف ہوتی ہے جیسے کہ سمندر کی تہ میں رہنے والے جانوروں کی زندگی۔ اور زمین پر ہوا میں اڑنیوالے جانوروں کی زندگی مختلف ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ کا رہنے والا دوسری جگہ میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ انسانی بچہ نو مہینہ تک آبی زندگی بسر کرتا ہے قدرت اس عرصہ میں اسکے گرد ایک مضبوط غلاف بنا دیا کرتی ہے، اور اس غلاف کے اندر بچہ کے گرد اتنا پانی پیدا ہو جاتا ہے کہ بچہ اس پانی میں آسانی سے تیرتا رہتا ہے۔ دوسرے فائدوں کے علاوہ ایک ظاہری فائدہ اس میں یہ بھی ہے کہ بچہ جب تک رحم کے اندر رہتا ہے تو اس پانی میں تیرتے رہنے کے سبب بیرونی حادثات سے محفوظ رہتا ہے۔ اسکی ماں اپنے سارے معمولی کام کرتی ہے۔ ان کاموں میں اسے حرکت۔ صدمہ۔ گرنا۔ چوٹ لگنا وغیرہ پیش آتے رہتے ہیں۔ اگر بچہ اندرونی زندگی کے زمانے میں پانی کے اندر محفوظ نہ کیا جاتا تو وہ ہر وقت بیرونی صدمات کا نشانہ بنا رہتا اور اسکی زندگی محال ہو جاتی۔ رحم میں کی زندگی میں جب بچہ ماں کے خون میں سے غذا چوستا ہے تو اس وقت کا جسمانی نظام بچہ کے بعد کے جسمانی نظام سے بہت ہی مختلف ہوا کرتا ہے۔ علم ڈاکٹری کے ماہر اسکے متعلق بہتر رائے قائم کر سکتے ہیں۔ لیکن پھر بھی جہانتک ان سے معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بیرونی زندگی میں شریانیں اور وریدیں کام کرتی رہتی ہیں اور کشش تنفس میں امداد دیتی ہے۔ لیکن اندرونی زندگی جو رحم مادر میں گذرتی ہے دوران خون صرف بچے کے دل کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں ہوتا رہتا ہے۔ غرض بظاہر حالات زندگی ناممکن معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جونہی بچہ پیدا ہو جاتا ہے اس وقت کشش کا عمل شروع ہوتا ہے۔ اگر اب کشش کا عمل جاری نہ ہو تو تنفس کا امکان ہی نہیں ہو سکتا جو موت کے مترادف ہے۔ قلب کا درمیانی راستہ خود بخود بند ہو جاتا ہے اور دوران خون اس حالت میں آجاتا ہے جو کہ ہم بیرونی زندگی میں پاتے ہیں۔ غرض اور تغیرات بھی جو اس سے زیادہ حیرت انگیز ہیں واقعہ ہو جاتے ہیں۔ وہ تغیرات جو تمام دنیا کے ڈاکٹر مل کر بھی نہیں کر سکتے۔

انسان کی عالم طفولیت میں قدرتی امداد

ادھر یہ کیفیت ہوئی ادھر ماں کے جسم میں جو حمل اور تولد کی ضرورت سے تبدیلیاں قدرت نے پیدا کی تھیں انکی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور بچہ کی پرورش کے لئے ماں کی چھاتیوں سے دودھ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ غرض جب تک بچہ کو دودھ کی ضرورت ہے تب تک اسے دودھ ملتا ہے اور دانت نہیں ملتے۔ اور جب وہ بتدریج ذرا سخت غذا کھانے کے قابل ہوتا ہے تو دانت نکلنے شروع ہو جاتے ہیں اور ماں کا دودھ خشک ہونے لگتا ہے اور پھر اسے دوسری غذائیں دینے لگتے ہیں۔ اور ماں باپ کے دلوں میں قدرتی محبت اولاد کی پرورش میں مدد دیتی ہے۔ جب بچے جوان ہو جاتے ہیں اور اپنی ضرورتیں اپنے فہم اور عمل کے ذریعہ سے پوری کرنیکے قابل بن جاتے ہیں تو ساری قدرتی امداد بند ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بعد میں بھی بعض لوگ مرض یا حادثہ کے سبب یا پاگل ہو جانیکے باعث بچوں سے زیادہ قدرتی مدد کے محتاج ہو جایا کرتے ہیں مگر پھر انہیں وہ قدرتی امداد کبھی نہیں ملتی جیسی بچوں کو ملتی تھی۔ البتہ لوگوں کی خیرات اور صدقہ اور ہمدردی سے ایسے اپاہجوں اور محتاجوں کو مدد پہونچنے کا قدرتی طریق ہے۔

نوع انسانی کی طفولیت میں اسکی قدرتی امداد

اسی طرح جب نسل انسانی طفولیت کے زمانہ میں تھی اسوقت اللہ تعالیٰ اسکو معجزہ کی شکل میں اور غیر معمولی صورت میں حسب ضرورت مدد دیا کرتا تھا۔ آج اسباب کو غور کرنیوالوں کے سوا کوئی بھی ممکن نہیں سمجھتا۔ بلکہ ماننے والوں میں بھی بہت ایسے نکلیں گے جو انبیاء کے معجزات میں تاویلیں کرکے انہیں معمولی قسم کے واقعات کی صورت میں پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر ہم ان سے ہی دریافت کرتے ہیں کہ رسول عربی کے قرآن کا معجز بیان ہونا اور اسکے ذریعہ غیب کی باتوں کی خبریں دینا بجائے خود کیا کم معجزہ ہیں۔

عالم طفولیت کا آخری زمانہ

نوع انسانی طفولیت کی حالت سے ترقی کرتے کرتے جوانی کی حالت میں پہونچ گئی ہے۔ یہ بات تو ظاہر ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے وہ تمام سلوک جو نسل انسانی کی طفولیت میں انسانوں کے ساتھ کیا جاتا تھا سارا موقوف کر دیا جیسے کہ بچوں کے ساتھ کا سلوک افراد انسانی کے جوان ہونے پر بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر چاہے جوان آدمی کسی حادثہ کے سبب بچہ سے بھی زیادہ اپاہج ہو جائے پھر بھی اللہ تعالےٰ غیر معمولی شکل میں ایسے جوانوں کو مدد کبھی نہیں دیا کرتا۔ اسی طرح جیسے افراد انسانی طفولیت کے عالم میں بےبسی کی حالت میں رہا کر

اسی طرح اقوام انسانی کی طفولیت کی حالت میں انکی تمدنی حالت نہایت پست ہوا کرتی ہے جسطرح ہر ایک فرد بشر کو غذا وغیرہ کی ضرورت شخصی ہستی قائم رکھنے کے لئے ہوا کرتی ہے اسیطرح نوع انسانی کو قومی حالت قائم رکھنے کے لئے تمدنی غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلئے ازمنہ قدیمہ میں ہر ایک جماعت انسانی کے پاس آسمانی ہدایت کم و بیش مقدار میں آتی رہتی تھی لیکن حضرت ابراہیم کو ان کے کامل الایمان ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ نے سارے جہان کا پیشوا بنانے کا وعدہ کیا اور انہیں بتایا کہ تجھکو اور تیری اولاد کو ہمیشہ کے لئے برکت دونگا۔ پس اولاد ابراہیم میں اسحاق اور اسماعیل کے ذریعہ سے ان [illegible] پیدا ہوئے اور انہوں نے آسمانی سلسلہ نبوت کی آخری ہدایت پہونچائی۔ مگر اسوقت کی ذہنی حالتیں ابھی اس مرحلے پر تھیں کہ ان میں انسان کی طفولیت کا زمانہ باقی تھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے بنی اسمٰعیل کو اصلاح کے لئے مقدر کر چھوڑا تھا۔ چنانچہ اسکی آخری کڑی ہمارے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) پر ختم ہوئی۔

بلوغت عالم انسانی اور تکمیل ہدایت

اگر غور سے دیکھا جائے تو سرور عالم کے زمانے سے دنیا میں بڑی وسیع سلطنتیں قائم ہونا شروع ہو گئیں۔ دور دور کی قوموں میں باہمی تعلقات پیدا ہو گئے اور نسل انسانی طفولیت کے عہد سے نکلکر بلوغ کے زمانہ میں داخل ہو گئی۔ ہدایت جو انسان کی نجات کے لئے ضروری تھی وہ قرآن پاک کی صورت میں مکمل کر دی گئی۔ جسپر خدائی تصدیق ان الفاظ میں ثبت ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی "آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا"۔ ہدایت اس طرح پایۂ تکمیل کو پہونچگئی

آنحضرت صلعم کا عالمگیر پیغام اور ختم نبوت

اب رہی رسالت سو پہلے تو رسول عربی کو یہ ارشاد خداوندی ہوتا ہے قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا "کہدو اے دنیا جہان کے لوگو میں تم سب کیطرف اللہ کا رسول ہوکر آیا ہوں"۔ اور پھر فرمایا کہ وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس "ہم نے تمام لوگوں کے لئے تمکو بھیجا ہے"۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرور عالم (فداہ ابی و امی) ساری دنیا کے لئے نبی ہوکر آئے تھے۔ حالانکہ آنحضرتؐ سے پہلے کوئی نبی کبھی ساری دنیا کی طرف نہیں آیا۔ نہ صرف یہ کہ وہ ساری دنیا کے لئے نبی ہوکر تشریف لائے۔ بلکہ پھر فرمایا کہ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین "ہم نے تمہیں ساری دنیا کی قوموں کے لئے رحمت اور برکت بناکر بھیجا ہے۔

جب یہ مراحل واضح ہو گئے تو پھر صاف طور پر یہ فرما دیا کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین "محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں"۔ جس سے آئندہ نبوت ختم ہو گئی۔

نبی کا آنا اسیطرح بند ہے جیسے جوان آدمی کو ماں کا دودھ

اس تمام ترتیب کو جب اس امر سے ملا کر دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ ساری دقتیں جو نوع انسانی کی طفولیت کے عہد میں ہدایت پہونچانے اور پھیلانے میں پیش آیا کرتی تھیں بالکل رفع ہو گئی ہیں اور اللہ تعالےٰ کے قانون قدرت کے موافق جسکے رو سے ایک وقت میں بچوں کی دستگیری قدرتی طور پر ہوتی ہے۔ اور جب وہ جوان ہوتا ہے اور اپنی ضرورتوں کے سامان اپنی سمجھ کے موافق مہیا کرنے کی ان میں طاقت پیدا ہو جائے تو قدرتی دستگیری کا عمل بند ہو جاتا ہے تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اب نوع انسانی کے بلوغ کے زمانے میں پھر انبیاء بھیجکر لوگوں کو ہدایت کرنے کے قدرتی سامان مہیا کیوں ہوں۔ اگر اب بھی ان کی ضرورت ہے تو پھر اسکی توقع کیوں نہ رکھی جائے کہ جب کوئی جوان آدمی کسی حادثہ کی وجہ سے بچہ کی مانند اپاہج ہو جائے اسکے لئے پھر کسی عورت کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کر دیا جائے اور پھر اس عورت کے دل میں اس اپاہج شخص کی محبت بھی ایسی ڈال دی جائے جیسے والدین کو اپنی اولاد کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اس آدمی کے دانت بھی گرا دئے جایا کریں تاکہ دودھ پلانے والی عورت کو تکلیف پہونچنے کا اندیشہ نہ رہے اور پھر اس اپاہج آدمی کا جسم بھی بچے کے جسم کی طرح ایسا نظام بنا دیا جائے جسکے لئے عورتوں کے دودھ کی غذا کافی ہو سکے۔

نبوت کو جاری کرنا نوع انسان کو طفولیت کی طرف لیجانا ہے

ان ساری باتوں کی امید کرنا اتنا ہی معقول ہو سکتا ہے جیسے کوئی شخص یہ امید کرے کہ درخت بڑا ہوکر پھر اپنے تخم کی شکل میں واپس ہوتا ہوا چلا جائے۔ اور آخر کار ایسا تخم بن جائے جس سے پہلے اسکا نشو و نما ہوا تھا۔ جیسے یہ بات ناممکن ہے۔ ایسے ہی اب جوان انسانی جماعت کی ہدایت کے لئے انبیاء کا آنا

سب کے پاس موجود ہے (اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا) اور کوئی عذر معقول بھی اس کامل ہدایت کے نہ مل سکنے کا کسی کے پاس موجود نہیں۔ پھر اس حالت میں قدرتی طور پر آسمانی ہدایت کے نازل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ اسلئے نبوت کا ختم ہو جانا نہ صرف یہ کہ قرآن سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ عقل اور فطرت کا مقتضیٰ بھی یہی ہے۔ جب مسلمانوں کا ایک طبقہ تکمیل ہدایت کا جو قرآن کی صورت میں نازل ہو چکی ہے معتقد ہے۔ اور یہ بھی اعتقاد رکھتا ہے کہ اب کوئی اور آسمانی کتاب نازل نہیں ہو گی۔ تو یہ امر نہیں بدرجہ اولیٰ تسلیم کر لینا چاہئے اور تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے کہ کوئی نبی ہی اب آنیوالا نہیں ہے۔

نبوت کو جاری کرنا نوع انسان کو طفولیت کی طرف لیجانا ہے

پھر ایک ارشاد خداوندی ہے کہ وھذا الکتاب انزلناہ مبارکاً فاتبعوہ واتقوا لعلکم ترحمون۔ ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستھم لغافلین۔ او تقولوا لو انا انزل علینا الکتاب لکنا اھدیٰ منھم فقد جاءکم بینۃ من ربکم وھدیً ورحمۃ فمن اظلم ممن کذب بآیات اللہ وصدف عنھا۔ ۶: ۱۵۶ اور ۱۵۸

"اور یہ کتاب جو ہم نے نازل کی ہے مبارک ہے تم اسکی پیروی کرو اور خدا سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ کتاب ہم نے اسلئے تمہیں بھیجی ہے کہ تمکو اس بات کا عذر نہ رہے کہ ہم سے پہلے دو امتوں پر کتابیں نازل ہوئی تھیں۔ اور ہم تو ان کو پڑھ بھی نہیں سکتے تھے۔ یا یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب اتاری جاتی تو ہم دوسرے اہل کتاب سے بڑھکر ہدایت یاب ہوتے۔ اب تو تم پر اللہ کی طرف سے دلیل یعنے قرآن مجز بیان نازل ہو گیا ہے جو ہدایت اور رحمت ہے۔ اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے۔ اور اس سے روگردانی کرے"۔

ان آیتوں سے ازمنہ قدیمہ کی طفولیت کی حالت کے سبب انکے پاس ہدایت کا موجود نہ ہونا۔ یا دوسروں کی غیر زبان میں ہدایت ہونیکے سبب سے نہ پڑھ سکنا اللہ کی نظر میں انکا عذر معقول تھا۔ اسلئے انہیں ہدایت اور نبی بھیجے لیکن غور کر کے دیکھا جائے کہ جو باتیں اگلے زمانوں میں انبیاء کے آنے کی مقتضی تھیں کیا وہ آج پائی جاتی ہیں۔ اسکا جواب کوئی بھی اثبات میں دینے کو تیار نہ ہو گا۔ اور جب کسی شئے کی علت اور شرط موجود نہ ہو تو معلول اور مشروط کا موجود ہونا بھی ناممکن ہوتا ہے۔ اسلئے نبوت کی ضرورت رسول اللہ صلعم کے زمانہ تک تھی انکے بعد وہ ضرورت باقی نہیں رہی اسلئے نبوت یقیناً ختم ہو چکی ہے اور اب نبوت کا مطالبہ کرنا یا اسکی امید رکھنا بلا ضرورت فعل ہے۔

فسق و فجور کے غلبہ کا علاج

یہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اگر اب بھی فسق و فجور کی وہی حالت ہو جائے جو پہلے تھی تو اس قاعدہ قدرت کے مطابق کہ اگر جوان اور بالغ آدمی بے کسی اور بے بسی کی حالت میں ہو جائے تو لوگ اسکی ہمدردی اور دستگیری کرتے ہیں اسکا کیا علاج ہے۔ اسکا جواب صاف ہے۔ وہ یہ کہ جسطرح جوان و بالغ کے ساتھ خدا وہ سلوک نہیں کرتا جو ایک بچے کے ساتھ مرعی رکھتا ہے۔ اسی طرح زمانہ حال یا آئندہ زمانوں کی فاسق و فاجر قوموں کے ساتھ خدا وہ سلوک روا نہ رکھے گا جو انبیاء مبعوث کرنے کی صورت میں اس نے نوع انسانی کے عالم طفولیت میں مرعی رکھا تھا۔ بلکہ اسکے لئے یہی علاج ہے جو قرآن شریف نے تجویز فرمایا ہے کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر (۳: ۱۰۰) "اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے۔ اور برے کاموں سے منع کرے"۔ سو زمانہ ایسے لوگوں سے کبھی خالی نہ رہیگا۔

مسیح موعود کا امتی نبی ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں

لیکن باایں ہمہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ ہمارے مسیح موعود امتی نبی تھے اور اس عقیدے کی وجہ یہ ہے کہ امتی نبی ہونا اس

...کیونکہ حضرت صاحب نے جہاں یہ امتی نبی لفظ کا استعمال فرمایا ہے وہاں دوسرے مقام پر اسکی توضیح بھی کی ہے کہ یہ ایک قسم کی محدثیت اور مجددیت ہے جس میں کثرت سے اخبار غیب پر اطلاع ہو جائے۔ چنانچہ وہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۵۹ پر فرماتے ہیں۔

"پھر ایک نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ یہ انکا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا گیا"۔

اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن نے جس نبوت کو ختم کر دیا ہے اب اس نبوت کا اجرا نہیں ہوا۔ دوسری جگہ الاستفتا ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶ پر اسطرح فرماتے ہیں:۔

ویقول ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ	اور کہتا ہے کہ اس نبوت سے وہ نبوت مراد نہیں جو پہلے صحیفوں میں گذر چکی ہے

یعنے پہلے صحائف میں جو کوئی نبوت بھی تھی خواہ تشریعی یا غیر تشریعی حقیقی یا غیر حقیقی۔ بالواسطہ یا بلاواسطہ ویسی اپنی نبوت سے حضرت مسیح موعود کو قطعی انکار ہے۔

غیر تشریعی نبوت مسیح موعود کی نظر میں

بلکہ ایک جگہ اخبار بدر ۱۷۔ اپریل ۱۹۰۳ء میں تو آپ نے یہانتک فرما دیا کہ:۔

"محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں ہے دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا مذہب ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے۔

"ہر قسم کی نبوت" نے معاملہ کو بالکل واضح کر دیا اب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے انعکاس سے جو نبوت ہو سکتی ہے وہ یہی کہ

امتی نبی محدث ہے

"اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا ہے"۔ (حاشیہ چشمہ معرفت ۳۲۴) اور جب یہ ثابت ہو گیا تو پھر آپ کا یہ کہنا بالکل درست ثابت ہوتا ہے کہ

"ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی ہے۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا اس سے معاملہ کرتا ہے۔ اور محدث کا وجود انبیا اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹)

صاحب نبوت تامہ اور امتی نبی

اس مقام پر رفع تشکوک کے لئے کہ لوگ امتی نبی کی اصطلاح کو نبی کی عام اصطلاح قرآنی میں نہ ملا دیں اور زیادہ وضاحت فرما دی کہ

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو"۔

پس ان حوالوں سے بھی یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آپ کا امتی نبی ہونا محدثیت کا ایک اعلیٰ درجہ ہے۔ کیونکہ امتی نبی آجتک قرآن کے رو سے کوئی بھی نہیں اور نہ وہ ویسی نبوت ہے جو پہلے صحائف میں ابراہیم و موسیٰ۔ یوسف و داؤد جیسی نبوت ہے۔

سلسلہ نبوت کا انجام آنحضرت پر

خود آپ کے ہی الفاظ میں دیکھو۔

"ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا۔ نیا ہو یا پرانا"۔ (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

کیونکہ:۔

"اسی نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے۔ اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اسکے لئے ایک انجام بھی ہے۔ (صفحہ ۱)

کیا نبوت کا اختتام موجب عذاب ہے

اگر یہ کہا جائے کہ جو شخص سلسلہ نبوت کو محدود سمجھتا ہے یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ آنحضرت نے دنیا کو فیض نبوت سے روکدیا اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا تو وہ آنحضرت صلعم کو موجب رحمت نہیں بلکہ باعث عذاب سمجھتا ہے۔ اگر یہ درست طریق پر کہا جا سکتا ہے تو اس سے زیادہ زور کے ساتھ یہ امر بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ اگر نزول قرآن کے بعد دوسری کسی آسمانی کتاب کا نازل ہونا بند ہو گیا تو کیا ہم قرآن کو بھی باعث عذاب سمجھیں گے کیونکہ اصل نعمت اور اصل چیز تو کتابیں ہی تھیں۔ لیکن ہم ایسا نہیں سمجھ سکتے۔ پس جب اتمام نعمت کتاب کی صورت میں ہو چکا تو وہ بدرجہ اولیٰ نبوت کی صورت میں بھی ہونا ثابت ہے۔

فریقین کی نیات

اسقدر لکھ چکنے کے بعد بھی یہ بات ہمیں صفائی کے ساتھ تسلیم کر لینی چاہئے کہ خواہ کوئی نبوت کو اسطرح آئندہ جاری کرنے والے ہوں یا نبوت کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھنے والے ان دونوں کی نیتوں پر شبہ کرنے کی کوئی وجہ ہم نہیں دیکھتے۔ غور سے دیکھا جائے تو دونوں طبقے رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بلند ترین مقام پر پہونچانا چاہتے ہیں کسیکی نیت میں معاذ اللہ آپ کی ہتک کا شائبہ تک مجھے تو نظر نہیں آتا۔ البتہ استنباط نتائج میں ضرور فرق اور ماخذ نظر میں ضرور اختلاف ہے۔

پس دونوں قسم کے عقیدہ رکھنے والوں سے ہمیں بغض و عناد رکھنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ دونوں رسول اکرم کی محبت میں سرشار معلوم ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہتا ہے کہ وہ دنیا کا ایک ایسا فرد کامل تھا جسکی اطاعت میں امتی کو نبوت جیسے مدارج مل سکتے ہیں اور اسکا یہ فیض اسی صورت میں ہمیشہ کے لئے جاری رہیگا۔ دوسرا یہ کہتا ہے کہ وہ ایک ایسی عظیم الشان ہستی تھی کہ جسکا اپنا فیضان ہی قرآن کے ذریعہ جو خاتم الکتب ہے براہ راست ابدالآباد تک دنیا کے لئے باقی رہیگا۔

اجرائے نبوت کا عقیدہ باعث نقصان اسلام ہے

لیکن یہ دیکھنا باقی رہ جاتا ہے کہ اگر یہ عقیدہ عوام میں آگیا کہ آئندہ ایسے نبی بھی آتے رہینگے جو انبیائے سابق جیسے یا ان سے بھی بڑھکر ہو سکتے ہیں۔ تو پھر اندیشہ ہے کہ کہیں یہ عقیدہ بھی پیدا نہ ہو جائے کہ کتب سماوی بھی آئندہ نازل ہوتی رہینگی جیسا کہ بعض افراد کے دل میں خیال پیدا ہو سکتا ہے پھر اور کوئی عمارت مذہب کی قائم ہو جائے تو ہو جائے مگر اسلام کی عمارت ضرور زمین پر آرہے گی اور وہی دن دنیا کی تباہی کا ہو گا۔ خدا ایسا نہ کرے۔ اور نہ وہ ایسا ہونے دیگا کیونکہ وہ فرما چکا ہے کہ

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (۱۵: ۹)

"بلاشبہ ہم نے ہی ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنیوالے ہیں"۔ جہاں اس نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اس میں اسکے لانے والے کی علو مرتبت اور درجہ کی حفاظت مرکوز ہے۔ کیونکہ کتاب رسالت اور رسالت دو جداگانہ چیزیں نہیں ہیں۔ یہ وعدہ پورا ہو کر رہیگا۔

من اصدق من اللہ قیلا۔ "اللہ سے زیادہ سچا قول کس کا ہو گا۔

ختم نبوت اور بابی مذہب

بابی اور بہائی معتقدات پر ایک نظر

(حضرت امیر جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ)

بابیوں یا بہائیوں کا سارا زور اس بات پر ہے کہ چونکہ قرآن کریم میں یہ صاف طور پر لکھا ہے کہ ہر امت یعنی قوم کے لئے ایک میعاد ہوتی ہے اس لئے ضروری ہوا کہ امت محمدیہ کی صف لپیٹ کر کوئی دوسری امت اس کی جگہ قائم کی جائے۔ اور ان کا یہ بھی دعوےٰ ہے کہ ہر کتاب کے لئے بھی بروئے قرآن کریم ایک وقت مقرر ہوتا ہے جس کے بعد اس میں تغیر تبدل کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک مکالمہ بعنوان "ایک محققانہ مکالمہ" اسی دعوے سے شایع کیا گیا ہے جو میرے پاس یو۔پی کے بعض احباب نے بھیجا ہے۔ اس مضمون میں ہر کتاب کے لئے وقت یا میعاد مقرر ہونے پر جو آیت بطور شہادت پیش کی گئی ہے وہ سورۂ رعد کی آیت ۳۸ ہے جس میں یہ لفظ آتے ہیں۔ لکل اجل کتاب اس کے معنے بہائی محقق نے یوں کئے ہیں کہ ہر زمانہ یا مدت کے لئے ایک کتاب ہوتی ہے۔ اور پھر مراد اس سے یہ لی ہے کہ ہر کتاب کے لئے ایک زمانہ یا مدت ہوتی ہے جو اصل مفہوم آیت سے بالکل خلاف ہے۔ اور سیاق وسباق آیت کو چھوڑ دیا ہے جہاں اصل الفاظ یوں ہیں وما کان لرسول ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ لکل اجل کتاب۔ اور کسی رسول کے لئے یہ شایاں نہیں کہ وہ نشان لائے مگر اللہ کے اذن سے ہر میعاد کے لئے ایک حکم ہے۔ اور اس سے اگلی آیتوں میں بھی یہی مضمون جاری رکھا ہے۔ واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک۔ یعنی جن باتوں کا ہم انہیں وعدہ دیتے ہیں کہ ان کی ہلاکت آ رہی ہے وہ چاہیں تو ہم تجھے دکھا دیں یا چاہیں تو وفات دیدیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی ہلاکت تو ضرور آنے والی ہے خواہ وہ رسول کی زندگی میں آئے یا بعد میں آئے۔ اور اسی نشان ہلاکت کی طرف یاتی بآیۃ میں اشارہ ہے اور یہ مضمون آیت ۲۷ سے شروع ہوتا ہے جہاں فرمایا ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ اور اسی نشان کی میعاد کے متعلق ہی پھر آیت ۳۱ میں فرمایا۔ کہ چھوٹی چھوٹی مصائب ان پر آتی رہیں گی حتی یاتی وعد اللہ ان اللہ لا یخلف المیعاد یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ جو اس کی ہلاکت کے متعلق ہے وہ آ جائے کیونکہ اللہ میعاد کے خلاف نہیں کرتا۔ اور پھر آیت ۳۲ میں فرمایا ولقد استھزی برسل من قبلک فاملیت للذین کفروا ثم اخذتھم جہاں پہلوں پر گرفت یا ان کی ہلاکت کا ذکر ہے۔

پیش کردہ آیت میں کتاب سے مراد

پس آیت کے سیاق وسباق کے لحاظ سے تو معنے صاف ہیں کہ یہ جو ہم ان کی اجل یا میعاد کا ذکر کرتے ہیں۔ تو اس کے لئے بھی ایک کتاب یعنی تحریر یا حکم ہے۔ یہاں کتاب سے مراد کسی پیغمبر کی کتاب ہرگز نہیں۔ اور نہ سیاق وسباق اس معنی کی اجازت دیتا ہے اور قرآن کریم کے الفاظ کو اس کے سیاق وسباق سے الگ کر کے معنے کو توڑنا مروڑنا اہل باطل کا شیوہ ہے کتاب کا لفظ قرآن کریم میں حکم کے معنی میں آیا ہے۔ اور امام راغب اصفہانی نے اس آیت میں لفظ کتاب کے یہی معنے کئے ہیں۔ کہ ہر وقت کے لئے (لکل اجل) اقتضائے حکمت سے کوئی چیز وجود میں لائی جاتی ہے۔ اور اس سے آگے جو الفاظ ہیں یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت ان میں قضا وقدر کو بعض وقت ٹال دینے کی طرف اشارہ ہے جیسے ان ماخذ میں اس کی وضاحت فرمائی ہے اور ہر پیغمبر کی کتاب کے لئے ایک میعاد ہونے پر کوئی شہادت نہیں۔

قوموں کی ہلاکت نئی شریعت کی مقتضی نہیں

رہی یہ بات کہ قوموں پر ہلاکت آتی رہتی ہے یہ درست ہے مگر جب قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے کل قوموں کے لئے بھیجا ہے تو ہو سکتا ہے کہ ایک قوم پر جو تعلیم قرآنی سے دور جا پڑی ہے ایک وقت ہلاکت کا آ جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسری قوم کو اس کی جگہ کھڑا کر دیتا ہے جیسا عباسیوں کی تباہی پر خود ترکوں کو جن کے ہاتھ سے مسلمان تباہ ہو رہے تھے۔ حامل خلافت بنا دیا۔ قومیں سو دفعہ بدلتی رہیں مگر قرآن نہیں بدلے گا۔ نہ اسلام بدلے گا۔

یدبر الامر سے مراد

اور سورہ سجدہ میں جو لفظ آتے ہیں۔ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف وہاں الامر سے مراد شریعت یا کتاب نہیں۔ اگر شریعت یا کتاب مراد لی جائے تو پھر شریعت کی تدبیر یا استحکام تو رسول اللہ صلعم کی زندگی تک ہو گیا۔ اور اس کے ایک ہزار سال بعد تو بابی مذہب دنیا میں آیا نہیں۔ اس لئے بابیوں کو اس آیت سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ مراد اسلام کی ترقی اور فتوحات ہیں۔ جو ایک مدت تک جاری رہیں پھر اس کے بعد ہزار سال کا زمانہ ان میں رکاوٹ کا آ گیا۔ اور اس دن کو الف سنۃ یا ہزار سال کہنے میں خود یہ اشارہ ہے کہ وہ رکاوٹ دور ہو کر پھر اسلام ترقی کرے گا۔

ختم نبوت کی بنیاد دلائل اور علم پر

ہم ختم نبوت کو دلائل اور علم کی بنیاد پر مانتے ہیں۔ بابیوں کا دعویٰ یہ ہے کہ نبوت بلاشبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اور باب یا بہاء اللہ نبی نہیں بلکہ مظہر اللہ ہیں مگر یہ لفظی ایچ پیچیاں ہیں جو تمام ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کو اختیار کرنی پڑتی ہیں۔ کوئی کہہ دیتا ہے کہ نبوت تو اب بھی ہے مگر اب آنحضرت صلعم کے اتباع سے ملتی ہے اور کوئی کہہ دیتا ہے کہ اس کا نام نبوت نہیں مظہریت ہے۔ قرآن کریم کا دعویٰ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کو آنحضرت صلعم کی ذات میں کمال کو پہنچا کر آپ پر ختم کر دیا۔ جس طرح چراغ بھی تاریکی کو دور کرتے ہیں لیکن جب آفتاب نکل آتا ہے تو پھر کسی چراغ کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کی نبوت کے بعد جو آفتاب کی طرح ساری اقوام عالم کو روشن کرتی ہے۔ اور سارے زمانوں کے لئے اس کی روشنی کافی ہے کسی نبی کی ضرورت نہیں۔

نسخ کا قانون

چنانچہ جہاں قرآن کریم نے پہلی شرائع کے نسخ کا ذکر کیا ہے وہ بھی ان الفاظ میں کیا ہے ما ننسخ من ایۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا۔ جو کوئی شریعت ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلوا دیتے ہیں تو اس سے بہتر لاتے ہیں یا اس کے مثل۔ اور یہ قانون الٰہی نیچر میں بھی کام کرتا ہوا ہمیں نظر آتا ہے کہ دنیا کا قدم ترقی کی طرف اٹھتا ہے اور ایک چیز کو منسوخ یا ترک اس وقت کیا جاتا ہے جب اس کی جگہ دوسری اس سے بہتر یا اس کی مثل آ جائے۔ قرآن کریم نے اگر پہلی شرائع کو منسوخ کیا تو محض اس لئے کہ اس سے بہتر کچھ دیا۔ بابی یا بہائی جو اپنے نبیوں کو نبیوں سے بھی بڑھ کر کچھ مانتے ہیں یہ تو ان کا اختیار ہے کہ انہیں چاہیں تو خدا یا خدا سے بھی بڑھ کر کچھ مانیں مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا باب یا بہاء اللہ قرآن کریم سے بہتر کوئی چیز لائے ہیں۔ وہ چیز کیا ہے اور کہاں ہے۔ آج علم کا زمانہ ہے اور لفظوں میں بڑے بڑے دعوے کر دینے سے کچھ نہیں بنتا۔ واقعات کی طرف آنا چاہیئے۔ اور غور یہ کرنا چاہیئے کہ جو لوگ قرآن کریم کو منسوخ ٹھہراتے ہیں وہ ان کی جگہ ہمیں دیتے کیا ہیں۔

نسخ قرآن کے خلاف بابی مذہب کی شہادت

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بابیوں کا اصل دعویٰ یہ تھا کہ قرآن کو منسوخ مرزا علی محمد باب نے کیا ہے۔ اور ان کی کتاب کا نام البیان بتایا جاتا ہے۔ اور باب ہی فی الحقیقت بابی مذہب کا بانی ہے۔ (بابی + بہائی) مذہب کی رو سے مرزا علی محمد باب کی کتاب البیان نے قرآن کریم کو منسوخ کیا۔ اور باب کی کتاب البیان کو دس سال کے اندر اندر بہاء اللہ کی کتاب الاقدس نے منسوخ کیا تو سوال یہ ہے کہ جب البیان نے قرآن کریم کو منسوخ کیا تو یہ شریعت خود وجود میں آتے ہی منسوخ کس طرح ہو گئی۔ اور اس کا وجود کہاں ہے پہلے تو ہمارے سامنے اس شریعت کو لانا چاہیے جسے قرآن کریم کا ناسخ کہا جاتا ہے۔ تاکہ ہم یہ دیکھنے کے قابل ہوں کہ قرآن شریف کو منسوخ کر کے اس کی جگہ ہمیں دیا کیا جاتا ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ البیان کا وجود ہی دنیا میں نہ ہونے کے برابر ہے کہیں برٹش میوزیم میں ایک کاپی پڑی ہے۔ شریعت یا کتاب عجائب گھر میں ...

کرم کے غیر منسوخ ہونے پر تو خود البیان نے شہادت دیدی کیونکہ جس نے ناسخ قرآن ہونے کا دعویٰ کیا تھا اس کا وجود بھی دنیا میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ نہ وہ کسی بابی یا بہائی کے ہاتھ میں ہے۔ نہ اس پر کبھی عمل ہوا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے لکھنے والے کو اس کی تکمیل کی مہلت بھی نہ دی۔ مرزا علی محمد باب نے صاف کہا تھا کہ اس کی کتاب کے اٹھارہ حصے ہوں گے۔ مگر ابھی نو بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ مارے گئے۔ اور پھر عجیب تر یہ کہ دس سال کے اندر خود باب کے مریدوں نے اسے منسوخ قرار دیدیا۔ یہ ناکامی اور نامرادی البیان کے حصہ میں کیوں آئی؟ تاکہ یہ شہادت اس بات پر رہے کہ قرآن کریم کے منسوخ کرنے کا دعوےٰ باطل ہے۔ کیوں بابی کبھی اس پر غور نہیں کرتے کہ جس شریعت نے ناسخ قرآن ہونے کا دعویٰ کیا تھا اس کی کیا حالت ہے۔ اول وہ ادھوری رہی۔ دوم اس پر عمل ہی کبھی نہ ہوا سوم اس کے متبعین نے خود دس سال کے اندر اسے منسوخ قرار دے دیا۔ چہارم اس کا وجود دنیا میں مفقود ہے۔ اور خود بابیوں کو یہ توفیق نہیں ملی کہ اسے دنیا کے سامنے پیش کریں۔ پس قرآن کریم کے نسخ کا دعوےٰ تو خود ان واقعات نے باطل کر دیا۔

بہائی کتاب الاقدس کہاں ہے؟

اب دوسرا مرحلہ بابی مذہب میں وہ ہے جسے بہائی کہا جاتا ہے بہاء اللہ ناسخ شریعت باب ہے۔ اور جس کتاب کے ذریعے سے البیان منسوخ ہوئی تھی وہ کتاب الاقدس ہے۔ اس کی حالت یہ ہے کہ آج امریکہ تک تو بہائی مذہب نے اپنی تبلیغ کو پہنچایا۔ اور ساری دنیا میں جگہ جگہ مشن قائم کئے۔ اس سے یہ نہ ہو سکا کہ اپنی کتاب کو دنیا کے سامنے پیش کرے۔ تاکہ دنیا یہ موازنہ کر سکے کہ آیا اس میں قرآن کریم سے بہتر کوئی چیز ہے؟ بہائی لوگ سینکڑوں رسالے اور ٹریکٹ اور اخبارات تو دیں گے لیکن کتاب الاقدس کو باہر میدان میں نہیں نکالتے تاکہ لوگ خود اندازہ کر سکیں کہ اس میں کون سے اصول ہیں جو نئے بتائے گئے ہیں۔ کسی بہائی سے پوچھو کہ کتاب الاقدس کہاں ہے؟ تو جواب ملے گا کہ اس کی کاپی نہیں مل سکتی۔ . . . .

. . . . . . اس کو کیوں چھپایا جاتا ہے؟ ایک اخبار کا مضمون تو اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ اس میں ان امور پر وضاحت سے روشنی ڈالی جائے۔ لیکن کوئی شخص بھی جو آج قرآن شریف کو پڑھتا ہے وہ صاف دیکھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر اس کی صفات پر۔ وحی الٰہی پر جزا وسزا پر۔ بہشت اور دوزخ پر قرآن شریف نے وہ روشنی ڈالی ہے جو پہلی کتابوں میں قطعاً موجود نہیں۔ کیا کتاب الاقدس نے بھی ان اصولی امور پر کوئی روشنی ڈالی ہے۔ روزوں کی تعداد ۳۰ کی جگہ ۱۹ کر دینا یا نمازوں کو بدل دینا یہ تو کوئی چیز نہیں۔ اصل بحث صرف یہ ہے کہ ان اہم مذہبی امور پر کتاب الاقدس نے کیا روشنی ڈالی ہے صرف ایک دو باتوں کو قرآن کریم سے لے کر یہ کہہ دینا کہ اب ایک نئی شریعت کی ضرورت بھی وہ آ گئی دیانتداری نہیں۔

باب اور بہاء اللہ نے کیا کام کیا؟

اصولی بحث کو چھوڑیئے۔ کوئی یہی بتا دے کہ جو کامیابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوئی۔ جس طرح پر آپ نے ایک ملک کے ملک کو اپنی بیس سال کی زندگی میں بت پرستی اور ہر قسم کے شرک اور توہم پرستی سے پاک کر دیا۔ شراب خواری اور جوے کا نام ونشان مٹا دیا۔ فساد لڑائی جھگڑوں اور خونریزی کی جگہ محبت اور اتفاق پیدا کر دیا۔ جہالت کی تاریکی دور کر کے علم کی روشنی سے منور کر دیا۔ دنیا کے فاتح بنا دیا علم اور تہذیب کے مشعل بردار بنا دیا۔ اخلاق اور روحانیات کے پیشوا بنا دیا۔ کوئی اس کا سواں یا ہزارواں حصہ ہی اس شخص نے کر دکھایا ہو جس کو خاتم النبیین سے بڑھ کر مرتبہ دیا جاتا اور مظہر اللہ قرار دیا جاتا ہے قرآن کریم کے ایک قوم اور ملک کی کایا پلٹ دینے پر تو ساری دنیا گواہ ہے۔ جب بابی یہ مانتے ہیں کہ خاتم النبیین سے بڑھ کر باب اور باب سے بڑھ کر بہاء اللہ تھا۔ تو ان دونوں نے مل کر جس ملک اور قوم کی حالت کو پلٹ دیا ہو اور انسانوں کو ذلت سے اٹھا کر دنیوی اور اخلاقی رنگ میں کسی بلند مقام پر پہنچا دیا ہو اس کا نام لیا جائے۔

قرآن کریم اور کتاب الاقدس کا دعویٰ واقعات کی روشنی میں

قرآن کریم کا آج بھی وہ دعویٰ ہے جیسا کہ آج سے تیرہ سو سال پیشتر دعوےٰ تھا۔ لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ سارا قرآن نہیں تو فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ اس کی مثل ایک ہی سورت بنا لاؤ۔ تو قرآن نے اپنے

اس دعوے کو واقعات سے ثابت کر دیا۔ کیونکہ اس کے اندر وہ قوت اور طاقت تھی جس نے بدیوں، فسادوں، غلط اعتقادات کو خس و خاشاک کی طرح اڑا دیا۔ اگر کتاب الاقدس کا بھی کوئی ایسا دعویٰ ہے اور دعوے کرنے کو کون نہیں کر دیتا۔ کتاب الاقدس کا تو بیانتک دعویٰ ہے کہ دنیا کی ساری کتابیں اس کے ایک حرف کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتیں تو اس دعویٰ سے کیا حاصل ہے جب تک واقعات کے رنگ میں کچھ نہ دکھایا جائے قرآن کریم نے جو کام بیس سال کے اندر کر دیا تھا۔ کتاب الاقدس اس کا ہزارواں حصہ بھی ساٹھ سال کے اندر کیا ہوا نہیں دکھا سکتی۔ لاکھواں حصہ بھی نہیں دکھا سکتی۔ چند ہزار یا لاکھ مریدوں کو اپنے گرد اکٹھا کرنے کو کون نہیں کر لیتا۔ خاتم النبیین کے بعد نبی کا نام اور قرآن کی ناسخ کتاب کا نام اس شخص کو زیبا ہے جو اس سے بڑھا ہوا کام ثابت کر دکھائے ورنہ یہ سب منہ کی پھونکیں ہیں جس سے ناواقف دھوکا کھا سکتے ہیں لیکن جو شخص تاریخ اور واقعات سے واقف ہو وہ ان سے دھوکا نہیں کھا سکتا

دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ!

(جناب مولانا محمد سعید صاحب عثمانی)

گرمیِ ذوقِ محبت سے جہاں محروم تھا،
آدمی کو آدمیت سے کوئی نسبت نہ تھی
ہے تقاضا وقت کا عالم ہے محوِ انقلاب
اٹھ گیا آخر نقابِ محملِ حسنِ ازل،

کیا توقعِ عشق و مستی کی بھلا مہجور سے؛
دل سیہ تھے جاہلیت کی شبِ دیجور سے،
بڑھ گیا کوہِ صفا نیت میں کوہِ طور سے،
اور دنیا ہو گئی ساری منور نور سے،

آخری قاصد زمیں پہ بارگاہِ قدس سے
سب سے پیچھے اس لئے آیا چلا تھا دور سے،

خاتم النبیین کی امتیازی خصوصیات

مصلحین عالم میں!

جناب حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

بے نظیر کامیابی

دنیا میں بہت مصلح آئے۔ ہر ملک اور ہر زمانہ میں آئے لیکن کئی ایک امور ہیں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب پر ممتاز کرتے ہیں۔ ان امور میں سب سے پہلی بات آپ کی حیرت ناک کامیابی ہے جس کا اعتراف دشمن دوست کو یکساں ہے۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا بریٹینیکا میں "قرآن" کے عنوان پر جو مضمون ہے اس میں ذیل کے صاف الفاظ میں یہ اعتراف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق موجود ہے کہ آپ دنیا کے تمام انبیاء اور مذہبی اشخاص میں سب سے زیادہ کامیاب انسان ہیں۔ یہ اعتراف بلا وجہ نہیں یہ بالکل سچ ہے کہ دنیا میں کوئی مصلح نہیں آیا جس نے اپنی قوم کو اس گری ہوئی حالت میں پایا ہو جس میں آنحضرت صلعم نے ملک عرب کو پایا۔ یہ لوگ نہ مذہب کے صحیح اصول سے واقف تھے نہ سیاست سے نہ تمدن سے نہ معاشرت سے نہ علم ان کے اندر تھا نہ ان کے تعلقات بیرونی لوگوں سے تھے نہ ان میں کوئی اتفاق و اتحاد تھا۔ نہ ایک قوم کی حیثیت رکھتے تھے۔ غرض ہر پہلو سے یہ قوم اصلاح طلب تھی۔ اور خطرناک جہالت میں مبتلا تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہودی اپنا پورا زور ان کی اصلاح پر صرف کر چکے۔ عیسائی پورا زور لگا چکے اور دونوں ایسے ناکام ہوئے کہ کسی ایک امر میں بھی ملک کے اندر اصلاح پیدا نہ کر سکے۔ حنیفیت کی اندرونی تحریک بھی پیدا ہو کر ختم ہو چکی تب آنحضرت صلعم کا ظہور ہوا اور چند ہی سال کے عرصہ میں ایک ایسا انقلاب پیدا کر کے دکھایا کہ ملک عرب کی زمین و آسمان بدل گئے۔ ذلیل سے ذلیل بت پرستی اور توہم پرستی سے نکال کر توحید کے اس بلند سے بلند مقام پر پہنچا دیا جس پر نہ اس سے پہلے کوئی قوم پہنچی نہ بعد میں پہنچ سکے گی۔ پھر اس توحید کے لئے ایسا جوش کہ دنیا کے ممالک میں چاروں طرف نکل گئے اور دور دور تک ندائے حق کو بلند کیا۔ خدا کی عبادت میں ان لوگوں کا مقام تمام راہبوں اور دنیا سے کنارہ کشی کر لینے والوں سے بڑھ کر تھا اس لئے کہ وہ دن کو کاروبار گزارتے ہوئے اللہ اکبر کی ندا سن کر دیوانہ وار خدا کے حضور جا کھڑے ہوتے تو راتوں کو بیداری میں گزارتے ہوئے عبادت الٰہی میں مصروف ہوتے وہ دنیا میں کھڑے ہونے کے باوجود دنیا سے قطع تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے جو لذت اور جو خضوع خشوع ان کو عبادت میں حاصل ہوتا تھا۔ وہ کسی گوشہ نشین زاہد کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ پھر اگر روحانیت کے لحاظ سے عبادت کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر کھڑے تھے تو دنیوی نقطہ نگاہ سے بھی اس اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے تھے جس پر انسان پہنچ سکتا ہے یعنی وہ دنیا کے عظیم الشان فاتح بنے بڑی سے بڑی سلطنتیں اُن کے سامنے یوں گرتی چلی گئیں کہ گویا ان کی کچھ حقیقت ہی نہ تھی۔ پھر وہ صرف فاتح ہی نہ تھے بلکہ فتح کے بعد ہر ملک میں ایسا انتظام قائم کیا کہ پچھلے لوگوں کی غفلت کے باوجود بارہ صدیوں تک اس سلطنت کو کچھ نقصان نہ پہنچا۔ غرض وہ زاہدوں میں سب سے بڑے زاہد اور فاتحوں میں سب سے بڑے فاتح ہوئے اور ان دونوں باتوں کے باوجود تیسری بات جس میں انہوں نے کمال کر دکھایا۔ وہ علم تھا انہوں نے زہد اور فتوحات کے ساتھ ساتھ علم کو ایسا کمال پر پہنچایا کہ آج انہی کی بدولت دنیا علم کے نور سے منور ہے۔ غرض حضرت نبی کریم صلعم نے ملک عرب کو ایسی حالت میں پایا جس سے بڑھ کر گری ہوئی حالت کسی ملک کی متصور نہیں ہو سکتی۔ اور دنیوی اور روحانی ترقی کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچایا جس سے آگے کوئی مقام نہیں۔ اور یہ سب کچھ بیس برس کے عرصہ میں ہو گیا اس میں یہ بھی دکھانا مقصود تھا کہ آپ کی تعلیم قوائے انسانی کی کل شاخوں پر مشتمل ہے اور دنیا کی کوئی بیماری نہیں جس کا علاج آپ کی تعلیم میں نہیں جس طرح سب سے بڑا طبیب وہ نہیں جو سب سے بڑھ کر دعویٰ کرے بلکہ وہ ہے جو سب سے زیادہ بیماروں کو اچھا کرے اسی طرح مصلحین عالم میں سب سے بڑا وہ نہیں جیسا بعض کا خیال ہے جو سب سے بڑھ کر دعویٰ کرے بلکہ وہ ہے جو سب سے بڑھ کر اصلاح کرے اور یہ وہ بات ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کو دنیا کے کل انبیاء اور کل مصلحین کا سرتاج بناتی ہے۔

تمام قوموں کی طرف مبعوث ہونا

دنیا میں ہر ایک نبی ایک قوم کی اصلاح کے لئے آیا۔ وہ نور اور ہدایت لایا مگر صرف ایک خاص قوم اور خاص ملک کے لئے۔ اس کے دنیا میں آنے کی غرض انسانوں کا تزکیہ نفس تھا مگر انہی کا جن کی طرف وہ بھیجا گیا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے وہ نور اور ہدایت جو آپ کو دیا گیا ایک قوم کے لئے نہ تھا بلکہ دنیا کی کل قوموں کے لئے۔ تزکیہ نفوس کے لئے آپ کی عقد ہمت کا دائرہ اس قدر وسیع ہوا کہ تمام دنیا کو اپنے اندر شامل کر لیا۔ یہی وہ بات ہے جس کی طرف آیت مندرجہ عنوان میں توجہ دلائی گئی ہے اسی قسم کی اور آیات سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے لیکون للعٰلمین نذیراً۔ اور فرمایا ان ھو الا ذکر للعٰلمین پھر فرمایا انا ارسلنٰک کافۃ للناس پھر فرمایا قل یٰایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ مصلحت الٰہی کا یوں تقاضا ہوا کہ جس وقت نسل انسانی مختلف ملکوں میں علیحدہ علیحدہ پڑی ہوئی تھی۔ اور قوموں کے باہمی میل جول کے ذرائع بہت کم تھے۔ ان کی ضروریات اور ان کے خیالات بھی محدود تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی اصلاح کے لئے ایک نبی بھیج دیا بعض قوموں میں کئی کئی نبی بھی بھیج دیئے ان انبیاء نے اپنے زمانہ کے مطابق ان قوموں کی اصلاح کی مگر جس طرح وہ قوم محدود تھی اسی طرح ان کا عقد ہمت بھی اسی دائرہ کے اندر تھا اور نہ صرف مکان کے لحاظ سے بلکہ زمانہ کے لحاظ سے بھی اُن کی قوت قدسی کا دائرہ ایک جگہ آ کر ختم ہو جاتا جہاں یا جب دوسرے نبی کی ضرورت پیش آتی لیکن جہاں اس طریق سے اللہ تعالیٰ نے کل عالم کی ربوبیت روحانی کا سامان کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی انسانوں کی تنگ ظرفی کی وجہ سے ہر قوم میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں خاص قوم کو ہی اپنی مہربانیوں کے لئے چن لیا ہے۔ اور دوسری کسی قوم کو اس نعمت سے حصہ نہیں ملا۔ پس ایک خطرناک قومی تفریق پیدا ہو گئی۔ اور ملکی حد بندیوں نے تعلقات انسانی کے اندر ایسی قیود پیدا کر دیں کہ ہر ایک قوم اپنے سوائے دوسروں کو ہیچ سمجھنے لگی اس لئے اللہ تعالیٰ نے یوں مقدر فرمایا کہ تمام انبیاء کے آخر پر ایک ایسا نبی بھیجے جو کل قوموں کی طرف مبعوث ہو اور جس کی قوت قدسی جس طرح مکان کے لحاظ سے ساری زمین پر محیط ہو اسی طرح زمانہ کے لحاظ سے اس کا دائرہ قیامت تک وسیع ہو۔ اس لئے جب قومی نبیوں کا دائرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر منتہی ہو گیا اور حضرت عیسیٰ کو بھی یہی کہنا پڑا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوائے اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ تو رحمۃ للعالمین کا ظہور دنیا میں ہوا انبیاء سابقین کی مثال ایسی تھی جیسے ایک اندھیری رات میں مختلف مکانات میں مختلف چراغوں کی روشنی ہو۔ ان کا وجود تاریکی کے اندر ایک شمع نور افگن تھا مگر جس طرح چراغ ایک کمرہ کے اندر ہی روشنی دے سکتا ہے۔ اسی طرح ان کے نور ان کی ہدایت ان کی قوت قدسی کا دائرہ بھی اس قوم کے اندر محدود تھا مگر محمد رسول اللہ صلعم کا ظہور آفتاب عالمتاب کا طلوع ہے جس کے ساتھ دنیا کے چاروں کناروں میں روشنی پہنچ جاتی ہے۔ جس کی شعاعیں زمین کے ہر گوشہ کو منور کر دیتی ہیں۔ انبیاء عالم سب روشن چراغ تھے مگر محمد رسول اللہ صلعم آفتاب عالمتاب تھے۔ چراغ کی روشنی ایک مکان کے اندر محدود ہوتی ہے اور ایک وقت کے بعد وہ ختم ہو جاتی ہے۔ یہی حالت ان انبیاء کی تعلیم کی تھی۔ آفتاب کل عالم کو روشن کرتا ہے اور اس کی روشنی قیامت تک اس عالم کو منور کرتی رہے گی۔ یہی کیفیت محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کی ہے۔ پس یہ دوسری بات ہے جو آپ کو مصلحین عالم میں ممتاز کرتی ہے۔

نسل انسانی کا اتحاد

دنیا میں کوئی ترقی بغیر ایک قید لگانے کے ممکن نہیں۔ اس لئے ہر قوم نے اپنی قوم کی ترقی کو ہی اپنا نصب العین قرار دیا ہے۔ لیکن اگر محمد رسول اللہ صلعم انہی لوگوں کا اتباع کرتے تو آپ کے آنے کی اصل غرض ہی پوری نہ ہوتی تھی۔ آپ کے آنے کی بہت سی اغراض میں سے ایک غرض قومی اور ملکی قیود کو توڑ کر ایک عالمگیر مذہب کی بنیاد رکھنا تھا اور ایک عالمگیر اخوت کا سلسلہ قائم کرنا تھا۔ اگر غور کیا جائے تو قومی اور ملکی قیود مصنوعی قیود ہیں۔ پس ایک فطری مذہب مصنوعی قیود کو قائم نہ رکھ سکتا تھا۔ اگر اور مذاہب کی غرض افراد کو اکٹھا کر کے ایک قوم بنانا تھا تو اسلام کی غرض قوموں کو اکٹھا کر کے نسل انسانی کا ایک اتحاد پیدا کرنا تھا۔ اس لئے اسلام کی تعلیم نے قومی قیود کو اسی طرح توڑ کر نسل انسانی کی وحدت کی بنیاد ڈالی ہے جس طرح مختلف

مذاہب نے شخصیت کی قیود کو توڑ کر قومی وحدت کی بنیاد رکھی تھی وہ بھی ایک بڑا کام تھا جو پہلے انبیاء کے سپرد کیا گیا مگر یہ کام اس سے بدرجہا بڑا ہے اس کی مشکلات کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ شخصیت کی قیود کو توڑ کر قومی وحدت کا پیدا کرنا ایک بڑا کام ہے مگر قومی تفریقوں کو دور کر کے نسل انسانی کی وحدت کے پیدا کرنے کے سامنے ہیچ ہے۔ یہ تیسری خصوصیت ہے جو نبی کریم صلعم کو تمام انبیاء میں ممتاز کرتی ہے کہ وہ قومی وحدت قومی ترقی کا راز سکھانے آئے آپ نسل انسانی کی وحدت نسل انسانی کی ترقی کے عظیم الشان راز کے انکشاف کے لئے ظاہر ہوئے۔

فطرت انسانی کی تمام شاخوں کی تربیت

چوتھی خصوصیت جو آپ کو تمام مصلحین پر ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ جہاں ہر ایک نبی فطرت انسانی کی ایک خاص شاخ کے نشو و نما کے لئے آیا اور اس کے وجود میں اخلاق انسانی کا ایک خاص پہلو ظہور پذیر ہوا۔ محمد رسول اللہ صلعم نے فطرت انسانی کی ساری شاخوں کی ایسی کامل تربیت کی اور آپ کے وجود مبارک میں اخلاق انسانی کے سارے پہلو ایسے روشن ہوئے کہ آپ کے بعد کسی نبی کی حاجت دنیا میں نہ رہی۔ سلسلہ بنی اسرائیل میں کتنے نبی آئے ہیں مگر ہر ایک فطرت انسانی کی ایک خاص شاخ کے نشو و نما کے لئے انسانی زندگی کے لئے ایک خاص پہلو میں نمونہ بن کر مگر اُمت محمدیہ میں ایک ہی آتا ہے اور وہ ان پہلوں سے بڑھ کر ہر ایک پہلو میں خود ہی نمود ہے۔ وہ موسیٰ کی جوانمردی۔ ہارون کی نرمی۔ یشوع کی جرنیلی۔ ایوب کے صبر۔ داؤد کی سپہ گری۔ سلیمان کی شان و شوکت۔ یحییٰ کی سادگی۔ مسیح کی فروتنی و حلیمی سب کو۔ مگر ہر ایک سے بڑھ کر اپنے اندر جمع رکھتا ہے۔ اگر سلسلہ موسوی کے سرتاج حضرت موسیٰ مظہر جلال ہیں اور اس کے آخری نبی حضرت عیسیٰ مظہر جمال ہیں تو محمد رسول اللہ ان دونوں سے بہت بڑھ کر کمال کو لئے ہوئے جامع جمال و جلال ہیں۔ اگر آپ وحشیوں اور اخلاق سے عاری قوموں کو متمدن اور با اخلاق انسان بنا سکتے ہیں تو متمدن اور با اخلاق انسانوں کو باخدا بنا سکتے ہیں سہ

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ہر قسم کے کمالات کو جمع کرنا

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ جہاں ہر ایک صاحب کمال کا کمال فطرت یا حالات انسانی کے کسی خاص حصہ سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے کمالات فطرت انسانی اور حالات انسانی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں۔

اگر کوئی شخص دنیا میں اس لئے بڑا کہلاتا ہے کہ اس نے اپنی قوم کو پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچا دیا تو یہ بڑائی سب سے زیادہ اس شخص میں پائی جاتی ہے جس نے ایک نہایت ہی گری ہوئی قوم کو جو نہ کبھی اپنے ملک سے باہر نکلی تھی نہ تہذیب ہی اور علم کا اس میں کوئی چرچا تھا۔ چند سال کے اندر صرف دنیا کے ایک بڑے حصہ کا فاتح بلکہ فتوحات کے ساتھ ساتھ تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کی روشنی کو تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچانے والا بنا دیا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ اس نے اپنی قوم کے بکھرے ہوئے اجزا کو اکٹھا کر دیا تو اہل عرب جیسی بکھری ہوئی قوم کو جس کا ایک ایک قبیلہ پُشت ہا پُشت کی خانہ جنگیوں سے ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہو چکا تھا ایک کرنے والے سے بڑھ کر کون شخص بڑا کہلا سکتا ہے۔ جس نے ریت کے ذرّوں کو جمع کر کے ایک مضبوط پہاڑ بنا دیا۔ وہ پہاڑ جو حوادث روزگار کی خطرناک سے خطرناک ٹکڑوں کے مقابلہ کے بعد آج بھی ویسا ہی مستحکم ہے جیسا پہلے روز تھا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا ہے کہ اس نے خدائے واحد کے نام کو دنیا میں بلند کیا۔ تو محمد صلعم سے بڑا دنیا میں اور کون ہو سکتا ہے جس کی بعثت کا منشا ہی اعلاء کلمۃ اللہ تھا اور جس نے اس منشا کو ایسے بے مثل انداز میں پورا کیا کہ بت پرستی اور شرک کے چہرہ پر جو نقاب پڑا ہوا تھا وہ ہمیشہ کے لئے اُٹھ گیا اور توحید کے نور سے دنیا جگمگا اُٹھی۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ اس نے اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی تعلیم دنیا میں پھیلائی تو اس سے بڑا آدمی دنیا میں اور کون ہوگا جو اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا مصداق اعظم ہے۔ جن کے اخلاق کی شمیم سے فضاءِ عالم معطر و معنبر اور جس کا احسان اس لحاظ سے دنیا پر ابد الآباد تک رہے گا۔ یہ خوشبو جس نے سونگھنی ہو وہ قرآن کریم کے اوراق کی ورق گردانی کرے۔

اگر کوئی شخص فاتح اور کشور کشا ہو کر بڑا ہو سکتا ہے تو کون شخص بڑا ہے۔ اس جہاں کشا سے جس نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ اور باوجود بے یار و مددگار ہونے کے نہ صرف فاتح بلکہ شہنشاہ گر بن گیا۔ اور اس عظیم الشان سلطنت کا بانی ہوا جو آج تیرہ سو سال بعد بھی دنیا کی متفقہ کوششوں کا جو اس کے بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے جاری ہیں مقابلہ کر رہی ہے۔

اگر امانت یا دیانت یا راست کرداری بڑائی کا کوئی معیار ہے جس کا مذہب دنیا کو آج کل نظری طور پر اقرار مگر عملی طور پر انکار ہے تو اس سے بڑا اور کون ہوگا جو مہد سے لیکر لحد تک اپنے ہم چشموں اور ہمعصروں میں الامین کے سعادت آفرین لقب سے ملقب ہے۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ اس کا نام ایک بڑی قوم کے لئے ایک زندہ طاقت کا کام دیتا ہے تو یاد رکھو کہ محمد صلعم کے نام میں جو طاقت ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی طاقت نہیں۔ اس لئے کہ یہ نام شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو بلا تفریق رنگ بلا امتیاز ملک وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا کی نبانی رسی میں باندھنے والا ثابت ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ ہاں اگر یہ دوستوں کے لئے یہ نام ایک زندہ طاقت کا کام دیتا ہے تو دشمنوں کے لئے بھی نصرت بالرعب معجزۃ ظہور کے مجھے ایک مہینہ کی مسافت سے کام کرنے والے رعب کے ساتھ مدد دی گئی ہے) کا کام دے رہا ہے۔ اور اسلام کی تباہی چاہنے والے سارے سامانوں کے باوجود اور مسلمانوں کی اس گری ہوئی حالت میں بھی ان سے خائف ہو رہے ہیں۔

کمالات نبوی کا حالات زمانہ سے بلند ہونا

چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں ہر ایک صاحب کمال نے اس پہلو میں کمال دکھایا ہے جسے اس زمانہ یا اس کی قوم یا اس کے ملک کی حالت پیدا کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ آنحضرت صلعم کے کمالات ایسے ہیں کہ آپ کے زمانہ اور آپ کے ملک اور آپ کی قوم کی حالت ان کے پیدا کرنے کی قابلیت اپنے اندر نہ رکھتی تھی۔ جب کسی قوم یا ملک میں توحید کا چرچا ہو تو ایک مؤحد کا پیدا ہو جانا جب فلسفیانہ تحقیق کا عام رواج ہو تو ایک بڑے فلسفی کا پیدا ہو جانا جب قوم یا ملک کی حالت بیرونی حملوں کے باعث قوم کے اندر جنگ کا جوش پیدا کر رہی ہو تو ایک بڑے فاتح کا پیدا ہو جانا جب قوم کی توجہ عام طور پر اخلاق کی طرف ہو تو اخلاق کے ایک بڑے معلم کا پیدا ہو جانا جب قوم میں شعر و شاعری کا شوق بڑھ رہا ہو تو ایک بڑے شاعر کا پیدا ہو جانا عین ان حالات انسانی کے مطابق ہے جن کا مشاہدہ تاریخ ہمیں کراتی ہے مگر ایک سخت بت پرست قوم کے اندر جو شرک کی نجاست میں لتھڑی ہوئی ہو اور توحید سے مطلقاً ناآشنا ہو۔ ایک ایسے شخص کا پیدا ہو جانا جس کی فطرت کے اندر ہی بتوں سے تنفر ہو اور پندرہ سولہ سال کی ہی عمر میں لات و عزیٰ کا واسطہ دیئے جانے پر نہایت جرأت سے یہ کہہ دے کہ مجھے دنیا میں کسی چیز سے اس قدر نفرت نہیں جتنی ان پتھر کے معبودوں سے ہے اور جو خالص توحید کا معلم واحد ہو۔ ایک ایسی قوم کے اندر جو توہم پرستی میں حد سے گزری ہوئی ہو ایک اعلیٰ درجہ کے فلسفیانہ دماغ رکھنے والے دشمن توہم پرستی کا پیدا ہو جانا ایک ایسی قوم کے اندر جس پر علم کی روشنی کی ایک کرن بھی نہ پڑی ہو۔ اس روشنی کو دنیا کے تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچانے والے انسان کا پیدا ہو جانا ایک ایسی قوم کے اندر جو شیرازۂ جمعیت کے بکھر جانے کے باعث اس بات کے سمجھنے سے بھی عاری ہو چکی ہو کہ قومی وحدت بھی کوئی چیز ہے وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا کی ندا کے بلند کرنے والے کا پیدا ہو جانا ایک ایسی قوم کے اندر جو اخلاق فاضلہ سے اس قدر دور جا پڑی ہو کہ اخلاق رذیلہ پر فخر کرنا اس کا شیوہ ہو چکا ہو خلق عظیم کا سبق دینے والے اور تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ کا نعرہ مارنے والے کا پیدا ہو جانا ہاں اس قوم کے اندر جو شراب نوشی اور قمار بازی میں دنیا کی کل قوموں پر فوقیت لے جا چکی ہو۔ دنیا سے شراب نوشی اور قمار بازی کے استیصال کی ایک ہی کوشش کرنے والے کا پیدا ہو جانا پھر اس قوم کے اندر جو عورت کو اس قدر ذلیل سمجھتی ہو کہ زندہ لڑکی کو گاڑ دینا اس کے بڑے آدمیوں کا فخر ہو۔ عورتوں کی عزت اور عورتوں کے ان حقوق کے قائم کرنے والے کا پیدا ہو جانا جو آج کل کی تہذیب بھی طبقۂ نسواں کو نہیں عطا کر سکی۔ بالآخر اس قوم کے اندر جس میں صدیوں کی باہمی لڑائیوں سے جنگجوئی کو فخر انسانیت سمجھا جاتا تھا۔ ایک ایسے شخص کا پیدا ہو جانا جو دنیا میں صلح اور اتحاد اور نسل انسانی کی اخوت کی بنیاد رکھنے والا ہو۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کے لئے تاریخ کسی دوسرے آدمی کا نمونہ نہیں دکھا سکتی۔ اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ظلمتوں اور نجاستوں کے اندر اس نور اس لطافت کو تیار کرنے والا وہی خدا تھا۔ جو زمین اور سمندر کی تاریکیوں میں ہیرے اور موتی پیدا کرتا ہے اور محمد صلعم کے وجود میں اس نے اپنی قدرت کاملہ کا وہ کامل نمود دکھایا ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

ساتویں اور سب سے بڑی خصوصیت جو آپ کو تمام انبیاء پر ممتاز کرتی ہے اور تمام عالم کے لئے رحمت ٹھہراتی ہے۔ آپ کا ایک عظیم الشان صلح کی بنیاد رکھنا ہے نہ صرف مختلف انسانوں نے نہ صرف مختلف قوموں میں بلکہ سب میں مشکل کام یعنی مختلف مذاہب میں صلح کی بنیاد رکھنا تمام انسانوں میں مساوات کا رنگ یوں پیدا کیا کہ بڑے سے بڑے انسان کے متعلق بھی یہ تعلیم دی قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں بھی تمہاری طرح ہی ایک انسان ہوں۔ مرد اور عورت نوکر اور آقا جاہل اور عالم بادشاہ اور رعیت سب ایک دوسرے پر حقوق رکھتے ہیں۔ اور ہر ایک دوسروں کے متعلق ایک ذمہ داری کے نیچے ہے۔ انسانیت کی صف میں وہ سب ایک مقام پر کھڑے ہیں۔ حج کے اندر اس کا ایک عملی نظارہ بھی دکھا دیا کہ لاکھوں انسان ایک لباس میں ایک حیثیت میں ایک شکل میں اکٹھے کر کے دکھا دیئے۔ وہ مساوات نسل انسانی جس کا نظارہ دنیا میں کہیں نظر نہیں آتا۔ خانہ کعبہ کے گرد اور منیٰ اور عرفات کے مقاموں میں وہ نظارہ ہر ایک آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ پھر پانچ وقت کی نمازوں میں بھی کم و بیش یہی مساوات کا نظارہ نظر آتا ہے۔ خدا کے حضور بادشاہ اور درویش دوش بدوش کھڑے ہوتے ہیں ملکی انتظام میں ایک غلام کو قریش پر حاکم مقرر کر کے دکھا دیا۔ اصول علم میں کوئی فرق مرد اور عورت کا نہیں رکھا نہ چھوٹے اور بڑے کا قومی مساوات کے لئے یہ قاعدہ تجویز فرمایا کہ یہ قومیں اور قبیلے ایک دوسرے پر بڑائی کرنے کے لئے نہیں بلکہ صرف شناخت کے لئے ایک دوسرے کو پہچاننے کے لئے ہیں اور بڑائی کا معیار اب دنیا میں قومیت نہ رنگ بلکہ تقویٰ رہے گا۔ کالے گورے کا فرق مشرقی اور مغربی کا فرق سب مٹا دیا۔ سب ایک باپ کے بیٹے ہیں۔ اور پھر سب سے مشکل کام بھی کر کے دکھا دیا یعنی مذاہب میں صلح جو دنیا کے کسی مصلح کے وہم میں بھی نہ آیا تھا۔ عام اصول قائم کر دیا کہ سب قوموں میں رسول ہوتے رہے کوئی قوم خدا کے نعمائے روحانی سے محروم نہیں رہی۔ اور ایک مسلمان کا فرض اقرار دے دیا کہ نہ صرف اپنے رسول پر ایمان لائے بلکہ جس قدر مختلف قوموں میں دنیا میں نبی اور رسول ہوئے سب پر ایمان لائے آپ سے پہلے کسی شخص کے منہ سے یہ کلمہ نہ نکلا تھا کہ دنیا کی ہر قوم میں رسول آتے رہے ہیں۔ جب ہم نے سب دنیا کے پیشواؤں کو سچا مان لیا تو نسل انسانی میں ایک ایسے اتحاد کی بنیاد رکھ دی جو کبھی برباد نہیں ہو سکتا۔ ہم سب بھائی بھائی ہو گئے پھر سب پیشواؤں کی عزت کرنا ہمارا فرض قرار دیا۔ یہاں تک کہ جن کو ہم باطل معبود بھی سمجھتے ہیں۔ ان کو بھی گالی دینا منع کر دیا۔ پھر حقیقی پیشوایان قوم کی عزت کیوں نہ کریں۔ پھر نہ صرف مذاہب میں صلح کی بنیاد ڈالی بلکہ مختلف اعتقادات میں بھی جو ایک دوسرے کے خلاف نظر آتے ہیں صلح کی راہ بتا دی اور فرمایا کہ جو امور مشترک سب مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ ان کو بطور ایک بنیاد کے صحیح قبول کر لیا جائے اور پھر تمام اعتقادات کو اس امر مشترک پر پرکھا جائے کہ وہ اس کے خلاف تو نہیں۔

مختصر یوں کہ اگر ایک طرف آپ نے اللہ تعالیٰ کی عزت و جبروت کو دنیا میں قائم کیا اور اس کی توحید کو تمام آلائشوں سے پاک کر دیا تو دوسری طرف مساوات اور وحدت نسل انسانی کو بھی کمال پر پہنچایا اور انسان کی عزت کو دنیا میں بلند کیا۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور ہماری قومی ضروریات

ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس لاہور

مسلمانوں کی موجودہ حالت

آج جو مسلمانوں کی حالت عام طور پر پائی جاتی ہے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ قوم انحطاط کی طرف جا رہی ہے۔ اس لئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اسکی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ کہ آپ کو ابتدا میں ایک ایسی قوم سے واسطہ پڑا جو اپنے اندر اخلاق فاضلہ نہ رکھتی تھی۔ اور ان میں توحید کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اور ہر ایک قسم کا فسق و فجور اور بدکاری ان میں رائج تھی۔ اور عیسائیت و یہودیت صدہا سال کی کوششوں کے بعد ان کی اصلاح سے عاری ہو چکی تھی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد جب کہ مخالفت خوب زوروں پر تھی اور کفار عرب اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ آپنے بڑے زور سے اعلان فرمایا۔ کہ **اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا**۔ یعنی یقیناً اس زمین مردہ میں جان آجائے گی۔ اور عرب کی قوم عنقریب دنیا کی زندہ قوموں میں شمار ہوگی۔ چنانچہ آپ کی ۲۳ سال کی دن رات کی ان تھک کوشش سے اللہ تعالے نے کل عرب کو ایک زندہ قوم بنا دیا۔ اور وہ اونٹوں کو چرانے والے۔ اور سوسمار کھانے والے دنیا کے بادشاہ اور ہادی بن گئے۔ جس کا اظہار فردوسی نے ان الفاظ میں کیا ہے ؎

زشیر شتر خوردن و سوسمار	عرب را بجائے رسید است کار
کہ تخت کیاں را کنند آرزو	تفو بر تو اے چرخ دوراں تفو

مسلمانوں کے دوبارہ زندہ ہونیکی بشارت

قرآن مجید میں جہاں اور قوموں کا ذکر مسلمانوں کی ہدایت کے لئے مختلف پیرایوں میں فرمایا ہے۔ وہاں مسلمانوں کی قوم کے مرنے۔ اور پھر جی اٹھنے بھی ذکر کیا ہے۔

چنانچہ جہاں حزقیل نبی کے رویا کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ ان کو یہود کی قوم کا نقشہ بتایا گیا تھا کہ وہ سب مر کھپ کر ہڈیاں ہوگئے۔ اور اون کے شہر برباد ہوگئے۔ ان کو ان کے جی اٹھنے کی بشارت دی وہاں **اوکالذی مر علے قریۃ** کے الفاظ میں اس واقعہ کو مثال کے طور پر مسلمانوں کے لئے بیان فرمایا ہے۔ کہ یہ قوم بھی مرکر پھر زندہ ہوگی

احیائے قومی

قرآن شریف نے اس بات کو بار بار مختلف پیرایوں میں بیان فرمادیا ہے کہ جیسے ایک انسان پیدا ہوتا ہے۔ اور مرتا ہے۔ یہی حال قوموں کا ہے۔ کہ وہ پیدا ہوتی اور مرتی ہیں۔ مگر یہ سب کام تدریجاً ہوتے ہیں۔ ایک دن میں نہ کوئی قوم ترقی کرتی ہے۔ اور نہ مرتی ہے۔ بلکہ قوموں کا ترقی کرنا ایک بیج کے نشو و نما کی طرح ہے۔ کہ اس سے آہستہ آہستہ ایک پودہ بنتا ہے۔ اور پھر وہ اپنی جڑھوں پر مضبوط ہو کر پھلتا اور پھولتا ہے۔

اور ان کا انحطاط بھی اسی طرح سے ہوتا ہے جیسے کہ پہلے ایک درخت کے پتے سوکھتے ہیں۔ اگر وقت پر اس درخت کی خبر نہ لی جائے۔ اور اس کے جانبر ہونے کے لئے پوری سعی نہ کی جائے تو آہستہ آہستہ وہ درخت بالکل سوکھ جائے گا۔ اور پھر نشو و نما کے قابل نہ رہے گا۔

ترقی و تنزل کے اسباب

قد افلح المؤمنون الخ (پارہ ۱۸) میں اللہ تعالے نے مسلمانوں کی ترقی اور تنزل کے اسباب بیان فرما دیئے ہیں۔ یعنی مسلمانوں نے ترقی اخلاق فاضلہ کے حاصل کرنے۔ اور عبادت پر قایم ہونے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے حاصل کی۔ مگر جب وہ ذرایع ترقی کو چھوڑ دیں گے۔ تو یقیناً گر جائیں گے۔ اسوقت یہی حال مسلمانوں کا ہے۔ کہ وہ شخصی طور پر بھی اکثر تباہ حال نظر آتے ہیں۔ ان کے اخلاق گرے ہوئے ہیں وہ انسانیت کے اعلے اصولوں پر عمل پیرا نہیں۔ قومی رنگ میں بھی انہیں کوئی وقعت و یگانگت نہیں۔ اور نہ ان میں اہل تقویٰ لیڈر رہے ہیں الاماشاء اللہ اس لئے بڑے زور سے تنزل و ادبار کے گڑھے کی طرف جا رہے ہیں۔ اسوقت بھی مسلمانوں کی حالت اُسوقت کے عربوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ ان میں اعتقادی اور عملی دونوں رنگ کی کمزوریاں تھیں۔ مسلمانوں کا اعتقاد تو عام طور پر درست ہے۔ زیادہ تر ان میں عملی کمزوری ہے جس کی اصلی وجہ یہی ہے۔ کہ انہوں نے اس نسخہ کی طرف توجہ نہیں کی جس سے ان کے روحانی و جسمانی امراض دور ہو کر وہ ایک صحیح و سالم قوم بن سکتے ہیں۔ یعنی قرآن مجید کو پڑھنا۔ اور اسپر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ان کے پیش نظر نہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اپنے سامنے رکھتے تو ان کی کبھی یہ حالت نہ ہوتی۔

اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے؟

اب ان کی اصلاح کے دو ہی ذریعے ہیں۔ اول یہ کہ اپنے اندر اخلاق فاضلہ پیدا کریں۔ سچائی کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیں اپنے بڑوں کی عزت کریں۔ چھوٹوں سے شفقت و مروت سے کام لیں۔ نماز و دیگر اعمال صالحہ پر قایم ہو جائیں۔ دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ اپنے اندر قربانی کی روح پیدا کریں۔ اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو مقدم کریں۔ اور قومی ضروریات پر اپنی جان کو بھی قربان کرنے کی ضرورت آئے تو دریغ نہ کریں

اسوقت قوم بنانے کے لئے سب سے زیادہ ضرورت **مالی قربانی کی ہے**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے نہ صرف جانی اور بدنی قربانی کا اعلے ترین نمونہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ بلکہ مالی قربانی کی بھی عدیم النظیر مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ اگر قرون اولیٰ کے یہ سب بزرگ اپنے جان اور مال کو اللہ اور اوس کے دین سے زیادہ پیار کرتے تو اسلام کبھی اس عروج و کمال کو حاصل نہ کر سکتا۔ جو کہ اسے میسر ہوا ہے۔

آنحضرت اور صحابہ کا نمونہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت پر غور کرو۔ کہ جب آپ کی خدمت میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ حاضر ہوئے۔ تو آپ کے گھر میں سوائے ایک مٹکیا پانی کے اور کچھ نہ تھا۔ اور آپ ایک موٹی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ اور جب اوٹھے تو اس کے نشان آپ کے جسم مبارک پر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایثار اور سادگی دیکھکر حضرت عمرؓ چشم پر آب ہوگئے۔ اور فرمایا کہ آپ اسوقت کل عرب کے بادشاہ ہیں۔ قیصر و کسریٰ کس قدر جاہ و حشم رکھتے ہیں مگر آپنے اپنے لئے کوئی بھی آسایش روا نہ رکھی۔ تب آپنے فرمایا کہ میری مثال ایک مسافر کی ہے۔ کہ جب تکان ہوا تو ایک درخت کے نیچے تھوڑا آرام لے لیا۔ اور کچھ کھا پی لیا اور پھر چل پڑا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کے اموال مہاجرین اور انصار کو ڈھیروں ڈھیر دیئے۔ مگر اپنے لئے سوائے قوت لایموت کے کچھ بھی نہ رکھا۔ آپ اکثر ستو کھاتے تھے۔ یا کھجوریں کھا کر اوپر سے تھوڑا پانی پی لیتے تھے۔ آپ کے گھر میں کئی کئی روز چولھے میں آگ نہ جلتی تھی۔ اور باوجودیکہ تمام عرب پر آپ کی حکومت تھی۔ اور آپ کا رعب قیصر و کسرے بھی مانتے تھے۔ مگر آپ نہایت ہی عسرت کی حالت میں گزارہ کرتے تھے۔ اور جو کچھ بھی آپ کے پاس ہوتا۔ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ یہی حال آپ کے صحابہؓ کا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ چندے کی ضرورت پڑی تو حضرت عمرؓ نے اپنے مال و اموال کا نصف اللہ کی راہ میں دیدیا۔ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے گھر کا سب کا سب سامان و متاع اس راہ میں نثار کر دیا۔ اور دیگر صحابہ کا بھی یہی حال دیکھتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں ان کی شان میں فرمایا ہے۔ **ویؤثرون علے انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ**۔ یعنی اپنی ضروریات پر قومی ضروریات کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور خود تکلیف اور مصیبت جھیلکر

اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

قومی چندے

حقیقت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالے اور اس کا رسول مومنین سے چندہ لیتا نہیں۔ بلکہ فی الحقیقت دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ من یقرض اللہ قرضاً حسنا۔ یعنی جو اللہ کی راہ میں مال کو جدا کرتا ہے۔ اس کو کئی گنا دیا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی فرما دیا۔ کہ ما اسئلکم علیہ اجرا۔ یعنی آنحضرت تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے۔ پھر دیکھئے حضرت ابو بکرؓ۔ عمرؓ اور دیگر صحابہ نے اللہ کے راستہ میں کیا کھویا اور کیا پایا۔

امام زماں کا طرز عمل

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی جو تجدید دین کے لئے اس صدی کے سر پر مبعوث ہوئے تھے۔ اس وقت جب ان تبلیغ و اشاعت دین کو جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض ٹھہرایا۔ اور یہی واحد ذریعہ مسلمانوں کے دوبارہ زندہ ہونے کا بتایا تو ماہوار مستقل چندے اور اپنے اموال کے ⅓ یا کم از کم 1/10 کو اشاعت و تبلیغ دین کے لئے وصیت کرنے اور اسے اشاعت اسلام میں خرچ کرنے کی تاکید فرمائی بلکہ فرما دیا۔ کہ جو شخص متواتر تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے وہ اپنے آپ کو جماعت سے خارج سمجھے۔ اور ان اموال کے صحیح مصرف کے لئے آپ نے ایک انجمن قایم فرما دی۔

احیائے قومی کے اسباب

حقیقت یہی ہے۔ کہ سنت اللہ کے مطابق کوئی قوم دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتی۔ جب تک۔ کہ اس میں ایثار للہیت۔ اور قربانی کی روح پیدا نہ ہو۔ اور اپنی حالت کو نہ بدل لے پھر اللہ تعالے کا سلوک بھی اس کے ساتھ ایک زندہ قوم کا سا ہو جاتا ہے ورنہ اللہ تعالے اس قوم کو نیست و نابود کرکے کوئی اور قوم کھڑی کریگا جو خادم دین ہو گی۔ جیسے کہ وہ فرماتا ہے۔ ولیستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔

تبلیغ و اشاعت اسلام کی ضرورت

مگر اللہ تعالے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وعدہ ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو برباد نہ کرے گا۔ اس لئے اگر ہم اپنی اصلاح پر کمر ہمت باندھ لیں اور اپنی ذاتی اغراض کو بالائے طاق رکھکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے نمونہ پر چلیں اور اس صدی کے مجدد کی ہدایات پر عمل کرکے تبلیغ و اشاعت دین متین میں مصروف ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم دنیا میں ناکام رہیں۔ جماعت احمدیہ اگرچہ دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت ہی چھوٹی جماعت ہے۔ مگر اس کے ایثار قومی سے نہ صرف ہندوستان۔ بلکہ یورپ و افریقہ و امریکہ میں اعلےٰ ترین نتایج مرتب ہوئے ہیں اگر دوسرے مسلمان بھی اشاعت و تبلیغ کے کام میں اس جماعت کے ہم آہنگ ہو جائیں۔ یا اپنے طور پر کام کرکے خلوص و للہیت سے کام کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیاب نہ ہو جائیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والسلام علے نبینا صلے اللہ علیہ وسلم۔

رحمۃ للعالمین کے چند کارنامے

از جناب میاں غلام رسول خان صاحب پنشنر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جھنگ

ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

علیم و قدیر خلاق عالم نے جب اس کارخانۂ عالم آسمان و زمین کو پیدا کیا تو ساتھ ہی اپنا خلیفہ بھی اسمیں خلق کیا اور اس سارے گھر کو اپنے اس مہمان کے لئے آراستہ فرما کر اس خلیفہ کو اپنے ذاتی اخلاق اور کمالات کا اسقدر کامل مظہر قرار دیا کہ وہ ملائکہ کا مسجود اور ابلیس کا محسود بنا۔ جس طرح بڑ کے درخت کے ایک ذرہ جیسے مقدار بیج میں اتنے بڑے درخت کی ترقی اور کمال کے تمام جوہر مضمر ہوتے ہیں اسی طرح اس مکان اور مکین میں ان کی آیندہ ترقی اور کمال کے جوہر موجود تھے۔ اور جوں جوں زمانہ گذرتا گیا۔ ان میں بھی تدریجی ترقی ساتھ ساتھ ہی ہوتی گئی۔ اور جسطرح خلاق عالم نے جسمانی ترقی اور نشوونما کے سامان بہم پہونچائے۔ اسی طرح روحانی ترقی اور تکمیل کے واسطے بھی ہر زمانہ کے مطابق انبیاء اور رشاد عالی کی بعثت ساتھ ساتھ فرماتا رہا۔ جو اپنے اپنے زمانہ اور اپنی اپنی قوم اور ملک میں اصلاح اور ہدایت کا کام سر انجام دیتے رہے مگر ان سب ہادیان دین و مصلحان روحانی کا مطمح نظر ابتداء جناب ابو البشر اور جناب ابو الانبیاء علیہ السلام سے بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم شہزادہ گلیل جناب مسیح علیہ السلام تک تکمیل انسانیت کا وہی واحد وجود رہا۔ جو تمام انبیا کا موعود اور کہیں ابراہیم کی دعا۔ کہیں موسےٰ کا مثیل اور کہیں عیسےٰ کا احمد۔ یار وح ہے تا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ادھر دنیا اپنی ترقی کے مراحل اور منازل تدریجاً طے کرتی اپنے شباب کو پہونچی اور ادھر اللہ تعالےٰ کی خلافت کے مظہر اتم یا انسان الکمل کا مقررہ وقت آ پہونچا۔ اللہ تعالےٰ کو اپنی قدرت اور جلال کا ظہور اور اپنی ہستی پر ابدی زندہ دلائل کا شہود اس حد تک منظور تھا کہ اپنے محبوب اور خلق کائنات کے مقصود کی بعثت کا مکان اور زمان وہ چنا۔ کہ اگرچہ دنیا اپنی مادیات پرستی۔ لامذہبی اور دہریت کی رو میں کہیں سے کہیں چلی جائے۔ آنحضرت صلعم کی کامیابی جو اس زمانہ اور اس قوم اور ان حالات میں ہوئی۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اسی قدرت اور جبروت پر جیسے ... زندہ اور تابان ہے حجت رہے گی۔ اور ابد الآباد تک سعید طبیعتوں کے زندہ ایمان اور ازدیاد ایمان کا موجب ہوتی رہے گی۔

افسوس ہے کہ ہم نے خود ہی اس کائنات کے محسن اعظم سراپا احسان کامل انسان کے احسانات سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور اسی وجہ سے دنیا میں ذلیل اور خوار ہو رہے ہیں۔ چہ جائیکہ ہم نے اس نعمت بے بہا کو دوسری دنیا تک پہونچانے کا فرض ادا کیا ہو۔ ورنہ ممکن نہ تھا کہ کل دنیا کا کوئی بھی انسان جس کے دماغ میں سلامتی کا ذرہ بھی باقی ہو۔ اسکی چاکری سے باہر رہ جاتا۔

یوں تو اس پاک وجود اور محسن اعظم کی زندگانی کا ایک ایک لمحہ ایک زندہ اعجاز ہے۔ مگر چند ایک امور ذیل ہی اگر ہم دنیا کے روبرو پیش کر سکتے۔ تو کوئی بشر نہ تھا جس میں کچھ بھی سلامتی اور سعادت کا حصہ ہو اور وہ اس کے سامنے خم نہ ہو جاتا۔ اور اس کی غلامی کو اپنا فخر نہ جانتا۔

دنیا کے کسی اور مصلح۔ نبی۔ رشی یا اوتار کی زندگانی کے پبلک اور پرائیویٹ حالات اس روشنی اور تفصیل کے ساتھ دوست کی تقلید اور دشمن کی تنقید لئے دنیا کے سامنے نہیں ہیں اور اگر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ تو پھر یہ عین تقاضائے مصلحت الٰہی نہیں تو اور کیا ہے کہ آخر تمام نسل انسانی کے لئے وہی ایک ہی اسوہ حسنہ ہو۔

جناب کی بعثت کا مکان۔ وہ جناب ابراہیم کی وادی غیر ذی زرع خنفر کے تجدید کرنا کارہ کی ہوئی کشتی یعنی ریگستان عرب ہو اور زمان کے لحاظ سے لیلۃ القدر اور ظہر الفساد فی البر والبحر اور تاریخ کے مطابق دنیا بھر کا تاریک ترین وقت ہو اور پھر بیس برس کے قلیل عرصہ میں اسلات میں وہ انقلاب پیدا ہو۔ کہ گویا ایک نیا آسمان اور نئی زمین پیدا ہو جائے اور وہ لوگ جو درندوں اور بہائم سے بدتر تھے۔ نہ صرف انسان بلکہ اخلاق انسان بلکہ باخدا انسان بن جائیں۔ اور وہ اُمی اور وہ اپنی اُمیت پر فخر کرنے والی قوم کی قوم دنیا کی معلم اور مزکی بنکر نکلے۔ یہ ایک زندہ اعجاز نہیں تو کیا ہے۔

ریگستان عرب کی اُمی قوم کا ایک بے کس اور یتیم اُمی اصلاح خلق

اور تمدن کا وہ قانون اور ہمیشہ امراض کا وہ نسخہ شفا لائے اور اسے خود برت کر دنیا میں وہ انقلاب عظیم پیدا کر دے۔ جسکی نظیر پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے اور باوجود چودہ سو برس گذر جانے کے آج بھی اُن کی وہی برکات اور وہی قدسی موجود ہیں۔ اور باوجود اس کے ہر چیلنج کے دنیا اس کی کوئی ادنےٰ مثال پیدا نہ کر سکے۔ ؎

امی و در علم و حکمت بے نظیر ۔۔۔ زیں چہ باشد حجت روشن ترے
یک طرف حیراں از و شاہاں وقت ۔۔۔ یک طرف مبہوت ہر دانشورے

اس مسلم حقیقت سے خبر پا کر کون صحیح دماغ ہے جو انکار کر سکے ؎

دنیا میں لاکھوں ہی مصلح اللہ تعالےٰ کی طرف سے آئے اور اصلاح خلق کا قانون لائے۔ مگر صرف ایک ہی مصلح کے حالات زندگی کا باریک سے باریک تفصیلات کے ساتھ آج تک محفوظ رہنا اور صرف ایک ہی قانون کا اپنے علے الاعلان وعدہ کے مطابق زمانہ کی دستبرد سے محفوظ رہنا اور دوسرے سب کے سب کا ہی محفوظ نہ رہنا کتنا عظیم الشان زندہ اعجاز ہے اور حجت کامل ہے ؎

انسان فطرتاً متمدن اور نمونہ کا محتاج ہے اور اللہ تعالےٰ نے ابتداء آفرینش عالم سے اپنے قانون اور شریعت کے ورود اور نفاذ کے لئے ہمیشہ انسان ہی کو چنا ہے۔ ورنہ اگر وہ چاہتا تو اس کے پاس اور بھی ذرائع تھے مثلاً کبھی کوئی درخت ایسا پیدا کر دیتا جسکے پتوں پر قانون شریعت لکھا ہوا ہوتا یا آسمان پر ہی ایسا قانون ایسی طرز میں لکھا ہوا ہوتا۔ جیسے ہر ایک انسان خود پڑھ سکتا مگر کبھی ایسا نہیں کیا۔ اور اس امانت کو ہمیشہ انسان پر ہی نازل کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب صاف یہ ہے۔ کہ وہ مورد وحی اس کے نفاذ میں خود نمونہ بنے۔ اب نمونہ کے لحاظ سے دنیا میں صرف ایک ہی انسان کامل ہے جسے اللہ تعالےٰ نے انسانی زندگی کے ہر ایک شعبہ میں سے گذار کر یعنی یتیمی اور بے کسی سے لے کر بادشاہی اور کامیابی تک کے درمیانی جملہ مراحل تمدن سے گذار کر ہر ایک انسان کے لئے زندگانی کے ہر ایک شعبہ میں ایک کامل نمونہ بنا دیا ہے۔ بمقابلہ دوسرے مصلحان کے جن میں سے اکثر کے حالات تو بالکل موجود اور محفوظ ہی نہیں اور جن کے تھوڑے بہت ہیں بھی انہیں زندگانی کے اکثر مراحل میں سے گذرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ کہ ہمارے لئے نمونہ کا کام دے سکیں۔ پس یہ بھی ایک قطعی حجت ہے۔ کہ آئندہ تمام نسل انسانی کے لئے ایک ہی اسوۂ حسنہ ہے۔ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ؎

انسان کا زندہ ایمان اللہ تعالےٰ کے زندہ نشانات پر موقوف ہے اور انبیا کے معجزات میں یہی حکمت ہوتی ہے کہ ان کے دیکھنے والوں میں بھی وہ زندہ ایمان پیدا ہو جائے جو دنیا میں اصلاح اور انقلاب کا موجب ہوتا ہے۔ کیونکہ محض روایات اور قصے کبھی وہ ایمان پیدا نہیں کر سکتے۔ ایسی صورت میں بھی صرف ختمی مآب صلعم ہی حیات النبی اور وہ واحد مصلح ہے۔ کہ جسکی امت میں ہزاروں لوگ خدا رسیدہ اور خدا نما ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک اس چودھویں صدی کے مجدد اعظم کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جو گو رسول نہ تھا۔ مگر خدا کے رسول کی طرح خدا اس سے ہمکلام ہوتا تھا۔ اور گو وہ نبی نہ تھا مگر خدا نبیوں کی طرح اس سے نشانات کا ظہور کراتا تھا۔ اور یہی وہ ایمان ہے۔ کہ اس مادہ پرست زمانہ میں بھی وہ ایک ایسی جماعت تیار کر گیا جو باوجود ہزاروں کمزوریوں کے آج خدمات دینی میں متمیز ہے اور دشمنوں کو بھی اس تمیز کا بادل خواستہ یا ناخواستہ اعتراف ہے یہ بھی ایک قطعی حجت ہے کہ اللہ تعالےٰ صرف اسی سرور انبیاء صلعم کی امت کے ذریعہ اپنی چہرہ نمائی کرتا ہے۔ نہ کسی اور امت کے ذریعہ غور کرنے والوں کے لئے یہی ایک حجت نیرہ ہے ؎

تمام امتیازات قومی اور ملکی کو مٹا کر وحدت نسل انسان۔۔۔۔ کو دنیا میں قائم کرنا ہی خود ایک حجت کامل ہے۔ ریگستان عرب کا بکریاں چرانے والا تہذیب و تمدن کے وہ اعلےٰ اصول آج سے چودہ سو برس پہلے دنیا میں قائم کرتا ہے باوجود اسقدر ادعائے ترقی اور تہذیب کے نئی یا پرانی دنیا آج بھی اُس حد تک نہیں پہونچ سکی اور دنیا میں سے سب سے پہلی آواز اس لعنت تمیزی کو دور کرنیوالی اور سب سے پہلا اعلان کہ کسی عرب کو کسی عجم پر فضیلت نہیں اور قبائل اور گروہ محض شناخت کے لئے ہیں ورنہ کریم بہ لحاظ تقوے ہے۔ اسی ریگستان عرب ہی سے نکلتا ہے۔ چنانچہ جب تک دنیا میں تمدن اور تہذیب کے خلاف باقی ہیں۔ کوئی گردن بھی اس امی عرب کے اس احسان عظیم سے سبکدوش نہیں ہو سکتی ؎

مذہبی رواداری کا وہ اعلےٰ اور زریں اصول۔ جس پر دنیا کی صلح اور امن کا انحصار ہے۔ اور جو آخر کار تمام دنیا کو ختم کر کے رہے گا لانے والا اور دنیا میں قائم کرنے والا بھی وہی محسن اعظم ہے۔ جس نے **یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک ۔ وان من امة الا خلا فیھا نذیر** ۔ اور **ولکل قوم ھاد** فرما کر رواداری اور صلح کا اعلان عام کیا اور تمام منافرت اور مخالفت کو مٹا کر آشتی کی وہ بنیاد قائم کی جس پر جلد یا بدیر دنیا کو اپنی سلامتی کی کشتی کو لنگر کرنا پڑے گا۔ اور جس کے سوا۔۔ دنیا کو کوئی چارہ نہ ہوگا ؎

اس سراپا احسان اور رحم مجسم انسان کا شن تبلیغ ہی بجائے خود ایک حجت کامل اور برہان نیرہ ہے۔ تمام دنیا مبتلا جذام ہے۔ رحمت حق جوش میں آکر اسے ایک نسخہ شفا سپرد کرتی ہے۔ جسے لے کر وہ ایک شخص سے دوسرے شخص کے پاس۔ ایک گھر سے دوسرے گھر میں ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں۔ ایک بستی سے دوسری بستی میں جاتا ہے۔ کہ ان کا علاج کرے۔ اور نسخہ شفا پلائے۔ مگر اس کے اس رحم اور خدمات کا جواب کہیں سے گالی۔ کہیں سے طمانچہ۔ کہیں سے تیر کہیں سے تھپڑ اور کہیں سے خنجر اور تلوار سے ملتا ہے۔ مگر قربان جائیں اس ترحم کے کہ جوں جوں ادھر سے بدسلوکی اور ایذا رسانی میں ترقی اور شدت ہوتی ہے۔ توں توں اس کی صفت ترحم جوش میں آتی ہے اور جب دشمن اپنی طرف سے اس کے قتل کر دینے میں کبھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتا اور اپنی طرف سے قتل کر بھی دیتا ہے۔ تو اس رحیم کو ضربات کی بیہوشی سے جب ہوش آتا ہے۔ تو پہلا کلمہ جو آپ کے پاک منہ سے نکلتا ہے۔ وہ اس شدید ترین دشمن کے حق میں دعا ہوتا ہے کہ **رب اغفر قومی انھم لا یعلمون** ۔

اور یا جبکہ عمر بھر کے شدید ایذا رسانوں اور قتل تک کی کوشش کرنیوالوں پر آخر فتحیاب ہوتا ہے۔ اور دشمن کی ایک ایک ایذا اور اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے ایک ایک کا قتل اور مصیبت زیر نظر اور مستحق قصاص ہوتا ہے تو وہ رحم مجسم **لا تثریب علیکم الیوم** فرما کر سب کے سب مجرموں کو یکدم معاف کر دیتا ہے۔ کہہ دینا اور دعوےٰ کرنا تو آسان ہے مگر ان حالات میں اس کا عمل میں لانا مشکل ہے۔ ؎

آں ترحم ہا کہ خلق از وے بدید ۔۔۔ کس ندیدہ در جہاں از مادرے

فلاح انسانی کے پانچ اصولوں میں سے جو دو اصول عملی قرار دئے ان میں سے ایک اصول خدمت خلق اللہ قرار دیا۔ اور اپنی ساری تعلیم اور مشن کا خلاصہ بھی **اطاعت لامر اللہ** اور شفقت علے خلق اللہ فرمایا۔ اپنی امت کے بہترین ہونے کا باعث بھی یہی قرار دیا۔ کہ تم بہترین امت اس لئے ہو کہ اور لوگوں کی خدمت کے لئے کھڑے کئے گئے ہو۔ اور تمہاری ڈیوٹی یہ ہے۔ کہ دنیا میں نیکی قائم اور بدی کا استیصال کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کے اخلاق کو اپنے اندر لو۔ **کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ** ۔ گویا کمال انسانی کے دو ہی اصول ہیں اپنے نفس کا تزکیہ اور مخلوق خدا کی خدمت۔ بھلا جس مذہب کا اولین اصول ہی خدمت خلق ہو۔ وہ کسی کے خلاف اپنے دل میں کوئی کپٹ یا عداوت رکھنے کا روادار بھی ہو سکتا ہے۔ چہ جائیکہ کسی کی مضرت یا عداوت کا باعث ہو سکے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ہم نے خود اصول اور سبق اولیں کو بھلا رکھا ہے ؎

غرض میرے جان سے پیارے احمد اور محمد صلعم کا ایک ایک خُلق ایسا ہے۔ کہ اگر ہم دنیا پر پیش کریں۔ تو دنیا یقیناً فتح ہو جائے۔ ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم ۔۔۔ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

مگر یہ ہمارا قصور ہے کہ ہم خود ہی اس نعمت بے بہاء سے بے بہرہ ہیں۔ اور اپنے فرض سے غافل ورنہ محمد رسول اللہ صلعم کا فرد ہونا تو بجائے خود ایک سپاہی ہونا تھا۔ اور کلمہ شریف کا اقرار حلف وفاداری اور عہد خدمت خلق تھا۔ مگر ہم دنیا میں ایسے پھنسے کہ اسے بھلا دیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا بھی ہاتھ سے گئی اور حسر الدنیا والآخرہ کا مصداق بنے۔ اللہ تعالےٰ ر[illegible] کی توفیق بخشے ؎

خلق نبوی کا ایک ادنےٰ کرشمہ

حضرت جویریہ کا نکاح

(جناب منصور احمد صاحب جائینٹ ایڈیٹر ہمایوں)

مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ مکہ میں ابو سفیان کی فتنہ پردازیاں اور مدینہ میں یہودیوں کی سازشیں اُن کو آرام نہ لینے دیتی تھیں۔ اسی اثنا میں قبیلہ بنو المصطلق نے اپنے بادشاہ کی سرکردگی میں اُن پر چڑھائی کر دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بروقت اُن کے ارادوں سے خبر ہو گئی اور آپ نے مسلمانوں کی ایک مختصر سی جماعت اکٹھی کر کے انہیں راستے ہی میں جا گھیرا۔ حارث کو شکست فاش ہوئی اور بمشکل میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگا۔ اُس کے دو سو آدمی قید ہوئے اور پانچ ہزار بھیڑیں اور ایک ہزار اونٹ غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ قیدیوں میں بادشاہ کی بیٹی جویریہ بھی تھی۔ قیدیوں کو غلام بنا کر سپاہ میں تقسیم کر دیا گیا۔ شاہزادی جویریہ ایک صحابی ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئی۔ جویریہ کے لئے ایک ادنےٰ سپاہی کی کنیز بننا علاوہ باعث ننگ و عار ہونے کے ایک مصیبت عظیم سے کم نہ تھا۔ اُس نے ثابت ابن قیس کو ایک معقول رقم کے معاوضہ میں آزاد کر دئے جانے پر راضی کر لیا۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ قید کی کس مپرسی میں یہ رقم کہاں سے آئے۔ آخر اُس نے اپنی حالت زار آنحضرت صلعم کی خدمت میں آکر بیان کیا۔ کہ میں بادشاہ کی بیٹی ہوں اور میرے تمام عزیز و اقربا جن سے مجھے مدد کی کچھ توقع ہو سکتی تھی آپ لوگوں کی غلامی میں آچکے ہیں اور گو میرا دین آپ کے دین سے جدا ہے۔ لیکن پھر بھی مجھے آپ کی ذات گرامی سے رحم و عفو کی امید ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اُس کی باتیں سُنکر بھر آیا۔ آپ یہ تو نہ کر سکتے تھے کہ آئین ملکی کو بالائے طاق رکھ کر ثابت بن قیس کو حکم دیتے کہ وہ جویریہ کو آزاد کر دے۔ لیکن دنیا جہان کو آزادی دینے والے کے لئے اب یہ بھی ناممکن تھا کہ ایک اسیر اُس سے آزاد ہونے کی التجا کرے اور وہ اُسے مسترد کر دے۔ آخر آپ نے تاوان کی بھاری رقم اپنے پاس سے ادا کر کے جویریہ کو قید غلامی سے چھڑا دیا اور عزت و حرمت کے ساتھ ایک معتبر شخص کے ہمراہ اُسے اُس کے والدین کے پاس بھجوا دیا۔ مگر اُس کا باپ اُس کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی بہت سا زر و جواہرات اور عمدہ عمدہ تحائف لے کر آنحضرت کی خدمت میں آپہنچا تا کہ تاوان ادا کر کے اُسے چھڑا لے جائے۔ یہاں آکر جب اُس نے آنحضرت کا خلق عظیم ملاحظہ کیا اور اُس حسن سلوک کا قصہ سُنا جو آپ نے اس کی بیٹی سے روا رکھا تھا تو وہ خود اسیر ہو گیا۔ اسلام کی صداقت اس کے دل میں گھر کر گئی اور اس نے پیغمبر اسلام کی غلامی کا حلقہ اپنے ہاتھوں اپنی گردن میں ڈال لیا۔ پھر اُس نے کہا کہ گو میرے لئے سب سے بڑی عزت یہی ہے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ لیکن یہ بھی میری آرزو ہے کہ آپ غلام زادی کو اپنی زوجیت میں قبول فرمائیں ؎

ابھی آنحضرت اس درخواست کو منظور فرمانے میں متامل ہی تھے کہ تمام مسلمانوں میں مشہور ہو گیا کہ آپ نے جویریہ سے نکاح قبول فرمایا ہے اور اس لئے انہوں نے بہ نظر احترام قبیلہ بنو المصطلق کے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ بعد میں یہ سب اسلام کی مقدس تعلیم سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے اور اسطرح یہ نکاح بڑی خیر و برکت کا موجب ہوا ؎

آنحضرت صلعم اور تعدد ازدواج

(حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ)

آنحضرت کی زندگی کے تین حصے

بہت لوگ ہیں جن کے دلوں میں یہ اعتراض اُٹھتا ہے کہ آپ نے اس قدر نکاح کیوں کئے اور ان کے دلوں میں یہ وسوسہ گزرتا ہے کہ اس کی وجہ شہوانی خیالات کے غلبہ کے سوائے اور کچھ نہیں ہوسکتی اور اس ایک وسوسہ سے ہی آپ کی زندگی کا روشن پہلو اور بیشمار خوبیاں ان کے نزدیک ملیا میٹ ہو جاتی ہیں۔ قبل اس کے کہ آپکے متعدد نکاحوں کی وجوہات کو بیان کیا جائے۔ اس وسوسہ کا ازالہ ضروری ہے نکاح کے معاملہ میں آپ کی زندگی کے تین حصے ہیں پہلا حصہ یعنی پچیس سال کی عمر حالت تجرد میں گزرتی ہے۔ دوسرا حصہ جب آپ نے نکاح کیا اور ایک ہی بیوی آپ کے گھر میں تھی۔ ۵۳ سال تک ہے۔ یعنی ۲۸ سال کا زمانہ تیسرا حصہ جب آپ کے گھر میں زیادہ بیویاں تھیں جن کی تعداد آخر کار دس تک پہنچ گئی۔ آخری دس سال کا زمانہ ہے ہر شخص جانتا ہے کہ شہوانی خیالات کے بے قابو ہونے کا وقت بلوغت کے بعد ابتدائے جوانی کا زمانہ ہے۔ گرم ملکوں میں عموماً پندرہ سال تک انسان حالت بلوغت کو پہنچ جاتا ہے اور پندرہ سے لیکر پچیس سال کی عمر ایسی ہے کہ جن لوگوں کے طبائع میں شہوانی خیالات کا غلبہ ہو اسی عمر میں ان کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں انسان پر حیوانیت کا غلبہ ہوتا ہے اور فرض کا احساس بہت ہی کم ہوتا ہے اور ایک خیال کے غلبہ کے ماتحت وہ اپنی ساری عمر کو تباہ کر لیتا ہے۔ سو اول آپ کی زندگی کے اس حصہ پر جو دس سال کے عرصہ پر ممتد ہے غور کرنا چاہئے کہ اس وقت آپ کے قدم میں کوئی لغزش آتی ہے کیا کوئی شخص ہے جو آپ کے چال چلن پر اس زمانہ میں حرف رکھ سکے نہیں بلکہ اس کے برخلاف آپ کی زندگی کا یہ حصہ سارے ملک میں ایسی شہرت رکھتا ہے کہ آپ اپنی اعلیٰ درجہ کی پرہیزگاری کی وجہ سے الامین کے نام سے مشہور ہو جاتے ہیں جو شخص اس غلبہ حیوانیت کے زمانہ میں اپنی عفت کو قائم رکھ سکتا ہے وہ شہوانی خیالات سے مغلوب نہیں ہوسکتا بلکہ اپنے قوائے شہوانی پر غالب ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ دوسرا حصہ عمر کا جو پچیس سال سے لیکر پچاس سال تک کی عمر ہے۔ اس میں آپ ایک بیوہ سے نکاح کرکے اعلیٰ درجہ کی خوبصورت معاشرتی زندگی بسر کرتے ہیں حالانکہ یہ بی بی عمر میں آپ سے پندرہ سال بڑی تھیں یعنی نکاح کے وقت ان کی عمر چالیس سال تھی اور وفات کے وقت پینسٹھ سال مگر بایں آپ کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ جب آپ کے گھر میں حضرت عائشہ صدیقہ آچکی تھیں اور اور بھی نکاح ہو چکے تھے اس وقت بھی آپ حضرت خدیجہ سے محبت کا اکثر اظہار فرماتے رہتے۔ پس یہ حصہ آپ کی عمر کا بھی یہی بتاتا ہے کہ شہوانی خیالات آپ کے نزدیک پھٹکے تک نہیں اور پچیس سال تک آپ کا تعلق اپنی بیوی سے اعلیٰ درجہ کی پاک محبت پر مبنی تھا۔ جو ممکن طور پر متصور ہو سکتی ہے اور پچاس سال کے بعد بڑھاپے کا زمانہ ہے جس میں قوائے حیوانی خود بخود دب جاتے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ جو شخص پچیس سال تک تجرد کی زندگی بسر کرکے اور پچاس سال تک ایک بیوی سے جو عمر میں اس سے پندرہ سال بڑی ہے گزارتا ہے اور دوسری عورت کی طرف نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتا ناممکن ہے۔ کہ اس کی عادت میں اس کے بعد ایسا انقلاب عظیم واقع ہو کہ وہ شہوانی خیالات سے مغلوب ہوکر نکاح پر نکاح کرتا جائے۔ افسوس یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایسا اعتراض کیا ہے انہوں نے آپ کی زندگی کا مطالعہ نہیں کیا ورنہ اس کا ایک ایک واقعہ اس وسوسہ کو جھٹلاتا ہے کہ آپ نے شہوانی خیالات کے غلبہ سے اس قدر نکاح کئے ⁂

آپ کی سادہ زندگی اور دولت و حسن کی کشش سے بالا ہونا

ایک اور امر جو بتاتا ہے کہ آپ کو شہوات اور جذبات پر پورا قابو حاصل تھا۔ اور آپ اس دنیا میں رہتے ہوئے اس دنیا سے بیگانہ تھے۔ آپ کی طرز زندگی ہے۔ بچپن سے لیکر وفات تک آپ اس قدر حالات مختلفہ میں سے ہو کر گذرتے ہیں کہ ایک انسان کی زندگی میں اس قدر حالات مختلفہ کا جمع ہونا مشکل ہے۔ یتیم ہونے کی حالت اس انسان کی بیکسی کی انتہائی حالت ہے اور بادشاہ ہونے کی حالت [illegible]

رہائش جس قسم کی حالت یتیمی تھی وہی بادشاہت کی حالت میں ہے بلکہ بادشاہت کی حالت میں دنیا کی آسائشوں کو اور بھی کم کر دیا ہے۔ بادشاہت کو چھوڑ کر فقیر ہو جانا اس قدر دشوار نہیں جس قدر یہ کہ بادشاہ ہو کر انسان فقیر کی زندگی بسر کرے مال و دولت اس کے قبضہ میں ہو اور پھر اسے اپنے مصرف میں نہ لائے اور نہایت درجہ کی فیاضی سے دوسروں پر صرف کرے۔ ہر وقت وہ اشیاء آنکھوں کے سامنے ہوں جو فطرت انسانی کو اپنا غلام بنا لیتی ہیں مگر کوئی چیز اس کے لئے کسی وقت بھی لالچ کا موجب نہ ہو سکے۔ اس زمانہ میں جب آپ مدینہ اور اس کے اردگرد کی بادشاہت حاصل کر چکے ہیں آپ کے گھر کا سامان ایک چارپائی جس پر کھجور کی موٹی چٹائی لگی ہوئی ہے اور ایک پانی کی ٹھلیا ہے۔ آپ بعض وقت فاقہ سے رات کاٹتے ہیں گھر میں کئی کئی دن تک کھانا پکانے کے لئے آگ نہیں جلتی۔ کھجوروں پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر آپ اپنی آسائش کے لئے مال کے خواہاں ہوتے تو نہ صرف بیت المال سے آپ جس قدر چاہتے لے سکتے بلکہ آپ کے جاں نثار ہر ایک چیز حاضر کرنے کے لئے تیار تھے۔ مگر آپ کی نظر دنیا کی ان حقیر چیزوں سے بہت بلند تھی۔ دنیا کی کوئی خواہش کبھی آپ پر غالب نہیں آئی نہ حالت عسر میں نہ یسر میں۔ جس طرح دنیا کے مال و دولت اور دنیوی لالچوں پر اس وقت لات ماری جب قریش صرف بت پرستی کے خلاف وعظ چھوڑ دینے پر مال حکومت عزت خوبصورتی پیش کر گئے تھے۔ اسی طرح اس وقت بھی لات ماری جب اللہ تعالیٰ نے یہ سب سامان اپنے فضل سے آپ کو خود عطا کر دیئے۔ آپ کی یہ طرز زندگی اور مال و دولت کے ہوتے ہوئے اس کی طرف آپ کی آنکھ کا نہ اُٹھنا دوسری شہادت اس بات پر ہے کہ آپ کو ان لوگوں سے کوئی نسبت نہیں جن کو دنیا کا مال یا دنیا کا حسن اپنی طرف کھینچ سکتا ہے ⁂

بیویوں کو سامان زینت دینے سے انکار

تیسری بات جو اس معاملہ میں فیصلہ کن ہے اس کی طرف قرآن کریم کی آیت مندرجہ صدر میں توجہ دلائی گئی ہے۔ مدینہ میں آنے کے کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کی حالت وہ پہلی سی نہ رہی کچھ تو کاروبار تجارت میں لگ جانے سے اموال میں ترقی ہوئی۔ پھر بدر کی جنگ میں قیدیوں کا فدیہ اور مال غنیمت ہاتھ آیا پھر یہودی جب جلاوطن ہوئے تو ان کی جائدادیں بھی ان کے قبضہ میں آئیں۔ ان اسباب سے کچھ مال و دولت میں۔ کچھ آسائش کے سامانوں میں ترقی شروع ہوئی۔ مگر نبی کریم صلعم کی اپنی زندگی اور اہل بیت کی زندگی میں کوئی تغیر نہ آیا۔ آپ کی بیویوں کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اب جب آسائش کے سامان سب مسلمانوں کو پہلے سے زیادہ میسر ہیں تو ہم بحصہ رسدی ان سے فائدہ کیوں نہ اٹھائیں۔ مشورہ کرکے درخواست آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیش کی مگر حکم الٰہی یوں آیا۔ اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کے سامانوں کو چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو سامان دوں اور اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔ نبی کریم صلعم کو اپنی بیویوں سے کس قدر محبت تھی۔ یہ خود اس فقرہ سے ظاہر ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ۔ تم میں سے سب سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے مگر جب وہ بیویاں ایک جائز مطالبہ کرتی ہیں کہ دوسروں کی طرح ہمیں بھی مال و دولت سے زیادہ حصہ ملے تو جواب یہ ملتا ہے کہ بہتر ہے تم مال لے کر رخصت ہو جاؤ۔ کیا یہ لفظ اس شخص کے منہ سے نکل سکتے ہیں۔ یہ خیال اس قلب کے اندر آ سکتا ہے جو شہوات نفسانی کا غلام ہو؟ ایک نفس پرست بلکہ ایک معمولی دنیا دار بھی اپنی عورت کو زیادہ آرائش کی حالت میں دیکھنا پسند کرتا ہے۔ مگر یہاں حکم ہوتا ہے کہ اگر زیب و زینت چاہتی ہو تو محمد رسول اللہ صلعم کے گھر سے چلی جاؤ۔ اور وہ سب بیبیوں کو ایک ہی وقت رخصت کرنے کے لئے تیار ہے۔ معلوم ہوا جذبہ شہوت اس کے دل کے کسی کونہ میں نہیں کوئی نفسانی خیال اس کے پاس تک نہیں پھٹک سکتا۔ اس کی غرض ان بیبیوں کو اپنی زوجیت میں لانے سے کچھ اور ہے ⁂

متعدد نکاحوں کی غرض

وہ غرض کیا ہے؟ اس کا جواب خود قرآن شریف دیتا ہے وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنٰت منکن اجراً عظیماً۔ واذکرن ما یتلٰی فی بیوتکن من اٰیات اللہ والحکمۃ (الاحزاب ۲۹-۳۴) اور اگر تمہاری غرض اللہ اور اس کا رسول اور آخرت کا گھر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے بڑا اجر رکھا ہے [illegible] اور یاد کرو وہ جو اللہ کی آیات اور حکمت کی باتوں سے تمہارے

کہ تمہاری غرض نبی کریم صلعم کی زوجیت میں آنے سے یہ نہیں کہ زندگی کے چند دن آرام سے بسر کرلو اور معمولی آسائش کے سامان تم کو میسر آجائیں اگر محمد رسول اللہ صلعم کی غرض تم کو زوجیت میں لانے سے محض دنیا کی زندگی تک ہی محدود ہوتی تو پھر تمہارے اس کے گھر میں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم کو رخصت کر دینے کا حکم دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ان کے تمہیں اپنی زوجیت میں لانے کی غرض کچھ اور ہے۔ یعنی اللہ اور رسول کی باتیں پھیلانا اور اپنے ہم جنسوں کو آخرت کے گھر کی طرف متوجہ کرنا۔ تو پھر تم دنیا کی آسائشوں پر لات مار کر اصل غرض کی طرف متوجہ رہو۔ تمہارا اجر بھی بڑا ہے۔ اس لئے تم ہمہ تن قرآن کو یاد رکھنے میں اور ان حکمت کی باتوں کو محفوظ رکھنے میں مصروف ہو جاؤ۔ جن کا تمہارے گھروں میں چرچا ہے یعنی جو تم خود پیغمبر سے سنتی ہو۔ کیا پاک غرض ہے۔ بیوی کا خاوند سے اور خاوند کا بیوی سے سکون حاصل کرنا ایک معمولی غرض زوجیت ہے۔ مگر نبی کریم صلعم کی غرض صرف اس قدر نہیں۔ وہ اس سے بھی بہت بلند ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ باتیں جن کو پہنچانے کی عورتیں ہی اہل ہیں یا وہ اخلاق انسانی جو عورتوں کے سامنے ہی ظاہر ہو سکتے ہیں ان کو دنیا میں پہنچانے کا سامان ہو۔ شریعت کی جو باتیں آپ نے سکھائی ہیں ان میں سے بہتیری ایسی ہیں کہ آپ خود بھی کھول کر عورتوں سے بیان نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں کئی ایک واقعات پائے جاتے ہیں کہ جہاں کسی عورت نے کوئی مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے اپنی کسی بیوی کو حکم دیا کہ تم سمجھا دو۔ پھر نبی کریم صلعم کے وہ اخلاق جن کا تعلق خانہ داری سے ہے صرف ازواج مطہرات کی بدولت ہی ہم تک پہنچے۔ ورنہ ہم ایک بڑے حصہ سے محروم رہ جاتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے ذریعہ سے ایک بڑا حصہ دین کا ہم کو ملا ہے۔ اور اسی طرح علیٰ حسب مراتب دیگر ازواج مطہرات سے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ایک ہی بیوی اس کام کو سرانجام دے سکتی تھی تو یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ جب تک مختلف طبائع کے افراد نہ ہوں مختلف امور سب محفوظ نہیں رہ سکتے۔ پھر ایک ایسے شخص کی تعلیم جو تمام دنیا کے لئے ہادی ہو کر آیا ایک اکیلی عورت کا اس کو محفوظ رکھنا مشکل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے انبیاء نے عموماً ایک سے زیادہ بیویاں اپنی زوجیت میں رکھی ہیں۔ یہ لوگ نفسانی شہوات کے لئے یہ کام نہیں کرتے۔ بلکہ خدا کی باتیں مخلوق تک پہنچانے کے لئے ان کو یہ ضرورت پیش آتی ہے۔ پھر خاتم النبیین کے لئے یہ ضرورت سب سے بڑھ کر تھی جس کے اقوال و افعال ہمیشہ کے لئے دنیا میں باقی رہنے ضروری تھے تاکہ دنیا کے لئے موجب ہدایت بنیں۔ اسلام ایک تاریخی مذہب اور محمد رسول اللہ صلعم ایک تاریخی انسان ہیں اگر انکی خانگی زندگی کو محفوظ رکھنے والی ان کی بیبیاں نہ ہوتیں تو نسل انسانی ہدایت کے اس حصہ سے ہمیشہ کے لئے محروم رہ جاتی۔ جس پر انسانوں کی خوشی کا دارومدار ہے۔ کیونکہ جس انسان کو اپنے گھر میں راحت میسر نہیں اس کو دنیا میں کبھی بھی راحت میسر نہیں آسکتی۔ پس ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلعم کی زندگی میں ان سامانوں کے محفوظ رہنے کا سامان پیدا کر دیتا اور وہ سوائے اس صورت کے کہ آپ کے گھر میں بہت سی بیویاں ہوں پیدا نہ ہوسکتا تھا ⁂

آرزو دارم کہ میرم در حجاز

(ایک پندرہ سالہ بچہ کی جولانی طبع)

وان کا ذرہ ہی رشکِ صد خورشید — کیوں نہ خاکِ حجاز ہو جاؤں
آج ذوقِ وفا یہ کہتا ہی — خاکِ راہِ حجاز ہو جاؤں
تو جو سرگرمِ ناز ہو جائی — میں سراپا نیاز ہو جاؤں
آتشِ عشق دل میں رکھتا ہو — کیوں نہ شعلہ طراز ہو جاؤں
نفس سرکش کا یہ تقاضہ ہی — بندۂ حرص و آز ہو جاؤں
عقل کل کا مگر یہ فرمان ہے — وقفِ عجز و نیاز ہو جاؤں
ناگہانی مجھے جو موت آئے — شرحِ عمرِ دراز ہو جاؤں
یہ تقاضا ہے میرے دل کا حفیظ

(حفیظ)

جامع کمالاتِ نبیؐ

داماں نگہ تنگ و گلِ حسن تو بسیار
گلچین بہار تو زداماں گلہ دارد

(مولانا مرتضیٰ خانصاحب بی۔اے)

(۱)

سرورِ کائنات فخرِ موجودات سید الانبیاء و الاصفیا حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ الف الف التحیۃ و الثنا کی ذات ستودہ صفات جمیع کمالات معنوی و صوری ہے۔ ذات احدیت مآب کے بعد جو کمال شرف ایک انسان کے لئے ہو سکتا ہے۔ وہ نبوۃ اور رسالت ہے انبیاء و رسل ذات باری کے اظلال و مظاہر ہوتے ہیں۔ کہ ان کے وجود کے اندر انوار الہیہ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ انوار الہیہ کی جلوہ گری حسب ضرورت یا بالفاظ دیگر حسب مقتضائے زمانہ حسب عقول و افہام خلایق ہوتی رہی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ذات خداوندی تو روز ازل سے ہی کامل و اکمل تھی۔ کہ جس میں کسی قسم کی کمی یا نقص ایک لحظہ بھر کے لئے ممکن نہیں۔ لیکن اس ذات گرامی کا ظہور عالم موجودات کے اندر بتدریج عمل میں آتا رہا۔ کیونکہ حکمت اس امر کی مقتضی تھی۔ کہ طبایع انسانی اس جلوہ گری کے متحمل ہونے کے لئے اپنے اندر پختگی و صلاحیت پیدا کر لیں تمام انبیاؑ کے اندر ذات مقدس باری کے یہ انوار جلوہ گر ہوتے رہے لیکن۔ جب زمانہ اپنے ارتقائی تسلسل طے کر چکا تو ذات والا صفات حضرت فخر الاولین والآخرین افضل المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر یہ انوار ایسے کامل اکمل اتم اور اعلےٰ طریقہ پر ظہور میں آئے کہ اس سے بڑھکر ممکن نہ تھا۔ لہذا وہ تمام انوار و برکات الٰہیہ وہ تمام ترقیات و تجلیات روحانیہ۔ وہ تمام اخلاق فاضلہ۔ وہ تمام خصایل محمودہ۔ وہ تمام اوصاف حسنہ اور وہ تمام مراتب و درجات عالیہ کہ اُن سے بڑھکر انسانی قویٰ اون کے حصول سے قاصر ہیں۔ حضرت ختمی پناہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے۔ اور یہی راز ہے ختم نبوۃ کا۔ ؎

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم ختم شد بر وے پیغمبری

(۲)

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی و سوانح پر یوم ولادت سے لے کر یوم رحلت تک نظر ڈال کر دیکھ لو۔ زندگی کے ہر ایک مرحلہ۔ ہر ایک شعبہ کے اندر کمال ہی کمال نظر آتا ہے۔ باوجود اس امر کے۔ کہ آپ ایک ایسی قوم کے اندر پیدا ہوئے جو قعر مذلت میں گری ہوئی تھی۔ اور آپنے ایسے لوگوں کے اندر پرورش پائی تھی۔ کہ جن کے اخلاق کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ آپ صغر سنی سے ہی ایسے سلیم الفطرت اور سلیم الطبع واقع ہوئے تھے۔ کہ ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

کبھی کوئی امر آپ کے مخالفین کی زبان سے بھی سننے میں نہ آیا جس کو ناپسندیدہ کہا جا سکے۔ بچے سے جوان ہوئے تو محبوب ملک و قوم بنے امین کا قابل عزت خطاب حاصل کیا۔ جس کے معنے ہی تمام صفات عالیہ سے متصف اور رذائل سے پاک و صاف ہیں۔ یہ خطاب ہی جو جناب کو اپنی قوم کی طرف سے بجا طور پر دیا گیا جناب کی کمال انسانیت کا پتہ دیتا ہے۔ چالیس برس تک ایک بد اخلاق قوم کے اندر مجردانہ زندگی بسر کرتے ہوئے آپ کے دامن پر کسی نقص یا عیب کا دھبہ نظر نہیں آتا بلکہ آپ کی ایک ایک حرکت ایسی ہے۔ کہ ع

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا ست

خلق خدا سے ہمدردی و محبت۔ صدق و امانت سے پیار۔ راستی اور راست گفتاری سے الفت۔ شر سے پرہیز۔ اور بدی سے نفرت بیوگان و یتامیٰ کی خدمت۔ شرم و حیا۔ عفت و پرہیز گاری حزم و احتیاط۔ جرأت و شجاعت۔ کمال عقل و دانش یہ ایسے اوصاف تھے۔ کہ جن کے لئے آپ کا نام نامی بطور ضرب المثل پیش کیا جاتا تھا۔ بد اخلاقی کے عمیق گڑھے میں گری ہوئی قوم میں سے ایک ایسے جلیل القدر صاحب اخلاق انسان کا وجود ہی اس امر کی دلیل ہے۔ کہ آپ ان ہستیوں میں سے ایک نہایت ممتاز ہستی ہیں جنہیں خود خدائے علیم و حکیم اپنی قدرت کاملہ سے اپنے علوم و حکم سے متمتع فرماتا ہے۔ ؎

امی و در علم و حکمت بے نظیر
زینہمہ باشد حجت روشن تر ایا

(۳)

عمر کے چالیس برس میں آپ کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے یعنی آپ خلعت نبوۃ سے سرفراز فرمائے جاتے ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے۔ کہ آپ کے تمام کمالات جو فطرت میں خالق کائنات نے ودیعت فرمائے تھے۔ اب پورے کمال کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کو بیان کرنا ایک بحر ناپیدا کنار کا عبور کرنا ہے۔ لیکن دو تین موٹی موٹی باتوں پر بطریق اختصار اکتفا کیا جاتا ہے

(۱) تکمیل تعلیم۔ یا تکمیل شریعت (۲) تکمیل اخلاق فاضلہ (۳) تکمیل اصلاح۔

انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانوں کے اندر خدائے تعالیٰ کی طرف کی تعلیم لاتے رہے۔ گو وہ سب تعلیمات خدائے علیم کی طرف سے تھیں اور وہ نور ہدایت سے پُر تھیں۔ لیکن وہ مختص بالزمان ہونے کے ساتھ مختص بالقوم بھی تھیں۔ انبیائے سوابق کا دائرہ تبلیغ بہت محدود تھا اور وہ کسی عالم گیر اور ہمہ گیر جامع اور مکمل شریعت کے حامل نہ تھے ضرورت تھی ایسی جامع اور ہمہ گیر تعلیم کی کہ جو تمام اقوام عالم کے لئے یکساں ہو۔ اور جس پر اسود و احمر عمل پیرا ہو سکیں۔ اور جو تمام زمانوں کے لئے یکساں سود مند ہو۔ اور جدید تعلیمات و شرائع کے آنے کے ساتھ جو افتراق و انشقاق بنی نوع انسان میں پیدا ہوتے رہتے ہیں وہ یک لخت موقوف ہو کر نسل آدم کے اندر وحدت و اتحاد کا ایک مستحکم اصول قایم ہو جائے۔ الغرض ایک ایسی مفصل و اکمل اور جامع تعلیم کی ضرورت تھی۔ کہ اس کے بعد کسی زمانہ اور کسی قوم کے لئے کسی جدید شریعت کی ضرورت باقی نہ رہے۔ اس جامع اکمل اور اتم شریعت کے لانے والے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تھے کہ جن کی تشریف آوری کے ساتھ دین حنیف اپنے کمال کو پہونچ گیا۔ **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا**۔ یعنی آج دین جو ابتک ناقص چلا آ رہا تھا مکمل ہو گیا۔ اور خدائے بزرگ کی وہ نعمت۔ جو دین کے رنگ میں ابھی ناتمام تھی پوری ہو گئی۔ اور دین کے لئے اللہ تعالےٰ نے مذہب اسلام کو بنی نوع انسان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ نبوۃ کی اصل غرض تو یہی ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے احکام و تعلیمات انبیاء کے ذریعے سے خلق خدا تک پہونچائے جائیں۔ جب یہ احکام و تعلیمات جدیدہ کا سلسلہ اپنے کمال کو پہونچکر ختم ہو گیا۔ تو لازماً نبوۃ بھی اپنے کمال کو پہونچ کر ختم ہو گئی۔ ؎

ہست او خیر الرسل خیر الانام !
ہر نبوۃ را برو شد اختتام

جن اخلاق فاضلہ اور اوصاف محمودہ کا ظہور آپ سے ہوا۔ اس کی نظیر کسی بڑے سے بڑے انسان کی زندگی میں نہیں ملتی۔ یہ مضمون بجائے خود ایک بہت بڑا وسیع مضمون ہے۔ آپ کا بچپن سے اندر ہی سلیم الطبع صائب الرائے ہونا آپ دیکھ چکے ہیں۔ عالم شباب میں کہ جو جذبات کے اندر سوزش ہیجان اور تموج کا زمانہ ہوتا ہے۔ ...
... آپ کو امین کے معزز خطاب سے مخاطب کیا جانا آپ پڑھ چکے اب ذرا ان اخلاق عالیہ پر بھی نظر ڈالیں جو دوران عہد نبوۃ میں آپ سے معرض ظہور میں آئے۔

آپ کی زندگی پر دو دور گزرے ہیں۔ یعنی ایک مغلوبیت کا زمانہ جو کہ زندگی سے وابستہ ہے۔ اور دوسرا فتح و کامرانی کا زمانہ جو مدینہ کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ ان دونوں زمانوں کے حالات پر نظر غایر ڈالکر دیکھو۔ کہ کن کمالات اخلاق کا ثبوت آپ دیتے ہیں۔ مکہ کی زندگی تو انتہائی دُکھ اور تکلیف کی زندگی ہے۔ دشمن آپکے خون کے پیاسے ہیں۔ آپ کی جان کے درپے ہیں۔ آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے ہیں۔ عورتیں ہوں یا بچے۔ جوان ہوں یا بوڑھے غرض سب کے سب آپکی جان کے درپے ہیں۔ کہیں آپ کے فرق مبارک پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے۔ کہیں آپ کے راستہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں۔ کہیں آپ پر سنگ باری کی جاتی ہے۔ کہ خون جسم مبارک سے جاری ہو جاتا ہے۔ آپکی توہین و تذلیل کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا۔ کوئی امر آپ کی تکلیف دہی کا اوٹھا نہیں رکھا جاتا یہ داستان بڑی دردناک اور طویل ہے

لیکن کیا آپنے ان تکالیف پر کبھی اظہار بے صبری فرمایا؟ کیا آپ اپنے مفوضہ فرض سے ایک لحظہ کے لئے بھی الگ ہوئے۔ باوجود ان تمام دکھ دینے والی باتوں کے کبھی کسی کے حق میں ایک کلمۂ بد بھی آپ کی زبان سے نکلا؟ تاریخ گواہ ہے ...

خاطر منظور فرمایا۔ اور راہ حق میں ایک لمحہ کے لئے بھی آپکے پاؤں نہ لڑکھڑائے۔ اور آپ سے ان اخلاق عالیہ کا ظہور ہوا۔ کہ جو خاص آپ کا ہی حصہ تھا۔ حلم و بردباری۔ تحمل و صبر۔ استقامت و استقلال اور شجاعت کے وہ جوہر آپ سے ظاہر ہوئے۔ کہ جبتک یہ الفاظ دنیا کی لغت میں موجود ہیں اُن کا صحیح صحیح اطلاق ذات حضرت نبوی پر ہی ہو سکتا ہے۔ کئی سالوں کی مسلسل تکالیف کا یہ زمانہ آپنے ایسی شجاعت اور ایسی بہادری اور ایسے صبر و استقلال سے بسر کیا۔ کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔

لیکن اس کے بعد اب دوسرا زمانہ جو فتوحات اور کامیابی کا زمانہ ہے اسپر بھی ایک نظر ڈالکر دیکھئے۔ عام طور پر جو انسانی دماغ تجویز کر سکتا ہے وہ یہی ہے۔ کہ جس شخص کو ناحق طور پر اسقدر ستایا گیا اور اس کو اپنا گھر چھوڑنے پر مجبور کیا گیا وہ جب اپنے دشمنوں پر غالب آجائے تو وہ ان کو کماحقہ سزا دینے پر بالکل حق بجانب ہے بلکہ جس قسم کا بھی سلوک ان سے روا رکھے بجا اور درست ہے۔ اور دنیا کی کوئی تہذیب اس کو ملزم نہیں کر سکتی۔ لیکن دوستو یہاں معاملہ ہی دیگر ہے۔ حضرت نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے تمام قسم کے اخلاق کا اظہار کرنا ہے۔ اگر مصیبت اور بیکسی کے زمانہ میں حلم و بردباری صبر و استقلال کا دکھانا ضروری تھا۔ تو آپکو مظفر و منصور ہونے کی حالت میں عفو و درگزر۔ معافی اور چشم پوشی کا دکھانا بھی منظور ہے تاکہ ذات والاصفات کے اندر جو مختلف کمالات مرکوز ہیں اُن کا ظہور ہو سکے۔ آپ مکہ فتح کرتے ہیں۔ دشمن مغلوب ہو جاتے ہیں گرفتار ہو کر سامنے لائے جاتے ہیں۔ اور زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرماتے ہیں **لاتثریب علیکم الیوم**۔ جاؤ تم سب کو معاف کرتا ہوں یہ ہے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کا ایک ادنےٰ نمونہ۔ کیا کوئی شخص اس مثال کی نظیر تاریخ عالم سے پیش کر سکتا ہے۔ نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔

پھر ایک اور بات جس سے آپ کے کمال اخلاق اور اعلےٰ سیرت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ مکہ کی زندگی تو بیکسی اور مسکینی کی زندگی تھی اور اس کے اندر آپ کو ... تمام قسم کی سختیاں اپنے نفس پر برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ ایک شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ آپ ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ اگر اس زمانہ میں آپنے اپنے نفس پر تمام تعیش کے دروازے بند کر رکھے تھے۔ تو کوئی اور چارہ نہ تھا سوائے اسکے سامان تعیش سے محروم رہتے ایسی حالت میں الفقر فخری کا کلمہ کیا قابل فخر ہو سکتا ہے؟ لیکن آخر آپ بادشاہ بھی تو ہوئے۔ مال غنیمت بے شمار آپکے پاس آیا۔ زر و مال کے ڈھیروں کے ڈھیر آپ کے قدموں پر آ کر گرے۔ کیا اب آپ عام دنیا داروں کی طرح تعیش میں پڑ گئے۔ اور آرام و آسایش کی ... زندگی بسر کرنے لگ گئے۔ ہرگز نہیں۔ آپ کی حالت میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ اور جو کلمہ الفقر فخری آپنے حالت عسرت میں فرمایا تھا۔ حالت یسر میں بھی اسپر کار بند رہ کر دکھا دیا۔ کہ آپ درحقیقت صادق و امین ہیں۔ اور اخلاق کے انتہائی درجہ پر فائز ہیں۔

غور فرمائیے۔ کہ جب جنگوں کے اندر آپ کو معرکہ آرائی کرنی پڑی۔ تو کس شجاعت اور بہادری کے جوہر آپنے دکھائے۔ آپ ہمیشہ صف اول میں کھڑے ہوتے۔ لیکن کمال رحم دیکھئے کہ آپنے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ آپ ایسے مدبر سیاست داں ہیں۔ کہ آج تک معاملات میں آپکی رائے نہایت صائب ہے۔ آپ ایک نہایت زیرک اور شجاع کمانڈر ان چیف ہیں۔ کہ امور جنگ کا تمام کام اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتے ہیں۔ لیکن کیا آپ تارک الدنیا ہیں۔ کہ دنیا و معاملات دنیا سے آپ کا کوئی تعلق نہیں۔ ہرگز نہیں آپ متاہل ہیں اور بہت بڑے متاہل ہیں نو حرم محترم گھر میں ہیں۔ ان سب میں عدل و انصاف ان سبکے حقوق کی نگہداشت کر کے آپنے دکھایا۔ کہ کس طرح ایک متاہل انسان باوجود اللہ تعالےٰ سے کامل تعلق رکھنے کے متاہل زندگی بخیر و خوبی بسر کرتا ہے آپ باپ بھی ہیں۔ اور نہایت شفیق باپ ہیں۔ کہ بچوں سے پیار کرتے ہیں۔ ان کی نازبرداری کرتے ہیں۔ ان کو کندھوں پر اوٹھائے ہوتے ہیں۔ آپ ایک مہربان دوست ہیں۔ کہ اپنے احباب سے کمال تلطف اور شفقت کا سلوک کرتے ہیں۔ ان کے رنج و راحت میں شریک ہوتے ہیں ان کی بہبودی کے دل سے خواہاں اور ان کی تکلیف پر پشیمان ہو جاتے ہیں۔ غرضکہ جہاں ایک طرف آپ کا ذات باری سے کامل تعلق ہے دوسری طرف شفقت علےٰ خلق اللہ کا کامل نمونہ آپ پیش کر رہے ہیں۔ صدق اللہ تعالےٰ **دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ**۔

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق کے شامل
[illegible]

کلام الامام!

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰؐ مارا امام و مقتدا

اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم

آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

آں رسولِ کش محمدؐ ہست نام
دامنِ پاکش بدستِ ما مدام

مہرِ او باشیر شد اندر بدن
جاں شد و باجاں بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

کلماتِ طیّبات!

انسان کامل

اس مقام شفاعت کی طرف قرآن شریف میں اشارہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان کامل ہونے کی شان میں فرمایا ہے دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یہ رسول خدا کی طرف بڑھا۔ اور جہاں تک امکان میں ہے خدا سے نزدیک ہوا۔ اور قرب کے تمام کمالات کو طے کیا۔ اور لاہوتی مقام سے پورا حصہ لیا اور پھر ناسوت کی طرف کامل رجوع کیا یعنی عبودیت کے انتہائی نقطہ تک اپنے تئیں پہنچایا۔ اور بشریت کے پاک لوازم یعنی بنی نوع کی ہمدردی اور محبت سے جو ناسوتی کمال کہلاتا ہے پورا حصہ لیا۔ ایک طرف خدا کی محبت اور دوسری طرف بنی نوع کی محبت میں کمال تام تک پہنچایا۔ پس چونکہ وہ کامل طور پر بنی نوع سے قریب ہوا اس لئے دونوں طرف سے مساوی قرب کی وجہ سے ایسا ہو گیا جیسا کہ دو قوسوں میں ایک خط ہوتا ہے۔ لہذا وہ شرط جو شفاعت کے لئے ضروری ہے اس میں پائی گئی اور خدا نے اپنے کلام میں اس کے لیے گواہی دی کہ وہ اپنے بنی نوع میں اور اپنے خدا میں ایسا درمیان ہے۔ جیسا کہ وتر دو قوسوں کے درمیان ہوتا ہے

نبوّت محمدیہ پر تمام نبوتوں کا خاتمہ

تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسکے اندر ہیں نہ اسکے بعد کوئی نئی سچائی آئیگی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی۔ جو اس میں موجود نہیں اسلئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے۔ اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کی پیروی سے خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ اور مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے۔ جو پہلے ملتا تھا۔ مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں۔ بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے ؂

القصیدة

فی مدح سید والثقلین خاتم النبیین محمد الذی وصفہ اللہ فی الکتاب المبین

اللھم صل وسلم علیہ الی یوم الدین

من حضرت امام الوقت مسیح الزمان مجدد دوران جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

یا عین فیض اللہ والعرفان — یسعی الیك الخلق کالظمآن

یا شمس ملك الحسن والاحسان — نورت وجہ البر والعمران

انی اری فی وجھك المتھلل — شانًا یفوق شمائل الانسان

یا للفتی ما حسنہ وجمالہ — ریّاہ یصبی القلب کالریحان

فاق الوری بکمالہ وجمالہ — وجلالہ وجنانہ الرّیان

لاشك ان محمدًا خیر الوری — ریق الکرام ونخبة الاعیان

واللہ ان محمدًا کرد افة — وبہ الوصول بسدة السلطان

قد مات عیسی مطرقًا ونبینا — حیٌّ وربّی انہ وافانی

واللہ انی قد رایت جمالہ — بعیون جسمی قاعدًا بمکانی

انظر الی القرآن کیف یُبیّن — افانت تعرض عن ھدی الرحمان

ونبینا حیٌّ وانی شاھد — وقد اقتطفت قطائف اللقیان

یا سیدی قد جئت بابك لاھفًا — والقوم بالاکفار قد آذانی

انظر الیّ برحمة وتحنن — یا سیّدی انا احقر الغلمان

یا حِبّ انك قد دخلت محبة — فی مھجتی ومدارکی وجنانی

من ذکر وجھك یا حدیقة بھجتی — لم اخل فی لحظٍ ولا فی آن

جسمی یطیر الیك من شوق علا — یا لیت کانت قوة الطیران

یا رب صل علی نبیك دائمًا

فی ھذہ الدنیا وبعث ثان

در نعت و مدح حضرت سیدنا و سید الثقلین

محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از مجدد وقت و مسیح الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

چون زمن آید ثنای سرورِ عالی تبار — عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار
آن مقامِ قرب کو دارد بدلدارِ قدیم — کس نداند شانِ آن از واصلانِ کردگار
آن عنایت ہا کہ محبوبِ ازل دارد بدو — کس بخوابی ہم ندیدہ مثلِ آن اندر دیار
سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقان — آنکہ روحش کرد طی ہر منزلِ وصلِ نگار
احمدِ آخر زمان کو اولین را جائے فخر — آخرین را مقتدا و ملجا و کہف و حصار
ہست درگاہِ بزرگش کشتیٔ عالم پناہ — کس نگردد روزِ محشر جز بپناہش رستگار
از ہمہ چیزے فزون تر در ہمہ نوع کمال — آسمانہا پیشِ اوجِ ہمتِ او ذرہ وار
مظہرِ نوری کہ پنہان بود از عہدِ ازل — مطلعِ شمسی کہ بود از ابتدا در استتار
ہست او از عقل و فکر و وہم مردم دور تر — کی مجالِ فکر تا آن بحرِ ناپیدا کنار
جانِ خود دادن پئے خلقِ خدا در فطرتش — جان نثارِ خستہ جانان بیدلان را غمگسار
یا نبی اللہ فدای ہر سرِ موئے تو ام — وقفِ راہِ تو کنم گر جان دہندم صد ہزار
یا نبی اللہ نثارِ روی محبوبِ تو ام — وقفِ راہت کردہ ام این سر کہ بر دوش ست بار
تا بمن نورِ رسولِ پاک را بنمودہ اند — عشقِ او در دل ہمی جوشد چو آب از آبشار
آتشِ عشق از دمِ من ہمچو برقی مے جہد — یکطرف ای ہمدمانِ خام از گردِ جوار
بر سرِ وجد است دل تا دید روی او بخواب — ای برادر وی سرش جان و سرِ وئم نثار
صد ہزاران یوسفی بینم درین چاہِ ذقن — وان مسیحِ ناصری شد از دمِ او بے شمار
زندگانی چیست جان کردن براہ تو فدا — رستگاری چیست در بندِ تو بودن صید وار

نی ز فردوسم حکایت کن نہ از آلامِ نار
کز غمِ دینِ محمدؐ میزیم شوریدہ وار

سرورِ عالم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا میں۔

از مجدد وقت مسیح زمان حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا — نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے — اُس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اُتارے — میں جاؤں اُس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی راہ دکھائے — دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی — دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے — وہ طیب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے — جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے
آنکھ اُس کی دوربیں ہے دل یار سے قریں ہے — ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے
جو رازِ دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے — دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں — وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ — باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

محمد باغِ عالم را بہارے
گرامی گوہرِ اولادِ آدم
نجابت خانہ زادِ گوہرِ اُو
زفیضش جملگی سیراب گشتہ
چہ خوش تر دین و آئیں داد ترتیب
علمبردار توحید خدا وند
زچین و ہند تا اقصائے مغرب
بخطِ انقیادش سر نہادہ
سلام اللہ علیہ کل آن

بہار اندر بہار اندر بہارے
کمالِ آدمیت را مدارے
شرافت را بذاتش افتخارے
منور شد زنورش ہر دیارے
کہ زو شد دین و دنیا استوارے
برآوردہ زتیغ اللہ دمارے
غلامانش قطار اندر قطارے
ہمہ از جان و دل بروے نثارے
برآلش ہم بر اصحابش کبارے

[illegible]

کا نتیجہ تھا کہ جو کام اصلاح عالم کا آپ نے خدائے قدوس سے حکم پا کر شروع کیا۔ وہ جب تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچ گیا آپ دنیا سے نہیں سدھارے۔ تکمیل اصلاح قوم کا عظیم الشان کام۔ جو آپ نے تھوڑی مدت کے اندر کر دکھایا۔ اس کی نظیر لانے سے تاریخ عالم قاصر ہے۔ دنیا کا کوئی نبی۔ دنیا کا کوئی مصلح یا ریفارمر اس کامیابی کو حاصل نہ کر سکا عرب جیسے وحشی ملک میں سے آپ نے تمام رسومات قبیحہ تمام عقائد فاسدہ کا نام و نشان مٹا دیا۔ شرک کی جگہ توحید کی آوازیں ہر چہار طرف سے کانوں میں آنے لگیں۔ بت پرست قوم موحد بن گئی۔ وہ قوم جو قعر مذلت میں گری پڑی تھی۔ وہ ایسی مہذب ہو گئی۔ کہ دنیا کی قوموں نے ان سے درس تہذیب پڑھا۔ وہ فاتح بنی۔ اور اس کا پرچم اقبال تمام دنیا پر لہرایا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

خاتم النبیین کون ہے؟

حضرت مسیح یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حکم عدل مجدد وقت کا کارنامہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

نبوت کا اختتام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کا معزز خطاب عطا فرما کر تمام بنی نوع انسان اور جملہ انبیاء پر آپ کی فضیلت کو اظہر من الشمس کر دیا۔ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ پر نبوت ہر پہلو سے ختم ہو گئی۔ ایک طرف آپ کی وحی یعنے قرآن کریم میں تمام انبیاء کی لائی ہوئی ہدایتوں کو اس خوبصورتی سے جمع اور مکمل کیا گیا۔ کہ وہ تعلیمیں جو کسی خاص قوم اور خاص زمانہ سے مختص تھیں وہ عالمگیر اور ہر زمانے کے موزوں حال بن گئیں۔ اور دوسری طرف آپ نے نبوت کے تمام کمالات کو اپنے اندر اس طرح جمع کیا۔ اور اخلاق فاضلہ کے ہر پہلو کا نمونہ ایسے مکمل رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ کہ اس سے بہتر ممکن نہ تھا۔ اِسی لئے آپکے بعد کسی نبی کی بھی ضرورت نہ رہی۔ کیوں کہ جو ہدایتیں اور قوانین اور تعلیمات جناب الٰہی سے بنی نوع انسان کو مل سکتی تھیں۔ وہ سب کی سب قرآن کے ذریعہ سے پہنچ گئیں۔ اور جو نمونے اخلاق فاضلہ کے اور جو کمالات نبوت کے مختلف انبیاء نے اپنی اپنی قوم میں کسی خاص زمانہ میں الگ الگ دکھائے تھے۔ وہ آپ کے وجود میں اجتماعی رنگ میں ایسے مکمل طور پر ظہور پذیر ہوئے کہ تمام زمانوں اور تمام دنیا کے لوگ اُس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور نمونہ بھی ایسا کامل تھا کہ اس سے بہتر متصور نہیں +

نزول مسیح کا عقیدہ اور اُس کے نقائص

مگر مسیحیت کا اثر گذشتہ صدیوں میں مُسلمانوں پر ایسے نامعلوم طریق پر بتدریج پڑتا گیا کہ حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ جب یہ نظر آتا ہے کہ مسلمانوں میں ختم نبوت کے عقیدہ کا مفہوم ایسا بدل گیا۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد حضرت مسیح کے آنے کے قائل ہو گئے۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح نبی تھے۔ اور قرآن نے ان کو نبی کہا ہے۔ اور قیامت کو جب نبیوں اور رسولوں سے ان کی امتوں کی نسبت سوال ہوگا۔ ان میں صریح الفاظ میں حضرت مسیح بھی شامل نظر آتے ہیں۔ جن سے ثابت ہے کہ وہ کبھی بھی نبوت سے معزول نہ ہوں گے۔ اور وجہ بھی کوئی نہیں کہ بلا قصور وہ نبوت سے معزول کر دیئے جائیں۔ پس ایسی صورت میں کیا قیامت سے قبل حضرت مسیح کا دنیا میں تشریف لانا صاف نہیں بتلاتا کہ مسلمانوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت محمد صلعم کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے۔ اور ابھی نبوت کا کچھ کام باقی ہے جس کے لئے حضرت مسیح کا تشریف لانا ضروری ہے۔ اور وہ کام ایسا ہے جس کو سوائے حضرت مسیح کے اور کوئی نبی پورا نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی پورا نہیں کر سکتے۔ اِسی لئے حضرت مسیح کو خاص طور پر خدا نے اس کام کے لئے منتخب کر کے آسمانوں پر سنبھال کر کے رکھا ہے اور باوجود اس کے کہ محمد رسول اللہ صلعم بہت بعد میں تشریف لائے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ ان کی نبوت کی کمزوریاں پہلے سے خدا کو معلوم تھیں۔ اسی لئے امت محمدیہ کی آخری تکمیل کے لئے خود محمد مصطفےٰ صلعم کی بعثت سے چھ سو برس پہلے سے حضرت مسیح کو آسمان پر بٹھا لیا۔ تاکہ محمدی نبوت کی کمزوریوں کا علاج آخر زمانہ میں اُن سے کرایا جاوے اور معلوم ہوتا ہے کہ خود خدا بھی مسیح جیسا انسان دوسرا پیدا نہیں کر سکتا۔ اِسی لئے اس نے اپنی سنت کے خلاف مسیح کو اتنے عرصہ سے بغیر کھانے پینے اور حوائج بشری کے آسمان پر بٹھا رکھا ہے۔ کیوں کہ اگر وہ مر جائے تو فرمائیے دوسرا ویسا کہاں سے پیدا ہو +

ختم نبوت اور نزول مسیح

پس کیا یہ صاف محمد رسول اللہ صلعم کی ختم نبوت کے خلاف عقیدہ نہیں؟ اور کیا اس سے نبوت محمدیہ کی تذلیل نہیں ہوتی۔ کیا اس عقیدہ سے حضرت مسیح کو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر صریح فضیلت نظر نہیں آتی۔ کیا محمد رسول اللہ صلعم نے نبوت کا کوئی کام باقی چھوڑ دیا تھا۔ یا آپ کے فرائض میں کوئی نقص باقی رہ گیا تھا۔ جس کی تکمیل کے لئے دوسرے نبی کی ضرورت پڑی۔ اور اگر آخری زمانہ میں کسی نبی کو ضرور بھیجنا ہی تھا۔ تو کیوں نہ خود آنحضرت صلعم کو ہی اس کام کے لئے آسمان پر اٹھایا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو چھوڑنا اور مسیح کو منتخب کرنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ خدا کی نگاہ میں آخری زمانہ کی اصلاح اور تکمیل کے لئے زیادہ موزوں حضرت مسیح تھے۔ اور یہ ان کی فضیلت کی صاف دلیل ہے۔ اور ختم نبوت تو گویا بالکل پامال ہو گئی +

مسیح میں خدائی صفات

لیکن اتنا ہی نہیں۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے ہر رنگ میں مسیح ؑ کو ... آنحضرت صلعم پر فضیلت دے دی۔ خدا کی کونسی صفت ہے۔ جو مسیح کو نہیں دی۔ صرف منہ سے خدا نہیں کہا۔ مگر خدا کی صفات سب مسیح کو دے دیں۔ خالق، غیب دان، شافی امراض، مردوں کو زندہ کرنے والا۔ الآن کما کان زندہ و قائم۔ غرضیکہ وہ تمام صفات مسیح کو دیدیں جو خاص خدا سے مختص تھیں +

خدا کے سوا اگر کسی ولی یا پیر۔ بت یا ٹھاکر کو کوئی خالق کہدے۔ شافی الامراض کہدے۔ غیب دان کہدے۔ تو ایسے لوگوں پر شرک کا فتویٰ لگا دیں گے۔ مگر مسیح میں یہ سب باتیں مانتے ہیں۔ اور پھر موحد کے موحد بنے جاتے ہیں +

خدا اپنی صفات کسی کو نہیں دیتا

کہتے ہیں کہ خدا نے اپنی مرضی سے اپنی صفات دے دی تھیں لیکن اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ یہی تو سب مشرک کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کو بھی طاقتیں خدا ہی نے دی ہیں۔ اگر اس بات کا امکان مان لیا جائے۔ کہ خدا نے اپنی صفات مخلوق کو بھی دے دیا کرتا ہے تو پھر مشرک کے خلاف کوئی دلیل نہیں رہتی۔ مسیح کے سوا دوسرے نقیروں پیروں مزاروں بتوں دیوی دیوتاؤں کے متعلق اگر کوئی یہی عقیدہ رکھے تو وہ کس لئے مشرک ٹھیرا۔ وہ یہ تو نہیں کہتا کہ یہ طاقتیں ہمارے بزرگ نے خدا سے زبردستی چھین لیں۔ بلکہ صاف کہتا ہے کہ خدا نے اپنی مہربانی سے انہیں دیں تو پھر اگر یہ شخص مشرک ہے تو پھر یہی باتیں مسیح کے متعلق ماننا کیوں نہ شرک قرار پائے +

مُسلمان مسیحیت سے دو قدم آگے

غرض کہ مسیح کو مُنہ سے خدا تو نہ کہا۔ مگر خدا کی صفات سب اس کو عطا کر دے دیں۔ بلکہ مسیحیوں سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھ گئے۔ یعنے مسیحی لوگ حضرت مسیح کے گہوارہ میں باتیں کرنے کے قائل نہیں۔ ان کے پرندوں کے خالق ہونے کے قائل نہیں۔ ان کے غیب دان ہونے کے قائل نہیں۔ ان کی انجیل میں تو یہ لکھا ہے کہ مسیح کو یہ بھی پتہ نہ تھا۔ کہ یہ موسم بھی انجیر کا ہے یا نہیں اور فلاں درخت میں پھل بھی ہیں یا نہیں لیکن مسلمان ان سب باتوں کے قائل ہیں۔ اور مزہ یہ ہے کہ ان باتوں کو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم میں نہیں مانتے۔ مثلاً ہمارے موحدین کا گروہ اس بات کا بڑے زور سے حامی ہے۔ کہ نبی کریم صلعم کو غیب دان کہنا شرک ہے۔ اور بعض حنفی جو آپ کو غیب دان کہتے ہیں انہیں مشرک بتاتے ہیں۔ مگر مسیح کی غیب دانی کے وہ بھی قائل ہیں +

مسیح کو بے وجہ فضیلت آنحضرتؐ پر

سب مسلمان مانتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کا مؤذن ابن مکتوم اندھا تھا۔ وہ بیچارہ بوجہ نابینا ہونے کے اذان میں کبھی دیر بھی کر دیتا مگر آنحضرت صلعم نے اسے آنکھیں نہیں بخشیں۔ آپ کے چچا امیر حمزہؓ شہید ہو گئے۔ جو آپ کو بہت پیارے تھے۔ بڑے بڑے پیارے صحابی

بعض صحابہ نے اس کے زندہ ہو جانیکے لئے دعا کرنے کے واسطے درخواست بھی کی - مگر آپ نے نہ دعا کی اور نہ کسی مردہ کو زندہ کیا - بعض وقت جنگوں کے لئے بڑی بڑی سخت ضرورت جانوروں کی محسوس ہوئی - مگر کوئی اونٹ یا گھوڑا نہ پیدا کر لیا - ایک کوڑھی آپ کے پاس آیا - وہ اسلام بھی لایا مگر اُسے چنگا نہ کیا - گہوارہ چھوڑ کر چالیس سال تک آپ کو نبوت کا پتہ نہ تھا - حالانکہ مسیح کو اپنے گہوارہ میں پتہ تھا - کہ میں نبی ہوں - غرضکہ کس کس بات کو رویا جائے +

حضرت مسیح کے متعلق جو کچھ بھی بیان کرو - اور خدا کی جو صفت بھی ان کو دو مسلمان فوراً خوشی خوشی مان لیں گے - مگر محمد رسول اللہ صلعم کی نسبت یہی باتیں نہیں ملتے - بلکہ صاف کہدیتے ہیں کہ یہ باتیں خدا کے سوا کسی غیر میں ماننا شرک ہیں - اور یہ سچ ہے - لیکن مسیح کے لئے اپنے اسی فتویٰ کو بھول جاتے ہیں - اور اس طرح مسیح کو نہ صرف خدائی صفات دیتے ہیں - بلکہ ہر پہلو میں آنحضرت صلعم سے افضل قرار دے دیتے ہیں - گہوارہ میں ان کا علم کہ وہ خدا کے نبی ہیں - اور گہوارہ میں تقریر کرنا، خالق طیور ہونا - شافی امراض ہونا، اندھوں کو آنکھیں بخشنا، مردوں کو زندہ کرنا، غیب دان ہونا، اب تک بغیر کسی حوائج بشری کے الآن کماکان کی شان کے ساتھ زندہ موجود ہونا - قیامت سے قبل سب نبیوں کے آخر میں آپ کا ظہور اور نبوت محمدیہ کے کاموں کی آپ ہی کے ہاتھ سے تکمیل! کیا یہ سب باتیں محمد رسول اللہ صلعم پر فضیلت ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں - کیا یہ سچ نہیں کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کے ان غلط عقائد سے فائدہ اٹھا کر سینکڑوں مسلمانوں کے ایمان کو تباہ کر دیا ہے - ؎

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

خاتم النبیین کا صحیح مصداق کون ہے

خوب سوچو کہ اس قدر خصوصیات ماننے کے بعد خاتم النبیین کے معزز خطاب کا مستحق حضرت مسیح ٹھیرتے ہیں یا محمد رسول اللہ صلعم؟ کیا خاتم النبیین بننے کے لئے ضروری نہیں کہ ایسا نبی سب سے آخر میں آوے اور تمام کمالات نبوت اپنے اندر سب سے بڑھکر رکھتا ہو - اور یہ سچ ہے کہ ان کمالات کا علم نبی کے کارناموں سے ہوتا ہے - کیا مردے زندہ کرنا، پرندے پیدا کرنا، اندھوں کو آنکھیں بخشنا - کوڑھیوں کو چنگا کرنا غیب دان ہونا، پھر آج تک خدا کی طرح بغیر کسی تغیر کے زندہ موجود ہونا - پھر تمام دنیا میں آناً فاناً اسلام کا پھیلانا جو خود محمد رسول اللہ صلعم نہ کر سکے، صاف نہیں بتلاتا کہ مسیح کی استعداد اور کمالات محمد رسول اللہ صلعم سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہیں، - کیونکہ ان باتوں میں جو مسیح نے کرکے دکھائیں کوئی بھی محمد رسول اللہ صلعم نہ کر سکے - پس جب مسیح ؑ کی بعثت بھی آخری ہے اور کمالات بھی سب سے بڑھکر ہیں - تو خاتم النبیین کا صحیح مصداق مسیح ہوا نہ کہ محمد رسول اللہ صلعم!

مسیحیت کا یہ در پردہ اثر تھا جو مسلمانوں پر پڑا - اور یہاں تک پڑا - کہ اس معاملہ میں ان کی غیرت بھی مر گئی - اگر کبھی اس طرف مسلمانوں کو توجہ دلاؤ - تو بعض ان میں سے بڑی بے غیرتی سے یہ کہدیتے ہیں کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ یعنے رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت ہوتی ہے - ہم کب کہتے ہیں کہ نہیں ہوتی

فضیلت کا مستحق کون ہے؟

لیکن سوال یہ ہے کہ فضیلت محمد رسول اللہ صلعم کو مسیح پر ہونی چاہئیے یا مسیح کو حضرت محمد صلعم پر ہونی چاہیئے - مسیح ایک خاص قوم کے نبی تھے - جیسے قرآن شریف میں رسولاً الی بنی اسرائیل صاف مذکور ہے - اور ایک وقت خاص کے لئے نبی تھے - برخلاف اس کے محمد رسول اللہ صلعم تمام زمانوں کے لئے اور تمام دنیا کے لئے رسول تھے - پس خدا کے لئے بتلاؤ - کہ ان میں سے کس کی استعدادیں اور کمالات بڑھکر ہونے چاہئیں - کیا اُس کے جو ایک خاص قوم اور خاص زمانہ کے لئے نبی تھا - یا اُس کے جو تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے نبی تھا - ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ حضرت مسیح کے کمالات و استعداد کو محمد رسول اللہ صلعم کے کمالات اور استعداد سے وہی نسبت ہونی چاہیئے - جو ایک قوم کو تمام دنیا سے اور چھ صدیوں کو ہزارہا سال سے ہونی چاہیئے - پھر یہ کیا قیامت ہے کہ مسلمان حضرت مسیح میں زبردستی ایسی خصوصیات ماننے لگ جائیں جو محمد رسول اللہ صلعم کے مزیل شان ہوں اور آپ کی ختم نبوت کی کرسی اس طرح آپ سے چھین کر اُس پر مسیح کو بٹھا دیں - بلکہ خود خدا کی صفات تک چھین کر عیسائیوں کی طرح مسیح کو خدا کے عرش پر جا بٹھائیں +

مجدد وقت کا سب سے بڑا کارنامہ

اس لئے ضروری تھا کہ مجدد یا مصلح جو اس زمانہ میں آکر کسر صلیب کرتا اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہوتا کہ وہ مسیح سے خدا کی صفات کا چولہ اُتار کر اسے ابن آدم کی صف میں لا کر کھڑا کرتا - اور اس کی تمام فرضی خصوصیات کی حقیقت کو طشت از بام کرکے اُسے ختم نبوت کی کرسی سے ہٹا کر خود جناب رسالتمآب صلعم کو اپنے اصلی مقام عزت پر رکھتا - اور خدا کی غیرت کا تقاضا بھی یہی تھا کہ ایسے مجدد وقت کو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے ماتحت حضرت مسیح سے مماثلت تام کے مقام پر پہنچاتا - تا دنیا پر حجت تمام ہوتی - کہ مسیح ابن مریم بھی انسان ہی تھا - اور ظاہر ہو جاتا کہ نہ اسلام کا خدا ایسا عاجز ہے کہ وہ مسیح جیسا انسان کوئی پیدا نہ کر سکے - اور اس لئے اسے اب تک سنبھال کر رکھنے کی ضرورت اسے محسوس ہو - اور نہ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت ایسی ناقص اور محدود ہے کہ آخری زمانہ میں اُسے اپنی امت کی اصلاح کے لئے باہر سے کسی نبی کی ضرورت پڑے - بلکہ آپکی زندہ نبوت کا یہ بین ثبوت ہے کہ آپ کے غلاموں میں سے ہی مسیح جیسے انسان پیدا ہو سکتے ہیں - جو آپ کی ہی نبوت کے فیض اور انوار سے امت کی اصلاح کر سکتے ہیں +

مجدد وقت نے کیا کیا اصلاحیں کیں

الغرض یہ وہ کارنامہ تھا جو حضرت میرزا غلام احمد صاحب کی مجددیت اور ماموریت کا ایک نمایاں ثبوت ہے - مختصراً میں اس کا خلاصہ چند فقروں میں بیان کئے دیتا ہوں - جو حضرت میرزا صاحب نے ان امور میں مجدد کی حیثیت سے اصلاح کی -

۱ - ختم نبوت کے ثبوت میں قرآن سے سب سے پہلے تو آپ نے یہ بتلایا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں - جیسے سب رسول فوت ہو چکے - مسیح کوئی ان سے انوکھا رسول نہ تھا وما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل +

۲ - محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا - کیونکہ نبوت کا کل کام تکمیل کو پہنچ چکا - اور آپ کی نبوت آخری نبوت ہے +

۳ - اور کسی نبی کے آنے کی ضرورت کیوں نہ ہو - جب محمد رسول اللہ صلعم خود زندہ نبی ہیں - یعنے قیامت تک آپ کا مذہب زندہ آپ کا فیض زندہ ہے - جس کے اثر سے آج بھی لوگ خدا کا قرب اور اس سے شرف ہم کلامی حاصل کر سکتے ہیں +

۴ - ختم نبوت کا تقاضا یہ ہے - کہ محمد رسول اللہ صلعم کے دین کی تجدید اور اشاعت کے لئے خود آپ کے غلاموں میں سے ہی ایسے لوگ کھڑے ہوتے رہیں گے - جو آپ کی نبوت کے فیض یافتہ ہوں گے اور وہ آپ کے فیوض سے ہی امت کی اصلاح کرتے رہیں گے - اور مجدد کہلائیں گے - امت سے باہر سے کسی کا آنا ختم نبوت کے منافی ہے +

۵ - حضرت محمد صلعم چونکہ خاتم النبیین تھے اور نبوت کا ہر ایک کمال آپ پر ختم تھا - اس لئے ہر خوبی بھی کسی نبی میں ہوگی ضروری ہے کہ وہ خوبی محمد رسول اللہ صلعم میں بدرجۂ کمال ہو - پس مسیح میں کوئی ایسی خوبی نہ تھی - جو ان سے بڑھ چڑھ کر اور اپنے حد کمال تک پہنچ کر آنحضرت صلعم میں موجود نہ تھی - ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

۶ - خدا اپنی صفات مخلوق کو نہیں دیا کرتا - یہ شرک ہے - پس مسیح اپنے اندر کوئی خدا کی صفت نہ رکھتے تھے - وہ نہ خالق تھے - نہ غیب دان تھے، نہ شافی امراض تھے - نہ گہوارے میں نبوت کا کوئی وعظ کیا کرتے تھے - وغیرہ وغیرہ

۷ - اگر قرآن میں کوئی ایسے الفاظ بطور استعارہ اور مجاز مسیح کے لئے استعمال ہوئے - جن سے یہ شبہ پڑتا ہو کہ بے جان مورتوں کو نفخ روح کرتے تھے - یا مردے زندہ کرتے تھے - یا اندھوں کو آنکھیں دیتے تھے - تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان الفاظ کے وہی معنے نہ لیں جو ہم دوسری جگہ لیتے ہیں - جب کہ وہی الفاظ دوسرے نبیوں اور آنحضرت صلعم کے کاموں کے متعلق استعمال ہوتے ہیں +

مُردوں کو جلانے اور اندھوں کو اچھا کرنیسے مُراد

مثلاً جب ہم نبی کریم صلعم کے زمانہ میں اندھوں سے مُراد دل کے اندھے لیتے ہیں - اور ان کے سوجاکھے ہونے سے مراد یہ لیتے ہیں کہ ان کے دل کی آنکھیں روشن ہو گئیں جیسے هل یستوی الاعمی و البصیر میں مراد دل کے اندھے اور سوجاکھے ہیں - اور صم بکم عمی فهم لا یرجعون میں بہرے گونگے اندھے دل کے مراد ہیں اور امن کان میتا فاحیناه میں جب ہم معنے کرتے ہیں کہ کیا وہ جو مردہ تھا اُسے ہم نے زندہ کر دیا - تو ہم سب یہاں اس کے معنے روحانی زندگی کے لیتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ جب یہی الفاظ بجائے آنحضرت صلعم کے حضرت مسیح کے متعلق استعمال ہوں تو ہم وہاں دل کے اندھے اور روحانی طور پر مردے نہ مراد لیں - اور ظاہری اندھے اور جسمانی مُردے مُراد لے کر خدائی صفات کو حضرت مسیح میں مان کر شرک کے مرتکب بنیں اور پھر قرآن کی صریح محکم آیات کی اس میں مخالفت لازم آتی ہے جہاں صاف لفظوں میں هل من خالق غیر الله فرما کر بتلا دیا کہ کوئی خدا کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے - خدا کے سوا ہر ایک سے صفت خالقیت کی نفی فرما دی - اور ذیہا الذین یحی و یمیت اور اذا مرضت فهو یشفین فرما کر مردوں کو زندہ کرنا، اور ہر قسم کی مرض کو شفا دینا صرف جناب الٰہی سے مخصوص بتایا - اور انهم لا یرجعون فرما کر صاف طور پر فیصلہ کر دیا - کہ مُردے زندہ ہو کر واپس اس دنیا میں نہیں آیا کرتے - اور خود آنحضرت صلعم کی نسبت یہ فرما کر لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر کہ میں اگر علم غیب رکھتا ہوتا تو مجھے بھلائی کثرت سے پہنچا کرتی اور تکلیف نہ پہنچتی...... بتلا دیا کہ علم غیب خدا کے سوا اور کسی کی صفت نہیں +

مُردوں کو جلانے میں آنحضرت صلعم کا کمال

پس ہر ایک مسلمان جو قرآن کا فہم رکھتا ہے - اور آنحضرت صلعم کی عزت کو پہچانتا ہے وہ خوب سمجھتا ہے - کہ دنیا میں نبی جو آتے ہیں - وہ روحانی مُردوں کو زندہ کرنے اور لوگوں کی دل کی آنکھوں کو روشن کرنے اور باطنی کوڑھ کو چنگا کرنے آتے ہیں - وہ روحانی طبیب ہوتے ہیں - ان کا تعلق روح سے ہوتا ہے نہ جسم سے - اور اس صفت میں جو کمال حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا - وہ کسی نبی نے نہیں دکھایا - مسیح کے ہاتھ کے کوڑھی چنگے کیسے ہوئے اور اندھے سوجاکھے کیسے ہوئے اور مردے زندہ کیسے ہوئے - وہ تو وہی تھے جن میں سے ایک نے چند روپوں کی خاطر آپ کو پکڑوا دیا اور ایک نے سامنے کھڑے ہو کر لعنت کی اور باقی چھوڑ کر بھاگ گئے - مگر محمد رسول اللہ صلعم کے ہاتھ کے مُردے زندہ کیا ہوئے - وہ تھے جنہوں نے نہ صرف عرب میں بلکہ کل دنیا میں زندگی کی روح پھونک دی - وہ عرب کی قومیں جو بیجان جانوروں کی موتوں کی طرح تھیں - آنحضرت صلعم کے نفخ روح سے انہوں نے ایسی پرواز کی کہ وحشی انسانوں سے مہذب انسان اور مہذب انسان سے باخدا انسان بن گئے - وہ زمینی سے آسمانی اور خاکی سے نوری بن گئے ان کی اندھی آنکھوں نے بینا ہو کر خدا کو دیکھ لیا - ان کے صدیوں کے کوڑھ دھل گئے - اور وہ چنگے ہو گئے - پس ان صفات و معجزات نبوت میں جو کمال حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا - وہ مسیح کیا دنیا کے کسی نبی نے نہیں دکھایا - پس خاتم النبیین کا صحیح مصداق اگر کوئی ہو سکتا ہے - تو محمد رسول اللہ صلعم ہیں - کیونکہ آپ کی بعثت سب نبیوں کے آخر میں ہے - اور آپ کی نبوت کا دامن قیامت تک دراز ہے اور آپ پر تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے - جیسا کہ حضرت مجدد وقت فرماتے ہیں - ؎

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم ختم شد ہر پیغمبرے

اسلام کو عیسائیت پر فتح

پس یہ وہ کارنامہ تھا جو حضرت مجدد وقت میرزا غلام احمد صاحب نے کرکے دکھایا - اور یہ ایسا کارنامہ ہے - جس نے عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی گم شدہ عزت کو دوبارہ قائم کیا - ورنہ مسیح کی مزعومہ خصوصیات نے ختم نبوت کے چاند کو گہنا دیا تھا - سو الحمد للہ کہ حضرت امام کے ہاتھ پر اسلام کو عیسائیت پر فتح ہوئی اور کسر صلیب کا وعدہ پورا ہوا - کیا کوئی اہل دل اور صاحب انصاف ہے جو اس سے فائدہ اٹھاوے اور اسلام کی اس شاندار خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت مجدد کی آواز پر لبیک کہے - خدمت دین کے لئے اقرار کرکے آپ کی مجاہدین اللہ جماعت میں شامل ہو کر خدا و رسول ؑ کے سامنے سرخ رو ہو +

ختم نبوت پر محققانہ نظر

خاتم النبیین کا صحیح مفہوم

(از ابوالعطا حکیم مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفا)

ختم نبوت کا عقیدہ اور امت محمدیہ

ختم نبوت کا عقیدہ امت محمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے۔ تیرہ سو برس سے آجتک تمام امت اس بات پر متفق رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی اور آپ کے بعد کوئی نبی نبوت کے حقیقی مفہوم کے ساتھ اس دنیا میں نہیں آسکتا۔ آیۃ کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس پر شاہد عادل ہے۔ خود وہ لوگ بھی جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کے قائل ہیں اسبات کو مانتے ہیں کہ وہ امت محمدیہ میں آکر داخل ہوں گے اور نبوت سے محروم ہو جائیں گے۔ اگرچہ یہ عقیدہ اپنے اندر بہت سے نقص اور خرابیاں رکھتا ہے جنکا ذکر تفصیل کے ساتھ آگے آئیگا۔ تاہم اس سے اسقدر ظاہر ہے کہ خود وہ لوگ بھی جو امت کے اندر ایک پرانے نبی کے آنے کے قائل ہیں اسبات کو مانتے ہیں کہ نبوت اپنے حقیقی معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ اور کوئی شخص اس دنیا میں نبی ہوکر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہیں آسکتا۔

ختم نبوت میں اختلاف

لیکن تمام امت کے اس اجماع کے خلاف آج ایک گروہ پیدا ہوا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نئے نبی کے آنے کے قائل ہیں۔ اور خاتم النبیین کے معنے آخری نبی نہیں بلکہ اپنی مہر سے نبی بنانیوالا کرتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی نبوت کا دعویٰ کیا جسکے منکروں پر اولئک ھم الکافرون حقا کا فتوےٰ صادر ہوتا ہے۔ یہ ایسا اعتقاد ہے جو اتحاد امت کو پاش پاش کر دینے والا ہے۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ اس عقیدہ کی جانچ پڑتال کی جائے۔ اور ان دلائل پر جو اس گروہ کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے خلاف پیش کئے جاتے اور خاتم النبیین کے جو معنے کئے جاتے ہیں ان پر غور کیا جائے اور نہ صرف لغت عرب۔ تفاسیر قرآن۔ حدیث اور محققین امت کا مذہب اسبارہ میں دیکھا جائے۔ بلکہ خود حضرت مرزا صاحب کی تحریرات اور دعاوی پر بھی نظر ڈالی جائے۔ اور نہ صرف مرزا صاحب بلکہ خود میاں محمود احمد صاحب کے جو اس عقیدہ کے بانی ہیں اور ان کے مریدین کے بھی ان سابقہ خیالات پر روشنی ڈالی جائے جو وہ مرزا صاحب کی زندگی میں اور آپ کے بعد ایک عرصہ تک رکھتے تھے۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ختم نبوت کا عقیدہ نہ صرف تمام امت کا متفقہ عقیدہ ہے بلکہ حضرت مرزا صاحب مرحوم بھی اسی کے قائل تھے اور میاں صاحب کے موجودہ عقائد بعد کی ایجاد ہیں۔

نزول مسیح کا عقیدہ

قبل اسکے کہ ہم اس مضمون کو شروع کریں اُن خرابیوں کو بھی ہم ظاہر کر دینا چاہتے ہیں جو مسیح ناصری کے دوبارہ نزول کے عقیدہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک عظیم الشان وجلیل القدر نبی ہیں۔ اگر وہ آجائیں تو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے خاتم النبیین ٹھہر سکتے ہیں جبکہ خدا نے معمولی سی عقل بھی دی ہو وہ سمجھ سکتا ہے کہ جو نبی سب سے آخر دنیا میں آکر وفات پائیگا وہی خاتم النبیین ہوگا اور ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جسکے وجود سے نبوت کا خاتمہ ہوا وہی نبی آخر الزمان کہلائیگا نہ وہ شخص جو اس سے . ۱۳۰۰ برس پہلے وفات پا چکا ہے۔ اسلئے یہ علاج تجویز کرنا کہ حضرت عیسےٰ کو نبوت سے عاری قرار دیا جائے صحیح نہیں کیونکہ نبوت وہبی چیز ہے کسبی تو ہے نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بلا قصور ان کو نبوت سے محروم کرتے ہو۔ ایک تو خدا تعالیٰ کی ذات پر حملہ کہ اول ایک شخص کو نبی بنایا جبکہ اس نے کوئی خواہش ہی نہیں کی تھی اور پھر بلاوجہ اس سے نبوت چھین لی۔ اور جب بلا نبوت کوئی شخص اصلاح امت محمدیہ کر سکتا ہے تو پھر امت محمدیہ کا کوئی فرد کامل اس خدمت کو کیوں سرانجام نہیں دے سکتا۔ حالانکہ سب مانتے ہیں کہ افاضہ باطنی صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اس عالم میں جاری وساری ہے اور ہزارہا غوث و قطب و ابدال و اوتاد اس امت مرحومہ میں ہوئے اور تاقیامت ہوتے رہینگے۔ پھر کیوں ایک نبی کو اسکی نبوت سے محروم کرکے اُسکی ذلت کے روادار ہوتے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کے مرتکب ہوتے ہو کہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی کے محتاج بننا پسند کرتے اور اس طرح سے اس نبی کی توہین اور خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو افاضہ باطنی سے محروم قرار دیتے ہو کہ بجز نبی ناصری کے امت محمدیہ کی اصلاح ممکن نہیں۔ خدارا غور کرو اور اس اہم مسئلہ کو سرسری نظر سے نہ دیکھو۔ ایسے عقائد رکھنے سے بڑے بڑے فتور لازم آتے ہیں۔ فتدبروا یا اولی الابصار۔ اللہ تعالیٰ آپ کو چشم بصیرت عطا فرمائے

نئے نبی کے آنے کا عقیدہ

جب نبی ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے سے اسقدر فتور پیدا ہو سکتے ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کے آنے سے فتور نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ سخت غلطی پر ہیں جو پرانے نبی کے آنے کے تو منکر ہیں مگر جدید نبی کے آنے کے روادار ہیں۔ اتنا نہیں سوچتے کہ جو فتنہ پرانے نبی کے آنے سے ہوسکتا ہے وہی فتنہ نئے نبی کے آنے سے ہوسکتا ہے۔ جس طرح پرانے نبی کے آنے سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں رہ سکتے اسی طرح نئے نبی کے آنے سے خاتم النبیین نہیں رہ سکتے۔ اس گروہ کی عجیب منطق ہے جو ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی۔ مگر ساتھ ہی اس گروہ کے دل میں کھٹکا بھی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہتے ہیں تو پھر جدید نبی اُنکے بعد کیونکر ہو سکتا ہے۔ جس طرح گروہ اول کو ہوا تھا۔ اور جس طرح گروہ اول نے تاویل کرکے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو نبوت سے عاری قرار دیا اس گروہ ثانی کو خاتم النبیین کی تاویل کرنے کی ضرورت پڑی اور جھٹ کہدیا کہ خاتم کے معنے مہر کے ہیں اور ایک تنکا کا سہارا لیکر جھٹ پٹ بول اٹھے کہ خاتم النبیین کے معنے ہیں نبیوں کی مہر۔ اور اسی پر کفایت نہ کرکے اسقدر اور بڑھا دیا کہ خاتم النبیین کے معنے ہیں اپنی مہر سے نبیوں کا بنانے والا۔ میں چیلنج دیتا ہوں کہ جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے آجتک اسکے معنے اپنی مہر سے نبیوں کا بنانے والا نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کئے اور نہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لئے گئے۔ نہ تابعین نہ تبع تابعین حتیٰ کہ اس دم تک نہ کسی مفسر قرآن کریم نے لئے گئے۔ اگر یہ معنے جو اسقدر بڑے دعوے سے پیش کئے جاتے ہیں صحیح ہیں تو پھر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میری امت ساری کی ساری کبھی گمراہی پر نہ ہوگی غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آجتک امت کے ایک فرد نے یہ معنے نہیں کئے سوائے میاں بشیر الدین محمود احمد کے جو قادیانی گروہ کے امام و پیرومرشد ہیں۔ اس معنے کو تسلیم کرنے سے امت محمدیہ میں اتنا بڑا فتور واقع ہوتا ہے کہ جسکا انتہا نہیں۔ یہ امت محمدیہ پر ایک ایسا خطرناک حملہ ہے کہ جسکا تدارک ممکن نہیں۔ جب امت مرحومہ کو اس عقیدہ کے انکار سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جاتا ہے تو بتاؤ ساڑھے تیرہ سو برس کی جان توڑ کوششوں کے بعد امت مرحومہ کا کوئی فرد بشر دائرہ اسلام میں نہ رہا تو قیامت کے روز فخر الاولین والآخرین کیونکر دیگر انبیاء تو اپنی امتوں کے مقابلہ میں اپنی امت پر فخر کرسکیں گے

ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ امور ہیں جنکا ذکر باعث طوالت ہے۔ بہرحال ہر دو گروہ غلطی پر ہیں۔ نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے اور نہ نیا نبی۔ اسلئے ضروری ہوا کہ تحقیق کیا جائے کہ خاتم النبیین کے حقیقی معنے کیا ہیں؟ خاتم النبیین مرکب ہے دو الفاظ سے ایک خاتم۔ دوسرا النبیین۔ یہ دونوں لفظ زبان عربی کے ہیں ہر لفظ کے معنے معلوم کرنے کے لئے لازمی ہے کہ اسی زبان کی لغت دیکھی جائے۔ سو ذیل میں ہم چند ایک لغات سے مشورہ کرتے ہیں کہ وہ خاتم کے کیا معنے کرتے ہیں؟

لغت عرب میں خاتم کے معنے

۱۔ لسان العرب میں جو لغت عربی کی اعلیٰ درجہ کی مستند کتاب ہے یوں لکھا ہے:۔

وبالکسر خاتِمھم وبالفتح خاتَمھم۔ اٰخرھم

یعنے خاتِم زیر کے ساتھ اور خاتَم زبر کے ساتھ دونوں کے معنے آخر کے ہیں۔

۲۔ تاج العروس میں جو عربی لغت کی نہایت مستند کتاب ہے یوں مرقوم ہے۔

خَتَمَ الشیءَ خَتْمًا بَلَغَ اٰخِرَہٗ۔ ومنہ ختمتُ القراٰن ای انتھیتُ القراٰن الیٰ اٰخرہٖ۔ الخاتم اٰخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالیٰ وخاتم النبیین ای اٰخرھم۔ یعنے کسی شے کے ختم ہونے سے مراد اسکا انتہا کو پہونچ جانا ہے۔ اور اسی سے ہے کہ میں نے قرآن کو اخیر تک پڑھ لیا۔ خاتم قوم۔ قوم کے آخری کو کہتے ہیں۔ مثل خاتم۔ اور اسی سے ہے قول خداوندی خاتم النبیین یعنے نبیوں کا آخر۔

۳۔ التہذیب میں جو لغت عرب کی مشہور و معروف کتاب ہے یوں لکھا ہے۔

الخاتِمُ والخاتَمُ من اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی التنزیل العزیز ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ ای اٰخرھم ۔ ۔ ۔ ۔ ومن اسمائہ العاقب ایضا ومعناہ اٰخر الانبیاء یعنے خاتِمھم بالکسر وخاتَمھم بالفتح یعنے خاتِم اور خاتَم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں منجملہ دیگر ناموں کے۔ اور قرآن کریم میں ہے کہ نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم لوگوں میں سے کسی کا باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کا رسول اور نبیوں کا ختم کرنیوالا ہے۔ یعنے نبیوں کا آخر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور رسول علیہ السلام کے ناموں سے ایک نام العاقب ہے۔ اور اسکے معنے آخر انبیاء یعنے انکا ختم کرنیوالا اور خاتِم زیر اور خاتَم زبر کے ساتھ ہر دو کے ایک ہی معنے ہیں۔

۴۔ مفردات راغب اصفہانی میں جو قرآن کریم کے الفاظ کی نہایت مستند لغت ہے یوں لکھا ہے۔

وخاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ۔ ای تممھا بمجیئہ۔ یعنے نبیوں کا آخر کیونکہ اس نے نبوت کو ختم کردیا یعنے اپنے آنے سے نبوت کو تمام کردیا۔

تمام لغت کی کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے۔ میرے خیال میں لغت کے حوالہ جات اسی قدر کافی ہیں۔

تفاسیر میں خاتم النبیین کے معنے

۱۔ علامہ علاؤ الدین علی بغدادی صوفی المعروف خازن اپنی تفسیر بنام تفسیر خازن میں لکھتے ہیں:۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ نے آپ کی ذات پر نبوت کو ختم کردیا۔ پس کوئی نبوت آپ کے بعد نہیں بلکہ آپ کی معیت اور موجودگی میں بھی کوئی نبوت نہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خداوندی یہ ہے کہ اگر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے نبیوں کا خاتمہ نہ کردیتا تو ضرور میں آپ کے بیٹے کو زندہ رکھتا جو آپ کے بعد نبی ہوتا۔ مزید برآں ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسی اولاد نرینہ عطا نہ فرمائی جو مرد ہونے کی عمر پاتی (اور اللہ ہر شئے کا جاننے والا ہے) یعنے یہ بات اسکے علم کے اندر ہے کہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۲۔ امام حافظ ابو محمد حسین الفرا البغوی شافعی اپنی تفسیر معالم التنزیل میں زیر آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کہتے ہیں

. . . . . . اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو ختم کر دیا اور ابن عامر اور عاصم نے خاتم کی تا کو جو اسم ہے زبر سے پڑھا ہے۔ جسکے معنے نبیوں کا آخر ہے اور دوسروں نے خاتم کو جو اسم فاعل ہے اُسکی ت کو زیر سے پڑھا ہے۔ کیونکہ انکی ذات سے نبیوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبیوں کے ختم یعنے تمام کرنیوالے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ اگر میں اسکی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) ذات سے نبیوں کا خاتمہ نہ کر دیتا تو ضرور میں اسکو ایک ایسا بیٹا عطا کرتا جو اسکے بعد نبی ہوتا۔

۳۔ علامہ شیخ زین الدین علی المہامی اپنی تفسیر تبصیر الرحمٰن وتیسیر المنان میں لکھتے ہیں:۔

. . . . . . اور چونکہ وہ خاتم النبیین ہے اسلئے وہ تمام رسولوں کا خاتم یا تمام کرنیوالا ہے۔

۴۔ شیخ حافظ جلال الدین عبد الرحمن ابن ابی بکر سیوطی اپنی تفسیر اکلیل فی استنباط التنزیل میں فرماتے ہیں:۔

. . . . اور قول خداوندی خاتم النبیین . . میں یہ مراد لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور جو آپ کے بعد کسی نبوت کا مدعی ہو تو اسکو بوجہ اسکے کذب اور جھوٹ کے قتل کیا جائے۔

۵۔ اثیر الدین ابی عبد اللہ محمد بن یوسف اندلسی غرناطوی المعروف بابی حیان اپنی تفسیر البحر المحیط میں لکھتے ہیں:۔

. . . . اور تمام علماء نے خاتم کو کسرہ یعنے ت کی زیر سے پڑھا ہے اسلئے کہ اس نے انکو یعنے نبیوں کو ختم کر دیا۔ یعنے وہ سب کے اخیر آیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں ہزار نبیوں کے ختم کرنیوالا ہوں۔ اور آپ ہی سے مروی ہے کہ حدیث لبنۃ میں آپ نے نبیوں کا ختم کرنیوالا فرمایا ہے۔ اور حضور علیہ السلام سے ایسے الفاظ مروی ہیں جو نفی کے مقتضی ہیں یعنے یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائیگا۔

تفاسیر تو بیشمار ہیں جن میں بالاتفاق یہی معنے پائے جاتے ہیں۔ لیکن ہم بوجہ خوف طوالت انہی چند ایک حوالہ جات پر کفایت کرتے ہیں۔

اب ذیل میں منجملہ کثیر احادیث کے چند ایک حدیثیں بیان کرتے ہیں جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

ختم نبوت اور احادیث

(۱) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی رواہ الترمذی والحاکم عن ثوبان۔ یعنے ترمذی اور حاکم نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا . . . کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ہر ایک یہ گمان کریگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

۲ . . . . عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ و یعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ۔ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ رواہ احمد یعنے امام احمد روایت کرتے ہیں . . . . . .

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور اُن نبیوں کی مثال جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں اُس آدمی کی سی مثال ہے کہ جس نے ایک مکان بنایا اور اُسے خوب سنوارا اور سجایا۔ مگر ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ جب لوگ اُسکے اندر باہر پھرنے لگے تو دیکھکر تعجب کرنے اور کہنے لگے کہ کیوں یہاں پر اینٹ نہیں رکھی گئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی نبیوں کا ختم کرنیوالا ہوں

۳۔ عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لی خمسۃ اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ الکفر بی وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب لیس بعدہ نبی وقد سماہ اللہ رؤفا رحیما۔ رواہ البیہقی یعنے بیہقی نے جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیگا۔ اور میں حاشر ہوں جسکے قدموں پر لوگ اُٹھائے جائینگے۔ اور میں عاقب ہوں جسکے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکو رؤف اور رحیم سے بھی موسوم کیا ہے۔

۴۔ نزل آدم بالھند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالاذان۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ مرتین۔ اشھد ان محمدا رسول اللہ۔ مرتین۔ قال آدم من محمد قال آخر ولدک من الانبیاء۔ رواہ ابن عساکر عن ابی ھریرۃ ترجمہ۔ ابن عساکر نے ابو ہریرہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب آدم علیہ السلام ہندوستان میں نزول فرما ہوا۔ تو کچھ گھبرایا۔ تو جبریل علیہ السلام نازل ہوا اور اس نے بلند آواز سے آذان کہی کہ اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اُسے خدائے پاک کوئی لائق عبادت نہیں یہ کلمہ دو دفعہ دوہرایا۔ پھر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ یہ بھی دو مرتبہ دوہرایا۔ تو اسپر آدم علیہ السلام نے پوچھا محمد کون ہے۔ جبریل نے جواب دیا کہ محمد نبیوں میں سے سب سے آخری تیرا بیٹا ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو یقول من صلی علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صلاۃ صلی اللہ علیہ وملئکتہ سبعین صلاۃ فلیقل عبد من ذالک اولیکثر وسمعت عبد اللہ بن عمرو یقول خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما کالمودع فقال انا محمد النبی الامی قالہ ثلاث مرات ولا نبی بعدی۔ الی آخرہ۔ رواہ احمد۔ احمد بن حنبل نے ابو قبیس بن عمرو بن قاضی سے روایت کی ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو کو کہتے ہوئے سُنا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے تو اسپر اللہ تعالیٰ اور اُسکے فرشتے ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ پس بندہ کو چاہیئے کہ درود پڑھا کرے بلکہ بکثرت بھیجا کرے اور میں نے عبد اللہ بن عمر سے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اسطرح آئے گویا کہ کسیکو وداع کرنے والے ہیں۔ اور فرمایا کہ میں محمد نبی اُمی ہوں اسکو تین دفعہ دوہرایا اور کہا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ھرون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ رواہ احمد۔

رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا تیری نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسے ہارون کی موسےٰ سے تھی۔ مگر وہ نبی تھا۔ میرے بعد نبی نہیں ہوسکتا۔

۶۔ عن ابن عباس قال کشف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن استارۃ والناس صفوا خلف ابی بکر فقال ایھا الناس انہ لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم . . . . . . احمد بن حنبل نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پردہ سے باہر تشریف لائے جبکہ لوگ ابو بکر کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے تھے۔ اور فرمایا اے لوگو تمہیں معلوم ہو جانے کہ مبشرات نبوت سے سوائے رؤیا صالحہ کے جسکو مسلمان دیکھیگا یا اسکو دکھایا جائیگا اور کچھ باقی نہیں رہا

۷۔ لما اسری بی ربی الی السماء قربنی ربی تعالیٰ حتی کان بینی وبینہ تعالیٰ کقاب قوسین او ادنیٰ قال یا حبیبی یا محمد۔ قلت لبیک یا رب۔ قال ھل غمک ان جعلتک آخر النبیین قلت یا رب لا۔ قال حبیبی ھل غم امتک ان جعلتہم آخر الامم۔ قلت یا رب لا۔

. . . . . . خطیب اور دیلمی اور ابن جوزی حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج میں آسمان کیطرف لیجایا گیا تو مجھے رب تعالیٰ نے مجھے اپنی ذات پاک سے اتنا قرب عنایت فرمایا کہ میرے اور اُسکے درمیان دو توسوں کے چلہ کے برابر فرق تھا بلکہ اس سے بھی کم۔ اور فرمایا اے میرے حبیب۔ اے محمد میں نے کہا اے میرے رب علی میں حاضر ہوں۔ فرمایا کیا تجھے اسبات کا غم ہے کہ تجھے سب سے آخری نبی بنایا۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب اکبر مجھے کوئی غم نہیں ہے

ان چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ احادیث اس بارہ میں بکثرت موجود ہیں۔

خاتم بمعنے مُہر پر تنقید

لغت عرب۔ تفاسیر قرآن کریم اور احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے کہ خاتم کے معنے ختم یعنے تمام کرنیوالے اور آخری کے ہیں۔ اور جو لوگ اس آیت میں خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی مُہر لیتے ہیں وہ صریحاً لغت عرب۔ سلف صالحین اور خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جب خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے کر دیئے تو پھر کسکو حق پہونچتا ہے کہ کوئی اور معنے کرے۔ اس میں شک نہیں کہ خاتم بفتح تا کے معنے علاوہ آخر کے مُہر کے بھی ہیں لیکن محل اور موقع کے لحاظ سے معنے کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ لغت عرب میں صلاۃ کے معنے چوتڑ ہلانے کے بھی ہیں۔ کوئی بھلا مانس کہہ سکے کہ جب لغت میں چوتڑ ہلانا بھی صلوٰۃ کے معنے ہیں تو اقیموا الصلوٰۃ میں جو حکم ہے بس یہی ہے چوتڑ ہلا دیا کرو۔ نماز پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسا ہی صوم جسکے معنے روزہ کے ہیں کوئی لغت دیکھکر کہہ سکے کہ اسکے معنے لغت میں شتر مرغ کی مینگنی کے ہیں تو ہم بھوکے کیوں مریں۔ بلکہ اس آیت کتب علیکم الصیام سے مراد یہ کہ شتر مرغ کی مینگنی اپنے گھر رکھ لیا کرو۔ اب بتاؤ ایسا کہنا کوئی عقلمندی ہے؟ اگر بفرض محال آیت خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی مُہر ہی کریں تو اسکے معنے ہماری سمجھ میں نہیں آتے کہ نبیوں کی مُہر سے کیا مراد ہے خاتم النبیین میں اضافت تملیکی ہے۔ یعنے وہ مُہر جسکے مالک نبی ہیں۔ یعنے نبی تو مالک ٹھہرے اور خاتم مملوک۔ گویا یہ معنے ہوئے کہ رسول اللہ ایک مُہر ہے جسکے مالک نبی لوگ ہیں۔ اگر خاتم النبیین کے یہی معنے نہیں تو پھر کوئی سمجھائے کہ خاتم العدالت سے کیا مراد ہے کیا یہاں اضافت تملیکی نہیں ہے۔ یعنے عدالت کی مُہر جسکے معنے بجز اسکے اور کیا ہوسکتے ہیں کہ عدالت مُہر کی مالک ہے جسے عدالت کام میں لاتی ہے۔ اسیطرح نبیوں کی مُہر وہ ہے جو نبی اُس مُہر کو کام میں لاتے ہیں۔ پھر کن الفاظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مُہر سے نبی بنتے ہیں یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ جب تم نبیوں کی مُہر سے بڑھکر کوئی معنے ان الفاظ سے نہیں نکال سکتے تو پھر اپنی طرف سے من گھڑت کرنا کہاں تک جائز ہوسکتا ہے۔ جب تم رسول اللہ کو نبیوں کی مُہر قرار دیتے ہو تو مُہر تو بذات خود کوئی کام نہیں کرسکتی۔ مردہ بدست زندہ والی مثال صادق آئیگی۔ جب آپ مملوک ٹھیرے تو مالکان کو اختیار ہے جس طرح چاہیں اس مُہر کو کام میں لائیں۔ مُہر بیچاری بذات خود کچھ کر نہیں سکتی۔ پھر کس طرح نبی بنا سکتی ہے۔ یہ ایک سخت دھوکا ہے جو ان لوگوں نے کھایا ہے کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ خاتم محمود سے مراد یہ ہے کہ وہ مُہر جو محمود بناتی ہے۔ خاتم الشہداء سے مراد یہ ہے کہ وہ مُہر جو شہید بناتی ہے۔ اگر یہ معنے نہیں تو پھر خاتم النبیین کے یہ معنے کیونکر ہوسکتے ہیں کہ وہ مُہر جو نبی بناتی ہے۔ فتدبروا یا اولی الالباب۔

ختم نبوت اور حضرت مسیح موعود

جہاں تک ہمارا علم ہے۔ حضرت مرزا صاحب بھی خاتم النبیین کے معنے ہمیشہ یہی کرتے رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور اُنکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نیا ہو نہ پرانا۔ اور یہ فرمانا انکا نہ صرف ایک بار بلکہ بیسیوں دفعہ ثابت ہے۔ ہم بطور مثال چند ایک حوالہ جات انکی کتب سے بطور شہادت یہاں پیش کرتے ہیں تاکہ ناظرین کرام پر واضح ہو جائے کہ حضرت مرزا صاحب کا وہ عقیدہ نہ تھا جو جماعت قادیان اس وقت ظاہر کر رہی ہے۔

۱۔ مسیح کیونکر آسکتا ہے وہ رسول تھا اور خاتم النبیین کی دیوار روئین اسکو آنے سے روکتی ہے (ازالہ اوہام جلد ا صفحہ ۵۷۵)

۔ دیکھو اس جگہ خود حضرت مرزا صاحب نے خاتم النبیین کے معنے کر دیئے کہ مسیح ایک رسول اور نبی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اُنکے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آسکتا۔ اگر اسکے معنے آخری نبی کے نہیں تو خاتم النبیین کو دیوار روئین کیوں فرمایا۔

۲۔ پھر اسی کتاب میں ذرہ آگے چلکر فرماتے ہیں۔

اور یہ بات ہم کئی مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح بن مریم رسول کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے۔ اس سے یا تو یہ ماننا پڑیگا کہ وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہو جائیگا۔ اور یا یہ قبول کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کرکے اور محض ایک امتی بنا کر بھیجے گا۔ اور یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۳)

۳۔ میرے پر یہ بھی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازہ کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔ (دیکھو سراج منیر صس)

۴۔ اور اصل حقیقت جسکی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آپکے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا و سیدنا انی نبی او رسول علی وجہ الحقیقۃ والافتراء و ترک القرآن واحکام الشریعۃ الغراء فھو کافر۔ ترجمہ۔ اور جو شخص ہمارے رسول اور سید الکونین کے بعد کہے کہ میں نبی ہوں یا کہے کہ میں رسول ہوں حقیقی معنوں کے رو سے وہ افترا کرتا ہے اور قرآن کریم کے کھلے حکموں کو ترک کرتا ہے اور وہ یقیناً کافر ہے (حاشیہ انجام آتھم ص۲۷)

۵۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسیکو اسکی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف جسکا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیۃ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اسبات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی ہے۔ (حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۰)

۶۔ پھر حضرت مرزا صاحب اسی کتاب میں لکھتے ہیں۔ غرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھکر اور حدیث میں خود آنحضرت نے لا نبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا (حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۵)

۷۔ حضرت مرزا صاحب ایک اور کتاب میں فرماتے ہیں۔

علاوہ ان باتوں کے کہ مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کو یہ آیت بھی روکتی ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور ایسا ہی یہ حدیث بھی لا نبی بعدی۔ یہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ باوجودیکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں پھر کسی وقت دوسرا نبی آجائے اور وحی نبوت شروع ہو جائے (ایام صلح صفحہ ۷۴)

۸۔ پھر اسی کتاب میں دوسری جگہ واضح کرتے ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسے نبی اللہ ہوکر توریت کی تصدیق کے لئے آئے تھے۔ پس اُنکے مقابل پر تمہاری گواہی کیا قدر رکھتی ہے اس جگہ بھی تصدیق جدید کے لئے کوئی نبی ہی چاہئے تھا سو اسکا جواب یہ ہے کہ اسلام میں اس نبوت کا دروازہ تو بند ہے جو لیا سکا جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث میں ہے لا نبی بعدی اور باایں ہمہ حضرت مسیح کی وفات نصوص قطعیہ سے ثابت ہو چکی ہے دنیا میں اُنکے دوبارہ آنے کی امید طمع خام ہے۔ لہذا اگر کوئی اور نبی نیا یا پرانا آوے تو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء رہیں۔ ہاں وحی ولایت اور مکالمات الہیہ کا دروازہ بند نہیں ہے۔ (ایام صلح صفحہ ۷۴)

ان حوالہ جات سے جو حضرت مرزا صاحب کی اپنی لکھی ہوئی کتابوں سے دیئے گئے ہیں۔ آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہے کہ آپ خاتم النبیین کے معنی یہی کرتے رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اور آپ ہی آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی شخص نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے ہرگز نہیں آسکتا۔ ہاں! بعض اولیاء ایسے ہوں گے جنکو رنگ نبوت دیا جاتا ہے مگر حقیقت میں وہ نبی نہیں ہوتے اہل صاحب بصیرت کے لئے یہ چند ہی حوالہ جات کافی ہیں جن سے وہ صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

ختم نبوت اور سلسلہ احمدیہ

سنہ ۱۹۱۴ء سے پہلے پہلے تمام جماعت احمدیہ کا بالاتفاق یہی عقیدہ تھا کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تمام جماعت احمدیہ جن میں میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مریدین بھی شامل ہیں حضرت مرزا صاحب کو مجدد صدی چہاردہم اور مثیل مسیح یقین رکھتے تھے۔ اور محدث مانتے تھے۔ اس سے بڑھکر ہرگز نہ مانتے تھے۔ اور نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم سمجھتے تھے۔ چنانچہ ہم ذیل میں خود میاں صاحب خلیفہ قادیان کی اپنی تحریر سے اور قادیان کے دیگر سربرآوردہ اصحاب کی تحریرات سے دکھاتے ہیں کہ سنہ ۱۹۱۴ء سے پہلے پہلے ان کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت صاحب مجدد ہیں محدث ہیں۔ نبی نہیں ہیں۔ اور اگر کہیں کسی نے نبی لکھا بھی تو صرف ظلی یا بروزی یا انعکاسی معنوں میں نہ کہ حقیقی معنوں میں جس کی رو سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ کسی نے ایسا فتویٰ دیا۔

جناب میاں صاحب کے سابقہ خیالات۔

پھر چوتھی آیت جس میں آنحضرت کے عہدہ کی میعاد بیان کی گئی ہے کہ کب تک آپ کا مذہب قائم رہے گا۔ یہ ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیما (سورہ احزاب ع۵) یعنی نہیں ہیں آنحضرت صلعم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور رسول بھی کیسے کہ خاتم النبیین اور اللہ ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے۔ اور ایک ذرہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئے گا جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے۔ اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کر دے اور نئی شریعت جاری کرے۔ بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے اور متقی اور پرہیزگار لوگ ہوں گے سب کو آپ کی غلامی ہی میں ملے گا جو کچھ ملے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ آپ کی نبوت نہ صرف اس زمانہ کے لئے ہے بلکہ آئندہ بھی کوئی نبی اور نہیں آئے گا۔ اور ہمیشہ کے لئے آپ ہی کی تعلیم جاری رہے گی۔ اور یہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوگی۔ جو اس سے باہر نکلے گا وہ درگاہ الٰہی میں نہیں پہنچ سکے گا۔

اس جگہ ایک اور نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسی آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کان اللہ بکل شئ علیما مگر بظاہر اس جگہ اس کا جوڑ کوئی نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر باتیں بیان فرمائی ہیں وہ ظاہر ہیں اس کے بعد یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے کچھ ضروری نہ تھا۔ سو اصل بات یہ ہے کہ یہاں آپ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم سے پہلے دنیا میں سینکڑوں نبی گزرے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں۔ اور جنھوں نے بڑی بڑی کامیابیاں دکھیں بلکہ کوئی صدی نہیں معلوم ہوتی جس میں ایک نہ ایک مدعی نبوت نظر نہ آتا ہو چنانچہ کرشن۔ رامچندر۔ بدھ۔ کنفیوشس۔ زرتشت۔ موسیٰ۔ عیسیٰ تو ایسے ہیں کہ جن کے پیرو اب تک دنیا میں موجود ہیں اور بڑے زور سے اپنا کام کر رہے ہیں اور ہر ایک اپنی ہی سچائی کا دعویٰ پیش کرتا ہے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گزر گئے ہیں۔ کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعویٰ کرکے کامیابی حاصل نہیں۔ آخر آپ کے پہلے بھی تو لوگ نبوت کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور ان میں سے بہت سے کامیاب کامیاب ہوئے۔ (جن کو ہم تو سچا ہی سمجھتے ہیں) مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہو گیا۔ اب کیوں کوئی کامیاب نہیں ہوتا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہی پیشگوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اب ہم اسلام کے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہو سکتا ہے کہ آپ کے دعوے کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو گا کامیاب نہیں ہوا۔ بس اس طرف اشارہ تھا کان اللہ بکل شئ علیما یعنی ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعویٰ نہ کرے گا کہ اس کو ہلاک نہ کریں۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی پیشگوئی ہے کہ [illegible] کی۔ اگر ہے تو ہمارے سامنے پیش کرو۔ مگر اس طرح نہیں کہ کسی نے دعویٰ کیا ہو اور لاکھ دو لاکھ آدمی اس کے پیرو ہو گئے ہوں بلکہ ایسا آدمی جس نے آنحضرت یا اس سے پہلے نبیوں کی طرح کامیابی حاصل کی ہو۔ مگر کوئی نہیں جو ایسی نظیر پیش کر سکے“ (تشحیذ الاذہان ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء)

حضرت میاں محمود احمد صاحب پیر و مرشد کے اس مضمون سے جو سنہ ۱۹۱۰ء یعنی اپنے والد ماجد مسیح موعود کی وفات سے دو سال بعد رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع کیا۔ روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ آپ کا عقیدہ سنہ ۱۹۱۴ء سے قبل یعنی اپنی مسند نشینی سے پہلے وہی تھا جو جماعت احمدیہ لاہور کا ہے۔ یعنی یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور اسی لئے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ مرزا صاحب نبی ہیں جیسا کہ میاں صاحب کے اپنے مضمون سے ظاہر ہے۔ مگر ہائے افسوس کہ اپنے نکتہ کی پروا نہ کی اور کہہ دیا کہ حضرت صاحب ضرور نبی ہیں۔ اور نبی بھی حقیقی معنوں میں۔ غور کرنے والے غور کریں۔

مولانا سید سرور شاہ صاحب (مرید میاں صاحب)

سنہ ۱۹۱۱ء تک ان کا کیا عقیدہ تھا۔ یعنی حضرت مسیح موعود کے تین سال بعد تک۔ وہ ان کی حسب ذیل تحریر سے ظاہر ہے جو ایک مخالف کے جواب میں انہوں نے لکھی۔

”لفظ نبی کے معنی اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں۔ اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا۔ دوم عالی مرتبہ شخص۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گزرے ہیں“ (دیکھو اخبار البدر ۱۴ فروری سنہ ۱۹۱۱ء)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ سید صاحب حضرت مسیح موعود کو دیگر مجددین کی طرح ایک مجدد سمجھتے تھے۔

مفتی محمد صادق صاحب (مرید میاں صاحب)

مفتی صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا جو جماعت لاہور کا ہے چنانچہ بعد وفات حضرت مرزا صاحب وہ ولایت گئے۔ اور وہاں کی جو گفتگو علامہ شبلی نعمانی کی ہوئی وہ حسب ذیل ہے۔

”شبلی نے دریافت کیا کہ کیا ہم لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا نہ پرانا۔ ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے اور وہ بھی آنحضرت صلعم کے طفیل۔ آپ سے فیض حاصل کرکے اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے جن کو الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا۔ اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ چونکہ مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے اور الہام الٰہی کے سلسلہ میں آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت سی آئندہ کی خبریں بطور پیشگوئی کے بتلائی تھیں۔ جو پوری ہوتی رہیں۔ اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں“ (دیکھو اخبار بدر جلد ۹ صفحہ ۵۔ ۲۰۵)

میر محمد سعید صاحب (امیر جماعت دکن)

میر صاحب نے مولوی انوار اللہ صاحب کے جواب میں ایک کتاب لکھی جس کا نام انوار اللہ ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں۔

”اگر نکتہ چین صاحب کی مراد یہاں دعویٰ نبوت و رسالت تشریعی سے ہے تو یہ محض افترا ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے توضیح المرام میں لکھا ہے واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لکمالات الوحی فقد آمنا بانقطاعھا من یوم نزل فیہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (ترجمہ) اور لیکن نبوت تامہ کاملہ جو وحی کے تمام کمالات پر حاوی تھی۔ اس کے متعلق ہمارا ایمان ہے۔ کہ اس روز سے منقطع ہو گئی جس روز یہ نازل ہوا کہ نہیں ہے محمد صلعم تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ لیکن وہ رسول ہے اور خاتم النبیین ہے۔ ہاں حضرت مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور محدث کی تعریف جو احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے وہ ایک قسم کی جزوی نبوت اور ظلی اور طفیلی رنگ کی ہوتی ہے۔ جو ہر ایک محدث امتی کو عطا ہوتی ہے“ (کتاب انوار اللہ صفحہ ۳۶۳ یہ کتاب سنہ ۱۹۱۲ء میں شائع ہوئی)۔ دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

”غرض حضرت مرزا صاحب نے صرف محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ نبی حقیقی ہونے کا جو خاتم النبیین کے منافی ہے۔ اور کلا

راقم مضمون میاں صاحب کا مرید ہے گو ان کے ہم عقیدہ نہیں بلکہ ایسے عقائد کی تردید ضروری سمجھتے ہیں

دنیا کا آخری نبی
گورونانک مہاراج کی نظر میں

(شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

گورونانک مہاراج ہندوستان کے ایک مشہور و معروف بزرگ ہوئے ہیں جو موجودہ سکھ قوم کے گورو اور پیشوا سمجھے جاتے ہیں آپ آج سے پانصد سال پہلے پنجاب میں ہندوؤں کے مشہور کھتری ورن میں کالو بیدی کے گھر پرگٹ ہوئے تھے باوجودیکہ آپ ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوئے تھے آپ کو اوائل عمر سے ہی عقائد ہنود سے نفرت اور اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری محبت و عقیدت تھی اس بارہ میں گورو صاحب کے بہت سے اقوال سکھوں کی مقدس اور معتبر کتب میں موجود ہیں اور ایک چولہ بھی ڈیرہ بابا نک میں پایا جاتا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ گورو نانک کا چولہ ہے اس پر تمام قرآن کریم کی آیات اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے ایسا ہی سکھوں کی کتب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گورو صاحب نماز بھی پڑھا کرتے تھے اور آپ نے خانہ کعبہ کا حج بھی کیا تھا جو اس بات پر ایک کھلی شہادت ہے کہ آپ مسلمان ہو چکے تھے اور اسلام کے سچے پیرو تھے آپ کے جو اقوال آنحضرت صلعم کے متعلق سکھوں کی کتب معتبرہ میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہیں:۔

(۱) گرنتھ صاحب آدچھوٹا سائز صفحہ ۱۴۰ میں آپ کا یہ کلام نقل کیا گیا ہے:۔

پیر پیغمبر سالک صادق شہیدے اور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملاں درویش رشید
برکت تس نوں اگلی جو پڑھدے رہن درود

ترجمہ:۔ پیر پیغمبر، سالک، صادق، شہید، قاضی، ملاں، مشائخ، درویش، رشید وغیرہ جس قدر ہوئے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے برکتیں ملتی رہتی ہیں کیونکہ وہ درود شریف کا ورد کرتے رہتے ہیں۔

(۲) گرنتھ صاحب صفحہ ۷۹۶ میں آپ کا یہ قول لکھا ہے

اٹھے پہر بھوندے رہن کہاون سندڑے سول
دوزخ پوندے کیوں رہن جاں چت نہ ہوئے رسول

ترجمہ:۔ انسان آٹھوں پہر حیران اور سرگردان کیوں رہتا ہے طرح طرح کے دکھ کیوں اٹھاتا ہے دوزخ میں کیوں جلتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے دل میں حب رسول نہیں۔

(۳) جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۳۰۶ میں آنحضرت صلعم کے فیض روحانی اور صفائی قلب کے متعلق باوا صاحب فرماتے ہیں:۔

تاں پھر پیغمبر نوں جبرائیل لے گیا اور اناں پردے وچ پیغمبر
نال خداوند تعالیٰ سے گلاں ہویاں اور پردے وچ خداوی
شبیہ دسدی سی تاں آواز ہوئی اے پیغمبر میری تیری شبیہ
نہیں تو میری شبیہ ہیں تاں تے اپنے روپ دی صورت سب
جگہ ہے پر صاف شیشے وچ نظر آوندی ہے اس طرح میں سب
جگہ ہاں اور تیرا آئینہ صاف ہے اور تیرے وچ میری شبیہ نظر
آوندی ہے"

ترجمہ:۔ پھر آنحضرت صلعم کو جبرئیل لے گیا اور ان کی باتیں اللہ تعالیٰ سے پردہ میں ہوئیں۔ پردے میں اللہ تعالیٰ کی شکل دکھائی دیتی تھی پھر آواز ہوئی اے پیغمبر میں تیری صورت نہیں بلکہ تو میری صورت ہے اگرچہ میری صورت سب جگہ ہے مگر آپ کے صاف و شفاف دل میں صاف نظر آ رہی ہے آپ کے دل کا شیشہ صاف ہے اور اس میں میری صورت صاف نظر آتی ہے

(۴) جنم ساکھی بھائی بالا کلاں صفحہ ۲۰۶ سطر ۲۳ میں لکھا ہے

اول خود خدا سی قدرت نور کیائے
برہما، وشن، مہیش تینوں پھر قدرت سے بنائے
راجس سہاسک، تامسی ایہہ گن ات کہیں
تینوں حق علیظ ہوئے تانبے بھی زمیں
اول آدم مہیش ہوئے دو جا برہما ہوئے
تریجا آدم مہادیو محمد کہے سب کوئے

یعنی برہما وشن مہیش اور مہادیو جو ہندوؤں کے دیوتا ہیں آنحضرت صلعم میں ان تمام کے صفات جمع ہیں اور آپ جامع جمیع صفات کاملہ ہیں۔

یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ ان کے علاوہ باوا صاحب کے بے شمار ایسے اقوال ہیں جن میں اسلام اور قرآن کریم کی تعریف کی گئی ہے جن سب کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں۔ [illegible]

نبی بعدی کے خلاف ہے۔ جس میں استغراق بہ سبب واقع ہونے نکرہ تحت لائے نفی جنسی کے ایک کامل ہے۔ (ازالہ صفحہ ۲۲۹)

میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر "فاروق" قادیان (۶)

میر صاحب مکرم اپنے اخبار الحق میں لکھتے ہیں:۔

صحیحین، بخاری و مسلم میں ایسی حدیثیں موجود ہیں جن میں رویائے صالحہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا ایک جزو یعنی چھیالیسواں حصہ قرار دیا ہے۔ اور پھر انہی کتابوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنی فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت میں سے بشرات کا سلسلہ باقی ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبوت میں سے مبشرات کا سلسلہ جو نبوت کا ایک جزو ہے تا قیامت آپ کے بعد بھی امت میں باقی ہے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

الحمد للہ کہ قرآن مجید اور احادیث سے اور صاحب تجربہ بزرگان سے اور مخالف سلسلہ احمدیہ کی قلم و زبان سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ امت محمدیہ میں مکالمہ مخاطبہ الٰہی کا انعام افراد کاملہ پر تا قیامت نازل ہوتا رہے گا۔ اس طریق مکالمہ مخاطبہ کو اپنے مخلص بندوں کے لئے روشنی بنایا ہے۔ اس کے ذریعے سے ہم جس کو چاہیں راہ سمجھا دیتے ہیں۔ پس کوئی شخص اپنی اصطلاح میں اس کو ظلی نبوت سے تعبیر کرے۔ یا ولایت تامہ نام رکھے یا نبوت غیر تشریعی بجز نزاع لفظی کے اور کوئی فرق مکالمہ نبی و مومن میں من حیث الکلام اللہ نہیں ہے۔

میر صاحب مکرم کی تمام تحریر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ جزوی یا ظلی یا غیر تشریعی نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ کا امت محمدیہ کے افراد کاملین پر تا قیامت جاری ہونے قائل تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد یعنی ۱۹۱۳ء تک قائل رہے" دیکھو اخبار الحق جلد ۳ - ۴۸ - مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۵)

علاوہ اس کے دین الحق میں کھلے الفاظ میں حضرت صاحب پر نبی کا لفظ منسوب کرنے والوں کو مفتری قرار دیا ہے . . .

۷۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم (مرید میاں صاحب)

شیخ صاحب بھی ابتداء سے یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ مرزا صاحب نبی نہیں۔ چنانچہ اخبار نیر اعظم کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

" یہ تو ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ نیر اعظم کے ایڈیٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود کی تصانیف کو ہرگز نہیں پڑھا۔ ورنہ ان کو کہتے ہوئے شرم آجاتی کہ میرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حضرت صاحب نے صاف لکھ دیا ہے بلکہ موٹے حرفوں میں لکھ دیا ہے ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

• نیر اعظم کے ایڈیٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ادعائے نبوت کی یہ دلیل دی ہے۔ کہ انہوں نے مثیل مسیح اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ایڈیٹر صاحب کو اتنا بھی علم نہیں کہ آج تک کسی مسلمان کا بھی یہ اعتقاد نہیں ہے کہ وہ مہدی معہود کو نبی مانتا ہو۔ یا مسیح موعود کی نسبت یہ نہ مانتا ہو کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہوگا۔ ایڈیٹر صاحب جس مسیح اور مہدی کے منتظر ہیں۔ کیا وہ نبی ہوں گے لا نبی بعدی کے کیا معنے ہوں گے . . . .

یہی تو بات ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ثابت کیا۔ کہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں ہو سکتا۔ اس مضمون پر حضرت اقدس نے اپنی تصانیف میں بہت بڑا زور دیا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب نے ان عبارتوں کو پڑھا نہیں۔ (اخبار الحکم نمبر ۲۱ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۴ - کالم ۱-۳)

اس تحریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صاحب کا ۱۹۰۱ء تک کیا عقیدہ تھا

۸۔ مولوی غلام نبی صاحب مصری

مولوی صاحب موصوف نے مصر میں ایک کتاب بنام ہدیۃ السعدیہ عربی، مصریوں پر اتمام حجت کے لئے لکھی تھی چنانچہ وہ کتاب مذکور میں لکھتے ہیں:۔

ولاکن لاصلاح السلسلۃ الموسویۃ فی الدین کانوا انبیاء وفی السلسلۃ المحمدیۃ اولیاء وعلماء یعنی سلسلہ موسویہ کی اصلاح کے لئے انبیاء آتے تھے اور سلسلہ محمدیہ کی اصلاح کے [illegible]

• دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔ قال الوہابی اما مکم یدعی النبوۃ لانہ یقول اوحی الی یعنی وہابی کہتا ہے کہ تمہارا امام نبوت کا مدعی ہے۔ کیوں کہ وہ کہتا ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

قال الاحمدی ذالک ظن فاسد لان القرآن جاء بلفظ الایحاء فی مواضع کثیرۃ۔ منہا اذ اوحینا الی امک ما یوحی واوحی ربک الی النحل۔ فخرج الی قومہ فاوحی الیہم ان سبحوا بکرۃ وعشیا۔ وغیر ذالک من المواضع۔ ان الایحاء لا یختص بالنبوۃ۔ انہم انہ یدعی المسیحیۃ۔ المسیح کان نبیا قیاس فاسد لانک قد سمعت دلائل موتہ ونبینا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء۔ لا یاتی بعدہ نبی لا من العرب ولا من الیہود ولا من العجم۔ لا جدید ولا قدیم ولا لدین الیابیۃ حق (ترجمہ) احمدی کہتا ہے کہ یہ ظن فاسد ہے۔ کیوں کہ وحی کا لفظ قرآن کریم میں بہت جگہ استعمال ہوا۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ جب ہم نے وحی کی تیری ماں کو جو وحی کی گئی۔ اور وحی کی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف۔ اور نکلا اپنی قوم کی طرف جیسے وحی کی گئی تھی ان کی طرف یہ کہ صبح و شام کو اللہ کی تسبیح کیا کرو۔ وغیرہ وغیرہ

وحی کا لفظ صرف نبوت سے مختص نہیں۔ وہ یعنے مخالف کہتے ہیں کہ وہ مسیحیت کا مدعی ہے۔ اور مسیح ایک نبی تھا۔ قیاس فاسد ہے۔ کیوں کہ تو تم ان کی موت کے دلائل سن چکے ہو۔ اور ہمارے نبی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ عرب سے نہ یہود سے نہ عجم سے نہ نیا اور نہ پرانا۔ [illegible]

[illegible] ہونے کے قائل ہو گئے۔ اور غالباً بابی مذہب اختیار کر لیا ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ حضرت محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین نہیں مانتے •

غرض ان تمام حوالجات اور قرآن کریم و احادیث اور خود حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے صاف ثابت ہے۔ کہ خاتم النبیین کے معنے وہ نہیں جو میاں صاحب آج پیش کر رہے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کی مہر سے اس امت میں نبی آتے رہیں گے۔ بلکہ اس کے معنے آخری نبی کے ہیں۔ خود حضرت میرزا صاحب مسیح موعود کا یہی اعتقاد تھا۔ میاں صاحب اور ان کے مریدین کے سابقہ اعتقادات یہی تھے •

حضرت مرزا صاحب نے صرف جزوی، ظلی، بروزی، مجازی رنگ کی نبوت کا دعوے کیا جو تمام اولیاء اللہ میں جاری وساری رہی ہے یہی خیال تمام افراد سلسلہ احمدیہ کا ان کے متعلق رہا ہے اور ۱۹۱۴ء سے پہلے کامل اور اصلی نبوت ان کی طرف منسوب کرنے اور ختم نبوت کے نئے معنے بنانے کا کسی کو وہم بھی نہیں ہوا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ میاں صاحب کا موجودہ عقیدہ صرف قرآن حدیث اور سابق اولیائے امت کے ہی خلاف ہے۔ بلکہ خود حضرت مسیح موعود اور خود میاں صاحب کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہے۔ موجودہ عقیدہ کو میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کی فوتیدگی کے چھ سال بعد تراشا۔

زندگی بخش نام احمد ہے ۔۔۔ کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیا مگر بخدا ۔۔۔ سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے

غیر مسلم اصحاب کی طرف سے عقیدت کے پھول رحمۃ للعالمین کے قدموں میں

اسلام اور مسیحیت

(پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹر نور افشاں کے قلم سے)

مخدومی مدیر پیغام صلح لاہور

تسلیم۔ آپ کا خط ملا۔ پڑھ کر یاد آوری کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے آنحضرت کی زندگی پر اظہار خیالات کرنے کے لئے بندہ کو دعوت دی۔ جواب میں ذیل کی مختصر گذارش خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔

میرے نزدیک اور میرے ہم خیال مسیحیوں کے نزدیک جو روایات اسلام اور تاریخ اسلام سے واقف و آگاہ ہیں آنحضرت ایک عظیم الشان ہستی تھے۔ جنہوں نے آبائی ملت و دین کو ترک کر کے غیر آبائی ملت اسلام کی اشاعت و ترقی میں اپنی تمام زندگی گذار دی۔ اور ملک عرب کی تمام بت پرست آبادی کو علم اسلام کے نیچے جمع کر دیا۔ اپنی ۲۳ سالہ زندگی کے ایام میں اخوت اسلام کی رسی سے جاہل اور ایک دوسرے کے دشمن عربوں کو ایسا باندھا کہ وہ ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت قائم کرنے کے قابل ہو گئے تھے۔ آپ کا اسلام اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ کہ وہ آبائی ملت اور یہودیت کے مقابل مسیحیت کی تائید و تصدیق ہی تھا۔ اس وجہ سے ہم مسیحی حضرت محمدؐ کی زندگی کو مسیحیت کا معاون یقین کرتے ہیں۔ ہمارے ذہن و دماغ میں آپ کی عزت و حرمت اسی خیال پر مبنی ہے اس وجہ سے میں ہند کے جملہ مسیحیوں سے یہ التماس کر سکتا ہوں کہ وہ آنحضرت کا احترام معوق مسیحیت کے اعتبار سے کرتے رہیں۔ اگر مسلم دنیا حضرت محمدؐ کی بابت یہ بات ہیں منوانا چاہے کہ حضرت محمدؐ اور آپ کا اسلام مکذب مسیحیت ہے تو ہم ہرگز تسلیم نہ کریں کیونکہ آنحضرت سے تصدیق مسیحیت اور تکذیب مسیحیت کے ہر دو وصف و افعال ہرگز ہرگز منسوب نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ زیادہ آداب

نیازمند غلام مسیح۔ ۶۔ اگست ۱۹۲۸ء

آخری نبی اور آخری دین

(از ملیح حسان الہند چودھری دلو رام صاحب کوثری)

جب محمد مصطفےٰ تبلیغ ملت کر چکے ہر طرح حضرت ادا فرضِ رسالت کر چکے

دین کامل ہو چکا نعمت خدا کی مل چکی فخر عالم قائم ارکانِ شریعت کر چکے

ہو چکی اسلام کی تعلیم جاری ہر طرف ختم بندوں پر نبی مالک کی حجت کر چکے

پڑ چکی دینِ ہدیٰ کی دھوم زیرِ آسماں دور امی سارے عالم کی جہالت کر چکے

بج چکا توحید کا ڈنکا جہاں میں بیگماں مصطفےٰ معدوم دنیا سے ضلالت کر چکے

مٹ چکی سب کی برائی اور بھلائی ہو چکی رحمۃ للعالمین بندوں پہ رحمت کر چکے

مل چکا خیر الامم احمدؐ کی امت کو خطاب امتوں میں حضرت افضل اپنی امت کر چکے

میکدے آتشکدے اور بت کدے ویراں کئے خالقِ اکبر کا گھر آباد حضرتؐ کر چکے

بت پرستی چھوڑ کر پڑھنے لگے بندے نماز راہ حق کی مصطفےٰ سب کو ہدایت کر چکے

ہو چکا منشائے انشائے جہاں پورا تمام ختم ختم المرسلینؐ آ کر نبوت کر چکے

یاد فرمایا خدا نے اپنے پھر محبوبؐ کو حکم حق سے شاہِ بطحیٰ قصدِ جنت کر چکے

وقتِ رحلت احمدِ مختار نے سب سے کہا یاد رکھنا ہم تمہیں جو جو نصیحت کر چکے

اب نہ آئے گا نبی کوئی ہمارے بعد پھر ہم نبوت ختم تا روزِ قیامت کر چکے

ہے کتاب آخری قرآن جس کے باب میں وعدۂ حق ہے کہ ہم اسکی حفاظت کر چکے

یہ شریعت یہ اذاں کلمہ سب ہیں آخری دین کامل ہو چکا ہم سر ہدایت کر چکے

مَیں نبی ہوں آخری اسلام دینِ آخری آ کے ہم منسوخ سب ادیانِ خلقت کر چکے

بعد میرے ہو نبی کوئی خلافِ شان ہے جب کہ حاصل حق سے ہم خاصِ عزت کر چکے

سب صحابہ نے کہا حقا یہ حق ہے حق گواہ جو حضور اس دم عیاں ہم پر حقیقت کر چکے

بعض اہل کیں ہوئے آمادۂ شور و فساد جب جنابِ مصطفےٰ دنیائے ملت کر چکے

پر صحابہ نے کیا مغلوب حکمت سے انہیں پھر تھا کیا، قائم صحابہؓ جب خلافت کر چکے

روم و ایراں مصر و بربر سب مسخر ہو گئے امن پھیلا جب مسلماں فتح و نصرت کر چکے

اے مسلمانو! تمہیں کچھ اپنی شوکت یاد ہے اہل یورپ پہ بھی تم صدیوں حکومت کر چکے

مشرق و مغرب تمہارے تھے کبھی زیرِ نگیں بادشاہوں کو بھی تم اپنی رعیت کر چکے

بحر و بر میں سکہ اسلام تھا جاری کبھی تم جہاں بانی جہاں میں تا بمدت کر چکے

یوں تنزل سے تمہارے سب ہیں حیران اس طرح تم ترقی سے جہاں کو محوِ حیرت کر چکے

اے مسلمانو تمہارا کیا ہوا جاہ و حشم باتوں ہی باتوں میں تم برباد دولت کر چکے

شرط مُردوں سے لگا کر سو گئے شاید مگر اب تو جاگو خواب میں تم صرف غفلت کر چکے

داعیٔ اسلام کا حلم و عفو

(جناب ملک رام صاحب بی اے کے قلم سے)

دنیا کی تمام اقوام کسی نہ کسی شکل میں ایک بزرگ و برتر ہستی کو تسلیم کرتی ہیں۔ یہ انسانی فطرت میں ہے۔ کہ وہ ایک ایسی ہستی کا تصور کرے جو اس کے فہم و ادراک سے بالا ہو۔ یورپ کے متمدن ترین ملک سے لے کر افریقہ کے جاہل ترین خطہ تک ہر ایک نے اس ضرورت کو محسوس کیا۔ اس تصور کے بعد ہر ایک نے ایک مسلک۔ ایک طریقہ، اپنے فکر و ہمت کے اعتبار سے ایسا قائم کیا۔ جو اس ذات اعلیٰ تک پہنچنے میں ممد و معاون ہو یہی ان کا دین یا مذہب ہے۔ اس سیڑھی کا تیسرا اور آخری زینہ اس دین کی تجدید کرنے والوں کا وجود ہے انحطاط دنیا کی ہر ایک چیز کی تعمیر میں مضمر ہے۔ اور ہمارے غیر مجسم خیالات بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں۔ لہٰذا لازم آیا۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ۶ کا بار اپنے کندھوں پر اٹھائیں۔ اب ایسے لوگوں کو نبی کہو۔ رشی کہو۔ ریفارمر کہو یا کارلائل Carlyle کے الفاظ میں صرف ہیرو (Hero) کہو اس سے انکار ناممکن ہے۔ کہ وہ دنیا کی روحانی ترقی و اصلاح کے لئے ایسے ہی ضروری ہیں جیسے انسانی جسم کے لئے ہوا اور خوراک۔

دنیا کا ایک ایسا ہی نقش قدسی جانا داعیٔ اسلام حضرت محمدؐ صاحب کا وجود تھا آپ چھٹی صدی کے آخر میں مکہ میں پیدا ہوئے اور زندگی کی باسٹھ ۶۲ منزلیں طے کر کے مدینہ میں راہیٔ ملک عدم ہوئے۔ آپ کے بعد آپکے جانشینوں نے آپ کے مشن کی تبلیغ جاری رکھی۔ اور اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ آج دنیا کے مختلف حصص میں چالیس کروڑ سے زیادہ نفوس مسلمان کہلانے والے پائے جاتے ہیں۔

میں اس مختصر مضمون میں آپ کی سیرت کے صرف ایک حصہ کو ہی پیش کروں گا۔

تبلیغ کے دو طریقے ہیں

جبل اور ہدایت۔ پہلا طریقہ عوام کا ہے اور دوسرا خواص کا۔ چونکہ انبیاء اور مامورین من اللہ کا طریقہ دوسرا ہے۔ اسلئے انہیں اپنے مقصد کی تکمیل میں طرح طرح کے مصائب کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ سخت سے سخت جسمانی اور روحانی تکلیف پا کر بھی اُف نہ کرنا اور مخالف کے لئے منہ سے کلمۂ بد تک نہ نکالنا ہر ایک شخص کا کام نہیں۔ کتنے ہیں ہم میں سے جو ایک زبردست کے مقابلہ میں اور کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر کم از کم سب و شتم پر بھی نہ اتر آئیں گے لیکن چونکہ مرسلین کو بمقابلہ دوسروں کے خداوند تعالیٰ کی طرف سے حلم و عفو کا بہرہ وافر ملا ہوتا ہے اس لئے وہ ایسے مواقع پر بھی مخالف کے لئے بجز کلمۂ خیر کے کچھ نہیں کہتے اور یہی ایک نشان ہوا کرتا ہے۔ ان لوگوں کے برحق ہونے کا۔

ایسے کئی حالات حضرت محمدؐ صاحب کو بھی پیش آئے لیکن آپ نے ہر موقعہ پر اس استقلال و عزم کا ثبوت دیا۔ جو ایسے تمام لوگوں کی خصوصیت ہوا کرتی ہیں۔ آپ نے چالیس برس کی عمر میں دعویٰ نبوت کیا۔ اس سے پیشتر کچھ اکثر اوقات اپنے آبا و اجداد کی تقلید میں پیشہ سوداگری میں صرف ہوئے۔ ہم تک اس زمانے کے حالات بہت کم پہنچے ہیں لیکن وہ معتبر اور صحیح بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ معاملہ کے کھرے اور وعدہ کے پابند تھے۔ آپ کا کبھی کسی سے نزاع نہیں ہوا۔ تمام لوگوں میں آپ امین کے لقب سے مشہور تھے۔ لوگ اپنی تمام امانتیں آپکے پاس رکھتے تھے۔ لیکن دعویٰ کے ساتھ ہی تمام عرب آپ کا مخالف ہو گیا۔ خصوصاً مکہ کے لوگ تو آپ کو ایسی ایسی تکالیف دیتے تھے کہ ان کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ نماز میں ہوتے تو آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر اس زور سے کھینچتے کہ آپ کا دم رک جاتا۔ آپ کے گلے میں اونٹ کی گندگی بھری اوجھ ڈال دیتے۔ آپ کے سر پر خاک ڈال دیتے۔ گلی کوچوں میں لڑکے آپ کے پیچھے تالیاں بجاتے اور آپ کو پتھر مارتے۔ لیکن اس شیر مرد کے ماتھے پر بل تک نہ آتا۔ آخر جب آپ نے دیکھا کہ مکہ والے اثر پذیر نہ ہوں گے تو آپ طائف چلے گئے کہ وہاں کے لوگوں کو پیغام [illegible]

کو آپ کے وہاں جانے کا علم ہوا۔ تو ابوجہل نے پہلے سے آدمی دوڑا دیئے۔ اور کہلا بھیجا کہ محمدؐ تمہارے پاس آ رہا ہے۔ لیکن وہ مجنون ہے اور ہمارے بتوں کو برا کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اسکی باتوں پر ہرگز نہ جانا۔ چنانچہ جب آپ طائف پہنچے تو ان کم بختوں نے آپ کو سخت ایذا دی۔ اور لڑکوں سے اس قدر پتھر مارے کہ آپ کے ٹخنوں سے خون بہنے لگ گیا۔ لیکن اس پر بھی آپ یہی فرماتے تھے۔ اے خدا! ان کو ہدایت دے۔ فرشتۂ غیب نے عرض کی اگر ارشاد ہو تو ان پر پہاڑ الٹ دوں۔ فرمایا۔ میں اس وجہ سے ان کے لئے دعائے بد نہیں مانگتا۔ کہ شائد ان کی اولاد میں سے ہی کوئی خدا کا بندہ پیدا ہو جائے۔

آپ کی بعثت کے بعد مکہ میں اس قدر سخت قحط پڑا۔ کہ لوگ ہڈی اور مردار تک کھانے سے پرہیز نہ کرتے تھے۔ ابوسفیان حاضر ہوا اور عرض کی۔ کہ محمدؐ! تیری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ آپ نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی۔ اور خدا کے فضل و کرم سے قحط دور ہو گیا۔ قابل غور بات یہ ہے۔ کہ جس ابوسفیان کے کہنے پر آپ نے یہ کیا۔ وہ آپ کے ایذا دہندوں کا سرغنہ تھا۔ جنگ احد سے بھی کوئی اور سخت جنگ تھی۔ غنیم کیطرف سے خالد بن ولید فوج کے سپہ سالار تھے۔ اور جس قابلیت و شجاعت کے وہ مالک تھے۔ وہ اس سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جب آپ اسلام لائے۔ تو جناب نے "سیف اللہ" کے لقب سے آپکو ملقب کیا۔ ان کا حملہ اس زور کا تھا۔ کہ آپکے چند ساتھیوں کے سوا باقی سب کے پاؤں اکھڑ گئے۔ خود آپ کی جان کے لالے پڑ گئے۔ ایک تلوار کا وار اس قدر سخت تھا کہ مغفر کو چیر کر تلوار چہرہ تک پہنچ گئی۔ اور سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ لیکن اس پر بھی آپ کے منہ سے نکلا رب اغفر قومی فانھم لا یعلمون۔ اے رب! میری قوم کو بخش دے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے۔ کیا یہ کسی معمولی آدمی کے الفاظ ہیں؟

اسی جنگ احد میں آپ کے چچا حضرت حمزہ شہید ہوئے۔ ہندہ (ابوسفیان کی بیوی) نے ایک غلام وحشی نام کو خاص اس کام کے لئے مقرر کیا تھا۔ کہ وہ حضرت حمزہ کو قتل کر دے اور اس کے عوض اس سے انعام و اکرام کا وعدہ کیا تھا۔ شقی اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا۔ اور ہندہ کی شقاوت قلبی ملاحظہ ہو۔ کہ جب حضرت حمزہ گرے۔ تو دوڑ کر ان کی چھاتی پر سوار ہو گئی۔ اور سینہ پر چڑھ کر کلیجہ نکال لیا۔ اور دانتوں سے چبانے لگی۔ فتح مکہ کے دن جب کہ آپ دس ہزار فوج ظفر موج کے ساتھ مکہ میں جہاں سے آپ دس سال قبل ایک ابوبکر کی معیت میں مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ داخل ہوئے۔ تو آپ چاہتے تو ایسے تمام دشمنوں سے بدلے لے سکتے تھے۔ لیکن آپ نے ہرگز کسی سے تعرض نہ فرمایا۔ ہندہ کو بھی معاف کر دیا۔ وحشی طائف کی طرف بھاگ گیا۔ اور وہاں اسلام لایا۔ لیکن آپ نے اسے بھی معاف فرمایا۔ لیکن کہدیا کہ میرے سامنے مت آیا کرو۔ کیونکہ تمہیں دیکھ کر مجھے مرحوم حمزہ یاد آ جاتے ہیں۔

دوسروں کے واسطے تم باعثِ عبرت بنے — خانہ جنگی سے فنا تم شان و شوکت کر چکے
سب مسلماں بھائی ہیں اور ایک مرشد کے مرید — پر وہ گم اب تم اخوت اور عقیدت کر چکے

ایک سچا ماجرا ئے رنجدہ لکھتا ہوں میں — جس سے تم سمجھو گے مسلم گم محبت کر چکے
میں نے چند احناف سنی سے کہا اک مدعا — تو لگے کہنے کہ تم شیعوں سے الفت کر چکے
آپ سے آتی ہے صاحب صاف بوئے شیعگی — تم تو اہلِ بیت سے بیحد ارادت کر چکے
پھر کہا شیعوں سے جا کر میں نے وہ مطلب تمام — تو کہا تم تو عمر کی خوب مدحت کر چکے
ہو کے مداحِ علی مدحِ صحابہ جو کرے — ہم تو ایسے شخص سے پرہیز و نفرت کر چکے
صوفیوں کے پاس پہنچا تو کہا یوں صاف صاف — تم پسند افسوس ملاؤں کی صحبت کر چکے
معترض مجھ پر ہوئے جاتے ہیں سب اہلِ حدیث — تم پیمبر کی خدا کے ساتھ شرکت کر چکے
رات دن نعت نبیؐ میں اس قدر تم محو ہو — محو دل سے تم تو توحید اور وحدت کر چکے
الغرض سب نے بہانہ بازیاں کیں سر بسر — سب کے سب فکرِ شکم میں گم صداقت کر چکے
مولوی اور پیر لوگوں میں نہیں فیض و سلوک — آنکھ سے ہم جا کے دیدار و زیارت کر چکے

دشمن جان سنی و صوفی و شیعہ ہیں بہم — ہو کے اہلِ قبلہ آپس میں عداوت کر چکے

الغرض پھر احمدی لوگوں کی باری آ گئی — جس گھڑی ہم امتحانِ ہر جماعت کر چکے
مجھ کو بزم احمدی میں مدعا حاصل ہوا — احمدی جس دم مجھے مرہونِ منت کر چکے
میں نے پوچھا آپ لوگوں کا ہی کیا کیا اعتقاد — تو لگے کہنے کہ ہم مرزا کی بیعت کر چکے
ہم مجدد مانتے ہیں میرزا کو صرف ایک — وہ نبی ہرگز نہ تھے وہ خود ہدایت کر چکے
جیسے اجمل خاں مسیح الملک تھے از راہِ طب — یونہی حاصل میرزا بھی یہ فضیلت کر چکے
تھے غلام احمد غلام اک احمدِ مختار کے — کیا شرف وہ کم ہے جو وہ دیں کی خدمت کر چکے
ہے محمد مصطفےٰ پر ختم بس پیغمبری — اب نبی کیسا نبی ختم رسالت کر چکے
سن کے یہ میں نے کہا تم ہو مبارک احمدی — تم تو طے اسلام کی راہِ صداقت کر چکے
ہے اخوت اور ہمدردی وہی تم میں مدام — تم تو حاصل فیض خلق شاہِ امت کر چکے

ہے محمد اور علی کا تم میں جلوہ بیگماں — سب سے تم ممتاز یہ اپنی جماعت کر چکے
شاد و نازاں دائم رہو اسلام پر قائم رہو — یہ دعا کرتے ہیں ہم اب تم عبادت کر چکے

حیدر آبادِ دکن جلدی چلو اے کوثری
ہم کو اب لاہور سے احباب رخصت کر چکے

ایسے کئی واقعات ہیں۔ آپ نے اپنی بیٹی جناب زینب کے قاتل کو معاف کر دیا۔ جب ہم ان تمام حالات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں حضرت عائشہ کا فرمانا ما انتقم رسول اللہ لنفسہ فی شیء قط (کہ حضور نے کبھی اپنی ذات کے متعلق انتقام نہیں لیا) حقیقت سے بال برابر متجاوز نہیں جانتے۔ کیا ایسا شخص جو اپنے دشمنوں تک سے بدلہ نہیں لیتا اور انتہائی تکلیف میں بھی ان کے لئے دعائے خیر مانگتا ہے گالیوں کے قابل ہے؟ میرا یہ سوال ان لوگوں سے ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ شائد گالیاں دینے سے اس شخص کی عزت گھٹ جائے گی۔ خدا ایسوں کو خیر و شر میں شناخت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

عرب کا قابل فخر ریفارمر

از جناب ناتھ جلال پوری جائنٹ ایڈیٹر اخبار ملاپ

قرآن شریف کا متعدد بار مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت محمدؐ صاحب نے عرب میں جو اصلاح کا کام شروع کیا تھا۔ اس کے لئے اگرچہ آپ کو اپنے کثیر التعداد ہموطنوں نے حد سے بڑھکر اذیتیں دیں۔ لیکن عرب کی خوش قسمتی سمجھیئے کہ اسی اصلاح کی بدولت عرب کا نام تواریخ میں دوام حاصل کر گیا۔ اگر حضرت محمدؐ صاحب اپنی زندگی کا بہترین حصہ اپنے ابنائے وطن کے لئے وقف نہ کرتے تو عین ممکن ہے کہ عرب جغرافیائی لحاظ سے جس طرح براعظم ایشیا کے Desert Region: میں واقع ہے ویسے تواریخی طور پر بھی گمنام خطہ رہتا۔

حضرت محمدؐ صاحب کی زندگی کے تین ایسے پہلو ہیں۔ جو ہر ایک شخص کے لئے سبق آموز ہیں۔ ایک تو آپ کو پرماتما کی ہستی پر یقین جازم تھا۔ دوسرے آپ نے اپنے عمل سے اپنے پیرووں کو اخوت اور مساوات کا سبق دیا۔ تیسرے آپ کے برتاؤ میں ایسی کشش پائی جاتی تھی۔ کہ آپ کے کثیر التعداد معتقدین آپ کی خاطر مشکل سے مشکل مہم کا بیڑا اٹھانے سے مطلقاً پس و پیش نہ کرتے تھے۔

۱۔ پرماتما پر اٹل وشواس

جب آپ ۲۵ سال کی عمر کے ہوئے اور آپ کو اپنے آبا و اجداد کے عقائد سے نفرت پیدا ہوئی تو آپ نے اپنے یوم وصال تک ایک لمحہ کے لئے پرماتما کی ہستی کو نظر انداز نہ کیا۔ ابوسفیان اور دیگر کی سرداروں کی ہر قسم کی تحریص، ترغیب اور دہشت انگیزی آپ کو اس صراط المستقیم سے منحرف نہ کر سکی یہ سچ ہے کہ آپ کو اس یقین کے [illegible]

پڑا۔ لیکن کسی وقت بھی آپ نے پرماتما کی پاک ذات کو نہیں بھلایا۔

۲۔ اخوت و مساوات

آپ نے اپنے معتقدین کو جو اخوت کا سبق دیا۔ اس کا عملی نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ ایک بڑے سے بڑا مسلمان بھی اپنے ایک غریب بھائی کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ نماز کے وقت اس سے اگلی صف میں کھڑا نہ ہو حج کی حالت میں تو شاہ و گدا کی تمیز ہی جائز نہیں سمجھی جاتی۔ روزہ کی حالت میں جو فرائض ایک امیر کے ذمہ لگائے گئے ہیں۔ وہی ایک غریب شخص کے لئے مقصود ہیں۔ کاش دوسری اقوام بھی اسی اخوت کے جذبہ کو اپنا حرزِ جان بنائیں اور اونچ نیچ کے ڈھکوسلہ کو جانے دیں۔

۳۔ مقناطیسی کشش

حضرت محمد صاحب کو جب ہجرت کرنی پڑی تو حضرت علی نے جو ایثار دکھلایا۔ وہ اپنی مثال آپ تھا۔ حضرت صاحب کو اپنے مخالفوں سے مختلف غزوات میں مقابلہ پیش آیا۔ ان کے حالات شاہد ہیں۔ اور نہ ہی مہاجروں میں سے اور نہ ہی انصار میں سے کسی نے عہد شکنی کی۔ یہ سچ ہے کہ بعض اصحاب آپ کی زندگی میں آپ سے قطع تعلق کر گئے۔ لیکن ایسے اشخاص کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ حضرت صاحب کے حواریوں کی کثیر تعداد آپ پر دل و جان سے فدا تھی۔ حضرت صاحب کی رحلت کے بعد خلافت کے مسئلہ پر صحابہ و دیگر اشخاص سے جو تنازع شروع ہوا وہ کبھی شروع نہ ہوتا۔ اگر حضرت صاحب کچھ اور عرصہ زندہ رہتے۔ میرا پختہ یقین ہے۔ کہ حضرت صاحب میں مردم شناسی کا وصف کمال کا تھا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آپ جس شخص کو کسی خاص کام کے لئے منتخب کرتے تھے۔ اس پر دوسروں کو چنداں اعتراض نہ ہوتا تھا۔ ضرورت ہے کہ آجکل کے مسلمان بھی

ان تینوں باتوں کو خاص طور پر اپنا دستور العمل بنائیں۔ تاکہ باقی عمر غیر مسلم دنیا سے وہ خراج تحسین وصول کر سکیں۔

اِک عرب

(جناب ماسٹر ہری چند صاحب اختر ایم۔ اے)

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو مِلایا اور دریا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا

کہدیا لَا تَقْنَطُوا اختر کسی کے کان میں
اور دل کو سربسر محوِ تمنا کر دیا
سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات
اک کسی نے اُس کو عالم آشکارا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اِک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

پیغمبرِ اسلام کا اخلاق اور اسلامی مبلغ

(جناب کرم چند صاحب ایڈیٹر پارس لاہور)

دنیا میں خدا کو ماننے والے تمام مذاہب کی بنا اخلاق۔ صداقت اور ہمدردی پر ہے۔ اور ہر بڑی ہستی کی سیرت میں یہ صفات ضرور نمایاں ہوتی ہیں۔

بانیٔ اسلام حضرت محمد صاحب نے جب پہلے پہل اسلام کا پیغام عرب کے وحشیوں تک پہنچایا۔ تو اُن عربوں کا مخالفت کرنا ضروری تھا۔ جو اس نئے مذہب کو اس وجہ سے قبول کرنے کے مخالف تھے۔ کہ یہ اُن کے پرانے مذہب کے اصولوں کے خلاف ہے۔ اس وقت پیغمبرِ اسلام کے اخلاق اور ان کی سچائی نے جو کام کیا۔ وہ محمود غزنوی۔ چنگیز خاں اور طارق جیسے شمشیر زن بادشاہوں کی تلواریں بھی نہ کر سکتیں۔ پیغمبرِ اسلام نے اپنے اخلاق۔ شیریں کلامی انصاف۔ تحمل۔ اور بردباری سے عرب کے وحشیوں کو رام کر لیا۔

آج اسلامی مبلغ جن اصولوں پر مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں وہ مستحسن نہیں ہیں۔ دوسرے مذاہب کے رہنماؤں۔ اوتاروں اور پیغمبروں کی توہین کر کے اور ان کے خلاف زہر اُگل کر اسلام کی اشاعت کرنا خود مذہب اسلام کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں اس بات کا اظہار صاف الفاظ میں کیا گیا ہے۔ کہ ہر قوم ہر مذہب اور دنیا کے ہر خطہ میں خدا کی طرف سے نبی۔ پیغمبر اور اوتار آئے ہیں۔

حضرت محمد صاحب نے ابتدا میں جس طرح اسلام پھیلایا وہ ہر مذہب کے مبلغ کے لئے چراغ ہدایت ہے۔ حضرت محمد صاحب نے دوسرے مذاہب اور ان کے اوتاروں۔ نبیوں اور پیغمبروں کے خلاف کبھی ایک لفظ نہیں کہا۔ آپ ہمیشہ اسلام ہی کی فضیلت بیان فرماتے رہے۔ اور جب کبھی کوئی شخص آپ کی تبلیغ میں حائل ہوا۔ اور کسی نے آپ کو ستانے کی کوشش کی۔ تو آپ ہمیشہ کمال بردباری سے کام لیتے رہے۔

آپ نے تلوار بھی اٹھائی۔ لیکن دوسروں کو مسلمان بنانے کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنی اور اپنے پیروؤں کی حفاظت کے لئے شمشیر بکف ہوئے۔ عرب کے لوگوں کے سامنے جب ایک نیا مذہب پیش کیا گیا۔ تو ان کا حضرت کی مخالفت پر اتر آنا لازمی بات تھی۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چند آدمیوں کے سوا جو اسلام قبول کر چکے تھے تمام عرب آپ کا دشمن ہو گیا۔ حتےٰ کہ آپ کا اپنا خاندان بھی آپ کے خون کا پیاسا ہو گیا۔ ایسی حالت میں آپ کے لئے تلوار اٹھا کر اپنی حفاظت کرنے کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ انجام کار عرب کی وہ تمام خانہ جنگیاں جو قرنوں سے جاری تھیں۔ بند ہو گئیں۔ اور ملک میں امن قائم ہو گیا۔ قابل تحریر بات یہ ہے کہ دوران پیکار میں بھی آپ نے اپنے اصولوں کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور کسی کو بیجا تکلیف نہ دی۔

اس وقت جب کہ اسلام کی یہ حالت تھی۔ کہ دنیا میں صرف چند لوگ اس کے حلقہ بگوش تھے۔ ملک میں وحشت کا دور دورہ تھا حضرت محمد صاحب کی مدافعانہ سعی حق بجانب کہی جا سکتی ہے مگر موجودہ زمانہ میں جب اشاعت مذہب کی ہر شخص کو پوری آزادی ہے۔ بعض اسلامی مبلغوں کا دیگر مذاہب کے بانیان کے خلاف زہر پھیلانا اور ان کی توہین کرنا کسی صورت میں بھی قابل ستائش نہیں ہو سکتا اسی طرح سے آریہ سماجی یا دیگر مذاہب کے وہ پرچارک بھی بُرا کرتے ہیں جو اسلام یا دیگر مذاہب کے بانیوں کے خلاف پرچار کرتے ہیں۔ ان مبلغوں کو اپنے مذہب کے بانی سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے سے اختلاف رکھنے والوں کے ساتھ کس طرح خوش اخلاقی۔ تحمل۔ اور ہمدردی سے پیش آتے تھے۔

ملک میں آج ہی امن و امان کا دور دورہ ہو سکتا ہے۔ اگر کم سے کم مبلغین اسلام ہی پیغمبرِ اسلام کے نقشِ قدم پر چلیں ہر مذہب کو حق حاصل ہے۔ کہ دوسروں تک اپنا پیغام پہنچائے۔ مگر اس کا طریقہ وہی ہونا چاہیئے۔ جو قابل اعتراض نہ ہو۔

اگر پیروانِ اسلام اس بات کا خیال رکھیں کہ اسلام توحید اور مساوات کا [illegible] اس کی قدر کرنا

شکریہ احباب

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی تقریب پر غیر مسلم اصحاب بالخصوص ہندوؤں میں تقسیم کے لئے ایک رسالہ انگریزی زبان میں سیرت نبوی پر لکھا تھا جس کے متعلق میرا دل یہ چاہتا تھا کہ اس موقعہ پر کم سے کم چار یا پانچ ہزار کی تعداد میں مفت تقسیم ہو جائے اس غرض کے لئے میں نے چند احباب کو خطوط لکھے تھے۔ جن میں سے اکثر نے نہ صرف میری خواہش کو پورا کیا۔ بلکہ بعض نے اس سے بھی بڑھکر اس کار خیر میں حصہ لیا۔ جس قدر میں نے لکھا تھا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کل تک ۴۸۵۰ کی تعداد پوری ہو چکی ہے۔

پہلے یہ خیال تھا کہ یہ رسالہ صرف پانچ ہزار چھپوایا جائے۔ لیکن چونکہ پانچ ہزار کی مفت تقسیم کے لئے تو خطوط آ چکے ہیں۔ اور ابھی اور بھی آ رہے ہیں۔ اور چند ایک ذی ثروت احباب جو خاموش ہیں ممکن ہے ان کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ یہ ڈالدے کہ اس نیکی کے موقع کو ہاتھ سے نہ گنوانا چاہیئے۔ جن لوگوں کے ہزاروں اور لاکھوں روپے دنیا کے دھندوں میں اور اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں صرف ہو جاتے ہوں ان کے لئے کیا مشکل ہے کہ پچاس سو روپیہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کے تحفظ کے لئے بھی خرچ کر دیں۔ یہ تو ایک موقع ہے جو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے ؂

بہ مفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

ورنہ یہ مال تو آج ہاتھ سے نکلتا ہی رہتا ہے۔ سال میں کوئی ایک دو نئی تحریکات ہو جائیں تو کونسی بڑی بات ہے۔ جن لوگوں کو آٹھ سال کے اندر بیسیوں لڑائیوں کا انتظام کرنا پڑا۔ ان کی حالت پر غور کرو۔ کہ ان کے اموال کا مصرف کیا تھا۔ بہرحال اب یہ خیال ہے کہ کم از کم آٹھ ہزار کی تعداد میں یہ رسالہ شائع ہو۔ تاکہ وہ احباب بھی اس میں شامل ہو سکیں جنہوں نے اب تک اس میں حصہ نہیں لیا اور بہت سے احباب ہیں جو حصہ لینا چاہتے ہوں گے مگر انہیں ابتک اس امر کی اطلاع ہی نہیں ہوئی۔ ایک ایک رسالہ اگر پانچ آدمیوں تک بھی پہنچ جائے تو چالیس ہزار معزز طبقہ کے انسانوں کو اہم وقت ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات پہنچا سکتے ہیں۔ جو احباب اس میں حصہ لینا چاہیں وہ خواہ دفتر میں اطلاع دیدیں خواہ مجھے دیدیں۔

آخر میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے انجمن کو اس قابل بنایا کہ وہ یوم میلاد کی تقریب پر اپنے برادران وطن کے سامنے بہترین تحفہ پیش کر سکے۔ ان میں بعض ایسے احباب بھی شامل ہیں جو گو جماعت میں داخل نہیں مگر اشاعت اسلام کے کام کے لئے خاص درد رکھتے ہیں۔ اور کسی موقع پر امداد سے دریغ نہیں کرتے۔ جزاہم اللہ خیرا۔ محمد علی خاکسار دار السلام

(ڈلہوزی۔ ۲۱ اگست [illegible])

ہمارا مذہب

(از مسیح موعودؑ)

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں — دل سے ہیں خدامِ ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں — خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے — جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا — ہے یہی خواہش کہ وہ بھی ہو فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب — کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
سخت شورے اوفتاد اندر زمیں — رحم کن بر خلق اے جاں آفریں
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے ربّ الوریٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات طبقہ نسواں پر

(بنت حاجی دوغلی بنی بخش صاحب لاھور)

میرے دوجہان کے والی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طبقہ نسواں پر کیا کیا احسانات کئے یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ اور میرے جیسی کم علم کا یہ کام نہیں کہ اس مضمون کو پوری تفصیل کیساتھ بیان کر سکے، تاہم چند موٹی موٹی باتیں عرض کرتی ہوں۔

سب سے پہلا احسان جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے طبقہ نسواں پر کیا۔ وہ یہ تھا، کہ انہیں مرد سے علیحدہ ایک خود مختار ذی روح ہستی قرار دیا۔ آپ کہینگے کہ یہ کونسی بڑی بات ہے عورت ہے ہی فی الواقع مرد سے علیحدہ ایک خود مختار اور ذی روح ہستی، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اس میں کونسا کمال ہے، لیکن اس کی حقیقت آپ کو اس وقت سمجھ آئے گی، جب آپ اسلام سے پہلے عورت کی حالت پر ایک نظر ڈالیں، بلکہ آج کل بھی دوسرے مذاہب میں عورت کو جس نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس پر غور کریں۔

اسلام سے پہلے عورت کو گھر کی دوسری منقولہ جائداد کی طرح سمجھا جاتا تھا جسطرح ایک شخص کے مرجانے پر اس کی دوسری جائداد اُس کے لواحقین میں تقسیم ہو جاتی ہے، ویسے ہی عورت کو قابل تقسیم ورثہ سمجھا جاتا تھا اور ایک باپ کے بیٹے اپنی مختلف ماؤں کو جو ان کے باپ کے گھر میں ہوتی تھیں، باہم بانٹ کر انہیں اپنی زوجیت میں لے آتے تھے کوئی اُن کے حقوق نہ تھے، کوئی اُن کی عزت نہ تھی، کوئی ان کی ذاتی جائداد نہ ہوتی تھی، ہر طرح سے وہ مرد کے رحم پر تھیں، اور مرد کی نگاہ میں جو ان کی عزت و حرمت تھی، اس سے بڑھ کر کوئی ذلت کسی عورت کی نہیں سمجھی جاسکتی، وہ گھر نہایت رسوا سمجھا جاتا تھا۔ جس میں لڑکیاں ہوں، اور اس رسوائی کے خوف سے انہیں پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا،

یہ تو وحشی اور جاہل عربوں کا حال تھا، عیسائی مذہب جو آج تہذیب و شائستگی کا مذہب سمجھا جاتا ہے، عورت کو جس نگاہ سے دیکھتا ہے، وہ پولوس رسول کے ذیل کے الفاظ سے ظاہر ہے:-

"عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہیئے اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھلائے یا مرد پر حکم چلائے، بلکہ چپ چاپ رہے کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا، اس کے بعد حوا، اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت ...... فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔"

(ا تیمتھیس - باب ۲: ۱۱تا۱۴)

"ہر مرد کا مسیح اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے - عورت مرد کا جلال ہے اس لئے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے۔"

ایسا ہی ہندو مذہب میں جو آج اسلام کی دیکھا دیکھی ہر قسم کے شائستہ قوانین رائج کرنے کے درپے ہے عورت کو صاف طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ بچپن میں باپ اور جوانی میں خاوند اور بڑھاپے میں بیٹے کی اطاعت کرے۔ (ملاحظہ ہو منوسمرتی)

گویا کسی وقت اور کسی حالت میں بھی اس غریب کو اپنی مرضی کے ساتھ خود مختاری کی زندگی بسر کرنے کی اجازت نہیں بلکہ یہاں تک کہ ہندو مذہب میں عورت کو طلاق حاصل کرنے کی اجازت نہیں، اور اگر وہ بدقسمتی سے ایسے خاوند کے گھر بیاہی گئی ہے جو اُس کے لئے موجب عذاب ہے تو اس کے لئے یہی ضروری ہے، کہ وہ تمام عمر دکھوں ہی کی زندگی بسر کرے، اور اپنی بدقسمتی پر نوحہ کرتی رہے، ایسا ہی کسی بھی دوسرے مذہب نے عورت کو ماں باپ یا خاوند کی جائداد کا وارث قرار نہیں دیا۔ بلکہ اگر وہ خود بھی کوئی جائداد پیدا کریں، تو وہ بھی خاوند یا بیٹے کی متصور ہوگی، اس کے بالمقابل میرے آقا و مولا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو درجہ عورت کو دیا، وہ اس قدر بلند ہے کہ دنیا کے دوسرے مذاہب کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ آنحضور صلعم نے سب سے پہلے لڑکیوں کا زندہ دفن کرنا موقوف کیا، اور ایسے قلیل عرصہ میں اور ایسی کامیابی کے ساتھ موقوف کیا، کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس قدر جلد صدیوں کی راسخ شدہ عادت کیونکر جاتی رہی۔ اس کے بعد آپ نے عورت کے حقوق قائم کئے، اور اُس کو ماں باپ کی جائداد کا وارث قرار دیا، خاوند کی جائداد میں اس کا حصہ رکھا جس کی تفصیل قرآن کریم میں موجود ہے، پھر خاوند پر اس کے وہی حقوق واجب ٹھیرائے، جو خاوند کے حقوق عورت پر ہیں، ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف، پھر نکاح میں حق مہر مقرر کرکے اس کی مالی حیثیت قرار دی، اُس کو مرد کی رفیق حیات قرار دیا، نہ کہ لونڈی اور غلام، اسی وجہ سے احادیث میں ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں عورتوں کے خاوند کے مقابلہ میں رائے دینے کو حق بجانب ٹھیرایا گیا ہے، حضرت نبی کریم صلعم نے صاف طور پر فرمایا ہے، خیرکم خیرکم لاھلہ۔ تم سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر برتاؤ کرتا ہے اور اگر کسی وجہ سے خاوند کے ساتھ نہ نبھ سکے تو خاوند کو جہاں طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے وہیں عورت کو بھی اپنی مرضی سے طلاق لینے کا اختیار حاصل ہے، میاں اور بیوی کے معاملہ میں آنحضرت صلعم نے حاکم و محکوم کا کوئی سوال ہی نہیں رکھا، ہاں صرف اس وجہ سے کہ مرد زیادہ تر کمایا کرتے ہیں، گھر کے انتظامی امور میں اُن کی رائے

کو فوقیت دی ہے، اور فرمایا ہے "الرجال قوامون علی النساء" جہاں تک ایک دوسرے کے حقوق کا معاملہ ہے، وہ دونوں کے اوپر یکساں ہیں۔ آپ نے یہ بھی نہیں کیا، کہ بڑھاپے میں ماں اپنے بیٹے کی اطاعت کرے، بلکہ اس کے الٹ فرمایا۔ الجنۃ تحت اقدام امہاتکم۔ بہشت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے، گویا ماں کا مرتبہ اس قدر بلند رکھا کہ ماں کی خدمت اور اطاعت بیٹے کو بہشت میں لے جا سکتی ہے، پھر پیدائش کے بارہ میں یہ بھی نہیں کہا۔ کہ عورت مرد سے بنی۔ یا یہ کہ عورت مرد کی پسلی سے پیدا ہوئی ہے بلکہ صاف طور پر فرمایا۔ یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا۔ اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ کرو جس نے تمہیں نفس واحدہ سے پیدا کیا، اور اسی نفس سے جس سے تم کو پیدا کیا تھا، تمہارے لئے تمہارے زوج کو بھی پیدا کیا" گویا عورت و مرد دونوں ایک ہی جنس سے پیدا شدہ ہیں۔ پھر اس کے مرتبہ کو یہاں تک بڑھایا۔ کہ جہاں انسان کو خدا کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ وہیں یہ بھی فرمایا۔ واتقوا اللّٰہ الذی تساءلون بہ والارحام۔ اس خدا کا تقویٰ اختیار کرو، جس کے ہاں تم کو رحموں کے بارہ میں پوچھا جائیگا۔ رحموں کے تعلقات سے ماں کے رشتہ دار اور بیوی کے رشتہ دار مراد ہیں۔

(۲) عورت کو یہ خود مختاری اور اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کی عزت دے کر آنحضرت صلعم نے اسے وہیں تک نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ اس پوزیشن کا اسے حقدار اور اہل بنانے کے لئے آپ نے اس کی تعلیم کو ضروری ٹھیرایا۔ اور فرمایا۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے، افسوس ہے آج مسلمان اس فریضہ کو عملاً بھلا بیٹھے ہیں۔ اور یہاں تک گر گئے ہیں کہ عورت کو تعلیم دلانا پرلے درجہ کی بے حیائی سمجھے بیٹھے ہیں۔ کاش ان لوگوں کو علم ہوتا کہ تعلیم ہی ایک چیز ہے جو انسان کے دماغ میں ایسی روشنی پیدا کرتی ہے، جس سے وہ اپنے نیک و بد کو پہچان سکتی ہے، اور اپنے فرائض کو حسن و خوبی کے ساتھ سرانجام دے کر اسے دنیا میں عزت کی زندگی بسر کرنے کے قابل بنا سکتی ہے،

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہندوؤں کی طرح یہ نہیں کہا کہ شودروں اور غلاموں کو علم نہ پڑھاؤ۔ بلکہ آپ نے لونڈیوں تک کو بھی علم پڑھانے کا حکم دیا ہے اور یہاں تک فرمایا کہ جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اسے اچھی طرح تعلیم دے اور نہایت عمدہ تربیت کرے، پھر اسے آزاد کر دے، تو اس کے لئے بہت بڑا اجر ہے،

صرف یہی نہیں کہ آنحضرت صلعم نے عورتوں کو علم سکھانے اور پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ بلکہ اسلام میں ایسی عورتیں گذری ہیں، جن سے لوگوں نے علم سیکھا۔ عیسائیت کی طرح آنحضرت صلعم نے یہ نہیں کہا۔ کہ

"میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے"

بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کثیر التعداد لوگوں کو علم پڑھاتی اور دین سکھاتی تھیں، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جس قدر دین ہم تک پہنچا ہے جس قدر صحابہ نے آپ سے علم دین پڑھا ہے بہت کم ایسے لوگ ہیں جن سے زیادہ فائدہ تحصیل علم میں حاصل ہوا ہے۔

(۳) سب سے بڑی عزت اور عظمت جو آنحضرت صلعم نے عورت کو دی، وہ یہ ہے کہ نہ صرف دنیا ہی کی زندگی میں اسے مرد کے ہم رتبہ قرار دیا۔ اور اسے خود مختار ٹھیرایا۔ بلکہ جو چیزیں عالم اخروی سے وابستہ ہیں ان میں بھی عورت کو مرد کے ساتھ برابر کی حصہ دار ٹھیرایا، اس نے عیسائیت کی طرح عورت کو گناہ کا منبع قرار نہیں دیا۔ بلکہ نیک اور بد اعمال اور ان کی جزا و سزا میں مرد اور عورت کو یکساں ذمہ وار قرار دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں صاف فرمایا ہے۔ ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات والقانتین والقانتات والصادقین والصادقات والصابرین والصابرات والخاشعین والخاشعات والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصائمات والحافظین فروجہم والحافظات والذاکرین اللّٰہ کثیرا والذاکرات اعد اللّٰہ لہم مغفرۃ واجرا عظیما۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، صادق مرد اور صادق عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، ڈرنے والے مرد اور ڈرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اپنی فروج کی حفاظت کرنے والے اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتیں، اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کیا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام نے عورت کو جس طرح دنیا کی زندگی میں عزت اور مرتبہ کے مقام پر کھڑا کیا ہے ویسے ہی اس قابل بھی قرار دیا ہے، کہ دین اور شریعت کو سمجھے اور احکام الٰہی کی متابعت کر کے ان کے نیک نتائج سے متمتع ہو، کیا وہ لوگ جو اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اس نے عورت کو نہایت ذلیل حالت میں رکھا ہے، اور اسے غیر ذی روح قرار دیا ہے، ان عظیم الشان احسانات پر غور کریں گے جو آنحضرت صلعم نے غیر مذاہب کے بالمقابل عورت پر کئے؟ اور اس وقت جب اسے نہایت ذلت کی حالت میں رکھا جاتا تھا۔ اور اب تک دوسرے مذاہب میں رکھا جاتا ہے آپ نے اس کے درجہ کو بلند کر کے مرد کے برابر کر دیا۔ خدائے تعالیٰ کے بے حد درود اور سلام اس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوں۔ فی الواقع وہ دنیا جہان کے لئے ایک رحمت الٰہی تھا جس کا ثانی مادر گیتی نے آج تک پیدا نہیں کیا۔

شعاعِ امید

(از جنابہ امۃ متین صاحبہ جھنگ)

بامِ فلک پہ گونجا اسلام کا نقارہ
شوخی سے آج چمکا قسمت کا پھر ستارا

کیا ڈگمگا رہا تھا یہ قوم کا سفینہ
ہر سو بلا کی موجیں اور دور تھا کنارا

صیاد کی جفا سے بس جاں پہ آبنی تھی
نے تاب تھی فغاں کی نے ضبط کا نہ یارا

خود دستِ غیب بڑھ کر پردہ اٹھا رہا ہے
اے ساکن قفس کچھ تو بھی تو بل خدارا

فطرت کے قاعدے جو دنیا پہ حکمراں ہیں
ہمت کرو کہ ان کا بھی ہے یہی اشارا

گلزارِ احمدی میں آئی ہیں پھر بہاریں
غنچے چٹک رہے ہیں بلبل ہیں نغمہ آرا

افعالِ ایزدی کے بادل امنڈ کے آئے
ہات السبوح حیو یا ایہا السکاری

یارب مجھے بھی اتنی توفیق تو عطا کر
ملت کے درد کا ہو دل میں مرے شرارا

اے آمنہ تجھے کب "پیغام" بھولتا ہے
دل کا سرور ہے وہ اور آنکھ کا ہے تارا

دل سے یہی دعا ہے ہر دم شفیع محشر
حامیٔ کار ہووے میرا بھی اور تمہارا

ایک قیدی عورت حضرت نبی کریم کے دربار میں

(از رضیہ نجابت بنت مولوی مصطفےٰ خان صاحب)

۸ھ ہجری کا زمانہ تھا، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے پاک صحابہ کے ساتھ مدینہ کی مسجد میں ایک چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے جو فرش پر بچھی ہوئی تھی، یہ گویا اس عظیم الشان بادشاہ کا دربار تھا جو دونوں جہانوں کا شہنشاہ ہو کر آیا۔ کوئی مرصع تخت ... کوئی خوبصورت کرسی آپ کے لئے بچھی ہوئی نہ تھی جس کے اوپر آپ بیٹھے ہوں اور آپ کے سامنے صحابی دست بستہ کھڑے ہوں، جیسا کہ عام طور پر دنیوی بادشاہوں کے درباروں میں دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ جس چٹائی پر آپ بیٹھے تھے وہ بھی کوئی اعلےٰ قسم کی نہ تھی، اور نہ صحابہ اور آپ کی نشست میں کوئی امتیازی نشان تھا، یہاں تک کہ آپ کے پیچھے کوئی تکیہ بھی لگا ہوا نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی اجنبی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو وہ آپ کو پہچان نہ سکتا۔ اور اسے پوچھنا پڑتا، کہ لوگو تم میں محمد صلعم کون ہے؟

اس سادگی مجسم شہنشاہ کے دربار میں چند قیدی لائے جاتے ہیں، جو قبیلہ بنی طے سے پکڑے ہوئے آئے ہیں۔ اس قبیلہ سے کچھ شرارت کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ آنحضرت صلعم نے ان کی سرکوبی کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا۔ وہاں سے حضرت علیؓ اس قوم کے بعض لوگوں کو بطور جنگی قیدیوں کے پکڑ کر لائے اور دربار نبوی میں حاضر کیا، ان لوگوں میں ایک لڑکی سفانہ نام تھی، جو حاتم طائی کی بیٹی تھی، جس کا نام سخاوت کی وجہ سے مشہور ہے جب حضرت نبی کریم صلعم کو یہ بتایا گیا، تو آپ نے کس طرح پسند کیا کہ اس شخص کی لڑکی کو جس نے اپنی زندگی میں ہزاروں قیدیوں اور غلاموں کو آزاد کرایا کس قدر بھوکوں کو کھانا کھلایا کس قدر بے کسوں اور بے بسوں کی امداد و اعانت کی ایک منٹ کے لئے بھی ان اسیروں میں رکھا جائے

بڑھ کر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے!

لڑکی کو طلب کیا۔ اور نہایت عزت و احترام سے اسے رخصت کرنا چاہا۔ لیکن وہ بھی فیاض باپ کی بیٹی تھی، اس نے اس بات کو پسند نہ کیا۔ کہ اس کے ساتھی قید میں رہیں اور وہ آزاد ہو جائے، اور صاف کہا کہ جب تک میرے ساتھ کی عورتیں قید میں ہیں میں آزاد ہونا پسند نہیں کرتی، لیکن اسے معلوم نہ تھا۔ کہ جس پاک انسان سے وہ مخاطب ہے اس کی سخاوت کا جذبہ اس کے باپ سے بڑھا ہوا ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فوراً حکم دیا۔ کہ تمام قیدی چھوڑ دیے جائیں، چنانچہ اسی وقت سب قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔

جب سفانہ اپنے گھر پہنچی، اور اپنے بھائی عدی بن حاتم سے جو شام کی طرف بھاگ گیا تھا، مل کر نبی کریم صلعم کی وسعت اخلاق کا ذکر کیا۔ تو وہ فوراً آپ کی خدمت تک حاضر ہوا اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

حلیمہ دائی کی عزت نبی کریمؐ کی نظر میں

از جناب ر۔ خ صاحبہ

کسی شخص کے اخلاق کا اصل اور صحیح حال اگر معلوم ہو سکتا ہے تو اس کے گھر والوں سے ہی ہو سکتا ہے کیونکہ باہر۔۔۔ انسان نمائشی طور پر ایسے اخلاق کا اظہار کرتا ہے جو بظاہر اچھے اور عمدہ اخلاق ہوتے ہیں، گھر کے اندر اس کی طبیعت کا اصل جوہر کھلتا ہے، بالخصوص اس کی محرم راز بیوی اس کی حرکت و سکون کو اچھی طرح سے جانتی اور پہچانتی ہے، کیونکہ وہاں وہ بے تکلف ہوتا ہے۔ بیسیوں انسان آپ ایسے دیکھیں گے، جو بظاہر نہایت نیک، پارسا، متین اور سنجیدہ معلوم ہوتے ہیں لیکن گھر کے اندر جا کر دیکھو ان کی محرم راز بیوی سے جا کر پوچھو، تو کچھ اور ہی معلوم ہوگا۔

ہمارے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے آیا جو کچھ باہر کے لوگوں کو آپ نظر آتے تھے، گھر میں آپ کا نقشہ اس کے خلاف کچھ اور نظر آتا تھا؟

اس کا حال اگر دریافت کرنا ہو، تو حضرت خدیجہ کے حسب ذیل الفاظ کو پڑھو۔ جو انہوں نے آپ سے مخاطب ہو کر اس وقت فرمائے جب آپ نبوت کے عظیم الشان کام کے بوجھ کو دیکھ کر کچھ گھبرائے ہوئے تھے، انہوں نے فرمایا۔ کہ "اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ عزیزوں اور رشتہ داروں سے اعلےٰ درجہ کا حسن سلوک کرتے ہیں، بیکسوں اور غریبوں کے مددگار، مہمان نواز، مصائب میں حق کے مددگار ہیں"

یہ آپ کی اس بیوی کے الفاظ ہیں جو عمر میں آپ سے بہت بڑی تھی جس کے مال و دولت سے آپ نے خلقت خدا کو بہت سا فائدہ پہنچایا۔ اور جس کی آپ پہلے ملازمت بھی کرتے رہے تھے آپ کی دوسری بیوی حضرت عائشہ کا بھی جو عمر کے لحاظ سے نوجوان تھیں، اور آپ کو بہت ہی زیادہ محبوب تھیں، ایک سرٹیفکیٹ آپ کے اخلاق کے متعلق ہمیں ملتا ہے، ایک شخص نے آنحضرت صلعم کے اخلاق کے متعلق ان سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا۔ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا۔ کان خلقہ القرآن۔ آپ کے اخلاق وہی تھے جن کی قرآن نے تلقین کی ہے۔ کس قدر زبردست سرٹیفکیٹ ہے، اور کس قدر پاکیزہ اخلاق کا مالک ہے وہ شخص جو دنیا جہان کی رہبری کے لئے آیا۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

نبی کریمؐ کا کیرکٹر اور حضرت خدیجہ کا سرٹیفکیٹ

(خدیجہ بیگم صاحبہ از لاہور)

عرب میں دستور تھا۔ کہ بڑے لوگ اپنے شیر خوار بچوں کو عموماً دیہاتی عورتوں کے سپرد کر دیتے تھے، تا کہ ان کی پرورش کھلی آب و ہوا میں ہو، اور وہ ٹھیٹھ دیہاتی زبان سیکھ کر وہ عرب کی فصاحت کو قائم رکھ سکیں،

اس دستور کے مطابق آنحضرت صلعم کو بھی آپ کی والدہ ماجدہ نے حلیمہ نامی ایک دیہاتی عورت کے سپرد کر دیا۔ اور آپ چھ برس کی عمر تک اس کے پاس پرورش پاتے رہے،

جس وقت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہو گئے اور ارد گرد کے قبائل کی شرارتوں کو رد کرنے کے لئے آپ کو وہاں مہمیں بھیجنی پڑیں، تو اس سلسلہ میں ایک مہم قبیلہ بنی ہوازن کی سرکوبی کے لئے بھی گئی، آپ خود بھی اس مہم میں شامل تھے، وہاں سے فتحیاب ہو کر جب آپ واپس آئے تو مال غنیمت میں اس قبیلہ کی عورتیں بھی آپ کے ساتھ آئیں، ان میں دائی حلیمہ کی ایک لڑکی شیما بھی تھی۔ جس کو آپ کی دودھ بہن ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ نے جس وقت اس کو دیکھا اور پہچانا تو فوراً اس کے لئے آپ نے اپنی چادر بچھائی۔ اور نہایت عزت و احترام سے اسے بٹھایا اور پوچھا کہ وہ بطور ایک آزاد عورت کے آپ کے ساتھ ہی رہے، لیکن شیما نے اپنی قوم ہی میں رہنا پسند کیا، اس لئے آپ نے عزت و احترام کے ساتھ اسے رخصت کر دیا۔

یہ تھے اخلاق اس پاک انسان کے جو ایک ادنیٰ سے تعلق کی وجہ سے اس قدر رحمت و شفقت کا برتاؤ کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ شیما آپ کی کوئی حقیقی بہن نہ تھی، صرف اتنا ہی تعلق تھا۔ کہ دائی حلیمہ کا دودھ اس نے بھی پیا تھا، جیسا کہ آپ نے پیا تھا۔ یہ صرف اس دودھ کی عزت اور قدر تھی، صرف دائی حلیمہ کی قدر و منزلت تھی، کہ اس کے ساتھ ایسا شفقت اور عزت کا برتاؤ آپ نے دکھا رکھا۔ آج کتنے لوگ ہیں جو ایسے تعلقات کی پرواہ کیا کریں، اپنی سگی اور حقیقی ماؤں کے ساتھ لوگ اس قدر ظلم روا رکھتے ہیں۔ کہ جن کی انتہا نہیں، لیکن وہ پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین ہو کر آیا، ادنیٰ ادنیٰ سے تعلقات کو بھی نہایت عزت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے، اور ہمیشہ انہیں اچھی طرح سے نبھانے کی پوری کوشش کرتا ہے، وصلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہؓ

حضرت عائشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی تھیں، کیونکہ نوجوان ہونے کی وجہ سے وہ دین کو زیادہ سمجھنے کے قابل تھیں، یہی وجہ ہے کہ دین کا جس قدر زیادہ حصہ حضرت عائشہ سے امت کو پہنچا ہے دوسری کسی بیوی سے اس قدر نہیں ملا۔ وہ آنحضرت صلعم کی ہر حرکت، ہر قول اور فعل کو بغور دیکھتی اور یاد رکھتی تھیں! اور پھر ان کا دوسروں سے ذکر کرتی تھیں، یہاں تک کہ گھر کے تمام اندرونی حالات کو بھی وہ بیان کر دیتی تھیں، تا کہ جو پاکیزگی ان کے حالات میں نظر آتی ہے وہی امت کے دوسرے لوگوں کے گھروں میں بھی پیدا ہو۔

حضرت عائشہ کی نظر میں آنحضرت صلعم کے اخلاق نہایت بلند تھے، ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ ایک صحابی نے حضرت عائشہ سے رسول اللہ صلعم کے اخلاق کے متعلق سوال کیا۔ تو انہوں نے بتایا کہ آنحضرت صلعم کے اخلاق اگر معلوم کرنے ہوں، تو قرآن کو پڑھو، جو کچھ قرآن میں بیان ہے وہی آپ کے اخلاق ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم قرآن پر پورے طور سے عامل تھے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن آنحضرت صلعم کی بنائی ہوئی کتاب نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی ہے (مقصودہ)

عید میلاد النبی کا عملی کام

از جناب شیخ محمد انعام الحق صاحب رکن ادارہ پیغام صلح

مبارک ہو مسلمانوں کو عید میلاد النبی۔ مبارک ہو ان کو اس روز اپنے پیشوائے اعظم نبی آخر الزمان رحمۃ للعالمین کی یاد میں جلسے کرنا۔ مبارک ہو ان دنیا کے سب سے بڑے انسان۔ نبیوں اور ریفارمروں کے سردار کا ذکر خیر سننا اور سنانا۔ مبارک ہو ان کو اس مقدس و مبارک تقریب پر خوشی منانا اور عزیزوں دوستوں کو تحائف بھیجنا۔ مبارک ہو ان کو اسلامی اخبارات کے میلاد نمبر پڑھنا۔ یہ تمام باتیں قابل تعریف اور ہماری قومی زندگی اور حب رسول کا ثبوت ہیں۔ مگر اصل مقصد نہیں اور نہ ہم صرف ان کی وجہ سے اپنے فرائض سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ضرورت ہے کہ اس مبارک تقریب پر ہم کسی ضروری اور مفید کام کی تکمیل کا بیڑا اٹھائیں۔

آج ہم اپنے آقائے نامدار فخر کائنات کی چودہ صد سالہ سالگرہ منا رہے ہیں۔ کیا یہ مناسب ہوگا کہ ان کی یاد میں ہم ایک ضروری کام کی تکمیل کر دیں جس کا بیڑا گذشتہ ماہ رمضان میں اٹھایا گیا تھا اور جس کا ذکر انہی صفحات میں بارہا ہو چکا ہے۔ میری مراد جرمن ترجمہ قرآن سے ہے۔ اس سے قبل آپ اس سلسلے میں بہت کچھ سن چکے ہوں گے یہ کام آج تک ختم ہو جانا چاہیے تھا لیکن نہ ہو سکا۔ آج زمانہ ایک ہمیں زریں موقع دے رہا ہے کیا ہم اس سے بھی فائدہ نہ اٹھائیں گے؟

یہ بات بیان کرنے کی تو کچھ ضرورت نہیں کہ آج کل یورپ میں تبلیغ اسلام کی کس قدر ضرورت ہے اور حالات کے تغیر نے وہاں ہمارے لئے کس قدر آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ اس کا بھی آپ کو علم ہے کہ برلن میں ہمارا تبلیغی مشن ایک عرصہ سے قائم ہے۔ ایک عالیشان مسجد بھی تعمیر ہو چکی ہے۔ اور ہر سال ایک کثیر رقم اس مشن پر خرچ ہوتی ہے۔ آپ کو یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ یہ تمام چیزیں اس وقت تک کوئی خاطر خواہ نتیجہ مرتب نہیں کر سکتی ہیں۔ جب تک ہم جرمن قوم کے لئے ان کی زبان میں تبلیغی لٹریچر مہیا نہ کر دیں۔ اسلامی لٹریچر میں اول درجہ قرآن کریم کا ہے اس لئے اس کتاب مقدس کو جرمن لوگوں میں ان کی زبان میں پیش کئے بغیر ہم کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔

یورپ میں تعصب اور لاعلمی کی وجہ سے اسلام اور بانی اسلام کے متعلق بہت سے بے بنیاد خیالات پھیلے ہوئے ہیں۔ جن کی وجہ سے تبلیغ اسلام کے راستے میں بہت سی رکاوٹیں موجود ہیں حضرت مولانا محمد علی صاحب نے انگریزی میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ انگریزی جاننے والی غیر مسلم آبادی میں اس کا بہت اثر ہوا آج انگلستان اور دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام کی جو راہیں خود بخود کھل رہی ہیں۔ ان کی ایک بڑی وجہ یہ انگریزی ترجمہ قرآن بھی ہے جرمن قوم بھی یورپ کی ایک زبردست قوم ہے۔ جرمن زبان یورپ کی غالباً بہترین علمی زبان ہے جو جرمنی کے باہر بھی بہت سے ممالک میں سمجھی اور پڑھی جاتی ہے۔ اس لئے جرمن ترجمۃ القرآن کروڑوں انسانوں کی ہدایت و فلاح کا باعث ہو سکتا ہے۔ ایک ایسے کام کی تکمیل جو انسانوں کی ایک کثیر تعداد کے لئے صراط مستقیم کی راہ نمائی کا موجب ہو سکتا ہو۔ رسول کریم کے مبارک و مقدس مشن کی سب سے بڑی خدمت اور ان کی یادگار منانے کا بہترین طریق ہے۔

کیا سات کروڑ فرزندان توحید، شیدایان رسولؐ سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اس مبارک تقریب پر اس ضروری کام کا پورا پورا بندوبست کر لیں گے۔ شاید یہ آپ کو معلوم ہوگا کہ جہاں تک ترجمہ کے کام کا تعلق ہے سب کچھ تیار ہے۔ ترجمہ جو ایک جرمن نومسلم فاضل مولانا صدرالدین صاحب کی مدد سے کریں گے اور جرمنی سے سات سمندر پار ہندوستان آ کر کریں گے۔ بالکل آمادہ ہیں۔ سرمایہ جمع ہونے کی دیر ہے کہ فی العفور وہ اپنا رخت سفر باندھ لیں گے۔ ہمارا فرض ہے کہ جلسوں اور عید میلاد کی مجلسوں کی ہنگامہ خیزیوں میں اس عملی اور ٹھوس کو بھی یاد رکھیں اور اس کی تکمیل کے لئے پوری پوری کوشش کریں۔

میرے خیال میں جرمن ترجمہ قرآن کے ساتھ یا اس سے کچھ عرصہ پہلے ہمیں جرمن زبان میں سیرت نبوی پر بھی ایک مفصل اور عمدہ کتاب کا اہتمام بھی کرنا چاہیے۔ اگر ہم ہر سال عید میلاد کے مبارک تقریب پر کسی اجنبی زبان میں سیرت نبوی پر کوئی عمدہ کتاب شائع کرنے اور ہر تیسرے چوتھے سال کسی زبان میں ترجمہ قرآن کا انتظام کر لیا کریں۔ تو یہ ایک مفید عملی کام ہوگا۔ نعت خوانی کی مجلسیں اور جلسے ہمیں کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ یہ سب کچھ خوابیدہ قوم کو جگانے کی تدبیر ہے۔ عملی کام یہی ہے جو ایک تجویز کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر ایک سویا ہوا آدمی بیدار ہو کر کوئی کام نہ کرے، بلکہ بستر پر پڑا ہوا ہی آنکھیں اور انگڑائیاں لیتا رہے تو کسی صورت میں بھی قابل تعریف نہیں ہو سکتا۔ صرف ہمارے جلسے اس سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔

دین محمد

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمد ہی سے کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی

مترجم بیان القرآن و ترجمۃ القرآن یعنی ترجمہ و تفسیر قرآن کریم انگریزی اور اردو

بیان القرآن

یعنی تفسیر القرآن مع عربی متن مصنفہ مولانا محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ قیمت مکمل تین جلدوں میں صرف ۲۶ روپے

اس تفسیر کی اصل غرض یہ ہے کہ لوگوں میں قرآن شریف کا شوق پیدا ہو اور جو لوگ اردو لکھ پڑھ سکتے ہیں وہ خود پڑھ کر قرآن شریف کا درس دے سکیں۔ ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے جلد اعلیٰ قسم۔ پشت پر سنہری حروف میں کتاب کا نام اور جلد کا نمبر وسط میں۔ قیمت جلد اول ۹ روپے جلد دوم ۸ روپے۔ جلد سوم ۹ روپے

سیرت خیر البشر

فاضل مصنف نے اس کتاب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے پیارے حالات زمانہ بچپن سے لیکر آخر عمر تک درج کئے ہیں یہ بے نظیر تصنیف اس قدر مقبول ہوئی کہ تھوڑے عرصہ میں اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا چنانچہ دوسرا ایڈیشن بھی قریب الاختتام ہے جلد آرڈر بھیجئے۔ قیمت بے جلد عہ، مجلد ہیر

النبوۃ فی الاسلام

اس میں نبوت رسالت محدثیت مجددیت اور حضرت صاحب مسیح موعود کی نبوت پر بحث کی گئی ہے۔ قرآن شریف۔ حدیث شریف اور مرزا صاحب کی کتب سے ثابت کیا گیا ہے آنحضرت صلعم پر نبوت ختم ہو گئی اور حضرت مرزا صاحب نبی بمعنی محدث ہیں۔ قیمت فی جلد ۴

خلافت راشدہ

یہ کتاب حضرت مولانا کی حال ہی کی تصنیف ہے اس کتاب میں حضرت ممدوح نے ثابت کیا ہے۔ کہ خلفائے راشدین کا زمانہ دراصل زمانہ نبوی کا نتیجہ ہے۔ قیمت بے جلد عہ، مجلد ہیر

حقیقۃ المسیح

ایک عیسائی کے چند سوالات کے جوابات از روئے قرآن کریم اور بائیبل نہایت مفصل طور پر دئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ۳ر

احمد مجتبیٰ

میاں محمود احمد صاحب کے اس عقیدہ کی کہ احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ تھا تردید کی گئی ہے قیمت ۱

مقام حدیث

اس تصنیف میں اہل قرآن کا مدلل اور فیصلہ کن جواب ہے اور علاوہ ضرورت حدیث کے جمع حدیث اور تنقید حدیث پر مفصل بحث کی گئی ہے ہر ایک شخص جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے ساتھ تعشق منظور ہے اس کتاب کو ضرور پڑھے۔ قیمت فی جلد ۱ر

شناخت مامورین

جس میں مامورین من اللہ کی ادعائیں پرکھنے کے نشانات بالوضاحت درج کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف ۳ر

جمع قرآن

قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات کو نہایت تحقیقات سے لکھا گیا ہے اور اعتراضات کی تردید کی گئی ہے قیمت بجلد ۱۲ر مجلد ۱ر

حدوث مادہ

ایک آریہ صاحب سے مباحثہ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ حادث ہے قیمت صرف ۵ر

مراۃ الحقیقت

میاں محمود احمد صاحب کی کتاب حقیقۃ الامر کے جواب میں یہ رسالہ تصنیف کیا گیا ہے جس میں محمودی مغالطہ اندازیوں اور اصل عقائد کی ہو بہو تصویر کھینچی گئی ہے قیمت ۵ر

صحیح بخاری

ترجمہ و تفسیری نوٹ

تازہ تصنیف حضرت مولانا ممدوح پارہ اول عہ، دوم عہ، سوم عہ، باقی پارے چھپ رہے ہیں قیمت فی سو صفحہ کے حساب سے ایک روپیہ ہوگی۔ جو کچھ بھی نہیں۔

تصنیفات دیگر مصنفین

یجروید۔ یجروید کے نصف اول کا ترجمہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت مبلغ اسلام نے بڑی محنت سے تیار کیا ہے اس کے پڑھنے سے ہندو مذہب کی حقیقت کا ہر خاص و عام کو پتہ چل جاتا ہے کتاب ہاتھوں ہاتھ بک رہی ہے جلد آرڈر بھیجئے۔ قیمت ۱۲ر علاوہ محصولڈاک

غذا و صحت۔ جس میں صحت درست رکھنے اور غذا وغیرہ کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے یہ کتاب بچے بوڑھے کو یکساں مفید ہے کاغذ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ قیمت ۸ر علاوہ محصول

نماز۔ نماز کی فلاسفی اور اس کے متعلق احکام و مسائل ۴ر

روزہ۔ روزہ کی فلاسفی اور اسکے متعلق احکام و مسائل ۴ر

زکوٰۃ۔ زکوٰۃ کی فلاسفی اور اسکے متعلق احکام و مسائل ۴ر

حج کی فلاسفی اور اس کے متعلق احکام و مسائل قیمت ۴ر

تربیت اولاد

جس میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے اصول قرآن مجید و حدیث شریف سے اخذ کئے گئے ہیں۔ قیمت ۵ر

نوٹ۔ اس کے علاوہ ہر قسم کا اردو، عربی، انگریزی لٹریچر دستیاب ہو سکتا ہے۔ ملنے کا پتہ

مینجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

عرض حال

(از ایڈیٹر)

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ چند دن کی انتہائی محنت اور مشقت کے بعد آج ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ عید میلاد کے اس ناچیز تحفہ کو قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچا ئیں، اس تحفہ کی تیاری میں بہت سی مشکلات ہمارے سنگ راہ تھیں جن میں سے سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ بہت ہی تھوڑا وقت ہمیں اس کی تیاری کے لئے ملا۔ بہت سے اصحاب کے مضامین ہمیں بڑی دیر سے ملے۔ اس وجہ سے ان کی کتابت کے لئے بڑی مشکلات اٹھانی پڑیں اور عین وقت پر متعدد کاتبوں کی منت و خوشامد کر کے بصد مشکل ان سے کام کرایا گیا۔ مضامین کی ترتیب اور تدوین کا کام آج کل کی گرمیوں میں رات کے دو دو تین تین بجے تک بیٹھ کر کرنا اور دن کو کاتبوں کے پیچھے بھاگے بھاگے پھرنا اور طرح طرح کی باتیں ان سے سننا اگرچہ بڑا ہی تکلیف دہ کام تھا تاہم خداتعالیٰ کا میں ہزار ہزار شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے اس خدمت کی سرانجام کے قابل مجھے بنایا۔ اس پرچہ کی کتابت کرنے والوں میں سے "پیغام صلح" کے کاتب خاص سید سراج احمد صاحب خصوصیت سے قابل شکریہ ہیں کہ انہوں نے نہ صرف خود ہی معمول سے زیادہ وقت دیکر اس نمبر کے متعدد صفحات لکھے بلکہ بعض دوسرے کاتبوں سے بھی لکھوانے میں حتی الوسع میری پوری مدد کی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

ناشکرگزاری ہوگی اگر میں اس موقع پر اپنے شریک کار یعنی عملہ ادارت کے قابل فخر رکن شیخ انعام الحق صاحب کا ذکر نہ کروں۔ اس پرچہ کی آراستگی اور بہترین چھپائی اس کی اشاعت و فراہمی اشتہارات انہی کی محنت اور جد و جہد کا نتیجہ ہے۔ اور آج میں نہایت مسرت کے ساتھ یہ اعلان کرنے کے قابل ہوں کہ ان کی سعی اور تگ و دو کی وجہ سے پیغام صلح کا یہ نمبر آٹھ ہزار کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو رہا ہے ابتدا میں پانچ ہزار ہی چھپوانے کا ارادہ تھا۔ لیکن حریفوں نے زبان طعن دراز کی اور اس کی تعداد اشاعت کے متعلق یہ ظاہر کرنا شروع کیا۔ کہ گویا "الفضل" کے خاص نمبر کے بالمقابل یہ بہت ہی تھوڑی تعداد میں شائع ہوگا۔ اور زیادہ تر ردی میں پھینکا جائے گا۔ خداتعالیٰ کو یہ تکبر و غرور پسند نہ آیا۔ اور اس مضمون کا نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے آرڈر پر آرڈر آنے شروع ہو گئے۔ جس پر ہمیں تعداد اشاعت کو چھ ہزار، پھر سات ہزار اور پھر آٹھ ہزار تک بڑھانا پڑا۔ اور ابھی ممکن ہے اور بھی زیادہ چھپوانا پڑے بہت سے دوستوں نے تاروں کے ذریعہ سے آرڈر بھیجے۔ ہم ان سب دوستوں کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں اور اپنے قادیانی دوستوں کا بھی جن کی طعنہ زنی غیرت خداوندی کو حرکت میں لائی اور اس نے اپنے فضل و کرم سے ہم عاجزوں کی کوششوں کو نوازا۔

لیکن جہاں اس پرچہ کی کثرت اشاعت کی ہمیں خوشی ہے وہیں اس احساس کی وجہ سے ہم نادم بھی ہیں کہ اس پرچہ کو جس قدر اعلیٰ اور مفید بنانا چاہتے تھے وقت کی تنگی کی وجہ سے نہ بنا سکے۔ بہت سے دوستوں کے مضامین بڑی دیر کے بعد آئے۔ یہاں تک کہ اخبار کی آخری کاپیاں تیار ہو چکنے کے بعد بعض مضامین پہنچے۔ ایسی حالت میں سوائے اس کے کہ افسوس کے ساتھ ان کی خدمت میں معذرت کی جاتی اور کیا چارہ تھا۔ ایسے دوستوں میں سے ہمارے مکرم بزرگ میر مدثر شاہ صاحب، اخویم مکرم شیخ عبدالحق صاحب دہلوی۔ مکرمی مخدومی جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ مرزا عبدالکریم صاحب تاجر پونچھ اور مولانا مہتاب الدین صاحب مدیر بلاغ امرتسر کے اسمائے گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ان کے قابلانہ مضامین بروقت نہ پہنچنے کی وجہ سے اس پرچہ میں درج نہ ہو سکے۔ آئندہ نمبروں میں ہم انہیں یکے بعد دیگرے شائع کرتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔

اس پرچہ کا حجم ابتدا میں اس قدر بڑھانے کا ارادہ نہ تھا جتنا اب نظر آ رہا ہے۔ لیکن مضامین کی کثرت و اہمیت نے اس ارادہ کو بدل دیا۔ اور بجائے ۲۴ صفحات کے ۴۰ صفحات پر اس پرچہ کو شائع کیا جا رہا ہے۔ حجم کی اس زیادتی کے باوجود بعض ایسے مضامین جن کا پیشتر سے اعلان ہو چکا ہے اور جو بہت پہلے سے دفتر میں موصول ہو چکے تھے درج نہ ہو سکے جس کا ہمیں دلی افسوس ہے۔ بلکہ عدم گنجائش کے سبب ہم نے خود اپنا مضمون بھی جو ایک ہندو کے اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا تھا روک لیا۔ ہم ایسے تمام احباب سے معذرت خواہ ہیں۔ اور وعدہ کرتے ہیں کہ ان کے مضامین آئندہ پرچوں میں درج کر دیئے جائیں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ۔ ہم ان سب اصحاب اور ان بزرگوں اور دوستوں کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنے فاضلانہ مضامین سے اس حقیر تحفہ کی تیاری کے ہمیں قابل بنایا۔ بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ کا جن کے فاضلانہ مضامین اور سب سے بڑھ کر تاثیرات روحانی اور دعاؤں کی وجہ سے ہم اس تحفہ کی تیاری کے قابل ہوئے۔

آخر میں ہم قارئین کرام سے پھر معذرت کرنا چاہتے ہیں کہ جس چیز کی انہیں توقع دلائی گئی تھی وہ حسب دلخواہ ان کی خدمت میں پیش نہیں کی جا سکتی۔ نہ صرف مضامین کے لحاظ سے بلکہ کاغذ و طباعت کے لحاظ سے بھی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس پرچہ کی قیمت ابتدا میں غلطی سے بہت تھوڑی رکھدی گئی جو اس کے اخراجات کو بمشکل مکتفی ہو سکتی ہے۔ تاہم یہ ناچیز تحفہ جو ذات پاک خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام سے منسوب ہونے کے باعث بے بہا بن گیا ہے امید ہے کہ اس نام کی برکت سے نہایت مقبولیت کی نظروں سے دیکھا جائے گا۔ اور ہمارے احباب اس کے تیار کرنے والوں اور اس کی اشاعت میں حصہ لینے والوں کو دعائے خیر سے یاد کریں گے بعض ایسے کرم فرما بھی ہوں گے جن کے قلوب ہماری ان کوششوں سے ایک صدمہ محسوس کریں گے ان کو حافظ شیرازی کا یہ شعر تسکین دیگا ؎ حسد چہ میبری اے سست نظم بر حافظ + قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

مناجات مع التمجید

ایک ترک شاعر کا کلام

(مترجمہ جناب غلام عباس صاحب)

سن جہاں آفرین سین یارب!
یارب تو دنیا کو پیدا کرنے والا ہے۔

خالق العالمین سین یارب!
یارب تو عالموں کا خالق ہے۔

سن شعلہ افروزِ آسمانسین!
تو آسمان کو چمکانے والا ہے۔

توشہ بخشِ زمین سین یارب!
یارب تو زمین کی پرورش کرنے والا ہے۔

کرمنک صپ جہانہ شامل در
ترا کرم سارے جہاں میں شامل ہے

اکرم الاکرمین سین یارب!
یارب تو بخشش کرنیوالوں میں سب سے بڑا بخشش کرنیوالا ہے

بن نہ حاجت کہ عرضِ حال ایدہ یم؟
مجھے کیا ضرورت ہے کہ تجھ کو اپنی بپتا سناؤں!

سینہ دہ دل نشین سین یارب!
یارب (جبکہ) تو میرے سینے میں بسا ہوا ہے۔

ظاہرم باطنم سکا معلوم
تو میرے ظاہر اور باطن سے واقف ہے

حضرتنگ غیب بین سین یارب!
یارب تو مخفی باتوں کو دیکھنے والا ہے۔

فاضل آفندی

علیٰ وعلیٰ وغیرہ کرمنک۔ سکا۔ حضرتنگ۔ ان ترکی الفاظ میں تین تخفیف والا کاف (ک) آیا ہے یہ کاف ترکی میں "صاف نون" یا "نا شنگرلیانا" ہے اور دونوں کی آواز دیتا ہے۔ مندرجہ بالا الفاظ کو "کرمنگ" اور "سنگا" اور "حضرتنگ" پڑھیئے۔

فہرست مضامین بہ سلسلہ صفحہ نمبر (۱) ٹائٹل

صفحہ نمبر

۴۔ خلق نبوی کا ادنیٰ کرشمہ۔ حضرت جویریہ کا نکاح — جناب منصور احمد صاحب جائنٹ ایڈیٹر ہمایوں ۱۶

۵۔ آنحضرت صلعم اور تعداد ازدواج۔ حضرت امیر جناب مولینا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ ۱۷

۶۔ جامع کمالات نبی۔ جناب مولینا مرتضیٰ خانصاحب بی اے ۱۸

ج حصہ سوم ختم نبوت کے خلاف اعتقادات کا رد

(۱) خاتم النبیین کون ہے؟ مسیح یا محمد صلعم؟ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم ۱۹

(۲) ختم نبوت پر محققانہ نظر:-
- ختم نبوت کا عقیدہ اور امت محمدیہ
- ختم نبوت میں اختلاف
- نزول مسیح کا عقیدہ
- نئے نبی کے آنے کا عقیدہ
- لغت عرب میں خاتم کے معنے
- تفاسیر میں خاتم النبیین کے معنے
- ختم نبوت اور احادیث
- خاتم بمعنے مہر پر تنقید
- ختم نبوت اور حضرت مسیح موعود
- ختم نبوت اور سلسلہ احمدیہ یعنی میاں محمود احمد صاحب اور اُن کے مریدوں کے سابق معتقدات۔

ابو العطاء حکیم میرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفّٰی کے قلم سے ۲۱

د حصہ چہارم غیر مسلم اصحاب کی طرف سے عقیدت کے پھول رحمۃ اللعالمین کے قدموں میں:-

(۱) اسلام اور مسیحیت۔ پادری غلام مسیح صاحب سابق ایڈیٹر نورافشاں لاہور ۲۵

(۲) داعی اسلام کا حلم و عفو جناب ملک رام صاحب بی اے۔ ۲۵

(۳) عرب کا قابل فخر ریفارمر۔ جناب نانک چند ناز جلالپوری جائنٹ ایڈیٹر اخبار ملاپ لاہور ۲۶

(۴) پیغمبر اسلام کا اخلاق اور اسلامی مبلغ جناب کرم چند صاحب ایڈیٹر پارس لاہور ۲۷

ھ حصہ پنجم۔ خواتین کے مضامین

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات طبقہ نسوان پر بنت داروغہ نبی بخش صاحب لاہور ۲۸

(۲) ایک قیدی عورت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار میں رضیہ خانم بنت مولوی مصطفےٰ خانصاحب ۲۹

(۳) حلیمہ دائی کی عزت نبی کریم صلعم کی نظر میں۔ جنابہ ریح صاحبہ ۳۰

(۴) نبی کریم کا کیرکٹر اور حضرت خدیجہ کا سرٹیفکیٹ جنابہ خدیجہ بیگم صاحبہ لاہور ۳۰

(۵) آنحضرت صلعم اور حضرت عائشہ مفقودہ ۳۰

و حصہ ششم۔ متفرق!

(۱) دنیا کا آخری نبی گورو نانک بابا جی کی نظر میں۔ شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۲۴

(۲) تشکر احباب حضرت امیر ایدہ اللہ ۲۷

(۳) عید میلاد نبی کا عملی کام۔ شیخ انعام الحق صاحب

(۴) عرض حال۔ ایڈیٹر پیغام صلح ۳۲

ز حصہ نظم:-

(۱) دیر آمدۂ زراہِ دور آمدۂ۔ مولینا محمد سعید صاحب عثمانی ۱۴

(۲) آرزو دارم کہ میرم در حجاز۔ ایک پندرہ سالہ بچہ کی جولانیٔ طبع۔ ۱۷

(۳) در مدح خاتم النبیین۔ بتقریب چہاردہ صد سالہ سالگرہ۔ جناب مولنا مولوی محمد عبد اللہ خانصاحب ۱۹

(۴) آخری نبی اور آخری دین۔ حسان الہند چودھری دلو رام صاحب کوثری ۲۵

(۵) اک عرب۔ جناب ہری چند صاحب اختر ایم اے۔ ۲۶

(۶) شعاع امید۔ جنابہ آمنہ تمیم جھنگ۔ ۲۹

(۷) مناجات مع التحمید (ترکی نظم) فاضل فہمی (ایک ترک شاعر کا کلام۔ مترجمہ جناب غلام عباس صاحب لدھیانوی۔ ۳۲

ح حصہ خاص:- کلام الامام

(۱) ما مسلمانیم از فضل خدا۔ ضمیمہ (الف)

(۲) عربی قصیدہ حضرت مسیح موعود فی مدح حضرت نبی کریم صلعم۔ ضمیمہ (ب)

(۳) فارسی قصیدہ۔ حضرت مسیح موعود۔ در مدح حضرت نبی کریم صلعم ضمیمہ (ج)

(۴) اردو قصیدہ حضرت مسیح موعود۔ حضرت نبی کریم کی شان میں۔ ضمیمہ (د)

(۵) کلمات طیبات حضرت مسیح موعود:- صفحہ ضمیمہ الف
- (۱) انسان کامل ״ ״
- (۲) نبوت محمدیہ پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ״ ״

نوٹ

تصاویر کا بھی انتظام کیا گیا تھا مگر وقت پر بلاک خراب ہو جانے کی وجہ سے اسکو ملتوی کرنا پڑا

قیمت فی پرچہ معہ محصول ڈاک ۳/۰/۲
(فی سیکڑہ ۱۲/ علاوہ محصول ڈاک)

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

(بانی مشن مسجد ووکنگ انگلستان)

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
توحید فی الاسلام	عہ ر	سیر افکار یا روحانیات فی الاسلام	۱۲ر
مسلک مرد اولیہ	لعہ ر	ہستی باری تعالے	۶ر
ینابیع المسیحیت	لعہ ر	یسوع کی الوہیت اور اس کی کامل انسانیت پر ایک نظر	۴ر
روحانیات یا انجیل	۵ر	اسلام اور علوم جدیدہ	۴ر
ضرورت الہام	۱۲ر	صلائے نصرت بہ اہل ہمت فارسی نظم	۳ر
مکالمات طیبہ	۱۲ر	تناسخ (حیات بعد الموت)	۱۰ر
مطالعہ اسلام	۱۲ر	**دیگر مصنفین کی کتب**	
اسلام میں کوئی فرقہ نہیں	۱۲ر	لمعات الانوار محمدیہ	۶ر
مذہب محبت	۷ر	دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ	۷ر
وراثت عالم کا مذہب	۸ر	اسلامی نماز کا فلسفہ ۳ر تفسیر سورہ فاتحہ	۴ر
اسوہ حسنہ	۸ر	اسلام یعنی ہمدردی بنی نوع کا مذہب	۴ر
ام الالسنہ	۱۲ر	سیرت نبوی ۴ر قرآن اور جنگ	۴ر
براہین نیرہ	۱۲ر	لندن کا جلسہ میلاد نبی صلے اللہ علیہ وسلم	۳ر
پیام اسلام	۸ر	پادری صاحبان کے لئے حل طلب مسئلے	۱ر
مقصد مذہب	۳ر	اسلامی نماز اور اس پر عیسائی اعتراض	۱ر
خطبات عربیہ ۶ جلد		قرآن مجید مترجم اردو شاہ رفیع الدین صاحب مع ...	للعہ
مکمل سٹ	۱۲ر	پارہ عم معرا ۱۰ر قصائد برنو مسلمانان یورپ مجلد	۱۰ر
مکمل فہرست منگائیے	معت	نام درخواستی و ترسیل زر بنام	

مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب

اسلامک ریویو ووکنگ (انگلستان)

ایڈیٹر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی،

(سالانہ چندہ ۱۲ر)

مغرب میں اشاعت اسلام کا واحد علمبردار جو بڑی آب و تاب کے ساتھ انگریزی زبان میں ہر ماہ مسجد ووکنگ انگلستان سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں نو مسلمین کے مضامین اور فوٹو کے علاوہ مشرقی و مغربی اہل قلم کے اسلام پر زبردست مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس وقت اسی کے منافع پر بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات چل رہے ہیں۔ اس کا ہر ایک خریدار گویا بلاد غربیہ میں اشاعت اسلام کا خود متکفل ہو جاتا ہے۔ نمونہ مفت

مینیجر اسلامک ریویو۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

رسالہ اشاعت اسلام با تصویر

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ زیر ادارت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

اس رسالہ میں مشرقی و مغربی اہل قلم حضرات کے انگریزی مضامین کے اردو تراجم شائع ہوتے ہیں۔ جن میں تصوف و روحانیت پر اعلے پایہ کے مضامین ہوتے ہیں۔ ووکنگ مسلم مشن کی ماہواری رپورٹ اس میں شائع ہوتی ہے۔ غیر مذاہب کی تردید نہایت محققانہ اور معقول پیرائے میں کی جاتی ہے۔ الغرض یہ رسالہ حضرت نبی کریم صلعم کے پاک حالات اور آپ کے خلق عظیم کا آئینہ اور آپ کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کا دلکش مرقع ہے۔ سالانہ چندہ للعہ نمونہ مفت۔ طلب فرمائیے۔ پتہ

مینیجر رسالہ اشاعت اسلام۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور

مسلم ہوٹل شملہ (فون نمبر ۳۳۴۱) میں طعام و قیام کا بہترین انتظام ہے ہمیشہ موسم گرما میں یہیں قیام فرمائے۔ خادم مینیجر ہوٹل

آپ

اخبار پیغام صلح کے خریدار بن جائیے

کیونکہ

پیغام صلح ہندوستان میں بہترین سہ روزہ تبلیغی اصلاحی اور اتحاد اسلامی کا علمبردار ہے

پیغام صلح میں نہایت دلچسپ مدلل اور موثر مضامین شائع ہوتے ہیں۔

پیغام صلح میں ہندوستان کے بہترین ارباب قلم مضامین لکھتے ہیں۔

پیغام صلح میں معترضین اسلام کے اعتراضات کا نہایت تسلی بخش طریق پر جواب دیا جاتا ہے اور اسلامی تعلیم کو نہایت دلکش طریق پر پیش کیا جاتا ہے۔

پیغام صلح مسلمانوں کو مذاہب غیر کی تبلیغی سرگرمیوں سے خبردار کرتا ہے اور ان کی قومی ضروریات کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پیغام صلح کی ہر اشاعت میں دنیا بھر کی تازہ خبروں کا خلاصہ شائع ہوتا ہے۔

پیغام صلح کو مسلمانوں کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ بہت پسند کرتا ہے اس کے مضامین سلیس ہوتے ہیں جن سے بچے اور عورتیں بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں لکھائی چھپائی کاغذ سب اعلے سائز ۲۲×۱۸/۴ آپ آج ہی نمونہ کے لئے خط لکھ دیجئے سالانہ قیمت چھ روپے ششماہی تین روپے سہ ماہی دو روپے۔ طلباء سے چار روپے سالانہ ممالک غیر سے پندرہ شلنگ سالانہ۔ نمونہ مفت۔

(مینیجر پیغام صلح لاہور)

اشتہار کا بہترین ذریعہ

اخبار پیغام صلح ہے

کیونکہ

پیغام صلح شمالی ہندوستان کا سب سے زیادہ با اثر اور کثیر الاشاعت سہ روزہ اردو اخبار ہے۔

پیغام صلح کے ناظرین کا کثیر طبقہ اعلے تعلیم یافتہ اور متمول ہے اور اس کو ہر مذہب و ملت کے سنجیدہ مزاج لوگ مطالعہ کرتے ہیں۔

پیغام صلح ہندوستان کے ہر حصہ اور دنیا کے تمام ممالک میں بکثرت جاتا ہے

پیغام صلح ایک منظم اور با اثر جماعت کا واحد اردو آرگن ہے اور اس کا ہر پرچہ کم از کم پندرہ ہزار ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔

پیغام صلح میں اشتہارات کی آرائش بیلوں وغیرہ سے کی جاتی ہے اس غرض سے ایک قابل خوشنویس اور مصور کی خدمات حاصل کی گئی ہیں

پیغام صلح کی اجرت اشتہارات دیگر اخبارات کی نسبت بہت کم ہے

آپ کسی اور اخبار میں اشتہار دینے سے پہلے ہمارے نرخ ضرور طلب فرمائیے ہماری معرفت اشتہار کی بہترین کتابت ہو سکتی ہے اور نفیس اور اعلے چربے اور بلاک تیار کرائے جاتے ہیں۔

(مینیجر اخبار پیغام صلح لاہور)

یوم میلاد النبیؐ

کی

تقریب پر طول و عرض ہند میں شاندار جلسے

یوم میلاد النبیؐ کی تقریب پر ہندوستان کے تمام بڑے بڑے مقامات پر جلسے ہوئے۔ جن میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اور سیرت و اخلاق پر کئی ایک لکچر ہوئے۔ لاہور میں کم و بیش چار پانچ جلسے اس موقعہ پر یکے بعد دیگرے ہوئے۔ ایک ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن کی طرف سے۔ دوسرا صوفیا صوفیکل سوسائٹی کی طرف سے تیسرا اہل لاہور کا عام مشترکہ جلسہ چوتھا جلسہ مزنگ میں اہل مزنگ کی طرف سے ہوا۔ پانچواں لاہور چھاؤنی میں وہاں کے مسلمانوں نے کیا ان سب جلسوں میں جماعت احمدیہ لاہور کے متعدد اصحاب کے لکچر ہوئے۔ مولانا مولوی صدرالدین صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ مولانا یعقوب خاں صاحب کے لیکچر لاہور میں ہوئے۔

مولوی یعقوب خاں صاحب اور مولوی مصطفےٰ خاں صاحب نے لاہور چھاؤنی کے جلسے میں تقاریر کیں۔ شیخ محمد یوسف صاحب اور غازی محی الدین صاحب نے مزنگ کے جلسے میں لکچر دیئے۔

ان جلسوں کے علاوہ راولپنڈی کے جلسوں میں شمولیت کے لئے مولوی عصمت اللہ صاحب اور قصور میں مولانا مولوی مصطفےٰ خاں صاحب تشریف لے گئے۔ ڈلہوزی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑے مجمع میں نہایت بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

ان کے علاوہ ہر مقام پر مقامی اصحاب نے لکچروں کا انتظام کیا جن کی تفصیل بعد میں درج کی جائے گی۔

تصحیح } پیغام صلح کے آخری نبی نمبر کے صفحہ ۲۰ پر کالم ۲ میں مجدد وقت نے کیا کیا اصلاحیں کیں " کی سرخی کے نیچے اصلاح ۳ یوں چھپ گئی ہے " اور کسی نبی کے آنے کی ضرورت کیوں نہ ہو جب محمد رسول اللہ صلعم خود زندہ نبی ہیں " اس میں کتابت کی غلطی سے " نہ " لکھا گیا ہے۔ اصل عبارت یوں ہونی چاہیئے " اور کسی نبی کے آنے کی ضرورت کیوں ہو جب محمد رسول اللہ صلعم خود زندہ نبی ہیں " احباب " نہ " کاٹ کر عبارت درست کرلیں۔

(خاکسار بشارت احمد عفی عنہ)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔ عید میلاد کی تقریب پر حضرت امیر نے جو رسالہ انگریزی زبان میں آنحضرت صلعم کے حالات پر تصنیف فرمایا ہے وہ آٹھ ہزار کی تعداد میں چھپ کر کثرت سے ہزاروں برادران وطن کو بھیجا جا چکا ہے جن احباب نے ابھی تک اس کی مفت اشاعت میں حصہ نہ لیا ہو انہیں فی الفور اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کہ یہ اسلام اور رسول کریم صلعم کی تبلیغ کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

— مکرم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ۱۵ ستمبر کے بعد وادی کشمیر کو انشاء اللہ تعالیٰ جانے والے ہیں۔ اگر اپنے احباب میں سے کوئی دوست کشمیر جانا چاہتے ہوں تو ڈاکٹر صاحب سے " ڈلہوزی پیٹر برو " کے پتہ سے خط و کتابت کریں۔

— اخویم مکرم معظم شیخ عبد الحمید صاحب خلف جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کی صاحبزادی عزیزہ امت الحمید ۳ جولائی ۱۹۲۸ء سے تپ محرقہ میں مبتلا ہے۔ احباب کرام سے وہ دعا کے خواستگار رہیں۔

— برادر کندل خاں صاحب سفید ڈھیری کے بھائی محمود خاں صاحب فوت ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ لاہور میں ۳۱ اگست کو نماز جمعہ کے بعد ان کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ بیرونی احباب بھی جنازہ غائب پڑھ دیں۔

— برادر حکیم غلام احمد صاحب چک ۵۶۲ تحصیل جڑانوالہ سے لکھتے ہیں کہ ۱۷ اگست ۱۹۲۸ء کو چار مولوی جو اپنے آپ کو فاضل دیوبند ظاہر کرتے تھے۔ عبد اللہ خاں ذیلدار علاقہ کے ساتھ ہمارے گاؤں میں آئے۔ اور وفات و حیات مسیح پر مباحثہ کے لئے دعوت دی۔ میں نے ان کی دعوت کو منظور کیا۔ اور مباحثہ کا وقت بعد از نماز ظہر مقرر ہوا۔ وقت مقررہ پر پہلے تو مولوی صاحبان باہم جھگڑتے رہے۔ اس کے بعد یہ طے ہوا۔ کہ آج قرآن کریم سے اس مسئلہ پر بحث ہو اور کل احادیث سے۔ مولوی غلام مرتضےٰ صاحب حیات مسیح کے مدعی بن کر کھڑے ہوئے۔ اور لکن شبہ لہم سے حیات مسیح کو ثابت کرنے پر پورا زور لگایا۔ خاکسار نے اس کا جواب دیا اور مسیح موعود کی پیش کردہ مثالوں اور دلائل سے وفات مسیح کو ثابت کر دکھایا جواب الجواب کے لئے مولوی صاحب کو جب کہا گیا تو خاموشی کے سوا چارہ نہ تھا۔ دوسرا مولوی کھڑا ہوا لیکن لوگوں نے شرمندہ کیا کہ قرآن کریم تو مسیح کو فوت شدہ بیان کرتا ہے۔ اور تم قرآن کے خلاف زور لگاتے ہو۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک یہ میرا پہلا موقعہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔

— برادر موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ ملک بہادر نمبردار میری قوم میں سے ہیں سلسلہ عالیہ کے لئے ہر وقت جد و جہد کرتے ہیں خصوصاً اس جلسہ پر بے انتہا کام کیا ان کے فرزند محمد رمضان کے نام اخبار جاری ہے۔ حضرت امیر کی تحریک اصلاح رسوم کے مطابق سب سے پہلے اس نوجوان کی شادی ہوئی۔ برادری میں سے کوئی اس شادی میں شریک نہ ہوا۔ کیونکہ رسوم وغیرہ کو ترک کیا گیا اللہ تعالیٰ اس نوجوان اور اس کے نیک دل والد کو تا دیر زندہ و سلامت رکھے۔ اور ان کے نیک نمونہ سے دوسروں کو بھی سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

— برادر عبد الرحمن صاحب دفتر ملٹری اکونٹس راولپنڈی مطلع فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ امتحان اکونٹس میں پاس ہوگئے ہیں۔ اس خوشی میں انہوں نے ایک ماہ کی تنخواہ مبلغ ایک سو پندرہ روپے انجمن کو دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ فجزاہ اللہ خیرا (پیغام صلح :۔ اگر ہمارے دوسرے احباب بھی اپنی ترقیات اور تقرری کے موقع پر ایک ایک ماہ کی تنخواہ یا کم از کم ایک ایک ماہ کی ترقی انجمن کی نذر کر دیا کریں تو ان کی قومی تحریکات کو بہت فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔)

(افریقہ) اخویم عبد الحکیم صاحب کشائش روزگار کے لئے احباب سے دعا کے ملتجی ہیں۔ انہوں نے ایک پرائیویٹ ملازمت کی تھی لیکن بعض وجوہ سے چھوڑ دی ہے۔ اور اب سرکاری ملازمت کے لئے کوشاں ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے خاص دعا کی ضرورت ہے بڑے مخلص احمدی اور مسلمانوں اور اسلام کے لئے درد دل رکھنے والے ہیں

(جاوا) مرزا ولی احمد بیگ صاحب پورے زور کے ساتھ تبلیغ میں مصروف ہیں جب ایک سخت مشکلات ان کی راہ میں حائل ہیں احباب ان کی کامیابی کے لئے دعائیں کریں۔

(جرمنی) اخویم شیخ محمد عبد اللہ صاحب کو مختلف قسم کی مشکلات دربارہ مشن درپیش ہیں جو بغیر خاص دعاؤں کے حل ہونی مشکل ہیں۔ احباب اس بارہ میں خاص دعاؤں سے کام لیں۔ کہ اللہ تعالیٰ برلن مشن کی مشکلات ہمارے سامنے سے دور کرے۔

(کشمیر) ہمارے نوجوان عالم باعمل مولانا نور الدین صاحب نے پارہ عم کی تفسیر کشمیری زبان میں بڑی تقطیع کے ۴۰ صفحات پر شائع کی ہے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ ہدیہ مع محصولڈاک ۷ ۔ فی جلد زائد تعداد میں خریداروں کو خاص

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ - ۱۸ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ نمبر ۵۷

خاتم النبیین کے معنی

کیا میاں محمود احمد اور دیگر مسلمانوں کے نزدیک ایک ہی ہیں؟

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

۱۷ اگست کے "الفضل" میں میاں محمود احمد صاحب کا ایک مضمون بعنوان ذیل نکلا ہے "کیا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء دیانت سے کام لے رہے ہیں؟ مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک غیر احمدی ختم نبوت کے منکر ہیں" میں چونکہ میلاد النبی صلعم کے موقع پر ایک انگریزی رسالہ کی تیاری میں مصروف تھا۔ اس طرف توجہ نہ کرسکا۔

میں افسوس سے کہتا ہوں کہ میاں صاحب نے پانچ بڑے صفحے اخبار کے لکھ ڈالے مگر امر تنقیح طلب پر ایک حرف نہ لکھا۔ میرا اعتراض یہ تھا کہ میاں صاحب خاتم النبیین کے معنے یہ کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور دوسرے مسلمان ان الفاظ کے معنی یہ کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ اور ظاہر ہے کہ میاں صاحب کے معنوں کو مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں تو اب آنحضرت صلعم کی سیرت پر لیکچروں کے لئے جلسے کرنا جس میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اشتراک عمل کی درخواست تھی اور اس کا نام یوم خاتم النبیین رکھنا اس کی غرض سوائے اس کے کیا تھی کہ دوسرے لوگ یہ سمجھیں کہ خاتم النبیین کا مفہوم میاں صاحب کے نزدیک وہی ہے جو دوسرے مسلمانوں کے نزدیک ہے۔ بجائے اس اعتراض کا صاف صاف جواب دینے کے یعنی یہ کہنے کے کہ میرے نزدیک خاتم النبیین کے وہی معنے ہیں جو دوسرے مسلمانوں کے نزدیک ہیں۔ کہ نبوت کا دروازہ آنحضرت صلعم کے بعد بند ہے۔ اور میں نے پہلے معنی سے رجوع کرلیا ہے یا یوں نہیں تو یوں فرماتے کہ بے شک میرے نزدیک خاتم النبیین کے معنے نبوت کا دروازہ کھلا ہونے کے ہیں۔ اور دوسرے مسلمانوں کے نزدیک بند ہونے کے ہیں۔ مگر اس دن کا نام یوم خاتم النبیین رکھنے میں فلاں حکمت تھی۔ ان نئے معنوں کی پردہ پوشی نہ تھی۔ جن کو عقل اور لغت دونوں دھکے دیتے ہیں۔ ایک لمبا چوڑا بے تعلق مضمون پانچ صفحوں کا لکھ مارا ہے۔ جس میں کچھ تو وہی حسب معمول مجھے اور میرے ساتھیوں کو برا بھلا کہے جانا اور اپنی مظلومیت کا اظہار کرتے جانا ہے جو مریدوں کو قائل کرنے کے لئے بہترین ہتھیار ہے۔ اور کچھ اس بات پر قسمیں ہیں کہ میاں صاحب خاتم النبیین کے منکر نہیں بلکہ وہ تو بیعت میں بھی آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار لیتے ہیں۔ بھلا جب صراحت سے قرآن شریف میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں تو میاں صاحب کو یہ کہنے کے سوا چارہ کیا ہے کہ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ مگر میرا سوال تو خاتم النبیین کے معنے پر تھا۔ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ اور صاف طور پر ایک بات کو تسلیم کیوں نہیں کرتے۔ کہ آیا ان کے نزدیک اور عام مسلمانوں کے نزدیک خاتم النبیین کے معنوں میں یہ اختلاف ہے یا نہیں کہ عام مسلمان کہتے ہیں اس سے مراد ہے باب نبوت کا بند ہونا اور میاں صاحب کہتے ہیں اس سے مراد ہے باب نبوت کا کھلا ہونا یہ نہیں کہ میاں صاحب کو یہ علم نہ ہو کہ میرا اعتراض کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس زیر بحث مضمون میں بھی میرے اصل الفاظ کا کچھ حصہ نقل کیا ہے

"جب میاں صاحب اور ان کے مرید آنحضرت صلعم پر نبوت کو ختم نہیں مانتے تو یوم خاتم النبیین سے لوگوں کو دھوکا ہوگا یا نہیں کیونکہ عام مسلمان خاتم النبیین کے معنے یہی جانتے ہیں کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوگئی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"

اور بڑی صفائی سے اگلے الفاظ ترک کردیئے ہیں :

"اور قادیانی حضرات خاتم النبیین کے یہ معنے کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد ہزاروں نبی آئیں گے"

یہ الفاظ کیوں چھوڑے تاکہ مریدوں کی توجہ امر تنقیح طلب کی طرف نہ ہونے پائے۔ میاں عبد الحق صاحب وکیل گورداسپور جو بڑے زور شور سے بات بات میں ہمارے حوالوں کے ادھورے ہونے کے دعویدار رہتے اور جنہوں نے دو ماہ ہوئے اب ایک مکالمہ بنا کر شائع کیا ہے۔ (جس کا جواب دینا میں تضیع اوقات سمجھتا ہوں) اور اس کے ساتھ ایک پٹھان کا قصہ قادیانی پٹھانوں کی حرکات کو مد نظر رکھتے ہوئے بڑھایا ہے۔ اپنے پیرو مرشد کے اس فعل پر ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ میرے اعتراض کی صورت بگاڑنے کے لئے میاں صاحب آدھے لفظ نقل کردیتے ہیں اور آدھے چھوڑ دیتے ہیں۔

تو اب پھر غور کریں کہ میرا اعتراض یہ ہے کہ لفظ تو دونوں میں مشترک ہے میاں صاحب میں اور عام مسلمانوں میں مگر مفہوم جو دونوں لیتے ہیں اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ میاں صاحب کہتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد ہزاروں نبی آئیں گے۔ بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ میری گردن کی دونوں طرف دو تلواریں رکھدی جائیں اور یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی نہیں آئے گا تو میں کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے کذاب ہے نبی آئیں گے اور ہزاروں آئیں گے (دیکھو انوار خلافت ۶۲ تا ۶۵) اور مسلمان سب اس بات پر متفق ہیں کہ آیت خاتم النبیین نص قطعی اس بات پر ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ اگر میاں صاحب بھول گئے ہیں تو کیا ان کی جماعت میں بھی کوئی شخص ایسا نہیں جسے یہ یاد ہو کہ میاں صاحب خاتم النبیین کے کیا معنی کرتے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ جن لوگوں کو خاتم النبیین کے معنے نبوت بند کرنے پر جھوٹا اور کذاب کہہ چکے ہیں اب بڑے زور شور سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ان کا اور ان کا عقیدہ درحقیقت ایک ہے۔ اور پانچ صفحے اس بات کا یقین دلانے میں خرچ کئے ہیں کہ فی الحقیقت ان کے اور دوسرے مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ میاں صاحب جس قدر چاہیں ہمیں برا کہہ لیں کہ ان کی کسی فرضی کامیابی پر ہمیں حسد اور بغض ہے۔ اور اس لئے ہم ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لئے جلسے کرنا اچھا کام ہے مگر یہ کونسا ایسا نیا کام ہے جو پہلے کبھی کسی نے کیا نہیں اگر وہ تین سو یا چار سو مقام پہ جلسے ہوگئے تو کیا اس سے پیشتر ہزاروں مقامات پر ایسے جلسے ہر سال نہیں ہوتے رہتے۔ کیا ہر سال ہر انجمن کم سے کم ایک ایسا جلسہ نہیں کرتی جس میں آنحضرت صلعم کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے پھر کیا میلاد النبی صلعم کی تقریب پر ایسے جلسے بہت سے مقامات پر نہیں ہوتے۔ پھر یہ کہنا کہ ہم نے مخالفت کی یہ بھی غلط بیانی ہے۔ ہم نے اگر کچھ کیا ہے تو محض اس قدر کہ ان جلسوں میں میاں صاحب کے ساتھ ہم نے اشتراک عمل نہیں کیا۔ اور اسی بنا پر نہ کیا کہ اس سے ایک غلط فہمی پیدا کرنا مقصود ہے۔ اور اب ایک ادنے فکر سے کام لینے والا آدمی بھی دیکھ سکتا ہے کہ جو کچھ ہم نے کہا تھا وہی درست نکلا۔ میاں صاحب نے اب پانچ صفحات اخبار کے اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے خرچ کئے ہیں کہ ان کا اور عام مسلمانوں کا عقیدہ ایک ہے۔ کاش وہ ایک ہوتا تو ہم کو یہ ذلت کا دن کیوں دیکھنا پڑتا کہ حضرت مسیح موعود کا نام بدنام کیا جارہا ہے اور یہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ آپ کا تشریف لانا اسلام کے لئے اس روز بد کا سامنا تھا کہ چالیس کروڑ میں سے ۳۹ کروڑ ۹۶ لاکھ کا فر دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے اور چار لاکھ مسلمان رہ گئے۔ وہ اب از سر نو اشاعت اسلام کریں گے۔ قریباً چالیس سال میں تو یہ چار پانچ لاکھ مسلمان بن گئے۔ اب جب ایک اور دعویٰ نبوت کا ہوگا جو ممکن ہے میاں صاحب خود ہی کردیں تو ان چار پانچ لاکھ میں سے بھی خدا جانے کتنے مسلمان باقی رہ جائیں گے۔ اگر جناب میاں صاحب کا عقیدہ ختم نبوت کے بارہ میں وہی ہوجائے جو دیگر مسلمانوں کا ہے تو اس سے بڑھ کر ہمارے لئے خوشی کا دن کوئی نہ ہوگا مگر وہ صاف الفاظ میں یہ اعلان کردیں کہ وہ بھی خاتم النبیین کے معنے یہی کرتے ہیں جو آنحضرت صلعم کی احادیث سے ثابت ہیں کہ آنحضرت قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں اور جو شخص آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرے وہ دجال اور کذاب ہے۔ اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہر اقرار کرنے والا مسلمان ہے۔ مسیح یا مہدی کا انکار بھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرسکتا چہ جائیکہ یہ اعتقاد رکھنا کہ جن لوگوں نے اس مسیح یا مہدی کا نام بھی نہیں سنا وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

پس میں میاں صاحب سے پھر یہ کہوں گا کہ وہ ہمیں جو چاہیں کہیں مگر امر تنقیح طلب پر کچھ روشنی ڈالیں کہ آیا فی الواقع یہ صحیح ہے یا نہیں کہ خاتم النبیین کا جو مفہوم وہ لیتے ہیں اور جو دوسرے مسلمان لیتے ہیں اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ (باقی آئندہ)

ریل یا خر دجال

سب سے پہلے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد وقت نے اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ احادیث شریفہ میں جس خر دجال کی پیش گوئی ہے وہ یہی ریل ہے جس کے ذریعے یورپین طاقتیں اپنے پنجے جمایا کرتی ہیں جس ملک میں ریل کی پٹڑی بچھادی۔ یوں سمجھو کہ وہاں ان کی حکومت کی پٹڑی جم گئی۔ یہی وہ دجال کی سواری ہے جو بموجب تشریحات حدیث شریف اس قدر تیز رفتاری سے چلتی ہے کہ ایک طرف افق سے نظر آتی ہے۔ تو دوسری طرف فوراً غائب ہوجاتی ہے۔ اور اپنے پیچھے دھوئیں اور گرد و غبار کا ایک بادل چھوڑ جاتی ہے اور جسکے چلنے کی گڑگڑاہٹ بادل کی گرج سے مشابہ ہے۔ جسکے انجنوں کی آواز گدھے کے رینگنے سے مشابہ ہے۔ جسکے ساتھ آگ اور پانی چلتا ہے۔ اور کھانے پینے کا سامان یعنی ریسٹارنٹ کار چلتی ہیں جس کی لمبائی ستر باع ہوتی ہے۔ جو رات اور دن برابر چلتی ہے۔ اور ہمہ وقت لوگوں کو سواری کے لئے بلاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ یہ نقشہ جس قدر وضاحت سے ریل کی تصویر کھینچتا ہے وہ آنحضرت صلعم کی کشفی نظر کی تیزی اور صفائی پر ایک دلیل واضح ہے کہ تیرہ سو برس پہلے آپ کے قلب کی آنکھ نے کس صفائی سے ریل کے نقشہ کو دیکھا ہے۔ جب تک ریل کا وجود دنیا میں معرض ظہور میں نہ آیا تھا ایسی ان دیکھی چیز کے متعلق جس قدر بھی غلط فہمیاں ہوتیں کم تھیں۔ مگر اب جب ریل سامنے اپنی کل تفصیلات کے ساتھ نظر آگئی تو ضروری تھا کہ اگلی غلط فہمیوں کی اصلاح ہوجاتی۔ مگر پرانی لکیر کے فقیر ملاؤں کو تحقیقات سے کیا واسطہ! وہ اپنی تقلید کے چکر ہی میں تھے۔ جو مصلح وقت نے بیانگ دہل اعلان کیا کہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوئیں اور خدا کے رسول صلعم کی پیشگوئی سچی نکلی۔ خر دجال تمہارے سامنے دوڑتا پھرتا ہے اور وہ پیشگوئی کے مطابق کل دنیا میں پھر گیا ہے اور پھر رہا ہے۔ اس وقت تقلید کورانہ کے پیرو ملاؤں نے اس پر بہت شور مچایا اور استہزا سے کام لیا مگر زمانہ کے زبردست ہاتھوں نے آخر کار عقلمندوں سے منوا لیا۔ کہ خر دجال جس کی پیشگوئی حدیثوں میں تھی وہ یہی ریل ہے۔ اور کیوں نہ مانتے جب پیشگوئی کا ہر پہلو ریل پر نہایت صفائی سے چسپاں ہوتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ۲۴ اگست ۱۹۲۸ء کے روزنامہ انقلاب میں ایک خبر مفصلہ ذیل عنوان سے چھپی ہے جس میں اسی حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے۔ لکھا ہے:۔

"مشرق قریب میں خر دجال کی پگڈنڈی"

"۲۰ جولائی۔ ایک ایسی ریلوے لائن کی تعمیر کے لئے کوشش کی جارہی ہے جو عراق کو فلسطین سے ملادے گی۔ معلوم ہوا ہے کہ حدود عراق سے لبنان تک پٹڑی بچھانے کے متعلق ابتدائی کارروائی شروع کردی گئی ہے یہ لائن حیفہ سے شروع ہو کر صحرا میں سے گزرتی ہوئی بغداد پر ختم ہوگی" (المقطم)

یہ عنوان "خر دجال کی پگڈنڈی" والا المقطم نے قائم کیا ہے یا معطر انقلاب نے۔ بہرحال یہ ایک صداقت کی تائید اور حقیقت کا اظہار روشن خیال طبقہ کی طرف سے ہے۔ جو نہایت مسرت خیز اور امید افزا ہے۔ ریل کی سڑک کو خر دجال کی پگڈنڈی قرار دینا صاف طور پر بتلاتا ہے کہ حق اپنا اثر تنمید و قلوب اور سلجھے ہوئے دماغوں پر جمال رہا ہے۔ اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب کل صداقتیں اہل علم اور ارباب نظر پر منکشف ہوکر ہر ایک بدگمانی اور غلط فہمی کو دور کردینگی۔

سود خوری اور سرمایہ داری کی بیخ کنی کی ضرورت

سود خوری ایک ایسی لعنت ہے جو دنیا میں ایک طرف تو سرمایہ داروں کے سرمایہ کو ترقی دیتی ہے اور دوسری طرف مفلسوں کے افلاس کو بڑھاتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ جہاں ایک طرف دولت سمٹ کر چند لکھ پتیوں کی جیب میں چلی جارہی ہے وہاں لاکھوں کروڑوں انسانوں کو نان شبینہ کا محتاج کر رکھا ہے۔ یہ ایک لعنت ہے جو اب یورپ سے نکلکر روز بروز ایشیا پر بھی محیط ہوتی چلی جارہی ہے۔ یہانتک کہ ہندوستان کے بعض مسلمان جو مغرب کی ہر چیز پر فدا ہیں۔ خواہ وہ ظلمت ہو یا روشنی دن رات اسی تگ و دو میں ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں میں بھی سرمایہ داری

اور سود خواری کو رواج دے کر اسلامی اخلاق فاضلہ اور فیاضی اور مساوات انسانی کو پامال کر دیا جائے۔ ادھر یہ کوششیں ہو رہی ہیں اور ادھر یورپ میں اس سرمایہ داری اور سود خواری کے خلاف جو جو تحریکیں اٹھ رہی ہیں وہ اس قدر زبردست ہیں کہ سرمایہ داروں کو دن رات اپنی فکر پڑی ہوئی ہے۔ یورپ سرمایہ داری اور سود خوری کے بوجھ کے نیچے تڑپ رہا ہے۔ مگر اس کا جال اس قدر زبردست بچھا ہوا ہے کہ اس سے عہدہ برآ ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ مگر اسلام کے اصول کچھ ایسی ابدی صداقتیں ہیں کہ خدا کے فضل سے آخر کار فتح کا سہرا انہی کے سر رہیگا اسلام افراط و تفریط سے پاک ہے ایسے پاکیزہ اور معتدل اصول پیش کرتا ہے کہ جو نہ یورپ کے بولشویزم کی طرح بالکل سرمایہ کو مٹا کر انسانی ترقیات کے دروازہ کو بند کرتے ہیں۔ اور نہ سود خواری کے نیچے نفع محض سرمایہ داروں کو دیکر محنت کرنے والوں کو افلاس کا نشانہ بننے دیتے ہیں بلکہ سود خوری کو حرام اور زکوٰۃ کو فرض قرار دیکر سرمایہ کی تقسیم میں عدل اور توازن سے کام لے کر دنیا میں امن اور اطمینان کو قائم کرنے میں ممد ہیں۔ حال ہی میں مسٹر ٹام جانسن ممبر پارلیمنٹ ہندوستان کے افلاس پر رائے زنی کرتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ ہندوستان کے افلاس کا صحیح علاج سود خوری اور سرمایہ داری کی بیخ کنی ہے۔ ہمعصر "انقلاب" ۲۳ اگست ۱۹۲۸ء اس خبر کو اس طرح درج کرتا ہے:-

"کلکتہ ۲۰ اگست۔ اخبار انگلشمین کا نامہ نگار خصوصی بذریعہ برقی پیغام اطلاع دیتا ہے کہ لالہ لاجپت رائے نے "مدر انڈیا" کا جو جواب شائع کیا ہے اس کے سلسلے میں مسٹر جانسن رکن پارلیمنٹ لالہ صاحب کے اس خیال کا مضحکہ اڑاتے ہیں کہ ہندوستانیوں کی جہالت اور افلاس کے ازالہ کا واحد علاج سوراج ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ امریکہ میں سوراج ہے لیکن حبشیوں پر بدستور مظالم ہو رہے ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ لالہ لاجپت رائے کو اس مغالطہ میں نہیں رہنا چاہیئے کہ اگر ہندوستانی فوج کے افسر زمینداروں، بابوؤں اور راجوں کے لڑکے بن گئے اور پنڈت لوگ وائسرائے کے بستر پر آرام کرنے لگے تو ہندوستان سے افلاس اور جہالت پر لگا کر اڑ جائیں گے۔ یہ وہم سیاسی شیر خوار بچوں کے دلوں میں پیدا ہوا ہے۔

ہندوستان کے افلاس کا علاج سوراج نہیں بلکہ معاشرتی ترقی اور سود خواری اور سرمایہ داری کا انسداد ہے"

یہ ہے وہ حق کا جادو جو سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔!

خاتم النبیین صلعم کا خطبہ اولین

رسول اکرم ایک جمعہ کے دن اپنے اونٹ پر سوار ہو کر سو پرستاران توحید کی معیت میں قبا سے روانہ ہوئے۔ اور مدینے کا عزم کیا اثنائے سفر میں آپ نے اپنے بائیں طرف رخ کیا اور بنی سالم بن عوف کے خیموں میں قیام فرما ہو گئے۔ یہ جگہ وادی رانونا کہلاتی تھی یہاں پر آپ نے ایک نہایت درجہ کا بلیغ خطبہ پڑھا۔ اور اس کے بعد جمعہ کی نماز ادا کی۔

یہ خطبہ خاتم الانبیا آنحضرت (صلعم) کا سب سے پہلا خطبہ تھا جو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اور یہ نماز سب سے پہلی نماز جمعہ تھی جو آپ نے ادا کی۔ ذیل اس خطبے کا مختصر ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

آنحضرت اٹھے اور حق تعالےٰ کی شان میں حمد و ثنا کے محبت بھرے شیریں اور مقدس کلمات ادا کرنے کے بعد اس طرح گویا ہوئے

اے لوگو! اپنی زندگی میں آخرت میں کام آنے والے کچھ کام کر جاؤ۔ تحقیق جانو کہ قیامت کے روز ہر فرد بشر سے اس بھیڑ کے متعلق جواب طلب کیا جائے گا۔ جیسے وہ بغیر کسی چرواہے کے چھوڑ گیا ہے۔ ازاں بعد جناب حق اس سے کلام کرے گا۔ . . . لیکن کس طرح کلام کرے گا؟ نہ اس کا کوئی ترجمان ہوگا اور نہ کوئی پردہ دار بنفس نفیس کہے گا کہ اے میرے بندے کیا میرے رسول نے تجھ کو میرا پیغام نہیں پہنچایا میرے احکام نہیں سنائے؟ میں نے تجھ کو دولت دی۔ تجھ پر لطف احسان کیا۔ بتا کہ میری اتنی مہربانیوں کے صلے میں تو نے کہاں تک میرے احکام کو سرانجام دیا۔ کس حد تک میرے پیغام پر عمل کیا؟

اور اس کا بندہ دائیں بائیں دیکھے گا لیکن اسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ آگے نگاہ ڈالے گا تو بجز جہنم کے خاکستر کر دینے والے شعلوں کے اسے کوئی شے دکھائی نہ دے گی۔

اے لوگو! ان شعلوں سے بچنے کے لئے آدھی خرما بھی کافی ہے۔ اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو صرف کلمہ طیبہ ہی جہنم سے رہائی دلا سکتا

ختم نبوت پر بعض اعتراضات کے جوابات

(خان بہادر مولوی غلام حسن خان صاحب آنریری مجسٹریٹ پشاور کی قلم حق رقم سے)

یہ عقیدہ کہ محمد صلعم پر نبوت ختم ہو گئی اہل اسلام کے جملہ فرق میں مسلمہ چلا آیا ہے۔ تیرہ صدیوں تک کسی کے ذہن میں بھی نہیں آیا ہوگا کہ کسی وقت اس عقیدہ میں کوئی تزلزل واقع ہوگا اور اس کی تائید میں کتابیں یا مضامین لکھنے پڑیں گے مسلمانوں میں سے شیعہ ایک غالی فرقہ ہے جو اپنے ائمہ اہلبیت کے متعلق یہ خیال رکھتے ہیں کہ انکو علم ماکان اور مایکون حاصل تھا اور یہ کہ وہ جملہ انبیاء سابقہ سے افضل تھے۔ مگر بایں کسی نے یہ ادعا نہیں کیا کہ وہ نبی تھے اسکی وجہ سوائے اس کے کوئی نہیں ہے کہ ان کے سامنے ختم نبوت کی ایک آہنی دیوار تھی یہ مسئلہ صرف نہ نصوص قویہ شرعیہ سے ثابت ہے بلکہ دلائل عقلیہ بھی اسکی تائید میں ہیں۔ نسل انسانی جب پھیلی تو وہ زمین کے مختلف حصوں میں آباد ہوئی اور ایک دوسرے سے اس طرح جدا ہو گئی کہ بعض اوقات وہ ایک دوسرے کے وجود سے بھی آگاہی نہیں رکھتی تھی۔ ایک قطعہ سے دوسرے قطعہ تک سفر کرنے میں سخت دشواریاں تھیں دریا اور سمندر اور پہاڑ اور جنگل درمیان میں حائل ہوتے تھے جنسے گذرنا آسان نہ تھا۔ باہم مراسلت کے ذرائع بھی مفقود یا معدوم تھے ایسے حالات کے ماتحت اللہ تعالےٰ کی سنت ان کے درمیان یہی تھی کہ ہر قوم کو جدا نبی اور جدا کتاب دی جاتی تھی اگرچہ اصولاً انکے شرائع میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا تھا مگر ہر قوم کو فروع ان کے حالات کے مطابق مختلف دئے جاتے نہ صرف اتنے اختلاف کی بنا پر قومیں یہ سمجھ کر کہ جو کچھ ایک قوم کے پاس ہے وہی حق ہے اور باقی باطل پر ہیں ایک دوسرے کے ساتھ منافرت رکھتی تھیں اور یہ ناممکن تھا کہ اندر ایتلاف اور اتحاد پیدا ہو۔ ایک قوم یا ایک قطعہ کے ساکنین جو ایک شرع اور منہاج کے ماتحت ہوئے تھے ان میں بھی تفرق اثر کر جاتا تھا۔ کیونکہ تغیرات زمانہ کے ماتحت انکو جدید احکام بھی دینے پڑتے تھے جو افتراق کا موجب ہو جاتے تھے انہیں تغیرات کے ماتحت زمانہ ترقی کرتا رہا۔ اور نسل انسانی ترقی کے مختلف مراحل طے کرتی رہی یہاں تک کہ ایک ایسا زمانہ قریب آیا کہ ایک قطعہ سے دوسرے قطعہ اور ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک اقلیم سے دوسرے اقلیم تک سفر کرنا آسان ہو سکتا اور اشاعت کے سامان اور خبر رسانی کے ذرائع سہل اور بکثرت اور ارزاں ہوں اور ایک ملک کے اجناس اور ان کے علوم اور تجارب دوسرے ملکوں تک پہنچانے میں دشواریاں حائل نہیں تو اللہ تعالےٰ کی مشیت نے یہ چاہا کہ آدم کے کنبہ کو دین واحد پر جمع کرنے اور ان میں ایتلاف اور اتحاد کی بنیاد ڈالنے کے لئے انکو ایک نبی اور ایک کتاب دی جاوے اور نسلی اور ملی اور لونی اور کسبی اور ملکی اختلافات مٹا دئے جاویں۔ آئندہ نہ کوئی نبی اور نہ کوئی کتاب آوے جس سے اس کنبہ میں پھر اختلاف پیدا ہو۔ یہ کوئی قیاسی امر نہیں ہے کہ نبی اور کتاب کے آنے سے اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ یہ امر مشاہدہ سے ثابت ہے پس اس مبارک غرض کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے محمد صلعم کو مبعوث کیا اور قرآن کریم مکمل کتاب نازل کی اور ایسے احکام نازل کئے جو ہر زمانہ اور ہر ملک اور ہر قوم کے موافق ہوں۔ اگر محمد صلعم کے بعد ایسا نبی مبعوث ہو جس کا انکار کفر ہو اور انسان اس دین سے جو قرآن لایا ہے خارج ہوتا ہو اور اسلامی سوسائٹی کے حقوق سے محروم ہوتا ہو تو وہ مقدس غرض جس کے لئے محمد صلعم مبعوث ہوئے تھے فوت ہوتی ہے اور وہی تفرق اور وہی اختلاف جو پہلے سے چلا آتا تھا عود کر آئیگا اس کے لئے کسی دلیل کی کیا ضرورت ہے مشاہدہ گواہ ہے۔ ایک نمونہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ ایک فرقہ نے ایک مجدد کو نبی مان کر اپنی مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ شامل کر دیا ہے اور جیسا کہ اس فرقہ کا عقیدہ ہے اگر ایسے ہزاروں نبی آئے تو اسلام کا کیا باقی رہ جاوے گا۔ غیر مسلموں کا جذب کرنا تو الگ ہا خود اسلام میں ہزاروں فرقے پیدا ہو جاویں گے اور ان میں وہی اختلاف اور سر پھٹول ہوگی جو اب اس فرقہ میں اور مسلموں اور غیر مسلموں میں پائی جاتی ہے قرآن کریم نے اس مبارک غرض کو قائم رکھنے کے لئے محمد صلعم کے بعد خلافت کے [illegible] اور حدیث نے اس

قرآنی وعدہ کو ان عبارت سے تعبیر کیا ہے کہ اس امت میں مجدد آویں گے نہ انبیا۔ اگر اس امت میں انبیا کا آنا مقرر ہوتا تو خلافت اور مجددیت کے وعدے کے بجائے انبیا کے وعدہ کے مقابل میں ان کے ہیں کیا ضرورت تھی اللہ تعالےٰ نے اس امت میں انبیا کا کام خلفاء اور مجددین سے لیا ہے تاکہ ایتلاف اور اتحاد میں کوئی رخنہ نہ پڑے جو ایک مبارک اور مقدس غرض ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نبوت ایک نعمت ہے۔ نسل انسانی اس سے کیوں محروم کر دی گئی۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ نعمتیں بھی بغیر محل پر زحمتیں ہو جاتی ہیں۔ باران بھی رحمت الٰہی ہے مگر غیر ضرورت پر یا ضرورت سے زائد ہونے پر زحمت ہو جاتی ہے۔ اس دلیل سے تمسک کرنیوالے کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر شریعت بھی نعمت ہے اور نسل انسانی کو مصالح کے ماتحت اس سے محروم کرنا جائز ہے تو ایسے ہی مصالح کے ماتحت نبوت سے محروم کرنا کیوں روا نہیں۔ انسان کلام میں تحریف کر سکتا ہے اور اس کی باطل تاویلات کر سکتا ہے۔ لغت کو اپنے مدعا کے قالب میں ڈھال سکتا ہے مگر واقعات اور مشاہدات کی تکذیب نہیں کر سکتا۔ آج سے تیرہ سو سال ماقبل اللہ تعالےٰ نے جس مقصد سعید کی بنیاد رکھی تھی آج جملہ اقوام اس کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں اور اسکو عملی جامہ پہنانے کے لئے مختلف تجاویز سوچ رہی ہیں اور لمبے قدم اٹھا کر اس کی طرف آ رہے ہیں۔ نبوت کو جاری ماننے والے فکر کریں کہ آیا وہ اس مبارک غرض کے رستہ میں روک ہیں یا اسکا رستہ صاف کر رہے ہیں۔ اقوام عالم اس تنگ جنت میں نہیں سما سکتیں جو انہوں نے اپنے زعم میں تیار کر رکھا ہے مسئلہ ختم نبوت پر فریقین کی طرف سے چودہ سال کے عرصہ میں اسقدر لٹریچر شائع ہو چکا ہے کہ اب اس پر تفصیل کے ساتھ بحث کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ اس مضمون میں اس کے لئے کچھ گنجائش ہے تاہم میں مختصراً فریق مخالف کے چند دلائل بیان کرتا ہوں جو ان کے زعم میں بہت قوی ہیں اور یہ دکھاتا ہوں کہ ایک اہم مسئلہ پر جس پر ایمان اور کفر کا مدار ہے اور جس کے انکار سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اس کے لئے انہوں نے کیسی ضعیف اور بودے دلائل اختیار کر رکھے ہیں۔ قرآن کریم کی ان آیات سے نبوت کا عدم انقطاع ثابت کرتے ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ قوموں میں نبی آتے رہے ہیں اور اس کو سنت اللہ قرار دیتے ہیں جو تبدیل نہیں ہو سکتی اس دلیل کا بطلان اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعض سنن ایسے ہیں کہ وہ لوگوں کے حالات بدل جانے سے تبدیل ہو جاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم ترجمہ:- ضرور اللہ تعالےٰ اپنی سنت کسی قوم کے حق میں تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ ان حالات کو تبدیل نہ کر دیں جو اس سنت کے مقتضی تھیں۔ ارسال رسل ایک سنت الٰہی ہے مگر حالات کے ماتحت ہی ضرورت پیدا ہوتی ہے تو یہ سنت عمل میں آتی ہے۔ اور زمانہ کی ضروریات کے لحاظ سے اس میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ ہر ایک قوم کی جدا رسول اور جدا کتابیں آتی تھیں۔ ایک زمانہ ایسا آیا کہ یہ سنت تبدیل ہو گئی اور کافۃ للناس کے لئے ایک نبی اور ایک کتاب آ گئی پھر اس فرقہ کے نزدیک تیرہ سو سال تک کوئی نبی نہیں آیا۔ کیونکہ ضرورت اس کی مقتضی نہ تھی پس ضرورت اور عدم ضرورت کے ماتحت یہ سنت چلتی ہے اگر ایک ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ بعثت رسل کی ضرورت نہ رہی تو اس میں اللہ تعالےٰ کی کون سی سنت کا خلاف ہوا علاوہ اس کے اللہ تعالےٰ کو اختیار ہے کہ اپنی عام سنت سے کسی خاص صورت کو مستثنےٰ کر دے چنانچہ محمد صلعم کو خاتم النبیین پکار کر اور قرآن کریم پر اکمال دین کر کے ارسال انبیاء کی سنت کو ختم کر دیا۔ علاوہ جن عام آیات سے ارسال رسل کی سنت پر استدلال کیا جاتا ہے ان میں مستقل انبیاء کا ذکر ہے۔ حالانکہ یہ فرقہ مستقل انبیاء کا آنا آیت خاتم النبیین کی رو سے ممنوع مانتا ہے پس یہ سنت بھی مستقل انبیاء کی بعثت کے متعلق تھی تبدیل ہو گئی۔ الغرض ان آیات سے جن میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالےٰ انبیاء بھیجتا چلا آیا ہے آئندہ اس سلسلہ کے جاری رہنے پر استدلال

نہیں ہوسکتا ایک حدیث سے بھی سلسلہ انبیاء کے جاری رہنے پر استدلال کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ اگر ابراہیم (رسول صلعم کا فرزند) زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ اس سے یہ مفہوم لیا جاتا ہے کہ رسول صلعم کے بعد سلسلہ نبوت جاری ہے ورنہ ابراہیم زندہ رہنے کی صورت میں نبی کس طرح ہوسکتا۔ یہ حدیث اول تو قریباً تیس احادیث کے مخالف پڑتی ہے جن میں مختلف عبارات میں ختم نبوت کو ذہن نشین کیا گیا ہے دوم واقعات اس حدیث کے مفہوم کی تکذیب کرتے ہیں۔ رسول صلعم کی وفات کے بعد زمانہ قریبہ میں کوئی نبی نہیں ہوا جس سے یہ پایا گیا کہ نبی کے ارسال کی ضرورت نہ تھی ورنہ ابراہیم مرگیا تھا تو ضرورت اسکے ساتھ نہیں مرگئی تھی۔ جب ضرورت باقی تھی تو نبی کا مبعوث ہونا ضروری تھا مگر نہیں ہوا اس سے پایا گیا کہ یہ حدیث روایت کی رو سے رسول صلعم کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی اور اس سے کسی عقیدہ کے اثبات کے لئے تمسک نہیں ہوسکتا۔ میں نے نمونہ کے طور پر دو دلائل بیان کردئے ہیں اور باقی دلائل جو ان سے زیادہ ضعیف ہیں ان کو ترک کردیا ہے اور ان سب کے بیان کرنے کی گنجائش بھی یہاں نہیں ہے۔ آخر میں اس امر کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہے کہ قادیان کے احمدیوں میں بھی دو فریق ہیں ایک فریق کا عقیدہ لاہوریوں کے عقیدہ کے موافق ہے اور دوسرا فریق قائل ہے جن کے دلائل میں نے اوپر نقل کئے ہیں خود ان کے امام حضرت میاں صاحب کا موجودہ عقیدہ نبوت کے متعلق لاہوری جماعت کے عقیدہ کے ساتھ متفق ہے۔ دونوں حضرت مرزا صاحب کے متعلق ایک ہی قسم کی نبوت کے قائل ہیں۔ فرق صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ حضرت میاں صاحب ایسی نبوت کے منکر کو کافر کہتے ہیں۔ اور لاہوری جماعت اسکو کافر یعنی خارج از دائرہ اسلام نہیں کہتی۔ اگر حضرت میاں صاحب یہ اعلان کردیں کہ غیر احمدیوں کے کفر سے مراد کفر دون کفر ہے اور وہ ان کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتے اور اس کفر کو جزوی قرار دیتے ہیں تو دونوں جماعتوں کا جنگ ختم ہو جاتا ہے۔ اور دونوں ایک مرکز پر جمع ہو جاتی ہیں۔ قرآن کریم نے بعض احکام کی عدم تعمیل پر کفر کا اطلاق کیا ہے اور جنکی تعمیل کی جاتی ہے ان پر ایمان کا لفظ استعمال کیا ہے جہاں فرمایا ہے افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض یہی حال غیر احمدی مسلمانوں کا ہے کہ انہوں نے کفر اور اسلام اپنے اندر جمع کر رکھا ہے اب یہ اندازہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کسی میں کفر کا پلہ بھاری ہے یا ایمان کا۔ ہاں! ایسے آدمیوں پر کفر کا فتویٰ لگانا ایک خطرناک امر کا ارتکاب ہے میں خیال کرتا ہوں کہ چودہ سال سے مسئلہ نبوت پر جو بحث چلی آتی ہے اس سے ابتک کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں ہوا بلکہ سلسلہ کو سخت نقصان پہنچا ہے اور اخلاق خراب ہوچلے ہیں اور جماعت میں جدل کی عادت ترقی کررہی ہے۔ خیالی ارجحیت پر اتراتے ہیں اور ہر وقت یہی خیال ہے کہ دوسرے کو نیچا دکھائیں۔ نفرت اور حقارت محبت اور تکریم کی جگہ لیتی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے شاید اسی نقشہ کو مدنظر رکھکر چند نصائح کی تھیں جو یہاں درج کی جاتی ہیں اور دونوں جماعتوں کو نصیحت کی جاتی ہے کہ اگر وہ سچے مومن بننا چاہتے ہیں تو ان پر عمل کریں۔ فرماتے ہیں تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہم ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہوکر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازہ سے تم بلائے گئے ہو اس میں ایک فربہ انسان داخل نہیں ہوسکتا۔ کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں ——— تمہارے لئے ضروری تعلیم یہی ہے کہ قرآن کریم کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دینگے آسمان پر عزت پائینگے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم کریں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلعم (دونوں فریق اسکو نوٹ کرلیں۔) سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے جو اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد مصطفےٰ اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے اس کا کوئی ہم مرتبہ رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی کتاب اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کی زندگی کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کیونکہ یہ ضرور تھا کہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کیلئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا۔

پیغام صلح :-

حضرت مولانا نے اس مضمون میں میاں صاحب کے موجودہ عقیدہ کو لاہوری جماعت کے عقیدہ سے متفق بتایا ہے۔ اس میں ان کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے اور غالباً میاں صاحب کے ایک تازہ مضمون سے ہوئی ہے۔ میاں صاحب کا موجودہ عقیدہ دربارہ نبوت بدلا نہیں۔ وہ الفاظ جو انہوں نے اپنے مضمون میں لکھے ہیں کہ وہ حضرت صاحب کو امتی نبی سمجھتے ہیں۔ گول مول ہیں۔ ان کا حضرت صاحب کو امتی نبی لکھنا اسی طرح ہے جس طرح وہ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم حضرت صاحب کو ظلی نبی مانتے ہیں۔ لیکن امتی نبی کے معنے وہ وہ نہیں کرتے۔ جو حضرت صاحب نے خود ازالہ اوہام میں کئے ہیں کہ سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن صاحب نبوت تامہ کو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی رکھا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲ و ۵۳۳)

جس طرح وہ ظلی نبی سے مراد اصلی نبی لیتے ہیں۔ امتی نبی کے معنے ان کے نزدیک صرف اس قدر ہیں کہ نبوت تو وہی ہے جو پہلے انبیاء کو ملتے رہے۔ لیکن اس کے حصول کا طریقہ اور ہوگیا ہے۔ بات صاف ہے جب تک میاں صاحب مسلمانوں کے تکفیر کے عقیدہ کو نہیں چھوڑتے اس وقت تک یہ کبھی مانا نہیں جا سکتا کہ انہوں نے اپنا عقیدہ دربارہ نبوت تبدیل کرلیا۔ اصل بحث ہماری اس کے ساتھ تکفیر میں ہی ہے اگر وہ مسلمانوں کے تکفیر کو چھوڑدیں تو ہم سمجھیں گے کہ ان کا عقیدہ درباره نبوت وہی ہے۔ جو ہمارا ہے۔ لہٰذا اختلاف لفظی ہے

خبریں

——— آریہ گزٹ نے ہندوؤں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ گور طلاق بل کی مخالفت کریں کیونکہ مسودہ قانون ہندو مذہب کے خلاف ہے۔

——— ضلع کرنال میں بہت سی نئی آریہ سماجیں قایم ہوئی ہیں۔

——— پنجاب اور صوبہ بمبئی کی طرح بہار اڑیسہ کونسل میں بھی سائمن کمیٹی مرتب کرنے کی سرکاری تجویز منظور ہوگئی۔

——— بمبئی کانگرس کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ سائمن کمیشن کی دوبارہ آمد پر بھی ہڑتال کی جائے۔

——— بنارس میونسپل بورڈ نے اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میونسپل دفتر پر قومی جھنڈا نصب کیا جائے۔

——— کلکتہ ۲۴ راگست۔ بادشاہی سفید ہاتھی جس کو بدھ مت کے پیرو خدا کا اوتار سمجھ کر پوجتے تھے۔ مرگیا۔ اس کی لاش کو ایک خاص سٹیمر کے ذریعے رنگون لے جایا جائے گا۔ اس کی عمر ۵ سال کی تھی اور وزن ۲ ٹن۔

——— آستانہ ۲۶ رجولائی۔ ترکی اخبار "ملیت" نے جو نیم سرکاری اخبار ہے ترکی حکومت سے ایک قانون وضع کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ جس کی رو سے ترکی بلاد میں ہر ایک شخص کے لئے ترکی بولنا لازمی قرار دیا جائے۔

——— حضور نظام دکن اکتوبر میں دہلی تشریف لانے والے ہیں۔

——— لکھنؤ میں آل پارٹیز کانفرنس کے اجلاس ہو رہے ہیں۔ اس وقت تک جو خبریں موصول ہوچکی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان لیڈروں کو اپنے فرائض اور اپنی قوم کے حقوق کا کچھ زیادہ خیال نہیں۔ اور ہندو نمائندے نہایت ہی شاطرانہ طریق پر کام کررہے ہیں۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے حقوق کو پہلے سے بھی زیادہ پامال کیا جائے گا

——— بھائی پرمانند نے نہرو کمیٹی کی رپورٹ کو ناپسند کیا ہے۔ ان کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کو بہت زیادہ حقوق دے دیئے گئے ہیں۔

——— رنگون ۲۲ رجولائی۔ ترکی سفیر متعینہ کابل انگورہ سے بعزم انگلستان روانہ ہوگئے ہیں۔

——— مولوی محمد حسین صاحب جعفری ریاست حیدرآباد کے نائب ناظم تعلیمات مقرر ہوئے ہیں۔

——— پنڈت موتی لال نہرو آئندہ کانگرس کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ کلکتہ میں اس اجلاس کی شاندار طیاریاں شروع ہوگئی ہیں۔

——— ہندوستان ٹائمز کا نامہ نگار شملہ راوی ہے کہ سرجان سائمن نے برقی پیغام کے ذریعے نہرو کمیٹی کی رپورٹ کے نسخے طلب کئے ہیں۔

——— خان بہادر کپتان سکندر حیات خاں ریاست بہاولپور کے عہدہ وزارت سے مستعفی ہوگئے ہیں۔ اخبار پایونیر کا بیان ہے کہ نواب صاحب اور آپ کے درمیان شدید اختلاف واقع ہوگیا تھا۔

——— خیال ہے کہ آئندہ صوبہ شمال مغربی سرحدی صوبہ میں میونسپل کمیٹیوں کے انتخابات ہوا کریں گے۔ رائے دہندوں کی فہرستیں مرتب ہورہی ہیں۔ اس تجویز کو اگر عمل میں آگئی، اس صوبہ کے لئے اصلاحات کی پہلی قسط سمجھنا چاہیئے۔

——— گزشتہ دنوں قسطنطنیہ میں شدید زلزلہ آیا گورنر کا سکونتی مکان گرگیا اس کی بیوی اور لڑکی کوٹھی کے نیچے سے کھینچ کر نکالا گیا۔

——— ایران میں بھی زلزلوں نے ایک قیامت برپا کررکھی ہے۔ طہران کی ایک خبر مظہر ہے کہ ۲۵ راگست کو تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ۲۴ زلزلے آئے جس سے شدید نقصان پہنچا۔

——— انگلستان میں شرح پیدائش خوفناک طریق پر کم ہورہی ہے اور خودکشی کی وارداتیں ترقی پر ہیں۔

——— تجویز ہے کہ دارالعلوم دیوبند کو سررشتہ تعلیم حیدرآباد کے ساتھ منسلک کردیا جائے۔

پیغام صلح :- نہایت معقول تجویز ہے۔ ممکن ہے اس طرح سے دیگر نقائص کی اصلاح کے علاوہ اس مشہور دارالعلوم کا جمود اور اہل دیوبند کی تنگ خیالی اور بیجا قدامت پرستی بھی دور ہو جائے۔

——— نظام ریلوے کی ہڑتال ختم ہوگئی۔

——— ڈھاکہ یونیورسٹی کا جلسہ تقسیم اسناد گورنر بنگال کی زیر صدارت ۲۵ راگست کو منعقد ہوا۔

——— ترکی میں پاشا کا لقب اڑا دیا گیا۔ کیونکہ جمہوری حکومت اس کو عہد سلطانی کی ایک یادگار سمجھتی تھی۔

——— شاہ امان اللہ خاں کی ہمشیرہ اور غازی مصطفےٰ کمال کی شادی کی خبر غلط ہے۔ سرکاری طور پر اس کی تردید ہوگئی۔

——— حکومت ترکی عربی حروف کی جگہ لاطینی حروف کو رواج دینے کی ہر ممکن کوشش کررہی ہے۔

——— حفظان صحت کے ایک ماہر کا خیال ہے کہ دیوانگی کی بڑی وجہ خراب دانت ہیں۔

——— بنارس ۱۸ راگست پرگنہ راج شاہی ضلع سمین سنگھ (بنگال) کے ایک زمیندار نے چالیس ہزار روپے مالیت کی جاگیر پنڈت مالویہ کے حوالے کردی ہے۔ اس کی آمدنی ہندو یونیورسٹی میں عورتوں کی ترقی تعلیم پر خرچ ہوگی۔

پیغام صلح :- کیا مسلمان بھی کوئی ایسی مثال پیش کرسکتے ہیں؟

——— جو ترک جاپان کے دارالحکومت ٹوکیو میں رہتے تھے۔ انہوں نے وہاں ایک پرائمری سکول کھولا ہے جس میں ترکی زبان اور قرآن شریف اور دیگر مذہبی علوم پڑھائے جائیں گے۔

——— مس ستیاوانس کنگ کورٹ میں ایڈووکیٹ بن گئی ہیں۔ یہ صوبہ مدراس میں پہلی وکیل خاتون ہیں۔

——— بلدیہ شملہ نے احکام جاری کئے ہیں کہ اگر کوئی کتا غیر سرکاری زمین سے باہر کہیں پھرتا پایا گیا تو اسے فوراً ہلاک کردیا جائے گا۔

——— بعض تازہ خبروں سے یہ امید قایم کی جاسکتی ہے کہ چین و جاپان میں عنقریب مصالحت ہوجائے گی۔

——— عربی اخبارات مظہر ہیں ترکی و عراق کی سرحد پر دس ... چوکیاں تعمیر کی جائیں گی۔ دو عراقی سرحد پر۔ تین ترکی حدود پر دو شرق اردن کی حدود پر اور تین فلسطین کی سرحد پر۔ مقصد یہ ہے کہ درآمد برآمد کی نگرانی کی جائے۔

——— آل انڈیا پوسٹل کانفرنس کا ساتواں اجلاس ۹ ستمبر کو میرٹھ میں منعقد ہوگا۔

رجسٹرڈ نمبر ل ۱۵۱
ہوالحق

پندرہ روزہ رسالہ
زیر سرپرستی شیخ التبلیغ مصور فطرت سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ
درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی سے
ہر مہینے کی پہلی اور سولہ کو شائع ہوتا ہے

چندہ سالانہ ایک روپیہ | چندہ ششماہی بارہ آنے

جلد ۱۳ | دہلی۔ یکم و پندرہ جولائی سنہ ۲۸ء | نمبر ۱-۲

آخری بنی نمبر

کی تمام فرمائشوں کی تعمیل کر دی گئی ہے جن احباب کو نہ پہنچا ہو وہ اپنے ڈاکخانہ سے دریافت کر کے اگر ... فوراً اطلاع دیں بعد میں تعمیل ارشاد نہ ہو سکے گی۔ (منیجر)

۷۸۶

شہنشاہ ھند

غازی اورنگزیب عالمگیر

رحمۃ اللہ علیہ

کے ھاتھ کا لکھا ھوا

قرآن مجید

فوٹو لیکو اور بلاک بنواکر

چھپوایا گیا ھے

اس کا ایک ورق بطور نمونہ ذیل میں درج ھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل اعوذ برب الفلق ۝ من شر ما خلق ۝

ومن شر غاسق اذا وقب ۝ ومن شر

النفثت فی العقد ۝ ومن شر حاسد اذا

حسد ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل اعوذ برب الناس ۝ ملک الناس ۝ الٰہ

الناس ۝ من شر الوسواس الخناس ۝

الذی یوسوس فی صدور الناس ۝ من الجنۃ

والناس ۝

کتبہ محی الدین اورنگزیب عالمگیر

پورے قرآن مجید کا حجم قریباً نو سو صفحے ھے

نہایت خوبصورت سنہری جلد بندھی ھوئی

اور

ھدیہ پانچ روپے علاوہ محصول

شہنشاہ غازی اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ کے ھاتھ کا لکھا ھوا قرآن مجید نواب صاحب مانگرول کے کتب خانہ میں موجود تھے وھاں سے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اسے مستعار لیکر اور بلاک بنواکر چھپوایا۔

یہ بڑی اسلامی اور تاریخی یادگار ھے۔ ھر مسلمان کے گھر میں یہ قرآن شریف ضرور رھنا چاھئے آخری صفحہ پر شہنشاہ اورنگزیب کے دستخط اور مہر اور سنہ کتابت بھی موجود ھیں

ملنے کا پتہ۔ منیجر رسالہ نظام المشائخ۔ کوچہ چیلان۔ دھلی

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين

اخبار

پیغام صلح

ایڈیٹر دوست محمد

اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد انعام الحق

جلد (۱۶)

نمبر (۲۶)

لاہور یوم بدھ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۲۸ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ

کون؟ ہم!

(مولانا مرتضےٰ خان صاحب بی اے کی جولانی طبع)

یہ نظم ایک مخالف کی دریدہ دہنی کی وجہ سے لکھی گئی جو احمدیت اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق بہت کچھ بدزبانی کرتا تھا۔ اس سے بطور جواب یہ تعریفی پہلو اختیار کیا گیا جو محض شاعرانہ تعلی نہیں ہے بلکہ واقعات مبنی ہے۔ (مدیر)

مقتدائے قوم و ملت کون؟ ہم! — رہبر راہِ طریقت کون؟ ہم!

ہم اگر دعویٰ کریں بے جا نہیں، — حامل قرآن و سنت کون؟ ہم!

ہے صحابہ سے ہمیں نسبت قوی، — واقف رمز شریعت کون؟ ہم!

عرصۂ دیں کے ہمیں ہیں شہسوار — فاتح ہر قوم و ملت کون؟ ہم!

ہم نے مستحکم کیا اسلام کو۔ — باعث تقویم ملت کون؟ ہم!

خوف کو بدلا ہمیں نے امن سے — حامل بار خلافت کون؟ ہم![۱]

ہم نے کی تبلیغ ہر ایک قوم کو، — مظہر شان رسالت کون؟ ہم!

دشمنوں سے کی حفاظت دین کی — دافع ہر رنج و زحمت کون؟ ہم!

عیسیٰ مریم اتارا چرخ سے — ماحی ہر شرک و بدعت کون؟ ہم!

ہم نے دنیا میں کیا کسر صلیب — قاطع آثار ظلمت کون؟ ہم!

ہم نے کفارہ کو باطل کر دیا ” — دشمن کفر و ضلالت کون؟ ہم!

ہم نے راہ حق میں سر کٹوا دیئے — مائل ذوق شہادت کون؟ ہم![۲]

ہم نے دنیا کو دیا پیغام صلح، — ہادم کاخ عداوت کون؟ ہم!

دین کو تلوار کی حاجت نہیں، — حامی مہر و محبت کون؟ ہم!

کلمہ گو کوئی بھی ہو کافر نہیں — تابع حکم اخوت کون؟ ہم![۳]

ہیں محمد خاتم پیغمبراں، — قائل ختم نبوت کون؟ ہم![۴]

ہم نے قرآن کے تراجم کر دیئے — ناشر اسرار حکمت کون؟ ہم![۵]

ہم نے یورپ میں بنائیں مسجدیں — ہے جنھیں شوق عبادت کون؟ ہم!

ہم نے مغرب کو دیا پیغام حق — نافذ حکم شریعت کون؟ ہم!

ہم سے جرمن نے لیا نور ہدیٰ — رہبر راہ ہدایت کون؟ ہم!

خوشہ چیں ہے چیں ہمارے علم کا[۶] — ہادی ہر ملک و ملت کون؟ ہم!

ہے جزائر میں ہمارا تذکرہ[۷]! — محرم راز حقیقت کون؟ ہم!

ہے ہمارا معتقد البانیہ — کاشف سر حقیقت کون؟ ہم![۸]

ہم نے مانا ہے امام وقت کو

مورد ہر خیر و برکت کون؟ ہم![۹]

---

[۱] آیت استخلاف کی طرف اشارہ ہے۔ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔

[۲] کابل میں ہمارے احمدی بھائیوں نے سنگسار ہونا قبول کیا، لیکن حق کو نہ چھوڑا۔

[۳] ایک ہماری جماعت احمدیہ لاہوری مسلمانان عالم میں سے ایک ایسی جماعت ہے جو کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتی سب کو مسلمان سمجھتی ہے۔

[۴] عام مسلمان بھی حضرت عیسیٰ نبی اللہ کی آمد کے منتظر ہیں جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر زد پڑتی ہے۔ قادیانی اصحاب بھی حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دے کر ختم نبوت کو توڑ چکے ہیں۔ سوائے ہماری جماعت کے صحیح معنوں میں ختم نبوت کا کوئی قائل نہیں۔

[۵] قرآن کریم کے تراجم اردو میں، انگریزی میں، جاوی زبان میں اب تک جماعت احمدیہ لاہور ہی نے کئے ہیں۔ جرمن زبان میں بھی ترجمہ ہونے والا ہے۔

[۶] چین کے مسلمانوں نے ہماری تصنیف کردہ کتب کو پسند کیا ہے اور ہماری قرآن مجید کی تفسیر کو وہ اپنی زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں۔

[۷] جزائر شرق الہند میں ہماری جماعت بہت مقبول ہو رہی ہے۔ جاوا کے لوگ ہمارے مدرسہ اشاعت اسلام میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہماری تفسیر کا ترجمہ جاوی زبان میں ہو رہا ہے۔

[۸] البانیہ میں ہماری تحریک احمدیت و تبلیغ اسلام بہت مقبول ہو رہی ہے۔ اور وہاں کا ایک زبردست عالم جو صاحب ارشاد ہے۔ داخل سلسلہ ہو چکا ہے۔

[۹] حدیث یہی ہے۔ کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ یعنی امام وقت کا نہ پہچاننے والا علوم سماوی اور الٰہی تائیدات سے محروم رہتا ہے۔ نعوذ باللہ۔

آخری ہی نمبر جن احباب نے اب تک اس نمبر کی قیمت ارسال نہیں فرمائی وہ براہ کرم جلد اس طرف توجہ فرمائیں اور بذریعہ منی آرڈر واجب الادا رقوم بھیج دیں (مینیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ - ۱۹ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ نمبر ۵۸

ختم نبوت اور ہندو مذہب

پنڈت دیورتن صاحب شرما کے اعتراضات کے جواب

(۱)

آریہ سماجی اور مہاسبھائی کیرکٹر

"آخری نبی نمبر" میں مضمون لکھنے کے لئے جن ہندو اہل وطن کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی۔ ان میں ایک پنڈت دیورتن شرما بھی ہیں جو دہلی میں ہندو مہاسبھا کے افیشل سکرٹری ہیں یوں تو کونسا مذہب ہے جسکو دوسرے کے خیالات ومعتقدات اور اخلاق و اعمال پر کچھ نہ کچھ اعتراضات نہ ہوں۔ لیکن ان خامیوں کے باوجود جو ہر مذہب والا دوسرے مذاہب کے اندر دیکھتا ہے۔ دنیا کے ہر ایک مذہب اور پیشوایان مذاہب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ جن کا اعتراف ہر مخالف کو چار و ناچار کرنا پڑتا ہے۔ بالخصوص اس پیشوائے اعظم کی زندگی میں جس نے بیس سال کی قلیل ترین مدت میں ایک قوم کی قوم کو بدل کر تہذیب و تمدن کے اعلےٰ ترین مدارج پر پہنچا دیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ دنیا کو تہذیب و اخلاق اور علم و حکمت کا ایسا عالیشان درس دیا کہ سطح ارض کے بہت سے حصوں سے جہالت و وحشت کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ بہت سی ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ جن کو دشمن بھی عزت و عظمت کی نگاہوں سے دیکھنے پر مجبور رہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا میں آپکو دنیا کا کامیاب ترین انسان قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ کی زندگی تہذیب و اخلاق کے ہر پہلو میں ایک کامیاب ترین زندگی ہے۔ خود ہمارے ہموطن ہندو بھائیوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیوں کے دل سے مداح ہیں۔ جس کا کسی قدر نمونہ عزت و عقیدت کے ان پھولوں میں نظر آتا ہے۔ جو بعض غیر مسلم حضرات کی طرف سے آخری نبی نمبر میں چنے جاچکے ہیں۔

پنڈت دیورتن شرما اگر چاہتے تو آنحضرت صلعم کی زندگی میں بہت سے محاسن اور خوبیاں انہیں نظر آسکتی تھیں جو ان نام نہاد عیوب کو ملیا میٹ کردینے والی ہیں۔ جو مہاسبھائی اور آریہ سماجی کیرکٹر نے اس ذات والا تبار کی طرف خواہ مخواہ منسوب کر رکھے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ آج سے کچھ مدت پہلے اگر آریہ سماجی کیرکٹر نے یہ شکایت پیدا کر رکھی تھی۔ کہ دوسروں کی خوبیوں کا اعتراف کرنے کی بجائے ان کی عیب جوئی ان کا کام تھا۔ تو آج سبھائی ہندوؤں نے بھی وہی رنگ اختیار کرنا ضروری سمجھا اور اس سے بڑھ کر انہیں کوئی صداقت نظر نہیں آتی۔ کہ دوسروں کی برائیاں بیان کی جائیں اور کسی خوبی کا ذکر تک نہ کیا جائے۔

سبھائی ہندوؤں کا معیار صداقت

یہی صورت پنڈت دیورتن صاحب شرما نے اختیار کی ہے جو مضمون انہوں نے "پیغام صلح" کے آخری نمبر کے لئے بھیجا ہے۔ اسمیں سوائے چند اعتراضات کے اور کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ یہی ان کے نزدیک صداقت ہے کہ کسی کے حسن اور خوبی کا ذکر تک نہ کیا جائے اور اعتراضات اور عیوب جسقدر ممکن ہوں اسکی طرف منسوب کر دئے جائیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"پیغام صلح کے خاص نمبر کے لئے تحریر کی فرمائش میں آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۲- اگست کئی دن سے میرے پاس آیا ہوا ہے۔ جواب میں دیری نہ فراموشی کی وجہ سے ہے نہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے بلکہ ہمارے ہندو شاستروں کا یہ حکم کہ ستیم برویات۔ پریہ ام برویات "(سچ کہو میٹھا بول)" سامنے آکر پس و پیش میں ڈال رہا ہے۔ کیونکہ جو دل میں سچ معلوم ہوتا ہے۔ اگر وہ کہتا ہوں تو ممکن ہے کہ

موقعہ خود بخود ملنے پر بھی اگر اسے ظاہر نہ کیا جائے تو پھر اور کون سا موقع اس کے اظہار کا ہوگا"۔

صداقت کا اظہار بلاشبہ بڑی خوبی اور نیکی کی بات ہے اور نہ صرف ہندو شاستروں نے بلکہ دنیا کے ہر مذہب نے اظہار صداقت کا حکم دیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آیا صداقت اسی بات کا نام ہے۔ کہ دوسروں کی عیب جوئی کی جائے۔ اور جب کبھی تم سے یہ درخواست کیا جائے کہ اس ہادی اعظم کے متعلق جس کی اطاعت کے جوئے کے نیچے چالیس کروڑ انسانوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں اور جس کے پیروؤں کا ایک کثیر حصہ تمہاری ہموطنی اور ہمسائگی میں داخل ہے۔ چند کلمات لکھدو۔ تو اس حق ہمسائگی کو تم یوں ادا کرو کہ اس پاک انسان کی عیب چینی کو اپنا شغل قرار دے لو تمہیں اسکی زندگی میں دانستہ یا غلط فہمی سے کوئی ایسی باتیں نظر آتی ہیں جو تمہارے نزدیک پسندیدہ نہیں۔ تو اس کے بالمقابل بہت سی اچھی باتیں بھی تمہیں ملیں گی۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ برائیوں کو (اگر کوئی ہوں) نظر انداز کر کے ایسے موقعہ پر صرف انہی باتوں کا تذکرہ کیا جائے جو حسن و خوبی سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ کوئی خوشامد نہیں یہ خلاف صداقت ہے۔ بلکہ دنیا کا امن اگر قائم ہوسکتا ہے تو اسی ایک طریق سے کہ ہم ایک دوسرے کے پیشواؤں کی عزت کریں ان کی خوبیوں کا اعتراف کریں اور انہیں برا کہنا چھوڑ دیں۔ یہ اخلاقاً بھی صحیح ہے اور اصولاً بھی ہندوستان میں آج جسقدر فتنہ و فساد اور بدامنی پیدا ہے ملک کی فضا میں جو ناگوار تکدر اسوقت پایا جاتا ہے۔ وہ صرف اس بگڑی ہوئی ذہنیت کا نتیجہ ہے۔ جس کا اظہار پنڈت دیورتن شرما اور دیگر سبھائی ہندوؤں کی مفروضہ "صداقت" سے ہوتا ہے کاش اگر اظہار صداقت کا یہ طریق اختیار کیا جاتا کہ دوسروں کی برائیاں بیان کرنے کی بجائے نیکیوں اور خوبیوں کا تذکرہ کیا جاتا۔ تو ملک کے متضاد عناصر کبھی کے متحد ہو چکے ہوتے۔ ہندو اور مسلمانوں میں جو تفریق آج نظر آتی ہے وہ کبھی پیدا نہ ہوتی۔

اسلام کا رویہ دوسرے مذاہب کے متعلق

لیکن یہ صرف اسلام ہی کا حصہ ہے۔ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دل و گردہ ہے کہ وہ جہاں اپنی صداقت و عظمت کو دنیا میں پیش کرتا ہے وہاں دوسروں کو آسمان صدق پر سے اتار کر نیچے نہیں پھینک دیتا۔ بلکہ اپنے ساتھ ہی ان کی صداقت کو بھی منواتا ہے۔ وہ صرف یہی نہیں کہتا کہ الہام الٰہی کی بارش محض عرب ہی کی سرزمین پر نازل ہوئی بلکہ دنیا کی تمام اقوام میں ہادیوں اور رہنماؤں کے آنے کا اس نے اعتراف کیا اور ایک مسلمان کے ایمانیات میں اس بات کو رکھ دیا کہ وہ دنیا کے دوسرے راستبازوں پر بھی ایمان لائے **یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک**

مسلمانوں کا یہ کام ہے کہ وہ اس صداقت پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور اسپر بھی جو آپ سے پہلے کل دنیا کے نبی اور راستباز لے کر آئے۔ خواہ وہ موسےٰ اور عیسےٰ ۔۔۔ علیہم السلام کی طرح عرب اور اس کے گرد و نواح میں پیدا ہوئے ہوں یا کرشن اور رام چندر کی طرح سرزمین ہندوستان میں۔ یہ گویا محمد رسول اللہ صلعم نے اتحاد بنی نوع انسان کی بنیادی اینٹ رکھی جس کے بغیر کوئی اتحاد کی عمارت آج دنیا میں کھڑی نہیں کی جاسکتی۔ اور اگر کی جائے گی (جیسا کہ کئی ایک ایسی عمارات کھڑی کی گئیں اور کی جارہی ہیں) تو وہ یقیناً شکستہ ہو کر گر جائے گی۔

ہندوستان کا امن و امان

ہم پنڈت دیورتن شرما اور دیگر ہندو اہل وطن کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ملک کا امن و اماں آج اسی صورت میں قائم ہوسکتا ہے کہ وہ اسلام کے اس زریں اصول کو اپنا وظیفہ عمل بنا کر تمام بزرگوں ہادیوں اور رہنماؤں کی عزت کرنا سیکھیں۔ اور بجائے اس کے کہ کسی موقعہ سے فائدہ اٹھا کر دوسروں کی عیب جوئی اور برائیوں اور عیوب کو بیان کرنا راست گوئی خیال کریں جو نیک اور اچھی باتیں انہیں دوسروں کی زندگیوں میں ملتی ہیں۔ صرف انہی کو اپنا زاویہ نگاہ قرار دیں۔ عیوب اور برائیاں جو نظر آتی ہیں وہ صرف اس بدلی ہوئی ذہنیت کا نتیجہ ہیں جو مسلمانوں کے خلاف تعصب کی وجہ سے پیدا ہوچکی ہے اور اگر کوئی شخص انصاف کی نظروں سے اس پاک زندگی کو مطالعہ کرے جو رسول اللہ صلی اللہ [illegible]

اس کا تمام رنج اور غصہ محبت اور عقیدت سے بدل جائے گا۔

ہندو مسلم اتحاد کا واحد ذریعہ

پھر کیا یہ ناانصافی کی بات نہیں کہ ایک مسلمان تمہارے بزرگوں اور پیشواؤں کو راستباز یقین کرتا اور ان کی دل سے عزت کرتا ہے بلکہ اس شرط پر کہ تم ان کے ہادی و پیشوا کو سچا اور راستباز مان لو۔ تمہاری دلداری کے لئے گائے کا ذبیحہ بھی ترک کر دینے کے لئے تیار ہے لیکن تم ہو کہ کسی طرح اسپر راضی نہیں اور اس پاک انسان کے متعلق جو انہیں جان اور مال باپ سے بھی بڑھ کر پیارا ہے۔ عزت و عقیدت کا ایک لفظ منہ سے نہیں نکال سکتے اور الٹا اسکی برائیاں بیان کرنا ہی تمہارے نزدیک صداقت اور انصاف ہے یاد رکھو یہی وہ چیز ہے جو آج ہندو اور مسلم کے درمیان خلیج اختلاف کو فراخ پیدا کر رہی ہے اور اسی کے خلاف اس کرشن رودر گوپال نے جس نے اس زمانہ میں پنجاب کے اندر دوبارہ جنم لیا آج سے بیس سال پیشتر ہندو بھائیوں کو توجہ دلائی تھی۔

افسوس ہے کہ آج تک ہمارے ہندو بھائیوں نے اس اصول کی اہمیت کو نہیں سمجھا اور نہ اپنے رویہ اور عمل کو بدلا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ملک فتنہ و فساد کا آماجگاہ بن چکا ہے اور غلامی کی زنجیریں جن سے ہم نکلنا چاہتے ہیں زیادہ مضبوطی کے ساتھ ہمارے ہاتھوں اور پاؤں میں جکڑی جارہی ہیں۔

"آخری نبی کا مسئلہ"

وہ کونسی صداقت ہے جس کا اظہار پنڈت صاحب نے اس موقع پر ضروری سمجھا۔ سب سے پہلی بات جو انہوں نے لکھی ہے یہ ہے

"آپ آخری نبی نمبر کے نام سے اپنا خاص نمبر شائع کرنے لگے ہیں مگر کیا آخری نبی کا مسئلہ آپ کے نزدیک درست ہے؟ کیا دنیا کی ضرورتیں ختم ہوگئیں؟ یا خداوند تعالےٰ کی دلچسپی دنیا سے کم ہوگئی؟ اور کیا یہ سچ نہیں کہ آنحضرت کے زمانہ کے بعد بھی اس دنیا میں ملہم لوگ ہوتے رہے ہیں؟ اور وہ اپنے بھیجنے والے کی طرف سے کچھ نہ کچھ پیغام بھی دیتے رہے ہیں؟"

پنڈت صاحب کا یہ اعتراض غلط فہمی پر مبنی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ۔۔۔ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالےٰ کی دلچسپی دنیا سے کم ہوگئی۔ البتہ دنیا کی ضرورتیں جو کچھ تھیں وہ سب پوری ہوگئیں قرآن کریم جیسی کامل و مکمل کتاب کے آنے کے بعد اب کوئی ضرورت دنیا کو کسی نئی ہدایت کی نہیں۔ اس بارہ میں ہم پنڈت صاحب کو اس ضروری مضمون کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو "ختم نبوت اور تکمیل ہدایت" کے عنوان سے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طرف سے آخری نبی نمبر میں درج کیا گیا ہے۔ اس مضمون کو بغور مطالعہ کرنے سے پنڈت صاحب پر یہ حقیقت پوری طرح منکشف ہو جائے گی کہ فی الواقع قرآن کریم ایک کامل و مکمل کتاب ہے اور اس کے بعد کسی نئی ہدایت کی ضرورت نہیں خدا تعالےٰ کی دلچسپی دنیا کے ساتھ جو کچھ ہے وہ اس بات میں نہیں کہ وہ ہر روز نئی نئی ہدایتیں اور رسول بھیجکر دنیا میں تفرقہ اور اختلاف پیدا کرتا رہے بلکہ اس کی دلچسپی اس بات میں ہے کہ تمام دنیا ایک رسول اور ایک ہدایت کو مان کر اتحاد و اتفاق کی طرف قدم اٹھائے اور کل بنی نوع انسان ایک قوم کے حکم میں آجاویں۔ ہاں اس کے ملہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی دنیا میں آتے رہے۔ لیکن وہ کوئی نئی ہدایتیں لے کر نہیں آئے بلکہ اسی ایک ہدایت کی طرف انہوں نے دنیا کو دعوت دی۔ جو قرآن کریم کی شکل میں دنیا میں موجود ہے۔ اسی ایک رسول کی طرف انہوں نے بلایا جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے دنیا میں پیدا ہوا۔ وہ ملہم تھے۔ خدا تعالیٰ کا پاکیزہ کلام ان پر نازل ہوتا تھا۔ جو اسی قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کا موئد تھا۔ کوئی نئی ہدایت نہ تھی۔ اور اسی وجہ سے وہ نبی اور رسول نہ تھے نہ انہوں نے ایسا دعوےٰ کیا۔ یہاں تک کہ باوا نانک علیہ الرحمتہ بھی جو ہندوؤں کی قوم میں پیدا ہوئے۔ اسی پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موئد و معتقد تھے۔ اور قرآن ہی کو کامل اور آخری ہدایت یقین کرتے تھے جیسا کہ ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے جو سکھوں کے مقدس صحیفوں میں درج ہیں۔ اور ہمارے عزیز دوست شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے آخری نبی نمبر میں ۔ ۔ ۔ نقل کئے ہیں۔ اور جیسا کہ اس پاک چولہ سے صاف ظاہر ہے جو ڈیرہ بابا نانک میں آج تک باوا صاحب مرحوم کا یادگار پڑا ہوا ہے اور جس کا فوٹو اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ قارئین کرام کے ملاحظہ سے گذرے گا۔ ان کے علاوہ پنڈت دیورتن شرما کی

احمدیہ میوچل ریلیف فنڈ

احباب کرام کو یاد ہو گا کہ آج سے دو سال قبل جلسہ سالانہ کے موقع پر احمدیہ کانفرنس میں یہ تجویز پاس ہوئی تھی کہ احمدیہ میوچل ریلیف فنڈ کے نام سے ایک فنڈ قائم کیا جائے۔ جس کی غرض یہ ہو کہ جماعت احمدیہ کے ان افراد کی جو بعض ناگہانی ابتلاؤں کی وجہ سے مالی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں حسب ضرورت امداد کی جا سکے۔ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انجمن کی مجلس عاملہ نے اپنے ایک اجلاس میں قواعد وضوابط تجویز کئے۔ جو ان صفحات میں متعدد مرتبہ شائع ہو چکے ہیں۔
اس فنڈ کی ضرورت واہمیت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے آئے دن ایسے واقعات ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں کہ جماعت کا کوئی ممبر جس وقت فوت ہو جاتا ہے تو اس کے بیوی بچوں کو امداد دینے والا پیچھے کوئی نہیں ہوتا۔ اور ان بیچاروں کی زندگی نہایت تکلیف سے کٹتی ہے۔ ایسا ہی ہر شخص کو اپنی زندگی میں کئی قسم کی ضروریات پیش آتی رہتی ہیں۔ جن میں اسے مالی امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔
ان حالات میں ضروری تھا کہ اس تحریک کو جماعت کا ہر فرد نہایت خوشی کے ساتھ لبیک کہتا۔ اور ہر بچہ و بوڑھا اور زن و مرد اس میں شامل ہونے کی کوشش کرتے۔ تاکہ ان کی مصیبت کے ایام میں ان کی امداد کی صورت پیدا ہو سکے۔ لیکن یہ معلوم کرنا ازحد افسوسناک ہے کہ اب تک قوم نے اس فنڈ کی مضبوطی کی طرف خاص توجہ نہیں کی اور ابھی تک اس کے ممبروں کا حلقہ بہت محدود ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے احباب اس طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ اس کا ممبر بننے کے لئے ایک روپیہ داخلہ دینا پڑتا ہے۔ اور کم از کم چار آنہ ماہوار چندہ۔ اگر کسی ممبر کو حین حیات میں کوئی مصیبت پیش آئے یا کاروبار کے لئے ضرورت ہو تو اس کے جمع شدہ سرمایہ میں سے کافی ضمانت ملنے پر کچھ رقم بطور قرض حسنہ مل سکے گی۔ ہر ممبر کے فوت ہونے کے بعد ان کا تمام جمع شدہ سرمایہ اور اس کے ساتھ تمام ممبران کی طرف سے ایک ایک روپیہ چندہ اس کے لواحقین کو دیا جائے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس قدر ممبر زیادہ ہوں اسی قدر ہر شخص کے لواحقین اور ورثا کو مالی لحاظ سے فائدہ رہے گا۔ اس لئے ہمارے ان احباب کو جو ابھی تک اس کے ممبر نہیں ہوئے۔ فوراً درخواست ہائے ممبری بھیج دینی چاہئیں۔ اور اس فنڈ کو جہاں تک ممکن ہو پورے طور پر مضبوط بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

آل پارٹیز کانفرنس

لکھنؤ کو ہندوستان کے قومی نظام کی ترتیب اور مسلمانوں کی حق تلفی میں ایک خاص تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ سب سے پہلے ۱۹۱۶ء میں لکھنؤ ہی میں ہندوؤں اور مسلمانوں کا ایک معاہدہ ہوا۔ جس میں پنجاب کی اسلامی اکثریت کو مٹا کر اسے مساوات کا رنگ دیدیا گیا جو عملاً اقلیت کی شکل میں منتقل ہو گیا۔ اب پھر لکھنؤ ہی میں آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس ہوا۔ جس کی غرض اس دستور و آئین پر غور کرنا تھا۔ جو موتی لال نہرو کی سرکردگی میں ہندو مسلمانوں کی کمیٹی نے ہندوستان کی مجوزہ قومی حکومت کے لئے مرتب کیا ہے۔ اس دستور العمل میں جہاں تک مسلمانوں کے حقوق کا سوال ہے۔ پہلے ہی کوئی ایسی بات نہ تھی جو کسی طرح بھی مفید سمجھی جا سکے۔ سب سے بڑی بات جو مسلمانوں کے لئے ازحد خطرناک ہے اور افسوس ہے کہ بعض نام نہاد مسلم لیڈر محض ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے اسے تسلیم کر چکے ہیں۔ وہ مخلوط انتخاب ہے۔ جس کی سفارش نہرو کمیٹی نے کی ہے۔ اس کو بھی منظور کر لیا جاتا اگر مسلمانوں کے لئے نشستوں کی تخصیص ہو جاتی۔ نہرو کمیٹی نے جہاں ان صوبجات میں جو ہندوؤں کی اکثریت سے معمور ہیں نشستوں کی تخصیص ضروری قرار دی ہے۔ وہاں پنجاب اور بنگال کو اس سے مستثنیٰ قرار دیدیا ہے۔ کیونکہ انہی دو نوں صوبوں میں مسلمانوں کو اکثریت حاصل ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
اس کے بالمقابل مسلمانوں کو دیا کیا گیا؟ سندھ کے متعلق یہ سفارش کی گئی کہ اگر وہاں کی مالی حالت اجازت دے تو اس کو علیحدہ صوبہ قرار دے دیا جائے۔ صوبہ سرحد میں اصلاحات نافذ کی جائیں۔ اور وہاں نشستوں کی بھی تخصیص کر دی جائے۔ گویا محض صوبہ سرحد کے ایک کروڑ مسلمانوں کو ان کا جائز حق دینے کی سفارش کر کے

[illegible]

آل پارٹیز کانفرنس میں ان تمام تجاویز پر غور کرنا مقصود تھا لیکن ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب ہم آل پارٹیز میں بھی ایک ہی پارٹی کی ذہنیت اور نقطہ نگاہ کو کام کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ جہاں تک حالات وواقعات سے معلوم ہوتا ہے مسلمانوں کے حقوق کو اس میں پوری طرح پامال کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور تو اور خود بعض مسلمانوں نے مخلوط انتخاب کی بڑے زور شور سے حمایت کی اور نشستوں کی تعیین کی سختی سے مخالفت کی۔ ڈاکٹر انصاری تو ظاہری وباطنی طور پر ہندو منفش واقع ہوئے ہیں۔ ان سے تو کسی بھلائی کی امید ہی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ڈاکٹر کچلو۔ مولانا عبدالقادر قصوری اور مولانا ابوالکلام آزاد کا اسی رو میں بہہ جانا ازحد افسوسناک ہے۔ خدا تعالیٰ رحم فرمائے جن لوگوں کو مسلمانوں کے حقوق کا محافظ سمجھا جاتا ہے۔ وہی ان کے گلے پر چھری چلا رہے ہیں۔ تو اور کسی سے کیا امید رکھی جائے۔

مولانا شوکت علی کی صاف گوئی

اس بارہ میں مولانا شوکت علی کی صاف گوئی قابل داد ہے۔ انہوں نے "ہمدرد" میں آل پارٹیز کانفرنس کے متعلق جو بیان شائع کیا ہے اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ ہندوؤں کا ہر چھوٹا بڑا حتیٰ کہ گاندھی جی بھی مسلمانوں کو کچلنے کے درپے ہے۔ اس کی ادنیٰ مثال انہوں نے یہ دی ہے کہ نہرو کمیٹی کے ارکان میں جب مسٹر شعیب قریشی کا نام مسلمانوں کی نمائندگی کے لئے پیش کیا گیا کیونکہ ڈاکٹر انصاری نے شمولیت سے معذوری ظاہر کی تھی۔ تو گاندھی جی نے اس کی مخالفت کی کیونکہ مسٹر شعیب قریشی نشستوں کے حامی تھے۔ آخر کار زور دینے پر جب وہ رکن مقرر ہوئے تو بعد میں بغیر کسی مشورہ کے سر علی امام سر تیج بہادر سپرو۔ این ایم جوشی مسٹر جیکر اور شری نیت سوباش چندر بوس پانچ ناموں کا اضافہ کر دیا گیا۔ جن میں اول الذکر چاروں تعیین نشست کے شروع ہی سے خلاف تھے۔ گویا منشا یہ تھا کہ جو تجویز پنڈت موتی لال اور مہاتما گاندھی کی خواہش کے مطابق کانگرس کی مجلس عاملہ قبول نہیں کرتی تھی اس کو اس طریقہ سے قبول کر دیا جائے۔
مولانا شوکت علی نے آل پارٹیز کانفرنس کی کارروائی کو شکاری کتے اور لومڑی کی جنگ سے تشبیہ دی ہے۔ اور صاف لکھا ہے کہ جو برتاؤ شکاری گری ہاؤنڈ ایک لومڑی کے ساتھ کرتے ہیں وہی سماں مسلمان مقرروں اور مسلمان تجویزوں کے ساتھ آل پارٹیز کانفرنس کے اجلاس میں نظر آیا۔ آخر میں انہوں نے یہ بھی کہدیا ہے کہ:-

> "موجودہ حالت رہے یا نوآبادیات کے طرز کی حکومت ہو جس کے قیام کا فیصلہ آل پارٹیز کانفرنس نے کیا ہے میرا اور میری ہمخیال جماعت کا ان کونسلوں سے کوئی تعلق نہ ہو گا"

یہ ہے حشر اس تمام جدوجہد کا جو سالہا سال سے سوراج کے دلفریب خواب کو حقیقت کا لباس پہنانے کے لئے ہندوستان میں جاری ہے۔ یہ ابھی ابتدا ہے۔ ابھی حکومت نہیں ملی۔ کہاں ہیں وہ مسلمان جو کہا کرتے تھے کہ مخلوط انتخاب کو منظور کر لو۔ حقوق کا لینا ہمارے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ حیرت ہے کہ اس موقعہ پر ان کا دایاں ہاتھ بھی کارگر ثابت نہ ہوا۔ کاش مسلمانوں کو چاہ ذلت میں گرانے والے لوگ اب بھی ان واقعات سے سبق لیں۔ اور قوم کی جداگانہ حیثیت بنانے اور اسے پاؤں پر انہیں کھڑا کرنے کی کوشش کریں۔

محدثیت اور اولیاء امت

(از حکیم مرزا خدا بخش صاحب)

امت محمدیہ میں دیکھا جاتا ہے کہ ہزارہا اولیاء اللہ ہوتے ہیں اور تا قیامت ہوتے رہیں گے جن سے اللہ تعالیٰ ہمکلام ہوتا ہے اور جن کو بکثرت مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشتا ہے اس کو محدث سے تعبیر کیا جائے۔

۱۔ محی الدین ابن عربی اپنی مشہور کتاب فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں۔ ان علماء ھذہ الامۃ قد الحقت بالانبیاء فی الرتبۃ یعنی اس امت کے علماء رتبہ میں انبیاء سے ملحق یعنی ملتے جلتے ہیں۔ دیکھو فتوحات مکیہ صفحہ

۲۔ دوسری جگہ یوں فرماتے ہیں۔ علماء ھذہ الامۃ الصالحون الوارثون درجات الانبیاء یعنی اس امت کے صالحین نبیوں کے درجات کے وارث ہیں۔

۳۔ آگے اور واضح طور سے اپنے لئے لکھتے ہیں۔ ولما وصلت فی جملۃ الواصلین من اھل زمانی الی ھذا الباب الالٰھی وجدتہ مفتوحا ما علیہ حاجب ولا بواب فوقفت عندہ الی ان خلع علی خلعۃ الوراثۃ النبویۃ ورایت خوخۃ مسدودۃ مغلقۃ فاردت قرعھا فقیل لی لا تقرع فانھا لا تفتح فقلت فلای شیء وضعت قیل لی ھذہ الخوخۃ التی اختص اللہ بھا الانبیاء والرسل علیہم السلام واما اکمل الدین اغلقت

ترجمہ:- اور جب میں تمام واصلین اہل زمانہ خود کے تمام مدارج طے کر چکا تو درگاہ الٰہی کے دروازہ پر پہنچا اور اسکو کھلا ہوا پایا اور اس پر نہ تو کوئی نگہبان تھے اور نہ کوئی دربان تھے پس میں اس کے نزدیک ٹھیر گیا یہاں تک کہ مجھے وراثت نبوت خلعت پہنائی گئی۔ اور میں نے ایک کھڑکی بند شدہ اور زنجیر لگی دیکھی۔ میں نے اس کے کھٹکھٹانے کا ارادہ کیا مجھے کہا کہ مت کھٹکھٹاؤ کیونکہ یہ نہیں کھولی جائے گی میں نے کہا کہ کس کے لئے رکھی گئی ہے۔ مجھے کہا گیا یہ کھڑکی وہ جو نبیوں اور رسولوں کے لئے مخصوص کی گئی ہے جن پر سلام ہو اور جب دین کامل ہو گیا تو یہ بند کر دی گئی۔

۴۔ عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یقول قد کان یکون فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی امتی منھم احد فان عمر الخطاب منھم قال ابن وھب تفسیر محدثون ملھمون۔

ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت فرمایا کرتے تھے کہ پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی محدث ہو گا تو ان میں سے ایک عمر ابن خطاب بھی ہے۔
ابن وہب کہتا ہے کہ محدثوں کی تفسیر یہ ہے کہ محدث وہ لوگ ہوتے ہیں جنکو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتے ہیں۔ دیکھو کتاب اکمال اکمال المعلم

۵۔ حضرت امام ابن قیم اپنی کتاب مدارج السالکین میں لکھتے ہیں۔ المرتبۃ الرابعۃ مرتبۃ التحدیث وھذہ دون مرتبۃ الوحی الخاص وقد تکون مرتبۃ الصدیقین کما ثبت لعمر ابن الخطاب

ترجمہ۔ چوتھا مرتبہ مرتبۃ التحدیث ہے یعنی محدث ہونا اور یہ مرتبہ مرتبہ وحی خاص کے سوا ہے اور مرتبہ صدیقین کے نیچے ہے جیسا کہ عمر خطاب کی نسبت ثابت ہے۔

۶۔ شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں والمحدث تبادر نفسہ الی بعض معاون العلم فی الملکوت فاض منہ علوما صار الحق صالک لیکون شیء فیہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لیکون اصلاحا لنظام بنی آدم۔

ترجمہ:- اور محدث اپنے نفس کو ملکوت کے اندر جو علم کی کانیں [illegible] سے بہت سے علوم حاصل کر لیتا

بقیہ

ہے جن سے شریعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید وہ بنی آدم کی اصلاح کا بندوبست کرتا ہے۔

۷۔ شیخ اکبر ابن العربی محدث اور نبی میں یوں فرق ظاہر کرتا ہے۔

ترجمہ:- نبوت تو یہ ہے کہ اس میں ضرور تکلیف کا علم ہوتا ہے۔ اور محدثین کی بات میں تکلیف نہیں ہوتی۔ تشریعی نبی وہ لوگ ہیں جو روح الامین یعنی جبریل فرشتہ کی وساطت سے علم حاصل کرتے ہیں اور محدث کو سوائے بات چیت کے اور اسکے جو احوال و اعمال اور مقامات سے منتج ہوتا ہے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پس ہر ایک نبی محدث تو ہوتا ہے مگر ہر ایک محدث نبی نہیں ہوتا۔ یہ محدث لوگ اولیاء ہیں کے نبی ہوتے ہیں۔

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۸۷)

مکتوب امیر ایدہ اللہ

ایک دوست کے سوال کے جواب میں

"جس نے یہ لکھا تھا کہ جماعت لاہور حضرت مسیح موعود کے مقام کے متعلق کچھ تفریط کا پہلو لئے ہوئے ہے۔"

مجھے حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں معاملہ صاف نظر آتا ہے۔ وہی چیز جس کا نام اصطلاح شریعت میں محدثیت یا ولایت ہے حضرت صاحب نے اسے با صطلاح صوفیا جیسے کہ آپ نے انجام آتھم میں صاف لکھا ہے بروزی یا ظلی یا مجازی نبوت لکھا ہے۔ ان معنوں سے حضرت مسیح موعود "نبی" ہیں جسطرح کا نبیاء بنی اسرائیل میں اس کی وضاحت بھی فرمادی ہے۔ یعنی حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ میں فرمایا کہ وہ نبی جو فیض محمدیہ سے بنتے ہیں۔ وہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہیں۔ مواہب الرحمٰن میں آپ نے لکھا ہے "واللہ تعالے را باولیائے خود دریں امت مکالمات و مخاطبات است و ایشاں رنگ انبیا دادہ میشود و ایشاں نے الحقیقت انبیا نیستند زیراکہ قرآن حاجت شریعت را بہ تکمیل رسانیدہ"۔ ہم حضرت صاحب کے احکام کے پابند ہیں۔ حکم و عدل کے فیصلہ سے افراط اور تفریط اختیار کرنا دونوں غلط راہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عام بول چال میں مجھے نبی نہ کہا کرو۔ اور الوصیت میں لکھا ہے کہ مجھے صرف نبی نہ کہا جائے کہ اس میں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہے۔ اور "امتی نبی" کا لفظ اپنے لئے اختیار فرمایا جسکے معنے خود ازالہ اوہام میں کر دیئے ہیں آپ کے الفاظ ہیں:-

"گویا بات کہ اسی کو امتی بھی کہا ہے اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی۔ جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اس لئے خداتعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳)

حکم و عدل کے معنے سے اس کی کی ہوئی وضاحت سے جو شخص تجاوز کرتا ہے وہ غلطی پر ہے۔ خواہ اس کا تجاوز افراط کے رنگ میں ہو یا تفریط کے۔ فرط محبت سے ہو یا فرط عداوت سے۔ اور بالآخر حکم و عدل نے یہ بھی حقیقۃ الوحی میں سب کچھ لکھنے کے بعد لکھ دیا۔ سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت میرا نام جو خدا کی طرف سے نبی رکھا گیا ہے۔ تو وہ مجاز کے طور پر ہے نہ حقیقت کے طور پر۔ پس جہاں تک میں سمجھتا ہوں جماعت لاہور کا مسلک حضرت مسیح موعود کے مرتبے کے معاملہ میں افراط اور تفریط دونوں سے خالی ہے۔

آپ نے بھی اپنے خط کے آخر میں اس مسئلہ کو صاف طور پر بیان کر دیا ہے۔ جہاں یہ لکھا ہے کہ:

"اول دائرہ انبیاء علیہم السلام کا ہے جو حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر محمد رسول اللہ صلعم پر ختم ہوتا ہے۔ جس طرح نبی کریمؐ نے فرمایا کہ قصر نبوت کی تکمیل میں ایک اینٹ کی جگہ تھی وہ میں ہوں۔ آنحضرت صلعم کے بعد دوسرا دائرہ کا انبیاء کا شروع ہوا"

اور یہی بات ہم مانتے ہیں۔

محمد علی

اگر ضرورت پیش امام ہو تو ہمارے سلسلہ کے ایک حافظ مسمی مجاہد الدین اس کام کیلئے موزوں ہیں بچوں کو قرآن بھی پڑھا سکتے ہیں سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے خط و کتابت کیجئے۔

مذاکرۂ علمیہ

دلچسپ سوالات اور دلچسپ تر جوابات

(معہ تنقید)

ذیل میں ہم چند سوالات اور ان کے جوابات درج کرتے ہیں جن سے قارئین کرام کو یہ پتہ لگے گا کہ جب ایک شخص غلط عقائد کو اختیار کرتا ہے۔ اور بعد میں دنیا کا تجربہ اسے محسوس کرا دیتا ہے کہ ان عقائد کو وہ کسی عقلمند کے سامنے پیش نہیں کر سکتا تو وہ کس کس طرح ان عقائد باطلہ کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ ایک صاحب نے جو جناب میاں محمود احمد صاحب کے مرید تھے چند سوالات جناب میاں صاحب سے کئے تھے ان کے جوابات جو میاں صاحب نے دیئے ہیں وہ ناظرین کے تفنن طبع کے لئے ہم معہ اس تنقید کے درج کرتے ہیں جو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے باطل سوز قلم نے ان پر کی ہے۔ اپنے صحیح عقائد کی پردہ پوشیوں کے لئے کس طرح گول مول جواب میاں صاحب نے دیئے ہیں جس سے رنج ہوتا ہے کہ یہ کیا عقائد ہیں جن کے لئے اس قدر **تقیہ** سے کام لیا جاتا ہے۔ کاش کہ میاں صاحب اپنے ان عقائد کی غلطیوں کا کھلم کھلا اعتراف کر لیتے تو آئے دن کا جھگڑا ختم ہو جاتا اور یہ ان کی بڑائی کی دلیل ہوتی۔ (مدلایر)

نقل خط

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت بابرکت میں پہنچا۔ حضور نے ملاحظہ فرمایا۔ سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں:-

سوال۔ کیا ہم غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ سکتے ہیں؟

جواب۔ آپ کہہ سکتے ہیں اور ہمیشہ کہتے ہیں۔ جو شخص اپنا نام مسلمان لکھتا ہے ہم اسے اور کس نام سے پکار سکتے ہیں؟

تنقید:- کیا مزیدار جواب ہے۔ جو شخص اپنا نام مسلمان رکھے ہم اسے اسی نام سے پکاریں گے۔ مثلاً ایک شخص اپنا نام الفریڈ رکھ لے تو ہم اسے الفریڈ کے نام سے پکاریں گے۔ اسی طرح کوئی اپنا نام مسلمان رکھ لے تو ہم اسے اسی نام سے پکاریں گے۔ گویا مسلمان کی تعریف کوئی نہیں ہے۔ الفریڈ کی طرح صرف ایک بے معنی اور بے حقیقت جامد نام ہے۔ جو کوئی رکھ لے ہم اسے اسی نام سے پکارنے لگیں گے۔ آئندہ کوئی ہندو یا مسلمان ہونے آئے گا تو ہم سے خدا کی توحید اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرانے کے بجائے کہہ دیں گے کہ میاں! اپنا نام مسلمان لکھ لو سب تم کو مسلمان کہنے لگ جائیں گے۔ کسی خاص عقیدہ کی ضرورت نہیں۔ یہ تو محض نام ہے۔ جو رکھ لے اسے اسی نام سے لوگ پکارنے لگتے ہیں۔ مسلمان اور اسلام کے اندر حقیقت کوئی نہیں یہ نام خدا نے نہیں رکھا جو اس کے اندر کوئی حقیقت ہو بلکہ محض ایک بے معنی نام ہے جسے لوگ آپ ہی رکھ لیتے ہیں۔

سائل نے جو جناب میاں محمود احمد صاحب کو جواب دینے کی تکلیف دی تھی تو یہ سمجھ کر دی تھی۔ کہ اسلام اور مسلمان کے نام کے اندر کوئی حقیقت ہے۔ جب تک وہ حقیقت کسی میں متحقق نہ ہو وہ شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ مثلاً عرف عام میں خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ صلعم جو رسول زمانہ ہیں ان کی رسالت کا اقرار جسے کلمہ طیبہ کہتے ہیں جب تک کوئی نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہوتا۔ میاں صاحب کا فرض تھا کہ وہ اسلام کی تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب دیتے کہ ایک شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوا یعنی خدا کی توحید اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتا ہوا اسلام کے اندر داخل ہے یا نہیں۔ اور مسلمان کا نام اس پر عائد ہوتا ہے یا نہیں۔ لیکن اگر وہ ایسا کرتے تو ان کا وہ عقیدہ سامنے آجاتا جسے اب وہ عیب کی طرح پوشیدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور عقلمندوں کے سامنے کھلے الفاظ میں بیان کرتے ہوئے شرماتے اور گھبراتے ہیں

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں" (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں" (الوار خلافت صفحہ ۹۰)

ایک طرف یہ فقرہ رکھو کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور دوسری طرف اسی غیر احمدی کو مسلمان نہ سمجھتے ہوئے مسلمان بھی کہہ لینا راستبازی، ایمان اور اخلاص کی دنیا میں کیا کہلاتا ہے؟ یہ اہل انصاف و دیانت پر چھوڑتا ہوں۔

سوال۔ جو شخص ہمیں کافر نہ کہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں

جواب۔ کافر کہنے نہ کہنے سے نماز کا کیا تعلق؟ عیسائی آریہ ہندو ہمیں کافر نہیں کہتے۔ ان کے ہاں یہ اصطلاح ہی نہیں۔ یہ سوال ہی درست نہیں۔ اصل سوال یہ ہے کہ جو شخص ہمیں مسلمان نہ سمجھے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ مسلمانوں میں سے کئی لوگوں کا خیال ہے کہ جو توحید کے منکر ہیں وہی اصل کافر ہیں۔ ان کے نزدیک یہودی وغیرہ کافر نہیں۔ پس نماز کا تعلق کافر کہنے یا نہ کہنے سے نہیں۔ کافر کہنا زائد موجب ہے نماز ترک کروانے کا۔

تنقید۔ العجب ثم العجب۔ کیا لفظوں کی بھول بھلیاں ہیں سائل کے کچھ پلے پڑ گیا ہو تو پڑ گیا ہو۔ ہمیں تو اس جواب سے کچھ پتہ نہ لگا کہ میاں صاحب کا فتویٰ کیا ہے۔ محض سائل کے سوال کی اصلاح ہی ہوتی رہی۔ اس بات کا جواب نہ آیا کہ "جو شخص ہمیں کافر نہ کہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں" میاں صاحب نے فرمایا کہ یہ سوال غلط ہے۔ سوال یوں ہونا چاہیے کہ "جو شخص ہمیں مسلمان نہ سمجھے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں"۔ مگر اس کا جواب بھی کوئی نہ آیا۔ بلکہ ادھر ادھر کی باتوں میں اصل جواب ٹال دیا۔ پہلے تو فرمایا "کافر کہنے نہ کہنے سے نماز کا کیا تعلق؟ عیسائی آریہ ہندو ہمیں کافر نہیں کہتے ان کے ہاں یہ اصطلاح ہی نہیں۔ یہ سوال ہی درست نہیں" تو سائل نے کب پوچھا تھا کہ عیسائی آریہ ہندو کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور پوچھتا کیسے جبکہ ہندو آریہ سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ان کے ہاں یہ اصطلاح ہی نہیں۔ اس لئے اس نے بھی تو صرف انہی لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تھا۔ جن کے ہاں کافر کی اصطلاح موجود ہے۔ اور جن میں سے بہتوں کی طرف سے حضرت مسیح موعود پر کفر کا فتوے لگا تھا۔ تو سوال میں نقص کیا ہوا۔ کچھ بھی نہیں۔ خواہ مخواہ سائل کو لتاڑ دیا۔ اور خیر پھر سوال کی بزعم خود اصلاح کی تھی تو پھر اسی کا جواب دیا ہوتا۔ وہ بھی نہیں۔ کچھ اور ہی ذکر چھیڑ دیا۔ فرماتے ہیں "مسلمانوں میں سے کئی لوگوں کا خیال ہے کہ جو توحید کے منکر ہیں وہی اصل کافر ہیں ان کے نزدیک یہودی وغیرہ کافر نہیں۔ پس نماز کا تعلق کافر کہنے یا نہ کہنے سے نہیں" عجیب!!

سائل نے میاں صاحب سے ان کا اپنا عقیدہ اور فتویٰ پوچھا تھا۔ نہ کہ ان لوگوں کا جو ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد کی طرح صرف توحید کے منکر کو کافر کہتے ہیں۔ کیا میاں صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ کہ جو توحید کا منکر ہے وہی کافر ہے۔ باقی سب یعنی یہودی وغیرہ مسلمان ہیں اور کیا اسی وجہ سے تو نہیں میاں صاحب نے غیر احمدیوں کو یہودیوں کی طرح کا مسلمان کہنا شروع کر دیا! کیونکہ ان کا اس عقیدہ سے نتیجہ یہ نکالنا کہ "پس نماز کا تعلق کافر کہنے یا نہ کہنے سے نہیں" ظاہر کرتا ہے کہ کچھ دال میں کالا ہے۔ "پس" کیوں؟ اور اگر میاں صاحب کا یہ عقیدہ نہیں اور وہ دائرۂ اسلام کے اندر داخل ہونے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ زمانہ کے نبی کی نبوت اور رسالت پر ایمان لایا جائے تو پھر اس جھگڑے کو درمیان میں لانے کی ضرورت کیا تھی۔ اور اصل جواب پھر بھی ندارد۔ سوال درست کر کے ہی اس کا جواب دے دیا ہوتا۔ مگر قطعاً کوئی جواب نہیں۔ سوائے اس کے کہ "کافر کہنا زائد موجب ہے نماز ترک کرانے کا" جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نماز ترک کرانے کا اصل موجب کچھ اور ہے۔ کسی کا کافر کہنا نماز ترک کرانے کا صرف زائد موجب ہے۔ اصل موجب نہیں۔ اصل موجب کیا ہے اسے میاں صاحب پی گئے۔ پی جانے کی وجہ وہی **تقیہ** کیونکہ اصل عقیدہ ظاہر کرتے اب شرمندگی اور گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اصل موجب سن لو۔ خود جناب میاں صاحب الوار خلافت صفحہ ۹۰ پر فرماتے ہیں "ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ خداتعالیٰ کے ایک نبی (مرزا غلام احمد) کے

مراسلات

قادیانی جماعت کو شکست فاش

اسلام کی موجودہ حالت اور دشمنان اسلام کی یورش مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کا سبق یاد دلا رہی ہے۔ چنانچہ بہی خواہان قوم اس امر کی کم و بیش کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو۔ لیکن قادیانی جماعت نے دعوی اتحاد و اتفاق رکھنے کے باوجود آنحضرت صلعم کی ختم نبوت سے انکار کر کے قائلان ختم نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے اور میاں محمود احمد صاحب نے صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ غیر احمدی عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح کافر ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانان جہلم نے اس رخنہ کو دور کرنے کے لئے جو خاتم النبیینؐ کے غلط مفہوم سے پیدا ہو کر اسلام میں زبردست تفرقہ پیدا کر رہا تھا۔ ۲۶ اگست کی شام کو زیر صدارت چودھری ظہور احمد صاحب بی اے ایک جلسہ کیا۔ جناب مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب مناظر اسلام نے مضمون ختم نبوت کی چند شقیں قائم کیں۔ ختم نبوت بروئے قرآن۔ ختم نبوت بروئے احادیث و اقوال ائمہ۔ ختم نبوت بروئے اقوال حضرت مرزا صاحب۔ ختم نبوت بروئے سائنس و فلسفہ اور فرمایا کہ ہر ایک شق کی توضیح و تشریح کے لئے کافی وقت چاہیئے۔ اس کے علاوہ اس اہم مسئلہ کے سننے کے لئے کافی مجمع چاہیئے۔ چونکہ کاروباری لوگ اس وقت شامل نہیں ہو سکتے اس لئے میں رات کے وقت اس مسئلہ کو ملتوی کرتا ہوں۔ ہاں اس بات کا دھڑلے سے اعلان کرتا ہوں کہ اگر کوئی جماعت اس مسئلہ کے متعلق گفتگو کرنی چاہے۔ تو وہ اپنا مسلمہ نمائندہ پیش کرے۔ تاکہ نمائندہ کی شکست جماعت کی شکست ہو۔ بغیر کسی مسلمہ نمائندہ جماعت کے میں کسی سے گفتگو نہیں کرونگا۔

رات کے ۹ بجے تک ہزار ڈیڑھ ہزار کے قریب مجمع ہو گیا۔ چودھری ظہور احمد صاحب بی اے کی صدارت میں کارروائی شروع ہوئی۔ مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب نے قرآن کریم کے پانچ زبردست دلائل سے ثابت کیا کہ اب ضرورت نہیں رہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری رہے۔ اس کے بعد احادیث نبوی کی طرف آ رہے تھے کہ قادیانی جماعت کو اس کامیاب تقریر پر حسد ہوا۔ فوراً اپنے ایک نمائندہ مولوی عبدالکریم صاحب مولوی فاضل کو کھڑا کر دیا۔ جو محمودی جماعت جہلم کے سکرٹری بھی ہیں۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ میں اپنے دوست کو اس شرط پر اجازت دیتا ہوں کہ وہ میرے مضمون کے اندر رہ کر قرآن کریم سے اجرائے نبوت ثابت کریں۔ بحث ایک گھنٹہ تک رہی۔ مولوی صاحب کے پانچ مطالبوں کو فاضل قادیانی مناظر آخر تک پورا نہ کر سکے۔ جو تاویل پیش کرتے اس کی فوراً قلعی کھول دی جاتی۔ لفظ خاتم کو اسم آلہ ثابت کرنے کے لئے جس شد و مد کے ساتھ پانچ سو روپیہ انعام حاصل کرنے کا دعوے کیا وہ بصد افسوس و حسرت حاصل نہ کر سکے۔ اور پبلک پر یہ اثر چھوڑ گئے کہ قادیانی مناظر دیدہ دلیری سے بھری مجلس میں جھوٹ بولنے سے دریغ نہیں کرتے۔ خدا کے فضل سے بحث ہمارے حق میں رہی اور قادیانی جماعت کو شکست فاش رہی اور لوگوں پر بخوبی واضح ہو گیا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

خاکسار

(محمد عبداللہ محصل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

راولپنڈی میں میلاد النبی کا شاندار جلسہ

جماعت راولپنڈی کی قابل قدر قربانی

(مرسلہ محمد عبداللہ محصل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

۲۹ اگست کا دن سرزمین راولپنڈی میں ایک نمایاں خصوصیت رکھتا ہے۔ اس دن انجمن اسلامیہ کی فراخ حوصلگی سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے زیر اہتمام ایک مشترکہ جلسہ قرار پایا۔ راولپنڈی جیسے شہر میں جہاں کے مولویوں کی تکفیری مشین گنوں نے شیرازہ اسلام کو پاش پاش کر دیا ہے اور ایک مختلف الخیال مسلمان کو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ملنا مشکل کر دیا ہے۔ وہاں ان مشین گنوں کی پروا نہ کر کے نبی کریم صلعم کے نام پر تمام مسلمانوں کا جمع ہو جانا ایک ایسا واقعہ ہے جو تاریخ راولپنڈی میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ مقامی احمدیہ انجمن نے ایک خوبصورت پوسٹر شائع کیا۔ اور جلسہ کی خوب شہرت کی۔ اس کے بعد انجمن اسلامیہ نے احمدیہ انجمن کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اپنی طرف سے ایک اشتہار بغرض شمولیت جلسہ شائع کیا۔ جلسہ ۵ بجے شام کو گراونڈ میلہ اسپاں میں زیر صدارت قاضی نذیر احمد صاحب وکیل سکرٹری انجمن اسلامیہ شروع ہوا۔ جلسہ میں ہر پایہ کے لوگ امیر۔ غریب ادنے اعلے ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے۔

تلاوت قرآن کریم و نعت خوانی کے بعد صدر جلسہ نے فرمایا کہ یہ وقت اتحاد کا ہے۔ تمام مسلمانوں کا ایمان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ اس لئے جہاں کہیں نبی کریم صلعم کا ذکر خیر ہو۔ وہاں ہمیں پہنچ جانا چاہیئے۔ سب سے بڑی غلط فہمی احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق یہ پھیلائی جاتی ہے کہ یہ جماعت کافر ہے۔ اگر بفرض محال اس جماعت کو کافر بھی مان لیا جائے تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی جماعت ہماری ہاں میں ہاں ملا کر اپنے معتقدات سے الگ ہو کر اسلام کی خوبیوں کے متعلق تقریر کرنی چاہے تو کیا تم اس کی دعوت پر لبیک نہ کہو گے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد خاکسار نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی زندگی کے متعلق دو پہلو اشداء علی الکفار رحماء بینھم پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج اگر مسلمان ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ دونوں پہلو اختیار کریں۔ اشاعت اسلام کا کام کریں اور دوسرے آپس میں متحد ہو جائیں۔ اس کے بعد مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کی تقریر آنحضرت صلعم کے کمالات و فضائل پر ہوئی۔ دوران تقریر میں آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑی غلط فہمی ہمارے متعلق یہ پھیلائی جاتی ہے کہ ہماری جماعت ختم نبوت کی منکر ہے۔ میں بڑی صفائی کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ ہمارا ایمان ہے کہ وحی نبوت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور کسی وقت میں دلائل و واقعات سے ثابت کرونگا کہ نبی کریم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ یہ میرا عقیدہ ہے۔ اب کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ یہ لوگ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ علیم بذات الصدور خدا کی ذات ہے۔ مولویوں کی ذات نہیں۔ اگر میرا یہ عقیدہ نفاق یا مصلحت وقت پر مبنی ہے۔ تو اس کا میں ذمہ دار ہوں۔ قیامت کے روز میں جواب دونگا آپ کو کوئی حق نہیں کہ میرے عقائد کو غلط طور پر پیش کر کے لوگوں کو بدظن کریں۔ آپ نے نبی کریم صلعم کے فضائل و کمالات کو اس انوکھے اور دلچسپ طرز سے بیان فرمایا۔ کہ تمام پبلک انگشت بدنداں تھی۔ تمام پبلک کی متفقہ خواہش تھی کہ مولوی صاحب ختم نبوت پر آج رات ہی بیان فرما دیں۔ اس لئے دوسرا اجلاس رات کے وقت کے لئے ملتوی کرنا پڑا۔ اور جلسہ نماز مغرب کے لئے برخاست ہو گیا۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس زیر صدارت ملک غلام حیدر صاحب پنشنر تحصیلدار ٹھیک ۹ بجے شب سے شروع ہوا۔ مولانا عصمت اللہ صاحب نے حسب وعدہ ختم نبوت پر تقریر شروع کی اور فرمایا کہ اس تقریر کو پانچ پہلوؤں سے بیان کرونگا۔ ختم نبوت بروئے قرآن کریم۔ ختم نبوت بروئے احادیث۔ ختم نبوت بروئے اقوال بزرگان دین۔ ختم نبوت بروئے اقوال مرزا صاحب۔ ختم نبوت بروئے سائنس و فلسفہ قرآن کریم سے پانچ زبردست دلائل سے ثابت کیا کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبوت [illegible] نے ایک منتر

پڑھ دیا۔ اس کے پڑھنے سے لوگ بہت خوش ہوئے۔ اتنے میں ایک سانپ دیوتا بھی تشریف لائے۔ سانپ کا پہنچنا تھا کہ تمام جلسے میں کھلبلی مچ گئی۔ اور تمام ایک دوسرے کو دھکیل کر آگے بھاگ رہے تھے اور پتہ کسی کو نہیں کہ کیا مصیبت پیش آ گئی ہے۔ یہانتک کہ پانچ منٹ کے بعد خبر ملی کہ وید منتر کے عاشق سانپ دیوتا تشریف لائے تھے اور مارے گئے۔ اس کھلبلی کے بعد مولوی صاحب کی تقریر پھر شروع ہوئی اور آپ نے اتحاد و اتفاق پر زور دے کر فرمایا کہ بقیہ مضمون کسی اور موقعہ پر بیان کرونگا۔ اس کے علاوہ میں چاہتا ہوں کہ کسی دن جلسہ ہو اور میں آپ کو ہندوؤں اور عیسائیوں کی کتابوں سے اور خصوصاً ہنود کی اس کتاب سے جو آج سے ہزاروں سال پیشتر لکھی گئی اس سے آنحضرت کی آمد کے متعلق پیشگوئی دکھاؤں۔ پبلک کی از حد خواہش تھی کہ یہ سلسلہ جاری رہے۔ اس لئے متفقہ آواز سے یہی رائے پاس ہوئی کہ کل رات کو اسی جگہ مولوی صاحب کی تقریر ہو۔ دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

۳۰ اگست کی کارروائی

لال کرتی کے چند مسلمان رات کی تقریر میں شامل تھے۔ مولوی صاحب کی تقریر کا ان کے دلوں پر اس قدر اثر پڑا کہ خلیفہ سردار علی صاحب حکیم بغدادی نے مولوی صاحب کو دعوت دی اور وہاں کی ایک مسجد میں تقریر کا بندوبست کیا۔ لال کرتی میں خلیفہ صاحب اور دیگر چند مسلمانوں کا وجود ان بستیوں میں شمار ہوتا ہے۔ جو اسلام کا درد رکھتے ہوئے تکفیر کے فتووں سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ انہوں نے مسجد میں اعلے پیمانہ پر انتظام کیا۔ ۵ بجے شام کو ہم لال کرتی گئے۔ سامعین انتظار کی گھڑیاں گن رہے تھے۔ مولوی صاحب کی تقریر دلپذیر شروع ہوئی۔ اور آپ نے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حقانیت کو اس طور سے ثابت کیا کہ تمام مسلمان حیران تھے۔ اپنے مولویوں کی حرکتوں پر شرمندہ ہوئے۔ کہ یہ لوگ کیسی جماعت کو اپنی نادانی کی وجہ سے کافر کہتے ہیں۔

تیسرا اجلاس

تیسرا اجلاس زیر صدارت ملک غلام حیدر صاحب پنشنر تحصیلدار ٹھیک ۹ بجے رات کو شروع ہوا۔ مجمع کی اس قدر کثرت تھی کہ جلسہ گاہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ اس کے علاوہ رؤسا شہر و صدر کے بوہرہ سیٹھوں نے کثرت سے شمولیت کی۔ مولوی صاحب نے اپنی فاضلانہ تقریر ختم نبوت پر شروع کی۔ فلسفہ و واقعات عالم کو قرآن کی روشنی میں بیان فرماتے ہوئے کہا کہ آپ کے بعد ضرورت ہی نہیں رہی کہ کوئی نبی آئے۔ ابھی ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کرتے نہ گزرا تھا کہ ایک صاحب نے جو غالباً میاں محمود احمد صاحب کے مرید ہیں ایک رقعہ بھیجا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو پھر حضرت عیسےٰ کیونکر آ سکتے ہیں۔ مولوی صاحب نے فوراً تاڑ لیا کہ اس میں محمودی جماعت کی شرارت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جلسہ تمام مسلمانوں کا مشترکہ جلسہ ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ایسی بات پیش کروں جو موجب تنازعہ ہو۔ اگر یہ سوال پوچھنا ہے تو اپنے علماء سے جا کر پوچھو۔ اگر مجھ سے پوچھنا ہے تو میرے مکان پر آؤ۔ آپ نے فرمایا کہ دو جماعتیں آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کو جاری سمجھتی ہیں ایک قادیانی جماعت اور دوسری بہائی جماعت۔ اس کے بعد حضرت صاحب کے دعوے پر روشنی ڈالی۔ اور حضرت صاحب کی تحریروں میں جو لفظ نبی آیا ہے اور جس سے محمودی جماعت کو ٹھوکر لگی ہے۔ اس کی تشریح کی۔ خدا کے فضل سے جلسہ بڑا کامیاب رہا۔ کفر کے فتوے ٹوٹ گئے اب تقریروں کا سلسلہ انشاء اللہ تعالےٰ جاری رہے گا۔ اتوار کے دن پھر جلسہ ہوگا۔

آخر میں میاں عبدالشکور سابق محصل انجمن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے تمام شہر میں بآواز بلند منادی کی اور مولویوں کے پروپیگنڈا کو زائل کر کے جلسہ کی رونق بڑھائی۔

ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت

آنحضرت صلعم کی زندگی میں

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے گا کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ہمیں افسوس ہے کہ ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب کا یہ مضمون آخری نبی نمبر میں نہ جا سکا۔ اس نمبر میں شکریہ کے ساتھ درج ہے۔

ایک دہریہ سے مکالمہ

یوں تو ہر ایک راستباز جس کا زہد و تقویٰ مخلوق خدا میں مسلم ہو اس کا یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ خداوند تعالیٰ ہے کیونکہ جس شخص کو ہم راستباز مانتے ہیں اور جس کے تقویٰ و زہد کا سکہ ہمارے دلوں پر بیٹھا ہوا ہے اس سے ہم کس طرح توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ جھوٹ بولیگا۔ ایک دہریہ حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم کی خدمت میں آیا اور سوال کیا کہ لوگ کہتے ہیں خدا ہے لیکن دل تسلیم نہیں کرتا۔ آپ خداوند تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں کوئی دلیل بیان فرمائیں آپ نے جواب دیا کہ تم کس کے بیٹے ہو۔ اس نے کہا فلاں کا بیٹا ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہیں کس نے کہا۔ اس نے کہا کہ میری والدہ نے آپ نے فرمایا کہ ایک کمزور عورت جس سے بدفعلی کا امکان ہو سکتا ہے اس کے کہنے پر تمہیں یقین ہو گیا ہے کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں لیکن جب اسقدر راستباز انسان (جو ایک زمانے میں ایک وقت میں نہیں بلکہ ہر ایک زمانہ میں گذرے ہیں اور ان کے کذب کی تمہارے پاس کوئی دلیل بھی نہیں) اس امر کی شہادت دے گئے ہیں کہ خدا ہے تم کیوں خداوند تعالیٰ کی ہستی پر یقین نہیں کرتے۔ یہ مثال کافی ہے۔

واقعات کے رنگ میں ہستی باریتعالےٰ کا ثبوت

لیکن الحاد اور مادہ پرستی نے اس حد تک دلوں پر احاطہ کیا ہوا ہے کہ جبتک عینی شہادتیں نہ ہوں یا کم از کم واقعات کے رنگ میں دلائل نہ ہوں کہ کوئی زبردست ہستی ہے جو اس نظام کو چلا رہی ہے۔ تب تک الحاد و مادہ پرستی سے ملوث طبائع خداوند تعالیٰ کی ہستی کو تسلیم نہیں کرتیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ ہم اس نبی عظیم الشان یعنی محمد مصطفےٰ صلعم (جن کے وجود مسعود سے عرب کی بت پرستی والحاد خدا پرستی میں تبدیل ہو گیا) کی زندگی سے ثابت کریں کہ آپ کی نصرت بغیر ایک برتر ہستی یعنی خداوند تعالیٰ کے ناممکن تھی۔ اگر آپ کو خداوند تعالیٰ کی ہستی کا یقین نہ ہوتا تو آپ یا اپنے مشن کو چھوڑ کر کفار عرب کے ساتھ جا ملتے یا مایوسی کے عالم میں خودکشی جیسے فعل مذمومہ کے مرتکب ہوتے۔

حضور کی ابتدائی زندگی

آنحضرت صلعم کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی عمر چھ برس کی تھی کہ آپ کی والدہ بھی رحلت فرما گئیں۔ آپ اپنے جد امجد کی کفالت میں آ گئے لیکن ایک برس بعد آپ کے دادا بزرگوار بھی آپ کو اس یتیمی اور بے کسی کے عالم میں چھوڑ گئے۔ غور کا مقام ہے کہ وہ انسان جس کی بچپن سے لیکر بڑھاپے تک نے مخالفت کرنی ہے۔ وہ انسان جس نے تمام کفار عرب کا مقابلہ کرنا ہے۔ وہ انسان جس کے قدموں پر بڑے بڑے سلاطین و جبابرہ ہستیوں نے سر جھکانا ہے۔ اسکی ابتدائی زندگی یتیمی و بیکسی سے شروع ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوبوں کو مشکلات میں ڈالنے کا فلسفہ

اے اسباب کے بندو! اے تقدیر الٰہی کے منکرو! کیا تم سے میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کونسے اسباب تھے جن کے ذریعہ سے آپ اس بے کسی اور سخت ترین مخالفت کے باوجود شہنشاہ دو عالم بن گئے اور جن کے نام پر آج تک ہزاروں نہیں [illegible]

تم سے توقع ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ ہوتا اور آپ خداوند تعالیٰ کے رسول ہوتے تو آپ ان کو اس بے بسی کے عالم میں کیوں چھوڑتے۔ کیا والدین کی موجودگی میں والدین کا جی چاہتا ہے کہ ہمارے بچے تکلیف میں ہوں نہ اچھا کھائیں نہ اچھا پہنیں اور پھر دوسرے بچے ان کو تکلیف پہنچائیں نہیں ہرگز نہیں پس یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کو تکالیف آتی ہیں اور ان کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس میں ایک راز ہوتا ہے لیکن اسقدر تکالیف و مصائب نہیں آتیں کہ وہ تباہ ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل پھول کر ترقی کریں یہ قانون قدرت ہے۔ ہر جوہر قابل کو مشکلات کا تختہ مشق بننا پڑتا ہے۔ کسان زمین پر ہل چلاتا ہے اسکو چیرتا پھاڑتا ہے یہاں تک کہ اس کے ذرات ہوا میں اڑنے لگ جاتے ہیں۔ اس کے بعد بیج کو خاک میں ڈال کر خاک کر دیتا ہے۔ اب نادان یہی کہیں گے کہ کسان کیسا بے وقوف ہے کہ اس نے خواہ مخواہ زمین کو تکلیف دی لیکن عقلمند خوب سمجھتا ہے کہ اس طرح کرنے سے پھل پھول اگیں گے چند دنوں میں روئیدگی سے زمین کی رونق اور زیادہ ہو جائیگی پس جس طرح ہر جوہر قابل کو مٹی میں پھینکا جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے خاص و مقرب بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے اور لوگ ان کے اوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں مگر کچھ وقت نہیں گذرتا کہ وہ ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں رہ اسکی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو

ابتدائی بیکسی کی اہمیت

یہ آپ کی مشکلات کا سب سے پہلا مرحلہ تھا جس سے آپ کو گذرنا پڑا لیکن کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے۔ ہزاروں یتیم و بیکس انسان آج دنیا میں موجود ہیں لیکن جب آئندہ مشکلات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے تو اس ابتدائی تکلیف کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ ان حالات میں بجز خداوند تعالیٰ کی امداد کے اور کوئی امداد آپ کے شامل حال نہیں تھی۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ کوئی عمارت کھڑی نہیں ہو سکتی جب تک اس کی بنیاد مضبوط نہ ہو۔ بڑی بڑی قوموں اور سلطنتوں کا مقابلہ وہی کر سکتا ہے جو صاحب تاج و سلطنت ہو اور جس نے یتیمی اور بے کسی کی حالت میں تربیت حاصل کی ہو۔ اور پھر حضرت خدیجہ کے روپیہ سے تجارت کر کے گذارہ کیا ہو وہ کس طرح بغیر تائید و نصرت الٰہی۔ اسقدر اہم و مہتم بالشان کام سخت ترین مخالفت کے باوجود کر سکتا ہے۔

مشکلات کا دوسرا مرحلہ

جب آپ یتیمی و بے کسی کی حالت سے گذر گئے اور آپ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے مقام پر فائز المرام کر کے آپ کے سامنے اصلاح خلق کا مہتم بالشان کام سپرد کیا۔ اگر قوم عرب میں معمولی کمزوریاں ہوتیں اور ان کے دلوں میں ان کی کمزوریوں کا احساس ہوتا تو یہ کام معمولی تھا لیکن دنیا جانتی ہے کہ جو کام آپ کے سپرد کیا گیا وہ مشکل ترین کاموں سے تھا اور اس کی انجام دہی بجز تائیدات الٰہی ناممکن ہے۔ عرب کی بت پرستی و زناکاری یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ خدا کی پناہ۔ گھر گھر میں سینکڑوں بت رکھے ہوئے تھے۔ اُن کے آگے سجدے کئے جاتے تھے۔ ان سے رفع حاجات کے لئے دعائیں مانگی جاتیں اس کے بعد زناکاری یہاں تک بڑھی ہوئی تھی کہ قرآن کریم کو کہنا پڑا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ ط اگر ماؤں بیٹیوں بہنوں اور پھوپھیوں وغیرہ کے ساتھ زنا جائز نہ قرار دیا جاتا تو قرآن کریم ان کی حرمت کیوں بیان کرتا۔ اس کے بعد شراب نوشی کی اسقدر کثرت تھی کہ ہر ایک گھر میں مٹکے کے مٹکے رکھے ہوئے تھے اور [illegible]

خانہ جنگی تو ان کی بہادری کا نشان سمجھی جاتی۔ اگر لڑائی چھڑ جاتی تو سینکڑوں برس تک رہتی یہاں تک کہ ایک قوم دوسری پر غالب آ جاتی۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا جو حضور کے سامنے تھا۔ غرضکہ یہ مشکلات کا دوسرا مرحلہ تھا جس سے کہ آپ کو گذرنا پڑا۔

مشکلات کا تیسرا مرحلہ

ان بدکاریوں اور بداعمالیوں کے باوجود قوم کی یہ حالت ہے کہ ایک مصلح و ہادی پر بجائے پھول برسانے کے پتھر برساتے ہیں اس کی جان کے درپے ہو جاتے ہیں۔ ابتداء میں استہزا سے کام لیتے رہیں۔ آپ کی دعوت کو تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں کبھی آپ کو شاعر کہتے ہیں اور کبھی مجنون۔ لیکن جب اعلےٰ پایہ کے لوگ آپ کے ساتھ شامل ہونے شروع ہوئے تو کفار نے ایذا پہنچانے میں اضافہ شروع کر دیا۔ جب آپ نماز پڑھنے کی لئے خانہ کعبہ میں جاتے تو آپ کو ایذا پہنچاتے اور تمسخر کرتے۔ ایک دفعہ بہت سے لوگوں نے جو اشراف قریش سے تھے آپ پر حملہ کر دیا اور عقبہ بن معیط نے چادر آپ کے گلے میں ڈال کر مروڑنا شروع کیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ آپ کا دم رک جائے اتنے میں حضرت عمر رض نے یہ کہتے ہوئے آپ کو چھڑایا۔ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ تم ایک شخص کو اسلئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے۔

مسلمانوں پر مصائب کی بارش

آپ کے بعد مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے جاتے تاکہ آپ کے ساتھی و ہر کاب آپ سے الگ ہو جاویں حضرت بلال رض امیہ بن خلف کے غلام تھے جب اسلام لائے تو امیہ نے نہایت ظالمانہ تکلیف رسانی سے ان کو دین حق سے پھیرنا چاہا۔ آپ کو عین دوپہر کے وقت عرب کی سخت ترین دھوپ میں گرم پتھروں پر لٹایا گیا اور آپ کے سینے پر گرم پتھر رکھے گئے اور ان سے کہا گیا کہ اسلام کو چھوڑ دو لیکن ان کی زبان مبارک سے عالم بیہوشی میں اَحَدٌ اَحَدٌ کی آواز نکلتی تھی حضرت عمار رض کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوتا رہا۔ ان کی والدہ سمیہ کو ابوجہل نے شرمگاہ میں نیزہ مار کر مار دیا۔ حضرت عثمان رض صاحب عزت ہونے کے باوجود تکالیف سے نہ بچ سکے ان کے چچا نے رسی سے باندھ کر انہیں مارا۔ چنانچہ جب وقت مخالفت کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو آپ نے گیارہ صحابہ کو جن میں سے چار کے ساتھ بیویاں تھیں ہجرت پر آمادہ کیا اور حبش کے منصف بادشاہ پر انصاف و رحم کی توقع رکھ کر ان کو وہاں روانہ کیا۔

ابھی تک تو آنحضرت نے دعوت اسلام کا کام علانیہ طور پر شروع نہیں کیا تھا۔ نمازیں چھپ کر پڑھتے تھے۔ اس کے بعد جب حکم ہوتا ہے۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ أَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ ط جن باتوں کا حکم دیا جاتا ہے ان کو کھول کر بیان کر دو اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ تو آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کے ایک ایک قبیلہ کو اپنا پیغام پہنچایا۔ اس پر وہ سب بگڑ گئے اور ابولہب نہایت درشتی سے پیش آیا۔

کفار کا ایک وفد ابوطالب کے پاس

کچھ عرصہ بعد جب قریش نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم اپنی دعوت کو نہیں چھوڑتے تو ایک وفد ابوطالب کے پاس پہنچا اس دفعہ مصمم ارادہ کر کے گئے کہ قطعی فیصلہ کر کے آئینگے چنانچہ انہوں نے ابوطالب کو کہا کہ یا تو تم اپنے بھتیجے سے الگ ہو جاؤ یا خود بھی اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ تاکہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو۔ اس نازک وقت میں جبکہ ایک طرف اپنے بھتیجے کی محبت تھی اور دوسری طرف جان کا خطرہ۔ آپ نے آنحضرت صلعم کو بلایا اور کہا مجھ پر اور اپنے اوپر رحم کرو۔ مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جس کو میں اٹھا نہیں سکتا۔ اس پر آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:۔

"اے چچا اگر سورج کو میرے دائیں ہاتھ میں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ میں رکھدیں اور یہ چاہیں کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں تو میں ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسکو غالب کرے۔ یا میں کام کرتا کرتا مارا جاؤں۔"

آنحضرت کو لالچ دینا

جب اس دفعہ کفار مایوس ہو چلے تو ایک اور وفد آنحضرت کی خدمت میں بھیجا اور کہا:

"اگر آپ دولت چاہتے ہیں تو ہم جس قدر مال آپ چاہیں اکٹھا کر کے آپکو دینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ عزت اور حکومت چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار اور بادشاہ بنانے پر رضا مند ہیں۔ اگر آپکو حسن و جمال کی خواہش ہو تو خوبصورت سے خوبصورت عورت جس کو آپ چاہتے ہیں۔ ہم آپ کی زوجیت میں دینے کے لئے تیار ہیں۔"

مگر آپ کی ذات اقدس پر ان دنیاوی چیزوں کا اثر کس طرح پڑ سکتا تھا۔ آپ نے اپنا کام جاری رکھا۔

بنی ہاشم سے بائیکاٹ

جب قریش چاروں طرف سے مایوس ہو چکے تو انہوں نے بنی ہاشم کے خلاف ایک معاہدہ کیا۔ "ہم نہ ان سے نکاح کا معاملہ کریں گے نہ خرید و فروخت کا۔ نہ کھانے پینے کا سامان ان تک جانے دیں گے یہاں تک آنحضرت صلعم کو قتل کے لئے ان کے حوالے کر دیں۔" اس معاہدہ کو کاغذ پر لکھ کر خانہ کعبہ پر آویزاں کیا گیا۔ بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب ایک درہ میں مجبوراً محصور ہو گئے۔ تین سال تک سخت تکلیف میں رہے۔ بھوک سے بعض اوقات موت تک نوبت پہنچی تھی۔

ہجرت طائف

جب آپ مکہ سے مجبور ہو گئے تو آپ نے طائف کا رخ کیا۔ زید آپ کے ساتھ تھا۔ دس دن وہاں رہے۔ وہاں کے لوگوں کو اپنا پیغام پہنچانا شروع کیا۔ ہر طرف سے یہی جواب ملتا۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ بازاری لوگ سرداروں کے اشارے پر تمام رستہ پر پھیل گئے اور جوں ہی آپ ان کے درمیان سے گذرنے لگے آپ کی ٹانگوں پر پتھروں کی بوچھاڑ شروع ہوئی۔ آپ لہولہان ہو کر بیٹھ جاتے تو دوسرا آتا اور ہاتھ پکڑ کر اٹھا دیتا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ آپ ایک باغیچہ میں بیٹھ گئے اور آرام کیا۔

ہجرت مدینہ

اس کے بعد مدینہ میں دو قومیں اوس اور خزرج مسلمان ہو گئیں انہوں نے حضور کے سامنے عہد کیا کہ آپ اپنی جماعت سمیت مدینہ میں تشریف لاویں تو ہم حفاظت کریں گے۔ چنانچہ حضور نے صحابہؓ کو مدینہ بھیجنا شروع کیا۔ دو ماہ کے اندر مکہ مسلمانوں سے خالی ہو گیا۔ صرف آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ رہ گئے۔ اس موقعہ کو کفار نے غنیمت سمجھ کر فیصلہ کیا کہ آپ کا کام تمام کیا جاوے۔ چنانچہ طرح طرح کے منصوبے ہوئے۔ تاریخ اور وقت مقرر ہو گیا۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضور کو ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ آدھی رات کے وقت اندھیرے میں آپ حضرت ابوبکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک تنگ و تاریک غار جس کا نام ثور ہے۔ داخل ہوئے۔

ان حالات میں کفار نے جب وقت مقررہ پر غیر حاضر پایا تو تلاش کرتے کرتے غار ثور تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ ان کے پاؤں کی آواز سنکر غمگین ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بذریعہ وحی اطلاع دیتا ہے۔ لا تحزن ان اللہ معنا۔ مت ڈرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ خدا کی قدرت جس وقت حضور غار کے اندر داخل ہوئے تو اس کے سوراخ کے اوپر مکڑی نے جالا تن لیا۔ اب حضور کے دشمنوں کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ ایک فریق تو یہ کہتا ہے کہ آپ غار میں ہوں گے کیونکہ پاؤں کے نشان غار تک پہنچتے ہیں۔ دوسری جماعت اسے بیوقوف ٹھیراتی ہے اور کہتی ہے کہ تم نہیں دیکھتے کہ سوراخ کو مکڑی کے جالے نے بند کر دیا ہے۔ اگر آپ غار کے اندر داخل ہوتے تو جالا تنا ہوا نہ ہوتا۔ آخر دشمن غار میں داخل ہونے کے بغیر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کا انکار کرتے ہیں۔ آئیں! ان حالات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

اعلان جنگ

اس کے بعد آپ مدینہ روانہ ہوئے۔ وہاں کے لوگوں نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ لیکن آخر سب کفار نے دیکھا کہ آپ کامیاب ہوتے جاتے ہیں۔ انہوں نے اعلان جنگ کر دیا۔ حضور کو تین ہی بڑی لڑائیاں کرنی پڑیں جن میں کفار قریش مسلمانوں پر چڑھ کر آئے۔

جنگ بدر۔ جنگ احد۔ جنگ احزاب

(۱) جنگ بدر میں کفار کی فوج تگنی تھی۔ میدان کا اچھا حصہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ پانی ان کے قبضہ میں۔ ان کی فوج تجربہ کار جنگی جوان اور جنگ کے بالمقابل مسلمانوں میں بچے اور بوڑھے شامل تھے۔ ہتھیار ندارد۔

اسقدر کمزوری کے باوجود حضور کامیاب ہوتے ہیں۔ کامیاب کیوں نہ ہوں خدا کے لگائے ہوئے پودے کو کون اکھیڑ سکتا ہے

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس رہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

میدان احد میں کفار کی تعداد مسلمانوں سے چوگنی سواروں کی ایک بڑی بھاری جمعیت ان کی فوج میں خالد جیسے بہادر بھی ساتھ تھے۔ جنگ احزاب میں کفار کی تعداد مسلمانوں سے دس گنی تھی علاوہ ازیں یہودی دشمن منافق جاسوسوں کا کام کرنے والے موجود تھے۔ ان دونوں لڑائیوں میں مسلمان کامیاب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی ہستی کا ثبوت خود دیتے ہیں۔ اور حضور کو کامیاب کر کے ثابت کرتے ہیں کہ جس پودے کو تم اکھاڑنا چاہتے ہو وہ خدا کا لگایا ہوا ہے۔ اس کی آبیاری وہ خود کرے گا۔

غور کیجئے کہ آپ کی زندگی بھی بذات خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے یا نہیں۔ آپ کا یتیمی اور بے بسی کی حالت میں ہونا۔ عرب جیسی اجہل قوم کو گری ہوئی حالت سے نکالنا۔ کفار کا مخالف ہو جانا۔ لالچ دینا۔ لڑائیاں لڑنا۔ وطن سے نکالنا اور پھر ان مشکلات میں ان کا مرعوب نہ ہونا بلکہ کامیاب ہونا۔ کیا امداد غیبی کے بجز انسان ان مشکلات و مصائب کا مقابلہ کر کے کامیاب رہ سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

آنکہ آید از خدا آید بدو نصرت رواں
خدمت او میکند شمس و قمر چوں چاکراں

خاکسار

محمد عبد اللہ بی۔ اے۔ وی محصل انجمن احمدیہ لاہور

تازہ خبریں

— ہندوستان کے مختلف مقامات پر کھدر کے فروخت کے لئے خوب پراپیگنڈا ہو رہا ہے۔ بنارس اور لکھنو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

— حکومت افغانستان نے برلن کے کارخانہ لینز اینڈ کمپنی کو افغانستان کے اندر تمام ریلوے جات تعمیر کرنے اور چلانے کا حکم دیدیا ہے۔

— لنڈن ۲۰۔ اگست۔ ہندوستانی ایوان تجارت کی شاخ برطانیہ نے مسٹر کے۔ پی۔ کھیتا کو اپنا صدر اور ایلڈرمین ایلیس کو نائب صدر مقرر کیا ہے۔

— آج کل مدراس میں شدید ہیضہ پھیلا ہوا ہے۔

— اناطولیہ میں سخت قحط رونما ہو رہا ہے۔

— دول چین اور جرمنی کے درمیان بمقام نانکن ایک اقتصادی معاہدہ پر دستخط ہوئے ہیں۔ اس میں چین کے اختیارات نرخ نامہ محصولات کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔

— اس وقت انگلینڈ میں دو سو عورتیں فن پروازی کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں ان میں ہر حیثیت اور ہر طبقہ کی عورتیں شامل ہیں۔

— چین میں ہوا بازی کا ایک زبردست مدرسہ قائم ہوا ہے۔

— بیت المقدس۔ ۲۹۔ اگست۔ مفتی اعظم نے مسجد اقصیٰ کا افتتاح فرمایا۔ یہ یادگار مسجد گذشتہ چار سال سے بوجہ مرمت بند پڑی تھی۔ مرمت پر ۶۷۵۰۰/- پونڈ صرف آئے۔ افتتاح مسجد کی تقریب کے وقت ۲۰ ہزار مسلمان موجود تھے جو مشرق اقصیٰ کے تمام گوشوں سے چل کر یہاں پہنچے تھے۔

— حکومت ترکی نے مشہور قوم پرست نعمان بے رافت جو بیروت میں ترکی حقوق کے نگران تھے۔ وزارت خارجہ میں جنرل ڈائرکٹر کے عہدہ میں ممتاز کیا ہے۔

— ترکی میں تعلیم نسواں روز بروز ترقی کر رہی ہے اس وقت کلاس اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین کافی تعداد میں موجود ہیں۔

— تنگیل (بنگال) ۲۷۔ اگست۔ مسٹر حیدر علی خان کی صاحبزادی مس مفضلت النساء جو کہ ملی علاقہ تنگیل کی رہنے والی ہیں، اعلیٰ تعلیم کے انگلستان جا رہی ہیں آپ نے ڈھاکہ یونیورسٹی میں بی اے کا امتحان پاس کیا اور ریاضیات میں آنرز کے ساتھ کامیاب ہوئیں۔ اسی یونیورسٹی میں آپ نے ایم اے کی ڈگری حاصل کی اور اول درجہ پر رہیں۔

— آل پارٹیز کانفرنس لکھنو میں پنجاب کے مسلمان نمائندوں نے مخلوط انتخاب (نشستوں کی تخصیص کے بغیر) کو منظور کر لیا ہے۔

— تازہ ولایتی ڈاک سے ڈیلی ٹیلیگراف کا جو پرچہ آیا ہے اس میں ان کے نامہ نگار مقیم شملہ کا مندرجہ ذیل پیام درج ہے کہ جلال آباد میں افواہ پھیلی ہوئی ہے کہ شاہ افغانستان حکومت برطانیہ کے خلاف ایک مذہبی جنگ کرنے کی غرض سے ۳۰ ہزار سپاہیوں کی بھرتی کی کوشش کر رہے ہیں۔

— یکم ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مرکزی مجلس وضع قوانین میں ایک جدید قانون پیش ہونے والا ہے جس کی رو سے تمام ایسے بیانات جو ہندوستان اور غیر ملکیوں کے درمیان مناقشانہ تعلقات پیدا کرنے کے موجب ہوں ممنوعہ قرار دیئے جائیں گے۔ یہ قانون تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۵ کے ماتحت نافذ کیا جائیگا۔

— شملہ۔ یکم ستمبر۔ حکومت ہند کا خیال ہے کہ ہندوستانی ریلوے لائنوں کے نظام میں اکاؤنٹس (بہی کھاتہ) اور آڈٹ (محاسبہ) کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر ہند نے حکومت ہند کی یہ تجویز منظور کر لی ہے اور اجازت دیدی ہے کہ یہ سکیم اسمبلی میں پیش کر دی جائے۔

— لکھنو۔ یکم ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکام ضلع نے آل پارٹیز کانفرنس کے ڈیلیگیٹ سردار سردول سنگھ کویشر کو گرفتار کرنے کی سفارش کی ہے کیونکہ انہوں نے ہندوستان کی مکمل آزادی پر تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ صرف چند پستولوں سے ہمارا مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔

۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۲۸ء

دعا کی حقیقت

(از خان بہادر حضرت مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب)

سب الہامی کتابوں نے دعا پر بڑا زور دیا ہے۔ قرآن کریم جو انسانی نسل کے لئے سب سے آخری اور مکمل الہامی کتاب ہے وہ تو دعا سے شروع ہوتی ہے اور دعا ہی پر ختم ہوتی ہے۔ تقریباً جملہ مذاہب دعا پر عامل ہیں مگر باوجود اس کے بہت کم لوگ ہیں جو دعا کی حقیقت سے آگاہ ہیں عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہر ایک حاجت کے لئے دعا کامیابی کا ذریعہ ہے

دعا اور عبادت

قرآن کریم نے دعا کو عبادت میں شمار کیا ہے۔ جہاں فرمایا ہے ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین مجھے پکارو تاکہ میں تمہاری قبولیت کا سامان کروں جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔ اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی حاجات کے لئے پکارنا ایک عبادت ہے اور عبادت سے استکبار دخول جہنم کا موجب ہے۔ اور عبادت کا نتیجہ جو ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے آیت ذیل میں ذکر کیا ہے۔ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون اے لوگو! اپنے اس رب کو پوجو جس نے تم کو اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا تاکہ تم متقی بنو۔ اس آیت نے یہ بتایا کہ انسان کو خدا کی مخلوق اور مربوب ہونے کی حیثیت سے اس کی عبادت کرنی چاہیئے۔ جس کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے انسان ہی کے اندر تقویٰ پیدا ہوتا ہے جو انسان کے نفس کی تہذیب اور اخلاق حسنہ کے لئے بطور ایک تخم کے ہے حدیث میں بھی آیا ہے الدعاء مخ العبادۃ۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔

عبادت کے دو اجزا

عبادت دو اجزا سے مرکب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذہن نشین کرنا اور اپنی محتاجی اور عاجزی اور نقص کا اظہار کرنا اور یہ ظاہر ہے کہ انسان کی تکمیل کے لئے اور اس کی استعدادوں کو بروز میں لانے کے لئے یہ لازمی ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دعا کا جو طریق بتایا ہے اس میں یہ دونوں اجزاء پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا اللہ تعالےٰ کے اچھے نام ہیں انہی سے اس کو پکارو۔ قرآن کریم میں دعا کے جو نمونے دیئے گئے ہیں ان میں انہی دونوں اجزا کا التزام پایا جاتا ہے جو کچھ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی تکمیل اور تہذیب کے لئے عبادت کی ضرورت ہے اور دعا عبادت کا ضروری جزو ہے صلوٰۃ میں جو عبادت کا ایک طریق ہے اس میں جو اذکار تجویز کئے گئے ہیں ان میں عبادت کے دونوں اجزا کا التزام کیا گیا ہے۔

دعا کامیابی کا ذریعہ ہے

اس سے یہ سمجھنا آسان ہے کہ الہامی کتابوں نے کیوں دعا کو اس قدر اہمیت دی ہے۔ کیونکہ اس سے انسان کی فلاح مقصود ہے اور اس سے انسان کی جنت بنتی ہے جس کو دار السلام یا امن کا گھر کہتے ہیں۔ دنیا میں مختلف حوائج نے انسان کو احاطہ کیا ہوا ہے۔ ان پر فتح پانے کے لئے بھی دعا ایک ذریعہ ہے۔ مگر ان پر فتح پانا دو طرق سے ہے یا حاجت ترک کر دے یا اس کے پورا کرنے کے لئے جن سامانوں کی ضرورت ہے ان کو مہیا کرے۔ عام طریق یہ ہے کہ حاجت روائی کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ ایسی صورت میں دعا کی حیثیت کیا ہوتی ہے۔

ہر نتیجے کے لئے اسباب ضروری ہیں

دعا کا مقام تجویز کرنے سے پہلے چند اصول کا سمجھنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ کا قانون جو اس عالم میں کام کر رہا ہے اور جس کو سنت اللہ کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہر ایک نتیجہ پیدا کرنے کے لئے کچھ اسباب مقرر ہیں جب تک وہ اسباب مہیا نہ کئے جائیں نتیجہ مرتب نہیں ہو سکتا۔ یہ ایسا محکم قانون ہے کہ اس کو کوئی توڑ نہیں سکتا جملہ ملل و نحل اور جملہ حیثیت کے انسانوں کے لئے یکساں ہے اور اسی طرح جملہ اشیا میں اللہ تعالےٰ نے جو خواص رکھے ہیں وہ ان سے منفک نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی قانون کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا تو خدا کے قانون میں کوئی تبدیلی نہ پائے گا۔ انسان مامور ہے کہ نتائج پیدا کرنے یا کامیابی حاصل کرنے کے واسطے ان اسباب سے توسل کرے جو مطلوبہ نتائج پیدا کرنے کے لئے مقرر ہیں۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ کہ فرمایا ہے لیس للانسان الا ما سعیٰ انسان اپنی سعی ہی سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

تمام اسباب پر انسان کا تصرف نہیں

انسان کو اپنی حاجت روائی کے لئے جن اسباب کی ضرورت ہے بعض تو [illegible] ہیں انسان اپنی سعی سے ان کو مہیا کر سکتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں کہ وہ انسان کی دسترس سے خارج ہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ جیسا کہ ایک شخص تمدحاصل کرنے کے لئے قلبہ کر سکتا ہے۔ تخم ڈال سکتا ہے مگر مینہ نہیں برسا سکتا۔ ایک شخص کسی پوسٹ کے حاصل کرنے کے لئے لیاقت حاصل کر سکتا ہے۔ درخواست دے سکتا ہے۔ سندات پیش کر سکتا ہے مگر منظور کنندہ حاکم کے دل پر تصرف نہیں کر سکتا۔ بعض حاجات اس قسم کی بھی ہیں کہ انسان ان کے پورا کرنے کے اسباب پر بالکل دسترس نہیں رکھتا وہ سب اللہ تعالےٰ کے تصرف میں ہیں۔ وہ ایسی حاجات کے لئے آسمان کی طرف نظر رکھتا ہے۔ سوائے دعا کے کوئی ذریعہ اس کی دسترس کے اندر نہیں۔ اس کی مثال باران ہے جس کی حاجت انسان کو ہو تو وہ اس کے برسانے کا کوئی ذریعہ پیدا نہیں کر سکتا۔ ایسے ملکوں میں جہاں ابر محیط رہتا ہے انسان چاہتا ہے کہ دھوپ نکلے مگر دھوپ کے پیدا کرنے کے اسباب پر انسان کا کوئی تصرف نہیں ہوتا ان واقعات پر نظر کرنے سے عیاں ہے کہ اگرچہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اسباب کا پابند کر رکھا ہے مگر اسباب کا سلسلہ اس طرح ترتیب دیا ہے کہ انسان نتیجہ پیدا کرنے میں اس کے اسباب پر ایسی پوری قدرت نہیں رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بالکل بے نیاز ہو جائے۔ اس کے علاوہ دنیا میں کبھی یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اسباب مثبتہ کے ساتھ اسباب منفیہ بھی اپنا اثر جاری رکھتے ہیں۔ اور ان کی مدافعت کے سامان بھی مہیا کرنے پڑتے ہیں۔ ان میں بھی بعض اسباب دافعہ انسان کی دسترس سے خارج ہیں اور ان کے لئے آسمان کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔

دعا کی ضرورت

انہی وجوہ کے سبب گو انسان کے جملہ کام اسباب سے وابستہ ہیں پھر بھی وہ صرف اسباب پر مطمئن نہیں ہو سکتا۔ اور فطرۃً اس کی نظر اللہ تعالیٰ کی اعانت کی طرف ہر وقت لگی رہتی ہے۔ پس انسان کے لئے دعا کی ضرورت ایک فطری چیز ہے۔ مگر ایسے شخص کے لئے جو اپنی فطرت سے منسلخ ہو جائے۔ دعا کے ذریعہ اس کی دنیوی حاجات روا ہوں یا نہ ہوں اس کی انسانیت کی تکمیل دعا کے ذریعہ ہوتی رہتی ہے۔

دعا کیساتھ جد وجہد ضروری ہے

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان کی کامیابی کا جس قدر حصہ انسان کی اپنی جد وجہد سے متعلق ہے جب تک انسان اس کو مہیا نہ کرے صرف دعا کامیابی کا ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ اگر انسان نہ قلبہ کرے نہ غلہ ڈالے اور صرف دعا کرتا رہے کہ اس کے کھیت میں غلہ پیدا ہو جائے۔ تو ایسی دعا کوئی نتیجہ پیدا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۵

پیغام صلح

جلد ۱۶ ، ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ نمبر ۵۹

قادیانیوں کی نئی فتنہ انگیزیاں

پاک ممبران لاہور کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش

"پیغام صلح" کا یہ پرچہ ایک خاص رکاوٹ کے پیش آجانے سے دیر سے شائع ہو رہا ہے۔ ۸ ستمبر کو اخبار کی تمام کاپیاں مطبع میں چھپنے کے لئے جا چکی تھیں تو ایک صاحب "الفضل" کا وہ پرچہ لے کر آ گئے۔ جس میں کسی گمنام شخص نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی رکنیت کا برقع اوڑھ کر لاہور کے پاک ممبروں پر بعض ناپاک اتہامات لگانے کی شرمناک کوشش کی ہے۔ یہ مضمون اگرچہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کو چنداں اہمیت دی جائے۔ لیکن چونکہ اس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس کا لکھنے والا انجمن کا ایک ممبر ہے۔ اس لئے سکرٹری صاحب انجمن اور جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب وائس پریذیڈنٹ اور بعض دوسرے اصحاب نے یہ پسند کیا کہ اخبار کو فی الحال روک لیا جائے اور آج ہی انجمن کا ایک خاص جلسہ طلب کر کے ایسے ناپاک اتہامات کی تردید اسی پرچہ میں کر دی جائے۔

چنانچہ اسی غرض سے آج ۸ ستمبر کی شام کو ممبران انجمن کا ایک خاص اجلاس ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے مکان پر منعقد ہوا اور اس میں "الفضل" کا تہمت آلود مضمون پڑھ کر سنایا گیا۔ تمام ارکان انجمن نے بالاتفاق اس کی تردید کی۔ اور اسی وقت سب ممبروں کی طرف سے ایک اعلان لکھا گیا۔ جو اسی صفحہ پر درج کیا گیا ہے۔

ارکان انجمن کے اس اعلان سے جہاں ان بہتانات کی تردید ہوتی ہے وہاں یہ بھی صاف ہو جاتا ہے کہ الفضل کا یہ بیان کہ اس کا مفتریانہ مضمون کسی ممبر انجمن کا لکھا ہوا ہے سراسر کذب اور بہتان ہے اسی بات کی طرف آج کے شذرات میں بھی ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ جو ۴ ستمبر کے "الفضل" کے نوٹس کی بنا پر لکھے گئے تھے۔ ہم حیران ہیں کہ "الفضل" نے اس قدر ذمہ داری کا بوجھ اپنے سر پر لیتے ہوئے جولانیوں کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ اپنا اس مضمون نگار کا نام کیوں نہیں لکھا۔ اس کی وجہ صاف ہے کہ فی الحقیقت یہ مضمون کسی ممبر انجمن کی طرف سے لکھا ہوا نہیں بلکہ خود اصحاب قادیان ہی کا قلم ان افترا پردازیوں اور بہتان طرازیوں کو صفحہ قرطاس پر لانے کا موجب ہوا ہے۔ ورنہ اگر اس کا لکھنے والا فی الحقیقت انجمن کا کوئی ممبر ہوتا اور وہ اسی اخلاقی جرات کا مالک ہوتا جس کا اظہار اس نے مضمون کے اندر کرنے کی کوشش کی ہے۔ تو وہ اپنا نام چھپانے کی ہرگز ضرورت نہ سمجھتا۔ اس مضمون کے ابتدائی فقرات ہی اس بات پر شاہد ہیں کہ اس کا لکھنے والا فی الحقیقت کوئی ایسا شخص ہے جو ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا خوب جانتا ہے۔ کیونکہ اس میں صاف طور پر یہ لکھا ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب پر جو اعتراضات اخبار "مدینہ" بجنور میں ہوئے وہ بھی اسی کی طرف سے لئے گئے تھے اور کہ خواجہ صاحب کے جوابات سے اس کی بہت حد تک تسلی ہو گئی۔ دروغگو را حافظہ نباشد "مدینہ" کا مضمون نگار ایسی ہستی نہیں کہ اس کا نام معلوم نہ ہو۔ اس نے خود اپنا نام ادیتہ "مدینہ" میں "فضل الدین وطن بلڈنگس لاہور" لکھا ہے اگر فی الحقیقت "الفضل" کا بھی مضمون نگار وہی ہے جس نے "مدینہ" میں خواجہ صاحب پر اعتراضات کئے تھے یعنی "فضل الدین وطن بلڈنگس لاہور" تو ظاہر ہے کہ اس نام کا کوئی شخص نہ تو ہماری انجمن کا ممبر ہے اور نہ ساری جماعت احمدیہ لاہور میں اس نام اور پتہ کا کوئی شخص موجود ہے۔ آگے چل کر اسی "مدینہ" کا مضمون نگار نے ارکان انجمن کی دیانتداری کی تعریف کر کے اور حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ

ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا اعلان

"الفضل" کے اتہامات کے جواب میں

(۱)

قادیان سے الفضل کے تازہ پرچہ میں حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب کی ذات کے متعلق چند ایک اتہامات شائع کئے گئے ہیں۔ ویسے تو آئے دن اس اخبار میں یہ کوشش جاری رہتی ہے کہ اس انجمن کو جو حضرت مسیح موعود کی حقیقی معنوں میں جانشین ہے بدنام اور تباہ کیا جائے جناب میاں محمود احمد صاحب جب خلافت کی گدی پر بیٹھے تو آپ کا پہلا الہام ہی اس تحریک کے متعلق تھا جو چند خدام حضرت مسیح موعود نے اس خلافت جدیدہ کے زہریلے اعتقادات اور اصولوں کے خلاف قائم کی۔ لیمزقنھم یعنی الہام یوں ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ لیکن خدا کی شان جوں جوں زمانہ گزرتا گیا واقعات نے جو شہادت پیش کی وہ اس کے بالکل برعکس نکلی۔ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود کے ان چند مخلص دوستوں کے ساتھ جو قادیان سے لاہور چلے آئے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی قدم قدم پر بین تائید کا نظارہ نظر آتا ہے۔ اور دوسری طرف خود قادیان میں بے اطمینانی کی آگ سلگتی رہی۔ یہاں تک کہ خود میاں صاحب کی ذات پر ان کے مریدوں کی طرف سے خطرناک الزام لگے۔

ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ اخبارات میں اس قسم کی بحث مفاد اسلامی کے لئے بعید ضرر رساں ہے اور اس لئے ہم نے علی العموم خاموشی ہی کو ایسے الزامات اور غلط بیانیوں کا بہترین جواب سمجھا۔ لیکن موجودہ اتہامات کے متعلق یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ اس انجمن کے ایک ممبر کی طرف سے ہیں۔ اس لئے مجبوراً ہمیں اس کے متعلق یہ چند الفاظ شائع کرنے پڑے۔ کیونکہ اگر حسب سابق خاموش رہتے تو پبلک کو اس سے بڑا خطرناک مغالطہ لگ سکتا ہے۔

سب سے اول ان اتہامات کے متعلق یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ انجمن کے کسی ممبر کی طرف سے ہیں۔ اس کے متعلق ہم اعلان کرتے ہیں کہ اس انجمن کے کسی ممبر کو اس تحریر سے کسی قسم کا کوئی واسطہ نہیں۔ اس کے متعلق ہم چیلنج دیتے ہیں کہ اگر اس میں کچھ بھی حقیقت ہے تو اس ممبر انجمن کا نام شائع کیا جائے۔

دوم یہ کہ ان اتہامات کا منشا یہ ہے کہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کی امانت و دیانت پر حملہ کیا جائے۔ اس کے متعلق ہم اس قدر اعلان کافی سمجھتے ہیں اور سالہا سال کے ذاتی تعلقات اور باہمی معاملہ کے بعد شہادت دیتے ہیں کہ اس بارے میں حضرت امیر تقوے کی جن باریک راہوں کو مدنظر رکھتے ہیں وہ اس زمانہ میں مسلمانوں کے لئے ایک بے نظیر نمونہ ہے۔ یہ کہنا کہ حضرت مولوی صاحب اس انجمن سے کسی قسم کا ناجائز مالی فائدہ اٹھاتے ہیں ایک کمینہ حملہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف آپ نہایت محنت اور تندہی کے ساتھ انجمن ہذا کی خدمت میں سالہا سال سے منہمک رہے ہیں بلکہ انجمن سے کوئی حق الخدمت لینے کے روادار نہیں ہوئے بلکہ اس کے برعکس انجمن کی مستقل آمد کا بہترین ذریعہ آپ کی وہ بیش قیمت اسلامی تصانیف ہیں جنہوں نے اسلامی اور غیر اسلامی تمام دنیا میں اسلام کا نام روشن کر دیا ہے۔ انجمن آپ کی ممنون احسان ہے کہ ایک واجبی حق تصنیف کے عوض آپ نے اپنی تصانیف شائع کرنے کے لئے اس انجمن کے سپرد کیں۔ جن سے انجمن کو ہزارہا روپے کی سالانہ آمد ہوتی ہے۔

تیسرا امر جس کے متعلق پبلک کو سخت دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے اس انجمن کو کالعدم کر دیا ہے اور گو برائے نام انجمن موجود ہے لیکن یہ محض ان کا آلہ کار ہے۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ یہ اتہام بھی بالکل بے بنیاد ہے۔ حضرت مولوی صاحب اختلاف رائے کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ اور انجمن کے تمام کاروبار کثرت رائے سے فیصلہ پاتے ہیں اور بارہا آپ کی رائے کے خلاف فیصلہ ہوا۔

ہم برادران اسلام کو متنبہ کرتے ہیں کہ آج کل خاص طور پر ایسے فتنوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ قادیانی جماعت کی تو شروع سے یہ کوشش ہے کہ جو صحیح اعتراضات اصولی رنگ میں ہماری طرف سے میاں محمود احمد صاحب پر کئے جاتے ہیں وہی اتہامات کے رنگ میں ہم پر لوٹائے جائیں۔

ان تمام چالوں سے ان کا مقصد یہ ہے کہ پبلک میں اس انجمن کو بدنام کیا جائے۔ اور اس جماعت کے اندر تفرقہ پیدا کیا جائے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کو اس انجمن پر اعتماد کامل ہے۔ اور احباب جماعت اپنی فراست مومنانہ سے ایسی چالوں کو خوب سمجھتے ہیں۔

دستخط — (خانصاحب چودھری) محمد منظور الٰہی۔ (مولانا مولوی) صدر الدین (صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی) (مولوی) مصطفےٰ خان (صاحب بی۔ اے ایڈیٹر اسلامک ورلڈ)۔ (شیخ) محمد دین جان (صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ پنجاب)

(ڈاکٹر) مرزا یعقوب بیگ (صاحب۔ ایل۔ ایم۔ ایس)۔ (چودھری) ظہور احمد (صاحب۔ بی۔ اے)۔

(مولانا) محمد یعقوب (خان صاحب۔ بی۔ اے۔ ایڈیٹر لائٹ) (ڈاکٹر) غلام محمد (صاحب) ممبران انجمن

(۲)

ان اعتراضات کے متعلق بھی جو دیگر کارکنان انجمن کے بارے میں "الفضل" نے کئے ہیں۔ اور ان کی نیک نیتی پر حملہ کیا ہے ہم مندرجہ ذیل ممبران انجمن اعلان کرتے ہیں کہ وہ بھی اسی طرح غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ اور اسی طرح غلط اور بے بنیاد ہیں۔

(۱) (خان صاحب چودھری) محمد منظور الٰہی صاحب) (۲) (مولوی) مصطفےٰ خان (صاحب بی اے) (۳) (ڈاکٹر) غلام محمد (صاحب) (۴) (شیخ) محمد دین جان (صاحب) (۵) (ڈاکٹر) مرزا یعقوب بیگ (صاحب)

بھی باہم لڑانے کی کوشش کی ہے۔ یہ فی الحقیقت قادیانی جماعت کی ایک نہایت گہری چال ہے۔ جو میاں صاحب کے الہام لیمزقنھم کو پورا کرنے کے لئے اختیار کی گئی ہے۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ وہ ہرگز اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ وہ لوگ جن کی پاکیزگی پر مسیح موعود کے الہام نے شہادت دی اور فرمایا کہ "لاہور میں ہمارے پاک ممبر ہیں" ان پر بددیانتی کا حرف رکھنا اور باہم لڑانے کی کوشش کرنا خود اپنی ناپاک سرشت کا [illegible] ان چالوں کو بھی نہ

عقل و سمجھ عطا فرمائی ہے۔ جس کا اظہار ان کے اعلان سے ہو رہا ہے اس لئے الفضل اور اس کے مضمون نگار اور تمام قادیانی جماعت سے ہم یہ صاف طور پر کہہ دینا چاہتے ہیں کہ "برو ایں دام بر مرغ دگر نہ کہ عنقا را بلند است آشیانہ" گو مضمون نگار کی بزدلانہ پردہ پوشی اعتراضات کی حقیقت کو خود واضح کر رہی ہے اور اس سے بڑھ کر اراکین انجمن کا اعلان ان کے کذب صریح کو نمایاں کر دیتا ہے تاہم اشاعت آئندہ میں ہم اس سلسلہ میں مفصل تبصرہ کر کے دکھائیں گے کہ جماعت قادیان نے کس قدر ناپاک جھوٹ اور بہتان طرازی کو اپنا شیوہ

سر مائیکل اوڈوائر کے کارنامے

پنجاب کے سابق گورنر سر مائیکل اوڈوائر انگلستان میں بیٹھے ہوئے کبھی کبھی اپنی ان سفاکانہ خدمات کو نہایت جوش و خروش کے ساتھ دہراتے رہتے ہیں جو گزشتہ جنگ عظیم کے دوران میں اور اس کے بعد انہوں نے سرانجام دیں۔ جس بات کا سر مائیکل کو سب سے زیادہ فخر ہے۔ وہ جنگ کے لئے پنجاب سے بہت بڑی بھرتی کا دینا ہے۔ ایک تقریر کے دوران میں انہوں نے بتایا ہے کہ ہندوستان چونکہ زراعتی ملک ہے۔ اس لئے وہاں زمین کا لالچ بہت کام آ سکتا ہے۔ اور میں نے بھرتی کرانے والوں کو زمین ہی کے لالچ دے کر ان کے ذریعے سے جنگ کے پہلے سال میں پنجاب سے ایک لاکھ اور دوسرے سال میں ڈیڑھ لاکھ آدمی بھرتی کرائے۔

سر مائیکل کے یہ وعدے جو دراصل حکومت برطانیہ کے وعدے تھے۔ کہاں تک پورے ہوئے۔ اس کا جواب ایک صاحب مسٹر گوہر کے وجود سے ملتا ہے۔ جو انہی وعدوں کی بنا پر بے شمار بھرتی کراتے رہے جس کا ثبوت وہ سندات ہیں جو حکومت کے مختلف عہدیداروں کی طرف سے بطور اظہار تحسین انہیں دی گئی ہیں لیکن جس اصل چیز کا وعدہ تمام بھرتی کرانے والوں سے کیا گیا تھا یعنی زمین اس کا ایک چپہ بھی انہیں نہیں ملا۔ وہ بیچارے ان سندات کا بستہ بغل میں دبائے حکام کے دروازوں پر مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور کوئی انہیں منہ تک نہیں لگاتا۔ ان کی یہ حالت جہاں ان تمام لوگوں کے لئے عبرتناک ہے۔ جو اپنے ذاتی مفاد کے لئے اپنے بھائیوں کے گلے کٹوانے کو تیار ہو جاتے ہیں وہیں سر مائیکل کی اخلاقی حالت اور ذہنیت بھی اس سے واضح ہے جو افسوس ہے کہ حکومت برطانیہ کے دامن پر ایک نہایت بدنما دھبہ لگانے والی ہے۔

ایک قابل تقلید مثال

ہمعاصر "کوآپریٹیو ہائے" جو پنجاب کو آپریٹو یونین کا ماہوار آرگن ہے۔ اپنی ماہ اگست ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں پنجاب کی انجمن ہائے امداد باہمی کے بعض قابل قدر نتائج کا ذکر کرتے ہوئے اصلاح رسوم اور کفایت شعاری کی ایک نہایت پاکیزہ مثال پیش کی ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

"حال ہی میں رائے ونڈ بر چار کمیٹی کے پریذیڈنٹ صاحب سردار اجاگر سنگھ ذیلدار و پریذیڈنٹ کمیٹی نے اپنے لڑکے جیون سنگھ کی شادی کی۔ سردار اجاگر سنگھ بڑا باسوخ اور فارغ البال ہے اس نے شادی کے موقع پر صرف نہایت نزدیکی رشتہ داروں کو بلایا۔ اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا۔ کہ کوئی عورت زیور پہن کر نہ آئے جو آئے گی اسے باہر نکالا جائے گا۔ ایسی تحریر اس لاگی کے پاس جو کہ اطلاع دینے گیا تھا موجود تھی۔ تمام عورتیں جن کو بلایا گیا تھا بغیر زیور وغیرہ کے آئیں۔ اور تمام سادہ لباس میں تھیں۔ اس کی ایک رشتہ دار کے گلے میں ایک ہنسی تھا۔ جو اس کے خاوند کو جب وہ گاؤں کے قریب پہنچی۔ نظر آ گیا۔ اس نے عورت کو لعنت ملامت کی کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ اجاگر ہمیں شامل نہیں ہونے دے گا۔ چنانچہ اس عورت نے اسے چھپا لیا۔ اور واپسی کے وقت گاؤں سے باہر جا کر پھر پہنا۔

اس برات پر بالکل کوئی باجہ۔ آتشبازی بھنڈ سٹ وغیرہ کا نام تک نہ تھا۔ ایک دیوان لگایا گیا جس میں بابا بچن سنگھ صاحب نے زیور اور ایسی فضول رسموں کو چھوڑنے کے متعلق پرچار کیا۔ اور اس دیوان میں گرد و نواح کے مواضعات کے چیدہ چیدہ زمیندار بھی بلائے گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ موضع تلو اور ماچھیان کے تین زمینداروں نے اس لیکچر کے بعد جا کر اپنی عورتوں کا تمام زیور بیچ کر ان کے ذمہ کچھ ساہوکاری قرضہ تھا اتار دیا۔ گویا ایسا اچھا اثر ہوا۔"

یہ مثال اگرچہ ایک غیر مسلم کی طرف سے ہے لیکن اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت پاکیزہ اور قابل قدر ہے۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کے گھر آج اس قسم کی پاکیزہ مثالوں سے علی العموم خالی ہیں اور یہی ان کی ذلت و نکبت کے اصل اسباب میں سے ہے اسلام نے جس قدر سادگی کا سبق اپنے پیروؤں کو پڑھایا تھا اور انسانی زندگی کو ہر قسم کی دشوار راہوں سے جس قدر بچایا اسی قدر مسلمان زیورات اور آرائش و زیبائش اور فضول رسموں میں منہمک ہو کر اپنی زندگی کو مصیبت اور دشواری کی زندگی بنا رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہماری جماعت اس بارہ میں مسلمانوں کے لئے خضر راہ ثابت ہو۔ اور وہ ایسی مثالیں اپنے اندر پیدا کرے جو سادگی اور کفایت شعاری کا بہترین سبق مسلمانوں کو دے سکیں کہ یہی ان کے ذلت و ادبار سے نکلنے کا ایک واحد ذریعہ ہے۔

انجیل سے بے رغبتی

"پانیر" نے اپنے ایک تازہ پرچہ میں "دی نیگلیکٹڈ بائیبل" (بھولی بسری ہوئی انجیل) کے عنوان سے ایک افتتاحیہ لکھا ہے جس میں انگلستان کی موجودہ لامذہبیت اور انجیل اور گرجوں کی طرف سے بے رغبتی پر اظہار افسوس کیا ہے۔ معاصر موصوف لکھتا ہے:-

"لوگ گرجے میں اتوار کے دن جانا ضروری نہیں سمجھتے اس میں بڑے اور چھوٹے کی کوئی تمیز نہیں نہ وہ جاتے ہیں اور نہ یہ۔ ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں سے پادریوں کو خالی بنچوں یا گرجے کے ملازموں کے سامنے وعظ کرنا پڑتا ہے۔"

ایسا ہی اتوار کے سکولوں میں انجیل پڑھانے کا جو دستور تھا اس کے بھی متروک ہونے کی شہادت دی ہے۔ اور لکھا ہے:-

"انجیل کو اٹھا کر طاق پر رکھ دیا گیا ہے۔ اس پر مٹی پڑی ہوئی ہے۔ یہ ان کتابوں کے ساتھ پڑی ہے جن کا خریدنا لوگوں کے لئے ضروری ہے لیکن پڑھنا ضروری نہیں ہے۔"

ہمیں حیرت ہے ان یورپین مشنریوں اور کلیساؤں پر جو سات ہزار میل کا لمبا سفر طے کر کے غریب ہندوستان کو انجیل کے تثلیث پھندے میں پھنسانے کے لئے تو آتے ہیں۔ لیکن گھر میں جو گرد و غبار اس پر پڑ رہا ہے اس کو صاف نہیں کرتے۔ معاصر پانیر کو چاہیے کہ کلیسا کی ان سفید بھیڑوں کو جو اس وقت ہندوستان اور تمام دوسرے ممالک میں انجیل کے بے شمار رسالے لئے ہوئے پھر رہی ہیں گھر کی طرف رخ کرنے کی تلقین کرے۔ کہ باہر کے بجائے گھر میں ان کی زیادہ ضرورت ہے۔

اسلام انگلستان میں

مسیحیت کے اس تنزل و ادبار کے بالمقابل اس اشتیاق کو اگر دیکھا جائے جو انگلستان کے لوگوں میں اسلام کے متعلق پیدا ہو چکا ہے اور ان شاندار نتائج پر نظر ڈالی جائے جو جماعت احمدیہ کی کوشش اور جد و جہد سے پیدا ہوئے ہیں۔ تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اہل انگلستان کی انجیل اور کلیسا کی طرف سے بے رغبتی فی الحقیقت مذہب کی طرف سے بے رغبتی نہیں۔ جیسا کہ بعض آریہ معاصرین نے خیال کیا ہے۔ بلکہ عیسائیت کے غیر معقول معتقدات اور رسمیات نے انہیں اس مذہب سے بیزار کر دیا ہے۔

اس کے بالمقابل اسلام کی فطری تعلیم جب ان کے سامنے پیش ہوتی ہے تو وہ فوراً پکار اٹھتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔ معاصر "لائٹ" نے تیس مقتدر انگریز اور امریکن مصنفین کے خیالات اپنی تازہ اشاعت میں نقل کئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اہل مغرب کے دلوں میں گھر کرتا چلا جا رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب مغرب مسیحیت کے بجائے اسلام کی آغوش میں ہوگا۔ انشاء اللہ

رشتہ کی ضرورت ہے

ہمارے ایک نوجوان دوست جو سب اسسٹنٹ سرجن کے عہدہ پر ضلع منٹگمری میں متعین ہیں کسی نیک سیرت احمدی خاتون سے جو قریشی ہو شادی کے خواہشمند ہیں۔ خاندانی وجاہت اور ملازمت کی آمدنی کے [illegible] صاحب احمدیہ انجمن

شذرات

"الفضل" نے اپنی ۱۳ ستمبر کی اشاعت میں یہ اعلان کیا ہے

"عنقریب انشاء اللہ ایک نہایت زبردست مضمون احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ایک معزز ممبر کا شائع کیا جائے گا۔ جس میں اس انجمن کے بہت سے رازہائے سربستہ کا انکشاف کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اس انجمن پر قابض ہیں کیا کیا چالیں چل رہے ہیں"

تعجب ہے اس معزز ممبر کا نام "الفضل" نے کیوں نہیں لیا۔ کیا رازہائے سربستہ کا انکشاف کرنے والے معزز ممبر صاحب خود "سربستہ راز" بن کر ہی رہنا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کی ممبری اور اعزاز کا جو تخیل "الفضل" نے قائم کرنا چاہا ہے وہ کسی طرح زائل نہ ہونے پائے۔ "الفضل" کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس قسم کے برقعہ پوش جو بھی شکل اختیار کریں ان کی حقیقت اور حیثیت کو اہل نظر پہچانتے ہیں۔ محض اپنے آپ کو انجمن کا ممبر کہہ دینے سے کوئی ممبر نہیں بن جاتا۔ اور نہ اس کے رازہائے سربستہ چنداں قابل وقعت ہو سکتے ہیں۔ اگر ہمت ہے تو ایسے شخص کا نام لو۔ تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ وہ کہاں تک قابل اعتماد اور صادق القول ہے۔

انہی معزز ممبر صاحب کے ذمہ ایک اور کام بھی ڈالا گیا ہے جو بالفاظ "الفضل" حسب ذیل ہے۔

"یہ مضمون پڑھ کر ناظرین کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا رؤیا لیمن قنھم جس پر تھوڑے ہی دن ہوئے مولوی محمد علی صاحب نے تمسخر اڑایا تھا۔ کس طرح ان لوگوں پر صادق آ رہا ہے؟"

ہمارے خیال میں یہ کام پہلے کاموں سے بہت زیادہ آسان ہے "الفضل" کے معزز ممبر صاحب کو قادیان ہی میں ایسے بے شمار نظائر مل سکتے ہیں جو لیمزقنھم کی کھلی تفسیر ہیں۔ مشین سوئیاں دارالامکان تو "الفضل" کے دفتر سے دور نہیں۔ جہاں سے اب اخبار "پیغام حق" نکلنا شروع ہوا ہے۔ ان لوگوں نے خلافت مآب کے حلقہ ارادت میں شامل ہونے کے باوجود جو کچھ ان کے متعلق دنیا میں مشہور کر رکھا ہے۔ بلکہ عدالتوں میں جا کر جو کچھ بیان کیا وہ امید ہے۔ معزز ممبر صاحب کو فراموش نہ ہو گیا ہوگا۔ اس کے علاوہ قادیان کے کوآپریٹو سٹور کا جو حشر ہوا جس بے دردی کے ساتھ بعض غریب ممبران کا روپیہ تباہ و برباد کیا گیا اور جو نتائج اس سے پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ وہ بھی امید ہے "الفضل" کے معزز ممبر صاحب کی نظروں سے اوجھل نہ ہوں گے۔ ایسا ہی محکمہ قضات کی جن بے اصولیوں اور غیر مشروع فیصلوں سے تنگ آ کر اور خود خلافت مآب کو بھی انہی باتوں کا حامی پا کر بعض مریدین نے جو روش اختیار کی اور میاں صاحب کو انہیں جماعت سے خارج کرنا پڑا اور آئے دن اس مواد کو نئے سرے سے پھوٹتے ہوئے دیکھ کر جبر و استبداد کا جو طریق اختیار کرنا پڑتا ہے۔ وہ بھی غالباً پردہ پوش معزز ممبر صاحب کی آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ اور خود خلافت مآب کا وہ اعلان بھی ابھی یاد ہوگا۔ جس میں انہوں نے اپنے بعض مریدوں کو جماعت سے خارج کرتے ہوئے نہایت لرزتے ہوئے دل سے اس حقیقت نفس الامری کا انکشاف کیا تھا کہ ان کی جماعت میں بعض اور بھی منافق موجود ہیں جنہوں نے اگر توبہ نہ کی تو ان سب کو بھی جماعت سے خارج کرنا پڑے گا۔ امید ہے کہ لیمزقنھم دسابق الہام حال رؤیا کی تعبیر کرتے ہوئے "الفضل" کے معزز پردہ نشین ممبر صاحب ان سب باتوں کو ملحوظ رکھیں گے۔ جو محض اشارۃً لکھ دی گئی ہیں۔

ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

درزی کی ضرورت ہے

شیلانگ (علاقہ بنگال) میں ایک درزی کی ضرورت ہے جو انگریزی سوٹ تیار کرنے اور سینے کی پوری مہارت رکھتا ہو۔ تنخواہ ستر روپیہ ہوا دی جائے گی۔ ترقی کی بھی کافی گنجائش ہے۔ صرف نیک چال چلن کے محنتی آدمی کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ میں سے اگر کوئی صاحب اس کام کو نہایت خوبی کے ساتھ کرنے کی قابلیت رکھتے ہوں تو ان کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں بنام سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں۔

ختم نبوت ایک مسیحی کے نکتہ خیال سے

اگر احمدی جماعت کا وجود نہ ہوتا تو ہم عیسائی اپنے عقائد کو اسلامی دنیا سے منوا لیتے

(پادری احمد مسیح دہلوی کے قلم سے)

ذیل کا مضمون جو دہلی کے پادری احمد مسیح صاحب نے ہماری درخواست پر آخری نبی نمبر کے لئے لکھا تھا افسوس ہے ایسے وقت موصول ہوا جب اخبار مذکور کی تمام کاپیاں مطبع میں جا چکی تھیں۔ ذیل میں ہم اس مضمون کو شکریہ کے ساتھ درج کرتے ہیں:۔

مجھ سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ میں پیغام صلح کے آخری نبی نمبر کے لئے دنیا کے آخری نبی کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں میری صحت آجکل اس قابل نہیں۔ کہ اس مضمون کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈال سکوں اور عمر کا تقاضا بھی مجبور کر رہا ہے کہ اس بڑھاپے میں جتنا بھی آرام میسر ہو سکے۔ اتنا ہی غنیمت سمجھا۔ لیکن پھر بھی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کی فرمائش کا خیال آتا ہے تو مجبوراً چند سطریں برائے ناظرین پیغام صلح پیش کئے ہی دیتا ہوں

احمدی جماعت میں آجکل "خاتم النبیین" کا مسئلہ نازک صورت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے۔ دونوں جماعتوں میں ابھی تک ایسے بزرگ موجود ہیں جو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت میرزا صاحب غلام احمد کی صحبت میں کافی مدت رہے اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ اگر احمدی جماعت کا وجود عالم ہستی میں جلوہ گر نہ ہوتا تو ہم عیسائی اپنے عقائد کو اسلامی دنیا سے ان کے خیالات کی بنا پر سب کچھ منوا لیتے۔ اور یہ کوئی تعجب کا امر نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے اندر جو اختلاف رونما ہوا ہے۔ بہت سارے مقدس اور بزرگ عیسائی ہستیوں کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہو۔ مجھے مسلمانوں کی اس جماعت سے جو محمد رسول اللہ کی عزت دنیا میں قائم کرنے کی مدعی ہو۔ لیکن وہ عقائد ایسے تراش لیں۔ جن سے حقیقت میں آپ (محمد صلعم) کی تعلیم سے لوگوں کو بُعد پیدا ہو اور سچائی کا متلاشی عیسائی ہونے پر مجبور ہو۔ سخت نفرت ہے۔

مجھے یقین ہے کہ بہت سی سعید روحیں جو اسلام کی اعلیٰ درجہ کی خدمت کرنے والے تھیں۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کی غفلت کا شکار ہو کر حسرت و ارمان کو دلوں کے اندر رکھتے ہوئے مسلم قوم کی بے حسی کا ماتم کر رہی ہیں۔ آہ یہ قصہ پارینہ ہے جو کاغذوں کے کاغذ لکھے جانے کے بعد بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ مگر احمدی جماعت [illegible] کے اندر ایک روشن خیال جماعت ہے۔ جو آزادی کی دلدادہ نیز [illegible] کی بھی پکی ہے۔ اس میں اختلاف کا ہونا اور پھر خاتم النبیین جیسے مسئلہ پر ایک نہایت ہی افسوسناک امر ہے

ختم نبوت کے متعلق لاہوری احمدی جماعت کا خیال وہی ہے جو صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین کا تھا کہ آیت مقدسہ محمدؐ ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے نازل ہونے پر نبوت محمد رسول اللہ پر ختم ہو گئی۔ خود محمدؐ رسول اللہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے اس آیت کے معنے مختلف پیرایوں میں بیان کئے جو کہ آج کل احادیث کی اعلےٰ درجہ کتابوں کے اندر بھی ملتے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ لا نبی بعدی۔ یعنی خود محمد رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ لاہوری جماعت کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ بعد محمد رسول اللہ کے کوئی شخص نبی کے حقیقی معنوں کی رو سے نہیں آ سکتا۔ بلکہ بمطابق حدیث مجدد آئیں گے اور حضرت میرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ احمدیہ بھی مجددوں میں سے ایک عظیم الشان مجدد ہیں اور آپ کا دعوےٰ مثیل مسیح بھی آپ کو خلعت مجددیت سے نکال کر نبوت کے مقام تک نہیں پہنچا سکتا۔ برعکس اس کے قادیانی جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنے "نبی گر" یا "مہر" ہے۔ یعنی یہ مفہوم کہ ایک مسلمان اتباع نبوی میں مکمل جا کر کمال کر چکنے کے بعد نبی بھی بن سکتا ہے۔ اس سے امت محمدیہ کے اندر ہزاروں بلکہ کروڑوں نبی آئیں گے۔

بظاہر یہ عقیدہ کہ محمد رسول اللہ کی پیروی سے انسان نبی بن جاتا ہے۔ بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ سطحی خیالات کا پابند انسان یہ سمجھنے سے مجبور ہے کہ قادیانی جماعت درحقیقت محمد رسول اللہ کی نہایت عزت کرتی ہے۔ اور آپ کو یہاں تک بزرگ و برتر ہستی خیال کرتی ہے۔ کہ گویا آپ کی اتباع سے انسان نبی بن جاتا ہے۔ لیکن جب تک عقیدہ اور اس کے نتائج میں یگانگت نہ ہو۔ اس وقت تک چکنی چپڑی باتیں سراب کے اور کوئی رتبہ حاصل نہیں کر سکتیں۔ مانا کہ قادیانی بزرگ اتباع نبوی کو نبوت کے برابر خیال فرماتے ہیں۔ لیکن جب ان سے سوال کیا جائے کہ کیا حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان اور حضرت علی جن کی مکمل متابعت کی گواہی قرآن کریم سے مل سکتی ہے۔ وہ بھی نبی تھے یا نہیں۔ تو وہاں سے جواب کورا ملتا ہے کہ حضرت میرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ تو نبی تھا۔ لیکن یہ اصحاب کبار نبی نہ تھے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیوں نبی نہ تھے۔ کیا ان کی متابعت میں کوئی کمی رہ گئی۔ بالفرض اگر یہ مان لیا جائے کہ انہوں نے محمد رسول اللہ کی ویسی تابعداری نہیں کی۔ جیسی کہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی نے۔ تو اس کا ثبوت کیونکر دیا جائیگا۔ نیز قادیانی جماعت کا وہ کلیہ بھی ٹوٹ گیا۔ کہ متابعت رسول سے ہی انسان نبی بن جاتا ہے کیونکہ اگر اتباع نبوی سے انسان نبی بن سکتا ہے تو کلہم صحابہ کو نبی ہونا چاہیئے۔ جو کہ بالبداہت باطل ہے

جہاں تک ہم نے مذاہب عالم کا مطالعہ کیا ہے۔ ہمارا دعوےٰ ہے کہ جملہ مذاہب "ختم نبوت" کے قائل نظر آتے ہیں۔ سوائے فرقہ بہائی جو ابھی حال ہی میں ایران سے پیدا ہوا ہے۔ آریہ سماجی۔ سناتن دھرمی اپنی مذہبی کتابوں یا رشیوں کی موجودگی میں کسی دوسرے مذہبی کتاب یا پیغمبر کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ حقیقت میں ختم نبوت کا ہاتھ یہاں پر کام کرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ انجیل مقدس کے پڑھنے سے بھی یہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ سلسلہ انبیا کے خاتمہ کے لئے ابھی دو تین نبیوں کی یہودیوں کو انتظار رہی۔ ایلیاس نبی۔ مسیح کے متعلق تو صاف حکم موجود ہے۔ رہ گیا مسلمانوں اور عیسائیوں کا متنازعہ فیہ مسئلہ کہ "وہ نبی" یا "فارقلیط" سے مراد کیا ہے۔ مسلمان تو سب کے سب اس سے مراد نبی عرب ہی لیتے ہیں۔ اگر قادیانی جماعت بھی "وہ نبی" سے مراد محمد رسول اللہ ہی لیتی ہے۔ تو پھر تعجب ہے کہ اس نبی کے آجانے سے جس نے سلسلہ انبیا کا خاتمہ کرنا تھا۔ پھر بھی اس نبی کے بعد قادیانی جماعت دیگر نبیوں کے آنے کی منتظر ہے۔ کاش بانی سلسلہ احمدیہ کے وہ الفاظ ہی ان کو یاد ہوں۔ جس میں وہ پکار پکار کر اعلان کر رہا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ کے بعد مدعی نبوت کافر ملحد کاذب ہے۔ دہلی میں جب حضرت میرزا صاحب تشریف لائے تھے۔ تو ہمیں خود بھی ان سے ملنے کا شرف حاصل ہوا تھا آپ نہایت شریف۔ متقی۔ پرہیزگار مسلمانوں کے سچے خیر خواہ اور غمخوار تھے۔ افسوس کفرباز مولوی جو ہمیشہ ہمیشہ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج ٹھیراتے رہتے ہیں۔ ان سے یونہی الجھ گئے۔ اگر یہ مولوی ان کے رستہ میں روڑے نہ اٹکاتے تو نہ معلوم دنیا حضرت میرزا صاحب کی تبحر علمی سے ابھی کتنی [illegible]

اس گئے گذرے ہوئے وقت میں مجھے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ کا ضرور شکر گزار ہونا چاہیئے کہ وہ بانی سلسلہ احمدیہ کی سنت پر عمل کر کے نہایت خاموشی کے ساتھ اسلام۔ بانی اسلام کی خدمت میں معروف ہیں میری ان کی خدمت میں یہ گزارش ہے۔ کہ وہ اپنے فہم و ادراک اور خوبی بیان سے کوئی ایسا راستہ نکالیں۔ جس سے وہ مسلمانوں کو عیسائیوں کے ساتھ سیاسی معاملات میں متفق و متحد کر سکیں۔ کیونکہ اگر ہندوستان کے مخالف جملہ فرقے ہندو سکھ ایک میں جکڑے جا سکتے ہیں۔ تو اسلام اور عیسائیت جن کا سلسلہ انبیاء قریباً قریباً ایک ہے۔ انجیل کو الہامی کتاب اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا برگزیدہ انسان مانتے ہیں اور نیز مردہ گاڑنے میں عیسائی اور مسلمان ایک ہیں۔ اتنی باتوں میں ایکتا کے ہوتے ہوئے سیاسی مکتہ نگاہ سے [illegible] متحد ہو سکتے [illegible]

نہیں کر سکتی۔ جو حصہ کام کا اللہ تعالےٰ نے بندہ کے متعلق کر دیا ہے اس کو مہیا کر کے دعا کرے تاکہ کامیابی کے لئے جو حصہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ہو وہ پیدا کرے۔ ایک شخص جواز دواج نہ کرے اور دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اولاد دیدے۔ تو اس کی یہ دعا اعتدا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ادعوا دعا اپنے رب سے عاجزی اور دھیمی آواز سے کرو۔ وہ حد سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ دعا میں یہ اعتداء ہے کہ اپنی جد و جہد کا حصہ ترک کر کے اللہ سے نتیجہ پیدا کرنے کی دعا کرے۔ انبیا اگرچہ سب سے زیادہ دعائیں کرتے رہے ہیں لیکن انہوں نے اسباب کی رعایت سے کبھی غفلت نہیں کی وہ اسباب کی اس قدر رعایت کرتے ہیں کہ سرسری نظر سے دیکھنے والا یہ گمان کر سکتا ہے کہ وہ مادہ پرست ہیں۔ مادہ پرستوں اور انبیا اور ان کے متبعین میں صرف یہ فرق ہے کہ ان کو مادہ پرستوں کی طرح اپنے مکمل اسباب پر بھی کوئی بھروسہ نہیں ہوتا اور کامیابی پیدا کرنے کے لئے ان کی نظر اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم پر ہوتی ہے

دعا کا اثر اسباب پر

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اسباب مہیا کر کے خدا پرست اور مادہ پرست .... دونوں کامیاب ہو جاتے ہیں تو خدا پرست کی دعا کیا کام آتی ہے۔ اور کامیابی میں اس کا کیا حصہ ہے اول تو قطع نظر از کامیابی دعا اپنے خالق اور رازق کے ساتھ تعلق پیدا کرتی ہے۔ اور کامیابی میں اس کا حصہ یہ ہے کہ اگرچہ وہ ایک سبب ضروری منجملہ اسباب کے نہیں ہے۔ مگر اسباب کے مہیا کرنے میں آسانی پیدا کرتی ہے۔ اور اسباب میں کچھ ضعف ہو تو ان کو قوی کرتی ہے اور جس مقصد کے اسباب بالکل اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہوں اور انسان کی دسترس سے خارج ہوں وہاں اسباب کی جامع اور جاذب ہے۔ اس کے نظائر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کئے ہیں۔

دعا کی کامیابی کے نظائر

صدر اسلام کی مقدس جنگوں میں ہمیشہ تعداد اور سامان میں مسلمانوں کی قلت رہی ہے۔ لیکن کامیابی کا سہرا انہی کے سر رہا اور اللہ تعالےٰ نے انہیں مختلف طرق سے قوت دی اور پاک مقاصد کی تحصیل میں ان کے لئے آسانیاں کر دیں۔ حضرت نوحؑ کے قبضہ میں اس کی قوم کی تباہی کے اسباب نہ تھے۔ اس نے دعا کی رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ رب انی مغلوب فانتصر ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر ونادی نانوح فنعم المجیبون

اس کی دعا کی قبولیت کیونکہ آسمان سے موسلا دھار مینہ برسا اور زمین سے چشمے پھوٹے اور اس کی قوم غرق کر دی گئی۔ اس کی دعا نے وہ اسباب جمع اور جذب کئے جو کسی بندہ کے اختیار میں نہ تھے ایک مقبول بندہ کی دعا جو اپنی نفسانی خواہشوں سے پاک ہوتا ہے۔ آسمانی اور ارضی اسباب کو اس طرح جنبش میں لاتی ہے۔ جیسا کہ ایک زلزلہ زمین کو ہلا دیتا ہے۔ ہر ایک قسم کے انسان دعائیں تو کرتے رہتے ہیں۔ کبھی اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں کبھی ناکام مگر یہ بہت کم ہوتا ہے۔ کہ ان کو یہ علم حاصل ہو کہ کامیابی ان کی دعا کا نتیجہ ہے۔ تاہم ان کو خوشی ضرور حاصل ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور ان کے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔

استجابت دعا کا مرتبہ

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ استجابت دعا کا مرتبہ حاصل ہونا بہت مشکل ہے۔ وہ ایک موت چاہتا ہے اور وہ خواہشوں کی موت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلهم یرشدون۔ میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ میرا فرمانبردار ہو جائے۔ اور میری صفات پر اس کو ایمان ہو اس آیت میں قبولیت دعا کے لئے اللہ تعالےٰ نے دو شرطیں ذکر کی ہیں اول اللہ تعالےٰ کے فرمان کا جوا اپنی گردن پر رکھے۔ اور دوم اس کو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر کامل ایمان ہو۔

امام وقت کا ارشاد

اس زمانہ کا امام حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود فرماتا ہے چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن نہ صرف ہونٹوں سے بلکہ چاہیئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے اترتی ہے۔ تم راستباز اس وقت ہو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے کہ تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ [illegible]

مراسلات

قادیانی پیر پرستی کا نمونہ

جب انسان پیر پرستی کے اتھاہ گڑھے میں گر پڑتا ہے۔ تو اس کا سنبھلنا کارے دارد والا معاملہ ہوتا ہے۔ قادیانی صاحبان ایک غیر مامور کی اندھی تقلید میں یہاں تک غلو میں بڑھ گئے ہیں کہ جو الفاظ ان کے پیر کے منہ سے نکل جائیں خواہ وہ کتنے ہی غلط اور دور از عقل ہوں فوراً ان کے ماننے کے لئے تیار رہ جاتے ہیں۔ ان کے غیر مامور پیر نے اپنی کتاب القول الفصل صفحہ ۲۴ پر لکھا کہ "پس ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا" مریدوں نے سر ہلا دیا کہ حضور نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا۔ جب ہماری طرف سے اعتراض ہوا کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کو آپ قابل حجت نہیں سمجھتے لیکن اپنے غلط مسئلہ کی بنیاد "ایک غلطی کے ازالہ" پر رکھتے ہیں۔ جو ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا تھا۔ تو معاً پیر غیر مامور صاحب اپنی دوسری کتاب حقیقۃ النبوۃ میں ۱۹۰۲ء کو بدل کر ۱۹۰۱ء کر دیتے ہیں۔ اندھے مقلد دل کو کیا پڑی کہ تحقیقات کریں جھٹ سے مان لیا کہ حضور نے سچ فرمایا اور اس کی صداقت پر قسمیں کھانی شروع کر دیں۔

ہمارے خلاف قادیانی صاحبان نے بھی وہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے جو مولوی ثناء اللہ اور دیگر مخالفین نے حضرت مسیح موعود کے خلاف اختیار کر رکھا تھا۔ کہ حضرت اقدس کی لمبی عبارتوں اور کسی لمبے مضمون کا ایک مختصر سا ٹکڑا جو اپنے غلط خیال کی تائید میں نظر آیا جھٹ نوٹ کر لیا۔ خواہ وہ اصل مفہوم مضمون کے کتنا ہی خلاف کیوں نہ ہو۔ اور بجا و بیجا طور پر اسے دلیل حجت پیش کر دیا۔ قادیان کے ایک غمگسار کو جو واقعی کسی کے غم میں دسیم و زر کے ( ) پگھلا جا رہا ہے۔ ریویو آف ریلیجنز مارچ ۱۹۰۶ء کا ایک مضمون جو ۴۸ صفحوں پر "آخری زمانہ کا مصلح" کے عنوان سے شائع ہوا تھا نظر پڑ گیا۔ اس کے صفحہ ۸۹ پر نہ کہ ۹۰ پر یہ الفاظ درج ہیں کہ:

"ایک اور الہام میں لکھا ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس یعنی اگر ایمان ثریا میں معلق ہو گیا ہو گا تو ابنائے فارس سے ایک مرد اسے پھر لائیگا اس میں ملہم کو رجل من ابنائے فارس کے نام سے مخاطب کیا گیا ہے۔ اور پیشگوئی کے بیان میں اوپر ذکر آ چکا ہے کہ نبی آخر زمان کا ایک نام رجل من ابنائے فارس بھی ہے"

اب ہم اس پیشگوئی کا بیان لیتے ہیں جس کا اصل مضمون سے پہلے ذکر آ چکا ہے وہ اسی حدیث کی پیشگوئی کی تفصیل ہے۔ اور اس حدیث کو نزول مسیح والی حدیث کے ساتھ مطابقت دیتے ہوئے لکھا ہے۔

"غرض ان دو پیشگوئیوں میں ایک ہی مصلح کے منصب کے دو حصوں کا بیان ہے .... اس سے صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔ کہ رجل من ابناء فارس اور مسیح دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ (صفحہ ۹۱)"

پھر اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھا ہے۔

"ان تمام باتوں سے اور نیز اس آیت کی اس تفسیر سے جو آنحضرت نے بیان فرمائی ہے صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔ کہ شخص فارسی الاصل جو اسلامی پیشگوئیوں میں لکھا ہے وہ مسیح موعود یا خاتم الخلفاء ہے دوسرا نہیں ہو سکتا۔"

پھر اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام مجاہدؒ کیوں اس سے مراد نہیں ہو سکتے۔

"اس کی ایک تو یہ وجہ ہے کہ اس شخص کے لئے لازمی ہے کہ وہ خدا کا مامور ہو۔ لیکن ان دونوں بزرگوں میں سے کسی سے مامور من اللہ ہونے کا دعوے ثابت نہیں"

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر نے حضرت مسیح موعود کو ابناء فارس اور مسیح ہر دو پیشگوئیوں کا مصداق ثابت کیا ہے۔ چونکہ نزول مسیح والی حدیث میں نبی کا لفظ موجود ہے جسکے بارہ میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ:

"مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے۔ وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیائے کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟ (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۸)"

اس لئے آپ نے نبی بمعنی مامور اور ملہم استعمال کیا ہے۔ ورنہ اگر حضرت امیر کا نبی کے لفظ سے وہی مفہوم ہوتا جو اب قادیانی حضرات لیتے ہیں تو آپ نے کبھی ایک دفعہ ہی غیر از جماعت مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج لکھا ہوتا۔

(خاکسار ابو الفضل لاہور)

خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑانی کا مذہب در بارہ وفات مسیح

خواجہ صاحب موصوف کی ملفوظات مرتبہ مولوی رکن الدین صاحب پانچ جلدوں میں ہیں پہلی تین جلدیں عرصہ سے چھپی ہوئی ہیں۔ آخری دو جلدیں قلمی تھیں جو اب ۱۳۴۶ھ میں بذریعہ صالح محمد و شاہ محمد صاحبان فریدی منزل اندرون پاک دروازہ ملتان چھپ و شائع ہوئی ہیں۔

چہارم جلد صفحہ ۱۳۲ کی عبارت مسئلہ رفع عیسیٰ کے بارہ میں قابل ملاحظہ ہے۔ جو لوگ خواجہ صاحب موصوف کے ساتھ حسن عقیدت رکھتے ہیں ان کے واسطے ان کا کلام خالی از فائدہ نہ ہو گا۔

"مقبوس شصتم بوقت زوال روز یکشنبہ بستم از ماہ ذیقعدہ سال سیزدہ صد و شانزدہم ہجری المقدس دولت پابوس و زیارت حضرت اقدس کہ عبادتے و سعادتے بہتر ازیں نیست دست داد سخن در رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام افتاد یکے از حضار عرض کرد کہ قبلہ! حضرت عیسیٰ باین جسد عنصری مرفوع شدہ است یا بعد موت عرفی روح پاک اوشاں مرفوع گردیدہ است۔ حضور فرمودند کہ ہمچو دیگر انبیاء و اولیاء مرفوع گشتہ اند....... بعد ازاں فرمودند کہ یکے تعویذ نسبت برائے دفع تپ شب نوشتہ میشود آں اینست کہ ولد عیسیٰ اریا کریا۔ خرج اریا کریا۔ رفع اریا کریا۔ پس ازیں تعویذ ایں چنیں فہم می آید کہ مراد از ولد عیسیٰ تولد حقیقی حضرت عیسیٰ از بطن عفت حضرت بی بی مریم است و مراد از خرج عیسیٰ خروج اوشاں از قبر است بعد از دفن شدن و مراد از رفع عیسیٰ رفع روح اطہر اوشان است بر آسمان۔

(مرقومہ خاکسار دوست محمد حجام آف جام پور)

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ خیریت سے ہیں۔

گزشتہ جمعہ ۱۳ اگست ۱۹۳۷ء کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بعد نماز جمعہ ایک شخص گوربخش سنگھ اور اس کے بیٹے سادھو سنگھ نے مولانا صدر الدین صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ان دونوں کے نام خدا بخش اور غلام احمد رکھے گئے۔ ۲ ستمبر کو گوربخش سنگھ صاحب مذکور کی اہلیہ جنت کور شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئیں۔ ان کا اسلامی نام جنت رکھا گیا۔ ان نومسلمین کے متعلق شیخ محمد یوسف صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے مسلمان ہونے کے بعد ۲ ستمبر کی رات کو بہت سے سکھ ایک موٹر لاری اور تانگوں میں مبتلا کر ان کے کوارٹر واقع مغل پورہ میں پہنچے۔ اور انہیں تنگ کرنا شروع کیا۔ وہاں سے دو مسلمان ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی خدمت میں اس کی اطلاع دینے کے لئے آئے۔ مرزا صاحب نے اسی وقت تو لکھا نہ اور مغلپورہ کی پولیس کو اطلاع دی۔ اور خاکسار (یعنی شیخ محمد یوسف صاحب) اور پنڈت قادر بخش صاحب کو وہاں دریافت حالات کے لئے بھیجا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ پولیس پہنچنے سے پہلے ہی سکھ وہاں سے چلے گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے ہر سہ نومسلمین کو پختہ ایمان پایا اور انہیں پولیس کا بھی خطرہ محسوس ہوا۔ پولیس موقعہ پر پہنچی اور نومسلمین کے بیانات اس نے لکھ لئے انہوں نے بتایا کہ ہم برضا و رغبت مسلمان ہوئے ہیں کسی قسم کا جبر و اکراہ ہم پر نہیں کیا گیا۔

اخویم مکرم چوہدری فضل داد صاحب کیمبل پور لکھتے ہیں کہ کچھ عرصہ سے تین اصحاب کو سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کی دعوت دے رہا تھا ۱۶۔۱۷ اگست کی درمیانی شب کو میں نے حضرت امیر کو خواب میں دیکھا جس کا تذکرہ میں نے اپنے بھائی سے کر دیا۔ اسی دن ان تینوں میں سے ایک صاحب نے حضرت امیر کی خدمت میں بیعت کا کارڈ لکھ دیا۔ باقی دو کا شرح صدر بھی امید ہے بہت جلد ہو جائیگا احباب کرام دعا فرمائیں۔

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی سانگلہ ہل کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں امید ہے وہاں کے احباب انہیں ضروری امداد بہم پہنچائینگے۔

خبریں

معان ۲۷ جولائی۔ شرق اردن کے امیر عبد اللہ نے حکم نافذ کیا ہے کہ تمام مشنری جو معان میں مقیم ہیں۔ شرق اردن کے علاقہ سے خارج کر دیے جائیں۔

لندن یکم اگست۔ آج ایرانی وزیر تاش خاں لندن سے اپنے ملک کو روانہ ہو گئے آپ کو الوداع کہنے کے لئے برطانی نمائندہ سر رابرٹ کلف ریلوے سٹیشن پر موجود تھا۔

کابل ۲۸ اگست۔ آج کل پغمان میں افغانستان کا جشن استقلال منایا جا رہا ہے۔ اجلاس طرز جدید پر منعقد ہوا جس میں تمام مرد یورپین لباس میں شامل ہوئے۔ سو سے زائد افغانی خواتین بھی موجود تھیں۔ جن میں سے بعض نقاب پوش اور بعض بالکل بے نقاب تھیں۔ انگریزی اخبارات کا بیان ہے کہ افغانستان اس تیزی سے مغربی تہذیب کو اختیار کر رہا ہے کہ افغانستان کے متعلق پیشگوئیاں کرنے والوں کے وہم و گمان میں بھی یہ باتیں نہیں آئی ہوں گی۔

امریکہ نہایت تیزی سے اپنی بحری قوت کو بڑھا رہا ہے۔ جنگی جہازوں کے علاوہ تجارتی جہاز رانی کی طرف حکومت خاص طور پر توجہ دے رہی ہے۔

لاہور ۴ ستمبر۔ آج دریائے راوی خوب اُمڈا ہوا ہے کنارے کے دیہات کو سخت خطرہ ہے۔ جہانگیر کے مقبرے۔ بجلی گھر اور دیگر عمارتوں میں بھی پانی گھس آیا ہے۔

پیغام صلح:۔ دریا اب رفتہ رفتہ اپنی معمولی حالت پر آ رہا ہے کوئی خطرہ باقی نہیں۔

اخبار بھیشم نے یہ خبر شائع کی ہے کہ علامہ اقبال ریاست بہاولپور میں چیف منسٹر ہو گئے ہیں۔

پیغام صلح:۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہو سکا ہے یہ خبر بالکل غلط ہے

سرینگر ۳ ستمبر۔ دریائے جہلم کے دونوں کناروں کے کئی مقامات پر بند ٹوٹ گئے اور سرینگر کے بہت سے محلات زیر آب ہیں۔ اور اندیشہ ہے کہ تمام بند ٹوٹ جائیں۔ اور یورپین آبادی میں سیلاب آ جائے۔ ریزیڈنسی۔ ڈاکخانہ اور بنک خالی کر دیئے گئے ہیں کاروبار ہاؤس بوٹوں میں ہو رہا ہے۔

آل پارٹیز لکھنؤ کے مسلم کش فیصلہ پر ہندو جگہ جگہ اظہار مسرت کر رہے ہیں۔

پیغام صلح:۔ مسلمان خدا جانے کب بیدار ہوں گے۔

معزز معاصر "انقلاب" لاہور کا بیان ہے کہ لاہور کے سربرآوردہ مسلمانوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ۹ ستمبر کو مسلمانان لاہور کا ایک جلسہ عام منعقد کر کے عامۃ المسلمین کو لکھنؤ کانفرنس کے فیصلے کے نقائص سے آگاہ کیا جائے۔

کلکتہ ۴ ستمبر گزشتہ ہفتہ کھڑگ پور میں پھر فرقہ وارانہ فساد ہو گیا سکھوں نے مسلمانوں پر ہولناک مظالم کئے۔ دیگر کثیر مسلمانوں کے علاوہ ایک مسلمان خاتون بھی شہید ہوئی۔ مقتولین اور زخمیوں کی تعداد کے متعلق مختلف بیانات اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ سکھوں کی ظالمانہ اور سفاکانہ کارروائیاں برابر جاری ہیں۔

الہ آباد ۳ ستمبر۔ کانگرس کی مجلس عاملہ نے نہرو کمیٹی کی تصدیق کر دی ہے۔

راوی کی طرح دریائے جہلم میں بھی طغیانی آئی اور شہر جہلم اور بے شمار دیہات کو سخت نقصان پہنچا۔

جونپور ۴ ستمبر۔ صدر بلدیہ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم ۱۲ ربیع الاول کو سالانہ محفل منعقد کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جسکے خلاف عوام نے بطور احتجاج ۲۹ اگست کو ہڑتال کر دی۔

پیغام صلح:۔ مسلمان ریاستوں کے خلاف خواہ مخواہ چیخ پکار مچانے والے ہندو جرائد ایک ہندو ریاست کا یہ رویہ ملاحظہ فرمائیں۔

قسطنطنیہ ۱۳ اگست قصر دولمہ باغچہ میں مصطفےٰ کمال پاشا کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا ہے جس میں وزیر اعظم مجلس عالیہ ملیہ کے صدر عصمت پاشا اور بہت سے علما اور اخبار نویسوں نے متفقہ فیصلہ کر دیا کہ ترکی میں لاطینی رسم الخط جاری کیا جائے۔ اعلان کیا گیا کہ ترکی قوم کو عام جہالت سے بچانے کے لئے عربی رسم الخط کو ترک کرنا ضروری ہے۔

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور - یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۱ ستمبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۶۰

مسیح موعود کے کارنامے

(از جناب شیر محمد خان صاحب تمر گھیالوی قصور کوٹ)

نابود ہو رہا تھا خالق کا دین پیارا
گرداب میں تھی کشتی اور دور تھا کنارا

گلزار احمدی میں باد خزاں تھی چلتی
دنیا سے مٹ رہا تھا نام و نشاں ہمارا

وحدت کی شان پہلی دنیا سے مٹ چکی تھی
اللہ سے منحرف تھا اس کا جہان سارا

جاتی نہ عرش پر تھی ہرگز دعائے مسلم
بیدرد نالہ اپنا، تھی آہ بے شرارا

احمد کا بوستاں پھر آباد و سبز ہوگا
دیکھا نہ خواب میں بھی تھا یہ کبھی نظارا

ظلمت سے تھے بھٹکتے ناگاہ آسمان پر
شوخی سے آج چمکا قسمت کا پھر ستارا

رحمت کی اس جہاں پر بارش برس چکی ہے
شاداب بوستاں ہیں بلبل ہیں نغمہ آرا

احمد کے بوستاں میں پھر باغبان آیا
نرگس نے دیکھ پایا اور ہنس دیا ہزارا

دنیا میں ہو کے مہدی حضرت مسیح آئے
اسلام پھر سکھایا، اخلاق کو سنوارا

توحید کی وہ سطوت قایم ہوئی جہاں میں
دنیا نے تنگ دل میں اللہ کو پھر پکارا

شاکر قمر ہے تیرا سر دم مرے مسیحا نہ نغمہ شاکر مقبول ہو ہمارا

آنحضرتؐ ایک آریہ سماجی کی نظر میں

پنڈت رامچندر دہلوی کا اظہار عقیدت!

آخری نبی نمبر کے لیے جن غیر مسلم اصحاب کی خدمت میں مضامین لکھنے کی استدعا کی گئی تھی ان میں پنڈت رامچندر دہلوی مشہور آریہ سماجی مناظر کا اسم گرامی بھی تھا۔ پنڈت صاحب نے ہماری استدعا کے جواب میں ایک مختصر سا مضمون اس وقت لکھ بھیجا جب اخبار کی کاپیاں پریس میں جا چکی تھیں۔ اس لیے مجبوراً وہ اس نمبر میں درج نہ ہو سکا ذیل میں ہم اسے شکریہ کے ساتھ درج کرتے ہیں:-

بلا لحاظ اس امر کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کس مذہب اور کس ملت سے تعلق رکھتے تھے۔ میں ایک دم یہ کہنے کو تیار ہوں کہ آنحضرتؐ درحقیقت ایک بڑے آدمی تھے۔ بہادر تھے مستقل مزاج تھے۔ ریفورمر شواسی تھے۔ یہ آپ کا ہی کام تھا کہ عرب جیسے ملک کو اتنا سدھار دیا۔ میں یہ اس لئے نہیں لکھ رہا ہوں کہ کسی نے مجھ سے ایسا لکھنے کے لئے کہا ہے یا تحریک کی ہے۔ بلکہ درحقیقت میرا ایسا ہی یقین ہے جس کو میں ہر جگہ کہنے کو تیار ہوں۔ مجھے اپنی زندگی میں وہ وقت بڑا بار گزرتا ہے۔ جب کہ مجھ کو کسی دو بزرگوں کی زندگی کے تقابل کرنے کے نامناسب کام کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہر بزرگ کے نیک خصائل کی تقلید کریں اور بروں کو چھوڑ دیں۔ تاکہ خود کو نیک بننے کا موقع ملے۔

میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اپنے لئے کئی باتوں میں سبق آموز پاتا ہوں اور دل سے ان کی خوبیوں کا قائل ہوں۔ یہ بڑا کمینہ پن ہوگا کہ محض مذہبی غیریت سے کوئی کسی بزرگ کی خوبیوں کا اعتراف بھی نہ کرے۔

چند ضروری باتیں

(۱) جن اصحاب کے ذمہ آخری نبی نمبر کی قیمتیں ہیں وہ جلد ادا فرمادیں منی آرڈر کے کوپن پر اس امر کی تصریح کردی جائے کہ یہ آخری نبی نمبر کی قیمت ہے، اسکے بغیر ممکن ہے کہ حساب میں کسی قسم کی گڑبڑ ہو جائے۔

(۲) جن اصحاب کو پرچہ ابھی تک نہیں ملا یا وہ دوبارہ کسی غرض سے منگوانا چاہتے ہیں وہ جلد طلب فرمالیں کیونکہ صرف چند صد کاپیاں باقی ہیں۔

(۳) آئندہ کسی صاحب کو پرچہ مفت نہیں بھیجا جائیگا دس سے کم کے لئے ۲۔ فی پرچہ اور دس سے زائد کاپیوں کے لئے دس روپے سینکڑہ علاوہ محصول کے حساب سے قیمت ارسال فرمائیں۔

(۴) جن اصحاب کو آخری نبی نمبر کے متعلق کسی قسم کی کوئی شکایت ہو وہ ایک ہفتہ کے اندر مطلع فرمائیں اس کے بعد ممکن ہے کہ دفتر کثرت کار کی وجہ سے توجہ نہ دے سکے۔

(منیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ - ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ نمبر ۵۹

ختم نبوت اور ہندو مذہب

پنڈت دیورتن صاحب شرما کے اعتراضات کے جواب

(۲)

ہندو مذہب اور نبوت و رسالت

لیکن ہم پوچھتے ہیں۔ کہ آیا ہندو مذہب اس بات کا قائل ہے کہ ویدوں اور گیتا کے بعد بھی کوئی ملہم دنیا میں پیدا ہوا یا ہو سکتا ہے۔ کیا کسی ایسی آسمانی کتاب کا نام لیا جا سکتا ہے جو بھگوان کرشن کے بعد ہندو مذہب کی رو سے دنیا میں نازل ہوئی ہو۔ کیا پنڈت دیورتن صاحب شرما اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں کہ دنیا کی ضرورتیں ویدوں اور گیتا کے بعد بھی باقی ہیں۔ اور ان ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے نبیوں اور رسولوں کا آنا ممکن ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان نبیوں کی صداقت کا معیار کیا ہوگا۔ آیا یہ کہ وہ ہندو مذہب میں پیدا ہوں۔ بتوں کی پوجا کریں۔ دوسری قوموں کے بزرگوں اور پیشواؤں کو برا کہیں؟ جو "پیغام" وہ اپنے بھیجنے والے کی طرف سے لیکر آئیں گے آیا وہ ویدوں کا مصدق ہوگا۔ یا مکذب؟ آیا اس پیغام کے بعد ہندو قوم ویدک مت کی پیرو ہوگی یا اس نئے پیغام کی؟ یہ وہ سوالات ہیں جن پر پنڈت دیورتن صاحب کو تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالنی چاہئے کیونکہ اگر ایسے نبیوں کا ہندو مذہب اس کے موجودہ اصولوں کو ماننا ضروری ہے تو یہ کوئی نیا "پیغام" نہیں۔ نہ وہ دنیا کی کسی خاص ضرورت کو پورا کریں گے اور اگر ہندو مذہب کے اصولوں کو چھوڑ کر کوئی نیا مذہب وہ بنائیں گے تو کیا موجودہ ہندو مذہب پنڈت صاحب کے نزدیک غلط ہے؟ اور وہ اسے چھوڑنے کے لئے تیار ہوں گے؟ ایسا ہی اگر وہ دوسروں کا مکذب ہوگا تو سوائے اس کے کہ اس سے تفرقہ بڑھے اور کوئی فائدہ نہیں اور اگر مصدق ہوگا تو پنڈت صاحب کو اس تصدیق سے اب انکار کیوں ہے؟ لیکن اگر وہ اس بات کے سرے سے قایل ہی نہیں کہ کوئی نبی اور رسول یا کوئی ملہم دنیا میں اب آ سکتا ہے اور دنیا کی مفروضہ ضرورتوں کے باوجود وہ ویدوں اور گیتا ہی کو کامل و مکمل ہدایت نامہ سمجھتے ہیں۔ تو حیرت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر اسوجہ سے انہیں کیوں اعتراض ہے کہ آپ کے بعد نئی ہدایت و شریعت اور نبیوں کا آنا بند ہو گیا۔ ہم پنڈت صاحب سے عرض کرینگے ایسے اعتراضات جن کو وہ خود بھی صحیح تسلیم نہ کرتے ہوں۔ کسی طرح فائدہ مند نہیں اگر فی الواقعہ ان کی نظر میں کوئی ایسے انسان ہیں جو رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نئی ہدایتیں لے کر آئے۔ یا آیندہ ان کے آنے پر وہ ایمان رکھتے ہیں تو وہ صفائی کے ساتھ لکھیں ورنہ خود ان کا اعتقاد اور چودہ سو سال کا زمانہ اس بات کی عملی شہادت ہے کہ رسول اللہ صلعم ہی آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد نہ کوئی دوسرا نبی آیا اور نہ آ سکتا ہے۔

راجپال کی "بدنام کتاب" اور آنحضرت صلعم

دوسری بات جس کے لئے پنڈت صاحب کی شاسترانہ راست گوئی نے انہیں مجبور کیا ہے کہ وہ اس موقعہ سے جو آخری نبی نمبر میں لکھنے کیلئے انہیں ملا ہے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسکا اظہار کر دیں یہ ہے کہ

> "سال گذشتہ میں ایک بدنام کتاب کے متعلق جو ایجی ٹیشن ہوا تھا۔ اس میں کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ آنحضرت کی ذات والا صفات کے متعلق جو واقعات اس میں دئے گئے ہیں وہ غلط یا بے بنیاد ہیں۔ بلکہ سب نے ایک آواز سے یہی کہا کہ ان کا اس طور پر ذکر کرنے سے آنحضرت کی توہین ہوتی ہے کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ باوجود اپنی دیگر اعلےٰ صفات اور خوبیوں کے آنحضرت نمونہ نہ تھی۔ اور اس لئے ان پہلوؤں کے لحاظ سے ان کو اپنی رہنمائی کے لئے ادھر ادھر کسی اور نبی یا ہادی کی طرف نگاہ لیجانے کی ضرورت ہے کیونکہ سوائے خدا تعالےٰ کی ذات پاک کے کسی انسان کی بھی ذات مکمل نہیں۔ اور اس لئے کوئی بھی نبی ایک یا آخری نہیں ہو سکتا"۔

یہ ہے وہ صداقت جس کے اظہار کے لئے ہندو شاستروں نے مجبور کر دیا اور جس کے اظہار کا موقع تو دیکھو۔ ملنے پر بھی اگر اسے ظاہر نہ کیا جاتا تو پھر اور کونسا موقع اس کے اظہار کا انہیں ملتا۔ کیا یہ فی الواقعہ صحیح ہے کہ راجپال کی "بدنام کتاب" کے بیانات کو کسی نے بھی "غلط یا بے بنیاد" قرار نہیں دیا؟ کیا ان بیانات کی تکذیب اور تردید میں مسلمانوں نے متعدد کتابیں تصنیف نہیں کیں؟ بیشک ایجی ٹیشن جو کچھ ہوا اس کی وجہ یہی تھی کہ اس کتاب کا طرز تحریر نہایت گندا اور ناپاک ہے اور اسکی غرض سوائے اس کے کوئی نہیں کہ ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف اس سے منافرت پیدا ہو۔ اس قسم کی منافرت خیز تحریرات کو روکنا اس ایجی ٹیشن کا مقصد تھا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو کچھ اسمیں لکھا ہوا ہے وہ سب صحیح ہے۔ واقعات کی غلطی کو مقدمات کی شہادتوں میں بھی واضح کیا گیا۔ اور اخبارات اور کتابوں کے اندر بھی پنڈت دیورتن صاحب کو اگر وہ نظر نہیں آئیں تو یہ مسلمانوں کا قصور نہیں اور نہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو کچھ اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے وہ سب صحیح ہے۔

آنحضرت صلعم کی ذات کامل و مکمل نمونہ ہے

پنڈت صاحب کا یہ خیال کہ آنحضرت صلعم کی ذات ہر پہلو سے کامل اور مکمل نمونہ نہیں اور ان پہلوؤں کے لئے انسان کو کسی اور نبی یا ہادی کی طرف نگاہ لے جانے کی ضرورت ہے بالبداہت غلط ہے۔ نبی اور رسول جو انسان کی ہدایت کے لئے دنیا میں آتے ہیں وہ اگر اپنے پیروؤں کے لئے کامل اور مکمل نمونہ نہ ہوں۔ تو انکی ہدایت بالکل ناکارہ ہو جاتی ہے۔ یوں تو دنیا میں کون انسان ہے جس میں کچھ تھوڑی بہت خوبیاں پائی نہیں جاتیں۔ اگر انبیا کا بھی یہی حال ہے کہ ان میں کچھ خوبیاں ہوتی ہیں اور کچھ برائیاں اور عیوب تو ان میں اور ایک عامی آدمی میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے۔ اور وہ ان کی کیا پیروی انسان کر سکتا ہے۔ نبیوں کا تو رات دن خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور ہر دم اس چشمہ صافی سے اپنے قلوب کو سیراب کرتے ہیں۔ جو الٰہی عرفان کا چشمہ ہے۔ وہ ایک مچھلی کیطرح معرفت الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن رہتے ہیں اور ایک دم بھی اللہ تعالےٰ سے جدائی کی گھڑی ان پر نہیں آتی کیا یہ قابل تسلیم بات ہے کہ خدا تعالےٰ جو خود پاک ہے وہ کسی ناپاک سے تعلق رکھ سکتا ہے؟ کیا جس شخص کا دل چند خوبیاں رکھنے کے باوجود دنیا کے گندوں میں مبتلا ہو۔ اس ذات الٰہی کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔ اگر نہیں ہو سکتا اور ہرگز نہیں ہو سکتا تو یقیناً اگر وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہیں تو انہیں اپنے پیروؤں کے لئے کامل و مکمل نمونہ ہونا چاہئے۔ بالخصوص وہ پاک انسان جو دنیا جہان کا ہادی و رہبر بنکر آیا۔ اسکو تو ہر پہلو سے دنیا کے ہر طبقہ کے لئے کامل و مکمل نمونہ پیش کرنا چاہئے اور ہمارا دعوےٰ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایسا نمونہ پیش کیا۔ اس کے لئے ہم پنڈت صاحب کو آج کے افتتاحیہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں جو "ختم نبوت اور تکمیل اخلاق" کے عنوان سے حضرت امیر جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ نے لکھا ہے۔ اگر ان کے پاس اس کے خلاف کوئی ایسی بات موجود ہو۔ جو آنحضرت صلعم کی ذات پاک پر ذرا سا حرف بھی پیدا کرنیوالی ہو تو ہم بڑی خوشی سے اسے سننے کے لئے تیار ہیں وہ ایسی باتیں ہمیں لکھ کر بھیجدیں ہم انشاء اللہ پوری طرح سے اس پر غور کریں گے۔

جناب کرشن اور آنحضرت صلعم

تیسری "صداقت" پنڈت صاحب نے یہ پیش کی ہے کہ:-

> "آنحضرت نے خود فرمایا تھا کہ خداوند تعالےٰ نے ہر ملک و قوم کے لئے جدا جدا ہادی بھیجے ہیں اور ہندوستان کے لئے بھگوان کاہن یعنی سری کرشن کی طرف اشارہ بھی فرمایا تھا۔ کیا اس سے یہ نہیں پایا جاتا کہ جیسے عرب کے گمراہ لوگوں کو ہدایت کرنے کے لئے ان کی ذات بابرکات کا نزول ہوا ہے۔ ویسے ہی اہل ہند کو راہ نجات بتلانے کے لئے انہی کے قول کے بموجب [illegible] س لئے جو لوگ خاص ہندوستان میں رہنے والوں کا مقدم فرض یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ نے اپنے جس پیارے نبی کو خاص ہندوستان کی ہدایت کے لئے مقرر فرمایا۔ اور ان کا جو پاک کلام اہل ہند کو حاصل ہوا وہ اسکی اسی طرح پر قدر و پیروی کریں۔ جیسے عربستان کے لوگ عربی نبی کی کرتے ہیں۔ یہ کتاب بھگوت گیتا اور سری کرشن کے کارناموں کی تاریخ مہابھارت ہے کہ جن کا مطالعہ ہر ایک اہل ہند کا فرض ہے"۔

ہم حیران ہیں کہ پنڈت صاحب کی اس ملندی خیال کا کیا جواب دیں۔ کیا آنحضرت صلعم نے جہاں یہ فرمایا تھا کہ خدا نے ہر ملک و قوم میں جدا جدا ہادی بھیجے ہیں یا بھگوان کرشن کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ ہر ملک اور ہر قوم صرف اپنے ہی ہادی اور پیشوا کو مانا کرے۔ اور دوسرے تمام ہادیوں اور پیشواؤں حتیٰ کہ خود آنحضرت صلعم کی بھی تکذیب کیا کریں اور انہیں برا بھلا کہا کریں؟ ہم تو پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلعم ہی کا دل گردہ اور حوصلہ تھا کہ آپ نے تمام دنیا کے ہادیوں اور رہنماؤں کی صداقت کو تسلیم کیا اور اپنے پیروؤں سے ان کی صداقت کو منوایا۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ ان مختلف ہادیوں اور رہنماؤں کی ہی پیروی کی جائے اور ہر قوم اپنے ہی ہادی کو مانا کرے اور دوسروں کی تکذیب کے درپے رہے جب کامل نبی دنیا میں آ گیا اور ایک ایسا مکمل ہدایت نامہ اس نے دیدیا جو دنیا کی تمام صداقتوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے فیھا کتب قیمۃ (تمام قائم رہنے والی صداقتیں اس قرآن میں ہیں)، تو پھر ضروری ہے۔ کہ اس ایک ہی رسول کے جھنڈے تلے سب آ جائیں۔ اور یوں تمام مذاہب اسلام کے اندر جمع ہو کر کل دنیا ایک مذہب اور ایک قوم کے حکم میں آ جائے عربی نبی صلعم صرف عربستان کے لئے ہی نہیں آیا بلکہ کل دنیا کا نبی ہو کر آیا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۔ (ہم نے تجھے دنیا جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے) وما ارسلناک الا کافۃ للناس ۔ (ہم نے کل نسل انسانی کے لئے تجھے رسول بنایا ہے) اس لئے ضروری ہے کہ تمام نسل انسانی اس رحمت آسمانی کے سایہ کے نیچے آ جائے۔ اور گیتا اور مہابھارت کو جو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے لئے مکتفی نہیں نہ ان میں ایسی شریعت ہے جو انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی رہنمائی کے لئے آسمان سے نازل ہوئی ہو ماننے ہوئے قرآن کی طرف رجوع کریں جو ایک کامل اور مکمل ہدایت نامہ ہے۔

باقی اعتراضات

پنڈت صاحب نے کچھ اور بھی اعتراضات کئے ہیں جو آخری نبی نمبر کے موضوع سے چنداں تعلق نہیں رکھتے۔ اور مسلمانوں کے اعمال و افعال سے ان کا تعلق ہے۔ ان پر ہم آیندہ نمبر میں غور کریں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔

ڈاکٹر مارقوس

ڈاکٹر مارقوس صاحب بیمار ہیں۔ ان کے سینہ میں کوئی تکلیف ہے۔ میں اپنے احباب سے التجا کرتا ہوں کہ ڈاکٹر مارقوس صاحب جیسے فاضل اور متقی جرمن نومسلم کے لئے خاص طور پر دعا کریں مجھے ان کی تکلیف کی خبر نے بڑا پریشان خاطر کر رکھا ہے اللہ تعالےٰ ان سب پر اور ہم پر اپنا فضل کرے۔ آمین۔

۶ ستمبر — صدر الدین

منی آرڈر بھیجنے والے

مورخہ ۲۱۔ اگست ۱۹۲۸ء کو ایس حسن صاحب کے نام سے کسی صاحب نے مبلغ چھ روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجے ہیں لیکن پتہ کوئی نہیں لکھا۔ ایسا ہی ایک اور صاحب افتخار حسین طالبعلم نے مبلغ [illegible] ارسال فرمائے ہیں اور پتہ کوئی نہیں لکھا۔ نہ ہی ان رقوم کے ساتھ کوئی خط بھیجا ہے۔ اسلئے اخبار ان کے نام جاری نہیں ہو سکتا جبتک ان کے پورے پتے معلوم نہ ہوں جن صاحبان نے یہ رقوم بھیجی ہوں وہ ازراہ نوازش اپنے پورے پتے لکھکر بھیجیں [illegible]

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر الفضل کے نام نوٹس

برائے دعوئے ازالہ حیثیت عرفی

پانچہزار روپیہ تاوان کا مطالبہ

منجانب مولینا محمد یعقوب خانصاحب بی-اے ایڈیٹر لائیٹ

ذیل کا نوٹس مولانا محمد یعقوب خانصاحب بی- اے بی-ٹی ایڈیٹر لائیٹ نے اپنے وکیل شیخ محمد دین جان صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ پنجاب کی معرفت اخبار "الفضل" کے ایڈیٹر پرنٹر اور پبلشر کو دیا ہے :-

بنام

(۱) غلام نبی ایڈیٹر اور (۲) عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر اور پبلشر اخبار "الفضل" قادیان ضلع گورداسپور۔ "الفضل" مطبوعہ ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء میں ایک مضمون بہ عنوان "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا کچا چٹھا" شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں آپ نے میرے موکل مولوی محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر "لائٹ"، لاہور کے خلاف چند الزامات شائع کئے ہیں۔ جن سے مولوی صاحب ممدوح کی شہرت کو سخت صدمہ پہونچا ہے۔ یہ الزامات صاف طور پر لائبل کی حد تک پہنچتے ہیں۔ اس کے لئے میرے موکل مذکور آپ سے پانچہزار روپے بطور تاوان مطالبہ کرتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ مقدمہ بازی پسند نہیں کرتے اس لئے اُنہوں نے مجھے ہدائت دی ہے کہ آپ سے درخواست کردیں کہ آپ تحریراً غیر مشروط معافی ان سے مانگیں اور اپنے نامہ نگار کا نام بھی ظاہر فرمادیں۔ نیز یہ معافی اپنے اخبار میں بہت جلد شائع فرمادیں۔ اگر اس نوٹس سے پندرہ یوم کے اندر آپ اس شرط کو پورا کرنے سے قاصر رہے تو مذکورہ بالا رقم کی وصولی کے لئے دیوانی دعوئے آپ کے خلاف دائر کردیا جائیگا۔ اس صورت میں آپ کو مقدمہ کے دیگر سب اخراجات بھی ادا کرنے پڑینگے۔ اس لئے میں آپ کو یہ نوٹس دیتا ہوں۔

(دستخط) شیخ محمد دین جان
ایڈووکیٹ پنجاب ہائیکورٹ لاہور
۱۱ ستمبر ۱۹۲۸ء

کیا یہ سچ ہے؟

کہ حسب ذیل سوالات قادیان سے مختلف قادیانی جماعتوں کے نام جاری ہوئے ہیں جس میں ہمارے حال پر خاص توجہ کی گئی ہے یہانتک کہ یہ بھی دریافت کیا گیا ہے کہ ہمارے افراد کی **مالی حالت کیسی ہے** اور کون کون ایسے ہیں جن کی شادی نہیں ہوئی۔ غالباً یہ توجہ فرمائی بلاوجہ نہیں ہم نے اپنے احباب کو اس لئے اس امر کی اطلاع کردی ہو کہ تاوہ بھی آگاہ رہیں کہ دوستی کے پردے میں کیا کام ہورہا ہے۔ اور ان کے احتساب کے لئے کیا انتظام کیا گیا ہے۔ سوالات یہ ہیں (اگر کوئی کمی بیشی ہو تو امید ہے کہ کوئی قارئین یا پرائیویٹ سیکرٹری اس کی اصلاح کردینگے)

(۱) آپ کے علاقے میں کتنے پیغامی رہتے ہیں؟
(۲) ان کی مالی حالت کیسی ہے؟
(۳) ان کے تعلقات کس قسم کے لوگوں کے ساتھ ہیں اور وہ کن کن اور کس کس قسم کے لوگوں کے زیر اثر ہیں۔
(۴) ان سوشل حالات کس قسم کے ہیں؟
(۵) عمر کیا ہے۔ شادی ہوئی ہے یا نہیں۔ ان کو کبھی تبلیغ کی گئی یا نہیں؟ اگر کی گئی تو کیا اثر ہوا؟
(۶) ان کے اپنے آدمیوں کے ساتھ تعلقات کیسے ہیں؟ کس حد تک وہ سلسلہ کے حالات سے واقف ہیں پیغامیوں کے مبلغ کبھی ان کو ملتے ہیں یا نہیں؟ پیغامیوں کے لٹریچر سے ان کو کہانتک واقفیت ہے؟
(۷) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی نسبت ان کے خیالات کیسے ہیں ان کو ان کے ساتھ کہانتک عقیدت ہے اور اپنے اندرونی جھگڑوں سے انہیں کہانتک واقفیت ہے؟

یہ سوالات اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہائت عجیب و غریب ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ قادیانی حضرات کا مطلب مالی حالت دریافت کرنے سے کیا ہے کیا جماعت احمدیہ کو اب سیم و زر اور رشتہ و ازدواج کے ذریعہ سے صراط مستقیم سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی جائیگی؟

ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ میاں صاحب کی ذات سے عقیدت کی آڑ لیکر جسکو وہ اپنے عقائد فاسدہ کی وجہ سے قطعاً کھو چکے ہیں اور ہماری جماعت کے اندر فرضی تنازعات کے قصے لوگوں کو سنا کر انہیں راہ حق سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ احباب جماعت کو ایسی چالوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ یہی وہ باریک راہیں ہیں جن سے شیطان انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کا انکار دعوئے نبوت

جہاں تک ہم نے حضرت مرزا صاحب کی تحریرات و تقاریر کو دیکھا ہے ہم علی رؤس الاشہاد گواہی دیتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا کبھی دعوئی نہیں کیا بلکہ جب لوگوں نے ان کی نسبت کہا کہ آپ نبوت کے مدعی ہیں۔ آپ ہمیشہ انکار کرتے رہے بلکہ نبوت کے دعوئی کو اپنی طرف منسوب کرنے والے کو مفتری قرار دیتے رہے۔ چنانچہ منجملہ بہت سے مقامات کے صرف چند ایک حوالہ جات ان کی کتابوں کے دئے جاتے ہیں۔

۱- افترا کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعوئی کیا ہے۔ اور گویا ہم معجزات اور فرشتوں کے منکر ہیں لیکن یہ یاد رہے کہ یہ تمام افترا ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارا سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہے اور ہم فرشتوں اور معجزات اور تمام عقائد اہلسنت کے قائل ہیں غرض اتنی بات ہے کہ ہمارے مخالف اپنی جہالت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حقیقی طور پر انتظار رکھتے ہیں اور ہم بروزی طور پر جیسا کہ تمام متصوفین کا مذہب ہے۔ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۳

۲- ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-
کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوئی کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا شخص جو قرآن پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوئی نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اسکو بولچال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر اسکو بھی میں پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔ حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۷

۳- اور اگر یہ اعتراض ہے کہ نبوت کا دعوی کیا ہے اور وہ کلمہ کفر ہے تو بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین۔ انوار الاسلام صفحہ ۳۴

۴- میرا نبوت کا کوئی دعوی نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کو خیال ہے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہوجاتا ہے۔ میں تو محمدی اور کامل طور سے اللہ اور رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کے رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ اور رسول کی پیروی سے دئے جاتے ہوں۔ جنگ مقدس صفحہ ۶۷

۵- بالآخر میں عامۃ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جلشانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور لکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اسقدر قسمیں کھاتا ہوں جسقدر خدا تعالےٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے خلاف نہیں۔ کرامات الصادقین صفحہ ۲۵

نمونہ کے لئے یہ چند ایک حوالہ جات جو خود حضرت مرزا صاحب کی قلم کے ان کی کتابوں میں ہیں عقلمندوں کے لئے کافی ہیں ورنہ ان کو نبوت سے انکار کے متعلق ایک کتاب ہو جائے۔

کیا ان بیانات سے ثابت ہوسکتا ہے کہ انہوں نے نبی کا دعوی کیا بلکہ برخلاف اس کے صریح انکار کرتے اور ان لوگوں کو جو انکی طرف ادعائے نبوت کا الزام لگاتے ہیں۔ مفتری اور کاذب قرار دیتے ہیں۔

خاکسار حکیم مرزا خدا بخش (زبدۃ الحکماء)
مصنف عسل مصفےٰ

پسر موعود

ایک خط کا جواب

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

مکرمی اخویم سلمہ ربہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط میری نظر سے گذرا۔ جن صاحب نے نعمت اللہ ولی کے اس شعر کو پیش کیا ہے کہ ؎

دور او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

وہ دین کے اصولوں سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ عقائد کی بنیاد جن دو اصولوں پر قائم ہے وہ خدا اور رسولؐ کے احکام ہیں قرآن اور احادیث صحیحہ کسی شخص کی صداقت کا معیار اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ خدا کا کلام اور رسولؐ کا کلام ہو سکتا ہے۔ کسی تیسرے کا کلام ہم پر شرعی حجت نہیں۔ ہم نے تو حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود بھی قرآن و حدیث کی بنا پر مانا ہے نہ کہ ان کے اپنے کلام پر۔ اگر ان کی ہزار پیشگوئیاں بھی سچی ہوتیں اور قرآن و حدیث ان کے خلاف ہوتے تو خدا گواہ ہے کہ ہم تو انہیں ہرگز صادق نہ مانتے۔ پس ایک مسلمان کے ایمان کی بنا قرآن و حدیث ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی اور پیشگوئیاں سب اس کے تحت میں آ جائینگی۔ نعمت اللہ ولی کے قصیدہ کا شعر نہ قرآن نہ حدیث۔ پھر نہ کوئی الہام۔ حضرت نعمت اللہ ولی نے کوئی کشف یا رویا دیکھا ہے اسے قصیدہ کی شکل میں قلمبند کر لیا ہے۔ اصل کشف کیا تھا یہ بھی پتہ نہیں۔ پھر جو کچھ اس سے انہوں نے سمجھا ہے ممکن ہے وہ صحیح ہو یا غلط۔ بہرحال کشف رویا یا قصیدہ کسی مسلمان پر حجت نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اگر نشان آسمانی میں بعض ولیوں کے کشفوں کو لیا ہے تو محض تائیدی طور پر۔ آپ کے دعویٰ کی بنا یہ قصیدہ نہیں ہو سکتا۔ دعویٰ کی بنا ہمیشہ قرآن و حدیث ہوگا نہ کہ کسی ولی کا قصیدہ۔ کشف و رویا ہمیشہ تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ مثلاً نعمت اللہ ولی قصیدہ میں لکھتے ہیں کہ ؎

مہدی وقت و عیسے دوراں
ہر دو را شہسوار مے بینم

گویا وہ کشف میں دو شخص دیکھتے ہیں۔ مگر آنے والا صرف ایک تھا۔ رویا میں دو شخص صرف اس لئے دیکھے کہ درحقیقت اس موعود میں دو شخصیتیں جمع تھیں بہرحال دو شخصوں کی آخر تعبیر کرنی پڑی تب بات بنی پس اسیطرح انہوں نے اگر اس موعود کا کوئی بیٹا اسکی یادگار دیکھا تو اول تو ممکن ہے کہ وہ بیٹا روحانی ہو اور اگر جسمانی بھی ہو تو کیا پتہ ہے کہ وہ بیٹا کب آوے جب کوئی آویگا اور موعود بیٹا ہونیکا مدعی بنیگا تو اسکے دعویٰ کو قرآن و حدیث سے پرکھ لینگے بالفعل تو کوئی نہیں۔ قرآن و حدیث ان عقائد کو دھکے دیتے ہیں جو ان کے بیٹے آجکل پیش کر رہے ہیں اسلئے موجودہ بیٹوں میں سے تو وہ موعود نظر نہیں آتا بلکہ غور کرنے سے اور اسی شعر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنیوالا بیٹا اسوقت آئیگا جب مسیح موعود کا دور کامیابی سے ختم ہو جائیگا۔ حدیث شریف کے رو سے ایک مجدد کا دور سو برس کا ہوتا ہے اور خود حضرت مسیح موعود نے اپنے دور کی کامیابی تین نسلوں کے بعد بتائی ہے (دیکھو تذکرۃ الشہادتین) پس ابھی تو مجدد صدی چہاردہم کا دور ہے۔ جب اس مجدد کا دور ختم ہوگا تو اگلی نسلیں آپ دیکھ لینگی کہ آنے والا کون تھا۔ خدا جانے لوگوں کو مجدد صدی چہاردہم سے کوئی تسلی نہیں ہوتی کہ وہ ہر آن کوئی موعود ہی ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ اتنا بڑا موعود آیا اور اتنے کچھ انعامات الٰہیہ اور برکات سماوی اپنے ساتھ لایا مگر پھر وہی ہوس باقی ہے کہ اے کوئی موعود آوے یا کچھ عادت سی پڑ گئی ہے کہ کوئی موعود ساتھ ساتھ چلتا ہی رہے۔

قبل از وقت کچھ نہیں کہا جا سکتا خود حضرت مسیح موعود نے پسر موعود کی پیشگوئی مبارک احمد پر چسپاں کی اور کتابوں میں لکھ دیا۔ مگر اس کی وفات نے ثابت کر دیا کہ قبل از وقت اجتہادات درست نہیں ہوتے۔ صحیح تاویل انسانی احاطہ علم سے باہر ہے پس یہ خطرناک غلطی ہے۔ اسیطرح ایک اور موعود عالم کباب کی ولادت کو بھی سمجھا تھا کہ یہ منظور محمد کی بی بی محمدی بیگم کے بطن سے ہوگا مگر محمدی بیگم کے فوت ہو جانے نے اب اس کے سوا اور کوئی تاویل نہیں باقی رکھی کہ وہ موعود کسی ایسی عورت کے بطن سے پیدا ہو جو روحانی طور پر محمدی بیگم ہو نہ کہ اصلی محمدی بیگم۔

اسیطرح کیا یہ ممکن نہیں بلکہ اغلب ہے کہ پسر موعود بھی حضرت مسیح موعود کی نسل روحانی سے ہو اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ آخر مہدی موعود کا انتظار تیرہ سو برس سے بنو فاطمہ سادات میں سے لگا رہا اور وہ نکلا مغلوں میں سے پنجفاطمہ بیں سے ہونے کا آخر یہی مطلب نکلا۔ کہ وہ روحانی طور پر آنحضرت صلعم کا آل ہے تو پھر اغلب ہے کہ پسر موعود بھی حضرت مسیح موعود کی روحانی آل ہے کیونکہ اسلام کوئی قومی یا خاندانی مذہب نہیں جو کسی قوم یا خاندان کو برگزیدہ کر لیا جائے بلکہ یہ کل دنیا کی قوموں کا مشترکہ مذہب ہے اس میں صرف ایک ہی نسبت چلتی ہے اور وہ ہے روحانی۔ اسی لئے خدا نے محمد رسول اللہ صلعم کی کوئی نرینہ اولاد نہیں چلائی اور جب لوگوں نے نعوذ باللہ اس وجہ سے آپ کو ابتر کہا تو خدا نے فرمایا کہ یہ غلط ہے۔ ہم نے اپنے رسول کو خیر کثیر دی ہے اور اس کثرت سے اولاد دی ہے کہ اسکی نظیر اور کہیں نہیں ملیگی ظاہر ہے کہ یہ کثرت اولاد محض روحانی ہے اور یہ کوثر محض آنحضرت صلعم کی روحانی نسبت سے جاری ہے۔ پس اسلام میں جو بھی ہوگا وہ روحانی نسبت سے مقرب ہوگا۔ خاندانی نسبت اسلام میں کوئی ہستی نہیں رکھتی۔

ع کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

خاکسار بشارت احمد عفی عنہ

محمودی کیمپ میں ہلچل

جس گند کے دروازہ کو ڈھوزی کی صلح نے عرصہ دو سال سے بحکم میاں صاحب قادیانی اصحاب نے مجبور ہو کر بند کر رکھا تھا اب پھر انہی کی زیر ہدایت کھولا گیا ہے جس کا تازہ ثبوت "اخبار فاروق" مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۸ء سے بخوبی آشکارا و ہویدا است۔ گو اس عرصہ میں اس سنڈاس کے انبار کو ابال آ آ کر کبھی کبھی نکلنا ہی پڑتا تھا مگر تاہم حضرت میاں صاحب کے لحاظ سے ذرا رک رک کر نکلتا تھا۔ شکر ہے کہ میر قاسم علی صاحب کی مراد بر آئی اور اب انہیں اپنے سینہ کا بخار نکالنے کا سنہری موقعہ ہاتھ آ گیا اور اب وہ مواد جسنے جناب میر صاحب کے پیٹ میں قولنج کی طرح سے درد شدید پیدا کر رکھا تھا۔ میاں صاحب کا اشارہ پاتے ہی یکدم پرانے ناسور کی طرح پھوٹ نکلا کیونکہ اس دو سال کے عرصہ میں اسقدر گند ان کے پیٹ میں جمع ہو گیا تھا کہ اگر تھوڑی دیر بھی اور توقف ہوتا تو میر صاحب کی ہلاکت کا باعث بن جاتا۔ میر صاحب کو کمال شکر گذار ہونا چاہیے کہ جناب میاں صاحب بہادر نے بروقت ان کے اندرونی پھوڑے کو چیر دیا کہ ان کے اندر رونے کو آشکارا کر دیا اب ساتھ ہی بیک کرشمہ دو کار کی مانند اپنے مخذول و منزدو ریحہ کی اشاعت بڑھانے کا بھی ان کو سنہری موقعہ ملجائے گا۔ جس بیچارے کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا کہ آپ بھی کسی شمار و قطار میں ہیں۔ بین کرتے کرتے اور ٹسوے بہاتے بہاتے جناب میر صاحب کی گھگی بندھ گئی مگر آج تک یہ عالم تھا کہ کس نمی پرسد کہ بھیا کیستی۔ بہتیری دفعہ الفضل بھی اس نوحہ خوانی میں شریک ہو چکا لیکن کوئی سنتا نہ تھا۔ بارے خدا خدا کر کے جلوں کے پھپھولے پھوڑنے کا انہیں خود جناب خلافت مآب نے ہی دستگیری فرما کر موقعہ عطا فرما دیا۔ اب ان کو بازاری محاورات اور اپنے خاص قسم کے طرز کلام پھکڑ دار گفتگو اور غیر شریفانہ مذاق کے اظہار کا کافی سے بڑھ کر موقعہ میسر آ جائے گا بلکہ میر صاحب کے تمام دردوں اور دکھوں کا علاج ہو جائے گا۔ بیچارے لاہوری احمدیوں کا خدا حافظ ہے نہ ان بیچاروں کو اس قسم کی بازاری اردو آتی ہے اور نہ وہ ایسے غیر شریفانہ طرز ادا کے قائل ہیں اسی لئے لاہوری احباب نے میر صاحب کو سالہا سال سے بہ سہ طلاق متروک کر رکھا ہے۔ نہ ہی کوئی شریف آدمی ایسے دریدہ دہن بازاری لب و لہجہ رکھنے والے انسان کو منہ لگانے کا روادار ہو سکتا ہے مگر ہاں نہ مان میں تیرا مہمان۔ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے تبادلہ اخبار کے لئے لکھا تو میر صاحب جھٹ گلے کا ڈھول ہی ہو گئے اور "فاروق" مورخہ ۱۴ اگست میں کالم کے کالم گیدڑ بھبکیوں سے ہی سیاہ کر ڈالے کہ ہمارے ہاتھ میں بھی قلم ہے۔ اپنے امیر کی اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضامین سوچ سمجھ کر درج اخبار کیا کریں ورنہ ہم یہ کر دینگے وہ کر دینگے۔ جناب میر صاحب آپ کے اور آپکے حضور (یعنی آپ کے "حضرت خلیفۃ المسیح ثانی") کے قلم تو اسدن سے ہی ٹوٹ گئے جب ہمارے امیر ایدہ اللہ نے "النبوت فی الاسلام" لکھ کر آپ لوگوں کی کمر توڑ دی اور ناطقہ ایسا بند کیا کہ باوجود جناب خلافت مآب کے وعدہ کے کہ "حقیقت النبوۃ" کا حصہ دوم بھی شائع ہوگا اصولی طور پر دوبارہ اس مسئلہ پر کتابی شکل میں قلم اٹھانے کی جرأت ہی نہ ہو سکی۔ یوں تو حضرت مسیح موعود کی عربی کو بھی ملانوں نے اردو قرار دیا لیکن مزہ جب تھا کہ مکمل طور پر کوئی ان کی تحریر کا جواب دیدیتا۔ وہی حال جناب خلافت پناہی کا مسئلہ نبوت و تکفیر اہل قبلہ کے بارہ میں ہوا۔ دورستے ہی تمام محمودی کیمپ میں رعشہ پڑتا رہا لیکن کام کی کوئی [illegible] استہزا اڑانے کے کسی سے نہ بن آئی۔ مہربان من جناب والا شان کی تہی مایہ خالی سے کون واقف نہیں آپ جس طرح چاہیں قلابازیاں کھا کر تمام مجمع بول کو محو حیرت کر دیں مگر جاننے والے جانتے ہیں ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

اس لئے آپ کی دُر افشانی کا جواب ترکی بہ ترکی دینے کے متعلق ہم ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کو یہی مشورہ دیں گے کہ میر صاحب کے مقابلہ میں جو روش (اذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما) کی آپکی ابتدا سے قائم ہے اسپر کار بند رہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ اسبارہ میں ہم جناب میر صاحب بہادر کی خدمت میں ضرور عرض کریں گے کہ اگر جناب والا کو اس بازاری گفتگو کی چاٹ زیادہ ستانے لگے تو براہ نوازش جناب ایڈیٹر صاحب "درنجف" (شیعہ اخبار) کی طرف عنان توجہ منعطف فرمائی جائے کیونکہ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔ پھر تمام دنیا دیکھ لیگی کہ ان دونوں سورماؤں میں سے کون بہادر ہے۔ سچ ہے ع

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

جناب میر صاحب پر ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مذہبی دنیا میں یہ چار ہی فرقے ایسے بالکل مادر پدر آزاد پیدا ہوئے ہیں جن کے آگے نہ بڑا اور نہ چھوٹا ہر ایک کو وہ بیہودہ ذہنی میں برابری کرنے کا کسی کو یارا و چارہ نہیں۔ عیسائی و شیعہ خوارج۔ محمودی گروہ۔ اور یہ قدرتی امر ہے کہ یہ چاروں عناصر آپس میں ایک دوسرے سے بہت حد تک مشابہت رکھتے ہیں۔

۱۔ عیسائیوں کے نزدیک عاجز مسیح ابن مریم کے سوا سب چور اور بٹ مار ہیں بھلا ان کے مقابلہ میں کوئی کیا برتیت کا ثبوت دے

۲۔ شیعہ مذہب والوں کے نزدیک سوائے علیؓ ابن ابیطالب اور پنجتن پاک کے کوئی پاک نہیں حتیٰ کہ حضرت مسیح موعودؑ تو فرمایا کرتے تھے کہ دراصل ان کو خدا پر بھی کمال بدظنی ہے کہ یوں ہی بھول کر نبی کریم صلعم پر وحی بھیج بیٹھا ورنہ اس پیغمبری کا بھی حقدار حضرت علیؓ کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ تو ان کے نزدیک ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کیا ہستی ہے۔ ہزار سر پٹکو کہ حضرت نبی کریم صلعم کی کامیابی کی کل کائنات ہی اس پاکیزہ جماعت کا وجود ہے ورنہ کچھ بھی نہیں تو کون پوچھتا ہے کہتے ہیں یہ سب بکواس ہے۔

۳۔ خوارج حضرات کے متعلق تو چنداں کہنے کی حاجت نہیں مگر شیعوں کا ناطقہ بند کر دینے والا دنیا میں یہی گروہ ہے وہ تو بیدھڑک علی و آل علی پر برس پڑتے ہیں مگر ایک سچا مسلمان کس کو برا کہے۔

۴۔ باقی رہی حضور انور کی جماعت محمودیہ یہ بھی رافضیوں کی طرح بے دھڑک قدیمی سچے خدام مسیح موعود علیہ السلام کو شیعوں کی مانند منافق اور غاصب سمجھتی ہے گو کوئی کیسا ہی خدمتگذار سچا دیانتدار وفادار خادم اسلام و خادم مسیح موعود ہو تب بھی آپ لوگوں کی نظر میں سب ہیچ ہے بلکہ غدار نابنجار ہے اور جواب تک بھی جو کچھ ہے وہی صداقت سلسلہ کا معیار بن رہی ہے مگر آپ لوگ خوب یاد رکھیں کہ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ

کجا غوغائے شاں بر خاطر من وحشتے آرد
کہ صادق بر دلے بنود گر بیند قیامت را

خاکسار محمد عبد اللہ احمدی۔ بقلم مرزا عبد الکریم بوبچہ

یوم میلاد النبی

جمشید پور میں جلسہ

اخبار "دی لائٹ" میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا مضمون برائے جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا۔ جمشید پور کے چند معزز گریجویٹ اصحاب کو بلا کر میٹنگ کی گئی اور جناب مولانا مولوی صدر الدین صاحب کا اردو مضمون بھی پیغام صلح سے پڑھ کر سنایا۔ یہ معزز دوست اسبات پر مستعد ہو گئے کہ پبلک جلسہ کیا جاوے انہی نوجوان اصحاب میں سے چند صاحب انگریزی اور چند اردو میں تقریر کرنے کے لئے تیار ہوئے مختلف جلسوں میں جہاں دس دس ہزار کی تعداد تھی آنحضرت صلعم کے حالات پر مفصل روشنی ڈالی گئی۔ مولوی لوگوں کے لئے ایسے جلسوں کا ہونا نقصان کا موجب تھا انہوں نے اپنے ساتھ چند فتنہ پردازوں کو لیکر پکٹنگ کرنا شروع کر دیا کہ ان جلسوں میں کوئی شریک نہ ہو یہ جلسے مسجدوں میں ہونے چاہئیں۔ ان کی اس حرکت کو دیکھ کر پولیس نے سختی سے کام لیا اور ان پر لعنت ملامت کی اور تمام لوگوں نے جن میں ہندو اور مسلمان سب شریک تھے ان کے متعلق اظہار نفرین کیا۔ کہ یہ لینے پیٹ کی خاطر خدا اور اس کے رسول مقبول کا نام سننے سے

مسئلہ نبوت پر چند سوالات

(از قلم پیر شمس الدین صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور)

(۱) جب سے جناب میاں صاحب نے خلیفۃ المسیح ہونے کا اعلان کر کے خلعت خلافت زیب تن کیا ہے اُسی دن سے حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ زیر بحث ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ اُن کی نبوت کا ثبوت قرآن مجید کی آیات سے دیا جاتا ہے اور ایڑی چوٹی کا زور لگا کر قرآن مجید سے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب نبی ہیں، اور جو مسلمان اُن کو نبی نہیں تسلیم کرتا وہ پکا کافر ہے۔ اس کے متعلق میں چند سوالات پیش کرنا چاہتا ہوں جو حسب ذیل ہیں:۔

(۱) جب حضرت مرزا غلام احمد کے مخالفین نے اُن پر یہ الزام لگایا۔ کہ آپ چونکہ مدعی نبوت ہیں اس لئے کافر ہیں تو اُس وقت حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے کس واسطے یہ آیت یا دوسری آیات پیش کر کے مخالفین کو یہ نہ بتلا دیا۔ کہ ان آیات سے نبوت جاری ہے اور میں ان آیات کے ماتحت نبی ہوں۔ کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی عمدہ موقعہ قرآن مجید سے ثبوت پیش کرنے کا ایک مدعی نبوت کے لئے ہو سکتا ہے؟

(۲) کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اپنے دعوٰے نبوت کے متعلق بھی قرآن مجید سے ثبوت دینے کا کافی علم نہ تھا جبکہ وہ لکھتے ہیں کہ اُمت کے اولیاء کو فہم قرآن دیا جاتا ہے۔ برائے مہربانی یہ بھی بتلایا جاوے کہ مرزا صاحب کو فہم قرآن کس سال دیا گیا تھا۔ اپنے دعوٰے نبوت سے پہلے یا بعد؟

(۳) حضرت مرزا غلام احمد صاحب اپنے دعوٰے نبوت کے ثبوت میں اپنی زندگی میں کون کون سی آیات قرآن مجید کی پیش کیا کرتے تھے اگر انہوں نے اپنے دعوٰے نبوت کے متعلق کوئی آیت قرآن مجید پیش نہیں کی۔ تو پھر اُن کی وفات کے بعد میاں صاحب اینڈ کو کو کیا حق حاصل ہے کہ قرآن مجید کی آیات سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت ثابت کریں۔ اس پر تو یہی مثال صادق آتی ہے "مدعی سست اور گواہ چست"۔

(۴) اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو فہم قرآن تھا اور وہ قرآن مجید کی آیات سے نبوت کا جاری رہنا تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہی اُن کا دعوٰے قرآن مجید کی آیات کے رو سے نبوت تھا تو پھر جناب میاں مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو فہم قرآن نہیں ہے اس لئے وہ خلیفۃ المسیح ثانی ہونے کے قابل ہی نہیں، کیونکہ وہ اپنے مقدس باپ کے خلاف نبوت کا جاری رہنا قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں۔

(۵) اور اگر جناب میاں صاحب کو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بعد نبوت کے جاری رہنے کا فہم قرآن ہے اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نہیں، تو پھر جناب میاں صاحب کو مدعی نبوت ہونا چاہئے۔ جن کو فہم قرآن ہے نہ کہ باپ کو جن کو فہم قرآن نہیں۔ اب جس بات کو چاہو قبول کرو اور جس کو چاہو۔ رد کر دو۔ کیا کوئی ایسا نبی بھی ہو سکتا ہے۔ جس کو اپنے دعوٰے نبوت کے متعلق بھی فہم قرآن نہ دیا جائے۔ اگر کوئی ایسا نبی ہو سکتا ہے تو پھر ہم ایسے نبی سے باز آئے۔

(۶) اور اگر اس مقدس مسئلہ کا حل اس طرح سے کر لیا جاوے کہ باپ بیٹا اور روح القدس تینوں مل کر نبی ہوئے۔ یعنی باپ کا دعوٰی نبوت، بیٹا کا دعوٰے فہم قرآن در بارہ نبوت اور روح القدس صرف فہم دینے والا۔ لہٰذا تینوں مل کر نبی ہوئے۔ جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ باپ بیٹا اور روح القدس تینوں مل کر خدا ہوئے۔ تو کیا نقص لازم آتا ہے کیونکہ علیٰحدہ علیٰحدہ تینوں میں نبوت کے متعلق کوئی نہ کوئی کمی رہتی ہے۔

قرآن مجید کا تو یہ صاف حکم ہے کہ جو تم کو سلام علیکم کہے اُس کو یہ مت کہو۔ کہ تو مومن نہیں ہے مگر جناب میاں صاحب اس کے خلاف اُن لوگوں کو جو علانیہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور حتی الوسع قرآن مجید اور حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ کافر قرار دیتے ہیں۔ کیا ایسا شخص جو کلمہ گو کو کافر کہے۔ متقی کہلا سکتا ہے اگر ایسا شخص بھی متقی کہلا سکتا ہے تو برائے مہربانی قرآن مجید اور احادیث سے ثابت کریں ●

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیریت ہیں۔

— اخویم مکرم شیخ عبد الحق صاحب دہلوی کا چھوٹا بچہ تپ محرقہ سے بیمار ہے، برادر موصوف لکھتے ہیں۔ کہ میں اس کی زندگی سے بالکل مایوس ہو چکا تھا۔ چار و ناچار لیڈی ہارڈنگ ہسپتال میں داخل کرا دیا ہے کمزور بے حد ہو چکا ہے بخار کسی قدر کم تو ضرور ہوا ہے۔ لیکن، اتنا کم نہیں۔ کہ یہ امید ہو سکے۔ کہ آئندہ نہ ہو گا۔ ہسپتال کا علاج اس کے موافق ضرور ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا۔ تو ممکن ہے۔ کہ بچ جاوے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

— مولوی مرتضیٰ خاں صاحب۔ بی۔ اے۔ .... پاکپٹن کے دورے سے واپس آ گئے ہیں۔ اس دورہ میں انہیں جن غیر از جماعت اصحاب اور مریدین میاں صاحب سے مقابلہ پیش آیا۔ اُن کی دلچسپ داستان کسی آئندہ اشاعت میں درج ہو گی۔ انشاء اللہ ●

— "پیغام صلح" کے آخری نبی نمبر کے متعلق نہایت اچھے خیالات اور رائے کا اظہار ہو رہا ہے۔ اور جماعت اور غیر از جماعت ہر دو طبقوں نے اسے نہایت پسندیدہ نظروں سے دیکھا ہے۔ ان تمام آرا کو آئندہ اشاعت میں نقل کر دیا جائے گا ●

— "الفضل" کے برقع پوش مضمون نگار کا مفصل جواب آئندہ اشاعت سے شروع کیا جائے گا۔ جس میں ان تمام اتہامات کو غلط ثابت کرنے کے علاوہ جو بزرگان ملت پر دیئے گئے ہیں۔ قادیان کے بعض راز ہائے سربستہ کا بھی انکشاف ہو گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ ●

تازہ خبریں

— بنارس یونیورسٹی کے تقسیم انعامات کے جلسہ کے لئے مسز اینی بسینٹ صاحب نے صدارت قبول کر لی ہے۔

— شاہ افغانستان نے ایک فرمان جاری کیا ہے جس کی رو سے علاوہ کرپان کے تمام آتشین اور دوسرے ہتھیاروں پر قانونی پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔

— آل پارٹیز کانفرنس سے واپسی پر دہلی میں ڈاکٹر انصاری کا نہایت شاندار خیر مقدم ہوا۔ بندے ماترم کے نعروں سے آپ کو خوش آمدید کہا گیا۔

پیغام صلح۔ مسلمانوں کے حقوق پر کند چھری چلانے کا صلہ مل گیا۔

— حیدرآباد میں نئی ریلوے یعنی دردل نکلم کرنول ریلوے کی توسیع کے سلسلہ میں جو لائن زیر تعمیر تھی وہ تیار ہو گئی۔ اُس کے افتتاح سے نظام ریلوے اور جنوبی ہند ریلوے میں اتصال ہو گیا

— پنجاب میں کثرت باراں سے این۔ ڈبلیو۔ آر۔ ریلوے کی لائنیں بہہ گئیں۔ جس کی وجہ سے بہت نقصان ہوا۔

— گذشتہ ہفتہ مسلمانان فاضلکا کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں آل پارٹیز کانفرنس کے مسلم کش فیصلے پر اظہار نفرت کیا گیا۔

— الہ آباد۔ ۹۔ ستمبر۔ ہندو خواتین کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں حسب ذیل مفصل قرارداد منظور کی گئی۔ مسٹر شاردا نے لڑکیوں کے حق وراثت کے متعلق جو قرارداد اسمبلی میں پیش کی ہے خواتین الہ آباد کا یہ جلسہ اس کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اس جلسے کے نزدیک موجودہ قانون وراثت سراسر غیر منصفانہ ہے۔ کیونکہ اس کے رو سے عورتیں اپنے پیدائشی حق سے محروم رکھی گئی ہیں۔

— اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سر علی امام وزیر اعظم کی حیثیت سے حیدرآباد جانے والے ہیں اب اس کی قابل وثوق ذرائع سے تردید ہو گئی۔

— دہلی میں حضور نظام کے استقبال کی شاندار تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔

— مولوی محمد یعقوب ڈپٹی پریزیڈنٹ آل انڈیا مسلم لیگ نے اخبارات میں ایک اعلان بھیجا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے لکھنو کانفرنس کی بحث و تمحیص کی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

پیغام صلح:۔ اس اعلان کی موجودگی میں کسی ہندو لیڈروں کی عیاری اور مسلم نمائندوں کی حماقت یا غداری میں کوئی شک ہے؟

— شملہ۔ ۹۔ ستمبر۔ آج لانگ ووڈ شملہ میں کونسل آف سٹیٹ اسمبلی اور صوبجات متحدہ کی کونسلوں کے مسلمان ارکان کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں یہ قرارداد منظور کی گئی۔ کہ "یہ جلسہ نہایت زور سے اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ نہرو کمیٹی اور آل پارٹیز کانفرنس نے مسلمانان ہند کے فرقہ وار اغراض و مقاصد (علی الخصوص جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب اور جداگانہ نیابت) کے متعلق جو کچھ فیصلہ کیا ہے اس کو قبول کرنا ہمارے لئے قطعاً ناممکن ہے۔

— ایک ماہر سیاست کا خیال ہے کہ چین کے مشہور قائد مارشل چنگ سولین کے قتل میں جاپان کی کسی خفیہ سوسائٹی کا ہاتھ ہے۔

— اٹلی کی شرح روز بروز کم ہو رہی ہے جس پر وہاں کے اخبارات بہت پریشانی کا اظہار کر رہے ہیں۔

— سندھ کی علیٰحدگی کے سوال پر غور کے لئے آل پارٹیز کانفرنس نے جو کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کی رپورٹ مالی بنا پر علیٰحدگی کے خلاف ہے۔

پیغام صلح:۔ مسلمان اس خبر کو غور سے پڑھیں۔

— حضور نظام نے اپنی سلطنت میں انسداد گداگری کے احکام جاری کر دیئے ہیں۔

پیغام صلح:۔ آریہ اخبارات کو جو حضور نظام کی مخالفت میں ادھار کھائے بیٹھے ہیں فوراً شور مچا دینا چاہئے کہ ہندو بھک منگوں کو بھوکا مارنے کے لئے یہ تدبیر کی گئی ہے۔

— برلن۔ ۲۸۔ اگست۔ مکرم پاشا سابق وزیر اعظم مصر نے کہا کہ مصر میں کانسٹی ٹیوشن کے خاتمہ کے ساتھ ایک بدترین شخصی حکومت قائم ہو گئی ہے۔

— مسز سروجنی نائیڈو ہفتہ عشرہ کے بعد انگلستان و امریکہ کی سیاحت کے لئے روانہ ہو جائے گی ہر دو ممالک کے باشندگان نے ان کو دعوت دی ہے۔

— وزیر اعظم جاپان نے اعلان کیا ہے۔ کہ چین کے قوم پرستوں نے جاپان کے متعلق مصالحانہ رویہ اختیار کر لیا ہے۔

— لالہ دیش بندھو گپتا مشہور آریہ لیڈر) دہلی میونسپلٹی میں یہ تجویز پیش کرینگے۔ کہ ڈاکٹر انصاری اور پنڈت نہرو کو آل پارٹیز کانفرنس لکھنو کی کامیابی پر مبارکباد دی جائے۔

پیغام صلح:۔ مسلمانوں کے حقوق پر کاری ضرب لگ گئی۔ اب شردھانند کے جانشین گپتا جی مبارکباد نہ دینگے تو اور کون دیگا۔

— قسطنطنیہ۔ ۲۔ ستمبر۔ انگورہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ترکی حکومت نے مسٹر کیلوگ کا معاہدہ انسداد جنگ منظور کر لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

— نینی تال۔ ۶۔ ستمبر۔ بوقت شب مس گنگول نے گرانڈ ہوٹل میں بدست قاضی سید ابرار حسین صاحب اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد مسٹر آصف علی صاحب بیرسٹر دہلی کے ساتھ مس موصوفہ کا نکاح ہو گیا۔

— پیغام صلح۔ یہ مس صاحبہ وہی ہیں جن کی شادی کا چرچا سال رواں کے شروع میں اخبارات میں ہو چکا ہے آپ ایک متمول اور تعلیم یافتہ ہندو گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ خود بھی اعلےٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ آپ کے چچا یا ماموں ایک مشہور فلاسفر ہیں۔

— افغانستان میں خطابات منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ آئندہ کوئی سرکاری ملازم اپنے نام کے ساتھ کسی قسم کے خطاب کا استعمال نہ کر سکے گا ●

ستیارتھ پرکاش
کے
چودھویں باب کا مکمل جواب
حق پرکاش
چھٹی بار چھپ کر تیار ہو گیا ہے

ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں آریہ سماج کے گروسوامی دیانند جی نے قرآن مجید پر جو ایک سو انسٹھ اعتراضات کئے ہیں ان کا سلسلہ وار جواب پنجاب کے مشہور مناظر مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل نے ایسا معقول اور عالمانہ دیا ہے کہ آریہ سماج کو آج تک جواب الجواب کی جرأت نہ ہوئی جس طرح آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش کو گھر گھر پہنچانے کا عہد کیا ہے مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ حق پرکاش کی خوب اشاعت کریں ضخامت ۴۰۰ صفحات لکھائی چھپائی و کاغذ اعلیٰ قیمت صرف ایک روپیہ

ترک اسلام اس رسالہ میں بھی ستیارتھ پرکاش کی طرح ان تمام اعتراضات کا مکمل جواب دیا گیا ہے جو دھرمپال (حال غازی محمود) نے مرتد ہو کر قرآن مجید پر کئے تھے قیمت بارہ آنے ۱۲؍

مقدس رسول آریوں کے مشہور رنگیلا رسالہ کا ایسا معقول اور مدلل اور متین جواب ہے کہ تمام علماء ہند نے پسند کیا ہے قیمت ۱۰؍ آنے

الہامی کتاب وہ قابل دید تحریری مباحثہ جو مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب اور ماسٹر آتما رام صاحب کے مابین بابت الہامی کتاب ہوا تھا۔ قیمت ایک روپیہ (عمر)

نکاح آریہ ۵؍ اصول آریہ ۳؍ حدوث وید ۲؍
ثمرات تناسخ ۲؍ الہام پر بحث ۲؍ نمازِ اربعہ ۴؍
ان کے علاوہ اور کتابوں کے لئے مفصل فہرست مفت طلب فرماسکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ
ابو رضا عطاء اللہ مہتمم کتب خانہ ثنائیہ امرتسر

خاص الخاص شاہی مجربات
(زیر سرپرستی کپور تھلہ سٹیٹ)

سفوف مفرح شاہانہ تحفہ ہی موسم کی قید نہیں جملہ اعضائے رئیسہ کو طاقت بخشتا ہے کھوئی ہوئی قوتوں کو واپس لاتا ہے جوان بوڑھے کو یکساں مفید ہے فی تولہ ۲؍ ۲۲ تولہ سات روپے

شربت مفرح سبحان اللہ ہر گھونٹ طبیعت کو فرحت پہنچاتا ہے ایک گلاس سے دل کھل جاتا ہے۔ فی بوتل عہ

سرمہ اکسیر چشم واقعی امراض چشم کو اکسیر ہے فی تولہ تین روپیہ۔ ہر مرض کا پوشیدہ ہو یا ظاہر مردانہ ہو یا زنانہ بذریعہ خط و کتابت کامیاب علاج کیا جاتا ہے۔ پتہ:۔
شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب طبیب خاص کپور تھلہ سٹیٹ

ہندوستان کے طبیب اعظم
جناب حکیم محمد اجمل خان صاحب مرحوم
کے
لاثانی مجربات کی خاص فہرست
ہندوستانی دواخانہ دہلی
سے

فوٹو کھینچنے کا آسان طریقہ
عجیب و غریب کیمرہ
قیمت ۲؍ ڈاک محصول ۱۲؍

اس کیمرہ سے ۳×۲ انچ پلیٹ پر پوسٹ کارڈ سائز میں ہر ایک شخص اپنے دلربا کی فوٹو بڑی آسانی سے کھینچ سکتا ہے، کسی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس کے ہمراہ فوٹو کھینچنے کی ترکیب ایک فوکسنگ شیشہ، دو ڈش، ایک فریم، ایک لالٹین، دو پلیٹ، دو کاغذ تصویر چھپنے کے لئے تین شیشی دوا پلیٹ دھونے کے لئے اتنا سامان مفت بھیجتے ہیں، اتنے پر بھی قیمت پانچ روپیہ رکھی ہے، پھر بھی یہ شرط کہ اگر ہمارے کیمرہ سے فوٹو نہ کھینچے تو دوگنی قیمت واپس دیں گے

منگانے کا پتہ:۔ گل بہار آفس نمبر — علی گڑھ (یو۔پی)

جلد ۱۶ یوم جمعہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۲۸ء نمبر ۶۱

نذر عقیدت

(بحضور حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(از جناب مولانا مولوی مرتضیٰ خاں صاحب حسن بی اے)

کشایم لب بہ ذکر کامگارے ۔ محمد ہم علی نامدارے
غیور و متقی و ناصرِ دیں ۔ حلیم بے مثال و بُردبارے ،
حدیث از علم و فضلِ او چہ گویم ۔ کہ مثلش نیست اندر صد دیارے
ز زہد و اتقائے او چہ پرسی ؛ ۔ ز اصحابِ محمدؐ یادگارے ،
فقیہے عدیل و عالمِ دیں ، ۔ امیرِ عادل و پرہیزگارے ،
زہے واقف رموزِ معنوی را ، ۔ خہے علم و فضیلت را نگارے ،
زہے نافۂ علمِ قرآنش ، ۔ معطر شد مشام ہر دیارے ،
دلے دارد پر از درد محبت ، ۔ دو چشمانش پے دیں اشکبارے
گلے از روضۂ دین الٰہی ۔ وجودش گلشنِ دیں را بہارے
نگینِ خاتمِ دینِ محمدؐ ۔ ہمی تابد چو دُر شاہوارے ،
ہمیں نو بادۂ بستان احمدؐ ۔ بصدر مکرمت دارد قرارے ،
بمالِ دنیوی میلے ندارد ۔ توکل را سپرد کار و بارے ،
متانت را وجودش مایۂ ناز ۔ حیا را بے تکلف افتخارے ،
ہویدا عشقِ احمد از جبینش ، ۔ ز جبینش نورِ احمد آشکارے
زباغِ احمدی شاخِ ثمرور[۱] ۔ کمال صدقِ مہدی را مدارے[۲]
مسیحا نزدِ خود او را نشانید ۔ کہ ہست او صالح و نیکو شعارے[۳]
بحق این چنیں بہتاں تراشی ۔ نمی ترسی ،نہ قہر آں قہارے
مسیحِ وقت چوں گوید ثنائش ۔ چہ قدر و قیمتِ صوت حمارے
[illegible] ۔ سفیہاں [illegible]

توا ز بیگانگی گوہر چہ خواہی ۔ کہ دارد حرفِ تو کے اعتبارے
بسے گردید ایں گردوں گرداں ۔ نہ دیدہ ایں چنیں صاحب وقارے
تو از کوری خود محروم ، ورنہ ۔ درخشد نور او خورشید وارے
بیا ! از نور او کن نور حاصل ، ۔ نصیبت گر رسیدے ہست و یارے

[۱] حضرت مسیح موعود نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ ترجمۃ القرآن انگریزی کا کام میرے یا اس کا جو میری شاخ میں سے ہوگا۔ یہ کام حضرت سیدنا محمد علی صاحب کے ہاتھ سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔
[۲] حضرت مولانا ایک دفعہ بیمار ہو گئے خیال ہوا کہ شاید طاعونی بخار ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود آپ کے پاس تشریف لائے اور نبض دیکھ کر فرمایا کہ اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو پھر میرا سارا سلسلہ ہی جھوٹا ہے۔
[۳] حضرت مسیح موعود نے اپنی ایک رویا میں حضرت مولانا سے فرمایا کہ آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔

شکریہ احباب

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں سے پیغام صلح کا آخری نبی نمبر توقع سے بڑھکر مقبول ہوا۔ بزرگان سلسلہ، قارئین کرام، اہل الرائے ہندو مسلمان اصحاب اور معزز اخبارات و رسائل نے اس کے متعلق نہایت قابل قدر آرا کا اظہار فرمایا۔ جن کے لئے ہم ان کے مشکور ہیں احباب کی طرف سے ہماری اس کامیابی پر مبارکباد کے خطوط آ رہے ہیں۔ ہم ان کی ندرہ فوازی کے بھی ممنون ہیں لیکن کیا

احباب کا فرض

صرف اسی قدر ہے؟ اور اس کے بعد انہیں اپنی جماعت کے اس واحد اردو ارگن کے لئے کچھ نہیں کرنا چاہیئے؟ آخری نبی نمبر پر پانی کی طرح روپیہ بہایا گیا۔ جہاں تک ہماری معلومات رفاقت کرتی ہیں آج تک کسی اردو اخبار نے اس قدر شاندار، خوبصورت، مفید، دلچسپ اور ضخیم نمبر درآمد نہیں دیا۔ اگر "پیغام صلح" نے آپ کی خدمت میں ایک بہترین چیز پیش کی ہے تو کیا آپ اس کے لئے اس قدر بھی نہیں کر سکتے کہ (۱) جن احباب نے آخری نبی نمبر کی قیمت ادا نہیں کی وہ فی الفور ادا کردیں۔ اور (۲) ہر ایک بھائی کم از کم دو دو خریدار مہیا کردیں۔

ہم منتظر ہیں

کہ احباب اس سوال کا عملی جواب کس طرح دیتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ، ۲۹ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ نمبر ۶۱

قادیان اور ہم

الحق یعلو ولا یعلیٰ

قادیان سے جو سوالات مختلف قادیانی جماعتوں کے نام جاری ہوئے ہیں، ان کو پڑھتے ہوئے ایک صاحب بصیرت انسان جہاں یہ دیکھکر حیران رہ جاتا ہے کہ دلائل اور عقائد کے مقابلہ میں کسقدر ناپاک اور اوچھے ہتھیاروں سے کام لینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ وہیں اس حقیقت نفس الامری کا بھی انکشاف ہوجاتا ہے کہ مقدسین قادیان کے پاس دلائل و براہین کا ایک خاتمہ ہوچکا ہے اور وہ اس بات کو بخوبی سمجھ چکے ہیں کہ عقائد حقہ کے مقابلہ میں جن کمزور دلائل سے وہ آجتک کام لیتے رہے وہ ان کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔ اس لئے دلائل کے میدان کو چھوڑ کر اب ایسے ذرائع کو انہوں نے اختیار کرنا شروع کیا ہے جو مذہب اور اخلاق کے نزدیک کسی طرح بھی جائز اور مستحسن قرار نہیں دیے جاسکتے۔

باطل کا ہمیشہ سے یہی شیوہ رہا ہے کہ ناجائز سے ناجائز ذرائع وہ اپنی مقصد براری کے لئے استعمال کرتا ہے کیونکہ دلائل اس کے ہاتھ میں کوئی نہیں ہوتے۔ ہمارے سامنے آریہ سماج نے یہی طریق غریب ملکانوں کو مرتد بنانے کے لئے اختیار کیا انہیں "روٹی اور بیٹی" کے وعدے دیکر ان کے ایمانوں کو انہوں نے خریدا اور خرید رہے ہیں، کل تک خود قادیانیوں کو یہی شکایت ان سے تھی اور وہ اس کو آریوں کی کمزوری اور بطالت پر محمول کرتے تھے، کیا یہی نتیجہ آج ان پر وارد نہیں کیا جاسکتا کیا ان سوالات کا اجرا اہل قادیان کی طرف سے اس بات کا عملی اعتراف نہیں۔ جن عقائد اور خیالات کو لیکر کھڑے ہوئے ہیں ان میں کوئی معقولیت اور صداقت پائی نہیں جاتی۔ وہ عقائد و صداقت کے لئے نہیں بلکہ دھڑہ بندی اور جتھا سازی کے لئے لڑ رہے ہیں اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے جو بھی ناپاک سے ناپاک طریق اور وسائل انہیں میسر آسکیں، ان سے کام لینے میں انہیں باک نہیں۔

یہ وہ امتیازی خصوصیات ہیں، جو ہمیشہ سے اہل باطل کے ساتھ رہی ہیں، اور قادیانی حضرات نے ان خصوصیات کو اپنے اندر پیدا کرکے حق اور باطل میں ایک امتیازی خط کھینچ دیا ہے اور اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کردیا ہے کہ دلائل کے میدان میں اب ان کا کوئی چارہ نہیں، ان کے اس رویہ کے بالمقابل احباب احمدیہ کا طریق عمل کیا ہونا چاہیئے ہم اس کے لئے کوئی خاص ہدایات دینا ضروری نہیں سمجھتے، جماعت احمدیہ کے جن پاک نفس انسانوں کے لئے یہ دام تزویر بچھایا گیا ہے ان کا ایمان ایسی سستی چیز نہیں کہ ایسے مکروفریب کے پھندوں میں آسانی سے آسکے، ایسی چالبازیوں کو وہ خوب سمجھتے اور پہچانتے ہیں "روٹی اور بیٹی" کا کوئی لالچ انہیں ایمان سے منحرف نہیں کرسکتا۔ اور نہ میاں صاحب سے انہیں کوئی ایسی عقیدت ہوسکتی ہے جو صراط مستقیم سے انہیں ہٹادے۔ ہاں ایک بات کا ہمیں ڈر ضرور ہے اور وہ اس لٹریچر سے ان کی ناواقفیت ہے جو عقائد حقہ کی تائید میں لکھا گیا، اور زیادہ تر پیغام صلح کے پاس نہیں جاتا ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کو اخبار کا خریدار بنایا جائے، اور انہیں اس لٹریچر سے پورے طور پر واقف کیا جائے، جسکے متعلق عمودی سوالات میں، پوچھا گیا ہے کہ "پیغامیوں کے لٹریچر سے ان کو کہانتک واقفیت ہے"

اس وقت ضرورت ہے کہ ہر احمدی بچہ اور بوڑھا اپنے خیالات اور عقائد کے متعلق دلائل و براہین سے پورے طور پر واقف ہو تاکہ مخالف جو آج ہر قسم کے کمینے ہتھیاروں پر اتر آیا ہے کسی طرح پر ان کی کمزوری سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اس لئے تمام مقامات کی احمدی جماعتوں کو اس بات کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے کہ ان کے تمام ممبر اخبار کے خریدار ہوں اور جماعت کے لٹریچر سے پورے طور پر واقف ہوں خدا تعالےٰ نے دلائل کے میدان میں آج انہیں کامل فتح عطا فرمائی ہے اور دشمن نے اپنے عمل سے یہ اعتراف کرلیا ہے کہ اس کے پاس معقولیت اور دلائل نہیں، اب وہ ہماری کمزوریوں سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ علم کہ عقائد حقہ کے لٹریچر سے ہم کہانتک واقف ہیں، تاکہ جسقدر ہمیں واقفیت کم ہو اسی قدر سختی کے ساتھ وہ ہم پر حملہ آور ہو، اور ہماری عدم واقفیت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے اس کا یہ سوال خود اس بات کا شاہد ہے۔ کہ جماعت احمدیہ لٹریچر ہی ایک چیز ہے جو اس کے باطل عقائد کے پرخچے اڑا دینے کے لئے کافی ہے۔ جسقدر اس لٹریچر سے کم واقفیت کسی کو ہو اسی قدر ان کے لئے غنیمت ہے۔

صرف لٹریچر ہی نہیں بلکہ احباب احمدیہ کے سوشل حالات اور تعلقات کے متعلق بھی سوالات کیئے گئے ہیں، جس سے بظاہر یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سوشل حالات اگر اچھے نہ ہوں۔ اگر ہمارے باہمی تعلقات میں کسی قسم کا نقص موجود ہو۔ تو اس سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کی جائے اس لئے ہمیں اپنے باہمی تعلقات کو پہلے سے زیادہ استوار اور بہتر بنانا چاہیئے۔ دشمن ہمارے تعلقات اور سوشل حالات کو بگاڑنے کی کوشش کریگا۔ ہمیں چاہیئے کہ ان باتوں کو پورے طور پر نگاہ رکھیں اور کوئی ایسی کمزوری اپنے اندر پیدا نہ ہونے دیں جو مخالف کو کسی قسم کا وار کرنے کا موقعہ دے، اسوقت ضرورت ہے کہ ہم اپنے آپ کو پورے طور پر مضبوط بنائیں اپنے جماعتی نظام کو مستحکم کریں اور دشمن کی ان چالاکیوں اور چالبازیوں سے اپنے آپ کو بچانے کا پورا سامان کرلیں۔

سیاسی شدھی

معاصر حمایت اسلام رقمطراز ہے کہ یہ بات رفتہ رفتہ ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ حلقہ ہائے انتخاب کو مخلوط بنانے سے اس طرز انتخاب کے حامیوں کا اصل مقصد یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں مذہبی روح باقی نہ رہے وہ مذہبی مسائل کو کچھ اہمیت نہ دے سکیں۔ اور جب یہ بات حاصل ہوجائے تو ان کو سیاسیات میں بآسانی اپنا ہم خیال و ہم آواز بنالیا جائے اور مخلوط انتخاب کے حامیوں کو اپنی من مانی کارروائیاں بے روک ٹوک کرنے کا موقع مہیا کردیا جائے تاکہ مسلمانوں میں نہ اعتراض کرنیکی حس رہے۔ اور نہ وہ اعتراض کرسکیں اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر "فتنہ لا مذہبیت" کی تخلیق عمل میں لائی گئی تھی وہ تو خیر گذری کہ مسلمانوں نے بروقت اس معاملہ کو سمجھ لیا۔ اور ہر گوشہ سے اس کے خلاف پرزور صدائے احتجاج بلند کی گئی ورنہ آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلوں پر اس قدر شد و مد سے لے دے نہ ہوتی اور کانفرنس کے حامی بلا اعتراض سب کچھ کرگذرتے ان کے نقطہ نگاہ سے مسلمانوں کی "سیاسی شدھی" جس قدر اہمیت رکھتی ہے مسلمانوں کو اس سے بچنے کے لئے اپنی پوری قوت صرف کرنے پر آمادہ ہوجانا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلے مسلمانوں کے لئے مضر ہیں۔ اگر ان سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو وہ دن دور نہیں کہ مسلمانوں کا عدم و وجود اس ہندوستان میں برابر ہوگا۔ کاش مسلمانوں کے سیاسی لیڈر ان آنے والے بد نتایج پر غور کریں اور اپنی سیاسی شدھی کے ساتھ تمام مسلمان قوم کی شدھی نہ کریں۔

انتقادات

رسالہ پیشوا کا میلاد نمبر امسال عید میلاد النبی کی مبارک و مقدس تقریب پر اکثر اخبارات و رسائل نے اپنے خاص نمبر شایع کئے۔ جن میں دہلی کا مشہور پندرہ روزہ رسالہ پیشوا بھی ہے۔ جن اصحاب کی نظر سے اس معزز رسالہ کا یہ خاص نمبر گزرا ہے ان کو ضرور اس کے قابل مدیر جناب سید عزیز حسن بقائی کی محنت و قابلیت کا اعتراف ہوگا۔ اس نمبر کی سب سے نمایاں خصوصیت اعلےٰ ترتیب اور معزز غیر مسلم اصحاب کے اعلےٰ اور مدلل مضامین اور نظمیں ہیں جو خدا جانے کس قدر محنت سے فراہم کی گئی ہوں گی۔ ۲۰×۳۰ سائز کے تقریباً ڈیڑھ سو صفحات دو درجن تصاویر لکھائی چھپائی اعلےٰ کاغذ معمولی۔ قیمت ایک روپیہ۔ منیجر رسالہ پیشوا کوچہ چیلاں دہلی سے طلب کیجئے۔

رسالہ نظام المشائخ کا رسول نمبر نظام المشائخ ہندوستان کا مشہور صوفیانہ رسالہ ہے جو جناب ملا واحدی کی ادارت اور خواجہ حسن نظامی کی سرپرستی میں تقریباً بیس سال سے نہایت کامیابی سے جاری ہے۔ حسب معمول اس کا بھی رسول نمبر شایع ہوا ہے۔ جو اپنی سنجیدگی اور سادگی کے لحاظ سے نہایت قابل قدر ہے۔ عمدہ و مدلل مضامین۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی نہایت اعلےٰ ۱۸×۲۲ سائز کے ۱۴۰ صفحات پر ختم ہوا ہے۔ منیجر صاحب رسالہ نظام المشائخ دہلی سے طلب کیجئے قیمت درج نہیں۔

رسالہ مولوی کا رسول نمبر دہلی کے مشہور دار زمان ترین رسالہ مولوی نے بھی رسول نمبر شایع کیا ہے، جو سب کا سب رنگین چھپا ہے۔ غربا کے لئے یہ بہترین پرچہ ہے۔ لکھائی عمدہ۔ چھپائی اعلےٰ اور رنگین کاغذ معمولی قیمت ۱۲ فی پرچہ۔ منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے مل سکتا ہے۔

اخبار تازیانہ پنجاب میں ایک ایسے اعلےٰ درجہ کے آزاد ہفتہ وار اسلامی اخبار کی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس ہو رہی تھی جو نہایت دلچسپ ہونے کے علاوہ حقوق المسلمین کا بھی نگہبان ہو۔ الحمد للہ یہ ضرورت بہت بڑی حد تک معزز معاصر تازیانہ نے پوری کردی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کرام اردو کے مشہور رسالہ نیرنگ خیال کے قابل اور باہمت مدیر حکیم محمد یوسف حسن کے نام سے واقف ہوں گے۔ یہ اخبار بھی ان کی ادارت میں شایع ہو رہا ہے۔ اور ہر حیثیت سے قابل تعریف ہے۔ ہم اس معزز اسلامی اخبار کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہیں اگر حکیم صاحب افسانوں کے انتخاب میں ذرا احتیاط کو مدنظر رکھا کریں تو بہتر ہوگا۔ قیمت سالانہ چار روپیہ۔ منیجر اخبار تازیانہ بارود خانہ لاہور سے طلب کیجئے۔

قادیانی اور لاہوری احمدیہ جماعتوں میں اعلانات جنگ

(سید عبدالمجید صاحب پنشنر جج کپورتھلہ سٹیٹ)

سید عبدالمجید صاحب کپورتھلہ کا یہ مضمون ہم نے حضرت امیر کی خدمت میں برائے استصواب بھیجا تھا ممدوح نے اس کے جواب میں جو کچھ لکھا ہے وہ دوسرے کالم میں درج ہے۔

باہمی مخالفت اور نفرت و عداوت جن سے فساد و فتنہ کی عمارت بلند ہوتی ہے۔ اور جو اپنے جلو میں غیر معلوم طریق پر بے اندازہ تباہیاں لاتی ہیں۔ خواہ دنیا کے کسی حصہ اور کسی طبقہ میں ہوں، انسانیت کا مقتضا یہ ہے کہ انہیں ہمیشہ مجلسی اور ملکی امن کے لئے مضر سمجھتے ہوئے ان پر غم کا اظہار کیا جائے۔ اگر دنیا کے اس سرے پر ہمارے مسیحی بھائیوں میں یا دنیا کے اس سرے پر ہمارے برادران ہنود میں نفرت و عداوت کے شعلے بلند ہوں اور مذاہب اپنے اندرونی فرقوں کو کسی نہ کسی صورت میں ذلیل کرنے میں مصروف پائے جائیں تو اس پر اگر کسی کو خوشی ہو سکتی ہے تو صرف اور محض اسی کو جو جوہر انسانیت اور شرافت سے کلیۃً مبرا ہو چکا ہو۔ ایک مسلمان کے لئے تو دنیا کا ہر ایک فرد ایک عالمگیر برادری کا رکن ہے۔ چنانچہ اسی کے متعلق رسول اکرم فرما چکے ہیں کہ۔ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ

اس میں شبہ نہیں کہ جس قدر جوہر انسانیت کم ہوگا۔ دنیا کے فساد اور مخالفتوں کا اسی قدر کم احساس ہوگا اور اگر احساس بالکل ہی نہ رہے تو وہ ایک ایسا درجہ ہے جو انسانیت ہی سے خارج ہے۔ اور جنہیں اس پر الٹی خوشی اور راحت ہو تو وہ اس جماعت میں سے ہیں جو دنیا میں [illegible]

نہیں معلوم دنیا کس اصول اخلاق پر چل رہی ہے۔ اگر ہندوؤں کے دو فرقوں کے اخبارات یا افراد میں باہمی فتنہ و فساد تک نوبت پہنچ رہی ہو تو مسلمان اس آگ کو بھڑکاتے ہیں اور اگر مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں بغض و عناد کا اظہار ہو رہا ہے۔ تو ہندو اخبار فرصے لے کر ایک کو دوسرے کے خلاف اکسانے میں تامل نہیں کرتے۔ وہ وقت تو ابھی بہت دور نظر آتا ہے کہ لوگ بنی آدم کو اپنے بھائیوں کی طرح سمجھنے لگیں

جب اغیار کے ساتھ رسول عربی کے حسن سلوک کی یہ تعلیم ہے تو بھائیوں بھائیوں میں لطف و احسان کی کیا کچھ تاکید نہ ہوگی۔ چنانچہ قرآن میں "انما المومنون اخوۃ" نے مومنوں میں باہمی اخوت کا سنگ بنیاد رکھ دیا۔ بھائیوں بھائیوں میں عداوت و مخالفت کے سامان دیکھ کر نسبتاً زیادہ صدمہ محسوس ہوتا ہے اور ایسا ہونا قدرتی ہے۔ کیونکہ تعلقات جتنے قریب پہنچتے جائیں گے اسی نسبت سے ان کے حالات راحت و غم سے رنج و مسرت کے اثرات قلب پر پڑیں گے۔ اور پھر جبکہ بھائی بھی حقیقی ہوں تو صدمہ اور بڑھ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مخالفت نفرت اور ایک دوسرے کو ذلیل کرنے کی کوشش کو دیکھ کر جو عرصہ سے قادیانی اور لاہوری جماعت احمدیہ کے درمیان جماعت کے اخباروں اور افراد جماعت کے رویوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور اب انتہا کو پہنچ رہی ہیں دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔

میں اس بارے میں تنہا نہیں ہوں۔ دونوں جماعتوں کے سمجھدار لوگ اسے ضرور ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہوں گے۔ چنانچہ ۲۱ جولائی کے پیغام صلح میں کسی صاحب مولوی دوست محمد نے بھی مختصراً دونوں جماعتوں کی اس ناپسندیدہ روش کی طرف توجہ دلائی ہے۔

میں محض درد دل کے ساتھ اور اس ارادت و عقیدت کو مدنظر رکھتے ہوئے جو مجھے دونوں جماعتوں کے رہنماؤں سے ہے۔ یہ چند سطور لکھنے پر مجبور ہوا ہوں۔ اور میں نے نہایت ایمانداری اور دیانتداری سے وہ رائیں قائم کی ہیں جو اس مضمون میں درج ہیں۔ اگر کسی صاحب کے نزدیک اس میں کوئی رائے غلط ہونے کی وجہ سے ناپسندیدہ ہو تو وہ اسے میری بدنیتی پر محمول نہ کریں۔ بلکہ اسے تقاضائے بشریت سمجھ کر معاف فرمائیں۔

یہ سارا معاملہ جس نے دونوں جماعتوں کے مابین اعلان جنگ تک نوبت پہنچا دی ہے۔ ۱۷ جون کے "یوم خاتم النبیین" کے جلسوں سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" نے "ختم نبوت اور قادیان" کے عنوان سے اپنی ۸ جون کی اشاعت میں ایک نوٹ لکھا جس میں وہ منجملہ اور امور کے یہ لکھتے ہیں :-

"یہ تحریک اور اعلانات بجائے خود ہر طرح سے سزاوار تحسین ہیں اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایسی تحریک میں حصہ لے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ جماعت جو خاتم النبیین کے بعد ایک اور نبی آنا مانکر ختم نبوت کا عملاً انکار کر چکی ہے۔ وہ جماعت جو تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر اعتقاداً ان سے مقاطعہ کا اعلان کر چکی ہے۔ اس کی طرف سے ایسے اعلانات نیک نیتی اور خلوص پر مبنی ہو سکتے ہیں؟"

اس کے بعد یہ لکھا ہے :-

"اگر قادیانی جماعت مسیح موعود کی نبوت کا انکار نہیں کر چکی تو کس منہ سے جماعت قادیان عام مسلمانوں کو ختم نبوت پر لیکچر دے رہی ہے"

اس پر ۱۲ جولائی کے "پیغام صلح" میں مولوی دوست محمد صاحب حماد نے جو قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ایک نوٹ شائع کرایا جس میں انہوں نے دونوں جماعتوں پر تنگدلی اور تعصب کا الزام لگایا۔ قادیانی جماعت پر تو اس وجہ سے کہ اس نے ان کتابوں میں جو سیرۃ رسول عربی کے متعلق مطالعہ کے لئے تجویز کی گئی ہیں حضرت امیر کی مشہور کتاب "سیرت خیر البشر" کو خارج رکھا۔ اور لاہوری جماعت پر بدیں وجوہات الزام لگایا کہ اس نے "یوم خاتم النبیین" جیسی تحریک کی مخالفت کی۔

اس مراسلت کے جواب میں ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" نے اپنی صفائی پیش کی اور آخر میں یہ لکھ دیا کہ "ان کا اختیار ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ صلح کریں یا جنگ کریں ہم دونوں حالتوں میں ان کے عقائد کے خلاف جو اسلام میں خطرناک تفرقہ پیدا کرنے والے ہیں ہر حال میں جنگ کریں گے۔"

اس کے بعد ۲۰ جولائی کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے قلم سے ایک مضمون "پیغام صلح کا پیغام جنگ" کے عنوان سے شائع ہوا جس کی منجملہ باتوں کے اس بات نے جماعت احمدیہ [illegible]

قادیانی اور احمدی جھگڑا

(بجواب سید عبدالمجید صاحب جج پنشنر، کپورتھلہ سٹیٹ)

(از حضرت امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ)

سید عبدالمجید صاحب کپورتھلوی کا خط ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" نے میرے پاس بھیجا ہے ان کے خیالات کی عزت کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ ان کے دل میں اسلام کے لئے اور تمام اسلامی جماعتوں کے لئے درد ہے اور حق گوئی کی جرأت بھی ہے۔ وہ ان بہت ہی قلیل لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ظاہری طور پر میاں محمود احمد صاحب قادیانی سے تعلق کے باوجود ان کے عقیدہ تکفیر مسلمین کے خلاف آواز اٹھائی ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد اجرائے نبوت کے قادیانی عقیدہ کو وہ غلط سمجھتے اور کہتے ہیں۔ اس خیال کے اور بھی بہت لوگ میاں صاحب کی جماعت میں ہوں گے لیکن حق گوئی کی جرأت ہر ایک کے حصہ میں یکساں نہیں آئی۔ ان کے خط کا اول و آخر درد دل سے لکھا ہوا ہے۔ اور ان کی آخری اپیل واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تنازعوا فتفشلوا - ادفع بالتی ھی احسن - انما المومنون اخوۃ کے سامنے کون مسلمان ہے جس کی گردن نہ جھکے گی۔

ان کا خط آنے سے کئی روز پیشتر میں خود یہ سوچ رہا تھا کہ ہماری طاقت جس کو اس وقت مسلمانوں کے استحکام اور ان کی مضبوطی پر خرچ ہونے کی ضرورت ہے۔ آپس کے جھگڑوں میں صرف ہو رہی ہے۔ کیا اس سے نکلنے کا بھی کوئی طریق ہے؟ کیا یہ کسی طرح ہو سکتا ہے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے ہم ان جھگڑوں سے بالاتر ہو کر اپنی ساری قوت کو اسلام اور مسلمانوں کی قوت اور بہتری کے لئے خرچ کر دیں؟ خود جماعت کے اندر دونوں قسم کے لوگ موجود ہیں۔ ایک وہ جو یہ چاہتے ہیں کہ ان جھگڑوں سے کلیۃً پرہیز کیا جائے اور دوسرے وہ جو یہ چاہتے ہیں کہ جو پروپیگنڈا اس وقت قادیان سے شروع ہوا ہے اور وہ ایک خاص غرض کو سامنے رکھ کر شروع کیا گیا ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ کا جواب دینا ضروری ہے۔ سید صاحب کا خط آنے سے پیشتر بھی دونوں خیال کے احباب کے خطوط پہنچتے رہے ہیں۔

بڑی مشکل یہ ہے کہ ہمارا تنازعہ معمولی فروعی رنگ کا جھگڑا نہیں۔ اگر قادیان سے تکفیر مسلمین کا اعلان نہ نکلتا تو اس بات کے لئے بھی میں تیار رہتا کہ نبوت کے جھگڑے کو ایک لفظی تنازعہ سمجھ لوں۔ مگر کلمہ گوؤں کو کافر قرار دینا ایک دو کو نہیں چالیس کروڑ کلمہ گوؤں کو جن کو حضرت مسیح موعود کے نام کی بھی خبر نہیں۔ خارج از اسلام کہنا اسلام کے لئے ایک مصیبت عظمیٰ ہے۔ ہماری جماعت کی خاص بنیاد حضرت مسیح موعود کا یہ مسلک ہے کہ ایک مسلمان میں اگر ننانوے وجوہ کفر اور ایک وجہ اسلام بھی ہو تو اسے مسلمان کہا جائیگا اور اتحاد اسلام کا بنیادی پتھر یہی ہے۔ اور یہی ہو سکتا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل خواہ ان کے باہمی اختلافات کتنے بھی ہوں سب مسلمان ہیں۔ جب ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں تو گویا اس کلمہ ہی کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ بالخصوص اس حالت میں جب یہ عقیدہ ساتھ ہو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل اس لئے کافر ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور نبی پر ایمان نہیں لایا۔ اگر اس خطرناک تفرقہ پیدا کرنے والے عقیدہ کی مخالفت نہ کی جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ اتحاد اسلام کی جڑوں پر کلہاڑا چلتا دیکھ کر خاموشی اختیار کرنا بھی گناہ عظیم ہے۔ بلاشبہ آپس کے جھگڑوں کو جس قدر ہو سکے کم کرنا چاہیئے تاکہ اتحاد اسلام ترقی کرے۔ لیکن جب ایک خیال اتحاد اسلام کی بنیاد ہی کو اکھیڑ رہا ہو تو کیا اس کے متعلق بھی یہ کہا جائے گا کہ اس کی تردید محض فروعی جھگڑوں میں پڑ کر اتحاد اسلام کو کمزور کرنے کے مترادف ہے؟ کلمہ گو کو کافر قرار دینا خود اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم سے بغاوت ہے۔ اور اس بغاوت کو فرو نہ کرنا سخت غلطی ہوگی۔ اس لئے اس قسم کا تفرقہ پھیلانے والے کے گلے مل جانے کی نصیحت کچھ بے محل سی معلوم ہوتی ہے اور اس بارے میں ہمارا روئے سخن کسی خاص فریق کی طرف نہیں بلکہ کل شیدائیان تکفیر مسلمین کی طرف ہے۔ ہاں ایک وہ لوگ ہیں جو دو چار کو یا ایک فرقہ یا ایک جماعت کو "ضروریات دین" کا نام لے کر خارج اسلام کرتے ہیں۔ اور ایک وہ شخص ہے جو آنحضرت کے بعد ایک نبوت قائم کر کے تمام مسلمانان روئے زمین کو خارج از اسلام قرار دیتا ہے۔ ان دونوں میں بھی فرق ہے۔ عزت و احترام کا سوال الگ ہے۔ کافر ہو یا کافر گو ہو مگر یہ مناسب نہیں کہ دوسرے مکفرین کی تکفیر بازی کو تو ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور ایک احمدی وہی کام بلکہ اس سے بھی بدتر کام کرے تو محض اس لئے کہ اس سے ہمارا ایک اور تعلق ہے۔ اور وہ احمدی ہے اس کو سر آنکھوں پر بٹھائیں۔ بحیثیت انسان یا بحیثیت کلمہ گو اپنی دینوی حیثیت کے لحاظ سے جس عزت کا وہ مستحق ہے وہ عزت اس کی کی جائے۔ لیکن مسلمانوں کی تکفیر کے فعل پر جب تک ہم کھلے طور پر اظہار نفرت و ملامت نہ کریں یہ بیماری مسلمانوں کے اندر سے دور نہیں ہو سکتی۔

ہم دو مصیبتوں کے درمیان ہیں۔ اگر تکفیر مسلمین کے بارے میں خاموشی اختیار کریں تو خدا اور اس کے رسول کے سامنے جوابدہی کا خیال ہوتا ہے۔ اور اگر اس کی تردید کریں تو دوسری طرف سے اس اصل امر متنازعہ کی طرف سے توجہ پھیرنے کے لئے بیسیوں قسم کی اور باتیں شروع کر دی جاتی ہیں۔ جن میں پڑ کر بلاشبہ بہت سا وقت ہی ضائع نہیں ہوتا جو کسی اچھے کام پر صرف ہو سکتا تھا۔ بلکہ دوسروں کی نظر میں ہم قابل ملامت ٹھہرتے ہیں۔ اس موقع پر بھی کوئی اعلان جنگ ہم نے نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے "اعلانات جنگ" کا عنوان جو سید صاحب نے اپنے مضمون پر دیا ہے۔ ہم پر صادق آسکے۔ صرف اس قدر "پیغام صلح" میں لکھا گیا تھا کہ ان کے عقیدہ کے خلاف ہم جنگ کریں گے۔ اور سید صاحب نے خود بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایسا لکھنا کوئی اعلان جنگ نہ تھا۔ مگر جناب میاں صاحب نے محض اس بات پر اپنی جماعت کو خطرناک طور پر اکسایا اور ان کے جذبات نفرت کو جو پہلے ہی کافی سے زیادہ ہمارے خلاف موجود ہیں ابھارنے کی کوشش کی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو کشمکش اس وقت ہو رہی ہے اس میں ہماری طرف سے زیادتی کا امکان نہیں یا ہم غیر متعلق باتوں سے کلیۃً علیحدہ رہتے ہیں۔ مگر میری دلی خواہش یہی ہے کہ سوائے اس جھگڑے کے جو مسلمانوں کی تکفیر سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جس سے نبوت کا مسئلہ بھی وابستہ ہے۔ باقی امور سے ہم بچتے رہیں۔ [illegible]وں کے خیالات میں اس قدر تلخی ہے کہ ان سے کوئی معاہدہ کرنا تو اب میری سمجھ سے باہر ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳ کالم ۱)

کے دلوں میں ایک خاص ہیجان پیدا کر دیا۔ کہ :-

" آج کھلے لفظوں میں "پیغام صلح" نے ہمیں پیغام جنگ دیا ہے اور صرف اس بات سے چڑ کر کہ کیوں ہم نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لئے اور آپ کے خلاف گالیوں کا سدباب کرنے کے لئے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر ایک ہی دن سینکڑوں جلسوں کا انعقاد کیا ہے۔ . . . . اور چونکہ اس اعلان کا موجب ہمارے عقائد نہیں کیونکہ انہی عقائد کے معتقد خود مولوی محمد علی صاحب بھی رہے ہیں۔ اور سب فرقہ ہائے اسلام ان کے معتقد ہیں۔ بلکہ ہماری خدمات اسلام ہیں "

اس پر حضرت امیر نے ۳ اگست کے پیغام صلح میں ایک مضمون "ڈلہوزی کا معاہدہ اور میاں صاحب کا طرز عمل" کے عنوان سے سپرد قلم فرمایا ہے۔ جس میں اور بھی بہت سی باتیں ہیں مگر جن مذکورہ بالا سطور کو میں نے نقل کیا ہے۔ ان پر خاص زور دیا ہے۔ اور اسے بدگمانی کی انتہا قرار دیا ہے۔

۱۷ جون کے جلسوں کے متعلق ان مسلمانوں نے بھی جو داخل جماعت نہیں ہیں اس دعوت پر جو میں نے انہیں مقامی جلسہ میں شرکت کے لئے دی تھی۔ بعینہٖ یہی اعتراضات کئے تھے جو کہ "پیغام صلح" نے پیش کئے ہیں۔ چنانچہ بعض دوست قطعاً شریک نہیں ہوئے۔ اب اسے خواہ ان کی تنگدلی اور تنگ نظری پر محمول کیا جائے یا حقیقت نفس الامری پر مگر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس قسم کی ذہنیت کا اظہار ہندوستان کے طول و عرض میں اکثر ہوا ہے۔ باوصف اس کے ان جلسوں میں اکثر مقامات پر غیر مسلم اصحاب بھی شریک ہوئے ہیں۔ اس سے یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ اس کے متعلق خیالات کا اختلاف ضرور پایا گیا ہے یہ دوسری بات ہے کہ مسلمانوں کو خواہ قادیانی جماعت میں داخل نہ بھی تھے۔ اور لاہوری جماعت احمدیہ کو ان جلسوں میں شرکت کر کے زیادہ وسعت قلبی کا ثبوت دینا چاہیے رہتا۔ کیونکہ اگرچہ قادیانی جماعت احمدیہ انہیں کا فراد ربقول بعض مسلمانان غیر از جماعت احمدیہ ان سے مشرکین عرب کا سا سلوک کرتی ہے۔ یہ سب کچھ سہی مگر خیالات کی علویت بھی کوئی شے ہے۔ انہیں یہ دیکھنا تھا کہ ان جلسوں میں تو حضور سرور کائنات کی پاکیزہ زندگی کے پاکیزہ حالات بیان ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے آریہ دوست یا مسیحی احباب رسول اکرم کی زندگی پر لیکچر دلانے کا انتظام کریں۔ تو کیا ہم اس میں اس وجہ سے شرکت نہ کریں گے کہ وہ ہمیں ملیکش سمجھتے ہیں۔ یا اگر مسلمان، سری رامچندر یا سری کرشن جیسی بزرگ ہستیوں پر لکچر دلانے کے لئے کوئی جلسہ ترتیب دیں تو آریہ محض اس وجہ سے اس میں شریک نہ ہوں گے کہ مسلمان ہمیں کافر کہتے ہیں۔ کم از کم میری سمجھ میں نہیں آیا کہ مسلمانوں کے پاس ان جلسوں میں عدم شرکت کی کوئی وجوہ تھیں اور اگر وہ کوئی تھیں تو کہاں تک معقول تھیں۔

مگر یہ لکھنا کہ لاہوری جماعت کے اس اعلان جنگ کا موجب قادیانی جماعت کی "خدمات اسلام" ہیں۔ یا یہ کہ "کیوں ہم نے رسول کریم صلعم کی عزت کی حفاظت کے لئے اور آپ کے خلاف گالیوں کا سدباب کرنے کے لئے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر ایک ہی دن سینکڑوں جلسوں کا انعقاد کیا ہے" ایک ایسی بات ہے جس کی تائید میں ہمیں کوئی توجیہ ان تمام تحریروں سے نہیں ملتی جو اس معاملہ کے متعلق اخباروں میں آ چکی ہیں۔ لاہوری احمدیہ جماعت تو درکنار بلکہ غیر از جماعت مسلمانوں کی نسبت بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی عدم شرکت کی یہ وجوہ ہیں۔ بلکہ وہ قدم آگے بڑھ کر مجھے یہ کہنے میں بھی تامل نہیں ہے کہ عام طور پر یہ رائے غیر مسلموں کی نسبت بھی قائم نہیں ہو سکتی۔ جنہیں محمد (فداہ ابی و امی) سے کوئی بعیدی تعلق بھی نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے اکثر شامل ہو کر اس کی عملی تردید کر دی ہے چہ جائیکہ اس کے خادموں کی نسبت یہ رائے قائم کی جائے۔ رہا پیغام صلح کا اعلان جنگ سو اس کی حقیقت اس سے بڑھ کر نظر نہیں آتی کہ وہ بقول ان کے قادیانی جماعت کے عقائد کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ سو یہ عقائد کی جنگ ہی کب تھی۔ جو اب نئے سرے سے شروع ہوئی بیان کی جاتی ہو۔ کیا قادیانی جماعت کہہ سکتی ہے۔ کہ وہ لاہوری جماعت کے عقائد کے خلاف جنگ میں ابتدا ہی سے مصروف نہیں ہے۔

زیادہ افسوس کا مقام یہ ہے کہ آپس کی تنگدلی اب یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ قادیانی جماعت کے سمجھدار افراد تک بھی اپنی لائبریریوں میں آریہ سماجی اور مسیحی اخبارات کا رکھا جانا پسند کر لیں گے۔ مگر پیغام صلح کی وہاں اجازت نہ ہوگی۔ میں نے اپنے ایک دوست سے جو تعلیم یافتہ ہیں اس کی وجہ دریافت کی تو جو کچھ انہوں نے فرمایا اس کا مفہوم یہ تھا کہ آریہ یا مسیحی اخبارات زہر کی کھلی گولیاں ہیں ان سے عوام بچ سکتے ہیں۔ مگر "پیغام صلح" شکر میں لپٹی ہوئی زہر کی گولی ہے اس سے آدمی دھوکا کھا سکتا ہے اللہ اکبر! میں نہیں جانتا کہ لاہوری جماعت کے گریجویٹ اور تعلیم یافتہ اپنی لائبریریوں میں قادیانی جماعت کے اخباروں سے کیا سلوک روا رکھتے ہوں گے۔ اگر یہی ذہنیتیں قابل تعریف ہیں تو پھر ان مسلمان علما کا کیا قصور ہے۔ جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ احمدی بننے سے آریہ بننا اچھا۔ ایک فرقہ کی دوسرے سے مخالفت اور پھر ایک ہی فرقہ میں باہمی تحتی فرقوں کی الجھن بغض و عداوت یہ ایسی چیزیں ہیں کہ مجموعی طور پر ملکر اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔ میں نے اس کے متعلق بذریعہ مضامین توجہ دلائی مگر خدا کی شان۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ادھر تو ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمان تمدنی، مذہبی، معاشرتی اور سیاسی حالت کے لحاظ سے ایک جہاد اور جنگ کی حالت میں ہے پس اسے قومی اور مذہبی فوقیت و برتری کے لئے اپنے انتہائی دلائل صرف کر دینے چاہئیں۔ مگر اس طرف حضرت خلیفۃ المسیح اور حضرت امیر "الفضل" اور "پیغام صلح" معہ اپنے اپنے پیروؤں کے ایک زبردست محاذ جنگ خود اپنے درمیان میں قائم کر رہے ہیں۔ ادھر مسلمانوں نے آپس میں اور پھر ان دونوں جماعتوں کے خلاف ایک علیحدہ ہی محاذ جنگ قائم کیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہی دو جماعتیں ایسی تھیں جو تمام دشمنان اسلام کے خلاف زبردست استحکامات کا کام دے رہی تھیں جب ان کی آپس میں یہ کیفیت

(بقیہ صفحہ ۳ کالم ۲)

لیکن اپنے طور پر کوئی طریق تجویز کر لیں تو اس پر عملدرآمد کچھ مشکل نہیں چونکہ یہ مسئلہ ساری قوم سے تعلق رکھتا ہے اور اس پر قومی مشورے کے بعد ہی درست رستہ تجویز ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر آئندہ کانفرنس میں جو ہمارے سالانہ جلسے کے ساتھ ہوتی ہے۔ پوری بحث ہو جائے۔ اور اس کے بعد ہماری طرف سے نئی پالیسی کا اعلان ہو جائے۔ خاص اس امر کے متعلق کوئی اخبار میں بھی لکھنا چاہے تو لکھ سکتا ہے۔ تاکہ قوم کو ایک صحیح فیصلے پر پہنچنے میں مدد ملے۔ اس وقت تک جب تک یہ فیصلہ ہو میں اخبار "پیغام صلح" کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ سوائے قادیانیوں کے عقیدہ تکفیر مسلمین اور اجرائے نبوت کے اور کسی مسئلہ پر کچھ نہ لکھیں اور ان مسائل پر بھی جو بحث ہو وہ دلائل کے طور پر اور متانت سے ہو۔ وہ اپنے اخباروں میں جس قدر بھی غلاظت چاہیں اچھالیں۔ اور ایک اخبار کو محض اس کام پر مامور کر کے ساتھ ساتھ اپنی جماعت کو اس کی توسیع اشاعت کی طرف بھی توجہ دلائیں مگر ہمیں قومی فیصلہ تک اس حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیے۔ اگر ذمہ دار کارکن کسی خاص معاملہ میں جواب کی ضرورت سمجھیں گے تو وہ علیحدہ بات ہے۔ لیکن اخبار کی عام پالیسی یہی رہے گی جو میں نے اوپر لکھی ہے۔

پشیر برد ڈلہوزی

---

۲۴ م تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔ کسی فلاسفر نے درست کہا ہے کہ "راحت و کامیابی کا انحصار گرد و پیش کے حالات پر نہیں بلکہ خود ہماری ذات پر ہے۔ بہت قومیں خود اپنے لئے آپ تباہی کا باعث ہوئی ہیں۔ بہ نسبت اس کے کہ کوئی دوسرا انہیں تباہ کرتا"

افسوس یہ ہے کہ یہ دونوں جماعتیں باہمی بغض و عناد سے مخالفت کو اس حد پر لے جا رہی ہیں کہ اپنے دشمنوں کو انہوں نے اپنے خلاف منصوبہ بازیوں سے بالکل فارغ البال کر دیا ہے۔

میں نے ہمیشہ اس پر تعجب کیا ہے کہ مسلمانوں میں ایک خدا۔ ایک رسول۔ ایک کتاب ایک قبلہ۔ اور پھر اس سے بڑھ احمدیہ جماعت میں ایک مسیح موعود۔ اتنی باتیں ملکر بھی انہیں ایک مرکز پر نہیں لا سکتیں۔ مرکز درکنار آپس میں رواداری اور احترام پیدا نہیں کر سکتیں اور ادھر دوسروں کو ان سے جداگانہ مذاہب۔ جداگانہ کتب۔ جداگانہ خدا کے باوصف گائے کی عظمت کا مشترک عقیدہ انہیں ۹۰ فیصدی متحد کئے ہوئے ہے۔ یہ کیا بات ہے! سناتنی آریو پر اور آریہ سناتنیوں پر قربان ہونے کو تیار رہیں۔ مگر بخلاف اس کے ہمارے ہاں ایک دوسرے کو قربان کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔

یہ بھی کم تعجب کی بات نہیں کہ جب چھوٹے چھوٹے اختلافات پر دونوں جماعتوں کے اکابر متحد الخیال نہیں ہو سکتے۔ جب اسلام کے اس آخری زینہ پر پہنچکر جہاں سے مسیح موعود کا اعتقاد شروع ہوتا ہے وہ باہمی مصروف پیکار رہیں۔ تو غیر از جماعت لوگوں سے وہ کیا توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ اصولی اختلافات میں ان سے متحد ہو سکیں گے۔

اگر یہ درست ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ تو پھر دونوں جماعتیں آپس میں دست و گریباں ہو کر جو نمونہ پیش کر رہی ہیں ان سے کیا سمجھا جائے۔ آج کل دنیا مسلمات اور معتقدات کو نہیں دیکھتی بلکہ عمل کو دیکھتی ہے۔ اور جو نمونہ ہم پیش کر رہے ہیں وہ کسی تصریح کا محتاج نہیں ہے۔

سب سے بڑھ کر ایک نقص یہ ہے کہ موجودہ چپقلش نہ صرف جماعت کے جاہل حصہ پر جسے طبقہ عوام کہنا چاہیے بلکہ تعلیم یافتہ طبقہ پر بھی برا اثر پیدا کر رہی ہے۔ جماعت کا ناخواندہ حصہ تو اس آگ میں لکڑیاں ڈال رہا ہے۔ اور تعلیم یافتہ طبقہ میں سے جو صاحب اس ذلیل کام میں مصروف نہیں ہیں وہ اس پر کم حیران نہیں ہیں کہ دونوں جماعتوں کی تعلیم تو یہ ہے کہ خدائی اخلاق پیدا کرو۔ دشمنوں سے بھی عداوت نہ رکھو۔ اپنے قاتلوں سے بھی ہمدردی کرو۔ اور معبود اور عبد میں ایک برزخی کیفیت پیدا کرنے کے لئے اس لوہے کی مانند بن جاؤ جو آگ میں گرم ہو کر آگ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ مگر اپنی یہ کیفیت ہے کہ جوش میں آکر ایک دوسرے کی نسبت مفتری اور لعنت اللہ علے الکاذبین جیسے الفاظ کہنے میں پرہیز نہیں کیا جاتا۔ تحریروں میں جوش اس قدر ہے کہ اگر تعزیرات ہند میں ازالہ حیثیت عرفی کو جرم نہ قرار دیا گیا ہوتا تو اب تک اس حد تک کبھی کی نوبت پہنچ گئی ہوتی۔ یہ اسی احساس کا اثر ہے۔ کہ مولوی دوست محمد صاحب حجازنہ نے جرأت ایمانی سے کام لے کر سب سے پہلے اس پر قلم اٹھایا۔ میرے خیال میں پوشیدہ طور پر اور کئی مولوی دوست محمد صاحب ہوں گے جو موجودہ صورت حالات کو نہایت کراہت سے دیکھتے ہوں گے۔

دنیا ان جماعتوں کو دیکھ کر کیا کہتی ہوگی کہ جو لوگ یورپ و امریکہ تک اسلام کی مشعل لے جا کر نور اسلام پھیلانا چاہتے ہیں وہ خود اپنے گھروں میں اس مشعل کو پھونکوں سے کیوں بجھا رہے ہیں۔ مجھے سب سے بڑا اندیشہ یہ ہے کہ لوگ ان دونوں جماعتوں کو دیکھکر جنہیں میں علے وجہ البصیرت دنیا میں بہترین موید اسلام جماعتیں سمجھتا ہوں اسلام کے متعلق کیا فیصلہ کر رہے ہوں گے۔ کہیں لوگ اسلام میں آنے سے نہ گھبرانے لگیں۔ اسلام میں جسے لوگوں نے فتنہ و فساد کا گھر بنا رکھا ہے آپس کی اس عالمگیر نفرت حقارت۔ نفاق۔ بغض و عداوت کو دیکھکر جو اسلام کے مختلف فرقوں میں بڑھتی ہوئی آگ کی طرح پھیل رہی ہے۔ لوگوں کے لئے یہ فیصلہ مشکل ہو جائے گا۔ کہ وہ کس جماعت میں داخل ہوں۔ یا سرے سے علیحدہ ہی رہیں۔ کہیں وہ علیحدہ رہنے کو زیادہ محفوظ نہ خیال کرنے لگیں۔

ذہنیتیں کچھ ایسی واقع ہو گئی ہیں کہ جو شخص بھی جرأت ایمانی سے کام لے کر دونوں جماعتوں کے معائب و محاسن پر ناقدانہ اور منصفانہ نظر کرتے ہوئے دونوں میں معائب و محاسن کا جائز اظہار کرے گا وہ دونوں جماعتوں میں قابل ملامت سمجھا جائے گا۔ ذہنیت یہ چاہتی ہے کہ ایک جماعت کو ایک عینک لگا کر دیکھو، اور دوسری کو دوسری عینک لگا کر [illegible]

(بقیہ صفحہ ۴)

متعلق ایسی عینک سے جو اس کے معائب کو بھی محاسن ظاہر کرے اور دوسری جماعت کو ایسی عینک سے دیکھو جس میں محاسن بھی معائب بن کر دکھائی دیں۔ کسی کو کسی کا جائز حق نہ دو۔ اگر یہ صورت ہو تو ایک شخص ایک جماعت میں شامل سمجھا جا سکتا ہے ورنہ دونوں جماعتیں اسے غیر خیال کریں گی۔ اگر کوئی شخص دونوں جماعتوں کے رہنماؤں کا ادب کرے۔ اور کہے کہ وہ تو قابل تعظیم ہیں اور دونوں جماعتیں دنیا بھر میں بہترین کام کر رہی ہیں۔ تو سمجھو کہ وہ دونوں جماعتوں سے منقطع کر دیا گیا۔ قادیانی اسے لاہوری کہیں گے اور لاہوری اسے قادیانی۔ نہیں بلکہ اول الذکر اسے پیغامی اور موخر الذکر اسے محمودی سمجھیں گے۔ اس کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ دشمن کی کسی بات کی تعریف کرنے والا بھی دشمن ہی ہوتا ہے۔ اگر یہی ذہنیں ہیں تو پھر وسعت خیالی اور انصاف پسندی کا جنازہ اٹھا دینا چاہیے۔ ان سب باتوں کو بھی ذہن میں رکھتا ہوا۔ میں آخر میں دونوں رہنماؤں۔ دونوں طرف کے اخباروں اور دونوں جماعتوں سے خدا کے نام پر خدا کے رسول کے نام پر۔ مسیح موعود کے نام پر۔ انسانیت اور قومیت کے نام پر۔ اسلام کے نام پر اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا ۔ واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کے نام پر ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم کے نام پر انما المومنون اخوۃ کے نام پر اور آخر میں ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ اس باہمی کشمکش کو بند کر دیں اور آپس میں گلے مل جائیں۔ ایک دوسرے کا احترام کرنا سیکھیں۔ محاذ جنگ قائم کرنے سے اجتناب فرمائیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی تعریف ہی یہ ہے۔ کہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔

محدثیت اور اولیائے امت

۸۔ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:۔

اعلم ایھا الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذالک الافراد من الانبیاء وقد یکون ذالک لبعض الکمل من متابعیھم واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثا وھذا غیر الالھام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع الملک انما یخاطب بھذا الکلام الانسان الکامل واللہ یختص من یشاء

ترجمہ:۔ اے میرے صادق دوست تمہیں معلوم رہے کہ اللہ سبحانہ کا بندہ سے کلام کرنا کبھی تو روبرو ہوتا ہے۔ ایسے لوگ خواص انبیا ہوتے ہیں اور کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ بعض ایسے کامل لوگوں کو ملتا ہے کہ جو نبی نہیں ہوتے مگر نبیوں کے متبع ہوتے ہیں اور ان میں سے جسکو کثرت سے ہمکلامی کا شرف ملتا ہے اسکو محدث کہتے ہیں اور یہ ہمکلامی غیر الہام اور غیر القاء فی الروع اور غیر اس کلام کے جو بذریعہ فرشتہ ہوتی ہے سوا اس کے نہیں کہ انسان کامل اس کلام سے مخاطب کیا جاتا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے مختص کرتا ہے۔ مکتوبات جلد ۲ صفحہ ۹۹

ان بزرگان دین کے مذکورہ بالا حوالہ جات سے پایا جاتا ہے کہ محدث اس امت محمدیہ میں آ سکتے ہیں آور آتے رہے ہیں جو ایک قسم کے مبشرات سے ممتاز ہوتے ہیں حقیقی طور پر نبی تو نہیں ہوتے مگر نبیوں کی طرح ان کو ہمکلام ہونے کا فخر حاصل ہوتا ہے اور بوجہ کثرت مکالمات ومخاطبات سے اولیاء اللہ میں ممتاز ہوتے ہیں اور ایک قسم کا ولی جو نبوت کے کنارے تک پہنچ جاتا ہو اور اگر نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہ ہو جاتی تو وہ نبی کا خطاب پانے کے مستحق ضرور تھے۔ مگر علمائے وقت اپنی کم علمی سے اعتراض کئے جاتے ہیں کہ مرزا نے نبوت کا دعوی کیا ہے حالانکہ وہ بار بار مؤکد بقسم ظاہر کر چکے ہیں کہ ہم پر ایسا دعوی منسوب کرنا افترا ہے۔ اگر ان کو معلوم ہوتا کہ پہلے بزرگوں نے بجائے محدث کے نبی کا لفظ

امام ربانی مجدد الف ثانی کیا فرماتے ہیں۔

"بدان کہ مقام شیخ و دعوت خلق بحق جل وعلی بس مقام عالی است الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ شنیدہ باشد ہر نے سرد بے برگ را باین منزلت علیہ چہ نسبت علم بتفصیل احوال ومقامات ومعرفت بحقیقت مشاہدات وتجلیات وحصول کشوف والہامات وظہور تعبیرات واقعات از لوازم این مقام علیا است"

ترجمہ:۔ معلوم رہے کہ شیخ اور اس کا حق جل وعلی کی طرف مخلوقات خدا کو دعوت دینا۔ بہت بڑا بلند مقام ہے۔ اور شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں۔ یہ بات آپ نے سنی ہوگی۔ ہر ایک نے سرد بے برگ کو اس مقام بلند سے کیا مناسبت ہو سکتی ہے کیونکہ علم بالتفصیل احوال ومقامات اور معرفت ساتھ حقیقت مشاہدات وتجلیات کے اور حاصل ہونا کشوف اور الہامات کا وظاہر کرنا اور تعبیر کرنا واقعات کا اس مقام اعلی کے لوازمات میں سے ہے۔

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"این فقیر را تا زمانیکہ کمالات نبوت بمتابعت پیغمبر خود رسانیدند۔ از آں کمالات بہرۂ تام نداد۔"

ترجمہ:۔ اس فقیر کو جب تک کہ کمالات نبوت تک بموجب متابعت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نہ پہنچایا گیا تو ان کمالات سے پورا حصہ نہ دیا گیا۔ مکتوبات امام ربانی صفحہ ۲۷۰

ایک اور جگہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے کمالات کے متعلق لکھتے ہیں:۔

پس اینہا از کمالات شیخین چہ دریابند۔ این ہر دو بزرگوار بزرگی وکلانی در انبیاء معدود اند وبفضائل انبیاء مخصوص

ترجمہ:۔ ان لوگوں کو شیخین (ابوبکرؓ وعمرؓ) کے کمالات کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔ یہ ہر دو بزرگ اپنی بزرگی و برتری کی وجہ سے نبیوں میں شمار ہوتے ہیں اور نبیوں کے فضائل سے مخصوص ہیں۔

دیکھو مکتوبات امام ربانی صفحہ ۲۷۰ و ۲۷۱

جو لوگ مرزا صاحب کے الفاظ نبوت پر معترض ہوتے ہیں وہ دیکھیں کہ محی الدین ابن عربیؒ اور امام ربانیؒ اپنے لئے وہی الفاظ نہیں لکھتے جو حضرت مرزا صاحب نے محدث کی تشریح میں لکھ دئے حتی کہ امام ربانی تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بوجہ فضائل نبیوں میں شمار کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب تو بار بار بہ آواز بلند کہتے رہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ اگر کہیں الہامات وغیرہ میں میری نسبت لفظ نبی آ گیا ہے اور مجازی معنوں میں آیا ہے اور سب سے آخری کتاب میں لکھ دیا ہے۔ تسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی الوجہ الحقیقۃ کہ میرا نام اللہ تعالے کی طرف سے نبی بطور مجاز رکھا گیا ہے نہ بہ طور حقیقت۔ اس سے بڑھ کر اور کیا صفائی چاہتے ہیں۔

مسیح موعود کا انکار دعوی نبوت

۱۔ نہ مجھے دعوی نبوت وخروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا ہو اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا ہاں محدث آئیں گے جو اللہ تعالے سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی اپنے اندر رکھتے ہیں۔

نشان آسمانی ص۲۸

۔ خدا تعالے اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہیگا جو اس کے دین کو نیا کرے گا لیکن چودھویں صدی کے لئے یعنی اس بشارت کے بارہ میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا اسقدر اشارات نبویہ پائے جاتے ہیں جو ان سے کوئی ان سے منکر نہیں ہو سکتا۔ نشان آسمانی ص۱۶

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے منکر اور ایک ناقص نبوت کے قائل ہیں۔ جو محدث اور مجدد میں پائی جاتی ہیں۔ لہذا محدث ہونے اور مجدد صدی چودھویں کے دعویدار ہیں۔ اور کون انکار کر سکتا ہے کہ ہر صدی [illegible] لوگ قبول کرتے رہے

خبریں

— روس میں مہاتما ٹالسٹائی کی صد سالہ برسی منانے کی عظیم الشان تیاریاں ہو رہی ہیں۔ انتظامیہ کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ اس تقریب پر دنیا کے بڑے بڑے اہل قلم کو بھی بلایا جائے۔

— کلکتہ ۱۲ ستمبر۔ مدرسہ عالیہ کلکتہ کے مسلمان طلبا کے درمیان داڑھی بڑھانے کے مسئلہ پر بحث کرتے کرتے فساد ہو گیا۔ پولیس موقعہ پر پہنچ گئی اور فریقین کو منتشر کر دیا۔ کسی طالب علم کے سخت چوٹ نہیں لگی۔

پیغام صلح انا ہللہ

— جھانسی کی میونسپل عمارتوں پر قومی جھنڈا لہرایا گیا۔

— مولانا محمد علی ایڈیٹر ہمدرد پر فرانک فرٹ این (جرمنی) میں کامیاب عمل جراحی کیا گیا۔ گذشتہ دنوں مولانا کی صحت بہت خراب ہو گئی تھی اب کچھ افاقہ ہے۔

— دکن ریلوے پر دوبارہ ہڑتال ہو گئی حالات نازک ہیں۔

— سنسر ٹیڈ یورپ اور امریکہ کی سیاحت کے لئے۔

— مصر کا ایک اخبار رقمطراز ہے اور روس کے مابین معاشی کی تجارت اور بعض قانونی اختلافات کے متعلق چند اہم معاہدات ہوئی ہیں۔

— ہندو اخبارات مولانا شوکت علی صاحب کے بہت خلاف بہت کچھ رہے ہیں ان کا قصور صرف ہے کہ انہوں آل پارٹیز لکھنو کے مسلم کش کو قبول نہیں کیا۔ مولانا نے اخبار خلافت بمبئی میں صاف صاف لکھ دیا ہے کہ مسلمان ہندوؤں کی غلامی قبول نہیں کر سکتے۔

— امریکہ کے چند پہلوانوں نے گاماں کو کشتی لڑنے کیلئے دعوت دی ہے۔

— شام کی مجلس آئینی کے اس فیصلہ کی وجہ سے کہ نئے دستور وآئین کی تمام دفعات بحال رکھی جائینگی۔ ہائی کمشنر نے مجلس آئینی کے اجلاس کو تین ماہ کے لئے معطل کر دیا ہے۔

— لنڈن ۹ ستمبر کچھ عرصہ سے لنڈن اور اس کے مضافات میں آتشزدگی کی مسلسل وارداتیں ہو رہی ہیں۔ پولیس ان کے وجوہ علل دریافت کرنے میں مصروف ہے لیکن ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

— حکومت مصر نے سیریا لبنان فلسطین اور جمہوریہ سوئٹزرلینڈ کے ساتھ تجارتی عہد نامہ کئے ہیں۔

— بیروت ۸ اگست سوریہ کے وزیر خارجہ مولانا محمد کرد علی موتمر مستشرقین میں شریک ہونے کے لئے بقرم آکسفورڈ روانہ ہو گئے ہیں آپ یورپ میں شامی طلبا کے حالات کے بھی مطالعہ کرینگے۔

— بمبئی ۹ ستمبر۔ آج ڈاکٹر بسنٹ نے ایک مجمع عام میں پیلیز میموریل ہال کا افتتاح کیا۔

— پشاور مجلس عالیہ افغانیہ افغانستان میں فوجی جھنڈے کے رنگ پر بحث ہوتی رہی بالآخر فیصلہ ہوا کہ ان کے جھنڈے کا رنگ سرخ سبز اور سیاہ ہو اور اس پر گندم کے کوہستانی کھیت کے کنارے طلوع آفتاب کا نظارہ دکھایا گیا ہو جھنڈے کے اوپر مذہبی طغرے بھی ہونگے۔

— لنڈن ۷ ستمبر۔ مسٹر جے ایچ رابرٹس انجینئر نے ایک ایسی موٹر ایجاد کی ہے جس سے موٹر کار کا چلانا ایسا آسان ہو جائیگا کہ ایک بچہ بھی اسے آسانی سے چلا سکیگا صرف ہینڈل پر ہاتھ رکھنے اور بریک سے کام لینے کی ضرورت رہ جائیگی۔

— حیدر آباد سندھ ۹ ستمبر۔ سندھ ہندو سبھا کے ایک ممبر سرابر چارک دولت رام کو پولیس نے جمعہ کے روز اخبار ہندو کے دفتر سے گرفتار کیا اور ضمانت پر رہا کر دیا۔ یہ فرقہ دار منافرت پھیلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

— لاہور ۱۰ ستمبر مولوی محمد انشاء اللہ خان صاحب آنریری مجسٹریٹ وسابق ایڈیٹر اخبار وطن چند دن علالت کے بعد گذشتہ شب انتقال کر گئے۔ انا للہ۔

— دہلی ۹ ستمبر سرکاری اعلان مظہر ہے کہ سائمن کا دفتر دہلی ۱۴ ستمبر کو دہلی میں بند ہو کر ۲۸ ستمبر کو پونا میں کھلے گا۔ جو خط وکتابت ۱۴ ستمبر تک دہلی میں پہنچ سکتی ہے اور اس کے بعد تمام خط وکتابت کیمپ انڈیا کے پتہ پر بھجوائی جائے۔

خاص الخاص شاہی مجربات

زیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ

سفوف مفرح شاہانہ تحفہ ہے۔ موسم کی قید نہیں جملہ اعضائے رئیسہ کو طاقت بخشتا ہے کھوئی قوتوں کو واپس لاتا ہے جوان بوڑھے کو یکساں مفید ہے فی تولہ ۲؍ ۲ تولہ چار روپے

شربت مفرح:۔ سبحان اللہ ہر گھونٹ طبیعت کو فرحت پہنچاتا ہے۔ ایک گلاس دل کھل جاتا ہے فی بوتل (عہ)

سرمہ اکسیر چشم:۔ واقعی امراض چشم کو اکسیر ہے فی تولہ تین روپے ہر مرض کا پوشیدہ ہو یا ظاہر مردانہ ہو یا زنانہ بذریعہ خط و کتابت کامیاب علاج کیا جاتا ہے۔

پتہ:۔ جستہ شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب طبیب

(کپورتھلہ سٹیٹ)

ہندوستان کے طبیب اعظم

جناب حکیم محمد اجمل خان صاحب

مرحوم کے

لاثانی مجربات کی خاص فہرست

ھندستانی دواخانہ سے طلب فرماویں

پیغام صلح

ہندوستان کا بہترین اور ارزاں ترین سہ روزہ تبلیغی و اصلاحی اخبار ... کو مطالعہ کرنا، خریدار بننا، اور دوسروں کو بنانا آپ کا اسلامی فرض

جلد ۱۶ - یوم سہ شنبہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۲۸ عیسوی - نمبر ۶۲

نعت نبی صلعم

(از قاری کاشمیری)

حضرت ہیں شاہ انبیا صلوا علیہ دائما

چیز الرسل خیر الوریٰ صلوا علیہ دائما،

طاہا ویٰسین نام ہے - تبلیغ حق کا کام ہے

انا فتحنا کا لوا، صلوا علیہ دائما

فخر زمین و آسمان جان جہان ہر انس و جان

وہ مصطفیٰ وہ مجتبیٰ صلو علیہ دائما

صدر العلیٰ نور خدا، بدر الدجیٰ نور الہدیٰ

ختم الرسل والانبیاء صلوا علیہ دائما.

وہ سایۂ ذات احد، وہ مظہر نور صمد،

ابر کرم بحر سخا، صلوا علیہ دائما

نبیوں میں وہ زندہ نبی فیضان ان کا سرمدی

لاریب وہ شمس الضحیٰ . صلو علیہ دائما

علمائے امت آپ کے فضلائے امت آپ کے

کالانبیا ہیں برملا صلو علیہ دائما

وہ ہیں شفیع المذنبیں وہ رحمۃ للعالمیں

وہ ہیں ہمارے مقتدا . صلوا علیہ دائما

بیشک ہیں وہ حرز و امان اسلام کی روح رواں

وہ زینت ہر دو سرا . صلوا علیہ دائما.

ہے مرحبا ہو بہرہ ور، از عشق آں خیر البشر

اے قاری مدحت سرا صلوا علیہ دائما

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ گزشتہ ۱۳ ستمبر ۱۹۲۸ء کو شام کے سوا آٹھ بجے کی گاڑی سے لاہور تشریف فرما ہوئے۔ اور دو تین گھنٹہ قیام کرنے کے بعد اسی رات جھنگ تشریف لے گئے۔ جہاں مکرم معظم جناب خان بہادر میاں غلام رسول خاں صاحب کی صاحبزادی کے نکاح میں شمولیت اختیار کرنے کے بعد ۱۶ ستمبر کی صبح کو لاہور واپس آئے۔ دن بھر یہیں بعض اہم کاموں کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔ اور رات کی گاڑی سے واپس ڈلہوزی تشریف لے گئے۔

— گزشتہ اتوار مورخہ ۱۶ ستمبر کو انجمن کی جنرل کونسل کا اجلاس تھا۔ بیرونجات سے بھی ممبر تشریف لائے ہوئے تھے مثلاً حضرت مولانا مولوی غلام حسن خاں صاحب - خان بہادر میاں غلام رسول خاں صاحب - حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ - جناب حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات - مولوی عالم دین صاحب وکیل شیخوپورہ - شیخ محمد جان صاحب وزیرآباد - شیخ میاں محمد صاحب وزیرآباد - قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ - ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ -

کونسل میں قادیان کی اس گمنام چٹھی کا معاملہ پیش ہوا جو ۱۴ ستمبر کے "الفضل" میں شائع ہوئی - اور جس میں پاک ممبران لاہور پر بعض ناپاک اتہامات لگائے گئے ہیں - تمام ممبران کونسل نے متفقہ طور پر اس سے اظہار نفرت کیا - اور تمام الزامات کو بالکل غلط اور بے بنیاد قرار دیا گیا -

تبدیلی چودہری فضل داد صاحب کیمبل پور سے لکھتے ہیں کہ میرے کرم بھائی راجہ محمد نصر اللہ خاں صاحب کیپ کلرک سرکل رجسٹرار کو آپریٹو سوسائٹیز کیمبل پور یہاں سے تبدیل ہو کر انسپکٹر صاحب کو آپریٹو سوسائٹیز کوہ مری کے پاس جارہے ہیں - راجہ صاحب موصوف چندہ کی باقاعدہ ادائیگی میں اپنی مثال آپ ہی تھے - آپ انجمن کے ہر شعبہ کیلئے پوری دلچسپی لیتے تھے - ایسے وجود کی تبدیلی کا جماعت کیمبل پور کو از حد قلق ہے - لیکن چونکہ یہ تبدیلی ان کی خواہش کے مطابق ہوئی ہے خداوند کریم ان کو اپنے نیک ارادوں میں کامیاب کرے - سکرٹری احمدیہ انجمن کوہ مری ان کی آمد سے مطلع رہیں -

درخواست دعا چودہری صاحب موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ میرے ایک بھائی احمدی کو ملازمت کے سلسلے میں سخت تکلیف ہو رہی ہے - جملہ احباب سے بالعموم اور حضرت امیر سے بالخصوص ملتمس ہوں کہ ان کے لئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۱ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر ۶۲

پچاس ہزار روپے تاوان کا مطالبہ

دعویٰ ازالہ حیثیت عرفی کا نوٹس

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر "الفضل" کے نام

حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے

انجمن کی جنرل کونسل کے فیصلہ کے مطابق حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے وکلا کی معرفت ذیل کا نوٹس "الفضل" کے ایڈیٹر پرنٹر پبلشر کو دیا ہے

منجانب:-

(۱) میاں عالم دین بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ (۲) حافظ محمد حسن بی اے - ایل ایل بی ایڈووکیٹ -
(۳) شیخ محمد دین جان بی اے - ایل ایل بی ایڈووکیٹ (۴) ملک محمد امین ایم اے - ایل ایل بی ایڈووکیٹ -

بنام

(۱) غلام نبی ایڈیٹر "الفضل" (۲) عبد الرحمن قادیانی پرنٹر - پبلشر "الفضل" قادیان ضلع گورداسپور۔

۷ ستمبر کے "الفضل" میں "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ارکان کا کچا چٹھا" کے عنوان سے جو مضمون شایع ہوا ہے اس میں آپ نے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی امیر جماعت احمدیہ لاہور و پریسیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے خلاف ایسے الزامات شائع کئے ہیں جن سے آپ کا مدعا اس عزت و تکریم کو کم کرنا ہے جو پبلک کی نظروں میں حضرت مولانا کو حاصل ہے اور حضرت موصوف کی شہرت کو آپ نے صدمہ پہنچانا چاہا ہے۔ حضرت مولانا ایک بہت بڑی جماعت کے امیر ہیں جن میں نہایت اعلیٰ پوزیشن۔ اعلیٰ التعلیم اور اعلیٰ حیثیتوں کے لوگ شامل ہیں اور آپ اپنے علم و فضل، نیکی اور پارسائی اور باوقار کیرکٹر کی وجہ سے تمام دنیا میں شہرت رکھتے ہیں۔ آپ ایک بہت بڑے مصنف ہیں۔ اور اسلام کے بارہ میں آپ کی تصنیفات مستند سمجھی جاتی ہیں۔ آپ کا انگریزی ترجمۃ القرآن اور اردو بیان القرآن اور آپ کی دیگر تصنیفات دنیا بھر میں پڑھی جاتی ہیں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جیسی عظیم الشان مجلس کو آپ کے نام کے ساتھ وابستگی کا شرف حاصل ہے۔ اور آپ کی جماعت کے ہزارہا انسان اور عامۃ المسلمین آپ کو ایک بڑا باخدا انسان سمجھتے ہیں۔

ان تمام باتوں کو جانتے ہوئے اور حضرت مولانا کی گزشتہ زندگی سے پوری واقفیت رکھتے ہوئے جس کا بڑا حصہ انہوں نے قادیان میں گزارا ہے آپ نے نہایت ناپاک الزامات ان کے کیرکٹر پر عاید کئے ہیں جو سخت نفرت انگیز اور بدترین قسم کا لائبل ہیں۔ آپ کو یقیناً خوب علم تھا کہ یہ الزامات قطعاً غلط اور بے بنیاد ہیں اور ان کی غرض و مدعا سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ حضرت مولانا کی شہرت کو نقصان پہنچایا جائے۔ اور اس مقدس کام کو تباہ کیا جائے۔ جو حضرت ممدوح کو اپنی جان سے بڑھ کر عزیز ہے۔

یہ مضمون فی الحقیقت سب و شتم کے اس باقاعدہ اور متواتر سلسلہ کا ایک جزو ہے جو گزشتہ دو تین ماہ سے آپ نے "الفضل" میں جاری کر رکھا ہے اور اس حقیقت کے باور کرنے میں ذرہ بھر شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ مضمون محولہ بالا ان معاندانہ جذبات کا نتیجہ ہے جو آپ کے دل میں حضرت امیر کے لئے مرکوز ہیں۔

یہ بھی ہمیں علم ہے کہ اس مضمون کو اس جماعت کے ممبروں کے علم میں لانے کا خاص انتظام کیا گیا ہے جس کی امارت کی باگ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرے لوگوں میں بھی اسے بہت کثرت کے ساتھ تقسیم کیا گیا ہے۔ اس بات کے جتانے کی ہمیں ضرورت نہیں کہ یہ مضمون بغیر کسی قسم کے اشتعال کے لکھا گیا ہے۔

یہ مضمون حضرت مولانا، آپ کے رشتہ داروں، آپ کے دوستوں آپ کے مداحوں اور آپ کی جماعت کے ممبروں کے لئے نہایت سخت قلبی تکلیف اور صدمہ کا موجب ہوا ہے۔ ان حالات میں حضرت مولانا نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے۔ کہ آپ کو اس بات کا نوٹس دیں کہ آپ اس خط کے پہنچنے کی تاریخ سے ۱۵ دن کے اندر حضرت موصوف سے غیر مشروط معافی طلب کریں۔ اور "الفضل" میں کسی نمایاں جگہ پر اسے شایع کریں۔ اور صوبہ بھر کے دوسرے اخبارات میں بھی اسے شائع کرائیں۔ ورنہ ہم آپ کے خلاف (۵۰۰۰۰) پچاس ہزار روپے ہرجانہ کا دعوےٰ دائر کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اور اس کے علاوہ آپ اخراجات مقدمہ کے بھی ذمہ دار ہوں گے۔

معافی نامہ میں صفائی سے ساتھ یہ لکھ دیا جائے کہ جو الزامات حضرت مولانا پر لگائے گئے ہیں وہ سب کے سب غلط اور بے بنیاد ہیں۔ اور ان کا شائع کرنا آپ کے لئے ایک سخت قابل شرم بات تھی۔ نامہ نگار کا نام بھی (اگر کوئی ہو) اس میں ظاہر کر دیا جائے۔

آپ کو یہ اختیار ہے کہ اگر معافی مانگنے کا ارادہ نہ ہو تو پندرہ دن کے اندر اندر پچاس ہزار روپیہ حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کر دیں۔ پروپرائٹر "الفضل" کے نام علیحدہ نوٹس بھیجا جائے گا۔

دستخط عالم دین - (بی اے - ایل ایل بی ایڈووکیٹ) - محمد حسن (بی اے - ایل ایل بی - ایڈووکیٹ) محمد دین جان (بی اے - ایل ایل بی) محمد امین (ایم اے - ایل ایل بی - ایڈووکیٹ)

مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۸ء

"اگر قادیانیوں کے سینوں میں دل ہیں اور دلوں میں کوئی پاک احساس باقی رہ گیا ہے تو خدا کے لئے غور کریں کہ کس فرشتہ سیرت انسان کو انہوں نے مجبور کیا کہ اپنی بریت کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں

انشاء اللہ تعالیٰ "پیغام صلح" اپنے قدیم مسلک کے مطابق آئندہ ایسی تحریرات سے قطعاً مجتنب رہے گا۔ جو مسئلہ تکفیر اور نبوت سے متعلق نہ ہوں۔ اور متانت اور سنجیدگی ان میں نہ پائی جائے۔ خواہ قادیانی حضرات اس سے بھی بڑھ کر دشنام دہی کا اختیار کریں۔

قادیانیوں کی بدلگامی اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی بلند اخلاقی

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہدار
کافر کنند دعویٰ حب پیمبرم

جس دن سے میاں محمود احمد صاحب اور جماعت لاہور کے درمیان عقائد کی بحث شروع ہوئی ہے۔ ہمارا اور تمام جماعت لاہور کا ہمیشہ سے یہ مسلک رہا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ذاتیات کی بحث اور ایک دوسرے پر طعن و تشنیع سے مجتنب رہیں قادیانی جماعت نے ہمیشہ گندے سے گندے طریق پر ہمیں مخاطب کیا اور گالیوں کا طومار باندھا۔ جس کو کوئی سلیم المزاج انسان آسانی سے برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن ہم نے اس قسم کی بہت سی باتوں کا جواب خاموشی سے دیا۔ اور جب کبھی مجبوراً کسی امر پر قلم اٹھایا تو حتے الوسع متانت و سنجیدگی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔

گزشتہ دو ماہ سے جب سے کہ میاں محمود احمد صاحب کا ہمارے خلاف "اعلان جنگ" "الفضل" میں شایع ہوا۔ ان کی جماعت میں ان کے خاص ایما سے ذاتی حملوں اور افترا پردازیوں کا جو طوفان ہمارے خلاف برپا ہے اس کو بھی ہم نے صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کیا۔ لیکن جس دن سے قادیانی افترا پردازیاں اس حد تک پہنچ گئیں کہ انہوں نے پاک ممبران لاہور اور بالخصوص حضرت امیر ایدہ اللہ جیسے متقی انسان پر ایک گمنام خط کے ذریعے سے غلیظ ترین ناپاک اتہامات لگائے۔ ہمارے صبر کا پیمانہ چھلک گیا۔ اور ہم نے بتقاضائے بشریت کسی قدر درشتی سے کام لینا چاہا۔

اسی اقتضائے بشریت کی وجہ سے ہم نے گزشتہ اشاعت میں وہ مقالہ لکھا جس میں قادیانی سوالات پر کسی قدر تلخ تبصرہ کیا گیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے کہ ہماری طاقت برداشت ختم ہو گئی اور ہمارا قلم بھی قادیانی افترا پردازیوں کا ترکی بہ ترکی جواب دینے کے لئے بے تاب ہوا۔ لیکن حضرت امیر کی عالی حوصلگی اور اخلاق محمدی قابل صد تحسین ہیں کہ گو غلیظ ترین الزامات آپ کی ذات پر لگائے گئے مگر اسی اشاعت میں آپ کی طرف سے یہ ہدایت شایع ہوئی ہے:-

"میں اخبار "پیغام صلح" کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ سوائے قادیانیوں کے عقیدہ تکفیر مسلمین اور نبوت کے اور کسی مسئلہ پر کچھ نہ لکھیں اور ان مسائل پر بھی جو بحث ہو وہ دلائل کے طور پر اور متانت سے ہو۔ وہ اپنے اخباروں میں جس قدر بھی چاہیں غلاظت اچھالیں اور ایک اخبار کو محض اس کام پر مامور کر کے ساتھ ساتھ اپنی جماعت کو اس کی توسیع اشاعت کی طرف بھی توجہ دلائیں۔ مگر ہمیں قومی فیصلے تک اس حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے۔ اگر ذمہ دار کارکن کسی خاص معاملہ میں جواب کی ضرورت سمجھیں گے تو وہ علیحدہ بات ہے لیکن اخبار کی عام پالیسی یہی رہے گی جو میں نے اوپر لکھی ہے۔" ہمیں افسوس ہے کہ اسی اشاعت سے ہم اس پاک ہدایت پر کاربند نہ ہو سکے کیونکہ مقالہ مذکور اس سے قبل پریس میں جا چکا تھا جس پر حضرت موصوف نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور اپنی ہدایت کی طرف سختی سے ہمیں متوجہ کیا۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود اور گورنمنٹ برطانیہ

علمائے وقت اور جہاد بالسیف

کیا ہندوستان دارالحرب ہے

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے

مذہبی مقتدا اور راستبازی

خدا حق ہے اور سچائی اور راست بازی اس کا مذہب ہے۔ جو مذہب خدا کی طرف سے ہوگا اس کی بنیاد حق اور صداقت اور راستبازی پر ہوگی۔ جس مذہب میں کسی رنگ میں بھی جھوٹ جائز ہوگا۔ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ قرآن کریم نے جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا کہ ایک مومن مسلمان سے اور لغزشیں ہو سکتی ہیں مگر وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ بلا ضرورت تو لوگ خود ہی کم جھوٹ بولتے ہیں اس لئے راستباز کے لئے صحیح معیار یہ ہے کہ وہ کسی حالت عسر و یسر سکھ اور دکھ میں سچائی کو ہاتھ سے نہ دے۔ وہ سچائی کے لئے ہر ایک دُکھ قبول کرنے کو تیار ہو۔ اس کا دل اور زبان ایک ہو یعنی جو وہ منہ سے کہے وہی اس کے دل میں ہو وہ مخاطب کو کبھی دانستہ دھوکا نہ دے۔ جس کے دل میں کچھ ہو اور زبان کچھ اور کہہ رہی ہو۔ قرآن کریم نے اس کا نام منافق رکھا ہے اور اس جرم کو اتنا سخت قرار دیا ہے کہ جہنم کا بدترین عذاب اس کے لئے تجویز کیا ہے جیسا کہ فرمایا ان المنٰفقین فی الدرک الاسفل من النار کہ بے شک منافق لوگ آگ کے سب سے نچلے اور اَرذل ترین طبقہ میں ہوں گے۔ پس وہ لوگ جو آج علم دین کے وارث ہیں اور اپنے وجود میں اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرنے کے مدعی ہیں۔ یعنی ہمارے علمائے دین اور مشائخ روحانی اور ہر قسم مذہبی مقتدا ضرور ہے کہ اپنے اندر راستبازی کا ایسا کامل نمونہ رکھتے ہوں جو اُمت محمدیہ کے لئے چراغ ہدایت کا کام دے۔ ضرور ہے کہ وہ لوگ جھوٹ اور پالیسی بازی اور منافقت سے بکلی مجتنب ہوں۔ ورنہ وہ مذہبی مقتدا تو دور رہا ایک کامل مومن کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔

مسلم کی تعریف

اسلام کے معنے ہیں کامل فرمانبرداری اور سچی صلح۔ مسلمان وہ ہے جو بلیٰ من اسلم وجہہ للہ و ہو محسن کا مصداق ہو۔ یعنی ایک طرف تو خدا سے سچی صلح ہو اور اس کے ہر ایک حکم شرعی اور تقدیری کا کامل فرمانبردار ہو۔ دوسری طرف اس کی مخلوق سے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم سچی صلح ہو بلکہ ان سے نیک سلوک اور احسان کرنے والا ہو۔ وہ ایک عادل حاکم اور وفادار محکوم ہو۔ اس کی اس سچی صلح میں کبھی فرق نہیں آتا۔ یعنی وہ کسی سے نہیں لڑتا جب تک دوسرا اس سے خود لڑنا نہ چاہے۔

مسلمان اور حکومت

دنیا کی حکومتیں زمانہ کی نیرنگیوں کا ایک مظاہرہ ہے انسان کبھی حاکم ہوتا ہے کبھی محکوم۔ خدا کی مصلحت جسے چاہتی ہے حکومت دیتی ہے اور جس سے چاہتی ہے چھین لیتی ہے۔ تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء۔ گو یہ حکمت قوم کی حالت سے ضرور تعلق رکھتی ہے مگر یہ مسئلہ اس وقت خارج از بحث ہے۔ میرا مطلب یہاں صرف اس قدر ہے کہ جب انسان کی حالت بدلتی رہتی ہے اور کبھی وہ حاکم ہوتا ہے اور کبھی محکوم تو مسلمان اس قاعدہ سے مستثنےٰ کیوں ہوتے۔ پس اسلام میں اس کے لئے کچھ ہدایت ہونی چاہئے تھی۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کو بحیثیت رعایا کے جہاں ترقی کرنے اپنی حالت کو سنوارنے اور اپنے جائز حقوق کا مطالبہ حکومت سے کرنے کی ہدایت ہے۔ وہاں انہیں بغاوت اور فساد سے قطعاً روک دیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ان الارض یرثھا عبادی الصٰلحون کے ماتحت زمین پر حکومت کرنے کے لئے صلاحیت چاہئے۔ جب تک صلاحیت نہ ہو وہ حکومت ایک لعنت ہوتی ہے۔ اس لئے مومن کو حکم ہے کہ وہ اپنے اندر ہر قسم کی صلاحیت پیدا کرکے پھر حکومت سے اپنے حقوق کا جائز طور پر مطالبہ کرے اور جب تک کسی حکومت کی رعیت ہے اس کی فرماں بردار اور وفادار رعیت ہو کر رہے۔ حکومت کی فرماں برداری کرنا اس کا فرض ہے۔ جب تک حکومت اس کے مذہب میں مداخلت نہیں کرتی اور اس کی مذہبی آزادی میں مخل نہیں ہوتی۔ اسے اپنی حکومت کی فرماں بردار رعایا بننے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر اسے مذہبی آزادی نہ دی جائے تو وہ پھر مجبور ہے وہ آخرت کو دنیا پر قربان نہیں کر سکتا۔ اس کا فرض ہے کہ مذہبی آزادی کے لئے جدو جہد کرے۔ اور اگر حاکم وقت اسے مذہبی آزادی صلح سے نہ دے تو جنگ کرکے حاصل کرے۔ اور اگر جنگ کی طاقت نہ ہو تو کسی ایسے ملک میں ہجرت کر جائے جہاں اسے مذہبی آزادی نصیب ہو۔ ہمارے سامنے صحابہ کا نمونہ موجود ہے۔ مکہ میں وہاں کے لوگوں نے مسلمانوں کو مذہبی آزادی نہ دی تو وہ ہجرت کرکے حبش اور مدینہ کو چلے گئے۔ کیونکہ جنگ کی ان میں طاقت نہ تھی۔ جب مکہ کے لوگ مدینہ میں بھی ان کو ہلاک کرنے اور ان کی مذہبی آزادی چھیننے کے لئے حملہ آور ہوئے تو مسلمانوں کو بھی مجبوراً تلوار پکڑنی پڑی ان کا نمونہ ہمارے لئے شمع ہدایت ہے۔

موجودہ حکومت اور مذہبی آزادی

آج بھی مسلمان ہندوستان میں ایک غیر مسلم حکومت یعنی گورنمنٹ برطانیہ کے زیر حکومت ہیں میرے اپنے خیال کے مطابق جو مذہبی آزادی ہمیں اس سلطنت میں حاصل ہے کسی حکومت میں حاصل نہیں اس لئے ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی پرانی اسلامی روایت کے ماتحت ایک وفادار رعیت کا نمونہ پیش کرے اور اپنے اندر علم اور عمل سے ہر قسم کی صلاحیت پیدا کرکے پھر اپنے جائز حقوق کا گورنمنٹ سے مطالبہ کرے اور کسی حالت میں بھی ایک پر امن شہری کی حالت سے تجاوز نہ کرے۔ لیکن میں کوئی عالم نہیں مفتی نہیں۔ قاضی نہیں۔ کوئی مذہبی مقتدا نہیں۔ اس لئے میری ذاتی رائے مسلمانوں کے لئے کوئی حجت نہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے مقدس مآب علما اور ہادیان دین اس باب میں مسلمانوں کی رہنمائی کریں کہ مذہباً ان کا رویہ موجودہ گورنمنٹ سے کیا ہونا چاہئے۔

علمائے وقت کا فرض

ہمارے ہادیان دین اور علمائے شرع متین ہمارے لئے اسلام کا صحیح نمونہ ہیں۔ اگر وہ خود اسلام کا سچا نمونہ نہ ہوں تو پھر ان کا اصلاح قوم کا دعویٰ بالکل غلط ٹھہر گیا۔ ایسے راستباز اور اخلاق اسلامی کے مجسم نا ممکن ہے کہ سیاسی لیڈروں کی طرح پالیسی بازی کے طریق کو اختیار کریں اور دل میں کچھ ہو تو زبان سے کچھ کہیں۔ وقت ہے کہ یہ بزرگ سامنے آئیں اور مسلمانوں کو مذہب اسلام کے رو سے ہدایت کریں کہ ان کا رویہ موجودہ گورنمنٹ سے کیا ہونا چاہئے۔ اور اس اسلامی ہدایت پر خود بھی عمل کریں اور مسلمانوں کو بھی اس پر عمل کراویں۔ اگر موجودہ گورنمنٹ کے ماتحت مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے اور وہ امن و امان سے بستے اور اپنے مذہب پر نہایت آزادی سے عمل پیرا ہیں تو وہ ایک سچے مسلمان کی طرح جو ہمیشہ اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتا ہے گورنمنٹ کے اس احسان کا شکریہ ادا کریں اور ان کا اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ملکی وفادار رعیت کا نمونہ دکھائیں اور ان کے تمام مطالبات حقوق اور آزادی جائز طریق پر ہوں۔ اور اگر ہمارے علمائے دین کی نگاہ میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل نہیں اور موجودہ حالت میں ہندوستان دارالامان نہیں بلکہ دارالحرب ہے تو ان کا فرض ہے کہ مسلمانوں کو ساتھ لیکر ہجرت کر جائیں۔ اور اگر مسلمان ان کے ساتھ ہجرت کرنے کے لئے رضامند نہ ہوں اور ہندوستان میں ہی کفر یا دین و ایمان ہی پیچھے پڑے ہوئے ہوں تو انہیں دفع کریں تا جکل مسلمان ویسے بھی بے عمل ہو رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کے سبب باعمل بزرگ بھی اپنے ایمان کو برباد کریں پس باعمل مذہبی مقتدا اور علما لوگ بہت جلد اس دارالحرب سے کسی ایسے ملک کو جو دارالامان کا حکم رکھتا ہو ہجرت کر جائیں اور مسلمانوں کے لئے کامل ایمان اور سچے اسلام کا نمونہ چھوڑ جائیں۔ ورنہ اگر وہ ہندوستان کو دارالحرب سمجھتے ہوئے پھر اسی ملک میں رونق افروز رہیں گے تو پھر ہم کو چاروناچار سچائی اور راست بازی کا جنازہ پڑھ دینا پڑیگا۔ کیونکہ یہ تو پھر منافقت ہوگی کہ دل میں کچھ اور ہو اور زبان پر کچھ اور ہو کیا ہم یہ سمجھیں کہ موجودہ علما اور مقتدایان دین جو ملک ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک بھرے پڑے ہیں یہ سب کے سب دل میں تو ہندوستان کو دارالحرب سمجھتے ہیں اور جہاد بالسیف کے شرائط اس ملک اور اس زمانہ میں پاتے ہیں اور پھر نہ جہاد کرتے ہیں نہ ہجرت کرتے ہیں اور منافقت کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور اپنے ساتھ دوسرے مسلمانوں کے ایمان کو بھی برباد اور آخرت کو تباہ کر رہے ہیں۔ اور ان میں جب اتنی ایمانی جرأت بھی نہیں کہ خدا کے دین کے لئے راستبازی سے کام لیں اور جو دل میں ہے اسے زبان پر لائیں تو پھر یہ مقتدایان دین چھوڑ کر کامل مسلمان کہلانے کے بھی مستحق نہیں۔ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ جو دین کا مقتدا عالم یا ہادی یا مصلح ہو اس کا پہلا فرض ہے کہ کمال صفائی اور راست بازی اور دیانت داری سے مسلمانوں کی موجودہ مذہبی آزادی کے متعلق جو حکومت کا طریق ہے اس پر غور کرے۔ اگر مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے اور جہاد بالسیف کے شرائط اس ملک اور اس زمانہ میں موجود نہیں ہیں تو ببانگ دہل بلا خوف لومۃ لائم اعلان کرے کہ موجودہ زمانہ اور موجودہ حالات میں جہاد بالسیف جائز نہیں اور حکومت کا شکریہ ادا کرے جس نے باوجود غیر مسلم ہونے کے مسلمانوں کو مذہبی آزادی دے رکھی ہے کیونکہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ جو انسان کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ اور اگر اس ملک میں موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل نہیں اور جہاد بالسیف کے شرائط موجود ہیں اور یہ ملک دارالحرب ہے تو پھر ضروری ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی مقتدا مسلمانوں کو لیکر یا جہاد بالسیف کرے یا ہجرت کر جائے۔ کب تک مسلمان اسی طرح دارالحرب میں منافقوں کی زندگی بسر کریں گے اور اپنی آخرت برباد کرتے رہیں گے۔

حضرت مسیح موعود اور حکومت وقت

پس ایک مذہبی مقتدا کا پہلا فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے اس مسئلہ کا فیصلہ کرے۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جب مجدد اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور بتایا کہ میں آج مسلمانوں کی اصلاح کے لئے مامور ہوں تو آپ کا فرض یہ بھی تھا کہ آپ اس معاملہ کے متعلق بھی فیصلہ کرتے اور اس میں کسی منافقت سے کام نہ لیتے جو مومن کا شیوہ ہے۔ آپ نے صاف طور پر اعلان کیا کہ موجودہ حکومت میں مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے وہ نہایت آسانی سے اپنے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں وہ نہایت آزادی سے اپنے مذہب کی غیر قوموں میں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر مذہبی آزادی اور کیا ہوگی کہ خود حاکم وقت کے مذہب کی کھلم کھلا تردید کر سکتے ہیں۔ ہمیں یہ آزادی دیگر ممالک میں بہت کم حاصل ہے۔ سکھوں کی حکومت کا زمانہ تازہ تازہ پنجاب پر سے گزر چکا ہے جو درگت مسلمانوں کی اس زمانہ میں ہوئی سب کو معلوم ہے۔ مرہٹوں کے دور دورے کی یاد ابھی مسلمانوں کو بھولی نہیں ہندو ریاستوں میں جو مذہبی آزادی مسلمانوں کو حاصل ہے وہ ظاہر ہے ایسی صورت میں گورنمنٹ برطانیہ کی عطا کردہ مذہبی آزادی کس قدر قابل شکریہ ہے۔ پس ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے محسن کا اس معاملہ میں شکریہ ادا کریں اور اس مذہبی آزادی سے فائدہ اٹھا کر تبلیغ و اشاعت اسلام کے کام میں لگ جائیں۔

حضرت مسیح موعود اور جہاد

یہ جھوٹ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاد کے حکم کو منسوخ کر دیا۔ وہ تو قرآن کے کسی حکم کو کیا اس کے ایک شوشہ کو منسوخ کرنا بھی حرام سمجھتے تھے۔ بلکہ علمائے جو پانچ سو آیتیں قرآن کی منسوخ کر رکھی ہیں آپ نے ان کی بھی بڑے زور سے تردید کی اور فرمایا کہ قرآن کا ایک شوشہ بھی منسوخ نہیں۔ تو ایسے شخص کی طرف یہ منسوب کرنا کہ انہوں نے گورنمنٹ برطانیہ کی خوشامد میں جہاد کے حکم کو منسوخ کر دیا یہ پہلے درجہ کا جھوٹ اور افترا ہے۔ البتہ انہوں نے مسلمانوں کی غلط فہمی رفع کر دی۔ مسلمانوں نے اور غیر مسلموں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ جہاد کے معنے

تلوار کے زور سے دین پھیلانے کے ہیں جو قطعاً غلط تھے۔ نہ اسلام کبھی تلوار کے زور سے پھیلا اور نہ مسلمانوں نے اسے تلوار کے زور سے کبھی پھیلایا۔ خود قرآن میں آتا ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ ہدایت کو گمراہی سے الگ کر کے دکھا دینا مذہب کا کام ہے سو ہم دکھا چکے۔ اب جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ قرآن میں جو جہاد فی سبیل اللہ ہے اس کے معنی دین کی حفاظت اور اشاعت کے لئے جد و جہد کرنے کے ہیں۔ اس کے معنے لڑنے کے ہرگز نہیں۔ جیسا کہ قرآن میں آتا ہے کہ جاھدوا باموالھم وانفسھم۔ کہ اللہ کے رستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یعنی مال کی ضرورت پڑے تو مال خرچ کرو۔ جانوں کی ضرورت پڑے تو جانیں دے دو۔ ابتدائے زمانہ اسلام میں چونکہ کفار نے تلوار سے اسلام کو مٹانا چاہا تھا اس لئے حکم ہوا کہ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ کہ اللہ کے رستہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔ یعنی ان سے نہ لڑنا جو تم سے نہیں لڑتے۔ لیکن اصلی جہاد جو اللہ کے رستہ میں ہو سکتا ہے وہ قرآن نے یہ بتلایا کہ جاھدھم بہ جہاداً کبیرا۔ کہ قرآن کو ساتھ اپنی بڑی زبردست جد و جہد جاری رکھو۔ یعنی قرآن کی صداقت اور حقائق و حکمت کی دنیا میں تبلیغ کرو۔ بس ختم شد۔ یہی حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ اسلام اپنی سچائی اور دلائل حقہ کے زور سے پھیلتا ہے۔ صداقت کو اپنے منوانے کے لئے کسی تلوار کی ضرورت نہیں۔ رہ گئی یہ بات کہ کوئی اگر صداقت کو تلوار کے زور سے مٹانا چاہے تو بیشک اس وقت اپنی حفاظت کے لئے تلوار پکڑنی پڑے گی۔ یہ ٹھیک ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ اس ملک اور اس زمانہ میں کوئی شخص اسلام کو تلوار کے زور سے مٹا نہیں رہا۔ بلکہ اسلام کے خلاف دلائل اور براہین کے حربے چل رہے ہیں اور ان حربوں میں سے ایک بڑا حربہ یہ افترا بھی ہے کہ اسلام صداقت اور حکمت کے پہلو سے ایسا کمزور مذہب ہے کہ اپنی اشاعت کے لئے اپنے معتقدوں کی تلوار کا محتاج ہے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب نے پہلے تو یہ فرمایا کہ وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمان وھذہ البلاد۔ یعنی جہاد بالسیف کے شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں مفقود ہیں۔ کیونکہ کوئی شخص تلوار سے اسلام کو نہیں مٹا رہا۔ ہاں اسلام کو مٹانے کے حربے تقریر و تحریر سے چل رہے ہیں پس آج کے زمانہ میں جہاد لسانی اور قلمی ہے۔ یعنی ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ تحریر و تقریر سے خدا کے رستہ میں جہاد کرے اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت میں اپنے مالوں کو اور دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دے۔ یہی مال اور نفس کا آجکل جہاد ہے اور اسی جہاد کو تمام عمر مرزا صاحب خود کرتے رہے اور اپنی جماعت کو بھی اسی جہاد کے لئے تیار کیا۔

جہاد بالسیف اور مسلمان

بس فرمائیے اس میں حضرت مرزا صاحب نے کیا بری بات کی جس کا چاروں طرف رونا پڑا ہوا ہے۔ اور اخبار اہل حدیث بار بار اپنی عادت کے مطابق زبان طعن و تشنیع کھولتا رہتا ہے اور اخبار زمیندار بھی اسی کی تقلید میں آوازے کستا ہے۔ اگر مرزا صاحب کا یہ رویہ اور یہ فتویٰ ٹھیک نہیں ہے اور اسلام پر حملہ تیر و تفنگ سے ہو رہا ہے۔ اور ہندوستان میں اس زمانہ میں تلوار کا جہاد ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ تو یہ مذہبی مقتدا اور علما مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث اور ان کے ہم خیال لوگ کیوں نہیں اٹھ کر تلوار سے جہاد کرتے اور اسلام کو بچاتے یا اس دار الحرب سے ہجرت کر جاتے تا خس کم جہان پاک ہو۔ کیا ان کا رویہ موجودہ حکومت کے متعلق منافقت کا ہے اور اگر منافقت کا نہیں تو صاف کہیں کہ تلوار کے جہاد کے وجوہ اس زمانہ اور اس ملک میں مفقود ہیں کیونکہ ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اور اس صورت میں حکومت کو مذہبی آزادی عطا کرنے کا شکریہ ادا کریں۔

حکومت برطانیہ اور ہندو راج

کیا یہ سچ نہیں کہ جو مذہبی آزادی اس ملک میں ہمیں گورنمنٹ برطانیہ کے ماتحت حاصل ہے وہ ہمیں ہندو راج میں نصیب نہیں ہو سکتی۔ جہاں جہاں ہندوؤں کا زور ہے وہاں مسلمانوں کو قربانی کرنی تک مشکل ہو رہی ہے۔ مسجدوں میں اطمینان سے نمازیں پڑھنی مشکل ہیں۔ ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ سکھوں کے زمانہ میں مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ خود بعض اسلامی سلطنتوں میں فروعی اختلافوں پر مسلمانوں کو سنگسار کرایا جاتا ہے۔ مقبرے توڑے جاتے ہیں۔ خواتین کے پردے زبردستی اٹھوائے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کی ڈاڑھیاں منڈوائی جاتی ہیں۔ مسلمان خواتین کے نکاح غیر مسلموں سے جائز قرار پاتے ہیں۔ مسجدوں میں باجوں کی تجویزیں ہوتی ہیں۔ غرضکہ ایک طوفان بے تمیزی مچا ہوا ہے جو آرام اور آزادی مذہبی رنگ میں ہندوستان میں گورنمنٹ برطانیہ کے عہد میں مسلمانوں کو حاصل ہے اس کا انکار ایک حقیقت کا انکار ہے مذہبی امور میں جس طرح ہم آزادی سے اپنی رائے کا اظہار اس ملک میں کر سکتے ہیں کہیں نہیں کر سکتے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ اکثر ممالک میں مسلمانوں کو آجکل اظہار ما فی الضمیر کے لحاظ سے منافقت کی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ پس اس احسان کا شکریہ ادا کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور اگر حضرت مرزا صاحب نے ادا کیا تو ایک فرض کو ادا کیا۔

مہدی موعود کی وفاداری حکومت سے

علاوہ ازیں حضرت مرزا صاحب کے ذمہ اس معاملہ میں وضاحت کرنا اس لئے بھی ضروری تھا کہ آپ کا دعویٰ اس مہدی موعود ہونے کا بھی تھا جس کا مسلمانوں کو انتظار تھا۔ اور لوگوں کا خیال تھا (جو بالکل غلطی پر مبنی تھا) کہ وہ تلوار سے دین کی اشاعت کرے گا۔ آپ کے دعوے مہدویت کے ساتھ ہی گورنمنٹ کو فکر پڑ گئی کہ مہدی سوڈانی کی طرح ہندوستان میں بھی کوئی خونی مہدی پیدا ہو گیا۔ چنانچہ گورنمنٹ نے نہایت مشتبہ نگاہوں سے آپ کی شخصیت کو دیکھا۔ اور سالہا سال خفیہ طور پر آپ کی نگرانی ہوتی رہی۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ دشمن لوگ جن میں تقدس مآب علما بھی شامل تھے اکثر گورنمنٹ میں جھوٹی مخبریاں کرتے رہتے تھے کہ یہ شخص اندر ہی اندر جہاد بالسیف کی تیاریاں کر رہا ہے فلاں سلطنت سے در پردہ ساز باز رکھتا ہے ایسی صورت میں کیا آپ کا فرض نہ تھا کہ آپ صفائی سے گورنمنٹ کو جتلا دیتے کہ بحیثیت ایک رعیت کے میں ایک وفادار شخص ہوں اور وفادار خاندان سے ہوں۔ اور بحیثیت ایک مسلمان کے میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مسلمانوں کو مذہبی آزادی دے رکھی ہے اور میں ایسا مہدی نہیں ہوں کہ تلوار سے دین کو پھیلائے۔ بلکہ تلوار سے دین کو پھیلانا اسلام کا کوئی حکم نہیں۔ میں صلح اور آشتی اور دلائل اور براہین سے اسلام کو پھیلانے کے لئے مامور ہوں۔

حکومت کے مذہب کی تردید

اس کا نام خوشامد نہیں۔ اس کا نام ... داری ہے کہ جو دل میں تھا وہ صاف کہہ دیا جو خوبی گورنمنٹ برطانیہ میں دیکھی اس کے اظہار کرنے میں ذرا تامل نہیں کیا۔ اور جس بات میں ان کی غلطی دیکھی وہاں ایسی مخالفت کی کہ اس سے بڑھ کر مخالفت ممکن نہیں۔ آپ سیاسی آدمی نہ تھے اس لئے سیاست میں دخل نہیں دیا۔ آپ مذہبی آدمی تھے۔ مذہب کے معاملہ میں آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کو غلطی پر پایا۔ اس لئے آپ نے ان کے مذہب عیسویت کی ایسی مخالفت اور ایسی زبردست تردید کی کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ آپ نے علی الاعلان دجال کی پیش گوئی پادریوں پر چسپاں کی۔ جو دجل سے کام لیکر اسلام کی نہایت گندہ تصویر دنیا کو دکھا رہے تھے اور ان کی ریل کو خر دجال کہا۔ کیا خوشامدی اسی طرح اپنے ممدوح کے مذہب کی درگت اور ان کے مذہبی مقتداؤں کی گت بنایا کرتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے بنائی۔ کیا ان نام نہاد حریت پسند مولویوں میں بھی کبھی اتنی جرأت ہوئی کہ اس طرح علی الاعلان حکام کے غلط اصولوں کی تردید کریں۔ آپ نے صاف کہا کہ میں اسی مذہب کو رد کرنے کے لئے مامور ہوں جو ہمارے حکام کا ہے اور عیسویت کی تردید میں پھر آپ نے جو علم کلام ایجاد کیا اس نے ہمیشہ کے لئے کسر صلیب کر دی۔ آفرین ہے اس ایمانی جرأت اور حریت اسلامی پر کہ غلط اصولوں کی تردید میں حکومت کی ذرا بھی تو پروا نہیں کی۔ انجیلی یسوع پر وہ تنقید کی کہ عیسائی چھوڑ خود مسلمان اپنی بے سمجھی سے آج تک رو رہے ہیں۔ مگر آفرین ہے حکومت کی مذہبی آزاد خیالی پر کہ جب اس حکومت کے مذہبی مقتداؤں نے حضرت مرزا صاحب پر جھوٹا خون کا مقدمہ بنا دیا تو اسی قوم عیسائی کے ایک فرد نے یعنی گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر نے جو انگریز تھا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیا۔ اور صاف حضرت مرزا صاحب کو عزت سے بری کر دیا۔

ملکہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام

پھر یہیں تک نہیں حضرت مرزا صاحب نے ملکہ وکٹوریہ تک اسلام کی دعوت دی۔ اور تحفہ قیصریہ وغیرہ کتابیں لکھ کر انگریزی میں ترجمہ کرا کے ملکہ وکٹوریہ کو بھیجیں۔ اور صاف لکھا کہ اس امن اور آزادی کے بدلہ میں جو تمہاری حکومت میں ہمیں حاصل ہے میں آپ کو اسلام جیسا تحفہ پیش کرتا ہوں اور بڑی جرأت سے یہاں تک کہہ دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ دنیا کی طرح آخرت میں بھی تمہارے منہ سفید اور چمکدار رہیں ... دعوت دی کیا یہ جرأت حریت پسند ملانوں میں بھی ہے وہ بچارے تو اسلام کو خود مسلمانوں کے سامنے بھی پیش کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ان کی باتیں خود مسلمانوں کی نگاہ میں قابل مضحکہ ہیں تو عقلمندوں اور سلاطین زمانہ کو دین پیش کرنا کچھ ہنسی ٹھٹھا نہیں ہے۔ یہ اسی خدا کے شیر کا کام تھا جو اسلام کا پہلوان تھا جو اسلام کے پیش کرنے میں اس جرأت سے میدان میں آتا تھا کہ باطل کو بھاگ جانے کے سوا چارہ نہ تھا۔ شیر کا مارا ہوا کھانے والے بعد میں بہت سے پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔

حریت پسند لیڈروں کا طرز عمل

پس حضرت مرزا صاحب نے اگر ہندوستان میں مسلمانوں کو یہ بتایا کہ اسلام کا یہ حکم ہے کہ مسلمان بحیثیت ایک رعیت کے وفادار رعیت ہوں اور بحیثیت ایک مسلمان کے حکومت کی عطا کردہ آزادی دا شکر گزار ہوں البتہ اپنا فرض یہ ضرور سمجھیں کہ حکام وقت کو اس غلط مذہب سے باہر نکالیں۔ جن میں وہ پڑے ہوئے ہیں تو بتائیے مرزا صاحب نے اس میں کیا زہر گھول دیا۔ مزہ یہ کہ یہی باتیں وہ بھی کہتے ہیں جن کی حریت پسندی کا غلغلہ آج ہندوستان کے چار کھونٹ میں ہے اور جن کی کاسہ لیسیاں کرنا حریت پسندی کا معیار سمجھا جا رہا ہے۔ مثلاً مولانا محمد علی ایڈیٹر کامریڈ اور گاندھی جی مہاراج۔ گاندھی جی کی ستیاگرہ کا کسے علم نہیں۔ موجودہ زمانہ اور موجودہ ملک میں ان کا مجوزہ طرز عمل سوائے اس کے کیا ہے کہ کوئی جارحانہ کارروائی نہ کی جائے اور خاموش مقابلہ کیا جائے خود مولانا محمد علی صاحب ایڈیٹر کامریڈ نے صاف طور پر اپنی تقریر میں کہا کہ موجودہ صورت میں جارحانہ کارروائی کرنا قطعاً درست نہیں۔ ان لوگوں کی باتیں تو ہمارے بعض ایڈیٹران اخبار اور علمائے ویدان کے لئے قرآن و حدیث کا حکم رکھیں اور یہ بزرگ ان کی ہر آواز پر صل علی وجہ کہنے کو تیار رہیں۔ اور کہنے والے کے مسلم اور غیر مسلم ہونے کا فرق بھی درمیان سے اٹھا دیں۔ اندرات دن آن کا اپنا طرز عمل بھی اسی اصول پر ہو۔ لیکن جب وہی بات حضرت مرزا صاحب کی قلم سے نکلے کہ مسلمانوں کی موجودہ حالت اس قابل نہیں کہ وہ کوئی جارحانہ کارروائی کریں اور آپ قرآن و حدیث سے ثابت کر کے دکھا دیں کہ موجودہ زمانہ میں اور اس ملک میں موجودہ حالات کے ماتحت جہاد بالسیف کے شرائط مفقود ہیں۔ اور مسلمان کا کام ہے کہ وہ وفادار رعایا کی حیثیت سے زندگی بسر کرے۔ اس کے تمام مطالبات حقوق جائز اور پر امن طریق پر ہوں اور وہ ایک خادم دین بن کر صلح و نرمی اور دلائل و براہین سے اسلام کی حفاظت و اشاعت کرے تو ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا جائے کہ یہ گورنمنٹ کی خوشامد ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ محض تعصب اور حسد کی وجہ سے ہے ورنہ کیا وجہ کہ وہی بات جب زید کے منہ سے نکلے تو اس پر مرحبا کہا جائے اور وہی بات جب بکر کے منہ سے نکلے تو اس پر نفرین کی جائے۔

مسیح موعود کا شکریہ خوشامد نہیں

پس سچ یہی ہے کہ نہ حضرت مرزا صاحب نے گورنمنٹ کی خوشامد کی اور نہ گورنمنٹ نے کبھی ایسا سمجھا اور نہ کوئی خطاب ہی دے دیتی یا مربعے ہی عطا کر دیتی۔ آخر وہ بھی ہمارے چوٹی کے علما ہی تھے جنہوں نے رسالہ جہاد لکھ کر سرکار سے مربعے لئے۔ لیکن حق یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی ذات اس سے بہت بلند و برتر تھی کہ وہ کسی کی خوشامد کرتے۔ گورنمنٹ میں مذہبی آزادی کی جو خوبی تھی اس کا شکریہ ادا کرنا اس کا فرض تھا سو وہ کر گئے کیونکہ یہی وہ آزادی تھی جس کے ماتحت وہ اس دھڑلے سے اسلام کی تائید اور مذاہب باطلہ کی تردید کر سکتے تھے۔ اور یہ بات آج دنیا کے کسی ملک میں حاصل نہیں۔ ضد کو چھوڑ کر انصاف سے نظر دوڑاؤ اور گورنمنٹ کے مذہب میں جو نقص تھا اس کی تردید کرنا بھی انہی کا کام تھا اور وہ اس خوبی سے کر گئے جو اوروں سے ممکن نہ تھا۔

الفضل کے اتہامات پر جنرل کونسل کا رنج و غصہ

حضرت امیر ایدہ اللہ سے خلوص و عقیدت کا پرجوش مظاہرہ

پچاس ہزار تاوان وصول کرنے کا متفقہ فیصلہ

جیسا کہ اخبار احمدیہ میں بتایا جا چکا ہے۔ گزشتہ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۸ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی جنرل کونسل کا ایک خاص اجلاس مسجد احمدیہ انجمن لاہور کی گیلری میں منعقد ہوا۔ بیرونجات سے بہت سے اصحاب کو تاروں کے ذریعے سے بلوایا گیا تھا اور وہ سب کے سب اس بات کو سنکر کہ قادیان سے حضرت امیر ایدہ اللہ کی ذات پر ناپاک حملے ہوئے ہیں ان کی انسدادی تدابیر سوچنے کے لئے تاریں دیکھتے ہی لاہور آ گئے۔ ان سب اصحاب کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:-

(۱) جناب خان بہادر مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب آنریری مجسٹریٹ پشاور (۲) خان بہادر میاں غلام رسول خان صاحب پنشنر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جھنگ (۳) جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ڈپٹی کیمیکل اگزامینر کوہ مری (۴) جناب حافظ محمد حسن صاحب بی اے۔ ایل ایل بی وکیل گجرات۔ (۵) جناب میاں عالم دین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل شیخوپورہ (۶) جناب شیخ نیاز احمد صاحب تاجر چرم وزیرآباد (۷) جناب شیخ محمد جان صاحب تاجر وزیرآباد (۸) جناب قاضی محبوب عالم صاحب اپیل نویس گوجرانوالہ۔ (۹) جناب ڈاکٹر جلال الدین صاحب میڈیکل پریکٹیشنر گوجرہ (۱۰) جناب قاضی ثناء اللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور چھاؤنی۔

ان کے علاوہ مقامی ممبر بھی سب کے سب شامل جلسہ تھے۔ ان سب اصحاب نے متفقہ طور پر ان ناپاک اور غلط ترین الزامات سے نہایت رنج اور غصہ کا اظہار کیا۔ جو حضرت امیر ایدہ اللہ کی ذات اقدس کی طرف "الفضل" کے گمنام نامہ نگار نے منسوب کئے ہیں۔ اور اس بات کا بالاتفاق فیصلہ کیا کہ ان لوگوں کی رات دن کی شرارتوں اور ایسے ناپاک الزامات کا علاج سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے۔ اور پچاس ہزار روپیہ تاوان کا دعویٰ فوراً ان پر کیا جائے۔ چنانچہ اسی وقت وکلائے جماعت نے ملکر نوٹس کا ایک مسودہ مرتب کیا۔ جس کا ترجمہ اس اشاعت میں صفحہ ۲ پر ہدیہ قارئین کرام ہے۔ نوٹس باضابطہ جاری کر دیا گیا ہے۔

آخری نبی نمبر

پر اخبارات کی رائیں

خدا کے فضل و کرم سے "پیغام صلح" کا آخری نبی نمبر تمام ملک میں خاص مقبولیت کی نظروں سے دیکھا گیا ہے۔ اور اسلامی جرائد میں عام طور پر اس پر نہایت عمدہ ریویو شائع ہوئے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ بعض احباب پرائیویٹ خطوط میں بھی اس نمبر کے متعلق اپنے اعلیٰ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ذیل میں ہم ان میں سے چند ایک جرائد اور ایک دو اصحاب کی آرا کو نقل کرتے ہیں۔ آئندہ اشاعت میں بزرگان ملت کی رائیں درج ہونگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

"منادی"

لاہور کے سہ روزہ اخبار "پیغام صلح" نے بہت شاندار میلاد نمبر شائع کیا ہے۔ مگر اس کا نام آخری نبی نمبر رکھا ہے۔ اس نمبر میں تبلیغی لحاظ سے بہت ہی مفید مضامین جمع کئے گئے ہیں۔

"وکیل"

عید میلاد النبی صلعم کی تقریب پر محترم معاصر "پیغام صلح" نے "آخری نبی نمبر" کے نام سے اپنا خاص نمبر شائع کیا ہے جس کے مضامین کو سات حصوں میں منقسم کیا گیا ہے ح (۱) ختم نبوت پر اصولی بحث ح (۲) محاسن و اخلاق نبوی ح (۳) ختم نبوت کے خلاف اعتقادات کا رد۔ ح (۴) غیر مسلم اصحاب کی طرف سے عقیدت کے پھول رحمۃ للعالمین کے قدموں میں ح (۵) خواتین کے مضامین ح (۶) متفرقات ح (۷) نعتیہ نظمیں اور قصائد۔

مضامین ہر حیثیت سے قابل تحسین و ستائش ہیں۔ ضخامت علاوہ سرورق رنگین ۳۲ صفحات۔ کتابت طباعت اور قرطاس نہایت اعلےٰ۔

"توحید"

"پیغام صلح" جو جماعت احمدیہ لاہور کا ارگن ہے اس کا ۱۲ ر ختم نبوت، سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض مشہور اہل قلم کے مضامین ہیں۔ جیسے مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ اور مولوی صدر الدین صاحب بی اے۔ ان مضامین میں نبی صلعم کا خاتم النبیین ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ حصہ سوم میں اس عقیدہ کے خلاف یعنی جماعت احمدیہ قادیان کے خیالات کی تردید کی گئی ہے۔ اگرچہ اس سلسلہ میں بعض مضامین ایسے بھی آ گئے ہیں جن میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی مجددیت اور ماموریت کو ثابت کر کے مشہور اسلامی عقیدہ نزول عیسےٰ علیہ السلام کی تردید و تضحیک کی گئی ہے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسرے مضامین بیشک قابل مطالعہ اور قابل قدر ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے محاسن، عام اخلاق، مصلحین عالم میں آپ کی خصوصیات۔ کامیاب مبلغ۔ داعی اور مصلح اعظم ہونے کی حیثیت کو نہایت عمدہ طریق پر پیش کیا ہے سرورق کے علاوہ ۳۲ صفحات پر یہ پرچہ مشتمل ہے۔ سرورق نہایت خوبصورت اور دلآویز ہے۔

سید امتیاز علی صاحب تاج

مولانا سید امتیاز علی صاحب تاج اپنے ایک پرائیویٹ خط میں رقمطراز ہیں۔

"میں نے اخبار پیغام صلح کا "آخری نبی نمبر" دیکھا۔ مفید جامع اور دلنشین مضامین خاص محنت اور کوشش سے اس کے لئے فراہم کئے گئے ہیں۔ آج کل جبکہ مذہب سے عام طور پر بے رُخی برتی جا رہی ہے۔ اس قسم کے نمبروں کی اشاعت اور ایسے مضامین کا مطالعہ بے انتہا فائدہ مند اور اشاعت اسلام کے لئے بیحد ضروری ہے۔ تمام خوبیوں کے ساتھ اس کی قیمت اس قدر ارزاں رکھی گئی ہے کہ ہر شخص اس دلپسند تحفہ کو بآسانی خرید سکتا ہے۔ اور اس سے مستفید نہ ہونے کے لئے کوئی بہانہ اس کے پاس نہیں۔"

خبریں

— کولون (جرمنی) ۷ ستمبر۔ الیگزنڈر زدب کیرف نے جو ہوٹلوں میں تن صاف کرتے تھے اور قیصر جرمنی کی بہن وکٹوریہ شہزادی کے خاوند ہیں "میری زندگی اور افسانۂ محبت" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ یہ کتاب رقت انگیز ہے۔ اور توقع ہے کہ بہت مقبولیت حاصل کرے گی حالانکہ ادبی محاسن سے بالکل معرا ہے۔

— حال ہی میں حکومت افغانستان نے پچاس ہزار دنبی بندوقیں خرید کی ہیں۔

— ایک ماہر معدنیات کا خیال ہے کہ افغانستان کے پہاڑوں میں اعلےٰ جواہرات کی کانیں بکثرت ہیں۔ جن سے اب تک فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔

— افغانستان میں جشن استقلال کی تقریب پر ملکی مصنوعات کی ایک شاندار اور کامیاب نمائش ہوئی۔

— بمبئی کی ہڑتال کے سلسلہ میں انتہا پسند اور اعتدال پسند مزدور لیڈروں میں شدید اختلاف رائے ہو گیا ہے۔

— مرکزی اور صوبجاتی کونسلوں کے ۲۶ مسلم ارکان نے نہرو کمیٹی کی رپورٹ کے خلاف ایک مدلل بیان شائع کیا ہے۔

— سیلاب کے کم ہو جانے سے راولپنڈی اینڈ کشمیر کی سڑک پر آمدورفت شروع ہو گئی ہے۔

— مظفرپور ۹ ستمبر گزشتہ ہفتہ مظفرپور میں تین چار جگہ بجلی گری جس سے بہت نقصان ہوا۔

— بہار میں پردہ کے خلاف خوب جدوجہد ہو رہی ہے۔ اب مخالفین پردہ خواتین کی ایک ایک ایسی جماعت تیار کرنے کی فکر میں ہیں جو گھروں میں جا کر پردہ نشین عورتوں میں پروپیگنڈا کریں۔

— لاہور ۹ ستمبر آج بریڈلا ہال میں آل پارٹیز کے نمائندوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں آل پارٹیز کے مسلم کش فیصلوں کی تائید کی گئی۔ اور سیلاب زدگان کی تباہی پر اظہار حسرت کیا گیا۔

— شملہ ۹ ستمبر۔ ایک معتبر اطلاع مظہر ہے کہ سر محمد شفیع اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ "راولپنڈی" نامی جہاز کے ذریعہ سے ۱۷ ستمبر کو مارسیلز سے عازم ہند ہوں گے۔

— ریاست نابھہ میں عنقریب کونسل آف ایجنسی قائم ہونے والی ہے۔ اس کے متعلق افواہ ہے کہ اس میں ایک بھی مسلمان ممبر نہ ہوگا۔

پیغام صلح:- ہمیں امید ہے کہ حکومت یہ بے انصافی نہ کرے گی۔

— برلن ۱۵ اگست۔ روس اور افغانستان میں تجارت کو وسیع پیمانہ پر چلانے کے لئے روس نے افغانستان کو گرانقدر مالی امداد بطور زرپیشگی ادا کی ہے۔ اسی غرض کے لئے روس نے ایک خاص بنک بھی قائم کیا ہے۔ جس کا سرمایہ ایک کروڑ روبل ہے۔

— ہنگامہ مسوفتہ کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ ۲۴ ہندو بلوائیوں کو اٹھارہ ماہ قید سخت کی سزا۔ ۸ کو چھ ماہ قید سخت اور ۸ کو عدالت برخاست ہونے تک بیٹھے رہنے کی سزا دی گئی ہے۔

— قسطنطنیہ ۸ اگست۔ شاہ افغانستان نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کو کابل تشریف لانے کی دعوت دی ہے۔

— ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے کہ کابل میں چند ملاؤں کو اصلاحات کے خلاف شورش پھیلانے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

— کابل ۸ اگست۔ افغانوں کا جو تجارتی وفد حکومت بولشویک کے ساتھ عہدنامہ مرتب کرنے کے لئے ماسکو گیا تھا وہ کابل واپس آ گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ گفت و شنید کامیاب رہی۔

— بصرہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ ایران کی پارلیمنٹ عنقریب اس نوعیت کی قرارداد منظور کرنے والی ہے۔ جس کی رو سے یہودیوں کی آزادی کا اعلان سرکاری طور پر ہو جائے گا۔

— قسطنطنیہ ۷ اگست۔ عثمانی بنک کی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ ترکی کی اقتصادی حالت روبہ ترقی ہے۔ مال برآمد کی قیمت ۸ کروڑ ۷۰ لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔

— امسال دریائے جہلم میں جو طوفان آیا ہے وہ ان تمام طوفانوں سے جو آج تک آئے ہیں بہت زیادہ تباہ کن ثابت ہوا ہے۔ صرف ضلع شاہپور میں ۲۱۳ دیہات بالکل برباد ہو گئے ہیں۔

— لندن ۱۰ ستمبر۔ یہاں کے مسلمانوں نے نہایت جوش و خروش سے عید میلاد النبی منائی پانچسو سے زیادہ آدمی شریک تھے لارڈ ہیڈلے نے اعلان کیا

بچوں کو موٹا تازہ تندرست و طاقتور بنانے
اور ان کی ہر ایک بیماری

جیسے بخار، کھانسی، بدہضمی، دودھ ڈالنا، دست و غیرہ کو دور کرنے کیلئے
حکیم تلسی پرشاد اگروال علیگڑھ کی گورنمنٹ سے رجسٹری شدہ

بال جیون گھٹی رجسٹرڈ

ایک مشہور معروف امرت صفت دوا ہے میٹھا ہونے سے بچے اس کو خوش ہو کر پی لیتے ہیں
سب جگہہ بازاروں میں سوداگروں کے یہاں سے خرید و
لیکن نقالوں سے بچنے کیلئے ہر شیشی پر حکیم تلسی پرشاد اگروال کا نام "بال جیون گھٹی" لکھا ہے
قیمت فی شیشی مع محصول چار شیشی تک، سوداگروں سے ایک درجن کی قیمت ۱۲ درجن مع محصول

چراغ صحت رسالہ مفت لیجئے

دس بارہ دو پڑھے معزز لوگوں کے نام مع مکمل پتے کے بھیجنے پر چراغ صحت رسالہ مفت بھیجا جائیگا
المشتہر منیجر بال جیون کاریالیہ علی گڑھ شہر (یو۔پی)

پیغام صلح

ہندوستان کا بہترین اور ارزاں ترین سہ روزہ تبلیغی اور اصلاحی اخبار ہے اس کو مطالعہ کرنا خریدار بننا اور دوسروں کو بنانا آپ کا اسلامی فرض ہے۔ اگر آپ نے ابتک توجہ نہیں کی تو فی الفور توجہ فرمائیں (منیجر)

عمدہ قلمی آبنوسی تازہ

مطلوب ہیں تو جدید
فہرست پتہ ذیل سے طلب کیجئے جو مفت روانہ ہوگی
شیخ بشیر احمد ریٹائرڈ انسپکٹر قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ

خطرہ! خطرہ!! خطرہ!!!

ہیضہ کے دنوں میں

اپنی خوراک۔ اشیاء خوردنی اور صفائی کے متعلق احتیاطیں ضروری ہیں مگر یہ

احتیاطیں

بھی کئی مرتبہ ناکام ثابت ہوجاتی ہیں۔ اور ایک معمولی سی بات ہیضہ کے اچانک حملہ کا موجب بن سکتی ہے۔ اور بہترین طبی امداد کا موقعہ بھی نہیں بنتا لہذا ہمیشہ

"امرت دھارا" رجسٹرڈ

پاس رکھیں اور بوقت ضرورت اس کو بطور حفظ ماتقدم اور صحت بخش دوا کے استعمال کریں
معدہ کی عام امراض اور خانگی تکالیف کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے۔
قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (دعہ) نصف شیشی ایک روپیہ چار آنہ (عہ) نمونہ کی شیشی ۸ر
مزید وقت ضائع نہ کریں اور فوراً ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیں!

ملنے کا پتہ: امرت دھارا ۱۶۹ لاہور

المشتہر
منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون، امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا پوسٹ آفس لاہور

آپ

اخبار "پیغام صلح" کے خریدار بن جائیے

پیغام صلح ہندوستان میں بہترین سہ روزہ تبلیغی اصلاحی اور اتحاد اسلامی کا علمبردار ہے
پیغام صلح میں نہایت دلچسپ مدلل اور موثر مضامین شائع ہوتے ہیں۔
پیغام صلح میں ہندوستان کے بہترین ارباب قلم مضامین لکھتے ہیں۔
پیغام صلح میں معترضین اسلام کے اعتراضات کا نہایت تسلی بخش طریق پر جواب دیا جاتا ہے اور اسلامی تعلیم کو نہایت دلکش طریق پر پیش کیا جاتا ہے۔
پیغام صلح مسلمانوں کو مذاہب غیر کی تبلیغی سرگرمیوں سے خبردار کرتا ہے اور ان کی قومی ضروریات کی طرف توجہ دلاتا ہے۔
پیغام صلح کی ہر اشاعت میں دنیا بھر کی تازہ خبروں کا خلاصہ شائع ہوتا ہے۔
پیغام صلح کو مسلمانوں کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ بیحد پسند کرتا ہے اس کے مضامین سلیس ہوتے ہیں جن سے بچے اور عورتیں بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں لکھائی چھپائی کاغذ سب اعلٰے سائز ۱۸×۲۲ آپ آج ہی نمونہ کے لیے خط لکھ دیجئے سالانہ قیمت چھ روپے ششماہی تین روپے سہ ماہی دو روپے۔ طلباء سے چار روپے سالانہ
ممالک غیر سے پندرہ شلنگ سالانہ۔ نمونہ مفت۔

جلد ۱۶ | یوم جمعہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۱ ستمبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۶۳

آخری نبی نمبر کے متعلق بزرگان قوم

اور

دیگر اصحاب کی قیمتی رائیں

گزشتہ اشاعت میں "پیغام صلح" کے "آخری نبی نمبر" کے متعلق بعض اخبارات کی رائیں نقل کی گئی تھیں۔ ان کے علاوہ بعض دوسرے معاصرین نے بھی اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جو کسی دوسرے وقت نذر ناظرین ہوں گے۔ صرف اخبارات ہی نہیں قوم کے محترم بزرگوں اور بعض عیزاز جماعت اصحاب بلکہ انصاف پسند ہندوؤں نے بھی اس پرچہ کو نہایت پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا ہے۔ اور کارکنان پیغام صلح کی ناچیز کوششوں کی قدر افزائی پرائیویٹ خطوط کے ذریعے سے کی ہے۔ جن کا اقتباس امید ہے قارئین کرام کے لئے موجب دلچسپی ہوگا:۔

(۱) حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:۔

"خاتم النبیین نمبر اپنی جامعیت کے لحاظ سے نہایت ہی اچھا تھا اور مضامین بھی سب بلند پایہ تھے۔ علمی مضامین تھے۔ اخبارات کے خاص نمبروں میں بہت کم اس جامعیت کا کوئی نمبر ہوگا ...... اس نمبر کا کام میری رائے میں قابل تعریف ہے"

(۲) ہز ہائینس نواب محمد جہانگیر خان صاحب والی مانگرول

"آخری نبی نمبر پڑھ کر نہایت مسرت ہوئی آپ کی خدمات واسلامی کوششیں یقیناً قابل تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر عطا کرے۔ اور آپکے مشن میں کامیابی عطا فرمائے۔

آپ کا بہی خواہ

(محمد جہانگیر خان عفی عنہ)

(۳) جناب مولانا مولوی صدر الدین صاحب بی اے بی ٹی

مجھے آپ کا آخری نبی نمبر بہت پسند آیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کی سعی کو بار آور کیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

(۴) جناب مولوی غلام ربانی صاحب وکیل مانسہرہ

پچاس پرچے پیغام صلح کا آخری نبی نمبر بذریعہ وی پی فوراً بھجوا دیا اس پرچہ کو خداوند کریم کے فضل وکرم سے بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ہے پہلے پچاس پرچے ہاتھوں ہاتھ تقسیم ہوگئے۔ آپ کا

غلام ربانی وکیل مانسہرہ ضلع ہزارہ

(۵) جناب مولانا مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے ایڈیٹر اسلامک ورلڈ

میں نہایت خوشی سے اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ آخری نبی نمبر نہایت آب وتاب سے شائع ہوا۔ مضامین کی ترتیب میں ایڈیٹر صاحب نے نہایت خوش سلیقگی کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ البتہ حضرت صاحب کی نظموں کا انتخاب اس سے بہتر ہوسکتا تھا۔ جز یار زندہ صحبت باقی والسلام

(مصطفیٰ خان)

(۶) جناب پنڈت ہری چند صاحب اختر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے مشہور اخبار پیغام صلح کا یہ "آخری نبی نمبر" کے سال بیش از بیش حسن اہتمام سے تیار کیا گیا ہے۔ اس کے تمام مضامین سے اخبار کے علاوہ ادبیت اور قلمی معاونین کے حسن مذاق کا ثبوت ملتا ہے۔ جناب مولانا محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کے مضامین اس لحاظ سے خاص طور پر قابل مطالعہ ہیں کہ ان سے عوام کی واقفیت میں بہت کچھ اضافہ ہوتا ہے۔ اور اکثر شکوک کا ازالہ اور متنازعہ فیہ امور کا فیصلہ جناب مولانا نے نہایت دلنشین انداز میں کیا ہے۔ پھر یہ بات خاص طور پر قابل تعریف ہے۔ کہ دیگر مذاہب کے اہل قلم نے بھی اخبار کی اعانت میں فراخدلی سے کام لیا ہے۔ اگر اہل ہند ایک دوسرے کے مذہب پر لچر لوچ حملے کرنے کے بجائے مختلف مذاہب کا نیک نیتی سے مطالعہ کریں۔ اور ایک دوسرے کی مذہبی تقریبات میں برادرانہ حصہ لینے لگیں۔ تو یہ مادر وطن کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اس سلسلہ میں پیغام صلح کے کارکنوں کی کوششیں تعریف وتحسین کی مستحق ہیں۔

خاکسار

(ہری چند اختر)

(۷) حکیم محمود علی صاحب ماہر رئیس دہلی

ایک پرائیویٹ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ اخبار پیغام صلح کا آخری نبی نمبر تمام اخبارات کے خاص نمبروں میں بہترین نمبر ہے۔ مضامین کی ترتیب اور سرورق خاص طور پر قابل تعریف ہیں۔ میں آپ کو اس کامیابی پر تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔

نامہ نگار صاحبان سے صرف دو درخواستیں کرنی ہیں اول یہ کہ وہ مضمون لکھتے وقت اختصار اور واقعیت کو ملحوظ رکھا کریں اور واقعہ کے اندر اپنی رائے شامل نہ فرمایا کریں دوم کاغذ کے ایک طرف ... لکھا کریں۔

کیا آپ نہیں چاہتے؟

کہ

اخبار پیغام صلح جو آپ کی جماعت کا واحد اردو آرگن ہے ہندوستان کا بہترین سہ روزہ اخبار ہوجائے اس میں نہایت دلچسپ معلومات افزا اور پر اثر مضامین ہوا کریں صفحات میں اضافہ ہوجائے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ سے اعلیٰ ہو؟ یقیناً آپ کی یہ خواہش ہوگی

یہ سب خوبیاں

آپ کی معمولی توجہ سے پیدا ہوسکتی ہیں آپ کو صرف اس قدر کرنا ہوگا۔

(۱) آپکے ذمہ جس قدر رقم پیغام صلح کی واجب الادا ہے اسے فی الفور ادا فرمادیں۔

(۲) ہر ایک صاحب کم از کم دو نئے خریدار مہیا کریں۔

کیا آپ اپنے قومی اخبار کے لئے اتنا بھی نہیں کرسکتے؟ ضرور کرسکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر ۶۲

حضرت مسیح موعود اور اسلام

مخالفین کی افترا پردازیاں

کیا آپ کا دعویٰ خدا ہونے کا تھا؟

"احمدیت اور اسلام" کے عنوان سے "پیغام صلح" کے متعدد نمبروں میں ہم اس بات پر سیر کن بحث کر چکے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی اسلام کے عین مطابق اور اس کے موید بلکہ اس کی اصلی شکل و صورت کو نمایاں کرنے والے تھے۔ اسی ضمن میں بعض اعتراضات کا بھی جواب دیا گیا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے مخالفین دلائل کو چھوڑ کر واقعات اور حضرت مسیح موعود کے کھلے ارشادات سے قطع نظر کرکے صرف ایک ہی بات کو لئے چلے جاتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا۔ الوہیت کا دعویٰ کیا۔ انبیا کی شان میں گستاخیاں کیں۔ اور آنحضرت صلعم سے اپنے آپ کو بڑھ کر بتایا اس سے انہیں غرض نہیں کہ مرزا صاحب کی تحریرات میں ان باتوں کی تردید پائی جاتی ہے یا نہیں۔ بس ایک بات ان کے ہاتھ میں ہو خواہ وہ کتنی ہی کمزور کتنی ہی بودی اور بے بنیاد کیوں نہ ہو اسی کو اعتراض بنا کر پیش کئے چلے جاتے ہیں۔

معاصر اہلحدیث نے اپنی ۱۴ ستمبر ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں پھر انہی اعتراضات کو دہرایا ہے اور حضرت مسیح موعود کے الہام **انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون** کو پیش کرکے اس سے آپ کا دعویٰ الوہیت ثابت کرنا چاہا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ اپنے مخالفین کی عقل و فہم کا ماتم کریں یا ان کی دیانت کا۔ جو اس بات کو جانتے ہوئے کہ باوجود اس الہام کے مرزا صاحب نے کبھی الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ کبھی یہ نہیں کہا کہ اب کن فیکون کے اختیارات مجھے مل گئے ہیں۔ اور میں خدائی کے تخت پر بیٹھ گیا ہوں۔ بلکہ اس کے خلاف ایسے الہامات کی تاویل کی ہے بار بار اسی بات کو رٹتے چلے جا رہے ہیں کہ دیکھو یہ الہام چونکہ مرزا صاحب نے لکھا ہے اس لئے ان کا دعوے الوہیت کا ہے کاش ان لوگوں میں اگر ذرا دیانت و امانت اور خدا ترسی ہوتی تو مرزا صاحب کی ان تشریحات کو دیکھ کر جو ایسے الہامات کی آپ نے کی ہیں اور اس بات کو دیکھ کر کہ انہوں نے باوجود ایسے الہامات کے خدائی کا دعویٰ کبھی نہیں کیا ایسے ناپاک پروپیگنڈا سے باز آجاتے "اہلحدیث" نے اس الہام کے متعلق حضرت مسیح موعود کی ایک عبارت براہین احمدیہ" حصہ پنجم سے نقل کی ہے جو یہ ہے

"افسوس بعض نادانوں نے عبودیت کے اس تعلق کو جو ربوبیت کے ساتھ ہے جس سے ظلی طور پر صفات الٰہیہ بندہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ نہ سمجھ کر میری اس وحی من اللہ پر اعتراض کیا ہے۔ کہ انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون" یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو ایک بات کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو میرے پر نازل ہوا۔ یہ میری طرف سے نہیں ہے۔

"مرزا صاحب کے نزدیک ظلی کا درجہ اصل درجہ سے کم نہیں۔ پس جس طرح مرزا صاحب نبی ظلی ہیں اسی طرح آپ مالک مختار کن فیکون بھی ظلی ہیں۔ جو ان کی اصطلاح میں اصل کے برابر ہے۔

یہ وہ مصیبت ہے جو ہمارے قادیانی بھائیوں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق پیدا کر دی ہے۔ ظل کو اصل کے برابر قرار دے کر انہوں نے آپ کے تمام کلام پر سے امن اٹھا دیا ہے اور مخالفین کے ہاتھ میں ایک حربہ دیدیا ہے۔ جو اس غلط الزام کے ثابت کرنے کے کام آسکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے "ظل" وغیرہ کے الفاظ محض دکھاوے کے لئے لکھے ہیں ورنہ آپ اس سے اصل ہی مراد لیتے تھے۔ حالانکہ یہ ایک ظاہر اور سیدھی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود اگر دوسری باتوں کے لئے کفر کے فتوے اٹھا سکتے اور دنیا جہان کی مصیبت کو برداشت کر سکتے تھے تو نبوت یا الوہیت کے دعوے سے کونسی نئی مخالفت یا تکلیف کا ڈر آپ کو ہو سکتا تھا۔ اگر فی الواقعہ آپ کا ایسا دعوے ہوتا۔ تو ظل اور مجاز وغیرہ کے الفاظ آپ کبھی نہ لکھتے۔ لیکن صرف یہی نہیں کہ آپ نے صرف "ظلی طور پر" کے لفظ ہی استعمال کئے ہیں۔ بلکہ اس سے پہلے محبت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں

"یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے کمال محبت کی ...... یہی علامت ہے کہ محب میں ظلی طور پر الٰہی صفات پیدا ہو جا[ئیں] اور جب تک ایسا ظہور میں نہ آئے تب تک دعوی محبت جھوٹ ہے۔ محبت کاملہ کی مثال بعینہٖ لوہے کی وہ حالت ہے جبکہ وہ آگ میں ڈالا جائے اور اس قدر آگ اس میں اثر کرے کہ وہ خود آگ بن جائے۔ پس اگرچہ وہ اپنی اصلیت میں لوہا ہے آگ نہیں۔ مگر چونکہ آگ نہایت درجہ اس پر غلبہ کر گئی ہے اس لئے آگ کے صفات اس سے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ آگ کی طرح جلا سکتا ہے۔ آگ کی طرح اس میں روشنی ہے۔ پس محبت الٰہیہ کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اس رنگ سے رنگین ہو جائے۔ اور اگر اسلام اس حقیقت تک نہ پہنچا سکتا تو وہ کچھ چیز نہ تھا لیکن اسلام اس حقیقت تک پہنچاتا ہے"

یہ اس عبارت سے پہلے کی چند سطریں ہیں جو مولوی ثناءاللہ نے نقل کی ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنی الوہیت کی نہیں بلکہ محبت الٰہی کی تلقین کر رہے ہیں اور فنا فی اللہ کے اس مقام کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ جو اولیائے کرام کے نزدیک مسلم ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے الہام انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون۔ کو پیش کرکے یہ بتا دیا کہ اس الہام میں بھی اسی فنا فی اللہ کے مقام کی طرف اشارہ ہے جہاں پہنچکر ظلی طور پر صفات الٰہیہ انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں جیسے لوہا آگ میں پڑ کر بجنسہٖ آگ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

مولوی ثناءاللہ صاحب نے یہی نہیں کہ اپنی منقولہ عبارت کے سباق کو ہی چھوڑ دیا۔ جو اس کے معنوں کو اور زیادہ روشن اور واضح کر رہا ہے۔ بلکہ اس کے بعد کے الفاظ بھی جان بوجھکر نظرانداز کر دیئے ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود نے یہ لکھا ہے کہ:۔

"اس کی تصدیق اکابر صوفیائے اسلام کر چکے ہیں کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بھی فتوح الغیب میں یہی لکھا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ سید عبدالقادر جیلانی رضہ نے بھی یہی آیت پیش کی ہے"

یہ ہے مولوی فاضل کی دیانت کا نمونہ کہ جس بات کو حضرت مسیح موعود صرف اپنی طرف ہی منسوب نہیں کرتے بلکہ اکابر صوفیہ اسلام کا بھی وہی مذہب قرار دیتے ہیں۔ جس کو محبت الٰہی کی آگ اور فنا فی اللہ کے بلند مقام سے بڑھکر درجہ نہیں دیتے۔ اس کو دعوی الوہیت قرار دے رہے ہیں۔ اور صرف اپنے مطلب کے چند لفظ نقل کرکے باقی تمام اگلی پچھلی عبارت کو نظرانداز کر جاتے ہیں۔

گر مسلمانی ہمین است کہ واعظ دارد
وائے گر در پس امروز بود فردائے

"الیس حسن" اس نام سے کسی صاحب نے ۲۱ راگست ۲۸ء کو مبلغ چھ روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجے تھے۔ لیکن [illegible] پتے

توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند؟

خدا کی شان! مسلمانوں پر شاید ہی کوئی دن ایسا آتا ہو جب تفرقہ واختلاف، بغض وعناد اور تشتت وانتشار کی نئی نئی لہریں ان میں پیدا نہ ہوں۔ اور تو اور وہ لوگ جن کے ہاتھ میں عوام کی رہنمائی اور قیادت کی باگ ہے وہ بھی ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کرتے ہوئے صبر وتحمل، وسیع حوصلگی اور رواداری کو چھوڑ کر ذاتیات پر اتر آتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو گرانے اور ذلیل کرنے کے لئے ہر قسم کے ناجائز سے ناجائز اور کمینے حملے کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

لکھنؤ کی آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلوں نے مسلمانوں میں اسی قسم کے دو فریق کھڑے کر دیئے ہیں۔ دونوں میں قوم کے مقتدر رہنما اور ذی عزت شرفا داخل ہیں۔ لیکن دونوں کا یہ حال ہے۔ کہ ایک دوسرے کی ذاتیات پر حملے ہو رہے ہیں۔ طرح طرح کے القاب ایک دوسرے کو دیئے جا رہے ہیں۔ "زمیندار" "انقلاب" کو سر شفیع اور قادیانیوں کا وظیفہ خوار بتاتا ہے اور "انقلاب"، مولوی ظفر علی خاں کے راز درون پردہ کا انکشاف کرنے کے درپے ہے۔ ایک فریق جلسہ کرتا ہے تو دوسرا بازاری غنڈوں کی مدد سے اسے منتشر کرنے میں پورا زور لگاتا ہے۔ یہاں تک کہ اینٹ اور پتھر برسانے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔

کیا یہ حالات ایک شریف قوم کے شریف طبقہ کے لئے باعث ننگ وعار نہیں؟ کیا مسلمانوں کی قوم میں تحمل وبردباری یہاں تک مفقود ہو چکی ہے کہ ایک قومی معاملہ میں اختلاف آرا کو برداشت کرنا اور تحمل وبردباری کے ساتھ ایک دوسرے کے خیالات کو سننا ان کے لئے قطعاً ناممکن ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو ہم نہیں سمجھتے کہ قوم کو یہ لوگ کسی صحیح راہ کی طرف کیونکر لے جا سکتے ہیں۔ اور جس حکومت اور آزادی کے لئے کوشاں ہیں اس کی اہلیت ان میں کہاں تک پائی جاتی ہے؟

نکاح صغیرہ اور حضرت عائشہؓ

"پیغام صلح" کی ۱۳ر جولائی ۲۸ء کی اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے ایک انگریزی مضمون کا ترجمہ کیا گیا تھا جو نکاح صغیرہ کے متعلق لیجسلیٹو اسمبلی کے مجوزہ قانون کی تائید میں آپ نے لکھا تھا اس مضمون میں حضرت موصوف نے بعض احادیث کی بنا پر حضرت عائشہ کے نکاح کی عمر سولہ سال بتائی تھی۔

ہم نہیں سمجھتے کہ اس میں کونسی ایسی بات تھی کہ بعض مسلمان معاصرین بالخصوص مولانا سید سلیمان ندوی نے اس کی تردید میں طویل مضامین لکھنے کی تکلیف برداشت کی۔ جہاں تک اصل مضمون کا تعلق ہے حضرت امیر کے استدلال کی بنیاد محض اسی بات پر نہ تھی کہ حضرت عائشہؓ کی عمر نکاح کے وقت کیا تھی بلکہ آپ نے قرآن کریم، ارشادات نبوی اور بعض فقہا کے خیالات سے اس بات کو ثابت کیا تھا کہ تعلیم اسلام کا عام رجحان اسی بات کی طرف ہے کہ نکاح بلوغت ہی کی عمر میں ہونا چاہیئے۔ جب مرد وعورت سن تمیز ورشد کو پہنچ جائیں۔

ان تمام دلائل کو چھوڑ کر محض اس بات کو پکڑ لینا کہ حضرت عائشہ کے نکاح کی جو عمر بتائی گئی ہے وہ غلط ہے، صحیح طریق نہیں بالخصوص جبکہ حضرت موصوف نے اسی مضمون میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ:۔

"شادی اور طلاق کے قوانین جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں مدینہ میں نازل ہوئے اور حضرت عائشہ سے آنحضرت صلعم کا نکاح اس وقت ہوا جب ابھی آپ مکہ میں تھے اس لئے اگر یہ نکاح فی الحقیقت حضرت عائشہ کی صغرسنی ہی میں ہوا ہو تو بھی اسے اس قانون کے بالمقابل جو بعد میں نازل ہوا۔ اور اس کے اس صحیح مفہوم کے خلاف جو خود آنحضرت صلعم نے بیان فرمایا بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔

امید ہے مولانا سید سلیمان صاحب اور دیگر معترضین حضرت موصوف کے ان الفاظ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے اعتراضات پر نظر ثانی فرمائیں گے۔

مراسلات

مکشوفات نادرہ

نبوّت میں الوہیت۔ اہل کتاب میں عزیریوں اور نصرانیوں نے حضرت عزیر اور مسیح علیہ السلام کو یونانی علم آلٰہیات کے اصول ہمہ اوست کے ماتحت ہمہ اندوست کا نیا اصول موضوعہ اشکر ابن اللہ بنایا تھا۔ چنانچہ رسول عربی نے ہمہ اوست اور ہمہ از وست کی مشرکانہ تعلیم کا تارپود ہمہ مخلوق ادوست کے اعلان سے بکھیر کر رکھ دیا۔ اور آپنے ہمیشہ خود کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا بندہ ہی ثابت کیا۔ لیکن جب خلافت راشدہ کا بہترین زمانہ ختم ہوگیا اور بنی قریش و آل ہاشم میں بساط سیاست پر جھگڑے ہونے لگے اور مسلمانوں پر اس خانہ جنگی کی بدولت طرح طرح کی مشکلات کے دروازے کھل گئے۔ تبلیغ مذاہب کا فرض تیغ وسنان کی جھنکار نے میں پشت ڈال دیا تو ایسے دوست نما دشمنوں کو موقع مل گیا جو اسلام کی خالص خداپرستی میں شرک و الحاد کی چاشنی ملانے کے درپے تھے۔ جن کو حریت صادقہ اور اسلام کا اصول جمہوریت و اخوت اس لئے ایک آنکھ نہ بھاتا تھا کہ اگر مسلمان کچھ دنوں اور ان قوانین پر کاربند رہے تو دنیا میں اسلام کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اور یونانی و نصرانی علم الٰہیات مٹ مٹا کر رہ جائے گا۔ چنانچہ عیسائیوں کی مشہور جماعت ٹیلرس کے چند ارکان نے جو شام و عراق میں پھیلے ہوئے تھے کچھ زردشتی مذہب کے کارکنوں نے اسلام کے پردہ میں خود کو چھپا کر ہمہ اوست اور ہمہ از دست کے مسائل کو نہایت ہی پختہ کاری سے اسلام میں داخل کرکے اسلام میں تیاصوفیکل سوسائٹی کی بنیاد ڈالی۔ اس جماعت نے چن چن کر ان باتوں کو اسلام میں سے خارج کرنا شروع کیا جو اس کی مایہ ناز تھیں مثلاً خدا پرستی کے عوض آسمان پرستی۔ جمہوریت کو شاہی سے بدل دیا۔ شریعت کو علم ظاہری قرار دیکر قابل توجہ علم باطنی یا علم عرفان تھا یا جو سینہ بسینہ چلا آتا ہے۔ اس سینہ بسینہ کے فقرہ نے وہ وسعت اختیار کی جس کی کوئی حد نہ رہی اور وہ کامیابی نصیب ہوئی جس کے مقابل پولوس اسی شریعت کو لعنت بتا کر کامیاب نہ ہوا تھا۔ اس کا نتیجہ ہے کہ آج قرآن کریم کی کسی آیت و سورت کو اتنی دلچسپی سے نہیں سنا جاتا جس محویت سے ایک بے بضاعت شاعر کے بے مغز شعر پر لوگوں کو حال آتا ہے اگر یہ بات یہیں رہتی تو بھی خیریت تھی۔ اب تو کلام پاک کی آیتوں میں بھی ہمہ اوست کے جلوے دکھائے جا رہے ہیں۔ عید میلاد النبی کے موقع پر لاہور میں کسی صاحب نے برسر ممبر آیت قل انما انا بشر مثلکم کے معنی میں تمہاری طرح بشر نہیں ہوں" فرما کر نہ معلوم کیا بنانا چاہا۔ مگر رسالہ الکشاف لکھنؤ کے رسول نمبر میں مولانا قاری شاہ محمد جعفر صاحب پھلواروی نے نبوت میں الوہیت کو عجب ہی انداز سے گڈمڈ کیا ہے۔ آپ نے آیات مقدسہ (۱) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنی اے رسول جو لوگ تمہاری بیعت کر رہے ہیں وہ (دراصل تمہاری نہیں) خدا کی بیعت کر رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں پر یہ تمہارا ہاتھ نہیں بلکہ خدا کا ہاتھ ہے۔ (۲) وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ ۔ دشمنوں کی آنکھوں میں تم نے خاک نہیں ڈالی بلکہ خدا نے ڈالی تھی (۳) وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ۔ یہ رسول کچھ اپنی طرف سے گھڑ کے نہیں لاتا بلکہ یہ تو خدا کا وحی کردہ کلام ہے الخ آئندہ اس پر یوں اپنے تخیل کی گوہر افشانی فرمائی ہے

> غرض جب رسول کا ہاتھ دست یزدانی اس کا فعل خدا کا فعل
> اور اس کا لب اعجاز لب قدرت ہے تو نہ پوچھو"

مولانا نے جو دبی زبان سے رسول اللہ کے قول و فعل وغیرہ کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے آپ کا منشا صریح وہی ہے جو انسانوں میں الوہیت پیدا کرنے کے خواہاں ہیں۔ حالانکہ آیات محولہ سے بالکل صاف اور صریح انداز میں رسول اکرم کی عبودیت معلوم ہوتی ہے اگر آیات محولہ بالا میں صرف اس وجہ سے کہ رب العالمین نے دست نبوت اقوال و افعال رسول کو اپنا ظاہر کیا ہے۔ قائلین ہمہ اوست کو الوہیت فی النبوت نظر آتی ہے تو جہاں صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو ناقۃ اللہ فرمایا گیا ہے وہاں یہ حضرات کیا فتویٰ دیں گے کیا اونٹنی میں بھی شان الوہیت کے قائل ہوں گے۔ آیت ملا میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت کا ذکر فرمایا ہے اور اس بیعت کو اس طرح موکد کیا ہے کہ اے لوگو تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ بلکہ یہ ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے یعنی اس کی ایسی مخصوص ملکیت ہے جو تم کو گمراہی کی طرف لیجا ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ اس بیعت کا نتیجہ آئندہ یوں بیان فرمایا ہے رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ یہ اسی بیعت کا نتیجہ جو رسول اللہ کے ہاتھ پر ہوئی تھی پس ثابت ہوا رسول اللہ تو اللہ اور بندوں کے درمیان ایک واسطہ اور ذریعہ تھے نہ ان میں کوئی الوہیت تھی نہ خدائی کا کوئی اختیار۔ اسی طرح آیت ملا میں جنگ کا اشارہ ہے جبکہ کثرت کفار اور قلت مسلمین کی وجہ سے نہایت مضطربانہ بارگاہ صمدیت میں سربسجود اور فتح کی دعا مانگ رہے تھے اس وقت ان کو از روئے وحی کہا گیا۔ لشکر مخالفین کی طرف مٹھی بھر کر مٹی یا کنکریاں پھینک اور قدرت کا تماشہ دیکھ۔ چنانچہ اس عمل سے فتح کی شکل پیدا ہوگئی۔ طوفان باد و باران میں دشمن کا لشکر تباہ ہوا۔ اس واقعہ کا ذکر بطور تمثیل ایک دوسرے موقع پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے پھر مسلمانوں کو آمادہ جہاد کرنے کے لئے آیت مذکورہ کے اندر بیان فرمایا ہے اس میں ایک بڑا ہی زبردست نکتہ یہ بھی ہے کہ متبعین رسول اللہ فعل رسول کو یہ خیال نہ کرنے لگیں کہ آپ میں خدائی کو الٹ پلٹ کر دینے کی طاقت ہے۔ بلکہ یہ طاقت تو صرف اللہ ہی میں ہے اور جو واقعہ رسول اللہ کے ذریعہ سے ظہور میں آیا منجانب اللہ ہی تھا یا اللہ ہی کا فعل تھا۔ ایسی آیات سے نبوت میں جو لوگ الوہیت پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ دراصل ناواقف مسلمانوں کو اپنا پرستار بنانے کے لئے ایسے فرمان فکر خیالات ظاہر کرکے گمراہ کرتے ہیں۔ خدا ان کو اور سب مسلمانوں کو فکر سلیم عطا فرمائے اور ہمہ اوست اور ہمہ از دست کے گورکھ دھندوں سے نجات دے۔ آمین ثم آمین

انور حسین سالک

دائرۂ سیاسیہ

اُردو زبان میں یوں تو خدا کے فضل و کرم سے ہر قسم کے علوم و فنون کی کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے اور اس ذخیرے میں روز افزوں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ لیکن ایسی کتابیں جن کے مطالعہ سے غیر انگریزی دان اصحاب کو سیاسی مسائل سے پوری آگاہی ہو۔ اُردو میں اتنی کم ہیں کہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اور اب تک اس اہم ضرورت کی طرف ہمارے اہل قلم اور قومی کارکن دونوں میں سے کسی کی توجہ نہیں۔

ہندوستان کو اگر آزاد کرانا ہے یا سیاسی حیثیت سے ہندوستانیوں کو کسی قسم کی بھی ترقی کرنا ہے تو تھوڑے سے انگریزی دان اصحاب کی سیاسی واقفیت سے کام نہ چلے گا۔ بلکہ لازمی ہے کہ وہ کثیر التعداد طبقہ جو انگریزی نہیں جانتا اور جس کی اعانت و تائید کے بغیر اس ملک میں کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ سیاسی امور میں پوری دلچسپی لینے لگے۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب وہ سیاسی مسائل کو اچھی طرح سمجھنے کے قابل ہو جائے۔ اب تک عام باشندگان ملک میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کا ذریعہ اخبارات اور مجالس عامہ رہی ہیں لیکن تجربہ بتاتا ہے کہ یہ کافی نہیں ضرورت اس کی ہے کہ عام طور پر لوگوں کو سیاست کے متعلق زیادہ ٹھوس واقفیت حاصل ہو اور مسائل سیاسی کی علمی و اصولی حیثیت ان کے ذہن نشین ہو جائے کہ ملک میں جو تغیرات ہوئے۔ ہو رہے۔ یا ہونے والے ہیں ان کی حقیقت کو وہ پوری طرح سمجھ سکیں۔ اور ان کی اہمیت کے لحاظ سے جہاں ضرورت ہو اپنی رائے کا استعمال کر سکیں۔

ان حالات کو پیش نظر رکھ کر تہیہ کیا گیا ہے کہ سیاسی مسائل پر کتابیں اور رسائل شائع کرنے کی غرض سے ایک ادارہ کی بنیاد رکھی جائے جس کا طریق کار فی الحال حسب ذیل تجویز کیا گیا ہے:۔

(۱) جو صاحب اس مقصد سے اتفاق رکھتے ہوں وہ بلا لحاظ مذہب و ملت یا سیاسی فرقہ بندیوں کے اس دائرہ کے رکن بن سکتے ہیں۔ مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں ہے

الف۔ جو صاحب کم از کم عہ رسالانہ چندہ ادا کریں وہ دائرۂ سیاسیہ کے رکن متصور ہوں گے۔

ب۔ جو صاحب کوئی مفید کتاب لکھیں اور اس کے حقوق طبع و اشاعت بغیر کسی معاوضہ کے دائرہ کو ہبہ کردیں وہ دائرہ سیاسیہ کے رفیق متصور ہونگے

۲۔ دائرہ سیاسیہ کی تمام مطبوعات جملہ اراکین و رفقا کو سال بسال بغیر کسی قیمت کے بھیجی جائیں گی۔ البتہ جن اصحاب کے ذمہ چندہ باقی ہے گا ان کو تا ادائے رقم بقایا کتابیں نہ بھیجی جائیں گی۔

۳۔ کتب و رسائل کی فروخت سے جو آمدنی دائرہ سیاسیہ کو ہوگی وہ مسلسل مزید کتابوں کی اشاعت پر صرف کی جائے گی اور موقع ہوگا تو دائرہ کی جانب سے ایک ماہواری سیاسی جریدہ جاری کیا جائے گا۔

۴۔ سردست ادارہ کی جملہ خدمات دفتر اخبار ہمدرد دہلی سے متعلق رہیں گی اور جس وقت اراکین و رفقاء کی تعداد سو سے زائد ہو جائے گی اس وقت سب کے باہمی مشورہ سے دائرہ سیاسیہ کا ایک مستقل دستور العمل مرتب کیا جائے گا اور اس کا سارا انتظام خود اراکین ہی کے سپرد کر دیا جائیگا

[illegible]

میں اسی دخل کرنا چاہے ہوں ان سے استدعا ہے کہ دس روپیہ رسال فرما کر اپنا نام نامی بوا کین دائرہ کی فہرست میں درج کرائیں اور جو صاحب قلمی اعانت فرمانا چاہتے ہوں وہ بھی دفتر کو اپنے عندیہ سے مطلع فرمائیں تاکہ پیش نظر کاموں میں ان کی اعانت حاصل کی جائے۔

دائرہ سیاسیہ کے متعلق جملہ مراسلات و ترسیل زر کا پتہ یہ ہوگا:۔

مہتمم دائرہ سیاسیہ" دفتر روزانہ ہمدرد۔ دہلی"

داعیان

(مولانا) حسین احمد عفی عنہ (دیوبند)	(ڈاکٹر) مختار احمد انصاری (دہلی)	(سر) عبدالقادر (لاہور)
(مولانا) ابوالکلام (کلکتہ)	(مولانا) حسرت موہانی (کانپور)	(ڈاکٹر) سیف الدین کچلو (لاہور)
(ڈاکٹر) سید محمود (چھپرا۔ بہار)	(نواب) اسمٰعیل خاں (میرٹھ)	(پنڈت) جواہر لال نہرو (الٰہ آباد)
(مولانا) عبدالماجد (دریاباد۔ اودھ)	ظفر الملک (لکھنؤ)	(پنڈت) ہکشن پرشاد کول (لکھنؤ)

پردہ پر چند سوالات

کیا فرماتے ہیں علماء دین مبین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) پردہ مذہبی چیز ہے یا نہیں۔؟

(۲) (الف) اگر مذہبی چیز ہے یعنی اگر شریعت اسلام نے پردہ کا حکم دیا ہے تو کیا شریعت اسلام نے پردہ کی کوئی شرعی حد بھی مقرر کی ہے؟

(ب) اگر کوئی شرعی حد بھی مقرر کی ہے تو وہ حد کیا ہے؟

۳۔ (الف) کیا احکام پردہ کی عدم اطاعت کی صورت میں شریعت اسلام نے سزا یا عذاب مقرر کیا ہے؟

(ب) اگر کیا ہے تو وہ سزا یا عذاب کیا ہے؟

۴۔ (الف) کیا ہندوستان کا موجودہ پردہ احکام شریعت کی رو سے قابل اصلاح ہے؟

(ب) اگر قابل اصلاح ہے تو شریعت اسلام کی رو سے اسلام کس حد تک ہونی چاہیئے

۵۔ (الف) کیا شریعت اسلام نے عورتوں کو ملکی و سیاسی تحریکوں میں حصہ لینے کا حکم دیا ہے

(ب) اگر دیا ہے تو کس حد تک؟

علماء کرام سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ متذکرہ بالا استفسارات کے جوابات میرے نام مندرجہ ذیل ایڈریس پر بھیج کر مشکور فرماویں۔

جوابات نہ تو زیادہ طویل ہوں اور نہ ہی اتنے مختصر کہ اچھی طرح سمجھ ہی نہ سکیں جوابات کے ساتھ علماء کرام اگر اپنے پورے اسمائے گرامی تحریر فرما دیں تو مہربانی ہو تاکہ پڑھنے والے کو ان کی حیثیت معلوم ہو سکے۔

یہ سب جوابات جو ہندوستان کے بڑے بڑے علماء کی طرف سے موصول ہوں گے کتابی صورت میں شائع کئے جائیں گے اور ہر ایک مسلمان مرد اور عورت تک ان کو پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔

جوابات اس ایڈریس پر آنے چاہئیں!

احمد وجودی ایم اے آر ایس ایڈیٹر حصار اسلام بٹالہ پنجاب

آفتاب اسلام کی ضیا باریاں

ذیل کے اصحاب ہمارے عزیز دوست مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے:۔

سابقہ نام	اسلامی نام	سابقہ نام	اسلامی نام
۱۔ سلطان ولد پرین	۱۔ سلطان محمد	۱۱۔ بھاپل ولد نبلہ	۱۱۔ کندن مالی
۲۔ آمنہ زوجہ سلطان	۲۔ آمنہ خاتون	۱۲۔ ممند ولد سلطان	۱۲۔ محمد بخش
۳۔ جانن ولد سلطان	۳۔ جان محمد	۱۳۔ سردارن زوجہ ممند	۱۳۔ سردار بیگم
۴۔	۴۔ دین محمد	۱۴۔ مبارک ، ،	۱۴۔ مبارک بیگم
۵۔ بخشندہ	۵۔ خدا بخش	۱۵۔ خان ولد دتا	۱۵۔ خان محمد
۶۔ نبلہ ولد شیرن مرحوم	۶۔ نبی بخش	۱۶۔ مبراواں ولد نعمان	۱۶۔ مبراواں
۷۔ شادو ،	۷۔ محمد شریف	۱۷۔ بگو ولد نعمان	۱۷۔ گل محمد
۸۔ قادو ،	۸۔ قادر بخش	۱۸۔ ساونا ولد نعمان	۱۸۔ نور محمد
۹۔ عزت بنت شیرن مرحوم	۹۔ عزت بیگ	۱۹۔ کالو ،	۱۹۔ کریم بخش
۱۰۔ مبراواں زوجہ ،	۱۰۔ مبراواں	۲۰۔ رحمت بنت ،	۲۰۔ رحمت بی بی

ذیل کے اصحاب نے حکیم یار محمد صاحب نوق مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ہاتھ پر اعلان اسلام کیا

سابقہ نام	اسلامی نام	سابقہ نام	اسلامی نام
۱۔ سردارا	۱۔ سردار علی	۳۔ سر حیہ ولد کاطو ارا	۳۔ سراج الدین
۲۔ عالمعہ زوجہ سردارا	۲۔ نور بی بی	۴۔ حرمہ بنت ،	۴۔ رحمت بی بی

کسر صلیب اور پرستاران مسیح

پادری عبدالحق صاحب اور جماعت احمدیہ

میدان مناظرہ میں پادری صاحب کا طرز عمل

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اہل حدیث کے تازہ پرچہ میں "خنازیر غرائے ہیں" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا ہے جس میں اس بات پر زور دیا ہے کہ باوجودیکہ حضرت مرزا صاحب اپنا مقصد ماموریت کسر صلیب یا قتل خنزیر بتاتے تھے۔ تاہم پادری عبدالحق صاحب "نورافشاں" میں غرا رہے ہیں۔ کہ کوئی مرزائی ان کے مقابلہ پر آسکتا ہے تو آئے۔ اور احمدیوں کی طرف سے اس کا کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔ ذیل کا مضمون جو مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت نے اپنے ذاتی تجربات اور پادری عبدالحق صاحب کے ساتھ ایک تازہ مناظرہ کی بنا پر لکھا ہے۔ امید ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے تسلی بخش ثابت ہوگا۔ (ملایر)

عنوان بالا کو دیکھکر شاید بعض لوگوں کا یہ خیال ہو کہ میں کسی مناظرہ کی روئداد کو ان مقررہ الفاظ اور جملوں کی بندش کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ "پادری صاحب کو مناظرہ میں شکست فاش ہوئی" "عیسائیوں کے رنگ فق ہوگئے" "شیر اسلام نے گیدڑوں کو میدان سے بھگا دیا"۔ ازیں قبیل الفاظ اور جملے ہمیشہ مناظرہ کی روئداد لکھتے ہوئے فریقین کی طرف سے بالعموم استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ اگر اس قسم کے مقررہ جملوں کو استعمال کرنے کے بجائے مناظرہ کو بعینہٖ بیان کر دیا جائے تو فریقین پبلک کو اپنا رنگ دیکر مسموم کرنے کے بجائے شاید زیادہ فائدہ پہنچا سکیں گے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ اس میں جھوٹ کی ملونی بالکل نہ ہو۔

پادری عبدالحق صاحب کون ہیں؟

پادری عبدالحق صاحب ضلع گوجرانوالہ کی تحصیل حافظ آباد کے کسی گاؤں کے رہنے والے ہیں۔ ان کے والد ابھی تک زندہ ہیں۔ اور کٹر خیال کے حنفی مولوی ہیں۔ ان کی روایت ہے کہ یہ اپنے عہد طفولیت میں سکول سے بھاگ گئے تھے۔ اور عیسائیوں کے ہاتھ پڑے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر واپس آگئے اور تائب ہوگئے۔ مگر حالات اور خیالات کی کشمکش نے پھر انہیں زیادہ دیر تک مسلمان نہ رہنے دیا۔ اور وہ پھر مسیحی ہوگئے۔ اس وقت آپ ہندوستان کے مسیحیوں میں گل سرسبد کا رتبہ رکھتے ہیں۔ یا بقول خود عیسائیوں کی چوٹی کے نام سے موسوم ہیں۔

پادری عبدالحق صاحب سے تحریری مناظرہ

اول مرتبہ ۱۹۱۶ء میں ہمیں ان کے خیالات سے دوچار ہونے کا موقع ملا۔ اخبار "نورافشاں" میں "توحید فی التثلیث" کے عنوان سے ان کا ایک مضمون بڑی تحدی کے ساتھ شائع ہوا۔ کہ کوئی مسلمان اس کا جواب نہیں لکھ سکتا۔ انہی دنوں اس کا جواب اخبار "پیغام صلح" کے کالموں میں شائع ہوا۔ کم وبیش چھ ماہ کی خاموشی کے بعد پادری عبدالحق صاحب نے جون ۱۹۱۷ء میں پھر کسی قدر لب کشائی کی اور اس کا جواب لکھا۔ جولائی ۱۹۱۷ء میں ہم نے پھر جواب الجواب دیا۔ اس کے بعد ان کو پھر جرأت نہیں ہوئی کہ اس کا جواب لکھتے۔ اس کے کئی سال بعد جب وہ پادری کیول صاحب ایڈیٹر اخبار "نورافشاں" کے ساتھ میرے مکان پر مجھے ملنے کے لئے آئے تو میں نے ان کو اپنا مضمون یاد دلایا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں مسیحی مدرسہ الٰہیات (Seminary) میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے چلا گیا تھا۔ اس لئے جواب نہ لکھ سکا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ اب یہ اپنے الٰہیات سے فارغ ہو کر نکلے ہیں۔ شاید جواب لکھیں مگر اب تک جواب سے جواب ہی رہا۔

جہلم اور سرگودھا میں مناظرہ

اس سے ایک عرصہ بعد مجھے دوبارہ جہلم میں ان سے مناظرہ کا اتفاق ہوا۔ تیسری مرتبہ سرگودھا میں مجھے ان سے مناظرہ کے لئے بلایا گیا میں نے ہرچند کوشش کی خطوط لکھے۔ رقعے بھیجے۔ خود ان کے لیکچر میں گیا کہ وہ مناظرہ کا موقع دیں مگر انہوں نے صاف جواب دیدیا کہ میں آپ سے بغیر منصف مقرر کرنے کے مناظرہ نہیں کرونگا چونکہ جہلم میں آپ کی پبلک زیادہ تھی اس لئے آپ جیت گئے تھے۔ اب بغیر شرائط طے کرنے کے مناظرہ نہ کرونگا کسی مضمون پر تو نہیں البتہ میری تقریر پر آپ چند منٹ کے لئے اعتراضات کر سکتے ہیں۔ خیر ہم نے اسی کو غنیمت سمجھا۔ اور مغرب کی نماز پڑھ لینے کی مہلت چاہی جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میدان عیسائیوں سے بالکل صاف تھا۔ ناچار وہاں ایک دو تقریریں کرکے میں واپس آگیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب اور پادری عبدالحق

میرے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی لوگوں کے بلانے سے وہاں پہنچ گئے۔ پادری عبدالحق صاحب نے انہیں مناظرہ کا چیلنج دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا اور آپ کا اختلاف تو بہت ہی تھوڑا ہے۔ آپ بھی مسیح کو زندہ مانتے ہیں ہم بھی مانتے ہیں۔ ان کے معجزات کے آپ اور ہم دونوں قائل ہیں سوائے ایک آدھ بات کے آپ میں اور ہم میں کوئی اختلاف نہیں لیکن مرزائیوں کے ساتھ آپ کا اور ہمارا مسیح کے متعلق اختلاف بہت زیادہ ہے۔ اس لئے پہلے ہم اور آپ مل کر مرزائیوں سے بحث کریں پھر آپس میں دیکھا جائے گا۔ پادری عبدالحق بھی کچی گولیاں کھیلے ہوئے نہ تھے۔ انہوں نے بھانپ لیا کہ یہ سب ٹالنے کی باتیں ہیں۔ اور فوراً جواب دیا کہ اگر یہ سچ ہے کہ ہم میں اور آپ میں فرق تھوڑا ہے تو اس تھوڑے فرق کو پہلے نکال لینا چاہئے زیادہ اختلاف کو بعد میں دیکھیں گے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے پاس سوائے ہنسی کے اس کا جواب کیا ہو سکتا تھا۔ وہ کسی قدر شرم آمیز تبسم سے مسکرائے اور چپ ہو رہے۔

پادری صاحب نے دوران تقریر میں یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب مسیح امت محمدیہ کی بگڑی ہوئی حالت کو راہ راست پر لانے کے لئے دمشق کے منارہ پر نزول اجلال فرمائینگے پادری صاحب ابھی بات کو ختم کرنے نہ پائے تھے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جھٹ بول اٹھے کہ میں مسیح کے منارہ دمشق پر نزول کا قائل نہیں ہوں۔ میں تو مدینہ میں مسیح کے نزول کو مانتا ہوں۔ پادری صاحب نے جواب دیا کہ میں بھی آپ کی تائید کرتا ہوں کہ مزا تو اسی میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا روضہ ہو اور مسیح اسی پر اترے۔ مسلمانوں کے دلوں پر پادری صاحب کے اس جواب نے ایک سخت صدمہ پہنچایا۔ مگر مولوی صاحب عرق آلود چہرہ کی ندامت آلود مسکراہٹ کے سوا کچھ بھی غیرت نہ دکھا سکے۔

پادری عبدالحق صاحب سے چوتھا مناظرہ

چوتھی مرتبہ اب مجھے میاں چنوں (ضلع ملتان) میں پادری صاحب سے تبادلہ خیالات کا موقع ملا۔ پادری صاحب حافظ آباد سے مولوی ثناء اللہ صاحب سے مناظرہ کرکے آ رہے تھے۔ میں جب لاہور سٹیشن پر پہنچا تو وہ بھی اسی ٹرین میں میاں چنوں جا رہے تھے۔ پیشتر سے شناسائی تو تھی ہی۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر بلا لیا۔ اور دونوں مختلف مناظروں پر اظہار رائے کرتے ہوئے منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ پادری صاحب نے حافظ آباد کے تازہ مناظرہ کا ذکر بھی کیا۔ کہ مولوی صاحب نے وہاں کس طرح شکست کھائی۔ اور پھر باقاعدہ مناظرہ سے راہ فرار اختیار کی کہ باوجود شرائط طے ہو جانے کے اور پنڈت راجندر دہلوی کو منصف مان لینے کے مولوی صاحب نے دستخط کرکے کاغذ نہ دیا اور عذر یہ کیا کہ ہماری کمیٹی اس کو منظور نہیں کرتی۔ ممکن ہے کہ پادری صاحب کے اس بیان میں مبالغہ ہو اور مولوی صاحب ایسی بری طرح پسپا نہ ہوئے ہوں۔ جس طرح پادری صاحب نے ذکر کیا۔ بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہو۔

میاں چنوں میں مناظرہ کے لئے خط وکتابت شروع ہوئی۔ مگر پادری صاحب مناظرہ پر آمادہ نہ ہوئے۔ بلکہ شرائط مناظرہ اور تقرر منصف کی لاطائل الجھنوں میں مباحثہ کو ٹالتے رہے۔ حالانکہ آریوں کے ساتھ ان کا مناظرہ اسی معمولی طرز پر ہوا۔ نہ وہاں تقرر منصف کی شرط لگی اور نہ کوئی غیر معمولی شرائط ہی طے ہوئیں۔ مگر ایک بات سے مجھے بہت ہی تعجب ہوا۔ کہ پادری صاحب اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیتے رہے کہ میں معمولی مولویوں کے ساتھ مناظرہ نہیں کرتا میرے مقابلہ کے لئے مولوی ثناء اللہ کو لاؤ۔

(باقی دارد)

محمودی پروپیگنڈا

اہل قادیان کی طرف سے پاک ممبران لاہور کو بدنام کرنے کے لئے جو ناپاک پروپیگنڈا آج کل جاری ہے۔ اس کے سلسلہ میں یہ امر موجب حیرت ہے کہ اس مراسلت کے متعلق جو ۷ ستمبر کے "الفضل" میں کسی گمنام شخص کی طرف سے انجمن لاہور کی ممبری کا برقع اوڑھ کر لکھی گئی یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ خان صاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب نے اسے لکھا ہے اس پر بعض محمودیوں نے بڑی خوشی اور مسرت سے بغلیں بجائیں۔ اور ایک چٹھی خانصاحب موصوف کو مولوی غلام رسول راجیکی کی طرف سے موصول ہوئی ہے جس میں انہیں مبارکباد دی گئی ہے۔ کہ انہوں نے ایسی جرأت کا اظہار کیا۔ مولوی راجیکی کی اس چٹھی کے جواب میں خانصاحب موصوف نے جو خط انہیں لکھا ہے وہ ان کی تمام خوشیوں کو ملیامیٹ کردے گا۔ ہم قارئین کرام کی اطلاع کے لئے اسے ذیل میں درج کئے دیتے ہیں۔ (ملایر)

جناب مولوی صاحب وعلیکم السلام۔

نیک آدمیوں پر الزام لگتے دیکھکر خوش ہونا بدباطن انسانوں کا کام ہے آپ نے جو "الفضل" میں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کے خلاف مضمون پڑھ کر خوشی کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے دل میں کس قدر بغض وکینہ بھرا ہوا ہے۔ حضرت مولانا صاحب نے چودہ سال قادیان میں سکرٹری کا کام کیا۔ اور ہزارہا روپیہ ان کے ہاتھوں مختلف قومی کاموں میں خرچ ہوا۔ جماعت میں اختلاف ہو جانے پر باوجود تلاش بسیار قادیانی جماعت ان کے خلاف ایک پائی کی بددیانتی ثابت نہ کر سکی۔ پھر چودہ سال سے وہ یہاں کام کرتے ہیں مالی انتظام انجمن کا بالکل ان کی ذات سے علیحدہ ہے۔ تاہم جتنے مالی اخراجات کی منظوری ان کے اختیار میں ہے وہ ایسی احتیاط سے برتتے اور تقوی کی ایسی باریک راہوں پر چلتے ہیں کہ انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔

مجھے ان کے ساتھ کام کرتے چودہ سال ہوگئے ہیں اور جس امانت ودیانت سے انہوں نے قومی مال کی حفاظت کی ہے۔ وہ آج کل کے زمانہ میں قریباً مفقود ہے۔ اور قادیانی جماعت تو ایسا نمونہ پیش کرنے سے عاری ہے۔ جس شخص کی امانت دیانت پرہیزگاری کا مجھے ذاتی علم ہو اس پر ایسے خبیثانہ حملے کرنا صد درجہ کی کمینگی ہے۔

ریویو آف ریلیجنز کے زمانہ سے ہی میرے دل میں حضرت مولوی صاحب کی قدر ومنزلت ہے اور میں حضرت سلطان القلم کا ان کو حقیقی جانشین سمجھتا ہوں۔ اگر اس زمانہ میں حضرت مولوی صاحب کا وجود نہ ہوتا تو نہ اسلام کی دنیا میں اس قدر قدر ومنزلت ہوتی اور نہ جماعت احمدیہ کی دینی قابلیت کی دنیا میں دھاک بندھتی۔ قادیانی جماعت کا لٹریچر تقلیدی رنگ کا ہے۔ اس کے خلاف جو لٹریچر حضرت مولانا صاحب کا پیدا کردہ ہے وہ محققانہ اور جدت کا پہلو لئے ہوئے حضرت مسیح موعود کے نقش قدم پر مدلل اور معقول ہے۔

قادیانی جماعت کا بڑے سے بڑا انسان دیانت امانت دینداری پرہیزگاری اور خدمات اسلام میں حضرت مولوی صاحب کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر خدانخواستہ حضرت مولوی صاحب کی ذات میں مجھے یا میرے دوسرے دوستوں کو کوئی ایسا نقص نظر آتا تو ہمیں علانیہ مخالفت کرنے سے کوئی روکنے والا نہ تھا۔ ہم لوگ کسی کے دست نگر نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کے فضل سے ہم میں سے ہر شخص اپنی روزی آپ کماتا ہے۔ اور ہزارہا روپے کماتا ہے اور نہایت دیانتداری سے کماتا ہے۔ پھر ہم خائن اور بددیانت آدمی کے سپرد اپنے اموال کیسے کر سکتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب کی دیانت اور امانت پر حرف گیری کرنا ان لوگوں کا کام ہو سکتا ہے۔ جو خود بددیانت اور خائن ہوں۔

امید ہے مولوی غلام رسول صاحب میری اس اخلاقی جرأت اور اظہار حق وحقیقت سے برا نہ مانیں گے۔ جو ایک صورت میں ان کے لئے نہایت دلشکن ہے۔

یہی رائے میری حضرت مولوی صدرالدین صاحب حضرت مولوی محمد یعقوب خاں صاحب۔ جناب چودھری ظہور احمد صاحب کے بارہ میں ہے۔ جو قومی مال کا ایک پیسہ بھی اپنی جان پر خرچ کرنا خنزیر سے زیادہ بدتر سمجھتے ہیں۔ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ جیسے امین اور دیانتدار کارکن اس انجمن کو ملے ہیں۔ ان کی مثال اسلامی

وید اور قرآن کریم کا مقابلہ

اعدائے اسلام کے دلوں پر صداقت قرآن کا سکہ

(شاہ افضال الرحمٰن صاحب بسمل مونگیری کے قلم سے)

قرآن کریم کے الہامی اور کلام الٰہی ہونے کی نسبت ہر زمانہ اور دنیا کی ہر زبان میں بیشمار کتابیں لکھی گئی ہیں اور ان میں براہین و دلائل سے اس دعویٰ کو ثابت کیا گیا ہے اسی طرح وید مقدس کے الہامی ہونے کے دعویٰ کو باطل ثابت کرنے کے لئے بھی بے شمار کتابیں شائع کی گئی ہیں۔ لیکن میں اس مختصر مضمون میں اس موضوع پر اپنی کوئی ذاتی رائے ظاہر کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ محض ان مصنفین کے نکتہ نظر کو پیش کرنا چاہتا ہوں جو اپنے عہد کے بہترین مصنفین متصور ہوئے ہیں اور جن کا فیصلہ تعلیم یافتہ طبقہ میں مبنی علی الانصاف سمجھا گیا ہے۔

یہ حوالجات جن سے وید مقدس کے دعویٰ الہامی کی تکذیب ہوتی ہے کسی مسلمان یا عیسائی کے قلم کے رہین منت نہیں ہیں بلکہ ان مصنفین کے زور قلم کا نتیجہ ہیں جو سنسکرت زبان کے فاضل تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے وید کے الہامی ہونے کا دعویٰ بلا دلیل اور بے وزن ہو جاتا ہے۔ میں اس وقت تین جید ہندوؤں کا نظریہ پیش کرتا ہوں جو سینکڑوں راؤں پر منقسم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) مشہور پنڈت شری کرشن کمار بھٹاچارجیہ پروفیسر پریذیڈنسی کالج اپنی کتاب گگورلا میں تحریر کرتے ہیں:۔

کہ وید محض تعصبات۔ دیہات گھنڈرات اور چرواہوں کی زندگی کے فضول تذکروں سے لبریز ہیں۔ رگوید کے خوشنما اشلوک گائے اس کے دودھ اور مکھن کا گن گاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ویدیں سوائے گوالوں کی زندگی کے حالات کے اور کچھ نہیں۔ ویدوں کے ایک منٹ بغور پڑھنے کے بعد یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ ہماری سچی رہنمائی اور تسلی بخش رہبری نہیں کر سکتے۔

(۲) مشہور مصنف لالہ ہردیال ایم۔ اے جو علم سنسکرت کے بہت بڑے فاضل مانے جاتے ہیں۔ اخبار ہندوستان مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۲۰ء صفحہ اول کالم ۳ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

ویدوں کے اصول نہایت لچر ہیں کوئی روشن خیال قوم ان کی تعلیم سے استفادہ اور ترکیب حاصل نہیں کر سکتی۔ کیونکہ یہ تہذیب اور جانبداری سے لبریز ہیں اور ان کا مطالعہ ہمارے خیالات کو تنگ جھول اور بیکار بنا دیتا ہے۔ ہر چہار ویدوں میں سے کسی میں یہ تعلیم نہیں ہے کہ ہم کس طرح جدید سوسائٹی کو مرتب کریں اور کیونکر بڑھتے ہوئے انسانوں کے قدم بقدم چلیں۔ علاوہ اس کے ویدوں نے کسی قوم کی خوشحالی کے اسرار سے بھی ہمیں آگاہ نہیں کیا ہے۔ ہمیں ان چاروں ویدوں کے سامنے سر جھکانے کے واسطے کہا گیا ہے لیکن میں اس احمقانہ فعل کے خلاف میاں صدائے احتجاج بلند کرتا ہوں۔

(۳) مشہور پنڈت مہاشے گھاسی رام جی ایم۔ اے پنجاب اخبار پرکاش لاہور مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۰۹ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ میں تحریر کرتے ہیں کہ ویدوں کی تعلیم ایسے ناقص اور پر عیوب طریقوں پر مبنی ہے کہ ان کتب کے ایک سرسری مطالعہ سے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وید کے لکھنے والے سائنس اور فلسفہ کی برکتوں سے بالکل محروم تھے۔ یا اس سے بہت کم واقف تھے۔ ویدوں کی تعلیم سے کوئی قوم بھی خوشحال نہیں ہو سکتی۔

ویدوں کے متعلق میں نے ان جید ہندوؤں کا نقطۂ نظر پیش کیا ہے جو ویدوں کو مسلم طور پر جاننے والے اور ہندوؤں کے درخشاں ستارے ہیں۔ اب میں قرآن کریم کے متعلق کچھ حوالجات پیش کرنے چاہتا ہوں۔ یہ حوالجات کسی مسلمان مصنف کے قلم سے نکلے ہوئے نہیں ہیں بلکہ یورپ کے عیسائی مصنفوں کے زور قلم کا نتیجہ ہیں جو بلاشبہ مسلمانوں کے سخت ترین دشمن ہیں اور اس صحیفہ کی خوبیوں نے ان کو حق بات کہنے پر مجبور کر دیا ہے۔ سچائی ہمیشہ ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ اور سچی بات دشمنوں کے منہ سے بھی نکل جایا کرتی ہے۔ چاند کے منہ پر بغض و عناد کی گرد ڈالنے سے کوئی نتیجہ نہیں نکلا کرتا۔ بلکہ چاند اسی طرح اپنی درخشانیوں سے دنیا کو منور کرتا رہتا ہے۔

بقول یورپین مورخ مسٹر گبن۔ سچی تعریف وہی سمجھی جاتی ہے۔ جو دشمنوں کے منہ سے نکلتی ہے ان مصنفین کی یہ رائیں تمام مہذب [illegible] ان کا یہ فعل سوائے تعصب کے اور کوئی معنی نہیں رکھتا۔

(۱) ارونگ کہتا ہے کہ:۔

قرآن میں پاک سنجیدہ اور اعلیٰ پایہ کی نصیحتیں ہیں (ڈبلیو۔ ارونگ۔ محمد صفحہ ۲۰۰)

(۲) قرآن کی زبان خالص عربی زبان سمجھی جاتی ہے جو دلپسند طرز بیان اور شاعرانہ خوبیوں سے مملو ہے اور اس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی اسکے اخلاقی مسائل نہایت پاک ہیں جو شخص ان پر عمل درآمد کرے وہ ایک حقیقی زندگی بسر کرے گا۔ (پاپولر انسائیکلوپیڈیا ہفتم صفحہ ۳۲۶)

(۳) قرآن دنیا کی تمام بڑی بڑی مذہبی کتب میں ایک خاص مرتبہ رکھتا ہے۔ اس نے انسانوں کے ایک بڑے گروہ پر جو حیرت ناک اثر کیا ہے وہ اس سے پہلے کسی مصلح کی تصنیف سے نہیں ہوا۔ اس نے انسانی خیالات کو ایک عالمگیر یکسر بالکل نئی ہیئت اور ان کے افعال میں ایک نیا طریقہ پیدا کر دیا ہے۔ (جی مارگولیتھ)

(۴) ...... اسلام کا وہ حصہ جو نہایت وضاحت کے ساتھ اپنے مصنف کے خیالات کو آشکارا کرتا ہے۔ اس کا نہایت مکمل اور درخشاں حصہ ہے۔ ہمارا مطلب قرآن کریم کے اصول اخلاق سے ہے یہ مثل دیگر اصولوں کے ایک دوسرے میں جمع نہیں کئے گئے بلکہ یہ سنہرے دھاگہ کی مانند مذہب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الہامی دستور العمل کی ایک طویل رسی کے ساتھ منسلک ہیں۔ نا انصافی۔ کذب۔ تکبر۔ خود ستائی۔ تہمت۔ تمسخر۔ حرص۔ بغض۔ حسد۔ بے اعتمادی۔ بدگمانی کی اسلئے مذمت کی گئی ہے کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں ہیں اور بہت بری باتیں ہیں اور رحم۔ وفاداری۔ تحمل۔ صبر۔ خلوص۔ امن پسندی سچائی محبت۔ خدا کی وحدانیت کا عقیدہ اور اس کی رضا جوئی کو بزرگی کا ستون اور سچے پیروؤں کی نشانی بتایا گیا ہے۔ (چیمبرز سائیکلوپیڈیا ایڈیشن ششم)

(۵) مختلف مقامات پر قرآن کا مضمون بالکل جدا ہے۔ بہت سی سورتیں علم الٰہی اور اخلاق پر مشتمل ہیں۔ ہم کو خدا کی بزرگی بھلائی اور خدا کی حقیقت کو یاد دلایا گیا ہے جیسا کہ نیچر تاریخ اور ان وحیوں سے آشکارا ہوا ہے جو پیغمبروں اور بالخصوص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئیں۔ خدا کی صفت واحد اور قادر مطلق بیان کی گئی ہے بت پرستی اور تمام خودساختہ چیزوں کی پرستش مثلاً حضرت عیسیٰ کی پرستش خدا کا بیٹا ہونے کی حیثیت سے بالکل ممنوع قرار دی گئی ہے (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد شانزدہم صفحہ ۵۹۹)

(۶) ایک محدود حلقہ میں قرآن کی آیت بہ نسبت بائبل کی آیات کے نہایت گہرا اثر قائم کرتی ہیں۔ (ڈین اسٹینلے اسٹرن چرچ صفحہ ۲۷۹)

(۷) قرآن پاک دلائل و براہین سے لبریز ہے جو قدرت اور فطرت سے اخذ کیگئی ہیں ان میں خدا کی ذات کو حاکم اعلیٰ ثابت کیا گیا ہے اور تمام انسانوں کو اس بادشاہ کی بندگی کرنے کیلئے زور دیا گیا ہے۔ اس جہان میں نیکی و بدی، سزا و جزا۔ سچائی کی تلقین۔ مخلوق کی خدمت اور خوشی۔ خالق کی بندگی اور پرستش اور اسی قسم کی اور باتیں نہایت خوبی اور پرزور انداز میں بیان کیگئی ہیں۔ اور بعض بعض مواقع پر حقیقی شاعری کو کام میں لایا گیا ہے۔ اسی طرح پرزور مثالوں سے قیامت کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ (ڈبلیو موئر)

(۸) قانون اسلام حیرت انگیز اخلاقی اصولوں پر مشتمل ہے۔ جو عملدرآمد کرنے اور پرزور طریقہ سے پیروی کرانے میں بہت زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔ (ہربرٹ سپکچر)

(۹) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک قوم ایک سلطنت اور ایک مذہب کے بانی ہونے کی حیثیت سے تاریخ میں بے نظیر شخصیت رکھتے ہیں وہ خود امی تھے اور مشکل لکھ پڑھ سکتے تھے لیکن بایں ہمہ آپ نے ایک ایسی کتاب تصنیف فرمائی جو ایک نظم ہے ایک قانون ہے عام عبادت کیلئے ایک کتاب ہے اور ایک بائبل ہے۔ اور تمام دنیا کے چھٹے حصہ کی نگاہ میں عزت و ادب کے ساتھ دیکھی جاتی ہے اور جس کو صداقت سچائی اور عقل کا ایک معجزہ سمجھا جاتا ہے۔ یہی ایک معجزہ ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنا دکھایا۔ اور وہ واقعی ایک معجزہ ہے۔ (بوسورتھ اسمتھ محمد صفحہ ۳۴۴)

(۱۰) دلوں کو فتح کرنے کے لئے قرآن میں قوت موجود ہے۔ مسلمانوں کو اپنے دین کی اشاعت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے کپڑے فروخت کر کے عیسائیوں سے توپ اور بندوق خریدیں (نصیب اللہ [illegible])

مصنفین کی آراء اور نظریہ یہاں نقل کئے گئے ہیں اور اس کا فیصلہ انصاف پسند پبلک کے ہاتھ میں چھوڑا جاتا ہے۔ یہ ایک مذہبی مقدمہ ہے فاضل مصنفین جج ہیں اور تعلیم یافتہ پبلک۔ جیوری۔ جیوری کی کرسی انصاف کی کرسی ہے جو سچائی اور عزت کی کرسی ہے۔ جیوری کو تعصب اور کسی فرقہ کے خیال سے خالی الذہن ہو کر فیصلہ کرنا چاہئے اس مضمون کو ختم کرنے سے قبل میں ان حضرات کے سامنے اردو کا ایک مشہور شعر پیش کر دینا چاہتا ہوں:۔

بغض کو رکھ کر الگ انصاف کا منہ دیکھ کر

[illegible]

خبریں

— لاہور ۱۰ ستمبر تعطیلات کے بعد ہائیکورٹ کی عدالتیں آج سے پھر کھل گئیں۔

— نواب سکندر حیات خاں صاحب ریاست بہاولپور سے علیحدہ ہو کر شملہ وائسرائے کے پاس پہنچے آپ نے ایک مفصل بیان لکھ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وائسرائے نے آپ کو دوبارہ بہاولپور کا وزیر اعظم مقرر کر دیا۔

— مولانا ظفر علی خاں نے پنجاب میں کانگریس کی طرف سے نہرو کمیٹی کی تائید میں پروپیگنڈے کی غرض سے دورہ شروع کر دیا۔

— ریاست پٹیالہ میں جدید طبی نظام کے سلسلہ میں میر محمود مقبول وزیر خارجہ پٹیالہ نے ۸ ستمبر کو ریاست کے نئے طبی پروگرام کا اعلان کیا۔ اس پروگرام کی رو سے جابجا شفاخانے قائم کئے جائیں گے۔

— افغانستان اور ہندوستان کے درمیان ہوائی ڈاک کا سلسلہ کی تجاویز میں افغان گورنمنٹ برطانیہ سے سمجھوتہ کرنے والی ہے۔

— حکومت ہند نے مہاراجہ بھرت پور کے لئے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں کہ وہ اب اپنی ریاست میں داخل نہیں ہو سکتے۔

— حکومت نے لاہور کے شاہی قلعہ کے متعلق فیصلہ کیا ہے کہ اسکی تاریخی شان کو قائم رکھنے کیلئے قلعہ کی تمام جدید عمارتیں گرا دی جائیں اس تجویز پر عمل بھی شروع ہو گیا ہے۔

— آجکل ضلع ستارا میں اشدھی کا خوب زور ہے۔

— جینوا ۱۲ ستمبر۔ تمام دنیا کے مذاہب کی کانفرنس کی جس کا مقصد مذہبی دلداری قائم کرنا ہے کی مجلس منتظمہ سفارش کی ہے کہ ۱۹۳۰ء میں کانفرنس کا اجلاس ہندوستان میں منعقد ہو۔

— جاپان میں ایک نئے مذہب کا آغاز ہوا ہے جس کے پیرو شہنشاہ جاپان کو سورج بنسی تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں حکومت اس کی مخالفت کر رہی ہے۔

— کھڑک پور (کلکتہ) میں جو فرقہ وارانہ فساد ہوا ہے اس میں گیارہ آدمی ہلاک اور ۳۴ زخمی ہوئے۔ پولیس کو مشتعل ہجوم پر گولی چلانی پڑی جس میں تین آدمی زخمی اور ایک ہلاک ہو گیا۔

— لندن کے جدید قانون رائے دہندگی کے مطابق باون لاکھ عورتوں کو حق رائے دہندگی دیا جائیگا۔

— ڈنمارک کے ایک زمیندار نے ایک ایسی ترکیب نکالی ہے جس سے ایک مشین کے ذریعہ دودھ کا تمام پانی کھینچ لیا جاتا ہے اور خشک دودھ کھردرے کاغذ کی مانند پڑا رہتا ہے جس کو برسوں رکھا جا سکتا ہے اور بوقت ضرورت نیم گرم پانی ملا کر اسکو پھر تازہ بنایا جا سکتا ہے۔

— مہاراشٹر میں سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کا پروپیگنڈا زور شور سے شروع ہو گیا ہے۔

— آسٹریلیا کے بحری مزدوروں نے عام ہڑتال کر دی ہے۔

— لارڈ لٹن اور ہندوستان کے نمائندے نے جمعیت اقوام میں اس تجویز کی مخالفت کی کہ جینوا میں بے تار برقی اسٹیشن قائم کیا جائے۔

— افغانستان بدھ کے زمانہ کی یادگاریں دریافت ہوئی ہیں۔

— علیگڑھ ۱۰ ستمبر آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کرسمس کی تعطیلات میں اجمیر میں منعقد ہوگی۔

— ماہ نومبر میں بمقام بنارس ہندو لیڈروں اور پنڈتوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوگی جس میں ہندوؤں کی رسوم شادی کی اصلاح پر غور کیا جائے گا۔

— اخبار پاؤنیر اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ حکومت افغانستان نے دیوبندی علماء کو افغانستان میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی ہے۔

— ایک مصری اخبار رقمطراز ہے کہ حکومت فرانس شام میں ملوکیت کے طرز کی حکومت کا اعلان کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

— آنریبل سر فضل حسین صاحب حکومت پنجاب کے رکن گوجرانوالہ و گجرات کو اس غرض سے جانیوالے ہیں کہ وہاں کے مقامی حکام سے مل کر ان نقصانات کا اندازہ کر سکیں جو سیلاب سے سیالکوٹ گوجرانوالہ۔ گجرات جہلم اور شاہ پور وغیرہ کے اضلاع کو پہنچا ہے۔

— دہلی پولیس نے ریاست بھرت پور کے وارنٹ کی بنا پر راجہ کرشن صاحب سابق چیف آف دی جنرل اسٹاف ریاست بھرت پور کو گرفتار کر لیا ہے۔

— اخبار شہاب اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ ڈاکٹر ہردیال سابق اسسٹنٹ سرجن جھنگ نے اسلام قبول کر لیا۔

— حضور نظام نے جناب مہر انگیز خانم ملکہ سلطان شاہ مرحوم کی درخواست پر پانچسو پونڈ عطا فرمائے بعد تحقیقات حسنا لا سٹ سلطانہ اور انکی شہزادیوں کیلئے مناسب بندوبست کیا جائیگا۔

— اخبار شرق کا بیان ہے کہ مہاراجہ کشمیر کی غیر موجودگی کی وجہ سے ہندو حکام مسلمان رعایا کو بہت تنگ کر رہے ہیں۔

— شاہ افغانستان نے اسالیب تعلیم و تہذیب افغانستان میں ترکی کے طریقے پر قائم کرنیکا حکم دیا ہے۔

— ترکی میں لاطینی حروف کا لکھنا پڑھنا سکھایا جا رہا ہے ہر شخص طالب علم بنا ہوا ہے اب تک تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حروف جدیدہ کا سیکھنا بہت سہل ہے توقع کیجاتی ہے کہ سال دو سال کے عرصہ میں اخبارات شروع سے آخر تک لاطینی حروف چھپا کریں گے۔

— طہران ۹ ستمبر۔ دولت ایران کا نیشنل بنک طہران میں کھل گیا ہے۔

— ریاست پونچھ کو سیلاب کی وجہ سے سخت نقصان پہنچا ہے۔

— پشاور ۱۵ ستمبر کابل کی اطلاع مظہر ہے کہ حکومت بولشویک کے سفیر متعینہ کابل کی اہلیہ میڈم سٹارک کا انتقال ہو گیا ہے۔

— دہلی [illegible] ایک جلسہ عام ہوا [illegible] کے فیصلہ کے خلاف اظہار بیزاری کیا۔

ہندوستان کے طبیب اعظم

جناب حکیم محمد اجمل خانصاحب مرحوم

کے

لاثانی مجربات کی فہرست

ہندوستانی دواخانہ دہلی سے طلب کیجیے

میونسپل گزٹ لاہور

کا

عثمان نمبر

اعلیحضرت معظم خسرو دکن کی تشریف آوری دہلی کے مبارک موقع پر اکتوبر کے پہلے ہفتے میں شایع ہوگا

حجم ۳۰×۲۰/۸ قریباً دو سو صفحات اشاعت پانچہزار تصادیر اور بلاک متعدد۔ کاغذ اعلیٰ چھپائی دیدہ زیب قیمت عہ بلا محصول

(۱) اہل قلم حضرات مضامین نظم و نثر ۲۵ ستمبر تک بھیجدیں۔ (۲) جو حضرات مستقل خریدار نہیں آرڈر رجسٹر کرالیں تاکہ فوراً انکی خدمت میں ارسال کر دیا جائے (۳) یہ لاجواب نمبر ہندوستان کے تمام مشاہیر اور رؤسا کے ہاتھوں میں پہنچیگا۔ اسلئے اشتہار دینے والے حضرات خاص طور پر نوٹ کر لیں۔ کیونکہ ۲۵ ستمبر کے بعد اشتہار کے لئے جگہ نہ ہونے کے باعث مایوس ہونا پڑیگا۔

المشتہر منیجر میونسپل گزٹ لاہور

ناظرین آرڈر دیتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیا کریں

آپ

اخبار "پیغام صلح" کے خریدار بن جائیے

پیغام صلح ہندوستان میں بہترین سہ روزہ تبلیغی اصلاحی اور اتحاد اسلامی کا علمبردار ہے

پیغام صلح میں نہایت دلچسپ مدلل اور موثر مضامین شایع ہوتے ہیں۔

پیغام صلح میں ہندوستان کے بہترین ارباب قلم مضامین لکھتے ہیں۔

پیغام صلح میں معترضین اسلام کے اعتراضات کا نہایت تسلی بخش طریق پر جواب دیا جاتا ہے اور اسلامی تعلیم کو نہایت دلکش طریق پر پیش کیا جاتا ہے۔

پیغام صلح مسلمانوں کو مذاہب غیر کی تبلیغی سرگرمیوں سے خبردار کرتا ہے اور ان کی قومی ضروریات کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پیغام صلح کی ہر اشاعت میں دنیا بھر کی تازہ خبروں کا خلاصہ شایع ہوتا ہے۔

پیغام صلح کو مسلمانوں کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ بیحد پسند کرتا ہے اس کے مضامین سلیس ہوتے ہیں جن سے بچے اور عورتیں بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں لکھائی چھپائی کاغذ سب اعلیٰ سائز ۲۲×۱۸/۴ آپ آج ہی نمونہ کے لئے خط لکھدیجئے سالانہ قیمت چھ روپے ششماہی تین روپے سہ ماہی دو روپے۔ طلباء سے چار روپے سالانہ ممالک غیر سے پندرہ شلنگ سالانہ۔ نمونہ مفت۔

رسالہ نظام المشائخ۔ دہلی

نہ ہندوؤں سے لڑتا ہے نہ انگریزوں سے اور نہ آپس کی جنگوں سے اسے دلچسپی ہے

اس میں صرف مسلمانوں کے فائدہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اگر آپ ایسے رسالہ کو پسند کر سکتے ہوں تو ۲ کے ٹکٹ بھیجکر اس کا ایک پرچہ نمونۃً منگا لیجے۔ زیادہ چٹخارہ تو نہ ملیگا۔ لیکن انشاءاللہ بے لطف بھی نہ ہوں گے۔

نظام المشائخ بیس سال سے ماہوار نکل رہا ہے ضخامت ۲۰ صفحے ہوتی ہے چندہ سالانہ عہ ششماہی عہ۔ لیکن ماہ مبارک ربیع الآخر کے اندر اندر جو حضرات خریداری قبول فرمائیں گے ان سے سالانہ عہ اور ششماہی عہ چندہ لیا جائیگا۔ اسی واسطے ۲ فی پرچہ کے حساب سے ٹکٹ طلب کئے گئے ہیں۔ ورنہ اصل قیمت فی پرچہ ۴ ہے۔ آپ ۲ بھی خرچ کرنے نہ چاہیں تو نمونہ مفت بھی مل سکتا ہے۔ مگر وہ مکمل ۲۰ صفحوں کا نہ ہوگا۔ تھوڑے سے مضامین نمونہ کے طور پر ارسال کر دئیے جائیں گے۔

المشتہر

منیجر نظام المشائخ دہلی

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور کے یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۶۴

صلح اور جنگ

از چودھری دلّو رام صاحب کوثری

بہتر ہے صلح جنگ سے ہر ایک حال میں
کب اہل صلح پڑتے ہیں رنج و ملال میں
کی کافروں سے صلح حدیبیہ آپ نے
سبقت نہ کی رسولؐ نے جنگ و جدال میں
کی تھی معاویہؓ سے جنابِ حسنؓ نے صلح
ڈالا نہ مومنوں کو فساد و وبال میں
پیغامِ صلح رام کا راون نے رد کیا
جس سے زوال آگیا اسکے کمال میں
کی کوروؤں نے پانڈوؤں سے جنگ بے سبب
ابتک ہیں ہندو جس سے مصیبت کے جال میں
کیا ہاتھ آیا قیصرِ جرمن (ولیم) کو جنگ سے
کھا کر شکست وہ پھنسا دامِ زوال میں
ہے اپنی اپنی حسبِ خرد رائے کوثریؔ
بہتر مگر ہے صلح ہمارے خیال میں

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

— گذشتہ ۱۰ ستمبر ۱۹۲۸ء کو حضرت امیر ایدہ اللہ کے جھنگ تشریف لے جانے پر وہاں کی انجمن اسلامیہ نے ایک جلسہ منعقد کیا جس میں حضرت موصوف نے لالہ ہیرانند صاحب پریذیڈنٹ آریہ سماج و میونسپل کمیٹی جھنگ کے زیر صدارت اسلام پر ایک زبردست لیکچر دیا۔

۱۴ ستمبر ۱۹۲۸ء کو آپ نے نماز جمعہ پڑھائی اور خان بہادر میاں غلام (رسول) خاں صاحب پنشنر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی صاحبزادی کا خطبہ نکاح پڑھا۔ چودھری غلام محی الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔

— اخویم مکرم بابو عبد الحق صاحب لکھتے ہیں کہ ۲۵ اگست ۱۹۲۸ء کو برد ہفتہ میرے برادر خورد میاں محمد اسمٰعیل صاحب مقیم لدھیانہ کا نکاح مسماۃ کل (ثوم) دختر شیخ فضل کریم صاحب احمدی کے ساتھ مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب نے پڑھایا دو ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا۔ میاں محمد اسمٰعیل صاحب نے اس تقریب سعید کی خوشی میں مبلغ یکصد روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو دیا۔ جو شیخ عبد المعلی صاحب بی۔ اے افسر خزانہ جہلم کی تحریک کا نتیجہ ہے۔

— وزیر آباد سے جناب شیخ محمد جان صاحب لکھتے ہیں کہ خاکسار کا لڑکا عزیز شیخ عبد الرحمٰن بی۔ اے (آنرز) جو آج کل محکمہ انکم ٹیکس میں ہے امتحان مقابلہ ای۔ اے۔ سی میں شامل ہوگا۔ یہ امتحان ۸ اکتوبر کو شروع ہوگا۔ برادران سلسلہ کی خدمت میں عرض ہے کہ عزیز موصوف کی کامیابی کے لئے دعا فرما کر مشکوری کا موقعہ دیں۔

— ہمارے مجاہد بھائی چودھری فضل داد صاحب نے کیمبل پور سے جرمن ترجمۃ القرآن کے لئے ذیل کی رقوم جمع کر کے ارسال کی ہیں:۔

(۱) راجہ عبد الحمید خاں صاحب بی اے پنڈی گھیب ضلع اٹک ۔۔ صہ
(۲) سید اسمٰعیل شاہ صاحب .... سے
(۳) چودھری علی احمد صاحب میانوالی .... عا
(۴) چودھری احمد الدین صاحب تلہ گنگ .... سے
(۵) چودھری احمد خاں صاحب بی اے کالا باغ .. للعہ

پیغام صلح۔ ہم ان تمام اصحاب کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں اور اپنے جوشیلے اور سرگرم بھائی چودھری فضل داد صاحب کا بھی جو خدمت دین کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

کیا آپ نہیں چاہتے

کہ

اخبار پیغام صلح جو آپ کی جماعت کا واحد اردو آرگن ہے ہندوستان کا بہترین سہ روزہ اخبار ہو جائے اس میں نہایت دلچسپ مفید اور موثر مضامین شائع ہوا کریں صفحات میں اضافہ ہو جائے لکھائی چھپائی اعلیٰ سے اعلیٰ ہو؟ یقیناً آپ کی یہ خواہش ہوگی۔

یہ سب کچھ

آپ کی معمولی توجہ سے ہو سکتا ہے آپ کو صرف اس قدر کرنا ہوگا۔

(۱) آپ کے ذمہ جس قدر دفتر پیغام صلح کی رقم واجب الادا ہے اسے فی الفور ادا فرما دیں۔

(۲) ہر ایک صاحب کم از کم دو نئے خریدار مہیا کریں۔

کیا آپ اپنے قومی اخبار کے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتے؟

ضرور کر سکتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ - ۹ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر ۴۶

اسلام اور تہذیب جدید

مسلمان کدھر جا رہے ہیں

اسلام اس وقت جن حالات میں سے ہو کر گذر رہا ہے مختلف ممالک کی اسلامی حکومتوں نے بعض مذہبی امور میں اصلاح کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس نے بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر دیا ہے کہ گویا اسلام ایک وقتی مذہب تھا جو دوسرے قومی و وقتی مذاہب کی طرح حالات و واقعات زمانہ سے شکست کھا کر ایک بالکل نئی شکل اختیار کر رہا ہے۔ جو اصل اسلام سے قطعاً مختلف ہے اور اس قابل نہیں کہ اسے اسلام کے نام سے پکارا جائے یہ خیال صرف ان آریہ معاصرین ہی کے دلوں میں جاگزین نہیں جو اسلام کے خلاف ہمیشہ نئے نئے اعتراضات کی تلاش میں لگے رہتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو اسلام کے ساتھ عقیدت اور وابستگی رکھتے ہیں، اس صورت حالات کو دیکھ کر حواس باختہ ہو رہے ہیں۔ اور دنیا کے آئندہ مذہب کے متعلق نہایت بے چینی سے فکرمند ہیں۔

جہاں تک ہمارا خیال ہے ان لوگوں نے نہ تو اسلام کی اصل حقیقت پر غور کیا ہے اور نہ واقعات کی اصلیت کو گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ اسلام جس چیز کا نام ہے اس کو ذیل کے چند جملوں میں بیان کیا جا سکتا ہے:

(۱) خدا پر ایمان

(۲) رسولوں اور ان کے صحیفوں پر ایمان

(۳) فرشتوں تقدیر قیامت پر ایمان

(۴) نماز روزہ اور حج اور زکوٰۃ

ان میں سے پہلی تین باتیں ایسے اعتقادات سے تعلق رکھتی ہیں جو انسان کی تمدنی معاشرتی اور روحانی زندگی پر نہایت گہرا اثر ڈالنے والے ہیں اور آخری شق اعمال سے متعلق ہے جو ان سابقہ اعتقادات کا نتیجہ ہیں۔

یہ ہے وہ اسلام جس کی تعلیم آج سے چودہ سو سال پیشتر ہم کو دی گئی۔ ظاہر ہے کہ ان میں سے ایک بھی ایسی بات نہیں جس کا انکار کسی بھی اسلامی سلطنت نے کیا ہو یا ان میں سے کسی چیز کی ترمیم اور اصلاح کی ضرورت محسوس کی ہو۔ زیادہ سے زیادہ تعدد ازدواج اور پردہ میں اصلاح کی ضرورت سمجھی گئی ہے اور یہ ایسی چیزیں نہیں جن کو اسلام کے بنیادی اصولوں سے چنداں تعلق ہو۔ حالات اور وقت کا اقتضا ان میں اصلاح و ترمیم کی گنجائش پیدا کر دیتا ہے اور اسلام نے انہیں وقتی حالات ہی کے ساتھ مخصوص کیا ہے بالخصوص تعدد ازدواج کو قرآن کریم نے کہیں بھی حکم کے رنگ میں بیان نہیں کیا۔ بلکہ بعض خاص حالات کے پیش آ جانے پر خاص شرائط کے ماتحت اس کی اجازت دی ہے۔ رہا پردہ اسکی بھی جو توجیہیں مفسرین اور محققین نے کی ہیں اور قرون اولیٰ میں جس قسم کا پردہ نظر آتا ہے اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ موجودہ پردہ ہی اصل اسلامی پردہ ہے۔

پس جو چیز نہ تو اسلام کے اصل بنیادی اصولوں سے تعلق رکھتی ہے اور نہ اسلام نے اس کی کسی خاص شکل کو ضروری اور لازمی قرار دیا ہے۔ اس کی اصلاح و ترمیم کو اسلام کی اصلاح و ترمیم قرار دینا بالکل خلاف حقیقت ہے۔

ہاں ایک چیز ہے جو فی الحقیقت غور کرنے کے قابل ہے اور وہ مسلمانوں کا عام رجحان ہے مسلمان اس وقت کس طرف جا رہے ہیں۔ ان کی مصلحانہ کوششیں آیا اسلام کی اصل تعلیم کی تقلید کا نتیجہ ہیں یا اس عام رجحان کا جو یورپ اور مغربی تہذیب کی طرف پایا جاتا ہے جو کچھ اس وقت ترکی یا افغانستان میں ہو رہا ہے اگرچہ وہ اسلام کے بنیادی اصولوں پر کوئی ناگوار اثر نہیں ڈالتا نہ ہی اب تک ان میں سے کسی ایک اصول سے بھی انکار کیا گیا ہے۔ تاہم یہ کہنا خلاف حقیقت نہیں کہ اس کی تہ میں مغرب کی تقلید کے سوائے اور کچھ نہیں۔ یورپ کی نقل اتارنا یورپ کے تمدن و معاشرت بلکہ لباس تک کو ترقی کا حقیقی ذریعہ یقین کرنا موجودہ زمانہ کی عام روش ہے اور ہمیں افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اسلامی ممالک کے ارباب حکومت نے اس روش کو اختیار کرنے میں نمایاں سرعت سے کام لیا ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ وہ حالات اور ضروریات کے خلاف قدم اٹھائیں۔ لیکن یورپ کی نقل اتارنا حالات اور ضروریات کا اقتضا نہیں جن اصلاحات کی ان کو ضرورت ہے اور جو انکو تنزل کے گڑھے سے نکال کر ترقی کی طرف لے جانے کا موجب ہو سکتی ہیں۔ وہ اسلام کی اس سادہ تعلیم میں موجود ہیں جو آج سے تیرہ صد سال پیشتر دنیا کو دی گئی۔ چاہیئے کہ اس تعلیم کی طرف رجوع کیا جائے۔ قرون اولیٰ کے اس اسلام کو دیکھا جائے جس پر یورپ کی تہذیب آج تک محو حیرت ہے اور جو یورپ کے تاریک ترین زمانہ کو نور اور روشنی سے منور کرنے کا موجب ہوا۔

یہی وہ بات ہے جس کی طرف مجدد وقت نے ہمیں توجہ دلائی اس نے جہاں صاف طور پر اس بات پر زور دیا کہ اسلام ایک معقول اور مدلل مذہب ہے وہیں تہذیب جدید کے سامنے سجدہ کرنے سے روکا اور اسلام کو اس کی اپنی اندرونی خوبیوں اور دلائل کے ساتھ پرکھنے اور تہذیب جدید کو اس سے مطابقت دینے کا حکم دیا۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ زمانہ کا رجحان عام طور پر اس بات کی طرف ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے مذہب کو تہذیب جدید اور زمانہ حال کے خیالات کے مطابق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ جو ایمان انہیں تہذیب جدید کی صداقت پر ہے وہ اپنے مذاہب پر نہیں۔ اس شخص کا کھڑے ہو کر اس بات پر زور دینا کہ اسلام بذات خود اس قدر معقول و مدلل مذہب ہے کہ زمانے کے دوسرے ادیان اور سائنس کے اصولوں کو اس سے مطابقت دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اس کا ایمان اسلام کی صداقت اور معقولیت پر اس قدر زبردست ہے کہ کوئی دوسرا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں نے مجدد وقت کو چھوڑ کر یورپ کی نقالی کو آج اپنا طریق عمل بنا رکھا ہے محض یورپین تمدن و معاشرت بلکہ یورپین لباس کو وہ ذریعہ ترقی خیال کئے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یورپ خود اپنی تہذیب و معاشرت سے اس قدر اکتا چکا ہے کہ اسے اپنے لئے باعث ہلاکت سمجھتا ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ مسلمان اپنی توجہ اسلام کی طرف پھیریں اس سے ہر قسم کی روشنی اور نور حاصل کرنے کی کوشش کریں قرون اولیٰ کے اسلام کو اپنا نصب العین بنائیں۔ یورپ کی نقالی اور تہذیب جدید کی آرائش کو چھوڑ کر اس سادگی کو اختیار کریں جو سلف صالحین کا امتیاز خصوصی تھا اور دین کو ہر قسم کی الجھنوں اور پیچیدگیوں سے پاک کر کے اس پر عمل پیرا ہوں کہ اسی میں ان کی حقیقی کامیابی مضمر ہے۔

اسلام اور یورپ

ایک وقت تھا کہ یورپ اسلام سے قطعاً بیزار نظر آتا تھا۔ لیکن آج وہاں کے ذی علم لوگوں اور اخبارات کا نقطہ نگاہ بہت کچھ بدلا ہوا ہے۔ اسلام کی وہ عالمگیر برادری جو انسانی مساوات کی عملی تفسیر ہے۔ اور وہ تبلیغی سرگرمیاں جو مغرب میں فتوحات اسلامی کا موجب ہوئی ہیں یورپ کے ذی فہم انسانوں کے دلوں پر خاص اثر پیدا کر رہی ہیں جس کا ثبوت ان عقیدت مندانہ خیالات سے ملتا ہے جو وقتاً فوقتاً وہاں کے اہل قلم اصحاب کی زبان قلم سے نکل جاتے ہیں۔ مسٹر لینسلاٹ لاٹن ایک مشہور انگریز مصنف ہیں۔ جو اسلامی مسائل کے مطالعہ میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے مسلمانوں کی موجودہ بیداری پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں اس بات کا اعتراف [illegible]

"باوجود ان اختلافات کے جو اسلام میں پائے جاتے ہیں اس کی اصلاح و ترقی اور اتحاد باہمی دن بدن بڑھ رہا ہے خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کی بنیاد وہ برادری ہے جو اس کے پیرؤوں میں پائی جاتی ہے اور روزانہ عملی زندگی میں مسلمانوں کے باہمی تعلقات دوسرے مذاہب کے لوگوں سے بہت بڑھ کر دوستانہ اور گہرے ہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام ایک پاک مذہب ہونے سے بہت بلند حیثیت رکھتا ہے یہ ایک مجلسی نظام ہے۔ ایک مذہبی جمہوریت ہے جس کی بنیاد انسانی مساوات کے متصوفانہ عقیدہ پر رکھی گئی ہے۔

اسلام ہمیشہ تبلیغی کاموں میں بہت سرگرم رہا ہے اور جہاں کہیں اسے فتح نصیب ہوئی۔ وہاں سے اس کا قدم پیچھے نہیں ہٹا۔ موجودہ زمانہ سے جبکہ وہ اندرونی کشمکش میں مبتلا ہے زیادہ سرگرمی اس نے کبھی نہیں دکھائی۔ ہر جگہ اس کے پیرؤوں کی تعداد بڑھ رہی ہے یہاں تک کہ انگلستان میں بھی لوگ اس کے حلقہ بگوش ہو رہے ہیں اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اس کی موجودہ کشمکش اور جدوجہد قوت بیداری کی مظہر ہے نہ کہ ناقابل روک تباہی و بربادی کی"

یہ ایک انگریز اہل قلم کے خیالات ہیں جو فی الحقیقت واقعات پر مبنی ہیں۔ وہ لوگ جو اس بات پر ایمان لائے بیٹھے ہیں کہ اسلام کے موجودہ مصائب اس کی تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہیں۔ ان الفاظ کو غور سے پڑھیں اور اس بات کا اندازہ لگائیں کہ اسلام اس موجودہ حالت میں بھی کس قدر زبردست کشش اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اس کے تبلیغی سلسلہ کو اگر مستعدی اور کوشش کے ساتھ جاری رکھا جائے تو کس قدر عظیم الشان فوائد اس سے مترتب ہو سکتے ہیں۔

مساوات انسانی کا عملی نظارہ

فی الحقیقت اسلام کا عملی نمونہ ہی ایک چیز ہے جو آج یورپ کے ان قلوب کو فتح کر سکتا ہے جو تشتت اور عدم مساوات کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اسلامی مساوات کے زبانی وعظ اتنا اثر پیدا نہیں کر سکتے جس قدر نماز کا عملی نظارہ دلوں کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔ ایک یورپین مصنف نماز کے اس عملی نظارہ ہی کو دیکھ کر پکار اٹھا ہے کہ

"عرب میں نے مختلف نسلوں کے ایک اس شریفانہ مجمع کو ایک دوسرے کے دوش بدوش یکجا مصروف عبادت الٰہی پایا تو میرے دل پر یہ خیال مسلط ہو گیا کہ یہ وہی حقیقی مساوات اور سچی اخوت ہے اور یہی ان الفاظ کا اصلی مفہوم اور مطمح نظر کا واقعی منشا ہے جو انبیاء دنیا کے روبرو پیش کرتے آئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان انبیاء میں گو آخری نبی تھے مگر درجہ میں سب سے افضل تھے"

کیا یہ الفاظ ان لوگوں کے لئے عبرت انگیز نہیں جو یورپ کو محض مادیت اور دہریت کا گھر سمجھ کر اس بات کا فیصلہ کر چکے ہیں کہ مذہب اس پر کوئی اثر نہیں کر سکتا ہم سمجھتے ہیں اگر تھوڑی سی کوشش سے کام لیا جائے اور مسلمان اپنے اندر وہ روح پیدا کریں جو نماز کا حقیقی منشاء ہے تو یورپ آج اسلام کے آگے سرنگوں ہو سکتا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ مسلمان خود ہی نماز کو ترک کئے بیٹھے ہیں۔ باجماعت نماز کے فوائد کو وہ خود ہی نہیں سمجھتے دوسروں کو کیا ہدایت کریں گے۔

مانگرول کی اسلامی ریاست

کاٹھیاواڑ میں ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست مانگرول کے نام سے چلی آتی ہے اس کے نیک دل نواب خدا کے فضل سے اس قدر بیدار مغز اور دردمند واقع ہوئے ہیں کہ ہر وقت انہیں رعایا کی بہبودی اور خوشحالی کی فکر رہتی ہے اور ہر ایسی بات جو رعایا کے لئے مفید ہو اس سے کام لینے کی وہ پوری کوشش کرتے ہیں۔ بہت کم والیان ریاست ہیں جو اپنے عیش و آرام کو چھوڑ کر رعایا کی بہبودی کو اپنا وظیفہ عمل بنائیں حالانکہ مسلمان حکمرانوں کا یہ سب سے پہلا فرض ہے کیونکہ ان کے پاک رسول صلعم کا یہ ارشاد ہے کہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ ہر ایک تم میں سے حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائیگا۔ یہ تو عام افراد کی حالت ہے وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں ملکوں کی حکمرانی ہے وہ اور بھی زیادہ ذمہ داری کے نیچے ہیں۔

ان حالات میں یہ سن کر ہمیں از حد خوشی اور طمانیت [illegible] کہ مانگرول [illegible]

کی چھوٹی سی ریاست کے نیک دل نواب نے رعایا کی بہبودی کے لئے ایک نیا عملی قدم یہ اٹھایا ہے کہ اپنی ریاست کا ایک بیت المال قائم کیا ہے جہاں سے غربائے ریاست کی پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائیگا اور دیگر ضروریات کا انتظام اس سے ہو گا۔ ہم اس مبارک کام کے لئے ہز ہائینس نواب صاحب کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دل سے آرزو مند ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں تا دیر زندہ و سلامت رکھے اور ان کے نیک نمونہ پر دیگر والیان ریاست کو بھی عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر میں یہ ذکر کر دینا بھی بے محل نہ ہو گا کہ نواب صاحب قبلہ کو ہر اسلامی تحریک اور اشاعت اسلام کے کاموں سے پوری دلچسپی اور شغف ہے اور ہمیشہ ہر نیک تحریک میں زر عملی امداد دیتے ہیں فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

ریاست بھوپال میں مذہبی آزادی

معاصر تیج راوی ہے کہ بھارتیہ شدھی سبھا دہلی نے کچھ عرصہ ہوا ایک عرضداشت کے ذریعہ سے فرمانروائے بھوپال کی توجہ اس امر کی جانب منعطف کرائی تھی کہ ریاست مذکور میں جملہ مذاہب کو یکساں آزادی حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ تعزیرات بھوپال کی دفعہ ۲۹۳ کے مطابق کوئی شخص اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو جائے تو اسے تین ماہ قید اور جرمانہ کا مستوجب قرار دیا جاتا ہے ہندوؤں کی مذہبی ترقی کے راستہ میں یہ ایک بڑی روکاوٹ ہے۔

نواب صاحب نے سبھا کی عرضداشت پر ہمدردانہ غور کرنے کے بعد اسے اپنی کونسل میں پیش کیا اور سرکاری گزٹ بھوپال مطبوعہ ۹ ستمبر ۲۶ء میں قانون متنازعہ کی تنسیخ کے متعلق حسب ذیل اعلان ہوا ہے

"حکومت بھوپال کا اصول حکمرانی ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ ملک محروسہ بھوپال کی رعایا کو ان کے مذہبی معاملات میں ہر قسم کی آزادی دی جاوے اور ادائے فرائض مذہبی میں کسی قسم کی ناجائز مداخلت نہ کی جائے (جو کہ اس قانونی عرصہ میں آج تک ہوتی رہی ہے) لہذا ہمایوں اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ فرمانروائے بھوپال سے یہ ارشاد صادر ہوا ہے کہ بربنائے اصول آزادی مذاہب جو کہ اصل اصول حکمرانی و آئین جہانبانی ہے ایسے احکام نافذ کئے جاویں جن سے حضور ممدوح کی رعایا کو یہ مزید اطمینان ہو کہ ہر شخص کے قواعد مذہبی حکومت کی مداخلت سے آزاد ہیں۔"

یہ اعلان جہاں ہز ہائینس جناب نواب صاحب والئے بھوپال کی روشن ضمیری اور مذہبی رواداری پر دال ہے وہیں اس بات کا ایک زندہ ثبوت ہے کہ اسلام مذہب کے معاملہ میں کسی جبر و اکراہ کو روا نہیں رکھتا ورنہ بھوپال جیسی اسلامی ریاست کو ایسا اعلان کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

کیا اس کے بالمقابل ہندو ریاستوں کا کوئی ایسا نمونہ پیش کیا جا سکتا ہے جس میں غیر مذاہب بالخصوص مسلمانوں کے ساتھ اس قسم کی مذہبی رواداری کا ثبوت دیا گیا ہو؟ کم از کم انہیں اپنے مذہب کی تبلیغ ہی کی کھلی اجازت ہو۔

دیوان بھرت پور اور آریہ سماج

ریاست بھرت پور میں آریہ سماج نے پچھلے دنوں مسلمانوں پر جو جو ظلم و ستم کئے ان کے دین و ایمان کو دولت و حشمت، جبر و تعدی کے لالچ اور خوف سے شدھی کے مذبح پر قربان کرنے کی جو جو تدابیر کیں، اسلامی مساجد کو گرانے کا جو ناپاک فعل خود مہاراجہ صاحب کے زیر ہدایت عمل میں آیا وہ سب کچھ منظر عام پر آ چکا ہے۔ مسلمان ان سب واقعات کو دیکھتے اور لہو کے گھونٹ پی کر رہ جاتے تھے۔ سوائے اس کے کہ جناب باری سے ان مظالم کی شکایت کریں اور کیا چارہ تھا آخرکار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی آہ و زاری کو سنا اور دیکھتے ہی دیکھتے راجہ صاحب بھرت پور اقتدار کی کرسی سے نیچے اتار دیئے گئے۔ اب ریاست کا نظم و نسق ایک انگریز دیوان مسٹر میکنزی کے ہاتھ میں ہے۔ جو معلوم ہوتا ہے آریہ سماج کے حالات سے بخوبی واقف ہیں یہی وجہ ہے کہ دیوان مذکور نے آل انڈیا آریہ کمار سبھا کے اجلاس کو جو امسال بھرت پور میں منعقد ہونے والا تھا روک دیا ہے آریہ سماجی اخبارات اس ممانعت پر بہت سیخ پا ہیں۔ اور سول نافرمانی کی دھمکیاں دیوان کو دی جا رہی ہیں۔ دیکھیں اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریاست میں آریہ سماج کی بداعتدالیاں ہی مہاراجہ صاحب کی برطرفی کا موجب ہوئی ہیں اور اب امید نہیں کہ بھرت پور میں آریہ سماج کا قدم جم سکے۔ دوسرے والیان ریاست بالخصوص جنیبہ اور اندور وغیرہ کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیئے۔

ایک نیا تعزیری قانون

بالشویزم کی بڑھتی ہوئی رو کو روکنے اور ہندوستان کو بالشویکی خطرہ سے محفوظ رکھنے کے لئے حکومت ہند نے ایک نیا تعزیری قانون بنانے کا فیصلہ کیا ہے جس کا منشا یہ ہے کہ ان تمام لوگوں کو جو برطانی ہند یا دیسی ریاستوں کے باشندے نہیں ہیں اور ہندوستان میں آ کر حکومت ... یا سرمایہ داری کے خلاف شورش پھیلاتے ہیں خارج البلد کیا جا سکے۔ یا قید اور حراست وغیرہ کی سزائیں ان پر عائد کی جائیں۔

یہ قانون اس عام بے چینی کا نتیجہ ہے جو ہندوستان کے طول و عرض میں مزدوروں اور غربا کے اندر پائی جاتی ہے۔ حکومت کا خیال ہے کہ یہ بے چینی بالشویک پروپاگنڈا کا نتیجہ ہے۔ ممکن ہے ایسا ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس حقیقت نفس الامری سے بھی چشم پوشی نہیں کی جا سکتی کہ ملک کے اندر تنگدستی اور فاقہ کشی عام ہو رہی ہے غریب مزدور دن بھر محنت و مشقت کرتے ہیں اور شام کو جو چند پیسے انہیں ملتے ہیں وہ ان کے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے بمشکل مکتفی ہوتے ہیں۔ ایسا ہی بیکاری عام طور پر بڑھ رہی ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ پریشانی دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہے ضروری ہے کہ جہاں حکومت نے بالشویک پروپاگنڈا کو روکنے کے لئے مذکورہ بالا قانون بنانے کی تجویز کی ہے وہیں اس عام پریشانی کو بھی دور کرنے کا انتظام کرے تاکہ بیرونی خطرہ کے ازالہ کے ساتھ ہی اندرونی حالات بھی ایسے درست ہو جائیں کہ کوئی خطرہ کی صورت باقی نہ رہے۔

عورت اور اسلام

علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال نے بھوپال لیڈیز کلب کے ایک سپاسنامہ کے جواب میں عورتوں کی تعلیم و تربیت اور عزت و وقار کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مسلمان خواتین کے اس علمی عروج کا حال بیان کیا جو اسلام کے عہد ترقی میں انہیں حاصل تھا۔ آپ نے بتایا کہ مسلمان عورتوں میں عالم فلسفی خطیب، خطاط، محدث اور ہیئت دان موجود تھیں ..... اس زمانہ میں خواتین اسلام نے اس قدر قابلیت اور اہمیت پیدا کر لی تھی کہ ایک خلیفہ کی پرائیویٹ سکرٹری قرطبہ کی لبانہ نامی خاتون تھی۔

مسلمان خواتین کے اس گذشتہ دور کا ذکر کرنے کے بعد حضور بیگم صاحبہ نے موجودہ دور ترقی و اصلاح کا ذکر کیا اور خواتین کو یہ نصیحت کی کہ

"ہمارا نصب العین یہ ہونا چاہیئے کہ ایک برائی سے نکل کر دوسری میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اعتدال پر قائم رہیں جس سے تلف شدہ حقوق بھی حاصل ہوں۔ عورتیں تمدن و معاشرت اور اور علوم و فنون میں بھی عروج حاصل کریں جنسیت کو قائم رکھیں اور فطری فرائض ادا کرنے کے قابل رہیں"

یورپ کی عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ وہ حد اعتدال پر قائم نہیں رہیں اسی وجہ سے آزادی نسوان کا مسئلہ حکمائے یورپ کے دماغوں میں آج پھر ہیجان پیدا کر رہا ہے۔ مسلمان خواتین یورپ کی نقل کر کے وہی نقصان اٹھائیں گی جو آج یورپ کو پہنچ رہا ہے۔

علیا حضرت بیگم صاحبہ کی یہ نصائح ہر مسلمان خاتون کا آویزہ گوش بننے کے قابل ہیں۔ فی الحقیقت مسلمان خواتین کے لئے بہترین شاہراہ عمل اسلام کی پاکیزہ تعلیم اور سلف صالحین کا پاک نمونہ ہے نہ کہ یورپ کا ناپاک تمدن۔ ضرورت ہے کہ مسلمان عورتوں کو تعلیم اسلام سے پورے طور پر بہرہ ور کیا جائے۔ کہ اس کے بغیر ہر ایک ترقی نقصان دہ ثابت ہو گی۔

— حسن پوری لوہاری (مظفرنگر) میں ایک عجیب الخلقت بچہ پیدا ہوا جو پندرہ منٹ زندہ رہ کر مر گیا۔ اس کا منہ ہاتھی کے مانند تھا۔ آٹھ انگشت لمبی سونڈ تھی۔

شذرات

ہم نہیں سمجھتے کہ آریہ سماج جو ہندو مذہب کی مسخ شدہ صورت ہے اور سوامی دیانند کی تعلیم کا ایک بگڑا ہوا خاکہ، اسلام کے منہ آنے کی جرأت کیونکر رکھتا ہے، کیا اس کو سوامی دیانند کے قانون پتی برت۔ دھرم کی ترمیم سے فرصت مل گئی ہے کیا نکاح بیوگان کی تحریک اور ذات پات توڑک کمیٹی کے کام سے وہ فارغ ہو چکا ہے کیا سوامی دیانند کے کھلے ارشاد کے خلاف شودروں کو جنیئو پہنانے کا کام سرانجام پا چکا ہے کہ آج آریہ سماج بعض اسلامی اصلاحات کو مذہب اسلام کی ترمیم و اصلاح کے مترادف سمجھ کر اس کا مضحکہ اڑانے میں مشغول ہے؟

پرکاش جو طرح طرح کے جلی عنوانات سے اسلام اور قرآن کی افغانستان اور ترکی سے "جلا وطنی" کے اعلان کر رہا ہے اس بات کو نوٹ کرے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو باوجود ایسی اصلاحات کے جن کا اس کے بنیادی اصولوں سے کوئی تعلق نہیں اور جو زمانہ اور اس کے حالات کے ساتھ مختص ہیں آج صفحہ ہستی پر زندہ مذہب کہلانے کا مستحق ہے اور وہی دنیا کا آئندہ مذہب ہو گا۔ آریہ سماج کا مورتی پوجا کو چھوڑ کر توحید کا پرچار کرنا پتی برت دھرم کو توڑ کر نکاح بیوگان پر عمل پیرا ہونا۔ ورن دیوستھا سے نکل کر ذات پات توڑک کمیٹیاں بنانا کیا اس بات کا کھلا ثبوت نہیں کہ اسلامی اصولوں کی صداقت کو وہ دن بدن ملنتا چلا جا رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب اسلام اپنی پوری درخشانی کے ساتھ ہندو مذہب پر احاطہ کرے۔

فرید پور (بنگال) کے کسی ناسمجھ مسلمان نے قرضہ کے عوض اپنی بیوی کو قرضخواہ کے حوالہ کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے ناگوار واقعات ہر قوم اور ہر سوسائٹی کے جاہل طبقات میں ہمیشہ پیش آتے رہتے ہیں لیکن "پرکاش" کے نزدیک یہ سب کچھ "طلاق کی لعنت" کا نتیجہ ہو شاید اسے دہلی کے آس آشرم کے واقعات یاد نہیں رہے جو سوامی شردھانند کے بیٹے پروفیسر اندر کے زیر نگرانی جاری ہے اور پچھلے دنوں دہلی کی عدالتوں میں اس کے دست کشیدہ حالات بیان ہو رہے تھے جن میں ایک نہیں متعدد عورتوں کے کئی کئی بار فروخت کیا جانے کا ذکر تھا۔ کیا معاصر "پرکاش" بتائے گا کہ یہ واقعات کس "لعنت" کا نتیجہ تھے؟

پرکاش کو ہوشیار ہونا چاہیے کہ طلاق کی "لعنت" ہندو مذہب میں بھی آنے والی ہے۔ سر ہری سنگھ گوڑ کا مسودہ قانون طلاق اسمبلی میں پیش ہو چکا ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں جب نکاح بیوگان کے بعد طلاق کی "لعنت" بھی ہندو مذہب کے لئے سرمایہ افتخار و طغرائے امتیاز بن جائے۔ دیکھیں ابھی ہندو مذہب اور آریہ سماج کون کون سی لعنتوں کو اپنے اندر جمع کرتا ہے۔

افغانستان سے بعض دیوبندی مولویوں کے اخراج کا اعلان ہوا ہے۔ "پرکاش" اس پر احمدیوں کو قتل مرتد کے دیوبندی فتوے یاد دلا کر دونو کو باہم لڑانا چاہتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمانوں کی اندرونی جھگڑے اور اختلافات خواہ کتنے ہی شدید ہوں آریہ سماج کے مقابلہ میں آ کر نہ قتل مرتد کے فتوے باقی رہتے ہیں اور نہ دیوبندیوں کی دیوبندیت ہی احمدیوں کو پیچھے ہٹانے کا موجب ہوتی ہے۔ اس وقت "مرتد" احمدی دیوبندیوں اور تمام عالم اسلام کی طرف سے وکیل ہو کر میدان مقابلہ میں آ ڈٹتے ہیں۔ اور آریہ سماج کو اس متحدہ محاذ سے اس طرح بھاگنا پڑتا ہے جیسے شیر کے سامنے سے لومڑی۔ یہ روزمرہ کے واقعات ہیں ہم حیران ہیں کہ ان واقعات کے ہوتے ہوئے "پرکاش" کو دیوبندیت اور احمدیت کے اندرونی اختلافات میں دخل انداز ہونے کا خیال کیوں پیدا ہوتا ہے۔

احمد اور محمد کون ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جمال و جلال

جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے قلم سے

حضرت شاہ صاحب کا یہ مضمون آخری نبی نمبر کیلئے موصول ہوا تھا چونکہ اس وقت تمام پرچہ تیار ہو چکا تھا اسلئے درج نہ ہو سکا ذیل میں شکریہ کیساتھ درج کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر

آنحضرت صلعم پر کمالات نبوت کا اختتام

قرآن کریم میں حضور سرور کائنات کے دو نام رکھے گئے ہیں۔ ایک محمد اور ایک احمد فرمایا ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ تم مردوں میں سے محمد کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اس آیہ شریفہ میں آپ کا اسم مبارک محمد رکھا اور بتایا کہ اب تاقیامت آپ رسول رہتے ہیں اور روحانی ابوت کل دنیا کی آپکو عطا کی گئی ہے اب نہ کوئی نیا اور نہ پرانا نبی آکر دنیا کو روحانی فیض دے سکتا ہے کیونکہ آپ وہ رسول ہیں جس پر کل نبوتیں ختم ہو چکی ہیں یعنی کل کمالات نبوت جو ربوبیت الٰہی کے ماتحت انسان کے لئے مقدر تھے وہ آپ کو عطا کر دیئے گئے۔ اور اس لئے کامل شریعت جو انسان کے لئے ضروری تھی وہ آچکی۔ جیسا کہ آیہ شریفہ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی سے ظاہر ہے۔ اس لئے اب اور کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اور کسی نبی نے اب آکر کرنا بھی کیا ہے۔ الغرض اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے صاف کر دیا کہ وہ نبی جس کا سکہ اب دنیا میں تاقیامت چلتا ہے اس کا نام محمدؐ ہے۔

اسم احمد اور اسم محمد

پھر ارشاد ہوتا ہے ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم کو ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اور اس کا نام احمد ہوگا۔ گویا آپ کے پیدا ہونے سے چھ صد سال پہلے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک رسول کے ذریعہ احمد آپ کا نام رکھا۔ اس آیہ شریفہ میں قرآن کریم نے آپ کا نام احمد رکھا ہے اور یہی وجہ ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا محمد وانا احمد۔ کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ حضور ابھی پیدا نہ ہوئے تھے کہ آپ کے دادا عبد المطلب کو رویا میں بتایا گیا کہ آپ کا نام محمد رکھا جائے اور جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے احمد آپ کا نام حضرت عیسیٰ کے ذریعہ رکھا گیا تھا۔ اور آپ کے ارشاد میں اسم محمدؐ کو سبقت دینے میں ایک پیشگوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ آپ کی نبوت کے پہلے زمانہ میں صفت محمدیت یعنی جلال کا زیادہ غلبہ رہے گا اور اس کے آخری حصہ میں صفت احمدیت یعنی جمال کی صفت کے اظہار کا غلبہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعود اور اسم احمد

پس اب لاکھوں لوگ اپنا نام محمد یا احمد رکھیں لیکن ازل سے وہ شخص جس کا نام محمد اور احمد رکھا گیا وہ ذات والاصفات حضرت سرور کائنات صلعم ہی ہیں۔ اور اب میاں محمود احمد صاحب یا ان کے مریدوں کا...... حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کو اسم احمد کا مصداق قرار دینا ایک غلط بیانی ہی نہیں بلکہ حضرت مرزا صاحب پر افترا اور کھلا بہتان ہے کیونکہ خود حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد زمان و مسیح موعود علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

جان ودلم فدائے جمال محمد است ٭ خاکم نثار کوچہ آل محمد است

پھر کہتے ہیں:-

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے ٭ جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

پھر جب لوگ آپ کے گروہ کا نام مرزائی رکھتے ہیں تو آپ لکھتے ہیں کہ ہمارے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو ہی نام تھے ایک محمد اور ایک احمد۔ پس ایک مسلمان یا محمدی ہو سکتا ہے یا احمدی۔ اور اس طرح اپنے گروہ مجاہدین کا نام حضرت رسول مقبول صلعم کے اسم احمد کی نسبت سے احمدی رکھتے ہیں۔

یہاں حضرت مرزا صاحب نے صاف اعلان فرما دیا کہ محمد اور احمد حضرت رسالت مآب صلعم کے نام ہی ہیں۔ اور کسی شخص کا حق نہیں کہ اسے اختیار کرے۔

پس مذکورہ بالا شہادتوں سے صاف ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی اسم محمد یا احمد استعمال کیا گیا ہے۔ مراد حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔

آنحضرت کا کمال حمد الٰہی

اول۔ آپ کے یہ دو نام اس لئے رکھے گئے کہ آپ سے زیادہ کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی کل انبیاء نے جو اوقات و طریق عبادت بتائے ان سے بڑھ کر وہ طریقہ ہے جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم فرمایا اور جس پر آپ نے خود چل کر دکھایا۔ صبح اٹھتے ہیں تو آپ حمد الٰہی کرتے ہیں۔ دوپہر ہوتی ہے تو آپ صفت باری تعالیٰ کے راگ الاپتے ہیں۔ دن ڈھلتا ہے تو ثنائے خداوندی کرتے نظر آتے ہیں۔ شام ہوتی ہے شکر الٰہی کے سجدے بجا لا رہے ہیں۔ سونے کا وقت آتا ہے تو دست بستہ کھڑے کلام خداوندی کا ورد کرتے ہیں۔ پھر رات کو سب لوگ سوتے ہیں تو آپ بستر استراحت سے علیحدہ ہو کر عاشقانہ ترانہ میں مناجات الٰہی گاتے ہوئے گڑگڑاتے نظر آتے ہیں۔ سفر میں حضر میں۔ بیماری میں صحت میں۔ ہر وقت الحمد للہ کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ غرضیکہ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین کا ایک مجسم نمونہ آپ کی پاک ذات میں نظر آتا ہے۔ چونکہ آپ اللہ کی تعریف کرنے میں کل انبیاء پر سبقت لے گئے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام بہت حمد کرنے والا یعنی احمد رکھا۔

فنا فی اللہ کا مقام احمدیت میں

پھر جب آپ نے حمد کرتے کرتے اپنی ذات کو ذات باری میں فنا کر دیا تو آپ کو وہ درجہ قرب الٰہی عطا کیا گیا جو نہ پہلے کسی کو دیا گیا تھا اور نہ آئندہ مل سکتا تھا۔ جس کا ذکر کہ قرآن کریم میں بار بار کیا گیا ہے فرمایا۔ ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ اور پھر ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ پھر ید اللہ فوق ایدیھم۔ اور پھر فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اور پھر اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ غرضیکہ آپ کا ارادہ اللہ کا ارادہ ہو جاتا ہے آپ کی توجہ اللہ کی توجہ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر اللہ تعالےٰ رحمت للعالمین ہے تو آپ کو بھی رحمۃ للعالمین کا خطاب عطا کیا جاتا ہے۔

مقام عبودیت

اور جلوہ الٰہی آپ کے ذریعہ سے اس قدر تیزی اور رعنائی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ساتھ ساتھ اپنے کو انا بشر مثلکم نہ فرماتے جاتے تو آپ کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح نہ صرف خدا کا بیٹا بلکہ خدا ہی بنا لیا جاتا۔ لیکن آپ نے اپنے مقام عبودیت کو نہیں چھوڑا اور اس لئے جہاں لا الٰہ الا اللہ کہہ کر سوائے ذات باری تعالیٰ کے کل دنیا و مافیہا کی نفی کر دی وہاں ساتھ ہی سنا دیا کہ محمداً عبدہ ورسولہ ہے۔ محمد صلعم محض ایک پیغامبر رسول اور عبد الٰہی ہے۔ اس سے زیادہ نہ سمجھ لینا تا خالص توحید الٰہی دنیا میں قائم رہے۔

احمدیت سے محمدیت

جب اس عاجزی۔ انکساری خشوع و خضوع کے ساتھ حمد الٰہی میں کل دنیا پر آپ سبقت لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف کو دنیا میں بلند کر دیا اور آپ کا نام محمد صلعم رکھ دیا یعنی تعریف کیا گیا۔ اور وہ شخص جس کی دنیا تعریف کرے ایسا نام رکھتے ہیں۔ پیش گوئی فرمائی کہ دنیا خواہ کتنا آپ پر افترا اور بہتان باندھے آپ کی عزت دنیا میں قائم ہو کر رہیگی۔

مثیل موسیٰ اور اسم احمد

پھر آپ کا نام محمد اور احمد اس لئے بھی رکھا گیا کہ آپ مثیل حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مثیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ موسیٰؑ چونکہ آتشی شریعت لائے تھے اور آپ کی نبوت میں صفت جلال کا زیادہ غلبہ تھا۔ دانت کے بدلے دانت کا حکم تھا اس لئے بسبب مثیل موسیٰ ہونے کے آپ کا اسم مبارک محمد رکھا جانا ضروری تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں زیادہ جمالی صفت کا غلبہ تھا۔ اور ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا گال پیش کرنے کی ہدایت تھی۔ اس لئے مثیل عیسیٰ ہونے کی وجہ سے آپ کا اسم گرامی احمد رکھا جانا ضروری تھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ توریت میں فرماتے ہیں دیکھو استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ "میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا" تاریخ شاہد ہے کہ کسی نبی نے آپ سے پہلے موسیٰ جیسا نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہاں قرآن کریم میں صاف طور پر اس کی تائید ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ہوتا ہے کہ کہہ دو جس مثیل موسیٰ کی پیشین گوئی توریت میں کی گئی تھی وہ میں ہوں اور یہ محض دعویٰ تھا۔ اگر دو ہزار سال بعد واقعات اس کی شہادت نہ دیتے۔ مصر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم پر ظلم کیا جاتا ہے تو مکہ میں محمد عربی اور آپ کے صحابہ کو سخت ترین اذیتیں پہنچائی جاتی ہیں۔ فرعونیوں سے تنگ آکر اگر موسیٰ علیہ السلام کو مصر سے معہ اپنی قوم کے بھاگنا پڑا تو مکہ سے مثیل موسیٰ کو راتوں رات بھاگنا پڑتا ہے۔ موسیٰؑ کے دشمن فرعون نے معہ اپنے لشکر کے اگر بنی اسرائیل کا تعاقب کیا اور ان کے دیکھتے دیکھتے معہ کل جاہ و جلال کے سمندر میں غرق ہو گیا تو فراعین مکہ نے بھی امت محمدیہ کا مدینہ تک تعاقب کیا اور ان کی آنکھوں کے سامنے خود صحابہ کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے۔ ہاں فرق صرف اتنا رہ گیا۔ کہ بیت المقدس کے فتح کرنے کے لئے جب حکم ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے جواب دیدیا کہ فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ لیکن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مکہ کی فتح کیلئے جان تک دے دینے کے لئے بیعت کر لی اور آخر فتح مبین حاصل کر کے کل ملک عرب میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔

پھر یہی نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جلالی رنگ کی نبوت ۱۴۰۰ سال تک قائم رہی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدنی زندگی کا اسوہ حسنہ جس میں زیادہ تر آپ کی صفت جلالیت کا غلبہ ظاہر ہوتا رہا۔ وہ بھی چودہ سو سال تک دنیا میں جاری رہا تا وہ جو تلوار سے اسلام کو مٹانا چاہتے تھے اور اس کی اشاعت کو تلوار سے روکتے تھے۔ انکو تلوار کے ذریعہ سے اس مذہبی آزادی میں بارج ہونے سے باز رکھا جائے غرضیکہ کیا بائبل کی پیش گوئی اور کیا قرآن کریم کا اعلان کہ حضور سرور دوجہان مثیل موسیٰ ہیں۔ حرفاً حرفاً پورے نکلے اور آج دنیا کو بتا رہے ہیں کہ یہ خدا کے کلام ہیں جو خدا کے علم و قدرت سے ظاہر کئے گئے ہیں اور حضور مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مثیل موسیٰ ہونے کی وجہ سے محمد ہی ہونا چاہئے تھا۔ اور وہ زمانہ جس میں امت محمدیہ نے آپ کی مدنی زندگی کے اسوہ حسنہ پر قدم مارا محمدیت کا زمانہ کہلانے کا مستحق ہے اور اس زمانہ میں جو افراد امت محمدیہ آپ کے اسم محمد کے مظہر ہوئے محمدی کہلانے کے لائق ہیں۔

مثیل عیسیٰ اور اسم احمد

جس طرح مثیل موسیٰ ہونے کی وجہ سے آپ کا اسم مبارک محمد ہونا چاہئے تھا۔ اسی طرح مثیل عیسیٰ علیہ السلام ہونے کی وجہ سے آپ کا نام اللہ تعالیٰ نے احمد صلعم رکھا جانا ضروری سمجھا۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ دو علیحدہ علیحدہ اولوالعزم نبی ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ دونوں جلالی اور جمالی رنگ اپنے اندر رکھتے تھے لیکن آپ کی تعلیم میں اور پہلے دونوں انبیاء علیہما السلام کی تعلیم میں ایک بڑا بین فرق نظر آتا ہے کہ وہاں اگر دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اور پھر اگر ایک گال پر طمانچہ لگے دوسری آگے کر دو ایک انتہائی تعلیم بدلہ اور انکسار کی اپنے اندر رکھتے ہیں تو یہاں ان ہر دو صورتوں میں اعتدال ہی کو قائم رکھا گیا ہے۔ پھر یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوتا ہے جعلنا کم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس کہ ہم نے تم کو انتہائی رنگ کی تعلیم سے بچا کر اعتدال پر قائم کر دیا ہے۔ اس لئے تم سب سے اعلےٰ امت ہو۔ پس بین بین چلنے والے کے دونوں نام ہونے ضروری تھے تا جلال اور جمال دونوں کی جھلک آپ کے اسوہ حسنہ سے نظر آسکے یعنی محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عیسےٰ کی پیشگوئی

جیسا کہ اوپر واضح کیا جا چکا ہے آپ کا اسم مبارک احمد بھی رکھا گیا اور یہ خود اللہ تعالیٰ نے رکھا اور چونکہ اسم احمد کو نسبت بسبب اظہار جمال کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ اس لئے یہ نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے چھ صد سال آپ کے ظہور سے پہلے رکھا گیا۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶ "اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا" اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صاف طور پر فرما دیا کہ جس فارقلیط کی آپ نے پیش گوئی کی ہے یعنی احمد کی۔ وہ خاتم الانبیاء ہے۔ کیونکہ اس کی نبوت ابد تک دنیا میں رہنی ہے۔ پس وہ لوگ جو کہ اسم احمد کا مصداق حضرت مرزا صاحب کو قرار دیتے ہیں۔ سوچیں کہ کیا

مرزا صاحب کا بھی یہ کبھی دعویٰ ہوا ہے کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ پھر فرمایا انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۲۔

مجھے تم کو اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھلائے گا۔ اس پیش گوئی میں فرمایا کہ وہ احمد جس کی میں نے پیش گوئی کی ہے کامل شریعت تمہارے لئے لائے گا۔ جیسا اکملت لکم دینکم میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ خاتم الانبیاء ہوا۔ حضرت عیسیٰ کی اس پیشگوئی کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح ہے فرمایا واذ قال عیسی ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں پیش گوئی فرمائی ہے کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف رسول اللہ ہوں۔ اور جو کچھ تورات میں لکھا ہوا میرے پاس ہے اس کا مصدق ہوں۔ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

انجیل کی پیش گوئیاں آنحضرتؐ میں پوری ہوئیں

ظاہر ہے کہ جو پیش گوئیاں انجیل میں ایک خاتم الانبیاء کامل دین لانے والے رسول کی ہیں وہ حضور سرور کائنات کے آنے سے پوری ہوئیں اور آپ نے اپنی مکی زندگی میں اس جمال کا اظہار فرمایا جو کہ آپ کا اسم احمد بسبب عیسوی رنگ اپنے اندر رکھنے کے تقاضا کرتا تھا چنانچہ آپ نے ماریں کھائیں ذلیل ہوئے آپ کے صحابہ قتل کر دیئے گئے۔ گھر بار سے نکال دیئے گئے لیکن آپ نے اُف تک نہیں کی اور بتعمیل ارشاد الٰہی الم تر الی الذین قیل لھم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ (النساء ۱۱-۸) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھا اور نماز یعنی عبادت الٰہی اور زکوٰۃ یعنی ادائگی حقوق العباد میں مصروف رہے۔ اور ماریں کھا کر دین الٰہی کی اشاعت کرتے رہے۔ اور پورے دس سال تک اپنا وہ جمال دنیا کو دکھایا جس کی مثال دنیا میں ڈھونڈنے سے نہیں مل سکتی تعلیم تو صبر اور استقلال کی حضرت عیسیٰ نے دی لیکن عملی نمونہ ہمارے سرکار عالی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دکھایا تا ثابت ہو کہ آپ اسم بامسمیٰ ہیں اور آپ ہی حق رکھتے ہیں کہ حقیقی طور پر احمد کہلائیں۔

سلسلہ احمدیہ آنحضرتؐ کے زمانہ جمال کا مظہر ہے

جیسا کہ چودہ صد سالہ زمانہ موسوی کے بعد زمانہ عیسوی شروع ہوا اسی طرح قرآن نبی اور عیسیٰ کے لئے ضروری ہوا کہ چودہ صد سالہ جلال زمانہ اسلام کے بعد اب اسلام میں آپ کی صفت جمال کا رنگ زیادہ وضاحت سے دکھایا جاوے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اب دنیا اسلام کو تلوار سے مٹانے کی کوششوں میں ناکام ہو کر مایوس ہوگئی اور دنیا میں مذہبی آزادی قائم کر دی گئی۔ کلمہ حق کہنے کے لئے اب کوئی رکاوٹ نہیں رہی۔ دلائل اور براہین کی تلوار اب قلوب کو مسخر کرنے کے لئے کافی ہے۔ پس ضرورت ہوئی کہ اب زمانہ جلال کو ختم کر کے زمانہ جمال کو شروع کیا جاوے یعنی مکی زندگی کے اُسوہ حسنہ پر قدم مارنے والے مسلمان پیدا ہوں جو اعلائے حق کے لئے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک نکل جائیں اور یہی راز الٰہی ہے کہ مجدد زمانہ کے ذریعہ اس نے سلسلہ احمدیہ دنیا میں قائم کیا۔ پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ اشاعت و حفاظت اسلام کریں جس طرح مکی زندگی میں رسول اللہ صلعم نے کیا۔ الغرض کیا قرآن کیا حدیث۔ کیا مجدد زماں اور کیا انبیاء سابقین اور پرانے صحیفوں کی پیش گوئیاں سب شاہد ہیں کہ محمد اور احمد حضور نبی عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی نام ہیں۔ اور واقعات زمانہ گذشتہ اور آئندہ سب شہادت دیتے ہیں کہ اگر کوئی خاتم الانبیاء ہو سکتا ہے تو وہ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جو کہ حامل دین کامل ہیں۔ آج دنیا کا فرض ہے کہ اس کامل ہدایت سے فائدہ اٹھانے کے لئے آپ کے زیر سایہ ہو جائے۔

طلبا کو خوشخبری

انگریزی اور حساب کے امتحانی پرچوں میں شرطیہ پورے نمبر دلانیوالی کتب کی قیمتوں میں خاص رعایت۔ لوئر مڈل۔ مڈل اور ہائی کلاس کے طلبا فوراً منگائیں

کتب یہ ہیں:- (۱) جبرزا ہینڈ سٹوڈنس ہینڈ بک آف انگلش کمپوزیشنل گرامر۔ اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر (۲) جیبی حساب قیمت ۸ر رعایتی ۶ر (۳) گیلانی مکمل ۔ بارہ سے ... قیمت ۱۰ر رعایتی ۸ر

مسلم ہائی سکول لاہور

جملہ ممبران سٹاف و طلبا مسلم ہائی سکول لاہور کی میٹنگ دفتر میں بوقت ۹½ بجے بصدارت جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوئی اور مفصلہ ذیل ریزولیوشنز پاس ہوئے:-

۱۔ اساتذہ و جملہ طلبا مسلم ہائی سکول لاہور اس میٹنگ میں جناب میر اسمٰعیل حسین شاہ صاحب کے صاحبزادے سید سادات حسین طالب العلم جماعت ہفتم مسلم ہائی سکول لاہور کے وحشیانہ قتل پر اظہار رنج و الم کرتے ہیں۔ اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے والدین اور دیگر عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرماوے اور مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ دے۔

نیز گورنمنٹ سے استدعا کرتے ہیں کہ ان بے رحم سنگدل اور بنی نوع انسان کے دشمنوں کو جنہوں نے اس ظالمانہ فعل کا ارتکاب کیا ہے ایسی سخت سزا دے جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔

۲۔ اساتذہ و طلبا مسلم ہائی سکول لاہور جناب شیخ غلام حسین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر لاہور ڈسٹرکٹ کے نوجوان صاحبزادہ کی وفات حسرت آیات پر اظہار رنج و الم کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب مذکور اور دیگر عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

۳۔ اساتذہ و طلبا مسلم ہائی سکول لاہور جناب عبدالصمد خاں صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے صاحبزادے کی وفات حسرت آیات پر اظہار رنج و الم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خانصاحب اور دیگر عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرماوے۔

خلیل الرحمٰن برائے ہیڈ ماسٹر

خبریں

— ریاست جے پور کے سرکاری محکموں میں مسلمانوں کی بے حد حق تلفی ہو رہی ہے۔ تمام دفاتر غیر مسلموں سے بھرے پڑے ہیں باوجود مسلمانوں کی چیخ و پکار کے کوئی توجہ نہیں کرتا۔

— شام کے تعلیمی نظام نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ شام کے ڈائرکٹر تعلیمات کو لبنان اور شام کی طرف سے مصری یونیورسٹی قاہرہ کی سو سالہ گرہ میں شرکت کرنے کے لئے روانہ کیا جائے

— علاقہ حجاز میں ایک شخص نے چند مسافروں کا مال چرا لیا تھا تحقیقات کے بعد سلطان ابن سعود کے حکم سے چور کا ایک ہاتھ عام پبلک کے سامنے کاٹ دیا گیا۔

— ناگپور ۱۹ ستمبر قصبہ کھناری کھرکی (امراؤتی برار) سے شدید فرقہ وار فساد کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ دو پہلوانوں کے باہمی تنازعہ نے فرقہ وار فساد کی شکل اختیار کر لی۔ متعدد مجروح ہسپتال میں پہنچ چکے ہیں۔ صورت حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔

— کلکتہ ۱۹ ستمبر۔ کلکتہ اور آسام چٹاگانگ کے درمیان ہوائی جہازوں کا سلسلہ قائم کرنے کے لئے انتظام مکمل ہو گئے آئندہ سال کے شروع میں ڈاک اور مسافروں کے جہازوں کی آمدرفت کا سلسلہ شروع ہو جائیگا

— دکن میں ریلوے ہڑتال بدستور جاری ہے۔ حالات غیر متبدل بتائے جاتے ہیں۔

— لندن ۱۸ ستمبر انٹائیلز (جزائر غرب الہند) کے طوفان باد کی تباہ کاریوں کے متعلق پریس میں جو سرکاری بیان شائع ہوا ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ ٹیٹ پور سمندر کے تموج سے بالکل ویران ہو گیا ہے۔ اور ۲۸ جانیں بھی ضائع ہوئی ہیں۔

— شملہ ۱۷ ستمبر حکومت ہند کی مستقل مجلس مالیات نے ۷ لاکھ روپیہ کی منظوری بدیں غرض دی ہے کہ اس سے کمانڈر انچیف کے لئے ایک جدید محل طیار کیا جائے۔

— ۶ ممبران اسمبلی نے اس میموریل پر دستخط کر دیئے ہیں جو مشہور گورکھا بہادر کھڑک سنگھ کی رہائی کے لئے وائسرائے کے پاس بھیجا جا رہا ہے پیغام صلح۔ یہ نوجوان ایک معزز نیپالی گھرانے سے ہے اس نے ایک نیپالی خاتون کی عصمت دری کے سلسلے میں ایک مشہور ساہوکار کو قتل کر دیا تھا ... سزا بھگت رہا ہے۔

— واشنگٹن ۱۶ ستمبر سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ اعلان کرتا ہے کہ کیلوگ کے معاہدہ امن پر ۱۵ طاقتوں نے دستخط کر دیئے ہیں۔ ابھی تیرہ ان پر غور کر رہی ہیں۔

— دہلی ۱۰ ستمبر چیف سکرٹری صدر نظامت حیدرآباد کے ذریعہ اطلاع موصول ہوئی کہ جب حضور نظام دہلی آئیں گے تو کوئی ایڈریس نہیں لیں گے۔ نہ ہی پبلک استقبال ہوگا۔ بلکہ ان کے پاس وقت ہے وہ صرف معتمد لیڈروں سے ملاقات کریں گے۔

— مشہور آریہ لیڈر بھائی پرمانند کی نوجوان صاحبزادی کا انتقال ہو گیا۔ ان کی شادی ہوئے ابھی تقریباً تین ماہ ہی گزرے تھے۔

— طہران ۷ ستمبر۔ گورنمنٹ کی جانب سے جو خاص کمیٹی کیلاگ کے معاہدہ صلح پر غور و خوض کرنے کے لئے مقرر ہوئی تھی اس نے اس بات کی سفارش کی ہے کہ اس معاہدہ پر دستخط کر دیئے جائیں۔

— الہ آباد کے مشہور ہندی شاعر دھر پاٹھک جی کا مسوری میں یکایک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔

— نیویارک ۱۴ ستمبر۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ جہاز جس میں سوار ہو کر سر آسٹن چیمبرلین وزیر خارجہ حکومت برطانیہ سفر کر رہے ہیں طوفان سے گھر گیا ہے۔

— شملہ ۷ ستمبر اسمبلی نے ڈاکٹر گوڑ کا بل پاس کر دیا ہے۔ کہ مشترکہ خاندان میں عورتوں کو حق وراثت حاصل ہوا ہے کونسل آف سٹیٹ نے چیدہ کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔

— شنگھائی ۱۶ ستمبر شنگھائی کے قریب مشرقی ساحل میں سخت طوفان باد و باراں بپا ہوا کئی صد جنکیں غرقاب ہو گئے اور دیگر نقصان بھی بہت ہوا ہے کئی گھر تباہ ہو گئے۔ سلسلہ خبر رسانی بالکل منقطع ہو گیا ہے

— دہلی ۲۰ ستمبر افواہ ہے کہ بی۔ بی۔ سی آئی ریلوے کا دفتر اجمیر سے دہلی آنے والا ہے اس میں دو ڈھائی سو آدمی تبلائے جاتے ہیں

— ملبورن (آسٹریلیا) ۱۵ ستمبر جہازوں کے بحری مزدوروں نے جو ہڑتال کر رکھی تھی وہ ختم ہو گئی۔

— دیوڑی سے ایک اسلامی اخبار "مسلم گزٹ" کے نام سے عنقریب جاری ہونے والا ہے۔

— قسطنطنیہ ۲۴ اگست قلمرو ئے ترکیہ کے مختلف حصوں میں ملیریائی بخار کا زور ہو رہا ہے۔

مجلس خلافت کلکتہ نے اعلان کیا ہے کہ لکھنؤ کانفرنس میں مسلمانوں کی صحیح نمائندگی نہیں ہوئی اور اسکے فیصلے مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہیں۔

— شملہ ۱۹ ستمبر مرکزی مجلس وضع قوانین کے مسلم ارکان کی ایک مجلس مشاورت آج شام ڈپٹی پریذیڈنٹ کے کمرے میں ہوئی طویل بحث و تمحیص کے بعد فیصلہ ہوا کہ ہندوستان بھر کے مسلمانوں کی کانفرنس ۱۱ دسمبر کو بمقام دہلی منعقد کی جائے۔ ہز ہائی نس سر آغا خاں کو اس کانفرنس کی صدارت پیش کی گئی۔

— حکومت مصر نے اخبارات کے لئے بہت سخت قوانین نافذ کر دیئے ہیں۔

— شملہ ۱۸ ستمبر کل وائسرائے فنون لطیفہ کی نمائش کا ... کریں گے۔

— شملہ ۱۹ ستمبر معلوم ہوا ہے کہ مسودہ قانون تحفظ ہند کے متعلق مجلس منتخبہ نے مسودہ مذکور میں متعدد اصلاحات کی ہیں۔

— شملہ ۱۹ ستمبر۔ ہندوستان اور برما کی ریلوں کے ایجنٹوں کی کانفرنس ۲۴ ستمبر کو شروع ہوگی اور تقریباً ایک ہفتہ جاری رہے گی جس کے بعد انڈین ریلوے کانفرنس ایسوسی ایشن کا سالانہ اجلاس منعقد ہوگا۔

— پشاور ۱۹ ستمبر معلوم ہوا ہے کہ آنریبل فرخ خاں ایرانی سفیر مقیم کابل عنقریب طہران واپس جائیں گے۔

— قاہرہ ۱۷ ستمبر رائل جاگرفیکل سوسائٹی کے زیر اہتمام بصدارت وزیر زراعت ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں کثرت سے لوگ موجود تھے سر جگدیش چندرا بوس نے پودوں کی زندگی کے متعلق لیکچر دیا۔

— لائل پور ۱۸ ستمبر آج شام کے ۵ بجے پنجاب پولٹیکل کی مجلس استقبالیہ کا ایک عام جلسہ منعقد ہوا جس میں لالہ دنی چند صاحب بیرسٹر کو صدر منتخب کیا گیا۔

— سیلاب زدگان پنجاب کی امداد کے لئے حکومت پنجاب نے پچاس ہزار روپیہ دینا منظور کیا ہے

— سری نگر کشمیر میں آگ لگ گئی۔ تین سو دوکانیں جل گئیں اور کئی سو لوگ بے خانماں ہو گئے۔

رسالہ نظام المشائخ دہلی
نہ ہندوؤں سے لڑتا ہے نہ انگریزوں سے
اور نہ آپس کی جنگوں سے اسے دلچسپی ہے
اس میں صرف مسلمانوں کے فائدہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اگر آپ ایسے رسالہ کو پسند کرسکتے ہوں تو ۲ر کے ٹکٹ بھیجکر اس کا ایک پرچہ نمونۃً منگا لیجے۔ زیادہ چٹخارہ تو نہ ملیگا۔ لیکن انشاء اللہ بے لطف بھی نہ ہوں گے۔
نظام المشائخ بیس سال سے ماہوار نکل رہا ہے ضخامت ۲۰ صفحے ہوتی ہے چندہ سالانہ ۲؎ ششماہی ۱؎۔ لیکن ماہ مبارک ربیع الآخر کے اندر اندر جو حضرات خریداری قبول فرمائیں گے ان سے سالانہ ۱؎ اور ششماہی ۸؎ چندہ لیا جائیگا۔ اسی واسطے ۲ر فی پرچہ کے حساب سے ٹکٹ طلب کئے گئے ہیں۔ ورنہ اصل قیمت فی پرچہ ۴ر ہے۔ آپ ۲ر بھی خرچ کرنے نہ چاہیں تو نمونہ مفت بھی مل سکتا ہے۔ مگر وہ مکمل ۲۰ صفحوں کا نہ ہوگا۔ تھوڑے سے مضامین نمونہ کے طور پر ارسال کردئے جائیں گے۔
المشتہر
منیجر نظام المشائخ۔ دہلی

سونگھنے کا آلہ
"سونگھ"
یہ ایک آلہ کا نام ہے۔ جس میں دو سوراخ ہیں۔ جو بیچ کا سوراخ ہے اس میں امرت دھارا کی دو بوند ڈال کر اس بوند سے کئی دن تک سونگھنے کا کام لیا جا سکتا ہے۔ اس سے پھیپھڑے تک اثر پہنچتا ہے۔ ناک سے سونگھنا ہو تو سرے کا سوراخ ناک میں رکھ کر دوسرا نتھنا بند کرکے ناک کے ذریعے سونگھ سکتے ہیں جس سے زکام۔ نزلہ وغیرہ میں فائدہ ہوگا۔ دماغ کھلے گا۔ پھیپھڑوں کی امراض کو فائدہ ہوگا۔ سونگھتے وقت درمیانی سوراخ کے دونوں طرف لب رکھ کر منہ سے ہوا کھینچ سکتے ہیں جس سے حلق کی امراض کھانسی خراش۔ درد دانت وغیرہ میں فائدہ ہوگا۔
قیمت اس کی صرف ۸ر ہے جو ہمیشہ کے واسطے کافی ہے
خط و کتابت و تار کا پتہ:- امرت دھارا ۱۲۹ لاہور
المشتہر
منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بلڈنگس۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

بچوں کو موٹا تازہ تندرست طاقتور بنانے
اور ان کی ہر ایک بیماری
جیسے بخار، کھانسی، بدہضمی، دودھ ڈالنا، دست ہونا وغیرہ کو دور کرنے کیلئے
حکیم تلسی پرشاد اگروال علیگڑھ کی گورنمنٹ سے رجسٹری شدہ
بال جیون گھٹی رجسٹرڈ
ایک مشہور معروف درست صفت دوا ہے میٹھا ہونے سے بچے اس کو خوش ہو کر پی لیتے ہیں
سب جگہ بازاروں میں سوداگروں کے یہاں سے خریدو
چراغ صحت رسالہ مفت لیجئے

نمبر ۶۵	مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۲۸ء	جلد ۱۶

قرآن کھلا معجزہ ہے

از چودھری دلّو رام صاحب کوثری

کچھ بعثتِ نبی کے زمانہ پہ غور کر

اُس دم عرب میں کوئی نہ کالج سکول تھا

ملکِ عرب میں دورِ جہالت تھا ہر طرف

بوجہل یک نمونہ قوم جہول تھا

قرآن کی پھر عبارتِ بے مثل دیکھ تو

یہ سوچ کیسے وقت میں اس کا نزول تھا

اس جہل کے زمانہ میں لایا جو یہ کتاب

ثابت ہُوا یہ صاف وہ سچا رسول تھا

قرآن کا جواب نہ ہوگا نہ ہے کہیں

کذّاب نے جو لکھا وہ بالکل فضول تھا

قرآں کھلا ہے معجزہ اُمّی خطاب کا

کی غور جس نے پھر اُسے مطلب حصول تھا

قرآن جب سے پڑھتا ہوں خوش ہوں کوثری

قرآں بغیر دل مرا ہر دم ملول تھا

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے تازہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کشمیر سے عنقریب جہلم واپس پہنچنے والے ہیں۔

—— مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب اور پنڈت قادر بخش صاحب چند دن سے ڈلہوزی اور وہاں سے چنبہ تشریف لے گئے ہوئے تھے اب واپس تشریف لے آئے ہیں۔

—— انجمن اسلامیہ ڈلہوزی کے سالانہ جلسہ میں مولوی صاحب موصوف کے تین نہایت کامیاب لیکچر ہوئے اور ایک لیکچر موضع لوہالی میں سب سے بڑھ کر کامیاب ہُوا۔ پنڈت قادر بخش صاحب کے بھی متعدد لیکچر ہوئے۔

—— چنبہ میں مولوی صاحب موصوف مہاراجہ صاحب بہادر والئے چنبہ اور رائے بہادر لالہ مادھو رام صاحب چیف سکرٹری ریاست چنبہ سے ملے راجہ صاحب اور چیف سکرٹری صاحب آپسے بکشادہ پیشانی ملاقی ہوئے۔ اس ملاقات کے تفصیل حالات بعد میں لکھے جاویں گے۔ مولوی صاحب کے چنبہ میں سات لیکچر نہایت زور و شور کے ساتھ ہوئے۔ ہندو پبلک بھی کثرت سے لیکچروں میں شریک ہوتی رہی۔

—— مولانا مولوی محمد عبداللہ خان صاحب پروفیسر زنانہ کلاس تحریر فرماتے ہیں کہ بہت سے احباب کی طرف سے لڑکیوں کے رشتوں کے لئے درخواستیں آتی رہتی ہیں لیکن لڑکوں کے لئے بہت کم درخواستیں آتی ہیں۔ اس لئے موزوں رشتہ کا تلاش کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ احباب کرام کو چاہیئے کہ جہاں لڑکیوں کے ناطے وہ اپنی جماعت میں کرنے کے خواہشمند ہیں وہیں لڑکوں کے لئے بھی جماعت ہی کے رشتے تلاش کیا کریں۔ ضرورت ہے کہ ایسے احباب جن کے لڑکے نوجوان شادی کے قابل اور برسرکار ہوں اپنی درخواستیں لکھ کر بھیج دیں۔ جن میں ان کی عمر، جائداد یا آمدنی وغیرہ کا مفصل ذکر ہو تا کہ ان کے لئے موزوں رشتوں کا انتظام کیا جاسکے۔

کیا آپ نہیں چاہتے

کہ

اخبار پیغام صلح جو آپ کی جماعت کا واحد اردو آرگن ہے ہندوستان کا بہترین سہ روزہ اخبار ہو جائے

اس میں نہایت دلچسپ مفید اور مؤثر مضامین ہُوا کریں صفحات میں اضافہ ہو جائے۔ لکھائی چھپائی اعلےٰ سے اعلےٰ ہو۔ یقیناً آپ کی یہ خواہش ہوگی۔

یہ سب خوبیاں

آپ کی معمولی توجہ سے پیدا ہو سکتی ہیں آپ کو صرف اس قدر کرنا ہوگا۔

(۱) آپکے ذمہ جس قدر رقم پیغام صلح کی واجب الادا ہے اسے فی الفور ادا فرماویں۔

(۲) ہر ایک صاحب کم از کم دو نئے خریدار مہیا کریں۔

کیا آپ اپنے قومی اخبار کیلئے اتنا بھی نہیں کر سکتے

ضرور کر سکتے ھیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۱۶ | ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۴۷ ہجری | نمبر ۶۵
۲۸ ستمبر ۱۹۲۸ء

اسلام اور دیگر مذاہب

مذاہب عالم اسلام کے سانچے میں

دنیا کا موزون ترین مذہب صرف اسلام ہے

گذشتہ اشاعت میں اس حقیقت نفس الامری کو ہم واضح کر چکے ہیں کہ اسلامی سلطنتوں کی بعض مصلحانہ تدابیر کو دیکھ کر یہ خیال جو دنیا میں پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اسلام اب کوئی دن کا مہمان ہے۔ کیونکہ اس کے اصولوں کو خود اس کے ماننے والے آہستہ آہستہ ترک کر رہے ہیں یہ از سرتا پا غلط اور بے بنیاد ہے۔ اسلام کے اصول خدا کے فضل سے بجنسہٖ قائم ہیں اور کوئی شخص مسلمان کہلا کر ان اصولوں کو قطعاً بدل نہیں سکتا۔ جن باتوں میں ترمیم یا اصلاح کی ضرورت پیش آتی ہے وہ اصول اسلام نہیں بلکہ ایسی چیزیں ہیں جن کا تعلق وقتی حالات کے ساتھ ہوتا ہے۔

صرف یہی نہیں کہ مسلمان ہی اسلام کے اصولوں کی صداقت کے قائل ہیں بلکہ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو اسلام کے اصول آج تمام دنیا پر غالب آ رہے ہیں اور وہ لوگ جو منہ سے اسلام کی صداقت اور معقولیت پر اعتراض کرتے ہیں۔ عملاً اس کے اصولوں کو اپنے اندر لے رہے ہیں۔ ہمارے سامنے ہندو مذہب نے زمانہ کی رفتار کو دیکھ کر کتنی کروٹیں بدلیں۔ نہ صرف فروعی باتوں میں بلکہ اصول مذہب میں بھی اسلام کا اثر اس پر غالب آیا۔ مورتی پوجا کو چھوڑ کر توحید الٰہی کا اقرار سب سے پہلی چیز ہے جو اسلام نے ہندو مذہب کو دی۔ ذات پات کی تفریق کو دور کر کے ہر شخص کی ذاتی خوبیوں کو عزت و اکرام کا معیار قرار دینا دوسری چیز ہے جو اسلام سے ہندو مذہب نے لی۔ پتی برت دھرم کو توڑ کر نکاح بیوگان کو رائج کرنا تیسری بات ہے جو اسلام کے ذریعہ سے ہندو مذہب کو ملی۔ اب طلاق کو رائج کرنے اور لڑکیوں کو والدین کی جائداد کا وارث ٹھیرانے کی بھی کوشش ہو رہی ہے اور یہ ایک اور بہت بڑی فتح ہے جو اسلام نے ہندو مذہب پر حاصل کی ہے۔ غرض ہمارے دیکھتے دیکھتے ہندو مذہب نے اسلام کی بہت سی باتوں کو اپنے اندر لیا اور آہستہ آہستہ لے رہا ہے اگرچہ ان میں سے بعض باتیں ایسی ہیں جن کو وہ ابھی تک اصولاً تسلیم کر لینے کے باوجود عمل میں لانے سے قاصر ہے۔ تاہم ان کا مان لینا ہی ان اصولوں کی صداقت کا ایک کھلا اعتراف ہے اور اس بات کا عملی ثبوت کہ اسلام دنیا کا موزون ترین اور معقول ترین مذہب ہے اور یہی آخر کار تمام دنیا پر غالب ہوگا۔

نہ صرف ہندو مذہب بلکہ عیسائیت بھی آج عملاً اسلام کی صداقت کی قائل ہو چکی ہے۔ ہمارے مسیحی معاصر "نور افشاں" کو اس بات پر اصرار ہے کہ اسلام کا قدم دن بدن پیچھے ہٹ رہا ہے اور مسیحیت تمام دنیا پر پھیلتی چلی جا رہی ہے اور اس طرح سے مجدد وقت کے ادعائے کسر صلیب کو عملاً غلط ثابت کر رہی ہے لیکن کیا اسے معلوم ہے کہ مغرب کے مسیحی محققین کی جو تعصب و عقیدت کی رنگدار عینک کو اتار کر واقعات کو ان کی اصل شکل میں دیکھنے کے عادی ہیں اس بارہ میں کیا رائے ہے؟ مسٹر لینسلاٹ لاٹن ایک مسیحی محقق اپنے ایک تازہ مضمون مندرجہ اخبار سفیر ۲۰ ارستی میں لکھتے ہیں کہ

"یہ قابل تسلیم امر ہے کہ بحیثیت مذہب صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو افریقہ کے لئے مسیحیت سے بڑھ کر موزون ہے بلکہ میں یہ بھی کہوں گا کہ وہ بحیثیت مجموعی تمام دنیا کیلئے موزون ترین مذہب ہے کیونکہ بعض مسلمانوں کے دلائل میں جب کہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کی تلقین دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں اور بعض خاص صورتوں میں ان کا طرز عمل مسلمانوں سے ذرا بھر مختلف نہیں۔"

اس نظریہ کے ثبوت میں مسٹر لاٹن نے متعدد مثالیں پیش کیں ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ بتائی ہے کہ تعدد ازدواج صرف مسلمانوں ہی میں رائج نہیں بلکہ مغرب کے اخلاق جنسیت بھی اس کے حامی ہیں دوسری مثال جنگوں کی دی ہے اور بتایا ہے کہ مغرب نے تلوار کو ہاتھ میں لیکر ثابت کر دیا ہے کہ تلوار کی طاقت پر ایمان صرف اسلامی دنیا تک ہی محدود نہیں۔

ہم اس جگہ مسٹر لاٹن سے اس قدر اختلاف کریں گے کہ مسلمانوں کو تلوار کی طاقت پر کبھی بھی ایمان پیدا نہیں ہوا۔ ان کا ایمان محض خدائی طاقت پر ہے جو آج تلوار نہ ہونے کے باوجود بھی انہیں ہر جگہ کامیاب بنا رہی ہے۔ تلوار اگر مسلمانوں نے کبھی اٹھائی تو محض ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے جو اسلام کے رستہ میں مخالفین نے تلوار کے ذریعہ سے عائد کیں۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ وہی مغرب جو کل تک اسلامی جنگوں پر اس وجہ سے معترض تھا کہ تہذیب و شائستگی اس کی حامی نہیں آج اپنی مایۂ ناز تہذیب کے باوجود جنگ و جدال کو نہ صرف اپنی زندگی کا ایک لازمہ سمجھتا ہے بلکہ متواتر چار پانچ سال تک اس میں مبتلا رہ کر اور آج بھی اس کے سامان مہیا کر کے عملاً یہ ثابت کر رہا ہے کہ اسلام کا طریق عمل غیر حق بجانب نہ تھا۔ ان دو مثالوں کو پیش کرنے کے بعد مسٹر لاٹن لکھتے ہیں کہ :-

"ان دو مشابہتوں سے قطع نظر کر کے میرے نزدیک مذہب اسلام کی کامیابی اس امر میں مضمر ہے کہ اسے دوسرے مذاہب پر بعض خاص امور میں فضیلت حاصل ہے چنانچہ شراب سے مسلمانوں کا پرہیز۔ ان کا احساس اخوت۔ سود سے نفرت۔ اپنے نبی کے علاوہ دوسرے انبیاء کی صداقت پر ایمان۔ اس کے کھلے ثبوت ہیں۔"

ہم نہیں سمجھتے اس کھلے اعتراف کے باوجود کوئی شخص یہ کہنے کا حق کس طرح رکھتا ہے کہ اسلام کے اصول آج مہذب دنیا کے لئے ناقابل قبول ہیں اور اس کا قدم مسیحیت سے پیچھے ہے اس میں شک نہیں کہ مسیحیت نے اپنے دنیوی ساز و سامان اور سیم و زر کی نمائش سے ہندوستان اور بعض دیگر ممالک کے ادنیٰ طبقات پر اپنا اثر جمایا ہے۔ لیکن جن لوگوں کو خدا نے عقل و فہم سے بہرہ وافر دیا ہے وہ اس مذہب کے خلاف عقل اصول کو کسی طرح مان نہیں سکتے۔ خود یورپ آج اس مذہب کو دھکے دے رہا ہے اور اس کے بجائے بقول مسٹر لاٹن اسلام کو اپنے اندر لے رہا ہے مسٹر موصوف کو اس بات کا افسوس ہے کہ اسلام کے اس بڑھتے ہوئے اثر کو روکنے کے لئے آج مغربی اقوام کے پاس کوئی چیز نہیں۔

"جو کچھ تھوڑا بہت اسلام کے سامنے پیش کرنے کے قابل تھا اس کو خلاف عقل ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیا گیا۔ ہاں وہ صرف دہریت کو پیش کر سکتے ہیں۔ عیسائیت کو پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ابھی تک خود مغرب کے عملی نمونہ سے وہ کوسوں دور ہے۔"

کیا یہ الفاظ ایک حق شناس انسان کے لئے اسلام کی صداقت اور معقولیت کا کھلا ثبوت نہیں؟ کیا ان واقعات و حقائق سے یہ صاف طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام ہی آج صفحہ ہستی پر ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی معقول تعلیمات اور فطری اصولوں کی وجہ سے مذاہب عالم کو اپنے سانچے میں ڈھال رہا ہے۔ یہاں تک کہ بقول مسٹر لاٹن تثلیث بھی اس کے پاکیزہ اصولوں کے آگے عملاً سرنگوں ہو چکی ہے۔ یہی کسر صلیب ہے جو مجدد وقت کی صداقت کا ایک زندہ اور عملی نشان ہے۔ کیا معاصر "نور افشاں" اس پر غور کرے گا؟

افغانستان اور دیوبند

افغانستان سے دیوبندی علماء کے اخراج کی خبر اخباری حلقوں میں خاص دلچسپی سے پڑھی جا رہی ہے۔ ہم منتظر تھے کہ دیوبند سے اس ... ... شاد ہوتا ہے۔ آج سے چند سال پیشتر ایک غریب اور بے کس احمدی کی سنگساری کو جائز ثابت کرنے کے لئے جن مرفوع التلاوت آیات کی تلاوت جائز سمجھی گئی تھی آیا وہ اخراج دیوبند کے بارہ میں بھی کچھ کام آ سکتی ہیں یا نہیں۔ لیکن ہم حیران ہیں کہ مولوی شبیر احمد مولوی مرتضیٰ حسن مولوی ... شاہ جیسے کٹر دیوبندیوں سے لے کر جمعیۃ العلماء کے تمام چھوٹے بڑے اراکین تک سب اس بارہ میں بالکل خاموش ہیں۔ شاید کوئی اور مرفوع التلاوت اور منسوخ العمل آیات تلاش کی جا رہی ہوں۔ جن کی پشت پناہی سے دیوبندی غیظ و غضب کا دھاوا افغانستان کی طرف پھیرا جا سکے۔

معاصر "منادی" کا خیال ہے کہ دیوبندی علما کا اخراج غالباً افغانوں کی تجدد پسندی پر دیوبند کے معترض ہونے کی وجہ سے عمل میں آیا ہے۔ اس لئے پیشتر اس کے کہ دیوبندی حضرات اپنی منسوخ و مرفوع آیات کا پشتارا لیکر اٹھیں۔ ہم "منادی" کے ہم نوا ہو کر امیر افغانستان کو یہ مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ ان کو افغانستان سے جلاوطن نہ کیا جائے بلکہ ان کو نوکر رکھ لیا جائے اور ان کی تنخواہیں مقرر کر دی جائیں اور ان کو اس کام پر لگا دیا جائے جس کی مخالفت کا ان سے اندیشہ ہو۔ ہم کو یقین ہے کہ وہ تنخواہیں مقرر ہونے کے بعد ترقی خواہ نوجوان افغانوں سے زیادہ اسباب ترقی میں آگے بڑھ بڑھ کر کام کریں گے۔

ڈاڑھی پر جنگ

کلکتہ کی ایک خبر ہے کہ وہاں کے ایک مدرسہ عربی اور فارسی کے طلبا میں ڈاڑھی کے مسئلہ پر جنگ ہو گئی۔ شعبہ عربی کے طلبا ڈاڑھی کو شعار اسلامی قرار دیتے تھے۔ اور فارسی کے طلبا اس کے خلاف تھے۔ آخر مخالفین نے موافقین پر دھاوا بول دیا۔ وہ تو خیر گزری کہ کوئی کاری وار کسی کے نہیں لگا ورنہ ہنگامہ اس قدر سخت تھا کہ جنگ آزما سورماؤں کو باز رکھنے کے لئے پولیس کو مداخلت کرنی پڑی۔ اس کا نتیجہ ہے کہ منتظمین مدرسہ کو ایک ہفتہ تک کے لئے مدرسہ بند کرنا پڑا اور جو طلبا اس ہنگامہ میں سب سے پیش پیش تھے ان کو مدرسہ سے خارج کر دیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جن لوگوں کی حالت اس درجہ جہالت کو پہنچ چکی ہے کہ وہ علم پڑھتے ہوئے ایسی رکیک جاہلانہ حرکات پر اتر آتے ہیں ان کی اسلامی زندگی پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے تھوڑا ہے۔ بھلا ڈاڑھی کا مسئلہ کون سا اتنا بڑا اہم مسئلہ ہے جس پر اس قدر جوش و خروش دکھایا گیا۔ اسلام نے تو اہم ترین مسائل کے اختلاف کو بھی بغض و عناد بنانے سے منع کیا ہے چہ جائیکہ داڑھی کے مسئلہ پر ایک عربی اور فارسی کے مدرسہ میں کشت و خون تک نوبت پہنچ جائے ہم کارکنان مدرسہ کی خدمت میں عرض کریں گے کہ ان طلبا کو عربی اور فارسی کتابیں پڑھانے سے پہلے ان کی صحیح تربیت کرنے کا سامان کریں۔ ان میں وہ روشن ضمیری اور اصل اسلامی روح پیدا کریں جو ایک مسلمان کے لئے تہذیب و شائستگی کا پہلا سبق ہے۔ اس کے بغیر ان کا علم پڑھنا کسی کام نہیں آ سکتا۔ عربی و فارسی کی چند کتابیں یاد کر لینا اور اصل اسلامی تربیت سے کورے رہنا کمثل الحمار یحمل اسفارا سے بڑھ کر حیثیت نہیں رکھتا۔

ختم نبوت کے معنے

۲۵ ستمبر ۱۹۲۸ء کے "الفضل" میں مولوی عمر الدین صاحب شملوی کا ایک مضمون "مسئلہ ختم نبوت کا آسان فیصلہ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں ختم نبوت کے متعلق قادیانی نقطہ نگاہ یہ بتایا گیا ہے کہ

"بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اب کوئی ایسا نبی آنے والا نہیں جو ملت محمدیہ کو منسوخ کر دے اور آنحضرت صلعم کی امت سے باہر ہو۔"

یہی مولوی صاحب کے نزدیک لانبی بعدی کے معنے ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں سب سے پہلی دلیل تو انہوں نے وہی دی ہے جو میاں محمود احمد صاحب کی مایہ ناز دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ کے کامل پیرو ہوں گے۔ ہم اس کے جواب میں صرف اسی قدر عرض کریں گے شریعت بھی رحمت الٰہی ہے۔ کیا آنحضرت صلعم کی شان رحمۃ للعالمین آپ کے بعد کسی شریعت کے نزول کی متقاضی نہیں۔ اگر ذات رحمۃ للعالمین شریعت جیسی رحمت الٰہی کو روکنے کا موجب ہے تو یقیناً نبوت بھی جو شریعت کا لازمہ ہے آپ کی ذات پر ختم ہو گئی۔

لانبی بعدی کے نئے معنے

دوسری دلیل لانبی بعدی کے خاص معنوں کی تائید میں

قرآن کریم کی اس آیت سے دی گئی۔ یٰقومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ۔ مولوی صاحب کا استدلال ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ کے بعد انجیل و زبور کے نازل ہونے کے باوجود قرآن کریم کو کتابا انزل من بعد موسیٰ کہا جا سکتا ہے۔ اور دور شریعت موسوی قرآن کریم کے نزول تک ممتد ہے۔ اسی طرح سے :-

"لانبی بعدی کے یہ معنے ہوئے کہ اب کوئی ایسا نبی نہیں جو دور شریعت محمدی کو ختم کرنے والا ہو۔"

کیا مولوی صاحب کو معلوم نہیں کہ موسوی شریعت کا زمانہ قرآن کریم تک ممتد ہونے کے باوجود درمیانی عرصہ میں جو انبیا آئے ان کی وحیاں کتاب موسیٰ کا تتمہ اور موسوی شریعت کا حصہ سمجھی جاتی تھیں۔ کیا شریعت محمدی کے متعلق بھی یہ سمجھا جائے کہ آنحضرت صلعم کے بعد جو نبی آئیں گے اُن کی وحیاں قرآن کریم کا تتمہ اور جزو ہوں گی؟ اور اس طرح شریعت موسوی کی طرح اور شریعت محمدی کی بھی تنسیخ و ترمیم ہوتی رہیگی

ہم حیران ہیں کہ ان دلائل کو کس علم و عقل کا نتیجہ سمجھیں۔ لانبی بعدی میں صاف طور پر لا نفی مطلق ہے جس میں کسی استثنا کی گنجائش نہیں۔ نہ ہی نبوت کو کبھی نبی بغیر کتاب اور شریعت کے تسلیم کیا ہے۔ پھر یہ کیونکر سمجھ لیا جائے کہ چونکہ بعد موسیٰ کا زمانہ انجیل و زبور کے آجانے کے باوجود ختم نہیں ہوا اس لئے اب جہاں بعد کا لفظ آئے وہاں یہی سمجھنا چاہیئے کہ اس کے معنے ختم کرنے ہونے کے نہیں بلکہ جاری رہنے کے ہیں۔

کیا مولوی عمرالدین صاحب اپنے ان معنوں کی روشنی میں لو کان بعدی نبی لکان عمر کے معنوں کی بھی وضاحت فرمائیں گے۔

انتقاد

اخبار طاقت دہلی اکثر اخبار بین احباب اردو کے مایہ ناز ادیب جناب شوکت علی فہمی کے اسم گرامی سے واقف ہوں گے۔ گزشتہ سال انہوں نے ایک ہفتہ وار اخبار "طاقت" نکالا تھا۔ جس نے چند ماہ کے عرصہ میں کافی شہرت حاصل کر لی تھی۔ اس کے بعد بعض وجوہ کی بنا پر یہ اخبار بند ہو گیا تھا اب پھر جاری ہوا ہے۔ اس کے دوبارہ اجرا پر ہم اس کے فاضل ایڈیٹر کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی۔ مضامین کی ترتیب اور ٹائٹیل نہایت اعلیٰ اور دیدہ زیب قیمت چھ روپے سالانہ فی پرچہ دو آنے۔ منیجر اخبار "طاقت" دہلی سے طلب کیجئے۔

اخبار پیغام حق قادیان سے جاری ہوا ہے زیادہ تر میاں محمود احمد صاحب کے خیالات کی تردید کرتا ہے لیکن تمام سلسلہ احمدیہ اور حضرت مسیح موعود پر نیش زنی کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ مفصل پھر۔

شذرات

عیسائیت کا قانون طلاق طرح طرح کی پیچیدگیوں اور بے شمار نقائص اور خامیوں کی وجہ سے مغرب میں آئے دن معرض بحث میں آتا رہتا ہے۔ اس قانون کی بنیاد انجیل متی کی ایک آیت پر ہے جس میں لکھا ہے :-

"یہ بھی کہا گیا کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ لکھ دے۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوائے کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے وہ اس سے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے۔" (متی ۵ : ۳۱-۳۲)

اس آیت میں طلاق صرف ایک ہی حالت میں جائز قرار دی گئی ہے اور وہ بدکاری ہے۔ اسی وجہ سے انگلستان کے قانون طلاق میں بھی صرف زناکاری ہی کو طلاق کے جواز کی ضروری وجہ ٹھیرایا گیا ہے۔

اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آئے دن انگلستان میں ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ حصول طلاق کے لئے بعض لوگ زناکاری جیسے بدترین جرم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یا کم از کم جھوٹ موٹ زناکاری کا دھبہ بعض شرفا کو اپنے اخلاق پر لگانا پڑتا ہے اگرچہ قانون طلاق کے علاوہ ایک قانون علیحدگی بھی انگلستان میں رائج ہے جس کے رُو سے زناکاری کے علاوہ دوسرے وجوہات کی بنا پر ان میاں بیوی کو جن کی باہم نبھ نہیں سکتی علیحدہ کر دیا جاتا ہے لیکن طلاق نہ ہونے کے سبب سے وہ قانوناً دوسری جگہ شادی نہیں کر سکتے۔ اس لئے یہ قانون اور بھی طرح طرح کی خرابیوں کا موجب ہے

حال ہی کا واقعہ ہے ایک عورت نے اپنے خاوند سے علیحدگی کی درخواست عدالت میں دی۔ جج نے اس کا فیصلہ کرتے ہوئے یہ لفظ لکھے کہ :-

"زیادہ عقلمندی کا اور سوسائٹی کے لئے زیادہ مفید کام یہ تھا کہ سائلہ بجائے علیحدگی کے طلاق کی درخواست دیتی"۔

جج کے ان الفاظ نے انگلستان کے مذہبی حلقوں میں قانون طلاق پر بحث و مباحثہ کی ایک نئی طرح ڈال دی ہے۔ اور قرون اولیٰ کی کلیسائی مجالس کے فیصلوں اور بزرگان دین مسیحیت کے خیالات کو ایک دوسرے کے خلاف پیش کیا جا رہا ہے۔

اسی سلسلہ میں مسٹر ہال کین جیسے مشہور ناول نویس نے بھی ایک مضمون سنڈے اکسپریس میں لکھا ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جناب مسیح کسی حالت میں بھی طلاق کے حامی اور روادار نہ تھے۔ بلکہ اس کے خلاف عورت اور مرد کا دائمی تعلق ہر حالت میں ضروری سمجھتے تھے

مسٹر ہال کین کے استدلال کی بنیاد مرقس کی ایک آیت پر ہے۔ جس میں یہودیوں کے اس سوال کے جواب میں کہ "کیا یہ روا ہے کہ مرد اپنی بیوی کو چھوڑ دے" جناب مسیح نے یہ فرمایا کہ :-

"خلقت کے شروع سے اس نے انہیں مرد اور عورت بنایا اس سبب سے مرد اپنے باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا اور وہ اور اس کی بیوی دونو ایک جسم ہوں گے پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں اس لئے جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جدا نہ کرے"

اور گھر میں شاگردوں نے اس سے اس کی بابت پھر پوچھا اس نے ان سے کہا جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ اس پہلی کے برخلاف زنا کرتا ہے اور اگر عورت اپنے شوہر کو چھوڑ دے اور دوسرے سے بیاہ کرے تو زنا کرتی ہے۔

مسٹر ہال کین کے نزدیک مسیح کے یہ الفاظ طلاق کی صریح ممانعت پر دلالت کرتے ہیں۔ اور ان کا دعویٰ ہے کہ مرقس کی انجیل چونکہ پہلے لکھی گئی اس لئے وہی صحیح ہے۔ متی کی انجیل میں اسی واقعہ کو بیان کرتے ہوئے جو استثنا کیا گیا ہے کہ

"جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے"

یہ بعد کی ایجاد ہے کیونکہ حواریوں کے نزدیک حرامکار عورت کے ساتھ زندگی بسر کرنا غیرت انسانی کے منافی تھا۔

مسٹر ہال کین کا یہ استدلال اپنی نوعیت کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے اور نہ صرف انگلستان کے قانون طلاق کے متعلق ایک نیا سوال پیدا کر دیتا ہے کہ اسکی بنیاد کہاں ہے بلکہ موجودہ مسیحی مذہب کے متعلق بھی یہ آشکارا ہو جاتا ہے کہ جناب مسیح کا وہ قائم کردہ نہیں۔ ان حالات میں اہل انگلستان کے لئے جو پہلے ہی قانون طلاق کو زیادہ وسیع کرنے کی فکر میں ہیں۔ سوائے اس کے چارہ نہیں کہ وہ اسلام کے اصولوں کی طرف رجوع کریں اور جیسا کہ فطرت کا تقاضا ہے طلاق کی وجوہات مقرر کرنے کے بجائے ایسے طریق اختیار کریں جن سے لوگوں کی ازدواجی زندگی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہو سکے اور مسلمانوں کی طرح طلاق کی شرائط و وجوہات مقرر نہ ہونے کے باوجود بہت کم ضرورت اس کی انہیں پیش آئے۔

افغانستان کی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں خطابات نہیں اُڑائے گئے بلکہ القابات کا لکھنا بند کر دیا گیا ہے۔

اسلام اور موجودہ مسلمان

ایک غیر مسلمہ خاتون کے خیالات

ذیل کا مضمون ایک غیر مسلم خاتون کے جو کسی وقت اسلام کے آغوش شفقت میں تھیں۔ اور اب بعض ملانوں کی ناسمجھی کی وجہ سے مرتد .... ہو چکی ہیں۔ تراوش قلم کا نتیجہ ہے۔ اس مضمون کا ایک ایک لفظ مسلمانوں کے لئے قابل غور اور لائق عبرت ہے۔ بالخصوص وہ حصہ جس میں لڑکیوں کے رشتوں کے متعلق مسلمان والدین کے جابرانہ طریق عمل کا ذکر ہے یہ مضمون آخری نبی نمبر کے لئے موصول ہوا تھا۔ افسوس ہے کہ اس میں درج نہ ہو سکا۔ ایڈیٹر

مجھ سے کہا گیا ہے کہ "پیغام صلح" کے آخری نمبر کے لئے کچھ لکھوں۔ میرے خیال کے مطابق اس موقعہ پر مجھے جو لکھنا چاہئے وہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان کو اتحاد و اتفاق کی تلقین کی جائے۔ یوں تو تمام مذاہب کے پیرو اور تمام اقوام ہی دائرہ انسانیت میں داخل ہیں۔ لیکن اس موقع پر مجھے صرف مسلم قوم کے متعلق ہی کچھ لکھنا ہے۔ چونکہ خاص کر ہندوستان میں اپنے ہی ہاتھوں اپنے لئے مصائب پیدا کرنے والی یہی قوم ہے۔

مسلمانوں کی فرقہ بندی

اس کا مقابلہ غیر مذاہب اور دوسری قوموں سے تو ہے ہی مگر طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ اس کے اپنے اندر بھی متعدد فرقے ہیں اور ایکدوسرے سے برسر پیکار ہیں محض عقائد میں اختلاف ہونے کی وجہ سے۔ ایک فرقہ کے رہنما اور عالم دوسرے فرقوں کو فوراً سے پیشتر کافر کہہ دینے میں نہایت مشتاق ہیں۔ اور اس خیال سے اگر ان کی نظروں سے دیکھا جائے۔ تو اسلام محض کسی ایک تھوڑی سی تعداد کے فرقہ میں باقی رہ گیا ہے۔ افسوس کیا یہ بات علمائے اسلام کے لئے باعث شرم و ندامت نہیں کہ اسلام چند مٹھی بھر افراد میں رہ گیا ہے۔ باقی سب کافر ہیں حالانکہ سب کلمہ گو ہیں۔ توحید باری کے قائل ہیں پھر بھی کافر۔ افسوس، اتحاد و اتفاق کا سوال آتا ہے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم عقاید کے لئے تو ضرور جنگ کرتے رہیں گے" میں نہیں سمجھتی کہ لفظ جنگ سے کیا مقصد ہے آیا تبادلہ خیالات محدثیت، مسوت کے ساتھ یا پھڑ بازی۔ انہیں چاہئے کہ تہذیب اخلاق کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنے اپنے خیالات کا اظہار ایک دوسرے پر کریں جس کے دلائل دماغ کے مطابق ہوں گے۔ اس میں شک نہیں کہ ہر دماغ اس کو تسلیم کرنے گا اور اس طرح دوسروں کو کافر کہنے کی بجائے وہ انہیں مومن بنا سکیں گے۔

اختلاف میں اتحاد

حقیقت میں اتحاد تو اس عالمگیر رشتہ اخوت و محبت کا نام ہے جو اختلاف ہوتے ہوئے بھی قائم رہے۔ سچا اتحاد اختلاف پر ظروزنماء آجانا چاہیئے۔ ایک ہی ماں کے دو بچوں میں ہر ایک بات کا فرق ہوتا ہے اختلاف خیالات۔ صورت شکل میں علیحدگی عادات میں فرق۔ مگر کوئی نہیں کہتا کہ یہ ایک دوسرے کا حقیقی بھائی نہیں ہے۔ مگر افسوس کہ وہ مذہب جس نے اپنے پیرووں کو یہ تعلیم دی ہو کہ "کل مومنون اخوۃ" وہ ذرا سے عقائد میں فرق ہونے سے ایک دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کو ہر وقت تیار رہتے ہیں یہ ایک مرض ہے جو مسلمانوں میں پھیلا ہوا ہے۔ لیکن اس مرض کو کون نہیں جانتا؟ سب جانتے ہیں اور اصلاح کے لئے کوشاں بھی ہیں۔ یہاں پر ایک بات اور بتانا چاہتی ہوں کہ کس طرح آج کل کے ملانوں نے شریعت کو اپنا قانون بنا لیا ہے۔ جو ان کی مرضی کے مطابق ہو وہ تو شریعت کے مطابق ہے اور جو ان کی مرضی کے خلاف وہ شریعت کے خلاف ہے۔ اس سلسلہ میں مجھے اپنی مسلم بہنوں کو فراموش نہ کر دینا چاہئے۔ اس لئے یہی بات مثال کے طور پر لیتی ہوں۔

مسلمان لڑکیوں کی سلب آزادی

اسلام آزادی یا حریت کی تعلیم ہر شخص کو دیتا ہے۔ اسلام بنی نوع انسان کو قید و غلامی سے چھڑانے آیا تھا۔ مگر آج بدبخت ہاتھوں اور نافہم دماغوں میں اس کی باگ ڈور ہے۔ وہ اسے اپنے طرز عمل سے اتنا زیادہ بدنام کر چکے اور کر رہے ہیں جو قریب قریب لابیان ہے۔ نکاح کے مسئلہ کو لو اسلام کی تعلیم ہمیں بتلاتی ہے کہ نکاح کے لئے علاوہ اور شرائط کے سب سے مقدم شرط ہے۔ آزادی کے ساتھ ایجاب قبول اور اس کے لئے عاقل بالغ ہونا بھی لازمی امر ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بارہ بارہ چودہ چودہ سال کی لڑکیوں کو جنہوں نے ابھی پوری تعلیم بھی حاصل نہیں ہوتی ایک اجنبی شخص کے حوالہ کر دیا جاتا ہے جس کو قبول کرنا تو درکنار انہوں نے دیکھا تک نہیں ہوتا۔ مزاج سے واقفیت اور خیالات کا ٹٹولنا تو درکنار ہا حالانکہ بیچاریوں کو ساری عمر ہی اس کے ساتھ کاٹنی پڑتی ہے۔

ماں باپ اپنی مرضی سے شادیاں کر دیتے ہیں اور اسکی عصمت کے مالک بن کر ایک اجنبی کے ہاتھوں میں اس کی عصمت دے دیتے ہیں۔ انہیں کسی کی عصمت پر کسی کو اختیار دینے کا کیا حق ہے۔ اور اسی لئے میں نہایت زور کے ساتھ یہ الفاظ لکھ سکتی ہوں کہ یہ اس غریب اور بے کس لڑکی کی عصمت پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے نہ کہ شادی یا نکاح ہوتا ہے اور اس کی اجازت اسلام کبھی بھی نہیں دیتا۔

ہزاروں بچے کفر کی آغوش میں

پس صاف ظاہر ہے کہ ایسے موقعہ پر سب سے پہلے کافر تو اس کے بیرحم ماں باپ اور ظالم شوہر ہی ہوتا۔ چونکہ اس طرح کی شادی قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے اور یہ نکاح نہیں جائز ہوتا۔ پس ایسی حالت میں ہر مومن کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ایسے کافروں سے قطع تعلق کر لے اب رہا یہ سوال کہ قطع تعلق کیسے کرتے۔ یہ بے چاری کمزور اور مقید۔ خصوصاً مسلم خواتین کے لئے جس قدر دقتیں ایسے موقعوں پر پیش آتی ہیں انہیں کون نہیں جانتا۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام نے انہیں آزادی دی ہوئی ہے۔ مگر آہ۔ اسلام جیسی زبردست طاقت آج کل جن ہاتھوں میں خود مقید ہو کر بدنام ہو رہی ہے۔ انہیں ہاتھوں میں یہ بے بس خواتین بھی قید ہیں۔ پھر بھلا اس کے سوائے اور کیا چارہ ہو سکتا ہے کہ انہیں کج فہم عالمان وقت کے پاس جا کر فریاد کریں۔ لیکن وہاں سے حکم ملتا ہے کہ "شوہر کی اطاعت کرو" آزادی کا نام مت لو اگر اس کے خلاف کرو تو کفر کے فتوے صادر ہونے لگتے ہیں۔ اور بالآخر نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ آزادی جو ہر انسان کا فطرتی حق ہے اس کے لئے یہی کہنا پڑتا ہے۔ پروانہ چراغ حرم و دیر نداند۔

اور اس طرح اس دین فطرت کے ٹھیکیداروں کی ناسمجھی سے اسلام کے ہزاروں بچے اس کی آغوش سے بچھڑ جاتے ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ کہ پھر کہا جاتا ہے کافر ہوگئے۔ مرتد ہوگئے۔

کفر میں اسلام پر عمل

انہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ در اصل اسلامی تعلیم پر تو عمل پیرا وہ بعد میں ہی ہو سکتے ہیں۔ جب وہ تمہارے چنگل سے بچ کر نکل جاتے ہیں۔ اور اسی وقت سچے معنوں میں مسلمان ہوتے ہیں جبکہ بطالت سے نجات حاصل کر لیتے ہیں۔ اپنی عصمت کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ آزادی اپنے فطرتی حق کو وہ اپنے زور بازو سے حاصل کر لیتے ہیں۔ غلامی سے نجات پا لیتے ہیں۔ پھر اگر اس جہاد میں ان سے کوئی غلطیاں بھی سرزد ہوں تو ان غلطیوں کے ذمہ دار وہ نہیں بلکہ عالمان وقت ہی ہیں۔ جنہوں نے انہیں مسلمان ہوتے ہوئے بھی کافر بتایا تھا۔

موجودہ اسلامی زندگی اور کفر

علمائے اسلام سے دریافت کیا جا سکتا ہے کہ کیا ایک مرد یا عورت جز بردستی ایک اجنبی شخص کے حوالہ کر دی جائے اور اس کی عصمت پر حملہ ہوں (بظاہر نام تو نکاح کا دیا جائے مگر بغیر ایجاب قبول کے نکاح کیسا) اور پھر جب وہ اپنے بچاؤ کے لئے آزادی اپنے فطرتی حق کا استعمال کرنا چاہتی ہے تو فتویٰ ملتا ہے کہ ایسا کرنا کفر ہے۔ مطلب یہ کہ فطرتی حق سے دستبردار ہونا غلامی کی زندگی بسر کرنا عصمت فروشی تو کفر نہیں مگر جب وہ یہ کہہ کر کہ "پروانہ چراغ حرم و دیر نداند" جہاں آزادی ملتی ہے عصمت محفوظ رہتی ہے۔ چلی جاتی ہے تو جھٹ مرتد کا خطاب مل جاتا۔ کیا کہنے ہیں۔ یہ میں نے تھوڑا سا نمونہ دکھلایا ہے۔ آج کل کے محافظان دین اسلام کے طرز عمل کا۔ کہ کس طرح وہ اپنے طرز عمل سے اسلام کو [illegible] [illegible] سے شاد ینے والی نہیں!

اسلام کے ناسمجھ فرزند

کیا اسلام اپنے ایسے ہی ناسمجھ فرزندوں پر ناز کرے گا! جو لیں کے لاکھوں نہیں کروڑوں بچوں کو اس سے جدا کر رہے ہیں جو اس کے پیرووں کے درمیان تفرقہ اندازی کر کے اس کی بیخ و بنیاد کو ہلا دینے کے در پے ہو رہے ہیں! اسلام کے فرزند ہیں یا دشمن۔ اس موقع پر اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ جس غلطی کو میں دوسروں کو جتلا رہی ہوں اس کی مرتکب میں خود نہ بن جاؤں تو میں یہ کہتی کہ حقیقت میں کافر اور دشمنان اسلام وہ مولوی صاحبان خود ہیں۔ جو دوسرے مسلمانوں پر کفر کے فتوے صادر کرتے رہتے ہیں۔ اچھا یہی ہے کہ ہر ایک فرقہ بجائے اس کے کہ دوسروں کو کافر کہے اپنے آپ کو نمونہ اور قابل تقلید بنائے۔

اتفاق کی ضرورت

اختلاف خیالات تو ہمیشہ ہی رہا ہے! اور رہے گا مگر یہ عقلمندی کی باتیں نہیں کہ محض اختلافات کی بنا پر بھائی بھائی علیحدہ ہو کر کمزور بنیں۔ اور دشمنوں کا شکار ہو جائیں کوئی دردمند دل یہ نہیں دیکھ سکتا کہ کوئی بھی قوم پستی کی حالت میں مبتلا ہو۔ قدرت ہر قوم کو اتنی وسیع النظری اور روشن خیالی عطا کرے کہ وہ خود کو حوادثات زمانہ سے بچاتے اور روز افزوں ترقی حاصل کرے۔ (ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد)

مسلم ہائی سکول لاہور

بخدمت جناب مکرمی ——— ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ایک فہرست چندہ ارسال خدمت ہے۔ مہربانی کر کے اس کو اخبار میں چھاپ دیں۔ یہ چندہ ایک چھوٹے بچے محمد کلیم جماعت ششم ولد جناب میر حبیب اللہ صاحب انجنیئر پٹیالہ نے کیا ہے اور ہندو اور سکھ احباب نے بھی اس میں حصہ لے کر نہ صرف سکول کو ممنون احسان کیا ہے بلکہ انجمن بھی ان کی رواداری کرم فرمائی کی ممنون ہے۔ اس کے علاوہ ان تمام دوسرے دوستوں کا بھی دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے سکول کی اعانت میں حصہ لیا ہے۔ امید ہے وہ اپنی اس امداد اور کرم گستری کو ہمیشہ جاری رکھیں گے۔

نام	رقم	نام	رقم
لالہ نتھا سنگھ صاحب ایس ڈی سی	عار	شیر محمد صاحب	۸ر
لالہ سکھر چند صاحب	عہر	بشن سنگھ صاحب	عار
ایم عبد الغفور صاحب	عہر	مختار شاہ صاحب	عہر
لالہ بنتا رام صاحب	عہر	بو علی بخش صاحب	عہر
لالہ نور اتہ رام صاحب	عہر	سردار جانک سنگھ صاحب	عار
پنڈت ونی چند صاحب	عہر	لالہ منشی رام صاحب	عہر
لالہ سر جول صاحب	عہر	ایم فضل رزاق صاحب	عہر
عزیز خاں صاحب	عہر	لالہ بھگت رام صاحب	عار
لالہ بخشی رام صاحب	۸ر	بابو دلاور خاں صاحب	عہر
چینو چپڑاسی	۸ر	سردار گیان سنگھ صاحب	عہر
کرنل شیر سنگھ صاحب	عار	سردار بھگوان سنگھ صاحب	عہر
بابو جمنا داس صاحب	عار	سردار ہر چند سنگھ صاحب	عہر
ایم حبیب اللہ خاں صاحب	عہر	لالہ لکھی رام صاحب	عار
لالہ بھجو رام صاحب ٹھیکیدار	عار	بابو دایہ سنگھ صاحب	عہر
غلام محمد صاحب	۸ر	عبید د	عہر
وزیر بیگ صاحب	عار	محمد اسمٰعیل خاں صاحب	عار
سوڈھی مان سنگھ صاحب	للعہ	بابو سری رام صاحب	عار
ٹھاکر بیر سنگھ صاحب	عہر	میر حبیب اللہ صاحب	عہر

لندن ۱۸ ستمبر۔ حکومت فرانس نے ۴۰ لاکھ پونڈ کی رقم جو جنگی قرضہ کی ادائیگی کی پانچویں قسط ہے برطانیہ کو ادا کر دی۔

لندن ۱۳ ستمبر۔ مسٹر برنارڈ شا ر مغربی تہذیب پر ایک لیکچر دینے والے ہیں جس کا خلاصہ شائع ہو چکا ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں کہ مغربی تہذیب ایسی تہذیب ہے جو اپنے ماضی و حال پر کسی طرح فخر نہیں کر سکتی۔ اور جسے اپنے مستقبل کی کوئی رسید نہیں۔

پیرس ۲۴ ستمبر مصر کے سابق وزیر اعظم ثروت پاشا کا انتقال ہو گیا ثروت پاشا ایک سرگرم احرار تھے جو زاغلول پاشا کے بعد وزیر اعظم کے عہدہ سے سرفراز ہوئے اور اس وقت تک برسر اقتدار رہے [illegible] برطانیہ [illegible] گفت و شنید کو برطانیہ پارلیمنٹ نے مسترد کر دیا۔

مراسلات

ہندوستان کیوں بےچین ہے؟

(میاں سلطان احمد وجودی۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ ایڈیٹر حصار اسلام)

ہندوستان میں عجب بےچینی پھیلی ہوئی ہے۔ اہل مذہب پکارتے ہیں۔ مذہب کی محبت اس زمانہ میں دلوں سے اٹھ گئی۔ سیاسی رہنماؤں کو شکوہ ہے کہ غلامی نے ملک کو ادھموا کر دیا۔ انہوں نے مذہب کی تبلیغ شروع کر دی تو انہوں نے آزادی آزادی کی آوازوں سے ملک میں ایک ہل چل مچا دی مگر اس عالمگیر بےچینی کی اصل وجہ تنگدستی اور مفلسی کا علاج کسی نے بھی نہ کیا۔

میرا خیال ہے کہ جب تک ملک سے تنگدستی کو دور نہ کیا جائے ہندوستان کبھی آزاد نہیں ہو سکتا اور مذہب کی محبت کا احساس بھی اس وقت تک پیدا ہونا مشکل ہے۔

تنگدستی غلامی کی پہلی سیڑھی ہے۔
مفلسی آزادی کے خیالات کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔
مفلسی سب سے بڑی کمزوری ہے۔
مفلسی سے بہت سی بری عادتیں انسان میں پیدا ہو جاتی ہیں۔
مفلسی انسان کو مذہب کی طرف متوجہ ہونے نہیں دیتی۔

مختلف ممالک کی سالانہ آمدنی

ذیل میں ہم مختلف ممالک کی آمدنی کا ہندوستان کی سالانہ آمدنی سے مقابلہ کر کے دکھاتے ہیں۔

ملک		روپے
ریاستہائے متحدہ امریکہ	کی سالانہ آمدنی فی آدمی کے حساب سے	۱۱۱۰
برطانیہ عظمیٰ	″ ″ ″	۶۹۱
جرمنی	″ ″ ″	۴۲۰
فرانس	″ ″ ″	۵۴۶
اٹلی	″ ″ ″	۳۸۲
ہندوستان	″ ″ ″	۳۰

بعض انگریز ہندوستانی ماہرین اقتصادیات کی رائے ہے کہ ہندوستان کی فی کس آمدنی کا جو تناسب اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اصل آمدنی اس سے نصف یعنی پندرہ روپیہ ہے۔ لیکن چونکہ تیس روپیہ فی کس کا تناسب سرکاری اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ اس لئے ہم اس کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کی مالی حالت کس قدر قابل رحم ہے۔

ہندوستان کی روزانہ آمدنی

اگر تیس روپے سالانہ فی کس ہندوستان کی آمدنی کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی روزانہ آمدنی فی کس مندرجہ ذیل ہوگی۔

سالانہ آمدنی = ۳۰ روپے
= ۳۰ × ۱۶ = ۴۸۰ آنے
روزانہ آمدنی = ۴۸۰ آنے ÷ (ایک سال ۳۶۰ دن)
= ایک آنہ چار پائی

نوٹ۔ آسانی حساب کیلئے سال ۳۶۰ دن یعنی چار دن کم کا فرض کر لیا گیا ہے۔

سبحان اللہ! کیا کہنے ہیں اس ملک کے جس کے باشندوں کی روزانہ آمدنی فی کس ایک آنہ چار پائی ہو اس رقم میں انہیں کھانا کھانا ہو۔ کپڑا پہننا ہے اور دوسری ضروریات پوری کرنی ہیں۔ ایسی حالت میں وہ آزادی کی خواہش کس طرح کر سکتے ہیں؟

ہندوستان پر افلاس کا اثر

ہندوستان کے افلاس کا اثر اس کے باشندوں کی زندگی کے ہر ایک پہلو پر ہے۔ اخلاقی حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔ جسمانی حالت کا یہ حال ہے کہ لوگ بتدریج قد و قامت میں گھٹ رہے ہیں۔ اور اس کا اثر ان کی عمروں پر بھی پڑنے سے نہیں رکا۔ ذیل کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوگا کہ ہندوستان کی اوسط عمر دوسرے ممالک کے لحاظ سے کس قدر کم ہے۔

ملک		
انگلستان و ویلز	کی اوسط عمر	۵۱ سال ہے
ریاستہائے متحدہ امریکہ	″	۵۰ سال ہے
فرانس	″	۴۸ سال ہے
جرمن	″	۴۷ سال ہے
اٹلی	″	۴۷ سال ہے
جاپان	کی اوسط عمر	۴۴ سال ہے
ہندوستان		۲۴ سال ہے

ہندوستان پہلے اپنی حالت کو درست کرے۔

مندرجہ بالا اعداد و شمار سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ ہندوستان کی مالی حالت کس قدر قابل رحم ہے۔ اور اس کا اثر اخلاق سے گذر کر ہندوستانی باشندوں کی صحت پر پڑنا شروع ہو چکا ہے۔ بلکہ اس سے بھی گذر کر ان کی عمر پر بھی بہت ہی خطرناک اثر شروع ہو گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہندوستان سے مفلسی کو دور کیا جائے کہ ہندوستان کی ہر طرح کی تباہی کا باعث صرف مفلسی ہی ہے۔

مفلسی کو دور کرنے کا طریقہ یہ نہیں کہ ہم کانگریس کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر چلانا شروع کر دیں۔ اور مفلسی کی برائیاں بیان کرنے میں کئی سال گزار دیں۔ بلکہ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک انسان خود اپنی حالت کو درست کرنے کی کوشش کرے۔ اور ہر ایک فرد بشر اپنے دل میں یہ خیال پیدا کرے کہ اس کی ہستی پر تمام قوم کی بےچینی کا دارومدار ہے۔

بھیک مانگنے والے

اپنی حالت کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ملک میں کوئی بیکار آدمی نظر نہ آئے۔ ہمارے ملک میں بھیک مانگنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ کسی دوسرے ملک میں نہ ہوگی۔ یہ بھیک مانگنے والے بیٹھے بٹھائے ہی ہمارے ملک کی تباہی و بربادی کا باعث ہیں۔ اگر یہ بھیک مانگنے والے کوئی کام کریں اور خواہ مخواہ مفت کی روٹیاں نہ کھائیں۔ تو یقیناً ملک کی موجودہ آمدنی میں ترقی ہو سکتی ہے۔ اور ہندوستان کی بہت سی مشکلات رفع ہو سکتی ہیں۔

بھیک مانگنا ایک پیشہ سمجھا جاتا ہے

آجکل بھیک مانگنا ایک پیشہ سمجھا جاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک ہٹا کٹا فقیر میرے پاس آیا اور مجھ سے سوال کیا۔ میں نے کہا "بابا کام کرو اور بیکار نہ پھرو" جواب دیا "کام تو کرتا ہوں۔ تمہاری طرح بیکار تو بیٹھا نہیں رہتا۔ صبح سے شام تک بھیک مانگتا ہوں کیا یہ کام نہیں ہے؟"

ایک دفعہ ایک سارنگی والے بزرگ تشریف لائے۔ ان کے ساتھ ایک چھوٹا سا لڑکا بھی تھا۔ میں نے کہا۔

"بابا اس بچے کی تو زندگی خراب نہ کرو"

جواب دیا۔ زندگی خراب کرتا ہوں؟ اگر ہم بھیک نہ مانگیں تو ہماری برادری کے لوگ لڑکی نہ دیں۔

چلتا پھرتا مردہ

توبہ! جس ملک کے باشندوں کا یہ حال ہو کہ بھیک مانگنے کو ایک پیشہ خیال کریں۔ جس ملک کے باشندوں کا یہ حال ہو کہ بھیک مانگنے کو فخر سمجھیں۔ کیا وہ ملک کبھی آزادی حاصل کر سکتا ہے؟

آزادی حاصل کرنا تو در کنار میں تو یہ کہوں گا کہ اسے غلام کہہ کر بھی غلامی کے نام کو بٹہ لگانا ہے کہ غلام میں بھی کچھ نہ کچھ خودداری کا مادہ پایا جاتا ہے مگر ایک بھیک مانگنے والا آہ! جس نے صبح سے شام تک بھیک مانگنا ہی اپنا شعار بنا لیا ہو اس کو تو زندہ کہنا ہی میں بعید از انسانیت خیال کرتا ہوں واقعی بھیک مانگنے والا زندہ نہیں چلتا پھرتا مردہ ہے۔ تو اس مردے کو کیا حق حاصل ہے کہ آزادی جیسی نعمت غیر مترقبہ حاصل کرے آزادی زندگی سے حاصل ہوتی ہے۔ خودداری زندگی کا دوسرا نام ہے۔ اور خودداری اور بھیک مانگنا دو متضاد چیزیں ہیں۔ (باقی باقی)

نام دستخط کنندگان کی فہرست میں موجود تھا۔

مسٹر شعیب قریشی آل پارٹیز کانفرنس کی آئینی کمیٹی کی رکنیت سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

شملہ ۲۴ ستمبر پنجاب فلڈ ریلیف فنڈ میں جو آنریبل ملک فیروز خاں نون نے جاری کیا ہے گورنر پنجاب نے ایک ہزار اور ملک فیروز خاں نون نے پانچ سو روپیہ چندہ دیا ہے۔

نال سنڈیکو کانگریس کمیٹی سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کو موثر بنانے کا پروپیگنڈا کر رہی ہے۔

مشہور آریہ سماجی مخیر سیٹھ جگل کشور برلا کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔

ترکی حکومت نے اپنے ہاں لاطینی رسم الخط کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ جہازوں کے نام لاطینی حروف میں لکھنے شروع کر دیئے ہیں توقع ہے کہ جدید رسم الخط عنقریب ترکی کے طول و عرض میں رائج ہو جائیگا۔

بمبئی ۲۰ ستمبر بمبئی کے ایک عظیم الشان پبلک جلسہ میں طے کیا گیا ہے کہ سائمن کمیشن کے ورود کے دن ہڑتال کی جائے۔

دیوبند ۱۵ ستمبر طلباء و اساتذہ دارالعلوم نے ایک جلسہ میں
[illegible]

خبریں

شاردا بل کے خلاف ایک وفد مہاراجہ دربھنگہ کی سرکردگی میں وائسرائے صاحب کی خدمت میں ہوا ہے۔

حکومت ایران کی خواہش ہے کہ ایران جانے والے ہندوستانی اپنے پاسپورٹ پر ایرانی نمائندہ سے دستخط کرا لیا کریں۔ ایرانی نمائندے کلکتہ بمبئی کراچی میں موجود ہیں۔

عربی جریدہ الشرق الادنیٰ کا بیان ہے کہ عربی موتمر کی ابتدائی کمیٹی کا دعوت نامہ شائع ہوا ہے جس میں تمام عرب کے رہنمایان قوم کو دعوت دی گئی ہے اس موتمر کا مقصد موجودہ افتراق و انتشار کو دور کرنا ہے۔

بمبئی ۲۲ ستمبر آج "ایبورہ" نامی ایک ڈاک کا جہاز روانہ ہو گیا۔ نواب صاحب بھوپال بھی بیگم صاحبہ کی معیت میں اسی پر سوار ہو کر ولایت روانہ ہوئے ہیں۔

سندھی مسلمانوں کے رہنما پیر غلام مجدد صاحب سرہندی سندھی نے اعلان کیا ہے کہ فیصلہ لکھنؤ پر دستخط کرنے والے مسلمان نمائندے بےتدبیر اور غیر مآل اندیش ہیں۔

بمبئی کونسل میں ایک مسلمان ممبر نے قرارداد پیش کی ہے کہ سندھ کو احاطہ بمبئی سے علیحدہ کر دیا جائے۔ پنڈت موتی لال نہرو نے جس طرح ایک دفعہ اسمبلی میں سرحد کی اصلاحات کے خلاف رویہ اختیار کیا تھا۔ اسی طرح آپ نے اب بمبئی کونسل کے ممبروں کو تار دیا ہے کہ اس قرارداد کو واپس اگر واپس نہ لی جائے تو کانگریس پارٹی کے تمام ممبر اس کی مخالفت کریں۔

بنگلور ۲۳ ستمبر دیوان گڑھ (ریاست میسور) میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ایک شدید فساد کی خبر آئی۔ تفصیلات ابھی تک موصول نہیں ہوئیں۔

عیسائی اخبار "نور افشاں" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ میاں محمد صاحب کے مرید خاص مفتی محمد صادق صاحب کے صاحبزادہ ایبٹ آباد میں عیسائی ہو گئے۔

لاہور ۲۲ ستمبر آج ایک جلسہ عام میں بھائی پرمانند نے نہرو رپورٹ کی مخالفت میں تقریر کی۔

مدراس ۱۸ ستمبر آج رات کو گوکھلے ہال میں ایک کانفرنس زیر صدارت رنگا چاریہ منعقد ہوئی۔ جس میں نہرو کمیٹی کے لئے پروپیگنڈا کرنے کی تجویز منظور ہوئی۔

مصر کی طرح حکومت عراق نے بھی اخبارات پر بہت سی پابندیاں عائد کر دی ہیں۔

دہلی ۱۴ ستمبر ایوان والیان ریاست کا جلسہ دہلی میں ۱۱ فروری سے ۱۶ فروری تک منعقد ہوگا۔

شملہ ۹ ستمبر ہندوستان اور برما کی ریلوں کے ایجنٹوں کی کانفرنس ۲۷ ستمبر کو شروع ہوگی۔

بمبئی ۸ ستمبر ایک نوجوان بنئے کی شادی برہمن کی لڑکی کے ساتھ ہوئی جس پر فساد ہو گیا۔ چند آدمیوں کو چوٹیں آئیں۔

لکھنؤ یونیورسٹی یونین نے دیگر ورزشی کھیلوں کے علاوہ شوقین طلباء کو پہلوانی کا فن سکھلانے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

لاہور ۱۹ ستمبر پنجاب ہندو سبھا نے فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب ہندو کانفرنس ۲۹ اور ۳۰ ستمبر کو لاہور میں منعقد کی جائے۔

نیویارک ۱۷ ستمبر امریکہ میں سخت طوفان آیا جس کے باعث ایک ہزار نفوس ہلاک اور دس لاکھ [illegible]

باغبانپورہ (لاہور) میں [illegible] میں قرقیاں ہو رہی ہیں۔ سنا جاتا ہے کہ افسروں کا رویہ نہایت ذلت آمیز اور ظالمانہ ہے۔

شملہ ۹ ستمبر سالانہ تعلیمی کانفرنس احاطہ بمبئی کا سالانہ چودھواں اجلاس زیر صدارت نواب محمد اسمٰعیل خاں ۱۲ اور ۱۳ اکتوبر کو پونا منعقد ہوگا۔

کالی کٹ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۱ء کی موپلہ بغاوت کے سلسلہ میں ابھی تک ۱۴۰ موپلے مفرور ہیں گورنمنٹ ان کی گرفتاری کی کوشش کر رہی ہے۔

شملہ ۱۷ ستمبر ہوائی راستہ کی تجویز میں خاطر خواہ ترقی ہو رہی ہے کراچی سے رنگون تک سلسلہ مکمل ہو جانے کے بعد انگلستان سے دہلی تک ڈاک سات روز میں آیا کرے گی۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کراچی دہلی سیکشن ۱۹۲۹ء کے موسم خزاں تک بالکل تیار ہو جائے گا۔

معزز معاصر انقلاب اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت العلماء ہند نے دہلی کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ مسٹر شعیب قریشی نے نہرو رپورٹ پر دستخط نہیں کئے لیکن ان کا ؟؟

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۶۶

مکتوب برلن

خان محمد اسلم خانصاحب آف مردان کا خط

مولانا مولوی صدر الدین صاحب کے نام

رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ

مکرمی جناب مولوی صاحب۔

السلام علیکم قسمت میں یورپ کی سیر لکھی تھی۔ اس لئے خلاف توقع وارادہ خاص وجوہات نے مجبوراً گھر سے ۵ رفروری کو نکال کر ۲ مارچ کو ووکنگ پہنچایا۔ اور ہفتے بھر سے برلن آیا ہوں۔ جس دن برلن پہنچا اسی دن پروفیسر محمد عبداللہ صاحب کو درانی صاحب سے مسجد کا چارج ملا۔ اور دوسرے دن درانی صاحب رخصت ہوئے۔ آپ کی بنا کردہ مسجد دیکھی۔ ایسے کفرستان میں ایسی مسجد کی موجودگی ایک ناآشنا بات اور نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ آباد رکھے۔ اور اس کی آبادی میں روز افزوں ترقی ہو۔

خوش قسمت ہوں کہ ڈاکٹر ممتاز علی خاں صاحب اور پروفیسر صاحب کی وساطت سے میں برلن آیا اور ان ہی کی موجودگی سے مجھے ہر طرح کا آرام وآسائش ملا۔ ورنہ ناواقفیت اور زبان کے نہ سمجھنے کی وجہ سے برلن کو کما حقہ نہ دیکھ سکتا۔

مسجد کی مرمت کے لئے کچھ مزید لاگت کی ضرورت ہے اور ساتھ اس کے اسے اچھی حالت میں رکھنے کے لئے ایک مستقل سالانہ یا ماہوار رقم کی ضرورت ہے۔

مفصل حالات زبانی عرض کرونگا۔ کیونکہ خط میں تفصیلات کی گنجائش نہیں۔ غالباً پروفیسر صاحب نے خود بھی مفصل احوال آپ اور جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں لکھ دیا ہوگا۔

وقت کی تنگی کی وجہ سے مختصر خط لکھ کر ختم کرتا ہوں۔ اور برلن جیسے شہر اور جرمن جیسی قوم میں ایسی اولوالعزمانہ تحریک کی بنیاد رکھنے کے عوض آپ کے لئے درازی عمر اور جزائے خیر ملنے کی دعا صدق دل سے مانگتا ہوں بدیں الفاظ کہ

عفا اللہ من شر النوائب

جزاک اللہ فی الدارین خیرا

ہر صبح مسجد کے میناروں کو دیکھ کر دل پر جو حالت طاری ہوتی ہے۔ اس کے اظہار کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ... [illegible]

۲۲ ایک آراقم وہ مکان میں ڈاکٹر صاحب و پروفیسر صاحب نے مجھے ٹھیرایا ہے۔ مجھ سے پہلے پروفیسر صاحب اس مکان میں مقیم تھے

بخدمت جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب تعظیمات و سلام مسنونہ عرض ہے امید کہ یہ عریضہ بنابر ملاحظہ ان کی خدمت میں بھی پیش فرمائیں گے۔ باقی زبانی۔ فقط مسافر یورپ

محمد اسلم خانخیل ساکن مردان ضلع پشاور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۸ء کو شام کے سوا سات بجے کی گاڑی میں معہ عیال واطفال لاہور تشریف لے آئے۔

— دہلی میں شیخ عبدالحمید صاحب خلف جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کی صاحبزادی کئی ماہ کی علالت کے بعد فوت ہو گئی۔ یکم اکتوبر ۱۹۲۸ء کو ۲ بجے جنازہ لاہور لایا گیا اور سہ پہر کو شیخ صاحبان کے خاندانی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔

— جرمنی سے خبر آئی ہے کہ پروفیسر شیخ محمد عبداللہ صاحب کو برلن مسجد کا چارج مل گیا اور مسٹر فضل کریم خاں درانی کو بالآخر مسجد چھوڑنی پڑی۔

— میلاپور مدراس سے ہمارے پرجوش احمدی بھائی عزیز اللہ صاحب ایک پندرہ روزہ اخبار "نوجوان" کے نام سے نکالنے والے ہیں۔ جس میں مسلمان نوجوانوں کی ترقی کے ذرائع اور وسائل بتائے جائیں گے۔ اور نوجوانان اسلام کے حقوق کی نگہداشت اس کی سب سے بڑی غرض ہوگی

— دہلی سے ہمارے مکرم دوست شیخ عبدالحق صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ ان کا بچہ جو تپ محرقہ کی وجہ سے مایوس العلاج ہو چکا تھا۔ اب خدا کے فضل سے صحتیاب ہو چکا ہے۔ شیخ صاحب موصوف ان سب دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے عزیز موصوف کی بیماری پر ان کے ساتھ اظہار ہمدردی فرمایا۔

— سری نگر سے محمد سکندر صاحب بیماری سے صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

جن اصحاب نے

ابھی تک آخری نی نمبر کی قیمت ادا نہیں فرمائی وہ بہت جلد ادا فرما دیں۔ منی آرڈر کے کوپن پر اس امر کی ضرور تصریح کر دی جائے کہ یہ روپے ... [illegible]

کیا آپ نہیں چاہتے؟

کہ

اخبار پیغام صلح جو آپ کی جماعت کا واحد اردو آرگن ہے ہندوستان کا بہترین سہ روزہ اخبار ہو جائے اس میں نہایت دلچسپ مفید اور موثر مضامین شائع ہوا کریں صفحات میں اضافہ ہو جائے۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ سے اعلیٰ ہو؟ یقیناً آپ کی یہ خواہش ہوگی۔

یہ سب کچھ

آپ کی معمولی توجہ سے ہو سکتا ہے۔ آپ کو صرف اس قدر کرنا ہوگا۔

(۱) آپ کے ذمہ جس قدر دفتر پیغام صلح کی رقم واجب الادا ہے اسے فی الفور ادا فرما دیں۔

(۲) ہر ایک صاحب کم از کم دو نئے خریدار مہیا کریں۔

کیا آپ اپنے قومی اخبار کے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتے؟

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ | ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ | نمبر ۶۶

عقائد باطلہ کی نیرنگیاں

میاں محمود احمد صاحب کے موجودہ اور سابقہ اعتقادات

ختم نبوت اور میاں صاحب

وہ لوگ جن کو میاں محمود احمد صاحب کے عقائد و خیالات کو شروع سے آجتک مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے وہ اس حقیقت سے خوب واقف ہیں کہ میاں صاحب کے موجودہ عقائد نہ صرف ان کے سابقہ عقیدہ ختم نبوت کے مخالف ہیں بلکہ تمام وہ تشریحات جو ان عقائد کی وضاحت اور اثبات میں انہوں نے کی ہیں۔ایسی عجیب غریب اور ایک دوسرے کے اس قدر متخالف و متضاد ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے کہ ان کی کونسی تحریر اور کس عقیدہ کو صحیح سمجھا جائے۔

میاں صاحب کا عقیدہ ۱۹۱۰ء میں

ایک وقت تھا کہ میاں صاحب خود بھی اس بات کے قائل تھے۔کہ نبوت کا دروازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسدود ہے۔اور اس تیرہ سو سال میں ایک بھی ایسا شخص نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے جو نبوت کا دعویٰ کرکے کامیابی کا منہ دیکھ سکے یہ گویا اللہ تعالےٰ کی فعلی شہادت اس بات پر ہے کہ نبوت کا سلسلہ آنحضرت صلعم کی ذات اقدس پر منقطع ہو چکا ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ملاحظہ ہو تشحیذ الاذہان بابت ماہ اپریل ۱۹۱۰ء۔

میاں صاحب کے یہ خیالات صاف اور کھلے لفظوں میں یہ شہادت دے رہے ہیں کہ ۱۹۱۰ء تک جب کہ حضرت مسیح موعود کی وفات پر دو سال کا عرصہ گزر چکا تھا کہ وہ آنحضرت صلعم کو انہی معنوں میں خاتم النبیین سمجھتے تھے ،جو تمام عالم اسلامی کا عقیدہ ہے۔ اس وقت اجرائے نبوت کو وہ خاتم النبیین کے مفہوم کے خلاف یقین کرتے تھے۔اور یہی درحقیقت حضرت مسیح موعود اور تمام جماعت احمدیہ کا مذہب تھا۔اختلاف سے پہلے کی تحریروں میں صاف نظر آتا ہے

میاں صاحب کا عقیدہ ۱۹۱۲ء میں

صرف ۱۹۱۰ء ہی نہیں میاں صاحب کا عقیدہ دربارہ نبوت ۱۹۱۲ء تک وہی تھا جس کا اظہار انہوں نے ۱۹۱۰ء میں کیا۔کیونکہ اپریل ۱۹۱۲ء کے رسالہ تشحیذ الاذہان میں ان کا ایک مضمون مسئلہ کفر و اسلام پر شائع ہوا۔جس میں باوجودیکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے تمام نہ ماننے والوں حتیٰ کہ دل سے آپ کو سچا سمجھنے لیکن بیعت میں داخل نہ ہونے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔تاہم آپ کو انبیاء کے زمرہ میں شامل کرنے سے پرہیز کیا اور اس کا عنوان یہ رکھا "مسلمان وہ ہے جو تمام ماموروں کو مانے" اس مضمون کو پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ "ماموروں" سے اس وقت میاں صاحب کی مراد صرف انبیاء ہی نہ تھے۔بلکہ مجددین کو بھی اسی زمرہ میں شامل سمجھتے تھے۔اور بحیثیت مجدد ہی حضرت مسیح موعود کے انکار کو موجب کفر قرار دیتے تھے۔

عقیدۂ نبوت کا اعلان

ظاہر ہے کہ یہ خیال اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک عجیب و غریب خیال تھا۔کسی نے آجتک مجددین کے انکار کو موجب کفر نہیں ٹھیرایا۔خود حضرت مسیح موعود جنہیں میاں صاحب اس وقت تک مجدد [illegible] سے بڑھ کر رتبہ نہ دیتے تھے۔یہی لکھتے رہے کہ ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار سے کوئی

شـ [illegible]

ھم الکاذبین حقا کا مصداق سمجھتے تھے۔یہ دراصل ایک جلدبازی کا عقیدہ تھا جو خواجہ کمال الدین صاحب کی مخالفت کے لئے انہوں نے وضع کیا۔کیونکہ خواجہ صاحب نے بعض لوگوں کے سوالات کے جواب میں اعلان کیا تھا کہ میں منکرین حضرت مسیح موعود کو صرف کافر بالمرزا سمجھتا ہوں اور کسی کلمہ گو کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتا۔بعد میں جب لوگوں کو میاں صاحب کا یہ اعتراض ہوا کہ حضرت مسیح موعود کو مجدد کہتے ہوئے آپ ان کے انکار کو موجب کفر کیونکر ٹھیرا سکتے ہیں اولٰئک ھم الکافرون حقا کی آیت صرف انبیاء میں تفریق کرنے اور ان کے نہ ماننے والوں کے بارہ میں ہے نہ کہ غیر انبیاء کے بارہ میں۔تو اس پر بجائے اس کے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف اور عقیدہ کفر سے رجوع کرتے۔حضرت مسیح موعود کی نبوت کا عقیدہ انہوں نے ایجاد کیا اور عام طور پر آپ کو نبی اللہ لکھنا اور کہنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ۲۰ جون ۱۹۱۳ء کے "الفضل" میں ایک سوال کے جواب میں یہ صاف طور پر لکھ دیا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود حقیقی نبی ہیں"

ظلی نبی کہنا جرم ہے

لیکن محض اس قدر لکھ دینے اور آپ کو نبی اللہ قرار دینے سے بات ختم نہ ہو سکتی تھی۔حضرت مسیح موعود نے اپنی تمام تحریرات میں جہاں جہاں نبی کا لفظ اپنے لئے استعمال کیا ہے وہاں صاف طور پر ظلی بروزی جزدی اور مجازی وغیرہ الفاظ اس کے ساتھ بڑھائے ہیں اور یہی تشریح کی ہے کہ یہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت معیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ میاں صاحب ان الفاظ اور تشریحات پر پردہ نہ ڈال سکتے تھے نہ ہی جماعت کے سمجھدار اور فہمیدہ اصحاب ان کھلی تشریحات کے ہوتے ہوئے حضرت مسیح موعود کی نبوت کو بلاچون چرا تسلیم کر سکتے تھے۔ اس لئے جب چاروں طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہونے لگی تو میاں صاحب نے ایک اور اعلان "الفضل" میں کیا جو ان کے اپنے الفاظ میں حسب ذیل ہے:۔

"خدا کی آخری وحی میں مسیح موعود کو بھی یا نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں اور اس نبی کے ساتھ کوئی لغوی۔ظلی یا جزدی کا لفظ نہیں پڑھتے"

اور صاف طور پر آگے چل کر لکھا ہے کہ یہ ظلی جزوی وغیرہ الفاظ حضرت مسیح موعود نے بطور انکسار استعمال کئے ہیں۔الہام الٰہی میں ان کا ذکر نہیں پھر ہم کیوں اس نبی کے لفظ کے ساتھ ظلی یا جزدی کا لفظ بول کر مجرم بنیں (الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۱۳ء)

یہیں تک نہیں بلکہ ظلی اور بروزی کے الفاظ کو میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کا انکسار اور شاعرانہ مبالغہ قرار دیتے ہوئے اس کی یہ مثال دی کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے متعلق لکھا ہے ع۔کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں۔تو اس سے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ فی الواقعہ کرم خاکی ہیں۔ اور آدم زاد نہیں۔ بلکہ یہ محض ایک انکسار ہے۔اسی طرح سے ظلی اور بروزی کے الفاظ بھی چونکہ الہام الٰہی میں نہیں پائے جاتے اس لئے انہیں آپکے انکسار پر محمول کرنا چاہئے اور فی الحقیقت آپ کو نبی ہی ماننا چاہئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ایک شخص ایک منصب پر کھڑے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہی کہتا چلا جاتا ہے کہ میں فی الحقیقت اس منصب پر نہیں۔حالانکہ جانتا ہے کہ اسی منصب پر اسے کھڑا کیا گیا ہے۔ایک شخص کو ڈپٹی کمشنر بنایا جاتا ہے۔اور وہ بار بار اس کے نام حکم آتا ہے کہ تم اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر ہو اور وہ یہ خیال کرکے کہ میں تو سابق ڈپٹی کمشنر کا چپڑاسی رہ چکا ہوں۔یہی اعلان کر دیتا ہے کہ میں فی الحقیقت ڈپٹی کمشنر نہیں بلکہ اصلی ڈپٹی کمشنر وہی شخص ہے جس کا چپڑاسی ہونے کا شرف مجھے حاصل ہے فرمایئے ایسے شخص کے متعلق کیا کہا جائیگا اور اس منصب کے اسے کہاں تک لائق سمجھا جائے گا جس پر اسے کھڑا کیا گیا ہے۔

مصلحت وقت

لیکن اخبارات میں ان کھلے اعلانات اور اپنے فاسد اعتقادات کی اشاعت کے باوجود پرائیویٹ خط و کتابت میں اپنے مریدین اور ہم نواؤں کو تسلی دینے کے لئے میاں صاحب کا یہ طریق تھا اور آج تک وہ حسب ضرورت اسی طریق سے کام لینا ضروری سمجھتے ہیں کہ جس مزاج کا کوئی شخص ہو ان اعتقادات کی اسی قسم کی تاویل کر دی جائے۔ابتدا ہی میں ان کے ایک مرید نے جب اس قسم کے فاسد اعتقادات کی غلطی اور ان کے برے نتائج سے انہیں متنبہ کیا تو انہوں نے اس کے جواب میں یہ لکھا کہ

"نبوت کے متعلق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ سب احمدی حضرت مسیح موعود کو نبی ظلی مانتے ہیں۔لیکن چونکہ حضرت صاحب کے درجہ کو اس وقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے اس لئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپ کے اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کیا جائے۔ورنہ اس طرح لفظ نبی کے استعمال کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا نہ اس لئے کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ مدت بعد بعض لوگ اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نکال لیں مگر یہ نہ صرف چندروزہ بات ہے اور بطور علاج کے ہے" (ملاحظہ ہو عکس مکتوب میاں صاحب بنام ابو محمد عثمان لکھنوی مندرجہ اخبار پیغام صلح ۲ اگست ۱۹۱۴ء)

ان الفاظ میں میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے لئے "لفظ نبی کے استعمال" سے صاف طور پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور اسے صرف "مصلحت وقت" کے ماتحت "بطور علاج کے چندروزہ بات" قرار دی ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ

"سب احمدی حضرت مسیح موعود کو نبی ظلی ہی مانتے ہیں"

حالانکہ اس سے پیشتر ظلی بروزی الفاظ کا استعمال الہام الٰہی کے خلاف اور ناجائز سمجھتے تھے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ظاہر اور باطن ایک نہیں بظاہر جس عقیدہ کا وہ اعلان کرتے ہیں وہ ان کے اندرونی عقیدہ کے خلاف ہوتا ہے اور یہ اور بھی افسوسناک اور رنجدہ بات ہے اسلام میں یہ طریق عمل جن بری نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور جن الفاظ سے ایسے شخص کو یاد کیا جاتا ہے ہم نہیں چاہتے کہ میاں صاحب کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کریں لیکن ان کے منقولہ بالا الفاظ سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ ظاہر ہے۔ ان کے مریدین کو چاہئے کہ ان الفاظ پر غور کریں اور دیکھیں کہ میاں صاحب کا مسلک انہیں کس طرف لیجا رہا ہے۔

یہ بھی غور طلب بات ہے کہ یہ "مصلحت وقت" کب تک باقی رہے گی اگست ۱۹۱۴ء میں ان کا یہ مکتوب شائع ہوا جس کو آج پورے چودہ سال ہو گئے ہیں ابھی تک "وہ مصلحت وقت" باقی ہے اور "وہ چندروزہ علاج" ابھی ختم نہیں ہوا جس کے ساتھ یہ ڈر بھی انہیں لگا ہوا تھا کہ بعض لوگ "اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نہ نکال لیں" حالانکہ حالت اس درجہ تک پہنچ چکی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت مستقلہ کو پیش کرنے کے سوائے اور کوئی شغل ہی میاں صاحب کے مریدوں کے پاس نہیں

"نبی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ظلی نبی"

حقیقت یہ ہے کہ "مصلحت وقت" کا یہ بہانہ محض اس مرید کو خوش کرنے اور تسلی دینے کے لئے تھا ورنہ میاں صاحب کا اصل اعتقاد یہی ہے جس کو چودہ پندرہ سال سے متواتر پیش کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود اور دوسرے انبیاء میں بحیثیت نبوت کوئی فرق نہیں ظلی اور بروزی کے الفاظ پہلے تو ان کے نزدیک ناجائز اور حضرت مسیح موعود کے شاعرانہ تخیل سے بڑھ کر حقیقت نہ رکھتے تھے لیکن اعتراضات سے بچنے کے لئے سوچ بچار کرنے کے بعد آخر وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ

"ہمارے اس قول سے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت ظلی اور بروزی تھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے آنحضرت صلعم سب نبیوں کے سردار تھے۔وہ نبی ہی نہ تھے بلکہ نبی گر تھے لیکن اس قول سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کوئی گھٹیا قسم کی نبوت تھی یا یہ کہ آپ پر وہ احکام نہیں لگتے جو پہلے نبیوں کی نسبت قرآن کریم میں مذکور ہیں" (القول الفصل صفحہ ۱۰)

آگے چل کر صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے:۔

"اگر حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور آپ کے درجہ کے متعلق سوال ہو تو ہم مجبور ہوں گے کہ بتائیں کہ آپ کا آخری درجہ نبی بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظلی نبی ہونا تھا"

یہ ان میاں صاحب کا اعتقاد ہے جو کل تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دروازہ نبوت کو بند سمجھتے تھے جن کا اعتقاد یہ تھا کہ آپ کے بعد کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرکے کامیاب نہیں ہو سکتا۔اور تیرہ سو سال تک کسی کا دعویٰ نبوت نہ کرنا یا اس دعویٰ نبوت میں کامیاب نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اس بات پر سمجھتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔آج وہ اسی دروازہ نبوت کو کھلا قرار دیتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا آنا مان کر اللہ تعالیٰ کی

اس فعلی شہادت کو خود جھٹلا رہے ہیں۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ کل تک تو ظلی اور بروزی کے الفاظ کو محض ایک زائد چیز اور مسیح موعود کا شاعرانہ تخیل سمجھا جاتا اور ان کا استعمال "جائز قرار دیا جاتا تھا۔ آج انہیں الفاظ کو نبوت سے بھی بڑھ کر درجہ دیا جاتا ہے "نبی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ظلی نبی"۔ کے الفاظ میاں صاحب کی اس نئی لغت کی ایجاد ہیں جن کا نظیر اس سے پہلے قطعاً نہیں مل سکتی۔ ہم حیران ہیں کہ اسے ان کا علم حق قرار دیں یا نئی منتشر خیالات کا نتیجہ جو ایک باطل عقیدہ پر قائم ہونے کی وجہ سے آئے دن انہیں بدلنے پڑتے ہیں۔ ہاں کل تک اس عقیدہ کا اعلان انکے نزدیک "مصلحت وقت" اور "چند روزہ علاج" کے لئے تھا۔ لیکن اب اسی کو انہوں نے حضرت مسیح موعود کا آخری درجہ قرار دے دیا۔ اور جس بات کا انہیں ڈر تھا کہ لوگ اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نہ نکال لیں خود ہی اس کو اپنا مذہب قرار دے لیا۔

اسی پر بس نہیں یہ اعتقادات نت نئی تفسیر اور تشریحات کے ساتھ آئے دن شائع ہوتے ہیں جو میاں صاحب کی عجیب غریب دماغی کیفیت یا عدم استقلال کو پیش کرتے ہیں۔ جس پر ہم آئندہ اشاعتوں میں مفصل روشنی ڈالیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

قدیم ہندو اور جداگانہ نیابت

ہندوستان کی آبادی میں قدیم ہندوؤں کا وجود بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے ان کی تعداد کم و بیش ۶ کروڑ تک پہنچتی ہے۔ جو ہندوؤں کی بائیس کروڑ آبادی میں شامل ہے باوجود اس کے کہ وہ ہندو کہلاتے اور ہندوؤں ہی میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ان کی اکثریت کا ایک جزو غالب ہیں۔ تاہم ہندوؤں میں ان کا وجود جو ہے اس سے بڑھ کر ذلیل ترین درجہ شاید ہی کسی کا ہو۔ اعلیٰ ذاتوں کے ہندو انہیں نیچ اقوام میں شمار کرتے ہیں اور ان سے چھوت چھات جائز سمجھتے یہاں تک کہ ہندوستان کے بعض حصص میں ان سڑکوں پر بھی انہیں چلنا منع ہے جن پر برہمن لوگ چلتے ہیں اس ناگوار سلوک کا احساس آخر کار ان لوگوں کو بھی ہو رہا ہے۔ ان میں ایسے بھی لوگ ہیں جو نئی روشنی سے پورے طور پر مستفیض ہو چکے ہیں اور ہندوستان کی دوسری اقوام کے دوش بدوش اپنی قوم کو بھی میدان ترقی میں لے جانا چاہتے ہیں۔

کچھ عرصہ سے ان لوگوں نے ہندوستان کی سیاست میں اپنے خاص مفاد کی حفاظت اور اپنی جداگانہ ہستی کو منوانے کے لئے جھنڈا اور چلانا شروع کر رکھا ہے۔ چنانچہ اب نہرو رپورٹ کی اشاعت اور آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلوں پر بھی انہوں نے یہ آواز اٹھائی ہے کہ

"اس رپورٹ میں اچھوت جاتیوں کو ایسا بھلا دیا گیا ہے کہ گویا ان کا علیحدہ مفاد کوئی نہیں"۔ اور صاف لکھا ہے کہ

"جب تک ہم غریب جاتیوں کی حالت تعلیمی اور مالی طور پر مناسب درجہ تک بہتر نہ ہو جائے اس وقت تک خاص عرصہ کے لئے اچھوت جاتیوں کے لئے خاص نشستیں مقرر ہونی یا ان کے لئے تعداد مردم شماری کے بموجب جداگانہ طریقہ انتخاب قائم رکھنا ضروری ہے"۔

یہ خود ہندوؤں کے ایک بہت بڑے حصہ کی آواز ہے جو فیروزپور چھاؤنی میں آدی ہندو سبھا کے جلسہ میں بلند کی گئی ہے اور ہمارے خیال میں بالکل جائز اور صحیح مطالبہ کو لیکر بلند ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ مسلمان اپنے حاصل شدہ حق کو کھو کر اپنی جداگانہ ہستی کو مٹانے میں کوشاں ہیں اور جن ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے وہ ایسا کرتے ہیں۔ انہی میں سے ایک بہت بڑا گروہ اس حق کو حاصل کرنے کے درپے ہے۔

حمائل شریف مطبوعہ جرمن

شیخ محمد اشرف صاحب تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے ایک حمائل شریف برائے ریویو ہمیں بھیجی ہے جو جرمنی میں نہایت اعلیٰ کاغذ پر خوبصورت عربی ٹائپ میں چھپی ہے۔ حمائل شریف ہندوستان کی چھپی ہوئی حمائلوں کے بالمقابل نہایت اعلیٰ اور دیدہ زیب ہے بہت سی باتیں خاص طور پر اہتمام کیا گیا ہے جو آجکل کے چھپے ہوئے قرآنوں میں بالعموم بہت کم ملحوظ رکھی جاتی ہے۔ سائز متوسط جو سفر و حضر کے لئے یکساں طور پر موزوں ہے۔ جلد اگرچہ کپڑے کی ہے لیکن نہایت مضبوط ہے جو جرمنی ہی میں بنوائی گئی ہے۔ اور اس کی پشت پر نہایت خوبصورت سنہری حروف میں قرآن شریف کی ڈائی چھپی ہوئی ہے۔ غرضیکہ ہر پہلو سے یہ قرآن اس قابل ہے کہ اسے خرید کر اپنے پاس رکھا جائے

مسلمان رہنماؤں کی خانہ جنگی

اخلاق اسلامی اور رہنمایان قوم

اختلاف میں رواداری اور اتحاد کی ضرورت

(مولانا مولوی احمد صاحب کے قلم سے)

یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا
ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

تعلیمات الٰہیہ کا مقصد حقیقی

اگر تعلیمات الٰہیہ کا مطالعہ کیا جائے جنہیں انبیاء اور مرسلین اور مصلحین کا مقدس گروہ اللہ رحمن الرحیم رب العالمین کی طرف سے خلق اللہ کی ہدایت اور ان کی اصلاح و تزکیہ کے لئے لاتے ہیں، تو صاف نظر آئیگا کہ ان کا اہم مقصد انسان کو متدین اور متقی بنانا ہے، اور سیآت کی ظلمتوں سے نکال کر حسنات کے نور کی طرف لانا ہے قد ... انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم ایت اللہ مبینت لیخرج الذین امنوا وعملوا الصلحت من الظلمت الی النور (الطلاق) اللہ نے تمہاری طرف ذکر اتارا ہے رسول جو تم پر اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں سخت اندھیرے سے کھلی روشنی کی طرف نکالے کتب انزلنہ الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور (ابراہیم) یہ کتاب ہے جسے ہم نے تیری طرف اتارا ہے تاکہ تو لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر نور کی طرف لے جائے، چونکہ تعلیمات الٰہیہ کے لانے والے انبیاء اور مرسلین کا گروہ انسان ہی ہوتے ہیں، اور وہی اللہ کی نیابت سے ان تعلیمات کی طرف بلاتے ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ ان کا عملی نمونہ الٰہی تعلیمات کے ہی مطابق ہو، تاکہ ان کی صداقت اور اللہ کی طرف سے مبعوث ہونے پر اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہے، اس لئے وہ معصوم ہوتے ہیں، اور اوامر الٰہیہ کا عملی نقشہ ان میں پورے طور سے نظر آتا ہے حضرت شعیب علیہ السلام فرماتے ہیں :- وما ارید ان اخالفکم الی ما انھکم عنہ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت میں نہیں چاہتا کہ جا کر وہ کام کروں، جس سے میں تمہیں روکتا ہوں، اس لئے منہیات الٰہیہ سے وہ بالکل مجتنب رہتے ہیں، اور آنحضرت کا تو یہ کمال تھا کہ تعلیمات قرآنیہ آپ کے خلق ہو گئی تھیں، اس لئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :- کان خلقہ القرآن

واعظین اور رہنماؤں کا فرض

جب تک واعظ، رہنما مصلح خود ان باتوں کا پابند نہ ہو، جسے وہ کہہ رہے ہوں، تو وہ خود بھی اپنے نفس پر ملامت کرتے ہیں، جب کہ نفس امارہ تک نوبت پہنچی ہو، اور لوگ بھی بجائے ان کے وعظ پر عمل کرنے کے ان پر طعن کرتے ہیں، بلکہ بسا اوقات واعظ اور رہنما کا بد نمونہ مذہب سے متنفر کا موجب ہوتا ہے، اور اگر ان کی زبان ایک طرف رشد اور اعمال صالحہ کی طرف بلاتی ہے تو دوسری طرف ان کا عمل تنفر کا موجب ہو کر دہریت اور لامذہبیت کی طرف دعوت دیتا ہے، ان داعیان الی اللہ کا فرض تو یہ ہوتا ہے، کہ چونکہ وہ انبیاء کی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہم کام کو اپنے ذمہ لئے ہوئے ہیں اس لئے چاہیئے کہ وہ تقویٰ اور طہارت نفس میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہوں تاکہ زبانی تذکیر اور پند و نصیحت کی نسبت ان کا عمل سب سے بڑھ کر داعی الی الحق ہو، اور ان کا پاک نمونہ لسانی ہدایت کی نسبت زیادہ موجب کشش ہو،

واعظین کا عام طرز عمل

لیکن مصیبت یہ ہے، کہ جب ہوا اور خواہشات نفسانی کے ساتھ مقابلہ کا وقت آتا ہے، اور قوے بہیمی اور قوے ملکی کا آپس میں تعصب اور کشمکش کی حالت آجاتی ہے، تو اس وقت سب کے سب الا ماشاء اللہ نہایت کمزور پڑ جاتے ہیں، اور قوے بہیمی قوے ملکی پر غالب آجاتی ہے، اور خواہشات حیوانی کا پردہ ان میں اور حدود اللہ کے درمیان پڑ کر احکام الٰہیہ کو پس پشت ڈال کر اس طرح نظرانداز کر دیتے ہیں، کہ گویا وہ مرفوع القلم اور احکام الٰہیہ کے اتباع سے مستثنےٰ ہوتے ہیں، اور جو وہ خطبوں اور لیکچروں میں بیان کرتے ہیں، اور اخباروں اور پرچوں میں شائع کراتے ہیں، وہ گویا صرف مخاطبین اور سامعین کے لئے ہوتا ہے، خطیب کا دامن ان تمام مواعظ حسنہ سے پاک ہونا چاہیئے جنہیں وہ خلق اللہ کی

اور مذہبی جماعتیں جو مذہب کی آڑ میں اپنی اغراض و خواہشات کو پورا کرنا چاہتی ہیں، دہریت اور لامذہبیت کے نشر و اشاعت کی موجب ہو رہے ہیں کیونکہ لوگ صرف اسی تعلیم کو پسند کرتے ہیں، اور اس کے پیرو بنتے ہیں جس کا ان کے سامنے عملی نمونہ ہو حضرت مسیح کے ایک گال کا تھپڑ کھا کر دوسرا پیش کرنے والے پیرو دنیا میں کہاں پر موجود ہیں، نرے خیالات اور الفاظ کس کام آتے ہیں خیالات اور عقائد حقہ، تو عملی قدم اٹھانے کا مقدمہ اور توطیہ ہوتے ہیں، اگر درخت کے ساتھ پھل، اور پتے نہ ہوں تو وہ صرف جلانے کا کام دیتا ہے، اس کے نیچے کسی کو کوئی آرام میسر نہیں آتا، اس کا سایہ نہیں ہوتا، اس لئے اس کے تلے کوئی بیٹھنا نہیں چاہتا،

داعی الی الحق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے عظیم الشان کام کی ذمہ داری لینے والے کا اہم فرض یہ ہے، کہ وہ احکام الٰہیہ کا پورے طور سے پابند ہو، اس کی عملی حالت نہایت اچھی ہو، اس کے دل میں خشیۃ اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کی دو بڑی صفات موجود ہوں، چاہے وہ امر بالمعروف کا کام خطبوں کے ذریعہ سے کرتا ہو، خواہ اخبار اور جنرل کے ذریعہ کرتا ہو، اس کی پند و نصیحت فونوگراف کی آواز تک محدود نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اس کا نیک نمونہ ایسا اعلیٰ ہونا چاہیئے، کہ اس کا اثر اس کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہو، سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود، احکام خداوند کے اتباع کا اثر محمد رسول اللہ کے ساتھیوں کے چہروں میں نمایاں اثر نظر آتا ہے، آج وہ کون سے داعیان حق ہیں؟ جب تک تقویٰ تدین خشیۃ اللہ نہ ہو چہروں پر مصنوعی اثر سے کچھ نہیں بنتا، روح تقویٰ کے بغیر صورت تقویٰ صرف سراب کا کام دیتا ہے، پیاس کو نہیں بجھاتا، اللہ سے تعلق قلب کی صفائی سے پیدا ہوتا ہے، صورت کی صفائی صرف اس کا ممد و معاون اس صورت میں ہو سکتا ہے، کہ قلب میں صفائی ہو، اور اس کا اثر چہرہ پر ہو لوگ خوبصورت خطبوں، لیکچروں، فصیح و بلیغ مقالوں کے سننے اور مطالعہ سے تنگ آگئے ہیں، کیونکہ وہ اس کے مطابق نمونہ نہیں پاتے، الا ماشاء اللہ اس لئے ضرورت دلی تقویٰ قلبی صفائی اور للہیت کی ہے، کہ اسی کا اثر پائدار اور مضبوط رہتا ہے، کیونکہ یہی خلق اللہ کو فائدہ پہنچاتا ہے ظاہری صفائی، ریاکاری، خود غرضی، کوڑا کرکٹ ہو کر فنا ہو جاتی ہے فاما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض

تقویٰ کے مدارج

تقویٰ اور تدین کا تعلق ایک تو انفرادی زندگی سے ہے، دوسرے معاشرت کی زندگی سے، تیسرے تمدن کی زندگی سے، پہلا چھوٹا مرتبہ ہے دوسرا اس سے کچھ بڑا تیسرا اس سے بڑا جب تک انفرادی زندگی کی اصلاح نہ ہو، معاشرت کی زندگی کی اصلاح نہیں ہو سکتی، اور معاشرت کی زندگی مہذب نہ ہو، تو تمدنی زندگی کی اصلاح ناممکن ہے، اصلاح کا ہر ایک چھوٹا مرتبہ بڑے مرتبے کا زینہ ہے، اگر قوے بہیمیہ کو قوے ملکیہ کا محکوم اور تابع نہ بنایا جائے، تو اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنا، اور قائم رکھنا محال ہے، اور مساوات حقوق قائم کرنا، اور ان کا میزان انصاف سے ادا کرنا ناممکن ہے، جو اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کے درمیان انصاف اور عدل کو ملحوظ نہیں رکھ سکتا، اس سے یہ امید رکھنا کہ وہ اجنبی اور بیگانوں کے ساتھ انصاف سے پیش آئیگا، اور حقوق کے لین دین اور حفاظت عزت و ناموس اور باہمی تعلقات میں قوانین انسانی یا احکام آسمانی پر چلیگا یہ صرف وہم و خیال ہے۔

جو شخص انفرادی زندگی میں اپنے نفس پر ظلم کرے گا، وہ معاشرت کی زندگی میں اپنے قریب پر بھی ظلم کریگا اور تمدنی زندگی میں ضرور خلق اللہ پر بھی ظلم اور تعدی سے کام لے گا۔

اس طرح تقویٰ کا ابتدائی مرتبہ دوسرے کا، اور دوسرا تیسرے کا

زینہ ہے، اسی طرح ظلم و تعدی کا ابتدائی مرتبہ ثانی اور ثانی ثالث مرتبہ کے لئے پیش خیمہ ہے، اور ظلم علی النفس نفس کو تباہ کرتا ہے جس کا دوسرا نام روحانی یا ملکی زندگی کی موت ہے، اور ظلم علی الاقارب معاشرتی زندگی کو تباہ کرتا ہے، اور عام بنی نوع پر ظلم کرنا تمدن زندگی کو تباہ کرتا ہے، اور موجب شر و فساد ہوتا ہے، اور یہ قومی موت ہے۔

جس طرح رہنمایان خلق اللہ کا یہ اہم فرض ہے کہ وہ تقویٰ کے تینوں مقاموں کو اپنے اندر جمع کریں، اسی طرح ان تین مقاموں کو اپنے اندر لے لینے کے لئے یہ ضروری ہے، کہ وہ ظلم کی ہر ایک قسم سے پرہیز کریں، کیونکہ ظلم اور تقویٰ دو متضاد صفتیں ہیں، ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

مسلمان رہنماؤں کا تنازع للفناء

اس وقت امر بالمعروف یا رشد و ہدایت اور اصلاح خلق کا کام دو طریق سے کیا جاتا ہے، عام جلسوں اور اجتماع کے مقاموں میں خطبوں اور لیکچروں کے ذریعہ سے اور اخبارات اور جرائد اور ٹریکٹوں کی نشر و اشاعت کے ذریعہ سے، لیکن نہ تو خطبوں اور لیکچروں میں تقویٰ اور دیانت سے کام لیا جاتا ہے اور نہ اخبارات اور جرائد اور ٹریکٹوں میں خشیۃ اللہ اور انصاف و عدل نظر آتا ہے۔ بلکہ عموماً الا ماشاء اللہ ہر ایک میں ظلم و تعدی بے انصافی اور تعصب کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے، اور باہمی اختلاف رائے کی جنگ و جدل اور افترا و بہتان تک نوبت پہنچا دیتا ہے، اور تنازع للبقا، مسلمانوں میں تنازع للفنا کا رنگ اختیار کرتا جاتا ہے، جس سے قرآن کریم میں صریح ممانعت ہے، اور اسے تباہی کا موجب بتایا ہے، ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم لیکن جہاں کہیں لیکچر ہو، اس میں ظلم و تعدی اور تعصب کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہوتا ہے کوئی اخبار یا پرچہ یا ٹریکٹ اٹھاؤ، تو اس میں مخالف الرائی کی نسبت خوب مسخ اور تحریف اور دجل سے کام لیا جاتا ہے، اور مخالف الرائی . . . . کی نسبت جو بھی ایسی بات مل جائے جس سے وہ دنیا میں رسوا اور بے عزت لوگوں کی نظروں میں حقیر اور ذلیل ہو، تو اس کی نشر و اشاعت اپنا جزو ایمان سمجھتا ہے، چاہے، اس سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہو، قوم تباہ ہوتی ہے لیکن چونکہ اپنی نفسانی غرض اس کی پوری ہوتی ہے، اس لئے وہ کسی نیک سے نیک آدمی کو بدنام کرنے اور اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کر کے انہیں شائع کرنے سے کبھی بھی باز نہیں رہتا جس سے وہ دنیا میں ذلیل اور حقیر ہو سکتا ہے، بلکہ اپنی اغراض و مقاصد کا ایک اہم کام سمجھتا ہے، اگرچہ وہ ان تمام عیوب سے پاک ہو، جو اس کی طرف منسوب ہوتے ہوں،

اختلاف رائے میں اسلام کی تعلیم

اسلام نے کسی کا ناجائز طور سے مال کھانا ناجائز طور سے کسی کا خون بہانا کسی کو بے عزت کرنا یکساں حرام کر دیا ہے لیکن عام طور سے مخالفین رائے ایک دوسرے کی عزت لینے میں ایسی لذت محسوس کرتے ہیں جو لذت حلاوت ایمان کی ہوتی ہے قرآن کریم نے سوءظن سے صریح طور سے ممانعت کر دی ہے۔ اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ایاک والظن فان الظن اکذب الحدیث۔ بدگمانی سے بچو کہ سوءظن بہت جھوٹی بات ہے نیز قرآن کریم صراحت سے ظلم اور بے انصافی سے روکتا ہے اگرچہ وہ دشمن کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو ولا یجرمنکم شنآن قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے، بہر حال انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے۔ لیکن مسلمان رہنما اور لیکچرار اور بعض اخبار نویسوں کو اختلاف رائے ہی ظلم و تعدی اور بے انصافی پر آمادہ کر دیتا ہے اور خواہشات نفس کے ماتحت کسی نیک سے نیک کام نیک سے نیک انسان نیک سے نیک جماعت کو صرف ظن اور سنی سنائی باتوں یا افترا اور بہتان سے اس طرح بدنام اور تباہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا ایسا کام ان کے نزدیک ایک جہاد کبیر ہے اور اس بارے میں ان سے آسمان یا زمین عدالت میں بازپرس نہ ہوگی لیکن یہ خیال غلط ہے قرآن کریم میں صاف اور صریح طور پر ہے۔ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا اور اس کے پیچھے نہ لگنا جس کا تجھے علم نہیں کان اور آنکھ اور دل سب سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ لیکن مخالف الرائی ذمہ دار حضرات کا خداوند کریم کے اس عظیم الشان فرمان پر ایمان نہیں اگر ہے تو وہ صرف خیال اور اقرار لسانی تک محدود ہے علاوہ اس آیت کی تکذیب کرتے ہیں اور ان کے طرز عمل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے کان اور آنکھیں اور دل آزاد ہیں جو چاہیں سنیں اور دیکھیں اور اسے دل میں بغیر کسی دلیل و برہان کے جگہ دیں اور دنیا میں پھیلائیں حالانکہ ذمہ دار آدمیوں کا کام تبیین اور تحقیق اور تنقید و تفتیش ہے۔

محدثین کا طرز عمل

اللہ اجر عظیم عطا فرمائے محدثین کو کہ انہوں نے اپنی مقدور بھر تنقید روایات میں وہ کمال کر دکھایا کہ دنیا کی کوئی دوسری قوم اس فن میں ... کے دین کے حصے میں غلط اور بے بنیاد باتوں کا ذخیرہ ... اور حق ... باطل کے ساتھ ملتبس ہو جائے اور یہ بھی ... چاہتے تھے کہ ایک بے بنیاد اور بے اصل روایت کا راوی منکر ہے تمیں دنیا میں رسوا کریں اور بے اعتبار بنا دے کیونکہ محدثین کا یہ اصول تھا کہ جب کسی کی روایت میں انہیں شبہ ہوتا کہ اس میں کچھ غلط بیانی ہے۔ تو عمر بھر کے لئے اس سے علیحدہ ہو جاتے اور اس کی ساری روایتوں کا اعتبار پھینک دیتے اور اوروں کو نصیحت کرتے کہ فلاں شخص سے روایت نہ کرنا وہ بے اعتبار شخص ہے اس کی روایتوں میں کوئی آمیزش یا سہو ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ غلطی نہیں کرتے تھے غلطی انہوں کی ہے اور ضروری کی ہے کیونکہ انسانی کام غلطی سے محفوظ نہیں رہ سکتا مگر چونکہ وہ نہایت متقی پاکباز۔ راستباز اور دیانت دار تھے اس لئے نہ خود غلط باتوں کے راوی بنکر کذب و افترا سے ہوشیار رہنے کے لئے تیار تھے نہ دین میں غیر محقق باتوں کو داخل کرنا پسند کرتے تھے ذاتی اغراض کی وجہ سے کسی کی عزت پہ حملہ کرتے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن چکے تھے کفی بالمرء کذبا ان یحدث ما سمع انسان کے لئے اتنا جھوٹ کافی ہے کہ جو بھی سنے اسے بیان کرے اس کی اشاعت کرے۔ اس سے لازماً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو غیر محقق باتوں کو بیان کرے شائع کرے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جھوٹا ہے اور جھوٹے کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں ہوتی کیونکہ اس نے اپنی دیانت اور صداقت کو تباہ و برباد کر دیا۔ وہ اس بات کا قابل بھی نہیں رہتا کہ انسان سوسائٹی میں بیٹھ جائے یا عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ یہ جائے کہ وہ رہنما بنے۔ خطیب بنے واعظ بنے معلم بنے امام بنے او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ بقول حضرت مسیح وہ اندھا رہنما ہے۔ اسے چاہیئے پہلے اپنا علاج کرائے بینائی حاصل کرے تاکہ خود کچھ دیکھ کر اوروں کو بتلائے ورنہ وہ یاد رکھیں خالق کائنات کا فرمان ہے۔ ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی واضل سبیلا۔

مسلمان رہنما اور ایک دوسرے کی عیب چینی

اگر رہنما مسلمانوں کے دل میں اپنے عزیز دین کے لئے درد ہے ناموس رسول کی حفاظت کا احساس ہے مسلمانوں کی تباہ حالی پر انہیں رحم آتا ہے اور محسوس کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت ہر شعبۂ زندگی کے اعتبار سے ... اور نہایت کمزور ہے جس کے اثر سے کوئی بھی مسلمان بچ نہیں سکتا اور وہ سچے دل سے چاہتے ہیں کہ مسلمان ترقی کریں ان کی حالت ... سدھرے۔ وہ ہمسایہ اقوام کے دوش بدوش بلکہ ان سے بڑھ چڑھ کر ترقی کریں تو پہلے یہ بات ضروری ہے کہ وہ اپنی اصلاح کریں زیر دستوں پر ظلم کرنا چھوڑ دیں۔ اور ایک دوسرے کے خلاف کذب و افترا غلط اور بے بنیاد باتوں سے کام لے کر اپنے بھائیوں کو رسوا اور ذلیل نہ کریں۔ مسلمان ایک قوم ہیں اگر ان میں ایک ذلیل اور رسوا ہوتا ہے تو یہ رسوائی اور ذلت ساری قوم کی ہے۔ فرد واحد کی نہیں ہے کیونکہ افراد کی ذلت کا اثر قوم پر پڑتا ہے۔ ذمہ وار رہنماؤں پر نہ صرف یہ لازم ہے کہ وہ جھوٹی باتوں سے کام لے کر اپنے بھائیوں کو رسوا نہ کریں کیونکہ وہ اپنے بھائیوں کو ذلیل کر کے اسلام اور ساری قوم کو ذلیل کرتے ہیں بلکہ ان کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ بھائیوں کی پردہ دری کے بجائے اگر کچھ عیوب اور نقائص بھی ان میں نظر آ جائے تو اخفا اور پردہ پوشی اور درگذر سے کام لیں کیونکہ ستاری خدا کی صفت ہے اور مسلمان کا کام اور فرض متخلق باخلاق اللہ ہونا ہے۔ تب ہی وہ خلیفۃ اللہ کے خطاب کا مستحق ہے۔ اگر رہنما اپنی اصلاح نہیں کر سکتے تو ان کو چاہیئے کہ قیادت ذمہ داری کے مقام سے الگ ہو جائیں۔ کیونکہ ان کے وجود سے اسلام اور مسلمانوں کو نفع کے بجائے نقصان پہنچتا ہے

مسلمان رہنماؤں کی خانہ جنگی

لیکن اس ہندوستان میں بلکہ غالباً ہر ایک ملک میں مسلمانوں کا مذاق ایسا بگڑا ہوا ہے کہ ان کی تمام طاقت خانہ جنگی میں خرچ ہو رہی اور جو رہی سہی حالت ہے اسے بھی ذاتیات کے جھگڑوں میں پڑ کر تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ سمجھ نہیں آتا کہ ایک مسلمان غیر اقوام سے اتحاد قائم کرنے کے لئے قوم کی طرف سے بڑی بڑی قربانیوں کے لئے تیار ہے۔ لیکن دوسرے مسلمان بھائی سے اتحاد و اتفاق قائم کرنے کے لئے جب کہ وہ مخالف الرائے ہو نہ صرف چھوٹی سی چھوٹی قربانی کر سکتا ہے بلکہ نہایت کمینہ پن اور گرے ہوئے اخلاق کا نمونہ بن کر اسے اخلاقی طور سے ذبح کرنا چاہتا۔ تو کیا اس ... کے لئے بڑی بڑی قربانیاں جرأت و بیباکی اور نمائش اور خود غرضی پر مبنی ہے۔ یہ ساری خرابی اور تباہ کاری قرآن و حدیث کی تعلیم کو پس پشت ڈالنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے روگردانی کا نتیجہ ہے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزبان حال یہ فرما رہے ہیں۔

یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا

قوم کی ترقی کی اصل راہ

اگر ذمہ وار رہنما اس وقت بھی اپنی ذمہ واریوں کو محسوس کریں اور سمجھیں کہ ہماری خانہ جنگی سے اسلام اور مسلمان تباہ ہو گئے ہیں اور خود غرضی اور ذاتیات کے جھگڑوں کو چھوڑ دیں اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح رواداری اور محبت کے ساتھ اختلافی معاملات میں بھی نہایت نیک نیتی اور فراخ حوصلگی کے ساتھ اسلام اور قوم کی بہبودی کو سامنے رکھ کر اختلاف رائے کریں تو قوم کی ترقی اور بہبودی کے دن دور نہیں اور دیگر اقوام کی نسبت وہ بہت جلد معراج ترقی پر پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں میں انفرادی قوت اور طاقت اور روح عمل پورے طور سے موجود ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ آپس کی خانہ جنگی میں صرف ہو رہی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی طاقت کو منظم اور متحد کیا جائے۔ اور ان کو مفید کام پر خرچ کیا جائے جس سے اسلام اور مسلمانوں کو قوت پہنچے۔ لیکن یہ کام بغیر ذمہ وار لیڈروں کے اتحاد کے ہو نہیں سکتا۔ اگر وہ پہلے اپنی اصلاح کریں اور متفقہ طور سے مسلمانوں کے لئے ایک نظام عمل تیار کر کے انہیں اس پر چلائیں تو انشاءاللہ وہ وعدہ جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں سے قرآن کریم میں ان الفاظ میں ہوا تھا۔

ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

اب بھی سچا ہے۔

"پیغام حق"

اس نام سے ایک اخبار قادیان سے انجمن احرار المسلمین کے زیر اہتمام جاری ہوا ہے۔ عام اخباری اغراض کے علاوہ اس کی خاص غرض جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعود کی مخالفت ہے۔ مضامین زیادہ تر میاں محمود احمد صاحب کے خلاف ہوتے ہیں جن میں جگہ جگہ حضرت مسیح موعود پر بھی نیش زنی کرنے سے دریغ نہیں کیا جاتا اس اخبار اور انجمن احرار المسلمین کی بنیاد جہاں تک ہمیں علم ہے قادیان کے ان لوگوں نے ڈالی تھی جو میاں محمود احمد صاحب کی مریدی میں داخل ہونے کے باوجود بعض شرمناک الزامات ان کی ذات پر لگانے کے مرتکب ہوئے تھے جس کی وجہ سے میاں صاحب کو آخر کار انہیں اپنی جماعت سے خارج کرنا پڑا۔ معلوم ہوتا ہے یہ لوگ اگر فی الواقعہ ان کا تعلق اس انجمن اور اس اخبار کے ساتھ اب تک ہے۔ سلسلہ سے بھی علیحدہ ہو چکے ہیں۔ ورنہ احمدی ہو کر حضرت مسیح موعود پر اس قسم کے حملے جیسے کہ اس اخبار میں ہوتے ہیں کبھی روا نہ رکھے جاتے۔ قادیانی اخبارات میں یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ یہ اخبار احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے یا اس کی اعانت میں جاری ہوا ہے۔ یہ سراسر غلط اور بے بنیاد بات ہے۔ ہمارے احباب کو اس بارہ میں ہوشیار رہنا چاہیئے اور یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس انجمن کو اس اخبار کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں۔

پنڈت رام چندر دہلوی کو ایک خط

مکرم بندہ جناب پنڈت رام چندر جی دہلوی

تسلیم۔ مزاج شریف۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۵ء کے روزنامہ زمیندار سے بحوالہ اخبار پرکاش لاہور معلوم ہوا کہ عنقریب آپ احمد آباد تشریف لے جا رہے ہیں اور آپ کے اس مبارک سفر کی غرض یہ ہے کہ آپ دیک دھرم کے بنیادی سدھانت ویدوں کے ایشور کرت ہونے کے مضمون پر مہاتما گاندھی سے گفتگو کریں گے۔

واجب الاحترام پنڈت جی۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ مسلمانوں میں سے کسی ایسے آدمی کو بھی داس کے اپنے ... ساتھ لے جانا منظور فرمائیں جو مہاتما جی کی موجودگی میں آپ سے آریہ سماج کی خود اپنی قائم کردہ شرائط الہام کے ماتحت ویدوں کا الہامی ہونا پوچھے اور آپ کے دلائل اور اپنی جرح سے مہاتما جی کو کسی خاص نتیجہ پہنچنے کا موقعہ دے۔ ورنہ مہاتما جی کو تصویر کا ایک ہی رخ دکھانا اور دوسرے رخ سے عمداً ناآشنا رکھنا آپ کی ...

خبریں

— سکندر آباد دکن ۱۲ ستمبر ہڑتالیوں کی یونین نے ریلوے ایجنٹ کو جو مطالبات پیش کئے ان میں سے خاص حسب ذیل ہیں (۱) گذشتہ اور موجودہ ہڑتال کی تنخواہ (۲) تنخواہوں میں برطانی سکہ دیا جائے۔ (۳) مزدوروں کو لے جانے کے لئے ٹرینیں مہیا کی جائیں (۴) کسی ہڑتالی کو برخاست نہ کیا جائے۔

— عبداللہ بے ادھملوجی وزیر خارجہ حکومت حجاز نے بیان کیا ہے کہ حجاز ریلوے کا مسئلہ طے کرنے کے لئے غالباً ایک اور کانفرنس منعقد کی جائے گی۔

— اسمبلی نے بالشویک بل پر غور و خوض کرنے کی تحریک مسترد کر دی صدر نے کاسٹنگ ووٹ تحریک کے خلاف دیا۔

— سکندر آباد کی ہڑتال کی حالت غیر مبدل ہے۔ ایجنٹ کے جواب سے مزدوروں میں ناراضگی پھیل گئی ہے۔

— شملہ ۲۴ ستمبر مسودہ حفظ عامہ کے متعلق حکومت کے منصوبوں پر قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں بعض کا خیال ہے کہ خاص اختیارات کے استعمال سے یہ مسودہ دوبارہ پیش کیا جاسکتا ہے۔

— لندن ۲۴ ستمبر شمالی لندن کے ایک گرجا میں جب سر مائیکل اوڈوائر سابق گورنر پنجاب ہندوستانی معاملات پر تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کھڑے ہو کر ایسی جھنڈیاں ہوا میں لہرانا شروع کر دیں جن پر لکھا تھا اوڈوائر ایک خونی ہے آپ تقریر نہ کر سکے اور اٹھ کر چلے گئے

— ہندو اخبارات کا بیان ہے کہ علامہ سر محمد اقبال پنجاب ہائیکورٹ کی ججی کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

— پشاور ۲۴ ستمبر گرفند کا دورہ کرنے کے بعد شاہ افغانستان واپس آگئے ہیں

— پٹنہ ۲۴ ستمبر۔ وائسرائے پہلی بار بہار کا دورہ نومبر میں کریں گے۔

— اسمبلی کا اجلاس ختم ہو گیا ہے پبلک سیفٹی بل آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائیگا۔

— لندن ۲۵ ستمبر لیڈی ارون بیمار کچھ عرصہ ہیں سنا جاتا ہے کہ آپ نے تعلیم نسواں کے کام میں بڑا حصہ لیا۔ آپ نے کئی ماہرین سے مشورے حاصل کئے۔

— میکسیکو ۲۲ ستمبر سابق وزیر داخلہ صدر منتخب ہوئے ہیں۔ آپ بہت جلد چارج لے لیں گے۔ خیال ہے کہ آپ سابق صدر کی پالیسی کی حمایت کریں گے۔

— روم ۲۳ ستمبر۔ اٹلی اور روم میں دوستانہ معاہدہ ہو گیا ہے۔

حکومت نیپال عنقریب چند اصلاحات نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے

— میڈرڈ دار السلطنت اسپین ۲۳ ستمبر۔ شہر کے گنجان آباد علاقہ میں ایک تھیٹر کو آگ لگ گئی سارا تھیٹر اور اس کے ارد گرد کے مکانات جل کر راکھ سیاہ ہو گئے کئی سو آدمی جل گئے۔

— آل انڈیا شدھی سبھا کا آرگن شدھی (...) اب تک صرف ہندی میں شائع ہوتا تھا عنقریب اردو میں شائع ہونا شروع ہو جائیگا۔

— میرٹھ ۲۱ ستمبر آج مسلمانان میرٹھ کا ایک عظیم الشان جلسہ جامع مسجد میں منعقد ہوا جس میں نہرو رپورٹ پر اظہار ناراضگی و بے اعتمادی کیا گیا

— لاہور ۲۶ ستمبر معلوم ہوا ہے کہ ۶ ر ۷ ر اکتوبر کو مقامی طلبا کی ایک کانفرنس بریڈلا ہال میں منعقد ہوگی۔ ڈاکٹر شیخ محمد عالم نے اس کانفرنس کی صدارت منظور کر لی ہے۔ پنجاب میں یہ کانفرنس اپنی نوعیت کی پہلی کانفرنس ہے۔

— بمبئی کا ایک اخبار لکھتا ہے کہ یہ افواہ بڑے زور و شور سے پھیل رہی ہے کہ کشمیر کی اس سرحد پر جو روسی علاقے سے ملتی ہے جنگی سامان فراہم کیا جا رہا ہے۔

— لندن ۲۵ ستمبر معلوم ہوا ہے کہ سر جان سائمن نے نہرو رپورٹ پر اظہار اطمینان کیا ہے

— قاہرہ ۲۵ ستمبر وزیر خارجہ مصر نے نشاط پاشا مصری وزیر متعینہ طہران کو لکھا ہے کہ برلن میں اپنے جدید عہدے سے چارج لینے کے لئے یورپ جانے سے پیشتر آپ کابل جائیں اور مصر و افغانستان کے عہد نامہ مسودات پر دستخط کریں۔

— برطانیہ عظمیٰ نے البانیہ کے جدید مسلم فرمانروا احمد زوغو کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا ہے

— پشاور ۲۲ ستمبر آج مسلمانان پشاور کا ایک عظیم الشان جلسہ نہرو رپورٹ کی مخالفت میں ہوا۔

— کلکتہ ۲۳ ستمبر کل بعد نماز مغرب ہالیڈے پارک میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر اہتمام کلکتہ خلافت کمیٹی مولانا حکیم عبدالرؤف صاحب دانا پوری کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں نہرو رپورٹ و آل پارٹیز کانفرنس لکھنؤ کے فیصلہ کی پر زور مخالفت کی گئی۔

— مسلمانان مدراس نہرو رپورٹ کے خلاف ہیں۔

— قسطنطنیہ ۲۸ اگست۔ قسطنطنیہ میں تاریخی مجسمہ نصب کرنے کی افتتاحی رسوم پایۂ اختتام کو پہنچ گئی ہیں اس یادگار کے قیام سے جنگ آزادی کی یاد اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی عزت افزائی مقصود ہے اس رسم کو پر زور مظاہروں کے درمیان ادا کیا گیا اور نہایت ہی شجاعانہ تقریروں سے اس کی رونق بڑھائی گئی۔

— بلغراد ۲۷ اگست۔ البانیہ کے سابق امیر شاہزادہ ڈونسیڈ نے احمد زوغو کے بادشاہ بنائے جانے کے خلاف جمعیت الاقوام کے پاس ایک احتجاجی درخواست بھجوائی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ تخت البانیہ پر سب سے اول حق میرا ہے۔

— شملہ ۲۷ ستمبر۔ مرکزی سائمن کمیٹی کے صدر سنکرن نائر نے آج کمیٹی کا اجلاس طلب کیا جس میں ابتدائی مراحل طے کئے گئے کمیٹی کا دوسرا اجلاس . . . . ۱۱ اکتوبر کو بمقام پونا ہوگا۔

— لندن ۲۴ ستمبر ثروت پاشا کے انتقال پر حکومت برطانیہ نے حکومت مصر سے بذریعہ برقی پیغام اظہار ہمدردی کیا۔

— لندن ۲۲ ستمبر سلطان مسقط نے جو آجکل انگلستان میں اقامت گزیں ہیں لندن میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ جس قسم کی اصلاحات ٹرکی اور افغانستان میں نافذ ہوئی ہیں ان کا عرب میں نافذ ہونا قطعاً ناممکن ہے

رسالہ نظام المشائخ۔ دہلی

نہ ہندوؤں سے لڑتا ہے نہ انگریزوں سے

اور نہ آپس کی جنگوں سے اسے دلچسپی ہے

اس میں صرف مسلمانوں کے فائدہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اگر آپ ایسے رسالہ کو پسند کر سکتے ہوں تو ۲ کے ٹکٹ بھیجکر اس کا ایک پرچہ نمونۃً منگا لیجے۔ زیادہ چٹخارہ تو نہ ملیگا لیکن انشاءاللہ بے لطف بھی نہ ہوں گے۔

نظام المشائخ بیس سال کا ہوا نکل باہر ضخامت ۲۰ صفحے ہوتی ہے چندہ سالانہ ۴ ششماہی ۲ لیکن ماہ مبارک ربیع الآخر کے اندر اندر جو حضرات خریداری قبول فرمائیں گے ان سے سالانہ ۳ اور ششماہی ۲ چندہ لیا جائیگا۔ اسی واسطے ۲ فی پرچہ کے حساب سے ٹکٹ طلب کئے گئے ہیں ورنہ اصل قیمت فی پرچہ ۴ ہے۔ آپ ۲ بھی خرچ کرنے نہ چاہیں تو نمونہ مفت بھی مل سکتا ہے۔ مگر وہ مکمل ۲۰ صفحوں کا نہ ہوگا۔ تھوڑے سے مضامین نمونہ کے طور پر ارسال کر دیئے جائیں گے۔

المشتہر

منیجر نظام المشائخ۔ دہلی

ہندوستانی مسلمان ترقی کی دوڑ میں اپنی ہمسایہ قوموں سے بہت پیچھے ہیں اور یہ ملی ہوئی بات ہے کہ اس کی اصلی وجہ صرف ان کی مالی حالت کا نہایت ہی خطرناک ہونا ہے **میاں سلطان احمد وجدی** ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لنڈن) ایڈیٹر "حصار اسلام" کچھ عرصہ سے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے کوشش کر رہے ہیں چنانچہ انہوں نے آج کل بڑی محنت سے ایک کتاب تیار کی ہے ؛ یہ کتاب بھیک مانگنے کے متعلق ہے بھیک مانگنا اسلام نے جرم قرار دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آجکل ہندوستانی مسلمانوں نے بھیک مانگنے کو ایک پیشہ بنا لیا ہے۔ اگر ہم بھیک مانگنا قطعاً بند کر دیں تو مسلمانوں کا کروڑہا روپیہ جو ان بھیک مانگنے والوں کی جیبیں میں جاتا ہے اور جس روپیہ سے وہ اکثر عیاشی کرتے ہیں مسلمانوں کی بہتری اور ترقی کے کاموں میں صرف ہو سکے۔ دوسرے بھیک مانگنے والے جب خود روزی پیدا کرنے پر مجبور ہو جائیں اور مفت کی روٹیاں کھانے کی بجائے محتاج مسلمانوں کی مدد کریں تو مسلمانوں کی مالی حالت بہت جلد ترقی کر سکتی ہے ؛ مسلمانوں کی مالی حالت اگر درست ہو جائے تو ان کی اخلاقی اور مذہبی حالت بھی درست ہو سکتی ہے۔ اس وقت مالی پریشانی کی وجہ سے وہ دنیا میں کسی کام کے بھی نہیں ہیں۔

مصنف نے اس کتاب کے لئے قرآن شریف احادیث۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی تصانیف یورپ اور دوسرے ممالک غیر کے سفر ناموں۔ تواریخ اور دیگر بہت سی کتابوں سے مدد لی ہے۔ اور کتاب کو یقیناً اس محنت سے مرتب کیا ہے کہ اس کا ہر ایک مسلمان کے پاس ہونا بہت ہی ضروری ہے ؛ مسلمان بھیک مانگتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اسلام نے اس کو کس قدر برا فعل قرار دیا ہے۔ مسلمان بھیک دیتے ہیں۔ مگر وہ اس سے بالکل بے خبر ہیں کہ اس کا دینا کتنا بڑا گناہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے تصویر کے دونوں رخ نظر آ جائیں گے اور ہر ایک مسلمان اپنے فرائض سے اچھی طرح واقف ہو جائے گا ؛ ہر ایک مسلمان جس کے پہلو میں دل اور دل میں اسلامی درد موجود ہے وہ ہندوستانی مسلمانوں کی مالی حالت کو قابل رحم تسلیم کرتا ہے۔ اور کوئی صحیح العقل انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بھیک مانگنا ہی ایک ایسی لعنت ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کی مالی حالت درست نہیں ہوتی۔ تو کیا ضروری نہیں کہ آپ اس لعنت کو ہندوستان سے قطعاً دور کر دیں۔ اور اپنے مسلمان بھائیوں کی موجودہ حالت کو بدلنے اور خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ بھیک مانگنے کے متعلق اردو زبان میں ہماری کتاب **"انسداد گداگری"** سے بہتر اور مکمل کتاب آپ کو اور کہیں نہ ملیگی اس لئے آپ آج ہی اس کتاب کے لئے آرڈر بھیج دیجئے اور اس کو منگا کر اس کے بتائے ہوئے طریقہ پر اپنی اور دوسرے مسلمانوں کی مالی حالت کو درست کرنے کی کوشش کیجئے۔ اس کتاب کی لکھائی عمدہ۔ چھپائی دیدہ زیب اور کاغذ نہایت عمدہ لگایا گیا ہے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود قیمت صرف **ایک روپیہ** ہے۔ آرڈر کے ساتھ اس کی قیمت پیشگی آنی چاہیئے۔ وی۔ پی۔ ہرگز روانہ ہوگا ؛ جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام **منیجر نظامیہ ٹریکٹ ڈپو بٹالہ** (پنجاب)

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۶۷

"الفضل" کا گمنام مراسلہ

انجمن کے ایک سابق آڈیٹر کی نظر میں

ذیل کا خط شیخ غلام حسن صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ انسپکٹر سابق آڈیٹر انجمن کیطرف سے موصول ہوا ہے "الفضل" کے برقعہ پوش مراسلہ نگار جب اس بات کے قائل ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور حضرت مسیح موعود کی خلیفہ ہے اور آگے جا کر یہی تحریر فرماتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ایک سخت ایماندار اور اصول کی پکی جماعت ہے تو دوسری طرف اسی انجمن کے اعلیٰ ممبروں کیلئے ایمان ضمن کرنیوالے ظاہر کیا جاتا ہے۔ شروع ہی میں یہ تحریر کر دینا چاہئے تھا کہ سوائے ان اشخاص کے جن کا ذکر نیچے کیا جاتا ہے باقی حصہ ایماندار ہے تو تناقض نہ ہوتا معلوم ہوتا ہے غصہ کی حالت میں خیال نہیں رہا خیر انسان بھول جاتا ہے۔ میں ایک عرصہ تک انجمن کا آڈیٹر رہا ہوں۔ جہاں تک میں نے انجمن کے اکونٹس کو چیک کیا تھا مجھ کو کوئی غلطی سوائے کلریکل غلطیوں کے نہ ملی۔ صرف ایک غلطی ۲۰۰ روپیہ کی ملی تھی جو رقم حضرت امیر کو کم ملی ہوئی تھی۔ میں نے اپنی رپورٹ میں لکھ دیا تھا کہ یہ رقم ان کو دی جاوے۔ معلوم نہیں ان کو ملی یا نہ ملی کیونکہ میں آنریری طور پر کام کرتا تھا اور تنخواہ لینا پسند نہ کرتا تھا۔ اور بباعث ضعیفی عمر اکونٹنٹ کا کام کرنے سے مجھ کو تکلیف ہوتی تھی اس لئے مجھ کو سبکدوش کیا گیا تھا۔ ایک سال سے زیادہ عرصہ میں کام کرتا رہا مجھ کو کوئی غبن معلوم نہ ہوا۔ ہر ایک بل کی رقم بڑی پڑتال کے بعد ادا کی جاتی تھی۔

خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کا اعلان احمدیت

تمام احباب کی اطلاع کے لئے میں یہ چند سطور شائع کرتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے سب دعووں پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے دعویٰ میں صادق اور راستباز تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے جیسا کہ میرے ان مضامین سے آپ لوگوں پر ظاہر ہو چکا ہوگا جو سلسلہ احمدیہ کے خدمات کے متعلق میں شائع کرتا رہا ہوں مگر اس وقت تک بوجہ بیماری اور ضعف کے میں ان مسائل کے متعلق پورا غور نہیں کر سکا جن کے بارہ میں قادیان اور لاہوری احمدیوں میں اختلاف ہے اور اسی وجہ سے اپنی احمدیت کا اعلان نہیں کر سکا۔ مگر اب میں نے سوچا ہے کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے میں اسی امر کا سردست اعلان کر دوں کہ میں دل سے احمدی ہوں۔ جب مجھے اللہ تعالیٰ توفیق دیگا تو اختلافی مسائل پر غور کر کے اس امر کا بھی فیصلہ کر سکوں گا کہ میں دونوں جماعتوں میں سے کس کو حق پر سمجھتا ہوں۔

پس سردست اپنے احمدی ہونے کا اعلان ان چند سطور کے ذریعہ سے کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے دوسرے سوال کے متعلق بھی اپنے فضل سے ہدایت فرمائے اور وہ راہ دکھائے جو اس کے نزدیک درست ہو آمین۔

(خان بہادر) مرزا سلطان احمد (خلف اکبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

زمیندار احکام کے لئے

ہمارے ایک دوست جو زمیندارہ کام کے ماہر اور نہایت دیانتدار اور محنتی ہیں۔ آج کل فارغ ہیں۔ اگر کسی رئیس کو اپنے زمیندارہ کام کے لئے دیانتدار اور محنتی مینیجر کی ضرورت ہو تو وہ جائنٹ سکرٹری سے خط و کتابت کریں۔

محمد منظور الٰہی

والئے مانگرول کا ارشاد گرامی

جناب نواب محمد جہانگیر صاحب والئے ریاست مانگرول منیجر پیغام صلح کو اپنے ایک عالانامہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اس سے پیشتر آخری نبی نمبر کی خوبیوں کے متعلق اگرچہ مختصراً اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں تاہم آپ کی اسلامی خدمات مجبور کرتی ہیں کہ آپ کو اس کے متعلق دوبارہ لکھ کر تکلیف دوں۔ آپکے اخبار میں جو کچھ مضامین شائع ہوتے ہیں وہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوتے مخصوص نمبر کو تو پڑھ کر اس قدر طبیعت محظوظ ہوئی کہ بار بار اس کے مضامین کو خود بھی پڑھتا ہوں اور دوسروں کو بھی سنا کر اس کی خوبیوں کی داد حاصل کرتا ہوں ہر شخص کی زبان سے جز اک اللہ کا کلمہ نکلتا ہے۔ پیغام صلح کی خوبیاں اس قدر ہیں کہ ان پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر طوالت کی بنا پر اسی پر اکتفا کرتا ہوں ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

آپکا بہی خواہ محمد جہانگیر عفی عنہ

ناظرین کرام ایک ہندار والئے ریاست کی یہ حوصلہ افزائی پڑھ کر یقیناً خوش ہوں گے۔ لیکن تھوڑی دیر کے لئے خوش ہونے کے بعد بھی

کیا احباب کچھ کرینگے؟

ہم نے ہر ایک بھائی سے صرف دو نئے خریدار مانگے تھے احباب نے اب تک توجہ نہیں فرمائی۔ اب ہم پھر یاد دہانی کرتے ہیں

ہر ایک بھائی کم از کم دو نئے خریدار ضرور مہیا کر دے

ہم منتظر ہیں کہ ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ | ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ | نمبر ۶۷

عقائد باطلہ کی نیرنگیاں

میاں محمود احمد صاحب کے سابقہ اور موجودہ اعتقادات

(۲)

نبوت بعد خاتم النبیین

گذشتہ اشاعت میں ہم بتا چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے دو سال بعد تک میاں صاحب کا عقیدہ یہی تھا۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور کہ آیت خاتم النبیین کے معنے دروازہ نبوت کے بند ہونے کے ہیں نہ کہ کھلنے کے۔ چنانچہ میاں صاحب لکھتے ہیں کہ

"اس طرح اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ آپ کی نبوت نہ صرف اس زمانہ کے لئے ہے بلکہ آئندہ بھی کوئی نبی اور نہیں آئے گا۔

"سو اصل بات یہ ہے میاں آپ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ایک پیش گوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ... [illegible] ... گزرے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں اور جنہوں نے بڑی کامیابیاں دیکھیں..... مگر آنحضرت صلعم کے دعویٰ کے [illegible] سو برس گزر گئے ہیں کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعویٰ کر کے کامیابی حاصل نہیں کی۔ ..... صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہی پیش گوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں"

(تشحیذ الاذہان ماہ اپریل ۱۹۱۰ء)

اب اس کے بعد کا عقیدہ ملاحظہ فرمایئے جو ۱۹۱۵ء میں میاں صاحب نے تجویز کیا:-

"آنحضرت صلعم کے بعد بعثت انبیا کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت صلعم نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت صلعم رحمۃ للعالمین ثابت ہوتے ہیں یا اس کے خلاف نعوذ باللہ من ذالک۔ اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ آپ نعوذ باللہ دنیا کے لئے عذاب کے طور پر آئے تھے۔ اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی اور مردود ہے"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷)

سمجھ نہیں آتا کہ میاں صاحب اس عبارت میں "لعنتی اور مردود" کے الفاظ کس کے متعلق استعمال کر رہے ہیں۔ کیا ان لوگوں کے متعلق جو آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کا آنا جائز نہیں سمجھتے؟ یہ تو خود میاں صاحب کا عقیدہ ہے جو ۱۹۱۰ء میں انہوں نے پیش کیا۔ کاش وہ ان الفاظ کو لکھتے ہوئے اپنے اس سابقہ عقیدہ کو بھی دیکھ لیتے۔ اور انہیں یہ خیال ہوتا کہ جس عقیدہ کا اظہار وہ اس سے پیشتر کر چکے ہیں وہ مسیح موعود کے زمانہ سے قریب تر ہونے کی وجہ سے زیادہ صحیح ہے اگر فی الحقیقت مسیح موعود کا بھی یہ عقیدہ ہوتا "لعنتی اور مردود" ہونا ہے تو تمام جماعت اور خود میاں صاحب کے خیالات پر۔ اس کا اثر آپ کی زندگی میں ہوتا اور کبھی میاں صاحب آیت خاتم النبیین کو دروازہ نبوت کے بند ہونے کے ثبوت میں پیش نہ کرتے۔ اصل بات یہ ہے کہ ۱۹۱۰ء میں میاں صاحب کو اس بات کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ آئندہ کبھی انہیں اس عقیدہ کے بدلنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس وقت مسیح موعود کا عقیدہ ہی ان کے ذہن میں تھا۔ بعد میں خاص ضروریات کی وجہ سے اس عقیدہ کو بدلنا پڑا۔

کیا میاں صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود خود فرما چکے ہیں کہ

"آنحضرت صلعم نے لا نبی بعدی کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا"

ایام الصلح صفحہ ۱۵۲

پس ان کا یہ کہنا کہ جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی اور مردود ہے، کیا حضرت مسیح موعود پر ایک کھلا حملہ نہیں؟ حیرت ہے کہ عقائد باطلہ کی بیچ میں ایسی ایسی ناگوار باتیں ان کے قلم سے نکل جاتی ہیں جو نہ صرف اپنی سابقہ تحریرات اور حضرت مسیح موعود کے کھلے ارشادات کے خلاف ہوتی ہیں۔ بلکہ ضمناً ان سے حضرت مسیح موعود کی ذات پر نہایت ناپاک حملے ہوتے ہیں۔ لیکن انہیں اس سے کیا مطلب مسیح موعود کا کچھ باقی رہے یا نہ رہے۔ ان کی بات بن جائے۔ جو غلط عقیدہ انہوں نے تراشا ہے وہ کسی طرح صحیح ثابت ہو جائے۔ خواہ اس کے لئے کتنے ہی رنگ انہیں بدلنے پڑیں۔

ناسخ و منسوخ کی بحث

ہم نے لکھا تھا کہ میاں صاحب کے عقیدہ نبوت کی اصل بنا عقیدہ کفر ہے۔ پہلے ان کا یہی خیال تھا کہ حضرت مسیح موعود عام ماموریں میں شامل ہیں۔ اور ہر ایک مامور کا منکر کافر ہوتا ہے۔ بعد میں انہیں سمجھ آئی کہ یہ خیال تو غلط ہے اور اولئک ہم الکافرون حقاً کی آیت تو محض انبیاء کے منکرین کے لئے ہے تو پھر عقیدہ نبوت انہیں تراشنا پڑا۔

[illegible] ... بڑی مشکل ... [illegible] ... کے خلاف حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریرات موجود ہیں جن میں انہوں نے دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے بلکہ صاف طور پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد مدعی نبوت کافر اور کاذب ہے۔ اور نبوت ظلی و بروزی کے الفاظ جو آپ نے اپنے متعلق استعمال کئے ہیں ان سے صاف طور پر محدثیت مراد لی ہے۔ یہ حوالے میاں صاحب کے عقیدہ کے بطلان میں بار بار پیش کئے گئے تھے اور چونکہ عام طور پر اس قسم کے حوالے آپ کی ابتدائی کتابوں سے دیئے جاتے تھے میاں صاحب نے یہ خیال کیا کہ صرف ابتدائی کتابوں میں ہی حضرت مسیح موعود نے نبوت سے انکار کیا ہے۔ اور آخری کتابوں میں نہیں اس لئے ان ابتدائی حوالوں کی زد سے بچنے کے لئے انہوں نے ناسخ و منسوخ کا عقیدہ ایجاد کیا۔ اور یہ صاف طور پر لکھا کہ حضرت مسیح موعود اپنی ابتدائی کتابوں میں جو کچھ محدث کی تعریف سمجھتے تھے وہ در اصل نبی کی تعریف تھی۔ اس لئے باوجود سب شرائط نبوت موجود ہونے کے اور ان کے پائے جانے کا اقرار کرنے کے آپ اپنے آپ کو نبی نہ سمجھتے تھے۔

اس غرض سے کہ کب تک حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو غلطی سے محدث سمجھتے رہے۔ حالانکہ آپ نبی تھے میاں صاحب نے پہلے تو ۱۹۰۲ء کی تاریخ مقرر کی اور صاف لکھا کہ

"پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا" (القول الفصل صفحہ ۲۴)

لیکن اس کے بعد جب یہ مطالبہ کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود کا ۱۹۰۲ء کا کوئی اعلان دکھایا جائے جس میں انہوں نے یہ لکھا ہو کہ پہلے میں غلطی سے اپنے آپ کو محدث سمجھتا رہا حالانکہ میں نبی تھا۔ اب میں اعلان کرتا ہوں کہ میں محدثیت والی نبوت نہیں رکھتا بلکہ فی الحقیقت میں نبی ہوں تو اس کا جواب دینے کے لئے انہیں "ایک غلطی کا ازالہ" کی آڑ لینی پڑی جو ۱۹۰۲ء کا نہیں بلکہ ۱۹۰۱ء کا شائع شدہ ہے۔ اسی لئے انہوں نے اس اشتہار کو سابقہ کتب کی منسوخی کی بنا قرار دیتے ہوئے ۱۹۰۲ء کی تاریخ بھی [illegible] ... ۱۹۰۱ء کر دی اور ... اعلان ... کیا کہ

"یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱)

لیکن آیا یہ فی الحقیقت صحیح ہے کہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں حضرت مسیح موعود نے اپنی غلطی کا ازالہ کیا ہے۔ آیا اس میں آپ نے یہ بتایا ہے کہ آج سے پہلے میں اپنے آپ کو غلطی سے محدث قرار دیتا رہا۔ حالانکہ میں فی الحقیقت نبی تھا اس لئے میں اپنی نبوت کا اعلان کرتا ہوں۔ وہ لوگ جنہوں نے "ایک غلطی کا ازالہ" پڑھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اس کے ابتدائی الفاظ ہی اس خیال کی کھلے طور پر تردید کر رہے ہیں۔ اس میں حضرت مسیح موعود نے اپنی کسی غلطی کا ازالہ نہیں کیا۔ بلکہ ان مریدین کی غلطی کا ازالہ کیا ہے جو آپ کی (۱۹۰۱ء سے پہلے کی) کتابوں کو نہیں پڑھتے (جو میاں صاحب کے نزدیک منسوخ ہو چکی ہیں) اور آپ کی صحبت میں نہیں بیٹھتے۔ اس اشتہار میں آپ نے دعویٰ نبوت کا اعلان نہیں کیا بلکہ جا بجا اپنی نبوت سے انکار کیا ہے۔ اور آپ کی منظوری سے حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب مرحوم نے اسی غلطی کے ازالہ سے انہیں ایسی عبارتیں ایک مخالف کے سامنے پیش کیں جن میں صریح طور پر دعویٰ نبوت کا انکار موجود ہے۔

معلوم ہوتا ہے یہ بات میاں صاحب کے دل میں بھی کھٹکتی تھی اور وہ خوب جانتے تھے کہ غلطی کے ازالہ میں حضرت مسیح موعود نے اپنے کسی عقیدہ کو منسوخ نہیں کیا۔ اس لئے ۱۹۰۱ء کو تاریخ تنسیخ کتب سابقہ اور ایک غلطی کے ازالہ کو اپنے اس خیال کی بنا قرار دینے کے باوجود اسی حقیقت النبوۃ میں وہ لکھتے ہیں کہ

"آپ نے اس وقت تک پہلے عقیدہ کو منسوخ قرار نہیں دیا جب تک کہ حقیقۃ الوحی میں آپ پر اعتراض نہیں ہوا"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۴)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک اتنا بڑا بھاری انقلاب پیدا ہوا کہ پہلے تو غلطی سے نبوت کی تعریف ہی سمجھ نہ آئی اور اپنے آپ کو نبی کے بجائے محدث سمجھتے رہے۔ آخر کار جب [illegible] غلطی ہوئی تو اس کو تو چھپائے رکھتے ہیں اور مریدوں کو ڈانٹ رہے ہیں کہ تم نے میرے دعوے کو نہ سمجھا۔ یہاں تک کہ ۱۹۰۵ء میں ایک مرید نے اتفاقیہ اعتراض کر دیا تو ناچار حضرت مسیح موعود کو بھی سابقہ عقیدہ کی منسوخی کا اعلان کرنا پڑا کیا یہ کسی متدین انسان کا طریق عمل ہو سکتا ہے کیا اس قسم کی باتیں حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کرنا آپ کی دیانت و امانت اور آپ کے فہم و فراست پر ایک کھلا حملہ نہیں؟

میاں صاحب لکھتے ہیں کہ حقیقت الوحی میں حضرت مسیح موعود نے پہلے عقیدہ کو منسوخ قرار دیا۔ حالانکہ حقیقت الوحی میں منسوخ قرار دینے کے بجائے اس کی تائید کی ہے اور صاف لکھا ہے کہ میرا رتبہ وہی ہے جس کا ذکر تریاق القلوب میں ہے۔ اور تریاق القلوب وہ کتاب ہے جس کو میاں صاحب نے اپنی جماعت کے عمائدین کی قسموں کی بنا پر ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تصنیف اور اس لئے منسوخ قرار دیا ہے کیونکہ اس میں حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو محدث قرار دیا ہے اور اپنی نبوت سے انکار کیا ہے اور اپنے دعویٰ کا انکار موجب کفر نہیں ٹھہرایا۔

یہ ہے میاں صاحب کے خیالیہ عقائد کا نتیجہ۔ ایک غلط بات کو پیش کر کے اس کے ثبوت میں آئے دن انہیں نئی نئی تشریحات کرنی پڑتی ہیں جس سے نہ ان کا اپنا کوئی اعتبار باقی رہ جاتا ہے اور نہ حضرت مسیح موعود کی ذات ہی حملہ سے محفوظ رہتی ہے۔ کاش میاں صاحب اور ان کے مریدین ان صریح حقائق و واقعات پر غور کریں اور اپنا قدم صحیح راستہ کی طرف اٹھانے کی کوشش کریں۔

جاپان کے مذہبی خیالات

جوں جوں دنیا میں علم کی روشنی پھیلتی جاتی ہے۔ جہالت اور توہمات کی تاریکیاں دور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جاپان باوجودیکہ مشرق کی ایک ایسی طاقت ہے جس کو علم و تہذیب میں یورپ کے ہم پلہ سمجھنا چاہیئے تاہم مذہب کے معاملہ میں اس کے خیالات بہت ہی عجیب و غریب ہیں۔ ہندوستان کے بعض [illegible] ... [illegible]

الفضل کے گمنام مراسلہ سے بیزاری

حضرت امیر ایدہ اللہ پر الزامات کی تردید

"جس شریر نے ان پر ایسے الزامات لگائے ہیں اس پر میں ہزار لعنت بھیجتا ہوں"

(چودھری محمد حسین صاحب سابق منیجر بک ڈپو کا خط)

جناب ایڈیٹر صاحب

۷ ستمبر کے "الفضل" میں "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ارکان کا کچا چٹھا" کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے اور اس میں جو الزامات مولانا مولوی محمد علی صاحب پر لگائے گئے ہیں ان میں سے جن کا مجھے علم ہے ان کے متعلق مندرجہ ذیل تحریر کرتا ہوں۔

مولانا محمد علی صاحب کو انجمن میں ریزولیوشن پیش کرانے اور ان کے پاس کرانے سے بالکل کوئی واسطہ نہیں۔ بلکہ یہ سارا کام دفتر سکرٹری میں ہوتا ہے۔ حق تصنیف کے بل دفتر تصنیفات میں بنتے ہیں اور دفتر محاسب میں پاس ہو کر امین انکی ادائگی کرتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب بالکل بری الذمہ ہیں۔ حضرت مولوی صاحب کے نام کے اکثر بیمے میں ڈاک خانہ سے چھوڑا کر لایا کرتا رہا ہوں۔ جو کہ میری اور اکثر اوقات سکرٹری صاحب انجمن ہذا کی موجودگی میں کھولے جاتے رہے ہیں اور جمع خزانہ انجمن ہوتے رہے ہیں۔ مفت تقسیم کتب پر مولوی صاحب نے کبھی ناجائز روپیہ نہیں لیا۔ بلکہ اکثر اوقات انجمن کے فیصلہ کے خلاف بہت کم لیا ہے۔

میری اور مولانا محمد علی صاحب کی کچھ دنوں سے لڑائی ہے مگر باوجود اس کے میں حق بات کہنے کے واسطے کبھی گریز نہیں کرنا چاہتا۔ کہ حضرت مولوی صاحب از حد درجہ کے دیانتدار اور امین ہیں۔ اور جس شریر نے ان پر ایسے الزامات لگائے ہیں اس پر میں ہزار لعنت بھیجتا ہوں۔

خاکسار محمد حسین

پیغام صلح - یہ وہی چودھری محمد حسین ہیں جن کے متعلق محمودیوں کا یہ پروپیگنڈا تھا کہ الفضل کا گمنام مراسلہ انکی طرف سے یا انکے مشورہ سے لکھا گیا ہے۔ چودھری صاحب کا یہ خط ان کے اس باطل پروپیگنڈا کی حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔

... مذہبی خاندان میں سے سمجھا جاتا ہے۔ تازہ خبر ہے کہ اس اعتقاد کے خلاف جاپان کے مزارعین میں ایک تحریک شروع ہوئی ہے اور ایسے رسائل اور پمفلٹ شائع ہو رہے ہیں۔ جن میں اس اعتقاد کی تردید پائی جاتی ہے حکومت نے اس روشن خیالی کا خیر مقدم کرنے کے بجائے جبر و استبداد کے جال بچھانے شروع کئے ہیں اور اس پروپاگنڈا میں حصہ لینے والوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ ایک مدت ہوئی جاپان میں اشاعت اسلام کا خیال مسلمانوں کے سروں میں پایا جاتا تھا۔ یہ بھی خیال تھا کہ بادشاہ جاپان کسی نئے مذہب کی تلاش میں ہے۔ مذکورہ بالا حالات اگرچہ اس خیال کے حامی نہیں۔ تاہم مسلمانوں کا جوش ایک مدت سے سرد ہو چکا ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اگر جماعت احمدیہ تبلیغ کا علم لیکر نہ اٹھتی تو اشاعت اسلام کا آج کوئی دنیا میں نام بھی نہ لیتا۔ کاش مسلمان اس طرف توجہ کریں اور اپنے اسلاف کی طرح اسلام کے لئے دنیا کے مختلف حصص میں نکل کھڑے ہوں تو وہ بہت جلد کامیابی کا منہ دیکھ سکتے ہیں۔

ناجائز پروپیگنڈا

قادیانی اصحاب ہمارے خلاف آجکل اس قسم کا ناجائز پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ جو کسی منصف مزاج انسان کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہو سکتا۔ "پیغام صلح" کے ایک گذشتہ پرچہ ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء میں مولوی عصمت اللہ صاحب نے "اہل حدیث" سے دو ایسے سوال نقل کئے تھے جو ان الزامات سے تعلق رکھتے تھے۔ جو میاں صاحب کی ذات پر ان کے مریدین نے لگائے تھے ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہو کہ وہ حصہ نقل کر کے میاں صاحب کے بڑے بڑے مریدین معزز مسلمان بھائیوں کو دکھا رہے ہیں کہ اس سے ان کا منشا لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ "پیغام صلح" ان سے زیادتی کا برتاؤ کرتا رہا ہے۔ حالانکہ اس سے اگلے ہی پرچہ میں اس کے متعلق "اظہار افسوس" کے عنوان سے حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک نوٹ شائع ہو چکا ہوا ہے جس میں آپ نے لکھا ہے:۔

"پیغام صلح مورخہ ۱۵ فروری میں پہلے صفحہ پر جو مضمون ... سے نقل کیا گیا ہے۔ میں نے اسے بہت افسوس سے پڑھا۔ پیغام صلح کی شان اس سے بلند ہونی چاہیئے کہ اس میں ایسے مضمون نقل کئے جائیں۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ اس قسم کے مضامین کا اس میں اعادہ نہ ہوگا۔ اختلافی مسائل پر اگر کچھ لکھا جائے تو حرج نہیں کیونکہ وہ ایک اہم امر ہے اور ہمارے نزدیک مسلمانوں کی تکفیر اتحاد اسلام کو برباد کرنے والی چیز ہے اس لئے اس کی جس قدر مخالفت کی جائے کم ہے میں اپنے احباب کو یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ایسی باتوں میں پڑنے سے جن سے کوئی غرض حاصل نہیں ہوتی حتی الوسع پرہیز کریں اور ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ پر عمل کریں۔ غرض کسی جماعت کو یا فرد کو راہ راست پر لانا ہونی چاہیئے نہ کسی کی تذلیل"

اس نوٹ کے شائع ہو جانے کے بعد ہم نہیں سمجھتے کہ میاں صاحب اور ان کے مریدین کا کیا حق باقی رہ جاتا ہے کہ وہ ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء کے پرچہ کی اشاعت کریں اگر انہیں اتنا ہی شوق ہے تو کم از کم ۲۲ فروری ۱۹۲۹ء کا پرچہ بھی اس کے ساتھ ہی پیش کر دیا کریں۔ تاکہ پڑھنے والوں کو تصویر کے دونو رخ نظر آجائیں اور یہ معلوم ہو سکے کہ ہمارے اخبار کا رویہ ان معاملات پر فی الواقع قابل الزام ہے یا قابل تعریف کہ اگر کہیں زیادتی کی بو بھی آئی ہے تو فوراً اس کی اصلاح کر دی گئی ہے۔ کیا یہ ایک مذہبی جماعت کا یہ رویہ دیانت و امانت کا خاک اڑانا نہیں کہ ہمارے اظہار افسوس کا اخفا کر کے لوگوں کو دھوکا دیا جا رہا ہے۔ انہیں یہ دیکھنا چاہیئے تھا کہ میاں صاحب کی ذات میں آیا اس قسم کا ایک بھی نمونہ پایا جاتا ہے کہ کبھی انہوں نے اپنے مریدین اور اخبار نویسوں کو آئے دن کی سب و شتم سے منع کیا ہو؟ برخلاف اس کے ہمارے پاس ایسے ثبوت موجود ہیں کہ "الفضل" میں بعض ناگوار باتوں کے شائع ہونے پر ہم نے میاں صاحب کو توجہ بھی دلائی تو انہوں نے اس پر اظہار افسوس کرنے کے بجائے ان کی تاویلیں شروع کر دیں۔ اگر ضرورت پیش آئی تو ایسی تمام باتیں انشاء اللہ نظر عام پر آجائیں گی۔

شذرات

انڈین سوشل ریفارمر نے سیڈیشن بل پر رائے زنی کرتے ہوئے کچھ کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کی ہے کہ بالشویک تحریک اور مسیحی مذہب برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن حکومت صرف بالشویک تحریک کو ہی دبانا چاہتی ہے اور مسیحی مذہب پر وہ پابندیاں عائد نہیں کی جاتیں۔ جو بالشویکوں پر عائد کی جاتی ہیں اس کا بیان ہے کہ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ سوائے اس کے کہ مسیحی تحریک حکومت کے موافق ہے اور بالشویک تحریک حکومت کے خلاف ہے۔

✻

مسیحی معاصر "کوکب ہند" نے انڈین سوشل ریفارمر کے اس خیال کی سختی سے تردید کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ

"کجا بالشویک جو مذہب کے دشمن، امن کے مخالف اور کجا صلح اور سلامتی کے شہزادے مسیح کے مبشر"

اس کے ساتھ ہی ہندوستان کی غربت اور مزدوروں کی کھینچ کا ذکر کرتے ہوئے اس کا یہ علاج بتایا ہے کہ اگر ہندوستان مسیح کو قبول کرے اور انکے تمام اصول ماننے لگے تو ضرور یہ ساری برائیاں ایک دم دور ہو جائیں گی اور صلح اور آشتی کی فضا قائم ہو جائیگی

✻

"کوکب ہند" سے ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مسیح کے مبشر، صلح اور سلامتی کے شہزادے کب سے بنے ہیں۔ انجیل میں تو جناب مسیح فرماتے ہیں کہ میں صلح کرانے نہیں بلکہ جنگ کرانے آیا ہوں اور مسیحیت کی تمام گذشتہ تاریخ جن خونین کارناموں سے رنگی ہوئی ہے وہ اس امر کی ایک کھلی شہادت ہیں کہ یہ مذہب صلح و امن کا ہمیشہ مخالف رہا ہے۔ رہا ہندوستان کا امن ہم نہیں سمجھتے کہ یورپین ممالک کی مسیحی فضا کو دیکھ کر جو یقیناً صلح اور آشتی کی فضا نہیں۔ کوئی شخص "کوکب ہند" کے اس بیان کی تصدیق کرنے کے لئے تیار ہو کہ ہندوستان میں مسیحی مذہب کی اشاعت اس کے لئے امن اور صلح کا موجب ہو گی۔

✻

معلوم نہیں انڈین سوشل ریفارمر نے کس بنا پر مسیحی مذہب اور بالشویک تحریک کو یکساں قرار دیا ہے۔ جہاں تک انجیل کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے حواریوں کے اعمال میں ایک ہی ایسی بات ہمیں نظر آتی ہے جو بالشویک تحریک سے کسی قدر ملتی جلتی ہے اور وہ یہ کہ تمام حواری جو کچھ گھروں میں ہوتا یا کما کر لاتے رکھتے ایک جگہ اکٹھے ہو کر برابر بانٹ لیتے تھے۔ یہی بالشویک تحریک کا اصول ہے اس لئے بالشویک تحریک کی بنیاد بھی اگر حواریوں کے ان اعمال پر ہو تو کوئی تعجب انگیز بات نہیں۔

✻

ظل اور اصل

ظل کا لفظ ہماری اور قادیانی جماعت کے مابین معرض بحث میں ہے ہمارے نزدیک ظل کے معنے اصل کے نہیں ہو سکتے بلکہ ظل اور اصل دو متضاد باتیں ہیں۔ جب کسی چیز کو کسی دوسری چیز کا ظل کہیں گے تو اس کے معنے ہوں گے کہ وہ اصلیت سے خالی ہے۔ بادشاہ کو ظل اللہ کہا جاتا ہے۔ لیکن وہ خدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے اپنے آپکو ظلی نبی قرار دیا جس کے صاف معنے ہیں کہ آپ نبی نہیں بلکہ جیسا کہ آپ نے خود لکھا ہے نبوت محمدیہ کا سایہ اور پرتو آپ پر پڑنے کی وجہ سے آپ ظلی نبی ہیں

اس کے خلاف میاں محمود احمد صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ ظل کا لفظ محض آنحضرت صلعم کی وساطت کو ظاہر کرتا ہے ورنہ من حیث النبوۃ حضرت مرزا صاحب اور آنحضرت صلعم اور دیگر انبیا برابر ہیں۔ اور ظلی نبی کا لفظ اصلی نبوت پر ہی دلالت کرتا ہے۔

میاں صاحب کا یہ خیال کہاں تک صحیح ہے ان کے اپنے خطبہ سے جو ۲۰ ستمبر ۱۹۲۹ء کے "الفضل" میں شائع ہوا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی ظل کو اصل نہیں سمجھتے۔ چنانچہ انسانی کمالات اور خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ذاتی عزت تو وہ خوبیاں اور کمالات ہیں جو انسان کے اندر پائے جاتے ہیں وہ کسی کو نظر آئیں یا نہ آئیں ....
بہرحال اس انسان کی بڑائی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا یہ عزت اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کا ظل ہوتی ہے
..... مگر ایک عزت نسبتی ہوتی ہے وہ حقیقی عزت کا ظل ہوتی ہے ..... لیکن یہ عزت حقیقی عزت نہیں

اتحاد اسلام اور مسلمان

عقائد اسلامی اور اتحاد نسل انسانی

(جناب ملک اللہ دین صاحب (بغداد) کے قلم سے)

یہ مسلمہ امر ہے کہ جو قومیں شاہراہ ترقی پر پہنچی ہیں انہوں نے سب سے پہلے باہمی اتحاد و اتفاق قائم کیا۔ الحمد للہ مسلمانوں میں بھی اب اسکا احساس ہو چلا ہے اور آئے دنوں اخباروں میں اکثر اسی کا ذکر رہتا ہے اور کسی مسلم کی تقریر اس پر زور دینے سے خالی نہیں ہوتی۔ یہ بات مسرت انگیز ہے کہ بعض وقت شناس اور مخلص کارکنوں کی پے در پے کوششوں سے مسلمانوں میں انفرادی طور پر باہمی امداد اور ہمدردی کا ولولہ بہت کچھ پیدا ہو گیا ہے گو اجتماعی اتحاد تا حال کوسوں دور معلوم ہوتا ہے نوجوان طبقہ کا تو یہ حال ہے کہ وہ اتحاد اسلام کے ماسوا اور کسی بات کا خیال بھی نہیں کرتے۔

لیکن اس سے ایک شدید غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے جس کے شکار اکثر سادہ لوح مسلمان بھی ہو رہے ہیں وہ یہ کہ اتحاد کی خاطر ہمارا یہ سب شور و شر ضرورت وقت کے باعث ہے اور یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے جسے مذہبیت سے کچھ واسطہ نہیں۔ حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ اسلام کو جو زبردست فوقیت دیگر ادیان عالم پر حاصل ہے۔ وہ نسل انسانی کے باہمی اتحاد کے لئے اعلیٰ تعلیم اور مکمل نظام عمل پیش کرتا ہے۔

وہ تعلیم اور نظام کیا ہیں۔ اسے ہر مسلمان کو جاننا ضرور ہے۔ لیکن اس کی حقیقت کو سبتوں سے نہیں پہچانا ہمیں توحید پر ایمان ہے رسول صلعم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ کعبۃ اللہ کو اپنا مرکز ارضی مانتے ہیں۔ قرآن شریف کا ہر قوم و ہر ملک و ہر زمانہ کے لئے کافی و شافی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں مگر ان عقائد سے ہم صرف انفرادی حیثیت سے ہی مستفید ہو رہے ہیں اور اس کا احساس تک نہیں کہ مخلوق خدا میں اجتماعی طور پر امن و امان قائم ہونے کا واحد ذریعہ یہی عقائد ہیں۔

دنیا نے پیشتر ازیں اس شدت سے اس حقیقت کو کبھی محسوس نہیں کیا۔ جتنا کہ وہ اب کر رہی ہے کہ انسان کی حقیقی کامیابی اس میں مضمر ہے۔ کہ وہ بنی نوع کی وحدت کو تسلیم کریں یعنی باہمی اخوت کا احساس اس میں پیدا ہو اور ساتھ ہی اس پر اس کا عمل بھی ہو۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے فی زمانہ مختلف ناموں سے کئی ایک تحریکیں جاری ہیں۔ لیکن ان سے مطلوبہ کامیابی حاصل ہونا مشکل ہے کیونکہ وہ انسانی تخیل کا نتیجہ ہیں۔ [illegible] ظاہر ہے کہ ان کا طریقہ کار ہر نقص سے پاک ہو۔ ہمارا یقین ہے کہ [illegible] اس ضرورت کو پورا کرنے کی وسلام [illegible] تحریک ہی [illegible]

اسلام [illegible] کارنامہ عقیدہ توحید کی نشر و اشاعت ہے اور [illegible] کسی اور کی شرکت کو گناہ عظیم قرار دیا ہے بہت [illegible]

[illegible]

ان اہل بصیرت حضرات خدارا ذرا غور فرمائیں کہ وحدت انسانی کے حصول کے لئے کوئی نظام اس سے بہتر ہو سکتا ہے [illegible] نظر کرنے سے جو کہ اس مقصد [illegible] کے لئے جاری ہو رہی ہیں کیا یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر نہیں ہو جاتا کہ [illegible] اسلام کا جوہر ہیں جن کو ان کے بانی ترقی انسان کے لئے [illegible] ہیں۔ اور اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے اگر وہ اسلام [illegible] تعلیم [illegible] ہو سکتا ہے کہ اتحاد اسلام کوئی مصنوعی چیز نہیں اور [illegible] بلکہ سراسر پیغام اتحاد ہے۔ اور اگر اس کی کوئی بھی حیثیت ہے تو وہ صرف مذہبی اور مذہبی ہی ہو سکتی ہے۔

ظاہر ہے کہ اسلام کے ان اصولی عقائد میں اگر سر مو بھی فرق آ جائے تو اس کا اپنے اس مقصد عظیم میں کامیاب ہونا ناممکن ہے مثلاً توحید الٰہی میں شرکت کرنا یا قرآن شریف کے بعد کسی اور تعلیم کو الہامی ماننا یا رسول مقبول کے بعد کسی اور تشریعی یا غیر تشریعی نبی کی آمد پر اس طرح ایمان رکھنا (جس کے داخلہ کی متذکرہ شرط میں اصلیتاً اضافہ کی ضرورت ہو) یہ سب امور اسلام کے نظام کے لئے ضرب کاری کا باعث ہوں گے

مقام مسرت ہے کہ مسلمانوں کے فرقوں نے اس حقیقت کو اب بہت کچھ سمجھ لیا ہے اور علی الاعلان کہنے لگ گئے ہیں کہ باوجود اور اصولوں میں اختلاف رکھنے کے جو لوگ متذکرہ عقائد رکھتے ہیں وہ نظام اسلام میں داخل ہیں۔ یہاں تک کہ اکثر شیعہ مجتہدین نے بھی بارہا فرما دیا ہے کہ ان میں اور سنی مسلمانوں میں صرف سیاسی تنازعہ ہے اور وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ البتہ مسلمانوں کی بدقسمتی سے کچھ عرصہ سے سلسلہ احمدیہ کی قادیانی جماعت نے ایسے عقاید اختیار کر لئے ہیں جو اسی نظام کے لئے سم قاتل ہیں۔ ازاں جملہ ایک یہ بھی ہے کہ وہ محمد صلعم کے بعد حقیقی نبیوں کے آنے پر ایمان رکھتے ہیں اور جناب مرزا غلام احمد صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ اور اس کو لازمۂ ایمان قرار دیتے ہیں۔ اور اس سے منکران کے نزدیک خارج از اسلام ہیں۔ اور اس طرح اس نظام کے اصولوں میں اس قدر شدید اختلاف پیدا کر کے اس کو بہت کچھ نقصان پہنچانے کا موجب ہو رہے ہیں۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ وہ اس کے معترف بھی ہیں کہ ایسا عقیدہ رکھنا اتحاد اسلام کے تخیل کے منافی ہے۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ عذر لنگ بھی پیش کر دیتے ہیں کہ آجتک کبھی اتحاد اسلام نہیں ہوا جو ہم اس کی خاطر اپنے عقائد ترک کر دیں۔ اور اس کا انہیں خیال بھی نہیں ہوتا کہ جو بات زمانہ ماضی میں ناممکن الحصول تھی وہ آج انسانی ذہنیت کے ارتقاء کے باعث قابل عمل ہو گئی۔ اور جب یہ واقعہ ہے کہ جن باتوں کا گذشتہ زمانہ میں ہمیں خواب و خیال بھی نہیں ہوتا تھا ان کو ہم اب عملی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ تو کیا کوئی تعجب کی بات ہے کہ اتحاد اسلام جو کہ ایک الٰہی امر ہے اور جس کا تخیل ہمیں اپنے آقا و نامدار محمد مصطفیٰ روحی فداہ نے تیرہ صد سال قبل ہمیں پیش کیا تھا۔ ہماری متحدہ کوششوں سے عملی صورت اختیار کرے۔ خصوصاً اب جب کہ دنیا نے اس کا احساس بھی کر لیا ہو اور چاروں طرف سے اس کے حصول کے لئے طرح طرح کی کوششیں بھی ہو رہی ہیں۔

آخر میں مجھے اس امر کے اظہار میں خوشی ہوتی ہے کہ قادیانی جماعت کے مخصوص عقائد کے باعث ملت اسلامیہ میں جس فتنہ کا خدشہ ہو گیا تھا اس کے انسداد کے لئے احمدیہ سلسلہ کی لاہوری جماعت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے جو ہر طرح قابل تعظیم اور مبارکباد ہے۔ اور میں تمام مسلمانوں کو بالعموم اور نوجوانان اسلام کو بالخصوص جناب مرزا [illegible] صاحب [illegible] کے ذیل کے فقرے [illegible] کوشش [illegible] کی دعوت کرتا ہوں

[illegible]

[illegible] منسوخ

نقل [illegible] صاحب صدر [illegible]

[illegible] قادیان

مکرمی و معظمی [illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible] میں نے [illegible] کو اپنی [illegible] و جائداد کے متعلق بنام صدر انجمن [illegible] قادیان وصیت کی تھی۔ اب [illegible] انجمن مذکور نے مجھے [illegible] نمبر [illegible] مورخہ [illegible] جون [illegible] دیا تھا۔ میں بہت عرصہ سے جناب میاں صاحب کی جماعت سے الگ ہوں اور [illegible] قادیان سے تعلقات منقطع کر چکا ہوں۔ اب میں [illegible] ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے اپنی [illegible] وصیت کو منسوخ کرتا ہوں میری وہ وصیت اب قابل عمل نہ سمجھی جاوے۔ فقط والسلام

خاکسار۔ عبد الرحمن ولد [illegible] قادر بخش مرحوم (باشندہ شہر جالندھر)

وصیت کنندہ حال ڈیولاج شملہ مورخہ ۱۹ ستمبر [illegible]

دستخط گواہان

محمد اکبر [illegible] ڈاکٹر کلورٹ شملہ

عبد الرزاق [illegible]

خبریں

حضور نظام حیدر آباد نے لندن یونیورسٹی سے ملحقہ اورینٹل اسکول میں عربی اور فارسی کی تعلیم کیلئے ۵۰۰ پونڈ سالانہ عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے

بمبئی ۲۴ ستمبر سٹر آر ایچ دستور پروفیسر بمبئی نے سر جگدیش بوس کو چیلنج دیا ہے کہ ان کا نظریہ کہ نباتات بھی حیوانات کی طرح اعصاب رکھتے ہیں صحیح نہیں۔

کانپور ۲۵ ستمبر ریاستہائے وسط ہند کے باشندوں کی کانفرنس جو ۲۷ و ۲۸ ستمبر کو جھانسی میں ہونے والی تھی غیر معین وقت کے لئے ملتوی کر دی

بنگلور ۲۶ ستمبر حکام کی مداخلت سے دانگور کے ہندو مسلمانوں میں صلح ہو گئی۔ شہر کے معزز مسلمانوں نے راج کے وفادار رہنے کا یقین دلایا۔

اسمبلی میں پریذیڈنٹ مسٹر پٹیل نے ڈیلی ٹیلیگراف اور ٹائمز آف انڈیا کے نامہ نگاروں کے متعلق ایک بیان میں کہا کہ چونکہ ان نامہ نگاروں نے معافی نہیں مانگی اس لئے ان کے پریس ٹکٹ چھین لئے جائیں گے اور ان دونوں اخبارات کے نمائندگان کو اس وقت تک پریس میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا جب تک وہ پریذیڈنٹ کی مرضی کے مطابق معافی نہیں مانگیں گے۔

امرتسر ۲۶ ستمبر سکھ حلقوں میں اس سوال نے بڑی بے چینی پیدا کر رکھی ہے کہ سر پر کیس رکھنا سکھوں کے لئے ضروری ہے یا نہیں بہت سے نوجوان سکھوں نے ایک آزاد سکھ کمیٹی کے ماتحت یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے کہ سر پر کیس رکھے بغیر بھی ایک شخص سکھ مذہب پر قائم رہ سکتا ہے۔

ملک فرانس کے شہر لاین میں ایک پروفیسر نے بڑی کاوش سے ایک ایسا آلہ تیار کیا ہے جس سے نزلہ اور زکام کو صرف نفع نہیں بلکہ بالکل آرام ہو جائیگا

لندن ۲۴ ستمبر لارڈ برکنہڈ وزیر ہند کی والدہ مسز املزبتھ نے ایک مختصر علالت کے بعد جہان فانی کو خیرباد کہا۔

لندن کے جنوبی ساحل کی حالت روز بروز بدلتی جا رہی ہے۔ ساٹھ ایکڑ زمین ۴۸ گھنٹہ میں نوے فیٹ سمندر کے اندر دھس گئی۔

سویٹ حکومت نے ترکستان کے افسران کو حکم دیا ہے کہ اسلامی اوقاف حکومت کے حق میں ضبط کر لئے جائیں۔ مسلمانوں پر اس تجویز کا بہت برا اثر ہوا اور سخت حوادثات کے وقوع کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

مصر میں قاضی (جج) ۵ اشخاص کی عمر تک اپنے عہدے پر قائم رہ سکتے ہیں۔ لیکن اب حکومت نے ایسے قوانین نافذ کئے ہیں جن کے [illegible] کے ججوں کو اپنے عہدوں سے سبکدوش ہونا پڑا۔

[illegible] ستمبر ایک مہتر جو ایئر فورس میں ملازم تھا لاٹری میں پہلا انعام ملا ہے جو ایک لاکھ [illegible] ہزار روپیہ کا ہے۔ جب اس مہتر سے دریافت کیا گیا کہ وہ اس روپیہ کا کیا کرے گا تو اس نے کہا کہ میں سونے کے لئے چارپائی خرید لوں گا۔

شملہ [illegible] ستمبر پنجاب کے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے [illegible] نے جو فنڈ کھولا ہے اس میں [illegible] وائسرائے بہادر نے اڑھائی سو روپیہ دیا ہے۔

پونا [illegible] ستمبر گنپتی کے جلوس کے موقع پر یہاں [illegible] حالانکہ پولیس نے [illegible] پیش بندیاں کر رکھی تھیں [illegible] نہیں ہو سکیں۔

الہ آباد [illegible] ستمبر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا آئندہ اجلاس [illegible] کو ۳ [illegible] شام [illegible] ہوگا

انگریزی [illegible] مشہور اخبار [illegible] میں افغانستان کے حقوق [illegible] دلچسپ [illegible] معلومات [illegible] مضامین شائع ہونا شروع ہو گئے

بمبئی کے ایک اخبار کی اطلاع ہے کہ گاندھی جی نے اپنی خود نوشت سوانح عمری کے بین الاقوامی اشاعت کے حقوق ایک انگریزی کمپنی کے پاس ایک لاکھ روپے میں فروخت کر دیئے ہیں۔ گاندھی جی کی تجویز ہے کہ یہ تمام روپیہ چرخہ فنڈ میں دیا جائے

بمبئی [illegible] سر جگدیش چندر بوس مشہور ہندوستانی سائنس دان آج غیر ممالک کی سیاحت سے واپس تشریف لائے [illegible] آپ نے یورپ کی کئی یونیورسٹیوں میں لیکچر دیئے۔

عربی جریدہ "[illegible]" لکھتا ہے کہ مختلف مقامات سے آئی ہوئی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ [illegible] ابن سعود عسیر اور کویت کی جانب جنگی ذخائر بھیج رہے ہیں۔

حکومت [illegible] نے اخبارات کے لئے متعدد قوانین نافذ کر دیئے ہیں

اعلیٰ حضرت شہریار دکن

اپنے بلند اقبال شہزادوں اور ہمایوں فال شہزادیوں کے ساتھ

اواخر اکتوبر میں حاکی دہلی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمانے والے ہیں۔ شمالی ہند کو یہ شرف کئی سال کے بعد حاصل ہونے والا ہے۔ اس تقریب سعید کی یادگار میں

روزنامہ انقلاب لاہور کا "نظام نمبر"

۲۷ اکتوبر کو شایع کیا جائے گا، جس میں مملکت دکن کی تاریخ، حکومت برطانیہ سے اس کے معاہدات و تعلقات، اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خان خلد اللہ ملکہ کی سیرت عالیہ اور حضور کے عہد معدلت مہد کی شاندار ترقیات و اصلاحات کے متعلق نہایت عالی پایہ اور معلومات افروز مضامین درج کئے جائیں گے اور دلکشا اور دلفریب نقلیں شایع کی جائیں گی۔

جن حضرات کو روزنامہ "انقلاب" کے خاص نمبروں کا حال معلوم ہے ان کو یہ بتانے کی قطعاً ضرورت نہیں کہ یہ نمبر کیسا ہوگا، مختصراً یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جو معلومات کئی ضخیم کتابوں کے مطالعہ سے حاصل کی جا سکتی ہیں وہ اس ایک پرچے میں یکجا مل سکیں گی۔ شمالی ہند میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، اور انہیں ہندوستان کے اس سب سے بڑے اسلامی تاجدار سے والہانہ عقیدت ہے، اس لئے ان سب کو چاہیئے کہ "نظام نمبر" کو خرید کر اس اسلامی مملکت کے متعلق جو ملک میں سلطنت مغلیہ کی شان و شوکت کی عزیز ترین یادگار ہے، صحیح معلومات حاصل کریں۔

ایجنٹ حضرات فی الفور فرمائش بھیج دیں، کہ انہیں کتنے پرچوں کی ضرورت ہوگی، اشتہار دینے والے حضرات کے لیے یہ موقع نہایت قیمتی ہے، انہیں چاہیئے کہ بہت جلد دفتر سے خط و کتابت کرکے شرح اجرت کا فیصلہ کر لیں، ورنہ بعد میں کسی اشتہار کے لئے گنجائش نہ نکل سکے گی۔

اس خاص نمبر کی ضخامت بیس یا چوبیس بڑے صفحوں کی ہوگی، اور قیمت فی پرچہ دو آنے مقرر کی گئی ہے۔

مہتمم روزنامہ انقلاب لاہور

میونسپل گزٹ لاہور کا

عثمان نمبر

اعلیٰحضرت معظم خسرو دکن کی تشریف آوری دہلی کے مبارک موقع پر اکتوبر کے پہلے ہفتے میں شایع ہوگا

حجم ۳۰×۲۰/۸ تقریباً دو سو صفحات اشاعت پانچ ہزار تصاویر اور بلاک متعدد۔ کاغذ اعلیٰ چھپائی دیدہ زیب قیمت عہ علاوہ محصول

(۱) اہل قلم حضرات مضامین نظم و نثر ۲۵ ستمبر تک بھیجیں۔ (۲) جو حضرات مستقل خریدار نہیں آرڈر رجسٹر کرا لیں تاکہ فوراً انکی خدمت میں ارسال کر دیا جائے (۳) یہ لاجواب نمبر ہندوستان کے تمام مشاہیر اور رؤسا کے ہاتھوں میں پہنچیگا۔ اسلئے اشتہار دینے والے حضرات خاص طور پر نوٹ کر لیں۔ کیونکہ ۲۵ ستمبر کے بعد اشتہار نہ لینے جگہ نہ ہونے کے باعث افسوس ہوگا۔

المشتہر مینیجر میونسپل گزٹ لاہور

پیغام صلح میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیں

نیا عجیب

فوٹو کھینچنے کا آسان طریقہ

عجیب و غریب کیمرہ

اس کیمرہ سے ۱/۲ ۳ × ۱/۲ ۴ پلیٹ پوسٹ کارڈ سائز میں ہر ایک شخص اپنے دلربا کی فوٹو بنا سکتا ہے۔ کسی سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس کے ہمراہ فوٹو کھینچنے کی ترکیب ایک فوکسنگ شیشہ، دو ڈش، ... پلیٹ، دو کاغذ تصویر کھینچنے کے لئے تین شیشی دوا پلیٹ دھونے کے لئے اتنا سامان مفت بھیجتے ہیں، اتنے پر بھی قیمت ... رکھی ہے، پھر بھی یہ شرط ہے کہ اگر ہمارے کیمرہ سے فوٹو نہ کھنچے تو دوگنی قیمت واپس دینگے

منگانے کا پتہ:۔ گل بہار آفس نمبر ۱۹ علی گڑھ (یوپی)

بچوں کو موٹا تازہ تندرست و طاقتور بنائے

اور اُن کی ہر ایک بیماری

جیسے بخار، کھانسی، بدہضمی، دودھ ڈالنا، دست ہونا وغیرہ کو دور کرنے کیلئے

حکیم تلسی پرشاد اگروال علیگڑھ کی گورنمنٹ سے رجسٹری شدہ

بال جیون گھٹی رجسٹرڈ

ایک مشہور معروف امرت صفت دوا ہے میٹھا ہونے سے بچے اسکو خوش ہو کر پی لیتے ہیں

جب گھر بلانا ... سوداگروں کے یہاں سے خریدیں

...

اعلان صحت رسالہ مفت لیجئے

...

بال جیون کاریالیہ علیگڑھ شہر (یوپی)

آخری نئی نمبر جن احباب نے اب تک اس نمبر کی قیمت ارسال نہیں فرمائی وہ براہ کرم جلد اس طرف توجہ فرمائیں اور بذریعہ منی آرڈر واجب الادا رقم بھیج دیں (منیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ | ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ | نمبر ۶۸

عقاید باطلہ کی نیرنگیاں

میاں محمود احمد صاحب کے سابقہ اور موجودہ اعتقادات

خصوصیت مسیح موعود

ابتدا میں جب میاں محمود احمد صاحب نے دعویٰ نبوت حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کیا اور خاتم النبیین کے بعد دروازہ نبوت کو کھلا قرار دیا تو قدرتاً یہ سوال پیدا ہوا کہ اگر دروازہ نبوت کھلا ہے اور ظلی و بروزی نبوت ۔ نبوت اصلی کے قائم مقام ہے۔ تو پہلے مجددین اور اولیاء اللہ کو بھی جنہوں نے اسی قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں کیوں نبی نہ کہا جائے ۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے میاں صاحب نے خصوصیت مسیح موعود کا مسئلہ ایجاد کیا اور حقیقت الوحی کے صفحہ ۳۹۱ کا سہارا پکڑتے ہوئے یہ اعلان کر دیا کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں تمام اُمت محمدیہ کے اندر کوئی ایسا انسان پیدا نہیں ہوا جو نبی کریم صلعم کی کامل اطاعت کے درجہ پر پہنچا ہو اور اس قدر کثرت مکالمہ مخاطبہ اسے ہوا ہو جو اسے نبی بنا دے۔ حالانکہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ میں حضرت مسیح موعود نے اپنی خصوصیت صرف اسی قدر بتائی ہے کہ حدیث میں آپ کا نام نبی رکھا گیا۔ آپ نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ پہلوں نے کامل اطاعت نہیں کی آپ تو خود فرماتے ہیں کہ حضرات شیخین اور صحابہ کرام کو جو رتبہ حاصل ہے وہ اُمت محمدیہ میں کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہی جا بجا آپ نے نبوت کو موہبت قرار دیا ہے نہ کہ کسب کا نتیجہ۔ کثرت مکالمہ مخاطبہ کا ذکر آپ نے بے شک کیا ہے لیکن اسی حقیقۃ الوحی میں آپ نے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو جزو نبوت قرار دیا ہے نہ کہ عین نبوت ملاحظہ ہو الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی۔ اس لئے صفحہ ۳۹۱ پر جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کا مقصد محض اس قدر ہے کہ پہلے مجددین کے لئے احادیث میں نبی کا نام نہیں آیا لیکن اس چودھویں صدی کے مجدد کو نبی کا نام دیا گیا۔ اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ کی حیثیت بدل گئی اور آپ مجددیت کے بجائے نبوت کے منصب پر فائز ہو گئے۔ بلکہ جیسا کہ آپ نے جا بجا تحریر فرمایا ہے یہ محض ایک اعزازی نام ہے جو حضرت نبی کریم صلعم نے آپ کو دیا۔

خاتم النبیین کے معنے

ایک طرف یہ اعتقاد رکھنا کہ خاتم النبیین کے معنے ہیں نبیوں کا بنانے والا اور دوسری طرف یہ کہنا کہ صرف ایک ہی نبی امت محمدیہ میں آسکتا ہے اور باقی تمام اُمت کے لئے دروازہ نبوت بند ہے ۔ ایک متضاد بات ہے۔ اس لئے میاں صاحب پر یہ اعتراض کیا گیا کہ اگر خاتم النبیین کے معنے نبیوں کا بنانے والا ہیں اگر آیت خاتم النبیین دروازہ نبوت کو بند کرنے کے بجائے اسے کھولتی ہے تو لازمی بات ہے کہ ایک نہیں کئی ایک نبی اس اُمت میں آئیں۔ "النبیین" کا لفظ جمع ہے واحد نہیں ۔ ایک ہی معنے خاتم النبیین کے ہوں گے ۔ اس سے دروازہ نبوت کا کھلنا متصور ہو گا۔ یا بند ہونا۔ اگر اس کے معنے دروازہ نبوت کا کھلنا ہے جیسا کہ میاں صاحب کا اعتقاد ہے تو ضروری ہے کہ ایک نہیں بلکہ بہت سے نبی آئیں۔ اور اگر دروازہ نبوت کا بند ہونا مراد ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود کا اور ہمارا اعتقاد ہے تو ایک بھی نبی نہیں آسکتا۔ میاں صاحب بتائیں کہ وہ کس آیت کے رُو سے حضرت مسیح موعود پر دروازہ نبوت کھولتے ہیں ۔ اور کون سی آیت کے رو سے باقی تمام اُمت پر اسے بند قرار دیتے ہیں۔

ایک نبی

اس اعتراض پر میاں صاحب کو بڑی مشکلات پیش آئیں۔ نہ تو وہ دروازہ نبوت کو تمام اُمت کے لئے کھلا قرار دے سکتے تھے کہ اس سے مسیح موعود کی خصوصیت جو انہوں نے سمجھی ہے وہ باقی نہیں رہتی اور منصب کے لحاظ سے آپ دیگر مجددین و اولیاء اُمت سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتے اور نہ ہی آیت خاتم النبیین میں ان کی اپنی تشریحات کے رو سے النبیین کا لفظ ایک ہی فرد مخصوص کے آنے کا حامی تھا اس لئے انہوں نے پہلے تو دبی زبان سے یہ کہنا شروع کیا کہ:-

> ہم اس اُمت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ آئندہ کا حال پردہ غیب میں ہے آئندہ کے متعلق ہر ایک خبر پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہے اس پر بحث کرنا انبیاء کا کام ہے نہ ہمارا پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت تک اس اُمت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گزرا کیونکہ اس وقت نبی کی تعریف کسی اور انسان پر صادق نہیں آتی۔　　حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۶

حالانکہ عقیدہ کے بارہ میں آئندہ اور گذشتہ کا لحاظ نہیں رکھا جاتا مثلاً قیامت اگرچہ ایک آئندہ کی چیز ہے ۔ اور جو کچھ ہم اس کے متعلق جانتے ہیں وہ ایک پیش گوئی کا رنگ رکھتا ہے ۔ تاہم ہمارا ایمان ہے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ ایسا ہی نبیوں کا اس اُمت میں آنا یا نہ آنا ایک اعتقادی امر ہے۔ اگر نبی آسکتے ہیں تو صاف کہنا چاہیئے کہ آسکتے ہیں۔ اور اگر نہیں آسکتے نہ آج تک کوئی ہوا اور نہ آئندہ کے متعلق میاں صاحب کو علم ہے تو پھر ایک کا آنا بھی محال ہو جاتا ہے۔

ہزاروں نبی

لیکن معلوم ہوتا ہے یہ جو کچھ میاں صاحب نے آئندہ کے متعلق کہا تھا وہ "مصلحت وقت" کو مد نظر رکھ کر ایک تدریجی قدم اٹھایا گیا تھا یہ دیکھنے کے لئے کہ مریدین کہاں تک اس کو برداشت کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد جب انہوں نے دیکھا کہ جو کچھ وہ کہتے چلے جائیں وہ بلا چون و چرا تسلیم کیا جاتا ہے تو پھر نہایت تحدی کے ساتھ انہوں نے صاف طور پر یہ اعلان کیا کہ اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار رکھ دی جائے اور یہ کہا جائے کہ نبی نہیں آسکتا میں کہوں گا کہ آسکتا ہے اور ضرور آسکتا ہے۔ ایک نہیں بلکہ ہزاروں نبی آئیں گے۔ (انوار خلافت)

کون عقلمند ہے جو میاں صاحب کی ان دونوں عبارات کو سامنے رکھ کر حیرت و افسوس کے ساتھ سر نہ دھنے۔ حقیقۃ النبوۃ میں تو وہ اس بات کو ایک پیش گوئی قرار دیتے تھے کہ نبی آئندہ آئیں گے یا نہیں۔ بلکہ اس امت میں صرف "ایک ہی نبی" کے قائل تھے اور آئندہ کے متعلق بحث کرنا "انبیاء کا کام" سمجھتے تھے۔ انوار خلافت میں انہیں آئندہ کا بھی پتہ لگ گیا۔ نبی آئیں گے اور صرف ایک ہی نبی کے وہ قائل نہ رہے بلکہ ہزاروں نبیوں کے آنے کے قائل ہو گئے۔ اور یہ اعتقاد صرف پیش گوئی ہی کی صورت میں نہ رہا بلکہ اس یقین کامل کے درجہ تک پہنچ گیا کہ میاں صاحب کی گردن کے اگر دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے تو وہ ہرگز زائل نہیں ہو سکتا۔ حیرت ہے کہ جس چیز کو وہ "انبیاء کا کام" قرار دیتے تھے اس کو اس تحدی کے ساتھ خود ہی کیوں بیان کرنا شروع کر دیا کیا میاں صاحب اس وقت منصب نبوت پر فائز ہو گئے تھے یا بعد میں انہیں یہ سمجھ آئی کہ یہ انبیاء کا کام نہیں۔ اور وہ خود بھی اس پر روشنی ڈال سکتے ہیں اور اس لئے حقیقۃ النبوۃ کے حوالے انوار خلافت سے منسوخ ہو گئے۔

وید عربی میں؟

معاصر پرکاش اپنی ایک تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے:-

مسلمان لوگوں سے جب کبھی مباحثہ کی نوبت آتی ہے تو ایک غیر مسلم فاتوا بسورۃ من مثلہ (قرآن جیسی ایک سورت لاؤ) کی تکرار سن سن کر بڑا حیران ہوتا ہے اور جب یہ دیکھتا ہے کہ واقعی آج تک کوئی شخص قرآن کے اس دعویٰ کی عقلاً و نقلاً تردید نہیں کر سکا تو اسے اتنا خیال تو ضرور آتا ہے کہ کم سے کم ایک چھوٹی سی کتاب تو ضرور ایسی ہونی چاہیئے جس کا نام ہوتا ... جو کتاب قرآن کا جواب ہو ... اس مشکل کو حل کرنے کے لئے ہمارے معاصر نے یہ تجویز سوچی ہے کہ "... چند آدمی جو عربی زبان میں ماہر ہوں اور ایام جاہلیت عرب کی عربی سے واقف ہوں جمع کرے اور ان سے اپنی نگرانی میں ویدوں کا اعلیٰ عربی زبان میں ترجمہ کرا دے۔"

اس کام کے لئے اشد ھو مسلمانوں کی خدمات سے فائدہ اٹھانے اور مصر اور عرب میں طالب علم بھیجنے کی سفارش کی گئی ہے جو غالباً ... سبھا کے زیر غور ہو گی۔

ہم معاصر "پرکاش" اور آریہ پرتی ندھی سبھا سے یہ عرض کریں گے کہ ویدوں کا عربی ترجمہ اور قرآن کا مقابلہ تو بہت دور کی بات ہے۔ پہلے ویدوں کا اردو ترجمہ ہی کر دیجئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ اپنی زبان میں تو ویدوں کا ترجمہ آج تک کر نہیں سکے (کیونکہ ویدوں کی زبان اور مضامین ہی اس قسم کے ہیں کہ سمجھ آنے مشکل ہیں) اور عربی میں ترجمہ کرنے کی تجویزیں سوچی جا رہی ہیں۔

تو کار زمیں را نکو ساختی　　کہ با آسمان نیز پرداختی

لیکن اگر قرآن ہی کا مقابلہ کرنے کا شوق ہے تو وہ محض ایام جاہلیت کی عربی لکھ دینے سے تو نہیں ہو جائیگا۔ حماسہ اور ... میں کیا کم جاہلیت موجود ہے کہ اور جہالت کے اکٹھا کرنے کی ضرورت پرکاش کو پیش آئی ہے؟ قرآن کا مطالبہ محض اس فصاحت لسانی میں ہی مقابلہ کا نہیں جو اس میں موجود ہے اور آج تک کوئی شخص اس کو پورا نہیں کر سکا بلکہ وہ دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ وہ کمالات علمی اور معجزات جو قرآن کے اندر پائے جاتے ہیں اور سب سے بڑھکر وہ کامل و مکمل ہدایت جو اس کا امتیاز خصوصی ہے پیش کرنے کا مطالبہ اس نے کیا ہے۔ وید یقیناً اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ اگر آریہ صاحبان کو ہمت ہے تو کم از کم انہیں اردو ہی میں ترجمہ کر دیں۔ تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ وہ کہاں تک اس دعویٰ میں پورے اُترتے ہیں۔

بقیہ صفحہ اول کالم ۳

بقیہ صفحہ اول کالم ۳

سکتا ہوں کہ میں نے آج تک اپنی رائے کی قیمت میں روپیہ چھوڑ کسی کی دوستی یا بلحاظ ذاتی کو بھی کبھی قبول نہیں کیا۔ میرے نزدیک اس جلیل القدر مصنف کا حق الخدمت ۲۵ فیصدی اس نا قدر شناسی کا ثبوت ہے جو ہم میں ہے۔

حقیقی قدر شناسی

کوئی شخص یا جماعت چند پیسے دیکر مصنف کے حق تصنیف کو خرید نہیں سکتی۔ نہ کسی کتاب کی اشاعت میں کسی کی امداد مصنف کو اس کے حقوق مالکانہ سے محروم کر سکتی ہے۔ انجمن والے تو خود اس بات کے معترف ہیں کہ مولوی صاحب کی تصانیف نے انجمن کو مالا مال کر دیا۔ لیکن میرے نزدیک تو یہ کوئی بڑی بات نہیں یہ ایک تاجرانہ خیال ہے۔ مولوی صاحب کا مشکور ہمیں اس لئے ہونا چاہیئے کہ انہوں نے انجمن کو اسلام کے متعلق علوم عالیہ کی اشاعت کے قابل کر دیا۔ لیکن اگر تاجرانہ پہلو کو بھی دیکھ لیا جائے تو پچیس فیصدی کیا حقیقت رکھتی ہے۔ قرون اولیٰ نے تو اس قسم کی تصانیف کو سونے اور موتیوں کے وزن پر خریدا ہے۔ لیکن اس زمانہ میں آج محنت اور سرمایہ میں جو تصادم واقع ہوا ہے اس میں بھی محنت کی ہی فتح نظر آتی ہے اور محنت کے مقابل سرمایہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ (باقی)

خواجہ کمال الدین - پرتاب فارم سری نگر ... ۲۱ ستمبر ...

جس معقول شکل میں مجدد وقت نے اسلام کو سچی دنیا میں پیش کیا ہے وہ ایسا ہے کہ جو معقولیت پسند انسان اسے دیکھتا ہے وہ بول اٹھتا ہے کہ یہی میری فطرت کا مذہب ہے۔ یہ تخیل نہیں بلکہ تجربہ ہے۔ اب جو دیر ہے وہ ہماری طرف سے ہے۔ آج اگر مسلمان وقت کو پہچانیں اور اس مجدد وقت کا ساتھ دیں تو دنیا میں کس قدر کام ہو سکتا ہے اور یورپ کی یہ قومیں جو محض نام کی عیسائی ہیں وہ اس نام کو چھوڑ کر اگر اسلام جیسے اخوت انسانی کے مذہب میں داخل ہو جائیں تو تمام امتیاز رنگ و نسل جو یورپ کی قوم کا خاصہ ہے ایک آن میں سٹ جاتا ہے۔ اور اس جنگ فوقیت کا جو یورپ اور ایشیا میں جاری ہے۔ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسلام ان تمام امور کو شاکر تمام انسانوں کو خواہ وہ گورے ہوں یا کالے۔ ایک مقام اخوت انسانی پر لا کھڑا کرتا ہے اب مسلمانوں کی ترقی کی ایک ہی شاہراہ ہے جس پر چل کر پھر تمام دنیا میں اسلام کی شوکت پھیل سکتی ہے سیاست یا طاقت سے مسلمانوں کا یورپ سے عہدہ برآ ہونا ایک خیال محال ہے۔ جو دنیا کا کوئی موعود نہیں کر سکتا۔ واقعات یعنی خدا کا فعل اس کے خلاف ہے۔

موعود کا کام اور ہمارا فرض

موعود کا یہی کام تھا کہ وہ مسلمانوں کو ترقی کی صحیح راہ پر ڈال جاتا اور وہ یہی تھا کہ یورپ کو روحانی طاقت سے فتح کرو اور اس لئے وہ ہمیں ہتھیار دے گیا۔

اب ہمارا کام ہے کہ مجاہد بن کر اس ہتھیار سے کام لیں اسلام پر عمل کر کے خود روحانی آدمی بنیں اور اس روحانیت سے یورپ کے قلوب پر فتوحات حاصل کریں۔ دنیوی طاقت والوں کے قلوب پر فتح حاصل کر کے ہماری دنیوی حالتیں بھی ظاہر ہے کہ خود بخود سنور جائیں گی خود مجدد وقت فرماتے ہیں:۔

از رہ دین پروری آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقین

لیکن دنیوی طاقتوں کے شیدائی اس رستہ کو لمبا رستہ تصور کر کے سیاست کی طرف دوڑتے ہیں وہ رستہ انہیں نزدیک کا نظر آتا ہے مگر یاد رہے کہ جو قوم اپنے برابر کی محکوم یعنی ہندو قوم سے سیاست میں عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ اس نے یورپ کا سیاست میں کیا مقابلہ کرنا ہے۔ یہ خواب خرگوش ہے۔ مسلمانوں کی ترقی کے یہ لچھن نہیں ہیں جو آج ہندوستان کے میدان سیاست میں ہمیں نظر آ رہے ہیں۔

ترقی کی ایک ہی شاہراہ

مسلمانوں کی ترقی کی ایک ہی شاہراہ ہے اور وہ ہے اسلام کی روحانیت سے یورپ کے قلوب کو فتح کرنا۔ پہلے مسیح کے وقت میں بھی یہی ہوا کہ آخر صاحب حکومت بادشاہ کے قلب پر مسیحیت نے فتح پائی۔ اور پھر تمام یورپ اس مذہب میں رنگا گیا۔ اسی طرح سلسلہ محمدیہ کی سلسلۂ موسویہ سے مماثلت یہی چاہتی ہے کہ مسیح محمدی کے زمانہ میں بھی تاریخ پھر اپنے آپ کو دہرائے اور اسلام حکام وقت کے قلوب پر اولاً فتح پائے۔ اور پھر تمام یورپ اسلام میں رنگا جائے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ پہلے مسیح کے متبعین پر بھی لوگوں نے ٹھٹھے کئے اور ان کے خیال کو ایک مجنون کا خیال قرار دیا۔ اسی طرح آج بھی لوگ ہنسیں گے اور مجنون خیال قرار دیں گے۔ مگر خوب یاد رکھو کہ یہی وہ راہ ہے جس کے انتہا میں کامیابی مضمر ہے۔ میرے دوستو لوگوں کے استہزا سے بیدل نہ ہو اور اپنا کام کئے جاؤ۔ رستہ لمبا ہے مگر منزل مقصود پر پہنچنا یقینی ہے۔ کیونکہ خدا نے آسمان سے اپنے ایک مامور کے ذریعہ اس رستہ کی طرف رہنمائی کی ہے۔ آثار صاف نظر آ رہے ہیں۔ تم جو قدم یورپ میں اٹھاتے ہو کامیابی استقبال کے لئے آگے آتی ہے۔ تھوڑی سی سعی سے تم نے انگلستان اور جرمنی میں کس قدر کامیابی حاصل کی۔ اگر اس سعی اور کوشش کو اور بڑھایا جاوے اور اس میں استقامت دکھا دی جاوے تو ظاہر ہے کہ منزل مقصود کس قدر نزدیک ہو جاتی ہے۔

اے خدا قوم من برخیزد از ستا بخواب - تا کجے غفلت ہمیں بربام آمد آفتاب
کن نگہ در افق مغرب رو نمود آثار صبح - حیف باشد گر ازیں ایام شناسی شتاب
ملائک غلغلہ شد نصرت اسلام را - غلبۂ توحید می خواہد خود واحدیت مآب

اسلام کی شوکت پھر آئیگی

یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر اسلام میں پھر بہار آنے گی کوشش کرو کہ آج ہم وہ بیج ہو جائیں جس کو ہماری آنے والی نسلیں کاٹیں۔ تم دنیوی منافع پر آخرت کے منافع کو ترجیح دو۔ اسلام کی شوکت جب انشاء اللہ العزیز عود کرے گی اس وقت ظاہر ہے کہ ہم نہ ہوں گے۔ مگر ہماری روحوں کو جو خوشی ہو گی وہ اس دنیا کی شوکت اور سلطنت

مراسلات

مولوی محمد انشاء اللہ خاں مرحوم

مولوی محمد انشاء اللہ خاں مرحوم ایڈیٹر اخبار وطن لاہور اخباری برادری کے ایک نہایت ہی معزز رکن تھے۔ جو پچھلے دنوں ۹ر و ۱۰ر ستمبر کی درمیانی شب کو تین دن کی مختصر علالت کے بعد اس دار فانی سے ہمیشہ کے لئے چل بسے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مختصر تعلیمی حالات

مولوی صاحب ۲۰ر اپریل ۱۸۷۵ء کو گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد ضلع کرنال کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر تھے چودہ سال کے عرصہ میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اگرچہ اس حادثہ عظیم نے سوا دو ہزار ایکڑ زمین کے انتظام کا بوجھ آپ کے کندھوں پر لا ڈالا۔ لیکن آپ مشکلات کے باوجود تحصیل علم میں مشغول رہے۔ آپ نے ۱۸۹۳ء میں ایف اے کا امتحان دیا مگر کامیاب نہ ہو سکے

مرحوم کی اخباری زندگی

آپ کو تاریخ اسلام اور اسلامی ممالک سے بڑا شغف تھا بلکہ یہی ایک محرک ہے جس نے آپ کو ایک اخبار نویس کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا۔ آپ کی سب سے بڑی پہلی تصنیف "بیست سالہ عہد حکومت" ہے۔ ۱۸۹۵ء میں اپنا پہلا مضمون شائع کرایا۔ اور کچھ عرصہ بعد اخبار وکیل میں ملازمت کر لی ۱۹۰۲ء میں آپ نے اپنا ذاتی اخبار "وطن" شروع کیا۔ جنگ روس و جاپان و طرابلس میں اخبار وطن نے بے حد قبولیت حاصل کی اور آپ نے مختلف فنڈوں میں ڈیڑھ لاکھ سے زائد چندہ جمع کیا۔ اٹلی اور ٹرکی کی جنگ میں وطن کی اشاعت آٹھ ہزار سے متجاوز تھی۔

آخری حصہ عمر

مولوی صاحب نہایت متواضع، منکسر المزاج اور سادگی پسند بزرگ تھے۔ آپ کئی سال تک بلدیہ لاہور کے ممبر رہے۔ حکومت نے آپ کو ۵۰۰ روپیہ سالانہ کی جاگیر اور آنریری مجسٹریٹ مقرر کیا۔ آخری عمر میں آپ علالت طبع و ناموافقت فضا کے باعث اخبار وطن کی حیثیت کو قائم نہ رکھ سکے۔ اس لئے آج ملک میں بہت ہی کم لوگوں کو وطن کی ہستی کا علم ہے۔

تصنیفات اور اخبار وطن

آپ کے دو صاحبزادے ولایت سے زراعت اور انجنیرنگ کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں اور تین مصروف تعلیم ہیں۔ بحیثیت مصنف آپ سیرۃ الرسول، تاریخ آل عثمان، تاریخ مراکش و طرابلس اور تصنیفات پیونا کے باعث ہمیشہ تک عزت کی نظر سے دیکھے جائیں گے۔ اخبار وطن ہفتہ وار آپ کی معنوی یادگار رہے۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کے فرزندوں نے فیصلہ کیا ہے کہ جریدہ وطن لاہور مرحوم کی ایک نیک یادگار سمجھ کر صحیح معنوں میں زندہ کیا جاوے مولوی صاحب مرحوم نہایت [illegible]ت و احترام کے ساتھ ملک ...... کی اخباری زندگی میں شامل [illegible]یک رہے۔ اس بنا پر ہمیں اپنی اخباری برادری سے پوری پوری توقع ہے کہ مرحوم کی خدمات کا لحاظ کرتے ہوئے اخبار وطن کے احیاء میں ہماری پوری پوری اعانت و امداد فرمائیں گے۔

(خاکسار عبد الحفیظ ایڈیٹر اخبار وطن لاہور)

۱ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ انشاء اللہ یہ سب کچھ ہو گا مگر اپنے وقت پر ہو گا۔ ہم دین کے مزدور ہیں خادم ہیں ہمیں سلطنت نہیں چاہیئے دین کی خدمت کی توفیق چاہیئے اپنے امام کی طرح ہماری بھی یہی صدا ہے ؎

نے باید مرا یک ذرہ عز تمائے این دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

اقتباسات

علامات دجال

احادیث کی روشنی میں یورپ کے خط و خال بحیثیت المسیح الدجال

(از مولوی عبد اللہ شاہ صاحب قادری حیدر آباد دکن)

کتب احادیث میں تصفح و تفحص کرنے والے حسب ذیل علامات و نشانات مسیح دجال کے متعلق ضرور پائیں گے جن کو میں بطور فہرست پہلے ذکر کر دیتا ہوں اور پھر ہر حدیث سے جو جو نشانات مفہوم و مستنبط ہوتے ہیں۔ ان پر بحث کروں گا تا کہ ناظرین کو زیادہ انتظار کی تکلیف برداشت کرنے کی ضرورت نہ رہے۔

(۱) وطن دجال ایک مغربی جزیرہ یا جزیرہ نما ہے۔
(۲) دجال پہلے مقید اور زنجیروں میں کسا ہوا تھا اور پھر کھول دیا گیا۔
(۳) دجال کعبہ کے گرد دو ملکوں کی قوت پر سہارا دے گھوم رہا ہے
(۴) دجال کی سیدھی آنکھ نہایت ہی قبیح و بدنما اور اندھی ہے اور دوسری بینا و تیز بینا۔
(۵) اس کا رنگ سرخ اور وہ تنومند اور اس کے بال گھنگریالے ہیں۔
(۶) اس کا مقام ظہور و حصول قوت و اقتدار مشرقی سرزمین ہوئی ہے۔ اگرچہ اس کے بحری مراکز بحر یمن (عدن)، اور بحر شام (قبرص یعنی سائپرس) (مالٹا وغیرہ) اور خلیج فارس میں بھی ہیں
(۷) شام و عراق پر اس کا تسلط اور ان دونوں کے درمیان صحرائے عرب کے ریگستانوں میں اس کا راستہ اور وہاں کے شمالی و جنوبی اقوام میں اس کی ریشہ دوانیاں و فسادات۔
(۸) دجال و قحط ہائے متواترہ۔
(۹) دجال اور طاعون۔
(۱۰) زمین اور ویرانوں کے خزانے اس کے پیچھے پیچھے رواں ہیں جیسے شہد کی مکھیاں اپنے بڑے کے پیچھے۔
(۱۱) وہ ابر سے پانی برسائے گا۔
(۱۲) مردوں کو زندہ کرنا اور زندوں کو مارنا بطور تو یہ و تلبیس یا احیاء و اماتت کے مواد پر قبضہ۔
(۱۳) مسمریزم۔ زندوں سے مردہ روحوں کی ملاقات۔
(۱۴) اس کی سواریوں کی سرعت۔ کرہ زمین کے گرد چکر تقریباً چالیس دن کے اندر بالاوسط۔
(۱۵) آسمان و زمین کے درمیان اس کی جولانیاں و پرواز۔
(۱۶) بیت المقدس کی آبادی و مدینہ منورہ کی ویرانی۔
(۱۷) بیت المقدس کی طرف لوگوں کو ہانکنا خصوصاً یہود کو اور اس کو ان کا وطن بنانے کی کوشش۔
(۱۸) حمایت و پشت پناہی یہود و سرفرازی و سرپرستی وطن و مملکت یہود۔
(۱۹) تقارب الزمان۔ اور ایجاد و آلات و مشنری اور تسخیر طاقت دخانی و برقی و بخاری کی وجہ سے وقت کا گھٹنا۔ سال بمنزلہ ماہ، ماہ بمنزلہ ہفتہ۔ ہفتہ بمنزلہ ایک روز۔ اور ایک دن بمنزلہ ایک ساعت [illegible] ایک ساعت بمنزلہ لمحہ۔
(۲۰) ملحمۃ الکبریٰ۔ جنگ عظیم کے بعد اس کے غلبہ کا ظہور خصوصاً دخل فی العرب و ظہور بلاد مقدسہ۔
(۲۱) بنو اسحاق یعنی بنی عیص بن اسحاق یا بنو الاصفر یعنی رومی فوجوں کا یا باصطلاح جدید ترکوں کا قسطنطنیہ کو بلا حرب محض برعب اسلام تین معاہداتی ملوں میں واپس لینا۔ اور اس کے ساتھ ہی دجال کی کارستانیوں کا عرب میں ظہور
(۲۲) جنگ عظیم اور فتح استر جاعی قسطنطنیہ کے درمیان چھ سال کی مدت اور ساتویں سال بلاد عرب میں دجالی کارستانیوں کا ظہور۔
(۲۳) ویرانی مدینہ۔ آبادی بیت المقدس جنگ عظیم فتح [illegible] و ظہور دجال فی العرب [illegible] سیاست سب ایک ہی سلسلہ واقعات کی مسلسل کڑیاں ہیں۔

کسرِ صلیب اور مسیح موعود

مسیح محمدی کا اثر پرستاران صلیب پر

مسلمانوں کی ترقی کی شاہراہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے

مسیح ناصری اور بنی اسرائیل

بنی اسرائیل کی قوم رومن گورنمنٹ کی محکوم اور غلام تھی۔ وہ عرصہ دراز سے ایک مسیح کے لئے چشم براہ تھی جس کی نسبت ان کے ہاں لکھا تھا کہ وہ انہیں داؤد کا تخت واپس لائیگا۔ ان کی تمام امیدیں غلامی سے آزادی اور سلطنت اور حکومت کے حصول کی اسی ایک شخصیت سے وابستہ تھیں وہ دن رات دعائیں کرتے تھے کہ کب مسیح آئے اور کب ہمیں ہر ایک دکھ سے نجات ملے اور ہم سلطنت کے وارث ہوں چنانچہ وہ مسیح آیا اور اس طرح آیا کہ بنی اسرائیل میں سے کسی دانا شخص کو بھی اس کی صداقت کا یقین نہ آیا کیونکہ آنے والا غربت اور مسکنت کی تصویر تھا۔ اسے سلطنت اور حکومت سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ جو لوگ مدت سے مسیح کی آمد پر سلطنت اور حکومت کے خواب دیکھ رہے تھے وہ حضرت عیسٰی کے دعوائے مسیحیت پر بہت جھلائے اور ان سے داؤد کے تخت کا مطالبہ کیا۔ شروع شروع میں تو حضرت عیسٰی نے بھی پچھلے نوشتوں سے متاثر ہو کر یہی کہا کہ میں دنیا میں تلوار چلانے آیا ہوں اور باپ کو بیٹے سے اور بھائی کو بھائی سے جدا کرنے آیا ہوں اور شاگردوں کو ہدایت کی کہ کپڑے بیچ کر بھی تلواریں خرید و۔ مگر اس غلطی کی بعد میں انہیں سمجھ آگئی۔ چنانچہ صاف لفظوں میں انہوں نے پھر اعلان کیا کہ میری سلطنت زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہے اس اعلان سے چونکہ بنی اسرائیل کی تمام امیدوں پر پانی پھرتا تھا اس لئے بنی اسرائیل نے انہیں قبول نہ کیا اور آخر کار وہ اپنی مخالفت میں یہاں تک کامیاب ہوگئے کہ گورنمنٹ سے ان کو صلیب دینے کا حکم لکھوا لیا۔ اب وہ بہت خوش تھے کیونکہ تورات میں لکھا تھا کہ جو صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح کو صلیب پر قتل کرنے سے ان کا منشا یہ تھا کہ اس طرح آپ کے جھوٹا مدعی ثابت ہو جانے سے ان کی وہ امید قائم رہتی تھی جو کسی صاحب جاہ و حشم مسیح کی آمد کے متعلق تھی، چنانچہ صلیب پر چڑھانے سے قبل انہوں نے استہزا کے طور پر حضرت مسیح کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا اور ٹھٹھے مار کر کہنے لگے کہ دیکھو یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ۔

تین سو سال بعد مسیحیت کا غلبہ

جس وقت زمین پر یہ تماشا ہو رہا تھا اس وقت آسمان پر یہ تقدیر جاری ہو رہی تھی کہ ہاں اسی شخص کے غلاموں بلکہ پرستاروں میں سینکڑوں بادشاہ اور شہنشاہ ہوں گے اور وہ جو آج حقارت سے ٹھکرایا گیا ایک وقت آئے گا کہ لوگ اسی کو خدا بنا کر پوجیں گے اور پوجنے والوں میں بڑے بڑے شہنشاہ ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ حضرت مسیح تو صلیب کی لعنتی موت سے بچ گئے مگر انہیں وطن چھوڑنا پڑا۔ ان کے متبعین کا بہت ہی چھوٹا سا گروہ مسکنت اور غربت کی حالت میں باریں کھاتا مگر تبلیغ کرتا رہا۔ جلد ہا انسانوں کی کوششوں پر ہنستے ہوئے تین سو برس کا لمبا عرصہ گزر گیا آخر وہ پہاڑ کی غاروں میں پوشیدہ رہنے والا مذہب ایک حاکم بادشاہ کے قلب پر فتح پاتا ہے اور داؤد کا تخت بڑی شان و شوکت کے ساتھ مسیح کے متبعین کو ملتا ہے اور خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوتی ہیں۔

آنیوالے مسیح کے متعلق مسلمانوں کے خیالات

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ مسلمانوں میں بھی ایک مسیح کا انتظار تھا۔ وہ اس مماثلت کو بھول گئے تھے جو سلسلہ محمدیہ کو سلسلہ موسویہ سے تھی انہیں یاد نہ رہا تھا کہ تورات میں حضرت محمد مصطفٰے صلعم کو مثیل موسیٰ قرار دیا گیا تھا اور قرآن نے بھی انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ فرما کر آنحضرت صلعم کو مثیل موسیٰ ہی کے رنگ میں پیش کیا تھا اور وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم فرما کر امت محمدیہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ آئندہ خلفا اب تم ہی میں سے پیدا ہوں گے۔ اور تم میں بھی اسی طرح خلفا آویں گے جس طرح تم سے پہلوں یعنی سلسلہ موسوی میں خلفا آتے رہے جن میں سے ایک مسیح بھی تھا۔ البتہ ختم نبوت کی رعایت سے روحانی خلفا نبی نہیں ہو سکتے صرف مجدد ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے بخاری میں آنے والے مسیح کو امامکم منکم کہا گیا تھا یعنی وہ تمہارا امام ہوگا اور تم ہی میں سے ایک ہوگا۔ وہ غلطی سے یہ سمجھ بیٹھے کہ آنے والا مسیح وہی پرانا مسیح اسرائیلی ہوگا اور اس خیال کے ماتحت انہوں نے عیسائیوں کا یہ خیال قبول کر لیا تھا کہ حضرت عیسٰی اب تک آسمان پر زندہ اور خدا کی طرح حی و قیوم بنے بیٹھے ہیں اور قرآن کی متعدد آیات کی طرف ان کا خیال نہ گیا جن میں حضرت عیسٰی کی وفات کا نہایت صفائی سے ذکر تھا وہ بنی اسرائیل کی طرح اس مسیح کی آمد کو سلطنت اور حکومت کی آمد کا مترادف سمجھتے تھے۔ انہوں نے بنی اسرائیلی قوم کی غلطی سے عبرت نہ پکڑی اور قبل از وقت آنے والے مسیح کا جو نقشہ ذہن میں جما لیا وہ وہی تھا جو قوم بنی اسرائیل نے اپنے ذہن میں جما رکھا تھا۔

مسیح محمدی کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک

چنانچہ جب آنے والا آیا تو انہیں وہی ٹھوکر لگی جو بنی اسرائیل کو لگی تھی۔ سلطنت اور حکومت کا خواب دیکھنے والے ایک ایسے شخص کو مسیح کب مان سکتے تھے جو پہلے مسیح کی طرح غربت اور مسکنت کی تصویر تھا۔ اور جس نے مسیح کی طرح یہ کہا کہ میری سلطنت زمینی نہیں بلکہ آسمانی ہے اس نے مسیح کی آمد ثانی اور اس کے نزول آسمانی کی وہی تشریح کی جو پہلے مسیح نے ایلیا کی آمد ثانی اور نزول آسمانی کی کی تھی اور بتایا تھا کہ حضرت یحییٰ ہی وہ آنے والے ایلیا ہیں جنہوں نے آسمان سے آنا تھا۔ کیونکہ وہ ایلیا کی خو بو میں آئے ہیں اور آسمان سے آنے کا مطلب خدا کی طرف سے مامور ہونا ہوا کرتا ہے جو پہلے مسیح نے کہا تھا وہی مسیح محمدی نے کہا اور بتایا کہ قرآن سے جب ختم نبوت اور مسیح اسرائیلی کی وفات ثابت ہے اور جو مر چکا وہ اس دنیا میں واپس نہیں آتا اور ختم نبوت کسی نئے یا پرانے نبی کی بعثت سے مانع ہے تو پھر ظاہر ہے کہ آنے والا بوجہ مماثلت کے مجاز اور استعارہ کے طور پر ابن مریم کہلایا۔ تا سلسلہ محمدیہ کی سلسلہ موسویہ سے تکمیل مشابہت ہو جائے۔ اور اس کے نزول سے مراد بعثت من جانب اللہ ہے نہ کچھ اور جیسا کہ رسول کریم صلعم کے متعلق آتا ہے قد انزل الیکم ذکرا رسولا۔ کہ تم پر ہم نے نصیحت کرنے والا رسول نازل فرمایا۔ سب جانتے ہیں کہ نزول سے مراد یہاں بعثت ہے یہ بھی بتایا کہ پہلے مسیح کی طرح مسیح محمدی بھی جمالی رنگ میں آیا ہے وہ اسلام کو تلوار سے دنیا میں غالب کرنے نہیں آیا بلکہ دلائل و براہین اور روحانیت سے اس کو تمام مذاہب باطلہ پر غالب کرنے آیا ہے۔ سلطنت کے خواہاں اور حکومت کے شیدائی ان باتوں سے کب تسلی پکڑ سکتے تھے انہوں نے اسی طرح استہزا کیا جس طرح بنی اسرائیلی قوم نے اپنے مسیح کے ساتھ استہزا کیا تھا۔ ان مستہزئین کو پہلے مسیح کے حالات بھول گئے جسے وہ خدا کا نبی مانتے ہیں کہ آخر اس کی کامیابی کس قدر آہستہ اور تین سو سال کے لمبے عرصہ میں ہوئی تھی۔

"زمیندار" کا نوٹ

انہی لوگوں میں سے ایک امرتسر کے ملا مولوی ثناء اللہ ہیں جن کی تقلید کرتے ہوئے اخبار زمیندار میں بھی ایک نوٹ نکلا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیحیت کے مدعی کا تو دعویٰ تھا کہ ان کی زندگی میں ایک عیسائی بھی باقی نہ رہے گا۔ مگر اب تک عیسائی اسی طرح مسلمانوں کو مٹانے کے درپے ہیں۔ اگر زمیندار مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تقلید نہ کرتا، بلکہ خود تفکر و تدبر سے کام لیتا تو بات کچھ مشکل نہ تھی۔ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ تو یہ کبھی نہ تھا کہ ان کی زندگی میں عیسائیوں کا وجود ہی معدوم ہو جائے گا۔ ایسا دعویٰ نہ وہ کر سکتے تھے اور نہ کوئی اور کر سکتا [illegible] کیونکہ قرآن کریم نے صاف بتلایا ہے فاغرینا بینھم

العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ۔ اور جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ جس سے صاف ثابت ہے کہ یہود اور نصاریٰ کا وجود قیامت تک رہے گا تو پھر کوئی شخص کس طرح دعویٰ کر سکتا ہے یا یہ خیال کہاں تک قابل قبول ہے کہ آنے والے مسیح کے زمانہ میں سارے عیسائی یا یہودی مسلمان بن جائینگے یہ تو قرآن کی نص کے برخلاف ہے ہاں اگر کوئی دعویٰ حضرت مرزا صاحب کو تھا تو وہ کسر صلیب کا تھا جو حدیث شریف کے رو سے آنے والے مسیح کا ایک بڑا اہم کام تھا۔ کسر صلیب سے مراد کسی لکڑی کی صلیب کو توڑنا نہیں ہو سکتا بلکہ صلیب مسیحیت کا ایک نشان ہے اور صلیب کو توڑنے سے مراد مسیحیت کے اصول کو توڑنا ہی ہو سکتا ہے نہ کچھ اور۔

مسیحیت اور حضرت مرزا صاحب

حضرت مرزا صاحب نے یہ ڈیوٹی کہاں تک ادا کی۔ یہ ان کا لٹریچر پڑھنے اور مشن کا کام دیکھنے سے ایسا صاف نظر آتا ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں آپ نے ایسا زبردست لٹریچر عیسویت کی رد میں تحریر کیا اس نے مسیحی دنیا میں ایک ہل چل ڈال دی نہ صرف لٹریچر بلکہ کل مذاہب باطلہ اور بالخصوص مسیحیت کے رد میں جس علم کلام کی آپ نے بنیاد ڈالی وہ ایسا مسکت اور پر حکمت اور زبردست ہے کہ پادریوں کا احمدیوں کے نام سے دم فنا ہوتا ہے مسیح کی وفات کو آپ نے ایسے زبردست دلائل سے دنیا کے آگے پیش کیا کہ حیات مسیح کا عقیدہ ایک لغویت نظر آنے لگا۔ یہاں تک کہ جن مسلمانوں کو مرزا صاحب کے نام سے نفرت ہے وہ بھی حیات مسیح کا اب نام لینے کی بھی جرأت نہیں کرتے۔ اور یہ خیال خام تو مدت سے مسلمانوں کے دماغ سے نکل چکا کہ کوئی مسیح آسمان سے نازل ہوگا کوئی صاحب عقل و دانش اسے ایک منٹ کے لئے قبول نہیں کر سکتا۔ مسیح کی وفات کو منہ سے نہ مانیں مگر اتنی جرأت بھی نہیں کہ مسیح کے آسمان سے نزول کو کسی معقول یا شریف آدمی کے سامنے پیش کر سکیں۔ [illegible] سب پٹ گئیں اور حیات مسیح کے عقیدہ نے جو عیسویت کو [illegible] رکھی تھی۔ اس کے ہٹ جانے سے مسیح کی خدائی بھی مرگئی۔

نیا علم کلام اور لٹریچر

حضرت مرزا صاحب کے نئے علم کلام اور مسیحیت پر نئی طرز کی تنقید نے مسیحیت کے تار و پود کو بکھیر دیا۔ آدم و حوا کا گناہ کرنا۔ بنی آدم کا اس گناہ آلودہ تخم میں پانا۔ اس لئے تمام انبیاء کا گنہگار ہونا خدا کا اس لئے بنی آدم کی نجات کے لئے اپنے بیٹے کو صلیب پر چڑھا کر اسے ملعون بنانا اور اس لعنت کے ذریعہ بنی آدم کے گناہوں کا کفارہ ہونا۔ پھر تین دن جہنم میں رہ کر مسیح کا بجسد عنصری آسمان پر چڑھنا اور خدا کے ساتھ زندہ و قائم رہنا یہ تمام امور جس طریق سے حضرت مرزا صاحب نے رد کئے ہیں وہ وہی جانتا ہے جس نے آپکے لٹریچر کو پڑھا ہے اور موجودہ عیسائی دنیا کا مذہبی نقطۂ نگاہ سے مطالعہ کیا ہے۔ آپ کے ان خیالات اور اصولوں کی اشاعت مختلف رنگوں میں عیسائی دنیا میں ہوئی۔ پہلے ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ پھر ووکنگ مشن اور اسلامک ریویو اور انگریزی ترجمۂ قرآن اور صدہا رسالوں اور کتب کے ذریعہ جو مرزا صاحب کے غلاموں اور خوشہ چینوں نے دنیا میں تصنیف کر کے پھیلائیں۔

عیسائیت کی ہوا اکھڑ گئی

اور ان کے ساتھ ساتھ خدا کے اس مقرب بندہ کی وہ دعائیں اور توجہ روحانی تھی جس نے خود بخود محض الٰہی تصرف سے مسیحی کلیسیا کے بڑے بڑے علماؤں کے دل پھیر دیئے۔ وہ خود مسیح کی خدائی اور دیگر مسلمہ مسیحی عقائد سے بیزار ہوگئے۔ ان کے بڑے بڑے محقق تو مسیحیت کے اصول کو رد کرنے کھڑے ہوگئے۔ یہ مرزا کا ہی ایک غلام تھا جس نے مسیحیت کو آفتاب پرستی کی ہی ایک شکل ثابت کر کے مسیحیت کی آخری رگ جان کاٹ دی۔ دریا کا رخ پلٹ گیا کبھی عیسائیوں کے حملے دن رات اسلام پر تھے اور مسلمانوں میں جو نوتعلیم یافتہ ہوتا تھا اس کا رخ عیسائیت کی طرف پھرتا نظر آتا تھا۔ یا آج عیسائیت دنیا میں نامقبول ہے اس کی ہوا اکھڑ گئی ہے۔ وہ اپنے آپ کو کسی معقول آدمی کے سامنے پیش کرنے کی جرأت نہیں رکھتی۔ وہ صرف بھوکوں کے پیٹ بھرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ جس سے جاہل آدمی کچھ دنیوی نفع اٹھا لیتے ہیں۔ اس کو مرزا کے غلاموں کے حملے سے اب اپنا سر چھپانا مشکل ہے۔ اس نقشہ کو خود حضرت مرزا صاحب یوں دکھلاتے ہیں:۔

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

مسیحیت اب مذہب نہیں قومیت ہے

غرضیکہ مسیحیت اب مذہب نہیں رہا محض ایک قومیت رہ گئی ہے

(۲۴) خوشحالی متبعین دجال و بدحالی و پریشانی مخالفین دجال۔

(۲۵) زمین کے انہار و بحار و اشجار و اثمار کے محاصل و پیداوار پر دجال کا قبضہ

(۲۶) زمین کی نوری ایجادات پر قدرت بذریعہ قوت برقی۔

(۲۷) دجال کی تصدیق رسالت عربیہ مع عدم ایمان (جو منجملہ دجل و خدع سیاسی ہے مفتونوں کو اور پھانستا ہے)

(۲۸) دجال کے اپنے ملک سے خروج کا باعث خواہ کچھ اور ہو مگر درحقیقت ایک قدیم کینہ اور غضب دیرینہ ہے دانتقام حروب صلیبیہ۔

(۲۹) دجال کی نظر عنایت خاص پنچ اقوام اور عورتوں اور یہودیوں کی ترقی پر۔

(۳۰) استخدام و استعمال اشعۂ شمس۔

(۳۱) مسخ صور اسلامیہ۔

(۳۲) اس کی پوشیدہ عداوت اسلام کا مسلمانوں پر اشتباہ والتباس

(۳۳) جشن ہائے ثلاثۂ شہنشاہیت دجال کے آوازہائے فتانہ اور ان کی مشارق و مغارب کرہ ارض میں گونج۔

(۳۴) تسبیح و تحمید و رجوع الی اللہ ہی ایک واحد ذریعہ ہے جس سے قومیت اسلام بہ زمانۂ دجال قائم و برقرار و زندہ رہ سکتی ہے۔

(۳۵) بہ زمانہ دجالی صادق الایمان مسلمانوں کے قلوب کی کیفیت قلوب صحابہ کے مانند یا اس سے بہتر ہوگی (جس قدر مصائب و فتن سخت اسی قدر صبر کی نمایاں و قربانیاں اور اسی قدر ثواب)

(۳۶) اس کے ظہور کے وقت مسلمانوں کی دجال سے عام غفلت خطبا کا منبروں پر اس کا ذکر ترک کردینا اور عام بے توجہی و بے پروائی عامہ۔

(۳۷) منکر روحانیات اسلامیہ و اصلاح و تزکیۂ باطن اور خارجیت آمیز فرقوں کا وجود اور دجالی قوت کا ان سے بڑھنا۔

. . . .

(۳۸) افتراق و اختلاف فرق اسلامیہ و تکفیر و تفسیق باہمی کا وجود باعث غلبۂ دجال ہے۔ اور پھر یہی غلبہ دجالی منتج اتحاد و اتفاق اہل اسلام ہوگا۔

(۳۹) حمار الدجال۔ تیز رفتار سواریاں۔ کرہ ارض کے گرد چالیس دن میں مسافت طے کرنیوالی۔ دجال کی نظر جہاں پہلے پڑے وہیں قدم رکھنے اور ٹھہرنے والی (اسٹیشن ہائے بحری و بری و ہوائی پر، نہ کسی اور جگہ اور گدھے کی طرح حمل و نقل اتفال تجاری بھی سواری کے ساتھ ساتھ سہولت جبال میں کرنے والی ہیں۔

(۴۰) جساسہ۔ دجالی مفاد کے جاننے والی یا اس کی شہنشاہیت کے لئے تمہید و تسہید کرنے والی یا اس کے لئے اخبار اقطار ارض تجسس کرنے والی یا تمام کرنے کی نقد و جنس و دولت کو ڈھونڈ ڈھونڈھ لینے والی مالدار کمپنیاں۔ جن کا نہ کوئی آگا ہے نہ پیچھا بلکہ سب مساوی حصہ دار مثلاً ایسٹ انڈیا کمپنی نیدرلینڈ کمپنی سویز کنال کمپنی۔ مصر کو ترضہ سے گرفتار کرنے والی کمپنی اور۔۔۔۔ الخ جو سب کی سب شہنشاہیت دجال کے قبضہ قدرت میں دنیا کی اقوام کو دینے والی اور اس کی طرف لوگوں کو بلانے والی۔ اور ان اغراض کے لئے گوشہ گوشہ کرہ ارض کو متجسسانہ نقطۂ نگاہ سے چھاننے والی ہیں۔

(۴۱) پیشانی پر علامت کفر علانیہ ہے۔ خواندہ و ناخواندہ دونوں "صاحب" کو علانیہ شناخت کر لیتے ہیں۔

(۴۲) "صاحب" کے ساتھ ساتھ نمونۂ جنت و دوزخ۔ جنت مادی ہے۔ یا پانی اور آگ (زنار و نہر مادہ کا کھولنا) قدم شاومت لزوم کے ہمراہ لگا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ عین سفر و سواری میں بھی سیاب رسانی و معالی دخانی کا انتظام۔ مسلمانوں کو حکم آقائے نامدار یہ ہے کہ "صاحب" کے دوزخی زندگی و کاروبار ہائے مشقت و محنت و جفاکشی یا معامل دخانی صنعت و حرفت و تجارت امور حربیہ و فوجیہ) میں کریں کہ وہ عین موجب جنت فلاح و بہبود دینی و دنیوی ہے۔ اور "صاحب" کی جنت کا ہرگز ہرگز رخ نہ کریں کہ وہ موجب نار و تباہی دنیوی و اخروی و مالی و قومی وغیرہ وغیرہ ہے۔

(۴۳) روٹی کا پہاڑ۔ نہر آب "صاحب" کے ساتھ ساتھ ہیں۔ سواری میں بھی ہوٹل و کل موجود خواہ بیابانوں کی ہی طے مسافت ہو رہی ہو۔

(۴۴) سورۃ الکہف دجالی فتنوں سے امان ہے۔ جو ابتدا سے آخر تک تثلیث پرستوں۔ مادہ پرست ملحدوں۔ دہریوں خدا سے بالکلیہ منہ موڑنے والوں اور ہمہ تن حیات دنیا پر مرمٹنے والوں۔ امور روحانیت و باطن سے انکار کرنیوالوں اور ظاہر پرستوں کا سم قاتل ہے۔ رنگ دار "صاحب بہادر" ہوں یا بے رنگ ان سب کی زندگیوں کا آئینہ اور پوری قلعی کھولنے والا ہے۔

(۴۵) جان بل کی دبی زبان یا لسان الحال کا دعویٰ "انا ربکم الاعلیٰ" نہ کہ انا الملک" جو محال ہے اور مفتونان و پرستاران رب سفید و منجی اعور یکرخی و مادی کا بلسان الحال والعمل اقرار و اعتراف صریح ان عبدت بنی اسرائیل کے مخاطب فرعون مصر کے دعوے اور عبودیت بنی اسرائیل کے اعتراف و تسلیم سے بھی بدرجہا فزوں تر و بڑھا ہے۔

(۴۶) جان بل کی سیاسی رفتار کے ادوار مختلفہ تدریجیہ و ارتقائیہ جو فطرتاً ابتدا میں نامحسوس اور نہایت دھیمی۔ پھر کچھ ذرا تیز پھر اس سے ذرا اور تیز پھر معمولی عادت کے موافق گویا بلیغانہ انداز میں یوں کہئے کہ اس کا چلاو ن یعنی دور گویا ایک دن بمنزلہ ایک سال پھر دوسرا دور گویا ایک دن بمنزلہ ایک مہینہ۔ پھر تیسرا دور ذرا تیز گویا ایک دن بمنزلہ ایک ہفتہ پھر معمولی حسب عادت عرف

(۴۷) فطری تدریج و ارتقاء کے اصول پر پورا قبضہ و کامل تسلط چالیس سال میں مصر و ہند کی تاریخ پر نظر۔

(۴۸) ایک ہزار ہجری کے بعد سے ممالک مشرق پر قبضہ جمانے کے لئے قدوم مشاومت لزوم کا گھر سے باہر نکلنا اور دنیا پر تسلط جمانے کے لئے پر دجل و مکر کارستانیاں۔ ہر جگہ نت نئے بھروپ و بھیس بدلنا (تاریخ پڑھو)

(۴۹) تیرہ سو پینتیس (۱۳۳۵ھ) ہجری یا جنگ عظیم (الملحمۃ الکبریٰ) کے بعد سے ابتداء زوال مسیح اعور کے آثار اور نجات دہندہ ہدایت مستقل کے ظہور کی تیاریاں و انقلابات سیاسیہ و تمدنیہ و مذہبیہ۔

(تنبیہ) یہ دونوں اخیر ۴۸ و ۴۹ حدیث سے ماخوذ نہیں بلکہ کتاب مکاشفات یوحنا حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام و صحیفۂ دانیال علیہ السلام سے ماخوذ ہیں جن کو بعض علمائے سلف و عارفین اہل کشف کی تائید بھی حاصل ہے اور شہادت واقعات اس کے علاوہ ہے لہذا ان کو بھی ذکر نامناسب معلوم ہوا۔

یہ ہے فہرست ان علائم و نشانات دجال کی جو اس عاجز کو احادیث سے معلوم ہوئی ہیں اور جن سے آقائے نامدار نبی امی (ربانی ہوائی) صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سو برس پیشتر والی عرب کی خشک و تمدن سے خالی سرزمین میں کی ہوئی پیشین گوئیوں کی علانیہ تصدیق ہو رہی ہے اور جو اس مقدس ترین برحق نبی کی صداقت کے معجزات علمیہ ثابت ہو کر اس کو سچا شاہد اکی ثابت کر رہی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے آقائے نامدار کی امت کے بے وفا و ناحق شناس و ناشکر غلاموں پر یہ فرد جرم بھی لگا رہی ہیں کہ وہ خیر امت کی مخاطب بن کر بھی ایسے خیر الرسل آقا کی وہ قدر نہ کی جو اس کے شایان شان تھی۔ کیا حضرت عیسیٰ کو خدا ماننے والے اپنے خدا ہی کی تعلیمات میں وہ عشر عشیر اسرار و ہدایات و نبوات (پیشین گوئیاں) و تبصرات حیات انسانیہ ما فیہ و آتیہ بتا سکتے ہیں جو اس (غلامی خسرو پادشاہی فردوش) عبودیت پر فخر کرنے والے ایک امی نبی نے بتلائے۔ کیا اسی ناشکری کی یہ سزا نہ ہونی چاہئے تھی جو خدا نے اس کی اینٹ سے اینٹ بجانے والوں کو اس پر مسلط کیا اور خیر الامم کو جو کرہ ارضیہ کی دینی و دنیوی خزانوں کی مالک بنا کر باہر بھیجی گئی تھی۔ حیوانات عجم سے بھی زیادہ نکمی اور ہر قسم کے فضائل دینی و دنیوی سے خالی و عاری و مضغۂ گوشت بنا دیا۔ فلیبک علی الاسلام من کان باکیا ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم"

لندن ۲۷ ستمبر۔ تیرانہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ سلطان زوغو کی والدہ محترمہ کو ملکہ کا لقب دیا گیا ہے۔

خبریں

شاہ ایران کا تازہ ترین فرمان ہے کہ تمام سرکاری ملازم کوٹ اور پتلون اور سرکاری مقررہ کردہ سرکا لباس پہنیں۔

سکندرآباد ۲ راکتوبر کل ریلوے ورکرز نمائندوں کی ایک کانفرنس ہوئی جس میں مسٹر گری بھی شریک ہوئے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

لندن ۳۰ ستمبر۔ سر کنیش اسٹڈ لندن کارپوریشن کے میر منتخب ہوئے ہیں۔

مولانا ظفر علی کو ڈپٹی کمشنر لاہور نے اطلاع دی ہے کہ مصر کے لئے ان کا پروانہ راہداری منسوخ کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ حکام مصر کو آپ کی سرگرمیوں پر اعتراض تھا۔

پشاور ۲ راکتوبر ایک سو لڑکے اور ۱۵ لڑکیاں افغانستان سے حصول تعلیم کے لئے یورپ جارہی ہیں۔۔۔۔۔ پشاور پہنچی آدھے بمبئی روانہ ہوگئے ہیں باقی کل روانہ ہوں گے۔

وہ ہندو جو گوشت کا استعمال نہیں کرتے ان کے لئے لندن میں ایک ہوٹل کھولا گیا ہے۔

اخبار ملاپ کے ۲۳ ستمبر کے پرچہ میں ایک بیان شائع ہوا تھا جو مہاشہ نانک چند ناز کے نزدیک ہتک آمیز ہے۔ اس لئے مہاشہ جی موصوف نے ایڈیٹر ملاپ کو اپنے وکیل کی معرفت نوٹس دیا ہے کہ یا تو وہ غیر مشروط معافی مانگے ورنہ اسکے خلاف دیوانی و فوجداری مقدمات دائر کر دیئے جائیں گے (سدھ تیج)

قسطنطنیہ ۲۸ راگست۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا لاطینی رسم الخط کی ترویج کے لئے زبردست پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ آپ نے بروصہ کے گورنمنٹ ہاؤس میں مجمع عام کے سامنے تقریر کرتے ہوئے اس رسم الخط کے قواعد بیان کئے۔

رگبی یکم اکتوبر پرنس آف ویلز کا بمباسہ میں شاندار استقبال ہوا۔

کابل کا ایک پیغام مظہر ہے کہ شاہ امان اللہ خاں نے تصریح فرمائی ہے کہ سرکاری ملازمتوں کا دروازہ افغانستان خواتین کے لئے بھی کھلا ہوا ہے۔ چنانچہ عنقریب چند طالبات بغرض تعلیم و تربیت ٹرکی بھیجی جائیں گی۔

مدراس یکم اکتوبر مسز اینی بسنٹ نہرو رپوٹ کی تائید میں پروپیگنڈا کرنے کے لئے دورہ کرنے والی ہیں۔

کلکتہ ۲ راکتوبر ہندوستان کے لئے آزادی حاصل کرنے کے نصب العین کو مقبول عام بنانے کی غرض سے یہاں ایک لیگ کا قیام عمل میں آیا ہے مسٹر سبھاش چندر بوس اس لیگ کے صدر ہیں۔

لندن ۲۹ ستمبر بٹلر کمیٹی کے اجلاس سلسلہ میں ہندوستانی والیان ریاست کا پھر اجتماع ہونے والا ہے اس اثنا میں ان کے مشیر قانونی نے کئی سو معاملات کو قانونی جلد سے تیار کر لیا ہے۔

انگلستان کے مشہور سائنس دان سر آلیور لاج نے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ چاند زمین کا ٹکڑا تھا اور ہزارہا سال میں پھر وہ وقت آئیگا جبکہ چاند دوبارہ زمین سے مل جائے گا

گذشتہ دنوں قصبہ راج پور ضلع سہارن پور میں ۴۸ دیہات کے ہندوؤں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں دیگر امور کے علاوہ یہ قرارداد بھی منظور کی گئی کہ مسلمانوں منہاروں سے چوڑیوں کا پہننا اور خریدنا بالکل بند کر دیا جائے۔ (تیج)

پیغام صلح مسلمان اس خبر کو ذرا غور سے پڑھیں۔

شملہ ۲۸ ستمبر آج انجمن ہائے امداد باہمی کے رجسٹراروں وغیرہ کی کانفرنس کا افتتاح سر محمد حبیب اللہ نے کیا۔ یہ کانفرنس گذشتہ سال ہونے والی تھی۔ لیکن بعض وجوہ سے ملتوی ہوگئی تھی۔

بیروت کے مشہور جریدۃ البلاغ کا بیان ہے کہ حکومت حجاز نے عزم کر لیا ہے کہ وہ سرزمین حجاز کے اندر کسی اجنبی فرد یا سلطنت کو کسی قسم کی مراعات و رعایات نہ دیگی۔ اس کے علاوہ یہ تجویز بھی منظور ہو چکی ہے کہ اغیار و اجانب کو بھی کسی قسم کی نشہ کی چیز حدود حجاز کے اندر لانے کی اجازت نہ دی جائے گی۔

دہلی ۲ راکتوبر۔ خواجہ حسن نظامی صاحب کے خسر سید محمد صادق کا جو قتل ہوا تھا اس کے سلسلہ میں مولوی محمد یعقوب نائب صدر اسمبلی نے حکومت سے کئی سوالات پوچھے۔

بیروت ۳ ستمبر۔ دمشق کے حجازی سفیر نے اس بیان کی تردید

اشتہار کا بہترین ذریعہ

اخبار پیغام صلح ہے

کیونکہ

پیغام صلح کی اجرت اشتہارات دیگر اخبارات کی نسبت بہت کم ہے

آپ کسی اور اخبار میں اشتہار دینے سے پہلے ہمارے نرخ ضرور طلب فرمائیے

ہماری معرفت اشتہار کی بہترین کتابت ہو سکتی ہے اور نفیس اور اعلیٰ بلاک تیار کرائے جاتے ہیں۔

(مینجر اخبار پیغام صلح)

استعمال کرنے والوں کے ۳۰ ہزار خطوط میں سے چند خطوط!

جلد ۱۶ یوم جمعہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء نمبر ۶۹

پردہ کا مسئلہ

اور اس پر قادیانی اخبارات کا افسوسناک پروپیگنڈا

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کی قلم سے)

کسی مذہبی مسئلہ میں اختلاف آرا کا ہونا ایک معمولی بات ہے صحابہ کرام میں ہوتا رہا، ائمہ، محدثین، اور مجتہدین میں ہوتا رہا۔ اگر آج بھی کسی مسئلہ میں اختلاف آرا ہوجائے تو کونسی انوکھی بات ہے آج کل پردہ کا مسئلہ تمام دنیائے اسلام میں زیر بحث ہے حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے بھی اس پر اپنی رائے کا اظہار فرمایا۔ اور میں نے بھی بعض صاحبان کی تحریک پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس مسئلہ میں، میرا اگر حضرت امیر سے اختلاف آرا ہوجاتا تو کیا ہرج تھا۔ اسلام میں تو یہ منصب صرف اللہ تعالےٰ اور رسول کریم صلعم کو حاصل ہے کہ ان سے اختلاف کرنا جائز نہیں باقی کوئی بھی ہو وہ اولوالامر میں داخل ہے۔ اس سے اختلاف کرنا ناجائز نہیں۔ لیکن یہ حسن اتفاق ہے کہ پردہ کے مسئلہ میں حضرت امیر کے اور میرے خیالات اس بارہ میں متفق ہیں۔ کہ **لایبدین زینتھن الا ماظھر منھا** میں جس زینت کے اظہار کو مستثنیٰ کیا ہے وہ چہرہ اور دونو ہاتھ ہیں۔ صرف میں نے زیادہ تشریح سے کام لے کر بتادیا تھا کہ چہرہ سے مراد وہ حصہ ہے جس میں آنکھیں ناک، اور منہ شامل ہیں۔ ظاہر ہے کہ اتنے حصہ کو کھلا رکھنے کی صورت میں کچھ حصہ رخساروں کا کھلنا بھی لازمی ہے۔ مطلب میرا یہ تھا کہ کوئی شخص غلطی سے سر کے بالوں کے سنگار یا کان اور گلے کے زیورات کو چہرہ کے کھلنے میں شامل نہ سمجھ لے۔ کیونکہ ان کا کھولنا کسی مجبوری کے ماتحت نہیں ہوسکتا۔ آنکھیں دیکھنے کے لئے، ناک تنفس کے لئے اور منہ بات کرنے کے لئے کھولنا ضروری ہے۔ ان کے ساتھ کچھ حصہ رخساروں کا کھلنا لازمی ہے۔ لیکن بالوں کی آرائش اور کان اور گلے کے زیورات کا کھلنا ضروری نہیں۔ پس میں نے تشریح کردی تھی کہ چہرہ کا وہ حصہ جس میں آنکھیں اور ناک اور منہ واقع ہیں چھپانا ضروری نہیں۔ البتہ چہرہ اتنا کھولا نہ جائے کہ سر کے بال یا کان اور گلے کے زیور نظر آنے لگیں۔ جہاں تک ...

فرق صرف اتنا رہا کہ انہوں نے زیادہ تشریح سے کام نہ لیا اور میں نے تشریح کردی تھی۔ لیکن خدا معلوم قادیانی اخبارات نے اس مسئلہ میں حضرت امیر کے اور میرے خیالات میں کیا تضاد دیکھا جو اس پر اس قدر شور و غوغا مچایا۔ اگر اسی کا نام تضاد ہے۔ تو معلوم نہیں اتحاد آرا کسے کہتے ہیں۔ کیا میں نے کہیں لکھا ہے کہ **الا ماظھر منھا** میں استثنا چہرہ اور ہاتھوں کا نہیں ہے اور ان چیزوں کو چھپانا شرعی حکم ہے۔ اگر نہیں لکھا تو پھر اس قدر خلاف واقعہ عنوانوں کے ساتھ ناحق اور ناروا طور پر پروپیگنڈا کرنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا دنیا سے انصاف اور خدا کا خوف اٹھ گیا؟ دینداری کے واحد مدعیوں کا یہ نمونہ کس قدر حیرت انگیز اور قابل افسوس ہے۔ مذہب کے نام سے اس قسم کے پروپیگنڈے کیا ایک عقلمند کو مذہب سے بیزار نہیں کردیتے؟ اگر اس مسئلہ میں حضرت مولانا سے میرا اختلاف آرا ہوجاتا تب بھی کیا مضائقہ تھا۔ یہ کونسی ایسی بات تھی جس پر اس قدر بغلیں بجائی جائیں۔ لیکن مزہ تو یہ ہے کہ میں اور مولانا اس امر میں متحد الخیال ہیں کہ الا ماظہر منہا میں استثنا چہرہ اور ہاتھوں کا ہے۔ فرق صرف یہ تھا کہ میں نے زیادہ تشریح کردی تھی۔ لیکن جن لوگوں کا مقصد ہی بے پر کی اڑا کر بدنام کرنا ہو وہ جو کچھ بھی کرگزریں کم ہے۔

بلکہ میں نے تو مروجہ پردہ کی لغویت کو ظاہر کرتے ہوئے یہ بھی بتایا تھا کہ ایک طرف تو چہرہ کو چھپانے پر اس قدر زور دیا جاتا ہے اور دوسری طرف ہمارے ملک میں بعض ایسے رشتہ داروں سے چہرہ نہیں چھپایا جاتا جو شرعی طور پر غیر محرم ہیں۔ مثلاً دیور بہنوئی وغیرہ اگر شریعت میں غیر محرم سے چہرہ کا چھپانا ضروری ہے تو ان رشتہ داروں سے بھی چہرہ کو چھپانا ضروری ٹھیرتا ہے مگر برخلاف اس کے ہندوستان میں نہ صرف دیور اور بہنوئی سے چہرہ نہیں چھپایا جاتا بلکہ سالیوں اور بہنوئی اور دیور اور بھاوج میں مذاق اور دل لگی کو بھی لوگ روا رکھتے ہیں جو کسی صورت میں بھی مستحسن نہیں۔ گویا میں نے ان لوگوں کو الزامی جواب دیا تھا جو ایک طرف تو چہرہ کو چھپانا شرعی حکم سمجھتے ہیں اور دوسری طرف بہنوئی اور دیور سے چہرہ کو چھپانا ان کے خاندان کا دستور نہیں۔ بلکہ ان میں باہمی مذاق اور دل لگی کو بھی رواج کے طریق پر روا رکھا جاتا ہے۔ یہ بات معقول اور قابل غور تھی مگر اس پر بجائے معقولیت سے گفتگو کرنے کے الفاروق اخبار قادیان نے مجھ پر اور حضرت مولانا محمد علی صاحب پر جس گندہ ... اس پر شرافت اور ...

... کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آخر ایک دن مرنا ہے۔ اور خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اور الحمد للہ کہ اس دن عدالت کے تخت پر وہ مالک یوم الدین خود ہوگا۔ اور وہاں کسی فرضی پیر یا خلیفہ کی سفارش اور ملاخلت کام نہ آئے گی۔ پس میں اسی عالی دربار میں اپنے درد کا داد خواہ ہوں۔ انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ۔ اخلاق اور مذہب کے نام سے اسی گندہ دہنی اور بہتان تراشی کا اگر سلسلہ جاری رہا تو مذہب کا جنازہ نکل جانا یقینی ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیریت دعا و خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— اخویم مکرم شیخ عبد الحق صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی مطلع فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنا مکان تبدیل کرلیا ہے آئندہ جو صاحب خط و کتابت کرنا چاہیں ذیل کے پتہ پر کریں۔
کوارٹر ۲۶ فرنچ سکوئر نئی دہلی۔

— جاوا سے مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ انجمن کا خط موصول ہوا ہے کہ وہاں کے لوگ تبلیغ تحریک احمدیت کی سخت مخالفت کررہے ہیں۔ اور عوام کے اندر حضرت اقدس کی طرف غلط دعاوی منسوب کرکے جوش پیدا کررہے ہیں۔ نیز مشہور کررہے ہیں کہ گویا احمدی لوگ انگریزی گورنمنٹ کے جاسوس اور آلہ کار ہیں اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو حقایق کے سمجھنے اور سچ بولنے کی توفیق دے

— ہمارے ایک مکرم دوست حاجی محمد علی سالمن نے بمبئی سے ایک انگریزی اخبار کا اجرا کیا ہے۔ جس کے متعدد پرچے شایع ہوچکے ہیں۔ اخبار کا نام "ڈیوائن میسج" ہے۔

— حضرت امیر کی نئی تصنیف دی پرافٹ آف اسلام بفضلہ بہت مقبول ہورہی ہے۔ اور اکثر جگہ سے اس کی مانگ آرہی ہے۔

— ہمارے نو مسلم دوست مسٹر احمد مایکل بی اے وطن سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ آپ سر دست مسلم ہائی سکول لاہور میں کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس نئے بھائی کو استقامت بخشے اور دینی جوش میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

— مولانا مصطفےٰ خاں صاحب کے ہاں گزشتہ جمعہ کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا۔ مولانا کی خدمت میں مبارکباد عرض ہو ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ار ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر

عقائد باطلہ کی نیرنگیاں

میاں محمود احمد صاحب کے سابقہ اور موجودہ اعتقادات

(۴) لغوی نبی

حضرت مسیح موعود نے جابجا اپنے آپ کو لغوی معنوں میں نبی قرار دیا ہے نہ کہ اصطلاحی، یہانتک کہ اپنے آخری خط (بنام اخبار عام) میں بھی جو وفات سے دو تین دن پیشتر آپ نے لکھا صاف طور پر آپ تحریر فرماتے ہیں:

"میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا ...... محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے۔"

اس کو دوسری جگہ وضاحت سے آپ نے یوں بیان فرمایا ہے:

"یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے۔ اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں۔ اس جگہ محض لغوی معنے مراد ہیں۔"

(حاشیہ اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۸)

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود نے نبی کا لفظ جو اپنے متعلق استعمال کیا ہے وہ محض لغوی معنوں میں ہے۔ اصطلاح اسلام کے رو سے آپ اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے اور اس لئے یہ کہنا حق بجانب ہے کہ آپ فی الحقیقت نبی نہ تھے۔

اس قسم کی عبارات حضرت مسیح موعود کی تمام پہلی اور پچھلی کتب میں جابجا پائی جاتی ہیں میاں صاحب کو پہلی کتابوں کی منسوخی کا اعلان کرنے کے باوجود ایسی عبارات سے چھٹکارا نہ تھا۔ اس لئے حقیقۃ النبوۃ میں اس پر بحث کرتے ہوئے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو لغوی معنوں میں نبی قرار دیا ہے۔ انہوں نے یہ لکھدیا کہ:۔

"کیا یہ نبی کے لئے شرط ہے کہ وہ لغت کے خلاف کسی اور معنوں کی رو سے نبی ہو۔ نہیں ایسا نہیں۔ فیصلوں کی اصل حکم لغت ہے اس کے بعد اصطلاحات خاص۔ پس جبکہ لغت میں نبی کے معنے اور قرآن کی اصطلاح ایک ہی ہیں۔ تو اب کسی کا کیا حق ہے کہ اپنی طرف سے نئی شرائط تجویز کرے ...... پس جن میں یہ شرائط پائی جائیں گی اس کے نبی ہونے کا انکار کرنے والا لغت کو بھی چھوڑتا ہے۔ اور جو لغت کو چھوڑتا ہے اس سے بحث کرنا ہی فضول ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۱۶)

یہاں صاف طور پر میاں صاحب نے یہ تسلیم کیا ہے کہ لغت کے معنی اور قرآن کی اصطلاح ایک ہیں۔ اور جب حضرت مسیح موعود لغوی معنوں سے نبی ہیں تو قرآن کی اصطلاح میں بھی نبی ہوئے۔ حالانکہ مسیح موعود نے دونوں کو الگ الگ کیا اور اپنی نبوت کو لغوی قرار دیتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ "اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں۔"

لیکن اس کو بھی چھوڑ کر آئیے آپ کو اسی حقیقۃ النبوۃ میں اس عقیدہ باطلہ کا ایک اور رنگ دکھائیں۔ وہی میاں صاحب جو صفحہ ۱۱۶ پر "فیصلوں کی اصل حکم لغت" کو قرار دیتے ہیں۔ جن کے نزدیک لغت میں نبی کے معنے اور قرآن کی اصطلاح ایک ہی ہیں" اور جو اس شخص کے ساتھ "بحث کرنا ہی فضول" سمجھتے ہیں "جو لغت کو چھوڑتا ہے" آگے چل کر ۱۶۱ پر لکھتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود کے اپنے کئے ہوئے معنوں سے باہر جانے کی اجازت کسی کو نہیں۔ کیونکہ یہ الفاظ لغت میں ان معنوں کے ساتھ استعمال نہیں ہوتے جن میں حضرت مسیح موعود نے ان کو استعمال کیا ہے۔ پس یہ حضرت مسیح موعود کی اصطلاحات ہیں۔ اور وہی معنے ان کے جائز ہو سکتے ہیں جو خود آپ نے کئے۔ اور نہ وہ جو دوسرا اپنے ذہن سے بنالے اور نہ وہ جو لغت میں آئیں۔" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۶۱)

فرمائیے لغت کو کس نے چھوڑا؟ کیا "حضرت مسیح موعود کی اصطلاحات" قرآن کی اصطلاح سے الگ ہیں۔ جن کو میاں صاحب نے صفحہ ۱۱۶ پر لغت کے معنوں کے مطابق قرار دیا۔ حیرت ہے کہ جو بات میاں صاحب کے نزدیک صفحہ ۱۱۶ پر صحیح تھی وہ صفحہ ۱۶۱ پر غلط ہو گئی۔ صفحہ ۱۱۶ "پر لغت کے خلاف کسی اور معنوں کی رو سے" نبی ہونا شرط نہ تھا۔ لیکن صفحہ ۱۶۱ پر لغت کے معنے جائز نہ رہے۔ صفحہ ۱۱۶ پر لغت کو "فیصلوں کی حکم" قرار دیا تھا۔ لیکن صفحہ ۱۶۱ پر اس کا حکم ہونا باطل ہو گیا۔ صفحہ ۱۱۶ پر لغت اور قرآن کی اصطلاح کو ایک قرار دے کر فرمایا تھا کہ "کسی کو کیا حق ہے کہ اپنی طرف سے نئی شرائط تجویز کرے" لیکن صفحہ ۱۶۱ پر حضرت مسیح موعود کی اصطلاحات کو لغت سے الگ قرار دے دیا۔ گویا جس بات کا حق صفحہ ۱۱۶ پر کسی کو نہ پہنچتا تھا وہی حضرت صفحہ ۱۶۱ پر حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر دی۔ ایسا ہی صفحہ ۱۱۶ پر لغت کو چھوڑنے والے کے ساتھ بحث کرنا فضول ٹھیرایا تھا۔ اور خود ہی صفحہ ۱۶۱ پر حضرت مسیح موعود پر یہ الزام دیا کہ انہوں نے لغت کو چھوڑا ہے۔ کیا یہ متضاد بیانات کسی صحیح اعتقاد کا نتیجہ ہو سکتے ہیں؟ کیا ان سے صاف ظاہر نہیں کہ ایک غلط خیال پر کھڑے ہونے کی وجہ سے میاں صاحب کو ہر روز ہر گھڑی اور ہر آن ایسی ایسی مشکلات پیش آتی ہیں جن کی وجہ سے اس خیال کی تائید میں انہیں نئی نئی تشریحات کرنی پڑتی ہیں۔ جو ایک دوسرے کے بالکل خلاف اور متضاد ہوتی ہیں۔ کاش وہ اس کو سمجھیں اور ایسے غلط اعتقادات کو چھوڑ کر صراط مستقیم کی طرف آنے کی کوشش کریں۔

میاں محمود احمد صاحب کے سابقہ اعتقادات

مندرجہ بالا مضمون کے سلسلے میں ہمارے ایک دوست نے میاں محمود احمد صاحب کے حسب ذیل سابقہ اعتقادات نقل کر کے بھیجے ہیں:۔

(۱) میاں صاحب بھی مانتے تھے کہ ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

اخبار بدر قادیان یوم پنجشنبہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۱ء نمبر ۱۲ جلد ۱۰

"چنانچہ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے رتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔"

"آپ کے کمالات اس حد تک پہنچے کہ آپ کے بعد کوئی مامور من اللہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک آپ کی اس پر اتباع کی مہر نہ ہو بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ کے کمالات اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات کی ان منازل تک پہنچ گئے کہ آپ کی اتباع کی برکت سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں کہ جو بڑے بڑے انبیا کا مرتبہ رکھتے تھے۔"

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل آپ کا فیض قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا۔"

(زیر عنوان خاتم النبیین نوشتہ صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب)

(یہ صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب ۱۹۱۱ء والے صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب ہیں ۱۹۲۸ء والے صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نہیں ہیں۔ ناقل)

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

دعویٰ نبوت کا الزام لغو ہے

(۲) ڈاکٹر عبدالحکیم کے رسالہ اعلان الحق کا جواب

"میں اس رسالہ کے اس لغو اور غیر متعلق حصہ کا کوئی جواب دینا

"الخلیل" کی معذرت

کسی دوسری جگہ معاصر الخلیل سے وہ معذرت نامہ نقل کیا گیا ہے جو مولانا محمد یعقوب خاں صاحب کے نوٹس کے جواب میں ۸ اکتوبر ۱۹۲۸ء کے الخلیل میں شائع ہوا ہے۔ اس معذرت کو قبول کرنا یا نہ کرنا تو انجمن اور مولانا محمد یعقوب خاں صاحب سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن یہاں ہم معاصر "الخلیل" سے اس قدر کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ محض یہ کہدینا کہ:۔

"اس جماعت (احمدیہ جماعت) کے مخالفین کا جب کبھی مضمون شائع کیا گیا ہے اس پر کبھی ایڈیٹر کی طرف سے موافقت کا کوئی نوٹ نہیں لکھا گیا۔"

اور کہ:۔

"مذہبی معلومات کے سوا ہم کسی رکن کی کارگزاریوں یا اس کے ذاتی افعال سے مطلق بے تعلق ہیں۔"

اس کو اخبار کی ایڈیٹوریل ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں کردیتا۔ کیا ایڈیٹر کا کام محض یہ ہے کہ جو بھی بے سرو پا تحریر اسے کسی فرضی یا غیر فرضی نام سے موصول ہو اسے بغیر تحقیقات کے اخبار میں درج کر دیا کرے اور اتنا بھی خیال نہ کرے کہ اس کا نتیجہ اور اثر کیا ہوگا۔ حال ہی میں کلکتہ میں اخبار "فارورڈ" کے مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے مجسٹریٹ نے اسی بات کی طرف توجہ دلائی ہے اور صاف لکھا ہے کہ ایڈیٹر کوئی ردی کی ٹوکری نہیں کہ جو بھی تحریر آئے وہ بے سوچے سمجھے اس کو درج اخبار کر دیا کرے۔

معاصر موصوف کو کم از کم اس قدر غور کر لینا چاہیئے تھا کہ فضل دین جس کے نام سے اسے مراسلت موصول ہوئی کون شخص ہے آیا فی الحقیقت اس کا کوئی وجود بھی ہے۔ یا نہیں۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ ایک خادم دین جماعت کے معزز ترین اراکین پر ایسے ناپاک الزامات اس میں لگائے گئے ہیں۔ اس کا سب سے پہلا فرض تھا کہ اخبار میں شائع کرنے سے پہلے ان الزامات کی صحت کے متعلق تحقیقات کر لیتا۔ کم از کم اسی قدر دریافت کر لیتا کہ مراسلت نگار نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ممبر ہے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے۔ ظاہر ہے کہ معاصر موصوف نے ان تمام باتوں سے لاپروا ہو کر اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے انتہائی غفلت کا ثبوت دیا ہے۔ جو کسی حالت میں قابل استحسان نہیں۔

امید ہے کہ ہمارا معاصر آئندہ اس بارہ میں زیادہ احتیاط سے کام لے گا۔ اور اس قسم کی تحریرات کو حزم و احتیاط سے استعمال کرنے کی کوشش کرے گا۔

یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ معاصر "الخلیل" کے ایڈیٹوریل سٹاف میں میاں صاحب کے کسی مرید کو بھی دخل حاصل ہے نہ معلوم یہ کہاں تک صحیح ہے۔ لیکن ہم اس کے قابل سرپرست مولانا خلیل الرحمٰن صاحب بجنوری کی خدمت میں عرض کرینگے کہ وہ اس بارہ میں اپنی مسلمہ قابلیت اور سیاست دانی کو ضرور کام میں لائیں۔

مذاکرہ علمیہ

حضرت عایشہ کا واقعہ نکاح اور عمر

اور

کم سنی کی شادی

جناب محترم! سلام مسنون

آپ نے ۱۲ ستمبر کے "پیغام صلح" میں "معارف" ماہ جولائی کے ان شذرات کا جواب دینا چاہا ہے جن میں مولانا سید سلیمان صاحب ندوی مدظلہ نے مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کے اس مضمون کے سلسلے میں چند سوالات کئے تھے۔ جس میں انہوں نے اسمبلی کے مجوزہ بل کی حمایت میں نکاح صغیرہ کو قرآن مجید اور حدیث سے ناجائز ثابت کرنا چاہا تھا۔ لیکن آپ بجائے اس کے کہ اپنے جوابی شذرہ میں ان سوالات کو حل کرتے۔ ایک ضمنی بحث سامنے لاکر معارف کے شذرات کی تردید کرنا چاہی ہے۔

معارف کو اس موقع پر مجوزہ بل کی حمایت یا مخالفت سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اس کی جو کچھ گفتگو تھی وہ یہ تھی کہ مولانا محمد علی کا یہ ارشاد صحیح نہیں ہے۔ کہ

"پس قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کے صریح ارشاد کے خلاف ان فقہا کی آرا کو جو نکاح صغیرہ کو جائز ٹھیراتے ہیں، ترک کرنا پڑے گا"

گویا اسلام میں نکاح صغیرہ کا رواج اور اس کے جواز کا فتوےٰ فقہا کی آرا اور فتاوی پر مبنی ہے۔ اور چونکہ اس مضمون میں تصریح کی گئی ہے کہ ان فقہا میں سے بھی چند ارباب فقہ اس کے جواز کے قائل نہیں۔ معارف کو جو کچھ اختلاف ہے۔ مولانا کے اسی بیان سے ہے۔ اور اسی بنا پر اس نے ذیل کے چند سوالات کئے تھے۔

(۱) کیا قرآن مجید سے نابالغ یتیم لڑکیوں کے نکاح کا جواز ثابت نہیں ہے؟

(۲) کیا قرآن مجید میں نابالغ مطلقہ لڑکیوں کی عدت کا بیان نہیں مذکور ہے؟ اور طلاق نکاح کو مستلزم نہیں ہے؟

(۳) کیا صحابہ کے طرز عمل سے اس کا اثبات نہیں ہوتا ہے؟

(۴) کیا یہ صحیح ہے کہ امام شافعی کے نزدیک یتیم نابالغ لڑکیوں کا نکاح مطلقاً جائز نہیں؟

(۵) کیا ابن شبرمہ کی طرف یہ نسبت صحیح ہے کہ نابالغہ کا نکاح مطلقاً ناجائز ہے؟ یا یہ صحیح ہے کہ اگر نابالغہ کا بھی نکاح باپ کردے تو اس کو بلوغ کے بعد حق فسخ حاصل ہوگا؟

(۶) کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ ابن حزم کی کتنی شاذ رائیں ہیں؟

اسی سلسلہ میں مولانا محمد علی نے یہ بھی بتایا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کی عمر ان کی شادی کے وقت سولہ سال کی تھی۔ اس پر "معارف" نے دریافت کیا تھا کہ

"کیا ان معتبر احادیث میں سے کسی ایک حدیث کا بھی حوالہ دیا جاسکتا ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت عائشہ حضرت اسماء سے صرف دس سال بڑی تھیں؟

آپ نے ۱۲ ستمبر کے پیغام میں اس مفروضہ واقعہ کو "حدیث" بار ذکر کیا ہے۔ تو یقیناً کوئی ایسی حدیث پیش کی جاسکتی ہے۔ اگر نہیں تو مولانا محمد علی کو اپنی غلطی صاف تسلیم کرنی چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ حضرت عائشہ کی کمسنی کی شادی کو کم سنی کی شادی کے جواز کی سند اس لئے نہیں سمجھتے کہ وہ قبل ہجرت کا واقعہ ہے جب احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ لیکن کیا کوئی ایسا حکم نازل ہوا جس نے اس قسم کی شادی کو حرام و ناجائز بنا دیا ہو۔ اگر ایسا نہیں ہے۔ تو مولانا محمد علی صاحب کا دعویٰ بھی صحیح نہیں ہوسکتا۔ خصوصاً جبکہ اس کے برخلاف آنحضرت صلعم کی مدنی زندگی میں اور آپ کی موجودگی اور علم میں حضرت عثمان بن مظعون کی نابالغ یتیم لڑکی کی شادی پہلے حضرت عبداللہ بن عمر سے ہوئی اور دربار رسالت سے بعض فقہی اسباب کی بنا پر اس کے فسخ کے حکم کے بعد ہی حضرت مغیرہ بن شعبہ سے اسی لڑکی کا نکاح انجام پایا۔ (دارقطنی ص ۳۸۵) علاوہ ازیں کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نابالغ صاحبزادی کا نکاح حضرت عمر سے نہیں ہوا؟ اور تلاش و جستجو پر اس کی متعدد مثالیں مل سکتی ہیں۔

پھر اس موقع پر آنحضرت صلعم کی مکی و مدنی زندگی کے فرق کرنے کے کیا معنی؟

اصل یہ ہے کہ اگر مولانا محمد علی کو اپنی پہلی رائے پر اصرار ہے تو پہلے مولانا سید سلیمان ندوی کے ان سوالات پر غور فرمائیں۔ اگر وہ سوالات اپنی جگہ صحیح ہیں تو مولانا کو اپنے بیان سے رجوع کرکے مجوزہ بل کی تائید کے لئے کوئی اور طریقہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ ورنہ پہلے ان سوالات کا ترتیب وار جواب ارشاد فرمائیں۔

ورنہ اس سے کس کو انکار ہے کہ شریعت نے نکاح میں اور طریقہ عقد نکاح میں جو مصلحتیں اور حکمتیں رکھی ہیں وہ نابالغی کے نکاح میں پوری نہیں ہوتیں۔ لیکن بسا اوقات بعض خاص حالات والدین کو پیش آجاتے ہیں۔ جن کی بنا پر وہ حالت نابالغی میں نکاح کردینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور اسی بنا پر شریعت نے بھی اس کا دروازہ کھلا رکھا۔

امید ہے کہ یہ چند سطور اپنے "پیغام صلح" میں شائع فرماکر شکر گزار فرمائیں گے۔ والسلام۔ سید ریاست علی ندوی رفیق دارالمصنفین اعظم گڈھ۔

الجواب

(منجانب مولوی احمد صاحب مدظلہٗ)

یتیمہ کا نکاح

(۱) قرآن کریم میں نابالغ یتیم لڑکیوں کے نکاح کا جواز کسی آیت میں صراحت سے کہیں نہیں ہے۔ اسی لئے ترمذی میں ہے کہ سفیان ثوری اور شافعی نکاح یتیمہ کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ اصل الفاظ یہ ہیں:-

وقال بعضھم لا یجوز نکاح الیتیمۃ حتے تبلغ ولا یجوز الخیار مط لھا وھو قول سفیان الثوری والشافعی وغیرھما

اگر قرآن کریم میں صراحت سے یتیمہ کے نکاح کا ذکر ہوتا تو سفیان ثوری اور امام شافعی قرآن کریم کی صراحت کو کس طرح چھوڑتے۔ اور اس کے خلاف حدیث لا تنکح الیتیمۃ حتے تستامر سے کیوں استدلال کرتے۔ قسطلانی میں یتیمہ کے نکاح کے جواز و عدم جواز پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے وقال الشافعی باطل لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الیتیمۃ تستامر والیتیمۃ کما مر اسم للصغیرۃ التی لا اب لھا وھی قبل البلوغ لا عبرۃ باذنھا کانہ صلے اللہ علیہ وسلم شرط بلوغھا فمعناہ لا تنکح الیتیمۃ حتے تبلغ فتستامر وعند الترمذی قال حسن صحیح لا تنکحوا الیتامی حتے تستامروا۔ جلد ۹ ص ۳۰۴

عون المعبود شرح ابی داؤد میں تستامر الیتیمۃ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے ھی صغیرۃ لا اب لھا والمراد ھنا البکر البالغۃ سماھا باعتبار ما کانت کقولہ تعالیٰ واتوا الیتمیٰ اموالھم...... ثم ھی قبل البلوغ لا معنی لا ذنھا ولا لابائھا فکانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام شرط بلوغھا فمعناہ لا تنکح حتی تبلغ فتستامر اے تستاذن۔ کذا قال القاری فی المرقات

سورۂ نساء کی آیت ۱۲۷ میں بھی کوئی صراحت یتیم لڑکیوں کے نکاح کی نہیں۔ بروایت بخاری صرف حضرت عائشہ کی اجتہادی تفسیر یہ ہے کہ اس میں یتیم لڑکیوں کے نکاح کا ذکر ہے۔ کہ وان تنکحوھن کی ضمیر یتیمی النساء کی طرف لوٹتی ہیں۔ لیکن ضمیر النساء کی طرف بھی لوٹ سکتی ہے۔ اور یہی معنی موزوں بھی ہیں۔ اور اگر یتیمی النساء کی طرف ضمیر پھر جائے تو پھر بھی یہ ذکر نہیں کہ حالت یتیمی میں یتیم لڑکیوں سے لوگ نکاح کرتے تھے۔ عون المعبود شرح ابوداؤد میں خطابی کے معالم سے یوں نقل ہے۔ والیتیمۃ ھھنا دتستامر الیتیمۃ) البکر البالغۃ التی مات ابوھا قبل بلوغھا فلزمھا اسم الیتیم فدعیت بہ وھی بالغۃ والعرب ربما دعت الشیٔ بالاسم الاول الذی انما سمی بہ لمعنے متقدم ثم ینقطع ذلک المعنی ولا یزول الاسم۔ اس سے اور واتوا الیتامیٰ اموالھم سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ بعد البلوغ بھی یتیم کو یتیم کے نام سے پکارنا اور ذکر کرنا عرفاً صحیح ہے۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ حضرت عائشہ رض کی روایت میں یتامیٰ سے مراد یتامیٰ بعد البلوغ ہوں۔

واللائی لم یحضن سے مراد

واللائی لم یحضن سے بھی صراحت سے نابالغہ کی عدت کا بیان ثابت نہیں ہوتا۔ ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد وہ عورتیں ہوں جو نہ تو سن ایاس تک پہنچی ہوں اور کسی بیماری کی وجہ سے انہیں حیض آتا ہو۔ بلکہ یہی معنے ظاہر ہیں کیونکہ

اس عورت بالغہ کی بعد طلاق کوئی عدت نہیں۔ جس سے قرب نہ ہوا ہو۔ تو نابالغہ کے لئے جو مقاربت کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی کیونکر عدت کی ضرورت پیش آئی۔ اور اس آیت لم یحضن میں اس کی عدت کے ذکر کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ جب نابالغہ کی عدت بعد طلاق کا یہاں ذکر نہیں تو اس سے نکاح کا ثبوت کہاں سے ثابت ہوا۔

نکاح کی عمر

اس کے خلاف وابتلوا الیتامیٰ حتی اذا بلغوا النکاح میں وقت نکاح وقت بلوغ کو قرار دیا ہے۔ اس لئے حد بلوغ کو پہنچنے کے مفہوم کو حد اور عمر نکاح کو پہنچنے کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے۔ اگر اس سے عمر نکاح کی تحدید منظور نہ تھی تو حد بلوغ کو بلغوا النکاح کے لفظ سے ادا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ چونکہ اس آیت میں عمر نکاح بتا دی ہے اور سورۂ نساء کی آیت ۱۲۷ جس سے نابالغ یتیم لڑکیوں کے نکاح کا جواز استنباط کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آتی ہے۔ اس لئے وہ استنباط صحیح نہیں کیونکہ یہ استنباط حتی اذا بلغوا النکاح میں جو عمر نکاح کی تحدید کی گئی ہے اس کے خلاف پڑتا ہے۔ اور اسی لئے واللائی لم یحضن سورۂ طلاق کی آیت سے بھی جواز نکاح صغیرہ کا استنباط صحیح نہیں۔ کیونکہ سورۂ طلاق کا نزول سورۂ نساء کے بعد ہے۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ کہ سورۂ نساء قصریٰ (سورۂ طلاق) سورۂ نساء طولیٰ سے بعد میں نازل ہوئی۔ اور اس کی تائید بہت سی احادیث صحیحہ سے ہوسکتی ہے۔ جن میں صراحت سے یہ فرمایا گیا ہے لا تنکح الایم حتے تستامر۔ ولا تنکح البکر حتے تستاذن عموماً محدثین اور فقہا نے ایم سے ثیبہ عورت مراد لی ہے۔ کیونکہ بکر کے مقابل پر ایم کے لفظ کو رکھا ہے۔ اور ایک روایت میں بھی ثیب کا لفظ آیا ہے۔ اور فقہا سے کوفہ نے ایم سے مراد عام لیا ہے۔ یعنی ہر وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو۔ اور یہی اس کا لغوی مفہوم ہے۔ بیوہ اس میں شامل ہے اس کا مفہوم نہیں ہے۔ جس طرح لا تنکح الیتیمۃ حتے تستامر میں یہ سوال درست ہے کہ یتیمہ تو نابالغ ہوتی ہے۔ اس سے حکم حاصل کرنے کے کیا معنے۔ وہ تو حکم دینے کی قبل البلوغ اہل ہی نہیں۔ اور اس سوال کی بنا پر امام شافعی وغیرہ نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک وہ بلوغ تک پہنچکر اس سے حکم حاصل نہ کیا جائے اس کا نکاح درست نہیں۔ اسی طرح ایم نابالغ اور بکر یعنی نابالغہ اور باکرہ سے بھی حکم اور اجازت نکاح حاصل کرنا قبل اس کے کہ وہ حد بلوغ اور فہم کو پہنچے بے معنی ہے۔ تو یہاں بھی یہی مراد ہے کہ کوئی بھی عورت ہو جب تک وہ حد بلوغ کو پہنچکر اس سے حکم یا اجازت نکاح حاصل نہ کی جائے اس کا نکاح نہیں کیا جاسکتا اور یہ حتے اذا بلغوا النکاح کی تفسیر بھی ہے۔ نیز صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ باکرہ اور ثیبہ کے نکاح کو جو ان کے منشا کے خلاف ان کے والد نے کردیا تھا آنحضرت صلعم نے غیر قابل اعتبار ٹھیراکر ان کو اپنے شوہروں سے الگ کردیا۔ اور یہ مصالح نکاح کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ جب تک زوجین کی طبائع میں ایک دوسرے کی طرف میلان نہ ہو ان میں محبت اور اتفاق کسی صورت میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور اس کے بغیر گزارہ ناممکن ہے۔

نکاح صغیرہ کے مضرات

نابالغہ اور نابالغ کی قسمت کا فیصلہ کرنا قبل اس کے کہ ان کو کوئی علم اور سمجھ آئے اور ان کو قید نکاح میں ڈالنا جس سے بصورت مصیبت اور ناموافقت طبائع ان کو نکلنا محال ہوتا ہے ان پر ظلم اور صریح ظلم کرنا ہے۔ جس کی اجازت اسلام جیسا پرحکمت مذہب کبھی نہیں دے سکتا والدین کو قبل از وقت اس بات کا کوئی علم نہیں ہوتا کہ نابالغ کے نکاح کا انجام کیا ہوگا۔ اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ بسا اوقات اس کا انجام نہایت تکلیف دہ اور خراب ہوتا ہے۔ اور پیش آمدہ تکلیفوں سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ پس قبل از وقت اور قبل البلوغ والدین کا کسی رشتہ کو موزوں قرار دینا ایک نامعقول بات ہے جس کا انجام بسا اوقات خراب ہوتا ہے۔ پس والدین ان پر جبر نہیں کرسکتے اور نہ ان کی آزادی سلب کرسکتے ہیں۔ اور وہ والدین کے کرائے ہوئے نکاح کو اپنے اختیار سے رد کرسکتے ہیں جس طرح حالت بلوغ میں ان کی مرضی کے خلاف کرائے ہوئے نکاح کو رد کرسکتے ہیں۔ حضرت عائشہ کا نکاح ان آیات سے قبل کا ہے۔ اور اور کوئی حدیث نہیں ملتی جس سے نابالغ کے نکاح کا جواز صراحت سے ثابت ہو۔

شریعت کا اصل الاصول

شریعت کا اصل الاصول قرآن کریم ہے اس کے بعد احادیث صحیحہ کا مرتبہ ہے جب قرآن اور حدیث میں حتے اذا بلغوا النکاح اور لا تنکح الایم حتے تستامر و لا تنکح البکر حتے تستاذن کے خلاف کوئی

صریحی آیت، اور حدیث نہیں۔ تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ جنھوں نے نابالغ کے نکاح کو جائز رکھا ہے اس کی بنا اجتہاد اور استنباط پر ہے۔ اگر حدیث اور استنباط پر مبنی نہیں اور اس کے لئے کوئی صریحی آیت یا صحیح حدیث ہے تو ہم اس کے ماننے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو نابالغ کے نکاح کو ناجائز ٹھہرانے والے شریعت اسلام کی مخالفت نہیں کرتے۔ اگر جائز ٹھہرانے والے شریعت اسلام کی مخالفت نہیں کرتے تو ناجائز ٹھہرانے والے بھی کسی صورت میں نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کی دلائل جائز ٹھہرانے والوں سے زیادہ طاقتور زیادہ وزنی ہیں اور مخالفت میں صریح ہیں اور مصالح نکاح اور اس کی حکمتوں کے بالکل مطابق۔

صحابہ اور تابعین کا مذہب

(۳) اگر صحابہ کے طرز عمل سے نکاح صغیرہ کا جواز ثابت ہوتا ہو تو اس کی بنا اجتہاد پر ہے۔ نہ نصوص صحیحہ پر اگر نصوص صریحہ جواز کے لئے ہیں تو پیش کی جائیں۔

(۴) امام شافعی نابالغ لڑکیوں کا نکاح ناجائز سمجھتے ہیں اور لا تنکح الیتیمۃ حتے تستامر سے استدلال کرتے ہیں وہی استدلال لا تنکح الایم حتے تستامر ولا تنکح البکر حتے تستاذن میں جاری ہے۔ اور اس سے مطلقاً نابالغ کے نکاح کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے۔

(۵) ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ابن الہمام کا قول یوں نقل کیا ہے۔ قال ابن الہمام ویجوز تزویج الصغیر و الصغیرۃ اذا زوجہا الولی لقولہ تعالیٰ واللائی لم یحضن . . . فبطل بہ منع ابن شبرمۃ وابوبکر الاصم منہ

ابن ہمام فرماتے ہیں کہ صغیر اور صغیرہ کا نکاح کرانا جائز ہے جب ان کا نکاح ولی کرا دے۔ حسب ارشاد باری تعالیٰ واللائی لم یحضن . . . . . . پس ابن شبرمہ اور ابوبکر اصم کا اس سے منع کرنا باطل ہو گیا اور عمدۃ القاری اور فتح الباری میں ان کا قول ان الفاظ سے نقل کیا گیا ہے ان الطحاوی حکے عنہ (ابن شبرمہ) ان تزویج الاباء الصغار لا یجوز ولہن الخیار اذا بلغن وحکے ابن حزم عن ابن شبرمۃ مطلقاً ان الاب لا یزوج بنتہ البکر الصغیرۃ حتے تبلغ وتاذن وزعم ان تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشۃ وھی بنت ستہ سنۃ من خصائصہ۔ ان نقول میں صراحت ہے کہ ابن شبرمہ اور نیز ابوبکر اصم دونوں نکاح نابالغ کو ناجائز ٹھہراتے ہیں۔ ولہن الخیار اذا بلغن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اس نکاح کو جائز ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ عدم جواز ان اقوال میں صراحت سے ہے۔

امام ابن حزم کا مذہب

ابن حزم کا قول بدیں الفاظ منقول ہے وقال ابن حزم لا یجوز للاب ولا لغیرہ انکاح الصغیر الذکر حتے یبلغ فان فعل فہو منسوخ ابدا واختارہ قوم۔ علامہ ابن حزم کا تبحر علم کوئی مخفی امر نہیں۔ ان کے متعلق یہ کہنا کہ ابن حزم کی کتنی شاذ رائیں ہیں ان کی تحقیر کرنا ہے۔ ایک محقق کا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ علمی مسائل میں دلائل کے سامنے سر جھکائے نہ یہ کہ کثرت کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چلے۔ اور یہاں تو صراحت کے ساتھ ان کے قول کے بعد یہ الفاظ بھی ہیں کہ واختارہ قوم۔ ابن حزم حضرت عیسےٰ کی وفات کے بھی قائل ہیں۔ اور ان کا دوبارہ آنا نہیں مانتے۔ اس وقت غالباً ان کا یہ قول بھی شاذ رایوں میں شمار ہوتا ہوگا۔ لیکن آج لوگ وفات مسیح کو مانتے چلے جاتے ہیں اور غالباً مولانا سید سلیمان صاحب بھی مانتے ہیں۔ اور نزول عیسےٰ یعنی ان کا دوبارہ آنا بھی آج صرف ایک افسانہ ہوتا جا رہا ہے

آنحضرت صلعم اور نکاح صغیرہ

دار قطنی کا جو حوالہ پیش کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن عمر کی شادی عثمان بن مظعون کی صاحبزادی سے آنحضرت صلعم کے علم میں ہوئی تھی۔ وہ صحیح نہیں۔ دار قطنی میں جتنی روایتیں اس کے متعلق ہیں ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے یہ شادی ہوئی۔ ہاں یہ صراحت سے ہے کہ چونکہ یہ نکاح عثمان بن مظعون کے بھائی قدامہ بن مظعون نے کرایا تھا جو لڑکی کے چچا تھے۔ خود لڑکی نے نہیں کرایا۔ اور جب مغیرہ بن شعبہ نے لڑکی کی والدہ سے کہا کہ لڑکی کا نکاح مجھ سے ہو جائے تو اس معاملہ کا مرافعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکی یتیمہ ہے اور وہ اپنے نفس کی خود مالک و مختار ہے حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

عن ابن عمر انہ تزوج بنت خالہ عثمان بن مظعون قال فذھبت امہا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالت ان ابنتی تکرہ ذالک فامرہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یفارقہا ففارقہا وقال لا تنکحوا الیتامی حتے تستامروہن فاذا سکتت فہو اذنہا فتزوجہا بعد عبد اللہ المغیرۃ ابن شعبہ

ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے ماموں عثمان ابن مظعون کی بیٹی سے نکاح کیا تو اس کی ماں آنحضرت صلعم کے پاس جا کر کہنے لگی کہ میری لڑکی اس نکاح کو پسند نہیں کرتی تو آنحضرت نے ابن عمر کو حکم دیا کہ اس سے الگ ہو جائے تو وہ اس سے الگ ہو گئے۔ اور آپ نے فرمایا یتیموں سے نکاح نہ کرو جب تک ان کا امر حاصل نہ کرو۔ جب خاموش ہو جائیں تو وہ ان کی اجازت ہے۔ تو عبداللہ بن عمر کے بعد مغیرہ بن شعبہ نے اس سے نکاح کیا۔

دوسری روایت یہ ہے:-

عن ابن عمر قال زوجنی خالی قدامۃ بن مظعون بنت اخیہ عثمان ابن مظعون فدخل المغیرۃ بن شعبۃ علی امہا فارغبہا فی المال وخطبہا الیہا فرفع شانہا الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال قدامۃ یا رسول اللہ ابنۃ اخی وانا وصی ابیہا ولم اقصر بہا زوجتہا من قد علمت فضلہ وقرابتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا یتیمۃ والیتیمۃ اولے بامرہا فنزعت منی وزوجہا المغیرۃ۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ میرے ماموں قدامہ ابن مظعون نے اپنے بھائی عثمان بن مظعون کی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیا۔ تو مغیرہ بن شعبہ اس کی ماں کے پاس گئے اور اسے مال کی رغبت دلائی اور لڑکی کی نسبت اپنے لئے خواہش ظاہر کی تو یہ معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا قدامہ نے عرض کی یا رسول اللہ میری بھتیجی ہے اور میں اس کے باپ کا وصی ہوں اور میں نے اس کے بارہ میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اور اس کا نکاح اس شخص سے کرا دیا ہے۔ جس کی فضیلت اور قرابت آپ جانتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ یتیم لڑکی ہے۔ اور یتیمہ اپنے امر نکاح کی خود زیادہ حقدار ہے۔

تیسری روایت کا بھی یہی مضمون ہے۔ اس میں ہے ھی یتیمۃ ولا تنکح الا باذنہا اور چوتھی میں یہ لفظ زائد ہیں۔ زوجنیہا خالی قدامۃ بن مظعون ولم یشاورہا فی ذالک یعنی قدامہ بن مظعون نے اس لڑکی سے میرے (ابن عمر کے) ساتھ اس کا نکاح کرانے کے بارہ میں مشورہ نہیں لیا تھا۔ اس حدیث میں یہ تو کہیں نہیں کہ یہ نکاح آنحضرت صلعم کے علم میں ہوا تھا۔ اگر آپ کو علم ہوتا تو لڑکی یعنی یتیمہ کے مشورہ کے بغیر وہ نکاح کبھی نہ ہوتا۔ البتہ اس میں کئی اور باتیں قابل غور ہیں۔ اگر یہ یتیمہ جس سے ابن عمر کا نکاح ہوا تھا بالغہ تھی تو معترض کا اس کو جواز نکاح نابالغہ کے لئے بطور سند پیش کرنا صحیح نہیں۔ اگر نابالغہ تھی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح اس لئے قابل اعتبار نہ ٹھہرایا کہ یتیمہ اپنے نفس کی خود مالک ہے اس لئے قدامہ کا اس کا نکاح کرانا بغیر اس کے مشورے اور اجازت کے درست نہیں۔ اور اجازت اور مشورہ بلوغ کے بعد ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ پس یہ مثال تو معترض کے خلاف ہے۔ نہ موافق۔ اگر یہ نکاح درست ہوتا تو نکاح کے اوپر مغیرہ بن شعبہ جیسا ہوشیار صحابی خود کیوں پیغام نکاح بھیجتا۔ اور لڑکی سے نکاح کی خواہش کیوں ظاہر کرتا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صریحی فرمان ہے لا یخطب احدکم علی خطبۃ اخیہ اپنے بھائی کے پیغام کے اوپر کوئی پیغام نکاح نہ بھیجے۔ یا منگنی کرے اور یہاں تو مغیرہ نے باوجود حضرت عبداللہ بن عمر سے شادی ہونے کے پیغام نکاح بھیجا جو ایک سخت معیوب اور آنحضرت کے حکم کے صریح خلاف تھا۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ اس نکاح کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ یتیمہ نے اس کے مشورہ اور اجازت کے بغیر حضرت ابن عمر کا نکاح ہوا تھا۔ اگر مغیرہ اس نکاح کو جائز سمجھتے تو کبھی پیغام نکاح نہ بھیجتے۔

حضرت مسیح موعودؑ اور مسئلہ نبوت

۱۹۰۸ء میں دعوے محدثیت

کلمات طیبات حضرت امام الزمان ۷ مارچ ۱۹۰۸ء قبل عصر

(۱) "ہمیں تشریعی نبوت کا دعویٰ نہیں ہے ہمارا ایمان ہے کہ تشریعی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اب اسی شریعت کی خدمت بذریعہ الہامات۔ مکالمات۔ مخاطبات اور بذریعہ پیشگوئیوں کے کرنے کا ہمارا دعویٰ ہے۔

مجدد صاحب لکھتے ہیں کہ یہی خوابیں اور الہامات جو گاہ گاہ انسان کو ہوتے ہیں اگر کثرت سے کسی کو ہوں تو وہ محدث کہلاتا ہے"

غرض یہ سب کچھ ہم نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں مفصل لکھ دیا ہے۔ اس کا مطالعہ کر کے اپنی تسلی کر لیں"

الحکم نمبر ۱۸ جلد ۱۲ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء

یہ ۱۹۰۸ء کی عبارت ہے جس میں حضرت مسیح موعود نے اپنا دعویٰ محدثیت بتایا ہے نبوت نہیں بتایا۔ پس یہ کہنا کہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ بدل کر اور محدثیت کو چھوڑ کر نبوت کا دعویٰ کیا سراسر غلط ہے ایسا ہی اس میں مجدد صاحب سرہندی کا وہ حوالہ بھی دیا گیا ہے جو حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۰ میں حضرت مسیح موعود نے بدیں الفاظ لکھا ہے کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ:

"کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے"

(الحکم میں "نبی کہلاتا ہے" کے بجائے "محدث کہلاتا ہے" لکھا ہے اور یہی الفاظ ازالہ اوہام اور دوسری کتب میں مجدد صاحب سرہندی کی طرف حضرت مسیح موعود نے منسوب کئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت الوحی میں بھی "نبی کہلاتا ہے" سے آپ کی مراد محدث ہی ہے نہ کہ کچھ اور۔ ناقل)

(۲) "جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پا لیتا ہے جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہوتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بباعث شدت اور ضعف کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو الحکم نمبر ۱۳ جلد ۱۲ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۰۸ء

ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے

(۳) "محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ صرف آنحضرت صلعم کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے"

اخبار بدر مورخہ ۷ اپریل ۱۹۰۳ء

(اس حوالہ پر قادیانی کیمپ والے انگشت بدنداں ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے یہ کیا فرما دیا کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے مجال ہے کہ اس حوالہ پر ایک حرف بھی لکھ سکیں اور کسی قسم کی بھی نبوت کا ادعا حضرت مسیح موعود کی زبان سے ثابت کر سکیں۔ ناقل)

حقیقی نبوت کا دعوے نہیں

(۴) ۱۷ رمئی ۱۹۰۸ء ۱۱ بجے صبح سے ایک بجے دوپہر تک

"یہ بھی مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں اور کہ میں نے نیا دین بنا لیا ہے یا میں کسی الگ قبلہ کی فکر میں ہوں۔ نماز میں نے الگ بنائی ہے یا قرآن کو منسوخ کر کے اور قرآن بنا لیا ہے سو اس تہمت کے جواب میں میں بجز اس کے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین کہوں اور کیا کہوں۔

میرا دعویٰ صرف یہ ہے کہ موجودہ مفاسد کے باعث خدا نے مجھے بھیجا ہے اور میں اس امر کا اخفا نہیں کر سکتا کہ مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کیا گیا ہے اور خدا مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور کثرت سے ہوتا ہے اسی کا نام نبوت ہے مگر حقیقی نبوت نہیں"* الحکم نمبر ۴۴ جلد ۱۲ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۰۸ء

* اس حوالہ کا بھی صاف مطلب یہ ہے کہ میں جو کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا نام نبوت رکھتا ہوں تو یہ حقیقی نبوت نہیں بلکہ مجازاً نبوت کا لفظ اس پر بول دیا ہے۔ (ناقل)

الفضل کی طرف سے حضرت امیر ایدہ اللہ کے نوٹس کا جواب

اور

اس کا جواب الجواب

(حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے)

حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے جو پچاس ہزار روپیہ تاوان کا نوٹس ایڈیٹر پرنٹر پبلشر "الفضل" کو دیا گیا تھا اور جو ۱۸ ستمبر ۲۸ء کے پیغام صلح میں درج ہو چکا ہے۔ اس کا جواب ۵ اکتوبر ۲۸ء کے "الفضل" میں شائع ہوا ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

"بنام مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جناب من!

مجھے میرے موکلین منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر اور بھائی عبدالرحمن صاحب پبلشر و پرنٹر اخبار "الفضل" قادیان نے ہدایت کی ہے کہ آپ کے نوٹس مورخہ ۱۲ ستمبر ۲۸ء کے متعلق جو میرے موکلین نے بنام آپ کے قانونی مشیروں نے مضمون مندرجہ "الفضل" مطبوعہ ۷ ستمبر ۲۸ء بعنوان "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اراکین کا کچا چٹھا" کے متعلق بھیجا تھا۔ آپ سے دریافت کروں کہ مضمون محولہ بالا میں آپ کے متعلق کونسے الزامات غلط اور توہین کرنے والے ہیں۔ نیز آپ کو یہ اطلاع دوں کہ آپ کی طرف سے اس استفسار کا ایسا جواب آنے پر جس میں آپ الزامات کو مخصوص فرمائیں گے آپ کے نوٹس کا جواب بھیجا جائے گا۔

فضل کریم بی اے ایل ایل بی وکیل چمبرلین روڈ بیرون موچی دروازہ لاہور

جواب الجواب

من جانب:-

(۱) میاں عالم دین صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ

(۲) حافظ محمد حسن صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ

(۳) شیخ محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ

(۴) ملک محمد امین صاحب ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ

بنام

(۱) منشی غلام نبی ایڈیٹر "الفضل" قادیان (گورداسپور)

(۲) شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر پبلشر "الفضل" قادیان (گورداسپور)

جناب من!

آپ نے ہمارے نوٹس کے جواب میں اپنے یکم اکتوبر ۲۸ء کے خط میں جو کچھ لکھا ہے وہ ہمارے لئے موجب حیرت ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ تاخیری سے وقت کو لمبا کرکے آپ اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے مراس بات کا جس کا ذکر ہم نے نوٹس میں کیا ہے جواب دینے سے پہلوتہی کی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ آپ کے اس عجیب و غریب مطالبہ میں کہ ہم مضمون محولہ میں سے ان خاص فقرات کو پیش کریں جو ازالہ حیثیت کا موجب ہیں۔ اور جن سے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب (ایدہ اللہ) کی شہرت کو صدمہ پہنچا ہے۔ کوئی ہمیں معقولیت نظر نہیں آتی۔ مضمون مذکور غلط اور جھوٹے الزامات سے از سر تا پا معمور ہے۔ بلکہ اس میں ایسے خطرناک الزامات بھی لگائے گئے ہیں۔ جو اگر صحیح ہوں تو مولانا موصوف کو فوجداری قانون کی زد میں لے آتے ہیں۔ باوجود اس کے آپ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم ایسے فقرات پر روشنی ڈالیں جو مضمون مذکور کو لائیبل بنا دیتے ہیں۔

یہ بھی ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے نوٹس کا جو جواب آپ نے دیا ہے وہ اس بات کا مستحق تھا کہ فوراً مطلوبہ تاوان کا دعویٰ دائر کر دیا جاتا۔ کیونکہ یہ جواب نہیں بلکہ تضحیک ہے۔ لیکن حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب (ایدہ اللہ) انتہا درجہ کے پاک سرشت بزرگ ہیں اور سوائے اس کے کہ آپ کی طرف سے انہیں عدالت میں جانے پر مجبور کیا جائے وہ حتی الوسع اس سے پرہیز کریں گے۔ وہ ان ناپاک الزامات کا جو ان کے کیرکٹر پر لگائے گئے ہیں کوئی نوٹس نہ لیتے۔ اگر اس مقدس کام پر ان کا اثر نہ پڑتا جس کے لئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے۔

باوجود اس مایوس کن جواب کے جو آپ نے دیا ہے حضرت مولانا نے ہمیں ہدایت فرمائی ہے کہ آپ کو مزید دس دن کی مہلت دی جائے کہ آپ ان ناپاک حملوں کے لئے معافی کے طلبگار ہوں جو حضرت ممدوح پر آپ نے کئے ہیں۔

"الخلیل" کی معذرت

قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ "الفضل" کا وہ گمنام مراسلہ جس میں اراکین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور پر بعض غلط الزامات تراشے گئے تھے۔ "الخلیل" میں بھی کسی صاحب فضل دین کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس لئے انجمن کی جنرل کونسل کے فیصلے کے مطابق "الفضل" کے ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر کے علاوہ "الخلیل" کے ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر کو بھی مولوی محمد یعقوب خاں صاحب کی طرف سے نوٹس دیا گیا تھا۔ اس کے جواب میں "الخلیل" نے اپنی ۸ اکتوبر ۲۸ء کی اشاعت میں ذیل کا معذرت نامہ شائع کیا ہے:-

۴ ستمبر ۲۸ء کے الخلیل میں فضل دین کے نام سے ایک مراسلت شائع ہوئی ہے جس کی بنا پر دو نوٹس جماعت (احمدیہ لاہور) کی طرف سے ایڈیٹر اور پرنٹر پبلشر "الخلیل" کے نام موصول ہوئے ہیں۔ جن میں ہم سے معذرت کی خواہش کی گئی ہے۔ واقعات یہ ہیں کہ الخلیل ہمیشہ فرقہ وارانہ اور جماعتی جھگڑوں سے علیحدہ رہنے کا عادی ہے۔

چنانچہ الخلیل میں خواجہ کمال الدین اور خواجہ عبدالغنی اور جماعت احمدیہ لاہور کے مضامین بکثرت چھپتے رہے ہیں اس جماعت کے مخالفین کا حسب کوئی مضمون شائع کیا گیا ہے۔ اس پر کبھی ایڈیٹر کی طرف سے موافقت میں کوئی نوٹ نہیں لکھا گیا۔ بلکہ ہمیشہ یہ غرض رہی کہ لاہوری جماعت ہمارے اخبار میں اس کا جواب لکھکر اپنی پوزیشن صاف کرے۔ غالباً یہ ہماری

"الخلیل" نے بسلسلہ مراسلات وہ نوٹس بھی شائع کر دیا ہے۔ جو امیر جماعت لاہور کی طرف سے ایڈیٹر "الفضل" کو دیا گیا ہے۔ اور جو ہمارے پاس بغرض اشاعت بھیجا گیا تھا۔ ہمیں چونکہ جماعتی مناقشات سے دلچسپی نہیں ہے اس لئے ہم نے ہر دو جماعت کے حالات تحقیق کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اور نہ ذاتی طور پر ہمیں کسی رکن کی بھلائی یا برائی سے آگاہی ہے۔ مذہبی معلومات کے سوا ہم کسی رکن کی کارگزاریوں یا اس کے ذاتی افعال سے مطلق بےتعلق ہیں۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ ہم خود کسی کے ذمہ کوئی الزام لگانا پسند نہیں کریں گے۔ کیونکہ اگر ہم ایسا کریں تو وہ دیانتداری کے خلاف ہوگا۔ اس لئے معذرت میں ہمیں کوئی عذر نہیں۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ حق و صداقت کے خلاف ہم کسی ایسی غلطی کا ارتکاب کریں جس کے حسن و قبح پر ہم کو خود وقوف نہ ہو۔ فضل دین کی مراسلت میں جو الزام لگائے گئے ہیں ان کی نسبت ہم صحت کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ نہ ہمیں اس قسم کی واقفیت ہے۔ اس لئے ہم اس تحریر کو اس نوٹس کے جواب کے طور پر بطریق معذرت استعمال کر رہے ہیں۔ جو ہمیں شیخ محمد دین جان بی اے۔ ایل ایل بی ایڈووکیٹ کی طرف سے ۲۶ ستمبر ۲۸ء کا لکھا ہوا ۲ اکتوبر کو موصول ہوا ہے اور جس میں محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ کا تذکرہ ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری اس تحریر سے محمد یعقوب خاں صاحب اور جملہ ارکان جماعت [illegible] مطمئن ہو جائیں گے اور [illegible]

خبریں

— کلکتہ میں آئندہ ماہ دسمبر کے اختتام پر انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس کے موقع پر آل انڈیا میڈیکل کانفرنس کا اجلاس بھی منعقد ہوگا۔

— مدراس ۴ اکتوبر۔ ایک مقام سے آتشزدگی کی خبر موصول ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دو عورتیں جل کر مر گئیں۔ اور دو لاکھ کا نقصان ہوا۔

— بمبئی ۴ اکتوبر مالکان کارخانہ جات اور مزدوروں کے نمائندوں کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا ہے عنقریب ہڑتال ختم ہو جائے گی۔

— احمد آباد ۴ اکتوبر۔ گاندھی جی کے آشرم کے قریب بہت سے بندر رہتے ہیں وہ آشرم والوں کو تنگ کرتے ہیں۔ گاندھی جی نے اپنے اخبار میں لوگوں سے دریافت کیا ہے کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

— پیغام صلح۔ اگر کوئی طریق موثر ثابت نہ ہو تو گولی سے اڑا دیا جائے۔

— آل انڈیا مسلم فیڈریشن بمبئی نے بھی نہرو رپورٹ کی مخالفت شروع کر دی ہے۔

— آسٹریلیا میں بحری ہڑتال کی حالت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔

— سندھ میں ۱۹۰۵ء سے لیکر گذشتہ بیس سال میں تقریباً چار لاکھ ۵۷ ایکڑ زمین مزارعین کے ہاتھوں سے نکل ساہوکاروں کے ہاتھوں چلی گئی ہے۔

— معزز معاصر تازیانہ کا نامہ نگار خصوصی کابل سے اطلاع دیتا ہے کہ شاہ افغانستان نے جرگوں کے سامنے تین دن تک تقریر فرمائی۔ آپ ہر روز سات گھنٹے تقریر فرماتے رہتے۔ افغانستان میں تعلیم نسواں اور افغانی لڑکیوں کے ترکی میں بھیجنے شرعی پردہ کی حدود کے متعلق بحث کرتے ہوئے آپ نے قرآن مجید اپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ اے افغان قوم تمہارے اور میرے درمیان یہ قرآن، محمد گواہ ہے اگر میں تمہیں ناپسند ہوں تو خدا اور رسول کے لئے اس قرآن مجید کی رو سے کسی دوسرے کو منتخب کر لو

— ڈپٹی کمشنر دہلی نے پیپل پارک میں رام لیلا کی اجازت نہیں دی جس کی وجہ سے دہلی کے ہندوؤں میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے

— مہاراجہ کشمیر نے اپنی رعایا سے سیلاب کی موجودہ مصائب میں اظہار ہمدردی کیا ہے اور پانچ لاکھ روپیہ برائے امداد غربا منظور ہوا ہے

— ضلع ناسک کے ایک گاؤں میں ایک عورت کو ڈائن سمجھ کر دیا تیل نے اندھا کر دیا چھ آدمی گرفتار کر لئے گئے ہیں جنہیں تین تین ماہ قید مشقت کی سزا دی گئی ہے۔

— ڈاکٹر کچلو کا اخبار تنظیم بند ہو گیا ہے۔

— بمبئی کونسل کے ۱۰ مسلم ارکان نے اپنا بیان نہرو رپورٹ کے متعلق شائع کیا ہے جس میں اس رپورٹ کو مسلمانوں کے مفاد کے لئے سراسر مضر بتایا ہے۔

— صوبہ بمبئی کے جس ہندو نے سرور عالم پر جو فحش حملہ کیا تھا اس پر حکومت بمبئی نے مقدمہ چلا دیا ہے۔

— مشہور ترکی خاتون لطیفہ خانم سمرنا کے حلقہ کی طرف سے ترکی پارلیمنٹ کے لئے منتخب ہوئی ہیں۔

— یمن اور انگریزوں کے درمیان جو مناقشہ تھا وہ بخیر و خوبی طے ہو گیا ہے۔

— مہاراشٹر میں تحریک اشدھی کا خوب زور ہے مسلمانوں اور عیسائیوں کو اشدھ کیا جا رہا ہے۔

— لاہور ۷ اکتوبر۔ آج سر شفیع بخیریت لاہور پہنچ گئے ہیں۔

— بمبئی ۵ اکتوبر۔ سر شفیع نے ایک انٹرویو میں فرمایا کہ لکھنؤ کانفرنس یک طرفہ تھی اور اس میں صرف حمایت کرنے والی انجمنوں کو دعوت دی گئی تھی۔

— شملہ ۵ اکتوبر۔ اس ماہ کے آخری ہفتہ میں حکومت ہند کے دفاتر دہلی تبدیل ہو جائیں گے۔

— مشہور آریہ سماجی بھائی پرمانند عنقریب لاہور سے ایک ہفتہ وار اخبار "ہندو" جاری کرنے والے ہیں۔

— بمبئی ۵ اکتوبر۔ افغان طلبا کا ترکی جانے والا پہلا دستہ یہاں پہنچ گیا یہ کل جہاز پر سوار ہوں گے۔

اشتہار کا بہترین ذریعہ

اخبار پیغام صلح ہے

جلد ۱۶ | لاہور۔ یوم شنبہ یکم جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۷۰

عید میلاد النبی صلعم لندن میں

برٹش مسلم سوسائٹی کا شاندار جلسہ

ہمیں برٹش مسلم سوسائٹی کے معتمد مسٹر حبیب اللہ " لوگرود "
کی طرف سے حسب ذیل مراسلہ بغرض اشاعت موصول ہوا ہے جس میں اس جلسہ کی کارروائی مندرج ہے ۔ جو انجمن مذکور کے زیر اہتمام عید میلاد النبی کے سلسلہ میں لندن میں منعقد ہوا ۔

تاریخ جلسہ

" برٹش مسلم سوسائٹی " کے ارکان ان کے احباب اور مہمان ۸ ستمبر ۱۹۲۸ء کو ۸ بجے بوقت شب " سٹوارٹس ریسٹا رینٹ " میں پیغمبر اسلام احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے یوم میلاد کا جشن منانے کے لئے جمع ہوئے ' امسال جشن میلاد کی اصلی تاریخ ۲۷ اگست تھی لیکن مصلحتاً اسے ۸ ستمبر تک ملتوی رکھا گیا ۔ جشن میلاد ایک زبردست تقریب ہے ۔ لیکن یہ انجمن اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر اسے اس مقصد کی تکمیل کا ذریعہ بناتی ہے جس کے لئے وہ معرض وجود میں آئی ہے ۔ یورپ میں ایسی اہم تقریب اسلام اور بانی اسلام (علیہ الف الف تحیۃ والسلام) کی حقانیت کی نشرواشاعت کے لئے نہایت موزوں ہے اور چونکہ ماہ اگست زمانہ تعطیلات تھا لہذا اس خیال سے کہ کہیں ہمارا مقصد اصلی فوت نہ ہو جائے ۔ ہمیں یہ بات مناسب نہ معلوم ہوئی کہ جشن میلاد اس کی اصلی تاریخ کو منایا جائے ۔

قابل تقلید مثال

تمام انتظامات مجلس انتظامیہ کے ہاتھ میں تھے ۔ جسکے وسیع پروپیگنڈا اور پرجوش مساعی کی وجہ سے نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور امسال پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذر عقیدت پیش کرنے کے لئے تقریباً تین سو آدمی جمع ہوئے اس اجتماع کی ایک زبردست خصوصیت یہ تھی کہ چند ہندو دوست بھی اس میں شامل تھے ۔ یہ امر ہمارے لئے موجب افتخار رہے اور ہم ان کی اس تکلیف فرمائی کے لئے ان کے سپاس گزار ہیں ۔ اس موقعہ پر ہندوؤں اور مسلمانوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان محبت و مودت پیدا کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں اور بزرگوں کا احترام کریں ۔ کیا ہم توقع کر سکتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہم نے جو مثال قائم کی ہے اس کی ہندوستان میں زیادہ وسیع پیمانہ پر تقلید کی جائیگی ؟

اراکین جلسہ

لارڈ ہیڈلے صدر انجمن کرسی صدارت پر متمکن تھے اور مسٹر حبیب اللہ سکرٹری ۔ مسٹر ایم بوسری (قاہرہ) جوائنٹ سکرٹری اور مسٹر ایم اے مجید ۔ ایم ۔ اے قائم مقام و کنگ پلیٹ فارم پر تشریف رکھتے تھے ۔ پروفیسر لیون نائب صدر انجمن بھی موجود تھے ۔ جو خرابی صحت کی وجہ سے مصر گئے ہوئے تھے ۔

لندن مسجد اور حضور نظام

سب سے پہلے مسٹر ایم بوسری نے چند آیات قرآنی کی تلاوت کی ان کے بعد لارڈ ہیڈلے کھڑے ہوئے جنہوں نے انگریز حاضرین کے استفادہ کے لئے ان آیات پاک کا انگریزی میں ترجمہ سنایا ۔ ان بعد انہوں نے اپنی افتتاحی تقریر شروع کی ۔ جسکے دوران میں انہوں نے اعلیٰحضرت شہریار دکن کے گرانقدر عطیہ کے لئے ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا ۔ جنہوں نے نہایت فیاضی کے ساتھ ہمیں ۶ لاکھ روپیہ عطا کیا ہے جو تقریباً ۶۰ ہزار پونڈ کے برابر ہے اس طرح ہم اس قابل ہوگئے ہیں کہ وسط لندن میں مسلمانوں کے لئے ایک مسجد تعمیر کریں ۔ آپ نے اعلان کیا ۔ کہ مسجد کے لئے جگہ پسند کی جا چکی ۔ اس پر حاضرین نے زور شور سے تالیاں بجائیں پھر آپ نے فرمایا کہ پروپیگنڈا اور عوام میں دلچسپی پیدا کرنے اور انہیں اسلام کی طرف متوجہ کرنے کے جو طریقے ہیں ان میں سب سے زیادہ موثر طریقہ یہ ہے کہ ایک ایسی مسجد تعمیر کی جائے جو اس رفیع المرتبت مذہب کے شایان شان ہو ۔ آپ نے اس امر پر اظہار تاسف کیا کہ بعض اشخاص غلط افواہیں پھیلا رہے ہیں ۔ جن کا مقصد یہ ہے کہ میری اور میرے دوست اور رفیق کار خواجہ کمال الدین کی دیانتداری کے متعلق شکوک پیدا کئے جائیں ۔

آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ پر تقریریں

پروفیسر لیون نے پیغمبر اسلام کی حیات طیبہ کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کیا ۔ اور اس بات کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی کہ ام المومنین حضرت خدیجہ نے آپ کی زندگی پر گہرا اثر کیا ۔ اس کے بعد ایک مصری مسلمان مسٹر سماحہ آفندی نے عربی میں ایک نعت پڑھی اور اس دوران میں حاضرین احترام کے طور پر خاموش رہے ان کے بعد چودہری عبد الغنی صاحب سابق مدیر روزنامہ " خلافت " بمبئی نے ایک مختصر تقریر میں تصوف پر روشنی ڈالی ۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ آج اسلام میں جو زبردست اخوت موجود ہے وہ آنحضرت کی روحانی قوت کا نتیجہ ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے عرب کے جنگجو اور جاہل قبائل کو مستحکم اخوت کے رشتوں میں جکڑ دیا ۔ جنہوں نے ایک نئی تہذیب پیدا کر کے ایک بے مثل خدمت انجام دی ہے ۔ آپ نے کہا کہ روحوں کے پیغامات موصول ہو رہے ہیں ۔ کہ اسلام ایسا مذہب ہے جس کی قدر و قیمت کو آئندہ زیادہ اچھی طرح سمجھا جائے گا ۔ ازاں بعد آپ نے ایک نعت پیانو پر گا کر سنائی جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے ۔

ایک ہندو کی نذر عقیدت

ان کے بعد ایک ہندو مسٹر رائے کے پتر ن اسٹیج پر تشریف لائے اور انہوں نے پیغمبر اسلام اور ان کے کام کے متعلق چند الفاظ کہنے کی اجازت چاہی اور کہا کہ مسلمانوں میں جو اخوت موجود ہے وہ آنحضرت ہی کی یادگار ہے ۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ اگرچہ تمام مذاہب عالمگیر اخوت کی تبلیغ کرتے ہیں لیکن اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے عملی طور پر عالمگیر اخوت پیدا کر کے دکھا دی ہے ۔ حاضرین نے اس تقریر کو بہت پسند کیا ۔

اختتام جلسہ

آخر میں سکرٹری نے برٹش مسلم سوسائٹی کی رپورٹ پڑھ کر سنائی ۔ اس کے بعد حاضرین کی مشروبات سے تواضع کی گئی اور دو گھنٹہ کی نہایت دلچسپ کارروائی کے بعد جلسہ برخاست ہو گیا ۔

بعض احباب تبدیلی پتہ وغیرہ کے جو خطوط بھیجتے ہیں اس میں اپنا نمبر خریداری نہیں لکھتے اور پتہ کو بھی خط شکستہ میں لکھ دیتے ہیں جس سے ہمیں دقت پیش آتی ہے ۔ اگر پتہ خوشخط لکھ دیا کریں اور نمبر خریداری کا حوالہ دیدیا جائے تو یہ دقت نہ رہے ۔ نام بھی صاف لکھیں ۔ (منیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ - یکم جمادی الاول ۱۳۴۷ھ نمبر ۷

عقاید باطلہ کی نیرنگیاں

میاں محمود احمد صاحب کے سابقہ و موجودہ اعتقادات

(۵)

مسئلہ کفر و اسلام

کفر و اسلام کی بحث ابتداءً سنہ ۱۹۱۱ء میں شروع ہوئی، جب میاں محمود احمد صاحب نے تشحیذ الاذہان میں ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا "مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے" جیسا کہ قبل ازیں بتایا جا چکا ہے اس مضمون میں میاں صاحب نے تمام منکرین مسیح موعود حتیٰ کہ ان لوگوں کو بھی جو آپ کو دل سے سچا مانتے ہیں اور زبان سے بھی آپ کی تصدیق کرتے ہیں لیکن بیعت میں شامل نہیں خارج از اسلام ٹھہرانے کے باوجود حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ایک حرف تک نہیں لکھا بلکہ عنوان میں بھی سب ماموروں کے الفاظ لکھ کر یہ ظاہر کر دیا کہ ان کے فتویٰ کی بنا مسیح موعود کی نبوت نہیں بلکہ تمام ماموروں کے منکروں کو وہ اس ذیل میں سمجھتے ہیں - خواہ وہ نبی ہوں یا مجدد۔ نبوت کا مسئلہ بعد میں ایجاد ہوا - جب ان کے پیش کردہ دلائل پر یہ اعتراض ہوا کہ وہ انبیاء کے لئے مخصوص ہیں - مجدد دین جو نبی نہیں وہ ان دلائل کے مصداق نہیں ہو سکتے۔

اس عقیدہ پر میاں صاحب کو ایک مدت تک بڑا اصرار رہا اور جہاں تک ان کے اندرونی عقائد کا تعلق ہے آج تک وہ اس پر قایم ہیں - اگرچہ بعض وقت مخالفین کی نکتہ چینیوں سے بچنے کے لئے لفظی تاویلات کا جامہ اس کو پہنانا چاہتے ہیں جس کی تفصیل آگے آئے گی - تاہم اس اعتقاد کو اپنی جماعت کے اندر ہمیشہ نہایت زوردار الفاظ میں انہوں نے پیش کیا ہے یہاں تک کہ غیر از جماعت کو کافر سمجھنا ان کے فرائض میں سے قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ:-

"ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں - یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے - (انوار خلافت صفحہ ۹۰)

یہ فرض اس سیاسی فضا کا کہاں تک متحمل ہے جو گزشتہ دو تین سال سے قادیان کے بین الاقوامی تعلقات میں پیدا ہو چکی ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جناب میاں صاحب کا ایک لیکچر بریڈلا ہال میں سنہ ۱۹۲۷ء میں ہوا - جس میں مسلمانوں کے اتحاد پر زور دیتے ہوئے انہوں نے "سیاسی مسلمان" کی جدید تعریف وضع کی - اپنے فتوے کے رو سے مسلمانوں کو وہ کافر قرار دے چکے تھے - ان کے ساتھ اتحاد کی طرح ڈالنے کے لئے سوائے اس کے کہ کوئی نئی راہ وہ پیدا کرتے اور کیا چارہ تھا اس لئے یہ تجویز کی کہ سیاسی طور پر تمام ان لوگوں کو مسلمان سمجھنا چاہئے جن کو غیر مسلم مسلمان سمجھتے ہوں - خواہ عقیدۃً اور مذہبًا وہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں انا للہ وانا الیہ راجعون - مسلمان کی یہ تعریف تمام تاریخ اسلامی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی - عقیدہ یہ ہے کہ:-

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے - خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

اور اس عقیدہ کے مطابق "فرض" قرار دیا گیا ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھا جائے - لیکن چونکہ مسلمانوں سے ملے بغیر چارہ بھی نہیں لہذا اس عقیدہ اور "فرض" کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سیاسیت کی چادر اوڑھ کر سب کے ساتھ آ شامل ہوئے - کہ بھئی ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں - تم بھی کلمہ گو ہم بھی کلمہ گو - کیا ہوا اگر ہمارے عقیدہ میں تم مسلمان نہیں ہو - ہندو تو ہم سب کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اس لئے چلو ظاہراً ایک دوسرے کو مسلمان ہی سمجھا کریں خواہ دل میں اس کے خلاف عقیدہ رکھیں۔

کیا یہ خیالات میاں صاحب کی صفائی باطن کی شہادت دیتے ہیں - یا اس کج مج مرز پالیسی کو پیش کرتے ہیں جو عقائد باطلہ کی پیچ میں انہیں اختیار کرنی پڑی ہو - ایک غلط بات کی حمایت میں انسان کو جس قدر پیچ در پیچ اور غلط ترین رستے اختیار کرنے پڑتے ہیں ان تمام میں سے میاں صاحب کو ہو کر گزرنا پڑا ہے - ایک خطبہ جمعہ میں تو انہیں یہاں تک کہنا پڑا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ہمارا کوئی حق نہیں کہ اسے کسی اور نام سے پکاریں - ایک طرف اس "فرض" کو رکھئے جس کا اعلان انہوں نے سنہ ۱۹۱۵ء میں کیا کہ "ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں" اور دوسری طرف اس "حق" کو دیکھئے جس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ مسلمان کہلانے والے کو کافر کہنا کسی کا حق نہیں - یہاں یہ سوال کرنا غلط ہے کہ ان دونوں میں سے کونسی بات صحیح ہے اور کونسی غلط؟ یا کونسی ناسخ ہے اور کونسی منسوخ - ناسخ اور منسوخ کا کوئی سوال نہیں - دونوں ہی باتوں کو وہ صحیح سمجھتے ہیں - مسیح موعود کی بیعت نہ کرنے والے کافر بھی ہیں اور مسلمان بھی میاں صاحب کا فرض بھی ہے کہ انہیں مسلمان نہ سمجھیں اور اس کے ساتھ ہی ان کا کوئی حق نہیں کہ انہیں مسلمان نہ کہیں - یہ بھول بھلیاں کسی عقلمند کی سمجھ سے باہر ہوں تو اس میں میاں صاحب کا قصور نہیں - یہ عقائد باطلہ کی نیرنگیاں ہیں جو لازماً ظہور پذیر ہوں گی اور وقتی حالات کی وجہ سے ہمیشہ نئے نئے جلوے دنیا کو دکھاتی رہیں گی۔

افغانستان اور اسلام

یورپ کی بعض خبر رساں ایجنسیاں اور ہندو اور اینگلو انڈین جرائد بعض قابل نفرت اغراض و مقاصد کے ماتحت اسلامی ممالک کے متعلق اکثر من گھڑت اور مبالغہ آمیز خبریں شائع کرتے رہتے ہیں ایک عرصہ تک ترکی کی لامذہبی کا چرچا ہوتا رہا - اب افغانستان پر خاص توجہ ہے - گزشتہ دنوں بعض اینگلو انڈین اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ شاہ افغانستان نے پارلیمنٹ کے ممبروں کی ڈاڑھیاں زبردستی منڈوا دی ہیں - اور خواتین کو جبراً بے پردہ کیا جا رہا ہے - اس پر آریہ اخبارات نے فوراً شور مچا دیا کہ حاکم بدہن افغانستان اسلام سے کنارہ کش ہو رہا ہے - اس قسم کی غلط فہمیوں سے بھولے بھالے مسلمانوں کا بےچین ہو جانا لازمی امر ہے - ان کی تسلی کے لئے ہم معزز معاصر "تازیانہ" کے نامہ نگار خصوصی کا ارسال کردہ بیان سنانا چاہتے ہیں۔

"آپ نے (شاہ افغانستان نے) استقلال افغانستان کے آئندہ لائحہ عمل اور افغانستان کی معاشرتی تبدیلیوں پر عالمانہ خطبات ارشاد فرمائے - افغانستان میں تعلیم اور افغان لڑکیوں کے ترکی بھیجنے اور شرعی پردے کے متعلق بحث کرتے ہوئے قرآن مجید داہنے ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ اے افغان قوم تمہارے اور میرے درمیان یہ قرآن مجید گواہ ہے - اٹھو اور صرف خدا اور اس کے رسول کی متابعت کرو .... اگر میں تمہیں ناپسند ہوں تو کسی دوسرے کو منتخب کر لو - اگر اس قرآن کو گواہ ٹھیراتے ہوئے تم مجھے پسند کرتے ہو تو جو کچھ میں تمہاری اور اسلام کی بہتری کے لئے کہتا ہوں اس پر عمل کرو"

ان الفاظ کو پڑھ لینے کے بعد [illegible]

مصر کا قانون طلاق

کچھ عرصہ سے مصری پارلیمنٹ کی طرف سے قانون طلاق کے سلسلے میں ایک تحقیقاتی کمیشن کام کر رہا تھا - تازہ اطلاع ہے کہ اس کمیشن نے اپنی رپورٹ مکمل کر کے حکومت مصر کے سامنے پیش کر دی ہے اس رپورٹ میں لکھا ہے کہ کوئی شخص حکومت کی اجازت کے بغیر ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنے کا مجاز نہیں ہوگا - اجازت اسی صورت میں دی جائیگی جب سائل اچھے اخلاق کا آدمی ہو اور اس کی مالی حالت ایسی ہو کہ وہ ایک سے زیادہ عورتوں کے اخراجات کا بآسانی متحمل ہو سکے - اس کے علاوہ چند اور اصلاحات کی بھی سفارش کی گئی ہے۔

اس خبر پر حریف اپنی عادت مستمرہ کے مطابق اظہار مسرت کر رہے ہیں - اور کہہ رہے ہیں کہ مصر اسلام کو چھوڑ رہا ہے - حالانکہ اس میں کوئی ایسی بات ہمیں نظر نہیں آتی جو خلاف اسلام ہو ہم ایک سے زیادہ مرتبہ اس بات کو واضح کر چکے ہیں کہ اسلام نے بعض حالات میں کثرت ازدواج کی اجازت بے شک دی ہے - لیکن اسے چند شرائط کے ساتھ مشروط کیا ہے - مسلمانوں نے علی العموم ان شرائط کو نظر انداز کر کے اس اجازت سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے جو بہت سی تمدنی اور معاشرتی خرابیوں کا موجب ہوا ہے۔

ہمارے خیال میں حکومت مصر اس سفارش کو قبول کر کے اسلام کی ایک ضروری اور مفید خدمت انجام دے گی - اس قسم کی سفارشات اسلام اور مسلمانوں کی موجودہ گئی گزری حالت کا حقیقی علاج ہیں - بیسیوں اسی قسم کے مسائل ہیں جو آج ہندوستان میں مسلمانوں کی زندگی کو تباہ کر رہے ہیں - لیکن افسوس ہے کہ قانون ساز مجالس کے مسلمان نمائندوں کو ان کی طرف قطعاً توجہ نہیں۔

قانون طلاق

اس قسم کا ایک مسئلہ قانون طلاق سے تعلق رکھتا ہے - ہندوستان میں ایک مسلمان عورت کے لئے طلاق حاصل کرنا قانون کی رو سے قطعاً محال اور ناممکن امر ہے - اس لئے آئے دن اس قسم کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ خاوندوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے عورتیں مذہب تبدیل کر لیتی ہیں - حالانکہ یہ بھی اسلامی نقطہ نگاہ سے ان کی علیحدگی کی کوئی وجہ نہیں - کیونکہ اہل کتاب کی عورتوں سے اسلام نے نکاح جائز رکھا ہے - لیکن مروجہ قانون کی رو سے جہاں اسلام کے اندر رہ کر کوئی عورت طلاق حاصل نہیں کر سکتی وہیں تبدیل مذہب سے فوراً طلاق ہو جاتی ہے - اور اسی سبب سے عورتوں کے مذہب تبدیل کرنے کے واقعات آئے دن پیش آتے رہتے ہیں ہم اس موضوع پر قبل ازیں کئی مرتبہ تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں گزشتہ سے پیوستہ سال جمعیۃ العلماء نے بھی اس خرابی کو محسوس کر کے قانون کو بدلوانے کے ارادہ سے اس پر فقہی بحث و مباحثہ شروع کیا تھا - لیکن اس کی تمام جد و جہد صرف مضمون نویسی تک ہی ختم ہو گئی - اس سے آگے قدم اٹھانے کی جرأت اس نے نہ کی - ہندوؤں کی طرف سے ان کی صدیوں کی قایم شدہ مذہبی رسوم کو بدلوانے کے لئے آئے دن قانون پیش ہوتے رہتے ہیں - جس کی ایک مثال نکاح صغیرہ کا قانون ہے - لیکن مسلمان اپنی تمدنی خرابیوں کو دیکھتے ہوئے شریعت اسلام کے مطابق قانون کو بنوانے کی کوشش نہیں کرتے - جو ان کی انتہائی غفلت کا ایک کھلا ہوا ثبوت ہے۔

پنجاب میں کثرت جرائم کے اسباب

چند روز ہوئے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں پنجاب کے ایک نامور سابق ڈپٹی کمشنر کرنل او برائن کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہندوستان میں جیل خانوں اور قیدیوں شدید جرائم اور وارداتِ قتل کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے اور پنجاب سب سے زیادہ اس لعنت میں گرفتار ہے - اس سلسلے میں انہوں نے جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں وہ نہایت عبرت انگیز اور ہولناک ہیں - جن کا درج کرنا طوالت کا باعث ہوگا - ترقی جرائم کے اسباب و علل پر روشنی ڈالتے ہوئے وہ فرماتے ہیں:-

ہندوستان کا قانون فوجداری ناقص ہے۔ اور دیوانی مقدمات کے تصفیہ میں سالہا سال صرف ہوجاتے ہیں۔ اور فوجداری مقدمات کی کارروائی بھی شرمناک ہونے سے کم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ انصاف اور عدالتوں سے مایوس ہوکر قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔ ..... اس کے علاوہ عدالتوں کا کام اکثر غیر تعلیم یافتہ آنریری مجسٹریٹوں سے لیا جاتا ہے۔ پولیس کی تنخواہیں بھی کم ہیں اس لئے وہ بھی اپنی ضروریات کے مقابلہ میں انصاف کی پروا نہیں کرتے۔"

کرنل موصوف کے مفصلہ بالا الفاظ بالکل حقیقت پر مبنی ہیں۔ اور حکومت اور رہنمایان ملک دونوں کی توجہ کے مستحق ہیں۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ موجودہ عدالتیں انصاف کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک گورکھ دھندہ اور تجارت ہیں تو شاید مبالغہ نہ ہوگا قانون فوجداری کے نقائص سب جانتے ہیں۔ دیوانی مقدمات میں مدعی کے جو پلے پڑتا ہے اس کے تلخ تجربات لوگوں کو معلوم ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ اکثر فوجداری مقدمات کی اصل وجہ دیوانی عدالتوں کا مہنگا انصاف ہے۔ ضرورت ہے کہ اس نقص کی فوراً اصلاح کی جائے۔ ورنہ عنقریب بدنصیب ہندوستان غلامی مفلسی اور جہالت کے ساتھ ہی کثرت جرائم کا جہنم بھی بن جائے گا۔

اسلام اور مسیحیت

"مسیحیت اور اسلام کی روحانی جنگ" کے عنوان سے چودھری غلام حیدر خاں صاحب سابق مدیر "صداقت" کا ایک مضمون روزنامہ "زمیندار" میں شائع ہوا ہے۔ جس میں رسالہ "اسلامک ورلڈ" کی خدمات اسلامی کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو تبلیغ اسلام جیسے اہم فریضہ میں زیادہ مستعدی سے کام لینے کی تحریک کی گئی ہے۔

مسیحی معاصر "کوکب ہند" کو اس مضمون میں خدا جانے کیا نظر آیا کہ اس کی تردید میں اسے ایک مقالہ افتتاحیہ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ معاصر موصوف کو حیرانی ہے کہ:-

> "اس کا عنوان مسیحیت اور اسلام کی روحانی جنگ کیوں رکھا گیا مسیحیت اور اسلام مشترکہ طور پر کسی روحانی جنگ میں شریک نہیں"

ہم حیران ہیں کہ مشترکہ جنگ کا مفہوم معاصر موصوف نے کہاں سے پیدا کر لیا۔ مضمون نگار کا منشا اسلام اور مسیحیت کی کسی مشترکہ جنگ کی طرف اشارہ کرنا نہیں بلکہ باہمی جنگ کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

اس اظہار استعجاب کے بعد معاصر موصوف لکھتا ہے:-

> "مضمون بالا میں اسلام کی اشاعت کی رپورٹ بھی شائع ہوئی ہے کہ اسلام نے گزشتہ چند برسوں میں بلاد مغرب میں کس قدر ترقی کی ہے لیکن شکر کا مقام ہے کہ یہ بھی اعتراف کیا گیا ہے کہ جو ترقی ہوئی ہے وہ نہایت قلیل ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر اسلام میں کوئی ایسی شے ہوتی جو تثلیث کے پیرو اپنے مذہب میں نہ پاتے تو اس قدر ضعیف ترقی کیوں ہوتی۔ بلکہ اب تک کل مغربی ممالک کو اسلام کا حلقہ بگوش ہونا چاہئے تھا اس قلیل ترقی کے مقابلہ میں جو مسلمانوں کے کہنے کے مطابق اسلام کو حاصل ہوئی ہے ہم ترکی کو پیش کرتے ہیں جس نے مسیحیت کی بڑھتی ہوئی رو کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور آج وہ اگرچہ زبان سے اس امر کا معترف نہ ہو کہ وہ مسیحیت کو اسلام پر فوقیت دیتا ہے۔ لیکن زبان حال سے اس کا کھلے الفاظ میں اقرار کر رہا ہے۔"

ان فقرات سے معاصر کوکب ہند کا منشا کیا ہے۔ کیا ترکی کی موجودہ اصلاحات اور تجدد پسندی اس کے نزدیک مسیحیت کا مرقع اور تبدیلی مذہب کے مترادف ہیں؟ کیا مسیحیت کوٹ پتلون اور ہیٹ کا نام ہے؟ کیا مسیحیت عورتوں کے منہ سے پردہ اٹھانے کا نام ہے؟ کیا مسیحیت ان تمدنی اور معاشرتی اصلاحات کا نام ہے جو ترکی میں ہوئی ہیں؟ ہم نہیں سمجھتے کہ اس فقرہ کا کیا مطلب ہے کہ ترکی کا ملک مسیحیت کو اسلام پر فوقیت دیتا ہے۔ مسیحیت کا اعتقاد ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ جو نسل انسانی کو گناہوں کی سزا سے بچانے کے لئے صلیب پر نعوذ باللہ لعنتی موت مرا۔ اور تین دن دوزخ میں رہ کر آسمان پر چلا گیا۔ کیا ترکی نے توحید الٰہی کو چھوڑ کر اس اعتقاد کو قبول کر لیا ہے؟ کیا ..... بروسہ میں مسیحی مشنریوں کے تعلیمی دجل کو تجدد پسند ترکی نے پاش پاش کر کے مسیحیت سے نفرت اور اسلام سے وابستگی کا کھلا ثبوت پیش نہیں کیا؟ باوجود اس کے یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے کہ ترکی "مسیحیت کو اسلام پر فوقیت دیتا ہے"؟!!

مغرب کا مذہب

اس کے بالمقابل یورپ کو دیکھئے۔ مسیحی یورپ کے ایک ایک متنفس کے دل کو جا کر ٹٹولئے۔ اس سے پوچھئے کہ کیا تم خدا اور خدا ابن کے اعتقاد کو مانتے ہو؟ وہ اس کی غیر معقولیت کا علانیہ اعتراف کرے گا اس سے دریافت کیجئے کہ کیا تم اس بات کو صحیح سمجھتے ہو کہ گناہ انسان کی فطرت میں ہے؟ اور نسل انسانی کی نجات کے لئے مسیح کفارہ ہوا؟ وہ بجائے اس کے کہ اس کا اعتراف کرے خود مسیح کی شخصیت ہی کو معرض بحث میں لے آئے گا۔ اور اگر شخصیت کو ثابت بھی کر دیا جائے تو اس غیر معقول اعتقاد پر ہزار نفریں بھیجے گا۔ اور تو اور خود کلیسائی مناددں اور پادریوں کے متعلق ایک مغربی اہل قلم کا یہ بیان ہے کہ اسی فیصدی پادری ان اعتقادات کے دل سے قائل نہیں جن کی وہ تعلیم دیتے ہیں۔ ابھی اگلے دن معاصر "پایونیر" نے "دی نیگلیکٹڈ بائبل" کے عنوان سے انجیل کے متعلق مغربی خیالات کا جو نقشہ پیش کیا تھا وہ ان کالموں میں نقل کیا جا چکا ہے۔ اس کے باوجود معاصر "کوکب ہند" کا خیال کہ مغرب میں مسیحیت کو برتری اور فوقیت حاصل ہے۔ جو اس کی صداقت کی دلیل ہے۔ طفل تسلی سے بڑھ کر حقیقت نہیں رکھتا۔ مغرب میں جو خیالات اس وقت پیدا ہو چکے ہیں، وہ مسیحیت کے حامی نہیں۔ بلکہ اسلام کے موید ہیں اور وہ دن دور نہیں جب اسلام ہی مغرب کا مذہب ہوگا۔

پردہ اور نہرو رپورٹ

نہرو رپورٹ پر منجملہ اور اعتراضات کے ایک یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس میں عورتوں کو بھی حق رائے دہندگی دیا گیا ہے۔ حالانکہ مسلمان عورتیں پردہ کی وجہ سے ووٹ دینے کے قابل نہیں۔ معاصر "زمیندار" نے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:-

> "دیہات کی عورتیں پولنگ سٹیشنوں پر جا کر ووٹ دے سکتی ہیں اور اگر ضرورت ہو تو نمبرداروں اور ذیلداروں کے ذریعہ سے بھی ان کے ووٹ حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ شہروں میں رہنے والی خواتین کے لئے ایسا انتظام کرنا کچھ مشکل نہیں کہ وہ پانچ سال میں ایک مرتبہ پردہ کے جملہ لوازم کو ملحوظ رکھتی ہوئی ووٹ دینے کے لئے پولنگ سٹیشن پر پہنچ سکیں جہاں عورتیں ہی پولنگ آفیسر ہوں۔ اس سے زیادہ احتیاط ملحوظ ہو تو محلوں میں پولنگ سٹیشن بنائے جا سکتے ہیں اور بھی مبالغہ منظور ہو تو ان خواتین کے لئے جو گھروں سے باہر قدم رکھنے کے لئے تیار نہ ہوں ان کے والد بھائی یا شوہر کے ذریعہ سے ان کی آرا حاصل کی جا سکتی ہیں۔"

ووٹ دینے کا یہ طریق ہمارے نزدیک صورت معاملات کو سلجھانے کے بجائے زیادہ پیچیدہ بنا دیتا ہے۔ عورتیں دوسروں کی معرفت اگر ووٹ بھیجیں تو اس بات کی کیا ضمانت ہوگی کہ جو شخص اپنی بیوی یا والدہ یا بہن کا ووٹ لیکر جائے گا وہ اس کے حسب مرضی ووٹ دے گا۔ ووٹ، کے معاملہ میں بعض وقت قریبی رشتہ داروں میں اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور وہ بڑھتے بڑھتے سخت تنازعہ اور مقاطعہ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں کیا عورتوں کے معاملہ میں اختلافات جبر و استبداد کی شکل اختیار نہ کریں گے۔ اور اگر کوئی عورت جبر و اکراہ کو بھی قبول نہ کرے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ مغرب کی حالت اور ہے۔ ہندوستان ابھی تعلیم اور ترقی کے اس معیار پر نہیں پہنچا کہ ایسے اختلافات تفرقہ کی حد تک نہ پہنچیں۔ ابھی تو ہمارے تعلیم یافتہ لیڈروں کی یہ حالت ہے کہ معمولی اختلاف رائے کو عناد اور دشمنی بنا لیتے ہیں اور ایک دوسرے پر ذلیل سے ذلیل حملے کرنے سے باز نہیں آتے۔ چہ جائیکہ جاہل عورتوں اور مردوں سے یہ توقع کی جائے کہ وہ آزادی رائے کی پوری قدر کر سکیں۔

۴۴

ہو رہے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم برادر موصوف کے شامل حال ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے۔ اور تمام تکالیف سے محفوظ رکھے۔

—— احباب شیخ عبدالرحمٰن فرزند شیخ محمد جان وزیر آبادی اور عزیز غلام شبیر مبتسم کی کامیابی امتحان .... کے لئے دعا [illegible]

شذرات

سنا گیا ہے کہ چودھری احمد حسین صاحب ملازم احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سابق منیجر بکڈپو کے پاس قادیانی حضرات جا جا کر ان کی منتیں کرتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا کوئی خاص ریکارڈ انہیں فراہم کر دیا جائے۔ عام قانونی نگاہوں میں تو یہ حرکت غالباً "ترغیب سرقہ" ہی سمجھی جائیگی۔ قادیانی لغات میں ممکن ہے اس کا نام کچھ اور ہو۔ ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حضرات قادیان بالخصوص جناب میاں صاحب اس طریق عمل کو کس نام سے پکارتے ہیں۔

قادیانی اخبارات میں جو گند آج کل اچھالا جا رہا ہے اس کی سڑاند سے اپنی قوم کو بچانے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ نے پچھلے دنوں "پیغام صلح" کو یہ ہدایت کی تھی کہ مسئلہ نبوت اور تکفیر پر متانت سے بحث کرنے کے علاوہ اور کسی بات کا جواب قطعاً نہ دیا جائے۔ اس پر بجائے اس کے کہ اس پاک انسان کی نیک نفسی اور بلند اخلاقی کی قدر کی جاتی بار بار آوازے کسے جاتے ہیں کہ اسیر پیغام نے ہتھیار پھینک دیئے۔ کیونکہ جواب دینے کی ہمت نہ تھی۔ اور لطف اور یہی الفاظ ہم نے سنا ہے کہ خلافت مآب کے منہ سے بھی نکلے ہیں۔

ہم اس کے جواب میں سوائے اس کے اور کچھ کہنا نہیں چاہتے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ گالیوں کا جواب ہمارے پاس کوئی نہیں جہاں تک عقائد کا تعلق ہے ہم نہایت متانت کے ساتھ اس پہ برابر بحث کر رہے ہیں۔ گمنام مراسلہ کے اتہامات کا جہاں تک سوال ہے وہ معاملہ چونکہ عدالت میں جانے والا ہے اس لئے اس پر کچھ لکھنا خلاف مصلحت ہے۔ باقی رہیں قادیانی اخبارات کی گالیاں ان کا جواب دینے کی قابلیت ہمیں بے شک نہیں۔ لیکن کیا "پیغام حق" اور "زمیندار" کے وہ مضامین بھی ہم نقل نہیں کر سکتے جن میں خلافت مآب کے متعلق وہ کچھ لکھا جاتا ہے جس کو پڑھ کر شرم و حیا بھی منہ چھپائے بغیر نہیں رہ سکتی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ شرافت انسانی اس سے بھی ہمیں روکتی ہے قادیانی اخبارات اس کو ہماری شکست سمجھتے ہیں تو سمجھا کریں ہم اس شکست کو اس فتح پر ہزار درجہ ترجیح دیتے ہیں جو رذیل ترین اخلاق کی مظہر ہو۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— اخویم مکرم محمد عبداللہ صاحب محصل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور تحریر فرماتے ہیں:-

شیخ جان محمد صاحب دکاندار کوہاٹ میں ہماری جماعت کے نہایت مخلص ممبر ہیں ان کے ذمہ کچھ رقم چندہ ماہوار کی بقایا میں تھی جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ بوجہ افلاس اس قابل نہیں کہ چندہ دے سکیں میں نے ان سے چندہ مانگنا مناسب نہ سمجھا۔ کیونکہ ان کی دکان کی حالت ناتسلی بخش تھی اور ان کی اہلیہ عرصہ سے بیمار چلی آتی تھیں۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ انجمن کی کچھ رقم دینی ہے اور محصل اس غرض کے لئے آیا ہوا ہے تو انہوں نے قرضہ اٹھا کر بقایا صاف کر دیا۔ احمدیت اسی کا نام ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا اس کا زریں اصول ہے۔ اگر ہمارے احباب اس کو اپنی ضروریات میں سمجھیں تو کسی کے ذمہ بقایا نہ ہو اور جب کوئی محصل وصولی کے لئے جائے تو کوئی عذر لنگ پیش نہ کریں۔

—— اخویم مکرم شیخ عبدالحق صاحب احمدی دہلوی کا پتہ گزشتہ اشاعت میں درج کیا گیا تھا۔ شیخ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ بجائے اس کے ذیل کا پتہ نوٹ کیا جائے

کوارٹر نمبر ۱۱۔ ڈائز سکوئر۔ نئی دہلی۔

—— برادرم معراج الدین صاحب زراعتی فارم راولپنڈی احباب سے دینی و دنیوی امور میں کامیابی کے لئے دعا کے مستدعی ہیں۔

—— ہمارے ایک مخلص بھائی قاضی غلام نبی صاحب سب انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز تلوکڈی موہنی خاں شمولیت سلسلہ کی وجہ سے اپنوں اور بیگانوں کی طرف سے سخت تکالیف ..... کا نشانہ ۴۴

خطبہ جمعہ

فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ ۵ / اکتوبر ۱۹۲۸ء

ہماری کامیابی اور دشمن کی حاسدانہ کوششیں

الفضل کے گمنام مراسلہ نگار کی حقیقت

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی....
....ماکنتم فیہ تختلفون (النحل ۹۰ - ۹۲)

نیکی اور بدی کے تین مراتب

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے عدل کا۔ بھلائی کے بدلے بھلائی کرنا اور احسان کا یعنی بغیر کسی معاوضہ کے لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور پھر ایتاءِ ذی القربی۔ قریبیوں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔ یا اس طرح پر لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے کا جس طرح انسان اپنے قریبیوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ بیٹا بیٹی بیوی خاوند، ماں باپ کے ساتھ جس طرح نیکی کرتا ہے کہ ان سے کسی بدلہ کی امید نہیں رکھتا۔ نہ بطور احسان ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہے ایسی نیکی احسان سے بھی اوپر کا درجہ رکھتی ہے۔ کیونکہ اس میں کسی قسم کا تکلف یا بناوٹ نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی خواہش ہوتی ہے۔ اسی طرح سے دوسروں کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا۔

تو یہ تین مرتبے نیکی کے بتائے۔ کوئی تم سے نیکی کرتا ہے تم بھی اس کے ساتھ نیکی کرو۔ ھل جزاء الاحسان الاحسان۔ دوسرا یہ کہ بغیر کسی دوسرے کے احسان کے اس کے ساتھ نیکی کرو۔ اور تیسرا یہ کہ احسان کے طریق پر نہیں بلکہ نیکی کرنا تمہاری فطرت بن جائے۔

وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی اور روکتا ہے تین چیزوں سے۔ اول فحشا بے حیائی کے کام سے۔ جس کا اثر محض اپنی ذات پر ہوتا ہے دوسرا والمنکر ایسا کام جو دوسروں کو برا لگے۔ اپنی ذات سے گزر کر اس کا اثر دوسروں تک پہنچتا ہو۔ تیسرے والبغی زیادتی سے بھی روکتا ہے یعنی دوسروں پر ظلم کرنے سے

کثرت اور جتھا سازی

واوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا۔ اگر تم نے کوئی پکے اقرار کئے ہیں۔ کوئی قسم کھائی ہے تو اپنی قسموں کو توڑو نہیں۔ وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا۔ ایسی قسمیں جن میں اللہ کو ضامن بنا چکے ہو۔ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا۔ اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے کاتے ہوئے سوت کو جسے اس نے بڑی محنت کے ساتھ کاتا تھا ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ تتخذون ایمانکم دخلا بینکم۔ تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد کا موجب نہ بناؤ۔ ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ۔ کسی گروہ کو یہ فخر نہ ہو کہ میں زیادہ ہوں۔ دوسرے کو نقصان پہنچا سکتا ہوں انما یبلوکم اللہ بہ یہ صرف آزمائش کی چیز ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کون جتھہ دار ہو کر مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاتا ہے اور کون نقصان کا موجب ہوتا ہے ولیبینن لکم یوم القیمۃ ماکنتم فیہ تختلفون قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں کو کھول دے گا۔ جو آج لوگوں کی دھڑے بندی اور جتھا سازی نے مخفی کر رکھی ہیں۔

محنت سے کئے ہوئے کاموں کی بربادی

اس وقت میں ان آیات میں سے صرف ایک فقرے کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ لا تکونوا کالتی نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا۔ اپنے کاتے ہوئے سوت کو جو بڑی محنت سے تم نے کاتا ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو۔

آج کل تو گاندھی جی کے چرخے نے اس مثال کو بہت وزنی اور قیمتی بنا دیا ہے۔ اور فی الحقیقت اس سے بڑھ کر قیمتی اور وزنی اور کوئی مثال ہو بھی نہیں سکتی۔ کون عورت ہے جو یہ چاہتی ہے کہ جس سوت کو اس نے بڑی محنت اور مشقت کے ساتھ کاتا ہے۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے لیکن قوموں کے اندر ایسے وقت آ جاتے ہیں کہ ایک جماعت بڑی محنت کے ساتھ ایک کام کرتی ہے۔ پھر اسے اپنے ہاتھوں سے برباد کر لیتی ہے آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ کسی عمارت کا بنانا بہت مشکل ہوتا ہے اور اس کا گرانا بہت آسان۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک قوم بڑی محنت سے ایک عمارت کھڑی کرتی ہے۔ لیکن پھر ایسا وقت اس پر آتا ہے کہ خود اسی قوم کے کسی فرد کے ہاتھوں وہ عمارت گر جاتی ہے

اسلام پر ایسے وقت آئے جب چند شریر آدمیوں کے منصوبے سے بڑے بڑے نقصانات مسلمانوں کو اٹھانے پڑے۔ مثلاً حضرت عثمان کا قتل صرف چند شریر آدمیوں کے منصوبوں کا نتیجہ تھا۔ انہوں نے فتنے کا دروازہ کھولا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسلام کی وہ سلطنت جو چاروں طرف پھیل رہی تھی اور ممکن تھا کہ اس کا احاطہ بہت جلد تمام دنیا پر وسیع ہو جاتا۔ وہ بہت حد تک رک گئی

ہماری بنا کردہ عمارت

وہ تو بڑا عظیم الشان کام تھا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے دنیا میں کیا۔ تم جو کچھ کر رہے ہو اس کو تو کوئی نسبت ہی اس سے نہیں ہو سکتی۔ بہت چھوٹے پیمانہ پر یہ کام ہے جس کی بنیاد دراصل اس شخص کے ہاتھ پر رکھی گئی جو مجدد ہو کر آیا۔ اس کے ہاتھ پر تم نے قسمیں کھائیں۔ وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا۔ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تم نے اقرار کیا کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے کچھ تھوڑا بہت کام تم نے کیا۔ اس کے بعد اختلاف ہو جانے پر پھر ایک عمارت تم نے بنانی شروع کی۔ اس وقت تمہارے پاس کوئی آدمی نہ تھے۔ کوئی سامان نہیں تھا۔ چند پراگندہ لوگ تھے جنھیں نہ اپنی قوت پر ناز تھا۔ اور نہ کسی ساز وسامان اور جتھے پر۔ لیکن تم لوگوں نے زور لگایا۔ یہ تو سچ ہے کہ جو کچھ نتائج برآمد ہوئے وہ محض اللہ کا فضل ہیں لیکن اللہ کا فضل بھی کوشش پر نازل ہوتا ہے۔ تم نے کوشش کی اس نے اپنے فضل سے تمہاری مدد کی۔ اور تمہاری کوششوں کو کامیاب کیا۔

مخالف ہوائیں

اس عمارت پر وقتاً فوقتاً مخالف ہوائیں بھی چلتی رہی ہیں اس کی ابتدا میں ایک گروہ نے ہر طرح سے اسے کمزور کرنے اور گرانے کی کوشش کی۔ وہ لوگ جو آج احسان جتاتے ہیں کہ فلاں مقدمہ میں انہوں نے اپنے وکلا کو ہماری مدد کرنے کے لیے کہا تھا۔ حالانکہ ہم نے تو کسی سے یہ کہا نہیں۔ میں خدا کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ ان میں سے بدترین آدمی جو ہمارا دشمن ہو سکتا ہے وہ بھی جب ہمارے پاس یا ہمارے دوستوں کے پاس آیا اور کوئی ضرورت اس نے ظاہر کی تو ہم نے اس کو مدد دینے سے دریغ نہیں کیا۔ ان دنوں میں جب انہوں نے یہ زور لگایا کہ لوگ اس جماعت کو چندہ نہ دیں۔ اور اعلان لکھ لکھ کر اخبارات کو بھیجے کہ کوئی چندہ انہیں نہ دیا جائے بلکہ ان دنوں میں جبکہ پنجاب ایک ابتلا کے اندر تھا۔ انہوں نے ہمارے خلاف بڑا زور لگایا۔ اور مختلف طریقوں سے یہ کوشش کی کہ کسی طرح اس ابتلا میں پھانس کر ہمیں تباہ و برباد کر دیا جائے۔

نصرت الٰہی

ایسی حالت میں خدا نے اس جماعت کی امداد کی اور اس قدر ترقی دی کہ عدد کے لحاظ سے تو میں جانتا نہیں ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ کام کے لحاظ سے کہتا ہوں کہ اس جماعت نے وہ کام کیا ہے جس کی گواہ تمام دنیا ہے۔ یہی نہیں کہ دو ہائی سکول بنا دیئے ایک اشاعت اسلام کالج کھڑا کر دیا۔ جرمنی میں ایک مسجد بنا دی اور مشن کھول دیا۔ قرآن کریم کے اردو انگریزی ترجمے شائع کر دیئے۔ کئی اخبارات جاری کر دیئے۔ مختلف ملکوں اور زبانوں میں لٹریچر پھیلا دیا۔ بلاشبہ یہ بھی بہت بڑے کام ہیں۔ لیکن اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ لوگوں کے اندر تمہاری عزت بٹھا دی۔ تم کو ایک پیشوا کا مقام دے دیا۔ تمہارے خیالات سے اخذ کر کے آج لوگ اپنی اصلاح کر رہے ہیں۔ تمہارے خیالات ان کے دلوں پر حکمران ہیں جہاں کہیں تمہارے خیالات پہنچے لوگوں نے اپنی اپنی زبانوں میں ان کا ترجمہ کیا یہ دراصل بڑی کامیابی ہے جو تمہیں حاصل ہوئی ہے۔

دشمن کی حاسدانہ کوششیں

لیکن میں کہتا ہوں جس طرح ابتدا میں ایک کوشش تباہ کرنے کے لئے کی گئی اسی طرح آخر میں بھی ایک کوشش تباہ کرنے کے لئے ہو رہی ہے۔ جس طرح قل اعوذ برب الفلق میں دشمن کی ابتدائی کوشش کا من شر غاسق اذا وقب میں ذکر کیا ہے۔ اس کی انتہائی کوشش کا ذکر من شر حاسد اذا حسد میں کیا ہے۔ جب کامیابی ہو جاتی ہے تو پھر مخالفین کو حسد پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر حاسدانہ کوششوں کے ذریعہ سے تباہی کے لئے زور لگایا جاتا ہے۔ میں جس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس وقت جبکہ تم خدا کے فضل سے کامیابی تک پہنچ چکے ہو اور دشمن کی کوششیں حاسدانہ رنگ اختیار کر چکی ہیں۔ تم سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو تمہاری ساری محنت کو برباد کر دے۔

میری ذات کا سوال

جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے مجھ کو اور چند اور لوگوں کو بھی الگ کر دو لیکن بحیثیت جماعت تمہارے اخلاص اور ایثار کی شہادت ایک دشمن بھی دیتا ہے۔ گو وہ مجھ پر افترا پردازی کرتا ہے۔ اگر میری ذات کا سوال ہوتا تو مجھے اپنی بریت کی بھی ضرورت نہ تھی۔ اس وقت سوال ہے قوم کا، حملہ ہے قوم پر۔ اس لئے میں قوم کو توجہ دلاتا ہوں کہ تم خدا کے لئے کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھنا جس سے تمہاری قوم کی محنت برباد ہو جائے۔

امیر کے متعلق قوم کا فرض

مجھے یہ دعوے نہیں کہ میں فلاں بزرگ کا مثیل ہوں یا میں فلاں سے بڑا ہوں۔ یہ آواز جہاں سے اٹھتی ہے تم اس سے بھی واقف ہو ہاں یہ میں ضرور کہتا رہا ہوں اور کہوں گا کہ ان پاک نفس بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ جنھوں نے اسلام کی بے نظیر خدمات کیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلافت پر بیٹھے تو انہوں نے فرمایا ان احسنت فاعینونی۔ اگر میں نیک کام کروں تو میری مدد کرو۔ وان زغت فقومونی اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کرو۔ اسی طرح جس شخص کو تم اپنا امام یا امیر بناؤ اس کے متعلق تمہارا فرض ہے کہ اگر وہ قوم کے نفع کا کام کرتا ہے تو اس کی مدد کرو اور اگر وہ قوم کو نقصان پہنچاتا ہے تو اس کو سیدھا کرو اگر یہ دونوں احساس تم میں نہیں تو تمہاری قوم صحیح رستے پر نہیں

غیبت اور اعتراض

آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ چھپ کر پیچھے کسی کے متعلق کچھ کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ جو بات کہنی ہو منہ پر کہو۔ غیبت کیا ہے۔ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی کمزوریاں بیان کرنا گو وہ سچی بھی ہوں۔ لیکن کیا مقام اس کو قرآن نے دیا ہے ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ یہ تو غیبت کا حال ہے لیکن اعتراض جو منہ پر کیا جائے اس کو ہمارے سلف نے یہ مقام دیا ہے کہ حضرت عمر جیسے جری آدمی کے منہ پر لوگ اعتراض کرتے تھے اور آپ اسے سن کر نہایت خوشی سے جواب دیتے تھے

گمنام مراسلہ نگار

اعتراض اگر کسی کے دل میں ہو تو وہ بے شک کرے اور سامنے ہو کر اعتراض کرے۔ میں نے اپنی قوم کے کسی آدمی سے یہ بات نہیں کہی کہ اگر تم جھوٹا اعتراض بھی مجھ پر کرو گے تو تم پر خدا کی لعنت ہو گی اور تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ چہ جائیکہ سچے اعتراضات اگر کوئی ہوں تو ان کے متعلق ایسا کہا جائے۔ اس لئے میں فی الواقعہ بڑا ہی مذبذب ہوں اس بارہ میں کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ تمہاری قوم کے کسی آدمی کی طرف سے وہ گمنام مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں الزامات لگائے گئے ہیں۔ یہ کہاں تک سچ ہے۔ ہماری قوم کے آدمیوں کو جب علے الاعلان ہر قسم کا اعتراض کرنے کا موقع حاصل ہے تو وہ چھپ کر کیوں کریں گے۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہماری جماعت کا کوئی آدمی اس قسم کی خباثت اپنے اندر رکھتا ہو کہ باوجود بار بار اعلان کرنے کے کہ وہ میرے منہ پر تو کچھ کہتا نہیں۔ یا میرے منہ پر نہ کہے تو انجمن کے سامنے تو اپنے اعتراض کو لیجاتا نہیں اور اپنے نام کو چھپا کر اپنے جھوٹے اعتراضوں کو لے کر وہاں جاتا ہے جہاں سچے اعتراض کرنے والے پر لعنت کی جاتی ہے۔ اور اس کو بربادی کی دھمکی دی جاتی ہے۔

چودھری محمد حسین

بعض لوگوں کا ایک خاص شخص پر گمان تھا یعنی چودھری محمد حسین پر اس کے میرے ساتھ تعلقات بہت دیر سے چلے آتے ہیں۔ قادیان ہی میں وہ انگریزی ترجمہ قرآن ٹائپ کیا کرتا تھا۔ یہاں میں نے اس کے کام میں بعض نقص دیکھے۔ اور اس پر سختی سے نوٹس لیا اس کو اچھا کہہ لو یا برا کہہ لو۔ نقص مجھ میں بہت ہیں ان میں ایک یہ نقص بھی ہے کہ جہاں قوم کا نقصان ہوتا دیکھوں وہاں ذاتی تعلقات کی پروا نہیں کرتا۔

غرض چودھری محمد حسین کے کام میں کچھ نقص دیکھنے پر یہ معاملہ انجمن کے سامنے لایا گیا۔ اور امیر کو اس جگہ سے ہٹ ۲ کر دیا گیا۔ اس پر

کے ا ب جب ان امور کی تحقیقات کے لئے ایک سب کمیٹی بنائی گئی ہے۔ میں اس میں نہیں ہوں وہ خود تمام معاملہ کی چھان بین اور تحقیقات کرکے فیصلہ کرے گی۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وہ ٹھنڈے دل سے تحقیقات کرے تاکسی کی حق تلفی نہ ہو۔ یہ تو خیر اس سب کمیٹی کا کام ہے۔ لیکن لوگوں کو کچھ خیال چودھری محمد حسین کی طرف تھا۔ اور قادیان والے بھی یہ مشہور کرتے تھے کہ گمنام مراسلہ ان کا لکھا ہوا یا لکھوایا ہوا ہے۔ بلکہ جیسا کہ انہوں نے خود میرے پاس بیان کیا ان کے پاس میاں صاحب کے مریدان سے امداد حاصل کرنے کے لئے جاتے بھی رہے ہیں۔ مگر بایں چودھری محمد حسین نے ایک اعلان اخبار میں دیدیا ہے۔ جس میں انہوں نے نہ صرف اپنی بریت کا اظہار کیا ہے بلکہ ان لوگوں پر جو مجھ پر بددیانتی کا الزام لگاتے ہیں لعنت کی ہے۔

علانیہ اعتراض کا موقعہ

اب بھی میں اپنے دوستوں کو علے الاعلان کہنا چاہتا ہوں کہ جس شخص کے دل میں اب بھی کوئی اعتراض ہیں وہ علی الاعلان میرے منہ پر بیان کرے۔ میں ایسے تمام اعتراضات کے سننے کے لئے تیار ہوں۔

ضروری اعلان

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح! السلام علیکم ورحمۃ اللہ از راہ کرم مندرجہ ذیل چند سطور کو اپنے اخبار کی تازہ ترین اشاعت میں جگہ دے کر مشکور فرمائیں۔

"پیغام صلح" مجریہ ۲ راکتوبر ۱۹۲۸ء صفحہ کالم ۳ میں جو نوٹ زیر عنوان "پیغام حق" شائع ہوا ہے اس کو پڑھ کر مجھے نہایت افسوس ہوا ہے۔ کیونکہ آپ نے بغیر تحقیقات اس کو شائع کردیا۔ میرے نزدیک آپ کا فرض تھا کہ اس معاملہ کے متعلق استفسار فرمالیتے۔ بہرکیف چونکہ اس نوٹ سے غلط فہمی کا اندیشہ ہے۔ اس لئے بذریعہ تحریر ہذا امر واقعہ کا اظہار کرتا ہوں۔

ابتداءً جمعیتہ احرار المسلمین کے مقامی ممبر نہایت تھوڑی تعداد میں تھے اور انہوں نے انجمن کی بنیاد اس امر پر رکھی تھی کہ اس انجمن کا ہر ایک مسلمان ممبر ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ کسی فرقہ سے ہو۔ چنانچہ جب اخبار کی تجویز پیش ہوئی تو بھی انجمن کے اغراض و مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے یہ پالیسی قرار پائی کہ کسی فرقہ کے بانی کو بُرا نہ کہا جائے۔ البتہ مسائل کے متعلق بطور احقاق حق ہر ایک شخص کے مضامین درج ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اس پالیسی کا اظہار اخبار "پیغام حق" کے پہلے پرچہ میں نہایت واضح الفاظ میں کردیا گیا ہے۔ اسی پالیسی کے مطابق بعض احمدی احباب نے بھی کام کرنا منظور کیا۔ چنانچہ عبدالشکور صاحب بٹ کو بھی بطور سفیر روانہ کیا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد دفعتہً اخبار کا انتظام ایسے لوگوں کے ہاتھ میں چلا گیا جو اس پالیسی پر قائم نہ رہنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس وقت جمعیتہ میں بھی معاملہ پیش ہے اور اب آئندہ جو پرچہ شائع ہوگا وہ خود ہر ایک بات کا آپ جواب ہوگا۔ آئندہ پرچہ یا تو کسی خاص فرد کا ہوگا جو خود ہی اخبار کی پالیسی کا ذمہ دار ہوگا اور اگر پرچہ جمعیتہ کا ہوا اور جمعیتہ ہی نے کثرت رائے سے اپنی پہلی پالیسی کو بدلا تو جمعیتہ سے احمدی اصحاب کی علیحدگی ہوگی۔ امید ہے کہ یہ اعلان اس غلط فہمی کو دور کر دے گا جو "پیغام حق" کے ایک دو پرچوں سے پیدا ہوئی ہے۔ اول تو یہ کہ جن لوگوں نے ہر قسم کی تکالیف اٹھاکر ایک سچی آواز کو بلند کیا وہ کیونکر ایک ادنےٰ چیز کی خاطر حضرت مرزا صاحب کے خلاف قلم اٹھا سکتے ہیں۔ یہی غلط فہمی کی تردید کرنے کے لئے کافی تھا۔ مگر تاہم معاملہ کو بالکل صاف کرنے کے خیال سے یہ چند سطور لکھی گئی ہیں۔ اور اگر "پیغام صلح" "الفضل" یا "فاروق" کے پروپیگنڈا سے متاثر ہوا تو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ لوگ تو لاہوری جماعت کو بھی احمدیت سے مرتد قرار دیتے ہیں۔

خاکسار فضل کریم از قادیان۔

"پیغام صلح":۔ الفضل اور فاروق وغیرہ کا پروپیگنڈا ہمیں ہرگز متاثر کرنے کا موجب نہیں۔ خود "پیغام حق" کا رویہ اور مولوی فضل کریم صاحب کی اس کے ساتھ وابستگی اور عدم بیزاری نے ہمیں متاثر کیا۔ ان کی طرف سے اس قسم کا اعلان آج سے بہت پہلے ہونا

خبریں

— ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ والئے بہاولپور نواب ذوالفقار علی خاں صاحب کو ریاست بہاولپور کا وزیر اعظم مقرر کرنے پر رضامند ہوگئے ہیں اور علامہ سر اقبال ریاست کے قانونی مشیر ہوں گے۔

— کلکتہ ۷ راکتوبر۔ دسمبر کے آخر میں یہاں سر مگدنش چندر کا جشن خاص اہتمام سے منایا جائے گا۔

— بالبرام نرائن بانگرہ سکرٹری برائے میونسپل کمشنر دہلی کا منصوری میں انتقال ہوگیا۔ آپ نے ہندو قوم کی بہت خدمت کی۔

— بمبئی کے مشہور مخیر سیٹھ دیوی داس نے ایک شفا خانہ کو ایک لاکھ روپیہ عطا فرمایا۔

— کلکتہ ۸ راکتوبر۔ آل انڈیا شدھی سبھا کی شاخ بنگال و آسام کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ آئندہ کانگرس کے موقعہ پر کلکتہ میں شدھی کانفرنس بھی ہوگی۔

— خان خاناں ضلع جالندھر میں ۱۹ تا ۲۲ راکتوبر دوآبہ دودھوا دواہ کانفرنس کا اجلاس بھائی پرمانند کی زیر صدارت ہوگا۔

— ۵ راکتوبر کو انور گنج کانپور میں ایک گلی کے اندر ایک ایسا بچہ دستیاب ہوا۔ جس کا تمام جسم تو آدمی کی مانند ہے لیکن منہ گھوڑے جیسا ہے۔

— امرتسر ۸ راکتوبر۔ پہلے یہ خبر شائع ہوچکی ہے کہ بعض سکھ نوجوانوں میں یہ تحریک پیدا ہوئی ہے کہ وہ سکھ ہونے کے لئے کیسوں کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اس مقصد کی تائید و اشاعت کے لئے ایک اخبار بھی عنقریب جاری ہونیوالا ہے۔

— عمر رضامندی کی کمیٹی آج کل دہلی میں شہادتیں لے رہی ہے لالہ لاجپت رائے اور دیگر کانگرسی لیڈروں نے امرتسر کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے لوگوں سے نہرو رپورٹ کی حمایت کرنے کی اپیل کی۔

— کلکتہ ۲ راکتوبر۔ عورتوں نے ایک جلسہ میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ درگا پوجا کے تہوار پر بدیشی کپڑا نہ خریدینگی۔

— اخبار "تیج" دہلی اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ مہاراجہ الور نے خواجہ حسن نظامی کو قرآن شریف کا ہندی ترجمہ شائع کرنے کے سلسلے میں امداد دی ہے۔

— مہاراجہ بھرتپور اب معمولی آدمیوں کی حیثیت سے دہلی میں زندگی بسر کریں گے۔

— لاہور ۱۱ راکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ایک ایسی تجویز پر غور کررہی ہے جس کے مطابق دہلی میں صوبہ کا ایک علیحدہ گورنر مقرر کیا جائے۔

— پنڈت مدن موہن مالوی عنقریب صوبہ سندھ کا دورہ کرنے والے ہیں۔

— تازہ خبر ہے کہ مہارانی اندور نے پردہ ترک کردیا ہے عورتوں میں ترک پردہ کی تحریک کررہی ہیں اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مہارانی صاحبہ سوشل اصلاح کی طرف خاص طور سے متوجہ ہیں۔

— نانکن ۹ راکتوبر۔ چین کی نئی قومی گورنمنٹ کے صدر کا انتخاب ہوگیا ہے۔ مسٹر چیانگ کائی شیک منتخب ہوئے ہیں۔

— دہلی ۱۲ راکتوبر۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ ہز ہائینس آغا خاں آئندہ ماہ دسمبر کے شروع میں ہندوستان پہنچیں گے اور آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی صدارت کریں گے۔

— حضور نظام کے دہلی تشریف لانے کی تقریب پر مفصلہ ذیل اسلامی اخبار اپنے خاص نمبر شائع کررہے ہیں۔ (۱) انقلاب لاہور (۲) تازیانہ لاہور (۳) الجمعیتہ دہلی (۴) الخلیل میرٹھ (۵) مہاجر دیوبند (۶) میونسپل گزٹ لاہور

— دہلی ۱۰ راکتوبر۔ مقامی مسلمانوں کے چیدہ چیدہ نمائندوں کا ایک پرائیویٹ جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں آل پارٹیز کانفرنس کے ماہ دسمبر میں منعقد کرنے کی تائید کی گئی۔

کانگرس [illegible] کانفرنس منعقد نہ ہو۔

— نواب سر ذوالفقار علی خاں سائمن کمیشن کے ساتھ کام کرنیوالی ہندوستانی مرکزی کمیٹی میں شرکت کے لئے ۹ راکتوبر کو پونہ روانہ ہوگئے۔

— پشاور ۹ راکتوبر۔ صوبہ سرحد کے چیف کمشنر سر نارمن بولٹن شیخ محبوب علی خاں سکرٹری برطانی سفارت خانہ مقیم کابل کی معیت میں کل بیچ کے طور پر کابل روانہ ہوگئے ہیں۔

— احمد آباد ۱۰ راکتوبر۔ آج شام مہاتما گاندھی کے اس فعل کے خلاف کہ انہوں نے ستیہ گرہ آشرم میں ایک بیمار بچھڑے کو مار ڈالا احتجاج کرنے کے لئے ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔

— بمبئی کے کارخانوں میں دوبارہ ہڑتال ہوگئی ہے۔

— غازی مصطفےٰ کمال پاشا احمد بے زوغو شاہ البانیہ، کو بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کررہے ہیں۔

— حکومت ایران نے اطالوی کارخانوں کو فرمائش بھیجی ہے کہ وہ ایران کے لئے تین چھوٹے جنگی جہاز بنائیں۔ جو خلیج فارس میں رکھے جائیں گے۔ یہ جہاز ایران کے بحری بیڑے کی پہلی کڑی ہیں یہ بیڑہ خلیج فارس میں رہا کرے گا۔

— یروشلم۔ مغربی خیالات کو روکنے کے لئے حرم شریف اور ہیکل کے حکام نے احکام نافذ کئے ہیں کہ کسی عورت کو زیارت کی اجازت نہ دی جائے گی جب تک وہ اسلامی نمونے کے لباس میں ملبس نہ ہو۔

— جمعیتہ تبلیغ اسلام انبالہ کی مساعی سے گورکھپور کے علاقہ میں تیرہ سو گدی مرتدین نے اسلام قبول کیا۔

— حیدرآباد دکن ۸ راکتوبر۔ سرائے حیدری اور مسٹر گری اور ریلوے ایجنٹ کی پانچ روز کی گفت وشنید کے بعد آج ریلوے ہڑتال کا خاتمہ ہوگیا۔

— شاہ افغانستان آج کل انسداد رشوت ستانی پر سب سے زیادہ توجہ فرمارہے ہیں۔

— مسلمانان مدراس جداگانہ انتخاب کے حق میں ہیں۔

— الہ آباد ۱۱ راکتوبر۔ اچھوت طبقوں کے لیڈروں نے ایک جلسہ عام میں نہرو رپورٹ کے خلاف اظہار نفرت کیا۔

— لاہور ۱۰ راکتوبر۔ ہندوؤں کا سنگھٹنی پرچہ "ہندو" بھائی پرمانند کی ادارت میں آج شایع ہوگیا ہے۔

— شاہ افغانستان نے ایک تقریر میں صاف طور پر فرمایا کہ میں اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ اس وقت کابل میں جو نقاب استعمال ہوتے ہیں ان کا استعمال ضرور رکھنا چاہیئے۔

— ایران کا قومی بنک کھل گیا ہے۔ بنک مذکور نے اپنا کام ۸ لاکھ تومان سے شروع کیا ہے۔ اس کی بہت سی شاخیں بھی جاری ہونے والی ہیں۔

— قسطنطنیہ ۷ راکتوبر۔ لاطینی رسم الخط کے نفاذ کو فروغ دینے کے لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ انگورہ کے تمام باشندے مرد ہوں یا عورتیں عارضی سکولوں میں جمع ہوکر تعلیم حاصل کریں

— نواب محمد یوسف صاحب وزیر لوکل سلف گورنمنٹ یوپی کو عارضی طور پر یوپی گورنمنٹ کا وزیر تعلیم مقرر کیا ہے۔

دور جدید لاہور

(مولانا قرشی ایڈیٹر ہوں گے)

نہرو رپورٹ کی اشاعت کے بعد ملک نے جس نئے دور میں قدم رکھا ہے اس نے ہماری نگاہوں کو شہروں کی ہنگامہ خیز زندگی سے ہٹاکر دیہات کی مظلوم اور معصوم فضاؤں کی طرف متوجہ کردیا ہے بالغوں کو حق رائے دہی مل جانے سے ہمارے قومی مستقبل کی باگ بالکل دیہاتی جماعتوں کے ہاتھ میں آگئی ہے۔ اور اس امر کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ مسلمان اگر ہندوستان میں عزت کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں بلا تاخیر اپنی علمی اور عملی قوتوں کو دیہاتی آبادی کی اصلاح و تنظیم کے لئے وقف کردینا چاہیئے۔ اس مقصد کیلئے ایک مضبوط ہفتہ وار جریدہ لاہور سے جاری کیا گیا ہے مولانا قرشی اس اہم جریدہ کے ایڈیٹر ہوں گے۔

ہم معزز معاصرین اور تمام ان اصحاب سے جو ذاتیات سے بالا ہوکر دیہات میں سیاسی خیالات کی اشاعت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں مودبانہ استدعا کرتے ہیں کہ وہ براہ کرم اس سنجیدہ ترین قومی تحریک میں

اعلیٰ حضرت شہریار دکن

اپنے بلند اقبال شہزادوں اور ہمایوں فال شہزادیوں کے ساتھ

اواخر اکتوبر میں ا س دہلی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمانے والے ہیں شمالی ہند کو یہ شرف کئی سال کے بعد حاصل ہونے والا ہے اس تقریب سعید کی یادگار میں

روزنامہ "انقلاب" لاہور کا "نظام نمبر"

۲۷ اکتوبر کو شائع کیا جائے گا جس میں مملکت دکن کی تاریخ حکومت برطانیہ سے اس کے معاہدات و تعلقات اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خان خلد اللہ ملکہٗ کی سیرت عالیہ اور حضور کے عہد معدلت مہد کی شاندار ترقیات و اصلاحات کے متعلق نہایت عالی پایہ اور معلومات افروز مضامین درج کئے جائیں گے اور دلکشا اور دلفریب نظمیں شائع کی جائیں گی۔

جن حضرات کو روزنامہ "انقلاب" کے خاص نمبروں کا حال معلوم ہے ان کو یہ بتانے کی قطعاً ضرورت نہیں کہ یہ نمبر کیسا ہوگا۔ مختصراً یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جو معلومات کئی ضخیم کتابوں کے مطالعہ سے حاصل کی جا سکتی ہیں وہ اس ایک پرچے میں یکجا مل سکیں گی۔ شمالی ہند میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، اور انہیں ہندوستان کے سب سے بڑے اسلامی تاجدار سے دلی عقیدت ہے، اس لئے ان سب کو چاہیئے کہ "نظام نمبر" کو خرید کر اس اسلامی مملکت کے متعلق جو ملک میں سلطنت مغلیہ کی شان و شوکت کی عزیز ترین یادگار ہے صحیح معلومات حاصل کریں۔

ایجنٹ حضرات فی الفور فرمائش بھیج دیں کہ انہیں کتنے پرچوں کی ضرورت ہوگی، اشتہار دینے والے حضرات کے لئے یہ موقع نہایت قیمتی ہے، انہیں چاہیئے کہ بہت جلد دفتر سے خط و کتابت کر کے شرح اجرت کا فیصلہ کریں، اگر چند روز بھی غفلت کی گئی تو اشتہار کے لئے گنجائش نہ نکل سکے گی۔

اس خاص نمبر کی ضخامت میں یا چہیں بڑے صفحوں کی ہوگی، اور قیمت فی پرچہ ۰۰ آنے مقرر کی گئی ہے۔

مہتمم روزنامہ "انقلاب" لاہور

شاہی اکسیری مجربات

یاقوتی شاہی قوت مردی کی وہ مشہور اکسیر جو زود اثری میں اپنا ثانی نہیں رکھتی والیان ریاست سے بھی خراج تحسین وصول کر چکی ہے قیمت پانچ روپے

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

اخبار لائٹ

کے لئے ایک محنتی تجربہ کار اور لایق کلرک کی ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت دیجائے گی درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہیئیں

منیجر اخبار لائٹ احمدیہ بلڈنگس لاہور

آپ

اخبار پیغام صلح کے خریدار بن جایئے

کیونکہ

پیغام صلح ہندوستان میں بہترین سہ روزہ تبلیغی اصلاحی اور اتحاد اسلامی کا علمبردار ہے

پیغام صلح میں نہایت دلچسپ مدلل اور موثر مضامین شائع ہوتے ہیں۔

پیغام صلح میں ہندوستان کے بہترین ارباب قلم مضامین لکھتے ہیں۔

پیغام صلح میں معترضین اسلام کے اعتراضات کا نہایت تسلی بخش طریق پر جواب دیا جاتا ہے اور اسلامی تعلیم کو نہایت دلکش طریق پر پیش کیا جاتا ہے۔

پیغام صلح مسلمانوں کو مذاہب غیر کی تبلیغی سرگرمیوں سے خبردار کرتا ہے اور ان کی قومی ضروریات کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پیغام صلح کی ہر اشاعت میں دنیا بھر کی "تازہ خبروں" کا خلاصہ شایع ہوتا ہے۔

پیغام صلح کو مسلمانوں کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ بہت پسند کرتا ہے اس کے مضامین سلیس ہوتے ہیں جن سے بچے اور عورتیں بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں لکھائی چھپائی کاغذ سب اعلیٰ سائز ۲۲×۱۸ آپ آج ہی نمونہ کے لئے خط لکھ دیجئے سالانہ قیمت چھ روپے ششماہی تین روپے سہ ماہی دو روپے۔ طلباء سے چار روپے سالانہ ممالک غیر سے پندرہ شلنگ سالانہ۔ نمونہ مفت۔

(منیجر پیغام صلح لاہور)

اشتہار کا بہترین ذریعہ

اخبار پیغام صلح ہے

کیونکہ

پیغام صلح شمالی ہندوستان کا سب سے زیادہ با اثر اور کثیر الاشاعت سہ روزہ اردو اخبار ہے۔

پیغام صلح کے ناظرین کا کثیر طبقہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور متمول ہے اور اس کو ہر مذہب و ملت کے سنجیدہ مزاج لوگ مطالعہ کرتے ہیں۔

پیغام صلح ہندوستان کے ہر حصہ اور دنیا کے تمام ممالک میں کثرت سے جاتا ہے

پیغام صلح ایک منظم اور با اثر جماعت کا واحد اردو آرگن ہے اور اس کا ہر پرچہ کم از کم پندرہ ہزار ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔

پیغام صلح میں اشتہارات کی آرائش بیلوں وغیرہ سے کی جاتی ہے اس غرض سے ایک قابل خوشنویس اور مصور کی خدمات حاصل کی گئی ہیں

پیغام صلح کی اجرت اشتہارات دیگر اخبارات کی نسبت بہت کم ہے

آپ کسی اور اخبار میں اشتہار دینے سے پہلے ہمارے نرخ ضرور طلب فرمایئے ہماری معرفت اشتہار کی بہترین کتابت ہو سکتی ہے اور نفیس اور اعلیٰ چربے اور بلاک تیار کئے جاتے ہیں۔

(منیجر اخبار پیغام صلح لاہور)

جلد ۱۶ | لاہور۔ یوم جمعہ ۴ ر جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹ ر اکتوبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۸۱

قادیان اور ہم

جناب مرزا سلطان احمد صاحب کے پیغام صلح کا جواب

(جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم سے)

جناب مرزا سلطان احمد صاحب فرزند اکبر حضرت مسیح موعود نے "الصلح خیر" کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس میں جماعت احمدیہ کے موجودہ مناقشات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے دونوں جماعتوں کے عمائدین کو صلح کی ترغیب دی ہے۔ اس پمفلٹ کے جواب میں حضرت خواجہ کمال الدین کا ذیل کا مراسلہ امید ہے دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

اخی المکرم مخدومی جناب مرزا سلطان احمد صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ "الصلح خیر" کے عنوان پر آپ کا مرسلہ پمفلٹ مجھے مل گیا۔ جزاک اللہ۔ اس میں آپ نے میری طرف بھی اشارہ کیا ہے اس لئے مجھے یہ چند سطریں لکھنی پڑیں۔

سابقہ کوششوں کی ناکامی

مجھے آپ کے لفظ لفظ سے اصولاً اتفاق ہے۔ آپ نے جس مختصر لیکن مدلل طریق پر اسلام جیسے مبشر اتفاق و اتحاد مذہب کے پیروؤں میں صحیح وجوہ نفاق بیان فرمائے ہیں وہ آپ ہی کا حق تھا۔ اور فرقہ ہائے اسلام تو ایک مدت کے بعد تشتت کا موجب ہوئے۔ لیکن بدقسمتی سے احمدیت تو چودہ پندرہ سال کے اندر اندر کہیں کی کہیں پہنچ گئی۔ اس جماعت کے دو فریقوں میں صلح کی کوشش آج سے پہلے بھی دو ایک دفعہ ہوئی لیکن میں نے ان کوششوں کو ہمیشہ ہی بے سود سمجھا اور ایسا ہی ثابت ہوا۔

میرا مسلک

آپ چاہتے ہیں کہ سردست فریقین میں سے کوئی بھی میاں محمود احمد صاحب یا حضرت مولوی محمد علی صاحب کے خلاف کوئی کلمہ بد منہ سے نہ نکالے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ میری قلم یا زبان اس امر کی کبھی مرتکب ہوئی۔ خود میاں صاحب نے اور ان کے دوستوں نے میرے متعلق نا ملائم سے نا ملائم الفاظ استعمال کئے۔ اس کے جواب میں اگر کسی میرے دوست نے اپنے فرض کی ادائیگی میں کچھ لکھا تو میرے علم کے بغیر لکھا۔ گزشتہ تیرہ سال سے میں نے پبلک میں اپنی کسی تقریر یا تحریر میں کبھی ایک لفظ تک میاں صاحب کی ذات یا نیت کے خلاف نہیں کہا۔ ہاں میں یہ مانتا ہوں کہ کسی پرائیویٹ جلسے میں سلسلہ کی موجودہ افسوسناک حالت کو دیکھ کر میں نے کچھ کہا ہو تو کہا ہو کیونکہ میرے نزدیک زیادہ تر اس فساد کے ذمہ وار وہ عقائد ہیں جو قادیان سے ان دنوں نکلے۔

میری خاموشی کی وجہ

میری اس خاموشی کی وجہ وہی ہے جو پانچ سال ہوئے میں نے ایک ہندوستانی مسلم ریاست کے فرمانروا کے سوال کے جواب میں بیان کی وہ رئیس اخباری دنیا اور ہمارے مناقشات سے بخوبی واقف تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ خلیفہ صاحب (میاں محمود احمد صاحب) میرے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔ میں نے بجواب کہا (اور میں خوب جانتا تھا کہ ان کا مطلب یہی تھا) کہ وہ مجھے ان ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ اس پر رئیس مذکور نے پوچھا کہ میں بجواب کیا کہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ میاں صاحب میرے مرشد و محسن کے بیٹے ہیں۔ وہ جو مرضی ہے کہیں میں اپنے پیرزادے کی ذات کے خلاف کچھ کہنا درست نہیں سمجھتا۔

خاموشی صلح کا موجب نہیں

مکرم مرزا صاحب! یہ میرا مسلک ہے اور انشاء اللہ یہی رہے گا۔ اور تو اور میں نے تو ان گزشتہ بارہ تیرہ سال میں سوائے ایک آدھ دفعہ کے سلسلہ کے امور متنازعہ پر بھی کچھ نہیں لکھا۔ اب اگر میرا مسلک آپ کے مطالبات کو پورا کرتا ہے اور اگر اسی کا نام صلح ہے یا یہی کسی آئندہ صلح نامہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ (جو میں تو نہیں سمجھ سکتا)، تو میری طرف سے تو یہ امور کئی سالوں سے وجود میں آچکے ہیں۔ لیکن کیا اس بارہ سالہ خاموشی کے جواب میں قادیان کی قلم و زبان میرے متعلق خاموش یا نرم ہو گئی۔ یہ تو آپ خود تحقیق کر لیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے ان کی ان باتوں کو کبھی قابل التفات نہیں سمجھا۔ اور نہ آئندہ سمجھوں گا۔ میرا پیرزادہ (یا اس کے ہوا خواہ) جو چاہے میری ذات کے متعلق کہے میرا جواب خاموشی ہے میرے نزدیک یہ باتیں مفید تو ہیں لیکن کسی صلح کامل کو پیدا نہیں کر سکتیں۔

جدال احسن سے انحراف

ہم میں اور میاں صاحب میں اگر کوئی تنازعہ ہے تو مذہبی تنازعہ ہے اور میرے نزدیک ان امور پر تنازعہ ہے جو اسلام کی بیخ و بن کو ہلا دیتے ہیں۔ بدقسمتی یا خوش قسمتی سے ہم دونوں کا شغل یا وظیفہ مذہب ہی کی تبلیغ و تعلیم ہے۔ دوسری طرف ہم لوگوں میں جدال احسن کے مفہوم پر قائم رہنے کی اہلیت نہیں ہماری تحریروں کی آرائش مد مقابل کی ذات یا نیت پر نا ملائم سے نا ملائم حملہ کرنے سے وابستہ سمجھی گئی ہے۔ اور اسے میں تو مکروہ سمجھتا ہوں۔ جب یہ صورت ہے تو صلح کس کی۔ میں نے کلیسوی مذہب کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ پادری حلقہ مجھے کلیسا کا خطرناک سے خطرناک دشمن سمجھتا ہے لیکن ہم ایک دوسرے کے دشمن نہیں۔ پادریوں میں سے بعض میرے دوست بھی ہیں۔ ان سے اختلاط و مواکلت کا سلسلہ بھی جاری ہے تو پھر قادیان سے کیوں نہ

صلح کیونکر ہو سکتی ہے؟

حقیقی اختلاف کے متعلق میں اپنے دل کی کیفیت عرض کر دیتا ہوں۔ ایک مسلمان ہو کر جو دوسرے کلمہ گو کو کافر کہے اور حضرت محمدؐ جیسے نبی کے بعد کسی نبوت کا منتظر یا قائل ہو میں اس سے بڑھ کر کسی اور کو اسلام کا مخالف نہیں سمجھتا۔ اور اس کے یہ خیالات اور عقائد میرے دل کو خون کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن ممکن ہے کہ ایسا شخص اپنی نیت میں اپنے آپ کو خادم اسلام ہی سمجھتا ہو۔ اس لئے ہمیں اس کی نیت پر حملہ کرنے یا اسے برے نام سے یاد کرنے کا حق حاصل نہیں۔ میاں صاحب سے میری صلح اس وقت ہو سکتی ہے کہ یا میں ان کا ہم عقیدہ ہو جاؤں یا وہ اپنے عقائد کو جو میرے نزدیک باطل ہیں چھوڑ دیں۔

مسئلہ تکفیر اور میاں صاحب

متنازعہ فیہ دو باتیں ہیں ایک کلمہ گویوں کی تکفیر۔ دوسرا مسئلہ نبوت۔ سنتا ہوں کہ پہلے مسئلہ میں میاں صاحب ڈھیلے ہو گئے ہیں۔ ان کے ایک معزز ارادت مند نے مجھے نوشہرہ سے اطلاع دی ہے۔ کہ وہ مسئلہ کفر میں رجوع کر گئے ہیں۔ یاد پڑتا ہے کہ اس کرم دوست نے میاں صاحب کے ایک خط کی نقل بھی میرے پاس بھیجی تھی۔ اس قسم کی تحریریں غالباً قادیان سے گزشتہ دو ایک سال میں نکلی ہیں۔ لیکن یہ معاملہ کو یکسو نہیں کرتیں۔ اگر میاں صاحب پر یہ امر محقق ہو چکا ہے کہ مسئلہ کفر پر جو کچھ ان سے سرزد ہوا وہ صحیح نہ تھا تو وہ صرف حضرت آقا جناب مرزا صاحب علیہ الرحمۃ کے الفاظ مندرجہ تریاق القلوب میں اپنے عقیدہ کا اظہار فرما دیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا کفر صرف انکار نبوت سے لازم آتا ہے۔ اور مرزا صاحب نبی نہیں۔

حضرت مسیح موعود کا مذہب

یہ باتیں میں نہیں کہتا خود حضرت مرزا صاحب نے کہی ہیں۔ میاں صاحب کے علم کو حضرت اقدس کے علم سے کوئی نسبت نہیں۔ نہ جو طریق اظہار خدا تعالیٰ نے حضرت سلطان القلم کو بخشا ہے وہ میاں صاحب کے حصہ میں آیا ہے۔ اس مسئلہ پر لمبے چوڑے الفاظ میں اپنے عقیدہ یا رائے کو ظاہر کرنا

(باقی صفحہ ۵)

...شیخ محمد دین صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ سے لیا ہے آئندہ دفتر تحصیل اور دفتر محاسب کے متعلق جملہ خط و کتابت ... ارسال ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ — ۴ جمادی الاول ۱۳۴۷ ہجری — نمبر ۷۱

شُدّھی اور تبلیغ

قابلِ عبرت اور سبق آموز مقابلہ

ایک ذمہ دار آریہ سماجی کا اعترافِ حق

گزشتہ سال دہلی میں آرین لیگ کا جلسہ جس شان و شوکت اور دھوم دھام سے ہوا اس کی کیفیت قارئین کرام کی یاد سے محو نہ ہو چکی ہوگی۔ اس لیگ کے زیرِ اہتمام آریہ سماجی تحریکات سے تعلقات رکھنے والی مختلف سوسائٹیوں کی بھی کانفرنسیں منعقد ہوئی تھیں جن میں نو آریہ کانفرنس اور جات پات توڑک کانفرنس بالخصوص قابلِ ذکر ہیں۔

ان کانفرنسوں کی کارروائیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے ہم نے ایک بات پر خاص طور پر زور دیا تھا اور لکھا تھا کہ آریہ سماج لاکھ نو آریہ کانفرنسیں منعقد کرے اور ذات پات توڑک منڈل بنائے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے جو کبھی باطل نہیں ہو سکتی کہ جن نو آریاؤں پر آریہ سماج کو اس قدر فخر ہے ان کا ہضم کرنا اس کے لئے مشکل ہے۔

آرین لیگ کے انعقاد کو ابھی پورے چھ ماہ بھی نہ ہوئے تھے۔ کہ وہ نو آریہ جن کی نمائش لیگ کے پنڈال میں بڑے فخر کے ساتھ کی گئی تھی ایک ایک کر کے نکلنے شروع ہوئے۔ انہی میں سے ہمارے صیغہ ادارت کے ایک رکن شیخ انعام الحق صاحب ہوشیار پوری بھی ہیں جو منشی پریم چند کے نام سے معاصر "تیج" میں کام کرتے تھے۔ اسی قسم کے واقعات آریہ سماج میں آئے دن پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام کے سوا کوئی مذہب ایسا نہیں جو فطرۃً غیر مذہب کے لوگوں کے جذب کرنے کی استعداد رکھتا ہو۔

نو آریاؤں کی واپسی

انہی تلخ تجربات اور تحریک شدھی کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے آریہ سماج کے ایک ذمہ دار لیڈر مہاشہ سنت رام جی بی اے منتری جات پات توڑک منڈل لاہور نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۸ء کے "پرتاپ" میں کمال صفائی اور اعترافِ حق سے کام لیا ہے۔ ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جو دوسرے مذاہب سے آریہ سماج میں داخل ہوئے اور جن کی شدھی کی خبریں اخبارات میں موٹے حرفوں میں چھپتی رہی ہیں۔ مہاشہ جی لکھتے ہیں:۔

"ان کی تعداد کم سے کم پانسو تو ہوگی مگر ان میں سے مجھے بیس کے نام تو گنا دیجئے جو آج بھی ہندو ہوں۔ کیا وہ سب کے سب واپس نہیں لوٹ گئے؟ پچھلے دسمبر کے مہینے میں لاہور میں تین چار سو مسلمان شدھ ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام پنڈت دیانند رکھا گیا تھا عربی کا بہت بڑا عالم کہا جاتا تھا۔ آریہ سوراجیہ سبھا نے ان کی تعریف میں زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیئے تھے۔ ان کی شدھی پر بڑا ہرش پرگٹ کیا گیا تھا۔ سارے مسلمان جگت کو چیلنج دیا گیا تھا پرنتو آج وہ دیانند کہاں ہے؟ "تیج" دہلی کے منشی پریم چند سابق شیخ انعام الحق آج کہاں ہیں؟ لاہور کے قریب جن مسلمان شدہ بازی گروں میں سے چند ایک کو دوبارہ شدھ کرنے پر آریہ سوراجیہ سبھا نے خوب اشتہار بازی کی اور روپیہ اکٹھا کیا تھا وہ آج کس دھرم میں ہیں۔ ہمارا دعوےٰ ہے کہ ۹۵ فیصدی سے بھی زیادہ لوگ واپس چلے گئے ہیں۔"

یہ ان شدھیوں کی حقیقت ہے جن کے اعلان ہندو اخبارات میں نہایت جلی حروف میں کئے جاتے رہے ہیں۔ اور جن کے لئے بقول مہاشہ سنت رام مسلمانوں کو چیلنج بھی دیئے جا چکے ہیں۔ مہاشہ سنت رام کا یہ مضمون ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے چیلنجوں کا کافی جواب ہے۔ آریہ سماج کو اگر ذرا بھی غیرت اور حیا ہوگی تو آئندہ وہ اس قسم کے چیلنج دینے سے وہ پرہیز کرے گا ایسے واقعات بجائے اس کے کہ اسلام کے لئے کسی طرح پر مضر ہوں اس کی اپنی اندرونی کمزوریوں کو منکشف کرنے والے ہیں۔

شدھی کے تلخ تجربات

صرف یہیں تک نہیں مہاشہ سنت رام نے ملکانوں کی شدھی کا حال بھی لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

ملکانوں کی شدھی پر بڑا فخر کیا جاتا ہے۔ تھی بھی وہ بڑے فخر کی بات مگر جو لوگ سچائی کو جانتے ہیں وہ بڑے متفکر ہیں۔ ملکانوں کی شدھی کی جو رپورٹ سمے سمے پر سماچار پتروں میں چھپتی رہی ہے اس کے انوسار شدھ ہونے والوں کی گنتی ڈھائی لاکھ سے کم نہیں پہنچتی۔ مگر مجھے ایک بھائی سے جو شدھی کے پرچارک ہیں یہ جان کر بڑا دکھ ہوا کہ جن ملکانوں کے ساتھ ہندوؤں کا کھان پان ہے ان کی تعداد اس سمے ۲۰ ہزار سے زیادہ نہیں۔ باقی ملکانے پہلے کی طرح ہی الگ کے الگ ہیں۔ نہ ان کی بیٹی کوئی ہندو لیتا ہے اور نہ اپنی ان کو دیتا ہے۔ جب وہ شکایت کرتے ہیں تو ان کو کہا جاتا ہے کہ تم آپس میں بیاہ شادی کر لیا کرو۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں آپس ہی میں بیاہ شادی کرنی تھی تو پھر تمہارے ساتھ ملنے کا ڈھونگ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی لہذا ان لوگوں میں سے تو بہت سے اپنی پہلی حالت میں واپس چلے گئے ہیں۔ اور باقی بیچ میں لٹکے ہوئے کسی ٹھوکر کی راہ دیکھ رہے ہیں۔

حفاظت اسلام خدائی ہاتھوں سے

یہ واقعات مسلمانوں کے لئے بالخصوص قابلِ غور ہیں جو کام ہزار ارتکاب جستجو کر کے مسلمان حسبِ دلخواہ سرانجام نہ دے سکے تھے۔ قدرت خداوندی نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ خود بخود وہ سرانجام پا گیا۔ اس وقت جبکہ شدھی کی تحریک ملکانوں کے اندر شروع ہوئی تھی ان کو ارتداد سے روکنا ایک ٹیڑھی کھیر تھی۔ گو وہ لوگ کہنے کو مسلمان تھے۔ لیکن سوائے ایک دو باتوں کے ان کا تمام طریق تمدن و معاشرت ہندوانہ تھا۔ آریوں نے ان کو دوبارہ ہندو برادری میں لانے کے لئے روٹی بیٹی کے بیوہار کے وعدوں کے علاوہ روپیہ پیسے کا جال بھی اس وسعت کے ساتھ بچھایا کہ مسلمانوں کا وعظ و تبلیغ اس کے بالمقابل اثر نہ رکھتا تھا۔ لیکن وہ خدا جس نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کہکر اپنے دین قویم کی حفاظت کو خود اپنے ذمے رکھا ہے۔ دنیا کو اسلام کی عظمت اور طاقت و قوت کا ایک اور تماشا دکھانا چاہتا تھا۔ اور اس نے دکھایا۔ مہاشہ سنت رام کے الفاظ اسی تماشے کو پیش کرتے ہیں۔ یہ واقعات کی شہادت ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت باطل نہیں کر سکتی۔ کہ آج صفحۂ ہستی پر اگر کوئی ایسا مذہب ہے جس میں مختلف اقوام و ملل کے لوگ ایک برادری کی صورت رکھتے ہوں تو وہ اسلام کے سوا اور کوئی نہیں۔ آریہ سماج کے زبانی دعوے عمل کی کسوٹی پر آکر غلط ثابت ہوئے اور اسلام نے اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہی ایک مذہب ہے جو تمام نسل انسانی کے لئے ایک پرامن نشیمن کا کام دے سکتا ہے۔

مسلمانوں کے لئے قابلِ غور

پس مسلمانوں کے لئے جائے غور ہے کہ جس کام کو وہ اپنی کوششوں سے سرانجام نہ دے سکے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اسے بہت بڑی حد تک سرانجام دے دیا۔ کیا وہ اب اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ ان دوبارہ اسلام کے اندر آنے والوں کی اصلاح و تربیت اور تعلیم اسلامی کا بندوبست کر دیں۔ یہ نہ سمجھئے کہ آریہ سماج کے حملے ختم ہو چکے۔ اور اب وہ مایوس ہو کر بیٹھ جائے گا۔ بالفرض ایسا بھی ہو تو آریہ سماج سے بڑھ کر عیسائی مذہب کا جال ہے۔ ضرورت ہے کہ ایسے پھندوں سے انہیں ہمیشہ کے لئے بچانے کی کوشش کی جائے اور ملکانوں کے دیہات میں ان کے بچوں کی اسلامی تعلیم کا بندوبست کیا جائے۔ اور سب سے بڑھ کر ان کی اقتصادی خستہ حالی کو دور کرنے کے سامان کئے جائیں۔

کلکتہ ہندو مشن

ملکانوں کی شدھی کی حقیقت بیان کرنے کے بعد مہاشہ سنت رام نے کلکتہ کے ایک ہندو مشن کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"کلکتہ میں ہندو مشن نام کی کوئی سوسائٹی ہے اس کے بڑے کارکن نام سے ایک سنیاسی جان پڑتے ہیں۔ ان کے دوارا کی جا رہی شدھیوں کی جو رپورٹ سماچار پتروں میں چھپا کرتی ہے وہ اتنی ناقابلِ اعتبار ہوتی ہے کہ پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ سوامی جی مہاراج ایک ایک دن میں ۲۰، ۳۰ ہزار عیسائیوں کو ہندو بنا ڈالتے ہیں۔ اس مشن کے کام کی رپورٹ کو پڑھ کر مجھے بھی بڑی حیرانی ہوا کرتی تھی۔ پرنتو جب پتہ لگایا تو ساری باتیں ہوائی قلعے اور شیخ چلی کی کہانیاں سدھ ہوئیں۔ جو بھولے بھالے ہندوؤں اور خاص کر مارواڑیوں کو پرسن کر کے اپنا سوارتھ سدھ کرنے کے لئے گھڑی اور شائع کی جاتی ہیں۔ حقیقت میں ۲۰ ہزار تو دو درجن کی بھی شدھی نہیں کی جاتی۔ کیا ایسے خیالی پلاؤ سے ہندو سماج کا حقیقی فائدہ ہو سکتا ہے؟"

مہاشہ سنت رام کی صاف گوئی قابلِ داد ہے۔ ہمارے خیال میں تمام ہندو شدھیوں کی حقیقت کلکتہ ہندو مشن سے بہت حد تک ملتی جلتی ہے حالات خود بخود اس حقیقت کی چہرہ کشائی کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ وہ دن آئے گا کہ آریہ سماج کا یہ ڈھونگ خود اس کے ماننے والوں کے ذریعہ سے ظاہر ہو کر رہے گا۔

اچھوت ادھار

شدھی کے علاوہ اچھوت ادھار پر بھی مہاشہ سنت رام نے تفصیل سے لکھا ہے اور بتایا ہے کہ یہ تحریک بھی قطعاً ناکامیاب ثابت ہوئی ہے۔ کیونکہ اونچی ذاتوں کے ہندو اچھوتوں کے ساتھ میل جول پسند نہیں کرتے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اس تحریک کی ناکامی کا یہ ایک زندہ ثبوت ہے کہ خود اچھوتوں کے اندر اس کے خلاف جذبہ پیدا ہو گیا ہے اور:۔

"وہ سمجھتے ہیں کہ خودغرضی کے لئے ہی یہ لیڈر اس وقت ہمیں اپنے پنجہ میں پھنسائے رکھنا چاہتے ہیں جو لوگ پبلک میں تو ہمیں خوش کرنے کے لئے اپنا بھائی کہتے ہیں۔ اور گلے میں ہار ڈالنے کے بعد گھر جا کر کپڑوں سمیت اشنان کرتے ہیں۔ ان کی صدق دلی پر ہمیں وشواس نہیں۔ ہمارے نام ماتر ادھار کے لئے لالہ لاجپت رائے جی اور مالوی جی جو تین چار ہزار روپیہ خرچ کرتے ہیں وہ ۹۹ فیصدی تو اونچی ذاتوں کے نوجوانوں کی پاکٹ ہی میں جاتا ہے۔ جو معقول تنخواہیں دے کر ہمارے سدھار کے لئے بھیجے جاتے ہیں اس روپیہ میں سے ہمیں تو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملتی۔"

ضلع گورداسپور کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ:۔

"وہاں ڈوم نام کی ایک اچھوت جاتی ہے۔ کچھ برس ہوئے آریہ سماج نے انہیں شدھ کیا تھا۔ مگر ان کو اپنے اندر جذب کرنے کے بجائے "مہاشہ قوم" کے نام سے ایک الگ ذات بنا دی گئی ہے آج اس علاقہ میں اونچی ذات کا کوئی بھی ہندو و آریہ سماجی اپنے نام کے ساتھ مہاشہ شبد کا استعمال نہیں کرتا۔ اب آپ خود سمجھ لیں کہ یہ اچھوت ادھار کی کامیابی کی نشانیاں ہیں یا ناکامیابی کی۔"

فی الحقیقت یہ اچھوت ادھار بلکہ آریہ سماج کی ناکامی کی دلیل ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ اچھوتوں کا سدھار آریہ سماج یا ہندو دھرم کے کسی فرقہ کے ذریعہ سے نہیں ہو سکتا۔ ایک ہی ذریعہ اچھوتوں کے سدھار کا ہے۔ اور وہ اسلام ہے۔ اسلام کے بغیر کبھی ان کو سوسائٹی میں عزت کی جگہ نہیں مل سکتی۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ اچھوتوں کو اس طرف توجہ دلائی جائے کہ اگر وہ اپنا فائدہ اور بہبودی چاہتے ہیں تو اسلام کے اندر آ جائیں وہ لوگ جو ہندوستان کے اندر ایک متحدہ قومیت اور آزادی کے خواب دیکھ رہے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان اس وقت تک آزاد نہیں ہو سکتا اور نہ متحدہ قومیت اس کے اندر پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک کہ اچھوتوں کو سوسائٹی میں انسانیت کا مرتبہ نہ دیا جائے۔ اور یہ ایک امر واقعہ ہے جس پر مہاشہ سنت رام کا بیان شاہد عادل ہے کہ ہندو مذہب بالخصوص آریہ سماج کی تمام کوششیں اس بارہ میں ناکام ثابت ہوئیں۔ اس لئے کیوں نہ ان اچھوت ہندوؤں کو اسلام کی طرف دعوت دی جائے۔ ملک کی خیرخواہی اور بہبودی جس بات میں مضمر ہو کانگرس کے نزدیک تمام مذہبوں اور فرقوں سے بلند ہو کر اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ بلکہ بعض ہندو لیڈر تو وطنیت ہی کو اصل مذہب قرار دیتے ہیں۔ پس کیا یہ ضروری نہیں کہ وہ وطنیت کی خاطر اچھوتوں کو اس راہ کی طرف لے جانے کی کوشش کریں۔ جو ان کی بہبودی اور سدھار کا حقیقی ذریعہ ہے اور جس میں ہندوستان کی آزادی کا راز مضمر ہے۔

کانگرس کے علاوہ بھی جتنی ملکی و وطنی خدمت کرنے والی انجمنیں اور جماعتیں ہیں ان پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ خواہ وہ جماعتیں خالص اسلامی ہوں یا نہ ہوں [illegible]

ازالہ حیثیت عرفی کا فوجداری مقدمہ

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر الفضل کے نام سمن زیر دفعہ ۵۰۰ / ۵۰۱ تعزیرات ہند

پروپرائٹر پر بعد میں مقدمہ دائر ہوگا

گجرات ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۸ء آج میاں تصدق حسین صاحب ایم اے سٹی مجسٹریٹ گجرات کی عدالت میں سید عابد علی صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر اور حافظ محمد حسن صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر نے مولانا محمد یعقوب خاں صاحب بی اے بی ٹی ایڈیٹر "لائٹ" کی طرف سے ایڈیٹر پرنٹر پبلشر الفضل کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا استغاثہ دائر کیا۔ فاضل وکلاء نے استغاثہ کو پیش کرتے ہوئے جرم کی حقیقت و نوعیت کو نہایت خوبی اور قابلیت کے ساتھ مبرہن کیا۔ چودھری احمد الدین صاحب پلیڈر گجرات پریذیڈنٹ جماعت قادیان نے شہادت دی کہ اخبار "الفضل" میرے نام آتا ہے اس میں وہ مضمون میں نے پڑھا ہے جس میں مولانا یعقوب خاں صاحب پر کچھ الزامات لگائے گئے ہیں فاضل مجسٹریٹ نے استغاثہ پر غور کرنے کے بعد ایڈیٹر پرنٹر پبلشر "الفضل" کے نام زیر دفعہ ۵۰۰ / ۵۰۱ تعزیرات ہند سمن جاری کر دیئے۔ تاریخ پیشی ۷ نومبر ۱۹۲۸ء مقرر ہوئی

پروپرائٹر الفضل کے نام الگ فوجداری مقدمہ بعد میں دائر ہوگا۔

برلن مسجد کا فرش

شیخ محمد عبد اللہ صاحب جو اس وقت برلن میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں لکھتے ہیں کہ باوجود مسجد کی تکمیل کے نماز جمعہ وہاں نہیں ہو سکتی اس لئے کہ مسجد میں فرش نہیں ہے اور اس کے لئے قالین بکار ہیں کوئی ذی ثروت دوست اگر اس کار خیر میں امداد فرمائیں تو عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اور مسجد اس قابل ہو جائے گی کہ اس میں نماز جمعہ ہو سکے۔

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

صبح کا بھولا ہوا شام کو آجائے

"یورپ اور اسلام" کے عنوان سے ایک فاضلانہ مضمون مولوی عبد اللہ شاہ صاحب قادری حیدر آباد دکن کے قلم سے معاصر "سچ" میں شائع ہو رہا ہے۔ اس مضمون کا ایک نمبر جس میں دجال اور خر دجال کی علامات نقل کی گئی ہیں پیغام صلح کی کسی سابقہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہو چکا ہے۔

فاضل مضمون نگار نے جس تحقیق و تفتیش سے کام لے کر اس حقیقت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ دجال سے مراد یورپین اقوام ہیں۔ اور خر دجال ان کی ریل ہے۔ وہ فی الواقعہ قابل داد ہے۔ یہی بات آج سے چالیس پچاس سال پیشتر مجدد وقت اور مسیح زمان نے دنیا کے سامنے رکھی تھی تو ہندوستان کے تمام دینی اداروں اور مولویانہ طبقات میں ایک طوفان عظیم اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ کفر کے فتووں کے علاوہ حکام کو بھی برانگیختہ کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ کہ دیکھو یہ شخص تمہیں دجال قرار دیتا ہے اس کو دار و رسن میں جکڑ کر ہمیشہ کے لئے خاموش کر دینا چاہیئے۔ آج وہی باتیں عام مولویوں کے منہ سے نکل رہی ہیں۔ اور ان کو عین اسلام سمجھ کر خوشی کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کی تکفیر کسی دینی وجہ پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ ذاتی عناد اور حسد اس کی تہ میں کام کر رہا تھا۔ ورنہ دل سے مولوی لوگ بھی انہی باتوں کے قائل ہیں۔ اور قائل ہوتے جا رہے ہیں جن کی تعلیم و تلقین حضرت مرزا صاحب نے کی۔ یہ بھی اس پاک انسان کی فتح اور صداقت کا ایک نشان ہے۔ صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر آ رہا ہے۔ خدا وہ دن جلد لائے جب دجال کے ساتھ مسیح وقت کی شناخت انہیں نصیب ہو۔ اور انہیں بھولا ہوا کہنا ایک خلاف حقیقت امر ثابت ہو

دجال اور مسیح

مولوی عبد اللہ شاہ صاحب نے اپنے مضمون کی ساتویں قسط میں جو ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء کے "سچ" میں شائع ہوئی ہے۔ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ جس میں آنحضرت صلعم نے اپنا ایک کشف بیان فرمایا ہے۔ کہ دجال کو آپ نے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث میں مسیح کے بھی طواف کرنے کا ذکر ہے۔ اور مولوی عبد اللہ شاہ صاحب نے اپنی فضیلت علمی سے کام لے کر اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ "کعبہ سے مراد اصول فطرت الٰہیہ ہے جس کا دوسرا نام اہل تحقیق کے ہاں دین خدا یا اسلام ہے دجال اسی کعبۃ اللہ کی تخریب کے لئے طواف کر رہا ہے اور مسیح اس کی حفاظت کے لیے۔"

یہ تاویل نفس الحقیقت نہایت صحیح ہے۔ اور مولوی عبد اللہ شاہ صاحب نے اس کو ان افسادی اور تخریبی کاموں پر عائد کر کے جو دین اسلام کے متعلق یورپین اقوام کی طرف سے ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ اپنی صحت فہم کا ثبوت دیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ مسیح جس کو دجال کے تعاقب میں آنحضرت صلعم نے کعبۃ اللہ یا دین الٰہی کی حفاظت میں طواف کرتے ہوئے دیکھا کہاں ہے؟ کیا یہ حیرت انگیز امر نہیں۔ کہ دجال تو آجائے اور دین الٰہی کی تخریب میں کام کرتے ہوئے اسے سالہا سال گزر جائیں۔ لیکن مسیح جسکو آنحضرت صلعم نے اس کے ساتھ ہی ساتھ دیکھا۔ اب تک پیدا نہ ہو۔ دجال اگر آگیا ہے تو مسیح بھی یقیناً آجانا چاہیئے۔ اور وہ یقیناً آچکا ہے۔ ہم مولوی عبد اللہ شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کریں گے کہ جس طرح دجال کی شناخت کرنے میں تاویلات کا در[وازہ کھول کر] انہوں نے اسی تحقیق و تفتیش

اور فہم و تدبر سے وہ کام لیں تو مسیح کی شناخت ان کو یقیناً نہیں ہو سکتی؟ دجال کو مان کر مسیح کے منتظر بیٹھے رہنا حدیث کی صراحت کے قطعاً خلاف ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ دجال اپنے افسادی اور تخریبی کاموں کو بہت بڑی حد تک سرانجام بھی دے چکا ہے۔ اور دین اسلام پر اس کی یورشیں انتہا کو پہنچ چکی ہیں۔ مسیح کا اب تک پیدا نہ ہونا ایک عجیب معمہ ہے جس کا حل مولوی عبد اللہ شاہ صاحب کو فوراً تلاش کرنا چاہیئے۔ یا تو وہ دجال کا آنا بھی تسلیم نہ کرتے۔ اور اگر دجال آچکا ہے جیسا کہ ان کے مضامین سے ظاہر ہے۔ تو مسیح کی تلاش ان کے لئے از بس ضروری ہے۔ اس کے بغیر حدیث کی پیشگوئی واقعات پر پوری نہیں اترتی۔ ایک حصہ کو سچا مان کر دوسرے سے انکار کرنا کسی طرح پر صحیح نہیں

ہم معاصر "سچ" کے فاضل مدیر جناب مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی سے بھی عرض کرینگے کہ وہ اس مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کریں۔ کہ جس بات کا اعلان مولوی عبد اللہ شاہ صاحب کے قلم سے "سچ" کے صفحات پر وہ کر رہے ہیں۔ اس کے سچ ہونے کی صورت میں اس حدیث کی دوسری شق کی جو مسیح کی آمد سے متعلق ہے کیا تاویل ان کے نزدیک ہو سکتی ہے۔

قادیان اور ہم

آج کے پرچہ میں کسی دوسری جگہ جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے ٹریکٹ "الصلح خیر" کے جواب میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے مضمون کی ایک قسط درج کی گئی ہے۔ دوسری قسط آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہوگی۔ کل ہی ہمیں جناب مرزا صاحب کی طرف سے ایک اور ٹریکٹ موصول ہوا ہے۔ جس میں پہلے ٹریکٹ کے مضمون کو زیادہ تفصیل اور وضاحت کے ساتھ دوہرانے کے بعد آخر میں لکھا ہے:۔

"ہمارا مطلب تو اس تحریر سے یہ ہے کہ ان دونوں فریقوں کے لوگ جو بڑی لمبی چوڑی اتفاق اور اتحاد کے واسطے تقریریں کیا کرتے ہیں۔ اور لیکچر دیتے رہتے ہیں خدا کے واسطے غور کریں اور یہ چنگاریاں جو گشت کر رہی ہیں۔ ان کو زیادہ نہ سلگائیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ایک دوسرے کو بخشدیں

اخبار الفضل ایک مسلمان کی طرح اپنی تحریر پر پشیمانی ظاہر کرے۔ اور پیغام صلح اپنی تیزروی پر غور ثانی کرے اگر اس کے خیال میں اخبار الفضل کا قصور ہے تو وہ بھی معاف کر دے۔ دونوں فریقوں کو اس وقت یہ لازم ہے کہ اسلام پر رحم کر کے اس کو خراب نہ کریں۔ اور اپنے اعمال پر روئیں۔"

جناب مرزا صاحب کی اس تجویز کا ہم صدق دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ "الفضل" اور اس کے ساتھ دوسرے قادیانی اخبارات (فاروق اور ریویو وغیرہ) بھی اس تجویز کو عملی جامہ پہنائیں لیکن اگر قادیانی اخبارات اس تجویز پر عمل پیرا نہ ہوں تو مناقشہ کو بڑھانے کی ذمہ داری ظاہر ہے کہ ان پر ہوگی اور "پیغام صلح" اس سے بری الذمہ ہوگا۔ امید ہے جناب مرزا صاحب اس پر غور فرمائیں گے۔

مولود مسعود

۱۶، ۱۷ اکتوبر کی درمیانی شب کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے مشکوئے معلیٰ میں فرزند نرینہ کا تولد ہوا۔ اس تقریب سعید کی خوشی میں انجمن کے تمام دفاتر اور مسلم ہائی سکول لاہور نے ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو تعطیل منائی۔

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو عمر دراز عطا فرمائے اور اپنے مقدس والد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

مذاکرہ علمیہ

ولادت مسیح

از روئے قرآن کریم

(۱)

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کی قلم سے)

سوال - کیا حضرت مسیح کا باپ تھا؟

بن باپ پیدائش؟

جواب - خوب! اس سوال کے پوچھنے کی بھی ضرورت ہے؟ کیا دنیا میں کوئی ہے جس کا باپ نہ ہو؟ جب کوئی بھی بغیر باپ کے نہیں اور سنت اللہ یہی نظر آتی ہے تو پھر حیرت سے یوں پوچھنا چاہئے تھا کہ کیا مسیح کا باپ کوئی نہ تھا؟ جو کہے کہ باپ تھا اس کا فرض ہے کہ ایسی خارق عادت اور سنت اللہ کے خلاف بات کا وہ ثبوت دے۔ ورنہ ہم مجبور ہیں کہ اس کے اس دعوے کو رد کر دیں۔ ہمیں دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی جس میں کوئی بغیر باپ کے بچہ پیدا ہوا ہو۔ اور خدا کی یہ سنت ہماری طبائع میں اس قدر مرکوز ہے کہ اگر ایک عورت حاملہ پائی جائیگی تو ہم مجبور ہیں کہ یہ سمجھیں کہ اس کا کوئی شوہر تھا جس سے اس کو حمل ہوا۔ کیونکہ بغیر مرد کے عورت حاملہ نہیں ہو سکتی۔ اور اگر ہمیں یہ بتا بھی دیا جائے کہ وہ بڑی نیک ہے مگر شوہر نہیں رکھتی اور حاملہ ہے تو بھی باوجود اس کی نیکی کے ادعا کے ہم کبھی نہیں مان سکتے کہ وہ بغیر کسی مرد کے حاملہ ہو گئی ہے۔ خواہ وہ عورت کتنی ہی پارسا اور صاحب عفت و عصمت ہو۔ اور خواہ وہ بیت المقدس یا کعبہ کے اندر ہی رہتی ہو۔ وہ لاکھ دفعہ کہے کہ میں بغیر مرد کے حاملہ ہوئی ہوں۔ مگر ہم اسے جھوٹا ہی سمجھیں گے اور دنیا کی کوئی عدالت خواہ مسلمان ہو یا عیسائی کبھی اس کے حق میں فیصلہ نہیں دے سکتی پس ایک حاملہ عورت پر حسن ظن کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ اس کا شوہر یقیناً موجود ہے جس سے وہ حاملہ ہوئی ہے۔ اور جو یہ کہتا ہے کہ اس کا شوہر کوئی نہیں وہ عرف عام میں اس کی عزت پر حملہ کرنے والا ٹھہرے گا۔

پیدائش انسانی کے متعلق سنت اللہ

شاید کوئی یہ کہے کہ سنت اللہ جو ہمیں سامنے نظر آتی ہے اس کے علاوہ بھی انسانی پیدائش کا کوئی قانون ہو جس کا ہمیں علم نہ ہو۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو دنیا میں کوئی ایسی مثال نہیں جس میں بغیر باپ کے کوئی انسانی بچہ پیدا ہوا ہو اور وہ بات پایۂ ثبوت کو بھی پہنچ گئی ہو۔ یہ بار ثبوت اس کے ذمہ ہے جو کسی قانون کے استثنا کو یا نئے قانون کو پیش کرے۔ دوم ہم خود خدا کا قانون اس کی کتاب سے تلاش کرتے ہیں۔ آخر خدا کا علم تو کامل ہے۔ یا وہ بھی ہماری طرح ناقص علم رکھتا ہے؟ پس جب خدا خود یہ کہے کہ میرا یہ قانون ہے تو پھر اس کی نسبت ہم نہیں کہہ سکتے کہ ممکن ہے کوئی قانون اور بھی ہو۔ کیونکہ خدا کا علم کامل ہے اور سب قوانین پر حاوی ہے۔ اس کے خلاف کسی امر کو پیش کرنا سخت غلطی ہے۔ خدا کا قانون انسانی پیدائش کی نسبت جو دنیا میں رائج ہے وہ قرآن میں جو خدا کا کلام ہے اور خدا کے علم کامل کو اپنے اندر رکھتا ہے اس طرح سے مذکور ہے۔ **یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی** - اے لوگو ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے **انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج** - بے شک ہم نے انسان کو مرد و عورت کے مرکب نطفے سے پیدا کیا ہے۔ پھر پیدائش انسانی میں مرد کے نطفہ کی اہمیت کو اس قدر ذہن نشین کرانا چاہا ہے کہ بعض جگہ صرف اتنے ہی ذکر پر اکتفا کیا ہے کہ ہم نے مرد کے نطفہ سے انسان کو پیدا کیا ہے۔ مثلاً **فلینظر الانسان مما خلق خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب** - پس چاہیے کہ انسان دیکھے کہ کس چیز سے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے جو سینہ اور پشت کے درمیان سے نکلتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ انسان کی پیدائش بغیر مرد کے نطفہ کے نہیں ہو سکتی۔ دوسری جگہ صاف لفظوں میں فرما دیا کہ جب تک مرد کا نطفہ رحم میں نہ پہنچے۔ بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ فرماتا ہے **وانہ خلق الزوجین الذکر والانثی من نطفۃ اذا تمنی** اور بے شک اس نے جوڑا نر اور مادہ کا پیدا کیا نطفہ سے جب وہ رحم مادہ میں پہنچایا جاتا ہے۔

ہر چیز جوڑے سے

مذکورہ بالا آیات سے خدا کا قانون یعنی سنت اللہ انسانی پیدائش کی نسبت صاف طور پر نظر آگئی۔ کہ انسان مرد اور عورت کے مرکب نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اور جب تک مرد کا نطفہ عورت کے رحم میں نہ پہنچے انسان پیدا نہیں ہوتا خواہ وہ ... [illegible]

کہ خدا کا قانون یعنی سنت اللہ کسی صورت میں بھی بدل نہیں سکتی۔ فرماتا ہے۔ **ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا** - کہ تو خدا کی سنت یعنی قانون میں کبھی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور اپنی اس سنت پر اس قدر زور دیا ہے کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں بطور دلیل کے اسے پیش کیا ہے۔ فرماتا ہے۔ **انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ** - کہ خدا کے بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے جب اس کے کوئی جورو نہیں۔ گویا جب تک جوڑا نہ ہو کوئی بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ بچہ پیدا ہونے کے لئے نر و مادہ کا جوڑا موجود ہونے کو اس قدر ضروری قرار دیا کہ اگر خدا کے لئے بھی نعوذ باللہ بیٹا تجویز کرنے کا امکان ہو سکتا ہے۔ تو اسی صورت میں کہ خدا کی بھی کوئی مادہ ہو۔ ورنہ نہیں۔ پس اگر بغیر جوڑے کے بھی بچہ پیدا ہو سکتا ہے تو پھر یہ دلیل بالکل بے معنی ٹھہر جاتی ہے۔ یہ خدائی دلیل صاف بتا رہی ہے کہ بغیر جوڑے کے پیدائش ناممکن ہے۔ ورنہ پھر خدا کے بیٹا ہونے کا بھی امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ جو بالبداہت باطل ہے اسی لئے قرآن کریم نے بڑا زور اس بات پر دیا ہے۔ کہ ہر چیز جوڑے سے پیدا ہوئی ہے۔ فرماتا ہے **ومن کل شیء خلقنا زوجین** کہ ہر چیز کا ہم نے جوڑا پیدا کیا۔ اور آج کل کی تحقیقات سائنس نے بھی یہی معلوم کیا ہے کہ کوئی چیز بغیر جوڑے کے نہیں۔ حیوان ہو یا نباتات۔ دھات ہو یا جمادات۔ ذرات مادی ہوں یا بجلی کے مفردات۔ یہاں تک کہ ایتھر میں سے جو ظلماتی شعاعیں نکلتی ہیں وہ بھی جوڑے میں نکلتی ہیں۔

مسیح اس سنت اللہ سے باہر نہیں

غرضکہ جب کل مخلوق اور خود انسان بغیر جوڑے کے پیدا نہیں ہوتا تو پھر اگر حضرت عیسیٰ مخلوق ہیں اور انسان ہیں تو وہ خدا کی اس سنت سے باہر نہیں نکل سکتے۔ ضرور ہے کہ ان کی پیدائش بھی دوسرے انسانوں کی طرح مرد و عورت سے ہوئی ہو۔ خدا کا یہ قانون اور انسانی پیدائش کی یہ سنت قرآن میں مذکور ہے۔ جو اس کے خلاف بیان کرتا ہے بار ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ لیکن یاد رہے کہ وہ کبھی خدا کی سنت کو بدل نہیں سکتا۔ اور اس لئے ثبوت اس کے ہاتھ میں کوئی نہیں۔

پیدائش آدم

بڑا زور اس بات پر ہے کہ آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ لیکن ثبوت اس کا بھی کوئی نہیں۔ قرآن کریم میں یہ کہاں لکھا ہے کہ آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ یہ کہنا کہ یہ لکھا ہے کہ اسے مٹی سے پیدا کیا۔ جیسا کہ **خلقہ من تراب** سے ظاہر ہے۔ بالکل بیکار ہے۔ کیونکہ اس سے کس طرح یہ نتیجہ نکلے گا کہ اس کے ماں باپ کوئی نہ تھا۔ تمام بنی آدم کی نسبت لکھا ہے کہ "انا خلقنکم من تراب" کہ اے انسانو! ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ تو کیا ہم سب لوگوں کے ماں باپ نہیں ہیں؟ جب ہم سب لوگوں کے ماں باپ موجود ہیں اور پھر بھی ہم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں تو آدم کو اگر کہہ دیا کہ مٹی سے پیدا کیا تو اس سے اس کے بغیر ماں باپ کے پیدا ہونے کا نتیجہ کس طرح نکل آئے گا۔ سب جانتے ہیں کہ مٹی سے پیدا ہونے کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ ہم لوگوں کی ابتدا مٹی سے ہوئی۔ مٹی سے درخت اور نباتات اور غلہ پیدا ہوتا ہے جسے ہم کھاتے ہیں اور جانور کھاتے ہیں۔ اور اس غلہ اور جانوروں کے گوشت اور دودھ سے ہمارا خون اور پھر اس سے نطفہ بنتا ہے۔ خود قرآن کریم بھی اس کی تشریح کرتا ہے۔ فرماتا ہے **بدأ خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سللۃ من ماء مھین** انسان کی پیدائش کو گیلی مٹی سے شروع کیا۔ پھر اس کی نسل کو ایک ذلیل پانی کے خلاصہ سے جاری کیا۔ یہ آیت فیصلہ کن ہے۔ صاف بتا دیا ہے کہ انسان کی ابتدا گیلی مٹی سے ہے۔ یعنی جب تک مٹی کے ساتھ پانی نہ ملے مٹی اس قابل نہیں ہوتی کہ وہ نباتات کی شکل میں مبدل ہو سکے۔ اس لئے کھیتوں میں جب پانی دیا جاتا ہے تو پھر غلہ کا بیج اس قابل ہوتا ہے کہ وہ نشو و نما پائے۔ اس غلہ کو انسان کھاتا ہے اور اس سے خون اور پھر نطفہ بنتا ہے۔ جس سے انسان پیدا ہوتا ہے۔ بتا دیا کہ مٹی سے پیدا ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ مٹی کا بت بنا کر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ بلکہ سلسلۂ ارتقا میں انسانی پیدائش کی ابتدا مٹی سے ہے۔ اور وہ چیز جس سے انسان کا پیکر بنتا ہے۔ وہ وہی ماء مھین ہے یعنی نطفہ جس کے خلاصہ سے انسانی جسم پیدا ہوتا ہے۔ صاف بتا دیا کہ نسل انسانی کا سلسلہ نطفہ ہی سے ہے اور یہی آج سائنس کی تحقیقات کا نچوڑ ہے۔ انسان کی ابتدا کو سب سائنس داں مٹی سے مانتے ہیں مگر مٹی سے انسان کا پتلا بننے کو کوئی عقلمند نہیں مانتا۔ سب مانتے ہیں کہ بتدریج منزل بمنزل مٹی ترقی کرکے انسان کے درجہ کو پہنچی ہے۔ اور یہی قرآن کریم فرماتا ہے۔ قرآن کریم اور سائنس داں دونوں اس پر متفق ہیں۔ کہ نسل انسانی کا سلسلہ نطفہ ہی سے چلتا ہے۔ پہلا جوڑا جو انسان کا پیدا ہوا وہ کس طرح کسی حیوانی حالت سے ترقی کرکے انسانی حالت میں ... [illegible] عقدہ کشائی تا حال

کسی تسلی بخش طریق سے نہیں ہوئی۔ کہتے ہیں کہ کوئی درمیانی حالت کی مخلوق تھی جس سے ترقی کرکے انسان بنا اور تنزل کرکے بندر بنا۔ **کونوا قردۃ خاسئین** میں بھی یہی اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دونوں کا ماخذ اور اصل ایک ہے۔ ترقی کرے تو انسان انسان ہے ورنہ ایک ذلیل بندر ہے بہرحال انسان جس مخلوق سے بھی ترقی کرکے انسان بنا وہ کسی جوڑے سے اور اس کے مرکب نطفہ سے بنا۔ مٹی کے پتلے سے نہیں بنا۔

ابدا اور اعادہ

لیکن اگر ہم بالفرض محال مولویانہ طریق استدلال کو بھی تسلیم کرلیں کہ آدم کا پتلا مٹی سے بنا تھا تب بھی اس آیت نے بات کو صاف کردیا وہ یہ کہ ابتدا تو انسان کی مٹی سے ہوئی لیکن اس کی نسل نطفہ سے چلتی ہے گویا انسانی پیدائش کے سلسلہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک اس کا **ابدا** دوسرا اس کا **اعادہ** - یعنی ایک تو یہ کہ شروع میں وہ کس طریق پر پیدا ہوا جسے ابدا کہتے ہیں اور دوسرے یہ کہ اس کے بعد وہ بار بار کس طرح پیدا ہوتا ہے - یعنی اس کا اعادہ کس طرح ہوتا ہے۔ دوسری جگہ بھی قرآن میں مخلوق کی پیدائش کو دو حصوں ہی میں تقسیم کیا ہے جہاں فرماتا ہے **ھو یبدیء ویعید** کہ خدا ہی ابدا کرتا ہے۔ اور خدا ہی اعادہ کرتا ہے۔ یعنی پہلی بار ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اس کا اعادہ کرتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز جو پہلی بار پیدا ہوئی ہے۔ اس کا قاعدہ اس سے بالکل مختلف ہونا چاہئے۔ جو اس کے بعد میں بار بار پیدا ہونے میں ہمیں نظر آتا ہے۔ مثلاً پہلی بار جو گیہوں کا دانہ پیدا ہوا ہوگا وہ یقیناً کسی اور ہی طریق سے ہوا ہوگا۔ کیونکہ موجودہ طریق میں تو گیہوں کے دانہ میں سے درخت پیدا ہوتا ہے اور درخت میں سے دانہ پیدا ہوتا ہے۔ جب تک دانہ نہ ہو درخت نہیں پیدا ہو سکتا۔ اور جب تک درخت نہ ہو دانہ نہیں پیدا ہو سکتا۔ لیکن ضروری ہے کہ اس اعادہ کے چکر سے قبل جب گیہوں کا کوئی دانہ یا درخت پہلے پہل پیدا ہوا ہو تو کسی اور ہی طریقے سے پیدا ہوا ہوگا جس کا نمونہ ہمارے سامنے ہے اور نہ ہمیں صحیح طور پر اس کا علم ہے۔ پس ابدا کے ماتحت جو پیدائش کبھی ہوئی تھی ضروری ہے کہ اس کا قانون کوئی اور ہو۔ اور ایسا ہی تھا۔ مگر اب جب سے اعادہ شروع ہوا یعنی بیج سے درخت اور درخت سے بیج شروع ہوا تو اس کا قانون وہ نہیں جو ابدا کا تھا بلکہ ابتدا کے قانون سے یقیناً الگ ہے۔ پس اعادہ کے قانون کے ماتحت جو چیز چل رہی ہے اس پر ابدا کا قانون نہیں لگ یا جا سکتا۔ مثلاً ممکن ہے کہ ابتدا میں گیہوں کا دانہ بغیر کسی درخت کے کسی خاص طریق سے جس کا ہمیں علم نہیں پیدا ہو گیا ہو۔ لیکن اب جبکہ قانون اعادہ چل رہا ہے یہ ممکن نہیں کہ گیہوں کا دانہ بغیر کسی درخت کے پیدا ہو سکے اور یہ قانون ایسا اٹل ہے کہ جب گیہوں کا دانہ ہمیں نظر پڑے گا اس کے ساتھ ہی یہ یقین بھی ہمارے دل میں داخل ہوگا کہ یہ کسی درخت سے پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح اگر ہم مان لیں کہ ابتدا میں انسانی پیدائش بغیر ماں باپ کے مٹی سے ہو گئی تھی تب بھی ابدا کا قانون اعادہ پر لگ نہیں سکتا۔ ہم اب کسی انسان کو دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا ہو گیا ہے۔ جب کوئی انسان نظر پڑے گا اس کے ساتھ ہی یہ یقین بھی ہمارے دل میں داخل ہوگا کہ یہ کسی مرد اور عورت سے پیدا ہوا ہے اگر کوئی ہمیں یہ کہے کہ ایک کمہار نے ایک مٹی کا پتلا بنایا تھا تو اس میں جان پڑ گئی اور یہ آدمی جو تمہارے سامنے کھڑا ہے وہی ہے تو ہم ایسا کہنے والے کے منہ پر طمانچہ مار دیں گے کہ کیا وہ ہمیں اتنا احمق اور پاگل سمجھتا ہے۔ جو ایک آدمی کی نسبت یہ کہتا ہے کہ وہ ماں باپ سے نہیں پیدا ہوا ہے بلکہ کسی مٹی کے پتلے سے بن گیا ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ شخص قانون اعادہ کے خلاف بات کہہ رہا ہے۔ جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ یہی بات قرآن کریم کی اس آیت میں ہے کہ **بدأ خلق الانسان من طین وجعل نسلہ من سللۃ من ماء مھین** - یعنی ابدا انسان کی مٹی سے ہے۔ لیکن اس کا اعادہ نسل کی صورت میں **ماء مھین** یعنی انسان کے نطفہ سے ہے۔ ہمارے سامنے نسل انسانی میں قانون اعادہ چل رہا ہے۔ لہذا ابدا کا قانون اعادہ پر نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ وہ قانون جدا ہے۔ اعادہ کا قانون وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے۔ کہ انسان **نطفہ امشاج** یعنی مرد و عورت کے مرکب نطفہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور **من ذکر وانثی** یعنی مرد و عورت سے پیدا ہوتا ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اسی قانون اعادہ کے نیچے ہے تب تو یقینی بات ہے کہ وہ مرد و عورت سے پیدا ہوئے ہوں۔ اگر ان کی ماں تھی تو ان کا باپ بھی ہوگا۔ اور اگر قانون ابدا کے نیچے ہیں تو پھر نہ ماں ہونی چاہئے نہ باپ۔ خدا نے مٹی کا پتلا بنا کر روح پھونک دی ہوگی۔ جو بالبداہت باطل ہے۔ اور کوئی وجہ ہم نہیں کہ قانون اعادہ کے عین درمیان میں ... [illegible] قانون ابدا شروع ہو جائے

قانون حمل اور پیدائش مسیح

قانون اعادہ یہی ہے کہ عورت . کے مرکب نطفے سے انسان پیدا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں صاف طور پر حضرت عیسٰےؑ کی ماں کا ذکر موجود ہے اور صاف طور پر ذکر ہے کہ فحملتہ کہ حضرت مریم نے حضرت مسیح کو حمل میں لیا۔ عورتیں کسی بچہ کو حمل میں کس طرح لیتی ہیں۔ اس کا قانون بھی صاف طور پر قرآن میں موجود ہے ھوالذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منھا زوجھا لیسکن الیھا ج فلما تغشٰھا حملت حملا خفیفا فمرت بہ۔ فلما اثقلت دعوا اللہ ربھما لئن اٰتیتنا صالحا لنکونن من الشٰکرین۔ وہی تو خدا ہے جس نے تمھیں ایک جنس سے پیدا کیا۔ اور اسی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ مرد کو عورت کی طرف رغبت ہو۔ پھر مرد عورت سے لپٹ جاتا ہے۔ تو عورت کو ایک ہلکا سا حمل ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اس حمل کو لئے پھرتی ہے۔ پھر جب حمل کی وجہ سے عورت زیادہ بوجھل ہو جاتی ہے۔ تو دونوں اللہ کو جو ان کا رب ہے پکارتے ہیں کہ اگر صحیح و سالم بچہ ہمیں عنایت کرے تو ہم نہایت شکر گزار ہوں گے۔

اس آیت میں صاف بتا دیا کہ عورتیں کسی بچہ کو کس طرح حمل میں لیتی ہیں۔ اگر حضرت مریم کو حمل ہوا تو ظاہر ہے کہ وہ بھی اسی قاعدہ کے ماتحت اپنے شوہر یوسف سے ہوا ہوگا۔ خدا کے مقرر کردہ قواعد کو زبردستی توڑتے چلے جانا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کے سخت خلاف ہے۔ جب خدا کی سنت بدلا نہیں کرتی تو پھر اس سنت کے خلاف کوئی بات حضرت عیسٰے کے لیے تجویز کرنی صریح طور پر قرآن کی مخالفت کرنی ہے۔ خود حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے نجران کے پادریوں سے مباحثہ کے وقت صاف طور پر فرمایا کہ الستم تعلمون ان عیسٰے حملتہ امرأۃ کما تحمل المرأۃ کہ کیا تم نہیں جانتے کہ بے شک عیسٰےؑ کو ایک عورت نے اسی طرح حمل میں لیا جس طرح عورتیں حمل میں لیا کرتی ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے بڑھ کر صفائی کیا ہو سکتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے کس خوبصورتی سے اس قانون کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو عورتوں کے کسی بچہ کو حمل میں لینے کے متعلق ہے۔ اور جس کا ذکر صاف طور پر قرآن مجید نے کیا ہے پس ہمیں خدا کی سنت اور قانون اعادہ مجبور کرتا ہے کہ ہم حضرت عیسٰے کی پیدائش ماں باپ دونوں سے مانیں۔ اور اگر ہم قانون ابتدا ان پر لگائیں گے تو ماں اور باپ دونوں سے انکار کرنا پڑے گا جو بالبداہت باطل ہے۔

آدم اور مسیح

اسی لئے قرآن کی اس آیت کو کہ ان مثل عیسٰے عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون کہ خدا کے نزدیک عیسٰے کی مثال آدم کی مثال کے مانند ہے۔ اسے مٹی سے پیدا کیا اور پھر کہا کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔ مسیح کی پیدائش کے متعلق نہیں پیش کیا جا سکتا۔ اور نہ خدا نے پیش کیا ہے۔ کیونکہ خدا آدم کی پیدائش کے قانون کو مسیح کی پیدائش پر نہیں لگا سکتا تھا۔ آدم خواہ مسئلہ ارتقا کی رو سے کسی مخلوق سے ترقی کر کے انسان بنا یا مٹی سے براہ راست بنا دونوں صورت میں اس کی پیدائش قانون ابدا کے ماتحت تھی۔ اور مسیح کی پیدائش قانون اعادہ کے ماتحت ہے۔ اس لئے قانون ابدا مسیح کی پیدائش پر نہیں لگ سکتا۔ اور یہ ہے بھی واقعات کے خلاف۔ نہ حضرت مسیح کسی اور مخلوق سے ترقی کر کے انسان بنے نہ مٹی کے پتلے سے آدمی بنے۔ پس جب کسی صورت میں بھی قانون ابدا مسیح کی پیدائش پر نہیں لگ سکتا۔ تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ مسیح کی پیدائش کے متعلق جو قانون اعادہ کے نیچے تھی۔ خدا تعالیٰ قانون ابدا کو بطور دلیل پیش کرتا۔ آیت متنازعہ فیہ میں مسیح کی ولادت پر کوئی بحث نہیں بلکہ بتانا مقصد اس قدر ہے کہ مسیح بھی آدم کی طرح مٹی سے پیدا ہوا۔ یعنی بشر ہے۔ البتہ آدم کی طرح برگزیدہ ہو کر خلافت الٰہی کا وارث ہوا۔ لفظی معنے کرو۔ خدا کے نزدیک عیسٰےؑ کی وہی مثال ہے جو آدم کی ہے۔ جس طرح آدم کو مٹی سے پیدا کیا ویسا ہی عیسٰے کو مٹی سے پیدا کیا۔ جس طرح آدم کے متعلق خدا کا حکم جاری ہوا کہ ہو جا۔ پس وہ ہو گیا۔ اسی طرح عیسٰےؑ کے متعلق حکم جاری ہوا کہ ہو جا پس وہ ہو گیا اب دیکھنا یہ ہے کہ کس بات کے متعلق حکم جاری ہوا۔ پیدائش کے متعلق تو ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ خلقہ میں صاف طور پر فرما دیا کہ اس کو پیدا کیا۔ پیدا کرنے کے بعد پھر اس کے پیدا کرنے کے متعلق حکم جاری ہونا کیا معنی؟ آیت کو دیکھو صاف ہے۔ ثم قال لہ کن فیکون میں ثم ترتیب کے لئے ہے یعنی پیدا کرنے کے بعد پھر کوئی اور امر مدنظر تھا۔ جس کے متعلق حکم جاری ہوا اور وہ تھا انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ یعنی آدم کو خلیفۃ اللہ بنانے کے لیے ارادہ الٰہی حرکت میں آیا تھا۔ لوگوں نے کن کا حکم صرف پیدائش کے متعلق سمجھ رکھا ہے۔ جو غلطی ہے۔ قرآن کریم میں صاف طور پر آتا ہے انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے متعلق فرماتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی امر بھی جناب الٰہی کے مدنظر ہو وہ کن فیکون کے ماتحت ہی ظہور پذیر ہوتا ہے۔ پس عیسائیوں کے مقابلہ میں جناب الٰہی نے حضرت عیسٰےؑ کی صحیح پوزیشن قائم کی۔ اور وہ یہ تھی کہ عیسٰے کی مثال آدم کی مثال ہے۔ عیسٰےؑ کوئی الوہیت یا روح القدس سے پیدا نہ تھے۔ بلکہ ان کی پیدائش مٹی سے تھی جس طرح سب انسانوں کی خود حضرت آدم کی بھی البتہ جس طرح حضرت آدم کے لئے مشیت الٰہی نے چاہا تھا کہ وہ کچھ بن جائے یعنی خلیفۃ اللہ کے رتبہ پر پہنچ جائے۔ اسی طرح مشیت الٰہی نے حضرت عیسٰےؑ کو خلافت الٰہی کے مقام پر پہنچانا چاہا تھا۔ اور پہنچا دیا۔ اس سے بڑھ کر حضرت عیسٰےؑ کا اور کوئی مقام نہیں۔ اسی مقام پر پہنچانے کے لیے حکم الٰہی جاری ہوا تھا کہ ہو جا پس وہ ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود کا خیال

پس جب یہ ثابت ہو چکا کہ مسیح کی پیدائش قانون اعادہ کے نیچے ہے اور قانون اعادہ میں انسان کی پیدائش ماں اور باپ کے بغیر نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ کی سنت جو اس نے خود قرآن میں بیان کر دی ہے بدلا نہیں کرتی۔ تو پھر لازمی بات ہے کہ حضرت عیسٰےؑ کا ماں اور باپ دونوں کے ماننے کے سوا ہمیں چارہ نہیں۔ اور نہ صرف حضرت عیسٰے بلکہ دنیا کا ہر ایک بچہ جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے وہ بغیر باپ کے نطفہ کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ میں نہیں کہتا۔ مجدد صدی چہاردہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب بھی اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ چہارم میں یہی فرماتے ہیں۔ آپ بھی کائنات کی پیدائش کے دو حصے کرتے ہیں۔ ایک تو ابتدائی زمانہ کی پیدائش جس میں آپ یہ مانتے ہیں کہ خدا کا سارا کام محض قدرت سے تھا۔ اور آمیزش طبیعت اور سبب سے بکلی پاک اور خالص ربانی ارادہ سے نکلا ہوا تھا۔ اور ایک موجودہ طریق پیدائش جو اسباب کے ماتحت ہے۔ بولیوں کی اسمیت بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"غرضکہ جب کہ ہر عاقل کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ پہلا زمانہ خالص قدرت نمائی کا زمانہ تھا۔ اور اس میں عام طور پر قانون قدرت یہی تھا کہ ہر ایک کام بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے کیا جائے۔ تو پھر بولیوں کو اس عام قانون سے باہر نکال کر قانون قدرت کو توڑنا سراسر جہالت اور نادانی ہے۔ اس زمانہ کی نظیر میں اس زمانہ کے حالات پیش کرنا درست نہیں ہے۔ مثلاً اب کوئی بچہ انسان کا بغیر ذریعہ ماں اور باپ کے پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اس ابتدائی زمانہ میں بھی انسان کا پیدا ہونا والدین کے وجود پر ہی موقوف ہوتا۔ تو پھر کیونکر یہ دنیا پیدا ہو سکتی؟"

(باقی دارد)

بقیہ صفحہ اول

مغالطوں سے خالی نہیں ہوتا۔ میاں صاحب تریاق القلوب کے الفاظ نقل کر دیں جو حسب ذیل ہیں۔

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے سوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ ...

میاں صاحب کی طرف سے کیا اعلان ہونا چاہیے؟

حضرت مرزا صاحب کے ان قابل اتباع الفاظ کے نیچے میاں صاحب صرف ذیل کے الفاظ یا ان کا مفہوم لکھ دیں اور معاملہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ لفظ یہ ہیں:-

"ان الفاظ سے جو میرے مقدس باپ نے لکھے مجھے اتفاق ہے"

(باقی آئندہ)

---

۴۴ الہ آباد ۱۲؍اکتوبر۔ آل پارٹیز کانفرنس کی آئینی کمیٹی کا آئندہ اجلاس ۵؍نومبر کو دہلی میں ہوگا۔

— نواب محمد یوسف صاحب وزیر لوکل سلف گورنمنٹ یوپی کو عارضی طور پر یوپی گورنمنٹ کا وزیر تعلیم مقرر کیا گیا ہے۔

— آل پارٹیز کانفرنس کی ایک سب کمیٹی پروپیگنڈا کے لیے مقرر ہوئی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور لالہ لاجپت رائے ہندو مسلمانوں میں پروپیگنڈا کریں گے۔

— ترکی ... کر لیا ہے۔

خبریں

— حکومت افغانستان نے ۲۰۰ فوجی افسروں کو مزید تعلیم کے لیے روس۔ اٹلی۔ فرانس۔ اور جرمنی بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ ان کے علاوہ کچھ افسر انگلستان بھی جائیں گے۔

— افواہ ہے کہ کشمیر کی سرحد پر جس کا ڈانڈا روس سے ملا ہوا ہے جنگی سامان خوب فراہم کیا جا رہا ہے۔

— ستمبر کے ابتدائی ہفتہ میں سنیچر کے روز صبح سوا نو بجے سے سوا دس بجے تک مکہ معظمہ میں بارش ہوئی پہاڑی وادیاں پانی سے لبریز ہو گئیں لوگ اس بارش سے بہت خوش ہیں۔

— طہران ۶؍اکتوبر۔ رسمی شان و شوکت کے ساتھ آج شاہ ایران نے مجلس ملیہ کے ساتویں اجلاس کا افتتاح فرمایا۔

— معزز معاصر ریاست اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ آج کل حکومت ہند مہاراجہ الور کو ذرا ٹیڑھی نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ مہاراجہ لاولد ہیں۔ حکومت کا تقاضا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو مہاراجہ اپنا ولیعہد مقرر کریں خیال کیا جاتا ہے کہ ولیعہد کے اعلان کے بعد مہاراجہ یورپ چلے جائیں گے۔ اور ریاست کا انتظام گورنمنٹ کا مقرر کردہ افسر کریگا۔

— اخبار ڈیلی ہیرلڈ کے نامہ نگار نے ڈاکٹر خالد شیلڈرک دمشہور انگریز نومسلم و مبلغ) سے مل کر بات چیت کی تو انہوں نے فرمایا کہ گزشتہ ۲۲ سال کے عرصہ میں انگلستان میں دس ہزار سے زیادہ آدمی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔

— گورنمنٹ سکول آف انجنیئرنگ پنجاب سول میں داخلہ کا امتحان مقابلہ ۳؍نومبر سے ۷؍نومبر تک پنجاب یونیورسٹی ہال لاہور میں ہوگا۔

— پونہ ۱۲؍اکتوبر۔ آج سائمن کمیشن یہاں پہنچ گیا ہے۔ لوگوں نے سیاہ جھنڈیوں سے استقبال کیا۔

— سمرنا میں حال ہی میں زلزلہ کے متعدد شدید جھٹکے محسوس ہوئے جن سے جان و مال کا شدید نقصان پہنچا۔

— حکومت عراق نے قوم پرست جماعت کے آرگن اخبار "الزمان" کو حکماً بند کر دیا ہے۔

— شملہ ۱۲؍اکتوبر۔ پنجاب کونسل کا آئندہ اجلاس ۲۶؍نومبر کو لاہور میں منعقد ہوگا۔

— شولاپور کی ہڑتال ختم ہو گئی۔

— انگلستان میں بیکاروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے حکومت بہت پریشان ہو رہی ہے۔

— لندن ۹؍اکتوبر۔ ملک معظم شاہ جارج نے شاہ افغانستان کے لیے بھورے رنگ کا ایک اسپ تازی بطور تحفہ بھجوایا ہے۔

— ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے کہ اقوام ایشیا کی تیسری کانفرنس امسال وسط نومبر میں بمقام کابل منعقد ہوگی۔

— پونہ ۱۱؍اکتوبر۔ مسلم یونیورسٹی کانفرنس بمبئی کا چودھواں سالانہ اجلاس آج صبح نواب محمد اسمٰعیل خاں ممبر بمبئی کونسل کی صدارت میں منعقد ہوا۔ صاحب صدر نے مسلمانوں میں تعلیم کے فقدان پر اظہار تاسف کیا اور ترقی علم کے لیے سرگرم پروپیگنڈا کی ضرورت جتائی۔

— پٹنہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سائمن کمیشن کی آمد پر شہر میں مکمل ہڑتال ہو گئی ہے۔

— چین کی نئی قومی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص افیون کی کاشت کرے گا یا بیچے گا وہ مستوجب سزا ہوگا۔

— پشاور ۱۱؍اکتوبر۔ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بلدیہ کابل کے صدر کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کی جگہ احمد علی خاں افغان سفیر مقیم برلن کا تقرر عمل میں آیا ہے۔

— روس کی اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں چاند اور سورج کی پرستش کرنے والی ایک زبردست جماعت پیدا ہوئی ہے۔ اس کا بانی ایک یونانی ہے۔ جس کے پچاس ہزار آدمی مرید ہو چکے ہیں۔ حکومت اس مذہب کی مخالفت کر رہی ہے۔ پولیس نے بہت سے سورج پرستوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

— خبر ہے کہ آئندہ ۱۲؍نومبر کو سورج گرہن لگے گا۔

— مدراس ۱۰؍اکتوبر۔ کونسل نے ہندو مذہبی اوقاف اور دیوداسی سسٹم اڑانے کے بل چیدہ کمیٹیوں کے سپرد کر دیئے۔

— ڈاکٹر مونجے صوبجات متوسط میں آل پارٹیز کانفرنس منعقد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

۴۴ - ۱۲ - ۴۴

شاہی اکسیری مجربات منگاؤ

(ہمارا یہ دواخانہ زیر سرپرستی کپورتھلہ سالہا سال سے قائم ہے)

شاہی یاقوتی ۔ قوت مردانہ کی وہ مشہور اکسیر ہے جو زود اثری میں اپنا ثانی نہیں رکھتی ۔ یہی وجہ ہے کہ راجوں مہاراجوں تک میں مقبول ہے بڑے بڑے رئیس نواب اور امیر استعمال کرتے ہیں قیمت صرف پانچ روپے ہر قسم کی زنانہ و مردانہ امراض مجرب ادویہ ہمارے ہاں تیار رہتی ہیں ۔ نیز خط و کتابت کے ذریعہ ہر مرض کا علاج کیا جاتا ہے ۔ غرباء سے کوئی فیس نہیں لی جاتی صرف دوا کی مناسب قیمت وصول کی جاتی ہے ضرورتمند اصحاب اس پتہ پر خط بھیجیں ۔ جواب کے لئے ٹکٹ آنا چاہیے۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

بچوں کو موٹا تازہ تندرست و طاقتور بنانے

اور ان کی ہر ایک بیماری

جیسے بخار، کھانسی، بدہضمی، دودھ ڈالنا، دست ہونا وغیرہ کو دور کرنے کیلئے

حکیم تلسی پرشاد اگروال علیگڑھ کی گورنمنٹ سے رجسٹری شدہ

بال جیون گھٹی رجسٹرڈ

قیمت ۵/

ایک مشہور و معروف امرت صفت دوا ہے میٹھا ہونے سے بچے اسکو خوش ہو کر پی لیتے ہیں

ہر جگہ بازار میں سوداگروں کے یہاں سے خریدو

لیکن نقالوں سے بچنے کیلئے ہر شیشی پر حکیم تلسی پرشاد اگروال کا نام و بال جیون گھٹی لکھا ہے اسطرح دیکھ لو

قیمت فی شیشی ۵/ محصول چار شیشی تک ۔ سوداگروں سے لیکر درجن کی قیمت ۱۲ بارہ روپے علاوہ محصول

چراغ صحت رسالہ مفت لیجئے

دس اردو پڑھے معزز لوگوں کے نام مع مکمل پتے کے بھیجئے پر چراغ صحت رسالہ مفت بھیجا جائیگا

المشتہر منیجر بال جیون کاریالیہ علیگڑھ شہر (یو-پی)

قلمہائے انبہ وترشاوہ

مطلوب ہیں تو جدید فہرست پتہ ذیل سے طلب کیجئے جو مفت روانہ ہوگی ۔

شیخ بشیر احمد ریٹائرڈ انسپکٹر قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ

"**لائٹ**" اخبار کے لئے ایک لائق محنتی اور دیانتدار کلرک کی ضرورت ہے تجربہ شرط ہے ۔ تنخواہ حسب لیاقت دیجائیگی درخواستیں جلد سے جلد حسب ذیل پتہ پر پہنچنی چاہئیں ۔ پتہ :- منیجر اخبار **لائٹ** احمدیہ بلڈنگس **لاہور**

جلد ۱۶ | لاہور یوم شنبہ ۸ رجمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۴۲

قادیان اور ہم

جناب مرزا سلطان احمد صاحب کے پیغام صلح کا جواب

(۲)

(جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے قلم سے)

نبوت کی اصل غرض

رہا مسئلہ نبوت - سو میاں صاحب کے مزید غور کے لئے میں ایک نکتہ خیال عرض کر دیتا ہوں -

نبوت یا الہام کی اصلی غرض اس ہدایت رب العالمین کو دنیا میں لانا ہے جس پر چل کر انسان کی طبعی استعدادیں بلوغت تک پہنچ جائیں اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون - ان استعدادوں کا تعلق چونکہ انسان کے جذبات طبعیہ سے ہے اس لئے الہام نبوت نے ان جذبات کو جن کی طبعی شکل جذبات حیوانیہ سے ملتی جلتی ہے تعدیل و تہذیب میں لاکر انہیں ملکی صفات میں متشکل کر دینا ہے یا بالفاظ دیگر ہمیں متخلق باخلاق آلٰہیہ بنا دینا ہے - ھدی من رب العالمین سے یہی ہدایت مراد ہے - جیسے وحی نبوت انسان تک پہنچاتی ہے اس کے علاوہ جو کچھ نبوت لائی وہ اس غرض کے پورا کرنے کے سامان لائی - یہ باتیں نہ مجھے مروجہ انجیل و توریت وغیرہ میں نظر آتی ہیں اور نہ وہ قرآن حکیم کے بعد کسی متکلم اسلام کی تحریریں پائی جاتی ہیں - جن میں خود حضرت مرزا صاحب بھی شامل ہیں - حضرت اقدس نے ان امور پر جو کچھ بھی کہا یا لکھا وہ قرآن کریم کی ایک بہترین شرح و تفسیر ہے - کوئی بات انہوں نے اپنی طرف سے نہیں لکھی اور نہ ان کے الہام نے کسی امر کو ایزاد کیا - اگر قرآن کریم سابقہ انبیا علیہم السلام کی نبوت کا مصدق نہ ہوتا اور ان کے صحائف متداولہ کے متعلق یہ اطلاع نہ دیتا کہ وہ محرف ہو چکے ہیں تو مجھے تو انجیل توریت پڑھ کر بہت سے مقدسین کی نبوت ماننے میں بھی تامل ہوتا -

حضرت مسیح موعود کا مذہب

رہی حضرت مرزا صاحب کی نبوت وہ انکے اپنے بیان کے مطابق مبشرات کی مترادف ہے - اس بحث کو میں چھوڑتا ہوں کہ مرزا صاحب نے اپنی نبوت کو ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء تک سمجھا یا نہ سمجھا - یا وہ اس وقت تک الہام آلٰہی کو سمجھنے سے قاصر رہے - اور یہ وہ بات ہے جس سے میرا دل خون ہو چکا ہے - کیونکہ اس سے بڑھ کر حضرت کی اور توہین ہیں ہوئی - اور اسی میں کی دو تین سطروں کے نہ سمجھنے نے یہ سب فتنہ ڈال رکھا ہے - اسی کتاب کے ضمیمہ میں جو استفتا کے نام سے موسوم کیا گیا ہے - حضرت نے فرمایا کہ میں جس ظلی بروزی نبوت کا مدعی ہوں - وہ مبشرات کے ہم معنی ہے -

جزوی نبوت اور امت محمدیہ

حضرت مرزا صاحب کی شخصیت کو چھوڑ کر اگر اس قسم کی نبوت ناقصہ کے دعوے کو بنفسہ دیکھا جائے تو حضرت خاتم النبیین کی حدیث کے ہوتے ہوئے کس مسلمان کی یہ مجال ہے کہ کسی امتی کے ایسے دعوے کو موجب کفر کہہ سکے یا اس دعوے کو بحیثیت دعوے صحیح نہ سمجھے - آخر سرور کائنات نے ہی فرمایا ہے - لم یبق من النبوة الا المبشرات - یعنی نبوت کے کل اجزا ختم ہو گئے ان میں سے ایک جزو باقی ہے - یعنی مبشرات (خدا سے ہم کلام ہونا) اگر مبشرات بقول نبی کریم جزو نبوت ہے تو صاحب مبشرات جزوی - ظلی - بروزی نبی کہلا سکتا ہے - ہاں مجھے قادیان کی یہ منطق کبھی سمجھ نہیں آئی کہ جزو کل کے برابر ہے رہا یہ کہ اس حقیقت کے اظہار میں لفظ نبی کیوں استعمال کیا جائے اس میں حضرت آقا مرزا صاحب نے تقدیم نہیں کی - پیران پیر جناب غوث الاعظم - حضرت مجدد الف ثانی - حضرت معین الدین چشتی - حضرت ابن عربی - یہ سب کے سب اسی نبوت کے قائل اور مدعی بھی ہیں - اور انہوں نے لفظ نبی اور نبوت استعمال کیا ہے - ہاں حضرت مرزا صاحب نے اس لفظ پر بہت زور دیا ہے اور یہ ایک ضرورت حقہ تھی -

موجودہ صدی کا فتنہ اور مجدد وقت

اسلام کے مجدد نہ کوئی نئی شریعت لاتے ہیں اور نہ کسی نئے مذہب کی بنا رکھتے ہیں - ہر صدی میں اسلام پر بعض نئے حملے ہو جاتے ہیں - مجدد وقت کی بعثت کی بھاری غرض انہی امراض روحانی کا علاج کرنا ہوتا ہے - اس صدی نے جس مرض نہیں بلکہ وبائے روحانی کو دیکھا وہ اسلام چھوڑ کر مذاہب کی بنیاد تک کو اس وقت کھا رہی ہے - مذہب کی بنیاد وحی آلٰہی یا نبوت ہے یعنی خدا کا انسان سے ہم کلام ہونا - آج اس ربانی ہمکلامی ہی سے انکار ہو گیا ہے - جو لوگ کسی نہ کسی کتاب الہامی پر ایمان بھی رکھتے ہیں وہ بھی اس کے الفاظ کو الہامی نہیں سمجھتے - وہ انہیں کسی ملہم کے اپنے الفاظ سمجھتے ہیں - جس میں اس نے منشائے خداوندی کو ظاہر کیا یہ عقیدہ آج آریہ - عیسائی - یہودی صاحبان کا اپنی کتاب کے

اسی عقیدہ کو نہایت خوبصورت الفاظ میں اس صدی کے ایک مشہور و معروف بزرگ نے بالفاظ ذیل ظاہر کیا ہے -

زجبریل امیں قرآں بہ پیغامے نمی خواہم
ہماں گفتار محبوبے است قرآنے کہ من دانم

یعنی وحی قرآن وحی متلو نہیں - قرآن کے الفاظ حضرت نبی کریم کے الفاظ ہیں - ہاں ان کے مطالب خدا کے وحی کردہ ہیں -

مکالمہ آلٰہیہ اور لغوی نبوت

اس عقیدۂ فاسدہ کی وجہ صرف یہ ہے کہ آج خدا سے ہمکلام ہونے والے لوگ نظر نہیں آتے - جب عقیدہ کی بنیاد صرف روایت رہ جائے اور اس عقیدہ کی تصدیق مشہوداً کسی نہ کسی رنگ میں نہ ہو سکے وہ عقیدہ آخر کار مر جاتا ہے - اس کی مثال عقیدہ معجزہ ہے - اب اگر یہ عقیدہ صحیح ہے کہ الہامی کتب کے الفاظ اگر وہ قرآن کی طرح اپنی اصلی شکل میں ہوں خدا کے اپنے منہ کے بولے ہوئے لفظ ہوتے ہیں - تو جب تک خدا کا انسان کے ساتھ بولنا ہر وقت ثابت نہ ہو یہ عقیدہ قایم نہیں رہ سکتا - دوسرے مذاہب میں ایسے لوگ نہ رہے، اور نتیجہ یہ ہوا - لیکن اسلام نے اس عقیدہ کے قایم رکھنے کے لئے ان مقدس بزرگوں کو دیکھا جو ہر صدی میں خدا سے ہمکلام ہوں - اس عقیدہ کو مضبوط کرنے کے لئے ہمیں ایک ایسے انسان کی ضرورت ہر وقت ہے کہ جس سے خدا بولتا ہو - اور جو اپنے متبعین کو خدا کے ساتھ بولنے کے قابل کر دے - یہ میں کہتا ہوں کہ اگر ایسا مدعی اپنے اس دعوے میں صرف یکہ و تنہا ہو تو وہ بھی کافی نہیں - اس کے ملنے والوں میں سے خواہ معدودے چند ہی ہوں جو اپنے تجربہ سے کہہ سکیں کہ خدا انسان سے بولا کرتا ہے - اس بولنے کو لغت عرب میں نبوت کہتے ہیں - لیکن خدا کا بولنا اس نبوت کے تو قایم مقام نہیں ہوتا جو حضرت صلعم پر ختم ہو چکی - ہمارے زمانہ میں چونکہ نبوت کی بنیاد ہی سے انکار تھا اس لئے مجدد وقت کو اس پر زور دینا پڑا -

حقیقی ذریعہ اتحاد

میں نے یہ چند باتیں اپنے پیرزادہ جناب میاں صاحب موصوف کے غور کے لئے لکھدی ہیں - اس سے میری یہ مراد نہیں کہ وہ اس کے جواب کی تکلیف فرمائیں - یا سلسلہ بحث کو شروع کریں - اگر مسئلہ کفر اور مسئلہ نبوت صاف ہو جائے اور جناب میاں صاحب اس مسئلہ میں اپنے والد بزرگوار کے ہم آواز ہو جائیں تو ایک دنیا ان کے ساتھ ہے - اس موقع پر مجھے ایک اور بات بھی یاد آگئی اسے بھی میں نہایت مختصر الفاظ میں یہاں لکھ دیتا ہوں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ١٦ ٨ جمادی الاول ١٣٤٧ھ نمبر ۲۷

شدھی اور تبلیغ

قابل عبرت اور سبق آموز مقابلہ

ایک ذمہ دار آریہ سماجی کا اعتراف حق

(۲)

شدھی اور اچھوت ادھار کے متعلق آریہ سماج کی ناکامی پر تبصرہ کرنے کے بعد مہاشہ سنت رام صاحب بی اے نے تبلیغ کے عملی اور کامیاب نتائج پر بحث کی اور واقعات سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ وہ تمام باتیں جن کے آریہ سماج میں نہ ہونے کی وجہ سے تحریک شدھی کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ اسلام میں عملاً پائی جاتی ہیں۔ اور اس لئے اسلامی تبلیغ کا مقابلہ شدھی کے ذریعہ سے نہیں ہو سکتا۔

اس کے ثبوت میں مہاشہ سنت رام نے دو مثالیں پیش کی ہیں جو حسب ذیل ہیں:-

"مولانا محمد علی نے بھائی پرمانند سے ٹھیک کہا تھا کہ آپ کی شدھی اور اچھوت ادھار اسلامی تبلیغ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ دیکھئے آج ہی ایک بھنگن کو مسلمان کر کے (میں) اپنی بیگم بنا سکتا ہوں۔ میں کسی بھی مسلمان بننے والے ہوگئے ہندو کے ساتھ اپنی کنیا کا بیاہ کر سکتا ہوں کیا آپ یا مالوی جی کا یہ حوصلہ ہے؟ اگر نہیں تو پھر آپ شدھی کا شور مچا کر ہمیں کیوں چڑاتے ہیں۔ مولانا کو بھائی جی نے کیا اتر دیا۔ سو ہم نہیں جانتے۔ پر ہماری انترآتما کہہ رہی ہے کہ سارے ہندو سماج کے پاس اس کا کوئی اتر نہیں۔"

دوسری مثال یہ دی ہے:-

"کچھ برس کی بات ہے جالالپور (ہردوار) میں ایک مولوی صاحب اور سورگیہ پنڈت مراری لال کا شاستر ارتھ ہو رہا تھا۔ مولوی صاحب آریہ سماجی پنڈت کی زبردست دلائل کی تاب نہ لا سکے۔ وہ بہت گھبرا گئے۔ پنڈت جی کی فتح پر ہندو جنتا پھولی نہ سماتی تھی انت کو مولوی صاحب نے بآواز بلند کہا۔ پنڈت جی مہاراج میں کہتا ہوں اسلام سچا ہے اور آپ کہتے ہیں ویدک دھرم۔ میری اور آپ کی دلیلیں پبلک نے سن لیں مگر دونوں دھرموں میں سے حقیقت میں کون سچا ہے۔ اس کا فیصلہ ابھی ہو جاتا ہے۔ میں ویدک دھرم کو سچا سمجھ کر ابھی اسلام کو چھوڑتا ہوں اور ہندو بنتا ہوں۔ میرے لڑکے بھی ہیں اور لڑکیاں بھی آپ میری لڑکیاں لیجئے۔ اور اپنی لڑکیاں دیجئے۔ تب میں مانوں گا آپ کا دھرم عالمگیر اور آپ کی دلیل سچی ہے۔ اگر یہ ہمت نہیں تو آیئے اسلام میں آپ اپنی لڑکیاں بھی نہ دیجئے۔ میں آپ کے لڑکے کو اپنی لڑکی دیتا ہوں۔

مولوی صاحب کے یہ شبد کیا تھے۔ پنڈت جی کے لئے نیلے آسمان سے بجلی کا گرنا تھا۔ پنڈت جی چپ رہ گئے ان سے کچھ بھی اتر بن نہ پڑا۔ تب مولوی صاحب نے کہا کہا اسے بڑا بولتے ہو اسلام ... رہتے ... ہو

اسلام ایک جیتا جاگتا مذہب ہے۔ وہ تمہاری ان لفاظیوں سے کچلا نہیں جا سکتا۔"

اس واقعہ پر مہاشہ سنت رام صاحب لکھتے ہیں کہ "آج تک ہندو سماج کے پاس مولوی صاحب کے چیلنج کا کوئی اتر نہیں"۔ یہ الفاظ اپنی تفسیر آپ ہیں۔ گویا یوں کہنا چاہئے کہ ان الفاظ میں مہاشہ سنت رام نے اسلام کا عالمگیر مذہب ہونا تسلیم کر لیا۔

اس قدر کھلے واقعات اور عملی مثالوں کے ہوتے ہوئے ہم حیران ہیں کہ مہاشہ سنت رام اور دیگر روشن خیال ہندو کس منہ سے ہندو مذہب کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں عرض کریں گے کہ ایسے دنداں شکن جوابات کے ہوتے ہوئے ان کا ہندو مذہب کی حمایت میں کھڑا ہونا اپنی ناحق کوشی کا ثبوت دینا ہے۔ واقعات کی شہادت تمام دلائل سے زیادہ پختہ اور کارآمد ہوتی ہے۔ آریہ سماج میدان مناظرہ میں جس قدر چاہے الٹے سیدھے دلائل پیش کرے۔ واقعات اور عمل ان کی تکذیب کے لئے کافی ہیں۔ ضرورت ہے کہ مہاشہ سنت رام آریہ سماج کو میدان مناظرہ میں آنے سے روک دیں۔ کیونکہ جو چیز عمل میں آنی ناممکن ہے اس کا دعویٰ کرنا اور دوسروں کو اس کی طرف بلانا گویا باطل کا پرچار کرنا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ہم مسلمانوں کی خدمت میں عرض کریں گے کہ اسلام کی صداقت اور معقولیت پر اس قدر زبردست شواہد کے ہوتے ہوئے انہوں نے اپنے فرض کو کہاں تک پہچانا؟ اور تبلیغ جیسے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں کیا کچھ کوشش کی۔ اسلامی اصول جس قدر سادہ اور پاکیزہ ہیں۔ جس قدر سہل الحصول باتیں اسلام کے اندر پائی جاتی ہیں اگر مسلمان ان کی طرف لوگوں کو لانے کی کوشش کرتے تو یقیناً آج ہندوستان بلکہ دنیا کا ایک بڑا حصہ اسلامستان کے نام سے موسوم ہوتا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کے خصائص اور خوبیوں کو خود چھوڑتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ اسلام جو کل نسل انسانی کی اخوت کا پیغام لے کر آیا تھا آج خود مسلمانوں کا ہندوانہ تمدن اسے ذات پات کی فرقہ بندیوں میں الجھانے میں کوشاں ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے تعلقات اور رشتہ داریوں میں ہر قسم کی نسلی اور آبائی فرقہ بندیوں سے علیحدہ ہو جائیں۔ اور ہر کلمہ گو کو اپنا ویسا ہی مسلمان بھائی تصور کریں جیسا کہ اپنی ذات اور رشتے کے افراد کو سمجھتے ہیں۔ خواہ اول الذکر کسی جلاہے کے گھر پیدا ہوا ہو اور موخر الذکر خاندان سادات سے تعلق رکھتے ہوں۔ اسلام نے اس بارہ میں کوئی تخصیص و تفریق روا نہیں رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا محمد علی جیسا معزز مسلمان نو مسلم بھنگن کو بیگم بنانے اور اپنی لڑکی ایک نو مسلم ہندو کو دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہی اسپرٹ ہے جو ہمیشہ اسلام کی کامیابی کا موجب ہوئی۔ اور آج بھی اس پاک مذہب کو دنیا میں کامیاب بنا سکتی ہے۔ ہندوستان میں جس قدر پولیٹیکل مشکلات مسلمانوں کو درپیش ہیں۔ ان کا بھی واحد علاج یہی ہے کہ مسلمانوں اور نو مسلموں کے متعلق کوئی تمیز نہ ہو اور اسلامی برادری کی بنیاد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہو نہ کہ ذات اور نسل پر۔ اس اصول کو لے کر اگر مسلمان باہر نکلیں تو کامیابی اور فتحمندی ان کے استقبال کے لئے آئے گی۔

"گاندھی جی کی گاؤ کشی"

ناظرین کرام اس بات سے واقف ہونگے کہ گاندھی جی نے احمد آباد میں ایک خانقاہ "ستیہ گرہ آشرم" کے نام سے قائم کر رکھی ہے۔ اس آشرم کے ساتھ دودھ اور مکھن مہیا کرنے کے لئے ایک مویشی خانہ بھی ہے۔ گزشتہ ماہ اس مویشی خانہ میں ایک بچھڑا بیمار ہو گیا۔ جو باوجود علاج کے بھی تندرست نہ ہوا جب گاندھی جی اس کی صحت سے بالکل مایوس ہو گئے۔ تو انہوں نے اس کے جسم میں ایک زہریلے مادہ کا انجکشن کرا کے ہلاک کر دیا۔ گاندھی جی کے اس فعل پر ہندو بہت خفا ہو رہے ہیں۔ بڑے بڑے لیڈر اپنے مہاتما کو نہایت گستاخانہ اور سخت خطوط لکھ رہے ہیں۔ مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ بہت سے مقامات پر جلسے ہوئے جن میں نہایت جوشیلی تقریریں ہوئیں۔ بمبئی میں یہ تجویز بھی زیر غور ہے کہ گاندھی جی سے "مہاتما" کا خطاب چھین لیا جائے ... [illegible]

... دے۔ یہ ایک علیحدہ سوال ہے کہ کسی کی صحت سے مایوس ہو کر اسے ہلاک کر دینا کیسا فعل ہے۔ اس بارے میں ایک مسلمان گاندھی جی کا ہمخیال نہیں ہو سکتا۔ بیماری اور شفا خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کی رحمت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ وہ اس بات پر قادر ہے کہ ایک مایوس العلاج مریض کو بالکل تندرست و توانا کر دے۔ تاہم گاندھی جی کی جرات قابل تعریف ہے۔ انہوں نے بے دھڑک ہو کر ایک ایسا فعل کیا جس کی نسبت انہیں معلوم تھا کہ ان کی گائے پرست قوم بہت ناراض ہوگی۔

گاندھی جی سے ایک سوال؟

کیا ہم اس واقعہ کی روشنی میں ہندو قوم کے اس محترم لیڈر سے سوال کر سکتے ہیں کہ اس فعل کو کرنے کے بعد وہ مسلمانوں کی قربانی گاؤ پر کسی قسم کا اعتراض کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ جب وہ خود کہتے ہیں کہ کسی جانور یا آدمی کو کسی سخت تکلیف سے بچانے کے لئے ہلاک کر ڈالنا یا کسی کی عصمت یا جان کی حفاظت کرتے ہوئے کسی کو مار ڈالنا یا خود مر جانا بالکل جائز ہے۔ تو وہ محض ذبیحہ گاؤ کی وجہ سے مسلمانوں کو کیوں برا بھلا کہتے ہیں۔ حالانکہ اس فعل سے مسلمانوں کا مقصد صرف خوراک حاصل کرنا یا اپنے ایک مذہبی فریضہ کو ادا کرنا ہوتا ہے۔ ہمیں گاندھی جی کی اخلاقی جرات سے امید ہے کہ وہ آئندہ اس سلسلہ میں مسلمانوں پر اعتراض نہ کریں گے بلکہ اپنی قوم کی پست ذہنیت کو بدلنے کی بھی کوشش کریں گے۔

اس کے علاوہ ہم ان کی توجہ ان بے شمار سانڈوں کی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔ جو ہندوستان کے تقریباً ہر شہر کے گلی کوچوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ اور جن کا وجود کئی لحاظ سے انسانوں کے لئے ایک آفت عظیم سے کم نہیں۔ ان کی پرورش پر ایک کثیر رقم خرچ کرنے کے علاوہ لوگوں کو ان کی خرمستیوں سے جانی و مالی نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ اگر گاندھی جی یہ تحریک کریں کہ ضرورت سے زائد سانڈوں کو ہلاک کر دیا جائے تو اقتصادی نقطۂ نگاہ سے یہ ایک نہایت مفید اور کارآمد بات ہوگی۔

قحط کے آثار!

چند ہفتے سے گیہوں کا نرخ روز بروز نہایت تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ حتیٰ کہ بعض مقامات پر آٹا روپے کا ساڑھے پانچ سیر فروخت ہونے لگا ہے جس کی وجہ سے غریب اور متوسط طبقہ کے لوگ بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر خدانخواستہ کچھ روز یہی حالت رہی تو آٹا عنقریب روپے کا چار سیر بکنے لگے گا۔ اور یہ صورت حالات عوام کے لئے ایک قیامت صغریٰ سے کم نہ ہوگی۔ اس گرانی کی سب سے بڑی وجہ گیہوں کا سٹہ بتائی جاتی ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ چند روز سے روزانہ لاکھ لاکھ بوری کے سودے سٹہ کے طریق پر ہو رہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ایک بوری بھی تول کر منتقل نہیں کی جاتی۔

سٹہ ایک قسم کا جوا ہے۔ اگر یہ گرانی کا باعث بھی نہ ہوتا تب بھی حکومت اور رہنمایان ملک کا فرض تھا کہ وہ اس کو روکنے کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کرتے۔ موجودہ صورت میں جب کہ اس جوے کی وجہ سے فاقہ کشی کی نوبت آ پہنچی ہے۔ ان دونوں کے فرائض بہت بڑھ جاتے ہیں۔ پنجاب میں ہندوستان کے تمام صوبوں سے زیادہ جرائم ہوتے ہیں۔ اگر قحط کی وبا پھیل گئی۔ تو جرائم کی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی۔ جو پنجاب کی مکمل اخلاقی تباہی کا باعث ہوگی۔ ہم اس سٹہ بازی کے خلاف اظہار نفرت کرتے ہوئے حکومت اور ہر ایک مذہب و ملت کی ذمہ دار جماعتوں اور اشخاص سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے فرائض کو محسوس کرتے ہوئے اس وبا کو روکیں۔

برلن مسجد کا فرش

شیخ محمد عبد اللہ صاحب جو برلن میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں لکھتے ہیں کہ باوجود مسجد کی تکمیل کے نماز جمعہ وہاں نہیں ہو سکتی اس لئے کہ مسجد میں فرش نہیں ہے اور اس کے لئے قالین بکار ہیں۔ کوئی ذی ثروت دوست اگر اس کار خیر میں امداد فرمائیں تو

کسر صلیب اور پرستاران مسیح

میانچنوں میں پادری عبدالحق صاحب سے مناظرہ

(مولانا عبدالحق صاحب کے قلم سے)

بسلسلہ اشاعت ۲۱ ستمبر ۲۸ء

باقاعدہ مناظرہ سے انکار

حسب قاعدہ پادری عبدالحق صاحب نے باقاعدہ مناظرہ سے انکار کردیا۔ البتہ انہوں نے ہمارے رقعہ کے جواب میں یہ لکھا کہ تقریروں کے بعد سوال وجواب کے لئے وقت دیا جائے گا۔ پہلے ہی دن پادری صاحب کی تقریر کے بعد وقت مانگا گیا۔ تو کہا کہ اب سات بج گئے ہیں اور جلسہ کا وقت پورا ہوچکا ہے۔ اس لئے وقت نہیں مل سکتا۔ دوسرے دن کی صبح کو آریوں کے ساتھ ان کا وقت طے ہوچکا تھا۔ اس لئے ہم نے وہاں جانا مناسب نہ سمجھا۔ البتہ یہ سنکر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس روز انہوں نے اسلام کے خلاف بہت کچھ کہا۔ ہم نے ان کی ہر دو تقریروں کا جواب علیحدہ جلسہ منعقد کرکے دیدیا۔ اور یہ ارادہ کرلیا کہ اب شام کی تقریر میں جس طرح بھی ہوسکے ان سے وقت لینا چاہیئے۔ چنانچہ شام کو ان کی تقریر شروع ہونے سے پیشتر ہی ہم عیسائیوں کے جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ پادری صاحب کی تقریر مسئلہ نجات پر تھی۔ مگر اس روز ان کا روئے سخن زیادہ تر آریوں کی طرف رہا۔ اسلام کے متعلق جو کچھ انہوں نے کہا اور اس پر جو تبادلہ خیالات ہوا وہ درج ذیل ہے۔

اسلامی نجات پر نکتہ چینی

(۱) عام طور پر مذاہب کا یہ خیال ہے کہ نجات اس عالم میں نہیں بلکہ عالم آخرت میں نجات کا ملنا مانا جاتا ہے۔ اسلام کا بھی یہی خیال ہے کہ نجات آئندہ عالم میں ملے گی۔

(۲) مسیحی نکتہ خیال یہ ہے کہ نجات اسی دنیا میں ملتی ہے۔ اسی زندگی میں انسان کی طبیعت کی تبدیلی ہوکر گناہ سے پاکیزگی ہوجاتی ہے اور گناہ کی وجہ سے خدا سے جو جدائی ہوگئی تھی وہ دور ہوجاتی ہے۔ اور ہم فرشتہ ہوکر خدا میں رہتے ہیں۔

(۳) قرآن شریف میں لکھا ہے کہ ان منکم الا واردھا کان علٰی ربک حتمًا مقضیا۔ ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا۔ تم میں سے کوئی نہیں مگر وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ بات تیرے رب پر لازم ہوگئی ہے۔ پھر ہم متقیوں کو نجات دیں گے۔ اور ظالموں کو اسی میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ پہلے سب جہنم میں جائیں گے۔ اور پھر متقیوں کو اس میں سے نجات دی جائے گی۔ تو گویا نجات آئندہ عالم میں ملے گی۔ یہ ہم بعد میں دیکھیں گے کہ اس آیت میں وارد کے معنے داخل ہونے کے ہیں۔ یا محض اس کے اوپر آنے کے۔

(۴) کہا جاتا ہے کہ نیکیاں بدیوں کا بدلہ ہوجاتی ہیں۔ لیکن یہ محال ہے نماز روزہ وغیرہ نیکی ہے لیکن لوگ نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کے باوجود گناہ کرتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ نیک اعمال بدیوں کو دور کرنے والے نہیں۔

(۵) مسیح ہمارے گناہوں کو دور کرتا ہے۔ کیونکہ محبوب کو دکھ ملے تو دکھ ہوتا ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ دوبارہ مسیح کو صلیب پر ٹانگتا ہے۔

میرا جواب

پادری صاحب کی اس تقریر کے بعد میں بغیر سوال وجواب کی اجازت لئے کھڑا ہوگیا۔ اور ان کی تقریر کا جواب اس طرح دیا۔

(۱) پادری صاحب نے نجات کے متعلق اسلام کی تعلیم کو نہیں سمجھا اسلام نجات کو ہرگز اگلی دنیا یا عالم آخرت سے خاص نہیں کرتا بلکہ اسی دنیا کی زندگی میں نجات دلانے کا وعدہ اور یقین دلاتا ہے۔ چنانچہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جس نے یہ کام کیا ہے کہ اس نے عرب کے رہنے والوں کو کس پستی سے اٹھایا اور کس بلندی تک پہنچایا۔ زنا جوا۔ شراب۔ اور خونریزی ان کے نزدیک معمولی اشغال تھے۔ واقعات زمانہ اور تاریخ کی شہادت یہی ہے کہ ان گندگیوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پاک اور صاف کردیا۔

نہیں دلائی۔ بلکہ وہ عمر بھر ان کی بے ایمانی کے شاکی رہے۔ سب سے بڑا حواری جس کو کلیسیا کی چٹان اور جنت کا جانی دار کہا گیا ہے اسی نے تین مرتبہ مسیح کا انکار کیا۔ اور لعنت بھیجی۔ جب ان لوگوں کے ایمان کی پختگی یہ ہے جو اس کے اپنے ہاتھ سے پاک کئے ہوئے تھے تو دوسروں کا ایمان کیا ہوگا۔

(۳) نجات کا جو مفہوم مسیحی مذہب پیش کرتا ہے۔ وہ ایک ناقص اور ادھورا مفہوم ہے۔ قرآن کریم نے انسانی منتہائے مقصود کا نام نجات نہیں رکھا بلکہ فلاح رکھا ہے۔ جس کے معنے ان قوی اور استعداد کا نشوونما پاتا ہے۔ جو ہماری فطرت میں مرکوز ہیں۔ جس طرح ایک بیج کے اندر خلاصہ کے طور پر بہت سی خوبیاں اور قابلیتیں ہوتی ہیں جو ایک خاص درخت کے لئے ضروری ہیں۔ جب اس بیج کو زمین کے سپرد کردیا جاتا ہے۔ تو وہ اپنی ساری خوبیاں ظاہر کردیتا ہے اسی طرح انسانی روح کا منتہا صرف دکھوں سے بچنا نہیں۔ بلکہ لامحدود زمانہ تک اپنے خواص اور استعدادوں کو نشوونما دینا ہے۔

(۴) قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ ہر ایک انسان جہنم میں داخل ہوگا۔ آیت وان منکم الا واردھا الخ سے مراد کافر ہیں جن سے خطاب شروع رکوع سے چلا آتا ہے۔ ثم ننجی الذین اتقوا ایک علیحدہ جملہ ہے۔ اور ثم یہاں ترتیب کے لئے نہیں بلکہ ایک اور حقیقت کا اظہار مقصود ہے۔

(۵) محض نماز، روزہ کو قرآن کریم نے نیکی نہیں قرار دیا۔ بلکہ اصل نیکی یہ ہے۔ کہ نماز روزہ کے حقیقی مقصد کو اپنے سامنے رکھا جائے اور وہ یہ ہے کہ انسان بدیوں سے بچے۔ جو شخص نماز اور روزہ ادا کرنے کے باوجود بدیوں سے نہیں بچتا اس کا نماز روزہ بے معنی اور فضول ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر حقیقی نماز وہی ہے جو فحش اور ناپسندیدہ امور سے روکتی ہے۔

(۶) مسیح کے دکھ کو مانکر گناہ سے بچنا یہ ایک فرضی بات ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جیسے مسلمانوں میں بدکار لوگ ہیں ہندوؤں میں ہیں اسی طرح عیسائیوں میں بھی ہیں۔ کیا یورپ میں بدکاری کم ہے۔ کیا عیسائی دنیا بدیوں سے پاک ہے۔ ہاں آپنے یہ بھی کہا ہے کہ ہم نجات پاکر فرشتے ہوجاتے ہیں مگر بائبل میں فرشتوں کو بیوقوف کہا گیا ہے۔ دیکھو کتاب ایوب ۴/۱۸

پادری صاحب کا جواب الجواب

(۱) فلاح کے متعلق جو مثال آپ نے دی وہ غلط ہے۔ بیج سے خواص کا ظہور ہوتا ہے صدور نہیں۔ کیونکہ انسان مختار ہے۔ اور بیج سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اضطراری ہے۔ اور لفظ فلاح کے یہ معنے بھی خواجہ کمال الدین سے پیشتر کسی نے نہیں کئے۔ اور نہ اس کے معنے نشوونما پانا ہیں۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قوم کی اصلاح کرکے دکھائی وہ بھی کوئی عجیب بات نہیں۔ کیا مسلمانوں ہی میں منافقین کا گروہ نہیں تھا ان کی اصلاح کیوں نہ ہوئی۔ خونریزی بھی مسلمانوں میں ہرگز بند نہیں ہوئی۔ کیا صحابہ کے قاتل مسلمان نہ تھے۔ کیا حضرت عائشہؓ اور علیؓ کی جنگ میں دونوں طرف مسلمان نہ تھے۔

(۳) کیا مسلمانوں میں چوری۔ خونریزی اور بدکاری دوسرے مذاہب کی نسبت کم ہے بلکہ ان میں سب سے زیادہ ہے۔ البتہ سچے مسیحی سے کبھی گناہ سرزد نہیں ہوسکتا۔ پطرس کے دل میں ایمان تھا اور سچا ایمان تھا۔ وہ ڈر سے مجبور ہوا۔ یہ کمزوری ضرور تھی اسی لئے بعد میں جب اس کو بات کا تصور یاد آیا تو لکھا ہے کہ وہ باہر جاکر زار زار رویا پطرس کا نام تو آپ نے لیا یہوداہ کے متعلق کچھ نہ کہا۔ دل میں اس کے بھی ایمان ضرور تھا پہلے کمزوری میں اس نے لالچ میں آکر تیس روپیہ مسیح کے بدلہ میں لے لیا لیکن بعد میں وہ روپیہ پھینک کر چلا گیا۔ اور اپنے آپ کو پھانسی دی۔

میرا جواب

(۱) فلاح کے متعلق میری بیج کی مثال بالکل درست ہے۔ مثال کا ہر پہلو میں منطبق ہونا ضروری نہیں ہے۔ بیج سے اگر خواص کا صدور اضطراری ہوتا ہے تو انسانی روح میں اختیاری ہوتا ہے اس سے مثال کیونکر غلط ہوگئی۔ لفظ فلاح کے یہ معنی ہماری ایجاد نہیں عربی زبان میں فلاح کسان کو اور فلاحت زراعت کو کہتے ہیں۔ قرآن شریف خود لفظ فلاح کے یہ معنے بیان کرتا ہے۔ قد افلح من زکّھا۔

بعد میں۔

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس طرح عرب کی اصلاح کی اس کے دشمن بھی قائل ہیں۔ کیا سائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں یہ شہادت موجود نہیں

The most successful of all the prophets and religious personalities

کہ آنحضرت صلعم دنیا کے تمام انبیا اور مذہبی شخصیتوں سے کامیاب ترین انسان ہے۔

اصلاح کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ آپ پر صحابہ پروانہ وار جان نثار کرتے تھے نہ یہ کہ ذراسی تکلیف دیکھی اور بھاگ گئے۔ منافقین مسلمانوں میں سے نہیں تھے۔ کافروں میں سے تھے ان کے دل ایمان سے خالی تھے مگر بازو پر ضرور ایمان تھا۔ اور اس کی وجہ مسلمانوں کی روز افزوں ترقی اور کفار کا غلبہ تھا۔ امید کی ایک جھلک ادھر تھی تو دوسری طرف طاقت وقوت کا مظاہرہ تھا۔ مسلمانوں کی آپس کی جنگ جہالت کی جنگ نہ تھی بلکہ جوش ایمان اور حق پرستی کے مظاہرے تھے۔

(۳) مسلمانوں میں چوری اور بدکاری وغیرہ ہے تو عیسائیوں میں کم نہیں ہے۔ بلکہ بہت زیادہ۔ جتنی شراب عیسائیوں میں ہے اس کا ہزارواں حصہ بھی مسلمانوں میں نہیں۔ زنا اور بدکاری بھی عیسائی دنیا پر بلکہ عیسائیوں کی مذہبی دنیا پر ختم ہے۔

(۱) کرائمز آف پریچرز

(۲) کرائمز آف کرسچینٹی

(۳) ڈراکیسٹ ان دی یورپ اینڈ دی وے آوٹ۔

(۴) لائف اناٹیڈ دی چرچ آف روم۔

ان کتب کو پڑھو۔

پطرس اور یہوداہ کے دل میں ایمان تھا۔ تو ثبوت دیجئے کہ انہوں نے علی الاعلان اس وقت مسیح کے شاگرد ہونے کا کبھی دعوےٰ کیا۔ پطرس کے زار زار رونے کا گواہ کون ہے؟ اور بعد میں رونے کا فائدہ کیا؟

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمداللہ بخیروعافیت ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

میاں غلام عباس صاحب بی اے رزمک وزیرستان سے حضرت امیر کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان کا ٹریکٹ دی ریلیجن آف ہیومینیٹی بہت مقبول ہوا ہے۔ اور تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ اس کو بہت پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب نے تو اس کو اس قدر پسند کیا کہ ولایت میں اپنے ایک عزیز رشتہ دار کو بطور تحفہ بھیجا۔ آپ نے لکھا ہے کہ یہاں پر تین مختلف فرقوں کے انگریز پادری قیام پذیر ہیں۔ اور وہ تمام موضوعوں پر گفتگو کرتے ہیں۔ ہر رنگ وشغل میں شریک ہوں گے مگر ایک امر جن کے لئے ان کے لبوں پر مہر سکوت ہے وہ مذہب ہے۔

—— جناب پیر مصباح الدین صاحب اے ڈی آئی نے حضرت امیر کی خدمت عالیہ میں پچھلے دنوں ڈلہوزی میں خط تحریر کیا۔ اس میں آپ لکھتے ہیں کہ ان کے علاقہ کے لوگوں کی وہ حالت نہیں رہی جو پہلے کسی زمانہ میں موجود تھی۔ وہ تعصب اور دشمنی جس کا اظہار یہ لوگ احمدیت سے کرتے تھے۔ اب اس کا نام بھی مفقود ہے۔ بلکہ عام طور پر لوگ ہماری خدمات اسلامی کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اشاعت اسلام کی ضرورت کو سختی سے محسوس کرتے ہیں۔ ہمیں اس کام میں قیادت کا اہل سمجھتے ہیں فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

—— حافظ محمد حسین صاحب گجرات سے اپنے ایک خط میں جو آپ نے حضرت امیر کی خدمت میں تحریر فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں کہ اس وقت ۲۵ گھر عیسائیوں کے آپ کے زیر تبلیغ ہیں۔ خداوند تعالیٰ اس نوجوان دوست کی مساعی بارآور فرمائے۔ ایسے موقعوں پر ہمارے احباب ایک دوسرے کی دعا سے مدد کیا کریں۔

اللھم انصر من نصر دین محمدؐ واجعلنا منھم

—— مولوی مرتضیٰ خاں صاحب بی اے کی صاحبزادی بعمر پانچ سال اس ہفتہ دل کی حرکت بند ہوجانے سے فوت ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس صدمہ میں ہمیں مولوی صاحب موصوف اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔

مذاکرہ علمیہ

ولادت مسیح از روئے قرآن کریم

(۳)

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

حضرت مریمؑ پر الزام کی حقیقت

سوال - اگر حضرت مسیح کا باپ تھا تو اس الزام کی کیا وجہ تھی۔ اور کہاں سے آیا ہے؟

جواب - کونسا الزام؟ اور کون کہاں سے آیا ہے؟ سوال کے الفاظ سمجھ میں نہیں آئے۔ شاید آپ کا یہ مطلب ہو کہ حضرت مسیح کی والدہ حضرت مریم پر پھر کیوں الزام لگا اور لوگوں نے مریم کو کیوں کہا کہ یہ بچہ کہاں سے لے آئی؟

سو اس کا جواب تو نہایت سہل ہے۔ کیا شوہر والی عورتوں پر الزام نہیں لگا کرتا۔ اور ہمیشہ کنواری لڑکیوں پر ہی الزام لگا کرتا ہے؟ یہ تو بالبداہت غلط ہے۔ ہم نے سینکڑوں شوہر والی عورتوں پر الزام لگتے دیکھا ہے۔ حضرت مریم پر بھی شریر لوگوں نے جھوٹا الزام لگایا۔ قرآن نے **امہ صدیقۃ** کہہ کر اس الزام سے حضرت مریم کی بڑے زور سے بریت کی ہے۔ انجیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ الزام ناپاک یہود نے اس وقت لگایا ہے جب حضرت مریم یوسف نجار کی بی بی بن چکی تھیں اور ان میں زن و شوئی کے تعلقات قائم ہو چکے تھے۔ البتہ اس الزام کے لگنے کے بعد یوسف کو اپنی بی بی مریم کو اپنے گھر لانے میں ذرا تامل ضرور ہوا تھا۔ اور یہ فطرتی بات تھی۔ مگر اسے خواب میں ایک فرشتے نے بشارت دی کہ مریم پاکدامن ہے اس کے دل کی بدظنی کو دور کر دیا۔ چنانچہ وہ اپنی بی بی کو پھر اپنے گھر بھی لے آیا۔ جیسا کہ متی (۱: ۲۴) میں لکھا ہے ”اور یوسف اپنی بیوی کو اپنے یہاں لے آیا“ ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو جو حاملہ ہو اپنے گھر نہیں لا سکتا جب تک اسے یہ تسلی نہ ہو جائے کہ اس کی بی بی خود اسی سے حاملہ ہوئی ہے۔ فرشتہ کا خواب میں یہ کہنا کہ وہ روح القدس سے حاملہ ہے یہی مطلب رکھتا ہے۔ کہ اس کا حمل جائز ہے۔ اور اس میں ایک پاکیزہ روح ہے اور شریر لوگوں کے الزامات غلط ہیں۔

فرضی اور من گھڑت افسانے

رہ گئی یہ بات کہ یہود نے مریم کو کہا کہ یہ بچہ کہاں سے لے آئی؟ یہ تو کہیں بھی نہیں۔ نہ قرآن میں نہ انجیل میں۔ انجیل سے اتنا پتہ لگتا ہے کہ مسیح کی ولادت کے بعد ان کے والدین ان کو لیکر ہیرودیس کے خوف سے مصر بھاگ گئے تھے۔ یہود کے پاس بچہ کو لے کر آنا اور یہود کا اس وقت مریم پر الزام لگانا اور حضرت مریم کی خاموشی اور نوزائیدہ بچہ کا بجائے اپنی ماں کی پاکدامنی ثابت کرنے کے اپنی نبوت کو پیش کرنے لگ جانا۔ یہ سب فرضی اور من گھڑت افسانے ہیں۔ جن کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں۔ تعجب ہے کہ عیسائیوں نے بھی مسیح کے اس عظیم الشان معجزہ کو چھوڑ دیا۔ جس سے مسیح کی خدائی بڑی آسانی سے ثابت ہو سکتی تھی۔ واقعات صریح اس کے خلاف ہیں۔ حضرت مریم پر الزام لگنے اور انکی پاکدامنی کے متعلق تشفی ہو جانے کے بعد ان کا شوہر انہیں گھر میں آباد کئے ہوئے ہے۔ دور ایک گاؤں میں کسی درخت کے نیچے یہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین ہیرودیس کے ڈر سے اس بچہ کو لے کر مصر بھاگ جاتے ہیں۔ اس بچہ کا ماں کی گود میں نبوت پیش کرنا محض ایک افسانہ ہے۔ جس کا کوئی وجود نہیں۔

حضرت مسیح کا دعوے اور یہود کا تعجب

چالیس یا تیس سال کی عمر میں حضرت عیسیٰؑ کو نبوت اور رسالت ملتی ہے۔ وہ حضرت موسیٰ کی طرح اپنی قوم میں واپس آتے ہیں۔ ان کی ماں انہیں اس وقت قوم کے سامنے پیش کرتی ہیں جب وہ نبی بن چکے ہیں **فاتت بہ قومہا تحملہ**۔ تحمل کے معنے صرف گود میں اٹھانے کے نہیں ہوتے۔ بلکہ کسی سواری پر سوار کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے **ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم قلت لا اجد ما احملکم علیہ** (ترجمہ) اور نہ ان لوگوں پر کسی طرح کا الزام ہے جو تمہارے پاس درخواست لے کر آئے۔ کہ تم اس کو سواری مہیا کرکے

پس تحمل کے معنے ہیں کہ حضرت مریم انہیں سواری پر لائیں اور سواری پر اس لیے ذکر کیا کہ وہ بڑی مسافت طے کر کے آئے تھے۔ اور یہ سواری ایک پیشگوئی کی طرف خاص اشارہ رکھتی تھی۔ جسے پورا کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ نے خاص طور پر ایک گدھا منگوا کر اس پر سواری کی اور اسی حالت میں یروشلم میں داخل ہوئے تھے۔ دیکھو متی باب ۲۱ ”اور گدھی اور بچے کو لاکر اپنے کپڑے ان پر ڈالے۔ اور وہ ان پر بیٹھ گیا“ اور ”یہ اس لئے ہوا کہ جو نبی کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو“ حضرت عیسیٰ جب یہود کے سامنے اپنا دعویٰ مسیحیت پیش کرتے ہیں تو انہیں تعجب ہونا لازمی امر تھا وہ مدت سے ایک مسیح کی آمد کے منتظر تھے۔ اور اس کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ بڑی سلطنت کا مالک ہوگا۔ اور آتے ہی داؤد کا تخت انہیں دلائے گا۔ مگر جب ان کے بیچ ہی میں سے اٹھ کر ایک شخص نے جو غربت اور مسکنت کی تصویر تھا۔ یہ دعوے کر دیا کہ میں ہی وہ آنے والا مسیح ہوں تو ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور وہ ان سے سخت برہم ہوئے ان کو حضرت عیسےٰ کا دعوے بڑا عجیب معلوم ہوا۔ اسی لئے حضرت مریم سے آکر کہا کہ **لقد جئت شیئا فریا** کہ تو عجیب چیز لے آئی یا ایک مفتری کو لے آئی ہے۔

مسیح کے متعلق یہود کے خیالات

یہاں یہیں ذکر نہیں کہ نعوذ باللہ تو ایک حرام کا بچہ لے آئی ہے۔ بلکہ یہ کہا کہ تو ایک عجیب چیز لے آئی ہے۔ اور ان کا تعجب حق بجانب تھا۔ وہ ایک بڑے تخت و سلطنت والے مسیح کے منتظر تھے ان کی نگاہوں میں حضرت عیسےٰ کہاں جچتے تھے۔ چنانچہ انجیل میں ان کا یہ فقرہ پڑھو ”کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟ اور اس کی ماں کا نام مریم اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہوداہ نہیں؟ اور کیا اس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں؟“ (متی ۱۳: ۵۵)

اوپر کی عبارت سے کیسا صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہود انہیں کس حقارت سے دیکھتے تھے۔ اور ان کا دعوے یہود کے لئے کیسی عجیب چیز تھی۔ ان کا یہ کہنا کہ ”کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں“ کیسی صفائی سے روشنی ڈالتا ہے کہ مسیح کے ہمعصر انہیں یوسف نجار کا بیٹا جانتے تھے۔ ان کے دل میں یہ کبھی وہم بھی نہ تھا کہ وہ کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ حضرت مسیح کے زمانہ کے لوگوں کی یہ گواہی کہ وہ یوسف بڑھئی کا بیٹا تھا ایسی زبردست گواہی ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ بعد کی باتیں تو خوش عقیدگیاں ہیں۔ لیکن اس زمانہ کے لوگوں کا صاف طور پر ان کو بڑھئی کا بیٹا کہنا واقعات ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا۔ وہ ان کے رشتہ دار تھے۔ سارے خاندان اور حسب نسب کو جانتے تھے۔ ان کی گواہی سے بڑھکر اور کس کی گواہی ہو سکتی ہے۔

یہود کی خودداری اور مسیح پر اعتراض

الغرض یہود حضرت مریم کے پاس انہیں ملامت کرنے نہیں آئے تھے بلکہ ان کے بیٹے حضرت عیسیٰؑ کی شکایت کرنے آئے تھے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ابوطالب کے پاس قریش حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شکایت لے کر آئے تھے۔ کہ تم بڑے بوڑھے ہو اپنے بھتیجے کو سمجھاؤ۔ اسی طرح یہود حضرت مریم کے پاس شکایت لے کر آئے اور کہنے لگے کہ تو یہ عجیب شخص لے آئی ہے۔ جو عجیب و غریب دعوے کرتا ہے اور مفتری نظر آتا ہے۔ **یا اخت ہارون ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیا**۔ اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ یعنی تم ایک شریف اور نیک خاندان میں سے تھے۔ یہ تمہارا بیٹا ایسا نالائق کیوں نکلا۔ کہ نبوت اور مسیحیت کا دعویٰ کرنے لگا۔ وہ بیچاری کیا کہہ سکتی تھیں۔ **فاشارت الیہ** انہوں نے اشارہ کیا کہ خود مدعی ہی سے پوچھو۔ یہود نہایت حقارت سے کہنے لگے کہ **کیف نکلم من کان فی المہد صبیا** کہ ہم اس سے کیسے بات کریں جو گہوارہ میں بچہ تھا۔ گہوارہ میں تو سبھی بچے ہوتے ہیں۔ مسیح کی اس میں کیا خصوصیت تھی۔ تو پھر یہود کا اس فقرہ سے کیا مطلب تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو گہوارہ میں بچہ ہے۔ مگر پھر فقرہ کی شکل یوں ہونی چاہیے تھی کہ **من ہو فی المہد صبی** کہ جو گہوارہ میں بچہ ہے۔ نہ کہ **من کان فی المہد صبیا** جس کے معنی ہوں گے کہ جو گہوارہ میں بچہ تھا۔ کیونکہ یہاں کان ماضی کا صیغہ موجود ہے۔ اور اگر مسیح کبھی گہوارہ میں بچے تھے۔ تو سارا جہان گہوارہ میں بچہ رہ چکا ہے۔ خود امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں **واستشکلت الآیۃ بان کل من یکلمہ الناس کان فی المہد صبیا قبل زمان تکلیمہ**۔ یعنی اس آیت میں اشکال واقع ہوا ہے اس لئے کہ ہر شخص جس سے [illegible] گا [illegible]

کیا ہوئی۔ اس لئے اس آیت کے لفظی معنے لینے سے کلام مہمل ہو جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہاں [illegible] محاورہ کے معنی مراد ہیں۔ **من کان فی المہد صبیا** اسی طرح عربی میں محاورہ ہے جس طرح [illegible] ہم کہتے ہیں کہ فلاں کل کا ہمارے سامنے کا بچہ ہے۔ یعنی جو ابھی کل ہمارے سامنے گہوارہ میں بچہ تھا۔ وہ اس قابل نہیں کہ ہم اس سے بحث کریں۔ اور اس محاورہ کے معنی پر ایک دوسرا قرینہ یہ ہے کہ یہود یہ نہیں کہتے کہ یہ بچہ ہم سے کس طرح بولے گا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس سے کس طرح بات کریں۔ یعنی ہماری شان اس سے بہت بلند و برتر ہے۔ کہ جو ایک نوجوان کل کے لڑکے سے بحث مباحثہ شروع کر دیں۔ گویا ان کی بزرگی اور شان حضرت مسیح سے بحث مباحثہ کرنے سے مانع تھی۔

حضرت مسیح کا فیصلہ کن جواب

وہ تو اسی تمکنت اور اپنی خودداری میں رہے۔ مگر حضرت مسیح نے خود ہی بول کر معاملہ صاف کر دیا۔ فرماتے ہیں:۔

قال انی عبد اللہ۔ اتانی الکتب وجعلنی نبیا۔ وجعلنی مبارکا این ما کنت۔ واوصنی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا۔ وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا۔ والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا۔ ”میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور مجھے نبی بنایا ہے۔ اور مجھے برکت والا بنایا ہے جہاں بھی میں رہوں اور جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کے لئے حکم دیا ہے۔ اور اپنی ماں سے نیک سلوک کا حکم دیا ہے۔ اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا۔ اور مجھ پر سلامتی تھی جس دن میں پیدا ہوا تھا اور سلامتی ہوگی مجھ پر اس دن جس روز میں مرونگا۔ اور جس روز پھر زندہ کر کے اٹھایا جاؤنگا“

حضرت عیسیٰؑ کا یہ جواب فیصلہ کن ہے۔ یہود کے سوالات پر جو انہوں نے حضرت مریم سے کئے تھے۔ اب تک متشابہات کا رنگ تھا۔ یعنی ان آیات کے پڑھنے والے کو شبہ رہتا تھا کہ آیا یہ سوالات حضرت مریم کی پاکدامنی کے متعلق ہیں یا حضرت عیسےٰ کے دعوے کے متعلق۔ لیکن حضرت عیسےٰ کے جواب نے بات بالکل صاف کر دی۔ ان کے جواب سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) سوالات حضرت مریم کی پاکدامنی کے متعلق نہ تھے ورنہ حضرت مریم کا خاموش رہنا بالکل بے معنے تھا۔ ان کا فرض تھا کہ الزامات سے اپنے دامن کو پاک و صاف ثابت کرتیں۔ ان کا خود خاموش رہنا اور جواب کے لئے حضرت مسیح کی طرف اشارہ کرنا ہی بتلاتا ہے کہ سوالات کی زد حضرت مسیح کے دعوے پر تھی۔

(۲) حضرت مسیح ان سوالات کا جواب دینے کے لئے خود تیار ہو جاتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ سوالات خود حضرت مسیح کے دعوے کے متعلق تھے اور جن کا جواب دینا خود حضرت مسیح کے ذمہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے دعوے کی ان جوابات میں خوب تشریح کی۔

(۳) سارے کے سارے جواب میں حضرت مسیح نے ایک فقرہ بھی اپنی ماں کی پاکدامنی کے متعلق نہیں کہا۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ یہاں یہود نے ان کی پاکدامنی پر حملہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ خود حضرت مسیح کے دعوے پر حملہ کیا تھا۔ ورنہ حضرت مسیح کا فرض تھا کہ سب سے پہلے اپنی ولادت کے متعلق الزام کو صاف کرتے۔ بعد میں کوئی دعویٰ کرتے۔

مسیح کا جواب نبوت کے بعد کا ہے

حضرت مسیح کے جوابات صاف ظاہر کرتے ہیں کہ یہ باتیں ان کی ولادت کے دن نہیں ہوئی تھیں بلکہ اس وقت ہوئی ہیں جب مسیح نبی بن چکے تھے اور انہیں کتاب مل چکی تھی۔ اور وہ نماز اور زکوٰۃ کے مکلف ہو چکے تھے اور ماں کی گود سے نکل کر اس قابل بن چکے تھے کہ ماں اب ان کی خدمت اور نیک سلوک کی محتاج تھی۔ کیونکہ حضرت مسیح صاف فرما رہے ہیں کہ مجھے یہ سب چیزیں مل چکی ہیں۔ قرآن نے ان تمام باتوں کو ماضی کے صیغہ میں بیان کیا ہے۔ عجوبہ پرستی کے شیدائی کہتے ہیں کہ کیوں نہ ہم یہاں ماضی بمعنی مستقبل لے لیں۔ مگر وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ جب تک کوئی قرینہ نہ ہو ماضی بمعنی مستقبل ہرگز جائز نہیں۔ اور یہاں تو قرینہ ایسا مستقبل کے خلاف ہے کہ سوائے ماضی بمعنی ماضی لینے کے کلام ہی مہمل ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر ہم **اوصنی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا** کے معنے یہ لیں کہ مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم کریگا۔ تو **ما دمت حیا** کے کیا معنے ہوں گے۔ کیونکہ اس میں نماز اور زکوٰۃ کو اپنی زندگی کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ تو کیا جس وقت وہ کلام کر رہے تھے زندہ نہ تھے؟ اور اگر زندہ تھے تو کیا پھر نماز اور زکوٰۃ ایک دن کے بچہ پر فرض ہو چکی تھی۔ اسی طرح پھر **لم یجعلنی جبارا شقیا** میں **لم یجعلنی**

یا مستقبل کے؟ اسی طرح "والسلام علی یوم ولدت" کے کیا معنی ہونگے اگر مستقبل کے معنے لیں تو معنے یوں ہوں گے کہ "مجھ پر سلامتی ہو گی جس دن میں پیدا ہوں گا" گویا ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ غرضیکہ قرآن مستقبل کے اس قدر خلاف ہیں کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ پس صریح ماضی کے صیغوں کے موجود ہوتے ہوئے ہم معنی ماضی کے سوا مستقبل کے نہیں لے سکتے۔ کوئی عقلمند نہیں مان سکتا کہ ماں کی گود میں پڑے پڑے ایک دن کا بچہ کہہ رہا تھا کہ مجھے نبوت اور کتاب ملے گی۔ حالانکہ دوسرے تمام نبیوں کو وحی نبوت سے پہلے قطعاً اپنی نبوت کا علم نہ تھا۔ سارا قرآن پڑھ جاؤ کسی نبی کو معلوم نہ تھا کہ میں نبی بننے والا ہوں۔ خود حضرت نبی کریم صلعم کو جو سرتاج انبیا ہیں مطلق علم نہ تھا کہ میں نبی بننے والا ہوں۔ چنانچہ جبریئل کے پہلی بار نزول نے آپ کو کس قدر پریشان کیا۔ خود قرآن میں آپ کے متعلق آتا ہے کہ ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان۔ نبوت سے پہلے تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے۔ اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ تو کیا یہ الوہیت کا سہرا مسیح کے سر ہی باندھنا تھا۔ پس حق یہی ہے کہ یہ کلام اس وقت کا ہے جب حضرت مسیح کو نبوت اور کتاب مل چکی ہے اور وہ نماز اور زکوٰۃ کے متکلف ہو چکے ہیں۔ اور یہود کے اعتراضات حضرت مسیح کے دعوے کے متعلق تھے نہ کہ حضرت مریم کی پاکدامنی کے متعلق۔

(۵) اس اپنے جواب میں صرف اپنی والدہ سے نیک سلوک کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب ان کے باپ یوسف فوت ہو چکے تھے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا ذکر نہ کرے۔ اگر یوسف کو سوتیلا باپ بھی مانا جائے تب بھی نبی کی یہ شان سے بعید ہے کہ اگر باپ سوتیلا ہو تو وہ اس کی خدمت نہ کرے۔ مسیح کی ولادت کے وقت یوسف کا ان کی والدہ کا شوہر ہونا تو سب کو مسلم ہے۔ تو کس طرح ممکن تھا کہ یوسف ان کے باپ زندہ ہوتے اور وہ ان کے ساتھ نیک سلوک کا ذکر نہ کرتے۔ پس یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب ان کے باپ فوت ہو چکے تھے۔ اور وہ نبی اور رسول بن کر بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہو چکے تھے۔

ولدیت مسیح قرآن میں

سوال ۔ قرآن شریف میں عزیر ابن اللہ و مسیح ابن اللہ کا ذکر ہے۔ لیکن ان کے باپ ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔

جواب ۔ قرآن شریف میں کسی کے ابن اللہ ہونے کا ذکر نہیں۔ بلکہ حضرت عزیر اور حضرت مسیح کے ابن اللہ ہونے کی تردید ضرور ہے۔ "ان کے باپ کی کوئی دلیل نہیں" کا فقرہ سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ کا مطلب شاید یہ ہے کہ قرآن میں مسیح کے باپ کا کوئی ذکر نہیں تو پھر کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ مسیح کا کوئی باپ نہیں۔ اس طرح تو پھر بڑی مشکل ہوگی۔ بہت سے نبیوں کے باپوں کا ذکر قرآن میں نہیں۔ خود ہمارے نبی کریم صلعم کے باپ کا ذکر نہیں تو کیا پھر مان لیں کہ یہ سب کے سب بے باپ تھے۔ بہت سے نبیوں کی ماں کا ذکر قرآن میں نہیں پھر کیا وہ سب بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ کیا قرآن کوئی نسب نامہ کی کتاب ہے۔ کہ اس کے لئے ضروری ہے کہ سب نبیوں کے باپوں اور دادوں کی ایک فہرست پیش کرے۔ قرآن نے سورۂ انعام میں اٹھارہ نبیوں کا ذکر کیا ہے جن میں حضرت عیسٰے بھی شامل ہیں .... زکریا و یحییٰ و عیسیٰ و الیاس کل من الصالحین ۔ و اسمعیل والیسع و یونس و لوطا و کلا فضلنا علی العالمین ۔ و من اٰباءھم و ذریتھم و اخوانھم و اجتبینھم و ھدینھم الی صراط مستقیم ۔ (ترجمہ) زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس سب صالحین میں سے تھے۔ اور اسمعیل اور الیسع اور یونس اور لوط سب کو ہم نے عالموں پر فضیلت دی تھی اور ان کے باپوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں میں سے بعض کو اور ان لوگوں کو ہم نے انتخاب کیا اور ان کو سیدھی راہ دکھائی۔

یہاں اٹھارہ نبیوں کا ذکر ہے جن میں حضرت عیسٰے بھی شامل ہیں۔ اور سب کے ہی لئے اٰباءھم کہہ دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے سبھی کے باپ تھے۔ کوئی بن باپ نہ تھا۔

ولدیت مسیح حدیث میں

سوال ۔ اور نہ ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ مسیح کا باپ تھا

جواب ۔ روایت بھی سن لو۔ ابن جریر نے ربیع سے روایت بیان کی ہے کہ نجران کے پادری مباحثہ کے لئے آئے تھے۔ ان سے خود حضرت نبی کریم صلعم نے مباحثہ کیا اور مسیح کی خدائی اور ان کے خدا کا بیٹا ہونے کے خلاف خود حضور نے جو دلائل دیئے تھے۔ ان میں یہ ارشاد کس قدر معقول ہے فرماتے ہیں الستم تعلمون ان عیسٰے حملتہ امرأۃ کما تحمل المرأۃ ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ بے شک عیسٰے کو بھی ایک عورت نے اسی طرح حمل میں لیا

پھر فرماتے ہیں الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وھو یشبہ اباہ ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ کوئی بیٹا نہیں ہوتا مگر وہ اپنے باپ سے مشابہ ہوتا ہے۔ اللہ اللہ کس قدر مدلل اور معقول ارشاد ہے کہ بچہ کو دیکھ کر اس کے باپ کا پتہ لگا لو۔ اگر بچہ کی شکل انسان کی سی ہے تو ضرور ہے کہ اس کا باپ کوئی انسان ہے۔ خدا نہیں۔ اگر حضرت عیسٰے کی شکل انسانوں کی سی تھی تو ضرور ہے کہ ان کا باپ بھی کوئی آدمی ہے۔ اور ان کی ماں نے حضرت عیسٰے کو اسی طرح حمل میں لیا جس طرح اور عورتیں حمل میں لیتی ہیں۔ حضرت مریم کے حاملہ ہونے میں دوسری عورتوں کے مقابلہ میں کوئی خصوصیت نہ تھی۔ بس حد کر دی۔ اس سے بڑھ کر معقول دلیل نہیں ہو سکتی جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ مسیح کی ولادت میں مطلق کوئی خصوصیت نہ تھی اور ان کا باپ بھی تھا جن سے مشابہت کی وجہ سے ان کا ابن آدم ہونا آفتاب کی طرح روشن ہو گیا۔ (باقی دارد)

(بقیہ صفحہ اول کالم ۳)

صراط مستقیم کی دعا اور مسئلہ نبوت

اہل قادیان اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پر زور دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ یہ دعا خدا کی تلقین کردہ ہے اور ہم خدا سے اس راستے کی ہدایت مانگتے ہیں جو نبیوں کا راستہ ہے۔ تو کیوں اس راستے پر چل کر ہم نبی نہیں بن سکتے۔ یہ امر مسلمۂ قرآن ہے اور حضرت مرزا صاحب کا اپنا تعلیم کردہ یہ اصول ہے کہ نبوت ایک وہبی عطیہ ہے۔ نبوت کسی کسب و عمل کا نتیجہ نہیں ہوتی تو پھر نبیوں کی راہ پر چل کر کس طرح نبوت مل سکتی ہے۔ راہ پر چلنا تو ایک کسب ہے۔ میں اس نظریہ کو کسی قدر واضح کر دیتا ہوں۔ خلعت نبوت جس کو ملی وہ ایک خاص عمر کے بعد ملی۔ اور فرض کر لو کہ کسی مقدس انسان کو چالیس سال کے بعد منصب نبوت پر ممتاز کیا گیا۔ اگر یہ منصب ان اعمال کا نتیجہ تھا جو اس بزرگ سے اس مقررہ میعاد سے پہلے ظہور میں آئے تو نبوت اس کے کسب کا نتیجہ ٹھہری اور یہ امر قرآن اور حضرت مرزا صاحب کے مسلمات کے خلاف ہے۔ اور اگر نبیوں کی راہ وہ راستہ ہے جس پر وہ منصب نبوت کے بعد چلے۔ تو اس راہ پر چلنے کے بعد نہ تو ان کی نبوت میں کوئی اضافہ ہوا۔ نہ پہلی عطا کردہ نبوت کے بعد وہ کسی اور نبوت کے مورد ٹھہرائے گئے۔ تو پھر نبیوں کی راہ سے تو وہ راہ مراد نہیں ہو سکتی کہ جس پر کوئی چل کر نبی بن سکے۔ نبیوں کی راہ سے مراد تو ان کا وہ طریق زندگی ہے۔ جو انہوں نے تبلیغ حق میں منصب نبوت کے بعد اختیار کیا۔ مثلاً تبلیغ حق میں شجاعت صداقت استقامت وغیرہ دکھلانا۔ طلب حق۔ اور حق کے قائم کرنے میں ہمہ و ہر اس سے الگ ہو کر ہر مصیبت کا مقابلہ کرنا۔ اور کسی امر حق کے خلاف کسی مصالحت پر راضی نہ ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔

---

۴۴ ــــ نئی دہلی ۱۶ر اکتوبر۔ وائسرائیگل لاج کے قریب ایک مسلمان کو سکھوں نے کرپان سے شہید کر دیا۔

ــــ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ مولانا محمد علی صاحب آف کامریڈ نے سیاحت یورپ کے دوران میں جرمنی کے سابق ولیعہد سے ملاقات کی۔ ولیعہد مذکور ان کے اخبار کامریڈ کا چار سال تک خریدار رہ چکا ہے۔ اور انگریزی خوب جانتا ہے۔

ــــ راولپنڈی ۱۶ر اکتوبر۔ سر رابرٹ چیف کمشنر صوبہ سرحدی ایک ہفتہ تک کابل میں قیام کر کے واپس آ گئے ہیں۔

ــــ بولشویک گورنمنٹ نے حکم دیدیا ہے۔ کہ نئے سال سے پہلے تمام لوگ کرنسی نوٹ خزانہ میں داخل کر دیں۔ اس کے بعد نوٹوں کی کوئی قیمت نہ ہو گی۔

ــــ افواہ ہے کہ لارڈ ارون وائسرائے ہند عنقریب رخصت پر ولایت جانے والے ہیں۔

ــــ فلسطین کی مسلم خواتین نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ شادی کے لئے عمر مقرر کر دینے کے لئے کوئی قانون وضع کیا جائے۔

ــــ سابق قیصر جرمنی نے جرمنی و ہالینڈ کی سرحد پر ایک قلعہ خریدا ہے۔ یہ قلعہ تیرھویں صدی میں تعمیر ہوا تھا۔

ــــ شملہ ۱۷ر اکتوبر۔ ملک معظم نے خواہش ظاہر کی ہے کہ ۱۱ر نومبر کو دن کے گیارہ بجے دو منٹ تک بالکل خاموشی اختیار کر کے یوم صلح کی یاد منائی جائے۔

خبریں

ــــ مشہور آریہ لیڈر بھائی پرمانند جی جنوبی افریقہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پاسپورٹ مل گیا ہے۔

ــــ قسطنطنیہ میں ایک ہزار نوجوان فتیان جن میں وزیر اعظم اٹلی کے دو لڑکے بھی شامل ہیں سیر و سیاحت کے لئے آئے جنھوں نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے مجسمہ پر تعظیماً پھول چڑھائے۔

ــــ مسجد ووکنگ لندن میں ایک تعلیم یافتہ خاتون مس بی بونڈ نے اسلام قبول کیا۔ جن کا نام مس حمیدہ رکھا گیا۔

ــــ شام کا فرانسیسی ہائی کمشنر دار الحکومت پیرس میں پہنچ گیا ہے

ــــ دہلی میں آل انڈیا کایستھ کانفرنس کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

ــــ سرکار نظام نے مسجد لندن کی تعمیر کے لئے آٹھ لاکھ روپیہ کا جو عطیہ لارڈ ہیڈلے کو دیا تھا اس کے متعلق حضور نظام کی گورنمنٹ نے سرکاری اعلان کر دیا ہے کہ یہ روپیہ صرف مسجد کی تعمیر کے لئے ہے اس میں سے ایک پائی بھی کسی دوسرے کام پر بلا اجازت صرف نہیں کی جا سکتی۔

ــــ لندن ۹ر اکتوبر۔ عربی اخبار "العراق" رقمطراز ہے کہ برطانیہ نے حکومت عراق کو آٹھ سو میل رقبۂ زمین عطا کیا ہے۔

ــــ سڈنی (آسٹریلیا) ۶۳ میل فی ساعت کی رفتار سے ایک زبردست طوفان باد آیا جس نے نیو ساؤتھ ویلز کو تباہ کر دیا بے شمار درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ ساتھ ہی ایک جنگل میں آگ لگ گئی۔ جس نے کاغذ کے ایک کارخانہ کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

ــــ چین میں آزادی کا اعلان ہو جانے پر کلکتہ کے چینی باشندوں نے قومی تقریب منائی چینیوں کی تمام دکانیں جھنڈیوں سے سجی ہوئی تھیں۔

ــــ حکومت افغانستان قزاقی کے انسداد کی انتہائی کوشش کر رہی ہے

ــــ میرٹھ اور دہلی میں حامیان نہرو رپورٹ کے جلسے باوجود انتہائی کوشش اور جد و جہد کے ناکام رہے۔

ــــ سائمن کمیشن نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔

ــــ سر آغا خاں نہرو رپورٹ کے خلاف ہیں ان کا خیال ہے کہ یہ رپورٹ مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہے۔

ــــ لاہور ۱۵ر اکتوبر۔ آج حامیان نہرو رپورٹ کا ایک خفیہ جلسہ بریڈلا ہال میں ہوا۔

ــــ پونا ۱۲ر اکتوبر۔ جہانتک معاملات سندھ کا تعلق ہے سائمن کمیشن وسط ماہ نومبر میں کراچی پہنچکر ان پر غور کرے گا۔ تمام دستاویزات بھی اسی وقت مرتب کی جائیں گی۔

ــــ افواہ ہے کہ روس اور جرمنی کے درمیان ایک خفیہ عہدنامہ ہو گیا ہے۔

ــــ نواب محمد محی الدین خاں خلف اکبر نواب علی الدولہ رکن مجلس انتظامیہ دولت آصفیہ کی شادی مہاراجہ سر کشن پرشاد وزیر اعظم حضور نظام کی صاحبزادی سے ہوئی۔ (زمیندار)

ــــ لندن ۱۴ر اکتوبر۔ آج مسز سروجنی نیڈو یہاں وارد ہوئیں ہندوستانیوں نے پرتپاک خیر مقدم کیا۔

ــــ شملہ ۱۴ر اکتوبر۔ حضور وائسرائے نے مجلس وضع آئین کا اجلاس ملتوی کر دیا ہے۔

ــــ جاپانی افواج چین سے چلی گئی ہیں۔

ــــ دہلی کے مسلمان نہرو رپورٹ کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں

شاہ امان اللہ خان نے افغانستان کے بڑے بڑے شہروں میں احکام جاری کئے ہیں کہ چیدہ چیدہ نوجوانوں کو کابل بھیجا جائے وہاں انہیں جدید اصلاحات سے واقف کیا جائے گا۔ اور شاہ انہیں ہدایت کریں گے کہ وہ اپنے علاقوں میں جا کر افغان قوم کی ترقی میں حکومت کی مدد کریں۔

ــــ ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے کہ شاہ افغانستان کے حکم سے ان ملاؤں کو گولی سے اڑا دیا گیا ہے۔ جنہوں نے جدید اصلاحات کی مخالفت کی ان میں امیر حبیب اللہ مرحوم کے پیر حضرت شور بازار بھی شامل ہیں

ــــ یہ خبر بھی موصول ہوئی ہے کہ سردار احمد جان خاں کو جنھوں نے ۱۹۱۹ء میں معاہدہ پر راولپنڈی میں دستخط کئے تھے اور سردار عنایت اللہ خاں کو جو شاہ امان اللہ کے بڑے بھائی ہیں اور امیر مرحوم کی وفات سے

جلد ۱۶ | لاہور یوم جمعہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۷۲

مسیحیت اور اسلام کی رُوحانی جنگ

(جناب چودھری غلام حیدر خانصاحب سابق مدیر روزنامہ صداقت کے قلم سے)

ہندوستان میں مسیحی مبلغین کو مسیحیت کی تبلیغ کا فرض انجام دیتے ہوئے تقریباً ایک صدی کا زمانہ گذر چکا ہے، اور ہم اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے، کہ اس وسیع ملک میں جس جماعت نے اول اول اہل ہند کو ایک وسیع پیمانہ پر انگریزی تعلیم دینے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ وہ انگریزی حکومت نہیں، بلکہ یوروپین پادریوں کی ایک زبردست جمعیت تھی، جس کا نصب العین یہ تھا کہ ہندوستانیوں کو دنیاوی تعلیم کا سبز باغ دکھا کر بتدریج مسیح کی بادشاہت میں داخل کیا جائے، اس مقصد کی تکمیل کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں مشن سکول اور مشن کالج جاری کئے گئے، چنانچہ تعلیمی درسگاہوں کے ذریعہ سے مسیحیت کی تبلیغ کا سلسلہ اب تک جاری ہے، پادریوں کے اس عظیم الشان تبلیغی نظام پر ہر سال کروڑوں روپیہ خرچ کئے جاتے ہیں قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا، کہ یوروپین حکومتیں مالی پہلو سے کہاں تک اس زبردست تبلیغی تحریک میں حصہ لیتی ہیں، لیکن اس میں شک نہیں، کہ امریکہ اور یورپ کے کروڑپتی سرمایہ دار اس تحریک کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔

مسیحی انجمنیں

اس وقت دنیا میں مسیحیت کی اشاعت کے لئے جو بڑی بڑی انجمنیں سرگرمی اور مستعدی سے کام کر رہی ہیں، ان کی تعداد ساتسو ہے، اور یہ صرف اینگلیکن اور پراٹسٹنٹ سوسائٹیاں ہیں، رومن کیتھلک کلیسا کی جمعیتیں ان کے علاوہ ہیں۔ ۱۹۲۳ء میں جن ممالک نے اول الذکر انجمنوں کو مالی امداد دی، ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

امریکہ	۹۷۳۲۰۰۴ پاؤنڈ
کینیڈا	۷۲۲۰۹۴ "
برطانی جماعتیں	۲۸۶۹۳۵۳ "
ناروے سویڈن، ہالینڈ و سوئٹزرلینڈ	۷۸۰۹۲۰ "
جرمنی	۴۳۹۵ "
میزان	۱۴۱۱۴۴۶۶ پونڈ

یہ اعداد و صاف بتا رہے ہیں۔ کہ مسیحی جماعتوں کی منتظم تبلیغی کوشش ایک ایسا سٹیم رولر ہے، جو ان کی ترقی اور کامیابی کا راستہ تیار کر رہا ہے۔

مسیحیت کی تبلیغ کا سیاسی پہلو

خاص اہمیت رکھتی ہے۔ صاف ظاہر ہے، کہ یورپ مشرق میں اپنے سیاسی تفوق کو برقرار رکھنا چاہتا ہے اس تفوق کے برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے، کہ مشرقیوں اور بالخصوص مسلمانوں کی مذہبی عصبیت کا ایسے پراسرار طریقہ سے خاتمہ کر دیا جائے، کہ خود فرزندان توحید کو اس امر کا احساس نہ ہو، کہ ان کی سیرت کا وہ جوہر جس کی بدولت وہ تہذیب انسانی کے استاد اور بڑی بڑی سلطنتوں کے مالک بن گئے تھے۔ بالکل فنا ہو گیا ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب تنظیم اور نظام کا وہ حیرت انگیز عملی سبق پیش نہیں کرتا، جو اسلام کی ایک درخشاں خصوصیت ہے۔ اسلام سراسر نظام ہے۔ اور ہر مسلمان کی زندگی اس سے وابستہ ہے۔ جب تک فرزندان اسلام نے اپنے دینی اور دنیاوی مقاصد کو اس نظام کے ماتحت رکھا، وہ اپنے خوفناک سے خوفناک دشمن پر غالب رہے، گویا یہ نظام ہر موقع پر ان کے لئے پیرت کا حکم رکھتا تھا، لیکن جب مسلمانوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اس نظام کی حرمت و عظمت پر مقدم سمجھا، تو ان کی شوکت و سطوت کا علم سرنگوں ہو گیا، ان کے سروں پر ادبار کی تاریک گھٹائیں چھا گئیں، وہ صراط مستقیم سے ہٹ کر بھٹک گئے۔ ان کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا، نتیجہ یہ ہوا، کہ دشمنان اسلام نے ان کی اس پریشانی اور بے بسی اور کمزوری سے پورا فائدہ اٹھایا، یہی وجہ ہے۔ کہ باوجودیکہ اس وقت دنیا میں فرزندان اسلام کی تعداد چالیس کروڑ ہے، لیکن وہ ہر جگہ من حیث القوم پست اور ذلیل نظر آتے ہیں۔ غیر اقوام کی نظروں میں ان کی یہ پستی اور ذلت اسلام کی پستی اور ذلت خیال کی جاتی ہے، ہرگز یہ افسوسناک صورت کبھی ظہور میں آتی، اگر مسلمان اپنے ہادی برحق (صلے اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم پر عامل ہونا اپنی دینی اور دنیوی فلاح کے لئے لازمی سمجھتے۔

اسلام اور غلامی اجتماع ضدین ہیں، کیونکہ اسلام بنی نوع انسان کو غلامی سے نجات دلاتا ہے، مگر آج مسلمان جن کے اسلاف کے زرین کارنامے تاریخ کے صفحات روشن نظر آتے ہیں، عملاً غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اسلاف سے بغاوت کی، اور اس کے اس آئین اور نظام کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کر دیا، جس کی پابندی میں ان کی کامیابی کا راز مضمر تھا۔

دنیائے اسلام میں بیداری

جاتے ہیں، اور تعلیم یافتہ طبقہ اپنی کمزوری اور پستی کو محسوس کر رہا ہے، ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت ایسے لوگوں کی موجود ہے۔ جو اسلام کو حقیقی تہذیب و تمدن کا سرچشمہ خیال کرتی ہے۔

تبلیغ اسلام کے متعلق اس وقت جو کوششیں ہندوستان کے مختلف حصوں میں ہو رہی ہیں، وہ بلا شبہ قابل قدر اور قابل ستائش ہیں، اور ہم اپنے ان بھائیوں کی تبلیغی خدمات کی سچے دل سے قدر کرتے ہیں، جن کے دل میں اسلام کی محبت کا جذبہ موجزن ہے لیکن مسیحی مبلغین کے مقابلہ میں ہماری کوششیں بالکل ہیچ اور ناقابل ذکر ہیں، عیسائیوں کے صرف تبلیغی فوج کے نظام پر ہی غور کیجئے، جس کا جال صرف ہندوستان، بلکہ دنیا کے تمام حصوں میں پھیلا ہوا ہے، اس نظام کی تفصیل کے لئے ایک دفتر چاہیئے،

یورپ کس طرح مسخر ہو سکتا ہے؟

یورپ اپنے نتیجہ خیز مادی وسائل کی بدولت تمام مشرقی اقوام پر اپنی سیاست اور اقتدار کا سکہ جما چکا ہے، جنگ عظیم میں دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا، اس کے بعد بھی اسلامی دنیا میں یورپ کی غاصبانہ دستبرد کا سلسلہ برابر جاری ہے، آج اسلام خود اپنے گہوارہ میں بے دست و پا نظر آتا ہے، بظاہر یورپ کی کامیابی کا انحصار اس کے زبردست فوجی نظام اور مہلک آلات حرب پر ہے۔

ہم ترکی، افغانستان، اور ایران کی موجودہ بیداری اور ترقی کی خبروں کو شوق سے پڑھتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے، کہ کیا یورپ کی موجودہ ترقی اور تہذیب دنیا کے لئے باعث رحمت ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو پھر یورپ کی تقلید کرنے والے مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے، کہ ان کی موجودہ روش بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے کہاں تک مفید ہو سکتی ہے، اگر ہم دنیا اور بالخصوص اسلامی ممالک کو ان فتنوں اور ہنگاموں کی وبا سے پاک و صاف کرنا چاہتے ہیں، جو یورپ کی استعماری حکمت عملی کا نتیجہ ہیں تو ہمیں موٹر، اور بم کے بجائے تبلیغ کے روحانی حربہ سے کام لینا چاہیئے جس سے ہم مغرب کی وادیوں میں نہایت آسانی کے ساتھ اسلام کا علم بلند کر سکتے ہیں، امریکہ اور یورپ میں یہ حربہ کارگر ثابت ہو چکا ہے، آج خدا کے فضل و کرم سے مغرب کے ان مقامات میں جہاں اسلام کے خلاف غلط بیانی اور افترا پردازی کے غبار سے پوری آزادی کے ساتھ چھوڑے جاتے ہیں، پانچوں وقت اللہ اکبر کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں، یوروپین نومسلمین کی تعداد اس وقت اتنی ہی قلیل ہے جتنی کہ مکہ معظمہ میں نیر اسلام کے طلوع کے وقت تھی، کیا اگر کام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۝

پیغام صلح

جلد ۱۶ | ۱۱ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ | نمبر ۳۷

نکاح مرتدہ اور طلاق

ایک دیرینہ اور پیچیدہ مسئلہ

(۱)

نکاح مرتدہ کا مسئلہ ایک مدت سے ہندوستانی مسلمانوں کے لئے مشکلات اور بہت سی معاشرتی و تمدنی خرابیوں کا موجب ہوا ہے "پیغام صلح" کے کالموں میں اس مسئلہ پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور قرآن کریم اور احادیث اور فقہ سے اس بات کو ثابت کیا جا چکا ہے کہ مرتدہ عورت کا نکاح مسلمان خاوند سے فسخ قرار دینے کا جو طریقہ موجودہ عدالتوں میں رائج ہے وہ شریعت اسلام کے قطعًا خلاف ہے۔ دوسرے اسلامی اخبارات نے بھی اس بارہ میں بعض وقت آواز بلند کی ہے اور قانون ساز مجالس کے مسلمان ممبروں کو اس مسئلہ کے ضروری پہلوؤں پر غور کرنے اور نیا قانون بنوانے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ قریبًا دو سال کا عرصہ ہوا جمعیۃ العلما نے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور اخبار "الجمعیۃ" نے اس مسئلہ پر فقہی نظر ڈالنے کے لئے علما کو دعوت بھی دی۔ کچھ مضامین الجمعیۃ میں ان دنوں میں شائع بھی ہوئے جن میں موجودہ قانون کی ترمیم پر زور دیا گیا تھا۔ ہم نے بھی ان دنوں اس مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ "پیغام صلح" میں لکھا تھا جس میں اس کے ضروری پہلوؤں پر مفصل روشنی ڈالی گئی تھی۔ لیکن جمعیۃ العلما نے بھی صرف مضامین نویسی پر ہی معاملہ کو ختم کر دیا اور اس سے آگے کوئی عملی قدم اٹھانے کی کوشش نہ کی۔

مسلمانوں کا عام طور پر یہ دستور ہے کہ جب کوئی نئی بات پیدا ہوتی ہے کوئی ایسا واقعہ انہیں پیش آتا ہے جو کسی رنگ میں تکلیف کا موجب ہو تو اس کے متعلق غور و خوض بھی شروع ہو جاتا ہے۔ چند دن چیخ و پکار بھی ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوش ٹھنڈا نہیں ہوگا جب تک معاملہ کا تصفیہ ٹھیک طور پر نہ ہو جائے لیکن چند ہی دن بعد جب وہ واقعہ پرانا ہو جاتا اور اس کا اثر دلوں پر سے محو ہونے لگتا ہے تو ان کا جوش و خروش بھی ختم ہو جاتا ہے۔ جمعیۃ العلما نے بھی ایسے ہی ایک واقعہ سے متاثر ہو کر اس کام کو شروع کیا تھا جو تکمیل تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو گیا۔

۲۵ اکتوبر ۱۹۲۸ء کے "انقلاب" میں مسٹر محمد امین صاحب (سابق ساگر چند) بیرسٹر ایٹ لا نے اسی قسم کے ایک تازہ واقعہ سے متاثر ہو کر پھر اس معاملہ کو چھیڑا ہے اور ہائی کورٹ پنجاب کے متعدد فیصلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ مسلمان خاوندوں کے ہاتھوں سے تنگ آئی ہوئی عورتیں جب طلاق حاصل نہیں کر سکتیں تو آریہ یا عیسائی ہو جاتی ہیں جس سے فورًا ان کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اگر کوئی ہندو یا عیسائی عورت مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح ہندو یا عیسائی شوہر سے بدستور باقی رہتا ہے۔

اول الذکر امر کی مثال مسٹر محمد امین نے مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ جج ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ سے دی ہے جو انڈین کیسز جلد سوم صفحہ ۱۶۱ پر مندرج ہے۔

اس مقدمہ کے مختصر حالات یہ ہیں کہ ایک مسلمان نے اپنی بیوی کے بازدوعوے کا مقدمہ دائر کیا۔ بیوی نے اس پر مخالفت کی کہ چونکہ میں اسلام کو ترک کر کے عیسائی مذہب اختیار کر چکی ہوں اس لئے میرا نکاح ٹوٹ گیا۔ ابتدائی عدالت نے خاوند کا مقدمہ خارج کر دیا مگر اپیل کرنے پر ڈسٹرکٹ جج نے خاوند کو بازدوجیت کی ڈگری دے دی۔ اور یہ اس بنا پر دے دی کہ تبدیلی مذہب دلی شوق سے نہیں کی گئی بلکہ محض ایک حیلہ خاوند سے چھٹکارا حاصل کرنے کا کیا گیا ہے۔ اس حکم کے خلاف بیوی نے ہائی کورٹ لاہور میں اپیل دائر کی۔ مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ نے فیصلہ کیا کہ عدالتوں کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ تبدیلی مذہب کے حقیقی یا غیر حقیقی ہونے کی تحقیقات کے مطابق فیصلہ زور دینا بالکل فضول ہے کہ عورت صدق دل سے عیسائی ہوئی یا انفساخ نکاح کے لئے یہ مکروفریب کیا۔

یہ تو ایک مسلمان کے نکاح کا حال ہے۔ اس کے بالمقابل ہندوؤں کے نکاح کا حال دیکھئے جو نمبر ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء سے نقل کیا گیا ہے ایک ہندو عورت نے مذہب اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کے ہندو خاوند نے اس پر بازدو کا دعویٰ کیا۔ بیوی نے یہ حجت پیش کی کہ میں باخلاص تمام مسلمان ہو گئی ہوں۔ اس لئے اب میں مدعی کے ساتھ خاوند اور بیوی کی طرح ہرگز نہیں رہ سکتی۔ اس کے علاوہ مدعی نے میرے ساتھ بڑا ظالمانہ سلوک کیا ہے اس وجہ سے بھی میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ لیکن باوجود ان عذرات کے چیف کورٹ نے ہندو خاوند کو اس کی نومسلمہ بیوی کا بازدو دلوا دیا اور عورت کو زبردستی خاوند کے سپرد کر دیا گیا۔ چیف کورٹ نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ مسٹر فضل حسین نے اپنی قابلانہ بحث میں اس صعوبت اور دلی تکلیف پر بہت زور دیا جو عورت کو اس وقت حاصل ہوگی۔ جبکہ اس کے ضمیر کے خلاف اسے ہندو خاوند کے ساتھ ہم بستری کے لئے مجبور کیا جائے گا۔ لیکن عدالت کا جواب تھا کہ اس کے خاوند نے ایسا کوئی فعل نہیں کیا تھا جس سے اس کے حقوق کالعدم قرار دیئے جائیں۔ یہی حال ایک عیسائی کے نکاح کا ہے جس کا ذکر انڈین لا رپورٹس جلد اول لاہور صفحہ ۲۴ میں ہے کہ ایک مسیحی عورت نے مذہب اسلام قبول کر لیا اور یہ خیال کر کے کہ تبدیلی مذہب سے اس شادی جو عیسائی خاوند سے ہوئی تھی فسخ ہو چکی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے ایک مسلمان سے شادی کر لی۔ مگر عدالت نے اس کو مجرم قرار دیکر چھ ماہ قید کی سزا دی۔

ان فیصلجات سے تین ایسی باتیں معلوم ہوتی ہیں جو مسلمانوں کے لئے ہر طرح نقصان کا موجب ہیں:-

(۱) موجودہ قانون کے رو سے ایک مسلمان عورت کی تبدیلی مذہب اس کے سابقہ نکاح کے انفساخ کا موجب ہے۔

(۲) ایک مسلمان عورت کے پاس نالائق اور ظالم خاوندوں کے ہاتھ سے چھٹکارا حاصل کرنے کا آج کوئی ذریعہ سوائے اس کے نہیں کہ وہ آریہ یا عیسائی ہو جائے اور اسی قسم کے واقعات آئے دن پیش آتے ہیں۔

(۳) کسی ہندو یا عیسائی عورت کا مسلمان ہو جانا سابقہ خاوند سے انقطاع تعلقات کا موجب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا نکاح بدستور باقی رہتا ہے۔

یہ تینوں امور مسلمانوں کی تمدنی و معاشرتی حالت پر جس قسم کا ناگوار اثر ڈالنے کا موجب ہو سکتے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ظاہر ہے۔ مسٹر محمد امین نے صرف اول الذکر دو امور کی طرف مسلم اخبارات کو توجہ دلائی ہے لیکن ہمارے خیال میں تیسری بات بھی ویسی ہی اہم ہے جیسی کہ پہلی دو باتیں۔ کیونکہ تبلیغ اسلام کی راہ میں یہ خطرناک رکاوٹ کا موجب ہے ضرورت ہے کہ مسلمان ان تینوں امور کی اصلاح میں پوری مستعدی اور استقلال کا طریق اختیار کریں اور موجودہ قانون کو بدلوانے کے لئے ہر ایک ممکن کوشش سے کام لیں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری تمام تبلیغی اور اصلاحی کوششیں بے فائدہ ہیں۔ اگر رائج الوقت قانون ان کے مخالف ہے شدھی اور تبلیغ مسیحیت کے بالمقابل ہماری کوششیں اور حفاظت اسلام کے لئے چیخ و پکار کیا کام دے سکتی ہیں۔ اگر مسلمان عورتیں خود بخود اسلام سے نکل نکل کر آریہ یا عیسائی ہوتی چلی جائیں اور عدالتیں ان کے نکاحوں کو فسخ قرار دیدیں۔ باوجودیکہ اسلام نے اہل کتاب عورت کے ساتھ جائز رکھا ہے۔ ہمارا تبلیغ اسلام کے لئے باہر نکلنا کس کام آ سکتا ہے اگر غیر مذاہب کی عورتوں کو جو مسلمان ہو جائیں قانون کا زبردست ہاتھ جبرًا ہندو خاوندوں کے حوالہ کر دے۔ تعجب ہے۔ جمعیۃ العلما اور دیگر اسلامی انجمنیں اس بارہ میں کیوں خاموش ہیں۔ کیوں مسلمان عورتوں کا آئے دن مرتد ہوتے چلے جانا اور عدالتوں کا ان کے ارتداد کو وجہ تنسیخ نکاح ٹھہرانا ان کی غیرت اسلامی کو متحرک نہیں کرتا۔ اور ارتداد کی اصل وجوہات کو جو قانون خلع کی مشکلات کا نتیجہ ہیں دور کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ کیوں ان کی غیرت و حمیت اس بات کو برداشت کر لیتی ہے کہ ایک نومسلمہ عورت کو اس کے ضمیر کے خلاف زبردستی غیر مسلم شوہر کے گھر میں ڈال دیا جائے۔

ان سوالات پر اسلامی انجمنوں کی فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ ان میں یقینًا بہت سی فقہی اور قانونی پیچیدگیاں حائل ہیں۔ لیکن ان سے ڈر کر خاموش ہو کر بیٹھ جانا صحیح نہیں۔ ان پیچیدگیوں کو حل کرنے کی کوشش کر[illegible] حال[illegible] اسلامی [illegible] حائل مانی جاتی ہیں نہیں ہوتی تو ان کی ترمیم ہونی ضروری ہے۔ اسلام نے آزادی رائے اور غور و فکر کو محض ان مقدس ہستیوں کے لئے ہی مختص نہیں کیا جنہوں نے قرون اولیٰ میں ہمارے تمدنی و معاشرتی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی۔ ہر زمانہ کے مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایسے مسائل پر غور و فکر کریں اور جہاں تک قرآن و سنت اجازت دیں ان کو اپنے حسب حالات حل کرنے کی کوشش کریں +

ایک مخلصانہ مشورہ

نہرو رپورٹ کے متعلق ہمارا جو خیال ہے اس سے قبل اس کا اظہار ہو چکا ہے۔ کافی غور و خوض اور مخالفین و موافقین کے دلائل سن لینے کے بعد ہماری رائے یہی ہے کہ یہ رپورٹ مسلم مفاد کے سخت خلاف ہے اگر خدانخواستہ اس پر عمل کیا گیا تو مسلمانوں کے حقوق بہت بری طرح پامال ہوں گے۔ اور ہم کسی کی نیت پر حملہ کئے بغیر یہ بھی کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اس رپورٹ کے مسلمان موافقین نے اس کو تسلیم کر کے ایک نہایت افسوسناک غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اور ان کا موجودہ طرز عمل بھی ہمارے نقطہ خیال سے رنجیدہ اور غیر محتاط ہے۔ مگر سب سے زیادہ قابل افسوس مسلمانوں کی وہ کشیدگی اور سر پھٹول ہے جو آجکل اس منحوس رپورٹ کے سلسلے میں ہو رہی ہے۔ ضرورت تھی کہ مختلف جماعتوں کے ذمہ دار اصحاب باہم مشورہ کرتے اور کثرت رائے پر کوئی فیصلہ ہو جاتا لیکن اس کے بجائے جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے ایک اکھاڑہ قائم ہو چکا ہے۔ اصولی بحث کو چھوڑ کر ذاتیات پر حملے ہو رہے ہیں۔ ناقابل اظہار الزامات کی تشہیر کی جا رہی ہے۔ اور سب سے زیادہ یہ جلسوں میں ہلڑ بونگ مچانے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ مسلمانوں کو خوب اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ یہ طرز عمل قوم کے لئے سخت نقصان رساں ہے۔ اس طرح ہم اپنے آپ کو غیروں میں ذلیل و رسوا کر رہے ہیں جس کی ذمہ داری دونوں فریقوں پر عائد ہوتی ہے +

بہترین طریق

اس معاملے کو سلجھانے کا بہترین طریق یہ ہے کہ تمام ذمہ دار اور اہل الرائے بزرگ ذاتی بغض و عناد اور خواہشات کو چھوڑ کر اور تعصب سے قطع تعلق کر کے جمع ہوں اور باہم تبادلہ خیالات کے بعد کوئی متفقہ رائے قائم کر لیں۔ اپنی قوت اور وسائل کے غرور میں آ کر دوسرے کی رائے کو پامال کرنے یا اس کی آواز کو دبا دینے سے یہ بہتر ہوتا ہے کہ دلائل کے زور سے اس کو خاموش اور مطمئن کر دیا جائے۔ اگر کسی فریق سے اس سے قبل غلطی ہو چکی ہے تو اس کا فرض ہے کہ معلوم ہونے پر وہ کھلے طور پر اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ سنا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد عنقریب پنجاب آنے والے ہیں۔ جہاں وہ رپورٹ کے حق میں پروپیگنڈا کریں گے۔ کیا ہم ان سے امید کر سکتے ہیں کہ وہ لاہور یا پنجاب کے کسی مناسب مقام پر ذمہ دار مختلف الخیال مسلمانوں کی کوئی مجلس شاورت قائم کر کے اس معاملہ کا فیصلہ کریں گے۔ ان کی اعلیٰ قابلیت اور اثر و رسوخ کا سب کو اعتراف ہے۔ ہمارے خیال میں اگر وہ اس موقع پر اپنے خداداد فن خطابت اور ہنگامہ خیز طرز انشا کا مظاہرہ کرنے کی بجائے معاملہ فہمی سے کام لیں تو زیادہ اچھا ہو +

مسلم ریاستیں اور ہندو اخبارات

کچھ عرصہ سے ہندو اخبارات مسلم ریاستوں کی طرف خاص طور پر متوجہ ہیں۔ ان کی طرف بے بنیاد اور غلط باتیں منسوب کر کے اپنی قومی ذہنیت اور شرافت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اور سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ اس مذموم فعل میں وہ چند گنتی کے اخبارات بھی شامل ہیں جن کو عام طور پر مہذب اور متین سمجھا جاتا ہے۔ آج کل ریاست حیدرآباد اور بہاولپور کے خلاف بہت اظہار تعصب ہو رہا ہے۔

حضور نظام کے ورود دہلی کی خبر اور بہاولپور کی ترقی نے سنگٹھنیوں کے دلوں میں ایک آگ سی لگا دی۔ جس کے شعلے وہ تحریریں ہیں جو آجکل تقریبًا ہر ایک ہندو اخبار کے صفحات پر نظر آ رہی ہیں۔ ہم یہ ہرگز کہنے کے لئے تیار نہیں کہ مسلم ریاستوں کے انتظامی امور یا مسلم والیان ریاست نقائص سے بالکل پاک ہیں۔ یا ان سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی۔ [illegible] کہ مسلم ریاستیں

راجاؤں سے قابل اور غیر متعصب ہیں۔ حضور نظام کی ذات اور حیدرآباد کے متعلق کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھلانے کے مترادف ہے۔ بہاولپور بھی رواداری کے لحاظ سے کسی سے کم نہیں۔ بلکہ ہندوؤں کو بہاولپور میں جو حقوق حاصل ہیں۔ وہ کسی ہندو ریاست میں مسلمانوں کو حاصل نہیں۔

ہم یہ نہیں چاہتے کہ جائز اعتراضات نہ کئے جائیں۔ ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ بہتان طرازیوں سے پرہیز کیا جائے۔ اور ہندو ریاستوں کی شرمناک کارروائیوں کے متعلق خاموشی نہ اختیار کی جائے۔ کیا ہم معزز ہمعصر "ریاست" اور "پارس" سے جو آجکل حیدرآباد اور بہاولپور کے پیچھے تیغے جھاڑ کر پڑے ہوئے ہیں۔ سوال کر سکتے ہیں۔ کہ وہ ہندو ریاستوں کے بارے میں کیوں خاموش رہتے ہیں۔ کیا جے پور میں مسلمانوں کے ساتھ جو بیت رہی ہے۔ اس سے وہ ناواقف ہیں؟ کیا کاٹھیاواڑ اور راجپوتانہ کی اکثر ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کی جو حقوق تلفی ہوتی ہے اسکا انہیں علم نہیں؟ کیا نیپال کے رام راج میں مسلمانوں کے متعلق جو شرمناک اور انصاف کش قوانین نافذ ہیں ان سے وہ بے خبر ہیں؟ افسوس ہندو اخبارات ... ان تمام باتوں کو جانتے ہوئے خاموش ہیں اور ان کا سارا نزلہ مسلمانوں پر گرتا ہے کیا اس امتیاز کو تعصب کے سوا اور کچھ کہا جا سکتا ہے؟ بھوپال نے ہندوؤں کے معمولی اظہار خواہش پر قانون ارتداد منسوخ کر دیا۔ لیکن مشہور ہندو ریاست چمبہ میں مسلمان تبلیغ الاسلام کے قدرتی حق سے محروم ہیں۔ خداوندان ریاست نے اب تک مسلمانوں کی چیخ پکار پر کوئی دھیان نہیں دیا۔ حالانکہ آریہ اور عیسائی برابر اپنے تبلیغی کام میں مصروف ہیں۔ مگر اس ظلم کے متعلق اب تک کسی ہندو اخبار نے کچھ نہ لکھا۔ کیا ہم "پارس" سے امید کر سکتے ہیں۔ کہ وہ چمبہ کے اس انصاف سوز قانون کے خلاف آواز اٹھائیگا؟

لاہور کا حادثۂ بم

امید ہے کہ ناظرین کرام کو یہ خبر بعض ذرائع سے پہنچ چکی ہوگی کہ ۲۳ر اکتوبر کو دسہرہ کے روز شاہی مسجد لاہور کے قریب روشنائی دروازہ کے اندر بم پھٹنے کا ایک نہایت ہولناک حادثہ ہوا۔ لوگ میلے سے واپس آرہے تھے اور بھیڑ بہت زیادہ تھی۔ اس وجہ سے نقصان بھی زیادہ ہوا۔ ۲۷ر اکتوبر کی صبح تک جو اطلاعات موصول ہو چکی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً دس آدمی مر چکے ہیں اور زخمیوں کی تعداد بھی ساٹھ سے کم نہیں۔ ان میں ہر ایک مذہب و ملت کے مرد و زن اور بوڑھے بچے شامل ہیں۔ اس واقعہ پر کوئی انسان انتہائی رنج و افسوس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا جس شخص یا جس جماعت نے یہ ذلیل اور ناپاک حرکت کی ہے۔ ہم اس پر اظہار نفرت کرتے ہوئے مقتولین و مجروحین کے متعلقین سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ دو سال پیشتر بھی عین دسہرہ کے روز اسی قسم کا واقعہ پیش آچکا ہے۔ اس وجہ سے اس حادثہ کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ ابھی تک کسی مجرم کا سراغ نہیں ملا۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ جب تک تحقیقات مکمل نہیں ہو جاتی کسی قسم کی رائے زنی کرنا خلاف مصلحت اور قبل از وقت ہے۔ لوگوں میں مختلف افواہیں پھیل رہی ہیں۔ ہم تمام مسلمانوں اور برادران وطن کی خدمت میں گذارش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کو اس سلسلہ میں کوئی رائے قائم کرنے میں نہایت احتیاط سے کام لینا چاہئے اس کے ساتھ ہی ہم پولیس کو بھی متنبہ کر دینا چاہتے ہیں کہ اسے مجرم کے سراغ لگانے میں پوری پوری کوشش کرنی چاہئے۔ اس سے قبل وہ اس بارے میں ناکام رہ چکی ہے۔ اگر خدانخواستہ اب بھی ایسا ہوا۔ تو یہ امر اسکی بدنامی کا باعث ہوگا۔

نگارستان

منشی عبدالمجید صاحب پروین رقم فن کتابت کے ان باکمال استادوں میں سے ہیں۔ جن کو کسب کمال کی وجہ سے عزیز جہاں ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ممدوح نے اردو خوشنویسی . . . . سکھلانے کے لئے اردو حروف تہجی کا ایک خوبصورت مرقع تیار کیا ہے۔ جو آرٹ پیپر کے ایک بڑے تختہ پر "نگارستان" کے نام سے بلاک کے ذریعہ چھپوایا گیا ہے۔ درمیان میں ممدوح کی اپنی تصویر بھی ہے۔ یہ مرقع فن کتابت کی ابتدائی مشق کرنے والوں اور سکولوں کے طلباء کے لئے ایک استاد کا کام دے سکتا ہے۔ فن کتابت کے قدردان قدر کرینگے اور انسپکٹران مدارس سکولوں کی ابتدائی جماعتوں کے لئے اس کی خریداری کی سفارش فرمائیں گے۔ قیمت فی ایک ... ملنے کا پتہ ... خانہ نگارستان۔

کسر صلیب اور پرستاران مسیح

میاں چنوں میں پادری عبدالحق صاحب سے مناظرہ

(مولانا عبدالحق صاحب کے قلم سے)

سلسلہ اشاعت گذشتہ

پادری صاحب کا جواب

(۱) فلاح اور فلاحت کا مادہ اگرچہ ایک ہے مگر فلاح کے معنی نشوونما پانا ضروری نہیں۔ یہ معنے واضع نے اس میں نہیں رکھے۔ اس کے معنے حق کامیابی کے ہیں۔ بیج اس کے معنے کہیں نہیں لکھے۔

(۲) منافق اگر کافروں کے ڈر اور خوف کی وجہ سے بنے تھے تو ان کے دل میں ایمان ہونا چاہئے تھا۔ اور زبان پر انکار۔ مگر ان کے دل میں ایمان نہیں تھا۔ ہاں زبان سے اقراری تھے۔ پس وہ مسلمانوں کے ڈر کے مارے منہ سے اقرار کرتے تھے۔ پھر اگر کافروں کا ڈر تھا۔ تو مکہ میں منافق ہوتے نہ کہ مدینہ میں۔

(۳) یہ سچ ہے کہ مسلمانوں نے نبی کے لئے اپنی جانیں قربان کیں انہوں نے دوسروں کو اپنے لئے قربان کیا۔ مگر نسل انسانی کا حقیقی نبی خود اپنے آپ کو لوگوں کے لئے قربان کرتا ہے۔ چرواہا اپنی بھیڑوں کے لئے جان دیتا ہے۔ اسی لئے جب اس کے ساتھیوں نے اس کے بچانے کے لئے تلوار چلانا چاہی تو اس نے کہا کہ تلوار میان میں کر

(۴) آپ کو یورپ میں بدکاری نظر آتی ہے وہاں تو دہریہ رہتے ہیں۔ مسیحی مذہبی دنیا میں بدکاری نہیں۔ آپ نے جو حوالے دیئے ہیں وہ رومن چرچ کے ہیں چرچ آف انگلینڈ کے نہیں۔ آپ یہیں کی مسجدوں کا اندازہ لگائیے کہ ان میں کیا ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں چرچ میں بدکاری نہیں۔ طلاق نہیں۔ کس ... کی وجہ سے عورتیں چکلے میں بیٹھتی ہیں۔

میرا جواب

فلاح اور فلاحت کا مادہ آپ نے تسلیم کر لیا کہ ایک ہے تو دونوں کے معنے زراعت یا نشوونما پانا ثابت ہو گیا۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ واضع نے اس لفظ کو ان معنوں کے لئے وضع نہیں کیا۔ یہ بھی اسی سے غلط ثابت ہو گیا۔ لغت عرب میں تو صاف لکھا ہے کہ لفظ فلاح کے معنی دینی و دنیوی تمام قسم کی بھلائیوں کو اپنے اندر رکھنے والا ہیں اور اس سے بڑھکر ان معنوں کے لئے اور کوئی لفظ نہیں۔ قد افلح من ذکّٰھا کے معنے صاف ہیں کہ جسنے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اس نے دنیا و دین کی بڑی سے بڑی کامیابی کو حاصل کر لیا۔ پس اس لحاظ سے آپ کی نجات سے بہت بلند مفہوم یہ لفظ فلاح اپنے اندر رکھتا ہے۔

(۲) منافقوں کے متعلق میں یہ صاف بتلا چکا ہوں کہ اگر ان کو ایک طرف کافروں کی طاقت نظر آتی تھی تو دوسری طرف مسلمانوں کی روز بروز ترقی میں بھی طمع کی روشنی تھی۔ اس لئے دل پر تو کفر کا قبضہ تھا۔ مگر زبان پر حرص کا پانی تھا۔ رہا آپ کا یہ کہنا، کہ ... میں نہ تھے، مدینہ میں تھے، یہ سچ ہے، امید کی جھلک کچھ لوگوں کو مدینہ میں ہی نظر آئی، مکہ میں تو اتنا بھی نہ تھا، مگر یہ سب کچھ اس وقت تک تھا، کہ جبتک حق اور باطل کا کھلم کھلا فیصلہ نہیں ہو گیا۔

۳۔ مسلمانوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جانیں قربان کرنا ان کے پختہ ایمان کا ثبوت تھا، جو مسیح کو میسر نہیں آیا، رہا چرواہے کا بھیڑوں کے لئے جان دینا یہ تو اس وقت شاید درست ہوتا کہ جب وہ خوشی سے اپنی جان ان کے لئے دیتا، مسیح کی یہ حالت تھی، کہ جان بچانے کے لئے بھاگے پھرتے تھے، قدرون کے نالے کے پار کون جا چھپا تھا؟ موت کے نام سے کس کی جان نکلی جا رہی تھی، اس پیالہ کو ٹالنے کے لئے رو رو کر دعائیں کون مانگتا تھا؟ یہودیوں نے پکڑ کر صلیب دیدیا، تو چرواہا اپنی بھیڑوں کے لئے قربان ہوا، یہ تو وہی مثل ہوئی، کہ مری ہوئی گائے برہمن کو خیرات کر دی گئی۔

تلوار کو میان میں رکھ کر یسوع نے بھیڑوں پر ترس نہیں کھایا۔ تلواریں، کپڑے بیچ کر یسوع کے حکم سے خریدی گئیں، ہاں چلانیوالے کا جب وار دیکھا، کہ اس قدر ذوچھا پڑا ہے، تو ساری امید جاتی رہی دائیں ہاتھ میں تلوار لیکر چلانے والے نے صرف دایاں کان آڑایا، تلوار نہ بائیں کان پر پڑی بلکہ دشمن کو صاف بچاتی ہوئی دایاں کان ہی اڑی، کہ جس سے جناب مسیح کی امیدوں کا یکسر خاتمہ ہو گیا، اور آپ نے نہایت حسرت سے یہ کہا، کہ تلوار میان میں کر۔

۴۔ مجھے تو صرف اس یورپ میں بدکاری نظر نہیں آتی، کہ جو دہریہ ہے، بلکہ اس میں جو چرچ کے اندر ہیں، صرف چرچ اوف روم نہیں، بلکہ چرچ آوف انگلینڈ میں پڑھیئے، کتاب Life inside the Church of England

طلاق پر آپ کی طعنہ زنی فضول ہے، طلاق نہ ہونے کی وجہ سے ہی صدیوں تک عیسائیوں میں بدکاری کا بازار گرم رہا، اور اب مجبوراً عیسائی حکومتوں کو طلاق کا قانون بنانا پڑا، مگر انجیل کے فتویٰ کی بنا پر جتنی طلاقیں ہو رہی ہیں، اگرچہ وہ دوبارہ نکاح کریں، مگر فی الحقیقت یہ زنا کاری کا ہی لائسنس ہے۔

پادری صاحب کا آخری جواب

۱۔ لفظ فلاح کے نشوونما پانے یا ترقی کرنے کے متعلق آپ نے کوئی حوالہ نہیں پیش کیا، لفظ فلاح کے یہ معنی کسی جگہ نہیں لکھے، جو آیت پیش کی ہے اس کے متعلق تفسیر حسینی میرے پاس موجود ہے۔

۲۔ آپ نے منافق کے معنی کئے ہیں، کہ جس کے دل میں ایمان ہو، جو بالکل الٹ ترجمہ ہے، اگر دل میں ایمان تھا، تو منافقت کیسی، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ منافق کافروں کے خوف کی وجہ سے نہیں تھے، ورنہ مدینہ میں منافق نہ ہوتے مکہ میں ہوتے، اگر مسلمانوں کی اصلاح ہو گئی تھی، تو آنحضرت کی وفات پر مرتد کون ہو گئے تھے، امام حسینؓ کو قتل کرنے والے کون تھے؟ آنحضرت کی کامیابی کے لئے سائیکلوپیڈیا کی شہادت فضول ہے، کیا ہمارے سامنے تاریخ اسلام نہیں؟

۳، آپ نے کہا تھا، کہ پطرس نے مسیح پر لعنت کی یہ بالکل غلط ہے حوالہ تو دیا ہے، کہ "اس نے لعنت بھیج کر اور قسم کھا کر کہا، کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا" اس نے لعنت مسیح پر نہیں بھیجی، بلکہ اپنے آپ پر بھیجی تھی، اور یہ قسم کھانے کا ایک طریق تھا، اسی طرح انجیل میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ مکاری سے بھی تبلیغ کرنی چاہئے جس حوالہ کی طرف آپ نے شروع میں اشارہ کیا تھا اس میں تو یہ ذکر ہے بعض لوگ سچائی اور صداقت سے منادی کرتے ہیں اور بعض لوگ مکاری اور دھوکہ سے اور میں اس میں خوش ہوں بلکہ خوش رہونگا یہی بیاں دھوکہ کی نسبت سینٹ پال کی طرف نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کی طرف ہے۔

۴۔ ایک اعتراض آپکا یہ تھا کہ نجات سے آپ فرشتہ بننا چاہتے ہیں مگر بائیبل میں لکھا ہے کہ فرشتے بیوقوف ہیں یہ کلام حضرت ایوب کا نہیں بلکہ کسی بے دین کا ہے۔ کہ جو کتاب میں نقل ہوا ہے۔ جیسے قرآن شریف میں شیطان کا قول اس بے دین کا نام تیمنی الیفز تھا۔ کہ جو ایوب سے بحث کرتا تھا۔

آخری مرحلہ

اس پر مناظرہ کا وقت ختم ہو چکا مگر پادری صاحب نے خلاف قاعدہ ہمارے بعض پہلے سوالات کا جواب چونکہ آخری تقریر میں دیا اور اس کے بعد ہمارے لئے جواب الجواب کا موقعہ نہ تھا۔ اس نے مسیحی پریذیڈنٹ کو اس بے قاعدگی کی طرف توجہ دلا کر جواب کے لئے وقت مانگا گیا مگر اس طرف جتنا اس کے لئے اصرار تھا اتنا ہی ادھر انکار رہا۔

مذاکرہ علمیہ
ولادتِ مسیح
از روئے قرآن کریم (۴)

(ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے)

ابن مریم کی کنیت

سوال۔ ابن مریم کے رکوع سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے باپ نہ تھے۔

جواب:۔ "ابن مریم کا رکوع" تو مجھے سمجھ نہیں آیا کہ کیا چیز ہے۔ شاید آپ کا مقصد یہ ہو کہ ابن مریم کی کنیت حضرت عیسیٰ کو کیوں دی گئی۔ بجائے باپ کے ان کی ابنیت ماں کی طرف کیوں منسوب ہے۔ اور سورہ مریم کے دوسرے رکوع سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا باپ نہ تھا۔

کنیت کی نسبت تو یہ عرض ہے کہ حضرت عیسیٰ کی کنیت ماں کی طرف اس لئے منسوب ہے کہ ان کی ماں ہیکل کے نذر ہونے کی وجہ سے ان کے باپ کی نسبت زیادہ معروف اور خاندان میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ اس لئے وہ بجائے ابن یوسف کے ابن مریم کہلائے۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد بنو فاطمہ کہلائے۔ حالانکہ ان کے والد حضرت علی موجود تھے۔ مگر چونکہ ماں زیادہ معروف اور صاحب عزت تھیں اس لئے کنیت ماں کی طرف منسوب کی گئی۔ اس طرح کے واقعہ مسلمانوں میں تو صدہا ہوئے اور آج ہمارے ملک میں بھی ماں کی طرف منسوب شدہ کئی خاندانوں کا تو مجھے بھی علم ہے۔ کوئی ان سے یہ نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کا باپ نہ تھا۔ اس لئے ماں کی طرف منسوب ہیں۔ دوسرے ماں کی طرف منسوب ہونے میں ایک حکمت الٰہی بھی کام کر رہی تھی اور وہ یہ کہ اس میں مسیحیت کے غلط عقیدہ کا رد تھا۔ کیونکہ مسیحیت کی ساری بنیاد اس امر پر ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے اور اس لئے اس کی نجات کے لئے کفارہ کی ضرورت ہے۔ اور گناہ کی یہ فطرت عورت سے انسان میں آئی ہے۔ حوا نے گناہ کیا جو نسل انسانی میں فطرتاً منتقل ہوتا چلا آیا۔ پس جو عورت کے پیٹ سے پیدا ہوگا وہ پاک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مشیت الٰہی نے یہ چاہا کہ مسیح اپنی ماں طرف منسوب ہو کر ابن مریم کہلائیں تا ہر وقت یہ امر پیش نظر اور عیسائیوں پر حجت رہے کہ آخر وہ بھی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اگر گناہ عورت سے ہی آتا ہے اور جو بھی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے وہ پاک نہیں ہوتا۔ تو پھر مسیح بھی پاک نہیں ہو سکتے اور جب پاک نہیں تو گنہگاروں کے لئے کفارہ کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اور اگر مسیح عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر بھی پاک نہیں تو معلوم ہوا کہ گناہ عورت سے منتقل نہیں ہوتا۔ اور نہ فطرت میں مرکوز ہے۔ ورنہ پھر اس کا اثر مسیح میں بھی آتا۔ لہٰذا جب انسان فطرتاً گنہگار نہیں تو پھر کفارہ کی بھی ضرورت نہیں۔ گویا ایک لفظ ابن مریم ہی عیسویت کی تردید کے لئے کافی ہے۔

مس بشر اور پیدائش مسیح

رہ گئی یہ بات کہ سورہ مریم کے دوسرے رکوع سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا باپ نہ تھا سو اس کی نسبت میں یہ عرض کروں گا کہ سورہ مریم کے دوسرے رکوع سے قطعاً معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ کا باپ نہ تھا۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ شبہ پڑتا ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اور وہ شبہ اس آیت سے پڑتا ہے کہ جب فرشتہ نے حضرت مریم کو بیٹے کی خوشخبری دی تو وہ فرماتی ہیں قالت انیٰ یکون لی غلٰم ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا۔ قال کذٰلک قال ربک ھو علیّ ھیّن ج ولنجعلہٗ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا۔ مریم نے کہا کہ میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار ہوں۔ فرشتہ نے کہا اسی طرح ہے۔ تیرے رب نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے۔ یعنی بغیر مس بشر کے بچہ پیدا کر دینا مجھ پر آسان ہے۔ اور بڑے فخر سے اس پر قرینہ یہ قائم کیا جاتا ہے کہ آگے آتا ہے ولنجعلہٗ اٰیۃ للناس کہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے۔ اگر بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے تو نشان ہی کیا ہوا۔

سب سے پہلے یہ میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ وہ نہ صرف بغیر باپ کے بچہ پیدا کر سکتا ہے بلکہ بغیر ماں باپ کے درخت سے یا مٹی سے یا ہوا میں سے بچہ پیدا کر سکتا ہے۔ اور جو خدا کی قدرت پر ایمان نہیں رکھتا اس کا دعویٰ ایمان مکار ہے۔ [illegible]

سوال خدا کی قدرت کا نہیں کہ وہ کیا پیدا کر سکتا ہے اور کیا نہیں پیدا کر سکتا۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ بچہ پیدا کرنے میں اس کی سنت کیا ہے۔ جو اس نے خود قرآن میں بیان کی ہے۔ اور یہ کہ فرشتہ نے جو حضرت مریم کو یہ کہا کہ تیرے رب نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اس سے اس فرشتہ کا مطلب کیا تھا۔ اس نے کس بات کے متعلق کہا تھا کہ آسان ہے کیا حضرت مریم کو خدا کی قدرت میں کچھ شبہ تھا جس کا ازالہ کرنا مقصود تھا یا ان کی نظر میں جائز طور پر مس بشر میں یعنی نکاح میں کچھ مشکلات تھیں جن کے دور ہونے کی خوشخبری دینی مقصود تھی۔

محکمات اور متشابہات

اس میں شک نہیں کہ یہ آیت متشابہ ہے۔ اس میں دو معنے کا امکان ہے۔ لیکن کیا انہی موقعوں کے لئے قرآن کریم نے ہمیں سورہ آل عمران کے پہلے رکوع میں یہ ہدایت نہیں کی ہے کہ قرآن میں دو قسم کی آیات ہیں ایک تو محکمات ھُنّ جو ام الکتب ہیں یعنی بطور اصل کے ہیں جن کے معنے صاف اور بیّن اور ہر قسم کے شک شبہ سے پاک ہیں اور وہی اصول دین ہیں اور دوسری قسم کی آیات متشابہات ہوتی ہیں جن کے معنے کرنے میں کئی پہلو نکلتے ہیں اور شبہ پیدا ہوتا ہے کہ صحیح معنے کون سے ہیں ایسی صورت میں قرآن کریم کی ہدایت یہ ہے کہ متشابہات کو محکمات کے تابع کرو۔ اور ان کے وہ معنے کرو جو محکمات کے خلاف نہ ہوں۔ سورہ آل عمران کے پہلے رکوع میں یہ بالتفصیل ذکر ہے۔ اب محکمات تو یہ ہے جو قرآن شریف میں صاف لفظوں میں موجود ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ علیٰ کل شئی قدیر ہے لیکن اس کی سنت یہ ہے کہ انسانوں کو مرد و عورت دونو کے مرکب نطفہ سے پیدا کرتا ہے۔ اس مضمون کی پہلی قسط میں بالتفصیل اس پر بحث کر چکا ہوں اور متعدد محکم آیات سے دکھا چکا ہوں کہ قرآن کریم کے رو سے اللہ تعالیٰ کی سنت یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ مرد و عورت کے مرکب نطفہ سے انسان کو پیدا کرتا ہے اور جب تک مرد کا نطفہ عورت کے رحم میں نہ پہنچے بچہ نہیں پیدا ہوتا۔ اور قرآن ہی میں یہ بھی صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہے

مس بشر کی مشکل کا حل

کہ خدا کی جو سنت ہوا کرتی ہے وہ کبھی بدلی نہیں کرتی۔ ان محکم آیات اور خدا کی سنت کی موجودگی میں آیت متنازعہ فیہ کے یہ معنے تو نہیں کئے جا سکتے کہ فرشتے نے کہا کہ خدا تیرے لئے اپنی سنت کو بدل دیگا اور بغیر باپ کے بچہ پیدا کر دیگا۔ یہ معنے قرآن کی صریح محکم آیات کے خلاف ہیں۔ اس لئے ہم یہ معنے تو نہیں لے سکتے پس جو اس کے معنے لئے جا سکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ حضرت مریم کو جب بیٹے کی بشارت ملی تو ایک کنواری لڑکی کو سب سے پہلے جس بات سے حیرت ہو سکتی تھی وہ یہی تھی کہ آج تک مجھے کسی بشر نے مس نہیں کیا تو میرے لڑکا کیسے پیدا ہوگا۔ اس کا جواب ان کے دل نے ہی دیا کہ اب تک کسی نے مس بشر نہیں کیا تو آئندہ سہی۔ لیکن اس میں ان کے سامنے ایک بڑی مشکل تھی اور وہ یہ تھی کہ وہ ہیکل کی خدمت کے لئے نذر ہو چکی تھیں اس لئے ان کی شادی اگرچہ موسوی شریعت کی رو سے جائز تھی مگر ہیکل کے احبار اور رہبان جہاں بہت سی بدعات دین میں داخل کر چکے تھے وہاں رہبانیت کی بدعت کو بھی رواج دے چکے تھے قرآن میں آتا ہے رھبانیۃ ابتدعوھا۔ کہ رہبانیت ان کی بدعت تھی جو وہ پیدا کر چکے تھے۔ پس ایسی صورت میں ہیکل کی ایک نذر شدہ لڑکی کی شادی میں روک ہونا صاف ظاہر تھا کیونکہ ہیکل کے راہب تو اس کے لئے رہبانیت کی زندگی ہی تجویز کر سکتے تھے وہ کبھی اجازت نہیں دے سکتے تھے کہ وہ شادی کرے۔ پس آئندہ بھی مس بشر ان کے لئے ناممکن نظر آتا تھا سوائے اس کے کہ وہ نعوذ باللہ بدکار ہو جائیں۔ سو اس کا جواب فوراً انہوں نے دیا کہ میں بدکار نہیں ہوں اب ان کا استعجاب پورے طور پر حق بجانب ہو گیا۔ ان کے لڑکا کس طرح ہو سکتا تھا جبکہ کسی بشر نے انہیں مس نہیں کیا اور آئندہ بھی مس بشر کی امید نہ تھی کیونکہ وہ بدکار نہ تھیں اور جو ایک واحد طریق مس بشر کا آئندہ ہو سکتا تھا یعنی شادی وہ اُن کے لئے محال نظر آتی تھی۔ اس کا جواب فرشتے نے جو دیا وہ یہ تھا کہ معاملہ کی صورت اسی طرح ہے جو تمہارے ذہن میں ہے مگر تیرے رب نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے یعنی یہ روک درمیان سے اٹھا دینی میرے لئے کچھ مشکل نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اگرچہ وہ ہیکل کی نذر تھیں مگر اسباب ایسے جمع ہو گئے کہ ان کی شادی یوسف سے ہو گئی۔ اور وہ مشکل ان کے رب نے آسان کر دی۔

حضرت ذکریا کی مثال

بالکل یہی معاملہ حضرت ذکریا کے ساتھ ہوا تھا۔ جب انہوں نے لڑکے کے لئے دعا کی تو انہیں بھی بیٹے کی بشارت ملی اور انہیں بھی تعجب ہوا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں قال رب انیٰ یکون لی غلٰم وکانت امراتی عاقرا وقد بلغت من الکبر عتیا [illegible]

لڑکا کس طرح ہوگا۔ جس حالت میں کہ میری بی بی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں۔ گویا لڑکا پیدا ہونے میں جو مشکلات تھیں وہ عرض کر دیں۔ ایک طرف بی بی بانجھ تھی دوسری طرف خود بڑھاپے کی وجہ سے ناکارہ ہو چکے تھے۔ اس عرضداشت کے جواب میں جناب الٰہی نے وہی الفاظ ارشاد فرمائے ہیں جو مریم سے کہے تھے۔ قال کذٰلک۔ قال ربک ھو علیّ ھیّن وقد خلقتک من قبل ولم تک شیئا۔ کہا معاملہ کی صورت اسی طرح ہے جو تو نے بیان کی ہے لیکن تیرا رب فرماتا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے۔ اور بے شک اس سے قبل تجھے پیدا کیا اور تیری کوئی ہستی نہ تھی۔ اب یہاں تمام مفسرین بالاتفاق یہی معنے کرتے ہیں کہ ھو علیّ ھیّن کے یہ معنے ہیں کہ جو مشکلات درمیان میں حائل ہیں انہیں دور کر دینا مجھ پر آسان ہے۔ کوئی مفسر یہ معنے نہیں کرتا کہ بیشک تیری بی بی بانجھ رہے اور تو عورت کے ناقابل رہے ہم درخت میں سے یا مٹی میں سے بچہ پیدا کر دیں گے کیونکہ ہم اس پر قدرت رکھتے ہیں۔ حرام ہے جو کسی کا ذہن بھی اس طرف منتقل ہوا ہو۔ لیکن حضرت عیسیٰ کے لئے جب یہی فقرہ زیر بحث آتا ہے تو وہاں یہ معنے نہیں کرتے کہ جو مشکلات ایک بچہ پیدا ہونے کے لئے اس وقت موجود تھیں ان کا دور کر دینا خدا پر آسان تھا اور وہ دور کر دیں اور حضرت مریم کی شادی ہو کر آخر وہ موعود بچہ ان کے بطن سے پیدا ہوا جس کی بشارت دی گئی تھی۔ گویا مفسرین یہاں خود اپنے اصول کو چھوڑ دیتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں وہ ہمیشہ تمام اصولوں کو چھوڑ کر نرالے معنے کرنے لگ جاتے ہیں۔ خود قرآن کریم نے حضرت زکریا کے متعلق جب یہ کہا کہ ان کی پیش کردہ مشکلات کو آسان کر دینا خدا پر آسان ہے۔ تو صاف طور پر دوسری جگہ ان مشکلات کو حل کرنے کا طریقہ بھی بتا دیا کہ اصلحنا لہ زوجہ کہ ہم نے اس کی بی بی کی اصلاح کر دی جس سے صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا کے گھر لڑکا پیدا ہونے میں جو مشکلات تھیں انہیں حل اسباب کے ماتحت ہی کیا اور اپنی سنت کو کسی صورت میں بھی نہیں بدلا۔ تو پھر یہ تشریح ھو علیّ ھیّن کی جو خود خدا نے ہمارے لئے قرآن میں کر کے دکھا دی کیوں ہمارے لئے شمع راہ نہ بنے۔ اور ہم جب دوسری جگہ اسی فقرہ کی حضرت مریم کے متعلق تشریح کرنے لگیں تو وہاں بھی اسی طریق پر کیوں معنے نہ کریں جس طریق پر خود خدا نے کر کے دکھا دی ہے اور وہ یہ ہیں کہ وہ مشکلات جو حضرت مریم کو لڑکا ملنے کے رستے میں حائل تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے اٹھا دیں اور جو کچھ ہوا اسباب کے ماتحت ہوا اور خدا نے اپنی سنت نہیں بدلی اور یہی سچ ہے اور قرآن کی آیات محکمات اور سنت اللہ کے مطابق ہے۔ چونکہ حضرت مریم حضرت زکریا کی کفالت میں تھیں اور مریم کے کل معاملات کا انحصار حضرت زکریا کی رائے پر تھا جو خدا کے مقبول اور برگزیدہ بندے تھے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کوشش سے رہبانیت کی بدعت سے حضرت مریم بچا لی گئیں اور موسوی شریعت کے مطابق ان کی شادی ہو گئی۔

ولنجعلہٗ آیت کے معنے

رہ گئی یہ بات کہ پھر ولنجعلہٗ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا کے کیا معنے ہوں گے کہ ہم اسے لوگوں کے لئے نشان اور رحمت بنا دیں گے سو واضح ہو کہ ہر ایک نبی اپنی قوم کے لئے خدا کی ہستی پر ایک نشان ہوتا ہے اور رحمت ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے تو دنیا کی ہر ایک چیز کو آیت کہا ہے۔ فرماتا ہے۔ ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنھار لاٰیٰت لاولی الالباب۔ کہ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے اختلاف میں عقلمندوں کے لئے آیات یعنی نشان ہیں پس جب آسمانوں و زمین کی ہر چیز کی پیدائش کو آیت قرار دیا ہے۔ تو پھر اس میں مسیح کی پیدائش کو آیت کہنے میں کوئی خصوصیت نکالنا بالکل بے معنی ہے۔ اصل میں ہر ایک نبی خدا کی ہستی پر نشان ہوتا ہے۔ اس کا وجود آیت اللہ ہوتا ہے۔ اس کی بعثت خدا کی ہستی اور معرفت کے لئے ایک دلیل واضح اور نشان بیّن ہوتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت مسیح کی پیدائش کو اگر بن باپ فرض کر لیا جائے تو لوگوں کے لئے اس میں کیا نشان اور معجزہ ہوگا کیونکہ لوگوں کو ایک کنواری کو حاملہ پا کر یہ کس طرح یقین آئے گا کہ وہ روح القدس سے حاملہ ہوئی ہے۔ انہوں نے تو فرشتہ کی آواز سنی نہیں۔ ان کے ہاں کوئی عورت بغیر مرد کے حاملہ ہوتی نہیں۔ تو پھر وہ کس طرح مان لیں کہ یہ ایک معجزہ ہے اور کنواری بغیر مرد کے حاملہ ہو گئی ہے۔ دنیا کا کوئی انسان کوئی عدالت مسلمان ہو یا عیسائی کسی کنواری کے اس ادعا کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ وہ بغیر مرد کے حاملہ ہو گئی ہے۔ اس کا حاملہ ہونا ایک قطعی ثبوت اس بات کا قرار دیا جائے گا کہ مس بشر ہوا ہے۔ پس خدا اگر کسی کنواری کو بغیر مس بشر کے حاملہ کر دے تو ظاہر ہے کہ اس بیچاری کی عزت کو لوگوں کی نگاہوں میں خود خدا نے برباد کر دیا۔ ایسی صورت میں لوگ مجبور ہیں کہ اس کنواری پر الزام لگائیں اور [illegible]

گناہ کنواری پر نازل ہوئی۔ اور اگر یہ مصیبت حضرت مریم پر نازل ہونے لگی تھی تو یوں فرمانا چاہیئے تھا کہ لنجعلہ اٰیت لك وفتنۃ للناس۔ کہ ہم اسے تیرے لئے نشان بنائیں گے اور لوگوں کے لئے فتنہ۔ حضرت مریم کے لئے تو یہ بے شک نشان ہو سکتا تھا کیونکہ ان کو تو علم تھا کہ میں بغیر مس بشر کے حاملہ ہوئی ہوں لیکن لوگوں کے لئے تو کسی صورت میں نشان نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ سخت فتنہ کا موجب تھا وہ قانون قدرت کو دیکھتے ہوئے مجبور تھے کہ اس بات پر ہرگز یقین نہ کریں کہ وہ بغیر مس بشر کے حاملہ ہوئی ہیں اور اس طرح بجائے اس کے کہ یہ امر کوئی معجزہ بن کر لوگوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ وہ الٹا لوگوں کی گمراہی کا موجب بنے گا۔ پس خدا کی شان اس سے پاک ہے کہ وہ ایسا غلط نشان دنیا کو دکھائے جس کا کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ اُلٹا نقصان ہو۔

ولادت مسیح اور اناجیل

اب آؤ ذرا انجیل کو دیکھیں کہ حضرت مسیح کے زمانہ کے لوگ انکی پیدائش کو بن باپ سمجھتے تھے یا ان کے باپ کو جانتے اور پہچانتے تھے سنو اس زمانہ کے یہود مسیح علیہ السلام کی نسبت کہتے ہیں:۔

"انہوں نے کہا یہ یوسف کا بیٹا یسوع نہیں جس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے ہیں اب کیوں کر کہتا ہے کہ آسمان سے اُترا ہوں" (یوحنا۔ باب ۶۔ ۴۲) "وہ حیران ہو کر بولے کہ ان کو یہ حکمت اور معجزے کہاں سے مل گئے؟ کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟ اور اس کی ماں کا نام مریم نہیں اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہوداہ نہیں؟ اور کیا اس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں؟ پھر یہ ساری باتیں اس کو کہاں سے آگئیں" (متی باب ۱۳۔ ۵۵-۵۶)

وہ لوگ جو حضرت مسیح کے ہمعصر ہیں قریبی رشتہ دار ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ وہی یوسف کا بیٹا یسوع ہے جس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے ہیں۔ حضرت مسیح جب اپنی بعثت کو مجاز اور استعارہ کے طور پر یوں بیان کرتے ہیں کہ میں آسمان سے نازل ہوا ہوں یعنی میرا مشن آسمانی ہے نہ کہ زمینی تو اس زمانہ کے لوگ اس مجاز اور استعارہ کو حقیقت کے معنوں پر محمول کر کے فوراً بول اُٹھتے ہیں کہ اس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے ہیں۔ یہ یوسف بڑھئی کا بیٹا ہے۔ پھر کس طرح کہتا ہے کہ میں آسمان سے اُترا ہوں۔ یہ گواہی کس قدر زبردست ہے خود مسیح کے زمانہ کے لوگ ان کے باپ اور ماں دونو کو جانتے تھے۔ بن باپ والی کہانی ان کے تو کبھی وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ یہ تو بعد میں آنے والے مسیحیوں کی ایجاد ہے۔ بالخصوص جناب پولوس کی۔ خود انجیل کے مصنفین حضرت مسیح کو یوسف کا بیٹا سمجھتے تھے۔ ورنہ وہ مسیح کا نسب نامہ اپنی انجیل میں کیوں لکھتے۔ اور نسب نامہ بھی ان کے باپ یوسف سے کیوں چلاتے۔ جب کہ یوسف کو مسیح کی پیدائش میں کوئی دخل نہ تھا ان کو تو صرف اتنا لکھ دینا چاہیئے تھا کہ مسیح۔ بیٹا خدا کا اگر خدا کا کوئی نسب نامہ ہو سکتا ہے تو پھر بے شک خدا کا نسب نامہ نقل کر دیتے۔ لیکن یہ کیا تماشہ ہے کہ خدا جس کا بیٹا یسوع تھا اس کا تو کوئی نسب نامہ نہیں لکھتے اور یسوع کو یوسف کا بیٹا قرار دیکر سارا نسب نامہ یوسف کا لکھ دیتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل کے لکھنے والے بھی یسوع کو یوسف کا بیٹا ہی جانتے تھے اور انہیں خدا کا بیٹا مجازی معنوں میں سمجھتے تھے۔ جیسا کہ تورات میں خدا کے برگزیدوں کو خدا کے فرزند یا پلوٹھے کہہ دینا عام محاورہ ہے۔

شاید یہ کہا جائے کہ بحیثیت انسان ہونے کے ان کا نسب نامہ لکھا گیا تو بھی غلط ہے کیونکہ اگر مسیح میں خدا اور انسان دونو جمع ہو گئے تھے اگر یہ معمہ انسانی سمجھ میں نہیں آتا کہ خدا اور انسان ایک جگہ کس طرح جمع ہو سکتے ہیں۔ انسانی محدود جسم کے اندر غیر محدود خدا یا مجسم خدا یہ وہ محیر العقول باتیں ہیں جن کو کوئی عقل انسانی قبول نہیں کرتی، تو بھی کم سے کم یوسف کو تو مسیح کی پیدائش میں کوئی دخل نہ ہونا چاہیئے تھا۔ پھر یوسف کا نسب نامہ نقل کرنے کے کیا معنے؟ انجیل کے مصنفین کو چاہیئے تھا کہ ایک طرف تو مریم کا نسب نامہ لکھ دیتے۔ کہ بحیثیت انسان ہونے کے یسوع کا نسب نامہ ماں سے چلتا ہے۔ اور بحیثیت خدا ہونے کے ایک نسب نامہ یوں لکھ دیتے کہ یسوع بیٹا خدا کا مگر ان کا یسوع کو یوسف کا بیٹا قرار دیکر یوسف کا نسب نامہ ہی انجیلوں میں نقل کرنا بتاتا ہے کہ ان کی نگاہ میں یقیناً یسوع یوسف کا بیٹا تھا۔

برلن مسجد کا فرش

شیخ محمد عبد اللہ صاحب جو برلن میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں لکھتے ہیں کہ باوجود مسجد کی تکمیل کے نماز جمعہ وہاں نہیں ہو سکتی اس لئے کہ مسجد میں فرش نہیں ہے اور اس کیلئے قالین بکار ہیں کوئی ذی ثروت دوست اگر اس کار خیر میں امداد فرمائیں تو عنداللہ

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں

—— جماعت جموں نے ۱۱ و ۱۲ نومبر کو ایک مقامی جلسہ منعقد کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ امید ہے کہ سلسلہ کے لیکچرار مولانا مولوی صدر الدین صاحب، مولوی عصمت اللہ صاحب و مولوی عبد الحق صاحب و میر مدثر شاہ صاحب تاریخہائے مقررہ پر وہاں تشریف لے جائیں گے جموں و مضافات کے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ جلسہ کی رونق بڑھائیں اور اس کو مفید ثابت کرنے کیلئے خود بھی شریک جلسہ ہوں۔ اور عوام ہندو مسلمانوں کو شرکت جلسہ کے لئے فہمائش کریں تاکہ جلسہ کی اصل غرض میں جو کلمہ خیر کا سنانا ہے کامیابی ہے۔ دوسری جماعتوں کو بھی جماعت جموں کی تقلید کرنی چاہیئے۔

—— احباب برادرم فضل الرحمٰن صاحب میڈیکل سٹوڈنٹ کی کامیابی امتحان کے لئے دعا فرمادیں۔

—— ایک نومسلم شیخ فتح محمد جونز جو پہلے عیسائی تھے۔ متلاشی روزگار ہیں۔ ان کا خط حضرت امیر کی خدمت میں آیا ہے۔ وہ کمرشل لائبریری کا کام پہلے کرتے رہے ہیں۔ بوجہ مسلمان ہونے کے عیسائی کارخانہ والوں نے ان کو جواب دے دیا اب بیروزگار ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ضرورت ہو تو توجہ کریں۔

—— حضرت امیر کی تازہ تصنیف "دی پرافٹ آف اسلام" کی قبولیت کے متعلق کئی منصف مزاج ہندوؤں کے خطوط موصول ہوئے ہیں۔ حال ہی میں ایک خط مسٹر وی اننت تھم پلائی بی اے ایل ٹی بالارین گوڈی ڈری ونڈرم کی طرف سے موصول ہوا ہے جس میں صاحب موصوف نے کتاب پرافٹ آف اسلام کی تعریف کرتے ہوئے حضرت سے ملیالم تامل اور تلگوئی زبان میں ترجمہ کرنے کی اجازت مانگی ہے یہ اجازت ان کو حضرت امیر کی طرف سے دیدی گئی ہے۔

—— دہلی کا روزانہ اُردو اخبار کانگریس بند ہو گیا ہے۔ (پرتاپ)

—— رنگون ۱۵ اکتوبر خیال کیا جاتا ہے کہ لارڈ برکن ہیڈ وزیر ہند کے جانشین کے متعلق چند روز اعلان ہو جائے گا۔

—— خبر ہے کہ مسٹر جناح ۲۶ اکتوبر کو بمبئی پہنچ جائیں گے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ بمبئی علیحدگی سندھ کے خلاف ہے اس سوال پر سائمن کمیشن کے سامنے کراچی میں شہادتیں لی جائیں گی۔

—— لاہور ۱۸ اکتوبر پنڈت مالوی پنجاب کا دورہ کرنے والے ہیں مفصل پروگرام مرتب ہو رہا ہے۔ (پرتاپ)

—— حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم کے صاحبزادے حکیم محمد جمیل صاحب آل پارٹیز مسلم کانفرنس دہلی کی مجلس استقبالیہ کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔

—— کابل ۳ اکتوبر افغانی سفیر علی محمد خاں کو اٹلی سے واپس بلا لیا گیا ہے۔

—— بغداد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۲۲ ایرانی طلبا یورپ حصول تعلیم کے لئے جا رہے ہیں۔

—— آل انڈیا خلافت کانفرنس کا سالانہ اجلاس اواخر دسمبر میں کلکتہ ہونا قرار پایا ہے۔ کلکتہ کے کارکنان خلافت اجلاس کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

—— اخبار ریاست، دہلی اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ مہاراجہ بھرت پور کو دہلی میں مقیم نہ ہونے دیا جائے

—— عدن کی خبریں مظہر ہیں کہ میں بہت سخت قحط رونما ہے۔ سلطان ابن سعود نے نقدی کے علاوہ ایک ہزار بوریاں گیہوں اور چاول کی بطور امداد بھیجی ہیں۔

—— بنارس میں ایک پادری نے ایک مہتر کو اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

—— جاپان میں عدالت کے ساتھ جیوری سسٹم بھی جاری کر دیا گیا ہے۔

—— ولایتی اخبارات کا بیان ہے کہ حکومت اٹلی نے جزیرہ مالٹا کو برطانیہ سے واپس طلب کیا ہے۔

—— امریکہ میں اواخر ستمبر میں اس شدت کی گرمی پڑی کہ ریلوے دفاتر تک بند کرنے پڑے۔

—— سر محمد شفیع نے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں مسلم کانفرنس کی حمایت کی گئی ہے۔

خبریں

—— گورکھپور کے نواح میں آریہ مرتدین اسلام میں واپس آ رہے ہیں۔

—— آج کل ہندو لیڈر اور اخبار مولانا شوکت علی کے سخت خلاف ہو رہے ہیں کیونکہ وہ نہرو رپوٹ کی تائید نہیں کرتے۔

—— دہلی ۱۶ اکتوبر افواہ ہے کہ مہاراجہ بھرت پور کسی بیماری میں مبتلا ہیں اور علاج کے لئے لاہور جا رہے ہیں۔

—— گاندھی جی نے اپنے ستیاگرہ آشرم احمد آباد میں ایک بیمار بچھڑے کو ہلاک کروا دیا تھا اس وجہ سے ہندو ان کے سخت خلاف ہو رہے ہیں جگہ جگہ اظہار ناراضگی کے لئے جلسے ہو رہے ہیں بعض جگہ اس بات پر بھی زور دیا جا رہا ہے کہ ان کو مہاتما نہ کہا جائے کیونکہ اس فعل کے مرتکب ہونے کے بعد وہ اس قابل نہیں رہے۔

—— اودھ ہندو مہاسبھا نے سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا ہے

—— دنیا کی جہازرانی میں ۴۲ فیصدی حصہ برطانیہ کا ہے

—— معلوم ہوا ہے کہ وائسرائے بہادر ۲۸ اکتوبر کو دہلی پہنچیں گے۔

—— عنقریب دہلی سے آریوں کا ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار دی لبریٹر نکلنے والا ہے جس کے لئے ایک زبردست لمیٹڈ کمپنی قائم ہو چکی ہے۔

—— لندن ۱۷ اکتوبر اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت سوویٹ ۹ نومبر کو سابق زار روس اور روسی امرا کا سامان برلن میں نیلام کرے گی۔

—— انگلستان میں عورتوں کو حق رائے دہندگی جو حال ہی میں ملا ہے اس کی رو سے آئندہ موسم بہار کے انتخاب میں باون لاکھ پچیس ہزار کے قریب عورتیں ووٹ دے سکیں گی۔

—— زیکوسلاویہ میں جو نیا قانون فوجداری نافذ ہونے والا ہے اس میں قانوناً یہ امر جائز رکھا گیا ہے کہ لاعلاج بیماریوں کے مریضوں کو کسی قسم کی تکلیف دیئے بغیر ہلاک کر دیا جائے

—— امرتسر ۱۹ اکتوبر لبنا سنگھ جی ایڈیٹر اہلو والیہ گزٹ کو کسی نے سخت زخمی کر دیا جس کی وجہ سے وہ انتقال کر گئے۔ ان کی عمر ۷۰ سال کے قریب تھی۔ ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

—— یہ خبر غلط ہے کہ سابق شاہ افغانستان کے پیر حضرت صاحب شور بازار کو حکومت افغانستان نے گولی سے اڑا دیا ہے (انقلاب)

—— مولانا حافظ محمد احمد صاحب صدر مہتمم دار العلوم دیوبند وفات پا گئے (اناللہ)

—— ناگپور ۱۹ اکتوبر ڈاکٹر انصاری صدر کانگریس آئندہ اتوار کی صبح کو یہاں آنے والے ہیں۔ آپ تلک آنجہانی کے بت کی نقاب کشائی کریں گے۔

—— افغانستان میں ایک منظم محکمہ پرواز قائم ہو چکا ہے عنقریب بہت سے افسر فوجی تعلیم کی غرض سے یورپ جائیں گے

—— بجنور ۱۹ اکتوبر آج بعد از نماز جمعہ مسلمانان بجنور نے ایک عام جلسہ کر کے سائمن کمیشن کے خیر مقدم کی قرارداد منظور کی اور ان لوگوں کی مذمت کی جو مشترکہ انتخابات اور نہرو رپورٹ کی تائید میں پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

—— نہرو کمیٹی کی حمایت میں لالہ لاجپت رائے نے پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔

—— مشہور عالم معالج چشم ڈاکٹر متھرا داس جی موگہ والے کے لڑکے کا انتقال ہو گیا۔

—— ملکہ معظم کی خالہ کا انتقال ہو گیا۔

—— مولانا ابو الکلام عنقریب پنجاب میں آنے والے ہیں۔ غالباً وہ لالہ لاجپت رائے کے ساتھ نہرو رپورٹ کے حق میں پروپیگنڈا کریں گے

—— افغانستان میں فوجی ضروریات کے کارخانے قائم ہو گئے ہیں۔ اب کارتوس بم گولہ بارود افغانستان میں ہی تیار ہوا کرے گا۔

—— برلن ۱۷ ستمبر ایرانی وزیر تیمور تاش نے قیام برلن کے دوران میں جرمنی اور ایران کے درمیان تجارتی اور دوستانہ عہد نامہ مرتب کرنے کے متعلق گفت و شنید شروع کر دی ہے۔

—— فلسطین کے ذمہ دار مسلمان ٹرکی اور افغانستان کی شوشل اصلاح کے خلاف ہیں۔

—— پنجاب میں ایک سال کے اندر ۱۶۲ آدمیوں کو پھانسی دی گئی اور یہ تعداد ہندوستان کے چھ صوبوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔ دیگر صوبوں کے اعداد حسب ذیل ہیں۔ بمبئی ۷۴۔ مدراس ۸۵ بنگال ۹۔ بہار اڑیسہ

بقیہ صفحہ اول

بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کا تہیہ کرلیں، تو نصف صدی کے اندر ہم امریکہ اور یورپ کو روحانی میلوں سے فتح نہیں کرسکتے؟ اور کیا نیویارک، پیرس، لندن اور ماسکو کے مرکزی مقامات میں اسلام کا پرچم بصد آب و تاب لہرا نہیں سکتا؟ ہماری روحانی فتح بالکل یقینی ہے، بشرطیکہ ہم اس جہاد کے لئے اسی طرح کمربستہ ہوجائیں، جو آج سے چودہ صدی قبل اسلامیوں کا طغرائے امتیاز تھا،

خاموش کام

ہندوستان میں اردو کے تبلیغی جراید اور رسایل، جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے، قابل ستایش کام کررہے ہیں، لیکن غالباً "اسلامک ورلڈ" لاہور ہی تمام ہندوستان میں انگریزی کا واحد تبلیغی ماہوار رسالہ ہے جو گذشتہ چھ سال سے نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرونی دنیا، یعنی امریکہ یورپ، اور افریقہ میں اسلام کا پیغام باقاعدہ پہنچا رہا ہے، اس رسالہ کے ایڈیٹر مولوی مصطفے خان صاحب، بی، اے، ایم آر، اے ایس ہیں، جنہوں نے اپنی زندگی اسلام کی تبلیغی خدمات کے لئے وقف کررکھی ہے، "اسلامک ورلڈ" کے اجرا کا محرک اسلام کے مشہور دشمن ڈاکٹر زویمر کا سہ ماہی رسالہ "دی مسلم ورلڈ" ہے، جو امریکہ سے نکلتا ہے اور ہر اشاعت میں اسلام اور حضور سرور کائنات کے خلاف زہر اگلنا اور غلط بیانی پھیلانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ "اسلامک ورلڈ" اس زہر کا ایک ہی علاج ہے، جو پچاس نیم کے قلم سے ٹپکتا رہتا ہے، لندن میں مسٹر خالد شیلڈرک "اسلامک ورلڈ" کے خاص نامہ نگار و نمائندہ ہیں جنہوں نے انگلستان اور امریکہ میں اس کی مفت اشاعت کی خدمت اپنے ذمہ لے رکھی ہے، یہ اسی مفت اشاعت کا نتیجہ ہے، کہ گذشتہ دو سال کے اندر انگلستان میں تقریباً ایک درجن انگریز دائرہ اسلام میں داخل ہوچکے ہیں، رنگون کے ایک عیسائی تھیلین اور بنگال کے تین ہندوؤں نے اسلام قبول کیا ہے۔ گذشتہ ششماہی کے اندر راولپنڈی میں تین انگریز حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں، جن میں سے دو کی تصاویر "اسلامک ورلڈ" میں شایع ہوچکی ہیں اسی طرح دو امریکن عیسائی مشرف باسلام ہوئے، اس کے علاوہ گذشتہ دسمبر ۱۹۲۶ء میں لارڈ ہیڈلے کی تشریف آوری کی تقریب پر لاہور میں اسلامک مشن کی افتتاحی رسم ادا کی گئی، اور کمرہ ۲ لم کشمیر بلڈنگس میں ہفتہ وار لیکچروں کا انتظام کیا گیا، تاکہ تعلیم یافتہ عیسائیوں اور ہندوؤں کو دعوت اسلام دی جاوے لیکچروں کے بعد حاضرین کی چائے سے تواضع کی جاتی ہے، تاکہ اسلام کے متعلق انہیں مزید تبادلہ خیالات کا موقعہ ملے، چونکہ اسلامک ورلڈ کے ذریعہ سے اسلام اس کے اصلی رنگ میں پیش کیا جاتا ہے، اور دوسرے مذاہب کے متعلق کسی قسم کی ناگوار بحث کو اس کے صفحات میں جگہ نہیں دی جاتی، اس لئے امریکہ اور یورپ میں یہ شوق اور توجہ سے پڑھا جاتا ہے، جیسا کہ مولوی مصطفے خانصاحب کے انگریزی پمفلٹ "دی کال آف اسلام" کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

گذشتہ چھ سال سے "اسلامک ورلڈ" کے قابل ایڈیٹر نے جس خاموشی اور سرگرمی کے ساتھ اپنے تبلیغی فرائض انجام دیے ہیں، وہ بجائے خود ایک ایسی نیکی ہے، جس کا اجر انہیں خداوند کریم دیگا، ہمیں توقع رکھنی چاہئے، کہ برادران اسلام "اسلامک ورلڈ" کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور بالخصوص اس کی مفت اشاعت کے معاملہ میں مولوی مصطفے خاں صاحب کا ہاتھ بٹائیں گے۔

جلد ۱۶ | لاہور یوم سہ شنبہ و جمعہ ۱۵ و ۱۸ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۳۰ اکتوبر و ۲ نومبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۷۴ و ۷۵

حضرت امیر کی آواز پر لبیک کہنے والے صاحب

احباب کرام کو یاد ہوگا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے ڈلہوزی سے "احباب سے خطاب" کرتے ہوئے انہیں چند ضروری باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی اور اس کے متعلق ہر ایک دوست سے خواہش کی تھی کہ ان باتوں کو عمل میں لانے کے لئے جو تجاویز وہ اختیار کرنا چاہتے ہوں۔ ان سے حضرت ممدوح کو براہ راست مطلع فرمائیں۔ اس تحریک پر بہت سے دوستوں کے خطوط حضرت امیر کی خدمت میں پہنچے جن میں بہت سی مفید تجاویز کا ذکر تھا۔ ایسی تجاویز چونکہ تمام جماعتوں کے لئے حسب حالات مفید ہو سکتی ہیں۔ اس لئے حضرت امیر ایدہ اللہ کے حکم سے مولوی مرتضیٰ خاں صاحب بی اے نے ان تمام خطوط کا خلاصہ تیار کیا ہے۔ جس کی اشاعت امید ہے کہ موجب دلچسپی ہوگی۔

(ایڈیٹر)

تعلیم یافتہ طبقہ میں تبلیغ

ہمارے مکرم دوست پروفیسر عنایت علی خاں صاحب ایم ایس سی پروفیسر علیگڑھ کالج رقمطراز ہیں کہ خواہ ان کا قیام علیگڑھ میں ہو خواہ اپنے وطن گوجرانوالہ میں۔ وہ ہمیشہ توسیع و ترقی جماعت کے لئے مسلمانوں کے ہر طبقہ میں کوشاں رہتے ہیں۔ انہوں نے امید دلائی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بعض مفید نتائج مترتب ہوں گے۔ ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی کی مساعی جمیلہ میں برکت ڈالے۔ یہ بھی کہا ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ میں اگر ہماری تبلیغ اچھی طرح کی جائے تو وہ دن دور نہیں ہیں کہ ہماری تحریک شاندار طور پر کامیاب ہو جائے۔ انہوں نے بعض اور بھی تجاویز ترقی و توسیع جماعت کے متعلق حضرت امیر کی خدمت بابرکت میں تحریر فرمائی ہیں جو فی الواقع بہت مفید اور کارآمد ہیں۔

پندرہ روزہ جلسے

اسی سلسلہ میں ہم اپنے مخلص اور دین کے لئے جوش رکھنے والے دوست محمد لطیف صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کانام نامی خصوصیت سے قابل ذکر سمجھتے ہیں۔ حضرت امیر کا فرمان واجب الاذعان پہنچنے پر انہوں نے اپنی جماعت کا جلسہ منعقد کیا۔ ترقی، توسیع جماعت کے وسائل پر گفتگو ہوئی اور بالآخر یہ امر طے ہوا کہ ہر پندرہ روز کے بعد ایک جلسہ اپنی جماعت کا منعقد کیا جائے۔ جس میں دوسرے غیر از جماعت احباب [illegible]

کی خصوصیات و کارہائے نمایاں کے متعلق گفتگو کر کے ان کو تبلیغ و اشاعت اسلام کے مقدس کام میں شرکت کی تحریک کی جائے۔ یہ تحریر آپ نے حضرت امیر کی خدمت میں بھیجی ہے اس پر تمام ارکان جماعت کے دستخط ثبت ہیں گویا یہ ایک عہد ہے جس پر سب احباب نے کاربند رہنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔ ہم ان مخلص بھائیوں اور بالخصوص جناب محمد لطیف صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ترقی و توسیع جماعت کیلئے ایک مستحسن صورت کا اظہار فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت دے۔

اشاعت لٹریچر

ہمارے بھائی محمد اسماعیل صاحب سینیٹری انسپکٹر کوہ مری بھی ان مخلصین میں سے ہیں جنہوں نے باوجود قلت فرصت کے ترقی جماعت و اشاعت لٹریچر کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔ ان کی یہ تجویز بھی نہایت قابل ستائش ہے کہ وہ ہر جمعہ ایک امر عمل پیرا ہونے کے لئے جماعت کے آگے پیش کیا کریں گے۔ جو لائحہ عمل آپ نے تجویز فرمایا ہے وہ بہت حوصلہ افزا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو بار آور فرمائیں آپ کی خواہش ہے کہ ہماری اخبار پیغام صلح دنیا کی بہترین اخباروں میں سے ہو اور ہندوستان کی کثیر الاشاعت اخبارات میں سے کسی سے کم نہ ہو۔ ہم اپنے مکرم بھائی کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ ہم تو دل سے خواہاں ہیں کہ ایسا ہی ہو لیکن یہ امر آپ جیسے ہمدردان اسلام و قوم کی ہمت پر ہی منحصر ہے۔ اگر پیغام صلح کا ہر ایک خریدار کم از کم پانچ خریدار بہم پہنچا دے تو اخبار میں اکیا نمایاں ترقی ہو سکتی ہے

مناظرانہ طریق

مخلصین سلسلہ میں سے شیخ عبدالحق صاحب دھلوی کا خط بھی نہایت حوصلہ افزا ہے۔ جن الفاظ میں آپ نے حضرت امیر کی آواز پر لبیک کہا ہے وہ سب دوستوں کے لئے نمونہ کا کام دیگی چنانچہ لکھتے ہیں کہ بندہ اس وقت تک بھی آپ کے ساتھ جو سابقہ عہد باندھا گیا تھا اس کے مطابق اشاعت اسلام کا کام دہلی اور اس کے ارد گرد بذریعہ تقاریر مناظرانہ حیثیت سے نیز دامے اور درمے اپنی بساط کے مطابق سرانجام دیتا رہا ہے اور آئندہ بھی اپنی لائف کو آپ کے سپرد کرتا ہے کہ جس طریق سے آپ حکم دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے مطابق.... خدمت اسلام کو سرانجام دینے کی ہر حالت میں کوشش کرے گا۔

ترقی جماعت کے متعلق جو انہوں نے تجاویز تحریر فرمائی ہیں وہ [illegible]

توسیع جماعت کا وعدہ

ہمارے نوجوان اور صالح دوست ڈاکٹر سعید احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک تبلیغ و توسیع جماعت کے ارشاد کے جواب میں تحریر کرتے ہیں:

جناب کا ارشاد اخبار پیغام صلح میں پڑھا۔ آپ کے حکم پر لبیک کہتا ہوں اور انشاء اللہ حتی الوسع کوشش میں رہوں گا کہ سلسلہ کی توسیع ہو سکے۔ آپ کی دعاؤں کا میں ہر وقت محتاج ہوں۔

قابل تقلید جوش

ہمارے پرجوش بھائی بابو فضل داد خاں صاحب کیمل پور ہمارے ان نئے بھائیوں میں سے ہیں جن کو بیعت سے مشرف ہوئے بہت کم عرصہ گذرا ہے۔ لیکن کام کے لحاظ سے وہ کئی ایک پرانے احباب سلسلہ سے فوقیت لے جا رہے ہیں جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ، خدا کے فضل و کرم سے ہر ایک تحریک میں جس کا سلسلہ سے تعلق ہے حصہ لیتے ہیں۔ اور جہاں تک ان کی مقدرت اجازت دیتی ہے وہ کوشش کرتے ہیں پیغام صلح کے خریداروں میں اضافہ کرنے میں وہ ہمیشہ پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اور پھر باوجود اس بات کے وہ حضرت امیر کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اکثر احباب بلاشبہ سست ہیں ان میں سے ایک میں بھی ہوں۔ اور پھر لکھا ہے۔ کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے ارشاد کے بموجب توسیع جماعت میں سر توڑ کوشش کروں گا۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

ترقی جماعت کی کوشش

جماعت جموں کی طرف سے ایک خط شیخ یعقوب علی صاحب کا حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں موصول ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ تمام ارکان جماعت نے وعدہ کیا ہے کہ وہ حتی الامکان توسیع و ترقی جماعت کیلئے کوشش کریں گے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔

عیسائیوں میں تبلیغ

حافظ محمد حسین صاحب جو پہلے راولپنڈی میں مقیم تھے اور جو سب سے پہلے ہمارے نومسلم بھائی احمد مائیکل سابق مسٹر جان مائیکل بی اے پروفیسر گارڈن کالج راولپنڈی کو دعوت اسلام دیتے اور ان کے مشرف باسلام ہونے کا ذریعہ ہو چکے ہیں۔ اب حضرت امیر کی تحریک تبلیغ پر لبیک کہتے ہوئے اپنے وطن گجرات سے رقمطراز ہیں کہ جناب کا مضمون اخبار میں پڑھا۔ پڑھنے سے دل پر ایک خاص رقت طاری ہوئی عجیب طرح کا اثر طبیعت پر ہوا ہے۔ میں اپنے کام میں مزدوری کے وقت سے ہر روز ایک گھنٹہ حضور کے ارشاد کی تعمیل کیلئے نکال کر ہر واقف و ناواقف تک پیغام حق پہنچانے کی سعی کروں گا۔ نیز شب کو دو گھنٹہ اپنے مطالعہ سے لیکر تبلیغ سلسلہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ | ۱۵ر جمادی الاول ۱۳۴۷ھ | نمبر ۸۴

زندہ مذہب

ہستی باریتعالیٰ کا ثبوت اسلام میں

مہاتما گاندھی کا ایک معرکتہ الآرا مضمون

ہے دین وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں
خود اپنی قدرتوں سے دکھائے کہ ہے کہاں

خدا کی ہستی کا سوال موجودہ زمانہ میں ایک نہایت مشکل و پیچیدہ مسئلہ بن گیا ہے۔ دنیا کے بڑے سے بڑے فلسفی سے لیکر ان مذہبی لوگوں تک جو کسی نہ کسی دین کی پیروی کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ شاید ہی کوئی ایسا انسان ملے گا جو خدا کی ہستی کے متعلق قطعی اور یقینی ثبوت پیش کر سکے۔ زیادہ سے زیادہ ان کے پاس یا تو وہ عقلی دلائل ہیں جو اس کائنات کے غیر متبدل نظام کو پیش کرکے اس نتیجہ تک ہمیں پہنچاتے ہیں کہ اس نظام کو بنانے اور قائم رکھنے والی کوئی مدبر بالارادہ ہستی ہونی چاہیئے۔ اس سے آگے کہ آیا ایسی ہستی فی الحقیقت موجود ہے۔ انسانی عقل ہمیں نہیں لے جاتی۔ دوسری بڑی دلیل جو مذہب عالم کی طرف سے خدا کی ہستی پر پیش کی جا سکتی ہے وہ ان لوگوں کی زندگیاں ہیں جنہوں نے خدا کی ہستی کا عملی نمونہ دنیا میں پیش کیا۔ انہوں نے اپنے وجود اور اپنے عمل سے دکھایا کہ فی الحقیقت ان کا تعلق ایسی وارا ء الوراء ہستی کے ساتھ ہے کہ جس کے ہاتھ میں تمام نظام عالم کی باگ ہے ورنہ بغیر اس کے نہ تو وہ اپنے ماننے والوں میں کوئی انقلاب پیدا کر سکتے اور انہیں حیوانیت کی زندگی سے نکال کر بہترین انسان بنا سکتے تھے اور نہ ان کی غربت و شکست ان کے دشمنوں پر ان کی کامیابی کا موجب ہو سکتی تھی۔

یہ دو بڑے دلائل ہیں جو آج دنیا کے بڑے سے بڑے فلسفی اور بڑے سے بڑے مذہبی انسان کے ہاتھ میں رہ گئے ہیں اور انہی دو دلائل سے مہاتما گاندھی نے بھی اپنے ایک تازہ مضمون میں کام لیا ہے جو خدا کی ہستی پر ینگ انڈیا میں شائع ہوا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ

"ایک ایسی ناقابل تعریف مخفیہ طاقت موجود ہے جو سب چیزوں سے بالاتر ہے۔ میں اسے محسوس کرتا ہوں اگرچہ اسے دیکھتا نہیں وہ نہ دکھائی دینے والی طاقت اپنی ہستی کو محسوس کرانے کے باوجود دلیل اور ثبوت کو پرے پھینکتی ہے کیونکہ وہ ان تمام چیزوں سے غیر مشابہ ہے۔ جن کا تعلق میرے حواس سے ہے وہ ہستی حواس سے بہت بالاتر ہے۔"

مہاتما جی کا خدا کو دیکھے بغیر اسے محسوس کرنا کس رنگ میں ہے؟ اس کی ایک مثال انہوں نے دی ہے کہ:-

"گذشتہ سال میسور میں دورہ کرتے ہوئے بہت سے غریب دیہاتیوں سے میری ملاقات ہوئی۔ ان سے دریافت کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ اتنا بھی انہیں پتہ نہیں کہ میسور پر کون حکمران ہے۔ صرف اسی قدر وہ جانتے ہیں کہ کوئی دیوتا اس پر حکومت کرتا ہے۔"

مہاتما جی لکھتے ہیں کہ:-

"اس قدر محدود ہے تو میرے لئے جو ان کے اس درجہ کی نسبت جو اپنے حکمران کے بالمقابل انہیں حاصل ہے خدا کے سامنے غیر محدود طور پر کمتر درجہ رکھتا ہوں۔ یہ امر استعجاب و حیرت کا موجب نہ ہوگا۔ اگرچہ میں اس احکم الحاکمین خدا کی ہستی کا ادراک نہیں رکھتا تاہم میسور کے غریب دیہاتیوں کی طرح میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ کائنات عالم میں ایک ایسا نظام اور ترتیب پائی جاتی ہے جو ایک قانون میں جو سب چیزوں اور تمام زندہ اشیا پر حکمران ہے جکڑی ہوئی ہے۔"

آگے چل کر مہاتما جی نے اس کو زیادہ وضاحت سے بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"میں غیر واضح یقین کے ساتھ یہ سمجھتا ہوں کہ ایسی حالت میں کہ تمام چیزیں جو میرے اردگرد ہیں ایک دائمی تغیر اور فنا کے نیچے ہیں۔ اس تغیر کی تہ میں ایک زندہ طاقت کام کر رہی ہے جو پیدا کرتی، فنا کرتی اور پھر پیدا کرتی ہے یہی طاقت اور سپرٹ دراصل خدا ہے۔"

یہاں تک تو محض عقل کی پرواز تھی جو ایک "غیر واضح یقین" سے آگے نہ بڑھ سکی۔ اب دوسری قسم کے دلائل کو لیجیئے۔ مہاتما جی لکھتے ہیں:-

"لیکن وہ کوئی خدا نہیں جو محض انسانی عقل کی تسکین کا موجب ہو اگر کوئی ایسی تسکین عقل کو اس کے متعلق حاصل ہو سکتی ہے۔ خدا وہ ہے جو انسان کے دل پر حکمران ہو اور اس کی حالت کو بدل دے۔ اپنے پرستاروں کی ہر حرکت و سکون میں وہ نمایاں ہو۔ یہ محض ایک ایسے پختہ یقین سے ہو سکتا ہے جو حواس خمسہ کے پیدا کردہ علم و یقین سے زیادہ حقیقی اور پختہ ہو۔ حواس کی معلومات عموماً ظنی اور غلط ہو سکتی اور ہوتی ہیں۔ خواہ وہ کتنی ہی صحیح اور حقیقی کیوں نہ نظر آئیں حواس سے علیحدہ ہو کر جو یقین حاصل ہو سکتا ہے وہ ناقابل خطا ہے۔ اس کا ثبوت کسی خارجی شہادت سے نہیں ملتا بلکہ ان لوگوں کے تبدیل شدہ چال چلن اور کیریکٹر سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ کی ہستی کو حقیقتاً محسوس کیا ہے۔

یہ شہادت ان انبیا اور بزرگان دین کے تجربات زندگی میں ہمیں ملتی ہے جو ہر زمانہ اور ہر ملک میں ہمیشہ پیدا ہوتے رہے ہیں۔"

یہ وہ دو قسم کے دلائل ہیں جو مہاتما جی نے خدا کی ہستی پر دیئے ہیں۔ ایک تو نظام کائنات کو دیکھ کر انسانی عقل کی پرواز کہ اس نظام کے پیدا کرنے والی کوئی مدبر بالارادہ ہستی ہونی چاہیئے اور دوسرے وہ انقلاب جو انبیا کی زندگیوں میں ہمیں نظر آتا ہے فی الحقیقت انبیا کی زندگیوں کو اگر دیکھا جائے تو ایک غور و فکر کرنیوالا انسان اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کوئی وراء الورا طاقت ان کیساتھ موجود ہے جو ہر حال میں ان کی مدد و معاون ہوتی ہے۔ جو ان کو معمولی انسانوں سے اُٹھا کر نیکی اور پارسائی کا مجسمہ بنا دیتی ہے اور ان سے وہ کام لیتی ہے جو بظاہر حالات ان سے سرانجام پانے ناممکن ہوتے ہیں جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ کس یتیمی اور کس مپرسی کی حالت سے آپ کو اٹھا کر کیسے کیسے خطرناک مراحل میں سے گزارا گیا۔ اور باوجود بے سرو سامانی کے خطرناک سے خطرناک دشمنوں کے مقابلہ میں ہمیشہ کامیابی اور فتحمندی آپ کے ہمرکاب رہی۔ یہی نہیں بلکہ عرب جیسے وحشی ملک کو جو تہذیب و تمدن کا نام بھی نہ جانتا تھا جہاں وحشت و بربریت کو تہذیب و اخلاق کا انتہائی درجہ سمجھا جاتا تھا کس مقام پر لا کر کھڑا کیا۔ وہی عرب جو بہیمیت میں اپنا ثانی دنیا میں نہ رکھتے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیس سالہ جدوجہد سے تہذیب و اخلاق کے معلم بن گئے۔ حالانکہ اس سے پیشتر بڑی بڑی سلطنتیں اس کی اصلاح سے قاصر رہ چکی تھیں۔ یہ کسی انسانی طاقت کا نتیجہ نہیں یہ خدائی ہاتھ تھا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ یہ فی الحقیقت خدا کی ہستی کا ایک واضح اور بیّن ترین ثبوت ہے جو اس مقام تک ہمیں لے جاتا ہے جہاں عقل انسانی کی رسائی نہیں۔

تک دور نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ساتھ وہ زبردست روشنی پیدا نہ ہو جو حضرت مسیح موعود نے اس زمانہ میں ہمیں دکھائی ہے۔ اس کی مثال میں ایک افسانہ کا رنگ ہے۔ یہ آج سے تیرہ سو سال پہلے کی باتیں ہیں جو اس زمانہ میں ایک زندہ خدا کی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے شاید اس قدر پختہ ایمان پیدا نہ کر سکیں جو خود اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے سے پیدا ہو سکتا ہے۔ مہاتما گاندھی نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ خدا کی ہستی پر یقین "ایک غیر متزلزل ایمان کا نتیجہ ہے"۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ "غیر متزلزل ایمان" کیونکر پیدا ہو؟ کیا محض یہ تصور کر لینے سے کہ خدا ہے "ایک غیر متزلزل ایمان" پیدا ہو جاتا ہے۔ بے شک یہ بھی ایمان کا ایک رنگ ہے لیکن کسی چیز پر حقیقی اور پختہ ایمان نہ تو کسی تصور سے پیدا ہوتا ہے اور نہ پرانے قصوں کو دہرانے سے۔ سب سے زیادہ کامل ایمان وہ ہے جو خود اس چیز کو دیکھنے یا اس کو محسوس کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس کی کیا عجیب مثال دی ہے کہ ایک شخص دور سے دھواں دیکھتا ہے اور وہ اسے آگ تصور کرتا ہے یہ اس کا علم الیقین ہے جس کو ظن کے درجہ پر سمجھنا چاہیئے۔ پھر وہ آگے جاتا اور اس آگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے یہ اس کا عین الیقین ہے جو پہلے یقین سے بڑھکر ہے پھر وہ اپنا ہاتھ آگ میں ڈال دیتا ہے اور اس کی جلن کو محسوس کرتا ہے یہ حق الیقین ہے جس کا مرتبہ سب یقینیات سے بڑھکر ہے۔ اسلام اس آخری مرتبہ ایمان پر ہمیں پہنچانا چاہتا ہے وہ مہاتما گاندھی کے "غیر واضح یقین" اور ظنی علم تک ہمیں نہیں رکھنا چاہتا بلکہ وہ حالت ہم پیدا کرنا چاہتا ہے جو یقینیات کے تمام مراتب سے بالاتر ہے۔ آج دنیا کا کوئی ایسا مذہب نہیں جو اس بات کا دعویدار ہو کہ اس کی پیروی سے خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ سب ہی اس بات کے قائل ہیں کہ کسی زمانہ میں ان کے بڑوں اور بزرگوں کے ساتھ خدا بولا کرتا تھا لیکن اب ایک مدت سے وہ خاموش ہے۔ اور تو اور خود مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہو چکا ہے۔ اور سوائے پرانے قصوں کے وہ کچھ پیش نہیں کر سکتے۔

حضرت مسیح موعود نے جہاں اسلام کی اور خدمات سرانجام دی ہیں وہاں ایک سب سے بڑی زبردست اور عظیم الشان خدمت آپ نے یہ کی ہے کہ اس عقیدہ کی سختی کے ساتھ تردید کی اور یہ ثابت کیا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے کیونکہ اس کا خدا زندہ ہے جو آج بھی اسی طرح سے اپنے نیک اور راستباز بندوں کے ساتھ بولتا اور کلام کرتا ہے جیسے پہلے زمانوں میں کیا کرتا تھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے وہ مبشرات اور تائیدات کے علاوہ انسان کی رہبری کے لئے حسب ضرورت و حالات شرائع بھی بھیجا کرتا تھا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کامل ہو جانے کے بعد شریعت کا آنا بند ہو گیا۔ مگر مبشرات کا دروازہ کھلا ہے۔ الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک ھو الفوز العظیم۔ وہ جو ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں انکے لئے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بشارتیں ہیں اللہ تعالیٰ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے (یونس ۱۰ : ۶۲-۶۴) یہ ایسی بات نہیں جس کا تعلق کسی گزشتہ زمانہ سے ہو۔ اسلام آج اس زمانہ میں بھی یہ حالت پیدا کرنے کا وعدہ دلاتا ہے۔ اور ہمارے سامنے ایسے لوگ ہوئے ہیں اور اب بھی ہیں جن کو خدا کے ساتھ ہم کلامی کا شرف حاصل ہے۔ خدا کی ہستی کا یہ ایک پختہ اور واضح ترین ثبوت ہے۔ جس سے نیچے ایمان کا درجہ ظنیات کا درجہ ہے۔ مہاتما گاندھی کو چاہیئے کہ ان ظنیات سے نکل کر اسلام کے اندر آئے تاکہ اس واضح ترین ثبوت کو وہ بذات خود آزما سکے۔

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

برلن مسجد کا فرش

شیخ محمد عبداللہ صاحب جو اس وقت برلن میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں لکھتے ہیں کہ باوجود مسجد کی تکمیل کے نماز جمعہ وہاں نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ مسجد میں فرش نہیں ہے اور اس کیلئے قالین درکار ہیں کوئی ذی ثروت دوست اگر اس کارِ خیر میں امداد فرمائیں تو عند اللہ ماجور ہوں گے اور مسجد اس قابل ہو جائیگی کہ اس میں نماز جمعہ ہو سکے۔

گورنمنٹ کالج لاہور اور نماز جمعہ

معزز معاصر "زمیندار" سے یہ معلوم ہو کر بہت افسوس اور تعجب ہوا کہ گورنمنٹ کالج کی جدید تقسیم اوقات میں نماز جمعہ جیسے اہم فریضہ کی ادائگی کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ سیکنڈ ایر کے میڈیکل اور غیر میڈیکل طلبا کے لئے عملی کام کا وقت عین نماز جمعہ کے وقت مقرر کیا گیا ہے اور ایف اور جماعت کے ٹائم ٹیبل کی بھی یہی کیفیت ہے۔ معاصر موصوف کا بیان ہے کہ کالج کے مسلمان طلبا نے جناب پرنسپل صاحب کی خدمت میں ایک تحریری درخواست بھی پیش کی تھی کہ ٹائم ٹیبل میں ضروری ترمیم نماز جمعہ کی ادائگی کے لئے کر دی جائے لیکن پرنسپل صاحب نے اس پر غور نہیں فرمایا۔ اور محض یہ حکم دیا کہ وہ اس وقت رخصت لیکر شریک نماز ہو سکتے ہیں۔ اب مشکل یہ ہے کہ سائنس کا عملی کام بھی طلبا کے لئے لازمی ہے اور اس میں..... سخت محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں طلبا کیلئے سخت مشکل ہے۔ اگر وہ نماز جمعہ کے لئے جائیں تو ان کا عملی کام رہ جاتا ہے۔ اور اگر عملی کام میں شریک ہوں تو نماز جمعہ جاتی ہے ہم پرنسپل صاحب گورنمنٹ کالج کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں اگر فی الواقعہ یہ شکایت درست ہے تو وہ مسلمان طلباء کے مذہبی فریضہ کا پاس کرتے ہوئے کوئی ایسا انتظام کریں جس سے یہ مشکل دور ہو سکے۔ نماز جمعہ مسلمانوں کا ایک ضروری شعار ہے اور گورنمنٹ نے اپنے تمام محکموں میں نماز جمعہ کے لئے دو گھنٹہ کی چھٹی منظور کر رکھی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ کالج کے طلبا اس رعایت سے محروم رکھے جائیں۔ امید ہے پرنسپل صاحب گورنمنٹ کالج اس پر غور فرمائیں گے

آل مسلم پارٹیز کانفرنس

قارئین کرام کو معلوم ہوگا۔ دہلی میں ایک مسلم آل پارٹیز کانفرنس کے انعقاد کی طیاریاں ہو رہی ہیں۔ تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زبردست مجلس استقبالیہ بھی قائم ہو چکی ہے جس نے اپنا کام شروع کر دیا۔ اس کانفرنس میں مسلمانوں کے ہر ایک طبقہ اور جماعت کے نمائندوں کو شرکت کا موقع دیا جائے گا۔ مگر حیرت ہے کہ حامیان نہرو رپورٹ اس کانفرنس کے انعقاد کے سخت خلاف ہیں۔ اور ان کے پاس اس مخالفت کی کوئی معقول وجہ بھی نہیں۔ جب ان کے پاس دلائل و براہین ہیں جب ان کا دعویٰ ہے کہ اسلامی ہند کی رائے عامہ ان کے ساتھ ہے تو پھر وہ کیوں گھبرا رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ ایک زرین موقعہ ہے اور ضرورت ہے کہ تمام مسلمانوں کے نمائندے اس کانفرنس میں شامل ہو کر دوبارہ غور کریں اور تبادلہ خیالات کریں۔ اور کثرت رائے کے طریق پر قوم کے لئے کوئی آخری اور قطعی فیصلہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ ہم یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں کہ کسی معقول وجہ کو پیش کئے بغیر اس کے انعقاد کی مخالفت کرنا کوئی معقول روش نہیں۔ مخالفین کے موجودہ طرز عمل سے اس بات کا گمان کیا جا سکتا ہے کہ وہ ہر طریق سے اس کانفرنس کو ناکام بنانے کے خواہشمند ہیں۔ اگر انہوں نے اس مجلس مشاورت کو بھی "مرغوں کی پالی" بنا لیا تو یہ امر مسلمانوں کی انتہائی بدقسمتی اور رسوائی کا باعث ہوگا

ہندو اخبارات کی بے اصولی

حضور نظام کی آمد دہلی کی تقریب پر بعض اسلامی اخبارات نے اپنے خاص نمبر مختلف ناموں سے شائع کئے ہندو اخبارات اس پر بہت ناراض ہو رہے ہیں۔ اور مسلم اخبارات کے اس فعل کو آزادی کے منافی قرار دے رہے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضور نظام ایک بادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی سلطنت کا طرز حکومت جمہوریت کے اصول پر نہیں ہے۔ اس لئے ان سے اظہار عقیدت کرنا غلامی کے مترادف ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ نیپال کی معمولی ریاست کا راجہ آیا اور ہندو اخبارات نے اسے "واحد ہندو سلطنت کا آزاد حکمران" کہہ کر ایک شور محشر برپا کر دیا اور اکثر ہندو اخبارات نے اپنے خاص نمبر نکالے۔ اگر مسلم اخبارات کا نظام نمبر غلامی کے مترادف ہیں تو ہندو اخبارات کا یہ فعل کیا ہے؟ اس سوال کا جواب ہندو پریس کے پاس اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ نیپال کا راجہ ہندو ہے۔ اس کے لئے سب کچھ جائز ہے۔ اور حضور نظام مسلمان ہیں اس لئے

ویدک سنسکرت تمام زبانوں کی ماں نہیں

عربی زبان اُمّ الالسنہ ہے

(۳)

سلسلہ کیلئے دیکھو پیغام صلح جلد ۱۵ نمبر ۳۲ و ۳۸ ۱۹۲۷ء

ناجائز پروپیگنڈا

مسٹر چمپن دت صاحب بی اے کی کتاب "پیغام اتحاد" پر مختصر سا ریویو ہم نے پیغام صلح کی گذشتہ جلد میں کیا تھا اس کا کوئی جواب ہمیں آریہ اخبارات کی معرفت نہیں ملا۔ مگر یہ سنکر ہمیں افسوس ہوا کہ ہندو اخبارات میں اب تک یہ شائع کیا جا رہا ہے کہ کسی مسلمان نے اس کتاب کا جواب آجتک نہیں لکھا۔ مذہب کے بارہ میں جھوٹ بولنا مستحسن اور جائز ہے۔ یہ سوامی دیانند کا فتوے ہے۔ ستیارتھ پرکاش سملاس ۱۱) اس لئے اگر یہ لوگ جھوٹا پروپیگنڈا کریں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اور پھر چھپی ہوئی کتاب کو فروخت کرنا ہے۔ اس لئے اشتہاری حکیموں کی طرح جو جی چاہے لکھتے اور شائع کرتے ہیں اصولی رنگ میں ہم نے اس کا جواب لکھ دیا ہوا ہے۔

عربی زبان کامل اور وسیع ہے

ہمارے نزدیک کسی زبان کا وسیع ہونا اس کے کامل اور تمام زبانوں کی ماں ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے عربی زبان تمام زبانوں سے زیادہ وسیع ہے یہ امر مسٹر چمپن دت صاحب کو بھی مسلم ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں بیچاری اردو اور فارسی زبانوں کی تو حیثیت ہی کیا ہے کہ اپنے لفظوں کے مادے بتا سکیں۔ انگریزی باوجود لیٹن اور یونانی کی مدد کے اور عربی باوجود اپنی وسعت کے یا عبرانی کی مدد کے بھی دس میں سے صرف پانچ قدم چل سکتی ہیں باقی کے پانچ یوں کے یوں رہیں گے۔ اگر وسیع زبان بھی کامل زبان نہیں تو تہیدست اور کوتاہ دامن زبان بھی محض ظنی طور پر بعض الفاظ کے مادے اور مصادر تبلانے کی گپ بازی سے ام الالسنہ نہیں کہلا سکتی۔ ہم نے الفاظ کے مادے تبلانے کو آریہ مہاشوں کی گپ بازی کہا ہے۔

سنسکرت کے اسماء کے مادے

غیر زبانوں کے الفاظ تو ایک طرف خود سنسکرت زبان کے اسماء کے مادے اور مصادر جو مستند علمائے سنسکرت نے بیان کئے ہیں وہ بھی اندھے چوہے اور تھوتھے دھان کی ضرب المثل کو پورا کر رہے ہیں۔ مثلاً گؤ کے معنی گلئے کے ہیں لیکن گؤ کے معنی گائے کیوں ہیں اس پر ایک لطیفہ سنئے۔

کسی پنڈت نے اپنے شاگرد سے کہا کہ ہماری گؤ باہر سے آرہی ہوگی اس کو گئوشالہ میں باندھ دینا۔ اس نے پوچھا گئو کس کو کہتے ہیں۔ پنڈت جی نے برہم ہو کر کہا کم بخت تو نے سارا ویاکرن یعنی (سنسکرت گرامر) پڑھ لیا اور نحو یاد کرلی مگر تجھے اتنا بھی علم نہیں کہ گچھتی اتی گؤ لفظ گؤ کا مصدر اور مادہ گم ہے کہ جس کے معنی جانا ہیں اس لئے جو چلتی ہے وہ گؤ ہے۔ شاگرد صاحب گئے اور چمار کا ایک لڑکا جو بھاگا جا رہا تھا اس کو پکڑ کر گرو جی کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ لیجئے آپ کی گؤ (گائے) حاضر ہے پنڈت جی نے کہا کم بخت یہ لڑکا ہے گؤ نہیں اس نے جواب دیا چلتا تو یہی تھا۔ گرو جی نے سنسکرت کا ایک اور جملہ پڑھا کہ گائے کے چار پاؤں ہوتے ہیں یہ سنتے ہی لڑکا بھاگا اور بازار میں سے کسی کی گدھی پکڑ لایا۔ کہ پنڈت جی لیجئے باندھ لیجئے۔ پنڈت جی پرستش میں مشغول تھے۔ انہوں نے وہیں سے جواب دیا آگے لاکر باندھ دو۔ شاگرد نے پنڈت جی کے پیچھے اس کو باندھ دیا۔ پنڈت جی فارغ ہو کر اٹھنے لگے تو گدھی نے ایک دولتی رسید کی۔ اس پر پنڈت جی بہت سٹ پٹائے اور کہا نالائق یہ گدھی ہے یا گائے۔ شاگرد نے جواب دیا ذرا آگے ہو کر پاؤں گن لیجئے اس پر پنڈت جی بہت شرمندہ ہوئے اور گؤ کے مصدری معنوں کو چھوڑ کر کہا۔ "شنا سنا ستونم گو تونم" جس کے گلے میں کھال لٹکتی ہو اس کو گؤ (گائے) کہتے ہیں۔ مگر کیا یہ گائے کی معقول تعریف ہے؟ نرکت (لغت کی کتاب) کہ جو الفاظ کی تشریح میں سنسکرت کے علماء کے نزدیک مستند کتاب ہے اس نے لفظ گؤ کی تفسیر میں دو باتیں لکھی معنے ہیں۔ اب یہ محض گپ بازی نہیں تو کیا ہے؟

اُم الالسنہ کون سی زبان ہو سکتی ہے!

اگر کوئی زبان انسان کی ابتدائی زبان ہے تو یقیناً وہی زبان ام الالسنہ بھی ہوگی اور وہ وہی زبان ہو سکتی ہے کہ جس کے اسماء کے اندر وہ مفہوم موجود ہو کہ جس غرض کے لئے اس کو فاطر فطرت نے ..... پیدا کیا۔ تاکہ انسان اس شے سے وہ غرض اور فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرے اور یہی خیال بنیاد ہے ہمارے تمام علوم اور تمدن و معاشرت کی۔ اس کے لئے قرآن کریم پر غور کرو کہ سطح ارض پر انسان کی پیدائش کے ذکر کے ساتھ ہی کس معقول رنگ میں فلسفہ لغت بیان فرماتا ہے۔ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم۔ الخ سب سے پہلے اس خالق نے ہمیں ہمارا وجود عطا کیا پھر ہماری خاطر زمین آسمان کی کل کائنات کو پیدا کیا۔ لیکن علم کے بغیر ہم اس کائنات سے فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ اس لئے پہلے آدم کو علم سکھایا گیا علم سکھانے کا طریق یہ بیان فرمایا کہ ہم نے اس کو تمام کائنات کی اشیاء کے اسماء سکھا دیئے ان اسماء کے اندر وہ علم تھا کہ جس سے انسان اس کائنات کی اشیاء سے اپنی مختلف ضروریات کو پورا کر سکتا تھا۔

گائے کی وجہ تسمیہ عربی زبان میں

چلنے والا جانور صرف گائے ہی نہیں اور نہ وہ ہر وقت چلتی رہتی ہے۔ اور نہ ہر حالت میں لوگ اس پر چلتے ہیں (ہاں جب مر جاتی ہے تو جوتے کا کام ضرور دیتی ہے) اس لئے اس کا نام گؤ ہونا اور اس کی وجہ تسمیہ چلنا ہونا بطور اسم جنس کے فضول ہے سب سے پہلے اس جانور کی جنس کے لحاظ سے ایسا نام ہونا چاہئے کہ جو اس جنس کے پیدا کرنے کی غرض کا اظہار کرے۔ مثلاً گائے انعام میں سے ہے یہ اس کی جنس ہے نعم کے معنی عربی زبان میں لذیذ (فی اصل وضعہا الحالۃ التی یستلذ ہا الانسان۔ انسان جس سے لذت کا طلبگار ہوتا ہے یہ لفظ انہی معنوں کے لئے وضع کیا گیا ہے اور دوسرے معنی اس کے نعمت کے ہیں انسان کے لئے یہ ایک فائدہ کی اور مفید چیز ہے گائے کا خاص نام عین ہے کہ جو ایک شیریں چشمہ یا مینہ سے سیراب شدہ زمین کا نام ہے کہ عین میں نعمت دودھ کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کو ذوات الدر یعنی دودھیل جانور کہا گیا ہے کہ جس کا ذبح کرنا حدیث میں منع ہے۔ ایک اور عام نام اس جانور کا بقر ہے کہ جو بقر فعل سے ہے کہ جس کے معنی پھاڑنا ہیں باقر پھاڑنے والے کو کہتے ہیں۔ پھر لغت میں اسی لفظ کے معنی شق و فتح اور وسعت پیدا کر دینے کے ہیں یعنی زمین کا پھاڑنا۔ اس کی مخفیہ استعدادوں کو کھول دینا اور نشو و نما کے لئے تیار کر دینا ہیں۔ ایک اور معنی اس کے پانی کا مہیا کرنا ہیں (نظر موضع الماء فقال ...)

یہ تو لفظ بقر پر لغت کی بحث ہے۔ اب قرآن شریف کے فلسفہ لغت پر بھی غور کر لو کہ ایک گائے کی بابت فرماتا ہے "لا ذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث" کہ اس گائے سے نہ زمین پھاڑنے کا کام لیا جاتا ہے اور نہ کھیتی کو پانی پلانے کا۔ ذلول کے معنی فرمانبرداری کرنا یا کام پر لگانا ہے تثیر (اشارہ سے) زمین کا زراعت کے لئے اوپر نیچے کر کے ہیجان پیدا کرنا اور زراعت کے لئے تیار کرنا ہیں تسقی الحرث کے معنی کھیت کو پانی پلانا ہیں۔ ذلول اور تثیر دونوں لفظ اس کر یہ معنی پیدا کرتے ہیں کہ اس کا حقیقی کام کہ جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے زراعت ہے۔ لفظ ثور کہ جس کے معنی بیل کے ہیں تثیر اور اثارہ سے ہی نکلا ہے گویا یہ کام بیل کا خاص کام ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ زراعت کا دارومدار بہت حد تک اسی جانور پر ہے

قرآن شریف کا بہت بڑا کمال

قرآن شریف کا ایک بہت بڑا کمال یہ بھی ہے کہ اس کے اندر دنیا کے اور بے شمار علوم کے علاوہ اسماء اشیاء کا فلسفہ بھی تبلایا گیا ہے جیسا کہ یہاں نعم، عین، بقر اور ثور وغیرہ کے اسماء میں یہ بتلا دیا کہ گائے شیریں دودھ کا چشمہ ہے کہ جو ایک نعمت ہو اور جو گائے دودھ نہ دے خوب موٹی تازی ہو کھیتی باڑی میں بھی کام نہ آئے۔ اس کو دیکھ کر جی للچائے (تسر الناظرین) وہ ذبح کر کے کھانے کے لئے اعلیٰ چیز ہے۔

عربی کا تعلق دنیا کی باقی زبانوں سے

یہ ہے عربی زبان کے اسماء کا فلسفہ۔ اب رہا یہ امر کہ ام الالسنہ ہونے کے لحاظ سے دنیا کی باقی زبانوں کے ساتھ اس کا تعلق کس نہج پر ہے اس کے سمجھنے کے لئے اس اصول کو یاد رکھو کہ عربی

باہمی تنازعہ میں فیصلہ کا طریق

آپس کے معاملات میں قوم کو حکم بناؤ

(خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۲ راکتوبر ۱۹۲۸ء فرمودہ حضرت امیرایدہ اللہ)

مسلمانوں کی کامیابی اخوت و اتحاد سے

یا یہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ..... کذالک یبین اللہ لکم ایاتہ لعلکم تھتدون (آل عمران: رکوع ۱۰) اللہ تعالیٰ نے جب اپنا کامل دین دنیا میں بھیجا تو اس کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک ایسی قوم تیار کی۔ جو اس سے پیشتر ..... کہ وہ اس پیغام کے حامل ہو سکیں ان کو حد درجہ کی اخوت کے سلسلہ میں منسلک کر دیا۔ اگر وہ اخوت وہ اتفاق وہ اتحاد مسلمانوں میں پیدا نہ ہوتا تو کوئی کامیابی قطعاً نہیں ہو سکتی تھی۔

یہاں بھی یہی فرمایا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اللہ کی رسی کو اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ اللہ کی رسی سے مراد بھی قرآن ہے قرآن پر سب کو اتحاد کی دعوت دی ہے۔

اختلاف اور تفرقہ

تمہاری قوم کو بھی ایک کام سپرد کیا گیا ہے اور میں اس وقت جو کچھ کہوں گا اس میں میرے مخاطب آپ لوگ ہی ہونگے وہ بھی جو یہاں بیٹھے ہیں اور وہ بھی جو باہر ہیں۔ تمہارے سپرد ایک بڑا عظیم الشان کام کیا گیا ہے اور وہ قرآن کو دنیا میں پہنچانا ہے۔ یہ دو لفظوں میں ہماری جماعت کے بنائے جانے کی اصل غرض ہے جیسا کہ میں نے کہا کام تب ہی ہو سکتا ہے جب قوم میں اخوت اور اتفاق ہو۔ یہ سچ ہے کہ جہاں کچھ لوگ اکٹھے ہوں ..... وہاں تفرقے بھی ہوتے ہیں مل کر رہنے میں ہمیشہ اختلاف پیدا ہوتے ہیں یہاں تک کہ ایک گھر میں میاں بیوی میں اختلاف ہو جاتے ہیں۔ بھائی بھائی میں اختلاف ہو جاتے ہیں۔ باپ بیٹے میں اختلاف ہو جاتے ہیں۔ اور یہ اختلاف بڑھتے بڑھتے تفرقہ تک پہنچ جاتے ہیں جو بڑی ناگوار صورت ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارا کوئی اختلاف تفرقہ تک پہنچ جائے۔

قومی اور ذاتی اختلاف

جھگڑے جو ہم میں پیدا ہو سکتے ہیں وہ دو نوں قسم کے عموماً ہوں گے ایک وہ جو قومی امور میں اختلاف پیدا ہوتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو ہمارے ذاتی اختلاف سے پیدا ہوتے ہیں۔ قومی امور میں جو اختلاف ہم میں پیدا ہوتے ہیں اگر ان میں کوئی ذاتی غرض کسی کی پنہاں نہ ہو تو نہایت آسانی سے ان کا تصفیہ ہو سکتا ہے۔ لیکن بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ اختلاف ذاتی ہوتا ہے اور رنگ اس کو قومی دے دیا جاتا ہے اور اس طرح اس اختلاف کا مٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

قومی اختلاف میں تصفیہ کا اصول

اگر ذاتی غرض درمیان میں نہ ہو تو حضرت مسیح موعود نے ایک ایسا اصول ہمارے ہاتھ میں دیا ہے کہ اس کی وجہ سے کوئی تفرقہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ ذاتی اختلاف ہو تو پھر تو مشکل ہے۔ لیکن اگر کسی قومی معاملہ میں اختلاف ہو اور کوئی ذاتی غرض اس کے ساتھ وابستہ نہ ہو تو اس اصول سے کام لیکر نہایت آسانی سے اس کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ وہ اصول کیا ہے حضرت صاحب کے سامنے ایک دفعہ ہماری انجمن میں کسی معاملہ پر اختلاف پیدا ہوا۔ کچھ آدمی ایک طرز پر اس کام کو کرنا چاہتے تھے اور دوسرے دوسری طرز پر اس پر حضرت مسیح موعود کو تکلیف دی گئی۔ آپ تشریف لائے اور فوراً ایک تحریر لکھ کر دی جو ہمارے پاس ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے"

انجمن کا پندرہ سالہ تجربہ

یہ اصول کتنا پکا ہے اور کس قدر امن پیدا کرنے والا اس کے متعلق ایک تو تقریر کے رنگ میں کہہ سکتا ہوں لیکن عملی شہادت ان لوگوں سے لیجئے جو پندرہ سال سے اس انجمن میں کام شدید سے شدید اختلافات پیدا ہوئے لیکن اس اصول پر عمل کرنے سے یک لخت وہ ناپید ہو گئے۔ ایسا ہم نے دیکھا ہے کہ وہ تمام اختلافات جن کو ہم نے سمجھا تھا کہ سمندر حائل ہو گئے ایک آن کی آن میں سٹ گئے۔ میں کہتا ہوں پندرہ سال کا تجربہ بتاتا ہے کہ ہماری قوم کے اندر اس اصول کے ماتحت کوئی اختلاف باقی نہیں رہ سکتا

اختلافی معاملات کو انجمن میں پیش کرو

یہ تو قومی امور کا حال ہے اور میں کہتا ہوں کہ جہاں کوئی قومی امر ہو اور دو یا چار رائیں اس کے متعلق ہوں آپ آئیں اور اسے قوم کی منتظم انجمن میں پیش کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ اس کا فیصلہ کس طرح احسن صورت میں ہو جائے گا۔ جس قدر خوبی سے اس انجمن میں کام ہو تا رہا ہے اور کسی انجمن میں نہیں ہوتا۔ اور یہ محض اس اصول کی برکت ہے جو حضرت مسیح موعود نے ہمارے ہاتھ میں دیا۔

ذاتی تنازعات کا تصفیہ

تو جب تک ہم اس اصول پر ہیں اس وقت تک ہمارے قومی اختلاف کو مٹے ہوئے سمجھئے البتہ ذاتی تنازعات کا مٹنا ذرا مشکل کام ہے۔ کیونکہ اس وقت انسان اپنی خواہشات کے خلاف ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ ذاتی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں حقوق اور ذمہ داریوں سے۔ میں نے کسی سے کچھ مال لینا ہے کسی کا کوئی مال میرے ذمہ ہے یا اور کوئی حقوق یا جائداد کا جھگڑا ہے۔ اس میں چونکہ انسان کی اپنی اغراض اور فوائد وابستہ ہوتے ہیں اس لئے یہ بند نہیں ہو سکتا جب تک آخری دروازہ نہ دیکھ لیں۔ اپیل در اپیل کرتے چلے جاتے ہیں گو جانتے ہیں کہ یہ یقینی نہیں کہ فیصلہ ان کے حق میں ہو۔ لیکن خرچ کرتے چلے جاتے ہیں۔ میں تو اس کو پسند نہیں کرتا لیکن چونکہ کوئی طاقت ہمارے ہاتھ میں نہیں اس لئے مجبوری ہے۔ تاہم میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ اگر کسی کا کوئی جھگڑا ہو تو بجائے اس کے کہ وہ عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹائیں وہ اپنی قوم کو حکم بنائیں۔

تلخ کلامی کے ناگوار نتائج

یہ تو مالی ذمہ داریوں کے جھگڑے ہیں لیکن ایک جھگڑے ہیں جو رات دن کی بات چیت سے پیدا ہوتے ہیں۔ بالکل معمولی باتوں سے بعض جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کسی نے کوئی بات کسی سے کہی اسے ناگوار گزری سخت کلامی شروع ہو گئی یا کسی اور صورت میں جھگڑا بڑھ گیا۔ یہ بہت ہی ناگوار صورت ہے۔

اسلامی برادری کی بنیاد اخوت پر

اصل میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق ہیں۔ ہماری برادری کی ایک بنیاد باہمی اخوت پر رکھی گئی ہے۔ قرآن میں تو اتنا ہی ہے فاصبحتم بنعمتہ اخوانا لیکن حدیثوں میں بڑی تشریح فرمائی ہے اور اگر نہ بھی تشریح فرماتے تو کہاں وہ دل جو ایک دوسرے سے اس قدر دور ہو چکے تھے کہ کنتم اعداءً کے مصداق تھے ان میں اس قدر الفت پیدا کر دی کہ بھائی بھائی بنا دیا۔ خود یہ نظارہ ہی بتاتا ہے کہ اسلام ہمیں کس مقام پر کھڑا کرنا چاہتا ہے۔

اخوت اسلامی کا بلند معیار

لیکن یہیں تک نہیں چھوڑا رسول اللہ صلعم نے اس اخوت کو مضبوط کرنے کے لئے بہت کچھ فرمایا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے دو چار باتیں آپ یاد رکھیں۔ کچھ باتیں تو وہ ہیں جن میں اخوت کے اثبات کا بیان فرمایا ہے اور کچھ وہ ہیں جن میں نفی کا رنگ ہے وہ باتیں جن میں اثبات کا رنگ ہے ان میں فرمایا المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً۔ ایک مومن کا تعلق دوسرے مومن کے ساتھ ایسا ہے جیسے عمارت ہوتی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں عمارت کس طرح بنتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے عمارت بنائی جاتی ہے کوئی مٹی لے آتے ہیں کوئی اینٹ۔ کوئی لکڑی۔ کوئی لوہا اور ان سب کو جوڑ کر اتنی بڑی عمارت کھڑی کر دی جاتی ہے اور یہ لفظ فرماتے ہوئے آنحضرت صلعم نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر فرمایا کہ یوں ایک دوسرے کے ساتھ مومن ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ دوسری بات فرمائی الدین النصیحۃ دین خیر خواہی کا نام ہے اور وہ خیر خواہی کس کی ہے للہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم اللہ کے لئے۔ اس کے رسول کے لئے۔ پیشرووں کے لئے۔ تمام لوگوں کیلئے اس میں لیڈروں سے اور ایک دوسرے کے خیر خواہی کو بھی دین قرار دیا۔ اور جب کی تو آپ نے اس پر ایک شرط اور بڑھا دی والنصح لکل مسلم مسلمان کی خیر خواہی بھی ایسی ہی ضروری ہے جیسے نماز اور زکوٰۃ۔ تیسری بات فرمائی المسلمون کجسد واحد اذا اشتکی بعضہ اشتکی کلہ۔ مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔ اگر ایک مسلمان کو تکلیف ہو تو سب کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو اثبات کا رنگ رکھتی ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ باتیں نفی کے رنگ کی ہیں کہ ان سے بچنا چاہیئے فرمایا المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ نہ اس کی زبان سے مسلمانوں کو دکھ پہنچے نہ ہاتھ سے۔ اور بھی کچھ باتیں ہیں مگر سردست ان کا ذکر چھوڑتا ہوں

زبان کا جائز و ناجائز استعمال

یہ ایک بڑا جامع اصول ہے۔ یہ زبان چھوٹی سی زبان جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے کہ اس کے زخم نیزوں کے زخموں سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ ایسی چیز ہے کہ بہت سے فسادات اسی سے پیدا ہوتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمنت لہ الجنۃ جو شخص ضامن ہو جائے اس چیز کے لئے جو دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور جو اس کے دونوں پاؤں کے درمیان ہے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوتا ہوں۔ اتنی اہم چیز یہ زبان ہے اس کو سنبھال کر اور ٹھیک طور پر استعمال کرنے والے کے لئے محمد رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ میں اس کے لئے جنت کا ضامن بن جاتا ہوں قرآن نے بھی بار بار تاکید فرمائی ہے کہ غصہ کو روکنا چاہیئے والکاظمین الغیظ کظم کسی چیز کو دبا دینے کا نام ہے تو غصہ کو دبانے والوں کو اچھے لفظوں میں یاد کیا ہے۔

غصہ کو دبانا ضروری ہے

یہ یاد رکھئے کہ اگر آپ چاہیں کہ اپنی طبیعت کو آزاد چھوڑ دیں اور کسی قسم کا جبر اس پر نہ کریں اور پھر بلند اخلاق بھی بن جائیں تو یہ ناممکن امر ہے۔ جب تک انسان اپنے آپ کو برائیوں سے بچانے کے لئے جیل خانہ میں نہ ڈالے اپنے آپ پر جبر نہ کرے اس وقت تک بلند اخلاق نہیں ہو سکتا۔ غضب بڑی بری چیز ہے۔ اس سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو قید خانہ میں ڈالنا چاہیئے جب غضب آئے تو اس کو دبا دینا چاہیئے۔ وہ مثال تو آپ نے سنی ہو گی۔ حضرت امام حسن کی کہ ایک غلام کے ہاتھ سے سالن کا پیالہ آپکے لباس پر گر پڑا آپ نے غصہ کی نگاہ سے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا والکاظمین الغیظ۔ آپ نے اسی وقت نظر نیچی کر لی اور غصہ کو دبا لیا۔ اس نے آگے پڑھا والعافین عن الناس آپ نے فرمایا میں نے تجھے معاف کیا اس نے اس سے آگے پڑھا۔ واللہ یحب المحسنین۔ آپنے فرمایا میں نے تجھے آزاد کیا۔ یہ مثال ہے کس پایہ پر یہ لوگ پہنچے ہوئے تھے اور کیا قرآن کی تعلیم پر ان کا عمل تھا۔ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

پہلوان کون ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پہلوان وہ نہیں جو کشتی میں پچھاڑ لیتا ہے۔ پہلوان وہ ہے جو جب غصہ آئے تو اسے روک لے یہ چیز ہے عمل کرنے کی۔ یہ چیز ہے دبانے کی۔ غصہ کو دبانا قوم کے اندر اتحاد پیدا کرنے کے لئے بڑی ہی ضروری بات ہے۔ بہادری یہ نہیں کہ میں نے فلاں وقت فلاں شخص کے بالمقابل ڈنڈا اٹھا لیا تھا۔ اور اس کی بات کو برداشت نہیں کیا۔ بہادری یہ ہے کہ دوسرا بڑا کہے تو انسان اس وقت برداشت اور صبر دکھائے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی نامردی اور کمزوری ہے کہ کسی شخص نے شان میں کوئی بات کہہ دی تو اس سے رنجیدہ ہو کر گالیاں دینے یا مارنے لگ جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگ اللہ کا بیٹا بناتے ہیں اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور وہ ان کو رزق دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لوگ دکھ دیتے تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کیا۔ بعض لوگوں کو آپ کا فیصلہ ناپسند تھا۔ انہوں نے ایسی باتیں کہیں جو ناپسندیدہ تھیں۔ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچا دی۔ آپ کو اس سے بہت ہی رنج ہوا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں پچھتایا کہ میں نے کیوں آپ سے ذکر کیا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ میں ان باتوں پر صبر کرتا ہوں جس طرح حضرت موسیٰ نے صبر کیا جنہیں اس سے بھی زیادہ دکھ دیا گیا۔

مسلمان کو گالی

دو باتیں اور بھی حدیث میں ہیں جو مسلمان کے متعلق فرمائی ہیں۔ ایک تو سباب المسلم فسوق مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ گالی سے

کے جائیں وہ گالی ہیں۔ ایک دفعہ نبی کریم صلعم کے پاس یہودی آئے انہوں نے السلام علیکم کی بجائے کہا السام علیکم تم پر موت آئے۔ حضرت عائشہ کو اس پر رنج ہوا اور انہوں نے جواب دیا کہ موت آئے تم پر اور تمہارے اہل وعیال پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ فحش کو پسند نہیں کرتا۔

مسلمان کے حقوق مسلمان پر

پس تم ان باتوں پر مضبوطی کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ اگر کسی کو کسی بھائی کے لفظوں سے دکھ پہنچا ہو تو میں چاہتا ہوں کہ وہ برداشت کرے۔ ایک طرف تو مسلمان کے مسلمان پر وہ حقوق ہیں کہ اگر چھینک آئے تو دوسرا اسے یرحمک اللہ کہے اور دوسری طرف یہ حالت ہے کہ ذرا ذرا سی باتوں پر رنج مناتے اور ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے ہیں کس قدر معمولی بات ہے۔ چھینک مگر فی الحقیقت کس قدر ایک دوسرے کے دلوں میں محبت والفت پیدا کرنی چاہی ہے کہ اس پر بھی یرحمک اللہ کہنے کی ہدایت کی۔

تو میرا مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی اختلاف کوئی جھگڑے ہم میں پیدا ہوں تو ان کو بڑھانے کے بجائے قوم کے ذریعہ سے طے کر لینا چاہئے پچھلے دنوں کوئی رسم ورواج کا یہاں فیصلہ ہوا تو میں حیران ہوا یہ سن کر کہ ہمارے ایک دوست فرماتے ہیں کہ ہمیں کسی خوشی کی تقریب سے روکنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ایسا کوئی خیال کسی کو پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی دوستوں کو خوشیوں سے روکنا مقصود ہے۔ اگر کسی دوست کو خدا نے مال دیا ہے تو اس سے بڑھ کر کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ وہ اسے ایسی تقریبات پر خرچ کرے لیکن کیا کریں قوم مری پڑی ہے۔ قوم کو زندہ رکھنے کے لئے ہیں کہ اتنا خرچ نہ کرو کہ دوسروں کے لئے بُرا نمونہ ہو۔

غرض جتنا ان باتوں کو کم کیا جائے تمام جھگڑے آسانی سے طے ہو سکتے ہیں۔ کوئی ذاتی کوئی مالی اختلاف ہو اسے زیادہ بڑھانے کے بجائے قوم کے ذریعہ سے طے کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث۔ مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے علیحدگی رکھنا یہ بھی مسلمان کے لئے حلال نہیں رکھا۔ چہ جائیکہ کسی غصہ اور رنج کو بڑھایا جائے۔ ان باتوں کو لمبا کرو۔ جتنا ممکن ہو مختصر کرو میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے یہ حالت نظر آتی ہے کہ مسلمان ڈوبتے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ اختلاف اور تفرقہ کی خلیج نے انہیں تباہ کر دیا ہے۔

احمدی جماعت کا کام

تمہاری جماعت کے متعلق غیروں کے اچھے خیالات ہیں۔
مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے تم بہت کچھ کر سکتے ہو۔
سب مریضوں کی ہے تم پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

یہ کام جو تم نے شروع کر دیا ہے جس کو ایک حد تک تم نے پہنچا دیا ہے آؤ اور باہمی رنجشوں کو دور کر کے اور ایک ہو کر اسے کرو۔ اور تکمیل تک پہنچاؤ۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر اصحاب بحمد اللہ بخیر وعافیت ہیں۔

ہمارے مکرم دوست شیخ مولی بخش صاحب لائل پوری کے ایک تازہ خط سے کہ آپ نے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت بابرکت میں بغرض دعا تحریر فرمایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کچھ عرصہ بہت بیمار رہے ہیں۔ آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بواسیر کی تکلیف تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب آپکی صحت ترقی ہے خداوند کریم آپ کو صحت کلی عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ ہمارے سب بھائی شیخ صاحب کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلدی صحت عطا فرماوے۔

ہمارے بھائی چوہدری محمد سعید صاحب اور سیر امرتسر سے فرماتے ہیں کہ آپ تبلیغ احمدیت کے لئے سرگرمی سے کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین۔

مکرم جناب ڈاکٹر محمد الدین صاحب کھاریاں ریو ٹزم سے بیمار ہونے کی وجہ سے لاہور جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب [illegible]

بقیہ صفحہ

اصناف والوان، عمر، صفات، اولاد اور حرکات وسکنات کے لحاظ سے صدہا علیحدہ علیحدہ مفرد اسما ہیں اور یہ خوبی دنیا کی کسی دوسری زبان کو میسر نہیں۔ انگریزی نے گائے کے سینکڑوں ناموں میں سے کسی نہ کسی نام کو گائے کے لئے بطور اسم جنس یا ذاتی نام کے دوسری زبانوں نے اختیار کر لیا ہے۔ مختلف زبانوں کے یہ مختلف نام گویا اسی ام الالسنہ کے اجزا ہیں کہ وہ اپنے حقیقی فلسفہ لغت کو بتلانے کے لئے اسی ماں کے اب تک محتاج ہیں۔ مثلاً عربی زبان میں کھلم بوڑھی گائے کو کہ جو اس کی آواز سے اخذ کیا گیا ہے کہتے ہیں دھکاء درخت کے نیچے آرام کرتی ہوئی یا بیٹھی ہوئی گائے کو کہتے ہیں اور قوع شیریں دودھ کو کہتے ہیں۔ (اللبن الذی فیہ طعم الحلاوۃ) کیا سنسکرت کا گئو اور انگریزی کا کاؤ ان دونوں عربی الفاظ کے معنوں سے نہیں لئے گئے۔ جہاں عربی زبان کی خصوصیات نظر انداز ہو کر محض گائے کے اسم جنس یا ذاتی نام سمجھ لئے گئے۔ دنیا کی کسی زبان کو لے لو اس میں جو بھی گائے کا نام ہے وہ عربی زبان کے کسی نہ کسی گائے کے صفاتی نام سے لیا گیا ہے اور یہ عربی زبان کے کامل و ام الالسنہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اس پر اصولی بحث ہم اپنے گذشتہ نمبر ۲۲ و ۳۰ ستمبر ۱۹۲۸ء میں کر چکے ہیں، عربی زبان میں اونٹ کے ایک ہزار مختلف نام ہیں صرف اسی موضوع پر ایک صاحب نے کتاب الابل نامی کتاب لکھی ہے کہ جس میں اونٹ کے اصناف، الوان، عمر، صفات، اولاد اور حرکات وسکنات کے لحاظ سے ایک ہزار اسما کی تشریح کی گئی ہے۔ مختلف قسم کی انسانی، حیوانی اور اشیاء کے باہمی تصادم سے جو آوازیں پیدا ہوتی ہیں ان کے بھی ہزار اسما جناب سید کرامت حسین صاحب نے عربی زبان میں تحقیق کئے ہیں۔ بتلاؤ دنیا کی اور کون سی زبان ہے کہ جو اس امر خاص میں عربی کے بالمقابل آ سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے زبان عربی کو مبین یعنی ہر حالت کیفیت اعتبارات اور اصناف کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ کھول کر نام بتلانے والی زبان کہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ عرب دوسرے ممالک کے لوگوں کو عجمی کہتے ہیں کہ ان ممالک کے لوگ اس تفصیل کے ساتھ اسماء الاشیاء بتلانے میں گنگ ہیں۔

خبریں

— اخبار "ریاست" دہلی اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ مہاراجہ نابھہ کا الاؤنس دس ہزار روپیہ سے کم کر کے پانچ ہزار روپیہ کر دیا گیا ہے۔

— لاہور ۱۹ راکتوبر۔ مسٹر ویجوڈ نے لالہ لاجپت رائے کو ہسپتال کے فنڈ میں ۵ سو پونڈ کی مالیت کا بنگلہ اور باغ وقف کر دیا ہے۔

— شملہ ۱۲ راکتوبر آج وائسرائے ہند معہ پارٹی شملہ سے روانہ ہو گئے ہیں ۲۰ راکتوبر کو دہلی پہنچیں گے۔

— لاہور ۱۲ راکتوبر سوراجیہ فنڈ کے سلسلہ میں پنڈت مدن موہن مالویہ ۲۸ راکتوبر کو پشاور پہنچیں گے۔

— الہ آباد ۲۰ راکتوبر نہرو رپورٹ کا ہندی ایڈیشن شائع ہو گیا ہے اور دو روپیہ میں دیجے پریس الہ آباد سے مل سکتا ہے۔

— پیغام صلح۔ خدا جانے اُردو ترجمہ شائع نہ کرنے میں کیا مصلحت ہے۔

— مسز جینی نیڈو صاحبہ لندن سے نیو یارک کو روانہ ہو گئیں۔

— پنڈت مالویہ نے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا اگر ہم کوشش کریں تو سن ۱۹۳۰ء میں سوراجیہ حاصل ہو سکتا ہے۔

— پیغام صلح: افسوس پنڈت جی نے یہ نہ فرمایا کہ کوشش کس طریق پر کی جائے اس لئے اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

— الہ آباد یونیورسٹی کا کنووکیشن کا اجلاس ۷ رنومبر کو ہو گا۔ سر جگدیش چندر بوس ایڈریس پڑھیں گے۔

— دیانند دلت ادھار منڈل ہوشیارپور کا تیسرا سالانہ جلسہ امسال حصار میں ہوگا۔

— مولانا لطف اللہ صاحب عثمانی حیدر آباد دکن سے اطلاع دیتے ہیں کہ حضور نظام بجائے ۲۵ راکتوبر کے ۲۹ راکتوبر کو عازم دہلی ہوں گے روانگی کے تمام انتظامات مکمل ہو گئے ہیں۔

— جامنگر [illegible] گذشتہ سال کی طرح امسال بھی [illegible]
[illegible]

پر ہندوستان ٹائمز کے رپورٹر نے فوجداری دعوی کر دیا۔ مدعی نے بیان کیا کہ جامع مسجد میں اسے پیٹا گیا۔

— دہلی میں افواہ ہے کہ حضور نظام دہلی تشریف نہیں لائینگے (طاقت)

— ہمارا سالانہ جلسہ بڑے دنوں کی تعطیلات میں لاہور میں ہوگا۔

— ملکہ روس یعنی ملک معظم کی خالہ کا انتقال ہو گیا۔ اس پر ایک ہفتہ تک برابر لندن میں ماتم رہا اور تمام دفاتر میں تعطیل کی گئی۔

— مولانا محمد علی آف ہمدرد نے حال ہی میں سابق ولیعہد جرمنی سے ملاقات کی تین گھنٹہ سے زیادہ گفتگو ہوتی رہی۔ ولی عہد نے مولانا کو ایک قیمتی چھڑی بطور تحفہ دی۔

— سائمن کمیشن ۳۰ راکتوبر کو لاہور آ گیا۔

— بمبئی ۱۹ راکتوبر۔ احاطہ بمبئی کی آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس ۲۵ راکتوبر کو زیر صدارت پنڈت موتی لال نہرو منعقد ہوگا۔

— ناگپور ۱۲ راکتوبر۔ آج ڈاکٹر انصاری نے پنڈت تلک کے بت کی نقاب کشائی کی۔

— خبر ہے کہ عنقریب ملکہ افغانستان کابل میں ایشیائی خواتین کی ایک لیگ قائم کرنے والی ہیں۔

— امرتسر ۲۲ راکتوبر۔ مقامی جریدہ "مسلم راجپوت" نے سائمن کمیشن کو مندرجہ ذیل برقی پیغام ارسال کیا ہے۔

اخبار "مسلم راجپوت" جو مسلمانان ہند کی بالعموم اور ایک کروڑ مسلم راجپوتوں کی بالخصوص نمائندگی کرتا ہے۔ کمیشن کی توجہ اس طرف منعطف کراتا ہے کہ اسے مسلمانوں کے لئے جداگانہ انتخاب کے اصول کو منظور اور نہرو کمیٹی کی سفارشات کو مسترد کر دینا چاہئے۔

— سکھ لیگ گوجرانوالہ نے نہرو رپورٹ کو اتفاق رائے سے مسترد کر دیا

— مشہور سکھ لیڈر سردار کھڑک سنگھ جی نے گوجرانوالہ سکھ لیگ کے جلسے میں فرمایا۔ حکومت نے نہرو رپورٹ کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا ہے سکھوں کو بھی ایسا کرنا چاہئے۔ اگر رپورٹ کو پاؤں تلے نہ روندا گیا تو میں سکھ لیگ کی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤں گا۔

— سکھ لیگ گوجرانوالہ نے سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا ہے

— کلکتہ کے ایک مخیر نے بلا اپنا نام ظاہر کئے ڈھائی لاکھ روپیہ ہندو بیواؤں اور ہندو یتیموں کی مدد کے لئے دیا ہے۔

پیغام صلح: کیا ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمان بھی اس قسم کی کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں؟

— پنجاب گورنمنٹ کے محکمہ زراعت نے ۳۰ نومبر سے ۳ ردسمبر تک امسال پھولوں کی نمائش کے ساتھ پھلوں اور سبزیوں کی نمائش منعقد کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

— خبر ہے کہ صرف صوبہ بنگال کی طرف سے سائمن کمیشن کی فہرست میں ۲۰ امیدوار ہندوستانیم پیش کئے جائیں گے۔

— لیڈی کرزن آئندہ دسمبر میں ہندوستان آ رہی ہیں۔ اور وائسرائے کی مہمان ہوں گی۔

— قسطنطنیہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ وزیر تعلیم کی ایک سکیم ترکی گورنمنٹ نے شائع کی ہے جس کی رو سے ۱۴ سال سے زائد کے مرد عورتوں کو پڑھنا لکھنا سکھایا جائے گا۔ اس کام کے لئے ۱۲ ہزار افراد بھرتی کئے گئے ہیں۔

— یونان اور یوگوسلاویہ میں کامل مفاہمت ہو گئی ہے۔

— مسٹر محمد علی ۱۳ راکتوبر کو مارسیلز سے ہندوستان کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔

— افواہ ہے کہ وائسرائے ہند عنقریب رخصت پر ولایت جانے والے ہیں لارڈ گوشین ان کی جگہ عارضی طور پر کام کریں گے۔

— ایک ساٹھ سالہ ہندو نے حال ہی میں اپنی ۲۶ ویں شادی کی ہے اس کی اکثر بیویاں زندہ ہیں۔

— برطانیہ عظمیٰ کی تازہ فصل ربیع کا اندازہ کیا گیا ہے کہ بارہ لاکھ ایک ہزار ٹن گندم پیدا ہوئی ہے۔

— ایران نے ۱۰۰ طلبا کو یورپ روانہ کیا ہے جو وہاں مختلف ممالک میں مختلف شعبوں میں تعلیم حاصل کریں گے۔

— فیصلہ ہو گیا ہے کہ اسمبلی کا دفتر اسمبلی کے صدر کے ماتحت ہوگا۔ نہ کہ حکومت ہند کے ماتحت۔

— افواہ ہے کہ ڈاکٹر ضیاء الدین اوائل نومبر میں ہندوستان آنے والے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یونیورسٹی کے طلبا آپ کے دوبارہ تقرر کے لئے پر زور پروپیگنڈا کریں گے۔

شاہی اکسیری مجربات

(زیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ)

شاہی یاقوتی قوت مردانہ کی وہ مشہور اکسیر ہے جو زود اثری میں اپنا ثانی نہیں رکھتی یہی وجہ ہے کہ راجوں مہاراجوں اور نوابوں میں مقبول ہے۔ قیمت صرف پانچ روپے۔ جو ایک مریض کو بس کرتی ہے۔

جملہ زنانہ و مردانہ امراض کی مجرب ادویہ تیار رہتی ہیں خط و کتابت کے ذریعہ بلا فیس علاج کیا جاتا ہے البتہ دواؤں کی قیمت ضرور لی جائے گی ضرورت مند اصحاب خط و کتابت کے وقت جوابی خط یا جواب کے لئے ٹکٹ ارسال فرمائیں۔ پتہ یہ ہے۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

بچوں کو موٹا تازہ تندرست و قوی بنانے

اور اُن کی ہر ایک بیماری

جیسے بخار، کھانسی، بدہضمی، دودھ ڈالنا، دست ہونا وغیرہ کو دور کرنے کیلئے

حکیم تلسی پرشاد اگروال علیگڑھ کی گورنمنٹ سے رجسٹری شدہ

بال جیون گھٹی رجسٹرڈ

ایک مشہور معروف امرت صفت دوا ہے مٹھا ہونے سے بچے اسکو خوش ہو کر پی لیتے ہیں

سب جگہ بازاروں میں سوداگروں کے یہاں سے خریدیے

لیکن نقالوں سے بچنے کیلئے ہر شیشی پر حکیم تلسی پرشاد اگروال کا نام و بال جیون گھٹی لکھا ہوا ضرور دیکھ لو

قیمت فی شیشی ۵ محصول چار شیشی تک ۔ سوداگر دس لیکر جیون کی قیمت ۱۲ بارہ درجن علاوہ محصول

چراغ صحت رسالہ مفت لیجئے

دس یا زیادہ پڑھے معزز لوگوں کے نام مع مکمل پتے کے بھیجئے پر چراغ صحت رسالہ مفت بھیجا جاویگا

المشتہر مینیجر بال جیون کاریالیہ علیگڑھ شہر (یو۔ پی)

جن احباب

کے ذمہ آخری نمبر کی رقوم ابتک بقایا ہیں براہ کرم اس رقم کو اور اخبار کی دیگر رقوم بھی جلد سے جلد ادا کر کے مشکور فرمائیں۔

مینیجر "پیغام صلح" لاہور

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان ایم اے آنرز علیگ عمر تقریباً ۲۲ سال کیلئے رشتہ ضرورت ہے لڑکا مزید تعلیم کیلئے ولایت جانیوالا ہے اور سردست لاسٹوڈنٹ ہے جلد سے جلد خط و کتابت بنام منشی عبدالحمید صاحب کلرک آف کورٹ میانوالی کرنی چاہئے

قلمی آئے انبہ وترشاوہ

مطلوب ہیں تو جدید فہرست پتہ ذیل سے طلب کیجئے جو مفت روانہ ہوگی

شیخ بشیر احمد ریٹائرڈ انسپکٹر قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ

آپ

اخبار "پیغام صلح" کے خریدار بن جایئے

کیونکہ

پیغام صلح ہندوستان میں بہترین سہ روزہ تبلیغی اصلاحی اور اتحاد اسلامی کا علمبردار ہے

پیغام صلح میں نہایت دلچسپ مدلل اور موثر مضامین شایع ہوتے ہیں۔

پیغام صلح میں ہندوستان کے بہترین ارباب قلم مضامین لکھتے ہیں۔

پیغام صلح میں معترضین اسلام کے اعتراضات کا نہایت تسلی بخش طریق پر جواب دیا جاتا ہے اور اسلامی تعلیم کو نہایت دلکش طریق پر پیش کیا جاتا ہے۔

پیغام صلح مسلمانوں کو مذاہب غیر کی تبلیغی سرگرمیوں سے خبردار کرتا ہے اور ان کی قومی ضروریات کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پیغام صلح کی ہر اشاعت میں دنیا بھر کی تازہ خبروں کا خلاصہ شایع ہوتا ہے۔

پیغام صلح کو مسلمانوں کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ بیحد پسند کرتا ہے اس کے مضامین سلیس ہوتے ہیں جن سے بچے اور عورتیں بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں لکھائی چھپائی کاغذ سب اعلیٰ سائز ۱۸×۲۲ آپ آج ہی نمونہ کے لئے خط لکھدیجئے سالانہ قیمت چھ روپے ششماہی تین روپے سہ ماہی دو روپے۔ طلباء سے چار روپے سالانہ ممالک غیر سے پندرہ شلنگ سالانہ۔ نمونہ مفت۔

(مینیجر پیغام صلح لاہور)

اشتہار کا بہترین ذریعہ

اخبار پیغام صلح ہے

کیونکہ

پیغام صلح شمالی ہندوستان کا سب سے زیادہ با اثر اور کثیر الاشاعت سہ روزہ اردو اخبار ہے۔

پیغام صلح کے ناظرین کا کثیر طبقہ اعلےٰ تعلیم یافتہ اور متمول ہے اور اس کو ہر مذہب و ملت کے سنجیدہ مزاج لوگ مطالعہ کرتے ہیں۔

پیغام صلح ہندوستان کے ہر حصہ اور دنیا کے تمام ممالک میں بکثرت جاتا ہے

پیغام صلح ایک منظم اور با اثر جماعت کا واحد اردو آرگن ہے اور اس کا ہر پرچہ کم از کم پندرہ ہزار ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔

پیغام صلح میں اشتہارات کی آرائش بیلوں وغیرہ سے کی جاتی ہے اس غرض سے ایک قابل خوشنویس اور مصور کی خدمات حاصل کی گئی ہیں

پیغام صلح کی اجرت اشتہارات دیگر اخبارات کی نسبت بہت کم ہے

آپ کسی اور اخبار میں اشتہار دینے سے پہلے ہمارے نرخ ضرور ملاحظہ فرمائیے ہماری معرفت اشتہار کی بہترین کتابت ہوسکتی ہے اور نفیس اور اعلےٰ بلاک تیار کرائے جاتے ہیں۔

(مینیجر اخبار پیغام صلح لاہور)

جلد ۱۶ | ضمیمہ ۱۵-۱۸ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۳۱ اکتوبر-۲ نومبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۴۵-۴۷

مکتوب برلن

مسلمانان برلن کی ناگفتہ بہ حالت

مولانا محمد علی مسجد برلن میں

پروفیسر شیخ محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن کا خط

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرصہ پانچ چھ ماہ ہوا جبکہ میں لاہور سے برائے تبلیغ برلن روانہ ہوا اور روانگی سے قبل ایک الوداعی پارٹی میں رجوکہ انجمن کے دفاتر کے دوستوں نے مجھے اخبارات کے دفتر میں دی تھی)، میں نے کہا تھا کہ جرمنی پہنچکر بھی انشاء اللہ اخبارات کو نہ بھولوں گا۔ اور گو دیسے تو اتنے دور دراز ملک سے ہر ایک دوست کے ساتھ نصف ملاقات دالمکتوب نصف الملاقات) ناممکن ہو مگر اخبار کے ذریعہ انشاء اللہ حتی الوسع حاضر ہونے کی کوشش کروں گا۔

پیش آمدہ مشکلات

لیکن من درچہ خیالیم و درفلک چہ خیال۔ یہاں آیا تو طرح طرح کی مشکلات میں پھنسا۔ اول درانی صاحب کا جھگڑا، مجھے ہرگز خیال نہ تھا کہ یہ اس قدر طوالت پکڑے گا۔ دوسرے یہاں کے مختلف ممالک کے مسلمانوں کے باہم جھگڑے اور کشیدگیاں۔ اول الذکر خدا خدا کر کے ختم ہوا دوم کے متعلق کوشش کر رہا ہوں امید ہے کہ انشاء اللہ آہستہ آہستہ سب کام درست ہو جاویگا۔

مسلمانوں میں پارٹی بازی

جہانتک میں نے دیکھا ہے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر فی الواقع کوئی جماعت خدمت اسلام کا کام کر رہی ہے تو وہ ہماری جماعت ہے۔ یہاں مسلمانوں کے اندر خطرناک پارٹی بازی ہے اور ان کی ساری قوت ایک دوسرے کے مقابلہ میں خرچ ہو رہی ہے۔ اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانا ان کا دن رات کا شغل بن رہا ہے کہ [illegible]

میں باہمی تنفر اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ جہاں وہابی ہوں گے وہاں شیعہ نہیں آئیں گے جہاں ترک ہوں گے وہاں افغان نہیں جائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیڈر اور بڑا بننے کا ہر ایک کو شوق ہے۔ مگر کام جس سے فی الواقع انسان ممتاز اور قابل قدر بنتا ہے اس سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ میں سمجھا تھا کہ تفرقہ پارٹی بازی، تکفیر وغیرہ جیسے اشغال صرف مسلمانان ہند کے حصے میں آئے ہیں مگر یہاں آکر معلوم ہوا کہ نہیں اس کم بخت بیماری نے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو تباہ کر رکھا ہے

صحابہ کرام کا نمونہ

آہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاق کا نمونہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اور ان مسلمانوں کی یہ حالت۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا ہی سچ کہا ہے:-

تم ہو آپس میں غضبناک وہ آپس میں رحیم
تم خطاکار و خطابیں وہ خطاپوش و کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوج ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلب سلیم
تخت فغفور بھی ان کا تھا سریر کے بھی
یوں ہی باتیں ہیں کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی
خودکشی شیوہ تمہارا وہ غیور و خوددار
تم اخوت سے گریزاں وہ اخوت پہ نثار
تم ہو گفتار سراپا وہ سراپا کردار
تم ترستے ہو کلی کو وہ گلستاں بکنار
اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی
نقش ہے صفحہ ہستی پہ صداقت ان کی

دعوت اتحاد

الغرض یہاں کے مسلمانوں کی حالت بڑی ہی ناگفتہ بہ ہے۔ گذشتہ مہینے میں نے یہاں کے مختلف الخیال لوگوں کو بلایا تھا اور ان سے گفتگو کی تھی۔ مولانا محمد علی ایڈیٹر کامریڈ بھی جب یہاں مسجد میں نماز جمعہ کے واسطے آئے تو انہوں نے یہاں کے مسلمانوں کی توجہ اس طرف منعطف کروائی اور کہا کہ اگر تم مسلمان آپس میں مل کر صلح اور محبت سے نہیں رہ سکتے تو دوسروں کو صلح و آشتی کا پیغام [illegible] ہو۔ اس [illegible]

کرو۔ اور اصل بات بھی یہی ہے کہ جو چیز یورپ کو اسلام قبول کرنے سے روکتی ہے وہ ہمارا اپنا نمونہ ہے۔ اسلام کے اصول۔ اس کی تعلیم۔ اس کا فلسفہ۔ اس کے پیغمبر کی پاک زندگی کا نمونہ ایسی چیزیں ہیں جو کہ یقیناً اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ لیکن آج کل کا زمانہ ہے۔ یہ ہر چیز کو واقعات کے رنگ میں دیکھتا ہے۔ مگر شومئی قسمت سے مسلمانوں کے آپس کے جھگڑے۔ اس کا برا اخلاقی نمونہ۔ ایسی باتیں ہیں جن سے اسلام اور مسلم قوم بدنام ہے۔

شکریہ احباب اور درخواست دعا

سردست اس موضوع پر مزید لکھنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس تحریر کو بند کرتا ہوں۔ اخیر میں میں ان تمام احباب کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ جنہوں نے کبھی میرے لئے میری مشکلات سے رہائی کے لئے دعا کی ہو۔ مگر ساتھ ہی مزید درخواست بھی ہے۔ دعا کی ہر انسان کو ہر وقت ضرورت رہتی ہے اور میرا اس بات پر بڑا محکم ایمان ہے کہ دعا کے ذریعہ سے ایسے ایسے کام ہو جاتے ہیں جن کا انسان کو کبھی وہم وگمان بھی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس درخواست کے ساتھ اس تحریر کو ختم کرتا ہوں۔ آئندہ بھی انشاء اللہ وقتاً فوقتاً حاضر خدمت ہونے کی کوشش کروں گا وباللہ توفیق۔

خاکسار محمد عبداللہ از برلن مسجد

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر احباب بحمداللہ بخیر و عافیت ہیں۔

ہمارے مکرم بھائی شیخ سلامت علی صاحب سب انسپکٹر پولیس مانسہ ریاست پٹیالہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ انہیں کچھ عرصہ سے پولیس کی بعض ذمہ دار ڈیوٹیوں پر متعین کیا گیا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان مشکل فرائض کی انجام دہی میں کامیاب و بامراد فرماوے۔

ہمارے مکرم اور مخلص بھائی بابو محمد رمضان خانصاحب کوماٹی ہیڈ ڈرافٹسمین منٹگمری سے تحریر فرماتے ہیں کہ اب منٹگمری میں ہم نفوس اپنی جماعت کے ہو گئے ہیں۔ جمعہ کی نماز ڈاکٹر محمد امین صاحب کے مکان پر ادا کی جانیکا انتظام کیا گیا ہے۔ ہمارے دوسرے احباب کو بھی چاہیئے کہ یہاں وہ جائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ | ۱۸ر جمادی الاول ۱۳۴۷ھ | نمبر ۸۵

اچھوت اقوام اور ہندو

اچھوتوں کی ہندو مذہب سے بیزاری اور جداگانہ نیابت کا مطالبہ

کسی گذشتہ اشاعت میں ہم فیروزپور چھاؤنی کے آدی ہندوؤں کا یہ مطالبہ پیش کر چکے ہیں کہ ہندوستان کے آئندہ نظم و نسق میں انہیں جداگانہ نیابت کا حق ملنا چاہیئے۔ حال ہی میں پنجاب ادھرم منڈل کی طرف سے ایک میموریل سائمن کمیشن کے پاس بھیجا گیا ہے جس میں اچھوت اقوام کی اصلیت کو بیان کرتے ہوئے ان کی موجودہ ناگفتہ بہ حالت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اس بات کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ

(۱) انہیں ہندوؤں میں شمار نہ کیا جائے نہ انہیں ہندو کہا جائے
(۲) انہیں جداگانہ نیابت کا حق دیا جائے۔

ان دونوں مطالبات کو پیش کرتے ہوئے پنجاب ادھرم منڈل نے اعلیٰ ذاتوں کے ہندوؤں کے اس سلوک کا جو وہ اچھوت اقوام کے ساتھ روا رکھتے ہیں جس دردناک پیرایہ میں ذکر کیا ہے وہ ہر ہمی خواہ انسانیت کو خون کے آنسو رلانے والا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ

"کمیشن کے آنریبل ممبران اس حقیقت سے واقف ہوں گے کہ ہم ایک قدیم قوم سے تعلق رکھتے ہیں جو آج سے پانچ ہزار سال پیشتر آریوں کے ہندوستان پر حملہ کرنے سے پہلے یہاں حکمران تھی۔ جب یہ لوگ وسط ایشیا سے اٹھ کر ہندوستان پر حکمران ہوئے اور ہمارے آباؤ اجداد کو انہوں نے شکست دیدی مؤخر الذکر کے ساتھ سخت ظالمانہ برتاؤ کیا گیا۔ انہیں اپنے غیر ملکی آقاؤں کی ایسے رنگ میں غلامی اور خدمت کرنے پر مجبور کیا گیا جس کو مد نظر رکھتے ہوئے ان نام نہاد "مہذب" آریاؤں کی وحشیانہ ذہنیت کے دفتر کھل سکتے ہیں۔ مفتوح قوم کا باقی ماندہ حصہ جنہوں نے خودداری کی وجہ سے آریاؤں کی غلامی سے قطعًا انکار کیا جنگلوں میں دھکیل دیئے گئے۔ آریہ لوگ جن کی موجودہ اولادیں اعلیٰ ذاتوں کے ہندوؤں میں شمار کی جاتی ہیں ہمیشہ ہمارے ساتھ پرلے درجے کی غیر انسانیت اور بربریت کا سلوک کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ہماری بدقسمت قوم تعداد میں بڑی ہونے کے باوجود محض نام سے بڑھ کر آج کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ باوجودیکہ ہماری قوم میں کچھ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور قابل لوگ بھی موجود ہیں۔ تاہم سوسائٹی میں ہمیں کوئی باعزت جگہ حاصل نہیں۔ کسی چیز کی ملکیت کا حق ہمیں نہیں یہاں تک کہ اپنی انفرادی زندگیوں کی حفاظت کا حق بھی ہمیں حاصل نہیں ہماری مظلوم قوم کے کروڑہا افراد کی یہ افسوسناک حالت اس ظالمانہ سلوک کا نتیجہ ہے جو اعلیٰ ذاتوں کے ہندوؤں کی طرف سے قدیم آریاؤں کے ان "مقدس" احکام کی تعمیل میں ہمارے ساتھ ہو رہا ہے جو منوسمرتی اور اس قسم کے بہت سے دیگر ہندو صحائف میں مندرج ہیں۔ کمیشن کے آنریبل ممبران یہ سن کر حیران ہوں گے۔ ایک نام نہاد مذہب کے یہ صحائف اس قسم کی باتوں سے بھرے پڑے ہیں کہ ہم ادھرمی لوگ اعلیٰ ذاتوں کے ہندوؤں کی خدمت [illegible]

نہیں۔ اور کہ اگر کوئی اعلیٰ ذات کا ہندو ہمیں جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس سے کوئی مصیبت اس پر وارد نہ ہوگی۔ ہمارے تمام مطالبات کو اعلیٰ ذاتوں کے ہندوؤں کی طرف سے جان بوجھ کر دبا دیا جاتا ہے اور ان تمام کوششوں کو جو اپنی حالت کو سدھارنے کے لئے ہم کرتے ہیں عمدًا کچل دیا جاتا ہے۔"

یہ حالات کس قدر افسوسناک اور جگر خراش ہیں۔ ہندو قوم کی طرف سے مسلمانوں پر یہ الزام ہے کہ اس نے مذہب کو بزور شمشیر پھیلایا۔ اس الزام کی حقیقت تو تاریخ کے صفحات سے نہایت آسانی کے ساتھ منکشف ہو جاتی ہے لیکن اگر کہیں ایسا ہوا بھی ہو تو بھی یہ ایک حقیقت مسلم ہے کہ اسلام نے مفتوح اقوام کو غلام نہیں بنایا بلکہ غلاموں کو آزادی عطا کی اور بادشاہت کے مرتبہ تک پہنچایا۔ ہندوؤں نے اس کے خلاف کروڑہا انسانوں کو ذلیل ترین غلامی کی حالت میں ہزارہا سال سے رکھا ہوا ہے جس سے انہیں نکالنا ان کے ہاں مذہبًا ممنوع ہے۔ کون سنگ دل سے سنگدل ہوگا جو اچھوتوں کی اس دردناک کہانی کو سن کر اور رات دن اس کے دردناک عملی مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر خون کے آنسو نہ بہائے اور ان مردم کش انسانوں پر صدائے نفرین بلند نہ کرے۔ آج اپنی سیاسی مصلحتوں کی غرض سے اچھوت سدھار کی تجویزیں کی جاتی ہیں۔ اور اچھوتوں کو برابری کے حق دینے کے وعدے دیئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ سب اس اعدادی قوت کو برقرار رکھنے کے لئے ہے جو اعلیٰ ذاتوں کے ہندوؤں کے سیاسی اقتدار کا موجب ہے۔

تاہم پنجاب ادھرم منڈل نے صاف طور پر یہ کہہ دیا ہے کہ

(۱) "ہم ہندو مذہب کو نہیں مانتے۔ نہ ہی ہم اس مذہب کو عزت کی نظروں سے دیکھتے ہیں"۔

(۲) "ہم اعلیٰ ذاتوں کے ہندوؤں کے ساتھ جن کا خیال ہے کہ محض ہمارے چھو جانے بلکہ ہمارا سایہ بھی ان پر پڑ جانے سے وہ ناپاک ہو جاتے ہیں کسی قسم کا گہرا مجلسی یا سیاسی تعلق قائم رکھنا نہیں چاہتے۔ اگرچہ ان کی یہ کوشش ہے کہ اپنی ہی قوم میں ہمیں شمار کریں تاکہ ہماری وجہ سے بڑے بڑے حقوق سے وہ فائدہ اٹھا سکیں"۔

(۳) ہم ہندو کہلانا نہیں چاہتے۔

اچھوت اقوام کے یہ صاف و صریح مطالبات اس بات کی کھلی شہادت ہیں کہ ہندو قوم میں یہ لوگ اب نہیں رہ سکتے اس لئے آئندہ مردم شماری اور ہندوستان کے آئندہ سیاسی دستور العمل میں اس کا لحاظ رکھا جانا چاہیئے۔ کیا وجہ ہے کہ جو قوم خود اپنی مرضی سے ہندوؤں سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے بلکہ ہندو مذہب ہی کی سرے سے قائل نہیں اور نہ ہندو کہلانا پسند کرتی ہے اسے زبردستی ہندو کہا جائے اور ہندوؤں ہی میں اسے شمار کیا جائے امید ہے کہ سائمن کمیشن ہندوستان کے سات کروڑ اچھوتوں کے ان واجبی مطالبات کا پورا لحاظ رکھیگی اور ہندوؤں سے علیحدہ حق نیابت انہیں دیا جائے گا کیونکہ بغیر اس کے ہندوؤں کے دست تظلم سے ان کا نکلنا محال ہے ۔

پیغمبر اسلام کی چودہ صد سالہ میلاد کی یادگار

پرافٹ آف اسلام کے ترجمے

حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے

میلاد النبی صلعم کے موقعہ پر رسول اللہ صلعم کی مختصر سوانح عمری بنام پرافٹ آف اسلام (پیغمبر اسلام) میں نے لکھی تھی اور اس کی مفت اشاعت کے لئے خاص خاص دوستوں سے اپیل کی تھی چنانچہ ان احباب کی توجہ سے پانچ ہزار سے زیادہ کاپی اس کتاب کی غیر مسلم زیادہ تر ہندو اصحاب میں مفت تقسیم ہو چکی ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب کی اشاعت سے جو اب تک بہت محدود ہے۔ جس قدر اثر تعلیم یافتہ ہندو پبلک پر ہوا ہے وہ ان خطوط سے ظاہر ہے جو ہر طرف سے آ رہے ہیں اور زبانی طور پر بھی مختلف احباب نے یہ بیان کیا ہے کہ جن جن ہندو اصحاب کو انہوں نے یہ کتاب پہنچائی ہے وہ اس سے بہت متاثر ہوئے ہیں اس کتاب کے چھپنے کے فورًا بعد ہمارے مکرم دوست ملک شیر محمد خاں صاحب نے یہ تحریک کی کہ اس کا اردو ترجمہ بھی شائع کیا جائے اور خود ترجمہ کے کام کو اپنے ذمہ لیا اور اب یہ ترجمہ بالکل ختم ہو کر میرے پاس پہنچ چکا ہے۔ ترجمہ نہایت سادہ اور سلیس عبارت میں کیا گیا ہے اور بڑی بھاری خوبی یہ ہے کہ یہ ترجمہ معلوم نہیں ہوتا جزاہ اللہ احسن الجزاء میری اپنی خواہش یہ ہے کہ نہ صرف اردو میں بلکہ ہندوستان کی متعدد زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو کر یہ کتاب کثرت کے ساتھ غیر مسلم پبلک میں پھیلائی جائے تاکہ ہمارے مقتدر اہل وطن کے سامنے آپ کی وہ پاکیزہ تصویر آ جائے جو دشمن کو بھی جھکا لینے کی طاقت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور جو کچھ بدزبانی گذشتہ سالوں میں ہندوؤں کی ایک خاص جماعت کی طرف سے کی گئی ہے اس کا ازالہ ہو جائے۔ اگر ہر چھ ماہ کے بعد ہم اس کا ترجمہ ایک زبان میں شائع کریں تو تین چار سال کے اندر سارے ہندوستان میں اس ناواقفیت کو جو اس وقت رسول پاک صلعم کے حالات سے غیر مسلموں بلکہ خود مسلمانوں کو بھی ہے ہم دور کر سکتے ہیں اور ان غلط فہمیوں کو جو عمدًا یا جہالت سے پھیلائی گئی ہیں رفع کر سکتے ہیں۔ اردو۔ گورمکھی۔ ہندی۔ بنگالی۔ مرہٹی۔ گجراتی۔ تامل تلیگو۔ ملیالم اور چند اور زبانوں میں اس کتاب کی اشاعت تمام ہندوستان میں اس نفرت اور عداوت کو جو اس وقت موجود ہے محبت کے جذبات میں تبدیل کرنے میں بہت کچھ معاون ہو سکتی ہے۔ یہ عملی رستہ رسول اللہ صلعم کی عزت کے تحفظ کا ہے۔ کسی موقعہ پر محض یہ آواز بلند کر دینے سے کہ فلاں شخص نے رسول اللہ صلعم کی شان میں گستاخی کر کے ہمارا دل دکھایا ہے حقیقتًا کوئی اصلاح نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات اپنے غیظ و غضب کے اظہار سے بڑھ کر اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اگر ان گستاخیوں کا سدباب کرنا ہے۔ اگر اس ملک میں اشاعت اسلام کے لئے کوئی عملی رستہ کھولنا ہے تو اس کے لئے سب سے بڑھ کر یہ ضروری ہے کہ آنحضرت صلعم کے صحیح حالات کو ہر طبقہ کے لوگوں تک پہنچایا جائے اور آنحضرت کے چودہ صد سالہ میلاد کی یہ یادگار ہو کہ اس ملک کی تمام بڑی بڑی زبانوں میں آپ کے صحیح حالات کو پہنچایا جائے۔ اس سلسلہ میں جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں۔ انگریزی زبان میں پانچ ہزار سے زائد یہ کتاب مفت تقسیم ہو چکی ہے جس کا بوجھ صرف خاص خاص احباب پر تھا۔ ابھی بعض احباب کے ذمے ان وعدوں کا ایفا باقی ہے۔ اس ایفا پر انجمن اس قابل ہو سکتی ہے کہ کوئی دو تین ہزار کاپی اس کتاب کی مختلف کالجوں کے طالب علموں کو بطور تحفہ پہنچائی جائے۔ اس کے علاوہ چونکہ اردو ترجمہ ہو چکا ہے اس لئے اردو دان پبلک کے سامنے بھی اس کو جلد سے جلد آ جانا چاہیئے انگریزی رسالہ پر محصول ڈاک ۳ر فی رسالہ کے قریب خرچ پڑا تھا مگر اردو رسالہ پر اس سے کم خرچ آئے گا اور اگر تعداد زیادہ ہو تو غالبًا [illegible] کاپی ورنہ ۲ر فی کاپی میں یہ کام ہو جائے گا۔ اس کے لئے میں جملہ احباب جماعت و دیگر معاونین سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ دس کاپی فی روپیہ کے حساب سے یا اگر دس سے کم کا پہل ہوں تو ۲ر فی کاپی کے حساب سے اپنے ذمے کچھ کتابوں کی اشاعت لیکر اس کار خیر میں شریک ہوں جو احباب پہلے انگریزی رسالہ کے لئے مدد دے چکے ہیں وہ اپنے آپ کو اس سے مستثنیٰ نہ سمجھیں۔ اور کم سے کم پچیس ہزار اردو رسالہ مفت

[illegible]

کی جائے اس مضمون کو نماز جمعہ میں پیش کر کے ایک فہرست تیار کر کے بھیج دی جائے کہ کون کون احباب کتنی اشاعت اپنے ذمہ لیتے ہیں۔

آج یہی جہاد ہے جس میں شامل ہو کر ہم کچھ ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ میں خود اس کی ابتدا ایک سو کاپی سے کرتا ہوں۔ اگر اڑھائی سو آدمی بھی ایسا نکل آئے تو پچیس ہزار کاپی شائع ہو سکتی ہے۔ غربا کی کمی کو امرا پورا کر دیں تو یہ چند دنوں میں پوری ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ احباب اور معاونین کے دل میں اس عظیم الشان خدمت دینی کے لئے جوش پیدا کرے اور اپنے فضل سے ان لوگوں کے مالوں میں برکت دے جو خدا کی راہ میں قدم اٹھاتے ہیں۔ والسلام

خاکسار محمد علی

اطلاع

بعض ناگزیر وجوہات کے باعث ۳۰ر اکتوبر کا پرچہ وقت پر روانہ نہ ہو سکا اس لئے آج کا پرچہ اس ضمیمہ کے ساتھ ذیل شائع کیا جاتا ہے۔

مینیجر

خلع اور نکاح ثانی

مسلمانوں کو اندرونی اصلاح کی اشد ضرورت ہے

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے قلم سے

خونین داستان

بی بی کو معلقہ چھوڑ دینا یعنی نہ اس کو اپنے گھر میں آباد کرنا اور نہ اسے طلاق دیکر اس کی گلو خلاصی کرنا بلکہ دنیا میں لٹکائے رکھنا ایک ایسی لعنت ہے جو ہندوستان کے بہت سے گھرانوں پر مسلط ہے عورتوں پر مردوں کے ظلم کی یہ ایسی خونین داستان ہے کہ اگر اپنے چشم دید واقعات لکھنے لگوں تو ایک کتاب بنتی ہے بچپن سے لیکر اس عمر تک جو پچاس سال سے متجاوز ہے میری ان آنکھوں نے ایک دو نہیں بلکہ بیسیوں خوش شکل اور نیک سیرت عصمت وعفت کی دیویاں تمام عمر جل جل کر اور گھل گھل کر تمام ہوتی ہوئی اور ان کی جوانیاں نہایت خاموشی اور بیدردی کے ساتھ خاک میں ملتی ہوئی دیکھیں کہ یاد کرکے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ان کے شوہر گلچھرے اڑایا کئے۔ بہت سے خود غرض اور بے غیرت لوگوں نے انہی ظالم اور بیدرد مردوں کو نکاح ثانی کے لئے اپنی لڑکیاں پیش کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا۔ غرض شوہروں کے گھر تو ڈولے آتے رہے اور پرانی بیبیوں کے جنازے اُٹھتے رہے۔

ان مصائب کے وجوہ

بہت سے لوگ ہوں گے جن کی بہنوں اور بیٹیوں پر یہ مصائب بیت گئے ہوں گے اور وہ کلیجہ مسوس کر رہ گئے ہوں گے۔ مگر کبھی نہ سوچا کہ آخر ان مصائب کے وجوہ کیا ہیں۔ کیا اسلام نے نعوذ باللہ عورتوں پر ایسے قیود لگا دیئے ہیں کہ عورتیں بے بس ہو کر رہ گئی ہیں۔ یا ہمارے ملک کے رواج نے ہندوؤں کے اثر سے متاثر ہو کر عورتوں پر یہ ظلم ڈھا رکھا ہے

اسلام کی سن لو۔ قرآن شریف صاف لفظوں میں فرماتا ہے کہ . . . . عورتوں کو معلقہ مت چھوڑ دو۔ پھر فرماتا ہے کہ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا۔ عورت کو اپنی زوجیت میں نقصان پہنچانے کے لئے مت روک رکھو تاکہ تم ان پر ظلم کرو۔ یہ آیت فیصلہ کن ہے۔ تمام آئمہ محدثین و مجتہدین کے نزدیک سوائے فقہ حنفی کے اس آیت کی رو سے اگر شوہر کسی بی بی کو اپنی زوجیت میں تنگ کرنے کے لئے رکھتا ہے اور حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا تو وہ نکاح باطل ہے۔ نہ طلاق کی ضرورت ہے نہ خلع کی۔ ہاں قاضی یا مجسٹریٹ کے سامنے یہ معاملہ پیش ہونا چاہیئے۔ وہ اگر اس بات کو ثابت شدہ پاتا ہے کہ شوہر حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا اور بی بی کو معلقہ رکھا ہوا ہے تو وہ عورت کو اجازت دے سکتا ہے کہ نکاح ثانی کرے۔ کیونکہ اسلام میں نکاح ایک معاہدہ ہے۔ جب ایک فریق معاہدہ کی پابندی نہیں کرتا تو وہ نکاح باطل ہے۔ مگر بدقسمتی سے یہ آزادی فقہ حنفی میں نہیں۔ اس لئے ہندوستان کی مروجہ شرح محمدی میں بھی نہیں۔

اس کا دوسرا علاج خلع تھا کہ عورت مرد سے طلاق حاصل کرے یہ بھی مروجہ شرع محمدی میں نہیں اس لئے عورتیں بے بس ہیں۔ ہاتھ کٹے ہوئے ہیں کوئی کرے تو کیا کرے؟ جب تک کہ حکومت انگریزی کی مجلس قانونی میں یہ مسئلہ پیش ہو کر اس کے متعلق کوئی قانون پاس نہ کرا لیا جائے عورتوں کی مصیبتیں دور نہیں ہو سکتیں۔

جماعتی کوشش کی ضرورت

محترمہ ظفر جہان بیگم صاحبہ نے ۲۵ اگست کے تہذیب میں خلع کے متعلق جو کچھ خیالات ظاہر کئے ہیں وہ نہایت معقول اور قابل قدر ہیں۔ میں ان کی قیمتی ہدایات کا مشکور ہوں۔ اس معاملے میں میرا مطلب خواتین کو مخاطب کرنے سے صرف اس قدر ہے کہ وہ اپنی مجلس میں اس کے متعلق رزولیوشن پاس کرکے ایک طرف علماء کو اور دوسری طرف گورنمنٹ کی مجلس قانونی کے ممبروں کو تحریک کریں۔ ایک انجمن یا جماعت کی تحریک زیادہ اثر رکھتی ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ انفرادی طور پر کچھ کوشش کی جائے۔ میں نے بعض ممبران کونسل وغیرہ سے بہت دردناک پیرایہ میں ذکر بھی کیا۔ اور اس وقت وہ بزرگ اس درد میں چور نظر آئے۔ وعدے کر گئے مگر دروازہ سے

چاروں طرف نفسی نفسی پڑی ہوئی ہے۔

جمعیۃ العلماء سے خطاب

اب جمعیۃ العلماء کو بھی مخاطب کرکے دیکھ لیتا ہوں۔ آجکل یہ بزرگ لکھنؤ میں نہرو کمیٹی کی رپورٹ پر رائے زنی میں مصروف ہیں۔ وہاں سے فارغ ہو لیں۔ تو انشاءاللہ تعالیٰ یہ تجربہ بھی کرکے دیکھ لیتا ہوں گو مجھے امید بہت کم ہے۔ سینکڑوں عورتیں مرتد ہوتی چلی جا رہی ہیں مگر یہ بزرگ ٹس سے مس تک نہیں ہوئے۔ جب خود ان کے اپنے دل میں اسلام اور اس کی بیٹیوں کا درد نہ اٹھا تو کسی ایک فرد واحد کی شور پکار ان کے عظمت وجلال کے دربار میں کیا اثر کر سکے گی۔ مگر بہر حال میں نالہ و فریاد کرکے بھی دیکھ لیتا ہوں۔ کفر کے فتووں سے مجھے ڈر نہیں کیونکہ مسلمانوں کی ہر ایک تحریک کے کامیاب ہونے کے لئے علماء کے فتاوے کفر میرے نزدیک کھاد کا حکم رکھتے ہیں۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ وہ بزرگ اگر میری عرضداشت کو قبول بھی کر لیں تو پھر کیا ہوگا؟ جمعیۃ العلماء نے سینکڑوں رزولیوشن پاس کر لئے اور عمل ایک پر بھی نہ ہوا تو آئندہ کیا توقع ہو سکتی ہے کہ کسی امر کو شرف قبولیت عطا کرکے پھر اس پر عمل بھی کیا جائیگا؟

خرابیوں کی اصل جڑ

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ آمدم برسر مطلب۔ اوپر میں قرآن سے دکھا چکا ہوں کہ اسلام تو اس بات کا سخت مخالف ہے کہ عورت کو معلقہ رکھا جائے اور ایسی حالت میں وہ نکاح کو باطل قرار دیتا ہے تو پھر یہ مصیبت سوائے اس کے کوئی وجہ نہیں رکھتی کہ ہماری اپنی سوسائٹی کے رواج نہایت بُرے اور خلاف اسلام ہیں۔ اگر ان کی اصلاح ہو جائے تو یہ باتیں صرف شاذ و نادر طور پر ہی پیدا ہو سکتی ہیں۔ ورنہ نہیں۔ اس معاملے میں جن باتوں سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان میں سے چند موٹی موٹی درج کرتا ہوں

۱۔ رشتہ میں برادری وخاندان کا لحاظ

سب سے پہلے تو یہ کہ رشتہ کرنے میں اکثر یہ مدنظر ہوتا ہے کہ برادری یا خاندان کا لڑکا ہو۔ خواہ لائق یا نالائق بڈھی بوٹی کو ڈھونڈتے رہتے ہیں بعض دفعہ آنکھوں دیکھتے مکھی نگل لیتے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ بھائی کا بیٹا ہے یا بہن کا لڑکا ہے۔ اسے چھوڑ کر کس طرح باہر جائیں۔ اس کی نالائقی اور بدوضعی کی قطعاً پرواہ نہیں کی جاتی۔ یہاں تک بھی کسی قدر خیریت تھی مگر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خاندان اور برادریوں میں رقابت اور حسد اندر ہی اندر کام کر رہا ہوتا ہے۔ اور میں نے خود دیکھا کہ بعض دفعہ کسی خاندانی انتقام لینے کی وجہ سے بیوی کو میکے میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ کہ نہ بسائیں گے نہ چھوڑیں گے اور ساری عمر جلائیں گے۔ گویا ایک پرانا خاندانی بدلہ ایک بے گناہ لڑکی سے لیا جاتا ہے۔ جہاں پرانے جھگڑے اور رقابتیں خاندان میں چلی آتی ہوں وہاں رشتہ کرنا صریح طور پر لڑکی کو کوئیں میں دھکیل دینا ہے۔ ایسے والدین خدا کے سامنے قابل مواخذہ ہیں۔

۲۔ دولت وامارت کا لحاظ

دوسرے خاندانی رشتہ یا دولت و امارت کے سامنے لڑکے کے چال چلن کی مطلق پرواہ نہیں کی جاتی۔ حالانکہ سب سے ضروری چیز یہی تھی۔ جس کا لحاظ رکھنا ایک مومن مسلمان کا فرض تھا۔ کیونکہ قرآن کریم کی رو سے ایک مومن مرد کا نکاح ایک بدچلن عورت سے اور ایک مومن عورت کا نکاح ایک بدچلن مرد سے حرام ہے نکاح کے وقت لڑکی کے چال چلن کو تو بڑی تحقیق کی نظر سے دیکھا جاتا ہے مگر لڑکے کے چال چلن کو اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اور کہہ دیا جاتا ہے کہ کیا ہرج ہے۔ لڑکا بچہ ہے شادی ہو جائے گی تو آپ درست ہو جائیگا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ بگڑی ہوئی عادتیں سنورنی بہت مشکل ہوتی ہیں۔ شادی کے چند روز تو نئے نئے شوق میں اچھے گزرتے ہیں لیکن بعد میں جب نیا شوق پورا ہو جاتا ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پرانی عادتیں یکے بعد دیگرے اُبھرنے اور پھوٹنے لگتی ہیں۔ یہاں تک کہ میاں پھر انہی بیہودگیوں میں پڑ جاتے ہیں، جن میں پہلے تھے۔ اور بیوی تمام عمر کے لئے جلنے اور سلگنے کو رہ جاتی ہے۔ اگر زیادہ شور و شغب کیا تو میکہ بٹھا دیا کہ پڑی سڑتی رہو۔ پس وہ والدین جو دولت کو دیکھ کر یا برادری کے پیچ میں آکر [illegible] کے ساتھ باندھ

اور پھر جب پیچھے اپنی لڑکی کی تکلیف کو دیکھتے ہیں تو ایک ایک کے آگے روتے پھرتے ہیں۔ اور تقدیر کو کوستے ہیں۔ میرے نزدیک وہ اسی سزا کے قابل ہیں جس سزا کا مستوجب وہ ظالم خود ہے

۳۔ طلاق اور نکاح ثانی سے پرہیز

تیسرے طلاق اور نکاح ثانی کو بہت بُرا سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس مصیبت کے وارد ہو جانے کے بعد یہی اس کا ایک علاج تھا۔ مثلاً اگر کسی لڑکی کا رشتہ کسی ایسے شخص سے ہوگیا جو شادی سے قبل بظاہر نیک اور شریف نظر آتا تھا۔ اور تحقیقات سے بھی اس کے خلاف کوئی بات نہ مل سکتی تھی اور بعد میں واسطہ پڑنے سے وہ بہت بُرا آدمی ثابت ہوا۔ اور میاں بیوی میں بجائے محبت کے نفرت اور بیزاری پیدا ہو گئی تو فرمایئے اس کا علاج کیا ہو؟ مرد کے لئے تو آسان ہے کہ بی بی کو میکہ بٹھا دیا اور خود دوسرا نکاح کر لیا مگر بیوی کیا کرے؟ اس کا علاج سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ خلع کرا کے یعنی طلاق لے کر عورت کا بھی دوسرا نکاح کر دیا جائے۔ اسلام میں یہ کوئی عیب نہ تھا۔ بڑی بڑی پیغمبر زادیوں نے ایسا کیا۔ حضرت اُم المومنین زینب جو حضرت نبی کریم صلعم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں ایک غلام کے نکاح میں آئیں۔ اور جب آپس میں نہ بنی تو طلاق ہوگئی۔ اور اس مطلقہ سے خود نبی کریم صلعم نے نکاح کیا۔ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حفصہ مطلقہ تھیں اور حضرت نبی کریم سے نکاح ہو کر ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں۔ خود اہل بیت اور دیگر مسلمان خواتین صالحات۔ سلف میں ایسے بہت سے نظائر موجود ہیں جن کو میں طوالت کے خوف سے قلم انداز کرتا ہوں۔ مگر ہمارے ہندوستان کے مسلمان جو انہی بزرگوں کی نسل سے ہیں یا ان کے نام لیوا اور امت کہلاتے ہیں اپنے ان بزرگوں کی وضع کی اگر آج تقلید کریں تو شرافت میں بٹہ لگتا ہے۔ ہم چشموں میں ناک کٹ جاتی ہے۔

مفروضہ شرافت اور ناک کٹی

اس کا نتیجہ یہ عذاب ہے جو آج ہماری بہنوں بیٹیوں پر مسلط ہے۔ اپنی بیٹی یا بہن کو جلتے کلپتے دیکھتے ہیں اور اپنی ناک کو پکڑے بیٹھے رہتے ہیں کہ کہیں یہ بغیر چھری کے نہ کٹ جائے۔ بغیر چھری کے اس لئے کہ ایک مظلوم کے لئے لڑنا اس کی حمایت کرنا اور ایک ظالم کو سزا دلوانا عین جوانمردی، شرافت اور قابل عزت چیز ہے۔ ایک مظلوم لڑکی ،، آگ کے گڑھے میں گری ہوئی ہے۔ وہ معلقہ پڑی ہوئی ہے۔ اس کی جوانی خاک میں مل رہی ہے۔ اس کی عمر برباد ہو رہی ہے۔ باپ ہیں کہ سرد آہیں بھر رہے ہیں۔ اماں کہ شکل دیکھ دیکھ کر روتی ہیں۔ بھائی ہیں کہ غصے میں کانپتے ہیں۔ لیکن اگر یہ کہو کہ چلو ذرا عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ اس ظالم پر مہر کا نان نفقہ کا دعویٰ کرو اس پر دباؤ پڑے گا تو یا تو بیوی کو گھر میں بسائے گا یا طلاق دینے پر راضی ہو جائے گا تو فوراً شرافت آڑے آجاتی ہے۔ اور تیوری پڑ جاتے ہیں کہ حضرت آپ نے ہمیں کوئی کمینہ سمجھ رکھا ہے۔ خاندان کی ناک نہ کٹ جائے گی

حقیقی شرافت

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مظلوم کی حمایت کرنا اسے مصیبت سے نکالنا تو ناک کٹنے کا موجب ٹھہرے اور ظالم ظلم کرکے بھی ناک منہ پر سلامت لئے پھرے۔ درحقیقت خاندان کی ناک کاٹنے والے تو وہ مرد ہیں جو عورتوں پر ظلم کرتے ہیں اور انہیں معلقہ چھوڑ کر دندناتے پھرتے ہیں۔ اور کسی مظلوم خاتون کے حقوق دلانے کے لئے اگر کوئی اخلاقی جرأت کرکے اُٹھے تو میرے خیال میں یہ اس کے لئے شرافت کی ایک سند ہونی چاہیئے۔ یہ سب ہماری سوسائٹی کا قصور ہے جس نے اپنا مطمح نظر ایسا غلط اور خلاف اسلام بنا رکھا ہے کیوں اس شخص کو پرلے درجہ کا شریف اور قابل عزت نہ سمجھا جائے۔ جو ایک مظلوم عورت کے حقوق دلانے کے لئے کسی جھوٹی شرم کو پاس آنے نہیں دیتا؟ اور کیوں اس شخص کو حد درجے کا کمینہ نہ سمجھا جائے جو ناحق ایک کمزور جنس کے حقوق کو غصب کرتا ہے۔ میرے خیال میں وہ شخص یقیناً بائیکاٹ کرنے کے قابل ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے وہ باپ اور بھائی بھی پرلے درجے کے بزدل اور شرافت سے عاری ہیں جو اپنی بہن یا لڑکی کو جلتے اور خاک میں ملتے دیکھتے ہیں۔ اور پھر عملی ہمدردی نہیں کرتے اور محض ٹسوے بہاتے رہتے ہیں۔ ان کی یہ بزدلی درحقیقت ایک تیز چھری ہے جو ان کی ناک کو جڑ سے اُڑا رہی ہے وہ مرد کہلاتے

لڑکی کو اس کے جائز حقوق دلانے میں کوتاہی کرتے ہیں صرف اس طرح ان کی فرضی ناک قائم رہتی ہے۔

عورت پر ظلم

اور پھر یہ کس قدر ظلم ہے کہ مرد تو نکاح پر نکاح کرتے چلے جائیں۔ اور عورت کا ایک دفعہ نکاح کر کے ہندوؤں کی طرح اسے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے، گویا عورت کے لئے ہمارے رواج کا فتویٰ یہ ہے کہ شوہر سے نہیں بنتی تو نہ بنے جس طرح بنے زندگی گزارو۔ چلو۔ مرد جو چاہے کرے۔ مگر طلاق لے کر دوسرا نکاح غضب ہے۔ جس طرح ظالم شوہر خدا کے نزدیک قابل سزا ہے اسی طرح یہ ظالم والدین خدا کے غضب کے نیچے ہیں جو اپنی لڑکی کے نکاح ثانی کو خلاف شرافت سمجھتے ہیں۔ خدا و رسول تو اجازت دیں نہیں بلکہ حکم دیں۔ کہ بے شوہر کے عورت نہ رہنے پائے۔ مگر یہ ہندوستانی شریعت اسے خلاف شرافت سمجھیں۔

ایک دردناک مثال

جن دنوں میں میڈیکل کالج لاہور میں پڑھتا تھا۔ انارکلی میں رہا کرتا تھا۔ ایک خاندان سے ہمارے خاندان کے مراسم تھے۔ ان کی ایک لڑکی کا نکاح ہوا اچھی خاصی منگنی اس لڑکی کے پھوپھی زاد بھائی سے ہو چکی تھی مگر وہ نظر انداز کر دی گئی کہ منگیتر غریب تھا، ایک دولتمند وکیل صاحب سے شادی کر دی۔ وہ شرابی آدمی بیوی سے بہت بدسلوکی سے پیش آیا نشہ میں تھا کچھ وکیل صاحب کی اماں بلائے بے درمان تھیں۔ ان کے سکھانے پڑھانے نے آگ پر تیل ڈالا۔ یہاں تک کہ چوتھی کی دلہن کو بجائے پھولوں کی چھڑیوں سے کھیلنے کے بید سے دھنا گیا۔ خیر کیا۔ بڑا شور قیامت مچا۔ اردگرد کے بڑے بوڑھے شریعت بزرگ سب اکٹھے ہوئے سمجھایا بجھایا گیا۔ مگر وکیل صاحب سونے والی آسامی نہ تھے۔ میں ان وکیل صاحب سے خود واقف تھا ان کو سمجھانا لاحاصل تھا۔ اس لڑکی کے پہلے منگیتر سے بھی میری واقفیت تھی۔ وہ بیچارہ بہت غریب مزاج آدمی تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم اپنی پرانی منگیتر سے نکاح کرنے پر راضی ہو؟ وہ فوراً راضی ہو گیا۔ بلکہ اپنی سابقہ منگیتر کے مصائب سن کر رو پڑا۔ غرضیکہ جب محلہ کے تمام سالخوردہ بزرگ ہار کر ایک جگہ سر جوڑے ہوئے بیٹھے تھے اور لڑکی کے بزرگ گریہ وزاری میں مصروف تھے تو میں یہ خوشخبری لے کر پہنچا۔ کہ مشکل حل ہو گئی ہے۔ آپ لوگ اس ظالم سے طلاق دلوا دیں۔ لڑکی کا پہلا منگیتر نکاح کے لئے تیار ہے۔ بس پھر کیا تھا وہ سارے بزرگ مجھے رندوں کی طرح لپٹ گئے اور مجھے صاف کہا گیا کہ انگریزی پڑھ کر تمہارے دیدوں کا پانی ڈھل گیا ہے نہ شرم رہی ہے نہ حیا رہی۔ بھلا شریفوں میں بھی طلاق اور نکاح ثانی ہوا ہے میں نے کہا کہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ کونسی شرافت کا نمونہ ہے؟ مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز۔ بھلا کون سنتا تھا؟ جان چھڑانی مشکل ہو گئی۔ یہ ہے وہ لعنت جو عورتوں کے مصائب کی سب سے بڑھ کر ذمہ دار ہے۔

رشتہ میں لڑکے لڑکی کی رضامندی ہونی چاہئے

چوتھی بات یہ ہے کہ لڑکے اور لڑکی کی مرضی جب تک اچھی طرح دریافت نہ کر لی جائے کبھی شادی نہ کرنی چاہئے۔ اگر کسی وجہ سے لڑکی انکار کر دے۔ تو ہرگز والدین کو ضد نہیں کرنی چاہئے اور اس کی مرضی کو مقدم کر لینا چاہئے۔ اسی طرح لڑکے بیچارے چلاتے رہتے ہیں اور والدین محض اپنے کسی رشتہ دار کے تعلق اور محبت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک لڑکی کو پسند کر کے لڑکے کے گلے باندھ دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نااتفاقی اور بیزاری۔ دیہات میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ لڑکا کسی کالج سے ڈگری حاصل کر کے آیا ہے وہ تعلیم یافتہ بی بی چاہتا ہے مگر ماں باپ اپنے خاندان کی کسی جاہل لڑکی سے زبردستی شادی کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ اکثر نکاح ثانی ہوتا ہے۔ اس میں لڑکے کی تو حق بجانب ہوتے ہیں اور ظلم کے مرتکب لڑکے کے والدین ہوتے ہیں۔ ہمیشہ لڑکے اور لڑکی کی تعلیم۔ مذاق اور رجحان طبع کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ ورنہ بعد میں ناموافقت طبعی امر ہے۔

شادی کے موقعہ پر کوئی بات مخفی نہ رہنی چاہئے

پانچویں شادی کے موقعہ پر فریقین کو چاہئے کہ ایک دوسرے سے کوئی بات مخفی نہ رکھیں۔ شادی سے قبل اپنی حیثیت کو بڑھا چڑھا کر دکھانا اور بعد میں بیچ میں سے ڈھاک کے تین پات نکلنے۔ بری کی گراں قدر فرمائش اور جہیز کی فضول نمائش اور دیگر بیہودہ رسم و رواج یہ سب بعد میں سخت بدمزگی اور رنجش پیدا کرنے کا موجب ہو جاتے ہیں۔

چھٹے۔ مہر مرد کی حسب حیثیت ہونا ضروری ہے۔ نہ اتنا زیادہ ہو کہ گھر میں کبھی کوڑی نہ ہو اور لاکھوں کا مہر بندھے۔ اور مرتے وقت بخشوایا جائے۔ اور نہ اتنا کم ہو کہ مرد عورت کو باندی کی طرح سمجھ کر جب چاہے [illegible]

ویدک سنسکرت تمام زبانوں کی ماں نہیں

عربی زبان اُم الالسنہ ہے

(مولوی عبدالحق صاحب کے قلم سے)

سلسلہ اشاعت گذشتہ

مہاشہ چیتن دت کے چیلنج پر ایک نظر

مہاشہ چیتن دت صاحب نے علماء دہر کو ایک چیلنج دیا ہے جو قابل داد ہے وہو ہذا "وہ ان لفظوں کے متعلق جو ہمارے اہالیان ملک ہندی لفظوں کو چھوڑ کر عربی فارسی کے الفاظ استعمال کرنا پسند کرتے ہیں۔ میں یہ چیلنج دیتا ہوں کہ اے میرے پیارے بھائیو اگر تم میرے چیلنج کا غلط مطلب نہ سمجھو تو ذیل کے لکھے دس الفاظ کی تشریح دنیا کی زبانوں میں سے کسی زبان کے ذریعہ مادوں کو بتلا کر کرو اگر تم ایسا نہیں کر سکتے جیسا کہ مجھے یقین ہے کہ نہیں کر سکو گے۔ تب فارسی و عربی کے استعمال کو ہندی سنسکرت کے بامعانی الفاظ پر ترجیح نہ دیا کرو۔ ایک محبت کا چیلنج کرنے والے علماء دہر ذیل کے دس لفظوں کی تشریح۔ عورت۔ قلم۔ سشنبہ۔ نماز۔ شغال۔ گدھ۔ آدم۔ بیوہ۔ حصہ۔ اور عاشق"

ایک اصولی غلطی

اس سے پیشتر کہ ہم ان الفاظ کے متعلق مہاشہ جی کے مطالبہ کو پورا کریں۔ ان کی ایک اصولی غلطی کی طرف ہم انہیں پھر توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اسماء اور افعال کے مادوں اور مصادر کی تلاش میں زیادہ سرگرداں نہ ہوں۔ ہم اس مضمون کے ۲ میں ایک فیصلہ کن بحث کر چکے ہیں کہ سنسکرت الفاظ کے مادوں پر بحث کرنے والے یاسک آچاریہ کتس آچاریہ اور شاکپونی وغیرہ مصنفین میں ناقابل اصلاح اختلاف ہے۔ کیا ان فضلاء نے سنسکرت نے ایک ایک لفظ کے متعدد مادے اور مصادر تجویز نہیں کئے، کہ جو دلیل ہے اس امر کی کہ یہ گپ بازی کہیں درست نکلتی ہے تو اکثر غلط بھی ہوتی ہے۔

زبان کی تبدیلی

دوسرا امر جو اس طرز بحث میں قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک زبان جب اپنے مولد و منشا سے نکل کر اور ملکوں میں رواج پاتی ہے تو بسا اوقات اس کی شکل مسخ ہو جاتی ہے کہ جو ماہرین فن کو حیرت اور استعجاب میں ڈال دیتی ہے [illegible] حروف کا باہم تبادلہ ہو جاتا ہے۔ کہیں حروف میں کمی ہو جاتی ہے کہیں زیادتی ہوتی ہے۔ کہیں تقلیب ہوتی ہے کہیں آب و ہوا کی تبدیلی بعض الفاظ کو زبان پر ثقیل کر دیتی ہے اور ان کا صحیح تلفظ بگڑ جاتا ہے۔ کہیں عوام کی جہالت باہر سے آئے ہوئے الفاظ کا ستیاناس کرتی ہے تو کہیں فصحا اور ادبا کے اختیارات کی قینچی چل جاتی ہے۔ کہیں اختلاف مذہب یا مذاہب کا باہمی تعصب الفاظ کے ساتھ دشمنی کر کے ان کے اصل مفہوم کو بدل دیتا ہے اور کہیں اخلاق و سیاست اور قوموں کے عروج و زوال کی نیرنگیاں الفاظ کی لغت میں حیرت انگیز تبدیلیاں کر دیتی ہیں۔ اس لئے اسماء اور افعال اور خصوصاً مسخ شدہ الفاظ کے قطعی اور یقینی مادے بتانا ایک امر محال اور سعی لاطائل ہے اور اور یہ بالکل سچ ہے کہ آپ اس راہ میں دس کی بجائے صرف پانچ قدم ہی چل سکتے ہیں۔ کیونکہ الفاظ اپنے مولد و منشا سے باہر نکل کر اکثر اپنے مروجات اور مستعملات سے مختلف ہو جاتے ہیں مثلاً فارسی زبان کا لفظ دیو[1] اور سنسکرت زبان کا دیو[2] گو شکل و صورت میں ایک ہیں مگر استعمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسی طرح لفظ [illegible][3] سنسکرت کا اور فارسی کا اپنے مفہوم کے لحاظ سے کس قدر مختلف ہے گل (یعنی پھول) فارسی زبان کا لفظ ہے۔ تعجب ہے کہ اردو والے لفظ گلاب ایک خاص پھول کے لئے استعمال کرنے لگے حالانکہ یہ گل اور آب (پانی) یعنی عرق کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ اب کوئی لال بجھکڑ چیلنج دے کہ گلاب جو ایک خاص پھول کا نام ہے اس کا مادہ اور مصدر بتلاؤ اور آگے سے پنڈت جی فوراً گلب یا حل آپ بتلا دیں۔ حقیقت تک پہنچنے کا یہ کوئی قاعدہ نہیں۔ سنسکرت زبان میں ہزارہا الفاظ ایسے موجود ہیں کہ مادوں کی تعیین نہیں ہو سکتی۔ فضلاء کا ان کے مصادر میں اختلاف چلا آیا ہے اور چلا جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ اسماء اور افعال بدولت اور مصادر سے نہیں بنا[illegible] مصادر [illegible] اسماء اور افعال

پنڈت جی کے پیش کردہ الفاظ

اس قدر تصریح کے بعد اب ہم آپ کے پیش کردہ دس الفاظ کو لیتے ہیں اور آپ کو یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ آپ دس میں سے صرف چار الفاظ کو زبان سنسکرت کے قواعد کی بنا پر حل کر سکتے ہیں اور چھ کے متعلق آپ نے محض گپ بازی کی ہے۔ پہلا لفظ عورت کہ جس کو آپ نے سنسکرت کے مادہ وِر (وری) کے پہلے آ لگا کر آورِ مصدر بنایا ہے اور اس سے آورتیہ وضع کیا ہے کہ جس کے معنی ڈھانپنے کی چیز کر کے عورت کا مفہوم پیدا کیا ہے۔ سنسکرت زبان کی کسی لغت میں آورتیہ کے معنی عورت کے نہیں اور یہ لفظ عورت کے لئے بطور اسم جنس استعمال ہوتا ہے اردو میں جو لفظ عورت کا مفہوم ہے وہ تو سنسکرت میں ندارد ہے اور یہ لفظ سنسکرت میں ان معنوں میں استعمال ہوتا ہی نہیں تو آپ کی ساری عمارت فرضی اور خیالی ثابت ہوئی۔ اب رہا یہ امر کہ لغوی معنوں کے اعتبار سے آپ نے اس کو چھپانے کی چیز بتلایا ہے بہت اچھا جب سنسکرت زبان نے کہ جو دیوبانی (الٰہی زبان) ہے عورت کو چھپانے کی چیز یا پردہ میں بیٹھنے والی بتلایا ہے اور جناب پرماتما نے تمہیں اپنی خاص منقار بلاغت سے یہ سمجھایا ہے کہ اس کو پردہ میں چھپا کر رکھو اور لفظ آورتیہ میں جو حرف آ ہے اس نے یہ فائدہ دیا ہے کہ اس کو چاروں طرف سے ایسا چھپاؤ کہ اس کی کوئی چیز ننگی نہ رہے (عورت کیا ہوئی لیٹن کی جائے ہوئی) تو بتلائیے ویدک دھرم میں پردہ کا حکم دیوبانی (الٰہی زبان) سے ثابت ہوا یا نہیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اس قسم کے پردہ کی لعنت ویدک دھرم کی ایجاد ہے۔ لفظ عورت کے یہ لغوی معنے اور سنسکرت زبان کا یہ فلسفہ کہ جو عورت کو سرتاپا ڈبہ میں بند کرنے کی چیز بتلاتا ہے آپ ہی کو مبارک رہے۔ عربی زبان میں لفظ عورت عورت کے لئے مستعمل نہیں بلکہ اس کے معنی مرد اور عورت کے وہ اعضاء ہیں کہ جن کو تہذیب اور شائستگی کا تقاضا ہے کہ چھپایا جائے عورت شق اور سوراخ کو کہتے ہیں اس لئے جسم انسانی کے ہر ایک سوراخ پر اس کا استعمال جائز ہے۔ مگر مجازاً شرمگاہ کے معنوں میں آتا ہے یا خلوت کے وقت کا نام ہے کہ جب آدمی دوسروں سے ملنے سے رکے۔ عورت کا مادہ عربی زبان میں عار ہے کہ جس کے معنی استحیا یعنی رکنے اور شرم کرنے کے ہیں ان اعضاء کے ننگا کرنے سے چونکہ عار یا شرم دامنگیر ہوتی ہے اس لئے ان کو عورت کہا جاتا ہے۔ اسی سے عریانی عاری اور تعری ہیں کہ جس کے معنی ننگ دھڑنگ کے ہیں۔ عورت کے لئے عربی زبان میں امرأۃ اور نساء وغیرہ الفاظ ہیں امرأۃ کہ جس کا مصدر مرؤ ہیں کہ جس کے معنی کامل کرنے اور ان آداب رُوحانی کے ہیں جن کے ملحوظ رکھنے سے انسان اعلیٰ اخلاق اور عادات جمیلہ سے واقف ہو جاتا ہے۔ (والادب نفسانیۃ تحمل مراعاتہا الانسان علی الوقوف عند محاسن الاخلاق وجمیل العادات۔ دیکھو لغت المصباح) پس عربی زبان میں امرأۃ کے معنی اس رُوحانی شے کے ہیں کہ جس کے ساتھ انسان اعلیٰ اخلاق اور عادات جمیلہ کو حاصل کر سکتا ہے اور وہ انسان کو اس کے کمال پر پہنچاتی ہے۔ اس لئے مرء اور امرأۃ زوج اور زوجہ کی طرح (کہ جن کے معنی ایک دوسرے کے ساتھی کے ہیں) مرد اور عورت دونوں کا نام ہے کہ جو ایک دوسرے کے اخلاق اور عادات کی تکمیل کرتے ہیں اور یہی غرض ان دونوں کے مرد اور عورت پیدا کرنے سے ہے نہ یہ کہ ویدک دھرم کی طرح عورت چھپانے کی اور مرد ظاہر کرنے کی چیز ہے لغت سنسکرت کی گپ بازی اور عربی زبان کے فلسفہ لغت پر غور کر کے اور پرماتما کو حاضر ناظر جان کر بتلاؤ کہ الہامی زبان اور ام الالسنہ عربی زبان ہے یا سنسکرت؟

(باقی باقی)

—— پیرس ۲۵ اکتوبر۔ فرانسیسی یونیورسٹیوں میں تعلیم پانے کے لئے ۱۲۳ ایرانی طلبا پیرس میں پہنچ گئے ہیں۔

—— معزز معاصر الجمعیۃ دہلی رقمطراز ہے کہ ایران میں عیسائیت کی تبلیغ نہایت زور شور سے ہو رہی ہے۔ دھڑا دھڑ گرجے تعمیر ہو رہے ہیں۔ اور آئندہ سال کے لئے ۱۲ کروڑ روپیہ منظور ہوا ہے

[illegible] نہیں۔ یہ خدا جانے کہاں سے آیا اور کیوں شرعی مہر کہلانے لگا۔ مہر کا مطلب ہے عورت کے حقوق کی حفاظت۔ اس لئے اس قدر ہونا چاہئے کہ مرد اس کو ادا کر سکے۔ اور اگر مرد بدسلوک کرے تو عورت [illegible]

مراسلات

واپس احمدیت میں

مکرم محترم حضرت قبلہ جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ نہایت ادب سے التماس ہے ۱۹۱۴ء میں نیازمند کو جناب کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل ہؤا تھا۔ ۱۹۱۹ء تک تو میرا عقیدہ بالکل صاف رہا مگر اخیر سال رواں میں میرے ایک بہت ہی عزیز دوست حضرت مولانا قبلہ قاضی عبداللہ صاحب ساکن کھیاں ریاست اب راولپنڈی میرے غریب خانہ میں تشریف لے گئے کیونکہ ان دنوں میں میرا قیام راولپنڈی میں تھا۔ صاحب موصوف آٹھ دس روز میرے پاس مقیم رہے۔ وقتاً فوقتاً بلا ضرورت احمدیت میں میرے ساتھ بحث مباحثہ فرماتے رہے۔ چونکہ علم دینیات میرا بہت ہی محدود تھا۔ ہر جگہ اور ہر مقام سے میری زبان بندی کر دیتے تھے جناب حضرت مرزا صاحب کی اپنی کتابوں کی عبارات دکھا کر جناب قاضی صاحب نے میرے عقیدہ میں کچھ تغیر پیدا کر دیا۔ جس کے بعد میں اسی تلاش میں سرگردان پھرتا رہا جگہ جگہ حضرات صوفیائے کرام کی زیارتیں بھی نصیب ہوتی رہیں۔ کچھ الٹے کا ٹھاٹ نظارہ نظر آتا رہا۔ کہیں سے کچھ بھی میسر نہ ہؤا۔ جہاں دیکھا ہر سال میں دو تین عرسوں کے نام روپیہ جمع ہو رہا ہے۔ خوبصورت مکانات اور ان کے فرنیچر یا خالی کھوہ تیار ہونے کے سوا کچھ نہ دیکھا کوئی سائل مارا خدا آ جائے تو اس کو اس رنگ میں ٹال دیا جاتا ہے کہ بابا اگر تمہاری مدد کریں تو لنگر جو ہماری آمدنی کا ذریعہ بنا ہؤا ہے۔ اس کو کون پورا کرے گا۔ اگر کوئی موٹی اسامی کہیں سے بدقسمتی سے آن پھنسی تو رات مجاوروں کو قسم قسم کے اشارے ہوتے ہیں صبح اٹھتے ہی بھرے دربار میں بیان فرما کر نو وارد مسافر کو دیوانہ بنا دیتے ہیں۔ اگر کوئی اسلام قبول کرنے کے لئے ہندو آ کر عرض کرے کہ قبلہ میری زندگی کے گذارے کا کیا سبب ہوگا تو بجواب حضرت صاحب فرماد دیتے ہیں کہ بھائی اسلام میں کوئی خاص کمی تو نہیں۔ اگر مسلمان بننے کی ضرورت ہو تو لنگر میں لکڑی لایا کرو۔ دو وقت تمہیں روٹی مل جایا کرے گی۔ جس کی طاقت گٹھڑ اٹھانے کی ہوئی وہ تو مشرف باسلام ہو جاتا ہے ورنہ مجبوراً جہالت میں زمانہ زندگی گذارنا پڑتا ہے۔ گناہ صوفیائے کرام کے سر پر۔ اگر کوئی یورپین گورا آ جائے تو اس کے متعلق فوراً ڈپٹی کمشنر کو تار دیکر خوش کر دینا شیوہ ہے۔ سجادہ نشین صاحب کی یہ حالت کہ کسی کو خان بہادری کی فکر کسی کو مربعوں کا شوق کسی کو حکام کی دوستی کا جنون کسی کو موٹر پر بیٹھ کر بازاروں میں گشت لگانے کا مزہ۔ کہیں نہ دیکھا کہ پائی بھی اس ناجائز وصولی سے اشاعت اسلام کے خرچ میں صرف ہو۔ اور یہی خیراتی لنگر سوائے اس کے کہ جو پیسے پورے دینے والا مرید آیا اس کی روٹی جائے قیام سب اعلیٰ چارمجاور پیٹ کے گولے خدمت کے لئے جس مرید سے آمدنی کم ہوئی اس کے لئے دال روٹی کونمرے نہ جیئے۔ بالکل مفلس کے لئے کھلی سڑک احمدیت کا مسئلہ کسی جگہ چھیڑ دو تو کافر کہہ دینا ایک مسلمان کیلئے بالکل معمولی ہے۔ ساتھ ہی مریدوں کے سامنے یہ بھی کہہ دینا کہ احمدی جماعت گورنمنٹ کی مخبر ہے۔ خلافت کے زمانہ میں فدائی اور قوم کی کوئی خدمت نہیں کی۔ اگر صوفیائے کرام سے کوئی پوچھ بیٹھے کہ حضرت آپ نے اس زمانہ میں کیا ثبوت پیش کیا ہے بجواب کہتے ہیں بھائی صاحب ہماری پوزیشن کوئی ظفر علی خان جیسی تو نہیں جن کو نہ دولت کی پرواہ نہ قید کا کھٹکا۔ ہم اگر ایسا فعل کر بھی بیٹھیں تو لاکھوں مریدوں کا کون ذمہ دار ہوگا۔ جن کی زندگی کا دارومدار ہمارے ساتھ ہے۔ ہمارا خزانہ ایک قسم کا بیت المال ہے۔ خلافتی لوگوں کے خزانے اپنے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ بجواب اگر کہا جائے کہ اپنی پیدا کردہ دولت تو بہت ہی عزیز ہوتی ہے بمقابلہ ایسے بیت المال کے جو ناجائز جمع ہو کر اسراف پر خرچ ہوتا ہے تو اس کا جواب صوفی صاحب کے پاس اسی قدر ہوتا ہے کہ یہ خاص راز ہیں۔ تم لوگوں کو اس کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ اس بات کو صوفیائے کرام ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب یہ سوال کر بیٹھے کہ جناب احمدیوں نے تو خدا اور قوم کی وہ خدمت کر دکھائی ہے جس کے تخم کا پھل تا قیامت پھلتا پھولتا رہے گا۔ تمام یورپ کے اندر ایسے ایسے کفرستانوں میں مسجدیں قائم کر دی ہیں جہاں خدا رسول کا نام لینا بھی جرم بلکہ قابل مضحکہ سمجھا رسالت سے واقف اور کے مشرف باسلام کیا کہ جن کو سلام بھی کرنا آپ اور ہمارے جیسے لوگوں کے لئے ایک مشکل امر تھا۔ پھر قرآن کریم کو ان کی اپنی زبان میں تیار کرکے یورپ کے گھر گھر پہنچا دیا۔ جس کی تلاوت، ہر گھر میں بجائے گرجوں کے لازم قرار دی جا رہی ہے۔ احمدیوں نے تو وہ تلوار ماری ہے کہ جس کا زخم تا قیامت اچھا نہیں ہو سکتا۔ اگر میاں محمود احمد صاحب قادیان مثل یوسف کے بھائیوں کے احمدی جماعت کو نیست و نابود کرنے کے شغل میں نہ لگ پڑتے تو آج اس جماعت کا جھنڈا یورپ کے گھر گھر لہراتا نظر آتا۔ مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۲۸ء کے پیغام صلح میں ایک خط محمد اسلم خاں مروان ملاحظہ سے گذرا جو کہ قبلہ مولانا صدر الدین صاحب کے نام برلن سے انہوں نے لکھا ہے برلن کے مسجد کے میناروں کی تعریف کو پڑھ کر حیرت ہوئی کہ خدا نے اپنے بندوں کو کس قدر زبردست طاقت بخشی ہے اگر دشمنان جماعت [illegible] جماعت پر حملہ [illegible] ان کے ساتھ متفق ہو کر خدا اور رسول کی خوبیوں کو یورپ میں دکھائیں تو بفضل خدا بہت ہی نزدیک ہے وہ وقت کہ یورپ کے گھر گھر اسلام کا ڈنکا بجے۔ اور وہ ہندوستانی مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھیں۔ غرض عرصہ نو سال کی چھان بین کے بعد چار ناچار مجھے اسی جماعت کے عقیدہ پر پھر آنا پڑا۔ جنہوں نے میرے سچے رسول کے دین کو گھر گھر روشن کیا میرے خاندان کے سات ٹرکس جماعت پر قربان ہو رہے ہیں۔ ان سب کا اندراج جماعت کے غلاموں میں کر دیا جائے۔ اور ہمارے لئے دل سے دعا فرمائیں کہ خدا عالمین ہمیں تازیست معہ تمام اپنے خاندان اس رستہ پر قائم رکھے جس کے آپ شیدا ہیں۔ میں جناب حضرت مرزا صاحب کو نہ نبی مانوں گا نہ اس بات کا قائل ہوں کہ ان کو نبوت ملی۔ ہاں ان کو ایک سچا مجدد سمجھتا ہوں۔ انہوں نے اشاعت اسلام کا نہایت اعلیٰ کام کیا ہے۔ جو دن بدن بڑھتے بڑھتے یورپ کے کفرستانوں پر جا پہنچا۔ فی الحقیقت ایک مجدد کی روحانی طاقت ایسی ہی ہونی چاہیئے جیسا کہ صاحب موصوف کو پروردگار نے عطا فرمائی۔ زیادہ دنیاز

ایک ناچیز مرید احمدیت
ضرغام اللہ خاں سابق مشیر مال ریاست (

خبریں

— معلوم ہؤا کہ بھائی پرمانند نے جنوبی افریقہ جانیکا ارادہ ترک کر دیا ہے

— بنارس ۲۹ر اکتوبر عنقریب آل انڈیا برہمن مہاسبھا کا اجلاس زیر صدارت مہاراجہ بنارس ہوگا جس میں بچپن کی شادی کے متعلق شاردا ایل کی مخالفت کی جائے گی۔

— لندن ۳۰ر اکتوبر۔ حکومت ایران نے اپنے ملک کے ایک سو طلباء کو مغرب میں تعلیم دلانے کے لئے تیس ہزار پونڈ منظور کیا ہے

— مسلمانان پانی پت نے ایک جلسہ عام میں نہرو رپورٹ کے متعلق اظہار نفرت کیا۔

— نیویارک ۲۷ر اکتوبر۔ مسز سروجنی نیڈو آج یہاں پہنچ گئی ہیں۔

— لاہور ۲۸ر اکتوبر سائمن کمیشن اور سنٹرل کمیٹی کے ممبروں کے اعزاز میں میاں سر محمد شفیع نے ۲ر نومبر کو ایک ٹی پارٹی دینے کا فیصلہ کیا ہے

— قسطنطنیہ ۲۴ر اکتوبر اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ ایران خصوصاً طہران میں انقلابی تحریک زور پکڑ رہی ہے، حکومت ایران صورت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے افواج کو طہران بھیج رہی ہے۔ انقلابی تحریک کا سب سے بڑا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ٹیکس بڑھا دیئے گئے ہیں۔

— افغانستان میں ایک منظم محکمہ اطلاعات قائم کیا گیا ہے جو غیر ممالک کے متعلق خبروں کی اشاعت کی نگرانی کرے گا۔ اور واقعات کو صحیح صورت میں افغان پبلک کے سامنے رکھا کریگا۔

— شاہ افغانستان نے اعلان کیا ہے کہ تمام اصلاحات شریعت اسلامی کے مطابق عمل میں لائی جائے گی تاکہ ملک سیدھی راہ پر چل کر مضبوط اور توانا ہو۔

— دہلی ۲۹ر اکتوبر۔ معلوم ہؤا ہے کہ ہندوستانی ریاستوں کے متعلق بٹلر کمیٹی کی رپورٹ ایک ماہ تک مکمل ہو جائے گی۔ لیکن جلدی شائع نہ ہو سکے گی مگر وزیر ہند کے سامنے پیش کر دی جائیگی اور سائمن کمیشن کی رپورٹ پیش ہونے تک اس پر غور کیا جائے گا اس سلسلے میں وائسرائے کی لنڈن میں موجودگی ضروری ہوگی تاکہ وہ اس کے متعلق کوئی مشورہ دے سکیں۔

افغانستان میں اخبارات کی تعداد روز بروز ترقی پر ہے [illegible] کل تقریباً سترہ اخبار [illegible] ان اصحاب [illegible] وغیرہ مراعلے

— سرکاری اعلان ہؤا ہے کہ لاہور کے حادثہ بم کے مجرم کا سراغ لگانے والے کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

— ابھی تک اس حادثہ کے مجرم کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔

— حکومت مصر نے محمد ایم مصطفیٰ اسسٹنٹ افسر محکمہ آبرسانی کو بنگال میں محکمہ آبرسانی کا مطالعہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

— گاندھی نے اپنی مشہور خانقاہ ستیاگرہ آشرم احمدآباد کے قوانین میں بہت سی تبدیلی کر دی ہے بعض سخت قیود کو اڑوا دیا گیا ہے اور اس کا نام بدل کر "صنعت گھر" رکھ دیا گیا ہے

— خیال کیا جاتا ہے کہ امسال علم طبعیات کا نوبل پرائیز کسی مشرقی عالم کو ملے گا۔ اس سلسلے میں بعض ہندوستانی اور جاپانی پروفیسرں کے نام لئے جاتے ہیں۔

— امسال پنجاب پوسٹ مین کانفرنس کا چوتھا اجلاس ۲ر۳ر۴ر نومبر کو امرتسر میں منعقد ہوگا۔

— کلکتہ ۲۶ر اکتوبر آج رات حکومت ہند کے لاممبر مسٹر ایس۔ آر داس حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔

— ایک مصری اخبار رقمطراز ہے کہ احمد زوغو شاہ البانیہ کے خلاف۔ ایک سازش کا انکشاف ہؤا ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ جنگی عدالت نے گیارہ ملزموں کو سازش کے الزام میں سزائے موت کا حکم دیا ہے۔

— بصرہ ۲۳ر اکتوبر۔ کل گورنر جنرل خوزستان نے محمرہ کے مقام پر رضاشاہ پہلوی کے [illegible] کی نقاب کشائی جو مقامی باشندوں کے چندہ تعمیر کیا گیا تھا۔

— مشہور آریہ سماجی لیڈر ڈاکٹر کے۔ ڈی شاستری (دہلی) کا انتقال ہو گیا ہے۔

— شاہ افغانستان نے ایک تقریر کے دوران میں فرمایا کہ بعض معترضین مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ سیاحت یورپ کی وجہ سے میں نے خزانہ عامرہ پر بوجھ ڈالا ہے لیکن ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میرے اس سفر پر تقریباً دو لاکھ روپیہ صرف ہؤا لیکن مختلف دول یورپ نے جو تحائف پیش کی ان کی قیمت چھ کروڑ روپے ہے۔

— لالہ لاجپت رائے نے آگرہ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ گذشتہ پانچ چھ سال میں برلا خاندان نے اچھوت ادھار کے لئے پچاس لاکھ روپیہ دیا۔

پیغام صلح۔ مسلمان اس خبر کو ذرا غور سے پڑھیں۔

— بیروت ۴ ۲ر دسمبر۔ دمشق سے لوگوں نے حکومت فرانس کو ایک برقی پیغام بھیجا ہے جس میں دمشق کے اندر ایک لاکھ ارمنوں کو لاکر آباد کرنے کی تجویز کے خلاف زبردست احتجاج کیا گیا تھا۔

— لاہور ۲۸ر اکتوبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ پولیس کو لاہور کے حادثہ بم کے مجرم کا سراغ مل گیا ہے۔

— دہلی ۲۸ر اکتوبر۔ آج وائسرائے بہادر دہلی پہنچ گئے ہیں۔

— پونا ۲۷ر اکتوبر۔ مسٹر رفیع الدین احمد وزیر کی شہادت کے بعد سائمن کمیشن کی جائنٹ دی کانفرنس آج ختم ہو گئی معلوم ہؤا ہے کہ وزیر موصوف نے جداگانہ نہایت کی حمایت کی ہے اور کہا ہے کہ احاطہ بمبئی کے مسلمانوں کو ۳۱ فیصدی نشستیں ضرور ملنی چاہئیں۔

— معزول مہاراجہ نابھہ کی دختر مہارانی کلیہ نے اپنے سر کے بال جدید فیشن مطابق ترشوا دیئے ہیں۔ غالباً سکھ خواتین میں یہ پہلی مثال ہے۔ اخبار ریاست دہلی رقمطراز ہے کہ مہاراجہ نابھہ نے ان کے اس فعل پر سخت اظہار ناراضگی کیا۔

— انڈین نیشنل کانگریس کی لندن کی شاخ خوب ترقی کر رہی ہے اور اس کا اثر اور دائرہ عمل روز بروز زیادہ وسیع ہو رہا ہے۔

— اٹلی کے درباری حلقوں میں یہ افواہ گرم ہے کہ شاہ اطالیہ پارلیمنٹ کی تنسیخ کے بعد تخت سے دستبردار ہو جائیں گے۔

— چین میں ابتدائی تعلیم لازمی کر دی گئی ہے۔

— اس خبر میں کوئی صداقت نہیں کہ شاہ افغانستان کے بھائی سردار عنایت اللہ خاں کو بغاوت کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا ہے شاہ موصوف اور عنایت اللہ خاں کے تعلقات نہایت اچھے ہیں اور عنقریب ان کو کسی صوبہ کا گورنر بنائے جانے کے متعلق غور ہو رہا ہے

[illegible] نئے کارخانے

اخبار "پیغام صلح" کے خریدار بن جائیے

پیغام صلح ہندوستان میں بہترین سہ روزہ تبلیغی اصلاحی اور اتحاد اسلامی کا علمبردار ہے
پیغام صلح میں نہایت دلچسپ مدلل اور موثر مضامین شائع ہوتے ہیں۔
پیغام صلح میں ہندوستان کے بہترین ارباب قلم مضامین لکھتے ہیں۔
پیغام صلح میں معترضین اسلام کے اعتراضات کا نہایت تسلی بخش طریق پر جواب دیا جاتا ہے اور اسلامی تعلیم کو نہایت دلکش طریق پر پیش کیا جاتا ہے۔
پیغام صلح مسلمانوں کو مذاہب غیر کی تبلیغی سرگرمیوں سے خبردار کرتا ہے اور ان کی قومی ضروریات کی طرف توجہ دلاتا ہے۔
پیغام صلح کی ہر اشاعت میں دنیا بھر کی تازہ خبروں کا خلاصہ شائع ہوتا ہے۔
پیغام صلح کو مسلمانوں کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ بیحد پسند کرتا ہے اس کے مضامین سلیس ہوتے ہیں جن سے بچے اور عورتیں بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں لکھائی چھپائی کاغذ سب اعلیٰ سائز ۲۲×۱۸ آپ آج ہی نمونہ کے لئے خط لکھ دیجئے، سالانہ قیمت چھ روپے ششماہی تین روپے سہ ماہی ۱۰۰ روپے۔ طلباء سے چار روپے سالانہ ممالک غیر سے پندرہ شلنگ سالانہ۔ نمونہ مفت۔

دہلی کا سب سے سستا اور سب سے اچھا باتصویر

رسالہ پیشوا خریدیے

کیونکہ اس میں ہر مہینے قرآن پاک کی بے نظیر تفسیر شائع ہوتی ہے۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے حدیث کا درس دیا جاتا ہے۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے فقہ اسلامی کے مسائل بڑی خوبی سے بیان کئے جاتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے مثنوی مولانا روم کی صوفیانہ شرح ہوتی ہے۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے خیام کی دلچسپ رباعیوں کی عارفانہ شرح لکھی جاتی ہے۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے اخلاق و مذہب تبلیغ اسلام اور تصوف کے دلکش مضامین شائع ہوتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے عورتوں کے متعلق نہایت مفید اصلاحی مضامین ہوتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے بچوں کی تربیت کے لئے مفید اصلاحی پروگرام ہوتا ہے۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے شریر اور دشمن قوم لیڈروں کے عریاں فوٹو پیش کئے جاتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے نہایت پسندیدہ بیلے ادبی مضامین درج کئے جاتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے اہم واقعات درج ہوتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے متعدد سبق آموز افسانے ضرور ہوتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے مشاہیر اسلام کی سوانحعمریاں شائع کی جاتی ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے ملک کے اہم واقعات پر بے لاگ رائے زنی ہوتی ہے۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے ہندوستان کے مسلمان مشاہیر کے حالات باتصویر شائع ہوتے ہیں۔
کیونکہ اس میں ہر مہینے ایک درجن ہاف ٹون عکسی بلاک کی تصاویر اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر شائع ہوتی ہیں۔
کیونکہ اس کا کاغذ سفید ولایتی چکنا اور اس کی کتابت و طباعت دیدہ زیب ہے۔
کیونکہ اس کے اکثر مضامین مشاہیر اہل قلم کو معاوضہ دے کر لکھوائے جاتے ہیں۔
کیونکہ اس کی قیمت ان خوبیوں کے باوجود صرف دو روپے (عہ) سالانہ ہے۔
نمونہ کا پرچہ صرف دو آنے (۲) کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔

المشتہر

منیجر رسالہ پیشوا دہلی

زکام ۔ کھانسی و دمہ (خشک و تر)

یہ موذی امراض جو برسوں انسان کو گھن کی طرح کھاتی رہتی ہیں۔ اور اگرچہ جب جاویں۔ مگر جڑھ نہیں چھوڑتیں۔ ان کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے واسطے کوئی نو دوید بھوشن پنڈت ٹھاکردت شرما وید موجد امرت دھارا نے بہت تجربوں کے بعد مندرجہ ذیل ادویات کو تیار کیا ہے۔ جو ہزاروں کو صحت یاب کرچکی ہیں!

گولی کھانسی نئی کھانسی کے واسطے جبکہ وہ خشک ہو اور گلے میں خراش ہو اکسیر ہے قیمت ۶۰ گولی ایک روپیہ (عہ) نمونہ ۲ر

گولی کھانسی روشنی نئی کھانسی کے واسطے جبکہ یہ تر ہو قیمت ایک روپیہ (عہ) نمونہ چار آنے

اکسیر بدن یہ مستقل دوا ہے۔ بلغمی خشک یا دونوں قسم کی کھانسی یا دمہ کو بیخ و بن سے اکھیڑتی ہے آرام آہستہ آہستہ ہوتا ہے مگر مستقل و طاقت جسم کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہے تپ دق کی کھانسی کو بھی مفید ہے ایک صحت یاب مریض نے لکھا کہ آپ گناہ کرتے ہیں جو زیادہ مشتہر اس دوائی کا نہیں کرتے

کف کیتورس نزلہ و زکام ہو یا پرانی کھانسی ... قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ نصف ۱۲ر

صدری پرانی کھانسی ... اگر کچھ دواسی زبر ہی ... قیمت

میتھو کھانسی نئی ہو یا پرانی کو مفید ہے خاص کر جبکہ بھوک کم لگتی ہو جسم کمزور ہو ... قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ

جیاگنکا یہ دوائی بلغمی دمہ یا پرانی کھانسی کے واسطے ہے خاص کر جبکہ قبض ساتھ ہو ... عمر کے بعد تر اکسیر ہے۔ یہ گولیاں ... اجیرن۔ اروچی بسنگرہنی۔ درد شقیقہ

راحت دنکم وغیرہ کو نافع ہیں قیمت ۳۲ گولی دو روپے (عہ) نمونہ ... کھانسی۔ دمہ بلغمی و تر دونوں کے واسطے نئی دوائی تیار ہوئی ہے۔ اکثر سات دن کے اندر آرام آجاتا ہے خوراک ایک ایک گولی صبح و شام قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

مربہ دمہ خشک کو تو ہے یا پرانے نیز کھانسی کو مفید ہے۔ قیمت ۳۲ گولی دو روپے (عہ)

چون راش اولیہ ... کی کھانسی میں ... جسم کو ... طاقت بڑھاتا ہے گرم مزاجوں کے موافق ہے قیمت فی پاؤ دو روپے بارہ آنہ

نوٹ: امرت دھارا ہر مرض کو اکسیر ہے ان ادویات کے ساتھ اگر بطور غذا جاری رکھیں تو ہاضمہ کو مدد دیتی ہے اور کھانسی وغیرہ سب کو مفید ہے قیمت فی شیشی ... نصف ... نمونہ

خط و کتابت و تار کا پتہ

امرت دھارا۔ لاہور المشتہر: منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ۔ لاہور

جلد ۱۶ | لاہور یوم سہ شنبہ ۲۲ رجمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۷۶

مسیحیت کی تاریخ حریت کا ایک خونی ورق

پاپائیت کے مظالم مصلحین مذہب پر

ذیل کا مضمون جو سید یامین ہاشمی ایم اے ایل ایل بی وکیل لکھنؤ کے ایک مضمون کا اقتباس ہے۔ ان مسیحی مبلغین کے غور اور توجہ کے قابل ہے جو مسیحیت کو صلح و امن کا مذہب قرار دیتے اور اسلام پر جبر و تعدی کا الزام لگانے کے عادی ہیں:۔ (ملایڈ)

انجیل کے ترجمہ کی مخالفت

تیرہویں اور چودھویں صدی میں مسیحی مذہب پر کاہنوں کا اس درجہ تسلط تھا جس سے مفر کی کوئی صورت ہی نظر نہ آتی تھی۔ گویا علم و مذہب کا انہوں نے ٹھیکہ لے رکھا تھا جس سے بجز ان کے اور کوئی مذہبی علوم سیکھنے کا مجاز نہ تھا۔ خود غرضی نے ان کی آنکھوں پر کچھ اس طرح پردے ڈال دیئے تھے کہ جب انجیل مقدس کا ترجمہ لاطینی زبان سے ملکی زبان میں کیا جانے لگا تو ایک کثیر گروہ نے مخالفت کی۔ ظاہراً ان کے جو کچھ بھی عذرات رہے ہوں۔ لیکن واقعتاً بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ لوگ مذہب سے واقف ہو کر ان کی کورانہ تقلید سے باہر ہو جائیں گے اور ان کی سیادت اور روزی میں فرق آجائے گا۔

پاپائیت کے مظالم

چارلس پنجم کے دور حکومت میں پاپائیت نے وہ مظالم کئے ہیں۔ کہ ان کے تصور سے دل لرز جاتا ہے۔ جسم کے ہر حصہ کو کاٹ ڈالا جاتا تھا۔ علانیہ بازار میں کوڑے لگائے جاتے تھے۔ لوگ آگ میں زندہ ڈال دیئے جاتے تھے۔ مگر حق و صداقت کا بھی عجیب فلسفہ ہے۔ اسے جتنا دبایا جائے اتنا ہی ابھرتا ہے۔ حق پرستوں پر جتنے بھی مظالم کئے جائیں اسی قدر انہیں جرأت حاصل ہوتی ہے۔ جبر ہمت افزا ہوتا ہے۔ اور ظلم جرأت آموز۔ حق اگر اپنی قوم سے دو قدم بڑھتا ہے تو ظلم کی قوت معارضہ اسے دس قدم پیچھے دبا کر آگے کھینچ لاتی ہے۔ حق و باطل کی کشمکش نہایت پرلطف ہوتی ہے۔ مختلف متضاد کیفیات حق کی ممد ہوتی ہیں۔ اور وہ نہایت مسرت

سزا دہی کے عجیب و غریب طریقے

پاپائیت نے اصلاح پسندوں کی سرکوبی کی بے انتہا کوششیں کیں۔ مجرمین کی سزا دہی کے عجیب و غریب طریقے اختراع کئے گئے۔ ملزم پہلے گرم اور سرخ لوہے سے جلایا جاتا تھا۔ اس پر بھی اگر وہ اقبال جرم نہ کرتا تو کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیا جاتا۔ اور اقرار گناہ کے بعد اس کے جسم سے کپڑے اتار دیئے جاتے تھے۔ اور شہد کی مکھیوں کے چھتے اس پر ڈال دیئے جاتے تھے۔ یہ سزائیں اگر اس کی موت کے لئے کافی نہ ہوتیں تو آگ کے شعلے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیتے۔ کبھی کبھی ایسی اعضا شکن مشینیں استعمال کی جاتیں جو رفتہ رفتہ انسان کی تمام ہڈیاں چور چور کر دیتیں۔

اعلان جبر و تعدی

چارلس کے بیٹے فلپ کی تخت نشینی کے بعد تھوڑے عرصہ تک مصلحتاً ان مظالم کو ملتوی رکھا۔ اور پھر اسی سابقہ جبر و تعدی کی تجدید کر دی۔ جو ۱۵۵۰ء میں نافذ ہوا تھا۔ اس اعلان کی چند دفعات ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہیں۔

(۱) مارٹن لوتھر کی تصنیف کردہ کتب کا رکھنا۔ پڑھنا۔ پڑھانا۔ بیچنا خریدنا غرض کسی قسم کی دلچسپی لینا جرم ہے۔

(۲) انجیل مقدس کے متعلق کسی قسم کی گفتگو۔ بحث و مباحثہ۔ درس و تدریس۔ تشریح و توضیح بغیر اجازت جرم ہے۔

(۳) ملحدوں کی اعانت۔ ان سے تعلق رکھنا۔ ان کی ضیافت۔ ان کو آگ دینا وغیرہ جرم ہے۔

(۴) مذکورہ بالا جرائم کے مرتکب معین یا مشتبہ کو حسب ذیل سزائیں دی جائیں گی۔

الف۔ ذکور تلوار سے قتل کئے جائیں گے۔

ب۔ عورتیں زندہ دفن کی جائیں گی۔ اور اگر وہ اپنی سزا یابی پر ذرہ برابر ناخوشی کا اظہار کریں گی تو انہیں جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

(۵) جن لوگوں کو ملحدوں سے جا ملنے کا یقین ہو۔ ان کی گفتگو۔ ان کی عبادت ان کے اٹھنے بیٹھنے سے واقفیت ہو اور وہ باہتمام عدالت کو آگاہ نہ کریں تو وہ بھی ملحدوں کے معین سمجھے جائیں گے۔ اور وہ بھی اسی سزا کے مستوجب ہوں گے۔

(۶) مخبروں کو ملحدوں کی ضبط شدہ جائداد کا نصف حصہ دیا جائے گا

شہیدان مذہب کا جرم

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے اس کی بابت کچھ تو واقفیت مذکورہ جملوں سے ہوگا۔

”شہیدان مذہب کا جرم صرف یہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے پاس انجیل مقدس کا نسخہ رکھتے تھے۔ وہ بلاجھجک آپس میں مذہبی گفتگو کرتے تھے۔ اور لوتھر کو گردن زدنی نہیں جانتے تھے۔ وہ ان راہبوں کو برا جانتے تھے جو کچھ نقد وصول کر کے قتل و زنا کے اجازت نامے عطا کرتے تھے۔“

یہ تھا وہ انعام جو فلپ نے اہالیان نذرلینڈ کو ان کی جنگی خدمات وفاداری کے صلے میں عطا کیا تھا۔

مذہبی عدالتوں کے واقعات

مذہبی عدالتوں کے مظالم اور جبر و تعدی فوجی قیام سے زیادہ تکلیف دہ تھیں۔ مذہبی عدالتوں کے چند واقعات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اس سے ناظرین کو اندازہ ہو جائے گا کہ پاپائیت نے مذہب کے پردہ میں کیسے ناپاک اور شنیع حرکات کا ارتکاب کیا ہے۔

(۱) ایک مدرس پر یہ جرم عائد کیا گیا کہ وہ انجیل پڑھاتا ہے۔ مدرس مذہبی عدالت کے سامنے لایا گیا۔

ملزم ”اگر میں مجرم ہوں تو میرا مقدمہ باضابطہ ملکی عدالت میں پیش کیا جائے میں اس عدالت کو تسلیم نہیں کرتا۔

جج۔ تم میرے قیدی ہو اور تم اس عدالت سے سزا پاؤ گے۔ بہرحال اگر تم توبہ کر لو تو رہا کر دیئے جاؤ گے۔“

قیدی نے انکار کیا۔

جج ”کیا تمہیں اپنے اہل و عیال سے محبت نہیں؟

ملزم ”خدا میرا گواہ ہے کہ میں دنیا کی تمام مصیبتیں برداشت کر سکتا ہوں لیکن اپنے اہل و عیال کو نہیں چھوڑ سکتا۔ مگر میرے اہل و عیال بھی مجھے میرے خدا سے جدا نہیں کر سکتے۔“

جج نے سزا کا حکم سنا دیا۔ ملزم کے اعضا پتھروں سے کچل ڈالے گئے اور پھر اس کو جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا گیا۔

(۲) بلاس نامی ایک ... فروش نے پادریوں کے مجمع میں گھس کر ایک کاہن کے ہاتھوں سے ”مقدس روٹی“ چھین لی۔ اور پاؤں سے کچل ڈالی جس وقت وہ گرفتار کر کے مذہبی عدالت کے سامنے لایا گیا۔ جج نے اس سے توبہ کی درخواست کی۔

بلاس ”میں اپنی حرکت پر مطلق شرمندہ نہیں ہوں۔ بلکہ مجھے نہایت درجہ خوشی ہے کہ خدا نے مجھے اس نیک کام کی توفیق دی۔ میں موت کی مطلق پروا نہیں کرتا۔“

غریب بلاس تین بار سخت اذیتوں میں مبتلا کیا گیا۔ اس کے منہ میں لوہے کا ایک بڑا ٹکڑا ٹھونس دیا گیا۔ اور اس کے ہاتھوں میں رسی باندھ کر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ نمبر ۷۶

ختم نبوت اور قادیان

"نبیوں کی مہر" یا "آخری نبی"

قادیانی پریس کا طریق عمل

"پیغام صلح" کی بعض سابقہ اشاعتوں میں ہم نے میاں صاحب کے عقائد باطلہ پر جو تبصرہ کیا تھا اور یہ دکھایا تھا کہ گزشتہ اٹھارہ سال میں انہوں نے کیا کیا رنگ بدلے ہیں۔ اور کس کس طرح ایک باطل کو سچ ثابت کرنے کے لئے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ ہمارے اس محققانہ مضمون کا جواب تو آج تک قادیانی پریس سے بن نہیں پڑا۔ اور نہ اس کے پاس کوئی معقول جواب ان باتوں کا ہو سکتا ہے۔ لیکن ۳۰ ر اکتوبر ۲۸ء کے "الفضل" میں "اہل پیغام اور خاتم النبیین" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ کہ کس طرح یہ لوگ اصلیت کو توڑ مروڑ کر لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا چاہتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ان دلائل کا جواب دیا جاتا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت کے انقطاع اور آپ کے آخری نبی ہونے پر شاہد ہیں۔ کہیں لغت اور صرف و نحو کے اندر الجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور کہیں صلحائے امت کی عبارات کو قطع و برید کر کے پیش کر دیا جاتا ہے۔ کہ دیکھو فلاں بزرگ نے بھی لکھا ہے کہ صرف تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے مطلق نبوت ختم نہیں ہوئی۔

ختم نبوت اور صلحائے امت

پیشتر اس کے کہ ہم ان جوابات کو دہرائیں جو اس قسم کے دلائل کے ہمیشہ دیئے جاتے رہے ہیں۔ اور لغت۔ صرف و نحو اور صلحائے امت کے اقوال سے یہ ثابت کریں کہ خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے سوا اور کچھ نہیں۔ قادیانی معنوں کو تسلیم کرتے ہوئے ہم ان سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد سلسلہ نبوت ختم نہیں ہوا۔ بلکہ جاری ہے۔ مثلاً اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی مہر کے سوا اور کچھ نہیں تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ آنحضرت کی مہر سے نبی بنا کریں گے۔ کسی لغت نویس۔ کسی صرفی و نحوی عالم یا ان صلحائے امت میں سے جن کے حوالے آئے دن پیش کئے جاتے ہیں۔ کسی ایک نے بھی خاتم النبیین کے اس مفہوم کو تسلیم کیا ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز کسی ایک فرد امت نے بھی اس مفہوم کو تسلیم نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف قادیانیوں کے بیان کردہ معنی کرنے کے باوجود وہ سب کے سب اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تو یہ کس قدر دیدہ دلیری ہے۔ کہ ان کے اقوال کو جن کا مفہوم اور منشا کچھ اور ہے۔ اپنی تائید اور حمایت کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

نبوت اور شریعت

تسلیم کر لیجیے کہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی مہر کے ہیں لیکن اس کا مفہوم آخر کیا ہے۔ کیا اجرائے نبوت؟ وہ تو خاتم الکتب کے بعد جائز ہی نہیں۔ کیونکہ نبوت کی غرض سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ شریعت یا کوئی نئے احکام دیئے جائیں۔ خود حضرت مسیح موعود صاف طور پر فرماتے ہیں:-

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا [illegible]

صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا" (تریاق القلوب)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود حضرت مسیح موعود کے نزدیک صرف صاحب شریعت ہی نبی ہو سکتا ہے۔ اس کے سوا ملہم اور محدث ہونگے نبی شریعت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ پس قادیانی اصحاب کو لغت کی طرف جانے سے پیشتر اس اصول کو طے کرنا چاہیے کہ آیا غیر صاحب شریعت نبی ہو سکتا ہے؟ ہم قرآن۔ حدیث۔ ائمہ اسلام اور حضرت مسیح موعود کے اقوال سے ہم یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں کہ صرف صاحب شریعت ہی نبی ہو سکتا ہے۔ غیر صاحب شریعت نبی نہیں ہو سکتا تو پھر سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ قرآن جیسی جامع و کامل شریعت کے آجانے کے بعد نبوت کی ضرورت کہاں باقی ہے؟ یا تو یہ کہا جائے کہ قرآن خاتم الکتب نہیں۔ اور اس کے بعد بھی کوئی اور احکام آنے ضروری ہیں۔ اگر یہ نہیں تو سو دفعہ خاتم النبیین کے "نبیوں کی مہر" کرو قرآن کے ہوتے ہوئے اس کا یہ مفہوم لینا غلط ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر سے اس امت میں نبی بنا کریں گے۔

ختم نبوت پر واقعات کی شہادت

آنحضرت صلعم کی مہر سے نبی بننے کا مفہوم ایک ایسی بات ہے۔ کہ واقعات اس کے صریح طور پر مخالف ہیں۔ کیونکہ اس قدر تو خود قادیانی جماعت کو بھی مسلم ہے کہ گزشتہ تیرہ سو سال میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر نے ایک شخص کو بھی نبی نہیں بنایا۔ صرف ایک نبی اب تک ہوا ہے۔ آئندہ کا حال بقول میاں صاحب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ اگر آئندہ بھی کسی کے نبی بننے کے لئے تیرہ سو سال کی مدت بکار ہے تو "نبیوں کی مہر" کو بیکار سمجھئے کیونکہ حضرت مسیح موعود نے اس دنیا کی عمر سات ہزار سال بتائی ہے۔ اور بقول آپ کے یہ ساتواں ہزار جا رہا ہے۔ اس لئے تیرہ سو سال کا زمانہ شاید قیامت کے بعد کا زمانہ ہوگا۔ جو قادیانیوں کے نزدیک لانبی بعدی کا مشار الیہ ہے۔

"نبیوں کی مہر" کا صحیح مفہوم

غرض اصولاً اگر دیکھا جائے تو خاتم النبیین کا وہ مفہوم جو قادیانی اصحاب بیان کرتے ہیں قرآن اور واقعات کے صریح خلاف ہے "نبیوں کی مہر" اگر اس کے معنے کئے جائیں تو اس کا مفہوم صرف اس قدر ہوگا کہ تکمیل نفس انسانی کا جو کام پہلے انبیا کیا کرتے تھے۔ اب صرف آنحضرت صلعم کی پیروی سے ہوگا۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا ایسا انسان پیدا نہ ہوگا جس کی اتباع سے کمال انسانی حاصل ہو سکے۔ صرف ایک آنحضرت صلعم ہی کو قیامت تک کے لئے تکمیل نفس انسانی کی ضرورت کو پورا کرنے کا اہل قرار دیا گیا۔ مختلف قوموں اور زمانوں کے لئے مختلف انبیا کی ضرورت کو صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے پورا کر دیا گیا۔ اس لئے آپ نبیوں کی مہر ہیں۔ یعنی نبیوں کو ختم کرنے والے۔

اس مفہوم کے سوا اگر کوئی اور معنی ہو سکتے ہیں تو انہیں قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود کے کھلے ارشادات کی روشنی میں پیش کیا جائے تاکہ اس کی صداقت اور واقعیت ثابت ہو سکے محض یہ کہہ دینا کہ لغت اور صرف و نحو کے رو سے خاتم النبیین کے معنے "نبیوں کی مہر" کے بنتے ہیں اس مفہوم کا موید نہیں جو قادیانیوں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔

ایک غلط بیانی

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے اس معرکۃ الآرا مضمون کو دیکھکر جو "ولادت مسیح" پر انہوں نے "پیغام صلح" کی مسلسل تین اشاعتوں میں لکھا ہے۔ محمد بختیار نامی کسی شخص نے ایک مراسلت اخبار "سیاست" میں بھیجی ہے۔ جو جناب سید حبیب نے "پیغام صلح" میں شائع کرنے کے لئے ہمیں بھیجوا دی ہے۔ اس مراسلت میں جس کو بڑا ہنگامہ خیز عنوان سے اہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا ڈاکٹر صاحب نے حضرت مریم صدیقہ پر معاذ اللہ کلنک اور زنا کا الزام لگایا ہے چنانچہ صاحب مراسلت نے ذیل کے الفاظ ڈاکٹر صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں:-

"وہ عورت [illegible] حاملہ ہوگئی خواہ وہ

میں رہنے والی کیوں نہ ہو ہم اس کو جھوٹا سمجھیں گے؟"

پھر لکھا ہے:-

"اتنے پر ہی بس نہیں بلکہ ساتھ ہی جو شخص بھی حضرت مسیح کے بن باپ پیدا ہونے اور حضرت مریم صدیقہ کے بغیر شوہر حاملہ ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے۔ وہ گویا الزام لگاتا ہے"

یہ فقرات کہاں تک صحیح ہیں اس کے لئے ڈاکٹر صاحب کی اصل عبارت ہم نقل کر دیتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہے:-

"ہمیں دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی جس میں کوئی بغیر باپ کے بچہ پیدا ہوا ہو۔ اور خدا کی یہ سنت ہماری طبائع میں اس قدر مرکوز ہے کہ اگر ایک عورت حاملہ پائی جائے گی تو ہم مجبور ہیں کہ یہ سمجھیں کہ اس کا کوئی شوہر تھا جس سے اس کو حمل ہوا۔ کیونکہ بغیر مرد کے عورت حاملہ نہیں ہو سکتی اور اگر ہمیں یہ بتا بھی دیا جائے کہ وہ بڑی نیک ہے اور شوہر نہیں رکھتی اور حاملہ ہے۔ تو بھی باوجود اس کی نیکی کے ادعا کے ہم کبھی نہیں مان سکتے کہ وہ بغیر کسی مرد کے حاملہ ہوئی ہے۔ خواہ وہ عورت کتنی ہی پارسا اور صاحب عفت عصمت ہو۔ اور خواہ وہ بیت المقدس اور کعبہ کے اندر ہی رہتی ہو۔ وہ لاکھ دفعہ کہے کہ میں بغیر مرد کے حاملہ ہوئی ہوں مگر ہم اسے جھوٹا ہی سمجھیں گے۔ اور دنیا کی کوئی عدالت خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی کبھی اس کے حق میں فیصلہ نہیں دے سکتی۔ پس ایک حاملہ عورت پر حسن ظن کا تقاضا یہی ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ اس کا شوہر یقیناً موجود ہے جس سے وہ حاملہ ہوئی ہے۔ اور جو یہ کہتا ہے کہ اس کا شوہر کوئی نہیں وہ عرف عام میں اس کی عزت پر حملہ کرنے والا ٹھیرے گا"

ان الفاظ اور صاحب مراسلت کے منقولہ بالا فقرات میں جو انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں نہ صرف لفظی اختلاف ہے بلکہ ان کا مفہوم اور منشا بھی بالکل مختلف ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس سنت اللہ کا ذکر کرتے ہوئے جو عام طور پر دنیا میں ہمیں نظر آتی ہے اس امر واقعہ کو بیان کیا ہے کہ کسی حاملہ عورت کو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ بغیر شوہر کے حاملہ ہوئی۔ نہ کسی حاملہ عورت کا یہ ادعا قابل تسلیم سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسی بات کسی حاملہ عورت کی طرف منسوب کرے تو وہ اس کی عزت پر حملہ کرنے والا ٹھیریگا یہ تو دنیا کی عام حالت ہے جس کو ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا ہے لیکن صاحب مراسلت اس کو حضرت مریم کی طرف لے گئے ہیں۔ حالانکہ نہ حضرت مریم کا کوئی ایسا ادعا ڈاکٹر صاحب نے تسلیم کیا کہ وہ بغیر شوہر کے حاملہ ہوئیں اور نہ اس عبارت میں حضرت مریم کے کسی ایسے ادعا اور ان لوگوں کا ذکر ہے جو حضرت مسیح کے بن باپ ہونے کے قائل ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ صاحب مراسلت یا تو ڈاکٹر صاحب کے اصل مفہوم کو سمجھ نہیں سکے۔ اور یا عمداً اس کو بگاڑ کر غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ وہ ثابت کریں کہ ڈاکٹر صاحب نے کہاں یہ تسلیم کیا ہے کہ حضرت مریم کا ادعا بغیر شوہر کے حاملہ ہونے کا تھا۔ اور کہ کہاں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ "جو شخص بھی حضرت مسیح کے بن باپ ہونے اور حضرت مریم صدیقہ کے بغیر شوہر حاملہ ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے۔ وہ گویا الزام لگاتا ہے" کیا یہ الفاظ صاحب مراسلت ڈاکٹر صاحب کے اصل مضمون سے بحوالہ صفحہ و کالم وغیرہ پیش کر سکیں گے؟

یتیموں اور بیواؤں کی خبر لو!

تازہ خبر ہے کہ کلکتہ کے ایک ہندو مخیر نے بلا اپنا نام ظاہر کئے ہندو یتیموں اور بیواؤں کے لئے ڈھائی لاکھ روپے کی رقم خیرات کی ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ مفلس ہندوستان میں بھی کبھی کبھی اس قسم کی خبریں سننے میں آجاتی ہیں لیکن اس خوشی کو اس احساس نے فوراً کافور کر دیا کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان اس قسم کی ایک مثال بھی پیش نہ کر سکے۔ ہم اپنے ہموطنوں کو ان کی اولو العزمی پر مبارکباد دیتے ہوئے مسلمانوں سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ کیا ان کی قوم میں یتیم بچے اور بیوہ عورتیں موجود نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو کیا انہیں امداد کی ضرورت نہیں؟

میں بیواؤں اور یتیموں کی ایک کثیر تعداد ایسی موجود ہے جن کا کوئی خبر لینے والا نہیں۔ اور ان کا آخری ٹھکانا سوائے آریہ اور عیسائی یتیم خانوں اور بیوہ خانوں کے اور کوئی نہیں ہے۔ ہمیں اس کھلی ہوئی حقیقت سے انکار نہیں کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کے لاکھوں یتیم بچے اور ہزاروں عورتیں محض مسلمانوں کی مجرمانہ لاپروائی کی وجہ سے غیروں کے قبضہ میں جا چکے ہیں۔ اور آئندہ خدا جانے کس قدر جائیں گے۔ قرآن بیوگان اور یتیموں کی نگہداشت کی کس قدر تاکید کی گئی ہے۔ اگر ہم قرآنی احکام کو عملاً تسلیم کر لیتے تو یہ مصیبت پیش نہ آتی۔ ملک بھر میں مسلمانوں کے صرف گنتی کے چند یتیم خانے موجود ہیں جن کی مالی حالت نہایت غیر تسلی بخش ہے۔ کوئی قابل ذکر بیوہ خانہ اب تک قایم نہ ہو سکا ضرورت ہے موجودہ یتیم خانوں کی حالت کو بہتر بنایا جائے اور نئے یتیم خانے اور بیوہ خانے کھولے جائیں۔ جب ہم اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت اور پرورش کرنے میں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اپنی قوم کے یتیموں اور بیواؤں کا انتظام نہ کریں۔

نکاح بیوگان

اس سلسلے میں یہ بات بھی ہمیں خوب اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ مسلمان بیواؤں کی حفاظت کا سوال صرف بیوہ خانوں کے قیام سے ہی نہیں حل ہو سکتا۔ اس کے لیے ضرورت ہے کہ ہم رسم و رواج کے بت کو توڑ کر نکاح بیوگان کی تحریک کو ترقی دیں ہم نے قرآنی تعلیم کو پس پشت ڈالا اور مشرکانہ رسم و رواج کی پیروی شروع کر دی۔ جس کا خمیازہ آج ہم کھینچ رہے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ تعجب انگیز امر یہ ہے کہ جب وہ قومیں جن کی تقلید میں ہم نے اس لعنت کو قبول کیا تھا قرآنی تعلیم کے آگے ایک بے بس و لاچار کی طرح سر جھکا کر نکاح بیوگان کی تحریک کر رہی ہیں تو مسلمانوں کا اس حیا سوز لعنت میں گرفتار رہنا کیا معنے رکھتا ہے۔ اس سے قبل کفر کی تقلید جاہل مسلمانوں کے لیے ایک وجہ ہو سکتی تھی۔ لیکن اب تو ان کے سامنے کوئی رکاوٹ باقی نہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ جان بوجھ کر تباہی و بربادی کے خوفناک غار میں گرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس موضوع پر بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ برادران وطن جو کچھ کر رہے ہیں اس کی تفصیل بھی عرض ہو چکی ہے۔ ضرورت ہے کہ اب مسلمان بھی اپنے لیے کوئی قطعی اور آخری فیصلہ کر لیں اگر انہوں نے بہت جلد اس لعنت کو دور نہ کیا تو یاد رہے کہ وہ دین و دنیا میں کوئی عزت و فلاح کبھی نہیں پا سکتے۔

بندے ماترم کی ایک تجویز

لالہ لاجپت رائے کے اخبار "بندے ماترم" نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ حضور نظام کو مجبور کیا جائے کہ وہ تخت حیدرآباد سے دست بردار ہو کر وہاں جمہوری نظام قایم کر دیں۔ جس جذبہ سے متاثر ہو کر یہ تجویز کی گئی ہے وہ ظاہر ہے ہم معاصر "بندے ماترم" کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلم ریاستوں سے کئی گنا زیادہ ہندو ریاستیں موجود ہیں پہلے اسے اپنے لالہ جی سے کہہ کر وہاں جمہوریت قایم کرانی چاہیے اس کے بعد اسے حضور نظام کی نسبت کچھ کہنے کا حق حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کی اس تجویز سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین ہند سے ہندو ریاستوں کا بالکل خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور صرف حضور نظام کی سلطنت قایم ہے۔ اگر ہندوؤں سے اور کچھ نہیں ہو سکتا ہے تو کم از کم نیپال کے "رام راج" کو ہی جمہوریت کی صورت میں بدل دینا چاہیے۔ کیا ہندو قوم اس کے لیے تیار ہے؟

پیغام صلح ایک مذہبی اخبار ہے سیاسی مباحث اس کے دائرہ سے باہر ہیں بعض اوقات ہندوؤں کی بے ہنگام تحریروں کو دیکھتے ہوئے ہمیں اپنی خواہش کے خلاف کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا ہے۔ اس قسم کی گھنونی تحریریں ملک کی دو سب سے بڑی قوموں میں کشیدگی کا باعث ہوتی ہیں۔ جو ہمارے نزدیک ہندوستان کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے۔ اور جب پر ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ اس کشیدگی کا ایسا تباہ کن اثر ہوتا ہے جس سے تمام حلقے اور طبقے اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہندو اخبارات اور ہندو لیڈروں کو سمجھ دے۔ جب تک ان کی موجودہ افسوسناک روش

شذرات

میاں محمود احمد صاحب کے ان ادامر و نواہی میں سے جو نبوت مسیح موعود کے تمام کل پرزوں کو برقرار رکھنے کے لیے تجویز کیے گئے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ کوئی احمدی کسی غیر از جماعت کو لڑکی نہ دے کیونکہ مسیح موعود کی نبوت کے انکار کی وجہ سے وہ کافر ہیں۔ اور کافر کو لڑکی دینا ناجائز ہے۔

ہم نے اس پر بارہا میاں صاحب سے یہ دریافت کیا کہ یہ بدعت بہرحال اس مقدس انسان کی بنائی ہوئی تو نہیں ہو سکتی جس کی طرف ادعائے نبوت کو منسوب کر کے چالیس کروڑ مسلمانان عالم کو کافر بنایا جا رہا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے خود اپنی زندگی میں میاں صاحب کی سالی خلیفہ رشید الدین مرحوم کی صاحبزادی کو ایک غیر از جماعت کے حبالہ عقد میں دینے کی اجازت مرحمت فرمائی مولانا مولوی نور الدین صاحب نے قادیان کی مسجد اقصےٰ میں اس احمدی لڑکی کا نکاح "غیر احمدی" لڑکے کے ساتھ پڑھایا۔ میاں محمود احمد صاحب خود اس نکاح اور برات میں شریک تھے ایسی حالت میں میاں صاحب کا یہ حکم سوائے اس کے کہ ایک نئی چیز قرار دیا جائے جبکہ حضرت مسیح موعود۔ مولانا مولوی نور الدین رح اور خود میاں صاحب کے سابقہ اعمال سے کوئی تعلق نہیں اور کیا ہو سکتا ہے۔

اس کا کوئی معقول جواب آج تک تو ملا نہیں اور نہ امید ہے کہ مل سکے۔ البتہ قادیانی جماعت میں آئے دن ایسے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں جو میاں صاحب کی اس نوایجاد شریعت کی عملاً تردید اور خلاف ورزی کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ یا یوں کہیے کہ وہ اس فعل کے مرتکب ہوتے ہیں جو پیر کی شریعت میں ناجائز اور حرام ہے۔ اس قسم کے بعض لوگوں کے متعلق ہم وقتاً فوقتاً میاں صاحب کو اطلاع دیتے رہے ہیں بلکہ ایک دفعہ رجسٹری شدہ خطوط کے ذریعہ بھی ان کی توجہ اس طرف منعطف کرائی۔ لیکن انہوں نے بعض مریدوں سے نذرانہ کی صورت میں کفارہ لینے اور ایک آدھ کو خارج کرنے کے سوا اور کوئی کارروائی نہ کی۔ اور ایسے "ناجائز" نکاحوں کے "ناجائز" نتائج کو برداشت ہی کر لیا۔

اسی قسم کے ایک تازہ "ناجائز" نکاح کی خبر ہمارے وزیرآبادی بزرگ شیخ محمد جان صاحب نے دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:-

"خلیفہ محمود کے ایک مخلص مرید ماسٹر محمد عبد اللہ سکنہ احمد نگر تحصیل وزیرآباد نے اپنی لڑکی مسماۃ عنایت بیگم کا نکاح مسمیٰ محمد صادق "غیر احمدی" خلف میاں اللہ دتہ قوم کشمیری سکنہ وزیرآباد گلی عزت خاں والی کے ساتھ کر دیا۔ میاں صاحب کو مبارک ہو"

جناب میاں محمود احمد صاحب کا ایسے واقعات کو خاموشی کے ساتھ دیکھتے رہنا گویا اپنے مریدین کو ایک ناجائز امر کی جرأت دلانا ہے۔ اگر ایسے نکاح شرعاً ناجائز اور حرام ہیں۔ تو کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ ان کے مریدوں کی یہ حرکات اور ان کی خاموشی معصوم لڑکیوں کو حرمت کے کن اعلےٰ مدارج پر پہنچانے والی ہے۔

---

۴۴ حسب ذیل اقتباس مغربی علم ادب کا ایک جزو بن گیا ہے:-

"ہم انجیل مقدس کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔ مگر افسوس کہ انجیل مقدس ہی میں ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ "جو قیصر کا ہو وہ قیصر کو دو اور جو خدا کا ہو وہ خدا کو دو" خدا کا شکر ہے کہ ہمارے دشمن بھی ہماری استقامت حق اور دیانت و اخلاص کے مقر ہیں۔ چنانچہ آج کل یہ محاورہ ہے کہ وہ قسم نہیں کھاتا اس لیے کہ وہ پروٹسٹنٹ ہے۔ وہ نہ شرابی ہے نہ جھوٹا۔ اس لیے کہ اس کا تعلق نئے مذہب سے ہے۔ مگر تعجب ہے کہ باایں ہمہ دیانت و راستبازی

بقیہ صفحہ اول

پھر اس کے داہنے ہاتھ پیر جلتے ہوئے لوہے سے داغے گئے اور اس کی زبان تالو سے کھینچ لی گئی۔ چونکہ اب بھی وہ خدا کا نام اشاروں سے لیتا تھا اس لیے اب کی بار ایک گرم لوہا اس کے منہ میں ٹھونسا گیا اور کمر میں رسیاں باندھ کر الٹا لٹکا دیا گیا۔ اور اس کے سر کے نیچے آگ سلگا دی گئی۔ اس طرح وہ جل کر خاکستر ہو گیا۔

یہ چند واقعات مشتے از خروارے سمجھیے۔ باانیہمہ ملک کا مذہبی جوش روز بروز ترقی پذیر تھا۔ مجرم جس وقت سڑکوں سے گزرتے تھے۔ ان کے چہروں سے مسرت کے آثار نمایاں ہوتے تھے۔ اور قوم خوشی اور مسرت کے نعرے بلند کرتی تھی۔ عورتیں نظمیں پڑھتی تھیں اور مرد شہیدان حق کو اپنے تحسین افزا نعروں سے مسرور کرتے تھے۔

تعلیم انجیل کا جرم

ایک شخص فیبر کیس نامی اس جرم میں گرفتار کیا گیا کہ وہ انجیل مقدس کی تعلیم و تلقین میں زندگی بسر کرتا تھا۔ جس وقت پولیس اسے سڑک سے لے جا رہی تھی ہزارہا آدمیوں کا مجمع اس کے ساتھ تھا اور اس مجمع میں ہر شخص کی زبان پر زبور ۱۳۰ کی آیات تھیں۔ فیبر کیس نے مجمع سے مخاطب ہو کر زندگی کا جو راز بتایا وہ ابد الآباد تک یادگار رہے گا۔

"اجتماعی شورش ایک غیر مسلح جماعت کے لیے باعث ہلاکت ہے اور ایک حق پرست کے لیے استقلال ہی میں کامیابی کا راز مضمر ہے"

مقتل میں پہنچ کر فیبر کیس نے سربسجود ہو کر دعا مانگنا چاہا لیکن بے رحم نگہبانوں نے اسے اس کی بھی اجازت نہ دی۔ اس کے ہاتھ اور پاؤں میں تختے باندھ دیے گئے۔ اور اس کے گلے میں پھانسی کے تسمے ڈال دیے گئے۔ یہ دیکھ کر مجمع بیحد برافروختہ ہوا۔ اور اس نے یکبارگی پولیس اور جلادوں پر حملہ کر دیا۔ اور قیدی کو رہا کرنے کی کوشش کی۔ جلاد اپنی جان بچا کر بھاگے۔ لیکن بھاگنے سے پہلے انہوں نے فیبر کیس کو شعلوں کی نذر کر دیا۔ جس نے اسے جلا کر خاکستر کر ڈالا۔

ملک کا اعلان اور شورش

رات میں اس قسم کے دستی اشتہارات جگہ جگہ چسپاں کر دیے گئے جس میں اہل شہر نے اعلان کر دیا کہ وہ فیبر کیس کے قتل کا انتقام لیں گے گو اس انتقام کے واقعات رونما نہ ہوئے لیکن سلطنت نے اس گستاخی کی سزا میں نہایت ظلم اور بے رحمی سے کام لیا۔ ہزارہا جلاوطن کر دیے گئے صدہا قید کر دیے گئے۔ کتنے ہی جلاوطن ہوئے۔ اور ان کی جائدادیں ضبط کر لی گئیں۔ ان مظلوموں میں زیادہ تر ایسے تھے جو بالکل معصوم تھے اور ذاتی عناد کے باعث قتل یا قید کیے گئے۔

ملک میں ایک نہایت زبردست جوش پھیلا ہوا تھا۔ ایک منتخب جماعت ترتیب عمل کے لیے تیار کی گئی۔ مقامی لیڈران قوم کے مکانوں کے سامنے مظاہرے کیے گئے۔ اور ان سے درخواستیں کی گئیں کہ وہ قوم اور ملک کو جور و استبداد سے بچالیں۔ اور ان کی رہنمائی کریں۔

سلطنت کا جواب

سلطنت نے اس شورش کا جواب اس طرح دیا کہ ہر قریہ میں ہر محلہ میں مذہبی عدالتیں قایم کی گئیں۔ اور اعلان کر دیا گیا کہ اس عدالت کے احکام کی پابندی سختی سے ہوگی۔ ملک نے اس اعلان کو کیک گونہ اعلان جنگ سمجھا۔ اور ہر شخص مارنے مرنے پر تیار ہو گیا۔ تمام تجارتی کاروبار بند ہو گئے۔ غیر ملکی تجارنے ملک چھوڑ دیا۔ صنعت و حرفت تقریباً معدوم ہو گئی۔ اور قوم آخری کوشش کے لیے آمادہ ہوئی۔

برانیٹ کے چار شہروں نے ایک عرضداشت لکھی جس میں انہوں نے مذہبی عدالت کے جور و استبداد پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے گزشتہ آزادی و حریت کا مطالبہ کیا۔ جب ان کی یہ درخواست مجلس شوریٰ میں پیش ہوئی تو مجلس نے یہ کہکر واپس کر دیا کہ سلطنت کا رویہ نہایت منصفانہ ہے۔ مگر ارکان مجلس کے دلوں پر بغاوت اور شورش کا خوف اس قدر طاری تھا کہ انہوں نے ان چار شہروں کو مذہبی عدالت کی دستبرد سے مستثنےٰ کر دیا۔ گو یہ استثنا ارکان مجلس کی نظروں میں خطرناک تھا۔ اس لیے کہ دوسرے شہروں کو بھی اس سے جرأت ہوگی اور وہ اس کی تقلید کریں گے۔ مگر مجبوری سب کچھ کرالیتی ہے اور استقلال ظالم کو بھی ہراساں بنا دیتا ہے۔ باایں ہمہ ملک و قوم میں وہی حالت شورش کی تھی۔ اشتہارات اسی طرح شائع ہوتے رہے اور تقریریں بھی اسی طرح ہوتی رہیں۔

فلپ کو عرضداشت

[illegible]

نکاحِ بیوگان
ایک ہندو بیوہ کے تین دردناک خط

(از مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری دہلی)

اسلام اور نکاحِ بیوگان

اسلام نے آج سے صدیوں پیشتر نکاح بیوگان کی تعلیم دی اور بنی نوع انسان کے اس عضو معطل کی رگوں کے منجمد خون کے ذرات میں انتشار پیدا کر کے اس میں دوبارہ حرکت پیدا کر دی۔ ادھر اگر خدا کے بزرگ الہام (قرآن مجید) نے "وانکحوا الایامیٰ" فرما کر بیوہ عورتوں کی کھوئی ہوئی عزت ان کے دامن میں لا ڈالی تو ادھر خدا کے سب سے بڑے نبی و رسول محمد عربی صلعم نے اپنا سب سے پہلا نکاح ایک بیوہ عورت سے کر کے بیوگان کو سربلند و سرفراز فرمایا۔

اسلام سے پیشتر عورت کی حالت

اسلام سے پیشتر دنیا میں بیوہ عورت کو بدبختی کا پیکر اور نحوست کا مجسمہ سمجھا جایا کرتا تھا۔ اور بنی نوع انسان کے اس بدبخت حصہ سے وہ انسانیت سوز مظالم روا رکھے جاتے تھے جن کے تصور سے بھی انسان کانپ اٹھتا ہے۔ بشرطیکہ پہلو میں دل اور دل میں درد کا احساس موجود ہو۔ گھر میں کوئی نقصان ہوا۔ یا اپنی غفلت و اتفاق سے کوئی مصیبت ٹوٹی تو سارے گھر میں بیچاری بیوہ عورت کی شامت آجاتی۔ اور اس کے خلاف ایک جہاد عظیم بپا ہو جاتا تھا ہر کہ و مہ اس نقصان و مصیبت کا باعث اس بیوہ عورت کی نحوست کو قرار دے کر اس دکھیاری کے دکھ میں اضافہ کرتا تھا۔ کسی بیاہ شادی کے مراسم کی ادائیگی میں بیوہ عورت حصہ نہیں لے سکتی تھی اس لئے کہ یہ کام سہاگنوں کا ہے اور آہ وہ اپنا سہاگ کھو چکی ہے۔ دولہا سسرال جائے یا دلہن بیاہ کر گھر لائی جائے بیوہ عورتوں کو آگے سے ہٹا دیا جاتا تھا۔ تاکہ نئے دولہا اور نئی دلہن کی نظر اس نحوست کے مجسمہ اور تیرہ بختی کے پیکر پر پڑ کر کوئی بدشگونی نہ پیدا کرے۔

ستی کی رسم

ان تمام حالات کو پیش نظر رکھ کر میں نے جہاں تک غور کیا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ستی کی رسم انہی مشکلات کو حل کرنے کے لئے جاری کی گئی تھی۔ یعنی جو عورت بیوہ ہو جاتی اس کو اس کے شوہر کے ساتھ ہی نذر آتش کر دیا جاتا تھا اور یہ اس لئے کہ اس بیوہ عورت کی نحوست سے پیدا ہونے والے مصائب و مشکلات سے اپنے آپ اور اپنے خاندان کو بچا لیا جائے۔ شدہ شدہ اس ستی کی رسم نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا۔ اور پھر ستی کی تعلیم کو ویدوں میں داخل کر دیا گیا۔ مگر جب حکومت کی طرف سے اس انسانیت سوز رسم کو قانوناً بند کر دیا گیا تو ہندوؤں نے بھی نہایت ہوشیاری سے تحریف کرتے ہوئے ویدوں سے اس تعلیم کو اڑا دیا۔ مسٹر گائیگی جنھوں نے رگوید کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ قدیم زمانہ سے ویدوں میں ایک لفظ "اگنے" لکھا ہوا کرتا تھا اور اس لفظ کی بنا پر ہندو قوم رسم ستی پر عمل درآمد کرتی تھی مگر آج کل ویدوں میں "اگنے" کی جگہ "اگرے" پایا جاتا ہے اور "اگنے" نظر نہیں آتا۔

ویدوں میں ستی کا حکم

پروفیسر راجہ رام جی نے جو رگ وید بھاشیہ شائع کیا ہے اس کے صفحہ ۱۷۱ کے حاشیہ میں رسم ستی کو از روئے وید بیان کیا گیا ہے پس ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ستی کے لئے بقول مسٹر گائیگی یہی لفظ "اگنے" نہیں تھا تو کس وید منتر سے عورت کے ستی ہونے کو از روئے وید بیان کیا گیا ہے۔

ہندی رسم الخط سے واقف انسان سے پوشیدہ نہیں کہ لفظ "اگنے" کو "اگرے" بنانے میں کسی قسم کی مشکلات کا سامنا نہیں ہوتا۔ نہایت صفائی اور آسانی سے "اگنے" کو "اگرے" بنایا جا سکتا ہے۔ پورا ایک لفظ کیا پورا ایک حرف بھی تو بگاڑنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک حرف کے بھی ایک حصہ کو باریک کر دینے سے یہ سارا کھیل کھیلا جا سکتا ہے۔

غرض ویدک دھرم نے بیوگان کی نحوست سے بچنے کے لئے بہترین علاج یہی تجویز کیا تھا کہ بیوہ عورت کو اس کے متوفی شوہر کے ساتھ ہی نذر آتش کر دیا جائے۔ اور یوں اس کی تمام نحوستوں کا خاتمہ کر کے ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو مامون و مصئون کر لیا جائے۔ نہ وہ ہو گی نہ اس کی نحوست سے آسے دن مصائب و آلام ٹوٹیں گے۔ گویا خس کم جہاں پاک۔ مگر نہیں نہیں ؎

قریب ہے یار و روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

رنڈاپے کی زندگی

آہ! ویدک دھرم نے جہاں کروڑوں شودروں پر انسانیت سوز مظالم توڑے وہاں کروڑوں ودھوائیں (بیوگان) ابھی تک اس کے پنجۂ استبداد کے نیچے پڑی سسک رہی ہیں ان کی پرنم آنکھوں سے جیسے خون رواں ہے۔ اور ان کے درد مند دل سے نکل کر بار بار آہیں نکل نکل جاتی ہیں۔ مگر ویدک دھرم ان کے حال زار پر رحم نہیں کر سکتا ویدک دھرم نے اگرچہ جاہلیت کے ایام میں ان کی تسکین کا علاج لکڑیوں سے پیدا ہونے والی آگ کو قرار دیا تھا (یعنی ستی ہونا) تو مہذب زمانہ میں ہمیشہ کے رنڈاپے کی آتش کو پیش کیا کہ پڑی زندہ جلا کرے۔ فرق ہے تو صرف اتنا کہ اول الذکر آگ تو چند منٹوں ہی میں اس ستم رسیدہ کا فیصلہ کر کے رکھ دیتی تھی۔ مگر موخر الذکر آگ اسے ہمیشہ جلاتی رہتی ہے۔ سارا گھر خوشیاں منا رہا ہے اور عیش و عشرت میں مصروف ہے۔ مگر اس بیچاری کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی ہے جو اسے پھونکے چلے جا رہی ہے۔ سارے گھر والے اس آگ کو دیکھ رہے ہیں۔ مگر کسی کو رحم نہیں آتا اور کوئی بھی بجھانے کی کوشش نہیں کرتا۔ آہ! ان گھروں میں بیس گھرانے بھی سی کونے میں دو اس لئے کہ بیوہ عورت کے سایہ تک سے بھی گھر والے بچتے رہتے ہیں۔ ان گھٹنے والی کروڑوں ودھواؤں (بیوگان) کو کون کہے اور کس طرح کہے کہ او خدا کی بدبخت اور مظلوم مخلوق۔ خدا کا مقدس مذہب اسلام تم کو اپنے سینے سے لگا لینے کو تیار ہے۔ تم اس کی شرن لو۔ وہ تمہیں سربلند کر دے گا۔ وہ تمہیں انسانی سوسائٹی میں پھر سے بیٹھنے کے قابل بنا دے گا۔ تم نہ خدا کے ہاں ذلیل۔ نہ اس کے مذہب اسلام کے ہاں منحوس۔ تم خدا اور اس کے مقدس مذہب اسلام دونوں کے نزدیک معزز ہو۔ معزز بنائی جا سکتی ہو۔ تمہارا مرض لاعلاج نہیں۔ تمہارا روگ لا دوا نہیں۔ تم خدا اور اس کے مقدس مذہب اسلام کو اسی طرح عزیز ہو۔ جس طرح کوئی بھرے گھر کی سہاگن۔

ایک دردناک واقعہ

آئے دن ہندو بیواؤں پر جو مظالم توڑے جاتے ہیں ان سے تنگ آکر ہندو ودھوائیں ایسے افعال کا ارتکاب کر بیٹھتی ہیں جن کے وقوع پر گھر والے کلیجہ پکڑے روتے پھرتے ہیں۔ ذیل میں ہم ایک دردناک واقعہ درج کرتے ہیں۔ جو حال ہی میں ہندی بھاشا میں شائع ہونے والے جرائد آریہ۔ بھارت وغیرہ میں اشاعت پذیر ہوا ہے۔ جس سے قارئین کرام کو اندازہ ہو سکے گا کہ ہندو مذہب کے پنجۂ استبداد کے نیچے دم توڑنے والی کروڑوں ہندو ودھوائیں اپنے جذبات کا کچلا جانا کس طرح دیکھتی اور سہتی ہیں آخر جب حالات ناقابل برداشت ہو جاتے ہیں تو کیا نتائج نکلتے ہیں

احمد آباد گجرات کے راؤ بہادر کیشو لال کی ایک بیٹی لیشسوتی بائی کی شادی ۱۲ برس کی عمر ہی میں کر دی گئی تھی۔ شادی ہوئے پر کل تین ماہ کا قلیل عرصہ ہی گزرا تھا کہ شوہر کا انتقال ہو گیا اور بدبخت لیشسوتی بائی بیوگی کی ہولناک دیوی کی گود میں بٹھا دی گئی لیشسوتی بائی بیوہ ہو کر اپنے ماں باپ کے ہاں چلی آئی تھی اور یہیں زندگی کے بقیہ ایام بسر کرنے کا فیصلہ ہوا۔ لیشسوتی بائی کے باپ نے اسے تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک ہائی سکول میں داخل کر دیا۔ تاکہ عمر کا کچھ حصہ اس شغل میں کٹ جائے۔ لیشسوتی بائی نے جب ہوش سنبھالا اور اسے معلوم ہوا کہ وہ ہمیشہ کے لئے ایک ذلیل زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ وہ جوان ہے مگر جوانی کی قدرتی امنگوں سے بھی ناآشنا رہے گی۔ وہ تندرست ہے مگر بیماروں کی طرح مرجھائے ہوئے ایک کونے میں اپنی قسمت پر خون کے آنسو بہائے گی۔ اس میں نسائیت کے تمام جواہر موجود ہیں مگر وہ اب ان کی مالک نہیں رہی تو لیشسوتی بائی نے اپنی یہ ذلیل اور [illegible]

ہیڈ ماسٹر رمن لال سے آنکھ لڑ گئی اور پھر ان دونوں کے درمیان شادی کا قول اقرار ہو گیا۔

ہیڈ ماسٹر رمن لال نے لیشسوتی کے باپ راؤ بہادر کیشو لال کو اس نکاح پر رضامند کرنے کی حد کوشش کی مگر انہوں نے ایک نہ مانی۔ اور کسی طرح بھی عقد ثانی کو گوارا نہ کیا۔

ہندوستان کے کسی وقت کے بے تاج بادشاہ مہاتما گاندھی بھی اسی احمد آباد کے رہنے والے تھے۔ مہاتما جی نے بھی اس عقد کے لئے بہتیرا زور مارا مگر راؤ بہادر موصوف اپنی قومی روایات اور مذہبی احکام کو ٹھکرانے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اور اس کوشش میں مہاتما جی کو بھی ناکامی ہوئی۔

لیشسوتی بائی کی عمر ۲۱ برس کی ہو چکی تھی تعلیم بھی کچھ حاصل کر لی تھی۔ پھر بھلا جان بوجھ کر وہ رنڈاپے کی آگ میں جلنے کے لئے کیوں پڑی رہتی۔ آخر مجبور ہو کر ہیڈ ماسٹر رمن لال جی کے ساتھ چپ چاپ اپنے گھر سے نکل کھڑی ہوئی۔ گھر سے نکلتے وقت لیشسوتی بائی اپنے گھر تین خط چھوڑ گئی۔ ان میں سے ایک باپ کے نام۔ دوسرا بڑے بھائی کے نام اور تیسرا اپنی دو چھوٹی بہنوں کے نام تھا یہ خط کیا ہیں حقیقت حال کی بولتی چالتی تصویریں ہیں۔ اور ایک بیوہ عورت کے دلی جذبات کے احسن وجوہ ترجمان۔ یہ خط چونکہ ہندی بھاشہ میں شائع ہوئے ہیں اس لئے مشکل مقامات کو ہم نے سلیس اردو میں ڈھال دیا ہے۔ تاکہ قارئین کرام کو مضمون کے سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو۔

باپ کے نام خط

اپنے پیارے ماں باپ کو اور اس گھر کو جس میں میں پیدا ہوئی اور بچپن سے آج تک پلی ہوں۔ چھوڑتے ہوئے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ میرا خط پڑھ کر آپ کو بڑا دکھ ہو گا۔ لیکن میں نے محبت کے سچے پرستاروں کے راستے پر چلنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ اگر میرے آنسوؤں کی دھاراسے آپ کے پاؤں دھل جائیں تو بھی آپ میرے عقد ثانی کی رائے نہ دیں گے۔ پھر بھی میرا دل کہتا ہے کہ میں جو کام کرنے جا رہی ہوں وہ ٹھیک ہے۔ میرے اس کام کی بدولت برادری والے مجھے بھی اور آپ کو بھی بری نظر سے دیکھیں گے مگر کیا کیا جائے لاچاری ہے۔

جب آپ نے ۱۲ برس کی عمر میں میرا ایک لڑکے کے ساتھ بیاہ کر دیا تھا۔ تب کیا آپ نے سچ مچ یہ سمجھا تھا کہ میرا بیاہ ہو گیا؟ میں صرف تین مہینے اس کی بیوی رہی تب سے آج تک میں بیوہ ہوں میرے خاندان والے میرے رنڈاپے پر تو دکھ کا اظہار کرتے رہے مگر انہوں نے میری جوانی کا کبھی خیال نہیں کیا۔ شاید وہ سمجھتے تھے کہ بیوہ ہوتے ہی میرا دل بوڑھوں جیسا ہو گیا ہے۔ اور اس میں خیالات اور امنگیں رہ ہی نہیں گئیں۔ اگر میں اپنی کلائیوں میں ایک آنے کی کانچ کی چوڑیاں بھی پہنوں یا اپنے بالوں میں دو پھول بھی لگا لوں تو انہیں چھپانے کی ضرورت ہے۔ کیا مجھے ایسے چھوٹے موٹے بے عیب کام کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے؟ کیا خدا نے مجھے دل نہیں دیا ہے؟ ایک بارہ برس کی لڑکی سنیاسی کیسے بن سکتی ہے؟ پورے ۹ برس تک میں نے اپنی امنگوں اور رنگین خیالات کو اپنے دل میں دبا کر رکھا۔

جب میں بیوہ ہوئی میری عمر صرف بارہ برس کی تھی۔ اسی زمانہ میں بھائی کی بیوی کا انتقال ہو گیا تھا۔ بھائی کی عمر تیس برس کی تھی وہ مرحومہ بھاوج کے ساتھ دس برس سکھ سے گزار چکے تھے میں نے اپنے شوہر کے ساتھ دس دن بھی سکھ سے نہیں کاٹے تھے آپ نے بھائی کے ساتھ دوبارہ شادی کر لینے کی مہربانی روا رکھی اور ان کا دوسرا بیاہ ہو گیا۔ مگر میری کس کو فکر تھی؟ میں اس کے لئے کسی کو الزام نہیں دیتی۔ سارا قصور سماجک رسم و روایات کا ہے جن کے مطابق مرد تو عقد ثانی کر سکتا ہے۔ مگر عورت نہیں کر سکتی۔ اسے دعوت تک کو یہی حکم دیا جاتا ہے کہ کسی مرد کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ اگر وہ ہنستی بھی ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ اس کا دل ناپاک ہے۔ ہمارا سماج بھی عجیب ہے۔ اگر کوئی اس ناقابل عمل رسم کو توڑ کر سکھ کا راستہ پا لے تو کیا وہ پاپ کرتی ہے؟ میں تو اس میں کوئی پاپ نہیں دیکھتی۔ چھپ کر پاپ کرنے سے کھلے طور پر شادی کر لینا کہیں اچھا ہے آپ مجھے شاید بے حیا سمجھیں لیکن میں اپنا آخری فیصلہ آپ کے

سلسلہ صفحہ ۱۰ [illegible]

کیا ہے آپ ان کی نسبت کیا کیا سوچیں میں لے تو انہیں اپنا تن من دونوں نذر کر رہے ہیں۔ اور اب سے دنیا کی نظروں میں بھی میں ان کی ہو جاؤنگی۔ آپ مجھے بھول جائیے پھر بھی میں آپ ہی کی بیٹی ہوں۔ اور رہوں گی اگر آپ مجھے اپنی بیٹی ماننے سے انکار نہ کریں گے تو میں آپ کے قدموں کی خادمہ بنی رہوں گی۔

آپ کی مہربانی سے میرے پاس پارچات و زیورات کی کمی نہیں ہے۔ لیکن میں اپنے ساتھ سوائے ان کپڑوں کے جو میں پہنے ہوئے ہوں اور کچھ نہیں لئے جا رہی ہوں۔ انہیں بھی میں بعد کو لوٹا دوں گی شاید میرے ماتا پتا آج سے پیچھے مجھے اپنی بیٹی نہ سمجھیں اس لئے میں ان کے ہاں سے کوئی چیز چوری سے لیجانا پاپ سمجھتی ہوں۔

مجھے پارچات و زیورات سے اتنی محبت کبھی نہیں ہے۔ زیورات سے لدی ہوئی بیوہ کے بجائے مجھے بغیر زیورات کے سہاگن بن کر رہنا ہی پسند ہے۔

آخر میں التماس ہے کہ آپ میرے حق میں دعا کریں کہ میں اپنی نئی زندگی میں سکھی رہوں۔

بڑے بھائی کے نام خط

میں ایسی پابندی میں پڑ گئی تھی کہ جب آپ کی شادی میں خوشی منانے کا موقع تھا اس وقت وہ عورتیں جن کا آپ سے کسی طرح کا تعلق نہیں تھا جشن میں آنند منا سکیں۔ لیکن مجھے اس آنند میں شامل ہونے نہیں دیا گیا۔ مجھے مکان کے ایک کونے میں رہنا پڑا تھا۔ اور دل بھر آنے پر پھوٹ پھوٹ کر رونا پڑا تھا۔ ایسی پابندی اور رکاوٹ سے نکل کر خوش قسمت ہونے جا رہی ہوں۔ میرے پیارے بھائی کیا آپ کو وہ دن یاد نہیں جب آپ رنگون جا رہے تھے؟ آپ نے مجھے ٹھاکر جی (دیوتا) کے پاس چراغ جلانے کو کہا تھا۔ میں نے چراغ جلا دیا تھا۔ اس کے بعد جب ٹم ٹم چلنے کو ہوا تب آپ نے مجھے روک دیا تھا۔ کہا کہ "شمترا کو دید دو" اگرچہ میں بھی یہی کرنے جا رہی تھی۔ لیکن آپ کے الفاظ میرے دل میں تیر کی طرح لگے۔ آہ! کیا میں اپنے بھائی کے رنگون جاتے وقت تلک بھی نہیں لگا سکتی؟ میرے من میں یہ خیال بار بار اٹھتا رہا۔ اور آپ کے جانے کے بعد دن بھر روتی رہی۔

میرے بھائی شادی کر کے دلہن کے ساتھ گھر لوٹیں اور اس خوشی کے موقع پر آنند لینے کے لئے میں دروازہ پر کھڑی ہوتی تو اسے بدشگونی سمجھا جاتا۔ اپنے بھائی کی شادی کے موقع پر مجھ سے زیادہ کسکو خوشی ہو سکتی تھی؟ تو بھی میں آپ کی آنکھوں کے سامنے کھڑی ہونے کے لائق نہیں تھی۔ اس نالائقی سے چھٹکارا پانے کے لئے آج میں مکان سے جا رہی ہوں۔ پیارے بھائی کیا آپ اپنی اس بہن کو کبھی یاد کریں گے؟ اس سے پہلے بیاہ شادیوں میں مجھ سے بے پروائی برتی جاتی تھی۔ کیا اب بھی کسی شادی کے موقع پر آپ مجھے نہ بلائیں گے میں آپ کو ہمیشہ خوش و خرم دیکھنا چاہتی ہوں۔

آپ کی بہن شیشسوتی

اپنی دو چھوٹی بہنوں کے نام خط

سوشیلا (چھوٹی بہن کا نام ہے) تم من لگا کر پڑھو۔ اور میٹریکولیشن کا امتحان پاس کر لو۔ میرے شادی کر لینے پر تم اپنے اسکول کی لڑکیوں کے آگے شرمندہ نہ ہونا۔ اس میں شرم کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ جب ماں تمہاری شادی کرنے لگے تب تم ضد کرنا کہ جب تک شیشو بہن نہ بلائی جائے گی میں شادی نہ کروں گی۔ تمہاری شادی میں شریک ہو کر آنند لینے کے لئے ہی آج میں رنڈاپے سے چھٹکارا پانے جا رہی ہوں۔

مرڈلا (دوسری چھوٹی بہن کا نام ہے) ہمارے ماموں اکثر وہی کرنے کو کہتے ہیں جو آج میں کرنے جا رہی ہوں۔ لیکن شاید ان کا اپدیش (وعظ) دوسری لڑکیوں کے دکھ دور کرنے کے لئے تھا اپنے گھر کی لڑکی کے لئے نہ تھا۔ (یعنی شیشسوتی بائی کے حال زار پر انہوں نے بھی کبھی توجہ نہیں دی تھی)

"مہمان خانہ"

موسم سرما آ رہا ہے عموماً مہمان بستر ساتھ نہیں لاتے مہمان خانہ میں ہر ایک مہمان کے لئے لحاف وغیرہ مہیا نہیں ہوتا۔ احباب ہر طرف توجہ کریں اور لحاف کمبل وغیرہ بھیج کر عند اللہ

مراسلات

قادیانیت اور بہائیت

قادیانی اور بہائی اصولاً متحد ہیں صرف الفاظ کا ہیر پھیر ہے۔

قادیانی موعود اسلام یا مسیح موعود کو امتی نبی یا غیر تشریعی مان کر عملاً دین جدید کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ اور بہائی موعود اسلام یا مسیح موعود کو مظہر الوہیت یا ربوبیت مان کر صفائی اور دلیری کے ساتھ ایک مستقل دین جدید کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اس لئے ایک طویل سلسلہ قیل و قال میں میں نے دعوی کیا تھا کہ بہاء اللہ مسیح موعود اور مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہے۔ اگر کوئی قادیانی میرا یہ بیان جھوٹ اور غلط ثابت کرے تو میں پانچسو روپیہ تاوان ادا کرنے کا ذمہ دار ہوں صاف بات یہ تھی کہ جس طرح میرا دعوی تھا اسی طرح مجھ سے ثبوت لیا جاتا۔ اور اگر میں ایفائے وعدہ نہ کرتا تو رقم کا مطالبہ ہوتا۔ مگر قادیانیوں نے بجائے اس کے الفضل مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں ایک نوٹس از جانب مولوی اللہ دتا جالندھری شائع کر کے اپنی طرف سے الفاظ و شرائط بڑھا کر فتح حاصل کر لی۔ لہذا اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے مختصراً یہ چند سطور اہل قادیان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے میرا بیان غلط اور جھوٹ ثابت کر دیا تو پانچسو روپیہ بطور تاوان اہل قادیان کو ادا کروں گا۔

دعوی بہاء اللہ

(۱) قل یا ملا ء الفرقان قد اتی الموعود الذی وعدتم به فی الکتاب (الواح صفحہ ۴۳۵)

(۲) الکتاب - قرآن میں موعود کا وعدہ کہاں ہے۔ سنو۔ یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام۔ . . . .

. . . . یہی آیت بہاء اللہ نے کتاب الشیخ صفحہ ۸۲ پر پیش کی ہے۔

(۳) اس بارہ میں جناب بہاء اللہ کا دعوی ہے۔ کہ موعود اسلام ربوبیت کا مظہر ہے۔

(۴) یاتی ربک کے مطابق بہاء اللہ کہتا ہے دیکھو الواح صفحہ ۲۲۰ قد فتح باب الفضل و نصبت رایۃ العدل بما اتی الوہاب راکباً علی السحاب۔

(۵) بہاء اللہ کے نزدیک موعود اسلام الوہیت کا مظہر اتم ہے۔ نہ خدا۔ . . . . ملاحظہ ہو صفحہ ۱۴ کتاب الشیخ۔ کہ آنجناب یا خیر گفتہ سورۂ توحید را ترجمہ نمایند تا نزد کل معلوم و مبرہن گردد کہ حق لم یلد و لم یولد است۔ و بابیہا بر ربوبیت و الوہیت قائلند۔ یا شیخ ایں مقام مقام فنا از نفس و بقا باللہ است۔ و ایں کلمہ اگر ذکر شود مدل بر نیستی بحت بات است۔

(۶) بہاء اللہ مطابق تشریح ضمن ۵ الوہیت کا دعوی کر کے خدا نہیں بنتا۔ بلکہ تمام انبیاء و رسل کے زمرے میں داخل ہوتا ہے ملاحظہ ہو الواح صفحہ ۲۲۲ ہیکل ظہور قائم مقام حق بود و ہست

(۷) بہاء اللہ کی لوح ہو الباہی پڑھو۔ نبوت کا نہیں رسالت کا دعوی موجود ہے۔ مثلاً آنجمال عز احدیہ را از امین بریہ خود منتخب فرمود بخلعت تخصیص مخصوص فرمود لاجل رسالت۔

(۸) بہاء اللہ ایک پہلو سے انسان اور ایک پہلو سے ایسا خدا نہیں بنتا جیسا کہ مسیحی عقیدہ ہے۔ بلکہ خدا کی نسبت عقیدہ صاف ہے دیکھو کتاب الشیخ صفحہ ۱۰۔ حق جل جلالہ از برائے ظہور جواہر معانی از معدن انسانی آمدہ۔ یعنی مشارق امر و مخازن لآلی علم او چہ کہ انہ تعالی غیب مکنون مستور عن الانظار انظر ما انزلہ الرحمن فی الفرقان۔ لا تدرکہ الابصار و ہو یدرک الابصار۔

(۹) بہاء اللہ انبیا کی طرح ہیکل ظہور یا مظہر ربوبیت کے عنوان سے مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب الشیخ صفحہ لعمر اللہ ان البہاء ما نطق عن الہوی بل انطقہ الذی انطق الاشیاء بذکرہ و ثنائیہ۔ صفحہ ۹۔ الی ما اظہرت نفسی بل اللہ اظہرنی کیف اراد . . . . . . لیس ہذا من عندی بل من لدن عزیز علیم۔ وامرنی بالندا ء بین الارض والسماء۔ الواح ۱۹۲۔ نیطق بما نطق

(۱۰) بہاء اللہ کا یہ دعوی برہمو سماجیوں کی طرح نہیں بلکہ وہ کہتا ہے کلما اردنا ان نذکر بیانات العلماء والحکماء ما ظہر فی العالم وما فی الکتاب والزبر فی لوح امام وجہ ربک و نری و نکتب انہ احاط علمہ السموات والارضین۔ پس جب بہاء اللہ بزعم خود مکاشفہ میں ایک صاف لوح سے دیکھ کر لکھتا ہے۔ تو اگر اس کے نزدیک وحی یا کلام الہی نہیں تو اور کیا ہے۔ ہاں وحی کے شیون جداگانہ ہیں۔

تلک عشرۃ کاملہ۔ ان امور عشرہ سے مختصراً ثابت ہو گیا کہ بہاء اللہ کا دعوی موعود اسلام اور مامور من اللہ ہونے کا تھا اب اہل قادیان کا فرض ہے کہ یا تو میرا یہ بیان غلط ثابت کریں اور پانچسو روپیہ لے لیں۔ اور یا خود قادیانیت سے توبہ کر کے جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ مل جائیں۔ یا صفائی سے دین بہائی اختیار کریں۔ وما علینا الا البلاغ

(خاکسار۔ محمد عبد اللہ احدی وکیل سرینگر کشمیر)

خبریں

— ۲۶ اکتوبر تک کابل سے جو خبریں موصول ہو چکی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کے آغاز میں شاہ افغانستان نے ایک دربار کر کے سرکاری عہدہ داروں کو طلب کیا ہے ان کے سامنے تمام داخلی و خارجی اصلاحات کا نقشہ پیش کیا ہے۔

— سکھ سنٹرل لیگ نے گورنمنٹ سے مطالبہ کیا ہے کہ مہاراجہ نابھ کو آزاد کر دیا جائے۔

— خبر ہے کہ ماہ نومبر میں کابل میں ایشیائی کانفرنس کا سالانہ اجلاس منعقد ہوگا۔ صدارت کے لئے مہاراجہ مہندر پرتاب کا نام تجویز ہوا ہے۔

— افغانستان سے ۲۰ فوجی افسر بہت جلد انگلستان جانیوالے ہیں اندازہ کیا جاتا ہے کہ لازمی فوجی تعلیم کی وجہ سے وہاں ۲۰ لاکھ فوج تیار ہے۔

— گورنمنٹ ایک ایسی تجویز پر غور کر رہی ہے جسکے مطابق صوبہ دہلی کا ایک علیحدہ گورنر مقرر کیا جائے گا۔

— ہندوستانی ریاستوں کا وفد لندن پہنچ گیا ہے اور اس نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔

— ریاست پدوکوٹہ کی جانشینی کا سوال طے ہو گیا ہے عنقریب حکومت ہند کی طرف سے اعلان ہو جائے گا۔

— راولپنڈی کی اطلاعات مظہر ہیں کہ چترال کے طول و عرض میں ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کر دیا گیا ہے۔ مقامی طور پر اور ٹرنک لائن پر بذریعہ ٹیلیفون گفتگو کرنے والوں سے کوئی فیس نہیں لی جاتی

— اخبار ہندو (سورت) جس نے رسول کریمؐ کی ذات اقدس پر ایک نہایت دل آزار اور کمینہ حملہ کر کے مسلمانوں کو صدمہ پہنچایا تھا سیشن سپرد کر دیا گیا ہے۔

— تحصیل کیتھل سے پانچ میل کے فاصلہ پر موضع لدھیانہ میں فساد ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مسلمان کے ساتھ زیادتی کرنے پر یہ فساد ہوا ہے۔

— حضور نظام نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ کہ آپ کا سفر دہلی ذاتی سفر ہے۔ اس میں کوئی سیاسی مصلحت نہیں۔ اخبارات کا یہ بیان کہ حکومت سے تبادلہ خیال کے لئے یہ سفر کیا گیا ہے بالکل غلط ہے۔

— ماسکو کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ روس میں قحط سالی کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ صورت حالات نازک ہے۔

— احمد زوغو شاہ البانیہ کے اعلان بادشاہت پر ترکی اخبارات سخت نکتہ چینی کر رہے ہیں اور مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ ان کی بادشاہت کو ہرگز ہرگز تسلیم نہ کیا جائے۔

— لاہور۔ ۳۱ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ پالیسی کے متعلق اختلاف رائے کی وجہ سے مسٹر آپسن نے اخبار مسلم آؤٹ لک کی ادارت سے استعفا دید یا ہے۔

— انگلستان میں بیکاری روز بروز بڑھ رہی ہے۔

— دہلی ۳۱ اکتوبر۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل نے چودھری نعمت اللہ

جلد ۱۶ لاہور یوم جمعہ ۲۵ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۲۸ء نمبر ۷۷

آخری نبی نمبر کے متعلق معاصرین کی رائے

پیغام صلح کے آخری نبی نمبر کے متعلق بعض معاصرین اور دیگر بزرگوں کی آرا قبل ازیں نقل کی جا چکی ہیں۔ اس کے بعد چند اور معاصرین نے اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

مولانا سید سلیمان ندوی اپنے رسالہ معارف میں رقمطراز ہیں:۔

"اخبارات میں "پیغام صلح" (لاہور) کا (جو لاہوری احمدی جماعت کا آرگن ہے) "آخری نبی نمبر" اپنی جامعیت کے لحاظ سے سب سے ممتاز ہے۔ اس نے سیرت کے مختلف پہلوؤں کو مختلف ابواب میں تقسیم کرکے ایک مرتب چیز ہمارے سامنے پیش کر دی ہے۔ اور اگر آئندہ دوسرے اخبارات اس ترتیب کی پیروی کریں تو یقیناً وہ اپنے مضامین کو بہتر طریقہ سے پیش کر سکیں۔ اس نے تمام مضامین کو آٹھ حصوں میں اس طرح تقسیم کیا ہے (۱) ختم نبوت پر اصولی بحث (۲) محاسن اخلاق نبوی (۳) ختم نبوت کے خلاف اعتقاد کا رد (۴) غیر مسلم اصحاب کی طرف سے عقیدت کے پھول (۵) خواتین کے مضامین (۶) متفرق۔ (۷) حصہ نظم (۸) حصہ خاص۔ چونکہ اس نمبر کی اشاعت کا مقصد تمام تر آخری نبی کی بحث پر مشتمل تھا۔ اس لئے زیادہ تر اسی کے متعلق مضامین ہیں۔ دوسرے اخبارات اسی طرح خاص خاص مباحث کی سرخیاں قائم کرکے مضامین میں ترتیب و تنظیم پیدا کر سکتے ہیں۔ اس نمبر میں جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کے متعدد پر از معلومات مضامین ہیں۔ ہندو اصحاب کے مضامین بھی قابل مطالعہ ہیں۔

مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی اپنے جریدہ "سچ" میں رقم آرا ہیں:۔

پیغام صلح (لاہور) احمدی جماعت کی شاخ لاہور کا سہ روزہ اخبار ہے۔ حال میں اس کا ایک خاص نمبر آخری نبی نمبر کے نام سے بڑے اہتمام اور ظاہری آب و تاب کے ساتھ شائع ہوا ہے ظاہری زیب و زینت سے کہیں زیادہ قابل قدر اس کے بلند پایہ مضامین ہیں جن میں سیرت نبوی کے مختلف پہلوؤں پر بڑی خوبی سے روشنی ڈالی گئی ہے "ختم نبوت اور تکمیل اخلاق۔ ختم نبوت اور تکمیل ہدایت" "خاتم نبین کی امتیازی خصوصیات۔ متعدد مضامین خصوصیت کے ساتھ بیرت افروز اور محققانہ ہیں۔ اور ان میں سے بعض "سچ" میں نقل ہو رہے ہیں۔ بعض غیر مسلموں نے نظم و نثر میں سرور عالم کے متعلق اپنے جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ بھی ہر مسلمان کے لئے باعث مسرت ہوں گے۔ کارکنان "پیغام صلح" اس نمبر کی تیاری پر تمام حلقہ بگوشان اسلام کی طرف سے مستحق مبارکباد ہیں۔

معاصر شہاب کی رائے:۔ پیغام صلح کا آخری نبی نمبر ۲۳ صفحات پر شائع ہوا ہے۔ سرورق دبیز اور طباعت رنگین ہے۔ مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ مولانا صدر الدین صاحب۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور سید عبد المجید صاحب۔ اور دیگر حضرات کے فاضلانہ مقالات میں حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت کے مسئلہ کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ ایک مقالہ میں بابی اور بہائی مذہب پر تنقید کی گئی ہے۔

لیکن "پیغام صلح" کے آخری نبی نمبر کے جن نقوش نے ہمیں متاثر کیا ہے۔ اور جن کی بنا پر ہم قارئین شہاب سے اس نمبر کے مطالعہ کی پرزور سفارش کرتے ہیں۔ وہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی ہیں۔ اور تعدد ازدواج مطہرات رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے مسئلہ پر ایک فاضلانہ اور دلنشین تبصرہ ہے۔ مزید براں اس نمبر میں نعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نہایت موثر اور عمدہ نظمیں شائع ہوئی ہیں۔

ہمقلم ستیا کا ریویو۔ جماعت احمدیہ (لاہور) کا یہ اخبار "پیغام صلح" مسلمانوں کی دنیوی بہبود و اصلاح کے لئے جو کچھ کر رہا ہے وہ بہت ہی قابل تعریف ہے۔ دینی لحاظ سے بھی اس کے مضامین زیادہ تر فرقہ وار نہیں ہوتے۔ بلکہ عام ہوتے ہیں۔ جن کو ہر مسلمان قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے۔ اس اخبار کا آخری نبی نمبر بالخصوص اعلےٰ دلچسپ مضامین کا ایک گلدستہ ہے۔ جو ہر مسلمان کے پاس ہونا چاہیے۔

زبان نہایت شستہ ہے اور حلقہ ادارت کی محنت قابل داد ہے

ملنے کا پتہ:۔ منیجر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور۔

ہمعصر نظام المشائخ دہلی کی تنقید۔ ماہ ربیع الاول میں دوسرے بہت سے اسلامی اخباروں اور رسالوں کی طرح اخبار "پیغام صلح" لاہور نے بھی ایک رسول نمبر نکالا تھا۔ جس کا نام اس نے "آخری نبی نمبر" رکھا ہے۔ "پیغام صلح" احمدیہ جماعت کے اس فرقہ کا اخبار ہے۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نبوت آپ پر ختم ہو چکی۔ اخبار میں بہت سے مضامین [illegible] اور وسیع معلومات سے پُر ہے۔ صرف اسی مضمون پر دیئے گئے ہیں کہ حضور سرور کائنات پر نبوت ختم ہو چکی۔ سیرت رسول اللہ کے متعلق بھی جو مضامین ہیں سب اعلےٰ پایہ کے ہیں۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ "پیغام صلح" کا یہ نمبر ماشاء اللہ بہت کامیاب ہے۔ حصہ نظم بھی کافی ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ سب قابل تعریف ہیں ہمیں امید ہے کہ اس پرچہ کی کافی قدر کی جائے گی۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بفضلہ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔

— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی صاحبزادی صفیہ بیگم کا نکاح ۴ نومبر کو بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں عبد اللطیف خاں صاحب خلف حضرت مولانا مولوی غلام حسن خاں صاحب کے ساتھ دس ہزار روپیہ مہر پر پڑھا گیا۔ خطبۂ نکاح حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھا۔ جس کے بعد جناب مرزا صاحب نے اپنے مکان پر احباب کو ایک پرتکلف دعوت دی۔ حاضرین میں لاہور کے بہت سے عمائد اور رؤسا بھی شامل تھے۔ سر شیخ عبد القادر سر ڈاکٹر محمد اقبال۔ چودہری شہاب الدین صاحب صدر پنجاب کونسل ملک برکت علی صاحب وکیل وغیرہ ہم بھی موجود تھے۔ خطبۂ نکاح میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے شادیوں کی ان تباہ کن رسوم و رواج کا ذکر کرتے ہوئے جو آج مسلمانوں کی بربادی کا موجب ہو رہی ہیں امراء کو اس بات کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا۔ کہ وہ قوم کو اس تباہی سے نکالنے کے لئے ایسے موقعوں پر سادگی کا طریق اختیار کریں تاکہ ان کی تقلید میں دوسرے لوگ اسراف و تبذیر سے بچ جائیں۔ یہ خطبہ آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہوگا۔

— احباب یہ سنکر خوش ہونگے کہ جناب مولانا مولوی صدر الدین صاحب قرآن کریم کے جرمن ترجمہ کے کام پر لگ گئے ہیں۔ اور جناب خاں صاحب چودہری منظور الٰہی صاحب ان کی جگہ سکرٹری کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ جناب مولانا کو اس کام کی جلد تکمیل کی توفیق دے۔

— ہمارے دوست شیخ بشیر احمد نو مسلم نے اپنے خلوص و محبت اسلامی کے جوش میں ختنہ کرایا ہے۔ خدا انکو جلد صحتیاب کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ - ۲۵ جمادی الاول سنہ ۴۷ھ نمبر ۷

سیرت مسیح موعودؑ

اصحاب مسیح موعود سے ایک درخواست

حضرت مسیح موعود کی تحریرات و تصنیفات اور آپ کے وہ شاندار کارنامے اور خدمات اسلام جو ہر مخالف و موافق سے وقتاً فوقتاً خراج تحسین وصول کرتی رہتی ہیں عام طور پر معلوم ہیں اور ان پر بہت لکھا جا چکا ہے۔ ان کے علاوہ آپ کی زندگی کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ جس پر بہت کم روشنی ڈالی گئی ہے۔ حالانکہ اگر صحیح طریق سے اس کو پیش کیا جائے تو بہت کچھ فائدہ کا موجب ہو سکتا ہے وہ آپ کی سیرت و اخلاق کا پہلو ہے۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی اور سیرت و اخلاق کو اگر دیکھا جائے تو اس میں بہت سے ایسے شاندار اور پاکیزہ نمونے ہمیں ملیں گے۔ جو بہت کم دنیا میں نظر آتے ہیں یہ ایک ایسا پہلو ہے جو غالباً دوسری تمام باتوں سے بڑھکر عوام الناس پر اثر ڈال سکتا ہے۔ اس لئے اس پہلو پر کافی روشنی ڈالنے اور آپ کے اخلاق و اعمال کے صحیح واقعات کو محفوظ کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ جوں جوں زمانہ گزرتا جا رہا ہے اس پاک اور مقدس انسان کے حالات زندگی اور اخلاق و اعمال کو ہم بھولتے چلے جا رہے ہیں۔ جس نے عالم روحانیت کے اس تاریک ترین دور میں ہمیں روشنی کی مشعل دکھائی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ہدایت فرمائی۔ آج تک اس قسم کا بہت کم لٹریچر ہماری طرف سے شائع ہوا ہے۔ ایک چھوٹی سی کتاب "سیرت مسیح موعود" کے نام سے حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں تصنیف فرمائی تھی جس میں آپ کی زندگی کے مختلف شعبوں پر تبصرہ کرتے ہوئے ان پاکیزہ اخلاق و اعمال کی تصویر دکھائی گئی ہے۔ جو اولیا ماللہ کی زندگیوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ لیکن یہ کتاب بہت مختصر ہے بہت تھوڑے واقعات اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں بہت سے واقعات ایسے ہیں جو صرف ان معدودے چند بزرگوں کو معلوم ہیں جو رات دن آپ کی پاک صحبت میں بیٹھتے رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسے بزرگ ان تمام واقعات کو جو انہیں معلوم ہوں اور جو حضرت مسیح موعود کی پاکیزہ سیرت اور اخلاق و اعمال پر روشنی ڈالنے والے ہوں۔ قلمبند کر کے ہمیں بھیجدیں۔ تاکہ "پیغام صلح" کے ذریعہ سے انہیں جماعت کے دیگر اصحاب تک پہنچا کر اس جوش اور حرارت۔ پاکیزگی اور نیکدلی کو پھر پیدا کیا جائے جو مسیح موعود کے ملنے والوں میں پائی جاتی تھی۔ اس بارہ میں ہمارے مخصوص مخاطب سب سے پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ ہیں۔ جن کو سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود کی صحبت گزینی کا شرف حاصل ہے۔ حضرت موصوف کے علاوہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جناب خان بہادر مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب۔ حکیم مرزا خدا بخش صاحب۔ مولانا مولوی صدر الدین صاحب۔ خان صاحب چودہری محمد منظور الٰہی صاحب۔ مستری ... مولانا مولوی عبد اللہ خان صاحب ..... ڈاکٹر محمد دین صاحب کھاریاں وغیرہم ہیں۔ ان کے درج کرنا موجب طوالت ہوگا۔ تمام بزرگوں اور اصحاب سے ہماری گزارش ہے کہ وہ اپنے قیمتی اوقات کا تھوڑا سا حصہ نکال کر ہر ہفتہ اس پاک انسان کے حالات و واقعات کو قلمبند کر دیا کریں جو انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے یا کانوں سے سنے ہوں۔ ان کی یہ تھوڑی سی محنت جماعت کے دوسرے لوگوں اور عامۃ الناس کے لئے بہت بڑے فوائد کا موجب ہوگی۔ اور آنے والی نسلیں ان واقعات کو پڑھکر ہمیشہ انہیں دعائے خیر سے یاد کریا کریں گی۔ کہ جن باتوں کے سننے اور جن پاک نمونوں کو دیکھنے کا انہیں موقع نہ ملا تھا۔ وہ اصحاب مسیح موعود کے ذریعہ سے ان تک پہنچ گئے۔

فی الحال ہم اس سلسلہ کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم مرحوم کی "سیرت مسیح موعود" سے شروع کرتے ہیں جن میں سے چند اخلاقی نمونے ہم نے انتخاب کر کے دوسری جگہ درج کئے ہیں۔ اگر ہمارے محترم بزرگوں اور دوستوں نے ہماری درخواست کو شرف قبولیت بخشا تو امید ہے کہ یہ سلسلہ دیر تک جاری رہے گا۔ ورنہ جہاں تک تلاش و جستجو کا ہاتھ ہمیں لے جائے گا۔ ہم واقعات و حالات جمع کرنے میں پوری کوشش کریں گے۔

آخر میں ہم پھر ان محترم حضرات کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ایک نہایت ضروری کام ہے۔ اور اس کو بہت جلد سرانجام دینا ضروری ہے۔ یہ کام آج سے بہت مدت پیشتر ہو جانا چاہئے تھا۔ لیکن ہماری شومیٔ قسمت نے آج تک تو جماعت کو اور طرف مبذول کئے رکھا اور اس اثنا میں مسیح موعود کے بہت سے ملنے والے اس دار فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے جو بزرگ اس وقت تک بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں انہیں اپنی زندگی کا ہر لمحہ قیمتی اور غنیمت سمجھکر اس پاک کام میں بہت جلد مشغول ہو جانا چاہئے ان کے اوقات گرامی بے شک پہلے سے اہم دینی خدمات کے لئے وقف ہیں۔ لیکن یہ بھی غیر اہم کام نہیں۔ مسیح موعود کا پاک نمونہ اور آپ کے اخلاق و واقعات زندگی اس پاک مشن کی بہترین تبلیغ ہے۔ جس کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ یہی ایک چیز ہے۔ جو آپ کی صداقت اور راستبازی کو دنیا میں پھیلانے کا بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے۔ آپ کی پاک زندگی کو دیکھکر لوگ آپ کی طرف کھنچے ہوئے آ سکتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اصحاب مسیح موعود اپنے اوقات گرامی کا ایک تھوڑا سا حصہ اس نیک کام پر صرف کر کے اس احسان کا شکریہ ادا کریں جو اس پاک انسان نے اپنے فیض صحبت کے ذریعہ سے ان پر کیا ہے۔

انت منی بمنزلۃ ولدی

حضرت مسیح موعود کا یہ الہام ہمیشہ آپ کے مخالفین کے تمسخر و استہزا کا موجب رہا ہے حالانکہ کئی مرتبہ بتایا جا چکا ہے کہ ان الفاظ کے معنے وہ نہیں جو مخالفین نے مشہور کر رکھے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ عام قاعدہ ہے ہر کلام میں کچھ نہ کچھ استعارہ اور مجاز بھی ہوتا ہے جسکو ظاہر معنوں پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس کی کوئی اور تاویل کی جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے خود اس کی تاویل کی ہے اور صاف لکھا ہے۔

"خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے۔ اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں نے حضرت عیسےٰ کو خدا ٹھیرا رکھا ہے اس لئے مصلحت الٰہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھکر الفاظ اس عاجز کے لئے استعمال کرے۔ تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو وہ خدا بناتے ہیں۔ اس امت میں بھی ایک ہے جس کے لئے اس سے بڑھکر الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ حاشیہ)

ان صاف اور کھلے الفاظ کے بعد کسی کا حق نہیں رہتا کہ کوئی اور معنے کرے۔ لیکن ۲۸ نومبر سنہ ۲۸ء کے "زمیندار" میں جس ناپاک طریق سے اس پر استہزا کیا گیا ہے وہ کسی مہذب اور سمجھدار انسان کے نزدیک قابل پذیرائی نہیں ہو سکتا۔ "زمیندار" کی اپنی عبارات کا ایک ایک فقرہ استعارہ اور مجاز میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے پھر کیا خدا پر یہ حرام ... کے لئے وہ

انت منی و انا منک

ایک اور ایسا ہی الہام انت منی و انا منک ہے۔ جسکے معنی صاف ہیں کہ تیرا ظہور میری وجہ سے ہے۔ اور اس عالم تاریکی میں میرے نور اور روشنی کو دنیا میں پھیلانے کا باعث تو ہے۔

لیکن "زمیندار" نے ان صاف اور سیدھے معنوں کو چھوڑ کر نہایت ناپاک اور متمسخرانہ الفاظ میں اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ دور حاضر کے اس مایہ ناز ادیب کی سخن فہمی پر روئیں یا ہنسیں جو نہ استعارہ و مجاز کو دیکھتا ہے اور نہ کلام کے محل اور موقع کو پہچان کر اس کے معنے کرنا جانتا ہے کیا مولوی ظفر علی خاں یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں کہ منی اور منک کے الفاظ ہمیشہ صلبی پیدائش پر ہی بولے جاتے ہیں۔ مثلاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان منا اهل البیت سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے۔ کیا اس کے یہ معنے کرنے جائز ہیں کہ سلمان میرا صلبی بیٹا ہے۔ بالخصوص جب اس کے ساتھ اہل بیت کا بھی لفظ موجود ہے۔

اس کو بھی چھوڑ کر ہم مولوی ظفر علی خاں صاحب کو ان کے موجودہ ہم خیال غزنوی اہل حدیثوں کے مورث اعلےٰ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کی اس سوانح عمری کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جو مولوی عبد الواحد یا عبد الجبار غزنوی کی تصنیف ہے اس ... میں بعینہٖ یہی الہام انت منی و انا منك مولوی عبد اللہ غزنوی مرحوم کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کیا مولوی ظفر علی خاں مولوی عبد اللہ غزنوی کے متعلق بھی وہی الفاظ استعمال کریں گے جو حضرت مسیح موعود کے متعلق استعمال کئے ہیں؟

"زمیندار" اور میاں محمود احمد صاحب

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ "زمیندار" کا روئے سخن دراصل کس طرف ہے۔ نہ ہم یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ میاں محمود احمد پر اعتراضات کی ذیل میں حضرت مسیح موعود کو مورد تمسخر و استہزا ٹھیرایا جائے۔ "زمیندار" کو اگر میاں محمود احمد کے افعال و اعمال پر نکتہ چینی کرنی ہے تو اس کے اور بھی طریق ہیں۔ کسی باپ کو بیٹے کے اعمال و افعال کا ذمہ دار نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اور نہ کسی نے بیٹے کے اعمال کو باپ کے کسی نقص کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ مرزا صاحب کے الہامات کو ان کے عقائد اور اعمال و افعال کی روشنی میں دیکھو اگر انہوں نے کہیں اپنے آپ کو خدا کا بیٹا قرار دیا۔ کبھی ان الہامات کے یہ معنے کئے کہ میں خدائی کے درجہ پر فائز ہو گیا ہوں تو البتہ ایک بات ہے۔ جب وہ بار بار ایسی باتوں کی تاویلیں کرتے ہیں کہ اپنی حیثیت خدا کے بالمقابل "کرم خاکی" سے بڑھ کر نہیں سمجھتے ؎

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

تو کن معنوں کا انہیں مدعی قرار دینا اور انت منی و انا منک کے الہام کو خدائی اور ابنیت پر محمول کرنا کہاں تک جائز ہو سکتا ہے۔

کرپان کا ناجائز استعمال

اس سے قبل کرپان کے ناجائز استعمال کے افسوسناک واقعات کی بہت سی مثالیں پیش آچکی ہیں۔ جن کی نسبت پیغام صلح میں بھی بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ ہمیں نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے۔ کہ مسلم پریس کی تحریروں پر حکومت اور سکھ بھائیوں نے مطلق توجہ نہیں کی تازہ واقعہ ہے کہ دہلی میں وائسرائے کے سرفلک قصر سے تھوڑے ہی فاصلہ پر سکھوں نے ایک نہتے اور بے بس مسلمان کو کرپان سے شہید کر دیا۔ ایک نہتے آدمی کو خواہ مخواہ شہید کر دینا اخلاقی و مذہبی نقطہ خیال سے ایک انتہائی ذلیل اور شرمناک فعل ہے۔ جس پر کوئی شریف انسان اظہار حقارت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہم سیاسی رنگ میں اس معاملہ پر اظہار خیال نہیں کرنا چاہتے۔ چونکہ یہ معاملہ جماعتی اور انفرادی دونوں طور پر نہایت اہم اور قابل توجہ ہے اس لئے ہمارا خاموش رہنا بھی مشکل ہے۔ ہم حیران ہیں کہ اس قسم کے متعدد واقعات ظہور پذیر ہونے کے باوجود حکومت اب تک کیوں خاموش ہے۔ وائسرائے کے قصر کے قریب ہی اس قسم کے ظالمانہ اور دردناک واقعات کا وقوع پذیر ہونا حکومت کی نیک نامی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ مسلمان صرف اپنی جان کی حفاظت چاہتے ہیں جو ہر ایک ذمہ دار حکومت کا فرض ہے حکومت کو چاہیئے کہ اس معاملہ پر اپنی اولیں فرصت میں نہایت سنجیدگی سے غور کرے۔ ورنہ خطرہ ہے کہ اس کی خاموشی خدانخواستہ کسی قسم کے خطرناک واقعات کا موجب ہو۔

سکھ بھائی غور فرمائیں

اس سلسلہ میں اس سے قبل ہم نے جو کچھ لکھا تھا اس میں اپنے سکھ بھائیوں کو بھی متوجہ کیا تھا۔ کرپان کو سکھ دھرم کا ایک شعار بتایا جاتا ہے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں مگر ہمارے سکھ بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کا کرپان کو اپنے بے گناہ ہم وطنوں کے خون سے رنگنا سکھ دھرم اور سکھ قوم کی نیک نامی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ ہم کسی کو خواہ مخواہ کوئی الزام نہیں دینا چاہتے۔ نہ یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ سکھ مذہب اس قسم کے انسانیت سوز واقعات کی اجازت دیتا ہے۔ تاہم یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ سکھ قوم کا باوجود کئی بار توجہ دلانے کے خاموش رہنا بہت سے شبہات اور بدگمانیوں کا باعث ہو سکتا ہے۔ ہم گوردوارہ پربندھک کمیٹی و دیگر سکھ انجمنوں کو ایک بار پھر متوجہ کرتے ہیں اگر انہیں حقوق ہمسائیگی کا خیال نہیں تو کم از کم اپنی نیکنامی ہی کا پاس کریں۔ ہمیں امید ہے ہمارے ان الفاظ پر سکھ حلقوں میں ضرور ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے گا۔

تفرقہ پرداز ہندو لیڈر

لاہور کے مشہور تفرقہ پرداز ہندو لیڈر بھائی پرمانند نے "ہندو" کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا ہے۔ جو تفرقہ پردازی اور ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کے بیج بونے میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔ اس یکتائے روزگار اخبار میں شروع سے آخر تک مختلف پیرایوں میں مسلمانوں کو ظالم وحشی لٹیرے۔ ڈاکو۔ دغا باز اور ہندوؤں کو مظلوم۔ مہذب۔ با اخلاق اور قوم پرور ثابت کیا گیا ہے۔ کہیں محمد غوری کی لوٹ کھسوٹ اور پرتھوی راج کے ساتھ دغا و فریب کے ذکر اذکار ہیں۔ کہیں ہندو راجاؤں کے اخلاق اور عدل و انصاف کے قصے بیان کئے گئے ہیں۔ کہیں قدیم ہند و تہذیب کے فنون لطیفہ "جہاز رانی" وغیرہ کے افسانے سنائے جا رہے ہیں۔ کہیں بیر بیراگی بندہ بہادر کی مسلم کش بہادری کے ترانے گائے جا رہے ہیں۔ کہیں حقیقت رائے کی طرف سے مسلمان صوبہ دار کی جابرانہ تلوار کے سامنے اسلام کے ٹھکرائے جانے کی من گھڑت داستانیں تراشی جا رہی ہیں۔ ان کے علاوہ حالات حاضرہ پر لیڈر اور نوٹ ہیں جن میں جی کھول کر مسلمانوں کو کوسا جاتا اور ان سے تعاون کرنے والوں کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔

اس ذہنیت اور سپرٹ کا اخبار ملک کے لئے جس درجہ [illegible]

قادیانی اور ہم

ایک دوست جس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ذیل کی تجویز حضرت امیر کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔

"میں سلسلہ کے متعلق مباحثات یا دیگر واقعات کی نسبت جناب کی خدمت میں کچھ لکھنا جناب کے قیمتی اوقات میں خلل ہونا سمجھتا ہوں مگر آج ایک ضروری امر کے لئے کچھ عرض کئے دیتا ہوں جناب کو معلوم ہے کہ قادیانی گروہ اب شرم و حیا اور ایمان کو بالائے طاق رکھ کر جماعت احمدیہ لاہور کے ممبروں کی نسبت عوام کو بدظن کرنے کے لئے من کل الوجوہ ناخنوں تک کا زور لگا رہا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے مفتریات کے ازالہ کے لئے خود قادیان سے ہی ایک ماہوار رسالہ جاری کیا جائے اور اصلی لاگت کے مطابق اس کی قیمت رکھی جائے۔ تاکہ ہر ایک خرید سکے۔ اور عام مسلمان اور جماعت کے بے علم اور کمزور طبیعت والے ناواقف گمراہ نہ ہو جائیں۔ اور اس رسالہ کا نام "القادیان" یا جو مناسب ہو رکھ دیا جائے۔ میں نے سنا ہے کہ ایسا رسالہ انجمن کی طرف سے قادیان میں بآسانی کم خرچ پر شائع ہو سکتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر پیغام صلح کے ساتھ ماہوار ضمیمہ ان کی افتریات کی تردید میں شائع ہو جایا کرے۔"

اس کے جواب میں ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارا قادیانیوں سے اختلاف چند مذہبی مسائل کی بنا پر ہے۔ جن کو ہم اسلام اور استحاد مسلمین کے لئے سخت خطرناک سمجھتے ہیں۔ اور انہیں کی تردید کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ قادیانیوں کی طرح ہم شخصیتوں کو زیر بحث لانا ہی نہیں چاہتے۔ کیونکہ اس سے کوئی خاص مقصد حاصل نہیں ہوتا بلکہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کا مطلب لوگوں کو اصل مسئلہ سے دور رکھنا ہوتا ہے۔ تاکہ وہ شخصی جھگڑوں میں پڑکر اصل حقیقت سے آگاہ نہ ہو سکیں۔ قادیانی خواہ ہم سے کتنا ہی بغض و عداوت کا اظہار بذریعہ تحریر و تقریر کریں۔ ہم کسی معاملہ میں تقویٰ کی راہ چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔ اگر ہم بھی دوسروں کی طرح مفتریات اور گالی گلوچ اور بداخلاقی کے تاریک گڑھے میں پڑے رہیں تو ہماری جماعت کا قیام ایک بے معنی بات ہے۔ ہم کو حق اور انصاف اور حسن اخلاق کسی حالت میں چھوڑنا نہ چاہیئے۔ جتنا وقت اور روپیہ ہم قادیانیوں کی مفتریات کی تردید میں خرچ کریں کیوں نہ وہی وقت اور روپیہ ہم اسلام کی ترقی اور دشمنان اسلام کے مقابل پر خرچ کریں۔

قادیان سے یا لاہور سے ایک علیحدہ رسالہ یا ضمیمہ شائع کرنا وقت اور روپیہ ضائع کرنا ہے۔ اور اس کے لئے نہ ہم وقت دے سکتے ہیں نہ روپیہ۔ قادیانیوں کے غلط عقائد کی تردید میں ہمارے پاس کافی لٹریچر موجود ہے جس میں سے بہت سا مفت مل سکتا ہے۔ دھڑے باز آدمیوں کو چھوڑ کر قادیانیوں میں انصاف پسند بھی لوگ موجود ہیں ہمارے احباب کو چاہیئے کہ ایسے لوگوں کو اصل حقیقت سمجھائیں۔ ہماری موجودہ جماعت کا اکثر حصہ قادیانیوں ہی میں سے آیا ہے۔ وہ تو ایک آدھ کمزور شخصیت کو لیکر فخر کر لیا کرتے ہیں۔ کہ فلاں لاہوری احمدی ان کا ہم خیال ہو گیا۔ لیکن وہ اس بات کو فراموش کر جاتے ہیں کہ ہماری جماعت کا کثیر حصہ پہلے ان کا ہمخیال تھا۔ اور ان میں سے ایک ایک شخص ایسا ہے جس کی مثال ساری قادیانی جماعت میں نہیں مل سکتی۔ لیکن ہم ان باتوں پر فخر نہیں کرتے۔ اگر کوئی قابل فخر بات ہمارے لئے ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ باوجود قلیل اور غریب ہونے کے ہماری جماعت خدمات اسلام کے لحاظ سے دنیا میں فائق ہے قادیانی جماعت لاکھ جھوٹا پروپیگنڈا کرے۔ ان کے دل مانتے ہیں کہ وہ باوجود کثیر اور مالدار ہونے کے ہم سے ان امور میں بہت پیچھے ہیں۔ اور یہ کوئی ہماری ہمت یا روپیہ یا جتھے پر منحصر نہ تھا بلکہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں خدمت اسلام کی توفیق عطا کی۔ اور ہم عاجزانہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری کمزوریوں سے درگزر کرے اور ہمیں آئندہ بھی اس سے زیادہ خدمت اسلام کی توفیق عطا کرے ہمارے احباب کو پرہیزگاری خدا ترسی اور خوش اخلاقی کا نمونہ بننا چاہیئے۔ کیونکہ اسی پر ہماری ترقی کا انحصار ہے۔ دوسروں کی طرح منصوبہ بازی گالی گلوچ۔ بدکلامی ہمارا شیوہ ہرگز ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔

سیرت مسیح موعود

اس عنوان سے حضرت مسیح موعود کی سیرت و اخلاق کے متعلق آج کے افتتاحیہ میں جو تحریک کی گئی ہے اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی "سیرت مسیح موعود" کے چند پاکیزہ نمونے ذیل میں ہدیۂ قارئین کرام ہیں۔

معاشرت نسواں

(۱) جن دنوں ڈپٹی عبداللہ آتھم سے امرتسر میں مباحثہ ہوا تھا ایک دن خان محمد شاہ صاحب کے مکان پر حضرت معمولاً درد سر سے بیمار ہو گئے۔ منشی عبدالحق صاحب لاہوری نے تحریک کی کہ آپ کا کام بہت نازک ہے آپ کو جسمانی صحت کا بہت خیال رکھنا چاہیئے اور مقوی غذا لازماً ہر روز آپ کے لئے تیار رہنی چاہیئے حضرت نے فرمایا ہاں بات تو درست ہے۔ اور ہم نے کبھی کبھی کہا ہے مگر عورتیں کچھ اپنے ہی دھندوں میں ایسی مصروف ہوتی ہیں کہ اور باتوں کی چنداں پروا نہیں کرتیں۔ اس پر منشی عبدالحق صاحب نے کہا کہ آپ ڈانٹ ڈپٹ کر رعب پیدا نہیں کرتے۔ میں اپنے کھانے کے لئے خاص اہتمام کیا کرتا ہوں بھلا ممکن ہے کہ میرا حکم ٹل جائے اور میرے کھانے کے اہتمام خاص میں کوئی سرمو فرق آجائے۔ ورنہ ہم دوسری طرح خبر لیں۔

مولانا عبدالکریم مرحوم لکھتے ہیں کہ میں بھی تائید میں بول اٹھا کہ ہاں حضرت منشی صاحب درست فرماتے ہیں۔ حضور کو بھی چاہیئے کہ درشتی سے یہ امر منوائیں۔ حضرت نے میری طرف دیکھا اور تبسم سے فرمایا:۔

"ہمارے دوستوں کو تو ایسے اخلاق سے پرہیز کرنا چاہیئے۔"

اس سلسلہ میں آپ معاشرت نسواں پر دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ اور آخر میں فرمایا۔

"میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل سے رنج سے ملی ہوئی تھی اور باایں ہمہ کوئی درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا۔ کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے"

(۲) ایک دن خود حضرت فرماتے تھے کہ "مختا کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں"۔ اور فرمایا۔ "ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں ہم کو خدا نے مرد بنایا۔ اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے اس کا شکریہ ہے کہ عورت سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں"

(۳) ایک دفعہ ایک دوست کی اپنی بیوی کے ساتھ سختی اور درشت مزاجی کا ذکر آیا۔ حضرت اس سے بہت کشیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا "ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہیئے"۔

(اسی صفحہ کے پہلے کالم کا بقیہ حصہ)

کہاں ہیں وہ نام نہاد قوم پرست ہندو جو ہر قسم کے فرقہ وارانہ جھگڑوں کو ملک اور وطن کے لئے غیر مفید سمجھتے اور مسلمانوں کی طلبی حقوق کو قومیت کے لئے منافی قرار دیتے ہیں۔ کیا ایک حرف بھی انہوں نے بھائی پرمانند کے اس اخبار کے خلاف منہ سے نکالا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ کیا اس لئے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف بغض اور نفرت پھیلاتا ہے۔ اور نام نہاد سنگٹھن کے نام سے ہندوؤں کو اکساتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قومیت متحدہ ایک غلط اور بے حقیقت خیال ہے۔ جس کے پردے میں ہندو قومیت اور ہندو راج کا جذبہ کارفرما ہے۔

اگر ان ہندو لیڈروں کی جو نام نہاد بڑے ہندو مسلم جھگڑوں سے اپنا دامن بلند و بالا رکھنا چاہتے ہیں یا کم از کم ایسا ظاہر کرتے ہیں، دیانت و صداقت پر ایمان بھی لے آیا جائے تب بھی ہر ایک مسلمان جانتا ہے اور نہیں جانتا تو اسے جاننا چاہیئے کہ ملک میں کیسے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اور کن لوگوں سے دن رات کا سناتہ ہے آیا ان لیڈروں کے ہمخیال زیادہ ہیں جو صرف تخیل کے خوش آئند باغ سے باہر نہیں آنا چاہتے یا بھائی پرمانند کی تعداد کچھ کم بائیس کروڑ ہی!

جماعت احمدیہ راولپنڈی اور تبلیغ احمدیت

مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب کے لکچر

اور مخالفین کی ناکام کوشش

لیکچروں کا عام اثر

قارئین کرام راولپنڈی کے جلسوں کے حالات قسط اول میں پڑھ چکے ہونگے مزید حالات اب عرض کرتا ہوں - مولانا عصمت اللہ صاحب نے کچھ دنوں سے درس تدریس کے علاوہ لکچروں کا سلسلہ بھی جاری کیا ہوا تھا - ان لکچروں کا خوب اثر ہو رہا تھا - مولوی صاحب موصوف کے لکچروں میں ایک ایسی خوبی ہے کہ مخالف سے مخالف بھی اگر ایک دفعہ سن لے تو وہ دوبارہ آپ کی تقریروں کے سننے کا اشتیاق ضرور رکھتا ہے - آپ نے اپنے لکچروں میں تین مضامین کو ہر وقت مد نظر رکھا - اور انہی تین باتوں پر اکثر زور دیتے رہتے -

(۱) فضائل و برکات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم (۲) اتحاد بین المسلمین (۳) ختم نبوت - اسی کے ضمن میں اس امر کو بھی بیان کرتے رہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نسبت جو کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ آپ پر افترا ہے - آپ نے ہرگز نبی و رسول ہونے کا دعویٰ نہیں کیا -

مولوی محمد نعیم کی مخالفانہ جدوجہد

ہماری کامیابی کو دیکھ کر اول بعض غیر از جماعت لوگوں کے اندر آتش غضب بھڑکی - انہوں نے مولوی محمد نعیم صاحب سابق امام جامع مسجد راولپنڈی کو بلایا - جو بعض ناقابل تردید الزامات کی بنا پر مسجد سے نکالے گئے تھے - جیسا کہ عام مولویوں کی عادت ہوتی ہے - انہوں نے بھی حضرت مرزا صاحب کی شان میں سخت سست الفاظ استعمال کئے اور کہا کہ مرزا صاحب نے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور دلیل یہ دی کہ مرزا صاحب کا بیٹا کہتا ہے کہ میرا باپ نبی اور رسول ہے - اور کہا کہ مرزا صاحب نے انبیائے کرام کی توہین کی ہے - خصوصاً حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی -

غلط بیانیوں کی تردید

اس وعظ نے جہلا کے اندر ہمارے متعلق نفرت پیدا کر دی - مگر تعلیم یافتہ گروہ کے اندر تحقیقات اور تجسس کی تحریک پیدا ہو گئی - انہی کی تحریک پر ضرورت محسوس ہوئی - کہ مولوی عصمت اللہ صاحب تردید کے لئے ایک لیکچر دیں - چنانچہ خوب منادی کرائی گئی اور دوسرے دن مولوی صاحب کی تقریر ہوئی - خیال تو تھا کہ بوجہ مخالفت لوگ جمع نہیں ہوں گے - لیکن سامعین کی کثرت کو دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی - ادھر مولوی محمد نعیم کی پارٹی کے خاص آدمیوں نے جلسہ کو خراب کرنے کی پوری تیاری کر رکھی تھی - مولوی صاحب نے مولوی محمد نعیم کے دو اعتراضوں کا جواب خصوصیت سے دیا - مولوی محمد نعیم کی پارٹی کے آدمی بار بار وقت مانگتے تھے - اور بے صبر ہو رہے تھے - چنانچہ ان کو وقت دیا گیا - اور جو کچھ اعتراضات انہوں نے بیان کئے ان کے جوابات تسلی بخش دیئے گئے -

غیر از جماعت معترضین اور محمودی

معترضین کے پشت پناہ اس وقت محمودی حضرات تھے وہی ان کو حوالجات بتا کر ان کی مدد کر رہے تھے - میاں صاحب کو اپنے بنائے ہوئے کفار کے ساتھ یہ اتحاد مبارک ہو - دوران سوال و جواب میں جب مولوی محمد نعیم صاحب کی پارٹی نے دیکھا کہ مولوی عصمت اللہ صاحب کا پلہ بھاری ہے - اور ان کی تقریر کا اثر سامعین پر پورا ہو رہا ہے - تو انہوں نے اپنی روش بدلی - اور چاہا کہ جلسہ کو درہم برہم کر دیں لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے -

ہماری بڑھتی ہوئی کامیابی کو دیکھ کر بھلا کب ممکن تھا کہ محمودی جماعت خاموش رہتی - وہ اسی تاڑ میں تھی کہ کب مولوی عصمت اللہ صاحب راولپنڈی سے رخصت ہوں اور ہم اپنے مولوی کو بلائیں - جب کبھی کسی محمودی کو ہم سے ملنے کا اتفاق ہوتا - وہ سب سے پہلے یہی دریافت کرتا کہ سنائیے مولوی عصمت اللہ صاحب کب تک رہیں گے اور کب جائیں گے - جونہی مولوی عصمت اللہ صاحب راولپنڈی سے [illegible]

غلام رسول راجیکی پہنچ گئے - پوسٹر جگہ جگہ لگ گئے - لکچروں کا اعلان ہو گیا - لوگوں کو کہتے پھرتے تھے کہ ہم مولوی عصمت اللہ صاحب کے ساتھ مناظرہ کرنے آئے ہیں - لیکن ہم کو خبر بھی نہ تھی - یہ پروپیگنڈا ہر جگہ انہوں نے شروع کر دیا - پہلے دن کا لکچر "خصوصیات اسلام" پہ تھا - یہ دن خاموشی سے گزر گیا - دوسرے دن کا مضمون "ختم نبوت" اور تیسرے دن کا "مبائعین اور غیر مبائعین کے عقائد میں فرق" تھا - دوسرے دن دو گھنٹہ کی تقریر کے بعد غیر از جماعت اصحاب نے سوالات کرنے کے لئے وقت مانگا - اور ساتھ ہی پبلک نے مطالبہ کیا کہ جماعت احمدیہ لاہور کے سکرٹری کو بھی اس تقریر پر سوالات کرنے کا موقعہ دیا جائے - پریزیڈنٹ جلسہ نے غیر از جماعت لوگوں کو تو وقت دے دیا - مگر احمدیوں کو وقت دینے سے انکار کر دیا - لیکن جب پبلک کے اس مطالبہ میں زیادہ زور دیکھا تو لاچار ہو کر پریزیڈنٹ صاحب نے اعلان کیا کہ کل احمدی جماعت لاہور کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا جائے گا - کیونکہ کل کا مضمون بھی انہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے - اس پر پبلک خاموش ہو گئی اور غیر از جماعت لوگوں کے مولوی صاحب نے اعتراضات کرنے شروع کر دیئے مگر افسوس ہے کہ وہ پورے طور پر قادیانی مولوی کے دلائل کی تردید نہ کر سکا - اور اخلاق کا اعلےٰ نمونہ دکھانے سے قاصر رہا - اگر کوئی معقول مولوی ہوتا تو وہ مولوی غلام رسول کے پیش کردہ دلائل متعلق اجرائے نبوت کی پوری پوری تردید کر دیتا - مگر یہ مولوی سوائے شور مچانے کے اور کچھ نہ کر سکا - اور غیر متعلق اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا -

سانپ کا "معجزہ"

جب مولوی غلام رسول صاحب کا وقت آیا - اور انہوں نے تردید شروع کی - تو اسی اثنا میں ایک سانپ نمودار ہو گیا - جس کو دیکھ کر لوگ بڑی بدحواسی سے اسی طرح جلسہ چھوڑ کر بھاگ گئے جس طرح ہمارے اپنے جلسہ میں چند روز ہوئے سانپ کے نکلنے پر لوگ بھاگ گئے تھے - فرق صرف اتنا تھا کہ ہمارے جلسہ میں سانپ نکلا اور بلاشبہ لوگ بھی جگہ چھوڑ کر بھاگے مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر لوگ اپنی اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے - اور بعد میں بھی ڈیڑھ گھنٹہ تقریر جاری رہی - لیکن قادیانی جلسہ میں سانپ کے نمودار ہوتے ہی لوگ ایسے بھاگے کہ مڑ کر نہ دیکھا اور مولوی صاحبان بھی اپنی ناکامی اور نامرادی کو دیکھ کر آٹھ آٹھ آنسو بہا رہے تھے -

اس جگہ جملہ معترضہ کے طور پر یہ ظاہر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ہمارے جلسہ پر سانپ کے نکلنے کے واقعہ کو "الفضل" نے اپنی کامیابی کے لئے معجزہ اور ہماری ناکامی کا نشان بتلایا تھا - اب معلوم نہیں کہ "الفضل" اس واقعہ کو کس کا معجزہ قرار دے گا - اگر "الفضل" میں کچھ بھی انصاف کا مادہ باقی ہے - اور میاں محمود احمد صاحب کی خوشامد اور بیجا دھڑے بازی میں قربان نہیں کر چکا تو اس کو چاہیئے کہ جن الفاظ میں اس نے سانپ کے نکلنے کے پہلے واقعہ کو بیان کیا ہے انہی الفاظ میں ظاہر کر دے - اور تسلیم کرے کہ جلسہ کرنے والوں کی ناکامی اور فریق مخالف کا معجزہ ہوا - لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا - محمودی دوستوں کو اس واقعہ کی یاد دلائی گئی کہ ہمارے جلسہ میں جو سانپ نکلا تھا اس کی وجہ "الفضل" نے یہ لکھی ہے - کہ یہ قادیانی جماعت کا معجزہ ہے اور لاہوری جماعت کی ناکامی ہے - اب بتایئے جو سانپ آپ کے جلسہ میں نکلا جس نے جلسہ کو درہم برہم کر کے ہی رکھ دیا - یہ کس جماعت کا معجزہ ہوا - اور کس کی ناکامی ؟ تو کہنے لگے کہ تم نے "الفضل" کی خبر پڑھ کر خود سانپ جلسہ میں چھوڑا ہے - اس بودے جواب کو سن کر بے اختیار ہنسی آئی - جب ان کو کہا گیا کہ "الفضل" تو آج آپ کو پہنچا ہے اور سانپ کے نکلنے کا واقعہ گزشتہ شب کا ہے - کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارا "الفضل" شائع ہونے سے پہلے ہمیں خبر ہو جاتی ہے - کہ اس میں کیا لکھا ہے - ہمیں علم غیب کا دعویٰ تو نہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ تسلیم کرتے ہیں کہ ہمیں علم غیب بھی ہے - خیر ان سب باتوں کا جواب بجائے ان کے سادہ پن کی ہنسی اڑانا ہے - کسی کا کوئی مر جائے یا کسی کو چھینک آئے یا کسی کو زکام ہو جائے فوراً "الفضل" میں شائع ہو جاتا ہے - کہ میاں صاحب کی بددعا اور آپ کے معجزہ کا ظہور ہوا ہے - یہ معجزہ نہیں بلکہ معجزہ کے ساتھ تمسخر ہے -

---

لندن ۶ نومبر - سر عباس علی بیگ اور لارڈ وہیٹلے نے ہالینڈ پارک سٹیشن کے پاس لندن [illegible] ہے [illegible] تقریب پیش کر دی گئی ہے -

رسیدات زر

ذیل کی رقوم ماسٹر محمد عبداللہ صاحب محصل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے جناب عبدالاکبر خاں صاحب نائب تحصیلدار آبپاشی کی ہمراہی میں وصول کر کے خزانہ انجمن میں ارسال کی ہیں انجمن ان تمام معاونین کرام کی دل سے شکر گزار ہے -

(۱) خان صاحب محمد ایوب خاں رئیس تخت خیل بنوں ۵ روپیہ برائے ترجمۃ القرآن جرمنی
(۲) محمد عباس خاں صاحب بنوں - برائے ترجمۃ القرآن ۱۰ روپیہ
(۳) رب نواز خاں صاحب وکیل بنوں " ۵ "
(۴) ملک غازی مرجان خاں وزیر بنوں " ۵ "
(۵) خان صاحب محمد لطف اللہ خاں وکیل بنوں " ۱۰ روپیہ
(۶) خان بہادر نقیر ابوالحسن خاں صاحب " ۵ روپیہ
(۷) خان محمد جان صاحب بیرسٹر " ۵ "
(۸) خان امام بخش خاں صاحب ہیڈ کلرک دفتر انگریزی " ۷ روپیہ
(۹) خان حبیب اللہ خاں صاحب وکیل " " ۵ "
(۱۰) حاجی دوست محمد خاں صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ۵ "
(۱۱) میاں محمد خاں صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ۵ "
(۱۲) ملک تاج علی خاں صاحب رئیس " ۱۰ "
(۱۳) عالیجاہ کریم داد خاں صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس ۵ "
(۱۴) ڈاکٹر ہر مل خاں صاحب پنشنر ۵ "
(۱۵) سید جلال شاہ صاحب پولٹیکل تحصیلدار ۵ "
(۱۶) ملک غلام جیلانی خاں صاحب رئیس بنوں ۵ "
(۱۷) خان غلام حسن خاں صاحب انسرال ۵ "
(۱۸) ملک زرداد خاں صاحب ۱ "
(۱۹) خان بہادر شیر علی خاں صاحب رئیس ۵ "
(۲۰) خان محمد اکبر خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس ۵ "
(۲۱) سید میر اسعد اللہ شاہ صاحب جوڈیشل ای - اے سی ۵ "
(۲۲) خان بہادر خیر محمد خاں صاحب رئیس ہاتھی خیل ۲۵ "
(۲۳) شہزادہ اورنگ زیب خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس چھاؤنی ۵ روپیہ
(۲۴) رمضان خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر ضلع ۱ روپیہ
(۲۵) محمد اکبر خاں صاحب داروغہ ۱ روپیہ

المشتہر

ایک احمدی ککے زئی قوم کی لڑکی کے لئے جس کی عمر قریباً ۱۵ سال ہے اسی قوم یا کسی اور شریف قوم کے ساتھ رشتہ کی ضرورت ہے - لڑکی تعلیم یافتہ ہے - قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ پڑھا ہوا ہے - امور خانہ داری اور سینے پرونے اور سویٹر دگلو بند وغیرہ بننے کا کام خوب جانتی ہے - لڑکا احمدی نیز تعلیم یافتہ اور برسر روزگار ہو - خط و کتابت معرفت ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور ہونی چاہیئے -

---

نوٹس

امرتسر پٹی ریلوے کمپنی لمیٹڈ کے حصص کا ایک سرٹیفکیٹ ملا ۱۲۱۸۹ جو ایک حصہ کے لئے تھا اور چودھری ظہور احمد صاحب کے نام پر جاری ہوا تھا کہیں کھو گیا ہے یا ادھر ادھر رکھا گیا ہے - عوام الناس کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ اس سرٹیفکیٹ کو خریدنے یا کسی طریق پر استعمال کرنے سے محترز رہیں اور اگر وہ مل جائے تو ذیل کے پتہ پر اس کے متعلق اطلاع دیں -

سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

مراسلات

ایک نہایت ضروری اعلان

قابل توجہ آریہ سماج

پنڈت راجندر صاحب نے اخبار "تیج" مورخہ ۴ نومبر ۱۹۲۸ء کے صفحہ پر مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے دوران مباحثہ میں ان کو کہا تھا کہ ویدوں کے اندر گائے کھانے کی اجازت ہے۔ اور نیز رشی منی اس کو کھایا کرتے تھے۔ یہ بالکل غلط بہتان ہے جس کی میں پرزور تردید کرتا ہوں۔ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ صرف پنڈت آتمانند جی کی کتاب گومیدھ یگیہ کی بنا پر کہا تھا۔ اگر وہ خیال غلط تھا تو پنڈت جی اس کی تردید کر دیتے۔ لیکن آریہ سماجی مجمع سے مسلمانوں کے پیغمبروں کی شان میں گستاخی کرنا یقیناً آریہ سماجی تہذیب پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ اس لئے میں سماج کو دوستانہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ راجپالی سپرٹ کو بہت جلد سماج سے دور کرنے کی کوشش کریں۔

پنڈت جی نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ آریہ سماج نے میرے ساتھ مباحثہ سے بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔ اور جب میں نے تحریری معافی نامہ سماج میں داخل کیا تب سماج نے مجھے مباحثہ کے لئے اجازت دی۔ اس کے جواب میں میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک سفید جھوٹ ہے جو پنڈت راجندر صاحب نے میری طرف منسوب کیا ہے۔ اگر آریہ سماج میں سچ رائی کے دانہ برابر بھی سچائی موجود ہے۔ تو وہ پنڈت جی کو مجبور کرے کہ وہ میری تحریر شائع کریں۔ جس میں میں نے کبھی آریہ سماج سے معافی طلب کی ہو۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔

(شیخ عبدالحق مناظر اسلام سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی)

آریہ سماج سیتاپور کا مناظرہ سے گریز

آریہ سماج سیتاپور (اودھ) کا سالانہ جلسہ ۲۶ لغایت ۲۹ اکتوبر تک مقرر تھا۔ ۲۸ اکتوبر ۲ بجے شام سے شنکا سمادھان کے لئے وقت مقرر تھا اتفاق سے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم ... یہاں موجود تھے۔ آپ نے سکرٹری آریہ سماج کو خط لکھا کہ ہمیں آٹھ بجے رات سے وقت دیا جائے ہم آپ کے جلسہ میں آکر تبادلہ خیالات کرنا چاہتے ہیں۔ مگر افسوس کہ آریوں نے وقت دینے سے انکار کر دیا۔ اور نیز تحریری انکار سے ثابت کر دیا کہ کسی مناظر اسلام سے مناظرہ ان کی طاقت سے باہر ہے۔

آریوں کے اس گریز کے بعد مقامی انجمن اسلامیہ نے ایک عظیم الشان جلسہ کا فوراً انتظام کیا۔ اور منادی و مطبوعہ اشتہارات کے ذریعہ وسیع پیمانہ پر اس جلسہ کا اعلان کیا گیا۔ اور اشتہارات میں لکھ دیا گیا کہ آریہ صاحبان یا اور کوئی صاحب آکر تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں ان کو کافی وقت دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ جلسہ ۳۱ اکتوبر کو آٹھ بجے شب کو شروع ہوا جس میں ہندو اور مسلمانوں نے نہایت دلچسپی کے ساتھ امید سے بہت زیادہ تعداد میں حصہ لیا۔ یہاں تک کہ بیرونجات سے بھی لوگ موٹر لاریوں پر آکر شریک ہوئے۔

جلسہ تلاوت قرآن شریف سے شروع ہوا۔ نظم خوانی کے بعد جناب پنڈت قادر بخش صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تقریر اس مضمون پر ہوئی کہ وہ کیوں مسلمان ہوئے۔ جو بجید دلچسپی سے سنی گئی۔ اور ہمارے آریہ سماجی دوستوں کے لئے قابل عبرت تھی اور ان میں سے بعض نے تعصباً جلسہ میں برہمی پیدا کرنی چاہی تو مرزا صاحب نے اٹھکر اعلان کیا کہ پنڈت صاحب کے بعد ابھی میری تقریر ہونیوالی ہے۔ آپ لوگ اپنا ایک نمائندہ منتخب کریں۔ میں جواب دینے کے لئے تیار رہوں۔ غرض پنڈت جی کی تقریر ختم ہونے پر جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کھڑے ہوئے۔ آپ نے "رد آریہ اعتراضات کا جواب" پر ایک فاضلانہ تقریر فرمائی۔ اور نہایت متانت و سنجیدگی کے ساتھ ان کے اعتراضوں کی دھجیاں اڑا دیں۔ ہر طرف سے تحسین و آفرین کی صدائیں گونج اٹھیں۔ موصوف نے بار بار آریوں کو مقابلہ کے لئے للکارا مگر وہ بغلیں جھانک رہے تھے۔ موصوف نے فرمایا۔ کہ بہتر ہے آپ لوگ ہمارے نفرو ... پہ چلنے والے پرانے دوست دھرم بھکشو کو بلائیں اگر کچھ حق و باطل میں امتیاز حاصل کرنا ہے مگر معلوم ہوا کہ ہمارے آریہ دوستوں کے پرچارک صبح کو بستر اٹھا کر سیتاپور سے چلدیئے جن سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا۔ انہیں بہت سے اعتراضات کے دندان شکن جوابات معلوم ہو گئے۔ جو وقتاً فوقتاً آریوں کے مقابلہ پر کام دیں گے۔

سنا ہے کہ سیتاپور ...... کی آریہ سماج کا جلسہ بھی اسی نومبر میں ہونیوالا ہے۔ ہمکو دیکھنا ہے کہ ہمارے آریہ سماجی دوست محض احقاق حق کے لئے مرزا صاحب موصوف کو تبادلہ خیالات کا کافی وقت دیتے ہیں جو غالباً یہاں ان تاریخوں پر موجود ہونگے اور کون آریہ سماجی پرچارک مقابلہ کی جرأت کرتا ہے۔

(خاکسار بشیر احمد سکرٹری انجمن اسلامیہ سیتاپور اودھ)

حق کی فتح

علی پور گھلوان میں جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کے آنے سے پیشتر ممبران مخالف پارٹی قاضی نور محمد مولوی محمد حسین حافظ رحم علی صاحبان کی جانب سے یہ تحریک رہی کہ ہم شہریوں کے ذاتی تنازعات سیاسی طور پر تو فیصلہ ہونے والے نہیں۔ چلو یوں کرو کہ مشن احمدیہ علی پور کے بالمقابل ذاتیات کو مذہبی رنگ دیکر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی جائے اس ریزولیوشن کے پاس ہونے کے بعد کوٹلہ رحم علی شاہ میں جاکر پیر کرم علی شاہ سے یہ التجا کی کہ ہمیں کافر مرزائیوں کے لئے مولویوں کی ضرورت ہے۔ اس تحریک کی بنا پر علاقہ علی پور کے سب سے فاضل منطق و فلسفہ داں مولوی غلام رسول صاحب محدث کو بھیجدیا گیا۔ آپ ۲۵/۲۸ کو علی پور پہنچے ۲۶ کو سلسلہ تردید شروع کر دیا گیا۔ اور دعوتی رقعہ بھیجدیا گیا۔ بے ضرر احمدی مبلغ نے حالات حاضرہ کو مدنظر رکھکر ساکنان علی پور کو سمجھایا کہ فرقہ وارانہ لیکچر نہ ہوں۔ مگر مخالفین کب مانتے تھے۔ دوسرے دن پھر تردید شروع کر دی گئی۔ اور بغیر اطلاع شیخ صاحب کے دو میز آمنے سامنے لگا دیئے۔ ایک ڈکی ملاں مسمی دین محمد کھڑا ہو کر پکارنے لگا کہ دیکھو لوگو مرزائی کافر مقابلہ میں نہیں آتے۔ اسی وقت ایک رقعہ بغرض مناظرہ شیخ صاحب کی طرف بھیجدیا گیا۔ اور تمام تعلیم یافتہ طبقہ آیا اور شیخ صاحب کو مجبور کیا کہ اگر اس وقت کوئی مقابلہ کے لئے نہ گیا تو بہت برا اثر پڑیگا متواتر گفتگو کے بعد باقی شرائط کو چھوڑ کر شیخ صاحب نے صرف اس شرط پر مناظرہ منظور کر لیا۔ کہ محدث صاحب معترض ہیں اور میں مجیب۔ وقت مساوی دیا جائے۔ اس شرط کو مخالفین نے منظور کر لیا۔ شیخ صاحب تمام تعلیمی طبقہ کے ساتھ سٹیج پر پہنچ گئے محدث صاحب نے وفات مسیح وغیرہ کے اہم مضمون کو چھوڑ کر مسیح کی پیدائش پر اعتراض کیا۔ حوالہ پوچھا تو جواب ندارد۔ شیخ صاحب نے سورۂ مریم سے وہ سارا واقعہ صحیح بیان کیا۔ اور آیات قرآنی سے اصولاً یہ ثابت کیا کہ کوئی بیٹا بے باپ نہیں ہو سکتا تو شیخ صاحب کی فاضلانہ تقریر پر تمام پبلک عش عش کرنے لگی۔ فاضل محدث نے دوسرے ٹائم میں صرف یہی کہا کہ شیخ صاحب مرزا صاحب کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ مگر کوئی دلیل بن باپ کی نہ دی۔ چار ہی منٹ کے بعد بیٹھ گئے۔ شیخ صاحب نے اپنے وقت میں سابقہ دلیلوں کو دہرایا اور من اٰبَآئھم سے مزید استدلال پیش کیا۔ مگر محدث صاحب نے پھر بھی کوئی معقول جواب نہ دیا۔ جب بار بار شیخ صاحب نے مجبور کیا تو آخر اتنا کہا کہ طب کی رو سے عورت کی منی بچہ پیدا کرتی ہے۔ شیخ صاحب نے جواب دیا کہ نئی تحقیقات یہ ہے کہ عورت کے منی ہوتی ہی نہیں جس سے بچہ پیدا ہو سکے۔ قرآن نے کہیں عورت کے لئے منی کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ نیز سابقہ دلائل کو پھر دہرایا۔ اور زوردار الفاظ سے جواب کا مطالبہ کیا۔ مگر محدث صاحب نے خلاف شرط معینہ چار پانچ منٹ ادھر ادھر کی ہانک کر جب دیکھا کہ کوئی جواب بن نہیں پڑتا تو ایکدم ہاتھ اٹھاکر بغرض برخاست جلسہ دعائے خیر کرنے لگ گئے۔ اس پر پبلک نے شور مچا دیا کہ مناظرہ کو جاری رکھتے ہوئے شیخ صاحب کو وقت کیوں نہیں دیا جاتا۔ مگر محدث صاحب دم دبا کر بھاگ گئے۔ اور خداوند تعالیٰ کے فضل سے حق کی فتح ہوئی۔ اب شیخ صاحب نے محدث صاحب کی کل تقریروں کے جواب دینے شروع کر دیئے ہیں۔ دوسرے تیسرے اس غرض کے لئے پبلک لیکچر ہو جاتا ہے۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء خاکسار
مہاشہ شیر محمد شہرت بقلم خود

خبریں

— حکومت ترکی اپنا ایک جدید بنک جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

— گاندھی کے مشہور بھگت سیٹھ جمنا لال جی بجاج آج کل ہندی کے پرچار کے لئے جنوبی ہند کا دورہ کر رہے ہیں۔
کیا حامیان اردو نے یہ خبر سنی ہے؟ (پ س)

— ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ شاہ نادر والی مصر دوبارہ یورپ کی سیاحت کریں گے۔

— چین کی قومی حکومت نے اپنا پایہ تخت پیکن کی بجائے نانکن کو بنایا ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ سے پیکن اور اس کے نواح میں نہایت ہولناک قحط رونما ہو رہا ہے۔

— مدراس ۷ نومبر۔ سر محمد اقبال نے "مدراس لیکچرز ان اسلام" کی مجلس کی دعوت پر "دینیات اور تخیل جدید" پر چھ لیکچر دینے منظور فرمائے ہیں۔ امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب ۹ دسمبر کو مدراس تشریف لائیں گے۔ اور مجلس موصوفہ کے مہمان کی حیثیت سے مدراس میں قیام فرمائیں گے۔

— مہاراجہ کپورتھلہ کے فرزند چہارم پرنس کرم جیت سنگھ کی نسبت راجہ کاشی پور کی چھوٹی صاحبزادی راجکماری سیتا سے ہوئی۔ منگنی کی رسوم نینی تال میں ادا کی گئیں۔

— مدراس یکم نومبر۔ مسولی پٹم کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ شیومندر کے مقدمہ میں جو دستاویزات پیش ہوئیں ان میں سے ایک دستاویز نے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ والی دکن خلد آشیاں حضرت نظام الملک آصف جاہ اول نے دو ہزار ایکڑ اراضی کا عطیہ اس مندر کو عطا فرمایا تھا۔
یہ ریاست حیدرآباد کے تعصب کی ایک نمایاں مثال ہے ہند اخبارات نوٹ کریں۔ (پ س)

— انگورہ یکم اکتوبر۔ تمام ملک میں لاطینی رسم الخط کے اجرا کے متعلق مجلس عالیہ نے متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ ماہ دسمبر سے تمام اخبارات اور کتب لاطینی حروف میں شائع ہوں۔

— یہ اطلاع بھی موصول ہوئی ہے کہ جنوری ۱۹۲۹ء سے تمام سرکاری دفاتر میں لاطینی حروف کا نفاذ ہو جائے گا۔ اور جون ۱۹۲۹ء میں تمام ملک میں سوائے لاطینی حروف کے اور کوئی رسم الخط استعمال نہ ہونے پائے گا۔

— افغانستان کا مشہور اخبار "اتحاد مشرقی" اپنی تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے۔ کہ افغان وزیر عدالت ایک مجلس عمومیہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو موجودہ قانون تعزیرات کی نظرثانی کرے۔ یہ مجلس جو ترمیمات پیش کرے گی وہ لوئی جرگہ کے اجلاس میں پیش کی جائیں گی۔ یہ کارروائی اس غرض سے عمل میں لائی گئی ہے کہ قانون تعزیرات کو بھی جدید اصلاحات کے مطابق کر دیا جائے۔

— حکومت افغانستان کے وزیر مالیات کا بیان ہے کہ شاہی ٹکسال میں روزانہ پچاس ہزار سکے تیار ہوتے ہیں۔

— اسی طرح وزیر تعلیم کی رپورٹ مظہر ہے کہ چار سال کے عرصہ میں ۲۲ جدید مدارس قائم کئے گئے ہیں۔ اس وقت کل مدارس کی تعداد ۳۴۴ ہے۔ جن میں سے دو زنانہ مدارس بھی ہیں۔

— جدید دہلی یکم نومبر۔ افغانی وزیر متعینہ روما سید قاسم خاں یورپ جا رہے ہیں۔ آپ نے ایک ملاقات کے دوران میں فرمایا کہ افغانستان کا نظام حکومت نئی زمانہ کا ایک نمونہ ہے۔

— لاہور یکم نومبر۔ ڈی۔ اے۔ وی کالج کا سالانہ جلسہ تقسیم انعامات ۳ نومبر کو کالج کے احاطہ میں منعقد ہونیوالا تھا۔ مہاتما ہنسراج جی صدر تھے۔

— لاہور کے حادثہ بمب سے مقامی کالجوں کے کئی نوجوان طلبہ مر چکے ہیں۔

— راجپوتانہ کی ہندو عورتوں نے بٹلر کمیٹی کو ایک میموریل بھیجا ہے جس میں تحریر کیا ہے کہ راجپوتانہ کے راجہ معصوم و بیگناہ عورتوں کو داسیاں (لونڈیاں) بنا لیتے ہیں۔ والیان ریاست بیحد عیش پرست ہیں۔ ایک ایک راجہ درجنوں عورتیں رکھتا ہے سابق مہاراجہ جے پور کے پاس تو چار ہزار بیویاں تھیں۔

— مسلمانان کلکتہ نے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کر کے نہرو رپورٹ کو نامنظور کیا

آپ

اخبار پیغام صلح کے خریدار بن جائیے

کیونکہ

پیغام صلح ہندوستان میں بہترین سہ روزہ تبلیغی اصلاحی اور اتحاد اسلمین کا علمبردار ہے

پیغام صلح میں نہایت دلچسپ مدلل اور موثر مضامین شائع ہوتے ہیں۔

پیغام صلح میں ہندوستان کے بہترین ارباب قلم مضامین لکھتے ہیں۔

پیغام صلح میں معترضین اسلام کے اعتراضات کا نہایت تسلی بخش طریق پر جواب دیا جاتا ہے اور اسلامی تعلیم کو نہایت دلکش طریق پر پیش کیا جاتا ہے۔

پیغام صلح مسلمانوں کو مذاہب غیر کی تبلیغی سرگرمیوں سے خبردار کرتا ہے اور ان کی قومی ضروریات کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پیغام صلح کی ہر اشاعت میں دنیا بھر کی تازہ خبروں کا خلاصہ شائع ہوتا ہے۔

پیغام صلح کو مسلمانوں کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ بیحد پسند کرتا ہے اس کے مضامین سلیس ہوتے ہیں جن سے بچے اور عورتیں بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں لکھائی چھپائی کاغذ سب اعلیٰ سائز ۱۸×۲۲ آپ آج ہی نمونہ کے لئے خط لکھدیجئے سالانہ قیمت چھ روپے ششماہی تین روپے سہ ماہی دو روپے۔ طلباء سے چار روپے سالانہ ممالک غیر سے پندرہ شلنگ سالانہ۔ نمونہ مفت۔

(منیجر پیغام صلح لاہور)

اشتہار کا بہترین ذریعہ

اخبار پیغام صلح ہے

کیونکہ

پیغام صلح شمالی ہندوستان کا سب سے زیادہ با اثر اور کثیر الاشاعت سہ روزہ اردو اخبار ہے۔

پیغام صلح کے ناظرین کا کثیر طبقہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور متمول ہے اور اس کو ہر فرقہ ملت کے سنجیدہ مزاج لوگ مطالعہ کرتے ہیں۔

پیغام صلح ہندوستان کے ہر حصہ اور دنیا کے تمام ممالک میں بکثرت جاتا ہے

پیغام صلح ایک منظم اور با اثر جماعت کا واحد اردو آرگن ہے اور اس کا ہر پرچہ کم از کم پندرہ ہزار ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔

پیغام صلح میں اشتہارات کی آرائش بیلوں وغیرہ سے کی جاتی ہے اس غرض کے لئے ایک قابل خوشنویس اور مصور کی خدمات حاصل کی گئی ہیں

پیغام صلح کی اجرت اشتہارات دیگر اخبارات کی نسبت بہت کم ہے

آپ کسی اور اخبار میں اشتہار دینے سے پہلے ہمارے نرخ ضرور طلب فرمائیے ہماری معرفت اشتہار کی بہترین کتابت ہو سکتی ہے اور نفیس اور اعلیٰ درجہ کے بلاک تیار کرائے جاتے ہیں۔

(منیجر اخبار پیغام صلح)

جلد ۱۶ ۔ لاہور ۔ یوم سہ شنبہ ۔ ۲۹ ۔ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۳ ۔ نومبر ۱۹۲۸ء ۔ نمبر ۸۰

پرانے اور نئے تعلیم یافتہ طبقہ کے آداب و اخلاق !

اک زمانہ تھا جب مولوی مناظرہ میں بہت بدنام تھے ۔ کہ یہ مناظرہ کرتے کرتے ذاتیات ۔ شخصیات اور گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں ۔ اور اختلاف کو اختلاف کی حد تک نہیں رکھتے ۔ بلکہ اس کو لعنت بنا لیتے ہیں ۔ یہ زمانہ بھی گزر گیا اور نئی تعلیم نے نئے تعلیم یافتوں کو یہ چیز نئے "ایٹیکیٹ" سکھائے ۔ جن سے پرانے عربی تعلیم یافتہ ناواقف تھے ۔ لیکن کیا یہ حیرت کی بات ہے کہ کم از کم مناظرہ اور ایک دوسرے کی تنقید میں نئے تعلیم یافتوں کے "اٹیکیٹ" اور "کیرکٹر" اور پرانے تعلیم یافتوں کے "آداب" اور "اخلاق" میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا ۔ اگر فرق ہے تو یہ ہے کہ مولویوں کی لڑائی مذہبی مسئلوں میں ہوتی تھی اس لئے ان کی گالیاں بھی مذہبی تھیں ۔ یعنی کافر، فاسق فاجر اور نئے تعلیم یافتہ اصحاب کی لڑائیاں سیاسی ہوتی ہیں اس لئے گالیاں بھی سیاسی ہوتی ہیں ۔ یعنی خائن ۔ غدار ۔ قوم فروش ۔ خود غرض وغیرہ ۔ مگر نتیجہ کے لحاظ سے دونوں ایک ہیں ۔ پھر یہ کونسی بیماری ہے جس کے لئے نہ نیا طریقہ علاج مفید ہے نہ پرانا ۔

مولویوں پر ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ جھگڑا کسی ذاتی ہی بات پر یا کسی فلسفیانہ ہی مسئلہ پر کیوں نہ ہو ۔ مگر اس کو کھینچ تان کر وہ مذہبی بنا لیتے ہیں ۔ اور دشمن یا حریف کو شکست دینے حامیوں یا طرفداروں کو اپنے ساتھ ملانے اور عام مسلمانوں میں جوش پھیلانے کی سب سے آسان ترکیب ان کے پاس یہ ہے کہ وہ مذہب کا نام لے کر اٹھتے ہیں اور شور کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ مل کر ایسا نہ کیا گیا تو مذہب تباہ ہو جائے گا ۔ اور اس کی ایک ایک بنیاد اپنی جگہ سے ہل جائے گی ۔ لیکن آج نئے تعلیم یافتہ اصحاب کو بھی دیکھتے ہیں کہ وہ بھی اس کارگر ہتھیار سے مسلح ہیں ۔ اور بات خواہ ذاتی ہو ۔ تعلیمی ہو ۔ سیاسی ہو اپنے موافقوں کو بڑھانے اور مخالفوں کو توڑنے کے لئے ہر بات میں مذہب کی آڑ ضرور پکڑ لی جاتی ہے اور ہنگامہ خیز الفاظ میں مذہب کی حمایت کے نام سے اپنی طرف بلایا جاتا ہے ۔ اور دوسروں سے جدا کیا جاتا ہے ۔ اور یہ دیکھ کر حیرت پر حیرت ہوتی ہے کہ علمائے کرام بھی اس وبائے عام سے نہیں بچے ۔ اور وہ بھی چیخنے والوں کے ساتھ چیخنے لگتے ہیں ۔ کاکر

نشست متعین نہ ہوئی تو اسلام شہید ہو گیا ۔ اگر ڈسٹرکٹ بورڈ میں نمائندگی پوری نہ ہوئی تو مسلمان مٹ گئے ۔ اگر جامع مسجد کے سامنے باجا بج گیا تو اسلام کی توہین ہو گئی ۔ حالانکہ اس بربادی، اس فنا اس پامالی اور اس توہین سے ہر جگہ اسلام اور مسلمانوں کے معنے خود شور کرنے والوں کی ذات یا رائے ہوتی ہے ۔

وہ جماعت جس کا مقصد اسلام کی روحانی اور اخلاقی خدمت ہے ۔ جو مذہب کو اس کے اصلی معنے میں دیکھنے کی آرزومند ہے اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ بات بات پر اس طرح مذہب کو آڑ بنا لینے سے وہ اس کی عظمت کو خود برباد کرنا اور اس کی وقعت کو کھونا چاہتی ہے ۔ وہ اس طریقہ سے لوگوں کو حق کی طرف نہیں فتنہ کی طرف دعوت دے رہی ہے ۔ وہ مذہب کے جوہر لطیف کو فرقہ بندیوں اور شخص پرستیوں کی کیچڑ میں گندہ اور میلا کر رہی ہے وہ جس سختی کے ساتھ مذہب کے نام سے ایک گروہ کو اپنے ساتھ ملا رہی ہے اسی شدت کے ساتھ مخالف فریق کو مذہب کا دشمن بنا رہی ہے ۔ پھر کیا یہ ہماری خام جدوجہد ۔ دوڑ دھوپ چیخ پکار ہماری خدا پرستی کا نتیجہ ہے ۔ یا خود پرستی کا ؟

یہ تو ہماری تصویر کا ایک رخ ہے ۔ دوسرا رخ اس سے بھی زیادہ بدنما ہے ۔ کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی پوری زندگی سے مذہب کا لفافہ اتار لیا جائے ۔ اور سوائے دلی عقیدہ کے جس کا جاننے والا سوائے علام الغیوب کے اور کوئی نہیں ۔ ہر قسم کی قید و بند جو ہماری زندگی اور ہماری معاشرت پر عائد ہے دور کر دی جائے ۔ اور ہم کو مطلقاً یورپ کی قدم بقدم تقلید کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے ۔ ان کا منشا یہ ہے کہ جائز وہ نہیں ہے جو اسلام کی شریعت میں جائز ہے ۔ بلکہ وہ ہے جو یورپ کے قانون میں جائز ہے ۔ حسن و قبح کا معیار عقلی دلائل اور الہامی براہین نہیں ہیں بلکہ صرف یورپ کی پسند اور اہل یورپ کا طرز عمل ہے ۔ اور اس کا نام فلسفیت ۔ عقلیت ۔ تہذیب اور تمدن رکھا گیا ہے ۔

کس کو خیال ہو سکتا تھا کہ کبھی کسی مسلمان کو بھی اس میں شک شبہ ہو گا کہ اسلام میں نماز کے پانچ اوقات ہیں ۔ لیکن آج اس لئے نہیں کہ اس کے خلاف عقلی اور نقلی دلائل پیدا ہیں ۔ بلکہ صرف اس لئے کہ عصر کا وقت کلب جانے کا اور عشا کا وقت "تھیٹر" اور "سینما" کا ہے ۔ یہ اصرار کیا جا رہا ہے کہ دوسرے مسلمان بھی یہ مان لیں اور قرآن سے بھی یہی نکل آئے کہ ان دو وقتوں کی نماز [illegible] نماز نہیں اور وہ بھی صرف دو رکعت

ہے آج سے شاید ایک سال پہلے اس عربی دانی کی تعلیم کی لغویت کی تھی جو مذہبی رنگ میں نہ ہو اور جو مذہبی علوم سے خالی ہو ۔ آپ غور کر کے دیکھئے تو معلوم ہو گا کہ اس تحریک کے علمبردار وہی نیم عربی دان اصحاب ہیں جنھوں نے مذہبی علوم کے بغیر عربی زبان کی تھوڑی بہت تعلیم حاصل کر لی ہے اور وہ عربی فقروں کے الٹے سیدھے کچھ معنے کر لیتے ہیں ۔ ہمارے صوبہ میں اس جاہلانہ علم کا مرکز خود صوبہ کا صدر مقام ہے ۔ اسی شہر کے شاعر اکبر نے کبھی کہا تھا ۔ ع

آسماں اب چاہتا ہے مولوی کش مولوی

مرحوم کی یہ پیشینگوئی پوری ہوئی ۔ اور اب انہی کے شہر سے یہ مولوی کش مولوی پیدا ہو رہے ہیں ۔ جو عربی دانی کے لحاظ سے تو مولوی ہیں مگر تعلیم مذاق اور فرنگی جدت پسندی کے لحاظ سے "مسٹر" ہیں اور وہی اس نئی شریعت کے مجتہد اور امام ہیں ۔

اب گنگا جمنا کے سنگم سے نکل کر یہ سیل بلا گومتی تک پہنچ گیا ہے اور وہاں بھی اسی اجتہاد کی مجتہدانہ تقلید کی جا رہی ہے ۔

آنچہ استاد ازل گفت ہماں میگویم

کسی صاحب کو نماز کی رکعتیں قرآن میں نہیں ملتی ہیں ۔ کسی کو پانچ وقت کی نمازوں کا پتہ نہیں لگتا ۔ کسی کو شریعت احکامی کی تعمیل کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ۔ کوئی اسلامی شریعت کی فہرست دے کر بتا رہا ہے کہ قربانی بت پرستوں سے اور نماز کے پانچ اوقات یہود و نصاریٰ سے ماخوذ ہیں ۔ کیا انہیں خود بھی پتہ ہے کہ ان کے یہ تشکیک و شبہات کس سے ماخوذ ہیں ۔

ان تمام بدبختیوں کی جڑ اور بنیاد کیا ہے ؟ یہ ہے کہ کتاب کو سنت یعنی رسول کی عملی زندگی سے الگ کر کے سوچا اور سمجھا جا رہا ہے اور آیات اللہ کا فہم اسوۂ رسول اللہ کی شرح سے نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ یورپ کے آداب و اعمال اور طرز زندگی کے ذریعہ ۔ اور یہ وہ گمراہی ہے جو تیرہ سو برس میں پہلی دفعہ کی جا رہی ہے ۔ اس کا نتیجہ باطنیت کے سوا ان تمام فرقہ وارانہ اختلافات سے زیادہ برا ہو گا جو پہلی صدی سے آج تک پیدا ہوئے ہیں ۔

("معارف")

مہمان خانہ

سردی کا موسم آ گیا ۔ بعض مہمان لحاف بستر ساتھ نہیں لاتے ۔ اور مہمان خانہ میں اس قدر لحاف بستر ہیں نہیں براہ کرم احباب اس طرف پوری توجہ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۔ ۹ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ نمبر ۲۷

اسلام اور ذات پات

"کروڑوں اچھوتوں اور شودروں کیلئے رحمت ربانی"

اور اس کی موجودہ حالت

ایک آریہ سماجی لیڈر کا تبصرہ اسلام اور مسلمانوں پر

"پیغام صلح" کی بعض سابقہ اشاعتوں میں مہاشہ سنت رام صاحب بی اے سکرٹری جات پات توڑک منڈل کی اس صاف بیانی کا تذکرہ کیا گیا تھا جس میں انہوں نے "شدھی اور تبلیغ" کا مقابلہ کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا تھا کہ آریہ سماج کی تحریک شدھی بالکل ناکام ثابت ہوئی ہے کیونکہ ذات پات کی تفریقات کی وجہ سے آریہ سماج کا معدہ اس قابل نہیں کہ باہر کے آئے ہوئے لوگوں کو ہضم کر سکے۔ اس کے بالمقابل دو ایک مثالوں سے انہوں نے یہ واضح کیا تھا کہ اسلام میں یہ قابلیت موجود ہے کہ وہ غیر مسلموں کو جذب کر سکتا ہے اور اسی وجہ سے تبلیغ شدھی کے بالمقابل زیادہ کامیاب ہے۔

مہاشہ سنت رام کے اس مضمون کو پڑھ کر بعض اسلامی اخبارات نے اس خیال سے کہ وہ دل سے صداقت اسلام کے معترف ہیں انہیں قبول اسلام کی دعوت دی۔ اس دعوت کے جواب میں انہوں نے ایک اور مضمون ۱۱ نومبر ۱۹۲۸ء کے "پرتاپ" میں "مسلمان اور جات پات" کے عنوان سے لکھا ہے۔ جس میں اسلام۔ عیسائیت اور آریہ سماج پر اس نقطۂ نگاہ سے تبصرہ کیا ہے کہ وہ ذات پات کے اثر سے کہاں تک پاک ہیں۔

اسلام کی "اصل سپرٹ"

شروع مضمون میں مہاشہ جی نے اسلام کی اس وقت کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے جب اسلام سب سے پہلی مرتبہ یہاں آیا لکھا ہے:-

"شمال مغرب کی طرف سے اسلام کا حملہ ہوا۔ ہندو لوگ جات پات اور اونچ نیچ کے کارن ہزاروں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹے پڑے تھے۔ ان کو ایکتا میں باندھنے والا ایک بھی سوتر نہ تھا پس وہ اس حملہ کی تاب نہ لا سکے۔ اسلام ان کروڑوں اچھوتوں اور شودروں کے لئے رحمت ربانی تھا۔ وہ ان کو انسانی مساوات کا حق دیتا تھا۔ پس یہ لوگ جوق در جوق مسلمان ہو گئے سچ جانئے اگر اسلام میں اخوت اور مساوات نہ ہوتی تو وہ بھارت کی فلسفیانہ سرزمین میں کبھی داخل نہ ہو سکتا اسلام اس بیماری کا علاج تھا جس سے بھارت بھومی پیڑت ہو رہی تھی۔ یہی کارن ہے کہ آج پنجاب میں شودر کہلانے والے لوہار۔ جولاہے۔ درزی۔ تیلی۔ کمہار ارائیں۔ تیلی گر اور رنگریز وغیرہ دستکار ۹۹ فیصدی بھی ہندو نہیں ملتے۔"

مسلمان اور مساوات

اسلام کی اس "اصل سپرٹ" کا ذکر کرنے کے بعد جو دراصل صداقت اسلام کا ایک کھلا ہوا اعتراف ہے۔ مہاشہ جی لکھتے ہیں:

"ایشور کی طرف سے جس روگ کا دارو بن کر وہ آیا تھا خود ہی اس بیماری کا شکار ہو گیا۔ ہندو ازم کی جات پات کا زہر اس میں بھی اثر کر گیا۔ مولوی اور ملا قرآن کی اخوت اور مساوات کی لاکھ دہائی دیں مگر آج ہم حقیقت کیا دیکھتے ہیں۔ کھان پان میں تو مسلمان ہندوؤں سے فراخ دل ضرور ہیں مگر بیاہ شادی کے معاملہ میں وہ جات پات کا ویسا ہی شکار ہو رہے ہیں ان کی وہ ابتدائی سپرٹ مر چکی ہے۔ پیر جماعت علی شاہ سید زادیوں کے ساتھ دوسری ذات کے مسلمانوں کے نکاح کی مذمت کر رہے ہیں۔ پٹھان جولاہوں کو نیچ سمجھ کر ان سے بیاہ شادی کرنے کو تیار نہیں۔ احمد صدیق کھتری۔ بشیر احمد پنڈت اور نور محمد جاٹ وغیرہ ذات پات سوچک نام ہر طرف نمودار ہو رہے ہیں۔ جاٹ مسلمان اپنی خود غرضی کے لئے جولاہے مسلمان کو زمین خریدنے کا حق لیتے نہیں دیکھ سکتا۔ اگر اسلام کو جات پات کا گرہن نہ لگ گیا ہوتا تو مصلی، نو مسلم اچھوت لوگ، مسلمان زمینداروں کے ہاتھوں نالاں نہ ہوتے۔ مولانا حالی نے خوب لکھا ہے ؎

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا ٭ نہ جیحوں میں ٹھٹکا نہ قلزم میں جھجکا
کئے پار تھے جس نے ساتوں سمندر ٭ وہ ڈوبا دہانے میں گنگا کے آکر

کیا اسلام فیل ہو گیا؟

ان واقعات سے مہاشہ سنت رام نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ:-

"جس ادیش کی پورتی کرنے کے لئے ایشور نے اسلام کو بھارت میں بھیجا تھا اس کو پورا کرنے میں اب وہ اسمرتھ (ناقابل) ہو گیا ہے اس لئے اس کی ضرورت نہیں رہی۔"

جن واقعات کی طرف مہاشہ سنت رام نے اشارہ کیا ہے وہ فی الواقعہ اسلام کی اصل سپرٹ کے خلاف اور مسلمانوں کے لئے افسوسناک ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ واقعات تمام مسلمانوں پر حاوی نہیں۔ اب تک اسلام میں ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں جن میں شادی بیاہ کے معاملہ میں ذات پات کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اعلیٰ ذاتوں کی لڑکیاں ادنیٰ ذاتوں کو دیدی گئی ہیں۔ خود مہاشہ سنت رام نے اپنے گزشتہ مضمون میں ایک مسلمان مناظر کی مثال دی تھی۔ کہ اس نے بھرے جلسہ میں اس شرط پر آریہ ہونے پر آمادگی ظاہر کی کہ اس کی لڑکیاں آریہ سماج لیوے۔ اور اپنی لڑکیاں اس کے لڑکوں کو دینے کے لئے تیار ہو۔ لیکن سماجی مناظر پر اس اعلان سے بجلی گر گئی اور کوئی جواب بن نہ آیا۔ اور تو اور مولانا محمد علی جیسے اعلیٰ شخصیت کے انسان نے بقول مہاشہ صاحب یہ کہہ دیا کہ:-

"آج ہی ایک بھنگن کو مسلمان کر کے میں اپنی بیگم بنا سکتا ہوں۔ میں کسی بھی مسلمان بننے والے لڑکے یا ہندو کے ساتھ اپنی کنیا کا بیاہ کر سکتا ہوں۔"

کیا یہ اعلان خود اس بات کا ثبوت نہیں کہ اسلام میں اب تک وہ مساوات کی سپرٹ موجود ہے جو ابتدا سے اس میں رکھی گئی تھی؟ کیا مہاشہ سنت رام ایک بھی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں کہ کسی ہندو نے کسی نو آریہ کو اپنی لڑکی دی ہو۔ اس کے خلاف مسلمانوں میں اب بھی ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ بعض نو مسلموں کے گھر مسلمان علماء کی لڑکیوں سے آباد ہیں۔ اس کے علاوہ اسلامی مساوات کا وہ نظارہ جو نماز کے اندر نظر آتا ہے اور جو مہاشہ جی کے اعتراف کے مطابق کھانے پینے میں دکھائی دیتا ہے کیا وہ اس "اصل سپرٹ" کا عملی نمونہ نہیں جسکو خود مہاشہ جی نے "رحمت ربانی" کے نام سے یاد کیا ہے؟ باوجود ان کھلے حقائق کے یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ اسلام جن مقاصد کو لے کر آیا تھا ان کے پورا کرنے کے اب وہ ناقابل ہے، اور اس لئے عملی رنگ میں وہ "فیل ہو گیا"؟

مسلمانوں سے ایک سوال

ہم مسلمانوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ اس فتوے کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کیا فی الواقعہ وہ اسلام کو اپنے عمل سے فیل کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً کوئی ایسا مسلمان نہیں ہو گا [illegible] کی بھی تاب لا سکے۔ تو جن باتوں

کہ ان کی فوراً اصلاح کی جائے۔ جب یہ حقیقت ہے کہ اسلام کسی ذات پات کے امتیاز کو روا نہیں رکھتا تو مسلمانوں کے اندر ایسے امتیازات کا شائبہ بھی پایا جانا اسلام پر ایک خطرناک حملہ ہے ہماری تمام تبلیغی مساعی یقیناً ناکام ثابت ہوں گی اگر مسلمان ذات پات اور اونچ نیچ کے اثر کے ماتحت نو مسلموں سے کوئی امتیازی سلوک روا رکھیں۔ جس قدر جلد ممکن ہو مسلمانوں کو اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور تبلیغی انجمنوں اور مبلغین کو اس طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ اسلام کے رستے سے یہ خطرناک رکاوٹ دور ہو جائے۔ ورنہ مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلام کی ناکامی کی ذمہ داری خود ان کے اوپر ہو گی۔

تاجدار دکن دہلی میں

دہلی کی سرزمین جو بادشاہوں اور شہنشاہوں کا مسکن رہی ہے آج پھر ایک والی سلطنت کے قدوم میمنت لزوم سے شرف اندوز ہے ہز اگزالٹڈ ہائینس حضور نظام دکن نہ صرف ایک مسلمان والی ریاست ہونے کی وجہ سے ملک مشرق کے تاجداروں سے زیادہ قابل تعظیم ہیں بلکہ عدالت انصاف و مسالمت کا مجسمہ ہونے اور ہندو مسلم رعایا کو برابر سمجھنے کے باعث اس قابل ہیں کہ انہیں خاص عزت و حرمت کی نگاہوں سے دیکھا جائے۔ اور اس لئے دہلی والوں کا وہ شاندار استقبال جو انہوں نے ہندوستان کی قدیم اسلامی سلطنت کی اس رہی سہی یادگار کا کیا ہے حق بجانب ہے۔ گزشتہ جمعہ کو حضور نظام کے شاہی مسجد تشریف لے جانے پر دہلی والوں کے اشتیاق ملاقات نے کثرت ہجوم کی جو صورت اختیار کی اور اس سے جو کشمکش واقعہ ہوئی اس پر نظام گزٹ نے اظہار ندامت کرتے ہوئے باہر سے آنے والوں کی طرف اسے منسوب کیا ہے۔ حالانکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر نظام گزٹ کو اس قسم کی معذرت کی ضرورت ہو۔ اور دہلی والوں کا الزام باہر کے لوگوں پر لگایا جائے۔ ایسے موقعوں پر کثرت ہجوم اور اشتیاق ملاقات کے باعث ایسے واقعات کا ہو جانا ایک معمولی بات ہے اس سے نہ دہلی والے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں نہ باہر کے لوگ۔

بہرحال حضور نظام کا ورود دہلی تمام شمالی ہند کے لئے باعث مسرت و ابتہاج ہے اور ہم اس موقع پر حضور والا کی خدمت میں ہدیہ خیر مقدم پیش کرتے ہیں۔

انت منی وانا منک

گزشتہ اشاعت میں ہم نے حضرت مسیح موعود کے اس الہام پر "زمیندار" کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حدیث نبوی سے سلمان منا اہل البیت کی مثال پیش کی تھی اور بتایا تھا کہ ضروری نہیں کہ منی اور منک کے الفاظ صلبی پیدائش پر ہی بولے جائیں۔

اس قسم کی بعض اور بھی مثالیں مل سکتی ہیں جن کی طرف ہمارے مکرم و مخدوم جناب مولانا مولوی احمد صاحب نے ہمیں توجہ دلائی ہے مثلاً قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کے متعلق ہے انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القٰھا الی مریم وروح منہ۔ (النساء۔ رکوع ۲۲)

اب یہاں حضرت عیسیٰ کو روح منہ کہا گیا۔ کیا اس کے معنے یہ ہونگے۔ جیسا کہ عیسائیوں کا استدلال ہے کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں؟

پھر آدم کے متعلق فرمایا ہے فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی کیا یہ سمجھا جائے کہ آدم میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی روح پھونکی تو خدائی روح کے آجانے سے اس میں بھی الوہیت داخل ہو گئی؟

پھر فرمایا سخر لکم ما فی السمٰوات والارض جمیعاً منہ۔ کیا فی الواقعہ تمام اشیاء اللہ تعالیٰ میں سے نکلی ہیں؟ کیونکہ یہاں جمیعاً منہ فرمایا ہے جب ان میں سے ایک بھی بات صحیح نہیں تو مولوی ظفر علی خاں صاحب کا منی اور منک سے صلبی پیدائش مراد لینا کہاں تک جائز اور صحیح ہو سکتا ہے۔ کلام کے معنے ہمیشہ وہ کرنے چاہئیں جو متکلم و مخاطب کے حالات اور قرائن کے مطابق ہوں نہ یہ کہ ان کے اصل مفہوم کو بگاڑ کر کچھ اور کا اور ہی بنا دیا جائے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر اور دیگر بزرگان ملت بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب مولانا یعقوب خاں صاحب نے "الفضل" کے ایڈیٹر پرنٹر، پبلشر پر جو مقدمہ دائر کر رکھا ہے اس کی تاریخ پیشی ۸ نومبر مقرر ہوئی تھی لیکن مجسٹریٹ کے چھٹی پر چلے جانے کے باعث اور سمن مدعا علیہم کو نہ جانے کے سبب سے مقدمہ تاریخ مذکور کو پیش نہیں ہوا۔

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگ و احباب جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے صاحبزادے ممتاز احمد صاحب فاروقی کی شادی کی تقریب سعید پر ۱۷ نومبر ۳۵ء کو امرتسر تشریف لے گئے تھے وہاں سے بتقریب دعوت ولیمہ جہلم تشریف لے گئے۔

— مولانا مولوی عبدالحق صاحب یوپی کے علاقہ میں ایک تبلیغی مقصد کے لیے گئے تھے بفضلہ کامیاب واپس آئے (مفصل آئندہ)۔

— جلسہ سالانہ کی تیاریاں شروع ہو گئی ہیں۔ امسال جلسہ بعض ایسی خصوصیات سے ممتاز ہوگا کہ شاید اس سے پہلے دیکھنے میں نہ آئی ہوں۔ اور نہ پیچھے پیدا ہو سکیں۔ اس لئے احباب کو اس جلسہ میں ضرور شامل ہونا چاہیے۔ اور دوسروں کو بھی ساتھ لانا چاہیے۔

— شملہ سے ہمارے مکرم بزرگ شیخ الہ دین صاحب کے فرزند شیخ اسلام الدین مطلع فرماتے ہیں کہ "خاکسار کا لڑکا شیخ جلال الدین ایک ماہ سے بخار میں مبتلا ہے۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ برخوردار کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں"۔

— اخویم غلام محمد صاحب بٹ کشمیر سے اپنی صحت اور دینی و دنیاوی کمزوریوں سے بچنے کے لئے دعا کے خواستگار ہیں۔

— راولپنڈی سے اخویم غلام ربانی صاحب لکھتے ہیں کہ اس جگہ مولوی عصمت اللہ صاحب نے درس قرآن شروع کر دیا ہے رات کو بڑی رونق ہوتی ہے۔ لوگ کثرت سے آتے ہیں۔

اسلامی مجلس

اس نام سے ایک چھوٹا سا ٹریکٹ جناب مولوی محمد ظفر خاں صاحب ایم اے ایل ایل بی نے مسلمان بچوں میں نیک عادات و اخلاق پیدا کرنے اور انہیں مذہب سے واقف کرنے کی غرض سے تالیف کر کے انجمن رفیق الاسلام گوڑگانوہ کی طرف سے شائع کیا ہے ٹریکٹ ناولانہ طرز پر ہے جس میں ایک مولوی اور سکول کے لڑکوں کی باہم گفتگو کرائی گئی ہے۔ اس گفتگو کے پہلے حصہ میں تو نماز کے متعلق چند ضروری مسائل کا ذکر ہے جن کا سیکھنا بلاشبہ بچوں کے لئے فائدہ مند ہے۔ لیکن دوسرے حصہ میں باقی ارکان اسلام اور دوسری ضروری باتوں کو چھوڑ کر حضرت عیسے علیہ السلام کی پیدائش معجزات اور صعود الی السما کے وہ تمام فرضی افسانے دہرا دیئے گئے ہیں جو نصرانیت سے اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ایسے فرضی اور لغو قصوں کو جن کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں ملتا۔ اور جو عیسائیت کا جواب ہونے کے بجائے اس کی تائید کرتے ہیں۔ اس ٹریکٹ میں کیوں لکھا گیا۔ کیا یہ بھی ہمارے ایمانیات میں سے ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو بے باپ سمجھا جائے اور وہ معجزات ان کی طرف منسوب کئے جائیں جو ان کی الوہیت پر دال ہیں کیا ہمارے دین و ایمان کا یہ بھی ایک جزو ہے کہ ہم مانیں کہ حضرت عیسے علیہ السلام اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور دو ہزار سال سے وہاں الآن کما کان زندہ موجود ہیں اور دوبارہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے اس دنیا میں آئیں گے ؟ مولوی محمد ظفر صاحب نے ان قصوں کو عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب میں نقل کیا ہے لیکن ہم حیران ہیں کہ ان سے عیسائیوں کا جواب کیونکر ہو جاتا ہے۔ اور چھوٹے بچوں کو ایسے قصے سکھانے جن کے فہم کی ان میں استطاعت نہیں کہاں تک مفید ہے۔ ہمیں مولوی محمد ظفر صاحب کی روشن ضمیری اور معاملہ فہمی سے امید ہے کہ وہ "اسلامی مجلس" کے اس

شذرات

مسیحی معاصر کوکب ہند نے اپنی ایک تازہ اشاعت میں پردہ کے غیر فطری ہونے پر ایک "زبردست" دلیل دی ہے۔ جو امید ہے قارئین کرام کے لئے موجب دلچسپی ہوگی۔ لکھا ہے:-

"اگر عورت کے لئے پردہ فطرتاً ضروری ہوتا تو قدرت کاملہ شکم مادر ہی سے کوئی برقعہ یا پردہ عورت کے لئے مہیا کر سکتی تھی"۔

خوب! یہ آج معلوم ہوا کہ جو چیز فطرتاً ضروری ہو وہ شکم مادر سے انسان کے ساتھ پیدا ہونی چاہیے۔ مثلاً لباس انسان کے لئے فطرتاً ضروری ہے۔ امید ہے "کوکب ہند" کے لائق ایڈیٹر صاحب ان کے پیٹ سے کوٹ پتلون پہنے ہوئے پیدا ہوئے ہونگے۔ یا شاید وہ اپنے جدید مغربی استادوں کی تقلید میں اس بات کے قائل ہوں ؎

تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں الٹا سیدھا

ہندوستانی آب و ہوا لباس عریانی کے لئے کچھ زیادہ موافق نہیں کیونکہ اگر مدیر کوکب ہند اس لباس سے ملبس ہوتے تو آج مدیر کوکب ہند نہ ہوتے بلکہ خوش عقیدہ مسلمانوں نے انہیں "پیر ننگے شاہ تکیہ والے" بنا دیا ہوتا۔ اور اگر وہ شکم مادری سے پینٹ سوٹ کالر نکٹائی لیکر آئے ہوتے تو شاید یہ پیدائش مسیح کے بعد دوسری معجزانہ پیدائش ہوتی۔ اور آپ کی پیدائش کا دن اس اعتبار سے قابل یادگار رہتا کہ تمام ہندو مسلم۔ عیسائی، ہندی۔ اردو۔ انگریزی اخبارات "فطرت کا نیا قانون" یا "قدرت کی نیرنگیاں" کے جلی عنوانوں سے "پیدائش عجیب" کی خبر شائع کرتے۔ اور عیسائی پکارتے ؎

فتوبیٰ لباب کبیت العتیق ؛ حوالیہ من کل فج عمیق ؛

بھائی پرمانند کے نوزائیدہ اخبار "ہندو" کا تذکرہ گذشتہ اڈیٹوریل میں کیا جا چکا ہے۔ بھائی جی نے اسی اخبار کے پانچویں نمبر میں "ہندو راجہ کے عدل و انصاف کی بہترین مثال" پیش کرتے ہوئے گجرات کے کسی ہندو راجہ کا قصہ لکھا ہے کہ وہ شکار کو جاتے ہوئے فوج سے الگ ہو گیا کسی کھیت میں اسے کوئی خوبصورت لڑکی نظر آئی اور نیت بد سے اس نے مہاوت کو ہاتھی اس طرف لیجانے کا حکم دیا۔ جہاں لڑکی تھی۔ عین موقع پر پہنچکر اسے خیال آیا۔ کہ میں راجہ ہوں اور میرا کام رعیت کی حفاظت کرنے کا ہے۔ فوراً ہاتھی کو وہاں سے واپس کرنے کا حکم دیا۔ اور دربار میں آکر برہمنوں کے سامنے اس گناہ کا ذکر کیا۔ اور پوچھا کہ اس کی کیا سزا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک چتا تیار کر کے راجہ اپنے آپ کو جلا دے۔ جب چتا تیار ہو گئی۔ اور راجہ اس میں بیٹھنے لگا تو بڑے منتری نے اسے روک دیا کہ بس سزا ہو گئی۔ کیونکہ دل نے گناہ کیا تھا۔ اس کو سزا مل گئی۔ جسم نے گناہ نہیں کیا اس لئے جسم کو سزا کی ضرورت نہیں۔

ممکن ہے یہ واقعہ صحیح ہو اگرچہ اس ہندو راجہ کا نام نہیں بتایا گیا اور غالباً اسی مصلحت سے اس کو پردۂ اخفا میں رکھا گیا ہے۔ کہ کوئی شخص اس کی صحت و کذب کی جانچ پڑتال نہ کر سکے۔ تاہم اس کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اسلامی تاریخ کو اگر دیکھا جائے تو اس سے بڑھ کر اعلے اخلاق اور عدل و انصاف کے شاندار واقعات آپکو اس پر ملیں گے۔ خلافت راشدہ کے ابتدائی زمانہ کے عدل و انصاف کی مثالیں کس کو یاد نہیں۔ بادشاہ اور خلیفہ ہو کر غلاموں کو مساوات کا درجہ دینا بیت المال سے معمولی گزارہ کے سوا ایک حبہ نہ لینا۔ ہاتھیوں کی سواریاں اور عیش و عشرت کی زندگی تو ایک طرف معمولی غلام کو گھوڑے پر سوار کر کے خود لگام پکڑ کر چلنا۔ اور ادنےٰ ترین سپاہیوں کا روم و شام کی حورتمثال عورتوں کو ایسی حالت میں جب وہ اکٹھی ہو کر نگاہ ناز سے انہیں شکار کرنا چاہتی ہوں نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھنا عدل و انصاف کی وہ مثالیں ہیں جن کی نظیر تاریخ عالم میں نظر نہیں آتی۔ بھائی پرمانند اگر بغض و تعصب کی عینک کو اتار کر تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں۔ تو پرانے ہندوؤں کی داستانیں انہیں ہیچ نظر آئیں گی۔ لیکن بھائی پرمانند کی نظر جب اسلامی [illegible] اسی نقطہ پر جاکر ٹھہرتی ہے

[illegible]

سیرت مسیح موعود

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کو سخت درد سر ہو رہا تھا اور میں بھی اندر آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ اور پاس حد سے زیادہ شور و غل برپا تھا۔ میں نے عرض کیا جناب کو اس شور سے تکلیف تو نہیں ہوتی۔ فرمایا ہاں اگر چپ ہو جائیں تو آرام ملتا ہے۔ میں نے عرض کیا تو جناب کیوں حکم نہیں کرتے۔ فرمایا آپ ان کو نرمی سے کہدیں میں تو کہہ نہیں سکتا۔ بڑی بڑی سخت بیماریوں میں الگ ایک کوٹھڑی میں پڑے ہیں اور ایسے خاموش پڑے ہیں کہ گویا مزے میں سو رہے ہیں۔ کسی کا گلہ نہیں کہ تو نے ہمیں کیوں نہیں پوچھا اور تو نے ہمیں پانی نہیں دیا۔ اور تو نے ہماری خدمت نہیں کی۔

طمانیت اور کشادہ دلی

سالہا سال سے دیکھا اور سنا ہے کہ جو طمانیت اور جمعیت اور کسی کو بھی آزار نہ دینا حضرت کے مزاج مبارک کو صحت میں حاصل ہے وہی سکون حالت بیماری میں بھی ہے۔ اور جب بیماری سے افاقہ ہوا معاً وہی خندہ روئی اور کشادہ پیشانی اور پیار کی باتیں۔ میں بسا اوقات عین اس وقت پہنچا ہوں جب کہ ابھی سر درد کے لمبے اور سخت دورہ سے آپ کو افاقہ ہوا۔ آنکھیں کھولکر میری طرف دیکھا ہے تو مسکرا کر دیکھا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا آپ کسی بڑے عظیم الشان دل کشا نزہت افزا باغ کی سیر سے واپس آئے ہیں۔ جو یہ چہرہ کی رنگت اور آواز میں خوشی اور لذت ہے۔

ستاری اور چشم پوشی

ایک عورت نے اندر سے کچھ چاول چرائے۔ چور کا دل نہیں ہوتا اور اس لئے اس کے اعضا میں غیر معمولی قسم کی بیتابی اور اس کا ادھر ادھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے۔ کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ شور پڑ گیا۔ اس کی بغل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھڑی چاولوں کی نکلی۔ ادھر سے ملامت ادھر سے پھٹکار ہو رہی تھی۔ جو حضرت کسی تقریب سے ادھر آ نکلے پوچھنے پر کسی نے واقعہ کہہ سنایا۔ فرمایا۔ محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دیدو اور فضیحت نہ کرو۔ اور خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو۔

بہشتی زندگی

کیسی ہی خستہ حال اور گھنونی صورت و وضع کی کوئی عورت ہو جس کو دیکھ کر ایک بدظن اور اس عالم کا تیز حس یہ چاہے کہ اس کے آگے سے دور ہو جائے اور وہ بات کرے تو کان بند کر لے۔ اور اس سے پہلے آنکھ پر اور ناک میں ہاتھ اور انگلی رکھدے۔ حضرت ہیں کہ گھنٹوں ایسی جمعیت اور قرار سے اس کی بات سنے جا رہے ہیں کہ گویا ایک عندلیب شیریں مقال چہچہا رہی ہے۔ یا ایک طوطی عذب البیان ہے جو دلچسپ نقل لگا رہی ہے۔ کیسی ہی بے تکی اور بے معنی باتیں کوئی کرے۔ کبھی ایک اشارہ تک نہیں کیا کہ تیری باتیں فضول محض ہیں۔ اور ان کا سننا اوقات کا خون کرنا ہے۔ اور جو واقعہ سنایا گیا اس کی تکذیب نہیں کی۔ جو سودا لائی ہے اس کی جگوتگی کی نسبت بازپرس نہیں اور جو کچھ خرچ کیا اور جو کچھ واپس دیا ہے۔ آنکھ بند کر کے لیا ہے۔ اور جیب میں ڈال لیا ہے۔ گاؤں کے بہت ہی گمنام اور پست ہمت اور وضیع فطرت جولاہوں کے لڑکے اندر خدمت کرتے اور بیسیوں روپوں کے سودے لاتے اور بارہا لاہور جاتے اور ضروری اشیا خرید لاتے ہیں کبھی گردنت نہیں۔ سمجھتی نہیں۔ بازپرس نہیں۔ خدا جانے کیا قلب ہے اور درحقیقت خدا ہی ان قلوب مطہرہ کی حقیقت جانتا ہے۔ جس نے خاص حکمت اور ارادہ سے انہیں پیدا کیا ہے۔

مہمان خانہ

جب مہمانوں کی ضرورت کے لئے مکان بنوانے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ بار بار یہی تاکید فرمائی ہے کہ اینٹوں اور پتھروں پر پیسہ خرچ کرنا عبث ہے۔ اتنا ہی کام کرو جو چند روز بسر کرنے کی گنجائش ہو جائے۔ نجار تیر بندیاں اور تختے رندہ سے صاف کر رہا تھا۔ روک دیا اور فرمایا یہ محض تکلف ہے۔ اور ناحق کی دیر لگانا ہے۔ مختصر کام کرو۔ (ماخوذ سیرت مسیح موعود مصنفہ مولوی عبدالکریم)

جماعت احمدیہ راولپنڈی اور تبلیغ احمدیت

(بسلسلہ اشاعت گزشتہ)

قادیانی اور احمدی!

میر مدثر شاہ صاحب کا کامیاب لیکچر

محمودیوں کا مناظرہ سے انکار

صبح کے وقت بعض محقق احباب نے جن کا کوئی خاص تعلق جماعت احمدیہ کے کسی فریق سے نہ تھا۔ از رہ تحقیق ہم کو کہا کہ اگر محمودیوں کے ساتھ آپ کا مناظرہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ پبلک کو فریقین کے دلائل سنکر سوچنے اور غور کرنے کا موقع مل جائے گا۔ ہم نے کہا ہم ہر وقت تیار ہیں محمودیوں سے باقاعدہ مناظرے کے لئے بھی وقت مانگا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ازخود مناظرہ کے لئے کوشش کی۔ لیکن قادیانی جماعت نے حتماً انکار کر دیا۔ بلکہ پریزیڈنٹ سے کہا کہ مناظرہ تو مناظرہ ہم غالباً ان لوگوں کو سوال و جواب کے لئے بھی جس کا وعدہ کر چکے ہیں وقت نہیں دے سکتے۔ اور غیراز جماعت دوست انتہائی کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح محمودی مناظرہ کرنے پر تیار ہو جائیں مگر وہ مناظرہ سے گریز ہی کرتے رہے۔

ایفائے وعدہ سے انکار

آخر وقت جلسہ کا آ گیا جلسہ شروع ہونے سے قبل پبلک نے جناب صدر کی توجہ گزشتہ شب کے وعدہ کی طرف منعطف کرائی کہ جماعت احمدیہ لاہور کے سکرٹری کو آپ نے آج وقت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آیا آپ بعد اختتام تقریر اپنا وعدہ پورا کریں گے یا نہیں؟ اس کا جواب صدر نے نفی میں دے کر کہا کہ ہم نے گزشتہ شب کو جو وعدہ کیا تھا وہ واپس لیتے ہیں۔ یہ الفاظ سنکر پبلک میں ایک زور کا قہقہہ لگا۔ ایک وکیل صاحب نے اٹھکر پریزیڈنٹ صاحب سے کہا کہ یہ وعدہ واپس لینے کی کونسی اصطلاح اب گھڑی گئی ہے۔ وعدہ بھی کبھی واپس ہو سکتا ہے۔ پریزیڈنٹ بہادر اسی پر مصر رہے اور وقت دینے سے صاف انکار کر دیا۔

متمردانہ و خودسرانہ رویہ

اس انکار اور وعدہ کی واپسی کے الفاظ نے سکرٹری صاحب جماعت احمدیہ کو کھڑا ہونے پر مجبور کر دیا۔ انہوں نے نہایت متانت سے کچھ کہنے کی اجازت طلب کی۔ بجائے اس کے کہ انہیں اجازت دی جاتی۔ پریزیڈنٹ صاحب نہایت بدزبانی سے پیش آئے۔ اور انہوں نے اپنی بدزبانی اور بدتہذیبی کا وہ نمونہ دکھایا کہ تمام سامعین محو حیرت رہ گئے۔ جماعت احمدیہ کے سکرٹری نے ایک چٹھی مناظرہ کے متعلق صدر کے حوالے کی تھی۔ درخواست کی کہ یا تو یہ چٹھی پڑھ کر جواب دیا جائے۔ یا پبلک کو سنا دی جائے۔ لیکن باوجود اصرار کے ایک بھی نہ سنی گئی۔ تمام محمودی اپنی اپنی جگہ بول رہے تھے اور غیر مہذب الفاظ استعمال کر رہے تھے۔ اور قریب تھا کہ ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی۔ لیکن ہمارے احباب نے نہایت صبر و سکون سے موقعہ کو ٹال دیا۔ ان کی اس نازیبا حرکت پر راولپنڈی کی پبلک گواہ ہے۔ عجیب بات یہ تھی کہ اس دفعہ مضمون بھی ہمارے ہی متعلق تھا جس کا عنوان "مبائعین اور غیر مبائعین کے عقائد میں فرق" تھا۔ پھر بھی ہم کو بولنے کی اجازت نہ دی۔

مباحثہ کا چیلنج

آخر ہمارے سکرٹری نے چٹھی کا مضمون سنا کر پبلک کو اطلاع دی کہ اگر محمودی چاہیں تو ہم ان سے پرسوں اتوار کو بوقت دس بجے مباحثہ کرنے کو تیار ہیں۔ کیونکہ ان کو زیادہ تر دد کی ضرورت بھی نہیں۔ ان کے علما قادیان سے آئے ہوئے ہیں۔ لیکن محمودی انکار پر انکار کرتے رہے۔ پبلک نے ادھر ان کو مجبور کیا کہ اپنا وعدہ پورا کرو۔ محمودیوں نے صدر صاحب نے کہا کہ جو شخص ہمارے لیکچر سننا نہیں چاہتا وہ اٹھ کر چلا جائے۔ اس پر تمام مجمع باستثنائے محمودیاں جلسہ گاہ چھوڑ کر چلے گئے۔ محمودی عالم موجود تھے جن کے لبوں پر مہر سکوت تھی۔ چہروں پر آثار یاس و ندامت ہویدا تھے۔

ہمارا جلسہ اور سوالات کی اجازت

چوتھے دن ہماری طرف سے جلسہ کی منادی کرائی گئی۔ اور اعلان کر دیا گیا کہ محمودی جماعت کے علماء کو جلسہ میں سوالات کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ خیال تھا کہ لوگ چونکہ تین رات لیکچر سنتے رہے ہیں اب نہ آئیں گے۔ مگر لوگوں کی کثرت کو دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جلسہ شروع ہونے سے قبل ہمارے صدر صاحب نے پبلک سے دریافت کیا کہ جو کوئی صاحب ہماری تقریر پر اعتراض کرنا چاہتے ہیں اپنا تعارف کرا دیں۔ تاکہ پروگرام کو ترتیب دی جائے۔ مضمون تقریر کا پہلے ہی لوگوں کو پتہ تھا۔ یعنی "ختم نبوت اور حضرت مرزا صاحب" لیکن مجمع سے کوئی نہ اٹھا۔ پھر محمودی جماعت کو مخاطب کر کے کہا گیا کہ اگر وہ سوالات کرنا چاہیں تو اپنا تعارف کرا دیں۔ لیکن وہ خاموش رہے اور کوئی بھی اپنے آپ کو پیش نہ کر سکا۔

میر مدثر شاہ صاحب کی تقریر

میر مدثر شاہ صاحب گیلانی کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ کی تقریر کیا تھی اس کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جن کو سننے کا موقع ملا ہو اول آپ نے قرآن کریم سے ختم نبوت کو پیش کیا۔ اور انہی آیات سے ختم نبوت پر دلائل دیئے جن سے محمودی اجرائے نبوت پر دلائل دیا کرتے تھے۔ ۹ بجے تقریر شروع ہوئی اور بارہ بجے ختم ہوئی قرآن کریم سے دلائل دینے کے بعد پھر آپ نے حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے حوالجات پڑھنے شروع کئے اور سامعین کو تبلایا کہ دیکھو ایسے شخص کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ مدعی نبوت و رسالت ہے

تعلیم یافتہ طبقے کے نعرہ ہائے تحسین

لطف کی بات یہ تھی کہ جو حوالجات محمودی علما حضرت مرزا صاحب کے دعوی نبوت میں پیش کر کے پبلک کو مغالطہ میں ڈالتے اور حضرت مرزا صاحب کو بدنام کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ انہی حوالجات سے میر صاحب حضرت مسیح موعود کا انکار نبوت ثابت کرتے تھے۔ جوں جوں میر صاحب حضرت مسیح موعود کی کتب سے حوالے پڑھتے چلے جاتے تھے۔ ہر طرف سے اہل علم طبقہ کے محققین کی طرف سے فرط خوشی میں مرحبا۔ جزاک اللہ اور آفرین کے نعرے اس بات کی تصدیق کرتے جاتے تھے۔ کہ واقعی حضرت مرزا صاحب کا دامن دعوی نبوت کے الزام سے پاک ہے۔ اور کہتے تھے کہ یہی وجہ ہے کہ قادیانی ان لوگوں کے مقابل آنے سے ڈرتے تھے۔

ایک محمودی کا اعتراض اور اس سے دو سوال

دوران تقریر میں ایک محمودی نے جو حافظ قرآن بھی تھے دلیری کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کی اجازت پر ان کو بولنے کا موقع دیا گیا انہوں نے کہا کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ اور ایک غلطی کا ازالہ پڑھ کر لوگوں کو سنا دیا جائے۔ کیونکہ اس مقام پر حضرت مرزا صاحب نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میر صاحب نے فرمایا کہ قبل اس کے کہ یہ حوالجات پڑھوں پہلے آپ سے دو سوالات کا جواب طلب کرنا چاہتا ہوں تاکہ لوگوں میں پوزیشن صاف ہو جائے

(۱) کیا میاں محمود احمد صاحب موجودہ گدی نشین قادیان کی طرح آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے دعوی نبوت کو ابتدائی ایام میں یعنی ۱۹۰۱ء سے قبل نہیں سمجھتے تھے۔ لہذا ان کی تحریرات ۱۹۰۱ء سے پہلے کی مسئلہ نبوت و کفر کے متعلق منسوخ ہیں اور قابل حجت نہیں ہیں؟

(۲) ایک غلطی کے ازالہ میں کس کی غلطی کا ازالہ کیا گیا ہے آیا حضرت مرزا صاحب نے اپنی غلطی کا ازالہ کیا ہے یا اپنے مرید کی غلطی کا؟

ان دونوں باتوں کا جواب محمودی صاحب نے نہ دیا پر نہ دیا

میاں صاحب کے سابقہ عقائد

آخر میر صاحب نے لوگوں کو مخاطب کر کے میاں محمود احمد صاحب کے عقائد پڑھ کر سنائے۔ اور ساتھ ہی میاں صاحب کا وہ مکتوب پڑھ کر سنایا جو انہوں نے اپنے کسی مرید کو غالباً ۱۹۱۵ء میں جواباً لکھا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ میں بھی لفظ نبی و رسول کا اطلاق حضرت مرزا صاحب پر مناسب نہیں سمجھتا۔ یہ مصلحت وقت ہے اور چند روزہ علاج ہے۔ اس مکتوب کو سن کر تعلیم یافتہ محققین کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ بار بار اٹھ کر مکتوب کے عکس کو دیکھتے اور کہتے تھے کہ قادیانی عقائد واقعی حال ہی میں تیار ہوئے ہیں۔ سامعین کی تعداد ہزار دو ہزار کے درمیان تھی۔ وقت بہت گزر چکا تھا۔ اس لئے یہی مناسب سمجھا گیا کہ ... کی جائے۔ ایک محمودی نوجوان اپنے گوشے ... کہ جلسہ ... آخر ...

پیدا کر دے۔ لیکن جلسہ ہی میں سے ایک صاحب نے اس کو ... وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔

مبارکبادوں کا سلسلہ

جلسہ کے اختتام پر بہت سے غیراز جماعت احباب نے میر صاحب کو مبارکبادیں دیں۔ اور فرمایا کہ خدا آپکو جزائے خیر دے۔ آج آپ نے حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن کو جس صورت میں پبلک کے سامنے پیش کیا پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان افتراؤں سے حضرت مرزا صاحب کا دامن بالکل پاک ہے۔ اس جلسے میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو ہم سے بات کرنا بھی گناہ سمجھتے تھے لیکن جلسہ کے بعد وہ بھی ہمارے ممنون نظر آتے تھے۔ اور بڑی خوشی سے مصافحہ کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آج میر صاحب نے کمال کر دیا ہے اولیائے کرام کے ملفوظات سے برمحل حوالجات کو سن سن کر لوگ دنگ ہو رہے تھے

احباب سلسلہ کی توجہ کے قابل

ان لیکچروں کے سلسلہ میں جو کہ راولپنڈی میں ہوئے ہم ایک خاص نتیجہ پر پہنچے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس امر کو ریزولیوشن کی شکل میں جماعت کے سامنے پیش کر دیں تاکہ اس پر فوری عمل شروع ہو جائے بات یہ ہے کہ محمودی حضرت مرزا صاحب کے عقائد اور آپ کی تحریرات کے خلاف یا یوں کہو کہ ہمارے برخلاف اخبارات اور ٹریکٹوں کے ذریعہ سے انتہائی پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اور زر کثیر خرچ کر رہے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ محمودی کوششیں جو ہمارے برخلاف زور شور سے جاری ہیں خاک میں مل جائیں۔ اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ جو الزامات محمودی جماعت حضرت مرزا صاحب پر لگا کر آپ کو بدنام کر رہی ہے دور کئے جائیں تو اس کے لئے ایک یہی راہ ہے کہ میر مدثر شاہ صاحب یا دیگر ہمارے سلسلہ کے علما جو حضرت صاحب کی کتب سے پوری واقفیت رکھتے ہیں ان کے دو یا دو سے زیادہ وفود تیار کئے جائیں جو بڑے بڑے شہروں میں دو دو تین تین چار چار روز رہ کر محمودی جماعت کو پبلک مباحثہ کے لئے بلائیں پوسٹر ایک ہی دفعہ کثرت سے چھپوا کر ساتھ رکھ لئے جائیں۔ اور بڑے بڑے شہروں میں اس جماعت کو پبلک کے روبرو پیش ہو کر اپنے عقائد پیش کرنے کی دعوت دی جائے۔ یہ طریق اختیار کرنے سے محمودی پروپیگنڈا سارے کا سارا خاک میں مل جائے گا۔

محمودی پروپیگنڈے کی ناکامی کی صورت

محمودی ہمارے مقابل پر دو طریق ہی اختیار کر سکتے ہیں اول یا تو وہ خاموش رہیں گے۔ یا وہ پبلک میں آ کر ہمارے مقابل کھڑے ہوں گے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم خدا کے فضل و کرم سے دونوں صورتوں میں غالب رہیں گے۔ یہ دونوں طریق قادیانی جماعت کی ناکامی کا باعث ہوں گے۔ یہ رائے تجربہ کی بنا پر ہے غیراز جماعت تعلیم یافتہ حضرات کی بھی یہی رائے ہے۔ اور اس امر میں تمام مسلمان پبلک انشاءاللہ ہمارے ساتھ ہوگی۔ حضرت مسیح موعود کے مشن کی تبلیغ کے لئے یہ زریں طریق ہے۔ جس کو فوراً شروع کر دینا چاہیے۔ آپ لوگوں کو علم ہے کہ راولپنڈی کی سرزمین ایک سنگلاخ زمین ہے۔ بلکہ مجدد صاحب کی زبان میں ایک گونہ سفتی زمین ہے۔ پھر بھی ہمارے اس طریق نے پبلک سے ۵۰ فیصدی ہمارے سلسلہ کے متعلق جو غلط فہمی تھی دور کر دی ہے۔ راولپنڈی میں محمودی جماعت کی تبلیغ قریباً مر چکی ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری صدر انجمن اس طرف فوری توجہ کرے گی۔ اور یہی تبلیغ احمدیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ کیونکہ اسی طرح حضرت صاحب کی تحریرات اپنے صحیح مفہوم کے ساتھ پبلک کے سامنے آ کر ان کی توجہات کو اپنی طرف کھینچنے کا موجب ہو سکتی ہیں۔

خاکسار

(غلام ربانی۔ از راولپنڈی)

اعلان

احمدی احباب میں سے اگر کوئی صاحب یا کوئی انجمن مجلس عامہ (کانفرنس) کے آئندہ اجلاس میں جو جلسہ سالانہ پر منعقد ہو گا کوئی تجویز پیش کرنا چاہیں تو ۱۰ نومبر سے پیشتر اس کی اطلاع دفتر سکرٹری کو دیدیں

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

سماجی اخبارات کی سیر

گورو کل کی ناکامیابی

"آج پرکاش اور اس کے مالک صاحب اس بات پر بڑے ناراض ہیں کہ مہاتما منسراج جی نے کوئٹہ کے ایک گرو کلیئے آریہ بھائی کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے گورو کل کانگڑی کے متعلق سچی لیکن کڑوی باتیں کیوں کہہ دی ہیں۔ مہاشہ رادھاکرشن جی بتلائیں کہ مہاتما منسراج جی نے گورو کل کانگڑی کے متعلق کوئٹہ میں جو کچھ کہا اس میں کونسی بات غلط ہے؟ اور ساتھ ہی اس بات پر بھی روشنی ڈالیں کہ کیا خود مہاشہ رادھاکرشن نے "پرکاش" میں کئی ایک مضامین گورو کل کانگڑی کی ناکامیابی پر نہیں لکھے تھے۔ کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ جس مقصد کو لے کر گورو کل قایم کیا گیا تھا۔ وہ پورا نہیں ہوا۔ کیا آپ نے ایک الگ ایڈیشنک دو دیا نہ بنانے کی تجویز نہیں کی تھی۔ ذرا اپنے لکھے ہوئے مضامین نکال کر پڑھیئے۔ اگر آپ ان تمام مضامین کو پڑھنا نہیں چاہتے تو ارشاد فرمایئے ہم اگلے ہفتہ اقتباسات پیش کردینگے۔ جو شخص خود گورو کل کی ناکامیابی پر لٹریچر بہا چکا ہو اور خود گورو کل کو ایک ناکامیاب انسٹی ٹیوشن کہہ چکا ہو۔ اس کا مہاتما جی کی سچی باتوں پر ناراض ہونا تبلاتا ہے کہ مطلب سعدی دیگر است۔ (آریہ گزٹ)

گھاس پارٹی کے کرتوت

ہمارا دعویٰ ہے اور ہم ناقابل تردید مثالیں دے سکتے ہیں کہ گورو کل پارٹی کے کئی آریہ سماجوں کے پردھان اور منتری انترنگ سبھاؤں کے ممبر۔ آریہ پرتی ندھی سبھا کے ممبر اور دوسرے کرشنیئے آریہ سماجی مانس بھکشن کرتے ہیں۔ شراب بھی پیتے ہیں دو دو شادیاں بھی کرتے ہیں۔ لیکن بھی مہاشے کرشن کی مونچھ کا بال بنے رہتے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ مہاشے کرشن کے حواری نپڈت سدھانتوں کا خون کرتے رہتے ہیں۔ یگیوں میں قربانیوں تک کا ودھان کر دیتے ہیں لیکن مہاشہ رادھاکرشن ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنی سبھا سے ان کو وظیفے لے کر دیتے ہیں۔ (")

سنسکار ودھی میں تحریف

ذرا تازہ واقعہ سنیئے کہ سوامی ستونترانند جی گورو کل پارٹی کے پرچار وبھاگ کے ادھشٹاتا ہیں انہوں نے تو سوامی دیانند جی مہاراج کی تصنیف کردہ سنسکار ودھی کا بیڑا ہی پار کر دیا ہے اور اس میں غالی کتربیونت کی ہے۔ اور اس سنسکار ودھی کو سوامی دیانند جی کے نام سے ہی شائع کر دیا ہے۔ اور اسے مہاشہ کرشن جی کے دست راست مہاشہ راجپال جی نے چھپوا بھی دیا ہے۔ لیکن کیا مجال کہ مہاشے رادھاکرشن جی کی رگ حمیت پھڑکی ہو۔ اور ان کے بے لگام قلم سے اس کتربیونت اور امانت میں خیانت کرنے والی ان ادھیکار جبشیٹا کے خلاف ایک لفظ بھی لکھا گیا ہو۔ اور لطف دیکھیئے کہ اس نئی غلط سنسکار ودھی کے انوسار شادیاں بھی ہونے لگ گئی ہیں۔ کیا یہ سدھانت درودھ کارروائی نہیں ہے؟

مہاشہ کرشن جی! سدھانتوں سے اگر آپ کو محبت ہوتی تو گورو کل پارٹی میں اتنے جھگڑے پیدا نہ ہوتے۔ (")

آریہ سماج میں پھوٹ

دچھووالی سماج نے کرشن پارٹی کو سلطان ترکی کی طرح سماج سے خارج کر دیا تھا۔ اور مہاشے کرشن وہاں کے سبھاسد بھی نہیں رہے تھے۔ لیکن دوسری پارٹی نے ان پر رحم کھا کر ان کو پھر اپنے اندر داخل کر لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کرشن پارٹی کے تنخواہ دار ملازم بڑھنے لگے۔ اور آخر کار دوسری پارٹی والوں کو مستعفی ہونا پڑا۔

چنانچہ اب یہ خبر ملی ہے کہ دچھووالی آریہ سماج کے منتری مہاشے بھولی لال اور اُپ پردھان اور لائبریرین نے تیاگ پتر دیدیئے ہیں اور ہندی میں چھپوا بھی دیئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ پارٹی بازی ختم ہو۔ اگر ختم نہ ہوئی تو طبع شدہ استعفوں میں سے کچھ اقتباسات دیدیئے جائیں گے۔ تاکہ آریہ سجن دیکھ سکیں آریہ سماج میں پھوٹ کی بیماری بڑھانے کا کون لوگ یتن کر رہے ہیں۔

(آریہ گزٹ لاہور)

اظہار کرم اگر خط شکست میں لکھتے ہیں تو کم از کم نام اور پتہ تو خوشخط

دلچسپ معلومات

دمدار عیسائی

برٹش میوزیم کی طرف سے آسٹریلیا کے شمال میں تاریخ طبعی کے متعلق ایک وفد تحقیقات بھیجا گیا تھا۔ جس کے قائد سر جی۔ ایچ ولکنز تھے آپ نے اس تحقیقات کے متعلق ایک کتاب شائع کی ہے جس میں لکھا ہے کہ جزیرہ "نی گنی" کے وحشی باشندے بالکل برہنہ رہتے ہیں۔ اور ان میں سے اکثر کو میں نے دیکھا کہ ان کی چھوٹی چھوٹی دمیں بھی تھیں۔ اگرچہ وہ اتنی زیادہ نمایاں نہ تھیں جتنی بعض افریقی قبائل کے آدمیوں میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن پھر بھی اتنی بڑی ضرور تھیں کہ عکسی تصویر میں صاف نظر آتی ہیں۔

اس پر بعض سائنسدانوں اور تاریخ طبعی کے ماہرین نے مختلف رائیں ظاہر کی ہیں۔ اور تقریباً سب کا یہ خیال ہے کہ پرانی قوموں کے بعض افراد کی ریڑھ کی ہڈی کے آخری حصہ میں دو تین جوڑ بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جو دم کا بقیہ ہیں۔ لیکن آج دنیا بھر میں کوئی ایسی انسانی قوم موجود نہیں جس کے سب افراد لازماً دمدار ہوں۔ جو قومیں بالکل وحشی اور جنگلی ہیں ان میں بھی کوئی کوئی انسان ہی ایسا نظر آتا ہے جس کے جسم میں دم نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہو۔

آدم خور مسیحی

جزیرہ "نی گنی" اگرچہ نہایت ویران اور وحشت خیز جزیرہ ہے لیکن اس کے باوجود مسیحیوں نے ایک تبلیغی ادارہ وہاں بھی قایم کر رکھا ہے۔ جس کے بڑے پادری ریورنڈ جے واٹسن ہیں۔ سر جی ایچ ولکنز نے پادری صاحب کی رفاقت اور بنا شفقت کی وجہ سے جزیرہ کے وحشیوں کا اعتماد حاصل کر لیا۔ تو انہوں نے آپ کو اپنی مردم خوری کے کارنامے اور قواعد و ضوابط بتانے شروع کیے۔ ایک وحشی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ آپ کے کیمپ کے ایک آدمی کو ہم نے ہلاک کیا اور بہت مزے سے اس کا خون پیا۔ اور گوشت کھایا۔ اس کے بعد انہوں نے مردم خوری کے یہ قواعد بتائے کہ چھوٹے بچوں کا گوشت صرف جوان آدمی کھاتے ہیں۔ چھوٹی لڑکیوں کا گوشت قبیلے کے بڈھے آدمیوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ عورتیں چھوٹے لڑکوں کا گوشت عام طور پر رغبت سے کھاتی ہیں۔ اس لئے ان کو اس کی اجازت دی گئی ہے۔ جوان مردوں اور عورتوں کا گوشت ہر شخص کھا سکتا ہے۔

مسیحیت اور مردم خوری

ایک شخص نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک آدمی دوسروں کی بیویاں اڑا لے جایا کرتا تھا۔ ہم نے اس کو قتل کر دیا۔ اور اس کا گوشت کھالیا۔ کیونکہ جب اس کی روح یسوع مسیح سے جاملی تھی تو اس کا جسم ہمیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکتا تھا۔ ہم نے خیال کیا کہ ایک موٹے تازے آدمی کا گوشت ضائع کیوں کریں۔ چنانچہ ہم نے اس کا ناشتہ کر لیا۔

یہ وحشی اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی انسانوں کے گوشت کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم کیا کریں ہماری غذا یہی ہے۔ اگر کسی وقت وہ مردم خوری سے پرہیز بھی کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ پادری صاحب بُرا بھلا کہیں گے ورنہ ان کو اور کوئی خطرہ نہیں۔ وہ "خداوند یسوع مسیح" کی ناراضگی کی کچھ پروا نہیں کرتے۔

قسمیں کھانے کی مختلف رسمیں

حال ہی میں لندن پولیس کی ایک عدالت میں ایک چینی نے حلف لینے سے پہلے چراغ بجھانے کی رسم ادا کی۔ اس سلسلہ میں شہادتیں لیتے وقت عجیب عجیب رسموں کا انکشاف ہوتا رہتا ہے۔ چینیوں کی رسم پرچ کا توڑنا بھی ہے گواہ پرچ کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ لیتا ہے۔ گھٹنے جھکاتا ہے اور پرچ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ توڑتے وقت وہ سچ بولنے کی قسم کھاتا ہے۔ اور کہتا ہے اگر وہ سچ نہ کہے تو اس پرچ کی طرح میری روح کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ ٹیمز پولیس کی عدالت میں اس رسم کی ادائیگی کے وقت ایک دلچسپ نظارہ دیکھنے میں آیا۔ پرچ عدالت میں موجود نہیں تھی۔ چپڑاسی اوپر گیا تاکہ دفتری کی بیوی سے مانگ لائے۔ بیوی کو معلوم نہ تھا کہ کس مقصد کے لئے پرچ مانگی جا رہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک نہایت قیمتی پرچ دیدی۔ جب اسے پرچ کا حشر معلوم ہوا تو چپڑاسی کو [illegible]

خبریں

— معلوم ہوا ہے کہ نواب چھتاری ہوم ممبر حکومت یو۔پی خرابی صحت کی وجہ سے رخصت پر جانے والے ہیں۔

— مدراس ۵ رنومبر۔ نہرو رپورٹ کا ترجمہ تامل زبان میں بھی شائع ہو گیا ہے۔

— لاہور ۵ رنومبر۔ شاہی کمیشن و سنٹرل کمیٹی پشاور میں ۱۷ رنومبر کو پہنچے گی۔ سر جان سائمن نے راؤ بہادر کرم چند و سر عبدالقیوم وغیرہ اصحاب کو کانفرنس میں حصہ لینے کے لئے مدعو کیا ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ حکومت پنجاب نے لاہور میں لیڈران پر پولیس کے حملہ کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے۔

— حال ہی میں انگلستان نے ایک بہت بڑی طاقت کا ہوائی جہاز تیار کیا ہے۔ جو دو میل کی بلندی سے بم پھینکتا ہے۔

— لاہور ۷ رنومبر۔ لاہور کے حادثہ بم کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ پولیس جائے وقوع پر ڈیرہ لگائے ہوئے ہے۔ اور پبلک کے لئے راستہ بند کر رکھا ہے۔

— لاہور کے حادثہ بم کا ایک اور زخمی چل بسا یہ ایک ۲۲ سالہ نوجوان مسمی رکھی رام تھا۔

— لائل پور کے ایک نوعمر سائنسدان ایک ایسا آلہ تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جسکے ذریعہ دوستوں کی سچی محبت کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔

— اجمیر میں آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں۔ استقبالیہ کمیٹی نہایت زور شور سے کام کر رہی ہے۔

— ریاست میسور کی مجلس وضع قوانین میں دو اہم سوال پیش ہوئے

(۱) گاؤکشی بردے قانون منسوخ کر دی جائے۔

(۲) شادی بیوگان کو جائز قرار دیا جائے۔

معلوم ہوا ہے کہ بعض ہندو ممبروں نے گاؤکشی کی منسوخی کی حمایت کی۔ لیکن شادی بیوگان کی اشد مخالفت کی۔

(کیا گئو ماتا کی جان بچانے والوں کو ملک کی بدنصیب بیواؤں کی حالت زار پر رحم نہیں آیا؟ ب۔ص)

— ترکی خواتین میں خودکشی کا مرض روز بروز بڑھ رہا ہے اس کی بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ آزادی اور مغربیت سے انہیں وہ مسرت حاصل نہیں ہو سکی جس کی انہیں توقع تھی۔

— مصری اخبار "السیاسۃ" رقمطراز ہے کہ ترکی میں ایک خفیہ سوسائٹی کا سراغ لگایا گیا ہے۔ جس میں ترک۔ ارمنی۔ اور ایرانی شامل ہیں۔ اور اس کا مقصد خلافت کے قیام کے لئے مذہبی دعوت کا علم بلند کرنا ہے۔

— حضور نظام ۴ رنومبر کو دہلی پہنچ گئے۔ ہندو مسلمان پبلک نے نہایت شاندار اور عدیم النظیر خیر مقدم کیا۔

۹ رنومبر ۱۹۲۸ء کو حضور نظام نے جمعہ کی نماز شاہی مسجد میں پڑھی تماشائیوں کا بہت بڑا ہجوم تھا۔ بہت سے لوگ مسجد کے میناروں پر چڑھ گئے تھے۔ جن کے بوجھ سے ایک برجی گر گئی۔ اور بعض لوگ زخمی ہو گئے۔

— حضور نظام دہلی آتے ہوئے مہاراجہ دتیا کی درخواست پر دتیا بھی ٹھہرے۔ اور مہاراجہ کے محل میں تشریف لے جا کر کھانا تناول فرمایا۔

— بمبئی ۷ رنومبر۔ مسز خورشید اسفند یار ساکن پونہ نے طہران سے بوشہر تک ۵۰۰ میل کا ہوائی سفر کیا۔ آپ پہلی ہندوستانی خاتون ہیں جنھوں نے اس قدر طویل سفر ہوائی جہاز پر کیا۔

— نئی دہلی ۸ رنومبر۔ سائمن کمیشن کی تعلیمی کمیٹی نے دہلی میں شہادتیں لینی شروع کر دی ہیں۔

— دہلی ۷ رنومبر۔ صوبجاتی اقتصادی نمائندوں کی کانفرنس ۱۰ رنومبر کو شروع ہوگی۔

— بمبئی کے مشہور کارخانہ پارچہ بافی کوہ نور مل میں ۲۸۰۰ کارکنوں نے کام چھوڑ دیا ہے۔

— لندن ۸ راکتوبر۔ سید عروس بے ایتھنز کے مصری وزیر مقرر ہوئے ہیں۔

— شاہ جاپان کی رسم تخت نشینی پر پچاس لاکھ (۵۰۰۰۰۰۰) پونڈ

دارالکتب اسلامیہ کی چند ضروری اور مفید کتب

تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی

بیان القرآن یعنی اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم۔ یہ تفسیر عام فہم عبارت میں لکھی گئی ہے۔ اور قرآن کریم کو ایک مقام سے لے کر دوسرے مقام تک حل کیا گیا ہے۔ مکمل تین جلدوں میں قیمت مجلد جلد اول لعہ، جلد دوم مے، جلد سوم لعہ

سیرت خیر البشر حضرت نبی کریم کی زندگی کے پیارے پیارے حالات قیمت بجلد عہ، مجلد عہ

تاریخ خلافت راشدہ یعنی خلفائے راشدین کے زمانہ کے حالات قیمت بجلد عہ، مجلد عہ

جمع قرآن قرآن کریم کی جمع و ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات نہایت تحقیقات سے لکھے گئے۔ قیمت بجلد۔ مجلد عہ

مقام حدیث۔ اس کتاب میں ضرورت حدیث جمع حدیث اور تنقید حدیث پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ شروع کتاب میں آنحضرت صلعم کے خط و خال کا عکس دیا گیا ہے۔ قیمت عہ

مرآۃ الحقیقت۔ اس میں محمودی مغالطہ اندازیوں اور اصل عقائد کی ہو بہو تصویر کھینچی گئی ہے۔ قیمت ۵ر

احمد مجتبیٰ۔ میاں محمود احمد صاحب کے اس عقیدہ کی تردید کہ احمد رسول اللہ کا نام نہ تھا۔ قیمت ۴ر

حدوث مادہ ایک آریہ سے مباحثہ اور ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ حادث ہے۔ قیمت صرف ۵ر

مسیح موعود جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات پر مفصل بحث کی گئی ہے سلسلہ کے متعلق تحقیقات کرنے والے کو اس کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ قیمت مجلد ۱۲ر بجلد عہ

النبوۃ فی الاسلام۔ اس میں نبوت۔ رسالت محدثیت اور مجددیت پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ قیمت ع،

صحیح بخاری۔ صحیح بخاری کے پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ اور تفسیری نوٹ تین حصوں قیمت پارہ اول عہ، دوم عہ، سوم عہ، باقی پارے چھپ رہے ہیں۔ قیمت ہر سو صفحے کے لحاظ سے عہ ہوگی

شناخت مامورین جس میں مامورین من اللہ کی شناخت اور انہیں پرکھنے کے نشانات بالوضاحت درج کیے گئے ہیں قیمت ۱۲ر

حقیقت المسیح ایک عیسائی کے چند سوالات کے جوابات از روئے قرآن کریم اور بائیبل نہایت مفصل طور پر دیئے گئے ہیں قیمت صرف ۳ر

تصنیفات دیگر مصنفین

یجروید۔ مصنفہ مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کا اردو ترجمہ جس پر اکثر ہندو اخبارات نے بھی تنقیدی نظر ڈال کر ترجمہ کو صحیح اور سلیس قرار دیا ہے۔ قیمت ۴ر **مسئلہ نجات** ۲ر **نجات** ا، **غذا و صحت** مصنفہ ممتاز احمد صاحب فاروقی اس کتاب کی بڑے بڑے ڈاکٹروں نے تعریف کی ہے جن میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی شامل ہیں۔ اردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی جامع کتاب ہے قیمت صرف ۸ر مطالعہ اسلام ۱۲ر ام الالسنہ ۱۲ر مقصد مذہب ۱۲ر ہستی باری تعالیٰ ۲ر محصول ڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوگا۔

اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس اسلامی کتب کا کافی ذخیرہ ہے۔ فہرست مفت طلب کریں۔ تمام فرمائشیں بنام

مینجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں

ہر سہ شنبہ اور جمعہ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۷ مطابق ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۲۸ء | نمبر ۹۰

الاماں صد الاماں

(از مولوی مرتضیٰ خان صاحب بی اے)

مہرِ ختمیت شکستہ زیرِ پا مالیدہ اند

از جفا و ظلمِ شاں پیروجواں نالیدہ اند

امتی را ناکساں کامل نبی گویند، ہیں!

العجب ثم العجب بر عقل و فہمِ ایں چنیں

کلمہ گویانِ نبی را خارج از ایماں کنند

ہاں فقیہاں را ببیں ایں کارِ دانایاں کنند؟

خادمانِ قوم را گویند فاسق الاماں

الاماں صد الاماں از ظلمِ شاں صد الاماں

اعلان

احمدی احباب میں سے اگر کوئی صاحب یا کوئی انجمن مجلس عامہ (کانفرنس) کے آئندہ اجلاس میں جو جلسہ سالانہ پر منعقد ہوگا کوئی تجویز پیش کرنا چاہیں تو ۲۰ نومبر ۲۸ء سے پیشتر اس کی اطلاع دفتر سکرٹری کو دیدیں۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

آزادیٔ نسواں

ماں بہن اور بیٹی کے حقوق

آپ دیکھتے ہیں کہ آزادیٔ نسواں کا ہنگامہ کس زور کے ساتھ برپا ہے۔ بے شمار مضمون نکل چکے ہیں۔ کہ عورتوں کو مردوں کے ساوی حقوق ملنے چاہئیں۔ بے گنتی تقریریں ہو چکی ہیں کہ عورت پر بہت ظلم ہو چکے اب اسے مرد ہی کی طرح آزاد و خود مختار رہنا چاہیے کتنے جلسے کتنے ریزولیوشن کتنے مقالات کتنے مضامین ا، حقوق نسواں،، پر اب تک کیا کچھ نہیں کہا اور لکھا جا چکا۔ سوال صرف اس قدر ہے کہ سارے ہنگامۂ جوش و خروش میں ,, نسواں ،، سے آیا صرف بیویاں (نکاحی اور بے نکاحی دونوں قسم کی بیویاں) ہی مراد ہیں۔ یا نسواں کے مفہوم میں بہنیں بیٹیاں اور مائیں بھی شامل ہیں؟ عورت کا رشتہ مرد سے محض بیوی ہی ہونے کا تو نہیں ہوتا۔ عورت ماں بھی ہوتی ہے۔ بہن بھی ہوتی ہے۔ بیٹی بھی ہوتی ہے۔ پھر یہ کیا ہے کہ آپ نے اس سارے غلغلہ ,, اصلاح ،، کا مرکز صرف بیوی ہی کو رکھا ہے اور ماں اور بہن بیٹی کے معاملہ میں یکسر خاموشی اختیار فرمالی ہے؟

آپ نے سینکڑوں ہزاروں ,, اصلاحی ،، تقریروں اور تحریروں میں کہیں یہ بھی سنا یا پڑھا ہے کہ ماں کی اطاعت فرض ہے۔ ماں کی خدمت گزاری واجب ہے۔ جنت ماں کے قدموں کے پاس ہے۔ اللہ کی خوشی ماں کی خوشی میں ہے۔ اور ماں کو ناخوش رکھ کر بڑی سے بڑی تقریریں اور بہتر سے بہتر تحریریں بے نتیجہ اور لاحاصل ہیں یا کبھی آپ کو حقوق نسواں کے پرجوش وکیلوں نے یہ بتایا ہے۔ کہ بہن اگر بڑی ہے تو آپ کے ادب و تعظیم کی اور اگر چھوٹی ہے تو آپ کی شفقت و دلدہی کی مستحق اور بہتوں سے زیادہ مستحق ہے باپ کی جائداد میں تنہا آپ کا نہیں۔ اس کا بھی حصہ ہے۔ باپ کی لاڈلی اولاد صرف آپ ہی نہیں وہ بھی ہے۔ کبھی آپ کی ,, روشن خیالی ،، نے آپ کو یہ بھی سمجھایا ہے کہ آپ کی جائداد کی ایک حصہ دار آپ کی بیٹی بھی ہے۔ اور اس کے ایمان و اخلاق، اس کی غیرت و ناموس کے آپ امین ہیں۔ یا جدید تحریک نسواں کے لغت میں حقوق نسواں سے مراد صرف اس قدر ہے کہ ,, چراغ خانہ ،، کو ,, شمع محفل ،، بنادیا ... کی دنیائیں اب تک جن کی ,, بے زبانی ،، کا گلا رہتا تھا ان کی ,, شیوہ بیانیوں ،، کا شہرہ ہر طرف ہو جائے؟ اور ماں کے ادب و احترام، بہن کے پاس و لحاظ اور بیٹی کی شفقت و الفت کو حقوق نسواں کے دائرے سے سرے سے خارج کر دیا جائے؟

زنانہ پرچوں کی آج کثرت ہے۔ نسوانی رسالوں کی گرم بازاری ہے، زنانہ پارک ہر شہر میں بن رہے ہیں۔ زنانہ سکول۔ زنانہ کالج۔ زنانی یونیورسٹیاں کھل رہی ہیں۔ اور عورتیں بڑی سے بڑی تعلیمی ڈگریاں حاصل کر رہی ہیں۔ پردہ کلب بڑے شہروں میں موجود ہیں اور خیر یہ ,, اصلاحیں ،، تو پرانی ہو چکیں اب تو ,, پردہ کلب ،، نہیں ,, بے پردہ کلب ،، قائم ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اور عورتوں کے لئے مخصوص زنانہ مدرسے نہیں بلکہ لڑکوں اور لڑکیوں کی ملی جلی درسگاہیں کھل رہی ہیں۔ اور عورتوں نے عزم مردانہ کے ساتھ ہر شعبہ زندگی میں مردوں کے دوش بدوش دوڑنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ یہ سب کچھ تحریک آزادیٔ نسواں میں داخل ہے۔ مطالبہ حقوق نسواں کی توضیح و تفصیل ہے اور مردوں کے مظالم دیرینہ کا جواب ہے۔ لیکن کیا ماؤں کی عزت اس ,, روشن خیال ،، گروہ کی نظر میں کچھ بڑھ گئی ہے؟ یہ پردہ در اور پردہ شکن گروہ ماؤں کے حقوق پہچاننے لگا ہے؟ اس آزادی طلب گروہ نے مسرت ابدی و راحت سرمدی کا راز ماں کی خدمت و اطاعت میں تلاش کرنا شروع کر دیا ہے؟ کیا بہنوں کی مرضی، بھائیوں کی مرضی کے برابر اور بیٹیوں کی خوشی بیٹوں کی خوشی کے برابر تسلیم کی جانے لگی ہے؟ اور بہنوں اور بیٹیوں کے شرعی حقوق بھائیوں اور بیٹوں ہی کی طرح ملنے لگے ہیں۔

(سچ لکھنؤ)

جلسہ سالانہ

کی تیاریاں زور شور سے شروع ہو گئی ہیں اس دفعہ جلسہ میں بعض ایسی خصوصیات ہیں کہ ضروری سے ضروری کام کاج پر بھی شرکت جلسہ کو ترجیح دینی پڑے گی۔ تاریخ انعقاد سے بعد میں اطلاع دیجائیگی احباب کو چاہیئے کہ غیر از جماعت احباب کو ہمراہ لائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ - ۲ر جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ ہجری نمبر ۹۰

اسلام اور ذات پات

(۲)

عیسائیت اور آریہ سماج میدان عمل میں

ایک ذمہ دار آریہ لیڈر کی صاف بیانی

اسلام کے اندر اس کی "اصل سپرٹ" کے خلاف ذات پات کے آجانے اور اسے فیل قرار دینے کے بعد مہاشہ سنت رام لکھتے ہیں

" قدرت کو اپنا کام کرانے کے لئے کسی اور ایجنسی کی ضرورت ہوئی چنانچہ عیسائیت نے بھارت میں قدم رکھا جو کام اسلام نہ کر سکا تھا اسے اس نے کیا۔ میلے کچیلے اور حیوانوں سے بھی بدتر زندگی کے سامنے ہار ماننی پڑی۔ پرنتو ہندوؤں کی جات پات کے سامنے عیسائیت بھی چرکال تک نہ ٹھہر سکی۔ چنانچہ آج ہم ان میں بھی برہمن کرسچین کھتری کرسچین اور اچھوت کرسچین کی تفریق پاتے ہیں مدراس کے برہمن عیسائی روٹی بیٹی کا سمبندھ تو در کنار اچھوت عیسائیوں کو اپنے گرجے تک میں نہیں جانے دیتے عیسائی ہو کر بھی برہمن عیسائی اور اچھوت عیسائی اچھوتوں میں بیاہ کرتے ہیں۔ اس دن کلکتہ کے سیٹھ تنول جی اپنے ایک عیسائی مستری کی بات سنا رہے تھے۔ عیسائی مہاشہ نے سیٹھ جی سے کہا کہ آج میری استری سکھ کی نیند سوئی ہے سیٹھ جی نے پوچھا کیسے؟ عیسائی نے کہا ہم بھاری برہمن ہیں میری لڑکی کو کوئی ور نہیں ملتا تھا۔ بڑی مشکل سے اب ایک آسامی برہمن عیسائی ملا ہے"

مہاشہ جی نے ان واقعات کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے۔

" ان باتوں سے صاف ماننا پڑتا ہے کہ عیسائیت کا بھی بطور مذہب خاتمہ ہے۔ پولیٹیکل طاقت دوسری چیز ہے"

ہم اس نتیجہ میں مہاشہ جی سے بکلی متفق ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ عیسائیت جن ساز و سامان کو لے کر آئی تھی۔ روپیہ اور حکومت کی جو طاقت اس کے پیچھے کام کر رہی تھی۔ اور اب تک کر رہی ہے اگر ذات پات کی تفریق اس کے اندر پیدا نہ ہو جاتی تو باوجود اس مذہبی عصبیت کے جو ہندوستان میں پائی جاتی ہے۔ ہندوؤں کو اکثریت کا وہ درجہ نہ مل سکتا جو آج انہیں حاصل ہے۔ لیکن مسیحی معتقدات کی غیر معقولیت ایک طرف اور نسل و رنگ کی تمیز دوسری طرف۔ اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقات کے لوگوں کے لئے سنگ راہ بن گئی۔ اور مسیحیت کی طرف اب وہ توجہ نہیں رہی جو آج سے کچھ مدت پہلے تھی۔ صرف چند مسیحی ہسپتال اور سکول باقی ہیں۔ جو اہل مغرب کے لئے مسیحی سرگرمیوں کے "شاندار" نتائج ہیں یا اس کے غیر منطقی اصولوں کے متعلق بعض مسیحی مناظرین کے "منطقیانہ" مناظرات ہیں جو اس تحریک کو لئے چلے جا رہے ہیں۔ ورنہ مسیحیت بحیثیت مذہب اب ہندوستان میں باقی نہیں۔

مسیحیت کے بعد آریہ سماج کا ذکر مہاشہ سنت رام نے کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

" عیسائیت کو آریہ سماج کے سامنے میدان چھوڑنا پڑا آریہ سماج میں اسلام اور عیسائیت کے اچھے گنوں کے کہ اپنے شدھ روپ میں ویدک دھرم تنہا ادیج اور آریہ سبھیتا جتنی شانتی دائنی ہے اتنا سنسکار کا کوئی بھی دھرم اور کوئی بھی سبھیتا نہیں۔ ویدک فلاسفی کے سامنے دنیا کی کوئی بھی فلاسفی نہیں ٹھہر سکتی۔ گوا پرونکول کے مسلمان سید النسپکٹر اپنے ایک مستری سے کہہ رہے تھے کہ اسلام کی تہذیب مجھے شانتی نہیں دے سکتی۔ میں بھی دھرم کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔ مستری نے پوچھا کہ پھر کون سا دھرم آپ کو پسند ہے؟ آپ نے کہا عقل، دلیل اور تہذیب کے لحاظ سے تو ویدک دھرم کا مقابلہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ مگر آریہ سماج مجھے جذب نہ کر سکے گا میں وہاں مجلسی حقوق نہ پا سکوں گا۔ اس لئے میرے لئے عیسائیت میں جانا ہی ٹھیک رہے گا"

اس محاکمہ پر تحسین و آفرین کے جس قدر بھی پھول چڑھائے جائیں تھوڑے ہیں۔ ویدک دھرم اور عقل و دلیل اور تہذیب کا باہمی تعلق جیسا کچھ ہے اس پر ان صفحات میں بارہا روشنی ڈالی جا چکی ہے معلوم نہیں مہاشہ سنت رام اور ان کے سید انسپکٹر نے کس نقطۂ نگاہ سے ویدک دھرم کو عقل اور تہذیب کا مذہب قرار دیا۔ اگر نیوگ کی تعلیم عقل اور تہذیب ہے۔ اگر تناسخ کے ذریعہ سے چوہوں، بلوں اور کتوں کی جونوں میں جانے اور اس طریق سے غیر ذوی العقول کو بھی نیک و بد اعمال کا متکلف قرار دینے کا عقیدہ تہذیب و عقل کا حامی ہے۔ اگر خدا اور روح اور مادہ کا مثلث عقیدہ آریہ سماج کی مایہ ناز توحید کو کچل کر تہذیب و عقل کا خاتمہ نہیں کر دیتا اور سب سے بڑھ کر غیر مذاہب کے بزرگوں اور پیشواؤں پر تمسخر و استہزا کرنا انہیں برے ناموں سے پکارنا اور گالیاں دینا تہذیب و عقل کے شایاں ہے تو ہم بھی مہاشہ سنت رام کے ہم آواز ہو کر یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ "اس عقل، دلیل اور تہذیب کا مقابلہ" فی الواقعہ "کوئی دوسرا مذہب نہیں کر سکتا"، لیکن اس عقل اور تہذیب کو کیا کیا جائے۔ جس کے باوجود اس مرض کا علاج ایک مرتبہ بھی آریہ سماج نہ کر سکا جو اسلام اور عیسائیت کو مہاشہ سنت رام کی نظروں میں فیل کر چکا ہے۔ ایک مرتبہ بھی آریہ سماج نے چھوت اور اچھوت کی بیماری کو دور کر کے اس نظریہ کا عملی ثبوت بہم نہ پہنچایا کہ ایک برہمن اور شودر کے مابین بھی ازدواجی تعلقات قائم ہو سکتے ہیں۔ اس کو چھوڑیئے۔ کیونکہ کہا جائے گا کہ قانون اس کا مخالف ہے قانوناً ان کی اولاد چنڈال متصور ہوگی۔ اور محروم الارث قرار پائے گی لیکن کیا ان کے ساتھ کھان پان رکھنا بھی قانوناً منع ہے؟ کیا کسی بڑے سے بڑے آریہ سماجی نے کسی اچھوت کے ساتھ مل کر کھانا کھایا یا اس کے ہاتھ سے پانی پینے کا ارتکاب آج تک کیا ہے اگر نہیں کیا تو کس بنا پر۔ آریہ سماج اور ویدک دھرم کو عالمگیر اور عقل و دلائل کا مذہب قرار دیا جاتا ہے؟ اگر بعض مسلمانوں کی کوتاہیوں کی وجہ سے آج اسلام بدنام ہے۔ تو اس کے اصول کبھی نہ کبھی تو عمل میں آکر مہاشہ سنت رام کی نظروں میں اسے "رحمت ربانی" ثابت کر چکے ہیں۔ کاش ویدک دھرم سے اس کی ایک ہی نظیر پیش کی ہوتی مہاشہ سنت رام نے انہی حالات کی بنا پر صاف طور پر یہ کہہ دیا ہے۔

" افسوس کہ آریہ سماج کو بھی جات پات نے اسلام اور عیسائیت کی طرح ناکارہ کر دیا"

لیکن ہم کہتے ہیں وہ کارآمد ہی کبھی نہیں ہوا۔ کیونکہ اسلام کی طرح کبھی اس نے ذات پات کو عملی رنگ میں توڑ کر نہیں دکھایا اسلام کے اندر تو آج بھی ایسے بہت سے نمونے مل جائیں گے جو اس کے پاکیزہ اصولوں کی عملی تصویر بن کر اسے "رحمت ربانی" ثابت کر رہے ہیں۔ لیکن آریہ سماج اور عیسائیت اس امتحان میں بالکل فیل ہیں۔ اس لئے مہاشہ سنت رام کو اس پر غور کرنا چاہیئے اور اسلام کے متعلق جو فتوے انہوں نے دیا ہے اس پر نظر ثانی کر کے اس "اصل سپرٹ" کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ جو آج بھی اسے عملاً اخوت و مساوات کا مذہب ثابت کر رہی ہے۔

مہاشہ جی نے آگے چل کر جات پات توڑک منڈل کو اس مرض کا اصل علاج بتایا ہے۔ اور اس کے ذیل میں چند ایسی باتیں کہی ہیں جو مفصل تبصرہ کی محتاج ہیں۔ جن پر ہم آئندہ اشاعت میں غور کریں گے۔

(انشاء اللہ تعالیٰ)

پنڈت مالویہ جی کی دو رنگی

خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایک دفعہ کہا تھا کہ نپولین کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی چیز ناممکن نہیں۔ لیکن آج کل وہ زندہ ہوتا تو اسے اپنے قول میں ضرور تبدیلی کرنی پڑتی۔ کیونکہ ہندوستان میں ایک ایسا انسان موجود ہے جسے سمجھنا قطعاً غیر ممکن ہے۔ وہ پنڈت مالویہ ہیں۔ خواجہ صاحب کے الفاظ ہیں بالکل درست معلوم ہوتے ہیں مالویہ جی کے گذشتہ چند ماہ کے طرز عمل کو دیکھ لیجئے بہت کچھ نظر آجائے گا۔

سر میلکم ہیلی جب صوبۂ متحدہ کے گورنر مقرر ہو کر الہ آباد پہنچے تو پنڈت جی ان کے خیر مقدم کے لئے بالکل ایک سرکار پرست کی شان سے موجود تھے اور خیر مقدم کا نغمہ بھی اس ساحر بنارس نے اسی لے میں گایا۔ اس کے بعد لاہور میں سائمن کمیشن کی آمد پر آپ ایک قوم پرست کی حیثیت سے پیش پیش تھے۔ اور سارے پنجاب میں کہتے پھرے کہ موجودہ حکومت ہماری توہین ہے۔ اس کے ساتھ ہی ۱۹۳۰ء تک سوراج حاصل کر لینے کی بشارت بھی دیدی۔ اب پھر ۸ر نومبر کو ہندو یونیورسٹی بنارس میں سر میلکم ہیلی کو مدعو کیا اور اس کے نئے اسپتال کا افتتاح ان کے ہاتھ سے کرایا۔

ہم جانتے ہیں کہ یہ دو رنگی پنڈت جی کی سیاسی چالیں ہیں۔ اور ان کو سیاسی اصطلاح میں "حکمت عملی" کہا جا سکتا ہے ہم سیاسی نقطۂ خیال سے اس کے متعلق کچھ نہ کہیں گے۔ لیکن ہمارے خیال میں اخلاق و صداقت ان باتوں کو جائز قرار نہیں دے سکتی پنڈت جی اپنی قوم کے بہت ہمدرد ہیں۔ اور جو کچھ کر رہے ہیں اس کے بھلے کے لئے کر رہے ہیں۔ بے شک اخلاقی طور پر ان کی ان پر اسرار سرگرمیوں کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مگر یہ ان کی دانشمندی کا مظہر ہوتی ہیں۔ لیکن کیا مسلمان لیڈروں کا پنڈت جی پر بھروسہ رکھنا اور ان کو اپنا سردار تسلیم کر لینا بھی عقلمندی ہے؟

عیسائیوں کے تبلیغی جال

لندن کے مشہور مسیحی اخبار "لائف آف فیتھ" میں نامور مسیحی مبلغ رائٹ ریورنڈ بشپ لنٹن کی جو آج کل ایران میں شعبہ تبلیغ کے انچارج ہیں ایک نہایت عبرت انگیز اور پر از معلومات تقریر شائع ہوئی ہے جس کے چند الفاظ سننے کے قابل ہیں۔

" اس اسلامی ملک (ایران) میں نہ ہم کھلے جلسوں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتے ہیں نہ بازاروں میں ہمیں تقریر کی اجازت ہے لیکن ہمارے اسپتال موجود ہیں اور یہی وہ کنجیاں ہیں جنہوں نے ملک کے سارے شہروں کے دروازے ہمارے لئے کھول دیئے ہیں اسپتال عملاً انجیل کی تبلیغ گاہیں ہیں۔ اسپتالوں کے بعد ہماری سب سے بڑی تبلیغی انجمنیں ہمارے سکول ہیں۔ پچھلے سال ہماری ہر درس گاہ نے مسلمانوں سے مسیحی بنائے اور ہر اسپتال نے مسلمانوں سے مسیحی بنائے۔"

بے شک ہندوستان اور ایران میں یہ فرق تو موجود ہے کہ اس غلام ملک میں عیسائی کھلے بندوں جلسوں اور بازاروں میں تقریر کر سکتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ دوسرے مذاہب کی الہامی کتابوں اور مذہبی پیشواؤں کی شان میں شرمناک غلط بیانیاں اور گستاخیاں بھی کر سکتے ہیں۔ اور ایران میں اس کی اجازت نہیں مگر معلوم ہونا چاہیئے کہ غریب ہندوستانی بھی جس مسیحی جال کے زیادہ تر شکار ہوتے ہیں وہ سکولوں اور شفاخانوں ہی سے تیار کیا گیا ہے جس کے تلخ تجربات محتاج تفصیل نہیں۔

ایران ایک اسلامی ملک ہے۔ اس میں عیسائیت کی اس قسم کی ریشہ دوانیاں ہمارے انتہائی رنج و قلق کا باعث ہیں۔ افسوس ہے کہ مسلمان آج اپنے مذہب سے اس قدر ناواقف ہو چکے ہیں کہ قند کے اندر لپٹی ہوئی زہریلی گولیوں کو پہچان نہیں سکتے اور آسانی سے انہیں نگل کر خود اپنے اوپر روحانی موت وارد کر لیتے ہیں۔ خدا انہیں اتنی سمجھ دے کہ وہ زہر اور تریاق میں امتیاز کر سکیں۔ آمین۔

سلسلہ احمدیہ پر اعتراضات کے جوابات

نیا آسمان اور نئی زمین

سوال - مرزا صاحب کا الہام ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاک - اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا - (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵) کیا سچ مچ آسمانوں کی پیدائش مرزا صاحب ہی کے لئے ہوئی تھی؟

جواب - یہ الہام حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵ پر نہیں بلکہ صفحہ ۹۹ پر درج ہے اور اس کے معنے وہ نہیں جو معترض نے سمجھے ہیں - حقیقۃ الوحی کے اسی صفحہ پر حاشیہ میں اس الہام کی تشریح خود حضرت مرزا صاحب نے کی ہے - جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ :-

"ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے - یعنی ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے - اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں - پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا ہرگز یہ دعوے نہیں کہ یہ ظاہری آسمان ان کے لئے پیدا کئے گئے ہیں - نہ ان کے الہام کا یہ مطلب ہے بلکہ آسمانوں سے مراد وہ روحانی اسباب و سامان ہیں جو ان کی تائید و نصرت کے لئے پیدا کئے گئے -

پیشگوئیوں کی حقیقت

سوال - آں حضرت صلعم کی بہت سی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں - (ازالہ اوہام جلد ۲ صفحہ ۳۴۳)

کیا یہ صحیح ہے؟ اور مرزا صاحب کا ایسا لکھنا آنحضرت صلعم کی ذات اقدس پر کھلا حملہ نہیں؟

جواب - مرزا صاحب تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قدر عاشق ہیں کہ اس کی نظیر اس دنیا میں ڈھونڈے سے نہ ملے گی - پس وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی بہت سی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں - معترض کے پیش کردہ حوالے پر کہیں پیشگوئیوں کا ذکر تک نہیں ہے چہ جائیکہ ان کے غلط ہونے کا اشارہ پایا جاتا ہو - بڑی تلاش و جستجو کے بعد جو الفاظ ملے ہیں وہ حسب ذیل ہیں :-

"پیشگوئیوں کے بارہ میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں پوری ہوں - بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیا کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہوئی سمجھ میں نہیں آسکتے - چہ جائیکہ دوسرے لوگ ان کو یقینی طور پر سمجھ لیویں - دیکھو جس حالت میں ہمارے سید و مولا آپ اس بات کا اقرار کرتے ہوں کہ "بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی اور صورت میں سمجھا اور ظہور ان کا کسی اور صورت پر ہوا" تو پھر دوسرے لوگ گو فرض کے طور پر ساری امت ہی کیوں نہ ہو کب ایسا دعوے کر سکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں - - - - - - اقرب بامن جس سے ایمان سلامت رہ سکتا ہے یہی مذہب ہے کہ محض الفاظ پیشگوئی پر زور نہ ڈالا جائے اور تحکم کی راہ سے یہی دعوے نہ کیا جائے کہ ضرور اس کا ظہور ظاہری صورت میں ہی ہوگا - کیونکہ اگر خدانخواستہ انجام کار ایسا نہ ہوا تو پیشگوئی کی صداقت میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہو کر ایمان ہاتھ سے گیا - (ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۹-۱۴۰)

معترض کا اشارہ اگر اسی عبارت کی طرف ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا منشا ہرگز یہ ظاہر کرنا نہیں کہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں - بلکہ آپ نے صرف اس بات پر زور دیا ہے کہ پیشگوئیوں کے لئے ضروری نہیں کہ ظاہری الفاظ کے مطابق پوری ہوں بعض وقت ظاہر الفاظ کچھ اور ہوتے ہیں اور ان کا مفہوم و منشا کچھ اور ہوتا ہے جس کے سمجھنے میں بعض وقت آنحضرت صلعم کو بھی غلطی لگی - مثلاً آپ نے کشفی طور پر دیکھا کہ آپ نے ایک ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کی ہے جہاں کھجوریں پیدا ہوتی ہیں آپ نے اس سے یمن مراد لیا - حالانکہ مدینہ مراد تھا - آپ نے مدینہ میں صحابہ کے ساتھ اپنے آپ کو حج کرتے ہوئے دیکھا اور اسی وقت صحابہ کو لیکر حج کے لئے روانہ ہو گئے - لیکن بغیر حج کے واپس آنا پڑا اور پھر دوسرے

محمودی اعتراضات کے جواب

بزرگان امت اور ختم نبوت

"ختم نبوت اور قادیان" کے عنوان سے ہم نے ۲ر نومبر کے "پیغام صلح" میں ایک افتتاحیہ لکھا تھا - جس میں خاتم النبیین کے ان معنوں پر تبصرہ کرتے ہوئے جو قادیان سے آج کل کئے جاتے ہیں - بتایا تھا کہ "نبیوں کی مہر" کے معنوں سے بھی اجرائے نبوت ثابت نہیں ہوتا بلکہ اختتام نبوت ثابت ہوتا ہے -

لیکن قادیانی معتقدات کی بنا صرف خاتم النبیین کے ان معنوں پر ہی نہیں - "الفضل" کی ایک تازہ اشاعت میں ان معنوں پر زور دینے کے علاوہ بعض بزرگان امت کے اقوال بھی پیش کئے گئے ہیں - جن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے -

حضرت عائشہ رضہ کا قول

انہی میں سے ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہ مشہور قول ہے جس پر کئی مرتبہ روشنی ڈالی جا چکی ہے - کہ اس کا مطلب وہ مفہوم نہیں جو قادیان سے شائع کیا جاتا ہے - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ "قولوا انہ خاتم النبیین و لا تقولوا لا نبی بعدی" ان متین احادیث کو رد نہیں کر سکتا - جو خود آنحضرت صلعم کی فرمودہ ہیں اور ان میں صاف طور پر آپ نے خاتم النبیین کی تفسیر لا نبی بعدی کی ہے لازماً اس کے کوئی اور معنے کرنے پڑیں گے - جو آنحضرت صلعم کے کھلے ارشادات کے مطابق ہوں ہمارے خیال میں ایسے معنوں کے لئے ہمیں کوئی لمبی چوڑی تاویل نہیں کرنی پڑتی - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا منشا صرف یہ ظاہر کرنا تھا کہ خاتم النبیین ایک جامع لفظ ہے جس میں لا نبی بعدی کا مفہوم بھی آجاتا ہے - اور ختم نبوت کے دوسرے پہلوؤں پر بھی وہ حاوی ہے - لا نبی بعدہ بہر حال خاتم النبیین کے ایک پہلو کی تفسیر ہے جس سے پورا مفہوم ادا نہیں ہوتا - اس لئے آنحضرت صلعم کو لا نبی بعدہ کہنے کے بجائے خاتم النبیین کہنا چاہئے - کہ اس کے اندر لا نبی بعدہ کا مفہوم بھی آجاتا ہے - اس کے علاوہ اگر کوئی اور معنے کئے جائیں - اور اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ خاتم النبیین کے معنے لا نبی بعدہ نہیں ہیں تو یہ آنحضرت صلعم کے کھلے ارشادات کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں -

شیخ اکبر کا قول

حضرت عائشہ رض کے علاوہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا قول پیش کیا گیا ہے - جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبوت بند نہیں ہوئی - صرف تشریعی نبوت بند ہے - ہم حیران ہیں کہ قادیانی اصحاب ایسے حوالجات کے پیش کرنے میں کتر بیونت سے کیوں کام لیتے ہیں - حضرت محی الدین ابن عربی کے اگر سارے کلام کو پڑھا جائے تو اس سے صاف طور پر پتہ لگتا ہے کہ ان کا منشا ہرگز وہ نہیں جو اصحاب قادیان ظاہر کرنا چاہتے ہیں - انہوں نے صاف لکھا ہے کہ :-

اول ما بدی بہ رسول اللہ صلعم	سب سے پہلے رسول اللہ صلعم پر
من الوحی الرویا فکان الرویا لا جرت	جو وحی آئی وہ رویا تھی بس
مثل فلق الصبح وھی التی ابقی	آپ کوئی رویا نہ دیکھتے تھے
اللہ علی المسلمین وھی من اجزاء	مگر وہ صبح کی روشنی کی طرح سچی
النبوۃ فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ	ہوتی تھی - اور یہی ہے جسے اللہ
وبھذا قلنا انما ارتفعت النبوۃ	تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے
التشریع فھذا معنی لا نبی بعدی	باقی رکھا ہے اور یہ اجزائے نبوت

میں سے ہے اس لئے نبوت بکلی نہیں اٹھائی گئی - اور اسی لئے ہم نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی اٹھائی گئی - اور یہی معنے لا نبی بعدی کے ہیں

کس صفائی کے ساتھ حضرت محی الدین ابن عربی نے اس میں بتا دیا کہ غیر تشریعی نبوت سے ان کی مراد جزوی نبوت ہے اور ایک اور مقام پر آپ لکھتے ہیں ومعھذا لا یطلق اسم النبوۃ ولا النبی الا علی المشرع خاصۃ یعنی نبوت اور نبی کے نام کا اطلاق سوائے مشرع یعنی تشریعی نبی کے اور کسی پر نہیں ہوتا - (باقی آئندہ)

سیرت مسیح موعود

اندرونی زندگی

اگر کبھی کوئی خاص فرمائش کی ہے - کہ وہ چیز ہمارے لئے تیار کردو اور عین اس وقت کسی ضعف یا عارضہ کا مقتضا تھا کہ وہ چیز لازماً تیار رہی ہوتی اور اس کے انتظار میں کھانا بھی نہیں کھایا - اور کبھی کبھی جو لکھنے یا توجہ الی اللہ سے نزول کیا ہے - تو یاد آگیا کہ کھانا کھانا ہے - اور منتظر ہیں کہ وہ چیز آتی ہے - آخر وقت اس کھانے کا گذر گیا - اور شام کے کھانے کا وقت آگیا - اس پر بھی کوئی گرفت نہیں - اور جو نرمی سے پوچھا ہے اور عذر کیا گیا ہے کہ دھیان نہیں رہا تو مسکرا کر الگ ہو گئے ہیں - اللہ اللہ اور نے خدمت گار اور اندر کی عورتیں جو کچھ چاہتی ہیں پکاتی کھاتی ہیں اور ایسا تصرف ہے کہ گویا اپنا ہی گھر ہے اور حضرت کے کھانے کے متعلق کبھی ذہول اور تغافل ہو جائے تو کوئی گرفت نہیں کبھی نرم لفظوں میں بھی یہ نہیں کہا کہ دیکھو یہ کیا حال ہے تمہیں خوف خدا کرنا چاہیئے - یہ باتیں ہیں جو یقین دلاتی ہیں کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا سچ ہے کہ میں اپنے رب کے ہاں سے کھاتا اور پیتا ہوں اور حضرت امام علیہ السلام بھی فرماتے ہیں -

ایک اور واقعہ

آپ کے حلم اور طرز تعلیم اور قوت قدسیہ کی ایک بات مجھے یاد آئی ہے - تقاضائے سن اور عدم علم کی وجہ سے اندر کچھ دن کہانی کہنے اور سننے کا چسکا پڑ گیا - آدھی رات گئے تک سادہ اور معصوم کہانیاں اور پاک دل بہلانے والے قصے ہو رہے ہیں اور اس میں عادتاً ایسا استغراق ہوا کہ گویا وہ بڑے کام کی باتیں ہیں - حضرت کو معلوم ہوا - منہ سے کسی کو کچھ نہ کہا - ایک شب سب کو جمع کر کے کہا آؤ آج ہم تمہیں اپنی کہانی سنائیں - ایسی خدا لگتی اور خوف خدا دلانے والی اور کام کی باتیں سنائیں کہ سب عورتیں گویا سوئی تھیں اور جاگ اٹھیں - سب نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ وہ صریح بھول میں تھیں اور اس کے بعد وہ سب داستانیں افسانہ خواب کی طرح یاد ہی سے مٹ گئیں -

حوصلہ اور حلم

حضرت کا حوصلہ اور حلم یہ ہے کہ میں نے سینکڑوں مرتبہ دیکھا ہے - آپ اوپر دالان میں تنہا بیٹھے لکھ رہے ہیں یا فکر کر رہے ہیں - اور آپ کی قدیمی عادت ہے کہ دروازے بند کر کے بیٹھا کرتے ہیں - ایک لڑکی نے زور سے دستک دی اور منہ سے بھی کہا ابا بوا کھول آپ وہیں اٹھے ہیں اور دروازہ کھولا ہے - کم عقل بچہ اندر گھسا ہے اور ادھر ادھر جھانک تانک کر الٹے پاؤں نکل گیا ہے - حضرت نے پھر معمولاً دروازہ بند کر لیا ہے - دو ہی منٹ گزرے ہوں گے جو پھر آموجود اور زور زور سے دھکے دے رہے ہیں - اور چلا رہے ہیں کہ ابا بوا کھول آپ پھر بڑے اطمینان اور جمعیت سے اٹھے ہیں اور دروازہ کھول دیا ہے - بچہ اب کی دفعہ بھی اندر نہیں گھستا ذرا سر ہی اندر کر کے اور کچھ منہ میں بڑبڑا کے پھر الٹا بھاگ جاتا ہے - حضرت بڑے ہشاش بشاش بڑے استقلال سے دروازہ بند کر کے اپنے نازک اور ضروری کام پر بیٹھ جاتے ہیں - کوئی پانچ ہی منٹ گزرے ہیں تو پھر موجود اور پھر وہی گرما گرمی اور شور اشوری کہ ابا بوا کھول - اور آپ اٹھ کر اسی وقار اور سکون سے دروازہ کھول دیتے ہیں - اور منہ سے ایک حرف تک نہیں نکالتے کہ لڑکیوں بار بار آتا اور کیا چاہتا ہے - اور آخر تیرا مطلب کیا ہے جو بار بار ستاتا اور کام میں ہرج ڈالتا ہے - میں نے ایک دفعہ گنا کوئی بیس دفعہ ایسا کیا اور ان ساری دفعات میں ایک دفعہ بھی حضرت کے منہ سے زجر و توبیخ کا کوئی کلمہ نہیں نکلا - (باقی)

(از سیرت مسیح موعود مصنفہ مولوی عبدالکریم مرحوم)

شاہان اسلام کی ہندو نوازی

ہندوستان کی اسلامی تاریخ کا ایک ورق

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را !!

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں پر ظلم و ستم کیا۔ انہیں زبردستی مسلمان بنایا اور ہر قسم کا جبران کے ساتھ روا رکھا۔ ہندو قوم کے موجودہ تفرقہ انداز لیڈر بھائی پرمانند اپنے اخبار "ہندو" کے ذریعہ سے شاہان اسلام کی طرف ایسے واقعات کو منسوب کر کے ہندوستان کی نئی تاریخ تصنیف فرما رہے ہیں۔ مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کا خدا بھلا کرے کہ وہ اس بارے میں خاص تحقیق تفتیش سے کام لے رہے ہیں اور اپنی بلند پایہ تصنیف "آئینہ حقیقت نما" کے ذریعہ سے مستند تاریخی حوالوں کی بنا پر اس حقیقت کی چہرہ کشائی کر رہے ہیں کہ شاہان اسلام نے ہندوؤں کے ساتھ کیا کیا مراعات کیں۔ کس کس طرح ان کی بغاوتوں اور سرکشیوں کے باوجود حسن سلوک کا برتاؤ ان کے ساتھ کیا۔ اور ذلت و نکبت سے اٹھا اٹھا کر تخت حکومت تک انہیں پہنچایا۔

مولانا کی اس تصنیف کی دوسری جلد ہمیں بغرض ریویو موصول ہوئی ہے۔ ہم اس پر کسی آئندہ اشاعت میں مفصل ریویو لکھیں گے فی الحال اس میں سے چند اقتباسات برائے افادۂ قارئین پیش کئے جاتے ہیں:-

سلطان تغلق اور ہندو

سلطان تغلق چار سال اور چند ماہ حکومت کرنے کے بعد ماہ ربیع الاول ۷۲۵ھ مطابق فروری ۱۳۲۵ء سلطان غیاث الدین تغلق فوت ہوا۔ اس مختصر مدت میں جو اہم اور قابل تذکرہ واقعات تھے سب اوپر بیان ہو چکے۔ ہندوؤں کی بیوفائی، محسن کشی اور اسلام دشمنی کے زبردست مظاہرے ہو چکے تھے۔ ہندوؤں ہی کی سازش سے خاندان خلجیہ کا چراغ گل ہو چکا تھا۔ غیاث الدین تغلق کی آنکھوں کے سامنے یہ تمام واقعات گزرے تھے۔ وہ ہندوستان کا شہنشاہ بن جانے کے بعد اگر ہندوؤں کو فنا کرنے اور مٹانے پر آمادہ ہو جاتا تو کوئی تعجب کا مقام نہ تھا۔ لیکن کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ اس نے کسی ایک ہندو کو بھی ہندو ہونے کی وجہ سے قتل کیا ہو۔ ورنگل کے راجہ رد دیو اور ترہت کے راجہ کو اپنی بغاوت اور سرکشی اور بدعہدی کا خمیازہ صرف اسیری و دستگیری کی شکل میں بھگتنا پڑا۔ لیکن اس سے زیادہ سخت سزا ملک کا فور مہردار اور بہادر شاہ کو دی گئی جو مسلمان تھے۔ اس نے کسی ہندو باغی کو ہاتھی کے پاؤں سے نہیں کچلوایا۔ لیکن مسلمان باغیوں کو اس نے فیل پال بھی کرایا۔

ہندوؤں میں تبلیغ اسلام

ہم کو اس بات کا اقرار ہے کہ اس زمانہ میں بھی ہندو بکثرت دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ لیکن ان کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا سبب سلطنت اسلامیہ کی کوئی کوشش نہ تھی بلکہ حضرت بابا فرید شکر گنج رح۔ حضرت شاہ نظام الدین اولیا رح حضرت خواجہ برہان الدین رح۔ حضرت خواجہ نصیر الدین اودھی رح حضرت سید یوسف عرف سید راجو قتال حسینی رح۔ حضرت شیخ صدر الدین قریشی رح۔ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رح۔ حضرت شیخ رکن الدین ملتانی رح۔ حضرت مولانا ظہیر الدین بھکری رح وغیرہم جو سب کے سب درویش اور فاقہ مست عالم تھے تبلیغ اسلام میں مصروف اور ہندوؤں کو اسلام کی دولت سے مالامال کر رہے تھے۔ ساتھ ہی یہ تصور رکھنا چاہئے کہ سلاطین اسلام جنہوں نے ہندوستان میں حکومت کی ان عالموں اور درویشوں کو اکثر مخالفت کی نظر سے بھی دیکھتے تھے۔ یہی کہ شاہ نظام الدین اولیا رح جو صرف صوفی ہی نہیں بلکہ عالم متبحر بھی تھے اور دہلی میں مصروف درس و تلقین تھے۔ ان کے ساتھ سلطان غیاث الدین تغلق کے تعلقات کشیدہ تھے۔ اور اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ انہی کی بددعا سے سلطان تغلق مرگ ناگہانی کا شکار ہوا۔ ان کے مرید مولانا شمس الدین یحییٰ کو کشمیر جانے کے لئے کہنا اس لئے نہ تھا کہ

اہتمام مد نظر تھا۔ بلکہ وہ مولانا ممدوح سے ناراض تھا اور ان کو دار السلطنت دہلی سے نکالنا چاہتا تھا۔ اس نے دراصل ان کو جلا وطنی کا حکم ان الفاظ میں (جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں) دیا تھا۔ اور وہ مولانا موصوف کی تبلیغی اور اشاعتی سرگرمیوں سے ناخوش تھا لہٰذا ہم مسلمانوں کو سلطان تغلق سے شکایت ہو سکتی ہے کہ اس نے جس طرح ملک کو سرسبز اور شاداب کرنے۔ زراعت پیشہ لوگوں کو (جو سب ہندو تھے) خوش حال اور فارغ البال بنانے، ملک میں امن و امان قائم کرنے، بیرونی حملوں سے ملک کو محفوظ رکھنے عدل و انصاف کے لئے بہترین قوانین نافذ کرنے اور بغاوتوں کا سلسلہ مٹانے میں جس ہمت، مستعدی اور قابل تعریف طرز عمل کا اظہار کیا اسی قسم کی سرگرمی تبلیغ اسلام اور ہندوؤں کو مسلمان بنانے میں کیوں ظاہر نہیں کی۔ اور الٹا مبلغین اسلام کی جانب سے کیوں سرگراں ہوا۔ لیکن کسی ہندو کو تو اس سے شکایت ہی نہیں ہو سکتی۔ ہندوستان کے موجودہ بائیس کروڑ ہندوؤں میں بائیس ہندو بھی ایسے نہیں بتائے جا سکتے جو اس بات کا دعوے کریں کہ ان کے بزرگ سلطان تغلق یا علاء الدین خلجی کے دائرہ حکومت اور حدود سلطنت سے باہر تھے۔ یا مسلمانوں کے محکوم اور مغلوب نہ تھے۔ بائیس کروڑ ہندو درحقیقت بائیس کروڑ دلائل اس بات کے ہیں کہ مسلمانوں نے اپنے عہد حکومت میں اپنی سلطنت اور سطوت و شوکت کو تبلیغ اسلام کے لئے قطعاً استعمال نہیں کیا اور لوگوں کو مذہب کے معاملہ میں مختار و آزاد رہنے دیا۔ اور یہی اسلام کی تعریف ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔

شودروں کو حکومت کا مرتبہ

ہندوؤں نے منو شاستر کی رو سے شودر قوموں کی جو مٹی پلید کی ہے معلوم عوام ہے۔ تین اونچی قوموں کے علاوہ باقی تمام اقوام شودروں میں شامل تھیں اور کسی ترقی کی آرزو ہی نہیں کر سکتی تھیں محمد تغلق نے ہندوؤں کی کئی شودر قوموں کو ترقی دے کر حکومت کے مرتبے تک پہنچایا۔ اور ہندوستان کی مشہور و قابل تذکرہ اقوام میں شامل ہو جانے کا ان کو موقع دیا۔ گکھڑ، میو اور مینے وغیرہ اگرچہ چوری، ڈکیتی اور راہزنی میں ممتاز تھے۔ لیکن حکومت و سرداری اور امارت و سرداری ان میں کبھی نہیں پائی گئی تھی۔ محمد تغلق نے ان لوگوں کو باقاعدہ حکومتیں عطا کر کے مہذب و شائستہ بنایا۔ بعد میں خاندان تغلقیہ کے آخری بادشاہوں کے لئے یہ لوگ اگرچہ باعث تکلیف ہوئے۔ مگر بہت جلد اپنی حاصل کی ہوئی شائستگی کی بدولت اسلام میں داخل ہو گئے۔ سلطان محمد تغلق اور اس کے با اقتدار امرا و زرا، مصاحبین اور اس زمانہ کے تمام مسلمان اگر اسی قسم کی پست ہمتی اور تنگ خیالی میں مبتلا ہوتے جیسی کہ ہندوؤں سے ظاہر ہوتی رہی تھی اور وہ لوگ ہندوؤں کو اس ملک سے فنا کرنے پر آمادہ ہوتے تو اس زمانہ میں کوئی چیز بھی مانع نہ تھی۔ کہ ہندوؤں کو اس طرح اختیار و اقتدار نہ دیا جاتا اور ہندو قوم کو کس مپرسی کے عالم میں فنا ہونے کے لئے چھوڑ دیا جاتا۔

قدیم ہندوؤں کے مذہب سے واقفیت کا شوق

مسلمانوں کو ہندوؤں کے مذہب سے واقف ہونے کا بھی شوق رہا۔ ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ میں نے بارہا سلطان محمد تغلق کو ہندو فقیروں اور جوگیوں کے پاس بیٹھے اور ان سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا۔ سلطان محمد تغلق ایک پابند صوم و صلوٰۃ اور عباسی خلیفہ کی غلامی کا دم بھرنے والا شخص تھا اگر اسلام محکوم کافروں پر ظلم و ستم کی اجازت دیتا۔ تو محمد تغلق کبھی ہندوؤں کے ساتھ درگزر اور احسان کا برتاؤ نہ کرتا۔ لیکن اس نے کبھی کسی ہندو کو اس کے ہندو ہونے کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

پروفیسر گارڈنر براون کے خیالات

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر گارڈنر براون آنجہانی کے مضمون سے جو یو۔پی ہسٹاریکل سوسائٹی جرنل میں اور اس کے بعد مشہور علمی رسالہ معارف اعظم گڑھ کی جلد نوبارم و پنجم میں شائع ہوا۔ پروفیسر مذکور کے وہ الفاظ جو محمد تغلق کی ہندو نوازی پر روشنی ڈالتے ہیں نقل کر دئے جائیں۔ مجھ کو پروفیسر صاحب کے غور کے ایک اہم نظریہ سے اتفاق نہیں جس کا ذکر آگے

کے لکھنے سے پہلے محمد تغلق کے حالات تاریخوں میں غور و تامل کے ساتھ مطالعہ کئے تھے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"رہا ہندو رعایا کے ساتھ برتاؤ، سو ان پر سختی و سخت گیری کیسی، اس نے تو اکبر سے پہلے ہی ایک طرف ستی کی رسم کو مسدود کرایا، دوسری طرف ہندو راجاؤں کو اعلیٰ جنگی مناصب اور دیگر قابل ہندوؤں کو اعلیٰ ملکی خدمات پر فائز کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے دولتمند ہندوؤں کی دولت و ثروت میں مطلق دست اندازی نہیں کی۔"

پھر اسی مضمون میں آگے چل کر پروفیسر ممدوح لکھتے ہیں کہ مسلمان مورخوں نے محمد تغلق کو صرف اس لئے برا کہا اور اس کی خوبیوں کو چھپایا ہے۔ کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ بے تعصبی اور رواداری کا برتاؤ کرتا تھا محمد تغلق کے متعلق مسلمان مورخین کے مخالفانہ طرز عمل کی نسبت پروفیسر صاحب نے غلط سمجھا یا غلط بیان کیا ہے۔ جیسا کہ آگے ثابت ہو جائے گا۔ لیکن کم از کم یہ تو ثابت ہو گیا کہ محمد تغلق ہندوؤں کی اس قدر زیادہ رعایت کرتا تھا کہ مسلمانوں کے لئے اس کی ہندو نوازی موجب ملال ہو سکتی تھی۔

نومسلموں کی عزت افزائی

اسلام چونکہ قوموں اور قبیلوں کے امتیاز کو تسلیم کرتا ہوا بھی کسی کی ذاتی عزت و ذلت پر اثر انداز نہیں ہونے دیتا۔ اور صرف تقوے یعنی اعمال صالحہ ہی کو موجب عزت قرار دیتا ہے اور ترقی کی راہیں ہر قوم اور قبیلے کے لئے کھلی ہوئی چھوڑتا ہے لہٰذا مسلمانوں نے کبھی کسی قوم یا قبیلے کے لئے ترقی کے راستے بند نہیں کئے چنانچہ سلطان محمود غزنوی نے ایک ہندو حجام کو راجہ کا خطاب دیکر سپہ سالاری کا عہدہ عطا کیا سلطان محمد تغلق نے بھی ملنگانہ کے راجہ رودر دیو کے ایک ہندو نوکر کو جو اپنی خوشی سے مسلمان ہو گیا تھا اول قوام الملک کا خطاب دے کر ملتان پھر بدایوں کا گورنر بنایا۔ اور آخر میں خانجہان کا خطاب دے کے صوبہ گجرات کا نائب السلطنت بنایا۔ عہد غلامان اور عہد خلجیہ میں ہندوؤں کی قوم کلال کے بعض افراد مسلمان ہو چکے تھے ہندوؤں کی اس قوم کا مخصوص پیشہ چونکہ شراب فروشی تھا۔ لہٰذا ان کے اسلام قبول کر لینے کے بعد بھی عام مسلمان ان نومسلم کلالوں کو محض اس لئے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ ان کا آبائی پیشہ شراب فروشی تھا لیکن سلطان محمد تغلق جو قرآن و حدیث کا ایک متبحر عالم تھا کسی نومسلم کلال کو اس کی ذاتی قابلیتوں کے نتائج سے مایوس اور ترقیات سے محروم نہیں رکھ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے عزیز الدین نامی نومسلم کلال کو اس کی دینی و دنیوی قابلیتوں کا اندازہ کر کے عزیز الملک کا خطاب دیا۔ اور قتلغ خاں کو دولت آباد سے معزول کر دینے کے بعد مجد الملک تھانیسری کو اس کی جگہ دولت آباد کا وائسرائے مقرر کر کے اس کے ماتحت صوبوں میں زین الدین المخاطب بہ مخلص الملک۔ یوسف بغرا آخور بیگی۔ عزیز الدین المخاطب بہ عزیز الملک اور عماد الملک وغیرہ کو مامور کیا۔

ہندوؤں کی پرورش اور افزونی اقتدار

شاہ فیروز تغلق کو شروع سے اس بات کا شوق تھا کہ وہ لاوارث اور یتیم و بیکس بچوں کو اپنی نگرانی میں شاہی اہتمام سے پرورش اور تربیت کراتا۔ اور اعلیٰ تعلیم دلاتا۔ جب وہ جوان اور تعلیم یافتہ اور شائستہ ہو جاتے تو ان کو اعلیٰ عہدوں پر مامور کرتا۔ صوبوں کی گورنری اور فوج کی سپہ سالاری تک پہنچاتا۔ یہ لوگ شاہی غلام کہلاتے ان میں زیادہ تعداد اودھ اور پوربی ہندو بچوں کی تھی سان لوگوں کی قدر و منزلت اور عیش و راحت کو دیکھ کر پوربی اضلاع کے اکثر ہندوؤں نے خود اپنے بچوں کو صوبیداروں اور عاملوں کے ذریعہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنے بھجوانا شروع کیا۔ اس طرح ہندوؤں کی قوم کو شائستگی اور تعلیم میں ترقی کرنے کا خوب موقع ملا۔ سلطان فیروز تغلق ان عاملوں سے بہت خوش ہوتا تھا جو اس قسم کے بچے زیادہ لا کر پیش کرتے تھے۔ ان لڑکوں کی ایک بڑی تعداد سلطان اپنے ملوک و امرا کو تعلیم کے لئے سپرد کر دیتا تھا۔ اور وہ ان کو شائستہ اور تعلیم یافتہ بنا کر سلطان کی خدمت میں پیش کر کے سرخروئی حاصل کرتے۔

"بعضے بندگان بر حکم و فرمان سلطان تسلیم بعضے امرا و ملوک می شدند تا ایشاں ادب خدمت آموزند۔ امرا و ملوک آن بندگان را بطریق فرزنداں می پرورند و طعام و جامہ و سر جائے نشستن و ہنر آموختن و مقام خوردن و خفتن و

پیش تخت می گزرانیدند داد سب خدمت وہنر ہائے ایشاں
پیش تخت عرضہ میداشتند۔ سلطان فیروز شاہ در
باب آں امرا و ملوک چنداں حرمت می فرمود کہ در تحریر
نیاید (شمس عفیف)

اس سلسلے نے یہاں تک ترقی کی کہ سلطان فیروز تغلق کے آخر عہد حکومت میں یہی ساری سلطنت پر چھا گئے۔ اور ان کی قوت یہاں تک بڑھ گئی کہ انہوں نے خاندان تغلقیہ کی بربادی کے تمام سامان فراہم کر کے امیر تیمور کو ہندوستان کی طرف آنے کا موقع دیا۔ اور ہندوستان کی سلطنت اسلامیہ کو سخت مصائب میں مبتلا کیا شمس سراج عفیف اوپر کے مذکورہ الفاظ لکھنے کے بعد کہتا ہے:۔

در آخر الامر کار بندگان مذکور بجائے کشید کہ بعد سلطان فیروز شاہ سرہائے جگر گوشہ گان او را بیدریغ بریدند و پیش دربار آویختند کما قال اللہ تعالیٰ

وعسیٰ ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم

مراسلات

مسئلہ نبوت اور اولیاء امت

(میر مدثر شاہ صاحب گیلانی کی قلم سے)

میاں صاحب اور ان کے مریدین کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جس نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ پہلے اولیا میں نہیں پائی جاتی ذیل کے حوالجات اس بات کا ثبوت ہیں کہ فنا فی الرسول کی حالت اور امتی نبی اور ظلی اور بروزی نبوت پہلے اولیا میں بھی موجود تھی۔

شیخ سید محمد مکی علیہ الرحمۃ

"من اللہ تعالیٰ علی بالمجاورۃ بطیبۃ المبارکۃ فکنت یوماً فی الخلوۃ متوجھا اذکر اللہ تعالیٰ فاخذنی الحق تعالیٰ عن العالم وعن نفسی ثم ادنی وان اقول لو کان موسیٰ بن عمران حیاً ما وسعہ الا اتباعی علی طریق الانشا لا علی طریق الحکایت فعلمت ان ھذا القولۃ من بقایا تلک الاخذۃ وانی کنت فانیاً فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم اکن فی ذالک الوقت فلاناً وانما کنت محمداً صلی اللہ علیہ وسلم"

(سیف الرحمانی صـ۱ مصنفہ الشیخ سید محمد مکی بن سید مصطفیٰ (مطبع دت پرشاد بمبئی)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مدینہ مبارکہ طیبہ میں مجاورت کا احسان کیا۔ اور میں ایک دن خلوت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھا پھر اٹھا لیا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم سے اور اپنے نفس سے پھر مجھکو لوٹا دیا اور اس وقت میں یہ کہتا تھا کہ اگر موسیٰ بن عمران زندہ ہوتا تو اس کو میری تابعداری کرنی پڑتی بطور انشا کے نہ بطور حکایت کے پس میں نے جان لیا کہ تحقیق یہ بات بوجہ خدائی کشش کے ہے۔ اور تحقیق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں فانی تھا اس وقت میں فلاں نہ تھا بلکہ اس وقت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

(۱) قول شیخ شبلی لتلمیذہ اتشھد انی محمد رسول اللہ فواقفہ تلمیذہ (سیف الربانی صـ۱)

ترجمہ۔ شیخ شبلی نے اپنے شاگرد سے کہا کہ تو شہادت دیتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں؟ تو اس نے بھی شہادت دی۔

حضرت سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ

(۳) حضرت سید عبد القادر گیلانی نے فرمایا۔ نبوت کی ظاہری صورت اٹھ گئی ہے مگر معناً قیامت تک کے لئے باقی ہے۔ ورنہ زمین پر چالیس ابدال کیوں ہوتے۔ ان میں سے بعض میں نبوت کے معنے پائے جاتے ہیں جن کا دل ایسا ہے جیسا کہ کسی نبی کا اور بعض خدا و رسول کے خلیفے ہیں۔ اس نے استادوں کی نیابت میں لوگوں کو قائم کر دیا ہے اس لئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عالم پیغمبروں کے وارث ہیں"

فیض سبحانی ملفوظات حضرت غوث اعظم صـ۱۲۲ مطبع مجتبائی دہلی۔

طرف جبرائیل قاصد الٰہی ہے اولیا کی جانب کون قاصد ہے آپ نے فرمایا وہی جبرائیل" (فیض سبحانی صـ۱۵۱)

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

(۵) الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ من ہم مرید اللہ ام وہم مراد اللہ عزشانہ سلسلہ ارادت من بے توسط بہ اللہ متصل است و یدمن نائب مناب ید اللہ است۔ .... من ہم مرید محمد رسول اللہ ام صلعم وہم ہمشیرہ وہرچند تابعم اما از اصالت بے بہرہ نیم وہرچند امتم اما شریک دولتم۔ نہ شرکتے کہ از ان دعوے ہمسری خیزد کہ آں کفر است۔ (مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد ۳ مکتوب ۸۷)

ترجمہ۔ میں اللہ کا مرید اور مراد بھی ہوں اور میری ارادت کا سلسلہ بغیر کسی واسطے کے اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے۔ اور میرا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا قائم مقام ہے۔

میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی مرید ہوں اور پیر بھائی بھی ہوں۔ اور ہرچند کہ میں آپ کا تابعدار ہوں مگر اصلیت سے بھی بے نصیب نہیں ہوں۔ اور ہرچند کہ میں آپ کا امتی ہوں مگر شریک دولت بھی ہوں۔ لیکن ایسا شریک نہیں ہوں کہ برابری کا دعویٰ کروں۔ کیونکہ یہ کفر ہے۔

(۶) باید دانست روا است کہ شخصے از راہ قرب ولایت بہ قرب نبوت رسد و در ہر دو معاملہ شریک باشد (مکتوبات جلد ۲ مکتوب ۱۲۳)

ترجمہ۔ جاننا چاہیے کہ روا ہے کہ ایک شخص قرب ولایت کے راستے سے قرب نبوت تک پہنچ جائے۔ اور دونوں امور میں شریک ہو (یعنی ولی بھی ہو اور نبی بھی)

(۷) چوں شریعت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات از نسخ و تبدیل محفوظ است علمائے او را حکم انبیا دادہ کار تقویت شریعت و تائید ملت بایشاں تفویض فرمودہ۔ (مکتوبات جلد اول مکتوب ۲۰۹)

ترجمہ۔ ہرگاہ شریعت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام منسوخی اور تبدیلی سے محفوظ ہے۔ تو آپ کی امت کے علما انبیا کے حکم میں داخل ہیں۔ اور دین کی تقویت اور مذہب کی تائید کا کام ان کے سپرد کیا گیا ہے۔

(۸) درمیان امتاں ہمین امت بہ تبعیت بایں تجلی مخصوص اند و بایں دولت عظمیٰ مشرف۔ لہذا خیر الامم گشتہ و علما ایں ہا در رنگ انبیا بنی اسرائیل شدہ" (مکتوبات جلد اول مکتوب ۲۵۱)

ترجمہ۔ تمام امتوں میں سے یہی امت ہے کہ بوجہ تابعداری کے وہ اس جلوہ سے مخصوص ہیں۔ اور اس عظیم الشان دولت سے مشرف ہیں۔ اس لئے بہترین امت ہوئے اور اس امت کے علما کو انبیا بنی اسرائیل کا رنگ دیا گیا ہے۔

(۹) لکن تابعان انبیا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات بجہت کمال متابعت و فرط محبت بلکہ بمحض عنایت و موہبت جمیع کمالات انبیا متبوعہ خود را جذب می نمایند و بکلیت رنگ ایشاں منصبغ میگردند حتیٰ کہ فرق نمی ماند درمیان متبوعان و تابعان الا بالاصالۃ والتبعۃ و الاولیۃ والآخریۃ ..... فکیف یتصور المساوات بین الاصل والظل۔ (مکتوبات جلد اول۔ مکتوب ۲۴۸)

ترجمہ۔ انبیا کے کامل تابعدار کامل تابعداری اور کثرت محبت اور موہبت سے اپنے نبی متبوع کے تمام کمالات اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ اور بالکل ان کے رنگ سے رنگین ہو جاتے ہیں اور تابع اور متبوع میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ ہاں صرف اس قدر کہ ایک اصلی ہے۔ اور دوسرا تابعداری سے اور ایک اول ہے اور دوسرا موخر۔ پس اصل اور ظل برابر نہیں ہو سکتے۔

(باقی آئندہ)

—— بمبئی ۱۰ر نومبر۔ شاہ جاپان کی تخت نشینی کی تقریب یہاں بھی منائی گئی۔ جاپانی قونصل اور متعدد دیگر جاپانیوں نے شرکت کی۔

—— شرق اردن میں قانون مطابع کا نفاذ ہو گیا ہے۔

—— ٹرکی میں بعض لوگ لاطینی حروف کی سخت مخالفت کر رہے ہیں متعدد استاد بھی اس مخالفت میں شامل ہیں لیکن حکومت سخت تدابیر اختیار کر رہی ہے چند گرفتاریاں بھی عمل میں آئی ہیں

خبریں

—— یونان میں زراعتی پیداوار پر ٹیکس کی زیادتی سے باشندگان میں تشویش کے آثار نمایاں ہیں۔

—— امریکہ کی صدارت کا انتخاب ہو گیا ہے مسٹر الفریڈ اسمتھ کے مقابلہ میں مسٹر ہوور صدر منتخب ہو گئے۔

—— نہرو رپورٹ کا اردو ترجمہ شائع ہو گیا ہے جو سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی لاہور اور جامعہ ملیہ بکڈپو قرول باغ دہلی سے قیمتاً مل سکتا ہے قیمت غالباً عمر ہے۔

—— طہران میں محصولات کے اضافہ کی وجہ سے لوگ مشتعل اور رنجیدہ ہو رہے ہیں۔

—— ٹل (صوبہ سرحدی) میں ایک زبردست چھاؤنی تعمیر ہو رہی ہے

—— بھائی پرمانند کا جنوبی افریقہ جانے کا ارادہ تھا معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے پروانہ راہداری دینے سے انکار کر دیا ہے۔

—— وسطی روس میں سخت قحط رونما ہو رہا ہے۔ حالت روز بروز بدتر ہو رہی ہے۔

—— پشاور ۱۲ر نومبر۔ کابل سے جو سیاح آئے ہیں ان کا بیان ہے کہ شاہ افغانستان نے ایک فرمان کے ذریعے دستار پہننے کی ممانعت کر دی ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ آئندہ تمام باشندے استرخانی ٹوپی یا یورپین ہیٹ پہنا کریں۔ خلاف ورزی کی صورت میں معمولی جرمانہ کی سزا رکھی گئی ہے۔

—— یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس فرمان کی رو سے آئندہ افغانی سال کے آغاز (۲۱ مارچ ۱۹۲۹ء) سے استرخانی ٹوپی بھی ممنوع قرار دی گئی ہے۔ اس کے بعد صرف یورپین ٹوپی پہننے کی اجازت ہوگی۔

—— شاہ افغانستان نے فوجی افسران کو حکم دیا ہے کہ وہ سوائے جنگ آزادی کے تمغوں کے اور کسی قسم کا تمغہ اپنے سینوں پر آویزاں نہ کریں۔

—— نئی دہلی ۱۴ر نومبر۔ مولوی محمد یعقوب خاں صاحب نائب صدر اسمبلی بیمار ہیں۔

—— ایک مصری اخبار رقمطراز ہے کہ اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ ایران کے ولیعہد شہزادہ رضا محمد خاں کی نسبت کتخدائی شاہ افغانستان کی خورد ترین شہزادی سے ہو گئی ہے۔ شہزادہ اور شاہزادی دونوں کی عمریں چودہ سال سے زیادہ نہیں۔ افواہ ہے کہ رسم کتخدائی آئندہ موسم بہار میں ادا کی جائے گی۔

—— اٹاوہ ڈسٹرکٹ بورڈ کی عمارت پر ہندوستان کا قومی جھنڈا لہرایا گیا۔

—— بنارس ۸ر نومبر۔ آج سر میلکم ہیلی گورنر صوبجات متحدہ نے ہندو یونیورسٹی کی متعلقہ عمارات کا معائنہ کیا۔ اور دوپہر کے وقت یونیورسٹی کے شفاخانہ سر سندرلال ہسپتال کی افتتاحی رسم ادا کی۔ پنڈت مالویہ جی نے بحیثیت وائس چانسلر گورنر کا خیر مقدم کیا۔

—— معلوم ہوا ہے کہ نواب صاحب بھوپال نے ریاست کی گزشتہ روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی بڑی صاحبزادی کو اپنا ولی عہد نامزد کیا ہے۔ موجودہ نواب صاحب کے برسر حکومت ہونے سے قبل ریاست پر ایک صدی تک بیگمات حکومت کرتی رہی ہیں۔

—— بعض مخلوطی اخبارات کا بیان تھا کہ مولانا محمد علی ایڈیٹر ہمدرد اپنے بڑے بھائی مولانا شوکت علی سے نہرو رپورٹ کے سلسلے میں اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ اب مولانا شوکت علی نے اخبار خلافت میں اعلان فرمایا ہے کہ یہ بیان قطعاً غلط ہے۔ مولانا محمد علی فیصلہ ہائے لکھنؤ کے شدید مخالف ہیں۔

—— اخبار فارورڈ کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ حضور نظام کا دہلی جانا سیاسی اہمیت رکھتا ہے۔ والسرائے نے انہیں دعوت دی تھی کہ دونوں گورنمنٹوں کے درمیان جو پرانا جھگڑا لارڈ ریڈنگ کے عہد سے چل رہا ہے اس کے متعلق دہلی آکر گفتگو کریں۔ نامہ نگار مذکور کا بیان ہے کہ معلوم ہوا ہے کہ حضور نظام برار کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

—— مدراس ۱۳ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ مولانا ابو الکلام آزاد اور ڈاکٹر انصاری جامعہ ملیہ دہلی کے لئے چندہ فراہم کرنے کی غرض سے آئندہ ہفتہ یہاں تشریف لا رہے ہیں۔

—— انگورہ سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ترکی بنک کے قیام کے سلسلہ میں ترکی سرمایہ داروں کو انگورہ طلب کیا گیا ہے۔

حضور نظام کی آمد دہلی کی خوشی میں !

ہندوستان بھر کے مایہ ناز رسالہ اصلاح کے چندہ میں حیرت انگیز تخفیف

اور

سینکڑوں روپے کے انعامات

ہندوستان کے بلند پایہ تاجدار کی آمد دہلی کی خوشی میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۲۵ نومبر ۱۹۲۸ء تک تمام نئے خریدار بننے والوں سے بجائے تین روپیہ چار آنے کے صرف دو روپے بارہ آنے سالانہ چندہ رسالہ **اصلاح** و ممبری انجمن اصلاح رسوم لیا جائے۔ اس عرصہ میں خریدار بننے والے تمام حضرات کو تاریخ **حیدرآباد دکن** جو زیر طبع ہے بلاقیمت ارسال ہوگی۔ نیز ۱۹۲۹ء کا سنہری کلنڈر اور انجمن اصلاح رسوم باغبانپورہ کے زیر اہتمام اس سال کے تمام تاریخی و اصلاحی رسالہ جات مفت نذر ہوں گے۔

اس کے علاوہ نئے خریداروں میں

عہ ۔ ۱۰عہ ۔ ۵عہ ۔ روپیہ کے **۲۵۵** قسم کے مختلف انعامات بذریعہ قرعہ اندازی ۱۵ نومبر کو تقسیم ہوں گے اساتذہ پروفیسر صاحبان کالجوں اور سکولوں کے طالب علموں مسجدوں کے اماموں، اسلامی انجمنوں اور درسگاہوں کو صرف ۲ سالانہ چندہ میں یہ بیش قیمت رسالہ دیا جائے گا۔ مبلغ ۲۵ روپیہ کی رقم یکشت بھیجنے والے انجمن کے لائف ممبر اور رسالہ کے لائف خریدار متصور ہوں گے اور فہرست انعامات میں ان کے پانچ نام شامل کئے جائیں گے۔ **اتنی رعایت** کے ہوتے ہوئے کوئی وجہ نہیں کہ آپ اصلاح کے خریدار بن کر تحریک اصلاح المسلمین و اصلاح رسوم کو **تقویت** نہ پہنچائیں۔

اصلاح ہندوستان بھر میں بہترین رسالہ ہے

اڈیٹوریل نوٹوں اور مضامین کے علاوہ جناب ملک عبدالقیوم صاحب بی اے (علیگ) بیرسٹرایٹ لا گوجرانوالہ حکیم مرزا مولوی محمد نذیر صاحب عرشی مولوی فاضل۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب منہاس اڈیٹر مسلم راجپوت۔ ماسٹر محمد بخش صاحب مسلم بی اے اڈیٹر کواپریشن۔ مولانا احمد علی صاحب ناظم انجمن خدام الدین۔ حضرت مولانا غلام مرشد صاحب لاہور۔ مرزا عزیز دارا پوری۔ جناب محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی۔ پلیڈر گجرات اور دیگر درجنوں بہترین اعلےٰ پایہ کے معلمین اور مسلمانوں کے مخلص ترین اہل قلم لیڈر اس رسالہ کے مستقل معاون اور مضمون نگار ہیں کتابت وطباعت کے اعتبار سے کسی ادبی رسالہ سے کم نہیں۔ حجم سب رسالوں سے زیادہ ہے۔ یہ رسالہ مذہبی، سیاسی، تاریخی اصلاحی مضامین سے لبریز ہے۔ ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ کو عین وقت پر شائع ہوتا ہے۔ آج ہی آرڈر بھیج دیجئے۔ اور انعامات کے امیدواروں میں اپنا نام درج کرا لیجئے۔

یہ موقع بار بار نہیں آئے گا !!!

منیجر رسالہ اصلاح دفتر اصلاح رسوم باغبانپورہ لاہور (پنجاب)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ

ھٰذا نور الاسلام — اسلام — دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد
(مسیح موعود)

اخبار پیغامِ صلح

ایڈیٹر دوست محمد

اسسٹنٹ ایڈیٹر شیخ انعام الحق سہسوانی

ہر سہ شنبہ اور جمعہ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۶ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۸

نوجوانانِ اسلام کو جانبخش پیغام

قوم کی کامیابی کا راز نوجوانوں کی بیداری میں مضمر ہے

اسلام کا پہلا مومن نوجوان حضرت علی رضی اللہ عنہ

ہمارے جدید قومی معاصر "نوجوان" (مدراس) میں جس کی دوسری جگہ مفصل تبصرہ کیا گیا ہے حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا ہے جو احمدی نوجوانوں کی خاص توجہ کے قابل ہے ہم ان کی اطلاع اور افادہ کے لئے اسے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ (مدیر)

میرے نوجوان دوستو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی بیداری میں قوم کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کا نوجوان عنصر صحیح مقصد کو سامنے رکھکر کام میں نہیں لگ جاتا۔ خود اسلام کی ترقی میں نوجوانوں کا بڑا بھاری حصہ نظر آتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہ نوجوانوں میں سے پہلے مومن تھے۔ اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے سرداروں کو خطاب کیا اور انہیں حق کی نصرت کے لئے بلایا۔ تو حضرت علی نے لبیک کہا۔ یہی وہ جوش آپ کے سینے میں تھا جس نے آپ سے خدمت اسلام کے نمایاں کام کروائے۔ اور اسلام کو آپ کے وجود سے بھاری قوت پہنچی۔ ان لڑائیوں میں جو مسلمانوں کو اپنی قوم اور اسلام کو بچانے کے لئے کفار سے کرنی پڑیں۔ چودہ چودہ سال کے نوجوان خود آگے بڑھتے اور درخواست کیا کرتے تھے کہ انہیں بھی جنگ میں شامل کیا جائے۔ نہ اس لئے کہ اس کے عوض انہیں کوئی تنخواہ ملنے کی امید تھی۔ بلکہ اس لئے کہ ان کے دلوں میں اسلام کی حفاظت کا عشق تھا۔ اور وہ تنخواہ کے لئے کام نہ کرتے تھے۔ بلکہ خدا کے لئے کرتے تھے۔ حفاظت اسلام کا عشق ہی تھا جو ایک سترہ سالہ نوجوان محمد بن قاسم کو ہندوستان میں لایا جس کی وجہ سے اسلام کا جھنڈا اس ملک میں ہمیشہ کے لئے گڑ گیا ہمارے نوجوان اگر صحیح مقصد زندگی کو اپنے سامنے رکھکر اس کے لئے ہمت صرف کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ جو کارنامے پہلوں نے کئے ان سے پچھلوں کو محروم کیا جائے۔

میرے دوستو! زندگی کے اصل مقصد کو مت بھولو جس قدر پست مقصد تم اپنے سامنے رکھو گے اسی قدر تمہاری ہمت بھی کمزور

ہمت بھی بلند ہوگی۔ اور تم سے کارہائے نمایاں ہوں گے۔ جن کی وجہ سے تمہارا نام آسمان کے ستاروں کی طرح روشن ہو جائے گا۔ کھانے پینے اور اپنی آسائش کو اپنی زندگی کا مقصد نہ بناؤ۔ بلکہ انسان کی خدمت قوم کی حفاظت اور سب سے بڑھ کر اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کو اپنی زندگیوں کا مقصد بناؤ۔ تاکہ تمہاری زندگی میں وہ روشنی پیدا ہو جو تمہارے لئے حقیقی راحت کا موجب ہو۔ اگر تم اپنی نوکری یا اپنی آسائش یا اپنا اور اپنے متعلقین کا پیٹ بھرنے کو اپنی زندگی کا مقصد بناؤ گے تو اسی کے مطابق تمہاری ہمت بھی پست ہو جائے گی اور اپنی دنیوی بہتری کے لئے بھی تم سے کوئی نمایاں کام نہ ہو سکے گا۔ جو تمہارے ہمعصروں میں تم کو ممتاز کر سکے۔ اور اگر تم اپنے بھائیوں کی خدمت اور اپنی قوم کی بہتری اور ترقی کو اپنی زندگی کا مقصد بنالو گے تو تمہاری ہمت اس قدر بلند ہو جائے گی کہ تم خدمت قومی اور خدمت دینی کے عظیم الشان کام کر سکو گے۔ اور کھانے پینے کو بھی بہت کچھ مل جائیگا اگر تم نے اپنے دین اور اپنی قوم کو بھلائے رکھا تو یاد رکھو کہ خدا کا قانون بھی یہی ہے کہ وہ تم کو اپنا آپ بھی بھلا دے گا۔ مگر قوم اور دین کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنانا منہ سے نہیں عمل سے ہو سکتا ہے۔ تمہاری زندگی کا مقصد وہی ہے۔ جس کے لئے تم باقی سب چیزوں کو قربان کر دیتے ہو۔ اگر تم اپنے دین اور اپنی قوم کے لئے اپنی آسائش اپنی فکر اپنے آرام کو ترک کرنے کے لئے تیار ہو تو تمہاری زندگی کا مقصد بھی خدمت دین اور خدمت قوم کا بلند مقصد ہے۔ ورنہ تم خدمت قوم کا نام لے کر بھی ایک نہایت پست مقصد کو سامنے رکھے ہوئے ہو۔ اٹھو اور اپنی زندگیوں کے مقصد کو بلند کرو۔ تاکہ تمہاری قوم موت کے منہ سے نکل کر جس میں یہ اس وقت جا رہی ہے۔ زندگی کے میدان میں دوسری قوموں سے سبقت لے جائے۔ اور تمہاری قوم کی زندگی سے تمہاری زندگی اور تمہاری قوم کی عزت سے تمہاری عزت ہو۔

والسلام
(خاکسار محمد علی)

(تیسرے کالم کا بقیہ)

ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دے گا۔ آپ کی انجمن کو جلسہ کے اخراجات کے گراں بوجھ اٹھانے میں سہولت ہو جائیگی۔ ویسے جو آپ عنایت کردیں مہربانی ہے۔ لیکن ممبر کا قلیل تخمینہ میں پیش کرتا ہوں جو کم از کم ہر ایک ممبر کو بھیج دینا چاہیئے۔

والسلام
خاکسار محمد دین جان
[illegible]

جلسہ سالانہ ۲۸ء

جماعت کی خاص توجہ کے قابل

دوستو! اور بھائیو! جلسہ سالانہ بہت قریب آگیا ہے آئے دن اس امر کے اعادہ کی ضرورت نہیں کہ اجتماع سالانہ میں قوم کی زندگی کا راز مضمر ہے۔ اس سے افراد میں تازہ روح اور کام کرنے کا جوش اور ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فریضۂ حج کو ارکان اسلام میں داخل فرمایا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ سرزمین حجاز کی مٹی کو اگر ہم سرمہ چشم بنائیں تو بجا ہے کیونکہ اس خاک کو ہمارے مولا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اٹھانے کا فخر حاصل ہے۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ فریضۂ حج کا مقصد جہاں توحید الٰہی اور اخوت نسل انسانی کا عملی سبق پڑھانا ہے وہاں کل دنیا کے مسلمانوں کا اجتماع قوم کی رگ حیات کو تقویت دینے کا موجب بھی ہوتا ہے۔ ہمارا قومی اجتماع اگرچہ حج کی خصوصیات اپنے اندر نہیں رکھتا اور نہ ان تمام مقاصد کو پورا کر سکتا ہے۔ جو حج میں پائے جاسکتے ہیں تاہم اس سے قوم کے اندر ایک تازہ روح اور کام کرنے کے لئے نیا جوش پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے دوستوں کو قومی اجتماع میں شامل ہونا بطور ایک فریضہ ہی کے سمجھنا چاہیئے۔ سارا سال دنیا کا کام دھندا کرتے ہیں تو اگر دو تین یوم قومی فلاح اور بہبودی کی نذر کر دیں تو بڑی بات نہیں۔ نیتوں کا اجر دینے والا اللہ ہے

اس سال کا جلسہ اپنے اندر خاص خصوصیتیں بھی رکھتا ہے بہت سے امور اس وقت قوم کے سامنے ہیں۔ جن کا فوری حل لازمی ہے اس لئے التماس ہے کہ ہر ایک دوست جلسہ میں شمولیت کا عزم کرے اور ۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر کے دن اپنی قوم کی صحبت میں گزارے ملاقات آنے میں بہت صرفہ نہیں پڑتا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ذاتی اور قومی مفاد اس سے حاصل ہوتے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں صرفہ کا اور بعض اس حقیر صرفہ کا خیال کرنا تنگدلی ہے۔ جو آپ کی شان سے بہت دور ہے

ان چند الفاظ میں میں آپ کو دعوت شمولیت جلسہ کی دیتا ہوں سفر اور قیام کے متعلق ہدایتیں مفصل آپ کی خدمت میں پہنچ جائیں گی ہاں اس قدر عرض کر دینا ضروری ہے کہ اس سال بہت کثیر تعداد میں احباب کے شامل ہونے کی توقع ہے۔ اس لئے اگر آپ اخراجات میں تھوڑا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶　جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۲ھ　نمبر ۸۰

عقائدِ باطلہ کی نیرنگیاں

قادیانی انصاف کا نمونہ

۱۳ ارنومبر ۱۹۴۲ء کے "الفضل" میں ایک قادیانی صاحب محمد اسمٰعیل نے ہمارے اعتراضات مندرجہ پیغام صلح کا جواب دینے کی کوشش کی ہے - جواب کیا ہے - محض منہ چڑانا ہے - اور بس - لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایڈیٹر پیغام صلح کو کھلی چٹھی لکھکر توجہ دلائی تھی کہ خاص نمبر پیغام صلح میں حضرت امیر کی حضرت مسیح موعود کے عہد مبارک کی تحریرات متعلقہ مسئلہ نبوت کو ضرور جگہ دیں - اور اس کے بالمقابل قادیانی خلیفہ صاحب کی سابقہ تحریروں کو بھی شایع کریں تاکہ لوگ یکجائی طور پر ان کو دیکھ سکیں - بات تو معقول ہے - لیکن یہ بات پیش کرتے وقت قادیانی صاحبان ایک ضروری امر سے اغماض کر جاتے ہیں اور عوام کو اس سے اندھیرے میں رکھکر غلط فہمی میں ڈال دیتے ہیں - اور وہ امر یہ ہے جس کی طرف ہم بار بار توجہ دلا چکے ہیں کہ لغوی معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود کیا جملہ اولیائے امت پر ہم لفظ نبی استعمال کر سکتے ہیں - اور اس طرح استعمال کرنے سے کوئی شخص لغوی نبی کے منکر کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دے سکتا - حضرت امیر ہی نے نہیں بلکہ قریبًا جملہ مصنفین سلسلہ احمدیہ نے حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں یہ لفظ اپنے لغوی معنوں کے لحاظ سے آپ کی نسبت استعمال کیا جس سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا - زیر بحث امر تو یہ ہے کہ آیا یہ لفظ استعمال کر کے حضرت امیر نے یا سلسلہ احمدیہ کے مختلف مصنفین نے جن میں سے کئی قادیانی جماعت میں شامل ہیں - غیر از جماعت مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں کافر اور خارج از اسلام لکھا یا سمجھا جیسا کہ اب قادیانی خلیفہ کی تعلیم ہے - اگر حضرت امیر کی ایک بھی تحریر پیش کر دی جائے جس میں آپ نے غیر از جماعت مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہو - تو بلاشک قادیانیوں کو حق پہنچتا ہے کہ وہ حضرت امیر پر تبدیلی عقیدہ کا الزام لگائیں ورنہ اگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں تو ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ غلط بیانیوں سے کام لیں - اسی طرح اگر ان کے نزدیک ان کے پیر نے کوئی تبدیلی عقیدہ نہ کی تھی تو ان کی تحریروں سے دکھا دیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ بلکہ مولانا مولوی نورالدین کے ابتدائی زمانہ سے ہی دوسرے مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج لکھتے اور سمجھتے رہے ہیں - اور ان کے عقائد میں وہ تبدیلیاں کبھی ظہور پذیر نہیں ہوئیں جن کا ذکر ہم اپنے مضامین میں کر چکے ہیں - مثلاً انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی مدعی نبوت کا کامیاب نہ ہونا اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اس بات پر ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں یعنی ختم نبوت سے دروازہ نبوت کا مسدود ہونا مراد لیا جاتا تھا - ایسا ہی وہ ثابت کر دیتے کہ میاں صاحب نے کبھی نہیں لکھا کہ حضرت مسیح موعود کی طرف ادعائے نبوت منسوب کرنا مصلحت وقت ہے - لیکن قادیانی صاحبان صحیح فیصلہ کی طرف کبھی نہیں آئیں گے -

اسی مضمون میں لکھا ہے کہ حضرت امیر نے ۱۹۱۵ء کے ٹریکٹ میں انکو گالیاں دی ہیں - جن کی فہرست بھی انہوں نے کہ موجود ... [illegible]

[illegible] ہی پوچھتے ہیں کہ شرع اسلام میں کافر منافق - فاسق سے بڑھ کر بھی کوئی گالی ہے - اگر ہے تو وہ پیش کریں اور اگر نہیں تو کیا وہ ساری امت کو ... سوائے اپنے چند ہزار قادیانیوں کے کافر منافق اور فاسق کہکر اور سمجھکر بڑی سے بڑی گالیاں نہیں دے رہے ؟ ایک غیر مسلم شخص کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھکر اور دل سے اسلام کو سچا سمجھکر غیر از جماعت مسلمان کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا ہے لیکن قادیانیوں کے نزدیک حضرت نبی کریم کی عزت اسی میں ہے کہ اس نومسلم کو بھی پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھا جائے - لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر صادق دل سے ایمان لانے والے نومسلم اور محمد رسول اللہ کے احکام بجا لانے والے غیر از جماعت مسلمان کافر اور دائرہ اسلام سے خارج - حضرت مسیح موعود کو سچا مسیح موعود اور مہدی معہود ماننے والے فاسق اور منافق اور قادیانی صاحبان ابھی کسی کو گالی نہیں دیتے - اگر ان کی یا ان کے پیر کی دوسری گالیوں کی فہرست تیار کی جائے جو وہ ہمیں دیتے رہے ہیں تو ان سے ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے لیکن بہرحال بطور نمونہ ہم صرف ان کے پیر کے الفاظ جو انہوں نے جماعت لاہور کے بزرگوں کے بارے میں ۱۹۱۵ء سے پہلے کہے یا لکھے ان کے اخبارات وکتب سے حوالہ ناظرین کر دیں گے - تاکہ قادیانیوں کی جو ہمیشہ مظلوم بننے کی کوشش کرتے ہیں اصل حقیقت لوگوں پر واضح ہو جائے -

---

ہندو ذہنیت !!

ہندوؤں کی اسلام کش ذہنیت کی مثالیں ان کالموں میں بارہا پیش کی جا چکی ہیں - ایک تازہ مثال سن لیجئے - فاضلکا ضلع فیروزپور میں جو ایک بہت بڑی تجارتی منڈی ہے - مسلمانوں نے پچھلے دنوں بیف کا ایک بوچڑ خانہ کھولنے کی اجازت ڈپٹی کمشنر سے حاصل کی تھی اس پر مقامی ہندوؤں نے بہت شور مچایا - اور متواتر ۲۲ روز تک بطور احتجاج ہڑتال کی کمشنر صاحب جالندھر ڈویژن کے پاس اپیل کی معلوم ہوا ہے کہ کمشنر صاحب نے حال ہی میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ مسلمان تعداد کے لحاظ سے فاضلکا میں اکثریت رکھتے ہیں اس لئے ان کا جائز مطالبہ منظور کیا جانا چاہئے - مقامی آریہ معاصر "پرتاپ" نے اس فیصلہ پر سخت ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے "جائز" اور "اکثریت" کے اصول سے یہ ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا ہے کہ :-

"کیا گورنمنٹ تیار ہوگی کہ وہ اسی اصول کو ان جگہوں میں بھی برتے جہاں ہندوؤں اور سکھوں کی اکثریت ہے ؟ اگر گورنمنٹ اس کے لئے تیار ہو تو پھر مسجد کے سامنے باجا اور دیہات میں اذان کا جھگڑا کسی حد تک تو بند ہو سکتا ہے"

یہ ہے ہندوؤں کی اسلام کش ذہنیت - اذان اور گائے کا سوال کیا ایک دوسرے سے کوئی تعلق اور لگاؤ رکھتا ہے ؟ کیا مسلمانوں نے آج تک کسی ہندو کو مجبور کیا کہ گائے کا گوشت وہ ضرور کھائے کیا کبھی کوئی ایسا جھگڑا پیش آیا ہے یا کوئی ایسا فساد کھڑا ہوا ہے - کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کو زبردستی گائے کا گوشت کھلانے کی کوشش کی ہو ؟ مذکورہ بالا فیصلہ میں مسلمانوں کی اکثریت کا جو جائز مطالبہ تسلیم کیا گیا ہے وہ محض مسلمانوں ہی سے تعلق رکھتا ہے - بیف مارکیٹ کا تعلق ہندوؤں سے کوئی نہیں - نہ کوئی ایسا مطالبہ ہے کہ انہیں اس سے تعلق رکھنے پر مجبور کیا جائے اور نہ ایسا مطالبہ کرنا کسی طرح پر جائز ہو سکتا ہے - کیا اذان کا معاملہ ایسا ہی ہے ؟ کیا اذان سے کسی ہندو اصول کو ٹھیس لگتی ہے - یا ان کا دھرم بھرشٹ ہو جاتا ہے یا اس کا سننا ایسا ہی ہے جیسے گائے کا گوشت کھانا ہم حیران ہیں کہ "پرتاپ" کی اس دھمکی کو کس "جائز" اصول کے ماتحت صحیح سمجھیں - سوائے اس کے کہ یہ اس ذہنیت کا کھلا اظہار ہے - جو ہر جگہ ناجائز سے ناجائز طریق پر اسلام کو کچلنے کے درپے ہے - اور کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا - وہ مسلمان لیڈر جو ہندوؤں سے کسی نیکی کی توقع کئے بیٹھے ہیں - اور ان کی قوم پرستی کو فرقہ وارانہ جذبات پر غالب سمجھتے ہیں "پرتاپ" کے ان الفاظ پر غور کریں اور دیکھیں کہ ان کے "قومی اور وطنی بھائی" کیا کیا "جائز" ارادے اپنے دلوں کے اندر لئے بیٹھے ہیں - اور بیچارے "پرتاپ" پر ہی موقوف نہیں - بھائی پرمانند کا "ہندو" دیکھئے ... [illegible] داری اور اعلان ...

"نوجوان"

اس نام سے ایک اخبار ہمارے نوجوان اور سرگرم دوست مسٹر عزیز اللہ نے مدراس سے جاری کیا ہے - جس میں مسلمان نوجوانوں کو ان کے فرائض زندگی سے آگاہ کرنا اور انہیں ایسے اشغال میں لگانا مدنظر ہے جو ان کی قومی و مذہبی بہبودی کا موجب ہو سکتے ہیں - پہلا پرچہ جو ہمارے سامنے ہے بہت سے بیش قیمت مضامین پر مشتمل ہے پہلے ہی صفحہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ کا وہ پاکیزہ اور سبق آموز مضمون ہے جو "پیغام صلح" کے پہلے صفحہ پر درج کیا گیا ہے - اس کے علاوہ ملنگ احمد بادشاہ صاحب اور دیگر اہل قلم حضرات کے مضامین ہیں جن میں نوجوانوں کے لئے بہت سے بیش قیمت سبق ہیں - "نوجوان" ہمارے "پیغام صلح" کے سائز پر چار صفحات پر شائع ہوا ہے اور اس قابل ہے کہ ہمارے تمام دوست اور نوجوان اصحاب اسے خرید کر فائدہ حاصل کریں - بلکہ عام مسلمان نوجوانوں میں اس کی توسیع اشاعت کی کوشش کریں - قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے سالانہ - مینجر صاحب اخبار "نوجوان" مدراس سے طلب کیجئے -

---

آئینہ حقیقت نما

مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی کی اس عظیم الشان تصنیف کا ذکر کسی گزشتہ اشاعت میں ہم کر چکے ہیں - اور اس کے ساتھ ہی شاہان اسلام کی ہندو نوازیوں کے چند نمونے بھی مولانا کی اس تصنیف سے پیش کئے جا چکے ہیں - حقیقت یہ ہے کہ مولانا اکبر شاہ خاں نے اس کتاب کے ذریعہ سے علم تاریخ میں نہایت بیش قیمت معلومات کا اضافہ کیا ہے - جس کے لئے مسلمانان ہند جس قدر بھی ان کے مشکور ہوں تھوڑا ہے - مولانا کو علم تاریخ میں ایک خاص ملکہ حاصل ہے جو بہت کم مورخوں میں پایا جاتا ہے - یہ کتاب اس قابلیت کا بہترین نمونہ ہے - جس محنت اور تحقیق و تدقیق کے ساتھ پرانی تاریخوں سے ضروری مواد اکٹھا کیا ہے - اور روایت کو درایت کی عینک سے پڑھ کر حق کو باطل سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی ہے - وہ انہی کا حصہ ہے - جو نظریہ مصنف نے کسی امر کے متعلق پیش کیا ہے - اسے مستند تاریخی حوالوں سے پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے -

کتاب زیر نظر اس سلسلہ کی دوسری کڑی ہے - جس کا جزو اول ہندوستان میں اسلام کا پہلا قدم - محمد بن قاسم - محمود غزنوی شہاب الدین غوری کے حالات پر مشتمل تھا - اس دوسرے جزو میں تغلق خاندان کے بادشاہوں کے مفصل حالات ہیں - اور امیر تیمور اور شاہان لودی کا بھی تذکرہ ہے - ان حالات میں مصنف کے پیش نظر صرف ایک بات ہے کہ ان شاہان اسلام نے اسلام کی کیا کیا خدمات کیں ہندوؤں کے ساتھ کس قدر رواداری اور مسالمت کا برتاؤ کیا - اور باوجود ان کی سرکشیوں اور بغاوتوں کے ان کے ساتھ کیا کچھ مراعات کیں شروع کتاب میں سلطان محمد تغلق کے حالات میں تاریخ فیروز شاہی کے مصنف ضیائے برنی کے بعض مخدوش بیانات پر مصنف کو بہت کچھ لکھنا پڑا ہے - جو پیش نظر امور کو ثابت کرنے کے لئے نہایت ضروری تھا - ہماری دلی تمنا ہے کہ قابل مصنف کو اللہ تعالیٰ توفیق مرحمت فرمائے کہ وہ اس سلسلہ کو اس وقت تک جاری رکھیں جب تک تمام شاہان اسلام کے صحیح حالات عوام کے سامنے نہ آ جائیں -

یہ کتاب اس قابل ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ اس سے واقف ہو - اور ہندو اہل وطن تک اسے کثیر تعداد میں پہنچایا جائے ہمارے خیال میں اسلامیہ مدارس کی ثانوی جماعتوں میں اس کتاب کو بطور نصاب تعلیم شامل کرنا چاہئے - اور ذی استطاعت اصحاب کو اس کی متعدد کاپیاں خرید کر ہندو اہل وطن تک پہنچانی چاہئیں تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جو غلط خیالات ان کے دلوں میں راسخ ہو چکے ہیں ان کا ازالہ ہو سکے -

حصہ زیر نظر ۲۰×۲۲ کے ۲۳۱ صفحات پر مشتمل ہے - قیمت فی جلد عہ جو کتاب کی حیثیت اور حجم کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت کم ہے - حسب ذیل پتہ سے مل سکتی ہے -

مولانا اکبر شاہ خاں صاحب - نجیب آباد - (یو پی)

---

۱۰ ... [illegible] ۱ھ　خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور

سلسلہ احمدیہ اعتراضات کے جوابات

حضرت مسیحؑ کی توہین ؟

سوال - مرزا صاحب نے حضرت مسیح کو معاذ اللہ جھوٹا، شرابی، معزول راست بازوں کا دشمن - یہودیوں کا شاگرد - دھوکا باز - شیطان کا شاگرد - قرار دیا ہے - (ملاحظہ ہو انجام آتھم وغیرہ) کیا ایک نبی کے متعلق اس قسم کے الفاظ جائز ہیں - اور کیا یہ حضرت مسیح کی کھلی توہین نہیں ہے ؟

جواب - حضرت مرزا صاحب اگر حضرت مسیح کے متعلق ایسے الفاظ استعمال فرماتے تو اپنے آپ کو مثیل مسیح قرار نہ دیتے - معترض اگر انجام آتھم کی عبارت کو غور سے پڑھتا اور تعصب سے خالی ہو کر دیکھتا تو اسے صاف نظر آجاتا کہ وہاں حضرت مسیح کا ذکر ہرگز نہیں - جو مسلمانوں کے پیغمبر اور قرآن کریم کی رو سے نبی ہیں - بلکہ اس یسوع کا ذکر ہے جسے عیسائیوں نے خدا بنا رکھا ہے - اس کی تصریح خود حضرت مرزا صاحب نے اسی انجام آتھم میں صاف اور کھلے لفظوں میں فرمائی ہے - چنانچہ لکھا ہے :-

> " اور یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے جس نے خدائی کا دعویٰ کیا - اور پہلے نبیوں کو چور اور بٹ مار کہا اور خاتم الانبیا صلعم کی نسبت بجز اس کے کچھ نہیں کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے - ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں " (انجام آتھم ص۱۳)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ محولہ بالا الفاظ میں حضرت مرزا صاحب کا روئے سخن حضرت مسیح کی طرف ہرگز نہیں - بلکہ انجیلی یسوع کی طرف ہے - حضرت مسیح کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ حسب ذیل ہیں :-

> " ہم ناظرین پر ظاہر کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے - اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے - کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے - اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولا محمد مصطفیٰ صلعم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے - اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے - پس ہم ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں -
>
> (نور القرآن ص۲ ٹائٹل)

ان الفاظ کی موجودگی میں یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت مسیح کی توہین کی ہے اور انہیں معاذ اللہ برے ناموں سے یاد کیا ہے حق اور انصاف کے قطعاً خلاف ہے -

رحمۃ للعالمین کا خطاب

سوال - مرزا صاحب کا الہام ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (حقیقۃ الوحی ص۸۲) یہ قرآن کریم کی آیت ہے - جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی تھی - مرزا صاحب نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خطاب رحمۃ للعالمین کو اختیار کر لیا -

جواب - سمجھ میں نہیں آتا کہ اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے - ہر شخص جو دنیا کی اصلاح کے لئے آتا ہے - وہ اس کے لئے رحمت ہی ہوتا ہے - کیونکہ وہ اسے ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لیجاتا ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلعم کی شان رحمۃ للعالمینی حضرت مرزا صاحب سے بہت بڑھ کر ہے - آپ کی ذات اقدس انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں رحمۃ للعالمین ثابت ہوئی حضرت مرزا صاحب کی حیثیت ایک خادم اور غلام کی ہے - آپ خادمانہ اور غلامانہ حیثیت سے رحمۃ للعالمین ہیں - اس کے علاوہ حضرت مرزا صاحب کا [illegible]

محمودی اعتراضات کے جواب

بزرگان امت اور ختم نبوت

امام شعرانی کا قول

تیسرا قول امام شعرانی کا پیش کیا گیا ہے جسکے یہ الفاظ ہیں

فان مطلق النبوۃ لم یرتفع و انما ارتفع نبوۃ التشریع

یعنی مطلق نبوت نہیں اٹھائی گئی صرف تشریعی نبوت اٹھائی گئی "

اس حوالہ میں بھی حسب عادت کتر بیونت سے کام لیا گیا ہے اگر پورا حوالہ نقل کیا جاتا تو اس سے صاف معلوم ہو جاتا کہ امام شعرانی نے جس نبوت کے باقی رہنے کا ذکر کیا ہے وہ جزوی نبوت ہے جو اولیاء اللہ کو ملتی ہے - چنانچہ صاف لکھا ہے :-

ولذا کان یؤول لہ رویاہ وھذا ھو ما ابقاہ اللہ تعالیٰ علی الامۃ من اجزاء النبوۃ فان مطلق النبوۃ لم یرتفع وانما ارتفع نبوۃ التشریع فقط کما یؤیدہ حدیث من حفظ القرآن فقد اندرجت النبوۃ بین جنبیہ -

اور اسی لئے اس کے ساتھ آپ کی رویا کی تاویل کی جاتی ہے اور یہ (رویا) وہ چیز ہے جو اجزائے نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے امت پر باقی رکھی ہے کیونکہ مطلق نبوت نہیں اٹھائی گئی ہے بلکہ نبوت تشریعی اٹھائی گئی ہے - جیسا کہ اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ جو شخص قرآن کی (یعنی اس کے احکام کی) حفاظت کرتا ہے نبوت اس کے دونوں پہلوؤں میں داخل کی جاتی ہے - (الیواقیت والجواہر)

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ غیر تشریعی نبوت سے امام شعرانی کا وہ مطلب ہرگز نہیں جو محمودیوں کے پیش نظر ہے - وہ اس سے مراد رویا لیتے ہیں - جو اجزائے نبوت میں سے ہے اور ہر ایک مومن اور ولی اللہ کو دیا جاتا ہے - ایسا ہی اسی الیواقیت والجواہر میں جگہ جگہ یہ تصریحات موجود ہیں لکن بقی للاولیاء وحی الالہام الذی لا تشریع فیہ - لیکن اولیاء اللہ کے لئے وحی الہام باقی ہے جس میں کوئی شریعت نہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام شعرانی کے نزدیک تشریعی نبوت سے اتر کر جو چیز ہے وہ ولایت ہے نہ کچھ اور

ایک اور جگہ اس سے بھی زیادہ صفائی کے ساتھ فرمایا ہے :

اعلم انہ لا ذوق لنا فی مقام النبوۃ لنتکلم علیہ وانما نتکلم علی ذالک بقدر ما اعطینا من مقام الارث فقط لانہ لا یصح لنا دخول مقام النبوۃ -

یعنی ہمارے لئے مقام نبوت میں کوئی ذوق نہیں - کہ ہم اس پر کلام کر سکیں - اور ہم اس پر جو گفتگو کرتے ہیں تو وہ اس اندازہ سے ہے جو ہمیں علم وراثت سے دیا گیا کیونکہ ہم (یعنی امت محمدیہ) میں سے کسی کا مقام نبوت میں داخل ہونا صحیح نہیں -

کیا ان صاف و صریح الفاظ کے بعد بھی محمودی یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ امام شعرانی خاتم النبیین کے بعد نبوت کو جاری سمجھتے ہیں

ص۹۰ اس لحاظ سے آپ بروزی رنگ میں رحمۃ للعالمین ہیں بیشک یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خطاب ہے - لیکن بروزی طور پر اور خادمانہ حیثیت سے آپ کے کامل متبعین پر بھی عائد ہو سکتا ہے گو ان کی شان رحمۃ للعالمینی ویسی بلند اور ارفع نہ ہو - یہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی صفت رؤف الرحیم ہے مگر اس نے اپنے رسول پاک کو بھی رؤف الرحیم کہہ کر پکارا ہے - باوجود اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت رؤف الرحیم اور خدا تعالیٰ کی صفت رؤف الرحیم میں بہت بڑا فرق ہے -

---

سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ کے متعلق افسر جلسہ کا اعلان کسی دوسری جگہ درج ہے، اگر کوئی صاحب جلسہ میں کوئی تقریر کرنا یا نظم پڑھنا چاہیں تو سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو اس سے مطلع فرمائیں -

سیرت مسیح موعود

بچوں کو مارنے کی ممانعت !

حضرت بچوں کو سزا دینے کے سخت مخالف تھے - میں نے بارہا دیکھا ہے ایسے کسی چیز پر برہم نہیں ہوتے جیسے سن لیں کہ بچہ کو کسی نے مارا ہے - ایک بزرگ نے ایک دفعہ اپنے بچہ کو عادتاً مارا تھا - حضرت بہت متاثر ہوئے اور انہیں بلا کر بڑی درد انگیز تقریر فرمائی - فرمایا - میرے نزدیک یوں مارنا شرک میں داخل ہے - گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے - فرمایا ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے - اور جرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے - اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے - یا چشم نمائی کرے - مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو -

مارنے کے بجائے دعا

فرمایا جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے - کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو حزب مقرر کر لیں - اس لیے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے - فرمایا میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں اول اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خدا مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو - اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے - پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں - پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں - پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں - خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے - اور اسی ضمن میں فرمایا حرام ہے مشیخی کی گدی پر بیٹھنا اور پیر بننا اس شخص کو جو ایک منٹ بھی اپنے متوسلین سے غافل رہے -

تربیت اولاد

ہاں پھر فرمایا ہدایت و تربیت حقیقی خدا کا فعل ہے سخت پیچھا کرنا اور ایک پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں - اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے - یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے - اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے -

مدرسین کو ہدایت

آپ نے قطعی طور پر فرمایا اور لکھ کر بھی ارشاد کیا - کہ ہمارے مدرسہ میں جو استاد مارنے کی عادت رکھتا - اور اپنے اس ناسزا فعل سے باز نہ آتا ہو اسے یکلخت موقوف کر دو - فرمایا ہم تو ایسے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں - اور سرسری طور پر قواعد و آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں بس اس سے زیادہ کچھ نہیں - اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں - جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہو جائے گا -

مکان سے بے پروائی اور کام استغراق

حضرت مکان اور لباس کی آرائش و زینت سے بالکل غافل اور بے پروا تھے - خدا کے فضل و کرم سے حضور کا یہ پایہ اور منزلت ہے اگر چاہیں تو آپ کے مکان کی اینٹیں سنگ مرمر کی ہو سکتی ہیں - اور آپ کے پا انداز سندس اور اطلس کے بن سکتے ہیں - مگر بیٹھنے کا مکان ایسا معمولی - کہ زمانہ کی عرفی نفاست و صفائی کا دلدادہ تو ایک دم کے لئے وہاں بیٹھنا پسند نہ کرے - میں نے بارہا وہ لکڑی کا تخت دیکھا ہے جس پر آپ گرمیوں میں باہر بیٹھتے ہیں - اس پر مٹی پڑی ہوئی ہے اور میلا ہے - جب بھی آپ نے نہیں پوچھا اور جو کسی نے خدا کا خوف کر کے مٹی جھاڑ دی ہے جب بھی التفات نہیں کیا کہ آج کیسا پاک اور صاف ہے غرض اپنے کام میں اس قدر استغراق ہے کہ ان مادی باتوں کی مطلق کوئی پروا نہیں -

(سیرت مسیح موعود مصنفہ مولوی عبدالکریم رض)

دہلی میں دینِ حنیف کی فتح

الہام پر ایک دلچسپ مناظرہ

مابین شیخ عبدالحق صاحب احمدی و پنڈت رامچندر صاحب آریہ سماجی

۲۹ اکتوبر ۱۹۳۴ء کی شام کو صدر بازار دہلی میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی کی طرف سے خاکسار کا عظیم الشان مناظرہ مشہور آریہ سماجی مناظر پنڈت رامچندر صاحب دہلوی کے ساتھ ہوا۔ جو اپنی بعض خصوصیات کے لحاظ سے اہل دہلی کو کبھی فراموش نہیں ہو سکتا۔ مجمع میں کم و بیش دس پندرہ ہزار کے قریب سامعین تھے۔ مضمون مباحثہ مکمل ایشوری گیان کی پرکھ پر تھا۔ میں نے دس شرائط پنڈت جی کے سامنے پیش کیں کہ جس میں شرائط پائی جائیں وہ تو مکمل ایشوری گیان ہے۔ اور جو کتاب ان شرائط کو پورا نہ کر سکے وہ مکمل ایشوری گیان کہلائے جانے کی مستحق نہیں۔ پنڈت جی نے شرائط کو سن کر تسلیم کیا کہ فی الواقعہ مکمل ایشوری گیان کی پیش کردہ شرائط صحیح ہیں۔ لیکن ویدوں کو ان کا مصداق ثابت نہ کر سکے اور ساری بحث میں قرآن کریم پر اعتراض کرتے رہے۔ اور میں ان کی غلطیوں کو ظاہر کرتا رہا۔ جس پر مسلمان اسلامی فضائل کو سن کر جماعت احمدیہ کی داد دے رہے تھے۔ اور علی الاعلان ان مولویوں کو برا بھلا کہتے تھے۔ جو بغیر واقفیت کے آریہ سماج سے دینی مباحثہ کر کے اسلام کو بدنام کراتے ہیں۔ اور تکفیر کے ذریعہ سے اتحاد اسلام کو پاش پاش کرتے ہیں۔

ذیل میں فریقین کے پیش کردہ دلائل اور مباحثہ کی کیفیت کی مفصل روئداد پیش خدمت ہے۔ اس روئداد میں وہ ترتیب پیش نظر نہیں رکھی جا سکی۔ جو مباحثہ میں اختیار کی گئی تھی۔ البتہ جس خاص حصہ پر اصولی بحث ہوئی اس کو میں نے من و عن قائم رکھا ہے۔ اصل ترتیب کو قائم رکھنے کی اس لئے بھی ضرورت نہیں کہ پنڈت جی نے میرے قائم کردہ معیاروں پر بحث کو جاری نہ رکھا۔ بلکہ اپنے خاص نقطۂ نگاہ کی پیروی کی۔ اور بحث کا رخ بالکل ہی بدل دیا۔ حالانکہ سائل میں تھا اور پنڈت جی مجیب۔ لیکن جب پنڈت جی نے دیکھا کہ سوالات کا جواب دینا ان کی طاقت سے باہر ہے تو جھٹ خود سائل بن بیٹھے اور مجھے مجیب بننے پر مجبور کیا۔ کیونکہ قرآن کریم پر جو اعتراضات انہوں نے وارد کئے وہ مجمع پر آریہ سماج کی شکست کو ثابت کرتے تھے۔ میں نے ان کا جواب اس طرز پر دیا کہ پنڈت جی کی کوتاہ علمی اور قلت تدبر ثابت ہو۔ اور اسلام کی فضیلت ظاہر ہو۔ جس پر آریہ مجمع جل بھن کر کباب ہو رہا تھا چنانچہ جب میں نے ویدوں کے اس حصہ پر بحث کی جہاں پر گائے کے گوشت کا ذکر تھا تو سماجی مجمع نے مسلمانوں کے پیغمبروں کی شان میں گستاخیاں شروع کر دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجمع درہم برہم ہو گیا۔ بہرحال جو کچھ مناظرہ میں ہر دو مناظر نے پیش کیا اس کی مختصر تفصیل بطور سوال و جواب درج ذیل ہے:-

خاکسار کی تقریر مکمل ایشوری گیان کی پرکھ کے لئے سب سے اول یہی یہ دیکھنا ہو گا کہ ایسا الہام اپنی روشنی میں سورج کے ساتھ بھی مشابہت رکھتا ہے یا نہیں۔ یعنی جس طرح سورج ہر گھڑی ہر سکنڈ دنیا پر اپنی روشنی کی شعاعوں کو چھوڑ رہا ہے اسی طرح پر مکمل الہام بھی مردہ دلوں کو زندگی بخشنے کے لئے ہر گھڑی اور ہر سکنڈ اپنی روحانی شعاعوں سے پرتو ڈالتا ہے یا نہیں اگر نہیں ڈالتا تو ہم اس کو مکمل ایشوری گیان تسلیم نہیں کر سکتے۔

پنڈت جی شرط صحیح ہے مولوی صاحب کو اب ثابت کرنا چاہئے کہ قرآن شریف اس شرط کا مصداق ہے۔ اور نیز یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ سورج کب سے ہے۔ پس لفظ سورج کی مثال سے مولوی صاحب نے خود تسلیم کر لیا کہ مکمل ایشوری گیان اس وقت سے نازل ہونا چاہئے کہ جب سے ایشور نے سورج کو بنایا۔

خاکسار پنڈت جی کا مطالبہ ہے کہ میں اس شرط کو قرآن شریف پر چسپاں کر کے دکھا دوں۔ پنڈت جی غور فرمائیں اس وقت گھڑی میں نو بجے ہیں۔ کہیں تو اس وقت عشاء کی نماز پڑھی جاتی ہو گی۔ کلکتہ و غیرہ کے گرد و نواح میں مغرب کی۔ چین وغیرہ میں نماز ... الغرض قرآن کریم سورج کی طرح ہر گھڑی اور ہر سکنڈ اپنی روحانی روشنی پھیلا رہا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب ہر وقت پڑھی جاتی ہے۔ پنڈت جی وید مقدس ہندوستان کی چار دیواری سے کب باہر نکلے۔ اور ان کا ترجمہ کس کس زبان میں ہوا۔

پنڈت جی مولوی صاحب نے لفظ سورج کو چھوڑ دیا۔ میں نے تو یہ پوچھا تھا کہ سورج کب سے ہے۔ جب سے سورج تب ہی سے ایشوری گیان ہونا چاہئے۔ آپ پوچھتے ہیں کہ وید ہندوستان کی چار دیواری سے باہر کب گیا۔ وید کے معنی وِد یعنی علم کے ہیں۔ پس جس قدر علوم جتنے بھی دنیا کے اندر پھیلے ہوئے ہیں سب ویدوں ہی کا ظہور ہے۔ اس لئے ویدوں کا ترجمہ ہر زبان میں موجود ہے۔

خاکسار پنڈت جی کا یہ خیال کہ جب سے خدا نے سورج کو بنایا اسی روز سے مکمل ایشوری گیان کا نزول ہونا چاہئے عقل اور نقل ہر دو کے خلاف ہے۔ عقلاً تو اس طرح پر کہ خدا تعالیٰ نے جو نعمتیں محض انسان کو عطا فرمائی ہیں وہ ساری کی ساری تدریج ملی ہیں۔ مثلاً علم، عقل، دولت وغیرہ۔ سورج چاند ہوا پانی نعمتیں محض انسان کو نہیں ملیں بلکہ ان نعمتوں کے حاصل کرنے میں دوسری کثیر مخلوق بھی شامل ہے۔ مثلاً درندے، پرندے، چرندے پس ان نعمتوں میں تغیر و تبدل نہ ہونا چاہئے۔ ہمارا سوال الہام کے بارہ میں ہے کیا الہام علاوہ انسان کے دوسری مخلوقات کو بھی ملا۔ اگر نہیں تو پنڈت جی کا یہ مطالبہ کہ وہ بتدریج نہ ملنا چاہئے۔ کیونکر صحیح ثابت ہو سکتا ہے۔ رہ گیا امر علم کا کہ دنیا میں علم ویدکے ذریعہ سے پھیلا یہ محض دعوےٰ ہے اس کا ثبوت پیش کیجئے۔

پنڈت جی مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مکمل الہام انسان کو بتدریج ملنا چاہئے کیونکہ الہام محض انسانوں کو خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ بہت اچھا صاحب۔ اب آپ مہربانی فرما کر یہ بتائے کہ قرآن شریف کے بعد بھی کوئی ہدایتی الہام نازل ہو گا یا نہیں پس جس طرح ایک وقت میں آ کر آپ لوگ قرآن شریف کے بعد کسی ہدایتی الہام کے قائل نہیں اسی طریق پر ہم ویدوں کے بعد کسی دوسرے الہام کے قائل نہیں۔ اس لئے الہام کو تبدریج نازل ہونے کی ضرورت نہیں۔

خاکسار ہم قرآن شریف کے بعد اس لئے کسی دوسرے الہام کے قائل نہیں کہ قرآن کریم کا دعویٰ مکمل ایشوری گیان کا ہے۔ اس کی حفاظت کا سامان موجود ہے۔ اس مجمع میں بھی سو دو سو کے قریب قرآن شریف کے حافظ موجود ہوں گے۔ پس جب مکمل ایشوری گیان جو سورج سے زیادہ روشن موجود ہو۔ خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا سامان مہیا کر دیا ہو۔ اور پھر چودہ سو سال گزرنے کے بعد آج تک کسی دوسرے شخص نے دعوےٰ نہ کیا ہو کہ وہ بھی قرآن شریف کی طرح مکمل شریعت دنیا میں لایا ہے۔ تو ہر عقلمند انسان مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ قرآن شریف کے بعد کسی دوسرے الہام کا منتظر نہ رہے لیکن ویدوں کے بعد عظیم الشان ہستیاں نازل ہوئیں جنہوں نے کروڑہا انسانوں کو اپنے پیچھے لگا لیا۔ کیا پنڈت جی قرآن شریف کے نزول کے بعد ایک مثال بھی ایسی پیش کر سکتے ہیں جس نے دعویٰ الہام کے ماتحت لکھوکھا انسانوں کو پیچھے لگا لیا ہو۔ پس قرآن کے بعد کسی دوسرے الہام کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن ویدوں کے بعد ضرورت باقی ہے۔

پنڈت جی مولوی صاحب قرآن کریم کے بعد حضرت مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت موجود ہے اور قادیان کی جماعت جو آپ کی بغلی گھونسہ ہے وہ مرزا صاحب کے منکر کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج مان رہے ہیں۔ چنانچہ اسی بنا پر قادیانی جماعت دوسرے مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتی۔ مسلمانوں کی لڑکیاں بحیثیت اہل کتاب لے تو لیتی ہے۔ مگر ان کو اپنی لڑکیاں نہیں دیتی مرنے پر نماز جنازہ بھی مسلمانوں کا ادا کرنا ان کے نزدیک جائز نہیں تو میں نے گھر کی حالت کو ظاہر کیا۔ پھر حضرت بہاء اللہ نے ایران میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ لکھوکھا مسلمان اس کے ماننے والے ہیں قرآن شریف کے بعد کتاب اقدس موجود ہے۔ اور بہائی جماعت قرآن شریف کو اس [illegible] منسوخ قرار دیتی ہے۔ مولوی صاحب ان باتوں کے ہوتے ہوئے آپ کیونکر یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے بعد کسی نے دعویٰ الہام نہیں کیا۔ یا قرآن شریف [illegible] کسی دوسرے مدعی الہام سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ضرورت الہام باقی ہے۔ تو پھر قرآن کریم کے بعد جب حضرت بہاء اللہ اور مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت موجود ہو اور ان کے ماننے والے بھی لاکھوں کی تعداد میں موجود ہوں تو ثابت ہو گا کہ قرآن شریف کے بعد بھی ضرورت الہام باقی ہے۔ پس میرا مدعا حاصل ہو گیا۔ کہ جس طرح قرآن شریف کے بعد کسی الہام کے قائل نہیں اسی طرح ہم آریہ سماج والے ویدوں کے بعد کسی دوسرے الہام کے قائل نہیں۔

خاکسار میں خود حضرت مرزا صاحب کا ماننے والا ہوں۔ میں اس عظیم الشان مجمع میں حلفاً اعلان کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ ہرگز ہرگز نہیں کیا۔ بلکہ بقول ان کے مدعی نبوت بعد رسول مقبول کذاب اور دجال ہے۔ رہ گئے قادیانی۔ لفظوں سے وہ گو مرزا صاحب کو نبی مانتے ہوں مگر کلمہ طیبہ ان کا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی ہے۔ یعنی گواہی رسالت محمدیہ ہی کی دیتے ہیں۔ بہائی فرقہ کے "حضرت" بہاء اللہ کا دعویٰ نبوت کا نہیں بلکہ مظہر اللہ ہونے کا ہے۔ کتاب اقدس دنیا کے تختے پر موجود نہیں۔ پنڈت جی آپ اس بحث کے اہل نہیں ہیں۔ مولوی محفوظ الحق علمی کو کبھی آپ مجبور کریں کہ وہ آپ کو کتاب اقدس کی ایک کاپی لا کر دیں۔ اسی سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کتاب جو قرآن کریم کو منسوخ کرنے کے لئے آئی تھی۔ خدا تعالیٰ کی مشیت نے اس کو صفحہ ہستی سے محو کر دیا۔ مکمل ایشوری گیان کی مثال سورج کی طرح ہونی چاہئے۔ جس کو آپ قبول کر چکے ہیں۔ کتاب اقدس ہو یا وید مقدس ان پر سورج کی مثال کو منطبق کر کے دکھا دیجئے۔

پنڈت جی مولوی صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ تو صرف احمدی جماعت کی تاویلیں ہیں۔ ورنہ اسلام کو تو ترکوں نے اپنی مملکت سے خارج کر دیا۔ افغانستان بھی پرانے خیالات کو چھوڑ رہا ہے۔ مجھے تو ایسا نظر آ رہا ہے کہ عرب میں بھی اسلام کے لئے اب رہنے کا مقام نہیں۔ اگر اسلام ایسا ہی زبردست مذہب ہے جس کی وکالت شیخ صاحب کر رہے ہیں۔ تو مہربانی سے بتایا جائے کہ اسلامی ممالک کیوں اسلام سے بیزار ہو رہے ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ لاہوری احمدی جماعت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتی لیکن قادیانی جماعت جو دوسرے مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے اور مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے اس سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ رسول اللہ کے بعد مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا۔ اگر ان کا دعوےٰ نبوت کا نہ ہوتا تو کیونکر علماء اسلام اور قادیانی جماعت مرزا صاحب کی طرف دعویٔ نبوت منسوب کر سکتی۔ پھر اسلام عالمگیر مذہب بھی نہیں کیونکہ قرآن شریف میں صاف آتا ہے کہ لتنذر ام القرىٰ ومن حولها۔ پس اسلام مکہ کے ارد گرد کی بستیوں کا مذہب ہوا۔ نیز اسلام نے یہ بھی کہا کہ انما المشرکون نجس۔ چنانچہ شیعہ صاحبان اس آیت کی رو سے آج تک ہندوؤں کے ہاتھ کی کوئی چیز نہیں کھاتے۔ علاوہ ازیں قرآن شریف میں یہ بھی آتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دوزخ کو بھرنے کے لئے لوگوں کو گمراہ کیا۔ دلوں پر مہریں لگا دیں۔ ایسا مذہب مولوی صاحب کو مبارک رہے۔ وید بھگوان دویا کا مترادف ہے یعنی علم۔ اس لئے دنیا کے اندر جتنی تہذیب۔ اور روشنی پھیلی سب وید مقدس کے ذریعہ ظہور میں آئی۔

اس کے بعد پنڈت جی نے کچھ وید منتر پڑھے اور سماجی مجمع سے داد تحسین حاصل کی

خاکسار پنڈت جی نے جو تقریر فرمائی ہے مہربانی کر کے سوچا جائے کہ اس کو مضمون زیر بحث یعنی الہام کے شرائط کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ میرے پیش کردہ شرائط کو جب پنڈت جی صحیح تسلیم کر چکے ہیں تو ان کو وید مقدس پر چسپاں کر کے دکھایا جاتا تا ہم ویدوں کو ایشوری گیان مان لیتے۔ لیکن پنڈت جی خوب جانتے ہیں کہ ویدوں کو ان کا مصداق ثابت کرنا تو در کنار ان کو ایشوری گیان ثابت کرنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ میرے خیال میں . . . . آریہ سماج کو اس سے بڑھ کر اور کیا شکست ہو سکتی ہے۔ کہ مضمون سے باہر نکل کر اسلام پر اعتراض کر دیئے جائیں۔ تا کہ پنڈت جی اپنے وقت کو پورا کر سکیں۔ لتنذر ام القرىٰ ومن حولها سے پنڈت جی نے غلط نتیجہ نکالا۔ کیونکہ مکہ معظمہ کو اللہ تعالیٰ نے ام القریٰ قرار دیا ہے۔ پس جس طرح سے ماں کی چھاتیوں سے بچہ دودھ پی کر اپنی زندگی کو قائم رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح سے مکہ معظمہ کی چھاتیوں سے توحید الٰہی کی نہر تمام دنیا کے ممالک کو جو ام القریٰ کے ماحول میں [illegible] ہاتھ کا تھوں

کھانے اور پنڈت جی کے نزدیک یہ قابل اعتراض بات ہے۔ تو مہربانی کرکے بتایا جائے۔ کہ کون سا ہندو جو مسلمانوں کے ہاتھ کی چیزیں نہیں کھاتے یہ کہاں تک جائز اور قابل استحسان بات ہے۔ رہا یہ کہ قرآن نے کہا ہے۔ کافروں کے دلوں پر مہریں لگا دی گئیں اور وہ دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جب تک کافروں نے اسلام کا پیغام نہیں سنا ان کے دلوں پر مہریں لگی رہیں۔ جب پیغام سن لیا مہریں ٹوٹ گئیں۔ سارا عرب مسلمان ہو گیا۔ یہاں تک کہ آٹھ کروڑ دیا یک دھرمی بھی مسلمان ہو گئے۔ لیکن پنڈت جی غور فرمائیں کہ ویدوں نے جو مہریں لگا دی ہیں۔ وہ کبھی ٹوٹ نہیں سکتیں۔ کیا ہندوستان کے سارے پنڈت اکٹھے ہو کر گدھے کے اوپر وید منتر پڑھ کر اس کو گائے بنا سکتے ہیں۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ یہ ہے وید کی مہر جو کبھی بھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ رہ گیا اسلامی ممالک کا حال کہ وہ اسلام کو چھوڑ رہے ہیں۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔ اسلامی اصول دنیا میں پھیل رہے ہیں۔ مثلاً توحید الٰہی شراب کو چھوڑ دینا۔ ضرورتاً نکاح ثانی کا کرنا۔ اور اصول طلاق کو صحیح تسلیم کر لینا۔ پنڈت جی ویدوں میں نیوگ کی آگیا تھی۔ دنیا کے تختہ پر نیوگ آشرم نہیں ملتے۔ لیکن دھوا آشرم جا بجا آریہ سماج نے کھول دیئے۔ تبلایئے آریہ سماج نے اسلام کی تعلیم پر کیوں عمل کیا اور لیجئے۔ پنڈت آتما نند جی نے جو آریہ سماج کی اصلاح کے لئے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "گومیدہ یگیہ" اس کے اندر انہوں نے ثابت کیا ہے کہ ویدوں میں گائے کھانے کا حکم موجود ہے۔ اور بڑے بڑے رشی اور منی اسکو کھایا کرتے تھے تبلاؤ اس تحقیقات پر آریہ دھرم دنیا کے تختہ پر قائم رہ سکے گا؟

یہیں تک تقریر ہوئی تھی کہ آریہ سماجی مجمع نے مسلمانوں کے پیغمبروں کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ جس پر سارا مجمع درہم برہم ہو گیا۔

(خاکسار عبدالحق)

ضروری اعلان

اخبار "پیغام حق" قادیان سے متعلق کسی قدر اطلاع پیشتر ازیں بھی دی جا چکی ہے۔ مگر چونکہ اس وقت تک کوئی قطعی فیصلہ نہ ہوا تھا اس لئے وہ اطلاع بھی مکمل نہ تھی۔ لیکن اب اس اخبار کے متعلق ممبران جمعیت کی کثرت رائے سے یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ یہ اخبار گزشتہ پالیسی کو قائم نہیں رکھے گا۔ اور یہ کہ یہ اخبار حضرت مرزا صاحب وجمیع جماعتہائے احمدیہ کے خلاف ہوگا۔ اس لئے احمدی احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اب اخبار میں خاکسار یا کسی اور احمدی کا کوئی دخل نہیں اور نہ جمعیتہ کا کوئی احمدی ممبر یا عہدیدار ہے۔

خاکسار

(فضل کریم از قادیان)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیریت ہیں

— جناب نواب صاحب منگرول طبی مشورہ کے لئے راجکوٹ تشریف لے گئے ہیں ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعائیں کی جائیں۔

— جنابہ فاطمہ بیگم صاحبہ جو جناب نواب صاحب منگرول کی دختر نیک اختر اور ریاست ماناور کی ایجنٹ ہیں امریکہ میں اپنے بھائی شاہزادہ عبدالخالق خاں صاحب ولیعہد ریاست منگرول کے ہمراہ اپریشن کے لئے تشریف لے گئی ہیں۔ جملہ احباب خاص طور پر ان کی صحت وتندرستی اور بخیر وعافیت واپسی کے لئے دعا فرمائیں۔

— مورخہ ۱۱-۱۲- نومبر کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ لاہور سے جناب مصطفیٰ خاں صاحب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی۔ مولانا عصمت اللہ صاحب۔ مسٹر امیر علی صاحب۔ شیخ محمد یوسف گرنتھی۔ جناب میر مدثر شاہ صاحب مبلغین تشریف لے گئے تھے۔ گو دیوالی اور سورج گرہن کی وجہ سے ہندو صاحبان تشریف نہیں لا سکے۔ تاہم جلسہ

معلومات

پندرہ سو ایڈیٹروں کا خون !!!

حال ہی میں یہ امر روشنی میں آیا ہے کہ چین میں دنیا کا سب سے پرانا اخبار موجود ہے اس کا نام پیکن گزٹ ہے اس اخبار کی عمر ہزار سال سے زائد ہے۔ صرف اس اخبار کی عمر ہی زیادہ نہیں بلکہ اس کو اپنی اشاعت کے دوران میں کوئی پندرہ سو کے قریب ایڈیٹر اپنے مخالفوں کے ہاتھوں قتل کرانے پڑے ہیں اب ناظرین خود ہی اندازہ لگائیں کہ اس کے کتنے رپورٹر ذبح کئے گئے ہوں گے۔

انجیل کی سب سے بڑی جلد

انجیل کی سب سے بڑی جلد وہ ہے جو نیشنل لائبریری سٹاک ہالم میں موجود ہے۔ اس کے صفحات کا طول ۲ فٹ اور عرض ۲۰ ا انچ ہے۔

یہ نسخہ تقریباً ۱۲۰۰ء میں بمقام بوہیمیا لکھا گیا تھا اور اس پر ہاتھ سے نقش ونگار بنائے گئے تھے۔

اختلال دماغ کا علاج

جدید تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ اختلال دماغ کے لئے سیاہ بستر اور تاریک سا کمرہ بہت مفید ہے۔ اطالیہ کے ایک دماغی شفا خانہ میں اسی قسم کے کمروں کے اندر بعض ایسے مریض رکھے گئے۔ جن کا جنون بہت کچھ ترقی کر گیا تھا۔ اور وہاں وہ نہایت آرام کے ساتھ سوئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ معمولی اختلال دماغ کے لئے بھی یہ طریقہ مفید ہوگا۔

پہاڑی ریل

اسپین اور فرانس کے درمیان کوہ پرینیز کا سلسلہ ہے جس کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیاں ہمیشہ مسافروں کو دشوار گزار معلوم ہوتی تھیں۔ لیکن اب جدید ریلوے لائن ان پہاڑوں کو طے کر گئی ہے۔ اب تک پہاڑی علاقہ کو طے کرنے کے لئے صرف خچروں سے کام لیا جاتا تھا۔ اور مسافت ۲۵۰ میل تھی۔ لیکن برف باری کے زمانہ میں یہ راستہ بھی بند ہو جاتا تھا ۱۸۶۲ء میں سب سے پہلے اس پہاڑی علاقہ کی پیمائش ہوئی لیکن سروے کا کام زیادہ ترقی نہ کر سکا۔ آخر ۱۹۰۵ء میں سپین وفرانس کے مابین ایک معاہدہ ہو گیا۔ جس کی رو سے یہ کام پھر جاری ہوا۔ لیکن زمانہ جنگ میں پھر بند کرنا پڑا بالآخر اب ۱۹۲۸ء میں یہ ریلوے لائن مکمل ہو گئی۔ اور باضابطہ افتتاح بھی کر دیا گیا۔

پروپیگنڈا کا بہترین ذریعہ

سینما کے ذریعہ سے بہت سے کام تعلیمی وسیاسی اس زمانہ میں انجام پاتے ہیں۔ لیکن اخبارات کی رائے ہے کہ جب بولنے والی تصویریں ترقی کر جائیں گی تو پروپیگنڈا کا بہترین ذریعہ ثابت ہوں گی سفر کی تکلیف اور وقت کی کمی محسوس نہ ہوگی اور لوگ اپنے عمدہ خیالات کو عمدہ تصویروں اور موثر مناظر کے ساتھ پورے الفاظ اور عبارت میں دوسروں تک پہنچا سکیں گے۔

پنجاب کے مسلمان ووٹر !

سائمن کمیشن کے سامنے ایک شہادت میں بیان کیا گیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں ووٹروں کی کل تعداد سات لاکھ ہے۔ ان میں مسلمانوں کی تعداد تین لاکھ۔ سکھ ۱۶۸۰۰۰ اور ہندو ۲۲۴۰۰۰ ہیں۔ مسلمانوں کی تعداد باعتبار آبادی ۵۵ فیصدی ہے۔ اور ان کے پاس ۴۴ فیصدی ووٹ ہیں۔

حیرت انگیز دماغ

مسٹر جیمس جلینر نامی ایک آدمی کا دماغ نہایت حیرت انگیز ہے ولادت مسیح سے لیکر ۱۹۹۰ء تک آپ کسی دن اور تاریخ کے متعلق اس سے سوال کیجئے۔ وہ فی الفور اس کا صحیح جواب دیگا مثلاً ایک اخبار کے نمائندے نے اس سے پوچھا کہ یکم جولائی ۱۸۱۲ء کو کونسا دن تھا؟ تو جلینر نے فوراً جواب دیا کہ اتوار۔ پھر پوچھا ۲۴ جولائی ۱۸۱۳ء کو کونسا دن تھا۔ جلینر نے کہا کہ اتوار اس طرح کے متعدد سوالات کئے گئے۔ اور جلینر نے سب کے صحیح جواب دیئے [illegible] سو سال

خبریں

— ٹائمز کے نامہ نگار نے اسکندریہ سے یہ اطلاع دی ہے کہ مصری حکومت نے البانیہ کے جدید نظام حکومت کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا ہے۔

— ایک غیر مصدقہ خبر ہے کہ احمد زوغو شاہ جدید شاہ البانیہ نے عیسائی مذہب قبول کر لیا ہے۔

— لندن ۷ نومبر۔ انجمن مخالفین جنگ (بین الاقوام) نے فیصلہ کیا ہے کہ انڈین نیشنل کانگرس کے آئندہ اجلاس کو جو ماہ دسمبر میں کلکتہ میں منعقد ہونیوالا ہے۔ پیام تہنیت ارسال کیا جائے۔

— پراونشل مسلم لیگ صوبہ متحدہ کا سالانہ جلسہ ۱۴ نومبر کو لکھنؤ میں ہونیوالا تھا مجلس استقبالیہ کے فیصلہ کے مطابق کسی آئندہ غیر معینہ تاریخ تک ملتوی کر دیا گیا ہے۔

— ملکہ افغانستان آئندہ مارچ کے آخری ہفتہ میں ایشیائی خواتین کی ایک کانفرنس منعقد کرنا چاہتی ہیں۔ جس میں چین، روس، ترکی ایران اور ہندوستان وغیرہ ممالک ایشیا کی خواتین کو شمولیت کی دعوت دی جائے گی۔

— اس کانفرنس کے مقاصد حسب ذیل ہیں (۱) عورتیں اپنے حلقہ ہائے اثر میں آزادی کی لہر پیدا کریں۔ (۲) ایشیائی آزادی کی لہر پیدا کریں۔ معلوم ہوا ہے کہ پچاس ہندوستانی خواتین کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔

— روس اور افغانستان کی تجارت ۱۹۲۴ء میں ۹۱ لاکھ روبل تھی امسال وہی تجارت ایک کروڑ ۲۵ لاکھ روبل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ افغانستان کی تجارت کو روس میں بہت فروغ ہو رہا ہے۔ اس کے خلاف ہندوستان میں افغانستان کی تجارت روز بروز کم ہو رہی ہے۔

— لندن ۵ نومبر۔ فرقہ وارانہ فساد لاہور کے مقدمات قتل میں پریوی کونسل نے آٹھ مقدمات کا اپیل نامنظور کر دیا ہے۔

— بغداد ۱۰ نومبر۔ ملک فیصل شاہ عراق نے مجلس ملیہ عراقیہ کا افتتاح فرماتے ہوئے فرمایا کہ سلطنت برطانیہ سے ہمارے تعلقات نہایت اچھے ہیں۔ معاہدہ عراق وبرطانیہ کے ماتحت جو معاہدات عسکری ومالی ہونے والے ہیں ان کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ عراق میں زراعت نہایت ہی تسلی بخش ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مدیر "اہلحدیث" اور امرتسر کے مشہور خاندان غزنویہ کی باہمی کشمکش سلطان ابن سعود کی مساعی سے ختم ہو گئی ہے۔ اور انہوں نے تقریباً تین سال کے جھگڑے کے بعد آپس میں مصالحت کر لی۔

— گجرات (پنجاب) میں مخلوطیوں کی کوششوں کے باوجود مخالفین نہرو رپورٹ کا نہایت کامیاب جلسہ ہوا مسلمانان گجرات نے متفقہ طور پر اس رپورٹ کے خلاف اظہار نفرت کیا۔

— فاضلکا ضلع فیروزپور میں مسلمانوں کو گائے کے گوشت کی دکان اور مذبح کھولنے کی اجازت مل گئی ہے۔ ہندو کئی ماہ سے ایک منظم طریق پر اس کی مخالفت کر رہے تھے۔

— امسال کروکشیتر کے میلہ پر وبائے ہیضہ شروع ہو گئی جس سے کئی جانوں کا نقصان ہوا۔

— سائمن کمیشن جس روز لاہور آیا ہے پولیس نے لالہ لاجپت رائے و دیگر حامیان مقاطعہ پر حملہ کر کے انہیں ضربیں اور معمولی زخم پہنچائے تھے۔ ڈاکٹر نارنگ جو لالہ جی کی کوشش سے پنجاب کونسل میں گئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد بھی سائمن کے ساتھ کام کرتے رہے۔ لوگوں نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ مستعفی ہو جائیں اب انہوں نے [illegible] اور کونسل کی ممبریت سے مستعفی ہو جائیں تو میں ایسا کرنے کے لئے تیار رہوں۔

— لالہ لاجپت رائے ۱۷ نومبر کو دل کی حرکت بند ہو جانے سے مر گئے۔ ۱۷ نومبر کو اسلامیہ کالج دیگر ہندو کالج اور میونسپلٹی کے دفتر میں تعطیل رہی۔ بازار کی بہت سی دکانیں بند تھیں۔ ہندو دکانداروں نے ہڑتال کی۔ ارتھی کا جلوس بازاروں میں

دار الکتب اسلامیہ کی ضروری اور مفید کتب

تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی

بیان القرآن - یعنی اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم۔ تفسیر عام فہم عبارت میں لکھی گئی ہے۔ اور قرآن کریم کو ایک مقام سے لے کر دوسرے مقام تک حل کیا گیا ہے۔ مکمل تین جلدوں میں قیمت ۱۵/ جلد اول ۱۰/ جلد دوم ۵/ جلد سوم ۱۰/

سیرت خیر البشر حضرت نبی کریم کی زندگی کے پیارے پیارے حالات قیمت بجلد ۲/ مجلد ۳/

تاریخ خلافت راشدہ یعنی خلفائے راشدین کے زمانہ کے حالات قیمت بجلد ۲/ مجلد ۳/

جمع قرآن قرآن کریم کی جمع و ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات نہایت تحقیقات سے لکھے گئے ہیں مجلد ۳/

مقام حدیث - اس کتاب میں جمع حدیث - ضرورت حدیث اور تنقید حدیث پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ شروع کتاب میں آنحضرت صلعم کے خط و خال کا عکس دیا گیا ہے قیمت ۳/

حقیقت المسیح ایک عیسائی کے چند سوالات کے جوابات از روئے قرآن کریم اور بائبل نہایت مفصل طور پر دیے گئے ہیں قیمت صرف ۳/

حدوث مادہ - ایک آریہ سے مباحثہ۔ ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ حادث ہے۔ قیمت ۵/

مسیح موعود - جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ سلسلہ کے متعلق تحقیقات کرنے والے کو اس کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ قیمت مجلد ۲/ بجلد ۳/

النبوۃ فی الاسلام اس میں نبوت رسالت - محدثیت اور مجددیت پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی کتب سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی - قیمت ۶/

صحیح بخاری صحیح بخاری کے پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ اور تفسیری نوٹ تین حصوں میں قیمت پارہ اول ۱/ دوم ۲/ سوم ۲/ باقی پارے چھپ رہے ہیں۔ قیمت ہر سو صفحہ کے لحاظ سے ۲/

شناخت مامورین جس میں مامورین من اللہ کی شناخت اور انہیں پرکھنے کے نشانات با وضاحت درج کئے گئے ہیں قیمت ۳/

احمد مجتبےٰ میاں محمود احمد صاحب کے اس عقیدہ کی تردید کہ احمد رسول اللہ کا نام نہ تھا۔ قیمت ۳/

تصنیفات دیگر مصنفین

یجروید مصنفہ مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کا اردو ترجمہ جس پر اکثر ہندو اخبارات نے بھی تنقیدی نظر ڈال کر ترجمہ کو صحیح اور سلیس قرار دیا اور بعض نے تعریف بھی کی ہے۔ قیمت ۳/ **مسئلہ تثلیث** ۲/ **نجات** ۱۰/ مطالعہ اسلام ۱۲/ ام الالسنہ ۱۲/ مقصد بعثت

غنط حکمت مصنفہ ممتاز احمد صاحب فاروقی - اس کتاب کی بڑے بڑے ڈاکٹروں نے تعریف کی ہے۔ جن میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی شامل ہیں - اردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ قیمت صرف ۸/ ہستی باری تعالیٰ - قیمت ۶/

مجمل ڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوگا۔

اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس اسلامی کتب کا کافی ذخیرہ ہے فہرست مفت طلب کریں۔ تمام فرمائشیں بنام

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور آنی چاہئیں

مسلمانوں کو ہندوستان میں زندہ دیکھنا چاہتے ہو

تو ان لوگوں کو جو احکام پردہ سے بے خبر ہیں خدا و رسول کے احکام سے آگاہ کرو۔ پردہ کی ضرورت اور پردہ کی خوبیاں ان کے ذہن نشین کر کے انہیں انکے فرائض کی تاکید کرو۔

اسلامی پردہ میاں سلطان احمد جودی ایم آر۔ اے ایس (لندن) کی تصنیف ہے۔ اس میں آیات قرآنی و احادیث نبوی۔ صحابہ کرام۔ علمائے عظام کے اقوال سے پردہ کی ضرورت اور پردہ کے احکام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہندوستان کی نامور عورتوں اور علمائے یورپ کے خیالات بھی پردہ کے متعلق اس میں درج ہیں۔

اس وقت جبکہ ہر طرف اسلامی پردہ کی بحث شروع ہے اس کے متعلق واقفیت حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ یہ کتاب آپ کی اس ضرورت کو پورا کر دے گی۔

صرف پانچ آنے کے ٹکٹ بذریعہ ڈاک بھیجئے۔ کتاب آپ کے پاس پہنچ جائے گی - وی پی ہرگز نہ بھیجا جائے گا۔ پتہ

مینیجر نظامیہ بکڈپو بٹالہ (پنجاب)

شاہی اکسیری زود اثر مجربات

(دوا خانہ زیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ پنجاب)

شاہی یاقوتی قوت مردانہ کی وہ مشہور اکسیر ہے۔ جو زود اثری میں اپنا ثانی نہیں رکھتی - یہی وجہ ہے کہ راجوں مہاراجوں تک میں مقبول ہے۔ بڑے بڑے رؤسا نواب اور امیر استعمال کرتے ہیں۔ قیمت بھی کچھ زیادہ نہیں صرف پانچ روپے ہے۔ ہر قسم کے زنانہ و مردانہ امراض کی مجرب ادویہ ہمارے ہاں تیار رہتی ہیں - نیز خط و کتابت کے ذریعہ علاج کیا جاتا ہے غربا سے کوئی فیس نہیں لی جاتی - البتہ دوا کی مناسب قیمت لی جائیگی جواب طلب امور کے لئے ٹکٹ بھیجئے۔

سٹیٹ ... خاص کپورتھلہ

مسمریزم ہپناٹزم

کے ذریعہ خدا کے فضل سے ہر قسم کی روحانی و جسمانی مایوس العلاج امراض کا علاج دور یا نزدیک سے نہایت کامیابی سے کیا جاتا ہے۔ اور پندرہ بیس روز میں شرطیہ سکھاتے ہیں۔ مفصل حالات کے لئے ہماری کتاب جو ۱۴ سالہ محنت کا نتیجہ ہے مفت منگاؤ۔

گنیش داس اوم نند گنیش آشرم چھاؤنی جالندھر

قلمہائے ابنہ وتر شاوہ

مطلوب ہیں تو جدید فہرست پتہ ذیل سے طلب کیجئے۔ جو مفت ملیگی

شیخ ... ضلع میرٹھ

مسلم بیبیوں کے لئے نئی نئی علم اخلاق و ادب کی کتابیں

شوہر کی نصیحتیں - ایک لائق شوہر اپنی بی بی کو کس طرح اپنا ہمخیال بنا سکتا ہے ۴/

امت کی مائیں - رسول اللہ کی ازواج مطہرات کے صحیح حالات - ۶/

چٹوری زبان - مسلمانوں کے دیرینہ مرض کھانے اڑانے کا علاج - ۳/

کفایت شعاری - فضول خرچوں اور ناعاقبت اندیش بیبیوں کے لئے تازیانہ عبرت ۲/

آسمان کی پری - ایک شوہر پرست خاتون کی دلچسپ داستان - ۲/

عقیلہ بیگم - عاقل و سمجھدار بی بی نے اپنے ضدی خاوند کو راہ راست پر لائی ۳/

رسول عربی - نبی کریم صلعم کی سوانح پاک خاص مستورات کے لئے - ۶/

معرکہ تقدیر و تدبیر - تقدیر و تدبیر کے پیچیدہ مسئلہ کا حل بہت دلچسپ ہے - ۴/

لائق ماں کا لائق بیٹا - تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ ماؤں کی اولاد کا مقابلہ ۵/

پہیلی نامہ - کئی سو عجیب پہیلیاں معہ بوجھ کے درج ہیں - ۷/

اقوال زرین - بڑے بڑے لوگوں کے زرین اقوال قابل دید ہیں - ۳/

گھر اور گھر والی - عورتوں کے لئے خانہ داری کا بہترین دستور العمل - ۳/

ماں کی مامتا - ماں کا حد سے زیادہ لاڈ و پیار بچوں کو بگاڑتا ہے - ۳/

اصلاح الرسوم - بری رسموں کی اصلاح کے طریقے بتائے ہیں - ۲/

ڈاکٹر حلیمہ خانم - ایک غریب مسلمان لڑکی نے اسلام کی خدمت کیسے کی ۱۲/

باورچی خانہ - اسلامی اور ہندوانی کھانوں کے پکانے کی ترکیبیں - ۶/

چاند تارے - چھوٹی چھوٹی دلکش نظمیں بچوں کے لئے - ۳/

مجموعہ ظرافت - کئی سو مہذب لطیفے ہنسنے ہنسانے کے لئے - ۴/

ملنے کا پتہ - مہتمم پردہ نشین (زنانہ) لائبریری آگرہ

ماہانہ رسالہ تجلی دہلی

سب سے سستا اور سب سے بہتر

نمونہ مفت

پتہ

مینیجر رسالہ تجلی دہلی

اشتہار کا بہترین ذریعہ

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۹ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۸۱

اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

گاندھی جی کے ینگ انڈیا کا ایک مضمون

مہاتما جی کے اخبار "ینگ انڈیا" میں شری جی گووندجی دیسائی کا ایک مضمون سرعنوان سے شائع ہوا ہے کہ "اسلام میں اہنسا" ہم اسے ناظرین پیغام صلح کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں :-

اسلام میں جبر نہیں

یہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ بعض غیر تاریخی وجوہ سے ہندوستان میں اسلام کو تشدد کا مترادف مانا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمان فاتحوں نے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں تلوار لیکر ممالک کو تاخت وتاراج کیا۔ لیکن ہم قرآن کی سورہ ۲ آیت ۲۵۷ میں پڑھتے ہیں کہ "مذہب میں کوئی تشدد نہ ہونا چاہئے۔ (سیل صاحب کا ترجمہ) مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ جیسا کہ مرزا ابو الفضل الہ آبادی نے ترجمہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول عربی پیغمبر اسلام نے بلانے کی حمایت سے اس قدر متبرا تھے۔ کہ اس خاص آیت میں جیسا کہ کہا جاتا ہے آپ کے بعض اول مریدوں کو ہدایت کی گئی ہے جن کے فرزندوں نے بت پرستی یا یہودیوں کے مذہب میں پرورش پائی تھی اور جوان فرزندوں کو مجبور کر کے مذہب اسلام میں داخل کرنا چاہتے تھے۔ اگر ایک باپ کو یہ نہیں چاہئے کہ وہ اپنے بیٹے کو جبراً مسلمان بنائے تو یہ عیاں ہے کہ اجنبیوں کو مسلمان بنانے کے لئے تو جبر قطعی طور پر خارج از بحث ہے۔

شرافت اور انسانیت مجسم شخص

یہ امر واقعہ ہے کہ ذاتی طور پر تو رسول عربی ایک ایسے شخص تھے جن میں بڑی انسانیت اور شرافت تھی۔ آپ کی نسبت کہا گیا تھا کہ "آپ اس سے زیادہ باحیا تھے جتنی پردہ میں رہنے والی ایک کنواری عورت ہوتی ہے"۔ آپ اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کے ساتھ بڑی رعایت کرتے تھے۔ اور آپ کا کمسن غلام جو اسے کچھ ہی کرنا تھا آپ اس کا مضحکہ اڑانے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ آپ کا ملازم خاص کہتا ہے کہ میں دس سال رسول کے پاس رہا اور آپ نے مجھے لفظ اُف بھی نہیں کہا۔ آپ نے مجھے کبھی یہ نہیں کہا کہ "تم نے یہ کام کیوں کیا"۔ اور نہ کبھی یہ کہا کہ "تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا"۔

تمام عمر کسی کو نہ مارا

آپ [illegible] رکھتے تھے۔ آپ ان کو راستے میں روک لیتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ آپ بچوں کے ساتھ اچھلتے کودتے تھے اور ان کے کھلونوں سے کھیلتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر بھر کسی کو نہیں مارا۔ آپ نے بدترین الفاظ جو کبھی مذہب کی تبدیلی کے متعلق کہے تھے کہ "اسے کیا ملا ہے؟ خدا کرے کہ اس کا چہرہ خاک سے سیاہ ہو"۔ جب آپ سے کہا گیا کہ فلاں شخص کو بددعا دیں تو آپ نے جواب دیا کہ میں بددعا دینے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ انسانوں کے ساتھ رحم کا سلوک کرنے کو آیا ہوں"۔ آپ بیماروں کی مزاج پرسی کرنے جاتے تھے۔ اور جو جنازہ آپ کو ملتا تھا۔ آپ اس کے ہمراہ ہو لیتے تھے۔ آپ ایک غلام کی دعوت بھی قبول کر لیتے تھے۔ اپنے کپڑوں کی خود مرمت کرتے تھے۔ جن میں بعض اوقات پیوند لگاتے تھے۔ مصافحہ کرتے وقت آپ اپنا ہاتھ پہلے نہیں ہٹاتے تھے۔ اور نہ آپ کسی اجنبی کے ساتھ باتوں کا خود خاتمہ کرتے تھے۔ اور نہ آپ کسی کی بات سننے سے اپنے کان پھیرتے تھے۔ (لین پول)

والدہ کی قبر پر گریہ وزاری

رسول عربی میں انسانوں میں سب سے زیادہ انسانیت تھی۔ جب آپ اپنی والدہ کی قبر پر جاتے تو روتے تھے۔ اور ان لوگوں کو بھی رلاتے تھے جو اس وقت آپ کے گرد وپیش ہوتے تھے۔

رسول اللہ کی خیرات

آپ جس قدر سادہ اطوار رکھتے تھے اسی قدر مخیر بھی تھے آپ اپنی بیویوں کے ساتھ معمولی جھونپڑوں کی ایک قطار میں رہتے تھے یہ جھونپڑے کھجور کی ٹہنیوں کے ذریعے جن پر مٹی لیپی جاتی تھی ایک دوسرے سے جدا تھے۔ آپ خود آگ جلاتے۔ اور جھونپڑوں میں جھاڑو دیتے تھے۔ آپ کے پاس جو کچھ کھانا ہوتا تھا اس میں سے ان لوگوں کو حصہ دیتے تھے جو آپ کے پاس جاتے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کے مکان کے باہر ایک بنچ پڑی رہتی تھی اور اس پر ہمیشہ ایک تعداد ان غریبوں کی بیٹھی رہتی تھی جن کا گزارہ بالکل آپ کی خیرات پر منحصر تھا اور اس لئے ان غریبوں کو بنچ والے لوگ کہا جاتا ہے۔ آپ کا معمولی کھانا کھجوریں اور پانی یا جو کی روٹی ہوتی تھی۔ دودھ اور شہد سامان عشرت تھا۔ اور ان دونوں چیزوں کے آپ بڑے شائق تھے۔ مگر آپ یہ چیزیں شاذ ونادر ہی استعمال کرتے تھے۔ جب آپ عرب کے بادشاہ بن گئے تو بھی آپ ریگستانوں میں سیاحت بہت پسند کرتے تھے۔

غریبی کی عزت

رسول اللہ نے غریبوں کو یہ کیسا درجہ تقدس بخش دیا کہ غریبی آپ کا فخر [illegible] سے دعا کی کہ آپ کو غریبی میں رکھے آپ کو حالت غریبی میں موت دے اور حشر کے دن آپ کو غریبوں ہی میں اٹھائے۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ خدا کی قسم میں آپ کے ساتھ محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے اس سے جواب میں کہا کہ اگر آپ صادق ہیں تو آپ غریبی کا ہتھیار تیار کریں۔ کیونکہ جو کوئی مجھے محبت کرتا ہے غریبی اس کے پاس اس سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ پہنچ جاتی ہے۔ جس تیزی کے ساتھ کہ سمندر کی رو پہنچتی ہے اور آپ نے کہا کہ غریبوں کو اپنے پاس آنے دو۔ کیونکہ اسی وجہ سے اللہ تم کو اپنے پاس پہنچ جانے دیگا۔ پھر آپ نے کہا کہ میرے اطمینان دل کو تم غریبوں اور حاجتمندوں میں پا سکتے ہو۔ تم عشرت اور راحت سے دور رہو۔ کیونکہ اسلام کے خاص خادم جو اس کی عبادت میں لگے رہتے ہیں وہ عیش پرست نہیں ہو سکتے۔

خدا کا بندہ اور پیغامبر

آپ اس قدر منکسر مزاج تھے کہ آپ کسی کو اپنی نسبت اس سے زیادہ نہیں کہنے دیتے تھے کہ "آپ خدا کے بندے اور اس کے پیغامبر ہیں" آپ اپنے دلی معتقدوں کو یاد دلاتے رہتے تھے کہ "میں انسان سے بڑھ کر نہیں ہوں"۔ اگرچہ آپ کا دعویٰ تھا کہ آپ خاتم النبیین اور سرتاج انبیاء ہیں۔ یعنی سب سے آخری اور سب سے بڑے نبی ہیں۔ مگر ساتھ ہی آپ نے صاف الفاظ میں کہدیا کہ میں اور نیز باقی انسان اس وقت تک بہشت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ خدا آپ کو اپنی رحمت سے نہ ڈھک دیگا۔ جہاں آپ نے ایک طرف یہ اعلان کیا کہ ہر ایک محض خدا کے فضل کی بدولت نجات پائے گا۔ وہاں آپ نے انسانوں کو بھی یہ تسکین دی کہ خدا کی رحمدلی اس کے غصہ پر غالب آجاتی ہے۔ اور یہ کہ بہشت کے دروازے نام نہاد بے دینوں پر بھی بند نہیں کئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی بے دین کو معلوم ہو جائے کہ خدا کس درجہ رحیم ہے۔ تب بھی اسے بہشت کی طرف سے مایوسی نہ ہونی چاہئے۔

(از پرتاپ ۶ نومبر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶　جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ　نمبر ۸۱

حضرت نبی کریمؐ کی عزت اور قادیانی

جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات اسلام

قادیانی اخبار "الفضل" ۱۳ر نومبر ۱۹۲۸ء میں میاں اکمل نے اپنے پیر کو دنیا کی امامت کا تاج پہنانے کے لئے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ لیکن جو لوگ پیر پرستی کے اندھے کنوئیں میں نہیں گرے ان کے لئے میاں اکمل کی لفاظی کسی کام کی نہیں۔ امامت کا تاج محض لفاظیوں سے یا مریدوں کی تعریفوں سے نہیں مل جایا کرتا۔ بلکہ حقیقی امام اور دنیا کا رہبر وہی مانا جائیگا۔ جو کچھ کر کے دکھائے۔ اکمل صاحب فرماتے ہیں:-

"ہندو مسلم فسادات کو روکنے اور اس جذبہ تحقیر کو کم کرنے کے لئے جو بعض اشرار اپنی خاص اغراض کے لئے اسلام اور بانی اسلام علیہ السلام کے خلاف پھیلا رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے خطبہ پڑھا اور بتایا کہ اس کا علاج صرف یہی ہے کہ نبی کریمؐ کے پاکیزہ سوانح سے بچہ بچہ کو واقف کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ مبارک تجویز بہت پسند کی گئی اور اکناف عالم میں اس کو وہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ دشمن کو بھی اقرار کرنا پڑا۔"

قادیانی صاحبان کے دینے کے بٹے اور ہیں اور لینے کے اور۔ حضرت نبی کریمؐ کے چالیس کروڑ نام لیواؤں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا تو حضرت نبی کریمؐ کی بقول قادیانی صاحبان حقیقی عزت ہے۔ لیکن ایسی جماعت کا پردہ فاش کرنا اور اس کے اصل ایمان کو ظاہر کرنا جو بظاہر مسلمانوں کو مسلمان کہکر مطلب براری کرنا چاہتی ہے لیکن دل میں یہ ایمان رکھتی ہے کہ جن کو یہ مسلمان کہہ رہی ہے حقیقت میں تو وہ پکے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اسلام اور حضرت نبی کریمؐ کی معاذ اللہ بے عزتی کرنا ہے۔

ایک سچے محب رسول اور خادم اسلام کے نزدیک تو اس سے بڑھکر حضرت نبی کریمؐ کی اور بے عزتی نہیں ہو سکتی کہ آپ کا کلمہ پڑھنے والے کروڑہا مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج مانا جائے۔ محض لفاظی سے کوئی شخص حضرت نبی کریمؐ کی حرمت کو بچا نہیں سکتا۔ جس شخص کے دل میں حضرت نبی کریمؐ کی اتنی بھی عزت نہیں کہ وہ آپ کے نام لیواؤں۔ آپ کے فرمودہ احکام الٰہی پر چلنے والوں کو مسلمان سمجھ سکے۔ اس نے آپؐ کی حقیقی عزت کیا کرنی ہے۔ قادیانی پیر نے تو ایک خطبہ پڑھ دیا۔ اور محض نمود کے لئے ملک میں جلسوں کا شور مچا دیا۔ مریدوں نے سمجھ لیا کہ پیر صاحب نے بڑا کمال کر دیا۔ اس کے مقابل "معدودے چند لوگوں" کو اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریمؐ کا نام اور دین ساری دنیا میں پھیلانے کی وہ توفیق دی کہ قادیانی صاحبان بایں لفاظی اس کا پاسنگ بھی نہیں دکھا سکتے۔ ان چند لوگوں نے قرآن کریم کو دو مرتبہ انگریزی میں ہزارہا کی تعداد میں چھپوایا۔ جس کا کم از کم چوتھائی حصہ مفت یا نصف قیمت پر ساری دنیا میں پھیلایا۔ قادیانی خلیفہ کے دماغ میں ابھی خطبہ کا خیال بھی نہ آیا ہوگا کہ یہ چند لوگ حضرت نبی کریمؐ کی سیرت کو دنیا کی تمام لائبریریوں میں پہنچا چکے تھے۔ جہاں لکھوکھا لوگوں نے اس کا مطالعہ کیا ہوگا۔ دنیا کے کسی ملک کا نام لیا جائے۔ خواہ وہ اسلامی ہو یا غیر اسلامی۔ جہاں حضرت نبی کریمؐ کی انگریزی لائف اور قرآن شریف انگریزی نہ پہنچا ہو۔ اسی طرح اسلام کا نورانی چہرہ دکھانے کے لئے اخبار "لائٹ" ہفتہ وار دنیا کے تمام [illegible] لوں میں پہنچتا ہے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ اس میں ہماری لیاقت۔ ہماری علمیت۔ ہماری جماعت کی طاقت کو کچھ دخل نہیں۔ محض خدا کا خاص فضل ہے کہ اس نے ہماری کمزور اور ناچیز جماعت سے خدمت اسلام کے وہ کام لیے جو مسلمان بادشاہ امراء۔ پیر۔ گدی نشین اور علما نہیں کر سکے۔ قادیانیوں کے ناجائز حملے اور ان کی لفاظیاں دیکھکر ہمیں کچھ لکھنا پڑتا ہے ورنہ ہم پسند نہیں کرتے کہ لوگوں کو دکھلانے کے لئے اپنی خدمات اسلام کی ڈونڈی پیٹتے پھریں ہم خاموشی سے خدمت اسلام کرنے والے ہیں اور ٹھوس کام کو لفاظی پر ترجیح دیتے ہیں۔ میاں اکمل ہم کو گزشتہ چودہ سال کے واقعات یاد دلاتے ہیں۔ ان کے لئے تو ایک ہی واقعہ سبق عبرت رکھتا ہے ان کے خود ساختہ امام نے حضرت امیر کے قرآن کو رد کیا۔ اور ہمارے قرآن کی اشاعت سے پہلے ایک پارہ انگریزی ترجمہ شائع کر کے جماعت کو ہماری امداد سے روک دیا۔

میاں اکمل سے ہم دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ کیوں خدا نے تم لوگوں سے خدمت قرآن کی توفیق چھین لی۔ کہ آج تک دوسرا پارہ بھی شائع نہ کر سکے۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے اگر تم میں سمجھنے والے ہوں۔ تمہارا ترجمہ تو نہ معلوم کب ختم ہو کر شائع ہوگا۔ لیکن یہ چند لوگ جنھیں تم حقارت سے دیکھتے ہو۔ یورپ کی دوسری بڑی بڑی زبانوں میں قرآن کریم اور سیرت نبوی کے تراجم شائع کر دیں گے۔ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر ہم کہتے ہیں کہ خدمت اسلام اور خدمت سلسلہ کا کوئی عملی کام پیش کرو جو تم لوگوں نے جماعت لاہور سے بڑھکر کیا ہو۔

وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

ہندو توہم پرستی!

معاصر "پرتاپ" "ٹائمز آف انڈیا" کے حوالے سے اپنی ۱۸ر نومبر کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"بمبئی میں سوشل اصلاح کے لئے ایک ایسوسی ایشن قایم کی گئی ہے۔ جسکے سکریٹری مسٹر پی جی نائک نے بمبئی اور مدراس کے دیوداسی سسٹم کے متعلق ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ جس کا عنوان ہے۔ "مذہبی رسوم کے ماتحت عصمت فروشی" مسٹر نائک نے اس پمفلٹ میں دیوداسی سسٹم کے متعلق صورت حالات کو نہایت واضح طور پر پیش کیا ہے۔ اس رپورٹ میں درج ہے کہ بمبئی پریذیڈنسی میں گوا۔ ساونت واڑی کنارا اور رتناگری کے اضلاع میں تحقیقات کی گئی ان اضلاع میں دیوداسیاں جن کو مندروں میں "گوکرنی" کہتے ہیں بکثرت ہیں۔ صرف اسی پریذیڈنسی میں ان بدقسمت لڑکیوں کی تعداد ۲۵ ہزار کے قریب ہے۔ مدراس کے اعداد و شمار اس سے علیحدہ ہیں۔ دیوداسیوں میں شادی کرنا منع ہے۔ مگر جب کسی مندر میں داخل ہونے لگتی ہیں یا ان کو مندر پر چڑھایا جاتا ہے تو اس وقت تک ان سے کوئی خدمت نہیں لی جاتی۔ جب تک کہ ان کی شادی نہ ہو جائے اور ان کی شادی کا بھی عجیب طریقہ ہے۔ ایک دیوداسی کو لڑکے کے کپڑے پہنا دیئے جاتے ہیں اور نو آمدہ لڑکی کی اس سے شادی کی جاتی ہے۔ یہ ایک تماشہ ہے اگر کوئی لڑکی اس قسم کی رسم ادا ہوئے بغیر ہی مندر میں چڑھائے پر کام کاج شروع کر دے تو اس کی تمام سیوا دھرم ورودھ (خلاف مذہب) مانی جاتی ہے۔ اور اس کے سارے خاندان کو برادری سے خارج کر دیا جاتا ہے۔"

یہ اس قوم کی حالت ہے جس کا تمام پریس اور بڑے بڑے لیڈر پچھلے دنوں مس میو (ایک امریکن لڑکی) کے اسی قسم کے انکشافات پر چیخ پکار کر رہے تھے۔ اور ان کا یہ دعویٰ تھا کہ مس میو کے بیان کردہ واقعات غلط ہیں کیا مسٹر پی جی نائک کی معلومات بھی اسی فتوے کی مستحق نہیں؟ اور محض اس لئے کہ مس میو کے امریکن قلم کے بجائے اب ایک ہندو نے انہیں قلمبند کیا ہے۔ "پرتاپ" جیسے اخبارات میں جلی عنوانات سے شائع ہونے کے قابل ہیں؟

ہندو لیڈروں کی خاموشی

بظاہر یہ امر موجب حیرت ہے کہ ہندو لیڈروں نے اب تک اس شرمناک رسم کے انسداد کی پوری پوری جد و جہد کیوں نہیں کی۔ مگر ہمارے خیال میں وہ بیچارے مجبور ہیں۔ یہ جو کچھ ہوتا ہے باوجود انتہائی شرمناک ہونے کے ہندوؤں کے مذہبی احکام و اعتقادات کی بنا پر ہوتا ہے اور ہندوؤں کا ایک کثیر طبقہ اس انسانیت سوز رسم کو اپنی نجات اخروی کا باعث سمجھتا ہے۔ ایسی حالت میں ہندو لیڈر کیا کر سکتے ہیں؟ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض لیڈروں کے دل و دماغ پورے طور پر اس قسم کے اعتقادات و خیالات سے آزاد نہ ہوں۔ چنانچہ مشہور رسالہ "انڈین سوشل ریفارمر" میں ایک ہندو وکیل دیوداسی سسٹم کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"دور کیوں جاتے ہو خود مسٹر سری نواس آئینگر صدر انڈین نیشنل کانگرس اس معاملہ پر خاموش ہیں۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے ابھی تک اس کے متعلق کوئی رائے قایم نہیں کی۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ مسٹر سرینواس آئینگر جو ہندوستان کے لئے مکمل آزادی سے کم اور کسی بات پر قانع نہیں ان غریب آتماؤں (روحوں) کی رہائی کے سلسلے میں بالکل خاموش ہیں۔ مدراس کونسل میں جب دیوداسی سسٹم کو بند کرنے کے لئے بل پیش ہوا تو سوراجیوں نے اسے استصواب رائے کے لئے مشتہر کرانا چاہا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ بل پاس ہو۔"

ان ہندو وکیل صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اگر صحیح ہے (اور یقیناً صحیح ہوگا) تو ہر ایک سمجھدار ہندوستانی کو اپنے ملک کی بدقسمتی پر ماتم کرنا چاہئے اور دعا اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس قسم کے انسانیت سوز اعتقادات و رسوم کا جلد سے جلد خاتمہ ہو جائے۔ کیونکہ جب تک یہ موجود ہیں "مدر انڈیا" جیسی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ بند نہیں ہو سکتا۔

ہندوؤں کی وطن پرستی

ہمیں ہندو بھائیوں سے بجا طور پر شکوہ ہے کہ وہ اپنی شرمناک کمزوریوں کی اصلاح کے بجائے بعض ایسے مشاغل میں مصروف ہیں۔ جن کو دانشمندانہ۔ شریفانہ اور مفید نہیں کہا جا سکتا۔ کبھی اپنے وطنی مسلمانوں کے متعلق طرح طرح کی غلط بیانیاں کی جاتی ہیں۔ کبھی ٹرکی اور افغانستان کی معاشرتی اصلاحات کو مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے ٹھٹھے مارے جاتے ہیں کبھی یورپ امریکہ اور اسلامی ممالک میں اس فرسودہ ناکارہ اور بے حد قابل اعتراض ہندو تہذیب کو مروج کرنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ جس کا ایک نمونہ دیوداسی سسٹم میں پایا جاتا ہے ہمارے بھائیوں کو وطن پرستی کا بہت دعوےٰ ہے لیکن ہم حیران ہیں کہ حقیقی طور پر ان کو اپنے وطن سے کوئی محبت نہیں۔ اگر ہم غلط کہہ رہے ہیں تو بتایا جائے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ اپنی رسوم اور اعتقادات کی وجہ سے سارے ملک اور اس کی تمام اقوام کے لئے بدنامی و رسوائی کا سامان فراہم کر رہے ہیں۔ ہم نہایت اخلاص اور پورے زور سے ہندوؤں کو ان شرمناک رسوم کے انسداد کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ ان کی ان حرکتوں کی وجہ سے ہم ہندوستانی مسلمان خواہ مخواہ بدنام ہو رہے ہیں۔

افغانستان کے متعلق غلط بیانیاں

شاہ افغانستان کی سیاحت یورپ کے بعد کسی حریف طاقت کی طرف سے افغانستان کے خلاف نہایت سرگرم پروپیگنڈا ہو رہا ہے۔ یہ پروپیگنڈا کون کر رہا ہے اور کس غرض سے کر رہا ہے؟ یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ تاہم اس کے مضر اثرات کی طرف سے خاموشی اختیار نہیں کی جا سکتی۔ پہلے پردہ شکنی اور جبراً ڈاڑھیاں منڈوانے وغیرہ کے متعلق نہایت گمراہ کن خبریں آئیں۔ اور ہندوستانی مسلمان بے چین ہو گئے لیکن حقیقت کھل گئی جس سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں۔

اب تازہ خبر ہے کہ شاہ افغانستان نے حکم دیا ہے کہ مُردوں کو دفن کرنے کے بجائے بجلی کی طاقت کے ذریعے جلایا جائے۔ یہ خبر قدرتی طور پر ہر مسلمان کے لئے باعث رنج ہوگی۔ لیکن قبل اس کے کہ موثق ذرائع سے اس کی تصدیق ہو جائے۔ اس پر یقین کرنا مخالفین کے پروپیگنڈا کو تقویت دینا ہے۔ ہندو اخبارات ایسی خبروں کو جس مقصد کے لئے جلی اور ہنگامہ خیز عنوانوں سے شائع کرتے ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔ یہ ایک نہایت افسوسناک حقیقت ہے کہ ہندو اخبارات کو صحافتی ذمہ داریوں اور حقوق ہمسائیگی کا مطلق پاس نہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ ان اخبارات کی یہ ذلیل ذہنیت جلد سے جلد تبدیل ہو جائے۔ اس دعا کی قبولیت کچھ مدیران اخبار سے بھی مدد چاہتی ہے۔

سلسلہ احمدیہ پر اعتراضات کے جوابات

(جناب مولوی تصدق حسین خان صاحب بی اے کے قلم سے)

سوال ۔ نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ اسلام کے ستون سمجھے جاتے ہیں ۔ اور ان میں سے کسی ایک کا تارک سخت عذاب کا مستحق ہے اور پیشوائی کے لائق نہیں اگر ہے تو دلیل کے ساتھ جواب دیا جائے ۔

جواب ۔ بے شک ۔ نماز روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ ارکان اسلام ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو بغیر عذر شرعی کے ترک کرنے والا سخت گنہگار ہے ۔ مسلمان کے لئے نماز کسی حالت میں بھی ترک کرنے کی اجازت نہیں ۔ ہاں حدیث میں تین استثنائی صورتیں بیان ہوئی ہیں ایک حالت نوم ۔ دوسری حالت دیوانگی ۔ اور تیسری حالت نابالغی کی ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ ان تینوں ارکان کی پابندی مشروط بہ شرائط ہے ۔ روزہ کے متعلق صاف الفاظ ہیں من کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر ۔ یعنی بیمار اور مسافر بعد میں روزے رکھ لیں ۔ پھر دائم المریض لوگوں اور ایسے لوگوں کے لئے جنہیں روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہیں ۔ جیسے کہ پیر فرتوت ان کے لئے ارشاد خداوندی ہے ۔ واما الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین ۔ یعنی جنہیں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اور جو روزہ برداشت نہیں کر سکتے بوجہ ضعف یا دائمی بیماری کے وہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دیدیا کریں ۔

زکوٰۃ بھی صاحب نصاب پر فرض ہے دوسرے پر نہیں ۔ اور اسی وجہ سے آنحضرت صلعم نے ایک پائی اپنی تمام عمر میں بطور زکوٰۃ کسی کو نہیں دی ۔ اسی طرح حج کا معاملہ ہے ۔ حج کے متعلق ارشاد خداوندی ہے ۔ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ۔ یعنی حج اس پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو من استطاع الیہ سبیلا کے الفاظ میں بہت وسعت ہے استطاعت سبیل میں بالاتفاق رستے کا امن بھی داخل ہے اور جب مکہ شریف میں قتل کا خوف ہو تو وہاں ہرگز جانا مناسب نہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اپنے ہاتھ ہلاکت میں مت ڈالو ۔ ان الفاظ کی موجودگی میں ایک ایسے شخص کے لئے جو سمجھتا ہے ۔ کہ حج سے اس کی جان جائے گی ۔ یا وہ اس قدر دور دراز تکلیف دہ اور گرم علاقہ کے سفر کا متحمل نہ ہو سکے گا ۔ حج فرض نہیں ۔ بلکہ اگر وہ رعایت خداوندی کے خلاف عمل کرے گا تو وہ گنہ کا مرتکب ہوگا ۔ کہ اس نے صریح حکم خدا کے خلاف عمل کیا ۔

ایسا شخص خواہ ایک معمولی درجہ کا کلمہ گو مسلمان ہو اور خواہ کوئی بڑا ولی یا پیشوا وہ فریضہ حج سے حسب تصریح قرآن مجید مستثنےٰ قرار دیا جائیگا ۔ اللہ تعالیٰ کا صریح حکم وارد ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے بڑھکر کسی امر کے متعلق حکم نہیں دیتا ۔ آپ کہتے ہیں کہ ایسا شخص پیشوائی کے قابل نہیں ہو سکتا ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باوجود زکوٰۃ نہ دینے کے منصب نبوۃ اور رسالت کے لائق ہیں تو ایک امتی بھی جس کے لئے حج میں شرعی عذرات ہیں وہ امامت اور پیشوائی کے لائق ہو سکتا ہے ۔

سوال ۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب نے ایک لمبی عمر پائی لیکن حج نہیں کیا ۔ ایسی حالت میں آپ کے متعلق کیا سمجھا جائے گا ؟

جواب ۔ ہم حضرت مرزا صاحب کے متعلق دیکھیں گے کہ آیا واقعی کچھ شرعی عذرات آپ کے حج میں حائل تھے ۔ یا نہیں ۔ سو اس کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ آپ ایک دائم المریض تھے ۔ آپ کی صحت کی کیفیت عجیب و غریب تھی ۔ ابھی آپ تندرست و توانا نظر آ رہے ہیں ۔ کہ دو دو تین تین میل تک آپ سیر کر آئے ہیں ۔ اور ابھی آپ پر انتہائی ضعف طاری ہو گیا ہے ۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے ہیں یعنی برد الاطراف ہو گیا ہے ۔ ابھی صبح کے وقت آپ چنگے بھلے تھے یکلخت شام کے وقت آپ ذیابیطس کے دورے سے مضمحل ہو رہے ہیں ۔ کبھی آپ کو دوران سر کی تکلیف ہے کبھی ضعف قلب کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ کا آخری وقت ہے ۔ اور یہی کیفیت آپ کی وفات کے وقت ہوئی ۔ رات عشا کے وقت آپ دفعتاً اسہال سے بیمار ہوئے اور صبح دس بجے کے قریب آپ فوت ہو گئے ۔

کا امن مفقود تھا ۔ جس صورت میں یہاں لوگ آپ کے قتل کے درپے تھے ۔ تو پھر عرب جگہ آپ کو وہ کب چھوڑنے والے تھے ۔ بلکہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ذرا ہندوستان سے باہر نکل کر دیکھو تمہارا کیا حال ہوتا ہے پس ایسی خطرے کی صورت میں آپ کا حج کو جانا صریح اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا تھا ۔ جس سے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے ۔ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ غرض حضرت میرزا صاحب کو حج کے متعلق دو رکاوٹیں تھیں ۔ ایک آپ کا خطرناک طور پر دائم المریض ہونا اور دوسرا رستہ میں جان کا خطرہ ۔ ان رکاوٹوں کی وجہ سے حج آپ پر فرض نہیں تھا ۔ کیونکہ ان حالات کے اندر حج کرنا من استطاع الیہ سبیلا کے خلاف آپ کا عمل ہوتا ۔ اور احکام ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کی خلاف ورزی آپ سے صادر ہوتی ۔ جو کسی ولی بزرگ اور پیشوائے قوم کے شایان شان نہیں ۔

سوال ۔ مال کے متعلق یہ صحیح ہے کہ نہیں کہ آپ کو کافی استطاعت حج کرنے کے لئے تھی ۔ اگر نہیں تھی تو آپ انعامی اشتہار کس طرح دیتے تھے ؟

جواب ۔ حج کے لئے جو رکاوٹیں آپ کے رستے میں حائل تھیں وہ میں نے اوپر عرض کر دیں یعنی ایک آپ کا دائم المریض ہونا اور دوسرا آپ کے لئے خطرہ جان ۔ اب اس بحث کی ضرورت ہی نہیں رہتی کہ آپ کے پاس اس قدر روپیہ تھا ۔ اور اس قدر نہیں تھا ۔

سوال ۔ یہ بات بھی صحیح ہے یا نہیں کہ آپ کو کافی تندرستی حج کرنے کے لئے تھی ۔ اوائل عمر میں آپ سرکاری ملازم رہے ۔ اور مختاری یا وکالت کا امتحان بھی دیا ۔ پنجاب کے اکثر شہروں کی سیر بھی کی ۔ اور دہلی بھی تشریف لے گئے تھے ۔ اور خود قادیان میں اکثر مورننگ واک دور دور تک کرتے تھے ۔ کیا یہ بات صحیح ہے کہ آپ اپنی ساری عمر میں کسی سال حج کرنے کے قابل تندرست نہیں تھے ۔

جواب ۔ یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ آپ کی صحت ہرگز حج کے قابل نہ تھی ۔ اوائل عمر میں چند روزہ اور معمولی ملازمت یا امتحان مختاری کا جو ذکر آپ نے کیا ہے ۔ تو ان دنوں میں بھی حج نہ کرنے کا اعتراض آپ پر وارد نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ ان دنوں میں آپ بالکل غیر مستطیع تھے ۔ اور گزارہ کے لئے اپنے والد کے محتاج تھے ۔ باقی رہا پنجاب کے شہروں اور دہلی وغیرہ کا سفر اور صبح کی سیر کرنا ۔ غور فرمایئے گا کہ ان سفروں اور صبح کی سیر کو حج جیسے سفر سے کیا نسبت ؟ آپ کی صحت کی جو حالت تھی وہ میں نے اوپر بیان کر دی ۔ آپ فرماتے ہیں کہ کیا ایک سال بھی آپ ایسے تندرست نہ تھے ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ ایک مہینہ بھی بمشکل تندرست رہتے تھے ۔ علاوہ درد سر کے مرض کے آپ کو ذیابیطس کی مرض تھی اور ایسے مریض کی جو حالت ہوتی ہے وہ شاید آپ کو معلوم ہوگی ۔ اگر نہیں تو آپ اطبا اور ڈاکٹروں سے پوچھ سکتے ہیں ۔

سوال ۔ امن راہ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کو جان کا خطرہ تھا تو کیا ایسی مثال بزرگان دین و دیگر ماموروں کی زندگی میں نہیں ہے کہ فرض کی ادائیگی میں کوئی خطرہ ان کے لئے مانع نہیں ہوا ۔ اور کیا الہام واللہ یعصمک من الناس ان کو اس خطرہ سے بچانے کے قابل نہیں تھا ۔ اور کیا آپ کو لمبی عمر پانے کا الہام نہیں ہوا تھا اور کیا آپ کو یہ الہام نہیں ہوا تھا کہ تم مکہ میں مرو گے یا مدینہ میں جو حج کرنے کے ارادہ کو زیادہ مستحکم کرنے کے لئے کافی تھا ۔

جواب ۔ اس بارہ میں بزرگان دین اور دیگر ماموران اسلام کی زندگیوں کی پڑتال کی حاجت نہیں ۔ جبکہ قرآن شریف میں نص صریح من استطاع الیہ سبیلا حج کے متعلق اور دیگر نصوص لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ موجود ہیں تو پھر کسی بزرگ کا عمل کیا حجت ہو سکتا ہے ؟ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہمارے سامنے ہے کہ حضرت عمر کے قبول اسلام سے پیشتر آپ نماز علانیہ طور پر نہیں پڑھتے تھے ۔ صلح حدیبیہ کے وقت آپ کو بغیر حج کے واپس تشریف لیجانی پڑی ۔ حضرت رسول کریم کے لئے بھی تو خدا کا وعدہ تھا کہ آپ دشمنوں سے محفوظ رہیں گے ۔ تو پھر آپ نے اپنی حفاظت کے ذرائع کیوں اختیار کئے ؟ غار میں کیوں پناہ لی ؟ ہجرت کیوں کی ؟ حضرت مرزا صاحب کو بے شک لمبی عمر پانے کا وعدہ خدا نے دیا تھا لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں ڈالتے ۔ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ کے

وعدہ کے پورا ہونے کے منافی ہوں ان سے احتراز کرنا ضروری ہے ۔ جب اللہ نے حفاظت کا وعدہ کیا تو اس کے معنے یہی ہیں کہ حفاظت کے سارے ذرائع اختیار کر ۔ ان ذرائع سے اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے گا ۔ انہی ذرائع میں سے یہ بھی ہے کہ ایسے مقاموں میں نہ جائیں جہاں حفظ امن کا کوئی سامان نہ ہو وعدۂ حفاظت کا یہ مطلب نہیں کہ دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو خطرہ اور ابتلا کے مقاموں میں ڈالو ۔ اور جہاں اغلباً بلکہ یقیناً قتل کئے جانے کا ڈر ہو ۔ وہاں اپنے آپ کو پیش کرو ۔

باقی رہا الہام کا سوال سو اولیا ء اللہ بلکہ انبیا کے کئی الہامات تاویل طلب ہوتے ہیں جب الہام اپنے اصل الفاظ میں پورا نہ ہو تو اس کی تاویل کی جاتی ہے ۔ کیونکہ کبھی کلام الٰہی میں استعارات بھی ہوتے ہیں ۔ الہام "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" کے الفاظ سے یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ضرور مکہ مدینہ تشریف لے جائیں گے ۔

سوال ۔ آپ پر کفر کا فتویٰ کتنے سال کی عمر میں لگا ۔ کیا اس سے قبل آپ پر ایک زمانہ ایسا نہیں گزرا جس میں آپ مسلمانوں کی جماعت میں عزیز تھے ۔ کیا آپ خدا کے علم میں ایک بڑی بات مامور من اللہ کا دعوے کرنے والے نہیں تھے ۔ تو پھر خدا نے آپ کو قبل فتویٰ کفر ایسی توفیق کیوں نہیں بخشی کہ اس فرض کو ادا کرتے ۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوتے ۔ اور آپ کے عاشق ہونے کا سچا ثبوت دیتے ؟

جواب ۔ کفر کا فتوے تو آپ پر دعویٰ مسیحیت کرنے کے بعد ہی لگایا گیا ہے ۔ اس وقت آپ کی عمر کم و بیش پچاس ساٹھ کی ہوگی ۔ اور بے شک ایک قلیل عرصہ ایسا آپ پر گزرا ہے کہ آپ مسلمانوں کے اندر عام طور پر مقبول تھے ۔ (گو اس زمانہ کے اندر بھی بعض لوگ آپ کے الہامات کی وجہ سے آپ کو مورد اعتراضات ٹھہراتے تھے) لیکن یہ ضروری نہیں کہ جب حج فرض ہو اسی وقت انسان حج کے لئے چل دے ۔ بسا اوقات انسان ارادہ ایک امر کا رکھتا ہے اور کچھ نہ کچھ رکاوٹیں اس کے رستہ میں حائل رہتی ہیں بالخصوص جہاد حج کے لئے ایک بڑی رکاوٹ ہے ۔ جس زمانہ کا آپ ذکر کرتے ہیں ۔ اس وقت حضرت میرزا صاحب علیہ السلام بھی ایک نہایت اہم اور ضروری جہاد میں مصروف تھے ۔ حجۃ الوداع سے پہلے حج کے موقع پر آنحضرت صلعم نے صحابہ کرام حضرت ابوبکر وغیرہم کو تو حج کے لئے بھیجدیا ۔ لیکن خود تشریف نہیں لے گئے ۔ حالانکہ کوئی امر حج کے لئے مانع نہ تھا ۔

آپ تو شاید ان صحابہ پر بھی اعتراض کریں گے جو جنگوں میں شہید ہو گئے اور عمر بھر حج نہ کر سکے ۔ کہ ان کو خدا نے کیوں حج کی توفیق عنایت نہ کی حالانکہ خدا کے علم میں تھا کہ یہ لوگ رسول اکرم کے صحابی اور امت کے سردار ہونے والے تھے

باقی رہا یہ امر کہ مرزا صاحب نے رسول اللہ کے مزار کی زیارت بھی نہ کی ۔ سوال یہ ہے کہ کیا عاشق رسول کے لئے زیارت مزار فرض ہے اور کیا یہ علامت کہیں قرآن شریف یا حدیث میں عاشق رسول کی قرار دی گئی ہے ۔ کہ سچا عشق محمد رسول اللہ کا اس شخص کو ہوگا جو آپ کے مزار کی زیارت سے شرف اندوز ہو ۔

اگر ایسا ہی ہے تو پھر اویس قرنی کی نسبت آپ کیا فرمائیں گے ۔ جنہوں نے حالانکہ حضرت رسول کریم کا زمانہ بھی پایا ۔ اور پھر زیارت تک کے لئے حاضر خدمت نہ ہو سکے ۔ لیکن ان کے عشق رسول کا ہر ایک مسلم معترف ہے ۔ اور تواریخ میں ہے کہ آں حضرت نے حضرت عمر سے فرمایا تھا کہ ان سے اپنے حق میں دعا کرانا ۔ اسی طرح اور بہت سی باتیں ان کی فضیلت اور ان کے عشق رسول کی مشہور اور زبان زد خلائق ہیں آپ کے مسلمات کی رو سے تو ان کا دعوے عشق رسول تو محض ایک فسانہ اور افترا ہی ہونا چاہیئے ۔

دعوت نمبر

دسمبر کے پہلے ہفتہ میں پیغام صلح کا ایک خاص نمبر "دعوت نمبر" کے نام سے شائع ہوگا ۔ جس میں جلسہ سالانہ کی ضرورت اہمیت اور خصوصیات اور سلسلہ احمدیہ کی خدمات اسلامی کا مفصل تذکرہ ہوگا ۔ اس نمبر کی غرض جلسہ سالانہ کے لئے لوگوں کو دعوت دینا ہے ۔ احباب کرام اس کی کثرت اشاعت کی خاص طور پر کوشش فرمائیں ۔ اور جتنی جتنی کاپیاں مختلف احباب اور جماعتوں کو درکار ہوں اس کی ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ۔ یہ نمبر انشاء اللہ نہایت دلچسپ اور مفید ہوگا

(مینیجر پیغام صلح لاہور)

خطبۂ نکاح

مسلمانوں کی تباہی اسراف و تبذیر میں

شادیوں میں سادگی کی ضرورت

امراکو نمونہ بنتا چاہیئے

ذیل کا خطبہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی صاحبزادی اور عبداللطیف خاں صاحب خلف حضرت مولانا مولوی غلام حسن خاں صاحب کے نکاح کے موقعہ پر ۴ر نومبر ۱۹۲۸ء کی شام کو دیا:-

تقویٰ کے معنے

آیات مسنونہ پڑھکر فرمایا:-

نکاح کے موقع پر جو خطبہ حضرت بنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے وہ انہی تین آیات پر مشتمل ہے - اور ان کے متعلق کچھ اس مجمع میں بیان کردنیا - مشترک بات جو ان تینوں آیتوں میں بیان ہوئی ہے وہ ایک ہی لفظ ہے اتقوا اللہ جسکے معنے کئے جاتے ہیں "اللہ سے ڈرو" مگر حقیقتاً عربی زبان میں اس کے معنے ہیں وہ حقوق اور وہ ذمہ داریاں جو انسان پر عائد ہوں ان کی پورے طور پر نگہداشت کرنا - ان کو ادا کرنا - اسلام چونکہ زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے - اس لئے کچھ نہ کچھ حقوق اور ذمہ داریاں قرآن کریم نے زندگی کے ہر موقع کے لئے بیان کی ہیں یا بنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں موجود ہیں -

تو اللہ کے تقوے کا وعظ کرنا ان حقوق کو یاد دلا دنیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان پر عائد کئے ہیں -

مسلمانوں کی مسرفانہ رسوم

بیاہ اور شادی کے موقعہ پر بیان کرنے کے قابل جو باتیں ہیں ان میں خاص طور پر مسلمانوں کی آج کل کی وہ مسرفانہ رسوم ہیں جو انہوں نے ایسے موقعوں کے لئے مخصوص کر رکھی ہیں - آج کل اس موقعہ کو کچھ نہ کچھ اسراف کا محل بنا لیا گیا ہے - اگر مسلمان قوم کے مالی مصائب کی وجہ تلاش کی جائے تو اس کی ایک بڑی وجہ شادیوں کا اسراف ہے - ہزاروں اسی طرح برباد ہوگئے - شادیوں میں اس قدر بڑھا چڑھا کر خرچ کیا جاتا ہے کہ وہ بربادی کا موجب ہو جاتا ہے - ہر شخص کے مدنظر یہی ہوتا ہے کہ برادری میں وہ کسی سے کم نہ رہے بلکہ سب سے بڑھ جائے - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ موقع خوشی کا موجب ہو - بربادی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے - وہ جوڑا جسکے لئے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے بجائے اس کے لئے یہ موقع راحت کا باعث ہو ہمیشہ کے لئے وہ دکھ اور عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے -

بڑوں کو نمونہ بننے کی ضرورت

ایک شخص کو خدا نے زیادہ دیا ہے - بلاشبہ اسے اپنی حیثیت کے لحاظ سے ایسے موقع پر زیادہ خرچ کرنا چاہیئے - لیکن عام حالت یہ ہے کہ غریب سے غریب بھی نہیں چاہتا کہ وہ کسی امیر سے پیچھے رہ جائے اور برادری میں اپنے آپ کو بڑھ چڑھ کر نہ دکھائے - اس بات نے قوم کو تباہ کر دیا ہے - اس لئے قوم کو اس تباہی سے نکالنے کے لئے ضرورت ہے کہ جو بڑے ہیں وہ نمونہ قائم کریں - اور ایسے موقعوں پر سادگی کا طریق اختیار کریں - اس میں شک نہیں کہ مالدار کے لئے تو دس بیس ہزار تک خرچ کرنا بھی کچھ مشکل نہیں لیکن اس کا یہ طریق دوسروں کی تباہی اور ہلاکت کا موجب ہوتا ہے - اگر وہ اس موقعہ پر تھوڑا سا سادگی کا نمونہ دکھاتا ہے تو یہ قوم کے لئے بہت بڑے فائدہ کا موجب ہوگا - مجھے بالخصوص آج کے اس موقع کو دیکھکر خوشی ہوئی ہے - یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ سادگی موجب خوشی نہیں ہوتی - سادگی بھی اپنے اندر ایک شان رکھتی ہے علاوہ اس کے کہ میرے دو عزیز دوستوں کے لڑکے اور لڑکی کی شادی کی تقریب ہے جو بہرحال موجب خوشی ہے - جو اثر میرے دل پر ہے وہ یہ ہے کہ کس قدر سادگی سے یہ کام ہوا ہے -

اس لئے پہلی بات اپنی قوم کو مالی مصائب سے بچانے کے لئے یہ ہے کہ وہ لوگ جن کا اثر اپنی برادریوں پر ہے وہ اس موقع پر سادگی کا طریق اختیار کریں - اور ایسا نمونہ ان کے سامنے رکھیں جو انہیں تباہی اور بربادی کے گڑھے میں گرنے سے بچائے -

رسم و رواج اور قرآن کریم

دوسری بات جو میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم جو رسم و رواج کا اتباع کرتے ہیں تو قرآن اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرکے ہی کرتے ہیں - افسوس یہ ہے کہ اس وقت ہم میں سے بہت کم ہیں جن کی توجہ اس طرف ہو - کہ قرآن کو اپنی زندگیوں کا ہادی اور رہبر بنایا جائے - ہم جب رسم و رواج کو اختیار کرتے ہیں تو ہمارا رہبر قرآن نہیں ہوتا - بلکہ وہ برادریاں ہوتی ہیں جنھوں نے وہ رسوم شروع کیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ

شان کو اگر دیکھا جائے تو ضروری نہیں کہ رسم و رواج ہی میں کوئی بڑی شان ہو - میں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کی شادیوں میں کوئی شان نظر نہیں آتی - آپ کی سادگی میں بھی ایک شان پائی جاتی ہے - یہ نہیں کہ آپ کے پاس روپیہ نہیں تھا - روپیہ آپ کے پاس بہت آتا تھا - اور یہ قرآن میں آچکا تھا کہ اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے لئے ہے - اس لئے اگر آپ چاہتے تو اس روپے سے بہت فائدہ اٹھا سکتے تھے - اور شادی بیاہ پر بہت کچھ خرچ کرسکتے تھے - لیکن لکھا ہے کہ جب آپ نے ایک یہودی رئیس کی لڑکی صفیہ سے شادی کی - اور یہودی تو بڑی امیر قوم ہے ایسی قوم کے ایک رئیس کی لڑکی سے شادی کرتے ہوئے آپ جس قدر امیرانہ شان دکھاتے بجا تھا - لیکن آپ کیا کرتے ہیں - دعوت ولیمہ ہوتی ہے تمام دوستوں سے کہتے ہیں کہ اپنا اپنا کھانا گھروں سے لے آئیں اور ملکر بیٹھکر کھائیں غور کیجئے وہ لوگ جو بنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہیں کہ آپ دنیادار تھے کیا یہ دنیاداروں کے کام ہیں - یہ نمونے اس غرض سے آپ نے قایم کئے کہ آپ کے پیرؤوں کے لئے کوئی تکلیف کا موقع باقی نہ رہ جائے - یہ ممکن ہے کہ ہم اس کامل درجہ کے نمونے پر چل نہ سکیں لیکن قوم کو بچانے کے لئے ایک نہ ایک حد تک سادگی کا طریق ہم اختیار کرسکتے ہیں -

عورتوں کے حقوق مردوں پر

اس کے علاوہ ایک بات جس کا اس موقعہ سے تعلق ہے یہ ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد میں حقوق کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں رکھا یعنی یوں نہیں کہ مردوں کے حقوق عورتوں پر ہوں لیکن عورتوں کے مردوں پر نہ ہوں - صاف طور پر تعلیم دی ہے ولھن مثل الذی علیھن عورتوں کے ویسے ہی حقوق مردوں پر ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر ہیں - پھر فرمایا وعاشروھن بالمعروف ان سے نیکی اور حسن سلوک کا برتاؤ کرو - اور بنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے عجیب مختصر الفاظ ہیں خیرکم خیرکم لاھلہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ بہترین برتاؤ کرتا ہے -

ازدواجی زندگی سے اخلاقی سبق

فی الحقیقت غور کیا جائے تو ازدواجی زندگی اخلاق کا بڑا بھاری سبق ہے جب انسان شادی کرتا ہے تو اس کے مال میں اس کی راحت میں ایک دوسرا آدمی شریک ہو جاتا ہے - ایثار کا پہلا سبق شادی میں انسان سیکھتا ہے کہ اپنے کمائے ہوئے مال اور رنج و راحت میں دوسرے کو شریک کر لیتا ہے - قوم کے بننے میں بڑی بھاری رکاوٹ کیا پیش آتی ہے - یہی بھاری مصیبت ہے کہ ہر شخص اپنے پر خرچ کرنا ضروری سمجھتا ہے دوسرے پر خرچ نہیں کرسکتا - ازدواجی زندگی دراصل ہمارے لئے سبق ہے کہ کس طرح ہمیں اپنی قوم کو اپنا حصہ سمجھنا چاہیئے - مسلمانوں میں اگر کمی ہے تو یہی ہے کہ اپنی قوم پر اپنا مال اور وقت خرچ نہیں کرسکتے - ایک ہندو اپنی قوم کے ادنے سے ادنے دکھ کے لئے مصیبت اٹھانے کو تیار ہے - لیکن مسلمان قوم کی بڑی سے بڑی مصیبت کے لئے بھی قربانی نہیں کرسکتے -

قوم کی خدمت کی ضرورت

اس طرف ان لوگوں کی توجہ کی ضرورت ہے جو قوم میں بڑے کہلاتے ہیں - اپنی قوم کی خدمت کے لئے جب تک بڑے لوگ تکلیف نہ اٹھائیں گے اپنا مال خرچ نہ کریں گے - اس وقت تک قوم نہیں بن سکتی - قوم کی ذلت اور عزت کے ساتھ ہی بڑوں کی ذلت اور عزت وابستہ ہے - جو قوم ذلیل ہو اس کے بڑے خواہ کتنے ہی ذی عزت اور دولتمند کیوں نہ ہوں ایک ذلیل قوم کے ہی افراد سمجھے جائیں گے -

خوب یاد رکھئے کہ جب تک قوم ذلیل ہے میں دولتمند ہوکر بڑا نہیں بن سکتا - اس وقت ان باتوں کا موقع تو نہیں لیکن حالات کے لحاظ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری قوم نہ صرف ذلت کی طرف جا رہی ہے بلکہ مر رہی ہے - میں اس وقت نماز کے متعلق روزے کے متعلق حج اور زکوٰۃ کے متعلق کچھ نہیں کہتا - ایک ہی بات کہتا ہوں کہ کسی نہ کسی رنگ میں اپنے آپ کو قوم کی خدمت میں لگاؤ جس شخص کو قوم کی خدمت کی طرف توجہ نہیں اس کی بڑائی اور عزت کسی کام کی نہیں -

عورتوں کے لئے کام کرنا گناہ نہیں

میں عورتوں کے حقوق کا ذکر کر رہا تھا - کہ اسلام نے عورتوں کو بھی حقوق دیئے ہیں جیسے مردوں کو دیئے - اس نے روکا نہیں کہ عورتیں کاروبار کے لئے باہر نکلیں - بنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عورتیں میدان جنگ میں جایا کرتی تھیں - زخمیوں کو وہ اٹھاتیں - ان کی خدمت کرتیں اور مرہم پٹی کرتی تھیں - عورتیں مزدوری کرتی تھیں محنت اور مزدوری عورت یا مرد کے لئے کوئی گناہ نہیں - ہمارے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اتنا کمال کیا کہ اپنے ہاتھ سے سب کام کرلیتے تھے کپڑا پھٹا تو اپنے ہاتھ سے سی لیا - جوتی اپنے ہاتھ سے مرمت کرلی - گھر کے برتن خود صاف کر دیئے - ہمسایہ عورتوں کے سودے لے آیا کرتے تھے - کپڑے اپنے دھو لیتے تھے - یہ تمام نمونے اس لئے قایم کئے کہ جولاہے درزی اور مزدور کا کام ذلیل کام نہ سمجھا جائے - اور ہر کام کرنے والے کو یہ فخر ہو کہ اس کے ہادی اور رہبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہے ہر موقعہ و محل پر آپ کی ذات میں ہمیں نمونہ ملتا ہے - اس لئے تمام موقعوں پر ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ آپ کا نمونہ کیا ہے اور اس کی اتباع کرنا چاہیئے -

---

رسیدات زر

حسب ذیل اصحاب نے معرفت ماسٹر محمد عبداللہ صاحب محصل انجمن بغرض ترجمۃ القرآن بزبان جرمنی کے لئے چندہ عطا کیا ہے انجمن ان تمام اصحاب کی بتہ دل سے مشکور ہے -

(۱) خاں صاحب محمد اکرم خاں صاحب رئیس غزنی خیل	۵۰
(۲) سید محبوب شاہ صاحب موضع شریف شاہ	۵
(۳) سردار گل محمد خاں صاحب وکیل	۵
(۴) خان عبدالاکبر خاں صاحب نائب تحصیلدار آبپاشی	۱۰
(۵) خان قمر زمان خاں صاحب ٹڈہ خیل	۵
(۶) خاں محمد گل خاں صاحب 〃	۵
(۷) خاں محمد زمان خاں صاحب نائب تحصیلدار بنوں	۵
(۸) خان عبداللہ جان صاحب وکیل بنوں	۵
(۹) خانصاحب محمد نواز خاں صاحب مندوزئی اسسٹنٹ کمشنر بنوں	۵
(۱۰) حاجی حیات اللہ خانصاحب مندوخیل	۵
(۱۱) شیخ زین العابدین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس	۱۰
(۱۲) خان فضل الرحمن خاں صاحب منصف بنوں	۵
(۱۳) خاں محمد نواز خاں صاحب وکیل کنڈی	۳
(۱۴) خاں حکیم خاں صاحب سلیمان خیل	۵
(۱۵) سید اختر علی شاہ صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس	۵
(۱۶) ڈاکٹر حکیم خانصاحب سب اسسٹنٹ سرجن بنوں	۵
(۱۷) ملک بازگل خاں صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس لائٹ (ترجمہ قرآن)	۱۰
(۱۸) خاں رسول خاں صاحب محرر نائب تحصیلدار صاحب	۵
(۱۹) حکیم محمد کامل خاں صاحب سند یافتہ بنوں	۵
(۲۰) خان محمد امین خاں صاحب احمدی - منڈہ ضلع کوہاٹ	۵
(۲۱) خان نعمت اللہ خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ داروغہ جیل	۵
(۲۲) خان بہادر خاں صاحب رئیس کوٹ بیلی	۵
(۲۳) خاں اسد ملوک خاں صاحب عظیم کلی	۶
(۲۴) مولانا عبدالہادی خاں صاحب رئیس عظیم کلی	۲۰
(۲۵) خاں گل ملوک خاں صاحب رئیس 〃	۲۰
(۲۶) صاحبزادہ عبدالقدوس جان صاحب نورنگ	۷-۸
(۲۷) 〃 عبدالرب خاں صاحب والدہ اش	۹
(۲۸) 〃 اسد درد خاں صاحب نہر آزاد جنڈ خیل بنوں	۴
(۲۹) صاحبزادہ محمد خاں صاحب شاہ کلی خان	۳
(۳۰) 〃 شاہ پسند خاں صاحب	۲
(۳۱) شاہزادہ اورنگ زیب خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس بنوں چھاؤنی	۱
(۳۲) ملک رمضان خاں صاحب ایس - ڈی - او - بنوں	۱
(۳۳) خاں اکبر خاں صاحب وزیر عمرزئی	۱
(۳۴) عالم زر جان صاحب [illegible]	۱

ہندو اخبارات کی سیر

کورو کھشیتر میں ایک ہزار ننگے سادھو

اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ کورو کھشیتر میں ایک ہزار ناگے سادھو مہارانا ادوے پور کے خرچ پر ایک سپیشل ٹرین کے ذریعہ پہنچائے گئے ہیں۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مہارانا صاحب نے ان ناگوں کو کورو کھشیتر میں پہنچا کر جو ہزاروں روپیہ صرف کر دیا ہے اس سے کونسی قومی و ملکی خدمت انجام دی ہے۔ یہ مشٹنڈے سادھو جنہوں نے الف ننگے رہ کر ہندو سوسائٹی کو بدنام کر رکھا ہے ہرگز اس لائق نہیں ہیں کہ ان کی خاطر مدارات اس طریقہ پر کی جائے کہ انہیں اپنی امت بڑھانے میں حوصلہ افزائی ہو۔ بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے لوگوں کو منہ تک نہ لگایا جائے۔ اور انہیں مجبور کیا جائے کہ وہ کوئی ایسا کام کریں جس سے وہ سوسائٹی پہ بوجھ ثابت نہ ہوں۔ ہندوؤں کے ذمہ دار لیڈروں کو چاہیے کہ "سادھوؤں کی سیوا" کے مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کریں۔ (ملاپ)

ہندوؤں کی تعداد کم ہو رہی ہے

بھائی پرمانند اپنے اخبار ہندو میں تحریر فرماتے ہیں:۔

لاہور کے ہندو دن بدن کم ہو رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں کے گھروں کی حالت دن بدن ابتر ہو رہی ہے۔ ایسے نوجوانوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے جن کی شادی نہیں ہوئی۔ وہ باہر بیٹھکوں میں سوتے ہیں اور جو ایک آدھ روپیہ کماتے ہیں خود ہی خرچ کر دیتے ہیں ان کا گھروں سے پیار نہیں رہا۔ ان کی آزادی سوسائٹی کے لیے خطرناک ہے۔ بہتیری بوڑھی عورتیں بغیر خاوندوں کے ہیں۔ بیواؤں کی موجودگی تو ہندو سماج کی ایک بیماری ہے۔ اگر ہندو گھر اس طرح بگڑتے جائیں گے تو ہندوؤں کے دن بلاشبہ برے آنے والے ہیں۔ یہی تو وجہ ہے کہ ہندوؤں کی آبادی لاہور میں اتنی کمی پر ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مجھے ہر وقت تاریک پہلو ہی نظر آتا ہے۔ میرا جی تو چاہتا ہے کہ کوئی مجھے اپنی سماج کا روشن پہلو بھی دکھائے۔ کیا کروں مجھے کہیں روشنی کی ریکھا دکھائی نہیں دیتی۔ (ہندو ۲۴ر نومبر)

ایک دکھ کی بات

آریہ گزٹ ۷ار نومبر کی اشاعت میں ایک صاحب "بدھ دیو" نے کورو کھشیتر کے سورج گرہن کے چشم دید حالات قلمبند کئے ہیں "ایک دکھ کی بات" کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں:۔

جہاں بہت سی باتیں اس میلے کے اندر بیداری کی دکھائی دے رہی تھیں وہاں ہمیں دکھ سے لکھنا پڑتا ہے کہ ۲۲ کروڑ ہندوؤں کے ہندوستان میں ہوتے ہوئے بھی اور اس بات کا دم بھرتے ہوئے بھی کہ ہم سب سے بڑے تاجر ہیں جگہ جگہ مسلمانوں کی دکانیں دکھائی دیتی تھیں۔ اگر میں یہ کہہ دوں کہ ہندوؤں کی دکانوں کی نسبت مسلمانوں کی دکانوں کی تعداد زیادہ تھی تو مبالغہ نہ ہوگا۔ کیا ہم سناتن دھرمی بھائیوں سے یہ سوال پوچھ سکتے ہیں کہ جہاں آپ نے سماج کے برخلاف پروپیگنڈا کرنے کی سر توڑ کوشش کی کیا وہاں کورو کھشیتر کے پنڈوں سے زور اور رنبیہ ہندو دل رکھنے والے ہندوؤں نے اس بات کی کوشش کی کہ ہمارے دھارمک میلے کے اندر مسلمانوں کی دکانیں نہیں ہونی چاہئیں کیا اگر گورنمنٹ سے اس بات کی درخواست کر دی جاتی کہ ہندوؤں کے اس میلے میں مسلمانوں کی دکانیں نہ ہونی چاہئیں اور نہ ہی مسلمانوں کو ہندوؤں کے اس تیوہار میں کسی پرکار کی مداخلت کرنی چاہیے۔ تو کیا اس درخواست کا منظور ہونا کوئی بڑی بات تھی؟

(آریہ گزٹ ۷ار نومبر)

پیغام صلح:۔ یہ ظاہر ہے کہ آریہ گزٹ کے مضمون نگار نے واقعات کو بلا مبالغہ بیان کرنے کا دعویٰ کرتے ہوئے بھی بے حد مبالغہ سے کام لیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس عظیم الشان میلہ میں جہاں لاکھوں آدمیوں کا اجتماع ہوتا ہے مسلمانوں کی چند معمولی دکانیں بھی ہوں لیکن مہاشہ جی انہیں دیکھ کر بھی بے چین ہو جاتے ہیں اور جن متعصبانہ اور قابل ملامت جذبات سے متاثر ہو کر آنہوں نے اپنے اس "دکھ" کو ظاہر کیا ہے وہ کسی انصاف پسند اور شریف انسان کے نزدیک قابل تعریف نہیں ہو سکتے۔ تاہم اس سے ہندوؤں کی قومی ذہنیت کا پتہ ضرور چلتا ہے کہ وہ باوجود تجارت پر قریب قریب پورے طور پر قابض ہونے کے بھی اپنے وطنی بھائیوں کی چند دکانوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ ذہنیت جیسی ہے ظاہر ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان اس سے کچھ سبق حاصل کریں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مسلمانوں کی روزمرہ کی زندگی تیوہاروں اور شادی غمی کی تقریبات پر زیادہ تر چیزیں ہندوؤں کے ہاں سے خریدی جاتی ہیں۔ ہندوؤں کی کامیابی پر مہاشہ جی جیسا در پیدا کر لینا کمینگی ہوگی۔ لیکن اپنی تباہ حالی اور تجارتی بے مائیگی کا احساس نہ کرنا بھی خودکشی کی حد تک پہنچی ہوئی غلطی ہے۔ کاش مسلمانوں کو اپنی اس غلطی کا کچھ احساس ہوتا۔

خبریں

— چین کی قومی حکومت چینیوں کے طرز معاشرت میں تبدیلیاں پیدا کر رہی ہے۔

— کلکتہ ۱۶ار نومبر۔ وائسرائے اور لیڈی ارون آج صبح بذریعہ اسپیشل ٹرین پٹنہ سے یہاں پہنچے اور گورنمنٹ ہاؤس میں ایک مختصر قیام کے بعد رنگون روانہ ہو گئے۔

— اس سے قبل حکومت ایران نے ایک اطالوی کمپنی کو تین جنگی جہاز تیار کرنے کا آرڈر دیا تھا۔ تازہ خبر ہے کہ ایک ترکی کمپنی کو چھوٹے چھوٹے متعدد جہاز بنانے کا ٹھیکہ دیدیا گیا ہے۔

— بمبئی ۱۶ار نومبر۔ آج کے جہاز سے جو قابل ذکر اصحاب یورپ سے واپس آئے ہیں ان میں مہاراجہ بڑودہ مہارانی بڑودہ نواب بھوپال بیگم بھوپال اور مہاراجہ کپورتھلہ شامل ہیں۔

— عراقی اخبارات اس خبر کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں کہ حکومت برطانیہ بصرہ کو عراق سے علیحدہ کر کے اسے بلاواسطہ طور پر برطانوی گورنمنٹ کے ماتحت ایک بندرگاہ بنانا چاہتی ہے۔

— بنوں کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ روزانہ آج کی سپیشل ٹرین دھڑا دھڑ آ رہی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ یہاں سے رزمک جانے کا ارادہ ہے۔ بیان جاتا ہے کہ قبائل نے بغاوت کر دی ہے۔ یہ افواج ان کی سرکوبی کے لیے بھیجی جا رہی ہیں۔

— عمان ۱۵ار اکتوبر۔ توقع کی جاتی ہے کہ ایک جدید ہوائی مرکز قائم کیا جائے گا۔ جس کا مرکز عمان ہوگا۔

— قسطنطنیہ کا ایک پیغام مظہر ہے کہ حکومت انگورہ کے وزیر تعمیرات بہائی بے مستعفی ہو گئے ہیں۔ اور ان کی جگہ سابق وزیر جنگ رجب بے مامور ہوئے ہیں۔

— طہران ۱۶ار اکتوبر۔ لندن سے ایک اسامی وفد آیا ہے جو محکمہ امور شرقیہ کے ناظم اعلیٰ اور برطانوی وزارت خارجیہ کے بعض ارکان پر مشتمل ہے۔ اس کی آمد یہ بیان کی جاتی ہے کہ جرنیل تیمور تاش ایرانی سفیر نے اپنے پچھلے دورہ میں جو مذاکرات شروع کئے تھے ان کو درجہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

— جنوبی ٹراونکور میں ہیضہ کا بہت زور ہے۔ ہزاروں آدمی لقمۂ اجل ہو چکے ہیں۔

— کلکتہ کا مشہور انگریزی اخبار ایمپائر بند ہو گیا۔

— پٹنہ ۱۵ار نومبر۔ آج وائسرائے نے یہاں سائنس کالج کا افتتاح کیا اور تقریر میں طلبا کو مخاطب کر کے کہا کہ تعلیم کا اصلی مقصد محبت اور اخوت پیدا کرنا ہے۔

— مولانا محمد علی ایڈیٹر ہمدرد کا ایک پیغام دمشق سے موصول ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانائے موصوف استنبول۔ انگورہ۔ حمص اور دمشق وغیرہ کی سیر کر چکے ہیں۔ آپ قاہرہ۔ بیروت اور بغداد وغیرہ کی سیر کے بعد یکم دسمبر کو بصرہ سے ہندوستان روانہ ہو جائیں گے۔

— انگورہ میں لاطینی رسم الخط میں سب سے پہلا اخبار شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اس کا نام المقطم ہے۔

— ترکی اور یمن میں دوستانہ معاہدہ کی کوشش ہو رہی ہے۔

— امریکہ میں غیر ملکی سکونت پذیری کے قانون پر سختی سے عمل درآمد ہو رہا ہے جس کی وجہ سے ہندوستانیوں کو سخت تکلیف ہو رہی ہے۔

— حکومت چین مردم شماری کی تیاریاں کر رہی ہے اس سے پیشتر کبھی تسلی بخش طریق پر مردم شماری نہیں ہوئی۔

— حکومت ترکی نے چین کی قومی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور شہر نانکن میں سیاسی وکالت کے قیام کا حکم بھی دے دیا ہے۔

— وزیر سلف گورنمنٹ پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ شملہ کے علاوہ تمام پنجاب میں میونسپل بورڈ کے چیرمین غیر سرکاری ہوں گے۔

— افواہ ہے کہ گاندھی جی اسی موسم سرما میں یورپ جانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

— حکومت عراق رفتہ رفتہ ہندوستانی ملازمین کو برطرف کر رہی ہے۔ چنانچہ گزشتہ دنوں بندر بصرہ کے ہندوستانی ملازمین کو برطرفی کا نوٹس دیدیا ہے۔

— چین میں سنٹرل بنک قائم ہو گیا۔ اس کی افتتاحی رسم نہایت شاندار تھی۔

— امسال سی۔ آئی۔ ای کے امتحان میں ہندوستانی اور فرنگی امیدوار مساوی تعداد میں نامزد کئے جائیں گے۔

(۳۵) سید محمود شاہ صاحب ساکن پپی — ۱

(۳۶) خان امیر خان صاحب داروغہ آبپاشی بنوں — ۱

(۳۷) اورسیر صاحب واٹر ورکس — ۱

(۳۸) گل محمد خان صاحب — ۰—۴—۰

(۳۹) ٹانگہ والا کوچوان — ۰—۱—۰

(سید محمد حسین)

مسلمانوں کو ہندوستان میں زندہ دیکھنا چاہو

تو ان لوگوں کو جو احکام پردہ سے بے خبر ہیں خدا اور رسول کے احکام سے آگاہ کرو۔ پردہ کی ضرورت اور پردہ کی خوبیاں ان کے ذہن نشین کر کے انہیں ان کے فرائض کی تاکید کرو۔

اسلامی پردہ

میاں سلطان احمد جودی ایم آر اے ایس (لندن) کی تصنیف ہے اس میں آیات قرآنی، احادیث نبوی صوفیائے کرام، علمائے عظام کے اقوال سے پردہ کی ضرورت اور پردہ کے احکام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہندوستان کی نامور عورتوں اور علمائے یورپ کے خیالات بھی پردہ کے متعلق اس میں درج ہیں۔

اس وقت جبکہ ہر طرف اسلامی پردہ کی بحث شروع ہے اس کے متعلق واقفیت حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ یہ کتاب آپ کی اس ضرورت کو پورا کر دے گی۔

صرف پانچ آنے کے ٹکٹ آنے پر کتاب آپ کے پاس پہنچ جائے گی۔ وی پی ہرگز نہ بھیجا جائے گا۔ پتہ

مینجر نظامیہ بکڈپو پٹیالہ پنجاب

مسمریزم ہپناٹزم

کے ذریعہ خدا کے فضل سے ہر قسم کی روحانی و جسمانی مایوس العلاج امراض کا علاج دور یا نزدیک سے نہایت کامیابی سے کیا جاتا ہے اور پندرہ بیس روز میں شرطیہ سکھاتے ہیں۔ مفصل حالات کے لئے ہماری کتاب جو ۴۴ سالہ محنت کا نتیجہ ہے مفت منگاؤ

گنیش داس ادم نند گنیش آشرم چھاونی جالندھر

قلمی انبہ و ترشاوہ

مطلوب ہیں تو جدید فہرست ذیل سے طلب مفت فرمایئے

شیخ بشیر احمد ریٹائرڈ انسپکٹر قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ

نقد ایک ہزار روپیہ کا انعام

جلد ۱۶ | مدینۃ المسیح لاہور یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۸۲

حضرت امیر کی آواز پر لبیک کہنے والے اصحاب

(مرسلہ مولوی نظامی صاحب)

تولنسہ میں تبلیغ

تولنسہ سے ہمارے مکرم بھائی محمود خاں صاحب فریدی جو تھوڑے عرصہ ہی سے مشرف بہ بیعت ہوئے ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ تبلیغ جاری ہے اپنی مسجد پختہ عالیشان موجود ہے۔ مسجد ہمارے ہی اپنے سلسلہ کی ہے چند ایک اصحاب شمولیت سلسلے کے لئے آمادہ ہیں۔ امید ہے کہ تھوڑے عرصہ کے بعد اپنی جماعت قائم ہو جائے گی۔ برادر موصوف کا [illegible] تمام خاندان داخل سلسلہ ہو چکا ہے۔ تمادیانی اور دیگر غیر از جماعت لوگوں سے عموماً سلسلہ کی گفتگو جاری رہتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالے ان کے ساتھ ہو۔ اور جس طرح انہوں نے یہ قربانی کی ہے کہ کتاب و سنت کے خلاف اعمال و عقائد رکھنے والوں سے قطع تعلق کرکے سلسلہ میں خود ہی منسلک ہو گئے ہیں۔ اور اپنے تمام خاندان اور اعزہ کو بھی داخل کیا ہے۔ دوسروں کو بھی داخل سلسلہ کرنے میں کامیاب ہوں۔ امید ہے کہ خاں صاحب کی مثال اور ان کا نیک نمونہ دوسروں کو جذب کرنے کا موجب ہوگا۔

لائل پور میں تبلیغ

ہمارے جوشیلے بھائی محمد فضل قادر صاحب لائل پور سے تحریر فرماتے ہیں کہ بندہ تبلیغ احمدیت میں ہر وقت کوشاں رہتا ہے۔ ٹریکٹوں وغیرہ کا ذخیرہ ہمیشہ اپنے پاس رکھتا ہوں۔ اور موقع پا کر ہر مجلس میں اظہار خیالات سے نہیں رکتا۔ میری قلبی کیفیت اور کارروائیوں کا سوائے خدا کے اور کوئی گواہ نہیں۔

گوجرانوالہ میں تبلیغ

ہمارے سلسلہ کے پرانے رکن جناب قاضی محبوب عالم صاحب اہل الیزر گوجرانوالہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ احباب گوجرانوالہ چندہ ادا کرنے میں نہایت باقاعدگی سے کام لیتے ہیں خواہ ماہوار چندہ ہو اور خواہ کوئی اور۔ کبھی کسی ممبر کے ذمہ بقایا نہیں رہا۔ یہ بہت اچھی مثال ہے ہماری دوسری جماعتوں کے لئے جو جب تک کہ کوئی انجمن کا محصل نہ جائے چندہ بھیجنے میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔ توسیع جماعت کے متعلق قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میرا کام یہی ہے کہ میں ان تمام اصحاب سے جو ہر روز میرے مکان پر کافی تعداد میں آمد و رفت رکھتے ہیں تبلیغ کرتا رہتا ہوں۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے دوسرے احباب گوجرانوالہ کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ وہ بھی اپنے فرائض سے غافل نہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔

تبلیغ کے اہم ذرائع

ہمارے دوست حبیب الرحمٰن صاحب جمشید پوری نے اپنے طریق تبلیغ کا جو مختصر سا نقشہ بھیجا ہے۔ وہ ہم بڑی خوشی سے درج ذیل کرتے ہیں۔ اور ان احباب سے جنھیں خدا نے ایسے موقعے دے رکھے ہیں۔ امید رکھتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے مکرم بھائی کی نیک مثال سے مستفید ہوں گے آپ تحریر فرماتے ہیں:-

(۱) میں نے اپنی تبلیغ کا زیادہ دارومدار فروخت کتب پر رکھا ہے اور یہ صرف یورپ کے لوگوں کے لئے ہے۔ میرے نزدیک فروخت کتب سے بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

(الف) ایک تو یہ کہ انجمن کو نقد امداد مل جاتی ہے۔

(ب) خریدار جب نقد روپیہ دیتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں ضرور خیال ہوتا ہے کہ اب اس کو پڑھ لو۔ اگر وہ لوگ تفریح طبع کے لئے بھی پڑھیں تو پھر بھی کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے انگریز اور ہندو اور پارسی وغیرہ ہماری کتابیں پڑھنے کے بعد اپنے خیالات تبدیل کر چکے ہیں۔ اور کثرت سے انگریزوں کا یہ خیال ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح فی الواقع فوت ہو چکے ہیں۔ یہ صرف انگریزی ترجمۃ القرآن کی برکت ہے۔

(۲) صرف اشاعت اسلام کی غرض سے میں نے ایک ریڈنگ روم کھول رکھا ہے اس سے بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو "پیغام صلح" اور "لائٹ" کے نام سے واقف بھی نہ تھے۔ وہ بھی اب ان اخبارات کو پڑھتے ہیں جن سے ان کے خیالات پر اسلامی اثر پڑتا ہے۔ خاصکر جن نوجوان انگریزی دانوں کا میرے ساتھ تعلق ہے اور لائبریری کے ممبر ہیں۔ وہ تو اپنے استادوں اور اقرباء کے ساتھ علانیہ طور پر بحث مباحثہ کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو میرے مکان کے قریب رہتے ہیں۔ وہ تو خود آکر اخبار اور کتابیں لے جاتے ہیں لیکن جو دور ہیں اور جن کا آنا مشکل ہے ان کو ان کے دفتر یا ورکشاپ ہی میں اخبارات بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ اور جو بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہیں وہ اپنے ملازم کو بھیج کر اخبارات و ضروری کتب منگوا لیتے ہیں۔ ان لوگوں میں ہندو اور عیسائی بھی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اخبار لائٹ اور حضرت امیر کی تصنیف کردہ کتب سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے ہمارا فرض یہی ہے کہ ان لوگوں تک کلمۂ حق پہنچا دیا جائے۔ آگے خدا تعالیٰ کے احاطۂ قدرت میں ہے۔

(۳) اتوار کا روز صرف تبلیغ کے لئے مخصوص کیا ہوا ہے۔ انگریزوں کے بنگلوں پر جاتا ہوں۔ کتابیں فروخت کرتا ہوں۔ [illegible] دریوں سے ملاقات ہوتی ہے آریوں کے ہاں بھی جاتا ہوں۔ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد ہمارے اعتقادات سے متفق ہے۔ امید ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا۔ تو لوگ عنقریب سلسلہ عالیہ میں داخل ہوں گے۔

اخبارات کے ذریعہ تبلیغ

مجاہدین و معاونین سلسلہ میں سے آج ہم ایک نہایت مخلص اور درد دل سے تبلیغ کرنیوالے دوست خاں کنڈل خاں صاحب سفید ڈھیری کا ناظرین کرام سے تعارف کراتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تبلیغی کوششوں کے متعلق ایک مفصل خط حضرت امیر کی خدمت میں ارسال فرمایا ہے۔ بعض اصحاب کی زبانی بھی معلوم ہوا ہے کہ خاں صاحب بڑے درد دل سے تبلیغ کے فرض کو انجام دے رہے ہیں جس علاقہ میں آپ نے تبلیغ شروع کر رکھی ہے وہ علاقہ مسلمہ طور پر متعصب ملاؤں کے زیر اثر ہے۔ سلسلہ میں داخل ہونیوالے اصحاب کو جن تکالیف کا آماجگاہ بننا پڑتا ہے اس کا احساس ہمارے پرانے بزرگوں ہی کو ہو سکتا ہے۔ جنھوں نے حضرت مسیح موعود کے ابتدائی ایام میں قبولیت سلسلہ کا شرف حاصل کیا۔ خوشی کی بات ہے کہ خاں صاحب کنڈل خاں کی تحریک سے جو احباب داخل سلسلہ ہوتے ہیں وہ تمام تکالیف کو بطیب خاطر قبول کرتے ہیں اور اصل بیعت بھی یہی ہے کہ حق کی خاطر تمام تکالیف اٹھانے کے لئے تیار رہے خانصاحب نے اپنا طریق تبلیغ یہ بیان فرمایا ہے کہ علاوہ ٹریکٹوں کے آپ مختلف اصحاب کے نام "پیغام صلح" اور "لائٹ" اپنی گرہ سے یا جماعت کے چندہ سے جاری کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ سال گزشتہ آپ نے تین اخبار جاری کرائے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب بیعت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ اس سال آپ نے پانچ "پیغام صلح" کے اور چار "لائٹ" کے جاری کرائے ہیں ان میں سے بھی دو صاحب داخل سلسلہ ہو چکے ہیں۔ اور بعض دوسرے اصحاب احمدیت کے بہت قریب ہو چکے ہیں۔ خاں صاحب موصوف اور ان کے احباب کا یہ طریق تبلیغ بہت ہی قابل تعریف اور دوسری جماعتوں کے لئے لائق تقلید ہے۔ اخبارات کے جاری کرانے اور ٹریکٹوں کے صحیح طور پر تقسیم کرنے سے کم از کم یہ فائدہ تو ضرور ہی ہوتا ہے کہ اگر لوگ سلسلہ میں داخل نہ بھی ہوں تو بھی سلسلہ کے متعلق جو بدظنیاں عوام میں پھیلی ہوتی ہیں وہ رفع ہو جاتی ہیں۔ اور لوگوں کو سلسلہ کے اغراض و مقاصد اور اس کے کام کے متعلق پوری پوری آگاہی ہو جاتی ہے۔ اور آئندہ نیک نتائج کے پیدا ہونے کی توقع ہوتی ہے۔ خانصاحب نے بالکل صحیح فرمایا کہ سلسلہ کے اخبارات ترقی و توسیع جماعت کا بہترین ذریعہ ہیں اگر سلسلہ کے تمام ممبران اخباروں کی توسیع اشاعت میں کوشش کرکے خوانندہ صاحبان کے نام مفت جاری کرا دیں تو میرے خیال میں تھوڑے عرصہ میں جماعت دو چند ہو جائیگی صرف ہمت چاہیے۔ خدا خود اپنے دین کی مدد کرے گا۔ تمام مال دولت خدا کی ہے اور وہی اس کا وارث ہے۔ آخر میں ہم اپنے تمام تبلیغی احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱٦ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر ۲۸

تحریک تبلیغ

مستقل نظام اور تعمیری کام کی ضرورت

مسلمان من حیث القوم خواہ کیسے ہی غافل کیوں نہ ہوں لیکن اس حقیقت نفس الامری سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان میں بفضل خدا ایسے افراد بھی بکثرت موجود ہیں جو مسلمانوں کی قومی اور پھر مذہبی ضروریات سے کما حقہ واقف اور قوم کے مصائب و آلام پر صرف نوحہ خواں ہی نہیں بلکہ ان کے حقیقی علاج کو بھی جانتے ہیں۔ اور بعض اوقات قیمتی مشورے جو وہ قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وہ نہایت قابل قدر ہوتے ہیں۔ حال ہی میں انگریزی اخبار "مسلمان" کلکتہ کے کالموں میں ایک صاحب نے ایک تبلیغی کانفرنس کی انعقاد کی خبر سے متاثر ہو کر تحریک تبلیغ پر ایک تبصرہ سپرد قلم فرمایا ہے۔ جس کا ملخص ہم اپنے الفاظ میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

جب سے تحریک تبلیغ کا آغاز ہوا ہے۔ ملک کے بالخصوص شمالی ہند کے اندر بہت سی کانفرنسیں قائم ہوئیں۔ لیکن ہمیں اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان تبلیغی کانفرنسوں نے ٹھوس تبلیغی کام کرنے میں کہاں تک کامیابی حاصل کی ہے۔ جب تک کہ کام کو ریزولیوشن کی حدود سے نکال کر عملی رنگ میں نہیں لایا جائے گا۔ اور ایک نظام کی صورت نہیں پیدا کی جائے گی۔ اور اس طریق عمل پر پورے زور سے اور مستقل طور پر گامزن نہیں ہوا جائے گا۔ جب تک کہ مبلغین اپنی پوری سرگرمیوں سے اس کام کی طرف توجہ نہیں کرینگے۔ ایک واحد نظام یا متفرق مقامات میں الگ الگ نظام قائم نہیں کئے جائیں گے۔ تحریک تبلیغ میں کامیابی سے مایوس ہو جانا چاہیئے۔ اس تحریک پر غور و خوض کرتے ہوئے کافی وقت ضائع کیا جا چکا ہے۔ اب ہمارے ارباب بست و کشاد کو چاہیئے کہ اس اہم معاملہ کی طرف فوری توجہ کریں۔ اس معاملہ کی اہمیت کو دوسرے قومی مسائل کی اہمیت سے کم نہیں سمجھنا چاہیئے۔ جس طرح سے دوسرے قومی مسائل ہم کو دن رات بے چین کئے ہوئے ہیں رہا ہے کہ یہ مسئلہ بھی جب تک کہ اس کا حل نہ ہو جائے ہم کو بے چین کئے رکھے۔ ہمارے بزرگوں کو لازم ہے کہ وہ اس تحریک کو ایسی بنیاد پر قائم کریں جو تمام پہلوؤں سے مضبوط ہو اور جس کے نتائج قطعی اور یقینی ہوں۔

وہ نصیحت جو ان الفاظ کے اندر قوم کو دی گئی ہے نہایت قابل قدر ہے۔ اور قوم کا اس پر عمل پیرا ہونا نہایت ضروری ہے۔ یہ سچ ہے کہ بہت وقت سستی میں ضائع کیا جا چکا ہے۔ قوم کو چاہیئے کہ وہ ایک نظام کے ماتحت اپنی تبلیغی سرگرمیاں شروع کر دے ہمارے اکثر احباب اس امر سے واقف ہوں گے کہ گزشتہ سالوں میں جبکہ تحریک تبلیغ کا آغاز ہوا۔ کئی ایک تبلیغی مجالس معرض ظہور میں لائی گئیں اور پھر چند روزہ زندگی کے بعد صفحہ ہستی سے معدوم ہو گئیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ایک فوری جوش کے ماتحت ان مجالس کو معرض ظہور میں لایا گیا۔ لیکن چونکہ وہ کسی نظام کے ماتحت قائم نہیں کی گئی تھیں اور جن ہاتھوں میں یہ کام سپرد کیا گیا تھا وہ اس کے لئے اہلیت نہیں رکھتے تھے اس لئے سوائے مایوسی کے اور کچھ نتیجہ نہ نکلا۔

ایک بڑی غلطی جو ہماری قوم کے اکثر افراد کو لگ رہی ہے وہ یہ ہے کہ ہم لوگ تبلیغ اسلام کے کام کو ایک نہایت آسان اور ایک معمولی کام [illegible]

نظام کے ماتحت ہندوستان میں انیسویں صدی کے آخر تک کبھی عمل میں نہیں لائی گئی۔ مسلمان انفرادی طور پر اسلام کا پیغام بڑے بڑے دور دراز مقامات تک لے کر نکل گئے۔ اور جو شرق کے انتہائی کناروں تک بھی اسلام نظر آتا ہے وہ انہی درد دل رکھنے والے [illegible] کی جد و جہد کا نتیجہ ہے۔ ان کے علاوہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے نام میں مسلمان تاجروں نے بھی ایک بڑا حصہ لیا ہے۔ جہاں کہیں وہ بغرض تجارت گئے تبلیغ اسلام کا درد ساتھ لے کر گئے۔ اور ہزارہا نفوس ان کی تبلیغ سے مشرف باسلام ہوئے۔ لیکن جو کامیابی ان بزرگوں کو حاصل ہوئی اس میں بڑا دخل ان کے اپنے اعلیٰ اخلاق اور نیک نمونہ کا تھا۔

آج تبلیغ اسلام کو چاروں طرف سے ایک زبردست مقابلہ درپیش ہے عیسائیوں کے تمام فرقوں نے نہایت مضبوط نظام اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے قائم کر رکھے ہیں۔ قابل اور تعلیم یافتہ مبلغین ایک طرف اور زر و مال کی کثرت دوسری طرف ان کے مشنوں کے استحکام کی ضامن ہے۔ علاوہ مذہبی لٹریچر کی اشاعت، تقاریر اور وعظوں کے سلسلہ کے ہسپتال اور مدرسے کھول رکھے ہیں۔ کہ شاید یہ چیزیں ہی لوگوں کو ان کے مذہب کی طرف کھینچنے کی باعث ہوں۔ غرض جو ممکن طریقے تبلیغ و اشاعت کے ہو سکتے ہیں وہ انہوں نے اختیار کر رکھے ہیں۔ عیسائیوں کی یہ تبلیغی جد و جہد آج سے نہیں بلکہ سینکڑوں سالوں سے جاری ہے

حاصل کلام یہ کہ ایسے حالات کی موجودگی میں محض انفرادی کوششوں سے تبلیغ اسلام جیسے مہتم بالشان کام میں کامیابی کا منہ دیکھنا ایک خام خیال ہے۔ آج ایک مسلمان محض اپنے بل بوتے پر ہی تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھاتا ہے اور وہ تنہا اس کام کو چلانا۔ اور اس میں کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ امر یقینی ہے کہ کل اس کو سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

تبلیغ اسلام کا عظیم الشان کام ایک نظام اور ایک مضبوط و مستحکم نظام کو چاہتا ہے۔ اور ہم "مسلمان" اخبار کے معزز نامہ نگار پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ گو ہندوستان کے اندر تحریک تبلیغ کا پہلو بہت تاریک نظر آ رہا ہے۔ لیکن زیادہ مایوس ہونے کی بات نہیں ہے گو انہیں تبلیغی کانفرنسوں کے تعمیری کام کے متعلق کچھ علم نہ ہو لیکن ہمیں قوی امید ہے کہ وہ ہماری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی جد و جہد سے واقف ہوں گے۔ جس نے ایک قلیل عرصہ کے اندر کافی ٹھوس اور تعمیری کام کر کے دکھا دیا ہے۔ کہ درحقیقت اس انجمن کی بنیادیں مضبوط اور اس کے کارکن تبلیغ و اشاعت اسلام کے ہر طرح سے قابل اور اہل ہیں۔ یہ انجمن جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کسی انفرادی شخص کے بل بوتہ پر نہیں چل رہی بلکہ اس کا تمام کاروبار ایک معقول اور مضبوط نظام کے ماتحت ہے۔ انجمن کے مبلغین جو بلاد غیر میں تبلیغ اسلام کے لئے بھیجے جاتے ہیں یا جو ہندوستان کے اندر تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں وہ سب کے سب اعلیٰ قابلیت کے اصحاب ہیں علاوہ اس تبلیغ کے جو کہ مبلغین کے ذریعہ تقاریر اور لیکچروں سے کی جاتی ہے اسلام کے متعلق نہایت قیمتی لٹریچر انجمن کی زیر نگرانی تیار ہو چکا ہے اور جس کی اشاعت دنیا کے تمام حصص میں کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ دین حنیف کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا۔ جیسا کہ فرمایا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ اس لئے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہاں ضرورت ہے ہماری جد و جہد کی۔ ضرورت ہے کہ ہم اگر جان نہیں تو اپنے اموال سے اسلام کی امداد کریں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے اس قلیل عرصہ میں جو کچھ اشاعت اسلام کا کام کیا ہے۔ وہ اہل خبر سے پوشیدہ نہیں۔ ضرورت ہے اس امر کی کہ عامۃ المسلمین اس انجمن کی جو حقیقی طور پر اصل نظام کے ماتحت قائم شدہ ہے۔ اپنے اموال سے امداد کریں اور پھر دیکھیں۔ کہ جس مقدس کام کے مسلمان خواہاں ہیں وہ کس سرعت سے اکناف عالم میں پھولتا پھلتا نظر آتا ہے۔ ہماری مسلمانوں کی قوم میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جس کا خیال ہے کہ ہماری تبلیغی جد و جہد کا منتہیٰ محض یہ ہونا چاہیئے کہ ہم اپنی قوم کے افراد کو تحریک شدھی یا عیسائی مشن کے تاثرات سے محفوظ رکھیں۔ تاکہ مسلمانوں کی تعداد میں کمی نہ ہو۔ لیکن تبلیغ اسلام کی تحریک کا ہمارے نزدیک یہ مطلب نہیں ہے۔

تبلیغ کا مقصد ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اسلام کا پیغام ان تمام لوگوں تک پہنچایا جائے جو اب تک اس کی برکات سے بہرہ ور نہیں ہوئے اسلام کا مقصد تمام دنیا میں امن قائم کرنا ہے۔ اور تبلیغ ایک ذریعہ ہے [illegible]

کا ایک اختلاف عظیم پایا جاتا ہے۔ اور یہ اختلافات دنیا کے اندر امن قائم کرنے میں سخت حارج ہو رہے ہیں۔ اسلام وہ نعمت ہے جو ان تمام اختلافات کو مٹا کر دنیا کی تمام اقوام کے اندر محبت، یکجہتی، یگانگت اور امن پیدا کر سکتا ہے۔ غرض تبلیغ کے علمبردار اور ایک اسلامی مبلغ کا یہ فرض ہے کہ وہ اسلام کے پیغام کو اس جگہ پہنچائے جہاں یہ اب تک نہیں پہنچا۔

دعوت نمبر

ہمارا سالانہ جلسہ جماعت کی ترقی اور بقا کے لئے ایک لازمی چیز ہے اس اجتماع سے ہمیں قومی اور انفرادی رنگ میں جو فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔ اور جماعت کے تمام افراد ان سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ جلسہ جس قدر زیادہ شاندار اور مؤثر ہوگا اسی قدر جماعت کو زیادہ فوائد حاصل ہوں گے۔ اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ اس مبارک تقریب کو کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کریں۔ اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ دسمبر کے پہلے ہفتہ میں پیغام صلح کا ایک خاص نمبر "دعوت نمبر" کے نام سے شائع کیا جائے۔ جس کا اعلان گزشتہ اشاعت میں بھی ہو چکا ہے یہ نمبر ضخامت کے لحاظ سے کوئی غیر معمولی نمبر نہ ہوگا۔ تاہم ہماری کوشش ہوگی کہ اس کو انتہائی دلچسپ اور مفید بنائیں۔ اس میں بزرگان سلسلہ کے مختصر مضامین دیگر مسلمان رہنماؤں کے پیغامات اور جلسہ کے متعلق ضروری ہدایات ہونگی۔ اور یہ انشاءاللہ ایسی چیز ہوگی کہ اس کے ذریعے آپ نہایت آسانی سے اور مؤثر طریق پر جماعت کے افراد اور دیگر مسلمانوں کو جلسہ میں شمولیت [illegible] دعوت دے سکیں ضرورت ہے کہ اس نمبر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو۔ جماعتوں اور احباب کو جس قدر پرچوں کی ضرورت ہو اس کی فوراً اطلاع دیں۔

حکومت افغانستان اور سکھ

گزشتہ دنوں شاہ امان اللہ خاں نے حکم دیا تھا کہ تمام افغانی پگڑی اور عمامہ کی بجائے استرخانی ٹوپی یا ہیٹ پہنا کریں بعض خبروں سے یہ پایا جاتا ہے کہ یہ حکم صرف سرکاری ملازمین کے لئے تھا۔ ہر ایک حکومت اپنی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے سرکاری ملازمین کو اور بعض اوقات عام افراد کے لئے اس قسم کے احکام نافذ کیا کرتی ہے۔ جو کوئی غیر معمولی قابل اعتراض بات نہیں۔ افغانی سکھوں کو اعتراض تھا کہ پگڑی ان کے نزدیک ایک نیم مذہبی حیثیت رکھتی ہے۔ اور وہ مذہبی احکام و روایات کی وجہ سے اس کو ترک کر کے ٹوپی پہننے سے معذور ہیں بعض اطلاعات سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ ان میں کچھ بے چینی کے آثار بھی نمایاں ہوئے لیکن اب قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت افغانستان اور افغانی سکھوں نے نہایت دانشمندی سے کام لے کر اس گتھی کو سلجھا لیا ہے۔ اور سکھ اس بات پر رضامند ہو گئے کہ ہیٹ کے بجائے ایک پگڑی نما ٹوپی پہنا کریں۔ جب افغانی سکھ مطمئن ہو چکے ہیں تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ اس معاملہ میں خواہ مخواہ دخل اندازی کرے۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے سکھ بھائی خواہ مخواہ شور مچا رہے ہیں اور شاہ افغانستان کو سنتیہ اگرہ کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ کبھی حکومت برطانیہ کو کہا جاتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں دخل دے۔ کبھی سکھ سورماؤں کو میدان عمل میں کود پڑنے کے لئے پکارا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ پگڑی سکھوں کا مذہبی شعار رہے ہم اس پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہتے۔ اس بیسویں صدی میں اس قسم کی باتوں کے اصرار اور حمایت میں جس حد تک معقولیت موجود ہے وہ ظاہر ہے ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اب سکھ کیا کریں گے۔ اور حکومت افغانستان ان کے شور و غوغا سے کس حد تک مرعوب ہوگی۔ ارباب فکر و دانش خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ عوام کو واقعات سب کچھ بتا دیں گے ہاں اس قدر ہم ضرور کہیں گے کہ افغانی سکھوں کے مطمئن ہو جانے کے بعد ہندوستانی سکھوں کا شور و غوغا ایک فضول اور بے معنی بات معلوم ہوتی ہے۔ ہمیں حیرت ہے کہ جب پنجاب کے سکھ نوجوان کیسوں اور پگڑی کے خلاف جہاد کر رہے ہیں تو سکھ لیڈر اس طوفان کو روکنے کے بجائے حکومت افغانستان سے ٹکرانے کی کیوں کوشش کر رہے ہیں۔ جس کی تاب، وہ نہیں لا سکتے۔ ہندوانگ سی "مدعی سست گواہ چست" کی مثال پیش کر رہے ہیں۔

حضرت عائشہ کی عمر

مولانا سید سلیمان ندوی کے اعتراضات کا جواب

(حضرت امیر ایدہ اللہ کی قلم سے)

صغر سنی کی شادی اور حضرت عائشہ

حضرت عائشہ کی عمر کا سوال مدت سے میرے دل میں کھٹکتا رہا ہے۔ نہ اس لئے کہ میں نے اس بات کو ناممکن سمجھا ہو کہ کوئی نو سال کی غیر معمولی قوت کی لڑکی حد بلوغ کو پہنچ جائے۔ اور اس میں تعلقات ازدواجی کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ بلکہ اس لئے کہ ایک طرف اگر وہ احادیث تھیں جن میں حضرت عائشہ کی عمر کا بوقت نکاح چھ یا سات سال ہونا اور بوقت رخصتانہ ۹ سال ہونا بیان کیا گیا ہے تو دوسری طرف بعض ایسی احادیث بھی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت عائشہ کا سن اتنا چھوٹا نہ تھا مگر میں نے اس سوال پر کبھی غائر نظر نہیں ڈالی۔ سال رواں میں جب صغر سنی کی شادی کے متعلق ایک بل اسمبلی میں پیش ہوا۔ تو مجھے ضرورت محسوس ہوئی کہ میں بھی اس امر پر اپنے خیالات کا اظہار کر دوں۔ کہ آیا صغر سنی کی شادی اگر قانوناً روک دی جائے تو یہ امر خلاف شریعت اسلامی ہوگا۔ میں نے اس مسئلہ پر غور کیا تو میری سمجھ میں یہی آیا کہ ایسی ممانعت خلاف شریعت اسلامی نہیں۔ کیونکہ شریعت اسلامی کا منشا بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شادی بلوغ کے بعد ہو۔ چنانچہ میں نے اپنی جماعت کے علماء کے خیالات کو بھی معلوم کیا تو ان کی رائے کو اپنی رائے کے موافق پایا۔ اور ایک مضمون اس موضوع پر انگریزی میں لکھ کر اخبار "لائٹ" میں شائع کیا۔ اس مضمون کے ذیل میں مجھے اس بات کا جواب دینے کی بھی ضرورت محسوس ہوئی جو صغر سنی کی ممانعت کو خلاف شریعت اسلامی قرار دینے والوں کی طرف سے زور سے پیش کی گئی تھی کہ حضرت عائشہ کی شادی صغر سنی میں ہوئی۔ اور جب خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مجوز ہوں تو اور کسی کو کیا حق ہے کہ وہ صغر سنی کی شادی کو روک سکے۔

اصل مبحث

اس مضمون کا اردو ترجمہ منشی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح نے خود کر کے پیغام صلح میں بھی شائع کیا۔ پیغام صلح میں یہ جواب ان الفاظ میں تھا۔

"اس کے خلاف یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ سے اس وقت شادی کی جب وہ چھ یا سات سال کی عمر میں تھیں۔ ایسی احادیث کو اگر معتبر ہی سمجھا جائے تو بھی یہ ایک مسلم بات ہے۔ کہ شادی اور طلاق کے قوانین جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں۔ مدینہ میں نازل ہوئے اور حضرت عائشہ سے آنحضرت صلعم کا نکاح اس وقت ہوا جب ابھی آپ مکہ میں تھے۔ اس لئے اگر یہ نکاح فی الحقیقت حضرت عائشہ کی صغر سنی ہی میں ہوا ہو تو بھی اسے اس قانون کے بالمقابل جو بعد میں نازل ہوا اور اس کے اس صحیح مفہوم کے خلاف جو خود آنحضرت صلعم نے بیان فرمایا۔ بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا۔"

اس جواب کے ساتھ ہی ذیل کے الفاظ بھی ہیں جو "پیغام صلح" سے ہی نقل کرتا ہوں۔

"لیکن یہ باور کرنے کے وجوہ ہیں کہ حضرت عائشہ آنحضرت صلعم سے نکاح کے وقت فی الحقیقت اس قدر صغر سن نہ تھیں۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی بڑی بہن حضرت اسماء سے دس برس چھوٹی تھیں اور حضرت اسماء کی عمر اس وقت جب آنحضرت صلعم نے مدینہ کو ہجرت کی ستائیس سال تھی۔ اس لحاظ سے حضرت عائشہ کی عمر اس وقت جب آنحضرت صلعم نے ہجرت سے ایک سال قبل ان سے شادی کی سولہ سال تھی۔"

اس جواب سے یہ ظاہر ہے کہ میرے مضمون کا اصل مبحث حضرت عائشہ کی عمر نہ تھا بلکہ صغر سنی کی شادی تھا۔ درحقیقت جواب جو میں نے دیا ہے وہ اسی قدر تھا۔ کہ حضرت عائشہ کا نکاح مکہ میں ہوا اور نکاح کے قوانین جو قرآن کریم میں نازل ہوئے وہ اس کے بعد مدینہ میں نازل ہوئے اور یہ جواب یہ فرض کر کے دیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ کی شادی صغر سنی میں ہوئی۔ لیکن ضمناً یہ بات بھی بیان کر دی گئی ہے کہ یہ باور کرنے کے وجوہ بھی ہیں کہ حضرت عائشہ کی عمر اس وقت اتنی تھوڑی نہ تھی۔

بنائے استدلال

اس مضمون کے نکلنے پر اور پھر اس پر جو تنقید معارف (جولائی) میں ہوئی۔ مجھے متعدد خطوط موصول ہوئے کہ حضرت عائشہ کی عمر کے سوال پر پوری روشنی ڈالی جائے۔ مگر سب سے بڑھ کر سید ریاست علی صاحب ندوی کا اصرار رہا کہ میں ان روایات کا پتہ دوں جن کے لئے انہوں نے متعدد خطوط بھی منشی دوست محمد صاحب کو لکھے۔ کہ میں اپنی غلطی کا اقرار کر دوں۔ سو یہ تو درست ہے کہ جب حضرت عائشہ کے حضرت اسماء سے دس سال چھوٹے ہونے کا حوالہ میں نے دیا تو میرے ذہن میں کمال کا حوالہ بھی تھا۔ جو پچھلے دنوں بصورت اشتہار شائع ہوا۔ اور جس پر سید سلیمان صاحب نے معارف میں تنقید بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ میرے ایک کرم فرما نے مجھ سے ذکر کیا کہ ان کے پاس اسد الغابہ کا ایک حوالہ ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عائشہ کی عمر نکاح کے وقت بارہ سال تھی۔ اتفاق سے اسد الغابہ میرے پاس نہ تھی اور چونکہ انہوں نے جزم سے یہ کہا کہ ایسا حوالہ موجود ہے مگر کتاب اس وقت نہیں ملی۔ اس لئے میں نے ان کی یادداشت پر اعتبار کیا۔ والبتہ اب جو کتاب اسد الغابہ میں نے منگوا کر دیکھی تو حضرت عائشہ حضرت اسماء حضرت ابوبکر کے تذکرے میں مجھے یہ حوالہ نہیں ملا۔ گو میرے وہ دوست اب بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسی عبارت اسد الغابہ میں پڑھی ہے اور فرصت ملنے پر وہ اس کو نکال دیں گے) مگر ان سب سے بڑھ کر مجھے خود بعض معتبر احادیث کی بنا پر یہ خیال تھا کہ حضرت عائشہ کی عمر نکاح کے وقت اتنی چھوٹی نہ تھی۔

ضمنی بحث کی وجہ سے کم توجہی

مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ میں نے حضرت عائشہ کی عمر کے متعلق چونکہ ضمنی ذکر کیا تھا اور اصل مبحث کچھ اور تھا جس پر عمر کے چھوٹا یا بڑا ہونے سے کوئی اثر نہ پڑتا تھا۔ اس لئے میں نے اس پر کوئی زیادہ توجہ نہیں کی۔ اور ان امور کی بنا پر جو میرے ذہن میں موجود تھے حضرت عائشہ کی عمر کے متعلق وہ الفاظ لکھے جن کو اوپر نقل کر چکا ہوں۔ ان میں علاوہ عمر کے بڑا ہونے کے یہ ذکر ہے کہ ہجرت سے ایک سال پہلے حضرت عائشہ کی شادی ہوئی حالانکہ ایک سال پہلے نہیں بلکہ تین سال پہلے نکاح ہوا تھا۔ گو روایتیں دونوں قسم کی موجود ہیں یعنی بعض روایتوں میں تین اور بعض میں ایک سال قبل ہجرت حضرت عائشہ سے نکاح کا ذکر ہے۔

نو سال کی عمر میں نکاح کی روایات

یہ تو محض تمہیدی باتیں ہیں اب میں اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ روایات کے بڑے حصہ کا اس بات پر اتفاق نظر آتا ہے کہ حضرت عائشہ کی عمر نکاح کے وقت چھ یا سات سال تھی۔ اور رخصتانہ کے وقت ۹ سال تھی۔ اور آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت اٹھارہ سال تھی۔ لیکن طبقات ابن سعد میں دو روایتیں حضرت عائشہ کے ذکر میں ایسی ہیں۔ جن میں نو سال کی عمر میں نکاح کا ہونا بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ جلد ہشتم صفحہ ۴۱ پر ہے **تزوجہا رسول اللہ صلعم وھی بنت تسع سنین**۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا جب وہ نو سال کی تھیں۔ اور صفحہ ۴۲ پر ہے **نکح النبی صلعم عائشۃ وھی ابنۃ تسع سنوات او سبع** یعنی آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا اور ان کی عمر اس وقت نو یا سات سال کی تھی۔ یہ کہا جائے گا کہ اس اختلاف کی کوئی ایسی توجیہ کرنی چاہیے جو ان روایات کو کثرت روایات کے مطابق کر دے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ کثرت روایات میں جو عمر بتائی گئی ہے وہ پورے حساب درست نہیں آتی۔ اور دراصل ان روایات کی طرف توجہ نہیں کی گئی جیسا کہ میں نے کہا کثرت روایات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عائشہ کی عمر نکاح کے وقت چھ یا سات سال اور رخصتانہ کے وقت نو سال تھی۔ اب اگر نکاح اور رخصتانہ کی تاریخوں کو دیکھا جائے تو ان روایات کی صحت میں گو وہ بخاری مسلم یا مسند احمد میں ہوں۔ سخت شبہات پیدا ہوتے ہیں۔

تاریخ نکاح کی روایات

حضرت عائشہ کے نکاح کی تاریخ میں روایات میں اختلاف تو ضرور ہے۔ لیکن اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ مستند یہی ہے کہ نکاح ۱۰ نبوی میں حضرت خدیجہ کی وفات کے تھوڑے دن بعد ہی ہو گیا۔ اور اس کے معاً بعد ہی حضرت سودہ سے نکاح ہوا یعنی حضرت عائشہ سے آنحضرت صلعم کا نکاح پہلے ہوا۔ اور حضرت سودہ سے اس کے بعد ہوا۔ اور چونکہ حضرت سودہ سے نکاح ۱۰ نبوی [illegible] سال [illegible] ہونا ایک

مسلم امر ہے۔ جیسا کہ سید سلیمان صاحب نے بھی سیرت عائشہ کے صفحہ ۹۹ پر لکھا ہے۔ تو یہی حضرت عائشہ کے نکاح کے ۱۰ نبوی میں ہونے پر ایک فیصلہ کن امر ہے۔ حضرت عائشہ کے نکاح کی تاریخ کے متعلق جو شبہ روایات میں ہے وہ حضرت خدیجہ کی وفات کی تاریخ میں اختلاف سے پیدا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یعنی بعض مورخین نے حضرت خدیجہ کا انتقال ہجرت سے پانچ اور بعض نے ہجرت سے چار سال پیشتر مانا ہے۔ ان کے نزدیک حضرت عائشہ کے نکاح اور حضرت خدیجہ کی وفات میں ایک یا دو سال کا فرق ہوگا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کی وفات ۱۰ نبوی میں ہوئی۔ تو اسی فرق کی بنا پر یہ خیال کر لیا گیا کہ حضرت عائشہ کا نکاح ہجرت سے ایک یا دو سال پیشتر ہوا۔ بہرحال روایات میں اختلاف ہے۔ اور خود بخاری کی روایات دونوں طرح کی ہیں۔ یعنی بعض میں حضرت عائشہ کا نکاح ہجرت سے تین سال اور بعض میں ایک سال پیشتر مانا گیا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ دونوں روایات میں سے ایک قسم کی روایات یقیناً غلط ہیں۔ خواہ وہ بخاری میں ہوں یا مسلم میں۔ اس لئے تنقیدی امور میں جذبات کو برانگیختہ کرنا کہ کیا ہم بخاری یا مسلم کو غلط مانیں صحیح طریق نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بخاری بڑے اعلیٰ پایہ کی اور حدیث کی سب سے زیادہ مستند کتاب ہے۔ لیکن وہ کتاب اللہ نہیں اس لئے غلطیاں اس میں بھی ہیں۔ حضرت عائشہ کے نکاح کی تاریخ کے بارے میں جو اختلاف ہے اس میں جمہور محققین نے یہی صحیح مانا ہے کہ ۱۰ نبوی نکاح کی تاریخ ہے۔ جیسا کہ خود سید سلیمان صاحب نے بھی مانا ہے

"جمہور محققین کا فیصلہ یہ ہے اور روایات کا کثیر اور مستند حصہ اسی کا موید ہے کہ حضرت خدیجہ نے نبوت کے دسویں سال ہجرت سے تقریباً تین برس پہلے رمضان میں انتقال کیا۔ اور اسی کے ایک مہینے کے بعد شوال میں حضرت عائشہ سے نکاح ہوا۔" (سیرت عائشہ صفحہ ۹)

تاریخ رخصتانہ

اب دوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کب آئیں۔ سو اس میں بھی اختلاف تو ضرور ہے یعنی بعض روایات میں ہجرت سے آٹھ ماہ بعد کا واقعہ اسے قرار دیا ہے اور بعض میں اٹھارہ ماہ بعد۔ سید سلیمان صاحب نے سیرت عائشہ میں علامہ عینی کے قول کو کہ حضرت عائشہ کی رخصتی جنگ بدر کے بعد ہوئی یعنی ۲ھ میں رد کرتے ہوئے شوال ۱ھ کو صحیح قرار دیا ہے (صفحہ ۲۱) اور حاجی معین الدین صاحب ندوی نے "خلفائے راشدین" میں ہجرت کے بعد دو سال کو صحیح قرار دیا ہے۔ (خلفائے راشدین صفحہ [illegible]) سید سلیمان صاحب نے ۲ہجری میں رخصتانہ کے قول کو صرف اس لئے رد کیا ہے کہ "اس بیان کے موافق حضرت عائشہ کا دسواں سال ہوگا" غالباً ان کی توجہ اس طرف نہیں گئی کہ اگر ہجرت کا پہلا سال بھی رخصتانہ کا مانا جائے تو حضرت عائشہ کی عمر کا ان روایات کے مطابق بھی دسواں سال نہیں گیارھواں سال تھا۔ شوال ۱۰ نبوی میں نکاح ہوا۔ اور اس وقت عمر چھ یا سات سال کی بتائی جاتی ہے۔ اس حساب سے شوال ۱۳ نبوی میں یعنی ہجرت سے چھ یا سات ماہ پیشتر حضرت عائشہ کی عمر ۹ یا ۱۰ سال ہو چکی تھی۔ اور شوال ۱ ہجری کو بھی تاریخ رخصتانہ اگر مانا جائے تو حضرت عائشہ اس وقت ان روایات کے مطابق بھی پورے دس سال کی ہو کر گیارھویں سال میں داخل ہو چکی تھیں یا گیارہ سال کی ہو کر بارھویں سال میں داخل ہو چکی تھیں۔ اور نو سال کی عمر کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ٹھہرتی۔ لیکن درست وہی ہے جو عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عائشہ کا رخصتانہ جنگ بدر کے بعد ۲ھ میں ہوا۔ اسی کے موافق علامہ عبد البر نے بھی استیعاب میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ کا رخصتانہ نبوت سے اٹھارہ ماہ بعد ہوا۔ تو اس حساب سے حضرت عائشہ رخصتانہ کے وقت ان روایات کی بنا پر بھی گیارہ سال کی ہو کر بارھویں سال میں یا بارہ کی ہو کر تیرھویں میں داخل ہو چکی تھیں۔ بہرحال اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ اگر یہ روایات درست ہیں تو حضرت عائشہ کو اپنی عمر بیان کرنے میں کچھ غلطی لگی ہے۔ کیونکہ ان کے نکاح اور رخصتانہ میں پورے پانچ سال کا فرق تھا۔ اور چار سال سے کم تو کسی صورت میں نہ تھا۔ اس لئے اگر ان کی عمر بوقت نکاح چھ یا سات سال کی مانی جائے جیسا کہ اکثر روایات میں ہے تو بوقت رخصتانہ نو سال کی عمر ہونا ناممکنات سے ہے۔

دوسری روایات سے عمر کا قیاس

اس کے علاوہ بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کی عمر بوقت نکاح یعنی ۱۰ نبوی [illegible]

سات سال جیسے ان روایات سے معلوم ہوتا ہے - اور یہی وہ روایات ہیں جن کی وجہ سے مجھے پہلے پہلے یہ شبہ پیدا ہوا کہ ان روایات میں جن میں نکاح کے وقت چھ یا سات سال عمر بتائی گئی ہے - کچھ نقص ضرور ہے - یہ روایات بھی صحیح بخاری کی ہیں - ایک روایت کتاب التفسیر میں سورۂ قمر کی تفسیر میں ہے جس کی راوی خود حضرت عائشہ ہیں - قالت لقد انزل علی محمد صلعم بمکۃ و انی لجاریۃ العب بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم پر مکہ میں یہ آیت نازل ہوئی اور میں اس وقت لڑکی تھی - بل الساعۃ موعدھم - اب یہ آیت سورۂ قمر میں ہے - اور سورہ قمر کا نزول ابتدائی زمانہ کا ہے - کیونکہ اس میں معجزہ شق القمر کا ذکر ہے - اور ظاہر ہے کہ یہ معجزہ ابتدائی زمانہ کا ہے - کیونکہ بعد میں کفار کی مخالفت آنحضرت صلعم سے اس قدر سخت ہو گئی تھی کہ انہوں نے آپ کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا تھا اور یہ ۷ سنہ نبوی کا واقعہ ہے - اور دوسرے سورۂ نجم اور سورۂ قمر کا باہم بہت تعلق ہے - جیسا کہ مفسرین نے تسلیم کیا ہے - اس لئے ان کا نزول بھی ایک ہی زمانہ کا ہونا چاہئے - اور سورہ نجم کا ۵ سنہ نبوی میں نازل ہونا یقینی امر ہے - پس اسی وقت کے قریب قریب سورۂ قمر بھی نازل ہوئی - اور جن لوگوں نے آیات سیھزم الجمع کا مدینہ میں نازل ہونا مانا ہے انہیں یہ غلطی اس لئے لگی ہے کہ یہ آیات آنحضرت صلعم نے جنگ بدر کے موقعہ پر تلاوت فرمائی تھیں - یہ بتانے کو کہ ان میں وہ پیشگوئی ہے جو بدر کے دن پوری ہوئی - تو بعض لوگوں نے غلطی سے ان کا نزول مدینہ میں سمجھ لیا پس ۵ سنہ نبوی یا ۶ سنہ نبوی کا ان آیات کا نزول ہے اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں - کہ میں اس وقت لڑکی تھی اور کھیلا کرتی تھی - اور پھر ان آیات کو سنکر سمجھ کر یاد بھی رکھتی تھیں - تو یہ پانچ چھ سال سے کم عمر کا زمانہ نہیں ہو سکتا - اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کی عمر ۱۰ سنہ نبوی میں بوقت نکاح چھ یا سات سال ہونا قرین قیاس نہیں - اور اگر یہ روایات صحیح ہیں تو اپنی عمر کے بیان کرنے میں انہیں غلطی لگی ہے -

حضرت عائشہ کی ایک اور روایت

اسی کی تائید بخاری کی ایک اور روایت سے ہوتی ہے جو باب ہجرت النبی صلعم میں آتی ہے - اور یہ روایت بھی حضرت عائشہ کی ہے قالت لم اعقل ابوی قط الا وھما یدینان الدین ولم یمر علینا یوم الا یاتینا فیہ رسول اللہ صلعم طرفی النھار بکرۃ وعشیۃ فلما ابتلی المسلمون خرج ابوبکر مھاجرا نحو ارض الحبشۃ - یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنے ماں باپ کو دین اسلام پر پایا - اور کوئی دن نہیں گزرتا تھا مگر رسول اللہ صلعم صبح اور شام ہمارے ہاں آتے تھے - پھر جب مسلمانوں پر مصائب آئے - تو ابوبکر سرزمین حبش کی طرف نکلے -

اب حضرت ابوبکر تو پہلے مسلمان ہیں اور حضرت عائشہ کی والدہ ام رومان بھی ابتدائی مسلمانوں میں سے ہیں جن کا اسلام ۱ سنہ نبوی یا اس سے پیشتر کا ہے - کیونکہ وہ سترہ آدمیوں کے بعد اسلام لائیں اور ۳ سنہ نبوی میں چالیس مسلمان ہو چکے تھے - اور اس کے ساتھ جو حضرت عائشہ نے واقعہ بیان کیا ہے - یعنی حضرت ابوبکر کا ہجرت کر کے حبش کی طرف نکلنا - یہ ۵ سنہ نبوی کا واقعہ ہونا چاہئے - اور اس سے پیشتر رسول اللہ صلعم کا حضرت ابوبکر کے ہاں صبح اور شام جانا حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں - اور اسے وہ اپنے ہوش کا زمانہ بتاتی ہیں اور ظاہر ہے کہ ہوش کا زمانہ پانچ چھ سال سے کم عمر کا نہیں ہو سکتا - حالانکہ ان روایات کے مطابق جن میں حضرت عائشہ نے اپنی عمر بیان کی ہے ۵ سنہ نبوی ان کی پیدائش کا زمانہ بنتا ہے -

عمر کے متعلق حضرت عائشہ کا خیال

تو ان روایات کے مطابق ۵ سنہ یا ۶ سنہ نبوی حضرت عائشہ کے ہوش کا زمانہ نہیں کہلا سکتا - اور ۷ سنہ نبوی سے آنحضرت صلعم شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے - تھے اس وقت آپ کی آمد و رفت حضرت ابوبکر کے گھر نہ ہو سکتی تھی - اور جب شعب سے نکلے تو حضرت خدیجہ جلد ہی وفات پا گئیں - اور حضرت عائشہ سے آنحضرت صلعم کا نکاح ہو گیا پس حضرت عائشہ کا یہ بیان جس میں بعض واقعات کا ذکر ہے جس کی تصدیق دوسری طرح بھی ہو سکتی ہے - یقیناً اس کے خلاف ہے - جس میں انہوں نے اپنی عمر بیان کی ہے - اس لئے اس بیان کو ترجیح دی جائے گی جس کی تصدیق دوسرے واقعات سے ہوتی ہے - اور یہ کہنا پڑے گا کہ حضرت عائشہ کو اپنی عمر کے متعلق کچھ غلط فہمی تھی - اور قرین قیاس یہ ہے کہ ان کی عمر نکاح کے وقت گیارہ سال سے اور رخصتانہ کے وقت سولہ سال سے کم نہ تھی - ایک امر قابل غور ہے کہ حضرت عائشہ کے آنحضرت صلعم سے نکاح کے متعلق دریافت

صاحب مشکوٰۃ کا قول

یہ سچ ہے کہ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ صاحب مشکواۃ نے اس قول کی کہ حضرت عائشہ اسماء سے صرف دس سال چھوٹی تھیں کیا بنا ہے - لیکن یہ کہنا پڑے گا کہ ان کے قول کی بنا کسی روایت پر ہی ہوگی جیسا کہ انہوں نے خود بھی ... قیل کے لفظ سے بیان کیا ہے - اس پایہ کا آدمی اپنی طرف سے کوئی بات کہہ کر قیل کے ساتھ اسے بیان نہیں کر سکتا - انہیں کوئی روایت ملی ہوگی جس کی بنا پر انہوں نے یہ لکھا ممکن ہے کہ ایسی کوئی روایت تلاش سے مل بھی جائے - میں نے اسے اسی لئے قابل اعتبار سمجھا کہ ایک طرف تو حضرت عائشہ کی عمر نکاح کے وقت چھ یا سات سال اور رخصتانہ کے وقت نو سال ہونے میں یقیناً کچھ گڑبڑ ہے - دوسرے بخاری کی بعض اور احادیث صاف بتاتی ہیں کہ بعثت کے پانچویں چھٹے سال میں وہ ہوش سنبھالے ہوئے تھیں - جب رسول اللہ صلعم حضرت ابوبکر کے گھر آتے جاتے تھے اور اسی وقت انہوں نے سورہ قمر کی آیت بل الساعۃ موعدھم کا نزول بھی یاد رکھا - پس نکاح کے وقت ان کی عمر چھ یا سات سال ہونا کسی صورت میں صحیح نہیں بلکہ غالباً گیارہ بارہ سال کی عمر ہوگی ممکن ہے مزید تحقیقات سے کچھ اور روشنی اس امر پر پڑ سکے - سر دست اس اصرار کی وجہ سے جو بعض اطراف سے ہو رہا تھا میں نے اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے -

(محمد علی)

(۲۲ ر نومبر ۱۹۲۸ء احمدیہ بلڈنگس لاہور)

(حاشیہ صفحہ ۳)

✻ سید سلیمان صاحب نے جہاں معارف میں میرے اس مضمون پر تنقید فرمائی ہے وہاں میرے الفاظ کو نقل کر کے آخر پر استہزاء یہ فقرہ چسپاں کیا ہے " ع - غلطی ہائے مضامین مت پوچھ "غلطی کا تو مجھے انکار نہیں - لیکن جناب سید صاحب نے اس موقعہ پر جو استہزا کیا ہے گو میری غلطیاں اسی لائق ہوں مگر ان کی فضیلت کے شایاں یہ نہ تھا - وہ کہہ سکتے تھے کہ اس مضمون میں ایک نہیں دو غلطیاں ہیں اگر میں نے غلطی سے ہجرت سے ایک سال پہلے نکاح ہونا لکھ دیا تو کیا بخاری میں دونوں قول موجود نہیں اور گو اب (معارف جولائی ص۱۱) سید صاحب نے بخاری کے الفاظ فلبث سنتین او قریبا من ذالک ونکح عائشہ کی اور توجیہ کی ہے - مگر سیرت عائشہ میں وہ خود اختلاف کو تسلیم کر چکے ہیں -

"اس اختلاف کے موقع پر خود حضرت عائشہ کا قول زیادہ معتبر ہو سکتا تھا - لیکن لطف یہ ہے کہ بخاری اور مسند میں خود ان سے دو روایتیں ہیں ایک میں ہے کہ حضرت خدیجہ کی وفات کے تین برس بعد نکاح ہوا - اور دوسری میں ہے کہ اسی سال کا یہ واقعہ ہے"

(سیرت عائشہ ص۱۹)

جلسہ سالانہ کی سب سے اہم ضرورت

احباب کو معلوم ہے کہ ہمارا سالانہ جلسہ بہت قریب آرہا ہے اس کی اہمیت سے آپ خوب واقف ہیں - میں اس وقت صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر جگہ کے سکرٹری و پریزیڈنٹ صاحبان یا جہاں باقاعدہ جماعتیں کا انتظام نہیں وہاں کے احمدی احباب جلسہ سالانہ کے موقع کے لئے خاص طور پر چندہ فراہم کر کے جلد سے جلد ارسال فرمائیں کیونکہ روپیہ کی سخت ضرورت ہے اور کل احباب کی کوشش اور توجہ چاہتا ہے - یہ بھی یاد رہے کہ انجمن اس وقت مالی مشکلات میں ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے دوست خاص کوشش سے کام کریں اور عند اللہ ماجور ہوں ہر ایک سکول اور کالج کے سٹوڈنٹ کا اور دفتر کے کلرک کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ چندہ فراہم کر کے ہمراہ لائیں یا پہلے بھیج دیں - (سید محمد حسین)

مراسلات

قبلہ مولوی مرتضیٰ احسن صاحب دیوبندی کی خدمت میں التماس

ذیل کی مراسلت ہمیں اس تصریح کے ساتھ موصول ہوئی ہے کہ دراصل اخبار سیاست کو برائے اشاعت ارسال کی گئی تھی لیکن وہاں شائع نہیں ہو سکی - مراسلت نگار کی خواہش ہے کہ اسے "پیغام صلح" میں شائع کیا جائے - اگرچہ اس میں جماعت احمدیہ کے خلاف لکھا گیا ہے - لیکن غرض محض احقاق حق سے ہے - کسی سے کوئی خاص تعصب یا عداوت مد نظر نہیں - امید ہے کہ مولوی مرتضےٰ حسن صاحب اس پر غور فرمائیں گے - (مدیر)

۲۸ - ۳۰ - ۳۱ - اکتوبر ۱۹۲۸ء کے اخبار "سیاست" میں قبلہ حضرت مولوی مرتضےٰ احسن صاحب دیوبندی حال مقیم لائل پور کا ایک مضمون بعنوان "خاتم النبیین کون ہے" خاکسار کی نظر سے گزرا اور یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ حضرت مولانا نے مرزائیوں کا ناطقہ بند کرنے کا تہیہ کیا ہے - مذکورہ مضمون کو خاکسار نے بہت غور کے ساتھ پڑھا - کیونکہ خاکسار کو بعض مرزائیوں سے گفتگو کا موقع ملتا رہتا ہے - اور بوجہ کمی علم کے ان کے بعض دلائل کا مسکت جواب نہیں دے سکتا میرا خیال تھا کہ جناب مولانا کے مضمون سے مرزائیوں کے خلاف بہت کچھ مسالہ مل جائے گا جس سے میں ان کا قافیہ تنگ کرنے کے قابل ہو جاؤنگا لیکن اسے میری کم فہمی سمجھئے یا مولوی صاحب کا تبحر علمی کہ میں اس مضمون کو پورے طور پر سمجھنے سے قاصر رہا ہوں - میرے خیال ناقص میں بہتر ہوتا اگر جناب مولانا اخبار پیغام صلح کے اس مضمون کو اپنے جواب سے پہلے نقل کر دیتے جس کا جواب انہوں نے دیا ہے - یا فقرہ بفقرہ نقل کر کے ساتھ ساتھ جواب دیتے جاتے تاکہ پڑھنے والے کو تمام باتوں کے سمجھنے میں سہولت ہوتی - لیکن چونکہ انہوں نے ایسا کرنا مناسب نہیں سمجھا اس لئے میرا بھی ان پر اعتراض کرنا واجب نہیں تاہم اپنی معلومات کے اضافہ اور رفاہ عام کے لئے میں ان سے درخواست کرونگا کہ مندرجہ ذیل سوالات پر واضح اور عام فہم الفاظ میں روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں - یہ سوالات مرزائیوں کی طرف سے عام طور پر پیش ہوتے رہتے ہیں - اور ان کا کوئی معقول جواب میرے پاس نہیں ہے -

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجسد عنصری آسمان پر تشریف لیجانے کا ذکر قرآن کریم کی کونسی آیت اور کس حدیث میں ہے - اصل آیت اور حدیث کے ساتھ ساتھ ان کے لفظی معانی بھی سلیس اور عام فہم اردو میں لکھ دیئے جائیں -

(۲) حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر آج تک زندہ ہونے کا ثبوت قرآن کریم کی کونسی آیات اور کس حدیث سے ملتا ہے - ایسی آیات و احادیث بھی لفظی ترجمہ کے ساتھ نقل کر دی جائیں -

(۳) بل رفعہ اللہ الیہ کی آیت جو عام طور پر مرزائیوں کے سامنے پیش کی جاتی ہے اس کے متعلق ان کا یہ جواب ہے کہ رفع کا لفظ جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا - نہ کسی دوسرے موقع پر اس لفظ کے ایسے معنے کئے گئے ہیں - بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا رفع کرنا قرب مراتب پر بولا جاتا ہے اس کا مدلل اور مسکت جواب مرحمت فرمایا جائے - اور اس کے علاوہ کوئی اور آیت بتا دی جائے جس میں آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر ہو

امید ہے جناب مولانا ان درپیش سوالات پر جلد روشنی ڈال کر عامۃ الناس کو بالعموم اور خاکسار کو بالخصوص ممنون فرمائیں گے بے شک ان کا وقت قیمتی ہے - لیکن یہ بھی ایک دینی کام ہے اور لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لئے اس سے بڑھ کر کار ثواب اور کوئی نہیں ہو سکتا -

آپ کا خادم

(خاکسار زین العابدین از لاہور)

اعلان

۹ ر نومبر کے پرچہ میں جس جنٹلمین کے لئے نوٹس دیا گیا تھا وہ اب مل گیا ہے -

(محمد منظور الٰہی اسسٹنٹ سکرٹری)

مذاہب غیر کی تبلیغی سرگرمیاں

گذشتہ سال مشہور امریکن عیسائی مبلغ ڈاکٹر زویمر ہندوستان آئے تھے اور کافی عرصہ تک سیاحت میں مصروف رہے - اس وقت خیال کیا جاتا تھا کہ اس سیاحت کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کو کیونکر وسعت دی جا سکتی ہے - اور وہ کونسے نقائص ہیں جو مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف مائل نہیں ہونے دیتے - اور ان کی اصلاح کے لئے کیا وسائل اختیار کئے جائیں - عیسائی مشن کی بعض سرگرمیوں سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے -

حال ہی میں ایک اہم پمفلٹ پنجاب کی مسیحی سوسائٹی کی طرف سے انگریزی زبان میں شائع ہوا ہے - جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک جدید مسیحی سوسائٹی "دائرہ اخوت" کا قیام عمل میں آیا ہے - جس کے مقاصد حسب ذیل ہیں -

(۱) مسلمانان پنجاب کو جناب مسیح کے قدموں میں لانے کی کوشش کی جائے

(۲) جو لوگ اسلام سے مرتد ہو کر عیسائیت میں شامل ہو چکے ہیں ان کے درمیان محبت اور ہمدردی کے جذبات پیدا کئے جائیں -

(۳) ان کو مشکلات و مصائب سے نجات دلانے کی سعی کی جائے -

(۴) حاجتمند اور مستحق مرتدین کو اعلےٰ تعلیم کے لئے وظائف مہیا کئے جائیں

(۵) مسلمان مرتدین کے لئے ایک گھر بنایا جائے اور ایک وسیع کتب خانہ اور ریڈنگ روم قائم کیا جائے -

اس دائرہ کے سکرٹری سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں اور اس کا صدر دفتر بھی غالباً وہیں ہے - دائرہ مذکور مقاصد بالا کی تکمیل کے لئے بہت سرگرمی کا اظہار کر رہا ہے - عنقریب اس دائرہ کی طرف سے ایک ماہانہ رسالہ اخوت چھاپ کر مفت تقسیم کیا جائے گا - مسلمان اقوام کے متعلق مختلف قسم کی معلومات رسائل اور کتب کی صورت میں شائع کی جائینگی یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ سوسائٹی صرف مرتدین اسلام پر مشتمل ہے اس کے ممبر مسلمانوں سے مسلمانوں کی طرح گفتگو کریں گے - اور ان کی مخصوص مذہبی ذہنیت کے مطابق عیسائیت کے خلاف تعصبات کو دور کرنے کی کوشش کریں گے -

پیغام صلح :- اس نئے فتنہ کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں نے کیا سامان کیا ہے؟

ایک کروڑ شدھی فنڈ

دہلی کی آریہ سماج نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کرنے اور مسلمانوں کو نئی پریشانیوں میں مبتلا کرنے کی خاطر شدھی اور سنگٹھن کی فساد انگیز تحریکوں کو از سر نو جاری کر دیا ہے - اور اس دشمن امن و امان اور حیاسوز تحریک کی تخم پاشی کے لئے ایک کروڑ روپیہ کی فراہمی کا ارادہ کر لیا ہے - ان دشمنان وطن کا یہ صرف ارادہ اور تجویز ہی نہیں ہے - بلکہ اس پر عمل بھی شروع کر دیا گیا ہے - چنانچہ ایک آنہ سے چار آنہ تک کی رسید بکیں طبع ہو کر تیار ہوئی ہیں - اور ہر مذہب پرست ہندو ان کو خرید کر اپنے زندہ ہونے کا ثبوت پیش کر رہا ہے - اس ایک کروڑ روپیہ سے مسلمانوں کے خلاف جو طوفان برپا ہوگا اس کے احساس کے لئے نظر و فکر کی ضرورت ہے -

(الجمعیتہ ۱۹ ر نومبر)

پیغام صلح :- کیا مسلمان اپنے دین و ایمان کو اس حملے سے بچانے کا کوئی سامان کریں گے ؟

لاہور میں آریہ سماج کے جلسے

ایک ہفتہ کی سرگرمیوں کے بعد لاہور کی آریہ سماجوں کے سالانہ جلسے جو درحقیقت پنجاب کے آریوں کے سالانہ میلے ہوتے ہیں ختم ہو گئے - باوجود سردیوں کے آریوں نے ان میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا - لاہور میں رہنے والے بھائیوں کو تو شامل ہونا ہی تھا - بیرونجات سے بھی ہزارہا بھائی تشریف لائے - اور آریہ سماج کے جلسوں کی رونق کو بڑھاتے رہے - پنجاب میں شاید آریہ سماج ہی یہ فخر کر سکتا ہے - کہ اس کے سالانہ جلسے سارے شمالی ہندوستان میں اپنا پیغام پہنچاتے ہیں -

وچھو والی آریہ سماج کے جلسے میں خاص رونق ہم نے دیکھی حاضرین کی تعداد کا یہ عالم تھا کہ پنڈال میں تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی کوئی اپدیش ایسا نہیں تھا - جسے سننے کے لئے ہزارہا لوگ جمع نہ ہوئے ہوں - سوامی ستیانند جی مہاراج شری نارائن سوامی جی - آچاریہ رام دیو جی اور پنڈت چموپتی جی کے لیکچر خاص شوق سے سنے گئے -

معلومات

شاہ جاپان کی تخت نشینی کے جشن کے سلسلہ میں ایک نہایت دلچسپ مذہبی رسم ادا کی گئی -

شہنشاہ اور شہنشاہ بیگم نے جو مذہبی زعفرانی رنگ کی پوشاک میں ملبوس تھے - منتر دم کئے ہوئے پوتر پانی میں اپنے ہاتھ ڈالے -

شہنشاہ کو ایک عصا دیا گیا - جو مذہبی مقتدا ہونے کی علامت ہے اور شہنشاہ بیگم کو ایک پنکھا عطا کیا گیا -

اس کے بعد طبل اور دمامے - جھانجھ اور مجیرے بجنے شروع ہوئے رسوم کے متعلق مقدس چیزیں لئے ہوئے لوگوں کا جلوس نکلا جس میں ایک گارڈ آف آنر بھی تھا - جو تلواروں اور تیر کمان اور تیروں سے بھرے ہوئے ترکشوں سے مسلح تھا - یہ تمام آدمی مندر کے پاس استادہ تھے - باجے بجنے شروع ہوئے اور ایک خاص وقت پر مندر کا اندرونی پردہ اٹھا دیا گیا - کھانے پینے کی چیزیں بطور پرشاد چڑھائی گئیں - اور سورج کی دیبی کی خدمت میں عرضداشت پیش کی گئی جس میں تخت نشینی کا اعلان کیا گیا - اور دعا مانگی گئی تھی -

---

مسٹر سٹروین مشہور کارخانہ موٹر سازی کے مالک ہیں جو اسی نام "سٹروین" کی موٹریں تیار کرتا ہے - یہ کارخانہ کافی شہرت حاصل کر چکا ہے - ایک مرتبہ مسٹر سٹروین اپنی موٹر میں جس کا نام ہسپانو سوزا ہے اور جو دوسرے کارخانہ کی موٹر کار ہے اس پر سفر کر رہے تھے - شاہ اسپین نے ان سے سوال کیا کہ آپ اپنی گاڑی کیوں نہیں استعمال نہیں کرتے ہ مسٹر سٹروین نے برجستہ جواب دیا کہ میرے کارخانہ کی سب موٹریں فروخت ہو چکی تھیں - مجھے ایک بھی نہ مل سکی -

---

انگلستان میں ۲۵ لاکھ خاندانوں نے لاسلکی آلات کا لائسنس لے رکھا ہے - گویا ہر تین گھروں میں ایک گھر کے پاس بے تار برقی کا آلہ ہے امریکہ میں ہر پانچ گھروں میں ایک گھر کے پاس ایک آلہ ہے -

---

نینوہ کے کھنڈروں سے ایک محدب شیشہ برآمد ہوا ہے جس کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دنیا کا سب سے پرانا شیشہ ہے - غالباً آگ جلانے کے کام آتا ہوگا - کیونکہ عینکوں کے لئے محدب شیشوں کا استعمال زمانہ وسطےٰ کی دریافت ہے -

---

ایک جرمن موجد نے تجویز پیش کی ہے - کہ ساری دنیا کو وقت بتانے کے لئے صرف ایک کلاک تیار کرنا چاہیئے - کسی مرکزی مقام پر ایک رصد گاہ بنا کر وہ کلاک اس میں رکھ دیا جائے اور ایسا انتظام کر دیا جائے کہ اس کی ٹک ٹک اور ٹن ٹن لاسلکی کے ذریعہ مہذب دنیا کے تمام مرکزوں تک پہنچ جائے اور اس طرح دنیا بھر میں ایک ہی وقت رائج ہو جائے - اس کے علاوہ موجد کا یہ خیال ہے کہ ٹیلی وژن (دور نظری) کے ذریعہ سے اس کلاک کا چہرہ بھی تمام دنیا کے مقامات لاسلکی میں نظر آ سکے گا - اور اس میں اور دنیا کی دوسری گھڑیوں میں تھوڑے سے تھوڑا فرق بھی باقی نہ رہے گا -

---

دنیا کا سب سے بڑا ابلتا ہوا چشمہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے یلاسٹون پارک میں ہے - پچھلے دنوں اس چشمہ کا جوش و خروش بے انتہا بڑھ گیا تھا - اس کا پانی زمین سے نکل کر ۲۰۰ فٹ کی بلندی تک پہنچتا ہے - اور کبھی کبھی سو فٹ تک بھی اونچا ہو جاتا ہے - اس چشمہ کا دہانہ بہت چوڑا ہے - اس کا قطر ایک جگہ سے ایک سو فٹ ہے - اور دوسری جگہ سے ایک سو بیس فٹ ہے - جب یہ چشمہ ابلتا ہے تو گرم پانی کا ایک عظیم الشان ستون معلوم ہوتا ہے - اس چشمہ کے ابلنے کے اوقات عجیب ہیں - یہ چوبیس گھنٹہ میں دو دفعہ ابلتا ہے اور ہر دفعہ دو تین گھنٹہ تک ابلتا رہتا ہے -

---

قاہرہ (دار الحکومت مصر) سے متعدد مختلف زبانوں میں متعدد اخبار نکلتے ہیں مثلاً عربی میں ۱۲ - فرانسیسی میں ۸ - انگریزی میں ۲ - اطالوی میں ۳ - یونانی میں ۷ - ارمنی میں ۱ - ان کے علاوہ تقریباً چھ دوسری [illegible] - شاید ہی کوئی سیاح

خبریں

— عراق کی وزارت تعلیم نے تمام فلسطین سے دس اعلےٰ تعلیم یافتہ خواتین اور سات اساتذہ علوم و فنون کو اپنے ملک کے مدارس کے لئے طلب کیا ہے جو حال میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے جاری کئے گئے ہیں -

— حکومت شام نے بیروت میں پہلی مرتبہ اسلامی مجلس قومی کے انتخاب کی اجازت اس شرط پر دی ہے کہ سیاسیات میں کوئی دخل نہ دیا جائے -

— حکومت ایران نے حکومت امریکہ کو اطلاع بھیجی ہے کہ معاہدہ کیلاگ سے اتفاق ہے -

— قسطنطنیہ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ دولت ترکیہ نے وہ تجاویز منظور کر لی ہیں جو وزیر اعظم یونان نے درباره تخفیف قوائے بحری پیش کی تھیں -

— انگلستان کے صوبہ کنیٹ میں کوئلہ تو بکثرت نکلتا ہی تھا مگر اب امید ہے کہ وہاں مٹی کے تیل کے بھی زبردست چشمے برآمد ہوں گے

— عراق میں مغربی تمدن کا اثر روز بروز ترقی پر ہے - بہت سے تھیٹر بن گئے ہیں - معلوم ہوا ہے کہ حکومت کچھ لوگوں کو اس "فن شریف" کی تعلیم کے لئے یورپ بھیجنا چاہتی ہے -

— مصر کی مجلس وزراء نے جامع ازہر کی اصلاح کی تجویز منظور کر لی ہے - اب صرف شاہ فواد کی منظوری اور دستخط رہ گئے ہیں -

— ریگا ۲۲ ر نومبر - روس میں ایک انجمن قائم ہوئی ہے جس کا نام "انجمن دشمنان خدا" ہے اس انجمن کا مقصد خدائے بزرگ و برتر کی ہستی کے خلاف پروپیگنڈا کرنا ہے -

— آریہ سماج اشدھی کی تحریک کو فروغ دینے کے لئے ایک کروڑ روپیہ جمع کر رہا ہے اٹھارہ کی رسیدیں تیار ہو چکی ہیں جو دھڑا دھڑ فروخت ہو رہی ہیں -

— پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار نے اعلان کیا ہے کہ امسال انٹر کا امتحان ۱۱ ر مارچ کے بجائے ۱۸ ر مارچ ۱۹۲۹ء کو ہوگا -

— کلکتہ ۱۸ ر نومبر - کلکتہ میں کانگرس کے اجلاس اور نمائش کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں - نمائش کے لئے ۵۵ بیگہ زمین حاصل کی گئی ہے - جس میں ایک ہزار دکانیں ہونگی - دسمبر کے شروع میں ڈاک خانہ - تارگھر اور ریلوے کے دفاتر نمائش گاہ کے میدان میں کھل جائیں گے -

— لاہور ۱۸ ر نومبر - وائسرائے ہند نے رنگون سے لالہ لاجپت رائے کے فرزند کے نام تعزیت کا تار ارسال کیا ہے -

— افواہ ہے کہ حکومت برطانیہ ممالک عرب کو زیر نگیں لانے کی کوشش کر رہی ہے - ممکن ہے کہ سلطان ابن سعود پر چڑھائی بھی کی جائے -

— مسلمانان بہار نہرو رپورٹ کے سخت خلاف ہیں -

— امسال آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا اکیسواں اجلاس بمقام سکھر ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - دسمبر ۲۸ء کو ہونا قرار پایا ہے -

— تازہ خبر ہے کہ افغانستان میں سکھوں نے ٹوپی پہننا بخوشی منظور کر لیا ہے -

— حکومت ٹرکی نے اس امر کی دوبارہ تردید کر دی کہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا بادشاہ بننا چاہتے ہیں -

— مدراس ۲۰ ر نومبر - ڈاکٹر انصاری اور مولانا ابو الکلام آزاد کے دستخطوں سے یہ اپیل شائع ہوئی ہے کہ ۲۹ ر نومبر کو سارے ملک میں یوم لاجپت رائے منایا جائے -

— حیدر آباد دکن اور سکندر آباد میں حضور نظام کا شاندار استقبال ہوا -

— نئی دہلی ۲۰ ر نومبر - حضور نظام گزشتہ شب دہلی سے حیدر آباد کو تشریف لے گئے -

— دہلی ۱۸ ر نومبر - آج شام حضور نظام طبیہ کالج میں تشریف لے گئے اور ہر ایک چیز کو بغور ملاحظہ فرما کر مسرت و شادمانی کا اظہار فرمایا -

— لندن ۲۰ ر نومبر - بنک آف انگلینڈ نے خزانہ کے موجودہ نوٹوں کی جگہ پونڈ اور ۱۰ شلنگ کے جو نوٹ تیار رکھے ہیں وہ عنقریب

جلد ۱۹ | مدینۃ المسیح لاہور یوم جمعہ مطبوعہ ۱۶ رجمادی الآخر ۱۳۴۷ھ مطابق ۳۰ رنومبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۸۳

”ہمارا قرآن“

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت)

بائیبل اور قرآن

اس نام کی ایک کتاب پادری سلطان محمد صاحب پال نے بصد ذوق وشوق بغرض ریویو ہمارے پاس بھیجی ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس محنت وجانفشانی سے لکھی ہوئی کتاب پر نظر کرتے ہوئے ان کے دل کو صدمہ پہنچائیں۔

کتاب اعلےٰ درجہ کی کتابت وطباعت سے دیدہ زیب بنائی گئی ہے۔ اور اس کی تالیف اس مصلحت پر مبنی ہے کہ مسیحی حضرات اور مسلمانوں کو ایک باہمی سمجھوتہ کی دعوت دی جائے۔ اگرچہ ناشر کتاب کے بے ہنگم دیباچہ اور مولف کتاب کے تمہیدی فقرات اور آیات کے غلط تطابق نے اس پر لطف دعوت میں بہت سے نگریزی بھی ملادیئے ہیں۔ جو دانت کے نیچے آتے ہی جسم میں سنسنی اور قلب میں کراہیت پیدا کر دیتے ہیں۔ پادری صاحب خود غور کریں کہ دعوے تو کتاب کے تریاق آمیز اور صلح انگیز ہونے کا ہے (صفحہ [illegible]) مگر ”بائیبل مقدس اصل ہے اور قرآن مجید اس کی نقل اور فریب“ (صفحہ ۱۷) کیا مسیحیوں اور مسلمانوں کو باہم گلے ملانے والا فقرہ لکھا ہے۔ یا پادری ٹسڈل (مصنف ینابیع الاسلام) کی روح کو خوش کرنے کے لئے مسلمانوں کے قلب پر قلم کا چرکا لگایا ہے؟ اصل اور نقل میں جو تعلق ہوتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں صحف ابراہیمؑ اور موسےٰؑ ہی کا کیا ذکر ہے۔ قرآن کریم تو بقول پادری ٹسڈل دنیا بھر کے صحف اولےٰ کی تعلیمات کا جامع ہے۔ اگر بعد میں نازل ہونے سے کوئی کتاب نقل کہلاسکتی ہے تو انجیل کے متعلق کیا کہا جائے گا۔ جو عہد نامہ عتیق۔ طالموت یہود۔ اور بہت سے بدھ صحیفوں سے مقتبس ہے۔ لوگوں نے اس پر کتابیں لکھی ہیں۔ اور خود مستشرقین نے لکھی ہیں۔ دیکھئیے

Sources of Christianity

ینابیع المسیحیت کو غور سے پڑھئیے۔ کہ موجودہ پولوسی عیسائیت کا تانا بانا کہاں سے مار پتائے کر اپنا لیا گیا ہے۔

قرآن کریم کا معجزہ

قرآن کریم کا معجزہ یہ ہے کہ اس نے نہ صرف صحف اولےٰ کی صداقتوں کو اپنے اندر جمع کیا ہے بلکہ ان کے اندر جو غلطیاں اور لند ان کتابوں کے لکھنے والے احبار اور پادریوں نے ملا دیئے تھے۔ ان سے بھی ان کو پاک کیا ہے۔ اور یہ کسی انسان کے غور وفکر کا کام نہ تھا بلکہ صحف اولےٰ کا جو نازل کرنے والا تھا اسی کا کام تھا۔ کہ وہ ان کو پاک بھی کرتا۔ صحف انبیاء تو بلاشبہ دنیا میں مشہور ہیں۔ مگر صحف مطہرہ اب قرآن کریم کے سوا کہیں بھی موجود نہیں۔ عیسائیت کے صدر اولےٰ نے اناجیل کی جو گت بنائی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں رہی۔ لوقا کو خود یہ شکایت ہے کہ دوسرے اناجیل نویسوں نے [illegible] لوقا یا کسی اور بڑے سے بڑے انسان کا کام نہ تھا۔ انسان آخر انسان ہے۔ اور پھر عیسائیت کے مسلہ کی بنا پر تو اس کا غلطیوں سے پاک ہونا ناممکنات سے ہے۔ کیسے ہوسکتا ہے کہ لوگوں کی تصنیف کردہ کتابیں خدا کی صنعت اور کاریگری کی طرح پاک اور بے عیب ہوں۔ پس موجودہ اناجیل کو صحف مطہرہ کی فہرست میں داخل کرنا ایک خوفناک غلطی ہے جسکے لئے پادری پال جواب دہ ہیں۔ خود لفظ انجیل جو یونانی انجیلوں کا معرب ہے۔ یہ لفظ تک مسیح اور حواریان مسیح نے کبھی استعمال نہیں کیا۔ اور ان کتابوں کا نام انجیل رکھنا یونانی زبان کا مرہون احسان ہے۔ ورنہ جناب مسیح کی اپنی زبان جو مخلوط عبرانی اور ارامی زبان تھی اس لفظ تک سے ناآشنا تھی۔

مسیح کی تاریخ پیدائش

(۲) [illegible] کی صحت قومی تاریخ کے تواتر کی محتاج ہے۔ مگر مسیحیت کی تاریخ [illegible] سے اس قدر بیگانہ ہے کہ مسیح کی پیدائش کی تاریخ اور مہینہ اور سنہ آج تک غلط طور پر منائی چلی آرہی ہے۔ ساری مسیحی دنیا میں ۲۵ دسمبر مسیح کی پیدائش کا دن سمجھا جاتا رہا ہے۔ مگر آج محققین نے ثابت کردیا ہے کہ یہ تاریخ اور مہینہ کلیۃً غلط ہے۔ آپ کی پیدائش دسمبر کے کڑکتے ہوئے جاڑوں میں نہیں ہوئی۔ بلکہ ایک ایسے مہینہ میں ہوئی کہ جب گرمیوں کا آغاز ختم ہوچکا تھا یا جس طرح قرآن کریم میں مذکور ہے کہ ایک عورت کھلے میدان میں درخت کھجور کے نیچے بچہ جن سکتی تھی اور اس موسم میں کھجوریں ایسی پختہ ہوچکی تھیں کہ شاخ کے ہلانے سے زمین پر گر پڑتیں۔ وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا۔ کھجور کی ٹہنی کو ہلاؤ تو تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔ پس اس بنا پر محققین کی آرا حسب ذیل ہیں۔

(۱) فیرر۔ فروری ۵ ق م

(۲) کلیمنٹ ۲۰ مئی

(۳) اور بعض کی رائے ۲۰ اپریل ہے۔

پس تحقیقات جدیدہ قرآن کریم کی موید ہے۔ اور اس کے الہامی صحیفہ ہونے پر ایک روشن دلیل۔

 [illegible] پیدائش کا سن بتایا جاتا ہے۔ بالکل غلط ثابت ہوا ہے۔ لسٹنڈ ارف کہتا ہے کہ ۷ سنہ اور ۵ سنہ قبل مسیح کے مابین پیدائش ہوئی۔ کلنٹن ورڈس ورتھ اور مائین ۴ سنہ قبل مسیح قرار دیتا ہے۔ سینکلی نیٹس منٹر اور ونٹر کی رائے ۳ سنہ قبل مسیح ہے۔ ایلی کاٹ۔ ولسیلر اور گریسویل ۴ سنہ ق م قرار دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ تاریخ ۲۵ دسمبر چوتھی صدی مسیحی میں مقرر ہوئی ہے۔ اور یونانی ماتیھا لوجی کی نقل ہے۔

قرآن کریم نے اس پر بھی محاکمہ کیا ہے۔ فرماتا ہے۔ ولبثوا فی کھفھم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعا۔ عیسائی مذہب کے غار سے نکل کر شاہی زمانہ تک آنے کا عرصہ ۳۰۹ سال ہے کیا عجیب معجزہ ہے۔ کہ عیسائیت ۳۲۵ء میں قسطنطین کے مسیحیت قبول کرلینے کے بعد شاہی مذہب قرار پائی ہے۔ ادھر مسیح کی پیدائش کے سنہ میں چھ سال کی غلطی ہے۔ تو گویا اس حساب سے درحقیقت عیسائیت ۳۳۱ء میں شاہی مذہب قرار پایا۔ مسیح کی بعثت کا زمانہ ۳۰ برس کی عمر ہے۔ پس ۳۳۱ء میں سے ۳۰ برس تفریق کردیئے تو مسیح کی پیدائش سے پورے تین سو برس تک عیسائی مذہب غار میں چھپا رہا مگر قرآن کریم میں ۳۰۹ برس لکھے ہیں۔ جو قمری حساب سے بالکل درست ہیں۔ اور اسی لئے ۳۰۰ برس کا علیحدہ ذکر کرکے قرآن کریم نے وازدادوا تسعا فرمایا ہے۔ یعنی ۹ برس قمری حساب سے اور ۳۰۰ برس سنہ شمسی کے حساب سے۔ پادری صاحبان کو قرآن کریم کے ان معجزات پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کے نزول کے ۶۰۰ سال بعد کس طرح علمی دنیا نے اس کی تصدیق کردی جو ایک امی نے چھ سو سال پہلے فرمایا تھا۔

قرآن اگر بائیبل کو نقل کرتا

پھر اگر قرآن کریم بائیبل کی نقل کرتا تو نسل انسانی کے لئے مسیح کے کفارہ کو نجات کا اصول قرار دیتا جو مسیحیت کی اصل اور روح ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ عہد عتیق کا یہ فقرہ بھی نقل کرتا کہ ”لان المعلق ملعون من اللہ (کتاب الاستثناء ۲۱/۲۳) جو کاٹھ پر لٹکایا گیا وہ خدا کا ملعون ہے۔ اور مسیح چونکہ کاٹھ پر لٹکایا گیا۔ وہ نسل انسانی کے گناہوں کے بدلے میں ملعون ہوا۔ جیسا کہ پولوس کے خط بنام گلیتون میں لکھا ہے۔

پھر قرآن کریم متی انجیل نویس کی طرح خدا اور سیدنا مسیح کی والدہ ماجدہ کو تمر۔ راحب۔ روت اور بنت سبع جیسی فاحشہ عورتوں کے نسب سے بتلاتا۔

(باقی صفحہ ۶ کالم اول)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۱۶ر جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر ۸۳

مذہب اور قومیت

علمبرداران الحاد سے دو دو باتیں

(از محمد انعام الحق ہوشیارپوری)

کچھ عرصہ سے دنیا میں لامذہبی اور الحاد کی ایک زبردست رو چل رہی ہے۔ اب یہ طوفان یورپ و امریکہ میں اپنی تباہ کاریاں پھیلا کر ایشیا کا رخ کر رہا ہے۔ ہندوستان بھی جس کو دنیا کا سب سے زیادہ مذہب پرست ملک کہا جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کے بد اثر کو قبول کر رہا ہے ویسے تو مذہبی تعلیم کے نہ ہونے۔ رہنمایان مذہب کے جمود و غفلت اور مغربی تہذیب و تعلیم کے اثر سے عرصہ سے ایک ایسی جماعت پیدا ہو چکی تھی جو مذہب کی مخالف تھی۔ لیکن ان کو کبھی یہ جرأت نہ ہوئی تھی کہ کھلے طور پر تمام ہندوستان کو اس لعنت کے قبول کر لینے کی دعوت دیں۔ مگر اب ایسا ہو رہا ہے۔ اور اس افسوسناک حالت کا سب سے زیادہ رنجدہ پہلو یہ ہے کہ بعض مسلمان بھی اپنی کم فہمی اور کوتاہ نظری کے باعث ان دعوت [illegible] ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ اس موضوع پر خاص طور پر لکھا جائے اس سے قبل بارہا مذہب کے خلاف آواز بلند کی جا چکی ہے مگر حال ہی میں پنڈت موتی لال نہرو کے فرزند رشید پنڈت جواہر لال نہرو نے اس سلسلے میں ایک خاص فوقیت حاصل کر لی ہے۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ پنڈت جی کے میدان میں اتر پڑنے کے بعد مخالفین مذہب زیادہ جرأت اور تنظیم کے ساتھ مصروف کار ہو گئے ہیں اس سے قبل جو اخبار اور لیڈر دبی زبان سے مذہب کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ اب صاف طور پر ظاہر ہو گئے ہیں اور یہ وبا نہایت تیزی سے پھیل رہی ہے۔

مخالفین مذہب کہتے ہیں کہ مذہب فسادات اور تعصبات کی جڑ ہے۔ اور جب تک اس کا وجود باقی ہے۔ دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان میں جو ہندو مسلمان کی سر پھٹول جاری رہتی ہے یہ سب مذہب پرستی کا نتیجہ ہے۔ اور جب تک اس کا خاتمہ نہیں کر دیا جاتا ہندو مسلم اتحاد ایک خیالی چیز ہے۔ اور جب تک ان دونوں قوموں میں کامل اتحاد و اتفاق نہیں ہو جاتا ہندوستان ترقی و آزادی حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اب دنیا کافی ترقی کر چکی ہے۔ اس لئے ضرورت نہیں کہ لوگ دور جہالت کے اس جوئے کو اپنی گردن پر اٹھائے رکھیں۔ لہٰذا اس کو خیرباد کہہ دینا ہی بہتر ہے۔ مذہب کے بدلے جو چیز ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہے وہ "قومیت" ہے۔ خدائے واحد کی پرستش سے منع کر کے جس بت کی پوجا کی تاکید کی ہے وہ "وطن" کا بت ہے۔

دیگر مذاہب کی نسبت ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے لیکن اسلام کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ وطن کی ترقی میں گامزن ہونے اور دیگر اقوام کے ساتھ اتحاد و رواداری برتنے سے ہرگز نہیں روکتا۔ بلکہ اس کی تاکید کرتا ہے۔ ایک مسلمان مسلمان رہتا ہوا اور اپنے پاک مذہب کے تمام احکام پر عمل کرتا ہوا۔ اپنے وطن کی فلاح و بہبود کے لئے سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور مسلمانوں نے کیا ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم واقعات پیش کر سکتے ہیں۔ تاریخ عالم ہمارے اس قول کی شاہد ہے باقی رہے نسل اور رنگ کے تفرقے سو یہ دنیا کے لئے ایک عذاب عظیم ثابت ہو چکے ہیں [illegible]

لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی تباہ کاریوں کا مجبوراً اقرار بھی کر رہے ہیں، کہا جاتا ہے کہ مذہب کے نام پر ایک عرصہ دراز سے خون بہایا جا رہا ہے۔ اور مختلف گروہوں کو آپس میں لڑایا جاتا ہے اور اسی کے نام پر دنیا کے بسنے والوں میں ایک دوسرے سے نفرت و عداوت کے جذبات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بہتان طرازی بھی کی جاتی ہے کہ مذہب کورانہ تقلید کا حامی اور ترقی و علم کے رستے میں بھاری کا ایک پتھر ہے۔ ان اعتراضات کا جواب بارہا عرض کیا جا چکا ہے۔ اور دنیا جانتی ہے کہ اس صفحۂ ارضی پر بے شمار مذہب پرست اقوام نے وہ عروج و ترقی حاصل کی کہ موجودہ یورپ کی ترقی بھی حیران ہے۔ مگر ہم دشمنان مذہب سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ آپ مذہب کی بجائے طالب کر جس "نعمت" کو ہمارے پیش کر رہے ہیں اس کی خصوصیات کیا ہیں۔ ہمارے "امراض" کے لئے جو دوا تجویز کی جا رہی ہے اس سے اس کا ازالہ ہوگا یا اور امراض و عوارض پیدا ہو جائیں گے۔ آؤ دلائل کے گورکھ دھندے سے نکل کر واقعات کی روشنی میں اس امر پر ذرا غور کریں۔ بے شک بعض بد باطن۔ خود غرض اور جاہل لوگوں نے مذہب کے نام پر خون بہایا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سچے مذہب پرستوں نے ہمیشہ امن و رواداری قایم رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اور اگر انہوں نے کبھی تلوار اٹھائی بھی تو محض امن کے قیام اور فساد کے انسداد کے لئے۔ بے شمار ایسے بانیان مذاہب کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ جن کی زندگی کا مقصد وحید یہی تھا کہ دنیا میں امن و محبت۔ صلح و آشتی۔ نیکی و پاکبازی کا دور دورہ ہو اور اس کے لئے انہوں نے بیش بہا قربانیاں کیں۔ بانی اسلام کا نام خاص طور پر اس سلسلے میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ لیکن آج قوم و وطن کے نام پر جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ اس کا جواب آپ کے پاس کیا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ آج تمام مہذب اقوام قوم اور وطن کے نام پر ہر قسم کے دغا و فریب بہتان اور ظلم کو جائز سمجھتی ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ فریب اور دھوکہ کا نام "پالیسی" اور بہتان طرازی کا نام "پروپیگنڈا" رکھ لیا گیا ہے۔ اگر پہلے بعض اوقات لوگ مذہب کے نام پر جنگ کی آگ میں کود پڑتے تھے۔ تو کیا آج قوم اور وطن کے نام پر تلواریں میانوں سے نہیں نکل پڑتیں معمولی سے معمولی بات پر فوجوں کی نمائش توپوں کی گرج شروع نہیں ہو جاتی ہے۔ ہوائی جہاز فضا پر پرواز کرنے لگتے ہیں۔ سطح سمندر جنگی جہازوں کی نمائش گاہ بن جاتی ہے۔ زیر آب تباہ کن کشتیوں کا جال بچھ جاتا ہے۔ زہریلی گیسوں اور خوفناک آلات حرب سے اولاد آدم کی ہلاکت اور پر رونق بستیوں کی بربادی کی تدبیریں ہونے لگتی ہیں اس سے قبل اگر مسلمان اور عیسائی، بدھ اور ہندو ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ تو کیا آج جرمنوں اور فرانسیسیوں۔ امریکنوں اور جاپانیوں۔ انگریزوں اور روسیوں کی یہی کیفیت نہیں ہے؟ صلیبی جنگیں بے شک بہت تباہ کن اور ہولناک تھیں اور مذہب کے نام پر ہوئیں۔ لیکن انکو اس جنگ یورپ سے کیا نسبت ہے جو وطن اور قوم کے نام پر لڑی گئی؟

نہایت تعلی اور غرور سے کہا جاتا ہے کہ اب لامذہبی پھیل کر رہیگی اور دنیا میں وطن کے خوفناک بت کی پوجا ہونا یقینی ہے۔ ہمارا جواب ہے کہ اگر ایسا ہوا تو پھر دنیا کو تباہی و بربادی کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ کیونکہ اس کے ساتھ یہ بھی لازمی ہے۔ ہم کہتے ہیں اور بپکار کہتے ہیں کہ یہ لامذہبی کی وبا اور وطنیت و قومیت کی لعنت ایک خوفناک طوفان سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اور ان کی زندگی طوفان کی طرح عارضی ہے۔ اور وہ وقت آنے والا ہے اور بہت جلد آنے والا ہے کہ لامذہبی کے حامی اس سے تنگ آ کر پھر مذہب کے پرامن دامن میں پناہ لیں گے۔ رنگ و نسل، قوم و وطن کے بت کو ٹھکرا دیا جائیگا اور خدائے واحد کی پرستش ہوگی یہ ایک طے شدہ امر ہے اس کا فیصلہ آسمانوں پر ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم مسلمانوں سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے لامذہبی کی وبا کو روکنے کے لئے اپنے فرائض کو کہاں تک محسوس کیا ہے؟ خدائی کام رکا نہیں کرتے۔ اور اس قادر مطلق اور اس کے دین برحق کا ڈنکا بج کر رہے گا۔ مگر جب ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ کیا جواب دیں گے۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اسلام حقیقتاً قومیت اور وطنیت کے منافی کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ خود اسلامی تعلیمات میں قومیت و وطنیت کا بہترین سبق موجود ہے۔ لیکن [illegible] کر رہی ہیں

سنگھٹنیوں کی ہولناک سفاکی

اخبار بیں اصحاب موضع ببرا کلاں کے حادثہ فاجعہ سے واقف ہونگے یہ گاؤں امروہہ ضلع مرادآباد سے چھ سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس گاؤں کی آبادی کم و بیش ایک ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ جس میں سے مسلمان صرف دو سو ہیں۔ باقی آبادی ہندو جاٹوں اور راجپوتوں پر مشتمل ہے۔ اس گاؤں میں ایک پختہ مسجد عرصہ دراز سے موجود تھی جس کے سلسلہ میں کئی سال سے ہندو اور مسلمانوں کے درمیان مقدمہ بازی جاری تھی۔ ہندو اس پر اپنا قبضہ جمانا چاہتے تھے لیکن عدالت نے ان کو یہ حق نہ دیا۔ اس ناکامی پر وہ مشتعل ہو گئے۔ اور اپنی خفت کو ایک نہایت ہی انسانیت سوز اور وحشتناک طریق پر مٹانے کی کوشش کی

۱۴ر نومبر کی دوپہر کو ببرا کلاں اور اس کے نواح کے ہندوؤں نے ملکر مٹھی بھر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مکانوں کو جلایا گیا۔ کئی مسلمان شہید ہوئے اور ایک مسلمان شہید کی میت اور قرآن مجید کی کئی جلدوں کو بھی نذر آتش کر دیا گیا۔ شہیدوں اور زخمیوں میں مرد عورتیں دونوں شامل ہیں۔ مسلم خواتین کی بیحرمتی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ ان کے زیورات اور کپڑوں کو ان کے جسموں سے نہایت بیدردی سے نوچا گیا۔ اس واقعہ کو کم و بیش پندرہ روز ہو گئے۔ لیکن حکومت اور اتحاد کے دعویدار لیڈروں نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی۔ اگر کہیں خدانخواستہ مسلمان کسی ہندو آبادی کے ساتھ ایسا سلوک کرتے تو اس صورت میں جو کچھ ہوتا اس کا اندازہ آپ بخوبی لگا سکتے ہیں حکومت اور مسلمانان ہند کا فرض ہے کہ وہ ان مظلومین کی طرف جلد سے جلد توجہ کریں۔

ہندو لیڈروں کی خاموشی

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستان کی نیم ہندو خبر رساں ایجنسی "ایسوسی ایٹڈ پریس" نے اس واقعہ کی تفصیلات سے لوگوں کو بیخبر رکھنے کی انتہائی کوشش کی لیکن اب تمام واقعات روشنی میں آ چکے ہیں اور ہندوؤں کی سفاکی اور ظلم شک و شبہ اور مبالغہ کے بجائے ناقابل تردید حقیقت کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہندو لیڈر اس طرح خاموش ہیں کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ ان کی خاموشی صاف بتا رہی ہے کہ وہ یا تو مسلمانوں کی جان و عزت کو ایک معمولی شے سمجھتے ہیں۔ یا ان کے نزدیک ہندوؤں کا یہ انتہائی ظالمانہ فعل قابل اعتراض نہیں۔ ہندو رہنماؤں کا یہی طرز عمل مسلمانوں کی بے اعتمادی کا باعث ہے۔ جب یہ حالت ہے تو مسلمان اپنی قسمتوں کو ایسے لوگوں کے ہاتھ کیسے سونپ سکتے ہیں؟

ہندو لیڈروں سے زیادہ گلہ ہمیں ان مسلمان لیڈروں سے ہے جو آج کل ایک نمائشی اور پرفریب "اتحاد" کا شکار ہو رہے ہیں۔ انہوں نے یہ شیوہ اختیار کر رکھا ہے کہ ان کی قوم کے ساتھ خواہ کوئی کچھ کرے لیکن وہ اپنے ہندو آقاؤں کی اجازت اور مرضی کے خلاف ایک لفظ زبان سے نکالنا بھی گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ ہندو مسلم اتحاد ہمیں بیحد عزیز ہے ہندوستان کی فلاح و بہبودی ہماری دلی خواہش ہے لیکن قرآن پاک مسلمانوں کی جانیں مسلم خواتین کی عزت و عصمت ہمارے لئے اس سے بھی زیادہ قیمتی چیزیں ہیں۔ اور ہم اتحاد و آزادی کی ایک امید موہوم پر انہیں قربان نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت احتیاط اور دانشمندی سے اپنے مستقبل کے متعلق فیصلہ کریں۔ ورنہ انہیں آئے دن اس قسم کے واقعات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

یاددہانی

اس سے قبل دو بار دعوت نمبر کا اعلان ہو چکا ہے اور اس میں جو کچھ ہوگا وہ بھی ہم بیان کر چکے ہیں۔ ضرورت ہے کہ احباب کرام اس نمبر کی اشاعت کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوں۔ اور پوری پوری کوشش کریں کہ جماعت کے افراد کے علاوہ غیر از جماعت مسلمانوں کے ہاتھوں تک یہ پرچہ ضرور پہنچے وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ احباب کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ہمیں مطلع کر دیں کہ انہیں کس قدر پرچوں کی ضرورت ہے تاکہ ضرورت کے مطابق چھپوانے کا انتظام کیا جائے۔ قیمت ۱ر فی پرچہ ہوگی۔ اور ایک روپیہ کے ۲۰ پرچے ملیں گے

سوالات معہ جوابات

(مولوی مرتضیٰ خاں صاحب بی اے)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک صاحب نے چند سوالات بھیجے تھے۔ جن کے جوابات آپ کے ارشاد کے ماتحت مولوی مرتضیٰ خاں صاحب بی اے نے لکھے ہیں۔ جو برائے افادۂ عام درج ذیل ہیں:۔

مسیح موعود اور نبوت

سوال - کیا حضرت اقدس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ خواہ کسی قسم کا ہو؟ اور اپنی قوم سے اقرار بھی کرایا ہے۔ اگر ہے تو کیا آپ کی جماعت موجودہ حالت میں ایسا نبی ماننے کا اقرار کر سکتی ہے؟

جواب - ہمارے نزدیک حضرت اقدس نے کسی قسم کی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔ فرمایا ؏

" ہر نبوت را بروشد اختتام "

آپ کا دعویٰ ولایت اور محدثیت کا ہے۔ جس کو صوفیوں کی اصطلاح میں بروزی یا ظلی نبوت کہا جاتا ہے۔ ایسے شخص کو مجازی طور پر نبی کہا جا سکتا ہے۔ نہ حقیقی طور پر۔ اور بعض صوفیوں نے ولایت کو غیر تشریعی نبوت بھی کہہ دیا ہے۔ اسی اصطلاح کے مطابق آپ نے اپنے آپکو مجازی نبی یا امتی نبی وغیرہ کہا ہے اور اپنے آپ کو صرف نبی کہنے سے روکا ہے اور خود ہی امتی نبی کے معنے محدث کر دیئے ہیں۔ (دیکھو ازالہ اوہام) اور ہم بھی آپ ایسا ہی تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس اقرار سے ہماری سب کتابیں اور سب تحریریں بھری پڑی ہیں۔ اور اخبارات میں علے الاعلان حضرت صاحب کی اس نبوت مجازی کا اعلان کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہماری کتب اور ہماری تحریروں کو پڑھا نہیں۔ ورنہ آپ ایسا سوال نہ کرتے۔

ایک غلطی کا ازالہ

سوال - ایک غلطی کا ازالہ کی تمہیدی عبارت کا کیا مطلب ہے؟

جواب - غلطی کے ازالہ کی تمہیدی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں حضرت صاحب اپنے کسی غلط خیال کی تردید نہیں کر رہے۔ بلکہ آپ ایک ایسے شخص کی غلطی کی تردید کر رہے ہیں جو آپ کے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتا تھا۔ اور جس نے آپ کی وہ کتابیں جن کے اندر یہ دعوے مذکور ہے بغور نہیں پڑھی تھیں۔ اور نہ ایک معقول مدت تک حضرت صاحب کی صحبت میں رہ کر اس نے اپنی معلومات کی تکمیل کی تھی۔ اور اس نے نبوت کے متعلق ایک ایسا جواب دیا تھا جس سے نتیجہ نکلتا تھا کہ گویا نبی اور رسول کے لفظ آپ کے الہامات میں نہیں ہیں۔ اب جن کتابوں کے متعلق حضرت صاحب نے یہاں ذکر فرمایا ہے۔ ان کے اندر اسی مجازی ظلی۔ بروزی نبوت کا اقرار اور نبوت کاملہ تامہ سے انکار موجود ہے۔ اور ان کتابوں میں آپ کے الہامات کے اندر لفظ نبی اور رسول بھی موجود ہے پس جس شخص نے ایسا جواب دیا جس میں محض انکار تھا۔ اس نے درحقیقت غلطی کی۔ اور یہاں اسی غلطی کا ازالہ حضرت صاحب کو منظور ہے۔ فریق ثانی کا خیال ہے کہ غلطی کے ازالہ کے ذریعہ سے حضرت نے اپنے عقائد دربارۂ نبوت کو تبدیل کیا ہے اور پہلے جو اپنے آپ کو جزوی یا غیر حقیقی نبی مانتے تھے اب اس اعلان کے ذریعہ اپنے آپ کو نبی کامل اور نبی حقیقی ظاہر فرمایا ہے۔ لیکن یہ صریح غلط ہے حضرت صاحب تو غلطی کے ازالہ کو شروع ہی ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ بعض صاحب جنہوں نے ہماری کتب کا مطالعہ بغور نہیں کیا۔ . . الخ۔ آپ تو اپنی کتابوں کو مستند قرار دے کر ان کا پڑھنا اور ان کے اندر جو آپ کے عقائد دربارہ نبوت ہیں ان کے موافق اپنا عقیدہ رکھنے کی تاکید فرما رہے ہیں۔ نہ کہ ان کو منسوخ کر رہے ہیں۔ فتدبر۔

مسئلہ کفر و اسلام اور مولانا نورالدینؒ

سوال - حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم بھی منکرین مسیح موعود کو کافر اور خارج از اسلام سمجھتے تھے۔ (معترض نے اس بارہ میں حضرت مولانا مولوی نورالدینؓ کے دو خطوط اخبار بدر سے نقل کئے ہیں۔ مجیب)

جواب - آپ نے حضرت مولانا نورالدین مرحوم و مغفور کے دو خطوط اخبار بدر سے درج فرما کر یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ حضرت مولانا [illegible]

نتیجہ صحیح نہیں۔ ان خطوط کے اندر بے شک کفر اور کافر کے الفاظ مولوی صاحب نے تحریر فرمائے ہیں۔ لیکن ان سے مراد یہ نہیں کہ ایسے لوگ جن کے متعلق حضرت مولوی صاحب نے فتوے دیا ہے خارج از دائرۂ اسلام ہیں۔ اگر آپ اسی طرح استدلال فرمائیں گے تو پھر حدیث میں بھی تو تارک الصلوٰۃ کو کافر کہا گیا ہے۔ من ترک الصلوٰۃ متعمدًا فقد کفر۔ یعنی جس نے نماز عمداً ترک کی وہ کافر ہو گیا۔ لیکن کیا یہاں کافر ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ تارک نماز خارج از دائرہ اسلام ہو گیا۔ ہرگز نہیں۔ اگر بے نماز کافر خارج از دائرۂ اسلام ہی ہو جاتا ہے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود نے بے نماز کی نماز جنازہ کیوں جائز قرار دی ہے۔ اصل یہی ہے کہ حضرت مولوی صاحب مرحوم نے یہاں کفر دون کفر کے ماتحت کافر بمعنے فرع کا کافر لیا ہے نہ کہ خارج از دائرہ اسلام۔ چنانچہ آپ کی بعض دوسری تحریروں کے اندر ایسا ہی پایا جاتا ہے جو کئی ایک دفعہ اخبار "پیغام صلح" میں شایع ہو چکی ہیں۔ اور جن کا اعادہ اس وقت باعث طوالت ہے۔ ایک نہایت فیصلہ کن امر اس کے متعلق میں آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں کہ حضرت مولوی صاحب مرحوم نے لنڈن میں ہم احمدیوں کو دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ پھر مولوی فضل الدین صاحب کھاریاں کو بعد الاستخارہ غیر از جماعت لوگوں کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کی اجازت دی۔ میاں صاحب کا عقیدہ تکفیر المسلمین کا تو آپ کی عین حیات میں ہی شائع ہو چکا تھا آپ نے آپ کے اس عقیدہ کو غلط قرار دیا۔ اور آپ کے منہ پر فرمایا کہ میاں صاحب اس مسئلہ کو نہیں سمجھتے۔ اب یہ امر صاف ہے کہ اگر آپ حضرت مسیح موعود کے منکرین کو خارج از دائرہ اسلام سمجھتے تو لنڈن میں اور حج کے اندر اور پھر بعد الاستخارہ ان کے پیچھے نماز کی کیوں اجازت دیتے۔ حقیقت یہی ہے کہ حضرت مولوی صاحب مرحوم منکرین مسیح موعود کو کافر بمعنے خارج از دائرہ اسلام نہیں سمجھتے ہاں ایک فرع کا کافر ضرور خیال فرماتے تھے۔ اور یہی حق ہے۔

مولانا نورالدین صاحب کی بیعت

سوال - حضرت خلیفہ اول کو آپ نے کیا مانکر بیعت کی تھی۔ کیا آپ نے اُن کو خلیفہ مانکر بیعت کی تھی۔ اگر خلیفہ بنایا تھا تو خلیفہ [illegible]

جواب - حضرت خلیفۃ المسیح کا جانشین مان کر۔ یہ اصول خود ساختہ ہے کہ نبی کے سوا دوسرے کا خلیفہ کوئی نہیں ہوتا۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ میں کس نبی کا خلیفہ تھا۔ اور حدیثوں میں ہے کہ حضرت عمر کو جب تک آپ نے امیرالمومنین کا لفظ اختیار نہیں کیا تھا خلیفہ خلیفۃ الرسول اللہ کہا کرتے تھے۔ تو کیا اس اصول کی رو سے حضرت ابوبکر نبی نہیں بن گئے۔ صوفیائے کرام کے ہاں جو سلسلہ ہائے بیعت جاری ہیں تو کیا وہ بھی نبی کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ کہ لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ ہر ایک ایسا شخص جسکو حسب تصریح الوصیۃ چالیس مومن بیعت کے لئے مجاز قرار دیں وہ مسیح موعود کے نام پر بیعت لے کر داخل سلسلہ کر سکتا ہے۔ اور ایسا شخص ہی آپ کا خلیفہ ہے۔ ایسے خلفا ایک وقت میں خواہ بیسیوں ہوں۔ لیکن انتظامی امور کے لئے حضرت صاحب نے انجمن کو ہی اپنا جانشین یعنی خلیفہ قرار دیا ہے۔

خلیفہ کی بیعت

سوال - کیا خلیفہ کی بیعت ضروری ہے۔ اگر ضروری ہے اور تھی تو حضرت مولوی غلام حسن صاحب حکیم الامتہ کی بیعت کیوں نہ کی۔ اور اگر ضروری نہ تھی تو آپ نے اور خواجہ صاحب نے کیوں بیعت کی تھی۔

جواب - حضرت ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما کی بیعت بھی ہر ایک مسلمان نہ کرتا تھا۔ حالانکہ وہ خلافت بروئے نص قرآنی تھی۔ حضرت مولوی صاحب کی خلافت منصوص نہیں۔ بلکہ اتفاق قوم سے بہت سے لوگوں نے بیعت نہیں کی۔ حضرت مولوی صاحب نے میاں صاحب کی طرح فاسق ہونے کا فتویٰ نہیں دیا۔

سوال - موجودہ زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کا خلیفہ کون ہے؟ اور کیا خلیفہ کی ضرورت اب نہیں۔ حضرت کی وفات کے وقت کیا ضرورت تھی۔

جواب - حضرت صاحب کی وصیت کے موافق صدر انجمن ہی حضرت صاحب کی جانشین تھی جس کی خلافت کو میاں صاحب نے توڑ دیا۔ اب آپ کا خلیفہ [illegible] انجمن لاہور [illegible]

ہر ایسا شخص جس پر چالیس شخص اتفاق کرلیں مجاز ہے۔ یہ وہ نظام ہے۔ جو حضرت نے خود ہی اپنی الوصیت میں تحریر فرمایا ہے۔ ہماری جماعت میں سے حضرت امیر۔ حضرت مولانا غلام حسن خاں صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بیعت لینے کے مجاز ہیں لیکن حضرت صاحب کے قائم کردہ مشن کی چلانے والی انجمن ہی ہے۔ اور تمام کاروبار دربارۂ تبلیغ و اشاعت اسلام انجمن کے ذمہ ہی حضرت صاحب کر گئے ہیں

غیر از جماعت کے پیچھے نماز

سوال - حضرت اقدس مرزا صاحب نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے بار بار منع فرمایا ہے۔ باوجود اس بات کے آپ کی جماعت کے سرکردہ اصحاب ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے آپ کیا فرماتے ہیں۔ کیا وہ غلطی کر رہے ہیں۔

جواب - حضرت صاحب نے صرف ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ جو آپ کو کافر یا مفتری کہتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے منہ کے نکلے ہوئے الفاظ درج ذیل ہیں جو اخبار "بدر" مورخہ ۲۴-۳۱- دسمبر ۱۹۰۸ء میں چھپ چکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

> " چونکہ عام طور پر اس ملک کے ملاں لوگوں نے اپنے تعصب کی وجہ سے ہمیں کافر ٹھیرایا ہے اور فتوے لکھے ہیں اور باقی لوگ ان کے پیرو ہیں۔ پس اگر ایسے لوگ ہوں کہ وہ صفائی ثابت کرنے کے لئے اشتہار دیدیں۔ کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں۔ تو پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے۔ ورنہ جو شخص مسلمانوں کو کافر کہے وہ آپ کافر ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے پیچھے نماز کیونکر پڑھیں۔ یہ تو شرع شریف کی رو سے جائز نہیں "

اگر کسی شخص نے ہماری جماعت میں سے اس کے خلاف عمل کیا ہے تو غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کو ہم کیا مانتے ہیں

سوال - کیا ہم آزادئ دعاوی و عقائد یہ فقرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ کہ ہم حضرت صاحب کو مجدد اور صرف مجدد مانتے ہیں۔ اس فقرہ کا عرف عام میں کیا مفہوم ہے؟

جواب - حضرت صاحب خود اپنے آپ کو مجدد کہتے رہے ہیں۔ مجدد کے [illegible] مہدی معہود - مامور من اللہ - محدث - اللہ تعالیٰ سے بکثرت ہم کلامی کرنیوالا ظلی - بروزی - مجازی اور امتی نبی مانتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں آپ دائرہ مجددین سے اوپر نکل گئے ہیں۔ آپ کی اصل حیثیت اور آپکا اصل منصب مجددیت کا ہی ہے۔ شریعت میں آپ ایک ذرہ بھر کمی بیشی نہیں کر سکتے۔ نہ کچھ اور۔ ہاں آپ افضل المجددین ہیں۔ کیونکہ آپ موعود مخصوص ہیں۔ اور ترقی و اشاعت اسلام کا عظیم الشان کام آپ کی تحریک سے وابستہ ہے۔ عرف عام کے متعلق میں نہیں سمجھ سکا کہ آپ کا کیا مطلب ہے۔ اگر اس سے آپ کا یہ مقصد ہے۔ کہ جیسے بعض مرید آج کل کے پیروں کو مجدد کہہ لیتے ہیں۔ اور حضرت صاحب بھی ایک ایسے ہی مجدد ہیں تو ہمیں اس سے اتفاق نہیں۔ حضرت صاحب خدا کی طرف سے مامور ہو کر آئے ہیں تجدید دین کے لئے۔ اور آیت استخلاف کے ماتحت آپ حضرت رسول کریم صلعم کے ایک عظیم الشان روحانی خلیفہ ہیں۔ عوام سے آپ کی کیا نسبت۔

تصحیح اخبار پیغام صلح کے گزشتہ پرچہ میں صفحہ ۳ مضمون "حضرت عائشہ کی عمر"، کالم ۴ میں زیر سرخی "تاریخ رخصتانہ"، سطر ۱۳ میں لفظ "نبوت" کے بجائے "ہجرت" چاہیئے تھا۔ ناظرین درست کرلیں۔

ضروری اطلاع

دعوت نمبر کی تیاری کی وجہ سے ۴ر دسمبر ۱۹۴۸ء کا پرچہ شایع نہ ہوگا۔ قارئین کرام انتظار نہ فرمائیں۔

دعوت نمبر کی قیمت صرف ۱ر اس لیے رکھی گئی ہے کہ احباب کرام زیادہ سے زیادہ تعداد میں آسانی سے خرید کر کثرت سے تقسیم کرسکیں اور غیر از جماعت احباب کے ہاتھوں تک پہنچائیں۔

[illegible]

ہماری تبلیغی کوشش

ضلع بارہ بنکی میں تبلیغ حق!

ایک مسلمان رئیس پر شدھی کے ڈورے

آریہ سماج سے زبردست مناظرا

ضلع بارہ بنکی کے ایک مشہور مقام حیدر گڑھ میں آریوں نے ایک نومسلم رئیس پر شدھی کے ڈورے ڈالنے شروع کئے۔ رئیس مذکور کو جب نئی شراب کے متوالوں نے حد سے زیادہ تنگ کیا تو انہوں نے ازروے مزاح کہیں یہ کہدیا کہ اگر قرب و جوار کے ہندو راجہ ہمارے ساتھ روٹی بیٹی کا بیوہار کرنے کو تیار رہوں تو ہم بھی مصلے سے اٹھ کر ڈاڑھی مونچھ منڈوا کر راد ھاکے کنڈ پر آ بیٹھیں گے۔ بس اتنا سننا تھا کہ شدھی کے ہرکارے اور پیادے اردگرد کے ہندو راجاؤں کے حضور قوم کی حالت زار پر شوے بہا بہا کر دھرم کی رکھشا (حفاظت) کے واسطے ڈال ڈال کر ان کو پھسلانا شروع کیا دو تین راجا جو پہلے ہی سے اپنے مسلمان دوستوں کے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہتے تھے سنا ہے کہ اس ہون کنڈ میں اپنے دھرم کی آہوتی (نذر) ڈالنے کے لئے تیار ہو بیٹھے۔ بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔ بڑے اعلےٰ پیمانہ پر اس اشومیدھ یگیہ یعنی عربی گھوڑے کی قربانی کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ شدہ شدہ یہ خبر مسلمانوں کے کانوں تک بھی پہنچی۔ بسم اللہ کے گنبد میں بیٹھے ہوئے مسلمان بھلا اس وحشت خیز ہنگامے کو کیا سمجھتے تھے۔ انہوں نے اس خبر کو نہایت اطمینان کے ساتھ سنا اور پورے استغنا کے ساتھ اس کو ٹھکرا بھی دیا سردست یہ ایک رئیس اور اس کے خاندان کے صرف ... سو مسلمانوں کے ارتداد کا سوال تھا۔ جس کا اثر خواب غفلت کی نشہ آور فضا میں سونے والے مسلمانوں پر کچھ بھی نہ ہوا۔ مگر ان بدمستوں کی زمین میں ایک ہوشیار مجاہد دین بھی تھا جس نے اور کچھ نہیں تو اس حالت کو سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت ... کے مطابق اس فتنہ ارتداد کی آگ کو فرو کرنے کے لئے ہمیشہ سے کوشاں ہے، اس فتنہ کی اہمیت پر نظر کرتے ہوئے اور اس متعدی بیماری کی روک تھام کے لئے پنڈت قادر بخش اور خاکسار راقم الحروف کو اس ہنگامہ زا سرزمین کی طرف روانہ کر دیا۔ خاکسار تو دہلی ہوتا ہوا سیدھا بارہ بنکی پہنچا اور پنڈت قادر بخش صاحب کو سیتاپور کی جانب مرزا مظفر بیگ صاحب کو ہمراہ لے آنے کے لئے بھیجا۔

سیتاپور میں آرین پروپگنڈ کا تیاپانچا

پنڈت قادر بخش صاحب سیتاپور پہنچے تو وہاں آریہ سماج کا سالانہ جلسہ شروع تھا۔ سنا ہے کہ دھرم بھکشو مشہور نحس گو آریہ مناظر بھی آیا ہوا تھا۔ اس کی اطلاع ملی تو مظفر بیگ صاحب نے سکرٹری آریہ سماج کو مناظرہ کے لئے چٹھی لکھی۔ چٹھی کیا تھی پنڈت دھرم بھکشو کے لئے تو گویا ہلاکت کا لمبا تھا۔ جسکے کھلتے ہی بھکشو (فقیر) وکشاد خیرات ا لینا بھی بھول گیا اور سر پر پاؤں رکھکر ایسا بھاگا کہ پانی بھی گومتی کے کنارہ (لکھنؤ) ہی پیا ہوگا اس کے بعد مرزا مظفر بیگ صاحب اور پنڈت قادر بخش صاحب کے لیکچر آرین لکچروں کے جواب میں کئی ہزار ہندو اور مسلمانوں کے مجمع میں ہوئے۔ اس موقع پر لوگوں نے جماعت احمدیہ کی کوششوں اور تبلیغی مساعی کی بہت تعریف کی۔ اکثر لوگوں کی زبانوں پر احمدیت کا ترانہ تھا۔

بارہ بنکی میں ستیہ دیو مرتد کی ناطقہ بندی

ادھر بارہ بنکی میں جب میں پہنچا تو وہاں اتفاق سے آریہ سماج کا سالانہ جلسہ شروع تھا۔ ستیہ دیو مرتد کی ایک پنڈت پہنچے ہوئے تھے۔ رات کے وقت ستیہ دیو کا لکچر تھا جس کا بہت تھوڑا سا حصہ میں سن سکا اس میں وہ اسلام کے تصور خدا پر بہتان طرازی کر رہا تھا۔ کہ مسلمانوں کا خدا عرش پر بیٹھا ہے۔ بہت موٹا اور فربہ اندام ہونے کی وجہ سے عرش کے تختوں میں سے چوں چوں کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ وہ نیچے اترتا اور اوپر چڑھ جاتا ہے۔ اس لکچر کو کئی ایک بے غیرت مسلمان بھی سن رہے تھے کہ جن کی رگ حمیت اتنی بھی نہ پھڑکی کہ وہ اگر جواب نہیں دے سکتے تھے تو کم از کم اٹھکر چلے جاتے۔ ستیہ دیو جب تمسخرانہ انداز میں یہ مضحکہ انگیز تقریر کر رہا تھا تو میں نے اٹھکر ستیہ دیو سے کہا کہ قرآن شریف میں ایک آیت ہے جس میں آپ کی اس ساری تقریر کا جواب موجود ہے آپ براہ مہربانی آیت لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ کا ترجمہ لوگوں کو سنا دیجئے۔ ستیہ دیو بجائے اس کے کہ سوال کا جواب دیتا۔ اس قدر مبہوت ہوا کہ اصل مضمون کو چھوڑ کر لوگوں میں جوش پیدا کرنے لگ گیا جس پر کئی ایک آریہ والنٹیر میرے گرد ہوگئے۔ اور مجھے جلسہ سے باہر کھینچنے لگے۔ میں نے ان کو ہر چند سمجھایا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ میں بھی مقرر ہوں جلسوں میں ہمارے اوپر اعتراضات لوگ کیا ہی کرتے ہیں۔ اور ہم ہمیشہ دوران تقریر میں یا بعد میں جواب دیا کرتے ہیں۔ مگر آریوں میں اس قدر جوش تھا کہ وہ کوئی بات سنتے ہی نہ تھے۔ ایک بہت جوشیلے صاحب اٹھے اور منبر پر چڑھکر واہی تباہی بکنے لگے۔ آخر پریزیڈنٹ صاحب نے اس قدر مہربانی کی کہ مجھے یہ امید دلائی کہ آپ کے سوال کا جواب دیا جائے گا میں نے پوچھا ابھی یا بعد تقریر۔ انہوں نے کہا اب نہ بعد تقریر۔ بلکہ کل مندر آریہ سماج میں نو بجے سے دس بجے تک آپ کو بحث کے لئے ہم وقت دیں گے۔ اس پر آریوں کی کائیں کائیں ختم ہوئی۔ مگر مجھے وہاں بیٹھنے کی اجازت پھر بھی نہ دی۔ خیر دوسرے روز بارہ بنکی کے مسلمانوں کے منع کرنے کے باوجود میں آریہ سماج مندر میں پہنچ گیا۔ اور وقت کا مطالبہ کیا۔ مگر وہ ساڑھے ۹ بجے سے پہلے ہون وغیرہ ہی سے فارغ نہ ہوسکے۔ پونے دس بجے کے قریب بحث شروع کرنے کی مجھے اجازت دی گئی۔ اس پر یہ شرط بھی لگادی گئی کہ آپ صرف کل والا سوال پوچھ سکتے ہیں۔ اور کوئی نیا اعتراض نہیں کرسکتے۔ ہر چند سمجھایا گیا کہ تحقیق حق کا یہ کوئی قاعدہ نہیں کہ معترض کو مجیب محض بنا لیا جائے اور اس کو مخالف کا مذہب پرکھنے کی اجازت نہ دی جائے مگر پریزیڈنٹ کا جواب دو ٹوک تھا کہ نہیں ہم یونہی کریں گے۔ مہاشہ ستیہ دیو اپنی کمزوری سے خوب واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنی سلامتی اسی طرز بحث میں سمجھی۔ بحث کا تکیہ بھی مجھ پر قرآن شریف کی آیات کی بھرمار تھی کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے چلتا ہے آتا ہے۔ جاتا ہے۔ اترتا ہے اس کے ہاتھ ہیں۔ منہ ہے وغیرہ وغیرہ جتنے بھی تیر وہ رات بھر میں تیار کر سکے تھے وہ سب انہوں نے مجھ پر چھوڑ دیئے۔ مگر اس آیت کو پھر بھی ہاتھ نہیں لگایا جو میں نے پہلے ہی روز پیش کی تھی البتہ اس پر یہ کہکر پہلو بچا گئے کہ اس آیت کے خلاف قرآن شریف کی اور آیات میں جسمانی ہونا ثابت ہے۔ ان تمام آیات کا جواب دیکر [illegible]

پانچ انگلیوں کا ہاتھ نہیں بلکہ طاقت اور قوت مراد ہے۔ خدا کا چلنا۔ آنا جانا۔ اترنا وغیرہ وغیرہ بلحاظ صفات ہے نہ بلحاظ ذات اور جسم کے۔ عرش کا بھی خدا اور انسان میں مسافت ظاہری ثابت نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے علو ذات اور اعلےٰ مرتبہ اور شان کو ظاہر کرتا ہے۔ انسان اور خدا میں بعد مکانی نہیں۔ ہاں شان اور مرتبہ کا فرق ضرور ہے۔ اس لئے یہ سب محاورات صفات الٰہیہ کے نزول اور فعل میں آنے کے لئے ہیں ورنہ وہ اپنی ذات کے لحاظ سے تو ہر جگہ موجود ہے۔ ھو اللہ فی السمٰوات وفی الارض۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ وہ آنکھ کے ذرہ ذرہ پر محیط ہے۔ وہ لطیف اور خبیر ہے۔ البتہ ویدوں سے ضرور پرماتما کے سر آنکھیں، سونڈ۔ ناک۔ نتھنے۔ بازو۔ پیٹ۔ ناف جانگھیں۔ ناف اور جانگھوں کے درمیانی اعضا پاؤں وغیرہ ثابت ہیں۔ دور کیوں جاؤ۔ یجروید کے پرش سوکت میں اس کے ان تمام اعضا کا ذکر موجود ہے۔ اور خاص خاص اعضا کا ذکر دوسری جگہ بھی موجود ہے۔ حوالجات حاضر ہیں۔ (ویدوں میں سے تقریباً بیس پچیس منتر دم نقد پیش کر دیئے گئے۔) اس پر پنڈت ستیہ دیو کو سوائے احادیث کی ادھر ادھر کی باتیں پیش کرنے کے چارہ نہ رہا۔ ان سب کا بھی مطلب سمجھا دیا گیا اور ویدوں کو بطور معارضہ اس پر بھی پیش کیا گیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ خدا کی پنڈلی ہے۔ میں نے حوالہ پوچھا تو کہا "یوم یکشف عن ساق" میں نے پوچھا خدا کی پنڈلی کس لفظ کا ترجمہ ہے تو آئیں بائیں شائیں کر کے رہ گئے۔

محمد ناصر خاں صاحب سے ملاقات

مناظرہ خیر خوبی سے ختم ہوا تو ہم بارہ بنکی سے حیدر گڑھ روانہ ہوئے اور وہاں اپنے مکرم دوست محمد رضی خاں صاحب سے ملاقات کی اور محمد ناصر خانصاحب سے آریوں کی یورش کے حالات معلوم ہوئے۔ خانصاحب موصوف نہایت مخلص دیندار اور رئیس ہیں۔ البتہ بعض شریر سماجیوں کی شر سے محفوظ رہنے کے لئے انہوں نے مزاحاً یہ کہدیا کہ بھئی ہمارے لڑکوں کے لئے لڑکیوں کا بندوبست کر دو تو ہم تم سے مل جائیں گے۔

بس ان کا یہ کہنا تھا کہ آریوں نے ضلع بھر میں غل مچا دیا۔ جلسے تجویز ہوگئے۔ قرب و جوار کے ہندو راجاؤں کو دعوتیں دیدی گئیں۔ جب سب انتظام مکمل ہوگئے تو وہ خاں صاحب کے پاس خوشخبری سنانے کے لئے آئے خاں صاحب نے کہا کہ بھئی یہ سب کچھ تو ہوگا۔ جلسے بھی ٹھاٹھ کے ہوں گے اس میں بڑے بڑے راجا بھی آئیں گے مگر ہمارے لڑکوں کا بھی کچھ بندوبست تم نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ بھی ضرور ہوگا۔ خاں صاحب نے جواب دیا کہ ہم تو پہلے لڑکیاں لیں گے بعد میں تم سے ملیں گے۔ پیچھے کا جھگڑا ہم رکھتے ہی نہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ آریوں کے پروپگنڈا پر اوس پڑگئی۔ اور اپنا سا منہ لیکر چلدیئے۔

حیدر گڑھ کے قیام میں خاں صاحب سے آریہ مذہب کے متعلق خوب گفتگو رہی۔ انہوں نے کئی ایک حوالجات نوٹ کئے۔ وہ اس بات پر بہت ہی خوش تھے کہ ہم ان کے پاس تبلیغ کے لئے پہنچے بلکہ انہوں نے تو یہ بھی کہا کہ میری زندگی میں یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے مولویوں کو محض تبلیغ حق کے لئے اپنے گھر میں مہمان دیکھا ہے۔ کھانے پینے اور چندے کے لئے تو بہت مولوی آتے رہتے ہیں۔ محمد رضی خاں صاحب اور محمد ناصر خاں صاحب نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ جماعت کے سالانہ جلسہ پر لاہور پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ ہم ان کی مہمان نوازی اور دلی محبت کے دل سے مشکور ہیں۔

گائے کی قربانی پر ایک ہندو کی تصنیف

حیدر گڑھ سے واپسی پر مجھے دہلی میں بھی ایک روز ٹھیرنے کا اتفاق ہوا۔ یہاں پنڈت آتما نند صاحب بانی ست دھرم سے ملاقات ہوئی پنڈت صاحب ایک نہایت خلیق اور عالم آدمی ہیں۔ ویدوں کے متعلق آپ کی معلومات بہت وسیع ہیں۔ چنانچہ آپ نے ایک کتاب گومیدھ یگیہ کے نام سے شائع کی ہے۔ جس میں انہوں نے یہ ظاہر کیا ہے کہ ویدک زمانہ میں گائے۔ کتے اور گدھے وغیرہ کی قربانی کی جاتی تھی۔ پنڈت صاحب نے اس کتاب میں تقریباً ۱۰۰ حوالے وید اور شاستروں سے پیش کئے ہیں سنا ہے کہ بعض سناتن دھرمی ہندو بھی اس کتاب کی تائید میں ہیں۔ مگر سب سے پر لطف بات یہ ہے کہ پنڈت رامچندر مشہور آریہ مناظر نے صدر بازار دہلی میں آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر یہ اعلان کیا کہ اس کتاب کا بہت سا حصہ انہی کے مکان پر تیار ہوا ہے اور انہی کی لائبریری کی کتابوں سے بقول پنڈت آریہ منی جی ویدک دھرم کے لئے یہ بم تیار ہوا ہے۔ یہ کتاب ہر ایک مسلمان کو اپنے پاس رکھنی چاہیئے۔ اور جہاں کوئی آریہ ستیارتھ پرکاش جیسی دل آزار کتاب تحفہ دے۔ مسلمان اس گومیدھ یگیہ کو بطور تحفہ پیش کریں۔ واذا حییتم بتحیۃ۔ کتاب آریوں کے اپنے ہی پریس میں شائع ہوئی ہے۔

ہمارے ترجمہ یجروید پر پنڈت آتمانند صاحب کی رائے

دوسرا بہت بڑا کام جو پنڈت جی نے شروع کیا ہے وہ ویدوں کا ترجمہ ہے جو درحقیقت میرے کام کا بوجھ بٹانا ہے۔ انہوں نے میرا اردو ترجمہ یجروید دیکھکر لکھا ہے:۔

> "آپ کا ترجمہ یجروید میں نے پڑھا ہے۔ اگرچہ سارا ابھی تک نہیں پڑھا۔ مگر جتنا بھی پڑھا ہے میرے خیال میں نہایت ہی عمدہ ہے۔ اور اگر مجھے سچ کہنے کی اجازت ہو تو میں بلا مبالغہ اسے مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کے ہندی ترجمہ سے بہتر پاتا ہوں۔ اس ترجمہ کی موجودگی میں میں نے جیسا کہ میرا ارادہ تھا اب فیصلہ کیا ہے کہ میں یجروید کا ترجمہ پہلے نہ کروں بلکہ اتھروید یا رگوید کا شروع کروں کیونکہ فی الحال آپ کا نصف یجروید کا کمی کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے بہرصورت آپ کا ترجمہ نہایت اعلےٰ ہے۔ کسی کسی جگہ اختلاف رائے ہونا ممکن ہے مگر مجموعی طور پر بہت عمدہ ہے"
>
> داس آتمانند۔ ۱۳ نومبر ۱۹۲۸ء

پنڈت صاحب نے اپنے ترجمہ وید کے متعلق اشتہار دیا ہے وہ کسی دوسری جگہ درج ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اردو ترجمہ وید کے شائقین ان کی ہمت افزائی کے لئے کم از کم ایک ماہ کی قیمت ضرور پیشگی بھیجدیں گے۔ پنڈت صاحب کے متعلق میرا اطمینان ہے۔

(عبدالحق ودیارتھی)

قارئین کرام اگر اپنی اپنی جگہ یہ سوچیں کہ ان کے ذمہ کتنا کتنا چندہ اخبار کا بقایا ہے اور وہ ۲۸ء ختم ہونے سے پہلے بیباق کر دیں تو نئے سال سے نیا حساب شروع کرنے میں بڑی سہولت ہوسکتی ہے اور وہ بھی بوجھ سے ہلکے ہو جائیں گے۔

مذاہب غیر کی تبلیغی سرگرمیاں

کورد کشیتر کے میلے میں ویدک دھرم پرچار

آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا لاہور کی طرف سے کورد کشیتر میں سورج گرہن کے میلے اوس پر دوسرے میلوں کی طرح ویدک دھرم پرچار کا پربندھ کیا گیا تھا جس کا خفتاد پبلک پر اچھا پربھاؤ (اثر) پڑا۔ پرچار کے لیے استھان کافی اور باموقع مل گیا تھا۔ اس میلے پر پرچار کا انتظام پنڈت بشمبردت جی اپدیشک سبھا ہذا کے سپرد تھا۔ جو بڑی لگن سے پربندھ کا کاریہ کرتے رہے۔ لوگ جس دلچسپی سے اس پرچار سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے میلوں پر آریہ سماج کا پرتن ضائع نہیں ہو رہا۔ بلکہ کبھی نہ کبھی اپنا بہت اچھا پربھاؤ دکھائے گا۔

(آریہ گزٹ ۔ ۱۷ نومبر ۱۹۲۸ء)

تاجدار سوازی لینڈ کی والدہ کی مسیحیت

افریقہ میں سوازی لینڈ ایک ریاست ہے جس کا حدود اربعہ ٹرانسوال اور پرتگالی مشرقی افریقہ ہے اس کی شہزادی مسیحی ہو کر ویسلین چرچ میں داخل ہونے والی ہے۔ یہ شہزادی موجودہ حکمران کی والدہ ہے جو عرصہ سے سوازی لینڈ مشنری صاحبان کی دوست ہے۔ چونکہ اس کی ۸۰ بیویاں ہیں اس لیے وہ مسیحی نہیں ہو سکتا۔ اس نے اپنی والدہ کو مسیحی ہونے کی اجازت دیدی ہے۔ (کوکب ہند لکھنؤ)

مسیحی لڑکیوں کا ہاسٹل

رنگون (برہما) میں بپٹسٹ مشن کی طرف سے لڑکیوں کے لیے ایک ہاسٹل تعمیر ہوگا۔ جو سہ منزلہ ہوگا۔ اس میں ۱۲۴ لڑکیوں کے لیے گنجائش ہوگی۔ اور ۲ لاکھ ۸۰ ہزار روپیہ صرف ہوگا اس کا سنگ بنیاد لیڈی انیز صاحبہ نے رکھا۔

دلت ادھار کانفرنس حصار

آریہ سماج حصار کی دعوت پر دیانند دلت ادھار منڈل پنجاب ہوشیار پور نے حصار میں دلت ادھار کانفرنس کے انعقاد کا ۲۰-۲۱-۲۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء کا فیصلہ کیا۔ منڈل ہذا نے بغرض کامیابی کانفرنس اپنے مشہور کارکنان پنڈت لچھمن داس پنڈت دیارام۔ پنڈت سنت سنگھ۔ لالہ چونی لال۔ لالہ اننت رام حکیم کندن لال کو وہاں پرچار کے کام پر لگا دیا۔ ضلع بھر میں عرصہ تین ماہ تک خوب پرچار ہوا۔

چار مقامی اپدیشک عارضی طور پر رکھے گئے۔ آریہ سماج حصار کے اپنے چار اپدیشک بھی اس کام پر لگ گئے۔ الغرض ۱۴ اپدیشکوں نے ضلع حصار میں ویدک دھرم کی دھوم مچا دی۔ ۳۰۰۰ روپیہ اکٹھا ہوا۔ جس میں سے ۵۰۰ روپیہ بابو چھاجو رام کلکتہ نے دان دیا ۲۵۰ سواگت کارنی سبھا کے ممبر بنائے گئے۔ ۲۵۰ ڈیلی گیٹ بنے۔ جن میں اچھوت اور استریاں بھی شامل ہیں۔ چھوت چھات کی بھوت کی خوب درگت ہوئی۔ لوگوں کی ذہنیت میں دو نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔ آخر کانفرنس ہوئی جو نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی۔

لنگر میں ۲۰۰۰ سجن بھوجن کرتے تھے۔ اونچ جاتی کے ہندو اور اچھوت ایک ہی لنگر میں بلا تذبذب نہایت پریم سے بھوجن کرتے تھے۔ دوسرے اور تیسرے دن دلت جاتی کے ہر ایک قسم کے ادھار سدھار کے پرستاؤں پر موثر تقاریر ہونے کے بعد وہ سرو سمتی سے پاس ہوتے رہے۔ بہت سے اپدیشک اور بھجنیک شامل ہو کر باعث زینت ہوئے۔

پیغام صلح ۔ مسلمانوں کو اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام کے آریوں سے زیادہ مواقع حاصل ہیں۔ اور وہ معمولی کوشش اور صرف سے آریوں سے زیادہ کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ کیا دلت ادھار کانفرنس کی کامیابی ان کے اندر عمل کا کوئی صحیح جذبہ پیدا کر سکتی ہے؟ یاد رہے کہ سونے والی قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ یہ صحیح ہے کہ صداقت کے سامنے دروغ ہمیشہ بے فروغ رہا ہے لیکن صداقت پیش بھی تو کی جائے۔

معلومات

بنگال کے ایک مشہور و معروف ڈاکٹر نے اپنے ایک مضمون میں سورج کی جانب نظر کر کے دیکھنے کے نقصانات بیان کئے ہیں ان کے خیال میں ایسا کرنے سے انسانی آنکھ کا وہ حصہ جس میں ہر شے کی صاف اور روشن شکل منعکس ہوتی ہے تباہ ہو جاتا ہے اور آنکھ کی بینائی قطعی جاتی رہتی ہے۔ اس کوربصری کا کوئی کافی علاج اب تک دریافت نہیں ہو سکا۔ اس لئے لوگوں کو اس کی احتیاط کرنی چاہیئے۔ خصوصاً گرہن کے موقع پر سورج کو دیکھنے کے لئے جو نئے نئے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں، وہ سب سے زیادہ اندیشہ ناک ہیں۔

ستارہ مریخ سے نامہ و پیام کرنے کے پرانے مسئلہ نے حال میں پھر جنم لیا ہے۔ لیکن اب کی مرتبہ ذرا سنجیدگی کے ساتھ۔ چنانچہ لندن کے ایک ڈاکٹر نے مریخ سے بھیجے ہوئے پیغامات موصول کرنے کے لئے محکمہ ڈاک کے بعض ماہرین کی خدمات حاصل کی ہیں ڈاکٹر موصوف نے اپنے ایام شباب میں ایک ہندوستانی کے ساتھ مل کر اپنے خیالات کو دوسرے انسان کے دماغ میں منتقل کر دینے کے تجربات کئے تھے۔ انہوں نے ایک آلہ ایجاد کیا ہے جس کے متعلق ان کا دعوے ہے کہ اپنی روح کو فضائے بسیط میں بلند کر کے وہ اس آلہ کو ایک ہزار میل کے فاصلہ سے حرکت میں لا سکتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گزشتہ ماہ کے آخر میں مریخ سے ایک پیغام موصول ہوا تھا جس کا مضمون تھا کہ اول و آخر خدا ہی ہے۔

شہر روم واقع ملک اٹلی کی ایک خانقاہ میں دعا کے ذریعہ علاج کا ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ ایک نووارد راہبہ تپ محرقہ میں مبتلا ہو گئی۔ اور دو ماہ بستر علالت پر پڑی رہی مگر کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ جب اس کا مرض زیادہ پیچیدہ ہونے لگا تو ایک شب روم کے نہایت قابل ڈاکٹر طلب کیا گیا اس وقت راہبہ کی حالت نہایت نازک ہو رہی تھی۔ اس نے رائے دی کہ بہت جلد عمل جراحی کے لئے پبلک ہسپتال میں منتقل کر دینا چاہیئے۔ لیکن راہبہ عورتوں نے ڈاکٹر کی رائے پر عمل نہ کیا۔ بلکہ مریضہ کے کمرے میں آکر خداوند تعالیٰ سے دعا کی۔ فوراً ہی نوجوان راہبہ کو نیند آ گئی۔ اور بخار قطعی جاتا رہا۔ صبح کو ڈاکٹر نے آکر دیکھا تو وہ بالکل اچھی تھی۔

جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ مشرقی پناما میں خلیج سان بلاس پر ایک قطعہ ہے۔ جہاں دنیا میں سب سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔ یہ مقام کیلوں کی کاشت کا ایک مرکزی مقام ہے۔ تین ماہ کے عرصہ میں یہاں (۱۲ ، ۱۳۷) انچ پانی برستا ہے۔ جو بارش کی اس مقدار سے تگنا ہے۔ جو سال بھر میں امریکہ کے دارالسلطنت واشنگٹن میں ہوتی ہے۔

شمس اور جزیروں کے ستارے بھی نشوونما پاتے ہیں۔ اور ان کو خوراک کی ضرورت ہے وہ اپنی خوراک شہاب ثاقب سے حاصل کرتے ہیں چنانچہ جب وہ اپنی جگہ سے کھسکتے ہیں تو شہاب ثاقب سے گزر کر اپنی غذا حاصل کر لیتے ہیں۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے ڈاکٹر سوشیلے نے اسی کے ساتھ یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ ہماری زمین بھی ایک دن میں تین کروڑ ستارے ہڑپ کر لیتی ہے۔ اور سورج دوسرے بڑے بڑے سیاروں کو اس سے بھی زیادہ خوراک کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر موصوف کا یہ بھی بیان ہے کہ سورج ہمیں روشنی اور گرمی پہنچانے کے لئے ایک سکنڈ میں اپنے وجود کا چالیس لاکھ ٹن خرچ کر دیتا ہے۔ لیکن اسی ایک سکنڈ کے اندر وہ کروڑوں شہاب ثاقب ہڑپ کر لیتا ہے۔

حکومت جرمنی کے لئے ایک نیا جہاز زیر تعمیر ہے۔ جس کا وزن ۱۵ ہزار ٹن ہوگا۔ اور رفتار کے لحاظ سے وہ اس وزن کے دوسرے جہازوں سے کہیں زیادہ [illegible] کہا جاتا ہے کہ عام جنگی جہازوں [illegible]

خبریں

— ایرانی قونصل جنرل کا دفتر کلکتہ سے دہلی منتقل ہو گیا ہے۔

— افغانستان آج کل اپنی قوت فضائی کو ترقی دینے کی طرف خاص طور پر متوجہ ہے۔

— شنگھائی ۱۴ نومبر۔ کرنل بکس پاور توپخانہ کے فن کے مشہور جرمن ماہر یہاں تشریف لائے ہیں۔ یہ چین کی پیدل سپاہ کو ترتیب کریں گے۔

— معلوم ہوا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر انصاری نے مدراس سے جامعہ ملیہ دہلی کے لئے تیس ہزار روپیہ جمع کر لیا ہے۔

— برلن ۲۱ نومبر۔ حکومت برطانیہ نے آئرلینڈ کی اس درخواست کو منظور کر لیا ہے۔ جس میں اس نے برلن میں آئرلینڈ کی طرف سے سفارت قائم کرنے کی تجویز کی ہے۔

— پیکن ۲۰ نومبر۔ قحط سالی کی رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ شمالی اور مرکزی چین میں ایک کروڑ بیس لاکھ ایسے آدمی ہیں جو فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ صورت حالت نہایت نازک ہے۔

— پیرس ۱۳ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حبیب اللہ طرزی برادرزادہ محمود طرزی وزیر خارجہ افغانستان عنقریب پیرس میں موجودہ سفیر افغانستان کی بجائے مامور ہونے والے ہیں۔

— دہلی میں سائمن کمیشن کے ارکین کی موٹر کاروں پر حملہ کیا گیا مگر کوئی خاص نقصان نہیں ہوا۔

— یروشلم ۱۲ نومبر۔ مولانا محمد علی ایڈیٹر ہمدرد کو جو آج کل ممالک اسلامیہ کی سیاحت فرما رہے ہیں۔ حکومت فلسطین نے ملک میں داخل ہونے کی اجازت بدیں عذر نہیں دی کہ ان کی تشریف آوری سے یہودی اور عربوں کی مناقشت کو مزید تقویت حاصل ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

— بعد کی خبر ہے کہ مولانا کو اجازت داخلہ مل گئی اور انہوں نے فلسطین کی ایک مسجد میں انگریزوں کے خلاف ایک زبردست تقریر فرمائی جو کافی طویل تھی۔

— انگورہ ۲۹ اکتوبر۔ امسال یوم جمہوریت نہایت شاندار طریق پر منایا گیا۔ اس تقریب پر غازی اعظم نے ترکی افواج کا معائنہ کیا۔ جس کی وجہ سے یہ تقریب نہایت دلفریب اور موثر ہو گئی تھی۔

— آریہ سماج کے مشہور مبلغ مہاتما ہنسراج جی کے دست راست پنڈت سنت رام جی موگہ نواسی کا ۲۰ نومبر کو حادثہ موٹر کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔

— وزیر ہند نے اسمبلی کے لئے علیحدہ دفاتر کی وہ سکیم جو گزشتہ اجلاس میں اسمبلی کی تمام پارٹیوں نے اتفاق رائے سے پیش کی تھی اور جسے حکومت ہند نے بھی منظور کر لیا تھا نامنظور کر دی ہے۔

— عراق میں سونے کی ایک کان دریافت ہوئی ہے۔ جس سے فائدہ حاصل ہونے کی امید ہے۔

— ٹرکی میں سامان معیشت روز بروز گراں ہو رہا ہے۔ حکومت اور رعایا دونوں پریشان ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت اس کے انسداد کی طرف توجہ کر رہی ہے۔

— جامعہ ازہر مصر میں حال ہی میں جو اصلاحات کی گئی ہیں ان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ بہت امید افزا ہیں۔ اصلاحات کے بعد یہ جامعہ بہترین لوگ پیدا کر سکے گا۔ جو مصر اور عالم اسلامی کے لئے نہایت مفید ثابت ہوں گے۔

— پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں چودھری افضل حق صاحب یہ تجویز پیش کریں گے کہ یہ کونسل حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ سٹہ کے جوئے کو بند کرنے کے لئے ضروری قانون وضع کئے جائیں۔

— آئندہ سال امام یحییٰ والی یمن حج کے لئے تشریف لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ اب حکومت یمن اور حکومت حجاز کے تعلقات زیادہ خوشگوار ہو جائیں گے۔

— جدید مہاراجہ بڑودہ کو تخت کی گدی نشینی کی رسم ادا ہو گئی۔

— لارڈ برکنہیڈ (سابق وزیر ہند) نے ایک معاہدہ پر دستخط کئے ہیں۔ جس کی رو سے وہ صرف ایک سال تک ایک رسالے کے لئے مضمون لکھیں گے۔

— جرمنی آج کل جنگی تیاریوں میں بہت مصروف ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ مس ملر سابق مہاراجہ اندور کی امریکن رانی کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا ہے۔

بقیہ صفحہ اول

پھر یہ بھی نقل کرتا کہ جناب مسیح نے اپنی والدہ کو کتنے جیسے حقارت آمیز لفظوں سے خطاب کیا اور اس کو جھڑکا ہے ۔ اور یہ مقدس صحیفوں میں لکھا ہے کہ ”جو کوئی ماں یا باپ کو بُرا کہے ضرور جان سے مارا جائے بلکہ سنگسار کیا جائے“۔ (استثنا باب ۲۱ آیت ۱۸)

قرآن کریم یہ بھی نقل کرتا کہ جناب مسیح خود اپنی تعلیم پر ہرگز ہرگز عمل پیرا نہ تھے ۔ چنانچہ لکھا ہے کہ سردار کاہن کے نوکر نے ایسا طمانچہ مارا کہ وہ اپنی تعلیم پر عمل کرنا بھول گئے ۔ اپنا دوسرا گال سامنے نہ کیا بلکہ بے اختیار بول اُٹھے کہ تو مجھے کیوں مارتا ہے؟

یہ اور اس قسم کی سینکڑوں باتیں ہیں جو ہم ”ہماری انجیل“ میں انشاء اللہ تعالیٰ لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ میں چونکہ اس وقت سفر میں ہوں کتابیں یہاں مہیا نہیں اس لئے سردست اسی پر اکتفا کرتا ہوں ۔

جلد ۱۶ | لاہور - یوم جمعۃ المبارک مطبوعہ ۲۳ جمادی الآخر ۱۳۴۷ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۸۴

دعوت جلسہ

(از حضرت مسیح موعودؑ)

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب ہو اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر کرنا چاہیے اور دعا کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر پروا نہ رکھنا۔ ایسی بیعت سراسر بے برکت اور رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسے کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ ....

حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقایق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائیگی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی انہیں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائیگی

[illegible]

اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی سلسلہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے۔ جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور کفایت شعاری سے کچھ کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجائے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہوتا [illegible] احباب میں سے

جلسہ سالانہ

(از مولوی مرتضےٰ خان صاحب بی اے)

ان سے کہتا ہوں جو ہیں کینہ ورانِ لاہور
دیکھ لیں آکے ذرا شوکت و شانِ لاہور
مہدیٔ وقت کا ہے مسکنِ ثانی یہ مقام
اس کو محبوب تھا لاریب مکانِ لاہور
یاں مسیحائے زمن واصل باللہ ہوئے
بڑھ گئی چرخ چہارم سے بھی شانِ لاہور
قدرتِ حق کے عجب ہم نے کرشمے دیکھے
مرجعِ خلق ہے نکتہ ورانِ لاہور
چشمۂ علم و ہدیٰ دیکھ لو ابلا یاں سے
لطفِ ایزد ہوا خود روح و روانِ لاہور
کیا کہوں جلسۂ سالانہ میں کیا یاں ہوگا
موجزن بحر ہدیٰ ہوگا میانِ لاہور

جملہ احباب کی خدمت میں

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے انجمن اس سال خاص مالی مشکلات کے اندر سے ہے۔ جلسہ سالانہ تک اگر انجمن مالی مشکلات سے نہ نکلی تو آئندہ چلتے ہوئے کاموں پر اس کا بہت برا اثر ہوگا۔ اس کے لئے ہماری ساری قوم کو اس وقت خاص قربانی کرنے کی ضرورت ہے جو اول اپنے نفس سے شروع ہونی چاہیے۔ اور اس کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ کی تازہ اپیل کے سوا اور کوئی عمدہ سبیل نہیں۔ دفتر سے کوشش کی گئی ہے کہ یہ اپیل ہر گھر کے پاس پہنچ جائے۔ اور حضور نے خود ایک ایک لفافہ دیکھکر اس کو بھجوایا ہے۔ لیکن پھر بھی ممکن ہے کہ بعض دوستوں کو وہ نہ پہنچ سکے۔ ایسے تمام دوستوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس میں شامل سمجھکر ہر طریق سے حصہ لے کر ممنون فرمائیں۔

دوم۔ بعض دوست ایسے ہیں جو سالانہ جلسہ پر مالی امداد کے لئے کسی خاص رقم کے فراہم کرنے کا وعدہ ہر سال کر جاتے ہیں۔ ایسی تمام رقوم دوسرے جلسہ تک بہرحال پہنچ جانی چاہیے۔ ایسے سب دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ جلسہ سالانہ تک اپنی رقوم ادا کر دیں۔

سوم۔ بعض دوستوں کے موعودہ چندوں متعلقہ جرمن مشن یا ماہوار چندوں وغیرہ کی وصولی دسمبر میں یا خاص جلسہ سالانہ کے دنوں میں ہو جانی ضروری ہے۔ ایسے سب دوستوں کو بھی ضرور اپنی رقوم اس ماہ ادا فرما کر انجمن کی قوت کا بازو ہونا چاہیے۔

چہارم۔ بعض دوست ایسے بھی ہیں جو اب تک چندہ ماہوار کی ادائیگی کے نظام میں شامل نہیں ہوئے اور نہ دوران سال میں انجمن کی مالی امداد میں کوئی حصہ لیا ہے۔ انہیں جلسہ سالانہ پر اس کی تلافی کرنی چاہیے۔ اور آئندہ باقاعدہ چندہ دینا چاہیے۔

پنجم۔ ہر دوست خدا کے فضل سے کچھ نہ کچھ اثر اپنے حلقہ میں ضرور رکھتا ہے۔ اگر وہ کوشش کرتا ہے تو وہ تمام سال انجمن کو کچھ نہ کچھ مالی امداد پہنچا سکتا ہے۔ بالخصوص اب جبکہ جلسہ سالانہ قریب ہے اور اس موقع کی جدوجہد پر ہمارے آئندہ سال کے کام مبنی ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر دوست پوری کوشش کرے کہ اشاعت اسلام ہند و بلاد غیر اور اشاعت اسلام کالج جیسے عظیم الشان کاموں کے لئے ضرور کوئی معقول رقم جمع کر کے لائیں۔

خاکسار (سید) محمد حسین آنریری فنانشل سکرٹری

اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو بھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تاکہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کریں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی

تبلیغی جدوجہد

(خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی قلم سے)

جرمن مسلم مشن

انجمن نے برلن دارالخلافہ جرمنی میں ۳۴۶ فٹ لمبی اور ۲۴۰ فٹ چوڑی زمین پر جس کے ساتھ ایک بہت وسیع احاطہ ہے ایک نہایت خوبصورت مسجد بنائی ہے۔ جس کے سنہری مناروں کی بلندی ۹۵ فٹ ہے۔ اس کے ساتھ مبلغین اور معزز مہمانوں کی رہائش کے لئے ایک مکان بھی بنالیا ہے۔ اس وقت تک قریباً ۱½ لاکھ روپیہ انجمن اس پر خرچ کرچکی ہے۔ تین سال تک ایک جرمن زبان کا سہ ماہی رسالہ جاری رہا۔ لیکن بعض مشکلات پیش آمدہ کی وجہ سے اس سال وہ جاری نہ رہ سکا انشاء اللہ نئے سال کے شروع سے پھر اس کا اجراء باقاعدہ ہوجائے گا۔

اس وقت تک قریباً ۰۰ جرمن جو تعلیم یافتہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں مسلمان ہوچکے ہیں۔ اور اب جبکہ مسجد اور مکان مکمل ہوچکے ہیں اور باقاعدہ کام تبلیغ شروع ہوچکا ہے۔ اسلام کے وسط یورپ میں پھیلنے کی بہت زیادہ توقعات ہیں۔

نومسلمین اور متلاشیان حق کے لئے اس وقت تک دو کتابیں اصول اسلام پر ایک رسالہ نماز معہ مختصر ہدایات جرمن زبان میں ترجمہ ہوکر مفت تقسیم ہوچکے ہیں۔ اس مشن کے ذریعہ سے ہم نہ صرف وسطی یورپ کے عیسائیوں اور یہودیوں میں اسلام پھیلانے کے قابل ہوسکے ہیں۔ بلکہ گردونواح کے ممالک کے مسلمانوں میں بھی بیداری پیدا کر رہے ہیں۔ جن سے ہمارے تعلقات بذریعہ خط وکتابت بڑھ رہے ہیں۔

اس وقت کمی فنڈز کے باعث صرف ایک مبلغ کام کر رہا ہے زبان کی مشکلات کے باعث انجمن کا خیال ہے کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ وہاں ہر وقت دو مبلغ رہ سکیں۔ ایک ماہر زبان اور دوسرا جو زبان سیکھ کر اس کی واپسی کا چارج لے سکے۔ اس کی ہندوستان واپسی پر یہاں سے نیا آدمی چلا جائے۔ اوسط ماہوار خرچ اس مشن کا بارہ سو روپیہ ہے جس کے لئے کوئی خاص مستقل انتظام نہیں بلکہ ہماری جماعت کے ماہوار چندوں پر ہی اس کا انحصار ہے۔ ضرورت ہے کہ صاحب توفیق مسلمان اس مشن کی مستقل امداد کا انتظام کردیں تاکہ انجمن اس کام کو مزید توسیع دے کر زور سے اسے کرسکے۔

ٹرینیڈاڈ

(جزائر غرب الہند) اس جزیرہ اور نیز اس کے ملحقہ جزائر میں ہندوستانی لوگ گزشتہ ایک صدی ہوئے بطور قلی بھرتی ہوکر گئے تھے۔ ان میں سے اکثر نے وہیں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ اب ان کی اولاد میں سے بہت کم لوگوں کا تعلق ہندوستان سے رہ گیا ہے۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کی مجموعی تعداد قریباً ایک لاکھ نفوس سے اوپر ہے۔ موجودہ نسل کے گردوپیش یورپین اثر کام کر رہا ہے۔ اور پادری صاحبان پورے زور سے ان میں کام کر رہے تھے۔ کہ ہماری انجمن کو ان واقعات کی اطلاع دی گئی جس نے وہاں کے مسلمانوں کی خواہش پر اپنا ایک مبلغ بھیجا جس نے اپنے زمانہ قیام میں ان میں اسلامی روح پھونک دی۔ اور اب خدا کے فضل وکرم سے وہاں اسلام مضبوطی سے جم گیا ہے۔ نہ صرف نوجوان خود اسلام پر پکے ہوگئے ہیں بلکہ وہ غیر مسلموں کو جذب کرنے کے لئے پوری جدوجہد سے کام لے رہے ہیں۔ اور جگہ بجگہ اسلامی تعلیم کے مدارس کھل گئے ہیں

وہاں کا ایک پرجوش نوجوان گزشتہ تین سال سے ہمارے اشاعت اسلام کالج میں دینی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] اپنے ملک کو واپس جاکر پورے زور سے تبلیغ کا کام کرے گا۔

انہی جزائر کے قریب جنوبی امریکہ کا ایک حصہ برٹش گائنا ہے جہاں ہندوستانی کافی تعداد میں بستے ہیں۔ انجمن بذریعہ لٹریچر وخط وکتابت

شمالی امریکہ

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے شہر شکاگو میں انجمن نے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا تھا۔ لیکن مسلمانوں کی بے توجہی کے سبب سے بباعث کمی فنڈ بند کرنا پڑا۔ تاہم امریکہ میں بذریعہ خط وکتابت ولٹریچر کام جاری ہے اور وہاں سے متواتر درخواستیں آرہی ہیں کہ انجمن وہاں کام جاری کرے۔ جسے ہم بباعث کمی روپیہ جاری نہیں کرسکتے۔ اس ملک کے لوگ بہت آزاد خیال ہیں۔ ہندوؤں اور بابیوں کی سوسائٹیاں وہاں کام کرکے کامیابی حاصل کر رہی ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ اسلام وہاں پورے زور سے ترقی نہ کرے۔ بشرطیکہ پورے زور سے کام کیا جائے کم ازکم ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار سے کام خوش اسلوبی سے چل سکتا ہے

جاوا

جزائر شرق الہند میں یہ ایک بڑا سا جزیرہ ہے۔ جو ڈچ گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ قریباً سارا جزیرہ مسلمان ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے وہاں عیسائی پادری مسلمانوں میں بڑے زور سے کام کر رہے ہیں یہانتک کہ ان کی رپورٹوں سے انجمن پر واضح ہوا۔ کہ قریباً چالیس پچاس ہزار مسلمان عیسائی ہوچکے ہیں۔ چونکہ جاوا کے پرانی طرز کے علماء اس فتنہ کا سدباب کرنے سے قاصر تھے۔ اس لئے انجمن نے اپنے دو مبلغین وہاں بھیجدیئے۔ تاکہ عیسائیوں کے فتنہ کو روکیں۔ ایک مبلغ تو بباعث علالت واپس چلا آیا دوسرا قریباً چار سال سے وہاں کام کر رہا ہے۔ گو وہاں کے پرانے خیال کے علماء نے چند ہندوستانی شرارت پسندوں کی اکساہٹ سے ہماری مخالفت کی اور بعض اب تک کر رہے ہیں۔ تاہم نئی نسل جو دراصل ہماری مخاطب تھی۔ بہت حد تک ہماری ہمخیال ہوگئی ہے۔ اور کثرت سے ہمارا لٹریچر ملائی اور ڈچ زبانوں میں شائع ہوچکا ہے۔ یہانتک کہ ہمارے انگریزی ترجمہ قرآن کا ملائی زبان میں ترجمہ چھپ رہا ہے۔ جس کے چار حصے شائع ہوچکے ہیں۔ جزیرے کے دوسرے چند شہروں میں ہماری شاخیں قائم ہوگئی ہیں۔ اور اس دوست کے علاوہ ہمارے ہندوستانی مبلغ کے ایک جاوی نوجوان جو ہمارے اشاعت اسلام کالج سے تعلیم حاصل کرکے واپس گیا ہے۔ بطور تنخواہ دار مبلغ کے کام کر رہا ہے۔ ہماری اس تحریک کا اثر گردونواح کے جزائر بورنیو۔ سلیبیز اور سماٹرا پر بھی پڑ رہا ہے۔ حضرت نبی کریمؐ کی سیرت اور اصول اسلام ودیگر چند کتب کے ڈچ تراجم تیار ہوچکے ہیں۔ انشاء اللہ جوں جوں گنجائش ہوتی گئی۔ ان کو چھپوا لیا جائیگا اس وقت شروع سال سے ایک ماہوار رسالہ ملائی زبان میں جاری کرنے کا ارادہ ہے۔ تاکہ تبلیغ کے کام کو تقویت پہنچے۔

شام

دمشق الشام میں ہمارے مکرم دوست محمد ادیب عبدالعزیز صاحب نے جو وہیں کے باشندے اور کئی سال سے جماعت میں شامل ہیں ایک عربی اخبار **وفاء العرب** ہفتہ وار میں شرکت اختیار کرلی ہے۔ جس کے ذریعہ سے جماعت کی وہاں ہر دلعزیزی بڑھ رہی ہے برادر موصوف ہمارا انگریزی لٹریچر وہاں کے علماء اور اراکین سلطنت کو دکھاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں وہاں کے عربی علمی رسالہ میں سیرت خیرالبشر انگریزی پر زیر تعلیم کا بہت عمدہ ریویو نکلا ہے۔ ہمارے قرآن کریم انگریزی کو وہاں کے علماء نے بہت پسند کیا ہے۔ اور وہ کوشاں ہیں کہ اس کا عربی ترجمہ وہاں سے شائع کیا جائے۔

دیگر ممالک غیر

عراق عرب۔ ترکی فلسطین۔ ایران۔ نائیجیریا۔ لائبیریا۔ سیرالیون
مشرقی [illegible] چین۔ سیام۔ فرانس

پوری تن دہی سے اشاعت وتبلیغ دین میں مصروف ہیں۔ ہماری مختلف کتابیں ترکی ہنگری۔ عربی۔ چینی۔ سواحلی زبانوں میں شائع ہوچکی ہیں۔ اور کئی ہو رہی ہیں۔

تبلیغ ہند

آریہ سماج وعیسائیوں کے حملوں کو روکنے کے لئے ہمارے مبلغین ہندوستان کے سارے صوبوں میں حسب ضرورت ہمیشہ پھرتے رہتے ہیں۔ دوسری اسلامی انجمنوں کے جلسوں میں آریوں اور عیسائیوں سے مباحثات کرنے کے لئے عندالطلب جاتے رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں اشاعت وتبلیغ اسلام کے لئے ہم نے مختلف صوبوں میں اسلامی مشن قائم کر رکھے ہیں۔ جہاں اس وقت تک کئی ہزار غیر مسلم اور اچھوت داخل اسلام ہوچکے ہیں۔ اگر مسلمان ذرا سی ہمت دکھائیں اور ہمارے فنڈ مضبوط کرنے میں مدد دیں۔ تو ہمارا یقین ہے کہ ہم انشاء اللہ لاکھوں غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کرسکتے ہیں۔ ہمارے تجربہ نے ثابت کردیا ہے کہ اگر ہندوستان میں پورے زور سے کام کیا جائے۔ تو تعلیم یافتہ غیر مسلم طبقہ میں بہت کامیابی کی امید ہے۔ اچھوت اقوام تو معمولی سرگرمی سے مسلمان ہوسکتی ہیں۔

آریہ سماجی ومہا سبھائی سناتنی پورے زور سے غیر تعلیم یافتہ مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے زور لگا رہے ہیں۔ اسی برس نہیں بعض ایسے مسلمان روسا پر بھی زور ڈالا جا رہا ہے۔ جن کے قبیلے کے کچھ آدمی ابھی ہندو ہیں۔ کہ وہ واپس ہندو مذہب میں آجائیں۔ چنانچہ ہمیں ایک ایسے ہی علاقہ میں مسلمانوں کو سمجھانے کے لئے مبلغین بھیجنے پڑے اور ان مسلمانوں نے اعتراف کیا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ انہوں نے کسی مسلمان عالم کو اتنی دور سے محض مسلمانوں کو سمجھانے کے لئے اپنے علاقہ میں دیکھا ہے۔ ورنہ روٹیاں کھانے والے اور چندہ بٹورنے والے مولوی تو اکثر آتے جاتے رہتے ہیں۔ اسی ایک واقعہ سے انجمن کے کارکنان کا اخلاص ظاہر ہوسکتا ہے کہ ہر وہ ہر چیز پر اسلام اور مسلمانوں کی ہمدردی کو ترجیح دیتے ہیں۔

کتب خانہ

تبلیغ واشاعت اسلام کے کام کے لئے اسلامی کتابوں کا مختلف زبانوں میں ہونا ضروری ہے۔ بغیر کتابوں کے میدان میں جانا گویا بلا ہتھیار لڑائی کے میدان میں جانا ہے۔ اسی مقصد کے لئے انجمن نے سب سے پہلے قرآن کریم اور سیرۃ نبوی اور اصول اسلام کو اردو وانگریزی زبان میں ترجمہ کیا۔ اور جہانتک اس کی طاقت کام دے سکتی تھی ان کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا۔ دنیا کی کوئی مشہور لائبریری انگریزی ترجمہ قرآن وانگریزی سیرۃ نبوی سے خالی نہیں رہی۔ امریکہ کی تو قریباً معمولی سے معمولی لائبریری میں بھی سیرۃ نبوی پہنچ چکی ہے۔ دنیا کی تمام یونیورسٹیوں اور پبلک لائبریریوں کو ترجمہ قرآن کریم پہنچ چکا ہے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جس قرآن انگریزی کی قیمت ۲۰ھ اور سیرۃ کی تین روپے علاوہ محصول ڈاک ہو اس کی پانصد اور تین ہزار کا پیاں مفت تقسیم کرنے پر علاوہ قیمت کس قدر محصول ڈاک ودیگر اخراجات ہوں گے۔ اسی پر بس نہیں۔ کالج کا ہر ایک طالب علم اپنے پرنسپل کی تصدیق پر جس وقت چاہے قرآن کریم کو رعایتی قیمت پر لے سکتا ہے۔ خاص خاص غرباء کے لئے بھی یہی رعایت ہے۔ ہر سال انجمن پانچ ہزار روپیہ محض مفت اشاعت کتب کے لئے خرچ کرتی ہے۔ جس میں سے نومسلموں۔ غیر مسلموں متلاشیوں اور غیر استطاعت مسلمانوں کو انجمن کی ساری تصانیف مفت یا رعایتی قیمت پر ملتی رہتی ہیں۔ ان مفید کتب میں سے بعض کے ترجمے نہ صرف ہندوستان کی مختلف زبانوں جیسے بنگالی۔ تامل۔ تلیگو وغیرہ میں ہوچکے ہیں بلکہ

[illegible]

برادران جماعت کو دعوت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

برادران مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہماری قوم کا سالانہ اجتماع ۲۴-۲۵-۲۶ دسمبر کو قرار پایا ہے۔ اور اس موقع پر میں ہر ایک احمدی بھائی کو جو جماعت لاہور سے تعلق رکھتا ہے۔ شمولیت کی دعوت دیتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جماعت میں جو خدمات دینی کا جوش اور جذبہ تھا گو اس کی اصل وجہ تو حضرت صاحب کی قوت قدسی تھی لیکن اس کو تازہ رکھنے کے اسباب میں احباب کا بار بار قادیان جانا اور وہاں اپنا بہت سا وقت گزارنا بھی تھا۔ اور ظاہر ہے کہ دنیا کے مخصوں سے الگ ہو کر حضرت مجدد کی صحبت میں جو وقت گزرتا تھا وہ کس قدر روحانیت کو بلند کرنے۔ دنیا کی محبت کو ٹھنڈا کرنے اور خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت کا جذبہ قوی کرنے کا کام دیتا ہو گا۔

اس پاک وجود کی کشش ابتداءً بہ کل من علیہا فان کے لاتبدیل قانون کے ماتحت ختم ہو گئی۔ مگر وہ لوگ جن کی زندگی اللہ تعالیٰ کے دین کے احیا کے لئے ہے وہ خود بھی بل احیاء کا مصداق ہوتے ہیں اور ان کی زندگی ان مقاصد عالیہ میں بسر ہوتی ہے جن کی طرف وہ قوم کو متوجہ کرنے آتے ہیں۔ اس لئے ان کی زبردست کشش نے الحقیقت ان کی دنیوی زندگی کے ساتھ ختم نہیں ہوتی۔

مسیح موعود کی روح اجتماع احباب میں

ہاں وہ جوش اور جذبہ جس کی محرک پہلے حضرت صاحب کی شخصیت تھی وہ اب احباب کے اجتماع میں ہی مل سکتا ہے۔ کیونکہ جماعت بانی جماعت کے قائم مقام ہے اور جو کچھ فیض متفرق اصحاب نے مختلف رنگوں میں آپ سے حاصل کیا وہ اجتماع احباب سے گویا پھر ایک جگہ جمع ہو جاتا ہے اور وہی روح اس اجتماع میں کام کرنے لگتی ہے۔ اور جماعت کے بعض وجود دوسروں پر اپنا اثر بھی ڈالتے ہیں۔ یوں جماعت کی روحانی ترقیات اور اس کے ان جذبات عالیہ کے قیام کا جو خدمت اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ بہت کچھ دارومدار اس سالانہ اجتماع پر ہے۔ اور اس اجتماع کی بنیاد بھی حضرت مسیح موعود ہی نے اپنے ہاتھ سے رکھی تھی۔ اور آپ کی زندگی میں بھی باوجود دیگر مواقع پر کثرت ملاقات کے سالانہ اجتماع میں سب احباب شامل ہونے کی کوشش کرتے تھے۔ اس لئے جس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو کھڑا کیا تھا۔ اس کو پورا کرنے کے لئے میں پھر اپنے جملہ احباب کو سالانہ اجتماع میں شامل ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔

امام وقت کی روح لاہور میں

وہ مذہبی علوم جن کا دروازہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے کھولا گیا۔ اب لاہور کی اس مختصر سی جماعت کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل نے ان کا وارث بنایا ہے۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان علوم کو قبولیت عطا فرمائی تھی۔ جو امام وقت پر کھولے گئے محض اپنے فضل سے آج جماعت لاہور کے مذہبی لٹریچر کو بھی وہی قبولیت عطا فرمائی ہے جس سے صاف نظر آتا ہے کہ امام وقت کی روح ہی یہاں کام کر رہی ہے۔ پھر اتحاد اسلام کی وہ زبردست قوت جس کو حضرت امام نے اس اصول کے ذریعے سے زندہ کرنا چاہا کہ ننانوے وجوہ کفر اور ایک وجہ اسلام کی بھی کسی میں ہو تو اسے مسلمان کہو کافر مت کہو۔ اس کو بھی جماعت لاہور نے ہی زندہ کرنے میں پورا زور لگایا ہے۔ اور تکمیل نبوت کی سب سے بڑی خوش خبری جو اس بات کی متقاضی تھی کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہ مانا جائے خواہ نیا ہو یا پرانا اس کی گونج بھی آج اس چھوٹی سی جماعت کی عمارت ہی سے اٹھتی ہے۔ اشاعت اسلام کا زبردست کام کیا ہندوستان میں اور کیا ہندوستان سے باہر۔ وسط یورپ میں عالیشان مسجد بنانا اور اس کام کا صدہا مشکلات کے اندر تکمیل کو پہنچ جانا۔ ووکنگ میں سینکڑوں انگریزوں کا جن میں بڑے بڑے نواب اور بلند پایہ علمی لوگ شامل ہیں۔ اس جماعت کے افراد کے ہاتھ پر حلقہ بگوشان اسلام میں داخل ہو جانا یہ اس مختصر سی جماعت کی حیثیت کے لحاظ سے بہت بڑے کام ہیں۔ جو صورت حال سے قوم کو بلا رہے ہیں کہ آؤ اور مل کر اس کام کو اور قوت دو۔ تاکہ خدا کا نام بلند ہو۔ خدا کا کلام دنیا میں پہنچے۔ اور اللہ کے رسول کا نام روشن ہو۔ میری کمزور آواز اگر اس زبردست آواز کو آپ کے کانوں تک پہنچا دے فھو المرام۔

جلسہ پر قابل غور باتیں

ہاں کچھ اور بھی اصلاح کے کام ہیں۔ ان پر بھی آپ نے غور کرنا ہے اور مسلمان بھائیوں کے لئے ان میں نمونہ قائم کرنا ہے۔ رسم ورواج کی پابندیوں نے اور اسراف کی عادات نے قوم کو تباہ کر رکھا ہے۔ زندگی کی سادگی مفقود ہوتی چلی جا رہی ہے۔ دوسری طرف یورپ کا تتبع قوم کو برباد کر رہا ہے۔ اقتصادی طور پر مسلمان غلام ہو چکے ہیں۔ ہمارے نوجوان حقیقی مقصد زندگی سے بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔ ان سب امور پر غور کرنا اور حل مشکلات کا۔ آئندہ نسل کو سدھارنے کا کوئی راہ سوچنا ہے۔ یہ کام بھی اس اجتماع پر ہونا ہے۔

کے چاروں کونوں سے آ رہے ہیں۔ کہ یہاں آدمی بھیجو۔ وہاں لٹریچر بھیجو۔ اور ہمارے ذرائع بہت محدود ہیں کام کرنے والے تھوڑے ہیں۔ کام کی کئی مدات مقروض چلی آتی ہیں۔ جرمن مشن کا کوئی مستقل انتظام اور ایسی اخراجات کے لئے نہیں ہے۔ پھر ہمارے اخباروں کی پالیسی۔ ہمارے تعلقات دوسری جماعتوں سے یہ سب امور قوم کی مجموعی توجہ کو چاہتے ہیں۔ اور ان کے لئے بھی آپ کا یہاں آنا مشورہ دینا اور بالآخر جو قوم کی رائے سے طے ہو اس پر عامل ہونے کے لئے یہاں سے کمر ہمت باندھ کر واپس جانا ضروری ہے۔ ایک سال کے لمبے عرصہ کے بعد اپنے احباب کو دیکھنے کی، اپنی غفلت کو دور کرنے کی خواہش بھی ہوتی ہے۔ ان سب باتوں کے لئے میں بالآخر پھر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے قومی اجتماع کو وہ اہمیت دیں جو اس کا حق ہے۔ اسے سب باتوں پر مقدم کریں۔ اور اکٹھے ہو کر مل کر دعائیں کریں کہ اللہ کے فضلوں کے جاذب بنیں۔ والسلام (محمد علی)

جماعت کے نوجوانوں کو دعوت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

عزیزان مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں آپ کو بھی جلسہ میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں۔ اور آپ کی شمولیت کو بزرگان قوم کی شمولیت سے بھی زیادہ ضروری سمجھتا ہوں۔ اس لئے کہ آپ سے ہماری آئندہ کی امیدیں وابستہ ہیں۔ آپ کل کو ہمارے وارث ہونے والے ہیں۔ اور اس کی تیاری آپ کو آج ہی کرنی چاہیئے۔ بہترین ورثہ جو ہم آپ کے لئے چھوڑتے ہیں وہ مال وجائداد کا ورثہ نہیں بلکہ وہ علم دین حاصل کرنے اور خدمت دین بجا لانے کا ورثہ ہے۔ یہ وہ پاک ورثہ ہے جو آپ کی زندگیوں کو روشن اور آپ کی قوم کو زندہ کر دے گا آج مسلمان قوم پر موت کی وجہ ہی اس ورثہ سے محرومی ہے ہم نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق جس قدر کوشش کی اس کے اندازہ سے اس ورثہ کو خدا کے مسیح اور اس کے مامور امام وقت سے لیا۔ اور اب چونکہ وہ وقت قریب ہے۔ کہ ہم لوگ اس دنیا سے گزرنے والے ہیں۔ یہ ورثہ آپ کو لینا ہو گا۔ اس لئے آپ اپنے قومی اجتماع کو نہ صرف اپنی موجودگی سے رونق دیں۔ بلکہ یہاں آکر یہ دیکھیں کہ آپ کو اس ورثہ کے حاصل کرنے کے لئے کیا کچھ کرنا ہے۔ آپ کی زندگی کا مقصد اعلیٰ کیا ہونا چاہیئے۔ اور اس کے حصول کے لئے آپ کو کیا کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر آپ نے اس ورثہ کو سنبھالنے کی کوشش نہ کی تو یاد رکھئے کہ آپ نہ صرف ہماری زندگی کے آخری لمحوں کو تلخ کرنے والے ہوں گے بلکہ اس قوم کی بھی کس مپرسی انتہا کو پہنچ جائے گی اور قوم کی ذلت میں آپ کو بھی شریک ہونا پڑے گا۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ خدمت دین کا کام بڑا بلند کام ہے۔ خدمت قوم اس کے اندر آجاتی ہے۔ اور اس بلند کام کو آپ سخت جدوجہد اور مشقت اٹھائے بغیر حاصل نہیں کر سکتے ہم نے بہت مشقت اٹھا کر اپنی زندگیوں کو خرچ کر کے اپنے اموال کو خرچ کر کے اس ورثہ کو لیا۔ اور آپ سے ہمیں یہ توقع ہے کہ آپ اپنے کندھوں کو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ابھی سے مضبوط کریں گے۔ اس جلسہ پر جو تجاویز در پیش ہیں۔ ان کو عملدرآمد میں لانا بھی نوجوانوں کی ہمت پر ہی زیادہ تر منحصر ہے۔ کیونکہ ان کے اندر وہ قوت بھی بڑھ کر ہوتی ہے جس کے سامنے مشکلات ہیچ ہو جاتی ہیں آپ دیکھتے ہیں کہ دوسری قوموں کے نوجوان اپنی قوم یا ملک کے لئے کیا کچھ کر رہے ہیں آپ کی قوم مسلمان اور آپ کا ملک اسلام ہے۔ آپ کو چاہیے کہ اس سے بڑھ کر ہمت ان بلند مقاصد کے لئے دکھائیں جو دوسری قوموں کے نوجوان دکھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے دین ودنیا کو بہتر کرے۔ جلسہ کے تین دن کی قربانی پہلی قربانی ہے جو میں آپ سے مانگتا ہوں۔

والسلام (محمد علی)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بیش بہا خدمات

میں امید کرتا ہوں کہ سب مسلمان اس دعوت کو خوشی سے قبول کریں گے

(آنریبل خان بہادر شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور)

"پیغام صلح کا دعوت نمبر جس مقصد کی طرف قوم کو توجہ دلانے کے لئے شائع ہو رہا ہے وہ ایسا مقصد ہے کہ جس سے ہر مسلمان کو دلی ہمدردی ہونی چاہیئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ایک عرصہ سے اشاعت مذہب کے متعلق بیش بہا خدمات انجام دے رہی ہے اس کے سب سے بڑے رکن اور صدر جناب مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ ہیں جنہوں نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ شائع کر کے انگریزی خواں دنیا کو ممنون احسان کیا ہے۔ آپ ایک ایسے بزرگ ہیں جنہیں اسلام سے سچی محبت ہے اور اہل اسلام بلا لحاظ فرقہ وملت ان کی بے لاگ خدمات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی قدر کرتے ہیں اس انجمن کا سالانہ جلسہ تعطیلات دسمبر میں منعقد ہونے کو ہے اور پیغام صلح جو اس جماعت کے خیالات کا ترجمان ہے سب مسلمانوں کو بلا رہا ہے کہ وہ جوق جوق آئیں اور اس جلسہ میں شریک ہوں۔ چونکہ اسلام کی اشاعت سب مسلمانوں کی مشترکہ غرض ہے اور اس جماعت نے بیرونی ممالک میں اس اشاعت کو فرقہ بندی کے خیالات سے الگ رکھنے کی کوشش کی ہے اور اسلام کی ایسی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی ہے جسے ہر فرقہ کے مسلمان پہچان سکیں اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ سب مسلمان اس دعوت کو خوشی سے قبول کریں گے اور بکثرت اس جلسہ میں شریک ہو کر اس کی رونق بڑھائیں گے اور اسے کامیاب بنائیں گے۔ میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کار خیر میں برکت دے اور ہمارے دوستوں کی مساعی نتیجہ خیز ہوں

(عبدالقادر)

خواتین کو دعوت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

میری محترم بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جو خطاب میں نے اپنے بھائیوں سے کیا ہے۔ آپ بھی اس میں شامل ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ بھی ایک دو باتیں آپ سے کہنی ہیں۔ آپ میں سے اکثر کا خیال یہ ہے کم از کم عملی حالت یہی بتائی جاتی ہے کہ آپ کا کوئی حصہ ان اجتماعوں میں نہیں جو قومی بہبودی کے لئے ہوتے ہیں۔ حالانکہ حق یہ ہے کہ آپ کی شمولیت کے بغیر کوئی اجتماع کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم اشاعت اسلام کے کام کا احساس قوم کے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں تو صرف مردوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا کرنے سے کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اول اگر عورت کے دل میں یہ احساس نہ ہو تو اولاد بھی اس سے محروم رہ جاتی ہے۔ چنانچہ بہت سے ہمارے [illegible] کے بلند مقصد زندگی سے بے خبر ہیں۔ اس کی وجہ عموماً ماؤں کی بے خبری ہے جب

توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ دوسرے آپ کی مدد کے بغیر مرد بھی اس کام سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اگر عورتیں ناواقف رہیں گی تو وہ مردوں کے نیک کاموں میں یقیناً رکاوٹ کا موجب ہوں گی اس کی بے شمار مثالیں ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ اور علاوہ بریں جن مالی قربانیوں یا وقت کی قربانی کی خدمت اسلام کے لئے ضرورت ہے اس میں عورت کی اعانت بکار ہے۔ جب تک عورت جو گھر کے اخراجات کو چلاتی ہے اس بات کو نہیں سمجھتی کہ کس قدر ضرورت ہے کہ مال کو حتی الوسع بچاکر قومی کاموں پر یا اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے خرچ کیا جائے اس وقت تک مرد کی کمائی میں سے کوئی حصہ انفاق فی سبیل اللہ کے لئے نہیں نکل سکتا۔ پھر مسلمانوں میں خیرات کے بعض ایسے طریق رواج پا گئے ہیں جو سراسر موجب نقصان ہیں اور ان سے قومی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اس کی اصلاح بھی عورتوں کے ہاتھ میں ہے۔ مسرفانہ رسم و رواج جو مسلمانوں کو تباہ کر رہے ہیں ان سے بھی قوم اسی وقت نکل سکتی ہے جب عورتوں کو اس کا احساس ہو۔ جب تک عورت مرد کی طرح ان کاروبار میں حصہ نہیں لیتی اس کو اپنی علیحدہ ہستی کا کوئی احساس ہی نہیں ہوتا۔ مرد اور عورت دونوں کی ذمہ داری اپنی اپنی جگہ پر ہے۔ خاوند کے نیک کام قیامت کے دن عورت کے کام نہیں آئیں گے نہ عورت کے نیک کام خاوند کے کام آئیں گے۔ اس لئے اپنے لئے آپ خود فکر کریں۔ اور ہر نیک کام کے لئے اسی طرح آپ بھی قدم اٹھانے کی فکر کریں جس طرح مرد کرتے ہیں۔ ہاں ہمارا اجتماع چونکہ زیادہ سردی کے دنوں میں ہوتا ہے اس لئے ایسی خواتین جن کی گود میں بہت چھوٹے چھوٹے بچے ہوں ایک حد تک معذور ہوتی ہیں۔ بہرحال جہاں تک ممکن ہو خدا کی راہ میں قدم اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

والسلام (محمد علی)

مسلمان بھائیوں کو دعوت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

برادران اسلام! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کے خیالات ہمارے متعلق گوناگوں ہیں۔ بعض لوگ تو ہمارا مذہب ہی اسلام سے الگ سمجھتے ہیں۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ ہم گو مسلمان تو ہیں لیکن ایک گمراہ فرقہ ہیں۔ بعض ہماری خدمات اسلامی کے معترف ہیں۔ لیکن باایں ہمہ ہمارا ہاتھ بٹانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم خدا کے فضل سے مسلمان ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور کلمہ طیبہ کے ہر قائل کو مسلمان سمجھتے ہیں مسلمانوں کی تکفیر سے سخت بیزار ہیں اور ہر مکفر مسلمین سے خواہ وہ کسی فرقہ میں سے ہو بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو ختم مانتے ہیں اور آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل نہیں نیا ہو یا پرانا۔ ہاں مجددوں کے آنے کے قائل ہیں۔ اولیاء اللہ کے کمالات کے قائل ہیں۔ ائمہ مجتہدین کی بزرگی کے معترف ہیں۔ اصول میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں فروع میں اختلاف ہمیشہ رہے اور رہیں گے۔ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر ہونے کے خیال کو غلط مانتے ہیں۔ اور اس کی پرزور تردید بھی کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اس خیال سے عیسائیت کو قوت اور اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ایسے مہدی کے آنے کے قائل نہیں جو تلوار کے زور سے لوگوں کو مسلمان کرے اس لئے کہ یہی وہ بات ہے جس کے ذریعہ سے اعدائے اسلام اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔

ہم اسلام کے خادم ہیں اشاعت اسلام کا کام ہمارا نصب العین ہے۔ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں مسجدیں بنواتے ہیں۔ اسلام کی بہترین تصویر دنیا میں پیش کرتے ہیں اسلامی لٹریچر یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں مفت پہنچاتے ہیں۔ ہندوستان میں آریہ سماج کا مقابلہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو شدھی کے حملوں سے بچاتے ہیں۔ ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں ٹریکٹ اور رسالے بکثرت شائع کر کے رسول اللہ صلعم کا تحفظ اور اعلائے کلمۃ اللہ کرتے ہیں محض خدمت اسلام کے لئے ایک جماعت تیار کرتے ہیں۔ ہمارے متعلق بدگمانی سے خدمات اسلام کے کام کو نقصان پہنچ رہا ہے اس لئے جملہ مسلمان بھائیوں سے التماس ہے کہ وہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اسلام پر یہ کیسا نازک وقت ہے جب ساری قومیں اسے کھانے کے لئے دوڑتی ہیں۔ ہمارے سالانہ جلسے میں شامل ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہم کون ہیں۔ اور کیا کر رہے ہیں۔ اگر وہ ہمیں خادم اسلام پاتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ اسلام کی محبت کے لئے رسول اللہ کی عزت کے تحفظ کے لئے وہ بھی اسلام کے سپاہی بن کر میدان عمل میں ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں۔ یا کم سے کم اس نیک کام کی اعانت کو ہی اپنی زندگیوں کا مقصد بنائیں۔ جو اصحاب بیرونجات سے تشریف لائیں وہ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو اطلاع دیدیں۔ ان کے قیام اور طعام کا انتظام انجمن کے ذمہ ہوگا۔

اب بیکار رہنے کا وقت نہیں۔ بیکاری اس وقت اسلام سے غداری ہے۔ اسلام حملوں کا آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ ہمارے بھائیوں کو چاہیئے کہ خدا کے لئے اٹھیں اور اسلام پر سے دفاع کے کام میں اور عمارت اسلامی کی تعمیر کے کام میں ہمارے ساتھ ہو جائیں اور اگر ہمارے کام میں اس کے سوائے کچھ اور پائیں تو ان کا اختیار ہے جو چاہیں کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح — دعوت نمبر

جلد ۱۶ | ۲۳ر جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۷ ہجری | نمبر

ہماری قومی زندگی کا راز!

جلسہ سالانہ کی خصوصیات

جلسہ سالانہ، جس کی دعوت دینے کے لئے یہ خاص نمبر احباب کرام کے پیش نظر ہے۔ جن مقاصد کے لئے ہر سال منعقد ہوتا ہے ان کی تشریح حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد گرامی میں موجود ہے جو کسی دوسری جگہ درج ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت امیر ایدہ اللہ کے وہ پیغامات جو آپ نے برادران ملت۔ نوجوانان جماعت۔ خواتین اور عامۃ المسلمین کو اسی پرچہ میں دیئے ہیں۔ جلسہ کی اہمیت و ضرورت کو کافی طور پر واضح کر دیتے ہیں۔ وہ لوگ جن کو جلسہ میں کبھی شمولیت کا موقع نہیں ملا۔ یا جو کسی اولے مجبوری اور معذوری کی بنا پر امسال شمولیت سے عاری ہوں ان ارشادات عالیہ سے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہماری قومی ضروریات ہم سے کیا چاہتی ہیں۔ اور قومی زندگی کے لئے اپنی تمام مجبوریوں اور معذوریوں سے قطع نظر کر کے جلسہ میں قوم کے تمام افراد کا جمع ہونا کس قدر ضروری ہے۔

امسال جلسہ سالانہ میں جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس کا پروگرام دوسری جگہ درج ہے۔ اس کی بعض خصوصیات ایسی ہیں جن کی طرف ہم خاص طور پر توجہ دلانا چاہتے۔ عام طور پر جلسوں میں عملی باتوں کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ اور زیادہ وقت تقاریر پر صرف ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں اگرچہ یہ دستور نہیں لیکن گزشتہ جلسوں میں دن کا حصہ عموماً عام تقاریر پر ہی صرف ہوتا رہا ہے۔ امسال دن کے عام اجلاس دو حصوں میں تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔ جن میں حصہ اول بعض مخصوص قومی مسائل پر غور و فکر میں صرف ہوگا اور دوسرے حصہ میں عام مضامین پر تقاریر ہوں گی۔ ہر سہ ایام جلسہ کے اجلاس اول کے لئے ذیل کے قومی مسائل پر گفت و شنید ہوگی (۱) جماعت کے باہمی تعلقات کو بہتر بنانے کی تجاویز (۲) ہماری آئندہ نسل (۳) اصلاح رسوم۔ ان ہر سہ مضامین کو حضرت امیر ایدہ اللہ احباب کرام کے غور کے لئے پیش فرمائیں گے اور اس کے بعد مختلف اصحاب جن کے نام بعد میں شائع کئے جائیں گے۔ زیر غور مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے اور آخر میں صاحب صدر تمام تقاریر کا خلاصہ بیان فرما کر بحث کو ختم کریں گے۔

اس امر کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ یہ ہر سہ امور ہماری [illegible] زندگی سے کس قدر گہرا تعلق رکھتے ہیں قوم کا ان امور کی طرف توجہ کرنا فی الحقیقت اپنے آپ کو زندہ کرنے کے مترادف ہے۔ امید ہے کہ سالانہ جلسہ پر ان امور کے متعلق قوم کے سامنے ایسا لائحہ عمل رکھا جائے گا جو اس کی آئندہ زندگی کو زیادہ خوشگوار بنانے کا موجب ہو۔ احباب کرام کو ان تینوں مسائل کے متعلق پوری طرح تیار ہو کر آنا چاہیئے۔ تاکہ جلسہ میں بہترین تجاویز قوم کے سامنے پیش ہو سکیں۔

عام تقاریر میں بھی بعض ایسے مضامین رکھے گئے ہیں جو ہماری آئندہ قومی سرگرمیوں میں خاص سہولت کا موجب ہوں گے مثلاً حضرت امیر ایدہ اللہ کا مضمون "روحانی زندگی" مولانا مولوی صدرالدین صاحب کا مضمون "قوم کو خطاب"، مولوی مصطفیٰ خاں صاحب کا مضمون "عیسائیوں میں تبلیغ اسلام" اور مولوی عبدالحق صاحب کا "ہندوؤں میں تبلیغ اسلام"۔ ان کے علاوہ اور بہت سے مضامین ہیں۔ جو سننے کے قابل ہیں اور احباب کرام کا جلسہ میں خود شامل ہو کر ان کو سننا از حد فوائد کا موجب ہوگا۔

عام جلسہ کے علاوہ احمدیہ کانفرنس ایک ایسی چیز ہے۔ جس کو جس قدر بھی اہمیت دی جائے کم ہے۔ امسال احمدیہ کانفرنس میں جو امور بحث کے لئے رکھے گئے ہیں ان کی تفصیل کسی دوسری جگہ سکرٹری صاحب کے اعلان میں موجود ہے۔ ان میں سے ایک ایک مسئلہ ہر فرد جماعت کی خاص توجہ اور غور و فکر کا محتاج ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ سکرٹری صاحب کے حسب فرمائش تمام احباب جماعت ان مسائل پر بحث کرنے کے لئے خاص طور پر تیار ہو کر آئیں گے۔

ان تمام خصوصیات سے بڑھ کر ایک بڑی خصوصیت وہ ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود نے توجہ دلائی ہے

تبلیغ و اشاعت اسلام کے اہم مسائل

"تمام مسلمان اس جلسہ میں شریک ہو کر تبلیغ اسلام کے مسائل پر غور کریں"

(ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال ایم اے پی ایچ ڈی کا پیغام)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں امسال تبلیغ و اشاعت اسلام کے اہم مسائل پر غور و فکر کیا جائے گا۔ چونکہ تبلیغ کا کام اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے اس واسطے میں یقین رکھتا ہوں کہ عام مسلمان اس جلسہ میں شریک ہو کر تبلیغ و اشاعت اسلام کے ان تمام مسائل پر غور و فکر کرنے میں شریک ہوں گے جو قوم کے سامنے پیش ہیں۔ (محمد اقبال)

"اشاعت اسلام کو تمام دوسرے کاموں پر مقدم سمجھو!"

(میر غلام بھیک صاحب نیرنگ معتمد جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ)

میں افسوس کرتا ہوں کہ دعوت نمبر کے لئے کوئی مفصل مضمون لکھنے کی فرصت نہیں نکال سکتا...... مگر میں دعوت نمبر کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے یہ بھی نہیں کر سکتا کہ دو چار سطریں بھی نہ لکھ دوں...... احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمات مشہور اور مسلم ہیں اشاعت اسلام کی ضرورت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ لیکن اسلام پر جو وقت آج پڑا ہے اس سے بدتر وقت غالباً آج تک کبھی نہیں پڑا۔ جو افراد یا جو جماعتیں ایسے وقت میں ہمہ تن عمل ہو کر خدمت اشاعت اسلام انجام دیں۔ وہ نہایت مبارک ہیں ایسے وقت میں قوم کو میرا پیغام یہی ہے کہ اشاعت اسلام کو دوسرے تمام کاموں پر مقدم سمجھو۔ کوئی شخص خود کو مسلمان کہلانے یا مسلمان سمجھنے کا مستحق نہیں ہے جو ایسے وقت میں بھی اشاعت اسلام جیسے فرض کا زندہ اور عملی احساس نہیں رکھتا۔ اور زندہ اور عملی احساس یہی ہے کہ خود کام کرو اور کام کرنے والوں کو امداد دو۔

حیات قومی کا راز

دعوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

الیّ عباد اللہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ انا رسول اللہ

میری طرف آؤ! اللہ کے بندو! — میں خدا کا رسول ہوں

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کے قلم سے)

دعوت رسول صلعم

جنگ احد میں کفار کا چاروں طرف سے حملہ محمد رسول اللہ صلعم پر تھا اور آپ ایک پہاڑ کے دامن میں تنہا کھڑے تھے۔ مسلمان منتشر ہو چکے تھے۔ آپ نے پکارا کہ الی عباد اللہ انا رسول اللہ ۔ میں خدا کا رسول ہوں ۔ میری طرف آؤ خدا کے بندو ۔ اس آواز نے مسلمانوں کے کانوں پر پڑتے ہوئے ان کے قلوب پر بجلی کا اثر کیا ۔ ان کو خدا کی آواز نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ **لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا** ۔ (سورہ نور) رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کے بلانے کی طرح نہ سمجھو ۔ اور سن چکے تھے کہ **یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم** ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو جب وہ تمہیں بلائے ۔ کیونکہ وہ اس لئے بلاتا ہے کہ تمہیں زندگی بخشے ۔ یہاں رسول کی دعوت کو خدا نے خود اپنی دعوت قرار دیا تھا ۔ اور قومی زندگی کا راز اسی آواز پر لبیک کہنے میں بتایا تھا ۔ پس مسلمان رسول کی آواز پر پلٹے اور رسول اللہ کی حفاظت کے لئے آپ کے گرد حلقہ باندھ کر کفار کے تیروں اور حملوں کے آگے سینہ سپر ہو گئے۔

جاں نثاری کا بے نظیر نمونہ!

جاں نثاری کا اس سے بڑھ کر موثر نظارہ چشم فلک نے نہیں دیکھا ۔ اللہ اللہ کفار چاروں طرف سے ٹوٹے پڑتے تھے ۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم پر حملہ کر کے آپ کا خاتمہ کر دیں ۔ جس کے ساتھ دین اسلام کا بھی خاتمہ ہو جاتا ۔ مگر مسلمانوں کی دیوار روئیں **کانھم بنیان مرصوص** کی طرح ہر طرف سے ان حملوں کے مقابلہ میں کھڑی تھی ۔ ایک قوی ہیکل شخص رسول اللہ صلعم کو اپنی آڑ میں لئے عین تیروں کی بوچھاڑ میں دشمنوں کی طرف پشت کئے کھڑا تھا ۔ پشت اس لئے کر رکھی تھی کہ تا تیر آتا دیکھ کر بے اختیاری میں وہ کسی طرف کو ہٹ نہ جائے ۔ اور تیر رسول اللہ صلعم کی طرف چلا جائے ۔ پشت پر تیر لینے کا یہ فائدہ تھا کہ پشت کی طرف سے جو تیر آئے گا وہ نظر نہ آئے گا ۔ اور نہ بے اختیاری میں انسان ہٹے گا ۔ تیر اس کی پشت پر لگتے تھے اور وہ نکال نکال کر اپنے ساتھیوں کو دیتا تھا ۔ کہ کفار کو مارو ۔ غرضکہ اس قسم کی جاں نثاریوں کے نمونے اس جگہ بے شمار مسلمانوں نے دکھائے ۔ اور اپنے رسول کی حفاظت کی ۔ اور اس طرح خدا کی رضا کو حاصل کیا

موجودہ حالت

آج بھی محمد رسول اللہ صلعم کی عزت پر کفار کا چاروں طرف سے حملہ ہے ۔ کونسا مذہب باطل ہے جو اسلام اور بانی اسلام پر حملہ نہیں کر رہا ۔ اور کون ناپاک طریق ہے جو اسلام کے استیصال کے لئے عمل میں نہیں لایا جا رہا ۔

تیر بر معصوم ے بارد خبیث بد گہر ٭ آسماں را مے سزد گر سنگ بارد بر زمیں

آنکہ در زندان ناپاکی است محبوس و اسیر ٭ ہست در شان امام پاکبازاں نکتہ چیں

آج بھی محمد رسول اللہ صلعم کی آواز زبان حال سے **الی عباد اللہ انا رسول اللہ** پکار رہی ہے ۔ مگر مسلمانوں کے کانوں پر مہریں لگی ہوئی ہیں ۔ وہ نہیں سنتے ۔ یا سنتے ہیں تو **لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا** پر عمل نہیں کرتے ۔ اور رسول کے بلانے کو ایک معمولی انسان کے بلانے کی طرح سمجھ رکھا ہے۔

مجدد وقت کا کام

آج اس پیارے رسول صلعم کی آواز کو خدا کے ایک نیک بندے مرزا غلام احمد نے اپنے گوش قاب سے سنا اور خدا کا حکم پا کر وہ کھڑا ہو گیا ۔ اس نے سب سے پہلے خود سینہ سپر ہو کر کفار کے حملوں کا دفعیہ کیا اور ہر طرح مالی قلمی لسانی رنگ میں اسلام کی حفاظت و اشاعت کے لئے کمربستہ ہو گیا ۔ اور رسول کریم صلعم پر جو بھی حملے تھے ان کا اس خوبصورتی سے رد کیا کہ آپ کا خوبصورت چہرہ دنیا کے سامنے ظاہر ہو گیا ۔ لیکن ایک فرد کب تک یہ کام کر سکتا تھا ۔ اس لئے آپ نے خدا کے حکم سے ایک جماعت کی بنیاد ڈالی تا کہ وہ احد کے جاں نثاروں کی طرح اپنے سید و مولیٰ رسول اکرم صلعم کے گرد آپ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے سینہ سپر ہو کر کھڑی ہو جائے ۔ کون سچا مسلمان ہے جو اپنے پیارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آج ہر ایک قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار نہ ہو گا ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس پیارے رسول کی آواز پر توجہ نہیں کیا زبان حال سے رسول اکرم صلعم کی آواز اسلام کی مدد کے لئے نہیں بلا رہی ۔ سب جانتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں لیکن سستی اور غفلت اور دنیا طلبی قدم نہیں اٹھانے دیتی ۔ وہ لاہوری احمدی جماعت کو سرکوب اس کفار کے حملوں کے بحر ذخار میں کودتا دیکھتے ہیں اور دور سے بیٹھے واہ واہ کرتے ہیں اور تعریفیں کرتے ہیں مگر عملی طور پر قدم اٹھانا نستم ہے۔

امر جامع کے لئے اکٹھے ہو جاؤ!

اگر یہ سچ ہے کہ رسول کریم صلعم کی عزت اور آپ کے دین پر آج چاروں طرف سے حملہ ہے اور یہ سچ ہے کہ ایک چھوٹی سی جماعت اس کام کے لئے اپنے بل بوتے سے بڑھ کر سینہ سپر ہے ۔ تو کیا ہر ایک مسلمان کا فرض نہیں کہ وہ اس مقدس اسلامی فرض میں ان کا ہاتھ بٹائے ۔ اور آج جب وہ کرسمس کی تعطیلوں میں اسی امر کے لئے جمع ہونے لگے ہیں تا وہاں اسلام کی حفاظت و اشاعت کے لئے باہمی صلاح و مشوروں اور اتحاد و اتفاق سے ایسی تجاویز سوچیں جو بیش از بیش کامیاب ہوں اور عملی قدم زیادہ مستعدی اور سرعت سے اٹھائے جائیں ۔ تو کیا محبت رسول اور دعویٰ ایمان اس امر کے لئے مجبور نہیں کرتا کہ ہر ایک سچا مسلمان اس امر جامع کے لئے لاہور میں جمع ہو اور جب تک ان امور کو طے نہ کر لے وہاں سے نہ ملے

دس دن

(حضرت امیر ایدہ اللہ کا پیغام قوم کے نام)

جس طرح افراد پر بعض اوقات مشکلات کے دن آ جاتے ہیں اقوام پر بھی آ جاتے ہیں ۔ ہماری قوم بھی آجکل ایک مشکل کے نیچے ہے ۔ میں گزشتہ چار پانچ ماہ سے اس مشکل کو محسوس کر رہا تھا ۔ اور جہانتک طاقت تھی بہت غور کیا کہ کسی طرح کوئی صورت اس مشکل سے نکلنے کی پیدا ہو جائے کہ قوم پر مزید بوجھ نہ پڑے ۔ لیکن کوئی صورت نظر نہیں آئی اور جو میرے ساتھ کام کرنے والے ہیں وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں ۔ جب میں نے قومی وقار کو نقصان پہنچا ہوا دیکھا تو اپنا فرض سمجھا کہ جو ایک ہی طریق حل مشکلات کا نظر آتا ہے اسے قوم کے سامنے پیش کر دوں چنانچہ ذیل کی چٹھی میں نے کوئی دس دن ہوئے لکھی تھی ۔ جو جماعت کے اکثر احباب کے نام بھیجی جا چکی ہے ۔ اس میں میں نے ہر ایک دوست سے اس کی دس دن کی آمدنی کا مطالبہ اس قومی مشکل کے حل کے لئے کیا ہے ۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اکثر دلوں میں اپنے دین کی خدمت کے لئے اس قدر جوش دیا ہے کہ وہ احباب جن کو میں جانتا ہوں کہ وہ خود مشکلات میں تھے ۔ اس قدر شرح صدر سے انہوں نے میری آواز پر لبیک کہا ہے کہ سب کو دیکھ کر میرا دل سرور سے بھر گیا ہے ۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء ۔ میرے دل سے ان احباب کے لئے دعا نکلتی ہے ۔ مگر یہ تو کوئی چیز نہیں اصل تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے جو یقیناً ان لوگوں کو ملتی ہے جو اپنے اپنے نفسوں پر تکلیف اٹھا کر اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۔ جو محمد رسول اللہ صلعم پر سے ناپاک حملوں کے دفاع کے لئے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہیں ۔ اور حق بھی یہی ہے کہ پہلا مصرف ان اموال کا یہی ہونا چاہئے ابھی بہت سے احباب کی طرف سے چٹھی کے جواب کا انتظار ہے ۔ بالخصوص اس طبقہ کی طرف سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے زیادہ حصہ دیا ہے ۔ ان کی توجہ اس قومی مشکل کو حل کرنے کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے ۔ میں اب اس چٹھی کو اخبار میں شائع کرتا ہوں تا کہ وہ دوست جن کو یہ چٹھی براہ راست نہیں پہنچی خواہ اس کی وجہ کچھ ہو ۔ اس کار خیر میں حصہ لے سکیں ۔ والسلام (محمد علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر مکرم معظم! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں یہ چٹھی اپنے ہاتھ سے لکھتا ۔ مجبوراً چھاپہ کی مدد لیتا ہوں ۔

انجمن کی مالی حالت یوں تو گزشتہ دو سال سے ناقابل اطمینان چلی آتی ہے لیکن گزشتہ گرمیوں کے موسم میں یہ مشکلات اس قدر ترقی کر گئیں کہ بعض بلوں کی ادائیگی دو دو تین تین ماہ تک رکی رہی اور آخر بہت سا روپیہ قرض لے کر اب یہ بل ادا کئے گئے ۔ اس سے انجمن یعنی احمدی قوم کی نیک شہرت کو نقصان پہنچا جس کا مجھے بہت صدمہ ہے ۔ انجمن کی مالی حالت اس وقت یہ ہے کہ مد تبلیغ جس میں تبلیغ جرمنی و دیگر بلاد غیر اور تبلیغ ہند معہ اشاعت اسلام کالج شامل ہیں ۔ قریباً اٹھارہ ہزار روپے کی مقروض ہے ۔ مد اخبارات "لائٹ" اور "پیغام صلح" قریباً چھ ہزار کی مقروض ہے ۔ مدرسے لاہور و بدوملی قریباً چھ ہزار کے مقروض ہیں ۔ باقی مدات مقروض نہیں مگر بمشکل اپنا بوجھ اٹھا سکتی ہیں ۔ ان ہر سہ مدات کا قرضہ تیس ہزار روپیہ ہے ۔

اس قرضہ کی وجوہ حسب ذیل ہیں ۔ تبلیغ جرمنی پران پیچیدگیوں کی وجہ سے جو اس سال میں پیدا ہو گئیں کوئی بارہ ہزار کے قریب غیر معمولی خرچ پڑ گیا ۔ اشاعت اسلام کالج کے خرچ میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے ۔ مگر اس کی آمدنی بالمقابل برائے نام ہے ۔ اخبارات میں لگا تار خسارہ چلا آتا ہے مگر ان دو پرچوں کا زندہ رکھنا قومی زندگی کی سب سے پہلی ضرورت ہے ۔ مسلم ہائی سکول لاہور ان ایام سے چار ہزار کا مقروض ہے جب اس کی عمارت بنوائی گئی ۔ بدوملی اسکول کو لیتے وقت جو وعدہ انجمن سے ایک ہزار روپے سالانہ کی امداد کا کیا گیا تھا ۔ اس کا ایفا نہ ہوا ۔ اب یہ تیس ہزار قرضہ قوم کے سر پر ہے ۔ جب تک رقم قرضہ کم تھی گزارہ ہوتا گیا ۔ لیکن قرضہ کے اس قدر بڑھ جانے سے کام چلنا دشوار ہو گیا ہے ۔ ڈر ہے کہ کسی وقت مشکلات ناقابل برداشت نہ ہو جائیں ۔ کوئی دس سال کا عرصہ گزرا ہو گا ایک دفعہ پہلے بھی انجمن ایسی مشکلات میں مبتلا ہو گئی تھی ۔ اس وقت چند ان احباب نے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے وسعت عطا فرمائی ہے ۔ بڑی بڑی رقوم سے امداد فرما کر اس دقت کو دور کر دیا ۔ اب میں دست سوال ساری قوم کے سامنے پھیلاتا ہوں ۔

ایک ماہ کی محنت

اس قومی مصیبت کو دور کرنے کے لئے میری پہلی درخواست آپ سے یہ ہے کہ جلسہ تک جس قدر وقت باقی ہے روزمرہ کے ضروری فرائض کی ادائیگی کے بعد جس قدر اس میں سے بچ سکے وہ انجمن کے مالی استحکام کے لئے لگا دیں ۔ ہر ایک شخص خاص دائرہ واقفیت کا رکھتا ہے ۔ اور اگر وہ کوشش کرے تو اس دائرہ میں کچھ نہ کچھ کام بھی کر سکتا ہے ۔ اشاعت اسلام کا جو کام ہماری قوم کر رہی ہے وہ آج کسی کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ۔ اور تنگ دل لوگوں کو الگ کر کے دنیائے اسلام اس خدمت کا اعتراف اور اس کی عزت کرتی ہے اس کے متعلق ایک ٹریکٹ بھی ہے ...... اسے خود بھی پڑھیں اور اپنے حلقہ واقفیت میں بھی پہنچائیں ۔ اور جہانتک ہو سکے غیر از جماعت احباب کو اس کے ذریعہ سے انجمن کی مالی امداد کی طرف توجہ دلائیں اور کچھ نہ کچھ رقم وصول کر کے اپنے ہمراہ سالانہ جلسہ پر لائیں ۔ اگر اس غرض کے لئے کسی امداد کی ضرورت ہو تو اس کے بہم پہنچانے کی پوری کوشش کی جائے گی ۔ اگر آپ کی توجہ پورے زور سے اس طرف ہو گئی تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسباب بھی پیدا کر دے گا ۔

دس دن کی آمدنی

میرا دوسرا سوال آپ سے یہ ہے کہ آپ اپنی دس دن کی آمدنی اس ماہ نومبر میں سے دیں ۔ اگر دس دن کی آمدنی اکٹھی نہ دے سکیں تو دو یا تین قسطوں میں دے دیں ۔ لیکن پہلی قسط بہرحال سالانہ جلسہ پر ادا ہونی چاہئے ۔ اور پھر متواتر دسمبر اور جنوری کی آمد سے ۔ کیونکہ قرضہ کی واپسی کا وعدہ اسی وقت کے قریب قریب ہے ۔ جن احباب کی آمدنی معین نہیں ۔ یا جو معین آمدنی کے علاوہ کچھ غیر معین ذرائع آمدنی کے رکھتے ہیں وہ اپنی جگہ پر حساب کر کے اپنی سالانہ آمدنی کا چھتیسواں حصہ غیر معین آمد سے دیدیں اور اس [illegible] میں دیکھ قومی قرضہ کے بے باق کرنے میں معاون ہوں (باقی اگلے صفحہ کے پہلے کالم میں دیکھو)

جو کچھ کام اب تک ہوا ہے جس قدر لوگوں تک خدا کا نام یا اس کا کلام پہنچا ہے جس قدر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت علمی رنگ میں ہوئی ہے۔ جس قدر انسان راہ ہدایت پر آئے ہیں خواہ غیر مسلم تھے اور مسلمان ہوئے یا مسلمان تھے اور اسلام پر پختہ ہوئے۔ اس سب کام میں آپ بھی حصہ دار ہیں۔ یہ جو کچھ عمارت اشاعت اسلام کی اس وقت کھڑی ہو چکی ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قدر بلند ہو چکی ہے کہ دنیا کے دور دراز مقامات سے بھی نظر آتی ہے اس پر اگر کچھ غیر معمولی طور پر خرچ کرنا پڑے تو انہی لوگوں کے ذمہ یہ کام ہے جنھوں نے اس عمارت کو تیار کیا ہے جو کام آپ کی ہمت سے ہوا ہے اسے سنبھالنا اور بچانا بھی آپ ہی کے ذمہ ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آپ کی دس دن کی آمدنی کے لئے میں آپ ہی کی قوم کی طرف سے سائل کی حیثیت میں آپ کے دروازہ پر آیا ہوں۔ واما السائل فلا تنھر۔

ان احسنت فاعینونی

اگر یہ کام جسکے کرنے میں ہم ایک دوسرے کے شریک کار رہے ہیں۔ ایک نیک کام ہے۔ تو میں حضرت صدیقؓ کے الفاظ میں ایک دردمند دل کے ساتھ آپ سے التجا کرتا ہوں کہ "اگر میں اچھا کام کروں تو آپ میری مدد کریں" جب اللہ تعالیٰ کسی کام یا کسی انسان کو قبول فرماتا ہے تو اس کی قبولیت کے آثار لوگوں کے اندر پیدا کر دیتا ہے۔ سو اس کام کی جواب تک ہم نے مل کر کیا ہے قبولیت کے آثار بھی خدا کے فضل سے پیدا ہو چکے ہیں اور وہ زبردست آثار ہیں۔ اب ہم دو ہی کام کر سکتے ہیں یا اس قبولیت کے پھیلنے میں الٰہی منشا کی تائید کرنے والے ہوں اور یا اپنی کم ہمتی سے یا دنیا کے مال کی محبت سے یا کسی تکلیف یا مشقت کے خیال سے اس حاصل شدہ قبولیت کو بھی گنوا دیں۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ دوسری بات آپ کے وہم سے بھی دور ہے۔ اتنی بڑی حاصل شدہ نعمت کو کون انسان گنوانا چاہتا ہے۔ لیکن اگر آپ نے اس موقع پر ذرا بھی غفلت کی اگر اپنی ذمہ داری کو پورے زور سے محسوس نہ کیا۔ اگر مال کی محبت رسول خدا کی محبت پر خدا کے کلام کی محبت پر غالب آ گئی۔ اگر دنیا کو دین پر مقدم کر لیا تو خواہ آپ کے خیال میں بھی یہ بات نہ ہو مگر نتیجہ یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت جس کو قوم نے اپنے مالوں کا کثیر حصہ خرچ کر کے حاصل کیا ہے۔ وہ ہمارے ہاتھ سے چھن جائے گی کوئی دوست یہ خیال نہ کرے کہ ایک میں نہ دونگا تو کیا نقصان ہوگا۔ جو خیال اس کے دل میں آتا ہے وہی اس کے بھائی کے دل میں بھی آئے گا۔ ایک کی کمزوری سب کی کمزوری ہے۔ اور ایک کی طاقت میں سب کی طاقت ہے۔ میں نے ایک معین رقم نہیں مانگی۔ بلکہ سب احباب سے یکساں سوال کیا ہے۔

لینفق ذوسعة من سعته ومن قدر علیه رزقه فلینفق مما اٰته اللہ

چاہیے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس پر رزق کی تنگی ہو اسے بھی چاہیے کہ اس میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اسے دیا ہے۔ میرے دوستو! تھوڑی دیر کے لئے اس بات کو بھول جاؤ کہ کوئی مالدار ہے اور کوئی تنگ حال ہے اور خدا کے رستے میں سب ایک ہو کر قدم اٹھاؤ۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو بہت دیتا ہے تو وہ خدا کے لئے دیتے وقت بخل نہ کرے۔

قابل تحسین خدمات

ہز ہائینس والی مانگرول کا اظہار تحسین

میری صحت قابل اطمنان نہیں ہے اور میں اس وجہ سے شرکت جلسہ سے مستفید نہیں ہو سکتا بلاشبہ جماعت احمدیہ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں جو خدمات کر رہی ہے وہ قابل تحسین ہیں۔ میں جماعت کے آئندہ سالانہ جلسے کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

آپ کا بہی خواہ

محمد جہانگیر میاں

ولقد جئتمونا فرادیٰ کما خلقنٰکم اول مرة

اس ارشاد خداوندی کو آپ پڑھیں۔ اور زندگی کی غرض پر غور کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کے دھندوں میں ہم اس قدر مبتلا ہو جائیں کہ اصل غرض کو بھی بھول جائیں۔ میں واعظ کی حیثیت میں نہیں کہتا۔ بھائی اور خیر خواہ ہونے کی حیثیت میں کہتا ہوں۔ فرماتا ہے آخر کار تم ہمارے پاس اکیلے ہی آؤ گے جیسے ہم نے تمہیں پہلے پیدا کیا تھا۔ انسان اس دنیا میں کسی ساز و سامان کے ساتھ نہیں آتا۔ پھر اس دنیا میں وہ اپنے لئے کیا کیا بناتا ہے۔ مگر آخر کار اس سب کو یہیں چھوڑ جاتا ہے۔ وترکتم ما خولنٰکم وراء ظھورکم۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے وہ آخر یہیں چھوڑنا پڑتا ہے اور بالآخر پھر انسان کو اپنی پوری عریانی میں اپنے سارے ساز و سامان سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہوگا۔ نہ مال و دولت ساتھ ہوگا۔ نہ زن و فرزند ساتھ ہونگے نہ جائداد ساتھ ہوگی۔ ہاں ایک چیز ساتھ ہوگی اور وہ صرف اسی قدر حصہ ہے۔ جو انسان نے اپنے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کے رستے میں خرچ کر دیا۔ آہ! کس قدر نافہمی ہے۔ جو مال ہمارے ساتھ جانیوالا ہے۔ اس کو بڑھاتے وقت ہم کس قدر تنگدل ہو جاتے ہیں۔ اور جو پیچھے چھوڑ جانا ہے اس کو بڑھانے کی کس قدر حرص ہے۔ نہیں ہم مال کو بڑھانے ہی کی حرص نہیں رکھتے۔ اسے خرچ کرنے پر بھی قادر ہیں اور جب چاہتے ہیں دل کھول کر خرچ بھی کرتے ہیں۔ میں اپنی حالت بیان کرتا ہوں جب خدا کے لئے مانگا جائے تو خیال ہوتا ہے کہ اس قدر دیدیں گے تو ہمارا گزارہ کس طرح ہوگا۔ بال بچے کو کہاں سے کھلائیں گے۔ اپنی ضرورتوں کو کس طرح پورا کریں گے سب رستے بند نظر آتے ہیں۔ فی الحقیقت رستے بند نہیں ہوتے دل بند ہوتا ہے۔ ابھی کوئی نئی عمارت بنانی ہو۔ کوئی شادی ہو کوئی تکلیف پیش آ جائے کوئی مقدمہ پڑ جائے تو سب رستے کھل جاتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ ہماری ضرورت ہے۔ اس کو پورا کرنا ہے اگر ہم دین کی ضرورت کو اسی قدر اہمیت دیں جس قدر اہمیت اپنی ضرورتوں کو دیتے ہیں تو اس کے پورا کرنے کے لئے بھی دل کھل جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی رستے بھی کھل جائیں۔

سارے سال میں سے میں نے آپ کی دس دن کی کمائی مانگی ہے۔ اس لئے کہ اس کے بغیر اب چارہ کار نہیں ہمارا قومی وقار ہی برباد نہیں ہوتا بلکہ لاکھوں روپے خرچ کر کے جو کام بنایا ہے اسے نقصان پہنچتا ہے۔ مجبور ہو کر آپ سے سوال کیا ہے اگر مجھے کوئی رستہ اس وقت نظر آتا تو میں آپ کو تکلیف ہرگز نہ دیتا۔ مگر اس ظاہر تکلیف کے نیچے راحت ہے۔ اور یہ ہی میں انسانیت کا شرف ہے۔ اور یہی احمدیت کا امتیاز ہے۔ میں جانتا ہوں کہ چند دوست ہیں جنھیں میں مصیبت کے وقت بلا سکتا ہوں۔ اور جو کبھی مصیبت کے وقت میری مدد کرنے سے دریغ نہ کریں گے۔ اگر مجھے ذاتی طور پر بھی کوئی مصیبت ہو تو میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ امداد کا ہاتھ مجھے اس سے نکالنے کے لئے بڑھائیں گے۔ اور یہ تکلیف تو قوم کی تکلیف ہے۔ اور یہ مدد خدا کے دین کی مدد ہے۔ اور یہ خدمت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ آپکے دل میں ضرور وہ بلند جذبہ پیدا کرے گا جسکے سامنے دنیا کی ساری تکلیفیں ہیچ ہو جائیں گی۔ اے خدا تو ایسا ہی کر اور اپنے دین کو ہر قسم کے مصائب سے نکال کر وہ غلبہ عطا فرما جس کا تو نے خود وعدہ کیا ہے۔ اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے۔ بالآخر ایک عرض ہے۔ میں نے کسی دوست کے خط کا جواب دینے سے پہلو تہی نہیں کی۔ آپ بھی اسے میرا ذاتی خط سمجھیں اور جواب سے محروم نہ رکھیں میری اس امید کو جو آپ سے ہے پورا کریں میں بھی دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امیدوں کو پورا کرے۔ دین کی [illegible]

صدائے امیر پر لبیک

دس دن کی آمدنی دینے والے اصحاب

حضرت امیر ایدہ اللہ کی مندرجہ بالا چٹھی کے جواب میں ہر طرف سے جو صدائے لبیک بلند ہوئی ہے وہ احمدی قوم کی زندہ دلی اور ایثار کوشی کا ایک بین ثبوت ہے۔ احباب کی اطلاع کے لئے ان جوابات کے خلاصے ذیل میں درج کیئے جاتے ہیں:۔

حضرت مولانا احمد صاحب لاہور جناب کا خط مطبوعہ پڑھا دس دن کی آمدنی دینے کے متعلق عرض ہے کہ انا اول المسلمین اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہاں کا گزارہ بہت تکلیف سے ہوتا ہے۔ بہرحال میرے ذمہ دس دن کی آمدنی مبلغ ۳۵ (پینتیس روپے) کی رقم بنتی ہے۔ اس کا ذکر گھر میں بچوں اور اہلیہ کے سامنے کیا اور جناب کا خط بلفظہٖ ترجمہ کر کے سنایا اس پر سب نے خوشی کا اظہار کیا۔ اس لئے میں بڑی خوشی اور انشراح صدر سے اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ انا اول المسلمین۔

قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ حضور کی چٹھی آج نیازمند کے پاس پہنچی۔ حضور نے جو ارشاد گرامی جس لہجہ میں درج فرمایا ہے۔ وہ تو آپ کے اتقا کی ایک شان ہے۔ میرے دل میں جو اللہ تعالیٰ نے اس درد بھری آواز سے ڈالا ہے وہ یہ ہے کہ حضور کو کوئی فکر نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جماعت میں ہزارہا نفوس کی تعداد کو بھی اگر ہم نظر انداز کر دیں۔ اور صرف ۳۰۰ دوست ایسے منتخب کر لیں جو اس رقم کو پورا کر دیں۔ اور حضور درخواست نہ کریں بلکہ ہم کو حکم دیں۔ کہ فلاں تاریخ تک یہ روپیہ داخل خزانہ ہونا چاہئے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ پس میں اس تجویز کو صرف پیش ہی نہیں کرتا بلکہ حضور کو درخواست کرتا ہوں کہ خاکسار کے ذمہ ۵۰ یا ۱۰۰ روپیہ کی جو رقم تجویز ہو وہ میں جلسہ سالانہ پر انشاء اللہ تعالیٰ داخل خزانہ کر دوں گا۔

پروفیسر عنایت علی خان صاحب علیگڑھ نوازشنامہ حضور کا ملا۔ جواباً عرض ہے کہ مبلغ ۵۰ روپیہ آپ کے حکم کی تعمیل میں ارسال ہیں۔ انشاء اللہ جنوری فروری میں اور بھی ادا کرونگا مبلغ ۱۰ ترجمہ پرنسپلز آف اسلام کی مد میں ارسال ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خدمت دین کی توفیق عنایت فرمائیں۔

جناب بابو عبدالرحمٰن صاحب جہلم گرامی نامہ شرف صدور لایا۔ باعث عزت و افتخار رہا۔ میری آمدنی کا تیسرا حصہ للہ ۴۰ بنتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کے موقع پر پیش کرونگا اور جو چندہ جمع ہو سکا وہ بھی ہمراہ لاؤں گا۔ خداوند کریم آپ کی سعی میں برکت عطا فرمائے اور ہماری رہنمائی کے لئے آپ کو بہت دیر تک سلامت رکھے۔

ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجر آج جناب کی مطبوعہ چٹھی جو جناب نے قوم کو درد دل سے روانہ کی ہے۔ ملی جزاک اللہ آپ نے قوم کی ۔۔۔۔۔ زندگی کے لئے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ ہر ایک دل جو اپنے اندر درد اسلام رکھتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچے طور پر محبت اپنے دل میں رکھتا ہے۔ اور آپ کی عزت کو دنیا میں روشن کرنا چاہتا ہے ضرور وہ محبت کے جوش کو ظاہر کرے گا۔ اس لئے میں مبلغ بیس روپیہ کی ناچیز رقم پیش کرتا ہوں۔ اگر خدا نے توفیق دی تو اور بھی کوشش کرونگا دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ اسلام پر اور محبت رسول صلعم پر کرے۔

شاہ محمد خان صاحب ڈسٹرکٹ انجینئر چمبا آپ کا مطبوعہ خط مل گیا دس دن کی کمائی کا مطالبہ انشاء اللہ پورا کرونگا یہ آپ کی چٹھی واقعی درد دل کی تحریک ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ نے تو بجلی کا کام کیا۔ مزید براں آپ کا یہ سوال بواسطہ آیت فاما السائل فلا تنھر اس قدر موثر ہے کہ سب کچھ قربان کرنے کو جی چاہتا ہے۔ ہماری جماعت گو قلیل ہے مگر یہ ۴۰ ہزار کا قرضہ انجمن کے ممبران پر کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اگر ۴۰۰ ممبران ایسے نکل آئیں جو ۱۰۰ روپیہ فی کس دیدیں تو یہ رقم پوری ہو سکتی ہے۔

جناب عبدالواحد صاحب دہلی میں انشاء اللہ تعالیٰ اس ماہ کی دس دن کی آمدنی جلسہ سالانہ کے موقع پر پیش کروں گا مولوی صدر الدین صاحب کی تشریف آوری پر بھی ۴۰ روپیہ چندہ دے چکا ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ اور چندہ میرے ذمہ تھا یا تھا وہ بھی ادا کر دیا ہے۔

چودھری محمد سعید صاحب اوورسیر امرتسر آپ کی اپیل ملی اگرچہ بہت تنگدستی آج کل شامل حال ہے مگر میرا جو کچھ بھی ہے سب کچھ اسی اللہ جل شانہ کا دیا ہوا ہے۔ اور اس کا وعدہ ہے کہ من یقرض اللہ قرضاً حسنا یضعفه له پھر فرمایا واقرضوا اللہ قرضا حسنا۔ وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ھو خیرا۔ سو انشاء اللہ تعالیٰ مبلغ ۲۰ روپے بھیج دیئے جائیں گے۔

مولوی مرتضیٰ خان صاحب لاہور جناب کی مطبوعہ چٹھی پڑھی۔ میں حسب ارشاد اپنی دس دن کی آمدنی بالاقساط ادا کر دونگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب لاہور آپ کی اپیل پہنچی۔ میری طرف سے مبلغ ۹۰ روپیہ بطور امداد انجمن قبول فرمایئے۔ میں نے دس دن کی آمدنی سے زیادہ رقم دی ہے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام پر مرنے کی توفیق بخشے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔

دوسرا خط میں نے کل دوبارہ آپ کی اپیل کو پڑھا تو اس میں دس دن کی آمدنی کے متعلق تھا۔ میں دسواں حصہ آمد کا خیال کئے بیٹھا تھا۔ اس وجہ سے ۹۰ روپیہ کہے تھے۔ اب جیسا کہ آنجناب نے فرمایا ہے میں دس دن کی آمدنی ۲۰۰ روپیہ دونگا۔

[illegible]

شیخ غلام محی الدین صاحب جہلم نیازمندنے جناب کی چٹھی جو درد دل سے حضور نے لکھی ہے۔ پڑھی بتعمیل حکم حتی الوسع کوشش کرونگا۔ اور انشاء اللہ جلسہ سے پہلے جو کچھ ہو سکا حوالہ انجمن کر دونگا۔

خان عبد العزیز خان صاحب ملتان حضور کا ارشاد نامہ ملا۔ پڑھکر بہت متاثر ہوا ہوں اپنی قلیل آمدنی کا تیسرا حصہ حسب ارشاد ایام جلسہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اپنے ہمراہ لاؤں گا۔

جناب محمد حسین صاحب فیروز پور چھاونی انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ پر حاضر خدمت ہو کر تعمیل حکم بسر و چشم کی جائے گی۔ کچھ چندہ دوسروں سے بھی وصول کروں گا۔

جناب مخدوم محمد اشرف صاحب شملہ عنایت نامہ ملا۔ جس درد دل سے جناب نے اس کو لکھا ہے وہ ایک ایک نقطے سے عیاں ہے خاکسار کی طرف سے مبلغ ۱۰۰ روپیہ بطور یکمشت امداد قبول فرمائیے۔

چودھری محمد حسن صاحب وکیل گجرات آپ کی درد دل سے لکھی ہوئی تحریر پڑھی قلب سخت متاثر ہوا۔ سالانہ جلسہ پر انشاء اللہ جو کچھ ہو سکے گا۔ وہ حاضر کرونگا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کی اس صدا پر قوم بیدار ہو جائے گی۔ اور جلسہ سالانہ پر تمام رقم بے باق ہو جائے گی۔

جناب نور محمد صاحب ضلعدار شجاع آباد حضور کا ارشاد نامہ جو درد اور نور اسلامی سے بھرا ہوا تھا وصول ہوا۔ میری تنخواہ اس وقت ۴۵ روپیہ ہے۔ میں مبلغ ۱۵ روپے دو ماہ میں ادا کر دونگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی جائے کہ مجھ سے زیادہ خدمت دین ہو سکے اور میری موت ایک مسلمان کی موت ہو اور مجھے بد زندگی سے اللہ بچائے۔ آمین۔

محمد فردوس خان صاحب پشاور مجھے اپنی تمام عزتوں سے زیادہ عزیز جناب امیر قوم خدا آپ کو نیک ارادوں میں ہمیشہ ہمیشہ کامیاب اور بامراد کرے۔ عالیجناب کا اعلان واجب الاذعان آج شرف صدور لایا۔ بعد از نماز مغرب سر آنکھوں سے لگا کر چوم لیا اور آنسو جاری ہونے کی صورت میں سارا مضمون پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دس دن کی آمدنی دینے کے متعلق یکمشت ادائیگی کی توفیق بفضل خدا نے ذوالکرم رکھتا ہوں اور بطیب خاطر ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی آواز جو خدا کے پیارے نام اور اس کے پیارے رسول عربی اور اس کے پیارے دین اسلام کی عزت کو قائم رکھنے کے واسطے بلند ہوئی ہے اور جس کے واسطے آپ نے قوم کے سامنے گداگر کی حیثیت قبول کر کے دست سوال دراز کیا ہے۔ دمیرا خدا جانتا ہے کہ میرا مال اور جان بھی اگر آپ اسلام کے واسطے مانگیں گے تو حاضر ہوگا) کی قدر و وقعت قوم کے دل میں ڈالے۔ اور قوم میری طرح حضور کی آواز پر لبیک لبیک یا سیدی! جوش خدمت فرمانبرداری میں آکر کہے۔ زندہ باد امیر قوم حضرت مولانا محمد علی۔

جناب مولوی عزیز بخش صاحب امرتسر میں آپ کے ارشاد کی تعمیل عین سعادت سمجھتا ہوں خدا توفیق دے تو ایک ماہ کی محنت میں بھی حصہ لوں۔ اور دس دن کی آمدنی بھی ادا کروں۔ اپنی طرف سے دونوں کے واسطے انشاء اللہ کوشش کرونگا لیکن آمد ۱۵۰ روپیہ ہے اس کا تیسرا حصہ ۵۰ روپے دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ کسی نیک کام میں حصہ لینے سے محروم نہ رکھے۔ آمین۔

پیر مصباح الدین صاحب بی اے بی ٹی ضلع رہتک

مطبوعہ اپیل حضور کا موصول ہوا۔ میں ماہوار چندہ اور دس یوم کی تنخواہ پیش کرونگا۔

احمد دین چراغ دین صاحبان پشاور آپ کی درد دل سے نکلی ہوئی چٹھی موصول ہوئی حسب ارشاد جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنی آمدنی کا حصہ پیش کر دیں گے۔ آپ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں۔ مولا کریم سے دعا ہے۔ کہ ہم جلسہ سالانہ پر سُن لیں کہ قرضہ ادا ہو گیا۔

[illegible] احمد صاحب [illegible] حضور کی چٹھی دربارہ ادائیگی آمدنی [illegible]

جن جذبات اور درد اسلامی کی کیفیت اس میں نظر آتی ہے اس کا دل ہی جانتا ہے یا عالم الغیب ۔ ۔ ۔ ۔ کیا پیارے جذبات ہیں جو حضور کے قلم سے صادر ہوئے۔ ایک مردہ دل میں بھی حضور کے الفاظ جان ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو جزائے خیر دے۔ بندہ کی اس ماہ کی آمد تئیس روپے بنتی ہے۔ اس کے علاوہ میں کامیابی امتحان کے شکریہ میں اپنی پورے ایک ماہ کی تنخواہ کا وعدہ کر چکا ہوں جس میں سے کچھ رقم ادا کر دی ہے اور مبلغ ۳۰ روپیہ آج مقامی سکرٹری صاحب کو دیدیئے ہیں۔ کچھ سالانہ جلسہ پر ہمراہ لاؤں گا۔ پھر جو بچ جائے گا وہ اگلی تنخواہ پر پیش کرونگا۔

منشی غلام محمد صاحب لاہور حضور کی اپیل جس وقت سے پڑھی ہے دل پر ایک خاص اثر رہا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لڑکے کی بیماری اور دوسری مشکلات کی وجہ سے میں گو اس قابل نہیں کہ یکمشت یہ رقم ادا کر دوں۔ بہرحال ۲۰ روپے جو تیسرا حصہ تنخواہ کا ہے میرے نام بطور قرضہ لکھ لی جائے میں باوجود پیش آمدہ مشکلات کے کوشش کرونگا کہ جس قدر جلد ہو سکے یہ رقم ادا کی جائے۔

جناب عبد العزیز صاحب شملہ آپ کا پر درد خط ملا۔ اور بغور پڑھا۔ یہ عاجز پچیس روپے کی رقم باقساط ادا کرے گا

ڈاکٹر حسن علی صاحب سمندری لائل پور حسب الحکم جناب والا ماہ نومبر کی آمدنی کا ⅓ حصہ سالانہ جلسہ پر اور ماہ جنوری میں دو قسطوں میں ادا کر دونگا۔

جناب عبد الرحمن صاحب پشاور جناب کے منشا کے مطابق ⅓ آمدنی ماہ نومبر کی میں نے مقامی انجمن کے محاسب کی خدمت میں پیش کر دی ہے۔

جماعت جموں حضرت امیر کی چٹھی پہنچنے پر احباب جماعت نے اپنے ایک مجمع کے اندر بڑے انشراح صدر سے آپ کی آواز پر لبیک کہی اور اپنی آمدنیوں کے تیسرے حصے کا وعدہ کیا۔ بعض دوست ایسے بھی تھے جنہوں نے ⅓ سے بھی زیادہ دینے کے وعدے کئے چنانچہ مستری یعقوب علی صاحب نے باوجود قلت آمد اپنے علاوہ اپنی اہلیہ اور اپنے بچوں کی طرف سے بھی چندہ لکھوایا جو کل رقم قریباً ۷۰ روپیہ بنتی ہے۔ ملک شیر محمد خان صاحب نے ۱۵۰ کا وعدہ کیا بعض ایسے احباب نے بھی جو آج کل بے روزگار ہیں حسب توفیق اس کار خیر میں حصہ لیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

جماعت جموں احباب جماعت جموں نے بھی اپنی اپنی آمدنی کے ⅓ حصہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ بعض احباب نے باوجود بے روزگاری کے حسب حیثیت اس کار خیر میں حصہ لیا ہے اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر دے۔

جناب عنایت بیگ صاحب بھوال گجرات مجھ آپ کے فرمان کی خاص عزت ہے اور میں نے محسوس کیا ہے کہ آپ کو انجمن سے بہت ہمدردی ہے۔ مزید براں جو ایثار آپ نے فرمایا ہے اس کے مقابلہ میں ہم سے عشر عشیر بھی نہیں ہو سکا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں چندہ ماہوار ۵ روپیہ باقاعدہ دیتا ہوں۔ اب آپ کے ارشاد کی تعمیل میں آمدنی کا ⅓ حصہ دسمبر سے پہلے ارسال کر دوں گا۔ جو کل ۳۳ روپیہ رقم بنتی ہے۔

ڈاکٹر سعید احمد صاحب پشاور گو ہنوز مالی مشکلات میں مبتلا ہوں تاہم حضور کے حکم کی تعمیل کی جائیگی اور ایک ماہ کی آمدنی کا تیسرا حصہ پیش کیا جائے گا۔ جو تقریباً نوے روپے ہوتا ہے۔

چودھری غلام حسین صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر لوہاری والہ

میں نے اپنی دس یوم کی آمد کا اندازہ ۲۰ روپیہ لگایا ہے۔ اگر جناب زیادہ حکم کریں تو مجھے تعمیل میں کوئی عذر نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ پر یکمشت دیدونگا۔

خریداران پیغام صلح سے

جن احباب کے ذمہ پیغام صلح کی بقایا رقوم ہیں وہ براہ کرم سالانہ جلسہ پر ضرور ادا کر دیں۔ جن اصحاب کی میعاد خریداری دسمبر میں ختم ہوتی ہے وہ بھی آئندہ سال کا چندہ اسی موقعہ پر عطا فرما دیں ایسے [illegible] اطلاع دی جا رہی ہے۔ جلسہ پر

کانفرنس انجمنہائے احمدیہ

کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کو اس سال خاص طور پر اہمیت دی جا رہی ہے اور اس میں قومی بہبودی کے متعلق مختلف قسم کے مضامین بحث کے لیے آ رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ احباب نے بہت دیر سے اس طرف توجہ کی۔ کیونکہ اس امر کی آخری منظوری کہ کونسا امر کانفرنس میں پیش ہو بروئے قواعد جنرل کونسل سے لینی ضروری ہے۔ تاہم سر دست ان امور کو احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ جن میں سے جنرل کونسل انتخاب کرے گی اور ممکن ہے کہ اگر کافی وقت ہو تو سارے امور ہی لے لئے جائیں زیادہ امور بحث طلب ہونے کی وجہ سے کانفرنس ایک دن کی جگہ دو دن رکھی گئی ہے۔ اس وقت ان امور کو شائع کرنے کی غرض یہ ہے کہ احباب ان پر پہلے سے غور کر رکھیں اور اس بحث میں حصہ لینے کے لئے تیار ہو کر آئیں:-

(۱) قادیانی جماعت کے متعلق ہمارے اخبارات کا رویہ کیا ہونا چاہیئے۔

(۲) تنظیم جماعت کے لئے کیا کیا طریق اختیار کئے جائیں۔

(۳) کیا انجمن کے موجودہ اخراجات میں تخفیف ہو سکتی ہے؟

(۴) موسم گرما میں احمدیہ بلڈنگس کی رونق کو قائم رکھنے کا انتظام۔

(۵) جلسہ سالانہ ایام دسمبر میں ہو یا اور ایام میں۔

(۶) کیا جلسہ سالانہ ہمیشہ مرکزی مقام پر ہو یا دیگر مقامات پر بھی

(۷) کیا ماہوار چندوں کو بڑھا کر وقتی چندوں کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔

(۸) انجمن کی کتابوں کی فروخت بڑھانے کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے۔

ممکن ہے ان کے سوا کچھ اور امور بھی ابھی آ جائیں۔

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

(بقیہ صفحہ ۲)

اور بعض چیدہ کتب کو انجمن جرمن۔ فرنچ۔ ہنگرین۔ ترکی۔ عربی زبانوں میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے مفید کام کے لئے کس قدر روپیہ کی ضرورت ہے۔

اخبارات

علاوہ ان کتب کے ہمارے دو اخبارات "پیغام صلح" اردو اور "لائٹ" انگریزی میں شائع ہوتے ہیں۔ اول الذکر تو اردو دان طبقہ تک محدود ہے جس میں اشاعت اسلام اور دیگر مسائل ضروریہ پر مضامین ہوتے ہیں لیکن موخر الذکر چونکہ انگریزی ہے۔ اس لئے اس کا دائرہ اثر ساری دنیا پر حاوی ہے۔ گزشتہ چند سال سے ہر ہفتہ اس کی تین سو کاپیاں دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کو مفت جا رہی ہیں۔ اور خدا کے فضل سے ان کا بہت اچھا اثر ظاہر ہوا ہے۔ اگر ہم ایک ہزار کاپیاں سر اشاعت پر باہر بھیج سکنے کے قابل ہو سکیں تو ان کے ذریعہ وہ کام ہو سکتا ہے۔ جو کئی مبلغوں کے ذریعہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ چند مبلغ میں اخبار دور سے دور علاقہ میں پہنچ سکتا اور اپنا دیرپا اثر قائم کر سکتا ہے۔

تعلیمی کام

اس وقت انجمن کے دو ہائی سکول لاہور اور بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں نہایت کامیابی اور نیک نامی سے چل رہے ہیں۔ جہاں مسلمان طلباء کی مذہبی اور اخلاقی درستگی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

علاوہ اس کے مبلغین پیدا کرنے کے لئے اشاعت اسلام کالج موجود ہے جس میں طلباء کو وظائف دیگر تبلیغ کے کام کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا مختصر حالات انجمن سے آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ اسلام اور مسلمانوں کی بہتری کے جو جو کام ہماری جماعت نے مناسب سمجھے ہیں اور جو فی الحقیقت نہایت مفید ہیں ان میں سے ہر ایک شعبہ میں پوری تندہی اور سرگرمی سے مشغول کار ہے۔ ہماری ان عاجزانہ کوششوں کے مقابل آپ سمجھ لیں۔ کہ آپ کا اب کیا فرض ہے۔ آیا خاموشی سے بیٹھ کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے رہنا یا میدان عمل میں آ کر ہمارا ہاتھ بٹانا۔ یہ آپ اپنی حالت سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ آپ کس طرح ہمارا ہاتھ بٹا سکتے ہیں۔ تاکہ اس کام کو تقویت پہنچے جو ہم کر رہے ہیں۔

میں کیا جائے گا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

کا

پندرھواں سالانہ جلسہ

پروگرام

۲۳- دسمبر ۱۹۲۸ء بروز اتوار

بعد نماز مغرب اجلاس جنرل کونسل

۲۴- دسمبر ۱۹۲۸ء بروز سوموار

نماز فجر ۶ بجے صبح

بعد نماز فجر گورونانک اور اسلام جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی مبلغ

کھانا صبح ۷½ تا ۹½

پہلا اجلاس

بصدارت خان بہادر میاں غلام رسول خان صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جہلم

۱۵-۱۰ سے ۳۳-۱۰ تک تلاوت قرآن شریف جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن

۳۳-۱۰ سے ۴۰-۱۰ تک نعت طالب مسلم ہائی سکول لاہور

۱۰½ بجے سے ۱۱ بجے تک جماعت کے باہمی تعلقات کو بہتر بنانے کی تجاویز افتتاحی تقریر ہوگی

۱۱ بجے سے ۱۲½ بجے تک پانچ پانچ یا دس دس منٹ کی تقریریں مقررین کے اسماء بعد میں شائع کئے جائیں گے

۱۲½ بجے سے ۱ بجے تک اختتامی تقریر از صدر

۱ بجے سے ۲ بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

بصدارت شیخ نیاز احمد صاحب سوداگر چرم و رئیس وزیر آباد

۲ بجے سے ۲½ بجے تک نظم حضرت ابوالاثر حفیظ جالندھری صاحب

۲½ " ۳ " ہمارے اندرونی اختلافات چوہدری حافظ محمد حسن صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل گجرات

۳ " ۳½ " امت محمدیہ میں ولایت قائم مقام نبوت ہے جناب میر مدثر شاہ صاحب گیلانی پشاوری

۳½ " ۴½ " روحانی زندگی۔ اعلیٰحضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

وقفہ ۴½ تا ۶ بجے شام

کھانا ۶ بجے تا ۷½

نماز شام و عشاء ۷½ تا ۸ بجے شام

۸ بجے رات سے ۱۱ بجے رات تک کانفرنس جماعت ہائے احمدیہ

۲۵- دسمبر ۱۹۲۸ء بروز منگل

نماز صبح ۶ تا ۶½

بعد نماز فجر ۶½ تا ۷ تقریر جناب مرزا مظفر بیگ صاحب مبلغ

کھانا صبح ۷½ تا ۹½

پہلا اجلاس

زیر صدارت جناب خواجہ کمال الدین صاحب لاہور

۳۰-۹ سے ۳۸-۱۰ تک تلاوت قرآن مجید حضرت مولانا صدرالدین صاحب مبلغ پرنسپل اشاعت اسلام کالج

۳۸-۱۰ سے ۴۸-۱۰ نعت طالب علم مسلم ہائی سکول لاہور

۱۰¾ بجے سے ۱۱½ تک ہماری آئندہ نسل۔

۱۱½ " ۱۲½ " پانچ پانچ دس دس منٹ کی تقریریں } مقررین کے نام بعد میں شائع ہونگے

۱۲½ " ۱ بجے تک اختتامی تقریر از صدر

۱ بجے سے ۲ بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

زیر صدارت جناب شیخ مولا بخش صاحب رئیس لائل پور و مالک کانونی فلور ملز

۲ بجے سے ۲½ بجے تک نظم (اشاعت اسلام) حضرت ابوالاثر حفیظ جالندھری

۲½ سے ۳ " عیسائیوں میں تبلیغ اسلام جناب مولانا مصطفیٰ خان صاحب بی اے

۳ بجے سے ۳½ " رپورٹ سالانہ جناب سکرٹری صاحب

۳½ " ۴½ " ایک مظلوم کیلئے اپیل حضرت امیر جماعت ایدہ اللہ۔

وقفہ ۴½ تا ۶ بجے شام

کھانا شام ۶ تا ۷½ "

نماز مغرب و عشاء ۷½ تا ۸ "

۸ بجے رات سے ۱۱ بجے رات تک کانفرنس جماعت ہائے احمدیہ

۲۶- دسمبر ۱۹۲۸ء بروز بدھوار

نماز فجر ۶ تا ۶½ تک

بعد نماز فجر ۶½ تا ۷ ختم نبوت جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹی

کھانا صبح ۷½ " ۹½

پہلا اجلاس

بصدارت مرزا یعقوب بیگ صاحب

۱۵-۱۰ سے ۳۳-۱۰ تک تلاوت قرآن مجید جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایل ایم ایس لاہور

۳۳-۱۰ " ۴۰-۱۰ " نعت طالب علم مسلم ہائی سکول لاہور

۱۰½ بجے " ۱۱ " اصلاح رسوم۔ افتتاحی تقریر

۱۱ " ۱۲½ " پانچ پانچ دس دس منٹ کی تقریریں } مقررین کے نام بعد میں شائع کئے جائیں گے

۱۲½ " ۱ " اختتامی تقریر از صدر

۱ بجے سے ۲ بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

بصدارت خان بہادر جناب مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر پشاور

۲ بجے سے ۸-۲ بجے تک تلاوت قرآن شریف جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب

۸-۲ " ۱۵-۲ " نعت مسٹر عبدالرحمان طالب العلم مسلم ہائی سکول

۱۵-۲ سے ۲۵-۲ " احمدیت کی علت غائی جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب وکیل سرگودھا

۲۵-۲ " ۳ " ہندوؤں میں تبلیغ اسلام جناب مولانا مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی

۳ بجے سے ۳¾ تک قوم کو خطاب حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب مسلم مشنری و پرنسپل اشاعت اسلام کالج

۳¾ " ۴½ " احمدیت کیا ہے اور اس کی ضرورت کیا ہے۔ حضرت علامہ مولانا محمد علی صاحب امیر ایدہ اللہ

۴¾ کھانا و نماز

تیسرا اجلاس

بصدارت پروفیسر محمد شفیع صاحب بھٹی ایم۔ اے

۸ بجے سے ۸¼ بجے تک نظم جناب ابوالاثر حفیظ صاحب جالندھری

۸¼ سے ۳۵-۸ تک دی سپرٹ آف اسلامک ٹیچنگز مسٹر امیر علی صاحب طالب العلم اشاعت اسلام کالج

۳۵-۸ سے ۵۵-۸ تک انگریزی تقریر جناب پروفیسر احمد مائیکل صاحب

۵۵-۸ سے ۱۰ بجے رات تک جناب مولانا مولوی یعقوب خان صاحب

۱۰ بجے رات سے ۱۱ بجے رات تک پنجابی تقریر جناب شاہ محمد خان صاحب انجینئر ضلع حصار

ہدایات برائے مہمانان

ا۔ جلسہ میں شریک ہونے والے احباب اپنی تشریف آوری کی اطلاع ۱۵ دسمبر ۱۹۲۸ء تک مہتمم جلسہ کو بھیجدیں۔ اور اسمیں اپنے ہمراہیوں کی تعداد لکھیں مستورات اور بچوں کی تعداد علیحدہ درج ہو لکھیں

۲۔ جہاں انجمن کی مقامی شاخ ہو۔ وہاں کے سکرٹری صاحب کا فرض ہوگا کہ وہ اپنے مقام کے متعلق وہ تمام کوائف جن کا ہدایت ما بین ذکر ہے مہتمم جلسہ کو ۱۵۔ دسمبر تک لکھ بھیجیں۔

۳۔ جو احباب معہ عیال تشریف لانے والے ہوں یا جو مستورات جلسہ میں شمولیت کا ارادہ رکھتی ہوں انہیں چاہئیے کہ اس امر کی اطلاع مہتمم جلسہ کو ۱۵۔ دسمبر تک دیدیں اور ایسا ہی مستورات اور مردوں کی تعداد درج کریں۔ کیونکہ اس سال عیالدار اور مستورات کیلئے علیحدہ علیحدہ قیام کے انتظام کرنے کا ارادہ ہے۔

۴۔ سردیوں کا موسم ہے۔ اس لئے مہمانوں کو چاہیئے کہ کافی بسترے ہمراہ لائیں۔ اتنے بڑے مجمع میں یہاں بستروں کا انتظام قطعی نہیں ہو سکتا۔

۵۔ مہمانوں کے استقبال کیلئے ریلوے سٹیشن پر رضاکاروں کا انتظام ہوگا۔ مہمان پلیٹ فارم پر متعینہ رضاکاروں کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کی سہولت رہے گی۔ رضاکاروں کو ہدایت ہوگی کہ مہمانوں کو ضرور تلاش کریں۔ گاڑی آنے پر دو چار منٹ کے اندر غالباً کوئی نہ کوئی رضاکار ہر مہمان کے پاس پہنچ جائے گا۔

۶۔ نماز اور کھانے کے اوقات حسب ذیل ہونگے مہمان ان کی پابندی کا خیال رکھیں۔ تاکہ ان کو جلسہ میں شریک ہونیکا کافی موقع ملے۔ اور کھانا کھلانے والوں کو آرام ملے۔

ا۔ نماز فجر ۶ بجے صبح چائے کا انتظام اس مرتبہ نہیں ہوگا ب۔ صبح کا کھانا ۷½ بجے سے ۹½ بجے تک

ج۔ جلسہ کا پہلا اجلاس ۱۵-۱۰ سے ۱ بجے تک

د۔ نماز ظہر و عصر ۱ بجے سے ۲ بجے تک ہ۔ جلسہ کا دوسرا اجلاس ۲ بجے سے ۴½ بجے تک۔

و۔ وقفہ۔ رات کا کھانا ۴½ بجے سے ۶ بجے تک

ز۔ شام کا کھانا ۶ بجے سے ۷½ بجے تک۔

ح۔ جلسہ کا تیسرا اجلاس ۸ بجے رات سے ۱۱ بجے رات تک۔

۷۔ کھانے کا انتظام مہمانوں کی جا قیام پر ہوگا۔ ٹکٹوں پر کھانے کے انتظام کو انجمن نے اس مرتبہ ترک کر دیا ہے

۸۔ مہمان صاحبان اپنے سامان اور نقدی وغیرہ کا عام طور پر اور خصوصاً سونے کے وقت خاص خیال رکھیں۔

۹۔ رہائش کے کمروں کو تھوک وغیرہ سے خراب نہ کریں۔

۱۰۔ اور سونے سے پہلے بجلی بجھا دیں۔

۱۱۔ اور حقہ کے عادی اصحاب سونے سے پہلے چلم کو خالی کر دیا کریں تاکہ آگ وغیرہ کے لگنے کا احتمال نہ رہے۔

جلد ۱۶ لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۲۸ء نمبر ۸۵

سلسلہ احمدیہ اور اسلام

(سید عبد القادر صاحب ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور)

جماعت احمدیہ کے ساتھ دلی عقیدت

گو میں اصولاً فرقہ بندی کے خلاف ہوں لیکن مجھے ابتدا ہی سے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ ایک قسم کی دلچسپی اور وابستگی رہی ہے۔ میں اس جماعت کی ہر تصنیف و تالیف کو ہمیشہ دلچسپی کے ساتھ پڑھتا ہوں اور اس کی ہر تحریک کو ہمدردی کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اس جماعت کا جوش اسلام اور ایثار میرے خاموش دل سے ہمیشہ خراج تحسین وصول کرتا ہے اور میں ہمیشہ دست بدعا رہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس جماعت کی طرح خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔

خیر امت

میرے خیال میں مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے احمدی جماعت (لاہوری) خالص اسلام کے بہت قریب ہے۔ اس جماعت کے افراد مذہبی معاملات میں نہ تو بعض احناف کی طرح تنگ دل اور تکفیر کے نقیب ہیں اور نہ سرسید کے پیرؤوں کی طرح بالکل آزاد۔ جہانتک مجھے معلوم ہے وہ کسی معاملہ میں میانہ روی کو اپنے ہاتھ سے نہیں دیتے۔ سچ پوچھو تو خیر الامت کا اطلاق انہیں لوگوں پر ہوتا ہے۔

بانی سلسلہ

اس جماعت کے بانی مرزا غلام احمد صاحب کی ذات مسلمانوں میں بہت کچھ اختلاف کا باعث رہی ہے۔ ایک فریق انہیں بڑھا چڑھا کر نبی آخر الزمان کی مسند پر لا بٹھاتا ہے۔ تو دوسرا فریق انہیں گھٹا کر اسفل السافلین میں جگہ دیتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس معاملہ میں لوگ افراط و تفریط زیادتی کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب نہ نبی تھے اور نہ کوئی معمولی انسان بلکہ دنیائے اسلام میں غالباً ان کا وہی مرتبہ ہے جو لاہوری احمدی انہیں دے رہے ہیں۔ وہ چودھویں صدی کے آخر میں مبعوث ہوئے اور انہوں نے اپنی تحریر اور تقریر سے مسلمانوں کے ایک طبقہ میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اور ان کے دلوں میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ جس کے اثرات اس قدر عمیق اور دیرپا ہیں کہ صدیوں تک زائل نہیں ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ کا مرتبہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک بہت بڑے نبی تھے۔ ان کی تعریف خود قرآن شریف میں آئی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہم مسلمانوں نے انہیں [illegible] مرتبہ دے رکھا تھا کہ خاتم النبیین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان کے مقابلہ میں (نعوذ باللہ) بے حقیقت سی معلوم ہوتی ہے۔ مجھے یہ دیکھکر خوشی ہوتی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اس معاملہ میں مسلمانوں کی بہت خدمت کی اور انہوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو چرخ چہارم سے اتار کر انہیں دوسرے نبیوں کی صف میں ان کے مرتبہ کے مطابق لا کر کھڑا کر دیا۔

مرزا صاحب کا سب سے بڑا کارنامہ

لیکن مرزا صاحب مرحوم کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے معتقدین کے دل میں خدمت اسلام کا ایک زبردست جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ اور ہمارے احمدی بھائی خواہ وہ لاہوری ہوں یا قادیانی تبلیغ اسلام کی صف میں سب سے آگے ہیں۔ ان کے تبلیغی مشن نہ صرف ہندوستان کے شہروں میں بلکہ یورپ اور امریکہ میں بھی اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اور اس معاملہ میں انہیں بہت کچھ کامیابی بھی ہوئی ہے۔

مالی قربانیاں

احمدیوں کا مذہبی اور قومی کاموں میں چندہ دینے کا جذبہ مرض کے درجہ تک پہنچ گیا ہے اور مجھے بعض اوقات یہ دیکھکر حقیقی خوشی اور تعجب ہوتا ہے کہ اس سلسلے کے تمام مرد، عورتیں اور بچے ہر نیک کام میں اپنی بساط سے بڑھکر چندہ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض ایسے امور جو ہندوستان کے تمام مسلمان بھی ملکر سرانجام نہیں دے سکتے۔ انہیں احمدیوں کی مختصر سی جماعت بوجہ احسن سرانجام دیدیتی ہے۔

مسلمانوں سے اپیل

لیکن باوجود ان سب باتوں کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے ابھی تک تبلیغ کی ابجد بھی شروع نہیں کی۔ اور نہ صرف ہندوستان سے باہر بلکہ خود ہندوستان میں تبلیغ کے پروپیگنڈا کی بہت سخت ضرورت ہے۔ جہانتک میں سمجھ سکتا ہوں یہ نیک اور اہم کام احمدیوں جیسی باہمت اور ایثار کیش جماعت ہی سرانجام دے سکتی ہے۔ لیکن اگر اس نیک کام میں دوسرے اہل ثروت اور مخیر مسلمان بھی احمدیوں کا ہاتھ بٹائیں اور تبلیغی مصارف کا کچھ بوجھ اپنے اوپر لے لیں۔ تو یہ کام بوجہ احسن جاری رہ سکتا ہے۔ اور ہندوستان کے مسلمان بھی وائی۔ ایم۔ سی۔ اے۔ اور دوسرے مسیحی مشنوں کے طرز پر ایک تبلیغی نظام قائم کر سکتے ہیں۔ خدا مسلمانوں کو اتحاد عمل کی توفیق دے۔ اور ان کی کوششوں کو بارآور کرے۔ آمین

دعوت الی الخیر

احمدی قوم کے بقا کا راز

(مولوی مرتضیٰ خاں صاحب بی اے کے قلم سے)

آسمان سجدہ کند بہر زمینے کہ بر آں
یکدو کس یکدو نفس بہر خدا بنشینند

دنیا کی وہ اقوام جن کے اندر رمق حیات باقی ہے۔ اور جو چاہتی ہیں کہ اس دنیا کے اندر ان کی ہستی قائم رہے وہ اپنے قیام و بقا کے لئے کیا کچھ جدوجہد نہیں کرتیں۔ وہ اقوام عالم جنھیں شہرت دوام کا تاج پہنایا گیا جن کے مہتم بالشان کارنامے صفحات تاریخ کے زیب و زینت کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں۔ کیا ان کا معراج کمال پر پہنچنا محض اتفاق حسنہ کا منت کش ہے؟ ہرگز نہیں۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ اس قانون ربی کو کون توڑ سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اندر کوئی تڑپ پیدا ہوئی کسی درد نے انہیں بے چین کیا۔ چند افراد اٹھے اور دل کی جس آگ سے وہ خود بے قرار ہو رہے تھے۔ دوسروں کو بھی بیقرار کر دیا۔ سب دیوانہ وار کھڑے ہو گئے۔ متفقہ متحدہ اور مستقل کوششوں کا ایک تار باندھ دیا۔ استقلال اور استقامت کا نمونہ دکھایا۔ خدائے عظیم کا قانون کہ ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم حرف بحرف پورا ہوا۔ آج احمدیوں کے لئے بھی دنیا کے اندر وہی قانون ازلی مقنن حقیقی نے باندھ رکھا ہے۔ وہ دنیا کے اندر بقا نہیں حاصل کر سکتے جب تک کہ وہ اپنی بقا کے لئے جدوجہد نہ کریں۔ وہ دنیا کے اندر مظفر و منصور نہیں ہو سکتے جب تک کہ سعی پیہم ان کا طریق عمل نہ ہو۔ یہ تو خدا کا سراسر فضل ہے کہ اس نے اپنا خلیفہ مبعوث فرما کر ہماری رہنمائی کر دی گویا ہمیں اپنے ہاتھ سے پکڑ کر صراط مستقیم پر چلا دیا۔ احمدی بن کر بھی جو اس فضل خداوندی سے فائدہ نہیں اٹھاتا اسے اپنی شومی قسمت پر ماتم کرنا چاہیئے۔ لیکن کیا ہم سب کسی ذاتی وجاہت کے درپے ہیں۔ کیا ہمارا مقصد کسی ریاست کسی جاگیر کسی ملک کے حاصل کرنے کا ہے قطعاً نہیں مقصد ہے تو یہ کہ اللہ کا نام دنیا کے اندر بلند ہو۔ محمد رسول اللہ کا نام دنیا کے اندر روشن ہو۔ اور بس۔ کون مسلمان اور بالخصوص کونسا احمدی ایسا ہوگا جو اس پاک مقصد کے لئے چند دن کی تکلیف فرما کر اپنے قومی اجتماع میں شامل نہیں ہوگا۔ خدا کے لئے اور محض خدا کے لئے ایک جگہ اکٹھا ہونا بیشمار برکات کا موجب ہوتا ہے۔ اور ایسی مجالس اور ایسی جگہ جہاں خدا کے بندے خدا کے لئے جمع ہوں الٰہی انعامات اور آلٰہی افضال کی مورد ہوتی ہے ؎

آسمان سجدہ کند بہر زمینے کہ بر آں
یکدو کس یکدو نفس بہر خدا بنشینند

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر ۸

دجال اور مسیح

ایک فاضل بزرگ کے خیالات (۱)

پیغام صلح کی کسی سابقہ اشاعت میں ہم مولوی سید عبداللہ شاہ صاحب قادری کے ان فاضلانہ مضامین کا تذکرہ کر چکے ہیں۔ جو معاصر "مسیح" میں دجال اور یاجوج ماجوج کے بارہ میں انہوں نے لکھے ہیں۔ ان مضامین کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ دجال کے بارہ میں مولوی صاحب کے خیالات وہی ہیں جو آج سے ایک عرصہ پہلے جماعت احمدیہ کے پیشوا حضرت مجدد وقت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ظاہر کئے تھے اور مخالف علماء نے انہیں کفر و الحاد سے تعبیر کیا تھا۔ اور حکام کو ان کے خلاف برانگیختہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ خدا کی قدرت ہے کہ آج انہی مولویوں کے طبقہ سے حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ اور آپ کے متبعین کی تائید میں آواز اٹھتی ہے۔ اور ایک نہیں مسلسل کئی ایک قسطوں میں مولوی سید عبداللہ شاہ صاحب نے اسی حقیقت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دجال اور یاجوج ماجوج سے مراد یورپین اقوام اور خر دجال سے مراد ریل ہے۔

ہم نے پیغام صلح میں مولوی صاحب کی اس فاضلانہ تحقیقات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک ضروری امر کی طرف انہیں توجہ دلائی تھی اور لکھا کہ

"مولوی عبداللہ شاہ صاحب نے اپنے مضمون کی ساتویں قسط میں جو ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۸ء کے "مسیح" میں شائع ہوئی ہے۔ اس حدیث کو نقل کیا ہے جس میں آنحضرت صلعم نے اپنا ایک کشف بیان فرمایا ہے کہ دجال کو آپ نے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث میں مسیح کے بھی طواف کرنے کا ذکر ہے۔ اور مولوی عبداللہ شاہ صاحب نے اپنی نضیلت علمی سے کام لے کر اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ کعبہ سے مراد اصول فطرت الٰہیہ ہے۔ جس کا دوسرا نام اہل تحقیق کے ہاں دین خدا یا اسلام ہے۔ دجال اسی کعبۃ اللہ کی تخریب کے لئے طواف کر رہا ہے اور مسیح اس کی حفاظت کے لئے۔

یہ تاویل فی الحقیقت نہایت صحیح ہے۔ اور مولوی عبداللہ شاہ صاحب نے ان کو ان افسادی اور تخریبی کاموں پر عائد کر کے جو دین اسلام کے متعلق یورپین اقوام کی طرف سے ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ اپنی صحت فہم کا ثبوت دیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ وہ مسیح جس کو دجال کے تعاقب میں آنحضرت صلعم نے کعبۃ اللہ یا دین الٰہی کی حفاظت میں طواف کرتے ہوئے دیکھا کہاں ہے؟ کیا یہ حیرت انگیز امر نہیں کہ دجال تو آجائے اور دین الٰہی کی تخریب میں کام کرتے ہوئے اسے سالہا سال گزر جائیں۔ لیکن مسیح جس کو آنحضرت صلعم نے اس کے ساتھ ہی ساتھ دیکھا۔ اب تک پیدا نہ ہو۔ دجال اگر آگیا ہے تو مسیح بھی یقیناً آجانا چاہیئے اور وہ یقیناً آچکا ہے۔ ہم مولوی عبداللہ شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کریں گے کہ جس طرح دجال کی شناخت کرنے میں تاویلات کا دروازہ انہوں نے کھولا ہے۔ اگر تھوڑی سی تحقیق و تفتیش اور فہم و تدبر سے وہ کام لیں تو مسیح کی شناخت بھی یقیناً انہیں ہو سکتی ہے۔ دجال کو مان کر مسیح کے منتظر [illegible]

حالت میں کہ دجال اپنے افسادی اور تخریبی کاموں کو بہت بڑی حد تک سرانجام بھی دے چکا ہے۔ اور دین اسلام پر اس کی یورشیں انتہا کو پہنچ چکی ہیں۔ مسیح کا اب تک پیدا نہ ہونا ایک عجیب معمہ ہے جس کا حل مولوی عبداللہ شاہ صاحب کو فوراً تلاش کرنا چاہیئے یا تو وہ دجال کا آنا بھی تسلیم نہ کرتے اور اگر دجال آچکا ہے جیسا کہ ان کے مضامین سے ظاہر ہے۔ تو مسیح کی تلاش ان کے لئے ازبس ضروری ہے۔ اس کے بغیر حدیث کی پیشگوئی واقعات پر پوری نہیں اترتی۔ ایک حصہ کو سچا مان کر دوسرے سے انکار کرنا کسی طرح پر صحیح نہیں۔"

ہم معاصر "مسیح" کے فاضل ایڈیٹر صاحب کے ممنون ہیں۔ کہ ان کے توسط سے ہماری یہ گزارش مولوی عبداللہ شاہ صاحب تک پہنچ گئی۔ اور اس کا جواب جو انہوں نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ بھی "مسیح" کے کالموں میں شائع ہو چکا ہے۔

ہمیں اس جواب کو پڑھکر ایک گونہ مسرت بھی ہوئی ہے اور حیرت بھی۔ مسرت اس وجہ سے ہے کہ جن خیالات کا اظہار مولوی صاحب نے فرمایا ہے۔ ان میں ایسی ہی باتیں ہیں جو دوسرے مخالف مولویوں سے انہیں ہمارے زیادہ قریب ظاہر کرتی ہیں مثلاً وہ اس بات کے قائل نہیں کہ مسیح اسرائیلی اس امت کی ہدایت کے لئے آسمان سے نازل ہونگے۔ کیونکہ صاف لکھا ہے کہ:۔

"جماعت احمدیہ کے نزدیک مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم اسرائیلی علیہ السلام نہیں ہے۔ اور بے شک اس سید المرسلین کی امت کی اصلاح کے لئے جسکے افراد کاملین انبیاء بنی اسرائیل سے (فضیلت نبوت کے ماسوا) اعلیٰ نہیں تو کم بھی نہیں۔ عقلاً ایک اسرائیلی نبی کی ضرورت نہ ہونی چاہیئے۔"

گویا دجال کے متعلق توارد خیالات کے بعد اس حد تک ہمارا اور مولوی عبداللہ شاہ صاحب کا اتحاد ہے کہ مسیح اسرائیلی اس امت کی اصلاح کے لئے نہیں آسکتا بلکہ اسی امت کے "افراد کاملین" میں سے کوئی فرد مسیح کے لقب سے ملقب ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اور مہدی ان کے نزدیک دو جداگانہ شخصیتیں نہیں بلکہ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں جیسا کہ جماعت احمدیہ کا اعتقاد ہے۔ کیونکہ لکھا ہے:۔

"المسیح کے معنی نجات دہندہ کے ہیں ایک اگر المسیح المہدی ہے تو دوسرا المسیح الدجال۔ دونوں کے دور نجات دہندہ انسان ضرور ہیں مگر ایک حقیقی اور ایک مکار و فریبی۔"

اس قدر اتحاد خیالات کے بعد مولوی عبداللہ شاہ صاحب کو جس بات میں ہم سے اختلاف ہے۔ اور جو ہمیں خوحیرت کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک المسیح المہدی کا زمانہ بعثت ابھی شروع نہیں ہوا۔ اور نہ آج سے چالیس پچاس سال پیشتر شروع ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ ان کی فضیلت علمی اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ

"جبکہ ابھی تخریبی دور مسیح دجال کا (مسیح کاذب کا) ختم ہی نہ ہولے اور تعمیری دور مسیح مہدی کا، ساتھ ہی ساتھ شروع ہو جائے"

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ

"تعمیر پوری تخریب کے بعد ہوا کرتی ہے"

گویا یوں کہنا چاہیئے کہ مسیح اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک کہ دجال اسلام کو صفحہ ہستی ہی سے (معاذ اللہ) نہ مٹا دے۔ دنیا میں ایک بھی مسلمان کی موجودگی اس بات کی دلیل ہے کہ مسیح دجال کی طرف سے "پوری تخریب" ابھی نہیں ہوئی۔ اور اس لئے مسیح مہدی کی آمد کی ابھی ضرورت نہیں۔ ہم حیران ہیں کہ مولوی عبداللہ شاہ صاحب جیسے فاضل بزرگ نے کس بنا پر اس خیال کا اظہار فرمایا ہے۔ ایک طرف تو وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"آفتاب حقیقی ہدایت و رشد و ضیا و نیر خلافت علی منہاج نبوت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے ظہور کے پہلے روشن ہدایت و نجات اپنے کئی کئی مدارج ارتقا طے کر رہی ہے۔ صبح کاذب صبح صادق۔ غلس۔ اسفار۔ شفق سب درجے طے ہو چکے [illegible]"

ہو چکے ہیں۔ اور اب مسیح کے انتظار میں وہ بیٹھے ہیں۔ دوسری طرف "پوری تخریب" کی شرط انہوں نے لگا دی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ دونوں میں سے کونسی بات کو صحیح سمجھا جائے اور آیا "پوری تخریب" ان کے نزدیک کوئی خاص معنے رکھتی ہے۔

مولوی صاحب کا سارا زور اس بات پر ہے کہ مسیح مہدی مسیح دجال کے "ساتھ ساتھ" نہیں بلکہ مقدم و موخر ہیں لیکن تعجب ہے کہ حدیث میں مسیح مہدی کے پہلے اور دجال کے پیچھے ہونے کے باوجود وہ دجال کا آنا مقدم ہی مانتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ مسیح مہدی روحانیت کے لحاظ سے رتبۃً مقدم ہے اسی لئے حضور اکرم کو اس خواب میں متقدم پیش پیش دکھایا گیا۔

ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کس قرینہ کی بنا پر یہ تاویل مولوی صاحب نے ضروری سمجھی۔ حدیث میں صاف طور پر رسول اللہ صلعم نے پہلے مسیح کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کے بعد دجال کو جس کا مطلب صاف ہے کہ مسیح جس دین کی حفاظت کے لئے کوشاں ہے دجال اس کی تخریب کے درپے ہے۔ دونوں کا ایک ساتھ ایک ہی زمانہ میں کام کرنا حدیث کے عین مطابق ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ تعمیر کا کام لازماً تخریب کے بعد ہی ہو۔ اسلام کی تخریب اور "پوری تخریب" قطعی ناممکن ہے۔ اس کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے جہاں کوئی شخص اس کی تخریب کے درپے ہوگا۔ ساتھ ہی اس کی حفاظت کا سامان بھی اللہ تعالیٰ کر دے گا۔ اور کرتا رہے۔ یہی صورت مسیح اور دجال کے معاملہ میں ہوئی ہے۔ تعجب ہے مولوی سید عبداللہ شاہ صاحب انا لہ لحافظون کے وعدہ پر ایمان رکھنے کے باوجود اسلام کی "پوری تخریب" کے قائل ہیں اور مسیح کے آنے کی ضرورت اس وقت تک نہیں سمجھتے جب تک اسلام صفحہ ہستی سے مٹ نہ جائے۔

شدھی سماچار کی خرافات

شدھی سماچار ہندی کا ایک ماہوار رسالہ ہے جو دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ اور آریوں کی مشہور تبلیغی جماعت اکھل بھارتیہ شدھ سبھا کا آرگن ہے۔ ویسے تو ہمیشہ اس ننگ انسانیت رسالہ میں آنحضرت صلعم اور مسلمانوں کے خلاف شرمناک اور خرافات سے لبریز مضامین شائع ہوتے ہیں۔ جن سے مسلمان اب تک اپنی غفلت اور ہندی زبان سے اجنبیت کے باعث واقف نہ ہوسکے لیکن اب اس نے ایک ناقابل برداشت حرکت کی ہے۔ جس پر کسی مسلمان کا خاموش رہنا ناممکن ہے۔ ایک نہایت ناپاک مضمون میں اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیائے کرام کے متعلق نہایت بے بنیاد اور دل آزار باتیں لکھی ہیں۔ جن کو ہم نقل بھی نہیں کر سکتے۔ وہ اس قدر گندی اور ناپاک ہیں کہ ان کو راجپال کی شرارت سے کم نہیں کہا جا سکتا۔ ہم کئی بار واضح کر چکے ہیں کہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن یہ حرکت ان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اور اس قسم کی شرانگیزیوں کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ ملک میں فتنہ و فساد کی آگ کے خوفناک شعلے بلند ہو کر ہندو مسلم اتحاد کو جلا کر خاک کر دیں۔

بے شمار تلخ تجربوں کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آریوں کی شرافت۔ صداقت۔ انسانیت اور وطن پرستی کے تمام جذبات تحلیل ہو کر تعصب۔ شرارت اور مجنونانہ جوش و خروش کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اور وہ اپنے اس محبوب مشغلے کو خود بخود ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ان سے کچھ کہنا فضول ہے اب ہمارے سامنے صرف یہی راستہ ہے کہ ہم حکومت کو متوجہ کریں۔ ملک کے تمام اسلامی اخبارات اس پر چیخ پکار کر رہے ہیں۔ جمعیۃ العلماء نے اس شرارت کی طرف گورنمنٹ کو متوجہ کرنے کے لئے ایک ریزولیوشن بھی پاس کیا ہے لیکن حیرت ہے کہ اب تک کوئی اس کے متعلق نہیں کی گئی۔ اس خاموشی کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان شریروں کے حوصلے بڑھیں گے۔ جو اکثر اوقات خوفناک نتائج اور بدامنی کا موجب ہوتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ بہت جلد حکومت اس معاملہ کی طرف متوجہ ہو اور شدھی سماچار اور آریوں کی آئے دن ایسی شرارتوں کے متعلق کوئی انسدادی تدابیر

سالانہ جلسہ کے پروگرام سے متعلق چند ضروری امور

(از حضرت امیر ایدہ اللہ)

پروگرام کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اس کے دو حصے ایک دوسرے سے بالکل الگ کر دیئے گئے ہیں۔ یعنی پہلے حصہ میں بجائے لکچروں کے چند ایسے امور ہیں جن کا زیادہ تعلق عملی رنگ میں قومی بہبودی سے ہے اور دوسرے حصہ میں ایسی تقریریں ہیں جن کا زیادہ تر تعلق ازدیاد علم سے ہے۔ اس لئے مجبوراً لکچر تھوڑے ہیں۔ اور وقت بھی ان کے لئے تھوڑا رکھنا پڑا ہے۔ چونکہ جلسہ کے تین دن ہیں۔ اس لئے اس سال حسب ذیل تین امور رکھے گئے ہیں جن پر اڑھائی گھنٹے کے لئے بحث ہوگی۔ اور اس بحث کے آخر میں صدر جلسہ اس بحث کے خلاصہ کو قوم کے سامنے عمل کے لئے پیش کریں گے۔ اور آئندہ ہماری قوم کو اس کے مطابق عمل پیرا ہونا ہوگا۔ یہ تین امور حسب ذیل ہیں۔

(۱) ہماری آئندہ نسل۔ اس بحث کا ماحصل یہ ہوگا کہ ہمیں اپنی اگلی نسل کو خدمت دین کے لئے تیار کرنے کے لئے کن راہوں پر چلنا چاہیئے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اس وقت نوجوان بہت کچھ مغربی تعلیم کی مادیت کے خیالات سے متاثر ہوتے جاتے ہیں۔ اور یورپین تہذیب کی نقل بلا سوچے سمجھے کی جا رہی ہے۔ ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ ہم مسلمان نوجوانوں کو اور بالخصوص اپنے بچوں کو جن پر ہمارا خاص اثر ہے بُرے تاثرات سے کس طرح بچائیں اور ان کی اخلاقی اور دینی تربیت کے لئے کیا رستے اختیار کئے جائیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ کیرکٹر یا اخلاق صرف علم دینے سے نہیں بنتے جب تک کہ عملی رنگ میں نوجوانوں کو اس میں نہ ڈالا جائے جس سے اخلاق بنتے ہیں اور اس غرض کے لئے کچھ نہ کچھ عملی کام سامنے رکھکر نوجوانوں کو اس کے اندر ڈالنا چاہیئے۔ تاکہ نری باتیں نہ رہیں اور وہ کچھ سیکھ بھی لیں۔ مثلاً دوسری قوموں کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ نوجوان کس طرح سیاسی ہی نہیں سوشل خدمات کا جذبہ اپنے اندر رکھتے ہیں اور کہیں قحط ہو یا دبا ہو یا کوئی اور عام مصیبت آجائے۔ تو اس کے لئے کس طرح اپنے آپکو لگا دیتے ہیں۔ اسلام تو سب سے بڑھکر یہ تعلیم دیتا ہے کہ دوسروں کے مصائب میں ان کی مدد کی جائے اور اخلاق بھی اس کے بغیر نہیں بنتے۔ اس لئے ایسے عملی کام جو ہمارے ذرائع کے اندر ہوں وہ بھی اس میں آجاتے ہیں۔ پھر مسلمان نوجوانوں کے سامنے زندگی کا کوئی بلند مقصد نہیں۔ اور وہ کھانے پینے اور آرام کرنے تک ہی اپنی زندگی کی غرض کو محدود سمجھتے ہیں۔ جب تک ہم ان کے سامنے زندگی کا بلند مقصد جو خدمت دین ہے نہ رکھدینگے وہ اس کام کو سنبھالنے کے اہل نہ ہوں گے۔ خواہ ہم کتنا بھی چاہیں۔ اس کے لئے بھی کوئی عملی کام سوچنا چاہیئے۔ پھر مسلمان بچے کیا لڑکے اور کیا لڑکیاں قرآن و حدیث سے۔ نبی کریم صلعم کی سیرت سے اپنے بزرگوں کی تاریخ سے قطعاً ناواقف ہیں اور ان کے سامنے اپنے سلف کے بلند نمونے نہیں آتے۔ جس سے ان کے اندر بھی بلند جذبات پیدا ہوں۔ اس کمی کو بھی پورا کرنا ہے۔ درس و تدریس کا سلسلہ ہفتہ وار لیکچر اور کئی قسم کے امور اس کے اندر آتے ہیں۔ اس میں مستورات کی حالت کی اصلاح بھی آتی ہے۔ کیونکہ جب تک ماؤں کا علم ترقی نہ کرے اور ان کے دلوں میں بلند جذبات پیدا نہ ہوں اولاد کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

(۲) دوسرا مضمون بحث کے لئے جماعت کے باہمی تعلقات ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم محض ایک انجمن نہیں بلکہ ایک جماعت ہیں۔ انجمن کا کام تو محض اسی قدر ہوتا ہے کہ وہ خاص مقصد جس کے لئے انجمن بنی ہے۔ اس کے لئے چندہ کر کے اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے مگر جماعت کی غرض بہت وسیع ہے۔ اور اس میں ہر قسم کی باہمی اخوت کے تعلقات آجاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی غرض ایک جماعت کا بنانا تھا۔ تاکہ وہ اخوت اسلامی کا ایک نمونہ ہوں اور اشاعت اسلام کا کام بھی کریں۔ ہماری توجہ اب تک استحکام تعلقات اخوت کی طرف کم ہوئی ہے۔ [illegible] ہوتا ہے انجمن کا نہیں ہوتا۔ انجمن آج بنتی ہے اور کل ٹوٹتی ہے مگر جماعت کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔ اس لئے گو اشاعت اسلام کے کام کے لئے ہماری حیثیت ایک انجمن کی ہے۔ کہ اس غرض کے لئے اموال کو جمع کر کے ان کے تحفظ اور صحیح خرچ کا انتظام کیا جائے۔ مگر اس سے بڑھکر ہماری حیثیت ایک جماعت کی ہے۔ اور ہمیں اپنے تعلقات اخوت کو اس قدر مضبوط کرنا ہے کہ دوسرے تمام تعلقات پر یہ فائق ہو جائیں۔ پس اس بحث میں یہ غور کرنا ہے کہ وہ کون کون سے عملی طریق ہیں جن سے جماعت کے باہمی تعلقات مضبوط اور جماعتی زندگی کے قیام میں معاون ہوں۔ مثلاً انسانی سوسائٹی میں تعلقات محبت باہمی رشتہ داریوں سے پیدا ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود نے بھی اس طرف توجہ دلائی تھی۔ یا مثلاً ہمیں یہ سوچنا ہے کہ جماعت کے اندر جو غربا کا طبقہ ہے اسے کس طرح اٹھایا جائے اور اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنے لئے معاش کی اچھی صورت پیدا کر سکیں۔ قوموں کی تاریخوں سے یہ پتہ لگتا ہے کہ بڑے بڑے لوگ اس طبقہ سے پیدا ہوئے جن کے ظاہری مالی حالات اچھے نہ تھے۔ خود قرآن شریف میں علیبق لتولی (؟) ان جاءہ الاعمی کا دائمی سبق موجود ہے۔ اس لئے یہ امر غور طلب ہے کہ کون سے ذرائع اختیار کئے جائیں۔ جن سے اپنے احباب کی مالی مشکلات میں امداد ہو سکے۔ ایسا ہی کچھ سوشل تعلقات بھی قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس سے بھی ازدیاد محبت پیدا ہوتا ہے۔

(۳) تیسرا امر اصلاح رسوم ہے۔ اس بارہ میں میں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ ہماری جماعت لاہور نے کچھ فیصلہ اس سال اصلاح رسوم کے متعلق کیا تھا۔ جو پیغام صلح ۱۷ اپریل ۳۸ء میں چھپا ہوا ہے۔ اسے دیکھ لیا جائے۔ اس کے علاوہ بھی جو امور قابل اصلاح ہوں انہیں پیش کیا جائے۔ رسوم درحقیقت قومی عادات ہیں۔ اور بُری عادات کو ترک کر دینا ہی کافی نہیں۔ بلکہ ان کی جگہ نیک عادات اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔ جو آئندہ نسلوں کی بھلائی کا موجب ہوں۔

یہ تھوڑی سی وضاحت میں نے اس لئے کر دی ہے کہ احباب جو اس جلسہ میں شامل ہوں پورے طور پر تیار ہو کر آئیں۔ وقت جو ہر ایک مقرر کو دیا جائے گا وہ ۵ منٹ سے لیکر ۱۰ منٹ تک ہوگا۔ لیکن اگر مضامین پر غور کیا ہوا ہو تو مفید مطلب باتیں کہنے کے لئے یہ وقت بھی کافی ہوگا۔ علاوہ ازیں چونکہ ان امور میں ہم اس وقت قوم کی رہنمائی کر رہے ہوں گے۔ اور قوم کے عمل کے لئے ایک طریق پیش کر رہے ہوں گے۔ اس لئے بھی ضروری ہے کہ جملہ احباب ان باتوں پر پورا غور و خوض جلسے سے پیشتر کر رکھیں اور جن اصحاب کو تقریریں کرنی ہوں وہ بہتر ہے کہ اس کے متعلق نوٹ بھی تیار کر رکھیں۔ یوں بھی یہ ضروری ہے کہ ہماری قوم کے اندر یہ قوت ہو کہ وہ ہر ایک پیش آمدہ مسئلہ پر سوچنے اور جب وہ طے ہو جائے تو اس پر عمل کرنے کے عادی ہوں۔ جو احباب ان امور کو لاپروائی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ قوم کی تعمیر کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

جو اصحاب ان امور میں سے کسی امر کے متعلق تقریر کرنا چاہتے ہوں انہیں چاہیئے کہ وہ فوراً اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ تاکہ آخری پروگرام میں ان کے اسمائے گرامی بھی درج کئے جائیں۔

(محمد علی)

نوٹ:۔ کانفرنس میں جو امور پیش ہوں گے۔ وہ بھی کسی دوسری جگہ درج ہیں۔ ان امور کے متعلق بھی احباب جماعت پورا غور کر آئیں۔ بلکہ جہاں جہاں انجمنیں بنی ہوئی ہیں وہاں انجمن کے احباب کی رائے [illegible] دن مقرر کر کے [illegible]

احمدیہ کانفرنس

میں پیش ہونے والی تجاویز کیا ہیں؟

ذیل کی تجاویز آئندہ جلسہ سالانہ میں احمدیہ کانفرنس کے موقعہ پر پیش ہونے کے لئے مجلس منتظمہ نے منظور کی ہیں:۔

(۱) قادیانیوں کے متعلق ہمارے اخبار کی روش کیسی ہونی چاہیئے۔

(۲) جماعت کے باہمی تعلقات کو بہتر کرنے کی تجاویز۔

(۳) انجمن شادی فنڈ قائم کرے جس میں شادی کے موقع پر ایک معین رقم انجمن کو دی جائے۔

(۴) کوئی احمدی اپنے نام کے پہلے یا پیچھے کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کرے جس سے کسی قوم یا فرقہ سے تعلق ظاہر ہوتا ہو۔ جیسے سید۔ مرزا۔ شیخ۔ چشتی۔ قادری۔ صدیقی۔ احمدی۔ وغیرہ۔

(۵) ہمارے گھروں میں صرف شرعی پردہ ہونا چاہیئے کم سے کم احمدی احباب کے اندر اس سے زیادہ پردہ جائز نہ رکھا جائے۔

(۶) سالانہ جلسہ کو دسمبر سے بہار کے مہینے میں تبدیل کر دینا چاہیئے اول تو اس ماہ میں سردی کے باعث بھاری بستر اٹھانے پڑتے ہیں۔ دوم ان ایام میں تمام انجمنوں۔ کانگرس۔ کانفرنسوں۔ سوسائٹیوں اور سبھاؤں کے جلسے ہوتے ہیں۔ اور ہمارے جلسے پر آنے والے آدمی اور جگہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ان موسم میں رش بھی تکلیف رساں ہوتا ہے۔ جلسہ سالانہ ہر سال مختلف مقامات پر ہوا کرے۔ اور خرچ اسی ضلع کی انجمنیں دیں جن میں جلسہ ہو۔ جلسہ دو روز سے زیادہ نہ ہو۔ اور چھ لکچروں سے زیادہ لکچر نہ ہوں۔ لکچروں میں قوم کے نظام اور ان کے معاشرت اور تمدن کی اصلاحات اور اخلاق کی درستی مدنظر رکھی جائے۔

(۷) انجمن کے لٹریچر کی توسیع اشاعت کی تجاویز۔

تبلیغ اسلام کے کام میں جماعت احمدیہ کا ہاتھ بٹاؤ

مولوی مجیب الرحمن صاحب ایڈیٹر مسلمان کلکتہ کا پیغام

کسی بیدار مغز مسلمان کو انکار نہ ہوگا کہ جو اسلامی خدمات آپکی انجمن انگلستان۔ جرمنی و دیگر ممالک غیر میں انجام دے رہی ہے قابل تحسین ہے۔ بلاشبہ ہندوستان کے اندر بھی آپ کی تحریریں اور آپ کے مبلغین کی تقریریں باطل پرستوں کی ناپاک کوششوں کا سد باب کر رہی ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہندوستان کے بقیہ مسلمان بجائے اس کے کہ اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں بنائیں اور ایک دوسرے کے کام میں روڑہ اٹکائیں اعلائے کلمۃ اللہ کی عظیم الشان خدمت میں آپ کا ہاتھ بٹاتے۔ بہت ممکن ہے کہ آپ کی انجمن کی کارروائی میں کوئی ایسی بات بھی پائی جائے جس کی اصلاح کی ضرورت ہو۔ اور مجھکو یقین ہے کہ اگر آپ کی کوئی غلطی آپ کو بتائی جائے تو آپ فوراً اس کے دفعیہ کی کوشش کریں گے مگر رونا ہے تو اس بات کا کہ ہمارے مسلمان بھائی اپنے یا اپنے بھائی کی اصلاح کے خواہاں نہیں ہیں۔ ان کو تو ایک دوسرے کی پگڑی اچھال کر اپنا کام بنانا ہے۔ وہ چیز جو قوم کی زندگی کے لئے مہلک ثابت ہو چکی ہے۔ آپس کی تکفیر ہے۔ اگلے مسلمان تو کافروں کو حلقہ اسلام میں لایا کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان اپنے کلمہ گو بھائیوں کو دائرہ مذہب سے باہر نکال رہے ہیں۔ خدا ان پر رحم کرے۔

طالب ایمان

مجیب الرحمن

اسلام کی نمایاں فتح

سیتاپور ۵ دسمبر۔ مرزا مظفر بیگ صاحب [illegible] پنڈت [illegible]

کو ۱۳ دسمبر ۳۸ء کو بحث میں شکست فاش دی۔ پنڈت مذکور وقت ختم ہونے سے پہلے [illegible] سے چلا گیا۔ [illegible] اسلام [illegible]

ہمارا سالانہ جلسہ

(جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لاہور)

سب سے پہلی قومی تحریک

ہمارا سالانہ جلسہ سلسلہ احمدیہ کی سب سے پہلی قومی تحریک ہے۔ یعنی ابھی تک اس نام سے جماعت بھی نہیں پکاری جاتی تھی جب سے سالانہ قومی اجتماع کو حضرت مسیح موعود نے جماعت کے لئے لازم قرار دیا۔ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعود نے بیعت کے ذریعہ سے جماعت کی بنیاد ڈالی۔

پہلا سالانہ جلسہ

۱۸۹۱ء میں آپ نے پہلا سالانہ جلسہ منعقد فرمایا۔ سنا ہے کہ اس جلسہ میں بہت تھوڑی سی جماعت نظر آتی تھی۔ گویا کہ ایک بیج تھا جو بعد میں ایک درخت کی طرح بڑھا۔ پھلا اور پھولا۔ اور اب اللہ کے فضل سے نہ صرف ہندوستان کے ہر گوشہ میں یہ جماعت پھیلی ہوئی ہے۔ بلکہ چار دانگ عالم میں اس کا شہرہ ہے۔ اور اس کے کارہائے نمایاں جو اشاعت اسلام کے رنگ میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ کل مسلمانوں کے لئے مایہ ناز ہیں۔ اور غیر مسلموں کے لئے مشعل ہدایات ہیں۔

میں نے ۱۸۹۶ء میں بیعت کی اور اس سال سے میں قریبًا متواتر سالانہ جلسوں میں شامل ہوتا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قومی اجتماع کے ذریعہ سے یومًا فیومًا ترقی ہی نظر آتی رہی۔

مسیح موعود کے ابتدائی زمانہ کی جھلک

جب سے کہ یہ جماعت لاہور میں ازسرنو قائم ہوئی حضرت مسیح موعود کے ابتدائی زمانہ کی جھلک یہاں بھی نظر آئی۔ اور ایک مختصر سے آغاز سے اللہ تعالیٰ نے اب اسے ایک عظیم الشان جماعت بنا دیا ہے۔ نہ صرف اعداد و شمار کے لحاظ سے کہ ابتدا میں جناب میاں صاحب کہا کرتے تھے کہ یہ چار پانچ ہیں کیا کریں گے۔ مگر حضرت مسیح موعود کا الہام کہ "لاہور میں ہمارے پاک ممبر ہیں" کسی رنگ میں پورا ہو کر رہنا تھا۔

مسلمانان عالم کی مذہبی پیشوا

حضرت مسیح موعود کی پاکیزگی اور قوت قدسی نے آخر اس تھوڑی سی جماعت کے ذریعہ سے دوبارہ ظہور کیا۔ اور روح القدس کی برکت اور تائید ایزدی سے یہ جماعت پھلی اور پھولی۔ اور اس وقت خود مخالفین کو اس کا اقرار ہے۔ کہ یہ جماعت یعنی جماعت احمدیہ لاہور کل مسلمانان عالم کی مذہبی رنگ میں پیشوا ہے۔ ڈاکٹر زویمر جیسے شخص نے تمام اسلامی دنیا کے دورے کے بعد یہی رائے اپنے اخبار مسلم ورلڈ (؟) میں ظاہر کی ہے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ چودہ سال کے تھوڑے سے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اس قدر قبولیت بخشی ہے اور بالمقابل وہ جو اس جماعت کے متعلق لیمزقنہم کے الہام سناتے اور خود اس کا وظیفہ کرتے تھے۔ اگرچہ ابتدا میں بھی ان کی جماعت تعداد کے لحاظ سے ہم سے بہت زیادہ تھی اور اب بھی زیادہ ہے مگر ان کے فاسد عقائد ان کی حقیقی قبولیت کے رستہ میں سد راہ ہیں۔ اور اگرچہ وہ بھی حضرت مسیح موعود ہی کی شاخ ہیں مگر انہوں نے ان کو امتی نبی اور مجدد سے حقیقی نبی بنا کر کل مسلمانان عالم کو کافر کا خطاب دے کر اپنے آپ کو جماعت اسلام سے بالکل علیحدہ کر لیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جلسہ سالانہ کے فوائد

سالانہ جلسہ میں نہ صرف دور دراز کے احباب سے ملاقات کا موقع ملتا ہے بلکہ ایک مومن کو دوسرے مومن سے ملکر روحانی ترقی نصیب ہوتی ہے اور اس موقع پر مواعظ حسنہ سے عظیم الشان فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور جماعت کا بحیثیت مجموعی دوسرے لوگوں پر بالخصوص مسلمانوں پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ مثلاً اس جماعت کی ادنےٰ خصوصیات میں سے ہے۔ کہ قریبًا اس کا ہر ایک فرد پابند شعائر اسلام ہے۔ اور پنجگانہ نماز کی ادائیگی اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے۔ چنانچہ تمام جماعت کا مسجد میں تمام نمازوں میں شامل ہونا اپنے اندر ایک خاص شان رکھتا ہے۔ ہم نے عام طور پر دیکھا ہے کہ اسلامی جلسوں میں جب نماز کا وقت آتا ہے سب لوگ تتر بتر ہو جاتے ہیں۔ اور صرف معدودے چند ہوتے ہیں جو کہ نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔ مگر ہماری جماعت میں جلسہ کے دوران میں بھی جب نماز کا وقت آتا ہے تو ہر شخص نماز میں شامل ہوتا ہے بلکہ نماز باجماعت میں حاضرین کی تعداد خود جلسہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جو لوگ

[illegible]

اس رنگ میں یہ اجتماع اپنے اندر خاص شان رکھتا ہے۔ ایسا ہی جماعت کا مالی رنگ میں ایثار۔ مسلمانان عالم کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔ بالخصوص جلسہ کے اندر حضرت امیر قوم یا دیگر اکابر کی تحریک پر جس دریادلی سے احباب چندہ دیتے ہیں۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ اور صحابہ کے ایثار کی ایک جھلک دکھائی دیتی ہے۔

مسیح موعود کا زمانہ

حضرت مسیح موعود کے وقت میں سال میں کئی دفعہ بعض احباب کو مرکز میں جمع ہونے اور آپ کے فیض صحبت سے حصہ لینے کا موقعہ ملتا تھا۔ مگر موجودہ زمانہ میں سالانہ جلسہ ہی ایک ایسا موقعہ ہے جس میں جماعت کے اکابر جمع ہو سکتے ہیں۔ اور ان کی موجودگی سے جماعت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور جماعت کے وجود سے کارکنوں کا بھی حوصلہ بڑھتا ہے۔

مسیح موعود کے بعد

خود حضرت مسیح موعود کی قوت قدسی ایسی تھی جو لوگوں کو کھینچ کھینچ کر اپنی طرف لاتی تھی۔ ان کے بعد حضرت مولانا نور الدین صاحب کا وجود بھی نہایت ہی برکات کا موجب تھا۔ اور اب حضرت مولانا محمد علی صاحب کا وجود اور دیگر اکابر سلسلہ کا وجود بھی نہایت ہی برکات کا موجب ہے۔ مگر حضرت صاحب نے اپنے بعد جماعت کے حکم کو ماننا سب کے لئے لازمی قرار دیا ہے۔ اور الوصیت میں شوریٰ کی برکات کو ظاہر کیا ہے۔ مگر جب تک کہ جماعت کے افراد جمع نہ ہوں بڑے پیمانہ پر شوریٰ ہو نہیں سکتا۔ اور موجودہ حالات میں اپنی جماعت کی گزشتہ سال بلکہ سالوں کی کارروائی پر غور کرنا اور آئندہ کے لئے عمل پروگرام مرتب کرنا ایک ایسا فرض ہے۔ کہ اس کے لئے کل جماعت کے افراد کو جمع ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ اور مجلس شوریٰ یا احمدیہ کانفرنس یا دیگر مجالس میں جن امور کا تصفیہ ہو ان پر کاربند ہونے کے لئے اپنے اندر ایک ذمہ داری اور طاقت پیدا کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ سالانہ جلسہ میں شامل ہوں۔

ہر ایک صاحب اس جلسہ میں شامل ہوں

اس لئے اس مختصر سے عریضہ کے ذریعہ سے جملہ احباب جماعت سے فردًا فردًا التماس کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کے حکم کے ماتحت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و سنت کی احیاء کے لئے ہر ایک صاحب اس جلسہ میں شامل ہوں۔ مستورات کی شمولیت بھی ازبس ضروری ہے۔ ان کے لئے آئے دن ایسے مواقع ملنے ناممکن ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عرضداشت کو قبولیت کا شرف بخشے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ کے مقررین

جلسہ سالانہ کے پروگرام میں تین اہم قومی مسائل پر بحث کرنے کے لئے پانچ پانچ دس دس منٹ کی تقاریر کا جو وقت رکھا گیا ہے اس کے لئے بعض احباب کی خدمت میں خطوط لکھے گئے ہیں کہ انہیں اس وقت بولنا ہوگا۔ ایسے تمام حضرات ازراہ کرم لوٹتی ڈاک اپنی منظوری سے اطلاع دیں اور تیار ہو کر آئیں تاکہ پروگرام میں ان کے اسمائے گرامی لکھے جا سکیں (خاکسار محمد دین جان مہتمم جلسہ)

ضروری گزارش

(مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب کے قلم سے)

آئے دن کے تبلیغی سفر، انہماک مشاغل۔ عدیم الفرصتی اور سب سے بڑھ کر طبیعت کی ناسازی یہ تمام اسباب پیغام صلح کے کالموں میں تحریر مضامین سے مانع رہے۔ اس عرصہ میں بڑے بڑے اہم موقعے پیش آئے اور مختلف عنوانوں پر مضامین لکھنے کی ضرورت بھی محسوس ہوئی مگر اس پر بھی میں خاموش ہی رہا۔ اور راشہب خامہ کو میدان تحریر میں چلنے کی زحمت نہ دی۔ پیغام صلح کا آخری نمبر بھی دھوم دھام سے نکلا۔ اور مقبولیت کی نگاہوں سے دیکھا گیا مگر میں پھر بھی چپ ہی رہا۔ آج بھی وہی تبلیغی سفر وہی انہماک مشاغل وہی عدیم الفرصتی اور وہی ناسازی طبیعت موجود ہے۔ مگر باینہمہ میں مہر خاموشی کو توڑ کر ایک دعوت نامہ لئے ہوئے احباب کی خدمت میں حاضر ہونے کی جرأت کرتا ہوں۔

مجھے احباب کرام کو یہ دعوت دینا ہے کہ آپ کا قومی سالانہ اجتماع۔ قومی میلے اور قومی جلسے میں شریک ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس دعوت کی اہمیت کے آگے مذکورہ بالا موانعات کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتے۔ اس لئے بادب گزارش کرتا ہوں کہ اے میرے احمدی بھائیو! اس سال اپنے قومی جلسے کو کامیاب بنانے کے لئے پوری پوری جدوجہد کرو۔ خود بھی آؤ اور اپنے احباب کو بھی ہمراہ لاؤ۔ آجکل زندہ قوموں کی نشانی ان کے قومی جلسوں کی کامیابی ہے۔ جس قوم کے جلسے کامیاب ہوتے ہیں۔ اس قوم کی رگ حیات میں تازہ خون دوڑنے لگ جاتا ہے۔ اور سال بھر کے لئے اس کے سامنے سال بھر کے لئے ایک تعمیری پروگرام آجاتا ہے۔ جسکے مطابق وہ اختتام سال تک اپنی منزل مقصود کا بہت راستہ طے کر لیتی ہے۔ اور کہیں سے کہیں نکل جاتی ہے۔

ہمارا سالانہ قومی اجتماع بھی اسی غرض کے لئے ہوتا ہے۔ کہ ہم ایک مقام پر جمع ہو کر اپنے گزشتہ حالات پر غور کریں۔ اور آئندہ کے لئے سوچیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ اگر سابقہ روش میں کوئی نقص رہ گیا ہے۔ تو اس کی کیا وجہ ہے۔ اور وہ کیونکر رفع ہو سکتا ہے۔ غیر اقوام میں اسلام کو پہنچانے کے لئے آسان اور سہل الحصول طریقے کیا ہیں۔ اور ان پر کیونکر گامزن ہونا چاہیے۔ کہاں کہاں ہماری مخالفت ہوئی اور اس کا کیا اثر ہوا۔ اندرونی اور بیرونی مخالفتوں سے بچنے کی کیا کیا تدبیریں ہیں۔ کہاں کہاں کامیابی ہوئی۔ اور کہاں کہاں ناکامی رہی۔ کامیابی کیونکر ہوئی۔ اور ناکامیابی کا کیا علاج ہے۔ یہ اور اسی قسم کی بہت سی باتیں ہیں جن پر سالانہ اجتماع میں کافی غور و خوض ہوگا۔ اس پر مستزاد یہ کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے گرانمایہ ارشادات سننے کا بھی زریں موقعہ حاصل ہوگا۔ اور دوسرے بزرگان قوم کی معنی خیز تقریروں کو سننے کا بھی موقع ملے گا۔ اس لئے نہایت ہی ضروری ہے کہ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ایک بھائی اپنی اپنی جگہ پر پوری پوری کوشش کرے۔ خود بھی آئے اور احباب کو بھی ساتھ لائے۔ اور دنیا کو دکھلا دے کہ احمدی قوم زندہ ہے اور اپنے فرائض کا پورا پورا احساس رکھتی ہے۔

صدائے امیر و لبیک

ڈاکٹر مناظر حسین صاحب قریشی حضور کا حکم نامہ صادر ہوا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنے حصہ کا چندہ جس قدر طلب ہوگا حضور کی خدمت میں بھیجونگا۔

جناب محمد صدیق صاحب سرگودھا حکم آنجناب کی بسر و چشم تعمیل کروں گا۔

جناب عبد الاکبر صاحب نائب تحصیلدار آبپاشی بنوں جناب کے ارشاد گرامی کے بموجب مبلغ ... روپیہ اپنی دس یوم کی آمدنی اقساط میں ادا کرونگا۔

خواجہ غلام نبی صاحب مہجور بدوملہی آپ کا حکم منظور ہے تین ماہ میں پانچ پانچ روپیہ کے حساب سے یہ رقم ادا کرونگا۔ انشاء اللہ اور چندہ کے لئے بھی کوشش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بیشتر قومی خدمت کی توفیق عطا کرے۔

ڈاکٹر نبی بخش صاحب ندان سانز لاہور تعمیل ارشاد کی کوشش کرونگا۔

سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر لاہور میں آپ کی تحریک پر لبیک کہتا ہوں اپنی ایک ماہ کی تنخواہ کا ⅓ حصہ تین اقساط میں ادا کردونگا۔ انشاء اللہ پہلی قسط جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضر کرونگا۔

حکیم اللہ دتہ صاحب حضرت امیر نے جو اپیل شائع فرمائی ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ دس دن کی تنخواہ تین قسطوں میں میری تنخواہ میں سے وضع فرمائیں۔

مولوی محمد عبد اللہ صاحب کشمیری وکیل سرینگر سردست میں ... روپیہ ارسال کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے خط کی پوری پوری تعمیل کشمیر واپس جانے پر ہوگی۔

چودھری عبد المجید صاحب لاہور نادم ہوں کہ اپیل کے جواب میں دیر ہوئی۔ تنخواہ ملنے پر ایک تہائی ۶/۶/۵ خزانہ انجمن میں جمع کرا دونگا۔

جناب وزیر احمد صاحب قریشی میڈیکل سٹوڈنٹ لاہور میں اپنے کھانے پینے کے اخراجات میں سے ۵ روپیہ کی حقیر رقم حاضر کرتا ہوں۔ کل جمعہ میں دو روپے جلسہ کے چندہ میں بھی دیئے ہیں۔ خدا توفیق دے اپنی امیر کی راہ میں خرچ کرسکوں۔ میں نے اپنی والدہ صاحبہ کو بھی لکھا ہے کہ وہ بھی عنایت فرمائیں۔

مرزا حبیب الرحمن صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر بدوملہی آپ کی چٹھی پڑھکر قلب پر اثر ہوا۔ میں اپنی ضروریات کو کم کرکے ۱۰ روپے ماہوار کی اقساط چار ماہ تک ادا کرونگا۔ میں خود اور ... اور گرد کے دیہات میں فراہمی چندہ کے لئے گشت لگا رہے ہیں۔ خدا ہماری کوشش میں برکت دے۔ اور ہماری قوم کی بے چینی دور ہو۔

حافظ عطاء اللہ خان صاحب لاہور میں اپنی آمدنی کا تیسرا حصہ بالاقساط ادا کروں گا۔ انشاء اللہ۔ اے کاش میری زیادہ کی استطاعت ہوتی۔

جناب سرور خان صاحب تحصیلدار کرنال دس یوم کی تنخواہ مبلغ پچاس روپے دسمبر میں ادا کردونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مبلغ ۱۰ روپیہ اپنے دوستوں سے چندہ کیا ہے کل مبلغ ... ادا کئے جائیں گے۔

چودھری عبد المجید صاحب بی اے لاہور میں دس کی آمد بخوشی تین اقساط میں ادا کرونگا۔ دعا فرمائیں کہ خدا دین کی خدمت کی توفیق دے۔

میاں غلام عباس صاحب بی اے ارمک جناب کا چھپا ہوا عنایت نامہ پڑھا میں نے ایک صد روپیہ کا چیک ارسال خدمت ہے۔

... صاحب اپنی دس دن کی آمد میں سے ...

معلومات

ماہرین موسیقی نے جرائم متعلقہ کوشش کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اگر طلبا کو تعلیم کے ساتھ موسیقی بھی سکھائی جائے تو جرائم کے انسداد میں بڑی کامیابی ہو سکتی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ موسیقی کے اثرات انسانی دماغ سے جرائم کے خیال کو بالکل فنا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی مقصد کو سامنے رکھکر الیسٹ اور بج اور نیو جرسی کے مدرسوں میں موسیقی کی تعلیم لازمی قرار دیدی گئی ہے۔ خیال کیا جا رہا ہے کہ جو طلبہ ان مدارس سے نکلیں گے وہ جرائم کے خیال سے پاک ہوں گے۔

اب تک مچھلیوں کے متعلق یہ مشہور تھا کہ وہ صرف پانی میں رہ سکتی ہیں اور بغیر پانی کے ان کی زندگی ناممکن ہے۔ لیکن اب کچھ ایسی جدید مچھلیاں دریافت ہوئی ہیں جو بغیر پانی کے بھی زندہ رہ سکتی ہیں۔ جنوبی افریقہ میں جب ایک دریا گرمی کے موسم میں بالکل خشک ہو گیا تو ایک حیرت انگیز مچھلی پائی گئی جو دریا کے ریت میں گھونسلا بنا کر رہتی ہے جب تک کہ دریا دوبارہ پانی سے پُر نہ ہو جائے اس مچھلی کو عجائبات کی دنیا میں نہایت حیرت انگیز نگاہوں سے دیکھا جا رہا ہے۔

ایک مشہور مغربی ڈاکٹر نے اپنے لیکچر میں بیان کیا ہے کہ تازی ہوا کی افراط اور پاؤں کو گرم رکھنا۔ آرام دہ بستر پر نرم نیچا تکیہ لگا کر لیٹنا بیخوابی دور کرنے میں بیحد مفید ثابت ہوا ہے۔ اس کے علاوہ سوتے وقت تھوڑا سا گرم پانی پینا یا بستر پر لیٹ کر تھوڑی دیر ہاتھ پیر اچھالنا بھی نیند لانے میں معاون ہوتا ہے۔ اگر آپ کے گھر مہمان ہوں اور ایسا کرنے میں حجاب معلوم ہوتا ہو تو پھر گہری گہری سانس لینا بھی مفید معلوم ہوتا ہے۔ ۲۰ دفعہ گہری سانس لینے سے فوراً نیند کا غلبہ ہونے لگتا ہے۔

آج دنیا بھر کے علمائے سائنس اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دماغ صرف کر رہے ہیں کہ مختلف قسم کی ردی چیزوں سے کام لے کر دولت پیدا کی جائے۔ مثلاً لوگ آج تک انگور کے ڈنٹھلوں کو بیکار چیز خیال کرتے تھے۔ لیکن فرانس کے ایک ماہر سائنس نے انہی میں سے ایک ایسا چکنا تیل نکالا ہے جو نازک ساخت کی موٹروں میں استعمال کرنے کے لئے نہایت مفید ہے۔ اسی طرح فرانس کے ایک اور سائنس داں نے پھٹے ہوئے دودھ سے ایک اور مصالحہ تیار کیا ہے جس سے بہت سی اشیا صابن۔ کھلونے۔ شطرنج کے مہرے سگریٹ کے ہولڈر۔ چھڑیاں۔ کھونٹیاں۔ چاقو کے دستے اور بہت سی دیگر اشیا بنائی جاتی ہیں۔

امسال سال ماسبق کی نسبت ہندوستان کی غیر ممالک سے تجارت کافی بڑھ گئی ہے۔ پچھلے سال ہندوستان میں بیرونی ممالک سے جو اشیا بھیجی گئیں ان کی قیمت ۴۲ کروڑ ۵۳ لاکھ پونڈ کی گئی تھی۔ اور امسال ان کی قیمت کا اندازہ ۴۸ کروڑ ۷۶ لاکھ روپیہ کیا جاتا ہے۔

سامان خوراک کے مسئلہ پر غور کرنے والی کمیٹی نے ایسے جہاز بنانے کی تجویز کی ہے۔ جن پر کارخانہ بھی ہوگا۔ یہ جہاز ماہی گیری کے کام آئیں گے۔ اور مچھلیاں پکڑ کر وہیں کارخانہ میں تیار کرلی جائیں گی۔ اس وقت تک ماہی گیری محض سواحل کے نزدیک تک محدود تھی ان جہازوں کی مدد سے ساحل سے دور جاکر بھی ماہی گیری کی جاسکے گی اور یہ مچھلیاں تازہ بتازہ منڈیوں میں پہنچائی جا سکیں گی۔

ریگا کے تعلیمی حکام نے لڑکوں میں امن پسندی کی ذہنیت پیدا کرنے کے لئے فیصلہ کیا ہے کہ سکولوں میں فوج بری و بحری اور عسکر پرواز کے متعلق ہر قسم کا لٹریچر ممنوع قرار دیا جائے۔

ایک روسی موجد نے ایک ... جو ...

خبریں

— تقریباً تین ہفتے سے ملک معظم علیل ہیں۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ ابھی تک وہ خطرے سے باہر نہیں ہیں۔

— سر عبد الرحیم نے بنگال مسلم لیگ کی صدارت سے استعفا دیدیا ہے خیال کیا جاتا ہے مولوی عبد الکریم صاحب ممبر کونسل صدر ہونگے

— ریاست جنید میں مسلمانوں پر بہت تشدد ہو رہا ہے۔

— مشہور فارسی اخبار حبل المتین کا داخلہ افغانستان میں بند ہو گیا ہے

— جرمنی میں قیصر کو دوبارہ تخت پر بٹھانے کی کوشش ہو رہی ہے

— کلکتہ ۸ دسمبر۔ آل انڈیا خواتین کانفرنس کا اجلاس ۲۷-۲۸ دسمبر کو کلکتہ میں منعقد ہوگا۔ مہارانی ٹراونکور فرائض صدارت انجام دیں گی۔

— لنڈن ۹ دسمبر۔ کمانڈر کین ورتھی نے دار العوام میں صرف ایک رائے کی اکثریت سے سزائے موت کی تنسیخ کا مسودہ قانون پیش کرنے کی اجازت حاصل کرلی ہے۔ اس نوعیت کا مسودہ اس سے پیشتر ایک مرتبہ اکثریت سے مسترد کیا جا چکا ہے۔

— نئی دہلی ۷ دسمبر۔ افغان قونصل جنرل کی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ جلال آباد میں امن قایم ہو گیا ہے۔ باغیوں نے جلال آباد پر حملہ کردیا تھا۔ حکومت کی سپاہ بھی تیار تھی۔ ایک مختصر مقابلہ کے بعد اس نے حملہ آوروں کو پسپا کردیا۔ باغیوں کے آٹھ سو آدمی پکڑے اور مارے گئے۔ حکومت افغانستان اب تک یہ کوشش کر رہی ہے کہ اس شورش کو پرامن ذرائع سے فرو کر دیا جائے۔

— کلکتہ میں انڈین نیشنل کانگرس کے اجلاس کی تیاریاں تقریباً مکمل ہو چکی ہیں۔ پارک سرکس نے جس کا رقبہ ۸۰ بیگہ ہے خیموں کے ایک شہر کی صورت اختیار کرلی ہے۔ اس کا نام دیش بندھو نگر رکھا گیا ہے۔ اس دفعہ جو پنڈال بنایا گیا ہے وہ گزشتہ تمام سالوں سے بڑا ہے۔

— ایک اعلان مظہر ہے کہ کانگرس کا اجلاس دیش بندھو نگر میں ۲۹-۳۰-۳۱ دسمبر کو منعقد ہوگا۔ مجلس انتخاب مضامین کا اجلاس ۲۵ دسمبر کو اور نمائش کا افتتاح ۱۷ دسمبر کو ہوگا۔

— مولانا ابو الکلام آزاد نے ایک بیان دیا ہے کہ مسلم آل پارٹیز کانفرنس ہرگز اختلافات کو نہیں مٹا سکتی۔ اس لئے یہ کانفرنس بے سود ہے

پیغام صلح :- کاش مولانا اختلافات کو مٹانے کی کوئی اور تجویز بھی ارشاد فرما دیتے۔

— صوبہ متحدہ میں ہیضہ اور طاعون کی وبا نہایت سرعت سے پھیل رہی ہے۔

— سکندر آباد دکن کی اطلاع ہے کہ حضور نظام ۱۵ دسمبر کو حیدر آباد سے کلکتہ روانہ ہونگے۔ اور تین ہفتے تک قیام کرنے کے بعد جنوری کے پہلے ہفتہ میں مراجعت فرمائے حیدر آباد ہوں گے۔

— لنڈن کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ ملک معظم کی حالت ابھی تک تشویشناک ہے۔ پھیپھڑوں میں مصنوعی ہوا پہنچائی جا رہی ہے۔

— سمرنا ۱۰ دسمبر۔ سیلاب کی وجہ سے بہت سا نقصان ہوا۔ کئی مکانات گر گئے ہیں لوگ درختوں پر پناہ گزیں ہیں۔

— لنڈن شاہی محکمۂ فضائی انتظام کر رہا ہے کہ ہندوستان اور انگلستان کے درمیان کا سفر صرف ۷ دن میں طے کر لیا جایا کرے یہ ہوائی رستہ جنیوا۔ بصرہ۔ اور ایران سے ہوتا ہوا کراچی پر ختم ہوگا۔

— افواہ ہے کہ مشہور انگریز جاسوس کرنل لارنس آج کل کوہاٹ (صوبہ سرحدی) میں ایک معمولی کلرک کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اور عنقریب بعض اہم مقاصد کی تکمیل کے لئے افغانستان جانیوالا ہے۔

— بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ امرتسر میں ایک مسلمان پیر کے بھیس میں موجود ہے اور لالہ جیت رائے کی ارتھی کے جلوس میں جو پیر کرم شاہ پٹا تھا وہ کرنل لارنس ہی تھا۔ کہا نہیں جا سکتا کہ یہ افواہیں کہاں تک درست ہیں۔

— مولانا محمد علی ایڈیٹر ہمدرد نے ہندوستان آتے ہی نہرو رپورٹ کی مخالفت کا اظہار کر دیا ہے۔

— ٹرکی کے سرکاری خزانہ میں ایک کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ کے غبن کا سراغ ملا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ افسران قرضہ عوام نے پرانے نوٹوں

نہایت ضروری اطلاع

اردو ترجمہ وید مقدس موسومہ

وید امرت

معزز ناظرین! فتنہ ارتداد کے دائمی انسداد کا درست طریقہ ایک ایک ہی ہے وہ یہ کہ ویدوں کا صحیح اور مستند ترجمہ اردو میں شائع کیا جاوے سناتن دھرمی ہندو و غیر ہندوؤں کو دید پڑھنا گناہ سمجھتے ہیں اور آریہ سماجی اصحاب عموماً ویدوں سے خود ناواقف ہیں اس لئے ہندوؤں سے یا آریوں سے ویدوں کے صحیح اور مستند اردو ترجمہ کی امید رکھنا لے سود ہے۔ اگر کبھی کسی آریہ سماجی پنڈت نے ویدوں کے اردو ترجمہ پر کمر باندھی بھی تو وہ دیگر آریہ سماجی مترجموں کی مثل سوامی دیانند سرسوتی کے نقش پا کی تقلید ثابت ہوگی اور ویدک دھرم کی کمزور اور بسا اوقات بھدی تعلیم کو تاویل کا خوبصورت لباس پہنایا جاوے گا اور یہ ترجمہ مال کے علاوہ اکثر مومنوں کے دینی نقصان کا بھی باعث ہوگا۔ لہذا محض احقاق حق و ابطال باطل کی نیک نیت سے میں نے ویدوں کے اردو ترجمہ کرنے پر کمر ہمت باندھی ہے اور میں اپنے خالق و مالک اور اپنے ست دھرم کی قسم کھا کر اقرار کرتا ہوں کہ ویدوں کے صحیح معنی ظاہر کرنے میں کسی قسم کی مذہبی، قومی ملکی یا نسلی تعصب کو جگہ نہ دونگا بلکہ قدیم آچاریوں، رشیوں، منیوں، مترجموں، مفسروں حتی کہ برہمن گرنتھوں کے مصنفوں نے جیسا مفہوم ویدوں کا سمجھا ہے۔ وہی ظاہر کر دوں گا۔ کیونکہ ویدوں کے صحیح معانی و مطالب وہی ہیں جنہیں قدیم رشی مہرشی سمجھتے چلے آئے ہیں۔ میں اصل وید منتر بزبان سنسکرت نقل کرکے نیچے اردو ترجمہ دونگا اور جہاں جہاں مہرشی دیانند کے ترجمہ یا آریہ سماجی مفروضہ عقائد سے اختلاف ہوگا وہاں وہاں مقابلہ کے لئے (۱) مہرشی دیانند کا ترجمہ بھی نقل کروں گا اور اپنے ترجمہ کی صحت و سند میں (۲) نرکت (۳) نگھنٹو (۴) کلپ سوتر (۵) گرھیہ سوتر (۶) شراوت سوتر (۷) براہمن گرنتھوں (۸) سائن آچاریہ (۹) اُبٹ آچاریہ (۱۰) مہی دھر (۱۱) گرفتھ (۱۲) ولسن (۱۳) مکسمولر وغیرہ وغیرہ شارحان و مترجمان وید کے تراجم و تفاسیر بھی ضمن میں نقل کروں گا۔ اور یہی زبردست سند میرے ترجمہ کے مستند اور صحیح ہونے کی ہے۔ اس سے ایک مزید فائدہ یہ بھی ہوگا کہ میرے ترجمہ کے ساتھ ساتھ تقریباً ایک درجن تراجم مشہور و قدیم مترجموں کے بھی مختلف فیہ وید منتروں پر ناظرین کے ہاتھ میں یکجا پہنچ جائینگے۔ مگر ایسے مستند و صحیح ترجمہ کے لئے برسوں کی لگاتار محنت کے علاوہ ہزار ہا روپیہ کی ضرورت ہے۔ اسلئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ اس ترجمہ کو ماہوار رسالہ کی صورت میں شائع کیا جاوے جس کی ماہوار قیمت ۸/ سالانہ اور اسی حساب سے سہ ماہی قیمت ۲/ ششماہی ۴/ سالانہ لعہ ۹ روپیہ چندہ ہوگا اور صرف اتنی ہی جلدیں چھپوائی جایا کرینگی جن کا چندہ پیشگی وصول ہو چکا ہوگا۔ لہذا تمام شائقین کو چاہیئے کہ سالانہ چندہ یا ششماہی یا سہ ماہی یا کم از کم ماہوار چندہ بھیجکر اپنا نام معہ پورا پتہ خریداروں میں لکھوالیں ورنہ بعد میں دگنی قیمت خرچ کرنے پر بھی گذشتہ حصوں کا ملنا مشکل ہوگا پہلا رسالہ غالباً بماہ جنوری ۱۹۲۹ء شائع ہوگا لہذا خریداری کی درخواستیں معہ چندہ پیشگی ۱۵ دسمبر سے پیشتر ہمارے دفتر میں پہنچ جانی ضروری ہیں۔

برائے اطلاع سوداگران و اشتہار دہندگان

چونکہ یہ ترجمہ وید مقدس اپنی طرز کا لاثانی ہوگا جو بلاشبہ کروڑوں انسانوں کے مطالعہ سے گذریگا اور ویدوں کے صحیح اور مستند ترجمہ ہونیکی حیثیت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھا جائیگا لہذا اس میں دیا ہوا اشتہار بھی مستقل اور دائم قائم رہیگا۔ جبکہ روزانہ اخباروں کے اشتہاروں کی عمر صرف ایک دن ہفتہ وار اخباروں کی عمر صرف ایک ہفتہ ماہوار رسالوں کے اشتہاروں کی عمر زیادہ سے زیادہ ایک ماہ ہوا کرتی ہے۔ مگر **وید امرت** میں دیا ہوا اشتہار ہمیشہ ہمیشہ کیلئے زندہ و محفوظ رہے گا اور ہمیشہ کے لئے آپ کی تجارت کو دائمی شہرت دیگا۔ لہذا اگر آپ اپنی تجارت یا کاروبار کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو وید امرت سے بہتر وسیلہ اشتہار کا دوسری جگہ ملنا ناممکن ہے۔ نرخ اشتہارات بھی نہایت کم رکھی گئی ہے فوراً اپنا اشتہار معہ زر اجرت پیشگی بھیجدیں۔ اشتہار دنیا کی ہر زبان میں دیا جا سکتا ہے۔

تمام رقوم پیشگی و اشتہارات و درخواستوں کے بھیجنے کا پتہ

آتمانند "المسیح" بانئے ست دھرم

دارالاشاعت ست دھرم محلہ جوگیواڑہ۔ نئی سڑک دہلی

دارالکتب اسلامیہ کی ضروری اور مفید کتب

تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

بیان القرآن یعنی اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم یہ تفسیر عام فہم عبارت میں لکھی گئی ہے۔ اور قرآن کریم کو ایک مقام سے لیکر دوسرے مقام تک حل کیا گیا ہے۔ مکمل تین جلدوں میں قیمت جلد ۹ ... اول لعہ جلد دوم ... جلد سوم لعہ

سیرت خیر البشر۔ حضرت نبی کریم کی زندگی کے پیارے پیارے حالات۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد ۱۲

تاریخ خلافت راشدہ۔ یعنی خلفائے راشدین کے زمانہ کے حالات۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد ۱۲

جمع قرآن۔ قرآن کریم کی جمع و ترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات نہایت تحقیقات سے لکھے گئے ہیں مجلد ۸

مقام حدیث۔ اس کتاب میں جمع حدیث۔ ضرورت حدیث اور تنقید حدیث پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ شروع کتاب میں آنحضرت صلعم کے خط و خال کا عکس دیا گیا ہے۔

حقیقت المسیح۔ ایک عیسائی کے چند سوالات کے جوابات از روئے قرآن کریم اور بائبل نہایت مفصل طور پر دئے گئے ہیں قیمت ۳/

حدوث مادہ۔ ایک آریہ سے مباحثہ۔ ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ حادث ہے۔ قیمت ۸/

مسیح موعود۔ جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خصوصیات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ سلسلہ کے متعلق تحقیقات کرنیوالے کو اس کا مطالعہ ازبس ضروری ہے قیمت مجلد ۱۲ بے جلد عہ

النبوت فی الاسلام۔ اس میں نبوت۔ رسالت محدثیت اور مجددیت پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی ہے۔ قیمت عہ

صحیح بخاری۔ صحیح بخاری کے پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ اور تفسیری نوٹ تین حصوں میں، قیمت پارہ اول عہ دوم عہ باقی پارے چھپ رہے ہیں۔ قیمت ہر سو صفحہ کے فی سی عہ

شناخت مامورین۔ جس میں مامورین من اللہ کی شناخت اور انہیں پرکھنے کے نشانات با وضاحت درج ہیں قیمت ۳/

احمد مجتبے۔ میاں محمود احمد صاحب کے اس عقیدہ کی تردید کہ احمد رسول اللہ کا نام نہ تھا۔ قیمت ۴/

مینجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب

اشتہار کا بہترین ذریعہ

اخبار پیغام صلح ہے

جلد ۱۶ | لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۳۰ جمادی الآخر ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۴ دسمبر ۱۹۲۸ء | نمبر ۸۶

جماعت احمدیہ کی خدمات اسلامی

"تمام مسلمان بہنوں اور بھائیوں سے پُرزور درخواست

کہ وہ اسلامی جلسہ میں ضرور شامل ہوں"

ایڈیٹر صاحبہ نوجہاں کا دعوتی پیغام

یہ حقیقت روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ایک سچے مسلمان کے لئے دنیا میں سب دولتوں سے بہترین دولت مذہب اسلام ہے جس کی ترقی اور بقا کے لئے دل و جان سے کوشش کرنا ہر مسلمان کا فرض اولین ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ ہمارے اکثر مسلمان بھائی غفلت سے کام لے کر صرف دنیاوی عزو جاہ کی طلب میں شب و روز سرگرم کار رہتے ہیں۔ کاش دنیاوی حصول مرتبت کے ساتھ ساتھ انہیں مذہب کے تحفظ و بقا اور اس کی اشاعت کا بھی خیال ہوتا کہ مسلمانوں کے لئے سب نعمتوں سے بڑی نعمت اسلام ہی ہے۔ اسی کی بدولت دنیا جہان میں مسلمانوں کی شان و شوکت کا پھریرا لہرایا تھا اور اسی کی بدولت وہ عرصہ ہستی میں گوئے سبقت لے گئے تھے۔ اور آئندہ بھی اسلام ہی کی اشاعت و ترقی سے وہ کارگاہ حیات میں کامیاب و کامران ہوسکیں گے۔

اگرچہ زمانہ وسطیٰ میں حالت یاس افزا ہوگئی تھی لیکن خدا کا شکر ہے زمانہ حال میں پھر امید کی جھلک نظر آنے لگی ہے۔ اور دوسرے مسلمان بھائیوں کی چھوٹی چھوٹی تبلیغی انجمنوں کے علاوہ ہمارے احمدی بھائیوں نے لاہور میں کئی سال سے ایک زبردست تبلیغی انجمن قائم کر رکھی ہے۔ جس کے ذریعے سے تبلیغ و اشاعت اسلام کے فرائض بوجہ احسن انجام پا رہے ہیں۔ ہندوستان میں کام کرنے کے علاوہ مذکورہ انجمن اشاعت اسلام کے لئے ہمیشہ اپنے وفود لندن، فرانس، جرمنی اور دیگر ممالک کو روانہ کرتی رہتی ہے اور ان کی خدمات کے ثمر زمانہ کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ حقیقت میں یہ جماعت اسلام کی زبردست خدمت کر رہی ہے اور اپنی خدمات کے لحاظ سے اس بات کی صحیح اور بجا طور پر مستحق ہے کہ مسلمانان عالم اس کی کوششوں کو بنظر استحسان دیکھیں اور درمے، قدمے، سخنے ہر طرح اس کی مدد کریں کیونکہ یہ مدد تو سراسر اسلام کی خدمت ہوگی۔ اب حال ہی میں احمدیہ جماعت لاہور کا سالانہ اسلامی جلسہ لاہور میں منعقد ہونے والا ہے جس کی شرکت کے لئے ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو دعوت دی گئی ہے میں تمام مسلمان بہنوں اور بھائیوں سے پرزور درخواست کروں گی کہ وہ اس اسلامی جلسہ میں ضرور شامل ہوں۔ اسلامی خوبیوں پر اور اس کے تحفظ و بقا کی سعی و جہد کے لئے تقریریں کریں۔ اور اس طرح ایک اسلامی اور ملی فرض سے عہدہ برآ ہوں۔ خدا رسولؐ اور قرآن پر ایمان رکھنے والا ہر شخص مسلمان ہے اور سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اسلام کی خدمت کے جلسوں میں سب مسلمانوں کو ایک ہو جانا چاہیئے کیونکہ اسلام کی خدمت سب پر یکساں فرض ہے اور جس کسی کو یہ سعادت نصیب ہوسکے وہ بلا شبہ خوش قسمت ہے۔

میں امید کرتی ہوں کہ تمام مسلمان بہنیں اور بھائی اس دعوت میں شریک ہوکر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ خدا اور اس کے رسول کے ارشاد کے مطابق ایک دوسرے سے ملو۔ اسلام کی بہتری کے مشورے کرو۔ ایک دوسرے کو پیغام اخوت دو۔ ایسے ہی شاندار جلسوں کے ذریعے سے آپس میں مل مل کر اسلامی اتحاد کو بڑھاؤ اور خدا کے دین کا پیغام چار دانگ عالم میں پہنچا دو۔

(خاکسار ر۔ ح۔ ب۔ ایڈیٹر رسالہ نوجہاں گوجرانوالہ)

دل خوش کن کفر

(جناب پیر چھوٹے میاں صاحب کا معنی خیز سوال)

میرے بہت سے مولوی اور عالم دوست ہیں اور بعض مرید بھی طالب ہیں میں سب ہی سے پوچھتا ہوں کہ کفر کیا چیز ہے۔ مولوی محمود الحسنؒ کو بعض مولوی صاحبان نے کہا کافر ہے مگر وہ رحمۃ اللہ علیہ کہلاتے ہیں۔ سر سید کو بھی کافر کہا گیا اور لاکھ مسلمان ہی سمجھتے رہے۔ بھائی محمد علی اور شوکت علی اور ظفر علی اور ابو الکلام کا ذکر اور دیگر گئے جواب بھی کفر کے نہیں مسلمانوں کے رہنما ہیں۔ افراد کو چھوڑ کر جماعت کو لیجئے۔ بریلویوں کے نزدیک دیوبندی کافر دیوبندیوں کے نزدیک اہل حدیث کافر اہل حدیث کے نزدیک قادیانی کافر قادیانیوں کے نزدیک ساری دنیا سے اسلام ہی کافر انہوں نے جھگڑا ہی ختم کر دیا۔ یہ کیا مصیبت ہے۔ یاد رکھو کہ جب سے محمد رسول اللہ کے کلمہ کے نیچے بیٹھ کر کفر کو نکال کر باہر کیا گیا ... لا اله الا الله غلام احمد رسول اللہ نہیں کہتے ...

تحریف وید پر فیصلہ کن بحث

بسواں ضلع سیتاپور میں ایک مباحثہ

اور آریہ سماج کو شکست فاش

(مولانا عبد الحق صاحب بگانوی مربی اسلام)

لاہور سے رخصت ہوئے مجھے بہت دن گزر چکے ہیں عجیب و غریب حالات پیش آ رہے ہیں ان کی تفصیل تو بعد میں انشاء اللہ لکھوں گا البتہ آج ایک نہایت اہم اور شاندار واقعہ گزرا ہے جس کی مختصر کیفیت اخبار میں درج کرنے کے لئے بھیجتا ہوں۔

یوپی میں عام طور پر مسلمانوں کی آبادی کم ہے۔ اور کہیں ہیں بھی تو نہایت غریب ہیں۔ آریہ مسلمانوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر جگہ جگہ موقعہ پاکر چیلنج دیدیتے ہیں کہ بھئی اپنے مولویوں کو بلا کر ہمارے مشاہیر علماء کے ساتھ مناظرہ کرالو۔ اور یہ چیلنج ہوتے بھی اچانک اور ناگہانی ہیں کہ مسلمان جلدی میں کوئی قابل مولوی نہ بلا سکیں۔ اور وہ اپنی پھبتیاں اڑا کر ان پر اثر ڈال دیں۔ یہی حالت ہفتہ عشرہ سے چاروں طرف دیکھ رہا ہوں چنانچہ کل یہاں بسواں کی غریب انجمن کو انہوں نے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ کہ ہمارے "مشاہیر علماء" آ گئے ہیں۔ تم بھی مولوی بلالو۔ کل شام کو ہمیں اطلاع ملی۔ اور آج صبح ہم یہاں پہنچ گئے۔ دھرم بھکشو کالی چرن اور سینید دیو آریوں کے مایہ ناز مناظر یہاں موجود پائے۔ دھرم بھکشو اور ہمارے نوجوان دوست مرزا مظفر بیگ صاحب کا "کونسی الہامی کتاب ہے" پر مناظرہ طے پایا۔ پنڈت دھرم بھکشو اگرچہ مرزا صاحب سے پہلے بھی زخم کھائے ہوئے تھے۔ مگر وہ کیا کیا کرتے ہیں کہ ... بسکی ورثا وہ گزشتہ سب اپنی شکستوں کو فراموش کرکے میدان میں آ ہی گئے مناظرہ کیا تھا اچھا خاصا ایک دنگل تھا جس میں مرزا صاحب کے قوی اور مضبوط بازوؤں نے بھکشو کو وہ وہ پٹخنیاں دیں کہ بس ان کا لوہا مان گئے۔ قرآن کریم کی بے نظیر حفاظت اور ویدوں کی ناگفتہ بہ گڑبڑ کا ایسے روشن دلائل اور مشاہدات سے ثابت کرکے دکھایا کہ پنڈت جی چاروں شانے چت ہوگئے۔ فیصلہ کن بات یہ تھی کہ ویدوں کے مختلف نسخے میز پر رکھ دیئے گئے جن میں ایک دو منتر سے لے کر ۱۲۰۰ منتروں تک کی گڑبڑ تھی۔ اس کے بالمقابل قرآن شریف کے ایسے دو مختلف نسخوں کا مطالبہ کیا گیا جس میں کسی قسم کی بھی کمی بیشی موجود ہو۔ دھرم بھکشو نے جھوٹی سچی روایات تو بہت سنائیں مگر اس علمی مشاہدہ اور آنکھوں دیکھی گواہی کے لئے ان کے پاس کچھ نہ تھا (باقی بر صفحہ ۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۵

پیغام صلح

جلد ۱۶ | ۳۰ر جمادی الثانی ۱۳۴۷ ہجری | نمبر ۸۶

خدا کے لئے دس دن کا مطالبہ

(حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے)

حفاظت اسلام کا احساس

انجمن کی مالی مشکلات کے حل کے لئے جو ہر ایک دوست سے اس کی دس دن کی آمدنی کا مطالبہ کیا گیا ہے اس کی تہ میں ایک خاص خیال تھا۔ ہو سکتا تھا کہ چند آسودہ حال احباب سے ہی یہ ساری رقم قرضہ پورا کرنے کو کہا جاتا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ تین سو نام انتخاب کر کے جیسا کہ بعض احباب نے کہا ہے ایک ایک سو روپیہ ان کے نام پر لگا دیا جاتا۔ ہماری قوم مالی قربانیاں بہت کرتی ہے۔ اپنی آمدنیوں میں سے پانچ فیصدی اور اس سے بڑھکر دس فیصدی بلکہ اس سے بھی زیادہ دینے والے احباب ہیں جزاھم اللہ خیرا لیکن میں چاہتا تھا کہ ساری قوم کے دل میں حفاظت اسلام کا احساس اس سے بھی زبردست پیدا ہو۔ جو اس وقت ہے۔ اور دس دن کی آمدنی کے مطالبہ میں یہی بات زیادہ تر مدنظر تھی۔ کہ ہم سب کو یہ محسوس ہو کہ گویا ہمیں دس دس دن کے لئے بلایا گیا ہے۔ کہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر خدا کے دین کی حفاظت میں لگا دیں۔ اگر فی الواقعہ کبھی کوئی ایسا موقع ہو تو جو لذت اس سے قلب میں پیدا ہو سکتی ہے وہ محض مالی امداد سے نہیں ہو سکتی۔ تاہم یہ خیال کہ ہم سب اکٹھے ہو کر دس دن محض خدا کے دین کی حفاظت کے لئے لگا دیں دل میں ایک خاص لذت پیدا کرتا ہے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ ہمارے لئے ایک نسبت کا موقع پیدا کرتا ہے جنہوں نے اپنی زندگیوں کو حفاظت دین کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ اور جو سب کے سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنے بال بچہ سے اپنے کاروبار سے اپنے آرام سے الگ ہو جاتے تھے۔ دس دن کے لئے نہیں۔ پندرہ پندرہ۔ بیس بیس۔ تیس تیس دن کے لئے۔ سال میں ایک مرتبہ نہیں۔ کئی کئی بار۔ پھر وہ اپنے کاروبار اور اموال سے ہی الگ نہ ہوتے تھے۔ اپنی گردنیں بھی کٹوانے کے لئے حاضر کر دیتے تھے۔ اور اس میں لذت محسوس کرتے تھے۔ ان قدسی نفس بزرگوں سے نسبت حاصل کر لینا کوئی چھوٹی سی کامیابی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں انسان کی زندگی کے بہترین دن وہی ہیں جو اعلائے کلمۃ اللہ اور حفاظت اسلام جیسے بلند مقصد کے حصول میں بغیر کسی ملونی کے صرف ہو جائیں۔ اور وہ دلی تڑپ جس کا اعادہ ہم ہر روز بیسیوں مرتبہ کرتے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یوں عملی رنگ میں ہماری زندگی میں ہر روز نہیں تو چند دنوں کے لئے ہی پوری ہوتی نظر آجائے۔ میرے دل کی یہ آرزو تھی کہ ہم سب اکٹھے ہو کر جس طرح نماز میں یہ دعا مانگتے ہیں اسی طرح عملی رنگ میں بھی یہ نمونہ دکھائیں کہ ہم چھوٹے اور بڑے۔ جوان اور بوڑھے۔ غریب اور امیر۔ تاجر اور ملازم سب ایک وقت اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کر اسی کی دی ہوئی نعمت زندگی کے دس دن اس کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کہ ہم اس وقت کو ہر ملونی سے پاک کر کے سب کے سب اپنا اپنا زور خدا کے دین کی حفاظت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے لگاتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر یہ احساس جماعت کے دلوں کے اندر پیدا ہو جائے تو مالی مشکلات کا خاتمہ ہوتے ہوئے دیر نہیں لگتی۔

دین کی جس تڑپ کا۔ اظہار میرے احباب نے کیا ہے وہ میرے بیان سے باہر ہے۔ میں نے بہتوں کی دکھ کی داستان بھی پڑھی ہے بعض احباب کی مشکلات اور تکلیفوں نے میری آنکھوں سے آنسو بھی نکال دیئے ہیں۔ مگر قلب میں اس وقت بھی یہ لذت تھی کہ کس قدر زبردست وہ تبدیلی ہے جو مجدد وقت نے ان دلوں میں پیدا کر دی ہے کہ وہ اپنی تکلیفوں کو خدا کے دین یا اپنی قوم کی تکلیف کے سامنے بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے میں نے دل ہی دل میں یہ بھی سوچا ہے کہ کیا میں نے اپنے احباب کو یوں تکلیف پہنچا کر کوئی برا کام تو نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوا ہے تو میرا ارادہ یہ نہ تھا۔ میری نیت یہی تھی کہ انہیں اگر تھوڑی تکلیف بھی ہو تو ایک دائمی لذت اور سرور رہے۔ اور مجھے کس قدر خوشی ہوئی جب میرے مکرم دوست مولوی محمد یعقوب خاں صاحب نے پشاور کے ایک دوست کا ذکر کیا جن کے سامنے جب یہ ذکر ہوا کہ کاش چند بڑے بڑے رؤسا اور نواب اس خرچ کو اپنے ذمہ لے لیں اور بڑی بڑی قوم سے امداد کریں۔ تو اس نے کہا کہ پھر ایسی صورت میں ہم غربا کے لئے حصول ثواب کا موقع ہی کم ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں یہ جماعت جب تک ایسے پاکیزہ خیالات اس کے دل میں ہیں خود ہی زندہ رہنے کے قابل نہیں بلکہ دوسروں کو زندہ کرنے کے بھی قابل ہے۔

قوم کے امراء سے خطاب

ہاں میں اصل واقعات کے اظہار سے گھبراتا نہیں۔ بہت سے دوست ایسے ہیں۔ بالخصوص مالدار طبقہ کا زیادہ حصہ ایسا ہے جنہوں نے ابھی تک میری درخواست کا جواب نہیں دیا کاش ہمارے مالدار دوست بھی اپنے آپ کو اس وقت اپنی قوم میں غربا کے ساتھ ایک صف میں کھڑے ہونے کا بلند مرتبہ دیتے۔ اور وہ یہ خیال نہ کریں۔ کہ وہ لبیک کہنے والے غربا سے بلند مقام پر کھڑے ہیں۔ جب ان کو خدا کی راہ میں دس دن بھی لئے کام کرنا دشوار نظر آتا ہے۔ وہ بلند مقام پر نہیں بہت پست مقام پر کھڑے ہیں۔ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہوتا اور دین کی حفاظت کے لئے بلایا جاتا۔ تو کیا پیچھے رہنے والے کسی عزت کے مستحق ہوتے۔ میرے دوستو! یہ دنیا ایک دلدل ہے جس میں تم پھنسے ہوئے ہو۔ اور خدا کی راہ میں خدمت کے لئے جو آواز دی جاتی ہے وہ تمہیں اس دلدل سے باہر نکالنے کے لئے ہے۔ آؤ اور اپنے غریب بھائیوں کی طرح خدا کے دین کی حفاظت کے لئے عاجزی اختیار کرو۔ تاکہ آپ کے دلوں کو بھی وہ لذت حاصل ہو جو خدا کی راہ میں دکھ اٹھانے والوں کو ملتی ہے اور جس سے بعض وقت صاحبان مال وجاہ محروم رہ جاتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ اس وقت کا بخل یا یہ خیال کہ ہمارے اخراجات بہت ہیں ہماری پوزیشن بڑی ہے۔ اپنے نفس سے بخل ہے۔ اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے۔ اپنے آپ کو نقصان پہنچانا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے زیادہ دینے کی یہ قدر ہے کہ اپنے نفس کی ضروریات پر اپنے بال بچے کے لئے اپنے مکانات بنانے کے لئے۔ انہماک اور

کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ان مشکلات کو تو دور کر دے گا مگر وہ لوگ تہی دست رہ گئے جنہوں نے خدا کے دیئے ہوئے مال کو برباد تو بہتیری جگہ کیا مگر جب ٹھیک موقعہ پر صرف کرنے کا وقت آیا اور دین کی حفاظت کا سوال آیا تو اپنے ہاتھوں کو روک لیا۔ اللہ تعالیٰ تو دلوں کو دیکھتا ہے وہ اکائیوں دہائیوں کو نہیں دیکھتا۔ جب تمہارے غریب بھائی اپنے اور اپنے بال بچے کے پیٹ کاٹ کر خدا کی راہ میں دے رہے ہیں۔ تو تمہیں کیا ہو گیا کہ ان کی تکلیفوں کو دیکھکر بھی قدم آگے نہیں بڑھاتے۔ اس کی رحمت تو نہ دینے والوں پر بھی نازل ہوتی ہے۔ بشرطیکہ دلوں کی حالت وہ ہو جس کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔ تولوا واعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون۔ اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ وہ ہمارے اوپر کے طبقہ کے دلوں کو بھی اسی طرح کھول دے جس طرح غربا کے دلوں کو کھول دیا ہے۔

(محمد علی)

انگریزی ترجمۃ القرآن کا جدید ایڈیشن

حضرت امیر ایدہ اللہ کے انگریزی ترجمہ سے اسلام اور مسلمانوں کو جو فوائد حاصل ہوئے ہیں ان کا اعتراف اشد ترین مخالفین کو بھی ہے آج یورپ کے مختلف ممالک میں اور دنیا کے انگریزی داں طبقہ میں اسلام کے متعلق جو دلچسپی اور عمدہ خیالات پیدا ہو رہے ہیں اس کی ایک بڑی وجہ انگریزی ترجمہ قرآن بھی ہے۔ اس کے علاوہ کئی ایک مسلمانوں کو جو دہریت کی طرف مائل تھے۔ بلکہ دہریہ ہو چکے تھے۔ اس ترجمہ کے ذریعہ ہدایت نصیب ہوئی اور اب وہ اسلام کے بہترین فرزند ہیں۔ اس کا موجودہ ایڈیشن زیادہ قیمتی اور عربی متن ہونے کی وجہ سے متوسط اور عربی زبان سے ناواقف اصحاب کے لئے کچھ زیادہ فائدہ رساں نہ تھا ناظرین کرام یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے انگریزی ترجمہ قرآن کا ایک جدید ایڈیشن تیار کیا ہے جس میں صرف انگریزی ترجمہ اور ضروری نوٹ ہوں گے عربی متن نہ ہو گا۔ یہ ترجمہ ولایت میں چھپ رہا ہے۔ اور امید ہے کہ تین ماہ میں بالکل تیار ہو جائے گا۔ اس کی قیمت صرف پانچ روپے رکھی گئی ہے۔ امید ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔ انگریزی داں غیر مسلم طبقہ میں اس کی مفت یا رعایتی تقسیم سے انشاء اللہ نہایت شاندار نتائج ظاہر ہوں گے۔ یہ جدید ایڈیشن منیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے مل سکے گا۔ [illegible]

جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ اب بہت قریب آگیا ہے احباب کرام کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ۲۴ر دسمبر سے باقاعدہ کارروائی شروع ہو جائے گی اس لئے ان کا ۲۳ر کی شام تک پہنچ جانا ضروری ہے۔ دعوت نمبر و دیگر ذرائع سے اس قومی اجتماع کی ضرورت و اہمیت کو اچھی طرح واضح کیا جا چکا ہے۔ ہمارے خیال میں اب اس سلسلہ میں سوائے یاددہانی کے اور کچھ کہنا باقی نہیں۔ احباب کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ امسال جلسہ سالانہ اپنے اندر بعض خصوصیات رکھتا ہے۔ اور چند ایک نہایت اہم امور پر غور و فکر کیا جائے گا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ جماعت کا ہر ایک فرد پہنچنے کی کوشش کرے۔ تاکہ زیر غور مسائل پر خوب غور و فکر کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کیا جا سکے۔

حضرت امیر کی مطبوعہ چٹھی اور محاسب صاحب کا اعلان جو دعوت نمبر میں شائع ہوا ہے بہت سے بھائی بہنوں کی نظر سے گزرا ہو گا اور ہمیں امید ہے کہ وہ اس کی اہمیت کو خوب اچھی طرح سے سمجھتے ہوں گے ضرورت ہے کہ جماعت کا ہر ایک فرد اس آواز پر لبیک کہتا ہوا اپنے فرائض کو ادا کرے۔ ہمیں توقع ہے کہ احباب کی مساعی سے انجمن کی مالی مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اس کو اس حد تک مطمئن کر دیا جائے گا۔ کہ مالی کمی سے دو چار ہوئے بغیر اپنے پیش نظر کام کو بخوبی انجام دے سکے۔

دعوت نمبر میں جلسہ پر تشریف لانے والے اصحاب کے لئے ہدایات شائع ہو چکی ہیں۔ اگر احباب کرام ان کو مدنظر رکھیں تو امر منتظمین جلسہ اور خود ان کی سہولت کا باعث ہو گا۔

ناظرین پیغام صلح سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی بقایا رقوم چندہ اخبار یا تو بذریعہ منی آرڈر بے باق کر دیں

قادیانی جماعت سے قطع تعلق

خان ثناء اللہ خاں صاحب کا رجوع الی الحق

(خان ثناء اللہ خاں صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس

کو حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کے ایک خط سے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ وہ تکفیر اہل قبلہ کے قائل تھے۔ لیکن باوجود میاں صاحب کی جماعت میں شامل ہو جانے کے انہوں نے تحقیقات کو نہیں چھوڑا۔ اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان پر حق کھول دیا۔ اور جب ان کو معلوم ہو گیا کہ حضرت مولوی صاحب کا عمل یعنی غیر از جماعت لوگوں کے جنازے پڑھنا اور پڑھوانا اور غیر از جماعت لوگوں کے پیچھے جب وہ تکفیر نہ کریں جواز نماز کا فتوے اور دیگر ان کی کھلی کھلی تحریریں سب اس خط کے اس مفہوم کے خلاف ہیں جو انہوں نے اس وقت خیال کیا تھا تو انہوں نے جرات ایمانی سے کام لے کر ذیل کا اعلان فسخ بیعت لکھ دیا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بڑا اجر عطا کرے۔ اور دوسرے ایسے لوگوں کو جنہیں اس عقیدہ تکفیر اہل قبلہ میں ٹھوکر لگی ہوئی ہے۔ ان کے نقش قدم پر چلکر تحقیقات کرنے کی توفیق دے۔ تاکہ حضرت مسیح موعود کا وہ الہام پورا ہو۔ لانبقی لك من المخزیات ذکرا۔ اور سلسلہ عالیہ کی قبولیت پھیلے اور لوگ جوق در جوق جماعت میں شامل ہو کر خدمت دین کے کام میں قوت کا موجب ہوں۔ (مدیر)

حضرت مولانا سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کے سمجھانے پر میرے جملہ شبہات دور ہو گئے۔ میں نے خود بھی اس مسئلہ پر بہت غور کیا ہے۔ جس خط (مطبوعہ بدر از مولوی نورالدین صاحب مرحوم) کی بنا پر میں نے جناب حضرت میاں صاحب کی بیعت کی تھی۔ وہ بطور اجمال اور نزع کے ثابت ہوئی۔ معلوم ہوا ہے کہ اصولی طور پر حضرت مولوی نورالدین صاحب بھی تکفیر کے قائل نہ تھے آیات قرآن اور حضرت مسیح موعود کی تحریر کے مطابق میں کسی اہل قبلہ کو کافر کہنے کی جرات نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہ بات اسلامی اتحاد اور اخوت کے بالکل منافی ہے۔

میں ایسی جماعت سے قطع تعلق کرتا ہوں جو جملہ اہل اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں۔ گو وہ حضرت مسیح موعود کے علاوہ جملہ تمام ارکان اسلام پر ایمان رکھتے ہوں۔

آپ میری بیعت قبول فرمائیں اور آئندہ جلسہ سالانہ پر جو خدمت بھی میرے سپرد فرمائیں میں حاضر ہوں۔ نیز مجھے افسوس ہے کہ مجھے اپنا زاویہ نگاہ اس مسئلہ تکفیر میں بدلنا پڑا ہے لیکن میں قرآن کریم کے اصولوں کو زیر نظر رکھتے ہوئے مجبور ہوں کہ ایسا کروں۔ یہ اعلان اخبار پیغام صلح میں شائع کر دیں۔ تاکہ میرے متعلق کسی کو غلطی نہ ہو۔ یہ میرے اپنے ایمان کا مسئلہ ہے۔ نہ میں نے پہلے کسی ذاتی مفاد کے لئے حضرت میاں صاحب کی بیعت کی اور نہ اب کسی دنیاوی مفاد کے مدنظر اپنے نکتہ نظر کو بدلتا ہوں۔ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل سے استقامت عطا فرمائے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے شاید کسی طرح سے اس کے فضلوں کا وارث بن جاؤں۔

خاکسار ثناء اللہ خاں بی اے
(اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس سرگودھا)

جملہ ضروریات کو چھوڑ کر جلسہ سالانہ پر جمع ہو جاؤ

خان عجب خان صاحب کا پیغام احباب احمدیہ کو

مدت سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ انگریزی حکومت میں ہندوستان کے اندر دسمبر کے آخری ہفتہ میں عموماً تمام زندہ دل لوگ خاص خاص مقام پر جمع ہوتے ہیں۔ اور سابقہ لیڈروں کی تقلید اور موجودہ لیڈروں کی رہنمائی میں اپنے اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے واسطے تجویزیں سوچتے ہیں۔ چنانچہ ہم بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ جیسا کہ سنا جاتا ہے۔ اس سال ہندوستان میں اہم سیاسی مسائل پر غور و خوض ہو کر ان کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے گی۔ اس لئے بحیثیت قوم ہمارا بھی فرض ہے کہ اس سال خانگی جملہ ضروریات کو چھوڑ کر جلسہ سالانہ پر بمقام لاہور جمع ہو جائیں۔ اور اپنے آئندہ نفع و نقصان پر بحیثیت قوم اپنے لیڈروں کی سیادت میں غور کریں۔ اور قوم کو شاہراہ عمل پر چلانے کے واسطے ایک نہایت مفید عام و سیدھا راستہ تجویز کیا جائے۔ تاکہ اس پر چلنا آسان ہو اور منزل مقصود نزدیک۔ پچھلے تجربہ میں تو میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ گو صدر مقام کی حالت اعلیٰ و ارفع ہو لیکن بیرونی انجمنوں کی حالت قابل اطمینان طور پر ترقی پذیر نہیں ہے۔ اس لئے ہر ایک بیرونی انجمن کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی انجمن کی حالت پر غور کر کے اور مقامی ضروریات کو مدنظر رکھکر ترقی کے واسطے تجاویز سوچیں۔ اور جلسہ میں قوم اور بزرگان قوم کے روبرو ان کو پیش کریں۔ تاکہ مفید نتائج پیدا کرنے کے واسطے تجاویز سوچی جائیں۔ نیز صدر کے بزرگان کی ہدایات کے واسطے بھی مستعد دل لے کر حاضر ہو جائیں۔

میں یہ بتانا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ احمدی جماعت ایک خالص مذہبی جماعت ہے۔ اور خدا کے فرستادہ اور برگزیدہ کی قیادت اور رہنمائی میں تیار ہوئی ہے۔ اور اس قوم نے زمانہ موجودہ کے لحاظ سے صرف خداوند تعالیٰ کی رضامندی کے حصول کے واسطے ہر ممکن قربانی کی ہے۔ اور اس کے واسطے مستعد رہنے کا اقرار کیا ہے بانی سلسلہ نے کچھ اوپر اسی کتابوں اور بعد سلسلہ خط و کتابت اور وعظ و نصیحت کے علاوہ تین چیزیں ہمارے آئندہ عملدرآمد کے واسطے مرتب کر کے چھوڑ دی ہیں۔

اول۔ دس شرائط بیعت۔ جن کی پیروی ہر ایک بیعت کنندہ پر تا حد امکان لازمی ہے۔

دوم۔ کشتی نوح۔ اس میں لازمی اخلاقی تعلیم دی گئی ہے۔

سوم۔ الوصیت۔ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد جماعت کن حوادث کے درمیان سے گزرے گی۔ اور ان کو اپنی جماعت کے قیام کے واسطے کیا کرنا چاہیئے۔

پس ضروری ہے کہ ہر ایک جماعت احمدیہ کا ممبر جلسہ میں حاضر ہونے سے پیشتر اس کو بخوبی پڑھے اور سمجھے۔ بلکہ اگر ممکن ہو تو جلسہ کی حاضری کے وقت ان کی جیبوں میں یہ ہدایات موجود رہیں

زیادہ والسلام العبد
محمد عجب احمدی
(نائب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سرحد)

درس قرآن

آئندہ دیر مورخہ ۱۷ دسمبر ۲۸ء سے بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں درس قرآن شروع ہوگا۔ تمام احباب جو اس میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہوں: نماز مغرب یہیں آکر ادا کریں
(آنریری سکرٹری)

دعائے صحت

شیخ بشیر احمد صاحب سانگلہ کا بچہ رفیق احمد بیمار ہے۔ جملہ احباب کی خدمت میں عاجزانہ التماس ہے کہ عزیز کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

درخواست دعا

میرے ایک عزیز شیخ عبد الحمید نے ایف ایس سی (المیا ارمنٹ)

صدائے امیر پر لبیک

دس دن کی آمد کے مطالبہ کا جواب

احباب احمدیہ کی طرف سے

مولوی محمد ابراہیم صاحب مسلم ہائی سکول لاہور آپ کا درد سے بھرا ہوا پیغام ملا اپنی آمد کا تیسرا حصہ بالاقساط ادا کر دونگا۔

بابو عبد الحق صاحب دہلی گو خاکسار مالی مشکلات میں مبتلا ہے لیکن پھر بھی دس یوم کی آمد بیت المال میں بھیجدوں گا۔ میری آمد کا تیسرا حصہ ۹ ۱/۲ روپے ہے۔ مبلغ ۵ کی پہلی قسط سالانہ جلسہ کے موقعہ پر دیدوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ باقی رقم بالاقساط ادا کرونگا۔

قاضی ثناء اللہ صاحب چھاؤنی لاہور حسب الحکم دس دن کی آمدنی ۱۰ روپے سکرٹری انجمن مقامی کے حوالے کر دیا ہے۔ نمائندگان انجمن ہذا کی طرف سے ۵۰۰ روپیہ سالانہ جلسہ پر پیش کر دیا جائے گا۔

ماسٹر سراج الدین صاحب ساہی شیخوپورہ میری دس دن کی آمد ۲۳ روپے ہے اس میں سے ۱۳ روپے خزانہ میں بھیجدیئے ہیں ۱۰ روپے دسمبر کی تنخواہ میں دیدوں گا۔

چودہری محمد سرفراز خاں صاحب بڈھی ۵ روپے اپنی گرہ سے دوں گا جو دوسروں سے لے وہ الگ دونگا۔

مرزا رحمت بیگ صاحب مردان آج مبلغ پچاس روپے ارسال بخدمت محاسب

بابو فضل خالق صاحب کلرک خیبر ایجنسی اپنی تنخواہ کا تیسرا حصہ ۲۷ روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ جلسہ سالانہ پر حاضر کرونگا۔

بابو محمد حسین صاحب پوسٹل کلرک گوجرانوالہ نوازش نامہ پہنچا انشاء اللہ تعالیٰ ۵ جلسہ سالانہ پر ادا کرونگا۔

انعام اللہ خاں صاحب معلم جے اے وی کلاس ملتان میں مبلغ ۵ اپنی دس دن کی آمد تین اقساط میں ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انجمن کی مشکلات کو دور کرے۔

غلام ربانی صاحب راولپنڈی میں انشراح صدر سے دس روز کی آمدنی دو قسطوں میں ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ ملک احمد بخش صاحب برتن فروش نے پہلی قسط ادا کر دی۔ باقی احباب فرداً فرداً جواب لکھیں گے۔

شیخ محمد جان صاحب وزیر آباد خاکسار اپنے دس روز کی آمد چندہ اخراجات جلسہ انشاء اللہ جلسہ پر حاضر ہو کر ادا کرے گا۔

کے اے خان جی ڈی ایم سی بند کی (یو۔ پی) آپ کا چھپا ہوا خط میں نے پڑھا حسب ارشاد مبلغ ۱۰۰ روپیہ کی رقم ارسال خدمت ہے

شیخ صادق علی صاحب ہیڈ ماسٹر بٹالہ مبلغ بیس روپے آمدنی دس یوم ارسال خدمت ہیں۔

منشی عطاء الٰہی صاحب مدرس گکھڑ جموں مبلغ آٹھ روپے آٹھ آنے ارسال خدمت ہیں۔

بابو عبد الرحیم خان صاحب و مرزا رحمت بیگ صاحب مبلغ پچاس روپے کا منی آرڈر ارسال ہے

حبیب الرحمن صاحب جمشید پور میری تنخواہ ۳۵ روپے ہے میرا حصہ مبلغ ۱۲ روپے ارسال خدمت ہیں

ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب محصل انجمن خاکسار نے جناب کی اپیل پڑھی ہے۔ اپنی آمدنی کا تیسرا حصہ ۱۲ ، بصورت جنوری ۲۹ ادا کرونگا

احمدی قوم کے نوجوانوں اور بوڑھوں سے ایک ضروری خطاب

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

مورخہ ۲ دسمبر [illegible]ء

یا ایھا الذین امنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل (التوبہ ۹)

سامان دنیوی اور آخرت

یہ آیت جو اس وقت میں نے تلاوت کی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ جنگ کے متعلق ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے مسلمانو! تم کو کیا ہوگیا کہ جب تم کو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رستہ کی طرف آؤ تو تم زمین کی طرح بوجھل ہو جاتے ہو۔ کیا تم آخرۃ کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی پر راضی ہوگئے۔ حالانکہ دنیا کی زندگی کا سامان آخرۃ کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

نبی کریم اور صحابہ کی مستعدی جنگوں میں

آپ جانتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلعم اور صحابہ کو جنگیں کرنی پڑیں اور آپ جانتے ہیں کہ جنگ کی حالت میں انسان کو کس قدر مستعد اور ہشیار رہنا پڑتا ہے۔ دشمن سے مقابلہ کے لئے فطرتاً انسان کے اندر ایک جوش۔ ایک ہمت۔ ایک ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کو ہر وقت اور ہر لمحہ کمربستہ اور مستعد رہنا پڑتا ہے۔ آپ اور آپ کے صحابہ دن رات ہتھیار باندھے رہتے تھے۔ حتےٰ کہ صحابہؓ نے آنحضرت صلعم سے عرض بھی کی کہ ہمیں دن رات مسلح رہنا پڑتا ہے اور کوئی وقت ایسا نہیں کہ ہم ہتھیار اتار سکیں۔

نبی کریم اور صحابہ کی مستعدی حالت امن میں

لیکن اگر آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کے حالات کو بغور دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کی مستعدی اور صحابہ کی ہوشیاری صرف لڑائیوں ہی سے مخصوص نہ تھی۔ بلکہ جنگوں سے پیشتر کے واقعات بھی ظاہر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کبار ہر وقت اسی طرح کمربستہ رہتے تھے جیسا کہ لڑائی کے وقت۔ ان کا لڑائی سے فارغ ہونا اس امر کی علامت نہ تھا کہ اب وہ آرام کریں گے اور وہ مستعدی جس کا اظہار وہ جنگوں میں کر چکے ہیں اب ترک کر دیں گے۔ ہرگز نہیں۔

جہاد اصغر اور جہاد اکبر

نبی کریم صلعم نے ایک دفعہ جبکہ آپؐ اور آپ کے صحابہ ایک لڑائی سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تھے فرمایا رجعتم من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر یعنی تم لوگ ایک چھوٹے جہاد سے فراغت حاصل کر کے اب بڑے جہاد کی طرف آگئے ہو۔ وہ جہاد جو انسان کو حالت صلح میں کرنا ہوتا ہے وہ درحقیقت جہاد اکبر ہے بمقابلہ لڑائی کے جہاد کے۔ صلح کی حالت میں جہاد کرنا کیوں جہاد اکبر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت انسان سست ہو جاتا ہے۔ اور وہ مخالفت جو اس کے سامنے ہوتی ہے۔ اس کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے۔

موجودہ حالت اور ہماری غفلت

میں دیکھتا ہوں کہ آج ہماری بھی یہی حالت ہے۔ ہم لوگ ایک بڑی امن کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور اس بات سے بالکل غافل ہیں کہ ہمارا مقابلہ کس قسم کا ہے۔ لیکن زمانہ کی یہ حالت ہے کہ اگر ہم بالکل اپنی آنکھیں اور حالات زمانہ سے آنکھیں بند نہ کریں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ فی الحقیقت آج وہ زمانہ ہے کہ چاروں طرف سے ایک بہت بڑی جنگ جاری ہے۔ گو وہ ایک ایسی جنگ ہے کہ اس جنگ کے کرنے والے تلوار سے یا بندوق سے جنگ نہیں کرتے۔ لیکن اس کے اندر سخت مقابلہ ہے اور جن قوموں نے اس کو محسوس کیا ہے۔ وہ اسی طرح مصروف کار ہیں۔ جس طرح کہ جنگ کے اندر۔ جس طرف بھی نظر دوڑے گی ہمیں معلوم ہوگا کہ لوگ ایسے مستعد اور کمربستہ ہیں کہ گویا ان کو نظر آرہا ہے کہ ان کے سامنے ایک زبردست دشمن ہے۔ خود ہندوستان کے سیاسی حالات بتا رہے ہیں کہ تمام لوگ اس وقت جنگ کی حالت میں سے گزر رہے ہیں۔ اور ان سب کے مدنظر یہ بات ہے کہ کسی طرح جنگوں کے اندر اگر کوئی قوم خاموش بیٹھی ہے تو وہ مسلمانوں کی بدنصیب قوم ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں بھی بہت سے ایسے لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے کہ ان کو کیسا سخت مقابلہ درپیش ہے۔ اور اس وقت اس مقابلہ کے لئے ہمیں کس چیز کی کس سامان کی ضرورت ہے، اور یاد رکھو کہ یہی بات ہماری ساری تغافل شعاریوں کی جڑ ہے۔ میں دوسرے مسلمانوں کا ذکر نہیں کرتا۔ میں محض اپنے احباب سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے اس مقابلہ اس جنگ میں کہاں تک مستعدی کا اظہار کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود کا زمانہ

میں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ جنھوں نے اپنی زندگیوں کا کثیر حصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہو کر گزارا وہ بھی آج اس جنگ کے اندر ایسے چست نہیں جیسا کہ ان کو ہونا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود کا زمانہ ایک بہت بڑی جنگ کا زمانہ تھا۔ جس میں سب جنگ میں لگے ہوئے تھے۔ اس وقت نہ کوئی اندرونی اختلافات ہمیں نظر آتے تھے۔ اور نہ بیرونی جھگڑے ہمارے سدراہ ہوتے تھے کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ مقابلہ کے وقت اندرونی کمزوریاں دب جاتی ہیں اور بیرونی جھگڑے بھی دب جاتے ہیں۔ بشرطیکہ طبیعتوں کے اندر یہ قوی احساس ہو کہ ہم ایک دشمن کے مقابلہ پر کھڑے ہیں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ایسا زمانہ تھا کہ ہم سب محسوس کرتے تھے کہ ایک جنگ ایک مقابلہ ایک جہاد کے اندر مصروف ہیں۔ اور ہمیں بہت بڑا کام کرنا ہے اور درحقیقت ہماری جماعت کی بنیاد بھی اسی امر پر ہے کہ اس چھوٹی سی جماعت نے دنیا کے اندر ایک روحانی جنگ کر کے دنیا کے لوگوں پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ اور تمام دنیا پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ۔

زبردست روحانی جنگ کی ضرورت

ہم مانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود اس لئے تشریف لائے کہ دین اسلام کا غلبہ ہو۔ مگر کیا یہ غلبہ بغیر ایک زبردست روحانی جنگ کے اور بغیر ایک زبردست مقابلہ اور بغیر سخت جہاد کے معرض ظہور میں آسکتا ہے؟ کیا دنیا میں کبھی ایسا ہوا ہے کہ بغیر ہاتھ پاؤں ہلانے کے انسان دنیا کے اندر فوقیت حاصل کر سکے۔ ممکن ہے کہ یہ خیال حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بھی لوگوں کے اندر ہو کہ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ تشریف لے آئے ہیں اس لئے اب دین اسلام کا غلبہ خود بخود ہو جائیگا لیکن یہ خیال غلط ہے۔ یہ خدا کے قانون کے خلاف ہے۔ غلبہ حاصل کرنے کے لئے مقابلہ کی ضرورت ہے۔ بے شک دین اسلام غالب آئے گا۔ لیکن اس کے لئے ایک سخت جہاد ایک سخت جنگ کی ضرورت ہے۔

ہماری ذمہ داریاں

اس لئے ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ غور کرے۔ کہ کہاں تک وہ اس جنگ میں حصہ لے رہا ہے۔ اس کی کیا ذمہ داری ہے اور اس نے کہاں تک اس ذمہ داری کو ادا کیا ہے۔ اگر ہم نے اپنی زندگی کی غرض محض کھانے پینے تک محدود کر رکھی ہے تو پھر ہم میں اور چارپایوں میں کیا فرق ہے۔ اولئک کالانعام بل ھم اضل جو لوگ اپنی زندگی کی غرض محض کھانا پینا سمجھ لیتے ہیں۔ وہ چارپائے ہیں۔ یہ لباس اور مکان سب کھانے پینے ہی میں داخل ہیں۔

ہمارا مطمح نظر

کیا ایسی قوم جس کا مطمح نظر دنیوی تعیش اور جس کی غرض محض کھانے پینے اور لباس اور مکانات تک ہی محدود ہو وہ کبھی دنیا کی جنگ میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ یاد رکھو کہ جنگ کے اندر وہی قوم غالب آئیگی جو آرام کو چھوڑ کر ہمہ تن اپنے آپ کو اس جنگ میں لگا دے گی۔ یہی قانون الٰہی ہے کہ کامیاب وہی ہوں گے جو کوشش میں لگے رہیں گے تم سست اور آرام طلب بن کر اس جنگ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

احباب جماعت کی سستی اور غفلت

[illegible] بات کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ مجھے

میں والنٹیر بنایا جاتا ہے۔ وہ ایسی مستعدی اور تندہی سے کام نہ جیسی کہ ہونی چاہیئے۔ میں نے خود بھی تجربہ کیا ہے کہ سستی بہت میں نے ایک ضروری چٹھی تمام احباب کے نام بھیجی تھی۔ اس کا دس فیصدی نے بھی جواب نہیں دیا۔ یہ محض سستی اور غفلت میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ محسوس نہیں کرتے کہ اس جنگ کے اند ذرا بھی سستی کریں گے وہ یقیناً شکست کھا جائیں گے۔ دیکھ قدر عظیم الشان کام ہے جو تمہارے سامنے ہے۔ شاید بعض لوگو اسے ہنسی یا کھیل سمجھ رکھا ہے۔ یاد رکھو کہ ہماری ہر ایک نقل و ہماری قومی زندگی پر پڑتا ہے۔ اگر ذرا سا قدم آگے بڑھاؤ گے بھی نتیجہ تم کو مل جائے گا۔ اور اگر سستی دکھاؤ گے تو اس کا نتیجہ بھگت لوگے۔

نوجوانوں سے خطاب

مجھے قوم کے نوجوانوں پر رہ رہ کر افسوس آتا ہے۔ مضبوط قویٰ دیئے ہیں۔ ان کے اندر مشکل سے مشکل کام کرنے کی طا ہے۔ لیکن اس طاقت کو کام میں نہیں لاتے۔ میں ان کو کہتا ہو عزیزو! قوم کی فلاح و بہبود تم پر منحصر ہے۔ تم ہمارے وارث ہو یہ ورثہ جائیدادوں کی صورت میں ہے جو ہم تمہارے لئے چھوڑ ہیں۔ کیا دنیا کے مال و دولت کے علاوہ کوئی اور ورثہ نہیں ہو ورثہ کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ خدمت دین کا ورثہ ہے۔ وہ علم کا اور یہ وہ ورثہ ہے جو تمہارے بزرگوں کو تمام دنیوی ورثوں سے عزیز اور زیادہ پیارا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ کہاں تک تم اس و مستحق ہو! کہاں تک دین کی خدمت کرنے کا شوق تمہارے اندر ہے؟ اور کہاں تک علم دین سیکھنے کے لئے تم جدوجہد کرتے

دوسری قوموں کے نوجوان

میں کہتا ہوں کہ تم سے وہ لوگ اچھے ہیں جو سروں پر چوٹیاں ر مگر جہاں کوئی قومی کام ہو اس میں وہ اپنا پورا زور لگا دیتے ہیں وہ گائے کے پجاری اچھے ہیں جو اپنے راحت و آرام کو قوم پر قر کر دیتے ہیں۔ مگر تم خدا کے پرستار ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ نام لیوا ہو کر سستی اور غفلت میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہو۔ ان قومی جلسوں کے اندر دیکھو کس جوش و خروش سے نوجوان والنٹ کرتے ہیں۔ ان کے اندر فرمانبرداری کا مادہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے والوں کے ایسے ہی فرمانبردار ہوتے ہیں جیسا کہ ایک سپاہی جرنیل کا کھاتے ہیں تکلیفیں اٹھاتے ہیں سردی گرمی کے مصائب برداشت کرتے ہیں مگر ہر حالت میں حکم کی اطاعت کرتے ہیں۔ دیکھو تمہار بزرگ یکے بعد دیگرے گزر رہے ہیں۔ اور تم ان کی جگہ لینے والے کیا تم سمجھتے ہو کہ واقعی تم صحیح طور پر ان کے جانشین بن سکو گے جس بزرگوں کی روحیں قبروں کے اندر خوش ہوں۔

نوجوان کام کو سنبھالیں

اے عزیزو! تمہاری ذمہ داریاں بہت بڑی ہیں۔ تمہارے س بوجھ ہیں ان کو سنبھالو۔ غفلت اور سستی کی عادت چھوڑ دو۔ یہ غفلت کا نتیجہ ہے کہ تم کوئی کام نہیں جانتے۔ لیکن بغیر کرنے کے کوئی کام نہیں یاد رکھو [illegible] کام ہی ہے [illegible] سے انسان عزت حاصل کر سکتا ہے عزت چاہتے [illegible] تو کام کرو۔ ورنہ دنیا کے اندر نااہل سمجھے جاؤ گے۔ اگر چاہتے ہو کہ دشمن بھی تمہاری عزت کریں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے اند ہو علم ہو۔ تو اپنے آپ کو کام کے عادی بناؤ۔

بڑوں سے خطاب

یہ تو میں نے قوم کے نوجوان طبقہ سے کہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی بڑوں کو بھی کہتا ہوں کہ اس وقت خدا کے لئے ایک جنگ ہے۔ ایک ہے۔ مستعد ہو جاؤ۔ ہمارے اندر اس قدر ہمت ہونی چاہیئے کہ ہمار کمزوریاں اس کے نیچے دب جائیں۔ باہم اختلافات اور جھگڑے ہم کو نہ آئیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و دنیا میں کامیاب ہوں۔ اگر آپ ہیں کہ آپ لمبی عمریں پائیں تو ان سب کا علاج یہ ہے کہ اپنے آپ کو کام لگا دو۔ اگر ہمت کی جائے تو تکان پاس نہیں پھٹکتی۔ ہاں اس کے لئے ضر ہے کہ کام کے اندر شوق اور لذت پیدا ہو۔ غالب وہی ہوتے ہیں جو تھکنا نہیں لیتے۔ کیونکہ انہیں کام کرنے میں لذت آتی ہے۔ ہندو قوم کو دیکھو دن محنت سے کام میں لگی ہوئی ہے۔ ان کے نوجوان کس طرح قحط میں۔ وبا میں سیلاب میں لوگوں کی خدمت کرتے پھرتے ہیں۔ بیماروں کی خبرگیری کر ہیں اس کے اندر انہیں ایک راحت ایک لذت محسوس ہوتی ہے۔ عیسائی بیماروں کی بیکسوں کی خدمت کرتی ہیں۔ اور اس کو راحت سمجھتی ہیں افسوس

(بقیہ صفحہ اول کالم ۳)

جسکے لئے آریوں کی آنکھیں بصد حسرت و یاس آخر دم تک ترپتی رہیں۔ ہمارے دوست پنڈت آتمانند جی بانی ست دھرم کے مقابلہ میں تو آریہ سماج کو وہ منہ کی کھانی پڑی کہ جس کی یاد میں بہتر ہے۔ کہ آریہ سماج ایک شتابدی (سو سالہ یادگار) منایا کرے اور اس روز ویدک دھرم کی حالت زار پر آٹھ آٹھ آنسو رویا کرے۔ کس قدر تعجب خیز امر ہے کہ چیلنج پر چیلنج دیا جاتا ہے۔ دھرم کا واسطہ دیکر غیرت دلائی جاتی ہے۔ مگر انہیں میدان مناظرہ گویا موت کا کھیت نظر آرہا ہے۔

نوٹ:۔ کل سے انجمن اسلامیہ سیتاپور کا جلسہ شروع ہے اس میں چار مناظرے رکھے گئے ہیں۔ آریوں کو دعوت دی جاچکی ہے دیکھیں وہ اس موت کے پیالہ کو ٹالتے ہیں یا قبول کرتے ہیں۔

پنڈت آتمانند صاحب کی شہادت

مذکورہ بالا بحث کے متعلق مشہور پنڈت آتمانند صاحب نے اپنا چشمدید بیان لکھکر بھیجا ہے جو امید ہے قارئین کرام کے لئے موجب دلچسپی ہوگا۔ (مدیر)

میں گھومتا پھرتا اور "ست دھرم" کا پرچار کرتا ہوا مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء کو بسوان ضلع سیتاپور (اودھ) میں پہنچا۔ وہاں کی آریہ سماج نے انجمن اسلامیہ کو زبردست چیلنج دے رکھا تھا۔ انجمن اسلامیہ نے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع احمدی مبلغ کو بلایا اور آریہ سماج کی جانب سے پنڈت دھرم بھکشو صاحب ایڈیٹر آریہ مسافر لکھنؤ کھڑے ہوئے اور ٹھیک ساڑھے ۲ بجے مباحثہ شروع ہوا۔ راقم خود بھی موقع مباحثہ میں موجود تھا۔ مولانا مظفر بیگ صاحب نے "ویدوں میں تحریف" کا ایسا پہلو اختیار کیا کہ شروع ہی سے پنڈت دھرم بھکشو صاحب کو نیچا دیکھنا پڑا۔ پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے باوجود ہزار کوشش و زبانی جمع خرچ کے کوئی ایک بھی عملی تحریف قرآن پاک میں نہیں دکھلائی حالانکہ مرزا مظفر بیگ صاحب نے ویدوں کے مختلف نسخوں کو پیش کرکے متعدد وید منتروں کی تحریف عملی ثابت کی اور ثبوت میں ویدوں کے مختلف نسخے جو مختلف اوقات و مطابع میں چھپے ہوئے تھے پیش کئے وہ نظارہ بھی عجیب اور قابل دید تھا۔ کہ پنڈت دھرم بھکشو صاحب تحریف دیکھ دیکھ کر نہایت حیران و پریشان ہورہے تھے۔ غرضیکہ پنڈت دھرم بھکشو صاحب کو مولانا مظفر بیگ صاحب ساطع کے مقابلہ میں وہ منہ کی کھانی پڑی جسکی توقع کم از کم مجھے تو نہ تھی۔

راقم آتمانند "المسیح" بانی ست دھرم

(بقیہ صفحہ اول کالم ۲)

میں ان مولوی صاحبان کی منطق کو سمجھنے سے قاصر ہوں جو کہتے ہیں کہ "کافر مرزائیوں کے جلسہ میں مت جایا کرو" وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ عام مسلمانوں کے صحیح عقائد میں فرق آجائے گا۔ جو مسلمان آریہ دھرم اور عیسائی مذہب کو قبول کرلیتے ہیں ان کے عقائد صحیحہ میں فرق نہیں آتا؟ اشاعت اسلام کے جلسہ میں شریک ہوتے ہی صحیح عقائد میں فرق آجائیگا؟ ان باتوں سے اسلامی جماعتوں میں تفرقہ پڑتا ہے۔ اور تشتت و افتراق شجرِ اسلام کی جڑ کے لئے دیمک سے کم نہیں۔ جن مرزائیوں کو آپ کافر کہتے ہیں وہ کافروں کے ملک کے اندر جاکر مسجدیں بناتے ہیں اور اسلام کی طرف کفار کو دعوت دیتے ہیں۔ اسلامی خوبیاں اور حقائق و معارف۔ کتاب و سنت۔ سیرت محبوب خدا (صلے اللہ علیہ وسلم) مختلف زبانوں میں ترجمے کرکرکے کفار کے ہاتھ۔ کانوں اور دلوں تک پہنچاتے ہیں۔ اگر مرزائیوں کا کفر یہی ہے تو نہایت دل خوش کن کفر ہے۔ ذرا ٹھنڈے دل سے جواب دیا جائے کہ اگر یہی مرزائی "دنیائے جدید (امریکہ) کی طرح کہیں سے دستیاب ہوتے یا اب کوئی ایسی جماعت کسی ملک میں پیدا ہوجائے جو خدا کو ایک مانتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی برحق جانتے فرشتوں اور قیامت پر ایمان رکھتے ہوں اور ان سب کے بعد کسی ایک شخص کو امام یا مجدد یا پیر سمجھتے ہوں تو انھیں آپ اپنے اندر ملانے کی کوشش کریں گے یا کافروں کے سپرد کردیں گے۔ میری مراد اس مثال سے لاہوری جماعت کی طرف ہے قادیانیوں کے متعلق میں کسی رائے کا اظہار نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ خود اپنے عقائد سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ سب مسلمانوں کو کافر بھی کہتے ہیں اور جب کسی غیر مسلم کو اسلام میں داخل کرتے ہیں تو مسلمانوں ہی کا کلمہ

معلومات

بیلوپور ریزیڈنسی میں تبراجا ایک پہاڑی قوم آباد ہے جس کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ ان لوگوں میں جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو وہ اسے نہلا دھلاکر اس کے بدن پر ایک کپڑا لپیٹتے ہیں جب دس بیس تھان لپٹ چکتے ہیں تو شاہی خاندان کا کوئی رکن اٹھکر میت میں لات مارتا ہے اگر میت اپنی جگہ سے ہل جائے تو وہ کہتا ہے کہ مردہ ابھی نہیں مانتا اور کپڑا مانگتا ہے۔ پھر اور کپڑا لپیٹ کر لکد زنی کرتے ہیں۔ جب میت کا جگہ سے ہلنا بند ہوجائے تو اسے دفن کردیتے ہیں۔ ان کا قبرستان ایک اونچے پہاڑ پر بنا ہوا ہے۔ جہاں کھود کھود کر قبریں بنائی جاتی ہیں۔

پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی پر شاہی خاندان کی قبریں ہوتی ہیں۔ ان سے نیچے امرا کی۔ پھر آزاد لوگوں کی اور سب سے نیچے غلاموں کی قبریں ہوتی ہیں۔

سڑکوں کے حادثات کے لحاظ سے برلن یورپ کے تمام شہروں میں سب سے زیادہ خطرناک ہے ۱۹۲۷ء میں وہاں ۲۱۹۲۷ حادثے پیش آئے۔ جن کی وجہ سے ۴۴۴ آدمی ہلاک اور ۹۰۲۳ زخمی ہوئے۔ لندن میں پارسال ان حادثات کی وجہ سے ۱۰۲۰ آدمی مقتول اور ۴۷ ہزار آدمی مجروح ہوئے تھے۔ لیکن لندن برلن کے مقابلہ میں بہت بڑا ہے۔

امریکہ کی موٹر کمپنیاں اب اس کوشش میں لگی ہوئی ہیں کہ وہ نہایت ارزاں قیمت پر ہوائی جہاز بھی تیار کرکے دے سکیں۔ چنانچہ موٹر کا مشہور کارخانہ فورڈ ہوائی جہازوں کی تیاری میں مصروف ہے۔

امریکہ میں اس وقت بھی فضائے آسمانی میں جنگلی جانوروں کی طرح ہزارہا ہوائی جہاز پرواز کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن یہ خصوصیت اب تک صرف امریکہ جیسے متمول ملک کو حاصل ہے مغربی ماہرین کا خیال ہے کہ نہ صرف مغربی ممالک بلکہ مشرقی ممالک میں بھی وہ زمانہ دس سال کے اندر آجائے گا جب فضائے آسمانی میں ہوائی جہاز پرندوں کی طرح ہر وقت منڈلاتے ہوئے دکھائی دیا کریں گے۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ارزاں قیمت کے ہوائی جہازوں کی ایجاد اسی طرح فضائے آسمانی کو ہوائی جہازوں سے بھر دے گی جس طرح آج کل سڑکوں پر موٹریں دکھائی دیتی ہیں

انگلینڈ کہر کی وجہ سے ہوائی پرواز کرنے والوں کی نگاہوں سے عموماً پوشیدہ رہتا ہے۔ اس مقصد کے لئے خیال کیا جارہا ہے کہ جس طرح سمندر میں جابجا جہازوں کی رہبری کے لئے روشنی کے منارے ہوتے ہیں اسی طرح زمین پر بھی ہوائی جہازوں کی رہنمائی کے لئے روشنی کے منارے بنائے جائیں۔

ان مناروں میں ایسی باقاعدہ روشنی کی شعاعیں رکھی جائیں گی جنکے دیکھنے کے بعد ماہرین پرواز اس روشنی سے پورے حالات معلوم کرسکیں گے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تجویز بہت جلد عمل میں آجائے گی اور انگلینڈ کے گوشہ گوشہ میں صدہا کی تعداد میں منارے تیار کئے جائیں گے۔

مغربی ماہرین نے مشین سے کام لینے والا پولیس مین ایجاد کیا ہے۔ یہ ایک اصلی (زندہ) پولیس مین کے مقابلہ پر زیادہ مستعدی کے ساتھ کام کرتا ہے۔ ٹریفک کے انتظام میں یہ ایجاد نہایت قابل قدر ثابت ہوئی ہے۔

مصنوعی پولیس مین رنگین لیمپوں کی مدد سے ٹریفک کے نازک ترین فرائض انجام دے رہا ہے۔ کبھی یہ ایک سڑک کی گاڑیوں اور موٹروں کو روک کر دوسری سڑک کی گاڑیوں اور موٹروں کو آگے بڑھنے کے لئے اشارہ کرتا ہے۔ اور کبھی یہ دوسری سڑک کے موٹروں کو روک کر تیسری سڑک کے ٹریفک کی طرف توجہ کرتا ہے۔

امریکہ کی بعض فیشن پرست خواتین ۱۵ ہزار پونڈ یعنی سولہ لاکھ روپے [illegible] اس سے کم درجہ کی

خبریں

— بمبئی ۸ دسمبر۔ آج بعد از دوپہر سر فیڈرک سائکس جدید گورنر بمبئی نے چیف جسٹس کے سامنے حلف وفاداری اٹھایا۔

— لندن ۹ دسمبر۔ افغانی سفارتخانہ لندن کو کابل سے پیغام موصول ہوا ہے کہ شاہ افغانستان جلال آباد میں شنواریوں اور دیگر باغی قبائل سے نبرد آزما ہوئے۔ اس جنگ میں تین سو باغی مقتول اور سو گرفتار ہوئے ہیں۔ شنواری ہار مان کر اب صلح کے لئے درخواست کررہے ہیں۔ گفت و شنید جاری ہے۔

— پٹنہ ۱۰ دسمبر۔ آج مولانا محمد علی کی صدارت میں صوبہ بہار کی آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں علی برادران کی تقریریں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

— نئی دہلی ۱۰ دسمبر۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی امداد کے لئے قوم پرستوں نے جو اپیل شائع کی تھی اس کی تعمیل میں آج مدراس سے ۴۰ ہزار روپیہ ڈاکٹر انصاری کے پاس موصول ہوا ہے۔

— کلکتہ ۷ دسمبر۔ مہاراجہ دربھنگہ سخت علیل ہیں۔

— کلکتہ ۶ دسمبر۔ مسٹر بی۔ جی۔ آرس کی جگہ اودھ کے نوابی ممبر نواب اسد اللہ خاں جو کلکتہ کارپوریشن کے کونسلر بھی ہیں ۱۹۲۹ء کے لئے کلکتہ کے شریف مقرر ہوئے ہیں۔

— مسولینی کی لڑکی ہندوستان آنے کے لئے روانہ ہوچکی ہے

— مولانا محمد علی نے آل مسلم پارٹیز کانفرنس پٹنہ میں کہا کہ نہرو رپورٹ کا مطلب ایک جملہ میں یہ ہے کہ مخلوق خدا کی ملک وائسرائے کا اور حکومت ہندو مہاسبھا کی۔

— اس کے علاوہ مولانا نے یہ بھی فرمایا کہ میری شکایت ہندو ذہنیت کے خلاف ہے جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں کے متعلق بھی نہرو رپورٹ میں اس قسم کی دفعات رکھی گئی ہیں کہ مسلم اکثریت کے اثر کو زائل کیا جائے۔

— لندن ۱۰ دسمبر۔ ملک معظم کی علالت کے سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ سلامت کی طاقت کم ہورہی ہے اور یہ امر زیادہ تشویشناک ہے۔

— کلکتہ میں ہفتہ کانگرس میں اخبار نویسوں کا ایک جلسہ ہوگا۔

— افواہ ہے کہ صوبہ بنگال کو اب پھر دو حصوں میں تقسیم کئے جانے کی تجویز ہے۔

— قاہرہ ۹ دسمبر۔ ترکی فوجی ماہرین کا دستہ افغانستان جارہا ہے وہ آج شاہ فواد کی خدمت میں پیش ہوا۔

— احمد آباد ۹ دسمبر۔ آج گجرات درس کانفرنس کا تیسرا اجلاس منعقد ہوا جس میں لڑکے اور لڑکیوں کو یکجا تعلیم دینے کی حمایت کی گئی

— ہندوستان سے انگلستان کو جو دولت گئی ہے اس کا تخمینہ سر ولیم ڈگبی کے حساب کی رو سے ۱۹۲۷ء کے آخر تک ۷۵ ارب روپیہ ہے۔

— قاہرہ ۸ دسمبر۔ آج شہزادہ ویلز معہ اپنے پرائیویٹ سکرٹری کے یہاں پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے رائٹر کی طرف سے آئی ہوئی تاریں پڑھیں جس میں ملک معظم کی صحت کا ذکر تھا۔

— کلکتہ میں سائمن کمیشن کا مقاطعہ کرنے کی زبردست تیاریاں ہورہی ہیں۔

— معلوم ہوا ہے کہ بغاوت افغانستان کا سرغنہ بچہ سکا مارا گیا ہے۔

— بیان کیا جاتا ہے کہ لاہور ہائی کورٹ کے ججوں میں اضافہ ہونے والا ہے۔ توسیع عمارت کی تجاویز بھی زیر غور ہیں۔

— خیال کیا جاتا ہے کہ خلافت کانفرنس کے صدر مولانا محمد علی ایڈیٹر ہمدرد ہوں گے۔

— کلکتہ ۸ دسمبر۔ کانگرس کے پنڈال دیش بندھو نگر میں خوب چہل پہل ہے۔ رونق میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔

— معزول مہاراجہ نابھہ نے جو آج کل کوڈائی کنال (مدراس) میں نظر بند ہے درخواست دی تھی کہ اس مقام کی آب و ہوا میرے موافق نہیں مجھے اور کسی مقام پر تبدیل کردیا جائے معلوم ہوا ہے کہ درخواست منظور نہیں ہوئی۔

— خبر ہے کہ عنقریب مولانا شوکت علی بمبئی سے گجراتی زبان میں

اکسیر ہاضم

حکیم صاحب دواخانہ دارالحکمت لودیانہ

پیغام صلح ہندوستان میں بہترین سہ روزہ تبلیغی اصلاحی اور اتحاد اسلامی کا علمبردار ہے

پیغام صلح میں نہایت دلچسپ مدلل اور موثر مضامین شائع ہوتے ہیں۔

پیغام صلح میں ہندوستان کے بہترین ارباب قلم مضامین لکھتے ہیں۔

پیغام صلح میں معترضین اسلام کے اعتراضات کا نہایت تسلی بخش طریق پر جواب دیا جاتا ہے اور اسلامی تعلیم کو نہایت دلکش طریق پر پیش کیا جاتا ہے۔

پیغام صلح مسلمانوں کو مذاہب غیر کی تبلیغی سرگرمیوں سے خبردار کرتا ہے اور ان کی قومی ضروریات کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پیغام صلح کی ہر اشاعت میں دنیا بھر کی تازہ خبروں کا خلاصہ شائع ہوتا ہے۔

پیغام صلح کو مسلمانوں کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ بیحد پسند کرتا ہے اس کے مضامین سلیس ہوتے ہیں جن سے بچے اور عورتیں بھی فائدہ اٹھا سکتی ہیں لکھائی چھپائی کاغذ سب اعلےٰ سائز ۲۲×۱۸ آپ آج ہی نمونہ کے لئے خط لکھ دیجئے سالانہ قیمت چھ روپے ششماہی تین روپے سہ ماہی دو روپے۔ طلباء سے چار روپے سالانہ ممالک غیر سے پندرہ شلنگ سالانہ۔ نمونہ مفت۔

مینیجر پیغام صلح لاہور

پیغام صلح
ایڈیٹر دوست محمد — اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد انعام الحق
ہر سہ شنبہ اور جمعہ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۶ لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۴ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۲۸ء نمبر ۸۷

نامہ برلن

ایک نومسلم کا خلوص اور جوش اسلامی

(شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم اے ایس سی مبلغ جرمنی کے قلم سے)

یورپ کی ذہنیت

بعض اوقات اللہ تعالیٰ ایسے واقعات کا اظہار فرما دیتا ہے جن سے مردہ قلوب کے اندر ایک زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور اس بات پر پختہ یقین پیدا ہو جاتا ہے بے شک لیظہرہ علی الدین کلہ کا نظارہ دنیا دیکھے گی یورپ بلاشبہ مادہ پرستی میں انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ اور بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے سامنے اسلام کو پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسے اندھوں کے آگے رونا آنکھوں کا کھونا۔ یورپ کی ذہنیت ہی کچھ ایسی تبدیل ہو گئی ہے کہ ان کے ہاں ایسے افراد بھی ملیں گے جن کے اندر نیکی اور بدی کی تمیز یا اس کا احساس باقی ہی نہیں رہا۔ یہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے یہ کیا ضروری ہے کہ انسان شادی ہی کرے۔ آخر بات تو ایک ہی ہے۔ شادی پر چند کلمات دہرا لینے سے اصل فعل تو تبدیل نہیں ہوتا۔ غرضیکہ بعض لوگوں کی ذہنیت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ وہ نیکی اور بدی میں تمیز ہی نہیں کر سکتے۔ ان کے ہاں جھوٹ بول لینا۔ دغا دے لینا۔ کسی کا ناجائز طریقے سے اڑا لینا یا کسی کی بہو بیٹی کی عصمت کو برباد کر دینا۔ وعدہ خلافی کر لینا وغیرہ کوئی معیوب امور نہیں ہیں۔

یورپ اور اسلام

جس قوم کے بعض افراد کی یہ حالت ہو ان کے مدر اسلام کی تبلیغ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس ذہنیت کو تبدیل کرنا ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔ اور ایسے خیالات کو سن کر بعض اوقات انسان اتنا متاثر ہوتا ہے کہ خیال کرتا ہے کہ ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کرنا ایک خیال موہوم ہے۔ لیکن اگر انسان کا ایمان محکم ہو اور لیظہرہ علی الدین کلہ پر اس کا پورا یقین ہو تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اور یاس کو آس میں اور مایوسی کو امید میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اور اس کا ڈگمگاتا ہوا قدم مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور اس سے دل کے اندر ایک تازہ ایمان پیدا ہو جاتا ہے۔ جو بجلی کی ایک زبردست رو کا کام دیتا ہے۔ اور اس کے آگے کوئی مشکل مشکل نہیں رہتی اور کوئی تکلیف تکلیف نہیں رہتی۔

ایک نومسلم کا جوش اسلامی

چند ہفتوں کا ذکر ہے کہ ایک صاحب نے مجھ سے ٹیلیفون پر کہا کہ [illegible]

انہیں ملاقات کا وقت دیا۔ اور وہ وقت مقررہ پر تشریف لائے۔ بعد السلام علیکم کے گفتگو ہوتی رہی۔ ان کی عمر تقریباً ۲۰ سال کی تھی اسلامی نام مصطفےٰ۔ ان کا جوش اسلامی دیکھ کر میں حیران تھا۔ عربی میں قرآن شریف سیکھنے کا بیحد شوق۔ چنانچہ عربی انہوں نے پڑھنی شروع کر رکھی ہے۔ معمولی فقرات بخوبی بول سکتے ہیں۔ اسلام کے ساتھ ایک عشق اور محبت ہے۔ گو بتقاضائے عمر مذہبی معلومات وسیع نہیں ہیں۔ مگر دل عشق اور محبت اسلام سے معمور ہے۔

مسجد برلن کا فرش

جب یہ معلوم ہوا کہ ہماری مسجد میں فرش نہیں ہے اور اس وجہ سے نماز جمعہ نہیں ہو سکتی تو کہنے لگے کہ فرش کے لئے ضروری انتظام ہونا چاہئے میں نے کہا کہ ہاں یہ بالکل درست ہے مگر روپے کی بڑی دقت ہے۔ فرش کے واسطے ۴-۵ ہزار مارک یعنی دو ڈھائی سو پونڈ درکار ہیں تو کہنے لگے کہ یہاں یورپ میں لوگ جب کبھی کوئی جگہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیشہ ٹکٹ خرید کر وہ چیز دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ لہذا ہم بھی ایسا ہی کریں۔ جو لوگ مسجد دیکھنے آیا کریں۔ ان سے کچھ رقم بطور ٹکٹ وصول کیا کریں۔ اور اسی طرح بعد ازاں جب ماہوار لیکچروں کا سلسلہ شروع ہو تب بھی داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہو۔ یہاں یہ عام رواج ہے۔ اور اس کو کوئی برا نہیں سمجھتا۔ بلکہ جس جگہ ٹکٹ ہو اس کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ وغیرہ۔ چنانچہ ان کے کہنے پر میں نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ آج تک یعنی ایک ماہ کے اندر ہم نے تقریباً ۵ پونڈ کی رقم جمع کر لی ہے۔ گو یہ دو ڈھائی سو پونڈ کے مقابلہ میں بالکل حقیر ہے۔ مگر قطرہ قطرہ بہم شود دریا۔

اذان کا شوق

وہی نوجوان کہنے لگے کہ جب فرش ہو جائے گا۔ اور نماز جمعہ کا انتظام ہو جائے گا تو اذان میں دیا کروں گا۔ ہندوستان کے لوگ شاید ان باتوں کو معمولی خیال کریں۔ مگر ایک شخص جو کہ یورپ کی مادہ پرستی سے اور ان کی ذہنیت سے واقف ہو وہی ان کی قدر کر سکتا ہے۔

فرش کے لئے ایک تجویز

اس موقع پر [illegible] نوجوان نومسلم [illegible]

کہ اگر نصف رقم ہماری قوم ہندوستان سے جمع کر کے بھیج دے تو بقیہ نصف ہم یہاں سے پورا کر دینے کا ذمہ لیتے ہیں۔ یعنی سو سوا سو پونڈ کی رقم ہندوستان کے دوست جمع کر کے ارسال کر دیں تو بقیہ سو سوا سو پونڈ ہم انشاء اللہ یہاں سے مہیا کر لیں گے۔ اور یہ رقم جس قدر جلدی ہو سکے یہاں آ جانی چاہئے۔ اگر جلدی نہیں تو کم از کم جلسہ سالانہ کے بعد تو ضرور یہاں پہنچ جانی چاہئے۔ لہذا میں اس تجویز کو اپنی جماعت کے سامنے پیش کرتا ہوا ملتمس ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک فرد خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ بوڑھا ہو یا جوان بقدر استطاعت اس صدقہ جاریہ میں حصہ لے۔ اگر سو سوا سو آدمی صرف ایک ایک پونڈ بھی دیں تو یہ رقم بخوبی اور بآسانی پوری ہو سکتی ہے۔ جو شخص بھی اس تحریک میں حصہ لے گا وہ خوب یاد رکھے کہ ایک مسجد کی تعمیر کے ثواب کا مستحق ہوگا۔ کیونکہ گو برلن مسجد تکمیل کو پہنچ چکی ہے مگر فرش کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ بے آباد اور بغیر استعمال صرف کے پڑی ہے۔ گویا اس کا ہونا نہ ہونا یکساں ہے۔ لہذا اس کے فرش کا مہیا کر دینا یقیناً اس کی اصل تعمیر کے مترادف ہے۔

میرا چندہ

آخر پر میں اپنی طرف سے یہاں اس بات کا اعلان کر دیتا ہوں کہ چونکہ میری ڈبل پوزیشن ہے یعنی اپنی جماعت کا ایک فرد بھی ہوں اور یہاں کے مسلموں نومسلموں اور دیگر معاونین کی جماعت کا بھی ایک فرد ہوں۔ لہذا میں اپنی طرف سے اس تحریک میں ڈبل حصہ لیتا ہوں۔ اور بذریعہ تحریر ہذا سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو اجازت دیتا ہوں کہ میری تنخواہ میں سے مبلغ ایک پونڈ برائے فرش برلن مسجد وضع کر لیں اور اس فنڈ میں جمع کر لیں۔ اور دوسرا پونڈ میں یہاں کی رقم میں جمع کر دیتا ہوں۔ اس درخواست کو جو فی الواقع اس نومسلم کی درخواست اور تحریک سمجھنی چاہئے میں اس تحریر کے ساتھ ختم کرتا ہوں کہ ہم اس نوجوان نومسلم (مصطفےٰ) کے دل کی تڑپ کو مرنے نہ دیں گے۔ اور اس تحریک میں عملی حصہ لے کر اس کی حوصلہ افزائی کریں گے۔

ایک خوش خبری

اس نوجوان کی کوشش سے گزشتہ ہفتہ ایک اور نوجوان حلقہ بگوش اسلام ہوا ہے۔ اس کی عمر تقریباً ۳۰ سال ہے۔ اس کا اسلامی نام حمید رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ اس موقع پر اس نوجوان (حمید) نے اپنی طرف سے ۵ مارک یعنی ¼ پونڈ کی رقم برائے فرش برلن مسجد عطا کی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

پیغام صلح کے تمام خریداران سے گزارش ہے کہ آخر دسمبر تک اخبار کا بقایا چندہ ادا کر کے مشکور فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۴ر رجب المرجب ۱۳۴۷ ہجری المقدس نمبر ۲

احمدی قوم کے دس دن

حیاتِ قومی کا زندہ ثبوت

زبذل مال درراہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

احمدی قوم پر ابتلا کے دن ہمیشہ آتے رہے ہیں۔ اس کے مقدس امام کی زندگی تمام تر ابتلاؤں سے بھری ہوئی ہے۔ کبھی تکفیر کے رنگ میں کبھی مقدمات کی شکل میں کبھی مباحثات و مناظرات کی صورت میں اور کبھی مباہلوں اور پیشگوئیوں کی صورت میں طرح طرح کے ابتلاؤں میں سے اس قوم کو گزارا گیا۔ آہ وہ کس قدر خوشگوار زمانہ تھا جب خدا کا مجدد ہم میں موجود تھا۔ اور الہام الٰہی کی بارش ہر وقت نئے سے نئے واقعات لو پیدا کر کے ہمارے ایمانوں کو تازہ کرتی۔ اور ہمیں سرگرم عمل بناتی تھی۔ آتھم کی موت۔ لیکھرام کا قتل۔ ڈوئی کا انجام۔ مولوی محمد حسین کا رجوع۔ کرم دین کا مقدمہ۔ اقدام قتل کا مقدمہ۔ جنگ مقدس۔ مباحثہ لدھیانہ۔ بشپ لیفرائے کو چیلنج اور اسلام کی صداقت وحقانیت اور غیر مذاہب کی تردید میں معرکۃ الآرا کتابوں کی تصنیف اور انعامی اشتہارات کی اشاعت ان اہم واقعات کی چند ایک کڑیاں ہیں جو احمدی قوم کو اپنے مقدس امام کی زندگی میں پیش آئے۔ ان واقعات سے ہستی باری تعالیٰ پر زندہ ایمان اور مامور الٰہی کی صداقت پر روشن اور بین ثبوت ملنے کے علاوہ احمدی قوم میں استقامت ایثار اور تبتل الی اللہ کا وہ جوہر پیدا ہو گیا جو آج مسلمانوں میں بالعموم ناپید ہے۔

اسی استقامت و ایثار اور تبتل الی اللہ کا یہ نتیجہ ہے کہ اس مقدس امام نے جس کام پر اس قوم کو لگانا چاہا تھا۔ خدا کے فضل سے وہ اس میں اس حد تک کامیاب ہو چکی ہے۔ کہ آج ہر مخالف و موافق سے خراج تحسین وصول کر رہی ہے۔ آج اسلام کا ہر مخالف و موافق اس بات کی علی الاعلان شہادت دے رہا ہے کہ احمدی قوم اسلام کی سچی خادم اور میدان تبلیغ کی حقیقی شہسوار ہے۔ عقائد میں ممکن ہے کسی کو اختلاف ہو۔ لیکن وہ عظیم الشان کام جو اس قوم نے کیا ہے۔ بڑے بڑے مخالفین کی گردنیں جھکا رہا ہے۔ اور وہ نہ صرف اس بات کو علی الاعلان تسلیم کر رہے ہیں کہ احمدیہ جماعت اسلام کی ایک خادم جماعت ہے۔ بلکہ عام مسلمانوں کا تبلیغ اسلام کے کام میں اس جماعت کی امداد کرنا اس کے ساتھ شامل ہو کر اسلام کو دنیا میں پھیلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ان پیغامات سے ظاہر ہے جو گزشتہ دو تین اشاعتوں میں بعض اکابر مسلمین کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک پیغام جو مولانا عبدالماجد بی اے دریاآبادی کی طرف سے موصول ہوا تھا۔ اور افسوس ہے کہ جلسہ سالانہ کے ایک کارکن کی لاپروائی سے ضائع ہو گیا۔ نہایت ہی دلچسپ تھا۔ مولانا موصوف نے اس میں لکھا تھا کہ احمدیہ جماعت کے امیر مولانا مولوی محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمۃ القرآن بہت سے مسلمانوں کے تشکک و دہریت کو دور کرنے کا موجب ہوا ہے۔ اور خود مولانا کو بھی جو انہی متشککین میں سے تھے اسی سے ہدایت نصیب ہوئی یہ وہ خیالات ہیں جو اس جماعت کے متعلق آج ظاہر کیے جاتے ہیں۔ جو کل تک مولویوں کے فتاوی تکفیر کی آماجگاہ تھی۔ اور شاید دیوبندی مولویوں کے پاس تو آج بھی کفر کی پوٹلیوں کے سوا اور کچھ اس کے لیے نہیں رکھا۔ لیکن ملک کا روشن خیال طبقہ بیدار ہو چکا ہے۔ ہمارے علمی کام اور خدمات اسلام سے وہ بہت حد تک واقف ہو چکے ہیں اور خدا نے چاہا تو وہ زمانہ اب قریب ہے کہ اسلام کا ہر فرزند اس جماعت کے ساتھ شمولیت اپنے لئے ضروری قرار دے۔ کہ یہی راہ فی الحقیقت اسلام کی کامیابی اور مسلمانوں کی فلاح کی طرف لے جاتی ہے۔

جس طرح سے احمدی قوم نے ابتلاؤں کے پرخطر ایام میں سے گزرنے کے بعد آج یہ مبارک زمانہ دیکھا۔ اسی طرح سے بعض آئندہ کامیابیاں آج پھر ایک ابتلا اور امتحان میں سے ہمیں گزار رہی ہیں جس ہزار روپیہ قوم کی غربت کو مد نظر رکھتے ہوئے بہت بڑی چیز ہے۔ بالخصوص جب اس کے ساتھ آئندہ کام چلانے کے لیے اور بھی بیشقرار قوم کی ضرورت ہو لیکن ہمت اور حوصلہ کے آگے کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی۔ جو کامیابیاں آج تک احمدی قوم کو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں ان کا شکریہ اگر آج ہم ادا کر سکتے ہیں تو اسی طرح سے کہ قدم ہمت کو آگے بڑھائیں۔ اور ان مطالبات کو جو ہم سے کیے گئے ہیں جلد سے جلد پورا کر دیں اور لئن شکرتم کی شرط کو پورا کر کے لازیدنکم کے وارث بنیں۔

اس وقت تک جو ہمت احمدی قوم نے دکھائی ہے اور حضرت امیر کی آواز پر جس خوشدلی کے ساتھ لبیک کہا ہے۔ اس نے بعض حلقوں میں اس قوم کی زندہ دلی اور ایثار کوشی کی مثال قائم کر دی ہے۔ "صدائے امیر پر لبیک" کی پہلی قسط کو پڑھ کر جو دعوت نمبر میں شائع ہوئی تھی انجمن حمایت اسلام کا اخبار "حمایت اسلام" رقمطراز ہے:

> "امیر جماعت احمدیہ لاہور (مولانا محمد علی صاحب) نے اپنے تمام احباب سے سالانہ جلسہ کی تقریب پر دس دن کی آمدنی طلب کی تھی۔ ... دسمبر کے "پیغام صلح" میں ان حضرات کی جانب قسط اول شائع ہوئی ہے۔ جنھوں نے اپنے دس دن کی آمدنی دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس فہرست میں ۱۳ اصحاب کے خطوط درج ہیں جنھوں نے بخلوص تمام اپنے امیر کی دعوت کو لبیک کہا ہے۔ یہ احمدیوں کی زندہ دلی اور ایثار کوشی کا ایک بین ثبوت ہے۔ لیکن جبکہ احمدیوں کی مختصر جماعت سے اپنی آمدنی کا تیسرا حصہ دینے والے اصحاب اس قدر تعداد میں مل سکتے ہیں تو کیا انجمن حمایت اسلام لاہور کے حلقہ اثر میں چار چار آنے دینے والے اشخاص بھی آپ کو نہیں مل سکتے۔ ملک غلام محی الدین صاحب کی تحریک مدت سے شروع ہے اور بہت سے اصحاب نے اس طرف توجہ بھی فرمائی ہے۔ لیکن ذرا غور کیجیے کہ احمدی جماعت کے مقابلہ میں حمایت اسلام کا حلقہ کس قدر وسیع ہے۔ . . . . . ."

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدی قوم کی قربانیاں اور ایثار آج دنیا میں وہ حیثیت رکھتی ہیں جو شاید دوسری مسلمان جماعتوں کو میسر نہیں۔ اسلام کے لیے مال دینا۔ خدا کی راہ میں روپیہ خرچ کرنا آج مسلمانوں کے لیے ایک مشکل ترین امر ہے۔ احمدی قوم کا ایسے وقت میں مالی ایثار سے کام لینا۔ گویا مسلمانوں میں ایک مردہ سنت کو زندہ کرنا اور مال کی محبت کے بجائے خدا کی محبت کو دل میں جگہ دینا ہے۔ بہت سے ہمارے بھائی ہیں جن کی روزانہ کمائی ان کے گزر اوقات کے لیے بمشکل مکتفی ہو سکتی ہے۔ اور بعض ایسے مالدار اصحاب بھی ہیں جو بفضل الٰہی مال دنیا کے حصہ وافر سے بہرہ اندوز ہیں۔ اول الذکر کو اگر اپنے ایام عسرت میں سے دس دن دینا گراں ہو سکتا ہے تو موخرالذکر کے لیے اپنے مال وافر میں سے دس دن کی آمد جو سینکڑوں روپے بنتی ہے نکالنا اور بھی دوبھر ہوگا۔ لیکن ان دونوں قسم کے اصحاب کے لیے حضرت مسیح موعود نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

زبذل مال درراہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے کوئی شخص مفلس نہیں ہو سکتا۔ اگر انسان ہمت کرے تو اللہ تعالیٰ اور مال دے گا۔ اس کے رستے میں خرچ کرنا زیادتی کا موجب ہوگا نہ کہ کمی کا۔ اس لیے حضرت امیر ایدہ اللہ کی متابعت میں ہم پھر ایک دفعہ احمدی قوم کے بزرگوں اور بھائیوں سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ خدا کی راہ میں دس دن کا جو مطالبہ آپ سے کیا گیا ہے اس کو قوم کا ہر فرد۔ ہر غریب اور امیر پورا کرنے کی کوشش کرے۔ کہ آپ کی زندگی کا قیام آج انہی دس دنوں پر ہے۔ اگر آپ اس مطالبہ کو پورا کر دیں تو یقین سمجھئے کہ آپ نے ایک بہت بڑا امتحان پاس کر لیا جو آئندہ بہت سی کامیابیوں کا پیش خیمہ ہے

منزل مقصود ... ہمت کے قدموں میں

اخبار "ہندو" کی شرارت

رسوائے عالم آریہ لیڈر بھائی پرمانند نے چند ماہ سے ایک ہفتہ وار اخبار "ہندو" کے نام سے جاری کر رکھا ہے۔ جیسا کہ ہم قبل ازیں بتا چکے ہیں اس نوزائیدہ اخبار کا واحد مقصد مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنا ہے۔ چنانچہ اپنی تازہ اشاعت میں مشہور انگریز جاسوس کرنل لارنس کا ذکر کرتا ہوا رقمطراز ہے:

> "اس میں کچھ شک نہیں کہ آج کل سرکار انگریزی کو بالشویک لوگوں سے بہت خطرہ دکھائی دیتا ہے۔ بالشویک سرکار کے ایجنٹ افغانستان اور بخارا کی راہ سے ہندوستان سے رابطہ پیدا کر رہے ہیں اور عموماً یہ سب مسلمان مذہب کے پیرو ہوں گے۔ سرکار کو ان کی کارروائیوں سے پوری طرح آگاہ رہنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے اغلب ہے کہ وہی کرنل لارنس نئے لباس میں اس کام پر تعینات ہو"

اس تحریر میں اس امر کی نہایت مجرمانہ اور ناپاک کوشش کی گئی ہے کہ حکومت برطانیہ کو مسلمانوں سے بدظن کیا جائے۔ اور اس کو یہ یقین دلایا جائے کہ بالشویک ایجنٹ اور جن سے وہ ساز باز کر رہے ہیں مسلمان ہیں۔ "ہندو" نے جو کچھ لکھا ہے اس کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ اس صورت میں ہر ایک ہوشمند شخص مجبور ہے کہ وہ اس کو "ہندو" کے فتور دماغ یا خبث باطن کا نتیجہ سمجھے۔ ہم اس کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ کوئی سمجھدار مسلمان بالشوازم کا حامی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسلام کے پاک اور پرحکمت قوانین سرمایہ اور محنت کی کشمکش کا بہترین علاج ہیں۔ جس کو دور کرنے کے لئے بالشوازم کے ناقص اور غیر فطرتی قوانین وضع کیے گئے ہیں۔ اور "ہندو" کسی ایسے قابل ذکر مسلمان کا نام نہیں لے سکتا جو بالشویک خیالات رکھتا ہو۔ حالانکہ اس سلسلہ میں مہاراجہ مہندر پرتاب۔ جواہر لال نہرو۔ مسٹر جوشی وغیرہ مسلمہ لیڈروں کے نام لیے جا سکتے ہیں۔ ہندو اخبارات کا ان کی پیٹھ ٹھونکنا ایسی بات ہے جو ہندوؤں کے ایک زبردست طبقہ پر وہ الزام لگانے کے لئے کافی ہے جو "ہندو" نے ایک بہتان کی شکل میں مسلمانوں پر لگایا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ حکومت بالشویکوں کے ساتھ ہندو لیڈروں کی سرگرمیوں کا بھی نہایت گہری نظر سے مطالعہ کرے۔ ممکن ہے ان کا آپس میں کوئی گہرا تعلق ہو۔

لالچ کون دیتا ہے؟

یہی اخبار "تبلیغی جوش کا برا نتیجہ" کے عنوان سے لکھتا ہے۔ کہ بعض لوگوں کے دلوں پر شدھی یا تبلیغ کا جوش اتنا سوار ہو گیا ہے کہ وہ لالچ کرا اپنے مذہب میں لانے کے لئے روپے پیسے کی مدد کا لالچ دیتے ہیں اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ بعض ٹھگوں نے اسے اپنا پیشہ بنا لیا ہے۔ اس کے بعد ایک شخص محمد عالم سابق عالم چند کا ذکر کیا ہے۔ جو مسجد احمدیہ لاہور میں مسلمان ہوا تھا۔ اور آج کل دھوکہ دہی کے مقدمہ کے سلسلے میں حوالات میں ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ غلط جوش کا نتیجہ ہمیشہ برا ہوتا ہے۔ اور بعض لوگ روپے پیسے کی خاطر مذہب تبدیل کرتے ہیں۔ مگر روپے پیسے کا لالچ تبلیغ والے نہیں بلکہ شدھی والے دیتے ہیں۔ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے کسی کو روپے پیسے یا اور کسی قسم کا لالچ نہیں دیا۔ کیونکہ ہمارے پاس دلائل و براہین ہیں اور ہمارے پاک مذہب میں ایک قدرتی کشش ہے جس سے ہندو محروم ہیں۔ بے شک عالم چند جیسے بعض لوگ آدمی کسی خاص غرض کو مد نظر رکھ کر مسلمان ہوتے ہیں جس کے پورا نہ ہونے پر وہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر یہ زیادہ تر حامیان شدھی کی قوم کے ہونہار فرزند ہیں۔ اور ممکن ہے ان میں سے بعض کو شدھی والے بعض اغراض کی بنا پر خود ہی ایسا کرنے پر مجبور کرتے ہوں۔

تنقید

محمدی کلنڈر اس نام کا ایک خوشنما کلنڈر ہمارے پاس بغرض ریویو آیا ہے جو ۲۰×۳۰ کے عمدہ سفید کاغذ پر شائع ہوا ہے اس میں انگریزی تاریخوں کے ساتھ سنہ ہجری کی تاریخیں بھی اردو ہندسوں میں موجود ہیں۔ مہینوں اور دنوں کے نام بھی اردو میں لکھے گئے ہیں حاشیہ پر نہایت عمدہ بیل اس کے ساتھ دونوں طرف انگریزی اور اسلامی تاریخیں "محمد رسول اللہ" اور "محمد" کے الفاظ نہایت خوشخط لکھے گئے ہیں اس کے نیچے ...

نوجوان احمدی طلبا میدان عمل میں

حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے چائے کی دعوت اور قیمتی نصائح

۲۴ دسمبر بروز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی جماعت کے طلبار کو جو اسلامیہ کالج کی مختلف جماعتوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں دعوت چائے دی اس ضمن میں آپ نے طلبار کو بہت قیمتی اور مفید نصائح سے مستفید فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری قوم کے نوجوانوں کو زندگی کے عملی پہلو کو زیادہ مضبوط بنانا چاہیئے۔ ان کے اندر قوم کی محبت قوم کی ہمدردی کا جذبہ موجزن ہونا چاہیئے اور قومی کاموں سے پوری پوری دلبستگی اور دلچسپی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ دوسری قوموں کے نوجوان مسلمانوں سے گوئے سبقت لے جا رہے ہیں۔ آپ لوگوں کے سینوں میں بھی اپنی قوم اور اپنے مذہب کی پاسداری کا جذبہ موجود ہونا چاہیئے۔ اپنے حلقہ اثر کے اندر حتی الامکان اشاعت اسلام کا کام کرنا چاہیئے۔ اور وہ اس طرح سے کہ سلسلہ کی کتابیں اور اخبارات دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ شعائر اسلامی کے پابند ہوں تاکہ دنیا کے سامنے ایک نمونہ پیش کر سکیں آپس میں تعلقات محبت و اخوۃ کو مضبوط بنانے کی آپ نے بالخصوص تاکید فرمائی۔ غرض تقریباً دو گھنٹہ تک آپ ان سے گفتگو کرتے رہے اور ضروری مسائل کے متعلق ارشاد فرماتے رہے۔ حاضرین نے وعدہ کیا کہ وہ آپ کی نصائح پر عمل کریں گے۔ اور قومی کاموں میں حصہ لینے کے لئے مستعد رہیں گے۔ جس کا سب سے پہلا ثبوت وہ جلسہ سالانہ میں دے سکیں گے۔

پندھویں سالانہ جلسہ کی مبارکباد

احمدی قوم کی اہم اسلامی خدمات

(از مولانا مولوی محمد عبد اللہ خان صاحب)

اے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور اس کے معاونین آپ کو مبارک ہو کہ آپ کا پندرھواں سالانہ جلسہ آنے والا ہے۔ آپ کی مساعی جمیلہ اور آپ کی ان تھک کوششیں وہ سب کی سب دنیا کے ایک ایک گوشہ سے تم کو مبارک باد دے رہی ہیں۔ دوست و دشمن تمہاری ہمت اور تمہارے اخلاص کی داد دیتے ہیں۔ یہ اجتماع قومی ہمیشہ بہترین نتائج کے پیدا کرنے کا ذمہ دار رہا ہے۔ اور اب بھی ہے اور آئندہ کو بھی رہیگا۔ یہ تمہاری نیکنامی اور اس کے عمدہ نتائج جو آپ لوگوں کی ہمت کے بہترین شاہد ہیں ان کا قایم رکھنا اور آئندہ قدم بڑھانا تمہارا اخلاقی اور اسلامی فرض ہے اور لوگ بھی اسی دھن میں اٹھے اور تھک کر بیٹھ گئے۔ مگر تمہارے نظام اور تمہارے حسن نیت کا ثمرہ ہے کہ آپ بفضل خدا تمام دنیا میں اپنے اس نیک کام کو یوماً فیوماً زیادہ کر رہے ہیں۔ [illegible] مبارک ہو اور خدا کی رحمتیں تم پر نازل ہوں۔ کہ تم نے اس مقدس کام [illegible] ذمہ لے کر اس کا اپنے آپ کو اہل ثابت کیا ہے۔ خدا تمہارا حامی و مددگار ہو۔ اے جماعت احمدیہ و انجمن اشاعت اسلام لاہور کے متوسلین تم نے جو بات اپنے منہ سے پہلے روز کہی تھی اس کو بوجہ احسن تم نے کر دکھایا۔ جزاک اللہ تعالیٰ۔

تمہارے آقا اور تمہارے محسن مسیح موعود کو خداوند جل و علی فردوس میں اعلےٰ مقام عطا کرے۔ اس نے تم لوگوں کو اس وقت اس مبارک کام پر لگایا کہ جب محفلوں اور مجلسوں میں مہذب لوگ مذہب کا ذکر بھی کرنا خلاف تہذیب خیال کرتے تھے۔ اس کی روحانی دانش و بینش کی داد دینی چاہیئے کہ جس نے اس وقت تاریک میں تم کو اس کام پر لگایا اور تم نے اس کو مضبوطی سے پکڑا۔ اب چاروں طرف سے مذہب کی ہائے پکار اور اشاعت اسلام کی ضرورت دنیا محسوس کر رہی ہے۔ مگر چونکہ وہ کسی نظام کے ماتحت نہیں ہیں اس واسطے ان کو کامیابی بہت کم ہوتی ہے۔ اور وہ اس سے نادم بھی ہوتے ہیں مگر خدا کے فضل و کرم سے تم ہی لوگ ہو کہ جن پر چاروں طرف سے اہل اسلام کی نظریں پڑتی ہیں۔ اور وہ مذہبی میدانوں میں تمہاری امداد کے بدون عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

یہ کیا کم حضرت مسیح موعود کی راستی اور راستبازی کی دلیل ہے۔ کہ اسی کی جماعت اور اسی کے غلام اسلامی کاموں میں سب سے پیش پیش نظر آتے ہیں۔ تمہارا اخلاص وہ کام کر دے گا جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ ہے

اذانوں کی گونج اٹھے گی۔ اور پرستاران تثلیث کو توحید کے آستانہ پر لا بٹھائے گی۔ کون جانتا تھا کہ برلن جیسے کفرستان اور تثلیث گاہ میں اتنی بڑی اسلامی مسجد تمہاری ہمتوں سے کھڑی ہو جائے گی اور جرمن لوگ تثلیث سے کٹ کر توحید سے رشتہ جوڑیں گے۔ کس کو معلوم تھا کہ یورپ اور دوسرے ملک تمہارے ہی اسلامی لٹریچر سے مالامال ہو جائیں گے۔ اور اپنی اپنی زبانوں میں اس کے تراجم کرنے کی تمہارے امیر خلیفہ اور امام سے اجازتیں طلب کریں گے۔

ہزار آفریں ہے مولوی محمد علی صاحب بالقابہ خلیفہ حضرت مسیح موعود پر جس نے قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر کو شائع کر کے تمام اسلامی دنیا سے خراج تحسین وصول کیا۔ اور اس کی تحریروں سے دنیائے اسلام نے استفادہ کیا۔ جزاہ اللہ عنا احسن الجزا۔

اے احمدیہ جماعت اور اس کے افراد! ہاں بڑھے چلو۔ خدا تمہاری نیتوں اور اخلاصوں کو دیکھتے ہوئے ملائکہ سے تمہاری مدد کر رہا ہے ورنہ تمہاری قلیل جماعت میں کیا طاقت تھی کہ تم ایسے کام کرو جس سے کثرت کے شیدائی اپنے دلوں میں شرمندہ ہو جائیں۔

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله
ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

منارۃ المسیح

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ

براہ مہربانی مندرجہ ذیل اعلان اپنے اخبار میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں "منارۃ المسیح قادیان کے لئے جن جن دوستوں نے سو سو روپیہ چندہ دیا ہر دو اپنے اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ تاکہ منارۃ المسیح پر ان کے نام کندہ کرائے جا سکیں۔ اور اس چندہ کی کوئی رسید دوستوں کے پاس موجود ہو۔ تو اس کا نمبر اور تاریخ بھی لکھدیں۔ تاکہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔

عبد الرحیم درد
(ناظر اعلےٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

پیغام صلح:- ناظر قادیان کی مندرجہ بالا تحریر تعجب انگیز ہے منارۃ المسیح کے لئے حضرت مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۰ء میں چندہ کی تحریک کی تھی چنانچہ حضرت مسیح موعود کے اشتہار مطبوعہ یکم جولائی سنہ ۱۹۰۰ء میں فہرست اسماء چندہ دہندگان موجود ہے جس میں بعض اصحاب کے اسماء کے آگے لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے رقم ادا کر دی چنانچہ ہماری جماعت میں سے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ایک سو روپیہ اور شیخ نیاز احمد صاحب تاجر وزیر آباد کے دو سو روپے کی ادائگی انہیں درج ہے اس کے علاوہ جن صاحبان نے بعد میں [illegible]

[illegible]

مناظرہ بسوان سیتاپور

ایک آریہ کا قبول اسلام

سکرٹری صاحب انجمن اسلامیہ کا اعلان

بسوان ضلع سیتاپور کے مناظرہ کی کیفیت مولانا عبد الحق صاحب کے قلم سے قبل ازیں شایع ہو چکی ہے۔ ذیل کی اطلاع سکرٹری صاحب انجمن اسلامیہ کی طرف سے موصول ہوئی ہے جو قارئین کرام کے لئے موجب دلچسپی ہوگی (مدیر)

۲۶ لغایتہ ۲۹ نومبر ۲۶ء آریہ سماج بسوان کا جلسہ تھا۔ یہاں کی ہندو آبادی بہت متمول ہے۔ جس میں بڑے بڑے سیٹھ ساہوکار تجار اور زمیندار ہیں۔ بذریعہ منادی ہم کو دعوت دی گئی ہم لوگ خاموش رہے۔ اپنی ان کی تاریخوں کے جلسہ میں بیان کیا کہ مسلمان مولوی کیوں پردے میں چھپے بیٹھے ہیں۔ ہمارے مقابل کیوں نہیں آتے۔ مگر ہم نے اپنی ناداری اور غربت پر لحاظ کر کے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔ آخر جب یہ بات برداشت سے باہر ہوئی اور یہ علم ہوا کہ آپ کی انجمن کے مشنری سیتاپور میں مقیم ہیں۔ تو ہم نے ۲۴ نومبر ۲۶ء کی شام کو اپنا آدمی ان کے پاس بھیجا۔ کہ وہ ان سے امداد کی خواہش کر کے ایک [illegible] کو اپنے ہمراہ لے آئیں۔ آریوں نے یہ چالاکی کی کہ ٹرین کا وقت گزر جانے کے بعد ہمارے پاس ایک تحریری چیلنج بھیجا۔ خدا کو انہیں نیچا دکھانا منظور تھا۔ ہم پہلے ہی ایک مناظر کو بلانے کے لئے اپنا آدمی بھیج چکے تھے اور خدا کی غیبی امداد دیکھیئے۔ کہ وہاں سے آپ کے ایک چھوڑ دو مناظر (مولوی عبد الحق صاحب اور مرزا مظفر بیگ صاحب) معہ پنڈت آتما نند جی تشریف لائے۔ ہم غریب لوگ ان حضرات کی کوئی مدارات بھی نہ کر سکے۔ ان حضرات کے یہاں پہنچ جانے پر ہم نے فوراً خط کا جواب اثبات میں دیا۔ چنانچہ مناظرہ کامیاب ہوا۔ جس کا اثر مسلمانان بسوان پر بہت اچھا پڑا۔ اور امید ہے کہ آریہ مدت تک کوئی شدھی نہ کر سکیں گے۔ اور مگر ان میں شرم ہے تو اب مناظرہ کا نام نہ لیں گے۔ اس کا حال مولانا عبد الحق صاحب کی رپورٹ سے آپ کو معلوم ہوگا۔ مناظرہ کا یہ اثر ہوا کہ ایک آریہ بطیب خاطر جمعہ کے روز مسلمان ہوا۔ ہم لوگ آپ کے مناظرین کے ایثار پر آپ کی انجمن کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اور ہم غریبوں کے پاس سوائے اس کے کیا ہے کہ خدا کی درگاہ میں آپ کی انجمن کی ترقی کے لئے دست بدعا رہیں۔ والسلام

خادم القوم قاضی ابو سعید محمد یعقوب
(سکرٹری انجمن اسلامیہ بسوان ضلع سیتاپور)

دعا

ہماری بھائی منشی احمد علی صاحب انسپکٹر تھانہ کھول ضلع گوڑگاؤں بیمار ہیں لہذا احباب سے دعا کی ملتجی ہیں مسجد احمدیہ لاہور میں جمعہ کے دن انکے لئے دعا کی گئی تمام احباب کرام بھی دعا کریں۔

سیتاپور میں عظیم الشان اسلامی جلسہ

احمدی مبلغ کی شاندار فتح

پنڈت دھرم بھکشو کو شکست فاش

انجمن اسلامیہ سیتاپور کا سالانہ جلسہ ۳۰ نومبر لغایت ۳ دسمبر منعقد ہوا۔ اس سے قبل آریہ سماج سیتاپور کے یکے بعد دیگرے دو جلسے منعقد ہو چکے تھے۔ جس میں سماج کی طرف سے دیگر مذاہب کو بذریعہ منادی و اشتہارات تبادلہ خیالات کی دعوت دی گئی تھی مگر جب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری کی طرف سے آمادگی کا اظہار اور وقت کا مطالبہ کیا گیا تو آریہ سماج نے وقت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اس لئے مسلمانوں کو "آریہ سماج سیتاپور کا مناظرہ سے فرار" کا اعلان شائع کرنا پڑا۔

قصبہ بسوان کا مناظرہ

اس کے بعد قصبہ بسوان میں جو سیتاپور سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر ہے آریہ سماج کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں وہاں کے غریب اور نادار مسلمانوں کو تحریری و زبانی چیلنج مناظرہ دیا گیا۔ اور تحریر ایسے وقت بھیجی گئی کہ عمل کا وقت نکل چکا تھا۔ مگر وہاں کی انجمن اسلامیہ نے ۲۸ نومبر شام کی گاڑی سے احتیاطاً بغرض امداد آدمی بھیج دیا تھا۔ جس کے ہمراہ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع و مولانا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت اور خاکسار ناظم انجمن اسلامیہ فوراً بسوان پہنچے۔ اور ۲۹ نومبر کی صبح کو دفعتاً آریہ دوستوں کو انجمن اسلامیہ بسوان کی طرف سے منظوری کی اطلاع دیکر ۲ بجے دن سے وقت مناظرہ مقرر کرایا۔ اور مضمون زیر بحث "عالمگیر الہامی کتاب" مقرر ہوا۔

ناقابل جواب مطالبہ

مناظرہ ٹھیک ½۲ بجے شروع ہوا۔ آریہ سماج کی طرف سے پنڈت دھرم بھکشو صاحب پیش ہوئے۔ اور مسلمانوں کی طرف سے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع اسلامی مناظر نے پنڈت جی کے اعتراضات کا دنداں شکن جواب دیتے ہوئے وید مقدس پر ایسے ایسے زبردست اعتراضات پیش کئے کہ پنڈت جی گھبرا اٹھے۔ سب سے زبردست آخری سین تھا جس کا لطف کچھ بسوان کے لوگوں نے ہی اٹھایا۔ وہ یہ کہ اس طرف مرزا صاحب نے سام وید کے ۹ نسخے مختلف اوقات اور مختلف مطابع کے چھپے ہوئے میز پر رکھ دیئے۔ جن میں دو منتروں سے لے کر (۱۷۰۰) سترہ سو منتروں کا فرق تھا۔ اور مطالبہ یہ تھا کہ دو قرآن مختلف مطابع اور مختلف اوقات کے مطبوعہ پنڈت جی پیش کر دیں۔ جن میں ایک لفظ کا بھی فرق ہو تو میں آریہ ہونے پر تیار ہوں۔ اس طرح یہ مناظرہ دو گھنٹہ کے بعد اسلام کی عظیم الشان فتح کا پبلک پر سکہ جما کر ختم ہو گیا۔

انجمن اسلامیہ سیتاپور کا جلسہ

انجمن اسلامیہ سیتاپور نے آریہ سماج کو ایک ہفتہ قبل اطلاع کر دی تھی کہ ہمارا سالانہ جلسہ ۳۰ نومبر لغایت ۳ دسمبر منعقد ہوگا۔ ہم آپ کو مناظرہ کے لئے کافی وقت دے سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنا نمائندہ بھیجنا چاہیں۔ چنانچہ ۲ و ۳ دسمبر تاریخ قرار پائی۔

اس موقع پر انجمن کی دعوت پر احمدیہ جماعت لاہور کی طرف سے مولانا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت و مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری اور لدھیانہ سے غازی محمود صاحب دھرم پال۔ میرٹھ سے مولانا مبارک حسین صاحب لکھنؤ سے مولانا نذیر حسین صاحب تشریف لائے تھے۔ پہلے دن مولانا مبارک حسین صاحب و مولانا نذیر حسین صاحب نے اپنے مواعظ حسنہ سے احسن طریق سے مسلمانوں کو مستفید فرمایا۔ اسی شب پنڈت آتما نند بانی ست دھرم کو بھی وقت دیا گیا۔ اور آپ نے پرلطف لیکچر دیا۔ دوسرے روز "خصائص اسلام" پر غازی محمود صاحب دھرم پال اور "دین و دھرم" پر مولانا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت نے فاضلانہ تقریریں کیں۔ جس سے سامعین نے بیحد لطف اٹھایا۔

مولانا عبد الحق صاحب کا مناظرہ

۲ دسمبر کو وقت مقررہ سے دو گھنٹہ بعد آریہ دوست پنڈت کالیچرن شرما کو لے کر آئے۔ اور مسئلہ تناسخ پر مولانا عبد الحق صاحب فاضل سنسکرت سے مناظرہ شروع ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا کے مقابلہ میں پنڈت جی کی حیثیت ایک مبتدی کی سی تھی۔ کیونکہ پنڈت جی نہ انگریزی سے واقف [illegible] سائنس کے سچے بات پیش کر کے بطلان مناظرہ دو گھنٹہ کے بعد ختم ہوا۔ اور لوگوں نے جدید تحقیقات کے متعلق وہ معلومات حاصل کئے جو اس سے پہلے کبھی نہ سنے تھے۔

پنڈت آتما نند کا مناظرہ

بعد اختتام، پنڈت آتما نند صاحب بانی ست دھرم سے پنڈت کالیچرن کا اسی مضمون پر شب کو ۹ بجے سے مناظرہ قرار پایا۔ پنڈت آتما نند کا دعویٰ تھا کہ ویدوں میں اور درشنوں میں تناسخ کی تردید ہے نہ کہ تصدیق۔ اول پنڈت کالیچرن صاحب نے ٹالنا چاہا مگر یہ دیکھ کر کہ پبلک پر ان کے انکار کا برا اثر پڑے گا۔ منظور ہی کر لیا۔ چنانچہ ۹ بجے شب سے یہ مناظرہ شروع ہوا۔ پنڈت آتما نند نے ویدوں اور درشنوں سے مسئلہ تناسخ کے بطلان پر وہ روشن اور قوی دلائل کی بارش شروع کر دی کہ لوگ عش عش کر رہے تھے۔ اگر بسترے روکا نہ گیا ہوتا تو تحسین اور آفرین کی صداؤں سے پنڈال گونج اٹھتا۔ پنڈت کالیچرن شرما کو اس دفعہ بھی بری طرح شکست کھانی پڑی۔

پنڈت کالیچرن کا فرار

دوسرے دن یعنی ۳ دسمبر کو ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک "الہامی کتاب" پر مناظرہ کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ مگر بعد انتظار معلوم ہوا کہ پنڈت کالیچرن سیتاپور چھوڑ چکے اور بعد ختم مناظرہ سٹیشن پر پہنچے اور جو ٹرین پہلے ملی اس میں بیٹھ جدھر کو وہ جا رہی تھی ادھر ہی چلدیئے۔

پنڈت دھرم بھکشو کی آمد

شدید انتظار کے بعد ایک تحریر آریہ سماج کو بھیجی گئی کہ ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں اگر آپ لوگ اپنے نمائندے کو نہ بھیجیں تو ہم آپ کے فرار کا اعلان کر کے دوسری کارروائی شروع کریں۔ اس پر گھبرا کر آریہ دوست جھٹ موٹر پر دوڑے دوڑے گئے اور لکھنؤ سے جو ۵۶ میل ہے کشاں کشاں پنڈت دھرم بھکشو کو مقابلہ کے لئے پکڑ لائے۔ سنا ہے کہ پنڈت جی نے ہر چند جان چھڑائی مگر آریہ دوستوں نے شانتی دیوی کو الگ بٹھا کر چہرہ سرخ بنا کر اور آنکھیں نکال کر فرمایا کہ اگر نہ چلوگے تو ہم اعلان کر دیں گے کہ ہمارے پاس سوائے پنڈت جی کے کوئی آدمی نہ تھا اور انہوں نے ہمیں عین وقت پر دھوکہ دیا اور مناظرہ سے جی چرایا آریوں کے اس جلال پر پنڈت جی کو بادل ناخواستہ . . . . . . آنا ہی پڑا۔ اور مناظرہ کا وقت ۹ بجے شب سے ۱۱ بجے تک مقرر ہوا۔ بسوان میں پنڈت جی کی شکست فاش کی شہرت سیتاپور میں پہنچ چکی تھی ان کا دوبارہ مقابلہ پر آنا تعجب انگیز امر تھا۔ اس لئے ہزار ہا لوگ اسلامی جلسے کے اس وسیع پنڈال میں پہنچ گئے۔ اور تل دھرنے کی جگہ نہ رہی لوگ چھتوں اور منڈیروں پر جگہ مل جانا غنیمت سمجھ رہے تھے۔

مقررہ وقت سے ۴۰ منٹ پہلے فرار!

مناظرہ ٹھیک ۹ بجے شب زیر صدارت مولانا عبد الحق صاحب شروع ہوا پہلے آفت مناظرہ کو ٹالنے کے لئے پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے زور لگایا مگر صدر جلسہ نے ان کو لاجواب کر کے یہ باران بر ڈال ہی دیا اور اس طرف سے مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے اور مناظرہ "الہامی کتاب" پر شروع ہو گیا۔ اللہ اللہ شیر اسلام نے قرآن پاک پر اعتراضات کے ٹکڑے اڑاتے ہوئے ویدوں کے قلعہ پر وید منتروں کے وہ بے پناہ گولے برسانے شروع کر دیئے کہ الامان والحفیظ۔ اسلامی مناظر کی تیز گفتاری اور حاضر جوابی پر اپنے بیگانے سب عش عش کر رہے تھے ابھی صرف ایک گھنٹہ اور ۲۰ منٹ گزرے تھے کہ پنڈت جی نے محسوس کر لیا کہ بسوان کا نظارہ یہاں بھی سامنے آنیوالا ہے۔ پس تاب مقابلہ نہ لا کر اور ویدک قلعہ کو منہدم ہوتے دیکھ کر میدان مناظرہ سے ۴۰ منٹ پہلے ہی بھاگ نکلے اور فرمایا اب مناظرہ نہ کرونگا لوگوں کو "ان الدین عند اللہ الاسلام" کی صداقت آنکھوں کے سامنے آگئی۔ اور اپنی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھا جو اس سے قبل کبھی نظر نہ آیا تھا۔

مولانا عبد الحق صاحب کا فاضلانہ لکچر

آریہ مناظر کے چلے جانے کے بعد مولانا عبد الحق صاحب کا ایک فاضلانہ لکچر ہوا جس میں ویدوں کی حقیقت ظاہر کی گئی جس سے مولانا کے علم اور ویدوں کے متعلق گہری تحقیقات کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے بعد مرزا صاحب کا لکچر اتحاد بین المسلمین پر ہوا۔ جس سے متاثر ہو کر مسلمان عہد کر رہے تھے کہ وہ آئندہ اتحاد و اتفاق سے کام لیں گے۔

اس طرح انجمن اسلامیہ سیتاپور کا یہ عظیم الشان سالانہ جلسہ بحمد اللہ نہایت خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

[illegible] انجمن اسلامیہ

مراسلات

بابیت و قادیانیت

نبوت محمدیہ کی تنسیخ اور نئی نبوت کا قیام

(از مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب احمدی وکیل سنگرور)

بابیت کا مسئلہ دراصل فرقہ باطنیہ کی اصطلاح ہے۔ جیسا کہ حکیم ناصر خسرو کی کتاب وجہ دین سے ظاہر ہے۔ تدریجاً یہ بابیت دین جدید میں متشکل ہو گئی۔ تا آنکہ اسی بابیت نے بہائیت کا جامہ پہنا۔ اب اس بابیت یا بہائیت کا جوہر یا خلاصہ قادیانیت میں موجود ہے۔ بنیادی طور پر قادیانیت اور بابیت میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔ دونوں اصولاً متحد ہیں۔ کہ نبوت محمدیہ اور قرآن کریم کا اثر زائل ہو چکا ہے۔ اب کوئی شخص محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن مجید کی پیروی سے نجات یافتہ یا مومن نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان نہ لائے اور اہل بہا کے نزدیک جب تک بہائی نہ ہو۔

بہائیت اور قادیانیت کا فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہاء اللہ الوہیت اور ربوبیت کا مدعی ہے۔ اور قادیانی حضرت میرزا کو زمرہ انبیاء میں شامل کر کے خدا کا نبی اور رسول مانتے ہیں۔ لیکن یہ محض غلط ہے۔ بہاء اللہ ہرگز درحقیقت الوہیت کا مدعی نہیں بلکہ اس کا دعویٰ ظہور کلی آلہی کا ہے۔ نہ بطور حلول و اتحاد۔ اس طرح وہ تمام انبیاء کو مظہر الوہیت قرار دیتا ہے جیسا کہ کہتا ہے کہ ہیکل ظہور قائم مقام حق بودہ و ہست۔ پس قادیانیت و بہائیت میں یہ صرف الفاظ کا ہیر پھیر ہے۔ مدعا صرف یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے وحی ربانی کا مطلع ہے۔ اور دنیا کی تربیت کے لئے مبعوث ہوا ہے۔ اور یہی مفہوم رسالت اور نبوت کا ہے۔ قادیانیوں کو اصرار ہے کہ بہاء اللہ نبوت کا لقب اختیار نہیں کرتا وہ نبوت کا مدعی نہیں اور یہی فرق قادیانیت اور بہائیت میں ہے تو یہ احتمال بھی درست نہیں کتاب اقدس میں بہائیوں کا اصول موجود ہے۔ جو اہل قادیان کو بھی معلوم ہے۔ "کہ از القاء خاصہ مظاہر آلہی بہا نے است کہ خود باذن اللہ بآں تیقص نمایند" اب اس عبارت میں بھی تمام انبیاء پر مظاہر آلہی کا اطلاق موجود ہے۔ اور وجہ بتائی ہے کہ کیوں نبی کا لقب اختیار نہیں کیا گیا۔ قادیانی علم کلام میں حضرت میرزا صاحب محض نبی نہیں بلکہ امتی نبی ہیں۔ اور بلحاظ نفس نبوت امتی نبی اور خالص نبی میں کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح بہائی علم کلام میں بہاء اللہ نبی نہیں بلکہ انبیاء کی طرح مظہر امر آلہی و مشرق وحی ربانی ہے اور بلحاظ نفس مظہریت مابین نبی و مظہر امر آلہی کوئی فرق نہیں۔ قادیانیت اور بہائیت میں شاید یہ فرق ہو کہ بہائیت نبوت محمدیہ اور قرآن کریم کو منسوخ کر کے دین جدید قائم کرتی ہے۔ اور قادیانیت نبوت محمدیہ کو منسوخ نہیں کرتی اور نہ کسی دین جدید کو پیش کرتی ہے۔ لیکن یہ بھی غلط اور عذر گناہ بدتر از گناہ ہے کسی چیز کی قوت یا خاصیت یا اثر کو مٹا دینا اور باطل کر دینا نسخ کہلاتا ہے اور قادیانیت کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ تاوقتیکہ حضرت میرزا صاحب کی نبوت پر ایمان نہ ہو محض آنحضرت کا اتباع اور عمل بالقرآن مفید نہیں نتیجہ یہ کہ بذات خود نبوت محمدیہ و قرآن کریم کا اثر کچھ بھی نہیں۔ اسی طرح دین کے مفہوم میں اعمال کے علاوہ عقائد بھی شامل ہیں۔ پس اب مسلمان ہونے کے کلمہ طیبہ میں احمد نبی اللہ کا جملہ بھی ایزاد کرنا ضروری ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس کو ترمیم کر کے دین جدید بنانا پڑتا ہے۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ جنازہ تک نہ پڑھنا غیر احمدی کو لڑکی نہ دینا وغیرہ احکام اگر شریعت جدیدہ نہیں تو اور کیا ہے قادیانی محترم بطور حفاظت خود اختیاری یہ حجت بھی پیش فرماتے ہیں کہ بہائیت اسلام کا دشمن اور قادیانی اسلام کے شیدائی ہیں۔ اور یہی وجہ امتیاز ہے لیکن ذرا غور کرنے سے یہ دلیل بھی بہت کمزور معلوم ہوتی ہے۔ بہائی علم کلام [illegible] انبیاء کا دین واحد اسلام ہی ہے۔ اور اسلام ہی رہے گا۔ فروعات کے [illegible] جو ہر اسلام یا حقیقت اسلام پر کوئی زد نہیں پڑتی بہائیت بجائے خود ادیان کی علمبردار ہے۔ تو اس بنا پر بہائیوں کو بھی خادم اسلام ہونے [illegible] ہے۔ جب کوئی غیر مسلم بہائی ہوگا تو اس کو بالضرور نبوت محمدیہ پر ایمان [illegible] لہذا یہ نظریہ بھی بابیت اور قادیانیت میں کوئی امتیاز ظاہر نہیں [illegible] بہائیت اسلام کی دشمن اس وجہ سے ہے کہ وہ حکومت محمدیہ کا نام [illegible] سکہ جمانا چاہتی ہے تو اس طرح قادیانیت بھی اسلام کی خیر خواہ [illegible] عالم اسلام کو خارج از دائرہ اسلام کر کے اسلام کی وحدت کی کوئی معمولی مخالفت نہیں۔ ملانوں کی باہمی تکفیر بازی تقابل علا[illegible]

[illegible]

صدائے امیر پر لبیک

دس دن کی آمد کے مطالبہ کا جواب احمدی احباب کی طرف سے

(۴)

حاجی فضل دین صاحب پشاور انشاء اللہ تعالیٰ سالانہ جلسہ پر آمدنی کا تیسرا حصہ پیش کروں گا۔ ماہوار چندہ باقاعدہ دیا کرتا ہوں۔

شیخ میاں محمد صاحب لائلپور جناب کی چٹھی پڑھکر از حد رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ضروریات کو جو آپ کے اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ اس کے دین کے لئے ہیں پورا کرے۔ قبلہ مولوی صاحب! میں زیادہ کیا لکھوں مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ جیسے انسانوں کو کبھی ناکام یا ضایع نہ کرے گا۔ حالت اضطراب میں بھی ایک سرور اور ایک لذت حاصل ہوتی ہے۔ انشاء اللہ آپ کی آواز پر لبیک کہنے والے بکثرت پیدا ہوں گے۔ آپ گھبرایا نہ کریں۔ کب آپ کو ضرورت ہوئی اور خدا نے اس ضرورت کو آپ کی آواز پر پورا نہ کیا الخ۔

جناب احمد علی صاحب سب انسپکٹر پولیس تھانہ کھول تحصیل پواڑی پہلی قسط مبلغ سولہ روپے (۱۶) دس دن کی آمدنی حسب ارشاد ارسال خدمت ہے۔ دوسری قسط شروع ماہ آئندہ میں دونگا۔

نور الدین صاحب ملازم مولوی عزیز بخش صاحب امرتسر حسب ارشاد اپنی آمد کا تیسرا حصہ تین روپے پانچ آنے چھ پائی ارسال خدمت ہے۔

بابو احمد دین صاحب اسٹیشن ماسٹر تھل علاوہ معمولی چندہ کے انشاء اللہ تعالیٰ تیس روپے ادا کردونگا اپنے دوستوں میں بھی تحریک کر رہا ہوں۔

مولوی محمد حسین صاحب قلعہ دار گجرات جناب کی تحریر نے مجھ پر اس قدر اثر کیا کہ میں متواتر دو دن تک روتا رہا سردست عہ/ میرے پاس ہیں وہی ارسال ہیں۔ باقی عہ/ اور ارسال خدمت کروں گا۔

میاں محمد سعید صاحب ڈیرہ غازی خاں حضرت امیر کا فرمان سر آنکھوں پر ۱۵۰ روپیہ کا چک ارسال خدمت ہے۔ ۱۴۰ تو آمدنی کا تہائی حصہ ہے۔ اور باقی ۱۰ روپے ترجمہ کتاب حضرت امیر ارسال ہیں۔

منشی فضل احمد صاحب کلرک مسلم ہائی سکول لاہور بہ تعمیل ارشاد مبلغ للعہ جو میری تنخواہ کا تیسرا حصہ ہے ارسال ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خدمت اسلام کے لئے تادیر سلامت رکھے۔

شیخ علی بخش صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انہار شیخوپورہ آمدنی کا تیسرا حصہ ۴۵ روپے ۵ آنہ ۴ پائی بالاقساط ادا کروں گا۔ افسوس کہ جواب میں ذرا دیر ہوئی۔

سید لطف شاہ صاحب فتح جنگ حضرت کا فرمان پہنچا مبلغ ۴۵ روپے چھ آنے ارسال خدمت ہیں اس میں دس روپے بابو مہر الدین صاحب نے عنایت فرمائے ہیں۔

مولا بخش صاحب سوداگر بوٹ سیالکوٹ حضور کی درد بھری اپیل جس وقت پڑھی ہے دل پر بہت اثر ہوا۔ حضور دس دن کیا اگر ایک ماہ کی پوری آمدنی کا حکم ہوتا تو بھی واللہ کبھی عذر یا دریغ نہ کرتا۔ میرا تن من دھن سب قربان ہے۔ اگر ضرورت ہو تو جان بھی حاضر ہے۔ میں دس دن کی آمد تیس روپیہ داخل خزانہ کرادونگا۔ میرے چھوٹے لڑکے نے دو روپیہ چندہ دیا ہے۔

شیخ کریم اللہ صاحب میں اپنی دس دن کی آمد مبلغ للعہ روپے بالاقساط ادا کرونگا۔ پہلی قسط جلسہ سالانہ پر ادا کرونگا۔

شیخ احمد علی صاحب سب ڈویژنل افسر انہار سندھ آپ کے دعوت نامے سے میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ مبلغ ۵۰ روپے ارسال خدمت ہیں۔ دوسرے مسلمانوں [illegible]

جناب جلال احمد صاحب چھاؤنی لاہور حضور کے ارشاد کی تعمیل میں مصروف ہوں۔ اس وقت تک ۱۲۴ـ چندہ میرے پاس جمع ہوا ہے۔ میں اپنی دس دن کی آمد مبلغ ۷۰ روپے بالاقساط تین ماہ میں ادا کرونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگرچہ مالی حالات سخت ناگفتہ بہ ہیں۔ تاہم آپ کے حکم کی تعمیل اور حفاظت دین مقدم ہے۔

فضل الدین احمد چھاؤنی لاہور میری دس یوم کی تنخواہ عہ/ ہوتی ہے۔ اس کی پہلی قسط عہ/ جلسہ پر حاضر کرونگا۔ کوئی احمدی ہے جو آپ کے حکم سے انحراف کرسکے۔

تاج الدین صاحب از فیض اللہ چک کوشش میں ہوں کہ جو کچھ ہوسکے جلسہ سالانہ پر حاضر کرسکوں۔

چوہدری رحمت خاں صاحب بدر لاہور حضور کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار اپنی تنخواہ کا تیسرا حصہ بالاقساط پیش کرتا ہے۔

جناب غلام سرور خاں صاحب پوان ریاست آپ کی چٹھی جو ارشاد خداوندی کے ماتحت حضور کے درد بھرے دل کا پرتو ہے۔ خاکسار کو ملی۔ میں اپنے دس روز کی تنخواہ دسمبر جنوری۔ فروری کی تین قسطوں میں روانہ کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

میاں لال حسین صاحب محصل انجمن آج ساڑھے پندرہ روپے دس یوم کی تنخواہ خزانہ انجمن میں داخل کردی ہے۔ رسید ۴۲۰۱۔

چوہدری نظام الدین صاحب نمبردار چک ۱۲ مبلغ بیس روپے دس یوم کی آمد معرفت لال حسین صاحب محصل انجمن داخل خزانہ کردی ہے

حافظ مولا بخش چوہدری شاہ چوہدری اکبر دین صاحبان اکاٹھ نے مبلغ ۲۷ روپے معرفت لال حسین صاحب محصل انجمن داخل خزانہ کرائے ہیں۔

محمد حسین صاحب موگا عاجز آپ کے حکم کی تعمیل بسر و چشم بجا لاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خلیفہ محمد اکرم صاحب سامانہ حسب ارشاد جملہ احباب کو جناب کی چٹھی بروز جمعہ سنادی جائے گی۔ جو کچھ وصول ہوگا وہ حاضر خدمت کروں گا۔ اور جو وعدے ہوں گے ان سے بھی اطلاع دی جائے گی۔

محمد صدیق صاحب ضلع گجرات انشاء اللہ تعالیٰ ۲۰ ستمبر تک حاضر خدمت ہوکر جو کچھ موجود ہوگا دست بستہ حاضر کروں گا۔

رضاء اللہ صاحب موروثی پور آپ کی آواز پر لبیک کہتا ہوا مبلغ ۵۰ جس میں سے دس روپے قبل از جلسہ اور بقیہ ماہ جنوری میں ادا کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ میں مروت سے بعید سمجھتا ہوں کہ آپ کی آواز سنوں اور مجھے توفیق ہو اور پھر تغافل اختیار کروں۔

چوہدری غلام حیدر خاں صاحب رئیس بدوملہی حضور نے اپنی اپیل میں بدوملہی سکول کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس کا بوجھ زیادہ تر انجمن کو برداشت کرنا پڑے۔ اس لئے میں حضور کی اپیل پر بیسواں حصہ یعنی **ایک ہزار روپیہ کا وعدہ** کرتا ہوں جو ایک سال میں ادا ہوکر پورا کیا جائے گا۔

مولوی عطاء الٰہی صاحب اول مدرس گھٹو ریاست جموں حضور کا ارشاد گرامی پہنچا [illegible] نے بجلی کا اثر کیا [illegible]

خبریں

— بمبئی کے ایک غیر مسلم جلسہ میں جو لاجپت رائے آنجہانی کی یاد کے سلسلے میں منعقد ہوا تھا۔ سٹر پرینہ ڈوڈن نے مولانا شوکت علی پر تھوکا۔ حالانکہ مولانا کو ہندو لیڈروں نے خود نہایت اصرار سے بلایا تھا۔ اس انتہائی شرمناک واقعہ پر کسی ہندو لیڈر نے اظہار نہیں کیا۔ معاصر "منادی" کا بیان ہے کہ مسلمان مختلف مقامات اس ذلیل حرکت کا انتقام لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

— ایک انگریزی اخبار رقمطراز ہے کہ مصر میں ہر سال قریباً ایک قبطی عیسائی مسلمان ہوجاتے ہیں۔

— امیر فیصل شاہ عراق نے اپنے ولی عہد کو عراق کے فوجی مدرسہ میں داخل کرادیا ہے۔ اور اس امر کی سختی سے تاکید کردی ہے کہ ولیعہد سے کوئی امتیازی سلوک ہرگز نہ ہو۔ بلکہ دیگر طلبا کے ساتھ قواعد و ضوابط کی پابندی کرائی جائے۔

— ترکی وزارت تعلیم نے طے کیا ہے کہ زنانہ مدارس میں طالبات کا لباس سر سے پیر تک ملبا ہو۔ جدید مغربی لباس ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس قسم کا لباس طالبات کی تہذیب و شائستگی کے منافی ہے۔ خواہ وہ مدرسے سے باہر ہوں یا مدرسہ کے اندر۔

— دارالسلام میں عربوں کی طرف سے قومی تحریک کو مضبوط کرنے کی کوشش ہورہی ہے۔ اس کا ایک ذریعہ یہ سوچا گیا ہے کہ یہودیوں کے بنکوں کے نمونہ کا ایک قومی بنک قائم کیا جائے جو کمیشن اس مسئلہ پر غور و خوض اور تحقیقات کے لئے مقرر ہوا تھا۔ اس نے اپنا کام ختم کرلیا ہے۔ اور وہ بہت جلد کونسل کے سامنے اپنی تحقیقات پیش کردے گا۔

— مصر صنعت و حرفت کے لحاظ سے خوب ترقی کر رہا ہے۔

— افغانی افواج کی تنظیم ترکوں کے سپرد ہوگئی ہے۔ ترکی فوج کے اسٹاف کے سردار اعلیٰ قاسم پاشا کو حکم ملا ہے کہ وہ افغانی فوج کو طرز جدید پر منظم کریں۔ چنانچہ وہ حالات کی تحقیق کے لئے کابل روانہ ہوگئے۔

— سرحد روس و افغانستان کا ایک پیغام روسی اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں افغانستان کی بغاوت کا الزام حکومت برطانیہ پر لگایا گیا ہے۔ اس پیغام میں یہ بھی مذکور ہے کہ عرب کا مشہور کرنل لارنس بھی خان سوات کی معیت میں باغی علاقہ میں پہنچ گیا ہے۔

— پیرس ۸ دسمبر۔ جنرل گوراڈ فرانسیسی زیر جنگ عنقریب ہندوستان آنے والے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ وہ ۲۸ دسمبر کو بمبئی پہنچیں گے۔ ان کے ساتھ اسٹاف افسر اور سکرٹری ہوں گے۔

— کلکتہ میں خلافت کمیٹی حضور نظام کے خیر مقدم کی شاندار تیاریاں کر رہی ہے۔

— پنڈت مالویہ کانگرس کے ایام میں کلکتہ میں کتھا کہیں گے۔

— آریہ لیکھرام کی یادگار کو ہر سال منانے کی تحریک کر رہے ہیں۔

— ۳۰ دسمبر کو شردھانند ڈے منانے کے لئے تیاریاں ہورہی ہیں شدھی کے لئے چندہ بھی جمع کیا جائے گا۔

— آل انڈیا خلافت کمیٹی کا اجلاس کلکتہ میں ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر کو منعقد ہوگا۔

— صوبہ دہلی کی توسیع کے لئے جو غور و خوض ہو رہا ہے اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ عنقریب دہلی کے سرکردہ ہندو مسلمانوں کا ایک جلسہ ہونے والا ہے۔

— سونی پت میں گورنمنٹ کی طرف سے کھانڈ کا ایک عظیم الشان کارخانہ کھلنے والا ہے۔

— لندن ۱۳ دسمبر۔ آج صبح ملک معظم کی حالت قدرے امید افزا ہے بخار کی حرارت کچھ کمی ہے۔

بعد کی اطلاع ہے کہ حالت اطمینان بخش نہیں ہے۔

— لندن ۱۱ دسمبر۔ پرنس آف ویلز آج رات کو سوا دس بجے یہاں پہنچ گئے۔ ملک معظم سے مختصر سی ملاقات کی۔

— "ٹریبیون" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ حکومت کا ارادہ پنڈت جواہر لال نہرو کو گرفتار کرنے کا ہے۔

— افواہ ہے کہ حکومت تبت و نیپال میں کچھ کشیدگی ہوگئی ہے۔

— نئی دہلی ۱۱ دسمبر افغانستان کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ کوئی مزید فتنہ رونما نہیں ہوا۔ جہ گوں میں امن ہے۔ جلال آباد۔ [illegible]

(بقیہ صفحہ ۴ کالم ۳)

لیکن قادیان کی تکفیر لاعلاج ہے۔ اس کا موجب ایک زبردست بنیادی اصول ہے۔ تمام اسلامی فرقے مختلفہ مذاہب نہیں تاہم ہوکر دین واحد کے پیرو ہیں۔ مگر قادیانی کوئی جدید مذہب نہیں بلکہ دین جدید ہے کیا بلحاظ اعتقاد اور کیا بلحاظ عمل۔

البتہ مباہلہ مستار جنیسا میں ایک فرق ضرور ہے کہ مباہلہ نے صفائی اور دلیری سے مسلمانوں سے علیحدہ ہوکر اپنا جھنڈا قائم کیا ہے۔ جس کا اثر مسلمانوں کے مذہب یا سیاست پر اس طرح نہیں ہو سکتا کہ اسلام میں کوئی رخنہ واقع ہو۔ لیکن قادیانیت نے پیچیدگی پیدا کر دی ہے۔ بلحاظ عقائد و اعمال قادیانی علیحدہ بھی ہیں اور مسلمان بھی۔ اور آنحضرت کو خاتم النبیین مانکر نبوت میں سوراخ بھی بنا رہے ہیں۔ جس سے ہزار ہا نبی پیدا ہوکر ہمیشہ امت اسلامیہ میں موجب فتنہ ہوں۔ تمام مسلمانوں کو خارج از اسلام جانکر سیاسی مسلمان بھی مانتے ہیں۔ ایک کافر یعنی جو مسلمان حضرت میرزا صاحب کو نبی نہ مانتا ہو۔ میاں صاحب کا مرید بھی رہ سکتا ہے۔ یہ سب امور ایسے ہیں جن سے دھوکا لگ جانا یقینی ہے۔

یہی فرق مباہلہ اور قادیانیت میں ہے۔ خدائے واحد شاہد ہے کہ مجھے میاں صاحب اور اہل قادیان سے کوئی عداوت نہیں بلکہ محبت ہے۔ یہ وہ جماعت ہے کہ اگر اس غلطی کی اصلاح ہو جائے تو مسلمانوں کے لئے باعث برکت ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو صراط مستقیم کی رہنمائی فرمائے۔ مجھ سے سوال ہوتا ہے کہ تمہارا اپنا عقیدہ کیا ہے۔ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر پھر اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور حضرت میرزا صاحب کو مجدد اعظم یقین کرتا ہوں لیکن کسی مجدد کا الہام قطعی نہیں کہ قرآن کریم کی طرح حجت ہو۔

والله ما اقول وکیل ۵

نامۂ برلن

ایک جرمن نومسلم کی معرکۃ الآرا تقریر

احمدیت پر گفتگو

(شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم ایس سی مبلغ جرمنی کے قلم سے)

اسلام اور جنگ

۳۰ نومبر ۸ بجے شام کے ایک جلسہ ہوا جس میں سامعین کی تعداد کم و بیش ۴۰۰-۵۰۰ تھی۔ ڈاکٹر مارتوس صاحب صدر نے موقر صاحب سے (جو ہمی نوجوان نومسلم تھا جس کا تذکرہ میں اپنے گزشتہ مضمون میں کر چکا ہوں) درخواست کی کہ وہ اپنا مضمون پڑھیں۔ عنوان مضمون تھا "اسلام اور تلوار" ہمارے مکرم دوست مصطفےٰ نے خوب واضح طور پر دلائل و براہین اور واقعات کو پیش کر کے ثابت کیا کہ اسلام کو اپنی اشاعت کے لئے کبھی کسی تلوار یا توپ کی ضرورت پڑی اور نہ اس نے ان چیزوں کو اس غرض سے کبھی استعمال کیا ہے۔ اس بارہ میں قرآن کریم کی تعلیم لا اکراہ فی الدین۔ لولا دفع اللہ الناس..... وغیرہ پیش کر کے ثابت کیا کہ اسلام صلح اور آشتی کا مذہب ہے۔ تلوار کے اٹھانے کی اجازت اسلام نے صرف مدافعت کے رنگ میں دی ہے۔

پھر جنگ احد۔ بدر۔ احزاب وغیرہ کے واقعات کو پیش کر کے [illegible] کیا کہ ان تمام جنگوں میں آغاز سختی کس طرف سے تھا اور دشمن ہمیشہ چڑھائی کر کر مسلمانوں کو تباہ کرنے کی غرض سے مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ اور دشمن کی تعداد ہمیشہ تگنی سے لے کر دس گنا تک رہی۔ غرضیکہ انہوں نے اس مضمون پر تمام پہلوؤں سے خوب روشنی ڈالی اور ثابت کیا کہ اسلام تلوار اور جنگ کا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ دلائل اور صلح کا مذہب ہے۔

احمدیت کیا ہے؟

اس کے بعد جناب صدر نے "تعلیم اسلام" کی چند خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے سامعین کو سوال کرنے کی اجازت دی۔ جس پر ایک سکول کی ہیڈ مسٹرس نے یہ سوال کیا کہ احمدیہ موومنٹ (یعنی احمدیت) کیا ہے۔ اور مرزا غلام احمد کون تھے۔ اس کا جواب خاکسار نے زبان انگریزی دیا (بہت سے حاضرین انگریزی سمجھتے تھے) آنحضرت کی ختم نبوت کا ذکر کرتے ہوئے میں نے بتایا کہ آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے اور دنیا کو اس مکمل ہدایت نامہ یعنی قرآن کریم کے بعد کسی دوسرے قانون کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ایک طرف قرآن کریم ایک مکمل اور اپ ٹو ڈیٹ ہدایت نامہ ہے۔ جس میں آج ساڑھے تیرہ سو سال تک کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ ہی رسول کریم کی زندگی کے ادنےٰ سے ادنےٰ واقعات اور آپ کے مختلف اقوال و افعال بھی ہمارے سامنے ہیں۔ اس لئے اب کسی نئے قانون کی ضرورت دنیا کو نہیں۔ البتہ مرور زمانہ سے بسا اوقات غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یا انسان بتقاضائے بشریت ان کو مشکل یا ناممکن العمل سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے۔ یا ان کی اصل حقیقت اور روح کو چھوڑ کر ظاہری شکل اور چھلکے کو اختیار کر لیتا ہے۔ سو ان کے سدباب کی خاطر اسلام کے اندر مجددیت کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ یعنی ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا ہے۔ جو کہ تجدید دین کرتا ہے۔ اور جس کے عملی نمونے سے مردہ قلوب کے اندر ایک نئی زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اسلام پھر اپنی اصلی حالت میں دنیا میں پیش ہوتا ہے۔ اسی اصول اور قانون کے مطابق حضرت مرزا صاحب مبعوث ہوئے اور آپ کا کام مسلمانوں کی اندرونی اصلاح اور اعلائے کلمۃ اللہ تھا۔ اور انہی ہر دو پہلوؤں کے باعث آپ مہدی اور مسیح کہلائے۔ اور ان تمام غلط فہمیوں کو دور کیا جو کہ مسلمانوں کے اندر پیدا ہو چکی تھیں۔ اور جو اشاعت اسلام کے کام میں رکاوٹ پیدا کر رہی تھیں۔ اور اسلام کی صداقت اور حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے آپ نے کم و بیش اسّی کتابیں لکھیں۔ اور ایک ایسا علم کلام پیدا کیا جس کی نظیر ملنی ناممکن ہے۔

غرضیکہ مختصراً حضرت مرزا صاحب کی زندگی۔ تصانیف۔ ان کے کام اور اعتقادات کے متعلق عرض کر دیا۔ اس کے بعد مسٹر سالم جان ایدریس نے اسلام کی خوبیوں کے متعلق چند الفاظ کہے اور جلسہ برخاست ہوا۔

ایک ہندوستانی مسلمان کے خیالات

ایک اور بات کا تذکرہ بھی کر دیتا ہوں۔ ایک ہندوستانی دوست جو یہاں موجود تھے ان کو حضرت مرزا صاحب کے متعلق مزید دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ جس پر میں نے ان کو حضرت مرزا صاحب کے [illegible] اصول کی فلاسفی کا انگریزی ترجمہ دیا۔ اس کو پڑھنے کے بعد وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ کہنے لگے کہ میں نے آج ۵ سال سے کبھی نماز نہ پڑھی تھی۔ مگر اس کتاب کو پڑھ کر میں نے نماز ادا کی اور اللہ تعالےٰ سے التجا کی کہ اے مولا تو مجھے معاف کر۔ کہ میں نے تیرے اس پاک نیک اور خادم اسلام بندے کے متعلق طرح طرح کے غلط خیالات اور اعتقادات رکھے ہوئے تھے۔ آج مجھ پر حقیقت کھل گئی ہے کہ یہ شخص کیا تھا۔

مجھ سے کہا کہ مرزا صاحب کی اور کتابیں ہوں تو مجھے دو۔ میں نے دو کتابیں اور کہا [illegible] کتابیں بھی ہیں۔ اور بے نظیر ہیں۔ وہ بھی مطالعہ کریں۔ مگر وہ کہنے لگا کہ اب مجھے صرف انہی کی یعنی مرزا صاحب کی کتابیں پڑھنے کا شوق ہے۔

نہایت ضروری

قارئین کرام کو آخری یاد دہانی

اس سے قبل احباب کی خدمت میں اخبار اور خطوط کے ذریعہ کئی بار عرض کیا جا چکا ہے کہ جلسہ سالانہ پر دفتر اخبار پیغام کی تمام بقایا رقوم ادا کر کے آئندہ سال کا چندہ مرحمت فرما دیں۔ یہ آخری یاد دہانی ہے۔ کیونکہ اس سے اگلا پرچہ بوجہ مصروفیت جلسہ سالانہ شائع نہ ہوگا جو احباب جلسہ پر تشریف لائیں وہ پیغام صلح کا دفتر مسجد احمدیہ بلڈنگس کے دروازہ کے سامنے تلاش کریں تلاش کرنے میں کسی دقت کا سامنا نہ ہوگا کیونکہ دفتر کے دروازہ پر گتے کا سائن بورڈ لگا ہوگا جس پر لکھا ہوگا "دفتر اخبار پیغام صلح"۔ نیز "دفتر جلسہ" کے کلرک اور مہتمم صاحب جلسہ سے بھی اخبار کا دفتر اور ہر دریافت طلب بات پوچھی جا سکتی ہے۔

امید ہے کہ ہمارے ایثار پیشہ احباب جو اپنی ماہانہ آمد کا لِلّٰہ حصہ انجمن کی امداد میں دینے سے دریغ نہیں فرماتے وہ اخبار کے بقایا صاف کر کے آئندہ سال کا چندہ ادا کرنے میں کوئی تامل نہیں فرمائیں گے۔ اور نئے سال سے نیا حساب شروع کرنے میں پوری طرح ہمارے ممد و معاون ہوں گے۔

(نیاز مند مینیجر پیغام صلح لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۱۶ ۷ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۷ھ نمبر ۹۸

چلو لاہور!
احمدی احباب سے ایک پرزور درخواست

جلسہ سالانہ سر پر آگیا ہے، "پیغام صلح" کا یہ آخری پرچہ ہے۔ جو جلسہ سالانہ سے پہلے احباب کے ہاتھوں میں پہنچے گا۔ اس موقع پر برادران سلسلہ کو ہم چند ضروری باتوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو ان کے موجودہ قومی فرائض اور ضروریات سلسلہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ان سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ ان قومی فرائض اور ضروریات سلسلہ کو پورا کرنے کے لئے وہ نہ صرف خود لاہور تشریف لائیں بلکہ اپنے غیر از جماعت احباب کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کریں۔

جلسہ سالانہ پر امسال بعض اہم ترین مسائل پیش نظر ہیں۔ جن کے طے کرنے کے لئے تمام احباب کرام کی شمولیت ضروری ہے۔ پروگرام میں جن تین مسائل کو قومی فیصلہ کے لئے رکھا گیا ہے۔ وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس قابل ہیں کہ قوم کا ہر فرد ان پر سنجیدگی کے ساتھ غور وفکر کرے اپنے دوسرے بھائیوں اور دوستوں کے خیالات کو سنے اور اس شاہراہ کے تیار کرنے میں عملی حصہ لے۔ جو قوم کی آئندہ بہبودی سے تعلق رکھتی ہے۔ بعض دوستوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ان کی رائے ایسی باتوں میں چنداں قابل قوت نہیں ہوسکتی۔ اور نہ ان کی شمولیت کوئی چنداں ضروری ہے۔ جہاں تمام جماعت کا اجتماع ہوگا وہاں ایک ان کے نہ ہونے سے جلسہ پر کونسا ایسا برا اثر پڑ جائے گا۔ غور کیجئے اگر ہر دوست اسی خیال سے گھر بیٹھ رہے۔ تو جلسہ کا انعقاد ہی ناممکن ہو جائے۔ اجتماع قومی جس چیز کا نام ہے وہ افراد ہی پر مشتمل ہوتا ہے۔ جس قدر افراد اس اجتماع میں شمولیت اختیار کریں اسقدر وہ زیادہ موثر، زیادہ بارونق اور زیادہ کامیاب ہوتا ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ قومی مسائل پر رائے دینا صرف قوم کے چند اہل الرائے اصحاب کا کام ہے بعض وقت ایک معمولی انسان کے منہ سے ایسی کام کی بات نکل آتی ہے جو قوم کی ترقی وفلاح کا بہترین ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔ کیا صحابہ کرام میں اس قسم کی مثالیں نہیں ملتیں۔ کہ بوڑھی عورتوں نے حضرت عمرؓ جیسے مدبر اور دانشمند انسان اور خلیفۃ المسلمین کی رائے کی مخالفت کی اور ان کا خیال صحیح تسلیم کیا گیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ احمدی قوم کا ہر فرد اپنے آپ کو اس قابل نہ بنائے کہ اپنے قومی امور میں بہترین رائے کا اظہار کرسکے۔ قوم اس وقت نہایت نازک مراحل میں سے گزر رہی ہے۔ نہ صرف مالی اور اقتصادی پہلوؤں سے ہی ہماری حالت آج اس درجہ کو پہنچ چکی ہے کہ اس پر زیادہ دیر قائم رہنا قوم کے لئے ہلاکت کا موجب ہے۔ بلکہ ہمارا نظام قومی اور طریق کار بھی چنداں اطمینان بخش اور دیرپا نہیں۔ ہمارے باہمی تعلقات روز بروز مضبوط ہونے کے بجائے کمزور ہوتے چلے جارہے ہیں۔ وہ محبت اور اخوت جو مسیح موعود کے زمانہ میں نظر آتی تھی اب موجود نہیں۔ ہماری آئندہ نسلیں دین سے بیگانہ اور سلسلہ سے عملاً الگ ہیں۔ ہماری وہ برادریاں جن کی بنیاد آبائی رشتوں اور تعلقات پر ہے۔ ایسے رسوم و رواج میں منہمک ہیں جو نہ صرف ان کی تباہی کا موجب ہیں۔ بلکہ ہمیں بھی دن بدن تباہی کی طرف لے جارہی ہیں۔ کیا یہ باتیں اس قابل نہیں کہ ان پر ہم مل کر غور وفکر کریں۔ اور ان نقائص کو دور کرنے کے لئے کوئی عملی تدابیر سوچیں؟ کیا قوم کے ہر فرد کا ان امور سے کچھ نہ کچھ تعلق اور لگاؤ نہیں۔ اور اس لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ان امور کے تصفیہ میں بذات خود حصہ لے۔ اور ان میں وہی اہمیت دے جو ان کا حق ہے؟ ہم اس موقع پر قوم کے نوجوانوں اور خواتین سے بالخصوص عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی اس جلسہ میں شمولیت ازبس ضروری ہے۔ جن امور کو قوم کے غور و بحث کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔ ان کا تعلق زیادہ تر قوم کے انہی دو طبقات سے ہے۔ ہماری آئندہ نسلیں اگر سدھر سکتی ہیں تو ہمارے نوجوانوں کی توجہ اور سعی سے ہمارے جماعتی تعلقات اور رسوم و رواج کی اصلاح کا مدار انہی نوجوانوں اور خواتین کی اصلاح پر ہے۔ اس لئے ہمارے دوستوں کو نہ صرف خود اس جلسہ میں شمولیت اختیار کرنی چاہئے بلکہ اپنے نوجوان بچوں اور اگر ممکن ہو تو خواتین کو بھی ضرور ساتھ لانا چاہئے۔ تاکہ اپنے آئندہ لائحہ عمل کو وہ خود تیار کرسکیں۔

نہ صرف ہماری اپنی قوم سے ہی ان امور کا تعلق ہے بلکہ عام مسلمانوں کا بھی ان امور سے نہایت گہرا واسطہ ہے۔ رسم و رواج کی زنجیروں نے ان کو جکڑ کر رکھا ہے۔ مسلمان اس وقت تباہی کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ ان کو اس سے بچانا ان کے لئے کوئی عملی نمونہ قائم کرنا۔ اور اس سیدھے رستہ کی طرف انہیں لانا جو فلاح و بہبودی کی طرف لے جاتا ہے۔ ہمارا فرض اولین ہے۔ ہمارے بہت سے دوست کوئی ایک رشتہ دار اور عزیز ایسے ہوں گے جن سے ہمیں دائمی تعلق اور واسطہ رہتا ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو وہ ہمارے اس اجتماع میں شامل ہوکر اپنی آئندہ فلاح و بہبود کے لئے بہت سے مفید سبق حاصل کرسکتے ہیں۔ ان کو اس سے محروم رکھنا ایک بہت بڑا قومی اور اخلاقی جرم ہے۔ اور ہم اپنے تمام احباب سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اس موقع پر جہاں تک ممکن ہو اپنے غیر از جماعت دوستوں اور عزیزوں کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ تاکہ وہ بھی اس نعمت سے متمتع ہوسکیں۔ جس سے وہ خود فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

جلسہ سالانہ سال بھر کے بعد ہمارے گزشتہ کاموں کی روئداد سنانے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل تیار کرنے اور بعض اہم قومی فرائض کی یاد دلانے کے لئے آتا ہے۔ سال بھر میں ایک مرتبہ ایک جگہ جمع ہو ان باتوں پر غور کرلینا حیات قومی کے لئے لازمی ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کی قومی زندگی کے لئے اجتماع کو ایک لازمی چیز قرار دیا ہے۔ پنجوقتہ نمازوں عیدین اور حج کے اجتماعات اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مسیح موعود نے احمدی قوم کی تنظیم و بقا، اس کی روحانی ترقی اور عملی زندگی کے لئے جلسہ سالانہ کی بنیاد ڈالی۔ ضرورت ہے کہ اس سے کماحقہ فائدہ اٹھایا جائے ضرورت ہے کہ آج [illegible] کے ہر فرد۔ ہر نوجوان اور ہر بزرگ کی زبان پر **"چلو لاہور"** کی آواز ایسے موثر طریق پر پیدا ہو کہ ۲۴ دسمبر کی صبح کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک ایسا عظیم الشان اجتماع نظر آئے جس کی نظیر احمدی قوم کی تاریخ پیش نہ کرسکے۔

پیغام صلح کا حق

پیغام صلح جو آپ کی جماعت کا واحد اردو آرگن ہے۔ اور تقریباً سولہ سال سے آپ کی خدمت میں مصروف ہے۔ اس کا بھی آپ پر کچھ حق ہے۔ اس کا کام آپ کے سامنے ہے۔ وہ کیسا ہے۔ اس کے متعلق ہم کچھ نہ کہیں گے۔ البتہ جماعت کے لئے اس سے جو کچھ بن پڑا اس نے کیا ہمیں اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے نہایت افسوس ہوتا ہے۔ کہ اس کی حالت کئی لحاظ سے غیر تسلی بخش ہے۔ آج جبکہ اخبارات اقوام کی ترقی کے لئے ایک لازمی چیز ہوگئے ہیں۔ ہماری جماعت کا اخبار کی موجودہ حالت پر قانع ہونا کوئی حوصلہ افزا امر نہیں۔ اخبار کو شاندار اور مفید بنانے کے لئے بہت سی تجاویز زیر غور ہیں جب کبھی ہم ان کو عمل میں لانا چاہتے ہیں۔ تو مالی کمزوری ایک زبردست روک بن کر ہمارے رستے میں حائل ہوجاتی ہے۔ اور ہم بے بس ہوکر رہ جاتے ہیں۔

اس وقت ہم کسی قسم کا شکوہ نہیں کرنا چاہتے۔ مگر یہ ایک سچی بات ہے کہ اس مالی کمزوری کی سب سے بڑی وجہ ناظرین کرام کی عدم توجہ ہے کئی بار درخواست کی جاچکی ہے کہ بقایا رقوم ادا کردی جائیں۔ اور نئے خریدار فراہم کرنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن ہر بار ہماری صدا صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ اس وقت ایک معقول رقم خریداران کے ذمہ ہے۔ اگر وہ ادا ہوجائے تو ہمارے بہت سے رکے ہوئے کام جاری ہوسکتے ہیں۔ اور بہت سی مفید تجاویز کو ہم عمل میں لاکر اخبار کو شاندار، دلچسپ اور مفید بنا سکتے ہیں۔ ہم احباب کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اخبارات آپ کی اولین قومی ضروریات میں سے ہیں۔ آپ جس قدر زیادہ ان کو ترقی دیں گے اسی قدر آپ کو اپنے مقاصد میں زیادہ کامیابی ہوگی۔

صرف دو سوال

اس وقت ہمارے صرف دو سوال ہیں۔ ایک تو جن احباب کے ذمہ بقایا رقوم ہیں یا جن کا چندہ ختم ہوگیا ہے وہ جلسہ پر ضرور ادا فرماویں ایسے تمام اصحاب کی خدمت میں خطوط لکھے جاچکے ہیں اور جلسہ پر وصولی خاطر خواہ انتظام ہوگا۔ جلسہ گاہ کے قریب ہی کسی موزوں و نمایاں جگہ دفتر پیغام صلح کے کارکن موجود رہیں گے۔

اس کے علاوہ توسیع اشاعت کی طرف بھی احباب کو خاص طور پر کوشش کرنی چاہئے اگر ہمیں چار پانچ سو نئے خریدار مل جائیں تو ہم حجم میں مستقل اضافہ کرنے کے علاوہ اخبار کو زیادہ مفید اور دلچسپ بنانے کا وعدہ کرتے ہیں۔ ہماری جماعت خدا کے فضل سے ایک عملی اور پرجوش جماعت ہے اگر اس کے افراد ذرا کوشش کریں تو پیغام صلح جیسے اخبار کے لئے چار سو نئے خریدار فراہم کرلینا کوئی بڑی بات نہیں۔ گو ہماری تمام گزشتہ درخواستوں سے نہایت سرد مہری کا سلوک ہوا ہے۔ لیکن ہم مایوس نہیں ہوئے بلکہ اس امید کے ساتھ ایک بار اور اس درخواست کو پیش کرتے ہیں۔ آپ اس کو قبول فرمانے کے علاوہ گزشتہ سرد مہریوں کی بھی تلافی کردیں گے ہمیں یقین ہے کہ آپ اپنے قومی اخبار کی جھولی کو جو اس نے اشد ضرورت اور خدا جانے کن کن امیدوں کے ساتھ آپ کے سامنے پھیلائی ہے خالی نہ جانے دیں گے۔ خدا کرے ہماری یہ تمام توقعات پوری ہوں۔

احمدی خواتین سے

ہم عرصہ سے اس بات کو محسوس کررہے ہیں کہ احمدی خواتین اپنے قومی اخبار سے بہت کم دلچسپی رکھتی ہیں۔ اگر ہم خریداروں کی فہرست پر نظر ڈالتے ہیں تو ان میں خواتین کے گنتی کے چند نام نظر آتے ہیں جب ہم ان اصحاب کو یاد کرتے ہیں جنہوں نے مختلف اوقات میں پیغام صلح کی مختلف ذرائع سے مدد کی تو اس میں بھی ہم کو اپنی معزز احمدی بہنوں کا بہت کم حصہ نظر آتا ہے۔ ہماری یہی کوشش ہوتی ہے کہ اخبارات کے مضامین سہل اور مفید اور دلچسپ ہوں جن سے خواتین، طلبا اور کم تعلیم والے لوگ بھی خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں۔ اخبار کی کتابت میں بھی اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ باوجود اس کے خواتین کا توجہ نہ کرنا کوئی دل خوش کن امر نہیں۔ اس صورت حالات کو پرجوش اور دیندار احمدی بہنوں کی غفلت سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ کیا ہم یہ امید کرسکتے کہ ہماری بہنیں اپنے قومی اخبار کی ترقی و فلاح میں کافی حصہ لے کر اس افسوسناک صورت حالات میں ایک خوشگوار اور حوصلہ افزا تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں گی۔ اگر خواتین تین ماہ کے اندر ایک سو خریدار فراہم کردیں تو ہم ان کے لئے اخبار میں ایک نسوانی کالم مخصوص کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ جس میں صرف خواتین کے لئے مضامین ہوا کریں گے۔

مسٹر سانڈرس کا افسوسناک قتل

قارئین کرام تک مختلف ذرائع سے یہ افسوسناک خبر پہنچ چکی ہوگی ۱۷ دسمبر کی شام کو لاہور میں مسٹر سانڈرس اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ان کے ریڈر چنن سنگھ کو کسی نے قتل کردیا۔ یہ دونوں نوجوان تھے انہوں نے دنیا کی ۳۰ بہاریں بھی نہ دیکھی تھیں۔ یہ امر اس واقعہ قتل کو اور زیادہ افسوسناک بنا دیتا ہے۔

تادم تحریر قاتلوں کی گرفتاریاں یا سراغ کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی۔ پنجاب کے سیاسی اور سرکاری حلقوں اور پبلک میں اس سلسلے میں مختلف قیاس آرائیاں ہورہی ہیں۔ واقعہ قتل کے محل وقوع اور دیگر امور کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض لوگ اس کو لالہ لاجپت رائے آنجہانی پر لاٹھیاں برسنے کا نتیجہ خیال کرتے ہیں۔ مگر ہمارے خیال میں جب تک پورے حالات سامنے نہ آجائیں کسی قسم کی رائے کا اظہار خلاف مصلحت اور غیر دانشمندانہ فعل ہے بہرحال یہ واقعہ نہایت ظالمانہ اور سفاکانہ ہے اور لاہور کے حادثہ ہم سے کسی طرح کم نہیں۔ اگر خدانخواستہ اسکے وجوہ سیاسی ہیں تو اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے ضرورت ہے کہ پولیس اور سیاسی لیڈر اپنے اپنے فرائض کو مدنظر رکھتے ہوئے اس واقعہ کی پوری پوری تفتیش کریں۔ ہم اس واقعہ پر اظہار ملامت و نفرت کرتے ہوئے مقتولین کے اعزا و اقارب کے ساتھ اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

برلن مسجد کا فرش

بلال برلن کی درخواست

پروفیسر شیخ محمد عبداللہ صاحب کا جو مضمون گزشتہ سے پیوستہ اشاعت میں شائع ہوا تھا۔ اس میں ایک جرمن نومسلم کی جس کو بلال برلن کا لقب انہوں نے دیا ہے، تجویز برلن مسجد کے فرش کے متعلق انہوں نے لکھی تھی اس کی یاددہانی کراتے ہوئے آپ اپنے ایک تازہ خط میں لکھتے ہیں

تقریباً عرصہ ایک ماہ کا ہوا کہ میں نے اس موضوع پر اپنے ایک نوجوان نومسلم دوست مصطفےٰ کی طرف سے ایک اپیل پیغام صلح میں شائع کرنے کے واسطے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کو بھیجی تھی۔ میں یہاں صرف دوبارہ اس درخواست کی طرف تمام حضرات کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اور بالخصوص ان اصحاب کو جو جلسہ سالانہ پر تشریف لائے ہوں۔ میرے دوست کی درخواست کوئی بہت بڑی درخواست نہیں۔ گو برلن مسجد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور آپ لوگوں کی سعی سے تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ مگر اس میں فرش نہ ہونے کی وجہ سے نماز جمعہ نہیں ہو سکتی۔ اس فرش کا مہیا کرنا گویا کہ اس مسجد کی اصل تعمیر اور اس کی آبادی کے مترادف ہے۔ مسجد کی اس غیر آباد حالت کو دیکھ کر اس نوجوان نومسلم کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ اس کے فرش کے واسطے کوشش کی جائے۔ چنانچہ جو تجویز ان کے ذہن میں آئی ہے اس کا تذکرہ قبل ازیں بھی کر چکا ہوں۔ اور اب دوبارہ بالخصوص ان احباب کی خاطر اعادہ کرتا ہوں جو جلسہ سالانہ کے موقع پر تشریف لائے ہوں۔ اور سکرٹری صاحب کی خدمت میں درخواست ہے کہ جہاں وہ چندہ کے واسطے قوم سے اپیل کریں وہاں اس تجویز کو بھی پیش کر دیں۔ امید ہے اللہ تعالےٰ ضرور بالضرور اپنے اس گھر کی آبادی کے لئے بہت سے لوگوں کو اس کار خیر میں حصہ لینے کی توفیق دے گا۔

کل رقم جو اس کے فرش کے واسطے درکار ہے وہ کم و بیش دو ڈھائی سو پونڈ ہے۔ اس نوجوان نے یہ کہا ہے کہ نصف رقم یعنی سوسوا سو پونڈ ہم یہاں جس طرح بھی ہوگا جمع کریں گے۔ اور بقیہ سوسوا سو پونڈ جماعت اور دیگر احباب مہیا کر دیں اگر سوسوا سو احباب بھی اس میں شریک ہوں اور صرف ایک ایک پونڈ ہی دیں تب بھی یہ رقم بالکل باسانی جمع ہو سکتی ہے بعض احباب جو اس قدر گنجائش نہ رکھتے ہوں وہ نصف پونڈ یا اس سے کم بھی دیکر اس کار خیر میں شامل ہو سکتے ہیں اور ذی حیثیت اصحاب اس سے زیادہ۔

ذیل میں اس نوجوان نومسلم کے اپنے دستخطوں سے چند الفاظ درج ہیں۔ (محمد عبداللہ از برلن)

"امید ہے میری یہ درخواست خالی نہ جائے گی" والسلام مصطفےٰ

لاہور کے احمدی طلباء

حضرت امیر کی طرف سے دعوت چائے

۱۴ر دسمبر کو تو محض اسلامیہ کالج کے طلباء کو دعوت چائے حضرت امیر کی طرف سے دی گئی تھی۔ ۱۶ر دسمبر کو گورنمنٹ کالج، مشن کالج، ... کالج مغلپورہ کالج کے تمام احمدی طلباء کو آپ نے مدعو فرما کر دعوت چائے دی۔ اور اپنی قیمتی نصائح سے مستفید فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ قرآن شریف پڑھیں اور روزانہ پڑھیں۔ قرآن شریف کو سمجھ کر پڑھنے اور اس کے مطالب پر غور کرنے سے انسان کے اندر اعلےٰ جذبات اور اعلےٰ خیالات پیدا ہوں گے۔ جب سے لوگوں کے دل سے قرآن شریف کی عظمت کم ہوگئی ہے مسلمان ذلیل ہوگئے ہیں۔ قرآن مجید کے بعد پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ اور اسلامی تاریخ ہے۔ آنحضرتؐ کی سیرت اور آپؐ کے صحابہ کے حالات سے ہمیں معلوم ہوگا کہ جناب سرور کائنات اور قرون اولےٰ کے مسلمانوں کے عمل میں اسلام کس طرح آیا۔ سیرۃ نبوی اور اسلامی تاریخ ہمارے اندر ایک نیا جوش پیدا ہوگا۔ اور طبیعت کے اندر خواہش پیدا ہوگی کہ ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چل سکیں۔ آپ خود بھی شعائر اسلامی کی پابندی اختیار کریں اور دوسروں تک اسلامی لٹریچر پہنچانے کی کوشش کریں۔

تقریباً دو تین گھنٹے تک یہ مجلس قائم رہی۔ اس کے لئے طلباء نے پھر ماہ جنوری میں جمع ہو کر ایک لائحہ عمل تیار کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

(خاکسار مرتضیٰ خان)

۲۵ر دسمبر کا پیغام صلح

بوجہ مصروفیت جلسہ سالانہ شائع نہ ہو سکے گا۔ قارئین کرام انتظار کی تکلیف نہ فرمائیں۔

منیجر

ضروری اعلان

دفتر فنانشل سکرٹری کے لئے انجمن کو ایک مخلص احمدی چپڑاسی کی ضرورت ہے جسے دن بھر دفتر کے کاموں کو سرانجام دینا ہوگا۔ اور رات کو خزانچی انجمن کے کمرے میں بغرض حفاظت سونا۔ تنخواہ سولہ روپے (۱۶) ماہوار ہوگی ۲ روپے ماہوار الاؤنس چوکیدارہ۔ جملہ درخواستیں ۲۵ر دسمبر تک پہنچ جانی چاہئیں۔

محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اسلامی سزائیں

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم)

سوال۔ سرقہ کی سزا قطع ید ہے۔ ڈاکہ کی سزا کیا ہے اور فرمائیے۔ کہ حکومت اسلام میں سرقہ اور زنا کی سزا میں کبھی کوئی ترمیم بھی ہوگئی تھی یا نہیں

جواب۔ ڈاکہ جس قسم کا ہو ویسی ہی اس کی سزا ہے۔ بعض ڈاکو مشہور ہوتے ہیں۔ جو بار بار وارداتیں قتل اور ڈاکہ کی کرتے ہیں۔ اُن کے لئے صلیب قتل کرنا ہے۔ تاکہ قتل کے ساتھ تشہیر بھی ہو۔ اگر ڈاکو مشہور نہیں اور ڈاکہ میں محض قتل ہو تو صرف قتل کر دینا کافی ہے۔ تشہیر کی ضرورت نہیں۔ اگر ڈاکہ میں کسی نے ہاتھ پاؤں توڑ دیئے ہیں۔ تو ڈاکو کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کافی ہیں۔ اگر صرف مال ہی چرایا ہو۔ تو سزا صرف قید کی ہے۔

جب ڈاکہ میں مال چرانے کی سزا صرف قید ہے۔ تو سرقہ میں مال چرانے کی سزا صرف قید کیوں ہو۔ قطع ید یعنی ہاتھ کا کاٹنا سرقہ یعنی چوری کی انتہائی سزا ہے۔ مجسٹریٹ کو اختیار ہے۔ کہ موقعہ و محل کے لحاظ سے اس سے کم سزا دے۔ یعنی قید کر دے۔ مطلب تو اس کے ہاتھ کے فعل سرقہ کو روکنا ہے۔ اگر عارضی طور پر ہاتھ کے باندھ دینے سے وہ مطلب حاصل ہو جائے تو قرآن میں سرقہ پر توبہ اور اصلاح کر لینے پر معافی کا وعدہ بھی موجود ہے۔ اگر قطع ید عارضی نہ ہو۔ تو توبہ اور اصلاح کا موقعہ ہی کب مل سکتا ہے۔

عارضی قطع ید قید کر دینے کا نام ہے۔ آنحضرت صلعم کی خدمت میں ایک دفعہ ایک شاعر آیا۔ اس نے آپ کی ہجو کی۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ اقطعوا عنی لسانہٗ کہ اس کی زبان مجھ سے کاٹ دو۔ یعنی صحابہ اسے باہر لے گئے اور چاہا۔ کہ اس کی زبان کاٹ دیں۔ حضرت علیؓ نے سمجھایا۔ کہ آنحضرت صلعم کا مطلب یہ نہیں کہ زبان کاٹ دو۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ اسے کچھ دیکر چپ کرا دو۔ جب چپ ہو گیا تو زبان کٹ گئی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بھی عارضی طور پر قطع ید کے معنی قید کرنا ہی پسند کئے تھے۔ پس قطع ید کا مطلب چور کے ہاتھ کے فعل کو روک دینا ہے۔ خواہ قید سے خواہ اس کے کاٹ دینے سے۔ البتہ جب چور اپنی اصلاح نہیں کرتا۔ اور باوجود اصلاح کا موقعہ پانے کے وہ اپنی عادت نہیں چھوڑتا۔ تو سوسائٹی کے امن کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اسی طرح بعض قومیں جرائم پیشہ ہوتی ہیں سرقہ ان میں فخر خاندانی سمجھا جاتا ہے۔ بعض زمیندار قوموں میں بھی سرقہ داخل فخر ہے۔ ان کے ساتھ رعائت کرنا۔ سوسائٹی پر ظلم کرتا ہے۔ اس لئے ان کا شروع میں ہی اگر ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ تو وہ عبرت نہیں پکڑ سکتے۔ اسلام سے قبل عربوں کا بھی یہی حال تھا۔ چوری اور ڈاکہ پر ان کو فخر اور ناز تھا۔ اس لئے انہیں شروع میں ہی اگر عبرت ناک سزائیں دی گئیں تو نہایت مناسب تھا۔ ورنہ وہ لوگ اپنی اس راسخ شدہ عادت سے باز آنے والے نہ تھے۔ پس یہ حکومت اور عدالت کا کام ہے۔ کہ موقعہ و محل کو دیکھ کر سزا تجویز کرے۔

زنا کی سزا سَو دُرّے ہے۔ قرآن کی نص صریح ہے۔ حکومت اسلامی میں ان کے قاضی اور مفتی کیا کرتے رہے۔ یہ تاریخی سوال ہے یہ مورخین آپ کو بتائیں گے۔ مگر یاد رہے۔ کہ قرآن کی صریح نص کے ہوتے ہوئے کسی حاکم کا فعل ہم پر حجت نہیں۔ رسول کریم صلعم کے وقت میں اگر کوئی سنگسار ہوا۔ تو ظاہر ہے کہ قرآن کی اس صریح نص کے نزول سے قبل ہوا۔ بعد میں ہو نہیں سکتا۔ قرآن نے سنگسار کی سزا کسی جرم کے عوض میں بھی نہیں رکھی۔

انکم ٹیکس اور زکوٰۃ

سوال۔ انکم ٹیکس حکومت لیتی ہے۔ کیا ایسی حالت میں ٹیکس گذاروں کو علاوہ ٹیکس زکوٰۃ دینا بھی لازم ہے؟

جواب۔ اس سوال کا جواب قوم کے فقیہ اور مجتہد آپ کو دیں گے میرا منصب یہ نہیں۔ مگر میرا اپنا خیال زکوٰۃ کے متعلق یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ قوم کے مساکین اور یتامیٰ کی حالت درست کرنے اور ان کو اُبھارنے کے لئے تھی۔ اسی لئے حکم تھا۔ کہ وہ رقم بیت المال میں جمع ہو الگ الگ زکوٰۃ بانٹنا اور اس میں سے چند مسکینوں کو کھانا کھلا دینا یا کسی یتیم بچہ کو پیسے دینا اسلام نے پسند نہیں کیا۔ کیونکہ اس سے قوم میں گداگری کی عادت پیدا ہوتی تھی۔ اور مسلمانوں سے خودداری اور خود غرضی کے صفات حسنہ معدوم ہوتے تھے۔ حکم تھا۔ کہ زکوٰۃ بیت المال میں جمع ہو۔ اور پھر وہاں سے اس مشترکہ قومی سرمایہ سے

مسیح موعودؑ اور کسر صلیب

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تیرگی تعصب کی ایک روشن مثال

توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتری کنند

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن جہلم کی قلم سے)

فریق مقابل کی ہر ایک تحریر رطب و یابس اس قابل نہیں ہوا کرتی کہ ضرور اس کا جواب ہی دیا جائے متعدد بے معنی اور لچر تحریریں نکلا کرتی ہیں۔ جن کا جواب دینا تضیع اوقات اور دماغ کو ناحق کی تکلیف دینا ہے۔ اسی لئے میں سلسلہ احمدیہ کے خلاف یا اپنے کسی مضمون کے جواب میں بعض تحریروں کو جو نہایت نامعقول اور لچر ہوا کرتی ہیں یا ذاتیات پر حملے اور گالیوں سے پُر ہوتی ہیں۔ نظر انداز کر دیتا ہوں۔ بعض دفعہ میرے دوست وہ تحریریں یا اخبار مجھے بھیجدیتے ہیں۔ مگر میں ان پر توجہ کرنا عقل انسانی کی ہتک اور واذا خاطبھم الجٰھلون قالوا سلاما کے ماتحت گناہ سمجھتا ہوں۔

کسر صلیب اور مسیح موعود

پچھلے دنوں اخبار "زمیندار" نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی تقلید کرتے ہوئے یہ اعتراض کیا تھا کہ مرزا صاحب کا تو یہ دعویٰ تھا کہ کسر صلیب کی پیشگوئی کے ماتحت کوئی عیسائی ان کی زندگی میں باقی نہ رہے گا۔ لیکن مرزا صاحب کے بعد آج ہزارہا عیسائی موجود ہیں۔ اس کے جواب میں میں نے ایک مضمون "کسر صلیب اور مسیح موعود" لکھکر زمیندار کو بھجوایا۔ مگر اس نے نہ چھاپا۔ آخر وہ پیغام صلح میں چھپ گیا۔ اس میں میں نے بتایا تھا کہ کسر صلیب سے مراد اصولی طور پر عیسویت کی تردید اس قسم کی ہے کہ اس کے بعد وہ مذہب پھر اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے۔ سو حضرت مسیح موعود نے عیسویت کی تردید اس دھوم سے کی کہ اس کی جڑیں اکھڑ گئیں۔ جس علم کلام کو حضرت مسیح موعود نے ایجاد کیا اور جس زبردست تنقید کی بنیاد آپنے ڈالی۔ اس نے مسیحیت کی ہوا اکھیڑ دی ہے۔ اور مسیحیت کی جرأت نہیں ہے کہ آج وہ کسی معقول طبقہ میں اپنے اصولوں کو پیش کر سکے پھر آپ کی توجہ روحانی نے خود ان کے گھروں میں مسیح کی الوہیت کو نامقبول کر دیا۔ آج ان کے بڑے بڑے علما اور پادری الوہیت مسیح اور کفارہ سے بیزار ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کی اصلی شان و شوکت آپ نے اس خوبی سے دکھائی کہ صدیوں کی غلط فہمیاں ھباءً منثورا ہو گئیں اور پھر یہیں تک نہیں آپ نے ایک جماعت اسی کام کے لئے بنائی کہ وہ کسر صلیب اور آنحضرت صلعم کی شان و شوکت کا اظہار جا رِ دا عالم میں کرتی رہے۔

کسر صلیب سے مراد

کسر صلیب سے کبھی کوئی عقلمند یہ مراد نہیں لے سکتا کہ مسیح موعود کی زندگی میں کوئی عیسائی باقی نہیں رہے گا۔ جب محمد رسول اللہ صلعم کی زندگی میں سارے دنیا کے کفار مسلمان نہ ہوئے تو مسیح یا مہدی کی زندگی میں تمام دنیا کو مسلمان کر لینے کا عقیدہ صریح حماقت ہے۔ اور پھر جب خود قرآن میں یہود اور عیسائیوں کے متعلق موجود ہو کہ القینا بینھم العداوۃ والبغضاء الیٰ یوم القیٰمۃ۔ کہ قیامت کے دن تک ان میں عداوت اور دشمنی ڈالدی ہے۔ اور جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ میں مسیح ابن مریم کو مخاطب کر کے کہا کہ تیرے متبعین تیرے منکرین پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے متبعین یعنی عیسائی اور منکرین یعنی یہود قیامت تک رہیں گے۔ تمام اختلافات کا فیصلہ قرآن کے رو سے صرف قیامت کو ہو گا۔ دنیا میں تو صحیح عقائد کی نشر و اشاعت ہی ایک مبلغ کا کام ہو سکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر نہیں۔ خود محمد رسول اللہ صلعم کو ارشاد خداوندی ہوتا ہے کہ فذکر انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر۔ تو نصیحت کئے جا تیرا کام نصیحت کرنا ہے۔ تو ان پر کوئی داروغہ نہیں ہے۔

پس قرآن کریم کے صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے کوئی عقلمند یہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ آنے والے موعود کے زمانہ میں تمام کافر مسلمان ہو جائیں گے۔ اگر کسر صلیب سے یہ مراد ہے کہ تمام عیسائی اس کی زندگی میں معدوم ہو جائیں گے لہذا یہ غلط ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کہیں ایسا لکھا ہے کہ ان کی زندگی ہی میں سب عیسائی نابود ہو جائینگے چنانچہ اس مضمون میں میرے [illegible] الفاظ ہیں "اگر زمیندار مولوی ثناء اللہ کی تقلید نہ کرتا اور خود تفکر و تدبر سے کام لیتا تو بات کچھ مشکل نہ تھی۔ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ تو یہ کبھی نہ تھا کہ ان کی زندگی میں عیسائیوں کا وجود ہی معدوم ہو جائے گا۔ ایسا دعویٰ نہ وہ کر سکتے تھے اور نہ کوئی اور کر سکتا ہے"

مولوی ثناء اللہ کا جواب

اس مضمون پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بہت سیخ پا ہوئے۔ اور اپنے ۱۴ نومبر کے پرچہ اہلحدیث میں ایک مقالہ سپرد قلم کیا۔ اور اس میں خصوصیت سے اس عاجز کو مخاطب کر کے یہ دعوے کیا کہ مذکورہ بالا امر جس کا عاجز نے انکار کیا ہے وہ حضرت مرزا صاحب کی تحریر سے نکال کر دکھائیں گے۔ چنانچہ بڑی زور سے ارشاد فرماتے ہیں "پس اب ہمارا فرض ہے کہ ہم مرزا صاحب کی ایسی عبارت دکھائیں جس کا یہ مضمون ہو کہ جس کی ڈاکٹر صاحب نے نفی کی ہے۔ یعنی مرزا صاحب کی زندگی ہی میں عیسائیوں کا وجود معدوم ہو جائے گا"

کے فہم پر حیران و ششدر رہ گیا کہ جو حوالہ تو میرے دعوے کی تائید اور مولوی صاحب کے ادعا کی تردید کرتا ہے وہ اپنی بات کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف اکثر میرے دماغ کو خراب قرار دے کر پنشن کا مشورہ دیا کرتے ہیں مگر اب بہتر ہو کہ وہ اپنے دماغ کا علاج کرائیں۔

پیش کردہ حوالہ

اگر یہ اخبار مجھے اپنا کوئی دوست بھیجدیتا تو میں اسے پڑھ کر یقیناً ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتا کیونکہ اس کے جواب کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ میرا مدعا اسی حوالہ پیش کردہ سے ثابت تھا۔ مگر میں مولوی صاحب کی اس جرأت کا عاشق ہوں کہ اپنا اخبار خود براہ راست مجھ کو بھیجدیا۔ تاکہ میں جواب دوں۔ اس لئے جواب دینا پڑ گیا۔ ورنہ اعراض کرتا۔ مگر حیران ہوں کہ جواب کس بات کا دوں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے دعویٰ کیا تھا کہ پس اب ہمارا فرض ہے کہ ہم مرزا صاحب کی ایسی عبارت دکھائیں جس کا یہ مضمون ہو جس کی ڈاکٹر صاحب نے نفی کی ہے۔ یعنی مرزا صاحب کی زندگی میں عیسائیوں کا وجود معدوم ہو جائے گا؟ مگر جو حوالہ مرزا صاحب کا وہ پیش کرتے ہیں اسے پڑھو اور حیرت سے سر دھنو۔ میرے جواب دینے کی کوئی ضرورت [illegible]

میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں۔ اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ (اخبار بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

حضرت مسیح موعود کا کام

یہ حوالہ میں نے اخبار اہلحدیث سے ہی نقل کیا ہے اس کی صحت کا وہ خود ہی ذمہ دار ہے۔ لیکن اہل انصاف غور کریں کیا اس میں حضرت مرزا صاحب نے کہیں لکھا ہے کہ "میری زندگی میں عیسائی معدوم ہو جائے گا" کیا خود اسی حوالہ میں انہوں نے کسر صلیب کی تشریح نہیں کی۔ کہ "عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں" اور کیا یہ سب باتیں بوجہ احسن آپ نے پوری نہیں کر دیں۔ کیا جس طرح پر عیسیٰ پرستی کے ستون کو آپ نے توڑا۔ تثلیث کے بجائے توحید کو پھیلایا۔ اور آنحضرت صلعم کی جلالت اور عظمت و شان کا اظہار دنیا پر کیا ہے۔ کیا زمانہ نبوی کے بعد تیرہ سو برس میں اس کی کوئی نظیر ملتی ہے؟ اسلامی تاریخ و واقعات عالم تمہارے سامنے ہیں جاؤ اور انصاف اور دیانت کی عینک لگا کر اس کا مطالعہ کرو۔ کیا اس شان و شوکت کا علم کلام عیسویت بلکہ کل مذاہب باطلہ کے رد میں تمہیں کہیں اسلامی لٹریچر میں نظر آتا ہے؟ سائنس و فلسفہ جدید کی یورش میں جب دنیا کے مذاہب یکے بعد دیگرے خاک میں ملتے چلے جا رہے ہیں اور مذہبی شخصیتیں عدم کے پردے میں غائب ہوتی چلی جا رہی ہیں [illegible] کی شخصیت کو جس شان و شوکت سے مرزا اور اس کے خدام نے پیش کیا ہے جس کے سامنے خود سائنس اور فلسفہ مغرب کی گردن جھک گئی کیا [illegible] پر جلی حروف میں شہادت نہیں؟ پھر یہ کیا "صداقت و دیانت [illegible] نہیں جو مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے ہم مشرب کیا کرتے ہیں اسی پرچہ اہلحدیث میں پادری پال کو تو مولوی صاحب الزام دیتے ہیں کہ اس نے غلط روئداد شائع کر کے "صداقت و دیانت کا خون" کر دیا۔ لیکن آگے چل کر جب حضرت مرزا صاحب کا معاملہ آتا ہے۔ تو یہی توبہ فرما مولوی صاحب خود وہی بات کر گزرتے ہیں۔ جس کی شکایت پادری پال سے کر رہے تھے۔ یعنی "صداقت و دیانت کا خون" کر کے ؏

توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتری کنند

کا مصداق بن جاتے ہیں۔

دیدہ دلیری

مگر حق کے ابطال کی کوشش آخر اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ گھبراہٹ میں حضرت مرزا صاحب کا جو حوالہ پیش کرتے ہیں وہ خود اپنی ہی تردید میں نکل آتا ہے۔ یا تو تعصب کی تاریکی میں اچھی طرح پر نظر نہیں پڑی۔ یا اگر نظر پڑی ہے۔ اور سمجھا بھی ہے تو پھر کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ اپنے ادعا کے خلاف حوالہ پیش کر کے فتح کا ڈنکا بجا رہے ہیں شاید یہ سمجھا کہ لوگ بالعموم ڈنکے کی آواز کو سنتے ہیں اور اصل حوالہ پر غور کرنے والے کم ہوتے ہیں۔ اس شور و غوغا پر ان کے مدح خوان سمجھ لیں گے کہ حوالہ مل گیا۔ تو نہایت افسوس سے کہنا پڑے گا کہ ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

ز دلائل و براہین ہمہ فراغ دارد

ضروری اطلاع

جو احباب جنرل کونسل کے ممبر ہیں وہ ۲۲ دسمبر کی صبح تک ضرور پہنچنے کی کوشش کریں اور بہرحال ۲۲ کی شام تک ضرور پہنچ جائیں۔ جنرل کونسل کے سامنے بہت سے اہم معاملات ہیں۔ جو صرف ایک اجلاس میں طے نہیں ہو سکتے۔ کانفرنس میں سوائے امور بھی طے ہونے ضروری ہیں

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

(بقیہ صفحہ ۳ کالم ۳) اور دنیاوی سوسائٹی میں ترقی کر سکیں۔ مثلاً کسی ملازم کی نوکری جاتی رہی دکاندار کا دیوالہ نکل گیا۔ یا کاشتکار کے بیل مر گئے۔ یا دو زنی کی مشین چوری ہو گئی وغیرہ وغیرہ اور وہ بھوکے مرنے لگے ان کے اپنے پاس اتنا روپیہ نہیں کہ اپنی حالت کو سنبھال سکیں۔ تو یہ انجمن عرضی دیں وہ ان کی حالت کی تحقیق کر کے حسب حیثیت اسی طرح ان کی امداد کرے کہ ان کا کام چل جائے اسی طرح کوئی شخص مر گیا۔ اس کے یتیم بچے رہ گئے تو بیت المال سے ان بچوں کا وظیفہ لگ گیا تربیت پا کر قوم کے مفید ممبر بن گئے۔ غرضکہ زکوٰۃ قوم کے کمزور حصہ کو قوی بنانے کا بہترین ذریعہ [illegible] تھا جو اگر قائم رہتا تو مسلمان کبھی ذلیل نہ ہوتے۔ اگر ہر شخص ادا کرے یہ قومی فرض [illegible]

صدائے امیر پر لبیک

دس دن کی آمد کے مطالبہ کا جواب احمدی احباب کی طرف سے (۵)

خان محمد رمضان خان صاحب منٹگمری اپنی آمد کا ⅓ حصہ تین قسطوں میں ادا کر دوں گا۔

شیخ عزیز الدین صاحب بٹالہ اگرچہ بے روزگار ہوں تاہم پانچ روپے ارسال خدمت ہیں۔

مولوی عبد السبوح صاحب ایبٹ آباد للعہ (۴۰ روپے) تیسرا حصہ جلسہ سالانہ پر پیش کردوں گا۔

جناب محمد حسن صاحب بٹالہ دس یوم کی آمد پانچ روپے ارسال خدمت کرتا ہوں۔

منشی محمد نواز خاں صاحب تھانہ میری جان بھی حاضر ہے مبلغ دس روپے ارسال خدمت ہیں

نصر اللہ بیگ صاحب از کلانور مبلغ پینتیس روپے (ماسہ) ارسال خدمت کردوں گا۔

شیخ عبد الرحمن صاحب حضور کے حکم کی تعمیل جلسہ سالانہ پر کردوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

شیخ محمد حیات صاحب ڈسٹرکٹ انجنیئر شیخوپورہ آپ نے مبلغ ایک سو روپیہ مرحمت فرمایا۔ جزاہ اللہ

جناب الٰہی بخش صاحب لائل پور حسب ارشاد آپ کے مندرجہ ذیل اصحاب نے چندہ ادا کر دیا ہے۔

شیخ محمد اسمٰعیل صاحب وحاجی مولا بخش صاحب ۵۰۰ روپے خاکسار ۱۵ روپے سید عبد اللہ شاہ صاحب ۱۰ روپے ملک امانت خاں صاحب ۵ روپے (اور دینے کا وعدہ کیا ہے)

سید غلام مجتبیٰ صاحب چھبال ضلع امرتسر جناب کے ارشاد کی تعمیل ضرور کی جائے گی۔

سید مدثر شاہ صاحب پشاور ۵۰ روپے پیش کردوں گا۔ سردست ۱۰ روپے ارسال ہیں۔ باقی پھر ادا کردوں گا۔

جناب عبد الرحمن صاحب دہلی تحریر فرماتے ہیں کہ اصحاب دہلی نے مندرجہ رقوم لکھوائی ہیں۔

مولوی عبد الحق صاحب ۹۴ روپے تین اقساط میں ادا کریں گے۔ شیخ نور لطیف صاحب ۳۰ روپے وعدہ۔ جن میں سے ۱۵ روپے بھیجے ہیں منشی عبد الرزاق صاحب نے ۳ روپے ادا کر دیئے ہیں۔ ابھی تحریک جاری ہے۔

منشی عبد الحق صاحب کوٹ موکھل میری تنخواہ میں سے ⅓ حصہ اس کام کے لئے وضع کرلیا جائے

مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع میں حضور کے تڑپا دینے والے ارشاد پر لبیک کہتا ہوں۔ میں اپنی آمد کا تیسرا حصہ تین اقساط میں حضور کے قدموں پر نثار کردوں گا۔

فضل کریم صاحب ٹھیکیدار راولپنڈی صدر میں صدق دل سے اپنی آمد کا تیسرا حصہ دوں گا۔ احمدیت کا اصل مقصد یہی ہے کہ انسان مالی قربانی سیکھے میرا تمام مال ومتاع اسلام پر قربان ہے۔

چوہدری محمد حسن صاحب وکیل گجرات تحریر فرماتے ہیں کہ مرزا سردار بیگ صاحب نے ۳۰ روپے دیدیئے ہیں۔ باقی جلسہ پر ادا کریں گے۔ نیز شیخ کریم اللہ صاحب وراجہ فیروز خاں صاحب سالانہ جلسہ پر ادا کریں گے۔

جناب غلام باری صاحب کلکٹر انکم ٹیکس کرنال خاکسار اپنی ایک ماہ کی آمدنی کا تیسرا حصہ بالاقساط ادا کردے گا۔

جناب ثناء اللہ صاحب امرتسر آپ کا حکم بسر وچشم منظور ہے بالاقساط رقم مطلوبہ ادا کروں گا۔

مولوی فضل الدین صاحب مدرس لاہور میری تنخواہ میں سے انجمن ⅓ حصہ وضع کرلے۔ آپ دعا کریں۔

محمودہ احسن: دو عدد کنگنا مبلغ للعہ (۴۴ روپے)

میر محمد صدیق صاحب سادے گجرات ۲۰ دسمبر تک حاضر خدمت ہو کر رقم مطلوبہ ادا کردوں گا

خان صاحب مظفر خاں صاحب کرنال مبلغ ۵۴ روپے کی رقم ماہ دسمبر کی تنخواہ ملنے پر دوں گا۔

جناب اللہ دتا صاحب بورسٹل جیل مبلغ بیس روپے (عمہ) ادا کروں گا۔

ملک عبد الغنی صاحب کلرک سٹام صلع لاہور آپ کی اپیل پڑھی میں خوشی سے اپنی آمد کا تیسرا حصہ اس کارخیر میں دوں گا۔ دعا کریں کہ خداوند تعالیٰ خدمت دین کی توفیق دے۔

خان صاحب شہباز خاں صاحب اوورسیر مبلغ بیس روپے (عمہ) حضرت کی تحریک کے مطابق قومی فنڈ کا چندہ روانہ کرتا ہوں۔

حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب حضرت کی تحریک پر مبلغ ستر روپے چندہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولانا عبد الستار صاحب مزید دس روپے قبول فرمایئے

پروفیسر فضل حق صاحب جموں ...... بہر حال جلسہ سالانہ کے موقع پر حتی المقدور پیش کروں گا۔

مولانا یعقوب خان صاحب بی اے ایڈیٹر لائٹ حضرت کی اپیل پر یکصد روپیہ دیتا ہوں۔ میری تنخواہ میں سے ۲۰ ماہوار ۵ ماہ تک وضع ہوتا رہے۔

جماعت پشاور معرفت خان صاحب دلاور خاں صاحب جناب کی اپیل کے مطابق احباب ذیل نے چندہ دیا ہے۔

عبد الرحمن خاں صاحب ۱۵ عبد الحمید خاں صاحب پلیڈر للعہ خان بہادر مولوی غلام حسن خاں صاحب ۵۰، اہلیہ عبد الحمید خاں صاحب پلیڈر پانچ روپے اور ایک طلائی انگشتری۔ اہلیہ عبد اللطیف خاں صاحب ۱۰ اور ایک انگشتری طلائی۔ مستری آغا محمد صاحب ایک روپیہ۔ خان عبد العزیز خاں صاحب پولیس انسپکٹر ۱۵، امام الدین صاحب ۶، میر مدثر شاہ صاحب ۱۰، مرزا احمد سلطان پنشنر انسپکٹر پولیس ۱۰، خان صاحب دلاور خاں صاحب ۵۰۔ خان صاحب دلاور خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ضروریات دین کو مدنظر رکھتے ہوئے ۵۰ قرضہ لے کر ادا کئے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

جناب رحمت اللہ صاحب لاہور چھاونی جب حضور کا پیغام پہنچا اس قدر خوشی حاصل ہوئی جس کا کوئی اندازہ نہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمیں خدا نے اس سلسلہ میں داخل فرما کر خدمت اسلام کا موقع عنایت فرمایا۔ حضور کا خط پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ میں نے اپنا چندہ ثلث ادا کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

خان مظفر خاں صاحب کرنال بل کے وصول ہونے کی وجہ سے دیر ہوئی۔ وصول ہونے پر انشاء اللہ تعالیٰ ۵۴ روپے ارسال کروں گا۔

جناب عبد المنان صاحب کلرک جہلم میں اپنی دس دن کی آمدنی بالاقساط ادا کردوں گا پہلی قسط جلسہ پر ادا کروں گا۔

مرزا غلام ربانی صاحب [illegible] سے تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ محمد [illegible] صاحب اور ان

خبریں

—— آستانہ سے اطلاع ملی ہے کہ ترکی حکومت [illegible] زنانہ [illegible] کر [illegible] اس کی [illegible] مذکورکی [illegible] خبر [illegible]

—— بعض خبروں سے پایا جاتا ہے کہ مدرسہ مذکور [illegible] کی تبلیغ کا پروپیگنڈا کرتی تھیں۔

—— حکومت حجاز نہایت سرگرمی سے اصلاحات [illegible] جدید آلات اور مشینوں کو ملک میں رواج دینے کی کوشش کر رہی ہے۔

—— کولمبو۔ بلجیم کے شہزادہ ولی عہد کل یہاں پہنچے اور نباتاتی تجربات کے باغ کا معائنہ کرنے کے بعد عازم ہندوستان ہوگئے۔

—— واشنگٹن ۸ر دسمبر پریزیڈنٹ کوہلے نے کانگرس سے ۱۳ لاکھ ۵۰ ڈالر کے مزید مصارف کی منظوری طلب کی ہے۔ جو دو [illegible] کشتیوں پر جو فی الحال زیر تعمیر ہیں صرف کئے جائیں گے۔

—— افغانی قونصل جنرل مقیم ہند نے اعلان کیا ہے کہ اس خبر میں مطلق کوئی صداقت نہیں کہ افغانستان میں سکھوں کو ٹوپی پہننے یا کیس کٹوانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ قونصل مذکور نے اس امر پر اظہار افسوس کیا ہے کہ بعض شریر لوگوں نے جان بوجھ کر غلط فہمیاں پھیلائی ہیں۔

—— پیرس ۱۴ر دسمبر۔ مصری انجمن پیرس نے مصریوں کے قومی جہاد کی سالگرہ منائی۔

—— جدید دہلی ۱۴ر دسمبر۔ وزیر ہند نے اسمبلی کے لئے ایک سیکرٹری اور ایک ڈپٹی سکرٹری اور ایک اسسٹنٹ سکرٹری کا تقرر منظور کرلیا ہے اور عملہ اسمبلی کی علیحدگی کے متعلق حکومت ہند کی تجاویز کو اصولاً منظور کرلیا ہے۔

—— جدید دہلی ۱۶ر دسمبر۔ حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کے مکان پر آج ایک غیر ضابطہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ تاکہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے لائحہ عمل پر غور وخوض کیا جائے۔ اس جلسہ میں مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ہمدرد بھی تشریف رکھتے تھے۔ بحث ومباحثہ کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ کانفرنس کی تاریخیں ۳۰، ۳۱ دسمبر رکھی جائیں تاکہ کلکتہ جانے والے مسلمان بھی شریک ہوسکیں۔

—— بعد کی خبر ہے کہ یہ کانفرنس ۳۰-۳۱ کے بجائے یکم دو جنوری کو منعقد ہوگی۔

—— کلکتہ میں آل انڈیا خلافت کانفرنس کا اجلاس ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر کو منعقد ہوگا۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ نواب سر محمد مزمل اللہ خاں نے علیگڑھ یونیورسٹی کی وائس چانسلری سے استعفا دیدیا ہے۔ اور یونیورسٹی کورٹ سے درخواست کی ہے کہ وہ ان کے جانشین کا انتخاب کرے نواب صاحب نے اپنے استعفے کی کوئی وجہ بیان نہیں کی ہے۔ کورٹ نے آپ کو تین سال کے لئے منتخب کیا تھا۔ اور ابھی آپ کی میعاد چانسلری میں ایک سال باقی رہتا ہے۔

—— لاہور ۱۷ر دسمبر۔ آج ۴ اور ۵ بجے شام کے درمیان مسٹر سانڈرس اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ان کا ریڈر چنن سنگھ [illegible] کے دفتر متصل ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور کے سامنے گولی کا [illegible] گئے۔ واقعات یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ سانڈرس اپنے کام سے فارغ ہوکر اپنے موٹر سائیکل پر سوار ہونے لگے تو کسی نے ان پر فائر کردیا۔ اور گولی ان کے سر میں لگی اور وہ وہیں مرگئے۔ چنن سنگھ نے قاتل کو پکڑنے کی کوشش کی۔ اس پر بھی فائر ہوا۔ [illegible] بعد ہسپتال میں وہ بھی مرگیا۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ مجرم اور اس کے ساتھی ڈی۔ اے۔ وی کالج کے اندر گھس کر کہیں بھاگ گئے۔ ابھی ان کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ اس سلسلہ میں مختلف قیاس آرائیاں کی جارہی ہیں

—— لاہور ۱۸ر دسمبر مقتول سانڈرس ایک نوجوان انگریز [illegible] کو ولایت سے آئے چند ہی ماہ ہوئے تھے۔ چنن سنگھ [illegible]

—— اس واقعہ قتل کے سلسلہ میں پولیس نے ڈی۔ اے۔ [illegible] کر رکھا ہے۔ کالج کے ہوسٹل اور بعض مختلف عمارتوں کی [illegible]

—— مہاشہ کرشن ایڈیٹر [illegible] کے مکان کی بھی [illegible] لڑکے اور چند نوجوانوں کو بھی گرفتار کرلیا گیا ہے۔

—— [illegible] سیاست [illegible] مولانا ابوالکلام آزاد [illegible]

اسلامی اخبارات ورسائل

اللہ اہل الرائے اصحاب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس سال

اخبار "پیغام صلح" کا آنحضرت نمبر

تمام اخبارات کے میلاد نمبروں میں ظاہری و باطنی خوبیوں کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ تھا۔ ہندو اخبارات ورسائل نے بھی اس کی بے حد تعریف کی ہے۔ جو اخبارات میں آپ نے ملاحظہ فرمائی ہوگی۔ اس نمبر کی دفتر میں چند صد کاپیاں موجود ہیں۔ جو سالانہ جلسہ پر بغرض فروخت موجود رکھی جائیں گی۔ احباب خریدیں خود پڑھیں۔ اور اپنے مسلم وغیر مسلم احباب کو تحفہ میں دیں۔

فی پرچہ دو آنے (۲ر)

(مینیجر)

دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس

تصنیفات حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل

بیان القرآن یعنی اردو ترجمہ وتفسیر قرآن کریم یہ تفسیر ... عبارت میں لکھی گئی ہے۔ اور قرآن کریم کو ایک مقام ... دوسرے مقام تک حل کیا گیا ہے۔ مکمل تین جلدوں میں۔ قیمت ... جلد اول لعہ، جلد دوم لے، جلد سوم لعہ،

سیرت خیر البشر حضرت نبی کریم کی زندگی کے پیارے پیارے حالات۔ قیمت بے جلد ۸، مجلد عہ

تاریخ خلافت راشدہ یعنی خلفائے راشدین کے زمانہ کے حالات قیمت بے جلد عہ مجلد عہ

جمع قرآن قرآن کریم کی جمع وترتیب کے متعلق تمام تاریخی واقعات نہایت تحقیقات سے لکھے گئے ہیں۔ مجلد عہ

مقام حدیث اس کتاب میں جمع حدیث۔ ضرورت حدیث۔ اور تنقید حدیث پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ شروع کتاب میں آنحضرت صلعم کے خط وخال کا عکس دیا گیا ہے۔ قیمت عہ

حقیقت المسیح ایک عیسائی کے چند سوالات کے جوابات از روئے قرآن کریم۔ اور بائبل نہایت مفصل طور پر ... گئے ہیں۔ قیمت صرف ۳ر

جاوت ... ایک ادیبہ سے مادہ حادث ... قیمت ۸ر

مسیح موعود جس میں سلسلہ ... کی گئی ہے۔ سلسلہ کے متعلق تحقیقات ... از بس ضروری ہے۔ قیمت مجلد ...

النبوت فی الاسلام اس ... پر مفصل بحث ... کی کتب سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ آنحضرت ... ختم ہوگئی۔ قیمت ...

صحیح بخاری صحیح بخاری کے پہلے پارے ... نوٹ۔ تین حصوں میں ... سوئم عہ، باقی چھپ رہے ہیں۔ قیمت ...

شناخت مامورین جس میں مامورین من اللہ ... کے نشانات۔ بالوضاحت ...

احمد مجتبیٰ میاں محمود احمد صاحب کے ... رسول اللہ کا نام ...

تصنیفات دیگر مصنفین

یجروید۔ مصنفہ مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کا اردو ترجمہ۔ جس پر اکثر ہندو اخبارات نے بھی تنقیدی نظر ڈال کر ... اور بعض نے تعریف بھی کی ہے۔ قیمت عہ مسئلہ تثلیث ۳ر تجارت ۱ر مطالعہ اسلام ۲ر ...

غلط وصحت۔ مصنفہ ممتاز احمد صاحب فاروقی۔ اس کتاب کی بڑے بڑے ڈاکٹروں نے تعریف کی ہے۔ جن میں ڈاکٹر ... اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی شامل ہیں۔ اردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ قیمت صرف ... ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس اسلامی کتب کا ذخیرہ ہے۔ فہرست مفت طلب کریں۔

مینیجر دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور آنی چاہئیں

شاہی اکسیری زود اثر مجربات

(دواخانہ زیر سرپرستی کپورتھلہ سٹیٹ پنجاب)

شاہی یاقوتی۔ قوت مردانہ کی وہ مشہور اکسیر ہے۔ جو زود اثری میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ یہی وجہ ہے کہ راجوں مہاراجوں تک میں مقبول ہے۔ بڑے بڑے رؤسا و نواب اور امیر استعمال کرتے ہیں۔ قیمت بھی کچھ زیادہ نہیں صرف پانچ روپے ہے۔ ہر قسم کے زنانہ و مردانہ امراض کی مجرب ادویہ ہمارے ہاں تیار رہتی ہیں۔ نیز خط وکتابت کے ذریعہ علاج کیا جاتا ہے۔ غرباء سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ البتہ دوائی مناسب قیمت لی جائے گی۔ جواب طلب امور کے لئے ٹکٹ بھیجئے۔

شاہی حکیم مولوی نذر محمد صاحب طبیب خاص کپورتھلہ سٹیٹ

مسمریزم ہپناٹزم

کے ذریعہ خدا کے فضل سے ہر قسم کی روحانی وجسمانی مایوس العلاج امراض کا علاج دور یا نزدیک سے نہایت کامیابی سے کیا جاتا ہے۔ اور پندرہ بیس روز میں شرطیہ سکھاتے ہیں۔ مفصل حالات کے لئے ہماری کتاب جو ۱۸ سالہ محنت کا نتیجہ ہے مفت منگائیے۔

گنیش داس اوم نند گنیش آشرم چھاؤنی جالندھر

آپ

اخبار "پیغام صلح" کے خریدار بن جائیے

پیغام صلح ہندوستان میں بہترین سہ روزہ مذہبی اصلاحی اور اتحادی ...

پیغام صلح میں نہایت دلچسپ مدلل اور موثر مضامین شائع ہوتے ...

پیغام صلح میں ہندوستان کے بہترین ارباب قلم مضامین ...

پیغام صلح میں معترضین اسلام کے اعتراضات کا نہایت ... جاتا ہے اور اسلامی تعلیم کو نہایت دلکش طریق پر پیش کیا جاتا ہے۔

پیغام صلح مسلمانوں کو مذاہب غیر کی تبلیغی سرگرمیوں سے خبردار ... ضروریات کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پیغام صلح کی ہر اشاعت میں دنیا بھر کی تازہ خبروں کا ...

پیغام صلح کو مسلمانوں کا تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقہ ... لیس ہونے میں جن سے ... چھپائی کاغذ اعلیٰ سائز ۱۸×۲۲ آپ آج ہی نمونہ کے لئے ... قیمت چھ روپے ششماہی تین روپے سہ ماہی دو روپے ... مالک غیر سے پندرہ شلنگ سالانہ۔ نمونہ مفت

مینیجر ...